ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

اخبار الحکم

قادیان دار الامن و الامان

نمبر اول | قادیان دار الامن و الامان مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء | جلد دوم

برکتوں کے سال
یا
پچھلے سال پر ایک نظر

گو سن ستانوے کو ختم ہوئے اور سن رواں کے آغاز کو ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے اور ہمارا اس وقت مبادی سنین پر کچھ لکھنا بے وقت کی راگنی ہے۔ لیکن ہم پچھلے سال پر ریویو کرنے کی بوجوہات معقول ضرورت سمجھتے ہیں۔

اولاً الحکم کا سال رواں میں یہ پہلا نمبر ہے اس لئے رسمی طور پر سال گذشتہ کا ریویو مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ثانیاً گو سن ستانوے اپنی ظاہری نوعیت میں ایک عبرت انگیز اور سراپا [illegible] سال گذرا ہے اور اس کی [illegible] بعض نے بعض اہل [illegible] عام الحزن کہنے پر مجبور کیا۔ مگر نفس الامر میں وہ ایسا سال نہیں ہے اس لئے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا بھی ضروری ہے۔ ثالثاً۔ اس سال میں ہمارے **مشن کی فتوحات اور کامیابیاں** اس کثرت سے ہوئی ہیں کہ ان کی نظیر پچھلے سالوں میں نہیں ملتی لہذا اس پر **نظر ثانی** کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا بوجوہات بالا ہم سن [illegible] پر ایک **اجمالی** نظر کرتے ہیں۔

جس میں یہ بتلایا جائیگا کہ اس سال میں اللہ کریم نے دنیا کو دردناک عذابوں سے بچا کر [illegible] اسکے ماموں کی مخالفت کیوجہ سے آیۃ الا کھا مختلف [illegible] کی صداقت کو ظاہر کیا۔ تفصیلی طور پر ہم اس رپورٹ میں بحث کریں گے۔ جو **قادیان دار الامان کے سالانہ جلسہ کے کوائف اور مضامین** کی جامع ہے۔

زمانہ

[illegible]

تغیر پذیر حالتوں کے مجموعہ اور بوقلموں حوادث کے شیرازہ ہی کو ہم **زمانہ** کہتے ہیں۔ وجود و عدم [illegible] و زوال۔ اقبال و ادبار۔ حیات و ممات کے متضاد [illegible] پر غور کرنے سے اور بھی وضاحت سے ذہن نشین ہو جائیگا کہ **زمانہ ہے کیا چیز؟** اگر ہماری ہستی اپنے قابو پر ہوتی تو ہم اسے ناپائدار اور زمانہ کو قدیم مان لیتے۔ لیکن ہماری اضطراری حالت ریکارڈ کرتا رہتا ہے کہ ہر سانس کے بعد ایک نئے عالم میں جا پہنچتے ہیں۔ یہی سانس اگر کوئی محسوس شے ہوتی تو دکھا دیتے کہ لمحے منٹ گھنٹے دن ہفتہ مہینے سال قرن اسی کی آمد شد کا ایک نتیجہ ہیں۔ مگر افسوس اس [illegible] حیات اور [illegible] ذات کو ہم [illegible] نگاہوں سے نہیں دیکھتے [illegible] دن غفلت میں گزر گئے اور ہماری [illegible] ہفتے [illegible] اسی طرح [illegible] کی [illegible]

کو دن کے نیک و بد اعمال کا اور دن کو رات کے حسنات و سیئات کا کبھی محاسبہ نہ کیا ع دن کٹا جس طرح کٹا [illegible] انسان کی غفلت پر افسوس! کہ وہ اپنی زندگی کو عزیز رکھتا ہے۔ اور بدلے زندگی کی پرواہ نہیں کرتا جس طرح اپنے دم سے دوسروں کو نہ دینے والا بخیل ہے۔ اسی طرح ایک ایک دم کو بے مصرف گذارنے والا مسرف ہے ع

غافل ترا [illegible]

آئندہ زمانہ بہ نظر حساب خواہ کتنی ہی دور ہو۔ مگر کل آتا قریب سے ظاہر ہے۔ کہ آنے والا خواندہ مہمان ہو یا ناخواندہ سبک رفتار ہو یا نازک خرام ایک نہ ایک دن ضرور آکر رہیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت یا یوم الحساب منکروں کے نزدیک فرضی یا وہمی امر ہو مگر عاقبت بینوں کے روبرو اور فہم سے کام لینے والوں کے نزدیک ہے۔ الغرض آناً فاناً ایک نئی تبدیلی اور نیا عالم اور آنیوالی گھڑی کی خبر دیتا ہے۔ **یوں** تو انسانی ہستی کے لئے ہر لحظہ ایک تغیر ہوتا رہتا ہے۔ جو لاپروائی اور عدم توجگی کے باعث محسوس نہیں کیا جاتا۔ مگر جو انقلابی و **دلچسپ سین** سال کے خاتمہ پر نظر آتا ہے جبکہ دنیاوی کاروبار انتظام ایک نئی حیثیت قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس وقت جو کیفیت دل پر گذرتی ہے۔ ایک دم کے لئے تو وہ ضرور [illegible] چونکا دیتی ہے اور اگر کوئی شخص [illegible] ساتھ اتنا کہہ کر [illegible] کہ او ہو **سال گذر گیا؟** [illegible]

نوٹ ۔ سالانہ رپورٹ زیر طبع ہے۔

معاملہ بھی کرتے تو جو عمدہ نتیجہ اس وقت اس کے ذہن پر اثر ڈالتے
ہیں اور جو سبق وہ حاصل کر سکتا ہے۔ بلا شک وہ بڑے قیمتی ہیں۔
پس اس نقطہ سے اگر کوئی سبق لے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی بے
اعتبار زندگی کو سہل کر لیگا۔ لیکن عام طور پر وقت کا ناچیز اور کمتر حصہ
جس طرح زندگی کو گذار رہا ہے۔ اوسپر بہت کم لحاظ کیا جاتا ہے۔ مگر جب
سال ختم ہو کر یہ پکارتا ہے۔ کہ عمر میں سے ایک سال اور کم ہو گیا تو
واقعی ایک عبرت انگیز افسوس پیدا ہوتا ہے۔ جو تھوڑے عرصہ
کے لئے دل کو بے چین کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ مگر یہ ایک ایسا شدنی
امر ہے کہ جو لاکم و کاست اسی طرح ہوتا رہیگا جب تک کہ وہ وقت
خاص نہ آجائے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اہل دنیا سال کے شروع
میں اپنی سلامتی کے لئے شکریہ کرتے ہیں اور اسکے اندر ایک تشویش
پیدا کرنے والا خیال پاتے ہیں جو بیکلی کے ساتھ یہ سوچھا دیتا ہے
کہ خدا جانے ہمکو نیا سال دیکھنا بھی نصیب ہوگا یا نہیں۔

فی الجملہ نئے سال میں اگر کوئی بات قابل غور ہوتی ہے۔ تو وہ
یہی ہے کہ انسانی ہستی کو اپنے آیند قیام کے واسطے کسی قدر
تردد کا موقع ملتا ہے۔ اور اسی لئے یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک
شخص کو اپنی حالت پر غور کر کے آیندہ کی فکر کرنے کی **مہلت**
ملتی ہے اگر کسی شخص نے اس عظیم الشان تبدیلی سے فائدہ اٹھا
کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لی تو سمجھو کہ اس نے سال کی تبدیلی کی
حقیقت کو سمجھ لیا۔ اور اسکا مقصد بھی کسی حد تک پورا کر دیا۔
یہی ایک ایسا وقت ہے۔ کہ **خبیر مجسّم ضمیریں**
جو یوں تو کسی وقت بھی **درماندہ قوم کی حالت** سے
بے فکر نہیں ہوئی تھیں۔ مگر اس وقت خصوصیت کے ساتھ
اپنی **نکبت زدہ۔ شکستہ بال** قوم کی حالت پر آٹھ آٹھ
آنسو رو رہی ہیں۔ اور گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں مانگ رہی
ہیں۔ کہ خداوندا اسے **بصیرت** عطا کر اور **دیکھنے**
کی آنکھ دے۔ اور ایک سوچنے والا دل **عنایت**
کر تا وہ **نذیر** کی عظمت کو پا کر خستہ حالی سے
نکلے!!!

العرض اس نئی تبدیلی سے انسان کے لئے بہت سے
سبق مل سکتے ہیں اگر وہ چشم بینا اور دل دانا رکھتا ہو۔
مبارک ہیں۔ وہ لوگ جو اس **تغیر عظیم** ہی پر موت
کی نہ ٹلنے والی گھڑی کو یاد کر کے **خدا کے برگزیدہ**
اور دنیا میں آنے ہوئے **نذیر** کی عظمت کو قبول کر لیتے ہیں
اور ہولناک دن سے بچ جاتے ہیں اور **ہلاکت** ہے ان
کے لئے جو اب بھی محسوس نہیں کرتے اور زندگی کو ایک
پاسے دار اور اختیاری امر جانتے ہیں۔
مندرجہ بالا سطور میں عام طور پر ہم نے نئے سال سے

... حالات کا ذکر کیا ہے ... اب ہم

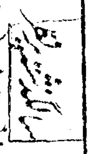

رسمی طور پر سال گذشتہ پر ایک **ایمانی نظر**
کرتے ہیں۔ سنہ ستانوے اپنی **نوعیت** اور
حیثیت میں پچھلے چند سالوں سے کسی بات
میں کم نہیں رہا۔ اور دنیا پر انواع و اقسام کے مصائب
اور آلام کا ایک خاص **حربہ** چلتا رہا۔ جنہوں نے اس سال کو
عام الحزن یا مصیبتوں کا **سال** لکھوایا۔ گویا یہ
ہوا **قحط**۔ **وبا**۔ **زلزلے**۔ **آتش زدگیاں**۔ بلاخیز
طوفان۔ عالم آشوب **جنگیں** ہوتی رہیں مگر ہماری نظر
میں یہ **عالم کبیر** نشان تھے جو اپنے وقت پر پورے ہوئے
اور ہو رہے ہیں **مگر نادان** ان کی فلاسفی پر بحث
کرتا ہو۔ خیالی ڈھکوسلوں سے اوس کے اسباب پر غور کرتا ہے
مگر نہیں سمجھتا کہ **سنت اللہ** اسی طرح پر چلی آرہی
ہے کہ جب کوئی **مامور من اللہ** دنیا میں آتا ہے۔ تو
طبیعتوں میں **بیداری** کی حالت پیدا کرنے کے لئے
اور نیز ظاہر اون بد اعمالیوں کی پاداش ہیں جن کی
کثرت نے اوس **مامور** کی ضرورت کو پیدا کر دیا ہے۔
دنیا سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی اور سن
ستانوے کو خواہ کیسا ہی **منحوس** اور **مذموم** قرار
دے۔ مگر اس **سنت اللہ** پر نظر کرنے والے اور پھر
اوس **نذیر** کو پانے والے تو اوس کو اور بھی **برکتوں کا**
سال کہیں گے کیونکہ اس کی حالت ان کی ایمانی
قوت میں مضبوطی کی ایک اور نہ چھڑنا دیگی۔ **الحکم**
بھی چونکہ دنیا میں **امن** اور **سلامتی** کا پیغام لیکر
آنے والے نذیر کو **خدا تعالیٰ** کی لا انتہا عنایتوں
سے پانے والوں میں ہے۔ اس لئے وہ جہاں ایک طرف
خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں
وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا
اھلھا بالباساء والضراء لعلھم
یضرعون۔ پڑھتا ہے۔ وہاں خارجی طور پر ان
آثار کو پا کر اوس **ایمانی** طاقت میں ایک خاص قوت آتی
ہوئی محسوس کرتا ہے۔ اس لئے ہم ان **آفات**
اور **بلیات** کو اپنے لئے **ایمانی جوش** عطا کرنے
والے ملائکہ اور **تضرع** کی حالت پیدا کرنے والے لازم
سمجھتے ہیں جنکی تہ میں وہ **مبارک وعدہ** بھی ہے کہ
ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ
ایک اور امر بھی یاد رکھنے اور خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل
ہے کہ اللہ کریم نے قرآن کریم میں ایک اور جگہ یہ بھی بیان فرمایا ہے
کہ **ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**

جب تلک عذاب الٰہی نازل نہیں ہوتا جب تک بعثت رسول
نہو یہاں رسالت عامہ مراد ہے۔ نہ خاصہ۔ اس آیت
شریف پر تدبر کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ یہ ہمارا فرض ہونا چاہیئے
کہ جب ہم آسمان پر عذاب کے آثار دیکھیں تو اوس وقت اس
امر کا تو لحاظ کریں کہ اوس آنے والے کو بھی تلاش کریں
جس کی آمد کے ساتھ یہ آثار پیدا ہوئے ہیں کیونکہ اللہ کریم
کی باتوں میں تو احتمال کذب نہیں ہے۔ پس اس عذاب
کے وقت میں جس نے کہیں بلاخیز طوفان کی صورت
پکڑی۔ اور کہیں زلزلہ کی شکل اختیار کی۔ اور کہیں طاعون
بن کر چمٹ گیا۔ اور کہیں قحط کی ہولناک اور بھیانک شکل میں
بھسم کرنے لگا۔ یہ ضروری تھا۔ کہ کسی آسمان سے آنے
والے کا بھی لوگ پتہ لگانے میں مصروف ہوتے تا اس دردناک
عذاب سے بچ جاتے۔ مگر ابھی بھی کچھ نہیں گیا۔ صبح کا
بھولا اگر شام کو گھر آجاوے تو بھولا نہیں کہلاتا۔ اگر اب
بھی وہ اُس مامور کو پا لیں جو پانے کا حق ہے۔ تو جیسا کہ اوپر
ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ **تقدیر معلق** ہے تو یہ عذاب استغفار
اور رجوع الی اللہ سے ٹل سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے سعادت
مندی سے اُسے قبول کیا۔ انہوں نے دودھ اتو ایسا لیا قرآن
پر تدبر کر کے سعادت حاصل کی اور اوس مامور کو پا کر اللہ کریم کے
قول کو صادق پا کر ایمانی طاقت کو مضبوط کیا اور یہ وہی لوگ
ہیں۔ جنہوں نے آنے والے **نذیر** کو پا لیا ہے۔
المختصر سنہ ستانوے اپنی **نوعی حالت** کے لحاظ
سے بھی ہمارے ایمان کو طاقت اور دل کو سرور بخشنے والا
اور اُن واقعات کے لحاظ سے بھی جو اس **مامور من اللہ**
کے مشن کے ساتھ پیش آئے کچھ کم **مبارک** نہ تھا۔ ہم
کو اس امر کے صراحت سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں
معلوم ہوتی کہ اوس **مامور من اللہ** کو لوگوں سے انٹروڈیوس
کریں۔ کیونکہ کم و بیش کوئی ایسا متنفس نہ ہوگا۔ جس نے ہمارے
سید و امام۔ حضور **حجۃ اللہ۔ محی السنۃ**
قامع البدعۃ حضرت **میرزا غلام احمد**
صاحب ایدہ اللہ الاحد **مسیح موعود۔ و مہدی**
مسعود ادام اللہ فیوضہم کی صدا ایک بار نہ سنی ہو۔ اور
جس کا **پیام** اس کے کان تک نہ پہونچا ہو۔
کم بخت انسان سنہ ستانوے کے عام واقعات
وبا و **قحط** پر تو غور کرتا۔ اور ایک ایک دفعہ اُن کے **فکر میں نیم**
مردہ سا ہو جاتا ہے۔ اور اوس کی روح کانپ کانپ اٹھتی ہے
مگر نہ تو اس **مقدس انسان** کو دیکھتا ہے جس کی صداقت
کے لئے یہ تمام کرشمہ قدرت ظاہر ہو رہا ہے اور نہ ان واقعات
پر ریویو کرتا ہے۔ جو ایک **بدیہی شکل** میں خاص اُس کے

دی **فتوحات** ہیں۔ ہم اپنے ناظرین کے فرض کے لئے اور اس خیال سے کہ شاید ان باتوں سے کوئی **مستعد طبیعت** صداقت کو پالے۔ سنہ ستانوے کے واقعات پر نظر کرنا چاہتے ہیں۔ گو اوس کو ختم ہوئے ڈیڑھ ماہ گذر گیا اور اس وقت بظاہر یہ بے وقت کی راگنی اور باسی کڑھی کا اُبال سمجھا جائیگا مگر نہیں **سنہ ستانوے** اپنی **مجموعی حالت** میں **ہماری مشن** کے لئے ایک بین نشان رہا ہے۔ اس لئے اس کا ذکر خالی از منفعت نہو گا۔

بداندیش مخالفین سال بھر اپنی لاحاصل کوششوں سے خدا تعالے کے قائم کردہ **مشن** کو نیست و نابود کرنے میں **ان تھک** اور سر توڑ کوششیں کرتے رہے۔ مگر خدا تعالے اوس کی **عظمت** اور اپنے **بندے** کا **جلال** اور بھی ظاہر کرتا گیا۔

ناعاقبت اندیش مخالف۔ اس سال اپنی عدوی مخالفتوں میں ناکامیاب اور مایوس ہو کر دردناک عذابوں میں گرفتار رہے۔

شروع سال ہی سے **مبارک** زمانہ شروع ہوا۔ اور پہلی سہ ماہی کے اندر وہ **عظیم الشان نشان** پورا ہوا جو ایک آریہ **نامی** قوم کے لئے مخصوص تھا۔ اور جسے سنہ ۱۸۹۲ء میں **عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب**۔ کے دل کو ہلا دینے والے الفاظ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یعنے پنڈت **لیکھرام کی خارق عادت** رعب اور ہیبت رکھنے والی موت جس پر مخالفین کو بھی پیش گوئی کے پورا ہونے کا **اقرار** کرنا پڑا۔ لیکن اونہوں نے اپنی عادت قدیم سے اس **قتل** کا بے فائدہ اور ناپاک **الزام**۔ ہمارے **امام** پر لگایا اور بہتیرا شور مچایا مگر آخر خدا تعالے نے اپنے **ہاتھ کی چمکار دکھائی**۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ **الیس اللہ بکاف عبدہ**۔ کا مطمئن کرنے والا آوازہ **ہر وقت صادق** کے کانوں میں گونجتا رہتا ہے۔ باوجود **شرمناک** الزاموں کے لگانے اور پھر پوری طاقت **علم** اور **روپیہ** کی رکھنے کے بھی **مخالف شرمندہ ہوئے**۔

اور اظہار صداقت کے لئے خدا تعالیٰ کا **زور آور حملہ** وہ برداشت نہ کر سکے۔ اسی کے ضمن میں اون **کوتاہ اندیش** پنڈتوں کے اعتراض بھی دفع ہوئے جو ہمیشہ نجومیوں کی **خدمات** بالمقابل بلانے کے بھی **نجوم و جفر** کے ڈھکوسلوں تک بناتے تھے کیونکہ سرکاری مدبرانہ **تلاشی** ہو جانے پر ثابت ہوا کہ کوئی **رصدگاہ** نہیں بنی ہوئی اور **نجوم و رمل و جفر** کے آلات کا کہیں نام و نشان تک نہیں۔ گویا اس ایک **نشان** کے ساتھ **سفلہ مزاج** لوگوں کے کذب کا علے روس الاشہاد اظہار ہو گیا۔ **مباہلہ** یعنے **آسمانی فیصلہ** کی طرف مخالف الرائے مولویوں کو بلایا گیا۔ مگر دل کے کم زور کب خدا تعالے کا مقابلہ کر سکتے تھے نہ آئے پر نہ آئے۔ بیجا عذروں اور رکیک حجتوں سے ٹلتے رہے۔ آخر قصور والا مولوی آیا۔ اور مباہلہ کا برائے نام ارادہ ظاہر کیا لیکن وہ سال کے اندر ہی اوس ارادہ کی یاداش میں درد کا موہ کا طعمہ بنا۔ گورنمنٹ کو اکسانے والا اور **بے جا** اتہام لگانے والا **ناظم الہند** اپنی بدزبانیوں کی سزا پا کر رہا بمبئی تک جا کر سکینا مرزا صاحب کی مخالفت میں بیچیر بازیاں کرنے والا **ہدایت رسول** جو دل آزار گالیاں دے کر دل خوش کیا کرتا تھا۔ آخر اپنے کرتوں جیل میں پہونچا۔ **آسمانی باتوں** پر استہزا کرنے والا اور الہاما کو صرف ایک **میڈیم** کے **تفکرات** اور ملائکہ کو خیالی **شکلیں** قرار دینے والا انیا پرشاد بدخواہی سرکار میں پکڑا گیا مگر افسوس اوس کا میڈیزم اُسے نہ بچا سکا۔

سب سے بڑے اور زبردست مخالف **شیخ بٹالوی** نے اپنا پورا زور لگا کر مخالفت کی یہاں تک کہ جب اور کسی طرح زور نہ چلا۔ تو **عیسائیوں کے جعلی** اور **مصنوعی مقدمہ** میں شہادت دینے آیا اور طلب کرسی پر وہ جھاڑ کھائی۔ اور وہ ندامت اُٹھائی۔ کہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ اور عام نارضی کا تمغہ حاصل کر لیا۔

عیسائیوں نے بھی اپنی کوششوں میں کمی نہیں کی یہانتک کہ اقدام قتل عمد کا مقدمہ بنا کر عدالت کے دروازے تک پہونچے۔ لیکن باوجود اپنے وہمی اور خیالی زور حکومت کے آخر گورنمنٹ انگلشیہ کے **انصاف** نے اس **مامور من اللہ** کو عزت و احترام سے بری **مرزا کر۔ ابرا** کے الہام کو پورا کیا۔ (اس مقدمہ کے بعض حالات ہم **جنگ مقدس دوم** میں شائع کر چکے ہیں) اور عیسائیوں پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ منہ دکھلانے کے قابل تو نہیں رہے۔ اس عظیم الشان مقدمہ میں **کسر صلیب** کا نشان پھر ایک اور رنگ میں پورا ہوا۔ اس مقام پر یہ ظاہر کر دینا بھی مناسب اور بے محل نہیں کہ **ناعاقبت اندیش۔ الہام کا دعوے** کرنے والا **غزنوی طائفہ** بھی رد دعا کی ذلت میں پکڑا گیا۔ متذکرہ بالا مقدمہ کے رجوع ہوتے ہی اول تو اونہوں نے خلاف واقعہ یہ مشہور کر دیا۔ کہ سیدنا **مرزا صاحب** کے دشمن بذریعہ وارنٹ پابجولاں امرت سر گرفتار ہو کر آگئے اور پھر ہر نماز میں بھی یہی عاجز مانگنی شروع کیں۔ کہ اون کو اس مقدمہ میں سزا ہو۔ مگر اون کی دعائیں **صرف منہ کی پھونکیں** ہی ثابت ہوئیں۔ اور اونہوں نے کچھ بھی اثر پیدا نہ کیا۔ بلکہ رد ہو کر ذلت کی شکل اختیار کر کے کرنے والوں پر پڑیں۔ اور **آسمانی نور** عدالت میں بھی **چمکا**۔

کم سمجھ۔ مباہل۔ مباہلہ کرنے کے بعد بھی

فٹ نوٹ اکثر نادان عیسائی اپنے خیال اور زعم میں گورنمنٹ کو عیسائی سمجھ کر بعض کم زور طبیعت کے لوگوں کو ڈرا دیتے ہیں کہ **گورنمنٹ** ہماری ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں۔ گو گورنمنٹ کا مذہب عیسائیہ ہے۔ مگر اوس کی **بلند نظر** میں **عیسائی یہودی۔ مسلمان**۔ اور **ہندو** سب ایک ہی درجہ اور پایہ کے ہیں۔ ہم نے اکثر دفعہ عیسائی منادوں کو علانیہ وعظ کرتے سنا۔ اور جاہلوں کو پھسلاتے دیکھا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ **گورنمنٹ** ساڈی ہے۔ **اسیں جو چاہیے کرا سکدے** ہاں۔ ایسے لوگ گورنمنٹ کو بدنام کرتے ہیں۔ جس گورنمنٹ کو ایکشن لینا چاہئے۔ اور ہم فخر اور ناز سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے امام کا مقدمہ اس امر کی ایک **بین دلیل** ہو گیا ہے۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کو **عدالت کی کرسی** پر بیٹھ کر سب اقوام برابر ہیں۔ وہاں کسی کی کوئی خاص رعایت نہیں ہے۔ اس لئے اس مقدمہ میں عیسائیوں کا غلط اور دھوکا دینے والا زعم بالکل بے اصل ہے۔ **ایڈیٹر**

[illegible] دعا [illegible] کہ سیدنا **مرزا صاحب** پر عذاب آوے - اور تمام شہر اوس دعا کو مردود اور مخذول پاکر **مباہلے** کے لئے تیار ہوتا رہا - گویا یہ بھی ہماری ہی **فتح** اور **کامیابی** تھی - کیونکہ ہمارے **امام** نے امرتسر کے **مباہلہ** میں فریق مخالف کے لئے **بددعا** نہ کی تھی - بلکہ اونہوں نے ہمارے لئے بددعا کی تھی - اب اگر وہ سچا تھا - اور خدا اوس کے ساتھ تھا - جیسا اوس نے ظاہر کیا تو پھر اوسکی دعا کا رد ہونا اس سلسلے کے لئے کوئی کم نشان نہ تھا کیونکہ ہم نے سمجھ لیا کہ اوس نے بددعا کی ایک سال کے اندر اثر عذاب سے بھی محفوظ نہیں رہے - بلکہ نت نئی کامیابی ہمارے شامل حال رہی ہے - اور خدا تعالےٰ نے اپنی برکات اور انوار کا دریا بہا دیا ہے - یہ بھی **کچھ کم کامیابی** نہیں کہ خدا تعالےٰ نے **اوس گروہ کے صوفی** کو پھر سے ارادہ **مباہلہ** کیا گویا اونہوں نے خود اپنی **ذلت** کا اعتراف کر لیا کیونکہ اگر وہ یقینی طور پر **مباہلہ** کا اثر سمجھ چکا تھا تو پھر درخواست **مباہلہ** کیا مطلب رکھتی تھی - الغرض **غزنوی طائفہ** کو انکی **دعاؤں اور چیخوں** نے کچھ فائدہ نہ پہونچایا - اور **آسمان** نے ظاہر کر دیا کہ **خدا اونکے ساتھ نہیں** -

اس کے علاوہ چودھویں صدی کے بزرگ کا اشتہار اور بزرگ موصوف کے لئے یک سالہ پیشگوئی کا اعلان اور بزرگ موصوف کا رجوع بھی کوئی کم نشان نہ تھا - ان سب باتوں کے علاوہ صدہا معزز اشخاص نے اس سلسلہ کی **عظمت** کو قبول کیا - جنمیں سے ایک باخدا سجادہ نشین بھی شامل ہیں - اور جو ایک والی ریاست کے **مرشد** بھی ہیں - رسالہ جات اور ہزارہا اشتہار امصار و دیار میں پھیلائے گئے -

سنہ ستانوے کی بہترین یادگاروں میں سے **ڈائمنڈ جوبلی** سمجھی گئی ہے - اور اس تقریب پر بھی اس **مامور من اللہ** نے جو اپنی **محسن گورنمنٹ** کا اہل **جزاء الاحسان الا الاحسان** پر عامل ہو کر **فطرتی** طور پر سچا **عقیدتمند** اور **ہوا خواہ** ہے - اپنی مہربان ملکہ معظمہ کے عظیم الشان بشارت بخش دن کی تقریب پر جو کل رعایا کے لئے مسرت مجسم تھا - اپنے رنگ پر خوشی منائی - اور خاص دارالامان میں **جلسہ احباب** منعقد کر کے چھ مختلف زبانوں میں اوس کی **درازی عمر** - **صحت** اور **ایمانی دولت** کی افزونی کیلئے پرجوش دل سے دعائیں مانگیں - اور کثیر التعداد کاپیاں چھپوا کر تقسیم کیں - غربا اور مساکین کو کھانا دیا گیا - خیرات ہوئی - اور خاص اسی تقریب کے لئے **ایک بےنظیر - تحفہ** اور **سچا ہدیہ** - **تحفہ قیصریہ** کے نام سے تالیف کر کے نہایت عزت و احترام سے اپنی مہربان **ملکہ** کے پاس بھیجا جس سے بڑھ کر **بہتر** اور **مبارک** ہدیہ کبھی **قیصرہ مبارکہ** کو نہ دیا گیا ہوگا - یہ ہدیہ - **صداقت** اور **معرفت** کا نور اپنے اندر رکھتا ہے - اور سچی ارادت اور عقیدت کے جوش سے لکھا گیا ہے - اور خوب وہاں تک پسند کیا گیا کہ مکرر سرکاری طور پر خاص **لنڈن** سے اوسکی جلدوں کو نہایت شوق اور مسرت سے طلب فرمایا گیا - ذالک **فضل اللہ** یؤتیہ من یشاء

اسی سال کے دوران میں **امام ہمام** کے **نور البصر** میرزا **محمود احمد** کی آمین ہوئی جسپر **محمود کی آمین** کے نام سے ایک چھوٹی سی مثنوی شائع کی گئی جسکو پڑھ کر اہل دل ایک بہترین سبق حاصل کر سکتے ہیں - جو اوسمیں ایک خاص امتیاز پائیں گے کہ ان لوگوں (**ماموران من اللہ**) کی خوشیاں کیا رنگ رکھتی ہیں -

سال کے آخر پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جسمیں دور دراز کے احباب جمع ہوئے - **نہایت ہی نایاب** اور **محیر العقول** تقریریں ہوئیں - جو خود حضور **امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں - اور اوس کے ہی رنگ سے رنگین ہو کر ہمارے واجب التعظیم مخدوم حضرت مولوی **نورالدین** صاحب بھیروی اور واجب الاحترام مولانا مولوی **عبدالکریم** صاحب سیالکوٹی اور سراپا لیاقت حضرت سید **محمد احسن** صاحب امروہی نے قرآن کریم کے سرور بخش بلکہ حیات بخش **نکات** بیان فرمائے (یہ تمام تقریریں جداگانہ طور پر سالانہ جلسہ کی رپورٹ کی صورت میں عنقریب طبع ہو کر نکلنے والی ہیں -) اور اسی سال میں سالانہ جلسہ کی روئداد کو بصورت **رپورٹ** مرتب کرنے کی تجویز کی گئی - جس تجویز کا تاج ہمارے مخدوم مولوی **عبدالکریم** سیالکوٹی کے سر پر رکھا گیا - ہم نے ان باتوں کو اسی لئے نشانات کے ذیل میں داخل کیا ہے کہ اس سے پیشتر بھی لوگ دسمبر میں آتے تھے - **تقریریں** ہوتی تھیں - مگر امسال جو اثر ہوا وہ اپنی شکل میں **بےنظیر تھا** - اور ایسے خیالات کا پیدا ہونا کامیابی کے آثار ہیں - اور صداقت کی روح کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا قائم کردہ مشن نہ ہوتا - تو ایسے خیالات جو اوسکی عام اشاعت کا موجب ہوئے ہیں پیدا ہی نہ ہوں - **اسی** مبارک سال میں **حجۃ اللہ** اور **انجام آتھم** جیسی کئی زبردست کتابیں عربی اور اردو میں شائع کی گئیں - اور **کتاب البریت** کی تالیف اور طبع کا سلسلہ شروع ہوا -

اسی مبارک سال میں مدرسہ **تعلیم الاسلام** کا اعلان جاری کیا گیا جو اب خدا کے فضل سے شروع سال سے جاری بھی ہو گیا ہے -

منجملہ دیگر برکات اور فتوحات کے **الحکم** کا اجرا بھی اسی **مبارک سال سے** ہوا - اور الحکم کے ذریعہ جو کچھ کام اور کامیابی ہونے والی ہے - اوس کو اللہ علیم خوب جانتا ہے - ہماری جماعت کے ہر فرد بشر پر بہت سی **برکتوں کا نزول** ہوا - اون کی حالتوں اور جماعتوں میں خاص تبدیلی اور طاقت آئی - عموماً وہ اپنے ارادوں اور آرزوؤں میں کامیاب ہوئے -

ہمارے نوجوان اپنے امتحانوں میں کامیاب ہوئے خصوصاً مرزا **یعقوب بیگ** صاحب امتحان میں کامیاب ہو کر اسسٹنٹ سرجن ہو گئے - ڈاکٹر **عبدالحکیم** خاں اسسٹنٹ سرجن ہوئے سرجن بھی نہ رہے - بلکہ ایک مشہور و معروف کتاب **ذکر الحکیم** کے مصنف بھی بنے -

ہمارے نوجوانوں کے فخر ہمارے مخدوم خواجہ **کمال الدین** صاحب بی - اے - لیٹ

پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مع اپنے دوسرے احباب شیخ (؟) چودھری **نبی بخش** بی۔ اے۔ مولوی **محمد علی** ایم اے ڈیسیمبر کے قانونی امتحانات میں شامل ہوئے۔ اور خدا کے **فضل** سے سب کے سب کامیاب ہوئے۔ **اللھم زد فزد۔**

الغرض ہر پہلو اور ہر حیثیت سے اس سال کو مبارک پایا۔ اور اسی لئے ہم اوس کو **عام الحزن** نہیں بلکہ **برکتوں کا سال** کہیں گے۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے اس سال کو ہمارے لئے بھی اپنی **برکات کا** سال بنا دے۔ اور سعادتمندوں اور **نیک طینت** ۔ لوگوں کے لئے ہدایت کے راستہ کھول دے۔ تا وہ اوس کے فرستادہ کو دیکھ لیں۔ اور اسکی طرف آ سکیں۔ **آمین**

ایڈیٹوریل نوٹس

الحکم کا آئیندہ ارنگ

للہ الحمد آخر بجیرہ خاطر منت
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

پچھلے دنوں **الحکم** کی اشاعت و اہتمام میں جو نقائص پیدا ہوتے رہے۔ اور خصوصاً پچھلے ڈیڑھ ماہ سے اوس کی اشاعت قطعاً بند رہی۔ اگرچہ اُسنے ہمارے احباب کو اخبار اور خود ہماری نسبت کسی شکایت کا موقع دیا ہو۔ مگر ہم تو اُسکے مشکور ہیں کیونکہ اسی بے قاعدگی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ **الحکم** کی نسبت ہماری ہمارے دوستوں اور بزرگوں کی جو خواہشیں تھیں۔ انکے پورا ہونیکے اسباب ہی پیدا ہوگئے۔ اور اخبار اپنی شکل و صورت اور اہتمام میں **قومی امتیاز** اور ترقی حاصل کرنیکے قابل ہوگیا۔

اور **الحکم** کو اپنے **مشن کا سچا خادم** اور **آرگن** بنانے کی جو تمنا ہمارے دل میں تھی۔ اُسکے پورا ہونیکا وقت آگیا۔ اور خدا نے ہماری دلی آرزوں اور التجاؤں کو سن لیا۔ اور اپنی **نیکی** اور **بھلائی** کے **فرشتوں** کے ذریعہ سے ہماری تمنائوں کے بر آنیکے اسباب مہیا کر دیئے۔ فالحمد للہ علے ذالک۔ اسوقت ہم اُن مقاصد و اغراض کی تشریح نہیں کر سکتے۔ جو **الحکم** کی اشاعت سے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک معین اور فیصلہ شدہ ہیں۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ اب ہم ان مقاصد کو زیادہ وسعت کے ساتھ پورا کرنے کی امید کرتے ہیں۔ بہرحال **اب الحکم** جس رنگمیں نکلے گا۔ اوسکو ناظرین خود ملاحظہ کر لیں گے۔ چونکہ پچھلی بے قاعدگی

ہی کا نتیجہ ہوا ہے۔ کہ **اخبار اپنے مرکز** پر پہونچگیا ہے جسکی تمنا اور آرزو دل میں تھی اسلئے ہم اپنے ناظرین سے پچھلی ناہموار اشاعت کے لئے معذرت بھی نہیں کرنا چاہتے۔

گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑیگی

کچھ عرصہ سے **زبان** کی قطع و برید اور پھر اُسکے کر جڑ جانے کے متعلق عام خبریں ہمارے کانوں تک پہونچ رہی ہیں۔ بعض آرتھوڈکس **ہندو اخبار** اسکو اپنی **دیوی ماتا کے کرشمہ** اور خوارق بتلا کر اچھل رہے ہیں۔ ہم کو اسپر کسی قسم کی علمی بحث کرنیکی اس زمانہ **سائنس** اور **روشنی** میں ضرورت نہیں۔ کیونکہ **زبان** کے لعاب میں خود زخم بھرنیکی قدرت اور خاصیت موجود ہے اور اسکے زخم خود بہت **جلد** اچھے ہو سکتے ہیں۔ اور خود **اہل ہنود** ہی میں کا **آریہ فرقہ** اسکے سخت مخالف ہے۔ اور تجربات نے بھی اسکو ایک خانہ ساز بات ثابت کر دکھایا ہے۔ اگر **دیوی صاحبہ** اپنے کرشمہ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اور وہ ضرور کسی کنواری لڑکی میں حلول کرکے خوارق دکھانا ہی چاہتی ہیں۔ تو **دیوتا جی** کے سیوک اور پجاری بہتر ہو مگر اوس کے سامنے یہ بھی کریں۔ کہ وہ مادرزاد گونگوں کی زبان کشائی کریں خیر یہ وہ کریں یا نہ کریں۔ ہم کو ان باتوں کی پرواہ نہیں اور نہ ہم یہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کہ کسی سے پوچھیں کہ کیوں صاحب جب کوئی **کنواری کنیا** کسی **دیوی جی** کا مظہر ہو جاتی ہے پھر اُسے ساری **عمر کیوں** تجرد میں نہیں رہنے دیتے۔ بلکہ ہمارا مقصد اور منشا صاف گوئی سے توجہ دلانا ہے۔ کہ کیوں ان واقعات کو اقدام خودکشی میں نہ رکھا جائے؟ جس حال میں **سنی** جیسی قبیح رسم میں دخل دے کر لکھوکہا عورتوں کی جان بچائی گئی ہے۔ تو اس فعل سے جو نتائج بد کا منتج ہونے والا معلوم ہوتا ہے۔ کیوں نہ حکماً روکا جاوے۔ **موضع دھاروال ضلع** گورداسپور میں خود **دیویاں** ہی رہ لڑکیاں جو بنام دیوی ماتا مشہور ہوکر زبان جڑ جانے آتی تھیں، **کٹھم گتھا** ہوکر دست بدست دیگرے۔ پا بدست دگرے کی مصداق بنیں۔ فی الجملہ اس امر اہم کی طرف گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑے گی۔ ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ یہ فعل کثرت سے جاری ہوکر موجب خلل امن عامہ ہو۔

سرکاری ملازم ہیں یا مذہبی واعظ؟

چند روز ہوئے **موضع قادیان** ہی میں ایک صدر قانونگو صاحب بہ تقریب دورہ تشریف فرما ہوئے اور ضمنی طور پر آریہ سماج کے اپدیشک کا بھی کام کرنے لگے اور خوب دھڑلے سے **اسلام اور بانی اسلام** علیہ الصلوۃ والسلام پر **حملے** کئے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یہ لوگ سرکاری ملازم ہوکر کیوں اپنی ڈیوٹی کو نہیں سمجھتے جو لوگ کھلم کھلا اپنے خیالات مذہبی کو بطور واعظ ظاہر کریں پھر کیا بحیثیت سرکاری ملازم ان سے امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے مخالف الرائے **فریق** سے بھی وہی سلوک کریں۔ جو اپنے موافق بھائیوں سے کرتے ہیں۔ ہم کو اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور ضلع گورداسپور کے **بیدار مغز** ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی توجہ موجہ منعطف کرانی پڑیگی۔ مزید حالات پھر لکھیں گے۔

تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۸ کی توسیع کی ضرورت

بارہا اس ضرورت کو محسوس کیا گیا ہے کہ مقدمات اغوا کے متعلق دفعہ کو توسیع کیا جاوے۔ عموماً اغوا کا الزام مردوں ہی پر لگایا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعات اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بسا اوقات اس جرم کی مرتکب عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ اور پھر بھی مرد ہی پھنسائے جاتے ہیں حال میں ایک مقدمہ تو اسی قادیان میں ایک ذیلدار کی لڑکی کے اغوا کا ہو رہا ہے۔ جسکی بابت نام چرچا پھیل رہی ہے۔ پولیس نے نہایت کوشش اور محنت سے تفتیش کی ہے۔ ہم اُس مقدمہ پر اسوقت کوئی رائے نہیں دیتے بجز اسکے کہ قانون انگریزی میں ہر فریق خواہ مرد ہو یا عورت شامل ہیں۔ لیکن اس اغوا کی دفعہ میں عموماً مردوں ہی کو سزا ہوتی ہے۔ باوجودیکہ وہ خود اکثر اغوا کی جاتے ہیں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں امید ہے کہ گورنمنٹ کی اس پر توجہ ہوگی۔

آریہ سماجیں ہم رنج

مقتول لیکھرام کے جنازہ پر بہت سی تقریریں ہوئیں۔ آریہ سماج کی دو متضاد فریقوں کو باہم ملانے کی کوشش معلوم ہوتا ہے بالکل بے سود اور اکارت جائیگی۔ کیونکہ باہمی تفرقہ پردازی کے سامان پھر موجود ہو گئے ہیں جنکا بار بار ذکر ہے ہم بلکہ اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ لاہور کی کالج پارٹی نے لیکھرام میموریل فنڈ میں جو چندہ دیا ہے یا کسی ہم خیال اشخاص نے مختلف مقامات سے دیا اسکو واپس

طاعون پر سیدنا مرزا صاحب کا اعلان

اور پیسہ اخبار لاہور کی غلط فہمی

نبرسد بندۂ خدا بے بی بنا سخت نہار۔ نہ پندارم کہ بد بسیند خدا از نکو کار
من از ہمدردات گفتم تو ہم خود فکر کن با۔ خرد از بہر این روز است ای دانا و ہشیار

ہماری شومی اعمال سے طاعون نے ہندوستان کے بعض مشہور شہروں کے بھسم کرنے سے سیر نہ ہوکر پنجاب میں بھی ڈیرا آجمایا ہے۔ اور ضلع **جالندھر** اور **ہوشیار پور** کے بعض دیہات میں یکے بعد دیگر اپنا قبضہ کرکے پنجاب کے باشندوں کو عموماً اور حکام کو خصوصاً ایک گھبراہٹ اور تذبذب میں ڈال دیا ہے۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ انسداد وبا کے لئے فرد گذاشت نہیں کیا۔ بعض دریدہ دہن لوگوں سے سب و شتم بھی سنا۔ مگر با این ہمہ اپنی فراخ دلی اور اُس درد دل سے مجبور ہوکر جو رعایا کی تکلیفوں پر اُسے اس سے زیادہ پہونچتا ہے۔ جیسے بچہ کی تکلیف پر ماں کو وہ اپنی **جائز اور مناسب** تدابیر انسداد وبا سے بے فکر نہیں ہوئی۔ اور جہاں تک بن پڑتا ہے۔ وہ کوشش کر رہی ہے۔ کہ اس نامراد مرض سے رعایا کو بچا دے۔

طاعون۔ کے اس بے طرح پھوٹنے اور نہ رکنے والے عذاب نے ہر ایک دل میں جو **بنی نوع انسان** سے کچھ بھی تعلق رکھتا اور انسانی خصائص اپنے اندر رکھتا ہے۔ دیار زدہ قصبات اور اُن کے مغضوب باشندوں سے خصوصاً اور عام خلق اللہ سے جو اس خطرہ میں ہے عموماً ایک قسم کی ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ اور اسی جوش ہمدردی نے جو **بنی نوع انسان** کے ساتھ کسی **مامور من اللہ** کو ہوتی ہے۔ ہمارے **سید و امام** جناب مرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی **ادام اللہ فیوضہم** کو بھی بے قرار اور بے چین کر دیا۔ چنانچہ اونے اپنی جماعت کو مختلف مقامات میں صدہا خطوط **توبہ و استغفار** اور خشوع و خضوع سے دعائیں مانگنی اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی تاکید پر مشتمل لکھے اور خود توجہ کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن پر بذریعہ رویا و مکاشفہ اس وبا کے متعلق چند باتیں ظاہر کردیں۔ جو آپ نے اس اشتہار میں جو ۶ رفروری ۱۸۹۸ء کو **طاعون** کے عنوان سے بکثرت چھپوا کر پنجاب و ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور مشہور آدمیوں میں بھیج کر تقسیم کیا۔ اور اس طرح پر **اعلام** الٰہی سے لوگوں کو متنبہ کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے۔ چنانچہ اُسی اشتہار کے خاتمہ اشتہار میں سے دو شعر ہمارے اس آرٹکل کے بھی زیب عنوان ہیں۔ یہ **اشتہار** جیسا کہ **سیدنا مرزا صاحب** کا عام دستور ہے۔ **اخبار والوں** کے پاس بھی بھیجا گیا۔ اصل غرض اس اشتہار کی ان کے پاس بھیجنے سے یہ تھی۔ کہ **اخبار نویس** بھی جو اپنے آپ کو **زبان خلق** سمجھتے ہیں۔ اور **ملکی ریفارمیشن** کے لمبے چوڑے دعوے کرتے اور **بھلائی عام** کی صدائیں لگاتے ہیں۔ اُس کو اپنے اخبارات میں شائع کرکے ایک **ہمدرد ملک و قوم** کی دل سوز باتوں سے آگاہ کر دیں۔ ہم ابھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ کتنے **اخبار نویس** اسکے اصل مطلب کو پورا کریں گے۔ مگر تاہم **افسوس** اور سخت **شوک** سے کہتے ہیں کہ ہمارے اکثر معاصرین نے **وباء طاعون** کے متعلق کچھ بھی فائدہ اوس پبلک کو نہیں پہونچایا۔ جسکے **ریپریزنٹیٹو**۔ اور **ایڈووکیٹ** وہ کہلاتے ہیں۔ اور ہم کو یہ کہنے میں بھی تامل ہے۔ کہ گورنمنٹ کے لئے بھی وہ اس **معاملہ طاعون** میں سچے مشیر ثابت ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کی رفتار اور دوڑ دھوپ کی حد **قانون طاعون** پر ہی جرح قدح رہی ہے۔ کہیں چھوٗ چھات پر لمبی چوڑی مباحث اور مذہبی دست اندازی کا جامہ پہنا کر دکھایا گیا۔ اور کہیں جبر و اکراہ اور بے حرمتی کے ڈراونے لباس پہنائے گئے۔ الغرض جب تک ہم کو غور کا موقع ملا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اُن مضامین سے جو **طاعون** کے متعلق ہمارے معاصرین نے لکھے۔ کوئی معتد بہ فائدہ پہونچا ہو۔

المختصر یہ اشتہار جیسا کہ ابھی اوپر ذکر ہوا **اخبار نویسوں** کے پاس بھی گیا ہے۔ اور لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار میں اُس کا کچھ حصہ کسی قدر **تحریف** کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جس پر ایڈیٹر صاحب نے اپنا حاشیہ بھی چڑھا دیا ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایڈیٹر صاحب کو اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت ہی کیا آپڑی تھی۔ کیا اس اشتہار میں کوئی ایک بھی بات ایسی تھی۔ جو معقول اور قابل تسلیم نہ ہو۔ بقول اس کے الہام اور پیش گوئی کے حصہ کے سوا باقی سب باتیں معقول ہیں **بلکہ بہت معقول** ہیں۔ اور اُن کو **قیمتی مشورہ** بتلایا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے الہام اور پیش گوئی کے لفظوں کو چھوڑ کر جو باتیں اُنکے ضمن میں **سیدنا مرزا صاحب** نے بیان فرمائی ہیں۔ کیا وہ واجب التسلیم نہیں؟ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار نے اُن کے **معقول۔ موثر**۔ واجب التسلیم ہونے سے کہیں انکار نہیں کیا۔ **البتہ** اسکو اگر چڑ ہے۔ تو الہام اور پیش گوئی کی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ پیسہ اخبار جو سعدی علیہ الرحمتہ کے اقوال کو یہاں تک پسند کرتا ہے۔ کہ اُس کے اخبار اور **ایڈیٹوریل میٹر** کے ساتھ **موٹو** بھی اُس کے ہی چیدہ اقوال میں) اور نہیں تو

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

پر ہی عمل کر لیتا۔ اور اپنے ناظرین کو اُس برکت سے حصہ لینے کے لئے آمادہ کرتا۔ اور کم از کم اس اشتہار پر خود عمل کرکے ان دعاؤں سے کرا کر آزما تو لیتا پھر کچھ لکھنے کی جرأت کرتا۔ بہرحال یہ دانشمندی اور زیرکی نہیں۔ کہ خواہ نخواہ مخالفت کا قلم اٹھایا جاوے۔ ہاں اگر اس سے حصول امتیاز غرض ہو تو یہ امر دیگر ہے۔

پیسہ اخبار کے اس آرٹیکل کا لب لباب اور خلاصہ

مندرجہ ذیل امر ہیں۔

اولاً۔ طاعون باوجود انسداد کی تدابیر کے بڑھتی جاتی ہے۔ جس سے اُسکی ترقی کا اندیشہ قدرتی امر ہے۔

ثانیاً۔ سیّدنا مرزا صاحب کی رائے دوبارہ ترقی وبا کوئی الہامی پیشگوئی کا پہلو نہیں رکھتی ہے۔ عام آدمی بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔

ثالثاً یورپ میں کثرت فواحش ہے۔ وہاں وبا نہیں پھیلی۔ گویا فواحش کی وجہ سے نہیں۔

رابعاً۔ عالم رویا صادقہ میں جو باتیں نظر آتی ہیں۔ وہ بعینہٖ ہی ضرور واقع ہوتی ہیں۔ تقدیر معلق کے طور نہیں ہوتیں۔

خامساً۔ سیّدنا مرزا صاحب کا کھلی پیداکرنے والی دوا کو دفع **طاعون** کے لئے بتلانا۔ اور پھر توبہ و استغفار بھی بتلانا۔ دونوں میں سے ایک بے سود ہے۔ کیونکہ اگر اول الذکر دوا فائدہ کر سکتی ہے۔ تو پھر آخر الذکر کی کیا ضرورت علی ہذا القیاس بصورت آخر الذکر کے درست ہونے کے اول الذکر رائگان ہے۔

سادساً۔ سیّدنا مرزا صاحب کے اشتہار کا باقی حصہ بہت **معقول۔ موثر۔ قیمتی مشورہ۔** اور بہت **عمدہ۔ مدلل** ہے۔

مندرجہ بالا چھ امر ہیں۔ جو پیسہ اخبار کے مضمون سے بطور تلخیص ہم نے لئے ہیں۔ اور اب ہم جداگانہ طور پر ہر ایک پر مختصر سا ریمارک کرتے ہیں۔ امر ششم چونکہ خود پیسہ اخبار کے نزدیک بہت باوقعت اور معقول ہے اور وہ اُسے تسلیم کرتا ہے۔ اس لئے اس پر کچھ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہ ہوگی۔

امر اول ۔ یعنی **طاعون** کا باوجود انسداد کی تدابیر پر کثرت سے توجہ کرنے کے اُس کا نہ رکنا ایک ایسا امر ہے کہ اُسکے پھیلنے کو لازم پڑا ہوا ہے۔ اس لئے پیسہ اخبار کے زعم میں اگر کوئی شخص اُس کو الہامی رنگ میں بیان کرے تو معاذاللہ قابل پذیرائی نہیں۔ ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار **الٰہیات** اور **روحانی** باتوں کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہتا نہیں کر سکتا۔ اپنے اسی آرٹیکل کے ابتدا میں وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ جالندھر کے قصبہ کھنگر کلاں میں جب اول اول وبا پھیلی۔ تو حکام کی پوری توجہ اور کوشش سے زیادہ زور نہ پکڑنے پائی۔ اس جگہ گویا وہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد کی تعریف کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ تدابیر انسداد سے دوسرے لفظوں میں انسداد کلی ہو سکتا ہے۔ مگر ہم کو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار کی یہ تعریف نری خوشامد سمجھی جائیگی۔ کیونکہ **بمبئی** اور **پونا۔ شولاپور** کی حالتوں نے اور خود **ضلع جالندھر** کے وبازدہ دیہات اور بقول پیسہ اخبار ہی ان انسداد کی تدابیر نے کچھ فائدہ نہیں پہونچایا۔ اب اگر وبا کو **آسمان** سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جو پیسہ اخبار جو قانون **اسباب** کو نہایت عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ وہی بتائے کہ کیوں کامیابی اور پھر پوری کامیابی نہیں ہوتی۔ اور وبا کے پھیلنے کے اندیشہ کا دامن دراز ہی ہوتا جاتا ہے۔ اس سے غور کرنے والوں کے لئے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ **تدبر** کریں۔ کہ یہ **عذاب آلٰہی** ہے۔ جو شامت اعمال سے پیدا ہوا ہے۔ اور اُس کا پتہ وہی **یقینی** طور پر دے سکتا ہے۔ جو **آسمانی فراست** اور **سماوی قیافہ** اپنے اندر رکھتا ہو۔ ارضی اور سطحی فراست کا اگر یہ کام ہوتا تو ابتک اسقدر تدابیر میں کامیابی ہو گئی ہوتی۔

پیسہ اخبار کو خصوصاً اور عوام کو عموماً معلوم ہو۔ کہ **سماوی عذاب** بلاوجہ نہیں ہوتے۔ جیسا ہم نے اپنے سب سے پہلے آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔ ان کی وجہ نفس الامر میں انسان کی بداعمالیاں ہی ہوتی ہیں۔ اور اسپر اضافہ اور طرہ کسی **مامور** کی بعثت ہوجایا کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ **ماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً**۔ یعنے عذاب الٰہی آنے سے پیشتر کسی **مامور کی بعثت** ضرور ہوتی ہے۔ **عذاب آلٰہی** اور **بعثت مامور** دو لازم ملزوم امر ہوتے ہیں اور اگر یہ سوال پیدا ہو۔ کہ **مامور رحمت الٰہیہ** کا مظہر ہوتے ہیں نہ **عذاب آلٰہی** کا موجب؟ تو آپ اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اُس کا وجود **رحمت آلٰہی** ہی کا تو مظہر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی **آن کر** یہ بتلاتا ہے۔ کہ **عذاب آلٰہی** آنے والا ہے۔ **توبہ** اور **استغفار** سے بچ جاؤ۔ اگر بچنا چاہتے ہو۔ پھر **استہزا** کرنے والے پکڑے جاتے ہیں۔ اور **سعادت مند** امتیاز حاصل کرکے بچ جاتے ہیں۔ اور چونکہ اُس کی **بعثت** لازم ہوتی ہے۔ **دُنیا کے اعمال بد** کو کیونکہ اگر کسی چیز کی اصلاح مقصود نہ ہو۔ اور کوئی چیز قابل اصلاح بھی نہ ہو۔ تو پھر **مامور** کے **مبعوث** ہونے کی حاجت ہی کیا ہو؟ پس یہ اللہ کریم کا خاص فضل ہوتا ہے۔ کہ وہ عذاب نازل کرنے سے پیشتر ایک **نذیر** بھیجدیتا ہے۔ جس کے بعد **عذاب آلٰہی** تیار ہوتا ہے۔ بشرطیکہ **رجوع الی اللہ** اور **توبۃ النصوح** نہ کی جاوے۔ یہ ایک سچا امر اور **فیکٹ**۔ امر واقعی ہے۔ دنیا کے عذابوں کی تاریخ اور **ماموران من اللہ کی بعثت کی ہسٹری** پر جہاں تک جی چاہے نظر کرکے دیکھ لو۔ اور اس میں **راز** اور سر یہ ہوتا ہے۔ کہ **مامور** کے آنے پر **عذاب آلٰہی** ضرور ہی کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے۔ تاکہ طبیعتوں میں **بیداری** اور خواب غفلت سے چونک اُٹھنے کا مادہ پیدا ہو۔ اور خود قرآن نے بھی اُسکو بھی بیان کیا ہے جیسا کہ فرمایا **وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون**۔ گویا عذاب آلٰہی کے نزول کی فلسفی یہی ہے۔ کہ وہ کسی **مامور من اللہ** کے آنے پر آتا ہے اور اس لئے آتا ہے۔ **لعلھم یضرعون**۔ تاکہ اُنمیں **تضرع** کا مادہ پیدا ہو۔ اب اس عذاب الٰہی کو جو اس وقت **طاعون** یا دوسری خوفناک شکلوں میں مختلف امصار و دیار میں پھیل رہا ہے

...ع اور خضوع پیدا کرنے والے ... جاتے اور یہ بتانا اسی کا کام ہے۔ جو آسمان سے ہماری فراست لے کر آوے اور جیسا ابھی بیان کیا۔ اُس کی بعثت جو خلق اللہ کی شامت اعمال کا موجب ہوئی ہے اس عذاب کا باعث اُس صورت میں ہو جاتی ہے جب وہ رجوع الی اللہ نہ کریں۔ تو اس عذاب کا علاج اور مداوا وہی مسیحا ہو سکتا ہے۔ جس کی آمد کا وہ ایک نتیجہ ہے۔ اور اس وقت کبھی موجودہ تدابیر انسداد نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ طاعون اُس وقت تک دور نہیں ہونے کی۔ جب تک اُس مداوا اور علاج پر غور نہ کی جائے گی۔ جو فطرت انسانی بھی بتلاتی ہے۔ کہ توبہ اور رجوع الی اللہ کیا جاوے۔ کیونکہ عام طور پر جب کوئی مصیبت اور بلا آتی ہے تو خواہ مخواہ انسان کے اندر ایک بے چین کرنے والی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو انسان کو رجوع الی اللہ کا سبق دیتی ہے پس جیسے یہ امر بالکل طبعی کہ انسان وبا اور ہیبت ناک مری کے دنوں میں خواہ نخواہ اُس گھر اور گاؤں کو جہاں وہ رہتا ہے۔ چھوڑنا چاہتا ہے۔ جو ہماری گورنمنٹ کی مجوزہ تدابیر کا منشا ہے۔ ویسا ساتھ ہی اپنے اندر انکساری اور تذلل کا خیال بھی پاتا ہے۔ جو اُسے توبۃ النصوح کی طرف رہبری کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس سے فائدہ اٹھاوے۔ اور یہی سیدنا مرزا صاحب کا منشا ہے۔ جو اُن پر ظاہر ہوا۔

امر دوم۔ کی نسبت ہم اسی قدر کہیں گے۔ کہ یہ مادہ پرست اقوام کا خیال ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی باتیں عام حالت موجودہ کو دیکھ کر ایک معمولی آدمی بھی کہہ سکتا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر عام قیافہ شناسی اور موقعہ بینی اپنے مقصد میں کامیاب کر دینے والی ہوتی ہے۔ تو ذرا ایڈیٹر صاحب توجہ فرمائیں۔ اور ایڈیٹوریل مینز کے ساتھ بیٹھ کر سوچیں۔ کہ بمبئی سے چھلانگ مار کر وبا کو کھنگر کلاں ہی پہنچنا تھا۔ جہاں پیلے کا کوئی کارڈ تک بھی نہیں جاتا ہوگا۔ پھر جانے کہ کوئی وبا زدہ آدمی اس مرض کو وہاں پہونچاتا۔

اور پھر وہاں سے ضلع ہوشیارپور میں جاتی۔ اور پھگواڑہ کو پاس سے چھوڑ جاتی۔ اور اگر انسانی دانش اور عام فراست ان باتوں کی تہ تک پہونچ سکتی تو ایڈیٹر صاحب کی دانش و فراست سے بھی تیز ہی ہوئی گورنمنٹ کے لائق اور دقیقہ رس میڈیکل آفیسرز اپنی تدابیر میں ذرا بھی فیل نہ ہوتے۔ اور گورنمنٹ کو اس قدر تذبذب اور ہراسان نہ ہونا پڑتا۔ جو اب اُس کو اپنی رعایا کی بری حالت دیکھ کر ہونا پڑا۔ اور لاکھا روپیہ کا خرچ کرنا پڑا وہ نہ کرنا پڑتا۔ پیسہ اخبار ہی گورنمنٹ اور ملک پر رحم کرے۔ اور اپنے گیارہ سالہ تجربہ سے کوئی ٹوٹکا بتلا دے۔ جس سے یہ وبا دور ہو۔ اور پھر ملک بھر سے دعائیں اور گورنمنٹ سے خطاب و اعزاز لے مگر نہیں یہ نہیں ہوگا۔ جب تک دلوں کی صفائی اور نیت بخیر نہو گی؟

امر ثالث کی نسبت ہم حیران ہیں کیا کہیں اور کیا نہ کہیں۔ پیسہ اخبار سا دانشمند ایڈیٹر ایک ایسا امر پیش کرتا ہے جس کو شاید کوئی معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا۔ وہ تو ایک ریفارمر اور مدبر ہے اور سوشل اور مارل حالات پر بحیثیت ایڈیٹر گہری نگاہیں کرنے والا ہے۔ کیا وہ نہیں سمجھتا کہ بداطواری اور سیہ کاری بجائے خود کس قدر عذاب الیم ہے جس شخص کی اخلاقی حالت بگڑ جاوے۔ اور وہ عبودیت کے درجہ سے گر جاوے۔ اس سے بڑھ کر کون سبتلائے عذاب ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں عذاب الٰہی کو طاعون سے مخصوص کرنا بھی ہم نہیں سمجھتے۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ عذاب الٰہی مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ طاعون۔ زلزلہ۔ مسخ عادات۔ قحط۔ جنگیں۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اب کیا پیسہ اخبار ۱۹ء کو مصیبتوں کا سال لکھنے والا بھول گیا کہ یورپ کس قدر مشوش رہا ہے اور ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو یورپ کا بدکاریاں۔ کو بدکاری نہ سمجھنا ہی عذاب شدید ہے۔ ہماری اس فقرہ سے وہ لوگ زیادہ لطف اٹھا سکیں گے جو روحانیات اور الٰہیات کا کسی قدر بھی مذاق رکھتے ہوں۔ یورپ کا ایک ایک ملک سخت خطرناک تشویشوں۔ خطروں۔ اور فکروں کا

نشانہ بنا ہوا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ یورپ والے بدکاریاں کر کے بھی بچے ہوئے ہیں۔ ٹھیک نہیں ہو۔ ہم کو افسوس آتا ہے۔ کہ بدکاریوں پر فخر کرنا بھی کوئی راحت اور آسائش ہو سکتی ہے کاش یہ لوگ دل رکھتے۔ اور دیکھ سکتے۔ کہ یہ عذاب روح کو کیا صدمہ پہونچانے والا ہے۔ اور ہم تو دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا ایسا عذاب کسی ملک پر نازل نہ کرے۔ خداشناسی اور خدا پرستی کا اُٹھ جانا۔ ابدی جہنم ہے۔ اور یہ وہ عذاب ہے۔ جس کا لاعلاج ہو جانا ناممکن نہیں۔ خدا یورپ کی حالت پر رحم کرے۔ ان حالتوں کے بعد تباہی آجایا کرتی ہے۔ پیسہ اخبار اگر دانشمند ہے۔ تو دنیاوی تہذیب اور روشن دماغ اور پھر ایسی فواحش میں مبتلا اقوام کی تاریخیں پڑھے۔ یورپ کی حالت دیکھ کر ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ جگر پھٹا جاتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہند کو پھر ترجیح دیتے ہیں کہ وہ ابھی اوس دائمی اور تباہ کرنے والے عذاب میں مبتلا نہیں ان ساری باتوں کے علاوہ ہم یہ امر بھی جتلانا چاہتے ہیں۔ کہ بقول استاد ذوق ؎

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو ✦ تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

پیسہ اخبار یورپ کو اپنے حال پر چھوڑے اور اپنا فکر کرے۔ اپنے اہل ملک کا فکر کرے۔ جو فی الحال اس آفت میں مبتلا ہیں۔ اور یا خطرہ میں ہیں سنن الٰہیہ میں سے یہ بھی ایک سنت ہے۔ کہ جسکی نظیر عام قانون میں بھی ہم پاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یا قوم کسی قسم کی برائیاں اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور با ایں ہمہ عام خلق اللہ کو اس سے فوائد کثیر بھی پہونچتے ہوں۔ تو وہ فواید من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے موافق کسی وقت تک اُن کی رستگاری کا موجب ہوتے جاتے ہیں۔ اسی لئے اہل یورپ نے اہل ہند اور دنیا کو بڑے بڑے فوائد پہونچائے ہیں۔ اور اُن میں سے ہی ایک ہماری گورنمنٹ ہے۔ جسکے زیر سایہ ہم بہت امن آسائش سے رہتے ہیں پس یورپ پر سر دست عذاب نہ آنے کی یہ بھی ایک وجہ موجہ ہے

اور اونکی نیک نیتی عام فائدہ رسانی کسی وقت مقررہ تک اس زہر کے لئے تریاق بنی ہوئی ہے - جو بعض دوسری کمزوریوں سے پیدا ہوتی ہے - اس لئے پیسہ اخبار کا ایسا خیال بالکل بے مطلب اور بے معنی ہے اور سنن الٰہیہ پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے -

امر چہارم کی نسبت بھی ہم کو افسوس کرنا پڑتا ہے - کہ پیسہ اخبار اس کوچہ سے ناواقف اور نابلد معلوم ہوتا ہے - اگر اس نے مکاشفات اور رویاء صادقہ کی فلاسفی اور ماہیت پر غور کی ہوتی - یا غور کرنیکی کوشش کی ہوتی تو اسے یہ مصیبت پیش نہ آتی - اور یا کم از کم وہ قرآن کریم بھی تدبر سے پڑھتا - تو ایسی فاش غلطی نہ کھاتا - جن لوگوں کو مکاشفات اور رویاء اور الٰہیات پر کوئی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے - وہ اوس کی رائے پر ہنسیں گے - کہ یہہ پیسہ اخبار کیا کہتا ہے - کہ قضاء مبرم کے سوا رویاء صادقہ میں کچھ نظر ہی نہیں آتا - ہم رویاء صادقہ پر کوئی مبسوط مضمون دوسرے وقت پر لکھیں گے - جس میں اوس کی فلسفی خوب کھول کر بیان کریں گے - اس مختصر مضمون میں جو باوجود اختصار طویل ہو گیا ہے - زیادہ گنجایش نہیں پاتے - یہ ایک مسلّم بات ہے کہ انذار اور تخویف کے متعلق جو پیشگوئی ہوتی ہے - وہ ہمیشہ مشروط ہوتی ہیں - معاذ اللہ خدا چڑچڑا مزاج نہیں رکھتا - کہ بندوں کے استغفار اور رجوع پر بھی وہ یہی ضد کرے - کہ نہیں میں تو تمہیں مار کر ہی دم لوں گا - بلکہ وہ توّاب الرحیم خدا ہے - اور اس لئے عذاب نازل کرنے سے پیشتر اتمام حجت کرتا ہے - جو اسکے کمال فضل اور رحم کی دلیل ہے - اور یہ کہنا کہ رویاء صادقہ میں تقدیر مبرم ہی نظر آتی ہے - بڑی بھاری غلطی ہے قرآن کریم اور دیگر صحف انبیاء اور اولیاء اللہ کے ملفوظات اور واقعات ایسی باتوں سے بھرے پڑے ہیں - کہ جب کبھی عذاب اور انذار کی خبریں بذریعہ مکاشفات یا الہام اللہ تعالیٰ نے ان پر ظاہر کی ہیں - وہ کبھی بھی مبرم نہیں ہوتیں حضرت یونس کا قصہ اور قوم ہود و قوم لوط اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے حالات قرآن کریم میں بصراحت موجود ہیں - پیسہ اخبار خود تدبر کرے - اور ہمارے ناظرین بھی سوچیں - اور اس بات کو بحضور قلب یاد رکھیں - کہ اگر عذاب الٰہی اٹل ہو - تو پھر دنیا میں نذیروں کے آنے کا کیا فائدہ؟ کیا خدا (معاذ اللہ) عبث کام بھی کیا کرتا ہے؟ ایسا خیال اور اعتقاد رسالت کے سلسلہ پر پانی پھیرنے والا ہے - قرآن کریم میں ان باتوں کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے - ہم صرف حضرت نوح کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں - جو سورۃ نوح میں مرقوم ہے -

انا ارسلنا نوحًا الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یأتیھم عذاب الیم - قال یا قوم انی لکم نذیر مبین - ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون - یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمّی - پ ۲۹

اب ان مقدس آیات پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اور اطاعت اور رجوع الی اللہ سے عذاب الیم کو ٹلا دیتا ہے - اور دردناک موت سے جو قبل از وقت بصورت عذاب آجاتی ہے بچا لیتا ہے - ہمارا خیال ہے - کہ ان آیات ہی پر غور مزید کرکے مزید العمر کا اصول اور مسئلہ نکالا گیا ہے - جس کو کسی دوسرے وقت پر فلسفیانہ رنگ میں ہم بیان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - اب پیسہ اخبار کا یہ کہنا کہ رویاء صادقہ میں قضائے مبرم ہی دکھائی جاتی ہے - یہ بداہت باطل ثابت ہوتی ہے - ہم کو افسوس تو یہ ہے - کہ پیسہ اخبار باوجود مسلمان ہونے کے ایک ایسے عظیم الشان مسئلہ کے خلاف چلا ہے - جس پر ہم سمجھ سکتے ہیں - کہ ایمان بالرسالت کا دار و مدار ہے - ہمکو پیسہ اخبار سے امید کرنی چاہئے - کہ وہ اپنی اس عظیم الشان غلطی کی اصلاح کرلے گا - اور بذریعہ اخبار اس کو شائع کر دے گا - تاکہ اس کی ۱۵ - فروری والی تحریر کسی سادہ لوح کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو کر اس کے عذاب کا باعث نہ ہو جاوے *

امر پنجم کی نسبت اب ہم نہیں سمجھتے کہ مندرجہ بالا امور کی توضیح کے بعد بھی دقت باقی رہے - پیسہ اخبار کی یہ غلطی ہے - کہ سیدنا مرزا صاحب نے وباء کا آنا یقینی طور پر مان لیا ہے - اور اس کو قضاء مبرم سمجھ کر پھر صدقات اور پاک تبدیلی کی تعلیم دی ہے - سیدنا مرزا صاحب نے جہاں اس رویاء کو لکھا ہے - اور اسکے ساتھ ہی رویا رویا ختم کرتے ہی اپنا وہ الہام لکھا ہے - جسکو ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں - پیسہ اخبار نے محرّف کر دیا ہے اسکا جزو بلکہ جزو اعظم ہضم کر لیا ہے - جو دانشمند دیانت دار کے بدنام کرنیوالی غلطی ہے - اصل الہام یہ ہے -

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ

آخری حصہ **انہ اوی القریۃ** کو پیسہ اخبار ہضم کر گیا ہے - جو بہت ضروری تھا - خیر ہم اسکو فروگذاشت سمجھ لیں گے - ہاں تو اول سیدنا مرزا صاحب نے طاعون کی آمد پنجاب کو قضائے مبرم نہیں کہا - قضاء معلق قرار دیا ہے - اور یہ کہنا کہ ہر دو علاج جو سیدنا مسیح الزمان نے روحانی قواعد کے راز سے استفادہ کرکے ایک تو ظاہری علاج بتلایا ہے - اور دوسرا روحانی - ہمکو افسوس ہے - کہ ایک میٹریلسٹ اور اسباب پرست دہریہ بھی اسکو متناقض نہیں کہہ سکتا - ایک بیمار کیلئے دوا اور غذا دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہوتا ہے - یا دوا اور پرہیز غرض کہ ایک عام مریض کے لئے یہی دو ہی سلسلہ ہوتے ہیں - اور دنیا میں کوئی کام نہیں جو دو سلسلوں سے وابستہ نہ ہو - ہم تفصیل کر دیتے اگر گنجایش اور طوالت مانع نہ ہوتی - بہرحال جیسے ایک مریض کے لئے دوا دفع مرض کے لئے دی جاتی ہے - اور مناسب غذا (جس کے اجزا ایک طرف تو دوا کی خاصیت رکھتے ہوں - دوسری طرف بیماری کی زائل کردہ قوت کو نشو و نما دینے والے ہوں) طاقت کے پیدا ہونے کے لئے دی جاتی ہے - اسی طرح نظام روحانی میں بھی یہ سلسلہ یوں ہی چلتا ہے - خارش پیدا کرنے والی دوا جو بتلائی گئی ہے - وہ بطور پرہیز یا غذا کے ہے - اور اصل علاج وہ توبہ اور استغفار ہے - جسکی طرف سیدنا مرزا صاحب نے (فداہ روحی) زور دیا ہے - اور عام خلق اللہ کو کثیر التعداد اشتہار چھاپ کر اطلاع اور

تعلیم دی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ اور سعادت مند ہیں۔ وہ بد و ظنیں جو دنیا میں آئے ہوئے نذیر کی باتوں پہ کان رکھتیں۔ اور نہ صرف اُسے سُن لیتیں۔ بلکہ اُس پہ عمل کرنے کے لئے مستعد ہوکر اس دردناک عذاب سے بچنے کا سامان پیدا کرلیتی ہیں۔ جو دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور شریروں کو بھسم کر جاتا ہے قابل افسوس اور واجب الرحم ہیں وہ نا عاقبت اندیش جو استہزا اور ٹھٹھے سے ان کو دیکھتے اور تمسخر سے ان پر سے گذر جاتے ہیں۔ اور اپنی ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں پیدا کرلیتے۔ اور اوروں کے لئے موجب عبرت ہوجاتے ہیں۔ (ربنا لا تشمت بنا الاعداء ولا تجعلنا فتنۃ للظالمین) ہمکو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس کا یہ علاج کہاں تک مفید ہے۔ پیسہ اخبار خود ہی معترف ہے۔ کہ شامت اعمال کا نتیجہ عذاب ہوتا ہے۔ اور وہ ناپاک تبدیلی ہی سے دور ہوسکتا ہے۔ چنانچہ نادر شاہ کے قتل دہلی کے واقعہ کی مثال دیکر خود ہی دلیل ہوگیا ہے۔ گو ہم جانتے ہیں کہ اوسنے اس خیال اور نظر سے یہ شعر

دیدہ عبرت گشاد قدرت حق را ببیں
شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

نہیں لکھا۔ بلکہ اس خیال سے لکھا ہے۔ کہ یہ خیال کہ عذاب الٰہی بندوں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے سیدنا مرزا صاحب ہی کا نہیں۔ اور استہزاً اور بہ خیال خویش تاریخی ثبوت پیش کرنے کی نیت سے لکھا ہے۔ مگر اچھا ہوا۔ کہ یہ واقعہ ہی اُس کو ملزم کرتا ہے اس واقعہ قتل عام سے صاف معلوم ہوگیا ہے۔ کہ جب تک لوگوں نے اپنے فعل شنیعہ یعنے بدظنی اور بدسلوکی سے توبہ کرلے اور نادر شاہ کی زندگی کے قائل ہوکر شمشیر گلے میں ڈالے رجوع نہ کی قتل کا ہاتھ بند نہ ہوا۔ دیکھو جب ایک دنیا دار بادشاہ رحم سے چھوڑ سکتا ہے۔ تو کیا خدا تعالے کو وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اب سمجھتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار کی تمام باتوں کا جواب آچکا۔ اس لئے اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے اُس کو سوچنے والا دل بخشے۔ اور ہمکو بھی عمل حسنہ کی توفیق دے تاکہ ایسا نہ ہو۔ ہم اس بات کو معلوم کرکے بھی اُس پر عامل نہ ہوں۔ اور زیادہ جوابدہ اور مورد عذاب ہوجاویں۔ ربنا وقنا عذاب النار۔ اے الہ العالمین ہم کو توفیق عمل نصیب کر۔ اور ایک نیا دل عنایت کر جو تیری عظمت کو قبول کرے۔ اور تیری ہی طرف تیری ہی طرف جملہ آفات وبلیات سے بچنے کے لئے بھاگے۔ آمین۔

بالآخر ہم چاہتے ہیں۔ کہ اتنا اور کہدیں۔ کہ سیدنا مرزا صاحب نے جن باتوں کی ہدایت کی ہے۔ اُن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اوّل ہماری گورنمنٹ نے جو تدابیر حفظ ماتقدم یا تدابیر انسداد کی صورت مرض طاعون سے بچنے کے لئے کی ہیں۔ وہ فطرتی اور انسانی خواہش کے موافق ہیں جن سے بہتر اور صورت ممکن نہیں۔ اور اُس کے لئے ہم سب کا فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی تدابیر پر عمل کرنے اور کرانے میں اُس کی مدد کریں۔ کیونکہ وہ رعیت ہی کی بھلائی کے لئے دل سوزی سے تدبیر کرتی اور تکالیف اُٹھاتی ہے۔ اس لئے ہر متنفس کا فرض ہے۔ کہ وہ جس طرح ہوسکے اس کام میں گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اس بدظنی اور بدگمانی سے لوگوں کو بچاویں جو اون کی ہلاکت کا موجب ہوسکتی ہے۔ کیونکہ مریض کو لازم نہیں کہ ڈاکٹر کی رائے کا سقم دریافت کرتا پھرے۔ سانپ جب آستین میں گھس جاوے۔ تو اُس کو نکالنے اور مارنے کی فکر کرنے ضروری ہے۔ نہ اون اسباب پر بحث کرنی کہ کیونکر گھس آیا۔ پس مریض اگر ڈاکٹر پر یا بچہ اپنی ماں پر بدگمانی اور بدظنی کرے۔ تو وہ شفا نہیں پاسکتا۔ اور پرورش حاصل نہیں کرسکتا۔ اس لئے گورنمنٹ کی تدابیر حسنہ پر بے جا نکتہ چینی اچھی نہیں۔ البتہ یہ گورنمنٹ خود جانتی ہے کہ پلیگ ڈیوٹی پر کیسے بااخلاق انسان متعین ہونے چاہیئں اور وہ خود انسانی ہمدردی کے لحاظ سے اچھا سلوک کرنے کے لئے طیار ہوں گے۔ یا اون کو ہونا چاہیئے۔

دوسرے ۔ چونکہ عام اندیشہ انتشار وبا کا ہے اس لئے پاک تبدیلی کی ضرورت ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کوئی معقول آدمی اس امر کو برا سمجھے۔ کون نہیں چاہتا کہ لوگ نیک اخلاق خوش معاملہ بنیں۔ اور خدا تعالے کے ساتھ عبودیت والا تعلق پیدا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جب انسان برائیوں اور بد اطواریوں سے توبہ کرلے گا۔ اور پاکیزہ اخلاق اور قابل شریف چال چلن اختیار کرلے گا۔ اور پھر وباء کے پھیلنے کی صورت میں اُس کے اخلاق اور عادات اُس کو بنی نوع انسان کی ہمدردی پہ مجبور کریں گے۔ وہ گورنمنٹ برطانیہ کی سچی عظمت اور قدر کرسکیگا۔ اور اُس کی مجوزہ تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا۔ اور ان ساری باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اُس کو بلا وجہ بدظنی کرنے کا مادہ پیدا نہ ہوگا جس سے وہ اُن تدابیر سے فائدہ اُٹھالے گا۔ جو گورنمنٹ نے بڑی دوراندیشی سے وضع کی ہیں۔ پس یہ دو امر ہیں۔ جو بطور روح رواں کے ہیں۔ اس لئے ان باتوں پر استہزاء اور ہنسی اڑانا کسی دانشمند اور خیرخواہ ملک کا کام نہیں ہونا چاہیئے۔ اصل مطلب سے غرض رکھنی ضروری ہے۔ اور جب پاک تبدیلی ہوجاویگی تو وباء سے محفوظ ہوکر باقی مدارج ایمان پر بھی انسان ترقی کرنے کے قابل ہوجاوے گا۔ ان ساری باتوں کو چھوڑکر خداترسی اور نیکوکاری اور پاکیزہ چال چلن ایسی باتیں ہیں جن کی ہر حال اور ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔ وبا ہو یا نہ ہو۔ عام طور پر کیا پیسہ اخبار یا کوئی اور معقول آدمی بھی چاہتے ہیں۔ کہ لوگ حیوانوں اور درندوں کی سی زندگی کریں۔ یقیناً پھر ایسی کارآمد باتوں اور قیمتی مشوروں کو یوں ہی سرسری نظر سے دیکھ جانا بھی مناسب نہیں ہوسکتا۔

ایک ضروری التماس

الحکم کا یہ پہلا نمبر ہے۔ جو دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ ضروری متفرقات کی وجہ سے ترتیب باقاعدہ نہیں رہی۔ اور پوسٹماسٹر جنرل کی منظوری داخلہ محصول کے جلد حاصل نہ ہونے کی وجہ سے رجسٹری میں بھی دیر ہوئی ہے۔ اس لئے ۲ فروری کا پرچہ ہم شائع نہ کرسکیں گے۔ بلکہ یہی دو نمبروں کی بجائے سمجھا جائیگا۔ شروع مارچ سے انشاءاللہ باقاعدہ ناظرین تک پہونچنے کا فخر حاصل کرے گا۔

ضرورت

میں کسی نو مسلم یا شریف ماں باپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری ماہوار آمدنی دس بارہ روپیہ اور لکھ پڑھ لیتا ہوں قوم کا شیخ ہوں مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ لڑکی کس قوم کی ہو بلکہ میرا مقصد ثواب حاصل کرنا ہے ... [illegible]

مکاتیب دلچسپ

اس عنوان کے تحت میں وہ مکتوب خصوصاً درج ہوا کریں گے۔ جو حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان نے اپنے خدام یا دیگر مذاہب کے سربرآوردہ لوگوں کو لکھتے ہیں اور مکتوبات عموماً درج ہوا کریں گے جو ہمارے احباب اپنے مخالف مولویوں یا احباب کو لکھتے ہیں۔ آج ہم تیمناً و تبرکاً سیدنا امام الوقت کے چار نہ لیکن بہت ہی نادر مضامین پر مشتمل کرامت نامے درج کرتے ہیں۔ آئندہ بھی انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ ایڈیٹر

نمبر اول

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام ایک گرامی نامہ

کرامت نامہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے۔ کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت . . . . اللہ جل شانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر یسر دونو متبادل وارد ہوتے رہتے ہیں۔ سو یسر تو خود موافق خواہش نفس انسانی ہے۔ لیکن عسر بھی بحالت موافقت باللہ و انشراح قلب و رضا بقضا و محبت ذاتیہ مولیٰ برنگ یسر ہی دکھائی دیتا ہے۔ اور ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے۔ پائی در زنجیر پیش دوستان کی کیفیت سرور وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے۔ جو کسی ایک آدھ جرعہ محبت سے کسیقدر مستی حاصل کرتا ہے۔ ہمیشہ خوش رہنے کے لئے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان ایک ذات کامل کو اختیار کرکے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قایم کرلیتا ہے تو عجیب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ ان اصول کے اختیار کرنے میں خود ناقص نہ ہو جو یہی حقیقت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی ہے۔ استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی جنبش و ہنت سے اپنے موافقت بالمولیٰ میں ذرہ جنبش نہ آوے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اور آپکو یہ استقامت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔ ۱۳ فروری ۱۸۸۷ء

نمبر دوم

بابو محمد کے نام

مولیٰ کریم جلشانہ جو قادر مطلق ہے۔ اس پر قوی امید رکھیں۔ وہ آخر اپنے مبتلا بندہ پر رحم کرتا ہے۔ رسنی رجوع کرنیوالوں کو کبھی ضائع نہیں کیا۔ اسکی قدرت اور طاقت کا کس نے انتہا پایا ہے۔ غم کے دنوں میں بہت مزہ ہی اور بہت کچھ برکتیں ہیں۔ مگر پیچھے سے قدر معلوم ہوتی ہے۔ ۲۱ اگست ۱۸۹۵ء

نمبر سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے نام

خدا آپکو امراض بدنی و روحانی سے نجات بخشے۔ ہمت کو بلند کرو اور نظر اٹھاکر دیکھو کہ یہ دنیا جسکے لئے انسان مزاہیر اور کج دلی اختیار کرتا ہے کسیقدر ثبات و استحکام رکھتی ہے۔ کیا حباب کیطرح نہیں جسکے عدم اور وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ہر وقت بصیرت چاہو تا وہ دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے۔ اور قوت چاہو تا اسکی طرف قدم اٹھا سکو۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ وہ ایک عرصہ اور ایک مدت دراز اپنے اہل و عیال میں امن اور خوشی اور راحت سے گذارے۔ اور پھر آخر کار خالی ہاتھ جائے۔ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ اور اس پر وہی فتح پاتا ہے جو خدا تعالیٰ سے بیعت الموت کرے۔ جو بیعت الموت خدا تعالیٰ سے کرتا ہے۔ اسکو غیبی قوت ملتی ہے اور جسطرح تارے بے ستون کھڑے کئے گئے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کے عہد پر کھڑا رہتا ہے اور گرتا نہیں۔ بے آرامی میں رہو جبتک سچا آرام نہ پاؤ۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ اسلام کی حقیقت سے بے خبر اور اسلام کی صورت پر ناز کر رہے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے کہ انسان بکلی خدا کیطرف چلا آوے اور جان اور مال اور اہل اور عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اسکو روکنے والی نہ ہو۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

نمبر چہارم

دیگر

ذوق اور بے ذوقی کی حالت میں جسطرح ہوسکے اعمال صالحہ کی بجاآوری میں لگے رہیں۔ جب انسان پختہ عہد کرکے ثابت قدمی سے طاعت الہی میں مشغول ہوتا ہے تو بیذوقی سے ذوق اور بے حضوری سے حضور پیدا ہوجاتا ہے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت موثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی و بیمزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ یعنی کبھی تکرار آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین کا اور کبھی تکرار آیت اھدنا الصراط المستقیم کا اور سجدہ میں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔ زندگی کا ذرا اعتبار نہیں اور دنیا کی خوابگاہ نہایت دہوکہ دینے والی چیز ہے رات کو دعا کرو صبح کو دعا کرو جنگل میں جاکر دعا کرو جماعت کی ساتھ دعا کرو۔ اور تنہائی میں دروازے بند کرکے دعا کرو کہ تا خدا تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے۔ جہانتک ہوسکے گریہ و زاری کی عادت ڈالو کہ رونے والوں پر اسکو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو کہ تا خدا تعالیٰ کے روبرو ایسے صاف و پاک جاؤ جیسے قرآن شریف کی ہدایتوں کے رو سے اسکا منشا ہے کہ کاہلی کچھ چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی کسی منزل تک نہیں پہونچ سکتا۔

پاک کلمات دعائیہ جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک ہونٹوں سے نکلی ہوئی ہیں

اے رب العالمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کرسکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہوجاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو۔ اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہوجائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔

دعا کے لئے خطوط

حضرت اقدس کے پاس دوبارہ قصبہ سرہال قاضیاں ضلع جالندہر سے نہایت ہی عجز و انکسار سے بھرا ہوا خط بارہ دعا پہونچا کہ سخت عذاب ہو رہا ہے مردوں کا جنازہ اور رسوم اسلام ادا نہیں ہو سکتے۔ خدا رحم کرے۔ حضرت نے دعا کی

قادیان دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم پچھلے چند روز سے بوجہ نزول باران رحمت خنک سرد رہا۔ بارش خوب ہوئی۔ اولے بھی پڑے دو دن سے آسمان کہل گیا ہے۔

۲۔ **معارف و حقائق** قرانی کا دریا بدستور بہتا رہا۔ **حضور اقدس امام ہمام** کے ملفوظات آئندہ سلسلہ وار درج ہوا کرینگے گویا دارالامان کی ہفت روزہ **ڈائری** الحکم کے ذریعہ شائع ہوا کریگی۔ جو **تقریریں** حضرت **حجۃ اللہ** بیان فرمایا کرینگے وہ برابر شائع کی جایا کریں گی۔

۳۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی دعا **واجعلنا للمتقین اماما** قبول ہوگئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ دارالامان میں حضرت اقدس کے مقرر کردہ **امام** ہیں مولانا صاحب **جمعہ** اور **روزمرہ** کی نمازیں پڑہاتے رہے اور جمعہ میں پنجابی لہجہ میں نہائت ہی موثر وعظ فرماتے رہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جوق در جوق لوگ **کشتی بیعت** پر سوار ہونے لگے۔ ہم مولانا صاحب ممدوح کے **سرمن** (وعظ) بھی مسلسل چھاپنے والے ہیں۔

۴۔ **ہمارے مسافر**۔ دارالامان میں اسوقت قریباً پچاس کے قریب باہر سے آئے ہوئے احباب ٹھہرے ہوئے ہیں جنمیں سے قابل ذکر احباب یہ ہیں۔ سیٹھ **عبدالرحمن** حاجی اللہ رکہا مدراس سے آئے ہوئے ہیں۔ سیٹھ آدم **اسماعیل** بمبئی سے تشریف لائے ہیں یہ صاحب **طاعون** کے نشانہ ہوئے تھے مگر اللہ کریم کے کمال فضل سے بچ گئے۔ لاہور سے اکثر احباب تشریف لائے ہیں۔

۵۔ **درس قرآن** مولوی **نورالدین** صاحب کا درس قرآن باقاعدہ اور مسلسل طور پر ہوتا ہے۔ اور پہر مولانا **نورالدین** کا درس اور درس بھی **قران** کا عجیب و غریب نکات کا مخزن ہوتا ہے۔

تالیفات و تصنیفات

کتاب البریت چھپکر طیار ہوگئی اور ہاتہوں ہاتہہ جا رہی ہے قیمت عہ ہے ایک بے نظیر اور زبردست کتاب ہے جسمیں علاوہ حالات **مقدمہ** ہنری کلارک حضرت **اقدس مسیح موعود** دام اللہ فیوضہم کی سوانح عمری بھی کسیقدر اختصار کے ساتہہ درج ہیں۔

چہل حدیث جو مولانا مولوی **محمد احسن** صاحب امروہی نے لکہی ہے۔ جسمیں چالیس حدیثیں ایسی بیان کی ہیں جو اون واقعات پر مشتمل ہیں جو بوجب حضور خیر الانام **بانی اسلام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصدیق مہدی و مسیح آخرالزمان کے لئے بطور پیشگوئی فرمائی تہیں۔ یہ کتاب زیر طبع ہے۔

رپورٹ سالانہ جلسہ۔ دسمبر ۱۸۹۷ء میں جو عظیم الشان جلسہ بمقام دارالامان قادیان ہوا تہا اوسکی مفصل رپورٹ جو بہت سے **اسرار و معارف** قرانی و علاج **امراض روحانی** پر مشتمل ہے عنقریب شائع ہوگی۔ بڑے اہتمام اور انصرام سے طیار کی گئی ہے جسکی ساڑہے چھ سو کے قریب جلدوں کی درخواست پہلی ہی ہوچکی ہے خریداروں کے نام درج رجسٹر ہو رہے ہیں۔ ہمارے ناظرین بہت جلد درخواستیں بھیجیں۔

سلسلۃ الموعظۃ الحسنہ بالکتب والسنۃ کا پہلا **نمبر** جسمیں ایک ڈاکٹر کے اعتراضات **سورۃ تبت** کا لطیف جواب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نہائت عجیب طرز پر دیا ہے **فلسفیانہ** اور **صوفیانہ** ہر دو رنگ اوسمیں موجود ہیں کتاب زیر طبع ہے یکم مارچ سے پہلے طیار ہو جاویگی۔ یہ سلسلہ بہت ہی **لطیف** ہوگا۔ یہ کتاب کثرت کے ساتہہ شائع اور تقسیم ہونی چاہئے اس لئے ہمارے اہل دل اصحاب اسکی متعدد کاپیاں خرید کر تقسیم کریں اور اجر عظیم لیں۔ قیمت ۲ر فی جلد ہے۔

اپنے ناظرین سے التماس

الحکم اب جس رنگ اور ڈہنگ سے شائع ہوگا آپ خود دیکہہ لیں گے۔ حضرت اقدس کے کلمات طیبات اسمیں درج ہوتے رہا کرینگے اور ضروری امور کی خبریں جو دارالامان میں ہوتی ہیں گی ناظرین تک پہونچتی رہیں گی۔ بہرحال الحکم اب ایک **نئی طرز** کا اخبار ہوگا۔ غرض جو کچہہ ہوگا آپ دیکہہ لیں گے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ کوئی کام ہو باہمی امداد کے بغیر نہیں چل سکتا۔ اسلئے اس لئے ہمارے ناظرین اس **رول** کو ایک پکا قاعدہ سمجہہ لیں کہ جب تک **۳ سے** سالانہ پیشگی قیمت جو عوام سے مقرر ہے نہ بہیجدینگے اخبار جاری نہ ہوگا ایک نمبر بہیجکر سکوت کیا جائیگا۔ **خواص** اور حامیین اخبار جو کچہہ بطور اعانت عطا فرمائیں گے شکر گذاری سے لیا جاویگا۔

ہمارے قلمی معاون

ہمارے قلمی معاون کوتاہ قلمی سے کام نہ لیں اور اپنے بیش قیمت خیالات سے ہمارا ہاتہہ بٹائیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان

جس مدرسہ کی ضرورت اجراء پر اکتوبر ۱۸۹۷ء میں اشتہار دیا گیا تہا جنوری ۱۸۹۸ء سے اوسکا افتتاح ہوگیا ہے۔ اسوقت ۶۰ طالب علم درج رجسٹر ہیں اور چار مدرس جو **سیدنا مرزا صاحب کے مشن کے خادم** ہیں۔ مدرسہ کے نصاب تعلیم میں **دینیات** لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے اور عام مدرسوں کی نسبت یہ لحاظ اور خیال رکہا گیا ہے کہ طالب علم چہہ سال کے اندر پنجاب یونیورسٹی کے **امتحان مڈل** میں داخل ہوسکے۔ اور **انگریزی تعلیم حروف تہجی** شروع کرتے ہی شروع ہوتی ہے۔ مدرسہ کا انتظام ایک مجلس **ناظم التعلیم** کے سپرد ہے جسکے جنرل سکرٹری **خواجہ کمال الدین** بی۔ اے **ایل ایل بی** سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مقرر ہوئے ہیں اور میر مجلس جناب مولانا مولوی **نورالدین** صاحب بہیروی **ادپیٹرن** اور **سرپرست** حضرت اقدس **حجۃ اللہ** سیدنا **مرزا صاحب** مسیح موعود دام اللہ فیوضہم۔ دو سو سے زائد ممبروں کے نام درج رجسٹر ہوچکے ہیں۔ اسوقت **دوسری مڈل** تک مدرسہ میں تعلیم دیجاتی ہے۔ **بورڈنگ ہوس** کی تجویز ہو رہی ہے۔ عنقریب کہلنے والا ہے ہمارے احباب اور عوام لوگ جو دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ مند اور متمتع ہونا چاہتے ہیں اپنے لڑکے بہیجیں۔ **بورڈنگ ہوس** کے قواعد عنقریب شائع ہونگے۔ اسوقت تک مدرسہ میں کوئی فیس بھی نہیں لی جاتی۔ گو کچہہ عرصہ کے بعد بہت قلیل فیس لگائی جاویگی۔

ہمارے شاعر طبع آزمائی کریں

ذیل میں ایک مصرع لکہا جاتا ہے جو ہمارے دوست محمد علی شاہ مدرس غوطہ فتح گڈہ نے بغرض طبع آزمائی کہا ہے۔ آپ جو غزل لکہی جاوے

مصرع طرح۔ مرحبا سید مدعی مہدی موعود و مسیح۔

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

قیمت پیشگی سالانہ — قیمت پیشگی سالانہ

اخبار الحکم

نمبر دویم | دار الامن والامان قادیان مورخہ ۶ مارچ ۱۸۹۸ء | جلد دویم

تخمیس در مدح مسیح الزمان مجدد دوران مہدی آخر الزمان جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم از ابو احمد امیر الدین امیرؔ

بحمد اللہ دردم را بوقتِ خویش درماں شد — ہماں کز جستجو کردیم از مدت نمایاں شد
چرا در پردہ گویم آں کہ چوں خورشید تاباں شد — بشارت اے مسلماناں کہ قصرِ کفر ویراں شد
چو فیضانِ خداوندی طرب انگیزِ انساں شد

نصیبِ مومنین عالمین شد دولتِ سرمد — ز پنجاب آبروئے تازہ بر مسلمیں آمد
بایں آں داں بما شد خالقِ ما مہرباں از حد — امامِ قادیانی مہبطِ یعنی غلام احمد
ز حق الہام و ملہم از پئے تائیدِ قرآں شد

بود فیضانِ او در ربعِ مسکوں ہیچ خورشیدا — شدہ محروم از رویت بجز یا دیدۂ اعمیٰ
گواہِ صدق ادا ادراکِ انسانی نہ شد تنہا — نشانِ آسمانی شاہد اند دریں دعوے
بہ الہام و کراماتش مدد از فیضِ رحمان شد

بہ تعویذِ جہالم حق نہاں بود ایں دُرِ مکنوں — برآمد از حجاب را الحمد للہ ایں زماں بیروں
بہ حکم گفتۂ پاک محمد السبل ختم الرسل اکنوں — کمر بستہ از پئے ... آں ...
زمانہ از نزولِ رحمتِ حق بحرِ عماں شد

بباغِ جنتِ اوصاف او یک خس نمی باشد — نمیداند کسی کو را نہ با ... بس نمی باشد
ز ذکرش قدسیاں را یک زماں بس نمی باشد — دریں دعوی مرا ... نرگس ...
دلیلِ من براہینش کمالِ کلکش نمایاں شد

مسیحا را حیاتِ عنصری ... شد نیت — الوہیت نباید داشت یا شانِ معبودیت
... مخالف ... شد نیت — نہ در ... ماندنائے از ربوبیت
الوہیت بگردوں ... بھگواں شد

نہ دہری را توانائی کہ سازد پیش منزل — بریں ہمو ماندہ آریا ساں تابِ اندر دل
چراغِ بزمِ زرتشتی ست گل چوں چراغِ در محفل — نہ طاقت پادری را کو در آرد پا دریں محفل
یہودی را نہ از بیہودگی بہبودیٔ جاں شد

اگر بینی از چشمِ بصیرت کیش و آئینش — نیاری بر زباں از ... گاہ نفرینش
مخالف انجو بیم کو ندارد باور تزئینش — الا اے دشمنِ دیں گر کنی رد براہینش
کہ از لک روپیہ عشرت دہد کاین دعوی آساں شد

بر و جہل مرکب را بجائے جام از سر کن — نگہ از دیدۂ انصاف بر ہر صفحۂ دفتر کن
پس انگہ در خیال رد آں آمادہ لشکر کن — گرت طاقت نباشد خلعتِ اسلام در بر کن
مسلمان شو مسلمان شو چو قائم کو بکر ان شد

گر از ما گل گرفتی غیر شامہ چوں در ابوئے — بمنزل کے رسی بیرہ اگر صد سال میپوئی
مگر ایں رنگ ... نیتال را بیہودہ میشوئی — الا اے بیدئے دانا ثمر از بید میجوئی
کہ امید میوہ از وے نماید ہر کہ ناداں شد

اگر بر وجہ احسن ... نور دیں ... — کہ یعنی از وساوس ...
مترس از لوم لائم حل شود تا مشکلات تو — بر دار صدق دل ... تسلی کن تشفی جو
بیا بر خوانِ فیضانِ خدا آنجا کہ مہماں شد

اگر خواہی کہ در محشر شوی با عزت و حرمت — دگر خواہی کہ در عقبیٰ دہندت روضۂ جنت
ز انبار در گوہر شمر ایں مغتنم ساعت!!! — بیا اے طالبِ ایماں ... دولت
کہ از وی فیوضاتِ الٰہی تجدید ... شد

مجدد اللہ عیسیٰ ... مہدی دوراں — کہ روشن یا براہینش بہ رنگِ مہرِ تاباں
... کامل ... روشن ... — اگر از فارسی نام و نشاں جوئی کدام ست آں
کہ از خیر البشر تذکیر او در صحیحاں شد

ہمیں ست آنکہ گشتہ با نشاں ہا در جہاں پیدا — ہمیں ست آنکہ از وے مسیرِ عالم منور گیا!!
ہمیں ست آں مجدد کو شد از غیر نام یکتا!! — ہمیں ست آں غلام احمد کہ دیگر صد دو دنیا
اگر باشد ثریا اتصالِ او بعدواں شد

نزاد ... از نشانہائے خدا چوں طرفہ تر آیت — بدل بودش کہ سے بوسید از فرط ادب آیت
امیر آسا ہمی جستی بہر مرسم ... — رفیقی را تمنائے زیارت بود بے غایت
بحمد اللہ بدیدارِ مبارک شاد و فرحاں شد

(ابو احمد امیر الدین - امیر)

امام الزمان کے کلمات طیبات

اس عنوان کے تحت میں ہم ہمیشہ وہ مقدس کلمات درج کیا کریں گے۔ جو وقتاً فوقتاً حضرت حجۃ اللہ کے مبارک منہ سے نکلا کریں گے۔ ایڈیٹر

کثرت ازدواج کے متعلق صاف الفاظ قرآن کریم میں دو دو تین تین چار چار کر کے ہی آئے ہیں۔ مگر اسی آیت میں اعتدال کی بھی ہدایت ہے۔ اگر اعتدال نہ ہو سکے۔ اور محبت ایک طرف زیادہ ہو جاوے۔ یا آمدنی کم ہو۔ اور یا قوائے رجولیت ہی کمزور ہوں۔ تو پھر ایک سے تجاوز کرنا نہیں چاہئے۔ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلا میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ان اللہ لایحب المعتدین۔

حلال پر بھی ایسا زور نہ مارو کہ نفس پرست ہی بن جاؤ۔ غرض اگر حلال کو حلال سمجھ کر بیویوں ہی کا بندہ ہو جاوے۔ تو یہی غلطی کرتا ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالے کی منشا کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کا یہ منشا نہیں۔ کہ بالکل زن مرید ہو کر نفس پرست ہی ہو جاؤ۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ رہبانیت اختیار کرو۔ بلکہ اعتدال سے کام لو۔ اور اپنے تئیں بیجا کارروائیوں میں نہ ڈالو۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی نہ کوئی تخصیص اگر اللہ تعالے کر دیتا ہے۔ یہ کوتاہ اندیش لوگوں کی ابلہ فریبی اور غلطی ہے کہ وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو توریت میں کاہنوں کے زمرہ کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ہندوؤں کے برہمنوں کے لئے خاص خاص رعایتیں ہیں۔ پس یہ نادانی ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی کسی تخصیص پر اعتراض کیا جاوے۔ ان کا نبی ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ جو اور لوگوں میں موجود نہیں۔

خدا کا تلون بھی رحمت ہے دیکھو یونس علیہ السلام کی قوم کے معاملہ میں قطعی الہام ہو کر جب لوگوں نے چیخنا چلانا شروع کیا تو عذاب ٹلا دیا اور رحمت کے ساتھ اونیز نگاہ کی۔ پس خدا کے تلون میں ہی ایک خاص لطف ہے مگر اس کو وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اس کے سامنے روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں۔ مجھے بارہا تعجب آتا ہے۔ کہ لوگ اپنے جیسے انسان کی خوشامد تو کرتے ہیں۔ مگر افسوس خدا کی خوشامد نہیں کرتے۔

یہ یاد رکھو کہ **دعا** کے لئے اگر جلدی ہی جواب مل جاوے۔ تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ پس دعا کرتے۔ نہ امید نہ ہو۔ دعا میں جس قدر دیر ہو۔ اور اس کا بظاہر کوئی جواب نہ ملے۔ تو خوش ہو کر سجدہ ہائے شکر بجا لاؤ۔ کیونکہ اس میں بہتری اور بھلائی ہے۔ **توقف کامیابی** کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس میں قبولیت دعا کا ایک راز ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جوں جوں انسان کی دعا کی قبولیت میں بظاہر توقف اور دیر ہوتی جائے گی اسی قدر اس کی **اضطراری** حالت اور بیتابی بڑھتی جائے گی جس کی وجہ سے وہ خدا کے حضور نہایت عجز سے اور بہت زور سے گڑگڑانے کے قابل ہو جاویگا۔ ایڈیٹر)

دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ **یونس**ؑ کی قوم گریہ و زاری اور دعا کے سبب سے آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں **مغاضبت** معاضبت کو کہتے ہیں۔ اور **حوت** مچھلی کو کہتے ہیں۔ اور **نون** تیزی کو بھی کہتے ہیں۔ اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت **یونس**ؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے۔ کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گذرا۔ کہ پیش گوئی اور دعائیں بھی رائگاں گئیں۔ اور یہ بھی خیال گذرا۔ کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے۔ کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے۔ اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں **مال** کلیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے خیرات کرنا۔ جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ صرف **قیل و قال** سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں۔ کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں **در منثور** میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کہ مجھے پہلے ہی **معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آ جاویگا۔** ع

ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر

دہلی کے خواب کی تعبیر میں فرمایا۔ کہ نماز جمعہ شہر میں پڑھنا نہایت بڑی کامیابی ہے۔

ابولہب قرآن کریم میں عام ہے۔ نہ خاص مراد وہ شخص ہے۔ جس میں التہاب و اشتعال کا مادہ ہو۔ اسی طرح حمالۃ الحطب۔ ہیزم کش عورت سے مراد ہے جو سخن چین ہو۔ آگ لگانے والی چغل خور عورت۔ آدمیوں میں شرارت کو بڑھاتی ہے۔ سعدی کہتا ہے۔

سخن چین بدبخت ہیزم کش است

سورہ تبت پر اعتراض سن کر فرمایا۔

دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ میں نے اپنے احباب **حاضرین**۔ اور **غیر حاضرین** میں سے جن کے نام یاد آئے۔ یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دعا کی۔ اور اتنی دعا کی۔ کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی۔ تو سرسبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کیلئے یہ بڑی نشانی ہے۔ (جزاک اللہ فی الدارین خیرا)

رمضان کا مہینہ الحمد للہ گذر گیا۔ عافیت اور تندرستی سے یہ دن حاصل ہے۔ **پھر اگلا سال خدا جانے کس کو آئے گا۔ کس کو معلوم ہے** کہ اگلے سال کون ہوگا۔ پھر کس قدر افسوس کا مقام ہوگا اگر اپنی جماعت کے ان لوگوں کو فراموش کر دیا جاوے۔ جو انتقال کر گئے ہیں۔ یہ ایسے وقت میں فرمایا۔ کہ جب فہرست میں زندوں کے نام ثبت ہو رہے تھے۔

ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے رہے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ مسیح آئے گا۔ تو ایک بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور بڑی شان و شوکت سے تخت داؤد پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور اس کے آنے سے پیشتر ایلیا آسمان سے اترے گا۔ مگر جب مسیح آیا۔ تو اس نے ایلیا تو یوحنا کو بتایا۔ اور آپ بجائے بادشاہ ہونے کے ایسی عاجزی دکھائی۔ کہ سر رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ اب ظاہر پرست یہودی کیوں کر مان لیتے پس انہوں نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور اب تک کرتے ہیں۔ یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں کو پیش آئی ہے۔ وہ منتظر ہیں کہ مسیح اور مہدی آ کر لڑائیاں کریگا۔ مگر خدا تعالے نے یہ امر بھی محفوظ نہ رکھا تھا۔ اور بخاری نے یضع الحرب کہکر اس کا قضیہ ہی چکا دیا تھا۔ پھر بھی یہ **امن اور سلامتی** کے خواستگار کو ماننا نہیں چاہتے۔

مندرجہ بالا کلمات طیبات فروری سنہ ۶ کے ہیں جو ہم نوٹ کر سکے اندر کیلئے ڈائری الحکم کا اتو منے کیا ہے ازہفت بدر ڈائری الحکم کے ذریعہ

شیخ محمد حسین بٹالوی پر جھوٹ کی مار

اور

اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَک

کا نئے طور پر اظہار

من ازاں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

ہمارا ہرگز ہرگز ارادہ نہ تھا کہ شیخ محمد حسین بٹالوی کی بے تکی، باتوں پر کوئی اکیشن لیکر اپنے قیمتی کالم ضائع کریں۔ خصوصاً اُس وقت سے جبکہ وہ خود اپنے انہوں اور اپنی آنکھوں سے الہام اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَک کا خوفناک نظارہ اپنے ہی گھر بٹالہ میں بمقدمہ ہنری مارٹن کلارک کرسی مانگ کر دیکھ چکا تھا۔ مگر اُس کے تازہ اور سفید جھوٹ نے رجو حال ہی اُسی معاملہ کرسی کے متعلق اُس نے کھلے بندوں ظاہر کیا، ہمکو مجبور کر دیا۔ کہ شیخصاحب کی اس نہایت ہی نفرت انگیز حرکت پر پبلک اور خود شیخصاحب کو ایکبار اور توجہ دلاکر ثابت کر دیں کہ ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں بٹالوی صاحب کا کرسی مانگ کر جھاڑیں کھانا۔ اور جھڑکیاں سننا۔ کوئی ایسا مخفی امر نہ تھا۔ جسکی اطلاع کسی کو نہ ہو سکتی ہو۔ ایک عام مجمع میں جہاں کئی معزز اشخاص اہل کاروں وغیرہ کے علاوہ موجود تھے اُنکا درخواست کرسی پر ملازم ہونا اور مجسٹریٹ ضلع کا ڈانٹ بتانا اُسی وقت طشت از بام ہو چکا تھا۔ اور خود ہم نے ہی آج سے سات ماہ پیشتر اُنہی دنوں میں جنگ مقدس ثانی کے تیسرے نمبر میں اُس ساری کیفیت کا نظارہ کھینچ کر ناظرین کو دکھلا دیا تھا جسکی تردید میں آج تک شیخصاحب کا قلم ٹوٹ گیا۔ اور جھوٹ ہی کی وہ اُس کے معنی الٹا ایک حرف نہ لکھ سکے۔ اور نہ کسی خط وغیرہ کے ذریعہ ہم کو اطلاع دی۔ اُن کا اشاعت اگر غفرا پر بمنزلہ توکسی اور اخبار ہی میں مشتہر کراتے۔ جسمیں ہم ہو تشہ کی رپورٹ کے مضمون پر توجہ ہوں۔ صدق میں اعلان کرانے وغیرہ سے۔ مگر افسوس کہ اس کلنک کے ٹیکے کو تا دھونے کے لئے ذرا بھی کوشش نہ کی۔ اور اب سات ماہ بعد یاد آیا کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ اور اس جھوٹ بلکہ سفید اور کریہ جھوٹ کو جسکی تعفن اور فراقت سے اُن کے دماغ میں بھول اور نتیجہ کا زور ہو گیا تھا۔

اب اسکا آخر کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ہمارے سید و مقتدا حضرت امام الوقت (ایدہ اللہ) نے ۲۰ فروری کو ان کو ایک خط بعد شنیدہ شہادات اس محبت اور ہمدردی کے جوش سے رجو اس مبارک اور مقدس قوم کو اپنی مخالفوں سے خصوصاً اور بنی نوع انسان سے عموماً ہوتی ہے) متاثر ہو کر لکھا۔ اور جس میں اُن کو لکھا گیا کہ ایک **آسمانی نشان** ظاہر ہونے والا ہے۔ آپ اپنی اصلاح کے لئے اس خط سے مدد لیں۔ یہ سیدنا مرزا صاحب کے خط کا لب لباب ہے۔ (جسکو ہم دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔)

اور اُسی خط میں ضمناً آن حضرت نے کرسی والا معاملہ بھی اُسکو یاد دلایا۔ مگر شیخصاحب بجائے اُس کے کہ اس خط سراپا ہدایت سے کچھ استفادہ کرتے۔ اُلٹے اسی ذلت کی گٹھڑی کے اٹھانے کو تیار ہوئے۔ جیسا اُن کے اُس خط سے پایا جاتا ہے جو سیدنا **مرزا صاحب** کے خط کے جواب میں درج کرتے ہیں۔

الغرض اب محمد حسین صاحب کی ساری بحث کا دار و مدار اور ساری کوششوں اور منصوبوں کے خاتمہ کا انحصار آجکے اسی کرسی والے واقعہ کی تصدیق پر آٹھیرا ہے۔ ہم کو شیخصاحب کی حالت پر بہت ہی رحم آتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہمارے سامنے وہی نقشہ انی مھین کا کھچا جاتا ہے۔ اور الہام تم نافس ..... پر بصد کار سامنے آتا جاتا ہے۔ اور بار بار یہی خیال آتا ہے۔ کہ یہ **نادان مُلّاں** ابھی اپنے ہاتھوں اپنی ذلت دیکھنے کا مشتاق معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایک ایسے روز روشن کی طرح بین واقعہ کی تکذیب پر جرات کرتا۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یا آلہی کیا اس شخص کا **کانشنس** بالکل مسخ ہو گیا۔ یا تو ابھی انی مھین کا تازیانہ اور لگانا چاہتا ہے۔ بہرحال اللہ علیم خوب جانتا ہے۔ کہ اس میں کیا راز اور سر ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ راستبازوں اور صادقوں کے لئے ایک اور نشان مہیا ہوتا ہے [illegible] اس واقعہ کی تصدیق چاہتے ہیں۔ [illegible] واندیشی ہے۔ کہ آن کا اپنا فرض ہے [illegible] ثابت کرنے کے لئے اول تو بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرتے۔ کہ مجھ **مجیب الطرفین** کی نسبت انہوں نے غلط چھاپ دیا کہ کرسی مانگ کر ذلیل ہوا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اول تو اندیشہ تھا کہ حاکم [illegible] جھٹلا سکونگا۔ اور [illegible] اس کو عرض تحریر [illegible] نہیں لایا۔ اور نہ تردید کی۔ ملاں اپنے پرائیویٹ طور پر اپنے [illegible] اعتقاد والوں کو لکھدیا۔ کہ نہیں میاں [illegible] ملا عدالت [illegible] مانگنے والا ادان تھا۔ [illegible]

تمام کرسی والا معاملہ تھوڑا ہی تھا۔ مجھے جھڑکیاں نہیں ملیں۔ اور بار بار کرسی طلب کرنے سے نہیں اٹھایا گیا۔ مگر اب گزرے کا مردے اکھاڑ کر اگر ابھی فی الحقیقت کچھ کسر باقی ہے۔ تو یہ اُسی کا فرض ہے کہ اپنی بریت اور صفائی کے لئے ان معززین کی جو عدالت کے باہر موجود تھے۔ تصدیق کرالے۔ کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا اور کم از کم کپتان ڈگلس صاحب سے ہی کوئی چٹھی منگوا کر شائع کروے۔ ہم بھی سمجھ لیں گے۔ کہ ہاں شیخصاحب کو در اصل جھڑکیاں اور جھاڑیں نہیں پڑیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکیگا۔ تو ہم پبلک اور خود شیخصاحب کو توجہ دلاتے ہیں کہ ایسے **صریح جھوٹ** سے اُس کو سوائے رسوائی کیا حاصل ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے اس معاملہ کو طشت از بام کیا۔ **الحکم کا ایڈیٹر** ہے۔ اگر شیخصاحب میں کچھ بھی حوصلہ اور ہمت تھی۔ تو مرد میدان بنتے اور اسکی تردید کرتے یا اُسے عدالت کے کٹہرے تک پہونچا دیتے۔ بہرحال ہم کو اندیشہ ہی اندیشہ ہے کہ اسی پوٹلی کو بھول کر زیادہ رسوا ہوں گے۔ شیخصاحب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ کیا اس قدر معززین جو وہاں موجود تھے۔ سب کے سب دروغ گو ہیں۔ اور وہی ایک راستباز ہے۔ شیخصاحب خدارا اپنے اوپر رحم کرو۔ بہت ذلیل ہو چکے۔ اب درد کا حد سے گذرنا ہے۔ دوا ہو جانا پر عمل نکرو۔ توبہ کرو۔ کیونکہ توبہ کرنے والے کامیاب ہونے والے ہیں۔ ابھی وقت ہے خدا تعالےٰ کے حضور گر پڑو۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔ ورنہ یہ جھوٹ بہت ہی بُرے طرح چمٹے گا۔ اور رہی سہی بڑائے نام عزت کو خاک میں ملا دے گا۔

نصیحتے کُنمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہر چہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

حکمت کے موتی۔ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ کہ تین خصلتیں جو لڑکوں میں ہیں۔ اگر جوانوں میں ہوتیں۔ تو وہ مرتبہ ولایت کو پہنچ جاتے۔ اول وہ روزی کا غم نہیں رکھتے۔ دوسرے بیماری کے وقت خدا کی شکایت زبان پر نہیں لاتے۔ تیسرے آپس میں لڑتے ہیں مگر دل میں کینہ نہیں رکھتے۔ فوراً صلح کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہر چیز کھانے سے کم ہوتی ہے۔ مگر غم کھانے سے بڑھتا ہے۔ اور ہر شے خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے ٭

امام الوقت کی خط و کتابت

ذیل میں ہم **امام الزمان** حضرت سیدنا مرزا صاحب ایدہ اللہ کا وہ ہدایت نامہ شائع کرتے ہیں جو حضور نے میاں محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو اُن کی یہ بات سن کر کہ میں نماز میں اُن پر لعنت کرتا ہوں۔ (معاذ اللہ) اپنی سچی ہمدردی اور حقیقی جوش محبت سے (جو اس مقدس قوم کو بنی نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخالفوں سے خصوصاً ہوتی ہے) لکھا اور یہ قول سچ کر دکھایا ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اس خط کو پڑھ کر ہمارے ناظرین معلوم کریں گے کہ یہ کیسا **کریم النفس انسان** ہے کہ باوجودیکہ ان مولوی کی سب و شتم سے سخت ستایا گیا اور رنج دیا گیا اور نہ اپنے لئے بلکہ اس لئے کہ اُس نے اُس کو خدا کی اور آسمان کی باتیں سنائیں۔ ایسی حالت میں اس مقدس انسان نے سب سے سخت دل مخالف الرائے کے حق میں دعائے خیر ہی کی ہے اور ہمیشہ یہی آرزو ظاہر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو وہ آنکھ اور بصیرت دے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کے دیکھنے پر قادر ہو سکے۔ اس وقت بھی اوس کے لئے حسن ظن کر کے اس کا **راستباز** بننا ہی چاہا۔ کہ گو عرصہ سے خط و کتابت بند ہے تو بھی خود ہی ابتدا کر کے پھر اس کو تبلیغ کی۔ اور ایک **عظیم الشان نشان** ظاہر ہونے سے پیشتر اس کو بھی ہمدردی اور جوش دل سے لکھا تا وہ اس وقت جب وہ نشان ظاہر ہو۔ اس ہدایت نامہ سے مدد لے کر اپنی اصلاح کر لے۔ مگر اس شتاب کار مخالف کی تیزی طبع ملاحظہ ہو کہ بجائے اس کے اس خط سے استفادہ کرتا۔ اور صبر و استقلال سے اوس نشان کا انتظار کرتا اور کرشمہ قدرت کو دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو طیار کرتا۔ اُس ہر حال کرسی کے جھگڑے کو لے بیٹھا کہ ثابت کر دیجئے غلام احمد کو کلارک میں کرسی نہیں ملی۔ اور یہ تحریر کیسی ہیں ناظرین خود حضرت مسیح الزمان اور اوس کے خط کو پڑھ کر اندازہ کر لیں گے کہ کونسا خط اپنے اندر ہدایت کی روشنی اور کونسا بے حواسی کی تاریکی رکھتا ہے۔ الغرض ہم اون ہر دو خطوں کو ذیل میں چھاپ دیتے ہیں حضرت **مسیح الزمان** نے اوسی روز میاں محمد حسین بٹالوی کے خط کے جواب میں ایک اشتہار چھاپ دیا ہے۔ جسکو اسی سلسلہ خط و کتابت میں ہم درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

شیخ بٹالوی محمد حسین صاحب ہداکم اللہ

مجھے زبانی حبی فی اللہ مولوی قطب الدین صاحب معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کسی مصلحت سے آپ کے مکان پر گئے۔ اور ہمدردی انسانی سے چاہا۔ کہ آپ کو حق کی طرف دعوت کریں مگر آپ نے علاوہ کئی الفاظ سب و شتم کے جو میری نسبت استعمال کئے۔ یہ بھی کہا کہ میں نماز میں اُن پر لعنت بھیجا کرتا ہوں۔ میں تمام باتوں کے سننے سے اگرچہ آپ کی صلاحیت سے نومیدی آتی ہے۔ مگر چونکہ بعض بشارات میں دیکھا ہے امید کی جاتی ہے کہ آپ پر عنقریب وہ زمانہ بھی آوے کہ آپ کی آنکھ کھلے۔ اور آپ اُن گستاخیوں اور شوخیوں اور بد اندیشیوں سے توبہ کریں۔ اس لئے میں نے ایک ضروری امر پر آپ کو مطلع کرنے کے لئے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ تا شاید کسی وقت پھر آپ کو کام آوے۔ اور آپ کی زیادہ بصیرت کا موجب ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ چند متواتر الہامات اور رؤیا سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب ایک نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے جو بہت سے لوگوں کو میری طرف کھینچے گا۔ اور اُس دن بہت سے نیک دل انسان سچائی کو پہچان لیں گے۔ میری اس تحریر کو آپ محفوظ رکھیں میں چند معزز گواہوں کی شہادت اس پر ثبت کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور اس کام پر محض ہمدردی نے مجھ کو آمادہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول (سورہ جن) سو کسی شخص سے ایسی پیش گوئی کا ظاہر ہونا جو غیب پر مشتمل ہو۔ اوس کے سچا ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ پر بہت افسوس ہے۔ کہ اب تک آپ نے نہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے فائدہ اوٹھایا۔ اور نہ عقل خداداد سے کام لیا۔ اور نہ آسمانی نشانوں سے جو میرے ہاتھ پر یا میرے لئے ظاہر ہوئے۔ ہدایت پائی۔ احمد بیگ کی وفات سے لے کر لیکھرام کی موت تک ایک لمبا سلسلہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کا تھا۔ لیکن کسی نشان نے آپ کو فائدہ نہ دیا۔ آفتاب ماہتاب بھی رمضان میں منکسف ہوئے۔ مگر آپ نے کچھ پروا نہ کی۔ آپ نے انسانیت اور ٹھنڈے مزاج سے اپنے شبہات کو دور نہ کرایا۔ صدی میں بھی چودہ برس گذر گئے۔ مگر آپ نے کسی مجدد کا پتہ نہ دیا۔ جو فتن موجودہ کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہو۔ میں نے مباہلہ کے ساتھ بھی آپ سے فیصلہ کرنا چاہا۔ مگر آپ وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ خدا تعالیٰ آپ کے حال پر رحم کرے۔ اب تو انتہا تک آپ کی نوبت پہنچ گئی۔ آپ کہتے تھے۔ کہ میں نے ہی تم کو اونچا کیا۔ اور میں ہی گراؤں گا۔ آپ کو سوچنا چاہئے۔ کہ اس فضول گوئی میں کیسے آپ جھوٹے نکلے۔ کیا میں نے الہام کا دعویٰ آپ کے صلاح مشورہ سے کیا تھا۔ کیا میں نے کبھی آپ پر بھروسہ رکھا۔ یا آپ کو کچھ چیز سمجھا۔ اور اب مختلف شہروں اور قریب اور دور کے ملکوں کے صدہا آدمی اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سو دیکھو۔ خدا تعالیٰ نے کیسے آپ کے غرور کو توڑا۔ کہ میں ہی گراؤں گا۔ سچ ہے۔ کہ آپ نے تو کسی چال بازی میں کسر نہ کی۔ مگر ہر ایک حملہ کے وقت آپ ہی کو ذلت دیکھنی پڑی۔ پادریوں کے مقدمہ میں آپ نہایت ناز سے دامن کشاں کچہری میں پہنچے کہ تا میری ذلت دیکھیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے میرے روبرو اور میری جماعت کے روبرو آپ کو ذلیل کیا۔ آپ کا کرسی طلب کرنا۔ اور پھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین جھڑکیاں دے کر کرسی سے محروم رکھنا۔ یہ کیسی ذلت تھی۔ کہ جو میرے روبرو میری جماعت کے روبرو منشی غلام حیدر خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کے روبرو مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے روبرو لالہ رام بھج دت وکیل کے روبرو اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اردلیوں کے روبرو آپ کو نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ مجھے بھی آپ کی اس حالت پر رحم آیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت تھی یا کچھ اور تھا۔ آپ مجھے مفتری کہتے ہیں۔ مگر بتا نہیں سکتے۔ کہ کیا ابتداء دنیا سے آج تک کوئی ایسا مفتری آپ نے دیکھا۔ جس کو خدا تعالیٰ نے روز دعوے الہام سے میری طرح پچیس برس تک مہلت دی ہو۔ جو خدا پر افترا کرے۔ وہ تو گھنٹے کی عمر بھی نہیں پاتا۔ اور جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور میں تو پچیس برس سے برابر خدا تعالیٰ کا الہام پیش کر رہا ہوں براہین کا زمانہ ہی دیکھو جو اب اٹھارہ برس کے قریب پہنچ گیا۔ اللہ جل شانہ سے شرم کرو۔

گواہوں کے دستخط دوسرے صفحہ پر اس ورق کے ثبت کئے گئے ہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی ناصر نواب صاحب سیٹھ عبدالرحمن۔ حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ مدراس۔ مولوی محمد افضل صاحب سکنہ کملہ تھانہ لالہ موسیٰ۔ سیٹھ اسمٰعیل آدم تاجر بمبئی۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ مولوی قطب الدین صاحب سکنہ بدوملہی میاں معراج الدین صاحب ٹھیکہ دار لاہور۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ حافظ احمد اللہ خاں صاحب ناگپوری سردار عبدالعزیز خاں صاحب قزلباش۔ عبدالرحمن خاں صاحب غزنوی۔ مولوی نورالدین صاحب بھیروی +

(محمد حسین کا خط)

مقام بٹالہ۔ مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۹۹ء نمبر ۱۴۱

میاں غلام احمد صاحب خدا آپ کو راہ راست پر لاوے اور ضلالت و الحاد سے نجات بخشے +

السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ آپ کا خط ۲۸ فروری ۹۹ء کو پہونچا۔ جس کو میں نے تعجب اور افسوس کے ساتھ پڑھا۔ افسوس آپکے مرید میاں قطب الدین صاحب پیام بر کہ وہ کیا پیام و سوال لے گئے تھے۔ اور کیا جواب لائے۔ اور نہ سمجھے کہ وہ کیا پیام و سوال لے گئے تھے۔ اور کیا جواب لائے۔ اور نہ سمجھے کہ وہ میرے پیام و سوال کا جواب نہیں ہے۔ الخ (نقل مطابق اصل) آپنے **انہیں جھوٹ** کردیا اون کی چشم بصیرت کو نابینا کردیا۔ اس لئے وہ نہ **سمجھ سکے** کہ وہ جواب مطابق سوال نہیں ہے۔ اور یہ امر تو بطور پیش گوئی کہدیا گیا تھا۔ کہ آپ ان پر جھوٹ کردیں گے۔ جو ظہور میں آیا۔

تعجب آپ کی جرات پر آیا۔ کہ آپ نے اس خط میں اپنے ان ہی پرانے ڈھکوسلوں کا اعادہ کردیا۔ اور شرم سے کام نہ لیکر یہ خیال نہ کیا۔ کہ جن باتوں کا میں اعادہ کرتا ہوں۔ ان کو تمہارا مخاطب بارہا بدلائل رد کر چکا ہے۔ پھر میں اُن کا اعادہ کیوں کرتا ہوں +

اس افسوس اور تعجب کے اظہار پر دوبارہ اعادہ ملتفیال اعادہ کرتا ہوں۔ (یہ فقرہ بھی نقل مطابق اصل ہے۔) کیونکہ میاں قطب الدین صاحب دوبارہ میرے پاس آئے ہیں۔ اور آپ کی **اس چال کو میرے سمجھانے سے سمجھ گئے ہیں**۔ اور اس وجہ سے اس خط کے ذریعہ پیام دوبارہ بھیجنے کا وعدہ کر گئے ہیں۔ (نقل مطابق اصل یہ مولوی صاحب کی انشاء پردازی ہے۔ ایڈیٹر)

آپنے کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں تین دعوے کئے ہیں۔ اول یہ کہ محمد حسین نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کرسی طلب کی۔ اور کہا کہ اس کو عدالت میں کرسی ملتی ہے اور اُس کے باپ کو عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ جس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس کو **تین جھڑکیاں دیں**۔ اور کہا کہ تو جھوٹا ہے۔ **بک بک مت کر**۔ دوسرا یہ دعوے کہ پھر وہ باہر کے کمرہ میں ایک کرسی پر جا بیٹھا۔ تو کپتان صاحب پولیس کی نظر اس پر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ اس کرسی سے اُٹھایا گیا۔ تیسرا دعوے یہ ہے۔ کہ پھر وہ ایک شخص کی چادر لے کر اسپر بیٹھ گیا۔ تو اوس شخص نے چادر نیچے سے کھینچ لی۔ اور کہا کہ ایک مذہبی مقدمہ میں جو بناوٹی ہے۔ پادریوں کی گواہی دیتا ہے۔ اور میری چادر پر بیٹھتا ہے۔ میں اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا۔ میرے نزدیک یہ تینوں دعوے محض دروغ ہیں۔ جس میں راستی کا شمہ دخل اور شائبہ بھی نہیں ہے۔ آپ ان دعووں میں سچے ہیں تو ایک جلسہ عام میں (جو بمقام لاہور یا گورداسپور یا بٹالہ ہو۔) ان ہی لوگوں میں سے جن کے نام اپنے خط میں درج کئے ہیں صرف دو یا تین اشخاص کو جن کو میں منتخب کروں پیش کریں۔ اور اون سے شہادت دلوائیں پس اگر وہ آپ کے بیان الفاظ کی تصدیق کریں۔ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے آپکو

آپکے مقابلہ میں شکست یافتہ سمجھکر آئندہ آپ کے ردو

جواب سے قلم و زبان کو بند کرلوں گا۔ اور اگر ان گواہوں نے آپ کے بیان والفاظ کی تصدیق نہ کی۔ تو اس صورت میں آپ اپنے ملحدانہ دعاوی۔ مسیحائی۔ محدثیت۔ مہدویت۔ نبوت وغیرہ سے تائب ہوکر خالص اسلام کے پابند ہوجائیں گے۔ پیام یہ تھا۔ جس کے جواب میں آپنے صرف دعوے کا (نقل مطابق اصل) کردیا۔ اور نہ سوچا۔ کہ دعوے تو آپ نے پہلے ہی بھی کیا تھا۔ اوس دعوے کا ثبوت بذریعہ شہادت مطلوب تھا۔ نہ اعادہ دعوے اب بھی آپ توجہ کریں۔ اور جواب مطابق سوال دیں۔ ورنہ آپ کا خط اور یہ جواب عنقریب رسالہ میں مشتہر ہوگا۔

راقم آپ کا خیر خواہ قدیم

ابو سعید محمد حسین

***

نوٹ ۱۔ اس فقرہ سے پایا جاتا ہے۔ کہ گویا مولوی قطب الدین صاحب حضرت مسیح موعود صاحب کے معاذ اللہ حق پر نہیں سمجھ بیٹھے بالکل **جھوٹ** اور گزند **جھوٹ** ہے۔ جو میاں محمد حسین کے حصہ پر آیا۔ افسوس۔ ہم اگلے نمبر میں اس خط پر مفصل ریمارک کرینگے

ایڈیٹر

***

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو لفٹ عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟

(راستی موجب رضائے خدا است)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض اپنی عزت بنانے کے لئے کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اس بدنمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی جرات دیتے ہیں۔ کیونکہ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ اور جبکہ ایک شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے۔ تو بتلاؤ۔ کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ بیچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں۔ اور کرسی دینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ "بک بک مت کر" اور "پیچھے ہٹ" اور "سیدھا کھڑا ہوجا"۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "ہمارے پاس تمہارے کرسی ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں"۔ لیکن نہایت افسوس ہے۔ کہ شیخ مذکور نے جابجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا۔ کہیں تو یہ مشہور کردیا کہ مجھے کرسی ملی تھی۔ اور کسی جگہ یہ کہا کہ کرسی دیتے تھے۔ مگر میں نے عمداً نہیں لی۔ اور کسی جگہ یہ افترا کیا کہ عدالت میں کرسی کا ذکر ہی نہیں آیا۔ چنانچہ آج میری طرف بھی اس **مضمون کا خط بھیجا ہے** کہ گویا اس کا کرسی مانگنا۔ اور کرسی نہ ملنا۔ اور بجائے اس کے چند جھڑکیوں سے پیچھے ہٹائے جانا یہ باتیں غلط ہیں۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**۔ ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ بات فی الواقع سچ ہے۔ کہ شیخ مذکور نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی مانگی تھی۔ اور اس کا اصل سبب یہی تھا۔ کہ جب اُس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھکر بے اختیاری کے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا۔ اور نہ چاہا۔ کہ میرا دشمن کرسی پر ہو۔ اور میں زمین پر بیٹھوں۔ اس لئے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی۔ اور چونکہ عدالت میں نہ اس کو اور نہ اُس کے باپ کو کرسی ملتی تھی۔ اس لئے وہ درخواست زجر اور توبیخ کے ساتھ رد کی گئی۔ اور درحقیقت یہ سوال اس کا نہایت **قابل شرم** تھا۔ کیونکہ سچ یہی ہے

نوٹ۔ حضرت خاکسار ... مسیح موعود ... صاحب کا ... مخالفت نفسانیت کا ... کیونکہ ... راستبازی کی ... اُس کی ... نہیں چھوڑ سکتا۔ جو اسکی رگ و ریشہ میں رچ گئی ہو۔ اور یہاں شیخ صاحب کی مخالفت کی قیمت ایک کرسی تھی

کہ میرے والد صاحب مرحوم اور اس کا باپ رحیم بخش کبھی کرسی نشین نہیں شمار کئے گئے۔ اور اگرچہ اس کا باپ گورنمنٹ کا نیک نیت تھا ۔ شیخ تو گویا سرلیپل گریفن نے بہت بڑی غلطی کی کہ جو اپنی کتاب میں شیخ بٹالوی کو نہیں پہنچا ۔ پس ان دونوں کا نام نہیں لکھا ۔ غضب کی بات ہے کہ کہلاتا مولوی ۔ اور اس قدر فاش دروغ گوئی ۔ اور پھر اپنے جھوٹ کی رسی دراز ملنے کا مجھ سے ثبوت مانگتے ہیں گویا اپنی ذلت کو کامل طور پر تمام لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اپنے چند خطوط میں وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ کاذب نکلیں ۔ تو اپنے تئیں شکست یافتہ تصور کریں گے ۔ اور پھر کبھی رد و قدح نہیں کریں گے۔" افسوس کہ اس شخص کو جھوٹ بولتے ذرہ شرم نہیں آئی ۔ جھوٹ کہ اکبر الکبائر اور تمام گناہوں کی ماں ہے کس طرح دلیری سے اس شخص نے اس پر زور دیا ہے۔ یہی دیانت اور امانت ان لوگوں کی ہے جس سے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا ۔ اور دنیا میں شور مچایا۔

واضح رہے کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا کا گواہ کوئی ایک دو آدمی نہیں بلکہ اس وقت کچہری کے اردگرد صدہا آدمی موجود تھے جو کرسی کے معاملہ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر **ایم ڈبلیو ڈگلس** صاحب بہادر خود اس بات کے گواہ ہیں جنہوں نے بار بار کہا کہ تجھے کرسی نہیں ملے گی ۔ بک بک مت کر ۔ اور پھر **کپتان لیمارچنڈ** صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اس بات کے گواہ ہیں کہ کرسی مانگنے پر محمد حسین کو کیا جواب ملا تھا اور کیسی عزت کی گئی تھی ۔ پھر **منشی غلام حیدر خان** صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع جو اب تحصیلدار ہیں ۔ اور **مولوی فضل الدین** صاحب پلیڈر اور لالہ **رام بھج دت** صاحب وکیل اور **ڈاکٹر کلارک** صاحب جن کی طرف سے یہ حضرت گواہ ہو کر گئے تھے ۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے **تمام اردلی** یہ سب بیان مذکورہ بالا کے گواہ ہیں ۔ اور اگر کوئی شخص ان میں سے محمد حسین کی حمایت میں انکار کرے اس کی پردہ پوشی بھی چاہے ۔ مگر میں خوب جانتا ہوں ۔ کہ کوئی شخص اس بات پر **قسم** نہیں کھا سکے گا ۔ کہ یہ واقعہ کرسی نہ ملنے اور جھڑکیاں دینے کا جھوٹ ہے۔ مجھے حیرت پر حیرت آتی ہے ۔ کہ اس شخص کو کیا ہوگیا ۔ اور اس قدر گندے جھوٹ پر کیوں کمر بستہ کی ۔ ذرہ شرم نہیں کی کہ اس واقعہ کے تو صدہا آدمی گواہ ہیں ۔ وہ کیا کہیں گے ۔ اس طرح تو ان مولویوں کا اعتبار اٹھ جائے گا ۔ اگر درحقیقت اس شیخ بٹالوی کو کرسی ملی تھی اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بڑے اکرام اور اعزاز سے اپنے پاس ان کو کرسی پر بٹھا لیا تھا ۔ تو پتہ دینا چاہئے ۔ کہ وہ کرسی کہاں بچھائی گئی تھی ۔ شیخ مذکور کو معلوم ہوگا ۔ کہ میری کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر کے بائیں طرف تھی ۔ اور دائیں طرف صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی کرسی تھی ۔ اور اسی طرف ایک کرسی پر ڈاکٹر کلارک تھا۔

اب دکھلانا چاہئے ۔ کہ کونسی جگہ تھی جس میں شیخ محمد حسین بٹالوی کے لئے کرسی بچھائی گئی تھی ۔ سچ تو یہ ہے ۔ کہ جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے ۔ اس شخص نے میری ذلت چاہی تھی ۔ اور اسی جوش میں پادریوں کا ساتھ کیا ۔ خدا نے اس کو عین عدالت میں ذلیل کیا ۔ یہ حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے ۔ اور یہ راستباز کی عداوت کا ثمرہ ہے ۔ اگر اس بیان میں نعوذ باللہ میں نے جھوٹ بولا ہے ۔ تو طریق تصفیہ دو ہیں۔

اوّل یہ کہ شیخ مذکور ہر ایک صاحب سے جو ذکر کئے گئے ہیں حلفی رقعہ طلب کرے ۔ جس میں قسم کھا کر میرے بیان کا انکار کیا ہو ۔ اور جب ایسے حلفی رقعے جمع ہو جائیں ۔ تو ایک جلسہ بمقام بٹالہ کرکے مجھ کو طلب کرے میں شوق سے ایسے جلسہ میں حاضر ہو جاؤں گا ۔ میں ایسے شخص کے رقعہ کو دیکھنا چاہتا ہوں ۔ جس نے حلفاً اپنے رقعہ میں یہ بیان کیا ہو ۔ کہ محمد حسین نے کرسی نہیں مانگی ۔ اور نہ اس کو کوئی جھڑکی ملی ۔ بلکہ عزت کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا ۔ شیخ مذکور کو خوب یاد رہے ۔ کہ کوئی شخص اس کے لئے اپنا ایمان ضائع نہیں کرے گا ۔ اور ہرگز ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ کوئی شخص اشخاص مذکورین میں سے اس کے دعوے باطل کی تائید میں قسم کھالے ۔ واقعات صحیحہ کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے ۔ پھر کیوں کر کوئی معزز شیخ بٹالوی کے لئے مرتکب اس گناہ کا ہوگا ۔ اور اگر شیخ بٹالوی کو یہ جلسہ منظور نہیں تو

دوسرا طریق تصفیہ یہ ہے ۔ کہ بلا توقف ازالہ حیثیت عرفی میں میرے پر نالش کرے ۔ کیونکہ اس سے زیادہ اور کیا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا ۔ کہ عدالت نے اس کو کرسی دی ۔ اور میں نے بجائے کرسی جھڑکیاں بیان کیں ۔ اور عدالت نے قبول کیا کہ وہ اور اس کا باپ کرسی نشین رئیس ہیں ۔ اور میں نے اس کا انکار کیا ۔ اور استغاثہ میں وہ یہ لکھا سکتا ہے ۔ کہ مجھے عدالت ڈگلس صاحب بہادر میں کرسی ملی تھی ۔ اور کوئی جھڑکی نہیں ملی ۔ اور اس شخص نے عام اشاعت کر دی ہے ۔ کہ مانگنے پر بھی کرسی نہیں ملی ۔ بلکہ جھڑکیاں ملیں ۔ اور ایسا ہی استغاثہ میں یہ بھی لکھا سکتا ہے ۔ کہ مجھے قدیم سے عدالت میں کرسی ملتی تھی ۔ اور ضلع کے کرسی نشینوں میں میرا نام درج ہے ۔ اور میرے باپ کا نام بھی درج تھا ۔ لیکن اس شخص نے ان سب باتوں سے انکار کرکے خلاف واقعہ بیان کیا ہے ۔ پھر عدالت خود تحقیقات کر لے گی ۔ کہ آپ کو کرسی کی طلب کے وقت کرسی ملی تھی ۔ یا جھڑکیاں ملی تھیں ۔ اور دفتر سے معلوم کر لیا جائے گا ۔ کہ آپ اور آپ کے والد صاحب کب سے کرسی نشین رئیس شمار کئے گئے ہیں ۔ کیونکہ سرکاری دفتروں میں ہمیشہ ایسے کاغذات موجود ہوتے ہیں ۔ جن میں کرسی نشین رئیسوں کا نام درج ہوتا ہے ۔ اگر شیخ مذکور نے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی طریق اختیار نہ کیا ۔ تو پھر ناچار ہمارا یہی قول ہے کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین** ۔ زیادہ کیا لکھیں ۔

اور یاد رہے کہ ہمیں بالطبع نفرت تھی ۔ کہ ایسے ایک شخص معاملہ پر قلم اٹھائیں ۔ اور ذاتیات کے جھگڑوں میں اپنے تئیں ڈالیں ۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی صرف اسی قدر جھوٹ پر کفایت کرتا ۔ کہ مجالس میں ہمارا ذکر درمیان نہ لاتا ۔ اور صرف اپنی پردہ پوشی کے لئے کرسی مانگنے کے معاملہ سے انکار کرتا رہتا ۔ تو ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی ۔ کہ اصل حقیقت کو پبلک پر کھولتے ۔ لیکن اس نے نہایت بے حیائی اختیار کرکے ہر ایک مجلس میں ہماری تکذیب شروع کی اور سراسر افترا سے میری نسبت یہ دعوی کیا ۔ کہ یہ شخص کاذب ہے ۔ اور اس نے میرے پر کرسی کے معاملہ میں جھوٹ باندھا ہے ۔ اور اس طرح پر عوام کے دلوں پر اثر ڈالنا چاہا ۔ تب ہم نے اس کے اس دروغ کو اکثر نادانوں کے دلوں پر موثر دیکھ کر محض حق کی حمایت میں یہ اشتہار لکھا ۔ تا بعض ناواقف ایک راست گو کو جھوٹا سمجھ کر ہلاک نہ ہو جائیں اور تا اس کی بے جا تقریریں حقانی سلسلہ کی راہزن نہ ہوں غرض اسی ضرورت کی وجہ سے ہمیں اس کے اس مکروہ جھوٹ کو کھولنا پڑا ۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے ۔ کہ وہ شیخ محمد حسین بٹالوی کا میرے پاس موجود ہے ۔ جو آج یکم مارچ ۱۸۹۸ء کو بٹالہ سے لے کر بھیجا ہے ۔ جس میں میرے بیان کرسی نہ ملنے اور جھڑکی کھانے سے صاف انکار کیا ہے ۔ اور ایسا ہی ان لوگوں کے خط بھی محفوظ ہیں جن کے روبرو طرح طرح کی دروغ گوئی سے اس واقعہ کو پوشیدہ کرنا چاہا ہے ۔ جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں ۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں ۔ کہ ان معزز گواہوں کے نام بھی اس جگہ درج کر دوں جنہوں نے واقعہ مذکورہ بالا کو بچشم خود دیکھا ۔ اور بالعین موقعہ پر سنا ۔ اور جو کچہری میں حاضر تھے ۔ اور وہ یہ ہیں ۔

(حضرت **امامنا و امام المسلمین** رایدہ اللہ بروح الامین) نے فہرست اسماء درج فرمائی ۔ ہم صرف تعداد پر اکتفا کرتے ہیں ۔ (ایڈیٹر) **تعداد ۱۰۳** ۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲ مارچ ۱۸۹۸ء ۔

سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا مدراس سے مندرجہ ذیل عاشقانہ شوقیہ شعر حضرت اقدس امام ہمام کی مدح میں بھیجتے ہیں ؎

سایہ گستر ابر رحمت بر دل شیدائے ما
حضرت مہدی علیہ السلام مرزائے ما

سرمن (خطبہ)

ذیل میں ہم بہ اپنے **واجب الاحترام مخدوم** مولانا مولوی **عبدالکریم** صاحب سیالکوٹی کا ایک **سرمن** درج کرتے ہیں۔ جو آپ نے ایک جمعہ میں بیان فرمایا۔ اس خطبہ کا زیادہ حظ اور لطف اس صورت میں بخوبی آئے گا جب وہ **مولانا ممدوح** کو گویا اپنے سامنے **ممبر** پر بولتا ہوا تصور کریں گے ✦ ایڈیٹر

سفینۃ النوح
یا
کشتی بیعت

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ سورۃ ھود ۴

تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ان بدکاروں اور شریروں کی بابت ہم سے ذکر نہ کر۔ اور ان ظالموں کی نسبت بات چیت نہ کر۔ یہ اپنی شرارتوں اور شیطنتوں کا مزا چکھیں گے۔ اور یقیناً یقیناً غرق ہو جائیں گے

نوح علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے موافق کشتی بنانی شروع کی۔ منکر اس کو دیکھ کر تمسخر کرتے۔ اور ہنسی اڑاتے۔ مگر نوح علیہ السلام ان سے کہدیتے۔ کہ سنو! تم بھی ٹھٹھا کرتے ہو۔ ہم بھی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ رہنے تم میری اس حرکت پر ہنسی اڑاتے ہو۔ اور اس کو مخول اور فضول قرار دیتے ہو۔ اور میں تمہاری اس حماقت اور عجب پر ہنستا ہوں۔ کہ تم خدا تعالیٰ کی باتوں کو کس دل اور گردے کے ساتھ لغو قرار دیتے ہو لیکن یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو۔ کہ وہ وقت عنقریب آتا ہے۔ کہ ثابت ہو جائیگا کہ ٹھٹھا کرنے میں کون سچا تھا؟ تم یا میں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ کہ ایک عذاب آسمان سے اتر کر بے ایمانوں کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔ ہاں وہ دائمی عذاب جو موجب عبرت ہے ظالموں اور شریروں کو بھسم کر جائیگا۔

یہ قصص جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے عبرت اور نصیحت ہیں۔ ہم کو ہمیشہ ان سے سبق لینا چاہئے اور اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح ان کو صرف داستان اور کہانی قرار دینا نہ چاہئے۔ کہ یہ موسیٰ کی داستان اور یہ فرعون کا قصہ ہے۔ اگر ہم بھی ان قصص کو جو موجب ہدایت ہیں۔ اسی نظر اور اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس نگاہ سے مشرکین عرب نے دیکھا۔ تو افسوس سے کہنا ہوگا۔ کہ ہم بھی اساطیر الاولین کہنے والوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یہ امر خوب ذہن نشین کر لو۔ کہ خدا کی سچی اور ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب میں یہ قصے عبرت کے لئے ہیں تاکہ سعادت اور رشد کی راہیں کھلیں تا معلوم ہو کہ کوئی منکر قوم کس چال پر چلی۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس پر انعام ہوا یا غضب کا آسمان اس پر ٹوٹ پڑا۔ پس ان قصص کو سرسری نگاہ اور معمولی نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ ان سے پورا پورا سبق لو تا ایسا نہ ہو۔ کہ اس بے جتنیائی کی وجہ سے ہلاکت کی وارث ٹھیر جاؤ۔

ذرا غور تو کرو۔ کہ یہ کیسا واقعہ عجیب ہے۔ نوح کو حکم ہوتا ہے۔ تو کشتی بنا۔ بہ ظاہر حالت ایسی ہے۔ کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں جس سے عام آدمی معمولی نگاہ کا شخص بھی یہ خیال کر سکے۔ کہ طوفان عظیم آنیوالا ہے کیونکہ اس وقت بیرومیٹر اور ہواؤں کی پیمانہ شناسی کا محکمہ نہ تھا۔ جس سے پتہ لگ سکتا۔ کہ طوفان کے آثار ہیں۔ **مون سون** کے حالات سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ پھر ایسے وقت میں کہ کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ حتی کہ خیال تک بھی آنے والے طوفان کا ذہن میں نہ آسکتا تھا۔ ایک مرد صادق یعنے نوح، کشتی بناتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں۔ زمین پر کوئی ندی یا نالہ قریب پڑا ہوا نہیں۔ جس کی طغیانی ایک طوفان عظیم کر دے۔ ایسے نظارہ شورہ پشت اور ٹھٹھے کرنے والے لوگ نوح کو دیکھتے ہیں۔ اور ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے مار کر کہتے ہیں۔ **بڈھے کو کیا ہو گیا؟** آسمان پر بادل کا نشان نہیں۔ کوئی سوتا اور چشمہ یا دریا پاس نہیں زمین نشیب میں نہیں۔ جو طوفان آئے۔ اور آئے تو موجب ہلاکت ہو۔

بے شک بیوقوفوں اور زمینی خیالات کے انسانوں کی نظر یہیں تک پہونچ سکتی ہے۔ وہ کیا جانیں کہ کوئی فوق الفوق طاقت اور زبردست ہاتھ بھی ہے۔ جو ایک آن کی آن میں ہر زندہ ہستی کو نابود کر سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ خدا کی باتوں پر ہنسنے والے بیوقوف اور اس کے برگزیدوں پر ٹھٹھا مارنے والے احمق کب سوچ سکتے ہیں۔ کہ کشتی بنانے والا حق پر ہے۔ مگر دیکھو کچھ آدمی خواہ ایک دو ہی سہی۔ ایسے بھی تو ہیں۔ جو اس کام کو عبث اور لغو نہیں سمجھتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ **خدا کا مرد** لغو کام نہیں کرتا۔ وہ اس کو صادق مانتے اور اس کی باتوں کو سچ سمجھتے ہیں۔ ان کے پاس کیا دلیل ہے؟ وہ کن چیزوں سے اندازہ کر سکتے ہیں؟ بیشک ان کے پاس اندازہ اور پیمانہ نہ تھا۔ میٹرالوجیکل محکمے غلطی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ مگر وہ پیمانہ غلطی نہیں کرتا۔ وہ پیمانہ کیا ہے؟ **ایمان۔ ایمان بالغیب۔ حسن ظن اور صبر۔** نوح علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اس کے خط و خال اس کے چال چلن کو دیکھ کر اندر ہی اندر ایمان اس کے حکیمانہ فعل پر ہو گیا۔ کہ نوح کا یہ فعل خدا کا فعل ہے۔ اگر مادی پیمانہ اور ظاہری نظر ہی ٹھیک پیمانہ ہوتی۔ اور بصیرت اور معرفت کا کوئی حصہ وہ نہ پاتے۔ تو ٹھٹھے بازوں کی نظر بھی تو اس **کاٹھ** کی لکڑی اور اوزاروں پر پڑتی تھی۔ اور ایماندار اور خدا کی باتوں کو مان لینے والے بھی ان ظاہری ساز و سامان کو دیکھتے تھے۔ شریر منکر ہیں۔ کہ ٹھٹھا مارتے اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور خدا ترس ایماندار ہیں۔ کہ ان کو اس کشتی کی ساخت میں خدا کے غضب کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور وہ اندر ہی اندر آنیوالے عذاب سے ترساں اور لرزاں ہیں۔ آہ! احمق اپنی عیش کو دائمی سرور سمجھتا ہے۔ اور اپنی خوشیوں کو پائدار اور یقینی سمجھتا ہے۔ مگر نہیں جانتا۔ کہ ہلاکت کے دن قریب ہیں ✦

مگر وہ خدا کا مامور صادق نوح علیہ السلام ان سے کہتا ہے۔

فسوف تعلمون ۱۲

اے ٹھٹھے باز قوم عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ کہ خدا جبر قوم کو رسوا اور ذلیل کرے گا۔ وہ ذلیل شدہ قوم خدا کے غضب کے نیچے آئی ہوئی شریر قوم خود ظاہر کر دیگی۔ کہ ٹھٹھا مخول کس کے شایاں تھا۔ آیا یہ میرا حق تھا۔ کہ میں تمہاری نادانی اور ہٹ پر ہنسوں یا تمہارا۔ آخر لمبی دوڑ میں نتیجہ نے نوح کی راستی ثابت کر دی اور دکھا دیا۔ کہ سچ مچ نوح کا ہنسی کرنا ہی بجا تھا۔

بڑا ہیبت ناک ہے اپنی عقل پر بھروسہ کرکے آسمانی عقل پر ہنستے تھے - آخر زمانہ نے فیصلہ کر دیا - اور دنیا نے دکھلا دیا - کہ شریر اور ظالم ہلاکت کا طعمہ ہو گئے - اس عجیب واقعہ نے دکھلا دیا - کہ اگر کسی زمانے میں کوئی شخص کہے - کہ طوفان آنیوالا ہے - اور میں کشتی بناتا ہوں - اور یاد رکھو - کہ کوئی ذریعہ کام نہ دے گا - اور کوئی صورت بچاؤ اور رستگاری کی نہ ہوگی - مگر وہی جو میں بتلاتا ہوں تو اس وقت لازم ہے - کہ سن کر - ایمان بالغیب اور تصدیق سے کام لیا جاوے - نہ ان نشانات کا رہا ... اسباب پر بھروسہ کرنے والے منکروں کی طرح ٹھٹھے بازی اور تمسخر کے لئے زبان کشائی کی جاوے - ورنہ نتیجہ وہی ہوگا - جو نوح پر ہنسنے والے ناپاک شریروں نے دیکھا - اور عالم کو دکھایا - میں کہتا ہوں - خوب یاد رکھو کہ شہودی اور معمولی ثبوت دو اور دو چار کی طرح ثبوت چاہنے والے ساحل نجات پر نہیں پہنچ سکتے - وہ ضرور ضرور ہلاک ہوں گے -

سنو! میں اب کہتا ہوں کہ ٹھیک ایسی ہی ایک آواز ہاں بالکل انہی الفاظ میں ذرا سی تبدیلی کے بھی بغیر ۱۸۸۹ء میں ہندوستان بلکہ ہر چہار کونوں میں گونجی - اس آواز نے انہی الفاظ میں کہا - کہ خدا نے مجھے کہا ہے - کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا - براہین احمدیہ میں بھی یہی صدا درج ہے - اور اس کشتی بنانے والے کا نام خدا نے ہاں خود خدا نے نوح رکھا ہے - ضلالت اور بے دینی کے ہلاک کر دینے والے طوفان میں رستگاری اور نجات کا ذریعہ یہی ہے - وہ کون؟ وہ امام اس زمانہ کا مجدد اور مہدی ہے - اس پر میری طرف سے اور تمام سننے والوں اور مسلمانوں اور ملائکہ کی طرف سے اس قبولیت کی گھڑی میں کیونکہ خطبہ کی گھڑی قبولیت کی گھڑی ماثور ہے - صلوٰۃ اور سلام ہو - آمین - اس امام نے اس زمانہ کے نوح ہونے طوفان ضلالت سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی تیار کی - اس نے کہا کہ میں دنیا کے لئے حصن حصین ہوں - خطرناک موجوں سے نجات پانے کے لئے اس مضبوط قلعہ میں آؤ - ہاں میرے پاس آؤ - ظالم انکار کرنے والا اور میری باتوں پر ہنسنے والا ہلاک ہوگا - اب احمق ناعاقبت اندیش کہتا ہے - کہاں ہے سمندر کہاں ہے پانی - احمق! او نادان تیری زبان تجھے اسی طرف متوجہ کرتی ہے ... جو ... نادان ... نوح علیہ السلام سے کی - میں ان لوگوں کو بار بار یاد دلاتا ہوں - جو اس کشتی پر جو خدا نے کی حکمت خود خدا کی نگرانی اور نظر میں طیار ہوئی - سوار ہوئے مبارک ہیں - وہ جو آنے والے طوفان سے نجات پاتے ہیں - لیکن یاد رکھو - اور میری بات کو غور سے سن لو - نہ صرف سن لو - بلکہ خوب یاد رکھو - کہ اس کشتی پر سوار ہو کر نجات پانے کا حق دار وہی ہے - جو خدا کی نگاہ میں حق دار ہوگا - اور وہ وہی ہے جس کے دل میں سچا تقویٰ اور طہارت ہوگی - جو اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل کرتے - اور نہی سے باز رہتے ہیں - وہی ہیں - جو اس پر بیٹھ سکتے ہیں - اور ساحل نجات تک پہنچ سکتے ہیں - اور اگر کوئی کود کر بظاہر بیٹھ بھی جاوے تو میں یقیناً کہتا ہوں - کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو کر بھی موج خیز طوفان میں گر کر پاش پاش ہوگا - میں آخر میں دعا کرتا ہوں - کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور اس کلام کے سننے (اور پڑھنے والوں) کو سچا تقویٰ اور حقیقی طہارت عنایت کرے - اور آنے والے طوفان سے جو فسق و فجور اور معصیت کا بلاخیز طوفان ہے - امن میں رکھے آمین

دنیوی سواریوں میں جیسے ریل گاڑی ہے - سوار ہونے سے پہلے ٹکٹ لینا پڑتا اور اور عملہ مختار کو دکھانا پڑتا ہے مگر الٰہی کشتی کی سنت اسکے خلاف ہے - ان میں ولا بلا پڑتال صحیح کے جوق جوق لوگ سوار ہو جاتے ہیں - اور جب کشتی امواج و ذخار دریا کے منجدھار میں پہنچتی ہے - اس وقت ہم سے اخلاص اور بے ریا دینے نفاق ایمان اور تقوے کا ٹکٹ پوچھا جاتا ہے - آخر تہی دست نکلنے پر بڑی ذلت سے کشتی سے راندہ کیا جاتا ہے - اور سچ تو یہ ہے - کہ خاتمہ تک ڈر ہی ڈر ہے

قادیان دارالامان کا ہفتہ

۱ - موسم بدل چلا تھا کہ میں قریب تھا اور پڑ جانے کے باعث چند روز خوب سردی اور ٹھنڈی ہوا چلتی رہی -

۲ - ہولی کے باعث قادیان کے ہندو خوب خاک دھول اڑاتے رہے جدھر جاؤ نے ہلونگ نئی پھیر دیکھ کی نظر آتی - مرد و نیز عورتیں - عورتیں سو محنت - بنتی رہی اور بازاری آدمی ایسی تقریبوں کی بنیاد بنکر امردوں اور نوخیز لڑکوں کو نچاتے رہے - ہم مذہبی خیال سے نہیں بلکہ سوسائٹی کے لحاظ سے کہتے ہیں - کہ اپنی لڑکوں کو زنانہ لباس پہنا کر نچانا ہم نہیں سمجھ سکتے - کہ ... کس طرح ... پسند کیا گیا - گورنمنٹ کی قانون میں بھی بازار گانی دینا کسی امن عامہ میں فی الفعل سمجھا جاتا ہے - پھر نہیں معلوم - ہولی کے بھیڑ رووں کو کیوں مخالفانات و فواحش بلند ہونے سے نہیں روکا جاتا - اور اس پر تعجب ہے کہ نئی پود جو تہذیب کا ناپتا ہمارے تعلیم یافتہ بھائی بھی ایسی جلسوں میں حصہ لیتے ہوئے دیکھے گئے -

۳ - آریہ ہم سبھا میں ... تیار ... اشتہار نے بتلایا کہ سالانہ جلسہ ہے -

۴ - ایک طرف قادیان دارالامان کے باشندے ایک ہی کا دل چاہا - دوسری طرف مسلمانوں کی بھی خوشی کی تقریب عید کا نظارہ قابل دید تھا - دو ہزار سے زیادہ اشخاص جمع تھے - حضور مقدس نے نماز عید سے پہلے ایک ید مخلص کی جانکا جو اسی روز دارالبقا کو سدھارا - جنازہ پڑھا - اور اسکی مغفرت کیلئے دعا مانگی - پھر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نماز عید پڑھائی - مسلمانوں نے جو قادیان کے علاوہ پاس کی دیہات سے آگئے تھے - نہایت شوق اور حفاظت کے ساتھ عید کی نماز ادا کی

۵ - رمضان کے مہینے سے لیکر آج تک کوئی سو سوا سو کے قریب یا زیادہ کے نئے آدمیوں نے حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی ہر جمعہ کو پندرہ بیس آدمی بیعت ہوتے ہیں (والحمد للہ) لوگوں میں عام تحریک چلی ہے - خدا کے ملائکہ یہ کام خود کر رہے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے کسی موقع پر لکھا ہے - حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے صدق دل کا وعظ کا بھی بڑا اثر ہے - اصل یہ ہے کہ سخن کز دل بروں آید نشیند جرم بر دل خدا مولوی صاحب کو جزائے خیر دے - آمین -

۶ - حضرت مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن بدستور جاری - اور چشمہ فیض قرآنی کا اثر ساری -

۷ - نئے مہمان - جھیر - امرتسر - لدھیانہ سے چند احباب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے -

۸ - ۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو علی الصباح سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا اور سیٹھ آدم اسمٰعیل بخیر و عافیت وطن کو روانہ ہوئے - حضرت اقدس ایسی شفقت اور محبت سے جو ایک مہربان باپ کو اولاد سے ہوتی ہے کچھ فاصلہ تک چھوڑنے گئے - بہت سے احباب ہمراہ تھے -

۹ - نئی تالیفات و تصنیفات - حضرت اقدس نے اس ہفتہ میں ایک اشتہار محمد حسین بٹالوی کے متعلق شائع کیا - جو آپکے اخبار میں درج ہے - اور ایک درخواست گورنمنٹ کی خدمت میں اردو انگریزی میں چھپوا کر ارسال فرمائی - جس کا منشا اور خلاصہ یہ ہے کہ ان کی پاک جماعت ایک امن اور سلامتی کی قدر کرنیوالی جماعت ہے -

مسک العارف یعنی چہل حدیث زیر طبع ہے -

سورہ نبت کی تفسیر قریب الختم - قیمت ۲ فی جلد ہمارے ذی مقدرت احباب کثرت خرید کر تقسیم کریں جلدی درخواستیں بھیجیں ورنہ من بعد دوسرا ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا - حضرت اقدس طاعون کے متعلق ایک رسالہ لکھ رہے ہیں اور رسالہ الدعا والاستجابہ بھی زیر تصنیف ہے - ہر دو رسالے نور اور ہدایت مجسم ہوں گے -

مکاتیب دلچسپ

پچھلے اشو میں جو مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن درج ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے صادق دوست منشی محمد صادق (ایدہ اللہ بروح منہ) اور سب سے زیادہ منشی ظفر احمد صاحب سلمہ ربہ کی سعی کا نتیجہ ہیں۔ ہم اپنے ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی مکتوب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو۔ وہ ہمارے پاس بجنسہٖ اس کی نقل بھیج دیں۔ تاکہ اندراج اخبار کے لئے ہم کو سہولت ہو۔

آج ہم ذیل میں اپنے واجب التکریم مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک مکتوب درج کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے ایک سیالکوٹی دوست کو تعزیت نامہ کی شکل میں لکھا ہے۔ اس سے ناظرین اور ہمارے مخالفین خصوصًا اندازہ کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق پیدا کرنے والے لوگوں کی ہر ایک بات محض خدا ہی کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور ہر امر میں خدا ہی ان کا مقصود بالذات ہو جاتا ہے۔ بہر حال وہ خط یہ ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے سیالکوٹ سے سخت غم انگیز خبر ملی ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد صاحب عالم ناپائدار فانی سے گذر گئے۔ خدا تعالیٰ ان کو اپنی بے حد رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔ چونکہ مرحوم چوہدری صاحب کو مجھ سے خصوصًا ایک ایمانی تعلق تھا۔ میں انشاء اللہ ان کے لئے سوز دل سے دعا کروں گا۔

اگرچہ ایسے سانحہ پر ایک تسلی بخش کا منصب اختیار کرنے سے میرا دل مجھے خود شرمندہ کرتا ہے۔ کہ میں چاہوں کہ ایسے لائق رحیم باپ کی وفات پر آپ خفیف سا صدمہ بھی نہ اٹھائیں بلکہ میں تو صاف صاف اپنا عقیدہ بیان کرتا ہوں۔ کہ مرحوم کے مفارقت اس قابل ہے کہ کبھی بھی مندمل نہ ہو سکنے والا زخم ان کے درماندگاں کے دلوں میں پیدا کرے۔ مگر خدا تعالیٰ کی جاری سنت پکار کر کہتی ہے۔ کہ او! ناشکیب! تو ہر سرا دوسرے دن پر کیا سر دھنتا ہے اپنے گور و کفن کے فکر میں مصروف ہو۔ کہ اب عنقریب تیری باری ہے مرحوم کے روح سے نیکی کرنا۔ مرحوم کو آسمانی انجمن میں مستبشر کرنا کہ وہ فرزند رشید دنیا میں چھوڑ گیا ہے۔ لائق بیٹے کا فرض ہے۔ میرا اعتقاد ہے۔ کہ لائق بیٹے کو اب ایسی سیڑھی پر کھڑا ہونا ہوگا۔ جس کا وہم بھی اس کے ازراہ محبت بینی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ہماری پاک شریعت نے ثواب پہنچانے کے کئی طریق بتائے ہیں۔ صدقات جاریہ کے کئی اقسام ہیں اور دعائے مغفرت مانگنا۔ دعا بڑی مقبول اور اہم چیز ہے۔ مگر اس کے لئے چاہیے۔ کہ داعی اپنے اندر صلاحیت قبولیت پیدا کرے۔ اور یہ بجز صادق تقویٰ اور راسخ ایمان کے پیدا ہونا ممکن ہے۔ اور یہ صفات بجز صادقین متقین کی معیت اختیار کرنے کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ میرے دل میں کئی دنوں سے جوش پیدا ہو رہا تھا۔ کہ میں آپ کو تبلیغ کروں۔ کہ آپ اس راہ پر مردانہ قدم مارنے کے لئے نکلیں۔ اب اس تحریک میں اس سانحہ سے اور بھی ترقی ہو گئی۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب امام زمان کے وجود سے عدم شناخت اور ایک سادگی کے عالم میں گذر گئے۔ اور زندگی میں حق تھا کہ وہ شناخت کرتے اور موقع اور وقت بھی کافی ملا تھا۔ مگر وہ توفیق نہ پا سکے۔ لیکن یہ شکر ہے۔ کہ وہ ایک سادہ غفلت کی حالت میں اٹھے ہیں۔ ایک منکر اور مکفر کی صورت میں نہیں گئے۔ اب آپ روح و جسم میں ان کے خلف الرشید اور خلیفہ ہیں۔ اس کمی کو آپ پورا کریں۔ کہ گر پدر نتواند پسر تمام کند۔

میرا دلی اعتقاد ہے کہ آپ رشید اور سعید ہیں۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کی دستگیری کی کہ آپ نے ایک مدت خدا تعالیٰ کا کلام مجھ سے سنا۔ میں یہ گمان کرنا بھی نہیں چاہتا کہ آپ کو اس راستی کی گواہی میں ابھی کوئی تامل ہے۔ اس لئے کہ آپ اب تک آسمانی نور کو شناخت نہیں کر سکے۔ مجھے یہ یقین کر لینا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس قدر بصیرت دی ہے۔ کہ آپ بہت دنوں سے حق کا سراغ لگا چکے ہیں۔ پھر اس میں کیوں دیر ہو۔ کہ آپ علانیہ شاہدین میں مکتوب ہو جائیں۔ ایک قوم ہے۔ اور آپ انہیں خوب جانتے ہیں۔ جو دن کے اطراف میں اور رات کے اثنا میں پکار پکار کہتے ہیں۔ اور وہ اس اعتراف میں اپنی جانوں میں شرمندہ نہیں ہیں۔ ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشّٰھدین۔ پروردگار! ہم تیرے اتارے پر ایمان لائے اور اس فرستادہ کے پیچھے ہو لئے۔ اب ہم نہیں چاہتے کہ اس امر کو مخفی رکھیں۔ اور دلی اعتقاد پر کفایت کریں۔ سو تو ہمیں ان لوگوں کی فہرست میں درج کر لے۔ جنہوں نے علانیہ مرد میدان بن کر اس سچائی کی گواہی دی۔ اور اپنی عملی کارگذاریوں سے اپنے اندرونی اعتقاد کی سچائی پر مہر کر دی۔

بہت لوگ ضعف دل سے مخفی نیت پر اکتفا کرتے اور لوگوں میں نشانہ تیر ہونے کو ایک کام سمجھتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کی نیت پر پشہ بھی وزن نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ اخفا کے وجوہ و محرکات اور لوگوں سے ڈرنا اس اخلاص اور توحید کے مخالف پڑا ہے۔ جو ثواب اور اجر کی سر سبز جڑ ہے۔ اور اجر کی فلاحی یہی ہے کہ ادھر سے کچھ کھوئے۔ تو اس طرف سے پائے۔ اس مشرک ڈرپوک نے کھویا کیا ہے جس کا عوض پانے کی اے عالم الباطن خدا سے توقع ہے۔ اور درحقیقت کیسی شرم کی بات ہے۔ کہ جن سے ڈر کر یہ حق کا علانیہ اتباع نہیں کرتا۔ وہ تو بلا خوف کھلے کھلے باطل کی پیروی کرتے۔ اور روز روشن میں یہ بدکاریوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور وہ اس سے ایسی حرکات کرتے ہوئے ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں ڈرتے۔ مگر یہ ناخدا ترس مشرک ان کے ڈر سے خدا کی رضا کی باتوں کو بھی اختیار نہیں کر سکتا۔

خدا کرے۔ کہ آپ میری مخلصانہ باتوں کو غور سے پڑھیں مجھے یہ خیال آتا ہے۔ کہ میں نے ابتلائے دنیا کے چلن کے خلاف راہ لی ہے۔ کہاں تعزیت و تسلیت اور کہاں یہ داستان۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ یہی حق ہے۔ ۲۱ فروری ۹۸ء

مکتوب ۲

مولانا عبد الکریم صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں۔

مجھے آپ کا خط پڑھ کر تشویش ہوئی۔ بار بار بخار کا عود کرنا بتاتا ہے۔ کہ طبع میں بخار کا مادہ موجود رہتا ہے۔ بہت ضروری بات ہے۔ کہ وہ نسخہ مولوی نور الدین صاحب کا جو میں نے کہہ کر ہوئی آپ کو لکھا تھا۔ ہفتہ میں تین چار مرتبہ استعمال کیا کریں میں آپ کے لئے بہت دعا کروں گا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ میں اپنی دعاؤں میں آپ کو یاد رکھتا ہوں۔ آج ظہر کے وقت حضرت امام صادق علیہ السلام کی پاک خدمت میں آپ کے لئے عرض کیا۔ اور باصرار عرض کیا۔ یقینًا دعا کریں گے میری روحانی حالت اس دفعہ الحمد للہ بہت اچھی ہے مجھے ہمیشہ تڑپ رہتی تھی۔ کہ تہجد کی توفیق مل جائے۔

اور پہلی رات اُسی شب میں دوران سر کا سخت خوف ہوتا تھا۔ اللہ تعالے کے فضل سے مسیح موعود علیہ السلام کی برکت دعا سے توفیق بھی ملی۔ اور عافیت بھی یاب ہیں اس نماز میں خاص برکت اور قبول اور ذوق اور حضور محسوس کرتا ہوں یہ سب باتیں صحبت میں رہنے سے میسر آ ہی جاتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان کی فطرت میں بے باکی اور شوخی کا ایسا مادہ رکھا ہے۔ کہ اُس کے اخلاق آرام اور امن اور عیش کے ایام میں خدا تعالے سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اُس کی سنگ دلی اور غفلت اور بے حیائی اور خدا کی طرف سے پیٹھ پھیرنا حد تک پہونچ جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خوف دلانے والے روح میں گدازش پیدا کرنے والے نشان دکھاتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا ہے اخذنا هم بالباساء والضراء لعلهم يضرعون۔ یعنی جب اُن کی شوخی اور اعراض حد سے بڑھ جاتا ہے پھر ہم اُن پر قحط اور وبا اور لڑائیاں بھیجتے ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ فروتنی اور گریہ وزاری کی خصلت اپنے اندر پیدا کریں۔ ہمیں ہر روز امام صادق آنے والی بلاؤں سے بذریعہ تازہ تازہ الہامات کے ڈراتے اور شہوات کے انذار اور تخویف سے یوں تباہ کرتے ہیں جیسے آگ خس و خاشاک کو بھسم کر دیتی ہے۔ خدا تعالے کا احسان ہے۔ کہ ہماری جماعت میں سابق کی نسبت صلاحیت اور تقوی اللہ بڑھتا جاتا ہے۔ آج تیسرا روز ہے الہام ہوا کہ یوم تاتیك الغاشیۃ یوم تجزی کل نفس بما کسبت۔ یوم تجزی کل نفس بما کسبت۔ یعنی ایک خوفناک غشی ڈالنے والا انسان کو چاروں طرف سے گھیرنے والا وقت آنے والا ہے۔ اس وقت ہر ایک شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات پائے گا۔ اُس وقت ہم ہر شخص کو اُس کے اعمال کے موافق جزا دیں گے۔ حضرت نے ان الہامات کے بعد جماعت کو بڑی تاکید کی۔ کہ تیاری کرو۔ نمازوں میں عاجزی کرو تہجد کی عادت ڈالو۔ تہجد میں رو رو کر دعائیں مانگو کہ خدا تعالے گڑگڑانے والوں اور تقوی اختیار کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ آپ نے بھی ضرور تہجد کی عادت ڈالیں۔ گھر میں بھی تاکید کریں۔ اور حقیقتاً یہ وقت ہماری جماعت کے لئے موسم بہار کا ہے۔ اس میں اگر کوئی شاخ برگ و بار نہ لائے۔ تو یقیناً وہ اس قابل ہے جو آگ میں جھونکا جاویگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترقی بھی خوفناک وقتوں ہی کے سبب سے ہوئی۔ جو لڑائیوں کی صورت میں اُنہیں پیش آتے تھے۔

اب خدا تعالے نے ہماری اصلاح کے لئے اوقات کو وباؤں اور قحطوں اور جنگوں کی شکل میں بدل دیا۔ اور ضرور تھا کہ یوں ہی ہوتا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک منہ کی باتیں پوری ہوں۔ خدا تعالے نے تو سارے نشان ظاہر کر دئے۔ تو کہ آنکھ اور دل والے جان جائیں کہ آنے والا آ گیا۔ مگر افسوس بدنصیب گروہ اب تک اس نور اور حق کی طرف سے غفلت اور استہزا میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ پس ہم پر تو حجت پوری ہو گئی۔ اور ہم اس اعتراف و لبیک سے اپنے منہ آپ پکڑے گئے۔ اگر ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور ہمارے پنہانی غیظ و غضب و رشک و حسد اور چھپی بدکاریاں اور ظاہری شوخیاں اپنی ویسی ہی جاری رہیں۔ تو ہم اوروں کی نسبت دوگنا عذاب ہوگا۔ اور یہ ہمارے حق میں وبال اور نکال ہوگا۔ کیونکہ ہم اپنی بدفعلیوں کی وجہ سے اُس کی توہین کا باعث ٹھیر گئے۔ اور ہماری چھپی بدکاریاں اس کی دعاؤں کی قبولیت کی راہ میں روک اور اُس کی ترقی میں ہماری خطائیں اور فتنہ کا باعث بن گئیں۔ حضرت موسی علیہ السلام سے کنعان مرتبہ پاک سرزمین کا وعدہ ہوا۔ اور خدا تعالے نے وعدہ کیا۔ مگر جماعت کی بدکاری اور بے حیائی اُس مرد خدا کی ناکامی کا باعث ہوئی سو خدا تعالے کا برگزیدہ اس جہاں سے اُٹھ گیا اور وعدہ پورا نہ ہوا۔ ہماری پاک کتاب میں تقوی کی بے حد تاکیدیں مختلف صیغوں میں اسی وجہ سے لگائی گئیں کہ پہلی قومیں عدم تقوی کے سبب سے عبرت انگیز نمونہ ٹھیر چکی تھیں۔ خدا تعالے نے چونکہ رحمانیت سے مقدر کر رکھا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پورے کامیاب ہوں۔ آپ کی جماعت کو وہ سچی طہارت اور تقوی نصیب کی جس کی نظیر بعد کے قرنوں میں ملنے محال کے قریب ہے۔ قرآن کریم اُن کی تبدیلی کا جا بجا ذکر کرکے دکھاتا ہے۔ کہ وہ جو ابناء اللہ کہلاتے اور احباء اللہ ہونے کا دم مارتے ہیں۔ کیوں مغضوب و مخذول ہوئے۔ اور مسلمان کس بات کی وجہ سے منصور و مؤید ہوئے۔ بہت بڑی اور کامل کلید جس سے صحابہ نے دنیا کی سربستگیوں کو کھولا اور تنگ جگہوں اور مہلک راہوں میں خدا تعالے نے انہیں مخرج عطا کیا۔ نماز کی سچی پابندی اور اس میں خشوع کرنا تھا۔ میں نے قرآن کریم میں تدبر کرکے دیکھا ہے۔ کہ خدا تعالے ہر سخت اور نازک وقت میں اندرونی حرب ہو یا بیرونی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کو رجوع بہ نماز

کرتا ہے۔ اور یہ ایسی صفت ہے۔ کہ تقوے اور خشیت اور خوف آخر کار اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے مبارک امام علیہ السلام بھی بار بار یہی وصیت فرماتے ہیں۔ کہ جماعت متقی بن جاوے۔ اور نمازوں میں خشوع و خضوع کی عادت کریں۔ اور ایک دفعہ بڑے درد سے فرمایا۔ کہ اصلاح اور تقوی پیدا کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم میری راہ میں روک بن جاؤ۔ اُس دن میری حالت سخت غیر ہو گئی میں نے اپنے اندر دیکھا۔ تو کوئی اصلاح اور نیکی اپنے اندر نظر نہ آئی۔ اور میں سب سے آگے بڑھ کر بیٹھتا۔ بلکہ امام بنتا تھا۔ مجھے ہلاک کر دینے والا خوف دامنگیر ہوا۔ کہ کہیں میری معصیت کی وجہ سے اس الٰہی سلسلہ میں کوئی ہرج مرج پیدا نہ ہو۔ میں نے دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں۔ اور اب امید کی خوشبو سونگھنے لگا ہوں۔ کہ اللہ تعالے مجھے دوسروں کی ٹھوکر کا باعث نہ بنائے گا۔ اس سے غرض یہ ہے ہمارے بھائیوں کو چاہیئے کہ اپنے سبھی کھاتوں کی پڑتال شروع کر دیں۔ کہ حساب کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ سورج غروب ہو جاوے۔ اور ہمارا دن بالکل ضائع چلا جاوے۔ ۔ ۔ ۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ جس کے دو دن برابر ہوں۔ اُس نے نقصان اٹھایا۔ خدا تعالے مجھے اور آپ کو اور سب بھائیوں کو استقامت بخشے + آمین

عبد الکریم ۴ فروری

قابل تقلید نظیر خوشی۔ ہمارے نوجوانوں کے فخر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے اپنے امتحان قانونی پاس ہونے کی خوشی میں اخبار الحکم کے پانچ پرچے خرید کئے۔ جو اُن کے ارشاد کے موافق پانچ آدمیوں کے نام جاری کئے گئے۔ اس قسم کی تحریک سے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے نوجوانوں اور دیگر احباب کو الحکم کی سچی امداد کا ایک راستہ ہاتھ آ گیا۔ خواجہ صاحب کی اس امداد پر ہم آپ کا شکریہ کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ارادوں میں زیادہ کامیاب ہوں۔ تاکہ اسی قدر امداد الحکم کو دے سکیں۔ آمین

ضرورت

میں کسی مسلم یا شریف باپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جو پہلے میرا ہندو نام [illegible] سچے پیرو اور میرا گزارہ [illegible] ہوں مجھے اسباب کی پرواہ نہیں [illegible] اس قید کو توڑنا چاہتا ہوں [illegible] ہے۔ خاکسار فضل الٰہی نو مسلم معرفت مینیجر الحکم قادیان [illegible]

ہم لٹانے نہیں آج لعل گہر　نہ ہے کوئی اور اد مضطر　اعنی ہے حق میں ہر بشر کے بسر　لعل عدیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین فہمی وقار شفا اشتہار و اسناد دیکھتا سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی کا کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ آزمائیں جھوٹ کو سچا اور سچ کو جھوٹا بتائیں

حکیم شیخ نظام الدین
شفاخانہ امرتسر

معیار صدا قت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کیا جاتا اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو۔ دوا کا خرچہ ہی نہیں بلکہ ہرجانہ جرمانہ تو صحت کے طالب اولاد آرزو کریں یہ دولت نہ شرچاہئے وفضل خدا داد کی منادی عام مبارکباد ہے

[illegible]

اس خادم نے پایا کہ ۳۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کا ملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ۵ خدا پنج انگشت یک ساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ مابعد خرچ دیا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ مدد و ماہ لکھدے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرو مراد پاتے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ ۵ بیاد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ نشجر کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا پر ہر ٹکٹ ملحقہ دیکھے سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست امراء حسب منشا رخود و شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم نذرانہ	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو	ع۵	۱۰	قوت رنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی عمر جائے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکا حمل ۳-۶-۸ ماہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور آنکھ	عا	۳۰	خضاب سیاہ لائانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	۵	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کم زوری	عہ	۱۴	نشاط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	ع۵	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	عہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	ع۵	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عہ۵	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیپھ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	عہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	ع۵	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دُھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ ۱۲ ممیرے کا سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ **المشتہر** پروفیسر میّا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میّا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو بہترین اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دُھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سب کے علاج کیلئے چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کس کیلئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے یہ سرمہ بہت ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم [illegible] صاحب بہادر ایم بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرت سر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ جو سردار میّا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے۔ اور پڑوال پڑتے تھے آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تیس روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میّا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنی ایک دوکاندار مسمی درولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے اور مریض و عاگو ہے بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہو کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا التماس ہے کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادیں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما ر اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کینکیڈ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپکے سرمہ سے تخفیف ہوئی ہے اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔ دستخط سردار صالح محمد خان دُرّانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۹۰۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت سالانہ پیشگی ے | **الحکم** | قیمت پیشگی سالانہ ے

نمبر سوم | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء یوم یکشنبہ | جلد دوم

پاک شاعری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرحبا سید مہدی و مسیح موعود — تیرے آنے سے کھلا ہم پہ یہ یوم الموعود
تو وہ شاہد ہے کہ دی جس نے شہادت حق کی — تیری ہی سعی زبانی میں ہوا حق کی نمود
تو نے ثابت کیا اس کو کہ سماء سے آیا — ذات سے تیری ہی اعلام سماوی کا وجود
تو وہ مومن ہے کہ ایمان اگر ثریا پہ ہے — جبکہ عالم میں نہ تھا باقی رہا اس کا شہود
تجھ سے اس قادر مطلق کی ہوئی حمد و ثنا — شرک کی ہو نہ ہوئی دجال کی تلبیس نابود
حی و قیوم خدا تو نے دکھایا آکر — تو نے سمجھائی ہے تثلیث کی جبکہ محدود
دور کی تو نے یہ جس ضلالت ساری — شرک کا بیخ ہیں سمجھ ہے بت سی مسدود
دین حق کا ہوا اس وقت تجھی سے اظہار — جلوہ قرآن کا دکھایا ہوا باطل مردود
دل بھر گئے جنہوں نے کہ ستایا تجھکو — نار بھڑکا کے بنے وہ تو ہیں اصحاب الاخدود
جڑ گئے تجھ سے وہ کیا اس نے کذب تیرا — کیونکہ یاں زندہ ہی ایمان ہے یہ معبود
تیری عظمت کو خدا نے ہی ثریا پایا — تجھ کو کیا غم کہ تیرا یار ہے حبیب ودود
تیری تائید و حمایت میں ہے اللہ تیرا — تو تو آدم ہے ملائک تیرے آگے مسجود
کر دعا بندہ ہے حق میں کہ تیرا کام ہے یہ — راہ دکھا ان کو وہ حق تیرا عقود
کیا فلاح پائیں گے جو تجھکو نہ پہچانیں گے — ہاں یہی ہیں یہی تجھکو مسیحا یہ یہود
ہم نے پایا ہے ترا وقت ہمارے عیسیٰ — ہمکو بخشا ہے خدا نے تو مسیح موعود
تیرے منکر نہیں ... — کوششیں ان کی ہیں ثابت ہوئیں ساری بے سود

یہ ملی ہمکو سعادت کہ تجھے پہچانا
کر دعا حق سے کہ انجام ہوا اپنا محمود

امام الزمان کے کلمات طیبات

میں دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور عجب و نخوت سے کام لے رہے ہیں۔ نادان کب تک اس بے فکری میں بسر کریں گے۔ تاوقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے اپنی بری کرتوتوں سے باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالے سے مصالحت نہیں کرتے۔ یہ بلائیں اور مصیبتیں دور نہیں ہونے کی۔ میں نے دیکھا ہے۔ اور خوب غور کیا ہے۔ کہ قحط کے دنوں میں لوگوں نے ذرا بھی قحط کی مصیبت کو محسوس نہیں کیا۔ شراب خانے اسی طرح آباد تھے۔ اور بدکاریوں اور بدمعاشیوں کے بازار برابر گرم تھے۔ ابتدا میں جب کبھی کوئی برائے نام فتوی کہ مدینہ کے نام سے آجایا کرتا تھا۔ تو لوگ ڈر جایا کرتے تھے اور مسجدیں آباد ہو جاتی تھیں۔ مگر اس وقت شوخی اور بے باکی حد سے بڑھ چلی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فضل کرے۔

عقلمند وہ ہے۔ جو عذاب آنے سے پیشتر اسکی فکر کرتا ہے۔ اور دوراندیش وہ ہے۔ جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے۔

انسان کو یہی لازم ہے۔ کہ آخرت پر نظر رکھ کر برے کاموں سے توبہ کرے۔ کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے۔ کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا بلکہ **بدمعاش** کو تو ہر دم اظہار راز کا خطرہ لگا ہوا ہے پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھیگا۔ آخرت پر نظر رکھنے والے **ہمیشہ مبارک ہیں** ؎

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو ان قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ پھر ایک کو یہی لازم ہے۔ کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اسے ملامت کرکے خشوع خضوع کا سبق دے۔ تا اگر نہیں آتا تو زور لگانے سے جبراً آجائے پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے۔

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ کیونکہ ان کو تو **تازہ معرفت** ملتی ہے۔ اور اگر معرفت کا دعوے کرکے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کرے۔ اور ان کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے۔ وہ ان کی محبت سرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کرلے۔

انسان بہت آرزوئیں و تمنائیں رکھتا ہے۔ مگر غیب کی قضا و قدر کی کس کو خبر ہے۔ زندگی آرزو کے موافق نہیں چلتی تمناؤں کا سلسلہ اور ہے۔ قضاء و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ اور وہی سچا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اسے کیا معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہیئے۔

توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے۔ اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرے۔

خط و کتابت

ذیل میں ہم مخدومی مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مولوی عبداللہ مدرس مالیر کوٹلہ کو اس خط کے جواب میں لکھا جو اوسنے فروری ۱۹۰۰ء میں ہمارے مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے نام انکی دوران قیام دارالامان قادیان میں لکھا۔ اول ہم اس خط کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو نواب صاحب کے نام لکھا اور پھر مولانا صاحب امروہی کا جواب درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

وہو ہذا

جس طریق سے آپ مرزا کو مان رہے ہیں اس طریق سے تو میں کسی پیغمبر کو بھی نہیں مان سکتا۔ .... اور نہ کوئی مرزائی ایسا بڑا ابحاث معلوم ہوتا ہے کہ جسکا دباؤ علماء پر پڑے علماء عدم فرصتی اور ان امور کے قابل توجہ نہ ہونیکے سبب ان بحثوں میں پڑنا نہیں چاہتے۔ .... اگر حیات مسیح کا مسئلہ قرآن میں نہیں مثیل مسیح کا بھی نہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے تو اسکو بھی نہ مانو۔ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری مسئلہ نہیں بہت ہلکا ہے۔ جسکے ساتھ کہو ہم نپٹ سکتے ہیں۔ لیکن بہ ہذا بنہ تقریر ہو اور شرائط مقرر ہو جائیں اور ہم ہار جائیں تو مرزائی ہو جائیں اور مرزائی ہار جائیں تو تمہیں مرزا کو چھوڑنا پڑیگا خواہ تحریری سوال جواب کرالو خواہ مناظرہ یہ تمہیں اختیار ہے .... آخر میں واضح ہو کہ اگر مقابلہ ہوا تو ہم فتحیاب ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہہ پیشین گوئی ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتی اگرچہ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں والسلام۔

سید مولوی محمد احسن صاحب کا پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عنایت فرمائیم امروز فرمائیم مولوی عبداللہ صاحب آپکی عنایت نامہ بحالیکہ محشیہ رہی۔ السلام علیکم محمد احسن آپ کا قدیم دوست نہایت درجہ کا مشتاق عرض کرتا ہے ؎

اشتیاقیکہ بدیدار تو دارد دل من دل من داند و من دانم و داند دل من

اس مشتاق نے اپنی قدامت کا استحقاق اسواسطے عرض کیا کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ تخمیناً چار سال گذرے ہونگے جو یہہ مشتاق بابو محمد صاحب کے مکان پر اس غرض سے فرد کش ہوا تھا۔ کہ جن صاحب کے خصوصاً آپ کو اگر حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات میں کچھہ شک و شبہ ہو۔ تو وہ اُس کو صاف فرمالیویں۔ مگر جب آپنے محض سکوت فرمایا۔ تو خود یہ مشتاق ہی شکوک و شبہات مخالفین کی طرف سے بیان کر کر اون کے جواب ہائے شافی دیتا رہا۔ تاہم آپنے سکوت محض اختیار کیا۔ اور نیز مدت ہوئی کہ آپ حضرت نواب صاحب بہادر کے ہمراہ قادیان میں تشریف لائے تھے۔ جو سوقت یہہ مشتاق بھی اس جگہ پر حاضر تھا۔ اور دیگر علماء فضلاء مخلصین حضرت اقدس بھی یہاں پر حاضر تھے مع ہذا التحریکات مسائل متنازعہ فیہا میں کسی قسم کی تحریک آپ کو پیدا نہ ہوئی۔ غرضکہ یہ مشتاق آپکا قدیم دوست ہے۔ اور یہ دو وجہیں اپنی قدامت کی بطور دو شاہد کے پیش کی گئیں ہیں۔ آگے رہا نہایت درجہ کا مشتاق ہونا اوسکے وجوہ ذیل میں ہیں۔ (۱) مدت گذری کہ حضرت اقدس نے مسئلہ توفی کی نسبت مخالفین کے لئے ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ (۲) پھر بعد ازاں دیگر اشتہارات و رسالجات بھی اس بارہ میں بہت کثرت سے آجتک مشتہر ہوتے رہے ہیں۔ لیکن فریق ثانی کی طرف سے صدائے برنخاست کا مضمون واقع ہے۔ اور اس کا تو آپکو اپنے خط میں بھی اقرار ہے کہ علماء مخالفین ان مسائل متنازعہ فیہا میں ساکت ہیں خواہ وجہ اس سکوت کی عدم فرصت ہو یا کچھہ بھی وجہ ہو مگر بموجب آپکے اقرار کے علماء مخالفین ساکت ضرور ہیں۔ (۳) اس مشتاق نے پنجاب سے لے کر مدراس وغیرہ تک اسیواسطے سفر کیا۔ کہ کہیں علماء کا مہر سکوت ٹوٹے اور تمام نامی علماء سے اس بارہ میں گفتگو کرنا چاہا۔ لیکن کوئی صاحب اپنے پرانے خیالات کے حامی پیدا نہ ہوئے۔ (۴) شیخ بٹالوی صاحب نے بھی اشتیاق اس مشتاق کو پورا نہ کیا۔ باوجودیکہ وہ آپکی جماعت کے اس بارہ میں مقتدا ہیں۔ اور اُنکو بڑا ید طولے حاصل ہے۔ حتیٰ کہ عیسائیوں سے بھی وہ اس مخالفت میں مدد لیتے رہتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ ہو گئے ہیں اور بڑی بڑی ذلتیں بھی بیچارے نے اُٹھائیں۔ مگر کیا عرض کروں کہ اس مشتاق کو وہ بھی یہی لکھتے رہے کہ مجھکو ایسی فرصت نہیں ہے۔ بعد الفراغ تمہارا اشتیاق بھی پورا کیا جاوے گا۔ (۵) ایک بیچارے مولوی محمد بشیر صاحب سب کی طرف سے مباحثہ دہلی میں فدیہ ہوئے تھے۔ جو حضرت اقدس نے اون کا فدیہ منظور قبول فرمالیا تھا۔ آپ نے اگر الحق دہلی ملاحظہ فرمایا ہوگا تو حال اس فدیہ کا آپ کو بھی معلوم ہوا ہوگا۔ مع ہذا بعد اس کے اس مشتاق نے اُنہوں سے فیصلہ چاہا جب اس مشتاق نے بموجب انکی درخواست کے اون کے نون ثقیلہ کا مقدمہ ایسا خفیف کیا کہ اون کو نہایت درجہ کی خفت حاصل ہوئی۔ تب وہ بھی محلہ خاموشاں میں جا بسے اور آجتک مہر سکوت اپنی زبان پر لگائے بیٹھے ہیں غرضکہ بہت ایسی وجوہ اشتیاق ہیں جن کا بیان بہت طویل ہے۔ بھلا آپ غور فرمائیے کہ جب ایک ایسا مشتاق ہو اور پھر اس کو آپ کے خط مسرت نمط کے وہ فقرات بھی پہنچیں جو بدیں مضمون ہیں۔ (کہ توفی کا مسئلہ کچھہ بہت بڑا بھاری نہیں جس کے ساتھ کہو ہم نپٹ سکتے ہیں۔) اور پھر اوس خط میں آپ کی طرف سے ایک زبردست یہ الہام بھی ہو۔ کہ (اگر مقابلہ ہوا۔ تو ہم فتح یاب ہوں گے۔ اور یہہ پیشین گوئی ہے۔ جو کبھی ٹل نہیں سکتی۔ اگرچہ زمین آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں) تو پھر اس مشتاق کا شعلہ اشتیاق اس الہامی تحدی کو سن کر کیونکر نہ بھڑک اوٹھے گا۔ اور کیونکر آپ کی تحقیقات علمیہ کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ پھر مسئلہ بھی ایسا کہ جسکی وجہ سے ہزارہا اہل اسلام مرتد اور کافر ہو گئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان مرتدین اور کفار کی مقتدا کی تائید میں بہمہ وجوہ متوجہ ہے۔ اور پھر حضرت عیسےٰ کا منصب اور عہدہ بھی اس مدعی نے غصب کر لیا ہے۔ اندریں حالت تو اوترنا حضرت عیسیٰ ہی کا ایسی اشد ضرورت کے وقت فرض اور واجب تھا۔ کیونکہ اگر ایسی ضرورت کے وقت بھی نہ اوترے تو پھر کب اوتریں گے۔ لیکن خیر بہ حکم اذا عدم الماء فالتیمم جائز آپ ہی اون کی طرف سے نائیداً کھڑے ہو جئیے۔ اور جو ادلہ اون کی حیات جسدی کے آپ پر مکشوف ہوئے ہوں۔ خدا کے واسطے اونکو ظاہر کیجئے۔ اور اب مثل سابق کے ہرگز اون کو مخفی نہ رکھئے۔ کیونکہ اول تو حضرت نواب صاحب بہادر کا آپ پر بڑا حق ہے۔ اور بالفعل آپ میں اور نواب صاحب میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ جیسا کہ آپنے خود تحریر فرمایا ہے۔ اور سچ فرمایا ؎

وشتان بین مشرق و مغرب

دوسرے جبکہ آپ کے پاس مسئلہ توفی وغیرہ میں علوم کا خزانہ مخفی ہے۔ تو پھر کیا دیگر اہل اسلام کا حق آپ پر نہیں جو مرتد ہو گئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیا بعید ہے کہ ابھی علوم و معارف کے اظہار سے اون کا ارتداد بند ہو جاوے

ورنہ حضرت من چند عرصہ میں آپ دیکھیں گے۔ کہ اکثر حصہ اہل اسلام کا حسب آپ کے زعم کے ملت اسلامیہ سے خارج ہوکر کفر میں شامل ہو جاوے گا۔ اور مسلمانوں کی مردم شماری اقل قلیل رہجاوے گی۔ پھر وہ علوم اور معارف جنکو آپ نے مدت سات برس سے مثل قرآن مجید امام مہدی صاحب کے مخفی کر رکھا ہے وہ کس کام آوینگے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ اسلام میں بڑے فرقے دو ہی تھے۔ ایک شیعہ دوسرے سنی۔ شیعوں نے تو امام مہدی کو اصلی قرآن مجید دے کر کہیں غار میں مخفی بٹھا دیا۔ وہ تو قرآن فضائل اہلبیت کا غار میں لئے بیٹھے ہیں۔ ہرگز نہیں نکلتے۔ سنیوں نے حضرت عیسے کے حیات کے متعلق جو آیات قرآنیہ تھیں۔ اوس قرآن کو حضرت عیسیٰ کے پاس پونچا دیا۔ اور ایسی تحریف کی۔ کہ بجائے آیات مثبت حیات کے توفی کی آیات کو قرآن مجید میں داخل کر دیا ایک تو بیرونی فتنے اسلام پر وارد ہو ہی رہے تھے۔ اب ہزار دل فتنے اندرونی بھی مدت سات سال سے پیدا ہوگئے۔ نہ امام مہدی صاحب غار میں سے باہر نکلتے ہیں۔ نہ حضرت عیسے آسمان پر سے اوترتے ہیں۔ اور علماء کو بالکل فرصت نہیں۔ مخالفین کو بڑی مشکل کا وقت آگیا ہے۔ خیر آپ کو تو اپنے غالب رہنے کا الہام ہوچکا ہے۔ حسب الوعدہ براے خدا آپ ہی کچھ مدد فرماے۔ ہم آپ سے یہ نزاع بھی نہیں کرتے۔ کہ آپ زمرۂ علماء سے ہیں یا نہیں۔ شاید آپ کا علم علم لدنی ہی ہو ؎

بلا سے کوئی ادا اون کی بد نما ہو جا کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دلکا

مدد کرائے اثر کسی تنہائی ہے آج لشکر غم سے مقابلہ دل کا

زیادہ مت دل مضطر کو بیقرار کرو زمین لوٹ دے یکدن یہ زلزلہ دلکا

لیکن بغیر دو تین امور ضروری عرض کئے دیتا ہوں تا کہ آپکی اوقات ضائع نہ ہو۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ مسئلہ توفی میں مولوی بشیر کے ظنون ناقصہ کو پیش نہ فرمائیے۔ وہ خود اپنی ظنوں کے غیر قطعی ہونیکے مقر ہیں۔ دوسرے یہ کہ اون کے تمام شبہات و شکوک کا تار و پود ... گیا ہے۔ ہاں اندریں صورت اگر آپ چاہیں۔ تو ادلہ ہماری ادلہ قاہرہ کا جواب دیں بعد اون کے ظنون ناقصہ کو پیش فرماویں۔ سو چونکہ توفی کے بارہ میں آپکو بڑا دعوے ہے۔ لہذا جو معنے توفی کے آپ بیان فرماویں۔ خواہ کسی تفسیر سے یا بطور خود۔ تو اوس کے اثبات میں آپ کو حسب ذیل گنجایش در وسعت دیجاتی ہے۔ یا تو قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثبوت ہو ... کہ اسی آیت فلما توفیتنی یا متوفیک کے ... میں ... اقوال تفاسیر کی ہیں۔ اون کو آپ نقل کر ... [illegible] المطلوب ہے ...

اون تفاسیر میں وفات حضرت عیسیٰ کے اقوال بھی لکھے ہیں پھر یہ اقوال حیات کے کیونکر آپ پیش فرما سکتے ہیں کیونکہ اذا تعارضا تساقطا مسئلہ مقررہ مسلمہ ہے۔ .... ہاں دوسری آیات قرآن مجید سے اپنے معنے مزعوم کا ثبوت دیویں۔ کیونکہ توفی یا توفی کے مشتقات قرآن مجید میں بکثرت وارد ہیں یہ نہیں کہ حضرت عیسی ہی کے بارے میں لفظ توفی کا آیا ہو اور کہیں قرآن مجید میں نہ آیا ہو۔ القرآن یفسر بعضہ بعضا کو بھی مدنظر رکھیں۔ اگر قرآن مجید سے آپ پیش نہ فرما سکیں۔ تو احادیث سے ہی پیش فرماویں جس میں توفی کے وہ معنے ہوں۔ جو آپ کے مزعوم ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو محاورات صحابہ کے اپنی معنی مزعوم کے ثبوت کے لئے تحریر فرمائیے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو کتب لغات سے ہی اس ترکیب اسنادی محاورہ توفاہ اللہ کے معنے سوا قبض اللہ روحہ کے تحریر فرماویں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایام جاہلیت کے شعرا میں سے کسی شاعر کا شعر یا کلام اپنے معنے مزعوم کے ثبوت کے لئے پیش فرمائیے اور واضح خاطر عاطر ہو کہ اگر آپ نے توفی کے معنے انامت رسولا دینا کے لئے تو اس سے بھی مدعا حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ مضر مقصود ہے۔ کیونکہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا میں بھی توفی بمعنے قبض روح کے ہی ہے۔ ورنہ سیاق اور سباق آیت کا مہمل ہوجاویگا آپ ذرہ ترجمہ کر دیکھیں۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کرلیویں کہ یہاں پر توفی کے معنے انامت رسولا دینا کے ہی ہیں تو پھر اس آیت کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص نماز کی نہی کے لئے لاتقربوا الصلوٰۃ کو پیش کرے۔ ذرا دیکھو اوسی کے آگے یہ آیت ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخرٰی آیت میں دو صورتیں مذکور ہیں ایک ارسال دوسرے امساک پس درصورت انامت کے سنت اللہ یوں جاری ہے۔ کہ ارسال واقع ہوتا ہے اور جسم عنصری دونوں صورتوں میں زمین پر ہی رہتا ہے اور درصورت موت کے امساک جسم رکھتی ہیں۔ کہ بعد توفی حضرت عیسی کے دو ہزار برس تخمینا گذر گئے اور امساک ہی امساک ہے۔ ارسال نہیں۔ تو بالضرور ماننا پڑیگا۔ کہ موت واقع ہوگئی۔ ... رفع جسمانی میں آپ کبھی ہرگز بحث نہ کیجئے۔ کیونکہ ہم ادلہ یقینیہ سے ثابت کرچکے ہیں۔ کہ ... میں رفع جسمانی سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں اور اس ... اصحاب کہف کا بھی بیان کرتا آپکو مفید

نہ ہوگا۔ وہاں پر توفی کا بالکل ذکر نہیں۔ وہ بھی ما نحن فیہ سے بالکل خارج ہے۔ اب اگر کتب لغات سے بھی آپ ثبوت نہ دے سکیں۔ تو اتنا ہی کریں۔ کہ جیسا نزول مسیح آپکے خیالوں میں جما ہوا ہے۔ اوسکی کوئی نظیر جو پہلے کسی زمانہ میں ہوچکی ہو پیش کریں۔ کہ فلاں وقت میں فلاں نبی کی بعثت اس شان سے ہوئی ہے۔ جیسا کہ آپکا خیال ہے۔ اور ہم تو اپنے مسئلہ مثیل مسیح کی ہو بہو نظیر بھی نزول ایلیاء کا قصہ کتب بائبل سے پیش کرسکتے ہیں کیونکہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون س ۱۴۔ بھی نو وارد ہے۔ بلکہ جو دشواریاں حضرت عیسیٰ کو اس قصہ نزول ایلیا میں پیش آئی ہیں۔ یہاں پر تو اون کا عشر عشیر بھی موجود نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ قصہ نزول ایلیاء جعلی اور الحاقی ہے۔ تو اس کہنے کی بھی گنجایش نہیں۔ نہ یہود کی تحریف ہو سکتی ہے نہ نصارے کی۔ کیونکہ اگر یہود کی طرف سے ہوتی تو حضرت عیسیٰ خود اس تحریف کو ظاہر فرماکر اپنا پیچھا چھوڑا سکتے تھے۔ اور نصاریٰ کی طرف سے بھی کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا۔ وہ اپنے اور حضرت عیسی کے مخالف دعوے کے کوئی تحریف کیونکر کرسکتے تھے۔ ایسا کہنا محض خلاف عقل ہے۔ اے حضرت دلائل عقلیہ بھی باطل نہیں ہو سکتے۔ تمام دارمدار تکالیف شرعیہ اور وجود دلائل عقلیہ سے کام دلائل نقلیہ کا کرتے ہوں۔ اوسکو گیجر پیجری شرعی نہیں کہہ سکتے۔ فرمایا اللہ تعالے نے لوکنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ س ۲۹۔

بالآخر یہ گذارش ہے۔ کہ اس مسئلہ توفی میں جو صورت مندرجہ میں سے جو امر آپ کو آسان معلوم ہو۔ اوس کو اختیار فرماکر جواب باصواب سے اطلاع بخشیں۔ لیکن جو کچھ ہو۔ باصواب ہو ؎

اول اندیشہ وانگہے گفتار پائے پیش آمدست و پس دیوار

باقی رہے دوسرے مسائل سو وہ بعد طے مسئلہ توفی کے منفصل ہوسکتے ہیں۔ یار باقی صحبت باقی۔ والسلام خیر ختام

مورخہ ۳ فروری ۹۸ء محمد احسن

سورۂ تبت کی تفسیر چھپکر طیار ہوچکی ہے۔ مینیجر الحکم قادیان سے طلب کریں

قیمت فی جلد معہ محصول ۲ ر

آٹھ جلد سے کم باہر نہ جاسکیں گی۔

ایک مبارک تجویز

ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب - بی - اے - ایل - ایل - بی نے حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اون کتابوں کے مکرر چھاپنے کی تجویز کی تھی جو کتب خانہ دارالامان قادیان میں ختم ہو چکی ہیں یا ختم ہونے والی ہیں مگر وہ اس تجویز کو اپنی مصروفیت اور کثرت کام کیوجہ سے پورا نہیں کر سکتے الحکم کے ذریعہ اوس کے ابتدائی نمبروں میں براہین احمدیہ کے چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا - لیکن من بعد خواجہ صاحب کا ارادہ سمجھ کر ہم نے اون کا زیادہ خیال نہ کیا - اب چونکہ خواجہ صاحب کی عدیم الفرصتی نے ان کو اس مبارک تجویز پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے ہم نے پھر عزم بلکہ عزم بالجزم کیا ہے کہ اس سلسلہ کو شروع کریں اس لئے ہم براہین احمدیہ اور ان کتب کو دوبارہ چھاپنا شروع کرینگے جو قریب الختم یا بالکل ختم ہیں فی الحال ہم شہادۃ القرآن کے چھاپنے کا انتظام کر رہے ہیں اسلئے جو جو صاحب شہادۃ القرآن کے خریداری کے شائق ہوں وہ اپنی درخواستیں ہمارے پاس بھیجدیں اور ایسا ہی جو صاحب اس سلسلہ کے حامی ہوں یعنی ہر ایک طبع شدہ کتاب کی ایک یا متعدد جلدیں خریدنے پر آمادہ ہوں وہ بھی اطلاع دیں تا اونکے نام درج رجسٹر کئے جائیں قیمت کتب کے لئے یہ لحاظ رکھا جائیگا کہ موجودہ قیمت سے دو ثلث سے زیادہ نہ ہو اور کم جسقدر ہو سکے ہو براہین احمدیہ کو جس اسلوب اور ڈھنگ پر ہم چھاپنا چاہتے ہیں وہ اگلے نمبر میں مفصل اشتہار کے ذریعہ ظاہر کرینگے +

ایک ضروری گذارش

انسانی ارادے اور وعدے بسا اوقات انسان کو شرمندہ کرتے ہیں - ہمارے ناظرین اخبار کے بدیر پہونچنے پر شکایتی خطوط لکھنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس میں حق پر ہیں لیکن اگر وہ ذرا سا ہماری مجبوریوں کا بھی اندازہ کریں تو ہمکو بھی معذور سمجھیں - قادیان جیسے گاؤں میں پریس اور اسکے دقتوں کا اندازہ آسان امر نہیں - ایک پریس مین اور بہت سے کام کیا نا ردو صد بیمار کا عالم ہو رہا ہے اور ابھی ڈاکخانہ سے باقاعدہ رعایتی محصول داخل کرنے کی منظوری بھی حاصل نہیں ہوئی اخبار ٹکٹ لگا کر روانہ کرنا پڑتا ہے جس میں دو چند اخراجات کا متحمل ہونا پڑتا ہے - بہر حال ابھی تک اخبار کی باقاعدہ اشاعت کی ناظرین کیا خود ہمکو شکایت ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ عمداً ایسا کرتے ہیں - اخبار کے جسقدر باقاعدہ اور بروقت اشاعت کا ہمکو خیال ہے ناظرین کو نہیں ہوگا مگر ہم مایوس نہیں وہ کارساز خدا جسنے الحکم کو اپنے اصلی مرکز پر پونہچایا تا کہ وہ اپنا مشن کامل طور پر پورا کر سکے ایسے اسباب بہم پونہچا دیگا - جو اسکی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہو جائینگے اس لئے ہم اپنے ناظرین سے امید کرتے ہیں کہ وہ گھبرائینگے نہیں اور نہایت صبر اور استقلال سے دیکھیں گے کہ الحکم کیا ہوتا ہے - اور کیا کرتا ہے - خدا کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا - الحکم اگر خدائے تعالےٰ ہی کی رضا جوئی اور اُسکے قائم کردہ مشن کے اعلائے کلمہ کے لئے جاری ہوا ہے تو یقیناً یقیناً وہ کامیاب ہو کر رہیگا وما توفیقی الا باللہ ھو نعم المولیٰ و نعم الوکیل -

میاں احمد اللہ امرتسری کی ملامت اور کوتہ نہ ہتیارونسے حق مجادلت

نہ پنداری کہ چشمش رسم عیاری نمیداند
نمائد آنچناں خود را کہ پنداری نمیداند

ہمارے ناظرین میاں احمد اللہ صاحب سے ناواقف ہوں تو اتنا ہی ذکر اونکے انٹروڈیوس کے لئے کافی ہے کہ وہ امرتسری گروہ (فرقہ غیر مقلدین) میں مولوی غلام علی صاحب مرحوم کے معاون اور غزنوی ملا انفریں جسکے امام تھے جہاں سے سید ناصر الدین صاحب سلمہ ربہ کی تعریف اور بعض مخفی رنجیدہ دماغیوں کی وجہ سے غزنوی گروہ نے انکو مضمون غلط کی طرح نکال دیا اور اونکا یہ خروج متولیان مسجد میں نیا چاند چڑھانیکا موجب ہوا اور ایسا گل کھلایا کہ ایک گر کو دو فریق بن عدالت تک جانا پڑا - اور مدت تک اول مقدمات کی طرح اخراجات کا زیر بار ہونا پڑا - اس ساری روئیداد کا مقدمۃ الجیش بھی خروج تھا - الغرض مسجد سے نکل کر کچھ عرصہ تک ہماری جماعت سے احمد اللہ صاحب ملتے جلاتے رہے پھر یکایک اونکی زندگی میں اس پیرانہ سالی میں ایک روائی اور نئی ہولی حسرتیں اور بجھے ہوئے ولولے دوسروں کی دیکھا دیکھی جوان ہوئے اور جھٹ مخالفت کا لباس پہن کر ھل من مبارز کہتے ہوئے میدان میں اُترے - خود ہم سے بارہا گفتگو ہوئی مگر وہ حق کی مخالفت میں کہاں کامیاب ہو سکتے تھے آخر لاجواب اور ساکت ہوئے پھر ہم سے بات کرنا تو درکنار ہمارا وجود اون کے لئے موت نظر آتا تھا - بایں ہمہ مخالفت میں ایسی حد سے بڑھے کہ تھپڑ مارنے سے بھی عار نہ رہا - چنانچہ میاں نبی بخش کا معاملہ الحکم کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے غرض یہی میاں احمد اللہ ہیں - ہمارے دوران قیام امرتسر میں احمد اللہ صاحب مسجد کے گوشہ میں بیٹھ کر تو بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے مگر سامنے آنے سے ڈرتے تھے آخر دسمبر ۹۷ء کے اواخر میں مولانا محمد احسن امروہی نے خود ان کے مکان پر جا کر یہاں تک آپ کی گت بنائی کہ اُنکو ان آواخر ایام عمر میں کیا ہو سکتی یہاں تک کہ قادیان آنے کا وعدہ کیا جس پر مولانا محمد احسن نے کہا کہ ہم آپکو اپنے کندھوں پر بیٹھا کر لے چلیں گے مگر پاس سے کسی زمانہ ساز نے کہا کہ نہیں کچھ ضرور نہیں الغرض ہمارے قادیان چلے آنے کے بعد میاں احمد اللہ نے بظاہر میدان خالی پایا - اور ہمارے ایک نوجوان بھائی میاں غلام محمد امام مسجد کو اپنے دم میں لانا چاہا مگر دال گلتی نہ دیکھ کر اوسکے خلاف اور بے سود کوششیں کرنی چاہیں مثل مشہور ہے ملا کی دوڑ مسجد تک جب انکو کوئی راہ گریز نہ ملی تو یہ تدبیر کی کہ کسی طرح سے اسکو مسجد سے نکال دیا جاوے پہلے تو اُسکو سمجھاتے بوجھاتے رہے مگر جب اُوسکی طرف سے دندان شکن جواب ملے تو پھر وُہی چوہوں والی کونسل بانکی تجویز کی اور اِدھر اُدھر رقعہ بازیاں کرنے اور فتوے دینے کی گیدڑ بھبکیاں دینے لگے جب اوسنے مسجد کی بھی پرواہ نکی تو پھر ایک اور چال چلی گئی - کہ ہمارے مخدوم جناب خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب اونریری مجسٹریٹ کی معرفت دھمکی دلوانی چاہی شیخ صاحب جو امرت سرکے مُلاؤں کی ناک میں اونکے پہروں میں ایسے آنے والے نہ تھے اور نہ ہیں - القصہ یہ لوگ جب اور کچھ پیش نہیں جاتی دلائل و براہین سے غالب نہیں آسکتے تو پھر بے ہودہ طور پر گردن کی رگیں پھلا کر شور مچایا کرتے ہیں ہم کو

افسوس ہے میاں احمداللہ صاحب اس آخری عمر میں بھی عمدا ترکی سے کام نہیں لیتے - اور نہیں دیکھتے کہ دن بدن اُنکا **مخالف فریق** جسکو وہ حق پر نہیں سمجھتے کبھی دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے - اور آسمان کس طرح پر اُسکی امداد پر جھکا ہوا ہے اور کیونکر اُسکے مخالف ذلیل اور خوار ہوتے جاتے اور ہر میدان میں شکست پر شکست اُٹھاتے اور نیچا دیکھتے ہیں - گر راج ہٹ - **بال ہٹ - تریاہٹ** براؤن کی **ملامٹ** مستزاد ہی ہوتی چلی جاتی ہے - خدا اُنکی حالت پر رحم کرے اور اُنکو چشم بینا عطا کرے آمین پہ میاں احمداللہ صاحب آپ خوب یاد رکھیں کہ ان حکمت نمایوں میں آپ ہی کو نیچا دیکھنا ہوگا - خدا راست باز ولی کو ضائع نہیں کرتا - مگر ہاں حق کی مخالفت کرنے والا نادان تباہ کیا جاتا ہے - اسلئے آپ خوف خدا کو دل میں جگہ دیں اور اس آخری عمر میں کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو انکار کے خطرناک جوئے سے رہائی پاؤ تا آخر میں اوس **مامور من اللہ** کے انعاموں میں آپ پر حجت پوری کیجاتی ہے ؎

یار دخود ہی بار بھی آوگے یا نہیں؟	خود ہی کہ صاف بتاؤگے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤگے یا نہیں؟	حق کی طرف رجوع بھی لاؤگے یا نہیں؟
کب تک رہوگے ضد و تعصب میں ڈوبتے	آخر قدم بصدق اٹھاؤگے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات	کچھ ہوش کرکے عذر بتاؤگے یا نہیں؟

قتل لیکھرام کی سالگرہ

۶ مارچ ۱۸۹۸ء کو لاہور کے آریوں نے قتل لیکھرام کی سالگرہ منائی اچھا ہوا - یہ بھی قدردانی ہے - سال میں لیکھرام دیانند سرستی سے بھی بڑھ گیا - بیچارے سوامی صاحب کی ایسی یادگار قائم نہیں ہوئی تھی - یہ قومی قدردانی ہے - مگر یہ ابھی معلوم نہیں ہوا - کہ آیا گوشت خور پارٹی نے بھی اس غم و ہم میں حصہ لیا یا نہیں - اور اپنا وہ خیال کہ لیکھرام میموریل فنڈ کا چندہ واپس دیا جاوے - بدل لیا - یا اسی پر قائم ہیں - بہرحال یہ نئی قسم کی سالگرہ پنجاب میں ہوئی ✦

محمود کی آمین - دوسرا اڈیشن زیر طبع ہے - قیمت ؎ درخواست مینیجر الحکم کے نام ہو ✦ اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے - کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں (جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں) اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبے) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب نے توجہ کریں - تو بہ کثرت شائع ہوجایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ر فیصدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہوسکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کے مفت تقسیم کردیا کریں مادہ نفقہ کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہوجایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں - تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے ✦ مینیجر الحکم کے نام درخواست آوے

ضرورت

میں کسی نو مسلم یا شریف ماں باپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری ماہوار آمدنی دس بارہ روپیہ ہے اور میری ذات شیخ ہے اور میں قومی قید کا پابند نہیں کہ لڑکی کس قسم کی ہو بلکہ میں اس قید کو توڑنا چاہتا ہوں اگر کوئی باپ بھلے مانس رغبت کریں (میری عمر ۲۰ یا ۲۲ سال کی ہے) خط لکھنا **فضل الٰہی کلانوری معرفت مینیجر الحکم** قادیان دارالامان

گورنمنٹ پنجاب سے ضروری گذارش

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہوجائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

یہ امر گو متعدد مرتبہ گورنمنٹ کی توجہ کیلئے نہ ایسی لئے بلکہ اپنی ارادت کیش اور عقیدتمند جماعت کی وفاداری اور خیر خواہی کے اظہار کیلئے ہمارے سید و مقتدا **امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ عرضداشت ہائے مطبوعہ پیش کیا کہ جو جماعت جو سیدنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کے ہاتھ پر بیعت کنا ہوتی ہے تو وہ بنی نوع انسان سے سچی بھلائی - بغاوت اور شرارت کے ارادوں اور خیالوں کو دور کرنے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتی ہے اور نیز کسی ایسے امام مہدی یا مسیح کی آمد کے **خیالات** دور کرتی ہے - جو آکر **فتنہ و فساد یا جنگ وجدال** کرے - اور **جہاد بالسیف کا حکم دے** - گورنمنٹ کیلئے ایک مبارک جماعت ہے اور یہ امر گورنمنٹ سے مخفی بھی نہیں کہ اس جماعت کا **امام** مسیح مرزا غلام احمد صاحب ابن مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم ایک ایسے خاندان کا چشم و چراغ ہے جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کا بہی خواہ اور جانثار دوست رہا ہے مگر بعض کوتہ اندیش لوگوں کی ریشہ دوانیوں اور بدظنی نے رجو ہیں جو ایسے خیالات رکھتے ہیں کہ کوئی تاج و تخت کا خواہشمند **مہدی یا مسیح** آئیگا اور جنگ وجدل کرتا پھریگا - اور اسلئے سیدنا مرزا صاحب کا انکار کرتے ہیں کہ وہ اپنی محسن گورنمنٹ کیساتھ پوری وفاداری اور خیر خواہی سے سلوک کرنیکی تعلیم دیتا ہے بلکہ اوسنے اپنی شرائط بیعت میں یہ امر داخل کردیا ہے کہ جو آدمی کسی قسم کی **بغاوت** کا خیال رکھتا ہو وہ میری بیعت میں داخل نہیں ہوسکتا اندیشہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارے برگزیدہ امام پر پولیٹیکل نکتہ چینیوں کے تیر چلائیں اسلئے اس امام الوقت نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اُس اور اُسکی جماعت کو خیر خواہی اور خیر سگالی میں فرد پائیگی اور اپنے اس بیان کے مؤید کرنیکے لئے یہ ظاہر کیا ہے کہ **اولاً** سیدنا مرزا غلام احمد صاحب مسیح کا خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ کا خیر خواہ اور دوست رہا ہے - **ثانیاً** وہ ایسے مذہب کے پابند ہیں جو صلح اور سلامتی کی تعلیم دیتا اور اپنی محسن گورنمنٹ کی شکرگذاری اور اطاعت کی ہدایت کرتا ہے اور **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** کا حکم الٰہی بجز اپنی محسن گورنمنٹ کی اطاعت کے اُنکے لئے کوئی چارہ نہیں - **ثالثاً** خدا تعالیٰ نے اُنکو ایسے منصب سے سرفراز فرمایا ہے جسکا **جہاد یا لسیف یا جنگ وجدل** کو مٹانا ہے - اور اسی لئے کوتہ اندیش مخالفوں نے اُنکو ستایا ہے **ابعاً** عملی طور پر اپنی جملہ تصانیف میں جو کئی ہزار روپیہ کے صرف سے کثیر التعداد کتابیں چھاپ کر ہمارے ملک میں اور بلاد عرب میں بھیجے **مخالفت جہاد**

ہمارے نام ایک شفقت نامہ

اگرچہ ضروری نہ تھا۔ کہ ہم اپنے کسی پرائیویٹ رنج، خط کو شائع کرتے لیکن چونکہ اس شفقت نامہ سے جو ہدایت نامہ کی شکل میں ایڈیٹر الحکم کے مہربان باپ سے بھی بڑھکر شفیق عم مکرم... میاں مولا بخش کلارک لاہور نے لکھا ہے۔ اون لوگوں کے لئے بھی جو دارالامان میں رہتے ہیں۔ چند نصیحت اور ہدایت کی باتیں مل سکتی ہیں۔ اس لئے اوس خط کے چند فقرات شائع کرتے ہیں۔

وہو ہذا

عزیز القدر اطال عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ تو **امن کے گھر میں** ہے۔ جو ایک طرح سے باغ عدن کی استراحت سے کم نہیں۔ مگر چونکہ یہ باغ عدن دنیا میں ہے۔ اس لئے شیطان کی آزمائش کا بھی اندیشہ ضروری ہے۔ مبادا کوئی **مار سیرت** اس میں بھی گھسکر ڈنگ مارے اور پھسلا جاوے۔ اس لئے میں تم کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ سب پھل کھانا مگر **تمیز** (خودپسندی) **خودبینی** اور **عجب جلبی** کا پھل نہ کھانا تا ایسا نہ ہو۔ کہ **انسان** اول کی طرح جنت سے نکالا جاوے۔ (ربنا لاتشمت بنا الاعداء ولا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین آمین)........ قادیان رہنے میں تجھکو یہ بھی تاکید کرتا ہوں۔ کہ زیادہ اختلاط عوام الناس سے کرنا اچھا نہیں۔ نہ تکبر و انانیت کے روسے بلکہ بے جا بے تکلفی کے سبب سے کیونکہ بے تکلفی سے بے لطفی پیدا ہوجاتی ہے جس کا آخری نتیجہ بدمزگی۔ رنجش و بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ اپنے کام سے فارغ ہوکر تنہائی اور خلوت میں لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنا چاہئے۔ اپنی سیلف ریسپکٹ کا خیال بھی ضروری چیز ہے۔ حضرت امام الزمان مرزا صاحب سلمہ الرحمٰن کے وعظ و پند سے مستفیض ہونا اور اون کی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہونیکی سعی کرنا چاہئے۔ اور مولانا نورالدین صاحب اور مولانا عبدالکریم صاحب اور سید محمد احسن اور مرزا خدابخش جیسے اشخاص کی صحبت سے اخص فیض اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ علاوہ دنیوی امور میں تجربہ اور وجاہت رکھنے کے دینی امور میں صادق فتح الایمان ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے بہت کچھ استفادہ کرتے رہے ہیں۔ خصوصاً اول الذکر دو صاحب تکبر سے بچنا تکبر سے بچنا۔ سب سے خندہ پیشانی سے ملنا اور اخلاص سے رہنا مقدم ہے۔ میں تجھکو ڈراتا ہوں۔ کہ ہر ایک کام خشیۃ اللہ سے شروع کرنا چاہئے۔ کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ بولنا ہنسنا۔ غرضیکہ ہر ایک فعل میں الٰہی خوف ہو۔ کیونکہ سلیمان کہتا ہے خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے اور قرآن کہتا ہے جسکو حکمت دی گئی اوسے خیر کثیر دی گئی۔ پس ہر وقت خوف الٰہی اور خشیۃ اللہ حقیقی طور پر نہ ریاکاری اور ظاہرداری کے طور پر تیرا اوڑھنا بچھونا ہو تا خدا تجھ پر الطاف و اکرام کی بارش کرے۔ اور تجھے زمانے کے امام کے پاس رہنے کی حقیقی توفیق دے۔ اور تو اوس مطلب اور غرض کو سمجھ لے جو ایسے لوگوں کے پاس رہنے سے ہوتا ہے۔ **امام** کے پاس بیٹھنا اوس کے ساتھ کھانا کھانا۔ کوئی مشکل کام نہیں۔ مگر حقیقت کی رو سے بڑا نازک اور خطرناک ہے ہر وقت دعا مانگنی چاہئے۔ کہ خدا تعالےٰ صدق نیت عطا کرے اور ایسا نہ ہو۔ کہ ہم کسی کے لئے ٹھوکر کا پتھر بن جائیں۔ یہودا اسکریوطی بھی مسیح کے ساتھ کھانا بلکہ چھاتی پر لیٹتا تھا۔ بہشت کی کنجیوں کا وارث... پطرس بھی تو مسیح کے ساتھ رہتے تھے۔ پس ہمیشہ دعا اور استغفار کرنی چاہئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس **مبارک عہد پر جو امام الوقت** کے ہاتھ پر کیا ہے ہم کو قائم رکھے۔ دارالامان میں رہنے پر کبھی ناز نہو۔ ایسا ناز جو تکبر اور انانیت پیدا کرے۔ ایسی رہائش سے وجاہت حاصل کرنی چاہئے۔ جو فخر کے قابل ہو حکیم صاحب سے خصوصاً بردباری کا سبق سیکھنا چاہئے۔ کسی کو اخبار دینے میں اس امر کا لحاظ رکھو کہ منت و الحاح سے نہ دیا جاوے۔ میں اس کو شرک سمجھتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے۔ کہ اللہ پر توکل اور بھروسہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ سے بڑھکر کسی کو اپنی ضرورتوں کا متکفل نہیں بنانا چاہئے۔ اور نہ اوس کی رضاجوئی کو چھوڑ کر اپنی غرض اور مطلب کو پیش نظر رکھ کر کوئی کام کرنا چاہئے۔ نعم المولیٰ ونعم الوکیل۔ مگر وہ ان کے لئے ہی مولیٰ اور وکیل ہوتا ہے۔ جو اوس سے رشتہ عبودیت کا سچ مچ گانٹھ لیتے ہیں۔ بجز اس کے ایسا تعلق پیدا نہیں ہوسکتا۔ اب میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھکو زیادہ تاکید کروں۔ تو خود ان باتوں پر غور کر اور سمجھ اپنا مسلک السلامۃ فی الوحدۃ بنالو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اللہ تعالےٰ تمہارا حافظ و معین ہو۔ ۲ مئی۔ عاجز مولا بخش از لاہور

پوسٹل انسپکٹر توجہ فرمادیں

برانچ پوسٹ آفس قادیان ایک متدین (دیسی) عیسائی کے ہاتھ میں ہے جسکے حسن سلوک سے وہ ہندو مسلمانوں میں ہردلعزیز سمجھا جاتا ہے۔ اپنے کام میں مستعد اور ہوشیار ہے۔ باوجودیکہ ڈاکخانہ قادیان کا انتظام و انصرام اس قابل ہے۔ کہ اوسکو مستقل پوسٹ آفس بنایا جاوے۔ مگر ہم نہیں جانتے۔ ابھی تک پوسٹل اتھارٹیز کے زیر نظر کیا ہے۔ جو ڈاکخانہ کو مستقل نہیں کیا جاتا۔ اس وقت قادیان میں **تین سکول دو پریس** اور ایک اخبار جاری ہیں۔ اور ڈاک کی روانگی اور آمد تمام علاقہ سے زیادہ ہے۔ پھر نہیں معلوم پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار الحکم کو رعایتی محصول کی شرح سے قادیان میں فائدہ اٹھانے سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ قادیان کے برانچ آفس کے کاروبار کی کثرت اس قابل ہے۔ کہ وہاں کے برانچ آفس کو مستقل بنایا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پوسٹ آفس توجہ فرمائیں گے۔ اور اس برانچ پوسٹ آفس کو ہیڈ آفس بنانے کی تجویز کرینگے ◆

بدمعاش دلیر ہوچلے

کلانور کے علاقہ سے خوفناک ڈکیتیوں خبریں سنی گئی ہیں

بدمعاش اور اوباش آدمی دلیر ہوتے جاتے ہیں جنکے انسداد کے لئے پولیس کو بہت توجہ کرنی پڑے گی۔ اور قصبات میں بھی پولیس کی طاقت کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ دیہات کے چوکیدار جو پولیس فورس کا حصہ سمجھے جاتے ہیں بالکل لاپرواہ اور لاشے محض سمجھے جاتے ہیں۔ اور نہ وہ امور امن عامہ کی طرف چنداں توجہ کرتے ہیں۔ بلکہ کرسکتے ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فرض منصبی کو نمبردار یا ذیلدار۔ یا کسی بڑے لالہ صاحب کی خدمات کی بجا آوری سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ اور اون کو اون خدمات سے اتنی فرصت نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے ذاتی اور منصبی کام پر توجہ کریں یہی وجہ ہے۔ کہ بدمعاش دلیر ہوتے جاتے ہیں۔ رات کے بارہ بارہ بجے تک شراب فروشی کی دکان کھلی رہتی ہے قمارباز دل کھولکر کھلے بندوں جوا کھیلتے ہیں۔ اور چوکیداروں کو ادنیٰ غلام سے بھی بدتر سمجھتے ہیں کیا اچھا ہو۔ کہ چوکیداروں کو اختیارات ذرا وسیع کرلئے جائیں۔ اور کوئی متدین آدمی

سرمن (خطبہ)

جو

ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایدہ اللہ بروحٍ منہ سیالکوٹی نے ۵ مارچ ۹۸ء کو بروز جمعہ پڑھا جزاھم اللہ احسن الجزا

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ٭ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ انا ھدنا الیک ط قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء ط فساکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ھم باٰیٰتنا یؤمنون ـ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون (سورۃ اعراف)

(ترجمہ)

ہمارے لئے اس دنیا میں نیکی لکھ اور آخرت میں بھی نیکی لکھ یقیناً ہم تو تیری ہی طرف متوجہ ہوگئے ہیں خدا نے کہا میں جسکو چاہوں اپنا عذاب دونگا اور میری رحمت سب چیزوں پر پھیل گئی ہے پس میں اپنی رحمت متقیوں اور زکواۃ دینے والوں کے لئے لکھ دوں گا جو پیروی کرتے ہیں الرسول کی جو امی ہے جسکو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس تورات اور انجیل میں اُن کو معروف کا امر کرتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ستھری چیزیں انکے لئے حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے اور اُن بوجھوں اور غلوں کو اُتار پھینکتا ہے جو اُن پر تھے۔ جو لوگ اوس پر ایمان لائے اور اُسکی تائید کی اور اس نور کی پیروی کی جو اُس کے ساتھ اوتارا گیا ہے وُہی لوگ فلاح اور نجات پائیں گے +

ان آیات میں غور کرنے سے بڑے عظیم الشان فائدہ حاصل ہوتے ہیں۔ رسول کی ضرورت۔ اسلام کی ضرورت رسول کے آنے سے پیشتر دنیا کی کیا حالت تھی؟ کیوں ایک وارث کتاب قوم تباہ ہوئی؟ کیوں اُس سے وہ نور چھینا گیا؟ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے متبعین اوس نور کے وارث ہو گئے؟ یہ مہتم بالشان امور ان ایات میں تدبر کرنے سے خوب حل ہوتے ہیں ان آیات سے پہلے موسی علیہ السلام کا بنی اسرئیل کے ساتھ بہت بڑا ذکر ہے (جو تمثیلی رنگ میں اور بایک گہری نظر میں ہمارے نبی علیہ الصلواۃ والسلام کے واقعات کا پیشگوئی کے طور پر ایک ذکر ہے) خدا تعالے نے بنی اسرائیل سے بہت بڑے وعدے کئے تھے منجملہ ان وعدوں کے فرعون کی غلامی سے چھوڑا کر بالمقابل اوس پاک سرزمین کا وارث بنانے کا وعدہ تھا جس میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں اس وعدے کا ایک بڑا حصہ پورا ہوا یعنے اُنہوں نے موسی کی طفیل اوس بڑی غلامی سے نجات پائی اور خدا نے انہیں مصر کے آہنی اور جلتے ہوئے تنور سے نکال لیا۔ لیکن دوسرا حصہ جو تکمیل وعدہ تھا اور جو ایک عظیم الشان فضل تھا یعنے بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہونا اور ان نعمتوں سے متمتع ہونا جو اوس سرزمین میں پائی جاتی ہیں پورا نہ ہوا! کیوں؟ کیا خدا کی طرف سے ظلم ہوا! یا خدا تعالے نے بے وجہ اُنکی کامیابی کی راہیں روک ڈالدی اس کا مفصل بیان اس سورت میں درج ہے۔

بنی اسرائیل نے اپنی نالائق کرتوتوں سے اپنے تئیں اس قابل نبا لیا کہ وہ اوس وعدہ کی زمین کو نہ دیکھ سکے اور خدا کی غیوری نے اجازت نہ دی کہ اوس خطا کار قوم کو بیت المقدس کی سرزمین میں داخل کرے یہ عظیم الشان وعدہ جو ایک الوالعزم نبی سے کیا گیا تھا۔ یعنے موسی علیہ السلام انکی کرتوتوں کے وجہ سے پورا ہونے سے رہگیا۔ اور خود وہ نبی جسکے منہ اور ہونٹوں سے اس وعدہ کے الفاظ نکلے تھے اپنی آنکھ سے اوسکی تکمیل نہ دیکھ سکا۔ اس مقام پر غور کرنیوالے دلوں اور فکر کرنے والی طبیعتوں میں بہت بڑی گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ مومن کی روح کانپ اُٹھتی ہے کہ جب ایک عظیم الشان نبی موسی جیسا کلیم وعدہ کی زمین میں نہیں پونہچ سکا پھر خدا تعالے جو رحمان ورحیم خدا ہے کیا اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا؟ وہ تو فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد مگر قوم کی بدکاریاں اور شوخیاں اپنے ہاتھوں ایسے سامان بہم پونہچاتی ہیں کہ سنت اللہ اوسوقت ایک مخفی شرط سے جو اس وعدے کے اندر ہوتی ہے کام لیتی ہے اور یہ لاتبدیل اور لاتحویل قانون ہے۔ وہ اللہ تعالے کے وعدوں سے استفادہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہتے یہ قاعدہ ہم عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہوا بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ کسی چیز سے وہ کام نہیں لیتے جو اُسکی غائت وغرض ہے یعنے یا اوسے بیکار چھوڑ دیتے ہیں اور یا اوسکا غلط استعمال کرتے ہیں تو وُہ ضرور بیکار اور نکمی ہو جاتی ہے دیکھو ایک سنیاسی اپنا ہاتھ اونچا کر رکھتا ہے اور اُسے بے حس وحرکت چھوڑ دیتا ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے اور اوس میں حس حرکت کی قوت زائل ہو کر انسان کو ان تمام فوائد سے محروم کر دیتی ہے۔ جو مقصود تھے اسی طرح جو قوم یا آدمی اپنے قوا سے کا درست استعمال نہیں کرتا تو وہ خدا تعالے کے ایک قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے جس کی سزا دو قسم کی دیجاتی ہے۔ اول اوس بد استعمال سے اون نتایج بد کا مترتب ہونا جو اس کا خاصہ ہیں دوئم اون منافع سے محروم رہ جانا جو اس سے مقصود ہیں ہماری دانست میں سزا و جزائے اعمال کا یہی ایک راز اور قانون ہے دُنیا میں بھی فائز المرام اور کامیاب وُہی انسان ہوتے ہیں جو خدا تعالے کی دی ہوئی نعمتوں کو برباد نہیں کرتے اور آخرت میں بھی فلاح وُہی پانے والے ہیں ہم نے غور کرنے کے بعد نیکی کی فلسفی بھی سمجھی ہے کہ قوائے انسانیہ سے وُہی کام لیا جاوے جو اُنکا اصل مقصد ھے۔ اور اوسکی ضد بدی ہے یہ بحث ایک علیحدہ مضمون ہے جو اس مختصر میں نہیں آسکتا (ایڈیٹر)

اس سنت اور پہال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں اور پیروؤں کی بد بالا شدکی کامیابی کیلئے ایک روک ہو جاتی ہیں جماعت کی بے حیائی اور بے باکی جماعت کو اون وعدوں سے محروم رکھتی ہے جو اوس سے ہوئے ہیں یہ مضمون مسلمانوں اور ہم لوگوں کیلئے خصوصاً بہت ہی غور کے قابل ہے۔

اس پہاڑ پر موسے علیہ السلام ستر آدمیوں کو منتخب کرکے لے گئے اور وہاں خوفناک نظارہ دکھلائی دیا جو حقیقتہً باریک اشارہ تھا کہ یہ لوگ تجلیات الہی کے تحمل کے قابل یا نعماے خدا تعالے کے وارث ہونیکے قابل نہیں ہیں رموز شناس موسے نے اس اشارہ کی تہ میں پہنچ کر یہ دُعا کی واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ۔ اس دُنیا میں جو وعدے تو نے مجھسے کئے ہیں کہ ہم دشمنوں پر مظفر و منصور ہوں اور دشمن کے قبضہ سے سرزمین موروث کو چھڑا سکیں ہمارے لئے قطعی طور پر انہیں پورا کر۔ اور ہمارا انجام بھی اچھا ہو یعنے ایسا نہ ہو کہ قوم دنیوی کامیابیوں کے نشہ سے سرشار ہو کر روحانی خوبیوں اور انجام کار سے غافل ہو جائیں جیسا کہ کامیاب قوموں کے حال آخر کار ایسی ثابت ہوئی ہے بلکہ ہمارے لئے دین و دُنیا دونوں جمع کر۔ (حضرت مولانا صاحب کے اس استدلال سے کہ دنیا میں نصرت من اور فتوحات دیسے بعد غور ہم یہ نتیجہ نکالتے

ہونگے ... کسی چیز یا وعدہ کو کسی کے لئے پورا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے وہ سامان بہم پہونچا دیتا ہے - چونکہ **دعا** بھی منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب ہے - جو **فطرتی جوش** کی شکل اختیار کر لیتی ہے - اس لئے اون میں اس قسم کی دعا کی حالت کا پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے - کہ اس سے دنیوی فتوحات اور کامیابیاں ہی مراد تھیں - اور اسی لئے ھذہ الدنیا کا لفظ بھی منہ سے نکلا - ایڈیٹر) رسول اللہ صلے اللہ سے بھی مکہ میں مدینہ کے ستر آدمیوں نے اُس گھاٹی پر مخفی بیعت کی - اور آپ نے اُنہیں مدنی قوموں کو تبلیغ کرنے کے لئے منتخب کیا اور خدا نے قوم بنی اسرائیل کے خلاف دنیا اور آخرت کے دونوں قسم کی حسنہ اُن کے حق میں پوری کی - یہ باتیں اور تشبیہی واقعات غور کے قابل ہیں - مگر اللہ تعالے کا جواب بہت ہی قابل غور ہے - قال عذابی اصیب بہ من اشاء - وہ کہتے ہیں - کہ اے خدا ہم تو صراط مستقیم پر آگئے مگر بیت المقدس ابتلائی ہے - کہ نہیں یہ قوم اپنے اعمال اور افعال سے اور حسنہ کی مستحق نہیں اور بیت المقدس کی پاک سرزمین میں داخل ہونے کے . . . . . . قابل نہیں ہی - بیشک میری رحمت بہت وسیع ہے - لیکن میرا قانون تقاضا کرتا ہے - کہ میرے رحیمانہ وعدے متقیوں اور حقوق عباد نگاہ رکھنے والوں کے لئے مکتوب اور قطعی ہوتے ہیں -

میری رحمت جو حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرہ پر مشتمل ہے وہ متقیوں ہی کے لئے مخصوص ہے - دنیا کی کامیابی اور فتوحات بھی ان ہی لوگوں سے خاص کر دی گئی ہیں اور بنی اسرائیل میں متقی نظر نہیں آتے - اسی لئے میں حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرۃ ایک متقی قوم سے مختص کرتا ہوں - وہی وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوگی جسمیں دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہیں - وہ راست باز قوم کون ہے - الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا " الآیہ یعنے وہ راست باز وہ لوگ ہونگے جو الرسول النبی الامی کے متبع ہونگے جس کی نسبت پیش گوئیاں توریت اور انجیل میں مذکور ہیں - حکم کرتا ہے اُن کو نیک باتوں کا - اور روکتا ہے - بری باتوں سے - یہ مضمون بہت ہی قابل غور - اور وسیع ہے - اور یہ خطبہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا - اس لئے میں چند امر نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرونگا -

ان آیات میں بہت الفاظ قابل غور ہیں - اللہ جل شانہ فرماتا ہے - الرسول - النبی - الامی - یہ نام ہمارے سید و مقتدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہیں - اور آپکی دعوت تبلیغی کی تفصیل یہ ہے -

تحلیل الطیبات و تحریم الخبائث - امر بالمعروف نہی عن المنکر اور بوجھوں کا اوتار پھینکنا اور طوقوں کا توڑ ڈالنا - یہ پانچ کام ہیں جو اس رسول کو پورا کرنے ہیں - الامی نام رکھنے سے یہاں یہ بھید معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اوس مغرور قوم کا جو توراۃ کی وارث کہلاتی ہے اور علوم سماوی کا مخزن بنتی ہے صرف ڈھانچا ہی ڈھانچا رہ جائیگا اور معرفت کا نور اُن سے چھین لیا جائیگا اور اسکی قائم مقام اور وارث وہ قوم بنے گی جو یہ صفات خمسہ اپنے اندر رکھیگی اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے پڑھ لینے بلند بلند دعوے کرنے اور دراز دامن چغے پہننے سے دل کی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی اور خدا کی نظر پڑھ پڑھ کر بڑی بڑی باتیں کرنیوالے پر نہیں پڑتی بلکہ وہ تو دل کی تہ تک پہونچتی اور اسکو ٹٹولتی ہے کہ آیا اوس میں پاکیزگی کا نور ہے یا نہیں - وہ ایسی باتیں متکبر بڑے ہووں اور پنداری عالموں سے دریغ رکھتا ہے اور امیوں اور خالی برتن والوں کو اپنی معارف کا گنجینہ دار بناتا ہے وہ جو بڑی بڑی حدیث دانی اور اسفار خمسہ اور مجامیع و مسانید کے کوٹھی دار ہونے کا دم مارتے ہیں ایک گاؤں کے رہنے والے سادہ اور پاک برگزیدہ کی شناخت سے محروم رکھے جاتے اور سے نفس رسمی علوم سے پاک ان پڑھ اسکی شناخت اس کی محبت اور لوازم محبت سے بہرہ مند ہوتے ہیں سچی پاکیزگی اور حقیقی طہارت گناہوں سے پوری نفرت کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ عجب کا تسلط عرش دل سے اٹھا دیا جاوے اور ہر ایک قسم کی ریا اور بدکاری - بے ایمانی غوایتہ کے راہوں سے پوری کنارہ کشی ہو - یہی مستقیمانہ زندگی ہے - جو کسی قوم کو خدا کے وعدوں کا وارث بناتی ہے -

امی کے لفظ پر غور کرنے سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں آتا ہے (اللہ تعالے بہتر جانتا ہے) کہ بنی اسرائیل کی وارث ہونیوالی قوم ایک سادہ اور پاک قوم ہوگی تکلف اور تصنع کے راہوں اور رسمی علوم و فنون سے انہیں سروکار نہ ہوگا اور اسلئے رعونت اور انانیت اور تعلی اور تکبر اُنکے پاس نہ آئے گا - اور وہ رسول جو اس قوم کو وعدہ کی زمین کا وارث بنانے والا ہے تمام دنیوی تعلیموں سے سادہ آئے گا - وہ کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہ ہوگا - نہ اُسنے کسی پرتکلف گدی نشین کے آگے مریدی اور خادمی کے زانو تہ کئے ہونگے اور اُسے زیبا ہوگا اور اسکا استحقاق ہوگا کہ یہ کہے ؎

چوں حاجتے بود بادیگے مرا + من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

یہودی رسمی علم کے گھمنڈ سے امی عرب کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے اور اعتقاد کر نہیں سکتے تھے کہ ایسی قوم کبھی خدا تعالے کے فضل کی مورد بن سکتی ہے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ نبوت اور ولایت اور امامت کے ابدی ٹھیکہ دار وہی ہیں اور شاہی یونیورسٹی کے سرٹیفکیٹ سے کوئی ایسے دعاوی کا حقدار نہیں ہو سکتا عجیب بات ہے کہ جیسے وہ احبار اللہ اور ابناء اللہ کہلاتے اور مس نار سے اپنے تئیں معصوم و محفوظ جانتے تھے لازماً افعال میں ایسے گر گئے تھے کہ عربوں سے معاملات میں بے ایمانی اور دغا اور فریب کو ناجائز نہ سمجھتے تھے - افسوس ہمارے زمانہ کے مثیل الیہود بہشت کے ٹھیکہ داروں کا بھی یہی رویہ اور چال ہے - یہود کو اسی تکبر اور بدچالی نے خدا تعالے کی نظر سے گرا دیا اور آخر اس اینٹ کو جسے مغرور معماروں نے رد کر دیا تھا عظیم الشان عمارۃ کے کونے کا سرا بنایا -

(امی کا لفظ ام القریٰ کیطرف بھی اشارہ کرتا ہے کیونکہ وہ صفت نسبتی ہے جسکا اشارہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے چنانچہ یرمیاہ نبی کے ۳۱ باب اور یسعیاہ کے ۵۴ باب اور گنتی کے ۹ باب اور استثنا کے ۱۸ باب میں اسکی طرف خاص اشارات ہیں اسی لئے الامی کا لفظ آیا یعنے وہ امی جسکا ذکر کتب سابقہ میں ہے ایڈیٹر)

سنو! اس زمانہ میں بھی اللہ تعالے نے ایک امام کو پیدا کیا ہے جو اُسی الرسول - الامی کی چال پر چلا ہے - اُسنے بھی ایک جماعت بنائی ہے اسی طرح جسطرح خدا نے ارادہ کیا - مگر نادان مخالف اوس امام کو ایک اردو نویس منشی کہتے اور اسکی جماعت کو اردو خوان لوگوں کی جماعت بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوسکی جماعت کا سب سے اچھا مثلاً (مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی ایک اردو خوان منشی ہے اور وہ جو نور کی طرح چمکتا ہے چند نسخہ جاننے والا طبیب ہے اور فلاں مدرسہ کے لونڈوں کو اردو پڑھانے والا ہے - غرض کہاں تک بیان کروں اس تحقیر اور ہتک کا اندازہ بھی ہے جو اس مخالف جماعت نے اس امام اور اُسکی جماعت کی نسبت اختیار کر رکھی ہے - میرا دل اُنکے لئے تڑپتا اور میری روح اُن کے لئے رقت میں ہے کہ کاش وہ ان آیات کو پڑھتے اور تدبر سے ان میں نظر کرتے - اسی قسم کی باتیں ایک قوم کی نسبت آج سے تیرہ سو برس پیشتر کہی گئیں مگر نظر اٹھا کر تو دیکھو کہ جنکی بابت کہا گیا اونکا کیا حال ہوا - اور جنہوں نے کہا وہ کہاں تک پہونچے وہ جو اپنے تئیں معزز و موثر سمجھتے تھے اور بادی النظر میں تھے بھی لیکن ۳

[illegible]

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذارش ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مقتدا جناب مسیح الزمان نمد الرحمان نے شائع کیا تھا اوس میں بالقاء رب جلیل مسیح قامیرزا صاحب (ایدکا اللہ برح منہ) نے بیعین کی فہرست اسمار معہ کوائف ضروریہ طیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سید نامرزا صاحب کے اس اعلان کو بجنسہ درج کرتے ہیں اور اسکی تکمیل کے طرق کے متعلق خود اتنا عرض کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونیکا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالے اس کام کو ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ پورا کرا دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کر کے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دل میں پھر شدت ہو رہی ہے خدا بجانہ تعالے کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اسلئے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کر کے ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لئے ہمکو اسانی ہو۔

نمبر	نام	ولدیت	سکونت مستقل	سکونت حال	تاریخ بیعت	[illegible]

ہم عنقریب یہ اشتہار جدا چھپوا کر بہ کثرت تقسیم کریں گے شروع اپریل سے ہم اس کام کو شروع کریں گے اور ردیف وار یہ کتاب مکمل ہوگی۔ ہم حضرت اقدس کی تبلیغ میں سے وہ حصہ درج کرتے ہیں جو اس ضرورت کے متعلق حضور نے لکھا ہے + ایڈیٹر

وھو ھذا

اے اخوان مومنین (ایدکم اللہ بروح منہ) آپ سب صاحبوں پر جو اس عاجز سے خالصاً لطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ بالقاء رب کریم و جلیل جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے انکو بیحد کمینہ و کمزور کردیا ہے نجات دیکر فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنا دے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس سکونت مستقل و عارضی اور کسقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج یاددیں اور پھر جب وہ اسمائے مندرجہ کسی تعداد موزوں تک پہنچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتدبہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی انکے اسمار کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبائعین یعنے داخلین بیعت میں شائع کیجائے اور ایسا ہی ہوتا رہے۔ جب تک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقدرہ تک پہنچ جائے یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راست بازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرایہ میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگی اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے۔ مگر چونکہ یہ کاروائی بجز اسکے باسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام پتہ و نشان بہ تفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بہ تحریر خاص اپنی پوری پوری نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کیوقت یہ تمام امور درج کراویں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنے والوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا ازاں جملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائے گا اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئینگے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعا خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکینگے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کی طرح مشغول ہو جائینگے اور ہر ایک کو اُن میں سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانے سے معلوم ہو جائے گا کہ اُس کے روحانی بھائی دنیا میں کس قدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم اُن پر ظاہر کرے گا۔ کہ خدا تعالے نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت و جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے۔ اور اس جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھکر اُنکا قدر کرے اُن سے جلد صلح کر لیوے۔ اور دلی غبار کو دور کر دیوے۔ اور صاف باطن ہو جاوے۔ اور ہرگز ایک ذرہ کینہ و بغض اُن سے نہ رکھے +

علہ جس مدعا کے لئے بیعت ہے یعنے حقیقی تقویٰ اختیار کرنا اور سچا مسلمان بننے کیلئے کوشش کرنا اس مدعا کو خوب یاد رکھے اور اس وہم میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ اگر تقوائے اور سچا مسلمان بننا پہلے ہی سے شرط ہے تو پھر بعد اسکے بیعت کی کیا حاجت ہے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقوائے کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کیجاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور بہ برکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جاوے اور اس کا جز بن جاوے اور وہ مشکوانی نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جسکو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدائے تعالے کی نافرمانی ایسی بالطبع بُری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خود خدائے تعالی کی نظر میں بُری و مکروہ ہے اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر ایک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے سو اس نور کے پیدا ہونے کیلئے ابتدائی اتقا جسکو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھُدًی للمتقین یہ نہیں فرمایا کہ ھُدًی للفاسقین یا ھُدًی للکٰفرین ابتدائی تقوےٰ جسکے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولےٰ اسکے مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشأناہ خلقاً آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی تولد ثانی پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اُسکے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولد ثالث پاتا ہے + فتدبر منہ

ایڈیٹوریل نوٹس

(اگر قبول افتد زہے عزو شرف)

ہم آج ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں جسکے منظور ہونے کی اپنی برگزیدہ جماعت سے خصوصاً امید ہونی چاہئیے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت جس قدر مسلمانوں کو ہے اوسکے محسوس کرنے کے لئے ابھی عام دلوں میں قوت پیدا نہیں ہوئی۔ مگر اس سے ہم مایوس نہیں ہوتے کیونکہ یہ پودہ اس باغبان نے لگایا ہے جو بجزم کہ

وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

کا مصداق و مخاطب ہے یہ سرسبز ہوگا اور ضرور ہوگا (انشاء اللہ تعالی) اور عام دل اسکی ضرورت محسوس کرنے لگینگے اور اسکی آبیاری اور سرسبزی میں ہمہ تن کوشاں ہوں گے۔ مگر ابھی ابتدائی حالت میں جن لوگوں کو اوسکی سرسبزی کا خیال پیدا ہوا ہے۔ وہ مبارک ہیں کیونکہ وہ السابقون الاولون کے مصداق ہونے والے ہیں۔ اس لئے فی الحال ہم اون لوگوں ہی کو مخاطب کرکے چند باتیں کہنا چاہتے ہیں۔ جو اوسکی ضرورت کو محسوس کرچکے ہیں۔ کیونکہ وہ اثر پذیر ہوسکتے ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینیجنگ کمیٹی نے مکان مدرسہ کی تعمیر کا انتظام کرلیا ہے۔ گو ہمارے نزدیک ابھی یہ قبل از وقت ہے۔ لیکن جب کارکن کمیٹی نے اسکی ضرورت کو سمجھا۔ تو ہمکو مخالفت ظاہر کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئیے کہ ہم بھی اُسکے ہم زبان ہوکر اسکی تکمیل میں ساعی ہوں + بناءً علیہ ہم اپنے ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ مکان مدرسہ کیلئے یوں تو خاص چندہ کی ضرورت ہے کیونکہ جس حال میں فنڈ مدرسہ صرف ماہواری چندہ ہی ہے اور ابتدائی اخراجات کی کثرت اور آمدنی کی دوسری سبیل نہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی مشکلات بظاہر نظر آتی ہیں تعمیر مکان ایک بڑی بھاری مشکل ہے مگر اسکو آسان کرنے کے لئے ایک تجویز ہماری سمجھ میں آئی ہے جسکو ہم پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے جسقدر لوگ قربانی کرتے ہیں ہر ایک شہر میں قربانی کی کھالیں اپنے طور پر جمع کریں اور اُنکی فروخت سے جسقدر روپیہ جمع ہو وہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی امداد میں بھیجا جاوے یہ ایک آسان ترین کام ہے جسکے لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین بڑی خوشی سے اسپر کاربند ہونے کی کوشش کریں گے ہم اپنی اس تجویز پر عملی کارروائی ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہونگے اور ایسے تمام اشخاص کے نام الحکم کے ذریعہ شایع کئے جائیں گے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی تحریک ہو۔

قدامت قربانی از کتب الہامی اس نام کا ایک ۲۴ صفحہ کا رسالہ نور علی نور لودیانہ کے ایڈیٹر ہمارے مکرم شیخ الہ دین صاحب واعظ اسلام کی تصنیف سے بغرض ریویو ہمارے پاس پونچا۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ریویو نگاری کے اہم فرض سے ایک ہفتہ وار اخبار ہی سبکدوش نہیں ہوسکتے ریویو نویسی عام اخبارات میں ایک معمولی بات سمجھی گئی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ اخبار نویس ریویو کی فلاسفی نہیں سمجھتے مگر اتنا ضرور کہینگے کہ اگر وہ ریویو کی فلسفی جانتے ہیں اور پھر عملی طور پر اوس سے استفادہ نہیں کرتے تو یہ اونکی کمزوری ہے اور ایسا کیا جاتا ہے ریویو کی غرض مصنف کے نقائص اور کمیوں کو پورا کرنا ہوتا ہے جو نہیں ہوتا اس لئے ہم عام چال تو چلنا نہیں چاہتے اور ریویو کی سرخی جماکر فضول باتیں جنکا ریویو سے تعلق نہیں لکھنا پسند نہیں کرتے۔ صرف اتنا لکھتے ہیں کہ کتاب مذکور نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ گوشت خوری کے مسئلہ پر بڑی بھاری روشنی ڈالی ہے۔ اور قربانی پر بڑے اعتراض کرنے والوں آریوں کو لاجواب کیا ہے عقلی اور نقلی دلایل سے قربانی کا جواز ثابت کرکے دکھلا یا ہے۔ رسالہ مذکور ہمنے بالاستیعاب پڑھا ہے لکھائی چھپائی جلد ترتیب اچھے ہیں جس مضمون کو لیا ہے عمدہ طور پر نبھایا ہے ہماری رائے میں یہ کتاب ہر مسلمان واعظ اور دینی مذاق رکھنے والے آدمی کے ہاتھ میں ہونی چاہئیے۔ جو صاحب چاہیں ۲؎ بھیجکر شیخ الہ دین واعظ اسلام وایڈیٹر نور علی نور لودیانہ سے طلب فرماوین

ایک فتنہ انگیز کتاب پچھلے سال جب لٹریچر پنجاب پر باقاعدہ سالانہ ریورٹ مرتب ہوئی تھی اوسوقت ان قابل الذکر فتنہ انگیز کتابوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا جو بعض آریہ مکذبوں نے تکذیب کے خیال سے لکھی تھیں اون کتابوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا گیا تھا (لاریب) ایسی کتابوں کی اشاعت اور اجراء ملک کی ایک یا دوسری مذہبی جماعت میں نفرت پیدا کرکے امن عامہ میں خلل اندازی کا موجب ہوتا ہے اور **امن عامہ** کے قیام ہی کی ضرورت کو محسوس کرکے ہمارے **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (جو اپنی محسن گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو شیر مادر کے ساتھ پی چکا ہے) دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کی توسیع کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی ضرورت پڑی اور اس امر کا اعلان کرنا پڑا کہ کوئی مخالف مذہب خواہ ہندو یا عیسائی مسلمان ہو یا برہمو کسی دوسرے مذہب پر اعتدال کی حد سے گذر کر حملہ اور اعتراض نکرے۔ اور اسکی مسلمہ کتب سے باہر جانا دل آزاری اور خلل امن عامہ کا ارتکاب سمجھا جائے گا۔ مگر بعض چلتی گاڑی میں روڑہ اٹکا دینے والوں کی طفیل **امام** صاحب کو بھی اس ارادہ کے التوا کی ضرورت پڑی مگر تاہم **خدا کے مرد** کی باتیں فضول نہیں ہوتیں قانون بدخواہی سرکار نے آپکا مطلب کسی حد تک پورا کردیا۔ بہرحال ایسے لٹریچر کی انسداد کی اشد ضرورت اور سخت ضرورت ہے جو ملک کے اخلاق اور امن کے خرمن پر شرارہ کا کام کرتا ہے چنانچہ ان دنوں ایک کتاب **امہات المومنین** یا دربار **مصطفائی** کے اسرار کسی پادری نے چھاپ کر ایک ہزار جلدیں اوسکی بلا درخواست مسلمانوں کے پاس بھیجکر اونکو آزار دیا اور اُنکے دلوں کو صدمہ پونچایا ہے گو کہنے کو یہ بات ہے۔ کہ کتاب مذکور **شیخ محمد حسین بٹالوی** کی ایک ہزار روپیہ کے انعام کی تحدی کے جواب میں شایع ہوئی ہے اور کہ سکتے ہیں کہ شیخ صاحب نے اُسکو اکسایا مگر ہم اتنا تو انصاف سے کہیں گے کہ شیخ بٹالوی نے گالیاں دینے کو نہیں کہا تھا۔ اور اگر اوس تحدی کے جواب میں ہی سہی انعام موعودہ کا مطالبہ کیا ہوتا گو شیخ بٹالوی نے ان گندی اور ناپاک گالیوں سے جو اُسکی بدولت **مقدس اور مطہر** ذات انسان کامل کو دی گئی ہیں اپنے آپ کو ایک حد تک مسلمانوں اور خدا کے سامنے جوابدہ بنالیا ہے۔ لیکن یہ صاف اور صریح طور پر دل آزاری ہے کہ ایک ہزار جلد ایسی گندی کتاب کی مفت اون مسلمانوں کے پاس بھیجی جاوے جنہوں نے کوئی درخواست کتاب مذکور کے لئے نہیں کی۔ اسلئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کریں کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کو جسنے اونکے زیر سایہ کروڑہا اہل اسلام کے دلوں کو مذہبی صدمہ پونچایا ہے حکماً روک دیں۔ جیسا کہ پادری ای ولیم صاحب ریواڑی کی کتاب "تاریخ محمد کا اجمال" روک دی گئی تھی۔ یہی تو اس مبارک گورنمنٹ کی خوبی اور برکت ہے کہ گورے کالے اور مذہب غیر مذہب کا کوئی لحاظ نہیں ہے ہمکو امید کرنی چاہئیے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب اپنی توجہ اس کتاب کی طرف مبذول فرمادیگی اور مسلمانوں کے شکستہ دل پر اپنی انصاف پروری اور تالیف قلوب کا پھاہا رکھکر اون کو تسلی دیگی۔ بالآخر ہم بجائے خود **امام الوقت** سیدنا میرزا صاحب کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ وہ اہل اسلام کی ایک معزز جماعت کے روحانی پیشوا ہیں وہ اپنے اس ارادہ توسیع دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کو گورنمنٹ کے کانوں تک پونچائیں جسکے لئے ہم کو امید کرنی چاہئیے کہ گورنمنٹ ضرور توجہ کریگی۔ کیونکہ اون کی آواز **محمڈن کمیونٹی** کی آواز ہے +

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ سے — قیمت پیشگی سالانہ سے

نمبر ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء | جلد دوم

حیدر آباد دکن کی جماعت کی طرف سے

عریضہ نیاز

بحضور حضرت اقدس امام مہدی آخر الزمان مسیح موعود
علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سالک مسالک حقیقت و عرفان واقف رموز و معارف قرآن۔ غواص بحر توحید آشنائی۔ یم تجرید مظہر انوار الٰہی۔ مصدر برکات نامتناہی۔ مقبول جناب احدیت۔ مقرب بارگاہ صمدیت۔ حافظ کلام ربانی۔ ہادی مراحل خداوندی وخدادانی۔ محی ملت بیضا۔ حامی شریعت غرا۔ فخر الاولیا تاج الاتقیا۔ قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین۔ امیر المومنین امام المسلمین۔ آفتاب عالمتاب آسمان امامت۔ شہسوار عرصہ ارشاد و ہدایت۔ حضرت امام آخر الزمان۔ مہدی دوران۔ مسیح موعود ایدہ اللہ ونصرہ۔

ہم لوگ جو خدا تعالیٰ کے عاجز گنہگار بندے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ امتی اور حضور اقدس کے جان نثار خدام میں سے ہیں۔ یہ عریضہ نیاز نہایت ادب کے ساتھ ایک خاص غرض سے خدمت فیضدرجت میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ جناب عالی بنظر رحمت و شفقت اس کو ملاحظہ فرماینگے۔ حضور کا اشتہار مورخہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء جو مرض طاعون کے بارہ میں شائع ہوا ہے ہم لوگ بھی اوس کے شرف مطالعہ سے مشرف ہوئے۔ عالی جناب ہم لوگ اس بات کو پہلے سے جانتے تھے اور اوسی سبب سے خوف زدہ بھی تھے۔ کہ ایک طرف سے اس زمانہ کی نئی روشنی اور اس پرفتن زمانہ کی منافقانہ تہذیب اور اس بیباک زمانہ کی نامعقول نیچریت نے اہل عالم کو عموماً نہایت درجہ کا چالاک و بیباک آزاد و گستاخ و شوخ و شریر بنا دیا ہے اور دوسری طرف سے اس زمانہ آخر کے خشک ملاؤں نے اپنی نفسانی جذبات کو انتہا تک پہنچا کر باہمی اتحاد و محبت و رشد و ہدایت کی تمام راہیں مسدود کر دی ہیں افسوس صد افسوس کہ ہادی دین کی مبارک آواز اون کے شنوا گوش تک نہ پہونچ سکے۔ اور انہوں نے اس خداداد نعمت کی کچھ قدر نہ کی جو عین ضرورت کے وقت حضرت قیوم عالم جل شانہ نے اُن کو عطا کی تھی اور روحانی نور اور آسمانی امور سے وہ اس درجہ محروم و بے نصیب ہو گئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی اُن قدیم سنتوں کو بھی انہوں نے بالکلیہ دل سے فراموش کر دیا ہے جس کے آثار و نقوش نظام فطرت و قانون قدرت میں مندرج ہیں۔ اگر لوگ سعید فطرت اون کو مد نظر رکھتے اور وہ اپنی بصیرت سے کام لیتے اور حضور اقدس کی جان بخش و روح پرور تصنیفات کو تدبر سے دیکھتے۔ اور جناب عالی کی پاک ہدایت و مبارک تعلیم پر ایک منصف و دانا دل لیکر غور کرتے۔ تو اُن کے خون کا قطرہ قطرہ اور اُن کی خاک کا ذرہ ذرہ اس امر پر شہادت دیتا کہ اللہ جل شانہ نے اس پر آشوب پر ظلمت زمانہ میں اپنی رحمانی تجلی کے ساتھ اس عالم کی طرف توجہ کی ہے اور اپنی عظیم الشان رحمت کو ایک نہایت عالی خیال روشن دماغ و بلند حوصلہ و سلیم العقل و حلیم المزاج و سعید الفطرت و کامل الایمان و پاک ذہن و پاک نہاد و متقی و مقدس و کریم النفس انسان کی صورت میں نازل کیا ہے۔ تا کہ ابدی زندگی کے طالب گناہ و ہلاکت کی راہ سے بچکر صراط مستقیم کو پالیں۔ اور اوس منزل مقصود پر پہونچ جائیں جس پر پہنچنا پیدائش انسان کی علت غائی ہے٭

مگر ہم اس بات سے سخت دردمند ہیں کہ بجائے قدرشناسی و شکرگذاری کے ان لوگوں نے حضور کی تکلیف و توہین کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ اور کوئی پہلو مخالفت و مخاصمت کا باقی نہ چھوڑا۔ ان حالات کو عرصہ سے دیکھ دیکھ کر اس بات سے دل ڈرتا تھا۔ اور خوف آتا تھا۔ ؎

تا دل مرد خدا نامد بدرد ٭ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

آخر کار وہی ہوا۔ کہ قحط و زلزلہ کے متواتر و مسلسل صدمات سے ایک عالم تباہ ہو گیا ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ کے قہری تجلی کے آثار اور بھی زیادہ نمایاں ہونے لگے۔ اور طاعون جیسا مرض مہلک ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور اس عالمگیر موت کے احاطہ سے نکل جانا انسان ضعیف البنیان کی طاقت امکان سے باہر ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ عالم اسباب کے تمام حوادث اسباب سے وابستہ ہیں۔ مگر ذات پاک حضرت صانع عالم جل شانہ جو متصرف فی الاسباب ہے۔ اُسی کے ارادہ مشیت کے موجب اس کائنات کی ہر ایک حرکت و سکون واقع ہوتی ہے۔

چونکہ اس مرض کا شیوع اس ملک کے حدود میں بھی شروع ہو گیا ہے روز متوحش خبریں پہنچتی جاتی ہیں اور ظاہر و آثار بہت خطرناک ہیں اور معلوم نہیں۔ کہ کس وقت کیا حادثہ وقوع میں آئے۔ اور اگرچہ ہم لوگ اپنے ایمان و عقائد کا اوسی طرح جس طرح حضور نے اپنی پاک و مقدس کتابوں میں تحریر فرما دیا ہے حضور کو شاہد ٹھہراتے ہیں۔ جب ہم اوس کے شاہد ہیں۔ خود خداوند تعالیٰ جلشانہ کی ذات رفیع الدرجات ہے۔ اور ہم امیدوار ہیں۔ کہ میدان محشر میں بروز حساب ہمارے ایمان

دجال کی آنکھ اندھا ہیں [illegible] حضور کو دجال لا فرمایا - الدجال
[illegible] اور حضور بھی [illegible]
ہم [illegible] اس بات پر ایمان لا چکے ہیں - [illegible]
حضور اقدس کی [illegible] و نام و آئینہ کمالات اسلام سے نقل
کئے گئے ہیں [illegible] اللہ جل شانہ ذات جس ہے اور منبع
جمیع فیوض [illegible] ہے تمام خیرات کا - اور جامع ہے تمام
کمالات کا - اور [illegible] ہے ہر ایک امر کا - اور موجد ہے تمام وجودوں کا
اور علت العلل ہے ہر ایک موثر کا - جس کی تاثیر یا عدم تاثیر اس کی ذات
کے قبضہ میں ہے - اور وہ واحد لاشریک ہے اپنی ذات میں
اور صفات میں - اور اقوال میں اور افعال میں - اور اپنے تمام کمالوں
میں - ازلی ہے - اور ابدی ہے اپنے جمیع صفات کاملہ کے ساتھ -
اور حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و
خیر المرسلین ہیں - جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے - اور وہ
نعمت مرتبہ تمام پہونچ چکی - جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست
اختیار کرکے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے - اور ہم پختہ یقین
کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں - کہ قرآن شریف خاتم کتب
سماوی ہے - اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود
اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا - اور نہ کم ہو سکتا ہے - اور
ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں - کہ جنت و جہنم خدائے ازلی ابدی
کے صفات قدیمہ جلال و جمال کے مظاہر ہیں - اور ملائک مقربین
و مدبرات امر ہیں - اور ہم ایمان رکھتے ہیں - خدائے تعالیٰ کی کتابوں
اور اس کے رسولوں پر - اور بعث بعد الموت پر - غرض ہمارا ان
تمام باتوں پر ایمان ہے - جو قرآن شریف میں درج ہیں - اور جو آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی طرف سے لائے -

جس طرح ہم ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اسی طرح ہم اس بات
پر بھی ایمان رکھتے ہیں - کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت
کو جس ہادی کی خبر دی تھی - اور جس کو بعض صفات مشابہتوں کی وجہ
سے اور بعض کمالات و مناسبتوں کی وجہ سے مہدی فرمایا تھا -
اور جس کی ظہور کی زیادہ سے زیادہ صدی چہاردہم میں باتفاق علماء
و اولیاء امید کی گئی تھی - وہ بلاشبہ حضور اقدس ہیں - قطع نظر ان
مقدس دلائل کے جن کو حضور نے اپنی مبارک کتابوں میں تحریر
فرما دیا ہے - ہم نے احادیث نبویہ کے بموجب ان کے بہت آثار
و علامات کو دیکھ لیا ہے جن کا وقوع زمانہ ظہور امام آخر الزمان سے وابستہ
تھا - اس کوشش میں خدائے تعالیٰ نے ہماری مدد کی
اور ہمارے سینوں کو کھول دیا - اور یہ فہم و بصیرت ہم کو عطا کی اور
اب ہمارا دل یقین سے معمور ہو گیا ہے -
اور رمضان المبارک کا کسوف و خسوف جو اسی ایک مہینہ میں
حدیث کے الفاظ کے مطابق واقع ہوا - ہم نے اپنی آنکھوں سے
دیکھ لیا - اور اس آسمانی نشان کو دیکھ کر ہمارا ایمان اور بھی تازہ ہو گیا
ستارہ ذو الذنب کے طلوع کی صحیح اطلاع تھوڑی ہی ہے - یہ وہی ستارہ ہے
جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت طلوع ہوا تھا
اور بعد ظہور حضرت امام آخر الزمان کے پھر طلوع ہوا - اور یہ
دوسرا آسمانی نشان تھا - جس نے حضور کی صداقت پر شہادت
ادا کی - ہم نے دجال کو دیکھا - اور اس کو شناخت کیا - اور بعینہٖ
اس کی پیشانی پر ک - ف - ر لکھا ہوا اچھی طرح
پڑھ لیا - نیز زلزلہ و طاعون جو بصورت عذاب دنیا میں شائع
ہوئے - اور ہو رہے ہیں - اور جن کی خبریں احادیث نبویہ میں
بکثرت دی گئی تھیں - ان کو دیکھ کر ہم خدائے تعالیٰ کے قہر و
جلال سے اس کی رحمت کی پناہ چاہتے ہیں - غرض کہ ہم اس بات
پر ایمان لا چکے ہیں - کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالیقین فوت
ہو چکے - قرآن کریم ان کی وفات کی قطعی و یقینی خبر دیتا ہے - اور
آنے والا مسیح آ گیا - ہم نے ان عقائد کی اپنے عیال و اطفال
کو بھی تعلیم دی ہے - اور وہ بھی اس عقیدہ میں ہمارے ساتھ
متفق ہیں -

ہم اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا بدل و جان بدرجہ
غایت شکر کرتے ہیں کہ ہم نے حضور کا وہ مبارک زمانہ پا لیا جس کی
تمنا میں تیرہ سو برس تک کی عمر ختم ہو گئی - اور صد ہا راستباز
اس عہد کی آرزو میں اس عالم سے گذر گئے -

آخر پر ہم نہایت ادب و عاجزی کے ساتھ حضور سے
خاص طور پر ایک درخواست کرتے ہیں - اور یقین رکھتے ہیں
کہ حضور اس کو قبول فرما دیں گے -

اگرچہ ہم نے اس بات کا التزام کیا ہے - کہ نماز پنجگانہ
کے ساتھ درود و استغفار بھی بکثرت پڑھیں - اور اپنے متعلقین
و متعلقات کو بھی اس کا پابند کیا ہے - مگر جب ہم اپنے اعمال و
افعال پر نظر کرتے ہیں - تو بے انتہا ندامت کی وجہ سے دعا
کرنے میں بھی جرات نہیں کر سکتے - مگر اس خوف سے کہ خدا
تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جانا بھی ایک کفر ہے - ہم اس
بات کی دعا کرتے رہیں گے - کہ اللہ تعالیٰ ہم کو حضور کے مبارک
عہد کے نیک انجام تک جمیع آفات جسمی و روحانی سے محفوظ
رکھ کر زندہ رکھے -

مگر ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں - کہ تمام دنیا کی
دعائیں اور تدبیریں ایک طرف اور حضور کی ایک دعائے نیم
شبی ایک طرف - ہم خوب جانتے ہیں - کہ حضور مستجاب الدعوات
ہیں - اس لئے اس بات کی درخواست کرتے ہیں - کہ حضور
ہمارے حق میں دعا فرماویں - کہ ہم حضور کے ایام ہدایت کی
جہاں تک مقدر ہے - دیکھ لیں - اور اگر ہم سب کی قسم میں
سے کسی کی موت مقدر ہے - تو ہم ایمان و خوشی کے ساتھ
خدائے تعالیٰ کے قضا و قدر پر راضی ہیں - اس حالت میں ہم اس
دعا کے متمنی ہیں - کہ ہم اپنے ان عقائد پر - جن کو ہم نے ابھی
اوپر لکھ دیا ہے - اور ہم حضور کی جماعت کا ہو کر اس
اس عالم سے گذر جائیں گے - جس کی اطلاع [illegible] کی
طرف سے [illegible] رہیں گے - حضور [illegible] کے
لئے دعا مغفرت فرماویں - ہمارے اعمال [illegible]
ہم قابل مغفرت ہوں - بجز خدائے تعالیٰ کی [illegible] اور
حضور کی دعا کے اور کوئی ذریعہ نجات کا نہیں - ہم [illegible] یہ بھی
یقین رکھتے ہیں - کہ ہم اپنی [illegible] ارادت و عقیدت و محبت
کا جو ہم حضور کے ساتھ رکھتے ہیں - اجر عظیم پاویں گے - اب ہم
اس [illegible] کو ختم کرتے ہیں [illegible] اپنے آپ کو اور اپنے [illegible]
اطفال کو اللہ جل شانہ کی حفظ و حمایت اور حضور کی دردمند
دل کی دعاؤں کے سپرد کرتے ہیں - وہ ہم سے اور [illegible]
[illegible] راضی ہو -

ہمارے جماعت کے تمام بھائیوں کو ہماری طرف سے
سلام مسنون پہنچے ۔ ۱ سید مردان علی - ۲ محمد نصیر الدین - ۳ [illegible]
محمد ابو السعید - ۴ سید [illegible] - ۵ سید رضوی صفدر حسین - ۶ محمد عبد العزیز
[illegible] ۹ محمد ظہور علی - ۱۰ مرزا صادق علی بیگ

سورہ بینت کی تفسیر چھپ کر تیار ہو چکی ہے - مینیجر الحکم قادیان سے طلب کریں
قیمت مجلد مع محصول ۱؍ [illegible] جلد سے کم باہر جا سکیں گی -

ٹریکٹ سیریز

اس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں
جو حضرت اقدس سیدنا امامنا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہوں اور اسلام کی خوبیاں
ظاہر کریں [illegible] اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں
ٹریکٹ شائع کریں جو صداقت اسلام و مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل
ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات اور لطیف
مضامین [illegible] تفسیریات [illegible] مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ
اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں
ہر ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہو گا - اور اگر ہمارے احباب ذرا
توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں گے - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کی ممبری
اور سو ٹریکٹ [illegible] حساب سے خریدا کریں تو [illegible] ہزار ٹریکٹ ماہوار شائع
ہو سکتا ہے اور ہم [illegible] ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کریں [illegible]
کیا جا دیگا - کہ ہر ایک شہر [illegible]

سرمن (خطبہ)

(ماسبق سے آگے دیکھو نمبر ۳ مطبوعہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

میرے کان میں جب یہ شعر پڑا یعنی خدا تعالیٰ کے اس شعر سے سمجھ لیا کہ اب کامیابی ہی کامیابی ہے۔ جب بعض متکبرین اور ایام متکبرین نے انا خیر منہ کی ہانک لگائی۔ اور موعود اور اس کے اصحاب کو زمرۃ الامیین کہا۔ اور جب پہلے سیالکوٹ کی مسجد میں حضرت حکیم حسام الدین صاحب کے مقابل کہا کہ دعوے چند کا ہیں علوم دینیہ اور علوم آلیہ سے مجھے بہرہ ہے میرے دل میں نفحین یہ فولاد کی طرح گڑ گیا۔ کہ دعوے کرنے والا اور اس کے اصحاب بلا ریب حق پر ہیں۔ اور دشمن ابتر اور امیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ماننے والے کامیاب ہوں گے۔ اور ان کے دشمن ہمیشہ کے لئے ابتر رہیں گے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ میرا ایمان سچا نکلا اور میری امید کچھ جو اس وقت ایمان بالغیب کے رنگ میں تھی آج نمایاں کامیابیوں سے سرسبز کر دکھایا۔ اور پھر فرمایا ہے۔ یامرھم بالمعروف وینہاھم عن المنکر یہ کیسی کامل اور متمم تعلیم ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تمام خوبیوں کی ہدایت اور تمام برائیوں سے بچنے کی نصیحت ہے۔ کیا کوئی منکر اسلام کوئی کسی خوبی پیش کر کے کہہ سکتا ہے کہ اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی؟ کیونکہ اسلام ہی ہے جس کو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی شان ملی ہے۔ اس آیت کی زندہ تفسیر ملتا ہے۔ جو تعلیم اعجاز کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ عرب میں ایک بڑا سردار تھا۔ اس کی قوم نے حضرت کے پاس منتخب کر کے بھیجا کہ تم جا کر دیکھو چنانچہ وہ حضور کی خدمت میں پہنچا۔ جب وہ مسجد میں آیا تو یہ الفاظ حضرت پڑھ رہے تھے۔ یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر یہ سن کر فوراً واپس گیا۔ قوم نے پوچھا تم کیا چاہتے ہو۔ کہا سنو میں دیکھ آیا ہوں اس میں تمام خوبیاں ہی خوبیاں ہیں اور برائیاں نہیں۔ اسلام کا یہی منشا ہے۔ اب سب مسلمان ہو جاؤ۔ غرض وہ مسلمان ہو گئے۔ یہ ہے اعجاز اسلامی تعلیم کا۔ ان آیات پر غور کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے طور پر بیان فرمائی ہیں۔ یہ امر نہایت فصاحت سے ایک سوچنے والا دل سمجھ سکتا ہے۔ کہ مصلح کی ضرورت کب ہوتی ہے۔ وہ پانچ صفتیں ہی ضرورت حقہ بتا

دیتی ہیں۔ ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب دنیا کا یہ حال ہو۔ کہ امر بالمعروف ترک کیا ہو۔ اور منکرات سے روکنے والا کوئی نہ ہو۔ اور گندی چیزوں کو حلال سمجھا جاوے۔ اور طیبات کو حرام کہا جاوے۔ اور ناپاک چیزوں اور بدعات شنیعہ اور عقائد فاسدہ اور اعمال قبیحہ کے خطرناک بوجھوں کے تلے قومیں دبی ہوں اور دنیوی جذبات کے طوقوں سے ان کی گردنیں جکڑ بند ہو کر زمین کی طرف جھکائی جاویں۔ اور کتوں کی طرح ان کی ناک ہمیشہ اشیاء ارضی بو لینے میں سطح زمین سے رگڑ کھاتی رہیں۔ اور آسمان کی طرف دیکھنا انہیں کبھی نصیب نہ ہو۔ ایسے وقت میں غیرت الٰہی جوش مارتی اور اس بات کی ضرورت حقہ داعی ہوتی ہے۔ کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ یہ ایسا زبردست ثبوت ہے جس کی نظیر نہیں ملتی کہ مصلح میں صفات کیسی ہوں۔ یعنی زمانہ کی ضرورت کیا ہو۔ اور ضرورت کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ دراصل تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ یہود اور نصاریٰ اور مشرکین عرب اور ایرانی مجوسی اور ہندی ہندو سبھی انہیں ساری خرابیوں میں مبتلا تھے۔ یہود کی نسبت کتاب کریم صاف کہتی ہے۔ کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ یعنی یہودی سوسائٹی کا یہ حال تھا۔ کہ کوئی کسی کو فعل منکر کے ارتکاب سے نہ روکتا۔ نصاریٰ میں حلت و حرمت کا کوئی امتیاز ہی نہ تھا۔ مجوس ایران محرمات ابدیہ کو حلال سمجھتے تھے۔ اور اباحتی فرقوں سے شہر کے شہر بھرے ہوئے تھے۔ غرض ہر طرف ضلالت اور ظلمت کا طوفان آ رہا تھا۔ اس لئے حضور کی بعثت ہوئی۔ یہ امر خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو خواہ مخواہ نہیں چنا کرتا۔ اور کسی شخص کو مہارت وصلاحیت نبوت یا خلعت قبول نہیں پہناتا۔ جب تک کہ زمانہ میں اس کی ضرورت نہ ہو اور اس کی پاک ذات میں اصلاح کی صلاحیت موجود نہ ہو۔

مجھے اکثر تعجب آتا ہے۔ کہ نصاریٰ بھی قرآن کو دیکھتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے تفسیر قرآن بھی کرتے ہیں ان آیات پر بھی انسانی دل سے نہیں سوچتے۔ کہ ان آیات میں ایک مصلح کی نسبت کتنا بڑا دل کو ہلا دینے والا دعوے ہے۔ یہ صفات و خواص ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کتاب کے مقابلہ میں تو ہیں۔ انسانی قویٰ کے سائنس کو جاننے والا یقیناً لذت سے بھر جاتا ہے اور یہ دعوے ہی اس پر قوی اور مضبوط حجت قائم کرنے کو کافی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ اگر کوئی چاہے۔ کہ توریت یا انجیل سے مصلح عالم کے ایسے صفات نکال کر دکھائے۔ تو اس کی ورق گردانی آخر اس کی حیرانی اور شرمندگی کا باعث ہوگی۔ ہم انجیل

سے سنتے ہیں محض بے سود اور بے نتیجہ پڑھتے ہیں جب تعلیم اول کی تلاش ہوتی ہے۔ کہ انجیل کے یسوع نے زمانہ کی حالت کا تقاضا کیا بیان کیا ہے۔ اور اس کے پورا کرنے کے لئے اپنے وجود کی ضرورت اور صلاحیت اصلاح کا عملی اور علمی ثبوت کیا دیا ہے۔ برخلاف اس کے قرآن کریم نے اسلام سے پہلے دنیا کی حالت کا الگ نقشہ دکھایا ہے۔ اور اس طرح صاف ثابت کیا ہے۔ کہ زمانہ پکار رہا تھا کہ مصلح کی ضرورت ہے۔ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا یعنی زمین بالکل مر چکی تھی۔ اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ اسے نئے سرے سے زندہ کرے۔ اس جامع و مانع آیت نے ایک لفظ میں زمانہ کے تقاضے اور مصلح کی ضرورت کو کس خوبصورتی سے دکھایا ہے۔

پھر اس قوم کی صفات جا بجا ذکر کی ہیں۔ جو قرآن کریم کی تعلیم سے فیض یاب ہوئی۔ مگر کس قدر افسوس ناک اور ناکامیاب تو شکست ہوگی۔ اگر کوئی دیکھنا اور دکھانا چاہے۔ کہ انجیلی یسوع کی حالت بھی اس امر کا ثبوت دے سکتی ہے۔

سر ولیم میور نے لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاں خاتم النبیین صلعم اور یسوع انجیلی میں موازنہ کرنا چاہا ہے۔ تلخ گھونٹ پی کر اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ بہ مقابلہ سید الوریٰ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے یسوع انجیلی کو اپنے زمانہ اور عہد میں کچھ بھی کامیابی نہیں۔ اس کے آگے محض بیہودہ اسباب ناکامی کی قرار دیتا ہے۔ غرض صادق اور حقیقی مصلح جو کامیابی کی زیبا خلعت زیب تن کر سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ جامع صفات ہیں۔ اگر ان صفات کا آدمی مطلوب نہیں۔ تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ کوئی اس سے بہتر کسی مصلح کے صفات بیان کرو۔

سنو! ہمارے زمانہ میں ایک شخص نے دعوے کیا ہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ اول ہم کو یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا وہ اس دعوے کے قابل ہے یا نہیں؟ اور پھر دیکھیں گے۔ کہ زمانہ کو اس کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ بارش عجیب چیز ہے۔ زمین مردہ کو راحت دینے والی اور صدہا امیدوں اور مسرتوں کو ساتھ لانے والی۔ مگر جو وقت پر نہ ہو۔ تو محض بے سود اور ناقابل التفات اور مضر ہے۔ سو جیسے بارش کے لئے قانون قدرت ہے۔ اسی طرح روحانی بارش یعنے وحی الٰہی اور مہبط وحی کے لئے بھی قانون قدرت ہے۔ اسی نکتہ معرفت کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل یعنے ہم نے اس رسول کو تمام حقہ ضرورتوں اور مقتضائے وقت کے پورا کرنے کی صفات و قابلیت دے کر نازل کیا ہے۔ اور یہ اترا بھی ایسے وقت میں ہے۔ کہ جب ضرورت حقہ تھی۔ اور زمانہ باطل کے ہاتھوں سے تنگ آ کر

الحق کو چاہتا تھا۔ یہ آیت بھی پورا فوٹو دکھاتی ہے۔ زمانہ کی حاجت کا جو ہمارے ہادی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے پہلے تھی۔ یہ کس قدر غور کے قابل بات ہے۔ کہ آج سے ۱۳ سو برس قبل یہی الہام اس دعوے کرنے والے کو بھی ہوا۔ جو اس جدید کو کے سننے والے کو خیرخواہانہ صلاح دیتا ہے۔ کہ اسی طرح آج بھی تقاضائے وقت اور صفات مصلح میں ہم بنظر حسن ظن سے غور اور جستجو کرے جیسی پہلی صدی کے وقت کی۔

کیا اس وقت یہ صحیح بات نہیں۔ کہ زمین جل اٹھی تھی اور بالکل سچا نقشہ اس کا ہو رہا تھا۔ سہ

جہ بوستاں ورد و مردم جہ

تاریکی نے سارے عالم کو اپنے پردوں کے نیچے رکھا تھا۔ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس ۲۱ یعنے امیوں اور اہل کتاب سب کے عقائد اور نیز اخلاق بگڑ گئی۔ اور اس فساد اخلاق کی وجہ اُن کی بدعملیاں اور بدکرداریاں تھیں اور اس بدعملی کا تسلط ہر طرف پورا ہو رہا ہے۔ گویا یوں سمجھو کہ ساری زمین [illegible] ہے۔ جو اس کی پشت کو فسق و فجور سے ناقابل [illegible] نجات دے۔

بڑے افسوس [illegible] اور نہی عن المنکر کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور [illegible] ہو بازاروں اور شہروں [illegible] کر لیے ہوتے ہیں [illegible] کا ذکر [illegible] دونوں قسم کے [illegible] غلط [illegible] سکیں۔ [illegible] قسم کی خیانت حقوق [illegible] حضرت کی نگاہ سے [illegible] بازاروں کے حلقوں میں ایسے وقت میں کیا ضرورت [illegible] دنیا [illegible] آیا۔ وہ مجدد اسی [illegible] ثابت کر رہا ہے۔ کہ وہ [illegible] ہے [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] شوق [illegible] اصلی رو و تقویٰ [illegible] ہے [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کا [illegible] بالکل [illegible] علیہ [illegible] اپنے وقت [illegible] یا طلبہ [illegible]

اور تمام مذاہب کو مخاطب فرمایا۔ اسی طرز پر مسیح موعود کا مشن بھی ہوگا۔ سید المرسلین صلعم نے یہود و نصاریٰ سے مباحثات کئے۔ اُن کی بدکرداریوں اور ناپاک عقیدوں کو ظاہر کیا۔ عرب کے برہموں اور تناسخیوں کے خبیث خیالات کی بیخ کنی کی۔ اُس وقت کے عظماء و سرداران قیصر و کسریٰ وغیرہم کے نام دعوت حق کے خطوط لکھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے ہند کے برہموں اور آریوں اور نصاریٰ اور یہود سے مباحثات کئے۔ اور ان بے باک شوخوں سے ایک طرف حق کی حمایت کی اور دوسری طرف اُن کے قلعوں پر متواتر حملے کرکے اُن کو خاک کے برابر کر دیا۔

اور بالآخر چونکہ ایمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے ننگ [illegible] تھا۔ یورپ کے کل سلاطین [illegible] سلطان [illegible] نصرانیت کے [illegible]۔ اور یہاں [illegible] کوئی ایک فرد حکام سے ایسا نہیں رہا جس کی آنکھ اور ناک نے اُس کے تبلیغی نوشتہ کے دیکھنے اور [illegible] کا شرف حاصل نہ کیا ہو۔

کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ برس کی زندگی میں اس [illegible] خدا تعالیٰ نے [illegible] پیدا کی تھا۔ ایک [illegible] غفلت [illegible] قرآن کریم کو [illegible] قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] شخص [illegible] وہ [illegible] احقاق حق [illegible] ابطال باطل پر مشتمل ہے۔ [illegible] سنت [illegible] تھا [illegible] آپ کی [illegible]۔ کوئی ان [illegible] مرسوم [illegible] [illegible] سلطان [illegible] طلبہ تو ایک طرف [illegible] چھوٹے [illegible] کسی [illegible] کلمۃ الحق [illegible]۔ سچ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سارے [illegible] کو پست اور [illegible] کر دیا۔ کہ حق دار آئے اور اپنا حق لے گیا۔ یہی سچ ثابت ہوا جو کتاب مجید میں تیرہ سو برس قبل کہا گیا تھا۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ۔ س ۱ - ۲۶ - ۲۸ -

[illegible] کی [illegible] کہ کل مفسرین اس آیت کو مسیح موعود کے زمانہ سے [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] الواقع [illegible] بھی یہی ہے۔

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہے۔ [illegible] کس پایہ [illegible] کام کا ہوگا۔ [illegible]

اور غوث اور مجدد امت مرحوم گزرے ہیں۔ اور سب کے سب اپنے مقتدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے مقتدی اور عاشق تھے۔ مگر یہ بات کیا ہے۔ کہ آپ نے سلام کسی کو بھی نہ کہا۔ فکر کرنے والے کے لئے اس میں آیات ہیں ٭

اس تمام بیان میں ہماری جماعت کے لئے امید و بیم یا تبشیر و انذار دونوں ہیں۔ بشارت تو یہ ہے۔ کہ تم نے اس مبارک وقت کو پایا ہے اور امام وقت کو پہچانا۔ اور قبول کیا۔ اور امید ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے واٰخرین منهم اور رائج [illegible] کے مصداق اور وارث ہو گئے۔ اور انذار یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا کسی کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ پہلے بھی اُس نے متقیوں ہی کو راستہ لگایا اور اب بھی وہ متقیوں ہی سے دوستی کرے گا۔ یہود کو کہا گیا۔ فضلتكم علی العالمین اور مدتوں نبوت اور [illegible] اُن کے خاندان میں جاری رہی۔ مگر جب تقویٰ [illegible] نعمتیں سلب کی گئیں۔ اور آخر انتقال [illegible] دیگر [illegible] اس وقت نئی جماعت کی نسبت بھی یہی کہا گیا۔ فسأكتبها للذين يتقون ويؤتون الزكوٰة الآیۃ

یاد رکھو قرآن کریم کا لانے والا امام المتقین ہے۔ اور آپ کی جماعت تقویٰ و طہارت کے سچے نمونہ ہیں۔ ایرانیوں کے لشکر کی ٹڈی دل کثرت کو دیکھ کر مسلمان لشکر کے بعض ضعیف دل گھبرا گئے۔ تو اُس صحابی نے [illegible] کیا خوب جواب دیا۔ کہ ہم آدمیوں کی قوت اور تعداد کے بل پر تو نہیں لڑتے ہم تو ایمان اور دین کی قوت سے لڑتے ہیں۔ اور میں تو چاہتا ہوں۔ کہ ان کلاب النار کی تعداد اس سے بھی مضاعف ہو۔

ہم کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ ہمیں متقی اور صالح بنائے۔ اور مجھے تو کامل امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ضرور ضرور اس جماعت کو ایسی ہی جماعت بنائے گا۔ جیسے اُس کے وعدے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی طرح اس جماعت کے معلم بھی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آخر میں میں اپنی جماعت کو مبارک دیتا ہوں کہ بیشمار لوگوں سے خدا تعالیٰ نے انہیں چُن لیا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اُن کے حصہ میں حسنة الدنیا و حسنة الآخرۃ رکھ دے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحکم [illegible] قادیان دارالامان میں [illegible] مالک و مہتمم نے چھپوا کر شائع کیا

ہم لٹانے ہیں آج لعل وگہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اغنی ہے خنی میں ہر لشر کر سپر + لعل دُرِ یتیم سے بڑھ کر

حکیم شیخ نظام الدین

خانہ یونانی امرتسر

اس خادم الاطباء کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و جبات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ــ خدا پنج انگشت یک ساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو دہی ہوں گی۔ مگر نمبر (۱) اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور ر ۲) تو نگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ ر ۳) سر طیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ ر ۴) شرطیہ امید خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ ر ۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامند طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ ر ۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو محلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ حرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی اہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دینا۔ کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ــ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب استاد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ملکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں +

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو۔	ع۵	۱۰	نو قولنج دوری	عہ	۱۹	نہ لقوہ	عا	۲۸	مل اتریا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول وعرض وعمق سوزائد	صہ
۳	جسکا حمل ۵-۶-۸ ماہہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی وبادی	صہ	۳۱	نزلہ وزکام	عا
۵	جزوری	ع۵	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	ع۵	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	کنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	ع۵	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	ع۵	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیچھ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ۔	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک گل بدن	ع۵	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرمول

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ میں عہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب)

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً گرمی کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر دردناک کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے۔ مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم مسانڈ تگلے صاحب بہادر ایم۔ بی سی ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلنڈ) امرت سر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑ رہے تھے آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے پانی نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اس قدر فرق آ گیا تھا۔ کہ وہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیمپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔ دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب میر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بینک میں مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پرنٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر ۵ و ۶ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء ۶ و ۱۲ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

قصیدہ

از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد مختار شاہجہانپوری

اے چشمۂ جود و کرم ۔ بحر فیوضات اتم ✤ عالی ہمم والا حشم ۔ محبوب رب ذو الکرم
اے مصدر لطف و عطا اے معدن جود و سخا ✤ اے منبع مہر و وفا اے مخزن فیض اتم
اے حامی دین متین اے خادم شرع مبین ✤ اے عالم علم یقین اے عاشق شاہ امم
اے چارۂ بیچارگان اے رہنما گمرہان ✤ اے مرہم آزار جان اے مظہر لطف و کرم
اے مظہر شان خدا محبوب محبوب خدا ✤ پابند فرمان خدا تم پر ہے لطف و کرم
ہو نازکر با عز و شان اے مہدی آخر زمان ✤ اے باعث آرام جان اے دافع رنج و الم
اے مورد انعام حق اے باعث اکرام حق ✤ اے مہبط الہام حق اے ہادی ختم امم
اے مہدی عالی ہمم اے آیۂ دارالحشم ✤ اے عیسیٔ فرخ شیم اے رہبر دارم
اے خستہ جانوں کے لئے راحت رساں ✤ اے درد تو درماں من اکنون مطلب ایدم
تو ہی ہمارا پیشوا تو ہی ہمارا رہنما ✤ تو ہی ہمارا مقتدا اک جا کر سر ہم
کو رنج و غم سہتے رہے مشق ستم بنتے رہے ✤ لیکن یہی ہر دم تجھ پر فدا ہو جائیں ہم
سہتے رہے ظلم ناروا لیکن ہمیں پروا ہے کیا ✤ جب سے کہ آگے کر دیا ہم نے سر تسلیم خم
ہم سب ہے ای شیخو ترے نقال آنذر کرتے ہیں تیری گفتگو لحظہ بلحظہ دمبدم
جو عالمان باغدا رکھتے ہیں علم باصفا ✤ دل تجھ پہ کرتے ہیں فدا ہیں رہ جو تم
باقی ہیں جو نا آشنا وہ تجھ کو کہتے ہیں برا ✤ تیرے غلام آپ پیشوا کہتے ہیں اور کچھ دمبدم
دیکھو تم اے اہل ریا دیکھو تم اے اہل جفا ✤ دیکھو تم اے اہل عناد دیکھو تم اے اہل ستم
وہ بھولوں باغضو لو اور باصفا ✤ تم سب کو سمجھا تا آ جاؤ سب گر ہم
دکھلا گئے فرمان خدا قول شاہ انبیاء
ثابت کر دیا مسئلہ آبائی جو سر تھا ستم

مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط

ہم کو ظن غالب تھا کہ مولوی عبد اللہ صاحب مدرس مالیر کوٹلہ ۔ مطالبات مندرجہ خط سابقہ مولانا سید محمد احسن صاحب کا کوئی جواب باصواب دینگے ۔ لیکن جب ان کا خط مورخہ ۱۰ فروری ۹۸ء بنام سید صاحب صادر ہوا ۔ یہ امید ہماری مبدل بیاس ہوگئی ۔ چنانچہ ان کے خط کا بعینہ ہم انتخاب کرتے ہیں بعد جو سید صاحب نے اس کا جواب تحریر فرمایا ہے جس کا جواب بھی آج تک ندارد ہے ۔ ذیل میں درج کریں گے ۔ تاکہ ناظرین منصفین خود فیصلہ فرما لیویں ۔ والانتخاب ہذا (۱) سید صاحب کے خط میں چند اشعار ایسے ہیں جو قابل توجہ نہیں ۔ (۲) چند غلط متعلق املا کے ہیں ۔ اور اکثر الفاظ بے محاورہ ہیں ۔ (۳) کمپ انبالہ کا قصہ بابت سکوت مولوی صاحب کے محض افترا اور بہتان ہے ۔ بلکہ قضیہ برعکس ہے ۔ (۴) تمام پنجاب اور ہندوستان کے علما کے ساتھ بحث مباحثہ اور ان کا سکوت مسئلہ توفی وغیرہ میں افترا اور بہتان ہے ۔ (۵) سید صاحب سے آپ گفتگو کرنا مرنے کو ملانے شاہ صاحب (۲) کا مضمون ہے ۔ (۶) اگر کہو ۔ تو آپ کی غلطیاں اخبار میں چھپوا دکھا دیں ۔ (۷) چند الفاظ نامہذب سید صاحب کے خط میں موجود ہیں ۔ (۸) میرے مخاطب نواب محمد علی خاں صاحب ہیں

تم کیوں کود پڑے ۔ بیل نہ کودا کودی گون ۔ یہ تماشا دیکھے کون ۔ (۹) جب نواب صاحب منظور کر لیں گے اور شرائط بھی طے ہو جاویں گی ۔ تب مجھے کسی مرزائی سے کوئی خوف نہیں ۔ سید صاحب سے کیا خوف ہے ۔ وہ تو حلوائے بے دود ہیں ۔ (۱۰) جب نواب صاحب انکار کر دیں ۔ تو پہلی تحریک موقوف از سر نو حسب ترتیب بحث ہوگی ۔ نمبر اول مرزا صاحب اگر وہ آمادہ نہ ہوں تو پھر مولوی نور الدین صاحب ۔ اگر وہ بھی قبول نکریں ۔ تو پھر مولوی عبد الکریم صاحب علیٰ ہذا نمبر وار مولوی عبد القادر صاحب ۔ پھر مولوی کمال الدین صاحب ۔ پھر خواجہ جمال الدین صاحب گرداور ۔ پھر کوئی اور مرزائی گرداور جس کو مرزائی پسند کریں ۔ (۱۱) لیکن سید صاحب کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے ۔ جب کوئی شرائط قبول نہ کرے ۔ (۱۲) براہ مستقیم سید صاحب کی ضرورت نہیں ہے ۔ جو کچھ تحریر ہو معرفت نواب صاحب کے ہو ۔ اور میعاد لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ۔ (۱۳) صرف اس خط کا جواب بھیجکر نواب صاحب کی معرفت سلسلہ جنبانی فرماویں ۔ (۱۴) قادیان میں جو آپ گفتگو کو لیتے ہے ۔ چونکہ ایک مرتبہ آپ انبالہ میں ذلیل ہو چکے تھے ۔ لہذا دوبارہ آپ سے گفتگو نہ کی فقط ۔

یہ ہے ۔ انتخاب فخر الشعرا صاحب کے ۔ جناب ہم کلام محض بہ استفادہ ان فقرات اور الفاظ کے جن سے آنحضرت کی تہذیب اور انشا پردازی اس قدر درجہ عالی تک پہنچی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ کرۂ ارض سے بلند ہو کر کرۂ ناری تک پہنچ گئی ہے ۔ سید صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے ۔ وہ بھی بجنسہ نقل کیا جاتا ہے ۔ اور الحکم کے فیصلہ کی کچھ ضرورت نہیں ۔ ہر ناظرین خود ایک حکم اور ان کے پاس موجود ہے ۔ بنام مولوی صاحب بعد سلام مسنون آنکہ عاجز کو ان نمبر چہار دہ گانہ میں

سے کسی قسم کی شکایت نہیں۔ کیونکہ پھر مطلب سے دور جا پڑوں گا۔ اور ہمارا اصلی غرض فخر الشعراء صاحب کی اس بلند پروازی سے یہ ہے کہ اصلی بحث توفی نہ آنے پاوے۔ وہ اون کو حاصل ہو جاوے گی۔ لہٰذا چند سطروں میں مطلب کو ختم کرتا ہوں۔ جناب سے اون دلائل کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جن سے بمقام کمپ انبالہ مسئلہ توفی وغیرہ میں ساکت کیا۔ ذلیل کیا اور تمام کمپ انبالہ میں اس سکوت اور ذلت کی شہرت ہو گئی۔ اون دلائل مستحقہ کے مطالبہ کی سخت ضرورت اس وجہ سے ہے۔ کہ اول تو یہ عاجز اون برہین سے بالکل بے خبر ہے۔ دوسرے نقصان حافظہ کے بھول گیا ہے۔ علاوہ اس کے یہ ہوا۔ کہ فخر الشعراء صاحب نے باوجود اصرار و تقاضے عاجز کے قادیان میں حسب اقرار خود اُن دلائل مفحمہ کو یاد نہ دلایا۔ پھر علاوہ یہ علاوہ یہ ہوا کہ باوجود اس ارشاد کے کہ اگر آپ مد مقابل ٹھہرے۔ تو زہے قسمت کیونکہ آپ ایک حلوائی کے دو ہیر ہیں۔ معہذا پھر اس حلوائی کے دو کی بے عزتی فرمائی فرمائی۔ کہ مولوی صاحب اپنے عاجز آپ کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے۔ جب کوئی مرزائی شرائط کو قبول نہ کرے آپ خود جناب الٰہی انصاف فرماویں۔ کہ حلوائی کے دو بھی کوئی ایسی شے ہوا کرتی ہے۔ کہ دس پانچ ہزار مرزائیوں کی مواکلت کے بعد اُس کا تناول کیا جاوے ؎

ہر چیز تقاضا ہے ہر لذت کا نہ بھیجا

اب فرمائیے۔ کہ یہ عاجز فخر الشعراء کی فتح و نصرت کے بھول جانے میں معذور ہے یا نہیں۔ معاف فرمایا جاؤں۔ بے اختیار زباں سے نکلتا ہے۔ کہ ؎

خوب سے بدرا بہانہ بسیار *
این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

کہاں تک اسباب نسیان کے فتح و نصرت فخر الشعراء کی نسبت عرض کروں۔ اسی عنایت نامہ میں کچھ فقرے ایسے تحریر فرمائے ہیں۔ کہ عاجز اُن پر اعتراضات قاطعہ سے بالکل نسیاً منسیاً ہو گیا ہے۔ اول فقرہ وعنایات من مولوی محمد حسن مشتاق توفی در حیات السلام علیکم ہے۔ یہ لفظ توفی کا مقابل میں لفظ حیات کے جو مولوی صاحب کے قلم فیض رقم سے نکلا ہے۔ اوس غلبہ و فتح کو جو اُن کو کمپ انبالہ میں عاجز پر حاصل ہوا۔ شائد آپ کو یاد دلاتا ہو۔ لیکن عاجز کو تو یہی فقرہ غلبہ و فتح کو بھلا رہا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کی تحریر میں دونوں شانیں موجود ہیں ؎

مثنوی من چو قرآن مدل
بعض را ہادی و بعضی را مضل

اب اس مشتاق توفی کی یہ دعا ہے۔ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا

وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار سورۃ ۴

آمین دوسرا فقرہ یہ ہے۔ کہ رجوع کو تمام احمدیوں میں دھوم مچ گئی کہ توفی کا ثبوت دیتے دیتے مولوی محمد حسن خود ہی متوفی بن گئے۔ بھلا یہ شیر سنتے آپ کے اوس غلبہ و فتح کو جو کمپ انبالہ میں آپ کو حاصل ہوئے۔ اس عاجز کو کیونکر نسیاً منسیاً نہ کر دیتے۔ کہ یہ عاجز تو متوفی ہی ہو گیا۔ اور مصداق اس مقولہ کا ہوا۔ کہ یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً سورۃ ۱۶۔ غور فرمانے کی جگہ ہے۔ کہ تمام کمپ انبالہ میں بقول آپ کے اس لفظ متوفی کی دھوم مچ گئی اور آپ کو اب تک خبر نہیں۔ کہ حقیقت توفی اور متوفی کی کیا شے ہے۔ اہل بصیرت منصف کے لئے تو یہی دھوم مچ جانا انبالہ میں آیات صدق و کذب کے لئے کافی و وافی ہے مگر ؎

نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

قال اللہ تعالیٰ وفی الارض آیات للموقنین۔ وفی انفسکم افلا تبصرون سورۃ ۲۶ حضرت خوب یاد رکھیں کہ جس قدر امر حق پر آپ حملے کریں گے۔ وہ سب آپ ہی پر وارد ہوں گے یاد کرو قصہ اوس شیر کو جس نے خود اپنے اوپر حملہ کر کر اپنے آپ کو ہلاک کیا ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

فرمائیے مولوی صاحب اب بھی فتح و نصرت کمپ انبالہ کا واقعہ آپ کو صحیح صحیح یاد آیا یا نہیں۔ مرا یاد و ترا فراموش۔ اب یہ مشتاق توفی کا پھر یہی دعا کرتا ہے۔ ربنا افرغ علینا صبراً وتوفنا مسلمین والسلام سورۃ ۹۔ اب عاجز نے یہ عرض ہے کہ اگر آپ صادق ہیں۔ تو وہ براہین قاطعہ جو توفی کے بارے میں بمقام کمپ انبالہ پیش کئے تھے۔ ضرور بذریعہ اخبار تحریر کر کے روانہ فرماویں ورنہ یہ آپ کا دعوے فتح و غلبہ کا بالکل جھوٹا اور افترا ثابت ہو جاوے گا۔ کیونکہ امور ذیل سے بڑھ کر اس کی تکذیب کے لئے اور کیا ثبوت ہوگا۔ (۱) نہ آپ وہ دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کی بالفعل پیش کریں۔ (۲) نہ بوقت قیام قادیان باوجود تقاضے اور اصرار کے اُن دلائل کا اعادہ فرماویں۔ (۳) نہ عاجز کے مطالبہ مندرجہ پرچہ بدر نمبر ۲ فروری سنہ حال کے جواب میں توفی کی بحث میں ایک حرف تک لکھیں۔ (۴) اور نہ اس عریضہ کے جواب میں باوجود تاکید حضرت مخدوم نواب صاحب بہادر کے کوئی دلیل پیش کریں۔ تو اب منصفین ہی فیصلہ کریں کہ مولوی صاحب اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب۔ عاجز کی طرف سے یہ بھی اجازت ہے کہ سوائے دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کے بنا پر زیادہ عذلت عاجز کے اون دلائل میں جس قدر چاہیں زیادت فرماویں۔ کمی نکریں۔ دینی کا اختیار ہے۔ تاکہ الہام آسمان و زمین کے ٹل جانے کا بھی بخوبی صادق ہو جاوے۔ زیادہ کیا عرض کروں والسلام خیر ختام۔ مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۹۸ء محمد حسن

سید صاحب کے اس خط کا جواب ۲۳ مارچ ۱۸۹۸ء تک کچھ بھی معلوم نہ ہوا۔ اور صدا بر نجاست کا مضمون صادق آیا۔ ہمنے سمجھ لیا تھا۔ کہ کسی کی نصیحت دارو بے تلخ کا کام کر گئی ہوگی۔ مگر ۲۵ مارچ کو اتفاقاً اُن کا ۹ مارچ ۱۸۹۸ء کا لکھا ہوا خط ملا جس سے معلوم ہوا۔ کہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادتوں کا علاج کچھ نہیں جس میں وہی بازاری گفتگو اور بھٹیاریوں کا سا لب و لہجہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارے مخدوم سید محمد احسن صاحب ایسی خرافات کا جواب تک دینا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اس لئے ہم مولوی صاحب کے اس خط کی طرف متوجہ ہونگے۔ جو اون کی اندرونی حالت کا چربہ ہے۔ کیونکہ بمصداق مثل مشہورہ کل اناء یترشح بما فیہ وہ خط بالکل اُن کی باطنی اور قلبی حالت کا ایک فوٹو ہے۔ گو ہم خود بھی نہ چاہتے تھے کہ ایسے خطوط کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوں۔ جو ایک گھڑی نظر سے اگر دیکھے جائیں۔ تو بہت ہی کچھ قابل اعتراض ہیں لیکن اس خیال سے کہ میاں عبداللہ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں۔ کہ بس اُن کی تحریروں کا کوئی جواب ہی نہیں دے سکتا۔ اور بغلیں بجاتے ہوئے اچھل اچھل کر میدان مارنے والے سورمے بن بیٹھیں اس لئے ضروری ہوا۔ کہ ریمارکس کے وصیر اور منظر سے اُن کی کسی قدر خدمت کی جاوے۔ اس لئے ہفتہ آئندہ میں اُن کے خط پر ریمارک کئے جائیں گے۔ اور آئندہ کے لئے یہ سلسلہ بند کیا جاوے گا۔ اور پھر ایسی تحریروں پر مطلق التفات نہ کی جاوے گی۔

ہمارے ناظرین اس خط کو جو ہمارے مخدوم سید مولانا مولوی محمد احسن صاحب نے میاں عبداللہ کے نام مشتمل بر مطالبات خود لکھا ہے۔ اور جو اوپر درج ہے۔ پڑھ کر اندازہ کریں گے۔ کہ کس قدر رفق اور ملائمت سے بہ طریق موعظہ حسنہ لکھا گیا ہے۔ لیکن جو جواب دیا گیا ہے۔ وہ ایک عالم کی شان نہیں۔ بہر حال ہم اگلے نمبر میں میاں عبداللہ کا سورما پن کھول کر دکھا دیں گے۔ اور اس پر بھی تسلی نہ ہوگی۔ تو اور آگے کر دیں گے۔

تفسیر سورۃ تبت اور تحفہ کی آمین دوسرا ایڈیشن منیجر الحکم سے طلب کریں۔

(منیجر)

ایک مسلمان اور ایک عیسائی میں دوستانہ اور محققانہ گفتگو

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آنکھوں دیکھی اور کانوں سُنی کیفیت جو ذیل میں درج ہے آپ براہ مہربانی اپنے قیمتی اخبار کے ذریعہ سے ناظرین کریں۔ چونکہ اس گفتگو میں فریقین کے دلائل کو سنتا اور جانچتا تھا۔ چونکہ مجھے فریقین کی دوستانہ گفتگو سے جو ہماری [illegible] تعلق ملا ہے یعنی یہ کہ بات غور طلب ہوتی ہے اور فریقین میں امر متنازعہ کے [illegible] اتفاق ہو جاتا ہے اگر دنیا کے مناظرین اور مباحثین نے مناظروں اور مباحثوں میں یہی دوستانہ طریق مرعی رکھیں تو میرے خیال میں ہزارہا امور متنازعہ [illegible] طے ہو جاویں گفتگو کے درج کرنے سے پہلے میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اس گفتگو کے محرک سے آگاہ کروں۔ بخاری شریف میں ایک حدیث نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ ہے۔ اور [illegible] مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ گو ہم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہوئے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے پہلے جنت میں ہم ہی جاویں گے۔ ان کو توریت اور انجیل کتابیں پہلے دی گئیں ہم کو قرآن کریم پیچھے ملا۔ یہی جمعہ کا دن ہے۔ جو درحقیقت خداوند تعالےٰ نے [illegible] سب دنوں سے منتخب کیا ہوا ہے اور اس دن [illegible] پہلے انبیاء کو حکم دیا گیا تھا مگر انہوں نے جمعہ کو [illegible] دوسرے دنوں کو پسند کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ ہم کو اس دن کا نشان اور رتبہ دیدیا۔ غرض یہ ہے کہ اس حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنی اپنی مرضی سے ہفتہ اور اتوار کو منتخب کر لیا ہوا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے کوئی صریح حکم ان دنوں کی مخصوص العبادت کرنیکے لئے نہیں دیا۔ مگر جب کبھی کسی عیسائی سے دریافت کیا گیا تو یہی سنا۔ کہ اپنی مرضی سے نہیں۔ بلکہ خدا کے حکم سے یہ دن مقرر کئے گئے تھے۔ مسیحیوں سے دریافت ہوا کہ حکم نکال کر دکھاؤ۔ تو ہمیشہ ٹال مٹول ہی کرتے رہے۔ بائیبل کو خوب غور سے پڑھا کہیں سے یہی صریح حکم تو رہا درکنار۔ کوئی اشارۃً یا کنایۃً یا دلالۃً بھی نہ نکلا۔ بالآخر ایک فرنگی پادری صاحب سے جو اس ملک میں غالباً ۴۰ سال سے زیادہ بائیبل کی تعلیم کر رہے ہیں۔ اور اپنے منصب کے موافق سینکڑوں پادری صاحبان سے اخلاق کے رو سے اشرف و افضل ہیں۔ یہ بات [illegible] کہ آپ سے ہم کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کچھ وقت مقرر فرماویں۔ انہوں نے نہایت مہربانی سے ایک دن اور وقت مقرر فرمایا۔ غرضیکہ وقت مقررہ پر مولوی صاحب جنکی کنیت ابوالمسیح ہے۔ اون مسیحی صاحب کی کوٹھی پر گئے اور مجھے بطور ناظر اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں پہونچکر دیکھا کہ اون بزرگ کے پاس ایک اور دیسی دری صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ غرضیکہ دو مسیحی صاحبان تھے۔ اور دو ہی محمدی صاحبان تھے۔ مسیحی صاحبان میں سے اصل مخاطب صرف فرنگی صاحب ہی تھے البتہ دیسی صاحب بھی ان کو وقتاً فوقتاً مدد دیتے تھے۔ اور میں صرف اس گفتگو کا سامع اور راوی ہوں قبل اس کے کہ محمدی صاحب نے اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا۔ پادری صاحب نے خود بخود اس طرح پر سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔

مسیحی۔ کل ایک مولوی صاحب کو عرصہ تک کلمۃ کے معنی سمجھاتا رہا۔ مگر وہ نہ ہی سمجھ سکا۔

ابوالمسیح۔ آپ نے قرآنی لفظوں کے سمجھانے کی تکلیف کیوں کی؟ پھر ظاہر ہے کہ کسی مولوی کو اگر وہ مولوی تھا تو اس کو آپ سے سمجھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر اس کو ضرورت تھی۔ تو وہ مولوی نہیں تھا۔

مسیحی۔ خیر آپ ہی سمجھ لیویں۔

ابوالمسیح۔ مجھے ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں اس کے معنی خود جانتا ہوں۔

مسیحی۔ خیر بھلا کلمہ کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ جو لفظ بامعنے انسان زبان سے نکالے یعنے اپنا مطلب ظاہر کرے۔ وہ کلمہ یا کلام ہے۔ پس کلمہ اور کلام ایک ہی چیز ہے۔ اور انجیل میں لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ گویا قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کہ مسیح خدا کا کلام یعنے خود خدا ہے۔

ابوالمسیح۔ ہاں گرامر یعنے علم صرف میں کلمہ کی یہی تعریف ہے۔ کہ لفظ بامعنے کو کلمہ کہتے ہیں۔ اور پھر اوسمیں اس کی قسمیں عربی میں تین قسمیں اسم و فعل و حرف ہیں۔ اور انگریزی میں نو قسمیں ناؤن۔ پرناؤن وغیرہ۔ پس مسیح علیہ السلام چونکہ کلمہ ہیں جس کی تعریف آپ نے بیان کی ہے۔ اور پھر کلمہ کی تین یا نو قسمیں ہیں۔ اب آپ مہربانی کرکے بتادیں۔ کہ مسیح علیہ السلام اسم ہے۔ یا فعل ہے۔ یا حرف۔ یا آپ کی بولی کے مطابق وہ ناؤن ہیں۔ یا پرناؤن یا ورب ہیں۔ یا آرٹیکل۔

مسیحی۔ واہ صاحب! واہ! آپ نے تو خوب کلمہ کے معنی بیان کئے ہیں۔

ابوالمسیح۔ آپ کی تعریف کے مطابق۔

مسیحی۔ اچھا پھر آپ ہی فرماویں۔ کہ کلمۃ جو قرآن میں مسیح کی تعریف میں بیان ہوا ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟

ابوالمسیح۔ پہلے یہ فیصلہ کر لیویں۔ کہ آیا میں نے جو آپ کو پہلے کہا تھا۔ کہ آپ قرآن شریف سمجھانے کی تکلیف نہ اوٹھاویں اور نہ مجھے ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ یا غلط۔

مسیحی۔ درست ہے۔ مگر آپ معنے سمجھا دیویں۔

ابوالمسیح۔ آج میں آپ سے چند امور متعلق بائبل پوچھنے آیا ہوں اگرچہ میں نے انگریزی اور اردو میں بائبل کو پڑھا ہے۔ اور میں اوسکو خوب سمجھتا ہوں۔ مگر پھر بھی انصاف اجازت نہیں دیتا کہ میں خود بخود تو بان نہ بان میں تیر امیہمان کا مصداق بن کر آپ سے آپ بائبل کا مطلب پڑھا بیان کروں۔ اور بائبل کے معتقدوں سے دریافت نہ کروں اسی طرح آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی مرضی سے قرآن مجید کے معنے خود بخود نہ گھڑ لیا کریں بلکہ اس کے حامیوں اور معتقدوں سے پوچھ لیا کریں۔ اگر وہ آپ کا سا مطلب بیان کریں۔ تو پھر آپ اگر کچھ اعتراض کرنا چاہیں تو بیشک کریں۔

مسیحی۔ واقعی درست ہے۔ آپ اس کے معنے فرماویں۔

ابوالمسیح۔ بہت اچھا سنئے۔ کلمہ کی جمع آپ جانتے ہیں کیا ہے۔

مسیحی۔ آپ فرماویں۔

ابوالمسیح۔ اسکی جمع ہے۔ کلمات۔ آپ نے کبھی یہ آیت سنی ہے۔ ما نفدت کلمات اللہ [illegible]

مسیحی۔ نہیں۔ آپ اسکے معنے بھی بتا دیں۔

ابوالمسیح۔ اس کے معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے کلمات (کلمہ کی جمع) کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی کوئی گنتی نہیں ہے۔ ہر ایک چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہے۔ وہ اوس کا کلمہ ہے جیسے یہ درخت یہ میز یہ کرسی یہ زمین یہ آسمان وغیرہ وغیرہ۔ اب کلمۃ کے معنے یہ ہوئے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو نصاریٰ خدا کا بیٹا یا خود خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ وہ تو ہماری دیگر مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے۔ یعنے مخلوق ہونے کے لحاظ سے جیسا درخت وغیرہ ہے۔ ویسا ہی مسیح علیہ السلام ہے۔ خالق ان دونوں کا صرف ذات باری ہے۔ اور بس۔ پس قرآن کریم مسیح علیہ السلام کو نہ خدا کہتا ہے۔ اور نہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ صرف دیگر

مخلوقات کی طرح ایک مخلوق اور اس کی تفسیر و تشریح قرآن کریم میں سینکڑوں جگہ ہے۔ آپ اگر چاہیں تو وہ جگہیں سناویں۔

مسیحی - خوب آپنے بھی غضب دکھا دیا۔ کلمۃ کے معنے تو کردئیے۔

ابوالمسیح - میںنے کوئی معنے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ خود قرآن کریم نے کردئیے ہیں۔

مسیحی - مگر قرآن سے اردو ترجمہ میں کلمہ کے معنی حکم لکھا ہے۔

ابوالمسیح - ایک ہی بات ہے۔ خداوند تعالےٰ نے ہر ایک چیز کو کلمہ کن کے حکم سے پیدا کیا ہے۔ جیسے جس چیز کو کہا کہ تو ہوجا۔ بس وہ وہیں ہوگئی۔ مسیح تو بھی خدا کا کلمہ یعنے کن کے کہنے سے پیدا ہوگئے۔ خداوند تعالےٰ نے اُس کو کہا اے مسیح تو پیدا ہوجا۔ بس وہ وہیں ہوگیا۔ مگر آپ ترجمہ نہ پڑھا کریں۔

مسیحی - واہ جی واہ۔ ہم ترجمہ کیوں نہ پڑھا کریں۔ اگر ترجمہ نہ پڑھیں تو مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح - ترجمہ آدھی تحریف ہوتا ہے۔ مسلمان ترجموں کے سخت دشمن ہیں۔ مطلب سمجھنے کے لئے ترجمہ کافی نہیں ہوتا۔

مسیحی - واہ جی واہ! تحریف کیسی ہوتی ہے۔

ابوالمسیح - جو کچھ مفہوم ایک زبان کے لفظ میں ہوتا ہے۔ وہ دوسری زبان کے لفظ میں ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ بلکہ بعض وقت محال ہوجاتا ہے۔

مسیحی - یہ سب درست مگر ہم مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح - اصل زبان میں مہارت پیدا کرو۔

مسیحی - پھر بھی تو ترجمہ کرنا پڑے گا۔

ابوالمسیح - نہیں تفسیر و تشریح کرنی پڑیگی۔ سوکھے ترجمہ سے کام نہیں نکل سکتا۔

مسیحی - جو اصل زبان نہ پڑھ سکیں۔

ابوالمسیح - وہ چپکے بیٹھے رہیں۔ اگر نہیں بیٹھ سکتے۔ تو جو اصل زبان سے ماہر اور اس اصل کتاب کے حامی ہیں اُن سے دریافت کیا جاوے۔

مسیحی - درست ہے جب تک اصل زبان نہ پڑھی جائے مزہ نہیں آتا۔

ابوالمسیح - آپ لوگوں کے پاس اصل بائبل ہے۔ یا اُس کے ترجمے۔

مسیحی - اصل بھی موجود ہے۔ اور ترجمے بھی موجود ہیں۔

ابوالمسیح - سب عیسائیوں کے پاس اصل انجیل موجود ہے۔ اور سب عیسائی اوس کو سمجھتے۔ اور اوس کی تلاوت کرتے ہیں۔؟

مسیحی - نہیں۔ اور نہ یہہ ہوسکتا ہے! اور نہ ضرورت ہے صرف جو علما ہیں وہی اصل زبان سے واقف ہیں۔

ابوالمسیح - کیا میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ بجز معدودے چند عیسائیوں کے کسی کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی - ہیں! یہ کیسے۔

ابوالمسیح - اس لئے کہ آپ لوگوں کے پاس صرف ترجمے ہو ہیں۔ اور ابھی ثابت اور مسلم ہوچکا ہے۔ کہ ترجمے تحریف اور معنوی تحریف ہوتی ہیں۔

مسیحی - ہم تو اصل اور ترجمہ دونوں کو خدا کا کلام کہتے ہیں اگر ترجمہ ہے تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ اور اگر اصل ہے۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ یعنے خدا کی مرضی نہ کہ خدا اپنی زبان سے کچھ بولتا ہے۔ الفاظ۔

ابوالمسیح - اصل اور ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہوجاتا ہے ابھی ہم اوپر تسلیم کرچکے ہیں آپ مانتے ہیں۔ یا نہیں۔

مسیحی - بے شک وہ ٹھیک ہے۔ میں بھی مانتا ہوں

ابوالمسیح - دونوں میں جب فرق ہوتا ہے۔ تو پھر آپ دونوں کو کیوں ایک منصب دیتے ہیں۔ اگر دونوں کا ایک ہی منصب ہے۔ تو پھر ہمارا مسلم شدہ قاعدہ فضول ہے۔

مسیحی - ہاں اتنا تو درست ہے۔ کہ اصل کے برابر ترجمہ نہیں ہوسکتا۔

ابوالمسیح - آپنے فرمایا کہ دونوں خدا کا کلام ہیں۔ لیجئے دونوں امر جو آپس میں برابر نہیں ہیں۔ اور نہ ہوسکتے ہیں۔ خدا کا کلام ہیں۔ اور اگر وہ دونوں ہی خدا کا کلام ہیں۔ تو دونوں میں مساوات ضروری ہے خلاصہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں۔ دونو نابرابر آپس میں برابر ہیں۔

مسیحی - نہیں نہیں۔ ہماری یہ مراد نہیں ہے۔ ہمارا مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ دونو اصل اور ترجمہ سے خدا کی مرضی پوری پوری ظاہر ہوجاتی ہے۔ پس اس لحاظ سے دونوں خدا کا کلام ہیں۔

ابوالمسیح - پھر بھی وہی بات رہی۔ جب پوری پوری مرضی اصل سے بھی معلوم ہوچکی اور ترجمے سے بھی تو اسکے یہی معنے ہوئے۔ کہ دونو خدا کے کلام ہیں اور دونو آپس میں مساوی ہیں۔ حالانکہ ابھی آپ مان چکے ہیں۔ کہ اصل اور ترجمہ آپس میں برابر نہیں ہوسکتے۔

مسیحی - سچ ہے۔ خیر بات یہہ ہے کہ اصل اصل ہے اور ترجمہ اصل نہیں ہے۔ آپ ترجمہ کا ذکر جانے دیں۔ اصل ہمارے پاس موجود ہے۔

ابوالمسیح - جس قدر عیسائی روئے زمین پر موجود ہیں مثلاً امریکہ میں یورپ میں انڈیا میں کیا یہ سب یونانی اور عبرانی سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہیں۔

مسیحی - پہلے بیان کرچکا ہوں۔ کہ صرف علماء

ابوالمسیح - علماء سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا صرف دینی علماء یا فلاسفران۔

مسیحی - صرف علماء دین۔

ابوالمسیح - علماء دین عیسوی جو اصل زبان یونانی اور عبرانی جانتے ہیں۔ اون کی تعداد بمقابلہ دیگر خوانین عیسائیوں کے کس قدر ہے۔

مسیحی - بہت تھوڑی۔

ابوالمسیح - جو یونانی یا عبرانی نہیں سمجھتے۔ وہ بائبل کو نہیں پڑھتے

مسیحی - ضرور پڑھتے ہیں۔ مگر یونانی عبرانی کی ضرورت ہی کیا ہے۔

ابوالمسیح - ضرورت تو ابھی اوپر ثابت ہوچکی ہے کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی کے برابر ہوتا ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ وہ سب پڑھتے اور عمل کرتے اور اپنا مطلب برآری کر لیتے ہیں۔

مسیحی - ہاں بے شک۔

ابوالمسیح - بھلا اب تو میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ باستثناء معدودے چند کل دنیا کے عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی - سب کے پاس خدا کا کلام ہے۔ جی کچھ پرواہ نہیں خواہ وہ اصل زبان میں ہو۔ خواہ غیر زبان میں کیونکہ دونوں سے خدا کی مرضی ظاہر ہوتی ہے۔ اور خدا کے کلام کا مقصود بھی یہی ہے۔ تو بس۔

ابوالمسیح - کیا ابھی ہم اور آپ نہیں مان چکے کہ اصل اور ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہوتا ہے۔

مسیحی - ہاں مان چکا ہوں۔ مگر مرضی خدا دونو طرح سے معلوم ہوجاتی ہے۔

ابوالمسیح - میں اس بات کو اور زیادہ صاف کرنا چاہتا ہوں میرے خیال میں دونو طرح سے مرضی پورے پورے طور پر ظاہر نہیں ہوسکتی

مسیحی - فرمائیے۔

ابوالمسیح - ابھی آپ نے ایک آیت پڑھی تھی ابتدا میں

[illegible] تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا

مسیحی۔ ہاں۔

[illegible] یونانی خوب جانتے ہیں۔

مسیحی۔ ہاں۔

ابوالمسیح۔ اس آیت میں کلام کس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے۔

مسیحی۔ اصل لفظ لوگس ہے۔

ابوالمسیح۔ یہ لفظ خدا کا بولا ہوا لفظ ہے۔

مسیحی۔ نہیں [illegible] کلام خدا کے [illegible] کلام خدا کے [illegible]

ابوالمسیح۔ پھر وہ [illegible]

مسیحی۔ خدا تعالیٰ اپنی مرضی بھی ظاہر کرتا ہے [illegible] الفاظ میں [illegible]

[illegible] کلام خدا کا کلام ہے۔

ابوالمسیح۔ تو پھر وہ کلام [illegible] کلام خود [illegible] نہ اوس سے خدا تعالیٰ کی مرضی [illegible]

مسیحی۔ یہ بڑی گستاخی ہے۔ کہ ہم خدا کی نسبت کہیں کہ وہ بھی بولتا ہے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اپنی مرضی نبی پر ظاہر کرتا ہے۔ پھر وہ اوس مرضی کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہے [illegible]

ابوالمسیح۔ میرا سوال یہ ہے۔ کہ ایسا کلام کلام الٰہی نہیں کہلا سکتا [illegible] مرضی خدا کو پوری طرح پیدا [illegible] کر سکتا۔

مسیحی۔ یہ عجیب فہم ہے آپ اسکی کچھ تشریح کریں۔

ابوالمسیح۔ خیر پہلے میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ صفات الٰہی کو صفات کمال مانتے ہیں یا نہیں۔

مسیحی۔ کیوں نہیں مانتا ہوں۔

ابوالمسیح۔ خدا کا علم۔ خبر۔ حکمت وغیرہ وغیرہ صفات کمال ہیں۔

مسیحی۔ ہاں بیشک۔

ابوالمسیح۔ خدا کے علم و حکمت کی وسعت کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ کوئی نہیں کر سکتا۔ محال ہے۔

ابوالمسیح۔ نبی بھی اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم [illegible] ہوتا ہے۔

مسیحی۔ بیشک [illegible] ہوتا ہے اوس سے بڑھ کر کوئی

اور ہو نہیں سکتا۔

ابوالمسیح۔ کیا نبی خدا کے علم و حکمت کا احاطہ کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ نہیں وہ بھی نہیں۔

ابوالمسیح۔ خدا کی مرضی میں خدا کا علم اور خدا کی حکمت اور [illegible] صفات کمال شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔

مسیحی۔ بیشک ضرور ہوتے ہیں۔

ابوالمسیح۔ خدا کی مرضی میں جب صفات کمال الٰہی شامل ہیں۔ اوس کے لا انتہا علم و لطائف و اسرار [illegible] نہیں کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ واقعی نہیں۔

ابوالمسیح۔ خدا کی مرضی کا جیسا احاطہ نہیں کر سکتا۔ [illegible] وسعت کو کس طرح وہ اپنے لفظوں میں ادا [illegible] بیان کر سکتا ہے۔

مسیحی۔ ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے۔

ابوالمسیح۔ خداوند تعالیٰ کا اپنی مرضی کو ظاہر کرنا ضروری ہے؟

مسیحی۔ بڑا ضروری۔

ابوالمسیح۔ جب اس کی مرضی کا ظاہر ہونا بڑا ضروری ہے۔ اور اوسکی مرضی کا احاطہ نبی بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا وہ اوس کے ظاہر کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی لفظ [illegible] بنا سکتا۔ اور آپ خدا تعالیٰ بول نہیں سکتا بلکہ اس کی نسبت ایسا خیال کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔ تو انسان بیچارہ کیا کرے۔ کیا ضروری نہیں ہے کہ اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کے لئے خود خدا تعالیٰ آپ کوئی ایسے لفظ بولے یا بولتے جو اوسکی مرضی کی وسعت کے لئے حاوی ہوں۔

مسیحی۔ ہاں بیشک ضروری ہے۔

ابوالمسیح۔ بس اب تو معلوم ہو گیا کہ خدا کے کلام کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ لفظ خود خدا تعالیٰ کے بولے ہوئے ہیں۔

مسیحی۔ ہاں۔

ابوالمسیح۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جس یونانی لفظ کا ترجمہ کلام کیا گیا تھا۔ وہ لوگس ہے۔

مسیحی۔ ہاں۔

ابوالمسیح۔ لوگس خدا کا کلام ہے۔ یعنی خدا نے آپ بولا اور نبی کو حکم دیا کہ ایسا بول۔

مسیحی۔ ہاں۔

ابوالمسیح۔ نبی اپنی نبوت کے منصب کے [illegible]

تک۔ وہ اس لفظ کی وسعت معانی کا احاطہ کر سکتا تھا کیا اوس کے برابر کوئی اور شخص بھی خواہ اوس کا کیسا ہی مقرب اور مخلص کیوں نہ ہو احاطہ کر سکتا تھا۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابوالمسیح۔ کیا وہ مترجم یا وہ کمیٹی مترجمین جس نے لوگس کا ترجمہ کلام کیا ہے۔ اوس کے خیال میں لفظ کلام اوس وسعت معانی کے لئے حاوی ہے۔ جو لوگس کے لفظ میں ہے۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابوالمسیح۔ آپ یونانی جانتے ہیں۔ آپ ہی بتا دیں۔ کہ لوگس کے کل مفہوم ٹھیک ٹھیک طور پر لفظ کلام کے اندر آ گئے ہیں۔

مسیحی۔ نہیں۔ [illegible] اس کے مفہوم مجھے بھی یاد [illegible] صرف ایک مفہوم کلام بھی ہے۔

ابوالمسیح۔ تو بس آپ کے کلام کے مطابق بھی کلام صرف [illegible] حصہ کل مفاہیم لوگس ہوا۔ باقی ماندہ مفاہیم کدھر گئے۔

مسیحی۔ ہاں ترجمہ میں یہ بڑی مشکل بات ہے۔ کہ ایک زبان کے لفظ کے کل مفہوم دوسری زبان کے لفظ میں بھی پورے پورے طور پر آ سکیں۔

ابوالمسیح۔ مسلمانوں کا یہ کہنا کہ نرا ترجمہ کرنا اور تحریف معنوی دونو ایک ہی بات ہیں۔ درست ہے یا نہیں۔

مسیحی۔ ہاں اس لحاظ سے تو وہ درست کہتے ہیں۔

ابوالمسیح۔ کیا ترجمہ اور اصل دونوں کا مساوی درجہ ہو سکتا ہے۔

مسیحی۔ نہیں ہو سکتا آگے بھی بیان ہو چکا ہے۔

ابوالمسیح۔ کیا ترجمہ کو خدا کا کلام کہہ سکتے ہیں۔

مسیحی۔ واقعی نہیں کہہ سکتے۔

ابوالمسیح۔ کیا ترجمہ اور اصل سے پورے پورے طور پر خدا کی مرضی ظاہر ہو سکتی ہے۔

مسیحی۔ نہیں۔

ابوالمسیح۔ اب تو میں اس بات کے کہنے کا مجاز ہوں کہ عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس صرف ترجمے آ گئے ہیں۔ [illegible] ان کے پاس اصل ہی نہیں وہ کلام الٰہی کا حکم رکھتے ہیں۔

مسیحی۔ اس طرح اگر تدقیق کرو گے۔ تو بہ مشکل کوئی کتاب خدا کا کلام ثابت ہو سکے گی۔

ابوالمسیح۔ مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] مولوی نورالدین [illegible]
[illegible]
السلام علیکم ورحمۃ اللہ [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] اور متاع [illegible] آخرت کے لئے ایک [illegible]
[illegible] ہے۔ اس میں اپنے مولیٰ کے احکام کی تعمیل اور تعظیم اور
اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر رحم کرو یہ غنیمت ہے۔ تعظیم امر
اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ کے لئے جس قانون پر عمل درآمد
چاہئے۔ اس کا نام قرآن شریف ہے۔ پھر اس پر توجہ
فکر غور کرو۔ اور اس پر عملدرآمد کو اختیار کرو۔ والسلام
۷ دسمبر ۱۸۹۵ء دستخط نورالدین از قادیان

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ الحمد شریف بکثرت
پڑھیں۔ اور درود شریف کو بہت پڑھا کریں۔ اور پھر قرآن
شریف کو بغرض عملدرآمد پڑھا کریں۔ اور دعا مانگنے کی عادت
ڈالیں۔ دعاؤں میں الحمد شریف بے نظیر دعا ہے۔ میں رمضان
کے بعد قادیان جاؤں گا۔ والسلام ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء
دستخط نورالدین۔

(۳) السلام علیکم۔ کیسے **خوش قسمت ہیں وہ
لوگ** جو اللہ تعالیٰ کے فعل پر ہر طرح راضی ہیں۔ کیونکہ
اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں حکمت رحمت فضل اور انسان
کی اصلاح مدنظر رہتی ہے۔ قبولیت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تکبر ہوگا تو جہنم ٹھکانا ہے۔ اور صبر کے
موقع پر وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم
مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اضطراب
مت کرو۔ دعا کی جاتی ہے۔ اور پیارا مولیٰ رحیم کریم و مالک
ہے۔ والسلام دستخط نورالدین از قادیان ۲ جون ۱۸۹۷ء

(۴) منجانب حضرت اقدس امام الزمان جناب مرزا صاحب
سلمہ ربہ۔ بنام خاکسار اللہ داد عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علیکم

صادق آن باشد کہ ایام بلا
نے گذارد با محبت با وفا

[illegible] اور اپنے مولیٰ سے کامل تعلق
[illegible] اور مخالفین کی کچھ پرواہ
[illegible] درود استغفار
[illegible]
[illegible]
آپ [illegible] دعا کی [illegible] خدا تعالیٰ ہر بلا سے نجات
[illegible]
بحکم حضور امام الزمان از قادیان

خدا کرے ایسا ہی ہو۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب زاد لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحکم نمبر ۱۰ و ۱۱ ملا۔ موجب مسرت ہوا۔ جزاکم اللہ
احسن الجزاء۔ یہ اخبار ان شاء اللہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کے
ذریعہ سے بہت سے دلوں کے واسطے راستی کی طرف آنے
اور استقامت پکڑنے کا موجب ہوگا۔ اور اس میں آپ
نے ایک قابل رشک خدمت کو اٹھایا ہے۔ فایدکم اللہ بنصرہ
و تائید۔ پرچوں کا دیر سے نکلنا۔ یہ کوئی قابل شکایت امر
نہیں۔ ابتدا میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے بیش قیمت
مضامین تمام دیری کا معاوضہ ہو جاتے ہیں آپ ہمت
کو مضبوط رکھیں۔ چند روز ہوئے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا
کہ **الحکم** میری میز پر پڑا ہے۔ گویا ڈاک والا یا کوئی چھوڑ
گیا ہے۔ اس پر سبز ورق ہے جب میں نے اس کو اٹھایا اور
کھولا۔ تو وہ ایک بڑے لمبے چوڑے کاغذ پر سول ملٹری کی
طرح ایک ضخیم اخبار ہے۔ اور نہایت خوشخط اور خوشنما
ٹائپ کا چھپا ہوا اردو میں ہے۔
فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ امام وقت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے آپ کی نیک نیتی اور خدمت
دین کا جوش بہت جلد اپنا پھل دکھائینگے میں بسبب مصروفیت
امتحان اس سے پہلے آپ کو اپنا خواب نہیں لکھ سکا۔
رقیمہ نیاز۔ محمد صادق لاہور ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے
ٹریکٹ شائع ہوں۔ جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب
کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ
اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ
اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی
مسعود کے مشن کے پیغام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی
عبدالکریم صاحب کے مضمون (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف
مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان
اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض
لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چہار صفحہ
سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب
ذرا توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس
سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی
کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع
ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم
کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک
شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ
ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس
سیدنا مرزا صاحب کے اشتہارات بھی آ جایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار
حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز
کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے
احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں
پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع
کرینگے۔
مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

امرتسر میں مسجد احمدیہ

یوں تو ہر ایک شہر اور قریہ میں ہماری جماعت کے
لوگوں کو مسجدوں کے ٹھیکہ دار ملا مسجدوں میں آنے اور نماز
پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اور قرآن پڑھتے ہوئے بھی آیت
ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ

پڑھو نہیں سکتے۔ لیکن ... مسجد ...
... یہاں تک کہ ...
بیچتے کیسی ... ہمارے ایک بھائی میاں
غلام محمد کو جو ایک مسجد کا امام تھا۔ مسجد سے علیحدہ کر دیا۔
اس پر ہماری جماعت کو باہر کھلے ... نمازیں پڑھنی
پڑیں۔ یہ تو ایک مبارک نشان تھا کیونکہ **تجری من تحتہا الانہار** کا نمونہ اس دنیا ہی سے شروع ہوگیا
چونکہ امرتسر جنگ مقدس اول و ثانی کا مرکز رہ چکا ہے اور ...
کی زمین ہے۔ اس لئے امرتسر جیسے شہر میں ہماری جماعت
کو مسجد کی اشد ضرورت ہے۔ جہاں ہمارے احباب جمع ہو سکیں
اشاعت اسلام ... وغیرہ وغیرہ۔

اواخر مارچ میں ہمکو اتفاقیہ امرتسر جانا پڑا اس تقریب پر ہم نے
اس ضرورت کے متعلق اپنے احباب میں تحریک کی ...
وقت تعمیر مسجد کے لئے بڑے ... چندہ جمع ہو ...
چونکہ امرتسر کی جماعت قلیل ہے۔ اور ... معمولی مزدوری پیشہ اصحاب ہیں۔ تاہم ان کی ہمت ...
ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ناظرین بھی حسب
ارشاد **وتعاونوا علی البر والتقوی** ... مددگار
ہو کر امرتسر کی جماعت کا ہاتھ بٹائیں گے۔ ذیل میں ہم اس
چندہ کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ جو ابتک **مسجد احمدیہ**
امرتسر کے لئے امرتسر ... کیا ہے۔

میاں نبی بخش صاحب رفوگر ... میاں نبی بخش صاحب کا ایک
مکان قیمتی ... سو روپیہ
تھا۔ جو انہوں نے مسجد کیلئے عنایت
کیا اور ... دینا منظور
کر لیا باقی ...

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ — جزاہم اللہ احسن الجزاء
میاں چراغدین صاحب تیلی ایک سو روپیہ ... مولوی احمد اللہ کو
تعمیر مسجد کیلئے مکان مفت کرائے ...
سو روپیہ دیا تھا۔ جہاں اب نماز
نہیں پڑھ سکتا افسوس

میاں قطب الدین صاحب سوداگر ... ۵
میاں عطاء اللہ صاحب سوداگر ... ۵
میاں جان محمد صاحب عہ
میاں غلام محمد صاحب علاقہ بند ۵

مسجد احمدیہ کے لئے چندہ ارسال کرنے والے اصحاب
مولوی محمد اسماعیل صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیاں

امرتسر کے نام آنا چاہئے۔
ہم کو امید ہے۔ کہ بہت جلد **مسجد احمدیہ امرتسر** تعمیر ہو کر
موجب برکت ہوگی۔

امرتسر میں ہمارے دشمن

ہم کو مطبع کی بعض ضروریات کی وجہ سے مارچ کے اواخر میں
امرتسر جانا پڑا۔ اور اپنے احباب اصحاب کی پرزور اصرار پر چند
روز ٹھہرنا پڑا۔ اس اثنا میں شہر کے مختلف حصوں میں اللہ کریم
کے فضل وکرم سے اور ... کلام سنایا گیا اور ... کا
اعلان کیا۔ لوگ شوق سے سننے کو آتے رہے۔ دوران قیام
میں انجمن تائید الاسلام امرتسر کا سالانہ جلسہ بھی دیکھا اور اس
جلسہ میں ... جو کچھ ... الغرض ...
یہ تھا۔ کہ مدرسہ تائید الاسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔
اور انجمن حمایت اسلام امرتسر عرصہ سے ٹوٹ چکی ہے
اس کا روپیہ جمع ہے۔ ... وہ روپیہ انجمن تائید الاسلام
میں ... درخواست کی جاوے۔ کہ انجمن اسلامیہ امرتسر
اپنی شاخ دینیات کو مدرسہ تائید الاسلام کے متعلق کر دے۔ اس
تجویز کو سب نے پسند فرمایا۔ ... غزنوی ...
شیخ محمد حسین بٹالوی نے موقع پاکر نئے کفرنامہ کا بہانہ تلاش
کیا۔ اور مولوی احمد اللہ کو کفرنامہ میں شامل ہونے کے لئے زور دیا
گیا۔ اور داخل کر کے ہی چھوڑا۔ ایک اور لطیفہ بھی جلسہ کا قابل ذکر
ہے جس سے معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے علماء کہاں تک مسائل
دینی پر نظر رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے چار طالب علموں کو
عہ انعام دینے چاہے۔ مگر اس کے پاس صرف ایک روپیہ تھا۔
اس پر اس نے کہا کہ اس روپیہ کو کوئی خرید لے چنانچہ ایک
شخص نے عہ کو وہ روپیہ خرید کیا۔ مولوی ثناء اللہ مدرس
تائید الاسلام۔ لڑکے اس ڈیوٹی پر ڈٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے جھٹ
وہ روپیہ اور دے کر فنڈ مدرسہ میں داخل کر لئے مگر اتنے میں
مولوی رسل بابا صاحب اور عبدالجبار صاحب نے شور مچایا۔
کہ یہ **بیع درست نہیں**۔ غرض پھر اور صورت پر وہ
روپیہ داخل کر لئے گئے۔ افسوس سب عالم بیٹھے رہے۔ اور
کسی کو خیال نہ آیا۔ کہ یہ بیع جائز ہے یا ناجائز۔ مگر ہمارے
رسل بابا صاحب اور عبدالجبار صاحب کو کہنا پڑا۔ شاید بعض
دشمن کہتے ہی ہوں۔ اور بھی ادھر ادھر کی تقریریں ہیں مگر

مگر افسوس قرآن کریم کے معارف اور اسرار سننے میں نہ آئے۔ جو
ایسے جلسہ میں امید ہو سکتی تھی۔ آخر میں پلاؤ اڑایا گیا۔ ہم
انجمن تائید الاسلام امرتسر سے پوچھتے ہیں
کہ کیا یہ پلاؤ جو اسٹیج پر کھایا اور احباب کو کھلایا
جاتا ہے۔ مدرسہ تائید الاسلام کے جمع شدہ روپیہ سے
کھلایا جاتا ہے۔ یا اس کے لئے علیحدہ چندہ
ہوتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہم کو اس کا
جواب دے کر مشکور فرماویں گے کیونکہ ہم اس امر کے متعلق کچھ
لکھنے والے ہیں۔ یہ بھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم نے
اخبار الحکم انجمن تائید الاسلام کے طلبا کو مفت دینا چاہا۔
مگر میاں احمد اللہ صاحب نے انکار کر دیا۔ نیز محمد حسین بٹالوی کی
تقریر کا خلاصہ ہم نے قلمبند کیا ہے۔ جسکو ہم اپنے ریمارکس کے
ساتھ شائع کریں گے۔

صداقت کس طرح چمکتی ہے

صداقت کی روشنی تلواروں کے سایہ میں بھی چمکتی
ہے۔ تائید الاسلام کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہم نے جو تجویز
پیش کی اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے مخالف مولویوں نے ہمارے
چلے آنے کے بعد شور مچانا شروع کیا۔ ایک صادق اور راستباز
بھی اون میں موجود تھا۔ جس کی روح تلاش حق میں وحشی ہرن
کی طرح تڑپتی تھی۔ اوس نے فی الفور اُن کی مخالفت بیجا
سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ جب یہ لوگ ایک شخص کی بالکل صحیح اور
مناسب تجویز کی محض اس لئے مخالفت کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت
اقدس **سیدنا مرزا صاحب** کے کفش برداروں میں ہے
تو اس سے بڑھ کر انکی ضدیت اور ملاہٹ کا کیا ثبوت ہوگا۔
چنانچہ اس پر خدا تعالے نے اُس کا سینہ کھول دیا۔ اور شرح صدر
کے ساتھ وہ امام الزمان کی شناخت کے قابل ہوگیا۔ یہاں تک کہ
۳۱ مارچ ۱۹۰۸ء کو دارالامان میں پہونچکر حضرت اقدس کے ہاتھ
پر بیعت کی۔ **والحمد للہ علی ذالک**۔ یہ خدا تعالے کا
فضل ہے۔ ہم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے ہماری
مغفرت کے لئے یہ سامان بہم پہونچایا۔ وہ رحیم خدا جس نے ہمکو
اس بھری مجلس مخالفین میں ... طاقت دی ... پھر

[illegible] موجب بنایا [illegible]
ان [illegible] بھی یونانی و تحقیق
[illegible] ہو روا اس [illegible] مقدس
راست [illegible] تبلیغ کرنیکے قابل ہوں۔
[illegible] اپنی شہرت یا نمود
[illegible] اور دیکھنے کی [illegible]
[illegible] آمین

ہم اس مبارک [illegible] قدر خوشی ہوا ہم لکھیں لیکن ساتھ
ہی ہم بیچ [illegible] سے پوچھتے ہیں۔ کیا تم اپنے نشانات
دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔ کیا تمہیں نہیں سوجھتے۔ کہ خدا اپنے
بندے کی امداد کس طرح غیب سے کر رہا ہے۔ تمہاری [illegible]
میں کیوں کر اُس کے مشن کی تبلیغ ہوتی ہے؟ آؤ خدا را
باز آؤ۔ و نہار روز سے چند۔ عاقبت معاملہ با خداوند است۔

ایک قابل قدر خط

ذیل میں ہم ایک خط درج کرتے ہیں۔ جو عرصہ ہوا۔ ہمارے مخدوم
حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے **مولوی ریاض احمد** صاحب ساکن رائے بریلی کے نام لکھا تھا۔
بظاہر یہ خط ایک خاص شخص کے نام ہے۔ مگر نفس الامر میں یہ لغات
القرآن کا لب لباب ہے اور قرآن کریم کے بعض مشکل مقامات کا حل ہے۔
اس لئے ہم نہایت فخر اور عزت سے اس کو درج کرتے ہیں تاکہ
ہمارے ناظرین قرآن کا ترجمہ کرتے یا پڑھتے وقت ان امور کا لحاظ
رکھیں۔ اور آئندہ ہم مولوی صاحب کی یادداشتیں ترجمہ قرآن
کے متعلق انشاء اللہ سلسلہ وار درج کرتے رہیں گے۔ ایڈیٹر

نورالدین۔ ۱۳ ستمبر ۱۸۹۵ء از دارالامان قادیان

میرے عریضہ کو ایک بار آپ ضرور پورا پڑھ لیں۔ اگر درست
سمجھیں اسے دوسری بار نہیں دیکھ سکا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

قرآن مجید کے ترجمہ کی جو ضرورت آج کل ہے۔ وہ مخفی نہیں۔
مورا سری اب کچھ مجھے لکھنا فضول ہے۔ کیونکہ بات صاف ہے۔ میں
اس عریضہ میں مختصر عرض کرونگا۔ کیونکہ مجھے آپ کے حالات
و معاملات اور آپ کے اندرونی جوشوں کی اطلاع نہیں ملی۔ پ
کا ارادہ چیسا اخبار میں لکھا۔ اور یہ تعمیل ارشاد خاتم الانبیاء صلعم
ہے [illegible]۔ جو بحمد اللہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے
آپ کو پہنچ گئے۔ وہ حکم تھا۔ الدین النصیحۃ۔ دین اسلام
خیر خواہی کا نام ہے۔ **والراحمون یرحمہم الرحمٰن**
تبارک و تعالیٰ۔ **ارحموا من فی الارض**
یرحمکم **من فی السماء**۔ اور میرا خیال تھا اور ہے
کہ **انما الاعمال بالنیات۔ وانما لامرء ما نوی**۔
میں کوئی ترتیب اس مضمون کے متعلق نہیں رکھ سکتا۔
کیونکہ یہ خط ہے رسالہ نہیں۔ جو کچھ لکھتے لکھتے مجھے خیال
آتا جائیگا لکھونگا۔

اوّل۔ تراجم موجودہ نے قرآن کریم کے پاک اور نہایت
ہی بے عیب الفاظ کو اپنے اپنے ناپاک اور گندے محاورات میں
ظاہر کیا ہے۔ مثلاً۔ بطور نمونہ از ہزار یکے سنیے۔
(۱) **خدعہ**۔ کا لفظ ہے۔ سورۂ بقر کے دوسرے رکوع
میں موجود ہے۔ **یخادعون اللہ وما یخدعون**۔
اور سورۂ نساء رکوع ۲۱ میں **وھو خادعھم**۔ اس کا ترجمہ
مترجموں نے۔ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو۔ اور دھوکہ نہیں
دیتے مگر اپنی جانوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ دھوکہ دیتا ہے انکو
یا بجائے دھوکہ کے فریب دیتا ہے۔ دغا دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ
اللہ تعالیٰ ان ناپاک معنی کی تصدیق قرآن مجید میں نہیں فرماتا۔
اس ترجمہ کے معائب یقیناً یا غالباً آپ پر ظاہر ہوں گے اس
لئے مجھے شاید ضرورت نہیں۔ اب میں اس کے ایسے معنے عرض
کرتا ہوں۔ کہ جن کی تصدیق قرآن کریم میں ہے اور لغت عرب
اسکی تصدیق کرتی ہے۔
یخادعون اللہ۔ یترکون اللہ۔ قاموس
میں ہے۔ **خادعہ۔ یترکہ**۔ ترجمہ اس کا۔ چھوڑتے
ہیں۔ ترک کرتے ہیں اللہ کو۔ **وھو خادعھم**۔ اور وہ
چھوڑنے والا ترک کرنے والا ہے انکو۔ قرآن کریم میں دوسرے
موقعوں پر منافقوں کے حق میں فرمایا ہے۔ **وترکھم فی
ظلمات۔ ویذرھم فی طغیانھم**۔ وغیرہ۔
یخدعون کے معنے **یمسکون۔ یبخلون** کیا
معنے۔ **خادع**۔ مرید کے معنے میں۔ ترک اور تجرد کے
معنے ہیں۔ **امسک۔ بخل**۔ اور یہ معنے صراح و صحاح
و قاموس میں موجود ہیں۔ قرآن کریم ان معنوں کی تصدیق
فرماتا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ **لا تنفقوا علی من عند
رسول اللہ حتی ینفضوا** ۔ الآیہ س ۲۸۔ اور فرماتا
ہے **وبخلوا**۔ اور فرماتا ہے۔ **ویبخلون**۔
(۲) **نسوا اللہ فانسٰھم**۔ الآیہ س ۲۸۔ اس کا ترجمہ
کرتے ہیں۔ بھلا یا انہوں نے اللہ کو پس بھلایا اللہ نے انکو
حالانکہ ماخوذ تفسیر صحابہ کرام کی **ترکوا اللہ فترکھم** موجود تھی
(۳) **کید** کے معنے۔ جیسے سیرۃ ابن ہشام بخاری
محمد بن اسحاق میں موجود ہے۔ جنگ کرنے کے ہیں۔ سیرہ بدر میں
میں آیا ہے۔ **خرج رسول اللہ ولم یلق کیداً**
حرباً۔ پس **انھم یکیدون کیداً واکید کیداً**۔ س ۳۰
کے معنے ہوئے۔ وہ خطرناک جنگ کی تیاریاں کرتے ہیں۔ یا
خطرناک جنگ کرتے ہیں۔ اور میں بھی اُن سے خطرناک جنگ
کرونگا۔

(۴) **مکر** کے معنے تدابیر۔ دقیقہ اور ارادات مستحکمہ کے ہیں
پس **مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین** س ۳ کے معنے ہوئے
کہ مسیح علیہ السلام کے مخالفوں نے تدابیر دقیقہ اور ارادات محکمہ کئے
کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدابیر دقیقہ
اور محکمہ سے کام لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر بڑی بھلائی پہنچانے والی ہے۔
یہاں **خیر** کا صیغہ اسم تفضیل یا افعل التفضیل کا ہے۔ جس کے
معنے بڑے کے لئے گئے۔ ان معنے کا بیان قرآن کے اس مقام
پر صاف ہوا ہے۔ جہاں ارشاد ہوا۔ **اذ یمکر بک الذین
کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون
ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین**۔ س ۹ اور تفصیل فرما
دی۔ کہ مکر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک بُرا اور دوسرا خیر جیسے فرمایا۔
ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔ س ۲۲۔
(۵) **روح** کا لفظ ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ اور
اس لفظ کے معنے صریح موجود ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے و
کذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا۔ س ۲۵
اور جبرئیل کو یا مسیح کو اس لئے روح فرمایا۔ کہ ایک کلام الٰہی
کے لانے والا۔ اور دوسرا کلام الٰہی کے پہنچانے والا ہے۔
اور اگر پندرھویں سیپارہ میں **یسئلونک عن الروح
قل الروح من امر ربی**۔ پر گہری نگاہ کرو۔ اور غور
سے کام لو۔ تو صاف نظر آوے گا۔ کہ روح وہاں کلام ہی
کے معنے ہیں۔ کیونکہ **یسئلونک عن الروح** کے قبل
دعوے ہوا ہے۔ **وننزل من القرآن ما ھو شفاءٌ**
س ۱۵۔ پھر بیان ہوا ہے۔ کہ یہود دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ
روح کیا معنے قرآن کہاں سے آیا ہے۔ تو جواب دیا **من امر
ربی** ہے۔

اب ہر دو دعوے بلکہ دعوے اخیر کی کہ قرآن کریم
کلام الٰہی ہے۔ **موضوع۔ مفتری** یا **مصنوع** نہیں
دلیل یہ دی۔ کہ قدرتی اور مصنوعی اشیاء میں یہی تو فرق

ہوتا ہے۔ کہ مصنوع خدا کی نہیں ہوتی۔ اور متعدد قوتوں [illegible] ہوتی ہے۔ غور کرو [illegible] بعید پہلو تک کے واقع ہوئی ہے۔ قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔ پس ترجمہ الفاظ میں مترجم کو عرف موجودہ کا لحاظ ضروری ہے۔ تا کہ [illegible] پہنچے۔

دوسرا امر جس پر توجہ ضرور ہے۔ وہ قصص ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ان قصص کی تفصیل ضروری تو نہیں۔ مگر بعض مقامات بدوں کسی تفصیل کے اس زمانہ میں سمجھنی مشکل ہیں۔

مثلاً ذوالقرنین کا قصہ بعض ہمارے عیسائی [illegible] متعدد نے یونانی سکندر کو جو ایک بت پرست شراب خور [illegible] کا بیٹا بننے والا تھا۔ ذوالقرنین بنا دیا ہے۔ اور اگر سکندر نامہ کو دیکھیں۔ تو شرم آجاتی ہے۔ کہ کیا قرآن کریم ایسے نابکار کا اس طرح تذکرہ کرتا ہے۔

اور پھر پتہ نہیں لگتا۔ کہ یہود نے یہ سوال **عن ذوالقرنین** کس بنا پر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم سے اس کا کیا دخل تھا۔ اور ہمارے [illegible] تذکرہ کرنے سے جناب ہادی کامل **فداہ ابی وامی** صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا غرض پڑی تھی۔ کہ اس کا ذکر فرماتے۔ یا اللہ کریم اپنی جلیل القدر۔ کافی۔ پاک۔ نور۔ ہدی۔ رحمت کتاب میں اس کا ذکر فرماتے۔ حالانکہ بات یہ تھی۔ دانیال کی کتاب میں حضرت دانیال نے جناب فخر عالم خاتم النبیین کی بابت پیشگوئی کرتے۔ اور حضور علیہ السلام کا زمانہ بتاتے کے لئے ذوالقرنین کا قصہ بتایا ہے۔ دیکھو **دانیال ۸ باب** اور یہ ذوالقرنین ۸ باب دانیال کا سکندر رومی سے جسکو دانیال نبی نے ذوالقرنین کرکے بیان فرمایا ہے۔ پہلے سے ہے۔ دیکھو دانیال [illegible]

میں یہ بیان اس وقت نہیں کرتا۔ کہ دانیال کی کتاب کس طرح اسلام کے زمانہ خیر القرون کا پتہ لگاتی ہے۔ بلکہ ذوالقرنین کے قصہ پر میرا روئے سخن ہے۔ پھر عیسائیوں نے اسکے مخفی کرنیکے لئے ذوالقرنین کے سمجھنے میں بڑی بڑی شرارت کی ہے۔ جیسے ان تفاسیر سے ظاہر ہے آپ انگریزی میں دیکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ یعقوب یا مثلاً داؤد علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے متعلق اسرائیلی لوگوں نے اور ریا کا [illegible] ناپاک۔ گندے بہتان تو بیان کیا ہمارے

بعض ہمارے مفسروں نے بے تفسیر لے لیا ہے۔ [illegible] وہ پاک ترجمہ میں [illegible] نہیں۔ بلکہ فرمایا کہ اگر کوئی قصاص اور ربا والا قصہ جناب داؤد علیہ السلام کے متعلق بیان کرے گا۔ تو میں اسے رجم کرونگا۔ جیسے تفسیر کبیر کے رحمۃ اللہ مفسر نے بیان فرمایا ہے۔ اس کو ان تمام مفسروں نے چھوڑ دیا۔

اور لوط علیہ السلام کے متعلق آج کل کے ایک مفسر علام نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ معاذ اللہ انہوں نے اپنی لڑکیوں سے شراب پی کر زنا کیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ونعوذ باللہ من ہذہ الخرافات والمصائب**۔ حالانکہ یہاں اپنی مہیمن کتاب میں جس میں صاف اللہ کریم فرماتے ہیں۔ پتہ لگتا ہے۔ کہ شیطان لعین کا اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں پر خصوصاً انبیاء علیہم السلام سرتاج اور مخلصوں میں [illegible] ہیں۔ ہرگز کچھ دخل و تصرف نہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے طالوت کی مدح سرائی فرمائی ہے۔ اور ہمیں آگاہ فرمایا ہے۔ کہ **زادہ بسطۃ فی العلم والجسم** اور یہ بھی فرمایا کہ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**۔ اس لیں کیا خشیت والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ جیسے معالم التنزیل میں طالوت کے ناپاک ارادہ کا ذکر ہے۔ کہ اس نے جناب داؤد علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ افسوس۔ تعجب یہ ہے تو صریح تدبر بالکل ظاہر ہے۔ کہ جالوت دو تھے۔ ایک طالوت کے مقابل اور دوسرا داؤد کے مقابل اسی واسطے قرآن کریم کے آخر دوسرے سیپارہ میں **فہزموہم باذن اللہ** پر وقف دیکر **وقتل داؤد جالوت** کا تذکرہ الگ کردیا ہے۔ اور ساؤل کا کوئی قصہ قرآن کریم نے نہ فرمایا۔

ایسا ہی صدہا قصص بنی اسرائیل کے بیہودہ تفسیروں در مفسروں نے بدوں حجت نیرہ کتاب و سنت تفاسیر و تراجم میں بھر دیے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

یہ تو بیرونی قصص کا نمونہ تھا۔ اب اندرونی قصص پر گذارش کرتا ہوں۔ ہمارے ہادی کامل کے قصص احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔ مگر ہمارے مترجموں پر اللہ تعالےٰ رحم فرماوے۔ کہ انہوں نے ان صحیح قصص کو چھوڑ کر کہاں کہاں موضوعات سے کام لیا ہے۔ نمونہ کے طور پر **زینب** صدیقہ ام المومنین کا قصہ ہے۔ جس کے متعلق افسوس ہزار افسوس نابکار لوگوں نے لکھ دیا۔ کہ حضور علیہ السلام **زینب** کو دیکھکر اس پر عاشق ہو گئے۔ حالانکہ عشق کا لفظ ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں۔ چہ جائیکہ عشق **رسول اللہ زینب** پر ہو۔ اور پھر باطل ظاہر ہے کہ ام المومنین **زینب** آپ کی پھوپھی زاد تھیں۔ اور آپ کے آزاد کردہ غلام جناب زید رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔ اور نکاح ہمارے ہادی کامل کے فرمان سے ہوا۔ اور اس زمانہ میں حجاب کی رسم تھی۔ یہ عشق کیسا۔ کیا آپ نے **زینب** کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ یا ماریہ قبطیہ کا ناپاک قصہ کہ حضور نے اپنی بی بی کی لونڈی سے بدوں اجازت جماع کیا۔ جس پر **یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک**۔ نازل ہوئی۔ حالانکہ اصل قصہ صحیح طور پر بخاری میں موجود ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ مجدد اور حکیم الامت نے بھی **زینب** کے قصہ میں لغزش کھائی ہے۔ اور حجۃ اللہ البالغہ میں ایک لفظ لکھدیا ہے جس سے ایک مومن رنج اٹھاتا ہے۔ **غفرہ اللہ بفضلہ ومنہ وکرمہ آمین۔ فانہ کان نعمۃ لاہل الہند وانا احبہ للہ وفی اللہ وباللہ**۔

تیسرا امر جس پر مترجم کو توجہ کرنا لازمی اور ضروری ہے متشابہ اور محکم کا لحاظ ہے۔ شیعہ سنیوں کے دلائل میں جو آیات نقل ہوتی ہیں۔ ان کو متشابہ کہتے ہیں۔ اور سنی شیعہ کے دلائل پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ۔ ابن قیم اور شوکانی نے جن آیات کو محکم کہا ہے۔ ان کو ان کے مخالفوں نے متشابہ کہا۔ غرض یہ بحث اس زمانہ میں قابل غور ہے۔

رحمت کرے اللہ امام المحدثین امام بخاری پر جس نے ان تمام جھگڑوں کو پاک کر دیا ہے۔ کہ متشابہ کے معنے کئے ہیں **یصدق بعضہا بعضا**۔ سبحان اللہ کیسی بالکل صاف بات ہے۔ جس نے صدہا جھگڑے ختم کر دیئے۔ اور تمام نزاعوں کو جڑ سے کاٹ ڈالا۔

چوتھا امر جس پر توجہ چاہئے۔ وہ مقطعات قرآنی پر غور کرنا ہے۔ نواب صدیق حسن جیسے لوگوں کو ان کے معانی کرنے سے ڈرایا ہے۔ اور تیرے امام شوکانی سے اس امر میں حصہ لیا ہے۔ قابل مضحکہ ہے۔ کیونکہ مقطعات پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ تصوف نے غور فرمائی۔ ایسا یوں نہیں کہا۔ کہ ان کے معنے کوئی نہیں جانتا۔ ہاں بات بہت باریک ہے یہ کسی قدر فارسی ترجمہ میں جو سعدی کی طرف منسوب ہے۔ کہیں کہیں اس امر کو خوب نبھایا ہے۔ میں بھی ان پر آج کل کچھ لکھ رہا ہوں۔ اور میرے مقتدا ان معانی میں صحابہ و تابعین ہیں۔ سو **الحمد للہ رب العالمین**۔ اور ان معانی کا ثبوت انشاء اللہ

قرآن کریم اور ... ہے۔

پانچواں ... نسخ کا مسئلہ ہے۔ میں اپنا ایک ... بحث کو ختم کر دیتا ہوں۔ آپ اس قصہ پر غور فرماویں ... **الکریمتہ احسن الجزاء** -

میں ایام ... مدینہ طیبہ پہونچا۔ اور مجھے اتباع ... اور ... قرآن کریم کا جوش تھا۔ اس لئے میں ضروری سمجھا۔ کہ آیات ... کو یاد کر لوں۔ اس لئے میں مدینہ کے کتب خانہ میں گیا۔ وہاں مجھے ایک کتاب ملی جس میں پانچ سو آیت منسوخ ... تھا۔ وہاں سے وہ کتاب لایا۔ اور ارادہ کیا کہ یہ کتاب یاد کر لوں۔ مگر بعض آیات کو جو اس نے منسوخ کہا۔ میں اس رسالہ والے کی رائے سے اتفاق نہ کر سکا۔ پھر مجھے جرأت ہوئی تو میں نے **اتقان** پر نظر کی (یہ کتاب میرے نزدیک اسلامیوں کا فخر ہے۔ اور اس تک کی کتاب کسی شیعہ خوارج میں میں نے نہیں دیکھی اور نہ مجھے امید ہے۔ کہ ہو۔) تو اسمیں بیس کے قریب آیات میری نگاہ میں پڑی۔ پھر کیا تھا۔ گویا مجھے بادشاہی مل گئی۔ مگر ان پر بھی جب میں نے غور کیا۔ تو مجھے حسرت ہوئی۔ اور مجھے اللہ کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر رحم فرمایا۔ کہ مجھے ایک عجیب و غریب کتاب **فوز الکبیر فی اصول التفسیر** مل گئی۔ سبحان اللہ۔ کیا نورانی کتاب ہے۔ اس میں پانچ ہی آیت کو منسوخ قرار دیا۔ اللہ اللہ وہ دن دنیا میں مجھ پر عجیب تھا۔ مارے خوشی کے میں جامے میں نہیں سماتا تھا۔ اور اصل خوشی کا باعث یہ تھا۔ کہ میرے دل نے مجھے پکار کر کہہ دیا۔ کہ **نورالدین**! قرآن میں آیت منسوخ کوئی نہیں۔ اور ہرگز قرآن میں آیت منسوخہ موجود نہیں۔ کیونکہ اگر آیات منسوخہ قرآن میں موجود ہوتیں۔ تو کم سے کم کچھ ایما جناب باری سے یا جناب **صادق مصدوق** - **حبیبی و خلیلی سیدنا و مولٰنا و رسولنا و نبینا اصطفٰے المصطفٰی صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و ذریاتہ و اہل بیتہ** سے یا حضرات **خلفاء راشدین** سے یا **ابوبکر و عمر** رضی اللہ عنہ سے جو راس رئیس علماء وقت ہیں۔ ان سے کچھ ثابت ہوتا۔ یہ امر نسخ کا دعوے علماء نے اپنے خیال سے کیا ہے۔ جب دو آیات کی تطبیق نہیں آئی۔ تو دعوے کر دیا۔ ایک آیت منسوخ ہے۔ پس میں ایسی آیت منسوخہ کا جو موجود فی القرآن ہوں۔ قائل نہ رہا۔ شاید میرے الفاظ عمدہ طور پر مقصد کو ادا نہیں کر سکے منشا یہ ہے۔ کہ میں اس بات کا قائل ہی نہ رہا۔ کہ قرآن مجید میں کوئی منسوخ آیت موجود ہے۔ **والحمد للّٰہ رب العالمین**۔ اور میں نے ان پانچ مقامات کو تفاسیر میں دیکھنا شروع کیا۔ تو بحمد اللہ پانچوں الیسے مقام تھے۔ کہ تفسیر کبیر جیسی عام تفسیر سے وہ میرے حساب حل ہو گئے۔ صرف دو مقام پر میری تسلی نہ ہوئی۔ جو پھر اور تفاسیر سے وہ بھی حل ہو گئے۔ میں مدینہ سے لاہور پہونچا۔ وہاں ایک شخص فرقہ اہل حدیث کا مجھے ملا۔ اس نے کہا۔ ہم قرآن پر کیسے عمل کریں۔ جبکہ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ ناسخ کیا ہے۔ اور منسوخ کہاں ہے۔ میں نے اس شخص کو کہا۔ کہ قرآن مجید میں منسوخ آیت کوئی نہیں۔ وہ تو آگ ہو گیا۔ اور مجھے پکڑ کر ایک شخص محمد حسین بٹالوی کے پاس پہونچایا۔ مجھ سے انہوں نے طیش میں آکر کہا۔ کیا آپ نسخ کے قائل نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ نسخ کا دعوے غلط ہے۔ اگر آپ کو کوئی آیت منسوخ معلوم ہوتی ہے۔ تو مجھے فرمائیے۔ اور بحث جانے دیجئے۔ میری اس عرض پر وہ کہنے لگے۔ کہ **شوکانی** نے کہا ہے۔ جو نسخ کا منکر ہے۔ وہ جاہل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں **شوکانی** کو نہیں جانتا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور مجھے اس کی اتباع سے کام نہیں۔ آپ کوئی آیت پڑھیں۔ آخر وہ کہنے لگے۔ کہ تم **سید احمد خاں** کو جانتے ہو۔ میں اس وقت سید احمد کو نہیں جانتا تھا۔ پس میں نے جواب دیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہے۔ غرض یہ قصہ قابل غور ہے۔ اور آپ میرے اس قصہ کو قصہ تصور نہ فرماویں۔ یہ ایک نفس الامری حالت کا بیان ہے۔ جس نے مجھے قرآن کریم کی شاہ راہ پر چلنے کے لئے بڑی راہ کھول دی ہے۔ اگر جناب کو کسی آیت میں تامل ہے۔ تو مجھے ارقام فرماویں۔ مگر میں ٹھنڈے دل کا آدمی ہوں۔ اور آپ کی طبع میں مجھے ایسی حدت معلوم ہوتی ہے۔ جو محتاط مومن کی شان سے ذرا فاصلہ رکھتی ہے جیسے آپ کے کارڈ سے میں ثابت کرونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

چھٹا امر جس پر مترجم کو غور ضروری ہے۔ وہ مسئلہ ہے۔ ترتیب آیات قرآنیہ کا۔ میرے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن کریم الحمد شریف سے لے کر سورۂ ناس تک ایک ایسی ترتیب رکھتا ہے۔ کہ اگر ایک آیۃ کہیں سے نکال لی جاوے۔ تو قرآن قرآن نہیں رہتا۔

ایک شخص **صدیق حسن خاں** نام نواب بھوپال میں گذرا ہے۔ انہوں نے اپنی تفاسیر میں جیسے **جامع البیان** کے ابتدا میں حاشیہ پر لکھا ہے۔ بڑی طول و فضول تقریر سے ثابت کیا ہے۔ کہ کوئی آیت مکہ میں اُتری۔ کوئی مدینہ میں۔ کوئی سفر میں کوئی حضر میں۔ کوئی صلح میں۔ کوئی جنگ میں۔ پھر کیسا احمق ہے وہ شخص جو قرآنی آیات کو در ترتیب مانتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ اسکے کلمات کا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ ترتیب قرآنی مدنظر حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ کی نہ ہوتی۔ تو ضرور تھا۔ کہ قائم رہتی۔ وہ ترتیب جس پر نزول ہوا تھا۔ جب ترتیب نزولی کو بدل دیا گیا ہے۔ اور جب یہ معاملہ حضرت خاتم الانبیاء کے حضور خود حضور کے حکم معلے سے بلکہ جناب باری کے فرمان سے ہوا ہے۔ تو کیوں نہیں۔ نواب خیال فرماتے۔ کہ ترتیب نزولی کو بدل کر دوسری ترتیب پر قرآن کریم پڑھی اور اول دلیل ہے۔ کہ قرآن میں موجودہ حالت پر کوئی ترتیب خاص مدنظر ہے۔ میں نے اس معاملہ پر بہت غور کیا ہے۔

بے ریب یورپ والوں کا اعتراض کہ قرآن کریم بلند پرواز سے ایک مضمون کو چھیڑتا ہے۔ پھر ختم نہیں کرتا۔ اور دوسری بات کو شروع کر دیتا ہے۔ قابل غور مضمون ہے۔ اس خط میں نہیں دوسرے خط میں اس کا نمونہ ضرور دونگا۔ غرض مترجم کو ضرور ہے۔ کہ نوٹوں سے ترتیب قرآنی کو مدنظر رکھ کر بتاتا جاوے۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر حسینی مسمی بہ حیات مرتضیٰ اس امر کو نصب العین رکھتے ہیں۔ گو پورے کامیاب نہیں ہوئے۔

ساتواں امر جس کو ضرور ہے۔ کہ مترجم مدنظر رکھے حال کا فلسفہ ہے۔ جس کی بنا اکثر مشاہدہ پر ہے۔ مگر ہمارے ہندوستانی طالب علم اس میں مجبور ہیں۔ قیاس قیاسی اور خیالی اور امر محقق شدہ میں تمیز نہیں کر سکتے۔

ایک طرف تو **سید احمد خاں** کی جماعت نے یورپ کے فلسفہ اور سائنس سے دبکر صلح کر لی ہے۔ ڈریپر اور اس کے بھائیوں کا ایسا ڈر پڑا ہے۔ کہ قرآن کریم کو ان کے خیالات کے پیچھے پیچھے لگا دیا ہے۔ تمام مذاہب کی جان اور تمام خلق کے لئے اعلیٰ جزا امید قبولیت دعا سے ہی منکر ہو گئے۔ تا آیات نبوت اور مسئلہ الہام۔ وحی و ملائکہ و آخرت اور جنت و نار کے وجود سے گویا انکار کر لیا۔ مسٹر بلنٹ لوگوں کے حملات کو دیکھ کر وحدت وجودیوں کی طرح اسی مخلوق کو بعد حذف تشخصات خدا مان لیا۔ جیسے ان کے خطبات سے ظاہر ہے۔ بقیہ مشکلات سے یوں پیچھا چھوڑایا۔ کہ جہاں فلسفہ کو موید نہ دیکھا۔ وہاں کہہ دیا کہ یہ کلام اللہ تعالےٰ نے حسب خیال یہود و نصاریٰ کے یا حسب خیال مشرکان عرب کے فرمائی گئی ہے۔ رہا بقیہ قرآن۔ اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ کہ لکھ دیا۔ **اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم**۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہی تو زندو ستان سے گویا نئے گئے! سبحان اللہ یہ ہے - دین کی نصرت اور حمایت
اب ان کے مقابلہ میں مولوی صاحبان کا حال بھی قابل غور ہے - زمین کی گردش سے منکر ہیں - امریکہ کے بھی منکر ہیں - کہ کوئی آدمی اسکندریہ سے سوار ہو کر امریکہ پہونچ کر جاپان کی طرف سے آنکلے - اور کلکتہ سے بمبئی - اور وہاں سے اسکندریہ پہونچے - کیونکہ راستہ میں کوہ قاف جو زمرد کا پہاڑ ہے جس کی رگوں سے زلزلہ آتا ہے اور جس کے ارد گرد سانپ لپٹا ہے - اور جس کے اوپر آسمان رکھا ہے - اسے کیسے گذرا - یہ مثالیں غالبا آپ سے مخفی نہیں ہوں گی - میرے دوست نے مجھ سے ذکر کیا - کہ میں بچہ تھا - اور ہمنے بمقام لدھیانہ وعظ سنا کہ نیل ندی کی بڑی فضیلت ہے - کیونکہ یہ چاند سے نکلتا ہے - کسی نے وعظ میں عرض کیا - کہ حضرت اگر نیل کا چاند سے نکلنا خلاف مشاہدہ نہیں - تو گنگا کا مہادیو کی جٹا سے نکلنا کیوں منع ہے - اب واعظ صاحب کے پاس کیا تھا - فتویٰ دے دیا - کہ یہ شخص کافر ہے - اس کو مار کر نکال دو - وہ تو نکالا گیا - اور یہ شخص جو اب بھی ... دو ہیں - وہاں مرتد ہو گئے - [illegible] ہے - اور اس میں لیسے ہی مسائل ہیں - پھر کیا تھا انگریزی کا زمانہ پہلے کافر بن گئے - اور [illegible] کی ملازمت کر لی - آخر [illegible] سال کے بعد جب بوڑھے ہو گئے - ایک انگریز نے ان کو کہا مسٹر فلانے دیکھو - یورپ والے کیسے محقق ہیں - نیل کا منبع انہوں نے دریافت کر لیا ہے - جبال القمر ہے - اب یہ صاحب اس انگریز سے جبال القمر کا نام سنکر بے تاب ہو گئے - اور رو پڑے لوگ حیران کہ یہ کیا تماشا ہے - اس نے کہا آج اس جبال القمر نے مجھے مسلمان بنا دیا - جیسے میں نے اس انگریز سے سنا - جس طرح اس لفظ نے مجھ کو کافر بنایا - جبکہ میں نے اس لفظ کو ایک واعظ سے سنا - مولانا یہ ہے مشکل ترجمہ کرنے میں - ایک طرف نیچری ہیں - اور ایک ہمارے علماء کرویت ارضی کے منکر - حرکت ارضی کے منکر - علم کیمیا کے منکر - جیالوجی کے منکر - انکے درمیان ایک راہ ہے -

آٹھواں امر جس پر ترجمہ کو ... ضروری ہے - اصول ترجمہ کا قائم کرنا ہے - ہمارے مفسر خواہ [illegible] ہوں جیسے ابن جریر - ابن کثیر - امام سیوطی صاحب درمنثور - خواہ درایت والے جیسے امام رازی - امام غزالی قاضی بیضاوی خواہ صوفی ہوں - جیسے شیخ محی الدین ابن عربی - اور مصنف بحر الحقائق اور بخارا کے عبدالوہاب صوفی - خواہ لغوی ہوں - جیسے مجد الدین فیروز آبادی - خواہ علم اشتقاق والے - جیسے امام راغب ان سب لوگوں کی تفاسیر کو دیکھو - مقدمہ میں اصول کو ہرگز قائم نہیں کرتے ... اور یہ بڑا اگر بڑ کر دیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فوز الکبیر میں اور سید احمد خاں نے تحریر فی اصول التفسیر میں بہت کوشش کی ہے - مگر وہ ایسی کوشش ہے - کہ یورپ کے واسطے ... کافی نہیں - اور اس میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے -

نواں امر مفسرین کے طبقات کو تو لوگ قائم کر دیتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ اول درجہ تفسیر القرآن بالقرآن کا ہے - اور دوم درجہ تفسیر میں حضرت حق سبحانہ کے اس نائب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے - جس کے حق میں فرمایا - من یطع الرسول فقد اطاع اللہ تیسرا مرتبہ خلفائے راشدین وغیرہ وغیرہ - مگر عملدرآمد اس کو نہیں دکھاتے - مثلاً ہدی للمتقین - کی تفسیر میں بیسیوں معنے متقی کے بیان کریں گے - اور قرآن کریم نے مثلاً لیس البر ان تولوا وجوھکم میں جو معنے متقی کے بیان کئے ہیں - اس کا ذکر تک نہ کریں گے - یقیمون الصلوٰۃ میں اقامت پر کچھ نہ ہوگی - اور کوئی نہیں لکھے گا - کہ وہ نماز جس کا ٹھیک کرنا ضروری ہے - اس کی تفسیر رسول کریم نے یہ فرمادی ہے -

آپ میرے عریضہ کو پہلے پورا دیکھ لیں - اگر ناپسند ہو تو کمال الطف بہ پرسش خاوند - واپس بھیج دیں - اس کی نقل میں نے نہیں لی - اور نہ مجھے فرصت ہے - کہ اس کی نقل کروں - بلکہ دوبارہ دیکھنا بھی مشکل ہے - اگر پسند ہو - تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے - میں اور بھی لکھنا چاہتا ہوں - مگر دوسرے وقت پر چھوڑتا ہوں - اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی - آمین -

آپ ایک کوچہ سے بیخبر ہیں - اس پر عرض ہے - حضرت پیر و مرشد کہ والوقت مہدی آخر الزمان مسیح الزمان کا تذکرہ کرنے وقت آپ نے نعوذ باللہ کا لفظ شریعت اسلام سے ناواقفی کے باعث استعمال فرمایا - احادیث صحیحہ میں جناب خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابراہیم اور مسیح - اور جناب خلیفہ ثانی کو نوح - اور ابوذر کو مسیح عیسیٰ ابن مریم اور جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ اور قرآن میں بعض مومنوں کو امرأت فرعون - اور بعض اہل ایمان کو مریم بنت عمران اور بعض مومنات کو امرأت نوح اور امرأۃ لوط فرمایا گیا ہے - اور حضرت یعقوب چرخی کو الہام الٰہی میں زید بن حارثہ جو متبنٰی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے - انکا نام دیا گیا ہے -
بچہ سے

کاش کانامہ عیب من جو شند
روے آن دلستان بدیدندے
ترسم آن قوم کہ بر دردکشان میخندند
در سر کار خرابات کنند ایمان را

آپ کا سلام علیکم بہ [illegible] مرزا صاحب اس لئے نہیں پہونچایا گیا - کہ آپ نے نعوذ باللہ کے لیے موقع استعمال کے اجازت نہ دی - آپ کو نعوذ باللہ کے لفظ میں ایک صادق ملہم کے متعلق ایک محب اسلام کا دل دکھانا مناسب نہ تھا - اللھم ثبت علیہ [illegible]
والسلام

ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا انتقال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
آنکہ پاینده و باقیست خدا خواہد بود

۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو آنریبل سر سید احمد خاں بالقابہ نے حاجی محمد اسمٰعیل خاں کی کوٹھی میں انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون -

سر سید صاحب کے انتقال کی خبر معاً بذریعہ ٹیلیگرام دور و نزدیک پہونچائی گئی - اور جہاں جہاں یہ خبر پہونچی عام طور پر مسلمانوں میں ایک جوش ماتم پیدا ہوا - لاہور میں بھی یہ خبر پہونچی - اور انجمن اسلامیہ کی طرف سے ماتمی جلسہ کا اعلان فی الفور شائع کیا گیا - چنانچہ ۲۹ مارچ ۱۸۹۸ء کو اسلامیہ کالج میں ایک ماتمی جلسہ ہوا - جسمیں چند ریزولیوشن پاس ہوئے -

[illegible] سرسید [illegible] مسلمانوں کے ہوا [illegible] - اور انگریزی تہذیب اور مغربی روشنی کے اس قدر [illegible] سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے [illegible] اور [illegible] اپنی رائے اور شریعت کی [illegible] پر [illegible] [illegible] قرار دیتے تھے - یہ اعتراف [illegible] کہ [illegible] مسلمانوں کو بہت سے دینی [illegible] [illegible] ناانصافی [illegible] ہے - سرسید اپنی [illegible] ایک [illegible] مگر ہم کو یہ کہنے [illegible] تردد [illegible] ایک طرف وہ مسلمانوں [illegible] [illegible] تھا - [illegible] طرف [illegible] سوچنے [illegible] تو قوم کو [illegible] [illegible] سکتے ہیں - سید [illegible] مشرب [illegible]

[illegible] کی ہوا ہے -

اور اسی لئے وہ ہر معاملہ میں قرآن کریم کو حکم بنا کر چلا بلکہ مغربی تہذیب اور یورپ کے فلسفہ نے اوس پر ایسا اثر کیا - کہ وہ مسلمانوں کو جہاں انگریزوں کے قالب میں ڈھالنا چاہتا تھا - وہاں اُس کی یہ بھی بڑی بھاری غرض تھی - کہ اون کے اطوار و اوضاع اون کے طریق معاشرت اور اصول تمدن یہاں تک کہ اون کا علم الہی بھی یورپی فلسفہ کا بوجھاری ہوکر رہے - اور اسی وجہ سے اونہوں نے ہمیشہ **الٰہی فلسفہ** اور آسمانی قانون کو مغربی فلسفہ کا متبع بنانا چاہا - اور یہ ساری مشکلات اُن کو اس لئے پیش آئیں - کہ وہ چاہتے تھے - مسلمانوں میں انگریزیت کا دخل جس سے ان کو امید تھی - کہ وہ فائز المرام ہوں گے انکے مشن کی کامیابی کے لئے یہی پہلی تدبیر تھی - جو بطور **فونڈیشن سٹون** کے تھی - اور جو افسوس ہے غلط تھی - اہل اسلام کی دنیوی حالت کا سدھار دینی حالت کی اصلاح سے ایسا وابستہ ہے - کہ جب تک دینی حالت سدہرے دنیوی حالت کی اصلاح ممکن ہی نہیں - ہمکو کوئی ضرورت نہیں - کہ ہم اس معاملہ پر فلسفیانہ بحث شروع کریں - کیونکہ مشاہدہ صحیحہ نے اس امر کو ثابت کر دکھلایا ہے - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جب کب مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی ہے - اور وہ **حسنۃ الدنیا** سے بہرہ ور ہوئے ہیں - وہ اس کی وجہ اتقا اور دین داری کی راہوں پر قدم مارنا ہی ہوا ہے - اور بجز اس کے ہم دعوے سے کہتے ہیں - کبھی مسلمانوں کی اصلاح ممکن ہی نہیں خیر سید صاحب اپنی زندگی کے دن پورے کرکے چلے گئے اور اپنی حالت سے بتلا گئے - کہ ؎

من نہ کردم شما حذر بکنید

یہ اوسی مغربی تہذیب اور روشنی کا نتیجہ ہے - جس نے سید صاحب کو [illegible] [illegible] ہے - چنانچہ لاہور کے حامی جماعت [illegible] وجود [illegible] نماز جنازہ تک بھی کسی سے پڑھوا نہ کی - سیاہ کوٹ پہن لینے یا سیاہ کالموں میں ماتمی الفاظ لکھ دینے سے سید کی روح آسمانی انجمن میں مستبشر نہیں ہو سکتی - ممکن ہے - بعض کوتاہ اندیش لوگ یہ خیال کریں - کہ ہم گزشتہ مردے اکھاڑنے بیٹھ گئے ہیں - نہیں نہیں - یہ بالکل غلط ہے - ہم کو سید صاحب کے انتقال پر افسوس ہے - مگر دینی تقاضا بشریت سے جو ہر ایک انسان کو لاحق ہے - اور جو حقیقت و جوہر تو کسی کے مرنے پر کیسا رنج اور کہاں کا افسوس - کیونکہ رنج اور افسوس رضا و تسلیم کے مدارج کے خلاف عمل کرنا ہے اور فعل خداوندی کو خلاف مصلحت سمجھنا ہے - لیکن چونکہ یہ مرتبے رضا و تسلیم کے حاصل نہیں ہو سکتے - جب تک خدا تعالے کا خاص فضل نہ ہو - اور انسان ہمہ تن اوسی کا نہ ہو جاوے اور اوس کی مرضی و ارادہ کی تار اوس کو پتلی کی طرح نہ چلاوے - اور یہ اُس وقت میسر آتا ہے - جب اوسکی رضا جوئی کیلئے تذلل اور انکسار سے بالدعا در دستک دی جاوے اور اتقا کی راہوں پر صبر و استقلال سے تجلیات الٰہی کے نظارے دیکھنے کے لئے مستعد کمربند ہو جاوے - راستہ کے ابتلاؤں اور گھبراہٹ کے پہلو توڑ بیدل نہ ہوں - پھر الٰہی ہستی اپنا جلال دکھاتی ہے - اور غیریت کو بھسم کرکے اپنا نور اوسکی جگہ چھوڑتی ہے - پھر رنج و غم عسر و یسر سب ایک ہو جاتے ہیں - زندگی اور موت ایک معمولی چیز نظر آتی ہے - الغرض ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے - کہ وہ سید کے مرنے پر افسوس کریں - رنج نہ کریں - کیونکہ یہ راہیں رضا و تسلیم کی بہت دور ہیں - اور سید کے انتقال کا صدمہ بظاہر ایسا نہیں - کہ کم از کم اون لوگوں کو جلدی بھول سکے - جو دنیوی اصلاح دنیوی اسباب ہی کے ذریعہ چاہتے ہیں - یا کم از کم سید کی تدابیر کو ہی منحصر راہ سمجھتے ہیں - اس لئے ایسی نصیحت بے محل اور غیر مناسب ہے - البتہ ہم اپنے اوس فرض سے سبکدوش ہونے کیلئے جو ہر ایک مسلمان کو **یامرون بالمعروف** کی صورت میں ملا ہے اتنا کہنا چاہتے ہیں - کہ اس قدر جزع فزع سے سید صاحب کی واپسی تو ہو نہیں سکتی - اب بہتر یہی ہے - کہ اون کی موت سے بھی ویسا اُن کی حیات سے استفادہ کیا - فائدہ اٹھایا جاوے - اور اس سے سبق لیا جائے کہ دنیا روزے چند - آخر کار با خداوند -

پس اون نقائص اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے - جو سید صاحب دین کو دنیا پر مقدم نہ کرنے کی وجہ سے کرگئے - اور اون کی بہتر یادگار یہی ہو سکتی ہے - کہ اون کی موت سے وہ کمزوری پوری کی جاوے - جو وہ اپنی زندگی میں پوری نہ کر سکے - سید صاحب کے کان میں ایک **آسمانی معلم** کی صدا متواتر اور متعدد مرتبہ علی العموم طور پر پہونچی - مگر افسوس ہے کہ وہ اوس سے استفادہ نہ کر سکے اور وہی مغربی فلسفہ اور یورپی تہذیب اون کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو گئی - گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے - کہ اونہوں نے اور اہل بیت کی **منادی کرنے والے** پیغمبر و رسب و شتم کی بوچھاڑ نہیں کی - جیسی کہ نام کے علماء نے کی - مگر اسمیں بھی کلام نہیں - کہ ناصح مشفق کی باتوں کی طرح بھی اوسنے اوس کی باتوں پر کان نہیں دھرا - اور باوجود اسکے کہ اونہوں نے وہ مبارک زمانہ پایا جس کی آرزو ہزارہا ابرار کرتے چلے گئے تھے - مگر اوس فلسفہ بے معنی کی تقلید اور انگریزیت کی ہوا نے اون کو محروم ہی رکھا - جس کے لئے سید حسنا کی حالت پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے - اور سب سے زیادہ افسوس یہ ہے - کہ متعدد مرتبہ اتمام حجت کے لئے اوس کو آسمانی منادی سنائی - مگر وہ کان رکھتے ہوئے بھی نہ سن سکے

انا للہ و انا الیہ راجعون -

خیر اب وہ وقت گیا - سید صاحب کے کاموں کی قدر کرنے والے نوجوان اور بڈھے اب بھی موجود ہیں - وہ اس **روحانی معلم** سے استفادہ کریں - سید صاحب کی غرض و غایت **تعلیم** تھی - مگر یہ سمجھنے میں اُنہوں نے غلطی کھائی - کہ آسمانی تعلیم کے بغیر دنیاوی تعلیم کچھ کام دے سکتی ہے - حقیقت یہی ہے - کہ جب تک آسمانی تعلیم حاصل نہ ہوگی - اور آسمانی معلم کی باتوں پر کان نہ دھرا جائے گا - قوم کی حالت نہ بدلے گی - **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم** - بالکل سچی بات ہے -) پس ہمکو محمڈن کمیونٹی اور خصوصاً اون لوگوں سے جو مغربی فلسفہ اور تہذیب کے دلدادہ اور سید صاحب کے ہم خیال ہیں - امید ہونی چاہئے - کہ وہ **آنے والے آسمانی معلم** کی باتوں پر توجہ کریں گے - اور مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ سید کی وفات ہی پر نہ کر دیں گے - کیونکہ اس سے بہت

براثر پیدا ہوتا ہے۔ جو اندر ہی اندر دیمک کی طرح ایمانی طاقت سلب کر جاتا ہے۔ اور شرک کا عنصر مادہ پیدا کر کے روحانی اور ذہنی قویٰ کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ پس اب وقت یہی ہے کہ آسمان پر نظر ہو۔ زمینی اور سطحی خیالات سے منہ موڑا جاوے۔ حسنۃ الدنیا کے حصول کے لئے اون تدابیر کو اختیار کیا جاوے۔ جو حسنۃ الدنیا [illegible] واسطے خدا نے مقرر کر رکھی ہیں۔ اور جو تیر بہدف ثابت ہو چکی ہیں۔ اور مرحوم سید کے لئے دعاء مغفرت کی جاوے کیونکہ ارحم الراحمین خدا کی مغفرت اور معافی کا دامن بہت وسیع ہے۔ باقی ہم سید صاحب کے لئے دعا [illegible] کہ خدا اون کو [illegible] رحمت میں جگہ [illegible] اور اُن کے پس ماندوں کو صبر جمیل [illegible] اور اُن سے ہم خیال [illegible] کو صداقت کی راہ [illegible] کی توفیق۔ آمین۔

ایرانیوں کیلئے آسمانی مائدہ

بعد الحمد آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی تجلی کی بشارت اور اوس کی پیروی کی راہوں کی ہدایت کا سلسلہ [illegible] بلکہ آناً فاناً اس قدر وسیع ہوتا جاتا ہے۔ کہ ایک خدا ترس اور سلیم الفطرت انسان کا دل آمنا وصدقنا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اُس کو اس مبارک سلسلہ کی تعلیم سے چارہ نہیں رہتا۔ کیونکہ اس قدر جوش تبلیغ اور پھر اوس کے دامن کی درازی بجز خدا تعالیٰ کے ہاتھ کے سہارے کے ممکن نہیں۔ مفتری کبھی اس قدر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ نے کم و بیش ہر قوم کو تبلیغ کی ہے۔ اور تبلیغ کے متعلق نت نئے سامان اور ذریعوں کا میسر آتے جانا۔ اس عزیز خدا کے وعدہ کی صداقت کو خوب ظاہر کر رہا ہے۔ کہ **میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔** لاریب وہ وقت آ جاتا ہے۔ کہ زمین اپنے کناروں تک سماوی بشارتوں اور برکات سے بہرہ مند ہو۔

ان دنوں میں جو رسالہ **الدعاء والاسباب** کو زیر نظر رکھ کر **امام الوقت** نے لکھنا شروع کیا ہے۔ اوس کا مبارک نام **ایام الصلح** رکھا گیا ہے۔ دوران تصنیف رسالہ میں بعض محرکات ایسے ہوئے۔ کہ سیدنا میرزا صاحب دام فیضہم نے پسند فرمایا۔ کہ **ایام الصلح** ایرانی لباس میں بھی شائع ہو۔ خدا کی شان ہے۔ کہ **امام الوقت** کا یہ ارادہ ایسے وقت پر ظاہر ہوا۔ کہ اوس کی تکمیل کا سامان بھی بہت ہی جلد بہم پہونچ گیا۔ جس پر غور کرنے والی طبیعتوں کو ایک نشان عظیم کا پتہ ملتا ہے۔ خود حضرت **مسیح موعود** تو اردو رسالہ کی تصنیف میں مصروف تھے۔ اس لئے ایک ہی وقت دو کام آسان نہ تھے۔ [illegible] جناب کے اس حکم کا قرعہ [illegible] مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ [illegible] مولوی صاحب ممدوح کو یہ دوسرا موقع ہاتھ آیا۔ کہ آسمانی [illegible] کی تعلیم کو ایرانی لباس میں پیش کرنے کا فخر حاصل [illegible] اس سے پیشتر [illegible] کی تھی۔ اوس کا فارسی ترجمہ مولانا ممدوح نے کیا تھا۔ اور اب دوسرا وقت ہے۔ کہ آپ کو حصہ وافر ملا۔ اور ایرانیوں کو مائدہ آسمانی [illegible] آپ [illegible] جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مولانا عبد الکریم صاحب نے حضرت اقدس کی [illegible] دو دن دوسرے [illegible] صاحب کی زندگی پر رشک آتا ہے۔ کہ مولوی صاحب جیسا معذور انسان اس قدر کام [illegible] خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور روح القدس کی امداد بغیر کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ نماز پنج وقت کے امام آپ ہیں۔ جمعہ کے امام آپ ہیں۔ بعض طالب علموں کو قرآن کریم۔ اور دیگر سبق پڑھاتے ہیں۔ حضرت اقدس کے خطوط کے جوابات تمام فرماتے ہیں۔ [illegible] سالانہ جلسہ بابت ۱۸۹۸ء کے مسودات کی تصحیح فرماتے ہیں جو اگر غور سے دیکھا جاوے۔ اس قدر مشکل کام ہے کہ معمولی قابلیت کا انسان نہیں کر سکتا۔ مطالعہ کتب بھی فرماتے ہیں۔ خطوط کا خلاصہ۔ اور اخبارات کے مضامین بھی حضرت کو سناتے ہیں۔

علاوہ ازیں اس قدر کثرت کام کے الحکم کے لئے اپنے خطبات کا مضمون درست کرتے ہیں۔ جو ایڈیٹر الحکم ہر جمعہ کو بقلم خود قلمبند کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو نظم وغیرہ اخبار الحکم کے اندراج کے لئے آتی ہیں۔ اوس کی تصحیح کا کام بھی حضرت مولانا صاحب نے محض اپنے کرم اور ہمدردی سے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ **جزاہم اللہ احسن الجزاء**۔ ان کے علاوہ خانہ داری کے امور بھی آپ سے جدا نہیں۔ ان سب پر مستزاد **ایام الصلح** جیسی کتاب کو ایرانی لباس پہنانا۔ **ایام الصلح** کے ترجمہ کی مشکلات کا اندازہ ناظرین کو اُس وقت ہوگا۔ جب **ایام الصلح** اردو میں شائع ہوگا۔ اور ترجمہ کی خوبی اس وقت معلوم ہوگی۔ جب **ایام الصلح** کو فارسی میں پڑھیں گے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہم اپنے دل میں اس امر کے اظہار کے لئے ایک خاص جوش پاتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کی اس قدر مصروفیت پر **ایام الصلح** کا ترجمہ بھی ایک **خاص نشان** ہے۔ جو ہمارے **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ حضور ہی کی دعا کا اثر اور فیض [illegible] ہے۔ کہ خدا تعالیٰ **مولوی عبد الکریم** جیسے معذور انسان سے اس قدر کام لے رہا ہے۔ ہماری [illegible] ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب کی روح القدس سے [illegible] مدد فرماوے۔ ہم نے تبلیغ کا ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ اور خوش قسمتی سے **ایام الصلح** کا بھی کچھ حصہ دیکھنے میں آگیا۔ پھر ان دونوں میں جو فرق ہے۔ وہ قبل از وقت ہم ناظرین کو کن الفاظ میں بتلائیں۔ الغرض فارسی بولنے اور سمجھنے والوں کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اُن کو بھی مائدہ سماوی سے خدا تعالیٰ نے بہرہ مند فرمایا۔ ہماری غرض اس ذکر سے صرف اس قدر تھی۔ کہ **ایام الصلح** تو بجائے خود ایک **نشان** ہی ہے۔ اور اوس کا ترجمہ بھی عظیم الشان نشان سے کم نہیں۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو سوچنے والا دل رکھتے ہیں۔ جن کی فطرتیں سلیم اور طبیعتیں سعید ہیں۔ کجرو۔ اور کج پسند نااہل ان باتوں کی قدر کیا سکتے ہیں۔ بالآخر ہم پھر دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب پر اپنے افضال واکرام کی بارش کرے۔ اور ہم کو بھی ایسی توفیق دے۔ کہ ہم اوس قسم کی خدمات سے کسی قدر حصہ لے سکیں۔ جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو دی ہے۔

سورۂ والعصر کی تفسیر از عالی جناب سیدنا امامنا و امام المسلمین زیر ترتیب ہے۔ مفصل اشتہار آئندہ۔ درخواستیں مینجر الحکم کے نام آنی چاہیئے۔

قابل غور

حضرت اقدس کے مریدان صادق کی جو کتاب بطور ڈائرکٹری تالیف کرنے کا ارادہ ہم نے کیا ہے اوس کی ضرورت پر ابھی بہت کم توجہ کی گئی ہے کیونکہ ادن خطوں کی تعداد نے جو ابھی تک ہمارے پاس الحکم کی خانہ پری کے بعد وصول ہوئے ہیں بتلایا ہے کہ عام طور پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ اس عدم توجگی کی وجہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ اوس کی ضرورت نہیں۔ بہرحال ہمارے ناظرین اپنے حالات بھیجیں تاکہ اس کی تالیف و ترتیب کا کام شروع کیا جاوے۔ ڈائرکٹ سیریز میں ابھی کل دو درخواستیں آئی ہیں۔ تاہم ہم مایوس نہیں۔ اور ہم کو امید ہونی چاہئے کہ انشاء اللہ ایک وقت یہ غرض پوری ہوگی۔

حضرت اقدس کی عمر اور حضور کے مخالفوں کے حوصلے

لاہور کے مسخرہ اخبار جعفر زٹلی کے لکھنے پڑھنے پرو پرائیٹر وایڈیٹر خادم قوم ملا محمد بخش نے جو خرافات اپریل فول کی دیوانگی میں سیدنا حضرت **مسیح موعود** کے دشمنوں کی خوشی کی نسبت اپنے ماتمی اور "افسوسناک حادثہ" میں کی ہیں۔ ادن کے مناسب تدارک کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو ہم الحکم کے غیر معمولی پرچہ مؤرخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء کے ذریعہ توجہ دلا چکے ہیں۔ ہم کو اس پر مزید نوٹس لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر بعض احباب کے تشویش نما خطوط نے ہم کو مجبور کیا کہ پھر ایک بار گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ سب سے پہلے تو ہم ملا محمد بخش کو اور پس پردہ بیٹھ کر شوخیاں کرنے والے معشوق کو مخاطب کرکے پوچھتے ہیں۔ کہ کیوں حضرت! **لعنت اللہ علی الکاذبین** ۔ کا مورد بننے میں ابھی بھی کوئی فرق ہے۔ ناموں کے پیچھے قادری وغیرہ دم چھلے لگا لینے تو آسان ہیں۔ مگر کیا نعوذ بیت میں پڑنا اور بظاہر اپریل فول بن کر تہتک اور دل آزاری کے جرائم کا ارتکاب کرنا انسانیت اور شیوہ اسلام ہے۔ مومنوں کی شان تو ہے۔ **والذین ہم عن اللغو معرضون** لیکن کیا ایسی گندی بکواس کرنے والے اپنے آپ کو مومن کہلا سکتے ہیں۔ یہ اوس امام اور اوس کی مقدس جماعت ہی کا خاصہ ہے۔ کہ باوجودیکہ اس قدر دل آزاری کی گئی۔ لیکن کریم النفس امام نے اپنی جماعت کو قطعاً عدالتی چارہ جوئی سے روک دیا۔ جو لوگ ہمارے مخالفوں کے پنجوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے مخالفوں کے حوصلوں اور بلند پروازیوں کا اندازہ کریں۔ کہ کیا کسی ایسی تحی پر کفر نامہ طیار ہوتے ہیں۔ کیا ایسے ہی لوگ مومن کہلانے کا حق رکھتے ہیں جو جھوٹ کی نجاست پر بڑھ بڑھ کر منہ مارتے ہیں اور عملی طور پر لعنت اللہ کو مول لیتے ہیں۔

سیدنا **مرزا صاحب** خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ **توانا و تندرست** ہیں۔ لیکن ناعاقبت اندیش مخالف افترا پردازی سے اپریل فول کی آڑ تلاش کرتے ہیں۔ احمق! کیا قانون اور شرافت ایسے بری کر سکتے ہیں۔ قانون انگریزی نے کہیں اپریل فول کی بکواس اور تہتک آمیز اور فتنہ انگیز تحریروں کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہو۔ تو ایک کمینہ ناعاقبت اندیش اور شریر النفس انسان بہت کچھ خرابیاں پیدا کر سکتا ہے۔ مگر نہیں قانون نے کہیں اپریل فول کا استثنا نہیں لکھا۔ اس لئے ملا صاحب کو اور پس پردہ مخنثوں اور مستور الحال مگر چھنال عورتوں کی طرح بیٹھ کر درانداز یاں کرنے والوں کو معلوم رہے۔ کہ اپریل فول کا دیوانہ پن ان کو بچا نہیں سکتا۔ گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس سے یہ امر باہر نہیں رہنا چاہئے۔ کہ اس تحریر سے جو ملا محمد بخش کے افسوسناک حادثہ کے ذریعہ شائع ہوئی ہے۔ رعایا کی ایک کثیر التعداد جماعت میں بددلی اور تشویش پھیلانے کے سوا اور کوئی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ سیدنا **مرزا صاحب مرزا غلام احمد ایدہ اللہ** کی ایک کثیر التعداد جماعت خاص لاہور میں موجود ہے۔

دوسرے افسوسناک حادثہ میں بعض اطبا رفوت شدہ کے نام بتلا رہے ہیں۔ کہ فضول بکواس ہے۔ اور حقیقت میں اپریل فول کے ذریعہ سے ہولی پھیلائی گئی ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے ایسی مشوش تحریروں کے انسداد کے لئے کافی انتظام اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ ملا محمد بخش محض ایک کم سواد اور نا بلد محض ہے۔ نہ کوئی دنیوی وجاہت رکھتا ہے۔ نہ علم سے حصہ اس لئے یہ شرارت محض فتنہ پرداز آدمیوں کی ہے۔ اس لئے خصوصیت سے اس کی تفتیش کی ضرورت ہے۔ آخر میں ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ہے۔ **لعنت اللہ** جو نابکار جھوٹوں پر پڑا کرتی ہے۔

ما ارید الا الاصلاح

خاکساریم و سخن از رہ غربت گوئیم
یعلم اللہ کہ بجز نیست غبارے ما را

رسالہ الاصلاح کا چوتھا نمبر دفتر الحکم میں پہنچا شکریہ رسید دی جاتی ہے۔ ریویو بعد ملاحظہ چند نمبر لکھیں گے۔ کیونکہ بلا نظر کامل ریویو لکھنا ریویو نویس کا کام نہیں۔ الاصلاح کے شکریہ کے عنوان میں ام صاف **المومنین** کے مصنف کا شکریہ دیکھ کر ہم کو افسوس ہوا۔ کہ لائق ایڈیٹر ملک ایسی کتاب کے موصول ہونے پر شکر گذار ہوتا ہے جس سے بجز دل آزاری اور رنجش کے کوئی دوسرا امر ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ مسلمانوں کی ہمت و حمیت در بارہ جواب دیکھنا اور انتقام یا ایک مسلمان خواہشمند اصلاح کے لئے مناسب نہیں۔ اور ہم تو یہ چاہتے ہیں۔ کہ ایسی بیباک مصنف کا جواب گورنمنٹ کے انصاف سے دیا جاوے جس نے اوس کی چھ کروڑ رعایا کے دلوں کو عمداً رنج دیا۔ اور فتنہ انگیز کتاب چھاپ کر ایک ہزار مفت بلا درخواست بھیجی۔ امید ہے کہ ہمارے مصلح اپنی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور دوستانہ مشورہ کو بدگمانی پر محمول نہ فرمائیں گے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم بدل گیا۔ گرمی شروع ہوئی۔ فصلیں پک گئیں۔ الحمد للہ اچھی ہے۔

۲۔ حضرت اقدس امامنا و امام المسلمین حضرت مرزا غلام احمد صاحب بفضلہ تعالیٰ بہمہ وجوہ تندرست اور اپنے مشن کی تبلیغ میں شب و روز مصروف ہیں۔ **ایام الصلح** تصنیف فرما رہے ہیں۔

۳۔ حضرت مخدومی مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ **ایام الصلح** کا فارسی میں ترجمہ فرما رہے ہیں علاوہ دیگر خدمات مشن کے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

۴۔ قرآن کریم کا درس حسب دستور جاری ہے مولانا مولوی نور الدین صاحب کی سعی قابل مشکوری۔ **جزاہم اللہ احسن الجزاء**

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیان دار الامان

مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۶ء یوم یکشنبہ

خطرناک جھوٹ

ایک کثیر التعداد جماعت کی دل آزاری

جلد ۲ نمبر ۱۰

قابل توجہ گورنمنٹ

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن + خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

ہمکو حیرت پر حیرت اور تعجب پر تعجب آتا ہے کہ کم بخت پیٹ اور چند روزہ زندگی کیلئے انسان **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا سخت وعید پڑھتا ہوا بھی ان ہاروں سفید جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتا۔ ہماری جماعت جسکے ہم ایک فرد اور جسکے **پیشوا** اور **امام** گورنمنٹ انگلشیہ کے نسلاً بعد نسل **جان نثار** دوست اور **فرمان پذیر** رئیس جناب مرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد ہیں ہم پر سفیہ اور نااہل لوگ مختلف قسم کے دل آزار حملے کرتے اور سناتے ہیں۔ اسی وجہ سے متعدد مرتبہ گورنمنٹ عالیہ کو خود ہمارے **امام** ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توجہ دلانی پڑی ہے۔ یہ لوگ کمینہ حملے کرنے سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ لاہور کے ایک لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل ایک عام حیثیت کے آدمی **ملا محمد بخش** رجو کسی **جعفر زٹلی** نام کے اخبار کا مالک بھی کہلاتا ہے۔ اس نے حال میں ایک اشتہار "افسوسناک حادثہ" کے عنوان سے کثیر التعداد چھاپ کر شائع کیا ہے۔ جسمیں **امام ہمام** حضرت اقدس مرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد کے دشمنوں کی وفات طاعون جیسی نامراد اور ایک لعنت مجسم مرض سے شائع کر کے ایک بڑی بھاری جماعت کی دل آزاری کی ہے۔ جو اشتہار اس بیباکی سے باوجود قانون سڈیشن کے پاس ہو جانیکے شائع کیا ہے۔ ہم اسکا شائع کرنا بھی خلاف تہذیب و اخلاق سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہم گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس خطرناک اشتہار سے ایک بڑی بھاری جماعت میں جو گورنمنٹ کے معزز عہدہ داروں اور وفادار ملازموں اور عقیدتمند رئیسوں اور تاجروں کی جماعت ہے سخت بیدلی اور گھبراہٹ پھیلائی گئی ہے۔ جس سے **نقص امن عامہ** کا اندیشہ ہو سکتا ہے ہم اپنی اس پر زور الفاظ میں گورنمنٹ کے حضور اس دکھ اور تکلیف کا استغاثہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایک صریح جھوٹ اور لعنت سے بھرے ہوئے کذب سے ہماری جماعت کو پہنچایا گیا ہے۔ عالیجناب سیدنا مرزا **غلام احمد** صاحب دام فیوضہم کے سلامت باکرامت ہونے کے باوجود اور خود دنیا ہونے میں حضور کے **متبعین** کی ایک کثیر التعداد جماعت کی موجودگی میں ایسا اشتہار عمداً جھوٹی خبر اپنا شائع کرنا بجز ایک مجرمانہ ... **لیس القوم** باخدا انسان کی بلیٹ ... یہ ہم نہیں کہنا چاہتے کہ جس جماعت کی اسقدر دل آزاری کی گئی ہو اور جسکو ایسی خود تراشیدہ مصنوعی خبر سے رنج دیا گیا ہے۔ قانونی چارہ جوئی کرے گی یا نہیں۔ لیکن اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ کہ اس جھوٹ کی خباثت سے بھرے ہوئے اشتہار کی غرض و غایت ایک جماعت کو رنج دینا۔ اور عوام میں ان کی نسبت برے خیال پیدا کرنا۔ جو مذہبی حیثیت سے ہوں ہے۔ اس لئے ہم کو اپنے صوبہ کے عادل لفٹنٹ گورنر سے امید ہونی چاہئے۔ کہ وہ اس کا مناسب تدارک فرماویں گے جو ایسی بے باک اور جھوٹی خبریں پھیلانے والے دلیر انسان کا قرار واقعی انسداد فرماویں گے۔

بالآخر ہم عوام الناس کو یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے مخالفوں نہیں نہیں حق کے دشمنوں کی ذلت اور خواری اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ وہ جھوٹ جیسی نجاست سے پرہیز نہیں کرتے۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ تو مسلم امر ہے۔ کیا اب **حضرت اقدس عالی جناب سیدنا میرزا صاحب مجدد الدہر مسیح موعود و مہدی مسعود ادام اللہ فیوضہم الیٰ یوم الموعود** کے **باکرامت زندہ اور سلامت** ہوتے ہوئے ایسے اشتہاروں کا عمداً شائع کرنا۔ جو مجسم جھوٹ ہوں۔ آئت متذکرہ بالا کا مصداق نہیں بناتا؟ ناظرین خود خیال فرماویں۔ یہ ہے ایک درخشان نشان حق اور باطل میں تمیز کر لینے والی آنکھوں کے واسطے اور شریف اور غور کرنے والی طبیعتوں کے لئے مثل آئینہ۔ دیکھئے۔ **سیدنا مرزا صاحب** ماشاءاللہ کیسے توانا اور صحیح سلامت اپنے مخالفوں کی ذلت کے لئے ہر روز کیا ہر آن میں نئے افضال و اکرام الٰہیہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ بخیال ... طریق تفاءل **حضرت اقدس** کے دشمنوں کی موت کی جھوٹی خبر حضور کی **درازی عمر** پر دال ہے۔ خدا کرے۔ کہ حضور ہزاروں سال سلامت باکرامت رہیں۔ ہم اپنے احباب کو فی الحال یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ حسب معمول صبر اور تحمل سے کام لیں۔ اور انتظار کریں۔ کہ خدائے علام الغیوب اور منتقم حقیقی کیا ظاہر کرتا ہے۔ اور ان کی محسن گورنمنٹ کیا تدارک کرتی ہے۔ ہمکو گورنمنٹ انگلشیہ کے انصاف و عدل سے کامل امید ہے۔ کہ وہ ہمارے دردِ دل کا درمان فرمائے گی۔ اور ایک کثیر التعداد جماعت کی دل شکنی کو دور کرے گی۔ اور ایک **دلیر آدمی** کا مناسب انتظام کر کے **مرہم تسلی** شکستہ دلوں پر رکھے گی۔ خدائے قادر مطلق کی درگاہ سے تو ہم کو کامل امید ہے۔

کہ وہ ایسے دلیر اور بے باک انسان کو جو خدا سے جہاد کرتا اور اس کی باتوں پر ہنستا ہے خسر الدنیا والآخرۃ کر کے چھوڑتا ہے اور بجائے خود یہ کیا کم سزا ہے۔ کہ جھوٹ کی نجاست پر تھوپا جاوے۔ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مورد بنایا جاتا ہے۔ خدا کی لعنت جو حق کے مخالفوں کے لئے ایک تحفہ ہے۔ اور اہل ایمان و سعید فطرتوں کے لئے ایک نشان ہے۔ اگر یہ قوم نشان نہ مانے تو خدا قدیر ہے۔ چشمہ بخشا گر چشم نہ ہو تو امت کیا ہے۔

بنی نوع انسان کا سچا خدمتگذار

احقر العباد شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

دار الامن والامان ۳ اپریل ۱۹۰۵ء

اخبار الحکم قیمت پیشگی مع محصول ڈاک سالانہ منیجر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔

(مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامن والامان میں چھپا)

ہم سُنانے ہیں آج لعل و گہر   نہ رہے کوئی لاولد مضطر   اعنی ہے حق ہیں ہر بشر کے پسر   لعل و در یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ہی و تار ... اشتہار و اسناد بے شمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہا ... بوالہوس نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی خالص ... کام ... بلکہ امید ... آزمائیں ...

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں قرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالب ہوا و اگر ... مند ... اٹھے نہ جاؤ ... فضل خداوندی کی منادی عام مبارکبادی ...

اس خادم الاطبا رکو ۳۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ”ہر پنج انگشت یکساں نکرد“۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر حسب دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید برآئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کیجئے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ بفضل خدا کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ قرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ ” برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں“۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوا لے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز کٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود خرچ ... مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکی اولاد نہ ہو	عـ۵	۱۰	قولنج دردی	صہ	۱۹	لقوہ	عہ	۲۸	تل اترنا	اعہ
۲	جسکے اولاد ہو چھوٹی مر جاوے	للعہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عاہ	۲۹	طول عرض ذکر کونا کم	للعہ
۳	جسکا حمل ۲-۳-۶ ماہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عاہ	۲۱	ناسور آنکھ	عاہ	۳۰	خضاب سالانہ	عاہ
۴	جسکے لڑکیاں ہوں	صہ	۱۳	جریان	عاہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	عاہ	۳۱	نزلہ و زکام	صہ
۵	کمزوری	عـ۵	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عـ۵	۳۲	تسہیل ولادت	عاہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عاہ	۲۴	ضیق النفس	عـ۵	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عاہ
۷	تپ دق	عـ۵	۱۶	سفیدی آنکھ	صہ	۲۵	لیپھ	صہ	۳۴	تیجا چوتھیا ...	صہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	صہ	۲۶	آتشک	عاہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عاہ	۱۸	سنبل	عاہ	۲۷	آتشک گل بدن	عـ۵	۳۶	سر سام	عاہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر پنجاب چوک ڈھاب کھٹیکاں ... کرموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل ایگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی بہانا - خارش وغیرہ بمعرض ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین سے روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ عہ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب۔

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جس کو شمومًا آنا کہتے ہیں جلن - کمزوری نظر یا خونہ یا شرارہ اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے سپیک گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مقصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں اس بیش بہا دوا کو ضرور رکھنا چاہیے اس سلسلہ میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مساسنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی اڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میاں سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسمات اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں - ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں پڑ سکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جس کا یہ نتیجہ ہوا - کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ - جناب پروفیسر میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آں جناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپکے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھلایا - حبیب ایک دکاندار ہے دولاس کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پہلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعًا بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپ نے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے - کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - اس اکسیر بلکجیات چشم سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرے سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گنڈو ڈسپنسری تھند

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ سے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بیماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں - دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶ مارچ ۱۹۰۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا - جو لاہور کے الائنس بنک ۲ مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا

قیمت پیشگی سالانہ سے۔

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ سے۔

نمبر ۷ و ۸ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۳ و ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے بیان پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے ترین خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو یہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار جناب کو مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دیں گے منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ
۲۰+۲۶۔ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دار السلطنت شہر دھلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔
جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے۔ قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر سستا نہیں چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اسلئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں۔ درخواست خریداری بنام
نمونہ کیلئے ایک آنہ ... منیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ۔ قیمت علاوہ محصول ۱ر
محمود کی آمین۔ دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ۱ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر۔ از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمٰن
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

تھوڑے سے عرصہ میں ایک منظوم رسالہ موسوم بالانتباہ چھپ کر ہدیہ ناظرین ہوگا۔ جو جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے لکھا ہے اس قابل ہے کہ ہزاروں جلدیں مفت تقسیم ہوں۔ درخواستیں منیجر الحکم کے نام ہوں۔

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند سیج بند پراندے۔

کمیونیکیٹڈ

عبد مومن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے طالب ضا و مولیٰ حق کو حق سے پانے اور راستی کو راستی سے شناخت کرنے کی اگر تجھے خواہش ہے ۔ اور تو چاہتا ہے ۔ کہ نادانی اور جہالت کی ظلمت کدہ سے نکل کر صداقت کی نورانی محلوں میں داخل ہو جائے ۔ تو تو جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام معجز نظام کو سرسری اور بیرونی نظر سے مت دیکھ ۔ اُن حکمتوں کو جو بطن کلام میں امانت رکھی گئی ہیں اپنی جہالت اور نادانی کے حوالہ نہ کر ۔ کسی خبر صداقت اثر کے لفاظ کو صرف رسمًا یا عادتًا زبان سے تکرار کرنا چھوڑ کر مطالب کلام کی طرف رغبت کر ۔ اور دیکھ کہ کن پہلوؤں پر اُس کی بنا ہے اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا منشا رہے ۔ اگر اپنی نظر فہم معانی سے کوتاہ ہے ۔ تو کیا کسی کریم النفس صاحب حال مبارک فال سے بھی معانی کا سمجھنا گناہ ہے ۔ تو اپنی اس محتاجی کو جو تجھ پر موجود ہے اقرار کر ۔ اور کسی سلیم الفطرت صاحب دل کے آگے اس کا اظہار کر پاک انسان سے مدد لینے میں عار نہ کر ۔ بغض و عناد کی ظلمت سے باہر آجا ۔ ضد و عداوت کی تاریکی کو ترک کر ۔ کبر و نخوت کی قبا کو اتار ڈال ۔ اپنے زمانہ کو جس میں تو ہے نظر حقارت سے مت دیکھ ۔ فضل و فیض الٰہی کی بے انتہا رحمتوں کے دروازے بند مت سمجھ ۔ اور صرف سابقین اولین پر ہی انعامات کا ختم ہو جانا خیال کر کے موجودہ الٰہی رحمتوں کے نیچے آئے ہوئے مبارک وجود سے مونہہ نہ پھیر ۔ دیکھ صفات الٰہیہ کے دائرہ کو تنگ سمجھ کر کسی انسان پر ہی اُن کے وارد ہونے کو محال سمجھنا سخت درجہ کی بدنصیبی ہے ۔ اگر تیرا دائرہ کرم تنگ ہے ۔ تو ہو ۔ مگر کیا اُس ہمیشہ ہمیشہ کریم الصفات ذات کو بھی تو اپنے ہی خیال کے کوتاہ اور ناقص پیمانے سے ماپنے لگا ہے ۔ کہ اپنے زمانہ کے برگزیدہ کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے ۔ میں پھر کہتا ہوں ۔ اور سچ کہتا ہوں کہ ایسی ٹھیکہ داری میں خسران مبین کا اندیشہ ہے ۔ اپنے خیالات کو صاف کر ۔ اور ٹھنڈے دل سے ادراک معانی پر قادر ہونے کی کوشش کر ۔ ہاں تو اس راز کی تلاش کر ۔ جو اللہ تعالےٰ کے بے انتہا علوم اور کبھی نہ کم ہونے والے خزانوں سے عطا ہوتا ہے ۔ بہت سے راز اور حکمتیں رب السمٰوٰت والارض کے خزانوں میں مخفی ہیں ۔ جن کا نزول آسمان دنیا پر ہوا ۔ اور ہوتا ہے ۔ اور ہوتا رہے گا ۔ لاانتہا معارف حضور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرحکمت لبوں سے نکلے ہیں ۔ جن سے اس جناب پاک کے کلام معجز نظام کے جوامع الکلم ہونے کا یقین حاصل ہوتا ہے ۔ بہت سے کلام کرنے والے کسی خبر صداقت اثر کے مطالب پر زبان کھولتے ہیں ۔ اور کسی اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے واسطے اس کو وجہ ثبوت ٹھہراتے ہیں ۔ مگر ایک حالت ہے ۔ جو صاحب حال کے اپنے حال سے کھلتی ہے ۔ اور وہ مجسم ثبوت ان معارف کا ہوتا ہے جن کی سند خود اُس کی ذات ہوتی ہے ۔ اُس کی طرف حمایت الٰہی کی ایک چمک پڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے ۔ جس کے سبب سے اُس کو امتیاز کلی حاصل ہوتا ہے ۔ پس کسی کا صرف زبان سے کسی خبر صداقت اثر کا پڑھ دینا اُس کے اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے لئے وجہ ثبوت ٹھہر جانا تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۔ عبد مومن کے لئے حدیث قدسی کے معانی پر اطلاع پانے کے لئے بھی یہ ہی اصول درکار ہے ۔ کیونکہ کلام لطیف بھی اپنے اندر ایک ایسی لطافت کا بھرا ہوا نور رکھتا ہے ۔ کہ جو خود بخود کسی صادق عبد مومن کی حالت پر سچی روشنی ڈالتا ہے ۔ حضور مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حق سبحانہ تعالےٰ سے ایک حدیث قدسی میں یوں روایت فرماتے ہیں ۔

لا یزال عبدی المومن یتقرب الی بالنوافل حتے احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ۔ ورجلہ الذی یمشی بہا وفی لفظ وبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یعقل

اللہ سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ میرا عبد یعنے میرا بندہ کیسا بندہ عبد مومن میری طرف قرب حاصل کرتا رہتا ہے ۔ جیسے حاصل کرتا رہتا ہے ۔ نفلوں کے ادا کرنے سے اُس کو یہاں تک تقرب میں ترقی ہوتی ہے کہ میں اس عبد مومن سے پیار کرنے لگ جاتا ہوں ۔ پس جب میں اُس کو اپنا پیارا بنا لیتا ہوں ۔ تو اُس کی یہ حالت ہو جاتی ہے ۔ کہ میں ہی اُس کے کان بن جاتا ہوں ۔ جس سے وہ سنتا ہے ۔ اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ۔ اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں ۔ جس سے وہ پکڑتا ہے ۔ اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے ۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی زائد آئے ہیں ۔ کہ وہ مجھ سے سنتا ہے ۔ مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے پکڑتا ہے ۔ اور مجھ سے سمجھتا ہے ۔ اب یہ حدیث قدسی عبد مومن کا ایک حال ہے ۔ جس کے معانی کی تشریح عبد مومن کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچ دیتی ہے ۔ یعنے جب کوئی مبارک انسان اپنی اغراض نفسی اور خواہشات ذاتی سے بالکل علیحدہ ہو کر ذات اقدس سبحانہٗ تعالےٰ کی راہوں میں قدم انداز ہوتا ہے ۔ تو اُس کے سارے طریق تقرب الٰہی کی وجہ سے پردہ ہائے نفسانی پھاڑ کر ذات کامل الصفات کا شہود حاصل کرنے کی طرف جھک پڑتے ہیں ۔ اُس وقت اُس کی مراد ذاتی اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوتی ۔ وہ صرف اُسی ذات بے چون و بے چگون بے مثل چہرہ کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے ۔ اور اُسی کو اپنے پرسوز و طپش قلب کے لئے کامل اطمینان اور عین تسلی سمجھتا ہے ۔ اس تحت سوز و گداز کی حالت میں اگر اُس کی نظر اپنے باطن کی طرف جاتی ہے ۔ تو اُس میں بھی اسی کو ٹٹولتا اور ڈھونڈتا ہے ۔ زمین کی پہنائی پر نظر ڈالتا ہے ۔ تو اُسی کی تلاش میں ۔ آسمان کی بلندی پر نگاہ پڑتی ہے ۔ تو اُسی کی جستجو میں ۔ **بین الارض والسمٰوات** جو کائنات اُس کی آنکھوں کے سامنے گذرتی ہے ۔ اُس کے متفرق اور گوناگون عجائبات میں بھی اُسی کے رنگ کا طالب ہوتا ہے ۔ اُٹھتے بیٹھتے ۔ سوتے جاگتے ۔ چلتے پھرتے ۔ دن کے اُجالے میں رات کی اندھیرے میں ۔ مجلس میں تنہائی میں ۔ اس کو اُسی ایک کی دھن لگی رہتی ہے ۔ پس جب روح انسانی اپنے اندر اس قدر تقاضا رشدید پیدا کر لیتی ہے ۔ اور روح حق کی ایسی مشتاق ہو جاتی ہے ۔ تو پھر قلب انسانی اس قابل ہوتا ہے ۔ کہ وہ دائم و قائم بے مثل و بے رنگ بے چون و بے چگون ذات اپنی صفات کاملہ کا نور اس میں ڈالے ۔ پس یک بہ یک اس فنا راتم پر پہونچتے ہوئے عبد مومن کے مقابل جبکہ اس کی عبودیت جو اُس کا ذاتی جوہر ہے ۔ اس درجہ کاملہ پر پہنچ جاتی ہے ۔ تو وہ باقی ذات اپنے دائمی بقا کے بے انتہا دائمی کو کھولے ہوئے سامنے آ کھڑی ہوتی ہے ۔ اور عین بے رنگی میں اس سیر رنگ کی نیرنگیاں جلوہ نما ہونی شروع ہوتی ہیں ۔ پس اللہ کی ذات عبد کی ذات

میں صفات کی گل کاری سے ایسے ایسے نقش و نگار اور بیل بوٹوں کے باغ لگا دیتی ہے۔ کہ عین الیقین کے پھول ہیں۔ اپنی کثرت عبد اپنے ذاتی تقاضا میں صفات الٰہیہ کا رنگ لے لیتا ہے۔ اور اُن سے رنگین ہو کر ذات کے مقابل میں تو عبد مگر صفات کے مقابل میں ظل کہلاتا ہے۔ پھر اس کے جمیع افعال و حرکات خواہ وہ دل سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا بصر سے۔ ہاتھوں سے متعلق ہوں یا پاؤں سے محسوسات ہوں۔ یا معقولات انہیں صفات کا ملہ کی رنگینی کو دکھلاتی ہیں۔ جو ان صفات والی ذات کا عین تقاضا ہوتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر اس پر وہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ جو حدیث قدسی میں بیان ہوئے ہیں اور مخبر صادق کی زیادہ صدق بیان سے بہ فرمان حق سبحانہٗ تعالےٰ نکلے ہیں پس اس مقدس جماعت کے پرکھنے کے لئے یہ ایک کسوٹی ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا مقرب بندہ میرے دربار میں میری حضوری حاصل کرتا ہے۔ تو وہ میری صفات کا ظل ہو جاتا ہے۔ یعنی میری ذات کے مقابل تو وہ عبد ہی رہتا ہے۔ اپنی عبودیت کو ترک کر کے اللہ نہیں ہو جاتا مگر صفات اللہ کے مقابل آ کر اُن کا رنگ حاصل کر کے اُن کا ظل ہو جاتا ہے۔ اللہ کے اسم ذاتی کے مقابل اس کا اسم ذاتی اس وقت عبد ہوتا ہے۔ جو اس کو مومن ہونے کی جہت سے ملا ہے۔ اسمار صفاتیہ کا وہ مورد بن کر اپنے اندر سے صفات اللہ کا رنگ ظاہر کرتا ہے۔ اب ان اسمار صفاتیہ کے معانی عبد مومن کی ہستی اور کامل وجود سے ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صافیان بصیرت اپنی بصارت باطنی سے اسمار صفاتیہ کی روانگی کو عبد مومن کے اندر بخوبی شناخت کر لیتے ہیں۔ اور اس کی طہارت اور پاکیزگی کے انوار اُن پر پڑتے ہیں۔ کسی کی رہبری اور ہدایت کے محتاج نہیں رہتے۔ وہ اپنے قلب منور کی چمک سے جو مناسبت کی رنگ میں ان کے اندر ہوتی ہے۔ نور و ظلمت میں فرق کر لیتے ہیں۔ یہ ہی ایک جماعت ہے۔ مگر بعض جہالت اور خود غرض خود غرضی نے میدان میں سرگردانی کرتے ہوئے اپنے آپ کو عیاکامل قرار دے لیتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک یہی کہتا ہے۔ کہ میری معرفت کامل ہو چکی ہے۔ میں دریا حقیقت کا پورا شناور ہوں۔ پس وہ نہ اپنے قلب کے نور سے بلکہ اپنے نفس کے غرور سے عبد مومن کی شناخت میں قاصر رہ کر ضد و عداوت بغض و حسد کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی جہالت اور نادانی پر نازاں ہو کر ہمہ دانی کا دعوےٰ کر کے ہمچو من دیگرے نیست کی صدا لگاتے پھرتے ہیں۔ اور

صادق کی شناخت میں کبھی خفیہ کبھی علانیہ کبھی بات سے اور کبھی ہاتھ سے ہیجمری دکھلاتے ہیں۔ حق اُن کو کڑوا لگتا ہے۔ تاہم ترک کرتے نہیں۔ رنج کھاتے ہیں۔ اور بن موت مرے جاتے ہیں۔ اندرونی مرض کا غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ حق پرستوں میں بیٹھ کر گفتگو کرنے سے ان کو بیزاری ہوتی ہے۔ جب کسی حق پرست قوی دست کے قابو آ جاتے ہیں۔ تو بیقراری پر بیقراری بڑھتی ہے۔ خدا ان پر رحم کرے۔ اور ان کو اس عذاب سے نجات دے۔ اگر کوئی نیک فطرت سعادت نشان انسان کسی بھلی بات کو کسی سعادت مند سے سُن کر قبول بھی کر لیتا ہے۔ اور حق کی طرف میلان طبع دکھلاتا ہے۔ تو یہ غولان بیابانی اُس کی راہ زنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن سعادت مندوں کی نسبت جن کو وہ پہچیں سے سعادت مند مانتے ہوئے ہوتے ہیں۔ صفات الٰہیہ سے کسی قدر رنگ پا جانے کے سبب جو کسی عبد مومن کی صحبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ خود اپنی کور باطنی کے سبب سے بدظنیاں اور بدگمانیاں پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نہ خود سمجھتے ہیں۔ نہ دوسروں کو سمجھنے دیتے ہیں۔ اور اس طرح خود بھی اور بعض مسکین طبع انسانوں کی بدبختی کے اسباب پیدا کرنے کے باعث ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک سادہ دل سلیم الفطرت انسان کو خدا ان غولان بیابانی سے بچائے۔ جو خود تو گمراہ ہو کر ڈوبے تھے۔ دوسروں کو بھی ساتھ لے ڈوبنے کے درپے ہیں۔ عبد مومن کی اُس حالت پر پہنچانے کے لئے جس میں وہ صفات اللہ کا ظل ہوتے ہیں۔ اسمار صفاتی کے متعلق کو سمجھنا ضروری ہے۔ خدا کی ذات اسمار صفاتیہ ہی کے آئینہ میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور وہ اپنے کامل مظہر میں ہی اپنی صفات کا عکس کو ڈالتا ہے۔ اور اسی نمونہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عبد مومن کے کان۔ اللہ کے کان ہیں۔ اور اُس کی آنکھیں۔ اللہ کی آنکھیں۔ اور اُس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور اس کے پاؤں۔ اللہ کے پاؤں۔ اور اُس کا فہم اسی ذات کا فہم ہے۔ خدا کے افعال جو اس کے صفات سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اُس انسان میں جس کو وہ عبد مومن کا خطاب عطا فرماتا ہے۔ مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔ خدا کی زندہ قدرت کا یہ انسان مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً اسمار حسنہ میں سے صفت رحمانیہ کی جلوہ گری اسم رحمان سے ہے۔ یہ صفت جس کا تقاضا خود ذات پاک پورا کر رہی ہے۔ وہ صفت ہے۔ کہ جس میں کسی عمل نیک یا بد کی جزا کا کچھ دخل نہیں ہے۔ اس کا ظہور اس

عالم میں عمومیت کا رنگ رکھتا ہے۔ اس صفت کا کافر کے کفر زندیق کے زندقہ۔ مرتد کے ارتداد۔ زانی کے زنا۔ چور کی چوری فاسق کے فسق اور مومن کے ایمان۔ پرہیزگار کی پرہیزگاری عابد کی عبادت۔ نیک بخت کی نیک بختی۔ اور صالح کی نیک کرداری کے ساتھ یکساں تعلق ہے۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جو کچھ دیا جائے۔ بلا معاوضہ کسی خدمت کے محض بے تعلقی سے دیا جائے۔ کھلایا جائے۔ پلایا جائے۔ دیا جائے دلایا جائے۔ کوئی کام کسی کا سنوارا جائے۔ غرض جو کچھ کیا جائے۔ محض بے تعلقی سے کیا جائے۔ کچھ غرض درمیان نہ ہو۔ جیسا کہ رحمان کو اپنی رحمانیت اور رب العالمین ہونے میں کچھ غرض نہیں ہے۔ اُس نے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اس کے کہ کوئی اس کو مانتا ہے۔ یا نہیں۔ یا اُس کی بندگی بجا لاتا ہے۔ یا نہیں۔ کس مذہب یا کس فرقہ کا ہے۔ دشمن ہے۔ یا دوست اپنی رحمانیت کے خوانچہ کو بچھایا ہوا ہے۔ اور قبل از پیدائش ابوالبشر کو بنی آدم کے لئے تقاضا رحمانیت سے سب کچھ جو اُس کی ربوبیت کے لئے ضروری ہے۔ پورا کر رہا ہے۔ اور محض رحمانیت کے فضل سے چاند سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ سب کو کام میں لگا رہا ہے۔ پس بہ لحاظ اس صفت رحمانیت کے۔ عبد مومن میں عام ہمدردی کا ایک ایسا سوز ہوتا ہے۔ کہ جو اُس کو بغیر کسی طرح کے نفع ذاتی کے مخلوقات الٰہی کے ساتھ رحم کرنے کا ایک جوش دلاتا ہے۔ اور اس جوش کی وجہ سے وہ خیر خواہی بنی آدم کے ایک ایسے منصب پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور ایسا مقام حاصل کرتا ہے۔ کہ اس مقام کے لحاظ سے وہ اظہار ہمدردی اور خیر خواہی میں کسی قوم یا کسی فرقہ کا لحاظ نہیں کرتا۔ اور صفت رحم کو ایسا عام کر دیتا ہے۔ کہ یگانے بیگانے میں اس حالت پر اسے کوئی غیر نہیں ہوتی۔ یہ ہی وہ منصب ہے۔ جس پر یہ قوم پہنچ کر چیدہ دلی سے اصلاح خلق پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس راہ میں ہر ایک دکھ اُٹھانے کے لئے بڑی رضامندی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس خدمت کے بجا لانے میں مال کو پانی کی طرح بہاتی ہے۔ جان کو ہر ایک خطرہ میں ڈالنے سے دریغ نہیں کرتی۔ ان کا خوان نعمت اسی صفت کے ظل کے نیچے آ کر ایسا فراخ ہوتا ہے۔ کہ کوئی خود اپنی بدقسمتی سے محروم رہ جائے تو رہ جائے۔ مگر یہ قوم خدا اپنے خوان کرم سے کسی کو محروم کرنا نہیں چاہتی ہے۔ پس عبد مومن کو اس مقام پر مخلوق خدا وہی نسبت ہوتی ہے۔ جو خدا کو اپنی مخلوق سے (باقی آئندہ)

پاک شاعری

قصیدہ مدحیہ در شان حضرت اقدس امام زمان از ہیچمیرز مہدی حسین عافاہ اللہ

اے خواص عیسوی نازل شدہ بر بام تو | مہدی آخر زماں خالق نہادہ نام تو
روبہ عدا افتادہ شہرہ در ہر نام تو | آنچہ دجال جہاں بنگر بدیل رام تو
وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ سچ ہے

آفریں حق شد بر کار نیک انجام تو | کفر در ایماں خزدا ز پرتو اسلام تو
ماہ کامل نے انفعال تو بہ زیر نام تو | مہر مہرے بر کشید صبح و شام تو
ہر دو در اسر مندگی از نور نشاں منجذب | در مہ رمضاں چو دیدند رونق ایام تو
ذوالفقار حیدری در دست تو خانق نہاں | کافر دین سر قلم از ضرب صمصام تو
کلک تو نشتر سپوز در گلوئے مشرکیں | جرگۂ اعدا پراگندہ کند الہام تو
احمد مرسل ترا اندر کنار خود کشد | در صف میداں چو بیند حملہ ضرغام تو
مہدی گم کردہ راہاں مصلح بر ناؤ پیر | الحیا الشیطاں بیا کاسہ اصنام تو
قیل للکفار قد جاء الحق امر نعم | ان تطیعوا تھتدوا کن لم تطیعو

اے بسا بار راشدہ شبلی و اولیاء مقتدا
ناز نامی شد غلام احمد فدا نام تو

مطلع دوم

آتش سینہ خاطرم ہیر دن سوز دار نام تو | تا کجا بینم فراق سرد دل آرام تو
چند نالم روز و شب در ہجر بے ہنگام تو | انتظاری تابہ کے در آمد پیغام تو
من سبکہ دم ازاں محروم از انعام تو | ورنہ در آفاق عالم بانگ زد قسام تو
اے خوشا وقتیکہ رخت خود بسوئے بر کشم | حبذا حینیکہ بندم بر کمر احرام تو
بارگاہ عالیت را بوسہ گاہ خود کنم | مسجد من مسجد فرخندگی فرجام تو
نقد جانرا بر کف پا بہ نہم شاداں شوم | روح را قربان کنم بر جسم گندم فام تو
لحظہ آرے عمر را در خدمت آرم بسر | ہمچو سایہ ز پیم گامی زنم بر گام تو
وادریغا من نتوز دوم کہ دور از تو بپا | یا الٰہی بہر در باشم ز فیض عام تو
من غریب بے نوا ہم تو نشستہ عالی مقام | لطف کن لطفیکہ باشد در خور اکرام تو
من بجان ساعت ترا دانستم ای ابر کرم | از حبیبی یافتم ہیچ نیازہ دام تو
از من مسکین بجاوز آسمان آید بسر | بر حبیبانیکہ اصحاب فہم الا فہام تو
دائمہ در وقتہ بالا ماندہ با قالب سلیم | از حیا پیشی نہادہ در نظر اقدام تو

دوستانت را ہمیشہ خرمی داد الصبب | در چہ ذلت زنند ہر دشمن خود کام تو
آنکہ عجز نواز نوع عنایات دہد | موجب یہ گشت با سند ہیبت دشنام تو

موج سرگرداں بحر معصیت ہیں معنر
بر کنار آید چو یابد جرعۂ از جام تو

جناب حکیم نور محمد صاحب موچی نکلوی

از دعائے مستجابت موج نور آید بہ نور
از سر مائے غفلت بستر د جام تو

محمود کی آمین

دوسرا ایڈیشن چھپکر طیار ہوگیا ہے۔ قیمت ۲/

قصیدہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ و ۶)

یعنی مسیح ناصری اللہ کے پیارے نبی | بااین حیات دنیوی ہیں بیاکر چرخ دام
ہیں چیزے اہل ریا کرتے ہو تم جور و جفا | کیوں دردتمنے کر دیا خوف خدا کے اکرام
ہیں حضرت عیسےٰ کہاں جو دیس آئینگے یہاں | ہے بے سرپایہ گماں خلاق عالم کی قسم
خالق نے فرمایا نہیں قرآن نے بتایا نہیں | حضرت نے بتلایا نہیں ہیں عیسیٰ زیر زمیں
قرآن کیا کچھ دو رہے دیکھو جو منظور ہے | عیسےٰ کا کچھ تو ہے یا فوت ہوئے ہیں رقم
علامہ شیخ علی مہیر فانی عیسیٰ تو | لیکن یہ بانیر مولوی نے کیا کریں ہیں برہم
لوگو کرو خالق کا ڈر دیکھو اپنی علم پہ | کتنی ہیں کیا اہل نظر دیکھو بس سو کر سہم
مالک نے فرمایا ہے کہ کیا کیا اثر فہیم نے لکھا | کیا ہے محمدؐ نے کہا کیا کہتی ہیں برحرم
فرزند عم مصطفےٰ ارشاد فرماتے نہیں کیا | دیکھیے جسے ہو نشاں نے کیا ہی نکہ رہیں قسم
قول جناب عائشہؓ طبرانیمیں ہے یوں لکھا | یعنی مسیح با صفا راہی ہوئے سوئے عدم
ان سبکا ہی یہ قول جب لائے ہم کہتی ہیں کیا کب | کیا کرتے ہو لوگو غفلت کئے ہو تم کیا ستم
بار آؤ ان عادت سے خوش ہو سبھالتے | ثابت ہے بس کہ بات ہے مسیح دیکھ تم
جبتک ہے فرمان خدا جب یہ قول مصطفےٰ | پھر انکے بعد عذر کیا کرو سر تسلیم خم

لے بن احمدؐ۔ دیکھو سراج منیر ۱۲ ۔ دیکھو مجمع بحار الانوار جلد اول ۱۲
ے دیکھو سراج السالکین ۱۲ سے بن اسمعیل صاحب صحیح بخاری شریف دیکھو
بخاری شریف کتاب التفسیر آیہ شریفہ یا عیسیٰ الخ وانہ فلما توفیتنی الخ
شہ ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ دیکھو صحیح بخاری شریف
زیر آیت یا عیسیٰ انی الخ ۱۲

بہ آؤ ظلم و جور کیا اے ہما راسد ہوا | دیکھو وہ نمو ہی حال غلام احمدؑم
نزول شبہ بحر و لنسٹر ہما ذی گو سید | انتقام ستی ہے اگر یا دنہ مطلق بیش و کم
ہیں نیچر کا واقعہ تھا یہ کہ قول مصطفےٰ | وہ ہو تم پورا ہو گیا پھر طرح ما نہیں ہیم
مسیلمہ نجیر و شیر زمین تھا کفر ا ہو پھیل | آ جائیے ہم تم ٹھوکر کر سکے زن لیا تازہ دم
عیسیٰ نے ہی آیا آ گیا ہے یہ ہیں دیر | یا اور اسکے ماسوا یہ ہم پر یہ ہند و درم
المختصر کل اشتقاق اسکو منتا با آپ کیا | پہچان سبکو کر دیا حجت نہ اسکی کم
و جانشین اسلام ہے اسکا یہی کلام ہے | مصروف صبح و شام ہے اسکا ہر وہ دیکھتم
وہ عزو جاہ قوم ہے دیاوہ قوم ہے | وہ خیر خواہ قوم ہے قوم اور بہت ستم
اے قوم یہ ہے خدا تو اپنی غدر سے باز آ | کر اپنی حالت پر ذرا تو آپ ہی لطف کرم
اے امت شاعر بی فرد پا کسکو لقب | یہ کیا کیا تو نے غضب کیا کیا تو نے ستم
وہ کہتا ہے مسیحی ہوں عیسیٰ موعود ہے | اسکا عدو مردود ہے نزد خدائے اکبرم
ہاں ہے وہ منظور خدا ہاں ہے وہ مامور خدا | ہاں ہے وہ پر نور خدا لایا ہے سلطان القلم
عالم میں یکی خوبیاں ہیں جلوہ گر خورشید سا | معروف ہیں اسکی زباں مشہور ہے اسکا قلم
کیا لب ہیں کیا تقریر ہے کیا با کیا تاثیر ہے | کیا ہاتھ کیا تحریر ہے پر زور ہے کتنا قلم
اسکے مقابل میں ادیب کہتے تنی ہیں تب | جملہ فصیحان عرب خاموش ہیں مثل عجم
وہ شہسوار میدان اگر ہو جنگ پر | بھاگیں عدو بدگہر نہ ٹھہریں کر آ ایکدم
ترساں ہے جمع و دل زاں ہے انبوہ گراں | ہے اسکی کلک زباں گویا کہ شمشیر دو دم
جو عزت دین و مسیح کی جو دیں ہے اسکی عظمت | جو خدمت دین اسکی کی عاجز ہیں لکھنے سے قلم
تھکہ سپہر گر پرکی مشتعل شمس و قمر | چکر لگائے دربدر گاہے عرب گاہے عجم
لیکن الہی کوئی بشر اسکا نظر آئی نظر | ہے غیر ممکن سربسر اسکا کہیں ہیں ہم
پر اسکی توصیف و ثنا کیا کر سکے کوئی بتا | ابدل تو کر اب یہ دعا آمین کہتے جائیں ہم
اے خالق ارض و سما آے مالک ہر سرا | دے تو نہیں فہم و ذکا ان لیں اہل ستم
آپسکے جھگڑے دور ہو مل جل کے سب ہو ربہ | بغض و حسد مفرور ہو مفقود ہو رنج و الم
دجال بداطوار پر عیسیٰ کو دے فتح و ظفر | خدا ہم دل شاد کرا ذوالجلال ذوالکرم

گر ختم اب یہ داستاں کیا تو ہے کیا تیرا بیاں
مختار روک اپنی زباں مختار تھام اپنا قلم

ہمارے معزز ناظرین۔

زر چندہ یعنے قیمت اخبار کے بھیجنے کی طرف توجہ فرماویں کیونکہ روپیہ کا کام روپیہ سے چلتا ہے۔ مینیجر

ایک عیسائی کے چار سوال

اور

اونکا جواب

(سوال اول) محمد مصطفےٰ صلعم کی تعلیم اگلے نبیوں کے موافق اور مطابق ہووے۔ کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ خدا کی کلام میں اختلاف ہو۔

(جواب) توریت استثنا ۱۳ باب ۱-۵ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا تمکو کوئی نشان یا معجزہ دکھلاوے۔ اور وہ بات جو اوس نے دکھائی واقع کے مطابق ہو۔ اور وہ نبی معجزات دکھلانے والا اگر ایسے معبودوں کی طرف بلائے۔ جنہیں تم نے نہیں جانا۔ اور کہے آؤ۔ ان کی بندگی کریں۔ تو ایسے نبی کے کہنے پر کان مت دھرو۔ کیونکہ وہ آزمایش ہے۔ اور ایسا نبی قتل کیا جاویگا۔

پادری صاحب غور کرو۔ کتاب استثنا سے یہہ تین امر ظاہر ہوتے ہیں۔ ۱ کاذب اور جھوٹے بھی معجزات دکھلا سکتے ہیں۔ ۲ جو نبی ایسے غیر معبودوں کی طرف بلائے۔ جنہیں بنی اسرائیل نہیں جانتے۔ وہ جھوٹا ہے۔ ۳ جھوٹا نبی معجزات دکھلانے والا مارڈالا جاویگا۔

اس پر سب سے پہلے تو یہ لطیفہ ہوگا۔ کہ آپ یہہ بتلائیں۔ کہ وہ بھی ابن مریم یا اس روح کو جو تثلیث کی متمم ہے۔ خدا جانتے تھے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس جب بقول آپ لوگوں کے مسیح نے خدا بیٹا اور خدا روح القدس کی عبادت کے لئے بلایا۔ اور بنی اسرائیل کو ایسے معبودوں کی طرف کھینچنا چاہا۔ جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ تو بے شک اگرچہ انہوں نے معجزات دکھلائے۔ تب بھی بقول عیسائیوں کے بطور استثنا ۱۳ باب ۱-۵ سچے نہ تھے۔ بلکہ مسیح نے ایسے خدا باپ کی طرف بلایا بھی جو محدود رحم میں مجسم ہوا اور یہودیوں کے ہاتھ سے پیٹا گیا۔ تو بھی وہ بنی اسرائیل کا جانا ہوا خدا نہیں۔ غرض جس کی طرف مسیح نے بلایا۔ پھر حرہ یہ کہ مسیح بقول آپ صاحبوں کے مار ڈالے گئے۔ اور یہ بھی جھوٹے نبی کی سزا تھی۔ [illegible] استثنا ۱۳ باب ۱-۵ نتیجہ [illegible] ہے۔ اوس نبی پر اس خاتم الانبیاء پر اور

اوس رسول پر جس نے بنی اسرائیل کو اوسی خدا کی طرف بلایا۔ جسے وہ جانتے تھے۔ اور اوسی معبود کی عبادت کی طرف اُن کو جھکانا چاہا۔ جس کی عبادت کی طرف اُن کے آباؤ اجداد نے جھکانا چاہا تھا۔ شک ہو۔ تو پڑھو۔ **ام کنتم شہدا** الخ۔ سورۂ بقر پارۂ اول رکوع ۱۶۔ ترجمہ۔ کیا تم حاضر تھے۔ جس وقت کہ یعقوبؑ کو پہونچی موت۔ جب کہا۔ اُسنے اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجوگے پیچھے میرے۔ کہا ہم عبادت کرینگے تیرے اور تیرے باپ دادوں کے یعنے ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے رب کی۔ وہی ایک رب اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں۔

مگر یاد رہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل کو اُن کے جانے ہوئے خدا کی طرف نہیں بلایا۔ اور پھر بقول عیسائیوں کے مارے گئے۔ جس سے صاف جانا جاتا ہے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔ پس اے پادری صاحب میری عرض یہ ہے۔ **تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا** الخ سورۂ آل عمران پارۂ ۳۔ رکوع ۱۵۔ ترجمہ۔ اے کتاب والو۔ آؤ۔ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں۔ مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراویں۔ اوس کی کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپس میں ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے۔

اور حضرت محمدؐ کی صداقت اور معجزہ یہہ ہے۔ کہ ایک طرف توحید کی تسلیم کی۔ اور شرک سے جو ایسے معبودوں کی طرف بلانا ہے۔ جس کو بنی اسرائیل نہیں جانتے۔ منع فرمایا۔ **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ شیئاً** الخ۔ سورۂ النساء۔ پارہ ۵۔ رکوع ۱۴۔ ترجمہ اللہ یہ نہیں بخشتا۔ کہ اُس کا شریک ٹھہراوے اور اس سے نیچے کے گناہ بخشتا ہے جس کو چاہے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ دور پڑا بھولکر۔ پھر فرمایا۔ **واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً** الخ۔ ترجمہ۔ عبادت کرو اللہ کی۔ اور اُس کے ساتھ ساجھی نہ کرو کچھ۔ اور دوسری طرف اپنے بچاؤ پر تمام مجالس میں قرآن شریف کی یہ آیت سُنائی۔ اور صاف بتایا۔ کہ میں مارا نہ جاؤنگا۔ **یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک** الخ۔ سورہ مائدہ۔ پارۂ ۶۔ رکوع ۱۳۔ ترجمہ۔ اے رسول پہونچا دے جو اوترا تیرے رب سے۔ اور اگر یہ نہ کیا۔ تو تونے کچھ نہ پہونچایا اوس کا پیغام۔ اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگوں سے۔

(آپکا دوسرا سوال) جو شخص دعوے پیغمبری کرے۔ چاہیے۔ کہ ظاہری دلیل رکھتا ہو۔ یعنے پیشگوئیاں اور معجزات۔

(جواب) مرقس ۱۶ باب ۱۷-۱۸ میں لکھا ہے۔ کہ جو ایمان لائیں گے۔ وہ میرے نام سے دیو نکالیں گے۔ اور نئی نئی بولیں بولیں گے۔ سانپوں کو اوٹھالیں گے۔ مہلک چیزیں پئیں گے۔ اور اُن کو نقصان نہ ہوگا۔ بیماروں کو ہاتھ رکھکر چنگا کریں گے۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک عیسائی مومن معجزات دکھاتا ہے۔ پس آپ کی انجیل کے رو سے معجزہ نبوت کے لئے لازمی دلیل ہی نہ ہوا۔ جب مسیح نے یہہ کرشمے عامہ مومنین کے لئے نشان ٹھہرائے۔ تو صرف معجزات خاصۂ نبوت نہ ٹھہرے۔

پادری صاحب غور کرو۔ تم میں سے بھی کوئی صاحب ایمان ہے۔ اگر ہے۔ تو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر ذرا اپنے آپکو پرکھ کر دکھلاؤ۔ اگر کہو کہ ان کرامات اور معجزات کی مسیح کے وقت ضرورت تھی۔ اب اُنکی ضرورت نہیں۔ تو پھر انصاف سے کہو۔ محمدؐ صاحب کیوقت ان کی ضرورت کیوں مانتے ہو۔ تم کو کس امر نے مجبور کیا۔ کہ تم اپنی بے ایمانی کو جو مرقس سے ثابت ہوتی ہے۔ عدم ضرورت سے چھپالو۔ اور محمد صاحب کے واسطے معجزات کی تجویز کرو۔

اب آنحضرت کی پیشین گوئیاں سُن لو۔

(۱) **قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا**۔ پارۂ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل۔ رکوع ۹۔ ترجمہ۔ تو کہدے اے محمد اسلام آیا۔ اور شرک بھاگا۔ بے شک شرک بھاگنے والا ہے۔ یہہ زبردست پیشین گوئی فتح مکہ کے دن پوری ہوئی۔

(۲) **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً فعصیٰ فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلاً**۔ پارۂ ۲۹ سورۂ مزمل رکوع ۱۔ ترجمہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ گواہ تم پر۔ جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ پس فرعون نے اوس رسول کا کہا نہ مانا۔ پھر ہم نے اُس کو ہلاک کرنیوالی پکڑ سے پکڑا۔

اس جگہ باری تعالےٰ اپنے پاک کلام میں ہاں صادق کلام میں نبی عرب کو موسےؑ کا مثیل ونظیر فرماکر اہل عرب سے خطاب کرتا ہے۔ کہ جیسے فرعونی موسے کے عصیان کے باعث تباہ ہوئے ویسے ہی اس نبی کے عاصی اور مخالف بھی تباہ اور ہلاک ہوجاینگے

پھر فرمایا۔ (۳) وماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم سپارہ
۹۔ سورۂ انفال۔ رکوع ۴۔ ترجمہ جب تک تو اے رسول
ان میں ہے۔ اللہ ان پر عذاب نہ اتاریگا۔ پھر اس پیشین گوئی
کا وقت صاف صاف بتا دیا۔ اور اس کی میعاد بھی بتا دی۔ فرمایا
قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا
تستقدمون۔ سپارہ ۲۲۔ سورۂ سبا۔ رکوع ۴۔ ترجمہ
تو کہہ دے کہ تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہے۔ کہ
اوس سے ایک ساعت ادھر ادھر نہ کر سکو گے۔

اللہ اللہ یہہ پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی۔ عادۃ اللہ
قدیم سے اسطرح پر ہے۔ کہ جن قوموں نے ہادیان برحق
کی نصیحت نہ سنی۔ اور اُن کے دل سوز مشفقانہ کلام پر دھیان
نہ کیا۔ ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی میں گرفتار ہوئے۔ اور جھوٹے
نبی کا نشان یہہ بتایا گیا ہے کہ وہ قتل کیا جاوے گا۔ اور جو
اس نبی کی بات نہ مانیگا۔ سزا پائے گا۔ اب کفار عرب اس
سچے رؤف و رحیم ہادی کو جھٹلا چکے ہیں۔ طرح طرح کی اذیتیں
اور دل کو جلا دینے والے آزار دے چکے ہیں۔ چونکہ وہ
نبی صادق و مصدوق ہے۔ اور وہ نبی وہ ہے جس کی
نسبت موسیٰ اور عیسیٰ بڑے فخر سے بشارت دیتے چلے
گئے۔ اب اعدائے [illegible] کلمۃ اللہ پر سخت انتقام
آمادہ ہوئے کہ اون کے دشمنان دین حق کو ہلاک کیا چاہتے ہے۔
مگر باری تعالیٰ یا ایہا [illegible] رسول سے فرماتا ہے۔ کہ جب تک
تو ان لوگوں میں موجود ہے۔ جب تک سرزمین مکہ میں۔ اون پر
عذاب نہ ہو گا۔ اور حق تعالےٰ نے ایک سال اس کی میعاد مقرر
فرمائی ہے۔ [illegible] بلا تقدم و تاخر ایک ساعت
کے یہہ واقعہ [illegible] ہو جائے گا۔ قدرت حق کا کرشمہ
مشاہدہ [illegible] ٹھیک ایک سال بعد پورا
[illegible] جس کا سرغنہ ابوجہل تھا۔
آں حضرت کے قتل کی مشورت کی۔ اسی واسطے ۱۵ جولائی
۶۲۲ء کو جمعہ کے دن آپ نے مکہ سے ہجرت کی۔
اور مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ دوسرے سال یعنی
۶۲۳ء میں بدر کا معرکہ ہوا۔ جس میں وہ سب
معاندین اور مخالفین تباہ اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے
الحمد للہ۔ اس کے علاوہ اس قدر مکی حضرت کی پیشین
گوئیاں موجود ہیں۔ کہ چھوٹے سے رقعہ میں اون کی گنجائش
نہیں۔ اگر ضرورت ہو تو جس قدر آپ چاہیں لکھ سکتا ہوں۔
اب لیجئے حضرت مسیح کی سنئے۔ آپ فرماتے ہیں قوم
پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھیگی۔ کال اور

وبائیں پڑیں گی۔ اور بڑے بڑے زلزلے واقع ہونگے
متی ۲۴ باب ۷۔ اپنے شاگردوں کو فرمایا۔ جو کوئی اپنی جان
بچانی چاہے۔ اوسے کھوئیگا۔ اور جو کوئی میرے لئے
اپنی جان کھوئے۔ اوسے پائے گا۔ متی ۱۶ باب ۲۵۔
آپ نے پطرس کو فرمایا۔ روحی پطرس نہ جو رسول اور
صاحب کتاب ہوا۔ اور جس نے بڑی دلیری اور جرأت
سے دوستانہ [illegible] دن کہہ کر تین بار انکار کیا۔ میں آسمان
کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا۔ اور جو تو زمین پر بند
کریگا۔ آسمان پر بھی بند ہوگا۔ اور جو تو زمین پر کھولے
آسمان پر بھی کھلا ہوگا۔ متی ۱۶ باب ۱۹۔ اور شاگردوں
سے فرمایا۔ کہ میرا پیالہ پیوگے۔ اور وہ بپتسما جو
میں پاتا ہوں پاؤگے۔ متی ۲۰ باب ۲۳۔

پہلی پیشین گوئی۔ اگر اسے پیشین گوئی کہہ سکیں
برخلاف قانون قدرت کی استمراری واقعات کا استنباط
ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت
پر بادشاہت کا چڑھنا۔ اور کال اور زلزلے اور وبال
کا واقع ہونا۔ نیچر کی ایسی عادات میں سے ہے۔ کہ اس
کی نسبت کسی ایک کا بلا تعیین وقت اور گول مول پیشین
گوئی کرنا کبھی بھی غلط نہیں جا سکتا۔

دوسری اور تیسری پیشین گوئی کی بنا محض ترغیب
اور ترہیب پر ہے۔ اس قسم کی باتیں منصوفانہ قیاس
سے بڑھ کر کچھ رتبہ نہیں رکھتیں۔ پطرس کی کوئی
خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ غیر مقلد ضعیف ریفارمر ایسی
ہی خیالی ٹوٹکوں چٹکلوں سے تو دل بہلایا کرتے ہیں۔ اور
کس کس کو ذرہ ذرہ سی بات پر آسمان و زمین کی چابیاں
نہیں دیا کرتے۔ ایسی باتوں کے لئے فطرتی خارجی
شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ یہہ حساب۔ دوستان دردل
کا سا معاملہ ہے۔

چوتھی بات کچھ محتاج بیان نہیں۔ یہود کی سخت
ہیبت ناک عداوت نے اوس حلیم مسکین انسان کو
کمال بے چین اور بے دل کر رکھا تھا۔ جان کے لالے
پڑے ہوئے تھے۔ زندگی کا رشتہ ٹوٹتا نظر آتا تھا۔
چاروں طرف دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے تھے۔
صرف دو چار ٹوٹے ہوئے انیس و جلیس گرد و پیش بیٹھے
معلوم ہوتے تھے۔ بیشک آنے والی زبردست مصیبت
کا مقابلہ اور اپنا اور اپنے حامیوں کا ضعف عادتاً اس
قسم کے یاس کے کلمات منہ سے نکالنے پر ایک بے

بس انسان کو مجبور کر دیتا ہے۔
(آپ کا تیسرا سوال یہہ ہے) کہ اُس کے اعمال اور
چال چلن سے خدا کی بزرگی اور جلال ظاہر ہو۔
(جواب) اس کے لئے ہم آپ کے بھائیوں کی تصدیق
پیش کرتے ہیں۔ ذرا دل کے کان کھول کر غور سے پڑھو اور
بے ایمانی اور تعصب کو دل سے دور کر کے منصفانہ مزاج بنا کر
انصاف کرو۔

(۱) واشنگٹن اروینگ اپنی انگریزی کتاب موسومہ لائف
آف محمدؐ کے صفحہ ۲۴۹ میں لکھتے ہیں۔ کہ اون کے اوائل زمانہ
سے وسط حیات تک کے حالات سے تو ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا
کہ اُن کو ایسے ناراست اور عجیب فریب سے جس کا اون پر الزام
لگایا گیا ہے۔ کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا حصول
مال مقصود تھا۔ خدیجہؓ سے ازدواج سے تو فی الحال وہ صاحب
ثروت ہو چکے تھے۔ اور اپنی دعویٰ ادعائی کے اظہار سے تو
سالہا سال پیشتر اونہوں نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ مجھے
اپنے سرمایہ کے اضافہ کی خواہش نہیں۔ تو کیا حصول جاہ
مراد تھا۔ حالانکہ وہ پہلے ہی اپنے وطن میں عقل اور امانت
میں رفیع المرتبہ۔ اور قریش کے عالیشان قبیلے اور اوس
کے معزز و ممتاز شعبہ میں سے تھے۔ تو کیا حصول منصب
مطلوب تھا۔ مگر کئی پشتوں سے تو تولیت کعبہ اور امارات
حرم خاص اونہیں کے قبیلے میں تھی۔ اور اون کو اپنی
وقعت اور حالات سے اور بھی عالی مرتبہ ہونے کا یقین تھا
لیکن جس دین میں اونہوں نے نشو و نما کی تھی۔ اوسی
کو جڑ سے نکالنے میں تو اونہوں نے ان سب منافعہ کی بیخ
کنی کر دی۔ حالانکہ اسی مذہب پر تو ان کے قبیلے کی جاہ
و عزت کا دار و مدار تھا۔ اس کی بیخ کنی کرنے سے ضرور
ہوا۔ کہ اون کے اقربا کی عداوت اور اہل شہر کے غیظ و غضب
اور تمامی اہل ممالک عابدین کعبہ کی دشمنی و عناد پیدا
ہو گیا۔ ان کی تشئیب خدمات نبوت میں کوئی شئی ایسی
روشن اور صریح نہ تھی۔ جو ان کے ان مصائب کی اجر ٹھیل
ہوتی۔ اور جس کے طمع کے دھوکے میں پڑتے۔ بلکہ برخلاف
اس کے اس کی ابتدا تو اشتباہ و اختفا میں ہوئی۔ بہر حال
تک تو اوس میں کوئی عمدہ کامیابی نہ ہوئی۔ جیسے جیسے
اونہوں نے اپنی تعلیمات کا اظہار اور وحیوں کو آشکار کیا ویسی
ہی اور اوسی قدر لوگوں نے اون سے ہنسی اور ٹھٹھا اور بُرا کہنا
شروع کیا۔ اور آخر کو بُری طرح سے اذیتیں دیں۔
(۲) راڈویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف میں صفحہ ۲۳۔

مطبوعہ ۱۸۶۱ء میں لکھتے ہیں۔ کہ دلیلوں سے ثابت ہے۔ کہ محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے۔ کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑا دیں۔ اور یہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش اون کی یہ تھی۔ کہ سب سے بڑے امر حق یعنے توحید الٰہی کا جو اونکی روح پر بدرجۂ غایت مستولی ہو رہی تھی۔ اشتہار کریں

(۳) ڈاکٹر اسپرنگر اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ ۸۹ میں لکھتے ہیں۔ محمدؐ تیز فہم اور نہایت مرتبہ کے عالی نظر تھے۔ صاحب رائے۔ صائب۔ اور عالی مذاق تھے۔ گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر بہت کرکے تو شاعر تھے۔ اور قرآن شریف کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اوس کے عمدہ فضائل ہیں۔ اون کے خیال میں ہمیشہ خدا کا نقشہ رہتا تھا۔ اون کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی۔ اور اوگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا۔

علاوہ ازیں اور بہت سے ثبوت موجود رکھتا ہوں۔ جو آپ کے طلب کرنے پر پیش کر سکتا ہوں۔ یہ ثبوت آپ کے بھائی عیسائی صاحبوں کے ہیں۔ جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ اون کو نکال کر دیکھ لو۔

آپ کا چوتھا سوال یہ ہے۔ کہ جبراً اونہوں نے ابھی تعلیم تبدیل کروائی۔

ہم (جواب) اے تنہا الذب یہ تیرا محض افترا اور جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ قرآن میں مومن اور محمدی مسلمان بننے کے واسطے پہلے امر لازمی اور ضروری ہے۔ کہ دل کے کمال خلوص سے اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمدؐ صاحب کی نبوت اور قیامت وغیرہ باتوں پر پورا یقین ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جبر اور زور سے دلی عقیدہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس جبر سے محمدی مسلمان بنانا ممکن ہی نہیں۔ قرآن کی آیات ذیل پر غور کرو۔ صاف ظاہر کرتی ہیں۔ کہ جبر و اکراہ سے محمدی مسلمان بنانا جائز نہیں

(۱) لا اکراہ فی الدین الخ سورۂ بقر پارہ ۳۔ رکوع ۳۴۔ ترجمہ۔ اسلام میں جبر نہیں ہے۔ ہدایت اور گمراہی میں کھلا فرق ہو گیا۔ اے پادری صاحب کیسے صاف طور سے قرآن شریف نے اکراہ اور جبر کی نفی کی ہے۔

(۲) افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین۔ پارہ ۱۱۔ رکوع ۱۵۔ سورۂ یونس۔ ترجمہ۔ کیا اے محمدؐ تو لوگوں کو مومن بننے کے واسطے مجبور کرتا ہے۔

جن لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ اسلام تمام مذاہب میں ایسا سخت مذہب ہے۔ کہ اپنے سوا دنیا پر ہر ایک مذہب کو تلوار سے استیصال کرتا ہے۔ اور لڑائی اور زور سے دوسرے مذہب کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں کی غلط فہمی آیات مذکورۃ الصدر سے بالکل ظاہر ہے۔ اور اسلام اور صاحب اسلام اور اوس کے جانشینوں خلفائے راشدین کے اس چال چلن سے صاف آشکارا ہے۔ کہ اسلام میں صلح یا فتح کے بعد رعایا اور صلح سازوں کو خواہ مخواہ مسلمان نہیں کیا جاتا۔ کیا رسول خدا محمدؐ مصطفٰے کے وقت خیبر کے باشندوں کو جو یہود تھے۔ اپنے مذہب پر نہیں رکھا گیا۔ اور یہودان خیبر کے لئے صلح کے بعد یہودیت پر عمل درآمد کرنے کے لئے کوئی روک ٹوک تھی۔ کیا نجران والے عیسائیوں پر تشدد کیا گیا ہے۔ کہ تم عیسائی مذہب کو ترک کرو۔ کیا بیت المقدس کی فتح کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے یروشلم کے یہودیوں اور عیسائیوں کو وہاں آباد ہونے نہیں دیا۔

اے نئے پادری ذرا آنکھیں کھول اور کتب سابقہ تواریخ وغیرہ کو دیکھ۔ تا تجھکو یہ حال بخوبی معلوم ہو جاوے کہ اصل بات کیا ہے۔ صرف اون دو چار زبانی اعتراضوں پر تو بڑا پادری بن بیٹھا ہے۔ جو تجھے تیرے کسی عیسائی بنانے والے نے بتلا دیئے ہیں۔ ذرا انصاف کو کام میں لاؤ۔ اور آنکھوں کے ناخن اوتروا کر کتابیں دیکھو۔

سر ولیم میور صاحب کا فقرہ کیسا صاف صاف بتلاتا ہے۔ کہ شہر مدینہ کے ہزاروں مسلمانوں میں سے کوئی ایک شخص بھی بزور و اکراہ اسلام میں داخل نہیں کیا گیا۔ اور مکہ میں بھی آں حضرتؐ کا یہی رویہ اور سلوک رہا۔ بلکہ اون سلاطین عظام (محمود غزنوی سلطان صلاح الدین اورنگ زیب) کی محققانہ اور صحیح تواریخ میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔ کہ کسی شخص کو اونہوں نے بالجبر مسلمان کیا ہو۔ ہاں ہم اون کے وقت میں غیر قوموں کو بڑے بڑے عہدوں اور مناصب پر ممتاز و سرافراز پاتے ہیں۔

پس کیسا بڑا ثبوت ہے۔ کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصد ملکی کے اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اوٹھائی۔ کیا آپ کو اپنے اوس مسیح پر گھمنڈ ہے جو متی باب ۵۔ آئت ۲۱ میں کہتا ہے۔ کہ جو مجھے خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا۔ یا جس کی تعلیم یہ ہے۔ کہ جو کوئی تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے۔ بائیں بھی اوس کے آگے رکھ۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جاوے۔ تو دو کوس چلا جا (متی ۵ باب۔ آئت ۳۹)۔ پادری صاحب چاہئے۔ کہ میں آپ کو اپنا اسباب اوٹھوا کر سیالکوٹ تک بیگار پر لے جاتا ہوں۔ آپ میرا اسباب وزیر آباد تک چھوڑ آئیں (آئیے) اگر اپنے مسیح کے سچے تابع دار ہو۔ یا وہ مسیح جس سے فقیہ لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ اور وہ جواب دیتا ہے۔ کہ اس زمانہ کے حرام کار اور بد لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوائے اون کو کوئی نشان دکھلایا نہ جاویگا (متی باب ۱۲ آئت ۳۹)۔

پھر وہ مسیح جس سے ایک عورت سوال کرتی ہے۔ کہ ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر پرستش کی۔ اور تم کہتے ہو کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنی چاہئے۔ یروشلم ہے۔ تو اوسکا جواب چونکہ مسیح سے کچھ صاف بن نہیں آیا۔ تو کہہ دیا کہ اے عورت میری بات کو یقین رکھ۔ وہ گھڑی آنے والی ہے۔ جس میں تم نہ تو اس پہاڑ پر اور نہ یروشلم میں باپ کی پرستش کروگے۔ یوحنا باب ۴۔ آئت ۲۱۔

کیا ایک صاف دل انسان یہ کلام خدا کا کلام مان سکتا ہے۔ اور اوس عاجز انسان کو خدا مان سکتا ہے۔ جو اتنا فیصلہ بھی نہیں کر سکا۔ کہ ہمارا اصلی کعبہ کونسا ہے۔

حال میں ایک لبرل دین عالم نے عیسائیوں کی انجیل مقدس کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ میری رائے میں کسی دانشمند آدمی کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے۔ کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے۔ صرف اسی قدر ضرورت ہے۔ کہ وہ انجیل کو پڑھے۔ پھر صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ انجیل کو اس طرح پڑھو۔ کہ جیسے تم کسی اور کتاب کو پڑھتے ہو۔ اور اوس کی نسبت ایسے خیالات کرو۔ جیسے کہ تم کسی اور کتاب کی نسبت کرتے ہو۔ اپنی آنکھوں سے تعظیم کی پٹی نکال دو۔ اور اپنے دل سے خوف کے بھوت کو بھگا دو۔ اور دماغ اوہام سے خالی کر۔ در تب انجیل مقدس کو پڑھو تو تمکو تعجب ہوگا۔ کہ تم نے ایک لمحہ کے لئے بھی کیوں کر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقل مند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا۔

سو پادری صاحب آپ بھی براہ مہربانی اپنے بھائی کے کہنے پر چند منٹ کے واسطے عمل کرکے دیکھ لیں۔ تو آپ کو بھی بخوبی روشن ہو جائے گا۔ ضرور اس پر عمل کرو۔

پھر مذہب عیسائی جس کے خاص بڑے زور شور سے اپنے خدا کو جس کا نام اونہوں نے یسوع مسیح رکھا ہے

بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک اسرائیلی **آدمی** مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۳ برس کی عمر پا کر اس دار فنا سے گذر گیا۔

جب ہم سوچتے ہیں۔ کہ کیوں کر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کر کے پھر بھی اپنے مطلب سے نامراد رہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا۔ اور بقول عیسائیوں کے سولی پر کھینچا گیا۔ اور ایلی ایلی کرتا مر گیا۔ تو ہمیں ایک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کہ کیا ایسے انسان کو جس کی دعا بھی جناب الٰہی میں قبول نہ ہو سکی۔ اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہوا مر گیا۔ قادر خدا کہہ سکتے ہیں۔ پادری صاحبان ذرا اوس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ جب کہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر ہتھکڑی ہاتھ میں زنجیر پاؤں میں چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودیس کی طرف بھیجا گیا۔ اور طمانچے کھاتا ہوا۔ گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس حالت پر ملال میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پیلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا تھا۔ اوس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کیا گیا۔ اور اونہوں نے ایک دم میں اوس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔ **سبحان اللہ کیا یہی خدائی کی شان ہے۔**

یسوع سے یہودیوں نے صلیب پر کھینچ کر کہا تھا۔ کہ اگر تو اب اپنے آپ کو بچا لے۔ تو ہم تیرے پر ایمان لاوینگے۔ تو وہ اون کے سامنے اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ ورنہ اپنے تئیں بچانا کیا کوئی بڑا کام تھا۔ صرف اپنی روح کو اپنے جسم کے ساتھ جوڑنا تھا۔ سو اس کمزور کو جوڑنے کی بھی طاقت نہ ہوئی۔ پیچھے سے پردہ داروں نے باتیں بنا لیں۔ کہ وہ قبر سے زندہ ہو گیا تھا۔ مگر افسوس کہ اونہوں نے یہہ نہ سوچا۔ کہ یہودیوں نے تو یہ سوال کیا تھا۔ کہ ہمارے روبرو ہمیں زندہ ہو کر دکھلا دے۔ پر جبکہ اونکے روبرو زندہ نہ ہو سکا۔ اور نہ قبر سے زندہ ہو کر اون سے ملاقات کی۔ تو یہودیوں کے بلکہ ہر ایک محقق کے نزدیک اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ حقیقت میں زندہ ہو گیا تھا۔ اور جب تک ثبوت نہ ہو۔ تب تک اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ قبر میں لاش گم ہو گئی۔ تو اس سے زندہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ عند العقل یہی ثابت ہوگا۔ کہ کوئی چورا کر لے گیا ہوگا۔ دنیا میں اس قسم کے آدمی بہتیرے گذرے ہیں۔ مثلاً ایک بابا نانک صاحب کو دیکھ لو۔ کہ ا لاکھ سکھ صاحبان کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ درحقیقت وہ مرنے کے بعد معہ اپنے جسم کے بہشت میں چلے گئے۔ اور نہ صرف اعتقاد بلکہ اون کی معتبر کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ اب کیا عیسائی صاحب قبول کر سکتے ہیں۔ کہ حقیقت میں بابا نانک معہ اپنے جسم بہشت میں چلے گئے۔

افسوس ہے۔ کہ عیسائی پادری اوروں کے لئے تو فلسفہ یاد دلاتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی نامعقول باتوں سے فلسفہ کو بالکل بھی پاس نہیں دیتے۔ اے صاحبان ذرا غور کرو۔ اور عقل سے کام لو۔ ایسے فرضی خدا پر بھروسہ کرنا جو اپنا آپ بھی بچا نہیں سکتا۔ کچھ فائدہ نہیں پہنچائیگا۔ آؤ آؤ۔ جلدی آؤ۔ دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ جو حق اور راستی سے بھرا ہوا ہے۔

میں اس کو اور بھی زیادہ لکھتا۔ مگر عقلمند اور سمجھ والے کے واسطے کافی ہے۔ اور بے عقل کے آگے دفتروں کے دفتر بھی فضول ہیں۔ **والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ** اے۔ مکرر یہ کہ جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نے نیز مولوی نور الدین صاحب نے آپ کے سامنے بڑے بڑے مفصل ثبوت رکھ دیئے ہیں۔ اور زیادہ ضرورت ہو۔ تو اون کی کتابیں منگوا کر مطالع کرو۔ اور ضرور مطالع کرو۔ تاکہ تمہیں انشاءاللہ تعالیٰ راہ راست پر لاوے۔ آمین ثم آمین۔

فقط۔

اخبار محمڈن لکھتا ہے۔ کہ ۱۸۹۷ء سے انگلستان میں اسلام نے بہت کچھ ترقی کی۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ بہت کچھ ترقی ہوگی۔ سال بسال نومسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی ہے۔ چنانچہ ۹ جنوری کو ۵ عیسائی ایک دن مسلمان ہوئے۔

پیرس میں فربہ آدمیوں کا ایک کلب کھولا گیا ہے۔ جس کے ممبروں کا وزن بڑھانے کے واسطے یہ قواعد جاری کئے گئے ہیں۔ کہ تمام مجلسیں ڈٹ کر کھائیں۔ سوئیں اور شراب پئیں۔ اور اون کا مقولہ ہے کہ خوش رہو اور فربہ ہو۔

افسوس۔ کہ یادگار خاندان تیموری پرنس ثریا جاہ صاحب رئیس اعظم دہلی سخت علیل ہیں۔

ایک عالم نے حساب لگایا ہے۔ کہ سطح زمین اگر بالکل ہموار ہوتی۔ تو سمندر کا پانی ہر جگہ پر ۹۰۰ فیٹ بلند ہوتا۔

پایہ تخت اٹلی میں ایک شخص نے ۴۲ روز کا فاقہ کیا۔ اس نے اس نمائش سے بہت روپیہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ تمام عمر میں اس نے ۲۵۰۰ دن تقریباً ۷ سال فاقے کئے۔

گورنمنٹ بمبئی نے احکام نافذ کئے ہیں۔ کہ موجودہ طاعون کمیٹی ۳۱۔ اپریل سے توڑ دی جاوے گی۔ کمیٹی مذکور جدید انتظام کے متعلق میونسپل کمشنر سے مشورہ کرنے کے بعد تجاویز پیش کرے گی۔ قیاس کرتے ہیں۔ کہ موجودہ کمیٹی کے کل اختیارات میونسپل کمشنروں کو ملیں گے۔ اور کل انتظام میونسپل کمیٹی کی طرف سے ہوگا۔

سنہ ۱۸۹۱ء میں سرکاری انتظام سے مکھن اور دودھ کی فروخت کا ایک کارخانہ الہ آباد میں جاری ہوا تھا۔ ۳ ہزار سرکار نے لگایا تھا۔ اس وقت کارخانہ کی بدولت سرکار کے پاس ۴۰ ہزار کی جائداد ہو گئی ہے جس سے ۱۰ ہزار کا سالانہ منافع ہے۔ ہر سال اس کارخانہ سے سرکار نے ۵ لاکھ ۸۱ ہزار پونڈ دودھ اور ۲۶ ہزار ۸ سو پونڈ مکھن فروخت کیا۔

کلکتہ گزٹ میں طاعون کو بنگالہ میں آنے سے روکنے کے لئے یہ قاعدہ شائع ہوا ہے۔ کہ صوبہ بنگالہ کے ریلوے اسٹیشنوں پر اوترنے والے یا بنگالہ ہو کر گذرنیوالے مسافروں کو اپنا صحیح نام اور پتہ بتا دینا چاہئے۔ بہ شرطیکہ افسر پولیس جو اس تحقیقات اور امتحان کے لئے اسٹیشنوں پر تعینات رہے گا۔ دریافت کرے۔ اور افسر پولیس جو برابر ریل پہ سفر کرتا رہے گا۔ کسی مسافر سے ٹکٹ مانگے تو دیدینا چاہئے۔ جو منزل مقصود پہ پہونچ جانے پر پھر مسافر کو واپس کر دیا جائے گا۔

التقویم العام یعنے پانچہزار برس کی جنتری قاہرہ کے مشہور عربی رسالہ الہلال کے دفتر سے بزبان عربی شائع ہوئی ہے۔ اسمیں مسیحی ہجری اور قبطی سنین کی جنتری ہر ایک سن کی ابتدا سے لے کر پانچہزار برس کیلئے درج کر دی گئی ہے اور ترتیب ایسی سہل رکھی گئی ہے کہ بلا تکلف یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں انگریزی تاریخ کو کونسا ن اور کونسی ہجری یا قبطی تاریخ ہوگی یہ کتاب دفاتر کیلئے بالخصوص ایسی مفید پائی گئی ہے کہ حکومت مصر نے کل سرکاری دفتروں کیلئے ایک ایک جلد رکھ جانیکا حکم دیا ہے کتاب کا حجم ۸۴۰ صفحہ ہے۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

ہم حسب دعدہ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے معلومات کے متعلق یادداشتوں کا سلسلہ شروع کرتے ہیں اللہ تعالے جب تک چاہیگا۔ جاری رہے گا۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ۔ ساری صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے پاک پرستش کے مستحق معبود کا نام ہے۔

رحمٰن۔ کی تعریف سورۂ فرقان کے اخیر میں سجدہ کی جگہ پر لکھی ہوئی ہے۔ **رحمٰن**۔ بلا مبادلہ رحم کرنے والا۔

رحیم۔ سے مراد اللہ کریم کی وہ صفت مقدسہ مراد ہے جو نیکی کے بدلے نیکی پہونچانے والی ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ **بالمومنین رؤف رحیم**۔ س ۱۱- پ ۱

الف۔ ہمزہ استفہام کے لئے آتا ہے۔ عربی کی محاورہ میں **الف** سے مراد ہے۔ کہ ہر ایک سوال جو انسان زبان حال سے کہتا ہے۔ مثلاً یہہ کہ اے خدا مجھے اپنی رضامندی کی راہ سکھلا۔

لام سے تعریف ظاہر ہوتی ہے۔

م۔ بولنے کے وقت نیچے اور اوپر کے ہونٹ کو ملاتا ہے۔ جہاں سے شروع ہوتا ہے۔ وہیں ختم ہوتا۔ اور اس میں الفاظ کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس کا مطلب یہہ ہوا۔ کہ جو بات انسان کا حال دریافت کرتا ہے۔ اس کی تعریف الفاظ میں اس سورۃ شریف میں اللہ تعالے بیان فرماتا ہے۔

(۲) **الم**۔ کی ترکیب میں ایک **شارٹ ہینڈ** کا نسخہ بھی دکھایا ہے۔ جو عرب کا خاصہ ہے۔ اس کے معنے **انا اللہ اعلم** (میں اللہ بہت جاننے والا ہوں) بھی ہیں۔ علل چار ہوتے ہیں۔ علت صوری۔ علت مادی۔ علت غائی۔ علت فاعلی۔ علت غائی **ہدی للمتقین** میں بیان فرمائی۔ اور علت صوری **لاریب فیہ** میں۔ اور علت مادی **ذلک الکتاب** میں۔ یہی علت فاعلی اس کا بیان **الم** میں فرمایا۔

الم کے لفظ سے حساب جمل کے طریق پر رسول اللہ **صلے اللہ علیہ وسلم** کی اوس بشارت کا پتہ بھی لگتا ہے۔ جو اگلے نبیوں کے پاک صحیفوں میں مرتسم ہے۔

کتاب۔ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت آیت نازل ہوتی تھی۔ اوسی وقت لکھی جاتی تھی۔ یعنے لکھی ہوئی۔

ہدی للمتقین۔ کا لب لباب یہہ ہے۔ کہ جو شخص رضاء الٰہی کا طالب اور اوس کی خلقت پر رحم کرنے والا ہو۔ اوس کو قرآن شریف ہدایت کرتا ہے۔

متقین کے معنے **الذین یومنون** وغیرہ میں بیان ہوئے۔ اور یہہ کہ ہدایت اوس کو ہوگی۔ جو سیدھے راستہ پر چلے گا۔ جو اس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ وہ کس طرح ہدایت پا سکتا ہے۔ یعنے جس راستہ سے کوئی آدمی ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کو ہم کہیں گے کہ جس راستہ سے وہ ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کے لئے ہمارے یہاں پہونچنے کا راستہ ہے۔ اور جو شخص اوس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ اوس کے لئے فائز المرام ہونے کا ہم کیوں کر دعوے کر سکتے ہیں۔

(۲) جس شخص کے دل میں محبت آگئی ہے۔ کہ خدا اور اوس کا رسول برحق ہیں۔ اور اوس کی کتاب سچی کتاب ہے۔ تو وہ دل میں کہتا ہے۔ کہ میں اوس خدا کی رضامندی حاصل کروں۔ اور اوسکی خلقت سے ہمدردی اور محبت کروں **التعظیم لامر اللہ والشفقت علی خلق اللہ** اتقا کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ اور متقی کی یہی شان ہے۔

(۳) **متقین** سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہہ وہ شخص ہیں جنکو ہدایت کی ضرورت ہے۔

[یہہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ ہدایت تو اون لوگوں کی چاہیئے جو فاسق اور بدکار ہیں۔ نہ کہ متقیوں کی اور اس لئے انجیل کا یہہ قول کہ حکیم بیمار کو مطلوب ہے نہ تندرست کو بہت فضیلت رکھتا ہے؟ مگر یہہ سوال ہدایت کی فلاسفی پر غور نہ کرنے اور صحیفہ فطرت پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ دیکھو آفتاب کا فیضان وسیع اور عام ہے۔ لیکن وہ ناقدر شناس احمق آفتاب کی روشنی سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ جو گھر کی کھڑکی اس نیت سے بند کر دے۔ کہ روشنی اندر نہ آنے پاوے آفتاب کی روشنی مخصوص نہیں ہے۔ لیکن اوس کے حصول کے ذریعہ کو ہم پہونچانا لازمی ہے۔ اسی طرح سے قرآن کریم کی ہدایت مخصوص امر نہیں۔ لیکن صدق نیت سے خدا کی طرف قدم اٹھانے والے متقی فائز المرام ہوکر تقاے سے فلاح کے درجہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ اور نا عاقبت اندیش مستعجل وہم اور شک میں پڑکر بھٹکتا پھرتا ہے۔ مسیح کا قول کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کو ہے۔ بظاہر کتنا ہی چکنا چپڑا اور دل خوش کن نظر آوے۔ مگر مسیحی خود ہی سوچ کر بتلاویں۔ کہ کیا وہ **طبیب** احمق نہ کہا جاوے گا۔ جو یہہ کہے۔ کہ دوائیں کھاتا ہوں۔ اور آرام مریض کو ہوگا؟ کیا کوئی عقل سلیم اور فکر مستقیم اس امر کو مان سکتا ہے۔ کہ مریض کی مرض کا علاج نہ کیا جاوے۔ اور طبیب کی نسخہ دانی سے ہی مرض کافور ہو جاوے۔ ممکن نہیں۔ پس **انجیلی یسوع** کا یہہ قول ایک دل خوش کن وعدہ ہو تو ہو۔ مگر اوس کی عملی صورت نہیں۔ پس قرآن کریم کی یہہ بات کیسی فلسفیانہ بنا پر قائم ہے۔ کہ وہ **متقیوں** کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ یعنے جو لوگ صدق اور سوز سے الٰہی راہوں پر قدم مارنے کے لئے نکلتے ہیں پھر اون کی اوس راہ پیمائی کا نتیجہ اوس پر مترتب ہو جاتا ہے۔ اور وہ فلاح پا جاتے ہیں۔ اور یہی علت غائی نزول قران کی ہے۔ فتدبر (ایڈیٹر)

جلسہ طاعون

کسی دوسرے مقام پر ہمارے ناظرین اوس اشتہار کو پڑھیں گے جو بنی نوع انسان کی روحانی ہمدرد اور ناصح مشفق نے محض خلق اللہ کی بھلائی اور اپنی محسن گورنمنٹ کو ایک ضروری کام میں امداد دینے کی خاطر اس عنوان سے شائع کیا ہے۔ ایسے موقع پر کہ لاہور میں ایک عام جلسہ انتظام طاعون کے متعلق ہوا۔ بہت ضروری تھا۔ کہ ایسا جلسہ ہو جسمیں گورنمنٹ کے انتظام اور تدابیر انسداد کی خوبی عام طور پر ظاہر کی جاوے۔ چونکہ اس روحانی پیشوا کا تعلق ایک جماعت کثیر سے ہے۔ جو ایک بارسوخ اور معزز اور گورنمنٹ کے معتمد عہدہ داروں کی جماعت ہے۔ اس لئے بوثوق امید کی جاتی ہے۔ کہ اس کا اثر بہت ہی مفید پڑے گا۔ جس سے گورنمنٹ اور رعایا کو بہت ہی فائدہ پہونچے گا۔ یہہ **جلسہ عید الضحیٰ** کی تقریب پر ہوگا۔ ایسے جلسوں کی ہر شہر اور قریہ میں ضرورت ہے۔ اور ایسے شریف دل انسان ان ایام بلا و وبا میں بہ کثرت مطلوب ہیں۔ جو ایسے دل سوز ناصح مشفق کی باتوں پر کان دھریں ◆

مہدی آخر الزمان

اور

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

قابل توجہ گورنمنٹ

نمبر اوّل

اس مضمون کو ہم نے الحکم کے ابتدائی نمبروں میں شروع کیا تھا لیکن بوجوہات چندد رچند یہ مضمون ناتمام کا ناتمام رہا۔ اس عرصہ میں جو کچھ معلومات مسئلہ مہدی کے متعلق اور معلوم ہوئے اونہوں نے پھر آمادہ کیا۔ کہ اس ضروری مضمون کی تکمیل کی جاوے۔ چونکہ یہہ سلسلہ چھ مہینے پیچھے سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اوسکو قائم رکھنے کے لئے جس قدر نمبر اس مضمون کے شائع ہو چکے ہیں۔ اون کو بھی درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلسل ہو جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ انشاء اللہ اب یہ مضمون بہت کچھہ مفید اور دلچسپ ہو گا۔ **وما توفیقی الا باللہ۔**

ایڈیٹر

مندرجہ بالا نام اسلامی دُنیا میں ایک خاص نظر سے دیکھا جاتا ہے اور کچھہ عرصہ سے سوڈان وغیرہ بلاد میں مہدی آخر الزمان کا چرچا ہے۔ فی الحقیقت ایسے آثار اور سماوی نشانات بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو کچھ اوپر ہزار سال پیشتر مہدی کی پیش گوئیوں کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ہم غلطی نہیں کرتے۔ تو قریباً تین چار سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اس قسم کی خبریں ہمارے کانوں تک پہنچی تھیں۔ کہ حبش اور بعض دیگر سیدھی سادھی اقوام نے مہدی آخر الزمان کے خروج کا زمانہ سمجھ کر اپنے زنگ آلود ہتیار صاف کرنے شروع کر دئے تھے قطع نظر ان باتوں کے کہ مہدی آخر الزمان کا نام پولیٹیکل دُنیا میں ایک **مہیب** اور **خونخوار** دکھائی دیتا ہے۔ (جو در اصل ایسا نہیں ہے) اس لئے ہمنے مسئلہ مہدی پر مفصل مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہمارے ان مضامین میں مسئلہ مہدی کی خوب چھان بین کی جائے گی۔ اور مدلل طور پر دکھایا جائے گا۔ کہ در اصل جس مہدی آخر الزمان کے آنے کی خبر ہے۔ وُہ آچکا۔ اور وُہ **صلح** اور **سلامتی** کو دُنیا میں پھیلانے کے آیا ہے۔ نہ تلوار چلانے اور مُلک گیری کے خیال سے۔ ہم نہایت ہی معقول طور پر ثابت کر دکھلائیں گے۔ کہ ہمارے بعض مسلمان جو اپنی کوتاہ اندیشی اور کمی تدبر کی وجہ سے کسی **مُلک** گیر شخص کے **خواستگار** مہدی کے منتظر ہیں سراسر غلطی پر ہیں۔ ہمارے اس مضمون کو شاید بعض کم فہم مسلمان اس بات پر محمول کریں۔ کہ گورنمنٹ کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی خاطر سے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ ایسا خیال کریں۔ تو اُن کی سراسر نادانی اور کمزوری ہے۔ بلکہ اس مضمون کے لکھنے سے ہماری **علت غائی** اور خاص مقصد یہ ہے۔ کہ تا اُن خیالات کو جو ایسے موقعہ پر عموماً پیدا ہو جاتے ہیں۔ دور کریں۔ اور **گورنمنٹ** پر اچھی طرح سے واضح کر دیں کہ **مسلمان** ہرگز ہرگز ایسے **خونی** مہدی کے منتظر نہیں ہیں۔ اور نہ اسلام کی کتابوں میں اُس کا کہیں پتہ ہے۔ اور **مسلمانوں** سے **ہمیشہ** وفاداری اور فرمان پذیری کی امید کامل ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ہمارے یہ مضامین پڑھ کر بھی خونی مہدی کا منتظر رہیگا۔ تو **لاریب** ہم گورنمنٹ کو اس کے تدارک پر توجہ دلائیں گے۔ اور ہم اپنے پاک کانشنس سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایسے آدمیوں کا وجود بے شک خطرناک ہے۔ اور اُن میں سچی اطاعت اور وفاداری کا جوش نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنے مخالف مسلمانوں سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ جبتک وہ ہمارے کل مضامین کو جو اس سلسلہ میں شائع ہوں گے۔ **نہ پڑھ لیں** کسی قسم کی **رائے زنی** نہ کریں۔

یہ امر کسی مزید تحقیقات یا دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ جب کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے اپنے مہدی آخر الزمان ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اس بات کا ہمیشہ پیدا ہوتا رہا ہے۔ کہ مبادا مسلمان لوگ اب فتنہ و فساد پر آمادہ ہوں اور دُنیا میں شورش برپا کریں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے موقع پر ہمیشہ **عظیم الشان سلطنتیں** حتے المقدور بہت جلد ایسے خیالات کا قلع قمع کرنے کی فکر میں رہی ہیں۔ اور مدعی مہدیوں کے نابود کرنے اور اُس برے اثر سے جہان کو محفوظ رکھنے میں ساعی رہی ہیں۔ جو **جہلا اور کوتہ اندیش** لوگوں میں متعدی امراض کی طرح پھیل جاتا ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکھ کر خروج مہدی کی چرچا پر مسلمانوں کی حالت کو خطرناک تصور نہ کیا جاوے۔ ہمنے مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس مبارک اسلامی پیشین گوئی کی اصلیت کو پولیٹیکل لحاظ سے عوام کے سامنے کھول کر بیان کر دیا جائے۔

مہدی کا مسئلہ اس قدر وسیع ہے۔ اور اُس کی متعلق احادیث کا سلسلہ اس قدر طویل ہے۔ کہ ایک دو آرٹیکلوں میں اسکے ہر ایک حصہ پر بحث کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ مگر تاہم ہم حتی الوسع اس مسئلہ کو پورے طور پر صاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

علماء اہل اسلام نے مہدی آخر الزمان کی بشارت کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے۔ بعض نے تو اس مسئلہ کے سخت لتے لئے ہیں۔ اور سرے سے انکار ہی کیا ہے۔ کہ حضور بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مہدی کی بشارت ہی نہیں دی۔ اور ان تمام احادیث کو جو مہدی کے بارہ میں ہیں۔ **حصول خلافت** کا بہانہ اور بالکل وضعی قرار دیا ہے۔ بعض نے گو بالکل انکار نہیں کیا۔ لیکن اس کا مدار بالکل کمزور اور ضعیف روایتوں پر رکھا ہے اور بعض نے اس بشارت کو صحیح اور یقینی مانا ہے۔ اور وہ **معترف** ہیں کہ مہدی کے بارہ میں نبوتی پیشین گوئی ضرور ہوئی ہے۔

علماء کے یہ تین گروہ مہدی آخر الزمان کی بشارت کے متعلق ہیں۔ اس کو ہم یہیں چھوڑ کر ہر ایک پہلو پر ایک غائر نظر کرتے ہیں۔ اسمیں کسی کو کلام نہیں۔ کہ تمام اہل اسلام بالاتفاق ایک آئندہ مہدی کا انتظار ضرور کر رہے ہیں۔ ہر ایک مسلمان خواہ وہ کسی حصہ ملک میں رہتا ہو۔ اور خواہ کیسی ہی مختلف سوسائٹی کا ممبر کیوں نہ ہو۔ مگر ایک مرتبہ اُس کے کان میں یہ آواز ضرور پہنچ چکی ہے۔ کہ اخیر زمانہ میں ضرور پیدا ہوں گے۔ اور اُن سے پھر اسلام کا غلبہ ہو جائیگا۔ پس یہ امر ماننا پڑے گا۔ کہ اہل اسلام ایسی معقول اور زندہ قوم میں اس قسم کا خیال عام ہونا کبھی بھی بلا وجہ اور فضول نہیں۔ ضرور ہے کہ اس کی تہ میں کچھہ نہ کچھہ اصلیت ضرور ہو۔

جو لوگ بشارت مہدی کے سرے سے منکر ہیں اونہوں نے مہدی والی حدیث پر ایک وسیع اور مبسوط بحث کی ہے۔ اور ایک روایت کے مضمون اور اُسکے راوی کی کیفیت پر ایک روشنی ڈالی ہے۔ اور اس وقت تمام پولیٹیکل حالتوں کا خاکہ کھینچ کر ثابت کیا ہے کہ کس کس موقع پر اور ضرورت پر ایسی احادیث کی تراشش عمل میں آئی۔

مثلاً ایک حدیث ابوداؤد میں ام سلمہؓ کی روایت سے درج ہے جسمیں مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔
ایک شخص مدینہ سے مکہ کیطرف آئیگا۔ رکن اور مقام کے درمیان لوگ اُسکی بیعت کرینگے۔ پہلی دفعہ جو لشکر شام سے آئے گا۔ بغیر فتح کے واپس چلا جائے گا۔ **یعنی فیخسف بھم البیداء بین المکۃ والمدینۃ** ۔ خسف سے مراد واپس چلا جانا۔
اس حدیث کے تمام واقعات ہیر پھیر کرکے عبد اللہ بن زبیرؓ کے واقعہ سے ملتے جلتے ہیں۔ عبد اللہ بن زبیر کا مدینہ سے مکہ کو جانا۔ اور رکن اور مقام میں عبد اللہ بن زبیر سے لوگوں کا بیعت کرنا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو جگہ بیداء ہے۔ وہاں سے لشکر مدینہ کا جو شام سے آیا تھا واپس ہونا۔ یہ سب واقعات اس بات کی کافی شہادت ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ اس حدیث میں کہیں بھی مہدی کا لفظ نہیں آیا۔ اسی طرح بہت سی احادیث اسی پولیٹیکل شور و شر کے زمانہ کی اختراع ہیں۔

اسوقت جو حالت اقوام کی تھی اور جس طرح پر اندرون حصول خلافت کے لئے جائز و ناجائز مساعی کی جا رہی تھیں۔ وہ تاریخ بتلاتی ہے۔ اور اُن پر نظر کرنے سے یہ شہادت اور بھی ترقی کر جاتی ہیں۔ مثلاً بنو عباس اور بنو فاطمہ ایک دوسرے کے بالمقابل حصول خلافت کی تدابیر میں مصروف تھے۔ بنو عباس نے جب خراسان میں قیام خلافت کا ارادہ کیا۔ تو بنو فاطمہ نے بھی خراسان میں اپنی خلافت قائم کرنے کا عزم کیا۔ قطع نظر اس کے بنو امیہ کا اس زمانہ میں سخت زور تھا۔ عبد اللہ بن زبیر کی طرف دار بنو امیہ کو ہٹا کر عبد اللہ بن زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اور اس پر اہل اسلام کے چار فرقے بن گئے تھے۔ اول وہ جو بنو امیہ کے طرف دار تھے۔ دوسرے عبد اللہ بن زبیر کے تیسرے بنو عباس کے چوتھے بنو فاطمہ کے۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

ایک ڈاکٹر صاحب نے ولایت سے ڈھاکہ میں ایک دوست کو لکھا ہے۔ کہ جب ولایت میں بیماری طاعون کی بڑے زور شور سے ہوتی تھی۔ تو کوئی آدمی محلہ موچیاں میں بیمار نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ موچی لوگ پرانا چمڑہ جلایا کرتے تھے۔ نیز پورانے چمڑہ جلے ہوئے کی راکھ بیمار کو کھلانے سے صحت ہو جاتی ہے۔ اور دھواں چمڑہ مذکور کا مکان کے اندر بیماری کو آنے سے روک دیتا ہے۔

عہد میثاق اور علوم جدیدہ

حضرت آدمؑ کی پشت سے بروز میثاق تمام ذریت کا نکلنا اس پر نیچرل خیالات اور اُن کا رد علوم جدیدہ سے۔
قرآن مجید میں بصراحت مذکور ہے۔ کہ خدا نے حضرت آدم کی مبارک پشت سے کل اولاد کو اونکی عالم ذریت میں نکالی۔ یعنے جس قدر بنی آدم قیامت تک ہوں گے۔ سب حضرت آدم کی پشت سے نکالے گئے۔ اور اونمیں حس و حرکت اور عقل دی گئی۔ اور خدا نے ان سب سے اپنی خدائی کے اقرار کا اور دیگر امور کا عہد لیا۔ چنانچہ ہمارے نبی کی نبوت وغیرہ جملہ عقائد کا لیے آیات اور احادیث کو منکر حضرات نیچری اور دہریہ قہقہ زنی کرتے ہیں۔ اور اس کی واقفیت سے انکار کرکے چند شبہات وارد کرکے اس کو محال اور ناممکن قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں وہ شبہات مع اون کے رد کے ہم بیان کرتے ہیں۔

پہلا شبہ ۔ یہ ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں اتنی گنجائش کہاں تھی۔ کہ بے شمار غیر متناہی ذریت اوس سے نکالی جاتی۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ حال کی تحقیق اور تجربات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک قطرہ پانی میں اس قدر کیڑے چھوٹے چھوٹے زندہ موجود ہیں جس قدر آدمی دنیا میں اس وقت موجود ہیں۔ بلکہ اون سے زیادہ پر چونکہ مردم شماری سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اتنے آدمی ہر وقت دنیا میں زندہ رہتے ہیں۔ اب ایک قطرہ کی جسامت اور حضرت آدم کی پشت کی جسامت سے نسبت دینے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں کس قدر گنجائش تھی۔

اگرچہ ہمکو پوری مساحت پشت حضرت آدم کی تحقیق معلوم نہ ہو۔ مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے۔ کہ اون کی جسامت کروڑہا قطرہ کے برابر ضرور تھی۔ اب یہ شبہ تو باطل ہو گیا۔ رہا یہ خیال کہ ذریت آدمؑ کی غیر متناہی ہے۔ اس کو بھی باطل سمجھو۔ کہ اون کی ذریت کے پیدا ہونے کی ابتدا اور فنا ہونے کی انتہا دونوں طرف زمانہ محدود میں ہے۔ پس زمانہ متناہی میں غیر متناہی ذریت کیونکر ہو سکتی ہے۔

ایضاً ہم کو نقشہ ولادت اور وفات کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہے کہ روزانہ بلکہ فی منٹ[1] اس قدر آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس قدر مرتے ہیں۔ اور علوم متعارفہ (۲ و ۳) اقلیدس میں ثابت ہے۔ کہ اگر مقدار متناہی پر مقدار متناہی بشمار متناہی ملائی جائے۔ تو مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔ یا مقدار متناہی سے مقدار متناہی بدفعات متناہی کم کیجائے تو باقی بھی متناہی رہے گا۔
لہٰذا ابتدائے ولادت سے بنی آدم کے تا روز قیامت جس قدر آدمی پیدا ہوں گے۔ اور جس قدر مریں گے۔ سب کا مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔
بلکہ اگر سچ پوچھئے۔ تو یہی خبر دی ہمارے قرآن کی ہمارے سچے نبی کی زبانی ہمکو تعیین روز قیامت کی بھی خبر دیتی ہے۔
اگر ہم کو پوری جسامت حضرت آدمؑ کی پشت کی معلوم ہو جائے۔ اور ایک قطرہ پانی سے اس کی نسبت۔ تو قاعدہ اربعہ متناسبہ کو لحاظ کرکے قطرہ کے کیڑوں کو ذریت آدم سے حساب کرکے زمانہ ابتدا و انتہائے ولادت بنی آدم معلوم کر لیں۔ مگر چونکہ پوری جسامت پشت حضرت آدم کی آج معلوم نہ رہی۔ لہٰذا مجبوری ہے۔

دوسرا شبہ ۔ اتنی ذریت کے نکلنے کی راہ حضرت آدم کی پشت میں کہاں تھی۔ اس کا جواب بھی تحقیقات جدیدہ سے آسان ہو گیا۔ جبکہ جسم انسانی کی ایک بالشت مربع میں چار لاکھ مسام ہیں۔ تو حضرت آدمؑ کی پشت کی مساحت کو خیال کرو۔ کتنے بالشت مربع تھی۔ اور فی بالشت مربع سے چار لاکھ کے حساب سے کس قدر ذریت نکل سکتی تھی۔

تیسرا شبہ ۔ یہ چھوٹے چھوٹے ذرہ خواہ کیسے ہی ذریت آدم زندہ کیوں کر ہو گئی۔ اور ان میں عقل اور گویائی کیونکر آئی۔ اس کا جواب بھی جدید تحقیقات سے آسان ہو گیا۔ اس لئے کہ علم حیوان کے علماء نے ثابت کر دیا۔ کہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جو پانی کے قطرہ میں ہیں [illegible] (باقی آئندہ)

---

[1] یہ حساب لگایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں موتیں ہر منٹ میں ۶۷ - ہر روز میں ۹۰۷۷۱۹ اور ہر سال میں ۳۵۶۳۹۸۲۵ ہوتی ہیں اور پیدائش کا حساب ہر منٹ میں ۷۵ ہر روز میں ۱۰۸۰۰۰ اور ہر سال میں ۳۷۶۹۲۰۰۰ ہے۔ ایڈیٹر

ولایتی چٹھی

اس عنوان کے تحت میں ناظرین نے عموماً اخبار [illegible] پیسہ اخبار لاہور میں ولایتی نامہ نگار کے مضمون پڑھے ہونگے [illegible] اس عنوان کے نیچے اپنے ایک عزیز بھائی کے مضامین درج کیا کرینگے۔ جو ہندوستان سے باہر ہیں۔ ناظرین کو ان مضامین کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ [illegible] ہوکر کن لوگوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور [illegible] کس قسم کی [illegible] ہیں۔ یہ نامہ نگار ہمارا ایک نوجوان بھائی [illegible] ہیں۔ جو مشرقی افریقہ [illegible] ہیں۔ [illegible] وطن [illegible] دار الامان [illegible] وقت [illegible] انہوں نے اپنا سفرنامہ لکھنا شروع کیا۔ جو درج ذیل [illegible] اس قسم کے مضامین ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہونگے [illegible]

مورخہ ۳ فروری ۱۹۱۹ء [illegible] سے روانہ ہونا تھا۔ اس لئے ۲ فروری کی آخری شام [illegible] جو ہمنے امام الزمان میرزا غلام احمد صاحب کی بستی [illegible] میں گذارنی تھی۔ اور [illegible] اور ہماری سواری اور حضرت اقدس کا [illegible] آپ کو دکھلایا گیا تھا۔ کہ اس جلسہ میں [illegible] ہیں۔ [illegible] بعض [illegible] دار البقا کی طرف [illegible] ہیں۔ [illegible] ایسے اسباب قدرت نے مہیا کر دیئے تھے۔ کہ اس دن کی شام کو اگر ہم [illegible] اور پاک زندگی [illegible] آخری شام کہیں تو بیجا نہ ہوگا۔ [illegible] آفتاب صداقت کو خداوند تعالےٰ نے اہل دنیا [illegible] اور پاک نشوونما [illegible] چڑھایا تھا۔ اوسکی [illegible] صداقت کی [illegible] سے اُٹھ کر [illegible] آپ [illegible] سے ہم [illegible] دل [illegible] بیٹھے۔ [illegible] آخری [illegible] تھی۔ اس لئے [illegible] فانی [illegible] حضرت اقدس کی [illegible] تھا۔ اب چونکہ [illegible] وہیں روانہ ہونا ہے۔ [illegible]

کے فاسد خیالات و جذبات کا عذر کرے۔ اور حقیقی اور پاک نور سے دل کو روشنی بخشے۔ اس عرض کے جواب اور علاج میں حضرت اقدس نے چار امر فرمائے۔ کہ جن کو ہم اپنے دوسرے بھائیوں کی اطلاع اور تبلیغ کے لئے درج کئے دیتے ہیں۔

(۱) قرآن کی تلاوت کرتے رہنا۔ (۲) موت کو یاد رکھنا۔ (۳) سفر کے حالات قلم بند کرتے رہنا۔ (۴) اگر ممکن ہو۔ تو ہر روز ایک کارڈ لکھتے رہنا۔

اس کے بعد عشاء کی نماز باجماعت گذار کر ہر ایک بھائی سے ہم نے الوداعی مصافحہ کیا۔ اس وقت کا نظارہ بھی بے شک ایک قابل ذکر نظارہ ہے۔ کیونکہ دنیا میں اپنے عزیز و اقارب اور دوست سے جدا ہونے کا اتفاق آج کل کے زمانہ میں جبکہ ہر طرف سفر کی آسانی کے سامان اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے بنی نوع انسان کے لئے مہیا کر دیئے ہیں پڑتا رہتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم ہمارا دستگیر ہو کر اس پاک سلسلہ اور پاک جماعت میں لایا کئی بار ہمیں بھی اپنے عزیز و اقارب و یار دوست سے جدا ہونے کا اتفاق پڑا تھا۔ لیکن اس الوداع اور اس الوداع میں ایک ایسی امتیازی بات تھی۔ جو ہمارے دل کو اس امر پر اطمینان دلانے کے لئے کافی ثبوت ہو سکتی ہے۔ کہ جس شخص سے ہمارا تعلق بیعت ہے۔ اور اس کے باخلاص مریدوں کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ محکم تعلقات ہو جانے کا کس قدر شوق اور امنگ دل میں بھر دیا ہے۔ اور ہم نے اپنی جان اور مال کو کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر فروخت نہیں کیا۔ جس نے اس مزدور دنیا کے لئے کوئی مکر و فریب بنایا ہو۔ بلکہ جس طرح ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک ہادی کامل کی شناخت اوس کے مریدوں کی [illegible] اور ان کی خدا کے ساتھ دیکھنے سے ہو سکتی ہے

اس الوداعی نظارہ میں ہم نے دیکھا۔ کہ ہر ایک ہمارا روحانی بھائی بڑے تپاک سے معانقہ اور مصافحہ کرتا۔ اور زاد سفر کے لئے ایک خاص امانت کے ذریعہ سے ہماری اعانت کرتا [illegible] امانت یہ تھی کہ ہر ایک بھائی اس نیت سے کہ مسافر کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ لیکن اپنے لئے دعا کا وعدہ لیتے

ایک کسی نے کہا کہ میں ہمیشہ نمازوں میں تیرے لئے دعا کرونگا۔ کسی نے کہا کہ میرے لئے استغفار کی دعا کیا کر۔ اور کسی نے [illegible] کہ اپنے حق میں دعا کیجئے کہ [illegible] اور [illegible] کہ جہاں کہیں بھی ہو۔ فرمایا۔ کہ جہاں جس وقت نماز پڑھا ہو۔ تو اس موقعہ پر ہمارے لئے دعا کرنا۔

بھائیوں سے رخصت ہو کر اور اپنا سامان سفر درست کر کے رات کے ۳ بجے کے قریب قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور دوسرے دن ۹ بجے لاہور پہنچے۔

[illegible] طالبین کے ہونکہ [illegible] کے راستہ جانے سے [illegible] دن کی گواران [illegible] ہر ایک مسافر کو [illegible] اس لئے [illegible] جو جہاز مورخہ ۸ فروری کو روانہ ہونا تھا۔ میرا [illegible] اس [illegible] میں سواری کا انتظار مگر چونکہ خداوند کریم نے ابھی اس سرزمین کا آب و دانہ اور چند دن کھانا [illegible] ہیں۔ اس لئے بڑے پیار و محبت سے اپنے مخلوق [illegible] کے لئے ایک [illegible] نازل کیا۔ اور اس کا [illegible] اس عبد خاص کو بتایا۔ جو قادیان کا رئیس [illegible] مورخہ ۵ فروری کو ہمارے محسن بابو [illegible] صاحب نے اس عاجز کو اطلاع دی۔ کہ جہاز ۸ تاریخ سے ۱۵ تاریخ کو روانہ ہوگا۔ اور اس طرح [illegible] ایک ہفتہ اور لاہور میں ٹھہر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ وقفہ قادیان میں ایک بار پھر ہو آنے اور ان نورانی شکلوں کی ایک بار پھر زیارت کر لینے کے لئے عمدہ موقعہ تھا۔ کہ جن کو اللہ تعالےٰ اس وقت کل عالم میں سے برگزیدہ کر کے اپنی خاص خدمات کے لئے چن لیا ہے۔ تاکہ دنیا میں صلح اور امن کی زندگی پھیلے اور ہر ایک قسم کے شر اور فساد کی جڑ دور ہو جاوے۔ مگر افسوس ہے

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

چونکہ [illegible] سے مطلق روانگی کی اجازت نہ تھی۔

مورخہ ۸ فروری ۱۹۱۹ء کو جب کہ ہم دہلی دروازہ [illegible] گذر رہا تھا۔ کہ دیوار پر ایک اشتہار چسپاں [illegible] جو جعفری پریس لاہور کا مطبوعہ تھا۔ اس کے سر [illegible] بہت موٹے خط میں چونکہ لکھا تھا اس لئے ہر ایک رہگذر کی نظر اس کی طرف کھنچ جاتی تھی چنانچہ پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک لڑکی جو کہ سید [illegible]

مرض فالج میں بعرصہ ۴ سال سے مبتلا تھی۔ مسماۃ مقام بہیں جناب امام حضرت محمد مہدی مسیح کے توسل سے فوراً چشم زدن میں شفایاب ہوگئی"۔ اس بیمار کو صاحب مشتہر نے اس زمانہ میں معجزہ قرار دیا ہے۔ ہمیں اس سے تو غرض نہیں۔ کہ کسی کا دل دکھاویں۔ اور ناحق دوسرے بیٹھے کسی کی بدظنیوں کا نشانہ بنتے رہیں۔ مگر چونکہ صاحب مشتہر سے ہمارا بھی کچھ مذہبی تعلق ہے۔ اس لئے ہمدردی کے خیال سے اتنا ضرور کہہ دینگے۔ کہ اس زمانہ کی روشنی میں جب کہ ہر طرف عمل مسمریزم کا چرچا ہے۔ اور ایسے معجزات کی حقیقت کو اس عمل نے فاش کر کے بہت ہی کچھ کھول دیا ہے۔ تو پھر ایسے علاج کیا کسی خاص فرقہ مذہب کی صداقت کے دلائل ہو سکتے ہیں۔ ہندو اور عیسائیوں نے مشق کر کے بیماریوں کا علاج اس عمل کے ذریعہ کیا ہے۔ تو کیا اب اون کے اس فعل کو معجزہ قرار دے کر اون کے مذہب کی تصدیق کی جاوے۔ اور ایسے ہی بے بنیاد دلائل سے معجزوں کی ایک لمبی فہرست صاحبان مسیحی وغیرہ نے انجیلوں میں درج کر کے حضرت یسوع کی خدائی ثابت کی ہے۔ تو کیا اون کو فی الواقع خدا ہی جان لیا جاوے۔ افسوس ہے کہ جن شخصوں کے ہاتھ میں قرآن جیسی کتاب اور کوئی امام موجود ہے۔ تو وہ ایسے ایسے لچر حیلوں کو کیوں پیش کر کے ایک موٹی سی عقل کے انسان کے بھی محل اعتراض بنتے ہیں۔ اور اون کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ کسی مذہب کی خوبی کن باتوں پر مبنی ہوتی ہے۔

مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۹ء

آج کا دن بھی ایک مبارک دن تھا۔ کہ جو کبھی مشکل سے بھولے گا۔ اس دن کی شام خصوصیت کے ساتھ بہت سی برکتوں سے بھری ہوئی تھی۔ کہ جس نے ہمارے ایمان کو بھی کچھ عرصہ کے لئے اللہ تعالے کی محبت اور نور سے بھرے ہوئے دو چہروں سے روشن اور منور کر دیا تھا۔ جو شخص اس حال کو ایک ذرا سی عمیق نظر سے بھی غور کرے گا۔ تو امید ہے۔ کہ اوس پر ہمارے قول کا صدق ضرور کھل جاوے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ آج لاہور میں دن بھر بوندیں پڑتی رہیں کہ جس کی وجہ سے ہر ایک گلی کوچہ اور سڑک ایک دلدل بنا ہوا تھا۔ اور عین مغرب کی نماز کے وقت جب کہ بندہ شہر سے اپنے سفر کے لئے چند ایک اشیاء ضروریات خرید کر کے لا رہا تھا۔ مکان سے چند قدموں کے فاصلہ پر ہمارے روحانی بھائی مفتی محمد صادق صاحب۔ اور مولوی فضل الٰہی صاحب قصبہ فرنگ سے واپس آتے ہوئے ملے۔ ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ چونکہ بندہ کی تاریخ روانگی ۱۲ فروری مشہور ہو چکی تھی۔ اس لئے الوداعی ملاقات کے لئے یہ دونوں اصحاب عاجز کے مکان پر تشریف لائے تھے۔ اور بہت سے انتظار کے بعد آخر مایوس ہو کر پھر واپس چلے گئے۔ مگر چونکہ اللہ تعالے کو اپنے سچے مومنوں اور راستی کے قبول کرنے والوں اور صدق پر مشتمل پروانہ بر شمع کے گر کر جل مرنے والوں کی خاطر منظور ہوتی ہے۔ اور اون کے ادنے تکلیف بھی وہ اپنے مخلص بندہ کی گوارا نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ عاجز کہ جس کی ملاقات ان دو صاحبوں کی مطلوب چیز تھی ان کی ٹوٹی ہوئی امیدوں کے وقت آ حاضر ہوا۔ اور پھر ہم ہر سہ اشخاص مل کر مکان پر آئے جبکہ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ اور یوم الفطر بھی تھا۔ اس لئے سب سے اول وضو وغیرہ کر کے نماز مغرب و عشاء ادا کی گئی۔ اور بعد ازاں سب نے مل کر ماحضر تناول کیا۔ اور باوجودیکہ سخت اندھیری رات تھی۔ اور پانی کی بوندیں گرتی تھیں ابھی پورے طور سے بند نہ ہوئی تھیں۔ کہ ان ہر دو بزرگوں نے رخصت طلب کی۔ اگرچہ میں نے اس اندھیری رات اور دلدل بھرے راستہ میں ان کا جانا گوارا نہ کیا۔ مگر تاہم بنی نوع انسان کی سچی خدمت گذاری اور ہمدردی اور محل شناسی اور موقع بینی کی جو روح ان کے دلوں میں پھونکی گئی تھی۔ اوس نے ان کو رات کو عاجز کے مکان پر قیام نہ کرنے دیا۔ اور آخر یہ کہہ کر کہ چونکہ آپ کی آخری رات اپنے اہل و عیال میں ہے۔ ہم اہالیان خانہ کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے۔ وہ دونو صاحب قریب ۹ بجے رات کے شہر لاہور کو روانہ ہوگئے۔ بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کی نظیر ان ہمارے دوستوں نے دکھائی۔ جس کی اس زمانہ کو بہت ضرورت ہے اور خصوصاً اہل اسلام کو۔ کیونکہ اس سخت اندھیری رات اور پانی پڑتے اور تمام زمین پر دلدل کی کثرت ان تمام تکلیفوں کو ہمارے دوستوں نے برداشت کیا مگر اون کے وہاں قیام کرنے سے جو تکلیف تھوڑی یا بہت کہ دراصل جس کی مقدار ان کی تکالیف کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھی ہمارا اہالیان خانہ عالم مستورات کو پہونچ سکتی تھی۔ اوس کو ان کے رحم سے بھرے اور دوست کو آرام دینے والے دل نے قبول نہ کیا۔ اللہ تعالے اون کو اس ایثار کی جزا دے۔ خیر ہے۔

آج مغرب اور عشاء کی نماز ہمارے بھائی محمود علی صاحب نے پڑھائی۔ اور جو دعائیں اون میں آخری رکوع کے بعد انہوں نے اپنے مولیٰ کریم سے طلب کیں۔ وہ مجھے بہت ہی پیاری لگیں۔ اور اون کی اس اخلاص بھری نماز نے عاجز کے دل کی بہت سی آلودگی کو دھو دیا۔ اور جس ادب اور تضرع کی آواز سے اللہ تعالے کی بارگاہ عالی میں التجا کرتی چلی تھی۔ وہ دعا بحق مجھے ان کی نماز سے زیادہ تر توضیح کے ساتھ معلوم ہوئے۔ دراصل یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ کوئی ایسا نہیں چھوڑتے۔ جس میں دو تین دفعہ اون کے چشمہ سے پانی نہ پی آویں۔ جیسے فارسی نسل کا ایک شخص آسمان سے زمین پر لایا صلے اللہ علیہ وسلم اور ہم وہ ہیں۔ کہ اس چشمہ نور سے ہزاروں کوس دور پڑے ہیں۔ اور صرف اپنے ہادی اور دینی بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں سے زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔

مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۹ء

آج شام کو بندہ کی روانگی لاہور سے تھی۔ مکان سے رخصت ہوتے وقت کل اہالیان خانہ کے ساتھ مل کر اللہ تعالے کی بارگاہ عالی میں سفر کے لئے دعا کی گئی۔ ۵ بجے کے قریب جب بندہ مکان کے دروازہ باہر نکلا۔ تو مستورات میں ایک کہرام کا عالم تھا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس سے آنسو نہ نکلتا ہو۔ اور کوئی چہرہ ایسا نہ تھا۔ کہ جس پر حسرت اور مایوسی کے آثار نہ ہوں۔ ان لوگوں کی موثر غمگین شکل کی حالت نے آخر میرے دل پر بھی اپنی تاثیر کی اور ایک درد از سفر اور جدائی کی یاد نے آخر آنکھوں میں آنسو بھر دیئے۔

اوس وقت جب کہ عزیز و اقارب کی محبت اور جدائی قلب کے اوپر مختلف قسم کے حملہ کر رہی تھی کہ فوراً تائید ایزدی سے مجھے اپنے ایمان کو پرکھنے کا

خیال آیا اور یہہ آیت بوقت دل ہر گیج رہی ۔
والذین آمنوا اشد حبا للہ ۔ س ۲ ۔ ع پ
اس کے گذرتے ہی ساتھ ہی اوس وقت سفر آخرت کا خیال بھی گذرا ۔ کہ جس نے پہلے صدہا تکلیف تکمی تابانی کی ۔ اور اوسی حال میں موت کے وقت امراض کا انسان کو لاحق ہو جانا ۔ اللہ تعالے کی ایک بڑی مہربانی انسان کے حال پر معلوم ہوتی ہے ۔ کیونکہ یہہ جدائیاں جو انسان وقتاً فوقتاً اپنے عزیز و اقارب سے پیش آتی رہتی ہیں ۔ چونکہ وہ یقینی ہوتی ہیں ۔ اسی وجہ اونکا صدمہ دل پر محسوس ہوتا ہے ۔ اور ان جدائیوں میں کوئی شرط ایسی ساتھ نہیں ہوتی ۔ کہ جس کی وجہ سے دل تسلی پا سکے ۔ اور شاید کا لفظ استعمال کر کے اپنے غم و ہم سے کچھ عرصہ کے لئے نجات پا سکے ۔ بخلاف اس کے دیکھا جاتا ہے ۔ کہ اگرچہ موت بھی ایک یقینی جدائی ہے ۔ مگر مرنے والے کو ایک تو یہ خبر نہیں ہوتی کہ میں ضرور اس مرض سے مرجاؤنگا ۔ دوسرے چونکہ وہ اپنی عمر میں پہلے بھی کئی بار بیمار ہو ہو کر شفا یاب ہو چکا ہوتا ہے ۔ جیسے کہ عام قانون قدرت یہی نظر آتا ہے ۔ اور یہہ امید لگی ہوئی ہوتی ہے ۔ کہ شاید میں اب بھی تندرست ہو جاؤں ۔ اس لئے اپنے عزیزوں کی جدائی کا صدمہ جو کہ دل کو بہت ہی مضمحل کرنے والا اور حسرت اور افسوس کی سرد آہیں نکلوانے والا ۔ اور خون کو پانی بنا کر آنکھوں سے بہانے والا ہوتا ہے ۔

اوس ابدی مہاجر کو ہرگز نہیں ہوتا ۔

تیسری ۔ چونکہ موت کے وقت انسان کو صرف اپنی جان کی فکر ہوتی ہے ۔ اور ہر ایک قسم کے خیالات دنیاوی سے بیماریوں نے چھٹکارا کر کے اوسے کسی اور ہی اودھیڑبن میں لگایا ہوتا ہے ۔ اسی وجہ سے بھی وہ ایسی جدائیوں کے صدمہ کو عام طور پر محسوس نہیں کرتا ۔ غرضیکہ موت کے وقت مختلف عوارضات کا انسان کو لاحق ہونا بھی اللہ تعالے کی بنی آدم پر ایک رحمت ہے ۔ انہی خیالات کا خیال اپنے دماغ میں لئے ہوئے بندہ مکان سے رخصت ہوا ۔ اور لاہور ریلوے سٹیشن پر نماز مغرب سے کچھ عرصہ پیشتر جا پہونچا ۔ جہاں پر میرے محبان مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی فضل الٰہی صاحب اور ایک اور بھی دوست صاحب موجود تھے ۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مرزا ایوب بیگ و مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی آن پہونچے ۔ اس وقت میں نے ان صاحبوں کے آگے اپنا وعدہ سفر کے حالات نویسی کا برادرم یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے ساتھ جو تھا ۔ اوس کا ذکر کیا جس کو سنکر مفتی محمد صادق صاحب نے جہاں بہت خوشی کا اظہار کیا ۔ وہاں آپ نے ذرہ لکھنے کے قابل ایک امر معروف بھی بندہ کو کیا ۔ کہ جو ان حالات نویسی کی روح تھا ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ ان تمام تحریروں میں اخلاص کا خیال ضروری ہے ۔ کیونکہ انسان بہت سی تقریریں کر سکتا ہے ۔ اور لکھ سکتا ہے ۔ مگر اس امر کی دعا ضرور چاہئے ۔ کہ اللہ تعالے ہمارے قول و فعل کو ایک سا جیسا کر دے ۔ اللہ تعالے ہمارے محسن مفتی صاحب کو جزائے خیر دے ۔ اور اون کے ارادوں میں کامیاب کرے ۔ گاڑی کے چلنے میں شاید ایک دو منٹ رہے ہوں گے ۔ کہ دوڑتے دوڑتے بھائی شیخ عبد اللہ اور حکیم فضل الٰہی صاحب بھائی معراج الدین صاحب اور شاید اور بھی کوئی صاحب ان کے ہمراہ ہوں گے ۔ مگر بندہ کو یاد نہیں ۔ آپہونچے ۔ اور مصافحہ کر ہی رہے تھے ۔ کہ گاڑی روانہ ہو لی ۔

اسٹیشن کی ملاقات پر ہمارے محسن بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے ایک اور بھی ایسا کام کیا ۔ جو کہ در اصل قابل تقلید ہے ۔ آپنے اس حدیث کے موافق کہ مسافر کی دعا مقبول بارگاہ عالی ہوتی ہے ۔ میری نوٹ بک پر اپنی لاہور کی جماعت کے ممبروں کے نام جس قدر اون کو اوس وقت یاد آ سکے ۔ اس غرض سے نوٹ کر دیئے ۔ کہ میں ان تمام اصحاب کے لئے سفر میں دعا کرتا جاؤں ۔ اور اس طرح سے ایک غائبانہ مدد اون تمام اشخاص کی مفتی صاحب نے فرمائی ۔ کہ جن کے نام اونہوں نے تحریر کر دیئے ۔ اور وہ نام یہہ ہیں ۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرزا یعقوب بیگ صاحب ۔ جماعت لاہور ۔ خلیفہ صاحب ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ۔ قاضی غلام حسین صاحب ۔ مفتی ظفر احمد صاحب ۔ فی الواقع جس قدر حسنات کے بڑھانے میں ہمارے یہہ بھائی مفتی محمد صادق صاحب بڑھے ہوئے ہیں ۔ اس پر ہمیں بھی رشک آتا ہے ۔ اور ہم اونہی سے التجا کرتے ہیں ۔ کہ وہ ہمارے لئے بھی دعا فرماویں ۔ کہ جس قدر سوز و گداز اور بنی نوع اور خصوصاً اپنی جماعت کی سچی ہمدردی اون کے قلب میں بھری گئی ہے ۔ اللہ تعالے ہم کو بھی عنایت کرے ۔

جس وقت بندہ ریل پر سوار ہوا ۔ اوس وقت بخار ہوا ہوا تھا ۔ اور چونکہ ہر سٹیشن پر طاعون کے پھیلنے کی وجہ سے خطرہ تھا ۔ اس لئے لاہور سے روانہ ہوتے ہی یہہ فکر دامنگیر ہوئی ۔ کہ خدانخواستہ اگر کسی سٹیشن پر اتارے گئے ۔ تو جہاز نہ مل سکے گا ۔ اور اس طرح پھر ہفتہ دو ہفتہ کی دیر ہو جاوے گی ۔ (باقی آئندہ)

محمد افضل
۲۵ مارچ ۱۹۰۸ء

جلسۂ طاعون

چونکہ یہہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ بارہ ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کے بارہ میں اب تک شائع ہوئی ہیں مع طبی اور شرعی فوائد کے جو ان ہدایتوں کی مؤید ہیں اپنی جماعت کو سمجھا جاویں اس لئے یہہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتی الوسع کوشش کر کے اس جلسہ میں ... شامل ہوں ... اصل امر یہہ ہے کہ ہمارے نزدیک ... [illegible] ... کہ ان ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو چار روز تک سخت اندیشہ ہے لہذا یہ وقت ٹھیک وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل و جان سے پیروی کر کے اپنی نیکدلی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کی پابند ہو بلکہ کوشش کرے کہ دوسرے بھی ان ہدایتوں کی پیروی کریں ... [illegible] ... انگریزی ... ہمارے ملک میں یہ سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہوا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ گھر خالی کر دیا جائے ... [illegible] ... گورنمنٹ کے اس حکم ... [illegible] ... اور پھر تب بھی لوگ اس حکم کی مخالفت کرتے اور ... [illegible] ... گھر سے نکلنا شروع کریں ... سچ تو یہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا ۔ پس گورنمنٹ کو چاہئے کہ نادانوں کی بیجا ... [illegible] ... خواہی یا ... [illegible] ... لوگ ... [illegible] ... حکم ... [illegible] ... کسی کا ... [illegible] ... پسند نہیں کر سکتے ... [illegible] ... ہمدردی ... [illegible] ... ایسی حکمت عملی ہو ... [illegible] ... اور ... [illegible] ... غایت درجہ حمایت چاہئے اور مصیبت ... [illegible] ... مشکلات ... [illegible] ... شفقت پدری کی طرح حتی الوسع ان مشکلات کو آسان ...

[illegible]

انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قیمت پیشگی سالانہ سے

قیمت پیشگی سالانہ سعہ

نمبر ۱۰ و ۱۱ | قادیان دارالامن والامان - مورخہ ۶ و ۱۳ مئی - ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اٹھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ

۲۰ × ۲۶ - تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں - تار - نوٹ - آرٹیکل - علمی مضامین - اور ملکی معاملات سے مملو اُردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت **شہر دہلی** سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر سستا نہیں چونکہ **اُردو** سرکل سے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اُردو دان پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں] درخواست خریداری بنام

نمونہ کے لئے ایک آنہ]

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبّت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بلا محصول ۲ر

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن قیمت ــ ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر - از عالیجناب **امام الزمان** سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے +

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کی ریشمی ازار بند بیچ بند وغیرہ ہر قیمت سے مل سکتے ہیں۔

ایڈیٹوریل نوٹ

مہدی آخرالزمان

اور

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر ثالث

قابل توجہ گورنمنٹ

پچھلے نمبر کے مطالعہ سے یہ امر خوب طور پر واضح ہوگیا ہے کہ خلافت کے حصول کیلئے کس کس قسم کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اگر مہدی کے آنے کی پیش گوئی نبوی علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نہ ہوتی۔ تو بنی فاطمہ یا بنی امیہ وغیرہ میں سے ہر ایک اپنے خاندان میں مہدی کے ہونے کا دعوے کیوں کرتے۔ علاوہ ازیں جب کبھی بنی فاطمہ یا بنی عباس کی طرف سے کسی پیشگوئی کی بنا پر مہدی کا پیدا ہونا مشتہر کیا گیا تو خلافت بنی امیہ نے کبھی اسکی تردید مشتہر کرنے کی کوشش نہیں کی کہ حضرت اقدس بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پیش گوئی درباره مہدی نہیں فرمائی۔ اور آئندہ کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ مدعی کو جھوٹا دعوے دار قرار دے کر اس سے مقابلہ کیا۔ اس سے صاف طور پر یہ امر سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ بنی امیہ کو اس امر کا تو خیال ضرور تھا کہ کوئی مہدی آئندہ آنیوالا ضرور ہے۔ اور جسکی بنا اور وجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی ضرور فرمائی تھی۔

ابوداؤد نے جو حدیث ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ ممکن ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے فساد کی خاطر جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے واضع کیگئی ہے لیکن اسکو مہدی آخرالزمان کی بشارت سے کیا مناسبت صرف یہ دلیل کہ ابوداؤد نے اسکو باب المہدی میں بیان کیا ہے۔ اس امر کی کوئی تسلی بخش اور کافی دلیل نہیں ہے۔ غایت مافی الباب اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مؤلف نے ترتیب میں غلطی کھائی۔

الغرض بلا شبہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی طرف سے ایک آنیوالے مہدی کی پیشگوئی اور بشارت ہوئی ہے اور ضرور ہوئی ہے۔ ... سرا امر جو بشارت مہدی کے متعلق مشکوک ہے۔ اور جسپر فاضل محققین کو شبہہ ہے یہ ہے کہ احادیث متعلقہ مہدی کے راوی جرح اور تحقیق کی تاب نہیں لا سکتے اور ہمارے اپنے خیال اور تحقیق سے یہ امر بہت کچھ قرین قیاس اور قابل وثوق ہے۔ اور ہم اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ان احادیث کے راوی ایسے ہیں۔ جنپر نکتہ چینی اور جرح کی نسبت کچھ گنجائش ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکال لینا اور یقین کر لینا کہ اسی وجہ سے یہ احادیث صحیح نہیں غلط ہے۔ اور بالکل نادرست۔ کیونکہ یہ امر بالکل قرین قیاس ہے بلکہ ہمارے تجربہ میں روز آتا ہے کہ بعض خبریں جو بالکل صحیح ہوتی ہیں۔ ایسے وسائل سے ہمارے پاس پہنچتی ہیں جو غیر معتبر ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اُن کو غلط اور افواہ قرار نہیں دیتے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ صرف ایک سوفسطائیوں کا خیال ہے مثلاً اگر کوئی شخص منطق کا ایک قضیہ جما کر کہے کہ ہر ایک چیز جو چمکتی ہے۔ سونا نہیں اور پھر کہے کہ سونا چمکتا ہے۔ اسلئے سونا بھی سونا نہیں۔ تو یہ بالکل ایک مغالطہ یعنے لاجک فیلیسی ہے۔

اس بنا پر گو ان احادیث کے راوی جرح کے تحت میں آتے ہیں اور انپر بہت کچھ نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہہ جرح اور نکتہ چینی اسبات کی مستلزم نہیں کہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔ بہر حال ہم اس امر پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتے بلکہ ہم یہ تسلیم کر لیں گے کہ مہدی کی نسبت احادیث تمام تر غیر کافی ہیں مگر باینہمہ ایک امر زیادہ قابل غور اور اہم سوال یہ پیدا ہوجاتا ہے کہ **مسیح موعود** کی احادیث کو محدثین نے بالاتفاق صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے کم از کم یہ سوال تو حل ہوجاتا ہے۔ کہ آئندہ ایک نبی یا امام کے آنیکی متعلق نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام نے ضرور بشارت فرمائی ہے +

اب قابل غور اور زیر بحث یہ امر ہے۔ کہ آیا **مہدی** اور **مسیح** دو جدا جدا اماموں کا نام ہے۔ یا ایک ہی شخص واحد کے دو نام ہیں۔ جو بلحاظ خدمات اور مناصب کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ سوال فی الحقیقت بہت کچھ دلچسپی اور حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس پر ہم بھی پوری روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنے زمانہ کے **فاضل الدہر ابن قیم** نے اپنی کتاب منار میں اس پر خوب روشنی ڈالی ہے اور نہایت معقولیت کیساتھ اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ **ابن قیم** کہتا ہے۔ کہ مہدی کے بارہ میں چار مختلف قول ہیں یعنے محققین نے چار مختلف طور پر اپنی رائے اس کے متعلق ظاہر کی ہے۔ جن میں سے ایک گروہ عالموں کا اس پر ہے۔ کہ امام مہدی ابن مریم ہی ہوگا چنانچہ **ابن ماجہ اور حاکم** اپنی کتابوں میں اسی روایت کو لائے ہیں کہ **لا مہدی الا عیسیٰ** ایسے قوی اور واجب التسلیم سندات کے ہوتے ہوئے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ کیوں اس سے انکار کیا جاوے؟ اور کیوں یہ تسلیم نہ کیا جاوے کہ **عیسیٰ اور مہدی** ایک ہی شخص کے دو جداگانہ اور مختلف نام ہیں جس کو استعارہ کے طور پر یوں کہہ دیا جاوے کہ ایک ہی شمع ہے مگر دوسرے فانوس ہیں۔ آفتاب ایک ہی ہے لیکن مطلع اور ہے۔ اور اسی خیال کو اور بھی تقویت ہوتی ہے جبکہ احادیث کے مضامین پر تعمق اور غور سے نظر کیجاوے اور صاف طور پر یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ **مہدی** اور **عیسیٰ** نفس الامر میں ایک ہی امام کے نام ہونگے۔ اور وہ دو مختلف اشخاص کو ظاہر نہیں کرتے۔ چنانچہ بخاری کے مطالعہ سے جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے پایا جاتا ہے کہ مسیح حکم عادل ہو کر آئیگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسوقت نصرانیت کا غلبہ یا اقتدار ہوگا۔ **نصرانیت** سے مراد وہ مذہب ہے جو **مسیح** علیہ السلام کے بعد **پولوس** نے جو اوائل میں نصرانیت کا سخت مخالف تھا پھیلایا اور من بعد اپنے تئیں عیسائی ظاہر کر کے اپنی تعلیمیں ملا کر اپنے خیالات کو رواج دیا۔ جو اب ربع مسکون پر پھیل رہا ہے۔ ہماری اپنی رائے میں نصرانیت سے **گورنمنٹ انگلشیہ** مراد لینا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کی اپنی پیشگوئیوں سے جو اسنے مسیح موعود کی بشارتوں کے متعلق اجمالی طور پر بیان کیں پایا جاتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں بادشاہ ہوگا اُس وقت سلطنت کی ویسی حالت ہوگی۔ جیسی کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ تاریخ اور امر واقعات پر غور کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلطنت ایک **پر امن** اور بالکل **گورنمنٹ انگلشیہ** کا مبارک **عہد** تمام سلطنتوں سے بڑھکر **مفید اور امن بخش** ہے۔ جس میں **سلامتی** اور برکتوں کی بارش ہوتی ہے۔ اس لئے یہ امر کبھی بھی قرین قیاس نہیں کہ وہ **مسیح** یا مہدی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دین کو تازہ کریگا اور اسکی بدعات کو دور کرنے آئیگا اور رسول اکرم آنحضرت صلعم کا سچا مقتدی اور متبع ہوگا۔ پھر ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ سلطان وقت کو خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی ہیدین ہو یا دیندار ظل اللہ سمجھکر اور ان کی اس کے خلاف کیوں کر کریگا اور پھر ایسی حالت میں کہ وہ عادل اور فراخ دل ہے جسنے ہر ایک قسم کی آزادی تبلیغ مذہب اور اشاعت اسلام کی

دے رکھی ہو۔ بلکہ جسکا مبارک عہد تمام عہدوں اور زمانوں سے زیادہ مبارک اور پُرفتح ہو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسے مخالف مسلمان کہاں کہا کر اپنے تئیں **رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم** کی احادیث پر سچا عامل قرار دیکر بھی نصرانیت سے مراد گورنمنٹ نصرانیہ لیتے ہیں۔ یہہ انکی غلط فہمی ہے۔ اور بڑی بھاری غلط فہمی ہے۔ چونکہ درمیانی طور پر یہہ امر قابل بحث آگیا ہے۔ اسلئے ہم اسپر ہم ذرا وضاحت سے بحث کرکے پھر **نفس** مضمون کیطرف عود کرینگے۔ اس مقام پر اپنے مخالف مسلمانوں کو عموماً اور اپنی **مہربان** اور **عادل گورنمنٹ** کو خصوصاً توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اس شخص نے جو دُنیا میں **عیسے مسیح** کے نام سے آیا ہے اور جسکا مشن دُنیا کو ہر ایک قسم کی بدعتوں سے نجات دینا اور **صلح** اور **سلامتی** کے ساتھ دُنیا میں سچائی کو قائم کرنا ہے کس خوبی اور خوش اسلوبی سے ان مقامات کو حل کیا ہے۔ جو اپنے مقام پر جو اس مسلسل مضمون کے آخر میں ہوگا۔ بیان ہونگے۔ اللہ اللہ کیا ایسا **شخص** اور اُسکی **جماعت** گورنمنٹ کی **بدخواہ** ہوسکتی ہے؟ جو یہ ظاہر کرے

کہ! دُنیا کے بادشاہوں کو ان کی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں اُن کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔

ہماری آسمانی بادشاہی ہے۔

اور جو گورنمنٹ **وکٹوریہ امن بخش** اور محفوظ عہد پر فخر کرے۔ اور **مادر مہربان** کے پُرامن زمانہ میں پناہ لے۔ یا وہ لوگ جو یہ خیال راسخ کئے بیٹھے ہیں۔ اور اُس کی مخالفت کو ایک راستبازی اور تقویٰ شعاری کا کام جانتے اور کہتے ہیں۔ کہ نہیں یہہ غلط ہے۔ بلکہ یہ **دولت** اور **ملک کا خواہاں** سلطنت کی ہوس رکھنے والا امام مسیح ہو یا مہدی کے نام سے آئیگا!

العجب ثم العجب

(باقی آئندہ)

ولائتی چٹھی

نمبر ۳ سوم

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۹

گذشتہ ہفتہ میں ایک بکری ذبح ہوئی ہے۔ اور ہم پانچ آدمی برابر حصہ کر لیتے ہیں۔ کیلا شکر قندی پپیتہ کا پھل بہت ہیں۔ تقریباً انشی سرکاری ٹکسے اس جگہ پر ہیں۔ کمپالہ اچھی بستی ہے مگر ہر چیز بہت مہنگی ہے ایک بوٹ کی قیمت ۱۲ روپیہ۔ شکر ایک سیر ۱ روپیہ کی۔ دیا سلائی ۴ ہر کیسہ ۱ ایک روپیہ کا ایک گز۔

ہم ۳۰ جون ۱۸۹۷ء کو ممباسہ سے چلے تھے ۲۸ جولائی کو ہم **کوکو یو** پہونچے (یہہ مقام ممباسہ سے ۳۰۰ میل پر ہے۔ اور اسی کے پاس بعض اقوام افریقہ نے اب انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے۔ جس کے لئے فوجیں ہند سے آرہی ہیں۔ اس مقام پر ریلوے کی بھی ایک سروس پارٹی ہے) چونکہ ہمارے راستہ کے علاقہ میں بیماری چیچک تھی۔ اس ۸ دن قرنطین میں رہے۔ صاحبان انگریزی راستہ میں چوکیاں قائم کی ہیں۔ اون کو اس قسم کے اختیارات ہیں۔ اور اکثر سوداگران عاج کی حفاظت وصول محصول وغیرہ یہ چوکیاں کرتی ہیں۔ بعد ازاں قلعہ میں داخل ہوئے۔ **کوکو یو** کے درمیان راستہ میں بے شمار شکار ہے۔ (کیونکہ یہ ممباسے سے میل ہے) ہرن۔ گورخر۔ جنگلی بھینسے۔ گینڈے۔ نیل گائے۔ بگلوں کے گلے ہیں۔ فقط ایک گلہ گورخر میں ۳۰۰ گورخر تھے۔ شتر مرغ نہیں ہوتے۔ یہاں آکر ہمارے چاول اور شکر خلاص (ختم) ہوگئے۔ پھر یہاں سے کمپالہ تک سوائے جوار کے آٹے کے کچھ نہیں ملا۔ زیادہ گذارہ گوشت پر تھا۔ یہاں دودھ۔ دہی گھی۔ گنا۔ مکھن بکثرت ہیں۔ ممباسہ سے یہ جگہ ۳۵۰ میل ہے۔

یہاں سے آگے **مسائی** لوگ (ایک افریقہ کی جنگ جو سخت قوم) ہیں۔ اون کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یہہ لوگ پیشہ ور زن۔ بہادر۔ لڑاکے۔ اور مضبوط ہیں۔ بالکل ننگے۔ صرف کاندھے پر ایک کھال بکری کی چھوٹی سی رکھتے ہیں۔ بدن طرح طرح کے رنگوں سے رنگتے ہیں۔ ڈھال اور نیزہ ہر ایک کے ہاتھ میں ہے۔ خانہ بدوش ہیں۔ بھیڑ بکری گائے۔ ہر ایک کے پاس دو دو سو تین تین سو تک ہے۔ پہلے یہ لوگ مشرق کو کب **ویری** تک اور مغرب کو جھیل وکٹوریہ نیا زا تک لوٹ مار کرتے تھے۔ اور سینکڑوں آدمی اور قافلہ تباہ کردیتے تھے۔ مگر اب ان کی طاقت بسبب انگریزوں کے آنے کے ٹوٹ گئی ہے۔ تاہم اب بھی اکیلے دوکیلے کو جان سے مار ڈالتے ہیں۔ یہاں پر بابو محمد بخش اور عبید اللہ سے ملاقات ہوئی (یہہ دونو صاحب ریلوے ملازم سروس کے لئے عرصہ ایک سال سے آگے گئے ہوئے ہیں۔ اور اوس طرف سے ممباسہ کو سروس کرتے واپس آرہے ہیں)۔

یہاں سے روانہ ہوکر ۱۲ دن کے بعد شمونی پہونچے۔ راستہ میں تین تین بڑی بڑی جھیلیں آتی ہیں **نئے واسا۔ المنشٹا**۔ اور **نکورو**۔ مذکورۃ الآخر جھیل کھارے پانی کی ہے۔ شمونی تک بالکل جنگل ہے۔ یہہ جگہ بہت سرد ہے۔ اور سطح سمندر سے ۸۵۰۰ فیٹ اونچی ہے۔ یہاں سے چل کر ایسے گنجان جنگل میں داخل ہوگئے۔ کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ۵ دن تک برابر اندھیرے میں چلتے رہے۔ بڑے بڑے درخت جو آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ سورج کی روشنی نہیں دیکھنے دیتے۔ بے شمار نہریں ان درختوں میں بہ رہی تھیں۔ جنگل سے نکل کر پانچ دن کے بعد **نانڈی** میں داخل ہوئے۔ جہاں ڈاکٹر خدا بخش مقیم ہے۔ (یہہ ایک بنگالی ڈاکٹر ہیں۔ اول ریلوے میں تھے۔ لیکن بعد ازاں ان کی سروس سول محکمہ میں ہوئی۔ اور یوگنڈا گئے)۔ ...

مصالحہ کا نام یہاں عنقا ہے۔ صرف مرچ و نمک بطور تحفہ کے سمجھا جاتا ہے۔

نانڈی سے چل کر یوگنڈا تک ملک آباد ہے۔ کوبنڈو (راستہ میں کسی بستی کا نام) میں مرد و عورت بالکل مطلق مادر زاد ننگے ہیں۔ .... میں نے ذکر نہیں کیا مسائی عورتیں (جس قوم کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) کھال کا کپڑا ایک کمر سے گھٹنے تک اور دوسرا کندھوں پر رکھتی ہیں۔ زیور اون کا لوہے کی بے شمار تاریں ہوتی ہیں۔ پنڈلیوں میں۔ گھٹنے سے لے کر ٹخنے تک کندھے سے لے کر ساعد تک موٹی تار کا جوڑا۔ اور پھر باریک ننھی ڈوریں لوہے اور پیتل کی۔ کوئی تینتیس یا چالیس گلے میں ڈالتی ہیں۔ گو رنگ کی سیاہ ہیں۔ مگر ممباسہ والوں سے خوبصورت ہیں۔

غرضکہ دو اکتوبر کو ہم وکٹوریہ نیانزا کے کنارے پر پہونچے بہت بڑی جھیل ہے۔ یہاں Steam launch (ایک چھوٹا دخانی جہاز) ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس لئے ہم اس کے کنارہ کنارہ شمال مغرب کو روانہ ہوئے۔ ۶۔ دن کے بعد **اوسوگا** کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ جو علاقہ یوگنڈا کا ایک حصہ ہے۔ بہت زرخیز ہے۔ کیلا بے شمار ہے۔ ۳۔ دن تک ہم چلتے رہے ہیں۔ اور دوسری چیز نہیں دیکھی۔ پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے تمام ملک سرسبز اور باغ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

اوسوگا کی چھاؤنی جھیل کے عین کنارہ پر ہے۔ یہاں ایک خلیج ہے۔ جو ہم نے کشتیوں میں بیٹھ کر عبور کی یہاں سے دریائے **نیل** نکلتا ہے۔ دوسرے کنارہ پر یوگنڈا کا علاقہ ہے۔

۱۴۔ اکتوبر کو کمپالہ دار الخلافہ یوگنڈا میں داخل ہوئے یہاں سب گھر گھاس کے ہیں۔ قریب ۲۰ کے ہندی سنتری ہیں۔ اور ایک کمپونڈر ہے۔

دو ہندو ڈاکٹر ایک علاقہ بڈو میں جو جھیل کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اور دوسرا **پورٹل** ایاس میں جو یہاں سے دو دن کا راستہ ہے جھیل پر انگریزی بستی ہے۔ کمپالہ سے لے کر سندی تک راستہ بہت قریب سے ریگار ۱۰ ہزار فیٹ اونچی ہے۔ اور پانی بے شمار بعض جگہ ٹخنے تک بعض جگہ گھٹنے تک...... غرضکہ بڑا بھاری جنگل ہے۔ اور بے شمار ہاتھی اسمیں ہیں۔

تمام ہاتھی دانت جو ممباسہ۔ زنجبار۔ باگامویو۔ دار السلام کو جاتا ہے۔ یہاں سے ہی جاتا ہے۔ سب سوداگر پہلے یہاں دفتر میں محصول داخل کرتے ہیں۔ پھر ان کو اجازت ملتی ہے۔ پرسوں ایک دانت وزن میں ایک سو بیس پونڈ یعنے ساٹھ سیر کا نکلا۔

سنا ہے کہ پنجابی پلٹن یوگنڈا کو آرہی ہے خدا وہ وقت جلد لاوے........ فقط۔

ہمارے دوست رحمت خاں کے اور بھی خطوط حالات سے پر ہمارے پاس ہیں انشاء اللہ تعالیٰ روانہ کئے جائیں گے۔

سرمن (خطبہ)

جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ۱۰ اپریل کو دیا

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعہدی اوف بعہدکم وایای فارھبون وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا و ایای فاتقون ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق وانتم تعلمون واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الرکعین اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون واستعینوا بالصبر والصلوۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخشعین الذین یظنون انھم ملقوا ربھم وانھم الیہ رجعون

سورہ فاتحہ یعنے الحمد شریف جو ہم کو اللہ تعالے نے سکھائی ہے۔ اوس میں ایک بڑی بھاری اور ضروری تعلیم دی ہے۔ کہ ہم اون لوگوں کی راہ تلاش کریں۔ جو اللہ تعالے کے نزدیک مقبول ہوئے ہیں۔ ہمیشہ اہدنا الصراط میں پڑھی تکرار کی ضرورت ہے اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جو بات تجربہ کے معیار پر کامل العیار ثابت ہو چکی ہے۔ اوس سے بہتر دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ عربی زبان میں ایک عام ضرب المثل ہے۔ **سل المجرب ولا تسئل الحکیم**۔ تجربہ کار سے دریافت کر نہ حکیم سے۔

اللہ تعالے اہدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کر کے صراط الذین انعمت علیہم میں اوس اندیشہ اور وہم کو دور کرنا چاہتا ہے۔ جو کسی ویسی ہی اور نا معلوم بات پر عمل درآمد کرنے سے پیشتر ذہن میں گذر سکتا ہے۔ کہ وہ راستہ ایسا اوپرا نہیں۔ کہ کوئی اوس پر کبھی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں نہیں بلکہ وہ راستہ ایسا معروف و مشہور عام ہے۔ کہ ہزاروں ہزار منعم علیہم اوس پر چلے اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اوس راہ پر چلنے والوں پر کس قدر الٰہی فیضان ہوا۔ فی الحقیقت یہ بات قرآن کریم اور صرف قرآن کریم ہی کو حاصل ہے۔ اور یہ بزرگی اور امتیاز اوسی سے مخصوص ہے۔ کہ وہ ایسی باتوں کو جو خدا تعالے کی رضامندی اور ناراضی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسی بداہی باتوں میں اون کو پیش کرتا ہے۔ کہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی اون کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس سے بہتر اور آسان ذریعہ سمجھانے کا ممکن ہی نہیں۔ جیسے اگر ادویات کی تاثیریں اور خواص اس طرح بتلائے جاتے کہ اون کی توضیح اور تشریح میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں ہی لکھی ہوئی ہوتیں۔ اور کوئی ایک آدہ آدمی بھی تجربہ کر کے اوس پر گواہی دینے والا نہ ہوتا۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کبھی بھی یہ کام انسانی طبیعت کے قبول کرنے کے لائق ہو سکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر خدا تعالے کی رضا جوئی کے نسخے الفاظ تک ہی محدود رہتے۔ تو اون کا کمال اور حسن ظاہر نہ ہوتا جیسا اب ہوتا ہے۔ وہ لوگ کس قدر ظالم اور بخیل ہیں۔ جو خدا تعالے کے احسان عام اور فیضان کو مختص کرنا چاہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو ایک نمونہ قرار دے کر بھی اس امر واقعی کا انکار کرتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا اس راہ پر چل کر وہی فیضان اور فیض نہیں اٹھا سکتا۔ کس قدر غلطی اور کیسی شرمناک غلطی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زید تو ایک راہ پر جو لاہور کو جاتی ہے۔ چل کر لاہور پہونچ جاوے اور بکر اوسی راہ پر چل کر نہ پہونچ سکے۔ ایسے خیالات خدا تعالے کے فیوضات کے انکار کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

پس قرآن کریم نے خدا تعالے کی رضا جوئی کے لئے جو راہ تعلیم کی ہے۔ وہ راہ ایسی نہیں بتلائی۔ کہ جس پر کوئی کبھی کوئی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں۔ بلکہ اوس کی بابت ہزارہا تجربہ کرنے والوں کے پاک نمونے[1] ہر زمانے ہر ملک اور ہر قوم میں گذرے ہیں۔ دور جانے کی بات نہیں۔ اوس مقدس راہ پر چل کر فائز المرام ہونے والا تجربہ کار خود تم میں سے آیا۔ اور تم میں بیٹھا ہوا اوس صداقت کا زندہ ثبوت ہے۔ قرآن نے جو راہ اختیار کی ہے۔ وہ راہ ایسی راہ ہے۔ کہ دنیا کی کسی قوم کو نہیں سوجھی اور سوجھتی کیونکر یہ انسانی عقل۔ انسانی ارادے اور ذہنی سمجھ کا کام نہیں۔ یہ تو آسمانی نور کی رہبری اور ہدایت کا کرشمہ ہے۔ قرآن نے دو فریق پیش کئے ہیں۔ ایک فریق کہتا

---

[1] جن سے مراد اوس مقدس راہ کے تجربہ کاروں کے پاک نمونے ہیں جس کی تعلیم اللہ تعالے کا خاص مقصد ہے۔ ایڈیٹر ۔

ہے۔ کہ ہماری تمام باتیں اپنے ہوا و ہوس کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لئے ہیں۔ اور اوس کے ہی پاک منہ سے نکلتی ہیں۔ اور اوس مرکے ثبوت میں یہہ کہا۔ کہ دیکھو! ہم ایک عاجز انسان ہیں۔ ہماری جماعت کوئی قومی جماعت نہیں۔ بالکل بیکس اور مہجور القوم انسان ہیں۔ مگر اس پر بھی تم دیکھ لوگے۔ کہ تمہارے زور آوروں کے مقابل میں **ہم ہی کامیاب ہوں گے!** حقیقت میں یہہ بات کہنے والا فریق دنیا کے اسباب کے لحاظ سے ایک نہایت ہی ضعیف اور کمزور فریق تھا۔ جسکو دیکھ کر ہر ایک دنیا دار صاف یہہ بول اٹھتا۔ کہ یہ آج نہیں کل ہلاک ہو گا۔ اس کی ہستی ہی کیا ہے۔ اوس پر ہر ایک نے اپنے ترکش کے تمام تیر خالی کئے۔ جو جو کسی کے پاس تھا اوس کو تمام ہی میں صرف کیا۔ مگر ایک لمبی دوڑ ایک مدت کا مقابلہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ باوجود اس قدر کمزوری اور بے سروسامانی کے یہہ فریق اپنے زبردست حریف پر جو ہر طرح سے ظاہری اسباب کے لحاظ سے قابل تھا۔ کامیاب ہوتا۔ مظفر اور منصور ہوتا ہے۔ اور دنیا دیکھتی ہے۔ کہ ایک عاجز انسان کیونکر ایک قومی جماعت کو زیر و زبر کرتا۔ اور اون کے منصوبوں کو پاش پاش کر کے فتح پاتا ہے۔ لاریب یہہ نظارہ ایک غور کرنے والے دل کے لئے ایک عجیب نظارہ ہے۔ ہم اس پر غور کیا ہے۔ بات یہہ ہے۔ کہ اون کی ہر مقابلے میں کامیابی ہر پہلو میں اون کی فتح یہہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ خدا تعالے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلاتا ہے۔ اور یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ ایک نصرت غیب اون کے شامل حال ہے۔ اس سے یہہ بات تجربہ میں آ گئی۔ کہ جس طریق پر یہہ لوگ زندگی بسر کرتے ہیں وہی طریق کامیابی کا سچا ذریعہ ہے۔ وہ کامیابی کی راہ ہے خطا نہ کرنے والا طریق وہی ہے جو سورۃ فاتحہ میں **ارحم الراحمین** خدا نے تعلیم کیا ہے۔ اس دعا کے اندر ایک ایسی خاصیت ہے۔ کہ دقیق در دقیق خاصے اوس میں شامل ہیں۔ رذیلہ صفات دور ہو کر اون کی جگہ صفات حمیدہ لیتی جاتی ہیں۔ اور جوں جوں قدم آگے بڑھتا ہے۔ ایک نیا سرور۔ نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس قدر احتظاظ اور لذت ملتی ہے۔ کہ بے اختیار ہو کر قدم آگے کو پڑتا ہے۔ اور یہہ بات ایک مشہودی امر کی طرح محسوس ہونے لگتی ہے۔ کہ بس ہر میدان میں فتح ہی فتح ہے۔ اوس کے بالمقابل ایک اور وجود دکھایا ہے۔ جو اس راہ پر نہیں چلنا چاہتا۔ اور وہ غوی راہ میں گر پڑتا اور ٹھوکر کا پتھر بنتا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ہر جگہ نامرادی کلفت اور رنج کے خوفناک

اور ناقابل برداشت پہاڑ اوس پر ٹوٹ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ بالآخر رہ جاتا ہے۔ اور نہیں چل سکتا۔ آخر فنا ہو کر اپنے مقابل مقدس حریف کی صداقت پر مہر کر دیتا ہے۔ اس قسم کے مقابلہ کا تاریخ پتہ بتلا سکتی ہے کہ جب سے انسانی ہستی کا نشان ملتا ہے اسی وقت سے یہ مقابلہ ہر آن ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر دم یہ اٹل قانون نظر آتا ہے کہ یہ قوم مظفر و منصور ہوتی چلی جاتی ہے اور مخالف ناعاقبت اندیش مخالف اپنی ہلاکت کا موجب ہونے جاتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ایسے گرتے ہیں کہ دنیا اُن کو نگل کر ہمیشہ کے لئے نام و نشان تک کھو دیتی ہے۔ غرض تو سورۃ فاتحہ میں خدا نے ایک منعم علیہم کا گروہ بتلایا ہے اور نماز میں فرض کیا کہ اسی راہ کے لئے پوری تڑپ اور سوزش ظاہر کی جاوے۔ نہ لفظاً اور عرفاً بلکہ روح میں ایسا گداز پیدا ہو کہ وہ اس سچی تڑپ کے آثار عین الیقین کی طرح دیکھے۔ کیونکہ یہ راہ ایک تجربہ شدہ ہے۔ یہ راہ بھولان بیابانی کی راہ نہیں جہاں آبادی کا نشان نہیں اور کسی قافلے یا کارروان کا نقش پا نہیں بلکہ اس پر ہزار ہا ہزار نقش پا موجود اور زندہ نشان میل اور فرسنگ نظر آتے ہیں جو اپنی عملی حالت سے دکھلاتے اور چلتی زندگی سے مشاہدہ کراتے ہیں کہ وہ فائز المرام کرنے والی راہ کے زندہ نشان ہیں۔ فی الجملہ سورۃ فاتحہ میں جو راہ بتلائی گئی ہے یہی ایک راہ ہے جو سلامتی اور کامیابی کی راہ ہے اور اس کے خلاف چلنا نامراد رہنے کا نشان اور ہلاکت کا سامان بہم پہنچاتا ہے اور یہ امر دعوے ہی دعوے نہیں جس طرح حقائق الاشیاء کا علم تاوقتیکہ تجربہ اور مشاہدہ صحیحہ اس کے ساتھ نہ ہو محض ایک خیالی امر قرار پا سکتا ہے اسی طرح اس راہ کی صداقت کے لئے شواہد موجود ہیں۔ یعنی جو اس پر چلے اور فائز المرام ہوئے اور جو خلاف چلے اور نابود ہوئے۔

اور سورۃ البقر کے سورۃ الفاتحہ کے بعد شروع ہونے کی فلاسفی یہی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں ایک دعوے پیش ہوتا ہے اجمالی رنگ میں۔ سورۃ البقر اس کی دلیل ہے اور تفسیر۔

وہ **انعمت علیہم** جن کی راہ کی ہدایت ہوتی ہے کون تھے؟ اور اُن پر کیا انعام ہوئے۔ کس طرح خدا کے فضل نے اُن کو اپنے سایہ میں لیا؟ پھر **مغضوب علیہم** کون تھے؟ اور اُن کی راہوں سے بچنے کی فکر کیونکر اُنکے نمونہ کو دیکھ کر کرنی چاہئے۔ ان ساری باتوں کا بیان سورۃ البقر میں جس کا میں نے ایک دکوع پڑھا ہے نہایت شرح و بسط سے فرمایا ہے۔ پس ان باتوں پر غور کر کے ایک سچی تڑپ اور سچے جوش سے انعمت علیہم کی راہوں پر چلنے کی دعا مانگنی چاہئے اور مغضوب علیہم کی راہوں سے بچنے کی توفیق مانگنی چاہئے تاکہ ان مخوف و مہلک بیابانی سے بچ کر انسان منزل مقصود کو پہنچے۔

اب اس مقام پر انعمت علیہم اور **مغضوب علیہم** کا ذکر چھیڑ دیا ہے تاکہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا پتہ لگے اور بصیرت کے ساتھ معلوم ہو جیسا میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالے نے اپنی رضا کے راہوں کے لئے انبیاء علیہم السلام کی قوم بنائی ہے۔ اُن کے چال چلن کو دیکھ کر تفتیش اور تحقیق کی ضرورت نہیں کیونکہ جس راہ پر وہ چلے اُس راہ پر چلنے کا نتیجہ اُن کی صریح کامیابی ہے۔ بالمقابل بنی اسرائیل مغضوب علیہم ٹھہر گئے۔ مغضوب علیہم جب ہی ہوتے ہیں جب انعمت علیہم کی راہیں دکھائی جاویں۔ مجرم تب ہی ہوتا ہے جب قانون شائع ہو۔ پھر اُس کی خلاف ورزی اس مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل قیامت تک ایک نمونہ ٹھہر گئے۔

جب انسان سورۃ فاتحہ پڑھے تو انعمت علیہم پر ٹھہر کر بنی اسرائیل کی اُس حالت پر غور کرے جو سورۃ البقر میں مندرج ہے۔ اور کانپتے ہوئے دل سے سوچے کہ انعمت علیہم کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ بھی ہے جو ہلاکت کا کھلا کھلا راستہ ہے اور اُس سے بچنے کے لئے چیخ چیخ کر فریاد کرے اور دعا مانگے۔ نوٹ[1]

نوٹ[1] ۔ انسان کی فطرت میں یہ اضطراری حالت واقع ہے کہ جب وہ کسی تکلیف یا مصیبت کو سامنے دیکھتا ہے تو چلاتا اور شور مچاتا ہے۔ بظاہر اُس چیخ پکار سے کوئی فائدہ مترتب ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا لیکن نفس الامر میں اُسی شور و پکار اور ہائے فریاد میں تسلی اور اطمینان کی روشنی کی جھلک سی دکھائی دیتی ہے اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مصیبت کے آنے پر بے اختیار انسان رو پڑتا ہے۔ پس شیطان رجیم چونکہ ہر آن انسان کے بہکانے کی فکر میں لگا رہتا ہے اور انعمت علیہم پڑھتے ہی مغضوب علیہم کا نظارہ پیش نظر آ جانے سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان کی ٹھوکر سے ہوشیار اور خبردار ہو کر چلے اور سورۃ الفاتحہ کی اس ترتیب میں ہم کو یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ اگر انعمت علیہم کی راہ کا ذکر ہوتا (دیکھو صفحہ ۶)

یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے قرآن جیسی محکم کتاب ہم کو عطا کی جو معرفت کے مشکل سے مشکل مسائل کو آسان لفظوں میں حل کر دیتی ہے۔

اے اسرائیل کے بیٹو! میری نعمت کو یاد کرو میں نے اپنے رسول تمہارے پاس بھیجے۔ عمدہ کھانے کھانے۔ ٹھنڈا پانی پینا اور شاندار لباس پہن لینا یہ کیا چیز ہے بڑی نعمت الٰہی یہی ہے کہ خدا کے فضل کے نمونے اور اس کے فرستادے پیدا ہوں جن کی راہوں پر چل کر ابدی زندگی ملی۔ ابدی آسایش کا سامان میسر آسکے۔ میری نعمت کو یاد کرو۔ میرے عہد کو تم پورا کرو میں اپنا عہد پورا کروں گا۔ اور اس عہد کے پورا کرنے میں کوئی لالچ عہد شکنی پر مجبور نہ کرے۔ اس آیت میں **مغضوب علیہم** کی پہلی خصلت معلوم ہوتی ہے اور یہ پتہ لگا کہ **مغضوب علیہم** منعم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔ انعام الٰہی کی سچی قدر نہ کرنا اُس کے غضب تک پہنچا دیتا اور **مغضوب علیہم** کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی بیماری جو غضب الٰہی کو کھینچ لاتی ہے اُس کے عہد کو توڑنا ہے۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے نازل کیا یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر۔ اور یہ ایمان ایسا نہیں کہ تم اس کی نسبت شکایت کرسکو کہ کوئی بدعت ہے اور صحف سابقہ میں اس تعلیم کی کوئی نظیر نہیں بلکہ یہ وہی تعلیم ہے جو کامل اور مکمل ہو کر دنیا میں آئی ہے اور تمہارے انبیاء کی تعلیم اور پیشگوئیاں جو ادھوری اور محتاج تصدیق و تکمیل تھیں اُن کی تکمیل و تصدیق کے لئے آیا ہے اور حق کے ساتھ آیا اور حق لیکر آیا اور وقت پر آیا ہے۔ اس کے معنے اگر سمجھنے ہوں تو ہمارے پاس چابی موجود ہے۔ ہمارے امام نے کہا کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ احمقوں نے کہا کہ کیا نشان ہے قطع نظر اس کے کہ نشان موجود ہیں۔ نشان کی ضرورت تب ہوتی اگر قرآن کے خلاف کوئی سلسلہ قائم ہوتا۔ امام موعود تو بار بار یہی کہتا ہے۔ کہ میں تو قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے آیا ہوں۔ اس مقدس تعلیم کی روشنی پھیلانے اور اغلاط کو برباد کرنے آیا ہوں۔ غور کرنیوالا سوچ سکتا ہے کہ یہ انوکھی بات نہیں ہو سکتی اس لئے ضروری تھا کہ اس دعوے کو بلا حجت مان لیتے۔ دیکھو تم اس سنت سے واقف ہو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام جب آئے ہیں تو اول نمونہ کفر کا ان عالموں ہی نے قائم کیا ہے حقیقت میں **اوّل کافر بہ** کے معنی یہیں کہ علماء جو مسندوں اور صحاح کو پیٹ میں رکھنے والے ہیں۔ جب یہ تکفیر کرتے ہیں تو پھر عوام اُن کے مقلد ہو جاتے ہیں۔ **اول کافر بہ** میں سمجھا دیا ہے کہ تمہارا حق تو یہ ہے کہ تم **اول مسلم بہ** ہو تم تو اس سنت سے واقف اور خوب ماہر ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت میں مجدد ہوں گے میرے دعوے سے حضور کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے اور تم خوب واقف ہو اور قرآن کی عزت اور کلمہ کے بلند کرنے کا دعوےٰ کرتے ہو تم کو چاہئے تھا کہ تم ایسی ٹیڑھی نہ چلتے کہ لوگ گمراہ ہو جاتے اور خدا کے فرستادہ کا انکار کر کے ہلاکت کی راہوں میں جا پڑتے۔ میں بہت سوچتا ہوں۔ زنا ایک گناہ ہے۔ جس سے زمین پھٹتی اور آسمان پھٹتا ہے۔ مگر **مغضوب علیہم** میں شامل کرنے والا گناہ اُس سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ زنا کی وجہ سے جو آتشک ہو جاتی ہے وہ دو دو چار چار پشتوں کو تباہ کر کے پھر صاف ہو جاتی ہے۔ مگر جو گناہ مغضوب علیہم کے پیچھے آج تک ہاتھ دھو کر پڑا ہے۔ اور قیامت تک پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ وہ راستبازوں کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکا دینا ہے اور اُن کے کام میں ایک روک ڈالنے کا موجب بننا۔ اور بہتوں کے لئے ٹھوکر کا پتھر ہو کر رہنا ہے۔ یہ قیامت تک برا نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل ہی کو دیکھو کہ ایک قوم ہے جو ایک وقت اُس کی یہ حالت تھی کہ خدا کے فضل اُس پر اس قدر تھے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے اور پھر غضب الٰہی کا پہاڑ اُن پر ایسا ٹوٹا ہے کہ اُنہیں پیس کر ہی رہا۔ کیوں؟ خدا کے فرستادوں اور ماموروں کو جو دنیا کا نور اور روشنی کے فرشتے تھے ان ناعاقبت اندیش بہشت کے ٹھیکہ داروں نے اپنے علم و فضل کے گھمنڈ میں تاریکی کے فرشتے ثابت کرنے کی کوشش کی یہ لوگ ہیں جو خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اُس کی راہوں میں پتھر ڈالنے والے ہیں۔ یہ انکار کا گناہ۔ یہ تکذیب کا جرم ایسا متعدی ہے کہ نسل در نسل پیچھا نہیں چھوڑتا اور اس کا وبال و نکال ایسا سخت اور نہ ٹلنے والا ہے کہ قیامت تک ذلیل کئے جاتا ہے۔ ان تکفیر کا فتوے تیار کرنے والوں نے وہی راہ اختیار کی ہے انہوں نے ایک نور کے فرزند اور روشنی کے فرشتے کو تاریکی کا خوفناک ہوا اور ڈراونی شکل کا غول بیابانی اور اندھیرے کا جن دکھلایا ہے اُنہوں نے اُس کفرنامہ میں ایک مامور کے مقدس خط و خال ایک بھونڈی شکل میں دکھائے ہیں۔ کہ جب اگلی نسل کے پاس جاوے تو وہ اُس مامور کو جس کو خدا نے نور کر کے بھیجا ہے ایک ہوا اور جن سمجھ کر ڈر جاویں اور اُس سے دور بھاگیں کس قدر عظیم الشان ظلم اور شرارت ہے۔ کیسی دل کو ہلا دینے والی خوفناک مکروہ حرکت ہے۔ اسکا فکر نہیں کہ اُنہوں نے تکفیر کی۔ یہ رنج نہیں کہ ایک مامور خدا کو ستایا گیا۔ یہ تو سنت اللہ چلی آئی ہے رنج اور فکر کی تو یہ بات ہے کہ ان اندھوں کو تو علم دیا گیا تھا سمجھ اور فکر سے بہرہ وافر ملا تھا اُنہوں نے اسی راہ اوروں کی ٹھوکر کے لئے کیوں طیار کی۔ پس جب **غیر المغضوب علیہم** پڑھا جاوے تو کانپتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے لبوں سے اس ابدی جہنم کی راہ سے بچنے کے لئے دعا کی جاوے کہ اے خدا ان لوگوں کی راہ سے بچا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵ - اور اس کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ کا ذکر نہ ہوتا تو وہ ایسی عمدہ چیز اور مطلب برار نہ ہوتی بلکہ اسکی ضمن میں ہم اس اعتراض کا جواب بھی پاسکتے ہیں جو اس موقع پر کوئی شخص یہ کہہ کر کرسکتا ہے کہ انعمت علیہم کی راہ کی ہدایت کافی تھی اس لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اس ترتیب سے یہ پتہ لگتا ہے کہ انعمت علیہم کی راہ دراصل ایک ایسی راہ ہے جو مغضوب علیہم اور الضالین کے بیچ میں سے ہو کر گذرتی ہے یعنے ایک طرف تو مغضوب علیہم کی راہ جو تاریکی اور ذلت کے گڑھے کی طرف لیجاتی ہے اور دوسری طرف الضالین کی خوفناک راہ ہے جو ہلاکت کی اندھیری راہوں اور تاریک کوٹھڑیوں میں پہنچاتی ہے اور انکے بیچ سے ہو کر انعمت علیہم کی راہ ہے جو بظاہر کٹھن اور سخت راہ ہے لیکن حقیقت معراج اور صعود کی راہ ہے جو علیین تک پہنچاتی ہے اور قرب الی اللہ کرتی ہے پس اس راہ پر چلنے کیلئے انسان کو جہاں ایک طرف مستعد کمر باندھنی چاہئے اس کیساتھ ہی ایک بڑی بھاری احتیاط سے کام لینا چاہئے اور اسی لئے انعمت علیہم پر پہنچ کر سالک کے دل میں ایک تڑپ سی پیدا ہو کر اسے خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ راستہ میں بے احتیاطی سے بہک کر کوئی ان گڑھوں میں سے کسی ایک میں جو نہایت سخت ہیں دونوں طرف واقع ہیں گر پڑے چکنا چور کر دے لہذا ایک ایسی تڑپ اور گداز سے اس مقام پر پہنچ کر دعا مانگنی چاہئے ہماری ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ سالک راہ نجات کیلئے کٹھن اور صعب ترین منزل یہی ہے اور یہی وہ مقام ہے جسمیں سالک متقی کہلاتا ہے جیسے متقی کیلئے بڑی احتیاطوں کی ضرورت ہے اسیطرح سورۃ الفاتحہ پڑھنے والے داعی کیلئے کیونکہ انعمت علیہم کی آرزو کرنیوالا انسان الٰہی انعامات کے درجہ پر ہوتا ہے اور فلاح اور نجات کی منزل پر ترتیب پہنچا ہے جب منعم علیہم کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے پھر اسے معراج حاصل ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کا وجدان کہلاتی ہے پھر ایک قسم کی گھبراہٹ اور خطرہ سے وہ دار الامان میں پہنچ جاتا ہے اور یہی تسلی اور تشفی ملتی

جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور ساتھ ہی اس امر کو ذہن میں رکھو۔ کہ یہ مغضوب کون تھے اور کیوں ہوئے؟ -

وقت چاہتا تھا کہ کوئی نازل ہو۔ زمین پکار پکار کر کہتی تھی۔ کہ آسمان کے دروازے کھلیں۔ تقویٰ اور طہارت اٹھ گئی تھی۔ مگر افسوس کہ خدا کی ذات اور صفات کے مقابلہ میں حیا و شرم شیر مادر کی طرح پی گئے ایک شخص اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آیا جس نے زمین کو دہائی دینے پہ مجبور کیا تھا تمہارا کیا بگڑا - کیا کوئی نماز کم ہو گئی؟ کیا قرآن کا کوئی حصہ کم ہوا؟ کیا ذوق شوق کم ہو گیا؟ پھر اسے تکفیر بازی کرنے والے گروہ مولویاں تم اول کافر بہٖ کیوں مت ہو میرے نشانوں کے عوض میں تھوڑا مول نہ خرید و۔

یہ دنیا اور ما فیہا آسمان اور زمین بھی الٰہی آیات کے بدلے ثمن قلیل ہے۔ محمد رسول اللہ کے بدلے دنیا نہ خرید و۔ رسول اللہ کی پیشگوئیاں آیات بینات کی صورت میں پوری ہو چکی ہیں جو حضور کی کامیابی پر ایک روشن دلیل ہیں اور حضور کی کامیابی اور رفتار گفتار میں اگر وہ شخص جھوٹا ہوتا تو کیا مکہ کے ۱۳ برس اُس کے لئے کافی نہ تھے کیا خیال آسکتا ہے کہ کہ ایک تن تنہا یتیم ایک زبردست قوم کا مقابلہ کرے اور خدا کے سہارے اور ہاتھ کے سہارے بغیر وہ مظفر و منصور ہو جاتے کیا انسانی ذہن اور تدبیر کوئی ایسا نمونہ قائم کر سکتا ہے۔ اب اتنی لمبی رفتار اور دوڑ میں اس قدر قرائن قوی تمہارے ہاتھ میں آ گئے ہیں کہ تم کو بجز اس کے چارہ نہیں کہ تم اُسی راستباز اور مامور من اللہ مان لو مگر دنیا کا لالچ روکتا اور سد راہ بنتا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ یہی دنیوی لالچ جو آیات اللہ کا ثمنا قلیل ہے خدا کے غضب کو کھینچ لاتا ہے۔ یہی حال اب تک چلا جاتا ہے۔ نشان پر نشان دیکھتے ہیں لیکن انکار کے گڑھے سے نہیں نکلتے پر نہیں نکلتے۔

ایک مولوی صاحب سے پوچھو کہ متوفی کے معنے عام طور پر مر گئے ہیں وہ روح اور راستی سے جانتا ہے کہ اس کے یہی معنے ہیں لیکن چونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ بھی موعود کے نشانوں میں سے ایک نشان ہو گیا ہے اس لئے انکار کرتا ہے۔ اور رکیک اور بالکل بے معنی تاویلیں کرتا ہے۔ ہاں اگر موعود نہ آیا ہوتا تو کہہ ہی ... موعود کے مرنے ... چونکہ توفی کے معنے ... موعود کے ... ہے اس ... دل گردہ اجازت نہیں دیتا کہ موت کے ... انا ... انسان ... ایک نمونہ ... نشان تو ... معنے ... سمجھتے

مگر سنت اللہ یونہی ہے اور یونہی چلی جائے گی۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق و انتم تعلمون - حق کو باطل سے ملاؤ۔ اور حق کو چھپاؤ نہیں تم تو عالم ہو جانتے ہو اب حق کو باطل سے ملانے کے لئے بھی دیکھ لو۔ اور اس کی تفسیر کے لئے غور کرو کہ **یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ** میں قرآن مجید نے جو ترتیب ازلی اور حکیمانہ رکھی ہے اُس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نہیں نہیں یہ ٹھیک نہیں معاذ اللہ خدا سے غلطی ہو گئی۔ اللہ اللہ کس قدر بیباکی اور شوخی ہے۔ ناتوان انسان کہاں قدم مارتا ہے اور کس مقدس ذات کی شان میں لب کشائی کرتا ہے کیا یہ ہنسی کی بات نہیں؟ دیکھو کیونکر حق سے باطل کو ملا دیا۔ **وانتم تعلمون** یہ لفظ خدا کے غضب کو کھینچنے والے ہیں۔ روحیں خوب جانتی ہیں کہ ہم بے ایمانی کرتی ہیں۔ دعوے کرنے والا سچا ثابت ہوتا ہے مگر جان بوجھ کر گواہی نہیں دیتے اب بیرونی ثبوت دیا۔ **واقیموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة وارکعوا مع الراکعین** - جس جماعت کی شمولیت کا حکم دیتے ہیں یہ خدا کے فرمانبرداروں کی اعلیٰ جماعت رسول اللہ کی جماعت ہے۔ مگر **اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم** - لوگوں کو تو تم حکم دیتے ہو۔ کہ ہر ایک انسان سے نیکی کرو مگر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اُس کی جماعت کے ساتھ خود یہ سلوک کرنا چاہئے۔ کہ غیظ و غضب و سب و شتم کر کے رکھ دیا جاوے اور کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہ رکھا جاوے۔ **وانتم تتلون الکتٰب** تم تو کتاب اللہ میں پڑھتے ہو مگر انسان جب تک اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ نکالے دوسرے کی آنکھ کا تنکا کب نکال سکے گا پھر آخر کار نمونہ بھی دکھایا اور الٰہی کتابوں اور اُسکی دائمی سنت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اس کے بعد فیصلہ حق و باطل کا عجیب ذریعہ بتایا کہ تم دعاؤں اور روزوں کے ساتھ راتوں کو اٹھ اٹھ کر گڑگڑا کر دعائیں مانگو کہ اے مولا کریم ایک شخص کہتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ ہم تیری رضا کے خواہشمند ہیں اگر وہ سچا ہے تو تو اطمینان اور سکینت عطا کر اور خواب یا کشف کے ذریعے اُس کی سچائی ہمارے دلپر ظاہر کر دے اور دل کو ٹھیک طرف متوجہ کر دے ٹھیک اسی مضمون اور منشاء کو پورا کرنے والا اشتہار ہمارے امام کی طرف سے شائع ہوا اور میں سچ کہتا ہوں کہ طالب حق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی نشان اور آیت کی ضرورت نہیں وہ کافی تر تھا۔ رات کے اندھیرے میں تاریک کوٹھری میں جب نیچے سویا ہوا ہے ایک انسان مولا کریم کے حضور دعا مانگتا ہے۔ پھر اُس وقت خدا کا فضل اُس کی دستگیری کرتا ہے۔ ہمارے حضرت امام نے بھی یہی فرمایا کہ تم دعائیں مانگو میں اگر حق پر ہوں تو خدا تعالے تم پر میرا حق پر ہونا ظاہر کر دے گا۔ مگر نادانوں نے اس پر بھی توجہ نہ کی۔ اب اس قدر بیرونی اور اندرونی شواہد کے قائم ہو جانے کے بعد اور طریق تصفیہ بتلا دینے پر بھی اگر کوئی حق کی طرف نہ آوے اور خدا کے فضل سے بہرہ ور نہ ہو تو اس میں قصور کس کا۔ پھر اتمام حجت ہو جانے پر خدا کے غضب کو کون روک سکتا ہے۔ اور آسمانی بجلی کو کون کہہ سکتا ہے کہ اسے بجلی آسمان سے نہ گر سگر دھڑکے والے لوگ۔

خدا ہم سب کو اپنے فضل سے اُس راہ پر قائم رکھے جو انعمت علیہم کی راہ ہے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی نبیہ محمد و آلہ اجمعین۔

ایک خط اور اُسکا جواب

مندرجہ ذیل ایک خط جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام لکھا گیا تھا۔ چونکہ اس خط کے جواب کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی تھی۔ لہذا جناب ممدوح نے یہ کارڈ ہمارے سپرد کیا۔ جس کو ہم مع اوس کے جواب کے شائع کرتے ہیں۔

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ژا

نحمدہٗ و نصلے علے رسولہ الکریم لا ژ ط

جناب مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب

السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ۔ ایک روز قرآن شریف کی تلاوت کرتے کرتے بندہ کی نظر ان آیات شریف پر پڑی۔ جو س ۲۔ پ ۳۔ اور س ۵ پ ۷ میں موجود ہیں۔ یہ آیات شریف انجیل کے حواریوں کی وقعت کے برخلاف پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف حواریوں کو ہر ایک عیب سے بری کرتا ہے۔ جو عیب کہ انجیل نے حواریوں پر لگائے ہیں۔ اب ہم بہت حیران ہیں کہ قرآن شریف کا مضمون تو ٹھیک ہے مگر انجیل نے کسی کو ملعون اور شیطان اور کسی کو مسیح کا ... چرانیوالا۔ اور کسی کو ... روپیہ لے کر مسیح کو گرفتار کرنا ...

اور بعض دیں [illegible] کی تیاری کے وقت منتشر ہو جانے [illegible] اگر ہم سوائے قرآن شریف اُن کی سچی تواریخ کو دریافت کریں تو کہاں سے دریافت کر سکتے ہیں۔

(۴) اور سورت یوسف میں یوسف کا اپنے بھائی کے [illegible] میں پینے کا پاس رکھنا۔ اور پھر اس کو پکڑ کر اپنے پاس رکھنا یہ نبیوں کی شان کے شایاں نہیں۔ کیونکہ پہلے [illegible] یوسف نے اپنے بھائی کے اسباب میں پیالہ رکھدیا تھا۔ اور پھر اس کو چور بنا کر اپنے پاس رکھا۔ اور قرآن شریف کی آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ [illegible] جعل السقایۃ فی رحل اخیہ [illegible] بتلاتی ہے۔ کہ یوسف نے عمداً پیالہ کو اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔ کیونکہ جعل کے معنے میں [illegible] پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ اور پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما جعلہ اللہ الا بشریٰ۔ وغیرہ بہت سی آیات شریفہ قرآن کریم میں جعل کے لفظ سے موجود ہیں۔ جواب پرچہ الحکم میں درج فرما کر [illegible] عنایت فرماویں۔

راقم [illegible] نانکو [illegible] شفا خانہ سرکاری

قال الجواب

حواریوں پر قرآن شریف

حواری نفس الامر میں مسیح علیہ السلام [illegible] اور وہ اوس مقدس انسان کی رسالت [illegible] یہ بات بالکل ٹھیک اور واقعی امر ہے۔ کہ ایک راستباز اور پاک انسان کے صحبتی ناپاک اور بدنام [illegible] نہیں ہو سکتے۔ پس برخلاف اس امر کے جو قرآن کریم نے حواریوں کی نسبت فرمایا۔ کوئی بھی پختہ اور قابل [illegible] ثبوت اون نامعقول باتوں کا جو حواریوں سے منسوب کی جاتی ہیں کسی کے پاس قطعاً نہیں۔ ہاں اناجیل موجودہ [illegible] مسلم اور فیصلہ شدہ بات ہے۔ کہ انجیل [illegible] کی طرف منسوب ہیں۔ اور لوقا اور [illegible] کے نام سے مشہور ہیں۔ [illegible] کے سر پر اون لوگوں کے نام موجود [illegible] انجیل منسوب ہیں۔ اور ان ناموں [illegible] قرآن اور حدیث۔ آثار صحابہ

و اقوال تابعین و ائمہ اہل اسلام میں [illegible] قرآن کریم ایک ایسی انجیل کا پتہ دیتا ہے [illegible] علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی مگر وہ موجودہ [illegible] سے انکار کرتے ہیں و [illegible] سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو وہ [illegible] راستباز اور مقدس نبی کو [illegible] کبھی [illegible] کوئی کلام نازل [illegible] اسمار کا اشتراک کبھی ہو جایا کرتا ہے۔ [illegible] ایک قسم کی [illegible] اور [illegible] اور اہل سنت و الجماعت [illegible] اور یہ کیا ہے روافض ایک [illegible] اور یعقوب سے [illegible] کو مانتے ہیں۔ [illegible] اہل سنت و الجماعت جناب علی مرتضیٰ ایک راستباز اور مومن انسان کو مانتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] میں سے تھے۔ اسی طرح یہ بھی ایک قسم کی شرکت فی الاسماء ہو گئی ہے ورنہ وہ مقدس انسان [illegible] سے ایک اور بنی اسرائیل کے خاندان نبوت کا خاتم تھا وہ وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ اور اس کے حواری نحن انصار اللہ کہنے والے راستباز لوگ تھے اور انجیلی مسیح کوئی اور خدا جانے کون شخص تھا ایسا ہی اس کے حواری بھی اس کے ہم شکل تجویز کر لئے گئے۔ جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا ہے انجیل کسی یسوع کا ذکر کرتی ہے ہمارے [illegible] نے صاف طور پر لکھا ہے کہ یسوع نام ایک شریر انسان تھا اور وہ پھانسی دیا گیا حالانکہ قرآن کریم صاف طور پر مسیح ابن مریم کی نسبت فرماتا ہے ماقتلوہ وما صلبوہ پس موجودہ اناجیل کا یسوع نامی شخص قرآن کریم کا عیسیٰ بن مریم نہیں ہو سکتا اور نہ یسوع کے حواری سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری قرار پا سکتے ہیں ایسی حالت میں تعجب ہے کہ آپ کیوں حیران ہیں یسوع کے حواری اگر اس کو ملعون اور [illegible] کہیں تو ہمارا کیا نقصان ہے ہمارے خیال میں پہلے سوال کا جواب کافی آ چکا ہے۔ اور اگر مستفسر صاحب اس پر کچھ اور کلام کریں گے۔ تو زیادہ تشریح کر دی جاوے گی۔

باقی آئندہ (ایڈیٹر)

انجمن حمایت اسلام لاہور اور نہایت المومنین کے میموریل

پر

سیدنا امام زمان کی فضیلت اور قابل قدر میموریل

پر

پنجاب آبزرور لاہور کی نکتہ چینی

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت بدحالاں و خوشحالاں شدم

انجمن حمایت اسلام لاہور [illegible] عرصہ گذرا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام کی نسبت (جو کسی ڈاکٹر احمد شاہ نامی نے [illegible] ایک ہزار روپیہ کی تعدی [illegible] کے جواب [illegible] کے شائع کی ہے۔ اور جس کی ایک ہزار جلدیں [illegible] مفت مسلمانوں کے پاس بھیجی [illegible] گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا [illegible] کتاب مذکور کی اشاعت کامل طور پر ہو چکی تھی [illegible] انجمن حمایت اسلام لاہور کا میموریل ارسال [illegible] کوئی مفید [illegible] ہو سکتا تھا۔ بلکہ ایسے میموریل سے مسلمانوں کا [illegible] ہوتا تھا۔ پس ایک ناصح مشفق نے جو [illegible] میموریل کا نہیں اور اسلام اور اہل اسلام کا فدائی ہے اس نقصان [illegible] کو محسوس کر کے جو ایسی صورت میں اہل اسلام کو پہنچ سکتا تھا فی الفور ایک میموریل طیار کر کے گورنمنٹ پنجاب کی [illegible] انتہا ارسال کیا کہ انجمن حمایت اسلام کے میموریل کو مسلمانوں کی ضرورت کا کفیل نہ سمجھا جاوے [illegible] انجمن حمایت اسلام کو اگر واقعی اسلامی حمیت اور حمایت کا جوش تھا تو چاہئے تھا کہ سیدنا مرزا صاحب کی سعی کی [illegible] کہ اس نے ایک نشتاب کاری سے پہنچنے والے نقصان [illegible] کرنے کی کوشش کی مگر وہ بجائے اسکے مخالفت پر [illegible] اس کی طرف سے ابھی باقاعدہ کوئی عملی کارروائی [illegible] لاہور کے پنجاب آبزرور نامی اخبار [illegible] کے انشو میں ایک مضمون سیدنا

مرزا صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے میموریل پر استہزا اور تمسخر آمیز نکتہ چینی کے لباس میں شائع ہوا ہے جس کی ٹون بتا دیتی ہے کہ اگر کل نہیں تو انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کے بعض ممبر اگر محرک نہیں تو واقف ضرور ہیں۔ بہرحال ہم کو اس سے بحث نہیں ہونی چاہئے کہ انجمن کی تحریک سے وہ مضمون لکھا گیا یا ایڈیٹر صاحب کو خود ہی جوش نے مجبور کر دیا بلکہ ہم اس مضمون پر معقول طور سے نظر کرنا چاہتے ہیں۔ اوبزرور کی ساری تحریر کا لب لباب اور خلاصہ اگر اس کی شوخی اور استہزا کو نکال دیا جاوے مندرجہ ذیل امور ہیں:—

اولاً۔ انجمن حمایت اسلام کی غرض نہ تو میموریل سے جواب لکھنا ہے اور نہ مولفہ امہات المومنین پر استغاثہ کرنا بلکہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی اطلاع دینا مقصود ہے جو کتاب مذکور سے اس کو پہنچا۔

ثانیاً۔ سیدنا مرزا صاحب دام اللہ برکاتہم کا میموریل کبھی باوقعت نہیں ہو سکتا اور مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ تعلیم یافتہ اور معزز لوگ میرے ساتھ ہیں ایک گوشہ میں گر قابل پذیرائی اور جائز نہیں ہے۔

ثالثاً۔ کتاب کا جواب لکھنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں اور معقول اور مہذب جواب جس کا سیدنا مرزا صاحب نے دعوےٰ کیا ہے ہو نہیں سکتا خصوصاً حضرت اقدس سے۔

رابعاً۔ سیدنا مرزا صاحب اپنے کسی پہلے انگریزی میموریل میں موجودہ میموریل کے متضاد لکھ چکے ہیں۔

خامساً۔ ایک طرف مرزا صاحب سب و شتم پر صبر اور برداشت کی تعلیم دیتے ہیں دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں جو باہم مخالف امر ہیں۔

سادساً۔ سیدنا مرزا صاحب کی تحریروں نے مسلمانوں کو آریہ وغیرہ لوگوں کے ہاتھ سے صدمہ پہنچایا ہے خصوصاً پچھلے سال تیرہ سے ہمارا تک نظر کی ہے ہم اوبزرور کی تحریر کا استعمال میں جو ہم ایک نظر کرتے ہیں۔

امر اول کے متعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب حال انجمن نہ حمایت اسلام نہ جواب لکھنا چاہتی ہے اور نہ استغاثہ کرنا۔ پھر وہ گورنمنٹ سے کس قسم کا انسداد چاہتی ہے۔ ہم کو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام جواب صرف اپنی ایک بات کو ہاتھ سے کھو کر جواب دینے سے گریز کرتی ہے۔ اپنے مقاصد کے نمبر اول میں معترضین اسلام کے جواب دینا ہی تحریر کرتی ہے چنانچہ ہم بھی اس کو درج کرتے ہیں۔

"۱۔ معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے اور اس مقدس مذہب کے اصول کی حمایت اور اشاعت کرنی ۔۔۔ ۱۱

آخر میں نمبر ۲ میں ان مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بھی بتلایا ہے یعنے ان مقاصد کی تکمیل کے واسطے واعظوں کے تقرر اور رسالے کے اجرا وغیرہ وسائل کو عمل میں لانا"

اب انجمن کے ان مقاصد پر نظر کرنے کے بعد ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ انجمن جس کا اول الغرض معترضین اصول مذہب اسلام کے تحریری یا تقریری جواب دینا تھا اب اسے کیونکر ترک کرتی ہے اور نہ ہم نے اس اصول کی ترمیم ہی آج تک انجمن کے کسی کاغذ میں دیکھی کہ اب بجائے جواب دینے کے میموریل بھیجے جایا کریں گے۔

ہم کو انجمن کی شتاب کاری پر سخت افسوس ہے اور اس سے بڑھ کر اوبزرور کی تیزی پر کہ اس نے بلا سوچے سمجھے بحث چینی شروع کر دی ہم کو اس امر پر کافی بحث کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ہم یہ ثابت کرتے پھیر کہ آیا سیدنا مرزا صاحب کے ساتھ تعلیم یافتہ گروہ ہے یا نہیں کیونکہ متعدد مرتبہ یہ امر روز روشن میں آ چکا ہے اور خود اوبزرور کا ایڈیٹر اس امر سے واقف ہے اور قطع نظر اس کے تعلیم یافتہ گروہ کا ہونا یا نہ ہونا کسی امر معقول کی نفی نہیں کر سکتا اسلئے اسکو ہم خارج از بحث سمجھتے ہیں۔

امر ثالث کی نسبت اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ اگر معقول اور مہذب جواب نہیں ہو سکتا تھا تو انجمن نے آپ کس بنا پر معترضین مذہب اسلام کے جواب تہذیب سے دینے کا ذمہ اٹھایا تھا اور کیا اوبزرور کا ایڈیٹر جو خود بھی انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کا غالباً ممبر ہے ہم کو بتلا سکتا ہے کہ اس نے کتنی مرتبہ انجمن میں یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس طریق کو چھوڑ دیا جاوے اور اس اصول کی ترمیم کی جاوے اور آج تک جو رسالے ہیں عیسائیوں کے جوابات شائع ہوتے ہیں انہیں بند کیا جاوے مگر ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز ایسی کوئی تجویز انجمن کی روئداد میں دکھا سکے گا۔ پھر ایسی نامعقول بات کہ کر ہم نہیں سمجھتے وہ کیونکر اپنے فرض مذہبی سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔

اوبزرور کا یہ جملہ کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب خصوصاً معقول اور مہذب جواب نہیں دے سکتے ایک دریدہ دہنی ہے جو خدا تعالیٰ کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر کی گئی ہے۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور خود اس مرد خدا کے جوابات شائع کر چکی ہے اگر اس نے نہیں دیکھے تو وہ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کا جواب پڑھے۔ ہم کو بار بار حیرت آتی ہے کہ انجمن نے جس حال میں اپنا یہ اصول اول قرار دیا ہے اب اسے چھوڑ کر میموریل بھیجنے کا اصول کہاں سے تراش لیا ہے۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب نے جس قدر معقول اور مہذبانہ پیرایہ میں جواب دیئے ہیں کوئی دوسرا اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ہر ایک تصنیف اس امر کی شاہد عدل ہے ہاں اگر انہیں صداقت کی لازمی عداوت نے ایڈیٹر اوبزرور کو نکتہ چینی کا موقع دیا ہو تو یہ اس کی بدقسمتی ہے کہ اس نے پہلے ان کتابوں کو نہیں پڑھا جو اسلام پر اس وقت لکھی گئی ہیں جبکہ سیدنا مرزا صاحب کو خبر نہ تھی۔ مرزا صاحب کی کوئی کتاب اوفینسو نہیں بلکہ ڈیفینسو ہے۔ اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی وجہ سے آریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو صدمات اٹھانے پڑے ایک بڑی بھاری ناشکری ہے جو خدا تعالیٰ کی نعمت سے کی جاتی ہے مرزا صاحب کا وجود باوجود اسلام اور اہل اسلام کے لئے ابر رحمت ہے کاش اس سے کوئی فائدہ اٹھاوے آریوں نے اپنے کو تکوں خمیازہ کھینچا۔ اس پر یہ وہم پر کیا الزام یہ ایڈیٹر اوبزرور کی خوش فہمی ہے یا اس کی غیرت اسلام کہ وہ از خود ایک ایسا خوفناک الزام ایک مقدس امتیاز پر لگاتا ہے جس سے اسکا وجود گورنمنٹ تک کے نزدیک جو ایک غیر قوم اور غیر مذہب ہے پاک ثابت ہو چکا ہے۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ کتاب ستیارتھ پرکاش اور بھرا اندر وغیرہ جس وقت طیار ہوئی تھیں اس وقت مرزا صاحب کی تصنیفات ابھی دنیا میں پیش بھی نہ ہوئی تھیں۔ اور قطع نظر اس کے حضرت مرزا صاحب نے کبھی اور کسی حال میں کسی کے بزرگ پر دل آزار حملہ نہیں کیا اوبزرور ہم کو بتلائے کہ کیا انجمن نے اس سے پیشتر کبھی کوئی اس قسم کی کارروائی کی ہے اصل بات یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام اس معاملہ میں بالکل تہی دست ثابت ہوئی ہے معترضین مذہب کے جواب دینے کا اصول تو انجمن نے قائم کر لیا تھا مگر آج تک اس نے اس پہلو میں اس قدر کام کیا ہے۔ کہ نہ کرنے کے برابر ہے اور چونکہ وہ اس راستہ میں چل نہیں سکتی اس لئے رفع ندامت کے لئے اس نے یہ سبیل سوچ لی کہ چلو قریب ترین قطعی ہوئی مسلمانوں کو کہدیں گے کہ میموریل بھیجدیا ہے۔ بھلا میموریل سے کیا ہو سکتا ہے جب ایک جائز حق گورنمنٹ نے پہلے سے دے رکھا ہے اس سے کام نہ لینا بھی ایک قسم کی ناشکر گذاری ہے یہ تھوڑی سی عنایت ہے

کہ گورنمنٹ نے اپنی آزادی سے ہر ایک کو بہرہ مند کیا ہے وہ کسی کو جواب دینے سے نہیں روکتی۔

امر چہارم میں جو اوبزرور کی کوتاہ فہمی اور عدم تدبر کو ثابت کئے دیتا ہے۔ آج تک مرزا صاحب کی قلم سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا۔ جو موجودہ میموریل کے خلاف ہو۔ اس سے پیشتر بھی اور اب بھی سیدنا مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ ایسا قانون ہونا چاہئے جو مذہبی میدان میں نبرد آزمائی کرنے والوں کو ایک خاص حد کے اندر رہنے دے۔ جیسے کوئی مذہب پر ایسا اعتراض نہ کریں جو اس کی کتب میں نہ ہو۔ یہی پہلے میموریل میں درج تھا جس سے اوبزرور کا خوش فہم ایڈیٹر مخالف رائے پیدا کرتا ہے اور باہم دونوں میموریلوں میں تناقض بتلاتا ہے۔ کیا دنیا میں صلحکاری اور راستی اور امن پھیلانے کی اس سے بہتر کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور یہ امر جواب دینے کے متخالف نہیں بلکہ جیسا اس انگریزی میموریل میں ظاہر کیا ہے جواب دینا بھی ایک قسم کا امن پھیلانا ہے اس لئے کہ ایسے دل آزار حملوں سے جو صدمہ مسلمانوں کو پہنچتا رہا ہے اس کا جواب جب مخالف کو مل گیا ہے تو ان کو ایک قسم کی تسلی اور صبر آ گیا ہے۔ اسی وجہ سے موجودہ حالت میں بھی سیدنا مرزا صاحب نے جواب دینا ہی پسند فرمایا ہے۔ اور ہم کو اس سے بہتر کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ایک طرف صبر اور برداشت کی تعلیم ہے اور دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں یہ باہم متضاد باتیں ہیں یہ بھی ہمارے ہمعصر کی خوش فہمی ہے یا تو وہ صبر کی فلاسفی نہیں جانتا اور یا عمداً استہزا کرتا ہے صبر اور برداشت ایک کتاب کے دل آزار حملوں کے جواب دینے کے مخالف کہاں ہیں؟ یہ بھی تو صبر ہی ہے کہ ان حملوں کو سرد دل سے سن لیا۔ اور بطریق احسن جس کی ہدایت قرآن کریم میں ہے ان کا جواب دے دیا۔

ہاں یہ امر صبر اور تحمل کے صریح مخالف ہے کہ اس پر تدبر نہ کیا جاوے اور گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیج کر ہی خاموش ہو رہے الغرض جو کچھ پنجاب اوبزرور نے ظاہر کیا ہے۔ وہ محبت اسلام کے جوش سے نہیں بلکہ چند شخصوں کی ایک بات کو پلٹنے کی خاطر لکھا ہے اور ہم کو افسوس ہے کہ یہ لوگ کیوں ایک مناسب اور جائز اور مفید ترین بات کی قدر نہیں کرتے؟ اصل یہ ہے کہ جب ان کو وہ دیدہ دوربین اور دور اندیش دل ہی نہیں ملا جس سے وہ اس وجود کی برکات سے بہرہ ور ہوں تو وہ اس کی باتوں پر کب کان دھر سکتے ہیں۔ اب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دیکھا جاوے اور انتظار کیا جاوے کہ گورنمنٹ انجمن کے میموریل پر کیا جواب دیتی ہے اور اس کے لمبے چوڑے دعووں کی کہاں تک متکفل ہوتی ہے۔

اس کے بعد پھر مناسب رائے ظاہر کی جاوے گی اس وقت اس جواب سے پیشتر کچھ کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اوبزرور خود اپنی تحریر کو پڑھے کہ اس میں استہزا اور تمسخر کے سوا رکھا کیا ہے کیا کوئی معقول اور موزون بات بھی ہے۔ یا نری الفاظ پرستی ہی ہے۔ دنیا کو معلوم ہو جاوے گا جس وقت اس خدا کے مرد کی آواز ظاہر ہوگی۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا اپنے نذیر کی سچائی کو زور آور حملوں سے ظاہر کرے اور ناعاقبت اندیش نادانوں کی قلعی کھول دے۔ چونکہ جناب مرزا صاحب خود ہی اوبزرور کی غلط فہمیوں پر تادیبی ریمارکس شائع کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہم اس مضمون کو یہیں ختم کر دیتے ہیں۔ والسلام

دارالامان میں جلسہ طاعون

جیسا کہ ہمارے گذشتہ نمبر سے واضح ہوا ہوگا عالیجناب سیدنا مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم نے ایسی حالت میں کہ لاہور میں اطباء کا ایک جلسہ طاعون ہو چکا تھا قرین مصلحت سمجھا کہ دارالامان میں اپنی طور پر ایک جلسہ کریں چنانچہ اس جلسہ کیلئے وہ اعلان شائع کیا گیا جو ہم پچھلے نمبروں میں چھاپ چکے ہیں اور اس جلسہ کے لئے عید ضحیٰ کا موقع بہت موزون اور مناسب سمجھا گیا۔ اعلان کے شائع ہونے پر پشاور سے لیکر پٹیالہ تک کے احباب جمع ہو گئے جلسہ کی مختصر کارروائی ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور نے ایک خاص اشتہار کے ذریعہ شائع کر دی ہے جسکو ہم بطور ضمیمہ آج کے اخبار کے ساتھ شائع کرتے ہیں اس لئے اس پر کچھ زیادہ ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے اس جلسہ میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب سلمہ ربہ اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی بیش قیمت تقریریں قلمبند کر لی ہیں جن کو مناسب صورت میں عنقریب شائع کرینگے اجمالی طور پر جلسہ کے حالات سے واقفیت کے لئے جلسہ طاعون کی کارروائی کے عنوان سے جو اعلان شیخ صاحب نے شائع کیا ہے کافی تر ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے محترم مخدوم جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی منجھلی صاحبزادی (جس کی عمر قریباً ایک سال کی ہوگی) نے آغوش مادر کو خالی کرکے آغوش دایہ رحمت الٰہی میں آرام کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولوی صاحب جیسے راضی برضائے الٰہی کے لئے صبر و تسلیم کی تلقین حکمت بہ لقمان آموختن ہے البتہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو نعم البدل دے اور عزیزہ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

۲۔ موسم میں گرمی کا خوب رنگ آ گیا تھا مگر چند روز سے خوب جھکڑ اور تند ہوا چلتی ہے۔ ۱۲۔ کی شب کو خاصی بارش بھی ہو گئی جس سے اتنی حدت فی الحال نہیں رہی۔

۳۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بدستور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اور ایام الصلح کا ترجمہ زور سے کر رہے ہیں۔

۴۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ حسب معمول جاری۔ حضرت اقدس بفضل خدا مع اپنے جمیع ممبران خاندان تندرست اور عمدہ ترین حالت صحت رکھتے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

• للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

گذشتہ دسمبر کے جلسہ کی رپورٹ کے اشتہار سے ہمارے ناظرین اکتا گئے ہوں گے مگر ہر ایک کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ رپورٹ مذکور اب باقاعدہ زیر طبع ہے اور حتی الوسع عجلت ممکنہ میں اس کی اشاعت کی امید کی جاتی ہے۔

توجہ بھی چاہئے

ہمارے بالغ نظر ناظرین جو ہمارے دست و بازو ہیں الحکم کی امداد و اعانت میں سست نہ ہوں۔ خریدار پیدا کرکے اس کی کثرت اشاعت کا ذریعہ بنیں۔ اور زر چندہ ارسال کرکے اور کرا کر اس کی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہوں۔ کیونکہ مالی مشکلات کے دور ہونے پر باقی مشکلات بالکل ہیچ ہو جاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

ایک شیعہ کے نام جناب مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک قابل قدر خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

جناب سید صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مجھے ملا۔ افسوس ہے کہ عبث آپ نے یقین دلانے کی کوشش کی کہ مجھے جناب علی رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی محبت ہے کہ جیسی ایک راست باز متقی کو اُس امام متقین سے ہونی چاہئے [illegible] نص صریح کے اظہار سے اپنا عقیدہ لکھا اور اُس رسالہ میں بھی بقدر ضرورت کے لکھا اور یہ عقلاً و شرعاً ایک نیک گمان شخص کے لئے کافی تھا۔ مگر میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ آپ بڑی کوشش اس میں مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ میں ملزم قرار پاؤں۔ انسان اپنے منطوق کلام سے قابل اخذ و ملام ہوتا ہے نہ مفہوم و مقتضا کلام سے۔ میں نے منطوقاً و نصاً تو اپنے صادق ما فی الضمیر کا اظہار کر دیا اور آپ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اتنا لکھنے پر بھی مجھے تہمت لگانا اور آپ کے اس اعتراف سے [illegible] آپ کو اس سلسلۂ عالیہ سے انتساب ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے خوب جانتا اور اُس کا قانون فعلی یعنی مخلوق کی تائید گواہ ہے کہ میں اِس رسالہ کی تحریر سے اپنا مخلصانہ مدعا بالکمل و بوجہ پورا کر چکا اور [illegible] میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ [illegible] ثابت کر چکا ہوں جیسے مقبول اللہ و [illegible] یقین ہے کہ اس کی قوت دلائل [illegible] ہوگی اور [illegible] کہ اکثر لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں میری [illegible] جنبش و اضطراب پیدا کر [illegible] نہیں رکھتا۔ ہاں اگر مجھے یہ سنایا جاتا کہ میری کوشش کو [illegible] قبول کر لیا ہے تو مجھے اندیشہ ہوتا کہ میں [illegible] منافق اور عند اللہ مردود و مخذول ہوں [illegible] چلی آتی ہے کہ صادقوں کا ساتھ تھوڑے ہی دیتے اور [illegible] جو اُن کے ساتھ [illegible] کا شکر کرتے اور [illegible] سید صاحب آپ فرماتے ہیں کہ اُس [illegible] کر دیا جاتا [illegible] سید اور سادہ سے بزرگ آپ کو [illegible] مغالطہ [illegible] کہ آپ نے کچھ با الاعتنا امر اُس میں لکھا ہے کیا آپ کے

سادہ نیک نہاد اصحاب نے آپ کو مغالطہ دیا ہے کہ آپ کی تحریر میں کچھ بات بھی ہے۔ آپ میرے اس خط کے بعد سنڈول سے اُس میں غور کریں کہ آپ نے لکھا ہی کیا ہے۔

اُس سارے خط میں جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے آپ نے دو ہی باتیں کی ہیں۔ اوّل مجھے دشمن جناب علی رض ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش فرمائی ہے۔ دوم بنی عباس کی خوشامدیوں کی جھوٹی تاریخوں کی لغو روایات کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اسلام کو غیر ملکوں میں پھیلانے والے اور پھر آخر دم تک کلمہ طیبہ پر قائم رہنے والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معائب شماری کی ہے اور خوب ہی بڑے بڑے پھوڑے پھوڑے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے غور نہیں فرمائی کہ میں علی کا دشمن کیا خارجی ہوں یا ناصبیہ فرقہ کا ممبر ہوں۔ یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ وہ بحیثیت قوم تو حضرت علی اور حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یکساں بیزار ہیں ابھی مسقط کے ایک عالم کی کتاب جو بڑا مستند خارجی عالم تھا ہمارے ایک دوست نے ارسال کی ہے اس میں ان کی عقائد ان ائمہ دین کی نسبت پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں رافضی شیعہ تو آپ کے نزدیک ہی مسلم ہے کہ میں نہیں ہوں۔ رافضی تو میری خوش قسمتی سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ میرے نام پر بھی ضرور تبرا کرتا ہوگا۔ تو پھر خدا کے لئے آپ ہی فکر کریں کہ میں کیا ہوں بس یہی کہ میں بفضل اللہ پکا محمدی سنی ہوں اور محمدی بھی [illegible] لعنت بھیجتا ہے ابوبکر کے دشمن پر عثمان کے دشمن پر علی کے دشمن پر حسن کے حسین کے دشمن پر معاویہ کے دشمن پر ہر ایک صحابہ کے دشمن پر اب بتایئے کیونکر کس کو حق پہنچتا ہے کہ میری کوئی ایسی تحریر ثابت کرے [illegible] کہ میں دشمن علی رض ٹھہر جاؤں ہاں اصل بات دور نکل گئی۔ آپ نے حضرت علی پر اپنی تحریر میں کیا احسان کیا آپ نے جو ستم ڈھانا چاہا مجھے ہی غلطی سے [illegible] سمجھا ہے اس کے کہ آپ وہ خط جو [illegible] کام کی [illegible] شائع کریں اور [illegible] فی الواقع مجھے [illegible] خیال [illegible] آپ کا فرض ہے کہ شیعوں کے [illegible] علی کے سر سے اُن الزامات کو اٹھانے کی کوشش کریں جو شیعوں کی تصویر پر لامحالہ وارد ہوتے ہیں اور ایک راستی کا حامی اور [illegible] ظلم سے انتقام لینے والا حق رکھتا اور [illegible] بھی تھا کہ وہ تصویر [illegible]

اُس کے واقعی خد و خال کے پیش کرتا۔ اور وہ میں نے پیش کی اور اُس میں بحمد اللہ اُس حد تک کامیاب ہوا جو ایک صادق کی کامیابی کے لئے مقرر ہے۔ تعجب اور پھر تعجب کی بات ہے کہ میں جو لکھنے والا اور بولنے والا ہوں میں علیٰ وجہ البصیرۃ گواہی دیتا ہوں کہ میرا مدعا جناب علی رضی اللہ عنہ کی اہانت نہیں ولعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علیٰ من یعادی علیًا ویسبہ او یہینہ مگر آپ میرے دل پر حکومت کرتے اور غلطی کھاتے ہیں کہ الفاظ سے ایسا نکلتا ہے۔ کہاں تہذیب مقتضی اس امر کی ہے کہ کوئی اپنا عقیدہ قسم کھا کر کسی کے آگے بیان کرے بجز ترحم کے۔ سو میں نے کہہ دیا آئندہ آپ مختار ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ نے حضرت امام زمان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کا تازہ رسالہ حجۃ اللہ شیعوں کے خلاف نہیں دیکھا۔ حضرت امام زمان نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عظیم الشان ہیرو اور براہین میں ان کے عجیب شان کی معترف ہیں میرے لکچر کے اُس حصے کو جس پر آپ غلط فہمی سے ناراض ہوئے ہیں اپنے رسالہ میں زبان عربی میں ترجمہ کر دیا بلکہ کچھ اور سخت الفاظ کی زیادہ کئے ہیں آپ ازراہ کرم ضرور اُس رسالہ کو پڑھیں۔ یہ لکچر حضرت اقدس نے اتنا پسند فرمایا کہ چار مرتبہ پڑھوا کر سنا اور اپنی طرف سے مختلف مقامات میں بھیجا گویا یہ حضرت ہی کی تصنیف ہے۔ یہ بڑا ہی زبردست حربہ اور محکم اصول ہے جو دشمن کو قیامت تک سر اٹھانے نہیں دیتا کہ اُن کے مسلمات عقاید کی بنائی ہوئی تصویر کی تقبیح و تشنیع کی جائے۔ اور مجھے بحمد اللہ یہ بڑا بھاری فخر حاصل ہے کہ اب تک اعدائے حق سے کوئی شخص قرآن کریم کے اصول کو مدنظر رکھ کر میرا جواب دے نہیں سکا حالانکہ بڑے بڑے عبرت مند مجتہدوں کو لاہور لکھنؤ سیالکوٹ اور دیگر مقامات میں رسالہ بھیجا گیا۔

۱۔ جب ہم بصدق دل مانتے ہیں کہ ابوبکر جو سابق سہ اول المبائعین حضرت علی ہیں (اور خدا کے فضل سے ہمارے پاس کافی سامان ان باتوں کے ثبوت کے لئے موجود ہیں) اور اور پھر مدۃ العمر بے اخلاص سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ آپ نے بسر کی۔ اور محض ناپاک گندی روایت ہے کہ حضرت عمر نے جو جناب زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ پر لات ماری تو ازراہ کرم فرمائی۔ ہمارے عقیدہ میں ہمارے محبوب علی رضی اللہ عنہ پر کیا کوئی الزام وارد ہو سکتا ہے۔ بس تو کیا صحیح نہیں کہ شیعوں کے عقائد کے موافق شیعوں کے علی پر وہ

سب الزام وارد ہوتے ہیں جو اس نفاق باطنی کی بنا پر رسالہ میں لکھے گئے۔ اور ہمارے نزدیک کوئی علی حقیقی موجود ہو خواہ خارجی ایسا نہیں ہوا جو اُن الزامات کا مستحق ہو جو لکھے گئے تو پس فرضی علی ہوا یا اور کچھ۔

۴۔ قرآن کریم گواہی دیتا ہے اور وہ صادق عادل گواہ بس ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غل الآیۃ۔ میں حیران ہوں کہ یہ ایمان لذیذ اور محبوب اور مقبول ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے غل و غش اور حقد و عناد سے پاک تھے جو بخس اور دنیادار دلوں میں ہوتا ہے اور جس کے ثبوت کے ٹھیکہ دار رافضی قوم ہے۔ یا یہ ایمان سکینت بخش اور عند اللہ مقبول اور اسلام اور رسول اسلام کی عزت تبلیغ فرمانے والا ہے کہ مانا جائے کہ وہ دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ نکالتے تھے۔ رات دن ایک دوسرے کی استیصال کی تاک گھات میں لگے رہتے تھے اور جب موقع پاتے فریب سے دغا سے لوگوں کو اکسا کر بہلا کر اپنی کمینی نفسانی غرضیں پوری کرتے تھے۔ اور گدیوں اور جائدادوں کے پیچھے اسی طرح رات دن کڑھتے کباب ہوتے رہتے تھے جیسے ہمارے ان کے بدبخت ناخداترس گدیوں کی وراثتوں کے مقدمات کے پیچھے حکام انگریزی کی کچہریوں اور عام میں کھلکا فضیحتی کرتے پھرتے ہیں۔ ای الفریقین احق بالامن۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت نے مسلمانوں کی با آرام قسمت کا ورق الٹ دیا اور فتن و مصائب کے بڑے بھاری بند کو توڑ دیا جو حقیقتہً حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر تا قابل انسداد رخنہ حاصل کر چکا تھا ناممکن ہے کہ حضرت عثمان کے احباب کو ناقابل اندمال زخم دل میں نہ لگا ہو۔ مگر قوم اور رشتہ داروں اور نہایت ہی قریبوں کی نسبت کون ایسے الفاظ لاسکتا ہے کہ ان کی زار حالت کو بیان کر سکے۔ اور پھر قوم بھی بنو امیہ جری۔ ہوشیار۔ غیور اور زمانہ میں ہر قسم کی دلیرانہ کارروائی کر سکنے والے۔ طبعاً ایک انسان خیال کر سکتا ہے کہ ان کے طبائع میں کیسا زلزلہ ناگہ پڑا ہوگا۔ جناب معاویہ خلافت اولی اور حضرت خلافت سے مستقل اور بکرم معظم گورنر اور بلفظ دیگر بڑی بھاری سلطنت شام کے بادشاہ چلے آتے تھے امیر المومنین عثمان اور مظلوم عثمان اور قریبی رشتہ دار عثمان اور ہم قوم عثمان کے قتل سے کوئی رائے لگا سکتا ہے کہ ہیبتناک صدمہ انہیں پہنچا ہوگا۔

اسی وقت سے وہ قاتلان عثمان سے انتقام لینے کا ارادہ دامن زیر عثمان کرا کھڑے ہوئے۔ اسی حیص بیص میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہوئی۔ اور یاد رہے وہ لوگ جن پر ظن تھا کہ وہ مرحوم خلیفہ کے قاتل ہیں وہ خلیفہ زندہ کے دربار میں موجود تھے اور کسی قسم کی سزا انہیں نہیں ملی تھی بلکہ بنو امیہ وہ منصب و مرتبہ پا سکے کہ ان حالات سے ہم ایک ایسا نتیجہ معاملات کو سمجھنے والا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ایک گذشتہ [illegible] اور حاکم کس قدر علاوہ اس پیچیدہ راہ پر مجبور ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے اعتقاد میں (برخلاف اعتقاد خوارج) ایسے مقام میں ذری ان کے خیالات پر ہو تو تمہاری خوب تسلی ہو اور ہمارا شکر کرو۔ حضرت علی جیسا راستباز منصف بے لوث بے غرض انسان کبھی کل شبہ نہیں رکھتا کہ ان کے نزدیک قاتل واقعی قاتل ثابت ہوتے اور پھر حضرت عثمان کے تو آپ ان سے یوں درگذر فرماتے غرض اس وقت کے خوفناک تحیر نے نہ تو حضرت علی کو کچھ پتہ لگنے دیا اور نہ جناب معاویہ ہی حقیقت کا سراغ لگا سکے اور ادھر ادھر کے غیر ملکوں کے ہزاروں دراندازاپنے اغراض کی بنا پر نہ چاہتے تھے کہ اصلیت منکشف ہو جائے۔ آخر آپس میں لڑائی ہو گئی۔ اور تھوڑی مدت کے بعد جیسا کہ نتیجہ سے عیاں ہے اس اصلی فطرت اور سچی محبت اور باطنی پاکیزگی نے غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور معاملہ صاف اور انجام بصلح ہو گیا۔ ورنہ شیر خدا الغالب علی کل غالب کبھی ممکن تھا کہ درگذر کرتے جب تک ناپاک باغیوں کے وجود سے ارض مقدسہ کو مقدس نہ کر لیتے۔ یہ محض غلط ہے کہ آپس میں ایک دوسرے پر سب و لعن کرتے تھے۔ اب فرمائیے ہمارے اصول پر حضرت علی کیسے مقدس اور بے آزو بے لوث ٹھہرتے ہیں۔ اور عراق کے حاکم ہو کر تو حضرت علی رض بھی ارض جنت کے وارث ہو ہی چکے تھے۔ اب بتائیے وہ حملہ شیعوں کے علی اور فرضی علی پر تھا یا اور کچھ! میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی بدگمانی نہ کریں گے اور ایک بھائی کا خط آرام سے پڑھیں اور احباب کو سنائیں گے۔ ایک عرض یہ ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں حضرت اقدس مرزا صاحب بھی یاد فرماتے ہیں۔ اگر آپ حکم کریں تو فوراً کرایہ ارسال خدمت ہوگا۔

ہاں ایک کام کی بات رہ گئی تھی۔ وہ یہ ہے کہ پہلے لوگوں میں بھی عادت تھی کہ اسی طرح دشمن کے ایذا سے انتقام لینے کے لئے دشمن کے مقتدا کے اُن اعتقاد کے موافق تصویر کھینچ کر پھر اس پر جرح کرتے تھے چنانچہ سلسلۃ الذہب میں جامی علیہ الرحمۃ روافض کے ظلم عظیم پر حربہ چلاتے [illegible]

ان کے علی کی نسبت فرماتے ہیں اور حقیقت میں ایک نیا وار بست فطرت کی نسبت اس سے زیادہ سچا اور واقعی بیان ہو نہیں سکتا جو کہ اس شعر میں ادا کیا گیا ہے شعر یہ ہے

بر خلافت دلش بسے مائل لیک بوبکر در میاں حائل

آپ فرماتے ہیں آپ کا کلام نشر بنایا ایمان وار کہتا ہے کہ کوئی ایسا علی موجود تھا جس کے روح میں یہ تڑپ تھی یا یقول تمانیول کے کہ کبھی شاید ایسا ہی کہ کاش وہ نہ زلفہ خلافت اسے نصیب ہو اور ہر وقت غم سے ان کا سینہ تنگ رہتی تھی کہ کاش اس مائدہ کے کا [illegible] نعال این مہیمنا اسے میسر ہو۔ اور کبھی [illegible] اور ارمان میں تیس خلافتیں گذر گئیں اور اس اثنا میں [illegible] حسرت جان گداز غم اور حسرت اس کے دل سے نکل سکی اور نہ بدبختی نے کسی درجہ پر فائز ہونے کا شرف حاصل کرنے دیا۔ ایک انادی [illegible] اس کی کیفیتوں کو جاننے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص کے رات دن کے اوقات کیسے بسر ہوتے ہونگے جیسے شیعوں کے نزدیک ان کا مقتدا علی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بھی بہت دلائل سے حقیقت میں پہنچ چکے ہیں کہ شیعوں کا سا اعتقاد جناب علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت رکھنا اُن کی پاک ذات کو ہر قسم کے ناپاک اعتراضات کا ہدف بنانا ہے تو اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے اور آپ ہی اکیلے منصف ٹھہرئے کہ جب ہمارے نزدیک ہمارا مقتدا علی داماد رسول زوج بتول محب و متبع خلفائے ثلاثہ ان تمام عیوب سے مبرا تھا اور حقیقت میں کوئی ایسا علی موجود یا موجود خارجی نہ تھا جو اُن خوفناک الزامات کا نشانہ بن سکے تو ہمارے نزدیک وہ فرضی علی ہوا یا کچھ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب قرآن کے پیروں کے لئے وقت ہے کہ مذاہب باطلہ اور عقاید مزخرفہ سے اوپر سے ملمع اتار کر ان کا اصلی ہیار دنیا کو اور خود ان ہی کو دکھایا جائے۔ اس لئے کہ بہتیرے ایسے سادہ دل ہیں جو الفت و عادۃ کے ممارست کے سبب سے اپنے عقاید مسلمہ کی قباحت اور شناعت کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ خدا تعالےٰ کے ہزاروں برکات اور صلوات ہوں اس زمانہ کے مجدد مسیح موعود مہدی مسعود پر جس نے اس اصل محکم کو جو قرآن کے بعد مر چکی تھی اس زمانہ میں اپنے مسیحی نفس سے زندہ کیا۔ اور اس سے اہل حق کے غیظ قلوب کو دور کیا اور اُن کے صدور کو شفا بخشی۔ دشمنوں نے اور ہم مرحوم بھی خواہ ہمارے مقتدا کیساں سمجھتے تھے اس لئے سادہ دل اہل حق اپنے مسلم مقتدا کی نسبت جان خراش سب و شتم سنکر اور بھی کلیجہ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہتے اور دشمنوں کا منہ تاکنے لگ جاتے کہ اب

وہ انہیں کیا کہیں اس لئے کہ وہ غلطی سے گمان کرتے تھے کہ دشمن کا مقتدا ان کا بھی ویسا ہی مقتدا ہے مگر ہمارے سید سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو کھول دیا اور ثابت کر دکھایا کہ بجز اسماء کے شراکت کے حقائق کچھ نہیں ہیں " ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم " نصاریٰ کا یسوع اور ہے اور ہمارا حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ اور ہے روافض کا علی کوئی اور ہے جو حرص و آز کا ایک پتلا تھا اور ہمارا علی زکی النفس مطہر القلب کوئی اور ہے۔ ان دونوں کے درمیان بجز اسماء کے اور کوئی شراکت نہیں۔ یہ حربہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا کارگر ثابت ہوا ہے کہ دشمن کا ایک ہی وار میں کام تمام کر دیتا ہے۔ میں اگر چاہتا تو کثرت اشتغال سے وقت کو زیر دستی چھین کر آپ کے پہلے خط پر چند سطور عرض کر دیتا مگر فقط بنظر عدیم الفہمی کے میرے دل میں گذرا کہ شاید آپ دوبارہ غور کر کے اپنے نا تمام اعتراض آپ ہی متنبہ ہو جائیں اس لئے کہ یہ بجز خود ہر ایک ممکن اور محتمل اعتراض کو رد کرنے کا متکفل ہے۔ لیکن آپ کے دوسرے باصرار و وعید آمیز خط نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا۔ پھر اس میں تاخیر وجہ یہ ہو گئی کہ نقل کرنے والا کوئی نہ ملا اور بے نقل کئے بھیجنا مناسب نہ تھا۔ اب اگر آپ اس خط کو شائع کریں تو جوانمردی کا مقتضا یہی ہے کہ اس عریضہ کو بھی ساتھ ہی منسلک فرما دیں۔ کوئی تو ہوگا جو ہمارے درد سے ہمدردی کرے گا

بہر حال میں پھر ایک دفعہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کریں تو ہم یہاں سے کرایہ خدمت میں ارسال کریں گے۔

آپ کا نیاز مند دست عبدالکریم از قادیان

۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء

اشتہار ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے برگزین جماعت کے ممبرو معزز اسلام کے سچے حامیو بموجب ریزولیوشن کمیٹی منتظمہ منعقدہ ۵ مئی ۱۸۹۸ء آپ کی خدمت مبارک میں گذارش ہے۔ کہ یہ امر آپ پر مخفی نہیں۔ کہ حضرت اقدس جناب امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اسلام کے بچوں کی حالت زار کو دیکھ کر اور اس امر کی اشد ضرورت محسوس کر کے کہ ان کی تعلیمی حالت نہایت ناقص و خراب ہے۔ ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ ضرورت بالا کے پورا کرنے کے لئے ایک مدرسہ قادیان میں جاری کیا جائے چنانچہ بعض ہمدردان قوم نے اپنی حیثیت کے بموجب چندہ سے امداد کی۔ مگر جس سٹینڈرڈ کا مدرسہ فی الحال تجویز کیا گیا تھا۔ وہ آمد اس کے لئے غیر مکتفی تھی۔ اس لئے ابھی مدرسہ مڈل کی دوسری جماعت تک یکم جنوری ۱۸۹۸ء سے جاری کر دیا گیا۔ اور اسی مدرسہ میں اس وقت دارالامان اور گرد و نواح کے دیہات کے طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن بہت سے برادران بیرونی نے اس امر کی بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے بچوں کو وہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہاں مکان مدرسہ اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارت تیار نہیں۔ علاوہ اس کے بہت سے مساکین طلباء بھی ہیں جن کی تعلیم و تربیت کی سخت ضرورت ہے۔ لہٰذا ذیل کی مدیں قائم کر کے آپ صاحبان کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ہر ایک صاحب حسب مقدور ہر مد یا جس مد کے لئے چاہیں امداد فرما کر سعادت دارین کے مستحق ہوں۔

(۱) عام اغراض مدرسہ

(۲) تعمیر مکان مدرسہ و بورڈنگ ہاؤس

(۳) مساکین فنڈ

آپ صاحبان پر روشن ہے۔ کہ ایسے کام سوائے قوم کی مجموعی امداد کے چل نہیں سکتے۔ اور یہ امداد بھی کسی غیر کی امداد نہیں ہے۔ بلکہ یہ امداد اپنے نفس کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ ہی لوگوں کے بچے یہاں تعلیم پا کر دنیا کے لئے نمونہ بن کر نکلیں گے۔ اس امداد سے دوگنا ثواب ہے۔ ایک **دنیاوی** کہ آپ کے بچے دنیا میں خاص امتیازی فخر حاصل کریں گے۔ دوسرا **دینی** جس سے ہمارا مالک ہمارا خالق ہمارا پاک پروردگار ہم پر راضی ہوگا۔ اور انجمن امید کرتی ہے۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ ڈونیشن اور ماہانہ یا سالانہ رقوم ارسال فرما کر مشکور و ممنون فرماویں گے اور تساہل اور سہل انگاری کو دور کر کے بہت جلد اس کی تعمیل میں کوشش فرماویں گے۔

المشتہر **عبدالکریم** جائنٹ سیکرٹری انجمن تعلیم الاسلام دارالامان

قادیان مورخہ ۷ مئی ۱۸۹۸ء

امہات المومنین کی نسبت ایک قابل قدر میموریل

ذیل میں ہم وہ میموریل درج کرتے ہیں جو عالی جناب حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد رئیس اعظم قادیان نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے میموریل متعلقہ امہات المومنین کی اصلاح کی غرض سے ہزآنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں ارسال کیا ہے۔ تاکہ اسلام اور اہل اسلام کو اس نقصان عظیم سے بچاویں جو انجمن حمایت اسلام کے میموریل کی اصلاح کے بدون ایک عمیق نظر سے دیکھنے والے انسان کی نظر میں پہنچ سکتا تھا + ایڈیٹر

میموریل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بحضور نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ " یہ کتاب ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معارضہ میں شائع کی گئی ہے " جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے۔ چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سنکر رنج سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر عمل میں لاوے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے

محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب امہات المومنین کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دیا۔ سو کیا ہمیں [illegible] کرنا ہے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی [illegible] اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک دے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آ جائیں گے کہ عاجز آ کر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آ جانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس پیرایہ کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے تہذیب اور ادب اور نرمی سے باہر نہ جائے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں [illegible] حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی [illegible] کرے اور اسطرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق [illegible] لہٰذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارہ میں روانہ کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے۔ جو درحقیقت قابل اعتراض ہے ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو [illegible] اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس [illegible] کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے [illegible] اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو وہ کتاب اپنی وجاہت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اسلئے ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرماوے* کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ [illegible] دیں کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور درماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پہلے ہی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کریں اور درحالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں بطور [illegible] کے سمجھے جائیں گے۔ اور خیال کیا جائیگا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے ہماری بڑی اہانت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا روکا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر [illegible] ہیں جو صاحب امہات المومنین نے استعمال کئے ہیں۔ اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اگرچہ [illegible] بعض امور میں دیگر مسلمانوں سے ایک جزئی اختلاف رکھتی ہے مگر اس مسئلہ میں کسی سچے مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے ولا تجادلوا اهل الكتب الا بالتي هي احسن اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ جادلهم بالحكمة والموعظة الحسنة۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہئے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہئے کہ ان کو فائدہ بخشے۔ لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا [illegible] خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ مخبر دکن میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہے وہ ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ رسالہ امہات مومنین کے تلف کرنے یا روکنے کے لئے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہئے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کے اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی یہی رائے ہے کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز پسند نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وصیت کے طور پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام نہیں اور وہ یہ ہے لتبلون في اموالكم وانفسكم ولتسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين اشركوا اذى كثيرا۔ وان تصبروا وتتقوا فان ذلك من عزم الامور۔ سورۃ آل عمران۔ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیجکر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے سو اگر تم صبر کرو گے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہرو گے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لئے مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کچھ کوئی سخت گوئی کرنا چاہے وہ کر سکے گا جیسا کہ یہ زمانہ ہے۔ سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی کون ثابت کر سکتا ہے کہ جو اس آیت میں اذىً كثيرا کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا رسانی کو چاہتا ہے وہ کبھی کسی صدی میں اس

[illegible] کیا ہے کہ ہزار کاپی امہات مومنین کی مسلمانوں [illegible] خدا جانے کئی ہزار اور قوموں میں شائع کی گئی [illegible] اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کمال تک پہنچ چکی ہے۔ منہ

* ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ میموریل بعد از وقت ہے کیونکہ مؤلف امہات مومنین کی طرف سے جو ضرر پہنچنے کے لائق تھا وہ پہنچ چکا اور [illegible] پنجاب ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہوگئی سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ سے کیا مانگیں اور وہ کیا کرے
منہ

ہم لٹاتے ہیں آج لعلِ گہر · نہ رہے کوئی لاولد مضطر · غنی سے حق میں ہر بشر کے لیے · لعل فرزند ہم دیتے ہیں بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین لیوقار طرز اشتہار کو دیکھ کر اشتہار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گنڈہ ہما جو فرزند سے ... سے جو نہ طبیب ہیں۔ نہ ڈاکٹر ان جہال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ میدان میں آ کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹ کو سچا اور سچ کو جھوٹا نہ بنائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بلا شرط طبیب معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ محلہ کے اگر مرد بوڑھا ہو دوا کا خرچہ ایس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالب ہو اولاد کے آرزومند دیویں اللہ تعالیٰ دوہ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے

اس خادم الاطبا کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ جو اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سب خسرا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی مگر نمبر اول (۱) کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ مددوماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو محلہ کے شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد بیول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سب برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب استاد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز مخط ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و اہل حسب و نشار خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عـ۵	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عـ	۲۸	نل آنت	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عـ	۲۹	طول و عرض و عمق کو نہ ائر	صہ
۳	جسکا حمل ۶-۸ ماہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عـ	۲۱	ناسور	عـ	۳۰	خضاب سالانہ	عـ
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۳	جریان	عـ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عـ
۵	کمزوری	عـ۵	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عـ۵	۳۲	تسہیل ولادت	عـ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عـ	۲۴	ضیق النفس	عـ۵	۳۳	سفیدہ مجربالمجرب	عـ
۷	تپ دق	عـ۵	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیتھ	صہ	۳۴	تیجا، چوتھیا، روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عـ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	صہ
۹	ضعف جگر	عـ	۱۸	سبل	عـ	۲۷	آتشک گل بدن	عـ۵	۳۶	سرسام	عـ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

اخبار الحکم

نمبر ۱۲-۱۳ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ مئی ۱۸۹۸ء - ٹ ٹ ز | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے خریدار ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ ۸ ؍ فی صدی کے حساب سے خریدیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا کہ ہر ایک شہر میں ... ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے ... ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں جو حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر سکیں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک ؏

۲۰×۲۶ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبریں۔ تار۔ نوٹ آرٹیکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اُردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت **شہر دہلی** سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں۔

چونکہ **اُردو** سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اُردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں (درخواست خریداری بنام نمونہ کے لئے ایک آنہ کے ٹکٹ)... مینیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم ؎

تفسیر سورۂ تبت - موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت ؎ محصول ؎

محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن قیمت ؎

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۂ والعصر از عالیجناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

مینیجر الحکم کی معرفت ... ریشمی ازار بند ... ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

ولائتی چٹھی

(لوز)

نمبر چہارم

ڈیر ایڈیٹر قبل اس کے کہ میں اپنے سفر جہاز کے حالات پھر شروع کردوں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تازہ اخبارات سے جو ہمارے علاقہ یوگنڈا ریلوے کے ہیں۔ اپنے بھائیوں کو فائدہ پہونچاؤں۔ کیونکہ تازہ کھانا ہوتے باسی کھانا مناسب نہیں۔

آج کل ہمارے ریلوے ۳۲۵ میل پر ہے۔ اس مقام کا نام **سناڈو** ہے۔ لکھتے ہیں لکھی جاتی ہے۔ مگر بولنے میں نہیں آتی۔ دن کو بہت گرمی اور رات کو بہت سردی ہے۔ اس مقام میں دس میل کے احاطہ تک ایک سخت آفت کا سامنا ہمارے اہل پنجاب بھائیوں کو ہے۔

اس علاقہ میں ایک شیر اور شیرنی ہے۔ جس نے آج تک ۲۲ سے زیادہ جانیں تلف کی ہیں۔ جب اس مقام میں ریلوے کے آدمی پہونچے۔ تو اکثر گرد و نواح میں سنا گیا ہے۔ کہ انسان کی ہڈیاں دیکھی گئی ہیں۔ اور ہر ایک قافلہ جو اس راستہ سے گذرتا ہے۔ اس مقام کو اپنے لئے بہت دشوار گذار اور سخت خطرناک تصور کرتا ہے۔

جنگلی جانوروں کا دستور ہوتا ہے۔ کہ وہ آگ سے ڈرتے ہیں۔ مگر یہ دونوں نر اور مادہ مطلق نہیں ڈرتے۔ آدمیوں کا جتھا بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ ایک دم اون میں کود کر جسکی قضا ہوتی ہے ماد سے لے جاتا ہے۔ آج تک کئی دفعہ بکرا وغیرہ اسکو شکار کرنے کے لئے باندھا گیا۔ مگر بکرے پر مطلق وار نہیں کرتا۔ جنگل اسقدر گنجان ہے۔ کہ دور سے گولی بالکل مار نہیں کرسکتی۔ تمام حکام ریلوے سخت تردد میں ہیں۔

اس کے زیادہ غصہ کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ کوئی سوداگر قافلہ کے ساتھ گذرتا ہوا اس کے دو بچے یوگنڈا کی طرف لے گیا ہے۔ اس لئے اسے آب بنی انسان سے سخت ضد ہوگئی ہے۔

تمام قلی وغیرہ رات دن جاگتے رہتے ہیں۔ رات کے وقت اپنی حاجات ضروریہ کے لئے بالکل خیمہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ خیمہ کی ڈوڈیاں کسے بالکل بند بیٹھے رہتے ہیں۔ جس آدمی کو اوٹھا کر لے جاتا ہے۔ سوائے اوس کے کسی کپڑا یا کھوپڑی یا ہڈی کے اور کچھ پتا اوس کا نہیں ملتا۔

برادرم اڈیٹر" اب میں یہاں سے پھر اپنے سفر کے حالات لکھتا ہوں۔

رتنی سے چل کر پھر ہر مسافر کا امتحان صحت ایک سٹیشن پالیر پر یہاں سے کراچی تیسرا سٹیشن ہی ہوتا تھا ابھی ٹرین اس سٹیشن پر نہیں پہنچی تھی کہ پھر مجھے بخار ہوگیا اور جب اس سٹیشن پر پہنچے تو اوس وقت مجھ کو کمال درجہ کی فکر دامنگیر ہوئی کیونکہ حرارت برابر جسم پر محسوس ہوتی تھی اور نبض تیز چل رہی تھی۔ ایسے خطرناک موقع پر اللہ تعالیٰ نے میری دستگیری کی اور اس طرز سے بچا لیا کہ میں خود اس سے بہت تعجب اور دریائے حیرت میں تیرنے لگا۔ اس حرارت کے فرو کرنے کے لئے میرے پاس کوئی ایسی دوا موجود نہ تھی کہ میں فوراً کھا لیتا۔ مگر پورے اطمینان کے ساتھ یہ سنت اللہ دل نشین تھی کہ اللہ تعالیٰ نزول عذاب کیوقت خائف کو بچا لیتا ہے سو میں تو یہی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے موافق اس عاجز کو بھی نجات دی۔ ٹرین ٹھہرتے ہی ایک ڈاکٹر مسافروں کا امتحان صحت کرتا ہوا ہماری گاڑی کے پاس آیا نیچے اتر کر جب میں نے نبض دکھائی تو اس نے اچھی طرح نبض کو دیکھا اور دیر تک میرے ہاتھ کو پکڑے رہا آخر کہا کہ جاؤ بیٹھو۔ جب میں گاڑی پر سوار ہونے لگا تو اس کو کچھ شبہ پڑا اور پھر مجھے بلایا اور دوبارہ نبض کا امتحان کرکے پھر کہا کہ اچھا جاؤ۔ میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوا گاڑی میں آ بیٹھا۔

مورخہ ۱۴ فروری کی رات کو ۱۲ بجے گاڑی سٹیشن کراچی پر پہونچی۔ باوجود ایک بڑا بندرگاہ اور شہر ہونیکے دیکھا گیا کہ اس اسٹیشن پر قلی یعنے بہت کم دستیاب ہیں۔ صرف معدودے چند آدمی تھے۔ جو چند اشخاص کا سامان اوٹھا کر سٹیشن سے باہر چھوڑ آئے تھے۔ اور پھر آکر دوسرا سامان لے جاتے تھے۔

چونکہ میں اکیلا ہی تھا۔ اس لئے گھوڑے گاڑی والوں نے مجھ سے بہت دیر تک زیادہ کرایہ کا اصرار کیا۔ آخر ایک گاڑی کرایہ کرکے پوچھتے پوچھتے اوس مقام پر پہونچے۔ جہاں ۳۰۰ قلی افریقہ کے جانے والے اوترے ہوئے تھے۔

(اوترے ہوئے سے مراد آسمان سے اوترے ہوئے نہیں۔ جیسے ہمارے بعض اہل اسلام بھائی لفظ نزول سے **نزول من السماء** ہی سمجھ لیتے ہیں)

اس مقام پر پہونچکر قدرت کا عجیب تماشا نظر آیا۔ کہاں ہندوستان کا عالمگیر قحط اور کہاں کشتگان مرض طاعون کی تعداد کہ جس سے ہر فرد بشر کو عبرت حاصل کرکے اپنی اخلاق عادات افعال میں اصلاح کرنی چاہئے۔ اور خدا کے غضب کو فرو کرنے کے سامان بہم پہونچانے چاہئیں۔ اور کہاں ان ۳۰۰ ساکنان پنجاب کا لہو و لعب میں مشغول ہونا۔

دوکان کے پاس پہونچتے ہی مجھے طبلہ سارنگی کی آواز آئی۔ اور اوس کے ساتھ ہی ایک طوائف یعنے کنجری کے گھنگرو اور گانے کی آواز بھی کان میں پڑی۔ مکان کے اندر جاکر دیکھا۔ کہ اکثر قلی کپڑے لتے اوتار کے صرف لنگوٹی باندھے ایک گول دائرہ میں کھڑے اور بیٹھے ہیں۔ اور اون میں ایک کنجری معہ ساز و سامان گا رہی ہے۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے دو دو چار چار پیسہ چندہ ڈال کر یہ طائفہ منگوایا ہے۔ خیال کی جائے ہے۔ کہ ابھی یہ لوگ اپنے عیال و اطفال عزیز و اقارب خویش و بیگانہ سے جدا ہو کر آرہے ہیں۔ اور کل ۱۲ بارہ روپیہ تنخواہ ہے۔ جہاز کا لمبا سفر ابھی درپیش ہے۔ پس ماندگان کو خرچ کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ عیش و عشرت میں مشغول ہیں۔ قوم کی ضروریات بنی نوع انسان کی ہمدردی کی ان کو خبر نہیں۔ صرف یہ خیال بندھا ہے۔ کہ اب ہمنے ہزاروں کوس جانا ہے آخری مجرا تو ہند کا دیکھ چلیں۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فیہ آیۃ لاولے الابصار۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم**

سچے امام کا الہام ہمیں یاد آتا ہے۔ شکر ہے اور حمد ہے اوس ذات پاک کی جس نے ہمیں امتیاز کی راہ بتائی۔ اور صلوۃ اور سلام اوس کے صادق رسول پر جس سے ہمنے یہ راہ پائی۔ آمین۔ چو

چونکہ بندہ کچھ تو سفر اور کچھ بیماری کا ماندہ تھا۔ رہائی آشنا

پاک شاعری

از

ہم نے حق نعت نبی جیسے ادا کی مرزا جی محال - ویسا ہی آپکی مدحت سے ہیں قاصر قوال
تا بحال کوئی نہیں لکھی جو شرح الطاف - فضل مولیٰ سے ہوئے [illegible] حال
کشتے [illegible] پہ حضرت پر اٹھائی تلوار - کون آخر کو بنا تیغ کا اپنی ہی ڈھال
بایا ہم [illegible] بھی غالب ہے - ہر کہیں [illegible] ال
تا عدالت [illegible] کی کھائی - یہ [illegible] ال
آ [illegible] کے لئے نظر آتے تھے - [illegible] ال
[illegible] - جیسے قبول [illegible] وجلال
[illegible] - لیکن [illegible] خیال
[illegible] حضرت عیسے [illegible] کچھ اسمیں بھی شک - [illegible] قرآں [illegible] مثل
دین [illegible] ہند سے ہوتا عنقا ... [illegible] اگر آپ [illegible] ضلال
بیضرورت نہ کیا آپکو حق نے مامور - اور نہ بیوقت کیا ہند کیجانب ارسال
تھا سخت ضرورت کا زمانہ تھا یہ - دین احمد تھا پڑا [illegible] زوال
آپ اس عہد میں اس کشتی کے آئے ملاح - شکر مولیٰ کہ لیا اسکو بھی [illegible] نکال
ایسا تحقیق مذاہب میں چلایا خامہ - اور کیا [illegible] مذاہب کا [illegible] استیصال
کھل گیا سب پہ کہ اسلام ہی سچا مذہب - اور ادیان [illegible] ابطال
[illegible] عقد سے وہ [illegible]
جاؤ [illegible] قرآن کے سارے اسرار - لیک [illegible] محال
حیف صد حیف کہ کچھ [illegible] یونہی تکفیر کی [illegible] ہر ایک [illegible]
غور سے سوچیں اگر [illegible] تو یا ایں قوال - خیر [illegible] کبھی [illegible]
اک مسلمان کو ہیں کہتے وہ کافر کفر - اور مسلمان بھی [illegible] طہارت [illegible] مثل
تقوے جسکا ہی تمام اہل جہاں [illegible] - ایک عالم ہیں گیا مانا جو [illegible] حال
جس کا [illegible] کلام در سخن - صد نشاں جسکی صداقت [illegible]
مرزا جی آپکی ہمت پہ کریں ہم قرباں - دین احمد [illegible] اقبال

چھوڑ دی ہیں کی حمایت چھپایا حق کو — گرچہ ہر قوم [illegible] پکار [illegible] جال
ورنہ دین نبی ہو گئے حضرت ہو فنا — ہو کمر بستہ سدا اسکا دکھائی یہ کمال
بدلہ یوگا خدا آپ کو روز محشر — کیا ہوا قوم ہی گر گالیاں [illegible] حال
دست بر سر [illegible] آخر اک دن — کاش آجا تا غم فردا پہ آج انکو خیال
حسنات سے دلی آپ کو جینا ہو نصیب — صدق دل سے ہی [illegible] سوال
[illegible] خامہ اپنے ہی سدا — ہو وے دشمن کو نہ اس [illegible] مجال

ہو دعاؤں میں اثر [illegible] ہتا پیتا
[illegible]

[illegible] مدرس [illegible] گجرات پنجاب ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء

دل چسپ پیان

نمبر اوّل

لاہور ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ

بجالی خدمت جناب میرزا صاحب زاد ظلکم وعنا یتکم

السلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

بعد از ادائے آداب وسلام سنت سید الانام واضح رائے عالی ہو کہ میں نے اگرچہ آپ کی زیارت نہیں کی تو بھی آپ کی تعریف سنی اور آپ کی بعض بعض کتابوں کو دیکھا ہے ایک دو باتیں نہایت ادب کیساتھ پوچھتا ہوں امید ہے کہ جواب سے سرافراز فرمائیے گا -

(۱) اول یہ کہ کوئی ایسی کتاب سے مجھے آگاہ کیا جاوے جسمیں ہندوؤں کی آسمانی کتابوں کو ثابت کیا ہو کہ آسمانی نہیں اور ہندو مذہب مذہب الٰہی نہیں -

(۲) دوئم یہ کہ کیا باعث ہے کہ اسلام سارے دنیا کا مذہب مانا جاوے

(۳) سوم یہ کہ جو لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں مگر آنحضرت صلعم **فداہ ابی وامی** کو رسول خدا نہیں مانتے اُن کی آخرت میں کیا حالت ہوگی ؟ -

(۴) چہارم یہ کہ دو لڑکے پیدا ہوئے ہیں - ایک امیر کے گھر ایک غریب کے گھر - ایک کی دونو آنکھیں درست ہیں اور ایک کی دونو یا ایک خراب - اگر ان میں سے ایک جس کی آنکھیں خراب ہیں یہ کہے کہ بار خدایا مجھ سے کیا قصور ہوا کہ تو نے میری آنکھ کو بغیر کسی گناہ کے خراب کر دیا - تو اسکا جواب کیا ہے اور یہ لوگ اسکو جون بدلنے کے اصول پر جواب دیتے ہیں مگر ان کے اصول ہی درحقیقت ٹھیک نہیں - اگر ان سوالوں کا جواب مجھے عنایت کیجئیگا تو کمال مشکور ہونگا

نیازمند ہدایت اللہ انارکلی لاہور

فاما الجواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپکا خط حضور امام صادق پہونچا - چونکہ مرزا صاحب آج کل بڑے ضروری کاموں میں مشغول ہیں - اسلئے جواب کیلئے مجھے ایما فرمایا -

جواب سوال اوّل

ہندوؤں کے متعلق مباحثہ کی خاص کتابیں - سوط اللہ الجبار - اور ظفر مبین ہیں - جنکو مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے طبع کرایا ہے - ایک اور انکی کتاب ہے - کیفر کفر یہ کتابیں مراد آباد میں ملینگی -

ہم لوگوں کا یہ یقین ہے - کہ یہ مذہب بھی اپنے بعض اصول وفروع میں منجانب اللہ ہے - مگر خلف کی نادانی سے اس میں غلط در غلط زوائد مل گئے ہیں - اور اسقدر مسخ ہو گیا ہے - اب اوس کی اصلی صورت کا پتہ بدون سالمت قرآن کریم کے بالکل محال ہے - **وعلے اللہ علے من جاء بالقران** - مرزا جی نے بھی ان کے اس مذہب کے متعلق **براہین احمدیہ** میں بہت کچھ لکھا ہے - وہ قابل دید بحث ہے - آپ کسی سے براہین لے کر دیکھ لیں -

جواب سوال دوم

اسلام میں وہ تمام تعلیمیں موجود ہیں - جو انسانی جماعت کے لئے مشترکاً ضروری ہیں - قوانین مختص الزمان اور مختص المقام کو اگر ہم چھوڑ دیں - تو جو کچھ اشتراک تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے - اس کے لئے روحانی اور جسمانی دونوں تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے -

جواب سوال سوئم

جو لوگ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں - اور نیک کام کرتے ہیں اور سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے - وہ بڑے بدمعاش اور سخت قابل سزا ہیں - اور ایسے لوگ فی الواقع تو دنیا میں موجود نہیں - صرف فرض اور خیال ہیں ہیں - کیوں ؟ اس لئے کہ جب وہ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں - اور نیک ہیں - تو اون کو رسول کریم سے کیا عداوت ہے - کہ انکو نہیں مانتے - رسول کریم نے تو اللہ تعالےٰ کی وحدت اور یکتا ہونے پہ زور دیا ہے - اور کامیاب کوشش کی ہے - کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں ایک - اسماء میں ایک - صفات میں ایک - افعال میں ایک ہے - **ولم یکن لہ کفواً احد** س ۳۰ - تمام انواع و اقسام نیکیوں کو دنیا میں پہونچایا - اور لوگوں کے لئے ایسی کوشش کہ کروڑ در کروڑ نیک بن گئے - اور بلند مقاموں پر چڑھ کر بلند آواز سے **اللہ اکبر** پکارتے ہیں - سکھ بڑے خدا پرست کہلاتے ہیں - مگر اس **اللہ اکبر** سے جل جاتے ہیں - پس ایسا آدمی کیوں کر خدا پرست اور نیک بن سکتا ہے -

جو محمد رسول اللہ کا منکر ہے۔ اگر وہ نیک خدا پرست ہوتا تو لفظ محمد رسول اللہ کا انکار نہ کرتا۔

غور کرو دن نکلا ہے۔ سورج موجود ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ سورج موجود ہے اور ایک دوسرا شخص اسی کا مؤید دکھائی دے۔ تو کہنے لگا۔ کہ میں اس کو نہیں مانتا ہوں معلوم ہوا۔ کہ اس خبیث باطن کو اس راست باز سے ذاتی عداوت ہے۔

الٰہی صفات کا مسئلہ سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کون آدمی ہے جس نے کھول کر ہمیں سنایا اور سنانے میں کامیاب ہوا۔ اسی طرح نیکی کے اصول اس نادان نے کیونکر مان لئے یا اُن پر عمل درآمد کیسے کیا جب کہ ایک نیک اور کامل نیک اور اعلٰے درجہ کے راستباز کا انکار کرتا ہے۔

سوال چہارم کا جواب کہ ہر ایک لڑکا بیمار کیوں ہوتا ہے۔ غریب کے گھر کیوں پیدا ہوتا ہے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک شریعت کا قانون اور دوسرا قانون قدرت شریعت کے قانون کی پابندی اس وقت ہوتی ہے جب انسان عاقل۔ بالغ استطاعت والا ہو جاتا ہے اور باوجود فہم و فراست و عقل و استطاعت قانون شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ لڑکے۔ مجنون۔ فترۃ کے زمانہ کے لوگ بہت بوڑھے۔ بہرے اس میں مستثنٰے ہیں۔

دوسرے کیا معنی قانون قدرت کی پابندی میں ذرہ ذرہ جکڑا ہوا ہے اس کی خلاف ورزی میں ہر ایک ماخوذ ہے پتھروں میں غور کرو کوئی ناقص کوئی کامل عناصر دیکھو کوئی اعلٰے درجہ کا ہے اور کوئی ادنٰے درجہ کا پھر بعض عناصر مصفّٰی اور بعض خطرناک زہروں میں مبتلا۔ پھر نباتات پر نظر کرو بعض کیسے مفید اور بعض کیسے مضر اور خبیث ایسے جانوروں میں غور کرو اُن میں کس قدر فرق ہیں۔

انسان کے درمیان فرق بھی ان فروق پر مبنی ہے۔ ہاں تکالیف کے بارہ میں گفتگو پیش آجاتی ہے۔ مگر ہم صاف دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک شخص لڑکے کا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ یا کسی لڑکے کو مار ڈالے۔ تو لڑکا عیب دار ہوگا۔ یا مر جاوے گا۔ مگر لڑکے کا گناہ نہیں۔ اس لئے قدرت اس لڑکے کو بدلہ دیگی۔ اور اس دکھ دینے والے کو سزا دیگی۔ ایسے ہی جس نے اپنی غذاؤں یا امراض کا حصہ کسی لڑکے کو دیئے۔ اوس کے بدلہ میں لڑکے کو عمدہ بدلہ دیا جاویگا۔ اور باعث تکالیف کو سزا ملیگی۔ ہاں اگر اس کے اور اسباب تلافی کر دیں تو یہ امر دوسری طرف قانون قدرت کا نظارہ ہوگا۔

صرف تفرقہ کے باعث تناسخ کا قائل ہونا سخت غلطی ہے کیونکہ خود تناسخ والے بھی مانتے ہیں۔ کہ ایک خدا ابدی حکمران ہے اور ارواح ہمیشہ سے اوس کے ماتحت ہیں۔ اور ذرات دونوں (خدا اور ارواح) کے ماتحت ہیں۔ یہ فرق جو تینوں میں ہے اس فرق سے بہت زیادہ ہے۔ جو غریب اور امیر میں ہے۔ یا بیمار اور تندرست میں کیونکہ غریبی اور بیماری کا تبادلہ ہو جاتا ہے۔ اور ان تینوں اشیاء میں تبادلہ بھی محال ہے۔

تناسخ والے انصاف سے غور کریں۔ کہ کیونکر اور کس وجہ سے یہ تفرقہ ہوا۔ خدا تعالے کیوں بڑی حکمران ہے۔ اور ارواح کیوں ہمیشہ محکوم ہیں اگر اعمال کے لحاظ سے ہیں۔ تو خدا اور ارواح میں بھی جنم ماننا پڑے گا۔ اور اگر انہیں جنم نہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ بدون جنم کے اور اور اسباب بھی تفرقہ کا باعث ہیں۔ یہ بحث بہت طویل ہے۔ چاہتی ہے۔ اس پر کتاب لکھی جاوے۔ اس لئے خط میں اس پر بس کرتا ہوں۔

نور الدین - ۶ مئی ۱۸۹۸ء

میموریل

بقیہ قابل قدر میموریل

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نمبر ۱۰ و ۱۱

پہلے اسلام نے دیکھی ہے؟ اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا طریق یہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ قریباً تیرہویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا جس کے اول بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔ بہرحال اس بدگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا جب تم دل آزار کلمات سے دکھ دیئے جاؤ اور گالیاں سنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا کہ ایسا زمانہ کبھی آتا کہ ایک مقدس رسول کو جس کی امت سے ایک حصہ کثیر دنیا کا پُر ہے عیسائی قوم جیسے لوگ جنکا تہذیب کا دعوٰے تھا گالیاں دیتے اور اُس بزرگ نبی کا نام نعوذ باللہ زانی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہراتے۔ بیشک مسلمان لوگوں کے لئے بڑے رنج کی بات ہے جو اس پاک رسول کی راہ میں فدا ہیں اور ایک دانشمند عیسائی بھی احساس کر سکتا ہے۔ کہ جب مثلاً ایسی کتاب امہات المومنین میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ زناکار کے نام سے پکارا گیا اور گندے سے گندے تحقیر کے الفاظ آنجناب کے حق میں استعمال کئے گئے۔ اور پھر عمداً ہزار کاپی اس کتاب کی محض دلوں کے دکھانے کے لئے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس سے کسقدر زخم عام مسلمانوں کو پہونچے ہونگے اور کیا کچھ انکے دلوں کی حالت ہوئی ہوگی۔ اگرچہ بدگوئی میں یہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرف سے کروڑہا تک نوبت پہونچ گئی ہے۔ مگر یہ طریق دل دکھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ مخواہ غافل اور بےخبر لوگوں کے گھروں میں یہ کتابیں پہونچائی گئیں اور اسی وجہ سے اس کتاب پر بہت شور بھی اٹھا ہے باوجود اس بات کے کہ پادری عماد الدین اور پادری ٹھاکرداس کی کتابیں اور نور افشاں کی بچیس سال کی مسلسل تحریریں سختی میں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔

یہ تو سب کچھ ہوا مگر ہمیں تو آیہ موصوفہ بالا میں یہ تاکیدی حکم ہے کہ جب ہم ایسی بدزبانی کے کلمات سنیں جس سے ہمارے دلوں کو دکھ پہونچے تو ہم صبر کریں اور کچھ شک نہیں کہ جلد تر حکام کو اس طرف متوجہ کرنا یہ بھی ایک بےصبری کی قسم ہے۔ اسلئے عقلمند اور دور اندیش مسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے **لا اکراہ فی الدین** - اور جیسا کہ فرماتا ہے **افانت تکرہ الناس**۔ لیکن اس قسم کے حیلے اکراہ اور جبر میں داخل ہیں جس سے اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارہ میں میں اور میری جماعت اور تمام اہل علم اور صاحب تدبر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب امہات المومنین کی لغوگوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ کو دست اندازی کے لئے توجہ دلاویں گو خود دانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کرے مگر ہمارا صرف یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم ایسے اعتراضات کا کہ جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں خوبی اور شائستگی کیساتھ جواب دیں اور پبلک کو اپنی حقیقت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اسی غرض کی بنا پر یہ میموریل روانہ کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعت ہماری معزز مسلمانوں کی اسی پر متفق ہے۔ ۱۲ ماہ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر سوم

پچھلے دو نمبروں میں ہم مفلحون تک بحث کر آئے ہیں۔ اب قرآن ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک کافر اور دوسرے منافق۔

اوّل الذکر لوگ چونکہ خداتعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر یعنے اون کی قدر نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اون سے متمتع ہونے کی توفیق نہیں پا سکتے۔ عام طور پر قدرت کا لاتبدیل اور لاتحویل قانون یہی ہے۔ کہ جب انسان کسی طاقت سے کام لینا چھوڑ دے۔ تو وہ طاقت بتدریج کمزور ہو کر بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ اور بالمقابل جس طاقت سے ٹھیک وہی کام لیں۔ جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہے۔ تو وہ بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔ شکر نعمت پر ازدیاد نعمت کی فلاسفی یہی ہے۔ مثلاً دیکھو ایک نادان ہندو فقیر خلاف قدرت اپنا ہاتھ جو کاروبار کرانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ بے حرکت چھوڑ دیتا ہے۔ اب کبھی ممکن نہیں وہ قدرت کے قانون کے اثر سے بچ رہے۔ اور ہاتھ خشک نہ ہو۔ ہم نے تھوڑا عرصہ ہوا اخبارات میں پڑھا تھا۔ کہ ایک لیڈی نے یاد یورپ میں عہد کر لیا۔ کہ جب تک شادی نہ کرے گی۔ گفتگو نہ کرے گی۔ چالیس سال کے بعد زبان بالکل بند ہو گئی۔ الغرض اس آیت **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون**۔ الآیہ۔ پر غور کرو۔ کہ وہ لوگ جو خداتعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر و قدر نہیں کرتے اور کسی نعمت کا شکر یہی ہے۔ کہ اوس چیز سے وہی کام لیا جاوے۔ جس مطلب کے لئے وہ وضع ہوئی ہے۔ لامحالہ اس نعمت سے نفع نہیں اٹھا سکتے۔ جس کی قدر نہیں کی۔ مثلاً رسول کریم دنیا میں ہی نافرمانوں کو انذار کے لئے تشریف لائے ہیں جس شخص نے ازراہ ناعاقبت اندیشی سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انذار

اور عدم انذار کو برابر سمجھا۔ تو ایسے شخص کے لئے اس ناشکری کا یہ نتیجہ مترتب ہونا تو ضروری ہے۔ کہ اوس کے ایمانی قوےٰ آہستہ آہستہ سلب ہو جاویں۔ پھر یہ طاقتیں ایمانی کیونکر نشوونما پا سکیں گی۔ ایمان کے اعلیٰ مراتب تو درکنار ایسے لوگ ایمانی دولت سے ہی محروم ہوں گے۔ پس **سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم** جملہ معترضہ بطور علت موجبہ کے آیا ہے۔ یعنے جب تیری ذات جو انعام اللہ میں سے افضل ترین نعمت ہے۔ اون لوگوں نے قدر نہ کی۔ اور تیرے انذار اور عدم انذار کو مساوی قرار دیا۔ پھر اوس کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا ہی تھا۔ کہ اون کی ایمانی طاقت سلب ہو۔ اور روحانی اور ذہنی قوےٰ سے بیکار ہو جاویں۔ اس لئے **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون** کا ترجمہ یہ ہے لاریب جو منکر ہوئے۔ اس لئے کہ تیرے ڈرانے اور نہ ڈرانے کا وجود و عدم برابر سمجھا اس لئے وہ باایمان نہیں ہو سکتے۔ اور ایمان نہ لاویں گے۔ پس اس میں کسی کا کیا قصور۔ نادانوں نے خود اپنی کرتوت اپنے فعل اور ہاتھ سے ایمان سے محرومی حاصل کی۔ پس **ختم اللہ علے قلوبہم وعلے سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ز ولہم عذاب عظیم** ط کے معنے بھی صاف ہو گئے۔ کیونکہ کسی پر مہر لگنا کے یہی معنے ہیں۔ کہ اوس کو قطعی کر دینا۔ اور یہ اون کے کفر کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ جب اونہوں نے **قلب** کی ایک طاقت کو بے کار چھوڑا۔ تو اب اوس کا اثر بیرونی قوےٰ سمع اور بصر پر بھی پڑا۔ اب وہ کان رکھتے ہیں۔ پر سنتے نہیں آنکھیں ہیں۔ مگر دیکھتے نہیں۔ **ختم اللہ علی قلوبہم** پر اکثر لوگ اعتراض کر دیتے ہیں۔ یہ اون کی غلطی ہے اگر وہ قانون قدرت پر نظر کریں۔ اور **ان الذین کفروا** کو جو علت موجبہ **ختم اللہ علے قلوبہم** کا ہے خوب سوچیں۔ پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا۔

سورۃ البقرہ رکوع دوم

اب منافقوں کا حال بیان ہوتا ہے۔

یخادعون کے معنے **یترکون** کے ہیں پس معنے یہ ہوئے۔ کہ منافق چھوڑتے ہیں اللہ کو۔ قاموس میں **خادعہ** کے معنے **ترکہ** کے ہوئے موجود ہیں۔ قرآن کریم کے معانی کے لئے لغت قرآن ہی کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ قرآن میں کوئی لفظ اشکال طلب ایسا کوئی نہیں آیا جسکی تشریح اور توضیح دوسرے مقام پر نہ ہوئی ہو۔

یخادعون کے معنے **یترکون** قرآن کریم کے دوسرے مقام پر پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ منافقوں کے لئے الگ فرمایا ہے۔ **نسوا اللہ** کے معنے ہیں ترک چھوڑا ہے انہوں نے اللہ کو۔ اللہ تعالےٰ سے **دھوکہ فریب** اور **دغا** کی مذموم صفات کو منسوب کرنا دانشمند اور خداترس انسان کا کام نہیں ہے۔

یخادعون کے معنے **یمسکون** بھی لغتاً اور قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے ثابت ہیں قرآن کریم میں ان معنوں کی تصدیق میں فرمایا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ **لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا** پس **وما یخدعون** کے معنے ہوئے اور بخل نہیں کرتے۔

ما یشعرون کے معنے ہیں۔ ادنے فہم ہی نہیں رکھتے۔ علم نہیں رکھتے۔ خیال نہیں کرتے

فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً

کے معنے کی تشریح کی مزید ضرورت اوس اصول کے بیان کرنے کے بعد کہ جب انسان کسی طاقت کو بیکار چھوڑ دے وہ زائل ہو جاتی ہے نہیں معلوم ہوتی۔ خصوصاً **بما کانوا یکذبون** پر غور کرنے کے بعد پس اب اس آیہ کا صرف ترجمہ کافی ہوگا۔ اور وہ یہ ہے ان کے (منافقوں کے) دلوں میں کمزوری کا مرض ہے۔ نہ مسائل اسلام میں قوت فیصلہ اور نہ اہل اسلام سے تاب مقابلہ۔ پس وہ یاد رکھیں۔ کہ یہ مرض تو آخر اللہ تعالےٰ بڑھائے گا۔ کہ مسائل روز بروز بڑھتے جاویں گے اور جماعت اسلام ترقی کرتی جائے گی۔ اگر ان چند مسائل پر ان کو مشکلات ہیں۔ تو اب مسائل اور بڑھیں گے۔ اگر جماعت قلیل اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور ان سے ڈرتے ہیں۔ تو یہ جماعت روزافزوں ترقی کرے گی۔ **تکذیب الرسل** ایک ایسی کرتوت اور عذاب الٰہی کو کھینچ لانے والی حرکت ہے۔ کہ سب

امراض روحانی اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور شقاوت کی تاریک راہوں کی اسی ایک فعل سے بدبخت انسان چلا جاتا ہے۔

عہد الست یا عہد میثاق

الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں پٹنہ کے ایک ماہواری رسالہ "اصلاح" نامی سے ہم نے ایک مضمون بعنوان عہد میثاق اور عالم ذر کے عنوان سے درج کیا تھا۔ جس کو مولوی غلام حسین صاحب [illegible] نے لکھا تھا۔ اس مسئلہ عہد الست پر جس طریق سے مولانا موصوف نے روشنی ڈالی ہے۔ وہ بجائے خود اس کو زیادہ تاریک بنانے والی ہے۔ اوس وقت کوئی ریمارک ہم نے مضمون مذکور کی نسبت نہیں کیا تھا لیکن بعد میں ہمارے مخدوم مولانا مولوی نور الدین صاحب [illegible] نے اوس تحریر پر ریمارک کرنے کے لئے ہم کو فرمایا۔ اس لئے ضروری معلوم ہوا۔ کہ اوس عام غلطی کو جو عہد الست یا عہد میثاق کے متعلق عام طور پر پھیلی ہوئی ہے [illegible] جس سے مخالفین و معترضین کو [illegible] کا موقع ملتا ہے۔ دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لئے ہم "اصلاح" پٹنہ کے لائق ایڈیٹر سے بھی امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اس تحریر پر غور فرمائیں [illegible] اور اپنے رسالہ میں اس کو درج کرکے اس کی توضیح اور تنقیح کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور کرینگے۔

عہد میثاق – یا عہد الست قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے لیا گیا ہے۔ جو سورۂ اعراف کے بائیسویں رکوع میں یوں درج ہے۔ **وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا** الخ سیپارہ نہم۔ سورہ اعراف رکوع ۲۲۔

اس آیت کے ترجمہ میں الفاظ اور لغت عرب اور محاورات کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے ایک خرابی پیدا ہوئی ہے۔ جو ان سارے اعتراضات کی موجب ہو رہی ہے۔ اس لئے ضروری و مقدم امر اس کے ترجمہ ہی کی صحت ہے۔

عام طور پر یہ ترجمہ کیا جاتا ہے۔ کہ جب کہ تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے اون کی اولاد کو باہر نکالا۔ اور اونکو ہی اون پر گواہ کرکے کہا۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اونہوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں۔ مگر محاورات عرب پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے۔ کہ وہ ظہر کا لفظ عموماً زائد بولتے ہیں چنانچہ قاموس میں **بين اظهرهم** اے وسطهم لکھا ہے۔ ظہر کا لفظ زائد ہے۔ اور بین کے معنے وسط کے ہیں۔ اور اس ظہر کے معنے اون میں یا اون کے بیچ میں۔ اور یہ محاورہ ہمارے سید و مقتدا حضرت سید الاصفیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بھی نکلا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ **كنت بين اظهرنا** (مشکوٰۃ باب الایمان) یعنے آپ ہم میں تھے۔ محاورات عرب میں بولتے ہیں **ما فضحك وما خرجت من اظهرنا** تو کیا فصیح ہے اور تو ہم سے کہیں الگ نہیں نکلا۔ ان محاورات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب ظہر یا **ظہور** کا لفظ عموماً زائد بولتے ہیں۔ قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے وہ محاورات عرب سے باہر نہیں۔

دوسرا لفظ قابل غور اس آیت میں **بنی آدم** ہے حالانکہ آیت میں صراحتاً آدم کے ساتھ بنی کا لفظ موجود ہے مگر عام طور پر بنی آدم سے مراد ابو البشر لے لیا جاتا ہے جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ لہذا یہ خیال کہ کسی خاص دن یا خاص وقت پشت آدم سے تمام پیدا ہونے والی مخلوق کو خارج کرکے جیسا کہ اکثر مفسرین بیان کرتے ہیں ان سے اپنی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار لیا۔ قرآن کریم کے لفظ سے ثابت نہیں ہوتا پس **عہد میثاق یا عہد الست** فی الخارج کوئی چیز نہیں مفسرین میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں۔ کہ فی الامر آدم کی پشت سے اس کی ذریت کو نکالا اور اقرار لیا اور اپنی تائید میں بعض احادیث پیش کرتے ہیں ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ان کے اقوال کو یا ایسی احادیث کو قابل تسلیم قرار دیں جب کہ وہ قرآن کریم کے صریح الفاظ کے متناقض ہیں اور اس لئے قرآن کریم پر ان کو ترجیح کبھی اور کسی حال میں نہیں ہو سکتی۔ تفسیر کبیر میں بقول اہل سنت اور اصحاب النظر لوگوں کی بابت اس مسئلہ میں یہ لکھا ہے کہ خدا تعالے نے بنی آدم کے ظہور یعنے پشتوں سے اون کی ذریت یوں نکالی ہے۔ کہ وہ نطفہ پشت آباء میں تھے سو وہاں سے رحم مادر میں آیا۔ جہاں وہ مراحل سے طے کرکے کامل الخلقت بن کر پیدا ہوا۔ اور پھر اوسے حواس خمسہ و سمع و جنون میں جو اس [illegible] دئے گئے۔ جنکی بدولت وہ الوہیت و ربوبیت خدا پر دلائل قائم کرنے کے قابل ہو گیا۔ نہیں یہ دلائل بذات خود ایک شہادت اس بات پر گواہ ہو گئے۔ اور اون کی حالی زبان نے اون کی الوہیت کا اقرار کیا۔ ان لوگوں نے اپنے مطالب کو قرآن کریم کی اس آیت کے الفاظ ہی سے مستنبط کیا ہے۔ اور حالی زبان کے متعلق قرآن کریم اور اقوال عرب سے شواہد لے کر اوس اور بھی موکد کر دیا ہے۔

بہرحال جیسا کہ ہم نے ابتداءً کہا ہے۔ کہ بڑی بھاری غلطی ظہور جو ایک زائد لفظ ہے کے ترجمہ کرنے میں واقع ہوئی ہے۔ اور ساری دقتیں اسی وجہ سے پیش آئی ہیں۔

اب ترجمہ اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اون کے ہی درمیان سے اون کی اولاد لی۔ اور خود انہیں ہی اون پر گواہ ٹھہرایا۔ گویا اون کی فطرت اور حالت کو ہی اس امر کا شاہد قرار دیا۔ کہ کیا اون کی بناوٹ اور ساخت کسی پیدا کرنے والے کی دلیل نہیں۔ تو بے اختیار انہوں نے کہا کہ بے شک ہم گواہ ہوئے۔

یعنے انسان کا وجود جو کہ انتہا نادرات اور عجائبات کا مجموعہ ہے۔ بجائے خود اللہ تعالی کی ہستی کی ایک دلیل قوی ہے۔ اور **اشهدهم على انفسهم** کے معنے یہی ہیں۔ کہ خود انسانی فطرت اور انسانی وجود خدا تعالے کی ہستی کا شاہد ہے۔ اور **قالوا بلى** سے صاف ثابت ہے۔ کہ انسان فطرتاً اوس پاک ہستی کی تصدیق کرتا ہے۔ اب عہد میثاق کی جو حقیقت ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں جس پر کسی قسم کا اعتراض نہ تو آج کل کے فلسفی لوگ کر سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور۔

ہمارے مخدوم مولوی **نور الدین** صاحب بھیروی نے جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف سے بفضل خدا قابل رشک بہرہ رکھتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ

فرمایا ہے۔ جو فصل الخطاب میں درج ہے۔ کہ عادل۔ رحیم۔ قدوس خدا نے تمام بنی آدم میں اون کی بد و فطرت میں ایک قوت ایمانیہ اور نور فراست ودیعت رکھا ہے۔ جو ہمیشہ وجود آلہی اور اوسکی ربوبیت کا اقرار یاد دلاتا رہتا ہے۔ یا اقلاً یوں کہو کہ اگر مثلاً کسی عاقل کے باعث غافل بھی ہو جاوے تو بھی چونکہ اصل فطرت میں وہ قوت مجبول کی گئی ہے کسی بیرونی محرک کے سبب سے حرکت میں آجاتی ہے۔ ہاں اگر کسی بد نہاد کے اندر کسی باعث سے وہ قوت بالکل مرگئی ہو۔ اور وہ کم بخت اتہاہ کنوئیں میں جا پڑا ہو یا شیطان کا فرزند بن کر آسمانی دفتر سے اوس نے اپنا نام کٹوا لیا ہو۔ تو یہ اوس کا اپنا قصور ہے۔ عادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہے۔

اب اوسی فطرت کے اقرار کو اوسی ربوبیت آلہی کے جبلی معترف فطرت کو الہامی زبان ربانی کلام اس طرز عبارت میں بیان فرماتا ہے۔ اور اس دقیق فطرت کے راز کو اسطرح پر انسان کو سمجھاتا ہے۔ کہ انسان بد و فطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے۔ یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا امر جبلی اور فطری ہے۔ اور اوس کی ترکیب و ہیئت ہی اسی امر پر شاہد عادل کافی ہے۔

اصلاح خیالات کے لئے وقت و مطلوب ہے

سنت اللہ پر نظر کرنے کے بعد پتہ لگتا ہے۔ کہ انسان کی اصلاح حال و تہذیب نفس کے لئے اللہ کریم نے برگزیدہ لوگوں کو وقتاً فوقتاً فہیم کے خطاب سے مخاطب فرما کر دنیا میں بھیجا ہے۔ ایسے ریفارمر ہمیشہ ہمیشہ اپنے وقت پر آکر لوگوں کے ناقص خیالات میں تغیر و تبدل کرنے کی زبردست تحریکیں کرتے رہے ہیں۔

لاریب اون کی مساعی موثر اون کے تجربے وسیع اور وہ اون کے جذبے کارگر تھے۔ لیکن اون کی بیوگرافی (سوانح عمری) پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آسانی اور سہولت کے ساتھ ہی نوع انسان کے خیالات پر اپنا قابو نہیں پا سکے۔ اون پر بے ہمدردی کا جرم قائم کیا گیا۔ قوم اور ملک کی طرف سے آفات و مصائب پہونچانے میں کوتاہی نہ ہوئی۔ مگر وہ اپنے ارادے کے پکے اور عزم کے سچے اون تمام آلام اور مصائب میں بھی اپنے مقام سے نہ ہٹے۔ اور قوم کی بدگوئی پر منہ موڑ کر ایسا نہیں کیا۔ کہ بالکل الگ تھلگ ہو گئے ہوں۔ نہیں بلکہ جو حادثہ اون پر گذرا۔ اونہوں نے اوس کو بھی خیالات قوم کی تبدیلی اور اصلاح کا باعث سمجھا۔ اللہ اللہ کس قدر عزم اور استقلال ہے۔ مگر یہ ارادہ یہ ذہن کسی ایسے انسان کے بدوں دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس کے دل سے جسمانی حجاب اور ظلمانی پردے اُٹھ جاتے ہیں اور اون کی بجائے نور اور روشنی بھر دی جاتی ہے۔ آسمان کے دروازے اوس کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ اور عالم ملکوت کے اسرار سے اوسے بہرہ وافر ملتا ہے۔ اور آلہی ہستی اوس کو اپنے خاص سایہ میں لیتی ہے۔ تب یہ استقلال اور عزم اس کو ملتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے ریفارمر اور مصلح اون مصائب اور تکالیف کو جو قوم کی طرف سے اونہیں پہونچتی ہیں۔ نہائت لذت اور سرور کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ بہت سے ریفارمر جابر سے گذر گئے۔ مگر اصلاح خیالات کا دروازہ کھول گئے۔ اگرچہ اوس زمانہ کے وحشی اور قسی القلب لوگوں کو معلوم نہوا۔ مگر آنے والی نسلوں کو اون کی موت ایک تاریک وحشت اور یہانتک جہالت سے روشنی میں لے آئی۔ اون کی قوم کو پتہ نہ لگا۔ مگر مؤرخوں نے یہ سراغ نکال لیا۔ اور پرزور الفاظ اور زبردست دلائل سے ثابت کیا۔ کہ وہ **قومی شہید** تھے جو صرف **اصلاح قوم** پر نثار ہو گئے۔

ایک بڑی روک جو اون کے راہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور درحقیقت اوسی کو دور کرنا اون کا مقصد ہوتا ہے۔ وہ پرانے تقلیدی خیالات ہوتے ہیں۔ اون پرانے خیالات و معتقدات میں جو صرف رسمی اور تقلید کے طور پر اون کے دلوں میں جاگزیں ہوتے ہیں۔ انقلاب پیدا کرنا ایک امر عظیم و خطیر ہوتا ہے۔ تبدیل خیالات ہی انسان کو تاریکی یا روشنی میں لانے کا ذریعہ ہے۔ اور سچ پوچھو تو یہی ایک آلہ ہے۔ جس پر قومی شائستگی اور تہذیب یا وحشت و جہالت نکبت و شقاوت کا انحصار ہے۔ اور یہی ایک امر ریفارمروں کے پیش نظر ہوتا ہے جس پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ اور آج بھی دیا جا رہا ہے۔

ریفارمر کا تبلیغ پر حریص ہونا۔ اور اس امر پر زور دینا کہ ہماری طرف سے منادی کرو۔ ہمارے خیالات شائع کرو۔ اس کی غرض و غایت صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ اصلاح خیالات ہو۔ اور نفس الامر میں یہی ایک مجرب نسخہ ہے۔ جو کامیابی کا پیارا پیارا مکھڑا دکھاتا ہے۔ یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ جب بار بار تحریک ہوگی۔ اور تحریر سے تقریر سے خیالات میں متواتر امنگ۔ جوش اور لٹ او بھیر پیدا کیا جاوے گا۔ تو ممکن نہیں۔ کہ طبائع اور نفوس اوس کے اثر سے متاثر نہ ہوں۔ کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ روشنی یا تاریکی پھیل رہی ہے۔ وہ خیالات ہی کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ وہ بار ہا سکی تکالیف سے کبھی بھی نہیں گھبراتے۔ اور ہراساں تر ساں ہو کر مایوس نہیں ہو جاتے۔ بلکہ جس طرح دریا پہاڑ کی سخت چٹانوں سے جا کر ٹکراتا اور اکثر مرتبہ اپنا سا منہ لے کر واپس ہوتا ہے۔ مگر ٹلتا نہیں۔ بار بار ادھر ہی جاتا اور ٹکریں مارتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنا راستہ بنا ہی لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہ **ریفارمر** دنیا اور اوس کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ کوئی اونہیں پاگل کہے۔ وہ سنتے ہیں۔ سڑی اور شاعر کے پرواہ نہیں رکھتے۔ نفس پرست اور شہرت طلب اون کو کہا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنی حالت سے ایسا استغنا ظاہر کرتے ہیں۔ گویا ان باتوں کے وہ مخاطب ہی نہیں۔ یہاں تک کہ اون کو مہجور القوم اور بسا اوقات ملک سے بھی نکلنا پڑتا ہے۔ مگر وہ اس پر بھی اپنے خیالات کی اشاعت سے باز نہیں رہ سکتے۔ یہ بھی ایک طریق اون لوگوں کی صداقت کی پڑتال کا ہے۔ کیونکہ جیسا ہم نے اس مضمون کے شروع میں کہا۔ ایسا عزم اور استقلال عام انسانی طاقت سے فوق اور بالاتر ہے۔

ریفارمر اپنے انتشار خیالات و اشاعت مقالات میں بہت زور دیتا ہے۔ اور وہ طبائع انسانی پر قابو پانے کی یہی سبیل دیکھتا ہے۔ لیکن انسانی طبائع چونکہ مختلف ہیں۔ اس لئے بہت سے لوگ تو ایسے

ہوتے ہیں - کہ جو اپنی سعادت اور فطرت ممیزہ سے بہت جلد خیالات کا مبادلہ کر لیتے ہیں - کیونکہ وہ ہر ایک تحریر یا تقریر - ہر ایک کلام اور فقرہ کو خوب غور سے سنتے اور دیکھتے ہیں - اور وہ اس بات کو وہ اور دو چار کی طرح جانتے ہیں - کہ انسان زبان قلم یا قلم زبان سے جو بات نکلتی ہے - وہ ایک بے معنی اور بے سرو پا ہوا نہیں ہوتی - بلکہ اوس میں بسا اوقات سحر کہو - یا افسون معجزہ کہو - یا کچھ اور غرض ایک ایسی طاقت اور قوت ہوتی ہے - جو بہ شرطیکہ سننے والے کی استعداد اور قابلیت ہو - کانوں کی راہ سے دل میں اتر جاتی ہے - اور اوس پر جا کر اپنا قابو پا لیتی ہے - ان معنوں کے لحاظ سے کسی نے کہا ہے -

سخن سحر است اگر گفتن بداند

اور دفعتہً خیالات میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے - مگر یہاں یہ امر بھی بحضور دل یاد رہنا چاہئے - کہ ایسا موثر کلام عام لوگوں کا نہیں ہو سکتا - بلکہ ایسا اعجازی اثر بھی اون لوگوں ہی کی زبان میں رکھا جاتا ہے جن کی مخالفت خدا کی ناراضی اور موافقت اللہ تعالے کی خوشنودی کا موجب ہوتی ہے - اور یہی وجہ ہے کہ پورانے دنیا نویسی خیالات کے لوگ جن کو دوسرے لفظوں میں مخالف الرا ے بھی کہتے ہیں - عام طور پر یہ کوشش کرتے اور تعلیم دیتے ہیں - کہ اوس کی باتوں کو نہ سنا جاوے - اور اوس کی تحریرات کو نہ پڑھا جاوے - کیونکہ وہ نا عاقبت اندیش بدباطن حاسد اس امر کو خوب جانتے ہیں - کہ اون کے کلام میں وہ اعجازی اثر اوس زبردست طاقت نے رکھا ہوتا ہے جو دلوں پر حکومت کرتی ہے - پس یہ بھی ایک معیار ہے - جو ہست باز ریفارمر کی صداقت کا کہ اوسکی تحریروں یا تقریروں کے سننے یا پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے - اور ان میں دوسری طرف یہ اثر ہوتا ہے - کہ جہاں کوئی خالی الذہن ہو کر پڑھا یا سنا - جھٹ اوس کا مقناطیسی اثر داخل ہوا - ہاں سعادت اور رشد کی استعداد ہونی چاہئے - جیسے بارش آسمان سے آتی اور برکات اور فضل الٰہی کو ساتھ لاتی ہے - مگر شورہ زمینیں اوس کے فیض سے بالکل بے نصیب رہتی ہیں - اسی طرح سے آسمانی ریفارمر اور روحانی مصلح کی باتیں بھی اوسی بارش کے ہم رنگ ہیں -

سورج کی شعاعیں وہیں پڑ کر اپنا فیضان اور نور پہونچا سکتی ہیں - جہاں اون کی آمد کے لئے روزن اور جھروکے ہوں - اگر کوئی نادان اپنی کھڑکی بند کرے اور پھر چاہے کہ سورج کی روشنی اندر آوے - تو یہ تو ممکن ہی نہیں - پس ریفارمر کی برکتوں سے مستفیض ہونے کے لئے اول ضروری ہے - کہ سرد دل اور صبر اور استقلال سے اوس کی باتوں کو سن لیا جاوے - اور پھر غور کیا جاوے - اور ایک مستعد دل لے کر اون سے استفادہ کرنے کی جد و جہد کی جاوے - پھر اللہ کریم اپنے وعدہ کے موافق اوس پر اپنی راہیں کھول دیتا اور آسان کر دیتا ہے - اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے - کہ کسی سپیکر یا لکچرار یا کسی ریفارمر کے کلام نے آناً فاناً میں انسانوں کے قلوب کو ادھر سے اودھر کر دیا ہے - بزدلوں اور کاہلوں کو مرد اور چست و چالاک بنا دیا ہے - مغلوب لشکر کو غالب اور منصور اور آہنیں قلعوں کو فتح کر دیا ہے - اور بعض اوقات ایک نامرد اور پوچ آدمی کے اقوال نے فاتح قوم کو مفتوح اور غالب کو مغلوب بنا دیا ہے - تواریخ ایسے عبرت خیز واقعات کی شاہد عدل ہے -

بہت سے لوگ ایسے ہیں - جو پورانے خیالوں لیبی خیالات اور تقلید ہی بندھنوں میں کچھ ایسے طرح اسیر ہوئے ہیں - کہ وہ ان خیالات سے نکل کر کسی ناصح مشفق کی باتوں کو بھی نہیں کہ سننا نہیں چاہتے - اور یہی نہیں - کہ وہ اون بیش بہا معارف اور حقائق سے بے پرواہ ہیں - بلکہ ایسے خیال اور یقین والوں کو اپنا ہر طرح سے دشمن سمجھتے ہیں یہ لوگ ہوتے ہیں - جو ملاء اعلیٰ میں ملعون یا مردود کہلاتے ہیں - اور چونکہ وہ آسمانی لعنت کے نیچے آ کر خدا سے بالکل دور جا پڑتے ہیں - اس لئے اون پر حق و باطل کا انکشاف ہو نہیں سکتا - اور یہ وہی لوگ ہیں - جو ازلی محروم کہلاتے ہیں وہ سعادت مندی کی راہوں کی طرف ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکتے -

ایسے لوگ عموماً وہ ہوتے ہیں جن کی نسبت کسی حد تک یہ جائز ہے - کہ کہا جاوے کہ اون کے دل پر جو مہر عرصہ دراز سے لگ چکی ہے - اوس پر دوسری مہر نہیں لگ سکتی - اون کے لئے بہت بڑی زبردست **اصلاحی** قوت کی ضرورت ہوتی ہے - اون کا دل ایک بڑی بھاری چٹان کی مانند ہوتا ہے - جس کا آندھی اور سیلاب سے جنبش کھانا اگر محال نہ ہو - تو ممکن مشکل ضرور ہے - مگر سچے **ریفارمر** آسمانی تائیدات لے کر آنے والے **ریفارمر** ایسے لوگوں کی اصلاح سے بھی مایوس اور نا امید نہیں ہوتے - کیوں ؟ اون کی ایمانی اور توکل کی قوت اس قدر بڑھ جاتی ہے - کہ اللہ تعالے کے زبردست اور ہیبت ناک ہاتھ کے سامنے کوئی چیز ان ہونی ان ہونی **اور نہیں** نظر نہیں آتی - اگر کوئی ظاہر پرست ہمارے اس جملے پر اعتراض کرے کہ ہر ایک شخص خدا تعالے کو ایسا ہی ایک قادر مطلق خدا مانتا ہے - تو ہم اوس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہیں گے - کہ صرف لفظی اور لسانی طور پر - ورنہ وہ ہمہ قدرت ہستی کو اگر ویسا ہی مانتا - پھر اپنی ادنےٰ ادنےٰ احتیاجوں اور ضرورتوں پر غیر اللہ کی جھوٹی خوشامدیں اور بیجا منتیں کیوں کرتا - اور خدا تعالے پر طرح طرح بدظنیاں اپنی عملی حالت سے کیوں کر کے دکھلاتا - پس درحقیقت یہ سچا درجہ یقین اور توکل کا ان لوگوں ہی کو ملتا ہے - جو لوہے کے عرش کے سامنے اپنی روح کو سجدہ میں پھینک دیتے ہیں - پھر ان لوگوں کو ایک خاص سکینت اور تسلیت ملتی ہے - اس لئے وہ سنگ دل سے سنگدل انسان کی اصلاح اور روبراہ ہونے سے کبھی مایوس نہیں ہوتے اور تحفظ کے لئے کبھی تنگدل ہو کر نہیں بیٹھتے - انہوں نے ایسے موقعوں پر اپنی ریفارم کی طاقت کو دو چند اور چہار چند بلکہ دہ چند کر دیا ہے اور بار بار کی طاقت اور مزاحمت اور نبرد آزمائی سے بھی اس بھاری چٹان کو اصلی مرکز سے ہٹا دیا - یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مسیح نے انجیل میں اشارہ کیا ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو پہاڑ کو اگر کہو گے تو اپنی جگہ سے ہٹ جائیگا - غرض ایسے سنگدل انسانوں کے خیالات کی اصلاح کے لئے مصلح اور ریفارمر کی ایمانی طاقت کی قوت جس قدر زبردست ہوگی اسی قدر زیادہ کامیابی کی امید ہے اور سچے ریفارمر کا یہ خاصہ ہوتا ہے - کہ جب وہ ایسے لوگوں کی اصلاح کی طرف آتا ہے جو اس کی طرف آنے سے اور اس کی باتوں تک سے نفور اور گریزاں ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنی اصلاح کی **قوت** کو جیسا اوپر بیان کیا ہے زبردست کر دیتا ہے جیسے جب کسی انجن کے ساتھ زیادہ گاڑیاں ہوں یا کسی بہت بڑی بھاری سنے

کی نقل مکانی مطلوب ہو تو اوس کی سسٹم آف موت وفنا بڑھادی جاتی ہے۔ اسی طرح سے جیسے جیسے دل قابل اصلاح اوسے پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اوس قدر اوس کی سسٹم آف ریفارمیشن کو تیز کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ **کامیاب اور بامراد** ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر **بالغ خرد** ناظرین اور غور کرنے والی طبیعتیں **راستباز** رسول اور ماموران من اللہ کی تبلیغ کا جوش دیکھ کر بھی اون کی **صداقت** اور اون کے مشن کی عظمت کو پا سکتی ہیں۔ کیونکہ جس قدر زور اور ہمت وہ اپنے مشن کی تبلیغ میں صرف کرے گا۔ اوسی قدر اوس کی صداقت کا راز کھلتا جائے گا۔ عالم مفتری کبھی اور کسی حال میں اپنی تبلیغ میں مستقل مزاج اور اپنے ارادہ میں پکا نہیں ہو سکتا۔ پس جب تم دیکھو کہ کوئی **مرد خدا** ایک زبردست اور پر زور انجن کی طرح اپنے مشن کی تبلیغ میں چلا جاتا ہے۔ تو اوس کی تکذیب اور انکار سے ہاتھ اٹھالو۔ ورنہ پھر اندیشہ ہی ہے۔ کہ جیسے ایک تیز دوڑتے ہوئے انجن سے نادان بیل ٹکر مار کر مقابلہ کرنا چاہتا ہو اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے اسی طرح سے اوس **فانی مرد** کا مقابلہ ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ جوش اور ہمت اوس کو بجز اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے سہارے اور تائید کے نہیں مل سکتی۔

یہ امر بھی خوب یاد رہے۔ کہ جس تحریر یا تقریر سے لوگ متاثر نہیں ہوتے۔ تو یہ یا تو متکلم یا مقرر کا قصور ہے۔ اور اوسے وہ سچا جوش عطا نہیں ہوا۔ اور یا اور دلوں تک پہونچا دینے کا کافی ذریعہ حاصل نہیں ہوا۔ مگر آخر الذکر صورت کم ہوتی ہے۔ جب خدا کسی **مصلح** کو بھیجتا ہے۔ تو اوس کے لئے وہ سب سامان مہیا کر دیتا ہے۔ جو اوس کی **آواز** کو پہونچانے اور مؤثر بنانے کے لئے اوسے ضروری ہوتے ہیں۔ ہم اس امر کا بیان کر دینا بھی اس موقع پر ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ سچے ریفارمروں کے لئے یہ بھی نہیں ہوتا۔ کہ اون کو ایسے سامان ملیں جو ہر حال اور ہر میدان میں ان کی تضحیک کا موجب ہوں۔ بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا خاص وعدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں الٰہی نصرتوں کو ہر آن اور ہر لحظہ میں اپنے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ایک اور معیار ہے۔ **ناصح مشفق اور حقیقی** **راستباز** اور **مدعی اصلاح** کی صداقت کا۔ یعنے اوس کو ایسے اسباب ملتے ہیں۔ جو ہر حالت میں اوس کے لئے مفید اور اوس کے مخالفوں کے لئے زہر قاتل ہوتے ہیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

قادیان میں بدمعاشوں کا حوصلہ
اور
ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی قابل تعریف کوشش

ہم نے آج تک بہت کم ایسی باتوں پر ایکشن لیا ہے جو عام معاملات سے متعلق ہیں۔ لیکن اون معاملات پر جو امن عامہ اور عام بنی نوع انسان کی ہمدردی سے متعلق ہوں۔ ضروری امور سے پہلو تہی کرنا ایک اخبار نویس کا فرض منصبی اجازت نہیں دیتا۔ ہم کو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ مقامی حکام کو ہماری رائے نے کہاں تک مدد دی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں پر یہ امر خوب روشن ہے۔ کہ **امرتسر** کی اخباری دنیا میں جس قلم نے مقامی حکام کو مفید مشورتیں اور ہر وقت امداد دی ہے۔ وہ وہی قلم ہے۔ جو آج **الحکم** کی روح رواں ہے۔ بلکہ اوسی کو فخر حاصل ہے۔ کہ امرتسر کے مقامی حکام نے اوس کی خدمات سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے اوس کو ایک وقت خاص پر بطور **سپیشل پولیس آفیسر** مقرر کیا۔ اور اوس کی خدمات بہ حیثیت سپیشل پولیس آفیسر سے خوش ہو کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر ضلع امرتسر نے **خوشنودی مزاج** کا پروانہ بھی عطا فرمایا۔ اس لئے ہم یہ کہنے کا فخر رکھتے ہیں۔ کہ ہماری رائے اس معاملہ میں کچھ کم اثر انداز نہ ہوگی۔

چند روز سے قادیان میں رات کو بدمعاشوں کی خطرناک جراتوں نے اہالیان قادیان کو سخت تشویش اور فکر میں ڈال رکھا ہے۔ یہ بدمعاش ابھی تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ خاص قادیاں کے باشندے ہیں یا بیرونجات سے آتے ہیں ان کو لاٹھیوں اور گنڈاسوں وغیرہ سے مسلح ہو کر آتے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں۔

دو تین دن تک تو متواتر حاکم علی نام کنسٹبل متعینہ قادیاں کی سرتوڑ کوشش سے اہل شہر کسی قسم کے مالی یا جانی نقصان سے محفوظ رہے مگر اس نامراد گروہ کی ضدیت اور غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی چنانچہ ۱۱ مئی ۱۹۱۰ء کی شب کو یہ مسلح گروہ پھر آیا اور متعدد مقامات پر گالی گلوچ اندازی کرتا رہا اور ایک عورت اور ایک ہندو پر لاٹھیاں پڑیں آخر اُن کا مقابلہ چوکیداروں سے مع کنسٹبل مذکور بھی ہو گیا۔ یہ لوگ لاٹھیوں۔ اور گنڈاسوں سے مسلح تھے اس لئے کمزور جماعت چوکیداران کی جس کی تعداد چھ سات تھی اُن کے مقابلہ کی تاب نہ لائے لہذا علی الصباح محمد بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ (جو ایک مستعد جفاکش محنتی آدمی ہے) کو اطلاع دی گئی جو فی الفور ایک معقول انتظام کے ساتھ تشریف لائے۔ چنانچہ اونہوں نے رات کو آتے ہی مختلف مقامات پر متعدد آدمیوں کا پہرہ ایسے ڈھب سے لگایا جس سے اون کی انتظامی قابلیت اور لیاقت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ اور آپ بہ نفس نفیس چوکیداروں کے ہمراہ تمام رات گشت کرتے رہے۔ چنانچہ ایڈیٹر الحکم بھی اس مجمع کے ساتھ رات بھر گشت کرتا رہا۔

یہ امر دیکھ کر ہم بٹالہ پولیس سٹیشن کے متعلقہ دیہات کو مبارک باد دے سکتے ہیں۔ کہ اون کو ایک **محنتی** اور **جفاکش** اور اسپر **خلیق** پولیس افسر ملا ہے۔ یہ امر بھی کچھ کم باعث خوش نصیبی نہیں۔ کہ اون کا ماتحت شیخ محمد شریف جنرل سار بھی تندہی اور جفاکشی میں اپنے قابل افسر کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ ہونہار نوجوان بہت جلد ترقی کے مدارج طے کرے گا۔ بہر حال ہم کو اس وقت کسی کی تعریف یا تذمیم سے کام نہیں۔ ہم کو یہ امر دکھانا ہے۔ کہ بدمعاشوں کی یہ جرات اور حوصلہ بہت ہی خطرناک ہے۔ گو ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے معقول انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی انتظام کی وجہ سے ۲۲ کی رات کو بالکل امن رہا۔ لیکن ہمارے خیال میں اس امر کی بڑی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

کہ انتظام بدمعاشوں کے لئے پولیس فورس کو اس ملاقہ میں سپیشل پولیس کی معرفت بڑھایا جاوے۔ ہم نے اپنے طور پر چند اشخاص کی طریق معاش وانجام حال چلن کے متعلق ڈائری طیار کی ہے۔ اور کو ہم چند ایک نہایت معتبر پولیس کے اعلےٰ آفیسر کے پاس بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امر پولیس بٹالہ کے لائق آفیسر کے لئے ضرور قابل لحاظ ہے۔ کہ قادیان پر حملہ کرنے والے بدمعاشوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال میں ڈاک تھانہ قادیان کے ایک چیٹھی رساں شیخ فضل الٰہی نے بھی جو ایک مستعد طبیعت کا نہ ڈرنے والا آدمی ہے۔ بہت مدد دی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ وہ چوکیداروں کے ساتھ متواتر کئی شب پھرتا رہا۔ اور ۲۲ مئی کی شب بتمام کو بھی رات بھر ڈپٹی انسپکٹر کے ہمراہ ہی رہا۔ یوں تو ہر ایک آدمی کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے معاملات میں پولیس کو مدد دے۔ مگر ایسے لوگوں کے حوصلے بڑھانے کے لئے بھی ضرور پولیس اتھارٹیز کو توجہ فرمانی چاہئیے۔ اس معاملہ کے متعلق ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ فضل الٰہی جیسے مستعد اور پرغور طبیعت کے چالاک انسان کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ ہم دوسرے موقع قادیان کے انتظام کے متعلق پولیس اتھارٹیز کو مفید رائیں دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو ہم نے ذاتی تجربہ سے حاصل کی ہیں۔ اور وہ معلومات دیں گے۔ جو یہاں رہ کر ہم نے بہم پہونچائے ہیں۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں جب ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان دارالامان گیا تھا۔ تو حضور مرزا صاحب علیہ السلام نے مجھے چند ایک کلمات مشتمل بر پند و نصائح فرمائے تھے۔ کہ میں لاہور کی جماعت کو جاکر کہہ دوں۔ سو میں نے ان کلمات کو لے کر جہاں تک مجھے یاد رہ سکا۔ ایک مضمون لکھا۔ اور جلسہ فرقانیہ لاہور میں پڑھا۔ اور اس کی نقل آپ کو ارسال کرتا ہوں۔ تاکہ اگر مناسب ہو تو درج اخبار فرماویں۔

ڈھونڈا

”فرمایا۔ لاہور کی جماعت کو ہماری طرف سے السلام علیکم کہہ دیں۔ اور ان کو سمجھاویں کہ دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہئیے۔

اللہ تعالےٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالےٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اس سے بچنے والے وہی ہیں۔ جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دیگا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوش نما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا۔ اور اون کی حفاظت کرتا۔ اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے اون کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں۔ اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالےٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو اتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بے کار اور لاپرواہ بناؤ گے۔ تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہئیے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالےٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی + ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنےٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے اور انجمن کے ممبر تم پر ناراض ہوں گے۔ پر تم ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔ یہ میری وصیت ہے اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ اور انجمن کے ممبروں کے ذہن نشین کراؤ کہ ایسا میموریل فی الحقیقت دین کو ایک نقصان دینے والا امر ہے اور اسی واسطے ہم نے اس کی مخالفت کی کہ دین کو صدمہ پہنچتا ہے۔“

اس کے بعد میں نے اپنی جماعت
لاہور کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے
اسکے واسطے خاص دعا کے لئے درخواست
کی۔ اور ہر ایک جو اسکو پڑھے
اسکے آگے ہماری درخواست ہے
کہ وہ ہمارے لئے خاص طور
پر دعا کرے کہ ہم نجات کے
صدر مقام میں ہیں

مرقومہ نیاز۔ محمد صادق کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور
۲۲ مئی ۱۹۰۸ء

مکتوبات امام الزمان

سلمہ الرحمٰن

مندرجہ ذیل خطوط عالی جناب سیدنا مسیح الزمان و مہدی دوران حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الصمد نے ہمارے بھائی قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن قاضی کوٹ کے نام ان دنوں میں لکھے تھے۔ جب کہ مخالفین ان کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دے رہے تھے۔ مکتوب نمبر دوم کے مطالعہ سے ہمارے ناظرین کو خصوصاً معلوم ہوگا۔ کہ یہ گرامی نامہ ایک جلیل القدر پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ جس کو ہم نے نقلی قلم سے شائع کیا ہے

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ نبیہ الکریم

محبی مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدت مدید کے بعد آپ کا محبت نامہ کل کی ڈاک میں مجھکو ملا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہموم غموم سے نجات بخشے۔ اہل حق کو اوائل میں تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ مگر آخر ان تکالیف سے نجات پاتے ہیں۔ اب آپ ایک تجرد کی حالت میں ہیں۔ اگر اس عاجز کے پاس ہی آبیٹھیں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی طرح خدا تعالیٰ آپ کی ضرورت کا متکفل ہو جائے گا۔ وہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ مومن کی نظر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر ہوتی ہے۔ نہ اسباب پر مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ پہلے بھی یہی بات زبانی کہی تھی۔ عمر ناپائدار اور کارخانہ دنیا ہمہ ہیچ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس عمر کے ہم سب لوگ موت کے کنارے بیٹھے ہیں۔ اور آسمانی آسمان ہر ایک کو اپنے وقت پر پہنچیگی اس صورت میں فکر موت بہت مقدم ہے۔ تا محبت کے ساتھ جان نہ نکلے۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہر ایک نیک کام کی قوت بخشے۔ اور اپنی محبت میں ترقی عطا کرے۔ آمین۔ آتھم کی پیش گوئی کی نسبت ایک مبسوط رسالہ اسی جگہ قادیان میں چھپ رہا ہے۔ یہ رسالہ انشاء اللہ القدیر دو ماہ تک شائع ہو گا پھر اس عرصہ کے بعد یاد دلانا چاہئے۔ تمام دوستوں کو السلام علیکم

خاکسار غلام احمد ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء

مکتوب نمبر دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچ کر بہ دریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ جس قدر ابتلا آں مکرم کو پیش آیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے مستقیم الحال بندوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ تا ان کی استقامت اور قوت ایمانی لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا وہ اس ذریعہ سے بڑے بڑے ثواب حاصل کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سخت دل مخالف لوگوں نے جو ہمارے ہی قوم کے علماء اور ان کے ہم خیال ہیں۔ اپنی فتنہ اندازی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ اور اگر ان کی اختیار میں قتل اور سفک دماء ہوتا۔ تو وہ بھی کر گذرتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے عنان حکومت ایک دوسری قوم کو دے دی ہے۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ **ہم کو اور ہماری جماعت کو اس ابتلا میں نہیں چھوڑے گا اور وہ دن جلدی آنے والے ہیں جو حق کی چمک لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور مخالف حق کے نادم اور غائب ہو گے** جناب سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات کو دیکھو کہ کیا کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دکھ درد اٹھانے پڑے تھے۔ یہاں تک کہ وطن عزیز چھوڑنا پڑا اور سب دوست دشمن ہو گئے۔ لیکن آخر خداوند تعالیٰ نے ڈوبتی ہوئی کشتی کو اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور اسلام کو زمین میں پھیلا دیا۔ **یہی حال اس جگہ ہو گا۔ اور مخالفوں کو بجز سیاہ روئی اور ندامت کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا خدا تعالیٰ اُن کی بد دعائیں انہیں پر ڈالیگا اور وہ گردشیں جن کی وہ انتظار کرتے ہیں انہیں پر پڑیں گی** میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ تین چار ہفتہ کے لئے قادیان میں تشریف لے آویں اور قاضی محمد یوسف صاحب ساتھ آجائیں اس میں انشاء اللہ القدیر آپ کو روحانی فائدہ ہو گا اور قاضی صاحب کے لئے بھی بہتر ہو گا۔ انسان جس چیز کا قصد کرتا ہے خدا تعالیٰ وہ میسر کر دیتا ہے۔ یہی بات قاضی صاحب کو بعد السلام علیکم میری طرف سے کہہ دیں کہ آپ کے ساتھ بالاتفاق تشریف لے آویں آپ کی ملاقات کو دل چاہتا ہے نہ زمانہ کا کچھ اعتبار نہ عمر کا کچھ بھروسہ بہتر ہے کہ ضرور آجائیں اور قاضی صاحب کو ساتھ لے آویں مگر تین چار ہفتہ کے لئے وہاں کا کچھ بندوبست کر آویں۔ باقی عند التلاقی۔ آپ کے خواب کا پرچہ میں نے رکھ لیا ہے۔ انشاء اللہ القدیر شائع کروں گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

الانذار

ہمارے ناظرین ایک عرصہ سے الانذار نام ایک رسالہ کا اشتہار ٹائٹل پیج پر مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ الحمدللہ کہ رسالہ مذکور ایک عجیب شان سے چھپ رہا ہے اس رسالہ کی ترتیب کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ اُس کی قدرت نمائیوں پر ایک نئی شان سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ابتدا میں صرف یہی خیال تھا کہ سید حامد شاہ صاحب کی نظم ہی کو چھاپ دیا جاوے گر بعد میں چوہدری رستم علی خاں صاحب کی ایک فارسی نظم کو ساتھ شائع کر دینے کا خیال پیدا ہوا۔ ابھی پریس میں باقاعدہ رسالہ مذکور بھی نہ گیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جلسہ طاعون کا ڈھنگ ڈالا۔ اس پر ہم نے قرین مصلحت سمجھا کہ جلسہ طاعون کی کارروائی بھی اسکے ساتھ ہی شائع کر دی جائے۔ مگر ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس نے ایک چھوٹے ٹریکٹ میں جلسہ طاعون کی کارروائی کا فوٹو ناظرین کو دکھایا ہے۔ مگر چونکہ وہ مختصر سا اشتہار حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر کے اندراج کا متحمل نہ ہو سکتا تھا اور یہ ضروری تھا کہ وہ تقریریں بھی شائع ہوں الحکم کے کالم بھی اس قدر طویل تقریروں کے متحمل نہیں ہو سکتے لہذا جلسہ طاعون کی روئداد کو الانذار کے ساتھ ضمیمہ کر دیا اور اب الانذار کی ترتیب مضامین یہ ہے:-

الانذار (سید حامد شاہ صاحب کی پردرد نظم)

قصیدہ فارسی (از چوہدری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر) طاعون اشتہار حضرت اقدس آپ نے پہلے پہل طاعون کی بابت شائع فرمایا۔ اشتہار جلسہ طاعون میموریل اصلاح میموریل انجمن حمایت اسلام جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تقریر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب۔ تقریر حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان صاحب سلمہ الرحمان کارروائی جلسہ طاعون از جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس۔ آخر میں ارادہ ہے کہ طاعون کے متعلق اپنے احباب کی خوابیں بھی

بشرطیکہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر مؤکد کر کے ہمارے پاس بھیجدیں۔

اور حضرت اقدس کے الہامات بطور تتمہ درج کر دیں۔ اور خیال تو یہی ہے کہ قریباً دو درجن ایالاغ جو حضرت اقدس کا ایک عظیم الشان اشتہار غرض تبلیغ و اتمام حجت بر اہل اسلام شائع ہونیوالا ہے ساتھ ہی درج کریں۔ اگر رسالہ کی ضخامت نے اجازت دی یا احباب نے خواہش ظاہر کی تو وہ بھی منضم کیا جاوے گا۔ آئندہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوگا کیا نہیں بہرحال الانذار طبع ہو رہا ہے۔ ہمارے بالغ نظر ناظرین اور معزز مخدوم اگر کوئی رائے دینا چاہیں تو ممکنہ عجلت میں بھیجدیں مشکوری کا موجب ہوگا۔ تخمیناً تین جزو کا رسالہ ہوگا قیمت ۲ مع محصولڈاک درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام بہ اجازت وی۔پی۔ یا نقد قیمت سے آئیں۔

ڈومیسٹک

۱۸ مئی ۱۹۰۲ء کی رات کو ہمارے مکرم مخدوم جناب میرزا خدا بخش صاحب تحصیلدار نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کے گھر خداوند کریم کے کمال فضل و کرم سے فرزند نرینہ پیدا ہوا ہم اس مولود مسعود کی تولید پر مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ علی العالمین مسیح الزمان سلمہ الرحمان کے پاک قدسی اور مبارک گھر میں اس بچہ کا جنم لینا امید دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے برومند کریگا۔ اور پاک زندگی عطا کرے گا اس لئے ہم دعا مانگتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مولود مسعود کو اپنے والدین کی نظروں میں عمر طبعی تک پہنچا دے اور دین اور دنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند کرے اور اس پر اپنے فضل کا ہاتھ ہر آن رکھے۔ آمین

جناب میرزا خدا بخش صاحب نے اس خوشی کی تقریب پر طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام کو تین روپیہ کی مٹھائی تقسیم کی اور مدرسہ کے فنڈ میں بھی مناسب امداد دی۔ الحمدللہ آج تک بچہ اور زچہ عمدہ صحت میں ہیں۔ اللہم زد فزد۔

گرجا گھروں میں لارڈ بشپ کی طاعونی دعا

لاہور کے بشپ پادری نے پنجاب کے کل گرجا گھروں میں پڑھے جانے کے لئے یہہ دعا لکھی ہے۔ پنجاب کے سب گرجا گھروں میں یہ پڑھی جاتی ہے۔

اے ہمارے خدا جس نے اپنی نامعلوم حکمت سے

حکم دیا ہے۔ کہ اس ملک کے بعض شہروں میں مرض طاعون پھیلے۔ اور اس صوبہ میں بھی داخل ہو اپنے رحم سے اس کی بربادی کو روک دے اور اس کو ملک میں پھیلنے دے اور غالب آنے دے۔ لوگوں کے دلوں کو موڑ دے کہ اُن کی حفاظت کے لئے جو بندوبست ضروری ہو اُس کی اعانت کریں۔ اے خدا تو خود اُن لوگوں کی حفاظت کر جو طاعون زدہ لوگوں کی بیمارداری کرتے ہیں اور اس سزا کو لوگوں کے لئے خیرات اور ہمدردی میں متحد ہو جانے کا ذریعہ بنا دے۔ یہہ دعا ہماری اے خدا حضرت کے واسطے قبول کرلے۔ آمین۔

اس دعا کے آخری فقرہ سے ناظرین کو حضرت عیسےٰ اور خدا میں مغائرت معلوم ہوگی جو عیسائی عقیدہ تثلیث یا الوہیت مسیح کے خلاف ہے

یہ دعا جس جملہ سے شروع ہوئی ہے جو انجیل کی ناتمام اور ناکمل تعلیم کا نتیجہ ہے بے شک انجیل میں وہ اسرار اور رموز نہیں جو وبا کی انتشار کا موجب ہوتے ہیں یہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۱۴ و ۱۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۶ و ۱۳ جون سنہ ۱۸۹۸ع | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اسلام کی ... محسوس کی جاتی ہے ...
ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا
میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں
ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے
یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت
اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں
اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے سرمن
(خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع
اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب
کی بعض لطیف و مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ
سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے
احباب توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو
آدمی بھی اس سلسلہ کے ممد ہو جاویں۔ اور سو سو ٹریکٹ
۶۰ روپیہ صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار
... مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار
از کم ... ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے
لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ
والا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم
کیا کرے۔ اسی طرز پر ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس
سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار
حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز
کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے
احباب ہمت کر کے اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری
سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے
مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی ٹز

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ

۲۰×۲۶ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ
خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی
معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان
کے قدیم دار السلطنت شہر دہلی سے ہر روز
بجز آب وتاب سے شائع ہوتا ہے
جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج
ہونگی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے۔
قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ
اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر سستا نہیں۔
چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔
اس لئے تمام اردو دان پبلک میں قریب قریب
ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں | درخواست خریداری بنام ....
نمونہ کے لئے ایک آنہ | مینیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ نبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بلا محصول
محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ...

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر از عالیجناب امام الزمان سلمہ الرحمان
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب
سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی
کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

مینیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند
سیج بند۔ پراندے۔ ہر قیمت کے مل سکتے
ہیں۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۵

چونکہ بندہ کچھ تو سفر اور کچھ بیماری کا ماندہ تھا اس لئے آرام کی فکر پڑی - اسجگہ تو سونا مناسب نہ جانا کیونکہ شور وغل کی وجہ سے نیند کا ہیکو آنے لگی تھی آخر اُنکے افسر جمعدار کو بلوا کر کہا کہ ایک آدمی مجھے دو کہ سرائے میں چھوڑ آوے چنانچہ اس کی وساطت سے میں سرا میں پہونچا اور وہیں صبح کی - کراچی کی سرائے بہت عمدہ سرا ہے - اسکے وسط میں ایک چھوٹا سا باغیچہ اور ایک پانی کا نلکا ہے - اور ایک کونہ میں پلسےخانہ وغیرہ بہت عمدہ بنا ہے جس سے مسافر کو بہت کم تکلیف ہوتی ہے - اور ہر مسافر کے لئے ایک عمدہ وسیع کوٹھڑی پتھر کی عمارت کی ہے - جس میں ایک دریچہ اور ایک دروازہ ہے - دروازے عمدہ اور مضبوط ہیں اور کل کوٹھڑی بھی اچھی محفوظ ہے - فرش پکا چونے کا ہے - چارپائی بھی کرایہ پر مل جاتی ہے - اور اس کا انتظام ایک سنمان کے ہاتھ میں ہے -

صبح کو اٹھکر بندہ پھر اسی مکان میں آیا جہاں قلی لوگ تھے - اور ایک کو ساتھ لیکر اپنے مہربان اور مربی محسن بابو صاحب بابو حسین بخش صاحب سپروائزر یوگنڈا ریلوے کے مکان پر پہونچا - یہاں پہونچتے ہی خبر سُننے میں آئی کہ جہاز تین دن کے بعد روانہ ہوگا - کیونکہ افریقہ کی طرف ہندوستان سے برٹش انڈیا کمپنی کے جہاز جاتے ہیں صرف ایک جہاز برکن لائن کا چلتا ہے -

برٹش انڈیا کمپنی وہ کمپنی ہے جس کا ٹھیکہ یوگنڈا ریلوے کے ساتھ ہے اور سامان وغیرہ ممباسہ پہونچا دینے کا کام اسکے ذمہ ہے - دراصل جہاز کی روانگی کی تاریخ آج ہی ۱۵ فروری تھی مگر کمپنی کو ایسی دقتیں پیش آگئی تھیں کہ مجبوراً اسے مقررہ تاریخ کے بعد ہی جہاز روانہ کرنا پڑا - تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس مہینے کے آغاز میں ہی (مقررہ تاریخ یاد نہیں) سوائے جہازوں کے کپتان کے باقی کل افسران وغیرہ و ملاحان نے ایک ماہ پیشتر نوٹس دیا ہوا تھا کہ اگر ہماری تنخواہ میں اضافہ نہ کیا جائے گا تو ہم کام بند کردیں گے - وہ تاریخ پہونچتے ہی اس کمپنی کا جو جو جہاز جہاں جہاں جس بندر پر تھا وہیں کھڑا رہا اور ان لوگوں نے خدمات جہاز سے انکار کردیا اسی وجہ سے ہمارا جہاز بھی روانہ نہ ہوسکا - سنا گیا کہ چونکہ اس کمپنی نے ڈاک پہونچانے کا ٹھیکہ بمبئی سے کراچی تک کا لیا ہوا تھا اس لئے اُس ایفائے عہد کی خاطر چھ ہزار روپیہ کسی اور جہاز کو دیکر ڈاک کراچی پہونچائی گئی تھی -

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاز کے انتظام کی کچھ تفصیل ہدیۂ ناظرین کردیجائے - سو واضح ہو کہ اکثر بڑے جہازوں میں ایک چیف افسر اور تین چھوٹے افسر جنکو فسٹ آفیسر سیکنڈ آفیسر تھرڈ آفیسر کہا جاتا ہے ہوتے ہیں - اور ایک چیف انجنیر اور اسی ترتیب سے اس کے ماتحت تین انجنیر ہوتے ہیں جنکو فسٹ سیکنڈ اور تھرڈ انجنیر کہتے ہیں - ایک کلرک ہوتا ہے اور ان سب کے اوپر افسر کپتان جہاز ہوتا ہے - چیف انجنیر جہاز کی ہر ایک کل اور پرزے اور مشین کا ذمہ وار ہوتا ہے اور دوسرے افسران سامان لادنے اتارنے حساب کتاب درست رکھنے ہر ایک چیز بُک شدہ کو اس کے مقررہ مکان پر پہونچانیکے ذمہ وار ہوتے ہیں - ان افسروں نے کلی طور پر اپنے آپ کو کپتان کے حوالہ کیا ہوا ہوتا ہے اور اس کی اطاعت میں محو رہتے ہیں - ان کے علاوہ رات دن کی خدمات کے علیحدہ علیحدہ خلاصی لوگ ہوتے ہیں جن کی تعداد ۳۰ چالیس تک ہوتی ہے - ان میں بعض مثل جمعدار یا ہیڈ جمعدار کے ہوتے ہیں جنکو سرنگ اور ٹنڈیل کہا جاتا ہے - کل خلاصی ان دو عہدہ داران سرنگ اور ٹنڈیل کے کہنے میں چلتے ہیں اور ان ہردو کو انپر کامل اختیارات ہوتے ہیں -

اسوقت ہم اتنی ہی تفصیل بیان کرکے باقی کو کسی آیندہ آرٹیکل پر چھوڑتے ہیں جہاں بڑی تفصیل سے انتظام جہاز کا بیان کریں گے - جہاز کی رکاوٹ کے اسباب کے لئے چونکہ اتنی ضرورت تھی اس لئے ان کا بیان کیا گیا - چونکہ حسب ضوابط جہازرانی کوئی جہاز سفر نہیں کرسکتا جبتک اُس میں کم سے کم تین افسر یعنے ایک کپتان اور دو اور نہ ہوں اور جس جہاز نے روانہ ہونا تھا اس میں سے افسر حسب نوٹس کام چھوڑ گئے تھے اسلئے مقررہ تاریخ سے تین دن کے بعد جہاز کی تاریخ روانگی قرار پائی -

محمد افضل - ۱۷ اپریل ۹۸ء

افریقہ کے سانپوں کا تھوک

ماہ اپریل سنہ ۹۸ میں تین چار کیس ہسپتال میں ایسے آئے جنکی آنکھوں میں سانپ نے تھوک دیا تھا - یہاں کئی اصلی باشندے جنکو سواہلی کہتے ہیں وہ کہا کرتے ہیں کہ اگر سانپ تمہارے مقابلہ پر آدے تو تم اُس آنکھوں کا نشانہ کرکے تھوک دو تو وہ اندھوں کی طرح ہوکر بھاگ جاویگا ورنہ وہ تمہاری آنکھوں میں تھوک دیگا - اُنکی اس کلام کو ہر ایک فرد بشر ایک تمسخر کی نظر سے دیکھتا تھا -

کچھ دن ہوئے کہ ممباسہ کے میڈیکل آفیسر صاحب کلنڈنی ہسپتال کے یوروپین وارڈ میں ایک بیمار کا علاج رات کو کر رہے تھے کہ انکو چارپائی کے تلے ایک سانپ جو کوبرا کی قسم سے تھا نظر آیا - انھوں نے دوسرے ملازمین کو بلاکر ایک لکڑی منگوائی اور اسکو اس لکڑی سے ضرب ماری - جونہی کہ انھوں نے لکڑی ماری فوراً اپنی آنکھوں میں ایک سخت سوزش اور خارش محسوس کی اور آنکھوں کے کھولنے پر اپنے آپ کو قادر نہ پاکر وہ نیٹو وارڈ کی طرف دوڑے اور آکر اسپتل اسٹنٹ صاحب میاں رحمت علی کو جگاکر کہا کہ سانپ نے میری آنکھ میں تھوک دیا ہے مجھے زندگی کی امید نہیں - اگر میں اس سے مرجاؤں تو اخبار میں یہ آرٹیکل ضرور دیدینا کہ فلاں فلاں میڈیکل آفیسر سانپ کے تھوکنے سے مرا ہے - اسپتل اسٹنٹ صاحب کو چونکہ کبھی ایسے مریض سے واسطہ نہیں پڑا تھا اس لئے وہ خود بھی حیران تھے مگر تجربہ اور عقل خداداد نے جسنے انکو یہاں اعلیٰ سے اعلیٰ آفیسر سے لیکر (باقی آیندہ)

دلچسپ چٹھیاں

نمبر ۲

کوئیٹہ - ۱۰ مئی سنہ ۹۸ء حضور اقدس

السلام علیکم - میرے ایک مسلمان دوست کے دل میں سوال پیدا ہوا ہے کہ جب کوئی حاکم یا استاد اپنی رعایا یا شاگرد کو کسی قصور کے واسطے سزا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہہ ہوتا ہے کہ آیندہ کے واسطے اسکو ہدایت ہو اور اُسے معلوم رہے کہ اگر مینے اس فعل کا اعادہ کیا تو پھر بھی اسی طرح مستوجب سزا ٹھہروں گا۔ لیکن جس صورت میں کہ ہم جانتے ہیں کہ قیامت کے بعد پھر ہمیں اسی دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا جہاں رہکر ہم روز قیامت کی اس سزا سے جو ہمیں اس دنیا کے گناہوں کے واسطے دیجائے گی فائدہ اٹھاویں۔ اسواسطے ظاہر ہے کہ قیامت میں جو سزا ہمکو موجودہ گناہونکے واسطے ملے گی آیندہ کی زندگی کے واسطے باعث عبرت نہیں ہوسکتی لہذا معلوم ہونا چاہیے کہ پھر اُس سزا سے کیا مفاد مختار

اسواسطے خدمت والا میں التماس ہے کہ از راہ ذرہ نوازی مندرجہ ذیل پتے پر مندرجہ بالا سوال کا جواب لکھکر مشکور و ممنون فرمائیے۔

پتہ یہ ہے میر حسین علی دفتر کمشنر صاحب بہادر کوئٹہ بلوچستان

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالےٰ رب رحمن رحیم مالک اور احکم الحاکمین ہے۔ اُسکے سارے کام حکمت و رحمت کے بھرے ہوئے ہیں۔ بعض نادان چاہتے ہیں کہ ان تمام حکمتوں کو جو غیر محدود ہیں اپنی محدود عقل میں پھنسا دیں۔ یہ دنیا تمام آیندہ آنے والے امور کے لئے نمونہ موجود ہے۔ یہاں ایک بہشت اور ایک دوزخ موجود ہے۔ پھر غور کرو موجود چیز سے انکار ہوسکتا ہے؟

ایک شخص نے زنا کیا اور ایسی آتشک میں گرفتار ہوا جو اوسکے ساتھ مرنے دم تک موجود رہے یا ایک نادانی سے اپنی آنکھ پھوڑ لی یا اپنے آپ کو ... تو اب دیکھو تمام عمر اس دوزخ سے نجات نہیں پاتا۔ اسطرح الٰہی نعمتوں سے بعض ایسے آسودہ ہیں کہ مرتے دم تک اونہیں خورم و خورسند ہیں یہہ واقعات ہیں انکا انکار محال ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آیندہ کی ہدایت کا ہونا ہی ضروری نہیں کیونکہ جب اس سزایاب کا خاتمہ ہی سزا میں ہوگیا تو اب ہدایت یاب ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔ آپنے فرمایا ہے کہ سزا کا مطلب یہہ ہوتا ہے کہ آیندہ ہدایت یاب ہوا۔ چنانچہ ہر بدی اپنی ذات میں خاصیت رکھتی ہے کہ بدی کرنیوالے کو دکھہ دے اور نیکی میں خاصہ ہوتا ہے کہ وہ سکھہ دے عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں سے نیکیاں بھی ہر روز ہوتی ہیں اور بدیاں بھی اس لئے لوگ سکھوں اور دکھوں میں مبتلا ہیں۔

جن لوگوں کے لئے جہنم بنا ہے اونکے اعمال کے خواص ایسے ہیں کہ جہنم جاویں۔ یہہ نظارہ قدرتی نہر اور درختوں میں دیکھو اونکا بعض حصہ جلانے اور کاٹ دینے کے قابل ہے بعض حصہ حفاظت کے لایق ہے۔

چونکہ بہشت طیب اور ہر طرح سے آرام کی جگہ ہے اس لئے ایسے بدکار جن میں بے آرامی کے زہریلے مادہ ہیں بہشت کے قابل نہیں انہیں سے جو جہنم جاویں گے بعض ایسے ہونگے جنکو جہنم کی آگ پاک و صاف کر دے گی اور اُن مواد کو جلا دیگی جو بے آرامی کے باعث ہیں اور وہ بہشت میں چلے جاویں گے۔ اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایسی زہریں کہا لیں یا ایسے برے کام کئے جنکے باعث وہ کوڑہا ہوگیا یعنی جذام میں مبتلا ہوگیا اب اس کو ہرے کو اوس وقت تک تندرست اور صحیح لوگوں سے الگ کیا جاویگا جب تک اوسمیں جذام کا مادہ موجود ہے جب وہ مادہ کسی تدبیر سے جلاب یا مصفیات سے دور ہوگیا تو تندرستوں میں شامل کیا جاویگا اور اگر بالکل سڑ گیا اور نکما ہوگیا تو ہمیشہ کے لئے اچھے تندرستوں سے علیحدہ رہیگا۔ آپ اسی مثال پر غور کرکے پھر مجھے اطلاع دیں دوزخ اصلاح کا سامان ہے جیسے جذام خانہ شفا۔ والسلام نور الدین ۱۹ مئی ۱۸۹۸ء

پاک شاعری

قرآن شریف

(از ملفوظات منشی سید امجد علی صاحب اشہری)

خدا منوز خدا تھا نہ تھا کوئی مظہر نہ عرش و فرش نہ لوح و قلم نہ جن و بشر
اندھیرے گھپ کے سوا کچھ نظر آتا تھا ہوا جو نور نگن بام چرخ پر نیر
ضیائے نور کے ششے ادھر اُدھر پھیلے شب سیاہ سی پیدا ہوا بیاض سحر
نکالا رات سے دن اور دن سے نکلی رات بچھی زمین سجے مہر و مہ ضیا گستر
بنایا کیسے کسی کو خبر نہیں اسکی نہ ہم وہاں تھے نہ تم تھے نہ کوئی جن و بشر
خدا ہی جانے کس طرح یہ ارض و سما یہ خاک آتش و آب و ہوا بنے کیونکر
بسیط اور مرکب کی لاکھ بحثیں ہوں مگر ہیں سب یہ طلسمات عقل سے باہر
ہوئے بسیط جو ترکیب ساز روح جسد ہوئے جو اپنے ہیولا سے رونما یہ صور
ہزاروں شکلیں بنیں ایک ہی تو ہے ایک جدا ہے شکل جدی بات ہے جدا پیکر
ہر ایک چیز کی صورت نئی نیا نقشہ ہر ایک شے کا تفاوت بتا رہی ہے نظر
جناب آدم آئے یہاں آدم صفی اللہ ہیں گرچہ سال نہیں سات ہزار کچھ اوپر
خدا نے بھیجے رسولان محترم کتنے محمد عربی ہیں ہمارے پیغمبر
ہوا صحیفہ کامل حضور پر نازل ہے نام مصحف و قرآں کھلا ہوا اشہر
اسی کتاب نے ابواب غیب کھولے ہیں یہی کتاب ہوئی رہنمائے جملہ بشر
فصاحتوں سے اسی کی عرب ہوا عاری یہی ہے معجزہ ہر جناب پیغمبر
بلاغتوں کو اسی کی کہا ادیبوں نے بجز خدا کے نہیں یہ کبھی کلام بشر
ہزاروں ہو گئے حافظ ہزاروں ہی ہیں کوئی کتاب کسی کی یاد ہوگی یوں ازبر
کبھی ہوا نہیں یہ اہتمام دنیا میں کبھی ہوا نہیں محفوظ یوں کوئی دفتر
ہزار نسخوں میں دیکھو تو ایک ہی صورت ہزار نسخوں میں ڈھونڈو تو ایک زیر و زبر
عرب میں روم میں فارس میں چین جاپان میں یمن میں مصر میں کابل میں ہند میں گھر گھر
جہاں تلاش کرو ایک ہی سا ہے قرآں نہیں کسی میں تفاوت کرو ہزار نظر
کلام ہے یہ خدا کا خدا ہی حافظ ہے وہی رہیگا محافظ جہاں میں تا محشر
شروع علم سے ہے اور سین پہ ختم ہوا سمجھ لو بس ہے یہی نکتہ خرد پرور
مسائل فقہا اس سے ہیں سبھی مستنبط دلائل حکما اس سے لیجے سر تا سر
اسی سے کی ہے زکوۃ و صلوۃ کی تعلیم اسی نے روزہ و حج کی دکھائی ہے منظر
یہی جہاد کی بانی ہوئی زمانے میں اسی نے جنگ سے واجب کیا ہے سب کو حذر
اسی نے ہم سے کہا یوں ... نہوں جہاد کی جب تک شروط سب ظاہر
اسی نے فتح کی واں فتح میں خبر دی ہے اسی نے کھول دیئے باب خندق و خیبر
یہی ہے رایت اسلام کے لئے پرچم اسی کے نام پہ لکھی گئی ہے فتح و ظفر
یہی ہے شقہ فردوس بہر ہر مومن یہی ہے رقعہ دوزخ برائے ہر کافر
لڑائی لڑتے تھے ہم جیسے آجکل یورپ کہیں ہی کام ہمی ہیں ہر وقت تیغ و تبر

اسی نے ہم کو بتائیں سلوک کی باتیں | اسی سے [illegible] عالم پر
اسی نے ہم کو کیا بادشاہ روئے زمیں | اسی نے ہم کو کیا [illegible] شناس ہر کشور
کیا اسی نے ہماری معاشرت کو درست | کیا اسی نے [illegible] جہاں کو سراسر
اسی نے ہم کو کیا ہر جگہ [illegible] | کبھی نہ بھول سکے [illegible] کا کوئی خوگر
کردی ہے جو تم [illegible] | اور کسی سے نہ [illegible]
جو کوئی تم سے لڑے تو لڑو [illegible] | جو صلح ہو تو رہو [illegible] شیر و شکر
اسی سے ہو گئے ہیں ہم جہاندار [illegible] | اسی کے [illegible] ظفر
اسی نے ہم کو بتائے اصول بیع و شرا | اسی نے ہم کو سکھائے قواعد دفتر
اسی کے نور نے [illegible] کر دیا روشن | اسی کے سایہ میں افریقہ آیا سراسر
[illegible] ایشیا [illegible] | ہوا اسی سے گلستان خشک تازہ و تر
اسی نے کفر کی ظلمت کو میٹ کر [illegible] | اسی سے [illegible] بت ہر مقام کے [illegible]
اسی کے معجزے ہیں [illegible] | اسی کے معجزے ہیں [illegible] شناس ہر کشور
یہی ہے غوث یہی ہے مغیث جہاں | یہی ہے قطب جنوب و شمال سراسر
جہاں میں تاکہ ہو اسلام اظہری قائم | رہے کلام خدا زیب مسجد و منبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کیلئے ایک ضروری اشتہار

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُنکے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقتہ نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُنکے وجود میں نہ رہے۔ **گورنمنٹ برطانیہ** جسکے زیر سایہ اُنکے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں بصدق دل اسکے وفادار تابعدار رہیں۔ اور تمام انسانوں کی ہمدردی اُنکا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو اُنکے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اسکی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھکر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہکر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کیساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ایسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مریگا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنج وقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں۔ اور تمہارے

اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو - میرے دوست جو میرے پاس قادیاں میں رہتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے - میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی ملکر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جاتے - لہذا ہم پر یہہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی نسبت کوئی شکائیت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا -

ابھی میں نے چند ایسے آدمیوں کی شکائیت سنی تھی کہ وہ پنج وقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے ہے اور بعض ایسے تھے کہ انکی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا - اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں اس لئے میں نے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے کہ تا دوسروں کو ٹھوکر کا موجب نہ ہوں اگر شرعی طور پر ابھی ثابت نہ ہوا لیکن اس کارروائی کے لئے اسی قدر کافی تہا کہ ان کی نسبت شکائیت ہوئی - میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکہاتے تو ممکن نہ تہا کہ کوئی شخص ان کے حق میں بول سکتا - میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت ان لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے - اصل بات یہہ ہے کہ ایک طبیعت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں

ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی - اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں انکے دل خدا تعالےٰ نے ایسے رکہے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکہتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کریں گے - والسلام - ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

اصلاح خیالات کے لئے وقت مطلوب ہے

(گزشتہ نمبر سے آگے)

پس ریفارمر (مصلح) کی شناخت کا یہی ایک معیار اور نشان ہے کہ وہ اپنے مشن کو پورا کرنے اور اپنی تبلیغ کو لوگوں تک پہونچانے میں مختلف ذرائع اور تدابیر کو سوچتا رہتا ہے پس اونکی مختلف کوششیں - مختلف حکمت عملیاں اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ وہ ہمیشہ اسی اوہیڑبن میں رہتے ہیں کہ قوم اور ملک کی خیالات کے موافق کونسے وسائل کام میں لائے جائیں جو کل خرابیاں دور ہوں اور اپنے نقش قوم کے دلوں پر چہوڑیں - اسلئے اون لوگوں کو سوانح عمریاں پڑہنے سے پتہ لگتا ہے جو مختلف اوقات میں مختلف بلاد اصلاح کے لئے آئے کہ انہوں نے کہاں تک قوم کی اور ملک کی مذاق کیموافق اور زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے تبلیغ کی راہیں نکالی ہیں - مختلف انبیاء علیہم السلام کو جو پیغامبر ہوئے ہیں مختلف قسم کے نشانات اور معجزات جو دئے گئے ہیں انکی تہ میں بہی یہی فلاسفی کام کرتی ہے کہ اونکو جو خوارق اور نشانات ملے ہیں وہ قومی مذاق اور حسب تقاضاء زمانہ تھے - بالآخر ان ریفارمرو کی مساعی مشکور اور تدابیر کارگر ہوئی ہیں - اور قوم کو گمراہی سے نکال کر راہ راست پر لے آئے اور کامیابی کا زرین تاج اونکے سر پر رکھا گیا - اور دنیا اور زمانہ پر ثابت ہو گیا کہ آخر کار راستباز ہی فتح پاتے ہیں -

بہت سے اشخاص ایسے ہی ہوتے ہیں کہ جن پر انکشاف حق ہو جاتا ہے لیکن وہ یا تو اپنی کمزوریوں کیوجہ سے اپنے آپ کو اوسی دقیانوسی تقلیدی رسم میں پہنسائے رکہتے ہیں یا عمداً اپنی بات کی پچ اور ضدیت ہی ایک حجاب ہو جاتی ہے اور امر حق کے اظہار میں یہہ خیال ہو جاتا ہے کہ دوست - اقربا - بہائی بند طعنہ زنی کریں گے - دنیا ہنسیگی - امر حق کو اور انکا کانشنس قبول کر لیتا ہے لیکن اوہام اور تعلقات خارجیہ اون کو کہلم کہلا قبول حق سے روکتے ہیں - اس کا بیان قرآن کریم نے ایک موقع پر نہایت ہی لطیف پیرایہ میں فرمایا ہے - چنانچہ فرمایا ہے وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا (سورۃ النمل) مگر آخر کار حق اونکی قوت ممیزہ پر غالب آ ہی جاتا ہے اور اونکے اندر ایک ایسی زبردست تحریک ہوتی ہے کہ وہ علی الاعلان اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں آہ! صد آہ!! ہم سالہا سال تک غفلت اور غلطی ہی میں رہے -

یہ امر بھی اس موقع پر ہم بیان کر دینے کے قابل سمجھتے ہیں کہ عمدہ اور پاک اصلاحی خیال شخص واحد ہی کے دل میں القا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ ایک وقت آجاتا ہے کہ تمام سوسائٹی کے اکثر افراد میں وہ پہیل جاتا ہے اور اسکی وہی مثال ہے جیسے پہاڑ سے ایک چشمہ نکل کر ندیاں اور نہریں بناتا چلا جاتا ہے اسی طرح ہر زمانہ میں ریفارمر اور مجدد ایک ہی ہوتا ہے لیکن وہ تہوڑے ہی عرصہ میں تبدل خیالات کے کرشمے سے لاکہوں اور کروڑوں انسانوں کو اپنا ہم خیال بنا لیتا ہے جس طرح جہاز یا ٹرین کی ایک ہی دخانی قوت بہت سے چہوٹے چہوٹے سٹیمروں اور گاڑیوں کو کہینچے لئے جاتی ہے - ٹہیک اسیطرح

ایک مجدّد اور ریفارمر تمام اُمّت اور قوم کی گاڑی کو اپنی ہمت کے پہیوں اور اولوالعزمی و استقلال کے کاندہے سے کہینچکر منزلِ مقصود پر لے جاتا ہے۔

سچے ریفارمر اور مصلح کی زندگی پر ذرا غور کرو۔ قوم اور ملک کیسا ہی جہالت اور اندہکار میں مبتلا ہو اور آبائی تقلید کے حلقے میں کیسا ہی اسیر کیوں نہو؟ لیکن ایک سچا ریفارمر کبہی بہی مایوس اور نا امید نہیں ہوا کہ قوم کے خیالات پر بلندی اور وہ راستی پر نہ آئیگی! کیونکہ خدا تعالیٰ جس شخص کو ریفارمر اور تجدید کا خلعت پہناتا ہے اوسکے دل میں امرِ حق اور صواب کا نور اور اشراق بہی بہر دیتا ہے۔ جو انسانی قلوب پر اپنا اثر اور عکس اور پرتو ڈالتا ہے۔ وہ عکس اور پرتو وہی مجدّدانہ اور مصلحانہ خیالات تو ہوتے ہیں۔ جو رفتہ رفتہ دلوں میں گہر کر جاتے ہیں پس مجدّد اور مصلح کو اپنی صداقت اور نورِ قلب پر بہروسہ اور اطمینان ہوتا ہے کہ خواہ کیسی ہی مخالفت اور مزاحمت ہو مگر میں بالآخر ضرور کامیاب ہوں گا۔

یہہ امر بھی مرکوزِ خاطر رہنا چاہئیے کہ ریفارمر ہمیشہ زمانہ کی حالت اور ضرورت کیموافق پیدا ہوتے رہے ہیں جب دنیا میں کثرت سے برائیاں پھیل جاتی ہیں۔ اور خیالاتِ عامہ عوام کو خرابی کے دریا میں ڈبونے لگتے ہیں اوسوقت فی الفور ایک خضرِ وقت پیدا ہوتا ہے جو قوم کو ہلاکت کے ورطہ سے نجات دیتا اور ساحلِ مراد پر پہونچا دیتا ہے۔ اور یہی قانونِ قدرت اور استمراری عادۃ اللہ ہے کہ جب بخاراتِ ارضیہ نے نہائت تراکم اور ہجوم کے ساتہہ صعود کرنا شروع کیا ہے فی الفور بارش ہوئی ہے۔

عمدہ اور مقدس خیال کے ساتہہ ہی تمام دقیانوسی تاریک خیال خود بخود مٹتے چلے جاتے ہیں۔ دیکہہ لو اندہیری رات کو ساری خدائی پر محیط ہو جاتی ہے لیکن ایک آفتاب کے طلوع ہونے پر سب کا سب کافور ہو جاتا ہے اور روشنی کا طلسم آنکہوں کے سامنے عیاں ہو جاتا ہے اُس وقت جو باتیں رات کی تاریکی میں پوشیدہ اور مخفی تہیں اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں اور انکی حقیقت اور ماہیت پوری کہل جاتی ہے۔

بہت سے ایسے انسان دیکہے گئے ہیں جو بظاہر ناحق پر ہیں لیکن اونکا دل ہر وقت تجسس اور ٹٹول میں لگا رہتا ہے اور یہ ایک مسلّم بات ہوتی ہے کہ جس قدر آگ دور تی ہے اوسیقدر دہواں کم اُٹھتا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو ہر ایک مخالف خیال کو غور سے جانچنے اور اوسکے مالہ و ماعلیہ پر نظر کرتے ہیں کیونکہ انسان کے پاس عمدہ اور صحیح خیال اور غلط اور قبیح امر کو پرکہنے کے لئے بجز اسکے سرِدست کوئی معیار نہیں افسوس اور شوک تو یہی ہے کہ جب کوئی ریفارمر اصلاح خیالات کرنے کے لئے آتا ہے تو اوسکی باتوں پر توجہ نہیں کی جاتی اور اوسکے خیالات اور مقالات کو مجنونانہ بڑ کہا جاتا ہے اور اگر شقاوت اور بدبختی نے زیادہ ساتہہ دیا تو تکفیر اور تفسیق تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ اسقدر امور کے بیان کے بعد یہہ امر اب بالکل صاف اور روشن ہے کہ اس زمانہ میں اصلاح خیالات کے لئے جو مجدد مامور ہو کر آیا ہے۔ اوسکی صداقت اور شناخت اون نشانات کے ذریعہ جو ہم اس مضمون میں بیان کر آئے ہیں نہائت وضاحت سے ہو سکتی ہے۔ ہاں شرط یہہ ہے کہ آنکہوں میں دیکہنے کی طاقت اور دل میں سوچنے کی قوت ہو۔ ورنہ جس طرح ایک اندہا اور نابینا سورج کی بابت کچہہ نہیں معلوم کر سکتا ایسا ہی وہ تاریک دل کچہہ نہیں سوچ سکتا۔ اور جسطرح ایک اندہے کے نہ دیکہنے سے سورج کے وجود کا انکار نہیں ہو سکتا اُسی طرح کسی کورچشم کے انکار پر مجدد الدہر کا انکار فضول ہے۔ زمانہ کی حالت اور ضرورت پر لحاظ کرو کہ کیسی آگ لگ رہی ہے اخلاقی۔ سوشل حالت ملک اور قوم کی کسقدر گر گئی ہے اوس پر بہت کچہہ نوحہ سرائی ہو چکی ہے ایسا ہی اعتقادی اور عملی حالت میں اسقدر خلل آگیا ہے اوس پر مرثیہ خوانی ہو رہی ہے۔

اسلام پر مخالفان مذہب نے جو حملے کئے ہیں اونکے بیان کرنے کے لئے ایک زبردست دیوان درکار ہے۔ آریوں۔ برہموؤں۔ فلسفیوں اور دہریوں نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کو تاریکی کا جن بنانا چاہا ہے عیسائیوں نے خصوصیت سے کوئی دقیقہ اسلام کے استیصال کا فروگذاشت نہیں کیا اور اپنے مشن کے لئے اونہوں نے جائز اور ناجائز وسائل کی بہی پرواہ نہیں کی ایسی حالت میں ہمکو یا کسی کو ذرا بہی شکوہ اور رنج کا موقع نہ ہوتا اگر ان مصائب کا خاتمہ یہیں تک ہوتا مگر افسوس تو یہہ ہے کہ ہمارے اسلام کے برگزیدہ پیشواؤں کے زمرہ نے جو طوفان قیامت خیز برپا کر رکہا ہے وہ خدا جانتا ہے مسلمانوں کی کسی بدبختی اور نامرادی کا نمونہ ہے۔ یہ لوگ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی زینت دینے والے تہے یہ فرقہ ہماری ڈوبتی ناؤ کا ملاح تہا یہ جماعت اس گئے گذرے زمانہ میں ہمارے رہے سہے حوصلے بڑہانے والی تہی یہہ گروہ ہماری ٹوٹی ہوئی کمروں کیواسطے مسیحا تہا یہی طائفہ تہا جس سے مسلمانوں کی آئندہ بہتری متصور رہتی یہہ خدا کے نیک بندے متوکل باللہ ہماری خستہ حالی ہماری نکبت اور ہماری فلاکت کے دور کرنے کا آلہ تہے مگر افسوس صد افسوس!! اُنہوں نے اپنی مشیخت تابی میں آکر اسقدر تکبر اور تعصب سے کام لیا کہ ناچار کہنا پڑتا ہے۔

(ہرکس از دستِ غیر نالہ کناں
سعدی از دستِ خویشتن فریاد)

انکی سرد مہریوں اور قومی بے پروائیوں سے جو کچہہ مذہب اور اہل مذہب پر اثر ہوا ہے اسکی شکائیت کس سے کریں اون کے تکبر اور تعصب اور باہمی ضد و عداوت نے اُونکو اتنی فرصت ہی نہیں دی کہ وہ اسلام اور قرآن کی کچہہ خدمت کر سکیں۔ ایسی حالتمیں اور ایسے وقت میں اگر خدا تعالیٰ اسلام کی مدد نہ کرتا اور آسمانی نور نازل نہ فرماتا تو دنیا پر ایک عالم آشوب طوفان مچ جاتا۔

(باقی تیسرے نمبر میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی جماعت کے لئے

ضروری اشتہار

چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اسکی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اسکی نوبت پہونچ گئی اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہونچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ انکے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں اُن سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جبتک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُن کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخوان اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جبتک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سُن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز انکے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں ان پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کیطرح تلاش کرینگے۔ اور حتی الوسع یہ خیال رہیگا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں۔ اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورت میں پیش آئیں گی اطلاع دیجائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کیجائیگی جبتک اسکی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء بقید عمر و قومیت بھیجدیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے۔ مندرجہ ذیل نمونہ کا لحاظ رہے۔ ۷ جون ۱۸۹۸ء

نام دختر یا پسر	نام والد	نام شہر بقید محلہ وضلع	عمر دختر یا پسر

الراقم
خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

انجمن حمایت اسلام لاہور کی نادانی کا نتیجہ

(مانی نے رد و زلف میں ہستی تمام کی
تصویر کھینچ سکی نہ سحر کی نا شام کی)

کسی پختہ کار کا مقولہ ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے تھوڑا عرصہ ہوا کہ امہات المومنین نام ایک دل آزار رسالہ کی نسبت ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں ایک میموریل بغرض توجہ ارسال کیا تھا۔ باوجودیکہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض تھا کہ وہ قبل ازیں کہ ایسا میموریل ارسال کرے عام مسلمانوں سے استصواب کرلیتی اوس نے اپنی شتاب کاری سے گھمنڈ میں آکر نشیب و فراز کو نہ سوچا اور میموریل بھیجدیا۔ اس پر جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے ہمارے سید و مقتدا جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ نے اپنی کثیر التعداد جماعت کی طرف سے ایک میموریل بغرض اصلاح میموریل مرسولہ انجمن بھیجا لیکن اس پر انجمن کو اگر صدق نیت اور حمائت اسلام مقصود ہوتی تو مناسب تھا کہ اپنی غلطی کا اقرار کرتی اور اگر اپنے مرسولہ میموریل کو واپس نہ لیتی تو کم از کم اتنا تو کرتی کہ صبر اور خاموشی کے ساتھ جواب کا انتظار کرتی۔ لیکن اوس نے اپنی عقل و دانش پر اترا کر کبھی اوس کے ذریعہ اور کبھی پیسہ اخبار کے قالب میں ایک ناصح مشفق پر منہ چڑایا۔

کاش اوسے معلوم ہوتا کہ آسمان پر تھو کا منہ پر آتا ہے۔ انجمن حمائت اسلام لاہور کے اکثر ممبر خوب جانتے ہیں کہ سید نا مرزا صاحب کی جان و مال حمایت اسلام و دین حضرت خیر الانام کے لئے وقف ہے۔ پس وہ شخص جو خاص اسلام کے مردہ قالب میں جان ڈالنے کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہو وہ اسلام کے لئے مفید اور غیر مفید امور صحیح اور یقینی طور پر بتلا سکتا ہے یا وہ قوم اور مجلس جو اپنی غرض و غائت صرف انگریزی پڑھنے پڑھانے ہی تک محدود رکھتی ہے۔ اور اسلام کی حمائت صرف برائے نام ایک ملمع سازی کے طور پر ہو۔ تاکہ عوام اہل اسلام کو کسی طرح تو گرویدہ کریں۔ انجمن حمائت اسلام ہم کو بتلائے کہ اوس نے کیا کیا اسقدر روپیہ جو مسلمانوں کا انجمن نے لیکر خرچ کیا اوس سے بجز اسکے کہ سکول اور کالج بنایا اور دین کی خدمت کے واسطے کیا کیا؟ کیا نا تمام تعلیم اسلام پر اوسے ناز اور بھروسہ ہے ہم مفصل آرٹیکلوں میں انجمن کے کام کھول کر پبلک کے سامنے رکھدیتے۔ فی الحال ہم کو کسی اور مطلب پر بحث کرنا ہے۔ دینی مریض کا نبض شناس طبیب حاذق اسوقت اگر کوئی ہے تو وہ وہی مسیحا نفس امام ہے جو عالم ملکوت میں مسیح ابن مریم اور عالم اسباب میں میرزا غلام احمد

جاتا ہے انجمن کو خیال تھا کہ یہہ میموریل کچھہ اثر پیدا کرے گا۔ مگر واقعات بتا رہے تھے کہ گورنمنٹ سے ایسے معاملات میں امداد چاہنا گورنمنٹ ہی کی قدر نکرنا ہے - اور یہہ ایک وفادار اور عقیدت کیش انسان کا خاصہ نہیں ہوتا۔ انجمن نے اس کارروائی سے یہی نہیں کہ اپنے آپ کو بدنام کر لیا ہے ساتھہ ہی گورنمنٹ پر نکتہ چینی کا موقع جہلا کو دیا ہے۔ کیونکہ جاہل مطلق سبب یہہ جواب گورنمنٹ کا یہی لینگے کہ گورنمنٹ اس لحاظ سے کہ قانون سڈیشن اس تحریر کے بعد پاس ہوا ہے کچھہ مداخلت نہیں کر سکتی تو اونکو گو نہ رنج ہوگا جو بالکل فضول ہے - اور اگر اس قسم کا رنج کسی زود رنج کو ہو تو اوسے سمجھنا چاہئے کہ وہ گورنمنٹ پر نہیں بلکہ انجمن حمائیت اسلام کی نادانی پر کرے جو اپنے بادشاہ کی مزاج شناس نہیں۔ اور موقع اور محل پر کوئی کام نہیں کر سکتی کیونکہ گورنمنٹ نے جو جواب دیا ہے وہ بہت معقول اور مناسب ہے اور اسکے سوا گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے۔ اوسکے نزدیک ہندو مسلمان۔ عیسائی یہود سب مذاہب کے لوگ یکساں ہیں۔

انجمن حمائیت اسلام اب بتلائے کہ وہ اس نقصانکی تلافی کیونکر کرے گی جو اس عرضداشت کے بھیجنے سے اسلام اور اہل اسلام کو پہونچا ہے۔ اب انجمن حمائیت اسلام نہ تو مولف امہات پر کوئی استغاثہ کر سکتی ہے کیونکہ وہ پہلے اوسپر استغاثہ کرکے اوسکو سزا دلانی نہیں چاہتی اور نہ جواب ہی دے سکتی ہے کیونکہ جواب دینے سے باوجود اس کے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کیلئے برائے نام یہ وعدہ دے رکہا ہے کہ مقدس مذہب اسلام کے معترضین کو جواب دینا پہلا کام ہے اوس نے یہہ صاف طور پر اقرار کر لیا ہے کہ وہ آئندہ کے لئے جواب دینا پسند نہیں کرتی اور نہ اوس کے خیال اور فکر میں مہذب اور معقول جواب ہو سکتا ہے۔ انجمن حمائیت اسلام کو دونوں حق حاصل تھے مگر خدا کی قدرت وہ اپنی نادانی سے دونوں کہو بیٹھی - اب مسلمانوں کو جو صدمہ اسکی اس حرکت سے پہونچا کیا اوسے حمائیت اسلام ... اسلام - حمائیت اسلام لاہور نے اہل اسلام کو اس سے زیادہ رنج دیا ہے جو امہات کے مولف نے گالیاں نکال کر دیا تھا - اوبزرور اور پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب بھی ذرا غور کریں اور انجمن حمائیت اسلام کے ساتھہ شامل ہو کر ماتم کریں جسکی تائید میں وہ ایک مامور من اللہ پر نہایت بے باکی اور شوخی سے منہ آئے تھے - وہ اب دیکھیں کہ اونکی پولیٹیکل معاملات کی واقفیت کہاں گئی؟ اونکے بارہ سالہ اور چہار سالہ تجربہ کدہر گئے؟ وہ جو ڈینگیں مارتے اور دونکی لیتے تھے اب کہاں ہیں؟ ذرا کچھہ تو بتلائیں - ہمکو افسوس اور سخت افسوس ہے کہ مسلمانوں کی حالت یہانتک گر گئی ہے کہ وہ ایک ناصح مشفق کی دلسوز باتیں سننے کی بھی طاقت نہیں رکھتے اب تو اونکو تجربہ نے بتلا دیا کہ پولیٹیکل معاملات میں کس کی رائے صائب اور درست ہے۔ انجمن حمائیت اسلام ہو یا کوئی اور وہ خوب کہیں کہ اونکی سعی کبھی بھی مشکور اور اونکی تدابیر کبھی بھی کارگر نہیں ہو سکتیں جب تک اسلام اور دین قویم کی حمائیت کے لئے اون تدابیر پر وہ کاربند نہونگے جو حفاظت و حمائیت دین کے لئے آنے والے مامور نے بتلائی ہوں بہر حال انجمن کی اس چال نے مسلمانوں کو بہت کچھہ نقصان پہونچایا ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ رنج اور نقصان اون کو پہونچ گیا ہوتا اگر ایک مرد صادق کی تحریر ساتھہ نہوتی اس میں کچھہ شک نہیں کہ انجمن حمائیت اسلام کی طرف سے اب کلی مایوسی ہو چکی ہے اور شدید ترین صدمہ اور رنج کا انجمن کوئی مداوا نہیں کر سکتی جو بقول ممبران انجمن کتاب امہات سے مسلمانوں کو پہونچا - لیکن ہم اہل اسلام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مایوس نہوں اونکے درمان کی تدبیر اور کامل تدبیر جو خطا نکرنے والی الہی تدبیر موجود ہے اور جو انشاء اللہ بہت ہی مفید ہوگی غمخوار ملت و ہمدرد قوم جسکی زندگی اسی کام کے لئے وقف ہے اس رنج سے بے خبر نہیں وہ جیسا کہ اوس کے میموریل سے معلوم ہو چکا ہے اسبات پر آمادہ ہے کہ کسر صلیب کے لئے ایک دندان شکن جواب اس بیباک مصنف کی تحریروں کا دے جس سے اسلام کا جلال ظاہر ہو اور حق کی ہیبت کی چمکار دکھا دے - مگر اے اہل اسلام انجمن حمائیت اسلام کے ممبرو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ یہہ ذلت یہہ اہانت اوس اہانت کا ثمرہ ہے جو تم اوس مقدس بزرگ کی کرنا چاہتے تھے اب تمہارے پولیٹیشن کہاں ہیں تمہارے مدبر اور ایڈیٹر کدہر ہیں جو کہتے تھے کہ ایک گمنام شخص ہے قوم اوسکو پیشوا نہیں مانتی؟ قوم نہ مانے مگر تم بیدار ہو جاؤ اور نیند سے بیدار نکرو وہ وقت آتا ہے کہ قوم کیا اسے غیر قومیں جانیں گی اور خدا اوسکو انکے ڈیرہ کریگا اسلام کا بول اگر بالا ہوگا اوسی شخص کے ذریعہ ہوگا جسے خدا نے کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد! کیا انی مهين من اراد اهانتك کا نشان اس سے پہلے سرکش اور بدخواہوں کی تذلیل سے تم نہ دیکھہ چکے تھے جو خود دیکھنا چاہا اور خاص اپنی ہی ذات پر آزمانا چاہا! بہر حال اب وقت گذر گیا اور انجمن حمائیت اسلام اپنی شتاب کاری پر بیٹھی آنسو بہایا کرے موقع ہاتھہ سے نکل گیا۔

خدا کی شان دیکھو! یہہ بھی ایک حیرت انگیز اور زبردست خدائی نشان ہے کہ جس سلسلہ اور طریق پر یہہ لوگ خدا کے مرد پر استہزا کرتے تھے اوسی معاملہ میں خدا نے اونکو ذلیل کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اونکے اوس دعوے کو بھی غلط ثابت کر دکہایا جو وہ کرتے تھے یعنے حمائیت اسلام اب حمائیت اسلام کو کوئی موقع حاصل ہی نہیں کہ وہ امہات سے پہونچے ہوئے صدمہ کی تلافی کرے بجز اسکے جو ہم ابھی ذکر کر چکے۔

انجمن حمائیت اسلام جواب کتاب کا نہیں لکھہ سکتی کیونکہ وہ جواب دینا چاہتی نہ تہی - استغاثہ نہیں کر سکتی کیونکہ اوسکا مقصود نہ تہا - اون کو خیال تہا کہ گورنمنٹ اشاعت روکدیگی وہ ہوا نہیں کیونکہ قانون اجازت ندیتا تہا - اور اگر گورنمنٹ روکہی دیتی تو مفید بھی نہ تہا کیونکہ اشاعت سے جو غرض تہی وہ پوری ہو چکی - پس اسقدر وقت

اٹھانے کے بعد اب بھی اگر انجمن یا اوسکے رفیق پیسہ وغیرہ نہ سمجھے تو سخت افسوس رہیگا و بیگا۔

اب انجمن اگر اپنی سرخروئی چاہتی ہے تو اوس کے لئے بجز اسکے اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ سیدنا مرزا صاحب کی تدبیر پر اب بھی کاربند ہو۔ اور اونکے ساتھ ہوئے اور جس وقت فریاد درد جو سیدنا مرزا صاحب کی طرف سے ایک اتمام حجت اور ابلاغ ہے شایع ہو تو سب سے پہلے ساتھ دینے والی انجمن حمائت اسلام ہو جاوے تو وہ رنج اور ذلت دور ہو سکتی ہے جو اب اس شتاب کاری سے اوسکو پہونچی ہے۔ ہم ابھی نہیں بتلاسکتے کہ فریاد درد میں کیا ہوگا کیونکہ عنقریب وہ انگریزی اور اردو میں ایک کثیر التعداد شایع ہوگی ہاں اتنا کہدیتے ہیں کہ اگر قوم نے اوس پر کان نہ دھرا اور روگردانی کی تو وہ وقت دور نہیں کہ خدا تعالیٰ سے مجادل ٹھہرے کیونکہ سیدنا مرزا صاحب کی فریاد اکارت نہیں جانے کی۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ وہ سید الاصفیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور حرمت کو ظاہر کرنے کے لئے کی جاوے۔

ہم مسلمانوں کو بشارت دینا چاہتے ہیں کہ امہات المومنین سے جو صدمہ اونکو پہونچا ہے وہ بہت جلد مبدل بہ مسرت ہو جاویگا کیونکہ امام الوقت نے اوسکا جواب لکھنے کا عزم بالجزم کرلیا ہے اور نہ صرف اوسکا جواب بلکہ آجتک جسقدر اعتراضات اسلام پر نصاریٰ نے کئے ہیں اون سب کا استیصال کیا جاویگا انشاءاللہ بحولہ۔

آخر میں ہم انجمن حمایت اسلام پیسہ اخبار اور پنجاب اوبزرور کو مخاطب کر کے پھر کہنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے مامور کی باتوں پر استہزا کرکے تو آپ لوگوں نے نتیجہ دیکھ لیا - اب آؤ - امر حق سے منہ نہ موڑو - اسلام کی خدمت کرنا ... دیکھ لو -

ایک آسمانی نشان

اور

گورنمنٹ کا شکریہ

اور

قوم سے مختصر خطاب

{بنگر اے قوم نشانہای خداوند کبیر
چشم بکشاء کہ بر چشم نشانے است کبیر}

ابھی پچھلے کالموں میں ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں کہ انجمن حمایت اسلام کے میموریل دربارہ امہات کا جواب گورنمنٹ پنجاب نے نہایت مناسب طور پر دیا ہے کہ قانون سڈیشن سے پہلے کی تحریر ہے اس لئے گورنمنٹ اوس پر توجہ نہیں کرسکتی۔ اور یہہ بھی ہمارے ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ اس میموریل کی اصلاح کی غرض سے بظاہر مخالف ہمارے سید و مقتدا جناب امام الزمان سلمہ الرحمان نے بھی ایک میموریل ارسال فرمایا تھا جسکی رسید گورنمنٹ کے حضور سے آگئی ہے ہم گورنمنٹ پنجاب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اوسنے حضرت اقدس کے میموریل پر پوری توجہ فرمائی۔ اور تمام مسلمانوں کو ایک فائدہ عظیم پہونچایا۔ گورنمنٹ اگر انجمن کے میموریل کے موافق کتاب کی اشاعت بند کردی تو اس سے اسلام پر سخت اعتراض آنیکو تھا جسکا ذکر حضرت اقدس نے اپنے میموریل میں بوضاحت کیا ہے اب اس فیصلہ سے مسلمانوں کو ہر طرح سے اس کتاب کے معقول - موزون اور مہذب جواب دینے کی گنجائش حاصل ہے - اس بے لاگ اور عادل گورنمنٹ کا شکریہ پھر کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے - اگر کوئی شخص اس جواب پر جو انجمن کو ملا ہے ناراض ہو تو یہہ اوسکی غلطی اور حماقت ہے کیونکہ اگر بچہ اپنی نادانی سے ماں سے آگ کے چمکتے ہوئے انگارے کی درخواست کرے یا چھری مانگے تو ماں ہرگز ہرگز نہ دیگی پس انجمن حمائت اسلام نے یا اوسکے دوسرے رفقاء نے اپنی نادانی سے ایسا ہی کیا تھا مگر مہربان ماں سے بھی بڑھکر عزیز گورنمنٹ نے مسلمانوں کو بدلہ میں ایسی بیش قیمت اور واجب القدر چیز دی جسکا شکریہ آسان کام نہیں اس لئے ہم نہائت مسرت سے بھرے دل کے ساتھ پھر ایک بار شکریہ ادا کرتے ہیں - اور اپنی قوم کو مخاطب کرکے صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہہ ایک خدا تعالےٰ کا نشان ہے جو امام الوقت کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ہے پس یہہ وقت ہے کہ سجدات شکر بجالاؤ - اور تکذیب اور استہزا سے باز آؤ۔

کیا پولیس تھانہ دار اور پیٹیاں توجہ نکریں گی؟

{ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہوتے تک}

ہم کو چنداں ضرورت نہ تھی کہ ایسے معاملات پر قلم اٹھائیں جو کسی شخص واحد کی ذات سے متعلق ہوں لیکن یہہ امر ہمارے فرض منصبی سے بعید اور دور ہے کہ ہم اون واقعات اور معاملات سے چشم پوشی کریں جو بظاہر کسی خاص شخص کی ذات سے وابستہ سمجھے جاتے ہوں لیکن حقیقت میں اونکا تعلق پبلک سے ہو - ایسے شخص کے حالات ومقالات کبھی بھی چشم پوشی کے قابل نہیں ہوتے جسکا تعلق عام لوگوں سے ہو - اور جسکا اثر اونکے جان و مال اور عزت پر پڑتا ہو - پس ہم ایک ادنے کنسٹبل سے لیکر ڈپٹی کمشنر اور امپیریل تک کے اس چال چلن کی خبر لگائی اور نیز خواہی کو مد نظر رکھکر کرگزرنا تعرض کرسکتے ہیں جنکا تعلق پبلک سے ہے نہ ہم کو ایسی رائے زنی سے قانون باز رکھ سکتا ہے اور نہ

اخلاق مانع ہوتا ہے لہذا ہم جو کچھ لکھیں گے۔ وہ نیک نیتی اور خیر خواہی کی بنا پر لکھیں گے۔ اور اس بات کی ہم کو پرواہ نہوگی کہ نہ با بادہ تحصیلدار آیا تھانہ دار ہے یا کیا ہے اور کیا ہے۔

یہہ امر غالبًا پولیس ڈیپارٹمنٹ کی لائق اتہارٹیز خصوصًا ضلع گورداسپور کے سررشتہ پولیس کے ذمہ وار آفیسر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں جو ایک معمولی قصبہ ہے آجکل حاکم علی نام ایک کنسٹیبل متعین ہے۔ ہم کو اس تشخیص کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ آیا خاص ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب ضلع نے اوسے متعین کیا ہے یا پولیس سٹیشن بٹالہ کے مہتمم نے۔ مگر اوس نے عام طور پر یہہ مشہور کر رکھا ہے کہ میں صرف جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان اور اوسکی جماعت کے حالات خفیہ طور پر لینے کے لئے مقرر ہوں۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کا راز دار یعنے خفیہ پولیس کا کوئی ممبر اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرسکتا اگر ایسا کرے تو لاریب وہ گورنمنٹ کے ایک عظیم الشان پولیٹیکل راز کو ظاہر کرکے تہ و بالا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ قومی نمک حرام اور ملکی غدار ہے اور اوسے ایک بڑی بھاری ذمہ واری کے لئے کہڑا ہونا پڑتا ہے۔ پس اس شخص کا اپنے تئیں ایسا مشہور کرنا اگر در حقیقت وہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک فرمان پذیر اور عقیدت کیش خاندان کے بے ضرر ممبر اور دنیا میں امن اور سلامتی پہیلانے والے انسان کے حالات کی نگہداشت کے لئے مقرر ہے بہت ہی خطرناک ہے اور وہ ایک زبردست جرم کا مرتکب ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اوسکے ایسے اظہار سے بجز اسکے اور کوئی غرض مقصود نہیں معلوم دیتی کہ وہ چاہتا ہے کہ تا بیجا اور ناجائز طور پر اپنا رعب ڈال کر اپنا پیٹ پالے۔ گوہر کہ احساب پاک است از محاسبہ چہ پاک۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ اوس مسلم وفادار خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو ایک آشوب وقت میں گورنمنٹ برطانیہ کی ہواخواہی

اور جان نثاری میں عملی طور پر ثابت قدم نکلا ہے۔ ہم کو اس موقع پر اس امر کی صراحت کی ضرورت نہیں معلوم دیتی کہ کیونکہ اس مرد خدا نے گورنمنٹ انگلشیہ کی اوس سچی وفاداری کا جو اوس کے رگ و ریشہ میں شیر مادر کے ساتھہ ساتھہ سرائیت کر گئی ہے ثبوت دیا ہے اور کسقدر متعدد کتب و رسالجات میں اس امر کا اعلان کیا ہے اور مسلمانوں کے بعض خام خیالوں کا قلع قمع کیا ہے۔ اور نہ ہم اس قدر گنجائش دیکھتے ہیں کہ اون پاک اصولوں اور مقدس تعلیموں کا ذکر کریں جو یہہ سلامتی کا شہزادہ اپنے ساتھہ تعلق رکھنے والوں کو دیتا ہے۔ اور کیونکر اوسنے اس امر کو مقدم کر رکھا ہے کہ اوسکے ساتھہ تعلق رکھنے والا جب تک امن اور سلامتی کی راہیں اختیار نکریگا اور ہر ایک قسم کی ضرر رسانی اور شرارت اور فتنہ و فساد سے پرہیز نکریگا اوس کے ساتھہ رہ ہی نہیں سکتا چنانچہ ابھی اواخر مئی ۱۸۹۸ء میں جو اشتہار اپنی جماعت کے لئے نکالا ہے اس امر پر شاہد ہے اور ہم نے بہی اوسے کسی دوسرے مقام پر درج کیا ہے اور نہ یہہ امر یہاں بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اوسکے ہاتہہ پر ہاتہہ رکہنے والے لوگ کوئی اوباش۔ دنی الطبع اور مشتبہ چال چلن کے نہیں بلکہ خدا کے فضل سے گورنمنٹ عالیہ کے معتمد علیہ۔ تاجر۔ تعلیم یافتہ۔ اور ہر پیشہ اور فن کے ممتاز آدمی ہیں۔ پس اوسکی نسبت یا اوسکی جماعت کی نسبت ایسے خیالات ظاہر کرنا تو خام خیالی اور دنائیت طبع ہے اور خود گورنمنٹ سے یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ ہماری محسن گورنمنٹ کو اس برگزیدہ جماعت اور اوس کے مقدس امام کی نسبت کیا خیال ہے۔

یہہ امر تو بطور ایک جملہ معترضہ کے آگیا اب ہم پہر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ یہی حاکم علی کنسٹیبل جسکی ایک ادنی سی کارگزاری کو باوجود دیکہ اوسمیں بہی اوس نے کوئی اعلیٰ درجہ کا کام نہیں کیا۔ بلکہ جب

بدمعاشوں سے مقابلہ ہوا تو منہ تاکتا رہ گیا۔ لیکن پہر بہی ہم نے اوسکی دوڑ دہوپ کو ضائع نہیں کیا اور اوسکی مشکوری بذریعہ اخبار ظاہر کی۔) جیسا اوپر ظاہر کیا گیا ہے اپنے تئیں خفیہ پولیس کا ممبر ظاہر کرکے ایک ناجائز دباؤ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر اسکی ان حرکات کو ذرا زیادہ وسیع کر دیا جاوے تو تخویف مجرمانہ کی حد تک اوسکا پہونچ جانا مشکل نہیں ہے۔ ہم کو اس امر کا بہی خیال نہ ہوتا کہ وہ اپنے آپ کو گورنمنٹ کا رازدار کہہ کر اس راز کو (اگر کوئی ہو) ظاہر کرنے کا ارتکاب کرتا ہے مگر ان سب پر طرہ تو یہہ ہے کہ اوس نے جہوٹی رپورٹوں کے ارسال کرنے میں مشق کرنی چاہی ہے۔ اور چونکہ وہ مرزا نظام الدین جو مرزا سلطان احمد نمبردار قادیان کا کارندہ ہے کے ہاں کہانا وغیرہ کہاتا اور روزمرہ کی ضروریات کا فائدہ اٹھاتا ہے اس لئے وہ زیادہ تر اونکے اثر اور تربیت کے اندر کام کرتا ہے۔

اور وہ وقت دور نہیں کہ ہم کو اون خوفناک سازشوں کے اسرار کھولنے پڑیں جو قادیان کے کسی دیوان خانہ میں ہوتی ہیں اوس وقت پولیس اور گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے خوفناک انسان امن عامہ میں خلل اندازی کرنے والے موجود ہیں۔

اس لئے جو کچھ ادہر سے اشارہ ہوتا ہے یہہ کٹ پتلی کی طرح اونکے ہاتہہ پر ناچتا ہے۔ ہم حیران تہے کہ بدمعاشوں کی کثرت اور آئے دن قادیان میں نقب زنی کی وارداتیں کیوں ہوتی ہیں۔ بظاہر دکہایا جاتا تہا کہ پولیس نہائیت توجہ اور محنت سے کام کرتی ہے اور اسی وجہ سے ہم کو کسی گذشتہ اشو میں لکہنا پڑا۔ مگر اب ہم اون تمام اسرار اور رازہائے نہانی کو کہولکر گورنمنٹ اور پبلک کی توجہ کے لئے روز روشن میں رکہدیں گے جو ان وارداتوں کی تہ میں کام کرتے ہیں۔ اور اسی لئے ہم اپنی اوس ڈائری کو جسکے بہیجنے کا ہم وعدہ کر چکے ہیں چند روز اور کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔ اس مختصر

علاوہ دو تین روز سے براے نام چھوڑ دیا ہے

مضمون میں ہم اون تمام امور پر بحث نہیں کر سکتے جو اس کنسٹیبل سے متعلق ہیں اسوقت ہم کو صرف ایک تازہ ترین واقعہ پر بحث کرنی ہے جو ۱۰ جون سنہ ۱۸۹۸ء کو پیش آیا - قبل ازیں ہم اس واقعہ پر بحث اس میں صفائی بیان اور تفہیم مطلب کے لئے یہہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ چونکہ جناب مرزا غلام احمد صاحب ایک خدا پرست اور دنیا اور دنیا کے منصوبوں سے بالکل الگ رہ کر زندگی بسر کرنے والے انسان ہیں اس لئے مرزا صاحب کے بعض شرکا مثل مرزا نظام الدین وغیرہ نے کچھہ تو اس خیال سے کہ مرزا صاحب دنیوی جائیدادوں وغیرہ پر زیادہ زور نہیں دیتے اور عدالتوں میں جانا بہت ہی برا سمجھتے رہے ہیں اور کچھہ اس خیال سے کہ جناب مرزا صاحب اپنے بیٹے مرزا سلطان احمد سے دینی معاملات کی بنا پر محض **ابتغاء مرضات اللّٰہ** کسقدر ناراض ہیں اور ادہر سلطان احمد کے تعلقات کچھہ رشتہ داری کی بنا پر اور کچھہ قرابت سابقہ کے لحاظ سے اور کچھہ اس بنا پر کہ نمبرداری کا کام نظام الدین کرتا ہے بہت کچھہ تعلق مرزا نظام الدین وغیرہ سے ہے اس لئے انہوں نے مل ملا کر مرزا صاحب کے اکثر مکانات وغیرہ جو قابل تقسیم ہیں پر اپنا ناجائز قبضہ و دخل کر رکہا ہے جسکی اصلیت کہلنے کے دن آگئے ہیں اور آئے دن یہہ لوگ کسی نہ کسی بنا پر جناب مرزا صاحب کی مخالفت اپنا شیوہ اور فرض منصبی سمجھتے ہیں - دراصل یہہ ۱۰ جون کا واقعہ بہی اسی ضمن میں داخل ہے - جناب مرزا صاحب کی ایک زمین اونکے ہی قبضہ میں اونکے ہی مکان کے متصل پڑی ہے جس پر جناب مرزا صاحب کے مہمان خانہ کا پاخانہ اور درخت بہی ہے اوس پر آپنے ایک مرید مخلص کو اپنی رہائش کے لئے مکان بنا لینے کی اجازت دی - یہاں تک کہ دیواریں قریبًا پانچ چھہ فیٹ تک تعمیر ہوگئیں اور کسی نے مزاحمت نہ کی - مگر ۱۰ جون کو یکایک جب کہ چند آدمی ہماری جماعت کے وہاں کہڑے تہے اور دیوار تعمیر ہو رہی تہی - مرزا نظام الدین مع مرزا امام الدین مع چند چوہڑوں جنکے ہاتہہ میں ڈانگیں پکڑی ہوئی تہیں شور مچاتے اور فحش بولتے آموجود ہوئے - اور مزدوروں کو پکڑ کر اتار دیا - ہم بہی اوس موقع پر موجود تہے حاکم علی کنسٹیبل بہی لاٹہی لئے اونکے ساتہہ تہا اور اس ساری کارروائی سے معلوم ہوتا تہا کہ یہہ ساری کارروائی ایک سازش اور منصوبہ بازی کے طور پر ہوئی ہے -

اب بجائے اسکے کہ وہ اس فریق کو روکتا جو ڈنڈے اور ڈانگیں لیکر آئے تہے خود اونکے ساتہہ ہو کر بدزبانی کرنے لگا اور گالیاں نکالتا رہا - اور ناجائز دباؤ ڈالنے لگا - جو آدمی اس موقع پر موجود تہے وہ اپنی عزت بچا کر چلے گئے کیونکہ جناب مرزا صاحب نے حکم دیا تہا کہ کچھہ ضرورت نہیں فساد نہو نے پاوے - دیوار بند کر دو - بذریعہ عدالت چارہ جوئی کر لیجاوے - اور ان چوہڑوں میں سے بعض مسلّم بدمعاش اور سزا یافتہ بہی تہے ان لوگوں کا اونکے ساتہہ آنا کسی گہرے تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو ہم کو دوسرے وقت کہولنا پڑیگا -

چنانچہ سب لوگ چلے گئے - اور وہ اس ارادہ وہاں تہے ہی نہیں - اس سفید جہوٹ بولنے والے کنسٹیبل نے نہ اپنے فرض منصبی کا لحاظ کیا اور نہ خدا کے خوف کو دل میں جگہ دی سرتاسر جہوٹی رپورٹ کر دی کہ یہاں بلوہ ہو جانے والا ہے اور مرزا امام الدین اور نظام الدین اکیلے ہیں اور چنان اور چنیں ہے - اور ادہر جناب مرزا صاحب اور مولانا مولوی نورالدین صاحب وغیرہ ہم معزز اور مقتدا بزرگوں کو متہم کیا کہ یہہ بلوہ کرنا چاہتے تہے -

کسقدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ بالکل غلط بات حکام تک پہونچانے کی کوشش کی ہے اسکی وجہ بجز اسکے اور کچھہ نہیں کہ چونکہ مرزا صاحب کی طرف سے اوسے کبھی ایک سوکہا ٹکڑا بہی نہیں ملتا اور نہ وہ فضول اور اسراف کے طور پر ایسے لوگوں کو منہہ لگانا چاہتے ہیں اور ادہر نظام الدین کے ہاں سے وہ کہانا کہاتا اور بستر اور چارپائی تک لیتا بلکہ اکثر وہیں رہتا ہے اس لئے ناجائز طور پر اپنے منصبی فرائض سے بڑہ کر وہ ایک معزز اور مقتدا جماعت پر ناجائز حملے کرنے کو طیار ہو جاتا ہے - ایسی جہوٹی رپورٹوں سے ممکن ہے کہ ہم کو سخت صدمہ پہونچے اسی لئے ہم سپرنٹنڈنٹ پولیس اتہارٹیز کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس کے متعلق پوری توجہ کریں - اور ہم واقعات صحیحہ کی بنا پر اون سارے معاملہ کو روز روشن میں لانے والے ہیں جو پس پردہ ہو رہے ہیں - یہہ لوگ امن عامہ کے محافظ ہیں یا خود مخل ہونے والے ۱۰ جون وہ بحثیت فریق موجود تہا نہ بحثیت نگران - ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر اس معاملہ نے طول پکڑا تو حاکم علی کو بجائے خود ایک سخت جوابدہی کے لئے کہڑا ہونا پڑیگا -

اس لئے ہم ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کو عمومًا اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کو خصوصًا توجہ دلاتے ہیں کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو اس معاملہ پر توجہ فرماویں - ورنہ یہہ شخص بہت خطرناک ثابت ہونے والا ہے -

ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ خصوصیت سے یاد رکہیں کہ اسکے چال چلن اور عام معاملات کی جوابدہی خود اونکو کرنی پڑے گی - اور ہم اس امر سے بری الذمہ ہیں کیونکہ ہم نے اون کو قبل از وقت بذریعہ افیشل چٹہی کے اس انتظام پر توجہ دلانے کی کوشش کی ہے - اگر اونہوں نے توجہ نکی تو ہم اوسی خط کو مع مناسب ریمارکس کے شایع کر دینگے -

اعتذار

کاتب کی دقت کیوجہ سے اخبار بدیر اور کم حجم پر شایع ہوتا ہے - آئندہ اس کمی کو انشاء اللّٰہ پورا کیا جاوے گا ناظرین معاف فرماویں -

(ایڈیٹر)

ضرورت

ہمکو ایک لائق کاتب کی ضرورت ہے - تنخواہ عہ سے صہ تک علیٰ قدر لیاقت دیجاویگی - درخواست کے ساتہہ نمونہ آنا چاہیئے -

(ایڈیٹر الحکم قادیان)

رسید زر

خاکسار ایڈیٹر الحکم نہایت شکرگذاری کے ساتھ ان معاونین کے زر چندہ کی رسید دیتا ہے جنہوں نے چندہ سالانہ اخبار الحکم بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرمائی اور امید کرتا ہے کہ دوسرے احباب بھی اس قومی اور دینی کام میں دست ہمت بڑھا کر اوسے مشکوری کا موقع دیں گے۔

جناب منشی محمد علی شاہ صاحب مدرس غوطہ　سے
جناب مولوی محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن　سے
معرفت میاں نبی بخش صاحب کمپازیٹر شملہ　[illegible]
معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب انبالہ　[illegible]
جناب بابو محمد اسحاق صاحب سابق اوورسیر ممباسہ　سے
جناب بابو رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ممباسہ معرفت
معرفت بابو محمد افضل صاحب　[illegible]
جناب بابو محمد افضل صاحب کلرک ممباسہ　[illegible]
جناب حکیم شیخ نور محمد صاحب ہمدم صحت لاہور　سے
جناب چودہری محمد خان صاحب بزاز جسترو ال　سے
جناب شیخ عطا محمد صاحب چنیوٹ　سے
جناب شیخ مولا بخش صاحب ڈنگہ　سے
جناب زین الدین صاحب خلف ابراہیم صاحب بمبئی　سے
جناب مستری احمد الدین صاحب بھیرہ معرفت حکیم فضل الدین صاحب بھیرہ　سے
جناب سید عبدالہادی صاحب اوورسیر سولن ضلع شملہ　سے
جناب مخدوم محمد اعظم صاحب کوٹ احمد خان　سے
جناب منشی الہ دتا صاحب سیالکوٹ　سے
جناب منشی غلام قمر صاحب سیالکوٹ　سے
جناب منشی گلاب خان اوورسیر راولپنڈی　سے
جناب منشی نواب الدین صاحب مدرس دینانگر　سے
جناب میاں احمد الدین صاحب چھاپہ گر ملتان　سے
جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازیخاں　سے
جناب بابو محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا　سے
جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ　سے
جناب مرزا نیاز بیگ صاحب کلانور　[illegible]
جناب حکیم محمد حسین صاحب لاہور بھاٹی دروازہ　[illegible]

میاں محمد بخش صاحب چھاپہ گر ملتان　سے
جناب شیخ غلام نبی صاحب تاجر کتب راولپنڈی　سے
جناب ڈاکٹر بوڑے خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور　سے
جناب منشی عبدالعزیز صاحب کلرک دہلی معرفت جناب مرزا خدا بخش صاحب　سے
جناب منشی جلال الدین صاحب پنشنر بلانی　سے
جناب مولوی حکیم نور محمد صاحب موکل معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب　سے
جناب منشی روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر ڈنڈوت معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب　[illegible]
جناب محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دہلی　سے
جناب محبوب عالم صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ لاہور　[illegible]
جناب سید ناصر شاہ صاحب دیہی روڈ کشمیر　سے
جناب میاں محمد جان صاحب تاجر وزیرآباد　سے
جناب سردار سندر سنگھ صاحب دہرم کوٹ بگہ معرفت شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم　سے
میاں مہر دین و کرم دین لالہ موسیٰ　سے
بابو غلام صاحب گلگت
شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد　سے
جناب شیخ محمد حسین صاحب ٹھیکہ دار نہر خانواہ　سے
جناب بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر معرفت حضرت اقدس سلمہ ربہ　سے
جناب سید قیصر صاحب بٹالہ　سے
جناب منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس　۸ر
جناب شیخ نظام الدین حکیم امرتسر　[illegible]
جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب　سے
جناب بابو غلام محمد صاحب میڈیکل گلگت معرفت جناب حکیم فضل الدین صاحب بھیروی　سے
جناب بابو حیدر علی صاحب　سے
جناب میاں غلام محمد صاحب ضلعدار　سے
معرفت بابو محمد افضل صاحب ازالہ بقایا　[illegible]

میزان کل [illegible]

جناب مفتی محمد صادق صاحب لاہور　سے
معرفت مفتی صاحب　[illegible]

مالـ

اسکے علاوہ رپورٹ جلسہ سالانہ بابت ۱۸۹۷ء کے لئے معرفت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب

مندرجہ ذیل رقوم وصول ہو چکی ہیں۔

جناب چودہری رستم علی خان صاحب کورٹ انسپکٹر
جناب پیر قمر الدین صاحب افسر مال کوہاٹ　[illegible]
جناب منشی نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم　[illegible]

مرسلہ

سوالات جواب طلب

مندرجہ ذیل سوالات ہمارے پاس بغرض جواب پہونچے ہیں انشاءاللہ اگلے اشاعت میں انکا جواب مرقوم ہوگا۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) مسیح علیہ السلام کی آسمان پر جانیکی قرآن شریف سے یہہ آیت دلیل ہے بل رفعہ اللہ الیہ - انی متوفیک ورافعک الی وما قتلوہ وما صلبوہ کا ضمیر مسیح علیہ السلام کیطرف راجع ہے تو ضمیر بل رفعہ اللہ کے کیوں نہ مسیح کیطرف راجع ہو اس میں انتشار ضمائر وارجاع ضمیر قبل الذکر لازم آتا ہے اور یہہ ناجائز ہے تمام کتب عربیہ اس پر متفق ہیں۔

(۲) انی متوفیک متوفی میں معنے حال اور استقبال کا ہے نہ ماضی کا اور استقبال میں آپکی وفات کے ہم بھی قائل ہیں۔ اور فلما توفیتنی میں قیامت کا ذکر ہے اس آیت کا اول آخر قرآن میں دیکھو۔

(۳) قرآن اور حدیث میں قیامت کے حالات بسبب تحقق وقوع کے بہت صیغۂ ماضی سے آئے ہیں وجاءت سکرۃ الموت بالحق - ونفخ فی الصور - وجاءت کل نفس معہا سائق وشہید

(۴) زکوۃ کا معنے ہے پاکی جیسا قرآن شریف میں فاردنا ان یبدلہما ربہما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما - قد افلح من تزکی - قد افلح من زکہا جب تک عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہے پاکی کے ساتھ مامور ہے۔

(۵) ہم بھی عیسیٰ علیہ السلام خلت کے قائل نہیں آپکے واسطے موت ہی مقرر ہے۔

(۶) خلت کا معنے فوت نہیں بلکہ گذر جانا زمانہ ماضی میں خواہ موت سے ہو خواہ آسمان پر جانے سے ہو۔ قرآن شریف میں ہے وقد خلت سنۃ الاولین - قد خلت من قبلکم سنن کیا سنت کیواسطے بھی موت ہوتی ہے۔

(۷) یہہ بات تورات کی نہیں بلکہ یہودیوں کا تحریف ہے کیونکہ قرآن شریف سے مخالف ہے ویقتلون الانبیاء بغیر حق۔

باقی آئندہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۶ و ۱۷ | قادیان دار الامن و الامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ جون ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اسلام کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے سرمن خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہوا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مدد ہو جائیں تو سو سو ٹریکٹ ۹ فیصدی کے حساب سے خرید کریں [illegible] ہر ماہ ایک مہینہ میں شائع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھپا کر مفت تقسیم کر دیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہونے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے منیجر الحکم کے نام درخواست بھیجیں۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ ۲۰+۲۶ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں تار نوٹ آرٹیکل علمی مضامین اور ملکی معاملات سے روزانہ اخبار دہلی مزین ہو کر نکلتا ہے کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دار السلطنت [illegible] ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی زیادہ سے زیادہ کل [illegible] قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی [illegible] کم ہے اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو دان پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔ مابعد کا قاعدہ نہیں درخواست خریداری بنام... نمونہ کے لئے ایک آنہ۔ منیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ فاتحہ موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت با محصول ۲/

محمودکی آمین دوسرا ایڈیشن قیمت ۱/

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر۔ از عالیجناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر مد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری [illegible] علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے قیمتی ازاربند۔ سیج بند۔ پراندے ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۶

اوسنے قلی یک بھی ہر دلعزیز انسان کر رکھاہے آخر اُنکے دل کو اسطرف منتقل کیا کہ جب تک سانپ کا زہر بدن انسان میں سرایت نہ کرے تب تک انسان مر نہیں سکتا۔ شاید زہریلی ہوا کوئی لگ گئی ہوگی اس لئے اونہوں نے صاحب بہادر کو تسلی دے کہ آپ اس مرض سے ہلاک نہیں ہو سکتے آرام ہو جائیگا۔ اور کچھہ مناسب عرضیات وغیرہ دے دلا کر رخصت کیا۔

صبح کو جب کر ریسٹنٹ سرجن صاحب کے پاس اسکا ذکر ہوا تو اونہوں نے کہا کہ چند یوم ہوئے ہیں کہ مینے ایک کتاب میں پڑھا کہ افریقہ کے سانپوں میں یہہ بات خصوصیت کے ساتھہ ہے کہ جب انسان اس پر حملہ کرتا ہے تو سانپ اوسکی آنکھہ کا نشان کرکے اوسکی طرف تھوکتا ہے جب انسان اپنی آنکھیں ملنے لگتا ہے تو سانپ موقعہ پاکر یا تو حملہ کرتا ہے یا بھاگ جاتا ہے۔ اس واقعہ سے بعد ہی دو تین قلی ہسپتال میں اسی طریق پر اپنی آنکھیں باندھے ہوئے آئے۔ اور سبکو آرام ہو گیا۔

وہ شیر جسکا ذکر ہم اول لکھے ہیں برابر اپنے شکار کر رہا ہے اور جب موقعہ پاتا ہے ۲ دو آدمی لے جاتا ہے ریلوے نے ایک ہزار روپیہ اوس شیر کے لئے انعام مقرر کیا ہے جو اوسے شکار کرے گر چہ بہت سے انگریز افسر اور دوسرے سب آدمی پنڈت وغیرہ بھی کئی کئی دن تک اوسکے انتظار میں تھے مگر کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ سنا گیا کہ اوسکی شکل دیکھکر کسی کو فائر کرنیکی جرائت نہیں پڑتی۔ وجہ اوسکی یہ ہے کہ اوسکا کوئی خاص مقام مقرر نہیں کبھی کسی راستہ سے آتا ہے کبھی کسی سے دو دو تین تین میل کے فاصلہ پر حملہ کرتا رہتا ہے بیچارے لوگ رات کو کوئی ٹین بجا بجا کر کوئی ڈھولک بجا بجا کر گاتے ہیں۔

بار برداری کے محکمہ میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر لیجایا مگر اتفاق سے وہ اوسکے منہہ میں سے نکل گیا تعاقب میں چند ایک بہادر قلین (چھہ انگریز اور سکھ) فیر کیں شیر ہے تو کیا شکار ہوتا تھا بیچارے غریب بیل اون فیروں سے شکار ہو گئے اور دو بیل حضرت شیر شکار کر گئے۔

اسی طرح ہسپتال کے احاطہ میں شیر آگھسا اور بہت پھرتا رہا بیچارے بیمار دیکھہ کر آنکھہ بند کرکے پڑے رہے آخر جاتی دفعہ ایک بیمار کو شیر نے گھسیٹا چونکہ اوسکے اوپر رضائی تھی تھوڑی دور جا کر بیمار تو رضائی میں سے کھسک کر گر پڑا۔ مگر رضائی ساتھہ لے گیا۔ بہت ہی تھوڑے دن ہوئے کہ پھر ایسے ہسپتال میں پھر آیا اور ایک پانی بھرنے والے کو اوٹھا لیگیا اوسکے پاؤں خیمہ سے باہر تھے اول اوسکو پاؤں سے پکڑ کر باہر پھینکا پھر پکڑ کر احاطہ سے باہر پھینکا پھر آپ کود کر باہر نکلا اور لے گیا۔ یہہ واقعات سچے ہیں۔ یہہ بھی سنا گیا ہے کہ جس آدمی کو شیر لیجاتا ہے اوس کا کوئی نشان زمین پر نہیں ہوتا مگر جیسے شیر لیجاتی ہے اوسکے پیر میں گھسیٹی جاتی ہیں اور اب دلیری اسقدر بڑھ گئی ہے کہ آگے تو صرف رات کو حملہ کرتا تھا اب ہم نکے دن کے ۳ چار دن ہوئے کہ کام کرتے ہوئے قلیوں میں سے ایک کو اٹھا کر لیگیا ہے شیر کیا ہے کہ بیچارے ریلوے قلیوں کا ملک الموت ہے۔ خداوند اپنا فضل کرے اور ہمارے اہل وطنوں کو اس آفت سے نجات دے۔

زنجبار باست میں جسکا کچھہ مفصل حال ہم پیشتر کئی ایک چٹھیوں میں روانہ کر چکے ہیں اب مرض طاعون پھیل رہا ہے۔

افریقہ کے جنگلی حبشی باشندے اہل ہند کو اسلئے بد دعا دیتے ہیں کہ جب سے اونکے قدم اونکی سرزمین میں آئے ہیں بارش بند ہوگئی ہے اور وہ بھوکے مر رہے ہیں۔

مورخہ ۲۱ اپریل ۱۸۹۸ء کو ایک آتشیں جہاز جسمیں کئی ہزار ٹن بوجہہ تھا ایک چٹان پر جو بالکل ممباسہ جزیرہ کے پاس ہے چڑھ گیا۔ اوسکی وجہہ یہہ تھی کہ کپتان جہاز نے غلطی سے کوشش کی کہ رات ہی کو بندر کے اندر چلے اس لئے وہ سیدھے راستہ سے ذرا ادھر ادھر ہونیکی وجہ سے اوپر چڑھ گیا دو جہازوں نے ٹکر دے پھر کھینچکر پانی میں ڈالنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ زنجبار سے ایک جنگی جہاز جسکے نام منگوایا گیا مگر وہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ رات کو جہاز بندر کے اندر نہیں لایا کرتے ہمیشہ باہر ٹھہرا کرتے ہیں۔ یہہ چٹان جس پر جہاز چڑھا ہے کوئی بہت اونچا نہیں ہے بلکہ پانی کے چڑھاؤ کے وقت ہمیشہ پانی میں چھپ جاتا ہے اور اوسکے ساتھ ایک بہت تنگ راستہ ہے جسمیں سے جہاز ہو کر بندر ممباسہ میں آتے ہیں بباعث وزنی ہونیکے اوس چٹان پر پانی اوسے اوٹھا نہیں سکتا اسلئے اب سامان اوتارا جا رہا ہے جب خالی ہوگا تو پھر باہر نکل آئیگا مگر الحمد للہ کہ کسی جان کا نقصان اسمیں نہیں ہوا۔

۲۲ اپریل ۱۸۹۸ء

سفرنامہ

مورخہ ۷ افروری ۱۸۹۸ء کو ہم کراچی شہر سے کراچی بندر کو روانہ ہوئے دوپہر کا وقت تھا اور اس خیال سے کہ بندر نزدیک ہی ہوگا کوئی گاڑی وغیرہ کرایہ نہیں کی جب حدود شہر سے باہر نکلے تو اگرچہ شہر میں ہوا کی تیزی سے خاک اوڑتا تھا مگر اس طوفان کے مقابلہ میں بھی نہ تھا جو ہمیں شہر کے باہر نظر آیا ہوا کی تیزی اسقدر تھی کہ انسان مشکل سے سیدھا چل سکتا تھا ٹوپی تو درکنار پگڑی مشکل سے سر پر ٹھہرتی تھی سخاک اور ریت

آسمانی شہادت

ذیل میں ہم حافظ محمد ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کے وہ الہامات درج کرتے ہیں۔ جو اللہ کریم نے بہ تصدیق جناب سیدنا مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد مسیح موعود ان پر نازل فرمائے اور جن کی طبع کا وعدہ ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام مکتوبات اسمی حبی فی اللہ قاضی ضیاء الدین میں درج کر چکے ہیں اور ہم کسی گذشتہ نمبر الحکم میں وعدہ دے آئے تھے۔ وھو ھذا۔

حافظ محمد ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کی عجیب الہامات اور رؤیا الصر

واضح رہے شائقین پر ہو کہ اس گاؤں کوٹ قاضی میں حضرت اقدس کے مخالفین نے جنہ کا سرگروہ پیر جیدہ وزیر آبادی ہے قاضی ضیاء الدین کو اس جرم کی سزا میں کہ مرزا جی کی تکفیر کیوں نہیں کرتا امامت سے معزول کر کے ان کی جگہ حافظ صاحب مذکور کو امام نماز مقرر کر رکھا تھا۔ یہہ صاحب پہلے مولوی غلام رسول مرحوم قلعہ والہ و عبد اللہ غزنوی مرحوم کے مرید تھے اور اب پیر جیدہ کے مرید با اخلاص ہیں زمانہ طفولیت سے نیک چلن اس گاؤں میں مشہور تھے دائمی تہجد خواں اور ذاکر آدمی ہیں رویا صالحہ سے بھی انصیبہ رکھتے ہیں حضرت اقدس کی تکفیر تو نہ کرتے تھے مگر مسیح موعود ہونے میں سچا نہ سمجھتے تھے۔ اب ان کو پانچ دفعہ متواتر بذریعہ رویا صالحہ و الہامات صادقہ سے تنبیہہ ہوئی کہ ہمارا نبی بروز جمعہ پہلی دسمبر ۱۸۹۳ء ایک جماعت مسلمانوں کے روبرو ہو کر مرزا جی کو مسیح موعود مان لیا مخالفوں نے بہت وسوسہ اندازی کی کہ یہ الہامات کو شیطانی کارروائی کہا لاکن حافظ صاحب نے کچھ پرواہ نہ کی امامت وغیرہ خوائد کی پرواہ نہ کی اور بے دھڑک کہدیا کہ بھلا ایسے کلمات جو ان الہامات میں وارد ہوئے ہیں شیطان سے ہو سکتے ہیں الحمد للہ علے ذالک۔ اب وہ الہامات بعینہ معرض تحریر میں لائے جاتے ہیں۔ بزرگان چندرا غور سے سنیں اور عبرت پکڑیں

حافظ صاحب کا بیان ہے کہ امام مقرر ہونے کے بعد ایک رات میں بغرض امامت نماز عشا مسجد کی طرف گیا دیکھتا ہوں کہ مرزا صاحب کے مرید قاضی ضیاء الدین و قاضی محمد یوسف معہ ایک آدھ اور کے باہم جماعت کر رہے ہیں۔ اور میرے مقتدی مرزا صاحب کے گستاخ و ارکفر پاس بیٹھے ہیں۔ اس وقت میں اس تحیر میں غرقاب عرق ندامت ہو گیا کہ اگر مثل ان کے پاس بیٹھ رہوں تو مخالف حدیث نبوی۔ **صلوا خلف کل بر و فاجر** کے ہوتا ہوں۔ کل روز جزا آنحضرت صلعم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اور اگر شامل جماعت ہو جاؤں تو ان کی طرف سے مطاعن عورت کا سا رنگ پاتا ہوں آخر ان کی طرف سے آنکھیں بند کر کے مسیح کی جماعت میں ملگیا۔ پس اسی رات مجھے خواب میں جو بیداری کی قسم میں سے تھی ایک پیر مرد نے مجھے ایک ذوق بھری آواز سے پکارا کہ اگر آج تو اس جماعت میں شامل نہ ہوتا تو آسمان سے عذاب الٰہی تیرے واسطے اترتا۔ یہ خواب میں دل میں چھپائی پھرتا تھا کہ ایک دوسرا الہام ہوا وہ یہ ہے۔ میرے دہنے ہاتھ پر ایک سخت پھوڑا نمودار ہوا جس کی شدت درد سے کئی راتوں بھر مجھے سونا نصیب نہ ہوا اور ڈر کے مارے چیرتا بھی نہ تھا۔ اس اثنا میں ایک دن میں اپنی بھینس کو پانی پلانے کو گھر سے باہر لگیا بھینس نے ماسک ناگاہ رسا کھینچ کر مجھے پھوڑے والے ہاتھ کے بل گرا دیا تھا چنانچہ پھوڑا پھس گیا اور شدت درد سے مجھے غشی ہو گئی جب ہوش آئی دیکھا کہ سب غلاظت نکل گئی ہے آرام کی صورت نظر آئی۔ پھر تو میں نے دن بھر میں کئی دفعہ خدا تعالیٰ کے اس فعل حکیمانہ کا شکریہ ادا کیا۔ چنانچہ گاؤں سے باہر ایک کنوئیں پر نماز ظہر میں جب میں کھڑا ہوا اور ہاتھ سینہ پر باندھے تو درد کا افاقہ پا کر نہایت ذوق بھرے دل سے بطور شکریہ کہا اللہ تعالیٰ تو بڑا ہی حکیم ہے اس کے بعد جب میں سجدے میں پڑا تو دائیں طرف سے ایک عمدہ اور لذیذ آواز آئی کہ **اگر توں ایہہ حکمت سیاں دی جاندا ہیں تے پھیر مرزا نوں سچا کیوں نہیں کہندا**

حافظ صاحب کہتے ہیں اس الہام کے بعد کتنے دن میں مذبذب وار رہا اور زیادہ سوچ بچار ہی دامنگیر رہتی کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے کہ یہ جمہور امت کیونکر غلطی پر ہو سکتی ہے۔ پھر تیسری دفعہ یہ دو آئتیں **واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین او تقولوا انما اشرک اباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون** اس سے مجھے یہی مفہوم ہوا کہ تقلید آبائی سے مجھے منع کیا جاتا ہے۔ پھر چوتھی دفعہ خواب میں ایک مرد اچھے لباس والہ دیکھا کہ سر پر گٹھڑی اٹھائے ہوئے مسافرانہ چلا جاتا ہے۔ میں نے بھی اسکے پیچھے چلنا اختیار کیا چنانچہ اسکے پاؤں پر پاؤں دھرتا گیا وہ پرانے شہری راستہ کو چھوڑ کر ایک نئے سیدھے راستے کی طرف جاتا تھا چلتے چلتے کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کی مجلس میں پہنچگیا ہوں اس جگہ کئی اور آدمی اچھے لباس والے بھی موجود تھے۔ میں بیعت کرنے کو جھکا جھکنے ہی وہم پڑا کہ کہیں اس جگہ محمد شریف (جو اس گاؤں میں اول نمبر مرزا جی کے مخالفین میں سے ہے) نہ ہو ایسے چھونے میں آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد پھر حافظ نے ایک اپنے پرانے دوست مخلص سے سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد مشورہ لیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اس مخلص دوست نے کہا اس مذبذبانہ حالت کے دفع کے لیے اسے ایک ترکیب اور دعوات خدا کی طرف استغاثہ و انابت کرنے کی رہبری کی۔ پھر حافظ صاحب سات آٹھ دن بدستور برابر دعاؤں میں لگے رہے اور بار بار التجا کرتے اور رٹتے رہتے کہ اے مولا کریم مجھ نالائق کو بوضاحت تمام سمجھا دے اور میرا دل ایک طرف لگا دے۔ آخر بوقت شب جمعہ اول دسمبر ۱۸۹۳ء پانچویں دفعہ ایک ذہنی تیسری ارشاد ہے نیند ذیل الہام میں سنائی گئی وھو ھذا۔

ولئن لم یفعل ما امرہ لیسجنن ولیکونن من الصاغرین حافظ جی کہتے ہیں جب مجھے اس آیت کا الہام ہوا ساتھ ہی معنی بھی سمجھ میں آ لیتے جاتے تھے۔ تب اعرضہ کا لفظ سنا یا گیا اس کے ضمیر کی وقت

وہ نماز والا الہام جو مسجد میں سنائی دیا تھا اُس کی طرف اشارہ سمجھ میں آتا تھا - لہذا میں اب سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ فی الواقعہ حضرت مرزا جی اس وقت چودہویں صدی کے امام سچے مسیح موعود ہیں اس مرتبہ کا مجھے شک تھا ورنہ کافر تو پہلے بھی نہیں کہتا تھا نعوذ باللہ منہا -

مکرر عرض میں دوبارہ اپنے ان الہامات کو پیش نظر رکھ کر اپنے اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں کہ ضرور مجھے یہ الہامات ہوئے ہیں - اگر جھوٹ کہوں خدا کی لعنت کا مستحق ہوں - اور میں انہیں کی رہبری سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان چکا ہوں وکفیٰ باللہ شہیدًا -

العبد　　گواہ شد　　گواہ شد
محمد بقلم خود　　قاضی ضیاء الدین کوٹ قاضی　　فضل الدین سید نب ایضًا از ایضًا

گواہ شد
قاضی محمد یوسف ساکن کوٹ قاضی بقلم خود

سبحان اللہ میرا مولیٰ کریم بڑا ہی حکیم ہے جسقدر بیماری دیکھتا ہوں اُسی قدر جدید اور کامل دوائی بھی نازل فرماتا ہے چونکہ اس گاؤں کوٹ قاضی میں ہماری انکار تیز الوقت حد سے بڑھ گئے تھے اُسی موافق اچھی قسمت والوں کے لئے دوا بھی شافی کافی نازل فرمائی اور مخالفوں پر حجت قائم کر دی - فالحمد للہ علیٰ ذالک -

ایک مختصر سا خط

السلام علیکم -

آپ کا خط ایک بڑی کتاب کو لکھانا چاہتا ہے - انشاء اللہ کسی موقع پر تیار ہو جائے گی آپ صبر سے انتظار کریں -

قرآن کریم قصوں کے بیان کرنے کو نہیں - اصل مطلب اور ضرورت پر کوئی بیان آجاتا ہے - یہود عیسائی اور مجوسی قومیں جب مسلمان ہوئیں تو یہ لمبے قصے ان سے اور ان کی کتابوں سے تفاسیر میں درج ہوئے ہیں - انکی اصل نہیں اور نہ ان پر کوئی شرع کا مسئلہ موقوف ہے ہمارے خیال میں اکثر مضر ہیں اور لغو ہیں -

ہرگز ہرگز شیطان کا تسلط کسی نبی پر نہیں - نبی تو عظیم الشان لوگ ہیں کسی پر بھی شیطان کا تسلط نہیں -

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ

سورۃ حج رکوع ۷ - کا مطلب بہت صاف ہے - دیکھو اس کا ترجمہ ہم لکھتے ہیں - اور نہیں بھیجا تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی مگر جب خواہش کرتا ہے وہ پاک ہونیوالا خدا سے دور (شیطان) اس کی خواہش میں روک ڈالتا ہے - اللہ تعالیٰ شیطان کی روک کو دور کر دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیتا ہے دیکھو موسیٰ کو جب اس نے خواہش کی کہ بنی اسرائیل کو مصر سے چھوڑا کر کنعان آباد کرے تو فرعون شیطان نے روک ڈالدی مگر آخر وہ غرق ہوا اور خدا کی بات پوری ہوئی -

مسیح کی خواہش میں یافہ کاہن اور یہودی شیاطین نے روک ڈالی تو آخر اللہ تعالیٰ نے مسیح کو کامیاب کر ہی دیا اور یہود ذلیل ہو گئے -

محمد رسول اللہ صلعم کی خواہش میں ابوجہل ابولہب جیسے شیاطین روکیں ڈالتے رہے - آخر خدا کی باتیں پوری ہوئیں -

رسول خدا مسجد میں جنات کیوقت نہیں جا سکتے تھے اور ایسے قصص معتبر کتابوں میں نہیں ہیں - طلاق وغیرہ کے وہ بھی پابند تھے -

انبیاء سب معصوم ہوتے ہیں اور استغفار عجیب و غریب دعا ہے - استغفار کے معنے محفوظ رکھنے کی طلب کرنا - استغفر اللہ - میں اللہ تعالیٰ سے حفاظت طلب کرتا ہوں -

شفاعت کی بحث فصل الخطاب میں آپ دیکھیں -

گناہوں کے اقسام ہیں - ہر ایک کی معرفت جدا اقسام معاصی کو دور کر دیتے ہیں اور حوروں کے متعلق بحث بسط چاہتی ہے کسی موقعہ پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خط کا جواب مفصل تحریر ہوگا - والسلام　　نورالدین

ایڈیٹوریل نوٹس

اپنے ناظرین سے

الحکم کے اجرا کی غرض وغایت اب ہمارے بالغ نظر ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہی - اور یہ امر بھی کسی حد تک دل خوش کن ہے کہ الحکم کے مضامین جن کی طرف ہمارے بعض واجب التعظیم بزرگوں کو خصوصیت سے خیال ہے، بھی ایک حد تک نہایت شوق سے پڑھتے جاتے ہیں بلکہ یہاں تک بھی دیکھا گیا ہے کہ اخبار کے بدیر شائع ہونے پر اضطرار کے بھرے ہوئے خط جہاں ایک طرف مدیر الحکم کو پریشان کرتے ہیں ہاں دوسری طرف ایک مسرت بھی بخشتے ہیں - کہنے کو کہا جا سکتا ہے کہ ابھی الحکم کی باقاعدہ اشاعت اور ترتیب مضامین میں بہت توجہ کی ضرورت ہے - اور یہ شکایت جس حد تک ہم محسوس کرتے ہیں ناظرین اس قدر نہ کرتے ہونگے مگر ہم باوجود اسکے کہ یہ جانتے ہیں کہ ناظرین کو یہ معلوم نہیں کہ کسقدر مصارف اٹھا کر اخبار کی کاپی قادیان میں کاتب کی دقت کی وجہ سے امرتسر میں کرانی پڑتی ہے اور ایسی ایسی بہت سی دقتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے تاہم اللہ کریم کے بھروسہ پر ہمت نہیں ہاری جاتی اور ہر لحظہ اور ہر آن یہی خیال زیر نظر ہے کہ وہ بہترین صورت پر آجاوے چونکہ ہر امر کے لئے ایک وقت معین ہے حسب تقاضائے کل امر مرہون باوقاتہا - اس لئے اپنے وقت پر الحکم کے ایک عمدہ اخبار ہو جانے کی امید کرنی فضول نہیں ہو سکتی - الحکم کا متعلق کل فرائض ہمارے ہی ذمہ نہیں اُن کا ایک جزو اعظم ہمارے ناظرین سے بھی البتہ ہے - وہ کیا الحکم کی مالی مشکلات کے دور کرنے میں ساعی ہونا - واجب الاداء زرچندہ سے مدد کرنا اور اشاعت میں ترقی کی کوشش کرنا - اہل قلم واہل دماغ اصحاب کا قلمی امداد سے دریغ نہ کرنا وغیرہ وغیرہ

پس کیا ہم اپنے ناظرین سے پوچھ سکتے ہیں کہ جہاں وہ ہمارے فرائض متعلقہ الحکم کے پہلو پر کسی قدر نکتہ چینی کرتے ہیں کیا وہ اپنے فرائض متعلقہ الحکم کی طرف توجہ کرنا اپنا مقدم کام قرار دینگے ؟ ہم کو کامل امید ہونی چاہئے کہ ہمارے ناظرین الحکم کی توسیع اشاعت اور اُس کے زرچندہ کی ترسیل میں پوری توجہ فرما کر نیاز مند یہ کو مشکوری کا موقعہ دینگے -

واجب التقلید ہے دارالامان کے الٰہی مشن کی تائید جس طرح سے ہمارے بزرگ احباب حتی المقدور حصہ لے رہے ہیں وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں اللہ کریم کے حضور اُن کے لئے جزائے خیر کے ہدیے اور تحفے طیار ہیں - اور نہ اس امر کی ہم کو ضرورت معلوم دیتی ہے کہ ہم انکو یہ کہنے بیٹھیں کہ تم امداد کرو کیونکہ الٰہی سلسلہ کی نصرت اور تائید ہر پہلو سے اور ہر ضرورت

کے موافق خود اللہ کریم کر رہا ہے اور اُس کی ضرورتوں کا متکفل خود وہی پاک ذات ہے اور انسانی امداد کی خواہش یا تحریک تو صرف اس لئے ہوتی ہے کہ تا انسان کو اپنے مراتب کی ترقی کا موقع دیا جاوے ورنہ

ہمت ایں احبہ لنصرت را و منت ای اخی منہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

جو عمل خلوص دل سے کیا جاوے خواہ بظاہر وہ کیسا ہی خفیف اور مختصر سا نظر آوے لیکن خدا تعالیٰ کے حضور اس کا درجہ اُس خلوص اور صدق کے موافق ہے جس کے ذریعے وہ صادر ہوا ہے ہمارے معزز بھائی میاں عبداللہ سنوری پٹواری نے اپنے نکاح کی تقریب پر ولیمہ بھی قادیان ہی میں کیا تھا خدا تعالیٰ نے اُس نکاح کو اُن کے لئے مبارک کیا اور اب فرزند نرینہ بخشا اُس نے مسنون عقیقہ کی دعوت بھی دارالامان کے احباب ہی کو دی یہ بہت ہی مبارک تحریک اور واجب التقلید فعل ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے احباب اس طرف توجہ کریں کہ ولیمہ اور عقیقہ کی دعوتیں علی العموم حسب مقدور دارالامان میں ہوا کریں تاکہ وہ درویش اور مسافر جو قادیان میں مقیم ہوتے ہیں یا آتے ہیں ایسی دعوتوں میں شامل ہو کر زیادہ ثواب اور برکت کا موجب ہو سکیں خصوصاً اس لئے بھی کہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شامل ہوتے ہیں یہ تحریک ہم اپنی طرف سے محض اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ تا ہمارے احباب زیادہ خیر و برکت سے حصہ لیں مدرسہ تعلیم الاسلام کے مسکین طالب علم وغیرہ اور بہت سے مستحق یہاں موجود ہیں غرض خیال رہنا چاہئے کہ ہر ایک قسم کے مسنون صدقات و زکوٰۃ وغیرہ کا عمدہ ترین مصرف خدا تعالیٰ کے اس قائم کردہ مشن کی راہیں ہیں ⁂

مختلف شہروں کی جماعتیں توجہ کریں

یہ خیال متعدد مرتبہ ہمارے دل میں پیدا ہوا ہے کہ جس حال میں قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا ہمارا فرض عین ہے اور ہم لوگ مخالف فریق میں بھی قرآن پرست مشہور ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ادائے فرض کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے افسوس دارالامان ایک معنی سے ہندو پنجاب کے لئے ام القریٰ ہے اور قرآن کریم کی عظمت اور جلال جو دارالامان میں چمک رہا ہے ہندو پنجاب کے دوسرے مقام پر قطعاً نہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن کریم کے معارف و اسرار کھلنے کے لئے بھی اس زمانہ میں قادیان مخصوص سمجھا جانا چاہئے۔ اس وقت ہمارا روئے سخن اُن لوگوں سے نہیں ہے جو اپنی کوتاہی نظر سے ان امور کو نہیں دیکھ سکتے بلکہ ہمارے مخاطب وہ لوگ ہیں جو ان باتوں کو سچے دل سے مانتے ہیں پس یہ بڑی ضروری بات ہے کہ قرآن کریم کے پڑھنے کے لئے ہمارے احباب دارالامان کی رہائش اختیار کریں لیکن چونکہ ایک کثیر حصہ ہمارے احباب کا ملازمت پیشہ ہے جو ایسا نہیں کر سکتے پس ہماری رائے یہ ہے کہ ہر شہر اور قریہ سے ایک شوقین۔ لائق آدمی تعلیم القرآن کے لئے دارالامان بھیجا جاوے اور جس شہر سے آوے وہاں کی جماعت اسکے اخراجات وغیرہ کی متکفل رہے تاکہ وہ اطمینان اور جمع خاطر کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھے اور بعد فارغ التحصیل ہونے کے اپنے شہر میں جا کر قرآن کریم کا درس شروع کرے اور خدمت قرآن کے لئے کمربستہ ہو ایسی جماعت کی اشد ضرورت ہے مگر افسوس ہے ہمارے احباب نے نہیں معلوم کیوں اس ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔ باوجودیکہ ایک پہلو سے کنایۃً اور شاید کبھی صراحتہً بھی ہمارے مخدوم جناب حکیم نورالدین سلمہ ربہ اس ضرورت کو بتلا چکے ہیں بلکہ الاعلام کے عنوان سے نکلا ہوا اشتہار اس ضرورت کو واضح طور پر بیان کرتا ہے ترتیل قرآن کی اشد ضرورت ہے پس ہمارے احباب کو سستی نہیں کرنی چاہئے جناب مولوی نورالدین صاحب کا دم غنیمت ہے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے اس لئے حسب منشا جلد ممکن ہو اس پاک تحریک پر عمل شروع ہو جانا چاہئے ہم دیکھیں گے کہ کونسی جماعت اس نیک معاملہ میں سبقت کرتی ہے۔

مسجد احمدیہ امرتسر

ہمارے کسی پہلے اشو میں مسجد احمدیہ امرتسر کی ضرورت پر کوئی مختصر سا ریمارک شائع ہوا تھا۔ جس میں ہم نے اپنے دیگر احباب کو بھی اس کار خیر میں شریک ہونے کی توجہ دی تھی چنانچہ اس راہ میں بیرونجات سے سب سے پہلے قدم اُٹھانے والی منی پور کی پاک جماعت ہے چنانچہ امرتسر سے مسجد احمدیہ کے چندہ کے امین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر کی جماعت کی طرف سے ہم سے درخواست کرتے ہیں کہ شکریہ کے ساتھ اس امر کی رسید دی جاوے کہ منی پور سے معرفت جناب سیٹھ موسیٰ صاحب مندرجہ ذیل رقم چندہ مسجد احمدیہ میں پہنچی ہے۔ جناب سیٹھ موسیٰ صاحب صہ مولوی غلام امام صاحب صہ

اس مبارک تحریک پر جو منی پور کی جماعت نے عملی طور پر کی ہے۔ ہم اُس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اب مسجد احمدیہ امرتسر کی تعمیر انشاء اللہ بہت جلد ممکن ہو گی۔ کیونکہ بیرونجات کے احباب کو توجہ ہو چلی ہے۔ چندہ بھیجنے والے احباب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیاں کے نام روانہ کریں + رسید زر بذریعہ الحکم مشتہر ہو گی۔

شیخ محمد حسین بٹالوی کی توجہ کیلئے

بنگر اے شیخ نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہ چشم نشانی است کبیر

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی نے نہایت رعونت اور انانیت کے نشہ میں سرشار ہو کر اپنی اشاعۃ السنہ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ ہم نے ہی اشاعۃ السنہ کے ذریعے مرزا صاحب کو بڑھایا تھا اور ہم ہی اُسے گرائیں گے۔ دانشمند اور دور اندیش لوگوں نے تو اس خیال کی سفاہت اور کمزوری کو اُسی وقت ظاہر کر دیا تھا اور شیخ بٹالوی کی بیجا شیخی پر اُسی وقت نفریں کی تھی مگر خدا تعالیٰ کو علے رؤس الاشہاد اُسکا یہ خیال اُسکے منہ پر مار کر اُسے انی مہین کا نظارہ دکھانا تھا۔ شیخ بطال نے جب سے یہ خیال ظاہر کیا تھا اُسی وقت سے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا مرزا صاحب کے مشن کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ اب خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ بھی سچ ثابت ہوا کہ جو اُس نے اپنی برگزیدہ سے براہین احمدیہ کی تالیف کے زمانہ میں فرمایا تھا۔ یعنے

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

آج وہ وقت ہے کہ لوگ جوق در جوق حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر اس کو پڑھنے لگتے ہیں ایسا کمبر کا بدل بولا تھا چنانچہ ہم ذیل میں ایک خط درج کرتے ہیں جو ریاست کشمیر سے آیا ہے اس کے مطالعہ سے ایک ثبوت شیخ بٹالوی [illegible] جو ہمیشہ دوسروں سے پوچھا کرتا تھا آج قادیان کتنے آدمی گئے - آپ ذرا انصاف کو دل میں جگہ دیکر شیخ صاحب ہم کو بتائیں کہ ان کے دعوے کی کیا حیثیت ثابت ہوئی + اشاعۃ السنہ کی [illegible] قادیان [illegible]

ماموریت اللہ کی صداقت کا ایک ثبوت قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها [illegible] زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آتے ہیں یہ آیت خصوصیت سے جناب سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے بیان ہوئی ہے کہ اطراف مکہ لوگ ان کے گروہ سے کم ہوتے چلے آتے ہیں جن کا ایک حصہ تو حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا جاتا اور ان کو مانتا جاتا ہے - اور دوسرا حصہ جو معاندین اور مخالفین کا ہے وہ تباہ اور ذلیل ہو کر مرتا جاتا ہے یہی اس وقت بھی حال ہو رہا ہے ہمارے مخالفوں کا ایک حصہ تو لگاتار ہمارے ساتھ ہوتا جاتا ہے اور جو [illegible] کے ذیل میں آ گئے ہیں وہ اپنی کرتوتوں کے [illegible] رہے ہیں اب شیخ بٹالوی اب تو آنکھ کھول اور دیکھ کیا واقعی اطراف الارض کم نہیں ہوتی چلی آتیں لیں شیخ بٹالوی کا وہ قول گذشتہ سے بڑھ کر باوقعت ثابت نہیں ہوا - بٹالوی صاحب کی اس تحریر کا ہم انشاء اللہ تو دیکھتے ہیں اور شاید یہ ان کی ہی کرامت ہو کہ اشاعۃ السنہ میں جب سیدنا مرزا صاحب پر ریویو لکھ کر اخص برکات سے بہرہ ور ہونے کے لئے دعا مانگی جاتی تھیں اور مخالفان امام ہمام کے اعتراضوں کے جواب دیئے جاتے تھے اس وقت رسالہ باوقعت تو سمجھا جاتا تھا اور وقت پر اشاعت پذیر بھی ہوتا تھا جب سے علانیہ [illegible] بلند کیا اس وقت سے رسالہ نے الٹی ترقی کی ہے مہینے سے چھ مہینے بعد اور اب تو گرین لینڈ والوں کی طرح شیخ صاحب سالانہ رسالہ نکالنا پسند کرتے ہیں اور جو حالت مجموعی طور پر رسالہ کی ہے وہ بیچارے شیخ کو اندر ہی اندر تپ دق کی طرح کھا رہی ہے۔ ہاں یہ اثر تو ضرور اس تحریر کا ہوا۔ ہم کسی مبسوط مضمون میں کرامات محمد حسین خوب واضح طور پر ظاہر کریں گے جس میں بتایا جائے گا کہ محمد حسین کے دعاوی کی اصلیت کا راز [illegible] اب ہم اس خط کو درج ذیل کرتے ہیں +

کارروائی جلسہ اشاعت دعوی حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوۃ والسلام

برادران حسب عنوان قبل از انعقاد جلسہ اشتہارات مشتہر ہوئے ۔ روز جمعہ بتاریخ ۱۲ محرم بمقام یاری پورہ صحن خانقاہ میں فرش کیا گیا ۔ اور قریب دس بجے متفرق مواضعات سے احباب تشریف لانے لگے۔ نماز جمعہ سے پہلے حیدر صاحب اور مولوی فضل حق صاحب امام مسجد یاری پورہ نے مجمع منعقد کیا۔ اس مجمع میں [illegible] اشعار مصنفہ امام الزمان پڑھے گئے یہاں تک کہ اصحاب جلسہ مقلدین و غیر مقلدین جمع ہو گئے۔ ان میں غالب حصہ لوگوں کا وہی تھا جو کہ ابھی حضرت میرزا صاحب کے دعوے سے نا آشنا تھا۔ پھر خاکسار کی [illegible] مولوی فضل حق صاحب کھڑے ہو کر دو نعت شریف پڑھ کر سنائی کہ حضرت مسیح نے لیکھرام کے مقابلہ میں تصنیف فرمائی ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا مولوی فضل حق صاحب نے فرمایا کہ بعد نماز جمعہ کارروائی جلسہ شروع ہونی مناسب ہے یہ درخواست حاضرین نے منظور فرما کر نماز جمعہ کیلئے تیاری کی چونکہ اس جلسہ میں اکثر احباب وہی تھے کہ جو اہل حدیث سے نہیں ملتے تھے۔ اس لئے راجہ عطاء اللہ خان صاحب وغیرہ راجہ صاحبان مسجد اہل حدیث میں نماز پڑھنے کو گئے کہ حنفیوں نے خاکسار کو کہہ دیا کہ آج ہماری اور آپ کی کوئی مخالفت نہ رہی۔ ایک جگہ ملکر نماز پڑھیں۔ یہ خوشی کا مقام تھا کہ یہ ایک اور کرامت میرزا صاحب کی ظاہر ہو گئی کہ یہ دو فریق جو کہ مدت سے باہم دشمنی اور عداوت کے عادی تھے - یک دفعہ باہم شیر و شکر ہو گئے - چنانچہ خاکسار نے ممبر پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھا - اور کشمیری زبان میں باہمی اتفاق کا ذکر کر کے اہل جلسہ کو وعدہ دیا گیا کہ نماز کے بعد جلسہ منعقد ہو گا - اور ظاہر کیا جاویگا - کہ ایک امام جو چودہویں صدی کا مجدد مبعوث ہوا ہے جس کے بعض حالات آپ کو سنائے جاویں گے اور جس کے حالات کی کافی کیفیت ابھی آپ کے کانوں میں نہیں پہنچی - پھر نماز جمعہ اس کثیر جماعت نے ایک عجیب شان و شوکت سے ادا کی بعد نماز جمعہ جلسہ کا افتتاح ہوا - یہ جلسہ عجیب تماشا کا تھا معزز اصحاب رؤسا و جاگیرداران برادران راجہ عطاء اللہ خان صاحب - و نمبرداران و دیگر صاحبان کشمیری حاضر تھے پہلے خاکسار کی التماس بموجب شیخ غلام رسول نے کھڑے ہو کر حضرت مسیح الزمان کے چند اشعار پڑھے - پھر خاکسار نے کھڑے ہو کر التماس کیا کہ ہمارے دوست مولوی فضل حق صاحب براہ نوازش ان ضروری مسائل کو بیان فرماویں کہ جو حضرت میرزا صاحب کے دعوے کے متعلق جاننے ہوں - اس پر جناب مولوی فضل حق صاحب نے کھڑے ہو کر مسئلہ وفات مسیح پر تقریر فرمائی چونکہ مولوی صاحب کی تقریر پنجابی میں تھی - اس لئے اکثر حاضرین جلسہ اس تقریر سے مستفید ہونے سے قریبا ناکام رہے کہ وہ کشمیری تھے - لہذا انہوں نے اپنی تقریر کو زیادہ وقت نہ لگایا لیکن مسئلہ وفات پر خوب تقریر کی پھر حسب قرارداد یہ عاجز کھڑا ہوا اور کشمیری زبان میں سنایا گیا کہ مجدد ہر صدی پر مبعوث ہونا خدا تعالیٰ کی مستمرہ عادت ہے - اور اس کی مزید تفصیل سے تقریر کر کے حضرت میرزا صاحب کے بعض حالات ذکر کئے گئے - اشتہار تالیف براہین حضرت صاحب کی کچھ سوانح اور معجزات کا ذکر اجمالاً - لیکھرام والی پیشگوئی کا ذکر تفصیلاً کیا گیا - یہ بھی سنایا گیا کہ حضرت امام کس کس پہلو سے مخالفین پر اتمام حجت کر رہے ہیں - اسی طرح مفصل تقریر ہوئی جس کا اثر حاضرین پر فضل اللہ تعالیٰ نے خوب ڈالا - اور راجہ عطاء اللہ صاحب نے ایک تحریری شہادت مرتب کی تھی جس میں تمام قصہ لکھا گیا کہ کس طرح خواب کے ذریعہ ان پر حضرت امام کی صداقت کھلی - وہ بھی پڑھی گئی - اس کے سننے سے حاضرین بہت سخت متاثر ہوئے - غرضیکہ اس مجلس کا اثر بہت ہی خوب تھا خاکسار نے شرائط بیعت بھی ممبر سے لوگوں کو سنائی حضرت امام کے سفر

معجزات خیریت کے تذکرہ سے حاضرین کے دل ہل گئے یہاں تک لوگ جوق جوق داخل بیعت ہونے لگے۔ جلسہ کا انتظام راجہ عطاء اللہ خان صاحب نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا جو کہ تمام لوگوں کو کھانا بھی دیا گیا۔ بعد ازاں خاکسار نے ممبر انجمن کی طرف سے تقریر کی۔ جو کہ جناب یار محمد خان صاحب فرزند راجہ عطاء اللہ خان مرتب ہونے تھے بعد اس کے نماز عصر کی اذان ہوئی اس جماعت کثیر کو خاکسار نے عصر کی نماز پڑھائی بعد نماز جلسہ برخاست ہوا۔ اور لوگ حسب اجازت راجہ صاحب سے بیعت حضرت میرزا صاحب لینے لگے۔ یہاں تک کہ شام تک ہی قریب اسی آدمی داخل بیعت حضرت میرزا صاحب ہو گئے۔ اس جلسہ میں اسلامی عظمت بہت خوشنما نظر آتی تھی۔ لوگ راجہ صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تھے۔ اور یہ خاکسار بیعت کی تلقین کرتا تھا بیعت شدہ لوگوں کے نام رپورٹ کے ذیل میں درج کئے گئے ہیں۔ اور تمام حاضرین جلسہ کی تعداد عام و خاص قریباً تین سو تھی۔ خواص تو معمولی تعداد کے تھے۔ اور زمیندار لوگ بہت تھے لیکن اُمّی زمینداروں کو بھی خوب سمجھ آگئی اور یہ بڑی خوشی ہوئی کہ میرزا صاحب کی کرامت سے فرقہ اہل حدیث۔ اور حنفی متفق ہو گئے۔ خدا تعالیٰ ان کو توفیق دیوے اور کسی مخل کے وسوسہ سے کوئی خلل نہ پیدا ہووے۔ آمین ثم آمین۔

اسمائے مبائعین حضرت میرزا صاحب روز جلسہ

اہل بیت راجہ عطاء اللہ خان صاحب جاگیردار و رئیس اعظم پاڑی پورہ
سلطان محمد خان معہ اہل و عیال پاڑی پورہ
راجہ محمد افضل خان صاحب جاگیردار معہ اہل و عیال پاڑی پورہ
یار محمد خان صاحب و عبدالرحمن خان فرزندان راجہ عطاء اللہ خان
راجہ محمد اکبر خان صاحب برادر راجہ عطاء اللہ خان صاحب پاڑی پورہ
ولی محمد خان صاحب فرزند محمد اکبر خان پاڑی پورہ
محمد علی خان 〃
یار محمد خان کھکہ پاڑی پورہ
عبدالرحمان خان ایضاً
مدد خان کھکہ 〃
عبدالعزیز صاحب تیلی 〃
مختہ بنڈت صاحب نمبردار پاڑی پورہ

خواجہ محی الدین ناک پاڑی پورہ
دوست محمد خان 〃
عبداللہ خان [illegible] 〃
عبدالله [illegible]
عبدالقادر [illegible] 〃
عنایت اللہ خان حکیم براہ
جمال بٹ براہ
عبداللہ لون براہ
امیر خان براہ
بیر خان براہ
فقیر محمد اوان پاڑی پورہ
نسیر خان مغل 〃
شاہ میر خان 〃
حبیب خان مغل 〃
اہلیہ ہائے راجہ محمد حیدر خان صاحب معہ دختر
اہلیہ مولوی فضل حق صاحب امام مسجد
نجب خان ترک براہ
محمد اکبر خان صاحب ولد عنایت اللہ خان صاحب معہ اہلیہ پاڑی پورہ
زبردست خان صاحب جاگیردار برادر زادہ راجہ صاحب نونہ مئی
عبدالعزیز میر پاڑی پورہ
محمد خان پٹھان 〃
عبداللہ فرزند عبدالکبیر خواجہ صاحب پاڑی پورہ معہ والدین خود
محمد ایوب و ملک امان و یعقوب فرزندان محمد فضل خان
اہلیہ غلام رسول شیخ شوپیاں بانلو
عبدالرزاق صاحب درویش وان گنڈ
حبیب اللہ فرزند محمد علی پاڑی پورہ
نیاز محمد 〃
محمد خان کیوا 〃
حکیم اسد شاہ صاحب مٹی بگ
شیخ غلام احمد صاحب مائکن پورہ
محمد عثمان صاحب درویش تولس
حیات بٹ پاڑی پورہ
عبداللہ خان ملازم محمد افضل خان
غلام رسول صاحب سوداگر بوگام
سیف الدین مٹی لوگ
عبدالصمد صاحب بوگام
رمضان ٹپری ہوم

خضر جو تیلی پاڑی پورہ
عبدالاحد ناک 〃
منگن سیاہی 〃
مختہ جو تیلی 〃
عبدالاحد تیلی 〃
اسد جو تیلی 〃
عبدالعلی تیلی 〃
غلام احمد ولد عبدالعزیز
غلام رسول تیلی 〃
غلام محمد ولد خضر جو 〃
عبدالرحمان ولد محمد رمضان 〃
عبدالسبحان صاحب کالہ درنگ وغیرہ عورات و اطفال۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

العزض یہ جلسہ عجیب شان سے ختم ہوا۔ **الحمد للہ رب العلمین۔** بیشک **واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔**

الراقــــم
خاکسار عبداللہ از مقام پاڑی پورہ۔ ملک کشمیر
سیکرٹری جلسہ ۷ جون ۱۹۰۶ء

آریہ سماج میں کم چخ

آریہ سماج کے اخبارات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل آریہ سماج میں عجیب طرز سے مخالفت ہو رہی ہے۔ دو فریق بنے ہوئے ہیں ایک کلچرڈ پارٹی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور دوسرا مہاتما پارٹی کہلاتا ہے۔ مہاتما پارٹی کے دو آرگن دہرم رکھشک اور ست دہرم پرچارک ہماری نظر سے بھی گذرتے ہیں کلچرڈ پارٹی پر جسقدر الزام لگاتے ہیں ان کی اصلیت کچھ تو معلوم ہوتی ہے بہرحال ہم کوئی فیصلہ نہیں دینا چاہتے کہ کلچرڈ سچے یا مہاتما جھوٹے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں ہے کہ یہ مخالفت اصل سر انکو کھول دیگی اور اسلئے ہم نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اس خانہ جنگی کے نظارے دیکھ رہے ہیں دیکھیں نتیجہ کیا ہوتا ہے ہم کو خیال لگا ہوا ہے کہ **مخالفوں میں پھوٹ** والی صدا یہاں بھی اگر اپنا کرشمہ دکھا رہی ہو تو کیا تعجب ہے۔ بہرحال نتیجہ ضرور قابل دید ہوگا۔

اسلامی خبریں

یکم محرم کو ۱۳۱۶ھ ہجری المقدس کے آغاز کی تقریب میں حسب دستور قدیمہ امیر المومنین نے محلسرائے ہمایوں میں شاہانہ دربار منعقد فرمایا جس میں تمام وزراء اور اعلیٰ عہدہ داران ملکی - فوجی و بحریہ کو شرف ملازمت عطا فرمایا گیا - امیر بحر خدیو مصر - غازی مختار پاشا - گورنران صوبجات - کمانڈران جیوش اور عثمانیہ سفراء اور دیگر ہوا خواہاں و جاں نثاران خلافت سنیہ نے مبارکباد کے تار خدمت سلطانی میں ارسال کئے تمام سفراء کے ترجمانوں نے دردولت پر حاضر ہوکر اپنے اپنے سفیروں کی طرف سے مبارکباد کا پیغام عرض کیا -

---

تھیسلی سے ۱۷ اور ۲۲ مئی کے درمیان تیس ہزار ترکی فوج ممالک محروسہ کو روانہ ہوئی - جیسا کہ پچھلے ہفتہ لکھا جا چکا ہے کہ جون تک کل فوج واپس آگئی تھی - ستر ہزار فوج سمندر کے راستہ بندر ودلو سے روانہ ہوئی تھی - اور باقیماندہ خشکی کے راستہ - جن سپاہیوں کے گھر یورپین ترکی میں تھے - اُن کو سالونیکا میں جلد جنکے الیشیا میں تھے - انہیں سمرنا وہاردنیلز میں اوتارا گیا - جو افواج بندر ودلو سے سوار ہوئیں اُن کے ساتھ کئی باتریوں کے علاوہ فوج سواران کے دس ہزار گھوڑے بھی تھے یا نیا (صدر مقام ایپرس) اور دوم ارو کی جو فوج تھی وہ پہلے مناستر گئی اور وہاں سے ریل پر سوار ہوکر براہ سالونیکا ’’ ویدی نماج اندریا نوپل ‘‘ اپنے مستقر کو پہنچی - بدوران تخلیہ سالونیکا کے سٹیشن سے آٹھ آٹھ ٹرینیں معہ اسلحہ و سامان حرب اور خیام وغیرہ اور دو دو تین تین باتریاں - یعنی تقریباً آٹھ آٹھ ہزار فوج معہ کل سامان لوہیہ ٹرینوں پر سوار ہوتی رہیں اتنی فوج ایکدن میں گذشتہ سرحدی محاربہ میں بھی مقام مقصود کو نہیں بھیجی جا سکی تھی -

---

اعلیٰ حضرت شاہ ایران نے نصوحی بک امپریل عثمانیہ کمشنر متعینہ صوفیا (صدر مقام بلگیریا) کو نشان خورشید کے طبقہ کی حمائل عطا کی ہے -

---

حلب کے قریب موضع ارسلان طاش میں زمین سے سنگ مرمر کا ایک بڑی سل جس پر پرانے زمانے کی خشکی رتھ اور دو اسپ سواروں کی تصویریں ہیں برآمد ہوئی ہے - رتھ میں کئی شخص سوار ہیں - یہ سل بہت قدیم زمانہ کی معلوم ہوتی ہے - جسے بحفاظت تمام قسطنطنیہ کے جدید عجائب خانہ نوادرات و آثار قدیم میں بھیجدیا جائیگا - اس عجائب خانہ کے مفصل حالات لیڈی میکس مولر صاحبہ نے اپنی کتاب قسطنطنیہ میں درج کئے ہیں - کتاب مذکور کا ترجمہ دفتر وکیل سے دستیاب ہوسکتا ہے -

---

امیر المومنین نے جرمنی کے ولی عہد کے جنرل عبد العدیا شلکے کو تمغہ طبقہ امتیاز کا نشان ۱۶ مئی کے وسط میں ارسال فرمایا تھا - جنرل ممدوح کو تاریخ ۲۲ مئی قیصر ولیم نے شرف ملاقات بخشا -

دیوان ہمایون کے کلفن جی رائف بک ۱۲ مئی کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے - بیوہ مرحوم کی حرم محترم سے برداشت نہ ہوسکا - اور دوسرے دن ہی اپنے مرحوم شوہر سے جا ملیں - انا للہ وانا الیہ راجعون -

جواد بک - برہن کے نائب عثمان بک کی واپسی کی خبر پچھلے ہفتہ درج ہوچکی ہے - بک موصوف کو زار نے صرف دستخطی خط ہی نہیں دیا تھا - بلکہ امیر المومنین کے لئے ایک چھڑی جس کا قبضہ مرصع بجواہر ہے چاء نوشی کے طلائی و نقرئی ظروف کئی بیش قیمت گلدان اور دیگر اشیاء بطور ہدیہ روانہ کی تھیں -

---

ہز ایکسلنسی صالح منیر بک عثمانیہ سفیر متعینہ پیرس نے ۱۶ مئی کو عالیشان دعوت کی جس میں دیگر معززین کے علاوہ پریسیڈنٹ فرانس کی لیڈی صاحبہ - وزیر صیغہ خارجیہ ایم ہانوٹو - اور کئی دیگر سفراء مدعو تھے - کھانے کے بعد سفیر موصوف نے شاہانہ دربار کیا +

تھیسلی سے دو مسلمان یہودی خاندان ترکی کو ہجرت کر آئے ہیں - حسب الحکم سلطانی مخصوصہ کمپنی نے ایک جہاز بلا کرایہ اُن کے لئے خاص کر دیا تھا -

---

یلدز بازار میں ۱۰ مئی کو ۸ ہزار پیاسٹر - ۱۸ مئی کو ۲۶ ہزار پیاسٹر اور ۲۲ مئی کو ۱۷ ہزار پیاسٹر کی اشیاء فروخت ہوئیں

جدہ میں طاعون کی بیخکنی ہو جانے سے ترکی گورنمنٹ نے ۱۹ مئی سے حجاز کے سواحل سے آنے والے جہازوں کا قرنطینہ جو دس روز کا میعادی تھا موقوف کر دیا ہے -

---

قسطنطنیہ کے اسلامی آبادی استنبول کے محلہ اُن کپو میں ۱۹ مئی کو آتش زدگی سے ایسی تباہی برپا ہوئی کہ کئی برسوں سے ویسی مصیبت اہل شہر پر نازل نہیں ہوئی تھی - کل ۱۷۳ مکان جو سب چوبی تھے بالکل خاک ہوگئے - ان میں بڑے بڑے محل - ۱۷ دوکانیں - اور اسٹوار - ایک مسجد - اور ایک کارخانہ روغن کشی بھی تھا - تقریباً ۳۰ ہزار پونڈ مالیت کی جائداد تباہ ہوئی ہے جس میں صرف دسواں حصہ بیمہ شدہ تھی

واشنگٹن (صدر مقام صوبجات متحدہ امریکہ) کی عثمانیہ سفارت کے متعلقین اب تک ایک کرایہ کے مکان کی نچلی منزل میں رہتے تھے - ترکی گورنمنٹ نے اُس کیلئے اب ایک سالم عالیشان مکان کرایہ پر لیا ہے - +

خلف رشید ایسے ہوتے ہیں - پیرس کے محلہ لمارک میں ۱۸ مئی کو دو ترک لڑکے جن میں سے ایک کی عمر چودہ اور دوسرے کی دس برس ہے گھر گھر پھرتے پائے گئے - وہ کندھوں پر بڑے بڑے بقچے اٹھاتے ہوئے تھے - اُن کی ہیئت کذائی دیکھ کر پولیس کو اُن کی طرف توجہ ہوئی - مگر جب سوال کیا گیا تو اُن کی زبان جو ترکی تھی نہ سمجھی جا سکی - آخر بصد دقت تھانہ پہنچکر کسی ترکی دان کی مدد سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے باپ کی تلاش میں قسطنطنیہ سے آئے ہیں - اُن کی ماں نے اونہیں فرانس بھیجا ہے جس بیچاری کو صرف اس قدر علم تھا کہ اُس کے خاوند نے ایک دفعہ اُسے لمارک سے خط لکھا تھا - اُس نے اپنے بچوں کو اس لمبے سفر کے لئے قمیصوں - ٹوپیوں جرابوں وغیرہ قسم کے کپڑوں اور کھانے کی خشک چیزوں کی وافر مقدار ساتھ دیدی تھی لمارک میں کسی ترک کا پتہ نہیں ملا - اب پولیس شہر کے دوسرے حصوں میں اُن کے والد کی تلاش کر رہی ہے (بقیہ صورت)

[illegible]

قادیان دارالامان کی مقامی ضرورتیں

قابل توجہ گورنمنٹ

پچھلے نمبر میں جو مضمون ہم نے پولیس انفارمیشن کی توجہ کے لئے حاکم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان کی بیہودہ کارروائیوں کے متعلق لکھا ہے اس نے اس امر کی ضرورت ہمیں محسوس کرائی ہے کہ قادیان میں بعض مستقل انتظامی امور کا لحاظ مدنظر رکھکر مستقل طور پر ایک پولیس گارڈ رکھی جاوے اور ایک رجسٹرار اور آنریری مجسٹریٹ بھی مقرر ہو۔ ابھی ہم اس امر کا فیصلہ دینے کے لئے طیار نہیں ہیں کہ رجسٹریشن اور آنریری مجسٹریٹ کی خدمات کس شخص کے سپرد ہوں فی الحال ہم اس ضرورت کو جسے خود محسوس کرتے ہیں گورنمنٹ پنجاب کو محسوس کرانا چاہتے ہیں +

قادیان جیساکہ تواریخی مراسلات سے پتہ لگتا ہے کسی وقت خاندان مغلیہ کے بعض ممبران کی رہائش گاہ بھی اور بجائے خود یہہ صوبہ سمجھا جاتا تھا جسکے متعلق بہت سے دیہات تھے اور خود قادیان میں ایک حفاظتی پولیس اوس زمانہ کے طریق پر رکھی رہتی تھی۔ اور حفاظت شہر کے لئے فصیل بھی تھی جسکے آثار اب تک بھی پائے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد معدلت مہد میں بھی قادیان میں تحصیل رہی تو اور پھر پولیس کی ایک گارڈ بھی رہتی رہی ہے مگر بعد میں گورنمنٹ نے بعض مصلحتوں کے لحاظ سے تحصیل اور پولیس گارڈ کو اٹھا لیا۔ ان ساری باتوں پر ایک نظر کرنے کے بعد یہہ بات تو آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے کہ قادیان میں کسی وقت اس امر کی ضرورت سمجھی جاتی تھی کہ پولیس اور مجسٹریٹ یہاں رہے جو ضرورت اوسوقت تھی اوس سے کہیں زیادہ اب ضرورت ہو گئی ہے کہ یہاں رجسٹریشن اور آنریری مجسٹریٹ کا ایک محکمہ ہو اور پولیس گارڈ بھی رکھا جاوے۔ ان سب ضرورتوں پر ہم مستقل شرح و بسط کے ساتھ پھر بحث کریں گے + فی الحال اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ ان معاملات میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کی رائے مقدم اور واجب العمل سمجھی جانی چاہیے جسکے لئے ہمارے پاس کافی سے زیادہ وجوہات ہیں کوئی اس سے ہمارا یہہ مطلب نہ سمجھے کہ مرزا صاحب آنریری مجسٹریٹی یا رجسٹریشن کا کام چاہتے ہیں یا ہماری غرض ہے کہ اونکو یہہ عہدے دئے جاویں قطع نظر اس بات کے جناب مرزا صاحب ہر طرح سے کیا بلحاظ خاندانی شرافت اور کیا بلحاظ خدمات گورنمنٹ اور کیا بلحاظ ذاتی وجاہت اور قابلیت کے ہر طرح سے ان منتہم بالشان عہدوں کے فرائض کو ادا کر سکتے ہیں اور وہ مستحق بھی ہیں اور ان سے بڑھ کر کوئی معتمد نہیں۔ راستبازی اور عدل اور انصاف کو کام فرمانے والا شاید دوسرا آدمی بھی نہ ملے مگر جناب موصوف تو ان جھگڑوں بکھیڑوں سے کوسوں بھاگتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور ایک لحظہ کے لئے بھی وہ انکو قبول نہ کریں اور خواہش کرنا تو ایک بڑا کام ہے۔ مرزا صاحب کے سپرد جو کام آسمانی گورنمنٹ کی طرف سے ہوئے اوس سے بڑھکر اور کیا عہدہ اور اعزاز ہو سکتا ہے بس یہہ بالخصوص یاد رہنا چاہیے کہ ہماری ہرگز ہرگز یہہ مراد اور غرض نہیں کہ مرزا صاحب کو یہہ عہدے دے جاویں بلکہ اگر ہم ایسا فعل کریں تو الٹا جناب مرزا صاحب کی شان میں گستاخی ہے۔ ہمارا مقصد اور مطلب صرف اسقدر ہے کہ ایسے عہدوں کی اگر قادیان میں رجسٹرار مقرر کیا جانا تجویز ہو یا مجسٹریٹ مجوز ہو تو اوسپر جناب مرزا صاحب کی رائے قابل قدر سمجھی جاوے کیونکہ ایک تو بجائے خود یہہ حقوق مرزا صاحب کے ہیں دوسرے مغل خاندان کے معزز ترین ممبر بھی آپ ہی ہیں جو قادیان کا فخر اور زینت ہیں تیسرے اونکو ایک عظیم الشان اور کثیر التعداد جماعت اپنا امام اور پیشوا مانتی ہے +

غرض ان امور کو زیر نظر رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جناب ممدوح کی رائے کا استصواب بہت ضروری ہے اگر ممکن ہو تو ہم جناب مرزا صاحب کی رائے ان عہدوں کی قادیان میں ضرورت کے متعلق حاصل کرنے کی کوشش کرینگے اور بذریعہ اخبار گورنمنٹ تک پہونچا دینگے۔ بہرنمط ہم ان ضرورتوں پر مفصل مضامین شائع کریں گے۔

ہماری مخالف پارٹی میں کھلبلی

پچھلے ہفتہ جو آرٹیکل ہم نے حاکم علی کنسٹیبل کے متعلق لکھا ہے اوسکی اشاعت پر جو چہ میگوئیاں ہماری مخالف پارٹی میں ہوئی ہیں اونکی مفصل رپورٹ ہمارے پاس آچکی ہے جسکو ہم نے محفوظ رکھ لیا ہے اور عند الضرورت اوسے شائع کرینگے۔ بداندیش مخالفوں نے جب کوئی راہ گریز نہیں دیکھی تو آخر وہ اس بات پر اتر آئے ہیں کہ بیہودہ اور فضول۔ دھمکیوں سے ہم پر کسی قسم کا اثر ڈالکر ہماری قلم اور زبان کو روکیں وہ خوب یاد رکھیں کہ وہ ہم کو نقصان پہنچانے اور اذیت دینے کی جسقدر کوششیں اونکے ذہن میں ہیں کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریں۔ پھر دیکھیں کہ پانی کے مارنے کو پاپ کسقدر دھان ملی ہوتا ہے۔ ہم پولیس کے ہتھکنڈوں اور شعبدوں سے ناواقف نہیں ہیں ہم ناجائز رعب اور فضول شیخی بازی کی حقیقت کو خوب تاڑ جانے والے ہیں یہہ کرشمے ہم نے ایک عرصہ دراز تک دیکھے ہیں پھر ان باتوں کا ہم پر کیا اثر ہوگا خاک بھی نہیں۔ ہم مخالف پارٹی کو چیلنج کرتے ہیں کہ جیسا ہم نے وعدہ کیا ہے ہم اون کی کرتوتوں کو ایکبار گورنمنٹ پنجاب کے ممبر تک پہونچا دینگے پھر جو نتیجہ ہوگا وہ دیکھا جاوے گا + وہ ہم سے مایوس رہیں کہ ہم نہ تو اونکے بیجا رعب میں آسکتے ہیں اور نہ اونکے طمع زا باتوں کو کچھ وقت دے سکتے ہیں + ہماری جو خط و کتابت ڈپٹی انسپکٹر صاحب اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور و جناب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور سے ہو رہی ہے اونکے نام جو رجسٹری خطوط ہم نے ارسال کئے ہیں اونکی رسیدیں ہمارے پاس پہونچ چکی ہیں۔ اور ہم کو کامل وثوق اور امید ہے کہ انشاء اللہ ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے۔

قادیان میں قابل ٹیکس کتنے آدمی ہیں

تشخیص ٹیکس کے لئے جو طریق مقرر ہے ہم اوسپر فی الحال کوئی ریمارک نہیں کرنا چاہتے لیکن ہاں ہم یہ چاہتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً افسران تشخیص ٹیکس کو انفارمیشن دیتے رہیں اسلئے ہم عنقریب کوشش کرینگے کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ کو قادیان میں ٹیکس دینے والوں اور دوسرے متمول آدمیوں کے حالات اور ذرایع آمدنی سے مفید اطلاع دیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ تحصیلدار صاحب ہم کو ایسی واقفیت کے حصول کے لئے مناسب اور جایز امداد دینے میں دریغ نہ کرینگے +

[illegible]

جو [illegible] ۱۵ [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کی [illegible] دیا۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انما کان قول المومنین الی الآیۃ (سورۃ نور)

جبتو مومنوں کو اللہ اور اوسکے رسول کی طرف بلایا جاوے کہ اللہ اور اوسکا رسول اونمیں فیصلہ کرے تو اونکی بات یہی ہو کہ وہ کہدیں ہم نے سنا اور مانا ایسے ہی لوگ ہیں جو بامراد ہوتے ہیں اور جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اوسکا خوف کہانے اور تقوی اللہ اختیار کرتے ہیں وہ ہی لوگ ہین جو بامراد ہوتے ہیں۔

اس آیت سے پہلے اون لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اللہ اور رسول کے فیصلے پر سچے دل سے راضی نہیں ہوتے۔ اور نہیں چاہتے کہ اونکی مرضی کے خلاف اللہ اور اوسکے رسول کا فیصلہ ہو وہ اپنی ہوائے نفس کے مقابلہ میں اللہ رسول کے فیصلہ کو وقعت نہیں دیتے اور اپنی ذاتی اغراض اور خدمات کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ ان لوگوں کے ذکر کے بعد اوس فریق کا ذکر ہے جو اللہ اور رسول کے فیصلے پر انشراح صدر فراخدلی سے کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے دو انعام فرمائے ہیں۔

فلاح اور فوز یعنی دین و دنیا میں فائز المرام اور بامراد ہونے والے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے فلا وربک لایومنون الایۃ تیرے رب کی قسم ہے کہ کبھی ایمان ان کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا جب تک تجھے تمام نزاعوں میں حکم قرار نہ دیں۔ اور یہی کہ طوعاً و کرہاً تیرے فیصلے پر اظہار رضامندی کریں اور گلے پڑا ڈھول بجانے والا معاملہ ہو نہیں نہیں۔ تیرے فیصلے سے اونکی دلوں اور سینوں میں تنگی نہ آئے بلکہ نہایت فراخدلی اور انشراح صدر سے اوسے مان لیں اور اس فیصلے کے تسلیم کرنے میں ایک بے اندازہ لذت اور حظ محسوس کریں معاً عمل

[illegible] کریں جائیں [illegible] ایسا ایمان [illegible] انسان [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] پر ایمان [illegible] [illegible] نہیں ہو سکتی اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انسان کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ وہ نہایت امن و آرام سے اپنے گھر میں خوش [illegible] بیٹھا ہوگا اتنے میں امام الوقت حکم دیگا کہ گھر چھوڑ دو [illegible] [illegible] علم میں وہ اپنے عرض آسایش پر ایک بجلی گرتی دیکھے گا مگر چونکہ اس حکم کی خوبی اور مصلحت اور وہ لذیذ اور مسرت مجسم نتیجہ جو اس کی تعمیل کی تہ میں ہے یعنی عقل اور سطحی فراست اور کسی چھوٹی میزان سے وزن نہیں ہو سکتا اور کوئی عام پیمانہ اوسکو ناپ سکتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ عذر کرے اور لیت و لعل کرکے انکار کرے۔ مگر وہ اس خوبی اور مصلحت کو سمجھ کیونکر سکتا ہے وہ آسمانی نہیں۔ مامور نہیں پس اوسکا انکار یا عذر اونکو فلاح اور فوز کی راہوں پر نہیں چلا سکتا بلکہ بر خلاف اوسکے وہ اوسکو فسق کی ہلاک کرنے والی راہ پر لیجاتا ہے اسی لئے قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو فاسق قرار دیا ہے جو امام وقت کے اطاعت سے سر پھیر دیتے ہیں۔ اگر برادری کے خیال اور سوسائٹی لحاظ سے کوئی عذر بھی نکرے اور مان بھی لے لیکن وہ انشراح صدر جو ایک سچے مومن کو ایسے وقت تعمیل حکم اور سر تسلیم خم کرنے میں ہوتا ہے نہو۔ تو پھر بھی استحقاق ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ رضامندی اور تسلیم امام الوقت کے احکام کی خدا تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ سوسائٹی اور برادری لحاظ کے سبب سے مامور کی طرف سے حکم ہوگا فلان جگہہ جاؤ اسلئے کہ مصلحت وقت یہی ہے مگر وہ سمجھتا ہے کہ وہاں جانا وبال جان ہے کبھی امام الوقت کہتا ہے کہ ساری جائداد دیدو مگر وہ مصلحت نہیں سمجھتا۔ غرض مامور کی راہ میں سینکڑوں کام ایسے پیش آئینگے کہ وقتاً فوقتاً اسکی طرف ارشاد ہوگا اگر کوئی اس آیت کے منشا کے موافق ایمان اپنے اندر نہیں رکھتا کہ جب اللہ اور اوسکے رسول نے حکم دیا تو کہے کیوں صاحب اسمیں کیا بھید ہے یا ہمکو ذرا مہلت دی جاوے۔ ہمارے باغوں میں ابھی پھل آیا ہے۔ یا بال بچے بیوی دوستوں کی

محبت۔ کاروبار اور [illegible] [illegible] [illegible] اور اسی قسم کے عذرات امام الوقت کے حکم کی تعمیل میں سد راہ ہوں [illegible] یاد رکھو کہ وہ مومن نہیں ہے خلاصہ مطلب یہی ہے کہ سنتے ہی کہا چاہیے [illegible] ہم نے سن لیا اور ضرور ضرور اسکی اطاعت کرینگے۔ اس قسم کے واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی پیش آئے میں کوئی آیا حضور ذرا مہلت دیں۔ فلاں کام سنبھال لوں۔ بیوی بچے روتے ہیں اونکا ذرا انتظام کر لوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی نسبت گواہی دی کہ ان کے دل [illegible] ضعف اور مرض ہے اور وہ درحقیقت ان عذروں سے آگے ہیں فرار کرنا چاہتے ہیں تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ایسے عذر کرنے والوں جی کے کچوں سے کوئی کام نہیں ہوا اب اس سے آگے جو آیت شروع ہوتی ہے یعنی استخلاف کی آیت اس سے یہہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جن لوگوں نے امام وقت کے نصائح اور فرمود کو اپنے نصائح اور ہوائے نفس پر مقدم کیا اور شرح صدر سے اونکی آواز سنتے ہی سمعنا واطعنا بول اٹھے انہیں اس عالم میں کیا نتائج ملے۔ وعد اللہ الذین کی آیت ایک عظیم الشان آیت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایمان اور اعمال صالحہ کریں مختصر الفاظ میں یوں کہو کہ جو لوگ سمعنا واطعنا کہدیں اونکے لئے فلاح اور فوز دو عظیم الشان انعام ہیں یعنی تم لوگوں میں سے جو اللہ اور رسول کے حکم کے آگے سر رکھدیتے ہیں اوسکی مصلحت کو مقدم سمجھتے ہیں اور تمام ہوائے نفسانی کو کچل دیتے ہیں اور فوراً اوس ایمان کے متعلق عمل درآمد کرنے لگتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ رکھتا ہے وہ ضرور بادشاہ بن جاوینگے پہلا نمونہ سمعنا واطعنا کا خود رسول کریم نے دکھلایا کہ جب حکم ہوا وانذر عشیرتک الاقربین آنحضرت شرح صدر سے اس حکم ہونے کی تعمیل پر کمربستہ ہو گئے اور اپنی جان آبرو اور مال کا کوئی پاس و رپرواہ نہ کر کے عرب جیسی نڈر خونریز قوم اور اپنی برادری کے آمادہ ہو گئے اس سے دل کا پتا رہتا ہے کہ کتنا بڑا کام تھا جو حضور علیہ السلام کو سپرد ہوا اور پھر کس ترتیب اور متانت سے آپنے اس کی تعمیل کی۔ اور اپنے مصالح کو مقدم سمجھ کر عذر کرنے اور قریش کی خونی قوم کے تصور سے ڈر کر تبلیغ کو مصلحت وقت کے خلاف قرار دیتے

باقی آئندہ

ہمارے معاصر

اس عنوان کے تحت میں وقتاً فوقتاً ہم اپنے معاصرین کی اون تحریروں پر نوٹس لیا کریں گے جو ہمارے مشن کے متعلق ہوا کریں گے۔

(ایڈیٹر)

سراج الاخبار | ۱۳ر جون ۹۸ء کے سراج الاخبار امہات المومنین کے عنوان سے ایک مراسلت شایع کرتا ہے جس میں ایڈیٹر مضمون نویس نے حضرت اقدس جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ کے میموریل متعلقہ امہات المومنین کی تصدیق کی ہے۔ اور پنجاب کی انجمنوں کو جو اپنے فرایض میں سے مقدم اور معظم فرض مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جواب بیان کیا کرتے ہیں خوب آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ مراسلت نویس نے اس میں اس امر کو کھول کر بیان کیا ہے کہ اس مدعا کے لئے گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیجنا کبھی بھی اس صدمہ کی تلافی نہیں کر سکتا جو اوس شوخ مولف نے تالیف کتاب اور اسکی ایک ہزار جلدیں مفت تقسیم کر کے مسلمانوں کو پہونچایا۔ اخبار مذکور کا کارسپانڈنٹ اس امر پر بھی زور دیتا ہے کہ میاں محمد حسین بٹالوی کو ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان دینے کی کیا ضرورت تھی۔ اور پھر اب ایسی کتاب کا جواب دینے کے لئے سب سے اوّل اونہیں کو طیار ہونا چاہیے۔ الغرض ایک مراسلت میں اوس رنج و تکلیف کا اظہار کیا ہے جو امہات کی بد ذات مسلمانوں کو پہونچ سکتی، ممکن تھی اور جو بہر میموریلز کے بھیجنے پر مستزاد ہو سکتی تھی۔ یہہ درد اور بھی بڑھ گیا ہے جب سے کہ ایسے خیر خواہاں مذہب کو یہہ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اس میں کچھہ دخل نہیں دے سکتی۔ اس میں کچھہ شک نہیں کہ اس سے سخت رنج پہونچ چکا ہے مگر گورنمنٹ کا جواب ہر پہلو سے بے لاگ اور انصاف پر مبنی ہے بلکہ ایک پہلو سے مسلمانوں کے لئے مفید کیونکہ اب اونکو یہہ موقع حاصل ہے کہ وہ جواب شایع کریں۔ چنانچہ وہ وقت آیا ہے کہ اسلام کا سچا ہمدرد و مجدد الوقت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی عیسائیوں کی ۶۰ سالہ کوششوں پر کسر صلیب کے لئے پانی پھیر دیگا۔ اور اون جملہ اعتراضات کا جواب نہایت معقولیت اور تہذیب سے دیگا جو آجتک ناعاقبت اندیش عیسائی مصنفوں نے اپنی مختلف تحریروں میں کئے ہیں اس سے پیشتر کہ ایسی کتاب تالیف ہو جناب مرزا صاحب ممدوح ابلاغ اور اتمام حجت کی خاطر البلاغ یا فریاد درد نام ایک مفصل اشتہار جو ایک خاصی کتاب ہے شایع کریں گے۔ اور جو عنقریب انگریزی اور اردو میں شایع کی جائیگی البلاغ سعادت مندوں اور پست فطرتوں میں ایک امتیاز قایم کر دیگی۔ کیونکہ صاف دل اور کشادہ خاطر لوگ اوسکی امداد کے لئے ہمہ تن طیار ہو جاویں گے اور خود بین ناقدر شناس اوراوسکی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا چاہیں گے مگر خلوص اور نیک نیتی اور ایک کام کا محض لوجہ اللہ کرنا کبھی بھی اوسکے کرنے والے کی راہ میں رکاوٹوں کو مایل نہیں ہونے دیتا۔ ہم کو نیک نیت اور نیک طینت مسلمانوں سے جو امہات اور دوسری ایسی ہی کتابوں سے صدمہ اوٹہائے ہوئے ہیں کامل امید ہے کہ وہ نہایت اضطراب اور اشتیاق سے البلاغ کا انتظار کر رہے ہونگے۔

سنگہ سبہا امرت سر | یہہ ایک خالصہ پنتھ کا اخبار ہے اور اسکا ایڈیٹر اور مالک ایک پکا خالصہ ہے وہ اپنے ۳۰ر مئی ۹۸ء کے اشو میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے میموریل اور جناب مرزا صاحب کے میموریل متعلقہ تصنیف احمد شاہ ڈاکٹر پر رائے زنی کرتا ہوا مرزا صاحب کی رائے کے صایب اور بردست ہونے کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اوس پر صاد کرتا ہے انجمن کی کمزوری کا اظہار کرتے ہوئے یہہ بھی کہا ہے کہ جناب مرزا صاحب لیڈر بننا چاہتے ہیں یہہ سنگہ سبہا کا ایک غلط خیال ہے کوئی آدمی خود لیڈر بننے سے بن نہیں سکتا۔ اگر ایسا ہو تو شائد ہر لیڈر و اور مقتدیوں کا امتیاز ہی مشکل ہو ہر ایک شخص بجائے خود ایسی آرزو کر سکتا ہے لیڈر اور پیشوا وہی ہو سکتا ہے جسکو خدا تعالیٰ یہہ منصب جلیل عطا کرے۔ لیڈرشپ دنیاداروں کے دینے اور نہ اپنی سعی سے حاصل نہیں ہو سکتی جناب مرزا صاحب کو اگر محض حصول امتیاز کی خواہش ہوتی تو وہ انجمن حمایت اسلام کی شتاب کاری کی تائید یا سید احمد خان والی پارٹی کی کسی امر میں تائید کر دیتے۔ مرزا صاحب کے سلطان القلم ہونے میں تو کسی کو عذر نہیں پھر اگر ایسی خواہش اونکے دل میں مرکوز ہوتی تو وہ پولیٹیکل دنیا میں ایک بڑا ایڈیٹر اور مشیر ہو سکتا تھا۔ ندوۃ العلماء یا اور ہیچ قسم سوسائٹیوں میں محترم عالم ہو سکتا تھا۔ تکفیر کے فتوے اوس کے لئے اور اوسکی جماعت کے لئے کیوں طیار ہوتے۔ مرزا صاحب کو دنیاوی عزت اور بے عزتی کے معنے ہی سمجھہ میں نہیں آتے اس لئے اوسکی زبان قلم اور قلم زبان کسی کی بیجا رعائت اور طرفداری میں کچھہ بول ہی نہیں سکتی وہ عزت اور بزرگی اوسی کو جانتا ہے جو خدا تعالے کیطرف سے دیجاوے اور خدا تعالے نے اوسے ممتاز کیا۔ پر نادان قوم چاہتی ہے کہ اوسکی نہ مخالفت کرے جو اوسکی خام خیالی ہے۔

ست دہرم پرچارک | آریہ سماج کا آرگن خصوصاً مہاتما پارٹی کا اخبار ہے وہ اپنے ۱۵ جیٹھ کے اشو میں امہات کے جواب کے متعلق جناب مرزا صاحب کی رائے کی وقعت کو تسلیم کرتا ہے اور اپنی عادت کے موافق بے معنی طور پر چند نکتہ چینیاں بھی کرتا ہے جسکا مختصر سا جواب ہم سنگہ سبہا والے ریمارک میں دے آئے ہیں امہات کو شایستہ سمجھنا یہہ پرچارک ہی کی فوش فہمی ہے۔ اور کیوں نہو جنکے ہاں نیوگ جیسا حیا سوز مسئلہ اعلیٰ درجہ کی شائستگی سمجھا جاتا ہو وہ اگر گالیوں کو شائستہ نہ لکھیں تو اور کون آکر کہے کیا نیوگ کے ماننے والے ارباب نشاط کو بھی عاملان نیوگ سمجھہ کر پوتر اور وید مقدس کی عظمت قایم کرنے والا گردانتے ہیں۔

ایک پادری صاحب کی کوتاہ اندیشی

ہندوستانی لکھتا ہے کہ جسقدر جسمانی تکالیف اس عرصہ میں ہندوستانیوں کو برداشت کرنی پڑیں اونسے ہمارے مشنری دوستوں کو وعظ کا بہت موقع ملا ہے

ہم اس موقع سے فائدہ اوٹھانے کے خلاف نہیں ہیں کیونکہ مصیبت ہی کے وقت انسان کے دل پر وہ سچائیاں نقش کیجا سکتی ہیں جو عیش اور آرام کے زمانہ میں اثر نہیں رکھتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ملک کی بداعمالی ہی ایک کے بعد دوسری مصیبت ہمارے سر پر نازل ہوتی ہے اور ہماری یہ بدبختی ہے کہ مصیبت کے زمانہ میں بھی گھڑی بھر ہم لوگ اپنے اعمال کی درستی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں مگر کسی عیسائی مشنری کو اسکا موقع نہیں ہے کہ وہ ہندو مسلمانوں کو طعنہ دے اور گورنمنٹ پر حرف رکھے کہ یہہ آفات گورنمنٹ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں کہ اوسنے مشنریوں کی پلٹن کو آزادی سے کل ہندوستان کو عیسائی نہیں بنانے دیا۔ لیلی صاحب ریورنڈ جنٹلمین ہیں چرچ آف انگلینڈ کے نوکر ہیں آپ خزانہ ہند سے تنخواہ پاتے ہیں اونکی زبان سے گرجا گھر میں بیٹھکر گذشتہ سے پیوستہ یکشنبہ کو وہ الفاظ نکلے جو اگر کسی مولوی یا پنڈت کی زبان سے نکلتے تو ضرور وہ باغی قرار دیا جاتا پادری صاحب نے باواز بلند کہا کہ طاعون ہندوستان میں گورنمنٹ ہند کے گناہوں سے پھیلا ہوا ہے کہ وہ مذاہب کے معاملہ میں غیر طرفداری کی پولیسی پر عمل کرتی ہے غیر طرفداری اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ پادریوں کو موقع تک نہیں ملتا ہے کہ وہ عیسائی مذہب کی تعلیم کی اشاعت تک کر سکیں عیسائیت کی طرف سے گورنمنٹ کی ناشکرگزاری کی سزا ہے۔ خدا نے ہندوستان عیسائی سلطنت کے اس غرض سے سپرد کیا کہ اسکی عظمت کا فردوں کی زمین پر قائم کی جاوے مگر بجائے اپنا فرض ادا کرنے کے گورنمنٹ گنہگاری بڑھنے کی اجازت دیتی ہے یہہ وعظ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں ان صاحب کا ہے جو روحانی تعلیم دینے کے لئے گورنمنٹ کے تنخواہ دار ہیں اور گورنمنٹ ہند ہی خزانہ سے روپیہ بھی ادا کرتی ہے۔ پادری صاحب کے جذبات کا اندازہ اونکی اس مختصر سی کوٹ کردہ تقریر سے ہو سکتا ہے اللہ اللہ یہہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری گال پھیر دینے کی تعلیم دینے والے روح القدس کے بہر پور ہونے کے مدعی پادری صاحب کی تقریر ہے جو دوسری طرف اسلام کو بالسیف پھیلا ہوا مذہب قرار دیتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ ہند ایسی متعصب اور بے لگاؤ گورنمنٹ نہ ہوتی اور عنان سلطنت حضرات پادری کے قبضہ میں ہوتی تو بمشکل ایک متنفس بھی اپنے مذہب و ملت پر قائم رہ سکتا۔ پادری صاحب دراصل گورنمنٹ کو اوسکا حق نمک ادا کرنے کے لئے یہہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بے رو رعائیت پولیسی کو چھوڑ کر متعصبانہ پولیسی اختیار کرے کیا یہہ لوگ گورنمنٹ کے ہوا خواہ ہو سکتے ہیں خدانخواستہ اگر گورنمنٹ اونکی بات مان لے (جو بالکل ناممکن ہے) تو پھر ہندو و مسلمانوں یا دیگر مذاہب کے پیرووں میں کیا بددلی نہیں پھیل سکتی۔ سچ مچ پادری صاحب صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں کی پیشگوئی اب اپنی ذات سے پوری کر دکھانا چاہتے ہیں۔ تاکہ پدر نتواند پسر تمام کند۔ گورنمنٹ کو ایسی تقریروں پر پورا ایکشن لیا چاہئیے پادری صاحب کی کوتاہ اندیشی پر جسقدر لکھا جاوے کم ہے۔ گورنمنٹ محسنہ کے گناہوں سے رعایا کو کیا تعلق! اصل بات یہہ ہے کہ طاعون رعایا کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے جو طرح طرح کے فسق و فجور اور ناشکریوں میں مبتلا ہے۔ اب پادری صاحب موصوف نے ایسی محسن اور عادل گورنمنٹ کی ناشکری کی ہے خدا پسند نہیں کرتا یہہ انسانی طغیان اور سرکشی کے نتیجے ہیں۔ خدا تعالے کا خوف دل سے اوٹھہ گیا ہے محسن کشی کو بھی ایک وصف سمجھا جاتا ہے ہمارے دل سے یہی دعا ہے کہ خدا تعالے ایسی بے لاگ گورنمنٹ کو ہمیشہ یہی توفیق دے رکھے کہ تعصب اور طرفداری اوسکے پاس تک نہ پہونچے۔ اور ہندوستان کے باشندوں کو وہ مسلمان ہوں یا ہندو عیسائی ہوں یا کوئی مناسب ہے کہ اوسکی شکرگزاری میں ہمیشہ رطب اللسان رہ کر اوسکی دی ہوئی آزادی سے سچا فائدہ اوٹھائیں اور اپنے اعمال اور افعال میں پاک تبدیلی پیدا کریں اور خدا تعالی سے صلح کریں تاکہ نادان پادری کو اپنی کوتاہ اندیشی کا ثبوت مل جاوے کیونکہ یہہ یقینی امر ہے کہ سچی طہارت اور پاکیزگی۔ اور پاک تبدیلی اس اخبر من السماء کو دور کر دیگی انشاءاللہ

(ایڈیٹر)

وبائے طاعون کے متعلق مرزا صاحب کی خدمات

وبا طاعون کے متعلق جو خدمات جناب سیدنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے کی ہیں اونکا اعتراف پنجاب گورنمنٹ نے بذریعہ مراسلہ خاص فرمایا ہی اور ایسا ہی لاہور کے سول ملٹری گزٹ روزانہ اخبار نے بھی ایک نوٹ میں ان خدمات کا اعتراف کیا ہی۔ ہم نے مفصل طور پر اس مضمون پر اگلے اشو میں ایک ریمارک کیا ہی جسمیں گورنمنٹ عالیہ کی چٹھی اور سول ملٹری گزٹ کا ریمارک بھی ترجمہ کر کے چھاپ دیا ہی۔ اس موقع پر اپنے معزز و مقتدر ہمعصر وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ کے اوس مختصر سے ریمارک کو شایع کر دینا بھی ہم قرین مصلحت سمجھتے ہیں جو ہمعصر موصوف نے ۱۷ جون ۹۸ء کے اشو میں جناب مرزا صاحب کی خدمات طاعون پر کیا ہے ہم کو دوسرے بھی خواہان ملک و قوم سے بھی امید ہونی چاہیئے کہ وہ ایسے مفید گورنمنٹ و پبلک امور کو اپنے اخبارات میں ضرور درج کریں گے ہمعصر موصوف لکھتا ہے

طاعون کے قواعد۔ طاعون سے بچاؤ کے لئے جو مناسب تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے فرمائی ہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب اور انکے رفیق حکیم مولوی نورالدین صاحب دل سے پسند کر کے ظاہر کرتے ہیں کہ ان تجاویز پر عمل کیا جانا اسلام کے مذہب کے رو سے ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے اگر ہندوؤں کے لیڈر بھی ایسے ہی خیالات ظاہر کریں اور ایسے خیالات ملک میں پھیلائیں تو پھر کوئی بھی برائی پیدا نہو اور مسلمان اور ہندو خیر و شکر کی صورت پیدا کریں"۔

ہمعصر وکٹوریہ پیپر کو معلوم رہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی کثیر التعداد جماعت اور جناب ممدوح ہر دم اس امر میں کوشاں ہیں کہ ان تجاویز کی خوبیاں اور فوائد عام لوگوں کے ذہن نشین کئے جاویں چنانچہ اسکے لئے مناسب طریق استعمال کئے جاتے ہیں اور مرزا صاحب اور اونکی جماعت اپنا فرض سمجھتی ہے کہ اس معاملہ میں گورنمنٹ اور پبلک کی مدد کرے۔ (ایڈیٹر)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر — نہ رہے کوئی لاولد مضطر
یعنی ہے حق میں ہر بشر کے بسر — لعل دُرِ یتیم سے بڑھ کر

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرت سر

اظہار بشارت

ناظرین یہ طرز اشتہار و ایسا دیسیاری کا حصہ اطمینان کرسکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہار والے جو طبیب ہیں۔ نہ اگر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں جیسے خواہی انشاء اللہ راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

معیار صداقت

بلا شرطیہ علاج صرف قیمت دوائی کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بخشی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ حرجانہ ادا کرتا ہوں صحت کے تعطل و اولاد کے آرزو مند وقت ہاتھ سے جانے دو۔ فضل خدا اولاد کی منادی ہے علم مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۳۴ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی بات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات اولاد و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سب حد پانچ انگشت یکساں نہ کرو۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار دیا ہے کہ اولاد وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کو مقدور والے عرف خرچ مندرجہ ... اور (۲) تو نگر ... دو چند دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرط پیشگی اندانی ایک ماہ علاوہ خرچ دوا ... رسید مستقلی ہے۔ اگر میعاد مقررہ اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد ... شرطیہ بیدالیس نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے برضا مندی طرفین امانت رکھیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اسپر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہر جانہ حرمانہ حسب قرار داد قبول فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ کر جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تو تحقیق کر لو۔ مراد پالے دینا کو گواہ۔ فرزند نرینہ لاکھوں ہزار ہے جو اس لعل سے محروم نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ سو برباد ہو۔ سچ ہے کہ جس کا تم نہیں نام و نشان ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد مع فہرست ہر قسم مفصل ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور خشکی دلی مراد پائی۔ ملاحظہ فرمائیے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملفوفہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

رقم پیشگی	نام مرض	نمبر	رقم پیشگی	نام مرض	نمبر	رقم پیشگی	نام مرض	نمبر	رقم پیشگی	نام مرض	نمبر
عہ	نل اترنا	۲۸	عہ	سودہ	۹	صہ	قولنج دوری	۱۰	عہ	جسکے اولاد نہ ہو	۱
صہ	طول و عرض و عمق کوزہ	۲۹	عہ	ہچکی	۲۰	صہ	سوزاک	۱۱	صہ	جسکے اولاد ہوکر مرجائے	۲
عہ	جذام سالانہ	۳۰	عہ	ناسور	۲۱	عہ	سرعت	۱۲		جسکے لڑکیاں لڑکا نہ ہو	۳
عہ	نزلہ و زکام	۳۱	صہ	بواسیر خونی و بادی	۲۲	عہ	جریان	۱۲	صہ	جسکا حمل ۳، ۴، ۵ ماہ گرجائے	۴
عہ	تسہیل ولادت	۳۳	عہ	ادھرنگ	۲۳	صہ	غلط کاری	۱۴	عہ	کمزوری	۵
عہ	... مجرب	۳۳	عہ	ضیق النفس	۲۴	عہ	گنٹھیا	۱۵	صہ	مرگی	۶
عہ	[illegible]	۳۴	صہ	ایچھا	۲۵	صہ	سفیدی آنکھ	۱۶	عہ	تپ دق	۷
عہ	ضعف ہضم	۳۵	عہ	آتشک	۲۶	عہ	ضعف بصر	۱۷	صہ	ضعف باہ	۸
عہ	سرسام	۳۶	عہ	آتشک کل بدن	۲۷	عہ	سبیل	۱۸	عہ	ضعف جگر	۹

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی ...

ممیرے کا سُرمہ مؤثر

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھندھ۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس عہ روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۱ہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل مرض کیلئے تو بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیدا کرنا چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بسانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اثر دیوی عمر ۵۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ انکی بینائی اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان [illegible] کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پلیشنر و گزریٹیڈ [illegible] لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ جناب پروفیسر میا سنگھ تسلیم بصد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا۔ جسنے بہت ہی اثر دکھایا یعنی ایک دوکاندار سے وہ لال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ وہ بسبب تپلی پر ہونے کے ہونے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دو ماہ کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بصد شکر گزاری خوشی طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور جو [illegible] نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر عام و خاص خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ کو منت ہے خواص و عام جملہ تعلق تاکید کرتا ہے کہ [illegible] مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض [illegible] اس [illegible] سُرمہ ممیرہ کے استعمال [illegible] [illegible] کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔

راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ سپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔ دستخط سردار صالح محمد خان ترانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی [illegible] ترکستان۔ ۲۔ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں بماہ مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب [illegible] قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۸ و ۱۹ قادیان دارالامان مورخہ ۶ - ۱۳ جولائی ۱۸۹۸ء جلد اول

مکتوبات امام الزمان نز

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحکم ۱۲ و ۱۳ پڑھا موجب رحمت ہوا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگر اخبار چھپنے کے بعد فوراً ہمیں پہنچ جایا کرے۔ تو موجب مشکوری ہو۔ کیونکہ اسکا طبیعت کو ہمیشہ انتظار رہتا ہے۔ ایک فارسی خط حضرت اقدس کا جو کہ مجھے برادر ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ سے ملا ارسال خدمت کرتا ہوں۔ تاکہ درج اخبار کر کے اپنے لئے اور ہمارے لئے توشۂ ثواب جمع کریں۔

محمد صادق لاہور

وہو ہذا

بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
عنایت نامہ آں مخلص رسید۔ واضح باد۔ کہ فتح باب رحمت الٰہی بہ یک طریقہ نیست۔ کسے را بہ روزہ و نماز مے کشند و دیگرے را بہ صدقہ و خیرات یا بہ عملے دیگر راہ مے دہند۔ غرض وسائل قبولیت بہ حضرت احدیت مختلف افتادہ اند و ایں احقر بہ تائید دین و قلع و قمع مذاہب شیاطین مامور است و ہم دریں کار و خدمت لذت و کشائش مے یابد و ہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست مے دارد۔ و میخواہد کہ زاہدان کوتہ بیں کہ بہ دلق خود سرد کار مے دارند۔ و از غریقان ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند و از بہر اعلاء کلمۂ اسلام جان و مال و عزت و آسائش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادت است۔ بفکر خود مبتلا ماندن۔ و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نا اہلی است۔ پس کار ہمیں است کہ ذکر یافت و ہم بدیں ماموریم۔ و خوشنودیم و ہر کہ ہمراہ ما قدم زن[illegible] و حقیقی نہ ماند کہ مارا ہمیں خدمت سپردہ اند کہ مخالفین دین متین بمناظرہ و مجادلہ کنیم و بریشان محبت الٰہی باتمام رسانیم و کسیکہ چنیں سیرتے و خصلتے ندارد گو زاہد باشد یا عابدے یا گوشہ نشینے یا چلہ کشے او را با مناسبتے ندارد و از ما نیست۔ و کل حزب بما لدیہم فرحون۔ و من لم یعرف اللہ لم یعرف فیہ

محمد صلی اللہ علیہ و سلم۔ غلام احمد

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر چہارم

(سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ و ۱۳)

سورۃ البقرہ رکوع دوم

جیسا ہم نے نمبر سوم میں ذکر کیا اس رکوع میں منافقوں کا ذکر شروع ہوا ہے۔

اقسام نفاق نفاق دو قسم کا ہوتا ہے اوّل اعتقادی دوم عملی

اعتقادی نفاق تو یہ ہوتا ہے کہ جو اعمال اور

اور افعال زبان اور دیگر جوارح سے بطرز مومن صادر ہوتے ہیں ان کا یقین دل میں قطعاً قطعاً نہیں ہوتا یا اللہ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دل سے ایمان نہیں لاتا۔

نفاق عملی یہ ہے کہ بات بات میں جھوٹ۔ اور وعدہ کرے تو وعدہ خلافی۔ امانت میں خیانت کرے معاہدہ کرے تو غداری کرے۔ اور لڑائی میں غلیظ گالیاں دے۔ عشاء و فجر کی نماز میں عموماً سست ہو۔ عام طور پر نماز میں ج... ہے اور صدق نیت سے شامل نہ ہو۔ بلکہ نمائشی اور ریاکاری کے طور پر۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دل چرائے۔ کوئی دوسرا بھلا کام کرے خواہ وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اس میں نکتہ چینی کرے۔

نفاق کیوں پیدا ہوتا ہے تفصیلی طور پر اگر اس پر لکھا جاوے تو یہ بجائے خود ایک مضمون ہے اور نوٹ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لئے مختصر طور پر یہی ہے کہ نفاق غالباً اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کر کے اُس کے ایفاء میں سستی کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص کمی تدبر سے بول اٹھے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی وعدہ نہ کیا جاوے تو نفاق پیدا ہی نہ ہو؟ ہاں یہ بات کسی حد تک معقول ہے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت وعدے نہ کئے جاویں یہ ذکر تفصیل کے ساتھ انہیں نوٹس میں اپنے محل پر آئیگا مگر انسانی فطرت اپنی نوعیت میں اللہ کریم سے ایک عظیم الشان وعدہ قالوا بلیٰ کہہ کر کر چکی ہے جس کا ذکر ہم نے عہد میثاق والی مضمون میں کیا ہے۔ پس ہر مومن متنفس کو از بس ضروری ہے کہ اس وعدہ کی ایفاء کی طرف توجہ کرے اور اس وعدہ ربوبیت میں جو ست ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ بتوفیق الٰہی اپنے مقام پر آئیگا۔

واذا قیل لھم کے معنے ہیں جب کبھی ان کو کہا گیا۔ اس جملہ پر معترض اعتراض کرتے ہیں کہ کہنے والے کون ہیں پس خوب یاد رہے کہ کہنے والے کافر ہی ہیں یعنے کافر ہی اُن سے کہتے ہیں کہ تم کیوں یکسو ہو کر امن قائم نہیں کرتے۔ اور اس قسم دو دلی کر فساد پیدا کرتے ہو۔ مگر وہ مریض دل اس کا نام اصلاح رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو مصلح کل کہنے والے اور

با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام کا ورد کرنے والے لوگ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں **الا انھم ھم المفسدون** خبردار وہ مفسد ہیں **ولکن لا یشعرون** مگر وہ خیال نہیں رکھتے۔ یا خیال نہیں کرتے یا ذرا بھی عقل نہیں رکھتے چونکہ فساد عقل سے دریافت ہو سکتا ہے اس لئے یہ اس ابلغ اور افصح ترتیب قرآن کی خوبی ہے کہ اس جگہ **لا یشعرون** کا لفظ فرمایا کہ اگر ان کو ذرا بھی عقل ہو تو وہ اپنے مفسد ہونے کو سمجھ لیں اور آگے چونکہ تصفیہ مذہب ہے یعنے **ایمان** کا اس لئے **و اذا قیل لھم امنوا** کے مقابل میں فرمایا **ولکن لا یعلمون** مگر وہ علم نہیں رکھتے اگر وہ علم رکھتے تو ایمان اور نفاق میں تمیز کر سکتے + چونکہ عقل اور علم وہ کھو چکے ہیں پس نہ وہ مومن ہو سکتے ہیں اور نہ حقیقی معنوں میں مصلح۔ ان دونوں آیتوں پر کمال غور کے بعد یہ فتوے لگا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ منافق نہ تو عقل صحیح رکھ سکتا ہے اور نہ حقائق الاشیا کا علم حقہ ہی اُسے نصیب ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُسے نہایت خلجان اور اضطراب میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے (**اللھم احفظنا من شر النفاق**)۔

شیطان کا اشتقاق دو لفظوں سے پایا جاتا ہے۔ یا تو **شطن** سے بمعنے دوری اور یا **شیط** بمعنی ہلاکت سے پس ہلاکت اور نامرادی کی راہیں بتلانے والے اور اللہ تعالیٰ سے بُعد اور حرمان کی طرف لیجانے والے۔ ناپاک لوگ بھی شیاطین کہلاتے ہیں اور ایسے افعال اور اعمال بھی جو ہلاکت اور دوری الٰہی کا موجب ہوں شیطانی کرتوت کہلا سکتے ہیں۔

اللہ یستھزء بھم و یمدھم فی طغیانھم یعمھون یعنی اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اور اُن کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے اور وہ اس ترک حدود میں اندھے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاک ذات استہزا سے پاک ہے۔ مگر ہر ایک صفت اللہ تعالیٰ کی اپنے اندر ایک خاص شان اور کمال رکھتی ہے۔ **اللہ یستھزء بھم** کی تفسیر **یمدھم فی طغیانھم یعمھون** ہے۔ یعنے سرکشی اور ترک حدود اللہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آنکھیں رکھ کر بھی عجائبات الٰہی کے مستفید

نہیں ہو سکتے اور ... خوشی نہیں پا سکتے ... کی ... پر لوگوں کو ... اور استہزاء کا انعام دیتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا استہزا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی باتوں پر استہزا لوگوں ہی کے سامنے کرتے ہیں پس جن کے سامنے وہ آیات اللہ کی تضحیک کر کے اُن کو خوش کرنا چاہتے اور آپ اس استہزا سے ایک وہمی اور خیالی انتفاع چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنہی لوگوں کو اُن پر ہنسانا اور تضحیک کا وقت دیتا ہے۔

اولئک الذین اشتروا الضللة بالھدی یہ منافق وہ لوگ ہیں جو ہدایت کی بجائے گمراہی خریدتے ہیں یہ لوگ بھی دو قسم کے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ آگے دو جداگانہ مثالوں سے اُن میں امتیاز کریگا۔

ہدایت کے معنے کیا ہیں ہدایت کی چار معنے ہیں۔ اول وہ خواص طبعی ہدایت کہلاتے ہیں جن کے ذریعے سے کائنات کا ہر ذرہ ذرہ اپنی فطرتی اور ذاتی کام میں لگا ہوا ہے جیسے آنکھوں کا کام دیکھنا ہے وغیرہ یہ خواص طبعی ہیں یا شہد ضرور میٹھا ہوتا ہے۔ وغیرہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **کل شیء خلقہ ثم ھدی** یعنے ہر ایک چیز کو پیدا کر کے خاصہ طبعی بھی رکھا ہے۔ یہ ہدایت بجز اللہ تعالیٰ کے جو خالق کل شی ہے ممکن نہیں۔ **دوم** ہدایت کے معنے **دعوت الی الحق** کے ہیں جن کا جاننا اول شرط ہے اس لئے تعلیم حقہ کے لئے سب سے پہلا معلم تو فطرت انسانی عام کی ساخت اور پھر اس میں وہ نور قلب۔ ودیعت کیا ہوا ہے جو نبوت کا ظل کہلا سکتا ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کا پاک وجود چونکہ ان سب ذریعوں کا بہم پہنچانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت اور اُس کے ہی فضل پر موقوف ہے لہذا فرمایا **ان علینا للھدی** و **انک تھدی**۔ **سوم** پہلے کاموں کے بعد ان میں منازل ترقی طے کرنا بھی ہدایت ہے اور یہ جیسا ہم پہلے کسی نمبر میں بیان کر آئے ہیں ایک عام اٹل قانون پاتے ہیں کہ جس طاقت سے کام لیں گے وہ بڑھے گی پس اچھے کام کرنے پر زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور اس ہدایت کا نام توفیق ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ **والذین اھتدوا زادھم ھدی** جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں اُن کے لئے پہلے کاموں کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ **چہارم** اعمال

صالحہ کے نتائج حسنہ کے بعد جو خوشی حاصل ہوتی ہے اُسے بھی ہدایت ہی کہتے ہیں۔ جیسے یھدیھم ربھم بایمانھم تجری من تحتھا الانھر یعنے جب ایمان سے کوئی کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کی راہ دکھاتا ہے پس اب ہدایت کے معنوں پر غور کرنے کے بعد اشتروا الضللۃ بالھدے کے معنے بالکل صاف نظر آتے ہیں کیونکہ انسان جب کہ فطرتی طور پر اپنی عام جسمانی پرورش وغیرہ میں ہدایت پر چلتا رہا ہے پھر جب بالغ ہو کر اُس ہدایت سے منتفع ہونیکا وقت آتا ہے تو وہ دین قوم کو چھوڑتا ہے اب اُس پرانی ہدایت کے جو نتائج حسنے واسطے مترتب ہونے تھے اُن کی بجائے بُرے نتائج پیدا ہونے لگتے ہیں۔ پس یہی بالہدایت اشتروا الضلالۃ ہے۔ کیونکہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو حاصل کیا۔ باقی آئندہ۔

اسلامی خبریں

شاہزادہ فرڈننڈ پاشا والی بلگیریا معہ بیگم اپنے آقاے نامدار امیر المومنین کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرنے کے لئے ۲۵ ماہ گذشتہ کو آسٹریا کے بندر ٹریسٹ سے براہ سمندر قسطنطنیہ وارد ہوا۔ گھاٹ پر دربار ہمایوں کے دو اعلیٰ افسر استقبال کے لئے موجود تھے جن کے ساتھ شاہزادہ اور اس کی بیگم جہاز سے اُترتے ہی محل یلدز سرا کو گئے فرڈننڈ پاشا عثمانیہ مشیر کی وردی زیب تن کئے ہوئے تھا۔ محل پر پہنچنے پر امیر المومنین نے دونوں سے مناسبطہ ملاقات کی۔ بعد ازاں وہ محل میر عاصم کو جو محل یلدز سرا کی چار دیواری کے اندر ہی ہے چلے گئے۔ اور وہاں فروکش ہوئے۔ شام کو انہیں محل ہمایوں میں شاہانہ دعوت دی گئی جس میں وزیر اعظم اور سلطانی خاندان کے کئی ارکان شامل تھے۔ ۲۷ مئی کو سلاملق کے بعد دونوں جانے کی اجازت لینے کے لئے بہر خدمت شاہی میں حاضر ہوئے سلطان المعظم اپنے باجگذار اور اُس کی خاتون سے نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور وہ دونوں شام کو بذریعہ ریل قسطنطنیہ سے صوفیہ کو روانہ ہو گئے۔

ٹائمز کے قول کے برخلاف ترکی سفارت کو سینٹ پیٹرزبرگ میں پوری کامیابی ہوئی اور سلطان اُس کے نتیجہ سے ایسے خوش ہوئے ہیں کہ کہا جاتا ہے۔ کہ اُسی طرح کی ایک خاص سفارت سلطان نے دستخطی خط دیکر اب قیصر آسٹریلیا کے پاس بھیجی ہے۔ نوری بک نائب وزیر خارجہ پچھلے دنوں بغرض تبدیل آب و ہوا آسٹریلیا کے قصبہ کارلز باد گئے ہوئے تھے قصبہ مذکور کے چشمہ ہائے آب نمکیں نہایت مشہور ہیں وہاں اُن کی آسٹرین وزیر خارجہ کونٹ گوسوچکی سے ملاقات ہوئی اور آخر الذکر کی گفتگو سے اُن کو یقین ہو گیا کہ اگر سلطان المعظم آسٹریا میں خاص سفارت روانہ کریں گے تو اُس میں ناکامیابی نہیں ہو گی۔ چنانچہ اب باب عالی دول کے سفراء متعینہ قسطنطنیہ کی بجائے براہ راست دیگر یورپین فرمانرواؤں سے بھی نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔

از دفتر انجمن اسلام لنڈن۔ بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۷ء جلسہ انجمن اسلام لنڈن منعقد ہوا۔ مسٹر سید علی کریم میر مجلس تھے۔ مسٹر عبد العزیز خاں نے یہہ رزولیوشن پیش کیا۔ چونکہ ہم لوگوں کے بڑے بہی خواہ اور رہبر کی یادگار میں نواب محسن الملک بہادر اور دوسرے بہی خواہ قوم نے ایک فنڈ بنام سر سید میموریل فنڈ کھولا ہے۔ اسلئے انجمن اسلام لنڈن کو بھی لازم ہے کہ ایک چندہ میموریل فنڈ کی امداد کی غرض سے کھولے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ایسے عزیز اور بزرگ کی یادگار میں خاصکر جب کہ اس یادگار کا منشا مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم اور ترقی کا ہے ایک چندہ میموریل فنڈ مسلمانوں کی امداد کی غرض سے کھولا جائے۔

یہہ رزولیوشن مسٹر محمد ریاض الحسن صاحب نے سکنڈ کیا اور مسٹر حسن شرف الدین خلیل صاحب نے بڑے جوش سے سپورٹ کیا اور ممبران نے بڑی خوشی سے باتفاق رائے پاس کیا۔ یہہ خوشی کی بات ہے کہ جو ممبران حاضر تھے اُنہوں نے اُسی وقت بیس پونڈ کا وعدہ کیا۔ اور امید ہے کہ ایک معقول چندہ عنقریب جمع ہو کر ہندوستان روانہ کیا جائے۔

سید محمد طاہر بک مالک اخبارات معلومات عربی و ترکی قسطنطنیہ کے محلہ سیرا ایک ادغلی سے گذر رہے تھے کہ چند اشقیا ان کو لاٹھی کی سخت ضرب سے بیہوش گرا کر رفو چکر ہو گئے۔ ضرب کا مہلک ثابت ہو جانا ممکن تھا مگر خداوند کریم کے فضل و کرم سے ایسا نہوا اور اب سید موصوف کو بہت افاقہ ہے۔ اس عالی ہمت نوجوان کا دم بھی بسا غنیمت ہے۔

طرابلس الغرب (شمالی افریقہ) کے تازہ ترین اخبارات مظہر ہیں کہ وہاں کے محبان قوم و ملت عساکر سلطانیہ کے لئے ابھی تک گھوڑے پیش کر رہے ہیں۔ +

الطاف خسروانی۔ دولتلو غازی مختار پاشا کے فرزند نامدار بریگیڈیر جنرل (میرلائی) محمود بک مختار تبدیل آب و ہوا اور قیام صحت کی غرض سے وائینا کے راستے یورپ کو گئے تھے۔ وہ ابھی وائینا پہنچے تھے کہ عثمانی سفیر کو مابین ہمایوں سے تار پہنچا کہ محمود بک وہاں آتے ہیں وہ جیش عثمانی کے جلیل القدر افسران میں سے اور یکے از یاوران شاہی ہے جس ہوٹل میں وہ فروکش ہو۔ ہر روز وہاں اُس کے پاس جا کر اُس کی صحت کی خبر بلا ناغہ حلب لیت آپ کی خدمت میں عرض کرنے ہو۔

اس سے نہ فقط دولتلو غازی اور اُن کے فرزند کی قدر و منزلت بلکہ امیر المومنین کی سچی رعیت پروری اور اپنے وفاداروں کی قدر افزائی جیسی کچھ واضح ہو رہی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ بک موصوف خاندان خدیویہ میں بیاہی ہوئی ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و یونان میں جو شجاعت و لیاقت اُن سے ظہور میں آئی تھی۔ امید ہے ہمارے ناظرین کو وہ فراموش نہیں ہوئی ہو گی۔ +

شاہزادہ فرڈننڈ اور اُس کی بیگم نے جسکے سفر قسطنطنیہ کی کیفیت اوپر مندرج ہے سلاملق کے بازار یلدز سرا کا گشت کیا۔ اور سات سو پونڈ مالیت کی متفرق اشیا خریدیں۔ جنرل احمد علی یاور سلطانی اور غالب بک اڈیانوبل تک معزز مہمانوں کے ساتھ گئے۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ "شاہزادہ کے قسطنطنیہ جانے سے خفا ہو گیا ہے جو غالباً گیا بھی یہی جتانے کے لئے تھا کہ بلگیریا اُس کے ہاتھ میں محض کٹھ پتلی نہیں ہے اغلب غالب ہے کہ شہزادہ کو اب روس کے سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑیگا" مگر خود روسی اخبار نووستی سے اسکی تردید ہو رہی ہے۔ جو لکھتا ہے کہ شاہزادہ معہ بیوی فرزند ۲ جولائی کو سینٹ پیٹرزبرگ آئیگا۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۲

اوتر کر آنکھوں اور مُنہ میں پڑتی تھی۔ اس ہوا کے طوفان میں ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکا تیرہ یا چودہ سالہ عمر کا بڑی آسانی اور تیزی سے ہوا کے مقابل میں جا رہا ہے جس سے تعجب ہوا آخر کار نظر غور سے معلوم ہوا کہ اس نے خشکی پر ایک بادبان بنایا ہوا تھا اور اُس میں ہوا بھرنے سے وہ بلا کسی تکلیف کے صاف چل سکتا تھا اس لڑکے نے کرتے کا دامن پکڑ کر اوپر اُٹھایا ہوا تھا اور ایک چھوٹے سے بادبان کی صورت میں بنا کر اُس میں ہوا بھر لی تھی۔ اس کے دیکھا دیکھی ہم نے بھی اپنے کوٹ کا دامن پکڑ لیا اور اُسی طرح بنا کر ہوا بھری واقعی میں یہہ ایک ایسی ترکیب تھی جس سے چلنے میں بہ نسبت پیشتر کے نصف طاقت صرف ہوتی تھی آخر کار اسی طرح مقابلہ کرتے ہوئے ہم بندر کے کنارے پہنچکر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔

ممباسہ جانے کے لئے ہمارے ساتھ علاوہ سوقلیوں کے ایک ٹھیکدار صاحب بھی تھے جو اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ہمراہ ممباسہ لئے جا رہے تھے۔ ان کیساتھ ہمارا قدیمی تعارف ہونے کی وجہ سے اکثر ہر ایک کاروبار میں ہم اُن کے ساتھ ہی شریک تھے۔ چنانچہ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا اکٹھا ہی تھا ہم نے دو کشتیاں کرایہ کیں اور جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ جہاز چونکہ وزنی ہوتا ہے اس لئے بہت گہرے پانی میں کھڑا ہوتا ہے۔ کنارہ پر سے کشتیوں میں بیٹھکر مسافر جہاز میں سوار ہوتے ہیں۔

ہوا کی تیزی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں بھلا یہہ کب ممکن تھا کہ سمندر پر اپنا اثر نہ کرتی۔ ایک ایک لہر پہاڑ کی طرح اُٹھتی تھی اور کشتی کو اپنے ساتھ اُٹھا کر پھر نیچے لاتی تھی۔ اور بادبانی کشتیوں میں چونکہ ایک اور مصیبت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک ہی بازو پر جھک کر چلتی ہیں جیسا انسان ایک کروٹ لیٹا ہو اس لئے کل پانی ہوا کے زور سے کشتی کے اندر آ جاتا تھا۔ اگرچہ کشتی والوں نے حفاظت کے لئے سامان پر تیرپالین وغیرہ ڈال دی تھیں مگر تاہم کل سامان پانی میں بھیگنے سے محفوظ نہ رہ سکا بجز اُس کے جو خود اول ہی سے کسی ایسی محفوظ چیز میں لپٹا ہو جس سے پانی اثر نہ کرے بعض اوقات کشتی اس قدر ٹیڑھی ہو جاتی تھی کہ مسافر گرنے گرتے بچ جاتے تھے آخر خدا خدا کر کے کشتی جہاز سے آ لگی اور کل سامان جہاز میں رکھ کر ہر ایک نے اپنا اپنا بسترہ لگایا۔ بندہ نے بھی جہاز کے جنگلے کے ساتھ ایک سفری آرام کرسی بچھائی اور اُس پر توشک وغیرہ ڈال کر سونے کے لئے خوب گدگدا بنا لیا۔ ۴ بجے کے قریب جہاز نے لنگر اُٹھایا۔ ابھی آدھ گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ جہاز نے اپنا رنگ بدلا اور بازو کے بل اُس نے حرکت شروع کی چند ہی منٹوں میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ بصد مشکل آدمی جہاز کے تختے پر کھڑا ہو سکتا تھا دیکھتے دیکھتے پھر سمندر کا رنگ بدلا اور موجیں جہاز کے اوپر آنے لگیں۔ پھر کیا تھا جدہر دیکھو ہائے ہائے کی آواز شروع ہے۔ جو کچھ کھایا پیا تھا وہ معدہ باہر نکال رہا ہے۔ تمام تختہ قے سے بھر گیا ایک طرف کے مسافر لڑکتے لڑکتے دوسری طرف چلے گئے اور بیچارے ابھی سنبھلے نہ تھے کہ موج نے آ کر پھر ایک تھپیڑ مارا اور گر گئے اور لڑکتے لڑکتے دوسری طرف چلے گئے۔

ریلوے کے ان تین سو مسافروں میں بندہ بھی تھا اور ایک اوورسیئر صاحب بھی تھے ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ بھی تھیں سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی۔ کیونکہ اگر ان کو خبر ہوتی تو انتظام کر کے چلتے ناگہانی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ مستورات کا عالم جس پر تمام اسباب خوردنی۔ بسترہ۔ رضائی۔ تن کے کپڑے کا سمندر کے شور پانی میں تربتر ہو جانا۔ اور تربتر ہونا بھی ایک بار نہیں بلکہ متواتر موجوں کا اوپر پڑتا۔ غرضکہ سخت تکلیف تھی۔ ہندوؤں کے منہ پر رام رام۔ ہری ہری ہری۔ ہے نرائن اور مسلمانوں کے منہ پر کلمہ۔ اللہ کا نام۔ استغفار وغیرہ کلمات قدسیہ تھے۔ جو شخص جہاز کی چھت پر تھے اُن کے بسترہ و برتن وغیرہ پانی میں ایسے بہتے پھرتے تھے جیسے سخت بارش میں پانی کے زور سے گلیوں میں کوڑا کرکٹ بہتا پھرتا ہے۔ اور جو مسافر نیچے کی منزل میں تھے وہ سب اوندھے مُنہ پڑ پڑ کے اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر ہم کو اس مصیبت کی خبر ہوتی تو ہم اس بلا وقت پر تھوکتے بھی نہیں۔ قے کر کے تمام منزل نیچے کی بھری ہوئی تھی اور اسی میں بیچارے لت پت پڑے تھے۔ یہہ تو دیگر مسافروں کی حالت کا نقشہ تھا اب بندہ کی کیفیت سنو۔

جب جہاز کی حرکت بدتر ہوئی تو مجھے فکر ہوئی۔ کہ میں کہیں کرسی سمیت سمندر میں نہ لڑک جاؤں کیونکہ اس حالت کے موقعہ پر یہہ امر بعید از قیاس نہیں تھا بلکہ ممکن تھا۔ اس لئے میں نے ایک رسّی کھولکر اپنی کرسی کو جنگلے کے ساتھ مضبوط باندھ لیا۔ اور کرسی پر لیٹ کر ایک خیالی ساخت اور لقیہ جس کے اوپر بیٹھنے سے انسان پانی سے محفوظ رہ سکتا ہے اپنے اوپر لے لی۔ اور میں دوسرے لوگوں کی نازک حالت اور اُن کے پانی میں اِدھر اُدھر پھرنے سے کبھی تو ہنستا تھا اور کبھی دل میں ڈرتا تھا۔ چونکہ مجھ کو اول و دوسفروں میں کبھی ایسی مصیبت کا سامنا نہیں پڑا تھا اور جن جہازوں میں میں نے سفر کئے اُن میں یہہ حالت کبھی نہیں دیکھی تھی اس لئے دیکھ دیکھ کر غرق ہونے کے خیال سے بھی سہم جاتا تھا۔ آخر کار میری تدبیریں مجھے کامیاب نہ کر سکیں اور وہ دل جس پر مجھے بہت بھروسہ تھا میرا ساتھ چھوڑنے لگا۔ اور کرسی پر سے جہاں میں سر ذرا اونچا کرتا فوراً متلی شروع ہوتی اور قے کرنے کو جی چاہتا۔ ڈر کے مارے پھر کرسی پر لیٹ جاتا۔ آخر موجیں اس زور سے جہاز میں آنے لگیں کہ مجھ کو خطرہ ہوا کہ کرسی اور میں ان کے اوپر تیر سکتے ہیں۔ اور مبادا میں ایسی حالت میں کرسی سے الگ ہو کر پانی کے ساتھ جہاز سے باہر نکل جاؤں۔ میرا بسترہ اور کرسی اور رضائی وغیرہ سب بھیگ گئے تھے اور خیالی بیڑے بھی تھوڑی دیر ساتھ دیکر آخر دور سے سلام کر دیا ہوا تھا اس لئے میں نے حفاظت جان کے لئے پگڑیہ کسافہ سر سے اُتار کر اپنی کمر میں مضبوط باندھا اور پھوں کے دونوں سروں کو ایک آہنی ستون جہاز کے ساتھ باندھ دیا کہ میں تیرتا ہوا سمندر میں نہ جا سکوں ○ باقی آئندہ

سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

وبائے طاعون کے متعلق خدمات

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا دعوےٰ اوپر خواہ کتنی ہی لمبی چوڑے الفاظ میں کیا جاوے جب تک اُس کا عملی ثبوت نہ ہو۔ وہ کچھ ہستی اور حقیقت نہیں رکھتا۔ وباء طاعون کی قریباً عالمگیر مصیبت پر ہماری گورنمنٹ عالیہ نے جسقدر کوشش اہل ملک اس تکلیف سے بچانیکے لئے کی ہے احسان پرست لوگوں سے گورنمنٹ کے لئے ہر آن شکریہ اور دعائیں نکل رہی ہیں۔ ایسے وقت میں کہ جب ایک طرف آسمان اہل زمین کی ناکردنی حرکات پر غضب برسا رہا تھا اہل زمین بجائے اسکے کہ اپنے اعمال و افعال میں پاکیزہ تبدیلی کرتے یہی نہیں۔ کہ وہ اپنی بدکرداریوں میں مصروف رہے۔ بلکہ بعض دنے الطبع اور نادان لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وبا پر بے طرح نکتہ چینی کی اور بہلا کو پھیلایا یہاں تک کہ اکثر مقامات میں خوفناک فساد ہوگئے۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالےٰ کا قہر اور غضب کیوں نہ بھڑکے۔ جو اپنے محسن کے احسان کو بری نظر اور ناقدر شناسی کی نگاہوں سے دیکھیں۔ ہم اس مختصر سے مضمون میں گورنمنٹ کی تدابیر انسداد۔ پر کوئی ریویو نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہم کو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس پُر طوفان بے تمیزی میں جب کہ ایک طرف وبا طاعون زور سے پھیل رہی تھی اور رعایا سے زیادہ گورنمنٹ کو پریشان کر رہی تھی جو اپنی رعیت کے بچاؤ کے لئے بہت بے چین ہو کر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی تھی دوسری طرف کوتاہ اندیش اور محسن کش جاہل اُن تدابیر پر بری نگاہیں ڈالتے تھے اور محض فضول اور لغو اعتراضات مذہب اور سوسائٹی کے رنگ میں کرکے عوام کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے۔ اس پُر آشوب فتنہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیاں نے اُس سچی وفاداری اور ارادت کیشی کے جوش میں جو اُن کو فطرتی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ہے اور اُس سچی ہمدردی اور غمخواری سے جو وہ بنی نوع انسان سے رکھتے ہیں علے الاعلان **طاعون** کے ہیڈنگ سے ایک اشتہار نکال کر کئی ہزار مفت تقسیم کیا جس میں بتلایا گیا کہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد یہی نہیں کہ طبی **قواعد** اور حفظ صحت کے اصول پر مبنی ہیں۔ بلکہ معقول دلائل سے بتلایا کہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کا بھی یہی منشاء ہے! ورنہ صرف یہی بلکہ یہانتک بتلایا کہ شریعت اسلام بھی ایسے موقع پر ایسے ہی قوانین روا رکھتی ہے۔ اور اس اشتہار میں عام لوگوں کو پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ہدایت کی۔ کیونکہ اصلاح چال چلن اور خوش کرداری ایسی چیز ہے جو ہر ایک قسم کی بغاوت اور مردم آزاری کے راستوں کو بند کرکے سچی ہمدردی اور حقیقی سلامتی کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اور اوسی اشتہار پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ صدہا خطوط اس بارے میں لکھے۔ اور اپنے متبعین کو بہت تاکیدی خطوط کے ذریعہ اس امر پر بھی آمادہ کیا۔ کہ وہ اپنے ہمسایوں کو بھی خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان ان تدابیر انسداد کی خوبی اور عمدگی سمجھا دیں تاکہ ایسا نہ ہو۔ وہ نقصان اٹھائیں اور اس امر کی زیادہ ضرورت محسوس کرکے جناب ممدوح نے ایک عام جلسہ کرنا چاہا۔ چنانچہ عید اضحی کی تقریب پر ایسا جلسہ کرنے کا اعلان **جلسہ طاعون** کے عنوان سے دیا۔ اور دور دراز سے بہت سے احباب شامل ہوئے اس جلسہ کی اجمالی کیفیت ہمارے مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور شائع کر چکے ہیں! ور مفصل کیفیت ہم نے **الانذار** نام رسالے میں شائع کی ہے غرض اس جلسہ پر حضور نے نہایت ہی وضاحت سے وبا طاعون کی تدابیر انسداد کی خوبی پر بحث کی اور شرعاً اور عقلاً ان کے جواز پر تقریر کی۔ اس تقریر کے مفید اور غیر مفید ہونے پر ہم کوئی رائے دینا فضول سمجھتے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ عالیہ تک نے اس تقریر کو مفید ترین تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ اس جلسہ کے متعلق جو شکریہ گورنمنٹ کی طرف سے موصول ہوا ہے اوسکو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ اور صوبہ پنجاب کے مشہور و معروف انگریزی اخبار **سول اینڈ ملٹری گزٹ** لاہور نے جو ریمارک اوس پر کیا ہے اوس کا اندراج اس سے زیادہ موزون اور مناسب موقعہ ہے۔ کہ ہم کوئی رائے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بمصر جو گورنمنٹ محسنہ کا دست باز کہلاتے ہیں اس کو درج کردیں تاکہ اور لوگوں کو بھی ایسے عمدہ خیالات ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔ اس سے پیشتر کہ ہم اوس موعودہ مراسلہ مراسلت اور ریمارک کو شائع کریں۔ اس امر کا اظہار بھی غیر مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ جناب مرزا صاحب ممدوح نے اپنی کارگذاری متعلقہ طاعون کو یہیں تک محدود نہیں رہنے دیا۔ بلکہ کئی ہزار روپیہ کے صرف کثیر سے ایک دوائی بھی طاعون کے لئے طیار کی ہے۔ جسکو عنقریب ظاہر کریں گے۔ یہ دوائی بطور حفظ ما تقدم کے استعمال کی جاویگی۔ اور طاعون کی گلٹیوں کے لئے بھی ایک مرہم آپنے طیار کیا ہے۔ یہ وہ مرہم ہے۔ جو طب کی کتابوں میں مرہم الحواریین کہلاتا ہے۔ اور سیدنا مسیح علیہ السلام کے زخموں کے اندمال کے لئے طیار کیا گیا تھا۔ یہ بہت ہی مفید چیز ہے۔ اور جناب مرزا صاحب کی خدمات طاعون کا خاتمہ یہاں تک بھی نہیں ہوا۔ بلکہ **طاعون** کے متعلق جناب ممدوح نے ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ جو گو مخصوص بہ طاعون نہیں۔ لیکن اسکی تحریک وہی اشتہار **طاعون** ہوا تھا۔ اور اس لئے اوس میں **طاعون** کی ماہیت وغیرہ پر بھی بقدر ضرورت بہت مفید بحث فرمائی ہے۔ جو بہت ہی نافع ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اس رسالہ کا نام **ایام الصلح** ہے۔ جو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں عنقریب شائع ہوگا۔ اب ہم اوس شکریہ کی چٹھی کو پہلے درج کرتے ہیں! ور پھر سول ملٹری گزٹ لاہور کا اقتباس درج کریں گے۔

وهو هذا

منجانب ایچ جے مینارڈ صاحب بہادر جونیر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور
مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب من!

(۱) مجھے ہز اونر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں یہ ظاہر کردوں۔ کہ جناب ممدوح اوس جلسہ کے حالات (جو ۴ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں منعقد ہوا تھا) اور اوس تقریر کو (جو اس جلسہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے اون تدابیر انسداد وبا طاعون کے متعلق کی جو گورنمنٹ نے اختیار کر رکھی ہیں۔) پڑھ کر از حد محظوظ ہوئے۔

(۲) ہز اونر نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں جناب ممدوح کی طرف سے اوس امداد کا اعتراف کروں۔ جو اس جلسہ کے ممبران کی طرف سے گورنمنٹ کو ملی ہے۔

ز ہمارے احباب اور برادران دینی کے لئے بھی کس قدر مسرت کا مقام ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ جیسی قدردان گورنمنٹ اون کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے پیشوا اور امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر گورنمنٹ عالیہ کو ابھی مشکوری کا موقع دیں گے۔ ایڈیٹر

اقتباس از سول ملٹری گزٹ لاہور

اہل اسلام کا ایک معتدبہ جلسہ حال میں بمقام قادیان زیر اہتمام شیخ رحمت اللہ خان تاجر لاہور در اصل یہ جلسہ جناب **مرزا غلام احمد** صاحب رئیس اعظم قادیان کے اہتمام سے ہوا ہے۔ اور چونکہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے اس جلسہ کی روئداد شائع کی ہے۔ اس سے سول کو خیال پیدا ہوا ہے کہ شیخ رحمت اللہ کے زیر اہتمام سے ہوا ہے۔ ورنہ مہتمم اور متحمل مصارف اس جلسہ کے جناب مرزا صاحب ممدوح تھے۔ (ایڈیٹر الحکم) منعقد ہوا۔ **دفع طاعون کے لئے دعا ئیں مانگی گئیں**۔ اور ایک لیکچر جناب حکیم نورالدین صاحب نے اون تدابیر انسداد طاعون کی تائید میں دیا۔ جو سیگریگیشن وغیرہ طریق پر گورنمنٹ نے رفع وبا کے لئے اختیار کی ہوئی ہیں۔ یہ مغالطہ بھی ہمارے ہمعصر کو اوس روئداد جلسہ کے پڑھنے سے پیدا ہوا ہے۔ جناب حکیم نورالدین صاحب نے ایک جداگانہ تقریر کی تھی۔ جو خصوصیت سے ایک دوسرے دینی امر عظیم کے متعلق تھی۔ جو انسانی ہدایت اور اصلاح کے لئے مقرر ہے۔ اور وبا طاعون کے متعلق اور اوسکی تدابیر انسداد مجوزہ و معمولہ گورنمنٹ کے متعلق ایک مبسوط تقریر جناب مرزا صاحب ممدوح نے فرمائی تھی۔ جس کا اعتراف گورنمنٹ عالیہ کے مراسلہ میں ہے۔ یہہ **سلپ آف پین** ہے۔ ورنہ ایک فاضل ایڈیٹر ان امور کی طرف پورا لحاظ رکھتا ہے۔ بہرحال مطلب حاصل ہے۔ ہمارے کوتاہ اندیش مخالف اس مقام پر ذرا غور سے سنیں۔ جو ہمارے انفلوئینس پر بھی نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ سول کا فاضل ایڈیٹر بھی اسے **انفلوئینشل مثنیک** قرار دیتا ہے۔ ایڈیٹر)

اس وفادارانہ امداد کا اعتراف گورنمنٹ کی طرف سے بانیان و حامیان جلسہ کو بھیجا گیا ہے اس لیکچر کا موضوع اور مقصد صرف یہ تھا۔ کہ اس امر کو موثر طریق پر بتلایا جاوے کہ گورنمنٹ نے جو تدابیر دافع وباء طاعون اختیار کر رکھی ہیں۔ ان کی بنا محض ہمدردی اور خیر خواہی رعایا ہے۔ ان تدابیر سے صرف وبا کا دور کرنا مقصود ہے۔ اور اس امر کے لئے یعنے دفعیہ وبا کے لئے یہی تدابیر ضروری اور مناسب ہیں۔ اور یہ کہانیاں کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دیتی ہے یہی نہیں کہ **محض دروغ بے فروغ** ہیں۔ بلکہ ایک احمقانہ خیالات پر ان کی بنا ہے۔ اور ایسی جھوٹی اور بیہودہ باتوں پر ایک لحظہ کے لئے بھی کسی دانشمند اور عقل رکھنے والے انسان کو یقین نہیں کرنا چاہئے۔ اور پردہ کے لئے شرع اسلام میں اسقدر کافی ہے۔ کہ سیگریگیشن کیمپ میں جانے کے لئے منہ پر کپڑا اوڑھے ہوئے مستورات چلی جاویں۔ اسلام خوفناک خطرات کے وقت ایسی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ اس سے غرض صرف یہ تھی۔ کہ جو لوگ پردہ دری کے شاکی ہیں اون کو بتلایا جاوے کہ مصیبتوں اور تکالیف کے وقت پردہ کی ایسی سخت قیود اسلام نے کہاں رکھی ہیں۔ غرض یہ جلسہ اس طرح پر ختم ہوا تھا۔

یہ ہے گورنمنٹ عالیہ کے اعتراف اور سول ملٹری گزٹ کی تحریر کا اقتباس۔ اب ہمارے ناظرین اور پبلک خود ان خدمات کا اعتراف کر سکتی ہے۔ اور پبلک کا اعتراف یہی ہے۔ کہ وہ اس ناصح مشفق کی باتوں کو سچے دل سے سن لے۔ اور اون پر عمل کر کے اپنے آپ کو خطرہ سے بچاوے اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔

سرسید کی لائف پر فلسفیانہ نظر

بعنوان مندرجہ بالا سے ایک صاحب دوسرے اخبار میں لکھتے ہیں۔

جو کچھ ظہور میں آیا یہ سب انگریزی حکام اور گورنمنٹ انگریزی کی تائید اور طرف داری کی بدولت ہے۔ جس کا تمام مسلمانوں کو سرسید سے زیادہ شکر گذار ہونا چاہئے۔ اور جس کام میں گورنمنٹ یا لوکل حکام نے اپنی تائید اور طرف داری کو خاص طور پر ظاہر نہیں کیا اس میں سرسید کو ایک عام طور کے معمولی آدمی کے برابر بھی کامیابی نہیں ہوئی چنانچہ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور تہذیب الاخلاق خیر اُنہوں نے بڑے بڑے زور لگائے۔ اور مدد کے لئے اپنے تمام دوستوں کو آمادہ کیا اور نواب محسن الملک جیسا نطق آرا اور مولوی چراغ علی اور مولوی ذکاءاللہ اور مولوی مشتاق حسین اور مولوی نذیر احمد جیسے محقق بہم پہونچائے مگر اپنی اوس اخبار جیسا اخبار عام تیرہویں صدی چودھویں صدی کے برابر بھی کامیاب نہوئے اور دو سال بسال گرتے نظر آئے۔ یہاں تک کہ سو نمبر کا نکلنا بھی نکلنا مشکل ہوگیا۔ اور آخر کار تہذیب الاخلاق کو انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ساتھ ملحق کر دینا پڑا اُن کی تفسیر کے سو نسخہ چھپتے تھے۔ انکو بھی کوئی نہ پوچھتا تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی رائے میں نہایت مستقل تھے۔ تو یہ ایسی بات ہے جسپر کوئی یقین نہ کرے گا جسکا ثبوت خود کالج کی روئدادوں اور اسپیچوں اور لکچروں اور کارروائیوں اور پرائیوٹ تحریروں سے ملتا ہے زمانہ جانتا ہے کہ اونکی رائے کو اُن کی ذاتی اغراض نے کہاں تک غیر مستقل بنا کر چھوڑا ہے۔ جس پر ایسے شخص کے لئے قوم کو افسوس ہو اور آج تمام علی گڈھ میں اون کا چرچا ہو رہا ہے اور انگلش پارٹی بھی پرائیوٹ گفتگو میں اوس کا ذکر کرتی ہے سرسید جس کام کی پوری مزدوری نہ پاتے تھے۔ اس میں اپنے نام اور ڈیوٹی کا لحاظ نہ کرتے تھے۔ جیسے کانفرنس کے کاموں میں دھیما پن۔ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی ایڈیٹری تہذیب الاخلاق کی ترتیب وغیرہ۔

سرسید کے مذہبی تصرفات اس درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ کہ نواب محسن الملک جیسا اُن کا دوست اس کہنے پر مجبور ہوا کہ اس کو دلی سمجھو اور اُس کی تصنیف سے کام نہ رکھو سرسید نے تفسیر لکھ کر عجیب عجیب خیالات ظاہر کئے جن میں بعض نہایت واجب التعظیم ہیں اور باقی سب لغو ذخیرہ حدیث کے متعلق سرسید کی رائے نہایت خراب اور کاشانہ اسلام کو درہم برہم کرنے والی تھی۔ اُن کے نزدیک کسی حدیث کو صحیح ماننے کی کوئی یقینی وجہ نہ تھی۔ وہ نقل کو مفید عقل نہ گنتے تھے جس پر انہوں نے مولوی سلیم پانی پتی سے ایک مضمون لکھوا کر تہذیب الاخلاق کے ورق سیاہ کئے ہیں انہوں نے اپنی اور اپنے صاحبزادہ سید محمود کی کوئی غلطی تسلیم نہ کی۔ حتے کہ سوا لاکھ روپیہ کی غبن میں انہوں نے یہ بھی نہیں مانا کہ اُن سے غفلت ہوئی قومی روپیہ کے صرف کرنے میں وہ بڑی فیاضی اور سیر چشمی ظاہر کرتے تھے۔ اسلام میں خلافت کا مسئلہ سب سے زیادہ

ضروری ہے لوہ وہ جانتے تھے۔ کہ اسی نے اسلام کو ضعیف اور مسلمانوں کو یاکید یگر مخالف کیا۔ اور اُن کی زندگی میں تو بہت سے ہیں وانکی رائے کے خلاف رائے ظاہر کر چکے تھے۔ اور نیز آنریبل سید محمود کے حالات سے اُن کو اطلاع تھی۔ با ایں ہمہ اُنہوں نے انکو اپنا جانشین بنایا۔ اور اُن کے سوا دوسرے عہدے بھی اپنے خاندان میں بانٹ گئے۔ جس پر اُن کے مرتے ہی نئے آثار نظر آنے لگے۔ اور جابجا قوم میں اُس کے چرچے ہونے لگے۔ اور خاص علی گڈھ میں بیٹھ کر حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب نے ایک خاص مضمون پر قوم کو توجہ دلائی۔

پس سید الف میں جہاں پہلے انتہا خوبیاں اور اُن کے مقبول عام کام دکھائے جائیں۔ وہاں اُن امور پر بھی فلسفیانہ اور محققانہ ریمارک ضرور ہیں۔ اور قوم میں ضرور ایسے لوگ موجود ہیں۔ کہ قومی فرائض ادا کرے۔ اور ان کو رستہ بتائے۔ اور گورنمنٹ ویسی ہی اُن کی تائید کرے۔ تو وہ نہ صرف یہ کام چلا سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے اور بھی زیادہ کر دکھا سکتے ہیں۔ ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

سرسید نے قومی روپیہ کی احتیاط اور اس سے کالج کو متمتع کرنے کے لئے جو اصول اختیار کیا وہ ایک راند دکھی ہوئے لنگڑے اپاہج کے ہی خیال میں آسکتا ہے۔ اور یہ وہی خیال ہے۔ جو سب سے پہلے لکھنؤ کی ایک پردہ نشین عورت بہو بیگم صاحبہ کے خیال میں گذرا۔ اور اُنہوں نے گورنمنٹ میں روپیہ جمع کرا کے اپنے متوسلین کو متمتع کیا۔ زیادہ روپیہ ہونے کی وجہ سے یہ خیال بہ نسبت سرسید کے اُنکو زیادہ موزوں ہو سکتا ہے۔ سرسید کے لئے بلند خیالی کا مقتضا یہ تھا۔ کہ وہ قومی سرمایہ سے تجارت کی ایک برینچ قائم کرتے۔ اور یورپین تجارت کے اصول پر اس سرمایہ کا پورا نفع حاصل کرنے کا اور قوم کے ایک گروہ کو اس ذریعے تمام ممالک کے دیکھنے اور اس میں تجربہ حاصل کرنے کا موقع دیتے۔ اور کالج کے متعلق ایک برانچ ٹکنیکل ہوتی۔ جن ذرائع سے قومی سرمایہ میں نمایاں ترقی نظر آتی۔ اور قوم کو طرح طرح کے تجربے حاصل ہوتے۔ بایہ کہ اس اصول کے ساتھ اور اس کو بھی وابستہ کرتے۔

اس قسم کے خیالات سرسید کے دماغ میں بھی پیدا ہوتے ہوں گے۔ لیکن اُن کی آخری عمر کے ضعف نے

ادن کو اس اسکیم سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ سوا اس کے وہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ یہ خیالات میرے شخصی پاور کے احاطہ میں محدود نہیں رہ سکتے۔

اور جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی نے بھی تہذیب الاخلاق کے ایک مضمون میں لکھ دیا ہے۔ کہ اردو لٹریچر کو سرسید نے درست کیا۔ اس کو یوں کہئیے۔ کہ اردو لٹریچر پر انگریزی لٹریچر نے سایہ ڈالا۔ اور سرسید نے سبیل ترجمہ یا بطریق تذکرہ اس کا بیان کیا۔ اور ملک نے اس میں مشتاقی پیدا کی۔ اور یوں ہی خود سرسید ہی ایک نہایت اعلےٰ اور قابل قدر لٹریچر تھے۔ ورنہ خود اُن کی پہلی لٹریچروں کا آثار الصنادید کے زیب دیباچہ ہے۔ پرانی ترکیب سے خالی نہیں۔ زمانہ کی یہ تعلیم ہے۔ جس نے سرسید کے دماغ پر سب سے زیادہ اچھا اثر کیا۔ جو اُس کے لئے سب سے زیادہ موزون تھا۔

سرسید ہر کام میں اپنی نمود اور اپنا مرجع ہونا پسند کرتے تھے۔ اور یورپین اسٹاف کو بھی دور سے سلام کیا کرتے تھے۔

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب نے قومی طور پر کچھ اُن کے کام میں دخل دینا شروع کیا تھا۔ کہ اونہوں نے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا۔ مگر اب قوم وہ قوم نہیں۔ جو اپنے حقوق کو نہ پہچانے۔ یا وہ اپنے انتظامی پاور کو نا قابل اعتبار حالت میں چھوڑے۔ اسی لئے اُن کے سانحہ غم کے بعد اخبارات میں اس کا چرچا شروع ہوا ہے۔ جس کی ابتداء حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب رئیس علی گڈھ کے قلم اور خواجہ محمد یوسف صاحب کی زبان سے ہوئی۔ اور پھر شاید کسی کے کہنے سے حاجی صاحب نے اپنے قلم کو روک لیا۔

قصبہ فتحگڈھ میں شیخ ابوسعید محمد حسین اور مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی میں اتفاقی مباحثہ اور شیخ صاحب کا اصل مدعا گریز کرنا

(ابو یوسف) مولوی صاحب حضرت مسیح ابن مریم عیسےٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی اور بجسد عنصری صعود الی السماء کے لئے ثبوت پیش کریں۔

(محمد حسین) قبل اس کے کہ میں اس سوال کا جواب دوں دو امر آپ سے دریافت کرنا ضروری جانتا ہوں امر اول یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال بطور استفادہ ہے یا بطور مباحثہ۔ دوم یہ کہ آپ کا اعتقاد در باب حیات و ممات مسیح کیا ہے؟ کیا آپ انکو مردہ سمجھتے ہیں؟ اگر مردہ سمجھتے ہیں تو پھر آنے والا کس شخص کو جانتے ہیں یا اس امر کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ کوئی مسیح آئیگا۔

(ابو یوسف) میں آپ سے بطور استفادہ کچھ دریافت کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس امر میں آپ کو مفید اور اپنے آپ کو مستفید قرار دیتا ہوں۔ امر دوم کی نسبت صرف آپ کو دو حرفی جواب دینا چاہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں اگر زندہ ہیں تو اسکا ثبوت کیا ہے۔ اور میں اُن کو داخل اموات سمجھتا ہوں۔ آنیوالے مسیح کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ خلط مبحث کی کوئی ضرورت نہیں۔

(فٹ نوٹ) ۱؎۔ شیخ بٹالوی کی یہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس قبل کو نہیں چھوڑ سکتے ہر مباحثہ اور مکالمہ میں وہ اصل امر کو عنت ربود کر کے قبل ازیں کی بحث میں پڑ جاتے ہیں اور پھر یہ سلسلہ ایسا لمبا کر لیتے ہیں۔ کہ اُن کی بیتا تان کہیں ٹوٹنے ہی میں نہیں آتی۔ بھلا یہاں ان دو شاخدار امور کے بیان کی قبل از جواب کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ ابو یوسف مولوی محمد مبارک علی صاحب کے سوال سے ان کا عقیدہ صاف بربارہ حیات مسیح معلوم ہوتا ہے اور حیات جسمانی کا لفظ کھول کھول کر بیان کر رہا ہے کہ وہ اُن کو اس کھانے پینے والے اور عوارض رکھنے والے جسم کے ساتھ زندہ نہیں مانتے اور گھٹنے بڑھنے والے جسم کے ساتھ اُن کا صعود الی السماء خلاف سنت اللہ جانتے ہیں۔ پھر ایسے صریح سوال پر بے معنی اور خارج از مطلب سوال در سوال کا پیش کرنا بھی دانشمندی ہے۔ مگر اصل بات یہی ہے کہ امر حق کا اظہار اُن کو مطلوب نہیں یہاں تو سخن سازی مقصود ہے۔ — ایڈیٹر۔

(فٹ نوٹ ۲؎) کہئیے شیخ صاحب ابھی تسلی ہوئی ہے یا نہیں یہ خیال خام آپ آئندہ کے لئے دل سے نکال ڈالیں۔ اور انانیت کا اقرار خود پسندی کی متعفن ہوا جو آپ کے دماغ

(**محمد حسین**) امر اول کے متعلق ... جو کہا ہے اس کا جواب میں پیچھے دوں گا بالفعل میں آپ کو امر دوم کی نسبت یہ جتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ سوال سے نہ کوئی بحث کرنی منظور ہے - اور نہ خلط مبحث ہوتا ہے میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا اعتقاد آنے والے مسیح کی نسبت کیا ہے ؟

تاکہ معلوم ہو کہ جس بحث کو آپ چھیڑنا چاہتے ہیں اس میں اپنے اعتقاد کی تائید کرتے ہیں یا اپنے اعتقاد کے خلاف حامی بنتے ہیں -

(**فٹ نوٹ**) میاں محمد حسین کی یہ شتر مرغ کی سی چال قابل دید ہے - یہ لڑکا خدا جانے کس بوڑھیا نے اُسے سکھا دیا ہے کہ جواب پھر دوں گا یہی کہہ دیتے - کہ اشاعۃ السنۃ میں دوں گا - کیوں شیخ جی اب کونسا امر مانع ہے - ابھی کیوں نہیں دیتے الکریم اذا وعد وفی اور یہ بھی عجیب فلاسفی ہے کہ ایک سوال کے جواب میں بجائے جواب دینے کے خارج از مطلب سوال شروع کئے جاویں اور پھر کہا جاوے - کہ اس سے خلط مبحث نہیں ہوتا - کیا شیخ صاحب کسی خلط کی بیشی تو نہیں ہو گئی جو خلط مبحث سمجھ میں نہیں آتا - اگر آپ خلط مبحث نہیں چاہتے تو ادلّہ آپکے پاس حیات المسیح بجسد العنصری کے تھیں پیش کی ہوتیں اور اس طول فضول سے حلق خود بدرید و مغز ماخورد کے مصداق نہ بنتے - مگر پیش کہاں سے کرتے آجتک تو بجز دعوے کے اور آپ کی زبان قلم اور قلم زبان سے نہ سنا - آئندہ کے لئے کیا امید ہو - ایڈیٹر

(**ابو یوسف**) آنیوالے مسیح کی بحث آپ بیفائدہ چھیڑتے ہیں اس امر کو میں مانتا ہوں کہ ایک مسیح امت محمدیہ میں آنیوالا ہے مگر اس کو وفات حیات کے مسئلے کا موقوف علیہ ٹھہرانا ایک بے معنے بات ہے - اور اسکا منشاء صرف آپ کا ادعائی اعتقاد معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھ گئے اور پھر وہی کسی آئندہ زمانے میں واپس آئیں گے اس میں شک نہیں کہ ایک مسیح آئیگا مگر بات تو صرف یہ ہے کہ کیا وہ آنیوالا وہی حضرت (فٹ نوٹ صفحہ ۷) میں سمائی ہوئی ہے - اس کی نکالنے کی فکر کریں آپ کو استاد بننے کا بہت شوق معلوم ہوتا ہے - یوں اگر آپ

مسیح ابن مریم ہے اور یہ بات آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے - جب تک کہ آپ پہلے اُن کی حیات جسمانی اور صعود الی السماء بجسدہ العنصری ثابت نہ کریں پھر صعود کی بجائے نزول کے مسئلہ کو چھیڑنا خلط مبحث نہیں تو اور کیا ہے ؟ اگر آپ کا یہ منشا ہے کہ نزول کے ماننے سے صعود خود مانا جائیگا - تو یہ قضیہ عکس ہے بلکہ صعود ثابت ہونے سے نزول خود ثابت ہو جائیگا بات تو وہ حرفی ہے ثبوت صعود کا دیجئے

(**فٹ نوٹ ۱**) کیوں شیخ جی ! ابھی تسلی ہوئی یا اور ضرورت ہے اب تو صاف صاف طور پر فیصلہ ہو گیا مگر نہیں آپ کیوں ماننے لگے ہیں اب تو یہی کہتے جائیں گے - کسر رہ گئی کسر رہ گئی -

۲ - اب یہاں تو بالکل صفائی ہو لی مولوی ابو یوسف نے اپنے مذہب کو صاف لفظوں میں شیخ صاحب کا مذہب ادعائی اعتقاد کے لفظ سے تعبیر کر کے بیان کر دیا - مگر شیخ بطالوی ہی کیا ہوئے جو مان جاویں -

۳ - کیا اب بھی کچھ باقی رہ گیا - شیخ صاحب ذرا انصاف کو ہاتھ سے نہ دو -

۴ - مولوی صاحب آپ دو حرفی چھوڑ ایک حرفی کہیں شیخ صاحب سہ حرفی کہے بغیر کب چین لیتے ہیں - العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ آپ اُن سے صعود کا ثبوت لے چکے - ایڈیٹر

(**محمد حسین**) مجھے افسوس سے کہنا پڑا کہ آپ نے جواب میں بیفائدہ تطویل کی نہ میرے سوال کو سمجھا اور نہ اپنے جواب کے الفاظ کے معنے سمجھنے میں ہیں آنیوالے مسیح کی بابت کوئی بحث نہیں کرنی چاہتا صرف آپ کا اعتقاد پوچھتا ہوں - آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتائیے ورنہ صاف کہیں کہ نہیں بتاؤں گا - پھر میں کلام ختم کر دوں گا -

(**فٹ نوٹ**) ناظرین گھبرائیں نہیں - شیخ بطالوی کا یہ افسوس کبھی بھی ختم نہیں ہوا کرتا - جنہوں نے لدھانہ والا مباحثہ پڑا ہے ان کو خوب معلوم ہے کہ وہاں بھی یہ تطویل اور افسوس شیخ صاحب کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے خدا رحم کرے جب کوئی صادق کا مقابلہ کرتا ہے تو پھر اُس کی یہی حالت ہو جاتی ہے - آپ کی پسند کریں تو استاد جی کہلائیں کوئی آپ کو روکتا نہیں مگر آپ سے کوئی استفادہ کر ہی کیا سکتا ہے خیر یہ مرد نگیرد مگر یہ تو بتلائیے کہ ابھی

تحریر یا تقریر میں بظاہر کوئی ایسے مغلق الفاظ تو نہیں ہیں جو سمجھ میں نہ آئیں ہاں یہ امر صد اگانہ ہے کہ اگر یہ آپ کی کوئی خانہ زاد اصطلاحیں ہوں جنکو آپ کے پس و پیش رہنے والوں کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو - تو پھر مولوی ابو یوسف کو معذور تصور فرمایئے - کیونکہ انسانی کلام تو انسان سمجھ سکتا ہے مگر منطق الطیر کون سمجھے - اگر ابو یوسف صاحب آپ کا کلام نہیں سمجھ سکتے - تو وحشی جانور تو ضرور سمجھتے ہوں گے - کیونکہ فہم کلام کے لئے مجانست بھی ضروری امر ہے مگر یا لیان فتح گڈہ سے تو پوچھنا چاہئے کہ آپ کی منطق کیسی قابل قدر ہے اور وہاں پر آپ کی خوش بیانی اور نکتہ دانی کا نتیجہ کیا ہوا ہے اور آپ نے وہاں کیسی عزت حاصل کی ہے - مگر یہ تو بتلائیے کہ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر کے الفاظ بھی نہیں سمجھتے کیا آپ اپنے پر تو حمل نہیں کرتے سچ ہے - المرء یقیس علی نفسہ - (ایڈیٹر)

(**ابو یوسف**) میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ آپ نے اپنی قدیم عادت کیموافق اس بحث کو ناتمام چھوڑنا چاہا ہے میں نے اپنے اعتقاد کو بھی ظاہر کر دیا ہے اور آنیوالے مسیح کی بابت بھی تصفیہ کر دیا ہے افسوس آپ نے ناحق میرے وقت کا حرج کیا اور اصل بات سے گریز کی اب بندہ آپ سے اپنے سوال کے جواب کی کوئی امید نہیں رکھتا اور بموجب فرمان نبوی من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ اس سلسلہ بحث کو ختم کرتا ہوں اور آپ کے استخفاف اور استحقار کے الفاظ کی نسبت جزاک اللہ کہہ دیتا ہوں -

(**فٹ نوٹ**) اپنا عقیدہ آپ لاکھ بار بیان کریں وہ تو بڈھے بازی گر کی طرح یہی کہیں گے افسوس کسر رہ گئی کسر رہ گئی - اور ان کی یہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت ہے - پہلے کب اُنہوں نے کسی بحث کو ختم کیا ہے جو اب کریں گے - آپ ان کو خدا ہی کے سپرد کریں - حق کو چھپانے والوں کی پردہ دری وہی خود کرتا ہے - اور شیخ بطالوی کے استحقار سے کیا ہوتا ہے حقارت اور لعنت وہی ہے جو آسمان سے برستی ہے - اور شاہد ہے تبلا رہا ہے کہ کون خفیف اور ذلیل ہو رہا ہے اور انی مھین من اراد اہانتک کی تحت میں کون آیا ہوا ہے - (ایڈیٹر)

کوئی امر تشریح طلب قبل از جواب تو باقی نہیں تھا - اور اگر تھا تو اور آئندہ چل کر آپ کی تسلی ہو جائیگی - ایڈیٹر

محمد حسین) آپ نے اپنا اعتقاد آنیوالے مسیح کی نسبت کہ وہ کون ہے؟ ظاہر نہ فرمایا اور آئندہ سلسلہ سوال و جواب کا قطع کر دیا۔ اب میں بھی آپ کو مخاطب نہیں کرتا۔ اور آپ کے سوال کے متعلق قرآن و حدیث سے جوبات ثابت ہے وہ حاضرین و سامعین کے سامنے پیش کرتا ہوں ان سامعین کے ساتھ آپ بھی چاہیں تو سنیں نہ چاہیں تو اختیار ہے۔ مگر سننے کی حالت میں آپ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ آپ میرے سوال کا جواب صاف الفاظ میں دینگے کہ آنیوالے مسیح آپ کے اعتقاد میں کون ہیں؟ -

(ہمٹ نوٹ) شاباش شاباش۔ یہہ تیری تان نہ ٹوٹی بھی نہ ٹوٹی۔ تعجب ہے کہ اب تک تو حاضرین اور سامعین کو جو اس امر کے مشتاق تھے کہ آپ مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے سوال کا جواب دیں آپ نے کچھ سنایا اور اب قرآن و حدیث سے سنانے کا دعوے کرتے ہیں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ مولوی صاحب ممدوح خاموش رہیں۔ قابلیت اور انصاف پسندی یہی ہے اگر آپ کے دلائل میں کچھ زور اور قوت ہے تو تحریری طور پر مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں پیش کی ہوتیں۔ آپ کی کمزوری تو اس سے بھی پائی جاتی ہے کہ آپ مولوی صاحب کا منہ بند کرکے کچھ بولنا چاہتے ہیں بصورت ثانی نہیں کیونکہ اندر ہی اندر مولوی ابو یوسف صاحب کی زبردست تقریر کا آپ کو اندیشہ لگا ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ بخیئے ادھیڑ دے۔ خیر فتح گڑہ والوں کو بھی آپ کی علمیت کا راز معلوم ہوگیا مبارک ہو۔ ایڈیٹر

اس کے بعد مولوی ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نہایت اشتیاق سے بیٹھا ہوا آپ کی تقریر خاموش رہ کر سنوں گا بشرطیکہ آپ میری تقریر جو میں آپ کی بعد کرونگا اُسی طرح خاموشی کے ساتھ سنیں جس کا جواب شیخ بطال نے صاف طور پر دیا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا جس سے اُن کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ غرض یہہ کہ شیخ صاحب ذلت اور شرمساری کے ساتھ بشرطیکہ وہ محسوس کریں۔ اس اتفاقی مباحثہ سے حسب معمول دم دبا کر بھاگے مگر اُن کے لئے یہہ معمولی بات ہے + ایڈیٹر

تقریر مولانا مولوی نور الدین صاحب بتقریب جلسہ انجمن ہمدرد اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخویم مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ تقریر ذیل اگرچہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے انجمن ہمدرد اسلام قادیان دار الامن و الامان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنائی ہے مگر میرے خیال میں اعلےٰ و ادنےٰ ہر طبقہ کے لوگوں میں سے ہر ایک قسم کے لوگ اپنی اپنی استعداد کے لحاظ سے اس پر معارف تقریر سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہہ پاک الفاظ جو اُس خدا کے برگزیدہ بندے کے مُنہ سے نکلے اور ایک دنیا کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں ان کو چند ہی کانوں تک محدود رکھ کر اور ان کی ناقدری کرکے ہوا میں اڑا دیا جاوے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے خوان کی جو اُس نے محض اپنے فضل سے بغیر کسی محنت اور کوشش کے عنایت فرمایا ہے قدر کریں اور اس کو اپنے سر آنکھوں پر لے کر اس کی قدر کا حق ادا کریں۔ اور اس کے دیئے میں سے اس کے حکم کی فرمانبرداری کے لئے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ **ممارزقنھم ینفقون**۔ کمربستہ ہوکر اس کو اس طرح خرچ کریں کہ ان پاک الفاظ کو ہوا کے گھوڑے سے اتار کر کاغذ کے گھوڑے پر سوار کر دیں۔ اس طرح یہ الفاظ محفوظ ہوکر وقتاً فوقتاً خلق اللہ کو فائدہ دے سکیں گے لہٰذا میں نے مذکورہ بالا غرض کے پورا کرنے کے لئے اس تقریر کو اکٹھا کرکے آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے کہ آپ براہ مہربانی اس کو اپنے اخبار کے کسی کونے میں گوشہ گزین بنا دیں۔ عین مہربانی ہوگی خدا آپ کو جزا خیر دیوے۔ اور ان الفاظ کو مخلوق کی ہدایت کا موجب بنا دے۔ آمین ثم آمین

راقم عاجز عبد الرحمٰن قادیانی سکرٹری انجمن ہمدرد اسلام قادیان۔

وھوھذا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ - اما بعد بچو تم جانتے ہو کہ میں نے یہ کیا پڑھا ہے۔ یہہ وہ پاک کلمہ ہے جو اسلام کی شروع میں ہی پڑھایا جاتا ہے جانتے ہو کہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا کیا مطلب ہے۔ یہی کہ کوئی اللہ (جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر بدی سے منزہ) کے سوائے سچی فرمانبرداری کے لائق نہیں اور اُس کی فرمانبرداری کے سکھلانے والے محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ دنیا میں ہیکر وہ شخص آئے ہیں جن کی نظیر اولین و آخرین میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کی بھیجے ہوئے اور اُسی کی فرمانبرداری کی راہیں سکھاتے ہیں اور اُن سارے احکام کے مجموعے کو جو آپ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے ہیں قرآن شریف کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ جس وقت سے انسان **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑہتا ہے اُسی وقت سے اُس پر فرض ہوجاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ اور قرآن شریف سے مشورہ لیوے۔ اور اپنی ساری ضرورتوں اور حاجتوں کا پورا کرنے والا اسی کو جان کر ہر حال میں اُسی سے استمداد چاہے۔ کیونکہ وہ خدا جس نے محمد کو رسول اور اپنے احکام کا مجموعہ قرآن شریف اُسے دیکر دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے وہ بڑی قدرت اقتدار اور جبروت کا مالک ہے۔ وہی ہوا پانی اور ساری اُن چیزوں کا جن سے تم وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات پوری کرتے ہو خالق ہے۔ اُسی نے تم کو آنکھ دی کہ تم دنیا کی عجائبات قدرت کو دیکھو کان دیئے کہ سنو ان کے سوا سارے اعضا جن سے تم مختلف قسم کے فائدے حاصل کرتے ہو اُسی کی عنایت ہیں۔ اب ذرا اُس کے عطیات اور انعامات پر غور کرکے فکر تو کرو کہ وہ کیسا طاقتور اور کیسا عظیم الشان بادشاہ ہے جسکو **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے اقرار کرنے والا انسان مانتا ہے اور درحقیقت انسان کو ضرورت بھی ایسے ہی خدا کی ہے جو اسکی ساری حاجتوں

اور ضرورتوں کو جو اُسے پیدا ہونے بلکہ نطفہ ہونے کی حالت سے اس دنیا سے قطع تعلق کرنے تک اور اس کے بعد اس لا انتہا زمانے میں جو تی ہیں پورا کر سکے۔ ورنہ ایسے خدا کے سوا انسان کا دنیا میں رہنا ممکن ہی نہیں اور نہ آخرت میں اس کے سوا چارہ ہے۔ آیا خدا فاعل مطلق رب رحمٰن رحیم اور مالک یوم الدین جو سوائے اسلامی تعلیم کے اور کہیں نہیں مل سکتا۔ وہ وہی خدا ہے جس کا بیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں ہے۔ جب ہمیں اس خدا کی ضرورت تھی اور جو ہماری ربوبیت کر سکتا ہے مل گیا تو ہم کو چاہئے کہ جس طرح وہ فرماتا ہے اُسکے مطابق عملدرآمد کریں تاکہ اس کی فرمانبرداری سے ایسے عظیم الشان بادشاہ کی مہربانیوں کے مورد بنیں جو اس دنیا کے بادشاہوں سے اعلےٰ اور بے تشبیہ ہے۔ اور ہر ایک امر میں اُس کی کلام پاک اور اس کے رسول سے مشورہ لیں کیونکہ وہی ایک ہے جو ہماری بچپن بڑھاپے اور اس دنیا کے بعد کی ضرورتوں کو جانتا اور پورا کر سکتا ہے۔

اس موجودہ حالت میں تمہیں کس مشورہ کی ضرورت ہے۔ یہہ تمہاری بچپن کی عمر ہے تو اس کے مناسب حال مشورے ہی کی ضرورت ہے اس لیئے میں تم کو ایک بچے ہی کا قصہ جو قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے سُنا دیتا ہوں۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ ایک بچہ یوسف نام جس کے گیارہ اور بھائی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے مضبوط زبردست تھے کیونکہ جب انہوں نے اسکو اپنے باپ سے باہر لے جانے کے لیئے مانگا تو اُن کے باپ نے اُس بچے کی کمزوری اور ناتوانی پر رحم کر کے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسکو بھیڑیا نہ کھا جاوے۔ دوسرے بھائیوں کا خطرہ نہیں کیا کہ اُن کو بھی بھیڑیا کھا جاوے گا کیونکہ وہ مضبوط اور ہوشیار تھے اور اُن کا جواب **ونحن عصبة** جس کا ترجمہ ہے کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ خیر قصے سے مطلب نہیں انہوں نے جوں توں کر کے اُس کو باپ سے جدا کر کے جنگل میں جا کر کسی اندھے کنوئیں میں گرا دیا (بچو خیال رکھو وہ بھی تمہارے جیسا ہی بچہ ہی تھا اُس کا معاملہ سناتا ہوں) خدا نے جس وقت میں چاہا۔ اُسے کنوئیں میں رکھا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک قافلہ وہاں آیا قافلہ والوں نے یوسف کو کوئیں سے نکال کر اپنے ساتھ لیا اور دور دراز ملک مصر میں جا کر اسے کسی امیر کے ہاں تھوڑی سی قیمت کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ اور اس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اب جانتے ہو کہ وہ چھوٹی سی عمر میں جس میں شاید کوئی اور بچہ ذرا سی دیر بھی ماں سے جدا ہونا گوارا نہیں کر سکتا پیارے ماں باپ سے بڑی بے رحمی سے توڑ کر الگ کر دیا گیا۔ ملک سے بے ملک کیا گیا۔ زبان وہاں کی بالکل سمجھ نہیں سکتا۔ گویا اُس کے واسطے سارے لوگ حیوان ہی ہوں گے اور وہ ایسی جگہ ہے کہ بظاہر کوئی حامی و مددگار و تسلی دہ اور غمگسار نہیں ہے۔ وہاں بھیجا گیا۔

بچو۔ غور کرو۔ گو اسکو ایک طرف بڑی بڑی تکلیفوں کا مقابلہ تھا۔ حیرانی۔ پریشانی اور بے کسی کا سامنا تھا۔ مگر دوسری طرف اندر ہی اندر ایک آواز دینے والے نے اُس عین کنوئیں کی مصیبت کے وقت بھی بڑی سریلی آواز اور دل کے اندوہ کو دور کرنے والی کلام سے اور دل کو باغ باغ کرنے والی آواز سے خوش کیا۔ جیسے کلام مجید میں ذکر ہے۔ **و اوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون** جس سے خواہ بظاہر لوگوں کی نظر میں کیسی اشد سے اشد تکلیف ہو تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد اُس امیر کے گھر میں جس نے اُسے خرید کیا تھا اور وہ انہیں غلام بنا کر رکھ سکتا تھا اُس کے دل میں محبت ڈال دی محبت بھی ایسی محبت کہ اُس کے بجائے اس کے کہ اُسے غلام بنا وے گھر کا مالک بنا دیا۔ اور ہر طرح کے آرام راحت۔ آسائش اور خوشی وہاں انہیں ملی۔ یہاں تک کہ ایک وقت وہ ایک قسم کا بادشاہ ہی بن گیا بہت سے ملکی اختیارات اُسے مل گئے۔ وہی بھائی معافی کے خواستگار ہوئے جن کو ایک وقت میں جب وہ کوئیں میں گرانے لگے ہونگے وہ کہتا ہو گا کہ مجھے کنوئیں میں نہ گراؤ۔ اب وہی فرمانبرداری کے لیئے کمربستہ ہیں بھلا کیا وجہ ہے کہ بظاہر اسباب تو اسی کے مقتضی تھے کہ وہ ذلیل و خوار ہووے لوگوں کا ماتحت اور غلام بنے۔ دربدر پھرے۔ بھوکا مرے۔ مگر وہ

مگر وہ برعکس اس کے ہر جگہ ذلت سے بچا۔ بلکہ اُس کے مخالف آخر اُس کے سامنے ذلت سے آئے لوگ اُس کے ماتحت بنے وہ کسی کی ماتحتی میں نہ آیا۔ بلکہ یہاں تک ترقی کی کہ گویا بادشاہی کے درجے تک نوبت پہنچی جانتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ میں بتا دیتا ہوں لڑکو تم جانتے ہو کہ جس لڑکے پر اسکا استاد خوش ہو۔ اُسے استاد کیسا پیار کرتا ہے۔ محبت سے سبق دیتا ہے اُسے انعامات دیتا ہے۔ کوئی لڑکا اُسے مار نہیں سکتا کیونکہ اگر کوئی اُسے مارنے یا لڑنے کا ارادہ کرے استاد اُسے روک دیتا بلکہ الٹی اس لڑکے کو سزا دیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ اُستاد اُس لڑکے سے پیار کرتا ہے انعام دیتا ہے اور اگر کوئی اُسے مارنے لگے۔ تو اسکو سزا دیتا ہے اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ لڑکا اپنے استاد کا حکم مانتا سبق یاد کر کے اُسے خوش کرتا ہے اس طرح پر وہ آرام میں رہتا ہے اور دوسرے لڑکوں میں اور اس میں بھی فرق اور تمیز ہوتی ہے۔ پس اب ذرا سوچو کہ جب ایک چھوٹے سے اُستاد یا حاکم کو خوش کر کے آدمی خوش رہ سکتا ہے تو کیا اُس اُستادوں کے استاد اور حاکموں کے حاکم کو یعنی اللہ کو جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے خوش کر کے کوئی ذلیل اور خوار ہو سکتا یا کوئی اور اسے ذلیل یا خوار کر سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ وہ بڑی آرام و آسائش میں رہتا ہے۔ اللہ اُسے دوسرے لوگوں سے اچھی طرح پر محبت سے رکھتا ہے اور اُس کی ساری مرادیں پوری کرتا ہے

اس چھوٹے بچے نے بھی جس کا نام یوسف تھا اپنے اللہ کو خوش کر لیا تھا وہ وہی کام کیا کرتا تھا جو اُس کے مولا کو پسند ہوتے تھے۔ وہ چوری۔ جھوٹ چغلی۔ غیبت۔ حرص۔ طمع۔ سستی۔ بزدلی اور شہوات نفسانی سے۔ اور اور جتنی بُری عادات خدا کو ناراض کرنے والی ہیں سب سے بچتا تھا۔ دیکھو یوسفؑ کو اُسی عورت نے جن کے گھر میں وہ رہتا اور پرورش پاتا تھا حرام کاری کے لیئے کہا تو اُس نے ذرا بھی خوف یا طمع نہ کی۔ خدا کا خوف کیا محسن (محسن کے معنے بتاویں گے) بن گیا اور کہہ دیا توبہ توبہ اللہ کی پناہ ایسا کام ہرگز ہرگز نہیں کروں گا۔ اللہ نے تو مجھے ایک بڑی عمدہ جگہ دی ہے وہ ایسی حالت ہے کہ اس کے مقابلہ میں ایسی گندی خوشیاں ہیچ اور ناکارہ ہیں

اور اس حرام کاری کے کام سے باز رہا - ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جاوے - اسی طرح وہ ہر ایک کام میں اس بات کا خیال رکھتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جاوے - غرض جب اُس نے خدا کو ناراض نہ کیا - اور جس طرح یوسف نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ نے بھی یوسف کو خوش کر دیا - اور اسے ملک میں بڑی طاقت عنایت فرمائی کیونکہ وہ بڑا نیک کردار اور محسن تھا - اور فرمایا - کہ ہم سارے لوگوں کو جو ایسے کام کرتے ہیں ایسا ہی آرام اور انعام دیا کرتے ہیں محسن کے معنے یہ ہیں کہ ہر وقت اللہ کو حاضر ناظر جان لے - جب کوئی کام کرے دل میں دھیان ہو کہ اللہ دیکھتا ہے + بچو خدا نے اس کی بڑی قدر کی اور اس کو بڑی عزت دی یہاں تک کہ اپنی پاک کتاب میں اس کے قصے کو احسن القصص بیان فرمایا ہے - بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہوگا کہ الٰہی دفتر میں مخلصوں - سچوں - نیکوں میں اس کا نام درج ہو گیا -

تم بھی اگر چاہتے ہو کہ اس جیسے بنجاؤ - خدا تم سے پیاری پیاری باتیں کرے - اور تم کو بھی کامیابیاں عنایت فرمائے - تم دنیا و آخرت میں سچی خوشی پاؤ تو تم کو بھی چاہئے کہ یوسف کے پاک راستہ پر چلو تا تم ویسی ہی کامیابی حاصل کرو - اس کے قصے کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر کس طرح وہ ماں باپ سے الگ اور ملک سے بدر کیا گیا تھا اس کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اپنے دل سے ان چھوٹے خیالوں کو دور کر دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں - کیونکہ کسی کا باپ نہیں کسی کی ماں نہیں - کسی کا کوئی تربیت کرنیوالا نہیں بیارو یہ خیال محض غلط ہیں کہ ماں باپ نہیں - اخراجات کی مشکلات میں تربیت کرنیوالا کوئی نہیں بھلا اس بچے کا کون متولی تھا - اس کی تربیت کون کرتا تھا - اس غریب الوطنی کی حالت میں اس کے ماں باپ کوئی ساتھ تھے - نہیں تو پھر کیا وجہ کہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی - یہی کہ نیک تھا اور خدا کو ناراض نہیں کرتا تھا - تم بھی اگر بڑی اقتدار اور عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ تم کو چند ایک ضروری باتیں بتائیں

پہلی بات جو تم کو کرنی چاہئے وہ یہی ہے کہ شریر اور شہوانی لڑکوں سے دور رہا کرو - ان کی صحبت سے ہر وقت پرہیز کرو - بچو شریر لڑکے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پھسلاتے اور برباد کرتے ہیں - ان کی ہر طرح کی بدیوں سے پرہیز کرو - ایسے لڑکوں کے دماغ اور آنکھیں بالکل کمزور ہو جاتی ہیں کوئی محنت کا کام نہیں کر سکتے - ان کی ساری عمر سخت تکلیف سے گذرتی ہے اور ان کو اس بدی کی سزا اسی دنیا میں آخرت کے بعض نمونے کے ملنی شروع ہو جاتی ہے - تم ایسے شریر لڑکوں سے بچنا یہ تو عام لڑکوں میں بُری عادت ہوتی ہے - اور اُن کے اس کام کا بُرا اثر قریباً اُن کی اپنی جان تک ہی محدود ہوتا ہے مگر بعض اور جوان ہی شرارت کے میدان میں بڑھ کر قدم رکھنے والے ہوتے ہیں وہ کئی طرح سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ضائع کرتے ہیں - کبھی ان سے بُری بُری باتیں کرتے ہیں کبھی خود اُن کے سامنے ننگے ہو جاتے کبھی ان کو ننگے کرتے ہیں کبھی اپنی پیشاب گاہ اُن کے ہاتھ میں پکڑاتے اور طرح طرح کی ناقابل ذکر بدمعاشیاں کرتے ہیں - غرض ایک تو شریر اور بدمعاش لڑکوں کی صحبت بد سے بچو کیونکہ ایسی صحبت زہر قاتل کی طرح اندر ہی اندر اپنا اثر کر جاتی ہے جس سے بچنا مشکل و محال ہو جاتا ہے - یاد رکھو - بعض وقت ایسے شریر النفس استاد بھی مل جاتے ہیں ان کا قطعاً خوف مت کرو - اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ان کی رضامندی سے مقدم سمجھو -

اس کے بعد بنت بانکپن سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ بانکے ہو کر وہ پوشاک وہ وضع قطع ڈھال چال ان کو ایک سست بنا دیتی ہے کام کرنا تو اُن کی شان کو دھبا لگاتا ہے - جب کام نہ کیا پھر لباس پوشاک خوراک وغیرہ بغیر روپے کے کہاں سے آسکتی ہے تو ایسی ہی جب گھر سے اُن کو روپیہ نہیں ملتا تو انکو بڑی بڑی بدمعاشیوں اور شرارتوں سے کام لینا پڑتا ہے اکثر چوری کرتے چوری کرواتے ہیں تو چوری ایک ایسی بُری عادت ہے کہ اس کی چاٹ چھوٹنی محال ہوتی ہے - تم نے سنا ہوگا کہ اکثر چوروں کی ساری زندگی اسی میں گذر جاتی ہے کہ چوری کی تھی ... [illegible] ... کو چلے گئے غرض ... [illegible] ... قید خانہ میں ہی گذر جاتی ہے - مگر وہ عادت کسی سزا وغیرہ سے چھوٹ نہیں سکتی - دیکھو لو الٰہی شریعت نے چور کے ہاتھ تک کاٹنے کا حکم فرمایا ہے - یہاں تک کہ بانکے لوگوں کو کنجروں کا پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے - کیونکہ سوائے اسکے ان کا گذارہ ہی نہیں ہو سکتا - اب تم جانتے ہو کہ کنجروں کا دینی یا دنیوی امور ہر دو میں کیا حال ہے + دیکھ لو اگرچہ میں آج جمعہ ہے حکم یہی ہے کہ دھلے ہوئے کپڑے پہنو نیا جبہ پہنو - اور مجھے استطاعت بھی اللہ کے فضل سے ہے مگر میں نے دیکھ لو معمولی کورے لٹھے کا پاجامہ پہنا ہوا ہے - غرض تم کو چاہئے کہ بانکپن بنت سے بچو اور ضرور بچو - یاد رکھو کہ ادنے ادنے برائیوں سے اعلیٰ درجے کی شرارتوں تک انسان پہنچ جاتا ہے بازار کی مٹھائی کا استعمال جہاں تک ہو سکے نہایت ہی کم کرو - کیونکہ یہ بھی ایک بُری عادت ہے - اور اسکا چھوٹنا بھی مشکل ہوتا ہے - یہ بھی روپیہ چاہتی ہے تو پھر روپیہ حاصل کرنے کے سارے بُرے وسیلے اس میں بھی استعمال کرنے پڑتے ہیں - اس سے بھی بڑے بڑے خطرناک نتائج کا خوف ہوتا ہے اور بازار کی مٹھائی کھانے کی عادت بچوں کے لئے زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے -

ان کے سوائے ہر ایک قسم کی بدصحبت سے بچو سستی - بزدلی - کم ہمتی کو اپنے دل میں جگہ نہ دو - ہر ایک قسم کے فساد اور لڑائی جھگڑوں سے بچو -

اور اس کے مقابل پر - نیک صحبت جو ہر ایک نیکی کی جڑ ہے اختیار کرو - کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی تقوے اختیار کرو اور وہ اس طرح پر حاصل ہو سکتا ہے کہ صادق راستباز اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو - قرآن شریف عمل کی غرض سے خواہ ایک دو آیت ہی کیوں نہ ہوں عمل کی غرض سے پڑھا سنا کرو - پانچوں نمازوں کو باجماعت عمدہ طور پر ادا کیا کرو - آپس میں اتفاق سے رہو - لڑائی جھگڑا مت کرو - تھوڑی تھوڑی باتوں میں اختلاف کر کے اس انجمن سے الگ نہ ہو جایا کرو - دعائیں کیا کرو اس کم ہمتی کو دل میں نہ آنے دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں چھوٹے ہیں اور کل بارہ لڑکے ہیں - تم ابھی سن چکے ہو کہ اس بچے یوسف نامی کو ماں باپ سے الگ

گھر بار سے جدا کر دیا گیا تھا چھوٹی سی عمر تھی اور اسمیں لطیفہ تھا کہ تم میں سے تو ہر ایک کے گیارہ معین و مددگار ہیں۔ اُس بیچارے کے گیارہ بھائی جانی دشمن تھے۔ تو دیکھو اُس نے اپنے خدا کو راضی کر کے کیا مرتبہ حاصل کیا اور کس کامیابی کو پہنچا اللہ فرماتا ہے **انا مکنا لہ فی الارض**۔ یعنے ہم نے اس کو زمین میں بڑی طاقت عنایت فرمائی تھی۔ نام ایسا عزت سے اب بھی لیا جاتا ہے کہ جو بولتا ہے وہی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کر کے بولتا ہے۔ غرض خدا کے دربار سے ناامید نہ ہو جیو۔ اس کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش سے جس طرح یوسف علیہ السلام نے کامیابیاں حاصل کیں تم بھی اپنی اس انجمن کو ترقی دو اور خدا تعالےٰ سے ایک محبت کا رشتہ بنا لو۔ تا وہ تم کو اور لوگوں سے تمیز کر کے رکھ لے اور تم اُس کی نظر میں پیارے ہو جاؤ۔

قربان جائیے اس کتاب کے کہ انسان کی ساری ضرورتوں کو جو اُسے موقع بموقع بچپن سے بڑاپے تک اور مرنے تک پڑتی ہیں ان سب کو ہی پورا کرتی ہے۔ دیکھو آج تم بچوں کے سامنے کچھ بیان کی ضرورت تھی اور نمونہ بھی دکھانا تھا جس کو مد نظر رکھ کر کام کرو تو کس طرح اُس نے میرے دل میں مناسب موقع اُس بچے کا حال ڈال دیا۔ اسی پر کفایت نہیں کرو ابھی سن لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تم جانتے ہو گے ایک بڑے عظیم الشان خدا کے پیارے نبی گذرے ہیں۔ اُن کو خواب میں دکھایا گیا کہ گویا وہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرتے ہیں اس وقت اس بچے کی عمر معلوم ہوتا ہے کہ قریباً تیرہ ۱۳ برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹے میں نے دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں بیٹے کی فرمانبرداری دیکھو کہ کوئی عذر نہیں کیا بلکہ کہدیا کہ **یا ابت افعل ما تؤمر۔ ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین** اے باپ جو آپ کو حکم ہوا ہے اُسے بجا لائیے انشاء اللہ تعالیٰ مجھے آپ صابر پاویں گے۔ اس وعدہ پر پکا رہوں گا۔

اب ذرا دیکھو اللہ تعالیٰ نے اُس فرمانبردار بچے کو جس نے اپنے آپ کو حکم الٰہی کے موجب گویا ذبح کروا ہی لیا کیا کیا اجر دیئے۔ وہ لڑکا جس نے رضا الٰہی کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا خدا نے اُسے کیسا زندہ کیا کہ قیامت تک بادشاہ لوگ اپنے آپ کو اس کی اولاد میں سے ہونے کا فخر کرتے رہیں گے۔ اس کی اولاد کے بچے بھی سید یعنے سردار کہلاتے ہیں۔ خدا نے اسکا نام صادق الوعد رکھ دیا۔ کیا یہ کوئی چھوٹے بدلے ہیں۔ نہیں نہیں یہ بڑی بات ہے جو ہر ایک کے نصیب نہیں ہوتی۔ سرور کائنات بھی اسی کی اولاد میں سے ہیں۔ کیا یہ کوئی تھوڑی بات ہے + مگر کیا وجہ۔ وہی کہ اُس نے خدا کو ناراض نہ کرنا چاہا۔ اس کی رضا کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا۔ خدا عملوں کو دیکھتا ہے ظاہر شان و شوکت پر ہی یہ انعامات منحصر نہیں جسکو چاہے چن لیوے +

ایک اور یتیم بچے کا حال بھی سن لو۔ اُس بچہ کا نام محمد تھا صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہمارا سید و مولیٰ وہی ہمارا آقا و شفیع۔ اُن کے والد ماجد جب وہ ماں کے پیٹ میں تھے۔ اور والدہ بزرگوارہ ۲½ سال کا بچہ چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گئے تھے۔ کون تھا جس کے ہاتھ سے پرورش ہوتی۔ تم سوچو اُس بچے کا کیا حال ہوتا ہے جس کے والدین اسے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاویں۔ مگر پھر اس یتیم بچے کی کامیابیاں دیکھو کہ کیا اس سے پہلے دنیا میں کوئی آجتک کامیاب ہوا۔ نہیں ہرگز نہیں ویسا کامیاب نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ اسکا باعث بھی یہی تھا کہ اُس نے مخلوق کی پرواہ نہ کر کے خدا سے تعلق پیدا کر لیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ دوستی لگا لی تھی۔ اور ساری کامیابی کہ آج دنیا میں کروڑوں آدمی کے قریب ہر دم اس پر درود پڑھتے اور **اللھم صل علیٰ محمد** کے نعرے اُڑ رہے ہیں۔ صرف اسی دوستی کا نتیجہ ہے۔ جو اُس خدا کے پیارے نے خدا سے کی تھی +

تم کو ان کے بچپن کا ایک حال سناتا ہوں

کہ مکہ میں اُن دنوں میں ایک بڑی انجمن تھی جس میں چالیس سال کے کم عمر کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ اس انجمن کو ندوہ کہتے تھے اور ان لوگوں نے ان بچوں کو فضول سمجھ رکھا تھا۔ تو رسول اللہ ایسی انجمن میں شریک ہوئے۔ جو کم عمر لوگوں سے بنی تھی اس انجمن کا ایک کام یہ تھا کہ کوئی مسافر وہاں آگیا ہو اور کسی مصیبت باعث اُس کے پاس واپس جانے کا خرچ نہ رہا ہو تو اس کی مدد کرنا۔ اور اور غربا مساکین کی مدد کرنا۔ اور ایسی قسم کے مظلوموں کی امداد کرنا جنکے ننگ و ناموس پر کسی نے حملہ کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ غرض اپنی نیک نیتی کے باعث سے اُنہوں نے اس میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اسی طرح اب تمہاری انجمن بھی اس کے مشابہ ہے۔ تم بھی نیک نیتی خدا ترسی اور اتفاق اور دُعا سے کام لو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔

جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیا کچھ کہا ہے۔ اچھا پھر خلاصہ کے طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پر پورا ایمان رکھو کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرو۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ کسی کو اپنے ضرر یا نفع پہنچانے والا سوا ئے خدا کے نہ مانو۔ کسی کو سوائے اللہ کے قاضی الحاجات اور دعاؤں کے سننے والا نہ گردانو۔ بہرحال عسر و یسر میں اُسی کی طرف جھکو۔ اور محمد کو اُس کا بھیجا ہوا اور اس کی کتاب کا معلم جانو +

بعض کام ہیں جن سے بچتے رہو اور بعض ہیں جن کو ہمیشہ کرتے رہو۔ مثلاً (نہ کرنے والے) بُرے نفس پرست۔ شہوانی لوگوں کی صحبت سے حرص۔ چوری۔ بانکپن۔ غیبت۔ چغلیاں۔ دوسروں کے حقوق کو تلف کرنے والے۔ اور ہر ایک قسم کے بدکار شریر لوگوں کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرتے اور بچتے رہو سستی نہ کرو۔ لڑائی جھگڑوں سے بچو۔ بازار کی مٹھائیوں کا استعمال نہ کرو۔ خودروی اختیار نہ کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے جنگ نہ کرو۔

اور کرنے کے کام۔ نیک صحبت اختیار کرو ہر ایک قسم کی بُری عادتوں کو چھوڑ دو۔ سادگی اختیار کرو۔ حق اللہ اور حق العباد کا خیال رکھو۔ قرآن شریف عمل کی غرض سے پڑھو یا سنو۔ نماز باجماعت پڑھو محنت کے عادی ہو ہمت اور بلند حوصلگی اختیار کرو دلیری کرو۔ دعائیں مانگو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ نیک

نمونہ بننے کی کوشش کرو۔ خدا کو کامیاب کرنے والا ہونے پر یقین رکھو ہمیشہ استقلال اختیار کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے صلح کرو +

دعا - خدا تعالیٰ مجھ کو اور تم سب کو میں نے جو باتیں کہی ہیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرماوے اور ہم سب کو اپنی سچی فرمانبرداری کرنے کی توفیق دے اور اُسی سچی فرمانبرداری میں ہی سب کو اس دنیا سے اپنی طرف بلا لیوے اور ہماری آخری پکار یہی ہو الحمد للہ رب العالمین۔ آمین ثم آمین۔

سرمن (خطبہ)

نمبر

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۶ و ۱۷)

تو کیا وہ عظیم الشان کامیابی جو سرور کائنات کو حاصل ہوئی ہو سکتی تھی؟ مگر نہیں اس مقدس رسول نے اپنی کسی مصلحت کو مقدم ہی نہیں کیا بلکہ اپنی مصلحتوں کو کچل ڈالا اور اپنی خواہش کو مل کر خدا تعالیٰ کی ندا پر پتلی کی طرح چلنے لگے اور سنتے ہی سمعنا و اطعنا کہہ کر آمادہ ہو گئے اور پھر اس نے وہ کامیابی حاصل کی کہ دنیا میں قیامت تک کسی ایسے مظفر و منصور استباز کا پتہ نہیں چلتا جیسا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا قیامت تک وہ جہان کا شہنشاہ اگر کوئی کہلایا ہے تو وہ محمد الرسول اللہ ہی ہے۔ اور اور یہ بھی ضروری تھا کہ آپ کے پیرو بھی خدا اور آپ کی اطاعت کا اعلے سے اعلے نمونہ دنیا کو دکھاتے لہذا خدا نے سمعنا و اطعنا کہنے والوں کو چنا اور بتایا کہ ان کو اس سے پہلے کیا ملے۔ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت کی قید لگانے سے صاف مطلب یہ ہے کہ اُن کا ایمان عملی رنگ والا یعنی شرح صدر والا اور پوری تسلیم والا ایمان ہو گا وہی لوگ رسول اللہ صلعم کے جانشین بن سکیں گے یا یوں کہو کہ رسول کریم کے بعد متصلاً بلا فصل جو گدی پر جلوس فرماہوں گے وہ یقیناً ایمان اور اعمال صالحہ میں تمام صحابہ میں اکمل و افضل اور سرتاج ہوں گے۔ چنانچہ اس امام المسلمین افضل المسلمین کی اطاعت اور تسلیم پر نظر کرو۔ اُس خطرناک وقت میں جب مکہ کی سرزمین مجنونوں اور خونیوں کی طرح خدا کے نبی کو دیکھتی تھی۔ اور ہر طرف خطرہ تھا امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر کے گھر میں آتے ہیں ابوبکر اپنی فراست صحیحہ سے اُس مقدس پیشانی کو دیکھ کر تاڑ گئے۔ اور اس سے پیشتر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرماویں۔ پوچھا کہ کیا اس وقت ہجرت کا حکم ہے؟ آپ فرماتے ہیں ہاں ابوبکر کے منہ سے کسی خوشی میں یہ الفاظ نکلتے ہیں ” آپ کے ساتھ “ ایسے وقت میں جبکہ پیش دل اور سچی تسلیم سے اس قریش کی قوم کے نامی گرامی رئیس نے اپنے مقتدا کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور اپنے تجارتی منافع اور قومی تعلقات کا بالکل لحاظ نہیں کیا اور نہ یہ سوچا ہے کہ اس کے پس ماندوں پر آتش مزاج جھنجھلائے ہوئے ناکام عرب کیسا خوفناک نزلہ گرے گا اس تسلیم اور شرح صدر اور اطاعت مرشد و مربی کے کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں پھر وہ سفر آسائش و راحت کا سفر نہیں مخمل اور سندس کے اوپر قدم رکھ کر جانے والا سفر نہیں ریل نہ تھی بلکہ قدم قدم پر خوف لگ رہا ہے کہ اب پکڑے گئے اب حریف آ پہنچے۔ اور ادھر انعام کا اعلان ہو چکا ہے کہ جو سر کاٹ کر لا دے اوس کو بیش قرار انعام دیا جاوے ان خطرات کے درمیان وہ صدیق اکبر سنتے ہی بہت اچھا کہہ کر وہ ساتھ ہو لیا۔ یہ ایمان جو شرح صدر والا ایمان ہے جس کے اندر پوری تسلیم ہے ایمان جس نے پہلا نمونہ مرشد کی تسلیم کا بتلایا ہے اس کا نتیجہ فلاح و فوز بتلایا ہے + اور پھر دیکھو کہ فلاح کیسی دی تکالیف دل اور جسم سے چھوڑا دیا۔ اور کیسے رسول اللہ کا وارث قیامت تک اسلام کی گدی پر سب سے پہلا جانشین ہوا۔ یہ شرف قرآن کریم کو ہے کہ جو تعلیم اور دعوے اُس میں کیا جاتا ہے۔ وہ خیالی اور وہمی نہیں کہ اگر اُس پر چلیں تو کیا ہو پہلے یہ دعوے کیا اور تعلیم دی کہ ایسا ایمان رکھنا چاہئے۔ پھر اس محتمل اعتراض کے دفع کے لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص دل میں ایسا خیال کرے کہ حکم سنتے ہی فوراً تعمیل کرنا کیا ضرور ہے ضرور ہے کہ اُس وقت عقل سے بھی کام لیا جائے شائد کبھی امام ایسا حکم دیدے جو سراسر تباہی اور بربادی لانے والا ہو اور ممکن ہے کہ کبھی وہ پولیٹکل معاملات کی ناواقفی کے سبب اسکے کہ وہ ایک گاؤں کے کونوں میں گمنام رہنے والا شخص ہے اور دنیا کے نشیب و فراز سے واقف نہیں ہے کہ کوئی ایسا امر کرے جس کی تعمیل کا نتیجہ ہلاکت اور فضیحت ہو اس لئے اس امر کا ثبوت بھی دیا کہ اُن لوگوں کو دیکھو تو جنہوں نے بلا چون و چرا رسول کے امر کی اطاعت کی اور بالخصوص اُس صادق مرید اور مومن کے امام کی حالت پر نگاہ کرو جس نے کیسے خطرناک گھڑی میں اپنے سید و مولا کی اطاعت کی اور اپنی عقل اور چون و چرا کو اس میں مطلق دخل نہ دیا تو وہ کیا ہلاک ہو گیا یا سلامتی کے بھوکوں کے لئے ایک نمونہ بن گیا۔ غرض اللہ تعالےٰ نے اب بھی ایک سلسلہ پیدا کیا ہے۔ جو اُسی طرز پر فلاح اور فوز کی امیدیں دیتا ہے اب خدا چاہتا ہے کہ ویسی ہی جزائیں ملیں اور ویسے ثواب حاصل ہوں مگر کب امام کے حکم میں ہماری جان اپنی مصلحت نہ سوچے ہماری اُس میں تحقیقات نہ ہو کہ خدا جانے جوش نفس سے کہا ہے یا الہام سے۔ ہمارا علم و عقل کیا ہے اگر کچھ ہوتے تو مسیح موعود ہی کیوں نہ بنجاتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ہے کہ جب امام الوقت حکم دیتا ہے خواہ اُس میں کیسا ہی ضرر جان نظر آوے سچے دل سے جان کا ایثار کرے۔ پھر خدا ویسا ہی درجہ دے گا جیسا ابوبکر کو دیا۔ یہ باتیں چترائی اور چالاکی سے نہیں بلکہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتی ہیں ایسا ایمان شرح صدر کا مجھ کو اور میرے دوستوں کو اللہ تعالیٰ دے اور اس مبارک اور قبولیت کی گھڑی میں جو جمعہ کی گھڑی ہے دعا کرتا ہوں اور دنیا کے مقاصد سے ہٹ کر اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو صحابہ کرام کو حاصل تھا۔ کیونکہ اُس سے بڑھ کر دولت نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اُس برگزیدہ جماعت سے ہوں جو **ھم المفلحون** کی مقدس جماعت ہے۔

(نوٹ) آیت استخلاف کے حقائق اور معارف دیکھنے کے لئے ہم اپنے ناظرین کو حضرت مولانا ممدوح کے رسالہ اثبات خلافت شیخین کے پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم چھپکر شائع ہوا +

ہم تو اسے ... آب لعل گر ... درست کو ... دلہ مضطر ... امنی ہے حق ہر لشہد کے پسر ... لعل درتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین کو طرز اشتہار اسناد بشارت سے کما حقہ اطمینان نہ ہو جو کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہار دہندہ طبیب ہیں۔ نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرتسر

معیار صداقت

با شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ ... لیا جاتا ہے جو اس پر بھی یقین نہ آئے ... اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ اپنی مکمل جرمانہ ... صحت کی طالب اولاد کو ... [illegible] ... جانیں و فضل خداداد کی منادی ... عام ...

اس خادم الاطبا کو ... سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کی خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ ... دفعہ اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا مگر سو خدا نے انگشت یکساں نہ کر دیں بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کرا دیں تو ہی ہوگی۔ مگر نمبر (۱) کم مقدور دوا سے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) لو اگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیتے ہیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی ایک ماہ علاوہ خرچ دوا دے رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ تو آپ لے جاتے (۴) شرطیہ مابین خرچ دوا دے کا اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے برضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مجلکہ شرطیہ لکھائیں۔ رقمیت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول بفضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دے۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہار والوں کی بنیاد ڈھا دے اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ مگر گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے مگر نرینہ ... برباد ... ہے کہ جس کا اثر نہیں گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال و ادویہ غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا رخود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	سے	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	لعہ	۲۸	نل اترنا	عہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	لعہ	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانا	عا
۴	جسکا حمل ۲-۴-۵ ماہ گر جاوے	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	سے	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	سے	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	کنٹھیا	لعہ	۲۴	ضیق النفس	سے	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	پت دق	سے	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیھ	صہ	۳۴	تیجا-چوتھا-روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	لعہ	۲۶	آتشک	عہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	سے	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرہون

قیمت سالانہ پیشگی ے   قیمت سالانہ پیشگی ے

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۰-۲۱ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ جولائی ۱۸۹۸ء ۶ ۶ ۶ ٹر | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں [illegible] نظمیں جو ضرورت وقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے بعض خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا متضمن رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ر فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہوسکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ یہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عسہ

۲۰×۲۶۔ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹیکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شایع ہوتا ہے۔ جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی زیادہ سے زیادہ کل اسمیں دیکھہ لیجئے۔ قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر سستا نہیں۔

چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں
نمونہ کے لئے ایک آنہ } درخواست خریداری بنام منیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت موسوم بہ موعظة الحسنہ۔ قیمت بلا محصول ۲ر

محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ۔ ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر۔ از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند۔ سیج بند۔ پرانندے۔ ہر قیمت کے مل سکتے ہیں

ولایتی چٹھی

نمبر ۸

اس تدبیر سے اگرچہ اسقدر فائدہ تو ہوا کہ میں سمندر جا پڑنے کے خطرہ سے امن میں ہوگیا مگر آخرکار تمام کپڑوں کے تر بتر ہوجانے معہ سردی کے لگنے سے مجھے وہ جگہ چھوڑنی پڑی شاید رات کے بارہ یا ایک بجے ہونگے کہ میں اپنے دوسرے گرداب مصیبت میں پڑے ہوئے ہمراہیوں کو چھوڑ کر جہاز کے تختہ پر بیٹھکر چلتا چلتا نیچے کی منزل کی سیڑھی کے پاس پہونچا اور تختوں اور رسوں کو پکڑ پکڑ کر بعد مشکل نیچے اوترا۔ یہاں آکر عجیب کیفیت دیکھی۔ لوگ اوپر نیچے ایک دوسرے کے گرے ہوئے۔ کوئی منہ کے بل گرا ہوا ہے۔ کوئی پشت کے بل بے ہوش پڑا ہے کسی کا سر تو کسی کا پیر۔ سیڑہیوں سے اوتر کر میں نے کھڑے کھڑے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں میں اپنا سر چھپا سکتا۔ ادہر تو یہہ تکلیف۔ اوپر جانے سے جی ہزار کوس گریز کرتا۔ سخت حیرت میں آخر سیڑہی کے آخری تختہ پر بیٹھ گیا۔ یہ تختہ اور اُسکا دامن کل لوگوں کی قے سے پُر تھا اور اس منزل زیرین میں سخت بدبو لوگوں کی قے اور کثرت سے پھیلی ہوئی تھی مرتا کیا نہ کرتا آخر کار وسی کوٹ کرتہ پاجامہ سلوکہ میں جیسے خود بخود پانی نچڑ رہا تھا میں زینہ کے تختوں کے سہارے لیٹ گیا۔ یہہ تمام قلی اگرچہ مجھے عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر ایسے وقت میں جبکہ کسی کو اپنی ہی خبر نہ تھی کون مجھے پوچھتا۔ صبح کے ۴ بجے تک میں اسی طرح اونہی بھیگے کپڑوں میں پڑا رہا۔ ۴ بجے کے بعد جب قدرے افاقہ ہوا تو میں بھی بڑی دیکھ بھال سے چلتا ہوا آخر اوس شخص کے پاس پہونچا جسے میں نے اپنے کپڑے دوسرے خشک دیے ہوئے تھے۔ دیکھ بھال کر اس لئے چلتا تھا کہ مبادا کسی کے پاؤں یا ہاتھ وغیرہ پر میرا پاؤں آجائے تو وہ عدم واقفیت میں جبکہ آگے ہی اپنی جان سے بیزار ہے مجھے گالی وغیرہ دیدے۔ وہاں پہونچکر میں نے کپڑے لئے اور یہہ کپڑے گیلے اتار کر خشک پہنے اور پھر ایک دو گھڑی کے لئے لیٹ گیا۔

اس تنہائی میں ایک عجیب حالت یہہ دیکھی کہ باوجود کپڑوں کے تر ہوجانے کے اور سردی لگنے کے اور متواتر موجوں کے سر پر گذرنے کے نیند کا غلبہ رہا اور یہی جی چاہتا ہے کہ جسطرح ہوسکے سوجاؤں مگر جان کی فکر کب آرام کرنے دیتی تھی۔

جب فجر کی نماز کا وقت ہوا تو وہ زور شور سمندر کا بالکل بند ہوگیا اور جہاز امن سے چلنے لگا۔ دہوپ نکلی کل کپڑے لتے وغیرہ جس حالت میں تھے خشک کرنے کے لئے دھوپ ڈالے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ قلی تو مختلف قسم کی باتیں بناتے رہے اور اپنے آنے پر پچھتاتے کہ ہم کیوں آئے اب اسی لحاظ سے آپ کل مسافران جہاز کی تکالیف کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

اس سفر نے مجھے اس امر کا تجربی سبق دیدیا کہ جہاز میں سوار ہونے سے پیشتر کیا کیا سامان انسان کو اپنی جان اور مال کی حفاظت کے لئے کر لینے چاہئیں۔ اور جب بمبئی میں دوسرے جہاز میں ہم سوار ہوئے تو آخر کار ان تجاویز سے ہمنے فائدہ اوٹھایا جو اس مصیبت نے ہمیں تلادی تھیں۔

ہمارے معترض آنکھ کھول کر پڑھیں

ہمارے ناظرین کو یہہ تو خبر ہوگی کہ دو سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ ہندوستان سے ۳۰۰ سپاہی اہل اسلام اپنی محسن گورنمنٹ برطانیہ کے دشمنوں کو پامال کرنے کی خاطر مومباسہ کے افریقہ پر آئے تھے۔ ان ۳۰۰ سپاہیوں کی فوج زیر حکم جناب کپتان ہبرٹ صاحب ہندوستان سے آئی تھی۔ (دیکھو صفحہ ۱۲ الف)

یہاں ممباسہ اور مشرقی افریقہ کے گرد نواح میں ایک شخص مبارک نامی بگڑا ہوا باغی سردار تھا۔ یہہ شخص سلطان زنجبار کے مقربوں میں سے تھا مگر جب سلطان نے سلطنت برطانیہ سے کچھ عہد پیمان کرکے جزیرہ ممباسہ جس میں بیٹھے ہم مضمون لکھ رہے ہیں کچھ عرصہ کے لئے انتظام ملکی وغیرہ کی خاطر صاحبان انگریز کو دیدیا تو یہہ شخص مبارک سلطان کا سخت دشمن ہوگیا۔

اور ہر طرح اور طرف سے سلطان الجبار کو تنگ کرنا شروع اور در اصل اس کی عداوت کا باعث تو انگریزوں کے ساتھ سلطان کی صلح کا ہونا تھا اس لئے اس کے ہونے صاحبان انگریز بھلا کسطرح چین سے اس چھوٹے سے جزیرہ میں نڈر بیٹھ سکتے تھے۔ اسی کی سرکوبی کے لئے یہہ فوج

Indian contingent Mombasa.

کے نام سے یہاں آئی تھی۔

ہمیں آئے ہوئے چند ماہ ہی گذرے تھے کہ مبارک کی آتشزدگی ہم نے آنکھ سے دیکھی۔ اور اس جزیرہ سے ۱۸۰۰ فٹ کے فاصلہ کے قریب ایک چوکی بنی ہوتی تھی جسے اوس نے آکر آگ لگادی۔

باقی آئندہ

اعلام

جولائی ۱۸۹۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا موسمی تعطیلات کے باعث بند ہونا ہماری بھی دارالامان سے چند روز غیر حاضری کا باعث ہوگیا اور اسی لئے جولائی کا پہلا نمبر عین وقت پر اور دوسرا نمبر بھی بدیر پر اشاعت پذیر ہوسکا ہے۔

(ایڈیٹر)

ایڈیٹوریل بربمبئی نوٹس

نورافشاں لودہانہ کی بےتکی ہانک

لودہانہ کے عیسائی اخبار نورافشاں کو دہڑکا پیدا ہوا ہے کہ عالی جناب سلطان القلم سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم عیسائیوں کی قابل ناز **امہات المومنین** کا جواب قلمبند فرماکر عیسائی مذہب کے اسرار کو طشت ازبام کردیں گے۔

اس لئے وہ قبل از مرگ واویلا کا مصداق ہوکر اپنے ۲۲ جولائی کے اشو میں لکھتا ہے "کہتے ہیں کہ مرزا **غلام احمد** قادیانی کتاب **امہات المومنین** کا جواب الزامی لکھہ رہے ہیں الزامی بھی کیا مسیحی مذہب کے مخالفین اہل یہود و دیگر ملحدان اہل فرنگ کی مخالفانہ جہوٹی باتوں کو جمع کر رہے ہیں۔"

معلوم نہیں نورافشاں نے یہہ کہاں سے سُن لیا کہ الزامی جواب لکھہ رہے ہیں۔ نورافشاں اور کل مذہبی دنیا کو معلوم ہوجائیگا جسوقت جناب سلطان القلم کی کتاب **فریاد درد** جو بطور اشتہار ہے شائع ہوگی کہ مرزا صاحب عیسائیوں کی مقبولہ **امہات المومنین** ہی کی قلعی کھولتے ہیں یا اون کی شصت سالہ کارروائیوں کا بھانڈا برسر بازار پھوڑیں گے۔ یہہ کتاب جو **کسر صلیب** کہلائے گی آجتک کی کل عیسائی کتابوں کا جواب باصواب ہوگی اور اوس میں تحقیقی جواب دئے جاویں گے۔ ہاں الزامی جوابات کی چاشنی بھی عیسائیوں کی ضیافت طبع کے لئے دیجاویگی۔ اوس وقت نورافشاں کو معلوم ہوگا کہ محققانہ جوابات اور صحیح اور حقیقی محققوں کی تحقیقات یوں ہوا کرتی ہے اور پھر صاحب امہات کی رطب ویابس باتوں کی حقیقت کا پردہ فاش ہوگا۔ نورافشاں کا قبل از مرگ واویلا صرف اسلئے ہے کہ وہ **مرزا صاحب** کے زور قلم اور تبحر علمی سے خوب واقف ہے اور کیوں نہو "**سلطان القلم** مسلّم ہے اور کلام الامام امام الکلام مقبولہ بات ہے پس وہ عیسائی عمارت کی کمزوری پر نظر کرکے اس سے پیشتر کہ کتاب شائع ہو یہہ خیال پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اوس میں صرف ملحدان فرنگ کی تحقیقاتیں ہوں گی۔ مگر ہم پبلک کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ کتاب **فریاد درد** کا صبر سے انتظار کریں جو انگریزی۔ فارسی عربی۔ اردو میں عنقریب شائع ہوگی۔ اسوقت نورافشاں کی اس بےتکی ہانک کی کیفیت کھلے گی۔ کتاب کے شائع ہونے پر ہم مفصل بحث اس مضمون پر کریں گے۔

دوائی طاعون

سیدنا **مرزا صاحب** کی خیرخواہی انام اور ہمدردی بنی نوع انسان کے متعلق ہم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں خود جناب ممدوح کی عملی زندگی بتلا رہی ہے کہ وہ شب و روز اسی فکر میں مستغرق ہیں۔ حال میں وباء طاعون کے متعلق جناب ممدوح نے جو خدمات کی ہیں اونکا اعتراف جو ہماری سرکار عالیہ نے فرمایا ہے اوسکے لئے ہم پبلک کی طرف سے عموماً اور جناب مرزا صاحب کے متبعین کی طرف سے جو خصوصاً گورنمنٹ عالیہ کی وفادار جماعت ہے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم نے پچھلے اشو میں جناب مرزا صاحب کی خدمات متعلقہ طاعون کے ضمن میں اُس دوائی طاعون کا بھی ذکر کیا تھا جو حضور نے اس مرض کے لئے **بالہام** الہی طیار فرمائی ہے چنانچہ جو اشتہار جناب ممدوح نے اوس کے متعلق شائع فرمایا ہے اوسے بلاکم وکاست درج ذیل کرتے ہیں۔ **وھو ھذا**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرادما نصیحت بود کردیم

دوائے طاعون

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ایک دوا علاج طاعون کے لئے بصرف مبلغ دو ہزار پانسو روپیہ طیار ہوئی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر بدن پر مالش کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ بھی بنائی گئی ہے۔ یعنے وہ مرہم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُن چوٹوں کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ نااہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا یہی مبارک مرہم چالیس دن برابر جناب مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی۔ گویا دوبارہ زندگی ہوئی۔ یہ مرہم طاعون کے لئے بھی نہائت درجہ مفید ہے بلکہ طاعون کی تمام قسموں کے لئے فائدہ مند ہے مناسب ہے کہ جب نعوذ باللہ بیماری طاعون نمودار ہو تو فی الفور اس مرہم کو لگانا شروع کردیں کہ یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کرکے ایسے طور سے پھوڑ دیتی ہے کہ اسکی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن میں پھیلتی ہے لیکن کھانے کی دوا جس کا نام ہمنے **تریاق الہی** رکھا ہے اسکے استعمال کا طریق یہ ہے کہ اوّل بقدر فلفل گرد کھانا شروع کریں اور پھر حسب برداشت مزاج بڑھاتے جائیں اور ڈیڑہ ماشہ تک بڑھا سکتے ہیں۔ اور بچوں کے لئے جنکی عمر دس برس سے کم ہے ایک یا ڈیڑھہ رتی تک دیجاسکتی ہے۔ اور طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے جب یہ دوا کھائیں تو مفصلہ ذیل دواؤں کے ساتھ اسکو کھانا چاہیے۔ کیمفر کو ۱۵ قطرہ۔ وائنم اپیکاک ۹ قطرہ۔ سپرٹ کلوروفارم ۱۵ قطرہ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ۔ عرق سلطان الاشجار یعنے سرس ۵ تولہ۔ باہم ملاکر اور تین چار تولہ پانی ڈالکر گولی کھانے کے بعد پی لیں۔ اور یہ خوراک اوّل حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ساٹھ بوند تک اور وائنم اپیکاک چالیس بوند تک اور سپرٹ

کلوروفارم سات تولہ اور نمک اور عرق کیوڑہ بیس تولہ اور عرق سرخس پینے سے سلطان الاشجار پچیس تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ تحمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جائیں تا پورا وزن ہوکر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار دینا چاہیئے۔ اور اگر تریاق الہی میسر نہ آسکے تو پھر عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیسکر بقدر رتی رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو دو رتی چھوٹوں کے لئے گولیاں بنالیں اور اس دوا کے ساتھ صبح شام کھاویں۔ حتی للقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدرو میں گندی نہ ہونے دیں۔ اور مکان کی اوپر کی چھت میں رہیں۔ اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہو اور گھر میں اسقدر ہجوم نہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہانتک ممکن ہو گھر میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلاویں اور اسقدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کی موسم سے مشابہ ہو۔ اور گندھک بھی جلاویں اور گھر میں بہت سے کچے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور درونج عقربی کے ہار پروکر دروازوں پر لٹکاویں۔ اور سب سے ضروری بات یہ کہ خدا تعالی سے گناہوں کی معافی چاہیں دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مشغول ہوں والسلام

المشتھر

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۲۳ جولائی ۱۸۹۸ء

نوٹ۔ اگر یہ دوا یعنے تریاق الہی ذیابیطس کے لئے یا اختناق الرحم کے لئے یا دماغ اور تحلل اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری کے لئے یا معمولی قویٰ کی کمی کے لئے استعمال کرنی ہو تو جدوار وغیرہ عرقیات کے ملانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ ہاں وزن حسب برداشت بڑھادیں۔ اور یہ دوا حسب **الہام الہی** طیار ہوئی ہے عام طور پر تقسیم کی گنجائش نہیں الا ماشاء اللہ۔ اور یہ دوا نزلات اور کھانسی اور مقدمہ سل کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ اور یاد رہے کہ قبل اسکے کہ یہ روپیہ ہماری تحویل اور امانت میں آئے خود بخود ہمارے سرگرم دوستوں نے حسب تجویز میرے دوائیں خرید لیں اور اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب نے دوہزار روپیہ کے یاقوت رمانی دیئے اور ایسا ہی اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب اور سردار نواب محمد علی خان صاحب نے بہت مدد دی۔ اور ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب اسٹنٹ سرجن قصور اور منشی رستم علی صاحب کورٹ انسکٹر انبالہ اور کئی اور دوست جنکا ذکر موجب تطویل ہے اس کار خیر کی امداد میں شریک ہوئے۔ اور یہ ارادہ کیا گیا ہے کہ اسوقت جبکہ خدا نخواستہ پنجاب میں طاعون کے پھیلنے کا احتمال ہو یہ دوا بطور تقسیم کر دیجائے گی۔ کم سے کم چالیس دن مرض سے پہلے اسکی استعمال چاہیئے۔ منہ

ست دھرم پرچارک اصلاح کرے (ایڈیٹر)

ست دہرم پرچارک جو آریہ سماج کی مہاتما پارٹی کا آرگن ہے۔ ۱۲ ساون سمت ۱۹۵۵ مطابق ۲۲ جولائی ۱۸۹۸ء کے انکے اشو میں بصیغہ مراسلت "پنڈت گوپی ناتھ جواب دیں" کے عنوان سے کسی نامہ نگار کی تحریر شائع کرتا ہے جسکے شروع ہی میں نادان نامہ نگار جو قرآن کریم سے ناواقف محض ہے لکھتا ہے کہ "قرآن میں ایک آئت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا محمدیان فرماتے ہیں کہ اے محمد اگر نہ پیدا کرتا میں تجھکو تو نہ پیدا کرتا میں زمین اور آسمان کو"۔ اس قسم کی خلاف بیانیو اور مغالطہ آمیز تحریروں سے ہم نہیں سمجھتے یہ کوتاہ اندیش کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس مضمون کی کوئی آئت نہیں ہے۔ یہ ہم نہیں جانتے اس یاوہ گو نے کہاں سے نکال لیا کہ خدائے محمدیان قرآن میں فرماتا ہے۔ جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے سے ایسے لوگوں کو کچھ بھی کراہت نہیں آتی۔ ست دہرم پرچارک ایسے مضامین احتیاط سے بچ کیا کرے۔ اور اس غلطی کی اصلاح کرے۔

ایک لاجواب جواب

قابل توجہ پبلک اور محمد حسین بٹالوی

{گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے}

۲۴ جولائی سنہ رواں کو میاں محمد حسین بٹالوی نے چند پراگندہ ودریدہ اوراق جو اپنے بھیجنے والے کی سراسیمگی و پراگندہ دلی اور شکستہ حالی کا اظہار کرتے تھے ایک شخص محمد ولد جوغطہ قوم اعوان ساکن ہموں گکھڑ ضلع سیالکوٹ کے ہاتھ بحضور جناب امامنا و امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم بصورت رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر پنجم لغائت دوازدہم جلد ہژدہم بابت ۱۸۹۵ء ارسال کئے۔ ہم رسالہ کی قدر و منزلت کا (جو پبلک کر رہی ہے) اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ تین سال بعد ۱۸۹۵ء کا رسالہ اب شائع ہوتا ہے۔ ہم نے بھی بتجسس ان اوراق پراگندہ کو پڑھا۔ چند ایک حوالجات کے سوا از سرتا پا بازاری آدمیوں کی بیہودہ بولیوں اور چیکلے کی اصطلاحوں کا میگزین نظر آیا۔ اور اسکے

نام کو پڑھ کر شرم آگئی۔ کہ کیوں کا نام اشاعۃ السنہ رکھدیا ہے؟ کیا مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں جو اس خیالی مولوی سے پوچھے کہ وہ سنت نبویہ کو ایسی گندی گالیوں کے ذریعہ کیوں بدنام کرتا ہے؟ ہر لحظ بجز یا تو یہہ میگزین بھٹیاریوں اور کسبیوں کی اصطلاحوں کا میگزین تھا مدیا شیخ بٹالوی نے سارا زور جعفر زٹلی کے بھانڈ پن میں صرف کیا۔ ہمکو بار بار حیرت ہوتی تھی اور ہر سنجیدہ شخص جو غور سے اس رسالہ کو پڑھیگا حیران ہوگا کہ کیا تین سال کے اندر اس خود پسند ملا کو بجز گالیوں اور اخبارات کی کاسہ لیسی کے اور کچھہ نہ سوجھا۔ بے حیائی کا نقاب پہن کر کرسی والے معاملہ کی اصلیت کو بہتیرا چھپایا مگر دبی زبان سے اقرار ہی کرنا پڑا۔ آخر یہہ ملا بٹالوی کا اعمالنامہ حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچایا گیا۔ حضرت نے ۲۵ رجولائی سنہ رواں کی سہ پہر کو لانے والے قاصد کو مندرجہ ذیل قابل قدر بے نظیر جواب جو اونکی شان کے شایاں تھا اوسی رسالہ کے پیشانی پر لکھہ کر واپس کیا جواب مذکور اوسی وقت ایک بڑے مجمع میں جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا اور سب نے آمین کہی وہ جواب ہم جلی حروف میں درج کرتے ہیں اور اپنے معاصرین خصوصًا اون ہمعصروں سے جنکو الحکم کا تبادلہ ہے امید کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ کو اپنے گرامیقدر صحیفوں میں اسی انداز سے ایکبار شایع کردیں گے۔

محمد حسین بٹالوی کی

گالیوں کا احسن جواب

(جو حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے ۲۵ر جولائی ۱۸۹۸ء کو انکے مرسولہ رسالہ کی پیشانی پر لکھہ کر لانے والے کو واپس دیا۔)

رب ان کان ھذا الرجل صادقًا فی قولہ فاکرمہ وان کان کاذبًا فخذہ مکین

معاصرین سے صرف اسیقدر فقرات کے اندراج کی درخواست ہے جو الوزنڈ[?] کا باز کے اندر ہے۔ (ایڈیٹر)

ذیل میں ہم سراج الاخبار جہلم کے صیغہ مراسلات سے ایک مختصر سی مراسلت درج کرتے ہیں جسمیں کسی نیک نیت اور خیر خواہ اسلام نے گورنمنٹ عالیہ کے اوس جواب پر جو اوسنے امہات المومنین کی مسدودی کے میموریل کا دیا ہے شکر گزاری ظاہر کی ہے ہم گورنمنٹ کا شکریہ اس سے پہلے اس جواب کی نسبت شایع کر چکے ہیں۔

لاریب اس جواب نے مسلمانوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے کہ وہ اب جواب دینے کے قابل ہوگئے وہ لاہوری انجمن نے تو مسلمانوں کو قریبًا بے دست و پا کرنا چاہا تھا۔ ہم مراسلہ نویس کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ اون کے درد کا داماں ہو رہا ہے اور وہی امام جسنے عدم منسوخیت کتاب کے لئے میموریل لکھا تھا اسکا جواب لکھنے کی طیاری کر رہا ہے اور وہ مراسلت یہہ ہے۔

گورنمنٹ کی شکرگذاری

میںنے کتاب امہات المومنین کی منسوخیت کی نسبت لاہور اور بعض دیگر اسلامی انجمنوں کی ناجائز کارگذاریوں کی نسبت پچھلے دنوں کچھ سراج الاخبار میں چھپوایا تھا۔ سو یہہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ میری اُس تحریر نے مسلمانوں کو گورنمنٹ کی شکر گزاری کا موقعہ دیا ہے۔ کیونکہ ایک نہائت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اُس تحریر سے بہت پہلے دیگر اسلامی انجمنوں کے منسوخیت والے میموریلوں کا مخالف مرزا صاحب قادیانی کا میموریل بھی عدم منسوخیت کتاب مذکور کے بارہ میں بحضور جناب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب پیش ہو چکا تہا۔ مگر چونکہ اخبار ہذا کے ناظرین صاحبان سے کسی نے میرے خیالات کی مخالف نہ کی اور نہ ہی کوئی معترضین اسلام پاک کے اعتراضوں کے جوابات لکھنے سے معذور و مایوس رہا ہوا تمام کا معی میرے خیالات کی اصلاح اور تردید کو اُٹھا۔ لہذا اسے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اس عاجز کی تحریر عام پسند ہوئی ہوگی۔ اور سب دوستوں نے دعائیں مانگی ہونگی کہ یا الٰہی راقم مضمون کا مدعائے دل پورا ہو۔ پس جائے شکر ہے کہ ہمارے اصحاب کی دُعاؤں نے نیک اثر دکھایا۔

سُنا گیا ہے کہ ہماری مہربان گورنمنٹ نے اُن میموریلوں کے جواب میں جو منسوخیت کتاب کی نسبت پیش ہوئے تھے۔ بہت عمدہ اور قابل قدر جواب دیا ہے۔ یعنے

اُن میموریلوں کے نفس مطلب کو نظر انداز کرکے مسلمانوں کو کتاب کا جواب لکھنے میں مختار کر دیا ہے۔ اگر ہماری پاک طینت اور عادل اور بے تعصب گورنمنٹ ایسا نہ کرتی۔ تو کسی طرح اُس صدمہ کی تلافی نہیں ہو سکتی تھی۔ جو امہات کے مصنف کے ہاتھوں سے مسلمانوں کے دلوں کو پہونچ چکا تھا ہم اپنی نادانی کا کہاں تک اظہار کریں باوجود اس کے کہ ہمیں سرکار نے اپنی عطا کردہ آزادی سے فائدہ اُٹھانے سے منع نہیں کر دیا تھا۔ پھر بھی بجز مرزا صاحب قادیانی کے ہماری طرف سے منسوخیّت کتاب کی نسبت میموریل پیش ہوئے۔ ہم سب مسلمانوں کو واجب ہے۔ کہ سچے دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کریں۔ اور اُسکی تا قیامت سلامتی کی دُعائیں مانگیں۔ کیونکہ اُس نے ہم سے بڑھکر ہم پر مہربانی کی ہے۔

اب ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ مسلمان ضرور کتاب مذکور کا مہذبانہ اور شریفانہ طور پر جواب دینے کی تیاری کریں گے۔ پس چاہیئے کہ جو شخص اُنمیں سے اِس کار خیر کی سر انجام دہی کا دم بھرے۔ سب اُسکی حمائت کریں۔ اگر جناب سرور کائنات و فخر موجودات (جنپر ہمیں جسم و جان قربان کرنے چاہئیں) کی شانِ پاک سے امہات کے بیباک مصنف کے لگائے ہوئے داغ چند درم و دام سے ہٹ جائیں۔ تو یہہ درم و دام کیا چیز ہیں یہ ثواب عظیم آخر کو تنوں پر دوزخ کی آگ حرام کرنے والا اور بہشت بریں میں بٹھانے والا ہے۔ اور مال و دولت تو یہیں رہے جاویں گے۔

آخر پر ہم نہائت خوشی بھرے دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور کہتے رہیں۔ کہ یا آلہی اِس بالکل بے تعصب اور عادل اور ہمہ اوصاف مہربانانہ موصوف گورنمنٹ کو تا قیامت سلامت رکھ جس نے بھولے ہوئے مسلمانوں کو اپنی عطا کردہ آزادی سے فائدہ اُٹھانے اور اپنی شکر گزاری کا موقعہ دیا ہے۔ اور جس کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ بیان نہیں کئے جاتے۔ اور جسکے سایۂ عاطفت میں ہماری آبروئیں اور جانیں اور ہمارے مال و دولت بحفاظت تمام محفوظ ہیں۔ آمین ثم آمین ✣

راقم۔ پبلک اور گورنمنٹ کا خیر خواہ ایک ذکی

اشاعت اسلام

حبل المتین کے ایک نامہ نگار نے قسطنطنیہ سے جو خبر دی ہے، کہ ترکوں نے ایک کمیٹی اشاعت اسلام کی غرض سے قائم کی ہے اور انکو سلطان کی حمائت عنقریب حاصل ہوگی۔ ایک نہایت دل خوش کن خبر ہے۔ یہ سب سے پہلا موقع ہے۔ جبکہ مسلمان مشنری بطور ایک کمیٹی کے اپنے آپکو جمع کریں گے اور سلطنت اسلامی کے ماتحت رہکر مختلف ملکوں میں اشاعت اسلام کا مُقدّس فرض ادا کرینگے۔ جس کسی نے پروفیسر آرنلڈ کی کتاب "پریچنگ آف اسلام" (دعوتِ اسلام) پڑہی ہوگی۔ اسکو معلوم ہوگا کہ زمانہ سابق میں داعیان اسلام کبھی اس طریقہ سے کسی ملک میں نہیں گئے کہ انکو کسی کمیٹی سے تعلق ہو۔ اور ان کا کوئی مقام ہیڈ کوارٹر ہو۔ اور کوئی اسلامی سلطنت انکی حامی اور نگہبان ہو۔ بہت سے سوداگر تھے جنہوں نے تجارت کی غرض سے دور دراز ملکوں کا سفر کیا اور وعظ و نصیحت سے ان ملکوں کے باشندوں کو مسلمان کیا۔ بہت سے صوفی اور زاہد تھے جنہوں نے اپنی عملی زندگی اور اخلاقی قوت سے غیر قوموں کو تسخیر کیا۔ اور انکو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ مگر یہ سب کوششیں قومی یا ملکی حیثیت سے نہیں تھیں۔ بلکہ بجائے اجتماعی ہونے کے وہ اکثر انفرادی سرگرمیاں تھیں۔ نہ وہ غیر قوموں کی زبان سیکھ کر اُن ملکوں میں گئے تھے۔ نہ اُن کے مذہبی تاریخ اور لٹریچر سے واقف ہوکر اس کام کیلئے اُٹھے تھے۔ نہ ان کو کسی مشنری سوسائٹی کیطرف سے تنخواہیں ملتی تہیں۔ مگر وہ خدا کے بندے باوجود اُن مشکلات کے کامیاب ہوئے اور اب بہی کامیاب ہوتے ہیں۔

مسیحی مشنوں نے ان مسلمان واعظوں کے سادہ زندگی اور پاکیزہ اخلاق اور پر تاثیر وعظ اور مذہبی سرگرمی کی تعریف کی ہے۔ اور انکی کوششوں اور کامیابیوں کا بہی دل سے اقرار کیا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر وہ اب بھی اسی سرگرمی کے ساتھ کوشش کرینگے تو کامیاب نہ ہونگے۔ ہونگے اور ضرور ہونگے۔ اسلام کے اصول تمام مذہبوں سے زیادہ سیدھے سادے ہیں اور قابل عمل ہیں اور وہ تمام مذہبوں سے زیادہ تمدن کے موافق ہے۔ پس کوئی تعجب نہیں ہے کہ جسطرح اسکو افریقہ کے جنگلوں اور بیابانوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسطرح یورپ۔ امریکا۔ اور آسٹریلیا میں نہ ہوگی۔ خاصکر اگر کوئی مشن اس سامان سے اُٹھے کہ اسکے ممبر عیسائی مشنریوں کی طرح غیر قوموں کی زبان اور مذہب سے واقف ہوں۔ اور اُن کی حمائت اور سرپرستی کوئی اسلامی سلطنت کرتی ہو۔ تو اس بات پر یقین کرنا چاہیئے کہ ہر ایک اور ہر قوم میں اسلام کی روشنی پھیلا سکیں گے۔

واعظ کیا کریں گے؟ اگر وہ اسلام کے سچے حامی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو ہونگے۔ اور عیسائی واعظوں کی طرح درہم و دینار کے غلام اور نفس کے بندے نہ ہونگے۔ تو وُہ ہی کریں گے۔ جو قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ تم دنیا کی ایک بہترین قوم ہو۔ اور اسلئے پیدا کئے گئے ہو۔ کہ دنیا کی قوموں کو بُری باتوں سے روکو۔ اور انکو بھلائیوں پر عمل کرو۔ وہ اگر اپنی فرض سے واقف ہونگے جو دنیا کا فرض نہیں ہے۔ بلکہ خدا اور رسول کا فرض ہے تو اپنی فرض کو پورا کرنیکے لئے وہ دنیا کی مختلف قوموں کی زبانیں سیکھیں گے۔ اور انکی مذہبی کتابیں پڑھینگے۔ اور اپنی تئیں فصاحت اور بلاغت کے ہتھیاروں سے آراستہ نہیں کریں گے۔ بلکہ اخلاق محمدی اور اخوت اسلامی کا عمدہ نمونہ بنکر دکھائیں گے۔ انکا فرض ہوگا کہ وہ مناظرہ کے وقت "وجادلہم بالتی ہی احسن" پر عمل کریں۔ انکا فرض ہوگا کہ وہ سب سے پہلے اپنے نفس کی کدورتوں اور عیاریوں کو نکال باہر کریں جو آواز ان کے مونہہ سے نکلیگی وہ سب سے پہلے ان کے دل پر چوٹ کریگی۔ جو الفاظ انکی قلم سے ٹپکیں گے وہ سب سے پہلے انکی ذات پر اثر کریں گے۔ اور اگر یہ نہیں ہوگا۔ اور وہ ایسے ہی واعظ ہونگے جیسے کہ اسوقت ہمارے ملک کے واعظ ہیں۔ اور جو وقت کی نبض کو اور زمانہ کے تیور کو نہیں پہچانتے اور جو ضرورت اور مصلحت کے دشمن ہیں اور جن پر ابن خلدون کا یہ مقولہ کہ "ہم ابعد الناس عن السیاستہ" صادق آتا ہے تو وہ مسلمان ضرور ہونگے مگر اسلام کو بدنام کرنیوالے واعظ ضرور ہونگے مگر خود نصیحت سے بہاگنے والے۔ ایسی اشاعت اسلام کی امید کرنا ایک خیال خام ہے۔ اور انکے بھیجنے سے نہ بھیجنا بہتر ہے۔

ہمارے ملک میں بہی ندوۃ العلماء کو یہ خیال پیدا ہوا تہا مگر جبتک دار العلوم اُن اصلی ضرورتوں کے موافق قائم نہ ہو جائیگا اسوقت تک یہ امید نہیں ہو سکتی کہ موجودہ واعظوں سے یہ اہم کام انجام پا سکتا ہے سب سے بڑی مشکل روپیہ کی ہے جو اس کام کیلئے ایک غیر محدود درتک درکار ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں پر اگر غور سے نظر ڈالی جائے تو انمیں اکثر ایسے ہیں

اسلامی دنیا کا ہفتہ

آخر ہفتہ جون میں عثمانیہ بینک سے مجلس انتظام قرض ٹرکی نے روس کو ۳ لاکھ پونڈ بقایا تاوان جنگ کی پہلی قسط کے طور پر ادا کرنے کا انتظام کیا ہے۔

سرسید میموریل فنڈ اس وقت تک ۵۰ ہزار کو پہنچ گیا ہے۔

موسیٹو کازموف ایک روسی اخبار کے کارسپانڈنٹ نے ٹرکش گورنمنٹ سے قسطنطنیہ سے ایک روسی اخبار جاری کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔

ایک آسٹرین اخبار لکھتا ہے۔ کہ حضرت سلطان المعظم نے ۳۰ ہزار مربع میٹر ایک قطعہ اراضی یروشلم کے باہر شہنشاہ جرمنی کے واسطے خرید کیا ہے۔

اخبار صباح نے ایک واقعہ لکھا ہے جس سے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترک سپاہی معرکہ تھسلی میں اپنی بہادری کی کس قدر وقعت رکھتا ہے۔ حال میں ہمالیں کو ٹیا سے ریل پر جا رہی تھی۔ کہ ایک سپاہی اپنا سر اور چھاتی گاڑی سے باہر نکال کر سواد ملک کی سیر دیکھنے لگا۔ تمغہ چونکہ مضبوط نہ لگا تھا۔ چھاتی سے نکل کر باہر جا پڑا۔ سپاہی نے کچھ خیال نہ کیا۔ کہ گاڑی کس قدر تیز جا رہی تھی۔ فوراً دروازہ کھولا۔ اور بلا تامل کود پڑا۔ اُس کے ساتھیوں نے نشان دے کر گاڑی ٹھہرائی۔ اور سپاہی تمغہ لے کر پھر سوار ہو گیا۔

امیر بخارا۔ سینٹ پیٹرسبرگ پہنچ گئے ہیں۔ جہاں وہ قصر سرما میں بطور شاہی مہمان کے فروکش ہیں۔

اخبار اقدام نے ایک طویل مضمون زمانہ حال کے جنگ و جدل پر تہذیب و شائستگی کے اثر کے متعلق لکھا ہے۔ اخبار مذکور رقم طراز ہے۔ کہ زمانہ سابق میں فاتح جہاں تک ہو سکتا تھا۔ اپنی فتح سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ یعنے جس قدر ملک مفتوح کا ممکن ہو سکتا ملحق کر لیا کرتا تھا۔ قدماء ایران اور دیگر فاتح اقوام فتح ممالک ہی کا خیال رکھتی تھیں۔ گو تہذیب اب تک جنگ کو قطعی دنیا کے طبقہ سے متروک کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی ہے۔ تاہم اس کی بدولت مفتوح پر جو بُرے اثر پڑتے ہیں۔ اُن کو اُس نے حتی الامکان کم کر دیا ہے۔ تحصیل ملک اب عام قاعدہ نہیں۔ بلکہ استثنا رہ گئی ہے۔ دشمنی صرف افواج تک ہی محدود رہتی ہے۔ اور جن علاقوں پر حملہ ہو وہاں کی رعایا کے حقوق کی قانون بین الاقوام سے حفاظت اور عزت کی جاتی ہے۔ فاتح صرف ایک تاوان جنگ پر ہی قناعت کرتا ہے۔ اور اس کی ادائے گی پر ملک منصرفہ خالی کر دیتا ہے۔ غرض یہہ تہذیب و شائستگی کا کمال ہے۔ اور حضرت سلطان المعظم کی گورنمنٹ نے سب سے پہلی مرتبہ نہایت شاندار طور پر اس پالیسی کی تعمیل کی ہے۔ خلو تھسلی تاریخ عالم میں ایک نئے زمانہ کا مبدا رہے۔ جس سے ٹرکی کی اعلیٰ درجہ کی شاندار انسانیت اور اعتدال و نرمی کی مثال ظاہر ہوتی ہے۔ کسی فاتح قوم کا ایک وسیع علاقہ ملک کو بلا کسی تشبیہ سے واقعہ کے اور قرار یافتہ شرائط کے بالکل مطابق چھوڑ دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ مگر اس کا سر انجام صداقت بتلا رہا ہے۔ کہ خود کی توضیح ٹرکی کی کہاں تک مکمل ہے۔ اور اس ملک کی گورنمنٹ معاہدوں کی کہاں تک عزت اور اُن کا پاس کرتی ہے۔

رائیٹر مظہر ہے کہ دول یوروپ نے اپنے امیران بحر متعینہ کریٹ کو ہدائت کی ہے۔ کہ وہ باغیان کریٹ کی مجلس سے سفیروں کے ذریعہ اندرون جزیرہ کے انتظام کے متعلق تصفیہ کر لیں۔ ۱۲-جون کو باب عالی نے لنڈن۔ پیرس سینٹ پیٹرسبرگ اور روم میں اپنے سفراء کی معرفت باب عالی کے مشورہ بغیر کریٹ والوں سے کسی قسم کے انتظام کا تصفیہ کرنے کی نسبت تردید کی ہے۔ اس تجویز کی خبر اب تک باضابطہ طور باب عالی کو دول یوروپ کی طرف سے نہیں کی گئی۔

ریورنڈ ہو کیبن نے حال میں علاقہ جات بلقان کی بائیسکل پر سیر کی ہے۔ اُنہوں نے اپنی سیر و سیاحت کے حالات نہائت عمدہ طور پر رسالہ "دی سکاٹش جیوگرفیکل میگزین" میں شائع کر لئے ہیں۔ ترکوں کی نسبت ہم پادری صاحب نے جو کچھ رائے دی ہے۔ وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ یہہ لکھتے ہیں۔

"میرا اپنا تجربہ تمام حصص سلطنت میں تمام بڑے بڑے مستند سیاحوں اور اہل الرائے سے متفق ہے۔ یعنے یہہ کہ عام طور پر ترک خواہ دہقان یا سپاہی ایسے لوگ ہیں۔ جن کی بہت سی صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ یعنے دیانتداری۔ اتقار خیار داری۔ اور بہادری کے واسطے آپ اُن کی عزت کرنے کے واسطے مجبور ہیں" تو پھر اس قدر خرابیوں اور بے اعتدالیوں کی کیا وجہہ ہے۔ جن کا شور اکثر برپا ہو جاتا ہے۔ سیاح خود ہی اس کا جواب دیتا ہے۔ کہ "نہ تو اس کی موجب ترکوں کی نسل ہے۔ نہ طریق گورنمنٹ۔ بلکہ مقام سلطنت اس کی وجہہ ہے۔ سخت خراب اور ذلیل بائس نشان تہذیب کے ... اُن میں بطور فرمانرواؤں

کے اثر کر لیا ہے۔ جس کو اُنھوں نے سنہ ۱۸۵۲ء میں خارج کر دیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یک امر قابل غور ہے۔ کہ ترکوں میں ادنے و اعلے مثل سابق ایتک جسمانی۔ اخلاقی اور معاشرتی تمام پہلوؤں سے قابل تعریف ہے یا جائے غور ہے۔ کہ ایک پادری خود ہی سلطنت عثمانیہ کی تمام خرابیوں اور عیوب کا باعث یونانی عیسائیت کو قرار دیتا ہے۔

پیرس کی خبر ہے۔ کہ عثمانی سفیر مُنبر بے نے رخصت لی ہے۔ اور قسطنطنیہ آتے ہیں۔

ٹرکش گورنمنٹ نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ ایران سے جو غلّہ وان میں لایا جائے۔ اُس پر کوئی محصول نہ لیا جائے۔ وان میں اس سال فصل بدر نہیں ہوئی۔

ہنٹی نیگرو کے پرنس نکولس نے حضور سلطان المعظم کی خدمت میں شکریہ ادا کیا ہے کہ علاقہ برین میں اس قدر مستعدی سے کامل طور پر امن قائم ہوگیا ہے۔

جنرل سعاد الدین پاشا نے حال میں گورنمنٹ ترک میں تعلیم عامہ اور سلطنت کے صوبہ جات یوروپین میں قیام امن کے متعلق ایک تجویز پیش کی ہے۔ یہہ تجویز فی الحال باب عالی کے زیر غور ہے۔

غریب بچوں کے واسطے حضور سلطان المعظم کے حکم سے شِشلی میں جو ہسپتال تعمیر ہو رہا ہے۔ اُس کے واسطے ڈاکٹر اور افسران منتظم مقرر ہو گئے ہیں۔

اس سال ۲۵ - ارمنی طلباء مختلف مدارس میں سلطنت کی طرف سے داخل کئے گئے۔

امام الزمان کے ہم نشین!

مبارک ہیں جنہوں نے قادیاں میں گھر بنایا ہے۔
جوار مہدی مسعود میں ڈیرا لگایا ہے
خدا کے فضل سے کیسے بنے بخت رسا اُن کے
کہ مقبول الٰہی نے جنہیں خود واں بسایا ہے
مزے لیتے ہیں وہ دن رات دیدار مسیحا کے
وہ اُس کے موتہہ سے سنتے ہیں خدا نے جو سنایا ہے
سما سے آج کل لیتا ہے وہ اسرار قرآں کو
وہی انوار قرآنی کے دکھلانے کو آیا ہے۔
سعادت مند ہیں وہ لوگ جو قدموں میں لیٹے ہیں
جنہوں نے چھوڑ کر گھر بار دل اس سے لگایا ہے
چمن آراستہ ہوتے ہیں کیا کیا گلشن دیں کے
نہالان چمن نے وہاں پہ کیا جوبن دکھایا ہے
مسیحا کی کہیں تقریر کے واں پھول جھڑتے ہیں
کہیں پر درس قرآں کے لئے دامن بچھایا ہے
شگوفہ کاریاں شاخ قلم کی بھی ہویدا ہیں
کہ تحریروں کی رنگینی نے عالم کو سجایا ہے
مسیحا لے زمانہ کی یہ ساری آبیاری ہے
خدا نے باغ احمدؐ کا جسے مالی بنایا ہے
خدایا بارور اُس کی دعا سے گلشن دیں ہو
ثمر لادے ہر اک پودا کہ جو اُس نے لگایا ہے

خطبہ

جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۹ - جولائی سنہ ۱۸۹۸ء کے جمعہ میں پڑھا۔

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

اما بعد قال رسول اللہ صلعم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ والمہاجر من ہاجر ما نہی اللّٰہ عنہ۔

یعنے مسلمان وہ ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے۔ جو منہیات اللہ سے ہجرت کرے۔ یہہ بات حضورؐ کی ایسی پیاری اور پوری ہے۔ جس کے بعد کسی دوسری بات کی کم ضرورت رہتی ہے۔ مسلم کے معنے ہیں۔ سر تسلیم خم کرنے والا۔ بھلا یہہ ہو سکتا ہے۔ کہ جو سچے دل سے اللہ تعالے کے حضور اپنا سر رکھ دے۔ پھر اوس کی طبیعت میں کسی قسم کی شوخی اور شرارت کا مادہ رہ جاوے؟ ممکن نہیں۔ مسلمان کی نشانی یہی ہے۔ کہ وہ مخلوق الٰہی سے ہم دردی اور نیکی کرتا ہے۔ دیکھو سب سے بڑے راست باز اور سچے مسلمان جو اسلام کا سچا نمونہ ہاں ایک زندہ مثال تھے۔ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاک جماعت ہے۔ جنہوں نے بنی نوع انسان کی ہم دردی اور بھلائی میں اس قدر مصائب اور تکالیف اُٹھائے کہ جن کے خیال سے بھی روح کانپتی ہے۔ لوگوں نے ہاں اُن نادانوں نے جن کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے وہ مصائب اُٹھاتے تھے۔ اُن کو کیا کیا دُکھ دیئے۔ جھوٹا اور کذاب کہا۔ اور کیا کیا نام رکھے۔ مگر کیا اونہوں نے اس خیال پر کہ وہ ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں۔ خفا ہو کر اُن کی خیر خواہی کا خیال چھوڑ دیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اور بھی زیادہ نیکی اور خیر خواہی کا اظہار کیا۔ پس یاد رکھو کہ اسلام کے سچے اور پاک نمونے یہی لوگ تھے۔ سب سے بڑھ کر ہم درد انسان اور خیر خواہ بنی نوع بشر جو ذات پاک تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا۔ جنہوں نے اپنے اُٹھنے بیٹھنے کو اللہ ہی کے لئے بنا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا۔ کہ یہہ میری رحمت ہے۔ کہ تو ایسا نرم خو ہے۔ کہ کوئی تجھ سے بھڑکتا نہیں۔ کیونکہ اُس کو یہہ اندیشہ نہیں۔ کہ یہہ ستائے گا۔ اللہ تعالی کی رحمت کے سبب تو نرم ہو گیا۔ اس سے فائدہ یہہ

ہے۔ کہ اللہ تعالی کو یہہ سمجھانا مقصود ہے۔ کہ اگر رسول تمہارے کاموں پر خوردہ گیری اور نکتہ چینی کرتا۔ تو سخت مشکل ہوتی۔ اسی لئے وہ پردہ پوش ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ کہ لے رسول اگر تو پردہ پوش نہ ہوتا۔ تو تیرے پاس کوئی نہ آتا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بیان کرنے کے یہ غرض معلوم ہوتی ہے۔ کہ تا معلوم ہو۔ کہ حقیقی مسلمان بلکہ مسلمانوں کا مزاج کیسا نرم خو اور کسی کو برا نہ جانتے والا تھا۔ پس مسلمانوں کو اوسی سچے اور حقیقی نمونہ سے سبق لینا چاہیئے۔ اور اُسی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میرے دل میں بارہا یہہ خیال آیا۔ اور مینے اس ضرورت کو محسوس کر کے اپنے احباب کے زمرہ میں اس امر کو پیش کیا۔ اور آج میں اُس کو علے الاعلان کہتا ہوں۔ کہ ایک ایسی کمیٹی بنائی جاوے۔ جس کے ممبر عملی طور پر اس اصول پر قائم ہو جاویں۔ کہ پس پشت اپنے کسی بھائی کی نسبت کبھی کلمۃ الخیر کے سوا کچھہ نہ کہیں۔ میں کسی قسم کی ظاہر داری یا تکلف کی راہ سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جو اندرونی نیتوں کے حالات کو جانتا ہے۔ اُس کو خوب معلوم ہے۔ کہ بالکل سچے دل سے کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالے مولوی نور الدین پر فضل اور رحم کرے۔ مینے پندرہ بیس سال کے اندر جب سے کہ میں اُن کے پاس بیٹھتا اور ملتا ہوں۔ مینے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ اس شخص نے کسی کی پس پشت بجز کلمہ خیر کے کہا ہو۔ مینے اُس کی اس عادت اور حالت کو دیکھ کر سچی توبہ کی۔ اور آپ دعا کریں۔ کہ میں اس پر قائم رہوں۔ یہہ بات مینے اس لئے کہی ہے۔ کہ میری دلی آرزو ہے۔ کہ ہماری جماعت ایک پاک نمونہ بن جاوے۔ جس کی آرزو پاک امام کو ہے۔

مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور کامل نمونہ کو ابھی بیان کیا ہے۔ مگر خدا تعالے کا کمال فضل ہے۔ جس کو میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اور آج بھی کہتا ہوں کہ جس شخص کے پاس میں آج بیٹھا ہوں۔ یعنے جناب **مرزا** صاحب جو اس زمانہ کا امام ہے۔

مینے واقعی اُن کو آج وہی نمونہ پایا۔ جو تیرہ سو برس پہلے دنیا پر ظاہر ہوا تھا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر ہماری ذاتی خوبی اور نیکی پر بات آجاوے۔ تو ایک دن بھی اُس کے پاس نہ رہ سکیں۔ اُس کے پاس رہنے سے ہمارا کوئی احسان اُس پر نہیں بلکہ محض اُس کی پردہ پوشی اور خلق اور احسان اسی شخص کا ہے۔ فطرت نے میری طبیعت کو عجیب ٹٹولنے والی اور تاڑنے والی بنایا ہے۔ میں کسی اور کا ذکر نہیں کرتا۔ میں اپنے اوپر اس قدر احسان پاتا ہوں۔ کہ میں اُن کو گن بھی نہیں سکتا۔ جیسے اللہ تعالی نے رسول اللہ صلعم کو فرمایا۔ کہ تجھے نرم خو بنایا ہے۔ اس ہمارے مولی و مرشد کی نسبت بھی براہین احمدیہ میں یہی فرمایا کہ تو بڑا نرم دل ہے۔ سچ سچ اگر یہ بھی نکتہ چینی کرنیوالا ہوتا۔ تو کوئی اُنکے پاس نہ آتا۔ ہمارے احباب اور دوستوں کے لئے جہاں یہ ایک خوشی کا مقام ہے۔ وہاں اُن پر اتمام حجت بھی ہے۔ کہ اللہ تعالے نے اس امام کو ایسا پردہ پوش اور حیا پرور بنایا ہے۔ پس ہم کو بھی چاہیئے۔ کہ اسی زندہ اور پاک نمونہ سے فائدہ اٹھایئں۔ اور اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کریں۔ جس طرح امام ہمارے ساتھ پیش آتا ہے اُسی طرح ہم اپنے احباب کے ساتھ پیش آویں۔ یاد رکھو کہ سچا مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچ رہیں۔

میں یہ بھی آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین (س ۲) یعنے اللہ تعالی کو پیارے وہی ہیں جو روح کو پاک کرتے ہیں اور جسموں کو بھی صاف کرتے ہیں۔ مینے یہ آیت اس لئے پڑھی ہے کہ ہمارے احباب سن لیں اور نہ صرف سن لیں بلکہ خوب یاد رکھیں کہ ہر ایک بات کے قواعد اور ادب ہوتے ہیں حکام کے سامنے جانے میں کس قدر اداب اور قواعد کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ مسجد خدا کا دربار ہے اور اس کے بھی ادب اور قواعد ہیں جو ان قواعد کا لحاظ نہیں رکھتا وہ گستاخ ہے۔ دیکھو جمعہ کے لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز غسل کرو۔ کپڑے بدلو اور خوشبو لگاؤ۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ اس میں کیا کیا راز اور حکمتیں ہوں گی۔ مگر بہ ظاہر یہہ بات تو عام ہے کہ جب کہ ایک مکان میں اس قدر آدمی اکٹھے ہوتے ہیں۔ اون کے تنفس سے بدبو پھیل جانیکا سخت احتمال ہے اس لئے یہ امر بہت ضروری اور واجب التعمیل ہے کہ جمعہ کے روز بدن خوب صاف کیا جاوے۔ اور صاف اور ستھرے کپڑے پہنے جاویں۔ اگر کوئی آدمی غریب ہو تو کیا وہ صابون سے بھی آٹھویں دن کپڑے صاف نہیں کر سکتا؟ ضرور کر سکتا ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عظمت کرو۔ اور خوب یاد رکھو کہ جس طرح خدا روح کی صفائی چاہتا ہے۔ اُسی طرح جسم کی صفائی چاہتا ہے۔ ایک مثل مشہور ہے کہ "طہارت جسم خدا پرستی سے دوسرے درجہ پر ہے"۔ بس سمجھتا ہوں۔ آپ لوگ آئندہ ان باتوں کی رعایت رکھیں گے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عزت کریں گے۔ خدا تعالے مجھے اور آپ کو ان باتوں کی توفیق دے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مفت را چہ گفت

جنتری و ڈائری اردو ۱۸۹۹ء کی تیار ہو گئی ہے۔ جو درخواست آنے پر مفت ارسال خدمت ہو گی۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو تحریر کریں۔

• بنام دوارکا ناتھ کمپنی لاہور

محمد حسین بٹالوی

وفات مسیح کا قائل ہوا

جادو وہ ہے جو سر چڑھ بولے۔
(ضرب المثل)

ہمارے ناظرین بہ ظاہر عنوان مندرجہ کو دیکھ کر حیران ہوں گے۔ مگر اون کی حیرانگی چند ہی منٹوں کے بعد دور ہو جاوے گی۔ جب وہ بہ نظر غور مندرجہ ذیل سطور کو پڑھیں گے۔ تو اُن کو معلوم ہو گا۔ کہ بٹالوی صاحب دراصل اب تک یوں ہی گلا پھاڑ پھاڑ کر حیات مسیح کا شور مچا رہے تھے۔ اب ہم ذیل میں اُن کے اس اعتقاد کو اون کی ہی تحریر سے ثابت کرتے ہیں۔ ناظرین ذرا غور سے پڑھیں۔

بٹالوی صاحب نے جو خطبہ دھرم مہوتسو کی تقریر کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اوس کے صفحہ ۲۳۱ کے حاشیہ میں جو حدیث **لو کان موسی حیًا لما وسعہ الا اتباعی** پر دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں۔

"بعض روایات میں حضرت عیسیٰ کا ذکر بھی آیا ہے۔ جس سے اس زمانہ کے جھوٹے مدعی علم لدنی حضرت عیسیٰ کی موت نکال کر ....

..... ان کے خیال کا ابطال یہہ ہے۔ کہ اگر وہ روایت صحیح ہے۔ تو اوس کے معنے یہہ ہیں۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ اس دنیا میں اور **زمین پر بہ حیات متعارف دنیوی** رہتے جس میں کھانا پینا وغیرہ لوازم پائے جاتے ہیں۔ زندہ ہوتے۔ تو وہ میرا اتباع کرتے۔ اس معنے سے حضرت مسیح کی اس حیات کی جو آسمان پر ہے۔ نفی نہیں ہوتی"

اس تحریر میں بٹالوی صاحب پر حیات مسیح ثابت کرتے کرتے خود موت وارد ہو گی۔ جب وہ اس کی اصلیت پر غور کرے گا۔ تو اپنی معمولی چالاکی اور تیزی سے اوس نے **لو کان موسیٰ و عیسیٰ ع حیین** والی روائت کو عام لوگوں کی نظروں میں کم زور کرنے کے لئے "اگر وہ **روائت صحیح ہے**" کہہ کر شروع کیا ہے۔ اگر یہ روائت غلط ہوتی تو بٹالوی صاحب خوب لمبی چوڑی بحث اس کی تغلیط پر لکھتے۔ لیکن چونکہ وہ روائت تو صحیح تھی۔ اب اوس کی تاویل میں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ اور حسب مخوائے "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی" رکیک اور بارد توجیہوں سے ٹالنا چاہا مگر خود ہی ایسی لپیٹ میں آئے۔ کہ حضرت **مسیح کی وفات** کا اقرار کرنا پڑا۔ چنانچہ ہم ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ ذرا شیخ بٹالوی کے اون فقرات پر غور کریں۔ جو خط کشیدہ ہیں۔ اس میں شیخ بٹالوی نے بجائے خود اس امر کی صراحت کر دی ہے۔ کہ حیات متعارف اور **حیات آسمانی** میں ایک فرق ہے کیونکہ بہ قول اُن کے جو لاریب قرآن کریم کی منشاء (کہ **ما جعلناہم جسدًا لا یاکلون الطعام- الآیۃ** پ ۱۷) کے موافق ہے۔ حیات دنیوی اکل و شرب وغیرہ لوازمات کو مستلزم ہے۔ اور اب آسمان پر یہہ لوازم اون کی حیات کو حاصل نہیں۔ کیونکہ یہہ لفظ کہ "حضرت مسیح ع کی اس حیات کی جو آسمان پر ہے" صریح مباین فقرہ اولیٰ کے ہیں۔ اور یہی اصل امر ہے جو زیر بحث ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے ہے۔ کہ کیا مسیح علیہ السلام آسمان پر بہ جسد عنصری (جو مستلزم لوازمات بشریہ مثل اکل و شرب وغیرہ کے ہے) موجود ہیں۔ جس کا جواب یہ دقی الطبع ملّا نہیں دیتے۔ اور جیسا پچھلے نمبر میں ناظرین کو معلوم ہے۔ **محمد حسین** خود بھی فتح گڑھ کے مباحثہ اتفاقیہ میں نہیں دے سکا۔ مگر اب اس جگہ اُسے بہ جز اعتراف چارہ ہی نہیں۔ اور ایسا صاف طور پر ممات مسیح کا اعتراف کیا۔ کہ عین ہمارا مذہب بیان کر دیا۔ ہم بھی مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں۔ مگر اس زندگی کو ویسی ہی زندگی سمجھتے ہیں۔ جو اور انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہے۔ اور جو حیات متعارف دنیوی نہیں۔ پس اب شیخ بٹال اس جھگڑے اور قضیئے کو چھوڑ دے۔ اور ہٹ نہ کرے۔ وہ خود اعتراف وفات مسیح کر چکا۔ ہاں اگر اس پر بھی رکیک تاویلات سے اس فقرے کی من گھڑت توجیہیں کرے گا۔ تو اُس کو ہم پبلک کے فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ اور پھر ناظرین سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہم کو بہ ذریعہ اپنی تحریروں کے اطلاع دیں۔ کہ کیا **محمد حسین** کی منقولہ فقرات سے یہہ مراد نہیں۔ کہ حیات متعارف دنیوی اور آسمانی میں فرق ہے؟ اور مسیح علیہ السلام کی آسمانی حیات لوازم بشریہ نہیں رکھتی؟

پس جب یہہ ثابت ہو چکا۔ تو جسم عنصری سے آسمان پر ہونا بہ درجہ اولیٰ باطل ہو چکا۔ اب میاں **محمد حسین** ذرا سوچ سمجھ کر قلم اٹھائیں۔ اور بتلائیں۔ کہ کیا اب بھی اُن کا **مصنوعی خدا** یا ہمسر خدا (معاذ اللہ) فوت ہوا یا نہیں؟ آخر میں ہم اس مضمون کو اوس **خطاب** پر ختم کرتے ہیں۔ جو امام الزمان نے اس مُلّا سے ایک موقع پر کیا ہے۔ ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم۔ داخل جنت ہوا وہ محترم
وہ نہیں باہر رہا اموات سے۔ ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے
کوئی مردوں سے کبھی آیا نہیں۔ یہ تو فرقان نے بھی فرمایا نہیں
کیا یہی توحید حق کا راز تھا۔ جس پہ برسوں سے تمہیں اک ناز تھا
مولوی صاحب کیا یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر — نہ رہے کوئی لاولد مضطر — اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر — لعل دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین یہ تو آ طرز اشتہار و ستائش سے کاسہ اطمینان کرتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نطبیب بن کر ہر جائی مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت مقرر کیا جاتا اور شرطیہ میں اقرارنامہ اشٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا لے اگر مراد پوری نہو۔ دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالب اولاد کے آرزومند یہ دولت تھہ سوئے جادو نے فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ہے

اس خادم انام نے ۳۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سے خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو دی ہونگی۔ مگر نمبر اول (۱) کم مقدور روپیہ صرف خرچ منہ دیسی۔ اور (۲) تونگر جیہ ۱۰ خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ نابہ خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھدے۔ بہ شرطیہ پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید مذکور لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو پھر شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گور نہیں۔ سو برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ و تحفہ ذریعہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
	جس کے اولاد نہ ہو	نعہ	۱۰	تولنج دوری	صہ	۱۹	نقوہ	عگ	۲۸	نل اترنا	صہ
۱	جسکا حمل ۶-۸ ماہ گر جاوے	عہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عگ	۲۹	طول وعرض وعمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عگ	۲۱	ناسور	عگ	۳۰	خضاب سالانہ	عگ
۴	کمزوری	۵ع	۱۳	جریان	عگ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عگ
۵	مرگی	صہ	۱۴	غلامکاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	۵ع	۳۲	تسہیل ولادت	عگ
۶	تپ دق	۵ع	۱۵	گنٹھیا	عگ	۲۴	ضیق النفس	۵ع	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عگ
۷	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لپھہ	صہ	۳۴	تیجا-چوتھیا-روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عگ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عگ	۱۸	سبل	عگ	۲۷	آتشک گل بدن	۵ع	۳۶	سرسام	عگ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور رؤسا - یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - عقرب - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے -

المشتہر - پروفیسر میاں سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالتخصیص مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے - وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے -
راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مسانگی صاحب ... ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ان سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑہ سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -
راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب پروفیسر میاں سنگھ -
شاید آپکو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپسے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دکاندار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر چھاجانے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے - کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - آپ اکسیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں
راقم - ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور رشل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی نظر کی چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خان محمد خان صاحب مرحوم والئی ملک ترکستان - ۷ مارچ ۱۹۰۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک تاریخ [illegible] ۱۹۰۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شایع کیا گیا -

قیمت سالانہ پیشگی سے | قیمت سالانہ پیشگی سے
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۲ و ۲۳ | قادیان دار الامن والامان مؤرخہ ۶ و ۱۳ - اگست ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز !!

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دل چسپ لطمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بہ تفسیر آیات یا مشتمل بہ رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے ممد ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ؍ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔
منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عـــہ
۲۶×۲۰ تقطیع عمدہ سفید کاغذ ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹیکل علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اُردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دار السلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب وتاب سے شائع ہوتا ہے۔
جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں۔
چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔
مابعد کا قاعدہ نہیں } درخواست خریداری بنام
نمونہ کے لئے ایک آنہ } منیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت با محصول ۲ھ ؍
محمود کی آمین۔ دوسرا ایڈیشن قیمت ۔؍

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر۔ از عالی جناب امام الزماں سلمہ الرحمان
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء
الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازاربند۔ پیچ بند۔ پراندے۔ ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پنجم

سورۃ البقر بقیہ رکوع دوم

جیسا کہ گذشتہ نمبر اور اوس سے پیوستہ اشتو میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ اس رکوع میں اللہ کریم **نفاق** کی توضیح اور **منافقوں** کی تمیز اور شناخت پر مفصل بحث فرماتا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر بھی جو اس رکوع کا آخری حصہ ہے منافقوں کے اقسام دو عام فہم اور مشاہدہ میں آئی ہوئی تمثیلوں کے ذریعہ سے تفہیم ہیں۔ چنانچہ **منافق اعتقادی** کی مثال یوں فرمائی ہے کہ **مثلہم کمثل الذی استوقد نارًا فلما اضاءت ماحولہ**۔ الآیۃ۔ س ل۔ یعنے منافق اعتقادی کی مثال ایسی ہے۔ کہ جیسے کوئی صحرا نشین آفات (درندوں جنگلی جانوروں) سے محفوظ رہنے کی خاطر آگ جلائے جب آگ روشن ہوگئی اور اوس کا اردگرد بھی خوب منور ہوگیا۔ پھر اللہ تعالےٰ اوس نور کو لے گیا۔ اور وہ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اندھوں کی طرح دیکھ نہیں سکتے۔ الخ

قاعدہ کی بات یہ ہے کہ جب صحراؤں اور خوف ناک جنگلوں میں رات آجاتی ہے۔ تو راہ رو آگ جلالیتے ہیں۔ تاکہ صحرائی جانوروں اور جنگلی درندوں سے محفوظ رہیں۔ مگر کیا وہ من کل الوجوہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں یوں ہی آگ بجھی۔ پھر وہ اپنے تئیں موت کے منہ میں سمجھیں۔ اسی طرح پر اعتقادی منافق اون مصائب اور تکالیف سے بچنے کے لئے جو مامور من اللہ کے منکرین پر مختلف رنگوں میں آنے والی ہوتی ہیں۔ صرف اقرار باللسان کی روشنی یا ایسے اعمال کے ذریعہ سے (جو تکلف اور تصنع سے صادر ہوتے ہیں نہ بہ طریق تلذذ۔) اپنے تئیں محفوظ کرنا چاہتا ہے۔ اور کچھ عرصہ تک اوسی صحرا نشین کی طرح محفوظ بھی ہوجاتا ہے۔ لیکن جیسے آخر اوس کی روشنی ختم ہوکر **دھواں** اور **گرمی** چھوڑ کر اوسے معرض بلا میں پھنسا دیتی ہے۔ اسی طور پر اس کی یہہ نمائشی کارروائی آخر کھل جاتی ہے۔ اور بجائے سکھ کے اوس کو دکھ میں مبتلا کر دیتی ہے۔

ذہب اللہ بنورہم میں ہم کو یہ سر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسا پہلے بیان ہوا۔ اعمال صالحہ پر مزید اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے۔ اور جن قوتوں کا استعمال چھوڑا جاتا ہے۔ وہ ضائع ہوجاتی ہیں۔ چونکہ منافق اپنی اندرونی قوٰے جن میں **فطرت سلیمہ** اور **دل** بھی شامل ہیں۔ اُن کے استعمال کو تو چھوڑتا ہے اس لئے **اعمال جوارح** کا پول خود بہ خود ظاہر ہوجاتا ہے۔ کیونکہ وہ **دل** کے **زیر کمانڈ** صادر نہیں ہوتے۔ پس اون کی کرتوت خود اون کو اوس عارضی روشنی سے نکال کر خوف ناک تاریکی میں پہونچا دیتی ہے۔ جو **ذہب اللہ بنورہم وترکہم فی ظلمٰت لا یبصرون**۔ میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یہہ بات بھی مشاہدہ صحیحہ میں آچکی ہے۔ کہ جب آدمی روشنی سے یکا یک اندھیرے میں آجاوے۔ تو وہ دیکھ نہیں سکتا۔ پس قرآن کریم کی فلاسفی کیسی سچی اور درست ہے۔ کہ **ترکہم فی ظلمٰت لا یبصرون**۔

مدینہ کے منافقوں نے ہمارے سید و مقتدا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ چونکہ حضور کا تشریف لے جانا یہ جائے خود ایک عالم آشوب جنگ تھی۔ پس وہ کچھ استفادہ نہ کر سکے۔ اور خود ہی اُس جماعت سے علیحدہ ہوکر تکالیف کا نشانہ بنے۔

پھر یہہ فرمایا۔ کہ ایسے منافق یعنے اعتقادی منافق جن کا **کانشنس** (نور قلب) سُن ہوجاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے کام نہیں لیتے اور اون کا دل تاریکی کا وحشت ناک کھنڈر ہوجاتا ہے۔ **بہروں** اور **گونگوں** اور **اندھوں** کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُس کے واپس آنے کی اب کوئی بات نہیں بنتی۔ وہ تو ہلاکت میں گرے گا۔ دیکھو جو آدمی بہرہ بھی ہو اندھا اور گونگا بھی ہو وہ کیوں کر سلامتی سے منزل مقصود پر پہنچ سکے گا۔ منافق اعتقادی کے ذکر میں اس مقام پر اوس کی حالت بیان کرتے ہوئے **قلب** کا ذکر نہیں فرمایا؟ اس لئے کہ **نور قلب** تو وہ پہلے ہی کھو چکا۔ جب اُس نے اُس سے کام نہ لینا شروع کر دیا۔ اور اشارہ اس آئت میں موجود ہے۔ **فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضًا**۔ یعنے اون کے دلوں میں جو مرض ہے وہ تو اب بڑھے ہی گی۔ بہ قول شخصے مرض کا حد سے گذرنا دوا ہوجانا۔ اور حسب مخواے **ان بعض دواء داءٌ** یعنے بعض دوا ہلاکت ہوتی ہے۔ اللہ اللہ کیا پاک اور صاف نظام قرآنی ہے۔ **فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضًا**۔ یعنے ابتدائی نشان کی حالت ایس تو دل ذرا مریض تھا۔ مگر پھر یومًا فیومًا سنت اللہ کے موافق بڑھے ہی گا۔ یہاں تک کہ **ذہب اللہ بنورہم** تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پس دل جب ضائع ہوگیا۔ پھر ترقی کے ذریعہ تین ہی ہیں۔ اور عام طور پر سلسلہ یوں ہی سے شروع ہوتا ہے۔

اول انسان سماعی باتوں سے کچھ واقفیت پیدا کرتا ہے۔ دیکھو بچہ جب بولنا سیکھتا ہے۔ تو پہلے جو آوازیں اوس کے کان میں پڑتی ہیں۔ اون کو منہ سے نکالتا ہے۔ سننے کے بعد بولنے سے بہت ہی مشکلات حل ہوجاتی ہیں۔

اور زبان کام دینے لگتی ہے - پھر نظارہ قدرت کو دیکھ کر انسان ترقی کر سکتا ہے - مگر منافق لوگ نہ کان رکھتے ہیں - نہ زبان اور نہ آنکھہ پس ایسے گم کردہ راہ کی سلامتی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے - لہذا یہہ فتوی ہو چکا - **فہم لا یرجعون** -

اس مقام پر کوئی معترض یہہ سوال کر سکتا ہے - کہ پھر منافق اور کافر میں کیا فرق ہوا ؟ منافق نے جو اعمال کئے ہیں - یہ مانا کہ اُس سے وہ بطریق احتفاظ جیسے کہ مومن سے صادر ہوتے ہیں - نہیں ہوئے - مگر ایک عمل تو اُس نے کیا - پھر اُس کی جزا اوسے کیوں نہ ملے گی ؟ پس یاد رکھنا چاہئے - کہ اس سوال کا جواب خود اللہ تعالی ہی نے دوسرے مقام پر یہہ کہہ کر دے دیا ہے - **ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار** - الآیۃ س ۵ - پس منافق اوپر کے طبقہ سے اسی لئے بچا - کہ اوس نے بہ ظاہر گو نمائشی طور پر ہی سہی کچھ اعمال کئے تھے - اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں - کہ چونکہ وہ اعمال بہ طریق تکلف صادر ہوتے ہیں - اس لئے ایک طرف اندرونی قوے جو افعال جوارح خارجیہ کے محرک ہیں - اور اون پر کمانڈ کرتے ہیں - بے کار ہوتے جاتے ہیں - اور دوسری طرف وہ اعمال ایک قسم کی تکلیف اور بوجھ پیدا کرتے جاتے ہیں - کیونکہ اندرونی قوے کے خلاف مرضی صادر ہوتے ہیں - اس لئے خارجی طاقتیں بھی رفتہ رفتہ سلب ہو جاتی ہیں - اور یہی وجہ ہے - کہ ان منافقوں کی نسبت اوپر کی آئت میں فرمایا ہے - **و ما کانوا مھتدین** - ہمارے خیال میں **ما کانوا مھتدین** کے معنوں میں ہدائت سے مراد اولاً وہ ہدائت ہے - جسے **توفیق** کہتے ہیں اور پھر معناً اور نتیجتاً وہ ہدائت مراد ہے - جس کا نام جزاے اعمال صالحہ ہے -

الحاصل یہاں تک منافق اعتقادی کا ذکر ہوا -

اب **منافق عملی** کی مثال دے کر اللہ تعالی منافقوں کی بحث کو اس مقام پر بند فرماتا ہے - **منافق فی العمل** کی مثال یوں دی ہے - کہ

او کصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد و برق - الایہ - یعنے عملی منافق کی مثال اوس مینہہ کی حالت سی ہے - جو بادل سے برستا ہے - جسمیں **ظلمت** - **رعد** اور **برق** - تین چیزیں ہوتی ہیں - اور مینہہ میں تین ہی قسم کی مخلوق ہوتی ہے -

اول - وہ لوگ جو ہر طرح سے آرام اور آسائش کے سامان اور ذخیرے رکھتے ہیں - اور **بادل محل** پر بیٹھ کر مینہہ کی سیر کا لطف اٹھاتے ہیں -

دوئم وہ لوگ جو عین بارش میں راہ چلتے ہیں -

تیسرے وہ آدمی جن کے گھر کچھ کچھ ٹپکتا ہے - اور پورا ذخیرہ خوراک کا بھی موجود نہیں ہے -

یعنے مینہہ تو ایک فضل آلہی ہے - جیسے اس عام بارش کے وقت تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں - جو ہم نے اوپر بتلائے - اسی طرح سے **الہام الٰہی** کی بارش کے وقت بھی تین ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں - ایک تو وہ جو **من کل الوجوہ** اوس سے فائدہ اٹھاتے اور لطف اٹھاتے ہیں -

دوم وہ جو بالکل فائدہ نہیں اٹھا سکتے -

سوم وہ جو کچھ فائدہ اٹھاتے ہیں - اور نقصان کا احتمال زیادہ ہے - آخر الذکر لوگ منافق ہوتے ہیں - جو تاریکی میں پڑے ہوتے ہیں - وہ اسلام کا منور اور درخشاں چہرہ نہیں دیکھ سکتے - اور دوست دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے -

رعد سے مراد ایسے مسائل ہیں جن میں بہ ظاہر جان کا خطرہ ہو - یا اور ایسے ہی مشکلات پیش آنے والے ہوں - جیسے جہاد وغیرہ منافق اوس سے ڈرتا ہے - مگر کوتاہ اندیش اس بات سے بے خبر ہوتا ہے - کہ اوس کی یہہ کم زوری بہت برا نتیجہ پیدا کر دینے والی ہے - کیونکہ ہم نے جیسا اوپر واضح طور پر عام مشاہدہ فطرت سے بتلایا ہے - نفاق مبنی بہ کفر ہوتا ہے - پھر منافق لوگوں کا ایسا حال ہے - کہ جب ذرا روشنی ہوتی ہے - تو چل پڑتے ہیں - یعنے جہاں کچھ مفاد ذاتی اور کامیابی کا پرتو پڑتا نظر آیا - اوس طرف قدم اٹھانے کو طیار ہو گئے - اور نماز روزہ شروع کر دیا - اور جہاں خطرہ نظر آیا وہیں ٹھہر گئے -

یہہ اشارہ **برق** میں فرمایا - کیونکہ بجلی میں بھی دو ہی خاصیتیں ہوتی ہیں - ایک طرف تو مواد ردیہ اور فاسدہ کو جلاتی ہے - دوسری طرف ہوا کو صاف کرتی اور بہت سے مفاد پہونچاتی ہے - اسی طرح منافق جہاں کامیابی کا پیارا پیارا چہرہ دیکھتا ہے - وہاں اسلام کا عامل اور ثنا خواں بنتا ہے - ورنہ برا جانتا ہے - اور کوستا ہے - چونکہ منافق عملی میں سمع اور بصر کا مادہ ابھی موجود تھا - جس سے وہ کڑک سنتا اور چمک دیکھتا ہے - مگر اوس کی متشکک حالت اس بات کا پتہ دیتی ہے - کہ وہ یہہ کہیں بھی نہ کھو بیٹھے -

پس یہاں تک اللہ تعالے نے منافقوں کا ذکر فرمایا -

اللہ تعالے ہم کو اور ہمارے احباب کو اس نفاق سے بچاوے - **آمین** -

---

دل چسپ ایجادات

مترجمہ از رسالہ الہلال مصری

ٹیلیگراف بلا اسلاک - یہ تجویز کچھ نئی نہیں ہے - بلکہ مسٹر لنڈسی نے اس کو سنہ ۱۸۳۱ء میں ایجاد کیا تھا - تجویز مذکور یہ تھی - کہ کہربائی آلہ ایک طرف پانی میں رکھا جاتا تھا - اور دوسری طرف بھی اُسی طرح سے کہربائی توصل حاصل کیا جاتا تھا - یعنے دریا یا سمندر کے دونوں طرف کہربائی تاریں موصل کی جاتی تھیں - اس سے خبر تو ایک سرے سے دوسرے تک پہونچ جاتی تھی - لیکن اچھی طرح سے محسوس نہ ہوتی تھی - بسبب اجسام سیالہ درمیان میں حائل ہونے کے اگرچہ یہ تجویز بھی نکمی سمجھ کر متروک ہو چکی ہے - تاہم پھر اس کی طرف علماء کہربائی کا غور ہو رہا ہے - ترجمہ

عورتوں کا صفحہ

بڑی عورتوں کے خصائص

ملکہ معظمہ کی چٹھی کا کاغذ

جس کاغذ پر حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو چٹھی لکھی جاتی ہے۔ اوس میں تہ نہیں ہوتی۔ اگر ذرا بھی تہ کا نشان ہو۔ تو وہ چٹھی جناب ملکہ معظمہ کو پیش نہیں کی جاتی۔ چٹھی ایک نہائت سفید چکنے کاغذ پر لکھ کر ایک بڑے لفافہ میں بند کی جاتی ہے۔ تمام چٹھیوں کو وہ مصاحب کھولتی ہے۔ جسے توشہ خانہ کا اختیار ہے۔ اور کھول کر ڈال دیتی ہے۔ اور اگر چٹھی ضروری ہوئی تو جواب کے ساتھ کاتب کو واپس کی جاتی ہے۔

شہنشاہ بیگم فرانس

جب کبھی شہنشاہ بیگم فرانس اپنے شوہر کا حال لکھتی ہیں۔ تو اوس ہیرے کی قلم سے لکھتی ہیں۔ جس سے "عہدنامہ پیرس" پر دستخط ہوئے تھے۔ چودہ سفیروں نے اس قلم کو بہ یادگار عہدنامہ پیرس رکھنا چاہا مگر اونہوں نے شہنشاہ بیگم کا یہ کہنا مان لیا کہ میں یہ یادگار اسی قوم کے اس قلم کو اپنے پاس رکھوں گی۔ یہ سنہری عقاب کے پر کا مرصع قلم ہے۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

انگلستان میں کوئی عورت کوئی معاہدہ نہیں کر سکتی۔ جائداد کی مالک نہیں ہو سکتی۔ نفقہ کا دعوے کرے تو وہ مسموع نہیں ہوتا شوہر کے ایام مفارقت میں جو کچھ کمائے۔ وہ سب شوہر کا ہوتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے اسلام کے رو سے عورت معاہدہ کر سکتی ہے۔ بیع شرا کا اوسے اختیار علیحدہ جائداد کی مالک ہو سکتی ہے۔ اب نئی تہذیب کے عاشق ذرا بتلا دیں۔ کہ اسلام عورتوں کی قدر کرتا ہے یا اون کی فرضی تہذیب دیکھو قرآن کیا کہتا ہے **لا یحل لکم ان ترثوا النسا کرہا** (سورۃ النسا) حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو عورتیں زور سے **ولہن مثل الذی علیہن** (سورۃ البقر) اور عورتوں کا بھی حق ہے۔ جیسا اون پر حق ہے۔

عورتوں کی خبریں

بہار گنج - دہلی میں چار عورتیں کپڑے دھو رہی تھیں۔ اتفاقاً ایک کا پاؤں پھسلا جس کے بچانے میں یکے بعد دیگر چاروں ڈوب گئیں۔

کنواری اور بیوہ عورتوں کی تعداد - انگلینڈ میں کنوارے اور رنڈوے مردوں سے دو لاکھ زیادہ ہے (تعدد ازدواج نہ ہونے کا نتیجہ ہے الحکم)

اٹلی کے دار الحکومت روم میں قدیم زمانے میں عورتیں اس قدر بھاری بالیاں پہنتی تھیں کہ کان کٹ جاتے تھے۔ اور اکثر ڈاکٹر اسی کا معالجہ کیا کرتے تھے۔

انگلستان میں ۲۵ فی صدی عورتیں اپنی روٹی محنت سے کماتی ہیں۔ اور ایک سو عورتیں لوہاروں کا کام کرتی ہیں۔

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا تاج جو ۱۸۳۸ء میں بن کر طیار ہوا تھا۔ اوس میں ۲۷۸۳ ہیرے کے ٹکڑے ۲۷۷ موتی اور ۲۷ زمرد اور ۱۷ نیلم ۵ لعل ہیں۔

موضع رالی نیتور متصل مقام ہرپیر کی ایک ہندو عورت کے لئے انعام کی رپورٹ گورنمنٹ میں ہوئی ہے۔ جس نے ایک بد معاش کا خاتمہ کیا تھا۔

عورت کیا ہے؟

عورت کی پیدائش کی علت غائی ہماری آنکھوں کا سرور اور نور ہے۔ (لو بنگ)

اے عورت تو تکلیف کو کم کرنے اور افکار کو ہلکا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے (بار یولڈ)

تکلیف دہ برائی عورت کی آنکھوں میں آنسو بھر لاتی ہے۔ (کریب)

شفیق ماں کے لئے چند باتیں؟

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے تربیت اولاد کے لئے چند ایک اصول مقرر فرمائے ہیں۔ جن کو ہم اس صفحہ کے پڑھنے والی مستورات کے لئے درج کرتے ہیں۔

(۱) اپنی اولاد کو بچپن ہی سے تعمیل حکم اور اطاعت کی عادت ڈالو۔

(۲) جس وعدہ کو تم پورا نہ کر سکو۔ اوسے مت کرو۔

(۳) اپنی اولاد کو عمداً نافرمانی کرنے پر ہمیشہ تنبیہ کرو۔ مگر غصہ میں کبھی سزا نہ دو۔

(۴) اون کو کبھی اس بات کا علم نہ ہونے دو کہ وہ تم کو دق کر سکتے ہیں۔ اور تمہاری طبیعت کو تمہارے قابو سے نکال سکتے ہیں۔

قیصرہ ہند کے عہد حکومت کی خوبیاں

از غلام محمد خادم سیالکوٹی مالک موضع کوٹ غلام محمد تحصیل خانقاہ ڈوگراں ضلع گوجرانوالہ

آج رسے لکھ رکھو یہ قول اک قرآن کا ۔ شکر جو انسان بجا لاتا نہیں انسان کا
وہ بجا لاتا نہیں شکر ایزد رحمٰن کا ۔ بندۂ حق وہ نہیں بندہ ہے شیطان کا

عام کی نسبت ہوا ایسا حکم ربانی ہوا
بادشاہ وقت تو اک ظل سبحانی ہوا

بادشاہ وقت وہ ہے قیصرۂ ہندوستان ۔ ہند نے پایا ہے جسکے عہد میں امن و امان
جسنے ہر اک مذہب و ملت کو دی آزادیاں ۔ ہیں شمار و اعداد سے بڑھ کر کئی جسکے احسان

وصف ملکہ میں زبان گنگ اپنی لال ہے
ہاں مگر شوق ارادت میں یہ قیل و قال ہے

ہند تو آماجگاہ غیرت سدا رہی ۔ آریہ بادل ستم کی اسپے تیرسی گت بنی
بہاں جاں آتی تقلب ہے نسل اصلی ہند کی ۔ وہ بھی شہر بدیں نہیں جنکو وہ بن میں رہی

بن بلائے یہاں آکر تو خود مہمان بنے
پیر جی آئے مریدوں نے ہیں چھوڑا مکاں

پھر مسلمانوں کی مدت تک رہی آماجگاہ ۔ بابر اور تیمور کی آنکھیں تجھ پر رہیں
نادر و محمود سے حالت ہوئی تیری تباہ ۔ فائدہ تجھ سے اٹھا تنگی رہی کس کو نہ چاہ

ایک تو اور چاہنے والے ترے تھے بے حساب
کثرت چاہت سے تیری ہو گئی مٹی خراب

لے گئیں تجھ کو کبھی تیری ہی خانہ جنگیاں ۔ مرہٹوں سے اور رہیلوں سے تجھے پہنچا زیاں
اور سکھوں نے کبھی آپس کی جو تیزیاں ۔ گاہ مغلوں نے بتاؤ کا ہوا اظہار نشاں

اس طرح صدیوں سے بھی بے امن تو ہندوستان
آج کل کا سا تجھے آرام حاصل تھا کہاں

مدت کے ہوئی آخر دعا تیری مجیب ۔ نشۂ غفلت میں جس دم سو گئے سارے رقیب
ایک عرصہ سے ترے سوئے ہوئے جاگے نصیب ۔ دیکھ کر خالی چمن لندن سے آئی عندلیب

ہر روش ہر گلبن گلشن میں آرائش ہوئی
اک نئی صورت سے اس گلشن میں افزائش ہوئی

میں نہیں کہتا کہ یہ مطلع آئی ہیں یہاں ۔ میں نہیں کہتا کہ لی ہے بعرض ہندوستاں
گو حریص دہر میں ہیں یہ بھی دانا ہے زباں ۔ سانپ مارے ہیں یہ لاٹھی کو نہ پہنچا ہیں زیاں

غیر ہیں یہ گو مگر ان میں نہیں کچھ غیریت
خیر و خوبی سے بھری ہے انکی ساری سلطنت

رسم جو جور و ستم کی تھی انہوں نے بند کی ۔ یک قلم ہی بند کر دی ہند سے رسم ستی
ہو گئی موقوف انکے عہد میں دختر کشی ۔ عہد میں انکے ہر اک مذہب کو آزادی ملی

گر نہ ملجائیں ہر اک مذہب کو یوں آزادیاں
مسجد و مندر میں ہم کیونکر منائے شادیاں

ڈاک کا اس سلطنت میں ہو گیا وہ انتظام ۔ ایک پیسہ میں ہزاروں کوس تک جائے پیام
تار برقی کا ہوا ہے اس طرح پر انصرام ۔ اہل لندن سے بھی ہو سکتی ہے یاں ہمکلام

ڈاک میں اور تار میں ہیں اور بھی صدہا مفاد
واہ کیا اقبال ہے اقبال میں ہے عدل و داد

برکتیں اس سلطنت کی یاں کیجئے بھلا ۔ اور کو چھوڑو فقط لو سلسلہ کر ریل کا
غور سے کچھ سوچ کر اے شیخ مجھے بتا ذرا ۔ ریل کا سا اور سواری نے کبھی دیکھا مزا

برق رفتار اور گھر سے بڑھ کے دل آرام ہے
باوجود اس کے کرایہ میں بھی سستا دام ہے

ہند میں اس سے تجارت کو بہت رونق ہوئی ۔ غلہ گر نہ جائے ملک ہند سے باہر کبھی
ریل کی باعث نہ دیکھی ہند نے شکل افلاس کی ۔ ہے حفاظت ملک کی خاطر ضرورت ریل کی

کاٹ کر برسوں کی رہ آتا ہے انجن دیو تا
دور کے بچھڑوں کو منٹوں میں دیتا ہے ملا

پختہ سڑک بنگئی ہیں ملک میں بے شمار ۔ جنکے دو رویہ درختوں کی نظر آئے قطار
ہیں کئی پھلدار جنمیں اور کئی ہیں سایہ دار ۔ پاسکیں جنسے مسافر ہو پیادہ یا سوار

رات کو تنہا روی اس سلطنت میں عام ہے
رہزنوں اور ڈاکوؤں سے ہر طرح آرام ہے

رسم انسانوں کی قربانی کی قطعاً بند کی ۔ اور نت نت کی یہاں سے اٹھ گئی ڈاکہ زنی
اور ٹھگوں کی قوم ملک ہند سے جاتی رہی ۔ الغرض جور و ستم کی رسم اٹھ جو کہ تھی

عہد ملکہ میں تو گویا وہ ملک کا نور ہے
ہند سارا عدل سے انصاف سے معمور ہے

ہندوؤں سے اور مسلمانوں سے ہند آباد ہے ۔ مذہب ان دونوں کا آپس میں مگر متضاد ہے
گر حکومت ایک کی ہو دوسرا ناشاد ہے ۔ حال مرغی کا جو دو ملاؤں میں ہو یاد ہے

مقتضا وقت تھا اک ثالث بالخیر ہو
عدل سے حلوہ ہو دونوں سے لیکن غیر ہو

بات یہ بھی تھی ہے خوش قسمت ہندوستاں ۔ صاحب شریعت آکر دو دینوں کے یہاں
ثالث بالخیر میں انہیں بہت مخلص یہاں ۔ برکتوں والی کوئین وکٹوریہ حکمران

جسکے فیض عام سے سب اللہ آباد ہے
اور ہر فرد بشر پبلک کا دل سے شاد ہے

نہر نے مردہ زمینداروں کو زندہ کر دیا ۔ نہر سے قحط کی عالم کو کچھ احساس نہ تھا
بار کے جنگل ہیں جو اس نہر سے منگل بنا ۔ یہ ہی گنگا واں ہے بہتی جہاں تک کربلا

جس جگہ جنگل نظر آتے تھے ہر سو خار دار
لہلہاتے ہیں چمن واں اور ہیں انمیں آبشار

علم کی ڈگری اسی عہد مبارک میں ملی ۔ ہر جگہ تعلیم مستورات کی جاری ہوئی
کالجوں میں ہر جگہ تعلیم انگریزی ہوئی ۔ جو زمانہ میں ہیں کبھی آج تحقیقات کی

قصبہ قصبہ میں مقرر اب شفاخانے ہوئے
مفت کی لیکر دوا مفلس شفا پانے لگے

امتحان سول سروس بھی مقرر ہو گیا ۔ پانچوں کے ساتھ ہی مفتوح ہم پلہ ہوا
چھاپہ خانہ بھی اسی عہد مبارک میں بنا ۔ علم اخباروں رسالوں کے سبب شائع ہوا

اس زمانہ میں ہی آزادی ملی اخبار کو
سلطنت کے عیب بتلانے میں جو سرکار کو

شہر شہر اور قصبہ قصبہ میں کمیٹی بنگئی ۔ اب گلی کوچوں میں بو آتی نہیں سنڈاس کی
دیکھئے اقبال کی انکی نشانی اور بھی ۔ ہے غلاظت بھی بہت نرخ گرانی سے رہی

تا صد و سی سال ہی اے ملکۂ وکٹوریہ
عہد میں تیرے ہمیں آرام ہے بے حد ملا

پہلے چیچک کا مرض کرتا تھا دو دو سال وار ۔ جھٹ جسکی ہوتی تھیں جانیں بیشمار
گو کہ رو تے تھے بہت وہ ہوئے اگلے زار زار ۔ پر نہ بچتے تھے جو بچتے تھے تو تھے وہ داغدار

ٹیکا جی نے کر دیا ہے سیتلا کو پائمال
اب تو چیچک سے نظر آتے ہیں یاں پر خال خال

گو رعیت کا نہیں ہے تفرقہ کچھ انصاف کی ۔ ہے رعایت مذہب و ملت کی کچھ باقی رہی
حضرت اس سے پڑھ رہی انصاف ہے روشنی ۔ سینکڑوں کی بادشاہ وقت پر ڈگری ہوئی

گر کوئی حاکم ہوا جابر تو جھٹ محکوم ہے
گر کوئی افسر ہوا ظالم تو جھٹ مظلوم ہے

قریہ قریہ میں ہوئی سماج اور انجمن ۔ دیں اذان اسلام لے اور برہمن جھمنا جھمن
کرتے ہیں شور ہر شاہدھن اکلطرف پوویں ۔ آگ ہے آتش پرستوں کی کہیں شعلہ فگن

الغرض ہر ایک مذہب ہو رہا آزاد ہے
ہر بشر وکٹوریہ کے عہد میں دل شاد ہے

کارخانہ ہند میں اب کثرت سے جاری ہوئے ۔ عام روئی کے بیج اور نشکر کے بیلنے
تیل نکلے ہے کسی سے اور کوئی کپڑے بنے ۔ اور کوئی پانی صفا کر کے ہمیں پہنچا دے

قیصرہ اس ہند پر لاکھوں ترے احسان ہیں
جان و دل پبلک کے تیرے لطف پر قربان ہیں

جنتری و ڈائری اردو ۱۸۹۹ء کی تیار ہو گئی ہے۔
جو درخواست آنے پر مفت ارسال خدمت ہو گی جن
اصحاب کو ضرورت ہو تحریر کریں۔
بنام دوارکا ناتھ کمپنی لاہور

ترکی تاریخ کا ایک دلچسپ واقعہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ عزل و نصب کے وقت وارثان تاج و تخت میں خون ریزی نزاع ہونا شخصی حکومت کا کچھ کچھ لازمی نتیجہ ہے۔

جس طرح ہارون کے انتقال پر مامون اور امین میں ورثہ کی سخت ہول ناک مجادلے ہوئے۔ اسی طرح ۱۴۸۱ء محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کی وفات پر بایزید اور جمشید میں لڑائیاں ہوئیں۔ بایزید گویا ماموں کی قسمت کا وارث تھا۔ اور جمشید۔ امین کی قسمت کا دونوں کا انجام ایک ہوا امین کی زندگی ایک جانگزا ٹریجڈی پر ختم ہوئی۔ اور جمشید کی زندگی بھی۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ جمشید کی زندگی کے پر درد واقعات یورپ کی شجاعت پر بہت بڑا دھبہ لگاتے ہیں۔ اور ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔ کہ قرن وسطی کے دول یورپ مثلاً فرانس۔ اسپین اور مذہب عیسائی کے پیشوا اور امام۔ دنیوی جاہ و جلال کے حصول میں۔ نہ فضائل انسانیہ کا پاس کرتے تھے۔ اور مذہبی برکات کا۔ مورخانہ حیثیت سے یہ بتانا مشکل ہے۔ کہ بایزید اور جمشید میں فاتح قسطنطنیہ کا سچا خلیفہ کون تھا۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ زمانہ نے جو سب سے زیادہ صائب الرائے۔ عادل اور زبردست ہے۔ بایزید کو عثمانی مسند کے لئے منتخب کیا۔ تاہم جیسا کہ زندگی کے ہر طبقہ اور ہر درجہ میں روزمرہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بے صبر انسان کو بخت و اتفاق یا زمانہ کے فیصلہ پر قناعت نہیں ہوتی۔ جمشید نے پسند نہ کیا۔ کہ ایک آخری کش مکش کئے بغیر۔ تاج و تخت کو بھائی کے حوالہ کر دے۔ چنانچہ سخت خون ریز لڑائی ہوئی۔ لیکن اخیر پر جمشید کو جو ہی کار پرداز ان قدرت کا فیصلہ تسلیم کرنا پڑا۔ گو با دل ناخواستہ۔ جاہ طلب اور بلند نظر اشخاص میں جہاں۔ اور بہت محاسن ہوتے ہیں۔ ایک یہ عیب بھی ہوتا ہے۔ کہ ان کا استقلال حد سے بڑھ کر ضد اور ہٹ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور ہر ناکامی ان کو دوچند تیزی سے حصول مقصد کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ جمشید کی بھی یہی حالت تھی۔ ہر چند کہ بایزید نے اس کو ہر طرف سے مایوس اور ناکام دیکھ کر۔ صوبہ قرمان کی پوری آمدنی اس کے مصارف کے لئے وقف کی۔ اور چاہا کہ جمشید یوروشلیم میں رہ کر آزاد۔ فارغ البال اور عزلت نشین زندگی بسر کرے۔ لیکن اس کے بلند پرواز حوصلوں نے تخت حکومت کی بلندی سے اترنا ذلت سمجھا۔ اور بامردی ہمسایہ سے ایک اور آخری جدوجہد کا قصد کر کے مجاہدین بیت المقدس سے استمداد کی۔

مجاہدین بیت المقدس یورپ کے قرن وسطی کا ایک مشہور مذہبی فرقہ تھا۔ جو جزیرہ روڈس میں جم کر اسلامی جہازوں پر اور بسا اوقات یورپین پر چھاپے مارتا تھا۔ اور غارت گری سے بسر اوقات کرتا تھا۔ اور چونکہ تمام دول یوروپ کی طرح یہ آل عثمان اور دولت عثمان کا دشمن تھا۔ اس لئے فرقہ مذکور کا معلم اول ڈی ابوسن جو نہایت عیار۔ خون ریز اور بے اصول شخص تھا۔ اس نے شہزادہ جمشید کو باب عالی کے لئے رنذ کا کھٹکا اور فرقہ مجاہدین کے لئے سونے کی چڑیا سمجھ کر فوراً سنبھال لیا۔ اور ادہر تو شہزادہ سے ایک عہد نامہ پر دستخط کرائے کہ جب قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھے تو مجاہدین سے خاص خاص رعایتیں کرے۔ اور ادہر بایزید سے یہ گفتگو شروع کر دی۔ کہ اگر جمشید کو مدۃ العمر قید رکھا جائے۔ تو سلطان اس مقدس داروغہ جیل کو سالانہ کیا معاوضہ دے گا"

بایزید حقیقت میں نہایت فیاض منش اور عفو کار فرمان روا تھا۔ اس نے جمشید کو پھر اپنی تجویز پر توجہ دلائی۔ خطوط لکھے۔ وادی کو بیچ میں ڈالا۔ مگر جب ایک پیش نہ گئی۔ تو مجبوراً ڈی ابوسن کی تجویز منظور کر لی۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ جمشید کو کسی قسم کی تکلیف و اذیت نہ دی جائے۔ بلکہ صرف نظر بند رکھا جائے اور اس کے معاوضہ میں ... ۴۵ ڈوکٹ (ایک سکہ جو قیمت میں تقریباً دینار کے برابر ہوتا تھا) سالانہ معلم اول کو ملا کرے گا۔

جب ڈی ابوسن نے اس شرمناک سرمایہ تجارت کو سنبھال لیا۔ تو اب اس کو کسی محفوظ مقام رکھنے کی تدبیریں کرنے لگا اس لئے کہ یہ خبر تمام یورپ میں پھیل گئی تھی۔ اور دول یورپ میں سے ہر ایک بجائے خود چنگل مارنے کو تیار تھی۔ بڑی رد و قدح کے بعد یہ قرار دیا۔ کہ فرانس صلحائے ٹرکی میں داخل ہے۔ وہ باب عالی کے مصالح کے خلاف کچھ نہ کرے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ شاہزادہ جمشید کو قلعہ نائس جو جنوب میں واقع ہے۔ اور اس وقت مجاہدین بیت المقدس کے قبضہ میں تھا۔ قید کیا جائے۔ چنانچہ اوائل ۱۴۸۲ء میں جمشید ڈی ابوسن کے دام تزویر اور اپنی پیشانی سے بے خبر۔ اس مذہبی گروہ کے وعدوں پر بھولا ہوا قلعہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس نے وہ مشہور قصیدہ لکھا۔ جو ترکی لٹریچر میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا ایک شعر بجنسہ ہدیہ ناظرین ہے۔

جام جم نوش تیلے اے جام بفرنگستان دیر
ہر کلن باشینہ یازلین جیلر دیواران دیر

ترجمہ اے جمشید تو اپنا جام جم چڑھالے۔ دیکھ کہاں تو اور کہاں یہ سرزمین فرنگ۔
مگر قسمت جو کچھ انسان کی پیشانی میں لکھا ہے۔ وہ ضرور پیش آتا ہے۔

قید کی تنہائی اور تسلسل سے تنگ آ کر اور ڈمی ابوسن کی امروز فردا سے اکتا کر جمشید نے ہنگری جانے کی اجازت مانگی - تاکہ وہاں بیٹھ کر ٹرکی میں جو ہوا خواہ ہیں - اُن کو آمادہ کرے - لیکن بڈھے معلم نے ترکیب سے اس کو بھی ٹال دیا - اور مہینوں یوں ہی دھوکے دے کر اور سبز باغ دکھلا کر ٹالتا رہا - جب شہزادہ کا اصرار حد سے بڑھنے لگا - تو مجاہدین نے اس کو نقل مکان سے بہلانا شروع کیا - اور نائس سے روزبین میں لائے - اور کچھ دن یہاں کہ کر بائی لے گئے - اور آخر ساسینج میں لا کر اور ایک ہفت منزلہ مینار بنا کر اُس میں قید کر دیا - یہہ ہفت منزلہ مینار بھی کلیو پٹرا کے مینار سے کم نہ تھا - اس کی مفصل کیفیت یہہ ہے -

جب ڈمی ابوسن اپنی سونے کی چڑیا کو ساسینج میں لایا - تو اسی اثنا میں شاہزادہ کی مظلومہ اور حرمان نصیب بی بی نے جو مصر میں آتش فرقت سے جل رہی تھی - ۲۰ ہزار دینار بطور خون بہا - معلم کو بھیج کر بڑی عجز سے التجا کی - کہ شہزادے کو رہا کر دیا جائے - لیکن سفاک طینت اور سنگ دل ڈمی ابوسن نے کمال بے حیائی اور سفلگی سے خون بہا ہضم کر لیا - اور شہزادے کی جان بخشی بھی نہ کی - اور برعکس مظلوم شہزادی کے حقوق زوجیت پامال کرنے کی غرض سے ایک شرمناک چال چلا - یہ کہ اپنی جوان کنواری بیٹی کو جس کا نام فلپائن ہیلن تھا - ایک معمولی دوست کے لباس میں شاہزادے کی خدمت میں پیش کیا - ایسی خود فروشی اور بے شرمی کی تدبیر کا جو کچھ نتیجہ ہو سکتا ہے - ناظرین خود قیاس کر سکتے ہیں - جمشید چونکہ شاعرانہ مذاق رکھتا تھا - تنہا اور بے مونس تھا - بہت ہیلن پر عاشق ہو گیا -

ہیلن گو ایک سفاک طینت بے جول اور قسی القلب شخص کی بیٹی تھی - مگر باپ کی طرح سنگ دل نہ تھی - شہزادہ کی محبت نے اُس کو اس درجہ مسحور اند مذہب عشق کا پابند کر دیا تھا - کہ بڈھے معلم کو سازش کا شبہ ہو گیا - اُس نے جمشید کو اور زیادہ سختی سے مقید کرنے کی فکر کی - اور ایک ہفت منزلہ مینار تعمیر کرایا - جس کے ہر درجہ میں پابندی اور تقید کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا -

ادھر تو ڈمی ابوسن داروغہ جیل بن کر ایسے شرمناک طریقوں سے دولت پیدا کر رہا تھا - اور اس ہوس میں تھا - کہ جمشید کو ہیلن کی عزیز بنا کر عثمانی نسل میں اپنا پیوند لگائے - اور ادھر یورپ کے مہذب اور تعلیم یافتہ اور آزادی پسند فرماں روا دنداں طمع تیز کر رہے تھے - اور سخت بے چین تھے - کہ کسی طرح قسطنطنیہ کے تاج و تخت کے وارث کو اپنے قبضہ میں لے کر بایزید کے دل میں کھٹکا پیدا کریں - اس مقصد کے لئے وہ ڈمی ابوسن کو ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر جمشید کی قیمت دینے کو تیار تھے - اور بڈھا بردہ فروش اس فکر میں تھا - کہ روپیہ بھی اینٹھ لے - اور بردہ کو بھی قابو میں رکھے - اس لئے کہ خلاف صورت میں باب عالی سے جو ۴۵ - ہزار دینار سالانہ ملتے تھے - وہ نہ ملتے - بالآخر چارلس ہشتم شاہ فرانس زیادہ صبر نہ کر سکا - اس نے کچھ تو ڈمی ابوسن کو ڈرایا دھمکایا - اور کچھ جمشید سے درپردہ خط و کتابت کی اور یہ دھوکا دیا کہ یورپ اور روم اور فرڈیننڈ فرمانروای نیپلز و حاکم ہنگری کی مدد سے ایک کافی فوج اکٹھی کر دی جائے گی - اس کے سہارے آپ بآسانی باب عالی پر قابض اور متصرف ہو سکتے ہیں - اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جمشید ڈمی ابوسن معلم اور مجاہدین بیت المقدس کے پنجہ سے نکل کر انوسنٹ کی حراست میں رکھا گیا - جناب تقدس مآب اسقف اعظم نے بڑی بندہ نوازی فرمائی کہ نہ صرف داروغہ جیل ہی ہے - بلکہ منجملہ تنخواہ سالانہ - ۵ - ہزار دینار کم پر یعنے صرف ۴۰ - ہزار دینار پر اس خدمت کو منظور فرما لیا - معلوم ہوتا ہے کہ جناب تقدس مآب نے ادھر بایزید سے اپنی تنخواہ طے کر لی - اور اُدھر جمشید کو اپنا عقیدت مند بنانے میں حد درجہ کا روحانی تصرف کیا کہ دونوں شہزادے یکساں طور پر ان کے گرویدہ ہو گئے تھے - دیناروں کے لئے دو رخی چال مشکل نہیں - مگر مذہبی پیشواؤں کے لئے جو روم مقدس کی حدود سے باہر نکلے بدوں بہشت فروخت کر سکتے تھے - بہت مشکل تھا کہ شتر مرغ کی طرح شتر بھی بنے رہیں - اور مرغ بھی - مگر ناظرین کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ ادھر تو اسقف اعظم کا قاصد باب عالی میں سالانہ تنخواہ اور شرائط معاہدہ طے کر رہا تھا - اور ادھر اسقف اعظم بہ نفس نفیس جمشید کو بڑے خلوص و دل سوزی کے ساتھ موجودہ حالت پر مصابرت دلاتے تھے - اور قسطنطنیہ کی حکومت کا سبز باغ بھی دکھلاتے جاتے تھے کہ وہ وقت قریب ہے کہ شہزادہ ہنگری اور نیپلز کی دلاور فوجوں کے ساتھ قسطنطنیہ پر حملہ کرے - بایزید کو گرفتار کر کے خود عنان حکومت ہاتھ میں لے اور ترکی کی وسیع و بسیط سرزمین اور باشندوں کی قسمتوں کا مالک بن جائے -

بدنصیب شہزادہ امید آئندہ کے نشہ میں مدہوش تھا - یورپ کے دینی پیشواؤں اور دینی بادشاہوں نے جو اس کے گرد مکڑی کا سا جالا تنا تھا اس کو اس کی کچھ خبر نہ تھی خلاصہ یہ کہ پورے تیرہ برس تک یورپ نے اس سرمایہ تجارت سے نفع اُٹھایا - اس عرصہ میں تمام یورپ کے شہزادے اور امیرزادے - ارل اور ڈیوک باری باری روم مقدس میں اسقف اعظم کی بارگاہ معلے میں آتے تھے - شہزادہ جمشید سے مل کر امیدیں دلاتے تھے - اور سلسلہ بیان میں دام تزویر بھی پھیلاتے تھے - مگر شاہزادہ پر انوسینٹ کا مقدس جادو کچھ اس طرح چلا تھا - کہ دوسرے کی قسمت آزمائی کی گنجائش ہی نہ تھی - انوسینٹ کا مقصد تھا کہ وہ عثمانی بساط کے اس مہرہ سے بڑے بڑے انقلابات پولیٹیکل اور سوشل پیدا کرے - مگر باب عالی کی خوش نصیبی سے - یا شاید جمشید کی بدنصیبی سے اُس نے قبل

از وقت انتقال کیا۔ اور اب متبرک مسند پر ایک خاص شخص جلوہ آرا ہؤا یعنے بورجیہ جس کا نام یورپ کے لٹریچر میں سم نکرہ بن کر داخل ہو گیا ہے۔ اور جب کسی زبان سے اچانک نکل جاتا ہے۔ تو بڑے بڑے شیر دل سُن کر دہل جاتے ہیں۔ یہ خون ریز کا مرادف اور جہاں سوز کا ہم معنے ہے۔ انوسینٹ پھر بھی اپنی آخری مقاصد میں موت کے درجہ سے ناکام رہا۔ مگر بورجیہ موت کے قابو کا بھی نہ تھا۔ اس نے سلطان بایزید کے پاس قاصد بھیج کر یہ تجویز پیش کی۔ کہ جگہ بہ جگہ جمشید کو ملک در ملک چھپاتے پھرانے سے اور شہر بہ شہر منتقل کرنے سے کیا فائدہ۔ بہتر ہے کہ ایک دفعہ اس جگہ پہنچا دیا جائے جہاں سے کبھی کوئی پھر کر آیا ہی نہیں (عدم آباد) بایزید کو تاج و تخت کی ہوس ضرور تھی۔ مگر بھائی کی جان کا درپے نہ تھا۔ اس نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ مگر بورجیہ نے کچھ اور اسی قسم کی چالیں دے کر اُس سے بالآخر دو لاکھ دینار اینٹھ لئے۔ ابھی یہ رقم کثیر غالباً اسقف اعظم کے مقدس بیت المال میں پوری طرح محفوظ نہ ہوئے تھے۔ کہ چارلس شاہ فرانس نے روم پر حملہ کیا۔ اور بارگاہ معلی کو ہر طرف سے گھیر کر بورجیہ کو صلح پر مجبور کر دیا۔ شرائط صلح کے منجملہ ادھر سے ایک شرط یہ بھی پیش ہوئی کہ شاہزادہ جمشید کو سپرد کر دیا جائے مگر افسوس بدنصیب جمشید کا کاسہ مصائب اب لبریز ہو چکا تھا نہ بایزید کی اخوت کو اس پر رحم آیا۔ نہ روڈس کے غازیوں کے مہمان نوازی کو ترس آیا۔ نہ یورپ کے مہذب فرمان رواؤں کی غم گساری اور انسانی ہمدردی کو حرکت ہوئی۔ اور نہ اسقف اعظم کی روحانیت کو جنبش ہوئی۔ جب دنیا والوں میں سے کسی نے اس کو مساعدت نہ کی تو بالآخر موت کو اس پر رحم آیا۔ بورجیہ نے عین اس وقت جب کہ چارلس کی شرائط سے مجبور ہو کر بارگاہ اور روم کو خالی کر دیا تھا۔ کم بخت اور مظلوم جمشید کو زہر دے کر مار ڈالا۔ بعض کہتے ہیں قدسی نفس پوپ نے زہر آلود اُسترا مارا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ شربت میں زہر ملا کر دے دیا۔ زندگی کے آخری دنوں میں اس کے دل پر یاس و حرمان نصیبی نے قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ چند اشعار سے جن کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اور جو روم میں لکھے تھے۔ کافی اندازہ ہوتا ہے۔ اصلی شعر ترکی زبان میں ہیں۔ اس لئے بجنسہ لکھنا بے سود ہوگا سبق یہ ہے۔ فرض کرو کہ ایک سنگلاخ جزیرہ ہے۔ اس کے ساحل پر سمندر کے ساتھ ساتھ ایک کوہستانی سلسلہ دور تک کھنچا چلا گیا ہے۔ اس کی اونچی نیچی چوٹیاں۔ گھاٹی اور اس کے پہلو۔ ہر جوف اور ہر بلندی دلہنے جوڑے کی بجائے سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے ہیں آسمان کے مکدر چہرہ سے ہیبت ٹپک رہی ہے۔ کبھی کبھی رعد کڑک جاتی ہے۔ ہر طرف اس قدر سکوت اور سناٹا ہے کہ ہوا کا مقام معلوم ہوتا ہے۔ یہاں ایک بدنصیب شخص کسی پتھر پر متفکر بیٹھا ہے۔ اس لئے کہ اس کی موت کا فتویٰ لکھا جا چکا ہے۔ اور تصویر مرگ اس کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے۔

انجمن اسلامیہ لاہور کی مکروہ کارروائی

سراج الاخبار مطبوعہ ۲۵۔ جولائی میں اس خبر کے پڑھنے سے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے جو میموریل امہات المومنین کی اشاعت کی بابت گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ خدا کے فضل سے نامنظور ہؤا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو خوشی بھی ہوئی ہوگی اور افسوس بھی۔ افسوس اس لئے کہ ہماری معزز انجمن کو جنہوں نے حمایت اسلام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ ان کو اس مکروہ کارروائی سے ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔

اوّل۔ تو اس کتاب کا جواب لکھنے سے عاجز اور تنگ ہو کر گورنمنٹ کی خدمت میں ایسا میموریل بھیجنا ہی شرم کی بات ہے دوسرا اُس وقت بھیجنا جبکہ اشاعت ہو چکی اور جو کچھ صدمہ پہنچنا تھا وہ پہنچ چکا۔ پھر سب سے بڑھ کر اس میموریل کا نامنظور ہونا نہائت ہی شرم کی بات ہے۔

اراکین انجمن نے کیوں نہ اس طرف توجہ کی کہ اس کتاب کا جواب شائستہ طور سے لکھے۔ اور اپنے سر سے وہ فرض اُتارے جس کا اتارنا اس کے واسطے ضروری ہے۔ جیسا کہ انجمن کے ماہواری رسالہ کے پہلے صفحہ پر لکھا ہؤا ہوتا ہے۔ "مقاصد انجمن حمایت اسلام لاہور (۱) معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینا اور اس مذہب مقدس کے اصول کی حمائت اور اشاعت کرنی"

جب انجمن کے مقاصد میں سے مقصد اول یہی ہے۔ کہ معترضین اسلام کا جواب دینا اس کا پہلا فرض ہے۔ تو پھر کیوں معترضین کو جواب نہیں دیا جاتا۔ کہاں ہیں ان کے بڑے بڑے لائق پروفیسر اور حامی جو سالانہ جلسہ پر سکندر نامہ کے برابر نظمیں تیار کر کے حاضرین کا دل خوش کرتے ہیں اور ہنساتے ہیں۔ اور کہاں غروب ہو گئے ان کے شمس العلما مولوی و مسٹر نذیر احمد خاں صاحب بہادر۔ اگر انجمن سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کس مرض کی دوا ہے۔

اکثر لوگ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ انجمن جواب لکھنے سے عاجز ہے۔ اسی واسطے گھبرا کر گورنمنٹ کے پاس دوڑی۔ ایسا ہی پچھلے سال کسی عیسائی نے چار سوال بہ غرض طلب جواب بھیجے۔ تو میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ان کا جواب لکھا تھا۔ اور جب وہ اسلامیہ کالج میں جواب پڑھے گئے۔ تو پڑھنے سے پہلے جناب سکرٹری انجمن نے فرمایا۔ کہ چونکہ اس انجمن کا پہلا مقصد ہے کہ مخالفوں کا جواب دیا جائے۔ لہذا مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے۔ کیا خوب جواب لکھنے والے مرزا صاحب اور فرض انجمن کا ادا ہو گیا۔ اور لوگ حیران تھے کہ اکثر اراکین انجمن تو مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں۔ تو پھر کیوں انہیں کو مختار کرتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں سے لڑو اور ہماری حمائت کرو۔

اگر اب بھی انجمن پچھلے سال کی طرح مرزا غلام احمد صاحب کی طرف لکھ دیتی۔ کہ ہمارا ہاتھ پکڑو تو میموریل بھیجنے سے یہ اچھا تھا۔ کیونکہ وہ تو اسی کام ...

[illegible]

کیا ہمارے قول اور فعل مطابق ہیں؟

شیخ محمد عبدہ۔ جو مصر کا ایک نامور فاضل اور مشہور ادیب ہے۔ اُس کا ایک مضمون اخبار المنار میں چھاپا گیا ہے۔ یہ اخبار مصر سے ابھی ابھی شائع ہونے لگا ہے۔ چونکہ یہ مضمون اس قابل ہے۔ کہ ہمارے قوم کے ممبر اور قومی تہذیب اور تربیت چاہنے والے اس کو غور سے ملاحظہ کریں اس لئے ہم اس مضمون کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

انسان کی سب سے ادنیٰ اور ذلیل خصلت یہ ہے۔ کہ زبان سے کہے۔ اور کچھ کر کے نہ دکھائے اور دوسروں کو اُس بات کی ہدائت کرے۔ جس سے وہ خود گمراہ ہے۔ اور لوگوں پر وہ الزام لگائے۔ جو اسی پر چسپاں ہوتے ہیں۔ یہ خصلت جس کسی میں پائی جائے وہ ایک لحاظ سے جاہل ہے اور ایک لحاظ سے اپنے عیب کا آپ اقرار کرتا ہے اور ایک لحاظ سے پست ہمت اور بد باطن ہے۔

جاہل تو اس لئے ہے۔ کہ جب وہ علم اور فضیلت کا دعوےٰ کرے۔ اور لوگوں کو کوئی ظاہری علامت اس کے علم اور فضیلت کی محسوس نہ ہو۔ یعنے نہ کوئی نفیس کتاب اس نے تصنیف کی ہو جس سے قوم کو فائدہ پہونچے اور اس کتاب کے مضمون کو ہر قوم کے علماء اور اہل بصیرت نفیس اور نادر سمجھیں نہ اس نے کسی قدرتی راز کو حل کیا ہو۔ نہ کسی مشکل مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو اسی طرح جب وہ خیال کرتا ہو کہ سننے والے اسکی باتوں کو مانتے ہیں اور اس کو سچا جانتے ہیں تو وہ یقیناً اس بات سے جاہل ہے کہ قدرتی طور پر ہر شخص سنی ہوئی باتوں کو تجربہ اور مشاہدہ کی کسوٹی پر کستا ہے اور قول اور فعل کو مطابق کرنا چاہتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ جس بات کی شہرت یا افواہ ہے وہ کس قدر حقیقت سے دور یا نزدیک ہے اگر وہ دونوں میں مطابقت نہیں پاتا تو اس قول کو رد کرتا ہے۔ اور اس شہرت کو غلط افواہ قرار دیتا ہے اور اس دعویٰ کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اس حالت میں جو لوگ ایسی باتیں زبان سے نکالتے ہیں۔ جن پر وہ عمل نہیں کرتے۔ ان کے دعوی اُنہی کے لئے موجب وبال ہوجاتے ہیں۔ وہ تمام انسانوں کی نظر سے گرجاتے ہیں۔ کیونکہ وہ سوائے جھوٹی باتوں اور ایسے دعووں کے جنکی کوئی اصلیت نہیں ہے ان کا کوئی مفید کام نہیں دیکھتے۔

اسی طرح جو لوگ نصیحت کرتے ہیں۔ اور آپ اس نصیحت کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ لوگ اُن سے ہدائت طلب کرتے ہیں۔ ....

.... اور ان کو اپنا پیشوا اور ہادی اور واجب العمل سمجھتے ہیں۔ وہ بلا شبہ گہری غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور جہل مرکب میں گرفتار ہیں۔ کیونکہ وہ اس نکتہ سے غافل اور اس حقیقت سے جاہل ہیں کہ کہنے کی نسبت کرنے کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ زبان سے جو بات نکالی جائے ممکن ہے کہ جھوٹ ہو یا سچ ہو۔ اور سننے والے اس کے سمجھنے میں تردد کریں۔ اور یہہ تردد ان کو اس بات پر عمل کرنے نہ دے۔ مگر عمل ایک محسوس چیز ہے جس کا دلوں پر فوری اثر ہوتا ہے۔ اور اگر اس کام کے کرنے میں کوئی فوری لذت منفعت حاصل ہوتی ہو تو لوگ بہت جلد اُس کے کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ اور وہ عیب اُنہی میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اس بات سے جاہل ہیں کہ اوروں کو عیب لگانا جیسا کہ ان کی خصلت میں داخل ہے۔ لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ ان کے عیبوں کو ٹٹولیں۔ اور کھود کھود کر نکالیں۔ مثلاً جو انسان متکبر ہے۔ اور دوسروں پر تکبر کا الزام لگاتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنے تکبر کی خصلت کو ننگا کرتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اس کا عیب بھی ایک دن الم نشرح کیا جائے گا۔

ہم نے کہا ہے کہ جو لوگ زبان سے کہتے ہیں مگر ہاتھ سے کچھ نہیں کرتے۔ دوسروں کو ہدائت کرتے ہیں۔ مگر آپ اس ہدائت پر نہیں چلتے۔ اور لوگوں میں وہ عیب نکالتے ہیں جو خود ان میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اپنے عیب اور نقص کا آپ اقرار کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ جو دعوے وہ کرتے ہیں اور جو بات مونہہ سے نکالتے ہیں وہ اس بنا پر نہیں ہے۔ کہ کوئی کام ان کے ہاتھ سے بن آیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ سننے والوں کے دل پر اُن کی کمال اور فضیلت کا سکہ بیٹھ جائے اور وہ سمجھیں کہ ہمارے ناصح اس درجہ پر پہنچ چکے ہیں جس کی ہدائت کرتے ہیں۔ اور جو عیب وہ اوروں میں نکالتے ہیں وہ ان میں نہیں ہیں۔ مگر درحقیقت جس کمال کے وہ مدعی ہیں اور جس فضیلت کو وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور جس کو وہ بزرگی اور شہرت اور دنیا کمانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہی کمال اور وہی فضیلت بلند آواز سے پکارتے ہیں۔ کہ حاشا و کلا ہم ان میں نہیں ہیں۔ اور ان سے بہت دور ہیں۔ کیونکہ اگر فی الواقع وہ کمال ان میں ہوتا جس کا وہ دعوے کرتے ہیں۔ اور وہ فضیلت ان میں موجود ہوتی جس کو وہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو اس کمال اور فضیلت کے نتیجے نمایاں ہوتے۔ اور وہ نتیجے ہر حال میں ان کی بزرگی اور عزت کی گواہی دیتے۔ نہ اس کی ضرورت تھی۔ کہ وہ اپنی بزرگی اور عزت کا دعوے کریں۔ نہ اس کی کہ وہ اوروں پر الزام لگائیں نہ اس حالت میں خود ستائی کرنے کی حاجت تھی۔ نہ اوروں کی نسبت بدگوئی کرنے کی۔ جھوٹی بزرگی اور جھوٹی عزت کا دعوے کرنے کی جگہ اگر وہ کوئی کار نمایاں کرتے تو لوگوں کے دل خود بخود ان کی طرف کھنچتے اور اُن کی بات پتھر کی لکیر سمجھی جاتی۔ پس جو لوگ خودستائی کرتے ہیں۔ اور ان فضیلتوں کا دعوے کرتے ہیں۔

جو اُن کی ذات میں نہیں ہیں- اور چاہتے ہیں- کہ اُن کے اظہار کمال سے دوسروں پر الزام قائم ہو- وہ بلاشبہ اقرار کرتے ہیں- کہ اُن میں کوئی فضیلت نہیں ہے - اور ان کے دعوے کی کوئی اصلیت نہیں ہے- وہ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں- تاکہ سننے والوں کو دھوکا دیں-

جن لوگوں میں یہ ذلیل خصلت اور یہ بُری عادت ہوتی ہے- وہ پست ہمت اور بدباطن بھی ہوتے ہیں- کیونکہ ایسے لوگ درحقیقت نہیں چاہتے- کہ ان کو کوئی اصلی فضیلت حاصل ہو- یا وہ کسی درجۂ کمال پر پہنچیں- وہ تو یہ چاہتے ہیں- کہ جس طرح ممکن ہو- زندگی بسر کریں- وہ نادانوں کے مجمع میں بیٹھ کر ان کو دھوکا دیتے ہیں- تاکہ وہ سمجھیں- کہ اُن میں وہ صفات موجود ہیں- جن کا وہ دعویٰ کرتے ہیں- یا جن کی وہ ہدایت کرتے ہیں- اور وہ اُن عیبوں سے خالی ہیں- جن کا وہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں- ان کی اصلی غرض یہ ہے- کہ لوگ اُن کی تعظیم کریں- اور اس ذریعہ سے اُن کی ذلیل خواہشیں پوری ہوں- اور ان کی ہوا و ہوس کے شعلے سرد ہو جائیں- کوئی شک نہیں ہے- کہ اس لحاظ سے وہ دھوکے باز ٹھگوں اور چوروں کی مانند ہیں- جو دنیا کمانے کے لئے ہر قسم کا حیلہ کرتے ہیں- گو کہ وہ حیلہ کتنا ہی ذلیل کیوں نہ ہو- اُن لوگوں اور ان لوگوں میں اگر فرق ہے تو صرف نام کا ہے- کیوں کہ ان کی نسبت یہی کہا جاتا ہے- کہ یہ جھوٹی باتیں سنا کر لوگوں کو دام فریب میں لاتے ہیں-

پس بلاشبہ ایسا قول جس کے ساتھ عمل کی شہادت نہ ہو- نہایت بری اور ذلیل خصلتوں میں سے ہے- کیونکہ اس سے انسان کے ایسے اوصاف ظاہر ہوتے ہیں جو بدیہی طور پر ناپاک اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں- ہم کو افسوس ہے- کہ یہ کمینی خصلت ہمارے ملک کے باشندوں میں پائی جاتی ہے- بلکہ ایسے لوگ جو زبان سے کہنے کے ساتھ کچھ کر کے بھی دکھائیں- نہایت کم ہیں- ہم نہیں چاہتے کہ اخباروں میں ایسی باتیں شائع کریں- مگر ایسے عیبوں کے چھپانے سے کیا فائدہ ہے- جن کو غیروں نے تاڑ لیا ہے- پس ہم کو سب سے زیادہ اس بات کا حق حاصل ہے- کہ ان عیبوں کو جتائیں-

اگر ہم تلاش کریں- تو خانگی مجمعوں یا عام جلسوں میں ایسے لوگ مل جائیں گے- جن میں سے ایک کہتا ہے- کہ میں تمام عقلی اور نقلی علوم تحصیل کر چکا ہوں- اور بڑی بڑی کتابیں مطالعہ کر چکا ہوں- میں ان کتابوں کے اعلےٰ مضامین سے واقف ہوں- اور ان کے دقیق اور عمیق نکتوں سے آگاہ ہوں- اور اُن کے تمام اسرار حل کر چکا ہوں- طالب علمی کے زمانہ میں میری ذہانت اور حافظہ اور خوش فہمی کا شہرہ تھا- ایک کہتا ہے- کہ میں فنون مناظرہ میں پورا ماہر ہوں- مخالف کو اپنی قوی دلائل سے خاموش کر سکتا ہوں- طالب علموں کو مطلب سمجھانے کا خاص ملکہ مجھ کو عنایت ہوا ہے- جو اور کسی عالم کو حاصل نہیں ہے- میں اپنی فصاحت سے مردہ دلوں کو زندہ کر سکتا ہوں- مضامین کے قالب میں روح پھونکنا- اور کائنات کے اسرار پر روشنی ڈالنا میری تقریر اور تحریر کا ادنیٰ کام ہے- مگر حقیقت یہ ہے- کہ اگر تم اُن کا حال دریافت کرو- جن میں علم کی یہ قوت اور تعلیم کا یہ ملکہ خیال کیا جاتا ہے- تو دیکھو گے- کہ وہ ایسی باتوں کا دعوے کرتے ہیں- جو فی الواقع ان میں موجود نہیں ہیں- اور اُن کو یہ کہتے سنو گے- کہ اگر دنیا کے لوگ اس طریقہ پر چلتے- جس پر میں چلتا ہوں تو علم کا دائرہ وسیع ہو جاتا- اور تعلیم دنیا میں عام طور پر پھیل جاتی-

لیکن نہایت سچ اور نہایت صحیح بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اصلی تصنیفات نہیں ہیں- اگر کچھ ہیں تو مضمون یا عبارت کے لحاظ سے ناقص ہیں- مصنفوں کا اصلی مطلب اُن کی عبارت سے معلوم نہیں ہوتا- اس لحاظ سے اُن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے- یہی وجہ ہے کہ طالب علم جن مضامین پر اپنی عمریں صرف کرتے ہیں- اُن کے سمجھنے سے قاصر ہیں- سب سے عمدہ دلیل اس بات کی جو ہمارے پاس موجود ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ غیروں کے محتاج رہتے ہیں- اور آزادی اور خود مختاری کے ساتھ کوئی کام کسی علم یا فن میں جس کو انہوں نے سیکھا ہے نہیں کر سکتے-

بعض آدمی ایسے ہیں کہ اگر تم ان سے عام فائدوں اور عام بہبودی کا ذکر چھیڑو تو وہ نہایت چرب زبانی کے ساتھ اس کی باریکیاں بیان کریں گے- اور ان فرائض کی تشریح کریں گے- جو پبلک کے کام میں سب پر واجب ہے- اور ان وسائل کی تفصیل کریں گے- جن سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں- اور جن سے نقصانوں کے دور ہونے کی توقع ہے- اور جن سے قوم کی بہبودی اور اُس کی شان و شوکت کے بلند ہونے کی امید ہے- مثلاً وہ کہیں گے- کہ انصاف کی روشنی سے ملک کو منور کرنا- مردہ قالبوں میں علم کی روح پھونکنا- اہل ملک کو حقوق کی مساوات پر لانا نہایت ضروری ہے- لیکن یہ لوگ اگر پبلک کی خدمات پر مقرر ہو جاتے ہیں- تو وہ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ

بھلائی سے دور اور برائی سے نزدیک ہوتے ہیں۔ حقوق کے مساوات سے مونہہ پھیرتے اور انصاف کے خیال سے نفرت کرتے ہیں۔ گوکہ وہ یہی الفاظ پہلی بار زبان پر لاتے ہیں۔ ان کی باگ خود غرضی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جہاں چاہے۔ ان کو لے جائے۔ یہی ایک قانون ہے۔ جس کے سامنے ان کی گردنیں جھکتی ہیں۔ اس حالت میں وہ جو جو بے اعتدالیاں کرتے ہیں۔ سب کو قانون اور سب کو حق جانتے ہیں۔ افسوس اور نہایت افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ وہ اس حالت میں بھی ناصح بننے کا دعوے کرتے ہیں۔ اور نہیں شرماتے۔ نہ ان کی زبان نصیحت گوئی اور حق شناسی کے دعوے میں لغزش کرتی ہے۔ اگر کسی بات میں کوئی ان سے بحث کرے۔ اور ان کو حق بات سمجھائے۔ اس خیال سے کہ وہ پہلے نصیحت قبول کرتے۔ اور حقوق کے مساوات کا دعوے کر چکے ہیں۔ تو وہ بیھودگی اور بد زبانی پر اتر آتے ہیں۔ اور اس شخص کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ جو اُن کی کسی رائے سے اختلاف کرتا ہے۔ یا کسی بات میں اُن کو نصیحت کرتا ہے۔

بعض لوگ غل مچاتے ہیں۔ کہ نوع انسان پر جو مصیبتیں طاری ہوتی ہیں۔ اُن کا باعث سوائے باہمی بغض و حسد۔ نا اتفاقی۔ خود غرضی اور پبلک کے فائدوں سے بے پروائی کرنے کے نہیں ہے۔ اسی طرح کی اور باتیں بیان کرتے ہیں۔ جو درحقیقت صحیح اور مسلم ہیں۔ اور ایسے آدمی ہر روز ہزاروں ملیں گے۔ جو ان باتوں کو مانتے ہیں۔ اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہم پورے طور سے اتحاد اور اتفاق پر مائل ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنا حق طلب کرے۔ جو اُن کی گردن پر ہے۔ اور نہایت نرمی اور انسانیت سے طلب کرے۔ تو بھی وہ غصّہ سے سانپ کی طرح بل کھاتے ہیں۔ اگر ان سے درخواست کی جائے کہ وہ مظلوم کی داد رسی کریں۔ یا ایک بھائی کی تکلیف کو رفع کریں۔ یا ان لوگوں میں سے جو اُن کے دائرہ حکومت میں داخل ہیں۔ کسی کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں۔ تو وہ لیت و لعل کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے عذر پیش کرتے ہیں۔ یا صاف انکار کرتے ہیں۔ اور سرکشی سے پیش آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ان سے کہا جائے کہ وہ کسی مفید عام کام میں مدد دیں۔ جس سے زراعت کو یا کسی ہنر کو ترقی ہوتی ہے۔ یا اصلی تربیت پھیلتی ہے۔ تو وہ اس کام کو حقیر جانتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو احمق ٹھہراتے ہیں۔ جو اس کام کے درپے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس سے ہماری ذات کو کیا فائدہ تم عوام کو اور ان کے کام کو چھوڑ دو۔ ان کو ہمارے سوا اور بہت سے مل جائیں گے۔ گویا کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ اُلفت۔ محبت۔ اور اتفاق جس کا وہ دعوے کرتے ہیں۔ اور جس کی طرف اپنا میلان بتاتے ہیں۔ اُن کی طرف سے لوگوں کے ساتھ نہ ہو۔ بلکہ لوگوں کی طرف سے ان کے ساتھ ہو۔ اور وہ بھی نہ کسی نفع کی امید پر ہو۔ نہ رفع تکلیف کے خیال پر۔ ان کے فلسفہ کا یہہ نچوڑ ہے۔ کہ ان کو پبلک سے فائدہ پہنچے مگر ان کی ذات سے پبلک کو کوئی توقع نہ رکھنی چاہئے۔ اس قسم کے لوگ فی الحقیقت نہایت نادان اور نہایت احمق ہیں۔ اور اُن کے خیالات سراسر گمراہی اور ضلالت پر مبنی ہیں۔ نہایت تعجب ہے۔ بعد نہایت افسوس ہے۔ کہ اس خیال کے لوگ ہماری قوم میں بہت زیادہ ہیں۔

بعض لوگ دوسروں کو انصاف کی نصیحت کرتے ہیں۔ لیکن اگر اُن کا ذاتی نفع کسی شخص کے حق سے ٹکرا جائے۔ تو وہ اس حق کو بے تکلف پامال کرتے ہیں۔ اور اپنی غرض پوری کرتے ہیں۔ گویا کہ اُن کے نزدیک یہی انصاف ہے۔ جس کا وہ دعوے کرتے تھے۔ یا وہ نصیحت پر عمل کرنا کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتے ہیں۔

بعض لوگ ظالموں۔ گناہ گاروں بد انتظام اور بد تدبیر لوگوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ پھر وہ آپ ہی اس بھنور میں ڈوب جاتے ہیں۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ اگر وہ افعال اُن کے سوا اوروں سے صادر ہوں۔ تو ان پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اُن کی ذات مقدس کے سبب سے ان افعال میں برائی کی جگہ بھلائی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہہ لوگ جن کا میں نے ذکر کیا۔ نہیں جانتے۔ کہ دنیا میں فی الواقع برائی کیا ہے۔ اور بھلائی کیا۔ نیکی کیا چیز ہے۔ اور بدی کیا چیز یہہ الفاظ ہیں جن کے بولنے کا حق اُن کو وراثتاً حاصل ہے۔ گو کہ وہ نہیں جانتے۔ کہ ان کے معنے کیا ہیں۔ وہ ان الفاظ کو خاص خاص موقعوں پر بولنے کے عادی ہیں۔ اور جس طرح سنتے رہے ہیں۔ اسی طرح ان کو استعمال کرتے ہیں۔ نہ وہ ان کے معنے سمجھتے ہیں۔ نہ ان کی کوئی حقیقت اُن کے خیال میں آتی ہے۔ ان کا وجود سوسائیٹی کے لئے نہایت بدقسمتی اور بدبختی کا باعث ہے۔ وہ حیوانیت

کے ادنے درجہ میں ہیں - اور حقائق کو نہیں جانتے - ان کے نزدیک بھلائی کی بات وہی ہے - جس سے کسی وقت ان کو لذت حاصل ہو - جب وہ وقت گذر جاتا ہے - تو وہ بھلائی بھی جاتی رہتی ہے - پھر اگر اس سے دوسری دفعہ کسی موقع پر ان کی ہوائے نفسانی پوری ہو جائے - تو فوراً وہ بھلائی بھی پیدا ہو جاتی ہے - اسی طرح ان کے نزدیک برائی کی بات وہی ہے - جو کسی وقت ان کو تکلیف پہنچائے - جب وہ تکلیف جاتی رہتی ہے - تو برائی بھی فراموش ہو جاتی ہے - لیکن اگر وہی برائی دوسروں کو تکلیف پہنچائے - تو اُن کے نزدیک تکلیف دہ نہیں ہے - نہ وہ اس کو افسوس کی نظر سے دیکھیں گے غرضیکہ اون کے نزدیک حسن و قبح کا معیار خود اُن کی ذات ہے - اگر کوئی کام ان کی راحت و لذت میں خلل ڈالتا ہے - گو کہ اوروں کو اس سے نفع ہو تو وہ بُرا ہے - اور اگر کوئی کام ان کو ضرر نہ پہنچاتا ہو - بلکہ ان کی خود غرضی کا مدد گار اور اُن کی راحت و آرام کا باعث ہو - گو کہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہو - تو وہ اچھا ہے - نہ فی الحقیقت وہ بھلائی کو بھلائی جانتے ہیں - نہ برائی کو برائی - نہ مفید کو مفید خیال کرتے ہیں - نہ مضر کو مضر - یہہ اُن کی نفسانی اُمنگیں اور ذاتی اغراض ہیں - جن کو عام بہبودی رفاہ عام - ملکی حقوق اور قومی ہمدردی وغیرہ شاندار لفظوں کا لباس پہناتے ہیں - یہہ الفاظ جو کھوکلے اور اندر سے خالی اور محض بے معنے ہیں - بار بار اُن کی زبانوں پر آتے ہیں - باوجود اس کے وہ اپنے قول اور فعل کے بُرے نتائج سے نہیں بچ سکتے - اُن کی جہالت - اُن کی نادانی - اور اُن کی غفلت آخر کار ان کو سزا دیتی ہے اُن کا خاتمہ نہائت بُرا اور اُن کا انجام نہائت خوفناک ہوتا ہے -

ہم نہیں چاہتے - اور نہیں پسند کرتے کہ ہمارے قوم کے ممبر اپنی زبان سے ایسی باتیں نکالیں - جن کے ساتھ عمل کی شہادت نہیں ہے - ہم تو یہی بات پسند کرتے ہیں - کہ بہ نسبت قول کے عمل زیادہ ہو - اور ہمارے ملک کے تمام باشندے چھوٹے ہوں یا بڑے اس اصلی فضیلت کے حاصل کرنے میں کوشش کریں - جس کی خوبیوں کا وہ اقرار کرتے ہیں - اور اُس کے موافق اُن کے افعال ہوں - تاکہ وہ فضیلت خود گواہی دے - کہ جو شخص اُس کے رکھنے کا دعوے کرتا ہے - اس میں فی الواقع موجود ہے - ہم چاہتے ہیں - . . . . . . کہ اصلی کام جو اصلی قوانین زندگی کے مطابق ہوں - تمام مُلک میں پھیل جائیں - اور قوم کی تمام خواہشیں اور ضرورتیں اُسی طرح پوری ہوں - جس طرح پوری ہونی واجب ہیں - تاکہ ہر شخص اپنی محنتوں سے جو با قاعدہ کی گئی ہوں - اصلی کامیابی حاصل کرے - اور خاص و عام سب کو فائدہ پہنچے - یہ شور و غل اور بیہودہ گوئیاں کم زوری کی خبر دیتی ہیں - اور سوائے ناکامی اور نامرادی کے ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہے ‘‘ -

ہم آخر میں اس بات کے کہنے سے باز نہیں رہ سکتے - کہ یہہ مضمون جو شیخ محمدؐ عبدہ نے اپنے ملک کی تہذیب اخلاق کے لئے لکھا ہے - بہت زیادہ ہماری قوم اور ہمارے ملک کے لئے موزون ہے - یہاں بھی بہت سے تعلیم یافتہ ہیں - جو قومی ہمدردی اور قومی ترقی کا غل مچاتے ہیں - اور کام کرنے کے وقت کچھ نہیں کرتے - اپنی قوم کے عیب کھود کھود کر نکالتے ہیں - اور ان کو نصیحت کرتے ہیں - مگر سب سے زیادہ نصیحت یا الزام کے وہی مستحق ہیں - کاش وہ اسپیچ کم کریں - اور کام زیادہ تاکہ اصلی ترقی کی بنیاد قائم ہو -

واللہ الموفق و المعین - نعم المولے و نعم النصیر -

امیر المومنین - نے ۲۷ - جون کو روسی سفیر کو محل سلطانی میں دعوت دی وزیر اعظم - دیگر وزرار غازی عثمان - ادہم پاشا اور مارشل کا مفود دینز پاشا رجرمن بھی مدعو تھے - دعوت کے بعد امیر المومنین نے سفیر مذکور سے پون گھنٹہ پرائیویٹ ملاقات کی - اور اُسے بہ وقت رخصت طبقہ امتیاز کے طلائی و نقرئی تمغے اور اُس کے سکرٹری کو طبقہ لیاقت کا سنہری تمغہ عطا کیا -

ترکی گورنمنٹ نے جزیرہ قبرس میں جو ۱۸۷۸ء سے انگریزوں کے قبضہ میں ہے - رفیق بک کو نیا مفتی مقرر کیا ہے -

امیر المومنین نے کرنیل سر ہربرٹ چیرہشاید کو جو انگریزی فوج متعینہ کریٹ کے کمانڈر ہیں - اور آخر جون میں قسطنطنیہ گئے تھے - طبقہ عثمانیہ کا تمغہ درجہ دوم عطا فرمایا ہے - تمغہ مذکور سعید پاشا پریسیڈنٹ مجلس شوری نے کرنیل صاحب کو باب عالی میں بلا کر بتاریخ ۳۰ - جون اپنے ہاتھ سے حوالہ کیا -

جرمنی سے مارزر ائفلوں کے کارتوسوں کے اور ۲۲۵۰ صندوق توپخانہ عامرہ میں پہنچ گئے ہیں -

مکتوبات امام الزمان

ذیل میں ہم امام الزمان سلمہ الرحمٰن کے دو گرامی قدر مکتوب درج کرتے ہیں جو ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب فاضل سیالکوٹی کی مہربانی کا نتیجہ ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ یہ گرامی نامے نہایت ہی احتیاط سے پڑھے جاویں گے - کوئی نا عاقبت اندیش جو من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے فرمان سے ناواقف ہے شائد اسکو بیجا تعریف ہی کہے لیکن حق یونہی ہے کہ مولانا ممدوح نے الحکم کو ہر ایک قسم کی امداد دینے میں بساط سے زیادہ قدم مارا ہے اللہ تعالیٰ اونکو جزائے خیر دے ہم خوب جانتے ہیں کہ فی الحال الحکم میں اگر کوئی مضمون ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوسکتا ہے تو وہ مولانا ممدوح ہی کی تقریر یا تحریر ہوتی ہے اگر ہمارے دوسرے کرمفرما مثل مولانا مولوی نورالدین صاحب وغیرہ بھی قلمی امداد کی طرف توجہ فرماویں تو الحکم اپنی حیثیت کے اخباروں میں فرد ہوسکتا ہے - مگر ہم مایوس نہیں انشاء اللہ الحکم کے تمام نقائص اور شکائتیں ایک وقت رفع ہو جائیں گی اگر خلوص نیت اور ثبات قدم میسر ہو -

(ایڈیٹر)

مکرمی اخی شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دو خط حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آج خدمت میں ارسال کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میرے احباب ان سے بہت محظوظ اور مسرور ہوں گے اور ساتھ امید ہے کہ اس عاجز کے لئے شرح صدر سے دعا کریں گے - پہلا خط ایک تازہ خط ہے جو حضرت اقدس نے ایک مکرم دوست کو لکھا ہے جو کسی قدر دنیوی ابتلاؤں میں مبتلا ہیں -

اس خط میں میں چاہتا ہوں کہ اہل دل اس امر کی طرف متوجہ ہو کر غور کریں کہ حضرت اقدس کو اپنی دعاؤنکی قبولیت اور خدا تعالیٰ سے ترتب پر کس قدر علی بصیرۃ یقین ہے یہی ایک سیلم ہے جو اس پاک وجود کو اس عرصہ دراز سے اپنی کارروائی کے اجراسے تھکنے اور ہٹنے نہیں دیتا - اور کوئی سطح زمین پر اور اس نیلی فضا کے نیچے ایسا شخص نہیں جس کا دل اس قوت یقین سے معمور ہو -

اور دوسرا خط حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم مغفور لدھیانوی کے نام ہے - یہ خط قریبا تیرہ ۱۳ برس کا ہے - اس خط میں میں صرف اس قدر تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ آجکل جو لوگ اس نور اور حق اور ہدی سے منکر ہیں غور کریں اور خدا کے لئے غور کریں کہ حضرت اقدس اپنے ایک مکرم دوست کو وصیت کرتے ہیں کہ بیت اللہ میں انکی طرف سے بلا تغییر الفاظ انکی یہ دعا پڑھ دیں کہ ای ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے مجھے جوش بخشا ہے الخ - ان الفاظ سے کس قدر فوق العادہ طور پر واضح ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کو اپنے منجانب اللہ ہونے کا یقین واثق کب سے اور کس قدر ہے - خدا تعالیٰ ان منکروں کو فہم عطا کرے کہ اپنے لئے ہلاکت کی راہ طیار کر رہے ہیں -

عاجز عبدالکریم

۱۰ اگست

پہلا خط مورخہ ۵ اگست ۱۸۹۸ء

"مخدومی اخویم .... صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہونچا اللہ جلشانہ آپکی نیات خیر سے صد ہا حصہ زیادہ آپ سے معاملہ کرے آمین - میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ قبولیت کی بشارۃ سنوں - مجھے اس قدر خدا تعالیٰ کے لطف اور احسان پر امید ہے کہ اس کا اظہار مشکل ہے اور بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے کہ میری دعا معمولی دعا نہیں - اشعار

ہزاران کارسے کہ گردد از دعائے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آن کار نے بادی نہ بارانے
عجب دارد اثر دستے کہ دست عاشقے باشد
بگرداند جہانے را زبہر کار گریانے
اگر جنبد لب مردے زبہر آنکہ سرگردان
خدا از آسمان پیدا کند ہر نوع سامانے
زکار افتادہ را بر کار مے آرد خدا زین رہ
ہمین باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے
مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل وجانے

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ اگست ۱۸۹۸ء

دوسرا خط مورخہ ۱۳۰۳ ہجری

" از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مخدوم ومکرم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ -

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ آن مخدوم پہونچا - اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارے میں صرف اسی قدر تھی کہ سامان سفر میسر ہونا چاہیئے اب چونکہ خدا تعالیٰ نے زاد راہ میسر کر دیا اور عزم مصمم ہے اور ہر طرح سامان درست ہے اس لئے اب یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرماوے اور آپکا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عز اسمہ ہو اور آپ خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں اور خیر و عافیت اور سلامتی سے بہ تحصیل مرضات اللہ واپس آویں - آمین یارب العالمین اور انشاء اللہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کریگا - آپکے مرسلہ پچیس روپیہ پہونچ گئے ہیں - آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی اور خالصاً للہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمایت اور نصرت کا حق بجا لائے جزاکم اللہ خیر الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ - یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ - دل تو آپ کی اس قدر جدائی سے محزون اور مغموم رہے گا لیکن آپ جس دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں اس فوز عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے خدا تعالیٰ آپ کا حافظ اور حامی رہے اور یہ سفر من کل الوجوہ مبارک کرے آمین -

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود اور مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی عرض انہی لفظوں سے مسکنت اور غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گذارش کریں کہ ای ارحم الراحمین ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ ای ارحم الراحمین تو مجھسے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ

تو غفور و رحیم ہے اور مجھسے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہوجائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنے ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اسکو اپنے ہی فضل سے انجام تک ...... عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب ...... اسلام کی خوبیوں سے بےخبر ہیں پوری کر۔ اور اس عاجز اور ...... ور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے ...... حمایت میں رکھکر دین و دنیا میں آپ اُن کا متکفل ...... اور سب کو اپنے دار الرضا میں پہونچا اور اپنے ...... اور اُس کے آل و اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر آمین یا ربّ العالمین۔

یہ دعا ہے جسکے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلاتبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں والسلام۔

خاکسار غلام احمد

مکرر کہ خط ہذا بطور یادداشت اپنے پاس رکھیں خط دیکھکر بتمام حضور و رقت دل دعا کریں والسلام۔"

اس خط کی پوری پوری تعمیل کی گئی یعنے حضرت منشی صاحب جنکے نام یہ خط ہے بخیر و عافیت حج کو گئے اور وہاں پہونچکر حسب الحکم اس خط کو باواز بلند پڑھا اور ساتھ کی جماعت آمین کہتی رہی۔ اس سال حج اکبر ہوا یعنے جمعہ کے دن۔ حج سے فراغت پاکر بخیر و عافیت جیسا کہ حضرت اقدس کی دعا تھی واپس گھر پہونچ گئے اور گیارہ بارہ روز زندہ رہکر ۱۳۰۳ ہجری میں لودیانہ میں وفات پائی اس خط میں جہاں نقطے دیئے ہوئے ہیں اُس جگہ سے بباعث دیرینہ ہونے کے پھٹکر ضایع ہوگیا ہے۔ لیکن یہ ضایع شدہ چند الفاظ ہیں زیادہ نہیں مضمون کا ربط معلوم ہوسکتا ہے۔ فقط۔ بقلم منظور محمد ولد حضرت منشی صاحب موصوف مرحوم مغفور۔

ایام الصلح (فارسی لباس میں)

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہائت مسرت و انبساط سے مشتاق ناظرین کو مژدہ سناتے ہیں۔ کہ کتاب ایام الصلح جو حضرت اقدس تصنیف فرما رہے تھے۔ اور جس کا ترجمہ فارسی زبان میں ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب فاضل سیالکوٹی فرما رہے تھے۔ بالکل مکمل ہوگئی ہے۔ اور فارسی حصہ تو مکمل طور پر طیار ہوکر شائع ہوگیا ہے۔ کتاب پر کسی قسم کی رائے دینا ہماری بساط سے باہر ہے۔ کیونکہ سلطان القلم اور امام الوقت کی ذو الفقار صفت قلم کا نتیجہ ہے۔ اور کلام الامام امام الکلام ایک مسلّم بات ہے۔ جس قسم کے حقائق اور معارف اور قرآنی اسرار اس رسالہ میں حضرت اقدس نے بیان فرمائے ہیں اون کی نظیر پہلی تصنیفات میں نہ ملے گی اپنے دعاوی پر ایسے انداز اور طرز سے قلم اُٹھایا ہے کہ گویا مجسم کر کے مدعی کو دکھا دیا ہے۔ اور کم سواد اور عام فہم کا آدمی بھی بشرطیکہ صفائی قلب رکھتا ہو۔ امام الوقت کی شناخت کر سکے۔ بہر حال کتاب کی خوبیاں دیکھنے اور پڑھنے والوں کو معلوم ہوں گی۔ ہم اس مختصر نوٹ میں کچھ بھی ظاہر نہیں کر سکتے۔ فارسی ترجمہ جس خوبی اور لطافت سے کیا گیا ہے۔ وہ جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لئے بذات خود ایک فوق العادت نشان ہے۔ اہل زبان پڑھ کر ایک دفعہ "زیری تصویر پر مصور بھی دھوکھا کھا جاویں گے" کے مصداق ہوں گے۔ فارسی زبان کا تازہ لٹریچر نظر آئے گا۔ اور جس خوش اسلوبی سے اس کتاب کے مضامین کو فارسی میں ادا کیا گیا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ اور صرف خدا تعالےٰ ہی کا فضل ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ مولوی صاحب کی اس سعی و کوشش مشکور بنا دے اور اون کو جزائے خیر دے۔ اور اس سے بھی زیادہ فضل اون پر کرے تاکہ وہ اوس کے پاک دین کی خدمت میں اس سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کر سکیں۔ اور ہم لوگوں کو بھی مولوی صاحب کا سا صدق و ثبات عطا کرے تاکہ اس مقدس امام اور اوس کے مقدس مشن کے لئے مفید ہو سکیں۔ آمین ٭

ایام الصلح کا فارسی ترجمہ فی الحال شائع ہوا ہے۔ اور مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیاں کے نام درخواست کرنے پر ایک روپیہ قیمت کو ملے گا۔

فارسی زبان سے دلچسپی رکھنے والے اور یونیورسٹی کے امتحانات منشی عالم وغیرہ کی طیاری کرنیوالے اس رسالہ کو ضرور پڑھیں۔

توجہ بکار ہے ؟

ہمارے معزز ناظرین کی توجہ کو بغیر رجوع دنیاوی اسباب میں ایک سبب ہی الحکم کی اون قابل اصلاح باتوں میں اصلاح ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے جو ہمارے ناظرین محسوس کرتے ہیں یا خود ہم سمجھتے ہیں۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء سے اخبار لینے والے احباب کو متوجہ ہونا چاہئے۔ کہ اون کی اختتام سال میں صرف ایک مہینہ رہ گیا اور اون میں سے اکثر ایسے ہیں کہ اونہوں نے ترسیل زر چندہ کیطرف توجہ نہیں فرمائی یا بوجوہات نہیں فرما سکے۔ جو کام متفقہ کوشش و سعی سے ہونیوالے ہوتے ہیں ایک شخص خواہ کیسا ہی کیوں ہو سرانجام نہیں دے سکتا ہاں مومن اللہ سیگا۔ سی باہر سر ہم اپنے احباب سے امید کی جاتی ہیں کہ وہ الحکم کی ہر ایک قسم کی مدد کیلئے ہمہ تن طیار ہو جاویں کیا وہ نہیں دیکھتے؟ کہ اونکے مقدس مشن کی خلاف کسقدر اخبار اصرف مخالفت ہی کا مشن لیکر شائع ہوتے ہیں پھر اگر وہ اپنی جماعت کیلئے ہی حقوق کیحفاظت کیلحاظ ایک بھی اخبار اپنے ہاتھ میں رکھ کر نہیں چلا سکتی تو یہ کسقدر سستی کی بات ہے اسلئے ہو امداد کرتے ہیں وہ مزید توجہ کریں جو ابھی

٭- قواعد زیر دفعہ ۵۶ و ۵۷- ایکٹ ۲۰ ۱۸۸۳ء بغرض آبپاشی بذریعہ نہر کرن ٭

تعریفات

ان قواعد میں مینجر سے وہ شخص مراد ہے۔ جس کو وقتاً فوقتاً ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور واسطے انتظام نہر کے مقرر کر دے۔ سال سے وہ بارہ مہینہ سمجھے جائیں گے۔ جو یکم نومبر سے شروع ہو کر ۳۱- اکتوبر کو ختم ہوں۔

قواعد

(۱) پانی جو نہر سے لیا جائے گا- اس سے فی الفور آبپاشی کی جائے گی۔ اور سوائے مینجر کے خاص اجازت کے کوئی شخص اوس سے تالاب یا گڑھے پُر کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(۲) سال میں جس زمین کے واسطے نہر سے آبپاشی کی ضرورت ہو اس کے مالکان کو چاہیئے کہ سال کے پہلے دو ماہ کے عرصہ میں مینجر کے پاس تحریری درخواست کریں اور یہ بھی تحریر کریں کہ آیا وہ پانی توڑ سے لگا چاہتے ہیں۔ یا بذریعہ جھسٹہ کے۔ اور

(الف) بحالت توڑ کے اپنی درخواست میں تعداد اُن کھالوں کی جن کے علیحدہ علیحدہ دہانے

ہوں اور جن کے ذریعہ وہ پانی لینا چاہتے ہوں درج کریں۔
(ب)۔ بصورت جھٹہ کے اون مقامات کی تعداد جہاں جھلاروں اور جھٹوں سے پانی لیا جائے گا۔ الگ الگ بتانے چاہئیے۔
(۳) مینجر کا فرض ہوگا کہ یکم اپریل سے پہلے مراتب ذیل کا تعین کرلے۔
(ا) کس قدر جدا جدا دہانے والے کھالوں کے ذریعہ توڑ آبپاشی کی جائے گی۔ اور وہ دہانے کس کس جگہہ قائم کئے جائیں گے
(ب) جھلاروں کی تعداد اور ان کے قائم کرنے مقامات
(ج) وہ مقامات جہاں بذریعہ جھٹوں کے پانی لیا جائے گا۔
(۴) ہر سال زمینداران صرف اونہیں موگھوں کے ذریعہ اپنے کھالوں میں پانی لے جائیں گے۔ جو پہلے مقرر ہوچکے ہوں اور صرف انہیں مقامات پر جھلاروں اور جھٹوں سے کام لے سکیں گے۔ جو اس سال کے واسطے مینجر نے منظور کئے ہوں۔
(۵) کسی شخص کو نہر کے کنارے اور پٹڑے کاٹنے کا بجز صریح اجازت مینجر کے اختیار نہ ہوگا۔
(۶) طیاری کھال جس کے ذریعہ نہر سے پانی لیا جائے گا۔ معہ پختہ دہانہ اوس نمونہ اور مساحت کے مطابق جو مینجر وقتاً فوقتاً تجویز کرے یا آڈ جسکے ذریعہ جھلار تک پانی پہونچایا جائے گا۔ اُس شخص یا اون اشخاص کے ذمہ ہوگی جو اس کھال یا جھلار سے آبپاشی شدہ فصلوں کا آبیانہ دینے کے ذمہ وار ہوں گے۔ اشخاص مذکورہ بالا مشترکاً اور فرداً فرداً پختہ دہانوں کی تعمیر کے ذمہ وار ہوں گے۔
(۷) نہر میں کسی قسم کا پشتہ یا بند لگانے کی ممانعت ہے سوائے اوس خاص وقت اور خاص نمونہ اور خاص مصالح کے جو مینجر بہ ذریعہ عام یا خاص احکام کے مقرر کرے۔ جب

کسی خاص وقت کے واسطے نہریں پشتہ یا بند بنانے کی اجازت دی جائے۔ تو اوس شخص یا اون اشخاص کا جن کے مفاد کے واسطے بند لگایا گیا ہو مشترکاً اور منفرداً فرض ہے کہ وہ فوراً بعد انقضائے وقت معینہ کے اس کو مسمار کر دیں۔

(۸) مینیجر ہر سال یکم اپریل سے پہلے ہر ایک کھال اور ہر ایک آڈ کی جس کے ذریعہ جھلار میں پانی جاتا ہو آبپاشی کے بارے مقرر کر دے گا۔

(۹) آبپاشی کرنے والوں کا فرض ہوگا کہ وہ نوبت ہائے معینہ حسب قاعدہ نمبر ۸ کے مطابق کاربند رہیں۔ بدوں اون اوقات اور اُس حد تک جب کہ اون کی عدم ضرورت کا مینیجر وقتاً فوقتاً اظہار کرے۔

(۱۰) جو شخص قواعد نمبر ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ اور نمبر ۹ کی خلاف ورزی کرے گا وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔ جس کی تعداد ۵ روپیہ تک ہو سکتی ہے۔ بحالت مسلسل خلاف ورزی کے جتنے دنوں تک بعد سزا یابی کے عدم تعمیل جاری کرے گا زائد جرمانہ بہ حساب ۵ روپیہ یومیہ کا سزاوار ہوگا۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک عیاش مسلمان نے ایک سو روپیہ کی لاگت سے ایک پلنگ ۲۲ فیٹ طویل اور ۱۰ فیٹ عریض بنوایا اور ایک وسیع دالان میں رکھا۔ منشاء یہہ تھا۔ کہ اپنے یاروں سمیت اس پر بیٹھ کر رنڈی کا ناچ کرایا جاوے۔ مگر پلنگ کے طیار ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد ۸ بجے شب کے مکان کی چھت بیٹھ گئی۔ اور تمام کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ یہہ نرالا عیاشی کا کھیل ہے۔

کیوبہ کی امریکن فوج میں [illegible] آدمی بیمار ہیں۔ منجملہ اُن کے ۴۰۲ ۳ زرد بخار میں مبتلا ہیں۔

فرانچ سفیر نے گورنمنٹ امریکا کو اطلاع دی کہ سپین کو شرائط صلح منظور ہیں۔ اور اوس نے یہہ بھی منظور کرا لیا ہے۔ کہ دوران گفتگوئے صلح میں جنگ ملتوی رہے۔

کمڈز میں ایک کشتی نئی ایجاد ہوئی ہے۔ جو پانی کے اندر چلتی ہے۔ اس میں دخانی یا مقناطیسی قوت کی حاجت نہیں ہے۔ صرف پُرزے لگے ہیں۔ اور دو آدمی چلا سکتے ہیں۔

سینٹ پیٹرزبرگ میں موسم سرما میں جہاز رانی کے قیام کے لئے روسیوں نے دس ہزار گھوڑوں کی طاقت کی برف توڑنے والی کل ایجاد کی ہے۔ یہہ کل برف کو توڑ کر پانی بنا دیا کرے گی۔ اور جہاز رانی جاری رہے گی۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے۔ کہ یونان سے جو تاوان جنگ لیا گیا ہے۔ اس میں سے دس ہزار پونڈ کریٹ کے مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد پر صرف کئے جائیں۔

پرنس بسمارک کی وفات پر شہنشاہ جرمن نے حکم دیا۔ کہ بری اور بحری فوج میں ایک ہفتہ تک ماتم رہے۔

اسلامی دُنیا کا ہفتہ

ترکی گورنمنٹ نے ۔ چوتھے ۔ پانچویں اور چھٹے اردوئے ہمایون کے کمانڈروں کے نام حکم صادر کیا ہے ۔ کہ رنگروٹوں کی بھرتی کے قواعد کی پوری تعمیل کرکے اپنی اپنی پلٹنوں کی جمعیت مکمل کردیں ۔ ان جیوش کے صدر مقام علی الترتیب ارزن گیھان ۔ دمشق اور بغداد ہیں ۔ جہاں کے اکثر باشندے اب تک فوجی خدمت سے بچے ہوئے تھے وہاں خانہ بدوش قبائل بہ کثرت آباد ہیں ۔ اور ان کی مردم شماری کا اس لئے کوئی درست انتظام نہیں ہو سکتا ۔ مگر اب ترکی حکام ان قبائل سے خانہ بدوشی چھوڑانے کے لئے پوری پوری کوشش کر رہے ہیں چنانچہ حال میں حکام ادانہ کی سعی و کوشش سے قبیلہ شکرلی نے خانہ بدوشی چھوڑ کر پانچ نئے دیہات آباد کر لئے ہیں ۔ ہر گاؤں میں مسجد اور مدرسہ سرکاری خرچ سے بنا دیا جائیگا ۔ اور سول انتظام باشندوں کے ہاتھ میں رہے گا ۔

صدر اعظم خلیل رفعت پاشا نے صوبوں کے حکام سے درخواست کی ہے ۔ کہ وہ خانہ بدوش قبائل کے مشائخ اور دیگر مقتدر اشخاص کو اپنے لڑکے قسطنطنیہ کے مدرسہ عشیرت میں جو چند برسوں سے ایسے ہی لڑکوں کے لئے امیر المومنین نے جیب خاص کے خرچ سے قائم کیا ہے ۔ بھیجنے کی ترغیب دیتے رہا کریں ۔ مدرسہ کی عمارت میں بہت اضافہ کیا گیا ہے ۔

پانچویں اردوئے ہمایون کے فوجی افسروں نے محتاجان کریٹ کے لئے لکھہ کے پندرہ سو نقمان خرید کئے ہیں ۔

ٹائمز نے کچھ عرصہ ہوا تحریر کیا تھا ۔ کہ یمن کا فوجی گورنر فیضی پاشا موقوف کردیا گیا ہے ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ پاشا ، موصوف کی صرف تبدیلی کی گئی ہے ۔ بغداد کے فوجی کمانڈر دولت لور جب پاشا طرابلس العرب بھیجے گئے ہیں اور فیضی پاشا یمن سے اون کی جگہ بغداد ۔ اسی طرح احمد پاشا کو راستہ سے واپس بلا لئے جانے کی خبر بھی اوس نے غلط درج کی تھی ۔ پاشاء موصوف خرید جہازات کے لئے لنڈن پہنچ گئے اور کئی ہفتہ تک وہاں رہے ۔ جہاں سے اب اون کو جرمنی جانے کا حکم ملا ہے ۔ ٹائمز کی ان غلط بیانیوں سے طاہر پاشا کی نسبت اوس کی تحریر کردہ خبر سے بھی بے اعتباری سی ہوگئی ہے اور خیال گذرتا ہے کہ شائد اُس کے نامہ نگار نے اوسی واقعہ پر جس کے متعلق ۱۴ ۔ جولائی کے وکیل میں لکھا گیا تھا ۔ رنگ چڑھا کر یہہ طومار طیار کر لیا ہے ۔ واقعہ مذکور یہ تھا ۔ کہ سید طاہر پر جبکہ وہ محلہ بک اوغلی سے گذر رہے تھے ۔ چند بدمعاشوں نے حملہ آور ہو کر لاٹھیوں کی ضربات سے اون کو ادھ موا کردیا تھا ۔ اور وہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے تھے ۔

باب عالی نے جرمن کارخانوں سے ماؤزر رائفل کے ۲۲ کروڑ کارتوس خرید کئے ہیں ۔ پہلے ۶۰۰ قرش فی ہزار کارتوس قیمت تھی ۔ اب باب عالی نے پانچسو پچاس قرش فی ہزار قیمت مقرر کی ہے ان میں سے سوا دو ہزار صندوق شروع جولائی تک قسطنطنیہ پہونچ گئے ہیں ۔

محتاجین حرمین کے لئے شروع جولائی تک چار لاکھ قرش قسطنطنیہ میں چندہ میں جمع ہوئے تھے اور شہیدان محاربہ کی اولاد کے لئے ۶۷ لاکھ ۴۳ ہزار قرش ۔

چند اہالی حلب نے اوس فوجی چوکی کی عمارت میں مدد دینے کے لئے جو حکام ضلع اسکندرونہ کی سڑک کی حفاظت کے لئے بنوا رہے ہیں ۔ ایک رات تھیٹر کا تماشہ کیا ۔ اوس سے بیس ہزار قرش آمدنی ہوئی جو حکام کے حوالہ کردی گئی ۔

اطنہ اور مرسینا کے مزارعین نے بابعالی میں درخواست کی ہے کہ مرسینا ۔ ادانہ ریلوی لاین کو مرعش تک بڑھا دیا جائے ۔ لاین مذکور کی اجارہ دار کمپنی بھی با حصول ضمانت اس توسیع پر آمادہ ہے ۔ مرسینا ایشیاء کوچک کے جنوبی ساحل پر جزیرہ قبرس کے مقابل بندرگاہ ہے ۔ اور ادانہ (اطنہ) اوس سے بجانب شمال مشرق چالیس میل کے فاصلہ پر ہے ۔ اس نواح میں صرف یہی چالیس میل ریلوی لاین ہے ۔ مرعش اطنہ سے بجانب شمال مشرق ایک سو پانچ میل اور حلب سے عین بجانب شمال ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے ۔

ترکی فوج کے تھیلی کو خالی کرتے ہی یونانیوں کے لاریسا ترخالہ اور مواضعات کے مسلمانوں پر جو کچھہ جبر و ستم کرنیکی خبریں موصول ہوئی ہیں اونکی تصدیق ہوگئی ہے ۔ وزارت یونانی نے مقامی حکام کو آئندہ کے لئے سخت نگرانی کرنے کی تاکید کرکے مسلمانوں کے نقصانات کی فہرست فی الفور ارسال کرنے کا حکم دیا ہے ۔

بابعالی میں یہ شکائت ہونے پر کہ بعض اہلکار اون سپاہیوں کے مشاہرے دینے میں جو محاربہ تھسلی میں شریک ہوئے تھے تاخیر کر رہے ہیں عام حکم نافذ کیا گیا ہے کہ اگر آئندہ کسی سپاہی کو دیر کرکے تنخواہ ملنے کی شکائت پہونچی تو قصوروار اہلکار کو سخت سزا دی جائیگی ۔

بیروت کا اخبار لکھتا ہے کہ رشید بک آفندی گورنر بیروت کے حسن انتظام سے اونکے عہد گورنری میں جنکی میعاد ابھی دس ماہ سے زائد نہیں ہوئی ۔ سال گذشتہ کے اسی قدر مہینوں کی نسبت صوبہ کی آمدنی میں ساٹھہ ہزار پونڈ کا اضافہ ہوا ہے ۔

دارالامان کی ڈائری

یکم اگست ۱۸۹۸ء - کل گذشتہ سے منشی تاج الدین مع اہل بیت اور مفتی محمد صادق و منشی غلام حسین صاحب ڈنگوی و میاں محمد حیات لاہور سے تشریف لائے ہوئے ہیں - صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ڈاڑھ کا حصہ بوسیدہ ہوگئی ہے - اُس کو میں نے منہ سے نکالا - اور وہ بہت صاف تھا - اور اوسے ہاتھ میں رکھا" پھر فرمایا کہ "خواب میں دانت اگر ہاتھ سے گرایا جائے تو وہ منذر ہوتا ہے - ورنہ مبشر" زاں بعد محمد صادق نے اپنے دو خواب سنائے - جنمیں سے ایک میں نور کے کپڑوں کا ملنا اور دوسرے میں حضرت اقدس کے دیئے ہوئے مضمون کا خوشخط نقل کرنا تھا - جس کی تعبیر حضرت اقدس نے کامیابی مقاصد فرمائی -

"اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا" کہ تائیدات الٰہیہ ایک تو بیّن اور ظاہر طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں - اور عام لوگ اُن کو دیکھ سکتے ہیں - مگر بعض مخفی تائیدات ایسی ہوتی ہیں - جن کے لئے میری سمجھ میں کوئی قاعدہ نہیں آتا کہ عوام الناس کو کیوں کر دکھاسکوں - مثلاً یہی عربی تصنیف ہے - میں خوب جانتا ہوں کہ عربی ادب میں مجھے کہاں تک دسترس ہے - لیکن جب میں تصنیف کا سلسلہ شروع کرتا ہوں - تو یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل اور موقع پر موزون طور پر آنے والے الفاظ القا ہوتے جاتے ہیں - اب کوئی بتلائے کہ ہم کیونکر اس تائید الٰہی کو دکھاسکیں - کہ وہ کیونکر سلسلہ پر الفاظ نازل کرتا ہے" اور دیکھو اس **ایام الصلح** میں اکثر مضامین ایسے آئے ہیں جن کا میری پہلی **تصنیفات** میں نام تک نہیں - اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے - کہ اس سے پہلے وہ کبھی ذہن میں نہ گذرے تھے - لیکن اب وہ ایسے طور پر آکر قلب پر نازل ہوئے کہ سمجھ میں نہیں آسکتا - جب تک خود تائید الٰہی کے شامل حال ہوکر اوس کو اس قابل نہ بنا دیوے - اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے جو وہ ایسے بندوں پر کرتا ہے - جن سے کوئی کام لینا ہوتا ہے"

"یہہ بھی ایک سچی بات ہے کہ تصنیفات کے لئے جب تک صحت اور فراغت نہو یہہ کام نہیں ہوسکتا - اور یہہ خدا تعالےٰ کا فضل اون لوگوں ہی کو ملتا ہے جن سے وہ کوئی کام لینا چاہتا ہے - پھر اون کو یہ سب سامان جو تصنیف کے لئے ضروری ہوتے ہیں یکجا جمع کر دیتا ہے"

جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے دشمنوں کی طبیعت ۳۱ جولائی ۱۸۹۸ء سے بعارضہ درد شکم بیمار تھی حضرت اقدس نے آدمی بھیج کر خبر منگوائی - اور افاقہ کی خبر سُن کر الحمدللہ فرمایا اور فرمایا کہ "مولوی صاحب کا سن ابتدا انحطاط کا ہے - اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے - گویا پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے - زندگی اور موت تو اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے - لیکن انسان کو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اسباب کی رعایت نہ رکھے" - پھر فرمایا کہ "در اصل انحطاط کا زمانہ ۳۰ سال کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے - افراط اور تفریط اس سن میں اچھی نہیں ہوتی میں نے بعض آدمی دیکھے ہیں کہ گنا ہوا آٹا دیتے اور پانی بھی اندازہ اور وزن کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں - اور بعض یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ اون کو کسی قسم کا اندازہ ہی نہیں رہتا - یہہ دونو باتیں ٹھیک نہیں" جیسا میں نے کہا "زمانہ شباب تیس ہی سال تک ہے اور یہ بھی اوس صورت میں کہ قوئے مضبوط اور تندرست ہوں ورنہ بعض تو اوائل ہی میں تشبہ بالشیوخ رکھتے ہیں"

اب دس منٹ ۶ بجنے میں تھے - ہم مدرسہ کو چلے گئے حضرت اقدس بھی چند منٹ بعد تشریف لے گئے -

دس بجے کے قریب شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور مع منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ تشریف لائے - کوئی سوا دس کے قریب حضرت اقدس ان معزز مہمانوں سے ملاقات کے لئے باہر تشریف لائے - اور کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب مدرسہ دکھانے کے لئے لے کر آئے - خود جناب ممدوح نے کوائف و اغراض مدرسہ سے شیخ صاحب کو اطلاع دی اور فرمایا - کہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت میں ہر ایک قسم کے لوگ ڈاکٹر - وکیل تاجر - گریجوایٹ وغیرہ شامل ہیں - مدرسہ میں دینیات کی تعلیم کی تکمیل کے لئے ایک فاضل مولوی تجویز کیا ہے - اس پر شیخ صاحب نے فرمایا کہ "جناب کو بہت آسان ہے کیونکہ ہر ایک قسم کے لوگ بفضلہ تعالےٰ موجود ہیں" اور شیخ احمد علی صاحب نے صہ نقد اُسی وقت بطور انعام پیش کئے کہ یہہ انعام اوس طالب علم کو ملے جو دینیات میں سب سے اول رہے -

ایڈیٹر الحکم نے بغرض اندراج الحکم دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ یہ صاحب ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ تھا) الحکم نام اخبار بھی یہاں سے شائع کرتے ہیں - شیخ علی احمد صاحب نے اس پر فرمایا کہ "جناب آپ کی تو دنیا ہی نئی ہے"

پھر حضرت اقدس اُن کو مطبع کی طرف لے گئے جہاں مطبع کے متعلق حالات بتلاتے رہے - اور مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر کا ذکر آیا - جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب نے اس کے متعلق ایک خط سنایا - پھر کھانا کھانے کو تشریف لے گئے - زاں بعد ظہر - عصر - مغرب اور عشا کی نماز کے بعد آج کا دن مع الخیر ختم ہوا -

شرطیہ منفعت اور صداقت

کسی پانچوں انگلیاں برابر نہیں

سچائی کا فیصلہ

صحت جسمانی کے طلبگارو اس کو پڑھو۔ اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ

نوٹ — ہر پرچہ ترکیب استعمال ہر دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی۔ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

صحت جسمانی کے طلبگارو اس کو پڑھو۔ اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ

نوٹ — درخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے۔ غربا خرچ روانگی دوا۔ درخواست کے ساتھ روانہ کریں۔ محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

اکسیر حافظہ
فوائد اسکے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اسکی استعمال ضرور ہے۔ دو ہفتہ کے واسطے عمہ۔ ایک ماہ کیواسطے عہ۔ تین ماہ کیواسطے للعہ۔ غریب طلبا کو بہ تصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر دیجاتی ہے۔

خارش کی حکمی دوائی
تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسکے جادو وانہ اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی بوتلیہ ۸ ر اور مفت تقسیم کرنیوالو ۸ بوتلیہ عمہ۔ اور غربا کو بہ تصدیق کسی معزز کے صرف ۲ ر خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ
بدہضمی درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ امتلا۔ کھٹے ڈکار ضعف معدہ کے دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے ۸ ر غربا کو بہ تصدیق کسی معزز کے ۲ ر خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی آتشک
یہہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہہ کہ منہہ نہیں آتا۔ غذا گوشت پلاؤ۔ شراب کے عادیکو اُس کی بہ اجازت ہے۔ خوراک عہ

سرمہ سلیمانی
ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیا بند کو اکسیر ۶ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھہ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ۔ اطبا و دیگر اصحاب کو پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ

سفوف مرہم آتشک
اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں۔ زخم پہلے دن خشک اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پوڑیہ ۸ ر غربا کو بہ تصدیق مذکور ۲ ر خرچ روانگی پر مفت۔

اعجاز مسیحی
اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہیں۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہوکر نامرد۔ مرد اور مرد جوانمرد ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

عصائے پیری
قوت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کیواسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے قیمت عہ روپیہ۔

دوائی وجع المفاصل
یہہ بے نظیر و تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف عہ ر

تریاق سوزاک
سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اسم بامسمی ہے۔ خوراک عہ

نسوار
جملہ امراض دماغی کو مفید۔ دردسر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم۔ نزلہ۔ زکام۔ چھینکہ کیواسطے دوائی بے نظیر۔ فی بوتلیہ ۸ ر۔ غربا کو بہ تصدیق مذکور ۲ ر خرچ پر مفت

جادو کی گولی
جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کہانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ ر فی درجن عہ ر

حبوب بواسیر
جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں۔ وہ ہماری حبوب کو ایکدفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور خون پہلے دن بند۔ اور ۱۰ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عہ

انگلینکی دوائی بواسیر
اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہوکر خود بخود گر جاتے ہیں۔ اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اسکو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا قیمت عہ

دوائی درد گردہ
درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۱ر فی درجن عہ

المشتہر

خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

اے میرے قدردان علم و ہنر غور سے کیجئے ادھر بھی نظر

ہم لٹاتے ہیں آج گنج گہر - نہ رہے کوئی لاولد مضطر + امنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر - لعل گنج قیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین دہی وقار طرز اشتہار و اسناد بے شمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں - یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے - اور شرطیہ میں اقرارنامہ اپنے سے لکھوایا جاتا ہے - جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے - اگر مراد پوری نہ ہو - دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو - صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو بہہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو - فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارک بادی ہے

جس پہ ہو فضل ایزد داور کبھی نہ ہوں اس سے بار آور

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں - کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصًا اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں - اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا - مگر سہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے - کہ ادویہ تو وہی ہوں گی - مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں - اور دلی مراد پائیں - (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید و تسخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے - بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لے جائے - (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے - بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بہ ذریعہ رسید واپس لے - (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں - بہ شرط کامیابی بندہ پائے - ورنہ واپس لیں - (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو - تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو - ورنہ ہرجانہ و جرمانہ حسب قرارداد قبول - فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی - شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی - اگر علاج میں شک ہو - تحقیق کر لو - دادا پانے پر دینا کس کو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے - جو گھر اس لعل سے منور نہیں - وہ خانہ خراب ہے - گھر نہیں سہ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں - گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی مراد دلی بر آئی - ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا ہمراہ ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہو گا - والیان ریاست و امراء حسب منشا رخود شرائط مندرجہ سے مستثنٰے ہیں -

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عـ۸	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	کل اترنا	صہ
۲	جس کا حمل ۶-۸ ماہ گر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	کم زوری	عـ۸	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	مرگی	صہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عـ۸	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	تپ دق	عـ۸	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عـ۸	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیپھ	صہ	۳۴	تیجا - چوتھیا - روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عـ۸	۳۶	سرسام	عا

المشتہر - شیخ نظام الدین حکیم - امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سُبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم یہ جانے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ عہ روپیہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپے۔ روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس (عسہ) روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ۔ مہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میّا سنگھ الووالیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟ -

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میّا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کم زوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک و شبہ دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم مسانگلے صاحب بہادر ایم۔بی۔ایم۔ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرت سر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب الووالیہ نے تیار کیا ہے جنے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بعمر ۵۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُسنے امراض مذکورسے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میا سنگھ۔ شائد آں جناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا اپنے ایک دوکاندار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی مُلک ترکستان ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیاں میں چھپا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۴-۲۵ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ اگست ۹۸ء | جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کردیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں بعدی سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرد۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہو گا۔

مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ار سینکڑہ بنوائی لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ تسبیح بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر ۵ تک
پراندے ۴ر سے لے کر ۵ تک
تسبیح بند ۔ سے لے کر ۵ع تک

۳۔ زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں۔ ڈال دئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر بیرار روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و اللہ بخش علاقہ بند مالکان
احمدیہ ایجنسی کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

سچائی کا فیصلہ

سچ ہے کہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں اور

صداقت ہی کا زمانہ

شہر طلب

صحت جسمانی کے طلبگار اسکو پڑھیں اور ایکدفعہ ضرور آزماویں

نوٹ

ہر چیز ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی۔ محصول و کمیشن ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہئیں۔

ہم سے کامل امتحان

مفت

صحت جسمانی کے طلبگار اسکو پڑھیں اور ایکدفعہ ضرور آزماویں

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو۔ اسکا حوالہ دے۔ غرباء خرچ روانگی دوا اور جواب کیلئے ٹکٹ روانہ کریں۔ محصول علاوہ ہوگا۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اسکی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عہ۸؍ ایکماہ کیواسطے ع۱۲ تین ماہ کیواسطے للعہ۔ غریب طلباء کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر ملتی ہے۔

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اجادہ دوا اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸؍ اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۹ پوڑیہ عہ۔ اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی ہاضمہ

بدہضمی، درد شکم، قراقر، نفخ، امتلاء، کھٹے ڈکار، ضعف معدہ کو دور کرنی اور بھوک لگانیکو مفید۔ قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہو ۸؍ غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے ۲؍ خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص علمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت، پلاؤ، شراب کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے۔ ۷ خوراک عہ۱۲؍

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند، غبار، تاریکی چشم، ضعف بصر، سرخی، پھولا، موتیابند کو اکسیر ہے۔ ۶ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ۔ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ۔

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پٹیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں۔ فی پوڑیہ ۸؍ غرباء کو بتصدیق معزز ۲؍ خرچ پر مفت

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد، مرد اور مرد جوان مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت سے۔

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت سے۔ روپیہ

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہوجاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ در حقیقت اسم بامسمی ہے۔ ۶ خوراک عا

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر، شقیقہ، سرخی چشم، نزلہ، زکام، پھیپھڑہ کے واسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۲؍ غرباء کو بتصدیق ۲؍ خرچ پر مفت۔

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں عصبی یا ریحی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲؍ فی درجن عہ

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایکدفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور درد پہلے دن بند ہوا اور ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عا

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا۔ قیمت عہ

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۲؍ فی درجن عا۔

المشتہر خاکسار غلام احمد ہمرکاب منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

انمول موتی

گناہ ؟

گناہ کیا ہے ؟ اللہ تعالے کے احکام کی خلاف ورزی کرنا۔ خواہ اعتقادی طور پر خواہ عملی طور پر۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں ۔ کہ خدا تعالے کے عطا کردہ عطایا اور قوئے کو برمحل استعمال نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے ؟ اعمال اور افعال انسانی اعتقاد کے زیر کمانڈ ہیں۔ جو بات ہیں دل میں من حیث الوصف جمی ہوئی ہو ۔ اوس کا اثر بلا تکلف اعضاء پر پڑتا ہے ۔ اور اُسی کے رنگ میں اعمال سرزد ہوتے ہیں ۔ مثلاً جس بچے کو معلوم ہو کہ پانی غرق کر دے گا۔ کیا ممکن ہے ۔ کہ وہ پانی میں چلا جاوے۔ یا جو آگ کو بھسم کر جانے والی چیز سمجھتا ہے ۔ وہ اوس کی خوبصورتی پر مائل ہو کر کب اوس کے شعلے کو پکڑے گا ؟ اسی طرح سے گناہ کے نتائج جب معلوم نہیں ہوتے ۔ یا انسان اپنی بناوٹ پر غور نہیں کرتا ۔ اور ہر عضو بدن کی ساخت کے منشاء کو نہیں سمجھتا ۔ تو گناہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر ایک گناہ سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا یہاں تک کہ اگر اللہ تعالے کا فضل بچانے والا نہ ہو ۔ تو گناہ سے محبت ہو جاتی ہے ۔ اور نیکی اور بدی میں تمیز کا مادہ سلب ہو جاتا ہے ۔

گناہ سے انسان کیونکر بچ سکتا ہے ؟ سب سے اول اور مقدم تو یہہ بات ہے ۔ کہ انسان گناہ کا علم پیدا کرے ۔ یعنے یہ اوسے معلوم ہو کہ گناہ ہے کیا چیز ؟ پھر اوس کی برائی اور برے اثر اور نتیجے سے واقفیت ہو ۔ اس کے بعد خدا تعالے کی قدرت اور اوس کی نگرانی کا علم ہو ۔ کہ وہ حاضر ناظر خدا ہے ۔ اور پھر اوس سے شرم کرے ۔ اور یہہ یوں ہو سکتا ہے کہ جیسے ایک اپنے جیسے محتاج اور عاجز انسان سے شرم کرتا ہے ۔ اور اوس کے سامنے کوئی برا کام نہیں کرتا ۔ ویسا ہی خدا تعالے کے روبرو کرنے سے ڈرے اور شرم کرے ۔ پھر خدا تعالے کی نعمتوں کا خیال ۱۱ ۔ اور اپنے لئے اون نعمتوں کی حاجت اور ضرورت کو محسوس کرے ۔ اور ساتھ ہی یہہ خیال کرے کہ اس گناہ سے وہ نعمتیں دور ہو کر مشکلات میں مبتلا ہو جاؤں گا ۔ پھر اپنی کمزوری پر نظر کرے ۔ کہ ذرا سے درد شکم پر اور باقاعدہ رفع حاجت نہ ہونے پر کیسا مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے ۔ اور اوس کے ساتھ ہی عذاب الٰہی کا خیال کرے ۔ کہ میں اوسے برداشت نہیں کر سکتا ۔ زاں بعد کمالات قدرت پر ایک وسیع نظر کرے ۔ تاکہ اوس سے محبت پیدا ہو ۔ اور محبوب کی خلاف ورزی نہ کرنے کا خیال پیدا ہو ۔ ایسی صورت میں اللہ تعالے کی دستگیری گناہ سے محفوظ رکھ سکتی ہے ۔

گناہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ؟ تم خود سوچو ۔ کہ وہ نادان جو کان کو سننے کی بجائے منہ کے کام میں لگاتا چاہے ۔ اور اوس میں نوالے ٹھونسے آخر تکلیف اٹھائیگا گناہ چونکہ قوائے کا (خواہ وہ خارجی ہوں یا باطنی) بد استعمال ہے ۔ اس لئے بہر صورت نتیجہ برا ہی ہوگا ۔ عزیز تھا ذلیل ہو جائے گا ۔ آزاد تھا ۔ دشمنوں کے پنجے میں اسیر ہوگا ۔ اس کی بات کا اثر جاتا رہے گا ۔ ہیبت نہ رہے گی ۔ محبوب اور عزیز چیز ہاتھ سے جاتی رہے گی ۔ سب سے بڑھی آفت جو آئیگی ۔ وہ یہہ ہوگی کہ عبادت کی لذت نہ رہے گی ۔ اور پھر ایک گناہ دوسرے کو کھینچ لائے گا ۔ یہاں تک کہ گناہ اور نیکی میں تمیز ہی نہ کر سکے گا ۔ اور کانشنس سُن ہو جاویگا ۔

گناہ سے بچنے کا ایک مجرب نسخہ ؟ آنکھوں کو نیچا رکھنے کی عادت پیدا کرو ! لوگوں کے مال اور شکلیں دیکھ کر حرص کو پیدا نہ ہونے دینا ! سچ کی عادت بڑھاؤ حلال کھاؤ ! امانت ۔ وفاداری اور خدا کے ساتھ ہونے کو محسوس کرے ۔ پیٹ اور شرم گاہ دونو پر قابو رکھو ۔ بدکاروں کی صحبت سے پرہیز کرو ! اور کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب سے محبت نہ کرو ۔

ان باتوں کے پابند ہو جاؤ گے ۔ تو اللہ کریم اپنے فضل سے گناہ جیسی گندی اور ہلاک کر دینے والی چیز سے بچا لے گا ۔ اللہ تعالے مجھے اور میرے **دقیقہ رس** ناظرین کو اعمال صالحہ کی توفیق اور گناہ سے نفرت دے ۔ آمین ۔

تصحیح

میں پچھلے اشو کے ساتھ ایک ضمیمہ کے ذریعہ اپنے ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں ۔ کہ الحکم مؤرخہ ۶ - ۱۲ - اگست ۱۸۹۸ء میں بہ صفحہ ۱۴۴ - زیر عنوان "ایام الصلح فارسی لباس میں" جو کتاب مذکور کے شائع ہونے کا ذکر ہے ۔ وہ درست نہیں ۔ بلکہ کتاب مذکور عنقریب شائع ہوگی ۔

اس لئے میرے ناظرین اخبار خصوصاً اور دوسرے لوگ عموماً اس امر کا لحاظ رکھیں ۔ کہ کتاب مذکور کے شائع ہونے پر مکرر اعلان کیا جاوے گا ۔ ہاں یہ امر ضروری ہے ۔ کہ خریدار اپنی درخواستیں مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام بہ اجازت وی پی پارسل بہت جلد روانہ کریں ۔ کیونکہ کتاب مذکور صرف سات سو طبع ہوئی ہے ۔ جس کا بہت بڑا حصہ ممالک غیر میں اشاعت پذیر ہوگا ۔ اس لئے جس قدر جلد درخواستیں آجاویں گی ۔ اون کی تعمیل مقدم اور ضرور سمجھی جاویگی ۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر ہشتم

سورۃ البقر رکوع (۳)

اس رکوع میں اللہ کریم نے مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے ہیں اور نہ صرف اونکو بیان ہی کیا بلکہ صحیفہ فطرت اور مشاہدہ قدرت کے نظائر پیش کرکے دلائل و براہین سے اونکو موکد فرمایا۔

اولاً - خدا تعالیٰ نے ایک خدا کی پرستش کی ہدائت فرمائی اور اس عبادت کی ضرورت پر قدرتی نظائر پیش کرکے ایک علمی رنگ کی دلیل دیتے ہوئے علوم ارضی اور سماوی کی طرف ایک لطیف پیرایہ میں توجہ دلائی - اور ضمناً ضرورت نبوت و الہام کی نظیر بھی بتلا دی۔

ثانیاً - ضرورت عبادۃ اللہ کے بعد چونکہ طرق عبادت و مرضی الہیہ کے معلوم کرنیکا ذریعہ صرف الہام الہی ہے جسکی اس رکوع کی پہلی آیتوں میں اجمالی طور پر ضرورت بتلائی اس لئے یہاں اثبات کلام الہی پر دلیل فرمائی - اور منکرین کلام پاک کو عذاب النار سے ڈرایا۔

ثالثاً - عبادت کی ضرورت کو تسلیم کرنے والوں اور پھر اوسکے طریقہ کی راہ الہام الہی یا کتاب اللہ پر ایمان لانے والوں اور سچے ایمان کے ثمرات اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو جنت الخلد کا وعدہ جزاء کے طور پر دیا۔

رابعاً - مومنوں اور کافروں میں ایک امتیاز بتلایا - اور کفر اور ایمان کی حالت میں صدر انسان کا نقشہ دکھلایا کہ مومن کیونکر بانشراح صدر سے اللہ تعالیٰ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایمان لاتا ہے - (میرے مخدوم مولانا نورالدین صاحب سلمہ ربہ و ایدہ بروح الامین نے فرمایا ہے کہ نیکی سیکھنے کا اصول میں سے یہہ بھی ہے - کہ "چھوٹی چھوٹی باتوں کے ماننے کا عادی ہوتا" میں اگر اسکو وسیع کرکے یوں کہوں کہ مومن کامل کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ابتداً چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ایمان لاوے تو نامناسب نہیں - غرض اس رکوع میں کفر اور ایمان میں ایک لطیف امتیاز بتلایا ہے۔

خامساً و آخراً - منکرین پر اثبات وجود اللہ اور پھر کسی بے معنی وجود نہیں بلکہ خالق مافی السموات ومافی الارض اور بکل شیئ علیم خدا کے وجود کا ثبوت دیکر حجت پوری کی ہے۔

میرے خیال میں اس رکوع کی تلخیص میں یہی پانچ امر ہیں جنکو استعارہ کے طور پر اس رکوع کے **پانچ عنصر** کہہ سکتا ہوں۔

سورۃ فاتحہ سے تعلق - اب اس سے پیشتر کہ میں حسب معمول آیات پر نوٹ لکھوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس **رکوع** کو سورۃ فاتحہ سے جو مناسبت ہے اوسے بھی بیان کردوں **سورۃ البقر** ایک رنگ میں **سبع مثانی** کی تفسیر ہے بلکہ اگر اسکو بھی وسیع کیا جاوے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ سورۃ البقر کا ہر ایک رکوع ایک جداگانہ طرز پر سورہ فاتحہ کی جزاً یا کلاً تفسیر ہے بہر حال اس رکوع کو سورۃ فاتحہ سے جو تعلق میرے خیال میں ہے اوسے ظاہر کرتا ہوں۔

(ا) سورۃ فاتحہ میں **ایاك نعبد** کی تعلیم سے پہلے واجب الاحترام اور قابل العبادت ہستی کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے چار صفات عظیمہ کا بیان فرمایا ہے کیوں؟ واجب العبادت تو وہی ہستی ہو سکتی ہے جو ہر حالت اور ہر وقت انسان کی کفیل - وکیل اور مربی ہو - اس لئے اس رکوع میں بھی **یاایہا الناس اعبدوا ربکم** کی تعلیم کو ملحوظ رکھکر ساتھ ہی **احسان الہی** یعنے **خلق** جو افضل ترین نعمت ہے ذکر کیا - بلکہ **ربکم** کا لفظ کہہ کر عامی تربیت کی ضرورت کی سیری کے سرچشمہ کو بیان کر دیا - اور پھر اگلی آیات میں **صفت الرحمن** کے منشاء کا اظہار فرمایا - اور جہاں **الرحمن** کی صفت کا فیضان عام جسمانی ضرورتوں کا کفیل ہے وہاں - روحانی پیاس کا **چشمہ** یعنے **الہام الہی** کا مژدہ سنایا اور پھر اوس پر دلیل فرمائی اور پھر **امر ثالث** کے ضمن میں جو اس رکوع کی تلخیص میں اوپر لکھ آیا ہوں اور جسکی توضیح ابھی آئیگی **وبشر الذین** الی الایۃ کہہ کر **الرحیم** کی تفسیر فرمائی اور **مالك یوم الدین** کی تشریح بھی ضمناً کردی۔

آؤ! اب ایک اور طرق پر میں اس رکوع میں **سورۃ فاتحہ** کے ایک حصہ کو دکھاؤں - ذرا غور سے دیکھو۔

تلخیص رکوع ہذا کے **امر اوّل** میں **عبادات الہی** کا نتیجہ فرمایا ہے **لعلکم تتقون** ہر ایک دکھ سے نجات یا یہہ کہو کہ ہر ایک سکھ سے متمتع ہونا - چونکہ عبادت الہی ذریعہ ہے **تتقون** یا حصول سکھ کا پس اس رکوع کے شروع میں جہاں ایک طرف **اللہ - الرب - الرحمن الرحیم** کی فلاسفی بتلائی وہاں **انعمت علیہم** کی راہ بھی بتلادی یا یہہ کہو کہ **اھدنا الصراط المستقیم** کی تفسیر کردی اور بتلادیا کہ **اھدنا الصراط المستقیم** میں صراط سے کیا مراد ہے جسکی توضیح **اعبدوا** کے لفظ میں ہے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسی امر اول میں **انعمت علیہم** کا ذریعہ بتلایا ہے۔

اور فلا تجعلوا للہ انداداً کے ضمن میں زمرہ **مضلین** کی توضیح اجمالاً اور امر رابع میں تفصیلاً بیان فرمائی - اور آخر میں عاجز انسان کو خدا بنانے والوں پر حجت پوری کرتے ہوئے **ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا** کہہ کر اونکی اور بھی صراحت کردی۔

اور نشانات الہیہ کو جھٹلانے والے اور باوجود حجت کے پورا ہو جانے اور عاجز آنے والوں کو جہاں عذاب النار سے ڈرایا وہاں

ایک لطیف پیرایہ میں **مغضوب** فرقہ کی صراحت فرمائی۔

تلخیص کے بعد اور سورۃ الفاتحہ سے تعلق ظاہر کر دینے کے بعد حسب معمول نوٹ لکھتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ میرے معزز اور **دقیقہ رس** ناظرین اگر قرآن کریم پر ان **نوٹس** کو سامنے رکھ کر اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خلوص دل سے تدبر فرماویں گے تو اونکو ایک فائدہ عظیم پہونچیگا۔ اور ساتھ ہی میں اپنے ناظرین سے التماس کرنی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے ایک ناچیز خدمتگذار کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ سچے خلوص سے اوسے **قرآنی خدمت** سے بہرہ اندوز کرے آمین

یاایھا الناس۔ الناس کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہہ لفظ یا تو نسیان سے مشتق ہے یا **انس** سے مگر میرے مخدوم امام ہمام و علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تہا کہ **انس** کا لفظ اپنی حیثیت میں ظاہر کرتا ہے کہ انسان وہ ہوتا ہے جسمیں دو انس ہوں ایک انس اللہ تعالیٰ کی پاک جناب سے اور دوسرا انس اسکی مخلوق سے جسمیں وہ انس موجود ہوں وہ انسان ہے چنانچہ **بشر** کا لفظ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے اور بشر کے معنے میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے بشر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے اور اسکی مخلوق سے ہمہ تعلق رکھے۔

آں را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذین خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون

سنو! اے اللہ تعالیٰ اور پہر باہمی محبت اور موانست کے لئے بنائے ہوئے لوگو! اپنے اس **مربی** کی عبادت کرو جسنے تمکو اور نہ صرف تمکو بلکہ تمہارے اباو اجداد اور اون سب کو جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں افضل ترین نعمت (خلق) سے بہرہ ور کیا۔ یہہ عبادت تمہارے لئے دکھوں سے رستگاری کا موجب ہو جاوے گی۔ اور تم سکھ پاؤ گے۔

اعبدوا یعنے عبادت کرو۔ فرمانبرداری کرو۔ عبادۃ سے مراد **توحید** ہے اور توحید کے تین جزو ہیں۔

(الف) توحید الربوبیۃ (ب) توحید الاسماء (ج) توحید الافعال۔ عبادۃ اسم جامع ہے جس میں وہ تمام معتقدات۔ اقوال اور اعمال مرکوز ہیں جو اللہ کریم کو عزیز ہیں تجرید متابعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی توحید الافعال والاعمال کے ضمن میں آتی ہے **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** وارد ہے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت رسول اللہ ہونی چاہیے۔

غرض خوف۔ رجا۔ رغبت۔ اخلاص۔ دعا سب اللہ تعالیٰ ہی سے ہو کیوں ہو؟

ربکم وہ تمہارا **رب** ہے۔

تربیت کے معنی ہیں کسی شے کو اوسکی استعداد کیموافق کمال تک پہونچانا چونکہ ابتداء سے یعنے گہوارہ سے لیکر گور تک اور اوسکے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسان کو کمال کی ضرورت ہے کیونکہ ذرات جو عالم صغیر کہلاتے ہیں وہ ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتے پس تربیت کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ پہر تم ہی بتلاؤ کہ کیا نادان ہے وہ انسان جو ایسے محسن و مربی کی فرمانبرداری نکرے جسکی ہر حال اور ہر وقت ضرورت ہے۔

اب اور رب پر ایک لطیفہ **عیسائی** اور **آریہ** بڑے ناز اور فخر سے کہا کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو **خدا باپ** کہکر پکارتے ہیں اور اس سے بڑہ کر عظمت کا دوسرا لفظ نہیں۔ کاش یہہ نادان **زبان** کی خوبیوں سے واقف ہوتے **اب** کا لفظ وسیع المعنی نہیں باپکا تعلق بچے سے ایک خاص وقت کے لئے خاص حد تک ہوتا ہے۔ بلکہ باپ سے زیادہ محبت اور تعلق **ماں** کو بچے سے ہوتا ہے غالباً اسی وجہ کو مد نظر رکھ کر برہمو لوگ خدا کو **ماں** کہتے ہیں۔

مگر **رب** کی ضرورت اور تعلق ہر حال اور ہر طبقہ میں لاحق حال رہتا ہے پہر انصاف تو کرو کہ **اسلام** نے **رب** کا لفظ استعمال کرکے اپنے عالمگیر ہونے کا ثبوت دیا اور خدا تعالیٰ کی **صفت** کے راز کو سمجھا اور سمجھایا "یا خدا باپ" پر ناز کرنے والے **آریوں** اور عیسائیوں نے **خلق الانسان** ابد الاباد کے لئے ہے کیونکہ تمام سکھہ وجود ہی کے لئے ہیں پس **ربکم** کا لفظ کیا لطیف اور موزون طریق پر استعمال ہوا ہے انسانی وجود ابد الاباد کے لئے ہے بعد اوسے کمال کی ضرورت اور تربیت کی حاجت ہر حال ہے اسلئے **ربکم** کی فرمانبرداری کی ہدایت فرمائی۔

فرمانبرداری کا ذریعہ کیا ہے چونکہ فرمانبرداری کیلئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے اول احسانات الٰہی کا یاد کرنا دوئم اونکا ذکر اول الذکر سے ایمان بڑہتا ہے اور ثانی الذکر سے محبت میں ترقی ہوتی ہے پس اس مقام پر اولاً **ربکم** کا لفظ بیان فرما کر اون تمام احسانات کو جو ابد الاباد تک انسان پر ہوتے ہیں بہت مجموعی بیان فرمایا۔ اور پہر اونکی مختصر سی صراحت **الذی خلقکم** کہہ کر کردی۔ اور پہر اوسکو اور بھی واضح اور وسیع کرنے کے لئے یہہ فرمایا کہ دیکھو تمکو ہی پیدا نہیں کیا تم پر ہی یہہ افضل ترین نعمت کا انعام نہیں کیا بلکہ تم سے پہلے بھی یعنے تمہارے اباو اجداد اور دیگر کو بھی اسنے ہی پیدا کیا اور پالا پوسا اس مقام پر ذرا گہری نظر سے غور کرنے سے کیا صاف واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سے **خالق** اور **رب** چلا آیا ہے اور ابد الاباد تک جائیگا۔ اوسکا نہ انتہا ہے نہ ابتداء۔ **ربکم** کے بعد **خلقکم** کے بیان کرنے میں یہہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ **خلق** کے ساتھہ ہی **ربوبیت** اور **تربیت** کی ضرورت ہے۔ ربوبیت کے بطن سے **خلق** ہی نکلتی ہے۔ یا یہ کہو کہ **خلق** ہی ربوبیت کا ہی نتیجہ ہے **خلق** کے معنے اگر خارجی وجود اختیار کرنا ہے اور علمی وجود سے آنا ہو تو دیکھو علمی وجود کا کمال یہ خارجی وجود یہاں بہی **رب** ہی کی ضرورت پڑی سبحان اللہ کیا لطیف کلام اور نظام ہے (**اللھم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین**)

لعلکم تتقون + اس عبادت اور فرمانبرداری کا نتیجہ ہوگا کہ تم سکھہ پاؤگے اور دکھوں سے مخلصی حاصل کروگے سوچو اور بلندی نظری سے کام لو۔ قرآن کریم کہلات خالی گیا ہے؟ **ھدی للمتقین**۔ متقی کون ہیں جو **یؤمنون بالغیب** وغیرہ الی الآیۃ کے ذیل میں ہیں۔ ایمان یا اتقا کا ذریعہ کیا ہے؟

اعبدوا ربکم۔ اسکا نتیجہ کیا ہے ابدی سکھ

(باقی آئندہ)

(ایڈیٹر)

کمیونی کیشنڈ (مضامین غیر)

شیخ بٹالوی کے کفرنامہ کی پردہ دری

تھے وہ گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری شیخی ان کی بگڑ گئی دو گھڑی کے بعد

ذیل میں ہم ایک خداترس منصف مزاج اور حق کے لئے غیرت کھانے والے بالغ خرد مخدوم کا ایک مضمون درج کرتے ہیں۔ جو ایک خط و کتابت پر بطور ریمارک کے ہے۔ اس کو پڑھ کر بہت سے خداترس نور اور ہدایت اور ظلمت اور غوایت کی راہوں میں تمیز کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اور عام طور پر پبلک کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک جھیر حجاہ بینی توح النسانی عبد حامی دین متین کی نسبت تکفیر نامہ میں کس قدر ظلم و زور سے کام لیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم و ویل لھم مما یکسبون۔ س ا۔

پھٹکار اُن لوگوں پر جو اپنی ہوائے نفسانی اور جعل و فریب کی بنا پر تحریریں کرتے اور فتوے گھڑتے ہیں۔ اور دعوے یہ کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ یعنی اس کے کلام سے مستند اور مؤید اور بالکل صحت نیت اور راستی پر مبنی ہیں۔ اس بے ایمانی سے غرض اتنی ہے۔ کہ دنیا ل جائے۔ سو پھٹکار ایسی تحریروں اور فتووں پر اور صد لعنت ایسی کمائی پر۔

جیسے کتاب اللہ نے سورۂ بقر میں یہود کے معائب بیان کرکے یہہ اشارہ کیا تھا۔ کہ ملت اسلام پر بھی ایک وقت آنے والا ہے۔ کہ اکثر اُن میں سے یہود کے نقش قدم پر چلنے والے ہو جائیں گے قرآن کریم کے حامل اور مفسر ہمارے سید و مولیٰ (صلوات اللہ علیہ و سلامہٗ) کے کلام سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ حدیث لتتبعن سنن من قبلکم الخ اس کی گواہ ہے۔ جھوٹی تحریریں کرنا اور جعلی فتوے گھڑنا اور پھر خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا آسان کام نہیں۔ ایک راست باز کی روح تصور سے کانپ اُٹھتی ہے۔

انسانیت قطعاً مسخ ہو جائے۔ ضمیر اندر ہی اندر سرے سے مر جائے۔ اور یوم الدین پر مطلقاً ایمان نہ رہے۔ تو ایسی بے حیائی اور بے باکی کا کوئی مرتکب ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب سے اس مہلک بیماری کی اصل حسد اور بغی اور تکبر معلوم ہوتا ہے۔ نفسانیت اور تکبر کا فرزند اپنے جاہ و مرتبہ کے قائم رکھنے اور اپنے زوال سے محفوظ کرنے کے لئے سب ہی کچھ کر گزرتا ہے علمائے یہود کو یہی بلا پیش آئی کہ جب کسی نے مبعوث و مجدد ہونے کا دعویٰ کیا انہوں نے جھوٹی تحریروں اور جعلی فتووں سے اسکے بازار سرد کرنے کی کوشش کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ مرض ان میں عادات راسخہ کی طرح مزمن ہو گیا۔ اسی ناپاک عادت نے انہیں حضرت مسیح علیہ السلام جیسے مکمل انسان خدا کے مقبول بندے کے انکار کا مجرم بنایا اور بالآخر اسی منحوس علت نے خاتم النبیین رحمۃ للعالمین (صلوات اللہ علیہ وسلامہٗ) کی تکذیب و تکفیر سے ابدی لعنت کا مستوجب انہیں ٹھہرایا۔ غرض پہلے جتنے قوم میں متقی اور شیخ المشائخ اور شیخ الکل اور مولانا اور بالفضل اولیا بنے بیٹھے ہوئے جو کوئی نہ کوئی مجدد نمودار ہوا۔ دل کے کھوٹوں۔ ریاء کے پتلوں اور نفاق و شرارت کے فرزندوں کو یہ توفیق کہاں کہ اپنے اندر ذرا گردن جھکا کر دیکھ لیں۔ کہ درحقیقت ہم اس خطاب اور اس منصب کے لائق نہیں جسے غصب کئے بیٹھے ہیں۔ پس دعوےٰ سنتے ہی آتش حسد سے جل بھن کباب ہو گئے۔ اور پھر اُس جوش جنون میں جو نہ کرنا تھا۔ وہ کر گذرے۔ اور جو نہ کہنا تھا وہ کہہ گذرے۔

ہمارے زمانہ میں بھی یہی واقعات پیش آئے۔ جھوٹی ملمع اور جعل سازی کی گدیاں۔ کہیں خرمساق اولیاؤں کا تکیہ۔ کہیں شیخ الکل کا دائرہ۔ کہیں شیخ بٹالہ مولانا ابوسعید بنا ہوا۔ اور کہیں کوئی حضرت جامع کمالات صوری و معنوی کہلاتا۔ اتنے میں ان میں سے اُن ہی کے جانے پہچانے ہوؤں سے ایک شخص نے دعوےٰ کیا۔ کہ سچا متقی اور واقعی راست باز میں ہوں۔ خدا نے آسمان سے زمین پر نگاہ کی دیکھا۔ کہ ایک دل بھی نہیں۔ جو اخلاص سے اُس کا پرستار ہو۔ اُس نے مجھے بھیجا۔ کہ میں اندھوں کی آنکھیں کھولوں۔ مبروصوں کو چنگا کروں۔ اور وہ جو قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں نئے سر سے زندہ کروں۔ اور علمائے سوء کی چھپی ہوئی حرام کاریاں اور حرام خوریاں طشت از بام کروں۔ اگر شرم و حیا ہوتی اور ذرہ بھر بھی خدا تعالےٰ کا خوف ہوتا۔ تو خود ان کے اپنے آپ داعی مبعوث کی صداقت اور ضرورت کے گواہ ہو کر اُنہیں اس کے پاؤں میں گرنے پر مجبور کرتے۔ یہ لوگ جیسے اپنے آپ سے اپنی چھپی ہوئی کارسازیوں سے واقف تھے۔ دوسرے ہم جنسوں کے کرتوت کو بھی تو خوب جانتے تھے۔ آسان بات ہے۔ پچاس بھلے مانس واقف کار نامی گرامی مستند ان ہی میں سے قسم تو کھائیں۔ لاہور کے

ہوں۔ با سیالکوٹ کے۔ کہ وہ مخنث فطرت کھبوا متقی۔ صالح اور فسق و فجور سے پاک صاف ہے۔ اور اُس کی آنکھ اور کان اور زبان اور دل تجربہ خدا تعالٰے کے دین کے وفادار خدمت گزار ہیں۔ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ ہرگز قسم نہ کھائیں گے۔ اس لئے کہ اُن کے دل اُن کو اندر ہی اندر شرمندہ کرتے ہیں۔ افسوس یہہ ہیں۔ آج کل اُن کے واعظ اور یہہ ہیں۔ اُن کے سننے والے۔ غرض موزون وقت اور مناسب زمانہ تھا۔ اور قرائن صاف اور واضح تھے۔ کہ یہہ لوگ مامور من اللہ کی دعوت کو قبول کرتے۔

مگر افسوس ان میں سے ایک آتش نژاد نے حسد و بغض کا وہی ہنگامہ گرم کر دکھایا جو ہر ایک راست باز کے وقت میں ایسے ناعاقبت اندیش حیلہ باز کے کرتبوں سے برپا ہوا کرتا ہے۔ شیخ بٹالوی نے خدا جانے اپنے دل میں کیا کیا سوچا اور کیا کیا سودائے خام پکایا ہوگا۔ کہ وہ قوم اور ملت میں مقتدا اور مشاراً الیہ بن جائیگا۔ مگر آخر کار نتائج افعال نے دکھا دیا۔ کہ اب وہ کس نار حسرت کا ہیزم بن رہا ہے۔ کاش بے چارہ شیطنت کے فنون اور نادرہ کاریوں میں ہی مشاق ہوتا۔ جب بھی کچھ نہ کچھ نام ہی پیدا کر لیتا۔ اُس روز جب اُس نے بڑے زور سے جناب خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ (سلام اللہ علیہ و برکاتہٗ) کی نسبت کہا تھا۔ کہ میں نے ہی اسے اونچا کیا تھا۔ اور میں ہی اسے نیچے گراؤں گا۔ میرے دل میں گذرا تھا۔ کہ ممکن ہے۔ کہ اس جلد باز پست فطرت نے اپنے مورث اعلےٰ کے صفات سے کچھ حصہ لے لیا ہو۔ اور اس لئے آدم کے مقابلہ میں قابل دید کرتب اور فن دکھائے گا۔ مگر آخر کار مجھے افسوس کے ساتھ اپنی فراست کی غلطی کا قائل ہونا پڑا ہے۔ اور میں اعتراف کرتا ہوں۔ کہ الحق میں ہمنے آدم ؑ و ابلیس کے مضمون میں جو اس شخص کو ابلیس کے لقب سے نامزد اور مفتخر کیا تھا۔ درحقیقت ہماری غلطی تھی۔ کہ ہمنے ایک نااہل کو ایسے لقب کا مستحق سمجھا۔ ابلیس کے اعتراضات و نکتہ چینیاں وہ ہیں کہ کتاب الٰہی کو اُن کی تردید و قلع و قمع اور اپنے اندر نقل کرنے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مگر اس نادان کی نکتہ چینی جو اس کے نامۂ سیاہ (اشاعہ) میں درج ہے۔ کوئی بتائے تو کسی عقل مند کی ادنیٰ توجہ کے بھی قابل ہے۔ حضرت آدم خلیفۃ اللہ (علیہ سلام اللہ و برکاتہٗ) جو اسکی لیے و قوفیوں کی پردہ دری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس لئے نہیں۔ کہ درحقیقت اُن میں کوئی متانت اور خوبی اور اغوائے عقلا کا کوئی مضبوط مادہ تھا۔ حضرت آدم صفی اللہ نے اس توجہ سے اُن عوام الناس پر کرم اور رحم فرمایا ہے۔ جو بصیرت اور تمیز کی بہت ہی تھوڑی قوت رکھتے ہیں۔

بہت بڑی تدبیر صراط مستقیم سے لوگوں کو بہکانے کی جو اس ناعاقبت اندیش نے سوچی تکفیر کا فتوے تیار کرنا تھا۔ خلیفۃ اللہ کے تحلم و فضل اور اپنی نالائقی اور کم مائیگی کے شعور نے اسے اس تجویز پر مائل کیا۔ کہ یوں اس میدان مقابلہ کی بہت سی مشکلات سے چھوٹ جائے گا۔ مگر جھوٹ اور جعل بنانے کو بھی تو عقل چاہئے۔ نادان ناعاقبت اندیش اس میں بھی بودا اور کچا ہی نکلا۔ جھوٹے فرضی نام تراشے اور بے خبر اور معصوم الفطرت اور سادہ علماء کو اس طومار شیطانی میں مکفرین کے زمرہ میں داخل کیا۔

بعضوں نے اُس نامعقول حرکت سے اطلاع پانے کے بعد ہزار جان سے اُس فعل بد پر تبرا کیا۔ اور بعض نے حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں معافی نامے لکھے۔ اور اُس دجل سے اپنی ناواقفیت کا عذر کیا۔ اس حرکت بے جا سے شیخ بطال نے صاف صاف دکھا دیا۔ کہ حقیقت میں آپ کو عدو آدم کی مسند پر جلوس فرما ہونے کی ذرا بھی صلاحیت نہیں۔

تاں اُن کمینہ خصال پست فطرت دنی ہمت یہود کے رشتہ برادری میں منسلک ہونے کے آپ قابل ضرور ہیں۔ جن کی شان میں آیا ہے۔ **فویل للذین الآیہ**۔

اس وقت ہمارا یہہ مطلب نہیں۔ کہ فتوے تکفیر کی پوری قلعی کھولیں۔ اور اُس ناپاک مکر و زور کی دلق کے بخیے اُدھیڑیں۔ اس کا ذمہ ہمارے پیارے دوست **مرزا خدا بخش** صاحب نے اٹھایا ہے۔ وہ اُن تمام لوگوں کے نام جمع کر رہے ہیں۔ جن کی طرف سے معذرت نامے آئے۔ اور صدق دل سے اُنہوں نے خدا کی جناب میں استغفار کئے۔ اور بعض نے اُن میں سے محض اپنی لاعلمی اور بے خبری بتائی۔ اور آخر اس راز کو کھولا۔ کہ کیونکر وہ ناشدنی فتوے اُن کے نام کی طرف منسوب کیا گیا۔

بالفعل ہم ایک خط و کتابت شایع کرتے ہیں۔ جو ہمارے مکرم و عزیز دوست شیخ کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کیپر پٹیالہ۔ اور جناب مولوی عبد العزیز صاحب محدث پٹیالہ کے درمیان ہوئی ہے۔ جناب مکرم مولوی صاحب موصوف کا خط امید ہے۔ بہت سے خدا ترسوں کی عبرت کا باعث اور شیخ بطال کی دیانت و امانت کا خوب ہی پردہ بر انداز ہوگا۔ اور وہ یہہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول جناب مولینا و بالفضل اولینا جناب مولوی عبد العزیز صاحب زاد عنایتکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مجھے اس تکفیر نامہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کہ جو

شیخ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اپنے اشاعۃ السنہ میں بہ حق جناب حامیٔ اسلام میرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی شائع کیا تھا۔ اس اپنے تکفیر نامہ میں شیخ صاحب مذکور نے آپ کا اسم گرامی بھی بہ مد مکفرین تحریر کیا ہے۔

نظر اول میں تو میرا خیال اس طرف منتقل نہ ہوا۔ کہ یہہ آپ کا نام نامی ہے۔ مگر ایک شخص کے بتلانے پر یہہ معلوم ہوا۔ کہ آپکا ہی اسم سامی ہے۔ نہ صرف یہی مجھے معلوم ہوا۔ کہ آپ کا اسم گرامی ہے۔ بلکہ یہہ بھی معلوم ہوا۔ کہ آپ سے دھوکھہ سے بعض صاحبوں نے ایسا کرایا ہے۔

مگر پھر بھی میرا استعجاب کم نہ ہوا۔ کیونکہ میں ایک عرصہ سے آپ کے علم و فضل اور آپ کی اُس طرز زندگی سے واقف ہوں۔ کہ جو مرنجاں مرنج کی مصداق ہے۔ اور قطع نظر اس کے آپ کی علمی تبحّر اور آپ کی فضیلت نے کس طرح آپ کو یہہ موقعہ دیا۔ کہ آپنے ایسے شخص کی نسبت تکفیر کی مُہر لگائی۔

میں نہائت ادب سے ملتجی ہوں۔ کہ اس راز سربستہ سے مجھے مطلع فرماویں۔ کہ یہہ کیا بات اور اس کی اصلیت کیا ہے۔ زیادہ نیاز۔

آپ کا نیاز مند
شیخ کرم الٰہی ریکارڈ کلرک پٹیالہ
مؤرخہ ۱۵۔ جون سنہ ۱۸۹۸ء

عزیز از جان من۔

دعاء و سلام کے بعد واضح ہو۔ تم کو معلوم ہے۔ کہ تین چار ماہ تک میری نظر بند رہی تھی۔ اور لکھنے اور پڑھنے سے مجبور تھا۔

اونہی ایام میں ایک روز مولوی محمد اسحاق صاحب مجمع کے ساتھ میرے مکان پر تشریف لائے اور بیان کیا کہ مرزا صاحب کی تکفیر کے لئے مصالح جمع کیا ہے۔ یعنے چند کلمات اون کی تحریروں سے انتخاب کئے ہیں۔ اور اون پہ یہہ فتوے لکھا گیا ہے۔ کہ یہہ کلمات خلاف شرع اور کفر کے کلمہ ہیں۔ قائل اون کا کافر ہے۔ اور علماء نے تو مہریں کر دی ہیں۔ تم اپنی مہر کر دو۔

مینے اون سے معافی مانگی۔ اور کتنے عذر پیش کئے۔ جو ذیل میں درج ہیں۔

(۱) آپ جانتے ہیں۔ کہ میں آج کل کے علما کی بحثوں سے بالکل کنارہ کش ہوں

(۲) مرزا صاحب کی تحریریں جو تائید مذہب اسلام اور ثبوت حقیت اسلام اور قرآن شریف کی برکات اور صداقت کے باب میں کتاب براہین احمدیہ وغیرہ اپنی تصانیف میں انہوں نے لکھی ہیں۔ میری نظر سے گذر چکی ہیں۔ اور مرزا صاحب کسی رکن اسلام کے منکر نہیں۔ بلکہ اون کی حقیت کے ثبوت میں زور دے رہے ہیں۔ اور بارہا حلفاً یہہ لکھ چکے ہیں۔ کہ صرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی بدولت اور قرآن کی برکت سے مجھ کو خداوند کریم نے یہہ ہمت عطا فرمائی ہے۔ کہ اسلام اور قرآن شریف کی حقیت دنیا پہ ظاہر کردوں۔ اور جس شخص کو کسی طرح کا اعتراض بہ نسبت اسلام اور قرآن کے ہو۔ وہ مجھ سے جواب شافی لے۔ دس ہزار کا اشتہار اسی امر کے لئے اونہوں نے مشتہر کیا تھا۔

(۳) آپ جو بیان کرتے ہیں۔ کہ آج کل جو جدید تصنیفات اون کی مشتہر ہوئی ہیں۔ اون میں یہہ کلمات لکھے ہیں۔ مینے جواب دیا کہ میں اگر نظر سے مجبور نہ ہوتا۔ تو اون تحریروں کو جن میں یہہ کلمات لکھے ہیں۔ غور سے دیکھتا۔ سیاق اور سباق پہ خوب فکر کرتا۔ تب ان کلمات کی نسبت کچھ اپنی رائے ظاہر کرتا۔ تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ بدوں دیکھے اور پڑھنے کے کیا کہہ سکتا ہوں۔

جب اونہوں نے یہہ معلوم کیا۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر پہ یہہ کسی طرح مہر نہ کرے گا۔ تب یہ سوال پیش کیا۔ کہ اچھا مرزا صاحب کا ذکر جانے دو۔ اون کے کفر یا عدم کفر سے کچھ بحث نہیں اس کا جواب دو۔ کہ یہہ کلمات اپنے ظاہری معنوں سے خلاف شرع اور موہم کفر ہیں۔ یا نہیں۔ جب بحث بہت شروع ہوئی۔ اور مجھ کو پیچھا چھوڑانا مشکل ہوا۔ تب مجبور ہو کر یہہ اجازت دی۔ کہ صرف یہہ عبارت لکھ کر کہ (یہہ کلمات اپنے ظاہری معنوں سے خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں۔) اوس کے نیچے مہر کر دو۔

مرزا صاحب کی تکفیر کے باب میں میں ہرگز متفق نہیں۔ اون کی نسبت مجھ کو یہہ امید ہے۔ کہ اونہوں نے نیک نیت سے لکھے ہوں۔ اور کوئی تاویل اون کے ذہن میں ہوگی۔ جو ہماری سمجھ میں اس وقت تک نہیں آئی۔ اون کے کفر کے فتوی پر میری مہر ہرگز نہ کرنا۔ اونہوں اقرار کیا کہ صرف اسی عبارت پر مہر کریں گے۔ اور کفر کا فتوے تو اب تک لکھا بھی نہیں گیا۔ اس سے بعد میں تو رخصت ہو کر گھر میں چلا گیا پھر مجھ کو معلوم نہیں۔ کہ مہر کی یا نہیں کی۔ اور کی تو کس عبارت پر کی۔ اور نہ آج تک کبھی مجھ سے اس بارہ میں کچھ ذکر کیا۔

مجھ سے جب کبھی کسی صاحب نے یہہ ذکر کیا۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر پہ تمہاری مہر ہے۔ تو مینے صاف انکار کیا۔ کیونکہ مجھ کو تو اپنے جواب مذکورہ بالا پہ جو مولوی محمد اسحاق صاحب کو دیا تھا۔ پورا بھروسہ تھا۔

حاصل یہہ کہ اگر فتوے پر فی الواقع میری مہر ہے۔ تو میری بلا اجازت کسی صاحب نے کر لی ہوگی۔ مجھ کو ہرگز اس کا علم نہیں۔ میری اور وزیر صاحب مرحوم کی ہمیشہ سے یہی رائے رہی ہے۔ اور اب بھی یہی رائے ہے۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر

کا مقدمہ کیا بیہودہ علمار نے اٹھایا ہے۔ ناحق اسلام میں ایک فتنہ برپا کردیا ہے۔ اسلام اور قرآن کی حقیت جس زور سے مرزا صاحب ثابت کر رہے ہیں۔ اوس کا مشکور ہونا چاہئے۔ نہ کہ ایسے شخص کے کفر پر زور دینا چاہئے۔ فقط۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ۔ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔

عبدالعزیز عفی عنہ۔

دارالامان میں ۲۳۔ اگست کی شام

بعد مغرب حسب معمول حضرت اقدس مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ حضور نے پوچھا "کہ یہہ موجودہ فلسفہ اکثر طبیعتوں میں بے دینی کیوں پیدا کر دیتا ہے"۔ ماسٹر غلام محمدؐ صاحب سیالکوٹی نے کہا۔ کہ "در اصل جو طبیعتیں پہلے ہی سے بے دینی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ وہی اوس سے اثر پذیر ہوتی ہیں۔ ورنہ اکثر بڑے بڑے فلاسفر مزاج پادری اپنے مذہب میں پکے ہوتے ہیں"۔

اس پر جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ آج درس قرآن کریم میں یہہ سوال ہوا تھا۔ کہ قرآن میں کہیں تو بے دین لوگوں کے دین کو لہو ولعب سمجھنے کا ذکر ہے۔ اور کہیں لعب کو لہو پر مقدم کیا ہے میں نے یہی بتلایا تھا۔ کہ "دو ہی گروہ دنیا میں ہیں۔ ایک تو وہ جو دین کو بالکل بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ اون کا انجام یہہ ہوتا ہے۔ کہ آخر وہ دینی باتوں کو کھیل سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ایک وہ ہے۔ جو سوسائٹی کے خیال سے کھیل اور تفریح کے طور پر دین کو سمجھتے ہیں۔ وہ آخر میں اوسے بالکل بے حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان باتوں پر غور کرنے کے بعد افسوس کے ساتھ ذہن دوسری طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ کہ ایک طرف تو یہہ پادری لوگ کالجوں اور سکولوں میں فلسفہ اور منطق پڑھاتے ہیں۔ دوسری طرف مسیح کو ابن اللہ اور اللہ مانتے ہیں۔ اور تثلیث وغیرہ عقائد کے قائل ہیں۔ جو سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ کہ کیونکر اس کو فلاسفہ سے مطابق کرتے ہیں انگریزی منطق کی بنا تو منطق استقرائی ہی پر ہے۔ پھر یہہ کون سا استقراء ہے۔ کہ یسوع ابن اللہ ہے۔ کون سی شکل پیدا کرتے ہوں گے۔ یہی ہوگا۔ کہ مثلاً اس قسم کے خواص جن لوگوں کے اندر ہوں۔ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہوتے ہیں۔ اور مسیح میں یہہ خواص تھے۔ پس وہ بھی خدا یا خدا کا بیٹا تھا۔ اس سے تو کثرت لازم آتی ہے۔ جو محال مطلق ہے۔ میں تو جب اس پر غور کرتا ہوں۔ حیرت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ نہیں معلوم یہہ لوگ کیوں نہیں سوچتے۔

اسلام کے پاک اصول ایسے نہیں ہیں۔ کہ فلسفہ یا استقراء کی محک پر بھی کامل العیار ثابت نہ ہوں۔ بلکہ میں نے بارہا غور کی ہے۔ کہ قرآن کریم کی نسبت جو آیا ہے۔ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ (س ۲۷)۔ یہہ کتاب مکنون زمین اور آسمان کی چھپی ہوئی کتاب ہے جس کے پڑھنے پر ہر شخص قادر نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم اسی کتاب کا آئینہ ہے۔ اور قرآن نے وہی خدا دکھایا ہے۔ جس پر آسمان و زمین شہادت دیتے ہیں۔ مگر یہہ انیس سو برس کا تراشا ہوا جعلی مردہ خدا کس سند اور شہادت پر خدا بنایا گیا ہے۔ پس یہہ اسلام ہی کی خوبی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فخر ہے۔ کہ وہ ایسا دین لے کر آئے۔ کہ جو ہمیشہ سے ہے۔ اور جس کی تعلیم زمین اور آسمان کے اوراق میں بھی واضح طور پر موجود ہے"۔

دارالامان میں ۲۵۔ اگست کی صبح

آج رات کے آخری حصہ میں بہت خفیف سا تقاطر شروع ہو گیا۔ اس لئے نماز فجر معمولی وقت سے کسی قدر دیر سے ہوئی۔ بعد نماز فجر حضرت اقدس (جیسا حضور کا دستور ہے۔ کہ گاہے گاہے بیٹھ جایا کرتے ہیں) بیٹھ گئے۔ باہر سے آئے ہوئے احباب میں سے سیالکوٹ کے چند احباب مثل ماسٹر غلام محمد صاحب و ماسٹر قائم الدین بی اے۔ و حکیم حسام الدین صاحب اور ایسا ہی کلانور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب سابق ضلعدار نہر و مرزا رسول بیگ صاحب خلف مرزا صاحب موصوف اور امرتسر سے میاں جیون بٹ لاہور سے مولوی محمدؐ علی ایم۔اے اور مرزا ایوب بیگ ٹیچر چیفس کالج۔ میاں شیر علی۔ اور علی گڑھ کالج سے میاں شیر محمد خان سٹوڈنٹ بی اے کلاس اور اور احباب معہ مقامی بزرگوں کے جمع تھے۔ فارسی زبان کی تصنیفات پر سلسلہ گفتگو چلتے چلتے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا۔ کہ "ایرانیوں نے آج کل اپنی توجہ تصنیفات کی طرف بہت مبذول کی ہے۔ اور اس کثرت سے عربی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ بجز روابط کے فارسی زبان کو کم دخل دیتے ہیں۔ اور باب مفاعلہ انفعال۔ استفعال وغیرہ کو اس قدر کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ کہ عقل حیران ہوتی ہے"۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ "فہمیدن وغیرہ قدیم زمانے میں استعمال کرتے تھے۔ آج

کل بہت کم استعمال رہ گیا۔" مولانا عبدالکریم صاحب نے جن کو فارسی زبان سے بڑی دلچسپی رہی ہے۔ اور جو اس زبان پر مادری زبان کی طرح حکمران ہیں۔ فرمایا کہ "جناب! آج کل تو مفاہمہ۔ تفہیم وغیرہ ہی بولتے ہیں"۔

اس کے بعد اسی سلسلہ میں حضرت نے فرمایا۔ کہ "عربی زبان بہت وسیع ہے۔ اور ہر ایک قسم کی اصطلاحیں اوس میں موجود ہیں۔ اور تصنیفات اس قدر کثرت سے ہو رہی ہیں۔ کہ جن کا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا صرف حدیث ہی کو دیکھو۔ کہ کوئی کامل طور پر دعوے نہیں کر سکتا۔ کہ اوس نے علم حدیث کی کل کتابوں کو دیکھا ہو"

پھر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مجلسے سبیل الذکر فرمایا۔ کہ "حال ہی میں مولوی صاحب (جناب مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ مراد ہیں) کے پاس مصر سے کتب خانہ خدیویہ کی ایک فہرست ساتے جلدوں میں آئی ہے۔ وہ فہرست ایسے طور پر مرتب کی گئی ہے۔ کہ اوس کو پڑھ کر بھی ایک مزا آتا ہے۔ ایسے ڈھنگ پر کتابوں کے نمبر دیئے ہیں۔ کہ ایک بالکل اجنبی بھی اگر لائبریری میں چلا جائے تو وہ بلا تکلیف عین کتاب پر ہاتھ ڈالے گا۔ بہ شرطیکہ اوس نے فہرست کو ایک بار دیکھا ہوا" اس پر حضرت اقدس نے پوچھا کہ [illegible] کتابیں [illegible] سکتی ہیں؟" مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔ "ہاں وہ لائبریری ایسی نہیں [illegible] نقل ہو سکتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

[illegible] حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

خدا تعالیٰ نے اسلام کی کس قدر تائید کی ہے۔ اگر کوئی نادان اسلام کی اس تائید الٰہی کا انکار کرتا ہے۔ تو اوسے ماننا پڑے گا۔ کہ کبھی بھی دنیا میں خدا نے کسی کی تائید نہیں کی۔ زبان کا اس قدر وسیع ہونا اور پھر اوس میں اس قدر کثرت سے تصنیفات کا ہونا بھی اسلام ہی کی تائید ہے۔ کیونکہ قرآن شریف ہی کی تائید ہوئی ہے۔ کوئی اہل لغت جب کسی لفظ کے معنے لکھتا ہے۔ تو اگر وہ لفظ قرآن کریم میں آیا ہے۔ ساتھ ہی اوس نے وہ آیت بھی ضرور ہی لکھ دی ہے" یہاں مولانا عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ "لسان العرب" نے تو یہہ طریق لازمی طور پر رکھا ہے۔ پھر حضرت نے اپنے سلسلہ تقریر میں فرمایا۔ کہ سنسکرت وغیرہ زبانیں تو قریب مردہ ہو گئیں ہیں۔ نہ اون میں تصنیفات ہیں۔ نہ کچھ۔ اور ایسا ہی عیسائیوں کا حال ہے۔ کہ اون کی انجیل کی اصلی زبان کی طرف توجہ ہی نہیں رہی۔ پھر اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا۔ کہ

مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ پھر اسلام سے کیوں پرخاش رکھی جاتی ہے۔ اسلام کا خدا کوئی مصنوعی ...... خدا نہیں۔ بلکہ وہی قادر خدا ہے۔ جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور پھر رسالت کی طرف دیکھو۔ کہ اصل غرض رسالت کی کیا ہوتی ہے؟

اوّل یہہ کہ رسول ضرورت کے وقت پر آئے۔ اور پھر اوس ضرورت کو بہ وجہ احسن پورا کرے۔ سو یہہ فخر بھی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ عرب اور دنیا کی حالت جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے۔ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بالکل وحشی لوگ تھے۔ کھانے پینے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ نہ حقوق العباد سے آشنا اور نہ حقوق اللہ سے آگاہ۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے ایک طرف اون کا نقشہ کھینچ کر بتلایا۔ کہ **یاکلون کما یاکل الانعام**۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے ایسا اثر کیا۔ **یبیتون لربھم سجداً وقیاماً** ٥ س ١٩- کی حالت ہو گئی۔ یعنے اپنے رب کی یاد میں راتیں سجدے اور قیام میں گذار دیتے ہیں۔ اللہ اللہ کس قدر فضیلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ایک بے نظیر انقلاب اور عظیم الشان تبدیلی واقع ہو گئی۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کو میزان اعتدال پر قائم کر دیا اور مردار خوار اور مردہ قوم کو ایک اعلیٰ درجہ کی زندہ اور پاکیزہ قوم بنا دیا۔ دو ہی خوبیاں ہوتی ہیں۔ علمی یا عملی۔ عملی حالت کا تو یہہ حال کہ **یبیتون لربھم سجداً وقیاماً**۔ اور علمی کا یہہ حال کہ اس قدر کثرت سے تصنیفات کا سلسلہ اور توسیع زبان کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ کہ اوس کی نظیر نہیں ملتی۔

دوسری طرف جب عیسائیوں کو دیکھتا ہوں۔ تو مجھے حیران ہی ہونا پڑتا ہے۔ کہ حواریوں نے عیسائی ہو کر کیا ترقی کی۔ یہودہ اسکریوطی جو یسوع کا خزانچی تھا۔ کبھی کبھی تغلب بھی کر لیا کرتا تھا۔ اور تیس روپیہ لے کر اوستاد کو پکڑوانا۔ تو اوس کا ظاہر ہی ہے۔ یسوع کی تھیلی میں دو ہزار روپیہ رہا کرتے تھے۔ ایک طرف تو اون کا یہہ حال ہے۔ بالمقابل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ حال کہ بوقت وفات پوچھا۔ کہ کیا گھر میں کچھ ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دینار ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اسے تقسیم کر دو۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کا رسول خدا تعالیٰ کی طرف سفر کرے اور گھر میں ایک دینار چھوڑ جاوے۔

مجھے تو حیران ہی ہونا پڑتا ہے۔ کہ عیسائی لوگ فلسفہ فلسفہ پکارتے ہیں۔ ان کی الہیات کی فلسفی خدا جانے کہاں گئی۔ کفارہ ہی کو دیکھو۔ ایک نفوری جانور کی طرح ہے۔ کفارہ نے کیا بنایا۔ علمی دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ تو بھی دیکھو۔ کہ حواریوں کی نہ تو علمی اصلاح ہوئی۔ اور نہ عملی۔ علمی اصلاح کے لئے تو انجیل نے خود فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ موٹی عقل والے تھے۔ اور کم فہم اور لالچی تھے۔ اور عملی اصلاح کا خاکہ بھی انجیل ہی نے کھینچ کر دکھلا دیا کہ کوئی لعنتیں بھیجتا ہے۔ اور کوئی تیس روپیہ پر پکڑواتا ہے۔ اور کیا کچھ۔ اور کیا کچھ۔ گناہ کے آثار۔ تاریکی اور ظلمت تو اس دنیا ہی میں شروع ہو جاتی ہے۔ جیسے فرمایا "من کان فی هذه اعمى فهو فى الاخرة اعمى الآیۃ۔ س ۱۵ — اب یسوع کے شاگردوں کو دیکھو۔ کہ کیا اون کی حالت میں تبدیلی ہوئی۔ گناہ کے دور ہونے سے تو ایک قسم کی بصیرت اور روشنی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اون میں کہاں۔ پھر کفارہ نے کیا بنایا"

یہہ سلسلہ یہیں تک پہونچا تھا اور ایک لطیف تقریر شروع ہو گئی تھی مگر افسوس میری نظر سے سامنے شکر داس کے مکان پر جا پڑی۔ جہاں سے ایک پیرزال بوڑھیا دریچہ میں سے دھڑام سے زمین پر آ رہی اور میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ اوہ! کوئی گر گیا۔ سب کی توجہ اوس طرف منعطف ہو گئی۔ اور حضرت اقدس کو بھی سلسلہ بند کرنا پڑا۔ آخر حضور تشریف لے گئے۔

مکتوبات امام الزمان

جس حال میں میںنے بارہا توجہ دلائی ہے۔ کہ جن حضرات کے پاس حضرت اقدس کے مکتوبات ہوں۔ اون کی اصل یا نقل بہ غرض اندراج الحکم بھیج دیں۔ اور پھر اس پر بہت کم توجہ کی گئی ہو۔ تو میری شکائت بے جا نہ ہوگی کہ افسوس اس پر لحاظ نہیں کیا گیا۔

اور میں اگر اپنے مکرم دوست مفتی محمد صادق صاحب کا اپنے ناظرین کی طرف سے شکریہ نہ کروں۔ تو یہہ بھی ایک قسم کی فرو گذاشت اور خلاف فرمان نبی کریم علیہ الصلوات والتسلیم ہو گا۔ کیونکہ اس صیغہ میں مفتی صاحب نے انبساط سے بڑھ کر قدم مارا ہے۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ وہ الحکم کے ساتھ سچی محبت رکھتے ہیں خدا تعالے اون کے اخلاص اور سعادت میں روز افزوں ترقی دے۔ اور اس صادق نوجوان کو دینی اور دنیوی کامیابی سے بہرہ مند کرے۔ ذیل میں جو مکتوب درج ہوتا ہے۔ یہہ بھی اون کی ہی سعی کا نتیجہ ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میں پھر اپنے ناظرین سے چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس طرف توجہ کریں۔ اور حضرت اقدس کے مکتوبات بھیج کر ممنون فرماویں۔ کیونکہ ان مکتوبات کی اشاعت حضرت اقدس کی صداقت کے دلائل بینہ کی اشاعت ہے۔ (ایڈیٹر۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب۔

السلام علیکم و علی من لدیکم

الحکم ملا۔ باعث تازگیٔ روح ہوا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی مہربانیوں کا کون مشکور نہیں اور خصوصًا لاہور کی جماعت۔ الحکم اپنی موجودہ حالت میں ایک ایسی بیش قیمت شے ہے۔ کہ ہر وقت آنکھ اُس کے انتظار میں لگی رہتی ہے۔ اور بے شک ہم اور ترقیوں کے بھی امیدوار ہیں۔ مگر موجودہ عروج بھی بزرگوں ہی کی برکت سے ہے۔ اور ہر ایک امر کے لئے ایک وقت ہے۔ جس کا صبر سے انتظار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالی آپ کے صدق کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور موجودہ کامیابیوں سے آنے والے فضلوں کا اندازہ لگ سکتا ہے۔ مجھے برادر ظفر احمد صاحب کی طفیل پھر بھی موقعہ ملا ہے۔ کہ الحکم کے ذریعہ حضرت اقدس کے دو کرامت ناموں کی اشاعت کا ثواب حاصل کروں۔ اُن میں سے ایک ذیل میں درج ہے۔ امید ہے۔ آپ اس عاجز کے لئے دعا کرتے ہوں گے۔

رقیمہ نیاز عاجز محمد صادق - لاہور
۱۴ اگست ۱۸۹۸ء

بخدمت مخدومی مولوی عبد القادر صاحب -

بعد سلام مسنون عرض یہہ ہے۔ کہ جو کچھ آپ نے سمجھا ہے - نہائت بہتر ہے دنیا میں دعاء جیسی کوئی چیز نہیں - **الدعاء مخ العبادة** - یہہ عاجز اپنی زندگی کا مقصد اعلی یہی سمجھتا ہے۔ کہ اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے ایسی دعایں کرنے کا وقت پاتا رہے - کہ جو رب العرش تک پہونچ جایں اور دل تو ہمیشہ تڑپتا ہے - کہ ایسا وقت ہمیشہ میسر آ جایا کرے - مگر یہہ بات اپنے اختیار میں نہیں - سو اگر خداوندکریم چاہے گا - تو یہہ عاجز آپ کے لئے دعاء کرتا رہے گا - یہہ عاجز خوب جانتا ہے - کہ سچا تعلق وہی ہے - جس میں سرگرمی سے دعاء ہے - مثلاً ایک شخص کسی بزرگ کا مرید ہے - مگر اُس بزرگ کے دل میں اُس شخص کی مشکل کشائی کے لئے جوش نہیں - اور ایک دوسرا شخص ہے - جس کے دل میں بہت جوش ہے - اور وہ ایسے کام کے لئے ہو رہا ہے - کہ حضرت احدیت سے اُس کی رستگاری حاصل کرے - سو خدا کے نزدیک سچا رابطہ یہہ شخص رکھتا ہے - غرض پیری مریدی کی حقیقت یہی دعا ہے - اگر مرشد عاشق کی طرح ہو - اور مرید معشوق کی طرح - تب کام نکلتا ہے - یعنے مرشد کو اپنے مرید کی سلامتی کے لئے ایک ذاتی جوش ہو - تا وہ کام کر دکھاوے - سرسری تعلقات سے کچھ ہو نہیں سکتا - کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں ہوتا - یعنے ان کی فطرت میں حضرت احدیت نے بندگانِ خدا کی بھلائی کے لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہوا ہوتا ہے - پس وہی عشق کی آگ اُن سے سب کچھ کراتی ہے - اور اگر ان کو خدا کا یہہ حکم بھی پہونچے - کہ اگر تم دعاء اور غم خواری خلق اللہ نہ کرو - تو تمہارے اجر میں کچھ قصور نہیں - تب بھی وہ اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے - اور ان کو اسبات کی طرف خیال بھی نہیں ہوتا - کہ ہم کو اس جانکنی سے کیا اجر ملے گا - کیونکہ ان کے جوشوں کی بناء کسی غرض پر نہیں - بلکہ وہ سب کچھ قوت عشقیہ کی تحریک سے ہے - اسی کی طرف اشارہ ہے - جو اللہ تعالے فرماتا ہے - **لعلک باخع نفسک الا یکونو مومنین** - س ۱۹ - خدا اپنے نبی کو سمجھاتا ہے - کہ اس قدر غم اور درد کہ تو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے اپنے دل پر اٹھاتا ہے اس سے تیری جان جاتی رہے گی - سو وہ عشق ہی تھا - جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی - پس حقیقی پیری مریدی کا یہی احوال ہے - اور صادق اسی سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ خدا کا قدیمی احوال ہے - کہ قوت عشقیہ صادقوں کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے - تا وہ سچے غم خوار بننے کے لئے لائق ٹھہریں - جیسے والدین اپنے بچہ کے لئے ایک قوت عشقیہ رکھتے ہیں - تو ان کی دعا بھی اپنے بچوں کی نسبت قبولیت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے - اسی طرح جو شخص صاحب قوت عشقیہ ہے - وہ خلق اللہ کے لئے حکم والدین رکھتا ہے - اور خواہ نخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے - کیونکہ قوت عشقیہ اس کو نہیں چھوڑتی - اور یہہ خداوندکریم کی طرف سے ایک انتظامی بات ہے - کہ اُس نے بنی آدم کو مختلف فطرتوں پر پیدا کیا ہے - مثلاً دنیا میں بہادروں اور جنگ جو لوگوں کی ضرورت ہے - سو بعض فطرتیں جنگ جوئی کی استعداد رکھتی ہیں -

اسی طرح دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے - کہ جن کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح ہوا کرے سو بعض فطرتیں یہی استعداد لے کر آتی ہیں - اور قوت عشقیہ سے بھری ہوئی ہوتی ہیں - فالحمد للہ علے الالاء ظاہرہا و باطنہا -

خاکسار مرزا غلام احمد
۱۲ مئی ۱۸۸۳ء مطابق رجب ۱۳۰۰ھ

انتقال پر ملال

ہر کہ آمد بہ جہاں اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پایندہ و باقی است خدا خواہد بود

ایں ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد

بروز جمعہ ۲۶ - اگست ۱۸۹۸ء کی صبح کو ۴ - بجے ہمارے مخدوم مخدوم جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی بڑی صاحبزادی نے کچھ عرصہ بیمار رہ کر بہ عمر ۱۶ یا ۱۷ سال انتقال فرمایا - انا للہ و انا الیہ راجعون - **مولوی** صاحب ممدوح نے جس استقامت اور استقلال سے رضا بہ قضاء کا نمونہ دکھایا اللہ تعالے اوس کی توفیق ہر مسلمان کو دے - بارش کی وجہ سے نماز جنازہ مولوی صاحب

کے مکان میں ہوئی۔ امام الزمان سلمہ الرحمٰن بھی شریک تھے۔ بہت سے احباب مرحومہ کو آخری منزل تک پہونچانے گئے۔ گور پر پہونچ کر مولانا صاحب ممدوح نے عام طور پر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ

"یہ ہے انسان کا خاتمہ جس کے لئے وہ حسد۔ بغض۔ کینہ۔ جھوٹ اور فریب کو اختیار کرتا ہے"۔

حاضرین پر خاص اثر ہوا بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہہ دے۔ اور مرحومہ کے معصوم بچوں اور والدہ کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ اور مولوی صاحب کو نعم البدل۔ آمین۔ مرحومہ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں

انک میت و انھم میتون

۲۶۔ اگست ۱۸۹۸ء کے جمعہ میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے نہایت رقت اور درد دل کے ساتھ مگر پر جوش لہجہ میں آئت مندرجہ عنوان پر مختصر سا خطبہ پڑھا۔ آج کا خطبہ جس قدر موزون اور مناسب موقع تھا۔ اوس سے کہیں زیادہ موثر تھا۔ آج ہی وہ دن تھا۔ جس کی صبح کو جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب کی صاحبزادی کلاں کا انتقال ہوا تھا۔ اس لئے آج کے جمعہ میں اس سے بڑھکر متاثر خطبہ کیا ہو سکتا تھا۔

مولانا صاحب نے اس آئت کو ایک صادق اور مصدوق مامور من اللہ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا۔ اور بتلایا۔ کہ کیا اس رقتنی اور گذاشتنی دنیا میں انسان **موت** جیسی چیز کا یقین کر کے جھوٹ بول سکتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہہ مقدس الفاظ بولتے ہوئے کیا افترا کر سکتے تھے۔ اور کیا کوئی مامور من اللہ کبھی ایسا کر سکتا ہے۔ مگر کس قدر افسوس ہے۔ اون لوگوں پر جو یہہ دل کو ہلا دینے والے اور روح پر ایک لرزہ ڈالنے والے الفاظ **وانھم میتون**۔ سنیں۔ اور بے قرار ہو کر خدا کے مامور کی طرف نہ جھکیں۔ مولانا ممدوح نے جس خوبی سے **موت** کی یاد سے امید اور **یاس** کا نقشہ کھینچ کر دکھایا۔ وہ اون کے دل سے نکل کر دل ہی پر بیٹھا۔ کسی دوسرے وقت بہ شرط فرصت میں ناظرین کو اس آئت کے معارف سنا سکوں گا۔ انشاء اللہ بحولہٖ۔

۱۴۔ و ۱۵۔ اگست ۱۸۹۸ء

میاں تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ بہ تقریب دورہ قادیان میں تشریف لائے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ اور مطبع ضیاء الاسلام وغیرہ کا معائنہ کیا۔ آپ باغبانپورہ کے رئیس اور مولوی فتاہ دین صاحب بیرسٹرایٹ لا کے برادر حقیقی ہیں۔ مجھے بہ حیثیت ایک گواہ کے میاں صاحب موصوف سے عدالت ہی میں ملاقات کا موقع ملا ہے۔ اس لئے میں اپنے اوسی تجربہ کی بنا پر جو اتنے عرصہ میں حاصل کر سکتا تھا۔ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ ایک خلیق اور ملنسار آدمی ہیں۔ مقدمات کے انفصال میں کس سرگرمی اور محویت سے وہ کام کرتے ہیں۔ اور مقدمہ کے متعلق ضروری امور پر کیسا غور کرتے ہیں۔ ابھی میں اوس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں ہندو مسلمان آپ سے خوش پائے جاتے ہیں۔

ریاست پونچھ کا مصاحب اعلیٰ قادیان میں

میں نہائت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ **سری سردار گرنتار سنگھ صاحب** بہادر جوڈیشل آفیسر و مصاحب اعلیٰ ریاست **پونچھ** جن کے اعدار کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ بہ غرض معالجہ میرے مخدوم جناب حکیم مولوی نور الدین صاحب سابق طبیب شاہی جموں کے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سردار صاحب ایک وجیہہ **نوجوان** اور **دقیقہ رس انسان** ہیں۔ باوجود ایسے جلیل القدر منصب پر سرفراز ہونے کے مزاج میں انکسار اور ملنساری ہے۔ آج شام کو حضرت اقدس کے حضور بھی تشریف لائے تھے ابھی کچھ عرصہ قیام کریں گے۔ مفصل حالات پھر لکھوں گا۔

ترقی اسلام

انجمن تبلیغ الاسلام بمبئی کا دبیر مندرجہ ذیل فہرست اون نو مسلموں کی جنہوں نے جولائی میں سیکرٹری انجمن موصوف کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بھیج کر اشاعت کی درخواست کرتا ہے۔ جس کو میں نہائت خوشی اور مسرت سے شائع کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ انجمن موصوف کی کوششوں میں برکت دے اور ان نو مسلموں کو استقلال اور کارکنان انجمن کو خلوص آمین۔ وہ فہرست یہہ ہے۔

قبول اسلام

یکم جولائی ۱۸۹۸ء سے ۲۱ جولائی تک عرصہ ایک ماہ میں جناب مولوی حکیم شیخ غلام محی الدین صاحب قادری سیکرٹری انجمن **تبلیغ الاسلام** بمبئی کے ہاتھ پر مندرجہ ذیل اشخاص مشرف بہ اسلام ہوئے **اللھم زد فزد وھوھذا**

نمبر	کفری نام معہ ولدیت و سکونت	قومیت	اسلامی نام	عمر	کیفیت
۱	مسمات جالی زوجہ گوبند سکنہ شولاپور	خاکروب	کریمن	۲۰ سال	عورت
۲	پچلی دختر مسمات مذکور	"	رحمت	۰۲ "	لڑکی
۳	مسمات پوسائی زوجہ راجنا سکنہ بمبئی	ہندو	فاطمہ	۱۵	عورت
۴	کاؤنجی ولد خریدونجی سکنہ "	پارسی	عبداللطیف	۳۷	مرد
۵	مسمات لکھمی دختر کشنا سکنہ مالون	ہندو	عائشہ	۲۲	عورت
۶	ہری ولد بالو سکنہ چپلون کوکن	"	غلام مصطفٰے	۱۷	مرد
۷	مادھو ولد منناجی سکنہ پونا-	"	دین محمد	۱۸	"
۸	یوحنا ولد نور شاہ سکنہ انبالہ	عیسائی	فضل کریم	۴۳	"
۹	مسمات مریم زوجہ یوحنا	"	زبیدہ	۲۵	عورت
۱۰	ٹنیا ولد چیچھا سکنہ لکتر احمد آباد	راجپوت	احمد	۲۶	مرد
۱۱	مسمات ایسی دختر لکھمی سکنہ کوانہ	ہندو	زینب	۱۴	عورت
۱۲	یوسف ولد ایوب سکنہ بمبئی	یہودی	فضل الرحمٰن	۲۹	مرد

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دامی درمی قلمی سخنی انجمن کی امداد فرماکر داخل حسنات ہو- فقط

میرے مکرم- مخدوم جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی صانہ اللہ عن الشر والفتن اپنے ایک گرامی نامہ میں اپنے ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں - سید صاحب موصوف نے جس استقلال اور استقامت کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق میں ثبات قدم دکھایا ہے - وہ قابل تقلید ہے- بھوپال کے اکثر اراکین نے بہ منت و بہ اصرار چاہا ہے - کہ وہ حضرت اقدس کے مسائل کی تبلیغ اور تائید میں زور نہ دیں - تو پھر وہ اپنے عہدہ جلیلہ پر سرافراز ہو سکتے ہیں مولوی صاحب نے بڑی استقامت کے ساتھ اون کا عطیہ اون کے منہ پر مارا ہے - اور صداقت کی اشاعت میں اگر سے بڑھ کر قدم مارا ہے- خدا تعالے مولوی صاحب کو بھی استقامت عطا فرماوے اور مجھے اور میرے دوستوں کو بھی اون کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے - میرے ناظرین بھی مولوی صاحب کے لیئے دعا کریں- اور اپنے بزرگ سے بھی ہمدردی کا اظہار -

---

میں کثرت مضامین کی وجہ سے اس اشو میں اسلامی دنیا کی خبریں نہیں لکھ سکتا اور ایسا ہی اور بھی مضامین عدم گنجائش کی وجہ سے رہ گئے ہیں- میری کوشش الحکم کو عمدہ اور بہتر بنانے میں جو کچھ ہے اوس کا بہت بڑا انحصار میرے ناظرین پر ہے - اس لیئے اون کی توجہ نظر بر عالم اسباب بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتی ہے- اصل کارساز تو وہی مولا کریم ہے - جس کی رضا جوئی سب کا فرض ہونا چاہیئے -

---

کل دنیا پر اتمام حجت

حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمان کو اللہ کریم نے وعدہ دیا ہے- کہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا -

میں دیکھتا ہوں - کہ اس مقدس الہام کے پورا ہونے کی بہت سی صورتیں نکلتی آتی ہیں-

حضرت اقدس کے مرید مختلف ممالک اور بلاد میں جا پہونچے ہیں- الحکم بھی ایک ذریعہ سے اس الہام کی تبلیغ میں حصہ لینے والا ہے- **حال میں سیدنا مرزا صاحب** ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک تجویز فرمائی ہے - کہ ایک **اشتہار** بہ تعداد کثیر عربی فارسی اردو اور انگریزی میں اپنے **دعاوی** اور اون کی دلائل پر لکھا ہے- جو ان ہر چہار زبانوں میں ایک ہی تختہ پر شائع ہوگا-

یہہ اشتہار **بلاد یورپ** اور دیگر ممالک میں بہ کثرت پھیلایا جاوے گا-

لاریب اللہ کریم کے وعدے اپنے بندے کے ساتھ لاتبدیل ہیں- خدا تعالی اپنے رہنت باز کو ضائع نہ کرے گا- افسوس اور ہلاکت ہے - اون پر جو یہہ نشانات صدق دیکھتے ہیں- اور منہ پھیر لیتے ہیں- پر مبارک ہیں - وہ لوگ جنہوں نے اس آفتاب صداقت کے نور سے حصہ لیا-

ہم لٹاتے ہیں آج لعل دگہر + نہ رہے کوئی لا ولد مضطر
اغنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر وصل دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بلا شرطیہ۔ معہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ و صحت کے طالب اولاد کے آرزومند یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ وحیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دوماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ع برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن ایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز تحفہ ملحفہ ذہبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جس کا حمل ۶-۸ ماہ میں گرجاوے	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کم زوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لبھ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سیل	عا	۲۷	آتشک گل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر۔ شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

میرے کا سُرمہ

مُصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سُبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی بہانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجلسنہ اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ ؏ روپیہ میرےکا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپیہ خاص میرہ فی ماشہ ؏ روپیہ۔ معدی سُرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہار سے بچنا چاہیے۔

المشتہر

پروفیسر میاسنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میرےکا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسسے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ مسانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرےکے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بعمر ۲۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے۔ اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑہ سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تہیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تہی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نیجہ ہوا۔ کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میاسنگھ صاحب

شائد آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپسے میرےکا سفید سُرمہ منگوایا تھا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پہولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پہولا روپوش ہوگیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے۔ اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بالتعلق تاکید ہے۔ کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سُرمہ میرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ ملتمس ہوں۔ کہ دو تولہ میرےکا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں۔

راقم۔ ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صلح محمد خاں درّانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خاں محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بنیک ۸ مارچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

اخبار الحکم

قیمت سالانہ پیشگی ے

نمونہ پیشگی ے

نمبر ۲۶-۲۷ قادیان دار الامن والامان مورخہ ۶ و ۱۳ ستمبر ۱۸۹۸ء جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس جاتی [illegible] کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید یں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں بدوی سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔

مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ۱ار سیکڑہ [illegible] لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ تسبیح بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر صہ تک

پراندے ۴ر سے لے کر مہ تک

تسبیح بند ے سے لے کر عہ تک

۳۔ زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں۔ ڈال دئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر پر ار روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و اللہ بخش علاقہ بند مالکان احمدیہ ایجنسی کٹڑہ باگھ سنگھ ماعنی وسعلاہ امرت سر پنجاب

صداقت کی زبانی

شرط طلب

صحت جسمانی کے خواہاں اسکو پڑھو اور یکدفعہ ضرور آزماؤ۔

نوٹ

ہر چیز ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہو گا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہو گی۔ محصول و کمیشن ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہییں۔

سچ جھوٹ کا بیان ابراہیم سلیم

سچائی کا فیصلہ

امتحان

مفت

صحت جسمانی کے طلبگار و بس کر پڑھو اور ایکدفعہ ضرور آزماؤ۔

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بتفصیل عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو۔ اسکا حوالہ دے کر غرباء خرچ روانگی و ادویہ دستخطی بھیجا کریں۔ مخصوص علاوہ ہو گا۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اسکی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عہ۔ ایکماہ کیواسطے عہ تین ماہ کیواسطے للعہ۔ غریب طلبا کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر دی جاتی ہے۔

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانیسے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسکے ایجاد دوا اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸۔ اور مفت تقسیم کرنیوالونکو ۸ پوڑیہ عہ۔ اور غرباکو بتصدیق کسی معزز کی صرف خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی ہاضمہ

بدہضمی درد شکم۔ قراقر نفخ۔ امتلاء کھٹے ڈکار ضعف معدہ کو دور کرتی اور بھوک لگانیکو مفید۔ قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہو ۸۔ غرباکو بتصدیق کسی معزز کے خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت۔ پلاؤ۔ شیر کے عادی کو اسکی اجازت ہو۔ ۷ خوراک عہ۔

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اکسیر ہے ۶ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ۔

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک ہو۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں۔ فی پوڑیہ ۸۔ غرباکو بتصدیق معزز ۲ خرچ پر مفت

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جوان مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت سے۔

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت سے۔ روپیہ

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اسم بامسمی ہے۔ ۶ خوراک عہ

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ دردسر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم نزلہ۔ زکام چھیچھڑہ کے واسطے دوائی بے نظیر۔ فی پڑیہ ۸ غرباکو بتصدیق ۲۔ خرچ پر مفت۔

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں کیسی ہی سخت درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۴۔ فی درجن عہ

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایکدفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور درد پہلے دن بند۔ اور ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہو گا۔ قیمت سے۔

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۴۔ فی درجن عہ۔

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

انمول موتی

قرآن کریم اور سات کا عدد

سات کے عدد سے قرآن کریم کو خاص مناسبت ہے اور علی العموم ۷، ۷۰، ۷۰۰، ۷۰۰۰ کا عدد الٰہی کتابوں میں خصوصیت سے تعلق رکھتا ہے اس وقت میں صرف سات کے عدد کی کسیقدر خصوصیت قرآن کریم میں دکھانی چاہتا ہوں۔

(۱) قرآن سات مختلف مذاہب سے بحث کرتا ہے۔
(۱) دہریوں یعنے منکران ذات باری سے۔
(۲) منکران نبوت یعنے برہموؤں سے۔
(۳) یہود (۴) نصاریٰ (۵) بت پرست (۶) مجوسی (۷) منافق

(ب) قرآن سات عظیم الشان عقائد حقہ کا بیان فرماتا ہے۔
(۱) خدا تعالیٰ کی ذات۔ صفات۔ اسماء اور افعال کی لطیف بحث
(۲) ملائکہ کے افعال وصفات کی موثر فلاسفی۔
(۳) کتب الہیہ کا دلچسپ تذکرہ۔
(۴) رسالت اور رسولوں کے متعلق
(۵) تقدیر یعنے اون اندازوں پر فلسفیانہ بحث جو اللہ تعالیٰ نے عام اشیاء میں مرکوز رکھے ہیں۔
(۶) ختم نبوت تشریعی کے متعلق
(۷) اعمال صالحہ وسیئہ پر جزا وسزا کے متعلق

(ج) قرآن سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے
(۱) اقرار- (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) روزہ- (۵) حج (۶) کوشش (۷) اخلاق فاضلہ

(د) سات ہی نتائج حسنہ و سیئہ پیش کرتا ہے
(۱) صحت جسمانی (۲) آرام (۳) روحانی آرام (۴) قبر میں آرام (۵) حشر میں آرام (۶) صراط پر آرام (۷) جنت میں آرام تفصیل اور توضیح اور اس عدد کی اور خصوصیتیں پھر کسی دوسرے وقت پر انشاء اللہ بیان کرونگا۔

لوکان عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا

یعنے

(اگر قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا بنایا ہوا ہوتا تو اوسمیں تھوڑا کیا بہت ہی اختلاف ہوتا)

اختلاف مندرجہ ذیل امور میں ہوتا ہے جو قرآن کریم میں نہیں کسقدر عظیم الشان دعویٰ ہے اور کیسی اوسکی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔

(الف) قرآن کریم واقعات آئندہ کا تذکرہ فرماتا ہے ایسے واقعات آئندہ کا بھی جنکا تعلق دنیا کے لوگوں سے ہونیوالا ہے یعنے احباب واصحاب کی فتح وظفر اعدا کی شکست دیکھہ لو ایسا ہی ہوا۔

(ب) واقعات گذشتہ کا ذکر کرتا ہے اور اوس کے بتلائے کے خلاف وقوع میں نہیں آیا۔

(ج) طبعیات اور فلسفہ پر گفتگو کرتا ہے مگر اوسکے خلاف سائنس موجودہ سے ثابت نہیں ہوا۔

(د) اسباب بتلاتا ہے اور اون اسباب کے نتائج اور موانع بھی ظاہر کرتا ہے اور اس بیان میں راست ہے۔

(ہ) قوئے فطرۃ پر اثر کرنیوالے احکام کی تاکید فرماتا ہے اور کہیں اوسکے خلاف نہیں لیجاتا۔

(و) قرآنی تعلیمات- عام تعلیمات انبیاء اور انسانی مشترکہ سوسائٹی سے اور اونکے اجماع مسلمہ کے منعف نہیں

(ز) تئیس ۲۳ برس میں نازل ہوا جسمیں صحابہ محکوم حاکم بنے پہر اون لوگوں میں بھی زندگی بسر کی جو کسی قانون کے پابند نہ تھے طائف میں عیسائیوں کے بھی ماتحت رہے مدینہ طیبہ میں کچھہ عرصہ تک یہود کے ماتحت رہے خود حاکم بنے پہر دیکھو ان تمام حالتوں میں امن اور چین کو کیسے قائم رکھا۔

مرزا صاحب نے مجدد ہو کر کیا کیا؟

اس سوال کا جواب تفصیلی تو ایک مستقل رسالہ چاہتا ہے۔ حضرت اقدس کی تصانیف میں مختلف مقامات پر اس سوال کا جواب درج ہے۔ اور انشاء اللہ میں تفصیل کے ساتھ اس پر کوئی آرٹیکل لکھوں گا فی الحال مختصر طور پر اس سوال کا جواب لکھتا ہوں۔

اس سوال کے کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ مولوی۔ فلاسفر مزاج۔ عام لوگ جو مذہب کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں تیسری قسم کے لوگوں میں وہ عام لوگ بھی ہیں جو مذہب کو کسی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے پس یہہ چار قسم قرار دیدو مولویوں کے لئے تو یہہ جواب کافی ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں ایک نبی ہوگا اور اوسکے ساتھ کوئی آدمی نہوگا۔

ونبی معہ رجل ونبی معہ رجلین

ایسے نبی نبی تھے یا نہیں؟ اگر تھے اونہوں نے دنیا میں آکر کیا؟ جو جواب وہ دیں وہی ہمارا جواب ہے۔

فلاسفر مزاج لوگوں کا جواب بھی سہل ہے اونکا خیال ہے کہ اکثر حصہ انسان ناکام مرتا ہے پس دریافت کیا جاوے کہ دنیا میں اکثر فلاسفر ناکام مرے ہیں یا نہیں اور وہ ناکامی کی حیثیت میں فلاسفر تھے۔ یا نہیں؟ ماجوابکم فھو جوابنا۔

عوام کا جواب جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں اتنا ہی ہے کہ حضرت نوحؑ نے ساڑہے نو سو سال وعظ کیا اور حدیث میں آیا ہے کہ صرف ۸۰ آدمی تابع ہوئے اور قرآن میں آیا ہے ما اٰمن معہ الا قلیل پھر کیا وہ نبی نہ تھے؟

اب رہے وہ عام جو مذہب کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے وہ ذرا خیال کریں کہ مرزا صاحب کو کسقدر کامیابی ہوئی ہے۔ دنیا میں کوئی آدمی بدون سودائی یا مجنون کے کسی کا کہنا بلا غرض مان ہی نہیں سکتا۔ پھر خیال کیا جاوے کہ مرزا صاحب کے ساتھ بڑے بڑے عالم۔ طبیب۔ فلاسفر۔ گریجوایٹ۔ تاجر۔ عمایدو رؤسا اور گورنمنٹ کے معتمد علیہ لوگوں نے جو مرزا صاحبکو مانا ہے اور اوسکے لئے جان و مال تک کے دینے میں دریغ نہیں کرتے کیا یہ عظیم الشان کامیابی نہیں ہے؟ اسپر بھی اگر کوئی مرزا صاحب کے دعوی کو تعجب کی نگاہ سے دیکھے تو میں اوس سے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وہ مخالف اسکے مولویوں سے پوچھے کہ اگر وہ سچے ہیں اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتے ہیں تو اوسکی بولی یعنے کلام کی ایسی لطیف تفسیر کرکے دکھادیں جیسی مرزا صاحب نے کی ہے اور وہ ہم اللہ تعالیٰ سے دریافت کرکے بتلادیں کہ اس صدی چہاردہم کا مجدد کون ہے؟ اور اوسنے کہاں دعویٰ کیا ہے؟

ضرورت قرآن

ضرورت قرآن پر میرے مخدوم مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے تو عدم ضرورت قرآن کے مصنف کے اعتراضات کا قلع قمع کرنے کی خاطر ایک مبسوط مضمون تصدیق میں لکھا ہے مگر میں یہاں مختصر طور پر قرآن کریم کی ضرورت کو بیان کرونگا۔ اور یہ ضرورت بطور عام اصول کے ہوگی۔ قرآن کریم کے زمانہ پر ان وجوہات کو مطابق کرکے دیکھو کیسے صادق آتی ہیں۔

۱۔ نمونہ۔ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا یہہ اٹل قانون پاتے ہیں کہ وہ ایک قومی الوالہمت انسان کو اس لئے پیدا کرتا ہے کہ وہ لوگوں میں نمونہ بنکر اپنی مخلصانہ دعاؤں اور پُر جوش زاریوں اور سچی توجہ سے دنیا میں صداقت کو پھیلاوے گو دنیا میں ہر چیز موجود ہی کیوں نہو مگر بغیر صاحب ہمت اور آسمانی بارش کے وہ پھل نہیں لا سکتی۔ جیسے مینہہ کے ذریعہ پھل پھول لگتے ہیں اونکے ذرات اور بیج تو پہلے سے موجود ہوتے ایسا ہی لوہا۔ سکہ۔ کوئلہ۔ قلعی وغیرہ یہہ چیزیں تو موجود ہوتی ہیں مگر بدوں کسی صاحب ہمت شخص کی کوشش کے دنیا میں اون کے فواید معلوم نہ ہونگے اسی طرح سے جب لوگ دین میں سستی کرنے لگتے ہیں تو کسی شخص کو اللہ تعالیٰ مامور کرکے بھیجدیتا ہے جو آکر اصلاح کرتا ہے ہاں کبھی کوئی مامور بڑا کبھی چھوٹا کبھی بے مثل اور کبھی مثیل پیدا ہوتا ہے پس ایک یہ ضرورت ہے قرآن کریم کے نزول کی

۲۔ دلائل۔ جسقدر صداقتیں قرآن کریم سے پہلے موجود تھیں اونکے دلائل پہلی کتب میں موجود نہ تھے جیسے توحید۔ رسالت۔ وغیرہ امور قرآن کریم خاتم الکتب تھا اور مختص الزمان اور مختص المقام قانون تھا اور اوس کا دامن قیامت تک وسیع تھا جسمیں طلب دلائل والا زمانہ بھی آنیکو تھا اسلئے یہ فخر قرآن کریم ہی کو حاصل ہوا کہ دعویٰ کو دلائل کے ساتھہ موکد فرمایا۔ اور اگر یہ کہو کہ دلائل اوس میں اوس آنیوالے زمانے سے پیشتر کیوں درج کردے۔ مناسب تھا کہ اوس زمانہ ہی میں اوسے نازل کرتا اسکا جواب صاف ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی حفاظت اور اشاعت مطالب قرآن کے لئے ہر صدی پر ایک مجدد بھیج دیتا ہے جو قرآن کریم کے مطالب کو حسب ضرورت زمانہ الہام الہی سے حل کرتا ہے۔

۳۔ جماعت۔ جب مذہب کی طرف لوگوں کی توجہ کم ہوجاتی ہے تو وہ اپنے احکام مذہبی سے بہت کچھہ ناواقف ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بعض احکام پر جب غیر مذہب والے حملہ کرتے ہیں اور لوگوں کو اون کا جواب نہیں آتا اور نہیں آنا چاہیئے کیونکہ توجہ نہیں رہتی تو اون احکام کو منسوخ سمجھہ لیتے ہیں جنسے کہ اصل کتاب بھی کھو دیتے ہیں پھر ایسے وقت میں ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی مجدد یا رسول یا نبی یا پیغمبر یا خاتم الانبیا آوے اور ایک پاک جماعت متقی لوگوں کی طیار کرے۔

سوال۔ جب صداقتیں ہم کو اور کتابوں سے بھی مل سکتی ہیں تو پھر قرآن کی کیا ضرورت ہے؟

جواب۔ ہاں بظاہر یہ سوال قومی معلوم ہوتا ہے مگر غور تو کرو۔ کہ حصول صداقت کے لئے کیا کرنا پڑیگا اولاً کل دنیا کی کتابیں جمع کریں پھر ان تمام زبانوں سے پوری واقفیت حاصل کریں۔ پھر سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرنیکی طاقت ہو پھر اوس سچائی کا خلاصہ کسی زبان میں دنیا کے آگے پیش کریں چونکہ دنیا کی اکثر کتابیں گم ہوگئی ہیں لہذا وہ مجموعہ کرنا ناممکن پس اللہ تعالیٰ نے تمام صداقتوں کا مجموعہ ایسی زبان میں جو ام الالسنہ ہے نازل فرمایا۔ اور سچ فرمایا فیہا کتب قیمہ

سوال ایک برہمو کہتا ہے کہ الہام ایکبار ہی کیوں نہ ہوا۔ بار بار کیوں ہوتا ہے۔

جواب۔ اگر ایک مکان میں دس بیس آدمی جمع ہوں اور اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہو

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

(نمبر ہفتم)

سورۃ البقر رکوع (۳)

الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون

ترجمہ - وہ تمہارا مربی اور خالق وہی ہے جسنے تمہارے لئے گول زمین کو آرام گاہ بنایا اور آسمان کو قیام زمین کا باعث بنا دیا اور وہ چھت ہے - اور پھر اُس نے بادلوں سے پانی برسایا جسنے تمہارے خوردنی و نوشیدنی بلکہ پوشیدنی ضرورتوں کو پورا کیا - ہاں اوسی بارش نے تمہارے لئے گوناگون پھل نکالے پس ایسے مربی و محسن کے ساتھ جو جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر نقص سے منزہ ہے کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ - اور اس بات کو تم خوب جانتے ہو کہ مستحق عبادت ایسا ہی محسن و مربی ہوتا ہے -

اوپر کی آئت کی توضیح کرتے وقت اور سورۃ الفاتحہ سے تعلق ظاہر کرتے ہوئے میں نے تلخیص رکوع کے امر اول کو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ یعنے ام الصفات کا ذکر کیا ہے - اب اس آیت میں الرب کی توضیح اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے یعنے یہی نہیں کہ تمکو پیدا کر دیا نہیں بلکہ پیدا کرنے کے بعد ربوبیت کے تقاضے سے اون امور تربیت کو ترتیب وار بیان کیا ہے - دیکھو اور غور کرو - کیا لطیف ترتیب ہے -

پیدا ہونیکے بعد سلسلہ تربیت کیونکر چلتا ہی | ذرا بلند نظری سے کام لو ایک بچہ کو پیدا ہوتے ہی جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے وہ زمین ہے - اور اگر دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ اوسے گہوارہ کی ضرورت پڑتی ہے تو بھی بے جا نہیں

اللہ اللہ کلام قرآنی میں کیا نظام رکھا ہے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو اون تمام مراتب و مدارج پر حاوی ہیں جو مطلوب ہیں الارض کا لفظ فرمایا -

الارض کے معنے ہیں بہت زور سے چکر کھانیوالی - دوّار -

دوسرے مقام پر الم نجعل الارض مہادا بھی فرمایا ہے - (میں نوٹ لکھتا ہوں نہ تفسیر اور نہ میں اپنے آپ میں فی الحال اسقدر قابلیت پاتا ہوں کہ اسقدر بلند پروازی کروں اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے نیت المومن خیر من عملہ اس لئے مجھے اختصار کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے اور دلی شوق چاہتا ہے کہ وسعت کے ساتھ بیان کرتا جا - (ایڈیٹر)

الارض کے لفظ میں جہاں اوس پہلی اور ابتدائی ضرورت کو بیان فرمایا جو تربیت بچہ کے مدارج کا پہلا زینہ ہے وہاں لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا کی صداقت کا رنگ بھی دکھایا -

کدہر ہیں نئی روشنی کے نوجوان! کہاں ہیں مغربی فلسفہ اور سائنس کے پوجاری! جو حرکت الارض کے مسئلہ کے موجد کی تعریف میں گیت گایا کرتے ہیں وہ دیکھیں اور غور سے دیکھیں کہ الارض کے لفظ میں ہی حرکت الارض کا ثبوت اور پھر صورت حرکت الارض کا نمونہ موجود ہے کیا یہ سچ نہیں؟ کہ واقعی یہ کلام الٰہی ہی کا خاصہ ہے کہ وہ سائنٹفک امور میں بھی مختلف نہیں

قدم رکھنے اور قیام کے لئے تو ضرورت ہے زمین کی پھر اوسی زمین کو بچھونا بنایا فراشاً - عمدہ بسترہ - آرامگاہ - فراشاً کے لفظ میں اگر پھر وسعت زبان کی خوبیوں کو زیر نظر رکھ کر دیکھیں اور نئی روشنی کے جوان تو ضرور دیکھیں تو اونہیں بناوٹ زمین کا وہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہوا بہ آسانی نظر آئیگا جو اونکے مکرم جیالوجسٹوں نے طبقات الارض کی گہری اور لمبی تحقیقات کے بعد دریافت کیا ہے - کہ زمین ابتدا میں ایک گیس کی حالت میں تھی اوسکو مفصل طور پر تو الم نجعل الارض مہادا والجبال اوتادا میں بیان فرمایا جو اپنے موقع پر انشاء اللہ مشرح بیان ہوگا مرکوز رکھا ہے -

اسکے بعد پھر الرب کی صفت کی اور توضیح فرمائی کہ ارض جو قیام انسان کا ذریعہ اول ہے اوسکی تربیت اور تکمیل بھی وہی صفت الرب کر رہی ہے لہذا اوسکے لئے آسمان بطور بنیاد موجب استحکام بنا دیا ہے - علمی رنگ میں اگر میں اس امر کی فلاسفی بیان کرنی چاہوں تو یہ مختصر سا نوٹ اوسکا محتمل نہیں ہو سکتا لہذا چھوڑتا ہوں - ہاں اتنا کہتا ہوں کہ ذرا مشاہدہ قدرت اور عام صحیفہ فطرت کو دیکھ کر کہ آسمان کی ضرورت زمین اور اہل زمین کے لئے کسقدر ہے؟

آسمان کی کیفیت | السماء کے لفظ پر اکثر ناواقف لوگوں نے جو عربی زبان کی وسعت سے ماہر نہیں دہوکا کھایا ہے اور اونہوں نے قرآن کریم کے منشاء کو غلط طور پر سمجھ کر یہ کہا ہے کہ گویا قرآن کسی متعسر الخلق - جلب اور کثیف مادہ کا نام سماء رکھتا ہے - حالانکہ ایسا ثابت نہیں بلکہ ہوا یا پانی کی طرح نرم مادہ قرار دیا ہے جنمیں ستارے تیرتے ہیں جیسے فرمایا کل فی فلک یسبحون

اور یہ کہنا کہ آسمان نفس الامر میں کچھ بھی نہیں نرا خلا اور پول ہی پول ہے یہ بھی غلط اور محض غلط ہے - تجربہ صحیحہ اسکے خلاف ہے غبارہ باز کہہ سکتا ہے کہ وہ جتنی دور تک اوپر جاتا ہے اوسے کوئی ایسی جگہ کہیں نہیں ملتی جہاں کچھ بھی نہو اور ہمارے تجارب رویت بھی اس بات کی شہادت نہیں دیتے کہ کوئی پول مجرد کہیں نظر آئے - پھر ہم کیونکر استقرا مستمر

حکم کر سکتے ہیں کہ ان مجلد فضاؤں سے آگے کوئی خالی مادہ بھی ہے غرض قرآن کریم نے آسمانوں کی یہی فلاسفی بیان فرمائی ہے۔اس مضمون کو بہت ہی لطیف طور پر میرے مرشد و امام (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ) سیدنا مرزا صاحب نے اپنی کتاب آئینہ کمالات میں بصفحہ ۱۶۸ بیان فرمایا ہے

یہاں والسماء بناءً میں السماء سے مراد عام آسمان ہے جسکے سات مختلف طبقے ہیں چونکہ قیام زمین کے لئے السماء کی ضرورت اسلئے اوسکے بعد ہی السماء کا ذکر فرمادیا۔ اور پھر دوسری ضرورت تربیت بچہ کے لئے پانی کی ہے اگر کہو کہ اول ضرورت تنفس کے لئے ہوا ہے تو گذارش ہے کہ اول ضرورۃ پانی کی ہے کیونکہ اسی سے انسان کی بناوٹ ہے اور ہر ایک زندہ کی زندگی اسی سے وابستہ ہے۔ وانزل من السماء ماءً سماء کے معنے بادل کے ہیں۔

پھر تیسری ضرورت یا تیسرا درجہ تربیت کا اشیاء خوردنی کا وجود ہے جو زمین سے اگتی ہیں اسلئے اس حیثیت کی بدولت اون کے پیدا ہونے کا ذکر فرمایا۔کیا میرے بالغ خرد اور دقیقہ رس ناظرین اس مقام پر والسماء بناء کے معنوں میں پورا غور کرکے اوسکی صداقت کا لحاظ نکریں گے؟ دیکھو آسمان کیونکر قیام ارض کا موجب ثابت ہوتا ہے۔

یہاں تک الرّب کی فلاسفی اور صفت الرّب کے تقاضے اور پھر اونکی تکمیل اور تبلیغ تربیت کے مدارج نمایاں کا ذکر فرماکر پھر اللہ تعالیٰ اوسی اعبدوا کے لفظ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

عاجز انسان پر اپنے یہ اکرام و انعام جتاکر کہ اوسے خلق کیا پھر وہیں نہیں چھوڑا خلق کے بعد تبلیغ تربیت کا کفیل ہوا۔ اور مربی بنکر ہر ایک قسم کی ضرورتوں کو جو اسکے لئے ضروری تھیں پورا کیا خواہ وہ جسمانی ہوں خواہ روحانی۔

کیونکہ روحانی نظام میں بھی تربیت کا سلسلہ اسی اسلوب سے چلتا ہے۔ پھر ارض سے مراد قلب الانسان لیا جا سکتا ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر والارض وماطحٰها کے الفاظ میں مذکور رکھا ہے اور پھر نزول ماء من السماء سے مراد وہ الہام الٰہی ہے جو روحانی پیاسوں کی سیری اور تسلی کا موجب ہوتا ہے الغرض یہ امر بتلاکر اور الرّب کے خواص جتلاکر پھر یاایها الناس اعبدوا میں اعبدوا کے حکم کی دلیل کو کامل فرماتا ہے۔ اور ان مشاہدات قدرت کو یعنے زمین و آسمان اور نزول باران رحمت اور اخراج ثمرات کو پیش کرکے اپنی یگانگت کی دلیل بیان فرماتا ہے۔ یعنے بتلاؤ کہ کیا کوئی دوسری ہستی ایسی ہے جو ایسا کرسکے۔ پھر باوجود اُس علم کے جو تمہارے قوٰی میں مرکوز اور تمہاری فطرت میں مجبول ہے کہ واجب العبادت اور قابل پرستش ایسی ہی ہستی ہونی چاہیے جسکے صفات کاملہ اوپر بیان ہوئے پھر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھہ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

وانتم تعلمون میں اللہ کریم نے اوس وعدہ کا جو فطرت انسانی میں مجبول ہے اور جس کا واضح طور پر دوسرے مقام یعنے سورۃ اعراف میں عہد میثاق کے ضمن بالفاظ واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم الی الآیۃ ذکر ہے یاد دلایا ہے دیکھو اوس مقام پر بھی رب ہی کا ذکر ہے اور یہاں تعلمون اس لئے بھی فرمایا کہ تم مشاہدات قدرت کو اور اون نظایر کو جو تمہاری ہی تربیت کے لئے ضروری ہیں دیکھہ کر یہ علم پیدا کر سکتے ہو بلکہ ایک دنی الطبع انسان بھی سمجھہ سکتا ہے کہ وہ جامع جمیع صفات کاملہ محسن صرف ایک ہی ہے۔

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وانتم تعلمون کا لفظ کھلے کھلے طور پر بتلا رہا ہے کہ شریک الٰہی بنانے کے لئے کوئی علمی دلیل نہیں ہو سکتی اور بعد علم تام انداد اللہ تجویز نہیں ہو سکتا یا یہ کہو کہ انداد اللہ تجویز کرنے والے سراسر نادان ہیں پس دیکھو ایک لفظ وانتم تعلمون میں اوس ضال فرقہ کا کیسا کھنڈن کیا ہے جو کہتے ہیں کہ ایک عاجز انسان خدا یا خدا کا بیٹا ہے اور پھر اللہ کریم کے ان الفاظ کی صداقت کیسی ثابت ہو رہی ہے کہ جب اون سے دلیل مانگتے ہیں کہتے ہیں "اسکی دلیل نہ ہم جانتے ہیں نہ ہمارا خدا" (دیکھو جنگ مقدس یعنے مباحثہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب سلمہ ربہ اور عبداللہ آتھم عیسائی۔ قول مارٹن کلارک قائمقام آتھم)

اور نہ صرف یہی بلکہ کوئی عیسائی کوئی علمی دلیل نہیں دے سکتا اور صاف انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسکی دلیل کوئی نہیں سبحان اللہ وبحمدہ۔ کیسا مرتب اور منتظم کلام ہے کہ ایک ایک لفظ میں مذاہب باطلہ کی۔تردید کرتا جاتا ہے۔ اور اپنی دعاوی کا ثبوت کسقدر محکم دلائل سے دیتا ہے (بے انتہا درود ہو اوس کامل انسان پر جو دنیا کے لئے ایک رحمت لایا اللّٰهم صل علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین")

چونکہ اعبدوا کا لفظ بالطبع اوس فرمان کو چاہتا ہے جو عبادت کی راہیں بتلائے اور پھر اوس اللہ کریم کی عبادت کی راہیں جو احد اور صمد ہے پس ضرور ہے کہ وہ انزل من السماء ماءً کا مصداق ہونیسے ربانی کلام ہو اس لئے اوسکے ثبوت میں فرمایا وان کنتم فی ریب الی الآیۃ

(باقی آئندہ)

مکتوبات امام الزّمان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ - جو کچھ بطور رسم اور عادت کیا جاوے وہ کچھ چیز نہیں ہے اور نہ اوس سے کچھ مرحلہ طے ہو سکتا ہے سچا طریق اختیار کرنے سے گو طالب صادق آگ میں ڈالا جائے مگر جب اپنے مطلب کو پائیگا سچائی سے پائیگا راستباز آدمی نہ کچھ عزت سے کام رکھتا ہے نہ نام سے نہ ننگ سے نہ خلقت سے نہ اونکے لعن سے نہ اونکے طعن سے نہ اونکی مدح سے نہ اونکے ذم سے جب سچی طلب دامن گیر ہو جاتی ہے تو اوسکی یہی علامت ہے کہ غیر کا بیم اور امید بکلی دل سے اُٹھ جاتا ہے اور توحید کی کامل نشانی یہہ ہے کہ محب صادق کی نظر میں غیر کا وجود اور نمود کچھہ باقی نرہے وذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء - آپ اتباع طریقہ مسنونہ میں یہہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے بکلّی پاک ہو جائے اور دلی محبت کے پاک فوارہ سے جوش مارے - مثلاً درود شریف اس طور پر نہ پڑہیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کیطرح پڑہتے ہیں نہ اونکو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھہ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکات الہی مانگتے ہیں - بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہہ مذہب قایم کر لینا چاہیے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کر سکے کہ ابتداء زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گذرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنیوالا ہے جو اس سے ترقی کرے گا - اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھہ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصایب اور شدائد اوٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اوٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اوٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نکر سکے کہ جسکی اطاعت سے دلمیں روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دلمیں جگہ نہ رکہتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو اور جب یہہ مذہب قایم ہوگیا تو درود شریف جیساکہ مینے زبانی بھی اسمجہایا تھا اس غرض سے پڑہنا چاہئے کہ خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم پر نازل کرے اور اوسکو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بنا وے اور اوسکی اور اوسکی شان و شوکت اس عالم اور اوس عالم میں کرے یہہ دعاء حضور تام سے ہونی چاہیے جیسے کوئی اپنی مصیبت کیوقت حضور تام سے دعاء کرتا ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا چاہیے اور کچھہ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیے کہ اس سے مجھکو یہ ثواب ہوگا یا یہ درجہ ملیگا بلکہ خالص یہی مقصود چاہیے کہ برکات کاملہ الہیہ حضرت رسول مقبول پر نازل ہوں اور اوسکا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت چاہیے اور دن رات دوام توجہ چاہیے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دلمیں اس سے زیادہ نہو پس جب اسطور پر یہ ورد شریف پڑہا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلا شبہ اوسکے عجیب انوار صادر ہونگے اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ وبکا ساتھ شامل ہو اور یہانتک یہ توجہ رگ و ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکسان ہو جاوے علی ہذا القیاس نماز جسکے لئے خداوند کریم نے صدہا مرتبہ قرآن شریف میں تاکید فرمائی ہے اور اپنے تقرب کے لئے فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یہ بیجا رسم اور عادت کے پیرایہ میں کچھ چیز نہیں ہے اسمیں بھی ایسی صورت پیدا ہونی چاہیے کہ مصلّی اپنی صلوٰۃ کی حالت میں ایک سچا دعاء کنندہ ہو سو نماز میں بالخصوص دعاء اھدنا الصراط المستقیم میں دلی آہ سے دلی تضرعات سے دلی خضوع سے دلی جوش سے حضرت احدیت کا فیض طلب کرنا چاہیئے اور اپنے تئیں ایک مصیبت زدہ اور عاجز اور لاچار سمجہکر اور حضرت احدیت کو قادر مطلق اور رحیم کریم یقین کرکے رابطہ محبت اور قرب کے لئے دعاء کرنی چاہیے اوس جناب میں خشک ہونٹوں کی دعاء قابل پذیرائی نہیں فیضان سماوی کے لئے سخت بیقراری اور جوش و گریہ وزاری شرط ہے اور نیز استعداد قریبہ پیدا کرنے کے لئے اپنے دلکو ماسوا اللہ کے شغل اور فکر سے بکلی خالی اور پاک کر لینا چاہیے کسی کا حسد اور حقد دلمیں نہ رہے بیداری بھی پاک باطنی کے ساتھ ہو اور خواب بھی - بے مغز باتیں سب فضول ہیں اور جو عمل روح کی روشنی سے نہیں وہ تاریکی اور ظلمت ہے - خذ والتوحید والتفرید والتجرید و موتوا قبل ان تموتوا - ۵ر اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۱۰ر جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ

برادرم محمد حسین صاحب راولپنڈی سے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی صاحبزادی کے انتقال کی مندرجہ ذیل تاریخ بغرض اشاعت بھیجتے ہیں -

(ایڈیٹر)

تاریخ وفات دختر حضرت حکیم نورالدین مولانا یہ ہے

آن اُمامہ کہ بود پاک سرشت ✤ عفت آثار بنت مولانا

ہائے افسوس وصد ہزار دریغ ✤ کرد رحلت ازیں جہان فنا

فی البدیہہ چنیں بگفت حسین ✤ سال فوتش چنو بغفر لہا

۱۳۱۶

وعظ

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ۱۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بعد عصر اپنے گھر میں کہا اوسکے بعض بعض حصّہ کا اظہار میں امید کرتا ہوں کہ میرے ناظرین اس وعظ کو اپنے گھروں میں سناکر اپنے اوس فرض سے سبکدوش ہوں گے جو یاایھا الذین امنو قوا انفسکم واھلیکم نارا کے روسے اُنپر ہے اور الحکم کے پڑھنے سُننے والی نیک بی بیاں کوشش کرینگی کہ اللہ تعالیٰ انکو اون باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے جو اس وعظ میں بیان کی گئی ہے۔ (ایڈیٹر)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمة واولئک ھم المھتدون۔ ان الصفا والمروة من شعائر اللہ۔

ترجمہ - اور ضرور ضرور ہم انعام دینگے تکو بدلہ میں تھوڑے خوف - اور بھوکھ اور کمی میں مالوں اور جانوں اور پھلوں کے کیا معنے اگر تم ذرا سا بھی اللہ تعالیٰ سے خوف کرو - اور اس کی رضا جوئی کے لئے کسی خوف کی برداشت کرلو - اور اللہ کی راہ میں روزہ وغیرہ بھوک کو اختیار کرو - اموال اور جانوں اور پھلوں کو اسکی راہ میں دیدو - یا کھو بیٹھو - اور خوشی کی خبر سنادو ان مستقل مزاجوں کو جو سُکھ اور دُکھ دونوں میں اللہ تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے بلکہ ثابت کر دکھاتے ہیں کہ ہم اللہ کے اور اُسی کی طرف ہمارا جانا ہے۔ ایسے لوگ اُنکے لئے شاباش ہے اور رحمت وہی راہ راست پر ہیں - صبر کا نتیجہ دیکھو صفا و مروہ پر کہ کیسے مقام پر ہاجرہ نے رہنا اختیار کر لیا جو بے کھیت کا ملک ہے پھر صبر کے بدلہ اللہ تعالیٰ نے اوس کی اولاد کو کیسا سُکھ دیا۔

میں نے تمہیں یہ چند آئتیں جو قرآن کریم کی سنائی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے چند ایک نصیحتیں اپنے بندوں کو فرمائی ہیں جنہیں سے ایک صبر بھی ہے صبر کے نتیجے اللہ تعالےٰ اپنے بندوںکو کس طرح اور کیونکر دیتا ہے اسکی بہت سی مثالیں ہیں - جنکو اگر مفصل بیان کیا جاوے تو بیان بہت لمبا ہو جاتا ہے گر میں تمہیں بتلائے بغیر بھی نہیں رہ سکتا - شاید تم میں کوئی نیک بی بی ہو جو اوس پر محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے عمل کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت تھی جسکا خاوند زمینداری کرتا تھا اونکا لڑکا بیمار تھا ایک روز خاوند باہر کام پر گیا اور پیچھے سے لڑکا فوت ہوگیا اوسکی بیوی نے لڑکے کو ایک چار پائی پر ایک کونے میں لٹا دیا اور آپ خوب عمدہ لباس پہن کر خاوند کے آنیسے پیشتر عمدہ کھانا طیار کرکے شاداں و فرحاں بیٹھ رہی جب خاوند آیا تو اوسنے لڑکے کا حال دریافت کیا عورت نے جواب دیا اوسنے آج آرام کیا ہے خاوند نے سمجھا کہ ٹھیک کہتی ہے جبھی تو اوس نے عمدہ لباس پہنا ہے غرض دونوں نے کھانا کھایا اور ہر طرح سے لطف اٹھایا جب کھانا کھاکر اور جماع سے بھی فارغ ہو چکے تو عورت نے خاوند سے پوچھا ہمارے پاس کسی شخص کی امانت کچھہ روز رہے پھر وہ صاحب امانت اپنی امانت مانگا چاہیں تو ہمکو بخوشی وہ امانت دیدینا چاہیئے یا نہیں خاوند نے کہا کہ امانت والے کو دینا چاہیئے پس عورت نے کہا کہ بچہ بھی امانت کے طور پر ہمارے پاس تھا صاحب امانت نے اسے لے لیا پھر خاوند ترساں و ہراساں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا حضور نے فرمایا کہ اس صبر کے معاوضہ میں جو تیری بیوی نے کیا اللہ تعالیٰ نے اونکو سات یا نو بچے دئے جو سب کے سب قاری ہوئے ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے ان سبکو دیکھا ہے۔

دیکھو کسقدر بدلہ عظیم اللہ تعالیٰ نے ایک صبر کرنے پر دیا - سنو؟ عورتوں میں دستور ہے کہ جب دو چار مل کر بیٹھتی ہیں تو غیبت - بدگوئی - گلہ اور طرح طرح کی شرارتیں کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب عورتیں آپکی مرید ہونے کو آتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورة ممتحنہ پارہ ۲۸ - یاایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ - الی الاٰیة یعنے اے محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تیرے پاس مومن عورتیں اس غرض کیواسطے آویں کہ وہ تجھہ سے بیعت کریں پس اون سے یہ اقرار لیکر بیعت کر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نکریں یعنے کوئی منّت اور نذر غیر اللہ کی نہ مانیں اور نہ غیر اللہ سے مرادیں مانگیں چوری نکریں - زنا نکریں ہاتھ کا زنا - کان کا زنا - ناک کا آنکھہ کا اور وہ زنا تو بدرجہ اولیٰ نکریں

جسے عام زنا یا بدکاری کہتے ہیں اپنی اولاد کو قتل نکریں اولاد کو قتل کرنے کی کئی راہیں ہیں اول تو اوسوقت کئی عورتیں اپنی لڑکیوں کو جب وہ پیدا ہوتی تھیں مار ڈالتی تھیں - چنانچہ اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے دوئم اولاد ہونے کے بعد ایسی دوا کھاتی ہیں کہ جو مانع حمل ہو تیسرا حمل کا گرا دینا چہارم اگر لڑکیاں بیمار ہو جاویں تو اونکا علاج نکرنا اور یہہ کہنا کہ انکو موت کھاں آتی ہے - پھر بہتان باندہنے سے باز آؤ - بہتان وہ عیب کی بات ہے کہ جو کسی شخص میں نہ ہو اور اوس پر وہ عیب لگایا جاوے وہ بہتان جو تم اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے بناتی ہو - اور بھلے کاموں میں تیری نافرمانی نہ کریں - پھر ایسی عورتوں کے واسطے مغفرت مانگ - پس ہر ایک عورت کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید ہونا چاہتی ہے - یا اپنے آپ کو مرید سمجھتی ہے یعنے مسلمان کھلاتی ہے ضروری ہے کہ وہ ان بری باتوں کو چھوڑ دے ورنہ وہ نام کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار میں شامل ہوکر خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حصہ نہیں لے سکتی -

غور کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن کریم کے پہونچانے میں کتنی کتنی مصبتیں بھی آئیں آخر حضور نے اسکو پہونچایا - مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جسنے صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے سارے قرآن کو ایکبار بھی سمجھ کر پڑہا ہو یا سنا ہو - ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی جسکو کافروں نے کہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے مگر اوسنے انکار کیا اس پر اون شریروں نے اوس کی شرمگاہ میں برچھی مارکر گلے سے نکالی اوسکا خاوند دیکھتا تھا اوسے کہا تو بھی گالی دے ورنہ تیرا بھی ایسا ہی حال ہوگا چنانچہ اوس نے بھی انکار کیا اور اونہوں نے اوسکی ایک ٹانگ ایک اونٹ سے اور دوسری دوسر سے باندہ کر اون کو الگ الگ چلادیا اور اوسکو اسطرح پر پھڑوا کر مروا ڈالا -

دیکھو وہ کیسے مبارک لوگ تھے اس قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں - اگر تمہارے کسی پیارے شخص کی کوئی چٹھی آوے تو جب تک تم اوسے پڑہ یا پڑہا نہ لو تمہیں چین نہیں آتا - قرآن اللہ تعالیٰ کی چٹھی اور پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان شخص لانیوالا مگر اوسکی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی -

پیاریو اللہ تعالیٰ بڑا نکتہ گیر اور نکتہ نواز ہے ہروقت اوس سے ڈرنا چاہئیے - میں تمہیں ایک آپ بیتی کھانی سناتا ہوں شاید تم میں سے کوئی نیک بی بی نصیحت پکڑے میری والدہ صاحبہ نے ۸۰ برس تک قرآن پڑہایا اور اونکے ہم نو بچہ تھے - ہمارے ہاں ایک بڑا مال و اسباب اور کتب خانہ بھی تھا - جن دنوں روس اور روم کی لڑائی ہو رہی تھی مینے اپنی والدہ سے ایک روز کھا کہ اچھا ہو اگر تم اپنا ایک بچہ اسوقت قربان کردو اور اسے مسلمانوں کی مدد کے لئے لڑائی میں بھیجدو - خواہ میں ہی کیوں نہ ہو میری والدہ نے کھا کہ این! میرے جیتے جی اتم مجھ سے الگ ہو جاؤ نہیں ہو سکتا اوس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ سب اولادیں بجز میرے اونکی زندگی میں فوت ہو گئیں ایک روز میں اوس کتب خانہ کے مکان میں لیٹا ہوا تھا جب کہ وہ بالکل خالی پڑا تھا میری والدہ صاحبہ وہاں آئیں - اور اونہوں نے اوس حالت کو دیکھکر بہت بلند آواز سے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون مینے کہا کہ اماں یہ آواز کی بلندی بے صبری سے معلوم ہوتی ہے - مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے مرنے پر شائد میں بہی پاس ہونگا یا اسی کے قریب الفاظ ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا جب اونکا انتقال ہوا - تو میں کہیں دور تھا غرض اللہ تعالیٰ بڑا ہی بے نیاز اور نکتہ نواز ہے تم اپنے الفاظ سمجھ کر خدا سے ڈر کر موتہہ سے نکالا کرو -

پہر میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی بالکل پرواہ نہیں کرتیں اور اپنے رسومات کی ایسی پابند ہیں جسکی کچھہ حد نہیں ہے ہمارے پڑوس میں ایک عورت کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے میرا دل اس بات کو دیکھہ کر حیران ہوتا ہے کہ اوس نے اپنی کسی منت کیواسطے قبل از تولد اور عین تولد پر تو بکرے ذبح کردے مگر جو امر مسنون اور ساتویں دن عقیقہ کرنیکا حکم تھا اوسکے واسطے اوسکے پاس خرچ نہیں کبھی اوس لڑکے کا باپ آویگا تو شائد کریگا ایک اور عورت ہمارے پڑوس میں رہتی ہے کہ جو اپنی اولاد کو ایسی ایسے خطرناک الفاظ سے پکارتی ہے کہ اگر اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرشتہ آمین کہنے میں شامل ہوویں اور آمین کہدیں اور اوسکی وہ بددعا قبول ہو جاوے تو شائد اللہ تعالیٰ پر اوسے کتنی بڑی بدظنی اور ناراضی ہو - آیات میں جو مینے پڑہ کر سنائیں ہیں اللہ تعالیٰ ایک خاص صابر آدمی کا ذکر فرماتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی تھی جسکا نام ہاجرہ تھا اور وہ شاہ مصر کی لڑکی تھی اوسکے باپ نے اوسے بہت بڑی دولت اور مال دیکر بیاہ دیا تھا وہ چھوٹی عمر کی تھیں اور اونکو حمل ہوگیا جب حمل ہوگیا تو حضرت ابراہیم کی پہلی

بیوی نے اوسے گھر سے نکال دیا- اور اوسکا سارا مال رکھہ لیا پھر اللہ تعالیٰ نے اوسے حکم دیا کہ خواہ وہ کچھہ کہے تم اوسکے گھر چلی جاؤ- پس وہ چلی گئی جب لڑکا تولد ہوا تو پہلی بیوی نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ مینے تم سے اقرار لیا ہوا ہے- کہ جو میں کہوں اوسے تم پورا کرو- پس ان ماں بیٹے کو ایسے جنگل میں چھوڑ آؤ جہاں نہ دانہ ہو نہ پانی ہو نہ سبزی وہ اوسے ایک جنگل میں پہونچانے کیواسطے لے گئے جب وہاں چھوڑا تو ہاجرہ نے پوچھا تم یہاں ہمکو کس کے حکم سے چھوڑ چلے ہو حضرت ابراہیم نے کہا اللہ کے حکم سے ہاجرہ بولی اب جاؤ اب ہم تمہاری کچھہ پرواہ نہیں کرتے تھوڑا سا پانی اونکے پاس تھا جب وہ خرچ ہوگیا تو بچے کو پیاس لگی- ماں کا دودہ خود پیاس کے سبب سے خشک ہوگیا تھا پس بچہ شدت بھوک پیاس سے زمین پر ایڑیاں مارنے لگا- گویا بھوک پیاس سے اب اوسکی جان نکلتی ہے- اوسکی والدہ نے بڑے صبر سے کام لیا- پھر وہ ایک پہاڑی پر گئیں جس کا نام صفا ہے حاجی لوگ اوس جگہ کو خوب جانتے ہیں اور لگی پہاڑیوں پر اِدہر اُدہر دوڑنے کہ شاید کوئی بستی یا گاؤں نظر آوے مگر جب ناامید ہوکر واپس آئیں تو دیکھا کہ بچے کے پاؤں کے نیچے سے آب زمزم جاری ہے پھر وہاں ایک قافلہ آیا اوسنے کہا کہ اگر کہو تو یہاں ایک سرائے بنالیں اونہوں نے کہا کہ پانی کی سرداری میری رہی پس اللہ تعالیٰ نے اوس مقام پر اوس مقدس شہر کو آباد کیا جسکا نام مکہ ہے اور جہاں آج ساری دنیا کے مسلمان حج کو جاتے ہیں-

دیکھو یہ سب کچھ صبر ہی کا نتیجہ تھا سنو جس گھر میں کوئی مصیبت یا تکلیف آتی ہے اللہ تعالیٰ وہاں اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ جو کچھہ گھر والے کہیں تم ساتھ آمین کہو پس جو عورت بے صبری سے کلمات زبان پر لاتی ہے اگر اوسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرشتے آمین کہدیں اور وہ دعا منظور خدا ہو جاوے تو اوس عورت کا کیا حال ہو- ایسی بے صبریوں میں کوئی آنکھیں کھو بیٹھتی ہے کوئی ہاضمہ بگاڑ لیتی ہے- کسی کا سر خراب ہو جاتا ہے غرض طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتی ہیں پس بڑے صبر سے کام لو- کاش میری بیویاں بھی میرے کہنے پر بتمامہ عمل کرتیں تو میں اونکو اوس سے کہیں زیادہ محبت کرتا جو اب کرتا ہوں-

پھر میں دیکھتا ہوں کہ انسان جس دنیا اور مال و اولاد کی خاطر ایسی ایسی تکلیفیں اٹھاتا ہے انہیں سے کوئی ایک بھی اوسکی مصائب میں حصہ نہیں لے سکتا- ذرا پیٹ میں درد ہو تو اوسکے بٹانیوالا کوئی نہیں- غور کرو مجھے حضرت مرزا صاحب نہایت ہی پیارے ہیں- جینے ملک- وطن- نوکریاں- زمین- ہر قسم کے ذرائع تحصیل مال و منال- انکے حضور خاص رہنے کی خاطر چھوڑیں ہیں- اگر کہیں جاتا بھی ہوں تو صرف انکے حکم کی تعمیل ہوتی ہے- اور بھی یہاں تک مجھے وہ پیارے ہیں کہ اگر میرے پچاس بیٹے ہوں تو میں اونکو ایک بیٹے پر اون پچاس کو قربان کردوں لاکن غور کرو جب مجھے کوئی دکھہ درد- تکلیف پہونچتی ہے- وہ بھی- بجز رضاء الہی کے ہرگز ہرگز- میری دکھہ درد- کا حصہ نہیں لے سکتے- پس اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگو اور صبر اور استقلال سے کام لو- اوسکی رضاء پر راضی ہوجاؤ- اور قرآن کریم پر عمل کرو-

اللہ تعالیٰ مجھکو اور تم کو قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق دے اگر کوئی مجھہ پر کسی ایسے کلمہ سے جسکے ساتھ اوسکی دل آزاری ہوئی ہو ناراض ہوئی ہو تو وہ معاف کرے کیونکہ میں نے صرف دردِ دل اور اللہ تعالےٰ کے احکام پہونچانے کی خاطر سچی ہمدردی سے یہہ باتیں کہی ہیں-

ڈومسٹیک

میں بڑی خوشی ظاہر کرتا ہوں کہ میرے مکرم دوست بابو محمد افضل صاحب کلرک ممباسہ (افریقہ) کے گھر میں بتاریخ ۱۲ اگست ۱۸۹۸ء بیٹا پیدا ہوا خدا تعالیٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ مند کرے- آمین

مجھے شملہ سے مسرت افزا خبر ملی ہے کہ میرے مخدوم منشی نبی بخش صاحب کما زیٹر کے ہاں بھی فرزند تولد ہوا- اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو اپنے دین کا سچا خادم بنادے اور اوسے دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ اندوز کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو کر عمر طبعی تک پہونچے- آمین

میں اس امر کو بھی خوشی کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ منشی صاحب نے الحکم کی تحریر پر توجہ فرماکر اس مبارک تقریب پر عہ روپیہ بغرض عقیقہ مسنونہ حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ فرمائے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین اس مبارک امر کیطرف بہت توجہ کریں گے-

(ایڈیٹر)

بچوں کا صفحہ

(کہانیوں کے پیرایہ میں دینی تعلیم)

میرے مخدوم و امام زادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے بہ تسلسل گفتگو فرمایا کہ حضرت اقدس سیدنا امام الزمان سلمہ الرحمان کبھی کبھی گھر میں وعظ فرمایا کرتے ہیں خصوصاً سردیوں میں تو ہر روز۔ اس لئے میں بچوں کے صفحہ کے لئے حضرت اقدس کی باتوں سے جو مجھے یاد رہا کریں گی اخبار الحکم کے لئے لکھوا دیا کرونگا تاکہ مسلمانوں کے بچے اونسے فائدہ اٹھاویں۔ اللہ تعالیٰ اس نونہال کی عمر میں برکت دے اور اوسے اپنے برکات و افضال کا مورد بناوے اور انکو حسب وعدہ توفیق دے کہ وہ اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب ہوں میرے ناظرین بھی صاحبزادہ صاحب کے لئے دعا کریں جنکے طفیل اونکو اور اونکے بچوں کو یہ نعمت عظمیٰ ملے گی۔ (ایڈیٹر)

گنجے اور اندھے کی کہانی

ایک گنجا اور ایک اندھا تھا۔ خدا کا فرشتہ متشکل ہوکر گنجہ کے پاس آیا اور اوس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے تو گنجے نے کہا میرے سر کے بال ہوجاویں اور مال دولت ہو جاوے چنانچہ فرشتہ نے گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو خدا کی قدرت سے اوسکے سر پر بال بھی نکل آئے اور مال دولت نوکر چاکر بھی مل گئے۔ پھر اندھے کے پاس آیا۔ اور اوس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ اندھے نے کہا کہ میری آنکھیں روشن ہوجاویں تو میں ٹکریں کھاتا نہ پھروں اور روپیہ پیسہ ملجاوے تو کسی کا محتاج نہ رہوں فرشتہ نے اوسکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ روشن ہوگئیں اور مال دولت بھی مل گیا۔

پھر وہی فرشتہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اندھے اور گنجے کی آزمائش کو ایک فقیر کے بھیس میں آیا۔ اور گنجے کے پاس جاکر سوال کیا۔ گنجے نے ترشروئی سے جواب دیا اور جھڑک دیا اور کہا کہ چل تیرے جیسے بہت فقیر پھرتے ہیں فرشتہ نے اوسکو سر پر ہاتھ پھیر دیا اور پھر وہ گنجے کا گنجہ ہی ہوگیا اور سب مال و دولت جاتا رہا اور پھر ویسا ہی تنگ حال ہوگیا پھر وہی فرشتہ فقیر کی شکل میں اندھے کے پاس آیا جواب بڑا دولتمند اور بینا ہوگیا تھا اور سوال کیا اوسنے کہا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے اور اُسکا مال ہے تم لے لو۔ اس پر پھر اللہ تعالےٰ نے اندھے کو اور بھی مال دولت دیا۔

نتیجہ

پس اے عزیز بچو تم بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرو اور اوسکی قدر کرو۔ اور سوالی کو جھڑکی نہ دو۔ خیرات کرنا اچھی بات ہے اور سوالی کو دینا چاہیے۔ اس سے خدا خوش ہوتا ہے اور نعمت زیادہ کرتا ہے۔

ایک بزرگ اور چور کی کہانی

"اللہ پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو"

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے فرمایا کہ جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بعد نماز عصر میری درخواست پر مجھے مندرجہ ذیل کہانی سنائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا اور سچا تقویٰ انسان کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود اوسکا کفیل ہوجاتا ہے اور ایسے طور پر اسکی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی چنانچہ حضرت نے (یعنے حضرت قبلہ ام) نے فرمایا کہ

ایک بزرگ کہیں سفر میں جارہے تھے ہو ایک جنگل میں اونکا گذر ہوا۔ جہاں ایک چور رہتا تھا جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا اپنی عادت کے موافق اوس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ بزرگ موصوف نے اسے فرمایا کہ وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ چوری چھوڑ دو خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کردیگا۔ چور کے دل پر اثر ہوا اوسنے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور اونکی بات پر عمل کیا یہانتک کہ سونے چاندی کے برتنوں میں اوسے عمدہ عمدہ قسم کے کھانے ملنے لگے وہ کھانے کھا کر برتنوں کو اپنی جھونپڑی کے باہر پھینکدیتا۔ اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گذرے۔ تو اوس چور نے جو اب بڑا نیک بخت اور متقی ہوگیا تھا اُس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے کوئی اور آئت بتلاؤ۔ تو بزرگ موصوف نے فرمایا کہ "فورب السماء والارض انہ لحق" یہ پاک الفاظ سن کر اوسپر ایسا اثر ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کا خیال کرکے تڑپ اٹھا اور اوسی میں جان دیدی" بچو! تم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے سے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں اور تقویٰ اختیار کرنے سے کیسی دولت نصیب ہوتی ہے۔ دیکھو وہ خدا تعالیٰ جو زمین اور آسمان کے رہنے والوں کی پرورش کرتا ہے کیا اوسکے ہونے میں کوئی شک ہوسکتا ہے؟ وہ پاک اور سچا خدا ہی ہے جو ہم تم سبکو پالتا پوستا ہے۔ پس خدا ہی سے ڈرو۔ اوسی پر بھروسہ کرو۔ اور نیک بختی اختیار کرو۔

فٹ نوٹ ـ مجھے معلوم ہے کہ پچھلے قحط کے دنوں میں میرے مخدوم و امام (صلوٰۃ اللہ و سلامہ) اپنی جماعت کیجانب خیال تھا کہ اسمیں بہت عیال دار اکثر غریب ہیں انکو بڑی مشکلات پیش آئیں گی جس پر حضور کو الہام ہوا۔ فورب السماء والارض انہ لحق ـ میرے بالغ خرد ناظرین اس سے استنباط کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر سچا بھروسہ ہر مصیبت میں راحت دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات پر سچا ایمان تربیت کامل کا ذریعہ بنتا ہے۔ (ایڈیٹر)

حباب حیات

جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی نیک اختر کے انتقال پر یوں تو بہت سے تعزیت نامے اٹے اور آرہے ہیں مگر جو تعزیت نامہ کمیرے محسن و مخدوم مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا ہے وہ اس قابل ہے کہ اوسے اخبار میں چھاپ دیا جاوے اس لئے ذیل میں اوسے بلاکم وکاست شائع کرتا ہوں ناظرین پڑہ کر حیات مستعار کی کیفیت پر غور کریں۔ (ایڈیٹر)

انا للہ وانا الیہ راجعون
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

مولانا المکرم حضرت حکیم الامہ جناب حکیم نورالدین صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

مالی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ۔ دنیا کا ماحصل میرے لئے کیا ہے اور نہیں ہوں میں اور دنیا مگر مانند ایک مسافر سوار کی کہ سایہ میں آرام کیا اوس نے پھر وہ اوس درخت کو چھوڑ کر چلا گیا روایت کیا اوسکو احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ سہ ۵ وایں چمن کہ بہار و خزان ہم آغوش است۔ زمانہ جام بدست جنازہ بر دوش است۔ یہ ہیچمدان دربارہ تعزیت دختر نیک اختر جناب والا کے کیا عرض کر سکتا ہے کہ حکمت بلقمان اموختن ہے مگر ہاں جسطرح پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ سے قرآن مجید کا سننا پسند فرماتے تھے اسی طرح پر آپکی جناب میں دو آیتیں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفہا وازینت وظن اھلھا انھم قادرون علیھا اتاھا امرنا لیلا او نہارا فجعلنٰھا حصیدا کان لم تغن بالامس کذلک نفصل الایات لقوم یتفکرون۔ دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسا کہ (بیان ہوتا ہے) ہمنے پانی اوتارا آسمان سے پھر بسبب اوس پانی کے زمین کا سبزہ مل نکلا جسکو کھاتے ہیں آدمی اور چوپایے (بڑھتا رہا) یہاں تک کہ جب پکڑا زمین نے اپنی رونق اور بہت کو اور گمان کیا اہل اوسکے نے کہ ہم قابو اور قدرت رکھنے والے ہیں اس پر پہونچا اسکو حکم ہمارا رات کو یا دن کو پس کر ڈالا ہمنے اوسکو کٹا ہوا ڈھیر گویا کہ کل یہاں کچھہ زمین تھی ہی نہیں اسی طرح پر ہم اپنی آیات کی تفصیل کرتے اوس قوم کے جو دھیان اور فکر کرتی ہے۔ سباق اور سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثل اون باغیوں کے حق میں ہی جو دنیاوی فریبوں میں مغرور ہوکر اپنے رب اور مولای حقیقی سے دور و مہجور ہو جاتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فی سباقہا انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوۃ الدنیا سوائے اسکے نہیں کہ تمہاری شرارت اور بغاوت کا وبال و نکال تمہارے ہی نفسوں پر ہے برت لو مثل متاع دنیا کی فنعوذ باللہ من ان نکون مصداق ھذا المثل بل نرجو من اللہ ان نکون مصداق سیاق الا۔ اعنی للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیہا خالدون واسطے اون لوگوں کے جنہوں نے نیکیاں کیں بدلہ نیک ہے اور زیادتی ہے اور نہ چڑھیگی اونکے موہنوں پر سیاہی اور نہ رسوائی وہ لوگ جنت والے ہیں وہ اوسمیں ہمیشہ رہا کرینگی۔ آیت دوم ثم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ اور خوش خبری دی تو اون صبر کرنے والونکو کہ جب پہونچتی ہے اونکو کوئی مصیبت کہتے ہیں وہ کہ تحقیق ہم اللہ کا مال ہیں اور تحقیق ہم اسکی طرف پھر جانیوالے ہیں یہی لوگ ہیں کہ اون پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں انکے رب کی طرف سے اور بڑی رحمت اور ترقی ہے اور وہی لوگ ہیں راہ پر۔ اس آیت میں صلوات اور رحمۃ کو جمع کیا گیا ہے باوجودیکہ صلوٰۃ جب اللہ کیطرف منسوب ہوتی ہے تو اوس سے بھی رحمت ہی مراد ہوتی ہے اندرینصورت تکرار لازم آتا ہے وہ غیر مناسب بفصاحۃ القرآن مگر کہا جاوے کہ لفظ رحمت کا لفظ صلوات کی تاکید کے واسطے ہے تو لفظ مفرد کا لفظ جمع کی تاکید کے لئے آنا ہی غیر مناسب ہے علاوہ یہ کہ التاسیس خیر من التاکید مسئلہ مسلمہ ہے پس مناسب ہے کہ لفظ صلوات سے وہ رحمتیں مراد ہوں جو متعلق آخرت کے ہیں کہ وہ کثیر ہیں اور صیغہ جمع کا اوسکے مناسب ہے اور لفظ رحمۃ سے مفرد ہے اور منوّن بہ تنوین تعظیمی مراد وہ رحمت عظیمہ ہو جو دنیا ہے میں بطور نعم البدل کے ایسے صابروں کو مرحمت ہوتی ہے کیونکہ ایسے صابروں کی جنت دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولمن خاف مقام ربہ جنتان مگر چونکہ بہ نسبت آخرت کے بسبب ضیق مقام دنیا کے رحمت قلیل ہے لہذا بصیغہ مفرد ارشاد فرمایا گیا چونکہ جناب والا افضل الصابرین ہیں لہذا دعا و رجا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو اس مصیبت کا نعم البدل اور رحمت عظیمہ اسی دنیا میں عنایت فرماوے اور آخرت میں حسب الوعدہ خود اپنی صلوات کثیرہ کے ساتھ آپ سے پیش آوے آمین ثم آمین آگے عرض ہے اس دار ناپائدار کا حال کون نہیں جانتا ہے آدم کہاں حوا کہاں مریم کہاں عیسیٰ کہاں ہارون اور موسیٰ کہاں اس بات کا ہے سبکو غم۔ چند اشعار عبرت انضمام شاعر ماہر عمر خیام سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہیں۔

نظم عمر خیام

دوش با عقل در سخن بودم	کشف شد بر دلم مثالے چند
گفتم اے مایۂ ہمہ دانش	دارم الحق بتو سوالے چند
چیست ایں زندگانئے دنیا	گفت خوابے است یا خیالے چند
گفتم از وے چہ حاصل است بگو	گفت دردِ سر و وبالے چند
گفتم ایں نفس کے شود رامم	گفت چوں یافت گوشمالے چند
گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند	گفت گرگ و سگ و شغالے چند
گفتم ایں بحث اہل دنیا چیست	گفت بیہودہ قیل و قالے چند
گفتم اہل زمانہ در چہ فن اند	گفت در بند جمع مالے چند
گفتمش چیست کدخدائے گفت	ساعتے عیش و غصہ سالے چند
گفتم اورا مثال دنیا چیست	گفت زالے کشیدہ خالے چند
گفتمش چیست گفتہائے خیام	گفت پند بست عاسلے چند

مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء

محمد احسن از امروہہ شاہ علی سرائے ضلع
مرادآباد

اپنے ناظرین سے دو باتیں

میں اپنے معزز ناظرین کی توجہ مندرجہ ذیل سطور کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ وہ پوری توجہ سے اوسے پڑھیں گے اور نہایت شوق اور دلی جوش کے ساتھہ اوس پر عمل درآمد کے لئے قدم اُٹھائیں گے۔

الحکم کو جاری ہوئے پہلا سال ختم ہونے کو ہے اس عرصہ میں جو خدمت اوس نے مشن کی کی اوسکا بتلانا میرا کام اور فرض نہیں اور نہ میں اوسے کسی شمار میں سمجھتا ہوں۔ ہاں اتنا کہونگا کہ بہرحال ایک فرض عظیم میں سے کچھ حصہ اوس نے لیا اور ادا کیا۔ الحمد للہ مجھے اس امر کی بھی کوئی ایسی شکایت نہیں کہ میرے بالغ خرد ناظرین نہیں نہیں۔ پرجوش قدردان نے اپنے اوس فرض کو جو الحکم کی طرف سے اوسکی توسیع اشاعت یا ادائے چندہ کی صورت میں تہا ادا نہیں کیا بلکہ باستثنائے چند ہر ایک نے اپنی بساط سے بڑہ کر قدم مارنے کی کوشش کی ہے اور جنہوں نے تغافل یا تساہل کو کام فرمایا ہے اون سے یہ امید ہرگز نہیں کہ وہ اسکی قدردانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کریں گے ہاں میں یہ کہونگا کہ مجھے اون سے کسی حد تک شکایت ہے کہ وہ متوجہ نہیں ہوئے کہا گیا اور کہا جا سکتا ہے کہ الحکم کی اشاعت باقاعدہ نہیں رہی۔ مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ لاریب ایسا ہوا مگر میں کہوں گا کہ اس کے جوابدہ الحکم کے قدردان ہونے چاہئیں نہ اونکا قومی خادم کیونکہ برعایت اسباب ایسے سامان کا پیدا کرنا یا کوشش کرنا جو الحکم کی مالی۔ قلمی امداد پر مشتمل ہوں انکا فرض تہا اوسکے بعد الحکم کو باقاعدہ موقت الشیوع بنانا میرا کام تہا۔ بہرنمط جس روش اور چال پر الحکم چلا تہا افتان خیزان وہ ایک سال کی عمر تک پہونچا۔ اور مجھے اب امید ہو چلی ہے کہ وہ اپنے مشن کو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ادا کریگا اگر خلوص اور نیک نیتی ملحوظ ہے۔ اور مجھے اپنے ناظرین سے بھی امید ہو چلی ہے کہ وہ اسکی ترقی میں بہت کچھہ ساعی ہوں گے فی الحال جن امور پر میں ناظرین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اونمیں سے ایک تو اخبار اور اوسکی ترقی کے متعلق ہے دوسرا اوسکی تقطیع اور حجم کے متعلق۔

امر اول کی نسبت میں عنقریب اپنے معزز ناظرین کی خدمت میں ایک سرکلر لیٹر بہیجنے والا ہوں جسمیں میں الحکم کی ترقی کی تدابیر پر بحث کرکے اپنے ناظرین سے چاہونگا۔ اور میرے خیال میں جو امر بطور نفس ناطقہ چٹھی مذکور کا ہے وہ یہہ ہے کہ ہر ایک خریدار بجائے خود دو خریدار پیدا کرکے قیمت بہجوائے۔ اور اسکے علاوہ سو معزز اور عالی حوصلہ ایسے اشخاص مربی اخبار الحکم بنائے جائیں جو خواہ چار خریدار پیدا کرکے قیمت بھجوائیں اور خواہ اللہ تعالیٰ اونکو فراخ حوصلگی سے کام لینے کی توفیق دے بہرحال وہ چار اخبار خریدیں یعنے عہ سالانہ دیں اور اپنے نام کے اخبار کے علاوہ باقی تین اخبار ونمیں کو یا تو اپنی جماعت کے مفلس اور نادار مگر شوقین احباب کو دیں یا مخالفوں میں اشاعت کی اجازت دیں اس طرح پر حسب فحوائے مثل مذکورہ جنی جنے کی لکڑی ایک جنے کا بوجھ اخبار الحکم نہایت آب وتاب کے ساتھہ انشاء اللہ شائع ہو سکے گا۔ اور اوسکی ترقی اشاعت بہی اسی طرح پر عمل میں آئیگی میرے ناظرین میں سے جو جو احباب اس تجویز پر چٹھی مذکورہ کے شیوع سے پیشتر خاکسار ایڈیٹر کی حوصلہ افزائی کریں گے بغرض تقلید اونکے نام نامی شائع کر دئے جائیں گے۔ تاکہ تعداد بھی معلوم ہوتی رہے۔ مجھے کامل امید ہے کہ میرے ناظرین اس امر پر پوری توجہ کریں گے گو میں جانتا ہوں کہ اونکو الحکم کی اشاعت سے بھی بڑے ضروری امور بغرض امداد دین پیش ہیں مگر میں کہہ سکتا ہوں کہ سچا اخلاص اور پورا صدق ہو تو کچھہ بھی مشکل نہیں ہوتا اور نہ ایسے امور میں جو اشاعت دین کے لئے ہوں خرچ کرنے سے کوئی مفلس ہو سکتا ہے

ولنعم ماقیل ؎

زبذل مال در راہش کسے مفلس نگردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بہرحال اگر الحکم کے اجرا اور اوسکی توسیع اشاعت کی ضرورت ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ناظرین میں سو آدمی بھی ایسے پیدا نہوں جو ایک دن میں اپنے ضروری اخراجات میں سے صرف ایک پیسہ الحکم کی امداد کیلئے نہ نکال سکتے ہوں زیادہ تفصیل سے اس امر کو اوس چٹھی میں پیش کروں گا۔

امر ثانی کے متعلق مجھے بہت سے احباب نے تحریک بہی کی ہے کہ اخبار الحکم کی تقطیع کتابی تقطیع ہو تاکہ سال کے آخیر پر عمدہ طور پر مجلد ہو سکے میں چاہتا ہوں کہ شروع نومبر ۱۸۹۸ء سے اخبار کو کتابی تقطیع پر شائع کروں اور ۱۶ صفحہ ہفتہ وار شایع ہو۔

مگر تاوقتیکہ کافی رائیں اس معاملہ میں نہ پہونچ جاویں میں اسکا انتظام نہیں کر سکتا۔ اس لئے معزز ناظرین پرچہ پہونچتے ہی اپنی رائے نزیں سے مجھے اطلاع دیں تاکہ اگر ممکن ہو تو شروع اکتوبر ہی سے عمل درآمد ہو سکے۔ جب سے کہ پرچہ انشاء اللہ ہفتہ وار جاری ہوگا کیونکہ پیسہ والے ٹکٹ جاری ہو جائیں گے۔

اسکے علاوہ ایک اور امر بھی میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اخبار الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت خواہ وہ ترسیل زر کے متعلق ہو خواہ کسی قسم کی شکائت پر مبنی ہو خواہ کسی اصلاح کا رنگ لئے ہو وہ خاکسار ایڈیٹر کے نام آنی چاہیے۔ حضرت اقدس کے نام مطلق نہو کیونکہ حضرت اقدس کو بحیثیت مالک یا مینیجر ہونے کے اخبار سے تعلق نہیں ہے۔ اور حضور کے گرانی اوقات کو ایسے معاملات سے علیحدہ رکھنا چاہیے۔ اگر کسی صاحب کو کوئی اخبار نہ پہونچے تو اوسی ہفتہ کے اندر اطلاع دیں من بعد وہ شکایت قابل التفات نہوگی۔ تبدیلی مقام کی بشرطیکہ تین ماہ سے کم نہو اطلاع ضرور آنی چاہیے۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک ضروری بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ صفائی حساب کے لئے یہ قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ اکتوبر ۱۸۹۷ء سے جبکہ پرچہ شروع ہوا ہے حساب رکھا جاوے اور نومبر ۱۸۹۸ء سے نئے سال کا اجرا قرار دیا جاویگا اسلئے جن صاحبوں کے پاس اکتوبر ۱۸۹۷ء سے لیکر آجتک کا کوئی پرچہ یا نمبر نہیں پہونچا وہ اطلاع دیں تاکہ انکے پاس بہیجدئے جاویں۔ اور جو پچھلے سال کے پرچے نہیں لینا چاہتے یا شروع سال سے ہی حساب رکھنا چاہتے اونکی وصول شدہ قیمت آخیر اکتوبر تک وضع کرکے بقایا اگلے سال میں مجرا کی جاویگی اور جنہوں نے ابہی تک قیمت ادا نہیں کی اونکے نام اکتوبر ۱۸۹۸ء تک کی قیمت واجب اور سال آیندہ کی قیمت بذریعہ وی پی وصول کی جاویگی جو صاحب کسی قسم کی اطلاع دینگے اونکے نام وی پی بہیجنا ضروری نہوگا۔

کل من علیہا فان

یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس دنیاءِ دون کا ہر گوشہ فنا کے لئے کشادہ ہے اور ہر ہستی مخلوق نیستی کے بے پناہ ہاتھ کے نیچے ہے کون ہے جو اس میں آیا اور ہمیشہ بچ رہا۔ ؎

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کل من علیہا فان

انہی سوانح پرغم والم کی بدولت زمانہ بزبان حال سنا رہا ہے
دنیا خوابیست کش تعبیر عدم است الحق جو دنیا میں آیا شاہ ہو یا گدا ایک نہ ایک دن سب کو یہی راہ درپیش ہے۔ یہ بالکل اٹل اور لاتبدیل بات ہے **کل من علیہا فان**
ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

مجھے یہ بیدار کرنے والی خبر ملی ہے کہ میرے مخدوم مکرم بھائی **سید خصیلت علی شاہ صاحب** ڈپٹی انسپکٹر ڈھاریاں جو ابھی انسپکٹر پولیس ہونے والے تھے ۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ۱۱ بجے دن کے اس غدار دنیا سے عالم آخرت کی طرف چلدیئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ایسے لایق اور مخلص اور صادق دوست کی جدائی پر جسقدر رنج اور افسوس ظاہر کیا جاوے وہ انسانی کمزوری کا تقاضا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ مجھ کو اور سب کو یہی راہ درپیش ہے اس لئے سید صاحب کی وفات سے اپنی موت کے لئے طیار ہونا چاہیئے۔ میرے مخدوم امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سال گذشتہ کے سالانہ جلسہ پر فرمایا تھا کہ بعض کشوف کے ذریعہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ اس سال میں بعض۔ احباب مجھ سے جدا ہو جائیں گے اور چونکہ انکے نام نہیں بتلائے گئے اس لئے ہر ایک کو بجائے خود موت کیلئے طیار رہنا چاہیئے۔

چنانچہ اوسی کشف کے مواقف سید صاحب مرحوم ہم سے علیحدہ ہوگئے۔ اور ابھی نہیں معلوم کس کس کو یہاں سے جانا ہوگا لیس چونکہ کچھ معلوم نہیں کہ کب پیام اجل آجاوے اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی راہوں پر ثابت قدم رہنے کے لئے اوسی مالک الملک سے دعا مانگنی چاہیئے۔ مرحوم سید صاحب کے لئے میرے دینی بھائی دعا مغفرت کریں کہ اللہ تعالیٰ اونکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور سید صاحب جیسا **اخلاص صدق اخلاق**۔ امام صاحب سے سچی ارادت ہمکو بھی نصیب کرے۔ سید صاحب کی وفات سے جہاں تقاضائے بشری کے موافق رنج ہوتا ہے وہاں یہ خوشی بھی ہے کہ مقدس امام کی محبت پر ہی اونکی خاتمہ ہوا اور وہ ایمان کے ساتھ دنیا سے اوٹھے خدا ایسا ہی خاتمہ میرا اور میرے ناظرین کا بھی کرے بہر حال آخر میں پھر سید صاحب کے لئے دعا ہے اور آپکے عزیز بھائیوں اور پس ماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اونکو صبر دے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ **آمین**

۹ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ **حضرت اقدس** نے سید خصیلت علی شاہ صاحب مرحوم کا جنازہ پڑہا گیا۔ اچہا ہو کہ ہر ایک شہر میں مرحوم کا جنازہ پڑہا جاوے۔

الہام

ذیل میں وہ الہام درج کرتا ہوں جو حضرت اقدس کو ۳ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ہوا اور جو جناب نے مسجد مبارک میں لکھوا کر چسپاں کر دیا ہے۔ اس لئے میں بھی بذریعہ الحکم شایع کرتا ہوں۔ **غثم غثم غثم لہ دفع الیہ من مالہ دفعۃ**

الانذار

مندرجہ عنوان نام کتاب کا اشتہار میرے ناظرین ایک عرصہ سے الحکم میں پڑہتے ہیں کتاب مذکور اب بالکل طیار ہوگئی ہے جن صاحبوں کی درخواستیں آچکی ہیں اونکی خدمت میں عنقریب روانہ کی جاویگی کتاب مذکور ۵ جزو پر ختم ہوئی ہے قیمت ۴؍ رکھی گئی ہے۔

مولود مسعود

مرزا احمد بیگ کار پرداز مطبع ضیاء الاسلام کے ہاں ۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کو لڑکا پیدا ہوا خدا تعالیٰ اوسکی عمر میں برکت دے اور اوسکو سعادت مند بنادے۔ آمین ثم آمین

سید خصیلت علی شاہ مرحوم کی خبر وفات میں لکھ چکا تھا کہ مکرمی چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر کی ایک نظم اسکے متعلق پہونچی جسمیں میرے اوس مضمون کو جو مینے سید صاحب کی خبر وفات کے آخیر میں حضرت اقدس کے کشف کے متعلق لکھا ہے ادا کیا ہے بوجہ عدم گنجایش لگلے اشو میں درج ہوگی۔

دارالامان کی خبریں

۱۔ موسم میں ابھی تک برسات کا رنگ موجود ہر روز کم وبیش بارش ہو جاتی ہے۔

۲۔ مطبع ضیاء الاسلام میں **نجم الہدیٰ** نام وہ دنیا پر حجت قایم کرنیوالہ اشتہار چھپ رہا ہے جو **عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی** میں یکجا شایع ہوگا۔

۳۔ **تریاق الہی** کے متعلق انگریزی اشتہار شایع کیا گیا اور **فریاد درد** کا انگریزی حصہ بھی شایع ہو رہا ہے۔

۴۔ نادون سے منشی شہامت خان عرائض نویس مع ایک دو احباب کے اور پشاور سے مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار اور امرتسر سے چند احباب ایسا ہی بٹالہ سے ایک مخلص آجکل دارالامان کے مقیم احباب کے علاوہ حضرت اقدس کی صحبت سے بہرہ اندوز ہیں۔

ضرورت

حضرت اقدس کے لنگر یعنے باورچی خانہ کیلئے ایک شریف ہوشیار۔ دیندار۔ اور دیانت دار اپنے کام میں ماہر باورچی کی ضرورت ہے تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت حضرت اقدس سے کریں۔

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء

رپورٹ کی اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہوگیا ہے مگر اب رپورٹ انشاء اللہ بہت جلد شایع ہوگی۔ کیونکہ طبع ہونی شروع ہوگئی ہے۔ جن احباب نے رپورٹ کی متعدد جلدوں کے خرید کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے ہفتہ آیندہ میں انکے نام مع تعداد جلدوں کے شایع کر دینگے تاکہ دوسروں کو ترغیب ہو اور انکو یاد دہانی۔

ہم لٹاتے ہیں آج لعل دگہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر اغنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر و صل دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی نظامی

شیخ نظام الدین

امرتسر

معیار صداقت

بلاشرطیہ معہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور **شرطیہ** میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو! اولاد کے آرزو مندو یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ وحیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ۵ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ہے بربادہ شہر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ کم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز نسخہ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشا رخود شرائط مندرجہ سے مستثنٰے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	ع۵	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عالہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عالہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو نئے	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عالہ	۲۱	ناسور	عالہ	۳۰	خضاب سالانہ	عالہ
۴	جس کا حمل ۶-۸ ماہہ گرجاوے	صہ	۱۳	جریان	عالہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عالہ
۵	کمزوری	ع۵	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	ع۵	۳۲	تسہیل ولادت	عالہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عالہ	۲۴	ضیق النفس	ع۵	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عالہ
۷	تپ دق	ع۵	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لپھ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عالہ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عالہ	۱۸	سبل	عالہ	۲۷	آتشک کل بدن	ع۵	۳۶	سرسام	عالہ

المشتہر۔ شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی بہنا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ ۸ روپیہ ممیرکا سفید سرمہ اعلی قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپیہ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ معری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرکا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو ککرا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ مسانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرکے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اُتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے۔ اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں۔ انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا ہی نہیں پڑہ سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھہ نہیں سکتی تہی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب

شائد آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپسے ممیرکا سفید سرمہ منگوایا تہا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پہولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پہولا روپوش ہوگیا۔ اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگاکر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بتعلق تاکید ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر کہ حیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھہ سے ندیں۔ ملتمس ہوں۔ کہ دو تولہ ممیرکا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرمادیں۔

راقم۔ ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھہ میں ایک مرض ہے۔ جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور طبیب وغیرہ نے کیا کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صلح محمد خاں درّانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خاں محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سند میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بہی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بنک ۸ مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

اخبار الحکم

جلد ۲ | قادیان دار الامن والامان مؤرخہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء | نمبر ۳۱ جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دل چسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ہر فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیا کریں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دیں گے۔

مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہو گا۔

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ۱۰ر سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ پیچ بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر ۱۲ر تک
پراندے ۴ر سے لے کر ۱۲ر تک
پیچ بند ۱۲ر سے لے کر ۱۵ تک

۳۔ زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں۔ ڈال دئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر جو مرضی ہو کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ مفصل پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاک خانہ یا قریب کے اسٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و اللہ بخش علاقہ بند مالکان احمدیہ ایجنسی کٹرہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

سچائی کا فیصلہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

نوٹ

صحت جسمانی طلب گار ہو اس کو پڑھو اور ایک دفعہ ضرور آزماؤ۔ درخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو۔ اُس کا حوالہ دے۔ غربا خرچ روانگی درخواست کے ساتھ روانہ کریں۔

اکسیر حافظ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عہ۔ ایک ماہ کیواسطے عہ۔ غریب طلبا کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہی اور اعادہ نہیں ہوتا۔ اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸ر اور مفت تقسیم کرنیکو ۸ر پوڑیہ عہ۔ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے مفت خرچ روانگی پر

دوائی ہاضمہ

بدہضمی۔ درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ امتلا۔ کھٹے ڈکار۔ ضعف معدہ کی دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید۔ قیمت فی ڈبیہ کئی آدمیوں کو کافی ہے ۸ر۔ غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ر خرچ روانگی پر مفت

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت پلاؤ۔ شراب کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے۔ ۷ خوراک عہ ۱۲ر

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اکسیر۔ ۶ ر ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ ۸ر۔ اطبا و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ ر

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں۔ فی پوڑیہ ۸ر۔ غربا کو بتصدیق معزز ۲ر خرچ پر مفت

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جوان مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ہے۔

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت ہے ر

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بیکار شخص صحیح وسالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے درحقیقت اسم بامسمی ہے۔ ۶ خوراک عا

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم۔ نزلہ زکام۔ چھیچھڑہ کے واسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۸ر۔ غربا کو بتصدیق ۲ر خرچ پر مفت۔

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عہ ر

جبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری جبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور درد پہلے دن بند۔ اور ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عا

لگانے کی دوائی

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس کو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا۔ فی [illegible]

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو ۱۰۔۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عا

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش [illegible] ضلع گورداسپور ملک پنجاب

ضمیمہ اخبار الحکم قادیاں

مورخہ ۱۵؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حق آیا اور باطل بھاگ گیا باطل کا تو بھاگنا ہی تھا

سچائی کا فیصلہ

لعنۃ اللہ علی من اعرض عن ھذا وابیٰ ورحمۃ اللہ علی من قبل واتقیٰ

خدا کی لعنت اس پر جو اس سے روگردان ہو اور انکار کرے اور خدا کی رحمت اس پر جو قبول کرے اور ڈرے

مولوی محمد حسین بٹالوی کو دعوت اور آٹھ سو پچیس روپیہ انعام

ہم نے الحکم مورخہ ۱۳ ستمبر ۹۸ء میں مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی کا ایک خط شایع کیا تھا جس میں مولوی **محمد حسین** بٹالوی کو دعوت کی گئی تھی کہ اگر وہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود دام اللہ فیوضھم کی تکفیر و تکذیب میں سچے ہیں تو وہ جناب **مرزا صاحب** سے بٹالہ ہی کے میدان میں **بلاکسی قسم کی شرط** کے مباہلہ کریں اور ایک سال تک انتظار کریں اگر ان پر کوئی ایسا عذاب نازل ہوا جو **الٰہی ہیبت** اور **خارق عادت** رعب اپنے اندر رکھتا ہو تو جناب **مرزا صاحب** کی صداقت ثابت ہو جائے گی اور عام لوگ فتنہ سے بچ جائیں گے اور اگر محمد حسین صاحب عذاب سے بچ رہے اور برخلاف اسکے فریق مخالف پر **عذاب** آیا یا **دونوں** پر آیا یا کسی پر بھی **نہ آیا** تو مولوی صاحب کے نام پر اسلام کی فتح ہوگی اور مرزا صاحبکو چھوڑکر مولوی صاحب کے ساتھ ہو جائیں گے اور **دو صد روپیہ** نقد بطور نذرانہ مولوی صاحب کو دیں گے مولوی محمد حسین نے آجتک کوئی جواب نہیں دیا جناب مرزا صاحب کے مریدوں کی جماعت لاہور نے اُسپر دو صد روپیہ کی اور ایزادی کی اور انہی شرایط پر دو صد روپیہ مولوی صاحب کی نظر کرنیکا اعلان دیا

راج پٹیالہ سے منشی کرم الہی صاحب ریکارڈ کیپر بذریعہ خط کے اطلاع دیتے ہیں یہ وہی منشی کرم الہی صاحب ہیں جنہوں نے مولوی محمد حسین کے فتوی کفر کی حقیقت کھولی تھی جو الحکم مورخہ [illegible] میں چھپ چکی ہے جسمیں مولوی عبد العزیز صاحب کا گرامی نامہ درج ہے جن کی مہر بعض بددیانتی سے لگائی گئی ہے) کہ وہ بھی **دو صد روپیہ** میاں محمد حسین کو انہیں شرائط پر پیش کش کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کو اگر خدا پر پورا بھروسہ اور توکل ہے اور والعاقبۃ للمتقین پر ایمان ہے تو مباہلہ کرکے فیصلہ خدا پر چھوڑیں شملہ سے منشی خدا بخش صاحب کمپازیٹر نے اطلاع دی ہے کہ وہاں کی جماعت متبعین حضرت مرزا صاحب بھی دو صد روپیہ انہی شرائط پر دینے کو طیار ہیں۔ اور الحکم کا ایڈیٹر بھی عـــہ نقد اس کل روپیہ پر اپنی طرف سے پیش کش کرتا ہے مولوی صاحب خدا کے واسطے اب لوگوں کو فتنہ میں نہ ڈالیں فیصلہ خدا پر چھوڑا جاتا ہے آؤ! اور فیصلہ کرلو! کیا کوئی بھی اہل حق! اور

بنی نوع انسان کا بھی خیر خواہ نہیں؟ جو مولوی صاحب کو مباہلہ پر آمادہ کرے اور ایک سال کے اندر ہمیشہ کے لئے فتنے کا فیصلہ کردے۔

ضروری یادداشت

اس سے پیشتر مولوی محمد حسین کو ان چار نشانوں میں مقابلہ کرنے کیلئے بلایا گیا اب تک مقابلہ کر نہیں سکے۔

(۱) قبولیت دعا میں مقابلہ کریں کیونکہ جو سچے اور مومن ہیں زیادہ دعائیں اسکی ہی قبول ہونگی۔

(۲) قرآن کریم کی تفسیر [illegible] مطہر القلب ہے گا اسی پر خدا کے معارف کھلیں گے لا یمسہ الا المطہرون وارد ہے

(۳) پیشگوئیاں کریں کیونکہ مومنوں ہی کیلئے بشارتیں ہیں لہم البشری فی الحیات الدنیا خدا کا وعدہ ہے۔

(۴) عربی دانی میں مقابلہ کریں کیونکہ خدا تعالی اپنے بندوں کو کسی میدان میں ذلیل نہیں کرتا عربی نظم لکھیں نثر لکھیں۔

جب ان نشانوں میں مقابلہ نہیں کیا تو اب آخری **حجت مباہلہ** ہے جو بلا شرط کرنے کو جناب مرزا صاحب طیار ہیں۔

[illegible] مولوی صاحب کی منظوری پر ان کے اطمینان کے موافق جمع کردیا جاویگا۔

یہ [illegible] الحکم [illegible] میں مفصل چھاپی جاویگی۔

احقر العباد یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء

انوار احمدیہ پریس قادیان

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - آپ کا والا نامہ پہونچا - خداوند کریم آپ کو خوش و خرم رکھے - آپ دقائق متصوفین میں سے سوالات پیش کرتے ہیں - اور یہہ عاجز مفلس ہے - محض حضرت ارحم الراحمین - کی ستاری نے اس ہیچ اور ناچیز کو مجالس صالحین میں فروغ دیا ہے - ورنہ من آنم کہ من دانم - کار و بار قادر مطلق سے سخت حیران ہے - کہ نہ عابد نہ زاہد - کیونکر اخوان مومنین کی نظر میں بزرگی بخشتا ہے - اوس کی عنایات کی کیا ہی بلند شان ہے - اور اُس کے کام کیسے عجیب ہیں - ؎

پسندید گاں نے بہ جائے رسند
زما کہتران تش چہ آید پسند

میں آپ کے سوال کا جواب لکھتا ہوں - آپ نے حالت فناء الفنا کی یہہ تعریف لکھ کر کہ وہ ایک ایسی حالت ہے - کہ جس میں شعور بھی بے شعوری ہوتی ہے - یہہ سوال پیش کیا ہے - کہ اس مرتبہ فنا میں کہ جو چہارم مرتبہ منجملہ مراتب فنا ہے - اور حالت سکریت میں کیا فرق ہے - اور سکریت سے مراد آپ نے خواب غرقی لی ہے - یعنے ایسا سونا جس میں کچھ خبر نہ رہے - سو جو کچھ خدا نے میرے دل میں اس کا جواب ڈالا ہے - وہ یہہ ہے - کہ سکریت اور فناء الفنا میں موجب اور علت کا فرق ہے - یعنے سکریت کی حالت میں موجب اور علت ایک ظلمت ہے - جو سکریت کے پیدا ہونے کا باعث ہے - وجہ یہہ کہ سکریت اسی سے پیدا ہوتی ہے - کہ رطوبت مزاجی دماغ پر سخت غلبہ کر لیتی ہے - یہاں تک کہ دماغی قوتوں کو ایسا دبا لیتی ہے - کہ انسان بے ہوش ہو کر سو جاتا ہے - اور کچھ ہوش نہیں رہتا - پس وہ چیز جس سے سکریت وجود پکڑتی ہے - ایک ظلمت ہے - جو اپنی اصلی حقیقت میں مغائر اور منافی حواس انسانی کی ہے - جس کا غلبہ ایک ظلمانی حالت نفس پر طاری کر دیتا ہے - اور آلات احساس کو اس قدر تعطل اور بے کاری میں ڈالتا ہے - کہ اُن کو عجائبات روحانی کا ماجرا کچھ بھی یاد نہیں رہتا - لیکن فناء الفناء کی حالت کا موجب اور علت یعنے سبب ایک نور ہے - یعنے تجلیات صفات الٰہیہ جو بعض اوقات بعض نفوس خاصہ میں یک لخت ایک ربودگی پیدا کرتے ہیں - جس کے باعث سے شعور سے بے شعوری ہو جاتی ہے - جیسے ایک نہایت لطیف اور تیز عطر بہ کثرت کسی مکان میں رکھا ہوا ہو - تو ضعیف الدماغ آدمی کی بعض اوقات قوت شامہ اُس کثرت خوشبو سے مغلوب ہو کر ایسی بے حس ہو جاتی ہے - کہ کچھ شعور اُس خوش بو کا باقی نہیں رہتا - غرض سکریت کی حالت کے پیدا ہونے کے لئے مؤثر اور موجب ایک ظلمت ہے - اور فناء الفناء کی حالت کے پیدا ہونے کے لئے مؤثر اور موجب ایک نور ہے - اس کی مثال یہ ہے - کہ چشم بینا کے لئے دو طور کے مانع رویت ہوتے ہیں - یعنے دو سبب ہیں - ایک سو جانے سے انسان کی آنکھ دیکھنے سے رہ جاتی ہے - ایک تو سخت اندھیرا جس کی وجہ سے نور بینائی محجوب ہو جاتا ہے - اور دیکھنے سے رُک جاتا ہے - اور کچھ دیکھ نہیں سکتا - یہہ حالت تو سکریت کی حالت سے مشابہ ہے - دوسری مانع ابصارت سخت روشنی ہے - کہ جو بوجہ اپنی شدت اور تیزی شعاع کے آنکھوں کو رویت کے فعل سے روکتی ہے - اور دیکھنے سے بند کر دیتی ہے - جیسے یہہ صورت اُس حالت میں پیش آتی ہے - کہ جب عضو بصارت کو ٹھیک ٹھیک سورج کے مقابلہ پر رکھا جائے - یعنے جب آنکھوں کو آفتاب کے سامنے کیا جائے کیونکہ یہہ بات نہائت بدیہی ہے - کہ جب آنکھ آفتاب کے محاذات میں ٹکٹکی باندھے - یعنے آفتاب کی آنکھ اور انسان کی آنکھ آمنے سامنے ہو جائیں - تو اُس صورت میں بھی انسان کی آنکھ فعل بصارت سے بہ کلی معطل ہو جاتی ہے - اور روشنی کی شوکت اور ہیبت اُس کو ایسا دباتی ہے - کہ اُس کی تمام قوت بینائی اندر کی طرف بھاگتی ہے - پس یہہ حالت فناء الفناء کی حالت سے مشابہ ہے - اور اس فقدان رویت میں جو دونوں طور ظلمت اور نور کی وجہ سے ظہور میں آتا ہے - سکریت اور فناء الفناء کے سمجھنے کے لئے بڑا نمونہ ہے - مگر با ایں ہمہ باطنی کیفیت جس کا موجب تجلیات الٰہیہ اور جذبات غیبیہ ہوتے ہیں - بے چون اور بے چگون ہے - جس میں اجتماع ضدین بھی ممکن ہے - باوجود بے شعوری کے شعور بھی ہو سکتا ہے - اور باوجود شعور کے بے شعوری بھی ہو سکتی ہے - مگر ظلمانی حالات میں اجتماع ضدین ممکن نہیں - وہ عالم اس عالم سے بہ کلی امتیاز رکھتا ہے - فلا تضربوا للہ الامثال الآیہ - س ۱۴ - اسی جہت سے پہلے بھی لکھا گیا تھا - فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا - الآیہ س ۹ - موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہو کر گرنا - ایک واقعہ نورانی تھا - جس کا موجب کوئی جسمانی ظلمت نہ تھی - بلکہ تجلیات صفات الٰہیہ جو بغایت اشراق نور ظہور میں آئی تھیں - وہی اُس کا موجب اور باعث تھیں - جن کے اشراق تام کی وجہ سے ایک عاجز بندہ عمران کا بیٹا بے ہوش ہو کر گر پڑا - اور اگر عنایت الٰہیہ اُس کا تدارک نہ کرتی - تو اُسی حالت [illegible] - مگر یہہ مرتبہ ترقیات [illegible] انتہائی درجہ [illegible] لکھا ہے - [illegible] [illegible] زمانہ سیر سلوک [illegible] اپنے [illegible] میں بہت [illegible]

دیکھتا ہے۔ اور انواع اقسام کی واردات اُس پر وارد ہوتے ہیں۔ مگر اعلیٰ مقام اُس کا عبودیت ہے۔ جس کا لازمہ صحو اور ہوشیاری اور سکر اور شطح سے بہ کلی بیزاری ہے۔ ہدانا اللہ ایانا و ایاکم صراط المستقیم الذی انعم علے النبیین۔ والصدیقین و الشہداء والصالحین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علیکم و علے اخوانکم من المومنین۔

۲۵ مارچ ۱۸۸۳ء
مطابق
۱۵ جمادے الاول ۱۳۰۰ھ

خطبہ

۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے جمعہ میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا۔

ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لہم و لا لیہدیہم سبیلاً۔ الآیہ۔ س ۵۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر کفر کرتے ہیں۔ پھر ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر کفر کرتے ہیں پھر کفر میں ترقی کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو معاف نہیں کرے گا۔ اور نہ اُن کو کوئی کامیابی کی راہ دکھائے گا۔ جس کی غائت جنت ہے۔ یعنے جو اس آئت میں غور کر کے دیکھا۔ تو اتنا تو کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہم بہ فضلہ تعالےٰ بہ ظاہر اس آئت کا مصداق ہونے سے محفوظ ہیں۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان سے کمزوری و ناتوانی کے باعث کوئی ناجائز حرکت صادر ہو جاتی ہے۔ پھر رجوع اور خشیت و انابت پیدا کرتا ہے۔ اور اُس صادر شدہ حرکت پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتا ہے۔ پھر استیلائے بہیمیت کی وجہ سے جذبات نفس کے نیچے دب جاتا ہے۔ پھر جب یہہ تاریکی دور ہو جائے۔ اور حق کی روشنی نظر آئے۔ توبۂ نصوح اور اقرار صالح کی طرف دوڑتا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور سچی توبہ جو گناہ سے نفرت دلاتی اور اُس کی بہ جائے نیکی پیدا کر دیتی ہے۔ کاملاً نصیب نہ ہو جائے اور گناہ کی ہستی کا قطعاً قلع قمع نہ ہو جائے تو سخت اندیشہ ہے۔ کہ انجام وہی ہو۔ کہ لم یکن اللہ الآیہ۔ توبہ کے معنے ہیں رجوع ایسا رجوع کہ پہلی حالت نہ رہے اور گناہ نیست و نابود ہو جاوے۔ اور اُس کی جگہ اُسی کے محاذ کی نیکی لے لے یہی معنے ہیں۔ اس آئہ کریمہ کے۔ ان الحسنات یذھبن السیأت۔ الآیہ۔ س ۱۲۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو گناہ سے ہٹ جاتا ہے۔ اُس کی نسبت یہہ کہنا ٹھیک ہے۔ کہ اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ خدا ایسی توبہ ہم سب کو نصیب کرے۔

بشر المنافقین بان لہم عذاباً الیماً۔ الآیہ۔ س ۵۔ ان منافقوں کو کہہ دو۔ کہ تمہارے لئے دردناک عذاب ہے۔ منافق یہہ کون؟ الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔ ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعًا۔ یہہ منافق وہ ہیں۔ جو کافروں کو یار بناتے ہیں۔ اور مومنوں سے تعلق پیدا نہیں کرتے۔ اُن کے اس تعلق میں غرض کیا ہوتی ہے۔ یہی کہ عزت حاصل کریں۔ مگر ان نادانوں کو اتنی خبر نہیں۔ کہ ہر ایک قسم کی عزت تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ یعنے اس خلیفۃ اللہ کی پیروی میں جو اب الوہیت تامہ کا مظہر و ظل بن کر دنیا میں آیا ہے۔ جاہ طلبی اور شہرت کے خواہش مند۔ ہم دیکھتے ہیں۔ اب بھی مسلمان۔ مولوی۔ مفتی کہلا کر اور ناموں کے ساتھ بڑے بڑے دم چھلے لگا کر کبھی عیسائیوں سے ربط ضبط پیدا کرتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ اُن کی آؤ بھگت ہو۔ اور وہ بارسوخ کہلائیں۔ اور کسی راستباز کے خلاف اپنی کمینہ حرکت سے کوئی منصوبہ اٹھائیں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ فان العزۃ للہ جمیعًا۔ وہ اپنی شورہ پشتی کی چالوں میں ناکام رہ کر اور اپنی لئے عزت کی راہ نکال کر بھی بے عزت ہوتے ہیں۔ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ جس کی بے عزتی کے لئے کافروں سے ربط ضبط پیدا کیا تھا۔ وہ تو اُنکی بھی نظروں میں عزت پاتا ہے۔ اور خود اُنکی

فٹ نوٹ ناعاقبت اندیش دہریہ منش مخالفان اسلام توبہ کے مسئلہ پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ توبہ سے گناہ کیوں معاف ہو جاتے ہیں۔ کاش وہ توبہ کی فلاسفی سے واقفیت پیدا کرتے تو یہہ شبہ جو قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ اُنکو یوں دریدہ دہنی کرنیکی اجازت نہ دیتا خدا تعالےٰ نے بار بار اور رسول اللہ صلعم نے متواتر توبہ کی اصلیت بتلائی ہے۔ اسی آئت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں۔ صد بار توبہ شکستی باز آ۔ والا معاملہ نہیں یہ تو خدا تعالیٰ سے تمسخر استہزاء اور ٹھٹھا ہے۔ کہ غلط کاری کی اور منہ سے توبہ توبہ کہہ دیا۔ ایسی توبہ کا نتیجہ وہی ہوتا ہے۔ جو اس آئت میں بیان ہوا کہ لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم سبیلاً۔ الآیہ۔ قرآن کریم نے ایک اور مقام پر صاف لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ ومن تاب وعمل صالحاً فانہ یتوب الی اللہ متابًا۔ یعنی رجوع الے اللہ اور سچی توبہ یہی ہے۔ کہ وہ گناہوں سے ایسی نفرت کرے اور آخر برائیوں کو چھوڑ دے۔ کہ اُنکی بجائے عمل صالحہ آ لیں پس توبہ الی اللہ کا اصلی راز یہی ہے۔ اور اس سے پہلی آئت میں اور بھی صراحت موجود ہے۔ کہ سچی توبہ کے لوازم کیا ہیں؟ الا من تاب وآمن وعمل عملاً صالحاً الآیہ ۱۹ پ۔ بعد توبہ سچا ایمان اور سچے ایمان کا نتیجہ اعمال صالحہ جب تک پیدا نہ ہوں۔ وہ توبہ توبہ نہیں۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ خدا کے حضور ایک قسم کی گستاخی ہے۔ دوسرے لفظوں میں تبدیل السیأت بالحسنات کا نام توبہ ہے۔ اور چونکہ ایک نیکی سے دوسری نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ اس لئے ایک نیکی کے بدلہ دس نیکیاں ملنے کا سر بھی میرے خیال میں یہی ہے۔ کہ ایک نیکی دس نیکیوں کی توفیق کا باعث ہوتی ہے۔ پس وہ نیکی ایک نیکی کا ثمرہ ہیں۔ اور اس طرح نیکی کا سلسلہ سچی

ہی نظروں میں ذلیل ہوتے ہیں۔ کاش وہ سمجھتے کہ فان العزۃ للّٰہ جمیعًا۔ مگر وہ کیونکر سمجھیں؟ اللہ تعالیٰ پر اُن کا اعتبار اور حسن ظن کہاں؟ اگر حسن ظن اور اللہ تعالیٰ کو العزیز مانتے۔ تو کافروں اور دہریہ منش لوگوں سے کیوں تعلق پیدا کرتے اور اُن کے تعلق سے کیوں عزت کے خواہاں ہوتے؟ فان العزۃ للّٰہ جمیعًا۔ کا سچا مشاہدہ ہم میں سے اکثروں نے کیا ہے اور دیکھا ہے۔ کہ کیونکر ایک راستباز مامور من اللہ کی عزت پر ایک ناپاک اور گندی سازش سے اقدام قتل عمد کا الزام لگایا۔ اور خود اپنے ہاتھوں ذلیل ہوئے اور وہ اُس ذلت کی جگہ سے بھی عزت و احترام کے ساتھ باہر آیا۔ اب کیا یہ اللہ تعالیٰ کے العزیز ہونے کا عینی اور زندہ ثبوت نہیں؟ ہے۔ اور بے شک مگر سہ

کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند

غرض سچی عزت کا مالک وہی العزیز خدا ہے جو لوگ نا اہل کفار سے مل کر عزت چاہتے ہیں وہ یقیناً عزت نہ پا سکیں گے۔

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس آیت میں عدوان خدا و رسول کی مخالفت رکھنے والوں اور مومنوں سے جدا رہنے والوں پر منافق کا لفظ بولا گیا ہے۔ جو بہت خوفناک لفظ ہے۔ نفاق ہلاک کرنے والی چیز ہے۔ دل میں کچھ ہو۔ اور زبان پر کچھ ہو یہ مومن کا خاصہ نہیں۔ بلکہ منافق کا نشان ہے۔ وہ ریاکاری سے کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ اور اس کا نام پولیسی یا حکمت عملی رکھتے ہیں۔ افسوس آج کل تہذیب اور سیاست کا ایک جزو یہ پولیسی بھی ہے۔ جسکو نفاق کہنا چاہیئے۔ منافق نمازوں میں سُستی کرتے ہیں۔ اوّل تو وقت پر نماز پڑھتے نہیں۔ اور اگر وقت پر پڑھیں بھی تو جلدی کرتے ہیں۔ دوسرے کاموں میں شطرنج کی چالیں چلتے چلتے صبح سے شام اور شام سے صبح کر دیتے ہیں۔ اور نہیں تھکتے۔ مگر نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو دنیا بھر کی تکان آ کر گھیرتی ہے۔ اور اس طور پر جلدی اور گھبراہٹ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ جیسے جانور پنجرہ میں سے نکلنے کے لئے پھڑپھڑاتا ہے یہی حال منافق کا مسجد میں ہے۔ قرآن کریم نے سچ فرمایا ہے۔ و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالیٰ۔ س ۵۔ خدا تعالیٰ ہمکو اور ہمارے احباب کو نماز میں سچی استقامت اور عزم نصیب کرے۔ پس جس نے سُنا ہے۔ وہ گرہ باندھ لے۔ اور اس پر عمل کرے۔ نماز وہی ہے۔ جو ایک لطف اور سرور سے ادا ہو۔ کیا کوئی شخص جس کو ایک کورٹ عظیم میں افسر اعلیٰ سے ملاقات کا موقع ملے۔ تو وہ جلدی کرے گا؟ پھر کیوں نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر نہایت سنجیدگی اور متانت اور استقلال کے ساتھ باتیں کی جائیں۔ اپنی بولی میں نماز کے معنے سیکھ لینے چاہئیں۔ تاکہ جو لفظ مُنہ سے نکلے اُس کے معنے بھی آتے ہوں۔ اگر ایسا ہو۔ تو پھر نماز بھاری نہ ہوگی۔ کیونکہ اپنی بولی میں ہر ایک بات مزا دیتی ہے پس الحمد شریف۔ التحیات اور چند سورتوں اور نماز کے معنے سیکھ لینے ہر ایک کو مناسب ہیں۔

جو لوگ بار بار توبہ کرتے ہیں۔ اور توڑتے ہیں اُنکو منافق کہا گیا ہے۔ بے ایمان اور دشمنان خدا و رسول سے تو ملتے ہیں۔ مگر قرآن سننے کے لئے نہیں آ سکتے۔ لوگو! افسوس ہے۔ تمہارے گاؤں میں کس قدر نعمت عظمیٰ ہے۔ کہ حضرت اقدس کا پاک وجود موجود ہے۔ مگر تم اُس کی صحبت میں آ کر ایک دم کے لئے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے؟

ہم لوگ کس کس قدر دور سے گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں۔ اور تم پاس سے اٹھ کر نہیں آ سکتے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم راستی سے کہتے ہیں کہ اُس کے پاس بیٹھنے سے ایمان بڑھتا ہے۔ اور ایسے بڑھتا ہے۔ جیسے برسات کے دنوں میں گھاس۔ صبح کچھ تھا۔ شام تک اور ہی شان ہے۔ افسوس تم کو ذرا خیال نہیں مولانا مولوی نور الدین صاحب قرآن کریم کے معارف سناتے ہیں۔ اور بہت سے دنیوی فوائد کو چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے ہیں۔ مگر اس بدبخت گاؤں کا ایک آدمی بھی قرآن سننے کے لئے نہیں آتا۔ نہیں معلوم لوگوں کو کیا گھمنڈ ہے۔ آج پھر خبر آئی ہے کہ وبا ترقی پر ہے۔ اور پھر شروع ہو گئی ہے۔ کون جانتا ہے۔ کہ کس کس کا نام زندگی کے دفتر سے کٹ جائے گا۔

پس یاد رکھو خدا تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ہے۔ اور اپنی کتاب پاک میں بیان فرمایا ہے۔ کہ جب تم سنو۔ کہ آیات اللہ کی تکفیر اور تضحیک کرتے ہیں۔ تو ایسے شوخ اور بے باک گستاخوں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور نہ اُن سے ملو۔ ہاں اگر آیات اللہ کا ذکر چھوڑ کر کسی اور بات میں پڑ جاویں۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۴) توبہ کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اِدھر پہلے گناہوں میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہوتی۔ نیکیوں کی کثرت اُن گناہوں پر غالب آجاتی ہے۔ دیکھو یہ مشاہدہ ہم قانون قدرت میں بھی دیکھتے ہیں۔ جہاں اندھیرا ہو روشنی آنے سے وہ دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک شے مخالف کی مقدار اپنی دوسری ضد کا نام و نشان مٹا دیتی ہے۔ کسی کھانے میں نمک ہو۔ اُس میں اگر بڑی مقدار چینی کی ڈال دی جاوے تو وہ نمک کیا اپنی تاثیر کچھ نہ دے گا۔ بے شک توبہ نصوح کے ذریعے اعمال سیئہ کے زائل ہونے کی بھی یہی صورت ہے۔ جیسا میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ سچی توبہ سے نیکیوں کا سلسلہ چل پڑتا ہے۔ اور ایک نیکی دوسری کا باعث ہو جاتی ہے۔ پھر وہ کثرت اور محدود اور محدود گناہ ہونگی ہر کا تدارک نہ ہو تو کیا ہو؟ پس توبہ سے گناہ معاف ہونے کی فلاسفی یہی ہے۔ تنبیہ۔ ایڈیٹر

تو پھر حرج نہیں ہے۔ مگر میں تم کو کہتا ہوں کہ مومن کی شان نہیں۔ کہ وہ لغویات میں پڑے۔ اور وہ بڑا محتاط ہوتا ہے۔ اور کھٹکے اور خطرہ کی جگہہ سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے اور تم کو توفیق دے۔ کہ ایسے گستاخوں کی مجلسوں میں بیٹھ کر عزت کے خواہاں نہ ہوں۔ بلکہ مومنوں سے تعلق پیدا کریں۔ اور مامور من اللہ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کریں۔

آمین

امن عامہ کے قائم رکھنے اور عام صلح کاری کے پھیلانے کے لئے

ایک ضروری میموریل

ذیل میں ہم ایک میموریل درج کرتے ہیں۔ جو امن عامہ کے قیام اور صلح کاری کے اصولوں کی ترویج کے لئے جناب مرزا غلام احمدؐ صاحب رئیس اعظم قادیان نے اپنی کثیر التعداد جماعت کے اصرار سے بنی نوع انسان کی عام بھلائی اور بہی خواہی کی بنا پر اور گورنمنٹ آف انڈیا کو آئے دن کے مذہبی مخمصوں اور جھمیلوں سے مخلصی دینے کے لئے (جس میں اُسے بارہا متردد ہونا پڑتا ہے۔ اور اپنے اوقات گرامی کا بڑا حصہ صرف کرنے کی ضرورت آپڑتی ہے -) بحضور جناب وائسرائے کشور ہند ارسال کیا ہے۔ اُس کی ایک نقل ہم کو بھی ملی ہے۔ جسے درج کرتے ہیں۔ اور بعد اندراج اُس پر آزادانہ ریمارک کرتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں راستی۔ امن اور صلح کاری پھیلانے کے حامی اور اتفاق باہمی کے شیدائی اس میموریل کو اور ہمارے بے غرضانہ ریمارکس کو جو انشاء اللہ نہایت نیک نیتی سے لکھے گئے ہیں۔ غور سے پڑھیں گے۔ (ایڈیٹر)

وہ میموریل یہ ہے۔

بعالی جناب نواب مستطاب وائسرائے ہند بالقابہ۔

چونکہ ہر شخص جو رعایا گورنمنٹ برطانیہ میں ہے۔ اس فرض کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ کہ اگر کوئی امر جس میں اس گورنمنٹ کے احسن انتظام کی نیک نامی متصور ہو۔ اور اُس سے رعایا میں باہمی رابطہ اتحاد اور صلح کاری پیدا ہونے کی امید کی جاوے وہ امر حضور وائسرائے ہند میں عرض کردے۔ لہذا یہی خیر اندیشی اس میموریل کے بھیجنے کے لئے مجھے محرک ہوئی۔ کیونکہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا جو آٹھ ہزار سے کم نہیں ہے۔ جن کو میرے ساتھ تعلق مریدی اور عقیدت مندی اور دوستی کا ہے۔ اور جو مجھے اسلامی فرقوں میں سے اپنا پیشوا اور پیر مرشد مانتے ہیں۔ وہ کئی برس سے اصرار کر رہا ہے۔ کہ میں اس درخواست کو جو اب پیش کرتا ہوں۔ پیش کروں۔ لیکن میں نے زیادہ تر تجربہ کے انتظار میں اس درخواست کو کئی سال تک معرض التوا میں رکھا۔ اور اب جو واقعی طور پر مجھے اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس نہایت ضروری میموریل کو جو میری طرف سے اور میری کثیر التعداد جماعت مریدوں اور دوستوں کی طرف سے ہے۔ اور جو عامہ خلائق کے باہمی تعلقات کا موجب ہو سکتا ہے۔ زیادہ توقف میں نہ ڈالوں۔ مجھے پہلے اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی تھی۔ کہ قانون سڈیشن نے میرے اون مطالب کو پورا کر دیا ہے۔ جن کے لئے اس میموریل کی ضرورت تھی۔ لیکن اس قانون کے بعد بھی جب کہ بعض اخباروں اور رسالوں اور کتابوں میں اس طرز کے مضمون دیکھے گئے۔ جو فتنہ انگیزی سے خالی معلوم نہیں ہوتے۔ تو وہ خوشی پھر غم سے مبدل ہو گئی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہماری سرکار انگریزی نہایت ہی نیک نیتی سے چاہتی ہے۔ کہ یہہ دو صفتیں اُس کی رعایا کو حاصل ہوں۔

اوّلاً۔ وہ سچے دل سے اپنی محافظ گورنمنٹ انگریزی کے تابع دار رہیں۔

ثانیاً۔ وہ باہمی نفرت اور عناد کی بنیاد نہ ڈالیں۔ لیکن اس دوسری صفت کے حاصل کرنے میں اب تک بعض لوگ سُست ہیں۔ اور ایسے اخبار اور اشتہار اور رسالے میں نے کبھی دیکھے ہیں۔ جن میں یہہ خرابی پائی جاتی ہے۔ مثلاً پرچہ نور افشاں جو ایک پادری صاحب کے اہتمام سے لودہانہ سے نکلتا ہے۔ اور جو میرے پاس موجود ہے۔ اُس نے اس جوش کو جو کتاب امہات المومنین کی بد زبانی سے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوا تھا۔ پھر اپنے اُس پرچہ کی تیز اور اشتعال دہ تقریر سے جو تاریخ ۸ و ۱۵ و ۲۲ رجولائی و ۲۹ راگست ۱۸۹۸ء دستمبر ۱۸۹۸ء کو نکلا تہا۔ تازہ کر دیا ہے۔ اور وہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جس سے پھر مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا ہے۔ اسی جوش کی بنا پر انجمن حمائت اسلام لاہور نے پھر میموریل بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب بھیجا ہے۔ میں اس بے صبری سے بھی اتفاق نہیں کرتا۔ جو اس انجمن کے ممبروں سے میموریل کے بھیجنے میں ظہور میں آئی۔ میری رائے اب تک یہی ہے کہ یہہ میموریل اوس وصیت کے برخلاف ہے۔ جو قرآن شریف میں صبر کے بارے میں کی گئی ہے۔ انجمن مذکور نے یہہ اچھا نہیں کیا۔ کہ خواہ نخواہ بے خبر مسلمانوں کو بھی یہہ

یہہ قصہ سُناکر جوش دینا چاہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی فریق کی درخواست پر دوسرے فریق کو سزا دی جاوے۔ تو بجائے اس کے صلح کاری پھیلے۔ اُن دونو فریقوں میں باہمی عداوت اور رنج کا میدان اور بھی وسیع ہو جائے گا۔ جو عام امن کے مخالف ہے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کا گورنمنٹ پر اس قدر حسن اعتقاد ہے کہ اب وہ زمانہ ہرگز نہیں۔ کہ وہ اس محسن گورنمنٹ کے حقوق فراموش کرسکیں۔ مذہبی مباحثات میں کسی فریق کی طرف سے کوئی زیادتی ہونا ایک امر ضروری ہے۔ پھر ایسی زیادتیاں اور بد زبانیاں اگر بعض پادریوں سے ہوئی ہیں۔ اور ہم مانتے ہیں۔ کہ فی الواقع ہوئی ہیں۔ تو ملائمت اور صبر سے جیساکہ تعلیم دی گئی ہے۔ اُن کی غلطیاں دور کرنا چاہئے۔ نہ ایسی تقریروں سے جن کے زہریلے اثر ہوں۔ ہاں آئندہ کے لئے واجب طور پر یہہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ رعیت پروری کی راہ سے تین امر مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک امر کو حسب صواب دید اپنے منظور فرماکر اوس بارے میں قانون پاس فرماوے۔

اور وہ تجاویز ثلثہ جن کے قانون بنانے کے لئے درخواست ہے۔ یہ ہیں۔

اوّل۔ گورنمنٹ عالیہ دس برس تک جس حدتک مناسب سمجھے۔ اس طریق بحث کو قطعاً مسدود فرماوے۔ کہ کوئی فریق دوسرے فریق کے عقیدہ اور مذہب پر حملہ کرے یا کسی قسم کی نکتہ چینی سے فریق مخالف کو ایذا پہونچاوے۔ بلکہ ہر ایک فریق اپنی کل تحریروں اور تقریروں کو اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے تک محدود رکھے۔ اور دوسرے فرقوں کے عقائد اور اُن کے حسن و قبح کا ذکر نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ بہت جلد دنوں میں صلح کاری اور محبت پیدا ہوجائیگی اور اس طریق پر چلنے سے کسی فریق کا حرج بھی نہیں۔ اور نہ آزادی کی روح کو اس سے کچھ صدمہ پہونچتا ہے۔ کیونکہ ہم اور ہر ایک فریق اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ کہ اصل مدعا اپنے مذہب کی تبلیغ اور اُس کی خوبیوں کا ظاہر کرنا ہے۔ اور جب کسی نے اپنے مذہب کی بے نظیر خوبصورتی ثابت کردی۔ تو دوسرا مذہب اگر اس کا ہم پایہ نہیں ہے۔ تو خود نظروں سے گر جائے گا۔ دوسرے فریق کے بزرگوں کو گالیاں دینا اور اُس کے اعتقادوں کو برے پیرایہ میں ذکر کرکے دل دکھانا حقیقی آزادی کا ہرگز جزو نہیں ہو سکتا۔ اگر گورنمنٹ کم سے کم دس برس تک ایسا کرے۔ تو ہمیں یقین ہے۔ کہ اپنی رعایا میں وہ صلح کا بیج بوئے گی۔ کہ جو بہت جلد نشو و نما پاکر ایک عظیم الشان درخت بن کر تمام فرقوں کو اپنے سایہ میں لے لے گا۔ اور اُس سے بڑے مبارک نتیجے پیدا ہوں گے۔ اور تمام رعایا ایک دل اور ایک قوم ہوکر گورنمنٹ کی اطاعت کرے گی۔

اور اگر ہماری گورنمنٹ محسنہ ایسا کرنا پسند نہ کرے۔ تو دوسرا طریق فتنوں کے کم کرنے اور صلح کاری پھیلانے کا یہہ ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ یہ قانون پاس فرماوے۔ کہ کوئی شخص فریق ثانی پر ایسا اعتراض نہ کرے کہ وہی اعتراض اُس کی کتب مسلمہ اور اُس کے عقائد مقبولہ پر بھی ہو سکتا ہو۔ کیونکہ یہ بھی ایک ایسا طریق ہے۔ جس سے بہت ہی فتنہ انگیزی کے طریقوں کا انسداد ہوجاوے گا۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ ایسا کرنا بھی پسند نہ فرماوے تو بالآخر یہ عرض ہے۔ کہ تعزیرات ہند دفعہ ۱۵۳-الف میں یہہ زائد شرط اندراج فرماوے۔ کہ مذہبی مباحثات میں کوئی فریق بے اصل روایتوں کی بنا پر کسی فریق پر اعتراض نہ کرے۔ بلکہ اونہی کتابوں کی بنا پر اعتراض ہو۔ جو فریق معترض علیہ کے نزدیک مسلم اور مقبول ہوں۔ یہہ ایک ایسی شرط ہے۔ کہ عدالتوں کو پیچ دار راہوں سے نجات دے گی۔ اور مجسٹریٹوں کا وقت بھی تحقیقاتوں میں ضائع نہیں ہوگا۔ اس طریق کے اختیار کرنے میں ضروری ہوگا۔ کہ مذاہب متفرقہ کے ہر ایک گروہ کے علماء سے یہہ تحریر لی جاوے۔ کہ وہ کن کن کتابوں کو مقبول اور قابل حجت قرار دیتے ہیں۔ اور ہم نہایت ادب اور عاجزانہ گذارش سے امید وار ہیں۔ کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کو پسند فرماکر امن رعایا کو ہر ذرہ مذہبی فتنوں کے بدنتائج سے بچا لیوے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہہ قانون گورنمنٹ کی طرف سے ایسا مبارک قانون ہوگا۔ کہ دوسری طاقتوں کو بھی امن قائم رکھنے کے لئے اس کی پیروی کرنی پڑے گی۔ اور سلاطین کو اس مذہبی جوش کے زمانہ میں اس قانون کی اشد ضرورت ہے۔ سو یہہ عین مراد ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ ہی سب سے پہلے اس کی طرف سبقت کرے۔ خدا تعالیٰ اس محسن گورنمنٹ کو دیر تک ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

چونکہ ہماری گورنمنٹ انگریزی رعایا کی سچی خیر خواہ ہے۔ اور یہہ میموریل بھی کمال نیک نیتی اور تمام فرقوں کی خیر خواہی کے لئے لکھا گیا ہے اس لئے ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ ہماری منصف مزاج اور عادل اور ہمدردی سے بھری ہوئی گورنمنٹ اس میموریل پر خاص توجہ فرمائے گی

ایڈیٹوریل

وہی مفید میموریل

ہم نے اوپر جو میموریل درج کیا ہے۔ اُس پر بجائے خود خوب غور کیا۔

اس کو امن عامہ کے قیام اور عام اتحاد کے لئے بہ شرطیکہ گورنمنٹ عالیہ اُس پر پوری توجہ کرے۔ اور اُسے کرنی چاہئے۔ ایک مفید نسخہ اور بے نظیر گر پایا ہے۔

ہم گورنمنٹ عالیہ اور لیجسلیٹو کونسل (مجلس واضعانِ آئین) کے آنریبل ممبروں کی خدمت میں اس میموریل کے اندراج کے بعد کیا گذارش کریں۔ میموریل کا ایک ایک لفظ اپنی ضرورت اور اشد ضرورت کو بتلا رہا ہے۔ اور ہندوستان کی مذہبی دنیا کی عام حالت پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ تا وقتیکہ کوئی قانونی طور پر انتظام نہ ہو۔ مذہبی مباحثے مناقشات اور مجادلات تک پہونچنے سے رُک نہیں سکتے۔ اس اتحاد کے قائم کرنے کے لئے عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے جو تجاویز اس میموریل میں گورنمنٹ کو سمجھائی ہیں۔ اون سے بہتر نظر نہیں آتیں۔ آئے دن کے جھگڑے اور خانہ جنگیوں کا انسداد بجز اس کے کیونکر ہو۔ کہ یا تو یہ مذہبی مباحثے قطعاً بند کر دیئے جاویں۔ اور ہر اہل مذہب اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ اور کسی قسم کا حملہ دوسرے فریق پر نہ کرے۔ یا کوئی فریق کسی دوسرے فریق پر ایسے اعتراضات نہ کرے۔ جو خود اُس پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ کتب مسلمہ اور معتبرہ کو چھوڑ کر بے اصل کتابوں اور منقولات کی آڑ میں دل آزاریاں نہ کی جاویں۔

تجاویز ثلثہ مندرجہ میموریل ایسی واجب العمل ہیں۔ کہ اُن پر کسی قسم کا اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر ایک سلیم الفطرت اون کو ماننے کے لئے طیار ہے۔ مگر ہاں جو پرخاش جو اور کینہ توز امن کے دشمن ہیں۔ وہ ضرور اس چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا چاہیں گے۔ اور اس قسم کے قانون کے لئے گورنمنٹ کو مذہبی مداخلت کی دہمکیاں دیں گے۔ مگر ہماری عادل مہربان گورنمنٹ کو اپنے ان نادان فرزندوں کی باتوں کی اُسی طرح پرواہ نہ کرنی چاہئے جیسا احمق بچہ آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور ماں کے بچا لینے پر روتا اور بسورتا ہے۔ گویا اُس طریق پر اظہار ناراضی کرتا ہے۔ گورنمنٹ اگر ستی اور دختر کشی کی رسموں پر قانوناً تحدید نہ کرتی۔ تو خدا جانے کس قدر بے گناہ اور معصوم جانوں کا اتلاف ہوتا۔ ایج آف کنسنٹ بل یعنے قانون رضامندی پر کس قدر واویلا مچائی گئی تھی۔ مگر گورنمنٹ نے جو کچھ کیا کیا۔ اور بہت اچھا کیا۔ باوجود قانون کے بھی جب لوگ نہیں ڈرتے۔ اور پرواہ نہیں کرتے۔ تو آزادی اور بے تکی آزادی میں تو جو نکر گذریں۔ وہ تھوڑا ہے۔ عدالتوں کی رونق فوجداری قوانین کی موجودگی میں پولیس کے ہوتے ہوئے جرائم کا ارتکاب بتلا رہا ہے۔ کہ سیاست کے لئے اتنا بھی نہ ہو۔ تو ایک دم بھی گذارہ نہ ہو سکے۔

پس ایسا اعتراض کرنے والے ہمکو بتلائیں۔ کہ کس مذہب نے یہہ روا رکھا ہے۔ کہ دوسرے مذہب پر دل آزار حملے کئے جاویں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو ہم نہیں سمجھتے۔ ایسا اعتراض اگر کوئی کرے گا تو وہ دانشمندی اور فرزانگی کی راہ سے کرے گا۔ یا حماقت اور دیوانگی کے طریق پر۔ ہم نے بہت غور کیا۔ یہاں تک کہ ایک دہریہ بھی یہی پسند کرے گا۔ کہ مذہبی مباحثات کے لئے ضرور اگر بہترین قانون ہو سکتا ہے تو وہ انہی دفعات ثلثہ میں محدود ہے۔

ہم جناب مرزا صاحب کے مشکور ہیں۔ کہ اُنہوں نے عام لوگوں پر ایک احسان عام کرکے گورنمنٹ کو مفید تجویز سمجھائی۔ جس کی قدر دان اور امن پسند بہی خواہ گورنمنٹ سے امید ہے پوری قدر کرے گی۔

ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض اخباروں کو اس میموریل پر جب کچھ اور کہنے کا موقع نہ ملا۔ تو اتنا ہی طنزاً کہہ دیا کہ "قانون سڈیشن کی تعریف کی ہے"۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اخبارات جو رعایا اور گورنمنٹ کے تعلقات کو مستحکم کرنے کے دعوے دار کیا ٹھیکہ دار ہیں۔ کیوں قانون سڈیشن سے ناراض ہیں۔ اگر اُن کے دل میں چور نہیں۔ اور بالکل گورنمنٹ اور ملک کے بہی خواہ ہیں۔ تو قانون سڈیشن اُن کو کیا گزند پہونچا سکتا ہے۔ ہاں اگر اُن کے اندر ہی اندر کوئی بات ایسی ہے۔ جس کو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کی نظروں میں بدخواہی ہے۔ تو اُسے چھوڑ دیں۔ یہہ امر ہر ایک فرزانہ تسلیم کرے گا۔ کہ "ہر کرا حساب پاک است از محاسبہ چہ باک" بالکل ٹھیک اور صحیح مقولہ ہے۔ اندیشہ اور خوف اُسی کو ہوتا ہے۔ جو بد باطن ہے۔ صاف دل گھبراتا نہیں۔ پس اخبارات کو جو اپنے تئیں **لسان الملک** و آواز پبلک قرار دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کو ایسے قوانین کے اجراء میں مدد دینی چاہئے۔ جو اتحاد عام کے موید ہوں۔ ہاں جائز عذرات کے سننے کو فراخ دل گورنمنٹ ہر وقت طیار ہے۔

ہمارے اپنے خیال میں جس کے ہم صحیح ہونے کا پورا یقین رکھتے ہیں۔ قانون سڈیشن سے نیک نیت اور صاف طینت اخباروں کو کچھ نقصان نہیں پہونچتا اور اگر یہہ خیال کر لیا جاوے۔ کہ الفاظ قانون ایسے ہیں۔ کہ ذرا سی بات پر بھی

گردن ناپی جانے کا خیال ہے۔ تو یہ گورنمنٹ پر بدظنی ہے۔ جو وفادار رعایا کا کام نہیں ہے۔ گورنمنٹ کا کبھی بھی یہہ خیال نہیں۔ کہ وہ ناجائز طور پر رعایا کو تکلیف دے۔ یا اپنا رعب قائم کرے۔ وہ اس بات کو خوب سمجھتی ہے

رعیت چو بیخ است و سلطان درخت

پس ہم کو کبھی ایسا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ کہ بری نظر سے تصویر کا ایک ہی رخ دیکھتے رہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے معزز معاصرین اس میموریل کے لئے گورنمنٹ کو مفید مشورے دیں گے۔ اور کونسل واضع آئین کے ممبر اس قانون پر توجہ فرمائیں گے۔ جس کی اشد ضرورت ہے۔ ہم اس امر کے بیان کرنے سے بھی نہیں رک سکتے۔ کہ اس مفید تجویز کے سمجھانے والے کی نیت کا پتہ بھی اس میموریل کی تحریر سے لگتا ہے۔ اور اُن کوتاہ اندیشوں کی رائے کی غلطی کا اثبات ہوتا ہے۔ جو یہہ کہا کرتے ہیں۔ کہ جناب مرزا غلام احمدؐ صاحب رئیس اعظم قادیاں ہی مذہبی مباحثات کو ترقی دیتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو چھیڑتے ہیں۔

اب وہ جس حال میں ایسا قانون چاہتے ہیں۔ اور قانون سڈیشن کی تائید کرتے ہیں۔ کیا کوئی بدخواہ سرکار کیا امن عامہ کا دشمن اور کیا باہمی مناظرات مذہبی کو ترقی دینے والا اور پیش دستی کر کے چھیڑنے والا ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ جناب مرزا صاحب کو امن عامہ کا کہاں تک خیال ہے۔ اور گورنمنٹ کو کیسی مفید امداد دی ہے۔

جناب مرزا صاحب دل سے چاہتے ہیں کہ عام امن ہو۔ اور عام صلح کاری پھیل جاوے۔ اسی لئے وہ ہر وقت اسی خیال میں محو اور مصروف رہتے ہیں۔ کہ ایسی تجاویز نکل آویں۔ جس سے یہ جھگڑے مٹ جاویں اور لوگ نیکو کاری کی زندگی بسر کریں۔ اور ماں جائے بھائیوں کی طرح رہیں۔

ہم اس امر کو تو کسی دوسرے وقت وضاحت سے بیان کریں گے۔ کہ کہاں تک ان امور میں مرزا صاحب نے حصہ لیا ہے۔ اب ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے معزز معاصرین بھی اس میموریل پر مفید رائیں دینے کے قابل ہو سکیں گے۔ اگر وہ صلح کاری چاہتے ہیں؟ اگر وہ امن عامہ کو پسند کرتے ہیں۔ تو یک آہنگ ہو کر اس کی تائید کریں۔ اور گورنمنٹ عالیہ اور کونسل واضع آئین کے ممبروں کو متوجہ کریں۔ ایسا ہی مذہبی سرگروہ یہ لیڈروں سے ہم کو امید ہے۔ کہ اگر وہ اپنے مذہب کے رو سے دنیا میں امن اور سلامتی چاہتے ہیں؟ تو متفق اللفظ ہو کر اسی کی تائید میں میموریل بھیجیں۔ ملکی انجمنیں قومی سبھائیں جو اتحاد باہمی کے گیت گا رہی ہیں۔ اور امن۔ امن پکارتی ہیں۔ وہ ہم آواز ہو کر عرضداشتیں گورنمنٹ میں بھیجیں۔ کہ ایسا قانون جو مفید عوام ہے۔ طیار ہو جاوے۔

بالآخر ہم گورنمنٹ عالیہ کے حضور التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ چاہتی ہے امن ہو۔ وہ چاہتی ہے۔ برادرانہ اتحاد پھیلے اُس کی غرض ہے۔ کہ مذہبی مباحثے حد سے تجاوز نہ کریں؟ اُس کے ایک خیر خواہ نے ایک مفید تجویز اُس کے حضور پیش کی ہے۔ اور سمجھائی ہے۔ اس پر پورا فکر کیا جاوے۔ اور آئے دن کے جھگڑوں سے ملک کو اور خود اپنے آپ کو نجات دی جاوے۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

یہہ ایک سچی بات ہے۔ کہ جو شخص اپنے کسی محسن انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا تعالے کا شکر گذار بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم اگر اپنے کسی معاون کی کوشش اور سعی کے لئے جو وہ اشاعت اخبار و امداد کارخانہ میں کرتے ہیں۔ علی الاعلان شکر گذار نہوں۔ تو لاریب اس سنہلے اصول کے توڑنے والے ٹھہرتے ہیں۔ پس اسی مقدس اصول کو زیر نظر رکھ کر ہم منشی تاج الدین صاحب لاہوری کی اُس سعی اور کوشش کے لئے شکر گذار ہیں۔ جو وہ توسیع اشاعت الحکم کے لئے کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس سے پیشتر کہ اخبار میں کسی قسم کی تحریک توسیع اشاعت پہ معاونین کو توجہ دلانے کے لئے کی جاتی۔ انہوں نے ۲۰ جدید خریدار پیدا کئے ہیں۔ اور ابھی امید ہے۔ کہ وہ اور بھی پیدا کرینگے۔ ہم تو ایسے ہی مہربان مربی بکار ہیں۔ اگر ایکسو بھی ایسے قدردان پیدا ہو جاویں اور ہر واحد اُن میں سے ایک مہینے کے اندر چار چار خریدار پیدا کرنے کا ارادہ کرلے تو ایک مہینے ہی کے اندر خاصی اشاعت ہو سکتی ہے۔ ہمکو امید ہے۔ کہ دوسرے احباب بھی بے فکر نہ ہونگے۔ اور وہ اس قومی پرچے کے لئے ہمہ تن امداد کیلئے طیار ہونگے۔ چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سب سے پہلے معاون ہیں۔ جنہوں نے توسیع اشاعت والی تجویز سے عملی طور پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ اور اپنی جیب خاص سے چار پرچے خرید کئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور ایسا ہی انہوں نے اعانت کارخانہ کو مدنظر رکھ کر بیس جلد الانذار کی اپنے صرف خاص سے خرید کیں۔ اور مفت تقسیم کیں جنہیں سے ۸ جلدیں اسوقت تک ہمارے پاس بطور امانت موجود ہیں۔ جو نادار مگر شوقین احباب کو دیجاوینگی۔ ایسا ہی منشی شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر دومیلی اور برادرم محمد اسمٰعیل صاحب ڈرافٹسمین دہلوی اور دیگر احباب کی تحریریں اطمینان دلا رہی ہیں۔ کہ وہ اشاعت اخبار کیلئے

[illegible]

مقدمہ ٹیکس بھی ایک نشان ہے۔

ہم نے گذشتہ اشو میں وعدہ کیا تھا۔ کہ مقدمہ ٹیکس پر ایک مبسوط آرٹیکل شائع کیا جاوے گا۔ مگر ایسی تحریک پر خود **حضرت اقدس** نے **ضرورۃ الامام** کے ساتھ مختصر طور پر ٹیکس کے مقدمہ پر ایک مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس سے بہتر تو کہاں برابر بھی کوئی نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے بہتر یہی سمجھا گیا۔ کہ تاوقتیکہ **ضرورۃ الامام** شائع نہ ہو۔ موعودہ مضمون ملتوی کر دیا جاوے۔ اور اشاعت کتاب مذکور پر حضرت اقدس کا وہی مضمون شائع کر دیا جاوے۔ بہرحال اس وقت اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت اقدس پر **مابعہ** سالانہ انکم ٹیکس تشخیص ہوا تھا۔ اب ایک جاہ طلب اور **شہرت و نمود** کا خواہش مند۔ **دنیا دار** تو ٹیکس کو ایک **اعزاز** اور سرکاری **امتیاز** کا باعث سمجھ کر خوش ہوتا۔ اور پرواہ نہ کرتا۔ مگر ایک **کامل مومن** جو **عبد الرحمن** کہلا کر **انفاق** مال کی راہوں کو خوب سمجھتا ہے۔ کب گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اس طرح پر ایک رقم سالانہ ادا کرے۔ اس لئے ...... عذرداری باقاعدہ کی گئی۔

اس پر خوب تحقیقات ہوتی رہی۔ دوران تحقیقات میں حضرت اقدس کو بذریعہ کشف مقدمہ کے نتیجے سے اطلاع دی گئی۔ جس کو وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں۔ عموماً جانتے ہیں۔ اور بیرونجات میں سے بھی صدہا کو معلوم ہوگا۔ جن کو **سلطان** احمد والا کشف لکھا گیا تھا۔ بہرحال آخر منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ کی کامل تحقیقات کے بعد اصل کاغذات بنا بر حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی خدمت میں بھیجے گئے۔ جنہوں نے کمال غور اور فکر کے بعد نہائت ہی **بیدار مغزی** اور **دقیقہ رسی** سے ٹیکس معاف کر دیا بلکہ یہ بھی لکھا۔ کہ ہم مرزا صاحب کی **نیک نیتی** میں شبہ کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ ہم گورداسپور کے ضلع کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ وہاں کا **ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ** نہائت ہی **بیدار مغز** اور نصفت شعار ہے۔ **دنی الطبع** مخالف نے جس طرح پر اس مقدمہ میں کوشش کی اور زور لگایا۔ اُس کا حال خود ہی طشت ازبام ہو جائے گا۔ یا کر دیا جائے گا۔ ٹیکس معاف ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور ون کے بھی ٹیکس معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر یہاں معاملہ ہی اور تھا۔ اس جگہ کسی **ذلیل فطرت** کے انسان کی منصوبہ بازیوں میں گھسے ناکام رکھ کر اُس پر ظاہر کرنا تھا کہ خدا کیونکر اپنے بندوں کا حامی ہوتا ہے۔ کسی شخص پر تین ہی قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ **جان - ابرو اور مال** سو حضرت اقدس کے بداندیش مخالف نے تین ہی قسم کے حملے کر کے اپنی طاقت کا اندازہ کر لیا۔ پادریوں کے ساتھ مل کر اقدام قتل عمد میں **ابرو** اور جان پر حملہ کیا۔ مگر ذلیل ہو کر ناکام رہا۔ اور

آپ تو ڈوبے تھے برہمن
ساتھ لیا ججمان

والا معاملہ ہوا۔ اپنی ذلت سے پادریوں کو بھی حصہ دار بنایا۔ اور یہ حملہ **مال** پر تھا۔ یہاں بھی وہی **رو سیاہی** اور نکلنانے کا ٹیکا نصیب ہوا۔ بالآخر ہم پھر اپنے ضلع کی رعایا کو بشارت دیتے ہیں۔ کہ اون کو **عادل** اور بیدار **غور طبیعت** کا افسر ضلع ملا ہے۔ خدا اس کو بہت دیر تک ہمارے سروں پر رکھے۔ آمین۔

اس مقام پر اگر ہم منشی **تاج الدین** صاحب تحصیلدار بٹالہ کی قابلیت اور لیاقت کا ذکر نہ کریں۔ تو ہم اپنے فرض منصبی سے قاصر رہیں گے۔ کیونکہ جہاں شورہ پشت اور ایذا رساں عمّال کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ وہاں **شریف النفس** اور **متدین** حکام کی کارگذاریوں پر ریمارک کرنا بھی دلچسپ ہے۔ ہم نے اپنے پہلے کسی اشو میں ذکر کیا تھا۔ کہ **منشی تاج الدین** باغبانپورہ کے مشہور و معروف میاں خاندان کے ایک **رتن** ہیں۔ اور اپنے عام اخلاق کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں ہر دلعزیز ہیں اور ساتھ ہی یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ مقدمہ کی تہ تک پہونچنے اور اُن کی **قوت فیصلہ** پر بعد تجربہ ریمارک کریں گے۔ اس لئے اب ہم بعد تجربہ بلا کسی قسم کی بے جا طرفداری یا خوشامد کے سچے دل سے ظاہر کرتے ہیں کہ بٹالہ تحصیل کی خوش قسمتی ہے۔ کہ منشی **تاج الدین** صاحب اُس کے **تحصیلدار** ہیں مقدمہ کی تہ تک پہونچنا اور پھر امور منقحہ پر غور کرنا اور سلامت روی سے فیصلہ لکھنا۔ یہ منشی صاحب کے **ذاتی جوہر** معلوم ہوتے ہیں۔ **پاس داری** یا لحاظ عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اُن کے پاس نہیں آسکتا۔ اور یہی باتیں ہیں۔ جو ہر ایک لائق مجسٹریٹ میں ہونی چاہئیں۔ ہماری آرزو ہے۔ کہ ہم اُن کو بٹالہ ہی میں **مستقل** اور پھر اسی ضلع میں عہدہ جلیلہ پر ممتاز دیکھیں۔

توسیع اشاعت الحکم

ہم اپنے بعض احباب کی قدر افزائی کا شکریہ لکھ چکے تھے۔ کہ ۱۴ ر اکتوبر کی ڈاک نے دو اور قدیم مہربانوں کی تازہ امداد کے ذکر کرنے کا موقع دیا۔

شملہ سے برادرم خدابخش کمپازیٹر چار پرچہ الحکم کے خرید کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی سب سے اول معاون الحکم برادرم نبی بخش چار پرچے خرید فرماتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ہم لیاسے ہیں اج ل ولبر + نہ ہے ہونی لاولد سعطر ا ں ہے س میں ہر سرے سپرد س دریم سے پڑھ لو

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار بزر اشتہار و اسناد مشتہار سے حقیقۃً اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے سو مہمان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفا خانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو! اولاد کے آرزو مندو یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے

اس خادم الابرار کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصًا اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بہ ذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ؎ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں + گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بہ ذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملفہ ڈبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں +

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عـہ	۱۰	قولنج دوری	عہ	۱۹	لقوہ	عما	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جائے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عما	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عما	۲۱	ناسور	عما	۳۰	خضاب سالانہ	عما
۴	جس کا حمل ڈیڑہ ماہ گر جائے	صہ	۱۳	جریان	عما	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عما
۵	بکم ذوری	عـہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عـہ	۳۲	تسہیل ولادت	عما
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عما	۲۴	ضیق النفس	عـہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عما
۷	تپ دق	عـہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	پھیپھڑا	صہ	۳۴	تیجا چوتھیا روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عما	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عما	۱۸	سل	عما	۲۷	آتشک گل بدن	عـہ	۳۶	سرسام	عما

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھاسکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ عا۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ سے۔ خالص میرہ فی ماشہ عــ۔ مصری سُرمہ فی تولہ سہ۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا دھند۔ سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنا کہتے ہیں۔ جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم مسانگلے صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اُتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں۔ صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہو گا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھایا یعنی ایک دوکاندار مسمی ہیرالال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب اس کی پرہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپنے ایسی نادر دوا کو بقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے۔ اندازاً بخدمت ہر خاص و عام بالتعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر لاجواب چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دے لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ شملہ

۴۔ جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض ہے جسکا علاج حکمار اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری و کیلپ صاحب وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔

دستخط سردار صالح محمد خاں دُرانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶۔ مارچ ۱۸۹۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے۔ اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۳۲ | قادیان دار الامن و الامان مؤرخہ ۲۲ر اکتوبر سنہ ۹۸ء | جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس ... ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں - جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں - تو یہ کثرت شائع ہوجایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۹ع فی صدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہوسکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کردیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہوجایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے - مینجر الحکم کے نام درخواست ہو -

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو - یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو - فوراً واپس کرو - اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا -

مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی -

۱ - زیورات چاندی و سونا - ہر قسم صرف ۲ر سینکڑہ گھڑائی لی جاوے گی -

۲ - ریشمی ازار بند - پراندے - سبج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے -

ازار بند ۸ر سے لے کر ۵ر تک

پراندے ۴ر سے لے کر ۵ر تک

سبج بند ۳ر سے لے کر ۵ع تک

۳ - زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں ڈال دیئے جاویں گے -

۴ - دریائی کا ہر ایک قسم کا کام -

۵ - ہر ایک چیز ساختہ امرتسر پر ۱ر روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی -

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں - اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے - درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو - ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو - درخواستیں اس پتہ پر آئیں -

غلام محمد الہ بخش علاقہ بند مالکان **احمدیہ ایجنسی** کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر (پنجاب)

اور

پانچوں انگلیاں برابر نہیں - اس لیے [illegible]

مفت

صحت جسمانی کے طلبگار [illegible] اس کو پڑھو [illegible]

شرطیہ

صحت جسمانی کے طلبگار [illegible]

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور پتہ خوشخط لکھو اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا خرچ روانگی دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں محصول کے علاوہ

نوٹ

بعد تجربہ استعمال دوا کے [illegible] کی تعمیل قیمت طلب بذریعہ وی پی سے ہوگی - محصول ڈاک بذمہ خریدار - درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہئیں

سچائی کا فیصلہ

سچے اور جھوٹے کو خود دیکھ لو - اگر استعمال [illegible] فائدہ نہ ہو تو بیان حلفی سے قیمت واپس لو - یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے -

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں - ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اس کی اشد ضرورت ہے - دو ہفتہ کیواسطے عہ - ایک ماہ کیواسطے ۱۲ تین ماہ کیواسطے للعہ غریب طلبا کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے - دو رانس کے جاوے اثر کو تصدیق کرتا ہے فی پڑیہ ۸ اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۸ پڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۲ خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضم

ہاضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - امتلا - ہیضہ وغیرہ کا دافع - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید - قیمت فی شیشی جو کئی آدمیوں کو کافی ہے - ۸ غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ خرچ روانگی پر مفت

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے - خوبی یہ ہے کہ منہ نہیں آتا - غذا [illegible] گوشت - پلاؤ - [illegible] کے عادی کو اسکی بھی اجازت ہے [illegible] خوراک عہ ۱۱

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیابند کو اکسیر ہے - ۶ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی - فی تولہ عہ اطباء و دیگر اصحاب سے بہا قیمہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں - زخم پہلے دن خشک [illegible] دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پڑیہ ۸ غربا کو بتصدیق معزز ۲ خرچ پر مفت

[illegible]

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے - اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد - مرد اور مرد جوان مرد ہو جاتا ہے - قیمت سے

عصائے پیری

رفتہ رفتہ جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی وذریعہ لطف زندگانی - تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں - تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت سے

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے - اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوگئے ہیں - قیمت صرف عہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو - تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمی ہے - ۶ خوراک عا

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید - دردسر - شقیقہ - سرخی چشم نزلہ - زکام - چھینک کیواسطے دوائی بے نظیر فی پڑیہ ۸ غربا کو بتصدیق ۲ خرچ پر مفت

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بھی یا ریحی درد ہو - فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - فی گولی ۲ فی درجن عہ

جبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری جبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - مسوں کی سوزش و خارش پہلے دن بند ۱۵ ۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے - قیمت عا

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا - قیمت سے

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو - ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے - فی گولی ۲ فی درجن عا -

المشتہر خاکسار غلام احمد ابن منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مولوی محمد حسین صاحب!

(۱) میرا یہ عریضہ جو ایک دردمند دل دردمند دل کے جوش کا نتیجہ ہے، بظاہر آپ کیلئے ایک اجنبی ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ غالباً آپ کو یاد ہو گا کہ مجھے آپکے ساتھ زمانہ طالب علمی میں ہم مکتب ہونیکا فخر حاصل ہے، ورنہ بارہ تر مجھے تو ان حقوق کو زیر نظر رکھکر اور کچھ اس لحاظ سے کہ آپ بعض مسلمانوں کے نزدیک ایک جید اور مقتدر عالم ہیں، اور اہل اسلام کے دینی اور دنیوی خیر خواہی کے خیال سے یا نام سے آپنے بہت کچھ قدم مارا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس خط کے ذریعہ جناب کیخدمت میں اپنا درد دل بیان کروں۔ کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ اسلام کو منجانب اللہ جاننے والا مومن اور خدا کے اسلام کو مؤید اسلام اور ناصر المومنین ماننے والا سچا مسلم اللہ تعالی کی رضاجوئی کو جہاں ایکطرف مقدم قرار دیتا ہے وہاں دوسری طرف خلق اللہ کی سچی ہمدردی و غمخواری اپنا شعار بنا لیتا ہے اور پھر دینی بھلائی کیخاطر تو اگر اسے اپنی حقیقت در آخر فنا ہونیوالی جان بھی دینی پڑے تو پرواہ نہیں کرتا غرض وہ سچی عزت سچی دوستی اور حقیقی زندگی احیاء اسلام ہی سمجھتا ہے میرا آپ پر چونکہ بباعث اُن کا رروائیوں کے جو آپ بذریعہ اشاعۃ السنہ کرنیکا اظہار کرتے ہیں یہی حسن ظن ہے اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ میری اس عرضداشت پر اگر آپ توجہ نہ کرینگے۔ تو اور کس سے اُمید ہو گی۔

(۲) یہ امر آپ سے مخفی نہیں رہا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے مسیح موعود و مہدی مسعود کا اعلان کر کے اکثر عالموں اور معزز اشخاص کو اپنے ساتھ کر لیا ہے اور اُنکے اس دعوے سے ہندوستانی مسلمین میں خصوصاً ایک شور مچ گیا ہے جسکے سبب پہلے آپ ہی نے بڑے زور شور سے اسکو فتنہ سمجھکر باوجودیکہ پہلے آپنے تائید بھی کی تھی اسکی عام مخالفت کا بیڑا اٹھایا جس سے میں نے سمجھ لیا کہ اگر یہ کام خلوص اور نیک نیتی سے کیا گیا ہے تو واقعی ایک حد تک آپکو اسلام کی غیرت ہے دنو کیحالات اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہے آپکے مخالف کہہ سکتے ہیں کہ آپ ضد کرتے ہیں اور آپکے ہمخیال کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں بہر حال اس امر کا اعتراف فریقین کو کرنا پڑیگا کہ سب سے زیادہ حصہ علماء ہند و پنجاب میں سے آپنے ہی اس پہلو میں لیا ہے مگر باہمہ یہ شخص اپنے دعاوی کی اشاعت پر زور دے رہا ہے اور ہر طرح سے اپنی حجت پوری کرتا جاتا ہے آپکے رسائل اور مرزا صاحب

کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ دلائل اور براہین علمیہ اور عقلیہ سے اب کام چلتا دکھائی نہیں دیتا۔ ورنہ اُسکا کچھ اثر عام لوگوں پر پڑ سکتا ہے جو علمی مباحث اور منطقی دلائل کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ نوجوان آزادی پسند تو اپنی رائے سے فیصلہ کر لیگا مرزا صاحب کیساتھ ہوتے جانتے ہیں اور عوام میں سے بعض جو اپنے امام مسجد یا اپنے گاؤں کے کسی معزز کی زیر اثر ہیں۔ اسلئے اُنکو اس معاملہ میں سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہذا اُنپر عام احسان کرنیکے لئے کوئی ایسی آسان اور عام فہم صورت ہونی چاہئے جو حق اور باطل میں ایسا بیّن امتیاز پیدا کر دے کہ عام لوگ بھی اُس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

مرزا صاحب کے مقابلہ کیلئے یہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ **عربی** تصنیف میں مقابلہ کر لو اگر علمی مقابلہ منظور ہو اور جس انسان کو چاہو اپنا مشیر اور معاون بنا لو۔ **روحانی** طاقت کا مقابلہ کرنی ہو تو آؤ اجابت دعا میں مقابلہ کرو معارف واسرار قرآن کا دعوے ہے تو تفسیر لکھ لو۔ اگر یہ خیال ہو کہ ہم مقرب الٰہی ہیں اور خدا تعالیٰ غیب کی باتیں بتلاتا ہے تو پیشگوئیاں کر لو۔ غرض ان نشانات اربعہ کے ذریعہ اُنہوں نے متعدد مرتبہ اور کثیر انعامات کے وعدہ پر اشتہار شائع کئے مگر اتمام حجت کے سوا نتیجہ نہ نکلا اور کوئی مرد میدان ایسا نظر نہ آیا جو خلق اللہ پر رحم کر کے اُنکے ایسے دعاوی کی اصلیت کھول دیتا۔ خیر جو ہوا سو ہوا اگر میں جہانتک غور کرتا ہوں یہ امور کسی ایک یا دوسرے فریق کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں سب سے بہتر اور آسان طریق فیصلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اہل اسلام کیطرف سے اور مرزا صاحب بذات خود اپنے دعاوی کے منجانب اللہ ہونیکی اطمینان پر تیار ہیں کہ کسی میدان میں مباہلہ کر کے عام خلق اللہ پر احسان کریں اور ہدایت کی راہ کھول دیں کیونکہ کاذب تو مغضوب الٰہی ہو کر سال کے اندر ہی فوق العادت عذاب میں مبتلا ہو کر دوسرے کی صداقت پر مہر کر دیگا۔ اور خود خلقت بول اُٹھیگی کہ سچا کون ہے اور کون مورد عذاب الٰہی ہوا ہے چونکہ آپ اپنے دعاوی پر بعد دیگر میں اور مرزا صاحب کے برسر ناحق ہونیکا عام اعلان بہ اطمینان قلب کرتے ہیں اور مرزا صاحب کے دعوے پر تکذیب و تکفیر کا اطمینان کلی ظاہر کرتے ہیں اور حسب ارشاد قرآن کریم کاذب اور کافر مومن کے مقابلہ میں کبھی تائید الٰہی نہیں پاتے ہیں آپکو کسی قسم کی شرط پیش کرنیکی بھی حاجت اور ضرورت نہ ہوگی ایسا ہی آپ کہہ سکیں گے کہ پھر مرزا صاحب کو بھی شرائط کی ضرورت نہیں آپکا ایسا ارشاد اگر ہو تو بیجا نہیں مگر درگذر تا مخالفانہ ہتک یا بد زبانی پر عمل کرنا اور حق کا یقین آپ پر زیادہ واجب ہے ہاں مرزا صاحب بھی کسی قسم کی شرط پیش کرینگے۔ البتہ یہ ہونا چاہئے جو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مباہلہ کے بعد ایکسال کے اندر فریق کاذب پر فوق العادت عذاب نازل ہوگا یا ان پر ایسا ہو جائیگا اور یہ بحث چھیڑنی فضول ہے کہ یہ میعاد مسنون ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمیں بھی ایک اور بحث پیش آجاتی ہے خدا تعالیٰ سچے ہی کا حامی اور مددگار ہوگا۔

غرض میری یہ ہے کہ آپ بذات خاص مقابلہ ہی میں بیٹھ کر خود ہی یا کسی قسم کی بشرط کے مرزا صاحب سے مباہلہ کر لیں اور آپکی مباہلہ کا بوجہ آپکی مسلم عزت

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

مشفقی مکرمی اخویم ....

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اس پُر آشوب وقت میں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ کہ اللہ اور رسول کی تائید کے لئے اور غیرت دینی کے جوش سے اپنے مالوں میں سے کچھ خرچ کریں۔ اور ایک وہ بھی وقت تھا۔ کہ جان کا خرچ کرنا بھی بھاری نہ تھا۔ لیکن جیسا کہ ہر ایک چیز پورانی ہو کر اُس پر گرد غبار بیٹھ جاتاہے۔ اب اسی طرح اکثر دلوں پر حب دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے۔ خدا اس گرد کو اُٹھا دے۔ خدا اس ظلمت کو دور کرے۔ دنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔ مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک عسر کے بعد یسر اور ہر ایک جذر کے بعد مد اور ہر ایک رات کے بعد دن بھی ہے۔ اس لئے تفضلات الٰہیہ آخر ترد ماندہ بندوں کی خبر لے لیتے ہیں۔ سو خداوند کریم سے بھی تمنا رہے۔ کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے۔ اور جیسے اُنہوں نے اپنے گذشتہ زمانہ میں طرح طرح کے زخم اُٹھائے ہیں۔ ویسے ہی اُن کو مرہم عطا فرماوے۔ اور اُن کو ذلیل اور رسوا کرے۔ جنہوں نے خود کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے۔ اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور نیز اُن لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے جنہوں نے حضرت احدیت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی۔ غنیمت نہیں سمجھا اور اُس کا شکر ادا نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں۔ تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں۔ جو نور محمدی اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو۔ اور الٰہی طاقتیں اپنی عجائبات دکھلاویں۔ اس عاجز کے صادق دوستوں کی تعداد ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ جن میں سے ایک آپ ہیں۔ اور باقی لوگ لا پرواہ اور غافل ہیں۔ بلکہ اکثروں کے حالات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی تیرہ باطنی کے باعث سے اس کارخانہ کو کسی مکر اور فریب پر مبنی سمجھتے ہیں۔ اور اس کا مقصود اصلی دنیا ہی قرار دیتے ہیں۔ چونکہ خود جیفہ دنیا میں گرفتار ہیں۔ اس لئے اپنے حال پر قیاس کر لیتے ہیں۔ سو اُن کی رو گردانی بھی خداوند کریم کی حکمت سے باہر نہیں۔ اس میں بھی بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو پیچھے سے ظاہر ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر اپنے دوستوں کی نسبت اس عاجز کی یہ دعا ہے۔ کہ اُن کو اُن کے صدق کا اجر بخشے۔ اور اُن کو اپنی استقامت میں بہت مضبوط کرے۔ چونکہ ہر طرف ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ اس لئے صادقوں کو کسی قدر غم اُٹھانا پڑے گا۔ اور اُس غم میں اُن کے لئے بہت اجر ہیں۔

۹؍ فروری ۱۸۸۳ء

مطابق ۳۰؍ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ

مکتوب دوم

عمل وہی معتبر ہے۔ جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور صدق اور وفاداری سے انجام پذیر ہو۔ اس پُر فتنہ زمانہ میں اخیر تک صدق اور وفا کو پہونچانا اور بد باطن لوگوں کے وساوس سے متاثر نہ ہونا سخت مشکل ہے۔ اس لئے خداوند کریم سے التجا ہے۔ کہ وہ اس عاجز کے دوستوں کو جو ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ آپ سکینت اور تسلی بخشے۔ زمانہ نہایت پُر آشوب ہے۔ اور فریبیوں اور مکاریوں کے افتراؤں نے بدظنیوں اور بدگمانیوں کو افراط تک پہونچا دیا ہے۔ ایسے زمانہ میں صداقت کی روشنی ایک نئی بات ہے۔ اور اُس پر وہی قائم رہ سکتے ہیں۔ جن کے دلوں کو خداوند کریم آپ مضبوط کرے۔ اور چونکہ خداوند کریم کی بشارتوں میں تبدیل نہیں۔ اس لئے امید ہے کہ وہ اس ظلمت میں سے بہت نورانی دل پیدا کر کے دکھلاویگا۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۷؍ فروری ۱۸۸۳ء

مطابق

۸؍ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ

مکتوب سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا پُر درد و غم خط مجھ کو ملا۔ آپ صبر کریں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے صابر و شاکر بندے صبر کرتے رہے ہیں خدا تعالیٰ ان غموں سے اور ان پریشانیوں سے نجات دے دیگا۔ اور درود شریف بہت پڑھیں تا اُس کی برکات آپ پر نازل ہوں۔ اس جگہ میں نے مطبع منگوایا ہے۔ اس میں رسالہ **دافع الوساوس** چھپے گا۔ اور انشاء اللہ عنقریب چھپنا شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اور اگر طبیعت پریشان ہے۔ تو چند ماہ کے لئے میرے پاس آجائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمدؐ از قادیان

۲۵ جون ۱۸۹۲ء

خطبہ یعنی موعظت

جو ۱۴ اکتوبر کو جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لھم الایٰت ثم انظر انیٰ یؤفکون ۔ قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم ۔ قل یاھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا

مریم کا بیٹا مسیح ایک رسول ہی تو تھا اُس سے پہلے اُس طرز اور اُس جنس کے جس قدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے۔ اُس کی ماں راست باز تھی۔ دونو ماں بیٹا کھانا کھاتے تھے۔ **دیکھو!** ہم کس طرح کھول کھول کر نشان بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو! باوجود ایسی پکی بات کے کہاں بھٹکتے ہیں۔ ان کو کہہ دو۔ کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے اجسام و اصنام کی پرستش کرتے ہو۔ جن سے نہ یہہ امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ خوش ہو کر کسی قسم کا نفع پہونچا سکیں۔ اور نہ اُن سے یہ خوف ہو سکتا ہے۔ کہ ناراضگی کی صورت میں کوئی نقصان پہونچا سکیں۔ وہ جامع جمیع صفات کاملہ جو مستحق جمیع عبادات و محامد ہو سکتا ہے۔ وہ اللہ ہے۔ وہی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور کامل علم رکھتا ہے۔ کہ قبول دعا کے بعد داعی کے مقصود کو پورا کرا سکے۔ اے اہل کتاب

اپنے دین میں غلو مت کرو۔ اور ایسے لوگوں کی خواہش نفسانی کے پیچھے مت لگو جو خود بھی بھٹکے۔ اور بہتوں کو بہکایا۔ اور راہ مستقیم سے بہک گئے۔ بنی اسرائیل کے کفار پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبانی لعنت ڈالی گئی۔ اور یہ نتیجہ تھا۔ اُن کے عصیان اور اعتداء کا اور اس کی وجہ یہ بھی ہوئی۔ کہ اُنہوں نے سوسائٹی میں امر معروف اور نہی منکر کرنا ترک کر دیا۔

دنیا پر قرآن کریم کا یہ احسان عظیم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی **توحید** کو کما حقہٗ اُسی نے قائم کیا۔ جو تمام بلند پروازیوں کا سرچشمہ اور تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ یہہ احسان فی الواقع ایسا احسان ہے۔ کہ جس کے یاد کرنے سے بال بال میں لذت بھر جاتی ہے۔ اور زبان اُس کے شکر کے ادا کرنے سے گنگی ہو جاتی ہے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر دنیا میں قرآن کریم نہ آتا۔ تو کس قدر اندھیر تھا۔ اور کس قدر خوف ناک اندیشہ دنیا کے لعنت سے بھر جانے اور تباہ و ذلیل ہو کر نیست و نابود ہو جانے کا تھا۔ اپنے جیسی **مخلوق** کی پرستش میں مخلوق ڈوبی ہوئی تھی۔ جیسے اب تک وہ قومیں ڈوبی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اس نور سے فیض نہیں اُٹھایا۔

جب میں دنیا کی اُس حالت پر نظر کرتا ہوں۔ جو ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی **بعثت** کے **وقت** تھی۔ کہ کیسی گندی اور ناپاک اشیاء کی پرستش دنیا میں ہو رہی تھی۔ اور پھر اُس **نور** اور فضل پر غور کرتا ہوں۔ جو وہ رحمۃ للعالمین لے کر آیا۔ تو میرا رونگٹا رونگٹا اس قدر لذت

سے بھر جاتا ہے۔ کہ اگر زبان کو بولنے کی پوری طاقت ملتی۔ تو اُس سے شیرینی کے فوارے نکلتے۔ جو تعلق قرآن عظیم نے انسان کا خدا کے ساتھ بتلایا ہے۔ دنیا کی کسی قوم کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ اُس قوم کو دیکھو۔ جو اپنے زعم میں ہمہ دانش بنے بیٹھی ہے۔ ایک عاجز **انسان** کو جو کھاتا پیتا اور پاخانے پیشاب کا محتاج تھا۔ خدا مانتی ہے۔ ایسے ضعیف انسان کو جو ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ **الفا۔ اومیگا** قادر مطلق اور ساری حکمتوں کا چشمہ کہا جاتا ہے۔ اور ذو الجلال قادر مطلق کر کے پکارا جاتا ہے۔ کس قدر **ابتلا** دنیا کے لئے تھا۔ دنیا کی عادت ہے کہ بادشاہ کی نقل کرتے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ **الناس علےٰ دین ملوکھم** اگر قرآن کریم دنیا میں نہ آتا۔ اور اگر یہہ دہائی دے کر بتلانے والی **عزیز** کتاب نہ ہوتی۔ جس نے اُس **فرضی** اور **مصنوعی** خدا کو انسان ثابت کرنے اور حقیقی خدا کی پرستش کو قائم کرنے سے احسان کا بار گراں انسان کی گردن پر رکھا۔ تو آج خدائے واحد کی عبادت کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ یہ اُسی کا طفیل ہے کہ تمام **ارض اللہ** کی مساجد میں کروڑوں بندگان خدا پانچ وقت **اللہ اکبر** کی صدا بلند کرتے اور اللہ تعالیٰ کو **صفات۔ عبادات** اور **ذات** میں یکتا تسلیم کرتے ہیں۔ یہہ صرف اوسی **عزیز** کتاب کا صدقہ اور اُس پاک رسول کا ذریعہ ہے۔ ورنہ مخلوق پرستی صلیب پرستی کفارہ پرستی اور ان کے بد نتائج کی لعنتی آگ۔ خرمن عالم کو جلا ڈالتی۔

کاش کوئی **انسان** پرست قرآن کریم کی اس پر ہیبت حجت کو توڑ کر دکھاتا اور ثابت کرتا۔ کہ مسیح میں خدائی کا مشہود کرشمہ کون تھا۔ افسوس کوئی دلیل اُس کی خدائی پر موجود اور کوئی بھی سند نہیں۔ پھر ایسے ضعیف انسان کو جو ضعیفہ عورت کے پیٹ سے نکلا اور تمام انسانی خصائص

ع۱ **فٹ نوٹ**۔ ایسے مُنہ مٹھو مہذب کے **مہاتما** اور علوم حقہ کے **دیوتا** ہندوستان کے رہنے والے عورت اور مرد کے قوے متناسلہ کی پرستش کرتے تھے کیسی شرم ناک بات ہے۔ (ایڈیٹر)

ساتھ رکھتا ہے۔ کھینچ تان کر خدا بنایا جاتا ہے۔ اور ہم تو اس بات کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ کہ نور افشاں ہی کبھی اتنی مہربانی کرے۔ کہ کوئی خاصہ مسیح میں ایسا دکھائے۔ جو توریت کی انبیاء میں نہ ہو۔ کیسا آسان فیصلہ ہے۔ ادھر ادھر گھانس پھونس کو پنجہ مارنا بے سود ہے۔

ایک انگریز پادری آہ مار کر کہتا ہے کہ اگر **قرآن** نہ ہوتا۔ تو ساری دنیا عیسائی ہو جاتی۔ ہم **فخر** اور **خوشی** سے اس مبارک پادری سے کہتے ہیں۔ کہ بالکل سچ ہے۔ اور یہہ قرآن کریم ہی کا احسان عظیم ہے۔ کہ اُس نے دُنیا کو **ابدی لعنت** اور عیسیٰ پرستی اور اُس کے پر خطر نتائج کے جہنم سے بچا لیا۔

قرآن کریم کا ایک یہہ لطیف اور قابل ناز طرز ہے۔ کہ وہ جو دعوے بیان کرتا ہے۔ اُس کے دلائل بھی ساتھ ہی بیان کرتا ہے اس آیت میں غور کرو۔ کہ ما المسیح ابن مریم الا رسول الآیۃ س ع۔ عربی زبان کی خوبیوں پر پہنچنے والے اور انشاء کی باریکیوں کو سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں۔ کہ اس ترکیب میں کس قدر زور اور خوبی رکھی ہوئی ہے۔ ما المسیح یعنے خدائی اور فوق الانسانیت اُس میں کوئی بات نہیں۔ وہ تو ایک رسول ہی ہے۔ اس رسالت سے بڑھ کر اُس میں اور کوئی برتری نہیں۔ کتنا عظیم الشان دعوے ہے۔ جو قرآن نے ڈنکے کی چوٹ سے کیا ہے۔ مگر آج تک ایک بھی پادری نہ دیکھا۔ کہ جس نے اس کو توڑ کر دکھلایا ہو۔ قرآن شریف دعوے کرتا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی خوبی مسیح میں بتلاؤ۔ جو اُس کو خدائی کا تاج دار بناتی ہو۔ قد خلت من قبلہ الرسل الآیۃ س ع۔ اُس سے پہلے اس طرز کے رسول وفات پا چکے۔ بیشک یہہ آیت اس لئے پڑھی ہے۔ کہ اس پر غور کرنے سے اور اُس کی ترکیب کو سوچنے سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے آج ہر ایک مسلمان کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ایسا ہی ہر مسلمان کو اللہ تعالےٰ کی **عظمت**۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے اور اسلام کا جلال ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مسیح کی **وفات** پر ایمان رکھے۔ خاتم النبیین صلعم کے وجود کی ضرورت اور آپ کی بعثت کی برکات جب ہی ثابت ہو سکتی اور اسلام کی زندگی اُسی وقت قائم رہ سکتی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی عزت اُسی صورت میں بحال رہ سکتی ہے۔ کہ مسیح کی موت کا اعتقاد رکھا جائے۔ مسیح کو **زندہ** ماننا تمام مفاسد کی جڑ ہر قسم کے شرک کا منبع اور توحید کا قاتل دشمن ہے۔ کیسی **دل** کو ہلا دینے والی اور روح پر لرزہ ڈالنے والی بات ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت (جو تمام فضیلتوں اور بزرگیوں کے سزاوار ہیں۔) تو وما محمد الا رسول الخ س ع پڑھ کر یہہ خیال کر لیا جاتا ہے۔ کہ وہ تحت قد خلت من قبلہ الرسل س ع میں داخل ہیں۔ مگر عاجز ابن **مریم** کو جو اس رسول کریم کی محامد اور فضائل کا خود مقر ہے۔ آسمان پر چڑھایا جاتا ہے۔

افسوس صد ہزار افسوس!

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را

غرض یہہ ضروری بات ہے۔ کہ جیسے ایک مسلمان کلمہ پر اعتقاد رکھے ویسے ہی قرآن کریم کی عظمت اور اللہ تعالےٰ کے جلال و جبروت کے قائم کرنے کے لئے اُس کا فرض ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو۔ کیونکہ مسیح کی خدائی۔ ابنیت اور کفارہ کی ٹانگ بجز اس کے نہیں ٹوٹتی۔ دیکھو اور غور کرو! قرآن کریم میں نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہوا۔ ہود اور صالح علیہم السلام کی قوموں کی شرارتوں کا ذکر ہوا۔ یہاں تک کہ لوط علیہ السلام کی ناپاک اور گندی قوم کا بھی ذکر ہوا۔ اور بڑے بڑے ہلا دینے والے الفاظ میں نافرمانوں اور سرکشوں کا ذکر ہوا۔ مگر تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا س ع ایسی خوف ناک آیہ اسی ناشدنی عقیدہ کی نسبت ہی آئی ہے۔ اسی ایک بد عقیدہ پر جو تمام برائیوں کا مخزن اور ہر ایک قسم کی بد اخلاقی اور شیطنت پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ کہا گیا۔ تکاد السموات آسمان پھٹ پڑیں۔ زمین شگاف ہو جاوے۔ پہاڑ چور چور ہو کر گر جائیں۔ اس بات کے سننے سے کہ خدا لم یلد و لم یولد کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ یہی وہ ناپاک اعتقاد ہے۔ جس نے زنا۔ شراب۔ انبیاء کی ہتک۔ خدا کی بے عزتی اور دہریت کو دنیا میں پھیلایا۔ کوئی بدی اور جہان برہم زن شر نہیں۔ جو **مسیح** کو زندہ ماننے اور **ابن اللہ** ماننے سے نہ پیدا ہوتی ہو یہہ ایسا اعتقاد ہے۔ کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے۔ اور زمین شگاف شگاف ہو جاوے۔ کتنا بڑا احسان ہے۔ اُس رب کریم کا کہ قرآن کو بھیج کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اُس لعنت سے دنیا کو بچا لیا۔ جو اس بد عقیدے کے سبب پھیلی۔ اور قریب تھا کہ آسمان اُس سے پھٹ جاتے۔ زمین قوموں کو نگل جاتی۔ یہہ اُس رحمۃ للعالمین کے وجود باجود کا ذریعہ ہے۔ کہ زمین قائم ہے۔ اور آسمان استادہ ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے سبب نظام عالم

قائم ہے۔ یہ دعوے نہیں حقیقی بات ہے۔ **تقویٰ۔ عفت**۔ پرہیزگاری اور تمام نیکیاں جو اس وقت ہو رہی ہیں۔ یا آئندہ ہوں۔ وہ قرآن کریم اور صرف قرآن کریم ہی کی پاک تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اور ان ہی سے نظام عالم قائم ہے۔ آج بھی مجھے اس بات کے کہنے سے ذرا شرم نہیں کہ قرآن کریم کی پاک تعلیم کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور دنیا میں فسق و فجور بڑھ گیا تھا۔ اور دوسری طرف نصرانیت کے عقیدۂ تثلیث و کفارہ اور ابنیت مسیح نے نظام عالم کو تباہ کرنے والا شر مچا رکھا تھا۔ اور یقیناً قریب تھا کہ قیامت کبریٰ قائم ہو جاتی۔ کہ اتنے میں اپنی مستمرہ عادت کے موافق خدا نے وقت پر دستگیری کی۔ اور اپنے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ جس نے پھر اُس پاک تعلیم کو زندہ کیا۔ اور ڈنکے کی چوٹ سے پکار پکار کر اور دلائل اور براہین سے کہا اور دکھایا۔ اور منوالیا کہ مسیح ایک رسول تھا۔ اور دوسرے اپنے ہم جنس رسولوں کی طرح ایک وقت مقررہ تک دنیا میں رہ کر اُٹھ گیا۔ اُس میں کوئی ایسی خصوصیت پیدا نہ کرو۔ جس سے خاتم الانبیا کی ہتک شان اور خدا کی بے عزتی لازم آوے۔ وہ محض انسان ہے۔ اُسے لوازم بشری سے مستغنی نہ مانو۔

خدا نے آسمان سے دیکھا۔ کہ زمین دوبارہ اُس کے جلال سے بھر گئی۔ اس لئے اُس کے غضب کی آگ تھم گئی۔ مگر اب بھی اگر سچی توحید اور مسیح کی موت کا عقیدہ روحوں میں راسخ نہ ہوا۔ تو بڑا خوف ہے۔ پھر فرمایا۔

اُس کی ماں راستباز تھی۔ خدا کی ماں کہاں؟ اور پھر کہا کانا یاکلان الطعام وہ دونو کھانا کھاتے تھے۔ پیٹ ایک ایسی بلا ہے۔ کہ جس کو پیٹ لگ گیا۔ وہ ہر طرح سے محتاج اور سب کا دست نگر ہو گیا۔ کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا ایسا ضعیف انسان جس کو بھوک لگے۔ اور کھانا کھائے۔ کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟ لکھا ہے۔ کہ ایک بار مسیح ایک انجیر کے درخت کے پاس گیا۔ جب کہ اُسے بھوک لگی۔ مگر وہاں خاک بھی نہ تھا۔ کیا ایسی محتاج اور بے علم ہستی خدا یا ابن خدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اب کیا کوئی پادری ہے۔ جو ان واقعات صحیحہ اور حقہ کی تردید کرے؟

اچھا اور چلو اقل اتعبدون من دون اللہ۔ الایۃ۔ کیا اللہ کو چھوڑ کر جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے۔ اور تمام برائیوں اور صفات ناقصہ سے منزہ ہے۔ ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو۔ جو نہ تمہیں کچھ نفع پہونچا سکتی ہیں۔ اور نہ گزند پہونچا سکتی ہیں۔ بالطبع عبادت اور پرستش انسان اُسی ہستی کی کرتا ہے۔ جس سے اُس کو امید ہو کہ وہ خوش ہو کر نفع پہونچائیگی۔ یا اگر ناراض ہو جاوے تو نقصان پہونچا دے گی۔ مگر اب مسیح بیچارہ عاجز انسان جس نے دنیا کا ایک کیڑا اور تنکا تک بھی پیدا نہیں کیا۔ جو خود اپنے عجز اور بے کسی کا اظہار یوں کرتا ہے۔ کہ افسوس لومڑیوں کے لئے مانديں اور ہوائی پرندوں کے لئے بسیرے ہیں۔ مگر ابن آدم کے لئے جگہہ نہیں۔ کہ اپنا سر دھرے۔ کیا وہ ضار و نافع اور معبود ہو سکتا ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ پھانسی کے وقت اُسے کہا گیا۔ کہ اگر تو سچا ہے تو پھانسی پر سے اُتر آ۔ مگر وہ کچھ نہ بولا۔ ایسا انسان جو اپنے آپ کو دوسروں کے نیچے سے نہیں چھڑا سکتا۔ وہ کسی اور کو کیا ضرر پہونچائیگا۔ اللہ ہی ہے۔ جو ہر ایک کی دعا سنتا ہے۔ اور وہ ہر بات کا علم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کوئی عیسائی دعوے نہیں کر سکتا کہ **قبولیت دعا** کا اُسے فخر ملا ہے۔ یہ فخر اگر کسی کو ہو سکتا ہے۔ تو ایک سچے مسلمان اور ایک **خدا** کے ماننے والے مومن کو مل سکتا ہے۔ اور الحمد للہ ہم آج آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ ہم میں سے ہی ایک ہے۔ جو حکماً عدلاً آ کر آیا۔ اور یہ زندہ اعجاز **خدا تعالےٰ** کے سمیع ہونے کا تازہ ثبوت لے کر آیا۔

علیم کے لفظ سے یہہ امر ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ **علوم حقہ** سے صرف خدائے واحد ہی کے پرستار بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اور مخلوق پرست پر علوم حقہ کے دروازے نہیں کھلتے۔ قل یا اہل الکتاب لاتغلوا الآیۃ۔ ان کو کہہ دو۔ کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں زیادتی نہ کرو۔ اور ایسے گمراہوں کے نقش قدم پر نہ چلو۔ جو صراط مستقیم کو چھوڑ کر بری راہوں پر چلے۔ بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے۔ اون پر خدا نے لعنت کی **داؤدؑ** اور **مسیحؑ ابن مریمؑ** کی زبان سے اور یہ اس لئے ہوئی تھی۔ کہ وہ حد اعتدال سے بڑھ نکلے۔ اور نافرمانی کے لئے متجاوز کر گئے۔ بنی اسرائیل کا ایسا حال ہو گیا تھا۔ کہ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف قطعاً چھوڑ دیا تھا۔ چھوٹے بڑوں کی شرارتوں پر اور بڑے چھوٹوں کی شیطنتوں پر رضامند ہو گئے تھے۔ اس لئے مسیحؑ اور داؤدؑ کی لسان سے اُن پر لعنت برسی۔ خدا تعالےٰ کا کمال فضل ہے۔ کہ اُس نے نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کی اُمت محمدیہ کو دی۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

پس ہمارے مسلمان بھائیوں کو مناسب ہے۔ کہ اس **مقدس** اور **قابل ناز** خطاب کی پرواہ کریں۔ اُن کو سزاوار ہے۔ کہ گناہوں سے خود نفرت کریں۔ اوروں کو نفرت دلائیں۔ نیکیوں سے پیار کریں۔ اور اوروں کو نیکی کی راہیں بتائیں۔ اب پھر وقت آیا ہے۔ کہ دنیا میں سوکھے ہوئے درخت ہرے ہوں۔ خدا تعالےٰ کے فضل کی بارش ہو رہی ہے۔ زمانے کا امام آیا ہے۔ جو **ابن مریم** کے نام سے آیا ہے۔ اور اُس کو **داؤد** بھی کہا گیا ہے۔ پس بڑی ضروری اور **خطرناک** بات ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ اُس کے مقابلہ میں گندی اور ناپاک کوششیں کرنے والے اور اُس سے منہ پھیرنے والے اُس لعنت[ف] کے نیچے آجاویں۔ جو داؤدؑ اور مسیح ابن مریم کی زبان سے ہوئی۔ خدا تعالےٰ مجھ کو اور آپ لوگوں کو توفیق دے۔ کہ ہم زمانے کے امام سے وہ باتیں سیکھیں۔ اور اون پر عمل کریں جو وہ سکھانے کے لئے آیا ہے۔

آمین

ف[ف] نوٹ ۔ جس وقت حضرت مولانا صاحب نے خطبہ میں ختم کرنے سے پیشتر یہ فقرہ کہ "اوس لعنت کے نیچے آجاویں۔ جو داؤدؑ اور مسیحؑ ابن مریم کی زبان سے ہوئی" فرمایا۔ اون کے دل لرزاں کی حالت کے آثار چہرہ سے نظر آتے تھے۔ اور خاص جوش تھا۔ ادھر اُسی وقت حضرت **اقدس امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عین خطبہ میں اسی فقرہ کے قریب الہام ہوا۔ کہ "یہ **لعنت ابھی زیر آبادیں برستی ہے**" یہ منذر الہام جو اپنا اثر پاک دلوں اور سلیم فطرتوں پر پیدا کر سکتا ہے۔ اُس کا ذکر ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ مولوی صاحب کے **صدق و سداد** اور قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت کا ذکر بھی جو اُن کو ہے۔ یہیں چھوڑتے ہیں۔ اور یہہ کہ خدا تعالےٰ نے اُن کے صدق پر اس الہام کے ذریعہ گواہی دی ناظرین خود سمجھ لیں گے۔ ہم صرف یہاں یہہ امر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس الہام اور حضرت مولانا صاحب کے طرز بیان سے اور اس الہام سے ہمارے دل میں پیدا ہوا۔ کہ اگر اس رکوع کو زمانہ حال کی حالت پر چسپاں کریں۔ تو اوس سے ہمکو بہت مفید باتیں مل سکتی ہیں۔ **چنانچہ** غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہہ کل آیات گویا اسیقبل ہی کیلئے تھیں۔ اور **لاریب** یہی تو قرآن کریم کی خوبی ہے۔ کہ وہ ہر زمانہ میں تازہ اور زندہ کلام ہے۔

ہم اسوقت صرف دو باتوں کا ذکر کرینگے۔ ناظرین اگر زیادہ تدبر کریں تو وہ اور بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ **ما المسیح ابن مریم** الآیۃ بیان فرمانیکے بعد قل اتعبدون من دون اللہ الخ کا ارشاد ایسا موزون اور مناسب ہے۔ کہ اسکی ترتیب میں جتنا غور کریں۔ لطف بڑھتا اور ایمان تازہ ہوتا ہے مطلب یہ معلوم دیتا ہے۔ کہ دلائل اور براہین پر جب یہ نہیں مانتے تو پھر ان کو بتلا دیا جاوے۔ کہ تم ایسی چیزوں کے پرستار ہو۔ جو نافع اور ضار نہیں۔ اور تم کو ان سے ہٹانے والا اللہ **سمیع العلیم** کا فرستادہ ہے۔ جس سے یہ راز کھلتا ہے۔ کہ جو مامور من اللہ آتا ہے۔ پہلے وہ عام دلائل اور مشاہدہ صحیحہ میں آئی ہوئی بدیہی باتوں سے اتمام حجت کرتا ہے۔ اس پر بھی نادان اگر نہیں مانتے۔ تو اُس کو ضروری ہوتا ہے۔ کہ **سمیع العلیم** خدا کا کرشمہ دکھاوے۔ چونکہ انسان کا جس چیز سے تعلق اور محبت ہو۔ اوس چیز کے اظلال اوس میں پائے جاتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک مٹی کا ذکر لکھا ہے۔ جس کو ہم تسہیل مطالب کیلئے لکھتے ہیں۔

قطعہ
گلے خوشبوے در حمام روزے +
رسید از دست محبوبے بدستم +
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری +
کہ از بوے دلاویز تو مستم +
بگفتا من گلے ناچیز بودم +
ولیکن مدتی با گل نشستم +
جمال ہمنشیں در من اثر کرد +
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم +

اور یہ ایک بدیہی بات ہے۔ کہ صحبت میں اثر ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھنے والا اور اوس کی طرف منسوب ہونے والا اپنے اندر وہ اظلال و آثار ضرور رکھے گا۔

مسیح علیہ السلام کے اس قصہ میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اُس کے **قدم پر آنے والا مسیح** جو چودھویں صدی کا امام اور حکم ہو گا۔ دلائل و براہین سے نادان منکر نہ مانیں گے۔ تو آخر **سمیع العلیم** خدا کا کرشمہ ظاہر ہو گا +

اور جیسے عام طور پر **امام** کا خاصہ ہونا چاہئے۔ کہ **قبولیت دعا** اور **علوم حقہ** کے دروازے اُس پر کھلیں اوس پر کھولے جائیں گے۔ اور مخالف! اہ! خائب و خاسر مخالف! اُس کو گزند پہونچانے کی کوشش کریں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ اون کی تدابیر سیئہ سے اوس کو دوا کرے گا۔ اور اوسکی دعاؤں سے اون سے محفوظ رکھیگا۔ **قبولیت دعا** کا نشان اوسے دیا جاوے گا۔ جو **السمیع** کے لفظ سے پایا جاتا ہے۔

چنانچہ آج وہ وقت ہے کہ امام زمان نے اس نشان کو بڑے دعوے سے بیان کیا ہے۔ کہ جس قدر دعائیں میری قبول ہوئی ہیں۔ کوئی مقابلہ کرے۔ اور یہ نشان خصوصاً مجھے ملا ہے۔ جیسا ہر ایک امام کو ملتا ہے۔

العلیم کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اوسکو علمی رنگ کا نشان بھی دیا جاویگا۔ اس **علمی** رنگ کے نشانوں میں دو قسم کے نشان مرکوز ہیں۔ ایک تو جیسے **علیم** کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے **اظہار غیب** کیونکہ خدائے **علیم** تو حالات مستقبلہ بھی خوب جانتا ہے اوسپر بھی بعض امور واقعات آئندہ کی پیشگوئیوں کے رنگ میں کھولے جائیں گے۔ اور پھر **علوم حقہ** کا باب بھی کھلیگا۔

چنانچہ الحمد للہ ہم آج دیکھتے ہیں۔ کہ **عربی تصانیف** کا دریا کس زور شور سے بہ رہا ہے۔ اور پیشگوئیوں کا سلسلہ بھی ایک لمبا سلسلہ ہے جنمیں سے ہزارہا پوری ہو چکی ہیں۔ اور خدا کا بیقیاس فضل ہم پر ہے۔ کہ ہم ہر روز ایک نشان دیکھتے ہیں۔ پس **العلیم** کے لفظ میں دو **نشانوں** **پیشگوئیوں**

شناخت امام

کسی راستباز اور مامور من اللہ کی پوری اور سچی کامیابی کا معیار وہ فتح ہے۔ جو اُس کو اُن دلوں پر حاصل ہوتی ہے۔ جن تک وہ اپنا نہیں..... اُس خدائے لایزال کا پیام پہونچاتا ہے۔ جس نے اُس کو مامور کرکے اصلاح دنیا کے لئے بھیجا ہے۔ اور پھر اُن مفتوح اور مسخر قلوب میں سے۔ اُن دلوں کو اپنے سلاسل اطاعت میں اسیر کر لیتا اوس کی فتح کی شان کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ جو اپنی نوعیت اور حیثیت میں بہت سے پہلوؤں میں اُس کی ہم شکل ہوں۔

انسان کی فطرت میں ایک یہہ قوت بھی ودیعت رکھی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے ہم شکل و ہم جنس کی اطاعت پر خوش نہیں ہوتا۔ اور پھر اپنے ہم ملک اور ہم قوم کی اطاعت پر اور بھی سستی سے قدم اُٹھاتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اگر وہ مطاع اُس کا ہی ہم شہر یا ہم محلہ اور اُس کی ہی برادری سے ہو۔ تو اور بھی کم رجوع کرتا ہے۔ یہی وہ راز یا سر ہے۔ جو مامور من اللہ کی اطاعت اختیار کرنے میں اکثر لوگوں کے لئے سدّ راہ ہو جاتا ہے اصل بات یہہ ہے۔ کہ ایسی غیرت وحمیت کے ہوتے ہوئے اگر انسان پھر مامور من اللہ کی شناخت کرکے اُس کے پیچھے ہولے۔ تو لاریب وہ مدارج علیا کا حقدار ہو جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہی وہ راز ہے۔ جو مامور من اللہ کے ساتھ ہونے والوں کو فوز عظیم کے وعدے دیئے گئے ہیں اور یہ بات ہے بھی سچ۔ کیونکہ زیادہ قابل عزت و وقعت وہی انسان سمجھا جاوے گا۔ جو قوائے شہوانی اور جذبات نفسانی رکھتا ہوا بھی اور حسین و جمیلہ لڑکیوں کے گروہ میں رہ کر بھی پاک باز اور عفت مآب ثابت ہو۔ وہ مخنث فطرت جس کو ایسے قوے سے بہرہ ہی نہ ملا۔ اپنی کیا خوبی اور عظمت بتلا سکتا ہے۔

پس انسان میں فطرتاً ایسے خواص کا ہونا کہ وہ اپنے ہم جنس انسان کی اطاعت کو اپنی غیرت و حمیت کے خلاف دیکھے۔ اور پھر کرے۔ اُس کی ترقی مدارج کا موجب ہے۔ اور یہی وہ راز ہے۔ جو نادان ظاہر پرست اور کوتاہ اندیش لوگوں نے نہ سمجھ کر خلق شیطان پر اعتراض کیا ہے۔ شیطان در اصل انسانی مدارج کی ترقی کا ایک ذریعہ ہے مگر بد باطن اور کمزور طبیعت کے لوگ اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

یہ ایک سچی فلسفی ہے۔ زہریلی اشیاء مثل سم الفار وغیرہ دنیا میں موجود ہیں۔ کیا خدا نے اُن کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ نادان انسان کھا کھا کر ہلاک ہوں؟ یا ایک دوسرے کی ہلاکت کا موجب ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں وہ تو انسان کی زندگی کی ایک ممد اور معاون چیز ہے۔ اور اُن ہزارہا زہروں کی تریاق ہے۔ جو انسان کی اپنی غلط کاریوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اصل یہی ہے۔ کہ دنیا میں کوئی چیز مضر نہیں ہے۔ مگر انسان کا استعمال اُسے مضر بنا لیتا ہے۔

ہم ایک اور بات بھی بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ جہاں ان اشیاء میں ایسے خواص اور قلوب انسانی میں ایسے مادے بغرض اصلاح انسان رکھے گئے ہیں۔ جو بہ ظاہر اُس کی اصلاح کے دشمن اور جان کے لینے والے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ وہاں اُن پر غلبہ پانے اور اقتدار حاصل کرنے کے قوے اوس سے زیادہ قوی موجود ہیں۔ لیکن چونکہ اول الذکر دل چسپ اور خوش نما نظر آتے ہیں۔ نادان اور ضعیف انسان اُن کا استعمال اور دوسروں کا عدم استعمال شروع کر دیتا ہے۔ پھر حسب قانون مستمرہ قدرت اول الذکر اپنی زہر پیدا کرتے ہیں۔ اور آخر الذکر کا تریاق کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زہر غالب آ جاتی اور تریاق کو بھی زہر کر لیتی ہے۔ انسان کی انٹی لیکچوال پاورز (قوائے ذہنی) کے فلسفہ پر غور کرنے سے ان باتوں کی تفتیش اور تحقیق میں ایک خاص لذت ملتی ہے۔

بہرحال انسان میں ایسے قوائے فطرتاً موجود ہیں۔ جو اُس کو اپنے ہم جنس کی اطاعت کی اجازت دینا نہیں چاہتے۔ ورنہ کیا بھید تھا؟ جو ہر ایک آنے

رسول کو کہا گیا۔ ما انت الا بشرٌ مثلنا سکتا ہی تو وہ بشر تھا۔ اور پھر اس میں کیا مصلحت الٰہی ہے۔ کہ رسول اُسی ملک کا باشندہ اور اُسی قوم کا ایک فرد آتا ہے جس ملک اور قوم کی طرف وہ مامور ہوتا ہے۔ اسی لئے کہ اُس کی اطاعت کی طرف وہ اور بھی کم جھکنے کا اظہار کریں گے۔ ورنہ ہو سکتا تھا۔ کہ کسی دوسرے ملک اور قوم میں سے آجاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ اعلیٰ مدارج کیونکر ملتے۔ غرض ہم نے مختصر اس راز کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسی قوم اور ملک میں کا یا یوں کہو کہ رسول منہم کیوں آتا ہے؟ اس بیان سے ہمارا مقصد یہ تھا۔ کہ باوجود ایسی رکاوٹوں کے جو طبعاً انسان کے لئے ایک صداقت کے قبول کرنے کے راہ پر ہوتی ہیں۔ پھر اگر ایک دل بھی پوری محبت ہاں ایسی محبت کے ساتھ جو اُس کو اپنی جان اپنے عزیز و اقارب یہاں تک کہ اپنے مربی و محسن والدین کو بھی اُس ایک انسان کی محبت پر قربان کر دینے کو آمادہ کر دے اور اس کے ساتھ ہو لے تو یقیناً سمجھو۔ اُس آنے والے نے ایک قابل ناز فتح حاصل کی۔ اور اگر وہ ایسے بہت سے دلوں کو تسخیر کر لے۔ اور اپنا گرویدہ بنا لے۔ تو پھر اُس کے عظیم الشان مظفر و منصور ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہہ مضمون ایسا لذیذ ہے۔ کہ جی چاہتا ہے۔ کہ لکھتے جائیں مگر طوالت کا خیال مانع ہے۔ اس لئے اب مختصر کرتے ہیں۔

اس اصول کے بعد ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں بھی ایک مدعی مامور من اللہ ہونے کا دعوے دار ہے۔ اور وہ کسی دور دراز ملک اور دیش سے نہیں آیا۔ نہ ایسا ہے۔ کہ ہم اُس کی زبان سے اور وہ ہماری بولی سے آشنا ہی نہیں۔ وہ ہم میں سے ہی ایک ہے۔ اسی پنجاب کا رہنے والا ہے۔ اُس نے ہم میں ہی پرورش پائی۔ اور بڑھا۔ اب اُس کے دعوے کی صداقت کے لئے ہم اتنا ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اُس نے ایسے دلوں پر فتح پائی ہے۔ یا نہیں؟ ہم اون تمام خوارق اور معارف اور اعجازی امور کو جو اُس کے ہاتھ سے سرزد ہوئے چھوڑتے ہیں۔ صرف یہی ایک بات دیکھتے ہیں۔ کہ وہ تسخیر قلوب میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ ہاں! بے شک اُس نے ایسے دل حاصل کئے ہیں۔ اور اون روحوں پر اپنا سکہ جمایا ہے۔ جن پر فتح پانا انسانی کام نہ تھا۔ اور پھر ایسی فتح کہ جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو۔ سب کچھ انہوں نے اُس کے ہاتھ میں دے دی۔ بے شک یہہ ہے۔ فتح مندی یہہ ہے۔ وہ کامیابی جسے کامیابی کہنا چاہئے۔ اور پھر ایک نہیں۔ دو نہیں۔ دس نہیں۔ ہزاروں دل ایسے اپنی سلک اطاعت میں منسلک کئے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ارادت اور عقیدت رکھتا ہے۔ وہ مدعی کون ہے؟ عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ایدہ اللہ الودود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کامیابی کے اظہار کے لئے اگر ہم دفتروں کے دفتر لکھیں۔ تو ختم نہ ہوں۔ ہم صرف ذیل میں اون تسخیر شدہ دلوں میں سے ایک دل کا ذکر کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنے الفاظ میں نہیں۔ بلکہ خود اُس کے اپنے ہی الفاظ میں جو روح اور راستی کے ساتھ ایک عظیم الشان طاقت و قوت کی بنا پر جو اُس کی روح کو حاصل ہوئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے اپنے ایک خط کے ذریعہ ظاہر کئے ہیں۔ اس مسخر دل سے ہمارے مخدوم و محسن جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مراد ہیں۔ اور یہہ خط اُنہوں نے اپنے ایک قدیم دوست چودھری نصر اللہ خاں صاحب پلیڈر سیالکوٹ کے نام بطور تبلیغ لکھا ہے۔ خط پر ہم کیا ریمارک کریں اسے صرف ناظرین ہی کی غور و فکر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ دیکھیں گے۔ کہ کس سچے جوش اور ارادت سے تبلیغ کی گئی ہے اس سے یہہ امر بھی ثابت ہوگا۔ کہ مولوی صاحب کو چودھری صاحب ممدوح سے کس قدر محبت ہے۔ کیونکہ انسان جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اپنے احباب کے لئے بھی اُسے عزیز رکھتا ہے۔ ہم کو اس امر کے اظہار کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ اُن کو امام الوقت کے ساتھ کہاں تک ارادت ہے۔ کہ ماں۔ باپ۔ عزیز و اقارب کی محبتوں تک کو وہ اُس کی محبت میں سرد کئے بیٹھے ہیں۔ ناظرین پڑھیں۔ اور غور کریں۔ کہ ایسے اشخاص کا حضرت اقدس کے پیچھے ہو لینا۔ کیا کم کامیابی ہے؟ سوچو! اور پھر سوچو! جناب مخدومنا مولانا مولوی نور الدین صاحب کے حالات سے جو واقف ہیں۔ اُن کو اور بھی غور کرنے کے لئے ایک وسیع میدان ملے گا۔ کہ کیونکر ایک شخص کی اطاعت کے لئے جو درحقیقت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔ وطن چھوڑا۔ مال و دولت چھوڑی اعزاز چھوڑا۔ اور سب کچھ چھوڑا۔ الغرض ایسے ہزارہا لوگ ہیں گے۔ جنہوں نے اس امام کو پہچانا۔ اور اوس کے پیچھے ہو لئے ہیں۔ اور الحمد للہ ہم بھی علی الاعلان اظہار کرتے ہیں۔ کہ خدا نے ہم کو بھی توفیق دی کہ اس امام کو پہچانیں اور اُس کے پیچھے ہو لیں۔ خدا تعالےٰ

...کو اور اُن تمام احباب کو جو اس نعمت کو پا چکے ہیں۔ استقامت نصیب کرے اور اُس غرض کو سمجھا دے۔ جس کے لئے وہ امام ہو کر آیا ہے۔ آمین۔

بالآخر ہم پھر ایک بار کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس **خط** کو ہمارے مخالف خصوصاً غور سے پڑھیں۔ کیونکہ اس میں اُن کے لئے نور ہے۔ اور اُنہیں ایک **راست باز** کی شناخت کی راہ نظر آتی ہے۔

ہمارے دوست اس خط کو ایک دوسری نظر سے پڑھیں۔ اور وہ اپنے اندر ٹٹول کر دیکھیں۔ کہ جب تک انسان **امام** کے ساتھ تعلق پیدا کر کے دنیا اور اہل دنیا کی **محبتوں** کو اُس کی محبت پر قربان نہ کر دے۔ وہ سچا متبع نہیں ہو سکتا۔ اس **گرامی قدر خط** کے سچی ارادت اور حقیقی عقیدت سے لکھے جانے کا ہمارے پاس یہ قوی اور زبردست ثبوت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود اُس کو قبولیت کا درجہ دیا۔ یعنے **حضرت اقدس** امام الزمان سلمہ اللہ الرحمٰن نے اتفاقاً اُسے پڑھا۔ اور اپنے جدید اور **ضروری رسالہ ضرورۃ الامام** کا ایک جزو قرار دیا۔ آخر میں دعا ہے۔ کہ جس **نیت** اور **غرض** کے لئے یہ خط لکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اُسے پورا کرے۔ اب ہم وہ اصل خط درج کرتے ہیں۔

وہو ہذا

مولوی عبدالکریم صاحب کا خط ایک دوست کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ

امابعد

من عبدالکریم الیٰ اخی و حبی نصراللہ خاں۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج میرے دل میں پھر تحریک ہوئی ہے۔ کہ کچھ درد دل کی کہانی آپ کو سناؤں ممکن ہے۔ کہ آپ بھی میرے ہمدرد بن جائیں۔ اتنی مدت کے بعد یہ تحریک خالی از مصالح نہ ہوگی۔ محرک قلوب اپنے بندوں کو عبث کام کی ترغیب نہیں دیا کرتا۔

چوہدری صاحب! میں بھی ابن آدمؑ ہوں۔ ضعیف عورت کے پیٹ سے نکلا ہوں۔ ضرور ہے۔ انسانی کمزوری۔ تعلقات کی کششیں اور رقت مجھ میں بھی ہو۔ بطن عورت سے نکلا ہوا اگر اور عوارض اسے چمٹ نہ جائیں۔ تو سنگ دل نہیں ہو سکتا۔ میری ماں بڑی رقیق قلب والی بڑھیا دائم المریض موجود ہے۔ میرا باپ بھی ہے۔ (اللھم عافہ و والدہ و وفقہ للحسنٰی) میرے عزیز اور نہایت ہی عزیز بھائی بھی ہیں۔ اور اور تعلقات بھی ہیں۔ تو پھر کیا میں پتھر کا کلیجہ رکھتا ہوں جو مہینوں گذر گئے یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہوں۔ یا کیا میں سودائی ہوں۔ اور میرے حواس میں خلل ہے۔ یا کیا میں مقلد کور باطن اور علوم حقہ سے نابلد محض ہوں۔ یا کیا میں فاسقانہ زندگی بسر کرنے میں اپنے کنبہ اپنے محلہ اور اپنے شہر میں مشہور ہوں۔ یا کیا میں مفلس نادار پیٹ کی غرض سے نت نئے بھروپ بدلنے والا قلاش ہوں۔ **یعلم اللہ والملائکۃ یشہدون**۔ کہ میں بحمد اللہ ان سب معائب سے بری ہوں۔ و **لا ازکی نفسی و لکن اللہ یزکی من یشاء**۔

تو پھر کس بات نے مجھ میں ایسی استقامت پیدا کر رکھی ہے۔ جو ان سب تعلقات پر غالب آگئی ہے۔ بہت صاف بات اور ایک ہی لفظ میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **امام زمان کی شناخت**۔ اللہ اللہ یہ کیا بات ہے۔ جس میں ایسی زبردست قدرت ہے۔ جو سارے ہی سلسلوں کو توڑ تاڑ دیتی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ میں بہ قدر استطاعت کتاب اللہ کے معارف و اسرار سے بہرہ مند ہوں۔ اور اپنے گھر میں کتاب اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے کے سوا مجھے اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔ پھر میں یہاں کیا سیکھتا ہوں۔ کیا وہ گھر میں پڑھنا اور ایک معتد بہ جماعت میں مشار الیہ اور مطمح انظار بننا میری روح یا میرے نفس کے بہلانے کو کافی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ **واللہ ثم تاللہ** ہرگز نہیں۔ میں قرآن کریم پڑھتا۔ لوگوں کو سناتا۔ جمعہ میں ممبر پر کھڑا ہو کر بڑے پر اثر اخلاق وعظیں کرتا۔ اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا۔ اور نواہی سے بچنے کی تاکیدیں کرتا مگر میرا نفس ہمیشہ مجھے اندر اندر ملامتیں کرتا۔ **لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون** شر۲۸ میں۔ دوسروں کو رولاتا۔ پر خود نہ روتا۔ اوروں کو ناکردنی اور ناگفتنی امور سے ہٹاتا پر خود نہ ہٹتا چونکہ منقبضہ ریا کار اور خود غرض مکار

نہ تھا۔ اور حقیقتاً حصول جاہ و دنیا میرا قبلہ ہمت نہ تھا۔ میرے دل میں جب ذرا تنہا ہوتا ہجوم کر کے بہت خیالات آتے۔ مگر چونکہ اپنی اصلاح کے لئے کوئی راہ دو روئے نظر نہ آتا اور ایمان ایسے چھوٹے خشک ٹکڑوں پر قانع ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا۔ آخر ان کشاکشوں سے ضعف دل کے سخت مرض میں گرفتار ہو گیا۔ بارہا مصمم ارادہ کیا کہ پڑھنا پڑھانا اور وعظ کرنا قطعاً چھوڑ دوں۔ پھر پھر لپک لپک کر اخلاق کی کتابوں۔ تصوف کی کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا۔ احیاء العلوم اور عوارف المعارف اور فتوحات مکیہ ہر چہار جلد اور اور کثیر کتابیں اسی غرض سے پڑھیں اور بہ توجہ پڑھیں۔ اور قرآن کریم تو میری روح کی غذا تھی۔ اور بحمد اللہ ہے۔ بچپن سے اور بالکل بے شعوری کے سن سے اس پاک بزرگ کی کتاب سے مجھے اس قدر انس ہے۔ کہ میں اس کا کم و کیف بیان نہیں کر سکتا۔ غرض علم تو بڑھ گیا۔ اور مجلس کے خوش کرنے اور وعظ کو سجانے کے لئے لطائف ظرائف بھی بہت حاصل ہو گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ بہت سے بیمار میرے ہاتھوں سے چنگے بھی ہو گئے۔ مگر مجھ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوتی تھی۔ آخر بڑے حیص بیص کے بعد مجھ پر کھولا گیا۔ کہ زندہ نمونہ یا اُس زندگی کے چشمہ پر پہونچنے کے سوا جو اندرونی آلائشوں کو دھو سکتا ہو۔ یہ میل روح سے اُترنے والی نہیں۔ ہادی کامل خاتم الانبیاء صلوات اللہ علیہ و سلامہٗ نے کس طرح صحابہ کو منازل سلوک ۲۳ برس میں طے کرائیں۔ قرآن علم تھا۔ اور آپ اس کا سچا عملی نمونہ تھے۔ قرآن کے احکام کی عظمت و جبروت کو مجرد الفاظ اور علمی رنگ نے فوق العادہ رنگ میں قلوب پر نہیں بٹھایا۔ بلکہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کے عملی نمونوں۔ اور بے نظیر اخلاق اور دیگر تائیدات سماویہ کی رفاقت اور پیا پے ظہور نے ایسا لازوال سکہ آپ کے خدام کے دلوں پر جمایا۔ خدا تعالیٰ کو چونکہ اسلام بہت پیارا ہے۔ اور اُس کا ابد الدھر تک قائم رکھنا منظور ہے۔ اس لئے اس نے پسند نہیں کیا کہ یہ مذہب بھی دیگر مذاہب عالم کی طرح قصوں اور افسانوں کے رنگ میں ہو کر تقویم پارینہ ہو جائے۔ اس پاک مذہب میں ہر زمانہ میں زندہ نمونے موجود رہے ہیں جنہوں نے علمی اور عملی طور پر حامل قرآن علیہ صلوات الرحمٰن کا زمانہ لوگوں کو یاد دلایا۔ اسی سنت کے موافق ہمارے زمانہ میں خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود ایدہ اللہ الودود کو ہم میں کھڑا کیا کہ زمانہ پر وہ ایک گواہ ہو جائے یعنے جو کچھ اس خط میں لکھنا چاہا تھا۔ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کے وجود پاک کی ضرورت پر چند وجدانی دلائل تھے۔ اس اثنا میں بعض تحریکات کی وجہ سے خود حضرت اقدس نے "ضرورت امام" پر پرسوں ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ ڈالا ہے۔ جو عنقریب شائع ہو گا۔ ناچار میں نے اس ارادے کو چھوڑ دیا۔

بالآخر میں اپنی نیکی سے بھری ہوئی صحبتوں کو آپ کے باقاعدہ حسن؎ ظن کو اور ان سب پر آپ کی نیکدل اور پاک تیاری کو آپ کو یاد دلاتا۔ اور آپ کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ سوچیں وقت بہت نازک ہے۔ جس زندہ ایمان کو قرآن چاہتا ہے۔ اور جیسی گناہ سوز آگ قرآن سینوں میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ وہ کہاں ہے میں خدائے رب عرش عظیم کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ وہی ایمان حضرت نائب الرسول مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اُس کی پاک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس کار خیر میں توقف کرنے سے مجھے خوف ہے۔ کہ دل میں کوئی خوفناک تبدیلی پیدا ہو جائے دنیا کا خوف چھوڑ دو۔ اور خدا کے لئے سب کچھ کھو دو۔ کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔ والسلام

۱۔ اکتوبر ۹۸ء

عاجز عبد الکریم از قادیان

؎ ارادت کے ساتھ درس کتاب المبین حاضر ہونے کو آپ کے اپنی نسبت کمال حسن ؎

الانذار

جلسہ طاعون کی مفصل تقریریں اور حضرت اقدس کی کل کارروائی درج کی گئی ہے۔

میر حامد شاہ صاحب کی بیدار کرنے والی نظم اور چوہدری رستم علی صاحب کا قصیدہ بھی شامل ہے۔

با ایں ہمہ قیمت صرف ۴/ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

جملہ درخواستیں باجازت وی پی ایڈیٹر الحکم کے نام ہو۔

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۸ نومبر ۱۸۹۸ء سے شروع ہوکر ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے - اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے - کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ (۲۰۱۰) مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے - دیا جاویگا - اور مبلغ اسار گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا اس میں سے مبلغ ۱۱ روپیہ ایسے اسپان کو جو واسطے رسالہ کے خرید کئے جاوینگے دیا جاویگا - اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوالے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے - اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا - فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپس یعنے باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا - اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہیگی +

المشتہر

مسٹر جے - جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر
اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل و گوہر بتیم سے بڑھ کر

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرت سر

اظہار بشارت

ناظرین ذی دانا طرز اشتہار و سناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مریض ان کو آزمائیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کی سچا اور سچوں کو پہچانا نہ بتائیں۔

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ ۔۔۔ اقرار نامہ اسٹام پر لکھا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا لے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ تو صحت کے طالب اولاد کے آرزو مند یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کردیا۔ مگر سہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تو انگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پاوے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں برباد وہ ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ کم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز لکٹ تحفہ طبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	۵عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہی ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہ گرجاوے	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	۵عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	۵عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	۵عہ		اسپغمہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	۵عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیہ	صہ		تیجا۔ چوتھیا تپ نانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ		ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سیل	عا	۲۷	آتشک گل بدن	۵عہ		سرسام	عا

المشتہر: شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

حضور انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - پانی بہنا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ عہ ممیریکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ سے خالص ممیرہ والا ... مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

ایمیں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم - جو کہ موتیا کا لگتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسکے سبب کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیا شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں کہ ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ہمیشہ پاس رکھنا چاہیئے - سلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر جی - ایم یسلنگے صاحب بہادر ایم ڈی ... سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

مؤ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کی تجربہ اپنی ایک برعلاج مسماۃ ... کے لیے جو ۶ سال سکنہ ... پر کیا ہے - مریضہ کو کئی آنکھوں کی ... ہونے لگے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑو سکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ کو نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شائد آنجناب کو یاد ہو گا - کہ بندہ نے آپ سے ممیریکا سفید سرمہ منگوایا تھا - جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمے دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب بڑی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور بتالی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بقصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو ایس اکسیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیرے) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں -
راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ ؛

۴ - جنابمن میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب و ریکیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -
دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۱۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ؛

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

اخبار الحکم

ایڈیٹر

نمبر ۳۴ | قادیان دار الامن و الامان مؤرخہ ۸ نومبر سنہ ۹۸ ع | جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہوسکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کردیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف عہ ار سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ بیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر عہ تک

پراندے ۴ر سے لے کر عہ تک

بیج بند عہ ر سے لے کر عہ تک

۳۔ زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں ڈال دیئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر پر ۱ر روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔

درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند مالکان احمدیہ ایجنسی کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ

امرتسر (پنجاب)

سچائی کا فیصلہ

کسی کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں - اس لئے ہم

نوٹ
بروئے ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فائدہ کی تعمیل نیت طلب ہدایت سے ہوگی - محصول و کمشن ڈاک بذمہ خریدار - درخواستیں بنام مشتہر بمندرجہ ذیل آنی چاہئیں

شرطیہ
صحت جسمانی کے طلبگار اس کو پڑھو اور ایک نسخہ منگوا کر آزماؤ

مفت
صحت جسمانی کے طلبگار اس کو پڑھو اور ایک نسخہ منگوا کر آزماؤ

نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہے مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے - اور اپنا پتہ خوشخط لکھو اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اس کا حوالہ دے - غربا کو خرچ روانگی دوا دیکر دوا روانہ کریں محصول ڈاک علاوہ

کا اشتہار ضروری

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو - اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو - یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے -

اکسیر حافظہ
فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں - ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اس کی سخت ضرورت ہے - دو ہفتہ کیواسطے ۸؍ - ایکماہ کیواسطے ۱؍ قیمت ۵؍ کیواسطے للعہ غریب طلبا کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر

خارش کی حکمی دوائی
تین دفعہ کا لگانا ہی فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے - دو دانس کے اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے فی پڑیہ ۸؍ بوسط تقسیم کر دیں پوڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۴؍ خرچ روانگی پر

دوائی ہاضمہ
بدہضمی درد شکم - قراقر - نفخ - امتلا - کھٹی ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید - قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے - ۸؍ غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۴؍ خرچ روانگی پر مفت ہے

دوائی آتشک
یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے - خوبی یہ ہے کہ منہ نہیں آتا - غذا گوشت پلاؤ - شوربا کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے -
۷ خوراک عہ ۱۴

سرمہ سلیمانی
ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیابند کو اکسیر ہے - ۱۰ ۱۲ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی - فیتولہ عہ اطبا و دیگر صاحبان پہلی دفعہ بغرض تجربہ فیتولہ عہ ؍

سفوف مرہم آتشک
اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں - زخم پہلے دن خشک اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پوڑیہ ۸؍ غربا کو بتصدیق معزز ۲؍ خرچ پر مفت -

اعجاز مسیحی
بڑھاپا کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے - اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر مرد - مرد اور مرد جوان مرد ہو جاتا ہے - قیمت ۔ ؍

عصائے پیری
رقت اور جریان کو مفید قوت باہ کے واسطے علاج فاتی دوائی لطف زندگانی - تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں - تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت ۔ ؍

دوائی وجع المفاصل
یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے - اس کے کار شخص صحیح و سالم ہوگئے ہیں - قیمت صرف عہ؍

تریاق سوزاک
سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو - تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے - ۲ خوراک عا

نسوار
جملہ امراض دماغی کو مفید - درد سر شقیقہ - سرخی چشم نزلہ زکام - چھینک کیواسطے دوائی بے نظیر - فی پوڑیہ ۸؍ غربا کو بتصدیق ۳؍ خرچ پر مفت

جادو کی گولی
جسم کے کسی حصہ میں بھی بادی کا درد ہو - فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - فی گولی ۲؍ فی درجن عہ؍

حبوب بواسیر
جو لوگ مرض کا کلی دفعیہ ممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - مسوں کی سوزش و خارش پہلے دن بند اور ۳ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے - قیمت عا

لگانیکی دوائی بواسیر
اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا - قیمت ۔ ؍

دوائی درد گردہ
درد کیسا ہی شدید ہو - ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے - فی گولی ۴؍ فی درجن عا -

المشتہر خاکسار غلام احمد برکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

مِن تحتہا الانہار میں ایک لطیفہ

قرآن کریم چونکہ ایک کامل کتاب ہے اس لئے وہ بے معنی اور بے فائدہ الفاظ استعمال نہیں کرتی۔ اسجگہ بظاہر تحتہا الانہار سے بھی وہی مطلب نکل آتا تھا جو مِن کے ایزاد سے پایا جاتا ہے اس لئے سرسری نظر میں کہہ سکتے ہیں کہ مِن کی کیا ضرورت تھی لیکن اگر غور کریں تو اس مِن کی تہ میں ایک لطیف بات مرکوز ہے۔ یعنے اونکے نیچے سے ندیاں بہتی اور نکلتی ہیں۔ کامل ایمان کا درخت دو عظیم الشان شاخوں سے بنا ہے ایک شاخ تعظیم لامر اللہ کے نام سے موسوم ہے اور دوسری شفقت علیٰ خلق اللہ کہلاتی ہے۔ اور اگر انمیں سے کوئی ایک شاخ بھی کامل نہو تو یہ لنڈورا درخت اپنے حقیقی معنوں میں شجر ایمان نہیں کہلا سکتا۔ پس وہ گوشہ نشین عابد یا زاہد جو کسی تیرہ و تار جنگل یا غار کوہ میں بیٹھا عبادت کر رہا ہے وہ کامل نہیں بلکہ ادھورا اور ناقص ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس مقام پر غور کریں۔ بارہا خود ہمارے دل میں یہ خیال آیا کہ اس غدار دنیا کو چھوڑ کر کسی جنگل و بیابان میں جہاں کوئی نہ دیکھے جا بیٹھیں۔ ایکبار اتفاقاً یہ ذکر ہم نے اپنے مخدوم مولانا مولوی نور الدین صاحب سے کیا انہوں نے اشارتاً کہا کہ یہ "مومن کی شان سے بعید ہے" اس تحریر کیوقت اس فقرے کا جو لطف اور ذوق ہم نے اٹھایا ہے دوسرا شاید نہ اٹھا سکے۔ ایمان اور کامل ایمان کی فلاسفی متحقق ہو گئی ہے۔ کیونکہ اخلاق فاضلہ جو ایک شعبہ ہے ایمان کا وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب کہ تعلق دوسرے انسانوں سے نہو۔ ہم نے اپنے دل میں یہ عزم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو کسی دوسرے وقت شجر ایمان پر کوئی مفصل لیڈر لکھیں اس لئے اب اسی پر اکتفا کرتے ہیں

اور پھر ایک بار استحضار مطلب کی خاطر مِن تحتہا الانہار کے معنے بیان کر جاتے ہیں کہ وہ ندیاں اُن درختوں کے نیچے سے بہتی ہونگی جو دوسروں کو بھی سرسبز کریں گی اور دنیا میں یہ امر بالمعروف کے رنگ میں متمثل ہیں اور یہ نعمت اور برکت اسی امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ ہی کو نصیب ہوئی ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف الآیہ۔ چونکہ امر بالمعروف کرنے سے جسقدر انسان نیک ہو جاتے ہیں اُنکے اعمال صالحہ کی ایک جزا کا حقدار یہ بھی ہوتا ہے جس سے اُسکے مدارج بڑھتے ہیں پس قیامت میں بھی داخل خلد ہو کر وہ امر بالمعروف جو اعمال صالحہ کی ایک شاخ ہے بہتی ندیوں کی صورت میں متمثل ہوگا۔

رزقنا من قبل کی فلاسفی

جنت الخلد میں جب مومن اور صالحہ لوگ اثمار شیریں کو کھائیں گے تو اُنکے ذائقہ اور مزے سے وہ تاڑ جائیں گے کہ یہی قسم اثمار ہم نے پہلے بھی کھائے ہیں اس پیشتر کہ ہم رزقنا من قبل کی فلاسفی پر بحث کریں یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ وہم کا ازالہ کر دیں جو اکثر کوتاہ اندیشوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے کہ بہشت بھی اگر کھانے پینے ہی کی چیزوں کا گھر ہے تو اس دنیا پر اُسے کیا تفوق ہوا؟ ہم مختصر طور پر اسکا جواب دیں گے۔

یہ بات خوب طور پر سمجھ لینی چاہیئے کہ یہ دنیا جسمیں ہم رہتے ہیں درحقیقت اُس عالم آخرت کی ایک ظلی تصویر ہے جو کچھ اس دنیا میں ہم ایمان اور اوسکے نتائج اور کفر اور اوسکے کیفر دیکھتے ہیں وہ مثالی رنگ میں ہیں اوسوقت ایک جسمانی اور حقیقی رنگ پر ہوں گے۔

اور یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے دیکھو ہم خواب میں کیونکر اشکال مختلفہ و مجسمہ کو دیکھتے ہیں کبھی مردوں سے ملاقات کرتے ہیں حالانکہ حواس کا تعطل بھی ہوتا ہے اور کبھی امور مادیہ کو دیکھتے ہیں۔ یہانتک کہ بعض اوقات خواب میں کوئی چیز کھاتے پیتے بھی ہیں حالانکہ نفس الامر میں ایسا نہیں ہوتا مگر اُسکے مزے اور ذائقہ سے پورا حظ اُٹھاتے ہیں اور عالم بیداری میں جسمانی طور پر اون اشیاء کو کھاتے پیتے ہیں پس اسی طرح پر یہ عالم عالم آخرت کے لئے مثالی ہے جو چیزیں ہم اسجگہ کھاتے پیتے ہیں وہ اس عالم کی اشیاء کا ایک ظل ہیں وہاں وہ حقیقی طور پر موجود ہونگی غرض یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں علاوہ ازیں جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ انسان روح اور جسم دو مختلف جزوں کا مجموعہ ہے تو یہ کیسے مان سکتے ہیں کہ پھر ہر ایک کے حسب حال نعماء جنت نہ ملیں۔

اب ہم رزقنا من قبل کی فلاسفی بتلاتے ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے اوپر کی سطروں کو بتوجہ تام پڑھ لینے سے یہ عقدہ علیٰ وجہ الاتم حل ہو سکتا ہے کہ دراصل یہ دنیا اوس عالم عقبیٰ کا ایک تمثل اور عکس ہے جیسے انسان آئینہ میں اپنی تصویر دیکھتا ہے تو وہ تمام خط و خال اوسمیں بلا تفاوت نظر آتے ہیں حالانکہ وہ صرف عکس ہی عکس ہوتا ہے اور حقیقت کچھ اور ہی ہوتی ہے اسطرح سے اون نعماء الٰہی کا نمونہ اس دنیا ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں ومن خاف مقام ربہ جنتان مثل الجنۃ التی وعد المتقون یعنے جو شخص اپنے اللہ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور اوسنے گناہ چھوڑ دیئے۔ اوسکے لئے دو جنتیں ہیں پس چونکہ اوس جنت کا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے اور مثالی طور پر یہاں بھی اعمال صالحہ کی جزائے حسنہ کا حظ انسان اُٹھاتا اور انعام پاتا ہے اس لئے وہاں جب وہ جزا دی جاویگی تو چونکہ حواس اپنے کام سے معطل نہونگے وہ نقشہ عالم مثال کا اوسکے سامنے آجاویگا۔ اور وہ تصویر آنکھوں میں پھر جاویگی جو آیئنہ دنیا میں نظر آتی تھی اسلئے کہہ اُٹھیں گے رزقنا من قبل۔

اور اسکی تشریح مزید خود اس کے آگے اللہ تعالےٰ نے واتوا بہ متشابہا میں فرمادی ہے واو کو واو تفسیر قرار دیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشیاء اور نعما جو مثالی طور پر دنیا میں

باعث احتطاط تھے اب ایک ایک عمل کے بدلے کئی کئی ملیں گے۔ بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک عمل کی جزا ایک ملنی چاہیے۔ نہ ایک سے زیادہ افسوس! وہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت کو اپنا مقتدا ٹھہراتے! مگر اس پر نظر اور فکر کرنے سے جی چراتے ہیں وہ دیکھیں! کہ کیونکر ایک دانہ زمین میں بویا جاتا ہے اور اس سے ایک درخت پیدا ہوتا ہے جو مختلف رنگ کے اجزاء اپنے اندر رکھتا ہے۔ کچھ حصہ ایسا ہے کہ چارہ بننے اور اور ضروریات کے کام آتا ہے اور ایک حصہ ہے کہ اسمیں سے ایک دانہ کی بجائے بہت سے دانے نکلتے ہیں پھر اس دانے میں پرورش کے مختلف اجزا اور غذایت کے مختلف حصے موجود ہیں۔ اسی طرح سے عمل صالحہ مجرد ایک ہی چیز نہیں ہوتا بلکہ اوسمیں بہت سی خوبیاں ہوتی ہیں اسی لئے اسکی جزا میں بہت کچھ ملتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ملنے کی فلاسفی اسی سے سمجھ میں آسکتی ہے اور اسکو اگر زیادہ وسیع کریں تو محدود اعمال کی جزا سے غیر محدود ملنے پر اعتراض کرنے والے احمقوں کے اعتراض کا جواب ملسکتا ہے۔

نوٹ۔ چونکہ مضمون طویل ہوگیا ہے اس لئے لھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون پر ایک لطیف بحث انشاء اللہ العزیز اگلے اشو میں کرینگے۔ جسمیں اعمال محدودہ کی جزا غیر محدود ہونے اور بہشت میں عورتوں حوروں کے ملنے پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں اونپر بھی بفضلہ تعالیٰ روشنی ڈالی جاوے گی۔

(ایجیمبرز ایڈیٹر)

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایتنامہ عین انتظاری کی حالتمیں پہونچا۔ خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہاں تک شکر کروں اور کیونکر اسکی نعمتوں کا حق بجالاؤں کہ اس پر ظلمت زمانہ میں مجھ جیسے غریب تنہا بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست اسنے میسر کئے سو اسی سے میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ آپکو اپنی الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین۔

اور یہ تبتل تام کی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہیں یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے جو بغیر فنا کے اتم کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ فی الحقیقت اسیکا نام فناء اتم ہے کہ تبتل تام حاصل ہوجائے اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے کہ جب ہر ایک حجاب کا خرق ہوکر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جائے۔

حجاب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں اور کچھ نظر اور فکر کی حاجت نہیں جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیطرف توجہ کرنا۔ مخلوق سے مرادیں اور حاجات مانگنا اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت میں مبتلا رہنا اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھ امید رکھنا اور زید عمرو کے وجود کو دخیل سمجھنا۔ کسی کو کارخانہ ربوبیت کا شریک سمجھکر حق ربوبیت میں شریک ٹھہرا دینا۔ عبادات یا اعتقادات میں کسیکو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا۔ حضرت باری کے امر اور نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہشوں کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا اور بندگی اور فرمانبرداری کی حد پر نہ ٹھہرنا یہ تو وہ سب حجب ہیں جو بدیہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک کو سمجھ آسکتے ہیں بشرطیکہ فطرت صحیحہ میں کچھ خلل نہو۔

دوسری قسم کے حجاب وہ ہیں جو نظری ہیں جنکے سمجھنے کے لئے کامل درجہ پر عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیے اور وہ یہ ہے کہ اسماء اور صفات الہیہ تک رابطہ محدود رہے اور ذات بحت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت بغرض حصول اسکے انعام و اکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء و صفات الہیہ پر نظر رکھتا ہے اور محبت ذاتی کے شربت عذب سے ابھی کچھ اسکو نصیب نہیں اور اسکا رابطہ معرض خطر میں ہے کیونکہ اسماء و صفات الہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ میں تجلی نہیں فرماتیں اور کبھی جلال اور کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف ہوتا ہے غرض ان دونوں قسموں کے حجابوں سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولیٰ حقیقی سے ذاتی طور پر محبت پیدا ہو جسکو کوئی چیز روک نہ سکے اور منجملہ ظاہری اور باطنی اور افاقی اور انفسی حجابوں کے کوئی حجاب باقی نہ رہے تو یہ وہ مرتبہ ہے جسکو تبتل تام کہنا چاہیے اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام اور ایلام محبوب کا ایک ہی رنگ میں دکھائی دیتا ہے بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی زیادہ محبت بڑھتی ہے اور پہلی حالت سے آگے قدم بڑھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب محبت ذاتی کی موجیں جوش میں آتی ہیں تو اسماء اور صفات پر نظر نہیں رہتی اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی کی یاد میں ہوجاتا ہے اور وجہ اللہ کا تعلق ذات باری کیطرح بیچوں اور بیچگوں ہوتا ہے اور محب صادق کسی کو اس بات کی وجہ نہیں بتا سکتا کہ کیوں وہ اس محبوب سے محبت رکھتا ہے اور کیوں اسکے لئے بدل وجان فدا ہورہا ہے اور اس محبت اور اطاعت اور جاں فشانی سے

اسکی غرض کیا ہے کیونکہ وہ ایک جذبہ الٰہی ہے جو بطور موہبت خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے کوئی مصنوعی بات نہیں جسکی وجہ بیان ہو سکے یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے اور یہی وہ موت روحانی ہے جسکی اہل اللہ کے نزدیک فنا سے تعبیر کیجاتی ہے کیونکہ اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا ہے اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولیٰ کریم کی ہر ایک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے اور جو کچھ اس دوست کے ہاتھ سے پہونچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے اور اُسکا قہر اور لطف سب لطف ہی دکھائی دیتا ہے اور حقیقت میں وہ سب لطف ہی ہوتا ہے پھر محب صادق نہ قہر سے غرض رکھتا ہے نہ لطف سے۔

غریق و رطۂ بحر محبت
نہ بر قہرش نظر باشد نہ بر کیں
بگوشِ عاشق از لبہائے دلدار
چناں نفریں عزیز آید کہ تحسیں
چناں رویش خوش افتد از سرِ عشق
کہ قربان میکند بر وے دل و دیں
شب و روزش بدلبر کار باشد
دل و جانش شود آں یار شیریں
بسوزد ہر چہ غیرِ یار باشد
ہمیں ایں عشق را رسم است و آئیں

اور اس عاجز کا یہ مصرع کہ قربان میکند بر وے دل و دیں یہ معنے رکھتا ہے کہ قبل از جذبۂ عشق جو کچھ انسان کے دل میں رسوم و عادات بھری ہوئی ہوتی ہیں اور جو کچھ جہل مرکب کی باتیں اور پُر تعصب خیالات اُسکے سینہ میں جمے ہوئے ہیں اصل میں وہی اسکا دین ہوتا ہے جسکو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا اور جب جذبہ عشق اُسپر غالب آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کیطرح رگ و ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہیں بآسانی چھوٹ جاتے ہیں اور پھر بعد اسکے عشق الٰہی ایک پاک دین تعلیم کرتا ہے کہ جو عادت اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے پس نافع اور مبارک دین ہی ہوتا ہے جو عشق کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات ہیں وہ بہت سے زہروں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے لایق ہیں کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور اُنکے عوض میں وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمہ سے نکلے ہیں اور جو ہر یک تعصب اور رسم اور عادت سے منزہ ہیں حاصل کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق کے ہرگز ممکن ہی نہیں کہ اُٹھ سکیں۔ مدار کار جذبہ عشق پر ہے جو قلب پر مستولی ہوتا ہے اور جب وہ مستولی ہوتا ہے تو نفس اپنی اندرونی آلایش سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کے چھپے ہوئے جو عیب تھے اُس سے دور ہوتے ہیں کہ جب عشق الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ دل پر وارد ہوتی ہے۔ نقد اعمال صالحہ جنپر کشود کار موقوف ہے تب ہی صادر ہوتے ہیں کہ جب اُنکو حرکت دینے والا عشق ہوتا ہے کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی اور مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی عقدہ نہیں کھلتا بلکہ جب تک سالک رسم اور عادت کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا مورد غضب الٰہی رہتا ہے کیونکہ وہ خدا کی طرف سے مونہہ پھیر رہا ہے اور اُسکے غیر کی طرف متوجہ ہے

جبکہ رسم اور عادت بھی ماسوا اللہ ہے اور ہر یک ماسوا اللہ خدا سے دور ڈالتا ہے اور سلامتی قلب میں خلل انداز ہے سو سالک کے لئے جو بات سب سے پہلے لازم ہے وہ یہی ہے کہ رسم اور عادت سے باہر ہو اور پھر خلوص نیت سے ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا پر عمل کرے تا اپنے مرض سے شفا پاوے اور ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے مگر افسوس کہ بہت سے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو رہے ہیں کہ رسوم اور عادات کے رنگ میں ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہیں اور جس حقیقت اور حق بینی سے انسان کا دل منور ہوتا ہے اور جس دولت اور سعادت سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے اُسکی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے کیا بدقسمتی ہے ہائے ہائے۔

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
عشق بازاں در مقام دیگر اند
گر دلا زیں کوچہ بیروں نگذریم
ہم سگان کوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں کہ دھوکا کھا سکے اسکی دلوں پر نظر ہے اور حقیقتوں پر نگاہ ہے وہ رسموں اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے اور آفاقی اور انفسی شرکوں سے بکلی باہر نہ آجائے تب تک الطاف الٰہیہ اُسکی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں۔ تبھی کامل ایمان میسر آتا ہے کہ جب وہ موت کہ جسکو ابھی ہم نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے انسان منظور کر لیتا ہے اور کلا یخافون لومۃ لائم کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اور حقیقت اسلام بھی تبھی اپنا چہرہ مصفا دکھاتی ہے کہ جب یہ موت حاصل ہو جائے حق تعالیٰ ہم کو اور آپکو اور ہر یک کو جو طالب ہے اس اخلاص سے

بہرہ مت کرے - زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے جس سے تمام کاروبار منقلب ہوا جاتا ہے ہریک بات مالک حقیقی کے اختیار میں ہے ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے فتح اور شکست سے مطلب نہیں عبودیت سے مطلب ہے اس راہ میں جنہوں نے بہت سی خدمتیں کیں پھر بھی وہ سیر نہ ہوئے پر ہمیں کیونکر آرام ہو جنہوں نے ابتک کچھ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم اور حزن خدا کے سامنے ہے - [illegible] وہ ملال ہے کہ جو صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملہ بھی کر رہے ہیں لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے وہی ایک ہے [illegible] اپنے عاجز اور ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے مامور کیا ہے اب دیکھئے کہ کب تک [illegible] عرش تک اس عاجز کی آہیں پہنچتی ہیں - [illegible] لکھا تھا کہ بعض احباب علماء کی طرف سے [illegible] لائے ہیں کہ اتباع قال اللہ وقال الرسول اور ترجیح اسکی دوسروں لوگوں کے [illegible] پر کفر ہے مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے کہ [illegible] سعادت کہ کسی کو یہ کفر حاصل ہو ——

گر [illegible] بدست آید برو قربان کنم صد دیں *
خدا [illegible] ہم برین کفر و برین آئیں *

حضرت [illegible] الرسول خیر الرسل فخر الرسل محمد [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اُسکی پاک اور کامل حدیث اور خدا کا سچا نور اور [illegible] کلام ترک کرکے پھر اور کونسی پناہ ہے جس [illegible] کریں اور اُس سے زیادہ کون [illegible] ہماری دلبری کرے -

[illegible] از روئے دلبرم *
[illegible] کہ افگنم آں دل کجا برم *
[illegible] دیدیم این کہ تیر بباید برابرم

[illegible] کی طرف متوجہ ہوں اور عاشق صادق کی طرح قول سے فعل سے مدح سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہو جائیں کہ سب برکات اسی میں ہیں اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے اور بڑی بڑی زنجیریں پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں اور کوئی اسطرف آنہیں سکتا مگر جسکو خدا کھینچکر لاوے سو صبر سے استقامت سے انکی جور و جفا کا تحمل کرنا چاہیئے دنیا اُنہیں سے دوستی رکھتی ہے جو دنیا سے مشابہ ہوتے ہیں مگر جو خدا کے بندے ہیں گو وہ کسی سے ہی تنہا اور غریب ہوں تب بھی خدا اُنکے ساتھ ہے ان اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب

آپ کے سب دوستوں کو سلام پہونچے - ۱۹ر اگست ۱۸۹۸ء مطابق ۱۹ر شوال ۱۳۱۵ ہجری

بریف نوٹس

ڈومیسٹک

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم بھائی منشی نواب دین صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول دینا نگر کے ہاں ۲۲ر ستمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعرات بوقت ۸½ بجے صبح کے خدا تعالیٰ کے کمال فضل وکرم سے فرزند پیدا ہوا - نام نصیر الدین رکھا گیا اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرے اور عمر طبعی تک پہونچا وے آمین -

ہمارے ایک مخلص اور صادق کرمفرما ہمکو بذریعہ تحریر مندرجہ ذیل اطلاع دیتے ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُنکے اس نیک ارادے میں اُنکو کامیاب کرے اور توفیق رفیق حال کرے یہ ایک عمدہ سلسلہ ہے اگر ہمارے احباب اپنی دعاؤں میں اپنے احباب کو شامل کرلیا کریں تو بہت فایدہ ہو سکتا ہے باہمی محبت وارتباط کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال کیونکہ دُعا بھی ایک عبادت اور نیکی ہے اور دوسرے کے لئے دعا کرنا ایک نیکی اللہ تعالیٰ اِس نیکی کے عوض میں اپنا فضل کرتا ہے وہ تحریر یہ ہے -

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی شیخ صاحب حفظک اللہ الرحمٰن -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - الحکم ملا - اور موجب ہدایت ہوا - جزاکم اللہ احسن الجزاء - ایک ضروری امر اسوقت عرض کرتا ہوں - اللہ تعالیٰ کے اُن احسانات لا منتہای کا شکریہ ہم کیا ادا کر سکتے ہیں جو اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سا کامل البشر بھیج کر ہمیشہ کمزور اور نادان بندوں کی دنیا اور دین کے ہر ایک امر میں جو پیش ہو سکتا ہے دستگیری فرمائی اور انسانی حالات کے متعلق کوئی ایسی بات نہ رہی جسکے واسطے وہ خیر الرسل ہمارا ہادی اور رہنما نہ ہو - ایک [illegible] میں آیا ہے رسول خدا (فداہ ابی وامی) نے فرمایا اللّٰھم انی اعوذ بک من الکفر والدّین - یا اللہ میں کفر اور قرضہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں - اصحاب میں سے ایک نے عرض کی یا رسول اللہ آپ قرض کو کفر کے ساتھ ایک کرتے ہیں فرمایا ہاں - ایسی ہی اور کئی ایک حدیثیں اور دعائیں قرض کے متعلق ہیں کنوں آدم برسر مطلب - ان دنوں بعض وجوہات سے میں ایک سخت قرضہ میں مبتلا ہو گیا ہوں لیکن مجھے اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے کہ مجھے ضائع نہ کریگا - کیونکہ میرا ہاتھ اس عبداللہ کے قدموں میں ہے جسکو جل شانہٗ نے یوں مخاطب کیا ہے - لمثلک ذرّیۃ لا یضاع - تیرے جیسا موتی ضایع نہیں کیا جاتا - اور میں ہرگز ناامید نہیں ہوں - اسلئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مجاہدہ کے طور پر چند روز خاص اس امر کے لئے دعا کروں اور ہر روز کچھ وقت اس دعا کے واسطے خاص کروں لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ سعی میں صرف اپنے ہی لئے نہ کروں بلکہ تمام بھائیوں کو جو کہ خاص یا عام کسیطرح کے قرضہ میں مبتلا ہوں اپنی دعا میں شامل کروں تاکہ بعض بعض کی شمولیت کی برکت سے مخلصی پائیں اور للّٰہی

[illegible]

میاں محمد حسین بٹالوی اور اُسکو عالم سمجھنے والے پڑھیں

ذیل میں ہم ایک قابل قدر مضمون درج کرتے ہیں جو میاں محمد حسین بٹالوی کی **قابلیت** کے اظہار کی خاطر لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ ایک عام **عادت** اور **سُنت** ہے کہ وہ اپنے مور کی توہین کرنے والے کو اُسی رنگ میں ذلیل کرتا ہے جس رنگ میں وہ اُسکی ذلت کا خواہاں ہو دریدہ دہن بٹالوی نے جس بے باکی اور شوخی کے ساتھ **حضرت اقدس** کی پاک ذات پر افترا باندھے ہے اور رکیک اور بیجا حجتوں سے اعتراض کئے ہیں اوس سے سلک خوب آگاہ ہے اور یہ امر بھی روز روشن کیطرح معلوم ہے کہ یہ اپنی ہر منصوبہ بازی میں خائب و خاسر ہوتا رہا ہے اور **انی مھین من اراد اھانتک** کے زبردست الہام کا مورد بنتا رہا ہے۔ جب علوم عربیہ سے ناواقف ہونیکا اعتراض حضرت اقدس کی **نسبت** کیا تو خدا تعالےٰ کی غیوری نے ایسا جوش مارا کہ ادہر تو عربی کو **تصنیفات** کا بحر مواج جاری کر دیا اور مخالفوں باوجود کثیر التعداد انعام کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے بلانے پر بھی مبہوت و ساکت کر دیا۔ بٹالوی سے جب تصنیفات عربیہ کا جواب بن آیا تو اُسنے یہ کہنا شروع کیا کہ اُسکی تحریروں میں غلطیاں ہیں مگر ایک بھی دکھا نہ سکا خدا کی شان کہ خدا نے اس پہلو میں بھی اُسے ذلیل ہی کر کے چھوڑا کہ عربی میں تو اُس نے آجتک ایک سطر بھی نہیں لکھی مگر بعض الفاظ جو اپنی بیہودی اردو تحریر میں چڑک جایا کرتا تھا وہ بھی صحیح نہیں لکھہ سکا چنانچہ ذیل کی قابل قدر تحریر سے جو ہمارے ایک مکرم دوست نے راولپنڈی سے لکھی ہے معلوم ہو جاویگا۔ ہم انشاء اللہ عنقریب میاں محمد حسین کی ان کارروائیوں پر ایک مفصل ریویو کرنے والے ہیں۔ (ایڈیٹر)

شیخ محمد حسین بطالوی کی فضیلت اور ہمہ دانی کا ایک نمونہ

میاں بطالوی کی اشاعۃ السنۃ کے مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہے کہ اُسنے اپنی فضیلت نمائی میں کیا کیا **اَنَا وَلَا غَیْرِیْ** کے دعوے کئے ہیں اور اپنی ہمہ دانی کا اسقدر مدعی ہے کہ کسی کو اُسنے برابر نہیں سمجہا خصوصًا مرزا صاحب امام الزمان سے تو اُسنے وہ وہ چالاکیاں کی ہیں اور بے ادبیوں سے پیش آیا ہے کہ **نعوذ باللہ** خدا کی پناہ اُنکی عربی کو اربی کچالو کہتا اور مسخریاں اڑاتا ہے مگر خدا کی مستمرہ عادت ہے کہ وہ متکبر کو مونہہ کے بل گراتا ہے۔ اشاعۃ السنۃ کے نمبرہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۴ پر اُسنے تفسیر القرآن کا اشتہار دیا ہے۔ اور یہ اشتہار کئی پرچوں میں دیا اور اپنے ہمعصروں سے التماس کرتا ہے کہ یہ میرا اشتہار اپنے اپنے پرچوں میں چھاپیں جسکا عنوان یہ ہے۔ **تفسیر القرآن کا اشتہار اور اخوان دین سے استیشار** میاں مذکور کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بہائیوں سے مشورہ طلب کرنا۔ چنانچہ آگے چل کر **صفحہ ۱۳۵** پر (جہاں **اشتہار** ختم ہوتا ہے) لکہا ہے کہ **اِس مبارک کام** (یعنے تفسیر القرآن) کے متعلق اخوان دین سے یہ مشورہ لیا جاتا ہے کہ اس **مضمون تفسیر القرآن** کو ہم رسالہ اشاعۃ السنۃ کے کسی حصہ میں درج کریں یا اسکے واسطے رسالہ سے علیحدہ اوراق تجویز کریں۔

غرض یہ کہ میاں مذکور نے **اِستیشار** کے لفظ کو مشورہ لینے کے معنوں میں لیا ہے (حالانکہ یہ **سخت غلطی** ہے کوئی نادان بچہ بھی جو علم صرف ولغت سے ذرا بھی مس رکھتا ہو اس لفظ کو مشورہ کے معنوں میں استعمال نکریگا اب اس کے اصل معنے سے ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں **استیشار کا مادہ وشر** مثال وادی ہے جسکے معنے دانت کو تیز کرنا دیکہو صراح اور منتہی الارب دشرٌ دانتوں کو تیز کرنا اور رگڑ کر لمبے دانتوں کو چھوٹا کرنا **قرآن کریم کا معجزہ** ہے کہ جو نالائق اس کی تفسیر کرنے کا ارادہ کرے خداوند تعالیٰ بفحوائے کریمہ **لایمسّہ الا المطہرون** اُسکے علم کی پردہ دری کرکے قلعی اوسکی کھول دیتا ہے اور اپنے ہی ہاتھوں سے وہ ذِلت کے اسباب مہیا کرکے ذلیل ہوتا ہے اور ایک جہان دیکھہ لیتا ہے کہ وہ تطہّر کی شرط جو قرآن نے لگائی ہے اس میں موجود نہیں یہی حال بیچارہ بطالوی کا ہوا کہ اب ادنیٰ ادنیٰ صرفی بھی اُس کا یہ اشتہار پڑہکر کہہ رہے ہیں کہ جسکو ایک آسان صیغہ صرف کا بھی نہیں آتا جو مبتدی صرفی بھی جانتے ہیں تو یہ قرآن کریم کی تفسیر کیا خاک کریگا اور اس کے علم کے دعاوی سنکر مسخریاں اُڑا رہے ہیں مشورہ طلب کرنے کے معنوں میں لفظ **استشارہ** آتا ہے اور **استیشار** کا مطلب دانت تیز کرانے کی درخواست ہوگا سو میاں صاحب کی عبارت (قرآن کریم کی تفسیر کا اشتہار اور اخوان دین سے استیشار) کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان بہائیوں سے دانت تیز کرانے کی درخواست۔ تو ہم جانتے ہیں کہ میاں مذکور کو جناب امام الزمان علیہ السلام کے دندان شکن جوابوں نے یہ نقصان ضرور پہونچایا ہے

کہ آپ کے دانت نہایت کند ہو گئے ہیں جنکے تیز کرانے کے لئے اشتہار دینے کی اس غریب کو ضرورت پیش آئی۔ سو دیکھئے کہ اب اسکی دستگیری کرکے کون اسکے دانت تیز کرتا ہے سچ ہے جب دانت تیز نہ ہوں تو کوئی بات نہیں بچارے شکاری جانور درندے وغیرہ جب بوڑھے ہوجاتے ہیں اور دانت اُنکے کند ہوجاتے ہیں تو اُنکی قوت سبعیت (درندگی) میں فرق آجاتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمتہ ؎

پس از عزم آہو گرفتن بہ پیے
الکہ خورد ہ از گوسپندان حے

دوسرا معنی استیشار کا عورت کا درخواست کرنا لمبے دانتوں کو چھوٹا کرانے اور روشن کرانے کے لئے (منتہی الارب) سو اس اشتہار سے یہ مطلب واضح ہوتا ہے کہ اشتہار دینے والی کوئی عورت ہے جو بدقسمتی سے بوڑھی ہوگئی اور دانت بڑہ کر بدنما ہو گئے ہیں اب وہ اخوان دین سے دانت چھوٹے اور روشن کروانے کی درخواست کرتی ہے تاکہ وہ جوان معلوم ہو اور اُسکے بڑھاپے کا عیب چھپ جاوے سو اُس عورت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت چھوٹے اور روشن کرانے والی عورت پر لعنت کی جائے جیسا کہ فرمایا لعن اللہ الواشرۃ والمستوشرۃ یعنی اللہ لعنت کرتا ہے دانت چھوٹے کرنے والی اور کرانے والی عورت پر۔ چونکہ دانت چھوٹے اور روشن کرنے والی پر لعنت ہے اس لئے اخوان دین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اُس عورت کی درخواست کو نامنظور کریں اور اُس عورت کو واضح ہو فیالیت الشباب یعود یوماً × فاخبرہ بما فعل المشیب ×

کاش کے جوانی ایکدن لوٹ کر آتی تو میں اُسے خبر دیتا جو بڑھاپے نے میرے ساتھہ کیا) والی رجا اور نہ پورا ہونے والی آرزو سے مایوس ہو بیٹھے یہ تیرے دانت کوئی ٹھیک نہیں کرسکتا یہ میاں صاحب کا علمی بساط ہے جس پر عزہ و نازاں ہوتے ہوتے بچارے کا گلہ بیٹھ گیا اور غوغہ و شور کرتے کرتے جہانکو سر پر اُٹھالیا انی مھین من اراد اھانتک۔ والہ الہام اب بھی پورا ہوا یا نہیں حضرت امام الزمان کو اسی موںہہ سے جاہل کہتا تھا کہاں گئی وہ صرف اور لغتدانی جس پہ مولوی کہلاتا تھا بلکہ حضرت حکیم الامت مولنا مولوی نورالدین صاحب مدظلہٗ کو مولوی کہنے سے غیظ و غضب میں آجاتا اور صرف طبیب کہکر پکارتا تہا اب میاں مذکور کو شیخ سعدی علیہ الرحمت کا مشورہ ہم سناتے ہیں ؎ بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست × کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست۔

راقم ایک کمترین غلامان حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام
(از راولپنڈی)

افریقہ میں مذہبی مباحثہ

ذیل میں ہم ایک خط و کتابت درج کرتے ہیں جو ایک آریہ اور ہمارے برادر معظم بابو محمد افضل کے درمیان ہوئی ہے۔ ہم فی الحال کوئی ریمارک کرنا مناسب نہیں سمجھتے جب تک کہ کل خط و کتابت شایع نہ ہولے بعد ہم سوالات متفسرہ آریہ صاحب کے جوابات بھی انشاء اللہ درج کریں گے اور اُسکی تحریر پر مناسب ریمارک بھی۔
(ایڈیٹر)

خط آریہ

مہربانمن۔ خدا آپ کو راہ راست کے دکھانے میں چشم بینا و عقل سلیم عطا فرماوے مسئلہ نیوگ کے متعلق اگر کوئی ناواقف بے علمی سے اسکی باریکیوں کو نہ سمجھکر اور نفس امارہ کا غلام ہوکر اس کو مکروہ و حرامکاری ظاہر کرے۔ تو اس کا کچھ قصور نہیں۔ بلکہ جیسا مرض یرقان کے مریض کو کل اشیا زرد ہی زرد نظر آتی ہیں اور اسمیں صرف اسکی قوت بصارت کا قصور ہے۔ ناکہ درحقیقت ان اشیاء کے رنگ میں کسی قسم کی تبدیلی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مرض تعصب میں مبتلا بنی نوع انسان میں نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ کی گندی تعلیم حاصل کرکے فرقہ اناث و ذکور کے باہمی تعلقات میں انصاف کو ہاتھہ سے دیتا ہوا دیدۂ عقل کو بند کرکے نہ دیکھہ سکے یا قوت ممیزہ کی آنکھہ پھوڑ ڈالے تو کچھہ عجب نہیں۔ ورنہ یہ صاف بیان ہے کہ قانون قدرت ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں تبدیل نہیں ہوسکتی۔ اور نہ خالق کو انکے کرنے کی ضرورت ہے اور اس لئے اونکی تبدیلی ذات باری تعالی کے لئے باعث دہبہ۔

اب رہا انعام و تاوان کے بارہ میں شاید خدائے قادیاں کے الہام کی بدولت آپکو کسی خزانہ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو اسی طرح سے تاوان بھرنے اور انعام دینے کے لئے تیار نظر آتے ہو۔ مگر یاد رہے کہ یہ خزانہ صراف لائق نے برہان قاطع کی کسوٹی سے پرکھہ کر طلسمانی دہوکہ ثابت کرکے پایۂ تکذیب کو پہونچادیا ہے۔ ورنہ سچ جہوٹ کے فیصلہ کے واسطے صرف سوالات و جوابات کا چھپنا و شایع ہو جانا ہی کافی ہوتا ہے۔ اور پبلک کی رائے ہے تاوان و انعام کے قایم مقام۔ مفصلہ ذیل سوالات کے متعلق جوابات تحریر فرمائیں تاکہ راستی کا بول بالا و جہوٹ کا موںہہ کالا ہو۔

سوال

اول - نکاح کس مطلب کے لئے ہے۔

دوم اس بارے میں مرد و عورت کو برابر حقوق حاصل ہیں یا کم و بیش اگر کم و بیش ہیں تو کیا وجہ۔

سوم مرد کے دائم المریض و ناکارہ ہو جانے کی صورت میں اسکی منکوحہ کے لئے کیا طریق اور کونسے احکام ہیں جن پر عامل ہونے سے ظاہر او پوشیدہ زناکاری نہ پھیلے۔

چہارم مرد و عورت کو اپنی عمر میں باہمی طلاق دینے و نئے نکاح کرنے کی اجازت کسی تعداد مقررہ تک ہے یا غیر مقررہ اگر مقرر ہے تو کہاں تک۔

پنجم ہابیل و قابیل کی لڑائی کی وجہ۔

ششم کتبہائے مسلمہ اہل اسلام متعلقہ تفاسیر - احادیث - روایات کی فہرست تاکہ آئندہ حوالہ سمیت جواب دیا جائے۔

(گنگا رام آریہ)

جناب لالہ گنگا رام صاحب آریہ

آپکا گالیوں سے بھرا ہوا خط جو شاید آریہ سماج کا موروثی شیوہ ہے ۲۹ راگست ۱۸۹۸ء کو مجھکو ملا تھا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ آپ ہندوستان جانے کے لئے کلنڈی تشریف لے گئے ہیں اس لئے میں جواب لکھتے لکھتے رہ گیا اب معلوم ہوا کہ آپکا جانا ملتوی ہو گیا ہے اسلئے جواب ارسال ہے۔

اول - آپکو واضح ہو کہ جو پرچہ میں نے آپکی طرف لکھا تھا آپکا خط مطلق اُسکا جواب نہیں میرے خط میں دو باتیں تھیں اول یہ کہ مسئلہ نیوگ کے رو سے ایک زندہ خاوند والی عورت بھی بے اولادی کی حالت میں دوسرے مرد سے بیج مانگ سکتی ہے - بزبانی لالہ دیوا چند جمعدار معلوم ہوا تھا کہ آپ کے قول کے موجب نیوگ کے معنے صرف بیوہ عورت کا دوسرا نکاح کر دینا ہے - چونکہ آپ کا یہ خیال ایک تحقیق شدہ امر کے بالکل مخالف تھا اسی لئے اُسکا ثبوت معہ حوالجات کتاب آریہ دہرم سے دیا گیا تھا اور یہ وہ کتاب ہے کہ جسمیں یہ مسئلہ ایک بڑی بھاری تحقیق کے بعد لکھا گیا تھا چنانچہ اوسکے شائع کرنے سے پیشتر ایک اشتہار کل آریہ صاحبان کی خدمت میں تحقیق مسئلہ نیوگ کے لئے شایع کیا گیا تھا - ممکن ہے کہ یہ کتاب آریہ دہرم آپکی نظر سے نہ گذری ہو اگر یہی بات ہے تو سب سے اول آپکا اس کتاب کو مطالعہ کرنا ضروری ہے طول نویسی سے فایدہ نہیں فیصل شدہ امر کو بار بار دہرانا تضیع اوقات ہے۔

مسئلہ نیوگ کے مسلمہ مضمون کے برخلاف آپکا یہ لکھنا "کہ مسئلہ نیوگ کے متعلق اگر کوئی ناواقف بے علمی سے اُسکی باریکیوں کو نہ سمجھکر اور نفس امارہ کا غلام ہو کر اُسکو مکروہ حرامکاری ظاہر کرے تو اوسکا قصور نہیں" یہ وہ حماقت ہے جس کا سلسلہ عرصہ چند سال سے متواتر چلا آرہا ہے کہ آریہ سماج کی طرف سے ہمیشہ ہر ایک دعوے بلا دلیل پیش کیا جاتا ہے - کاشکہ آپنے اپنی سماج پر رحم کھا کر اسکی چند ایک باریکیاں طبع کرا دی ہوتیں یا اسی خط میں درج کی ہوتیں کہ اُنکو شایع کرا دیا جاتا اور ہم بھی دیکھہ لیتے کہ پبلک ایک زندہ جیتے جاگتے خاوند کی عورت کو اُسکے روبرو کس طرح غیر سے ہم بستر کرا دینا روا رکھتی ہے اور اس میں کون سی باریکی کو پسند کرتی ہے کیا آپکے نزدیک پبلک کی غیرت اس امر کو روا رکھے گی جسکو ادنے ادنے حیوان یعنے کتا اور مرغی بھی روا نہیں رکھتے اور افریقہ کے جنگلی بھی آپس میں اس امر پر کشت و خون کر لیتے ہیں - اگر آپکو ایسے ہی حجاب حائل ہیں کہ آپ کھلی حرامکاری کو مسئلہ نیوگ کی باریکی خیال کرتے ہیں تو آپ کریں ورنہ پبلک کو اندھا کیوں بناتے ہیں۔

آپ پر ضروری امر تو یہ تھا کہ اگر آپکے خیال میں یہ معنے نیوگ کے نہیں تھے جو میں نے لکھہ کر روانہ کئے تھے تو آپ میری اُس غلطی کو رفع فرمائے اور لکھئے کہ آپ کو مفہوم میں مغالطہ ہے یا اگر ہماری سماج کے کسی ممبر نے بھی معنے تسلیم کر لئے ہیں تو اُس نے غلطی کی ہے - اگرچہ وہ سوامی دیانند ہی کیوں نہ ہوں - بلکہ اصل میں نیوگ کے معنے اور ہیں اور میں اُنکو بتلاتا ہوں پھر اُن معنوں کو درج کیجئے یہ ایک عمدہ طریق بحث مباحثہ کا مہذبانہ ہے جسے ہر ایک ذی عقل پسند کرتا ہے - مگر آپ نے تو خدا معلوم کس عرصہ کا بخار جمع کردہ نکالا کہ بغیر کسی قسم کی باریکی کے درج کرنے یا ہمارے سوال کا جواب دینے کے گالیاں سے بھرا خط لکھہ مارا مجھے سخت تعجب ہے کہ آپکی طبیعت میں یہہ گند کہاں سے بھرا ہوا تھا اور پھر جو آیت قرآن شریف کی لکھی ہے اسکا ترجمہ بالکل نہیں لکھا نہ معلوم کہ آپکو کس لفظ پر اعتراض ہے اور آپکی عقل و دانش تاریکی میں پڑکر سیدہے راستہ سے ہٹ کر کہاں ٹھوکر کھاتی ہے علاج کیا جانا چاہیے۔ خیر اس آیت کے متعلق میں ذکر آئندہ کروں گا۔

پہلی بات تو میرے خط میں یہ تھی جسکا آپنے کوئی جواب نہ دیا اوسکے معنے اور باریکی لکھیں جسکا الزام آپکے سر پر ہے

دوسری بات میرے خط میں یہہ تھی کہ آپ کی طرف بلکہ بزبانی دیوا چند صاحب مجھے معلوم ہوا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ اہل اسلام میں عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر ماں یا بہن سے زنا کر لینا جائز ہے اور یہ کہ آدم کے بیٹا اور بیٹی میں نکاح ہوتا تھا

(باقی آئندہ)

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۸ نومبر ۱۸۹۸ء سے شروع ہوکر ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے۔ اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مبلغ دو ہزار دس ؎ روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے۔ دیا جاویگا۔ اور مبلغ اسار ...ڑوں کو انعام دیا جاویگا اس میں سے مبلغ ما روپیہ ایسے اسپان کو جو واسطے رسالہ کے خرید کئے جاویں گے دیا جاوے گا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوالے ... قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہییے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے۔ اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء کو دو وقت صبح اور شام دودہ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپس یعنے باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا۔ اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہیگی ✤

المشتہر
مسمی جے جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء

ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لا ولد مضطر
احنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

[illegible]

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و استاد بے شمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے ضرور بر بن کر آئیں۔ شرطیہ علاج آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرتسر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ بلکہ اس پر بھی یقین نہ آوے تو مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ دریافت کو صحت کے طالب اولاد کے آرزو مند بیہودات ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداوندی کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

[illegible]

اس خادم الاطبا کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو دی ہوں گی۔ مگر نمبر اوّل کم مقدور دام صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تو انگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر اُمید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ بالعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ بمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پاوے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ مرد و زن کا تجربہ نہیں کہ انکی سو جیسی کیا ہے کہ تکلیف ہے۔ ضرور آزمانی ہے۔ گرامی مراد پانے پر دعا کریں۔ مگر نام وہ لیں نہیں۔ کتاب اسنادکامل فہرست دیتا ہے۔ تشخیص لازمی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوایئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز بحث محقق ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	للعہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	للعہ	۲۹	طول و عرض و بحق کو نائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۲	سرعت	للعہ	۲۱	ناسور	للعہ	۳۰	خضاب سالانہ	للعہ
۴	جسکا حمل ۲-۸ ماہ گرجاوے	صہ	۱۳	جریان	صہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	للعہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط ٹامی	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	للعہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	کنٹھمالا	للعہ	۲۴	ضیق النفس	عہ		سفوف مجرب المجرب	للعہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیسو	صہ		تیجار چوتھیا روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	للعہ	۲۶	آتشک	صہ		ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سبل	للعہ	۲۷	آتشک کل بدن	عہ		سرسام	للعہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جاتا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ ہے - خالص ممیرہ فی ماشہ عہ - مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - **المشتہر** - پروفیسر میّا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور دپنجاب -

---

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے ؟

... میں ہمیشہ حسبِ خوشی ... سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیرے کا سُرمہ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندرکی جھلی کا زخم اور اسمیں پیپ کا گرنا - چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیا شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہو - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - سلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بسلنگے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ رانگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میّا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک برعلاج مسمات اُتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور کیا ہے - مریضہ کو بائیں آنکھوں کی ملکوں میں سُرخ خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ ... کبھی نہیں پڑھ سکتی تھی - اور ان اشیاء کو ... سے تو ... کے فیا صلہ پر رکھی جاتی تخمیناً ... صفائی ... کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میّا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا - جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمے دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا - اور پتلی صاف شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی ہے - اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگاکر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم د سُرمہ ممیرے) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ +

۴ - جنابمن میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلب وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خاں دُرّانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶ ر مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے - اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک ... مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا +

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

Registered No. L 77

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۳۵ | قادیان دار الامن و الامان - مورخہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۲۰ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنیکے لیے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی ہی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لیے یہہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجا جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہماری احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہو گا؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکینگی

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاویگی۔

۲- ریشمی ازار بند- پرانده - بیج بند وغیرہ- ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ازار بند ۸ر سے لیکر صہ روپیہ تک- پرانده سے ۴ر سے لیکر صہ روپیہ تک۔ بیج بندلے ۱۱ روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک

۳- زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیے جاوینگے۔

۴- دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵- ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکیگی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہہ باہمی فائدہ کے لیے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں

غلام محمد و الہ بخش علاقہ بند
مالکان احمدیہ ایجنسی
کٹڑہ بگھ سنگھ - ہاتھی دروازہ **امرتسر** (پنجاب)

صحت جسمانی کے طلبگار دوا اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!

صداقت ابھی زمانہ میں موجود ہے

سچائی کا فیصلہ

اور ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں

ہستی کا امتحان ضروری ہے

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول و کمیشن ڈاک بذمہ خریدار درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غرباء خرچ روانگی دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں۔ امراء قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ

سچے اور جھوٹے کو خود پڑھ لو اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنی بیان جتنی ہی قیمت واپس لو یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

خاص کلمہ

[illegible]

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - دردشکم - قراقر - نفخ - اسہال کھٹی ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ [illegible] جو کوئی آدمیوں کو [illegible] غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے خرچ روانگی پر مفت

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا چاہئے قیمت فی پڑیہ [illegible] اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

[illegible]

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے - خوبی یہ ہے کہ منہ نہیں آتا - نہ گوشت پلاؤ - ترش کے عادی کو اسکی بھی اجازت ہے - قیمت [illegible]

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے۔ چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی تولہ [illegible] - طلباء دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ [illegible]

سفوف و مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہو جاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی - لغو لفظی الفاظ کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور نہایت مفید دوا ہے - سالہا سال کے بگڑے ہوئے اور بیکار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے - قیمت چھ خوراک دو روپیہ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو نعوذ باللہ ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی [illegible] فی درجن ایک روپیہ

سنوار [illegible]

[illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے قیمت [illegible]

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہو کر خودبخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بجا ہوگا قیمت تین روپے

دوائی [illegible]

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد مکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

فتوح الغیب کے صفحہ ۳۱ کی شرح

اور مقامات ناسوتی - جبروتی - ملکوتی - لاہوتی - کی حقیقت

مخدومی مکرمی اخویم ..... سلمہ اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' - یہ عاجز دعاء سے غافل نہیں مگر ہر ایک امر وقت پر موقوف ہے اور آپ میں آثار سعادت اور رشد کے ظاہر ہیں کہ آپکی حقیقت بینی پر نظر ہے اور صدق اور خلوص اور وفا اور حسن ظن کا خلق موجود ہے پس یہہ وہ چیزیں ہیں کہ جسکو مولیٰ کریم کیطرف سے عطا کیجاتی ہیں اسکے لئے استقامت کا عطا ہونا ساتہہ ہی مقدر ہوتا ہے خداوند تعالیٰ بغایت درجہ کریم و رحیم ہے وہ جسدل میں ایک ذرہ بھی اخلاص اور صدق پاتا ہے اُسکو ضایع نہیں کرتا - آپ بعض اپنے دوستوںکی تغیر حالت سے دل شکستہ نہوں - مولوی صاحب کی وہ حالت ہے کہ نہ انہوں نے ارادت کے وقت اس عاجز کو شناخت کیا اور نہ فسخ ارادت کے وقت پہچانا سو انکی نہ ارادت قابل اعتبار تھی اور نہ اب فسخ ارادت معتبر ہے ارادت اور فسخ ارادت وہی معتبر ہے جو علی وجہ البصیرت ہو اور اگر علی وجہ البصیرت نہیں تو کچھہ بھی نہیں - مسجد کا زینہ طیار ہو گیا ہے عجب فضل الٰہی ہے کہ شاید پرسوں کے دن یعنے بروز سہ شنبہ مسجد کیطرف نظر کی گئی تو اسیوقت خداوند کریم کی طرف سے ایک اور فقرہ الہام ہوا اور وہ یہ ہے فیہ برکات للناس - یعنے اس میں لوگوں کے لئے برکتیں ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک ہر سہ حصہ کی کتابیں اگرچہ اسوقت زبانی یاد نہیں مگر شاید قریب دو سو کے کتاب باقی ہوگی صفحہ ۳۱ فتوح الغیب کی شرح یہ ہے - کہ سالک کا چار حالتوں پر گذر ہوتا ہے - اور حالت چہارم سب سے اعلیٰ ہے اور وہی ترقیات قرب کا انتہائی درجہ ہے جس پر سلسلہ کمالات ولایت کا ختم ہو جاتا ہے تفصیل اسکی یہ ہے -

کہ پہلی حالت وہ حالت ہے کہ جب انسان ناسوتی اندیشوں میں مبتلا ہوتا ہے اور شتر بے مہار کی طرح جو چاہتا ہے کھاتا ہے اور جو چاہتا ہے پیتا ہے اور جسطرف چاہتا ہے چلتا ہے سو وہ اسی حالتمیں ہوتا ہے کہ ناگاہ حضرت خداوند کریم اُسپر نظر کرتا ہے اور باطنی اور ظاہری طور پر توبہ کا سامان اوس کے لئے میسر کر دیتا ہے - باطنی طور پر یہہ کہ یک بیک ایک جذبہ قویہ خداوند کریم کیطرف سے اُس کے شامل حال ہو جاتا ہے اور وہی جذبہ درحقیقت واعظ باطنی ہے اور اُسی سے فسق و فجور کی زنجیریں ٹوٹتی ہیں اور انسان اپنے نفس میں قوت پاتا ہے کہ نفس امّارہ کی پیروی سے دستکش ہو جائے اور اگرچہ پہلے اس سے ایک اور کمزور جیسا واعظ بھی انسان کے نفس میں موجود ہے جسکو لمۃ الملک سے تعبیر کرتے ہیں اور وہ بھی نیکی کے لئے سمجھاتا رہتا ہے اور نیک کام کرنے پر فی الفور گواہی دیتا ہے کہ تو نے یہ اچھا کام کیا ہے اور بدکام کرنے پر فی الفور گواہی دیتا ہے کہ تو نے یہ بدکام کیا ہے یہاں تک کہ چور چوری کرنے کے بعد اور زانی زنا کرنے کے بعد اور خونی خون کرنے کے بعد کبھی کبھی باوجود ان سخت پردوں کے اسی لمۃ الملک کی آواز سُن لیتا ہے یعنی اسکا دل فی الفور اُسے کہتا ہے کہ یہ تو نے اچھا کام نہیں کیا بُرا کیا ہے لیکن چونکہ یہ ضعیف واعظ ہے اس لئے اسکا وعظ اکثر بیفایدہ جاتا ہے اور اگرچہ اسکے ساتہہ کوئی واعظ ظاہری بھی ملجائے یعنے کوئی صالح انسان نصیحت بھی کرے تب بھی کچھہ کار براری کی امید نہیں کیونکہ نفس سخت اژدہا ہے کمزوروں سے وہ قابو میں نہیں آتا اور اگر کچھہ مغلوب بھی ہو جاتا ہے تو صرف اسیقدر کہ عارضی اور بے بنیاد توبہ کرتا ہے اور حقیقی سعادت کی تبھی نسیم چلتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی شامل حال ہو سو کامل واعظ جو باطنی طور پر بھیجا جاتا ہے جذبہ ہے اور ظاہری طور پر توبہ کا یہ سامان میسر ہو جاتا ہے کہ کسی صالح کی صحبت میسر آجاتی ہے اور فسق و فجور کی مہلک زہر سے اطلاع ہو جاتی ہے سو یہ دونوں ملکر چکی کے دو پاٹ کیطرح نفس امّارہ کو بیس ڈالتے ہیں اور بجبر و اکراہ معاصی اور فسق و فجور سے جدا کرتے ہیں سو یہ دوسری حالت ہے کہ جو ترقیات قرب کی راہ میں سالک کو پیش آتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اس حالت کا نام جبروتی حالت ہے - کیونکہ وہ جبر اور اکراہ کے ساتہہ نفسانی خواہشوں سے باہر آتا ہے اور جذبہ باطنی اپنے طور پر اور واعظ ظاہری اپنے طور پر اُس پر جبر کرتا ہے اور الوفات نفسانیہ سے سختی اور درشتی کے طور پر الگ کر دیتے ہیں پھر جب اس پر عنایت اللہ اُسکو قایم کر دیتی ہے تو اوس کے لئے خدا کے حکموں پر چلنا اور اُس کی نہی سے پرہیز کرنا آسان کیا جاتا ہے اور شوق اور ذوق اور اُنس سے اُسکو حصہ دیا جاتا ہے پس وہ اس جہت سے کہ خدا تعالیٰ کی طاعت اور فرمانبرداری بلا تکلف اُس سے صادر ہوتی ہے اور جو حالت دوئم میں بوجہ اور ثقل تھا وہ دور ہو جاتا ہے اس نے وہ ملایک سے تشبیہ پیدا کر لیتا ہے اور یہ حالت ملکوتی حالت ہے اس حالت میں سالک کا اکل و شرب اور ہر ایک مابہ الاحتظاظ امر سے وابستہ ہوتا یعنے ہوا و ہوس کے اتباع سے بکلّی رستگار ہو جاتا ہے اور وہی بجا لاتا ہے جس کے بجا لانے کے لئے شرعاً یا الہاماً مامور ہو - بعد پھر بعد اس کے حالت چہارم ہے جسکو لاہوتی حالت سے تعبیر کرنا چاہیئے اور جب سالک اُس حالت تک پہونچایا جاتا ہے تو صرف یہی بات نہیں کہ اپنے ہوا و ہوس سے خلاصی پاتا ہے بلکہ بکلّی اپنے ہوا و ہوس سے اور نیز اپنے ارادہ سے محو ہو جاتا ہے تب انسان خدا کے ہاتہہ میں ایسا ہوتا ہے جیسا مردہ بدست زندہ ہوتا ہے اور الوہیت اُس فانی پر اپنی تجلیات تامہ ڈالتی ہے اور ادادات ربانی علیٰ وجہ البصیرت اُس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ خدا کی طرف سے صاحب علم صحیح ہوتا ہے اور ہر یک ابتلاء اور آزمایش سے باہر آجاتا ہے اور یہ مرتبہ ملایک سے برتر ہے ملایک کو یہ حالت چہارم جو غلبۂ عشق سے پیدا ہوتی ہے عطا نہیں ہوتی یہ خالص انسان کے حصہ میں آئی ہے وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور جیسی بصیرت کاملہ اسی حالت سے مخصوص ہے ایسا ہی صلاحیت کاملہ بھی اسی حالت سے وابستہ ہے کیونکہ پہلی حالتیں نقصان علمی و عملی سے خالی نہیں ہیں بلکہ نقصان علمی و عملی انکے لازم حال پڑا

ہوا ہے کیونکہ خدا میں اور اُنمیں اپنا وجود حائل ہے پس وہی وجود ایک حجاب بنکر علم اور اخلاص کے ناقص رہنے کا موجب ہے لیکن حالت چہارم میں وجود بشری بکلی اُٹھ جاتا ہے اور کوئی حجاب درمیان میں نہیں رہتا اور اس حالت عارف کا اکل و شرب اور ہر ایک مابہ الاحتظاظ اُسکے شعور اور ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک پودے کیطرح بے حس و حرکت ہے۔ اور مالک جب مناسب دیکھتا ہے تو اُسکی آبپاشی کرتا ہے۔ اُسکو اس طرف خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کھاؤں گا اور کیا پیونگا اور جیسے ایک مُردہ کہ خواہ کوئی لات مار جائے خواہ پیار دیجائے یکساں ہوتا ہے ایسا ہی وہ جام عشق سے مست و مدہوش ہے اور اپنے نفس کے انتظاموں سے فارغ ہے سو جیسے مادر مہربان اپنے نادان بچے کو وقت پر آپ دودھ پلاتی ہے اور اُسکی بالشت تا بالشت کی آپ خبر رکھتی ہے ایسا ہی خداوند کریم اس ضعیف اور عاجز بندہ کا کہ جو اُسکی محبت کے سخت جذبہ سے یکبارگی اپنے وجود سے اور اُسکے نفع و نقصان کے ذکر سے کھویا گیا ہے آپ متولی ہوتا ہے یہاں تک کہ اُسکے دوستوں کا آپ دوست اور اُسکے دشمنوں کا آپ دشمن بن جاتا ہے اور جو کچھ اُسکو اپنے دوستوں اور دشمنوں سے معاملہ کرنا چاہیے تھا وہ اُسکی جگہ آپ کرتا ہے غرض اُسکے سب کاموں کو آپ سنبھالتا ہے اور اُسکے شکست ریخت کی آپ مرمت کرتا ہے اور وہ درمیان نہیں ہوتا اور نہ کسی بات کا خواستگار ہے

صفحہ ۲۳۰ کے سر پر یہ عبارت ہے شیاکل بالاھم یعنے تیسری حالت کا سالک امر حق کے ساتھ کھاتا ہے۔ اور پھر صفحہ ۲۳۱ میں حالت چہارم کے مقرب کی نسبت بھی لکھا ہے۔ فیقال لہ [illegible] والفضل یعنے اُسکو بھی کھانے [illegible] امر ہوتا ہے تو ان دونوں امروں میں فرق [illegible] ہے کہ حالت سیوم میں تو سالک کے [illegible] محقق ہوتا ہے اور اُسکا یہ مشرب ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ فلان حظ کے اُٹھانے کے لئے مجھے اجازت فرماوے تو میں اوسکو اُٹھاونگا اور گو وہ [illegible] سے پاک کیا جاتا ہے لیکن متابعت امر کے پیرایہ میں وہ حظ حاصل کرنا چاہتا ہے کیونکہ بقایا نفس کے ابھی موجود ہوتے ہیں مگر حالت چہارم میں مقرب کامل کیطرف سے بالکل ارادہ نہیں ہوتا خود خدا تعالیٰ بطور بلطف و احسان کے کسی مابہ الاحتظاظ کو اُسکے لئے میسّر کر دیتا ہے اور جیسے مادر مہربان اپنے بچے کو جگا کر دودھ پینے کی ہدایت کرتی ہے ویسا ہی وہ اُسکو جگا کر کسی حظ کے اُٹھانے کے لئے تحریک کرتا ہے سو وہ تحریک سراسر اُسی کی شفقت سے اور فضل اور عنایت سے ہوتی ہے۔ ۳۰ر اگست ۱۸۹۳ء مطابق ۲۲ر شوال ۱۳۱۰ھ

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر دوازدہم

بقیہ رکوع ۳ سورۃ البقر

وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

کیا انسان جو فطرتاً کسی رفیق اور غمگسار کی صحبت اور موانست چاہتا ہے بہشت میں جاکر کسی محبس و زندان کیطرح یکہ و تنہا چھوڑا جاویگا نہیں (بلکہ اوسمیں اوسکے لئے پاکیزہ رفیق ہونگے) اور پھر یہ نہیں کہ بعض نادانوں کے خیال کے موافق کہ چند روز نجات و آرام پاکر دار النجات سے نکالے جائیں گے نہیں (ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہیں رہیں گے)۔

ہم نے گذشتہ نمبر میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اس آیت کے اس ٹکڑے پر ایک بحث کریں اور اوسکے ضمن میں اون اعتراضات پر روشنی ڈالیں جو ناعاقبت اندیش مخالف اس پر کیا کرتے ہیں اس سے پیشتر کہ ہم اون اعتراضات پر نظر کریں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بالاختصار ہم اس امر کو بیان کردیں کہ بہشت میں دنیوی نعمتوں کی طرز پر نعمتیں کیوں ہوں گی اس اعتراض کے کرنیوالے دو گروہ ہیں ایک تو عیسائی دوسرے آریہ جنکے ساتھ ملے ہوئے کوتاہ اندیش نیچری بھی ہیں۔

اول الذکر کے لئے تو ہم اتنا ہی کہیں گے کہ کتب مقدسہ توراۃ و انجیل وغیرہ اس قسم کے وعدوں سے پر ہیں۔ اور ایسے ہی انعامات جنت کو بیان کرتی ہیں جو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ دیکھو...

(دیکھو [illegible] مکاشفات ۲۲ [illegible] متی ۱۹/۲۸ وغیرہ)

فریق ثانی جو کسی حد تک اپنے آپ کو عقل پرست قرار دیتا ہے اونکے رفع اعتراض کی خاطر ہم بھی معقولی رنگ میں اس مضمون پر مختصر سی گفتگو کریں گے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ مالک یوم الدین ہے جسکا خاصہ اور تقاضا یہ ہے کہ اپنی ملکیت تامہ سے ایسے کامل طور پر جزا دے کہ جزا یاب کو کامل طور پر معلوم ہو جاوے کہ اوسکے اعمال کا ثمرہ ہے اور اوس جزا کا وجود ایسا ہو کہ انسان کے دل اور روح اور جسم اور جان پر اوسکا یکساں اثر متحقق ہو۔ مگر وہ نادان اس کو کیونکر مان سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو مدبر بالارادہ ہستی نہیں مانتے۔ اور جو محدود نجات کے قایل ہیں کیونکہ پھر خدا کی خدائی کا سارا کاروبار پراگندہ ہوتا ہے اس موقعہ پر اس مسئلہ پر بحث کرنے کی ضرورت اور گنجائش نہیں اوسکو چھوڑتے ہیں۔

انسان چونکہ جسم اور روح دو مختلف چیزوں کی ترکیب سے بنا ہے اور یہ مرکب قالب ہی افعال و اعمال کے صدور کا موجب ہوا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے کمال قدرت و عظمت کے لئے بالطبع یہ تقاضا موجود ہے کہ اوس سچے پرستار کو جو اوسکی رضاجوئی کی راہوں پر صدق نیت سے گام زن رہا ہے ہر ایک قسم کی نعمتوں سے متمتع اور بہرہ ور کرے۔

اور اس امر کا سمجھ لینا کہ خلقت انسانی کا کمال مجرد روح سے نہیں بلکہ جسم و روح کے امتزاج اور اختلاط سے ہے ایسا صاف اور بدیہی ہے کہ کسی دلیل کی حاجت نہیں اور جسمی اختلال سے روحانی اختلال واقع ہوتا ہے سر میں چوٹ لگ جاوے تمام ذہنی اور دماغی قوٰی بیکار ہو جاتے ہیں اسی پر قیاس کرکے سمجھ لو کہ روح کے کمال کے لئے جسمانی ترکیب کسقدر ضروری ہے پس جنت الخلد میں چونکہ روحانی کمال مطلوب ہے وہ بدون جسم ممکن نہیں لہذا وہاں جسمانی و روحانی نعماء کا ہونا لازمی اور قدرت ایزدی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے اور اگر اسکو باریک اور لطیف پیرایہ میں بیان کریں تو

یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اُن حقایق اور معارف اور لذات روحانی کی طرف اشارہ ہے جو بہشت میں ملیں گی اور اُنکو جسمانی طور پر متمثل اور متشکل دکھایا گیا ہے جیسے انسان خواب میں امور معقولہ کو محسوس کرتا ہے۔ بہرنمط ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جنت میں نعماء جنت ہر ایک قسم کی نعمتوں پر مشتمل ہونگے جو روح کی فطری خواہش اور جبلی طلب کے پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

ازواج پر بحث اور حوروں کا مسئلہ

اب ہم چاہتے ہیں کہ اس امر کو بیان کریں کہ ازواج کا جو وعدہ دیا گیا ہے اسمیں کیا راز ہے۔

یہ امر تو مسلم الثبوت ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور وہ فطرتاً کسی دوسرے رفیق کو چاہتا ہے اور ایسا رفیق کہ جو ہر طرح سے رفیق کہلانے کا مستحق ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لئے جنت میں اوسکے لئے رفیق بنائے ہیں۔

ازواج کا لفظ عام ہے اور وہ مرد اور عورت دونوں پر بولا جا سکتا ہے۔ پس ہر ایک انسان کے لئے رفیق مطہر عطا ہونگے۔

ازواج کی تشریح قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر بھی ہم پاتے ہیں چنانچہ سورۃ رعد میں فرمایا ہے جنت عدن یدخلونہا ومن صلح من اٰبائہم وازواجہم وذریاتہم الی الاٰیۃ پس ازواج مطہرۃ سے اگر ازواجہم فی الدنیا والے ازواج مراد لیں تو کوئی استبعاد عقل لازم نہیں آتا۔ بلکہ مطہرۃ کا لفظ اس پر قرینہ بھی ہے جنت کی توضیح اور تشریح ایک جداگانہ مضمون ہے جو کسی دوسرے وقت پر بیان کیا جاویگا۔

پس بہشت میں جسمانی روحانی نعمتوں کا ملنا جب ثابت ہو چکا تو اسکے بعد بہشت میں عورتوں کے ملنے کا سوال ایسا سوال نہیں رہتا کہ وہ کچھ اثر پیدا کر سکے تاہم اس پر بھی مختصر سی نظر کرتے ہیں۔

یوں کہا جاتا ہے کہ بہشت میں عورتوں سے ملنا اور خلا ملا کرنا تقدس باری کے خلاف ہے۔

ہم نے جہاں تک اس مسئلہ پر غور کیا اس اعتراض کو بالکل قلت تدبر سے ناشی پایا کیونکہ اس امر کا اعتراف تو بہرحال کرنا پڑیگا کہ یہ مستورات و مخدرات آخر حشر اجساد میں اُٹھیں گی۔ تو پس اونکی موجودگی جب یہاں تقدس باری تعالیٰ کے خلاف نہیں تو اگر کوئی نئی مخلوق از قسم اناث جنکو حور کہتے ہیں کیا خدا تعالیٰ کی شان میں کسی قسم کا محل اعتراض ہو سکتی ہیں؟ ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ چونکہ توالد و تناسل کا سلسلہ نہو گا اس لئے وہاں ان مستورات مخدرات سے خلا ملا رکھنا کیا فایدہ رکھتا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اول تو یہ امر بحث طلب ہے کہ عورت کے خلق سے صرف یہی غرض نہیں اگر ایسا ہو تو دنیا میں کوئی عورت عقیمہ نہو اور کبھی کوئی معصوم لڑکی فوت نہو حالانکہ ہم ہر روز اس اٹل قانون کو پاتے ہیں علاوہ ازیں عورت اور مرد توالد تناسل کے لئے دونوں ذمہ وار ہیں پھر لازم آتا ہے کہ مرد بھی نہ رہیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جبکہ اس دنیا میں جایز مخالطت اور شرعی موافقت مخدرات سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی میں حارج نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ یہاں بھی ایسا ہی حاضر ناظر جیسے وہاں ہو گا۔ تو وہاں کیونکر ہو سکتی ہے؟ اور تقدس اور پاکیزگی ایسی چیز نہیں ہے جو عورتوں کے خلا ملا سے زایل ہو جاتی ہو۔ کیونکہ دنیا میں صدہا راستباز گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں مگر اونکا بیاہ کرنا اور بچوں کا باپ ہونا اونکی تقدس مآبی میں حایل اور حارج نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ایک لطیف ذریعہ اونکی ترقی مدارج اور روحانی کمالات کا ہے دانشمند دل اس مقام پر غور کریں!!!

وھم فیہا خالدون اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوس میں رہیں گے۔ بعض نادان لوگوں نے جو نجات کے مفہوم سے بےخبر اور اوسکے حصول سے مایوس مطلق ہیں اس پر اعتراض کیا ہے کہ

محدود اعمال کی جزا غیر محدود کیوں ہے

اولاً۔ یہ بات تو بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ روح میں ابدی نجات اور دائمی سکھ کی اضطراری پیاس ہے پھر یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ خدا تعالےٰ کیونکر روح کو ایک فطری ضرورۃ عطا فرما کر پھر روحکو اس تقاضا کے موافق۔ وہ نعمت جسکا روح طالب ہے نہ دے۔ حالانکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تمام فطری تقاضے پورے ہو رہے ہیں ثانیاً یہ ایک دعوے ہے جسکی دلیل نہیں محدود کام کا ثمرہ محدود ہو یہ ضروری نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ ہر ایک فعل پر ایک نتیجہ مترتب ہوتا ہے اور پھر وہ نتیجہ علت بنتا ہے اور اوس سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے غرض علت اور معلول کا کبھی ختم نہیں ہوتا پس اعمال اور افعال بھی جو اس سلسلہ علت و معلول میں شامل ہیں بالکل بے انتہا اور غیر محدود ہیں پس اگر یہ دعویٰ بفرض محال مان بھی لیا جاوے تو بھی یہ جزاء جو فضل الٰہی سے (جو مسلم طور پر غیر محدود ہے) ملی غیر محدود ہی ہونی چاہیئے۔

ثالثاً۔ بندہ کا عمل اعظم یہی ہے کہ وہ وفاداری ہاں لا انتہا وفاداری اور ابدی صدق سے ایمان لاتا ہے اور اُسکے تمام مراتب اور لوازم پر عمل کرتا ہے اب اگر وہ وفات پا جاتا ہے تو اوسکا کیا قصور ہے؟ یہ تو پھر نعوذ باللہ خدا پر اعتراض ہو گا جو دہریوں کا کام ہے اوس نے اپنی زندگی کے طریق اور چلن سے اپنی سچی وفاداری کا ثبوت دیدیا پس اوسکے اعمال کبھی محدود نہ ہوئے بلکہ غیر محدود ٹھہرے۔ علاوہ بریں اعمال صالحہ کی اصل تقسیم صرف یہ ہے کہ یا وہ تعظیم الٰہی کیواسطے ہوتے ہیں۔ یا شفقت علی خلق اللہ کے اور جنت میں دونوں اعمال موجود ہیں اول قسم کے لئے فرماتا ہے دعوٰیہم فیہا سبحانک اللّٰہم وتحیتہم فیہا سلام واٰخر دعوٰیہم ان الحمد للّٰہ رب العالمین قسم دوم کے بارے میں فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔

ثالثاً۔ نجات کی اصلی غرض اور حقیقت تو وہ لذت اور سرور ہے جو انسان ماسوائے اللہ سے تبتّل قطع کر کے اللہ تعالےٰ کی محبت میں محویت حاصل کر کے پاتا ہے اور یہ مسلم بات ہے کہ محبت بجز معرفت کے نہیں ہوتی۔ چونکہ جنت میں تمام نعمتوں کی سرتاج نعمت ذکر الٰہی ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پس یہ سلسلہ تو زیادہ وسیع ہوتا جائیگا کیونکہ یہ معرفت اور محبت بڑھتی جائے گی پھر انسان کیونکر خیال کر سکتا ہے کہ وہاں سے کبھی نکل آئیگا بلکہ وہاں سے نکل سکتا ہی نہیں پس یہ کیسی سچی فلاسفی اور روح کی تسلی دینے والی بات ہے کہ اسلام نے وہ جنت بتلائی ہے جہاں ابدالاباد کے لئے رہنا ہو گا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

ہندوستان کا آیندہ مذہب لودہانہ کے عیسائی اخبار نورافشاں نے اپنے ایڈیٹوریل کالم میں اس عنوان سے ایک لیڈر لکھنے کا ارادہ ظاہر کرکے ہندو مسلمانوں کو بھی توجہ دلائی ہے کہ وہ اس عنوان پر اپنے خیالات ظاہر کریں۔ اس میں شک نہیں کہ مندرجہ بالا عنوان سرسری نگاہ میں ایک دل خوش کن اور قابل بحث مضمون نظر آئیگا چنانچہ پچھلے چند سال میں اس کئی مرتبہ آریہ سماج اور دیگر مذہبی کانفرنسوں میں حسب خواہش اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں اس عنوان پر بحث کرانکو کوئی مفید امر ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ اضداد کا مقابلہ استمراری عادۃ اللہ ہے۔ ہاں یہ مضمون بہ تغیر الفاظ یوں قابل بحث ہو سکتا ہے "کہ دنیا میں عالمگیر مذہب کون ہے" اگر نورافشاں کی مراد یہ ثابت کرنا ہو کہ آیندہ مذہب انڈیا کا عیسائیت ہوگا تو اسے منہ کہیں کون اپنی بیوی کا نام بیگم نہیں رکھ [illegible] کے زمانہ میں تو اتنی کامیابی نہ ہوئی [illegible] تو وہ اپنا ہم خیال بنالیتا۔ ساری عمر میں کل ایک [illegible] عیسائی ہوئے اور اونمیں سے بھی [illegible] اور کمزور آدمی کہ ذراسی بات پر [illegible] گرفتار کرانے کو آمادہ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ظلمت اور نور کا مقابلہ ضروری بات ہے پس نورافشاں اگر ایسے مضامین پر بحث کی ضرورت سمجھتا ہے تو وہ اس عنوان کو یوں قایم کرے "دنیا [illegible] مذہب کون ہے" ؟ اس پر ہر ایک شخص اپنے خیالات ظاہر کرے ہم بھی انشاءاللہ [illegible] نورافشاں کے مجوزہ مضمون پر بحث کرنا [illegible] ہے ہاں ہم افشاں کے [illegible] مضمون [illegible] بعد ختم ہوجانے [illegible] مذکور کے سلسلہ [illegible] ریمارک کریں گے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

مسلمانوں کی مذہبی حیثیت کو عملی طور پر قائم رکھنے کے لئے تعلیم الاسلام ایسے مدرسہ کی ضرورت ایک ایسی ضرورت ہے جسکو وہ لوگ خوب محسوس کرسکتے ہیں جو ان بدنتائج سے ذرا بھی اطلاع رکھتے ہیں جو مشن سکولوں یا دوسرے سکولوں کے تعلیم یافتہ طلبا کی حالت پر اثر پزیر پائے جاتے ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے اجرا میں تمام قومی اور اسلامی اغراض شامل ہیں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی اور مذہبی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے مگر مدرسہ کی تکمیل اور ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ابھی مالی حالت بہت کچھ امداد کی محتاج ہے۔ ہمکو مینجنگ کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام کے ایما سے معلوم ہوا ہے اور ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ مدرسہ کی عمارت موجودہ حالت کے لحاظ سے بھی غیر مکتفی ہے اور علاوہ ازیں بورڈنگ ہوس کا کوئی انتظام نہیں جسکی وجہ سے مدرسہ کے اجرا سے بیرونجات کے طالب علم ابھی فایدہ نہیں اٹھا سکتے اسلئے یہ ضروری معلوم ہوا ہے کہ ہم اپنے ناظرین اور عام مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائیں کہ بورڈنگ ہوس اور عمارت مدرسہ کی تکمیل کے کام درپیش ہیں۔ ہر ایک شخص حسب مقدور اس کار خیر میں شریک ہوکر امداد فرماوے ہم مینجنگ کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام کو رائے دینا چاہتے ہیں کہ عمارت مدرسہ و بورڈنگ کے متعلق ایک ماہواری چندہ کی فہرست مرتب کی جاوے اور وہ مدامی ہو کیونکہ مدرسہ کی عمارت کے متعلق آئے دن ضروریات بڑہیں گی اس لئے یہ چندہ دایمی رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس کار خیر میں یکمشت اور مدامی چندہ سے غرض ہر طرح شریک ہونگے اور دوسروں کو شریک ہونے کی ترغیب دیں گے۔ ہر ایک قسم کا زر چندہ مدرسہ کے متعلق "مولوی حکیم نورالدین صاحب قادیان" کے پتہ سے آنا چاہیئے۔ اور یہ چندہ جو عمارت کے لئے ہو وہ چندہ عمارت ہے اور جو مساکین طلباء کے لئے ہو وہ مساکین فنڈ کے نام سے بھیجا جاوے اور جو عام اغراض کے لئے تمام اغراض کے نام سے بھیجا جاوے غرض یہ چندہ بھیجنے والوں کو صراحت کردینی ضروری ہے تاکہ ہر ایک مد کا جداگانہ چندہ رکھا جاوے۔

الحکم اور اوسکے معاون

ہم دلی شکرگزاری کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ الحکم کے معاونین اوسکی توسیع اشاعت میں پوری کوشش فرما رہے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزا۔ مندرجہ ذیل احباب خاص طور پر شکریہ کے قابل ہیں جنھوں نے اپنے ذاتی خرچ سے یا کوشش سے خریدار بہم پہونچاکر توسیع اشاعت کے کام کو جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۱) شیخ عطا محمد صاحب سب اورسیر میاں میر۔ (۲) ایک معزز مخدوم کوہاٹ (۳) ایک مکرم دوست انبالہ پور (۴) مفتی محمد صادق صاحب لاہور۔ (۵) قاضی یوسف علی سنگرور (۶) منشی نور احمد صاحب نالی پور (۷) مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ۔ (۸) حکیم محمد حسین صاحب لاہور

ہم امید کرتے ہیں کہ اگر دوسرے احباب بھی اسیطرح مصروف رہے تو بہت تھوڑے میں الحکم کی موجودہ اشاعت کئی چند ہو سکتی ہے۔

معزز قدران الحکم

۸ر نومبر ۱۸۹۸ء سے الحکم کا مالی سال شروع ہوگیا ہے اس لئے خاکسار مدیر الحکم امید کرتا ہے کہ آپ سال گذشتہ اور رواں کا چندہ بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرماویں گے۔ (ایڈیٹر)

عقیقہ مسنونہ ہمارا مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور مع الخیر ولائیت سے واپس آئے تو آجکل دارالامان میں اپنے ہی [illegible] جیسا کہ پہلے بعض احباب سے [illegible]

شیخ محمد حسین بٹالوی کے نام ایک اور خط

یہہ کوئی انوکھی اور نرالی بات نہیں کہ شیخ بٹالوی پر ہر طرف سے حجت پوری ہو رہی ہے۔ مباہلہ بلا شرط کی ایک ایسی راہ ہے کہ اس سے یہہ کل کے دن کا جھگڑا طے ہو جاتا ہے۔ مگر ابھی تک اس درخواست مباہلہ کا کوئی جواب شیخ بٹالوی کی طرف سے ہمارے پاس نہیں پہنچا۔ مباہلہ کے بلا اثر ثابت ہونے پر جو انعام بٹالوی کو دیا جا سکتا ہے اسکی تعداد ہمارے پاس آٹھ ہزار کے قریب تک پہنچ چکی ہے گو اعلان ابھی دو ہزار ساڑھے تین سو تک کا ہوا ہے۔ ہم اخیر نومبر تک شیخ بٹالوی کے جواب کا انتظار کرتے ہیں۔ پھر تو مضامین کے ذریعہ اور کثیر التعداد اشتہارات سے پبلک کو اس راس المکفرین کی کارستانیوں سے واقف کرینگے اور اپنا موعودہ مضمون شایع کرکے خود پبلک ہی کے فیصلہ پر چھوڑینگے اب ہم وہ خط شایع کرتے ہیں جو میاں محمد حسین کے ایک قدیم دوست نے ان کو اتماماً للحجت لکھا ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زمانہ سابق میں مکرم و معظم مولوی صاحب! السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ! مجھے اخبار الحکم کے گذشتہ چند ہفتوں کے پرچوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جسمیں مکرم مولوی عبد القادر صاحب لودہیانوی کی ایک چٹھی آپکے نام لکھی گئی جسمیں مولوی صاحب موصوف نے اپنی ہم مکتبی اور دیگر قدیمانہ حقوق دوستی کو یاد دلاکر ایک قطعی فیصلہ کے لئے آپ کو مباہلہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف نے اپنی غریبانہ حیثیت کے موجب مباہلہ کو غیر موثر ہونیکی صورت میں دو سو روپیہ کی رقم آپکو دلانی منظور کی ہے اور نیز جماعتہائی لاہور۔ پٹیالہ۔ شملہ۔ الہ آباد۔ دہلی۔ بٹالہ وغیرہ نے رقم مذکور کو آپکے منصب و ضروریات موجودہ کے لئے غیر مکتفی سمجھکر اپنی طرف سے اور رقومات ایزاد کر دی ہیں جنکی تعداد قریباً سو ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ بلکہ بالا بالا طور سے سنا جاتا ہے کہ رقم مذکور آٹھ ہزار تک ہو گئی ہے۔ اس تمام کارروائی کو دیکھکر مجھے بھی تحریک ہوئی کہ یکدفعہ پھر آپ کو ایک خط لکھوں شاید کہ آپ کی ایزادی بصیرت و ہدایت کا موجب ہو جاوے اور مجھے سعادت دارین سے حصہ مل جائے۔ مجھے سخت تڑپ ہے بلکہ میری دلی آرزو ہے کہ آپ اس نعمت غیر مترقبہ سے جو لاریب خالق ارض و سما اور مالک یوم الدین کی طرف سے ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ صفحہ دنیا پر ظلمت اور عصیان کا طوفان برپا ہے۔ اور مخلوقات خدا ہلاکت اور تباہی کے دریائے ناپایان میں غرق ہو رہی ہے نازل ہوئی ہے بہرہ ور ہوں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پیشتر ازیں ایک طول طویل خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا گیا تہا جس کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا۔ شاید کوئی مصلحت وقتی سکوت کے لئے دامنگیر ہوئی ہو گی۔ اور نیز اسباب کا اظہار کرنا اسموقع پر غیر مناسب نہیں ہوگا کہ خاکسار چند بار بذات خود حاضر خدمت والا ہو کر بڑے ادب سے ملتجی ہوا کہ آپ حضرت مرزا صاحب ادام اللہ برکاتہ کی نسبت غور فرما دیں۔ اور مخالفت کے لئے جلدی نکریں کیونکہ حق اور باطل چھپا نہیں رہ سکتا۔ آپ اپنی زبان اور قلم کو روکیں۔ مگر میں سخت افسوس سے لکھتا ہوں کہ آہ۔ ایک روحانی مرض نے جو بدنام یادق سے بھی بدتر ہے۔ بدقسمتی سے آپکی روح اور عقل پر ایسا غلبہ پالیا ہے کہ آپ کسی ناصح اور ہمدرد کی خیر خواہانہ نصیحت کو سن ہی نہیں سکتے۔ اور چونکہ بیمار کو بسا اوقات اپنی بیماری کا پورا حال منکشف نہیں ہوتا اس واسطے روز بروز مرض نامعلوم طور سے ترقی کرتی جاتی ہے حتیٰ کہ اسکو ورطہ ہلاکت میں ڈالدیتی ہے۔ لہذا محض دلی ہمدردی اور نیک سگالی کی نیت سے جرات کرکے یہہ عاجز آپکے مرض کی تشخیص میں مصروف ہو کر آپ ہی کی بہلائی اور بہبودی کے لئے اس مرض کا نام آپ پر ظاہر کرنا مناسب سمجہتا ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم آپ کو توفیق خیر عطا فرما دے۔ اور اسکے معالجے کے لئے آپکی توجہ منعطف کر دے۔ گو میں جانتا ہوں کہ اب آپکی حالت اس مرض کی وجہ سے اخیر درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ اور ظاہر میں انسان کہہ سکتا ہے کہ اب اسکا علاج دشوار بلکہ ناممکن ہے مگر مومن مایوس نہیں ہو سکتا بلکہ کسی مومن کو نا امید نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری اس عرضداشت کو بدظنی پر محمول نہیں فرماوینگے۔ بلکہ ایک نہایت ہی ہمدردی کی غمخواری تصور فرماکر اسپر عملدرآمد کرینگے۔ اور اس تشخیص کو سچا سمجھکر مرض کے دفعیہ کے لئے کمر ہمت باندہکر جان توڑ کوشش میں مصروف ہو جاوینگے۔ کیونکہ یہہ مرض کوئی معمولی مرض نہیں ہے۔ یہہ وہ مرض ہے جسنے فرعون اور شداد جیسے زبردست بادشاہوں کو ہلاک کیا۔ یہہ وہ مرض ہے جس نے معلم الملکوت کو جنت جیسی نعمت سے محروم کیا۔ یہہ وہ مرض ہے جسنے بلعم باعور جیسے مستجاب الدعوات کو جحیم کا وارث بنایا۔ میں اب یقین کرتا ہوں کہ آنجناب کو اس منحوس مرض کا پتہ لگ گیا ہوگا۔ اگر نہیں لگا تو میں کہول کر بتلا ہی دیتا ہوں کہ اس خبیث مرض کا نام تکبر ہے جس نے کسی نامبارک وقت میں آپکے دل و دماغ کو بیکار اور حسد کی آگ کو مشتعل کرکے آپکے تمام قوائے روحانی کو خاک سیاہ کر دیا ہے۔ ورنہ آپ جیسے بیدار مغز اور عالم اہل الحدیث اور مسایل کے سمجہنے میں کیونکر پیچھے رہجاتے؟ گستاخی معاف! میں نے ان تعلقات کی وجہ سے جو آپ کو میرے ساتھ ایک عرصہ دراز تک رہے۔ یہہ سب باتیں عرض کی گئیں اب انکو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا آپکا کام ہے۔ میں نے فی الحقیقت اصلی مرض کو جو آپکے تمام قوٰی پر محیط ہو رہی ہے پیش کر دیا ہے۔ اب آگے علاج کرنا یا نکرنا آپکے اختیار میں ہے۔ مجھے علاج کے بتلانے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ قرآن شریف اور کل احادیث کی کتابیں اس مرض کی ادویات سے بہری پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسے حکیم مطلق اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے حکیم امت کے بتلائے ہوئے نسخوں سے جو نسخہ آپ استعمال کرینگے تو یقیناً یقیناً آپ اس مرض نامراد سے نجات پا جاوینگے۔

آپکو ضرور یاد ہوگا کہ میں نے ملاقات کے وقت چند بار زبانی اور نیز اپنے سابقہ خط میں جسکو ارسال کئے ہوئے زاید از ڈیڑہ سال ہو گیا ہے عرض کیا تہا اور اب پھر عرض کرتا ہوں کہ میں نے مدت العمر حضرت امام الزمان مجدد دوران مسیح موعود و مہدی معہود کی خدمت بابرکت میں رہکر اندرونی اور بیرونی حالات پر کما ینبغی اطلاع پاکر اصل حقیقت معلوم کرکے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ لاریب وہ عباد اللہ الصالحین اور یقیناً مامورین من اللہ میں سے ہیں۔ بلاشک انپر آسمانی انوار کی بارش اور روحانی برکات کا نزول ہوتا ہے جنکو عکس سے ان کے در و دیوار روشن اور ان کے گرد رہنے والے منور ہوتے ہیں دور دراز امصار و دیار کے زائرین جو طلعت سفر و صعوبت راہ برداشت کرکے نہایت ماندہ اور پژمردہ ہو کر آتے ہیں وہ اس بزرگ امام زمانہ جالی دامی کے چہرہ مبارک کو دیکہکر تمام تکالیف کو بہول جاتے اور ان کی تقریر دلپذیر کو سنکر نہایت تر و تازہ ہو جاتے ہیں ان کی چند روزہ صحبت وطن مالوف کی محبت کو چھوڑا دیتی ہے ان کے کلام مالا کلام سے ایسے محظوظ ہوتے ہیں کہ جی جدا ہونیکو نہیں چاہتا۔ انکی صحبت میں کہڑے ہونے سے نماز میں وہ حلاوت ہوتی ہے کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ عبادت میں خشیت تلاوت قرآن شریف میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ دلوں میں نور بہرتا ہے۔ چہروں پر سعادت کے انوار نمایاں ہوتے ہیں۔ گناہان گذشتہ کے لئے توبہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور آئندہ کے لئے الٰہی نافرمانی اور انکا معصیت سے نفرت پیدا ہوتی ہے ان کے تمام مریدوں میں باہم الفت اور محبت روز بروز بڑہتی اور اسلامی اخوت ترقی کرتی ہے وہ اخلاق حسنہ سے پیار کرتے اور افعال قبیحہ سے بیزار ہوتے ہیں۔

برخلاف اسکے علمائے وقت کی صحبت سے نخوت اور تکبر پیدا ہوتا ہے۔ باہمی مخالفت اور عداوت کا بیج بویا جاتا ہے۔ شرارت اور فساد و فتنہ کی آگ دلوں میں مشتعل ہوتی اور کینہ اور بغض کے شعلے طبایع میں موجزن ہوتے ہیں نہ عبادت میں لذت۔ نہ گناہوں سے نفرت۔ علماء ہیں کہ خود ستائی خود نمائی میں گرفتار۔ راستبازی اور راست روی کے طریقوں سے بیزار۔ دنیاوی لالچوں۔ نفسانی جوشوں میں مبتلا باہمی پہوٹ اور دہڑہ بازی کے شیدا ہو رہے ہیں۔ دوسروں کا ذکر ہی جانے دیجیے آپ اپنے نفس ہی پر خیال فرما دیں۔ کیا آپ کا ضمیر آپکو اسبات کی شہادت دیسکتا ہے کہ آپ عالم ربانی ہیں؟ آپ کا ضمیر پکار کر کہیگا حاشا و کلا! (ہرگز نہیں ہرگز نہیں) پہر آپ ہی انصاف فرمائیے اور داد دیجیے! کیا ہم لوگ ناراستی پر ہو سکتے ہیں؟ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا؟

امر متذکرہ بالا کی تحقیقات کے لئے ہم دور نہیں جاتے ہیں۔ آپ کی ہی ایک بات بیان کئے دیتا ہوں۔ مجھے اچھی طرح واقفیت کامل ہے اور میں خیال کرتا ہوں آپکو بھی یہہ بات از یاد رفتہ نہیں ہوگی کہ ایکبار نہیں بلکہ چند بار آپنے برسر منبر تحدی سے پکار کر کہا تہا کہ میں نے ہی اس شخص کو یعنے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر چڑہایا ہے اور اب میں ہی اسکو زمین پر گراؤنگا۔ اور دوسری طرف حضرت امام ہمام نے بذریعہ اشتہارات شایع کیا کہ مجہے شیخ محمد حسین بٹالوی یعنے جناب کی نسبت الہام ہوا ہے انی مہین من اراد اہانتک یعنے میں رسوا کرونگا اس شخص کو ذلیل اور خوار کرکے چہوڑونگا جسنے تیری اہانت کا قصد کیا۔

یہہ دو کلمات ہیں جو ایک تو آپکی طرف سے اور دوسرا حضرت حجۃ اللہ کی طرف سے میدان کارزار میں گویا کشتی کے لئے نکلے ہیں۔ اب میں اسجگہ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجہتا صرف یہہ دریافت کرتا ہوں اور اس کا فیصلہ آپ پر چہوڑتا ہوں کہ آپ ہی قسم کہاکر اور رب عزیز اور سمیع خبیر کا خوف دل میں رکہکر فرما دیں کہ کس کا قول بالا رہا۔ اور کس کے منہ کی باتیں بے سود ثابت ہوئیں؟ کیا اس امام کی عزت روز روشن کی طرح دنیا میں ظاہر

نہیں ہوئی ہے کیا اُن کے عادی کو لوگوں نے کم قبول کیا ہے کیا اُن کی تائید کیلیے آسمانی اور زمینی نشان نمودار نہیں ہوئے؟ کیا اُن کی تبلیغ دنیا کی کناروں تک نہیں پہنچی ہے کیا اُن کی اشاعت کتب اشتہارات سے دنیا کا کوئی ملک خالی رہا ہے کیا اُن کو ہر موقع مقابلہ پر سرخروئی اور فتح نمایاں نہیں ہوئی؟

اب برخلاف اسکے میں آپسے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کی مسلسل فرت پر ذلت کا پانی نہیں پہنچا۔ کیا علم شہرت کا چاند گہنا نہیں گیا ہے آپ کی قبولیت سبدل بہ نفرت نہیں ہو گئی۔ آپکے قدیمی دوستوں نے آپکی رفاقت کو ترک نہیں کیا۔ آپ کی اشاعت رسالہ کالعدم نہیں ہوئی ہے آپ کو بمقابل حضرت امام انام ہر موقع اور ہر محل پر ناکامی اور نامرادی کا موںھ دیکھنا نصیب نہیں ہوا؟ تمہیں قسم ہے اُس جوہر کی جسکی عظمت آپکے دل میں جاگزین ہو سچ سچ تبلائیے کہ کیا یہہ واقعات راست اور درست نہیں ہیں؟

اے زمانہ سابق میں میرے بڑے مکرم و معظم بزرگ! میں نے بنظر اخلاص نیک نیتی اور ہمدردی دلی اور اُن تعلقات کی وجہہ سے جو مجھکو آپسے رہے ہیں نہ کسی گستاخی اور بےادبی کی وجہہ سے یہہ پوست کندہ حالات عرض خدمت کیئے ہیں۔ اور بار بار الفاظ متذکرہ بالا کا تکرار اسلئے کیا ہے کہ شاید آپ بات کی تہ کو پہنچ جائیں اور اللہ تعالےٰ کا خوف آپکے دل پر مستولی ہو جاوے اور آپکو وہ قادر مطلق خدا جس کو ہر طرحکی قدرت حاصل ہے صراط مستقیم کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین

اب میں بالآخر اپنا اصل منشا ظاہر کرتا ہوں۔ اور بڑے ادب اور بڑی منت سے گذارش کرتا ہوں کہ آپنے تو مخالفت کو انتہا درجہ تک پہنچا دیا ہے اور حضرت حجة اللہ کی تخریب و توہین کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر پھر بھی نتیجہ برعکس نکلا۔ آپ کی ساری کوششیں رائگاں گئیں آپکی جانکاہ مختیں ضایع ہوئیں اُن کی ترقی کے صدہا کے لئے آپ کی جانفشانیاں ھباءً منثوراً ثابت ہوئیں۔ اب للہ خدا کے لئے کچھ عرصہ تک سکوت اختیار کریں اور اُس علیم و خبیر خدا کا خوف کرکے جو دلوں کے باریک در باریک اور تہ در تہ رازوں اور بھیدوں اور نہانی کو جانتا ہے ایکدفعہ پھر اس معاملہ میں نظر غور کریں کینہ اور حسد کو خیال مفسد کے لئے موجودہ زمانہ کے اندھوں کی طرح معطل چھوڑ دیں اسطرح میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور آپ پر حق کھولدیگا۔ اور اگر آپ غور کامل سے فیصلہ کر چکے ہیں اور آپکے نزدیک یقیناً یہہ طے ہو لیا ہے کہ حضرت امام ھمام جناب مرزا صاحب فی الحقیقت کاذب اور مفتری ہیں اور آپ کا دل فراخ حوصلگی سے بلند آواز کر بولتا ہے کہ ضرور ہی وہ کافر دجال ہیں تو پھر مولوی عبد القادر صاحب نے جو تجویز پیش کی ہو اسپر بلا کم و کاست بلا دریغ مرد میدان بنکر مباہلہ کے لیے نکلیں کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے مومن کو کافر کے مقابل میں فتح کا وعدہ دیا ہے۔ دیکھو آیت لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا۔ پھر آپکو توقف کیوں ہے۔ اس مقابلہ میں نہ صرف بلکہ ڈبل فائدہ متصور ہے آٹھہ ہزار روپیہ بھی ملتا ہے۔ ساتھہ ہی دشمن کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر خلق خدا کو آیندہ فیصلہ کا خوب موقع دستیاب ہوتا ہے پس السیح جالنہیں خاموش رہنا اور جھوٹے حیلے حوالے تراشنا مناسب نہیں ہوگا جبکہ آپکو اپنے کامل مومن ہونے پر یقین کلی ہے اور مد مقابل کو بیقین کامل مفتری کذاب اور دجال جانتے ہیں تو آپکو ایک منٹ کی لیے بھی درنگ نہیں کرنی چاہیئے آپنے صرف تکفیر کی خاطر سو اہیر حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی مصایب سفر اُٹھا کر دُور دراز مقامات پر جانا گوارا کیا ہے تو کیا اب اپنے وطن میں بیٹھکر بٹالہ کی سرزمین پر کسی وسیع میدان میں نکلنا گوارا نہیں کرسکتے ہیں ضرور گوارا کیجیئے اور ضرور کیجیئے۔ تاکہ حسن کم جہاں پاک کی مثال صادق آئے اور خلق پر کھل جائے کہ کاذب اور مفتری کون ہے اور صادق اور مستجاب کون ہے اگر اب بھی آپنے اپنی عادت مستمرہ کے موجب پہلوتہی کی تو پھر دنیا پر روز روشن کی طرح کھل جائیگا کہ آپ ہی ان تمام خطابات کے مستحق ہیں جو آپ وقتاً فوقتاً اپنے مد مقابل کی نسبت تجویز کرتے رہے ہیں۔ ہمارا کام کہدینا تہا سو کہدیا۔ اب مانیئے یا نہ مانیئے آپ کا اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ راقم ابو العطار مرزا خدا بخش ۷ نومبر ۱۸۹۸ء

افریقہ میں مذہبی مباحثہ

(نمبر دوم)

بقیہ خط مسلمان بنام آریہ

اور یہہ کہ پیغمبر اسلام لڑائی کے وقت بلا تعداد عورتوں سے نکاح کرکے اور پھر طلاق دیدینے کا حکم دیا کرتے تہے۔ سو میں نے اسکے جواب میں لکہا تہا کہ قرآن تو درکنار۔ حدیث صحیح میں بھی یہہ باتیں نہیں اور پھر آپ سے حوالہ طلب کیا تہا۔ چونکہ آپنے اپنے خط میں اسکی تردید نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ آپکا مقولہ بزبان دیو آنند صاحب درست ہے۔ اور آپ قایل ہیں کہ یہہ باتیں قرآن میں ہیں مگر افسوس کہ آپنے اس کا جواب بھی ایک حرف نہیں دیا نہ قرآن کا کوئی پارہ سورہ۔ آیتہ لکہی جہاں ان باتوں کی تعلیم معلوم ہوتی ہو۔ تمام خط میں صرف ایک آیتہ ہے جسکا ہماری بحث سے کچھہ تعلق نہیں اور جو خود معترض کے حمق اور جہالت کو اُس خط میں ظاہر کر رہی ہے۔

جب آپ کی طرف سے یہہ دعوی تہا کہ اسلام میں ایسی تعلیم قرآن میں پائی جاتی ہے تو یہہ آپ پر ضروری تہا کہ اُسکا ثبوت میرے استفسار پر دیتے۔ اصل مطلب اور مبحث کو غتر بود کرکے دوسرے جھگڑے لے بیٹھنے بھی تو بددیانتی ہے اگر آپکے دل میں خوف خدا ہوتا اور حق کی طلب ہوتی تو اُسکا حوالہ دیتے۔ ورنہ اپنی غلطی اور کجفہمی کو قبول کرتے اور پھر مطلب استفادہ کسی سے دریافت کرتے۔ مگر یہہ آپ کی طرف سے نئی بات نہیں بلکہ افترا اور جھوٹ آپ لوگوں کا ہمیشہ سے کام ہے بزرگان دین کی توہین سے آپکے کتب خانے بھرے ہیں۔ میرا خط اور آپکا جواب خود اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ آپکا کہاں تک جھوٹ اور افترا سے پیدا اور راستی سے انکار ہے۔ انہی باتوں کے فیصلہ کیلئے ہمارے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمہ اللہ نے ہر چند دعوة کی۔ اشتہار دیئے۔ کتابیں چہاپیں تا یہہ لوگ طالب حق بنکر تاریکی سے نکلنے کی کچھہ ہمت باندہ لیں اور جن امراض مہلکہ میں گرفتار ہیں۔ اُن سے نجات پاویں اور خدا کے ستیانہ زدہ یونہی ناحق بوجہہ بدگمانی اور استہزا اور تکبر کے ہر جوائن کے لئے انجام کار سخت عذاب کا موجب ہے۔ مگر کسی نے طالب حق بنکر اُن کی طرف رُخ نکیا۔ بلکہ اندرمن مراد آبادی کی درخواست پر دوسو روپیہ ماہوار کے حساب سے ایکسال کا ہرجانہ بھی جمع کرا دیا۔ مگر آخر اقرار کرنیکے بعد پھر وہ اپنے قول کے بموجب حاضر نہوا۔ اسی طرح پنڈت دیانند صاحب اور دیگر ممبران اعلیٰ غیر مذاہب کو اسلام کو کہا گیا اگر کسی کو حق کی طلب ہوتی تو وہ اُن تمام باتوں کو تحقیق کرکے اپنے دوسرے بھائیوں کو اُس سے مستفید ہونیکی وصیت کرتا۔ مگر چونکہ ظلمت اور نور کا جمع ہونا محالات سے ہے اسلئے کسی نے اُس نور کی طرف رُخ نہیں کیا۔ اور ہمیشہ گندی گالیاں چہاپ کر اپنی خبث طینتی کا ثبوت دیتے رہے۔ چنانچہ ایسے معترضین کو حضرت اقدس اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں جو آپ معہ ترجمہ اور بارہ سطر کے ہیں میں نے اختصار درج کیا ہے

الا اے کمر بستہ بر افترا ... بخاصان حق کینہ ات تا کجا
مکن خویشتن را بترک حیا ... گہے شرمت آید ز گیہان خدا
چو بر نیک گوہر گمان بدبری ... بدانند مردم کہ بدگوہری
چو گوئی در پاک را بر غبار ... غبار دو چشمت شود آشکار
سخنہائے پر خبث و بمغز ظلم ... بود بر خبیثاں نشانی تمام
مدانید گفتن سخن جز دروغ ... بر حق ندارد دروغ فروغ
نیارید یاد از حق ہیچگوں ... پسند اوفتاد است دنیائے دوں
خدائے کہ جاں بر رہ او فدا ... نیابی رہش جز پئے مصطفےٰ
ابو القاسم آن آفتاب جہاں ... کہ روشن شد از وے زمین و زماں
بشر کے بُدے از ملک نیکتر ... نہ بودے اگر چوں محمد بشر
بہ قرآں چرا سرکشیں بدی ... نہ دیدی ز قرآں مگر نیکوی
اگر نامدے در جہاں ایں کلام ... نماندے بدنیا ز توحید نام
بتوحید راہے ازو شد عیاں ... ترا ہم خبر شد کہ ہست آں نہاں
وگرنہ ببیں حال آبائے خویش ... بانصاف بنگر دراں دین و کیش
بود آں فرومایہ بدگوہرے ... کہ از منعم خود دنیا بد سرے
ز اندازہ خویش برتر مپر ... پزشکی مکن چوں ندانی ہنر
شد ایں دین بفضل خدا ارجمند ... نہ کار فریب است و سالوس و بند
درخشد ہمہ نور چوں آفتاب ... تو کوری نہ بینی ازیں در حجاب
بہ ناپاکی دل مشو بدگماں ... وگر مخفی ہست بنما عیاں
بشوق دل آویختن را مبالا ... ببیں ہنگہ بیں قدرت کارساز
گریزی مکن ز قوت یکی بحبیں ... کہ با کیستن وز ما کنند کمتر سخن
بما ہست نفضل خدا لعنہ پاک ... ز باطل پرستاں نداریم باک

دوم آپنے ایک آیت قرآن شریف کی لکھدی ہے ہر ایک شخص جو ادنےٰ سی عقل بھی رکھتا ہے۔ وہ بھی اس امر کو سمجھہ سکتا ہے کہ جب بطور اعتراض کے ایک آیتہ درج کی گئی ہے تو ضرور اُسکا ترجمہ درج کر دینا چاہیئے تہا۔ اور جس جگہہ یہہ تعلیم آپ کو قانون قدرت کے برعکس

نظر آئی تھی اُسکو ظاہر کرنا چاہئیے تھا۔ اب گونگے کا اشارہ تو گونگے کی ماں ہی سمجھے۔ بھلا یہہ کونسی عقل اور دانائی تھی جسے آپ اپنی دانست میں ایک فتح عظیم جان کر تحریر کر بیٹھے۔ کیا دیدۂ عقل کا بند ہونا اور قوت ممیزہ کی آنکھہ کا پھوٹنا اور انصاف کو ہاتھہ سے دینا کچھہ اور ہوتا ہے؟ یا یہی جو آپ سے سرزد ہوا۔ کیا ابھی آنکھوں کی زردی میں کچھہ کسر رہگئی ہے یا مرض تعصب کا غلبہ ثابت نہیں ہو رہا ہے؟ آپ کو واجب تھا کہ اول آیت کا ترجمہ لکھتے۔ پھر جس لفظ پر اعتراض تھا اُس اعتراض کی تفصیل کرلیتے۔ اگر اور کچھہ نہیں ہو سکتا تھا اور اندھیرے میں گرے پڑے آپکو کچھہ نظر آسکتا تھا تو خیر عربی میں ہی جس حرف پر یا جس لفظ پر آپکو کمی بصارت کی وجہہ سے اعتراض نظر آتا تھا تو اُسپر کوئی لکیر یعنے ڈیش ہی دیدیتے تا کہ کوئی مخاطب ایک حکیم کیطرح جو ایک اندھے گونگے اور بہرے مریض کا مطلب صرف اشارہ سے ہی جان سکتا ہے آپ کا مطلب سمجھکر کچھہ تو آپ کا مافی الضمیر سمجھہ سکتا۔ افسوس کی بات ہے کہ جو دعویٰ نیوگ کی بابت کا کیا نہ اُسکا کوئی ثبوت دیا۔ جو آیتہ لکھی اُسکو محل اعتراض نہ ثابت کرکے دکھایا۔ میں حیران ہوں کہ آپ کے خط کو کیا سمجھا جاوے۔ نہ یہہ آپ کی طرف سے ابتدائی خط ہے اور نہ جوابی۔ ابتدائی اسلئے نہیں کہ آپنے ایک خط کے جواب میں اپنی دانست میں لکھا ہے۔ اور جوابی اسلئے نہیں کہ اصل بحث کو چھوڑکر آپ کہیں کے کہیں ٹھوکریں کھاتے چلے گئے۔

خیر! اگرچہ یہہ میرے پر فرض نہیں ہے کہ بغیر آپ کا ترجمہ اور اعتراض سُنے میں اس آیت پر کچھہ لکھوں مگر تاہم میں اسکے بہت کُھلے اور واضح صریح معنے عام فہم درج کر دیتا ہوں تا کہ اُنہیں کے ذریعہ سے آپ کی غلطی آپ پر واضح ہو جائے۔ اور شاید راہ راست نظر آوے۔

اب آیۃ شریف کا ترجمہ سُنیئے۔ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ ترجمہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں یعنی نسل انسانی کی تولید کا محل ہیں سو تم اپنی کھیتی کی طرف آؤ جہاں سے چاہو یا جس طرح سے چاہو۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ اسمیں محل اعتراض کونسا امر ہے۔ ہر ایک لفظ کا ترجمہ ظاہر ہے۔ بلکہ یہہ آیت اپنے مفہوم میں سوائے طریقہ مخصوصہ معاشرت کے باقی ہر ایک قسم کی شہوت پرستی بدکاری اور بدافعالی کو خلاف قانون قدرت ثابت کرکے بنی نوع انسان کو ہزارہا قسم کے دُکھوں اور بیماریوں سے نجات کا رستہ تبلاتی ہے۔ کیونکہ لفظ حرث جس کے معنے کھیتی کے ہیں زمین کے اُس قطعہ مخصوصہ پر بولا جاتا ہے جس کو ہر ایک قسم کے خس و خاشاک سے پاک صاف کرکے قلبہ رانی اور زراعت کے لئے طیار کیا جاتا ہے اور اُسمیں تخم ریزی کرکے غلہ کی پیدائش کی اُمید کی جاتی ہے۔ دوسرے کسی قطعہ زمین پر جسمیں یہہ صفات نہوں لفظ کھیت کا عام پنجابی یا ہندوستانی زبان میں بھی نہیں بولا جاتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب عورتوں کو تمثیل کھیتی سے دیگئی تو بجز اُس عضو مخصوص کے جو منبع نسل انسانی قرار دیا گیا ہے دوسری ہر ایک قسم کی ناجائز حرکت سے بنی نوع انسان کو روکا گیا۔ کیونکہ وطی فی الدبر وغیرہ دوسرے جسقدر بداطوار کی افعال خلاف فطرت انسانی ہیں وہ حرث کے نتیجہ کے مفہوم میں ہرگز نہیں آسکتے بلکہ اس لفظ حرث کو استعمال کرکے اللہ تعالےٰ نے لونڈی بازی وغیرہ سے بھی سخت ممانعت کردی۔ کیونکہ اُن کے رحم بھی منبع نسل انسانی نہیں بنتے بلکہ زمین شور کے حکم میں آجاتے ہیں۔ اور اس جگہہ لفظ ارض وغیرہ کا بجائے حرث کے نہیں استعمال کیا جسمیں کسیکو شبہہ پڑتا۔ کیونکہ اگرچہ ایک لحاظ سے حرث بھی زمین ہے اور جسقدر اقسام کے قطعات زمین پہاڑی۔ ریتلے۔ ملائم و سخت اور شور ہوتے ہیں وہ سبھی جنسیت کے لحاظ سے زمین ہیں۔ مگر حرث اُسی قطعہ کو کہا جائیگا جو زراعت کے قابل ہو۔ اور باوجود مختلف نام ہونیکے پھر امتیاز نکرنا اور ایک لفظ کے اصل مفہوم کو چھوڑکر شرارت اور بدذاتی سے دوسرے معنے جو اُسکے مفہوم میں ہرگز آہی نہیں سکتے۔ جوڑنے اور خلق اللہ کو دھوکا دینا یہہ خبیثوں اور احمقوں کا کام ہے جن کو راستی اور دیانت سے کوئی کام نہیں اور کیسی ہی کھری چیز اُن کے ہاتھہ پر دھری جاوے اُن کو وہ کھوٹی ہی نظر آتی ہے۔ اور اس قسم کے لوگ ایسے بےحیا ہوتے ہیں کہ اگرچہ کوئی حکیم اُن کو بار بار کے علاج کے لئے بلا دے بھی۔ تو بھی رُخ نہیں کرتے۔ اور خبیث پن پر راضی رہتے ہیں۔

شاید اسکے سمجھنے میں کوئی کسر رہگئی ہو تو میں اُسکو اور واضح کرکے لکھتا ہوں۔ دیکھیئے! آپ کی اکثر والدہ۔ بہن بیٹی۔ بیوی وغیرہ ہونگی۔ تو اگرچہ یہہ سب بلحاظ نوعیت کے انسان ہیں۔ اور اناث میں داخل ہیں مگر بلحاظ رشتہ کے اور عظمت کے سب الگ الگ حکم میں ہیں۔ اور اسی لحاظ سے مختلف نام رشتہ داری کے ہیں۔ آپ اپنی بیوی کو بہن یا ماں ہرگز نہ کہینگے۔ اور نہ ماں یا بہن کو بیوی کے حکم میں لینگے پھر اگر آپ کو کوئی شخص آپ کی بیوی کے ساتھہ حقوق زوجیت بجالانیکو کہے تو کیا آپ اس دھوکہ میں آکر کہ عورتیں سب ایک ہی ہیں اور اناث کے حکم میں ہیں۔ ماں بہن اور بیوی میں امتیاز نکرینگے؟ اور بجائے بیوی کے ماں یا بہن پر جا پڑینگے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ آپ ایسا کرینگے۔ تو پھر جس حالت میں لفظ حرث زمین کے اُس قطعہ پر دلالت کرتا ہے جو خاص پیداوار کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اور اس سے دوسرے معنے خلاف فطرت اور خلاف مفہوم حرث لینے اگر کام ہے تو کسی شرارت کے پتلے ہی کا کام ہے۔ بلکہ اگر خدا کی طرف سے چشم بینا عطا ہوتی تو اس سے قرآن کی عظمت درخشان نظر آتی۔ کہ جسنے ایک لفظ استعمال کرکے دوسری ہر ایک قسم کی بدکاری خلاف فطرت مثلاً لواطت دستنی لونڈی بازی وغیرہ کی راہ بند کردی۔ اور جسنے لفظ لفظ میں انسان کو ٹھوکر سے بچایا۔ مگر بدنصیب لوگ جنکو یہہ آنکھ عطا نہوگی اُنکو راستی سے کیا کام ٭

سوم۔ آپنے چند ایک سوالات دریافت کئے ہیں۔ سوال اول چونکہ آپنے میرے سوالات کا جو پرچہ اول میں آپ کی طرف لکھے گئے تھے جواب نہیں دیا اسلئے میں خلط مبحث کرنا نہیں چاہتا۔ کیا جوابدینے کا یہی طریق ہوتا ہے؟

دوسرے یہہ کوئی نئی بات نہیں ہے جو آپنے لکھی ہے سلطان القلم اور فخر اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تصنیفات میں ان سب کا جواب بطور اصول کے دیدیا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ میں نے صرف آپکی طرف خط واسطے دریافت کرنے حوالجات کے لکھا تھا نہ کہ بحث مباحثہ کے لئے۔ جس حالتمیں کہ ایک شخص بتصدیقات کل قوم اسلام کی طرف سے امام اور پیشوا ہوکر وکالت کا کام کر رہا ہے اور جسنے اپنی زندگی اور آرام کو اسی کام کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ کہ ہر ایک دینی صداقت کو قرآن کریم سے حسب تقاضائے فطرت انسانی و قانون قدرت نکالکر اور ثابت کرکے دکھاوے تو آپکی اور آپکے ذرا ذرا تحریروں کا کیا فائدہ ہے؟ اگر آپ حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات ایک محقق حق کی نظر سے مطالعہ فرمائیے۔ اور راستی کے سچے طالب بنکر قدم دہرئیے تو وہ کتب ہر ایک قسم کے اعتراض کے جواب میں مثل اکسیر کے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالفین کو ایک بڑی مرض یہہ لگی ہے کہ وہ اصل کتاب کو مطالعہ نہیں فرماتے۔ مخالفین جو چند ایک سطور کا اختصار محض بے انصافی سے محل اعتراض بنا کر درج کرتے ہیں اُسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ جس سے مدعی کا اصل مدعا نہیں کُھلتا۔ اسلئے میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ مرزا صاحب کی کتب جو اُنہوں نے تحقیق حق اور ابطال باطل کے لئے لکھی ہیں۔ ایک سلیم دل سے مطالعہ فرماویں اور فیصلہ کے لئے جو معیار اُن میں بیان کئے گئے ہیں اُنپر غور کریں کہ بجا ہیں یا نہ۔ پھر اگر بجا ہیں تو اپنی سماج کے ممبران اعلیٰ سے دریافت کریں کہ آپ اس طریق راست سے کیوں فیصلہ نہیں کرتے۔ تا کہ دنیا پاک ہو۔ جب آپ کی جماعت کا کوئی اعلیٰ ممبر فیصلہ کرے تو وہ کل قوم کی طرف سے ہوگا۔ اور دراصل تو حال میں اس امر کا فیصلہ ہو بھی چکا ہے کیونکہ پنڈت لیکھرام کی موت اہل اسلام اور آریہ صاحبان کے مابین ایک فیصلہ ناطق ہے۔ اور پنڈت لیکھرام صاحب نے خود اپنے خط میں تحریر کردیا تھا کہ اگر آپ کی پیشگوئی پوری ہوگئی تو یہہ دونوں مذہبوں میں بطور فیصلہ ہوگی۔

لیکن جب وہ پیشگوئی اسلام کے حق میں بطور فتح و نصرت کے پوری ہوگئی اور لیکھرام صاحب نے اپنی گالیوں کا خمیازہ بھگت لیا تو کسی نے حق کی طرف رُخ نہ کیا۔ اور جھوٹا الزام لگایا کہ مرزا صاحب نے قتل کرادیا۔ اگر اسکا کوئی ثبوت ہوتا تو آریہ قوم مرزا صاحب کو گرفتار کرا سکتی تھی۔ جب اُن کے پاس کوئی گواہ بلادلیل مرزا صاحب کو ملزم کرنے کو نہ رہے تھے تو تسکین خاطر کے لئے یہہ قسم شرعی کی گئی تھی۔ مگر اسپر بھی کوئی نہ نکلا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جب مقدمہ میں کوئی گواہ نہو تو اکثر قسم پر فیصلہ ہوا کرتا ہے۔

اور یہہ آپ کا حق ہرگز نہیں ہے کہ آپ کسی مسئلہ اسلامی پر بلحاظ غلط سمجھنے معنے کے حملہ کریں۔ آپ پر واجب ہے کہ جب کسی آیت قرآن شریف پر اعتراض

یا سمجھنے آوے تو مدعی اسلام سے اول اُسکا مطلب دریافت کریں تاکہ لاعلمی میں آپ اُسکا غلط مطلب سمجھ لیویں - جیسے کہ آپنے اسی آیت میں کیا - جس کی تفسیر میں نے آپ کو بتلائی ہے دیکھیئے! حضرت مرزا صاحب نے پیشتر اسکے کہ مسئلہ نیوگ پر قدم اٹھائے - بذریعہ ایک اشتہار کے کل ممبران آریہ سماج سے دریافت کرلیا کہ جو معنے نیوگ کے میں نے تحقیق کیئے ہیں یا اگر وہ نہیں ہیں تو کوئی آریہ بتلائے - بعد تحقیق کے پھر آپ نے رسالہ آریہ دھرم لکھا - اگر آپنے یہہ رسالہ دیکھا ہوتا تو آپکے کل سوالوں کے جواب اسی میں حل ہو جاتے - یہہ اسلام کا اخلاق ہے کہ وہ بغیر تحقیق اور دریافت کے کوئی اعتراض نہیں کرتا - دُور کیوں جاؤ؟ اگر اسی آیت کو آپ قرآن میں دیکھتے اور کل رکوع کو پڑھتے تو آپکو بخوبی معلوم ہو جاتا کہ کل مضمون کا سباق سیاق ہرگز خلاف قدرت تعلیم نہیں دیتا اور اس سے قبل اور مابعد کی آیات اس آیت کی تفسیر کر رہی ہیں۔

اب پیشتر اسکے کہ آپ مجھسے کوئی خط و کتابت کریں لازم ہے کہ اول کتب مرزا صاحب کی مطالعہ فرماویں جنکی تفصیل یہہ ہے - براہین احمدیہ، سرمہ چشم آریہ - شحنہ حق - آریہ دھرم - استفتاء - اور وہ اشتہارات جو لیکھرام کی موت پر نکلے تھے - بعد ازاں بذریعہ اخبار کے اپنی کل سماج سے دریافت کریں کہ آپ فیصلہ شدہ امر کو کیوں قبول نہیں کرتے یا اگر شکوک ہیں تو مدعی کے دعاوی بذریعہ اُن فیصلوں کے کیوں نہیں توڑتے جو وہ پیش کرتا ہے اور حق و باطل میں یا دہرم کہ اس سے بڑھکر فیصلہ کرنیوالی کوئی چیز نہیں جو مرزا صاحب نے تحریر فرمائے ہیں -

اول یہہ کہ ہر ایک کتاب آسمانی کا اپنی تعلیم میں کامل بکل وجوہ اور ہر دینی صداقت پر حاوی اور ہر صورت میں بینظیر ہونا ضروری ہے -

دوم یہہ کہ جیسے امراض ہر زمانہ میں ہوتے ہیں تو حکیم بھی ہوتے ہیں پھر سلسلۂ الہام جبکہ انسان کی ہدایت کیلئے ضروری ہے تو وہ کیوں بند ہو گیا؟

سوم - جو مذہب سچا ہوتا ہے اُسکی پیروی سے خدا کی رضامندی ہونی چاہیئے - اسلئے تم لوگ مرزا صاحب کے مقابلہ پر نکلو - اور دُعا کرو جو مذہب سچا ہوگا - آخر اُسی کی سُنی جاویگی -

یہہ تمام باتیں آجتک آریہ قوم کے روبرو پیش کی گئیں مگر کسی کو قبول نہ کیا - صرف دعوائے بلا دلیل پیش کئے جاتے ہیں کہ جن سے خود ہر بار ملزم ہوئے رہتے ہیں -

یہہ بہت خوشی کی بات ہوگی کہ آپ پھر اس سلسلۂ تحقیق حق کو ملا کر جنابیکہ ممبران سماج کو فیصلہ کے لئے دوبارہ نکالیں - جو اُن کا فیصلہ ہو وہ ہمیں اور آپ کو منظور ہونا چاہیئے - اور ایسے ہی فیصلہ کا اثر اکثر قوموں اور پبلک پر پڑا کرتا ہے - ورنہ میرا یا آپ کا اثر کیا ہے جسے نتائج کریں - امید ہے کہ آپ میری اس رائے سے متفق ہوں گے - اور بجائے اسکے کہ مجھے کچھ لکھیں اول کتابیں اصل مطالعہ فرمایئے - یا اپنی سماج کو بذریعہ کسی اخبار کے تحریک کریئے!

یاد رہے کہ لاہور میں جو جلسہ اعظم مذاہب دسمبر سنہ ۹۶ء میں ہوا تھا وہ بھی فیصلہ ناطق ہے - اور کیا خوب ہو کہ آپ کی تحریک سے کوئی اور تیسرا فیصلہ ناطق ہو جاوے -

مرزا صاحب عنقریب ایک کتاب لکھنے والے ہیں جسمیں مخالفین اسلام کے کل اعتراضوں کا جواب دیا جاویگا - آپ اپنی سماج کو لکھیں کہ اپنے اعتراض لکھکر روانہ کردے اور آپ بھی اپنے اعتراض معرفت اپنی سماج کے وہیں روانہ فرماویں۔

مسئلہ اہل اسلام کی فہرست مرزا صاحب نے کتاب آریہ دہرم کے صفحہ ۳۰ پر لکھی ہوئی ہے - جب آپ اُس کتاب کو تحقیق حق کی نظر سے دیکھینگے تو اُس میں خود آپ کو نظر آجاویگی - اور اُس میں ہر ایک کتاب کا نام الگ الگ لکھا ہوا ہے -

بالآخر لالہ صاحب! میں آپکو وصیت کرتا ہوں کہ اس دنیا کے چند روزہ کے لئے یہہ عناد اور تعصب اور بخل و کینہ و حسد وغیرہ خدا تعالیٰ کے نیک بندوں سے رکھنا اچھا نہیں - آپ صحت نیت سے طالب حق بن کر حق کی تلاش کریں - ہر ایک امر یا تحریر کی رد کا ارادہ دل میں رکھنا اور تحقیق شدہ امر پر ہٹ دہرمی سے بحث کرنا اور لاعلمی کی حالت میں قرآن کی آیات کا غلط مطلب سمجھکر اعتراض کرنا اور اسلام کے عمائد سے اُسکے معانی نہ دریافت کرنے اور بلاتحقیق اپنی آبائی تقلید پر جمے رہنا اور دامی الی الحق سے ملکر اُس سے حق نہ دریافت کرنا یہہ کوئی فخر کی بات نہیں - فخر کی بات یہہ ہے کہ ہر ایک امر کو بذات خود تحقیقی نظر سے دیکھا جاوے اور کسی کی خیانت سے بھری ہوئی تحریر یا تحقیق یا تقریر پر اعتبار نہ کیا جاوے جب تک خود اصل کتاب کو نہ مطالعہ کرلیا جاوے - پھر اگر اُسمیں حق کا غلبہ معلوم ہو تو ہزاروں دکھ بھی برداشت کرکے حق کو قبول کیا جاوے اور کوئی دنیاوی ننگ ناموس بھی قبول حق میں مانع نہو - آپ خود ہی انصافاً دل میں غور کریں کہ اگر آپ کسی چھوٹی سی تفسیر میں بھی اس آیتہ کو جو آپنے لکھی ہے دیکھ لیتے تو آپکو اسقدر ٹھوکر کھانی پڑتی؟ معترضین کی کتابوں کو صرف دیکھنے سے یہی نقصان ہے جو آپنے اس آیتہ میں دیکھ لیا ہے لہٰذا آئندہ آپ اس اصول کو چھوڑدیں اور جب کوئی مقام یا محل اعتراض معلوم ہو تو اُس مذہب کے مدعی سے دریافت کرکے رفع شکوک کرالیا کریں - آپ مرزا صاحب مدعی اسلام کی اصل کتب اول صحت نیت سے مطالعہ فرماویں - پھر جو آپ کے دل میں شکوک رہیں - یا اُن کتب کے مقابلہ پر آریہ صاحبوں کی کتب میں غلبۂ دلائل معلوم ہو تو اُن کو مصنف کتب سے دریافت کریں - آجکل خط و کتابت پر کوئی زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔

آپنے جو سوالات لکھے ہیں اُن کے جوابات اکثر تو کتاب آریہ دہرم میں حضرت مرزا صاحب نے دیئے ہوئے ہیں - یہہ کوئی نئے سوال نہیں ہیں - یہی تو بددیانتی ہے کہ آپ لوگ بغیر ہماری کتب کے مطالعہ کیئے کے بار بار وہی سوال کرتے جاتے ہیں مجھے فرصت نہیں کہ نقل کروں اگر مناسب جانا گیا تو قادیان سے جو اخبار الحکم نکلتا ہے اُسمیں کوئی ہماری جماعت کا اعلیٰ ممبر آپکے سوالوں کے جوابات شایع کراویگا ؛

راقم

خاکسار م - ت - ا

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

سلامت روی اور حقائق حق مطلوب ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن کجروی اور شرارت مقصود ہو تو کیسی ہی آسان سے آسان اور عمدہ تریں صورت فیصلہ پیش کی جاوے بد اندیش مخالف اوس پر نہیں آتے - حضرت اقدس نے ہر طرح سے چاہا کہ سلوک اور دل کو بالکت میں نہ ڈالیں اور اُس شقاوت اور قہر الٰہی سے محفوظ رہیں جو مامور من اللہ کے انکار سے پیدا ہوتا ہے مگر بد اندیش مخالفوں نے ہر طریق فیصلہ کو استہزا ہی کی نظر سے دیکھا اور بدظنی سے سب و شتم کا نشانہ بنایا مباہلہ کے لئے بلایا گیا تو مستور الحال اور مجہول الاسم ہو کر گالیوں سے بھرے ہوئے، جھوٹ اور افترا کی نجاست سے لبریز اشتہار شایع کردئے - حال ہی میں ایک اشتہار پہونچا ہے - جسمیں گو بٹالوی صاحب کے نام مشتہر نہیں مگر اوسکے الفاظ اور طرز تحریر کو جاننے والے کیا سمجھتے ہیں سو بہرنگے کہ خواہی جامہ میپوش - من انداز قدت را مے شناسم گالیوں کا جواب دینا ہمارا شعار نہیں عنقریب - روح اور راستی سے بھرا ہوا جواب دیا جاوے گا کیونکہ ان لوگوں کی جو مامور من اللہ اور عباد الرحمٰن ہوتے ہیں یہی شان ہے واذا خاطبھم الجاھلون قالو سلٰما - پبلک خود فیصلہ کرے گی۔

اسٹنٹ سرجن

ہمارے محترم بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور سے وزیرآباد تبدیل ہوئے جس قدر عزت و احترام کے ساتھہ آپ کو لاہور میں ریونگ پارٹی دی گئی اس سے آپکی ہر دلعزیزی ثابت ہوتی ہے ہم مفصل حال اگلے نمبر میں درج کریں گے۔

روئیداد میونسپل کمیٹی بٹالہ

نقل رزولیوشن نمبر (۱) جلسہ خاص منعقدہ ۲۳ ستمبر ۹۸ء

مسودہ بائی لاز مرتبہ صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب آج جلسہ خاص میں پڑھا گیا تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ بعد تجویز ہونے مسودہ بائی لاز کمیٹی کے بیرون دروازہ اچسن بمنظوری ۱۵ نومبر ۱۸۹۷ء صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ زیر دفعہ (۹۸) ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۹۱ء ایک جھٹکا خانہ واسطے ذبح کرنے فروختی ایسے حیوانات کی جنکا ذکر ان بائی لاز میں درج ہے مقرر ہوچکا ہے اسواسطے لفظ جھٹکا خانہ کا بھی بغرض متعلق ہونے ان بائی لاز کے ایزاد ہونا ضروری ہے اور نیچے بھیڈ بکری کے بصراحت واسطے رفع حجت بائی لاز میں درج ہونے واجب ہیں اور مکان جھٹکا خانہ کرایہ پر ہے شاید کسی وقت تبدیل کرنا پڑے اسواسطے بائی لاز نمبر (۱) کے اخیر پر عبارت (یا آئندہ اس مطلب کیواسطے مقرر کرے) ایزاد ہونی ضروری معلوم ہوتی ہے اور ذبح خانہ وجھٹکا خانہ کی صفائی بذمہ کمیٹی ہے ماشکی وخاکروب کمیٹی کا مقرر ہے مالک حیوان قابل ذبح کا کوئی تعلق فضلہ وغیرہ اوٹھانے سے نہیں ہے اسوجہ سے بائی لاز نمبر (۸) کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی لہذا قرار پایا کہ کمی وبیشی مذکورہ ضروری کرکے مسودہ حسب ذیل مناسب ہے جو کسی وجہ سے خلاف منشاء گورنمنٹ معلوم نہیں ہوتا اور مسودہ مرتبہ کمیٹی قبل اسکے حسب ضابطہ مشتہر ہوچکا ہے اوسمیں کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی جسکے مکرر مشتہر کرنے کی ضرورت ہو نقل اس مسودہ کی براد منظوری گورنمنٹ بخدمت جناب والاشان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مرسل ہووے اور گذارش کیا جاوے کہ ہردو قواعد متعلقہ ذبح خانہ مندرجہ اشتہار نمبر (۳۵۸) مورخہ ۲ رجون ۱۸۹۰ء گورنمنٹ پنجاب بدستور قائم ہیں (۱) یہ بائی لاز اوس مذبح وجھٹکا خانہ سے متعلق ہیں جو میونسپل کمیٹی نے اوہری دروازہ وایچسن دروازہ سے باہر بمنظوری صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ زیر دفعہ (۹۸) میونسپل

ایکٹ پنجاب بھیڑوں اور بکروں فروخت ... ذبح کرنیکے واسطے جنہیں لیلے اور بکری کے بچے بھی شامل ہیں مقرر کئے ہیں یا آئندہ اس مطلب کیواسطے مقرر کرے۔ (۲) مذبح ... جھٹکا خانہ ... ذیل پر کھلینگے من ابتدائے یکم اپریل لغایت ... نو بجے صبح سے آٹھ بجے صبح تک۔ من ابتدائے یکم اکتوبر لغایت ۳۱ مارچ سات بجے صبح سے نو بجے صبح تک ان گھنٹوں میں ہر ایک شخص بہ شرائط ان بائی لاز کی باد اے فیس مندرجہ قاعدہ نمبر (۴) ذیل بھیڑ یا بکرہ اور اونکے بچے ذبح کر سکتا ہے سوا اونکے اور کسی قسم کا حیوان مذبح جھٹکا خانہ میں ذبح نکیا جاویگا۔ (۳) کوئی شخص سوائے اوقات مندرجہ قاعدہ نمبر (۲) بدون اجازت انسپکٹر کسی حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر (۱) کو کسیوقت ذبح کرنیکا مجاز نہ ہوگا۔ (۴) کوئی شخص کسی حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر (۱) کو ذبح کرنیکا مجاز نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ انسپکٹر یا اور کسی عہدہ دار کو جو اس مطلب کیواسطے مقرر کیا گیا ہو ہر ایک ایسے حیوان کیواسطے ۱۲ پائی فیس فی راس پیشگی ادا نکرے۔ (۵) کوئی حیوان (مندرجہ قاعدہ نمبر ۱) ذبح نکیا جاویگا تاوقتیکہ انسپکٹر ذبح خانہ یا دیگر عہدہ دار جو اس مطلب کیواسطے مقرر کیا گیا ہو اوسے انسانی خوراک کے قابل تسلیم نکر لیوے۔ اور اس غرض کیواسطے مقررہ نشان سے نشاندار کر دیوے اس بائی لاز کے رو سے انسپکٹر کے فیصلہ کا اپیل میونسپل کمیٹی میں ہوگا۔ (۶) کوئی شخص بیمار یا خراب صحت والے (حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر (۱)) کو ذبح میں لانے یا ذبح کرنے یا کرانے کا مجاز نہوگا۔ (۷) بصورت کسی بیمار یا خراب صحت والے حیوان (مندرجہ قاعدہ نمبر (۱)) کے ذبح میں لائے جانے یا ذبح کرنیکی مالک یا جسکی تفویض میں وہ حیوان ہو بمجرد اسکے کہ اسکو اسکی بیماری یا خراب صحت کی خبر ہو اس امر کی اطلاع انسپکٹر کو دیوے اور اُس حکم کی تعمیل کرے جو وہ اُس حیوان کی علٰحدگی یا اُس لاش کے لیجانے یا تلف کرنیکی بابت دیوے (۸) انسپکٹر یا دیگر عہدہ دار جو اس مطلب کیواسطے مقرر کیا گیا ہو اُسکے فرائض حسب ذیل ہیں۔ (۱) مذبح و جھٹکا خانہ میں اُن گھنٹوں کے اثنا میں جو بائی لاز نمبر (۲) میں مقرر ہیں موجود رہے (۲) فیس مقررہ حسب بائی لاز نمبر ۴ وصول کرے۔ (۳) ذبح کرنیسے پہلے ہر ایک حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر ۱ کو ملاحظہ کرے اور اُنپر جنکو وہ انسانی خوراک کے قابل سمجھے نشان کرے۔ (۴) تمام ایسے حیوانات یا نعشوں کی نسبت جو انسانی خوراک کے ناقابل ہوں ایسے طریق سے کارروائی کرے جو اس بارہ میں کمیٹی کے عام حکم کے مطابق ضروری متصور ہو۔ (۵) مذبوح بھیڑوں یا بکروں اور اونکے بچوں کی تعداد ایک رجسٹر میں درج کرے اور اُسکی رپورٹ بنا بر اطلاع روزمرہ کمیٹی میں بھجدیوے۔ (۶) ہر ایک روزانہ کام کے اختتام پر دیکھنا کہ مذبح پورا پورا صاف اور بدبو سے پاک ہو گیا ہے اور فضلہ ایسی جگہ گرایا گیا ہے جو کمیٹی نے اس غرض کے واسطے مقرر کی ہو ...

[illegible] ... شخص ... نمبر ۲ سے نمبر ۸ تک کے خلاف ورزی کرنیگا مستوجب

ہسم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ؛ نہ ہے کوئی لاولد مضطر ؛ اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ؛ لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار البشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بشارت سے کما حقہ اطمینان کرسکتے ہیں۔ لوہ گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں حسب خواہش عام اشتہار بازی کا کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ بشرطیہ دو آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ؛

معیار صداقت :- بالشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کے لیا جاتا ہے۔ [illegible] میں اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کا ہر ہی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوالے۔ اگر مراد پوری ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ ہرجانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو ! ایسی دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام ہیلہ کہادی ہے ؛

اس خادم الاطبا کو ۲۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کردیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) بشرطیہ مینشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) بشرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) بعد تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پالے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ۔ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پشت کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاطلی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن ناامیدوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوسکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذاء و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا سوالیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں ؛

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	[illegible]	۱۰	قولنج دردی۔	[illegible]	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	نل ترنا۔	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر۔	[illegible]	۲۹	طول و عرض و عمق و زناید	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جسکا حمل ۹۔ ۸ ماہ گرجاوے۔	[illegible]	۱۳	جریان۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	ادبرنگ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت۔	[illegible]
۶	مرگی۔	[illegible]	۱۵	گنٹھیہ۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تپ دق۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ۔	[illegible]	۲۵	لیہہ۔	[illegible]	۳۴	بخار تیجہ و چوتھائیہ و روزانہ۔	[illegible]
۸	ضعف باہ۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر۔	[illegible]	۲۶	آتشک۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم۔	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن۔	[illegible]	۳۶	سر سام۔	[illegible]

المشتھر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں ؛

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دُھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ۱۲ - خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور** ۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو منزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دُھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے - اسے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیری کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ امرتسر ۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - جس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اکم ... بیوی بعمر ۲۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرخرے دانے نکلے ہوئے اور پڑبال پیدا ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم! شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی دعلا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن بسبب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیری کی سرمہ) کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیری کا سرمہ بذریعہ طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان دُرّانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۔

۷ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائینس بنک میں پانچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

جیہد نمبر ایل ۷۷ — تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) — Registered No. L 77

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۳۶ | قادیان دار الامن و الامان - مورخہ ۲۴ر نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۹ر رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو کثرت سے شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار ڈھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کیلئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجا جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا - بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے - مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا افسوس یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو - فوراً واپس کرو اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکینگی

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم - صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاویگی۔

۲- ریشمی ازاربند - پراندے - بیج بند وغیرہ - ہر قسم اور ہر قیمت کی - ازاربند ۸ر سے لیکر صہ روپیہ تک - پراندے ۴ر سے لیکر صہ روپیہ تک - بیج بند للعہ روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک

۳- زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیے جاوینگے۔

۴- دریائی کا ہر ایک قسم کا کام -

۵- ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لیکر روانہ ہو سکیگی -

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہ باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے - درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو - درخواستیں اس پتہ پر آئیں:

غلام محمد و الہ بخش علاقہ بند

الکان احمدیہ الجمنی

کٹڑہ بگھ سنگھ - ہاتھی دروازہ - امرت سر - (پنجاب)

صحت جسمانی کے طلبگار و اسکو پڑہو اور ایک دفعہ ضرور آزماؤ!!!

سچائی کا فیصلہ

صداقت ابھی زمانہ میں ہے ۔۔۔ سچائی کا امتحان ضروری ہے ۔۔۔ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ دواؤں کی قیمتوں کی تعمیل طلب پارسل سے ہوگی محصول و ویلیو پی ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے۔ غرباء خرچ روانگی دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں۔ امراء قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ۔

سچے ادویہ جو خود دیکھ لو اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہو تو اپنے بیان جتنی قیمت واپس لو یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

[illegible] [illegible]	**دوائی ہاضمہ** بدہضمی - دردشکم - قراقر - نفخ - امتلاء کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ ۔۔۔ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی مفت	**خارش کی حکمی دوائی** تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلی حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا چاہیے قیمت فی ڈبیہ ۔۔۔ اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت	**اعجاز مسیحی** [illegible]
دوائی آتشک یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے خوبی یہہ ہے کہ مونہہ نہیں آتا گوشت پلاؤ - شراب کے عادی کو اسکی بھی اجازت ہے - قیمت فی ڈبیہ ۔۔۔	**سرمہ سلیمانی** ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے - چھہ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بند نہیں ہوتی قیمت فی تولہ ۔۔۔ طلبا و دیگر احباب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ ۔۔۔		**سفوف و مرہم آتشک** اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہوجاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے خرچ روانگی پر مفت
عصائے پیری رات اور جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی - تعریف الفاظ کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت تین روپے	**دوائی وجع المفاصل** یہہ بے نظیر اور بہت مفید دوا ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ	**تریاق سوزاک** سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دفعہ ہو جاتا ہے - در حقیقت اسم بامسمے ہے قیمت چھہ خوراک ۔۔۔	**جادو کی گولی** جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ۔۔۔ فی درجن ایک روپیہ
نسوار [illegible]	**حبوب بواسیر** جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے - قیمت ۔۔۔	**لگانیکی دوائی بواسیر** اس دوائی کے لگانے سے ۲۱ دن میں مسے خشک ہوکر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بجا ہوگا قیمت تین روپے	**دوائی [illegible]** [illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعدہٗ محبت نامہ آنمخدوم پہونچا موجب شکر و سپاس ہوا۔ خداوند کریم مقدرات مکروہ سے آپکو امن میں رکھے اور آپکی سعیوں اور کوششوں میں کہ جو آپ خالصاً للہ کر رہے ہیں بہت سی برکتیں بخشے اور بہت سے اجر اُس پر مترتب کرے آمین۔ صفحہ ۴۲ فتوح الغیب کی نسبت جو آنمخدوم نے دریافت فرمایا ہے یہ مقام بین المعنے ہے کوئی عمیق حقیقت نہیں جو کچھ شارح نے لکھا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔

حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اس مقام میں یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب محقق ہوتی ہے اور تبھی وہ اس لایق ہوتا ہے کہ مورد معارف اللہ ہو جب تین طور کا انقطاع حاصل ہو جائے۔ اوّل انقطاع خلق اللہ سے۔ اور وہ اسطرح پر حاصل ہوتا ہے کہ حکم الٰہی کو جو قضا و قدر ہے تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے اور ہر ایک بندہ کو پنجہ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے۔ لیکن اسجگہ یہ عاجز صرف اسقدر کہنا چاہتا ہے کہ ایسا یقین کہ فی الحقیقت تمام مخلوقات کو کالعدم خیال کرے اور ہر یک حکم خدا کے ہاتھ میں دیکھے اور ہر یک نفع اور ضرر اُسی کی طرف سے سمجھے صرف اپنے ہی تکلف اور تصنع سے حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر تکلف سے کسی قدر خیال قائم بھی ہو تو وہ بے بقا ہے اور ادنےٰ ابتلا سے لغزش پیش آجاتی ہے بلکہ یہ مقام عالی شان اُس بصیرت کاملہ سے حاصل ہوتی ہے بات صرف اتنی ہے کہ جب عنایات اللہ کسی کی تکمیل کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تو اُسکے لمبے قصہ کو آپ ہی کوتاہ کر دیتی ہیں اور وہ بوجھ جو اُس سے اُٹھائے نہیں جاتے دست الٰہی انکو آپ اُٹھا لیتا ہے پس اسی طرح سے جب بذریعہ علوم لدنیہ و کشوف صادقہ و الہامات صحیحہ و تائیدات صریحہ انسان پر یہ حقیقت کھلجاتی ہے کہ تمام نفع و ضرر خدا کے اختیار میں ہے اور مخلوق کچھ چیز ہی نہیں تو ایک نہایت کامل یقین سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ جو کچھ نفع یا نقصان اور عزت یا ذلت ہے سب خدا ہی کے ہاتھ میں ہے اور مخلوق کو مردہ کیطرح دیکھتا ہے لیکن اس جگہ اعتراض یہ ہے کہ حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے علوم و معارف الٰہیہ کے حاصل ہونے کا ذریعہ فنا عن الخلق وغیرہ اقسام فنا کو ٹھہرایا ہے پس جبکہ فنا کا حاصل ہونا ان علوم حاصل ہونے پر موقوف ہے تو اس سے دور لازم آتا ہے۔ سو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ علوم لدنیہ و کشوف صادقہ و تائیدات خاصہ اللہ و توجہات جلیلہ حضرت احدیہ غیر فانی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے لیکن بتوسط صحبت شیخ فانی حاصل ہو سکتے ہیں یعنے اگرچہ براہ راست نہیں لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں اُن تمام تائیدات سماویہ کو معائنہ و مشاہدہ کرتا ہے پس یہی مشاہدہ اُس کے یقین کے کمالیت کا موجب ہو جاتا ہے اگر جلدی نہیں تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور تشکوک و شبہات کی تاریکی دل پر سے اُٹھ جاتی ہے اسی جہت سے فانیوں کی صحبت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین۔ ای کونوا مع الفانین والصادقون ھم الفانون لا غیرھم۔ اور جو شخص نہ فانی ہے اور نہ فانیوں سے اُسکو کچھ تعلق اور محبت ہے وہ محض ہلاکت میں ہے اور اُسکے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے اور اُس کے ایمان کا کچھ ٹھکانہ نہیں الّا ان تدارکہ اللہ برحمتہ دوسری شرط مورد معارف اللہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ ہوائے نفس سے انقطاع ہو جائے یعنے سالک پر لازم ہے کہ اپنے تمام حرکات و سکون و قول و فعل اور امر اور نواہی میں اللہ تعالیٰ کی متابعت اختیار کرے اور کسی حالت میں قال اللہ و قال الرسول سے باہر نہ جائے اور جو کچھ دوسرے لوگ اپنے نفس کی متابعت سے کرتے ہیں وہ اپنے رسول کی متابعت سے بجا لاوے اور اپنے اعمال اور اقوال میں کوئی ایسی جگہ خالی نہ چھوڑے جس میں نفس کو کچھ دخل دینے کی گنجایش ہو پس جبکہ کامل طور پر اتباع سنت میسر آجائے گا اور ایک ذرا ہوائے نفس کی پیروی نہیں رہے گی بلکہ ظاہر و باطن متابعت رسول کریم سے منور ہو جائے گا تو وہ حالت ہے جسکا نام فنا بامر اللہ ہے مگر ہائے افسوس کہ اس پر ظلمت زمانہ میں بجائے اسکے کہ بہت اہم کا قدر کریں اکثروں کو اس طریق سے بغض ہے اور اتباع سنت ایک چڑ ہے حالانکہ دوسری فنا کی بجز اسکے ہرگز میسر نہیں ہو سکتی اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد اللّٰھم انزل برکات محمد و صل علی محمد و بارک و سلم

تیسری شرط مورد معارف الٰہیہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ رضا بقضا ہو اور قبیلہ انشراح صدر میسر آجائے کہ جو ارادات اللہ سالک پر نافذ ہوں عاشق صادق کیطرح اُن سے متلذذ ہو اور انقباض پیدا نہو بلکہ یہانتک موافقت تامہ پیدا ہو جائے کہ وہ محبوب حقیقی کی مراد اپنی ہی مراد معلوم ہو اور اُسکی خواہش اپنی خواہش دکھلائی دے۔ سو اس جگہ بھی وہی سوال لزوم دور کا لازم آتا ہے جو پہلی قسم میں لازم آیا تھا اور جواب بھی وہی ہے جو پہلے دیا گیا ہے۔ انسان کا کام بغیر صحبت صادقین کے سراسر خام ہے اور بغیر طریق فنا یا صحبت فانیوں کے ایمان کا سلامت لے جانا نہایت مشکل ہے پس سعید وہی ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بیفایدہ خرخشوں سے دستکش ہو کر اُس جماعت کی رفاقت اختیار کرے جنکو خدا نے اپنا درد عطا کیا ہے اور یقیناً سمجھے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو عمدہ نعمت دنیا کے لئے لائے وہ یہی درد اور محبت الٰہی ہے جس کو خدا اور رسول کی محبت دی گئی اُس نے اپنی اصل مراد کو پا لیا ہے اور بلاشبہ وہ سعید ہے اور نار جہنم کو اُس سے مس کرنا حرام ہے لیکن جسکو وہ محبت عطا نہ ہوئی اور اُس نے اپنے خدا اور اپنے نبی کا قدر شناخت نہیں کیا اُس کا زبانی طور پر مسلمان کہلانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ نماز روزہ بھی بغیر ذاتی محبت کے اپنی اصل حقیقت سے خالی ہے ایک حدیث میں آیا ہے۔

یاتی علی امتی زمان یصلون و یصومون و یجتمعون فی المساجد و لیس فیھم مسلم

یعنے ایک زمانہ وہ آئیگا کہ لوگ نمازیں بھی پڑہیں گے اور روزے بھی رکھیں گے اور مسجدوں میں اکٹھے بھی ہوں گے پر اُنمیں سے ایک بھی مسلم نہوگا یعنے مومن حقیقی نہوگا اپنی دنیا اور اپنی رسوم میں گرفتار ہوں گے اور دین بھی رسم کے طور پر بجا لائیں گے سو اب ایسے وقت کا اندیشہ ہے خداوند کریم رحم کرے۔

۶ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۴ ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ

ایڈیٹوریل لیف یا نوٹس

التماس - ہمارے معزز ناظرین اور دقیقہ رس معاونین میں ابھی بہت ایسے ہیں جو اپنی عدیم الفرصتی کیوجہ سے (باوجودیکہ الحکم کا دوسرا مالی سال ہی شروع ہوکر تین ہفتہ گذر گیا) ابھی تک سال گذشتہ ہی کی ضروریات کو محسوس نہیں کر سکے اور اسی لئے ترسیل زرچندہ میں تساہل سے کام لیا گیا ہے ورنہ کیا ممکن تھا کہ اب تک ایک مہینہ کے اندر بیشتر وصول ہونے والا چندہ مدبقایا میں رہ جاتا ہم نہایت ادب سے ایسے معاونین کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس قومی خادم کی اگر اس ابتلائی حالت میں امداد کو بھول جاویں گے تو اوسکی ترقی میں ایک اٹل پہاڑ آسکتا ہے - امید ہے کہ ہم عنقریب ایسے احباب کی طرف سے سالگذشتہ اور رواں کا چندہ وصول کریں گے؟

"اسلام کا خدا" لیس کمثلہ شیءٌ

ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

"قدیم سے ابتک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پیرائے میں وجود باری کا اقرار ضرور کیا ہی اگر علی العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود حق سبحانہٗ وتعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے ہاں قوموں نے اور قریبًا کل قوموں نے جس امر میں سنبھلنے ناقابل ٹھوکر کھائی ہے وہ مسئلہ صفات ہے کیونکہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ کوئی خدا ہے کوئی فایدہ مترتب نہیں ہوسکتا وہ کیسی ذات ہے اوسکو یعنی اوسکی صفات کو عالم سے اور مخلوقات عالم کو کیسی مناسبت ہے اور کیسا تعلق واقع ہوا ہے - انتظام عالم حیثیات انواع مخلوقات سے خصوصًا نوع انسانی کے قویٰ کے تقاضاؤں اور میلانوں کی بہتگاری کس قسم کی صفات کا خدا چاہتی ہے صرف یہی ایک راہ ہو جس پر دنیا کے مذاہب نے بجز اسلام کے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اوسے اور بھی دھندلا کردیا ہے عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا کہ قالب انسانی میں پورا ڈھال کر ویساہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کرکے سالک طریق کو حیرت میں ڈالدیا (دی ہوتا لڈ آریہ) نے یہ غضب ڈھایا کہ ایک خیالی اور محض ہی وجود کو ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اوس پاک ذات کو قطعًا معطل کردیا کہ مادہ عالم اور ارواح اوسکی مخلوق ہی نہیں اور وہ روح کے اصلی تقاضا یعنی سرمدی نجات دینے پر قادر نہیں" وغیرہ اس پیچیدہ مسٹری (راز) کو کہولا تو اس مہیمن کتاب فرقان مجید نے کھولا ہے کہ وہ صانع - خالق - رزاق - رب - قادر - رحمٰن - رحیم سمیع - بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے اور یہ اور انکی مانند دیگر صفات ایسی ہیں جنہیں عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھہ پوری مناسبت ہے اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنوں اور محتمل شبہات کے مٹانے کو فرمادیا لیس کمثلہ شیءٌ سارا قرآن کریم مسئلہ صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ اونکا خدا کیسا ہونا چاہیئے -

الوداع زندگانی و ماتم جوانی

اے بہارِ زندگانی الوداع	اے شبابِ شادمانی الوداع
اے بیاضِ صبح پیری السلام	اے شبِ قدرِ جوانی الوداع
السلام اے قاصدِ ملکِ بقا	الوداع اے عمرِ فانی الوداع
روزگارِ ضعف و سستی الصلا	وقت سعی و جانفشانی الوداع
فرصتِ عشق و جوانی الفراق	دورِ عیش و کامرانی الوداع
تجھکو سمجھے تھے نعیم جاوداں	اے نعیم جاودانی الوداع
تیرے جاتے ہی گئیں سب خوبیاں	اے خدا کی مہربانی الوداع

(آنگاحالی - کنارہ پر جہاز
الوداع اے زندگانی الوداع)

اک نظر ادھر بھی

کئی سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ہمارے مخدوم جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا تہا کہ بعض بے سر و سامان مسافر جو خالصتہ لوجہ اللہ یہاں قادیاں میں آتے ہیں اون کی زادراہ کے لئے یا بعض نومسلم اور غریب و مساکین طلباء کے سامان تعلیم یا اور ضروریات کے لئے اپنے احباب کو "اعلام" کے عنوان سے ایک اشتہار دیکر توجہ دلائی جاوے چنانچہ اوس پر اکثر احباب نے اس فنڈ کی ضرورت کو محسوس کرکے مولانا موصوف کا ہاتھ بٹانے میں فراخدلی سے کام لیا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بجز چند بزرگوں مثل ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب یا میاں علی الدین صاحب ٹھیکہ دار مباسہ یا برادرم عطا محمد لقاء محمد جنیوٹی کے اکثر توجہ کم ہے - یہ مانا کہ ہماری جماعت کو کثرت کے ساتھہ چندوں میں شریک ہونا پڑتا ہے مگر کیا خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اسکے مقابل میں کچھہ تہوڑی چیز ہے - صحابہ کرام کی حالت پر نظر کرو - اور دیکھو کہ اون معدود چند اشخاص کے حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی اشاعت میں یہاں تک نوبت پہونچ جاتی تہی کہ گھر کا کل اثاث البیت تک اوس راہ میں وقف کردیں -

یہہ خوب یاد رہے کہ جب تک کوئی کچھہ خدا کے راہ میں نہیں کھوتا کچھہ پاتا نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ

{ زبذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا }

پس یہ ایک ضروری امر ہے جو ہمارے ناظرین کی توجہ کا محتاج ہے اس کے لئے باقاعدہ حساب کے رجسٹر موجود ہیں زرچندہ بھیجنے والے احباب "مولوی حکیم نورالدین قادیاں" کے نام ارسال کریں وہی امین اور مہتمم مصارف ہیں - ہم کو امید ہے کہ ہمارے احباب کامل توجہ فرمائیں گے -

چھٹی صدی کی اسلامی گھڑی

اندلس کے مشہور سیاح علامہ ابن جبیر نے اپنے سفرنامہ میں دمشق کی جامع مسجد کا کچھہ حال لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں اس جامع مسجد میں مشرقی دروازے کی راہ سے داخل ہونے پر دہنے ہاتہہ کی طرف ایک شہ نشین محراب دار دروازہ کی شکل کی بنی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس شہ نشین کے چاروں طرف پیتل کی بارہ محرابیں بنی ہوئی تہیں اُنہیں چھوٹے چھوٹے دروازے نصب تھے۔ پہلے اور آخری دروازے کے اوپر ایک برنجی عقاب کھڑا تہا اور دونوں عقابوں کے سامنے کسیقدر نیچے کی طرف ایک ایک پیالہ برنجی رکھا ہوا تہا ہر گھنٹے کے گزرنے کے بعد دونوں عقاب ایک عجیب ہوش ربا طرز سے گردنیں بڑہا کے پیالے کیطرف جھکتے اور پھرتی سے ایک ایک گولہ اگلتے تھے۔ دونو جانب کے پیالوں میں اُن گولوں کے گرتے ہی گھنٹے کی اِس زور کی سُریلی آواز پیدا ہوجاتی تہی کہ ساری مسجد گونج جاتی تھی اور گولے غائب ہوجاتے تھے۔ پیالے میں ایک سوراخ تہا جس سے ہوکے یہ گولے شہ نشین میں پہونچتے تہے اور اُن کے پہونچتے ہی مذکورہ بالا بارہ دروازوں میں سے ایک دروازہ بند ہوجاتا تہا اسی طرح ہر گھنٹہ پر ایک دروازہ باری باری سے بند ہوتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ شام تک سارے دروازے بند ہوجاتے تھے۔ یہ تو دن کے بارہ گھنٹوں کا حساب تہا رات کا وقت بتانے کے لئے ان چھوٹی محرابوں کے اوپر جن میں برنجی دروازے نصب تھے ایک ایک برنجی کمان تھی جسمیں بارہ گول حلقے بنے ہوئے اور ہر حلقے کے مقابلے میں دروازے کی پشت پر ایک شیشہ لگا ہوا اور اس شیشے کے پیچھے ایک خوش نما فانوس رکھا ہوا تہا انمیں ہر فانوس باری باری سے خود پانی سے بھر رہتا تہا اور جو نہیں لبالب پانی سے بھر گیا یکا یک شمع روشن ہوجاتی تہی جسکی تیز شعاعیں شیشہ کو منور کرتی ہوئی اس حلقے کو جگمگا دیتی تہیں۔ اور حلقہ اپنے سُرخ نورانی دائرہ کی وضع سے آنے جانے والوں کو وقت کا پتا دیتا تہا اسی طرح سے شام سے صبح تک باری باری روشن ہوتے ہوتے بارہوں حلقے چمک اٹھتے تھے۔ سیاح مذکور نے لکھا ہے کہ دمشق میں میرے قیام کے زمانے میں اس گھڑی کے درست رکھنے کے لئے گیارہ شخص ملازم تھے اور عرف عام میں یہ گھڑی دعیکاتیہ کے نام سے مشہور تہی۔ اس سے صاف صاف اس بات کا پتا چلتا ہے کہ گھڑی کی ایجاد موجودہ زمانہ کی ایجاد نہیں ہے جیساکہ عام لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ ایجاد اسلام کے عروج کے زمانہ میں ہوئی اور ترقی کی اُس حالت پر پہونچ گئی تھی جسکا ذکر مذکورہ بالا سیاح نے اوپر کے بیان میں کیا لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کے اوج و اقتدار کے پستی و ادبار میں بدل جانے کے ساتھہ یہ ایجاد بھی دوسری ایجادوں کے ساتھہ خاک میں مل گئی اور نقش برآب بن گئی ہیں خود یاد ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں گلستان کی ایک شرح میں "معتکف بودم در جامع دمشق" کی تشریح ہماری نظر سے گذرا کہ دمشق کی مسجد جامع میں علاوہ دینی برکتوں کے بناوٹ کی بہی ایک ایسی خوبی تہی کہ تنہائی میں آدمی کی طبیعت نہ اُکتاتی تہی اور ساعت ساعت پاس پاس مختلف تبدیلیاں وقوع میں آنے سے رات اور دن کی گھڑیاں بے معلوم گذر جاتی تہیں اور اس وجہ سے اطراف و جوانب کے آدمی دور دور سے رمضان میں اعتکاف کو وہاں جاتے تہے اس سے کسی قدر مذکورہ بالا بیاں کی تصدیق ہوتی ہے۔ تبلیغ رسالت

سیاحوں کو مصر کے صحراے لیبا کے ریگستان میں قاہرہ سے ایک سو بیس میل کے فاصلے پر قلمی انجیل کا ایک ورق دستیاب ہوُا ہے یہ ورق تیسری صدی عیسوی کا قرار دیا گیا اس لئے پہلے یورپ کے مختلف عجائب خانوں میں جو قدیم نسخے انجیل کے رکھے ہوئے ہیں وہ چوتھی صدی عیسوی تک کے ہیں۔ اس لحاظ سے جدید برآمد شدہ ورق انجیل قدیم ترین نسخہ ہے۔

رخصتی جلسہ

گذشتہ نمبر میں ہم نے ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسٹنٹ سرجن کی تبدیلی کی خبر درج کی تہی۔ ۷ نومبر ۱۸۹۸ء کو لاہور میڈیکل کالج کی اسٹنٹ کلاس طلباء نے باجازت پرنسپل صاحب بہادر مرزا صاحب موصوف کو ایک ریونگ پارٹی دینے کا اہتمام کیا۔ جسمیں سیز کلاس کے تمام طالب علم اور لیڈی سٹوڈنٹ شامل تھے ہندو مسلمان عیسائی ہر قسم کے اصحاب موجود تھے سب سے بڑہ کر مسرت کا مقام یہ ہے کہ اس جلسہ کا اہتمام اور تحریک ہندو طلباء کی طرف سے تہی جس سے مرزا صاحب موصوف کی ہر دلعزیزی کا پتہ لگتا ہے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب او زیری سرجن لاہور ڈاکٹر اصغر علی صاحب اور ڈاکٹر کدار ناتہہ صاحب اور ڈاکٹر گوراند تال صاحب اسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر وغیرہ موجود تھے مختلف تقریریں ہوئیں جس میں مرزا یعقوب بیگ کی خدمات اور ہمدردانہ بلکہ برادرانہ سلوک کا ذکر تھا ڈاکٹر رحیم خاں صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں بتلایا کہ ہم مرزا یعقوب بیگ کو اوس وقت سے جانتے ہیں جب سے کہ وہ طالب علم تھے بیمار کو پوری توجہ اور ہمدردی سے دیکھتے تھے اور ایسے اخلاق فاضلہ کی ایک طبیب کو ضرورت ہے ہمکو امید ہے کہ یہ ایک نمونہ ہوں گے اور کامیاب ہوں گے"۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب نے سب صاحبان کا شکریہ ادا کیا اور پھر جلسہ برخواست ہوا۔ مرزا صاحب جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں وزیر آباد تبدیل ہوئے ہیں ہمکو امید کامل ہے کہ وزیر آباد کی پبلک کو انکے وجود سے بہت فایدہ پہنچیگا۔ اور ہماری دلی دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں۔ آمین

دلچسپ چٹھیاں

اس عنوان کے تحت میں آجتک اون اعتراضوں کے جواب درج ہوتے رہے ہیں جو کوتاہ فہمی اور ناسمجھی کیوجہ سے اسلام پر کئے جاتے ہیں آئندہ کے لئے بھی ہمنے یہی التزام کیا ہے کہ انشاء اللہ اس عنوان کو ہمیشہ قایم رکھنے کے لئے ایسے اعتراضات کے جوابات شائع کئے جاویں جو اسلام پر مختلف پہلوؤں اور رنگوں میں ہوتے ہیں اس لئے ہم اون لوگوں کو جو کسی قسم کے اعتراض متعلق بہ تعلیم اسلام رکھتے ہوں یا حضرت اقدس میرزا صاحب کے مشن کے متعلق ہی ہوں وہ خوشخط لکھہ کر ہمارے پاس بھیجدیں انشاء اللہ سوال اور اوس کا جواب شائع کیا جاوے گا۔

(ایڈیٹر)

سوال

پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ھدایت المسلمین میں یہ اعتراض کیا ہے کہ قولہٗ ۲۹ جھوٹ۔ سورۃ مریم میں لکھا ہے کہ یا اخت ھارون یعنے اے مریم ہارون کی بہن اور سورۃ مریم میں ہے مریم بنت عمران یعنے مریم عمران کی بیٹی واضح ہو کہ محمد صاحب اس مقام پر دہوکا کہایا ہے عمران نام ہے ایک شخص کا جسکی بیٹی مریم نبیہ تھی اور موسیٰ و ہارون اوسکے دو بیٹے تھے اور یہ مریم جن سے حضرت مسیح پیدا ہوئے اس مریم سے ۱۳۹۱ برس پیچھے دنیا میں تھے محمد صاحب نے سمجہا کہ وہی مریم ہارون کی بہن اور عمران کی بیٹی تھی جن سے مسیح پیدا ہوا۔ اس لئے یہ بات قرآن میں غلط درج ہے۔

الجواب

الزامی جواب

(۱) پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نکیا کرو۔ کیونکہ پولوس طمطاوس کے پہلے خط میں لکھتا ہے "دکہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نکریں یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیت الہٰی کا جو ایمان سے ہے" طمطاوس ا باب ۴

افسوس تم اپنی تعلیم پر بھی عمل نہیں کرتے۔

(۲) معترض عیسائیو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی نہیں جس میں مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو اور کیا ایسی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں موجود ہے جس سے مریم کے بہائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتہ داروں کے حالات صحیح صحیح اور یقینی طور پر تمکو معلوم ہوں جو تم نے اخت ہارون و بنت عمران پر اعتراض کیا سوچو! اور غور کرو۔

(۳) انجیل متی کی ابتدا میں مسیح کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکہا ہے متی ۱/۱ حالانکہ مسیح اور داؤد کے درمیان اور داؤد اور ابراہیم کے درمیان پشتہا پشت کا فرق ہے اگر یوں ہی ہے تو پھر مسیح ابن داؤد نہیں۔

(۴) اگر تشارك فی الاسماء کے تم قایل نہیں ہوتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مسیح مریم کے بیٹے تھے کیونکہ مریم تو بقول تمہارے ۱۳۹۱ برس پہلے گذر چکی۔

(۵) سنو! الیشبا کو (کہیں الیسبات ملکہ انگلستان ہی نہ سمجہ لینا) لوقا ۱/۱ میں ہارون کی بیٹی لکھا ہے لیکن ہارون الیسبات اور ذکریا کے زمانے سے پہلے جنکا ذکر لوقا نے کیا ہے ۱۳۹۱ برس پہلے اس غدار دنیا سے .... اُٹھہ گئے تھے الیسبات اور ہارون میں چودہ سو برس کا فرق ہوتا ہے پہر اسے کیونکر صحیح مانتے ہو۔

تحقیقی جواب

(۱) اصل بات یہ ہے کہ تشارك فی الاسما ہوتا ہے دیکھو یوسف اور یعقوب مسیح کے بہائیوں کا نام بھی ہے اور مسیح سے صدہا برس پیشتر اسحاق نبی کے بیٹے اور پوتے بھی اسی نام سے گذرے ہیں پس یہ کوئی متعجب خیز بات نہیں ہو سکتی اگر کوئی ہارون مریم کے بہائی بہی ہوں اور موسیٰ کے بہی؟

(۲) قرآن کریم ایک قصہ گو کی طرح داستانیں اور شجرہائے نسب بیان کرنے کو نہیں آیا کیونکہ یہ ایک سچی بات ہے کہ روحانی کمال اور ترقی کے لئے تاریخ یا قصص کی ضرورت نہیں بلکہ پاکیزہ تعلیم اور صراط مستقیم کی ضرورت ہے ہاں بقول پولوس وہ لوگ جو الہٰی تربیت سے محروم ہیں اور ایمان سے بے نصیب وہ بے جا طور پر قصص اور نسب ناموں پر اعتراض کرتے ہیں ایسے عیسائی معترضوں کی ایمانی حالت اور روحانی تربیت کی پرکہہ کے لئے پولوس کا یہ قول معیار ہے وہ ذرا سوچیں! اور غور کریں!!

مگر یہ بھی ایک فیکٹ (امر واقعہ) ہے کہ قرآن کریم صحیح تاریخ کے خلاف ہی بیان نہیں کرتا اور تاریخی تفصیل کی بحث نکرنے میں قرآن کی ایک یہ مصلحت اور راز بھی ہے کہ صحیح تاریخ قدیم زمانے کی ملتی نہ تہی اس لئے اگر وہ واقعات بیان کئے جاتے تو اون بناوٹی اور جعلی داستانوں سے (جو زبان زد عام ہونگی) متاثر لوگوں کے لئے ایک ابتلا کا موجب ہو جاتے اس لئے قرآن کریم نے واقعات آئندہ کا بیڑا اٹہایا جو قبل از وقت بتلائے گئے اور اپنے وقت پر پورے ہوگئے۔

(۳) عرب میں اخ اور اخت کے الفاظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں حقیقی بہائی اور ایک ہی پشت کے بہائی پر محدود نہیں بلکہ یہاں تک یہ الفاظ وسیع ہیں کہ ایک بہادر کو اخو غمرات الموت اور عمدہ تلوار کو اخو ثقتہ بولتے ہیں غرض تھوڑے سے تعلق پر بہی اس قسم کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو ابن السبیل مسافر کے لئے بولتے ہیں حالانکہ وہ راستہ کا صلبی فرزند کہاں ہوتا ہے؟ بنو ہاشم۔ بنو قریظہ۔ بنو قینقاع ایسے الفاظ اور اسماء آجتک عرب میں مشہور ہیں اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بہر کی کل قوموں کل ملکوں میں ایسے محاورات بولتے ہیں۔ راستی کا فرزند سلامتی کا شہزادہ؟ غور کرو!! اور پہر سوچو!!

قرآن کریم عرب کی بولی اور اونکے محاورہ پر نازل ہوا اوسمیں اس قسم اور طرز کے بیسوں مقام ہیں جہاں بہت ہی خفیف تعلق پر اخ اور اخت کے لفظ بولے گئے ہیں دیکھو الی ثمود اخاھم صالحا سپارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع ۶ الی عاد اخاھم ھودا " رکوع ۵

پس اب بتلاؤ کہ مریم کے اخت ھارون کہنے میں قرآن نے غلطی کہائی یا الہٰی تربیت سے بد نصیب ...

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر سیزدہم

سورۃ البقر بقیہ رکوع (۳)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَہَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّہِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِہٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۔ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰہُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔

ترجمہ لاریب اللہ نہیں رکتا مثال بیان کرنیسے بعض نعمائے جنت کے یا جو اُن بعض سے برتر ہیں۔ پس مومن تو جانتے ہیں کہ بیشک حق ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے۔ مگر ناشکر گذار کافر (منکر) کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس بیان مثل سے کیا فائدہ ملحوظ رکھا ہے (یہ نادان جان رکھیں کہ اس سے غرض یہہ ہی ہے) کہ اکثر ہلاک ہورہے ہیں اور بہت ہیں جو کامیابی کی راہوں پر چل رہے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہلاکت کے فرزند تو وہی ہیں جو فاسق ہیں وہ کون ہیں جنہوں نے عہد اللہ (شریعت اللہ) کو بعد اسکے مضبوط و مستحکم عہد کے توڑ ڈالا اور جو اُن طیبہ چیز والے سے قطعی تعلق کرلتے ہیں جنکے ساتھہ تعلق پیدا کرنیکے لئے اللہ نے حکم دیا ہے (اور پھر اسی پر بس نہیں کرتے) بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں۔ پس یہی تو وہ فاسق ہیں جو ہر طرح سے نقصان میں ہیں۔ حیرت ہے تم کیونکر اور کس منہہ سے اللہ کا انکار کرتے ہو جسنے تمہیں نابود سے بود کیا۔ تم کو پھر نابود کریگا اور پھر زندہ کریگا۔ آخر اُسی کی طرف تمنے جانا ہے۔ (اگر اس سے ہی وجود باری کا پتا نہیں لگا سکتے) تو دیکھو جسقدر اشیاء فی الارض ہیں (وہ کیا سب اپنی ذات میں کسی صانع کا پتا نہیں دیتیں؟) وہ وہی اللہ تو ہے جسنے اُن کو بنایا ہے۔ اور پھر ہر واحد اُنہیں سے تمہارے کام میں لگی ہے۔ پھر قصد کیا آسمانوں کی طرف اور سات آسمان بنائے۔ اور وہ ہر شے کا عالم کل ہے۔

لا یستحیی مصدر استحیا سے ہے جسکے معنے باقی رکھنا ہیں۔

ان یضرب مثلاً ضرب المثل کے معنے ہیں ذکر کرنے اور بیان کرنیکے عمدہ بات کہنا۔

بعوضہ سے کیا مُراد ہے؟ بعوضہ مچھر کو بھی کہتے ہیں۔ اور بعض کے معنوں میں بھی ہے۔ اور دونوں معنے یہاں چسپاں ہوتے ہیں بلکہ آخری معنے زیادہ لطیف معلوم دیتے ہیں۔

اور پھر چونکہ اللہ تعالےٰ نے نعمائے جنت کا ذکر کیا ہے۔ اسلئے بعوضہ کے معنی بعض قرینہ سے بہت ہی خوبصورت نظر آتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے بعض ادنےٰ ادنےٰ نعمائے جنت کا بھی ذکر کیا ہے اور بعض اعلےٰ ترین کا بھی۔

اس آیۃ میں بعوضہ سے مُراد اگر مچھر لیا جاوے تو ناظرین کو پچھلے رکوع میں منافقوں کی مثال اول پر غور کرنا ضروری ہے۔ جہاں بیان فرمایا ہے **مثلہم کمثل الذی استوقد نارا الی الاٰیۃ**

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آگ جلائی جاتی ہے تو اُسکی گرمی اور دھوئیں سے گرد اگرد کے مچھر وغیرہ سب اُڑ جاتے ہیں۔ سو یہ طور پر یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو مدینہ طیبہ کے ابتدا ارتقیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری ہونیوالی تھی۔ یعنے ابتدا میں بعض منافق طبع لوگ بھی شامل ہوگئے تھے۔ لیکن جب وہ نور کامل طور پر چمکا تو سب پراگندہ اور منتشر ہوگئے۔

قرآن کریم چونکہ کوئی تاریخی قصہ بیان نہیں کرتا۔ اسلئے منافقوں کی اُن باتوں کا جواب دیتا ہے جو وہ منافقوں کی مثال سُنکر بناتے تھے کہ ہم کو مچھر سے کیوں مثال دی ہے؟

اور بطور پیشینگوئی فرماتا ہے کہ یہہ نادان جو منافقانہ فعل سے اردگرد جمع ہوتے ہیں اور اپنی رشتہ داریوں اور چالاکیوں پر ناز کرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ یہہ **ھباءً منثورا** کیے جاوینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور **بعوضہ** سے مُراد بعض نعمائے جنت لیں جو زیادہ صحیح ہے تو مطلب یوں ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے بعض چھوٹی چھوٹی نعمائے جنت کا تو ذکر کیا ہے اور بعض بڑی نعمتوں کا بھی۔ جیسے رضائے الٰہی کا ذکر۔ اسکو ان کر مومن تو پکار اُٹھتے ہیں کہ لاریب وہ حق ہے اور ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے۔ لیکن بد باطن کافر کہتے ہیں کہ بھلا ایسی باتوں کے بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

ترتیب آیۃ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **فاما الذین اٰمنوا فیعلمون انہ الحق من ربھم** میں یعلمون اور ربھم کے الفاظ ایک خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ اور پھر یعلمون مضارع کا صیغہ بولنے میں بھی ایک خاص امر مرکوز ہے۔

فاما میں ف ترتیب کیلئے ہے اور اما معنے شرط کے رکھتا ہے اور موجودہ صریحہ یا مقدرہ کی تصریح کرتا ہے۔

انہ کی ضمیر مثلاً کی طرف راجع ہے۔

الحق ضد ہے باطل کی اور حق یحق دونوں طرح ضرب یضرب اور نصر ینصر سے آتا ہے۔ حق کے معنی مطابقت اور موافقت کی ہوتی ہیں اور قرآن کریم میں یہہ لفظ اسلام۔ قرآن۔ انجام۔ موت۔ اور قیامت اور مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے۔

بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اس آیت کی ترتیب سے جو باتیں پیدا ہوتی ہیں اُنکو یہاں بیان کریں۔

ہمنے پچھلے نمبر دہم میں ایمان اور اُسکے مراتب پر بحث کی ہے۔ ایمان کے بعد ایک علم پیدا ہوتا ہے اور اسی لئے انہ الحق جاننے کے لئے پہلے مومن ہونا ضروری ہے۔ مومنوں کو چونکہ اس دنیا میں نصرتوں اور کامیابیوں اور ہر طرح کی تجلیوں کا معاینہ اپنی ذات پر کرلینا تھا۔ بعوضہ کی مثال سُنکر یعنے بعض نعمائے جنت کے تذکرہ پر اُن کو کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجایش نہیں رہی بلکہ اُنہوں نے اُسکو امر حق مان لیا۔ یا یوں کہو کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی نسبت صفت **ھباءً منثورا** ہونیکی پیشینگوئی کی تو اُنہوں نے اُسکو مان لیا۔ اور اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دونوں طرح پر اُنہوں نے اُسکو بذریعہ علم حق پالیا۔ مضارع کا صیغہ یعلمون میں اشارت کرتا ہے اُس زمانہ کی طرف جو ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور برگزیدہ جماعت صحابہ پر آنے والا تھا۔ یعلمون کے بعد من ربھم میں یہہ لطیفہ ہے کہ رب ربوبیت ہی کا خاصہ اور تقاضا ہے کہ وہ تربیت کو مکمل کرتی ہے اور کمال تک پہنچاتی ہے۔ پس وہ نعمائے جنت جو مثالی طور پر وعدہ فرمائی تہیں اور جنکو وہ صحابہ کے ذہن کا ملک فتح کرنیسے ملیں اُن کے کمال کا علم اُن کو ہوگیا۔ کہ جنت اعلیٰ میں اُس سے بھی برتر اور اصلی معنوں میں ملینگی۔

واما الذین کفروا فیقولون۔ اور کافر خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی قدر نکرنے والے پکار اُٹھتے ہیں۔ کفروا کے لئے فیقولون فرمایا نہ یعلمون۔ اسلئے کہ علم اپنے مراتب کمال کو لازم طور پر چاہتا ہے اور اُس پر آثار مترتب ہوتے ہیں۔ کفر یا انعام اللہ کی بیقدری سے قوتے ضعیف اور مسلوب ہو جاتے ہیں اور اُنمیں ترقی کا مادہ نہیں رہتا۔ اسلئے فیقولون فرمایا۔ علاوہ ازیں کفار کے قول کو یوں فرمایا ہے **ماذا اراد اللہ بھذا مثلا**۔ بھلا اللہ نے ایسی مثالوں کے بیان سے کیا چاہا ہے۔ بطریق استفہام فرمایا جو عدم علم یا انکار پر ہوتا ہے۔ اور ہر دو صورت میں جہالت لازم ہے۔ پس مومنوں کو تو ایک درجہ علم کا حاصل ہو چکا ہوتا ہے اسلئے وہاں یعلمون ارشاد کیا۔ اور اس مقام پر کفار چونکہ جاہل مطلق ہوتے ہیں اسلئے اظہار جہالت کیلئے اُن کے قول کو باستفہام بیان کردیا۔

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا۔ اکثر الناس ہیں جو اس سے ہلاک ہورہے ہیں۔ اور اکثر الناس ہیں جو ہدایت پارہے ہیں۔

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا۔ اس آیت پر بہت سے شکوک اور اوہام پیش کیے جاتے ہیں۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ ہدایت اور

ضلالت پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اُن اعتراضات کو مد نظر رکھکر بحث کریں اور یہہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے اسلئے اگلے نمبر کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں۔ ہاں اسکے صاف اور کھلے کھلے معنے یہاں بھی بیان کر دینے مناسب ہیں۔

چونکہ یہہ مثل بعوضہ بصورت ایک پیشگوئی پر مشتمل ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ماذا اراد اللہ بھذا مثلا کہنے والوں کو کھلے کھلے طور پر بتلا دیا کہ یہہ مثل ایک آنے والے واقعہ کی خبر ہے جس میں فاسق لوگ ہلاک ہو جاوینگے۔ اور مومن کامیاب!! ایسا ہی ہوا۔

ایڈیٹوریل

عبدالرحمٰن

(نمبر اول)

رحمٰن کیا ہے؟ ہر ایک دانشمند اور روشن رائے فرزانہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس وسیع سلسلۂ کائنات میں جاندار مخلوق کے بقاء وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت کا فیضان بہی کام کر رہا ہے۔ اس صفت کو (جسمیں ایک خصوصیت کا رنگ لئے ہوئے عمومیت پائی جاتی ہے)۔ رحمانیت کہتے ہیں۔

اس صفت کا تقاضا یہہ ہے کہ بدوں کسی عمل نیک و بد کی جزا کے اور بلا کسی قسم کے استحقاق کے ہر ایک ذی روح ہستی کی ضروریات اسکی ہستی سے پہلے ہی مہیا کی جاتی ہیں۔ اسمیں کافر کے کفر۔ مومن کے ایمان۔ فاسق کے فسق۔ زندیق کے زندقہ۔ عابد کی عبادت۔ زاہد کی ریاضت۔ چور کی چوری۔ صالح کی نیک کرداری کی کچھہ پروا نہیں کیجاتی۔

جس طرح سے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ہونے میں کوئی غرض خاص مقصود نہیں ہے۔ اسیطرح سے اُسنے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اسکے کہ وہ اسکو مانتا ہے یا نہیں۔ کس مذہب یا فرقہ کا ہے۔ دوست ہے یا دشمن ہے۔ انسان اور حیوانات کی لئے اُنکی ضروریات کا تعہد کیا ہے۔ اور وسیع دسترخوان کہیلا دیا جسکے لئے یہہ کہنا سزاوار ہے۔ ع

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

کوئی نادان اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار کرے تو کرے مگر سلیم الفطرت۔ پُر غور طبیعت کے انسان کو بلا تکلف ماننا پڑتا ہے کہ وہ زمین و آسمان اور ما فی السموات والارض پر ذرا بھی غور کرتا ہے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے۔ سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی۔ احجار و اشجار۔ جاندار اشیاء کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مسخر کر دیئے ہیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم "**عبدالرحمٰن**" پر مجوزہ مضمون لکھیں یہہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ایجاز و اختصار کے طریق پر چند مشہور مذاہب کے ساتھہ **اسلام** کا اس صفت میں مقابلہ کر دکھائیں۔ تاکہ ہمارے پڑہنے والے جہاں ایک طرف عبدالرحمٰن بننے کی کوشش کرنا چاہیں۔ اُسکے ساتھہ ہی یہہ امر بھی انکے ذہن نشین ہو جاوے کہ حقیقی اور سچی راہ اس مرتبہ کے حصول کی اسلام اور صرف اسلام ہی نے بتلائی ہے۔ کیونکہ جو لوگ رحمانیت کے مفہوم کو سمجھتے اور مانتے ہی نہیں یا وہ اسکی ماہیت اور کیفیت اُسکے اثرات اور نتایج سے مستفید ہونیکی کوئی سبیل بتلا ہی نہیں سکتے۔

اسلام اور رحمٰن } ابتدائے مضمون میں جو کچھہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہمنے بیان کیا ہے وہ ایسا عام اور بدیہی ہے کہ ہر ایک غور کرنے والا انسان اسکو مان لیگا کیونکہ قانون قدرت کی وسیع عملی اور کھلی ہوئی کتاب میں یہہ ظہور بڑے جلی حروف میں مرتسم نظر آتا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

بہر حال ہم **اسلام** اور رحمٰن کے تحت میں یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اسلام کا منشاء بھی رحمانیت کی صفت کے اظہار کا وہی ہے۔ جو ہم قدرت کی کھلی ہوئی کتاب میں پاتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ کیا اسلام نے بھی اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی صفت کو بیان کیا ہے جس کے فیض سے جاندار مخلوق اپنی ہر ایک قسم کی ضرورت کو پا سکتی ہے۔ ہم جواب میں کہینگے **ہاں! بیشک!!** لاریب قرآن کریم نے **الرحمٰن** کی نسبت سوال کرنے والوں کو خود جواب دیا ہے۔ یا یہہ کہو کہ **الرحمٰن** کے معنے خود بتلائے ہیں۔

چنانچہ فرمایا **واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا** - (الی الآیۃ)۔ یعنے جب کافروں بیدینوں۔ اور دھریوں سے کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کی فرمانبرداری کرو۔ تو وہ رحمٰن کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے؟ جس کے سجدہ اور اطاعت کے لئے ہم کو حکم دیتے ہو۔ پھر جواباً ارشاد فرمایا کہ رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت ہے اور (وہ وہ ہستی خیرات دینے والی ہے) جس نے آسمان میں برج بنائے اور انمیں شمس و قمر کو رکھا۔ جو عامہ مخلوق کو بلا تفریق مومن و کافر روشنی پہنچاتے ہیں اور پہلوں کو پکاتے اور بہت سی مفاد پہنچاتے ہیں۔ الی الآخر۔

اب اس آیت میں **ما الرحمٰن** کا جواب کیسا لطیف دیا ہے۔ کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہہ اجرام فلکی و اجسام ارضی تمہاری کسی سعی کے بغیر اور بدون خواہش و دعا کے عام جانداروں کے لئے مایۂ حیات ہیں۔ الغرض قرآن کریم نے مختلف مقامات پر اس صفت کی تشریح فرمائی ہے۔

پھر ایک اور مقام پر فرمایا کہ یہہ پرندے جو جو السماء میں اُڑتے نظر آتے ہیں وہ کیونکر گرنے سے بچ رہتے ہیں؟ وہاں جواب دیا ہے **ما یمسکھن الا الرحمٰن**

الغرض اسلام نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار اسی طرح کیا ہے جو قدرت کی کھلی ہوئی اور کتاب مکنون میں ہم اسکی تشریح پاتے ہیں۔

برہمو سماج اور رحمن } برہمو سماج اس امر کی تو قایل ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان اور تمام ذی روح کی وہ ضروریات جو اُسکے بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں بہم پہنچائی ہے۔ مگر وہ اس صفت کو اسکے ساتھہ ہی ادھورا اور ناقص بھی مانتے ہیں۔ کیونکہ الرحمٰن کی صفت ہر ایک جاندار مخلوق کی تمام ضروریات کی متکفل ہے۔ مگر برہمو ازم کی رو سے انسان کی روحانی ضروریات کا محتاج اللہ تعالیٰ نے الہام نہیں رکہا تھا۔ اور انسان کی حقیقی تربیت کی پروا نہیں کی۔

اس مادی اور غدار دنیا کے لئے تو سب کچھہ کیا۔ مگر حقیقی عالم کی آسایش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادت ابدی ہے۔ انسان کو بے دست و پا چھوڑ دیا پس اب غور کرو برہمو ازم کہاں خدا تعالیٰ کو رحمان مانتا ہے؟

آریہ سماج اور رحمن } آریہ ازم جو بقول دیانند اور اُسکے متبعین کے ویدک دہرم ہے۔ خدا تعالیٰ کو رحمٰن نہیں مانتا۔ بلکہ ہمارے خیال میں آریہ ازم ایتھیسٹ ہے یعنے آریہ دہریہ کا بھائی ہے خدا تعالیٰ کو تمام صفات سے معطل اور بیکار مانتا آریہ دھرم ہے۔ گو لفظوں میں کل صفات قایم رکھی ہوں۔ مگر اعتقاداً و عملاً خدا تعالیٰ کو اُن سے معطل مانا جاتا ہے۔ ہماری غرض اس مقام پر صرف صفت رحمانیت کا مقابلہ کرنا ہے۔

اور یہ ان امر بتلاتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق جو کچھ دنیا میں پاتے ہیں وہ اُن کی اپنی ہی کرتوتوں اور عملوں کا نتیجہ ہے تو رحمانیت کہاں رہی؟ غرض یہ لوگ بھی قانون قدرت کے بڑے مقتدی بنکر کتاب مکنون (قدرت) سے منکر ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو رحمان نہیں مانتے۔ پھر عبدالرحمٰن بننے کے وسایل اور طرق اُن کے ہاں کیونکر ہو سکتے ہیں؟

عیسائی اور رحمانیت

عیسائی مذہب تو بجائے خود ایک طرفہ معجون ہے جنہوں نے اضداد عالم کو یکجا جمع کر دکھایا ہے اون کے نزدیک مسیح ابن مریم باوجود مخلوق ہونے کے خالق۔ باوجود حادث ہونیکے قدیم۔ باوجود ماتحت اور محکوم ہونے کے خود قادر مطلق ہے معاذ اللہ منہا۔

الغرض اُن کے نزدیک حقیقی خدا کا پتا ہی نہیں ملتا تو اسکو رحمٰن ماننا تو کار سے دارد

اب اس مختصر سے مقابلہ سے واضح ہو گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عام فطرت کے مخالف نہیں بلکہ عین فطرت ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے جس کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام۔

خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں

اس امر کے بیان کے بعد کہ رحمان کسے کہتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کر دینے پر کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو عموماً اپنے اصلی معنوں میں بیان کرتا ہے۔ ہم نفس مضمون کو بیان کرنے سے پہلے ایک اور امر بیان کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور عجیب عجیب رنگوں میں ہوتا ہے۔ اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ یہ اظلال انسان ہی پر اتم طور کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ کل مخلوقات ارضی میں **انسان ہی جامعیت کا شرف رکھتا ہے**۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن التقویم اسکی شاہد ہے۔ اور اسی بناء پر تخلقوا باخلاق اللہ مقولہ مشہور ہے۔

پس یہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی بہت ساری صفات کا ظہور انسانوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ایک موہوم اور فرضی ہو جاتا ہے۔ اُس کا رسوخ اور تکمیل اُس مظہر کو دیکھ کر ہوتی ہے۔

اور جوں جوں انسان ایمان میں بالغ اور کامل ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے اُسکا تعلق مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُسکے قریب ہوتا جاتا ہے اور اُس کا قلب ایک آئینہ مصفا ہو جاتا ہے جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفائے تام عکسی طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اور پھر وہ عبد مومن کہلا کر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُس کے قوئے اور جوارح اللہ تعالیٰ کے قوئے اور جوارح کہلاتے ہیں۔ اور یہ کمال سلوک کا درجہ ہوتا ہے جبکہ بشریت کا تمام رنگ ربانی رنگ کے نیچے متواری ہو جاتا ہے۔ پس اس حالت میں وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں اقتداری معجزات ظہور پاتے ہیں۔ اور یہی وہ درجہ ہے جو **صوفی ازم** کی اصطلاح میں **بقا** کہلاتا ہے

الغرض یہ بات سمجھ میں آ جانی بہت آسان ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا اظہار دنیا میں اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ ہم اس مضمون میں **عبدالرحمٰن** کی حقیقت بتلانا چاہتے ہیں۔

اسلئے قرآن کریم پر غور کرتے ہیں کہ وہ عبدالرحمٰن کی کیا تعریف کرتا ہے۔

عبدالرحمٰن

عباد الرحمٰن کی تعریف قرآن کریم نے سورہ الفرقان کے آخر میں منکران رحمٰن کا جواب دیتے وقت جو بیان فرمائی ہے پہلے اسکو درج کرتے ہیں۔

توضیح مطلب کی خاطر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اس مقام سے درج کریں جہانتک مخالفین الرحمٰن کی بابت اعتراض کرتے ہیں۔ کیونکہ عباد الرحمٰن کے ذکر سے اس موقع پر بجز اسکے اللہ تعالیٰ کی اور کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی کہ وہ اُن کو بتلانا چاہتا ہے کہ اگر تم خلق السموات والارض وما فی السموات والارض پر غور کر کے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور رحمٰن کی فلسفی نہیں سمجھ سکتے تو پھر تم اپنے ہی ہم جنس بنی نوع انسان عبدالرحمٰن کو دیکھو۔ ہم اس تشریح کو اپنے موقع پر بیان کرینگے۔ اب قرآن شریف سے یہ فقرہ درج کرتے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا۔

اور جب کافروں بیدینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا وجود اور اُسکی ضروریات بدون تمہارے عمل بلا تمہاری درخواست کے جس خدا نے بنائی ہیں اُسکی اطاعت کرو۔ تو وہ اُس نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے۔ جسکو سجدہ کرنے کا تو ہم کو حکم دیتا ہے (تو انکو بطور جواب کہدو) رحمٰن وہی مبارک ذات تو ہے جس نے آسمان بنایا۔ اور پھر آسمان میں برج بنائے پھر چاند اور سورج کو بنایا جو بلا تفریق مومن اور کافر کے ہر ایک کو اپنا فیض پہنچاتے ہیں۔ اُنکی روشنی سے ہر شخص فائدہ اُٹھاتا اور اپنی ضروریات کا بڑا حصہ اُن سے پاتا ہے۔ اور وہ رحمٰن وہی ہے

وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا

اور وہ رحمٰن وہ ذات ہی جس نے رات اور دن کو ہر ایک جیتی جان کے فائدہ کے لیئے بنایا (دن کو اپنی معیشت کے لئے کام کریں اور رات کو آرام کریں) جو ایک دوسرے کے بعد دَورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ جو شخص طالب معرفت ہو وہ اُن دقایق حکمت سے فائدہ اُٹھاوے۔ اور جہل اور غفلت کی پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شکر نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ (**دن اور رات**) یہ ایک جدا مضمون ہے کہ ان سے کیا فواید حاصل ہوتے ہیں؟ اور قرآن نے ان کو کس مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے عطائے توفیق پر کبھی لکھا جاویگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اگر اس سے بھی نہیں سمجھ سکتے تو دیکھو ہم اپنے مظہر بتلاتے ہیں۔ انکو دیکھکر تم رحمٰن کی حقیقت سمجھ سکتے ہو۔ وہ کون - عباد الرحمٰن!

عبدالرحمٰن کی پہلی صفت

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ اور رحمان کے حقیقی پرستاروں کو دیکھو کہ وہ زمین پر بُردباری۔ اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل اُنسے

سخت کلامی سے پیش آتے ہیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے اُن کا معاوضہ کرتے ہیں۔ یعنے تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں۔

اس آیت میں **عباد الرحمٰن** کی صفت اول بیان کی گئی ہے۔ جسپر غور کرنا ضروری اور لازمی امر ہے۔

اللہ تعالےٰ بلاتفریق نیک و بد کافر و مومن کی ہر ایک ضروریات کا کفیل ہے۔ جیساکہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ دیکھو ایک دہریہ خدا کی ذات و صفات سے منکر۔ اُسکو گونگا اور کلام کرنے سے عاری سمجھنے والا برہمو۔ بالکل معطل اور بیکار ہستی سمجھنے والا آریہ۔ اور ایک ضعیف اور عاجز انسان کو خدا ماننے والا عیسائی۔ اور ارباب النوع ماننے والا مشرک اور اُسکو کامل۔ اکمل۔ قادر مطلق۔ تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام صفات ناقصہ سے منزہ ماننے والا مسلمان ہر ایک اپنی ضروریات کو جو لوازم زندگی کہلاتے ہیں بلاتفاوت مُہیا پاتا ہے۔ ہوا ہے تو سب کے لئے برابر۔ پانی ہے تو سب کے واسطے یکساں۔ آفتاب و ماہتاب اور اور اجرام سماوی و اجسام ارضی اگر مسخر ہیں تو سب کے لئے۔ ٹھیک اسیطرح وہ عبد مومن جو عبد الرحمٰن کا خطاب پاتا ہے۔ اس ارض اللہ پر سکینت کی چال چلتا ہے۔ تمام اخلاق میں وہ کافر و مومن عالم و جاہل سے یکساں پیش آتا ہے۔

اس ترکیب میں غور کرنی چاہیئے کہ یہاں کیا تعلیم دینا مقصود ہے؟ اور عباد کی طرف نسبت کرنیسے کیا غرض ملحوظ ہے؟ اسمیں اولاً تو اُس رحمانیت کی صفت کا ثبوت مقصود ہے جس سے بیدین منکر ہیں۔ اور جو انسان کے حسن عمل سے الگ ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کے ذاتی فضل کی بنا پر قایم ہے۔ ثانیاً یہہ بتلانا مدنظر ہے کہ عبد الرحمٰن ہونیکے لئے ضروری ہے کہ اُسمیں عام ہمدردی بنی نوع انسان بلکہ کل جیتی جان کے لئے ایک ایسا جوش ہو جو کسی تحریک پر مبنی نہو۔

ان الفاظ کی ترکیب بتلاتی ہے کہ اعمال اور افعال ہی پر فضل و غضب کی بنا نہو۔ اگر اعمال ہی غضب اور فضل کو کھینچتے تو غور کرو کہ کیا اس دنیا کی خوبصورتی ظاہر ہو سکتی؟ ایک بچہ جو ابھی عمل کرنیکی طاقت ہی نہیں رکھتا وہ کیونکر پرورش پا سکتا۔ اور انسانی زندگی کا مدار جن چیزوں پر ہے وہ کہاں سے اور کیونکر بہم پہنچ سکتیں؟ اور خطاکار اور بیباک انسان کیونکر زندہ رہ سکتے؟ حیوانات کیوں کر ہو سکتے؟ غرض جیتی جان کی تکمیل کے لئے اس صفت کا ہونا ضروری ہے۔ رحم بلا مبادلہ یا رحم بلا معاوضہ جو لکھا جاتا ہے۔ وہ یہی رحمانیت کی صفت ہے۔

پس مقدم یہہ ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مکافات اور جزا کے ہی طور پر نیکی نکرے۔ بلکہ اُس جوش اور ہمدردی سے ہی کرے جو رحمانیت کی صفت کا منشا ہے۔ اُسی وقت وہ **عبد الرحمٰن** کہلانے کا مستحق ہوگا۔ کیونکہ اگر مکافات کے طور پر نیکی کی جاوے تو نیکی کرنے والا۔ یا عارضی طور پر اُس نیکی کو دیکھنے والا اُسکی کچھہ قدر سمجھے تو سمجھے۔ لیکن جس کے ساتھہ نیکی کی گئی ہے وہ اُسکا مداح اور ثنا خواں نہیں ہو سکتا پس جیسے ہم خدا تعالےٰ سے اپنی ضروریات کو ضرورت پیدا ہونے سے پیشتر اُسے بدون سوال یا بدوں کسی عمل حسنہ کے پاتے ہیں۔ اُسی طرح چاہیئے کہ ہمارا سلوک بنی نوع انسان یا ہر ایک جیتی جان سے بصورت سوال ہی نہو۔ بلکہ خود اُن کی احتیاجوں کو دیکھکر اُن تمام امور میں اپنی سچی ہمدردی اور بیغرضانہ جوش سے خالصاً للہ ایک دوسرے کی مدد کرے۔

عباد الرحمٰن میں اللہ تعالےٰ عباد کو رحمٰن کی طرف مضاف کرکے دکھانا چاہتا ہے کہ وہ رحمٰن کی صفت کا مظہر ہو جاویں۔ اور یہہ اُسی حالتمیں ہو گا کہ جب پہلی مادِ ثنا اور دوست و دشمن کی تفریق اُٹھا دی جاویگی۔

کیا دنیا کی کوئی کتاب ایسی عظیم الشان تعلیم پیش کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں!!!

ہم نے غور کیا کہ یہاں پر انکساری اور بُردباری کو مقدم کیوں کیا ہے؟ حالانکہ دوسری صفات بھی تو اُسکے ساتھہ آتی ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ انکساری ایک ایسی چیز ہے جو دوست اور دشمن کی تمیز کو اُٹھا دیتی ہے۔ اور یہہ ایمان کی پہلی سیڑھی ہے کیونکہ جب انسان خدا تعالیٰ کو واجب الوجود اور معبود ہستی مان لیتا ہے تو اُسکے بالمقابل اپنے آپکو ایک عبد ضعیف ماننا اُسے لازم ہو جاتا ہے۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمان)

دنیا اور اوسکی لذات کی گہری فلاسفی یہی ہے کہ وہ پہر پہر کر آتی ہیں اور اونمیں کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی بلکہ یوماً فیوماً اون کو حظ حاصل کرنیوالی طاقتیں کمزور ہوتی جاتی ہیں اور اصلی ذریعہ کی خوبی کم ہو رہی ہے۔ ہاں روحانی دنیا کی لذات ایسی ہیں کہ ہر آن نئی اور اونکا لطف اور سرور ہر وقت پہلے سے متغایر اور بڑھ کر ہے پس مبارک ہے وہ انسان جو روحانی لذات کا شیدا بنتا ہے

(حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کا خلاصہ)

تقویٰ کی بابت کسی انسان کا دعویٰ کارآمد نہیں ہو سکتا۔ تقوی کا تعلق دل سے ہے اور دل اور اوسکی باریک در باریک تہوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے پس اللہ تعالیٰ ہی متقی کو جانتا ہے جسکے ساتھہ نشانات اتقا نہوں اوسکا دعویٰ کیا فایدہ پہونچا سکتا ہے (ایضاً)

حیوان مرتا ہے تو اوسکے جسم اور اجزا سے بہت سی چیزیں بنتی ہیں مگر انسان مرتا ہے تو اوسکا جسم وغیرہ کچھہ کام نہیں دے سکتا پس ضروری ہے کہ ؎

خیرے کن اے فلاں غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

(ایک مہاتما)

انسان کا ہر عضو قیمتی ہے اور اوس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں بشرطیکہ انسان اُن سے کام لینا چاہے

احمق کا دل منہ میں ہوتا ہے اور دانشمند کی زبان دل میں (پرانی ضرب المثل)

دنیا میں بے وارث جانا بھی نامرادی ہے ہماری آرزو یہی ہے کہ ہماری جماعت روحانی ترقی کرے کیونکہ صرف مال و زر اور اولاد ہی زندہ یادگار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باقیات الصالحات کچھہ اور ہے (کلام امام الزمان)

انسان کو لازم ہے کہ خدا تعالیٰ سے بصیرت چاہے جو سوراخ کرکے آگے کو گذرنے والی ہوتی ہے (ایضاً)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل وگہر ۔ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ۔ اعنی ہے حق ہیں ہر بشر کے لیے ۔ لعل و دُرِّ یتیم سے بہتر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

[illegible]

[illegible]

اظہار بشارت: ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسنادبشارت سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں حسب خواہش عام کھلا بازی کا کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں بشرطیہ دوا آزمائیں ۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ۔

معیار صداقت: باشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لیا جاتا ہے ۔ اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے ۔ جس کا ہر ہی یقین نہ آوے ۔ وہ مچلکہ لکھوالے ۔ اگر مراد پوری ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! اپنے دولت اٹھاؤ نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے ۔

اس خادم الاطبا کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد ۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول ۔ کم مقدور والے صرف خرچ منددرجہ ہے ۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دو ہیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے ۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے ۔ بندہ کا حق ہے ۔ ورنہ واپس لیجائے ۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا بیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے ۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے ۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) بعد تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں ۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں ۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھا دیں ۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو ۔ ورنہ ہرجانہ ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول ۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی ۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی ۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو ۔ مراد پالنے پر دنیا کس کو گراں ہے ۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے ۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ۔ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں ۔ گمنام وہ پشر ہے کہ جس کا پسر نہیں ۔ کتاب اسناد کامل فہرست ویرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیے جن لاولدوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد برآئی ۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے ۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط وکتابت علاج ہو سکتا ہے ۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز کٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا ۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنٰی ہیں ۔

نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]
۱	جس کے اولاد نہو۔	[illegible]	۱۰	قولنج دوری۔	[illegible]	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	نل اترنا۔	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر۔	[illegible]	۲۹	طول وعرض وسختی ونابید۔	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جسکا حمل ۲-۸ ماہ گرجاوے۔	[illegible]	۱۳	جریان۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی وبادی۔	[illegible]	۳۱	نزلہ وزکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	ادہرنگ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت۔	[illegible]
۶	مرگی۔	[illegible]	۱۵	گٹھیہ۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تب دق۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ۔	[illegible]	۲۵	[illegible]	[illegible]	۳۴	بخار تجدید چوتہائیہ معمانہ۔	[illegible]
۸	ضعف باہ۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر۔	[illegible]	۲۶	آتشک۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن۔	[illegible]	۳۶	سرسام۔	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کوموں ۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم کا فی تولہ ۱۰ - خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خریداران ہوشیار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کو تمہارا دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلوو الیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلوو الیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی مفید شے ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بالکل اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اسے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سیالکوٹی صاحب بہادر ایم بی سی ایم - ایل ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلستان امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلوو الیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ بیوی عمر ۵۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں پر خرد دانے نکلے ہوئے اور بڑے بال پڑ گئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمیں سے بکثرت مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تہیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم! شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھ میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیرے کا سرمہ) کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلپ وغیرہ کی کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں -

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان -

۶ مارچ سنہ ۱۹۰ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے - تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائینس بنک میں ماہ سنہ ۱۹۰ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

Registered No. L 77

تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)

بلٹ نمبر ایل ۷۷

الحکم

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

نمبر ۳۸ | قادیان دار الامن و الامان مورخہ ۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۲۴ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ لطیف جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود مسیح کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو کوئی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۸ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اٹھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کیلئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خوش نصیب سعید بیاں اور ان کے ذریعہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کریں اس سے بڑھکر خوش معاملگی اسکار سودا کیا ہوگا؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکینگی

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس فیصدی کمیشن پر تیار کی جاویگی۔

۲۔ ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ پیچ بند وغیرہ۔ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازاربند ۸ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پراندے ۲ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پیچ بند لے ۱۱ روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک

۳۔ زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جاوینگے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لیکر روانہ ہو سکیگی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں:

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند

مالکان احمدیہ ایجنسی

کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر (پنجاب)

صحت جسمانی کے طلبگار و اسکو پڑھو اور ایک دفعہ ضرور آزماؤ!!!

سچائی کا فیصلہ

تجربہ کا امتحان ضروری ہے

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملاحظہ ہو اسکا حوالہ دے غرباء خرچ روانگی دواء درخواست کیساتھ بھیجا کریں۔ [illegible]

ایسی دوائیں اس زمانہ میں موجود ہیں [illegible]

نوٹ

[illegible] ہر ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ [illegible] قیمت [illegible] ڈاک [illegible] خریدار [illegible]

[illegible] مجھ سے منگوا کر استعمال کریں۔ اگر حسب منشاء فائدہ نہ ہو [illegible] قیمت واپس لے لیں یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

اعجاز مسیحی

[illegible] اعصاب کی کمزوری [illegible] نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں [illegible] نامرد مرد۔ اور مرد جوان [illegible] قیمت [illegible]

خارش کی اکسیری دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے خارش بالکل زائل ہو جاتی ہے اور اسکے جادو کا اثر تصدیق کرتا ہے قیمت فی ڈبیہ [illegible] اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بد ہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - امتلاء کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ [illegible] کئی آدمیوں کو کافی ہے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

[illegible]

سفوف و مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہو جاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی تولہ [illegible] - اطباء و دیگر ہمارے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ [illegible]

دوائی آتشک

[illegible] ہر قسم کی آتشک یہ دوائی اس [illegible] ایک ہفتہ میں دور کر دیتی ہے - خوبی یہ ہے کہ [illegible] گوشت پلاؤ - شراب کے عادی کو بھی اجازت ہے قیمت [illegible]

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی [illegible] فی درجن ایک روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دفعہ ہو جاتا ہے - سو حقیقت اسم با مسمے ہے - قیمت چھ خوراک [illegible]

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوا ہے - سالہا سال کے بگڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ [illegible]

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی - دوبارہ لطف زندگانی - تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں بتجربہ شاہد کافی ہے - قیمت تین روپے

دوائی [illegible]

[illegible]

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا قیمت تین روپے

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے - قیمت [illegible]

نوٹ

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت عزیزی اخویم خان صاحب محمد علی خان صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچ کر موجب مسرت وانشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی بسیقدر علیل تھی اور نیز ضعف بہت تھا مگر میں نے نہ چاہا کہ آپکو بہت انتظار میں رکھوں۔ اسلئے بلحاظ اختصار آپکے سوالات کا جواب دیتا ہوں۔

(۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اُسکو قال اللہ وقال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جلشانہٗ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہانتک ممکن ہو اُسپر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے

(۲) بیعت کرنیوالے کے لئے ان عقاید کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم رسول برحق۔ اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی۔ اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے۔ مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں۔ اور جسقدر مہدی دنیا میں آئے یا آگے آئینگے اُن کا شمار خاص اللہ جلشانہٗ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت وامامت وخلافت حقہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہہ سلسلہ ائمہ ذہن مہدیین اور خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسیکو گذشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول صلعم جمیع فضایل وکمالات میں بیمثل نہیں کہہ سکتے۔ اور ممکن نہیں کہ کسی کمال یا کسی نوع کی خدمتگذاری میں آیندہ اُس سے بہتر پیدا ہو۔ اِن بعض جزئی فضیلت کے لحاظ سے بعض لوگ بیمثل ٹھہر سکتے ہیں۔ جیسے صحابہ اور اہلبیت کی یہہ فضیلت جو اُنہوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہائی کے وقت میں ایسی وفاداری دکہلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکہا۔ اور اُس چہرہ سے عاشقانہ طور پر زندگی بسر کی۔ اور جو اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکہکر اُن کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا۔ اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پہیلایا۔ اور کفر کے زور کو مٹایا۔ اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کر کے تمام ملک میں رواج دیا۔ اور اسلام کی صداقت پر اپنے خون سے مُہریں کر کے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بلاشبہہ اُن کی اس فضیلت کو بعد میں آنیوالے نہیں پاسکتے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ مگر اسکے سوا ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے دروازے کہلے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ اب بہی ایسے ہی ہو سکتے ہیں جیسے پہلے ہوئے تہے

اور اب بہی خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کی وہ راہیں کہلی ہیں جو پہلے کہلی تہیں۔ کمالات نبوت ورسالت بہی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ جسقدر سالک کی استعداد ہوگی ضرور پرتوہ نور کا پڑیگا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے۔ مگر جو لوگ امامت وخلافت وصدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں اُن کے ہتہ میں اب مُردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بیجان تصویر اُن کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکہنا چاہیئے کہ جو مذہب آیندہ کمالات کو دروازے بند کرتا ہے وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رُو سے انسان کی یہہ ساری دعا یہی ہے کہ وہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو۔ غور سے پڑہنا چاہیئے اس آیت کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ دوسرے یہہ عقیدہ بہی ضروری ہے کہ مجرد کسی قسم کے رشتہ سے خواہ کسی رسول سے رشتہ ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوالقربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں۔ وقال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تیسرے یہہ عقیدہ بہی ضروری ہے کہ قرآن شریف اب تک ہر ایک قسم کے تصرف سے بکلی محفوظ ہے۔ اور کوئی ایسا قرآن نہیں جو کوئی شخص اُسکو غار میں لیکر اب تک چہپا بیٹہا ہے یہہ اُن لوگوں کا بہتان ہے جن کو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں چوتہے یہہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں۔ اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تہا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بہی منجانب اللہ بتا سکتے۔ بلاشبہہ یہہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اُسیقدر محبت اور عشق پیدا کرینگے جس قدر ہمیں ان تینوں بزرگواروں کے امین ہونے پر ایمان ہوگا۔ اگر ہم ایک ذرا بہی کمالات ایمانیہ میں اُنکو کم سمجہینگے تو وہی کمی قرآن شریف کی عظمت کے بارے میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی یہی وجہ ہے کہ جس پیار اور محبت سے سنت جماعت قرآن شریف کو دیکہتے ہیں۔ اور اُسکو بصد محبت حفظ کر لیتے ہیں۔ یہہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مثلاً مجہے تخمیناً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک لاکہہ سے زیادہ سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا۔ مگر کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اسی ملک میں شیعہ لوگوں میں سے دس بندرہ بہی حافظ ہیں؟ بلکہ میرے خیال میں ایک حافظ بہی

مشکل ہے۔ سو کیا سبب ہے یہی ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگواروں کو بنظر تخفیف دیکہنے میں سراسر ایمان کا گہاٹا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ پانچویں بیعت کیلئے یہہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلی پرہیز کرے اگر یہہ تمام عقاید کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلاشبہہ اُسکی حالت عمدہ ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

(۳) بیعت کے مقاصد میں سے ایک بہاری مقصد یہہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک طریق ناانصافی کا چہوڑ دیوے۔ جو شخص ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ اصل حقیقت بیعت سے غافل ہے۔ ہم اس مسافر خانہ میں صرف تہوڑے عرصہ کیلئے آئے ہیں۔ اور اسی غرض سے بہیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقاید اور اعمال کو درست کر کے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اُس مولیٰ کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہہ دیکہہ لینا چاہیئے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم اور زیادتی سے خالی ہیں یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ جن بزرگ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضعف وناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آنجناب کی رفاقت اختیار کی اور اُس رفاقت اور اُس ایمان کے پاس کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹہائیں۔ اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بے دخل کئے گئے۔ وطن سے نکالے گئے۔ اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے صدہا مرتبہ اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا۔ اُن کی شان کو جیسا کہ چاہیئے نہ سمجہنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے۔ درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکہیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ وہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مقدس ہیں۔ ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اُسکے حسن خدمات اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ مستمرہ کی رُو سے پایۂ ثبوت پہنچ گئی ہے۔ کسی اور دوسرے کی فضیلت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بہاری نیکی کا کام دنیا میں آکر کیا وہ صرف اسقدر ہے کہ ایک ناکار دنیا کے ہاتھ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ اور اسی کشاکش کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ مگر یہہ ایک شخصی ابتلا ہے جو اُنہیں پیش آگیا۔ اگر اسکو حضرت صدیق اکبر کی اُن جانفشانیوں کے ساتہہ جانچا جائے جو اُنہوں نے تمام عمر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تہی۔ تو کیا ایک شخصی ابتلا کو اُس سے کچہہ نسبت ہو سکتی ہے۔ اللہ جلشانہٗ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔ جو شخص اعلیٰ درجہ کا وفادار ہے اور خدمتگذاری اختیار کریگا۔ وہی اُسکا مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا۔ البتہ نواسے بعد

سمجھیں جیسی حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری بیبیوں کی اولاد سو خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کے مراتب اُن کے اعمال کے موافق ہیں۔ خواہ نخواہ کا درجہ کسی کو دیا نہیں جاتا جو شخص محض خدا تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت رکھتا ہے اُسکو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے دیکھے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں تُم نے کیا کیا عمدہ کام کیا ہے۔ ناحق فضیلت اُسکو نہ دے۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ محض رشتہ سے کیونکر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاصکر کے ذرا سے رشتہ سے جو نواسا ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوح کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیم کا باپ۔ پس کیا یہ رشتہ اُنہیں کچھ کام آیا؟ پس یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اہلبیت ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بیشک امام حسن حسین اُن لوگوں میں سے ہیں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اُن کی راستبازی کی وجہ سے کامل کیا ہے۔ نہ اسکی وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے کیونکہ نواسے تو اور بھی تھے۔ نواسہ ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک یا خلقت کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لیکن بلا شبہ کمالات صدیقی و فاروقی کے مقابل پر حسینی کمالات متنزل ہیں۔ اُن بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا اور وہ جانفشانی کے کام کیئے جو نبی اور رسول کرتے ہیں جو شخص اُن کے احسانات سے منکر ہو وہ خدا تعالیٰ کا کافر نعمت ہے۔ اگر ہم ذبح بھی کیئے جائیں تو ہرگز اس حق کو چھوڑ نہیں سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں سراسر غلط ہے تمام صحابہ کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم شامل ہے۔ صدیق اکبر اور عمر فاروق کے حق میں اسقدر تعریف کلمات نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا اُن دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہماری نظر میں مجرد مناقب کچھ چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں یہ مومنوں کی تعریفیں ہیں۔ اور اس بات کا فیصلہ کہ اُنمیں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ اُن بزرگواروں کی خدمات سے کرنا چاہیئے کہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ ہدایت فرماتا ہے۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ بیعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ہر ایک قولی و فعلی و اعتقادی بدی اور ناانصافی سے بکلی دست بردار ہو جاوے کیونکہ بیعت [illegible] حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہرحال اُسی راہ پر قائم رہنا ہے جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا ہے ؎

ہر کجا شمع صداقت یافتی پروانہ باش!
گر خرد مندی بپے این راہ پر دیوانہ باش!

(۴) اگرچہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور دست بستہ کھڑا ہونا قانون فطرت کی رُو سے بھی بندگی کے لئے مناسب ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسئلہ تو یہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اسقدر اختلاف بیعت کا کچھ موجب نہیں اگرچہ احادیث صحیحہ میں اسکا نام و نشان نہیں۔

(۵) یہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ فقیروں کے ماننے والے دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ یا غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے دشمن۔ یعنے جب کوئی انسان کسی مقبول خدا تعالیٰ سے غایت درجہ کی دوستی و محبت اختیار کرے یہاں تک کہ اُس کی راہ میں قربان ہو جائے اور اُسکے خاکپائے ہو جائے۔ تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا کسی حاجت ایمان کے لئے رحمت کے نشان پاتا ہے۔ اور اُسکی برکت اور صحبت سے جذبات نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں اور ذوق محبت بڑھتی جاتی ہے بعد نیانی محبت [illegible] ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جیسے نوازے ویسے سو چونکہ یہ شخص محبوبان و مقبولان الٰہی میں سے ہے۔ اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے کہ جب اس درجہ پر کسی کی ارادت پہنچ جائے تو اُسکا ایمان کامل کرنے کے لئے کسی قسم کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بیشتر آزمائش صدق کے اور محققین حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ عوام جلدی سے کسیکو کافر اور کسیکو صدیق کہدیتے ہیں۔ اور محققین اُسکی ذرا پروا نہیں کرتے اگر ہم صدیق اکبر اور فاروق عمر کی خدمات کو جو اپنی زندگی میں اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیں لکھیں تو بلا شبہ وہ ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ انکار بیعت کی وجہ سے کربلا کے میدان میں مارے گئے اور شہید کئے گئے کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟ بیشک یہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیا دار کے ہاتھ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ مگر اعتراض تو یہ ہے کہ وہ نبیرے اپنے بزرگوار کے قدم بقدم کیوں نہ چلے باپ نے تو بقول شیعوں کے تین فاسق نعوسوں کے ہاتھ پر جو بقول اُن کے مرتد سے بدتر تھے۔ اور بقول اُن کے صرف معمولی بادشاہ نہیں سے تھے بیعت کر لی۔ اور بیٹے نے تو اپنے باپ کے طریق پر اعراض کر کے ایک فاسق کی بیعت بھی نہیں کی۔ اور انکار ہی میں جان دی بہرحال یہ اتفاقی حادثہ تھا جو امام صاحب کو پیش آیا۔ اور بڑا بھاری ذخیرہ اُن کے درجہ کا صرف یہی ایک حادثہ ہے جس کو محض غلو اور ناانصافی کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے اور وہ بزرگوار صحابہ جو بیولوں کی طرح دنیا میں کام کر گئے۔ اور ہر ایک میدان میں جان فدا کرنیکے لئے حاضر ہوئے اُن سے مقابل کیسے لاپرواہی تو آپکا طرز ہے۔ یہ فیصلہ تو آسانی سے ہو سکتا ہے چونکہ دنیا دار العمل ہے۔ اور میدان حشر میں مراتب بلحاظ اعمال ملینگے پس جس کے دل میں امام حسن حسین کی وہ عظمت ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہے۔ اُسکو چاہیئے کہ ابھی خدمات شایستہ دین کی راہ میں پیش کرے اگر اُن کی خدمات کا پلہ بھاری ہے تو بلا شبہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھہرینگے۔ ورنہ ہم اس بات کے تو قائل نہیں ہو سکتے کہ خواہ نخواہ کسیکو افضل ٹھہرایا جاوے۔ اور یہ خیال کرنا کہ اُن کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے تھے۔ یہ خیال کوئی عقلمند نہیں کر سکتا کیونکہ میں بھی بیان کر چکا ہوں کہ نواسہ ہونا کچھ بھی چیز نہیں ایک ذرا سا رشتہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اور نواسے بھی کئی تھے کس کس کی ہم پرستش کریں۔ یہ آیۃ کریمہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ پھر اللہ جلشانہ نے کھول دیا ہے کہ اس زمانہ کا اتقا صدیق اکبر ہے۔ بعض لوگوں کو پھر بھی دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کر دیتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ مثلاً حضرت علی کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ اور امام حسین کے حق میں یہ فرمایا ہے مگر یہ خیال کیونکر اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کسیکی نسبت پیدا کی جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ در حقیقت طبعی اور حقیقی طور پر جو اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری آزمائش نہیں ہو سکتی۔ مگر طالب حق اللہ جلشانہ کی توفیق سے کسیقدر قرائن سے بہ تکلف ارادتمندی کا پیراہن پہن لیتا ہے۔ پھر عنایت الٰہی سے بمشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ اور اہلبیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر روز ازل سے اُنہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں۔ اور غایت درجہ کے دشمن پر جو مرد مقبول کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اُسکے درپئے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرت الٰہی جوش میں آتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ للحرب۔ اسلئے یہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جسکو کرامات کے دیکھنے کا شوق ہو وہ یا غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن۔ کرامات بازیچہ اطفال نہیں ہیں کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائیں۔ اللہ جلشانہ اور اُس کے وفادار بندے غیر اللہ سے لاپرواہ ہیں۔ اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی اُن کی عادت نہیں۔ اگرچہ اولیاء اللہ پر کرامات الٰہی بارش کی طرح برستی ہیں۔ لیکن پھر جبتک کہ پورا دوست

یا پیدا دشمن ہو ان انوار کے مشاہدات سے بالنصیب رہتا ہے۔ اس عاجز نے جو سو دو ہزار اشتہارات کرامت نمائی کے لئے شایع کیا تہا۔ یہہ شرط لگی تہی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامات ہو تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹہے۔ اسکا حرجہ دیا جائیگا۔ اس آتہمذ کر اللہ جلشانہ کی غرض یہی تہی کہ اس پابندی سے وہی شخص آکر ایک سال تک بیٹہیگا جو تمہارا دشمن ہوگا۔

(۲) اِسمیں شک نہیں ہے۔ اور خداتعالٰی خوب جانتا ہے کہ یہہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہوکر آیا ہے۔ اور دل میں بہت خواہش ہے کہ وہ کرامات الہٰی جو یہہ عاجز دیکہہ رہا ہے لوگ بہی دیکہیں۔ لیکن خداتعالٰی اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا۔ دوست کامل بننا چاہیئے یا دشمن کامل تا آسمانی نشان ظاہر ہوں۔ ہاں ایک طریق ہے۔ اور اُس کو آپ بجا لا سکتے ہیں۔ اور وہ یہہ ہے کہ آپ کا اتباع عقیدہ یہہ ہے کہ بارہ اماموں کو جسقدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں۔ تمام یہہ اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں۔ اور اس عاجز کا عقیدہ ہے کہ ... کے درجہ کے مقابل بارہ امام کچہہ بہی چیز نہیں۔ بلکہ صحابہ کبار کی محبت اُن کا فخر اور اُنکی ترقی ایمانی کا موجب ہے۔ قرآن شریف میں ... صدیق ... طور پر کسی اہلبیت کا ذکر نہیں۔ اور یہہ بہی میرا عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جسقدر اہلبیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں ... نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں اور ... شکر کے ارادے اسباب کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ اُن اماموں کے رتبہ کی موافق ایک میں بہی ہوں۔ اور اُس سے زیادہ بہی تہیر الغامات الٰہی ہیں جنکو آپ سمجہہ نہیں سکتے۔ اور اس زمانہ کی حقیقت سمجہہ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس دعوے میں سچا نہیں ہوں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں۔ بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جلشانہ اُن کی پردہ دری کریگا۔ اور اپنے بندہ کی تائید میں وہ انوار دکہلائیگا جو ہمیشہ اپنے خادم مقبول کے لئے دکہلاتا رہا ہے۔ اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور آپ مقدرت رکہتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار برس تک میرے دروازہ پر بٹہا دیں اور مقابلہ کرا دیں تا ؏

بابیہ رو شود ہر کہ درو غش باشد

(۳) موافق شرائط مطبوعہ کی تحریری بحث بہی ہو سکتی ہے اگر خدا تعالٰی کی طرف سے وقت صفا میسر آیا تو انشاءاللہ آپ سب صاحبان کے لئے دعا کرونگا والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ یہہ چند سطور محض نصیحت کی راہ سے لکہی گئی ہیں۔

قرآن کریم

پر

لطیف نوٹ

(نمبر چہاردہم)

سورۃ البقر۔ بقیہ رکوع (۳) *

پچہلی نمبر میں ہم نے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا پر اُن خیالات کو مدنظر رکہکر بحث کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تہا جو بعض لوگ اپنے قصور فہم سے مسئلہ تقدیر کو زیر نظر رکہکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس حال میں اللہ تعالٰی ہی گمراہ کرتا ہے یا ہدایت دیتا ہے تو گمراہ شدہ لوگوں کا کیا قصور ہے؟

مسئلۂ تقدیر اصل یوں ہے کہ اس آیت شریف پر اعتراض ضمناً گفتگو کرنے والے کے لئے تو اسی مقام پر جواب موجود ہے۔ وما یضل بہ الا الفاسقین الے الآیۃ۔ اور کسیقدر وضاحت ہم اس آیۃ شریف کے ترجمہ میں کر دکہائینگے کہ مسئلۂ تقدیر جسکے مسلمان قایل ہیں۔ اور ہمارے خیال میں ہر ایک دانشمند کو جسکا معترف ہونا چاہیئے اُسکی اصل یوں ہے کہ تقدیر کے معنے لغت عرب اور محاورہ قرآن میں کسی چیز کے اندازہ کرنے اور مقدار ٹہہرانے کے ہیں جیسے فرمایا۔ وخلق کل شئ فقدرہ تقدیرا۔ اور یہہ بات بہی صاف اور واضح ہے کہ موجودات عالم میں ہر ایک چیز ایک فطرت رکہتی ہے اور اُس فطرت کے موافق افعال اور آثار سرزد ہوتے ہیں۔ اُسکے خلاف ظہور میں نہیں آسکتا۔ پس مسئلۂ تقدیر کے بیان کرنے میں اسلام نے صرف اِس مبارک اصل کو بیان کیا ہے کہ انسان بُرے کاموں کو چہوڑ کر آرام و آسودگی پیدا کرنے والے امور کی طرف متوجہ ہو۔

اب ہم کو کوئی بتلائے کہ اِس اصول میں بجز خداتعالٰی کی صفات کاملہ کے اظہار اور انسان کی بہلائی کے طرق کے بیان کرنیکے اور کیا مدنظر ہے؟ اب ہم اصول تقدیر کے بیان کے بعد چاہتے ہیں کہ اصلی سلسلہ پر گفتگو کریں۔

یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ضلال کے معنے قرآن کریم میں مختلف وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا آئے ہیں۔ الضلال۔ الہلاک۔ الابطال ...... الامتحان۔ الاخذال وغیرہ۔

ضلال کے معنے وہ نتیجہ بد بہی ہے جو لوبد ضلالت مترتب ہوتا ہے۔ اور تو ہیں گے مندرجہ بالا معانی میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہو سکتا ہے۔

ہدی جو ہدایت سے ہے وہ عموماً مندرجہ ذیل معانی میں آتا ہے۔ صدور افعال فطری کو بہی ہدایت کہتے ہیں اور توفیق اعمال حسنہ ...

کرنیکا نام بہی ہدایت ہی ہے۔ ... کے معنوں میں بہی آیا ہے۔ اور جنت کو پہنچا دینے کا نام بہی ہدایت ہے۔

اب یہہ امر صاف اور واضح ہے کہ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا بالکل تمثیل ہے کیا مطلب ہے۔ اگر اسکو زمان آیندہ کے لئے بیان کیا جاوے تو اور بہی صراحت سے مفہوم سمجہہ میں آسکتا ہے۔ جیسا کہ ہمنے نمبر سیزدہم میں بیان کیا ہے یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو کفار پر بُرے دن آنیکی خبر دیتی ہے۔ اور یہہ ہلاکت اور یہہ تباہی فاسقوں ہی کے لئے ہے جو خود اُن کے اپنے ہی ہاتہوں سے اُنپر آنے والی ہے۔ فاسق کون ہیں؟ جو لوگ اللہ تعالٰی کی شریعت اور احکام کو اُن کے مستحکم ہونے کے بعد توڑتے ہیں۔

عہد اللہ عہد اللہ سے مراد احکام اللہ ہے۔ اور یہہ لفظ فطرت صحیحہ عقل سلیم اور کتب الہٰیہ پر بہی بولا جاتا ہے۔

میثاقہ میں جو ضمیر ہے اُس کا مرجع عہد اللہ ہے۔ اس میثاق سے مراد وہ میثاق ہی ہے جو اہل کتاب سے لیا تہا۔ جسکو دوسرے مقام پر اللہ تعالٰی نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل الی الآیۃ۔

الغرض اس آیت میں یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ باوصفیکہ اللہ تعالٰی کے ساتہہ اُنہوں نے عہد کیا۔ باوجودیکہ خود اُنکی فطرت سلیمہ اوامر و نواہی الٰہیہ کے فعل اور ترک فعل کی ہدایت کرتی ہے۔ پہر بہی جو اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف عمل کرتے ہیں تو بتلاؤ کہ اُسکا نتیجہ ہلاکت اور ذلت نہو تو کیا ہو؟

یعنے جو لوگ اپنی قواعد فطرت کے خلاف شرائع الٰہیہ کے خلاف کرتے اور اُن کو توڑتے ہیں اور اُن کے خلاف کرتے ہیں اور جن سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے اُن سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

امر اللہ سے مراد جملہ احکام الٰہی اور تمام مامورین اللہ اور صلحا اور علی الخصوص سید الاصفیا خیر الاتقیا جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں یعنے اللہ تعالٰی کی راہ سے روکتے ہیں اور فتنہ پردازیاں کرتے ہیں۔ پس یہی امور ہیں جو موجب خسارہ ہیں۔ اور ایسے ہی لوگ نقصان اُٹہانے والے ہیں۔

اب ہم نہیں سمجہتے کہ اس آیت میں کیا مشکل رہجاتی ہے ہر ایک فعل پر ایک ایک نتیجہ مرتب ہوتا گیا ہے۔ فاسق یا خاسر ہونے تک اول عہد اللہ کو توڑا۔ تو پہر یہہ نتیجہ ہوا کہ مامورین سے بیجا دشمنی پیدا ہوئی۔ اور اُن سے قطع تعلق کیا۔ پہر فساد اور شر پیدا ہوا کیونکہ اپنی بات کی پاسداری کے لئے کہیں جوڑ توڑ کرنے پڑے یہانتک کہ خسران تک نوبت پہنچ گئی۔

* زمانہ بیکجہتی وقت ... * * بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔ ... مہدی ہدایت ... اسلام کی تائید ... دعوت

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم الآیۃ | اللہ تعالےٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو۔ تم کو نابود سے بود کیا۔ پھر تم کو موت دیگا۔ پھر زندہ کریگا آخر اسی طرف رجوع اور مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایک لطیف دلیل دی ہے کیف تعجب کے طور پر آیا ہے۔

حیٰوۃ سند حسب ذیل معنوں میں آتا ہے۔ (۱) قوت نامیہ جسکے ذریعے سے نباتات اور جاندار بڑھتے ہیں۔ (۲) قوت حاسہ (۳) قوت عاقلہ (۴) غم وہم کا دُور کرنا۔ (۵) حیات جاودانی۔ (۶) رزق حلال۔ اور جنت الخلد وغیرہ۔

اور موت کا اطلاق حیات کے بالمقابل معنوں پر ہوتا ہے یعنے جیسی حیات مذکور ہو بالمقابل ویسی ہی موت ماننی پڑیگی۔

موت بمعنے جنگ بھی آیا ہے چنانچہ لقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ میں موت سے مراد جنگ ہی ہے۔ یعنے کیا اُس خدا کا تم انکار کرسکتے ہو جس نے تم کو نطفہ کی حالت میں جب مُردہ تھے۔ پھر زندہ کیا۔ جاہل تھے۔ عالم بنایا۔ اور پھر مر کر حشر میں اُٹھوگے۔

اور پھر اسکو مؤکد کرکے یوں فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ اللہ وہ اللہ ہے جس نے جو کچھ زمین ہے سب کو پیدا کیا۔ اور پھر ہر چیز سے ہم فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ پس دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مفید انسان نہ ہو۔

معجزات مسیح پر ایک نظر | بعض نادان کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹی سے پرندے بنا کر اُڑایا کرتے تھے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ زمین میں ہے (اور دیگر مقام میں فرمایا ہے خالق کل شیء) یہہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ کونسی زمین۔ نیا آسمان کونسا ہے جہاں مسیح کے بنائے ہوئے پرند موجود ہیں سوچو۔ اور غور کرو!

ثم استویٰ الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوات | اس آیت پر دو اعتراض کیے گئے ہیں۔ اول تو یہہ کہ آسمان نفس الامر میں کوئی وجود بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ اور دوم یہہ کہ وہ واقعہ میں سات ہی ہیں۔

امر اول کا جواب ہم اسی رکوع کے شروع میں کسیقدر وضاحت سے لکھ آئے ہیں۔ اسلئے یہاں اُسکے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

سبع سمٰوات کا ثبوت | (۱) دیکھو زمین کی ہوا سے ذرا اوپر کی ہوا لطیف ہے اور اسیطرح نسبتاً لطیف ہوتی جاتی ہے۔

پھر اگر اسی طرح آسمان کے طبقے ہوں تو کیا حرج لازم آتا ہے۔ اور قرآن کریم نے نوعیت وجود آسمان کی کہیں تشریح نہیں کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف طبقات سماویہ کے اقسام سات ہی ہیں۔ (۲) آخر سنہ ۱۹۱۰ء تک کی اسٹرانومی کی تحقیقات سے پتہ لگتا ہے کہ ستارے چھ قسم کے ہیں۔ پس یہہ سارا انتظام ایک نقطہ موہومہ کی طرف جارہا ہے۔ اور اُنہیں سمیت سات اقسام ثابت ہوئے۔

(۳) امور معاد کے متعلق بھی سات آسمان ایک اور رنگ میں نظر آتے ہیں (۱) عالم انسانی۔ (۲) عالم رویا یا مثال۔ (۳) عالم ارواح (۴) عالم برزخ۔ (۵) عالم محشر (۶) عالم بعد برزخ (۷) عالم جنت۔

(۴) جغرافیکل تحقیقات سے بھی سات ہی آسمانوں کا پتہ لگتا ہے کیونکہ سات سمندر قرار دیئے گئے ہیں۔ اور زمین کو بھی سات ہی حصوں میں منقسم مانا ہے۔

(۵) ان سب باتوں کے علاوہ قرآن کریم نے ہفت آسمان کی ایک اور سچی فلاسفی خود قرآن کریم کے مختلف مقامات میں موجود ثابت کی ہے جس کو ہم تصدیق براہین احمدیہ سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

زمین سے لیکر جہانتک فوق میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے اُس مخلوق کو اللہ تعالےٰ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر منقسم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہے اُن کا بیان آیات ذیل میں درج ہے۔

اول وہ مقام جسمیں ہماری لئے کھانے کا سامان رکھا ہے جیسے فرمایا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون

دوم وہ مقام جسکے اندر جانور اُڑتے ہیں جیسے فرمایا اولم یروا الی الطیر صافات فی السماء۔

سوم وہ مقام جسمیں اولے بنتے ہیں اور کھیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون

چہارم وہ مقام جس میں سے مینہہ آتا ہے جیسے فرمایا وانزلنا من السماء ماءً (الی الآیہ)

پنجم وہ مقام جسمیں ستارے اور نیازک گرتے ہیں جیسے فرمایا۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح (الی الآیہ)

ششم وہ مقام جسمیں ستارے ہیں جیسے فرمایا۔ وجعلنا فی السماء بروجاً وزینٰھا للنٰظرین۔

ہفتم وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے۔ ان مشہود ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے۔ جیسے فرمایا وجنۃ عرضھا السمٰوٰت والارض اعدت للمتقین۔ غرض یہہ تقسیم سبع سمٰوٰت کی جو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ اب کوئی بتلائے اسمیں کیا حرج لازم آتا ہے

وھو بکل شیء علیم | اور وہ اللہ ہر چیز کا علم کامل رکھتا ہے۔ یہاں صفت علیم کے بیان کرنے سی یہہ ستر معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ھو الذی خلق لکم میں جو خلق اپنا ایک فعل قرار دیا ہے اُسکو لفظ علیم کے کہنے سے ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ یہہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی شے کا اُس کے خلق پر قادر کر دیتا ہے یا یہہ کہو کہ جو چیز مخلوق ہوتی ہے خالق ہی اسکا عالم کُل ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالےٰ ہر ایک چیز کا علم کامل رکھتا ہے لہٰذا وہ خالق ہے۔

آریہ غور کریں۔ | وہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اس مقام پر قرآن کریم کی خوبیوں کو بنظر انصاف دیکھیں اور اپنے مسلمہ عقاید کی تبدیل کریں کہ وہ کہاں تک اللہ کریم کی صفات کو قایم رکھتے ہیں۔ مادہ اور روح اگر اللہ تعالےٰ کی مخلوق نہیں (جیسا کہ آریہ مانتے ہیں) تو وہ ہم کو کوئی ایسی دلیل بتلائیں جس سے اللہ تعالےٰ کا علیم ہونا ثابت ہو۔ ھو بکل شیء علیم کہکر آریوں کے اس غلط اعتقاد کی کامل تردید فرمائی ہے۔ اور یہہ احسان عظیم قرآن کریم ہی کا ہے کہ وہ ہر غلط راہ سے بچاتا ہے بشرطیکہ کوئی اُس سے فائدہ اُٹھانا چاہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو اپنی کلام پاک کی سمجھ عطا فرما دے۔ اور پھر سمجھ کے بعد اعمال کی توفیق دے۔

ایڈیٹوریل

عباد الرحمٰن

(نمبر ثانی)

ہم نے پچھلے نمبر میں عباد الرحمٰن کی صفت اول پر بحث شروع کی ہے اور وہ یہہ ہے یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً کسی حد تک اس آیۃ کے دقایق ہم نے بیان کئے ہیں۔ اور آج ایک اور رنگ میں اُسے دکھانا چاہتے ہیں۔ یہہ آیۃ دو ٹکڑوں میں منقسم ہے یمشون علی الارض ھوناً۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔

ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ زمین پر آہستہ آہستہ چلنا کونسی خوبی اور کمال ہے۔ بلکہ یہہ تو ضعف اور کمزوری کا نشان ہے

ھوناً کا لفظ ہی سُستی اور کمزوری کے خلاف ہی لایا گیا ہے اس آیۃ کا ترجمہ بھی یہہ کیا ہے کہ وہ زمین پر بُردباری اور وقار کی چال چلتے ہیں نہ تکبر اور سُستی کی

اصل یہہ ہے کہ تمام نیکیوں اور بلند پروازیوں کا چشمہ انکساری اور فروتنی ہی سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر زمین اُن تمام مصایب اور تکالیف کو جو زمیندار ہل چلا چلا کر اُسکے جگر کو پھاڑ کر پہنچاتا ہے برداشت نکرے تو وہ پھل لانیکے قابل نہیں ہوتی۔ پس یہہ ضروری امر ہے کہ اس نسخہ

پیشتر کہ وہاں ایک لہلہاتا ہوا سبز کھیت ہو۔ اُسے کھود اجاوے اور مختلف صدمات کا محل بنایا جاوے۔ ٹھیک اسی طرح پر اگر کوئی شخص رحمان کے سایۂ عاطفت میں آکر اُسکا مظہر ہونا چاہتا ہے تو اُسکو اپنے دل پر بڑے بڑے جبر و اکراہ برداشت کرنے پڑینگے لوگ ستائینگے مگر اُسے ضروری ہوگا کہ اُن کی تلخ باتوں کا خیال تک نہ لائے۔ غرض جہاں ایک طرف اس آیت میں عام اخلاق فاضلہ و آداب مناسبہ متعلق حرکت و تحمل جمع کرکے لفظ هونًا میں بھر دیئے ہیں دوسری طرف سالک راہ حقیقت کے لئے اسمیں ایک نشان فرسخ نظر آتا ہے۔

ایک اور بات بھی ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ یمشون علی الارض ہونا سے یہہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہر فعل ایک تدریج اپنے اندر رکھتا ہے۔ زمین اور اُسکی تمام عجائبات اور موجودات کو دیکھ لو۔ ہر ایک میں ایک تدریج کا سبق ملتا ہے۔ اور جب ہم اس رکوع کے اخیر پر نظر کرتے ہیں۔ یا یہہ کہو کہ عباد الرحمن کی صفات کو مطالعہ کرتے کرتے اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیہا تحیۃ و سلاما تک پہنچتے ہیں تو یہہ راز اور بھی واضح طور پر جلی ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ ابدی تحیۃ اور سلامتی کو بما صبروا کا نتیجہ تلایا گیا ہے پس شتابکار اور جلدباز الٰہی فیضان سے ہاں رحمانیت کے عام فیض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ابدی سلامتی کو جو بما صبروا کے نتیجے میں فرمایا ہے تو کیا وجہہ ہے کہ ہم اُس صبروا سے مراد و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما نہ لیں۔

الغرض عباد الرحمن کی پہلی صفت یہہ ہے کہ وہ ارض اللہ پر تمکنت اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما اصل میں یمشون علی الارض ہونا کی ایک لطیف تفسیر ہے یعنے جب جاہل لوگ اُن سے دست و گریبان ہونا چاہتے ہیں تو ایسی چال چلتے ہیں کہ اُن کو تو شرارت سے روکتے ہیں۔ اور اسطرح پر اُس شرارت کے نتائج بد سے اُن کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور آپ اُن کی شرارت سے بچتے ہیں۔ اسجگہ اللہ تعالیٰ کو یہہ بھی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کہ عبد الرحمن کو بھی شفقت علی خلق اللہ کے مدارج کو طے کرنے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ وہ جہاں بدون خواہش و سوال کے مخلوق سے عام ہمدردی کرے۔ وہاں اُن کے لئے یہہ بھی ایک لازمی بات ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے رحمن ہو کر اُن لوگوں کو بھی اپنے اُس فیضان سے جو اس صفت کا تقاضا ہے محروم نہیں رکھتا۔ جو اسکی حضور بے ادبیاں اور گستاخیاں کرتے ہیں۔ اور آیات اللہ کی تکذیب اور توہین اپنا شیوہ بناتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح پر عبد الرحمن کے لئے لازم اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی شفقت عامہ اور ہمدردی بنی نوع انسان کو اُن لوگوں تک محدود نہ رکھے جو اُسکے ثناخواں یا طرفدار ہوں۔ بلکہ عام طور پر ہو۔ اس تعلیم دینے سے یہہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ چونکہ عبد الرحمن ایک وقت پاکر مکالمہ الٰہیہ کا شرف پانیوالا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الرحمن علم القرآن۔ اسلئے اُسکے اخلاق کی درستی پہلے سے ہونی چاہیئے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔

وانک لعلی خلق عظیم

و اذا خاطبہم میں غور کرنے سے یہہ بھی پتا لگتا ہے کہ وہ بے محل اور بے ضرورت نہیں بولتے۔ جب جاہل اُنکو مخاطب کر لیتے ہیں ان آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل تعلیم کا اظہار کرنا بھی مقصود ہے۔ کون ہے جو عربوں کی صلابت شوکت اور ضد سے واقف نہیں۔ وہ نہ ٹلنے والی قوم اپنی بات پر ہٹ کرنے والا اگر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ اور تعلیم سے ایسا ہو گیا کہ اُن کی رفتار و گفتار میں شرارت کی چاٹ تک نہ رہی۔ ہاں عباد الرحمن کی پاک سوسائیٹی ایسا ہی بنا دیتی ہے۔

عباد الرحمن کی دوسری صفت } اسکے بعد دوسری صفت عباد الرحمن کی یہہ بیان فرمائی ہے والذین یبیتون لربہم سجدا و قیاما۔ اور وہ وہ ہیں جو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں راتیں گذار دیتے ہیں۔

یہاں ایک غور طلب امر یہہ ہے کہ پہلے کا لفظ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ توضیح بیان کر رہا ہے عباد الرحمن کی صفات یہہ کہ جب انسان سے برتنے اور سلوک کا ذکر آیا تو رحمان کی صفت کو یاد دلایا ہے۔ اور جب خدا سے اپنا تعلق پیدا کرنے کا ذکر فرمایا تو رب کا لفظ فرمایا ہے جو کمال تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ جب تک ربوبیت تامہ کا انزدل پر نہو انسان کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ علاوہ ازیں ایک بات اور بھی ہے رحمانیت کی صفت ربوبیت کی صفت کے تحت میں کام کرتی ہے پس یہہ ضروری امر ہے کہ ہم رحمانیت کا فیضان اور پرتو حاصل کرنے کے لئے ہاں! ایسا فیضان جو ہمارے دلوں سے اُٹھکر دوسرے دل کو فیض پہنچا سکے۔ پالنے کے لئے جب تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت تامہ سے متصف نہ ہونگے تو وہ رحمانیت کا فیض نہ ہم پا سکینگے۔ اور نہ کسی اور کو پہنچا سکتے ہیں اسلئے اس ترتیب میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے کے لئے ربوبیت تامہ سے فیض پاتے ہیں۔ اور چونکہ انسان کی طبیعت اور قوا بے آرام پسند اور تنعم کے خواہشمند ہیں۔ اسلئے اگر پوری ہوشیاری اور استقلال سے کام لیا جاوے تو تباہ ہو جائیگا اندیشہ ہے کیونکہ ربوبیت کا تقاضا یہہ ہے کہ وہ کسی شے یا نتیجہ شے کو مکمل کر دے۔ اب اگر بدقسمت انسان سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے تو اُسکا از کار رفتہ ہو جانا بھی ربوبیت ہی کا نتیجہ ہے جیسے بارش کا کام ہے کہ وہ مُردہ چیزوں میں ایک زندگی کی روح پھونک دیتی ہے اُسکے لئے یہہ لازم نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے درختوں کو سرسبز اور شاداب کرے۔ بلکہ ہر ایک قسم کی جڑی بوٹی رنگ لاتی ہے۔ یہانتک کہ زمین کے نیچے کو دبے ہوئے مواد ردیہ اور فاسدہ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس عباد الرحمن اُس سستی اور تغافل سے بچنے کے لئے شب بیداری کرتے ہیں۔ اور اُنکی شب بیداری فاسقوں اور فاجروں کی طرح نہیں۔ کیونکہ وہ بھی تو راتوں کو جاگتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ کبھی وہ سجدات شکر بجا لاتے ہیں اور کبھی قیام میں کھڑے ہو ہو کر دُعائیں مانگتے ہیں۔

دنیا پر جب ظلمت اور تاریکی کا زمانہ آتا ہے اور سیہ کاری اور فسق کی رات چھا جاتی ہے۔ اُسوقت عباد الرحمن با وصفیکہ رات کی طرح عام ہوا و مستی کی چلی ہوئی ہوتی ہے۔ آرام نہیں کرتے اور اپنے رب سے دُعائیں کرتے ہیں۔ رات کا کمال یہہ ہے کہ طلوع سورج کی بشارت دیتی ہے۔ اسیطرح سے اُن کی زاری نالی وہ وقت پیدا کر دیتی ہیں کہ وہ ظلمت دُور ہو کر نور کا زمانہ آتا ہے اور کوئی مامور من اللہ دنیا میں آکر اپنا فیض پہنچانے لگتا ہے

(باقی تیسرے نمبر میں)

ضروری یادداشت

ہم نے اس سے پیشتر بھی اپنے ناظرین اخبار کو توجہ دلائی تھی کہ اخبار الحکم کے ساتھ حضرت اقدس جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحیثیت منیجر۔ پروپرائیٹر یا ایڈیٹر کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اخبار کا مالک منیجر اور ایڈیٹر خاکسار شیخ یعقوب علی ہے۔ اسلئے جملہ قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار و ترسیل زرچندہ وغیرہ ایڈیٹر اخبار الحکم کے نام سے ہونی چاہیئے۔ بعض احباب خطوط متعلقہ اخبار حضرت اقدس کے نام لکھتے ہیں جس سے ایک تو اُنکے خطوط کی تعمیل میں دیر ہوتی ہے۔ دوسرے حضرت اقدس کے گرامی اوقات میں بڑا ہرج ہوتا ہے۔ لہذا

آئندہ کے لئے ہمیشہ اسی امر کو ملحوظ رکھا جاوے کہ ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار ہمارے نام ہو اور زرچندہ اخبار کے لئے ہمارے ہی دستخطی رسید مصدقہ ہوگی

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر
اخبار الحکم قادیان دارالامان

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۹ء

اس میں شک نہیں کہ رپورٹ جلسہ ۱۸۹۹ء کے انطباع اور اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہو گیا ہے مگر چونکہ رپورٹ مذکور میں معمولی اور عام باتیں نہیں جو دیگر معمولی جلسوں کی رپورٹوں میں ہوتی ہیں۔ بلکہ جیسا کہ یہ جلسہ اپنی نوعیت میں ایک بےنظیر اور افضل ترین جلسہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ رپورٹ باوصفیکہ پورے ایک سال کے وقفہ سے شائع ہوتی ہے مگر ابھی تک بھی وہ گل نو کی طرح مشام روح کو معطر کر رہی ہے۔ اور آئندہ کرتی رہیگی۔ اسلئے کہ اُس میں حضرت اقدس اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کی وہ تقریریں درج ہیں جو لطائف اور حقائق قرآنی کا بےنظیر گلدستہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے پیشتر کبھی اس طرز پر سالانہ رپورٹ کے مرتب کرنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اسلئے بھی بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر باایں ہمہ مشکلات ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کے لئے یہ **سالانہ تحفہ** ایک بےنظیر تحفہ ہوگا۔ جو عنقریب ایک ہفتہ تک بالکل مکمل طیار ہو جائیگا۔ اس رپورٹ کے مکمل کرنے کی جرات ہم کو ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے دلائی تھی۔ اور صرف جرات ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی اُنہوں نے ہر طرح سے اسکی اشاعت وصحت میں مدد دی جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہم مندرجہ ذیل احباب کی امداد کے بھی شکرگذار ہیں جنہوں نے اسکی اسقدر جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا جو اُن کے اسمائے گرامی کے محاذ میں درج ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر ہماری حوصلہ افزائی کرینگے۔ اور عنداللہ ماجور ہونگے۔ اور ہمارے بعض معاونین جیسا کہ اُنہوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ دری امداد سے ہم کو شکرگذاری کا موقع دینگے۔ اُن احباب کے لئے ہم زیادہ شکرگذار ہیں جنہوں نے بطور اعانت پہلے سے کچھ رقم بھیجکر کارخانہ کی امانت کی۔ اُنکی مرسولہ رقم بھی اُنکے اسمائے گرامی کے سامنے درج ہے۔ رپورٹ کے مضامین کی فہرست بھی ہم معاونین کے نام درج کرنے سے پہلے درج کرتے ہیں۔

فہرست مضامین

(۱) انٹروڈکشن (حضرت اقدس کے مشن کے پچھلے سترہ سالوں پر مفصل ریویو جسمیں آپ کی بےنظیر کامیابیوں نے نئے طرز پر آپ کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ اور ۱۸۹۹ء میں مشن کی مفصل رپورٹ)

(۲) حضرت اقدس کی پہلی اور دوسری تقریر۔

(۳) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی پہلی تقریر۔

(۴) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دوسری تقریر

(۵) حضرت اقدس کی تیسری تقریر۔

(۶) عالیجناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر

(۷) مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب کا فارسی قصیدہ

(۸) مولوی قائم الدین صاحب بی۔ اے سیالکوٹی کا عربی قصیدہ

(۹) فہرست حاضرین جلسہ۔

اسمائے معاونین رپورٹ

(۱) جناب پیرزادہ قمرالدین صاحب افسر مال کوہاٹ ۔ ۵۰ جلد (آٹھ روپے پیشگی دے چکے ہیں)

(۲) معرفت منشی تاج دین صاحب جماعت لاہور ۔ ۔ ۔ ۱۰۰ جلد

(۳) عالیجناب مرزا خدابخش صاحب تحصیلدار مالیرکوٹلہ ۔ ۔ ۔ ۱۰ جلد

(۴) عالیجناب منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم ۔ ۔ ۔ ۵۰ جلد (پانچ روپے پیشگی دے چکے ہیں)

(۵) جماعت سیالکوٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۰ جلد

(۶) جماعت کپورتھلہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۵ جلد

(۷) عالیجناب ماسٹر قادربخش صاحب ٹیچر مشن سکول لودیانہ ۔ ۔ ۔ ۵ جلد

(۸) عالیجناب خلیفہ نورالدین صاحب تاجر کتب جموں ۔ ۔ ۔ ۱۰ جلد

(۹) عالیجناب چودہری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر ۔ ۔ ۔ ۲۰ روپیہ کی جسقدر جلدیں آویں۔ (دس روپیہ پیشگی دے چکے ہیں)

(۱۰) عالیجناب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی ۔ ۔ ۔ ۵ جلد

(۱۱) عالیجناب منشی نبی بخش صاحب کیپانیر شملہ ۔ ۔ ۔ ۲۵ جلد

(۱۲) عالیجناب حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار درجہ اول نہر باری دواب ۔ امرتسر ۔ ۔ ۔ ۵ جلد

(۱۳) عالیجناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار رئیس کلانور ۔ ۔ ۔ چند جلد

رپورٹ ہذا ۲۲ دسمبر ۱۹۰۰ء تک انشاء اللہ بالکل تیار ہو جاویگی۔ اور جلسہ میں معاونین کو دیجاویگی۔ جو صاحب چاہیں کہ جلسہ سے پہلے اُن کے نام طیار ہوتے ہی روانہ کر دیجاوے تو وہ اطلاع دیدیں۔ قیمت رپورٹ کی متعلق ہم اگلے اشتہار میں فیصلہ کر دینگے۔

الحکم کی نسبت قومی آواز

اور

ناظرین سے چند باتیں

الحکم کی ضرورت کو تو عام طور پر محسوس کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی اسکے مضامین اور اُسکی خدمات کا اعتراف بھی ہمارے بالغ خرد ناظرین نے جس مسرت اور فراخدلی سے کیا ہے۔ وہ گو ہمارے لئے ایک سرمایہ ناز ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ الحکم میں ابھی کسقدر اصلاحوں اور ضرورتوں کے رفع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکی ترتیب کے متعلق جو ہمارے خیالات ہیں وہ ہم بعض وجوہات سے پورا نہیں کر سکتے جنکے اظہار کے لئے ہم کسی مناسب موقع کے منتظر ہیں۔ جسقدر خطوط الحکم کے متعلق ناظرین کی شکرگذاری سے لبریز موصول ہوئے ہیں وہ محض اُنکی حسن ظنی ہے اور قدردانی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

ہم نے کچھ عرصہ پیشتر الحکم کی توسیع اشاعت اور بعض دیگر ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر چند ہی روز کی توجہ کے بعد اُن پر عدم توجہی کی شکایت ہمکو ناظرین سے کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ہم اسمیں اپنا ہی قصور سمجھ لیتے ہیں کہ شاید ابھی الحکم کی وہ حالت نہیں کہ وہ اپنی ضروریات اور ضرورت کی طرف ناظرین کو خودبخود متوجہ کر سکے۔ اسلئے ہمنے پھر تحریک نہیں کی۔ مگر بعض قدردانوں کے خطوط ہم کو مجبور کرتے ہیں کہ ہم پھر توجہ دلائیں۔ اسلئے ہم سردست کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ اور کسی مناسب موقع پر جبکہ سب احباب جمع ہوں۔ اس سوال کو اُٹھائینگے۔ فی الحال ہم اپنے کرمفرما کے خط کا ایک حصہ بغرض ملاحظہ ناظرین چھاپ دیتے ہیں۔ ناظرین اسپر توجہ فرمادیں۔ اور اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمادیں **وھو ھذا**

السلام علیکم! الحکم کوئی ایسا معمولی پرچہ نہیں ہے اور اسکا مقصد سوداگری یا روٹی کمانا ہی عام اخباروں کی طرح نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ایسے کمزور اور پتلے کاغذ پر شائع ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری رائے میں آپ اس پرچہ کو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر شائع کرنے کا احسن اہتمام کریں۔ اور خوشخط کاتب پیدا کر کے عمدہ جلی قلم سے لکھائی کرنیکا بندوبست بھی ضروری ہے ماسوا اسکے جیسا کہ یہ پرچہ اپنی رنگت میں یگانہ ہے ویسا ہی یہ اپنی وضع قطع اور انتظام میں بھی یگانگی اختیار کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ گوہر بےبہا ایسی گدڑیوں میں دیکھکر مجھے حسرت آتی ہے۔ اس پرچہ کی بنیاد ایسی ہونی چاہئیے کہ ہم لوگ اسکو مجلد کرا کر اپنی آئندہ نسلوں کے واسطے تحفہ چھوڑ سکیں۔ اب بھی یہ مجلد ہو سکتا ہے مگر وہ شان وشوکت نہیں۔ تین روپے کے عوض آپ چھ روپے قیمت کر سکتے ہیں۔ مگر کاغذ اور چھپائی اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اگر الحکم کے خریداروں کی طرف سے ڈبل قیمت دینے میں آپکو کسیطرح کا خیال ناامیدی ہے تو مجھے بڑا ہی افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں نے اسکی قدر نہیں کی اور وہ اس پرچہ کا منشا ہی نہیں سمجھے۔ اچھا آپ پرچہ میں چھاپ کر معلوم تو کریں کہ اس قسم کے خریدار کسقدر ہیں۔ اور اُن میں سب سے اول میں ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

شیخ عطاء محمد سب اوورسیر چھاؤنی میانمیر

ایڈیٹر ۔ ہمارے مخدوم شیخ صاحب کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اسکا اندازہ آپ کے خط ہی سے نہیں بلکہ اُس عملی حالت سے ہوتا ہے جو آپنے الحکم کی امداد میں ظاہر کی۔ یعنے وہ خریدار اپنی جیب خاص سے پیشگی قیمت مرحمت فرما کر دیئے۔ اور ٹریکٹ سیریز کی ۵۰ کاپیاں خرید کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جزاهم الله احسن الجزاء۔

ہم شیخ صاحب کی مناسب اور ضروری تجاویز کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ الحکم ایسا ہی ہو جیسا کہ اسکا نام الحکم ہے۔ ہمارے بعض احباب نے اور خود ہم نے الحکم کے متعلق بیشتر خوابیں دیکھی ہیں۔ ان پاک تحریکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے کہ الحکم ایک اعلیٰ درجہ کی شان سے اشاعت پذیر ہو۔ ہم اپنے قدردان ناظرین سے ناامید نہیں ان کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکے اظہار کے لئے یادگار وہ کثیر التعداد خطوط موجود ہیں جو ہر روز چلے آتے ہیں۔ اور اگر ہم کو خود ستائی کا خیال نہوتا تو ان سب کو الحکم کی نسبت قومی آواز کے عنوان سے چھاپ دیتے۔ اگر شیخ صاحب کی مندرجہ تجویز پر ہمارے احباب عمل کرینگے اور امید ہے کہ ضرور کرینگے۔ تو ہم شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے انشاء اللہ الحکم کو ایک نئی شان میں اشاعت دے سکینگے بہر لحاظ ہم اپنے قدردانوں کی رائیوں کے منتظر ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ العزیز ۲۲ر دسمبر ۱۸۹۸ء کا نمبر اس نمونہ پر شایع کریں جو اس تجویز پر عمل ہونے کی صورت میں جنوری ۱۸۹۹ء سے ہم نکالنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ۲۲ر دسمبر ۱۸۹۸ء کا پرچہ بفضلہ تعالےٰ قابل دید ہوگا ۔

یوگنڈا ریلوے کے پلیٹ لے انگ اور سرفیسنگ ڈویزن میں اہل اسلام سب آرڈنینس کا اتفاق

نمبر دوم

دوستو جب مرا ایام پہلے آئینگے

وصل کی گہات ہمیں آپ ہی بتلاوینگے

پہلا کام جو اُن صاحب نے اپنے ڈویزن میں کیا۔ یہہ ہے کہ جب اُنہوں نے بعض سب آرڈینیٹ کو باوجود اہل اسلام ہونے کے ایک سخت درجہ نفاق اور بغض اور حسد اور کینہ اور ایک دوسرے کو ذلیل اور حقیر کرنیکی خواہش میں مبتلا پایا۔ اور دیکھا کہ بعض اُنکے اس امر میں خوش ہیں کہ اپنی قوم کے ممبروں کو دست و پا بزنجیر دیکھیں۔ تو اُن کو قوم کی اس حالت پر سخت افسوس ہوا۔ اور اُنہوں نے اپنی محنتوں اور کوششوں سے اُن تمام کانٹوں کو کاٹا جو اتفاق کے راستہ اختیار کرنے میں پڑے ہوئے تھے۔ اور با اختیار صاحبوں کو تبلایا کہ اُن اختیارات پر پہولنا نہ چاہیئے۔ تکبر کا سر نیچا ہوتا ہے۔ اور اُن کے بیانات اور اخلاق سے ایک قسم کی قومی ہمدردی کی روح اس ڈویزن میں پہونچ گئی۔ چنانچہ وہی اہل اسلام جو کہ آپسمیں سخت دشمن تھے۔ اب دوست اور بہائی ہیں۔ اور ایکدوسرے کی ترقی اختیارات و عزت و مال کے خواہاں ہیں۔ ہمیں یہہ بہی معلوم ہوا ہے کہ یہہ صاحب اکثر سب آرڈی نیٹوں کو شہر ممباسہ جانے سے روکتے ہیں۔ اس خیال پر کہ وہاں جاکر اکثر لوگ بعض ایسے امور کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو اُن کے جسمانی و مالی نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔

تو یہہ وہ اتفاق ہے جو اس ڈویزن کے اہل اسلام کو ایک نعمت الٰہی کے رنگ میں حاصل ہوا۔ اور جس ذریعے سے یہہ حاصل ہوا اُسکی قدرشناسی کے لئے ہمنے چاہا کہ یہہ مضمون لکھیں تا ہمارے قومی بہائی اس نعمت کا شکر ہر رنگ میں ظاہر کریں۔ اور یہی وہ دستگیری ہے کہ ایک بڑی نازک حالت میں ہمارے اہل وطنوں کے ساتھہ کی گئی۔ ورنہ قریب تہا کہ گذشتہ واقعات کی طرح بعض شخص ذلیل کیئے جاتے اور اُن کی عزت اور مال کو نقصان پہنچتا۔ اور یہی وہ سلسلہ حسنات کا ہے کہ جسکو عبرۃ کی نظر سے دیکھکر ہمارے قومی بہائیوں کو اللہ تعالےٰ کے لاتبدیل قانون کی طرف غور کرنی چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ ہم تعلیم یافتہ تہے اتفاق کے مضامین نظر سے گذرے ہوئے تہے۔ بلکہ اسکے لیکچر بہی مدرسوں میں دیئے تہے۔ مگر باوجود علم ہونے کے عملی حالت میں ہم اُسکی کوئی شکل پیدا نہیں کر سکتے تہے۔ اور وہ راہیں ہم پر نہیں کہلیں جن سے ہم اس منزل تک پہنچ سکتے۔ بلکہ ہماری کوششوں نے ہمیں راستے سے بے راہ ڈالدیا اور ہم اتفاق کی جنت کی طرف جاتے جاتے راستہ بہول کر نفاق کے دوزخ کے کنارہ پر پہنچگئے۔ اور قریب تہا کہ اُسمیں گر کر جل جاتے۔ مگر ہماری دستگیری کی گئی۔ اور ہمارا ہاتھہ پکڑ کر نکالا گیا۔ پہر ہمارے قومی بہائی یہہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے انمیں سے اپنے خداداد علم اور عقل سے کام لے کر اپنے ارادوں کو بدلا اور محنت میں لگ گئے اُنہوں نے اُسکا پہل کہالیا۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ اور ارادوں کو نہ بدلا جو اُن کے نفس میں بیٹھگیا اُسی کے مقلد بنے رہے۔ وہ ابھی تک حسد کے دوزخ کی آگ میں جل رہے ہیں اور اپنی بعض کرتوتوں کی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہیں کہ باوجود بار بار بلانے کے ہرگز اُن کی طرف نظر نہیں کرتے چونکہ اس محکمہ میں ہمارے بعض احباب ایسے ہی ہیں جو ہمارے مکتب میں ہم جماعت رہ چکے ہیں۔ اور بعض ہمارے اہل وطن ہیں جو شہر لاہور کے رہنے والے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں کہ اُن کے اقارب ہمارے پیر و مرشد مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھہ تعلق بیعت رکھتے ہیں۔ اسلئے ایک بنی نوع انسان کی بہی ہمدردی کے خیال نے ہمیں مجبور کیا کہ اپنے قومی بہائیوں کو اُن انعام الٰہی سے خبر دیدیں جو اس زمانہ میں نازل ہو رہے ہیں۔ اور اُن کی فلسفی سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت مختلف طور سے اُن کے ہر حال و قال و معاملات میں عجیب عجیب تغیر پیدا کر رہی ہے۔ اور زمانہ اپنے سرد و گرم دکہا کر زبان حال سے انہیں اللہ تعالےٰ کا لاتبدیل قانون انسان کی نجات کے لئے بیان کر رہا ہے۔ یہہ دستگیری جو اُس وقت اس محکمہ میں اہل اسلام کی کی گئی کیا وہ اُن کو یہہ سبق نہیں دیتی کہ اللہ تعالےٰ ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی نازک حالت دیکھکر اُن کی دستگیری کرتا ہے۔ اور جیسے کہ ایک قومی اتفاق نہونے سے قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ اور سختی اور تباہی کا مقابلہ آپڑتا ہے۔ اور جگہہ خالی پاکر ہر ایک مخالف حملہ کی کوشش کرتا ہے اسیطرح جب انسان شرارت اور ظلم اور فساد کے کام کرتا ہے تو اُسکے روحانی قوٰے منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور بے ایمانی اور دغابازی مخش وغیرہ جگہہ خالی پاکر اُسکے دل میں گہر کرتے جاتے ہیں جیسے خدا کا یہی قانون ہے کہ انسان کو اُسنے ترتیب دینے کے لئے معلم اُستاد اور کاریگر بنائے۔ جو اُن کو اُن کے جسم کی حفاظت کے طریقے بتاتے ہیں۔ فاقہ اور بہوک کے عذاب سے بچنے کے لئے ہنر سکہلاتے ہیں تعلیم دیتے ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے کے ذریعے بتلاتے ہیں۔ اسیطرح اُسنے روح کو صفات رذیلہ سے بچانے اور صفات محمودہ سے متصف ہونیکے لئے۔ اخلاق اعلیٰ کے حصول کے لئے ہر ایک قسم کے رنج و فکر سے نجات دیکر امن اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک سلسلہ روحانی معلموں کا بہی رکہا ہے جو روح کو ہر ایک صفت رذیل سے پاک کرکے اس قابل بنانے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فیض پا سکے۔ اور چونکہ نجات کا امر بہت ہی نازک تہا اسلئے اسکا سلسلہ اُسنے عام مخلوقات پر نہیں چہوڑا کہ جیسے دنیا میں کاریگر اور معلم ہر پیشہ اور ہنر کے خود بخود ہی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس سلسلہ نجات کا وہ خود ضامن ہوا۔ اور جس کتاب کی اتباع پر نجات منحصر تہی اُسکی حفاظت اپنے ذمہ لی اور کہا انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ۔ اور اپنے فیض خاص سے خود تعلیم دیکر وہ ہمیشہ اپنی طرف سے ایسے معلم ہر زمانہ میں بہیجتا رہتا ہے جو لوگوں کو نجات کا طریق اور اُسکے حصول کا رنگ ڈہنگ بتلاتے رہتے ہیں۔

کوئی زمانہ اور صدی ان بعضوں سے خالی نہیں رہا۔ اور نہ یہہ چودھویں صدی خالی ہے

غرضکہ ابو شاہ محمد صاحب کی تشریف آوری ہمارے مسلمانان سرفنگ ڈویژن کے لئے ایک بڑی برکت اور عمدہ سبق دینے والی چیز ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان اور سمجھنے کے لئے دماغ اور قبول کرنے کے لئے دل ہو۔ اور ہمیں کامل امید ہے کہ اس محکمہ کے مسلمان سب آرڈی نیٹ اس برکت سے فائدہ اٹھا کر ضرور آپکی قدردانی کرینگے۔ اور اگرچہ یہہ اتفاق بھی ایک قابل فخر ہے جس کے شایع کر دینے کی ضرورت ہمیں محسوس ہوئی ہے۔ مگر ساتھ ہی ہم اسبات کو کھول دینے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ان صاحبوں کو اپنی ترقیات کی حد یہیں تک جان کر اور صرف اس وہمی میل جول اور آؤ بھگت کو ہی فخر اسلام سمجھکر نہیں بس کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے اتفاق ہم دیکھتے ہیں اغیار بعض دوسری قوموں میں بھی موجود ہیں۔ بلکہ انکی نظیریں اس سے بھی بڑھکر ہیں۔ اور محض ترقی جاہ و منزلت کبھی کسی دانشمند کی نظر میں قابل عزت نہیں ہوا کرتی۔ جب تک اس کا ٹھیک ٹھیک استعمال نہیں ہوتا۔ اگر صرف حصول دنیا کے لئے آپسپر لپٹ ہی پڑنا چاہیئے کہ مردار پر بہت سارے گدھ جمع ہو جایا کرتے ہیں کسی مذہب یا قوم کا فخر ہوتا ہو تو پھر آجکل اس میں عیسائی اور یہودی کچھہ کم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے مخاطب احباب میں سے کوئی بھی ایسے نہیں ہیں جو ان کی دولتمندی کی وجہہ سے یا ان کی خشک قومی ہمدردی کے خیال سے ان کے باطل اصولوں کو سچے تسلیم کر لیتے ہوں۔ اور جبکہ یقیناً وہ خود نہیں تسلیم کرتے تو اس امر کو ہم کو زیادہ واضح کر کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جسکو ادنیٰ سی عقل ہو وہ بھی جان سکتا ہے کہ جب میری اپنی رائے میں ہی دوسری اقوام بغیر از اسلام صرف دولتمندی اور جاہ کے لحاظ سے اپنے مذہب پر فخر کرنیکی مستحق نہیں ہیں۔ جب تک کہ اپنے مذہب کی تعلیم کو وہ راستی اور پاکیزگی پر مبنی علمی اور عملی حالت میں نہ ثابت کریں۔

تو ایسا نادان وہ کب ہوگا کہ اپنی ہمت اور طاقت کو صرف حصول دنیا اور عز و جاہ میں رات دن صرف کر دینا ہی فخر اسلام جانتا ہو۔ دنیا کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف حکمران ہر حالت میں گذرے۔ کسی نے ظلم سے اپنی سلطنت بڑھائی۔ اور کسی نے خلق اللہ کی حقیقی خدمتگذاری سے۔ اور اسلام ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو حکم الٰہی کے صراط مستقیم دکھلانے میں پیچھے رہگیا ہو۔ اور اگرچہ مثل بعض دوسری سلطنتوں کے اہل اسلام کو بھی ایک بڑی وسعت حکمرانی کی نصیب ہوئی۔ مگر اس پہلو میں جو نمونہ قابل فخر اہل اسلام کے خلفائے راشدین نے دکھلایا اس کی نظیریں دوسری قوموں میں کم ملینگی۔ مثلاً خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باوجود بادشاہ ہونے کے پھر اپنا گذارہ انہیں نے آپ کر کرنا اور سو۔ (باقی آئندہ)

مرزا صاحب کے اعلان مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء

ایک پر غور نظر (قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ)

گذشتہ اشاعت الحکم میں ہم جناب مرزا غلام احمد صاحب چیف آف قادیان کے اس گرانقدر اعلان کو جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو جناب ممدوح کی طرف سے شایع کیا گیا ہے درج کر چکے ہیں۔ اس پر ہم کو کسی قسم کے ریمارک کرنیکی ضرورت نہ تھی کیونکہ اعلان مذکور کی اشاعت کی غرض ان آئے دن کے جھگڑوں کا انفصال ہے جو عام لوگوں کی نظر میں ایک طرف مذہبی بحث سے اور گورنمنٹ کے سامنے پولیٹکل حیثیت سے دکھائی جاتی ہیں اور اس پیرایہ میں یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ عوام اور گورنمنٹ کی نظر میں ایک ایسے شخص کی نسبت برے خیال پیدا کر نیکا موقع دیا جاوے جو اپنی پولیٹیکل حیثیت میں ایک پہلو سے ایسا وفادار اور فرمانبردار گورنمنٹ عالیہ ہے۔ اور ممتاز خاندان کا چیف ممبر ہونیکی حیثیت میں دوسرے پہلو سے محسن ہے۔ اعلان مذکور کی اشاعت میں یہ امر بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اس خوفناک لٹریچر کو بند کیا جاوے جسپر بارہا ہم کو بذریعہ اخبار اور اکثر معززین کو بذریعہ میموریل خاص گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانی پڑی ہے چنانچہ جعفر زٹلی لاہوری کے اشتہارات اور ضمیمہ اور اشاعت السنہ کے رسالے جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انمیں طرز بیان کس قسم کا ہے۔ ہم پبلک سے نہیں گورنمنٹ ہی کے حضور عرض کرتے ہیں کہ وہ کسی نظر سے بھی وہ رسایل اور اشتہارات گذرے ہونگے جو مندرجہ بالا اشخاص کی طرف سے شایع ہوئے ہیں جنکے نمونہ اور خود وہ اشتہار ہی شاہد ہے جو مرزا صاحب کے اس اعلان مورخہ ۲۱ نومبر کے ہمراہ شایع کیا گیا۔

چونکہ اکثر اخبارات اور اشتہارات میں ان لوگوں نے جنکے سرغنہ محمد حسین بٹالوی ہیں اور جنکی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے ایک وقت میں ایک ذمہ دار افسر یعنی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی رائے سندیلہ اس خیال کی کہ جو محمد حسین کو مرزا صاحب سے ہے کہ

I consider sufficient e idence has been -garding the hostility of the a itness to the Mirza etc.

بعض میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کی کافی شہادت لکھی جا چکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے۔ اکثر مضامین ایسی طرز پر شایع کئے جاتے ہیں جس سے گورنمنٹ عالیہ کو دکھلایا جاوے کہ گویا کوئی امر خطیر اور مہم عظیم ہے لہذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اس اشتہار پر چند ریمارک کریں۔

اولاً۔ اشتہار مذکور کی اشاعت سے بجز مندرجہ بالا غرض کے اور کوئی غرض مقصود نہیں ہے بلکہ جب سے مرزا صاحب نے مذہبی مناظرات کے متعلق عام امن اور صلحکاری کے پھیلانے کیلئے مناسب تجاویز بغرض منظوری گورنمنٹ عالیہ بذریعہ ایک خاص میموریل پیش کی ہیں جو ہمارے ان کالموں میں بھی شایع ہو چکا ہے اور گورنمنٹ کے ہر معزز رکن کو معلوم ہے

ثانیاً۔ مرزا صاحب ممدوح نے خاص طور پر کسی شخص کے متعلق یہ اعلان نہیں دیا جس سے سمجھا جاوے کہ کسی دل آزاری کے خیال سے شایع کیا گیا ہے۔ بلکہ ہمیں عام طور پر مرزا صاحب نے یہ دعا کی ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصل فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری ان نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھہ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میرے ذلیل کرنیکے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر۔ غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار ہیں اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا کر اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر آمین ثم آمین۔ اب انہیں ہر دو فریق کیلئے دعائیں اور یہی ذلت کی جو تعریف کی گئی ہے کہ نہ مرزا صاحب نے ہی آپ کو باہر رکھا ہے اور ان کو دونوں فریق خدائی فیصلہ کے نیچے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے اسی اشتہار کے صفحہ ۳ کی چوتھی پانچویں چھٹی سطر میں صراحت کر دی ہے۔

ثالثاً۔ ان الہامات میں جو جناب مرزا صاحب کو اپنی اس دعا کے بعد ہوئے ذلت اور خواری کا ذکر ہے اور مرزا صاحب کی دعا میں دنیا میں رسوا کر ہے جو خاص نوٹ طلب ہیں بلکہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترہقہم ذلۃ کے الہام اس امر کی اور بھی صراحت کرتے ہیں کہ وہ جناب مرزا صاحب کے مقابلہ میں جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں سوچتے ہیں اسی رنگ میں وہ ذلیل ہونگے کیا محمد حسین یا جعفر زٹلی وغیرہ ہم کو بتلا سکتے ہیں؟ اور اعلان کر سکتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے قتل کے درپے ہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی ایسا نہیں کہہ سکتے پھر وہ کیوں جزاء سیئۃ بمثلہا پر غور نہیں کرتے

خامساً و آخراً۔ ہم گورنمنٹ عالیہ کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں

---

* ذرا غور اور اعتبار جو گورنمنٹ کو ان پر بحیثیت ایک عہدہ دار اور ملازم ہونے کے ہے اس امر کی خاص طور پر سفارش کرتی ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے ان حقوق کی خود نگہداشت کرے جنپر بکار کی مخالف حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی عداوت کو گورنمنٹ کو بے معنی جھیلیو نہیں منسا ایسی دانشمندی سمجھتے ہیں۔ اگر مناسب ہوا تو آئندہ اس مضمون پر اور کچھ لکھیں گے۔ (ایڈیٹر)

بسم لنا ہے میاں آج لعل و گہر نہ رہے کوئی لاولد مضطر ؛ اغنی ہے حق میں ہر بشر کی پسر ؛ لعل و دُرِ یتیم

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار البشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بشارت سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ ہو گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں حسب خواہش عام اور بہ پابندی کام ہو۔ مرد میدان بن کر آئیں بشرط طبیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں ؛

معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کا لیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرارنامہ اشٹامپ پہ لکھوا لیا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ محلکہ لکھ دیتے ہے۔ اگر مراد پوری ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہر جانہ و ہرجانہ تو صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے ؛

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے نسخے (الشاذ لشفاء) ہاتھ لگے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے بہ نیت فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو دہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر عہد دار خرچ و چندے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی کا علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) بعد تصفیہ شدہ رقم کسی معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان ہو تو محلکہ شرطیہ لکھائیں بعد قیمت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب تراضی دار قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پالینے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ لیئر ہے کہ جس کا لیئر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست دیرچہ تشخیص لا علاج ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن اولاد کی زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ لفافہ ذریعہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں ؛

نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]
۱	جس کے اولاد نہو۔	[illegible]	۱۰	تولنج ندری۔	[illegible]	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	دل کا ترنا۔	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر۔	[illegible]	۲۹	طول و عرض و عمق و دراید۔	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جس کا حمل ۹۔ ۸ ماہ گر جاوے۔	[illegible]	۱۳	جریان۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	اوپر نگ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت۔	[illegible]
۶	مرگی۔	[illegible]	۱۵	گنٹھیہ۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تپ دق۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ۔	[illegible]	۲۵	لیپ۔	[illegible]	۳۴	بخار نجیدہ جو تپ ہائے معمولہ۔	[illegible]
۸	ضعف بدن۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر۔	[illegible]	۲۶	آتشک۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم۔	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن۔	[illegible]	۳۶	سر درد۔	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کوموں ؛

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی مصدقہ فرمایا ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم کا فی تولہ للعہ - خالص ممیرہ فی ماشہ آٹھ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ لعہ خریدار بمعہ خریداری درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں تاکہ جعلی ممیرے کے سرمہ کی تمہارے دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان کو پڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جو کہ عموماً آنکھ کو آجاتی ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر ملنا مشکل ہے یہ بہت مفید دوا اکثر گھر پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگ صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلستان) امرتسر -

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک مریضہ کے علاج میں کیا جو ۲۰ سال سے مبتلا تھی - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں پر خود بخود دانے نکلے ہوئے اور بڑے بال پیدا ہوگئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں آنکھوں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان سارا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر کھڑی ہوتیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعلیم التماس آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جلد ہی اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار کی دو طفل کی آنکھ میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا - اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے اپنے دواء اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیرے کی سرمہ) کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے ندیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرماویں - راقم ڈاکٹر رام سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیمبل وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے - اسلئے سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۔ ۹ مارچ ۱۹۱۰ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں کہ جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں ۱۹۱۰ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷ — تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) — Registered No. L 77

اخبار الحکم

ان اللّٰه لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

نمبر ۳۰ | قادیان دارالامن و الامان - مورخہ ۲۲ - دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق شعبان سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض اور مختصر تحریریں شایع کیجاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کیلئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجا جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا - بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے - مینجر الحکم کے نام درخواست ہو ؛

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو - یا کسی قسم کا غلط معلوم ہو - فوراً واپس کر دو اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکینگی

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم - صرف دس آنہ فیصدی کمیشن پر بنا کر بھیجے جاویں یا بنوا کر بھیجے لی جاویگی ؛

۲- ریشمی ازاربند - پراندے بیج بند وغیرہ - ہر قسم اور ہر قیمت کی - ازاربند ۸ سے لیکر ۵ روپیہ تک - پراندے ۸ سے لیکر ۵ روپیہ تک - بیج بند ۱۰ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک

۳- زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیے جاوینگے ؛

۴- دریائی کا ہر ایک قسم کا کام -

۵- ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکیگی -

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہ باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے - درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر کریں ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو - درخواستیں اس پتہ پر آئیں -

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند
مالکان احمدیہ ایجنسی
کٹرہ بگھ سنگھ - ہاتھی دروازہ **امرتسر** - پنجاب

صحت سچائی کے طلبگارو! اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!

ایسی نہیں زمانہ میں ...

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ دوائیوں کی قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول و کمیشن ڈاک بذمہ خریدار ... بنام مشتہر ... ہیں ... جا سکیں

سچائی کا فیصلہ

ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ...

... سچائی کا امتحان ضروری ہے

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملاحظہ ہوا اسکا حوالہ دے غرباء فیِ سبیل اللہ دوا منگی دوا درخواست کے ساتھ ... کریں ...

... اگر استعمال حسب ترکیب فائدہ نہ ہو تو اپنی یہ بات چلتی ہے قیمت واپس لو یہی کام تو سچائی کا ہے

...

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - دردشکم - ڈکار - نفخ - اسہال - ... ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ ... غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے ... خرچ روانگی ... مفت

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلی حاصل ہوتا ہے اور اسکے عادہ ... قیمت فی پڑیہ ... اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے ... خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

... کی کمزوری ... قیمت ...

دوائی آتشک

... دوائی اس شدید مرض کے ... قیمت ...

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی تولہ ... اطباء و دیگر ... پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ ...

سفوف دم ہم آتشک

... زخم کے واسطے ... زخم پہلے دن خشک ... تین دن میں بالکل علاج ... قیمت فی پڑیہ ... غرباء کو ... کسی معزز کے ... خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

... اور بحران کو مفید ... علاج لاثانی ... کی ضرورت نہیں بتجربہ ... کافی ہے۔ قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

... بے نظیر ... سالہا سال کے بگڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ ...

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دفعہ ہو جاتا ہے - حقیقت اسم بامسمیٰ ہے قیمت چھ خوراک ... روپیہ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں جنمی یا ریحی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ... فی درجن ایک روپیہ

نسوار

...

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ جلدی حبوب کو ایک دفعہ آزمائیں - سوزش ... پہلے دن بند - اور ... دن میں ... ہو جاتا ہے قیمت ...

لگانے کی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ... خشک ہوکر ... جاتے ہیں ... کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بیجا نہوگا قیمت تین روپیہ

دوائی ...

...

المشتہر ملک غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

دلچسپ چٹھیاں

دینہ مہتر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

(۱) [illegible] آدم علیہ السلام کے وقت دنیا کا آغاز کر [illegible] اور اگر پہلے سے ہے تو اُس وقت [illegible] کس قسم کی [illegible]۔

(۲) موافق روایت مشہورہ کہ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں آیا وہ آدم سے سات ہزار برس کے اندر گذر گئے یا اُن سے قبل [illegible] آئے؟

(۳) جبکہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے تو پھر کیا وجہ کہ آپنے [illegible] کی مانند جو کہ ناقص العقل اور امور غیب نادان [illegible] مختلف اوقات میں مختلف احکام مثل زبور و توریت و انجیل و قرآن شریف کی جو اکثر احکامات میں ایک دوسرے کے برخلاف ہیں۔ نازل فرمائے۔ ایک ایسی کتاب جامع ایک ہی دفعہ [illegible] نازل فرمائی [illegible] احکام ہدایت ابدی پر مشتمل ہوتے۔ اور [illegible] تنسیخ و تبدیل کو دخل نہ ہوتا۔ جیسا کہ دیا ہے [illegible] قرآن مجید میں اکثر جگہ ناسخ و منسوخ موجود ہے۔ اخیر کتاب آسمانی بھی اس نقص سے منزہ و مبرا نہیں۔

(۴) حق سبحانہ و تعالیٰ نے کیوں کلام اللہ کی اکثر سورتوں میں اکثر اشیاء کی قسم کھائی ہے؟ حالانکہ کتب اخلاق میں مندرج ہے کہ جس شخص کی عادت قسم کھانے کی ہوتی ہے وہ اکثر قسمیں جھوٹی کھا کر دوسرے شخص کو یقین دلایا کرتا ہے۔ لیں آپ بتلائیے کہ اُس قادر مطلق کو کیا ضرور تھا کہ جو اُسنے اسقدر قسموں کا بار اپنے ذمہ لیا جس کو عقل سلیم [illegible] نہیں کر سکتی۔

(۵) سورہ رحمان میں جو یہ فقرہ فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ بار بار واقع ہوا ہے مخل فصاحت ہے جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ کتاب گلستان میں [illegible] (حکایت) سحبان وائل را در فصاحت [illegible] آنکہ سالے بر جمع سخن گفتے کہ لفظ [illegible] اگر [illegible] اتفاق افتادے بعبارت دیگر گفتے [illegible] سخن سحبان کا مرتبہ [illegible] کلام سے بڑا [illegible] ہے۔ اور مصحف مجید کی فصاحت [illegible] جاتی ہے۔

(۶) بعض تفاسیر میں مرقوم ہے کہ زمانہ سلف میں کل خلق کی زبان سریانی تھی۔ جب [illegible] آدمیوں کی مختلف زبانیں منحوس [illegible] ہو گئیں۔ [illegible] زبان عربی [illegible] کو ظہور [illegible] آئی۔ لہٰذا زبان عربی منحوس زبانوں کے زمرہ میں شمار ہو گی۔

(۷) بڑے افسوس کی بات ہے کہ پیغمبر آخر الزمان جو خاتم المرسلین اور محبوب رب العالمین کہلاتے تھے۔ صرف [illegible] برس دنیا میں زندہ رہے۔ اور فقط تیئیس سال ابلاغ رسالت کی۔ اسقدر مدت قلیل میں مخلوق کیا ہدایت کامل پا سکتی ہے۔ اور کیا راہ راست تلاش کر سکتی ہے۔ حالانکہ خود حضرت نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ ناجی ہے۔ باقی کل فرقے جہنمی ہیں۔ تو [illegible] غور کیجئے کہ فقط ایک فرقہ کی نجات خاتم النبیین ہونیکا باعث ہو گیا؟

(۸) مسلمان لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہمارے پیغمبر ہماری شفاعت فرمائینگے۔ اگر فرقہ ناجیہ کی شفاعت ہوئی تو محض بے سود ہے۔ کیونکہ وہ خود مستوجب نعیم بہشت ہیں۔ اور اگر گنہگاروں کی شفاعت ہوئی تو ملاف عدل داور داد ار کے وقوع میں آیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

جناب من! آپکا خط حضور حضرت میرزا صاحب سنایا گیا۔ تو آپنے اُس پر ایک بڑی تقریر فرما کر بیان کیا کہ لوگ آجکل اس منشا سے بالکل بے خبر ہو گئے ہیں۔ جس کیلئے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے مثلاً ابو بصیر خونی اور سنگ منانہ [illegible] خلاف خدا پیش کرتے ہیں۔ اور حتمی صحت چاہتے ہیں۔ حالانکہ مقتدرانہ دعوے صحت کسی مریض کا ایک دعوے مشرکانہ ہے جو توحید الٰہی سے بالکل دور ہے۔ ایک موحد انسان کا یہ کام تو ہو سکتا ہے کہ کسی بیمار کے لئے جناب الٰہی میں دعا کرتے۔ اور حقیقی انسان کی نسبت زبان [illegible] ہے کہ [illegible] دعا قبول ہو۔ یا کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو [illegible] دعا کی تاثیر [illegible] [illegible] بیمار فلاں [illegible] [illegible] اللہ کی دعائیں اکثر قبول ہوتی ہیں [illegible] [illegible] علم الٰہی اور [illegible] کے تعلق ایک مقتدرانہ دعوے اللہ تعالیٰ کو ماننے والا نہیں کر سکتا۔ پھر مرزا صاحب صحت کلی کا وعدہ اور دعوے کسطرح کریں۔ لیسے دعاوی شعبدوں۔ دکانداروں۔ فرعون صفتوں کا کام ہے۔

باقی سوالات کی نسبت فرمایا کہ ایک ایک سوال ایک رسالہ چاہتا ہے۔ غور کرو صرف ایک بحث سرمہ چشم آریہ میں ہے کسقدر کتاب لکھی گئی۔ کوئی آریہ یا برہمو یا فلسفی ایک عظیم الشان بات پیش کرے۔ اور اُسکے فیصلہ کے بعد اپنے باقی سوالات کا جواب اجمالی طور پر کہہ لے تو آسانی سے بحث طے ہو سکتی ہے والا صرف سوال کرتے جانا تو ایک سہل امر ہے۔ اور اس میں وقت بہت ضایع ہوتا ہے۔ اور شخصی سوالات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔

خاکسار راقم آپ کی ضیافت طبع کے لئے مختصر آ جواب عرض کرتا ہے۔ اگر پسند آویں تو بہتر والا کالائے بد بریش خاوند۔

سوال اول۔ دنیا کا آغاز آدم علیہ السلام سے نہیں اور ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اُس سے پہلے بھی تھی۔ آثار صحیحہ میں چند قوموں کا نام بھی لیا ہے جن جن۔ طم۔ رم

سوال دوم۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ مگر حسب ضرورت اور بلحاظ حالات آدمیوں کے شرائع نازل فرماتا ہے۔ بے ضرورت وقت اور شریعت کا قبل از وقت نازل فرمانا لغو ہوتا ہے۔ وید کو پیش کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ آریہ کہتے ہیں کہ وید کو نازل ہوئے قریباً دو ارب کا زمانہ ہونیکو ہے مگر آجتک پتہ نہیں لگتا کہ وید کہتا کیا ہے جب اسکا منشا ہی کسیکو معلوم نہیں تو اسکا آنا ہی نہ آنے کے برابر ہے۔ تمام گذشتہ زمانہ سے لیکر آجتک کوئی ظاہر نہیں کر سکا کہ اصل منشا وید کا کیا ہے دو ارب برس کے بعد دیانند نے چاہا کہ اسکی شرح کریں مگر وہ بھی ناتمام چھوڑکر دنیا سے چل بسے۔ اور سناتن دھرمی آریہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اصل مطلب کسی نے سمجھا۔ گوشت خور اور گوشت خوری کے منکر اور بت پرست اور بت پرستی کے منکر دونوں وید کو پیش کرتے ہیں جس سے طالب حق حیران رہجاتا ہے کہ بات کیا ہے۔ اہل اسلامی تعلیم یعنی شیعہ خوارج کا وہ اختلاف نہیں جو اُنکے اصول تعلیم میں ہے۔ قرآن کریم میں کوئی آیۃ منسوخ موجود نہیں۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے یا اُسکے رسول نے فرمایا ہو کہ فلاں آیۃ موجود فی القرآن منسوخ ہے۔

سوال [illegible] مفصل بحث۔ آیۃ کما لا اسلا [illegible] میں موجود ہے [illegible]

سوال چہارم۔ اللہ تعالیٰ نے انبیا اور رسولوں کو ہمیشہ بھیجا ہے اُن کی تعداد کسی صحیح حدیث اور کسی آیت میں نہیں۔ اور نہ یہہ امر صحیح طور پر ثابت ہے کہ وہ جو کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ کہاں کہاں اور کب ہوئے۔ یہہ بحث خالی از فائدہ ہے۔

سوال پنجم۔ ابتدا میں کیا زبان تھی۔ ہمارا اپنا عقیدہ یہہ ہے کہ وہ زبان عربی تھی۔ اس پر منن الرحمن لکھا گیا ہے۔ اور یہہ بحث بہت لمبی ہے۔ ہمارا ہرگز خیال نہیں کہ وہ سریانی زبان تھی سریانی زبان سیریا کی زبان ہے۔ اور وہ ایک شہر ہے بگڑی عربی کا۔ مگر یہہ مضمون بہت طول ہے۔ کیونکہ اسیاد عوی ہر ایک شخص کرتا ہے کہ ہماری مقدس زبان سب السنہ کی اُم ہے۔ انڈو یوروپین اور سامی زبان دونوں کو محققان یوروپ نے پورا مانا ہے۔ اور اتبک حیران ہیں کہ ام الالسنہ ان دونوں کی کون ہے۔ اور کیا کیا وسائط ہیں جن سے یقین ہو سکتا ہے کہ فلاں زبان ام الالسنہ ہے۔ اس پر ایک کتاب اور بہت سے نقشجات یہاں تیار ہوئے ہیں جنمیں مستحکم دلایل سے دکھایا گیا ہے کہ کس طرح عربی سے لفظ مختلف ملکوں میں گئے ہیں اور اُن میں کیا تغیرات پیدا ہوئے ہیں۔

سوال ششم۔ آریہ افسوس کرتا ہے کہ نبی کریم کی عمر (۶۳ برس) کم ہے اتنے عرصہ میں کیا ہدایت ہو سکتی ہے۔ تعجب التعجب التعجب!!! وہ گھر میں وید پر افسوس نہیں کرتا کہ جسنے دو ارب برس میں کسقدر ہدایت کو پھیلایا۔ آریہ دت کے شودر ولیش اتبک دیا نند کے زمانہ تک محروم ہیں۔ دیا نند نے بہت عمر پائی یا نہ پائی اگر پائی تو کیا محمد الرسول اللہ سے زیادہ مخلوق کو ہدایت یاب کیا یا نہ کیا۔ اگر نکیا تو افسوس ایسے انسان نے کچھہ عمر نہ پائی۔ اگر کیا تو آریہ لوگ ذرا شرح سے بتاویں کہ آریہ وید دونوں کی تعداد کیا ہے۔ اور محمدیوں قرآن دونوں کی تعداد کتنی ہے بے شرم!

سوال ہفتم۔ فرقہ ناجیہ کی شفاعت۔ ترقی مدارج کے لئے اور فرقہ غیر ناجیہ کی شفاعت کمی عذاب اور کمی زمانہ عذاب کے لئے شفاعت کا ثبوت خود نیچر میں موجود ہے۔ شفاعت کی مثل بعینہ ادویہ کے منافع کی مانند ہے۔ اگر کوئی آریہ کسیطرح سوال کرے کہ امراض کا علاج کرنا غلط ہے۔ کیونکہ بیماری اعمال بد کا نتیجہ ہے۔ پھر جو لوگ اعمال بد کا ارتکاب نہیں کرتے اُنکے لئے تو مرض نہیں اسکا پس دوا اُن کے لئے بے سُود ہے۔ اور اگر اعمال بد کے مرتکب ہیں تو اُن کی اگر دوائی کریں تو یہہ عدل اور دادار کے عدل کے خلاف ہے پس علم طب باطل ہوا۔ اور آریہ وید غلط ہے۔ غور کرو یہ ایک فلسفہ ہے ایک حکمت ہے۔ کہ یہ غور کرے۔ اور بے شرم!

سوال ہشتم۔ آپکے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر بھی ہیں۔ کیونکہ طلیق تخلص ہے۔ آپ نے کسی فصیح و بلیغ کو ایک مصرع پر تضمین کرتے سنا یا نہیں سنا۔ اور اس تکرار مصرع پر فصحا و بلغاء کو اعتراض کرتے سنا یا نہیں سنا؟ نیز وید میں اگنی کی مہماں اور اگنی شبد کا تکرار آپنے نہیں سنا تو کسی وید خواندہ آریہ سے دریافت فرماویں کہ رگ وید میں کسقدر اس لفظ کا تکرار ہے۔ اور یہہ قول سوی دیانند کا جواب نہیں

الحکم۔ جوابات مندرجہ بالا نہایت ہی مختصر طور پر لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ ایک معمولی خط اُس شرح و بسط کا متحمل نہیں ہو سکتا جو ایک رسالہ کو چاہتی ہے۔ چونکہ ان سوالات میں نمبر ۳۔ ۴۔ ۵۔ کسیقدر تفصیل طلب ہیں۔ اسلئے ہم ان پر اگلے اشیوں میں سلسلہ وار مبسوط جواب بھی لکھینگے۔ گو مندرجہ بالا جوابات بطور اصول ایک منصف مزاج کے لئے کافی ہیں

(ایڈیٹر)

ایڈیٹوریل ریفٹ نوٹس

اعلام امید کی جاتی تھی کہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا "الحکم" اُس ترتیب اور صورت میں بطور نمونہ شایع ہوگا جو ہمارے مخدوم شیخ عطا محمد صاحب سب اوورسیر کی تجویز پر عملدر آمد ہونیکی صورت میں سر دست ممکن ہو سکتی تھی۔ مگر ہماری اتفاقی سفر نے اجازت ندی کہ ہم ایسا کر سکیں۔ علاوہ ازیں سال رواں کے ختتام میں صرف ایک ہی ہفتہ رہگیا ہے۔ اور وہ بھی مصروفیت کا ملکا۔ اسلیئے آئندہ سال کا پہلا نمبر ہم موجودہ نمبر کی شکل میں شایع کرینگے۔

ایک ہفتہ کی رخصت "الحکم" اپنے محتشم ناظرین سے امید کرتا ہے کہ وہ اپنے خادم کو ایک سال کی دماغی محنت اور مصروفیت کے بعد ایک ہفتہ کی فرصت ایام کرسمس میں عطا فرماوینگے تاکہ وہ تازہ دم ہوکر آنے والے سال بھر کی منزل کے لئے کمربستہ ہوجاوے اور اپنے فرض منصبی کو زیادہ خوبی اور عمدگی کے ساتھہ سرانجام دینے کے قابل ہوسکے۔ کیونکہ سال کے اخیر پر مصروفیت بہت بڑھجاتی ہے۔ اور درستی کاغذات و رجسٹر جات وغیرہ کے لئے بہت وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہر حال ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا الحکم سال رواں کو ایڈیو (الوداع) کہتا ہے۔ اور اس سال کا یہی آخری نمبر سمجھا جاویگا۔ ہم اس ہفتہ کی رخصت اور درستی کی تلافی میں انشاء اللہ جنوری ۱۸۹۹ء کا پہلا نمبر بڑھنے کے پورے ۱۶ صفحوں پر شایع کرینگے۔ تاکہ وہ کمی پوری ہوجاوے۔

ناظرین سے التماس ہمارے محتشم ناظرین ادائے زر چندہ کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ اخبار کے مالی سال میں سے دو ماہ ختم ہوچکے ہیں۔ یہہ کوئی ضروری بات نہ سمجھی جاوے کہ بار بار کے تقاضاؤں کے بدون قیمت دینا دانشمندی نہیں ہم کو اپنے معاونین اور دست و بازو قدر دانوں سے امید ہے کہ وہ اپنی قدر کے موافق نہ ہماری خدمت و حیثیت کے موافق قدر دانی فرمائینگے۔

ہمارا سفر باوصفیکہ ہم رپورٹ کی انطباع میں حد سے زیادہ مصروف تھے۔ لیکن ایک **دینی خدمت** کے جوش نے ہم کو نہ تو ناظرین اخبار کی شکایتوں کی پرواہ کرنے دی۔ اور نہ دوسرے اہم امور کے سرانجام دہی کا خیال پیدا ہونے دیا۔ اور ان سب باتوں پر مقدم اور ضروری کام وہی سمجھہ میں آیا جسکے لئے ہمنے یہہ سفر کیا۔ دوران قیام امرتسر میں ہم کو ریاست فریدکوٹ کی جلسہ عطائے اختیارات کی حالات معلوم ہوئے۔ اسلئے ہم نے اپنی اُن ضرورتوں کو جو اس دینی خدمت سے وابستہ ہیں پیش نظر رکھکر ریاست مذکور میں جانا چاہا چنانچہ آج ہم ریاست کی خاص **راجدھانی** ہی سے یہہ سطریں لکھہ رہے ہیں۔

ہم کو ایک عرصہ سے معلوم تھا کہ ریاست فریدکوٹ میں مسلمانوں کی بدقسمتی یا کمزوری سے اذان کے علیٰ رؤس الاشہاد کہنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ دیگر جرایم کی طرح یہہ بھی ایک جرم سمجھا جاتا ہے یہیں تک نہیں بلکہ بعض مسجدوں پر گیارہ گیارہ روپے جرمانہ بھی ہوچکا۔ اور بعض بدقسمت مسلمان محض اس جرم میں کہ اُنہوں نے باآواز بلند اللہ اکبر کیوں پکارا معتوب بھی ہوئے۔ بہرحال یہہ حال ہے۔ ہم اسکو نہ تو ابھی مہاراجہ سابق کے تعصب مذہبی کا نتیجہ کہہ سکتے ہیں۔ نہ اہلکاروں کی ہوشیاری اور بیجا پاسداری کا نمونہ۔ کیونکہ ان امور کے اظہار کے لئے ہم دوسرے وقت کے منتظر ہیں۔ فی الحال ہمنے ارادہ کیا ہے کہ پردیسی مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن مہاراجہ حال کی خدمت میں جو ۱۶ دسمبر سے بااختیار کلی فرماں روا ہوئے ہیں اس امر کی درخواست کے لئے حاضر ہوکر وہ اپنے اس حصول اختیار کی تقریب کی دائمی یادگار کے طور پر فریدکوٹ کے غریب مسلمانوں کو اس آزادی روشنی۔ اور تہذیب کے زمانہ میں پوری آزادی سے فرایض مذہبی کے ادا کرنے کی اجازت دیں۔ ہم کو بظاہر تو ایسی ہی امید ہے کہ وہ اپنی غریب رعایا کی درد دل کو سنینگے۔ اور اُن سے دعائیں لینگے۔ ہم مفصل مضامین سر

مخمس

بر قصیدہ جناب منشی سید شکیل احمد صاحب سہسوانی از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری

اللہ اللہ یہہ کیا ظلم کیا جاتا ہے۔ جو ہیں دیندار اُنہیں بے دین کہا جاتا ہے
دل مسلمانوں کا اس غم سے بیٹھا جاتا ہے دین احمد کا زمانہ سے مٹا جاتا ہے
قہر ہے اے مرے اللہ یہہ ہوتا کیا ہے؟

جو کہ اسلام کے ہیں صبح و مسا خیر طلب ہر طرح تابع فرمان شہنشاہ عرب
اُن کو کافر یہہ کہیں ہائے ستم! ہائے غضب دیکھتے ہیں جو دکہاتا ہے تو ہم کو یارب
سنتے ہیں تو جو سناتا ہے بس اپنا کیا ہے

مولوی کوئی کہے یا کوئی کچھہ نذر کرے لوگ نکلے ہیں اسی دین میں ایمن کر جیبے
دین و ایمان سے کیا کام رہے یا نہ رہے فکر بیدینوں کو بس یہہ ہے کہ ہر پہلو سے
مال دنیا کا ملے دولت عقبا کیا ہے؟

اب مخالف ہیں وہی جو نظر آتے تہے رفیق سخت بدخلق ہیں وہ ہم جنہیں سمجھے تہے خلیق
بدلیاقت وہی نکلے ہیں جو بنتے تہے لئیق حائل منزل مقصود ہیں قطاع طریق
نقد ایماں کے تحفظ کا طریقا کیا ہے؟

جو قوی ہے اسے سمجھے ہیں یہہ نادان ضعیف ہوتا جاتا ہے اسی وجہہ سے ایمان ضعیف
کیوں نہ بیدین کہیں پہر اُسے ہر آن ضعیف مضمحل ملت بیضا ہے مسلمان ضعیف
ملحدوں کی جو بن آئے تو اچنبہا کیا ہے۔

ہائے اس حد کو مسلمانوں کی پہنچی نوبت چہوڑ دی پیروی قول شفیع امت
کہتے ہیں حضرت عیسیٰ نے نہیں کی رحلت شغل یاروں کا ہی تحریف کتاب و سنت
دین جاتا ہے تو جائے اُنہیں پروا کیا ہے

جو کہ بنتے ہیں موحد یہہ اُنہیں کا ہے خیال آکے مُردوں کو جلائیگا مسیح الدجال
اس عقیدہ کے مخالف جو وہ رکہتے ہیں ملال عالم الغیب ہے آئینہ ہے تجہہ پر سب حال
کیا کہوں ملت اسلام کا نقشا کیا ہے۔

زندہ گردانتے ہیں حضرت عیسیٰ کو ابہی اللہ اللہ یہہ حق پوشی رہیہ بے ادبی
اس عقیدہ سے جو روکے اسے کہتے ہیں شقی عافیت تنگ ہے بیدینوں سے دیندار رنجی
قایم اب تک ہی یہہ دنیا سبب اسکا کیا ہے۔

زندہ عیسیٰ کو بتانے سے فضیلت ہی غرض شیخ بطال میں ہر طرح بطالت ہے غرض
فتوے کفر سے انکی یہی نیت ہے غرض صرف تحصیل زر و مال و وجاہت ہے غرض
اور اس دعوے باطل کا نتیجا کیا ہے

دیکہئے اک مومن کامل پہ گواہی جہوٹی زک پہ زک اور اذیت پہ اذیت پائی
باز آیا نہ مگر مولوی بطالی حوصلہ اُس کا بعنی ہی کہتا ہے ابہی
دیکہتے جائیں ابہی آپنے دیکہا کیا ہے۔

جبکہ قرآن سے ثابت ہے وفات عیسیٰ اور حضرت نے بہی ارشاد یہی فرمایا
منصفی شرط ہی پہر تونے یہہ کس منہہ سے کہا قادیانی نے نیا فتنہ کیا ہے برپا
میں مسیحا ہوں وہ کہتا ہے مسیحا کیا ہے۔

ہے ہمیں مخبر صادق نے خبردار کیا یعنے عیسیٰ ہے امام ایک اسی امت کا
پہر یہہ کسواسطے کہتا ہے تو اے یاوہ سرا یکقلم زندگی و رفع و نزول عیسیٰ
سب کا منکر ہے اس آفت کا ٹہکانا کیا ہے

ذکر دجال لعین واقعہ قحط و بلا حالت زلزلۂ ارض و نشانات سما
کینہ و بغض و نفاق حضرات علما حار و ہنگام و علامات نزول عیسیٰ
سب احادیث میں مرقوم ہیں جہوٹا کیا ہے

سہسوانی کی ذرا یاوہ سرائی تو سنو اُسکا دعوے ہے کہ زندہ ہیں مسیح خوشخو
اور کہتا ہے کہ اُترینگے وہی اے لوگو! کوئی انصاف سے دیکہے اگر اس نامہ کو
ابہی کہل جائے وہ سچا ہے کہ جہوٹا کیا ہے

مرحبا صل علی صل علی صل علےٰ حضرت عیسیٰ موعود ہوئے جلوہ نما
ہائے بیدین سمجہتے ہیں انہیں یاوہ سرا نفخ میں ہوئے کے یارب ہے تامل کیسا
اب قیامت کے بپا ہونے میں وقفا کیا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ کافر ہے یہہ بلا شبہہ و شک حضرت مہدی موعود کی کرتے ہیں ہتک
کیا عجب ہی جو کہیں سنکے اسے حور و ملک ٹوٹ پڑتا نہیں کسواسطے یارب یہہ فلک
کیوں زمیں شق نہیں ہوتی یہہ تماشا کیا ہے

مہدی و عیسیٰ موعود نمودار ہوئے مرحبا دین کی تائید میں کیا کام کئے
حیف اُس شخص کی حالت پہ جو پہر بہی یہہ کہے کسلئے مہدی برحق نہیں ظاہر ہوئے
دیر عیسیٰ کے اُترنے میں خدایا کیا ہے

پہلے دو چار کو مہدی نے بنایا بسمل پہر کیا تیغ براہین سے جہاں کو گہایل
اب تو شاد ہی کہنے لگی ہو ہو کے خجل کی ہے کیا جلد ترقی پہ ترقی حاصل
واہ اے ہمت عالی ترا کہنا کیا ہے؟

شک نہیں اسمیں وہ ہے ملہم با صدق و صفا مہدی و عیسیٰ موعود بہی بفضل خدا
تو مگر حشر میں اس کہنے کا پائیگا مزا پہلے مُلّا تہا۔ پہر الہامی بنا۔ پہر عیسیٰ
قابل دید تماشا ہے یہہ مرزا کیا ہے؟

ہر طرح ہوگیا یہہ مسئلہ ثابت بدلیل کہ یہی عیسیٰ امت ہیں با وصاف جمیل
پہر خدا جانے یہہ کس برتے پہ کہتا ہے شکیل نہ سمجہہ بیٹہا اس کو کہیں عیسیٰ کا مثیل
دیکہو قرآن و احادیث کا منشا کیا ہے؟

قول مہدی جسے سمجہا ہے تو اے شوخ قبیح وہ تو انجیل کے اک قول کی ہے نقل صحیح
تونے پہر کسلئے باندہا ہے یہہ بہتان صریح صاف کہتا ہے کہ نجار کے بیٹے تہے مسیح
ہوئے بے باپ کے پیدا یہہ عقیدا کیا ہے؟

مہدی پاک کی موجود ہے تصنیف فصیح دیکہہ لیگا جو کوئی شخص اسے بالتصریح
تیرے اُس کذب کو کیا خاک وہ سمجہیگا صحیح صاف کہتا ہے کہ نجار کے بیٹے تہے مسیح
ہوئے بے باپ کے پیدا یہہ عقیدا کیا ہے؟

حی و قیوم مسیحا کو سمجہتا ہے تو آہ! اور کہتا ہے ہوئے خوب رسول ذیجاہ
کیوں نہ اس قول سے مومن کو ہو رنج جانکاہ کی ہے وہ ہرزہ درائی کہ معاذ باللہ

[illegible] ہوا دل [illegible] کیا ہے۔

شیخ جی! اب تو خدا کے لئے [illegible] ذرا دیکھو تو ضد کا تمہاری یہہ نتیجہ نکلا
یعنے کہنے لگے عیسائی [illegible] ہوا قرآن سے اثبات حیاتِ عیسا

یہہ کرامت ہے کہ اعجاز مسیحا کیا ہے

زندہ اب حضرت عیسا کو سمجھنا کوئی یاد رکھنا اسے سب راہ یہی ہے سیدہی
لاکہہ بہکائے تمہیں مولوی بطالی مومنو! ابلہ فریبی میں نہ آنا اُس کی

ایک ہی فتنہ ہے تم نے اُسے سمجھا کیا ہے؟

آجکل فکر میں دجال لعیں ہے ہر آں چاہئیے ہیر دی مہدی باغرت وشان
اور پہر یہہ بہی رہے صبح مسا ورد زباں یارب! اس قدر پُر آشوب میں قایم کہاں

تو ہی رکہے تو رہے ورنہ بہروسا کیا ہے۔

مہدی پاک سے جلتا ہے کوئی ناہنجار اور کرتا ہے کوئی کفر کے فتوے تیار
سارے عالم میں تہلکہ ہے خدائے غفار راتدن فتنوں کی۔ بارش کیطرح ہی بوچہار

گر نہو تیری صیانت تو ٹہکانا کیا ہے؟

مہدی پاک یہ ہو فضل خدائے بیچوں وہ مضامین لکہے جن پہ ہوا دل مفتوں
کیوں نہ سیراب ہوں اب تشنہ لبانِ محزوں موجزن اسمیں ہیں حقیقت حق کے مضموں

یہہ رسالہ ہے خدا جانے کہ دریا کیا ہے۔

واہ کیا خوب مضامین پسندیدہ لکہے طالب صدق جنہیں دیکہکے مسرور ہوئے
ستہسوانی بہی اسے دیکہکے انصاف کرے رہنما ہے یہہ کتاب اہل سعادت کیلئے۔

جو ازل کے ہیں شقی تذکرہ اُن کا کیا ہے

راستی سے جنہیں نفرت ہی ہوئی وہ مخذول کینہ و بغض و عداوت نے کیا اُنکو زبوں
اُن کے سینوں میں ہوا اُن کی تمناؤں کا خوں کٹ گئے دشمن دین دیکہکے اسکے مضموں

سیف مسلول کہوں اسکو تو بیجا کیا ہے۔

ہوگیا دشمن محنت زمانہ یارب! تو اسے دامنِ رحمت میں چہپانا یارب!
روز بد بجز محمدؐ نہ دکہانا یارب! آخری وقت کی فتنوں سی بچانا یارب!

ہے یہی دل کی مراد اور تمنا کیا ہے

وصیّت الحق

ذیل میں ہم حضرت اقدس امام حجۃ الاسلام جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وہ گرامی قدر وصایا درج کرتے ہیں جو راز حقیقت کے نام سے ایک رسالہ کی صورت میں ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو آپنے شایع فرمائے ہیں۔ جسکا ایک حصہ ہم گذشتہ نمبر میں درج کر آئے ہیں۔ وھو ھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

[illegible] آں فرومایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

[illegible] کے لئے خصوصاً یہہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار کے نتیجے کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنۃ۔ اور اُسکے دو رفیقوں کی نسبت شایع کیا گیا ہے۔ جس کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقوےٰ پر پنجہ مار کر یادہ گوئی کے مقابلہ پر یادہ گوئی نکریں۔ اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں ندیں۔ وہ بہت کچہہ ٹہٹہا اور ہنسی سنینگے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں۔ مگر چاہئیے کہ خاموش رہیں اور تقوےٰ اور نیکبختی کے ساتہہ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکہیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقوےٰ اور صبر کو ہاتہہ سے ندیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مسل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی۔ اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی جب تک انسان عدالت کے کمرے سے باہر ہے اگرچہ اُس کی بدی کا بہی مواخذہ ہے۔ مگر اُس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کہڑے ہوکر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اسلئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو۔ اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقوےٰ اختیار کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرما دے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اُسکے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نکرو۔ کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ و جدل ہو جاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچہہ بحث و مباحثہ بہی نکرو کہ بسا اوقات بحث و مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں ضرور ہے کہ نیک عملی اور راستبازی اور تقوےٰ میں آگے قدم رکہو کہ خدا اُن کو جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں ضایع نہیں کرتا۔ دیکہو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تہے تقوے کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تہا کہ اُن کو ہلاک کرے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکہوں کے آگے خدا تعالےٰ نے فرعون کو معہ اُسکے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پہر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہہ چاہا کہ اُن کو ہلاک کریں۔ اور نہ صرف ہلاک۔ بلکہ اُن کی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں۔ کیونکہ توریت میں لکہا تہا کہ جو شخص لکڑی پر یعنے صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے۔ یعنے اُسکا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دُور جا پڑتا ہے۔ اور راندۂ درگاہ الٰہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے۔ اسلئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہہ نہایت بد منصوبہ تہا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تہا۔ تا اس سے وہ نالایق قوم یہہ نتیجہ نکالے کہ یہہ شخص پاکدل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے۔ بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جسکا دل پاک نہیں ہے۔ اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بیزار اور دل بیزار اور اللہ اُس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدبخت یہودیوں کو اس ارادے سے ناکام اور نامراد رکہا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچا لیا بلکہ اُس کو ایک سو بیس برس تک زندہ رکہکر تمام دشمن یہودیوں کو اُسکے سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالےٰ کی اس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہہ سے ہجرت نہ کی ہو۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بہی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کی طرف ہجرت کی۔ اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تہے۔ خدا تعالےٰ کا پیغام پہنچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا۔ اور سرینگر خان یار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے یزار و یتبرک بہ۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تہے

انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا - گو اوایل میں حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ کی طرح داغ ہجرت آپ کے بہی نصیب ہوا - مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کی مبادی اپنے اندر رکہتی تہی -

سو اے دوستو! یقیناً سمجہو کہ متقی کبہی برباد نہیں کیا جاتا جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خداتعالےٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اُسکے لئے مدد نازل ہوتی ہے - اور اسطرح آسمانی فیصلہ سے مذہبی جہگڑے انفصال پا جاتے ہیں - دیکہو ہمارے سید و مولانبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکّہ میں ظاہر ہوئے تہے - اور اُن دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا عروج تہا - اور لاکہوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تہے - تو پہر کیا چیز تہی جسنے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی - یقیناً سمجہو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تہی - سو بہائیو! اُسپر قدم مارو!! اور اس گہر میں بہت زور کے ساتہہ داخل ہو - پہر عنقریب دیکہہ لوگے کہ خداتعالےٰ تمہاری مدد کریگا - وہ خدا جو آنکہوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے - جس کے جلال سے فرشتے بہی ڈرتے ہیں - وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا - اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو - اور ہر ایک بات سمجہکر کہو - تم اُسکی جماعت ہو - جن کو اُسنے نیکی کا نمونہ دکہانے کے لئے چُنا ہے - سو جو شخص بدی نہیں چہوڑتا اور اُسکے لب جہوٹ سے - اور اُس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا - وہ اس جماعت سے کاٹا جائیگا -

اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو - اور اپنے اندرونوں کو دہو ڈالو - تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو - مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤگے - اپنی جانوں پر رحم کرو - اور اپنی ذرّیت کو ہلاکت سے بچاؤ - کبہی ممکن ہی نہیں کہ خدا اُسے راضی ہو - حالانکہ تمہارے دل میں اُس سے زیادہ کوئی اور عزیز بہی ہے - اُسکی راہ میں فدا ہو جاؤ - اور اُسکے لئے محو ہو جاؤ - اور ہمہ تن اُسکے ہو جاؤ - اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکہلو - کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجہو اور یاد رکہو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے - وہ آگ جو اخلاص کے ساتہہ بہڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکہلاتی ہے

تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بہی آتی ہیں - اور بعض کو الہام بہی ہوتے ہیں - لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتہہ رکہتی ہے اور خدا کو دکہلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے - جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کیجاتی ہے جو حضرت احدیت میں جاں نثاری کا مرتبہ رکہتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کیے جاتے اور اُن کو بُرا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجال اور ٹہگ اور فریبی اُنکا نام رکہا جاتا ہے - اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپکو تہامے رہتے ہیں - پہر خداتعالےٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُن کی تائید میں کوئی نشان دکہاوے - تب یکدفعہ اُن کا دل دُکہتا اور اُنکا سینہ مجروح ہوتا ہے - تب وہ خداتعالےٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتہہ گرتے ہیں - اور اُن کی دردمندانہ دُعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے - اور جسطرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چہوٹے چہوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں - اور پہر وہ جمع ہو کر ایک تہہ بتہہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹہاتے ہیں - اور آخر وہ ایک نشان کی صورت میں زمین پر نازل ہوتے ہیں - غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے - تو سمجہنا چاہیے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا -

> ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
> زیر آن گنج کرم بنہادہ است

مجہے افسوس سے اسجگہہ یہہ بہی لکہنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغگوئی اور کجروی سے باز نہیں آتے وہ خدا کی باتوں کی بڑی جرات سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جہٹلاتے ہیں - مجہے امید تہی کہ میرے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی - اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے لکہا گیا تہا - یہہ لوگ خاموش رہتے - کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہہ لفظ تہے کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک اثبات کی میعاد مقرر ہو گئی ہے کہ جو شخص کاذب ہوگا خدا اُس کو ذلیل اور رُسوا کریگا - اور یہہ ایک کُہلا کُہلا معیار

صادق و کاذب تہا - جو خداتعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعے سے قایم کیا تہا - اور چاہیے تہا کہ یہہ لوگ اس اشتہار کے شایع ہونے کے بعد چپ ہو جاتے اور ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک خداتعالےٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے مگر افسوس کہ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا - بلکہ زٹلی مذکور نے اپنے اشتہار ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء میں وہی گند پہر بہر دیا جو ہمیشہ اُسکا خاصہ ہے - اور سراسر جہوٹ سے کام لیا - وہ اس اشتہار میں لکہتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنے اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی - ہم اسکے جواب میں بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنة اللہ علی الکاذبین - وہ یہہ بہی کہتا ہے کہ آتہم کے متعلق پیشگوئی پوری نہیں ہوئی - ہم اسکے جواب میں بہی بجز لعنت اللہ علی الکاذبین کچہہ نہیں کہہ سکتے - اصل تو یہہ ہے کہ جب انسان کا دل بُخل اور عناد سے سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکہتے ہوئے نہیں دیکہتا - اور سُنتے ہوئے نہیں سنتا - اُسکے دل پر خدا کی مُہر لگجاتی ہے - اُس کے کانوں پر پردے پڑ جاتے ہیں - یہہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتہم کی نسبت پیشگوئی شرطی تہی - اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تہا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں مرنے سے بچ جائیگا - اور پہر آتہم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے اپنی سراسیمگی سے - اپنے خوف سے - اپنے قسم نہ کہانے سے - اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اُسکا دل عیسائی مذہب پر قایم نرہا - اور اسلام کی عظمت اُسکے دل میں بیٹہہ گئی - اور یہہ کچہہ بعید نہ تہا - کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تہا - اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہہ سے مرتد ہوا تہا - اسلامی چاشنی رکہتا تہا - اسیوجہہ سے اُس کو پوری طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق ہی نہیں تہا - اور میری نسبت وہ ابتدا سے نیک ظن رکہتا تہا - لہٰذا اُس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرین قیاس تہا - پہر جبکہ اُسنے قسم کہا کر اپنی عیسائیت ثابت نہ کی اور نہ نالش کی - اور چور کیطرح ڈرتا رہا - اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بہی وہ اُن کاموں کے لئے آمادہ نہوا تو کیا اُسکی یہہ حرکات ایسی نہ تہیں کہ اس سے یہہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا - غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیشگوئیوں سے بہی ڈرجاتے ہیں - چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑے شدّ و مد سے کی گئی تہی جسکے سننے سے اُسیوقت اُسکا رنگ زرد ہو گیا تہا - جس کے ساتہہ درصورت نہ پورے ہونے کے میں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تہا - پس اسکا رعب ایسی دلوں پر

جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں۔ کیونکر نہوتا۔ پہر جبکہ یہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور اسکی دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جس کو صدہا لوگوں نے دیکہا۔ اپنی اندرونی بیقراری اور اعتقادی حالت کے تغیر کو ظاہر کردیا۔ اور پہر بعد میعاد قسم نہ کہانے اور نالش نکرنے سے اس تغیر کی حالت کو اور بہی یقین تک پہنچایا۔ اور پہر الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر مر بہی گیا۔ تو کیا یہہ تمام واقعات ایک منصف اور خدا ترس کے دل کو اس یقین سے نہیں بہر دیتے کہ وہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اٹہا کر زندہ رہا۔ اور پہر الہام الٰہی کی خبر کے موافق اخفائے شہادت کی وجہ سے مرگیا۔ اب دیکہو تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مرچکا۔ مگر جس شخص کے ساتھ اُسنے ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تہا۔ وہ تو ابتک زندہ موجود ہے جو اب یہہ مضمون لکھ رہا ہے۔

اے حیا و شرم سے دور رہنے والو! ذرا اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت کے اخفا کے بعد کیوں جلد مرگیا؟ میں نے تو اسکی زندگی میں یہہ بہی لکھدیا تہا کہ اگر میں کاذب ہوں تو میں پہلے مرونگا۔ ورنہ میں آتھم کی موت کو دیکہونگا۔ سو اگر شرم ہے تو آتھم کو ڈھونڈہ کر لاؤ کہ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تہا۔ اور عرصہ تیس برس سے مجھسے واقفیت رکہتا تہا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ ۳۰ برس تک اور زندہ رہ سکتا تہا۔ پس یہہ کیا باعث ہوا کہ وہ اُنہیں دنوں میں جبکہ اُسنے عیسائیوں کی دلجوئی کے لئے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چھپایا۔ خدا کے الہام کے موافق فوت ہوگیا۔ خدا اُن دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پاکر پہر اُسکا انکار کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا۔ خدا تعالےٰ کی نظر میں ظلم صریح تہا۔ اس لئے اُسنے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا کرنے سے یعنے پنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کردیا۔ یہہ پیشگوئی اس مرتبہ پر فوق العادت تہی۔ کہ اسمیں قبل از وقت یعنے پانچ برس پہلے تبلایا گیا تہا کہ لیکھرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مریگا۔ لیکن افسوس کہ مخبل لوگوں نے جن کو مرنا یاد نہیں۔ اس پیشگوئی کو بہی قبول نکیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے۔ یہہ سب سے انکار کرتے ہیں اب یہہ اشتہار ۱۲ نومبر ۱۸۹۸ء آخری فیصلہ ہے۔

چاہیئے کہ ہر ایک طالب صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جھوٹوں۔ کذابوں۔ دجالوں کی مدد نہیں کرتا قرآن شریف میں صاف لکہا ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہہ معاملہ آسمان پر ہے۔ زمین پر چلانے سے کچھہ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اُسکے سامنے ہیں۔ اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ اس کی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے؟

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔ (۳۰ نومبر ۱۸۹۶ء)

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد

از قادیان

مضرات شرابخوری

داناؤں نے ہر ایک زمانہ میں مانا اور ظاہر کیا ہے کہ کل مسکرات آدمی کی اندرونی بیرونی حالت اور طاقت کے لیئے ایسی مضر ہیں کہ اُن کے برابر ضرر دینے والی اور چیز نہیں ہے۔

مسکرات میں سے خصوصاً شراب نہایت ہی نقصان دینے والی ہے صحت کو بگاڑتی ہے۔ روپیہ کو بیجا اور بے محل صرف کراتی ہے۔ ہزارہا قسم کی بُرائیوں کا مرتکب کراکے آخر کار مفلس۔ نادار اور بےعزت و حقیر بنا دیتی ہے اور کسی کام کا نہیں چھوڑتی۔ دانایان مغرب بہی باوجودیکہ اُن کے ممالک میں اسنے زیادہ رواج پایا ہوا ہے۔ اسکی مضرت اور بدی کے قایل ہیں۔ چیف جسٹس کا قول ہے "مسکرات میں شراب سارے گناہوں کی سردار ہے" ایک اور صاحب فرماتے ہیں "شراب سب گناہونکی جڑ ہے"

مذہب جس نے بنی آدم کو سیدہا کرنے میں کل انسانی اور قدرتی اسباب سے بڑھ کر زور دکہایا ہے۔ ہر ایک ملک اور ہر ایک طبقہ اور گروہ میں ظہور پکڑ کر اس ناپاک چیز کی ناپاکی اور مضرت بیان کرتا ہے۔

حضرات انبیاء نے کہولکر اسکے نقصانوں اور بُرائیوں کا اظہار فرمایا ہے۔ یہانتک کہ اسکے لئے اُمّ الخبائث کا قبیح لقب تجویز فرمادیا۔ وقت کے حکماء اور اطباء نے بہی بنی نوع کی بہلائی اور رہنمائی کے لئے اس نابکار کا مضر صحت ہونا دلایل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ اور اس مضمون پر مستقل تصنیفیں لکھی ہیں۔

ادنےٰ ثبوت اس کی بُرائی کا یہہ ہے کہ کسی شخص کے کیرکٹر میں اگر شرابخوری کے عیب کا اشارہ بہی ہوجاتا ہے تو اسکا وقر اور اعتبار بحبسو ہیں نہیں رہتا۔ اپنے بیگانے ہوجاتے ہیں۔ اور قریب بعید بنجاتے ہیں۔ والدین اور اولاد سے زیادہ ہمدرد۔ زیادہ غمخوار۔ اور زیادہ خیراندیش کوئی اور نہیں ہوتا۔ لیکن دیکہا جاتا ہے کہ اگر کسی کی نسبت شرابخوری کی جھوٹی یا سچی شہرت ہوجاتی ہے تو اُسکے والدین اُس سے بیزار ہوجاتے ہیں۔ جابجا شکایت کرنے لگجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا لڑکا نالایق نکلا۔ دین دنیا کا نہیں رہا۔ اُسکی اولاد پکار پکار کر کہنے لگجاتی ہے کہ ہمارا باپ مال و دولت کلالوں کو دے رہا ہے وہ ہمارے لئے کچھہ نہیں چھوڑیگا۔ اور دیکھو کہ اُسنے ہماری جدّی جائداد شرابخوری میں کہودی ہے۔

ملازمت پیشہ گروہ میں اگر کوئی شرابخور ہوتا ہے۔ تو جس صیغہ یا محکمہ میں اُسکا تعلق ہوتا ہے۔ اُسکے افسروں کی نظروں میں حقیر۔ ذلیل۔ اور بے اعتبار۔ ماتحتوں میں بےرعب اور خوار ہوجاتا ہے۔

خصوصاً جن لوگوں کا تعلق دیہی ملازمت سے ہے چونکہ زمینداروں کی کہلی اور آزاد زندگی میں اُن کا دخل ہوتا ہے۔ وقت بے وقت اُن کی آبادیوں میں آنا جانا رہتا ہے زمیندار اُس کی جھوٹی یا سچی شہرت کے سبب اُس سے اپنی عزت و آبرو کی نگاہ رکہنے میں غیرمعمولی اور احتیاط عمل میں لانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اور اس سبب سے اُن غریبوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے

اگرچہ شرابخوری کی مضرت انسانی قوتوں پر ہر ایک فرد بشر کی ذات کے لئے۔ اُس کی صحت کے لئے۔ اور قوت دماغیہ کے لئے۔ تو سب میں یکساں ہے۔ لیکن ملازمان دیہی۔ اور اُن کے افسروں یعنے پٹواریوں اور قانونگویوں میں اگر کسی کو یہہ عادت ہوجاوے تو اُس پر دہرا ضرر

پیدا ہوتا ہے۔ ایک تو خاص سترانجہ کی صحت اور عزت کی کمی یا بعض موقع پر بالکل زوال۔ دوم غریب زمینداروں کو غیر معمولی اور نادا جب تکلیف۔ اول تو غریب لوگ شکایت ہی بہت کم کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ بات سے بات نکلتی ہے۔ اور بات سے ہی بات شہرت پاتی ہے۔ پٹواریوں اور قانون گویوں کو ہمیشہ اپنا رویہ اور طریق اور چال چلن سیدھا رکھنا خود اُن کے لئے بھی بہ نسبت اور عہدہ داروں کے زیادہ ضروری ہے۔ وہ دن رات خدا کی غریب مخلوق۔ اور قیصر ہند کی بے بس کسان رعیت میں رہتے ہیں۔ اگر غرت انسانی اور حیا و شرم کے سبب سے بیچارے کو غیر معمولی تکلیف ہو تو مارے خوف کے اُف نہیں کر سکتے دم بخود ہو کر تکلیف اُٹھائے جاتے ہیں کہ مبادا اُس سے بہ وہ ناراض ہوں اور اس سے زیادہ مضرت پہنچا دیویں۔

(پٹوار گزٹ فیروزپور)

نرمی اور ملاطفت

نرمی اور ملاطفت خواص انسانی میں ایک قابل تعریف اور لائق عمل وصف ہے۔

نرمی کرنے والا اور ملاطفت سے پیش آنے والا شخص سمجھداروں اور بے سمجھوں ہر قسم کے آدمیوں میں عزت پاتا ہے۔ اوروں کے دل خوش کرتا ہے۔ آپ کامیاب اور معزز رہتا ہے۔ طبقات انسانی میں ہر طبقہ کے داناؤں نے ہر ایک ہر قوم و ملت میں لطیف سے لطیف مثالوں میں نرمی اور ملاطفت سے برتاؤ کرنے کی بیش قیمت نصیحتیں ابنائے جنس کے لئے مہیا کی ہیں۔ جلدوں کی جلدیں دفتروں کے دفتر چھوڑ گئے ہیں۔ اور دن رات کے چلتے ہوئے واقعات ہر وقت اُن کے ثبوت کی نئی سے نئی دلیلیں پیدا کر رہے ہیں۔ آنکھیں ہوں تو دیکھیں۔

قدرت نے دنیا کے قیام کا خوشنما زنجیر مضبوط اور نہ ٹوٹنے والی کڑیوں سے تیار کیا ہے۔ جن کے جوڑوں پر نرمی کے مستحکم پیوند ہیں۔ ہر ایک کڑی تیز آگ کا سخت تاؤ سہہ کر اپنے پیوند کی جگہ سے نرم کرے تو جوڑ میل کے لائق بنکر زنجیر کی اور کڑیوں میں سے ایک کڑی بنتی ہے۔ نہ صرف وہ خود کڑیوں کی لڑی میں شمار ہوتی ہے۔ بلکہ اُس کی زنجیر بننے کو بھی پورا کرتی ہے۔

آدم کی اولاد مثال میں اُس زنجیر کی کڑیاں ہے ہر ایک کڑی تاؤ کی سختی سہکر نرم ہو کر زنجیر میں شامل ہوتی ہے۔

پس جس میں نرمی نہیں وہ انسانی سلسلہ میں آنے کے لائق نہیں۔ اسی ناقابلیت پر بس نہیں۔ وہ طبعی اور قدرتی سخت گیر قانون کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہے۔ اُسنے قدرت کی زنجیر کے پورا ہونے میں مزاحمت کی۔ اسلئے قدرت کا زبردست حاکم اُسپر اپنا اختیار نافذ کر کے خود نرم کرتا ہے۔ لیکن تھوڑی سی ندامت کا نہ مٹنے والا داغ اُسکے وجود سے وہ بھی نہیں مٹا سکتا

لکھے پڑھے آدمیوں میں علی العموم بہ نسبت اَن پڑھوں کے نرمی اضافۃً زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اَن پڑھ لوگوں کے پڑھے لکھے لوگوں کو علی خواص انسانی کا برتاؤ اضافۃً بھی زیادہ لازم ہے خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ زیادہ وقت اُن کا اَن پڑھوں میں گذرے۔ اور زندگی کاٹنے کے دھندوں میں انہیں سے پالا پڑتا ہو۔

معاملات میں اَن پڑھ آدمی کو باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ مگر وہ باتوں کی سختی نرمی میں تمیز نہیں کر سکتا اُن کے سخت اور نرم اثر کو وزن کرنا نہیں جانتا۔ اسلئے اُن کا انداز سنبھالنے سے قاصر ہے۔ اگر پڑھا لکھا آدمی بھی ویسا ہی ہو جاوے تو پھر کیا؟ وہی بات بجا ہے کہ ؎

اگر از ہر دو جانب جاہلاں اند
اگر زنجیر باشد بگسلانند

پس لکھے پڑھے لوگوں کو ایسی حالتیں زیادہ بُردبار زیادہ متحمل اور زیادہ نرم ہونا چاہئیے۔

(پٹوار گزٹ فیروزپور)

اسلامی دُنیا

قسطنطنیہ کے سلطانی مکتب طبیہ کی اصلاح اور ترقی کی تدبیر بتانے کے لئے پچھلے دنوں جرمنی کا جو ایک مشہور پروفیسر بلایا گیا تھا۔ اُسنے مفصل رپورٹ بارگاہ سلطانی میں پیش کر دی ہے۔ اگر ان تدابیر پر عمل کیا گیا تو قسطنطنیہ کا میڈیکل کالج دنیا کے کسی طبی کالج سے کم نہیں رہجائیگا۔

قسطنطنیہ کے مذہبی مدارس کے طلباء حسب معمول شعبان رمضان اور شوال کے مہینوں میں مفصلات میں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے سلطان المعظم کی جیب خاص کے صرف سے مختلف صوبجات کو روانہ ہو گئے ہیں۔

بغداد کے راستہ کی خانہ بدوش عربوں کی یورشوں سے مزید حفاظت کے لئے وادیٔ فرات میں متعدد جدید فوجی چوکیاں قائم کئے جانے کا حکم صادر ہوا ہے

الیناسئے کوچک کے قصبہ بارطین میں نومبر کے تیسرے ہفتہ میں تین جوامع اور مدارس۔ چار تجارتی گوداموں، پانچ سرائیں۔ بارہ ہوٹلیں۔ تیس قہوہ خانے اور قرائتخانے اور ۳۳۰ دوکانیں جل گئیں۔ اسی ہفتے الیناسئے کوچک کے قصبہ بالیکسر میں جو پچھلے برس متواتر زلزلوں سے تقریباً منہدم ہو گیا تھا۔ باقیماندہ مکان آگ سے جل گئے۔ ۱۶۰ مکان اور ۱۰ دوکانیں خاکستر ہوئیں جس سے تخمیناً ۵ لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ آگ پہلے ایک عیسائی کی دوکان سے شروع ہوئی۔ مسلمانوں کے صرف دس مکان تھے۔ باقی عیسائیوں کے تھے۔ دیگر کئی شہروں میں بھی آتشزدگی سے بہت نقصان ہوا ہے۔

ٹائمز بیروت میونسپلٹی کے متعلق یہ مضحکہ خیز خبر شایع کرتا ہے کہ گذشتہ سال آئندہ (۱۹۰۹ء) کی بھی تمام آمدنی اور مواجب قیصر کے استقبال کی تیاریوں میں صرف کر دئیے چنانچہ اب اُسے اخراجات متداولہ کے لئے اُس سے اگلے سال یعنے ۱۹۱۰ء کے ٹیکس پیشتر سے وصول کرنے پڑینگے مگر یہ نہیں بتایا کہ چونگی کا محصول جس کی آمدنی عموماً دیگر سب محاصل سے زیادہ ہوتی ہے کسطرح پہلے سے وصول کر لیا گیا ہے؟ اگر ٹائمز یہ عقدہ کشائی کر دیتا تو ہندوستان کے اکثر ممتاز ترین شہروں کی میونسپلٹیاں اُس کی نہایت مشکور ہوتیں۔ ٹائمز کے اِس قابل شرم استہزاء کے مقابلہ پر ناظرین یہ سنکر غالباً متعجب اور مسرور ہوں گے کہ اسی شہر میں جس کی میونسپلٹی کو ایسا بے انصاف بتایا گیا ہے عنقریب ایک صنعتی مدرسہ بڑے پیمانہ پر قائم کیا جانے والا ہے۔ ویسا مدرسہ نہیں جیسا کہ لاہور میں آرٹس سکول کے نام سے مشہور ہے بلکہ ایسا مدرسہ جس میں صنعت و حرفت کی تمام مشہور اور ضروری اقسام کی کامل العیار تعلیم دیجاویگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس مدرسہ کے خرچ کا بہت سا حصہ بھی میونسپلٹی دیگی۔

عبداللہ تعالیفی کی نسبت عام افواہ یہی ہے کہ وہ

دوفان کے علاقہ میں مقیم ہے۔ مصری اخبارات کا بیان ہے کہ اگر اس نے سردار گیبز کی واپسی تک اطاعت قبول نہ کی یا پکڑا نہ گیا تو سردار خرطوم پہنچکر اسکی گرفتاری کے لئے فوج روانہ کرینگے۔

برازیل میں شام سے اکثر عیسائی اور مسلمان کسب معاش کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ اُن کی مدت سے آرزو تھی کہ سلطان المعظم اپنی رعیت کے حقوق کی نگہداشت کے لئے وہاں ترکی قونصل مقرر فرمائیں۔ یہہ درخواست منظور ہوگئی ہے اور ایک عیسائی شامی برازیل کے دارالخلافہ راوڈ ڈی جنیرو میں اگست گذشتہ سے قونصل مقرر کیا گیا ہے۔ جسے کل معزز شامیوں نے جلسہ دعوت میں مدعو کیا۔ اور اُس موقع پر مہمان اور میزبانوں نے جلالتمآب سلطان المعظم کے حسن اخلاق اور نوازشات کا ذکر جمیل کر کے اُن کی صحت کا جام نوش کیا۔ صوبجات متحدہ امریکہ میں بھی شامی کئی ہزار کی تعداد میں موجود ہیں۔ ان شامیوں کی تعلیم و تربیت اور شائستگی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ گو کل عرب اقسام امریکہ میں شامی آباد کاروں کی تعداد میں پچیس ہزار سے متجاوز نہیں مگر اُن کے دو اخبار روزانہ اور چار پانچ ہفتہ وار چھپتے ہیں۔ شامیوں کی مادری زبان عربی ہے۔ اور یہہ کل اخبار عربی زبان میں ٹائپ کے حروف میں چھپتے ہیں۔ ایک روزانہ موسومہ الہمعی برازیل کے قصبہ سانپالو سے اور دوسرا روزانہ اخبار الکوکب نیویارک سے شایع ہوتا ہے اسکے مقابلہ پر حالانکہ امریکہ اور اسکے جزایر میں کم از کم پچاس ساٹھہ ہزار ہندوستانی آباد ہیں۔ مگر اُن کا ایک بھی اخبار اُردو یا بنگالی یا کسی اور ہندی زبان میں شایع نہیں ہوتا۔ اس سے دونوں کی شائستگی اور تمدن کی نسبتی حالت معلوم ہو سکتی ہے۔

موره لی زاده جمال بک نے ایشیائے کوچک کے ایک ضلع کر جنگلی اشجار زیتون کو پیوند لگانے اور روغن زیت نکالنے کیلئے کارخانے کھولنے کا امتیاز ملنے کی درخواست کی ہے۔ ایشیائے کوچک کے اکثر جنگلوں میں بیشمار درخت زیتون کے موجود ہیں جنکو اگر پیوندی کر دیا جائے تو ظاہر ہے کہ اُن کی پیداوار نہ فقط عمدہ ہی ہو جائیگی۔ بلکہ پہلے کی نسبت بدرجہا زیادہ ہو جائیگی اور اسطرح سے ملک کی صنعت و پیداوار میں نمایاں ہونے کے ساتھ ہی سرکاری محاصل میں بھی بیش بہا اضافہ ہو سکیگا۔ وزارت تجارت و جنگلات اس تجویز پر غور کر رہی ہے ؛

جریدہ روزگار لکھتا ہے "ہمنے سنا ہے کہ جہاں ہر جماعت اور ہر رتبہ کے لوگوں کی طرف سے سالگرہ مبارک حضور نظام کی جشن ہو رہے ہیں۔ شہر کے مولویوں اور واعظوں نے بھی ایک جلسہ کرنا چاہا ہے۔ خدا سچ کرے۔ اور اس جلسہ میں علماء کی طرف سے ایک اڈریس پیش ہوگا۔ اور خطبہ پڑھا جائیگا۔ یہہ جلسہ اپنی نظیر آپ ہوگا۔ خبر ہے کہ عیدالفطر کے دن عیدگاہ میں یہہ جلسہ ہوگا۔ میدان میں سب خیمے اور شامیانے لگائے جائینگے سارے امراء اور اعیان دولت اسمیں مدعو ہونگے۔ شہر کے سارے مسلمان جمع ہونگے۔ اعلیحضرت حضور نظام جلوس کی سواری میں رونق افروز عیدگاہ ہونگے۔ جلوس میں سارے عرب رجز پڑھتے رہینگے۔ سارے جمعدار ہمراہ رکاب رہینگے۔ افواج باقاعدہ محلات شاہی سے عیدگاہ تک سڑکوں کی دو رویہ صف کشیدہ رہینگی۔ جب اعلیحضرت عیدگاہ میں جلوہ افروز ہو کر اذن دینگے تو نماز پڑھائی جائیگی خطبہ خاص ہمارے ظل اللہ کا اس روز پڑھا جائیگا۔ خطبہ کے بعد سارے علماء کا سلام ہوگا۔ پھر امراء و اعزا کا سلام ہوگا۔ سلام کے بعد سب صف بستہ ایستادہ ہو جائینگے۔ شیخ الشیوخ اڈریس قرأت فرمائینگے۔ جسمیں توجہ خسروانہ کو اصلاح امور سررشتہ مذہبی کیطرف معطوف و ملتفت کرایا جائیگا اور سررشتوں کی رونق اُن کے انتظام سے ہوئی ہے۔ اس سررشتہ کی رونق بڑھائی جاوے۔ عدالت میں اگر مستدین۔ عدل گستر جج بصرف زرکثیر مقرر کئے گئے ہیں تو مساجد کے لئے بھی اعلےٰ درجہ کے عالم خطیب و امام مقرر ہوں۔ جو بعد نماز جمعہ وعظ بھی کیا کریں۔ مسلمانوں کو صوم و صلوۃ کا پابند کرائیں۔ امیر و غریب سب مساجد کو معمور رکھیں۔ میلوں اور عرسوں کی بجائے عیدگاہوں میں میلے جائیں۔ تاکہ حضرت ظل سبحانی بھی ان میلوں میں ضرور تشریف لایا کریں۔ اور لسان کی مہابت معلوم ہو امیر و غریب کا اتفاق اور اخوت معلوم ہو۔ اسلامی برتری کا اظہار ہو۔ غرضکہ یہہ ہو تو ایک فال نیک ہے۔ اسلام کی ترقی کی نشانی ہے۔ سارے امراء اور اعزاء کو بھی ضرور لازم ہے کہ عیدگاہ کے میدان میں خیمہ استادہ کرنیکا بندوبست کریں۔ میدان صاف کرائیں۔ ایسا جلسہ خواب میں بھی کب نصیب ہو سکتا ہے۔ یہہ جلوس شاہانہ اور یہہ رونق اسلامیہ جس کے ملاحظہ کے لئے یقین ہے سارا شہر ٹوٹ پڑیگا۔ اور ہم کو گمان غالب ہے کہ سارے جلسے اس خورشید وار جلسہ کے روبرو ذرہ وار ہو جائینگے اور پھر نہ کوئی جلسہ نہ کوئی میلہ۔ نہ کوئی عرس نظر آ دیگا۔ یہہ وہ اسلامی جلسہ ہے جسکے لئے ہزاروں مسلمانوں نے چشم براہ منتظر و نگراں رہ رہ کر اپنی عمریں ختم کیں مگر نہ نصیب ہوا۔ اس میلے کے مسلمانوں کا نصیبا جاگا ہے کہ اُن کو اس پُر شان و شوکت جلسے دیکھنے کا موقع ملیگا۔ مسلمانو! اُٹھو!! چلو!!! اس میلے کو جاؤ! اسلام کی رونق بڑھاؤ!! حضرات علماء و مشائخین! لیجئے آپ کی آرزوئے دل کے دن پورے ہونیوالے ہیں۔ خاموش نہ رہئیے اس میلہ کی رونق بڑھانے میں سعی فرمائیے۔ واہ کیا خوب میلہ ہے۔ ہم خرما و ہم ثواب کا حکم رکھتا ہے۔ کون ہے جو کہے کہ اسمیں فضول خرچی ہے؟ کون ہے جو کہے بے سود ہے؟ کون ہے جو اس میلہ کا دل سے طالب نہو۔ بازار گرم ہونیوالا ہے کوڑیوں کے مول آخرت کا سودا خرید کیجئے!!!

اسی اخبار سے ہمیں یہہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ اعلیحضرت نظام نے چونکہ تاریخ رونق افروزی مقرر نہیں فرمائی تھی۔ اسلئے وزیر اعظم کی طرف سے جشن سالگرہ کے متعلق جو تیاریاں ہو رہی ہیں وہ ملتوی کر دیگئی ہیں۔ خوشی اسلئے نہیں ہوئی کہ جلسہ ملتوی ہو گیا ہے۔ بلکہ اس بات کا کسی قدر افسوس بھی ہے کہ مدارالمہام اپنے آقائے نامدار کو دعوت دینے کے فخر سے محروم رہے ہیں۔ مگر یہہ واقعی خوشی کا مقام ہے کہ ایک مسلمان کا کئی ہزار روپیہ فضول آتشبازیوں اور چراغان وغیرہ پر خرچ ہونے سے محفوظ رہا ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی اور ایسے ہی یا اس سے بدتر فضول کام پر پھر ضائع نہ کیا جائے۔

موصل کے کاشتکاروں کو بابعالی کے حکم سے بغداد سے ۲ لاکھہ اوقیہ اور صوبجات دیار بکر اور معمورۃ العزیز سے چھہ لاکھہ اوقیہ گندم تخم ریزی کے لئے بھیجی گئی ہے یہہ غلہ اُن کو قرض دیا گیا ہے۔ اوقیہ وزن میں سوا سیر کے برابر ہوتا ہے ؛

سلطان زنجبار نے نومبر کے آخری ہفتہ میں لاموں اور مومباسا کا دورہ کیا ؛

معذرت

ہمارے اتفاقی سفر اور کاتب کی ناگہانی علالت کی وجہ سے الحکم کے اس نمبر کی اشاعت میں غیر معمولی دیر ہو گئی ناظرین معاف فرماویں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

نمبر ۱ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل برنفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ... فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو ... ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار ... مفت تقسیم کروایا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیاجاویگا کہ ہر ایک شہر میں ... ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی چھپا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد خواہش جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند پراندے سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ازاربند ۸؍ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ پراندے ۴؍ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج بند ۱ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد والٰہ بخش علاقہ بند

ملکان احمدیہ ایجنسی

کٹرہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ناظرین کو نیا سال مبارک ہو۔

سالگذشتہ کے واقعات پر ریویو کرتے ہوئے ہمیں اندیشہ ہے کہ عام حالت ملک کے لحاظ سے اور بوجہ اون بلیات کے جو طاعون اور خوفناک شکلوں میں نمودار ہوئیں ہمیں اپنے ناظرین کو بہت سے پر درد واقعات دکھانے پڑیں گے۔ گو یہ ہم جانتے ہیں کہ جنکو ہم آفات اور بلیات سے تعبیر کرتے ہیں دراصل وہ ہی اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی کے کا ایک کرشمہ ہیں جسکے کنہ اور کیفیت سے وہ لوگ اطلاع پاتے ہیں جنکے دل ظلمانی حجابوں سے نکل آئے ہوں تاہم ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس ذکر کو کسی دوسرے اشو تک ملتوی کریں۔

جدید وایسرائے۔ ہم نہایت مسرت اور بہجت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء کے آتے ہی ہمارے جدید وایسرائے صاحب لارڈ کرزن تشریف لے آئے۔ چھ ماہ حال کو آپ نے اپنے عہدہ کا باضابطہ چارج لے لیا۔ انڈیا کی ۲۸ کروڑ رعایا امید کرتی ہے کہ آئندہ ۵ سال تک جس وایسرائے کے ساتھ انکی قسمتیں وابستہ ہیں اسکی معاملہ فہمی۔ دوراندیشی اور سلیم الفطرتی عام لوگوں کے لئے ایک برکت کا موجب ہوگی۔ ہم عام مسلمانوں کی طرف سے عموماً اور اس پاک گروہ جس کا مشن اس وقت دنیا میں امن اور صلحکاری پھیلانا اور پاکیزگی اور پاک باطنی کی تعلیم دینا ہے) کی طرف سے خصوصاً لارڈ اور لیڈی کرزن صاحبہ کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

ہم اپنے محتشم ناظرین کی خدمت میں جنوری ۱۸۹۹ء کا پہلا اشو اس موعودہ نیلگوں صورت میں پیش کرتے ہیں اگر وہ اس کاغذ کو پسند فرما دیں تو ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ آیندہ کے لئے یہی کاغذ رکھا جاوے اور اگر سفید کاغذ پسند کریں تو سفید کر دیا جاوے ہمارے اپنے خیال میں یہ کاغذ مضبوط ہے اور علاوہ ہمارے مخدوم شیخ عطا محمد صاحب کی تجویز کے متعلق اکثر خطوط ہمارے پاس پہونچے ہیں مگر تاہم امید سے بہت کم اس لئے ہم اس نمبر کو نمونۃً پیش کر کے چاہتے ہیں کہ وہ ناظرین براہ کرم اطلاع دیں جو معمولی اور رسمی کاغذ پر اخبار لینا چاہتے ہیں اور اُن احباب کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں جو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر اخبار لیں گے۔

اکثر احباب ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ اخبارات میں جو خبر گشت کر رہی ہے کہ مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی کے نام حفظ امن ضمانت کے لئے نوٹس جاری ہوئے ہیں اسکی اصل حقیقت کیا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی سا امر ہے۔ محمد حسین بٹالوی نے کچھ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے شایع ہونے پر شیخیت خمائی کے طور پر ایک چھری رکھ لی تھی اور اکثر لوگوں کو دکھاتا پھرتا تھا۔ اس ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے اُس کی چھری کو دیکھ کر رپورٹ کر دی کہ نقض امن کا اندیشہ ہے مرزا صاحب اور محمد حسین سے ضمانت لی جاوے اس پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع نے ۱۳ دسمبر کو نوٹس جاری کئے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء پہلی تاریخ پیشی تھی بدون کسی کارروائی کے مقدمہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا محمد حسین نے جو وکیل کیا جاتا ہے مسلمانوں سے چندہ لے کر کیا تھا اُس نے اپنی کسی مصروفیت کیوجہ سے ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کی تاریخ تبدیل کرا لی اور اب مقدمہ کل ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں پیش ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔

یہ مقدمہ ایک بڑی دلچسپی سے دیکھا جا رہا ہے اور پبلک میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ہم نہ تو ضرورت سمجھتے ہیں اور نہ مناسب کہ اُس کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے دیں مقدمہ ایک دوراندیش حاکم مجاز کے سامنے ہے بعد کل کارروائی کے ہمارا حق ہوگا کہ ہم اُس پر رائے زنی کریں۔ ہاں اتنا کہدینا شاید بے محل نہ ہوگا کہ مرزا صاحب کے اشتہارات مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء اور رسالجات

کشف الغطاء وغیرہ کا مطالعہ ہمارے بیدار مغز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اصل معاملہ کی تہ تک پہونچنے کے لئے بہت مدد دیں گے۔

مسلمانوں اور گورنمنٹ کی توجہ طلب

ہم اہل اسلام اور گورنمنٹ عالیہ کے حضور ہم ایک عقدہ طلب امر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ توجہ کی سیدھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ

محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ۔ گورنمنٹ عالیہ کو آجتک یہ بتلاتا رہا کہ مہدی خلیفۃ اللہ آنیوالا کوئی نہیں اور مسلمانوں کے اُس گروہ کے سامنے جو اہل حدیث کہلاتا ہے اور جسکا ایڈووکیٹ اور سرگروہ ایڈیٹر مذکور بنا ہوا ہے اقرار کرتا رہا بلکہ عام مسلمانوں کیطرح خونی مہدی کے نہ ماننے والے پر کفر کا فتویٰ لگاتا رہا اب جبکہ اُنکی وہ تحریریں جنمیں مہدی کا انکار کیا ہے علماء اہل حدیث نے اُس پر خارج از اہل سنت ہونیکا فتویٰ دیا عام مسلمانوں اور گورنمنٹ کو ایسے شخص کے وجود سے

LIBRARY

پاک شاعری

فی المحبۃ امام الزمان سلمہ اللہ الرحمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی تو ہے سننے والا دعا کا ؛
؛ خشوع و خضوع ابتہال التجا کا ؛
ایا ربنا افلح لنا بین قوم ؛
؛ معزز ہمیں فیصلہ ہے خدا کا ؛
پڑے مار ذلت کی ظالم کے اوپر ؛
؛ بڑھے مرتبہ صاحب اتقا کا ؛
مرے پیارے احمد سے کاٹے جو رشتہ ؛
؛ وہ ہے کاٹنے والا حبل خدا کا ؛
یہاں اس مغضوب و ضالین نہیں ہے ؛
؛ میں ہوں طالب دید راہ ہدا کا ؛
صراط کہ ہے صفت مستقیم ؛
؛ مقدم وظیفہ ہوا اھدنا کا ؛
اطاعت محمد کی - احمد کی بیعت ؛
؛ ازل میں تھا اللہ نے جس کو تاکا ؛
میں سو جان دل سے ہوں احمد کا عاشق ؛
؛ مسیح زماں اور امام الورا کا ؛
ہزاروں ہی بیگانوں سے رشتے کاٹے ؛
؛ خدا جانے ہوں یک تن آشنا کا ؛
تصور شب و روز رہتا ہے تیرا ؛
؛ عجب ہے کھنچا آنکھ پر ایک خاکا ؛
ترا ذکر در اصل ہے ذکر خالق ؛ ؛
؛ بچا یوں کہ مشرک ہوا میں خدا کا ؛
ترے ید قدرت میں دل ہے یہ میرا ؛
؛ ٹھکانا نہیں کوئی اب ماسوا کا ؛
تو چاہے جدھر پھیر دے میرے احمد ! ؛
؛ مقلب تو ہی ہے کلید خدا کا ؛
تو احمد وہ ہے جس نے روکا قلم کو ؛
؛ بھلا کون ہے اب ترے جا بجا کا ؛
قلم سے گرے روشنائی کے قطرے ؛
† ؛ معصفر ہوا رنگ تیری قبا کا ؛
شہادت بھی اس پر صحابہ نے دی ہے ؛
؛ یہ کیسا کرشمہ ہے رب العلا کا ؛
ولا شک فیہا ولا ریب فیہا ؛
کہ خادم ہوں میں خادم میرزا کا ؛
ہے سطور قرآں میں حق و علا ہی ؛
؛ ازل میں تھا اللہ نے جس کو تاکا ؛
اٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو کر ؛
؛ زمانہ یہ آیا ہے اب ابتلا کا ؛
کیا مرگ عیسے کو قرآں سے ثابت ؛
؛ کہ جھگڑا تھا امت میں یہ اس بلا کا ؛
بصیرت کی کھولو ! ذرا دل سے آنکھیں !! ؛
؛ نظارہ کرو بندۂ حق نما کا ؛
عتیق ! اب ذرا تھام لیجے قلم کو ؛
کہ مضمون لکھنا ہے خذ ما صفا کا ؛

دیگر

قحط آدم زاد افتادہ آلہی در جہاں ؛
ہیچ شخصے نیست کامل ہم ز خورد و ہم کلاں
آدمیت نیست اندر ہر کس این ناکساں
صورت انسان لیکن خوئے ایشاں چوں سگاں
بیخبر از قول و فعل اصفیائے کاملان ؛
پا در آب و گل نہادہ این ہمہ مثل خراں
تازیانہ پُر ادب گر ساق ایشاں را زدند ؛
مے زجیبا ند گشتے از جہول این ظالماں
بندگانِ مرد خدا را این سگاں عوعو کنند
بد نہاد و بد سرشت و بد زبان و بدگمان
نور خورشید آلہی مے درخشد تحت و فوق ؛
یمن و لیسر و قبل و بعد و در زمین و آسمان
گر نشان نور زاد جوئی تمام مر ترا ؛
مے درخشد چوں قمراں از منار قادیاں
آں امام الوقت مست و پیشوائے راہ حق
رہنمائے دین احمد ہادی دورِ زماں ؛
وسم او اسم مبارک ابنِ مریم مے نہند
آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں

[illegible]

دیگر

السلام اے مہدی فرخندہ فال ؛
السلام اے صاحب الوقت و حال
السلام اے رہنمائے راہ حق ؛
السلام اے ہادی ذو المجد و عال
والسلام والصلوٰۃ ہم درود ؛
بر تو بادا اے صاحب عز و جلال
واز خدائے ذو الکرم حق آمدست
باطلاں رسوا شدہ از انفعال
ان جاء الحق و زہق باطل
ان باطل کان زاھق فی الزوال
مبطلاں در رنگ شیطاں آمدند ؛
حق پسنداں صبغۃ اللہ الفعال
سر نگون و خیرہ شد لیلا لوی ؛
سر بلند و ہوشیار آن اہل حال
تبتی از کوہ در آمد سرنگوں ؛
قادیانی در رسیدہ پر جمال
این زظلمت زاد غا ابیار گو
آں محمد و خوش زباں شیریں مقال
این ہمہ چوں تودۂ گل آمدند ؛
آں یکے پُر نور و روشن چوں ہلال
این ہمہ چوں خر نہادہ پا بگل
آں نشستہ بر براق ذو الجلال
این ہمہ خبیثاں چوں سگ شدند
آں چو انساں پُر ز دانش و کمال
بوئے از باغ محبت نشنوند ؛
در مشام پنبہ کردہ از ملال
قایل آں مہدی ملت نیند ؛
صوت منکر مے کشند این خرمثال
بر سر دنیائے جیفہ مے جہند
مے نما گمند این تمام اہل ضلال
والسلام الف الف و السلام ؛
من عتیق عاجزی کم حال

نعتِ شریف

† یہ ایک کشف کیطرف اشارہ ہے جو سُرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔ ایڈیٹر

شیشۂ دل صاف صاف اب حق نما ہونے کو ہے
عاشق روئے محمد با خدا ہونے کو ہے

دل مرا اپنے سے باہر یا جدا ہونے کو ہے
یہ گذر گا مخدا اب یا خدا ہونے کو ہے

کشتیٔ عمر رواں اب آشنا ہونے کو ہے
ناخدائے روح انساں با خدا ہونے کو ہے

فتح باب دین ہو گا جب ہوا کسر الصلیب
وعدۂ معہود ربی اب وفا ہونے کو ہے

کل مذاہب پر ہوا دین الٰہی کا ظہور
ظلمت کفر اٹھ گئی کشف الدجیٰ ہونے کو ہے

حضرت خیر الامم کیسے عظیم الخلق ہیں
کافروں سے تو جفا۔ اپنے وفا ہونے کو ہے

لات و عزیٰ گر گئے۔ اور کعبۃ اللہ بن گیا
مجھکو شوق دیدن ام القریٰ ہونے کو ہے

یا محمد لطف ہے اسم مبارک میں یہ کیا
ہر زباں نام سے صل علیٰ ہونے کو ہے

نور بادہ سے سوز جام جسم ہو جلد تر
مجلس مولود احمد ساقیا ہونے کو ہے

یا عشیق کل شیٔ ھالک الا وجہہ
یعنے دایم ہے وہی جو بالقا ہونے کو ہے

راقم
خاکسار خواجہ عبد الستار عشیق قصوری

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

اس میں کچھ بیان ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقھم ذلۃ آج پوری ہو گئی۔ اس پیشگوئی کا حاصل مطلب یہی تہا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلت پہنچائی ہے اُسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچیگی اور ضرور پہنچیگی کوئی اُسکو روک نہیں سکتا۔ سو وہ ذلت فریق ظالم کو پہنچ گئی۔

آج میں اُس خدائے قادر قدوس کے ہزار ہزار شکر کے بعد جو مظلوموں کی فریاد کو پہنچتا اور سچائی کی حمایت کرتا۔ اور اپنے پاک کلمات کو پورے کرتا ہے۔ عام مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر یہہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ جو میں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے مقابل پر اُس کی بہت سی گالیوں اور بہتانوں اور دجال کذاب کافر کہنے کے بعد اور اُس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اُسنے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعے سے میری نسبت کی تہی۔ ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو لکہا تہا۔ اور اُس میں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہہ الہام تہا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقھم ذلۃ۔ یعنے جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اُسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچیگی۔ سو آج یہہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو گئی۔ کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تہی۔ اور میرا نام کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد رکہا تہا۔ اور یہی فتوے کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکہوایا۔ اور اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکہوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندی بہتان میرے پر اور میرے گہر کے لوگوں پر لگائے۔ سو اب یہی فتوے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اُسکی نسبت دیدیا۔ یعنے یہہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور کافر اور بدعتی۔ اور اہل سنت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس فتوے کا باعث یہہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہہ ظاہر کر رکہا تہا کہ وہ اُن کی طرح اُس مہدی موعود کا منتظر ہے۔ جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا۔ اور کافروں سے لڑیگا۔ اور مسیح موعود اُسکی مدد کے لئے اور اُس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتہہ بٹانے کے لئے آسمان سے اُترے گا۔ اور اُس نے علماء کو یہہ بہی کہا تہا کہ پہلے میں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تہا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ مگر مینے اب اس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئیگا۔ اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑیگا۔ اور اُس کی تائید کے لئے عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اُترینگے۔ تا دونوں ملکر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں۔ یہہ اعتقاد اسوقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پہیلانے کے لئے ظاہر کیا تہا جبکہ اُسنے میری کافر ٹہرانیکے لئے ایک فتوے لکہا تہا۔ اور بیان کیا تہا کہ یہہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اُسکی لڑائیوں سے منکر ہے۔*

لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی۔ تو اُسنے پوشیدہ طور پر** ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شایع کی جسمیں اُسنے گورنمنٹ کو اپنا یہہ احسان جتلایا ہے کہ میں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جسکے مسلمان منتظر ہیں۔ اور وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں جنمیں اُس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اُس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہو گئی۔ اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنیکے بارے میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو یہہ سناتا ہے کہ میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اسکے بارے میں ایک استفتاء لکہا اور فتوے لینے کے لئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اُس کے اُستاد نے بہی وہ استفتاء پڑہکر اُسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجال ٹہرایا جیسا کہ مجہے ٹہرایا تہا۔ اور اُسی طرح ذلت کے الفاظ اُسکی نسبت لکہے۔ جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکہے تہے۔ سو وہ اُسی طرح ذلیل کیا گیا۔ جیسا کہ اُسنے پہلے فتووں سے مجہے ذلیل کیا تہا۔ سو اس طرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہہ سچ ہے کہ میں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا۔ کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہیگا۔ اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا میں قایل ہوں جو اُس خونریزی میں شریک ہوگا اور مینے دلایل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہہ اعتقاد خونی مہدی اور ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا سراسر جہوٹ اور لغو اور بے اصل ہے۔ اور قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ یہہ منافقانہ کاروائی ہے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچہہ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچہہ کہتا رہا۔ کامل وجہ پر اُسکی ذلت ہو گئی ہے۔ اور مولویوں کی طرف سے وہ بڑے خطاب بہی اُسکو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اُسنے مجہے دیئے تہے۔ یعنے ہر ایک نے اُسکو کذاب اور دجال سمجہہ لیا ہے

* اصل عبارتیں مفصل اشتہار میں درج کی گئی ہیں جو عنقریب شایع ہوگا۔ منہ

** یہہ شخص یعنے محمد حسین اپنے تئیں اہلحدیث علماء کا سرگروہ اور ایڈیکیٹ ظاہر کرتا ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ جو گروہ کا اعتقاد ہو وہی سرگروہ کا ہو۔ چنانچہ وہ خود بہی رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ - جلد ۱۲ میں مہدی خونی کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ منہ

رہا یہہ امر کہ اب گورنمنٹ عالیہ اسکی نسبت کیا رائے رکہتی ہے سو ہماری دانا گورنمنٹ اصلیت تو جہہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جسنے گورنمنٹ کے سامنے یہہ جہوٹ بولا کہ میں یہہ کارروائی کر رہا ہوں کہ خونی مہدی کے آنیکے خیالات لوگوں کے دل سے مٹا دوں - اور مولویوں کو یہہ لکہہ لکہہ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی فاطمہ کی اولاد کو ضرور آئیگا - اور کہتا رہا کہ جو شخص یہہ اعتقاد چہوڑتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے. ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے؟ اور کونسا فائدہ اسکے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے؟

پہر دوسری خیانت جو اسکی ذلت کا موجب ہے یہہ ہے کہ اسنے گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ میں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجہتا. کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے - اور پہر اپنی اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۸ صفحہ ۱۴۳ - سطر ۶ میں میری مخالفت کے لئے مسلمانوں کو یہہ تعلیم دی ہے کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں ان سے استغنا موجب کفر ہے - اب اس جگہہ اسنے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا - اور انگریزوں کی سلطنت کی نسبت اسی صفحہ میں یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ اُن کی اطاعت پولٹیکل نظر سے یعنے محض منافقانہ طور پر اور مصلحت وقت کے لحاظ سے کرنی چاہئیے - مگر مذہبی نظر سے یعنے دلی اخلاص سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے؛" اس تقریر میں اُسنے یہہ خیانت کی ہے کہ جو مذہبی آزادی اور جو مذہبی فوائد ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں - ان سب کا انکار کر دیا ہے اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے اور یہہ نہیں سوچا کہ سکہوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرایض روکے گئے تہے اور مذہبی احکام کے بجا لانے میں ہر وقت جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تہا - یہانتک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تہے.

اُسوقت سلطان روم کہاں تہا؟ آخر انگریز ہی تہے جو ہمارے چہوڑانے کے لئے عقاب کی طرح دور سے آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی - یہہ بڑی بدذاتی ہوگی کہ ہم اس سے انکار کریں کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے دینی فائدہ ہمیں کچہہ بہی نہیں پہنچا ہے بلکہ سلطان روم سے زیادہ پہنچا ہے - اس گورنمنٹ کے آنے سے ہم اپنے فرایض مذہبی آزادی سے ادا کرنے لگے - ہمارے مذہبی مدرسے کہل گئے - ہمارے واعظ خوب تسلی سے وعظ کرنے لگے جبکہ کسی وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے اکثر خون ہو جاتے تہے صدہا مسلمان اسی وجہہ سے قتل کئے گئے - بلکہ آگ میں جلائے گئے - اور وہ بلدوں کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے - اب انگریزی عملداری کا جہنڈا ہمارے ملک میں کہڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے - ہزارہا دینی کتابیں شایع ہو گئیں اور مسلمانوں نے اعلےٰ درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی - اور ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اسکی تلاش کرنا عبث ہے. اب کسقدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی کہ ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کی رو سے ہمیں کرنا لازم ہے - کیا یہہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا؟ ہرگز سچ نہیں - پہر محمد حسین کا یہہ قول کہ وہ یہہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے. کسقدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے - وہ لکہتا ہے کہ ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولیٹیکل نظر سے کرتے ہیں - اور ورنہ دینی حمایت اُن کی طرف سے کچہہ بہی نہیں - یہہ سب سلطان کی طرف سے ہے" یہہ دونوں فقرے اسکے ایسے بُرے اور گندے اور فتنہ انگیز ہیں کہ اگر میرے مونہہ سے بہی نکلتے تو میں ضرور اپنے اوپر فتوے دیتا کہ میں نے سرکار انگریزی کے بیشمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکر گذاری اور نمکحرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے - ان لوگوں نے اسی بنا پر مجہے کافر ٹہہرایا تہا جبکہ میں نے سلطان روم کے مقابل پر گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کو ترجیح دی تہی جس کی نسبت سید احمد خان صاحب کے سی - ایس - آئی نے اپنے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ معہ تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء میں میری گواہی دی تہی.

اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ حیادار آدمی کے لئے یہہ ذلت بہی کچہہ تہوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جہوٹ بولا اور اپنی قوم سے بہی اپنی نسبت کافر اور کذاب اور مفتری کا فتوے سنا. سو بالشبہہ وہ الہامی پیشگوئی اُس پر پوری ہو گئی........ جس میں لکہا تہا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلت دیکہیگا جو اُسنے فریق مظلوم کی کی - اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتوے لکہا ہے جس میں مولوی نذیر حسین محمد حسین کا استاد بہی شامل ہے. لکہتا ہوں اور ناظرین پر اسبات کا انصاف چہوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو غور سے پڑہکر خود گواہی دیں کہ خدا تعالےٰ نے کیسے وہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں کے مونہہ سے نکالے - جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تہے - اور یہی معنے اس الہامی فقرہ کے ہیں کہ جزاء سیئۃ بمثلہا - منقول فتوے شامل ہذا ہے

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۳۰ ر جنوری ۱۸۹۹ء

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئیگا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا - اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا. جیساکہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے - اور اس جمہوری عقیدہ کو جسپر تمام اہلسنت دلی یقین رکہتے ہیں سراسر لغو اور بیہودہ سمجہتا ہے - اور ایسا عقیدہ رکہنا ایکقسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اسکو اہلسنت میں سے اور راہ راست پر سمجہہ سکتے ہیں - یا وہ کذاب اور اجماع کا چہوڑنے والا اور ملحد اور دجال ہے. بینوا توجروا.

المرقوم ۲۹ ر دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ رشعبان المبارک سنہ ۱۳۱۶ھ

السایل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد عافاہ اللہ واید

الجواب

(۱) جو شخص عقیدہ ثابتہ مسلمہ اہلسنت وجماعت سے خلاف کرے تو وہ صریح اور بیشک اس آیت کریمہ کے وعید کا مستحق ہے.

قال عز من قایل و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جہنم - و ساءت مصیرا

قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد و ابو داؤد

قال صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجۃ

قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی - اور جمہور اہلسنت اسپر متفق ہیں

کہ مہدی علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لاوینگے۔ اور بنی فاطمہ سے ہونگے۔ اور انکے ہاتھ سے دین غالب ہوگا۔ اور ظاہری باطنی خلافت کریگا۔

حررہ عبدالحق الغزنوی تلمیذ مولوی عبداللہ غزنوی

(۳) ارباب مہدی موعود و نزول عیسے ابن مریم رسول اللہ وخروج دجال اکبر احادیث متواترہ وارد اند۔ و بریں است اجماع اہلسنت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر و مخالف اہلسنت وجماعت مبتدع وضال و مضل است۔ فقط

عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما

(مہر)

(۴) اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ایسا شخص جس کا ذکر سوال میں مندرج ہے مبتدع اور دایرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔ کما حررہ المجیب مولانا عبداللہ الغنی ابومحمد زبیر غلام رسول الحنفی والقاسمی عفی عنہ

(۴) جو کچھ مولوی عبدالحق صاحب نے جواب میں لکھا ہے میرا اس سے اتفاق ہے۔ ایسے آدمی کے ملنے والوں سے پرہیز چاہیے ونشست برخاست ترک کرنی چاہیے

احمد اللہ عفی عنہ امرتسری (مہر)*

(*یہ مہر انجمن تائید الاسلام امرتسر کی ہے جسکے ممبر ۳۰۰ کے قریب علماء اور رئیس وغیرہ ہیں۔)

(۵) علمائے عظام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور السوال ضال اور مضل ہے اور اہلسنت سے خارج ہے

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور

بقلم خود

(۶) امام مہدی علیہ وعلی آبائہ الصلوۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دنیا کو عدل وانصاف سے پُر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ اور جمہور امت نے اُسے تسلیم کیا ہے۔ اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعۃ سے انحراف کرنا ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تذھب الدنیا حتے یملک العرب رجل من اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی وابوداؤد وفی روایۃ لہ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتے یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اھلبیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا ہ

مشکوۃ شریف قال العلامۃ التفتازانی فی المقاصد قد وردت الاحادیث الصحیحۃ فی ظہور امام من ولد فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا یملاء الدنیا قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المذنب مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

(۷)* یہ شخص مذکور سوال مفتری کذاب وضال ومضل وخارج اہلسنت سے ہے۔ الراقم سید محمد نذیر حسین بقلم خود (مہر)

(۸) الجواب صحیح وصواب

محمد یعقوب

(۹) جو عقیدہ خلاف اہلسنت والجماعت ہو وہ اہل اسلام کے نزدیک کسطرح معتبر ہوسکتا ہے۔

فقیر حشمت العلی عفی اللہ عنہ

(مہر)

(۱۰) صح الجواب

حمزۃ النقوی الدہلوی غفرہ اللہ القوی

مہر سید محمد عبدالسلام غفرلہ

مہر سید محمد ابوالحسن

مہر محمد عبدالغفار ابولیسار

مہر ابوالحسن محمد اسمعیل

مہر خلیل الرحمن المنان غفرلہ

* (یہہ مواہیر دہلی کے علماء کی ہیں۔)

(۱۱) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے اور احادیث نبی صلعم کا منکر ہے۔

العبد النحیف محمد وصیت علی مدرس مدرسہ حسین بخش صاحب (مہر)

(۱۲) اصاب من اجاب محمد شاہ عفی عنہ (مہر)

(۱۳) جو شخص کہ احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے انکار کرے۔ اُس کی ضلالت اور گمراہی میں کچھ شک نہیں کیونکہ سینکڑوں حدیثوں سے امام مہدی علیہ السلام کا آنا اخیر زمانہ میں ثابت ہے اور یہہ شخص کذاب اور دجال ہے۔

فقط محمد یونس مدرس مدرسہ مولوی عبدالاحد صاحب

(مہر)

(۱۴) الجواب صحیح۔ فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

(مہر)

(۱۵) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ عبدالغفور مدرس مدرسہ حسین بخش (مہر)

* یہ مہر ... اور ... انجمن حمایت الاسلام لاہور اور سیکرٹری انجمن ... [illegible]

(۱۶) جو شخص حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود باجود کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسے مغشوش الرائے یاوہ گو، عبدالدنیا کے کلام کا اعتبار نہیں۔ ایسا شخص منکر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اُسکا مقام نار ہے۔

محمد عبدالغنی

(۱۷) واقعی یہہ شخص مخالف حدیث نبوی کے عقیدہ رکھتا ہے ایسے شخص کا مقام بلاشک نار ہی۔ کیونکہ یہہ فعل اہل بدعت کا ہے

محمد ہدایت اللہ عفی عنہ

(۱۸) جو شخص امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔ وہ گمراہ ہے۔ اور احادیث صحاح کا منکر ہے۔ مثلاً ترمذی وغیرہ میں یہہ حدیثیں موجود ہیں۔ عبداللہ خان کہرالونی بقلم خود

(مہر)

(۱۹) الجواب الصحیح واقعی حدیث نبوی صلعم کا منکر ہے۔ اور ایسے عقیدہ کا شخص کذاب لوگوں میں سے ہے۔

مولوی محمد عبدالرزاق خلف حاجی خدا بخش المتخلص ناچیز۔ ساکن قصبہ خورجہ ضلع بلند شہر

(۲۰) الجواب اقول وباللہ التوفیق معلوم ہو کہ انکار ظہور امام مہدی سے جیسے احادیث میں ہے اور سلفاً وخلفاً اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے صرف ضلالت اور گمراہی ہے اور یہہ انکار کسی دجال کا کام ہے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم دستخط الراقم عبدالعزیز عفی عنہ لودہیانوی

امام الزمان کی ڈایری

یکم جنوری ۱۸۹۹ء } الحمد للہ حضرت اقدس مع جمیع خدام ومخلصین مقیم قادیان بخیریت ہیں

حسب معمول نماز پنجگانہ باجماعت ہوئی۔ قبل از نماز عشاء حضور نے فرمایا کہ رات یعنے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کی شب کو الہام ہوا "السہیل البدری"۔ پہر فرمایا کہ سہیل وہ ستارہ ہے جسکو ولد الزنا کش بہی کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو تکونی کیڑے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ ابوالفضل نے اسی ستارہ کی نسبت لکھا ہے۔ ع

ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی

پہر اور امور کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور تین آدمی داخل بیعت ہوئے اور پہر نماز عشاء ادا کی گئی۔ اور مع الخیر تشریف لیگئے

۲ر جنوری ۱۸۹۹ء } خدا کا فضل ہے کہ حضرت امام ہمام مع جمیع خدام مع الخیر بشاش ہیں۔

حسب معمول پنجگانہ نماز باجماعت ہوئی - ۸ بجے دن کے آپ ایک کثیر التعداد احباب کو ہمراہ سیر کو تشریف لے گئے - اثنائے راہ میں فرمایا کہ یہہ تکالیف اور ایذا ئیں جو مخالف کبھی بدزبانیوں کے رنگ میں - اور جھوٹ اور افترا سے بھرے ہوئے اشتہاروں کے ذریعے - اور کبھی گورنمنٹ اور حکومت کو خلاف واقع اور محض جھوٹی باتیں بیان کرنے سے بدظن کر کے ہم کو پہنچاتے ہیں اگر ہماری اپنی ہی ذات تک محدود اور مخصوص ہوتی ہیں تو خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہم کو ذرا بھی خیال نہ ہوتا کیونکہ ہم تو قربانی کے بکرے کی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت تیار ہیں - مگر اسکا اثر ہماری قوم پر پہنچتا ہے - اور بعض لوگ ابھی ایسے کمزور بھی ہیں - جو ابتلا برداشت نہیں کر سکتے - اسلئے ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ ان کل حالات کو چھاپ کر گورنمنٹ کے پاس بھیجدیں - کیونکہ اگر ہم خاموش رہیں تو ادہر مخالف ریشہ دوانیاں کرتے ہیں - پہر اسکا اثر اچھا نہیں پڑتا - چونکہ ہمارے دل صاف ہیں - اور ہم بدباطن لوگوں کی طرح نفاق - اور مداہنت سے کام نہیں لیتے - اسلئے ہم کو کامل امید ہے کہ یہہ رسالہ کشف الغطاء گورنمنٹ عالیہ کو ہمارے حالات اور ہمارے تعلیمات سے اطلاع دیگا - اور ہمارے ہر دوست کیلئے بطور سارٹیفیکٹ کے دیگا - آج بھی دو آدمیوں نے بیعت کی۔

۳ر جنوری ۱۸۹۹ء } الحمد للہ! آج بھی خدا تعالیٰ کے بے انت احسانوں سے امام صاحب اور حضور کی پاک جماعت نے حصہ لیا اور شکر گذاری کے سجدے کئے - چند روز پیشتر سے محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کسی مصلحت سے مہدی کے انکار پر کوئی مضمون کبھی لکھا تھا - مگر اپنے ہم پیشہ مولویوں کے سامنے اس مسئلہ سے رجوع کا اقرار کیا - اور یہہ اقرار ضروری تھا - ورنہ وہ ان کا گروہ اور ایڈووکیٹ کیونکر ہو سکتا تھا - بہر حال محمد حسین کی انگریزی فہرست اتفاقاً مل گئی تھی جسمیں گورنمنٹ کے سامنے اس خدمت کا گویا احسان جتلایا تھا - اسپر حضرت عزیز جماعت نے ایک استفتاء تیار کیا ہوا تھا - کہ جو شخص مہدی خلیفۃ اللہ کے آنے کا انکار کرے - اُسکے حق میں علماء دین متین کیا فتوے دیتے ہیں - ڈاکٹر محمد اسمعیل صاحب گوڑیانی یہہ استفتاء لیکر - امرت سر - لاہور - دہلی گئے تھے - چنانچہ آج وہ فائز المرام واپس آئے - اور علماء نے ایسے شخص کی تکفیر کا فتوے دیا - الحمد للہ! آج حضرت اقدس کی اکتوبر نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار والی پیشگوئی بالکل پوری ہو گئی اور جزاء سیئۃ بمثلہا کا الہام سچا ثابت ہوا - اب اس پیشگوئی کا انکار کرنا عقلمندی نہیں - اور ایسا ہی آیندہ انتظار خلاف دانشمندی و الحمد للہ علیٰ ذلک۔

۴ر جنوری ۱۸۹۹ء } کل مقدمہ کی تاریخ ہے اسلئے گورداسپور جانے کے لئے آج ہی روانہ ہونا مناسب سمجھا گیا تھا - بعد نماز ظہر حضرت اقدس نے نو آدمیوں کو ساتھ جانے کا حکم دیا۔ حضور تو پالکی میں بیٹھکر براہ راست گورداسپور روانہ ہوئے - اور باقی مخلصین جنکو حکم ہوا تھا براہ بٹالہ روانہ ہوئے - خدا تعالیٰ کا کمال احسان ہے کہ امام صاحب اور خدام حضور بہمہ وجوہ شادان و فرحاں ہیں۔

۵ر جنوری ۱۸۹۹ء } آج گورداسپور میں نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑہی گئی - احباب سچے اخلاص اور محبت کے جوش میں لودہیانہ کپورتھلہ - امرت سر - لاہور - شملہ - جموں - بدوملی وغیرہ مقامات سے آگے جمع ہو گئے تھے - اور جماعت میں سو کے قریب آدمی شامل ہوئے - بعد نماز صبح مولوی قطب الدین صاحب بدوملی نے مندرجہ ذیل اعتراض کیا۔

(سوال)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کتفین مبارک کے درمیان جو مہر نبوت بتلائی جاتی ہے - لوگ کہتے ہیں کہ رسولی کی طرح تھی - اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

(تقریر حضرت اقدس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے متعلق جو اعتراض کیا جاتا ہے ہمارے خیال میں یہہ ایک فروعی بات ہے - مگر میں یہہ بات اپنے سچے جوش اور اخلاص سے کہتا ہوں کہ میرا ایمان یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نشان نبوت کو رسولی وغیرہ الفاظ سے نسبت دینا ایک مومن اور سچے مسلمان کا کام نہیں - یہہ گستاخی اور شوخی ہے جو کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے - ہم کو ایسے معاملات میں زیادہ تفتیش اور چھان بین کی ضرورت نہیں کہ وہ مہر نبوت کیا تھی؟ اور کیسی تھی؟ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے بیشمار نشانات بین اور واضح طور پر رکھے تھے - اُن میں سے ایک مہر نبوت بھی تھی اصل بات یہہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ہی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے - ہلال کا وجود ایک تاریکی میں ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے کمال کو پہنچ کر بدر بنجاتا ہے - تو وہ بدر اپنی پہلی حالت ہلال کا مثبت اور مصدق ہو جاتا ہے - پس یقیناً سمجھو کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو پہلے نبی اور انکی نبوتوں کے پہلو مخفی رہتے - اب سوچو اور بتلاؤ کہ کیا موجودہ اناجیل سے انسان طریق توحید کا پتہ لگا سکتا ہے - یہہ کیسی حیران کرنے والی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کا نبی اُسکی توحید کو قایم کرنے آیا کرتا ہے یا اپنی خدائی منوانے؟ پس اب موجودہ انجیل نے یہی نہیں کہ طریق توحید کو گم کیا - بلکہ ساتھ ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کو اُڑا دیا - اور چہ جائے کہ وہ خدا یا ابن خدا بنتے - اون کو نبی کے درجہ سے بھی گرا کر معاذ اللہ بہت بُرے درجہ کا آدمی بنادیا - مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات نے آکر اُن کی تعلیم کو زندہ کیا - اور خود مسیح کی اپنی ذات اور وجود کے لئے مسیحائی کی کہ اُس کو مُردوں سے نکالکر اُس زندگی میں داخل کیا جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور رسولوں کو دیجاتی ہے - تعلیم وہی کامل ہو سکتی ہے جو انسانی قوائے کی پوری مربی اور متکفل ہو نہ یہہ کہ ایک ہی پہلو پر واقع ہوئی ہو - انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ وہ کیا کہتی ہے - اور اُسکے بالمقابل قوائے کیا تعلیم دیتے ہیں انسانی قوائے اور فطرت خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے پس اُسکی قولی کتاب جو کتاب اللہ کہلاتی ہے - یا اُسے تعلیم الٰہی کہو اُسکی ساخت اور بناوٹ کے مخالف اور متضاد کیونکر ہو سکی؟ اسی طرح اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو انبیاء سابقین کے اخلاق - ہدایات - معجزات اور قوت قدسیہ پر اعتراض ہوتے مگر حضور نے آکر اُن سب کو پاک ٹھہرایا - اسلئے آپ کی نبوت کے نشانات سورج سے زیادہ روشن ہیں - اور نہایت اور بیشمار ہیں - پس آپکی نبوت یا نشانات نبوت پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی دن چڑہا ہو - اور کوئی احمق نابینا کہدے کہ یہہ تو رات ہے - میں پہر کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب تاریکی ہی میں رہتے - اگر ابتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے ایمان تباہ ہو جاتا اور زمین لعنت اور عذاب الٰہی سے تباہ ہو جاتی - اسلام شمع کی طرح نور ہے جسنے دوسروں کو بھی تاریکی سے نکالا ہے - توریت کو پڑہو تو بہشت اور دوزخ کا پتہ ہی ملنا مشکل ہو جاتا ہے - انجیل کو دیکھو تو توحید کا نشان نہیں ملتا - اب بتلاؤ کہ اسمیں تو شک نہیں کہ یہہ دونوں کتابیں

٭ درین چه شک ہے حضور کا ارشاد ہے ؎ کے باید مرا یک ذرہ عزت ہائے این دنیا ÷ منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را ÷ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہیں اور ہیں۔ لیکن انہیں کونسی روشنی مل سکتی ہے [illegible] کیلئے معلوم ہے وہ اسلام ہی میں ہے۔ توحید ہی کو دیکھو کہ جہاں سے قرآن کو کہولو وہاں ایک شمشیر برہنہ نظر آتی ہے کہ شرک کی جڑ کاٹ رہی ہے ایسا ہی نبوت کے تمام پہلو ایسے صاف اور روشن نظر آتے ہیں کہ [illegible] ختم نبوت کے دلایل سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں تک دلایل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جسکو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اسکے بعد ملحدوں کی طرح نکتہ چینی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے ہر بات میں تعینات ہوتے ہیں۔ اور اُن کا سمجھنا معرفت کاملہ اور [illegible] پر موقوف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ایمان اور عرفان کی تکمیل ہوئی۔ دوسری قوموں کو روشنی پہنچی۔ کسی اور قوم کو متین اور روشن شریعت نہیں ملی۔ اگر ملتی تو کیا وہ عرب پر اپنا کچھ بھی اثر نہ ڈال سکتے۔ عرب سے وہ آفتاب نکلا کہ اس نے ہر قوم کو روشن کیا۔ اور ہر بستی پر اپنا نور ڈالا۔ یہہ قرآن کریم ہی کو فخر حاصل ہے کہ وہ توحید اور نبوت کے مسئلہ میں کل دنیا کے مذاہب پر فتحیاب ہو سکتا ہے۔ یہہ فخر کا مقام ہے کہ ایسی کتاب مسلمانوں کو ملی ہے۔ جو لوگ حملہ کرتے ہیں۔ اور تعلیم صداقت اسلام پر معترض ہوتے ہیں وہ بالکل کور باطنی اور بے ایمانی سے [illegible]۔ مثلاً کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور مرد ہے ان معترضین سے جو ہمکو یہہ دکھلا سکے۔ کہ قرآن کہتا ہے ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہہ ایک سچی بات ہے۔ اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلاً عورت اندھی ہو گئی یا کسی اور خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہو گئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی۔ اور مرد از راہ ہمدردی یہہ بھی نہیں چاہتا کہ اُسے علیحدہ کرے۔ یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بداخلاقی کو ترقی نہ ہوگی؟ پھر اگر کوئی مذہب یا شریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی مؤید ہے۔ لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کو نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ خاندان میں بہت سی [illegible] اور کشت و خون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں اسلئے کہ اولاد پیدا کرے۔ بلکہ ایسی صورتیں ہیں کہ نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دیدیتی ہیں۔ پس حقیقت غور کرو کہ یہہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئیگا۔ عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے۔ کیونکہ اُن کے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے۔ تو پھر اُن کو اثبات کا جواب دینا مشکل ہوگا کہ اُن کے الہام خدا کے الہام کیونکر ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جایز نہیں رکھتے علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو بیان ہی نہیں کیا گیا۔ لندن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہو گیا کہ دوسری عورت نکریں۔ پھر اسکے نتایج خود دیکھہ لو کہ لندن - اور پیرس میں عفت اور تقوے کی کیسی قدر ہے ایسا ہی دوسرے مسائل غلامی اور جہاد پر بھی اُن کے اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ توریت میں ایک لمبا سلسلہ ایسی جنگوں کا چلتا ہے۔ حالانکہ اسلام کی لڑائیاں ڈیفنسو (دفاعی) تھیں۔ اور وہ صرف دس سال رہیں اور ختم ہو گئیں میں دعوے سے یہہ کہتا ہوں کہ یہہ مسائل اُن کی کتابوں میں نکال سکتا ہوں - اور ایسے ہی میرا دعوے ہے کہ تمام صداقتیں قرآن کریم میں موجود ہیں - اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں ہیں اُسے نکال کر دکھانے کو تیار ہوں - اسلامی شریعت نے وہ مسایل لئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے لئے مطلوب ہیں اور جو ہر پہلو سے اُسکے قویٰ کی تربیت کرتی ہیں اُن پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اسلام کو جو اعتراض غیر مذاہب پر ہیں وہ اُن کا جواب نہیں دے سکتے۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ بڑی باتوں کو استخفاف اور استہزا کی نظر سے نہ دیکھیں۔ استہزا سے کفر کا اندیشہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا ادب اور خوف ہونا چاہئیے۔ ہر ایک عارف ان باتوں کے ہزارہا جواب دے سکتا ہے کیا ہم چہروں میں ایسی علامات نہیں ہوتیں۔ جنکو دیکھکر ہم ایک سعید اور شقی - بدمعاش اور خوش اطوار میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور پہچان لیتے ہیں ٭ ٭ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپکو دیکھکر کہا کہ یہہ جھوٹوں کا مونہہ نہیں۔ اب وہ کونسا نشان تھا جو جھوٹوں میں ہوتا ہے - اور آپ میں نہ تھا۔ ایک امتیاز تو تھا جسکو بصیرت والا انسان دیکھہ سکتا ہے۔ ایسا ابلہ اور احمق کون ہے - جو نیک اور بد کو چہرہ سے دیکھکر تمیز نہیں کر سکتا مومن کا چہرہ اور ہر عضو اسکو ایک امتیاز بخشتا ہے - اور اس کے با خدا ہونے پر دلالت کرتا ہے - پھر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت میں ایک خصوصیت ہو تو بتلاؤ اس سے کیا استبعاد لازم آتا ہے۔ سب کچھہ ممکن ہے - بالآخر یاد رکھو کہ یہہ ایک فروعی بات ہے - ہم کو ضرورت نہیں کہ ان باتوں میں پڑیں - اصول پر بحث ہونی چاہئیے۔ اصول کے اثبات پر فرع خود ہی ثابت ہو جاتی ہے - ایمان لانا ضروری ہے اسکی کیفیت اور کنہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ضروری نہیں۔ دشمن اگر گفتگو کرے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات پھر ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام وغیرہ امور ایمانی پر ایمان لانا ضروری ہے - اور ان سب باتوں کا ماننا اصول ہے - اور باقی امور ان پر متفرع ہیں - اور یہہ سب صفائی کے ساتھہ ثابت شدہ صداقتیں ہیں - تعلیم اسلام ایسی صفا ہے کہ ہر قوت کو اعتدال اور عین محل پر رکھتی اور تربیت کرتی ہے۔ اور عظیم الشان معجزہ ہے - ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دوسری تعلیمیں ایسی نہیں کسی کا ناک نہیں تو کسی کے کان نہیں ہیں۔ غرض وہ ناقص اور ادھوری ہیں - مکمل خلقت تعلیم اسلام ہی کی ہے توحید صفات باری تعالیٰ - نبوت اور اخلاق [illegible] تکمیل نفس وغیرہ ضروری امور جنکا انسان محتاج ہے - وہ ایسے کامل اور روشن طور پر بیان ہوئے ہیں کہ ان میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں پڑتی۔ باقی امور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کھاتے تھے۔ کتنے بڑے نوالے لیتے تھے؟ ان جھگڑوں میں پڑنے کی مومن کو کیا ضرورت ہے؟ مدار نجات ان باتوں پر نہیں ہے - ایسی باتیں جو اثر کے طور پر لکھی گئی ہیں۔ اگر وہ نبوت حقہ کے خلاف نہیں بلکہ مشابہ ہیں تو ایمان لائیں۔ ورنہ تاویل کریں۔ کچھہ ضرورت نہیں کہ ہم چھان بین کرکے لمبی اور فضول بحثوں میں پڑیں

ختم نبوت کے متعلق میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنے یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا۔ یہہ تو موٹے اور ظاہر معنے ہیں۔ دوسرے یہہ معنی ہیں کہ کمالات نبوت کا دایرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ یہہ سچ اور بالکل صحیح ہے کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا۔ اور نبوت ختم ہو گئی - اس لئے

الیوم اکملت لکم دینکم کا مصداق اسلام ہوگیا۔ غرض نشانات نبوت ہیں۔ ان کی کیفیت اور کنہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم دل صاف اور روشن ہیں۔ اور وہ ثابت شدہ صداقتیں کہلاتی ہیں)۔ ان باتوں میں مومن کو ضروری نہیں ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی مخالف اعتراض کرے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ بند نہ ہو تو ہم اس کو کہہ سکتے ہیں کہ پہلے اپنے جزئی مسائل کا ثبوت دے۔

الغرض مہر نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشان نبوت میں سے ایک نشان ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان مومن کو ضروری ہے۔

(اسکے بعد ایک اور سوال کیا گیا جسکا جواب حضرت اقدس نے دیا بوجہہ عدم گنجائش اسکو دوسرے اشیو پر ملتوی کرتے ہیں)

دس بجے حضرت اقدس مع احباب کچہری ضلع کی طرف تشریف لے گئے لوگوں کا اژدحام اور انبوہ اس کے مرجع خلایق ہونے کا ثبوت دیتا تھا۔ بارہ بجے تک حضور وہیں تشریف فرما رہے۔ ۱۲ بجے کے ساتھ ہی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے بلا کر اطلاع دی کہ مقدمہ ۱۱ جنوری ۹۹ء پر ملتوی ہوگیا ہے۔ حضرت اقدس نے مع احباب اسی میدان عدالت میں کہانا تناول فرمایا اور پھر مخلصین کی کثیر تعداد کے ہمراہ فرودگاہ پر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر و عصر ادا کی۔ ازاں بعد بندگان عالی مع چند احباب بسواری یکہ براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے۔ اور باقی خدام حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ کے ہمراہ بسواری ریل براہ بٹالہ دارالامان کو چلے۔

گورداسپور ریلوے سٹیشن کا نظارہ

دو بجے ریلوے سٹیشن گورداسپور پر حضرت اقدس کے خدام کی ایک کثیر تعداد بغرض روانگی جمع ہوگئی محمد حسین بٹالوی بھی چند آدمیوں کی ہمراہ پلیٹ فارم پر آپہنچے۔ اور یہہ جتلانے کے لئے کہ آپ ایک بڑے انفلوئنشل آدمی ہیں۔ ویٹنگ روم میں جا گھسے۔ کبھی اندر جاتے اور کبھی باہر آتے۔ غرض ادہر ادہر پہرتے رہے تہوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ بھی تشریف لے آئے۔ سٹیشن پر بعض عمائد اور مقامی حکام بھی کسی تقریب سے موجود تھے۔ مولوی نورالدین صاحب نے ان کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی جو حضرت اقدس کی صداقت پر مشتمل تھی اسکو تجربہ شدہ اور مشاہدہ میں آئی ہوئی

حیرت انگیز دلایل سے مدلل کیا۔ خود ہم سے ایک معزز افسر پولیس سے مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔ جبکہ ہمارے ایک دوست نے ان سے ہمکو انٹروڈیوس کرایا۔

(افسر پولیس)۔ ایڈیٹر صاحب! اصل بات کیا ہے؟

(ایڈیٹر الحکم۔ یعنے ہم)۔ جناب بندہ! اصل یوں ہے کہ یہہ تو ایک استمراری عادت اللہ ہے کہ جب کوئی کبھی کوئی مامور من اللہ یا بہلا آدمی دنیا میں آکر اہل زمین کی اخلاقی کمزوریوں اور روحانی بیماریوں کا علاج کرنا چاہتا ہے تو کوئی نہ کوئی انسان بالمقابل اوٹھکر اس پر نکتہ چینی کرتا۔ اور اس کی مخالفت کا شور مچاتا ہے۔ اور اس کی ہزارہا نظیریں دنیا میں موجود ہیں۔ ظلمت اور نور کا مقابلہ ہم رات دن دیکھتے ہیں چنانچہ میرزا صاحب نے بھی جب دنیا کی اصلاح کا بیڑا اوٹھایا تو ایسی طبیعتیں جو مخالفت حق کا مادہ رکھتی تھیں۔ مخالفت کے لئے جوش میں آئیں۔ اور اپنی ممکنہ طاقتوں سے انہوں نے کوشش کی کہ مرزا صاحب کو نیچا دکھائیں۔ مگر خدا جسکے ساتھ ہو وہ ذلیل نہیں ہوسکتا غرض مرزا صاحب کو ہر میدان میں کامیابی ہوتی رہی۔ چونکہ آپنے صرف اس مقدمہ کے متعلق استفسار فرمایا ہے میں اس لمبے سلسلے میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اول اول جو لوگ مرزا صاحب کے مخالف تھے محمد حسین بھی جو اسوقت ایک فریق مقدمہ ہے۔ مرزا صاحب کی تصدیق کی اور اپنے رسالجات میں اپنی ذاتی واقفیت اور علم کی بنا پر مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں راستباز اور خیر خواہ اسلام ثابت کیا۔ اور مخالف مولویوں کے مخول اور اعتراضوں کا مبسوط جواب دیا۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بھی ظاہر کیا کہ یہہ شخص یعنے مرزا صاحب اور اون کا خاندان ہمیشہ سے ارادتمند اور فرمان پذیر ہے بلکہ وہ خدمات اور خوشنودی مزاج کے پروانے بھی اپنے رسالے میں شایع کئے جو حضرت مرزا صاحب کے بزرگوں کو اس امداد کی وجہہ سے جو انہوں نے عین طوفان بے تمیزی یعنے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں دی تہی ملے تہے۔ الغرض ایک عرصہ تک وہ اون کا مصدق اور موید رہا۔ پہر بعض نفسانی خواہشوں کی وجہہ سے اسنے مخالفت کی اور آجتک مخالفت کر رہا ہے مرزا صاحب چونکہ شروع سے ایک گوشہ نشین اور خلوت گزین آدمی ہیں۔ انہوں نے ان باتوں پر جو مخالفوں کی طرف سے ہوتی رہیں ہمیشہ صبر کیا ہے۔ اس شخص نے جب مخالفت میں کامیابی نہ دیکھی اور دلایل و براہین سے غالب نہ آسکا۔ تو پہر اپنی تحریروں میں ایسے الفاظ استعمال کئے جو مرزا صاحب اور اون کے دوستوں کی ازالہ حیثیت عرفی تک پہنچے۔ چونکہ ادہر سے کوئی کارروائی نہ تہی۔ اسلئے اور لوگوں کو شامل کرکے پگڑی بازی کو حد تک پہنچایا۔ اور فحش حملے کئے گئے قوم کو تو اسلئے بہڑکایا کہ یہہ شخص مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی ہے۔ اور کسی خونی مہدی کا منکر ہے۔ اور اسطرح پر ایک فتویٰ طیار کرایا۔ جسمیں لکہا کہ مرزا صاحب واجب القتل ہیں۔ اور ان کے مال و اسباب اور بیویاں چہین لیجاویں وغیرہ وغیرہ اب آپ ہی خیال فرماویں کہ اس سے اصل غرض کیا تہی۔ ادہر گورنمنٹ کو باوصفیکہ خود مقر تہا کہ یہہ شخص گورنمنٹ کا وفادار اور عقیدت کیش خاندان کا ممبر ہے۔ یہہ بتلایا کہ وہ باغی ہے یا کیا کچہہ؟ ان ساری اذیتوں اور تکلیفوں پر بھی صبر کیا گیا۔ آخر میری معرفت ہمارے دوستوں نے چاہا کہ مرزا صاحب سے کہا جاوے کہ مباہلہ (جو مسلمانوں کے نزدیک حق و باطل کا الٰہی فیصلہ ہے جو ایک قسم کی دعا ہے) محمد حسین سے کریں۔ مرزا صاحب نے اپنے دوستوں کی اس درخواست کو منظور کیا اور فرمایا کہ محمد حسین سے منوالو۔ ہم طیار ہیں۔ غرض محمد حسین کو خطوط لکہے گئے۔ اور بذریعہ اخبار اطلاع دی گئی۔ آٹھ صد روپیہ تک سچے کے لئے انعام تجویز کیا۔ مگر کوئی جواب نہ دیا۔ اور کوئی جواب آیا تو ایک گندی گالیوں سے بہرا ہوا اشتہار۔ مرزا صاحب اگر چاہتے تو استغاثہ کرکے عدالت سے فیصلہ چاہتے۔ مگر انہوں نے خدا سے فیصلہ چاہا۔ اور دعا کی کہ اے اللہ! جھوٹے کو ذلیل کر۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے ذلیل کر وغیرہ وغیرہ تو پہر ان کو الہام ہوا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا۔ یعنے ظالم نے مظلوم کو جس قسم کی بدی پہنچائی ہے۔ اسی قسم کی ذلت پہنچیگی۔ غرض یہہ لفظ صاف ہیں سبب اصل محمد حسین نے مرزا صاحب کی تذلیل یوں کی تہی کہ یہہ شخص جاہل ہے۔ اور علوم عربیہ سے ناواقف ہے۔ گو اسکے بعد مرزا صاحب نے متعدد کتابیں نظم و نثر عربی میں لکہیں۔ مگر ان الہامات میں اتعجب لامری بہی ایک الہام تہا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک عالم آدمی جو اپنے علم و فضل پر نازاں اور غرہ ہو۔ اگر ایسی غلطی کہائے۔ جو ایک معمولی طالب علم بہی نہ کرسکے تو اسکی کتنی بڑی ذلت ہے۔ اسپر افسر موصوف نے فرمایا بالکل ٹہیک ہے

ہم نے اسپر کہا کہ التعجب لاھری کا الہام جب شایع ہوا تو محمد حسین نے یہہ اعتراض کیا کہ دیکہو خدا کا الہام بہی غلط ہوتا ہے التعجب من امری چاہیئے - اور اس غلطی کو بڑے شد ومد سے بیان کیا گیا ۔ اسپر جناب مرزا صاحب نے فی الفور بذریعہ اشتہار قواعد نحو کی رو سے اور اہل زبان کے کلام سے ثابت کیا کہ لِ جو التعجب کا صلہ ہے فصیح ہے ۔ من فصیح نہیں ۔ چنانچہ حماسہ مشہور شاعر کے پانچ شعر اور نحو کی کتابوں کی مثالوں سے - اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث اسلام سے ثابت کیا ۔ اور ایک مبسوط اشتہار فوہ حی خلعت کے عنوان سے شایع کیا اور ثابت کیا کہ یہہ پیشگوئی پوری ہوئی ۔ اب آپ خیال فرماویں کہ کیا یہہ جزاء سیئۃ بمثلہا ہے یا نہیں؟

(افسر پولیس) ہاں ہے ۔

(ایڈیٹر) ۔ پہر اس شخص نے سب سے بڑا زور مرزا صاحب کے فتوے کفر کی طیاری میں لگایا تہا ۔ چنانچہ شمالی ہندوستان میں پہرتا رہا ۔ اور فتوے کفر کو طیار کرایا - گو غیر مقلدین پر پہلے سے کفر کا فتوے تہا ۔ مگر اب اس رنگ میں بہی اس کو ذلت پہنچی تہی - چنانچہ محمد حسین کی ایک انگریزی فہرست جو ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اُسنے وکٹوریہ پریس لاہور میں طبع کرائی ۔ کسیطرح مسلمانوں کو مل گئی - جس میں گورنمنٹ کے سامنے اپنی خدمات کا اظہار کیا ہے - اور اپنے رسالہ کے حوالجات دیئے ہیں ۔ منجملہ ان باتوں کے ایک یہہ بہی ہے کہ مہدی کے آنے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہے ۔ (لفظ اور ہوں گے مطلب یہی ہے) حالانکہ اپنے آپکو طبقہ اہل حدیث کا سرگروہ بتلاتا ہے ۔ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے - اور اہل حدیث اس بات کو صحیح نہیں سمجھتے وہ خلیفہ مہدی کے قایل ہیں کہ وہ آئے گا ۔ بلکہ اسی بنا پر مرزا صاحب پر کفر کا فتوے دیا گیا ۔ القصہ وہ تحریر میرزا صاحب کے پاس پہنچی - جسپر انہوں نے استفتار تیار کیا ۔ اور اُن عالموں سے ہی فتوے حاصل کیا ۔ جنہوں نے مرزا صاحب کو کافر ٹہرایا تہا ۔ انہوں نے اُسکے حق میں بہی وہی فیصلہ دیا ۔ چنانچہ وہ فتوے یہہ ہے (فتوے دکہایا گیا) یہانتک کہ آپ دیکہتے ہیں نذیر حسین جو اسکا اُستاد اور شیخ الکل کہلاتا ہے - آپ دیکہیئے اُسکے دستخط بہی موجود ہیں

اس ذلت سے یہہ پیشگوئی بالکل پوری ہوگئی ۔ یہہ بات گورنمنٹ خود سمجھ لیگی کہ اس شخص کا وجود کیسا ہے - ایک طرف تو مہدی بننے والے کو کافر ٹھہراتا ہے - اور اُن مولویوں اور لوگوں کا امام اور سرگروہ بنتا ہے جو مہدی کے آنے کے منتظر ہیں کہ وہ آکر لڑائیاں کریگا ۔ دوسری طرف گورنمنٹ کو جتلاتا ہے کہ میں نے اس عقیدہ کو باطل ثابت کیا ہے ۔ یہہ کیسی خطرناک بات ہے - اور ہم کو ان باتوں سے کیا - خود زمانہ فیصلہ کردیتا ہے کہ حق پر کون ہے ۔ نفاق اور مداہنت سے آدمی کامیاب نہیں ہوسکتا ۔

(افسر پولیس) یہہ فتوے مکمل چہپ جاوے ۔ تو مجہے ضرور بہیجدیا جاوے

(ایڈیٹر) بہت بہتر!

اسکے بعد ہم افسر مذکور سے رخصت ہوکر آگئے - اور مولوی صاحب سے اُن کا انٹروڈیوس کرایا اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے ۔ گاڑی بہی آ پہنچی تہی ۔ اُن عمائد اور مقامی حکام سے جن سے کہ مولانا مولوی نورالدین صاحب نے گفتگو کی تہی ۔ محمد حسین نے بہی بایں خیال کہ مبادا کوئی یہہ نہ سمجہے کہ اسکو کسی نے پوچہا نہیں ۔ اُن سے گفتگو کی - اور یوں کہا کہ اُسنے ۳۰۲ علماء اسلام اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تہا ۔ مگر اُنہوں نے قسم نہ کہائی ۔ نہیں تو اُن کا بہی فیصلہ کردیتا ۔ میں نے پستول کے لئے درخواست دی ہے ۔ اور جس روز لاٹ صاحب گورداسپور میں تہے ۔ میں یہاں آیا تہا - اور درخواست دے گیا تہا ۔ کمشنر صاحب سے بہی اسی لئے ملا تہا کیونکہ میں پہرتا رہتا ہوں - کبہی لاہور - کبہی بٹالہ کبہی لودہیانہ - کبہی شملہ - اسلئے کل پنجاب کے لئے اگر لائیسنس لینا ہو تو صاحب کمشنر سے درخواست کی جاتی ہے - الخ

اُن عمائد اور حکام میں سے ایک نے جو پولیس کے عہدہ دار تہے محمد حسین سے کہا کہ ہاں میں نے بہی آپکو دیکہا تہا ۔ جب آپ کمشنر سے ملے تہے ۔ محمد حسین نے کہا - ہاں!!!

(عہدہ دار پولیس) کیا آپکے بہی مرید ہیں؟

(محمد حسین) یہہ سلسلہ تو اُن کا ہے میرے مُرید نہیں - میں تو واعظ اسلام ہوں اور اسی لیئے پہرتا رہتا ہوں ۔

چونکہ ہم بہی اُسی مجمع میں تہے ۔ گو محمد حسین نے جہینپتے اور جہجکتے ہوئے یہہ لفظ نکالے - مگر کہا کہ میں واعظ اسلام ہوں ۔

اسپر ہمنے نوٹ بک نکال کر اس فقرہ کو نوٹ کیا ۔ تو عہدہ دار مذکور نے جو ہم سے واقف نہ تہا کہا ۔ کیا نوٹ کیا ہے؟

(ایک شخص) یہہ اخبار کے ایڈیٹر ہیں - ایڈیٹروں کا یہی کام ہے ۔

(عہدہ دار پولیس) آپ کا کونسا اخبار ہے اور کہاں سے نکلتا ہے؟

(ہم) اخبار "الحکم" جو قادیان سے نکلتا ہے اس اخبار کے ساتھ مرزا صاحب کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ۔ نہ وہ مینیجر ہیں نہ ایڈیٹر ۔ نہ مالک ۔ یہہ اخبار پہلے امرتسر سے نکلتا تہا ۔ اور میں عرصہ سے جرنلیسٹک لاین (اخبار نویسی کے سلسلہ) میں کام کرتا ہوں محمد حسین مجہے خوب جانتا ہے ۔

(عہدہ دار پولیس) کیا یہہ سچ ہے کہ مرزا صاحب کا پیری مریدی کا سلسلہ ہے؟

(ہم) بیشک! یہہ سچ ہے ۔ میرزا صاحب کے مرید ہیں ۔ اور وہ ایسے واعظ اسلام نہیں جو دربدر مارے پہریں ۔ (اسپر ایک زعفرانی قہقہہ لگا) ۔ اسی اثنا میں کوئی امرتسری جو محمد حسین کا رفیق ہے ۔ بولا ۔ اوہو! یہہ ضرورت کے لئے ہے ۔ مرزا صاحب کو جب گہر بیٹہے سب کچہہ ملجاوے اُن کو باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہم نے کہا یہی تو خدا کا فضل ہے ۔ پہر اُسی سلسلہ میں ہمنے کہا کہ مرزا صاحب کے مُرید کوئی معمولی آدمی نہیں بڑے بڑے عالم - وکیل - تعلیم یافتہ - ایم اے - بی اے - ڈاکٹر گورنمنٹ عالیہ کے معتمد عہدہ دار - اکسٹرا اسسٹنٹ تحصیلدار وغیرہ - اور بڑے بڑے رئیس ۔

ابہی یہہ تقریر ہو ہی رہی تہی کہ گاڑی نے روانگی کا وسل دیا اور ہم دوڑ کر سوار ہوگئے ۔

الاصیلی سے حاصل کی۔ شاعری اور انشاپردازی میں اُسکو خاص ملکہ حاصل تہا۔ اور اسی بنیاد پر وہ غرناطہ کے گورنر ابوسعید عثمان بن عبدالمومن کا سکریٹری ہو گیا تہا۔ پہر ایک خاص سبب سے جسکو ہم آگے چلکر بیان کریں گے ملازمت کو ترک کیا اور حج کا ارادہ کیا۔ وزیر لسان الدین بن الخطیب نے لکہا ہے کہ اس کے اور اس کے چند ہمعصر ادیبوں اور انشاپردازوں کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی اس سے اسکی کمال انشا پردازی اور شاعری کا ہمکو اقرار کرنا پڑتا ہے۔

ابن جبیر کو شاعری اور انشاپردازی کے علاوہ حدیث میں جو توغل تہا اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اُس نے اس فن کی تکمیل کے لئے ہزاروں میل خشکی اور تری کا سفر کیا۔ ہم اس کے شیوخ اور تلامذہ کے نام آگے چلکر گنوائیں گے۔ یہاں صرف یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اسکو فلسفہ اور طبیعات سے نفرت تہی۔ چنانچہ ہم اس مقام پر اُس کے چند اشعار اس مضمون کے نقل کرتے ہیں ۱؎

قد ظهرت في عصرنا فرقة ظهورها شؤم على العصر
لا تقتدي في الدين الا بما سن ابن سينا وابو نصر

یعنے ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو زمانہ کے لئے منحوس ہے۔ اس فرقہ کے لوگ دین میں ابن سینا اور ابو نصر فارابی کے سوا کسی کی بات نہیں مانتے۔

ضلت بافعالها الشنيعة طائفة من هدى الشريعة
ليست ترى فاعلا حكيما تفعل شيئا سوى الطبيعة

یعنے ایک گروہ ہے جو اپنی بدکاریوں کے سبب سے شریعت کی سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ اس گروہ کے لوگ طبیعت یعنے نیچر کے سوا کسی فاعل حکیم کے قائل نہیں ہیں جو دنیا میں ذرا بھی دخل دے سکے۔

اس میں شک نہیں کہ ابن جبیر کو فلسفہ اور طبیعات سے جو نفرت تھی اس کا باعث یہ تہا کہ اس زمانہ میں افریقہ کے شمال اور اندلس کے مشرق میں مرابطین کی حکومت پھیل گئی تھی اور انکو فلسفہ اور طبیعات کے پڑھنے والوں سے خاص عداوت تہی۔ منصور اور مامون جو اس خاندان کے نامور فرمانروا ہوئے انھوں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر فلسفیوں اور حکیموں کو قتل کیا یا قید کیا یا جلاوطن کر دیا اُس زمانہ سے ملک اندلس سے فلسفہ اور اہل فلسفہ کا نام و نشان مٹ گیا۔ اور جو لوگ بچے کھچے رہ گئے وہ اُس کی خفیہ تعلیم دیتے تہے۔ مگر یہ جرأت کرنی بہی خطرناک تہی۔ اس لئے عام طور پر فقہ و حدیث اور ادب کا چرچا باقی رہگیا تہا۔

اسکی شادی وزیر ابوجعفر الوتشی کی بیٹی عاتکہ سے ہوئی۔ جسکی کنیت ام المجد تہی۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتا تہا۔ اور جب سبتہ میں جو شمالی افریقہ کا بندرگاہ ہے اس نے وفات پائی تو ابن جبیر کے دلپر نہایت صدمہ ہوا۔ اور اُس نے کئی مرثیے لکہے۔ پہر حج کے ارادہ سے مکہ کو چلا گیا۔ مصر میں پہونچکر اُس نے ابن الخطیب کو جو سبتہ میں قاضی ہو کر آیا تہا یہ اشعار لکہے ۲؎

بسبتة لي سكن في الثرى وخل كريم اليها اتى
فلو استطيع ركبت الهوا فزرت بها الحي والميتا

یعنے سبتہ میں میرا ایک دوست زمین میں دفن ہے اور ایک بزرگ دوست اسمیں آیا ہے۔ اگر میرا قابو چلتا تو ہوا پر سوار ہوتا اور سبتہ میں ایک زندہ اور ایک مردہ کی زیارت کرتا۔

ابن جبیر جسطرح اپنے گھر والوں کے ساتھ محبت سے پیش آتا تہا اسی طرح وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اخلاق اور مروت کا برتاؤ کرتا تہا۔ اور اُنکی مطلب برآری سے خوش ہوتا تہا۔ علامہ مقری نے نفح الطیب میں مصنف کتاب ملتمس کی زبانی یہ روایت بیان کی ہے کہ میری بڑی آرزو تہی کہ غرناطہ کا قاضی ابو محمد عبدالمنعم مجھے اپنی دامادی میں قبول کرے۔ میں نے ابن جبیر سے سفارش کرائی اور شادی ہو گئی۔ مگر چند روز کے بعد مجھ میں اور میری بیوی میں ایسی ناچاقی ہوئی کہ میں طلاق دینے پر مجبور ہوا۔ میں نے اس کام کے لئے بھی ابن جبیر کو تکلیف دی کہ وہ قاضی سے کہہ سنکر میری نجات کرا دیں۔ ابن جبیر نے کہا میری غرض تم دونوں کے نکاح سے سوائے اسکے کچھہ نہ تہی کہ میں تمہاری رضامندی حاصل کروں اور اب تم دونوں میں جدائی کرانا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن چونکہ تم اسی میں خوش ہو اس لئے میں اس کام میں بھی کوشش کرونگا۔ یہ کہکر وہ گھر سے باہر نکلے اور قاضی سے کہہ سنکر فیصلہ کرا دیا میں نے دونوں دفعہ ابن جبیر کے چہرے پر غور کیا تو اسپر کوئی علامت احسان جتانے یا ناگوار گذرنے کی نہیں پائی اس کام سے فراغت پاکر وہ میرے مکان پر آئے اور دروازہ کھٹکایا۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گھر میں چلے آئے اور ایک تھیلی جس میں سو دینار تھے میرے سامنے رکھدی اور کہا بہائی اس شادی کا باعث میں ہی ہوا تہا اور مجھکو ذرا بہی شک نہیں ہے کہ اس شادی میں تم کو اتنے ہی مال کا خسارہ ہوا ہوگا جتنا کہ اس تھیلی میں ہے۔ اگر تم اسکو قبول کرو تو میری خوشی کا باعث ہوگا۔ میں نے کہا جناب میں آپ سے اس بات کے کہنے میں ذرا شرم نہ کرونگا کہ اگر میں اس روپیہ کو قبول کرتا ہوں تو مجھکو اندیشہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح برباد ہو جائے گا جس طرح میں نے اپنے باپ کا ترکہ جوانی میں غارت کیا۔ میں نے صاف صاف کہدیا اور مجھکو یقین ہے کہ اس کے بعد آپ اصرار نہیں کریں گے۔ ابن جبیر میری بات سنکر مسکرائے اور یہ کہکر اٹھہ کھڑے ہوئے کہ تمہیں احسان سے بچنے کے لئے اچھا حیلہ ہاتھہ آیا۔ فقط ۳؎

کتاب ایام الصلح فارسی اور اردو دونوں مکمل ہو کر شایع ہو گئی ہیں ایک ایک روپیہ قیمت پر مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیاں سے مل سکتی ہے۔

آزاربند ریشمی ہر قسم کے کلانور سے ضلع گورداسپور **دوکان شیخ غلام غوث و شیخ فضل الٰہی پر مل سکتے ہیں۔**

۱؎ نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۶۱۔

۲؎ نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۹۳

۳؎ نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد دوم صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱۔

خطبہ (موعظت) نمبر ۲

جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد امین وآلہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال ھل علمتم مافعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جاھلون۔ قالوا ءانک لانت یوسف قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔ قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین۔ قال لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔

یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کیا تمکو معلوم ہی کہ تم نے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا کرتوت کی تہی جبکہ تم اسکی عظمت کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہیں اس کا انجام معلوم نہ تھا؟ انھوں نے کہا ایں! کیا تو یوسف ہے؟ یوسف نے جواب دیا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہم پر احسان کیا ہے (اور یہ کوئی نرالی اور انوکھی بات نہیں) اسکی سنت اور عادت یونہی ہے کہ وہ صبر کرنے والے اور متقی پر احسان کرتا ہے یا یوں کہو کہ یہ اُس کا پختہ قانون ہے کہ وہ محسنوں کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ اس آیت میں غور کرنی چاہیے ایک طرف تو ایک چھوٹا بھولا بھالا بچہ ہے اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو نحن عصبہ کہتے ہیں یعنی جنکو اپنی طاقت وقوت پر بھروسا ہے اور اپنی پرشوکت جماعت کے اتحاد باہمی پر ناز ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے ایک ضعیف اور مسکین بچہ۔ ناتوان بچہ۔ اس متکبر رعونت والی جماعت کو کیسی ذلت کا روزبد دکھاتا ہے۔ وہ کیا بات ہے کہ ایک ناتوان اور بے کس بچہ تو عزت اور عظمت اور جلال کی کرسی پر بیٹھتا ہے اور اسکو معدوم اور تباہ کرنے والی رعونت مجسم جماعت نحن عصبہ کہنے والا گروہ ذلت کا لباس پہنکر اُسی کے سامنے آتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے کیوں اس بچہ کی مدد کی اور جماعت کو ذلیل کیا؟ بے شک یہہ امر غور کرنے کے قابل اور فکر کے لایق ہے۔

اُن حاسدوں نے جو آج ذلیل ہوکر یوسف کے سامنے کھڑے ہیں اس معصوم اور بے خبر بچے میں کیا قصور دیکہا تہا؟ وہ کونسا جرم اور کاٹ دینے والا گناہ تہا جو اس بھولے بچے سے سرزد ہوا کہ انھوں نے اُسکی ہلاکت کا زبردست اور خطرناک منصوبہ گانٹھا؟ کوئی تاریخ بتلا نہیں سکتی کہ وہ کوئی قصور تہا۔ ہاں صادق تاریخ خدا کی بے عیب کتاب میں ان کا اپنا اعتراف اور اقرار موجود ہے کہ وہ اسکے جرم کو ان لفظوں میں ظاہر کرتے ہیں کہ احب الیٰ ابینا منا یعنے ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ بھاتا اور پیارا لگتا ہے۔ بس یہی بڑا جرم تہا کہ باپ اُسکو پیار کرتا تہا۔ خدا تعالےٰ کی عزیز اور حکیم کتاب میں جو یہ واقعات درج ہیں اس لئے نہیں کہ وہ کوئی قصہ کہانی ہے نہیں نہیں بلکہ اس لئے کہ ہر ایک شخص ان واقعات پر غور کرکے خدا تعالےٰ کی اُس عادت مستمرہ کو سمجھ لے جو راستبازوں اور اُسکے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہی کہ کیونکر خدا کا محبوب اور مقبول بندہ جسے وہ پیار کرتا ہے دشمن کوتاہ بین کی نظر میں کانٹا سا کھٹکنے لگتا ہے چنانچہ اس مقام پر یوسف کا کوئی گناہ نہیں جس پر اس کے بھائی اُسکو وہ جانکاہ صدمہ پہونچانے میں برسرحق ہوں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وہ باپ کا عزیز اور چہیتا ہے۔ اور خود بھائی مانتے ہیں کہ وہ ہماری نسبت عزیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے محبوب کے لئے ضرور ہے کہ ابتداءً وہ حاسدوں اور بدخواہوں کی نظر میں کھٹکے اور اُنکے بُرے اور ناپاک منصوبوں کا آماجگاہ ہو۔ اس فقرہ نے دکھا دیا کہ راستبازوں اور ماموروں کا یہی قصور ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نظر میں عزیز ہوتے ہیں۔ احب الیٰ ابینا منا میں غور کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان الفاظ ہی میں اُن ناعاقبت اندیشوں کے ملزم کرنے کی مدلل اور موجہ وجہ موجود ہے۔ باپ کا ایک کو چن لینا اور کنار محبت وایثار میں پرورش کرنا اُنکے لئے قرینہ مرجحہ اور حجت قویہ تہی کہ وہ اس ایثار کو عزت ووقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور سر تسلیم اسکے آگے نواتے۔ اس لئے کہ باپ یعقوب سا باپ تہا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وجود میں ایک راست باز بے غرض لوث دنیا سے پاک اور صادق امین انکو نظر آتا یا آنا چاہیے تہا۔ کیا ہم اس بات کے یقین کرنے کی کوئی وجہ پاتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کو خود غرض مکار بے تمیز اعتقاد کرتے تہے۔ کس قدر ضرور اور حق تہا کہ وہ معاً اپنے نفسوں میں گمان کرتے کہ باپ کے ایثار میں لازماً اسباب اور اسرار ہونگے اور ایسے باریک در باریک مصالح ہونگے جنکو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ پر نادانوں نے ہوائے نفس کو ایثار پر مقدم کرلیا۔ احب الیٰ ابینا منا کے الفاظ خدا نے اُنکے مونہہ سے نکلوا کر ایک وجہ بتا دی ہے کہ کیوں راست باز اور محبوب خدا کے دشمن مورد الزام ہوسکتے ہیں۔ اس علیم وحکیم خدا کے کلام میں ایسا نظام ہے کہ کوئی لفظ اور جملہ حکیمانہ باتوں سے خالی نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف کو پیار کے لئے انتخاب کرلینا قطع نظر اور دلائل اور بینات کے جو اسوقت کچھ بھی نہوں اور نہ تھے یوسف کی ہزار خوبی کے بیان کرنے کا ناطق وکیل ہے۔ مگر بہرحال کوئی جمال کوئی ادا ظاہری تو وہ بھی دیکھ سکتے تہے اور قائل بھی ہونگے جو خود ان میں موجود نہ تہی۔ یہ ایک بدیہی بات تہی۔ عرب میں ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کا اظہار کیا تو احمقوں نے ظاہر حالت کو دیکھکر کہا۔ لولا انزل ھذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم۔ یعنے کیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہ گیا تہا کہ اُس پر قرآن نازل ہوتا۔ یہ تو چاہیے تہا کہ مکہ یا طائف کے کسی عظیم الشان آدمی پر نازل ہوتا۔ یہ ایک بندھا ہوا قانون الٰہی ہے کہ جب جب کوئی مامور دنیا میں آتا اور وہ پکار پکار کے کہتا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہوں تو ناخدا ترس اور کوتاہ نظر لوگ جلدی کرکے کہہ اٹھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر فلاں عزت واقتدار میں ممتاز ہے وہ مامور ہونا چاہیے تہا۔ جسطرح یوسف کی محبت کو بھائی اور ناعاقبت اندیش بھائی دیکھ نہیں سکتے تہے۔ عرب کے زندہ کرنے والے نہیں بلکہ کل دنیا کو زندہ کرنے والے ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کو سنکر یا یوں کہو کہ محبوبیت کا خلعت ان پر دیکھ کر حاسد بھائیوں نے ویسا ہی شور مچایا۔ آج اس زمانہ میں بھی یوسف کے بھائیوں کے مثیل اور لولا انزل کہنے والوں کے ہم خیالوں کے پیٹ میں وہی حسد بل ڈالتا اور اُنکے

والے راستباز کی مخالفت اور بیجا عداوت کے لئے ابھارتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ قادیان جیسے ایک گاؤں کا رہنے والا جہاں نہ توسیع معلومات کا ذریعہ نہ تبادلہ خیالات کے وسائل نہ مختلف علوم و فنون کے تذکرے ہیں۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کو خدا نے پیار کیا اور بہتوں سے چن کر مسیح موعود کے اعزاز سے ممتاز فرمایا۔ وہ یوسف کیطرح باپ کی نظروں میں عزیز اور پیارا سمجھا جانے لگا اور ہم جو نحن عصبۃ کے مصداق ہیں اس اعزاز سے محروم ہیں۔ بہتیرے اخوان یوسف کی طرح حسد کی آگ سے پھنک کر جلے ہے اور تجویز کرتے کہ کیوں مسیح موعود کا پیارا خطاب شیخ الکل کو نہ دیا گیا؟ کیوں مجددیت اور خلافت حقہ کی پگڑی کسی محمد حسین وغیرہ کے سر پر نہ رکھی گئی یہی ایک بات ہی جو انکو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ وہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ کیا خدا تعالے کا انتخاب کسی میونسپل کارپوریشن یا لوکل باڈی کا انتخاب ہی کہ بذریعہ ووٹ (رائے) کسی میر مجلس کو منتخب کرے؟ ایسا ہرگز نہیں وہ آسمان و زمین کا مالک کل جو پورا اقتدار اور اختیار اور معًا حکمت و علم کامل رکھتا ہے آسمان پر بدون کسی مشورہ اور صلاح کے اپنی ذاتی حکمت اور علم سے جسکو چاہتا ہے مجتبیٰ کرتا اور مصطفے بنا کر خلافت کا تاج اسکے سر پر رکھدیتا ہے۔ پس اُس خدا کا منتخب کرنا انسانوں کے لئے کافی دلیل ہونی چاہیئے تھی جیسے کہ یوسف کے بھائیوں کے لئے یہی بڑی حجت تھی کہ باپ نے یوسف کو چن لیا ہے وہ باپ جو اپنی راستبازی میں مشہور بیجا پاسداری اور ضد کے ناپاک صفات سے متصف نہ تھا۔ جس کا تجربہ وسیع۔ خیالات انجام بین تھے۔ خدا کا انتخاب اور اجتبیٰ یہی ہے کہ وہ منتخب شدہ برگزیدہ خود کہتا ہے کہ میں خدا تعالے کی طرف سے آیا ہوں۔ یوسف کا بھولاپن اُسکی خوبصورت ادا اور آن باریک نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔ خبیر و بصیر خدا کا خلیفہ یعقوب تو شروع سے جانتا تھا مگر کیا وہ اس جمیل و شکیل بچہ کا حسن و جمال فوق العادہ کافی عذرخواہ نہ تھا کہ وہ مخالفت اور حسد بیجا کا نشانہ نہ بنایا جاوے میں مان لیتا ہوں کہ چودھویں صدی کے ... ربانی خلیفہ کے مجتبیٰ اور منتخب ہونے پر اگر مخالف تیز نگاہ نہیں رکھتا۔ بصیرت کی آنکھ سے دلائل کو نہیں دیکھ سکتا اور بیجا حسد اور عداوت نے اسکی آنکھوں کا نور چھین لیا ہے تو کیا اُسکا پاک چال چلن۔ اُس کا خیرخواہ دین ہونا۔ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سچی غیرت۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ناصحانہ دلسوزی اور ہمدردی اور ان سب پر قبل از دعویٰ مسیح موعود براہین احمدیہ کا مولف ہونا کیا یہ شکل یہ آن بان کافی دلیل اور سچا وکیل نہ تھی کہ اُسکی تکذیب سے مونہہ بند کیا جاتا جیسے یوسف کا جمال اسکے باپ کی نظروں میں عزیز ہونے کی دلیل روشن اور قرینہ قویہ تھا۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے مولف کا جانی۔ مالی۔ لسانی اور حالی طور سے خیرخواہ دین اور ناصر اسلام ہونا تو راس المخالفین اپنے مونہہ سے مان چکا تھا خود اُسکے ہی الفاظ اور اسکے مونہہ کی باتیں اسکے ملزم کرنے کو حجت قوی اور قرینہ قویہ ہیں۔ یقینًا یاد رکھو کہ اب کوئی عذر باقی نہیں رہا حجت تمام ہو چکی۔ احمق نادان کہتا ہے کہ ایسے اختلافات و التباسات میں کہ بالکل ظلمت ہے اور حق و باطل مخلوط ہے حق کو کیونکر تمیز کریں؟ یہ بالکل غلط بات ہی۔ خدا تعالے جو حق کا حامی اور معاون ہے اور جو بالطبع چاہتا ہے کہ حق بلند ہو کبھی بھی پسند نہیں کرتا کہ التباس ہو۔ معمولی سکوں کے لئے تو معیار ہوں اور کھوٹے کھرے سونے اور ملمع چیزوں کے پرکھ کے لئے کسوٹیاں موجود ہوں اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے کوئی بھی معیار نہ ہو اور سچائی کے لئے ہاں روحانی باتوں کے لئے جو انسانی زندگی کی غایت اور مقصود ہیں کوئی معیار نہ ہو۔ دوستو یاد رکھو! ہماری فراستوں نے مغالطہ نہیں کھایا اس سے قبل ہزاروں ہزار عالموں کو ہم نے دیکھا کسی کی نسبت ہمارا نیک گمان تھا اور کسی کا ہماری نسبت حسن ظن تھا۔ کسی کے ہم مرید تھے اور کوئی ہمکو پیشوا سمجھتا تھا پھر کس بات نے علی وجہ البصیرۃ ہمکو بتلا دیا کہ یہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والا مجدد اپنے دعوے میں سچا ہے اور ضرور ضرور خدا تعالے ہی کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے؟

کیا اگر کوئی مابہ الامتیاز اور معیار نہیں تو یہ سب کے سب لوگ جنمیں بڑے بڑے عالم نکتہ رس فاضل شامل ہیں جو اپنی قوم میں ممتاز اور مشارٌ الیہ ہیں نابینا ہیں؟ ایسا نہیں اگر اُن خدمات کو جو اُس نے اسلام اور اہل اسلام کی بھی خواہی اور غیرت کے جوش میں کی ہیں جنکا اعتراف یوسف کے بھائیوں مخالفوں کو بھی ہے چھوڑ دیا جاوے تو اسکے علاوہ ایک اور عظیم الشان قرینہ اور حجت ہے جس سے راستباز کی صداقت اور سچائی کا پتہ لگ جاتا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد کہ **قد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ** موٹی سمجھ کے آدمیوں امیوں اور سطحی خیالات والوں تک کو مان لینے پر مجبور کر دیتا ہے **ناعاقبت اندیشو!** سوچو تو سہی اب دعویٰ مجددیت کیا اب ہم نے افترا کیا ہے؟ اس سے پیشتر چالیس برس تک جو عمر کا ایک بڑا حصہ ہے اور جذبات اور نفسانی جوشوں کا زمانہ ہے اور فی الحقیقت جوش شباب ہر قسم کے عہد و پیمان راستی کا رہزن ہوتا ہے الا ماشاء اللہ کا زمانہ ہی اور تمہارے نزدیک ہیں بالاتفاق **آمین** اور **مامون** ثابت ہوا تو کیا اب اس آخری حصہ زندگی میں جبکہ عادتًا نفسانی جذبات اور جوش کم ہو چکتے ہیں مفتریانہ زندگی بسر کرونگا قیاس میں بھی یہ بات نہیں آسکتی یہ دلیل ایک مسکت دلیل ہے اون لوگوں کے لئے جو گذشتہ کی زندگی جانتے ہیں اور اس بات کا علی رؤس الاشہاد رسالوں اور اشتہاروں میں اقرار کر چکے ہیں کہ ہم **مولف براہین احمدیہ کے حالات سے جسقدر واقف ہیں** اور کوئی کم ہوگا۔ باوجود ایسے اقراروں اور اعترافوں کے پھر بھی اُسکو **مفتری** اور **کذاب** کہنا کیا اپنی ہی افترا اور کذب کا پتہ دینا نہیں ہے؟ کیا وہ جو اپنی زندگی ایچا پیچیوں سے بسر کرتا ہے؟ ذرا سی بات پر آپے سے نکل جاتا اور پاؤں سے اُکھڑ جاتا غصہ اور غیظ کی آگ میں جلتا اور اندر ہی اندر ابلتا ہے ذرا بھی نہیں سوچ سکتا کہ میں اس قابل نہیں **مسیح موعود** ہو سکوں؟ پھر جبکہ وہ موعودیت کے مدعی کے حالات سے واقفیت تامہ کا اظہار کر چکا اور خدمات متعلقہ خیرخواہی اسلام کا اعتراف اور اعلان کر چکا اب اس دعویٰ مسیح موعود پر **مفتری** کا شور مچانا کون سی دانشمندی تھی اس میں شک نہیں کہ یہ دعویٰ کہ میں خلیفہ ہو کر آیا ہوں میں مسیح کے نام سے آیا ہوں ایک نظری بات تھی مگر اُس کا **عام چال چلن اور اسکی مالی جانی لسانی حالی** مسلمہ خدمات

مشاہیر اسلام کے سفرنامے

حضرت ابن جُبَیر کا سفرنامہ

یہ امر تمام قوموں کے نزدیک تسلیم شدہ ہے کہ مسلمانوں کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اور اس سیر و سیاحت کی بہت جماعت میں زیادہ تعداد اُن بزرگوں کی ہے جنکی غرض سیر و سیاحت سے علم کا حاصل کرنا یا اصلاح نفس ہوتی تھی۔ اور تمام علوم کا مقصد علم دین تھا اور باقی علوم صرف اس دنیا اور آخرت میں مستحق اور عزیز کر دینے والے علم کے مکمل کرنے کی غرض سے پڑھے جاتے تھے۔ جہاں کسی علم کا ماہر سُن پاتے صرف سچی ارادت اور خالص طلب کو ساتھ لیکر چل دیتے۔ آگے پڑھانے والے بھی ایسے کہ ماں باپ سے زیادہ ہمدرد اور زیادہ غمخوار اور اس بات کے بہت بڑے حریص کہ اگر اُن کا بس چلے تو بنی نوع میں سے کسی کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے بے نصیب نہ رہنے دیں۔ ایسے متعلموں اور معلموں کی خالص نیتوں کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ وہ متعلم اپنے اور اپنے بعد کے زمانے کے لوگوں کے علم اور عمل دونوں باتوں میں امام اور مستند بنتے تھے۔ برخلاف زمانہ حال کہ اول تو علم کا شوق ہی جاتا رہا۔ اگر ہے تو صرف انگریزی علوم کا جس کے اخراجات اسکی تعلیم گاہوں کے بہت دور اور کثیر المصرف ہونے کی وجہ سے اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ غریب اور اوسط درجہ کے لوگ تو اسکو حاصل کر ہی نہیں سکتے اور وہ بھی اپنی ذات کے واسطے اور محض دنیا کے واسطے۔ لیکن علم دین کے حاصل کرنے کے واسطے جنکی تعلیم گاہیں بھی قریب اور صرف بھی قلیل تقریباً بالکل کوشش نہیں کرتے بلکہ بالکل بے فکر اور بے پروا ہیں۔ ای بزرگوں اور دوستوں کی پیاری اولاد! علوم انگریزی کے ساتھ تمہاری ایسی محبت اور ایسی دل چسپی اور علم دین کی طرف سے ایسی بے پروائی اور بے فکری تمہارے لئے یادرکھو خیر کا باعث نہیں ہے بلکہ سخت خطرے اور اندیشے کا باعث ہے اور اس خطرے اور اندیشے کے پیدا ہونے کا زمانہ اور وقت کوئی بعید نہیں۔ کسی سچے خیر خواہ نے کیسا اچھا کہا۔ بروز حشر شود ہمچو روز معلومت۔ کہ با کہ باختۂ عشق در شب دیجور۔

ناظرین کی عبرت کے واسطے حضرت ابن جبیر کا سفرنامہ جو رسالہ معارف میں درج کیا گیا ہے نقل کیا جاتا ہے۔

ابن جبیر کا نام محمد اور کنیت ابوالحسین ہے۔ مؤرخ لسان الدین ابن الخطیب نے احاطہ بما تیسر من تاریخ غرناطہ میں اس سلسلہ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ محمد[۱] ابن احمد[۲] بن جبیر[۳] بن سعید[۴] بن جبیر[۵] بن سعید[۶] بن جبیر[۷] بن محمد[۸] بن عبدالسلام[۹] بن جبیر[۱۰] الکنانی۔ مگر علامہ مقریزی نے مصر کی تاریخ المقفی میں یہ سلسلہ درج کیا ہے۔ محمد[۱] بن احمد[۲] بن جبیر[۳] بن محمد[۴] بن جبیر[۵] بن سعید[۶] بن جبیر[۷] بن سعید[۸] بن جبیر[۹] بن سعید[۱۰] بن جبیر[۱۱] بن محمد[۱۲] بن مروان[۱۳] بن عبدالسلام[۱۴] بن مروان[۱۵] بن عبدالسلام[۱۶] بن جبیر[۱۷] الکنانی۔ پہلے سلسلہ سے ابن جبیر بن عبدالسلام بن جبیر الکنانی کی نویں پشت میں اور دوسرے سلسلہ سے سولھویں پشت میں قرار پاتا ہے۔ بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ وہ اسی عبدالسلام بن الکنانی کی اولاد میں ہے جو اُسکے آباؤ اجداد میں سب سے پہلے ملک اندلس میں داخل ہوا تھا۔ لسان الدین ابن الخطیب نے عبدالسلام کی نسبت تصریح کی ہے کہ وہ ۱۲۳ھ ہجری میں بلج بن بشر القشیری کی فوج کے ساتھ جو بنو امیہ کی طرف سے اندلس کا گورنر تھا اسپین میں آیا اور شذونہ میں اترا۔ اندلس کے فتح ہونے کے بعد عرب کے بہت سی قبائل اطراف ملک میں پھیل گئے تھے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ قبیلہ بنو کنانہ کے اکثر لوگ طلیطلہ اور اس کے نواح میں آکر آباد ہوئے تھے۔ انہیں سے قاضی ابوالولید اور وزیر ابوجعفر اور ابن جبیر اس قبیلہ کے مشہور اعیان اور علما میں شمار ہوتے ہیں[۱]۔

ابن حزم کے بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابن جبیر کے اسلاف بھی طلیطلہ یا اس کے نواح میں کبھی آباد ہوئے تھے۔ اس لئے ہم ابن خطیب کی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ابن جبیر کو بعض مورخوں نے بلنسی الاصل لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی ولادت بلنسیہ میں ہوئی تھی۔ اور مقریزی نے تو صاف یہ لکھدیا ہے کہ وہ بلنسیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اسکے ساتھ ہی مقریزی نے اور دوسرے مورخوں نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ابن جبیر نے اپنے باپ احمد بن جبیر سے فن حدیث شاطبہ میں حاصل کیا ہے"۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبیر کے بزرگ پہلے شذونہ میں پھر بلنسیہ میں اور پھر شاطبہ میں آباد ہوئے۔ شاطبہ صوبہ بلنسیہ کا ایک شہر ہے جو بلنسیہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ابن جبیر کے باپ احمد بن جبیر نے بلنسیہ کو چھوڑ کر اسی شہر میں سکونت اختیار کی تھی اور یہاں کے رئیسوں اور عالموں میں شمار ہوتا تھا[۲]۔

ابن جبیر کی ولادت بلنسیہ میں جو اسپین کے مشرق میں سمندر کے کنارے پر واقع ہے ۵۴۰ھ میں ہوئی اور جب اس کا باپ بلنسیہ کو چھوڑ کر شاطبہ میں آیا تو اُسکو اپنے ساتھ لے آیا ہوگا۔ ابن جبیر نے اس شہر میں فن حدیث اپنے باپ سے حاصل کیا۔ اُس وقت شاطبہ زیبائی اور خوشنمائی اور آب و ہوا کی لطافت کے لحاظ سے مشہور تھا ایک شاعر کہتا ہے[۳]

نعم ملقی الرحل شاطبة ۔ لفتی طالت بہ الرحلُ
بلدةٌ اوقاتها سَحَرٌ ۔ وصَبانی ذیلہ بَلَلُ
ونسیمٌ عَرْفہ اَرِجٌ ۔ ورياض غصنها ثمِلُ
ووجوہ کلها غرر ۔ وکلام کلہ مَثَلُ

یعنے جوان آدمی کے ٹھہرنے کے لئے جس کو سفر کرتے مدت گذر گئی ہو شاطبہ نہایت عمدہ مقام ہے۔ وہ ایک ایسا شہر ہے جس میں ہر وقت صبح کا وقت ہوتا ہے اور صبا کا دامن تر رہتا ہے۔ نسیم خوشبو آمیز چلتی ہے اور باغوں میں درختوں کی شاخیں مستانہ جھومتی ہیں۔ تمام لوگوں کے چہرے چمکتے ہیں اور اُنکی بات بات ضرب المثل ہے۔

باوجود اس کے ابن جبیر نے غرناطہ میں رہنا پسند کیا اور اُسکو شاطبہ پر ترجیح دی کیونکہ اُسوقت غرناطہ علم و فضل کا مرکز تھا اور اس میں بڑے بڑے علماء و فضلاء رہتے تھے اور منظر کی خوبی و خوشنمائی کے لحاظ سے تو شاطبہ کو اُس سے کچھ نسبت نہیں تھی۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے[۴]

غرناطة ما لها نظیر ۔ ما مصر ما الشام ما العراق
ما هی الا العروس تجلی ۔ وتلك بالجملة الصداق

یعنے غرناطہ کے ساتھ کوئی ہمسری کا دعوےٰ نہیں کر سکتا نہ مصر نہ شام نہ عراق۔ وہ ایک دلہن ہے جو منظر عام میں جلوہ افروز ہے اور یہ تمام ملک اسکی رونمائی کی نذر میں غالباً یہیں رہکر اس نے قرارت حدیث فقہ ادب اور شاعری میں کمال پیدا کیا۔ فن قرارت ابوالحسن بن ابی العیش سے۔ عربیت اور ادب ابوالحجاج بن یسعون سے۔ حدیث اور فقہ ابو عبداللہ بن عروس اور ابو عبداللہ

---

[۱] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۱۸۵۔

[۲] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۹۷۔
[۳] ” ” ” ” ” صفحہ ۱۱۴۔
[۴] ” ” ” ” ” صفحہ ۹۴۔

صفحوں کی ترتیب میں غلطی ہو گئی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جس سے علماء پنجاب و ہندوستان دینی و اخلاقی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں

اے علماء پنجاب و ہندوستان خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حالات پر رحم کر کے آپکو معلوم ہو کہ اس وقت اُس خدا نے جو سچائی کو پسند کرتا اور نفاق اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے آپ لوگوں کے لئے بڑا عمدہ موقعہ دیا ہے کہ آپ اس فتوے کو نظر کر کے جو آپ نے ۱۵ر شعبان ۱۳۱۶ھ کو استفتاء کے پیش ہونے کے وقت دیا ہے آئندہ اُس طریق کو اختیار کریں جو تقویٰ اور دیانت اور امانت کے مناسب حال ہے۔

اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جو آپ لوگوں کا سرگروہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی معہود کا منکر قرار دیکر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کاروائی میری نسبت کر رہا ہے۔ یہانتک کہ اب اس نے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہا تک پہونچا دیا اور میری توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور ایک شخص محمد جعفر زٹلی نام کو کئی قسم کی طمع دیکر اس بات کیلئے مقرر کیا کہ وہ اس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندے اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے۔ پس جب یہ سلسلہ گالیوں اور بدزبانیوں اور بیجا تہمتوں کا کمال تک پہونچ گیا اور ہر ایک طرح سے میری بے عزتی اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلا ناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ پاک کاروائی محمد حسین اور اُسکے رفیقوں کی کسی فتنہ کی موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اس سے اشتعال پیدا نہ ہو اسلئے میں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں ایک میموریل بھیجنے کی صلاح دی تا گورنمنٹ کی طرف سے انتظاماً اس گندی کاروائی کے انسداد کیلئے کوئی حکم جاری ہو۔ اور اسطرح میرا ایک مظلوم فرقہ اپنا انصاف پاکر خاموشی اختیار رکھے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اس میموریل کا صرف اسقدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہیئے۔ اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شایع کرنے میں اور بھی ترقی کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالتوں میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے۔ سو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شایع کرنے شروع کر دیئے اور اسیر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایما سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کیلئے بھیجے اور ہمارے دلکو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں کے بد اثر کا اندیشہ تھا اسلئے میں نے ان فتنوں کو روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کیطور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں۔ سو میں نے ایک اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شایع کیا اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دعا تھی یعنی یہ کہ ہم دونوں فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اُسکو ذلیل کرے۔ اور اس دعا پر ایک الہام ہوا تھا جسمیں ارادہ الٰہی ان الفاظ سے بتلایا گیا تھا جزاء سیئۃ بمثلہا وترہقہم ذلۃ۔ یعنے جس فریق ظالم کی طرف سے فریق مظلوم کو کوئی بدی پہونچی ہے اُسی قسم کی بدی فریق ظالم کو پہونچے گی۔ سو یہ پیشگوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی پوری ہو گئی کیونکہ پیشگوئی کا اصل مطلب اُس شخص کو ذلت پہونچانا تھا جو کاذب اور ظالم ہو۔ اور الہام الٰہی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اسی قسم کی ذلت اسکو پہونچے گی جو اُس نے پہونچائی ہو۔ سو یہ الہام کامل طور پر ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہو گیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے شایع کرنیکے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ ایک خیانت آمیز کاروائی پکڑی گئی کہ اُس نے محض دروغگوئی کی رو سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنیکا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور کافروں سے لڑیگا اور اس بارہ میں زمین کی طمع کیلئے ایک تحریر انگریزی میں ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو شایع کی اور اُسمیں گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتایا کہ میں مہدی کے آنیکی تمام حدیثیں غلط سمجھتا ہوں اور پہلے سے گورنمنٹ کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا ہے کہ میں اہل حدیث کا سرگروہ ہوں جنکے میرا اور اُنکا ایک عقیدہ ہے اور اُدھر پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو یوں خراب کیا کہ اُنکو بار بار یہی سبق دیا کہ مہدی معہود ضرور آئیگا اور وہ خلیفہ وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا۔ اور ہمیشہ بار بار انکو یہی کہتا رہا کہ میرا اور تمہارا مہدی کے بارہ میں عقیدہ ایک ہے۔ اور میں اُس مہدی کا قایل ہوں جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائیگا اور خلیفۃ المسلمین ہوگا اور اسی بنا پر اُس نے میری تکفیر کیلئے استفتاء طیار کر کے شور قیامت برپا کیا۔ سو جب مولوی محمد حسین کا اس قسم کا رسالہ مجھے دستیاب ہوا تو اسی وقت میں نے سمجھ لیا کہ اب اس بنا پر پیشگوئی اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کامل طور پر پوری ہو گئی۔ تب میں نے بلا توقف اسی تاریخ یعنے ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو ایک استفتاء لکھا اور علماء پنجاب اور ہندوستان سے یہ فتویٰ طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے وجود کا منکر ہے اسکے حق میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ سو نذیر حسین دہلوی اسکے اُستاد نے جیسا کہ مجھے کذاب دجال مفتری لکھا تھا ایسا ہی بلا توقف محمد حسین کی نسبت فتویٰ دیدیا کہ وہ کذاب دجال مفتری ہے۔ اور مولوی عبد الجبار غزنوی نے اسکی نسبت یہ فتویٰ دیا کہ وہ کافر اور گمراہ اور ضال مضل ہے۔ اور عبد الحق غزنوی نے اپنی فتویٰ میں اسکو جہنمی اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور مولوی احمد اللہ امرتسری نے اپنی فتویٰ میں عبد الحق سے اتفاق کیا مگر اسقدر زیادہ لکھا کہ ایسے گمراہ کے ساتھ میل ملاقات اور نشست برخواست جائز نہیں۔ لدھیانہ اور لاہور کے مولویوں نے بھی ان فتووں سے اتفاق کیا۔ اور مولوی عبد اللہ صاحب پروفیسر لاہور نے بڑے سند و مدرسی حدیثوں کے حوالہ سے اس خیانت پیشہ کی خبر لی۔ اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر علماء نامدار نے جیسا کہ ایسے شخص کی سزا تھی بڑی شد و مد سے فتوے لگائے اور تمام علماء کے فتووں کا خلاصہ یہی ہے کہ انہوں نے اس خیانت پیشہ اور مہدی معہود کے منکر کو کافر دجال بے ایمان مفتری کذاب جہنمی دائرہ اسلام سے خارج گمراہ ضال مضل اور ایسا ہی دوسرے الفاظ سے یاد کیا۔ اور اسطرح میری اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا کہ جو میں نے اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی تھی۔

اب میں ان تمام مولویوں کو جنہوں نے منکر مہدی معہود کی نسبت یہ فتویٰ دیا ہے یہ نیک صلاح دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے منافقانہ طریق کا کوئی دھبہ نہ لگے اور انکی دیانت اور امانت اور تقویٰ اور دینداری میں فرق نہ آوے تو وہ بلا توقف ایک جلسہ کر کے محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو اُس جلسہ میں بلا دیں اور اسکو صاف طور پر کہدیں کہ آجتک تم ہم سب پر یہی اپنا اعتقاد ظاہر کرتے رہے ہو کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ تم اُس مہدی معہود کے قایل ہو جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور لڑائیاں کریگا اور دین کو پھیلائیگا۔ اور اب تمہاری نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم نے زمین لینے کی طمع سے گورنمنٹ کو یہ احسان جتلانا چاہا ہے کہ تم اُن تمام حدیثوں کو جو مہدی معہود کے بارے میں آئی ہیں جھوٹی سمجھتے ہو اور تم نے صریح طور پر ایک انگریزی فہرست مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مہدی کی حدیثوں کی نسبت لفظ موضوع لکھکر اپنا عقیدہ انکار مہدی ظاہر کر دیا ہے۔ اب یا تو صاف طور پر اپنا توبہ نامہ چھاپ کر شایع کرو تا گورنمنٹ عالیہ کو بھی تمہارے اندرونی حالات معلوم ہوں اور یا اس بات کو مان لو کہ تم اس ہمارے فتوے کے مستحق اور اہل حدیث کے عام عقیدہ کے مخالف اور دجال اور کذاب اور ملحد اور بے دین ہو۔ (باقی آئندہ)

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے - خالص میرہ فی ماشہ عنہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتھر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی آنکھ کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر وآنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میاسنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک مددگار مدرسی دولامل کی آنکھوں پر پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش کیفیت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان عظیم و ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے ندیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادیں - راقم ڈاکٹر آتما سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان - ۶ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے الائنس بنک میں ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر وپروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

ایڈیٹر و پروپرائٹر شیخ یعقوب علی تراب

الحکم

ایڈیٹر و پروپرائٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کی مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ہر فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو سہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپکر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کردو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند پراندے سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ازار بند ۱۲ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج بند ۲ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈوسے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھہ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لو روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند
احمدیہ ایجنسی
کٹرہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار ضروری متعلق فتوی کفر شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی عبد الحق غزنوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور میاں سید نذیر حسین دہلوی وغیرہ نے ایک استفتاء پر اپنے دستخط اور مہروں سے یہ فتوی دیا تھا کہ جو شخص مہدی موعود کے آنے کا [illegible] جو قریش میں سے ظاہر ہوگا اور ظاہری اور باطنی خلافت سے سرفراز ہوگا وہ جہنمی اور کافر اور کذاب اور مفتری اور اہل سنت سے خارج اور ضال اور مضل ہے اور یہ فتوی مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت تھا کیونکہ اس نے حال میں انگریزی میں ایک رسالہ حکام کے دکھلانے کے لئے شائع کیا ہے اور بمقام لاہور وکٹوریہ پریس میں وہ رسالہ چھپا ہے اور ۱۴ ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو پوشیدہ طور پر شائع ہوا ہے۔ اس رسالہ میں محمد حسین صاف طور پر لکھتا ہے کہ مہدی معہود کے آنے کی حدیثیں سب کی سب نادرست اور موضوع اور غلط ہیں اور اس طرح گورنمنٹ کو یہ جتلاتا ہے کہ میں مہدی موعود کا منکر ہوں۔

اب مولوی عبد الحق غزنوی نے ایک اشتہار نکال کر اپنی قدیم گندی عادت کے موافق حضرت مرزا صاحب کو بہت گالیاں دی ہیں کہ استفتاء میں محمد حسین کا نام ہم پر ظاہر نہیں کیا۔ اور اس سے مطلب اُن کا یہ ہے کہ اگر معلوم ہوتا کہ محمد حسین کیلئے یہ فتوی [illegible] گیا ہے تو اُسکو دجال کذاب کہتے۔ اس اشتہار سے [illegible] تو یہی کہ محمد حسین منافقانہ طور پر اُنکو یہی کہتا رہا کہ میں [illegible] عقیدہ ہوں اور محض گورنمنٹ کو دہوکہ دینے کے لئے نفسانی اغراض کی وجہ سے حکام پر انکار مہدی ظاہر کرتا رہا۔ ورنہ کیا وجہ کہ [illegible] کی نسبت۔۔۔ مولوی عبد الحق نے کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا [illegible] کہ محمد حسین [illegible] اس عقیدہ کی وجہ سے خوش نہیں ہے بلکہ [illegible] اپنے اشتہار میں سوال کرنے والے کو دجال اور بے ایمان قرار دیتا ہے حالانکہ سائل نے صورت سوال کے بیان کرنے میں کوئی خیانت نہیں کی۔ اگر محمد حسین کے اس عقیدہ میں شک ہو تو اسکے انگریزی رسالے کو جو وکٹوریہ پریس میں چھپا ہے کسی سے لیکر یا لاہور جا کر دیکھ لینا چاہیے۔ عبد الحق کا یہ اشتہار اس بات پر کافی دلیل ہے کہ وہ تقوی اور حق پسندی سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ سائل کو اُس نے دجال اور بے ایمان قرار دیا۔

[illegible] سمجھ سکتے ہیں کہ جن لوگوں کے فتووں کا یہ حال ہے کہ اگر [illegible] فی الفور اُسپر کفر کا فتوی لگا دیں اور اگر دوست ہو تو باوجود اُسی اعتقاد کے اُسکو ایماندار کہتے رہیں وہی لوگ ایسے [illegible] ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حدیث تحت [illegible] ہیں جسکو حضرت علی سے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سائل کا کیا گناہ ہے جس نے صورت مسئلہ صحیح طور پر بلا کم و بیش کی ہے۔ ایسے سائل کو کیوں دجال اور بے ایمان کہا جائے بلکہ بے ایمان اور دجال تو ایسے مولوی ہیں جنکا فتوی ایک ہی صورت سوال میں اپنے دوستوں کی نسبت کچھ اور ہے اور دشمنوں کی نسبت کچھ اور۔ خدا ایسے مولویوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ بالآخر ہم عبد الحق اور اُس کے محرک عبد الجبار سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی دیانت اور ایمانداری ہے کہ باوجودیکہ محمد حسین کے انگریزی رسالہ کا پتہ دیدیا اور دوسرے اشتہار میں اُس رسالہ کی عبارتیں بھی لکھ دیں پھر بھی آپ نے درندگی کے دانت سائل کو دکھلا کر اور اُس بھلے مانس سے دریافت نہ کیا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ مہدی کے بارے میں ہمکو تو کچھ کہتے ہو اور گورنمنٹ پر کچھ ظاہر کرتے ہو۔ جبکہ محمد حسین کی تحریر کا صاف صاف ثبوت دیا گیا تھا تو اُلٹے سائل پر زباندرازی کرنا اور گالیاں دینا کن لوگوں کا کام ہے؟ انصاف پسند لوگ خود سوچ لیں۔ فتوی پوچھنے کے وقت سائل زید ہو یا بکر ہو اس سے دیانتدار مفتی کو کیا کام ہے۔ ان باتوں پر تو اُن لوگوں کی نظر ہوتی ہے جو فتوی فروش ہوتے ہیں نہ فتوی نویس۔ ان لوگوں کی دیانت کا یہی نمونہ کافی ہے۔ مولوی عبد الحق اور مولوی عبد الجبار غزنوی خوب یاد رکھیں کہ اس طریق تزویر سے اُنکی کبھی مخلصی نہیں ہوگی اور ایسے اشتہار دل کے جو سراسر دجل اور خیانت سے بھرے ہوئے ہوں انصاف پسند لوگ کبھی خوش نہیں ہونگے بلکہ سب پر کھل جائیگا کہ یہ اس زمانہ کے مولوی اس ملا کی طرح ہیں جسنے محض شرارت سے چند بے گناہ لوگوں کی نسبت ایک سخت فتوی دیا تھا مگر جب معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا بھی اُن لوگوں کا شریک ہے تب فتوی کو بہت نرم کر دیا اور آسان صورت پر بدل دیا۔ یہ کیسا نابکار عذر ہے کہ کیوں یہ اطلاع نہیں دیگئی کہ یہ فتوی محمد حسین کی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ کیا اس تقریر سے کچھ اور بھی سمجھا جاتا ہے کہ تمام غصہ اور سیاپا اسوجہ سے ہے کہ اگر خبر ہوتی کہ محمد حسین کی نسبت فتوی ہے تو اسکو دجال اور کافر ہرگز نہ کہتے۔ ظاہر ہے کہ یہ طریق دیانت دار مولویوں کا نہیں ہے۔ ایسا دنیا میں کون ہے کہ اس قسم کے عذرات سے یہ نہ سمجھ لیگا کہ یہ مولوی صاحب [illegible] کیا صورت سوال پر فتوی ہوتا ہے یا یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ یہ فتوی کسکی نسبت طلب کیا گیا ہے۔ مفتی کیلئے نہ سائل کے نام کی ضرورت ہے نہ اس شخص کے نام کی ضرورت جسکے بارہ میں استفتاء ہے۔ مفتی تو صورت مسئلہ پر نظر کریگا اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے موافق فتوی لکھے گا۔ پس یہ ایک قسم کی بد دیانتی کی ہے کہ اس پر غصہ کیا جاتا ہے کہ محمد حسین کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ چپ رہتے۔ اب بجز اسکے اور کوئی طریق صفائی نہیں کہ محمد حسین کو ایک عام جلسہ میں بلا دیں اور وہ رسالہ ایک انگریزی خوان اسکے روبرو پڑھایا جاوے اور اگر انکار کرے تو مالک مطبع سے حلفاً پوچھیں کہ کس نے یہ چھپوایا ہے اور کس نے شائع کیا ہے۔ غرض ایمان اور دیانت سے کام لیکر پوری تحقیقات کریں۔ پھر اگر اُس کی صفائی ثابت ہو تو یہ اشتہار چھاپ دیں کہ وہ انگریزی رسالہ ایک مجمع میں پڑھا گیا اسمیں محمد حسین کی طرف سے یہ تحریر پائی نہیں گئی کہ مہدی موعود کی آنیکی تمام حدیثیں غلط اور نادرست اور موضوع ہیں اور وہ عبارتیں صحیح ترجمہ کے ساتھ مشتہر کر دیں۔ اور اگر اس رسالہ سے ثابت ہو کہ محمد حسین نے کسی نفسانی طمع کی غرض سے مہدی معہود کے آنے سے درحقیقت انکار کیا ہے اور اسکے متعلق کی حدیثوں کو موضوع قرار دیدیا ہے تو اس سے توبہ نامہ لکھا دیں اور وہ توبہ نامہ چھاپ کر شائع کر دیں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو بالآخر یہ شائع کر دیں کہ ہم اپنے فتوی پر قائم ہیں اور ایسے اعتقاد کے شخص کو کافر اور دجال کہتے ہیں۔ غرض اب بیہودہ باتوں سے نجات نہیں فتوی پنجاب اور ہندوستان میں شہرت پا چکا ہے اور محمد حسین کا انگریزی رسالہ بھی شہرت پا چکا ہے جب تک دیانت سے محمد حسین سے [illegible] اور اسکی تحریر لیکر اشتہار نہیں دیا جائیگا تب تک ایسی تحریریں خواہ عبد الحق کی طرف سے شائع ہوں اور خواہ عبد الجبار کی طرف سے ان مولویوں کو رسوا کرتی ہیں اور انکی دیانت کی حقیقت ظاہر کرتی ہیں اور ان قابل شرم تحریروں سے [illegible] طور پر ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ یہ آخری زمانہ کے مولوی کس قماش کے آدمی ہیں۔ مگر کیا عبد الحق یا اسکے دوسرے ہم جنسوں پر امید ہو سکتی ہے کہ وہ انصاف اور دیانت کو مد نظر رکھکر پوری تحقیق کے بعد نیک بندوں کی طرح محمد حسین کی کوئی کہلی کہلی تحریر لیکر اشتہار شائع کریں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ امید ہرگز نہیں۔ لہذا پبلک کو اسوقت یہ [illegible] کا موقع ہے کہ ان مولویوں کے عالم [illegible]

بقیہ خطبہ نمبر ۲

خدا تعالیٰ کی مصلحت اور گورنمنٹ بے تمیز گورنمنٹ نہیں اس نے مجھکو نہیں چنا۔ اُسکو نہیں چنا۔ کسی نیچے ہوئے شیخ الکل یا خانہ ساز پیر طریقت کو برگزیدہ نہیں کیا۔ کیوں؟ وہ اس قابل نہ تھے۔ یوسف کیوں عزیز بنتا ہے؟ باپ کا لاڈلا اور چہیتا اور باقیوں میں سے ممتاز کیوں ہوتا ہے؟ اسکی ظاہری خوبیوں اور شمائل کے علاوہ وہ نہاں در نہاں علم تاویل الاحادیث اور وہ شوکت ہے جو حضرت یعقوب کو نظر آتی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہونے والا ہے اور یہ سب اسکے آگے ہاتھ جوڑنے والے ہیں۔ اب یہی لوگ اپنے درمیان کے راستباز کے پسندیدہ شمائل اور فضائل کا اعتراف کرتے اور پاک کاموں کو دیکھتے ہیں مگر گہری اور دوربین نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ افسوس یہ لوگ انسانوں کی شکلیں تو ہیں مگر اندر ممسوخ ہیں۔ چاہیئے تھا کہ اپنے بھائی پر نیک گمان کرتے اور اسکے ایثار پر حسد نہ کرتے خدا تعالےٰ نے عائشہ صدیقہ پر افک باندھنے والونکو تہدید و توبیخ کے پیرایہ میں یہی فرمایا کہ کیوں سنتے ہی تم نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی نسبت نیک گمان نہ کیا اور خود بخود فیصلہ کر نہ لیا الخبیثات للخبیثین یعنی ناپاک الزام کے مورد ناپاک زندگی بسر کرنے والے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ پاکوں کے حق میں پاک باتیں کہنی مناسب ہیں۔ اللہ اللہ! ایسے شخص کو آخر کار کذاب دجال اور مفتری کہا جس سے پہلے مان چکے تھے کہ وہ اسلام کی خدمتمیں بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص ہے اور جو براہین میں دعویٰ کر چکا ہے "فقد لبثت" الخ کیسا ظلم عظیم ہے۔ الغرض موعود کے ماننے کے لیے یا یوں کہو اسکے محبوبین کو قبول کرنے کے لئے قرینہ قویہ موجود ہے۔ ہم دعویٰ سے چیلنج کر کے کہتے ہیں کہ کیا یہ نادان مخالف ہمارے سید و آقا! امام کا کوئی جرم بتا نہیں سکتے اور کبھی گواہی نہیں دے سکتے کہ اُس نے کسی زمیندار کی زمین کو ضبط کیا ہو؟ یا شراب خانے میں جا کر وہ کبھی شامل ہوا ہو؟ یا کسی اور بری اور ناپاک صحبت میں شریک رہا ہو؟ وہ کہہ کیونکر سکتے ہیں جبکہ انکے اعتراف اسکی صلاح و تقویٰ کی نسبت موجود ہیں۔ تو بس اس کا جرم وہی ہے جو یوسف کا تھا کہ وہ باپ کی نظروں میں عزیز ہو گیا ہے۔ مگر وہ نادان دیکھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں کسی چالاکی اور پالیسی سے عزیز نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا اصل الاصول یہی یوسف علیہ السلام کے اس قصہ میں خدا تعالیٰ نے خود اسی صدیق یوسف کے مونہہ سے نکلوایا ہے۔ اور بطور قاعدہ کلیہ کے بتلا دیا ہے کہ کون اللہ تعالےٰ کی نظر میں عزیز ہو سکتا ہے؟ یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اس نوازش اور احسان عظیم کی وجہ بتلاتے ہیں کہ انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ اللہ تعالیٰ متقی اور صابر کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ متقی اور صابر کو آیت کے آخر میں محسن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ قیاس چاہتا تھا کہ یوں ہوتا فان اللہ لا یضیع اجر المتقین والصابرین۔ مگر محسنین کے ارشاد سے واضح کر دیا کہ اتقاء اور صبر انسان کو احسان کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے یا یوں کہو کہ صفت احسان سے تقویٰ اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ احسان کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے کہ عبادت کرنیوالا اللہ تعالیٰ کو دیکھے یا کم از کم یہ یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ مجھے دیکھتا ہے پس کوئی شخص متقی اور صابر نہیں ہو سکتا جب تک وہ احسان کی صفت حاصل نہ کرے۔ اس اصول نے قیامت تک بشارت دیدی اور ڈرا بھی دیا۔ میری روح میں اسوقت ایک خاص لذت اور جوش ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایک ایک لفظ کے وہ معارف بیان کروں جو اسکی ترکیب میں خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھے اسوقت نظر آتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ خطبہ اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں اپنے احباب سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ بہر نمط صبر اور تقویٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ممتاز کیا ہے۔ قیامت تک یہ اصول مومنین کے لئے ہو گیا ہے۔ میں اس خیال میں آج سوچتا رہا کہ صبر کے کیا معنے ہیں بہت سی باتیں حل کرنے کے لئے پیدا ہوئیں مگر میں نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ اور غور کے بعد قرآن کریم کے حل لغات اور ادراک حقائق کے لئے حضرت امام زمان علیہ السلام کی طرز زندگی کو بہترین ذریعہ پایا ہے۔ مجھے اس اصول سے مزا آیا ہے اور میں امام کے فعل کو اپنے لئے تفسیر اور خطا نہ کرنے والی ڈکشنری پاتا ہوں۔ میں نے امام کی طرز زندگی ہی میں صبر کے معنے سوچے تو معلوم ہوا کہ صبر کے معنے عظیم الشان ہونے چاہئیں اسلئے کہ نبوت کے مقامات عالیہ میں فتح باب کی کلید صبر ہی لکھا ہے۔ شہوات پر صبر کرنا مصیبتوں اور دکھوں پر صبر کرنا چھوٹی بات ہے۔ خدا کے راستباز بندے صدیق اور ماموریں کی طبیعت ایسی نہیں ہوتی کہ انکو شہوات کی طرف کشاں کشاں لیجائے اور پھر ذرا انکو صبر کرنا پڑے۔ میرے نزدیک صبر کی حقیقت ہے بار رسالت کے اٹھانے کے لئے ہر قسم کے فتن اور ابتلاء و امتحان کو بطیب خاطر سہنا اور اپنی عزت و زندگی کے لوازم بقا کی کوئی بھی پروا نہ کرنا۔ کیا اس زمانہ میں امن اور چین کی زندگی بسر نہیں ہو سکتی؟ بیشک ایسی تالیفیں ہو سکتی ہیں کہ کسی کو کچھ کہنے کا موقعہ نہ ملے کوئی نکتہ چینی اور انگشت رکھنے کی جگہ نہ ہو لکھنے والے کا قلم اسکے ماتحت ہی میں کبھی نہیں مانتا کہ وہ روح اور اسکے جذبات پر سبقت لیجاوے بڑے بڑے لوگ اعلاء کلمۃ اللہ میں ہزار ہا پس و پیش دیکھتے ہیں۔ اگر کسی انجمن برائے نام حمایت اسلام کا مثلاً کوئی رافضی پریسیڈنٹ ہے تو بڑی احتیاطیں کرتے ہیں کہ مبادا کوئی کلمہ اسکے خلاف نہ نکل جائے۔ پس ایسے کور فطرت مداہن جیفہ دنیا کو پسند کرنے والے صابر کہلا سکتے متقی بن سکتے یوسف کی طرح محسود اخوان ہو سکتے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام مبطلوں کو کہہ سکتے ہیں کہ انا برآؤ منکم الآیہ۔ اسی لئے تو وہ خدا سے نصرت نہیں پا سکتے۔ یہ حقا عظیم نصرت و تائید الٰہی ہزاروں کا حصہ ہوتا ہے کہ وہ مداہنہ سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکے اعلاء کلمہ میں پہلے ہی سے یہ مان لیتے ہیں کہ پاش پاش کیوں نہ ہوں! بال بچے ذبح کئے جاویں تو بھی وہ اظہار حق سے رک نہیں سکینگے۔ اس کا بال بال پکارتا ہے کہ

نمی باید مرا یکذرہ عزتہائے این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواہند
خلاف من کہ میخواہم برائے یار ذلت را

وہ دنیا اور اسکی بیہودہ عزتوں کی جہاں پرواہ نہیں کرتا وہاں اسے دنیا اور اسکی خود تراشیدہ ذلتوں کا بھی خیال نہیں ہوتا بلکہ اُس کا عمل خود بتلا دیتا ہے کہ وہ ان اشعار مذکورہ کے کہنے میں بالکل راستباز ہے اور موتوا قبل ان تموتوا پر اس کا عمل ہے۔ یہ ایک راز الٰہی ہے کہ وہ ذبح جاوے اور اُس ذلت سے

عزت اور ہلاکت سے زندگی پاجاوے مگر وہ اپنی ذات میں مدح کے پورے جذب اور جوش سے ان تمام مصائب اور آلام کو اٹھانے کو بطیب خاطر طیار ہوتا ہے۔ کیا وہ گول مول تجویزیں شایع نہیں کرسکتا کہ جس سے مخالفوں کو بھی خردہ گیری کا موقع نہ ملے اور موافق بھی خوش ہوجاویں مگر وہ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اعلائے کلمہ اس میں نہیں دیکھتا اور ایک عارضی اور نمایشی دکھہ کی پرواہ نظر تا نہیں کرسکتا۔ پس یہ صبر ہے خواہ کتنی ہی مصائب اور دکھہ پہونچیں مگر وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے پھیلانے اور اظہار کے لئے انکی پرواہ نہیں کرتا۔ پس وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔ ایک طرف تو وہ یوسف کی طرح یکہ و تنہا ہے اور دوسری طرف بدخواہ حاسد بھائیوں کی ایک جماعت جنکو اپنی شوکت و طاقت پر گھمنڈ و ناز ہوتا ہی دعوے سے نحن عصبہ کہتے ہیں۔ مگر وہ ایک کامیاب ہوجاتا ہے کیوں؟ اس کا صبر اور اتقاء اللہ تعالیٰ کی نظر میں اسکو محبوب بنا دیتا ہے اور اسکے خلاف میں کیسی ہی جماعت کیوں نہ ہو کامیاب نہیں ہوتی۔

مولوی اور پیرزادے کہلانے والے اعلاء کلمۃ اللہ کے قابل نہیں کیونکہ انکو برادری کے اصولوں سوسائٹی کے قواعد ابنائے جنس کی ملامتوں کا اندیشہ اور بڑے بڑے لوگوں کی خاطرداریاں اجازت نہیں دیتیں کہ حق کہیں وہ قوم سے کچھ کہتے اور حکام سے منافقانہ طور پر کچھ کہتے ہیں قوم اور اپنے مولویوں کے طبقہ میں تو مہدی کے آنے کا اعتراف کرتے اور **خونی مہدی** کا انتظار کرتے ہیں اور صلحکاری اور امن پھیلانے والے مدعی مہدی کا انکار کرتے اور کفر کا بلکہ **قتل** کا فتوی دیتے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے چند بیگہ زمین کی خاطر چند پرچے چھپوا کر اپنی خدمات کے ذیل میں مہدی کا انکار کرتے ہیں اور دھوکہ دیکر گورنمنٹ کو ایک طرف قوم کو دوسری طرف مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں تکلف اور آرام چاہتے ہیں عزت کے خواہشمند ہوتے ہیں مگر اس جاہ طلبی اور عزت کی خواہش سے ذلت نکلتی ہے خدا کا مامور دنیا کی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا وہ قومی خطاب کا خواہشمند نہیں۔ اُسے خدا خود خطاب دیتا ہے۔ غرض سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے۔ وہ جو یوسف کی بدخواہ تھے اور ذلت چاہتے تھے خود ہی ذلیل ہوئے اور وہ عزیز مصر ہوگیا۔ پھر بالآخر پھر اپنی جماعت کی طرف خطاب کرکے کہتا ہوں کہ اُنپر حجت پوری ہوچکی جنہوں نے تسلیم نہیں کیا انکا معاملہ خدا سے ہے مگر ہم نے تو سمجھ لیا اور پرکھہ کر مان لیا ہے۔ ہم بڑے ذمہ دار ہیں اگر ہم خدا تعالےٰ سے نصرت چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں تو چاہیئے کہ صابر اور متقی بنجاویں۔ اللہ تعالےٰ صادقوں کی ذلت چاہنے والوں کو عزیز نہیں بناتا خدا تعالےٰ مجھے اور آپ سب کو متقی اور صابر بناوے اور وہ کامیابیاں دکھلائے جو متقیوں اور صابروں کو دیجاتی ہیں۔ آمین۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پانزدہم

سورۃ البقرہ رکوع (۴)

رکوع ۴ کے عام مطالب اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے **انعمت علیہم** کی تفسیر شروع کی ہے اور اسکو ایک سعید اور راستباز کے قصہ کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے اور یہ اس لئے کہ مثال کے لباس میں ایک بات اچھی طرح سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور اس رکوع میں امور مندرجہ ذیل پر اللہ تعالےٰ نے بحث فرمائی ہے۔

(الف) دنیا میں جب کوئی کام اللہ تعالےٰ کیا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکی اطلاع ملاء اعلیٰ کے رہنے والے پاک روحوں کو جنہیں ملائکہ کہتے ہیں دیجاتی ہے۔

(ب) اللہ تعالےٰ شروع سے انسان کی اصلاح اور تہذیب نفس کی خاطر عین ضرورت کے وقت کوئی خلیفۃ اللہ فی الارض مقرر کرتا رہا ہے جو خاص طور پر دبستان الہی کا ہی تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔

(ج) خلیفۃ اللہ فی الارض کو **بسطۃ فی العلم** کا تاج پہنایا جاتا ہے اور اُسکے معلومات کو عظیم الشان وسعت دیجاتی ہے۔

(د) تسبیح و تقدیس الہی موجب ازدیاد **علم** ہے پس توسیع علم کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس میں بدرجہ غایت مصروف ہو۔ اور یہی راز ہے **رب زدنی علما** میں اور **بسطۃ فی العلم** جو خلیفۃ اللہ کو ملتی ہے اسمیں بھی یہی سر ہے۔

(ھ) جو شخص خلیفۃ اللہ ہوکر آتا ہے نفس الامر میں وہی اس قابل ہوتا ہے کہ خلیفۃ اللہ کہلائے کیونکہ اللہ تعالےٰ **علیم** اور **حکیم** ہے۔ اسکی صراحت دوسرے مقام پر ہے جہاں فرمایا **واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**۔

(و) ملائکہ اور سعید لوگ اسکے ساتھ ہوجاتے ہیں اور اسکی اطاعت سے فائز المرام ہوتے ہیں۔

(ز) خلیفۃ اللہ کی مخالفت اور بھی مخالف کرنے کے لئے کوئی ناپاک روح ضرور طیار ہوجاتی ہے مگر آخر کار اس جنگ میں وہ پاک روح مظفر و منصور ہوجاتی اور **خدا تعالےٰ** سے دور ہلاکت مجسم **روح** شقاوت کا نتیجہ پاتی اور ہلاک ہوتی ہے۔ گویا یہ ایک سنت اللہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ بھلوں اور بروں میں جنگ ہوتی ہے

(ح) پہلا گناہ جو دنیا میں پھیلا وہ تکبر سے شروع ہوتا ہے۔ متکبر انعام الہی کی قدر کرنے کے ناقابل ہوکر مورد انعام اللہ نہیں ہوسکتا۔

(ط) خلیفۃ اللہ کو ایک عظیم الشان جہاد اول اپنے نفس سے کرنا پڑتا ہے اور اوسے **ظالم لنفسہ** ہونا پڑتا ہے۔ بدون اس کے وہ **اورثنا الکتاب** کا مصداق نہیں ہوتا۔

(ی) شیطان یا خبیث روح کبھی بھی مومن پر قابو نہیں پاسکتی۔

(ک) انسان اس زمین ہی میں مرتا اور جیتا ہے۔ آسمان پر یا کسی اور جگہ بہ این جسد العنصری نہیں جاسکتا۔

(ل) خدا تعالیٰ ہی کا فضل انسان کو بچا سکتا ہے۔

(م) ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کی ہدایت کا سلسلہ دنیا میں جاری ہے۔

(ن) راستباز ہمیشہ ہر میدان میں کامیاب ہونگے اور شریر مکذب ناکام و نامراد رہیں گے۔

اب ہم قرآن کریم سے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں۔

واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا

ویسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك و نقدس لك قال انی اعلم ما لاتعلمون ٥

یعنے جبکہ تیرے رب نے بتلا دیا ملائکہ کو کہ میں الارض میں ایک خلیفہ ٹھہرانے والا (مقرر کرنے والا) ہوں تو انھوں نے یہ عرض کیا۔ (یہ عرض کرنا خلیفہ کے تقرر پر تھا کیونکہ خلیفہ کا وجود باجود تو اصلاح خلق کے لئے اور مفسدوں۔ شریروں۔ خونریزوں کی شرارتوں کے روکنے کے لئے ہی ہوتا ہے پس ملائکہ نے اسکے مطابق عرض کیا کہ کیا تونے کسی قوم مفسد اور خونریز کو مجرم قرار دیدیا ہے تو ہم ہی اس خلیفہ اللہ کے ناصر ومعین بنجاویں کیونکہ ہم بھی تو تیری تحمید و تسبیح وتقدیس ہی چاہتے ہیں پس تیرے خلیفہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہوجائیں تو جناب باری نے فرمایا کہ اس خلیفہ کے بنانے میں اور اور حکمتیں بھی ہیں جنکی تمکو خبر تک نہیں۔

قال سے بزبان گفتن مراد نہیں | قال سے یہ مراد نہیں ہے کہ زبان (جو ایک مضغہ گوشت ہے) سے ہی کہا جاوے۔ بلکہ کلام سے بھی جبتک اس کے بعد تکلیما بیان نہ ہو بزبان گفتن ضروری مراد نہیں ہوتی اسلئے قال کے معنے ہیں **بتلا دیا**۔

ربك میں نکتہ | اس مقام پر اللہ تعالے نے اذ قال ربك فرمایا۔ ہو سکتا تھا کہ اذ قال الھك فرماتا۔ اصل یوں ہے کہ **رب** اللہ تعالی کی وہ صفت ہے جسکے تقاضا سے تمام چیزوں کی بلاامتیاز ذی روح وغیر ذی روح عرش سے لیکر فرش تک تربیت اور تکمیل ہورہی ہے۔ اور چونکہ تقدم طبعی اس صفت ربوبیت کو حاصل ہے اس لئے خدا تعالی نے **اللہ** جو ایک ذاتی نام ہے اسکے بجائے **رب** کا لفظ استعمال فرمایا جو تکوین عالم کا مقتضی ہے۔

ملائکہ | ملائکہ سے مراد اگر وہ مخلوق لی جاوے جو اپنی تحمید اور تقدیس کی وجہ سے روحانیت کے اعلی مدارج طے کرچکے ہوں اور سفلی اور ارضی باتوں سے ممتاز ہو کر علوی اور آسمانی سلسلہ میں شامل ہوں تو بظاہر کوئی مشکل نہیں رہتی اس صورت میں یہ مراد ہوگی کہ **الارض** کے پہلے عارف باللہ لوگوں کو اللہ تعالے نے بالہام الہی یہ مژدہ سنایا کہ تم میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اور یہ ایک عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی مامور من اللہ دنیا میں نازل ہوتا ہے اسوقت علی العموم لوگوں کو قبل ازوقت اس کے آثار و اظلال کا پتہ ملتا ہے۔ رؤیائے صحیحہ اور مختلف ذریعوں سے آنے والے خلیفۃ اللہ کی بشارتیں ملتی ہیں۔ جیسے آفتاب نکلنے سے پہلے ہی اسکے آثار معلوم ہوجاتے ہیں۔ یہی سنت اور طریق روحانی دنیا میں جاری ہے۔ یعنے آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہونے سے پیشتر مختلف پیرایوں میں صلحاء اور اتقیاء پر جو **الارض** میں رہتے تھے اسکی بعثت کی بشارت دی۔ لیکن اگر ملائکہ سے وہ نفوس قدسی مراد ہیں جو ایک دوسری قسم کی مخلوق ہے جنکو فرشتے کہا جاتا ہے تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ہم ملائکہ کے ثبوت پر مختصر سی بحث کریں۔

ثبوت ملائکہ | ملائکہ کے ثبوت پر ہم اس وقت کوئی طویل بحث نہ کرینگے بلکہ مختصر طور پر اسکو بیان کریں گے۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ نظام جسمانی میں ہم خدا تعالے کا ایک بندھا ہوا قانون دیکھتے ہیں کہ کسی نہ کسی توسط اور توسل کے ذریعہ ہم خدا تعالی کا ہر ایک فیض حاصل کرتے ہیں۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ اس فیض کے حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اندر بھی قوی رکھتے ہیں لیکن وہ قوی بدون امداد توسط خارجی بیکار محض ہیں جیسے آنکھ اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے لیکن وہ نور اور روشنی کچھ کام نہیں دے سکتی جبتک کہ آفتاب کی روشنی اسکی ممد ومعاون نہ ہو۔ اسی طرح ہر کان کے اعصاب شنوائی کی ایک حس رکھتے ہیں لیکن ہوا کے بدون دوسری آوازیں ہم تک پہونچ نہیں سکتیں۔ پس جبکہ نظام اور حواس کی تکمیل کے لئے یہ قانون الہی ہے تو روحانی نظام میں تو بدرجہ اولی یہ قانون کام کررہا ہے پس نظام روحانی اور جسمانی بالائی میں علل متوسط کا نام ملائکہ رکھا جاتا ہے اور علل متوسط کے رکھنے سے اللہ تعالے کو انسان کے معلومات کا وسیع کرنا مقصود ہے ورنہ اللہ تعالے کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں کسی شے کی حاجت نہیں۔

جاعلٌ | بنانے والا ہوں جیسے فرمایا جعل الظلمت والنور۔ جعل کے معنے ٹھہرانے اور مقرر کرنے کے بھی ہیں اور اعتقاد کرنے کے بھی آتے ہیں جیسے وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا۔ غرض یہاں جعل کے معنے مقرر کرنے اور ٹھہرانے کے ہیں۔

فی الارض | الارض پر الف لام تخصیص کا ہے کیونکہ تسکے چلکر اسی رکوع میں جہاں ہبوط آدم علیہ السلام کا ذکر ہے وہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جس مقام پر آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے تھے وہ کوئی اور ملک تھا اور جہاں انکو ہجرت کرکے جانا پڑا وہ کوئی اور سرزمین تھی۔ اور اسکی توضیح اور بھی ہوجائے گی جب اس جنت کی تحقیقات ہوگی جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے تھے۔

خلیفہ | خلیفہ کے معنے ہیں کسی قوم کے پیچھے آنے والا یا کسی قوم کو پیچھے چھوڑنے والا جیسے **جعلنا کم خلائف فی الارض** سے ثابت ہے۔

مامور من اللہ کو بھی خلیفہ کہتے ہیں اور سلطان اعظم بھی خلیفہ کہلاتا ہے جیسے **لیستخلفنھم فی الارض** سے معلوم ہوتا ہے۔

خلیفہ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ بین الحق والباطل فیصلہ کرے اور لوگوں کے تنازعات باہمی کو نپٹائے جیسے فرمایا **یاداؤد انا جعلنٰك خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق**۔ یعنے اے داؤد ہم نے تمکو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں میں صحیح صحیح فیصلہ فرما۔

اور مخلوقات کو بھی کبھی خلیفہ کہتے ہیں اس لئے بعض صحابہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں روحانی اور جسمانی نظام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور حکم تھے اس لئے خلیفہ کہلائے۔ انکی نسل جاری ہوئی اور قائم رہی اس لئے بھی خلیفہ تھے۔ انسے پیشتر دنیا میں بعض شریر النفس قومیں بن۔ جن۔ طم۔ رم وغیرہ آباد تھیں۔ چونکہ وہ انکے پیچھے بلحاظ زمانہ آنے والے تھے اس لئے انکو خلیفہ فرمایا۔ اس مقام پر امام کا لفظ نہیں فرمایا جسکی وجہ کچھ تو مذکورہ بالا امور پر نظر غور کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے اور کچھ خلیفہ اور امام میں جو فرق ہے اسکو ہم اس مقام پر بیان کرینگے جہاں امام کا لفظ آیا ہے (انشاء اللہ تعالے)

فی الارض خلیفہ سے کون مراد ہے | اس پر بہت بحث کی گئی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک [illegible] انسانی مراد ہے جن میں سے آدم ایک [illegible]

کے نزدیک خلیفۃ اللہ فی الارض سے مراد ایک شخص واحد مراد ہے جو سعیدوں کا مورث اعلیٰ ہے اور آدم (علیہ السلام) کے نام سے موسوم ہے۔

الغرض

اللہ تعالیٰ نے ایک خاص ملک اور سرزمین آدم علیہ السلام کو دینی اور دنیوی امور میں حکم بنانے کی اطلاع الہاماً بشارت کے طور پر ملائکۃ اللہ کو یا اس سرزمین کے صلحا و اتقیا کو دی۔

اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ حضور! کیا اسکو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں کرے گا اور ہم تو جناب کی ذات کو جو جمیع صفات حسنہ کی جامع اور تمام بدیوں سے منزہ ہے پاک سمجھتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کے قصے پر کسی نافہم نے بہت سی ناپاک اور گستاخانہ اعتراض کئے ہیں جن کا جواب تصدیق میں کافی طور پر دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم ان اعتراضوں پر توجہ ہی نہ کریں گے بلکہ جسقدر ممکن ہے ان آیات کے ترجمہ کو ایسے طریق پر کرنے کی کوشش کرینگے کہ کوئی اعتراض وارد نہ ہو اور وہ قرآن شریف کے منشاء کے خلاف بھی نہ ہو۔

پہلی توجیہ اگر آیت کے وہ معنے کئے جاویں جو اوپر بیان کئے تو بھی کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ وہ صلحاء چونکہ ایک محدود علم رکھتے تھے اس لئے وہ اتجعل فیہا بول اٹھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انی اعلم ما لا تعلمون کہکر انکی غلطی ان پر ظاہر کی اور بوجوہات قویہ ان پر اپنی وسعت علم ثابت کی جیساکہ آگے آئیگا۔

دوسری توجیہ چونکہ خلیفۃ اللہ کی بعثت اسوقت ہوتی ہے جب کہ دنیا میں فساد اور سفک الدم ہو یعنے جب دنیا میں خونریزیاں اور فتنہ پردازیاں ہونے لگتی ہیں ایسے وقت میں جب انھوں نے بعثت آدم علیہ السلام کی خبر سنی تو انھوں نے کہا کہ کیا دنیا میں کوئی مفسد اور خونریز ٹھہرایا گیا ہے یعنے کوئی شریر النفس قرار پا گیا ہے جسکی سرکوبی اور استیصال کے لئے کوئی مامور من اللہ ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو ہم بھی مامور من اللہ کی امداد کیلئے طیار ہو جاویں اور یہ ایک طرز کلام ہے شاہانہ دربار میں اپنی خدمات پیش کرتے وقت معہود تنا ہی کیا کرتے ہیں۔

سرسری نظر

حالات مقدمہ

جو مقدمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں زیر دفعہ ۱۰۷ دائر ہے اور جس میں حضرت اقدس جناب مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی بطور فریق ثانی ہیں عام طور پر نہایت دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ مذکورۃ الصدر گورداسپور میں باجلاس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب پیش ہوا۔ مرزا صاحب کی طرف سے مسٹر براؤن صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب لاہور سے اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے اور مولوی شیخ علی احمد صاحب لوکل پلیڈر بطور پیروکار پیش ہوئے محمد حسین کی طرف سے بھی دو وکیل پیش ہوئے۔ جنمیں ایک صاحب بہادر لاہور سے آئے تھے اور دوسرے صاحب گورداسپور ہی کے وکیل تھے۔ مقدمہ کی روئداد ہم کسی اگلے نمبر میں شایع کریں گے۔

۱۱ر جنوری کو جناب مرزا صاحب۔ محمد حسین۔ ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ۔ انسپکٹر پولیس گورداسپور کے بیانات ہوئے اور مقدمہ ۲۷ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا جو بمقام دھاریوال پیش ہوگا۔

جیسا ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے ابھی جینا قبل از وقت سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس سے پیشتر ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کے وقت بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کو اصلیت تک پہونچنے کے لئے یہ بات پیش کی تھی کہ وہ اس معاملہ پر کامل توجہ فرماویں کہ مرزا صاحب اور عام مولویوں کے درمیان بنائے مخاصمت کیا ہے؟

بہرحال ہم کو امید ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر اس معاملہ پر پوری توجہ فرماویں گے۔ ہمکو یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ صاحب موصوف نہایت متانت اور غور سے کام کرتے ہیں۔

آسمانی نشان

ہمارے محترم مخدوم جناب مولوی عبدالکریم صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی نبیرہ خواجہ میر درد صاحب مرحوم نے لیکھرام پشاوری کی پیشگوئی اور اسکے کل واقعات کو نہایت سلیس اور لطیف اردو میں نظم کیا ہے کل واقعات کا نقشہ ایسے لطیف طور پر کھینچا ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں اور زبان ایسی صاف اور پاکیزہ ہے کہ اسکے متعلق مصنف کا دہلی نژاد ہونا ہی کافی شہادت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھایا جاوے کیونکہ اس میں خداتعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں اور اسرار پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف صاحب کو اس رسالہ کے چھپوانے کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ اس لئے ہمارے احباب جسقدر جلدیں اس رسالہ کی خریدنا چاہیں اطلاع دیں تاکہ اسی انداز کے موافق طبع ہونا شروع ہو۔ قیمت فی کاپی ۲ر ہوگی۔ تمام درخواستیں میرے نام آنی چاہییں۔

عبدالکریم سیالکوٹی حال وارد قادیان

مسیح موعود

اس نام کا ایک فارسی منظوم رسالہ مولوی نور احمد صاحب لودی ننگل نے حال میں تصنیف کیا ہے۔ جس میں بہت سی لطیف مضامین پر بحث کی گئی ہے اور نہایت ہی عمدہ اور نرالی طرز پر حضرت اقدس کے مسیح موعود ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ جو صاحب جسقدر جلدیں خریدنا چاہیں اطلاع دیں قیمت فی جلد ۲ر۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے کرم فرما جناب خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کو شروع سال ہی خانبہادر کا خطاب عطا ہوا۔ خواجہ صاحب امرتسر کے مسلمانوں میں ایک سربرآوردہ رئیس ہیں اور خانبہادر شیخ غلام حسن صاحب مرحوم کے بعد انکا دم غنیمت ہے۔ خواجہ صاحب بڑی تجربہ کار اور کریم و ہمدرد اور کار آزمودہ بزرگ ہیں۔ ہمکو بہت خوشی ہوگی اگر امرتسر میونسپلٹی میں خواجہ صاحب وائس پریذیڈنٹ قرار دئے جاویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پنجاب اور ہندوستان کے اُن مولویوں کی ایمانداری کا نمونہ جنہوں نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ خاصکر مولوی نذیر حسین دہلوی اُستاد شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے تقویٰ اور دیانتداری کی حقیقت اور ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو صریح جھوٹ بول کر سخت دھوکہ دینا۔ اور اُسکے گروہ کی اس قابل شرم کارروائی سے اُس میری پیشگوئی کا پورا ہونا

جو

اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کیگئی تھی

یعنے یہہ پیشگوئی کہ

جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ ما لھم من اللہ من عاصم

یعنے

فریق ظالم کو اسی قسم کی ذلت پہنچیگی جو اُسنے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو٭

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبد الجبار غزنوی اور عبد الحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی۔ اور دوسرے علماء اُن کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو جسنے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا۔ بوجہہ اُسکے اس عقیدہ کے اسکو کذاب اور مفتری اور دجال اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اپنے فتوے میں لکھا۔ اور اس طرح پر اُس کو ذلیل کرکے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی۔ جو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی گئی تھی۔ اور نیز اُن احادیث نبویہ کو بھی پورا کیا جو آخری زمانہ کے بارے میں ہیں۔ اور اپنے طریق عمل سے اُن کی صحت پر گواہی دیدی۔ مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں بلکہ یہود کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کارروائی انکے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے **استفتاء** مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہہ فتوے طلب کیا گیا تھا کہ اُس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اُس **مہدی** کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا۔ اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کریگا تو ان مولویوں نے اپنے دلوں میں یہہ خیال کرکے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنے یہہ عاجز ہے۔ محض شرارت کی راہ سے یہہ تجویز کی کہ آؤ اب بھی اس فتوے کی رو سے اسکو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں۔ تب فی الفور یہہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے۔ اور اگر اُن کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہہ **استفتاء** شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ تو ہرگز یہہ فتوے نہ دیتے۔ اب اس حقیقت کو سنکر کہ وہ شخص جسکی نسبت فتوے طلب کیا گیا تھا ان کا دلی دوست محمد حسین ہے۔ جس قدر اُن کو ندامت ہوگی اُسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہی علمائے دین اور حامیان شرع متین ہیں جنکی دیانت پر لوگ بھروسہ کئے بیٹھے ہیں۔ اور جنکی نسبت عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ دین کے پیشوا اور دیندار بلکہ شیخ الکل ہیں۔ اب خدائے غیور کی غیرت نے ان سب کے پردے پہاڑ دیئے۔ خدا کے الہام میں ایک فقرہ یہہ بھی تھا کہ **شاھت الوجوہ** سو پورا ہوگیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی بعض خفیہ تحریریں ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جنمیں وہ **گورنمنٹ** کے سامنے زمین لینے کی طمع سے یہہ بیان کرتا ہے کہ جس **مہدی قریشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اُن کے زعم میں خلیفہ ظاہر و باطن ہوگا۔ اُس مہدی کے بارے میں جسقدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں۔ یعنے میں ان کو نہیں مانتا۔ دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی**۔ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء جس کو بھی محمد حسین نے **پوشیدہ** طور پر شایع کیا ہے اور **گورنمنٹ عالیہ انگریزی** کو یہہ جتلانا چاہا ہے کہ **میں اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں۔** سو محمد حسین کا یہہ وہ عقیدہ ہے **جسکے** لئے **مولویوں** سے **فتویٰ** طلب کیا گیا تھا۔ اور اُنہوں نے اس عقیدہ کی وجہ سے اُسکو **کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری** قرار دیا۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ محمد حسین نے نہایت پوشیدہ طور پر یہہ اپنا عقیدہ گورنمنٹ پر ظاہر کیا تھا۔ مگر خدا نے اُسکا پردہ پہاڑا۔ یہہ شخص یعنے محمد حسین دوسرے مولویوں کو بھی کہتا ہے کہ میں تمہارا ہی ہم عقیدہ ہوں۔ اور گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ میں ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور ظاہر ہے کہ دو **مختلف اور متناقض عقیدے ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے** لہٰذا یقیناً یہی سچ ہے کہ جو عقیدہ اُسنے اب انگریزی رسالہ میں گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا ہے یہی **اسکا عقیدہ ہے** سو اسکی رُو سے **کفر کا فتوے اُسپر لگ گیا**۔ کیونکہ جبکہ محمد حسین کے نزدیک وہ تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے متعلق ہیں موضوع اور غلط اور جھوٹی ہیں۔ جیسا کہ وہ بطور احسان نمائی کے گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر کرتا ہے۔ تو بلاشبہ اس منافق کا یہی مذہب ہے کہ ایسا مہدی ہرگز نہیں آئے گا۔ **تو اس صورت میں اُن مولویوں کا یہہ فتوی اُسپر بلاشبہہ وارد ہو گیا کہ وہ کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔** لیکن ایک قلمی تحریر جو مولوی **احمد اللہ امرتسری** سے میرے ایک دوست کو ملی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فہرست انگریزی سے پہلے مولوی محمد حسین نے مولوی احمد اللہ کے آگے ایک تقریب پر اشارۃً یہہ ظاہر کر دیا تھا جس سے یہی معنے نکلتے تھے کہ اب مینے اعتقاد انکار مہدی سے رجوع کر لیا ہے٭ یہہ تحریر جو مولوی احمد اللہ صاحب سے ملی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہہ شخص بہت ہی **فریبی** اور دہوکہ دہ آدمی ہے۔ کیونکہ اس رجوع کے بعد پھر اس نے وہی اعتقاد انکار مہدی گورنمنٹ پر ظاہر کیا۔ اور ثابت ہوا

٭ اس جگہہ ہم رقعہ دستخطی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو اطلاع ناظرین کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں جسمیں مولوی احمد اللہ صاحب نے محمد حسین کے اعتقاد مہدی کی نسبت بدظن ہو کر اُس سے دریافت کیا تھا۔ وہ رقعہ یہہ ہے۔ "۹ ذیقعد ۱۳۱۵ھ کے مطابق ۵ مئی کو میرے سامنے مولوی محمد حسین صاحب نے میری طلب صاف ظاہر کیا کہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا معتقد ہوں۔ یعنے اب معتقد ہو گیا ہوں۔ مانتا ہوں جو وہ سوا حضرت مسیح علیہ السلام کے ہیں۔ جن کے بعد حضرت مسیح آویں گے"
(منہ)

تمام تحریریں گورنمنٹ انگریزی کو دہوکہ دینے کے لئے اُسنے شایع کی ہیں۔ اس خیال سے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجہتی ہے جو ایسے مہدی کے آنیکا اعتقاد رکہتے ہیں۔ لیکن بلاشبہ اُسنے یہہ سخت فریب کی کارروائی کی ہے۔ اور یہہ اُن شریف اور نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے جن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ ہاں ہم یہہ بہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی۔ اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکہی گئی ہیں اُن میں سے کوئی بہی جرح سے خالی نہیں۔ اور اگر جاہل اور بے وقوف اور خاین اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمانداری اور راستگوئی سے خالی ہیں۔ ایسی مرفوع اور مجروح حدیثوں کے رد کرنے والے اور ایسے مہدی کی نسبت کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری ہونیکا فتویٰ دیں۔ جیسا کہ نذیر حسین اور عبد الجبار اور رشید احمد اور عبد الحق وغیرہ نے فتوے دیا تو یہہ فتوے محض بددیانتی کی راہ سے ہے۔ لیکن محمد حسین نے جس پیمانہ سے ہمیں ناپ کر دیا تہا خدا نے وہی پیمانہ اُسکی ذلت کے لئے اُسکے آگے رکہا۔ تا الہام جزاء سیئة بمثلها کامل طور پر پورا ہو جائے۔

غرض محمد حسین کو صرف یہی سزا نہیں ملی کہ اُسکے دوستوں نے ہی اُسکا نام کافر اور دجال رکہا۔ بلکہ جس تعدی اور زیادتی کے ساتھہ میری نسبت اُسنے فتوے دلائے تہے۔ اسی طرح فتویٰ دینے والوں نے اسکے ساتہہ بہی اپنے فتووں میں تعدی اور زیادتی کی۔ تا دونوں پہلو سے مثل کی شرط پوری ہو جائے جو الہام جزاء سیئة بمثلها میں پائی جاتی تہی۔

اب ان مولویوں کے لئے جنہوں نے یہہ فتویٰ دیا کہ مہدی معہود کے انکار کرنے والا کافر اور دجال اور مفتری اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہہ ہے کہ ایک جلسہ کرکے اُس جلسہ میں محمد حسین کو طلب کریں۔ پہر اگر وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ وہ بہی خونی مہدی کے آنے کا منتظر ہے جو اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پہیلائیگا۔ تو اُسکی دستخطی تحریر لیکر چہپوا دیں۔ اور یاد رکہیں کہ وہ ہرگز ایسی تحریر نہیں دیگا اگرچہ یہہ لوگ اُسکو ذبح کر دیں۔ کیونکہ یہہ اُسکے دنیوی مقاصد کے برخلاف ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو پہر گورنمنٹ کو کیا مونہہ دکہلاوے؟ بہی تو وہ لکہہ چکا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں تو پہر اب اُنکو صحیح کیونکر بنادے۔ لہٰذا ممکن نہیں کہ ایسا کرے پس اگر یہہ علماء جو اُسکو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی ٹہرا چکے ہیں بغیر ایسی تحریر شایع کرانے کے اُس سے اختلاط رکہیں اور حسب منشاء اپنے فتووں کے اُسکو کافر اور دجال اور کذاب اور مفتری نہ سمجہیں۔ اور اُسکی ملاقات سے پرہیز نہ کریں۔ تو پہر یہہ خود دجال اور مفتری ہیں۔ لیکن ہم نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ عالیہ کو اس بات کیطرف توجہ دیتے ہیں کہ وہ محمد حسین کے چال چلن سے خبردار رہے۔ اور اُس وقت تک اُسکی حالت کو قابل اعتماد نہ سمجہے جب تک وہ اُن مولویوں سے جو ایسے خطرناک مہدی کے منتظر ہیں۔ کلی علیحدگی اختیار نہ کرے۔ گورنمنٹ عالیہ سمجہہ سکتی ہے کہ کیسا ان لوگوں کا خطرناک عقیدہ ہے۔ کہ ایسے خونی مہدی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور کذاب اور دجال اور مفتری نام رکہتے ہیں۔ اور میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد حسین مذکور کا یہہ کہنا کہ میں ایسے مہدی کے آنیکا قایل نہیں میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجہتا۔ بالکل منافقانہ پیرایہ میں ہے۔ اور وہ انکار مہدی میں سراسر منافقانہ طریق اختیار کرتا اور گورنمنٹ کو دہوکہ دیتا ہے یہی وجہہ ہے کہ گورنمنٹ دیکہہ لیگی کہ یہہ فتوے جو منکر مہدی کی نسبت مولویوں نے لکہا ہے۔ یہہ محمد حسین کی نسبت ہرگز جاری نہیں کیا جاوے گا کیونکہ وہ درپردہ فی الفور اُنکو کہدیگا کہ میں اُس خونی مہدی کے آنے کا قایل ہوں۔ اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسقدر اختلاف کے ساتہہ کہ وہ مہدی کے آنے سے انکاری ہو اور وہ لوگ اُسکو کافر اور دجال کہیں اور مفتری اور کذاب اور جہنمی اُس کا نام رکہیں اور پہر اُن کا باہمی میل ملاقات جاری رہے۔ بجز اس صورت کے کہ درپردہ ایک ہی اعتقاد پر متفق ہوں وہ تو فتوے میں یہہ بہی لکہہ چکے ہیں کہ ایسے آدمی کے ساتہہ کہ اُس خونی مہدی کے آنے کا منتظر نہیں میل ملاقات ہرگز جایز نہیں۔ کیونکہ وہ کافر ہے۔ غرض اب اگر اسکے بعد مولوی محمد حسین کے تعلقات اُن مولویوں کے ساتہہ قایم نہ رہے۔ اور میل ملاقات سب ترک ہو گیا۔ اور ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے۔ تب تو اس بات کو مان لیا جائیگا کہ محمد حسین کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یہہ ظاہر کرنا کہ میں اُس مہدی کا آنا نہیں مانتا جو بزعم اہل حدیث خلیفہ اور بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور سخت لڑائیاں کریگا درست اور صحیح ہے۔ لیکن اگر محمد حسین مذکور کا میل ملاقات اُن فتوے دینے والوں سے موقوف نہوا اور بدستور باہم شیر و شکر رہے تو پہر گورنمنٹ عالیہ کو یقینی اور قطعی طور پر سمجہنا چاہیئے کہ اُن کے باہمی تعلقات قایم ہیں۔ اور یہہ سب اُس خونی مہدی کے منتظر ہیں۔

اور عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے اُن مولویوں کے ایسے چال چلن پر غور کریں کہ یہہ ان کے کشتیبان کہلاتے ہیں۔ اور سوچیں کہ کیا ایسے لوگوں کی پیروی کرکے کسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے۔ اب ذرا فتوے ہاتہہ میں لیکر نذیر حسین کو پوچہیں کہ کیا ہم محمد حسین کو کذاب دجال مفتری کہیں۔ پہر عبد الجبار کے پاس جائیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کیا آپ کے فتوے کے مطابق محمد حسین کو ہم کافر قرار دیں؟ اور پہر عبد الحق غزنوی کو بہی اُسی جگہہ مل لیں اور اُس سے پوچہیں کہ کیا تمہارے فتوے کی رو سے ہم محمد حسین کو جہنمی اور ناری کہا کریں۔ اور پہر ذرا تکلیف اُٹہا کر اُسی جگہہ امرتسر میں مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس جائیں۔ اور اُن سے دریافت کریں کہ کیا یہہ سچ ہے کہ آپ کا فتوے عبد الحق کے فتوے کے مطابق ہے؟ کیا ہم آیندہ محمد حسین کو جہنمی کہا کریں؟ اور کیا ہم آیندہ محمد حسین کی ملاقات چہوڑ دیں؟ اے مسلمانو! یقیناً سمجہو کہ یہہ وہی مولوی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے۔ تم ان کو اسی نمونہ سے شناخت کر لوگے۔ کہ بعد اسکے جو اُنہوں نے شیخ محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی قرار دیا۔ پہر کیا حقیقت میں اُس کو ایسا ہی سمجہتے ہیں۔ یا وہ صرف دکہانے کے دانت تہے؟

اب میں وہ استفتاء جس پر ایسے شخص کے کافر اور دجال ہونے کی نسبت مولویوں نے فتوے لکہے ہیں گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرنے کے لئے ذیل میں میں لکہتا ہوں۔ تاکہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ یہہ لوگ ان خیالات کے آدمی ہیں فقط

الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء)

(اسکے بعد وہ فتوے درج کیا ہے جسکو ہم پچہلے نمبر میں درج اخبار کر چکے ہیں۔ ایڈیٹر)

پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہہ اعتقاد رکہیں کہ ہم صرف پولیٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کی لحاظ سے یعنے منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں۔ ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفہ اسلام اور دینی پیشوا ہے۔ اُسکے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اُس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ تو اس اعتقاد سے بلاشبہہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چہپے باغی۔ اور خدا تعالےٰ کے نافرمان ٹھہر ینگے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہہ تک کیوں نہیں پہنچتی۔ اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے؟ کہ جو گورنمنٹ کو کچہہ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچہہ پہونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمتمیں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اُس شخص کے حالات پر نظر کرے۔ کہ یہہ کیسے منافقانہ طریق پر چل رہا ہے۔ اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے۔ وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہہ بہی لکہنا ضروری ہے کہ جسقدر اس شخص نے مجہے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افتراسے میری ذلت کی۔ اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے۔ جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے۔ اور جسکے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جہوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجہے باغی ٹھہرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں۔ وہی ذلت اُس کو پیش آوے۔ میرا یہہ ہرگز مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جزاء سیئۃ بمثلہا کے کسی اور ذلت میں یہہ مبتلا ہو۔ بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچہہ میرے لئے اُسنے ذلت کے سامان کیئے ہیں۔ اگر میں اُن تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اُس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتے المقدور بہت چشم پوشی کرنے والی ہے۔ لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں۔ تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کر کے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے اُس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پہیلنے نہ پاوے۔

حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہہ شخص جو اُن کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اسکے کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچہہ یہہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بہی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضرور ہے کہ جن مولویوں کا یہہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے اُنکے اعتقاد بہی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہہ کے لئے یہہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اُکسایا ہے کہ یہہ شخص واجب القتل ہے پس جبکہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتوےٰ* دیتا ہے تو مجہے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے امید ہے کہ جو کچہہ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیئے۔ وہ بلاتوقف ظہور میں آوے۔ تا اُسکے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نکریں۔

۲۷ر دسمبر ۱۸۹۸ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان

نوٹ*: محمد حسین نے اس قتل کے فتوے کے وقت یہہ جہوٹا الزام میری پر لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اسلئے میں قتل کرنے کے لایق ہوں مگر یہہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جس حالت میں مجہے دعوےٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے مجہے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجہہ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو برا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیوں بتلاتا؟ کیونکہ اس سے تو خود میرا برا ہونا لازم آتا ہے۔ منہ

دلچسپ چٹھیان
(نمبر ۹)
ایک شیعہ سے خط و کتابت
سوال اول

معنی اہلسنت والجماعت کیا ہیں۔ یہہ کب سے اختراع ہوا؟ جناب خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بہی اہل سنت والجماعت تہے۔ یا آنحضرت صلعم سے اس کی تصدیق پر کچہہ وارد ہوا ہے؟

جواب

اہلسنت والجماعت کا کلمہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے۔ جسمیں پہلے اہل کا لفظ ہے۔ یہہ لفظ اہلبیت میں بہی موجود ہے۔ ضرور ہے کہ ایک شیعہ النسان اس لفظ کو خوب جانتا ہوگا بہرحال اسکے معنے ہیں صاحب۔ اور والا۔ اہلبیت کے معنے گہر والا۔ صاحب خانہ۔ پس اہل کے معنے معلوم ہوئے کہ صاحب اور والا کے ہیں۔ دوسرا السنۃ کا لفظ ہے۔ السنۃ السیرۃ والطبیعۃ ومن اللہ حکمہ وامرہ ونہیہ (قاموس اللغۃ) کلینی کے اصول صفحہ ۳۴ و صفحہ ۳۵۔

علی عن محمد بن عیسےٰ عن یونس عن حماد عن ابی عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام قال سمعتہ یقول ما من شیئ الا وفیہ کتاب او سنۃ۔ (۵۱)

عن سماعۃ عن ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام قال قلت اکل شیئ فی کتاب اللہ او سنۃ نبیہ آگے اسکے کلینی صفحہ ۴۰ میں ہے عن امیر المومنین علی علیہ السلام۔ السنۃ سنتان سنۃ فی فریضۃ الاخذ بہا ہدیٰ وسنۃ فی غیر فریضۃ الاخذ بہا فضیلۃ وترکہا الیٰ غیر خطیئۃ

تیسرا لفظ السنۃ میں ال ہے جو عہد کا ہے۔ جس کے باعث السنۃ کے معنے سنت اللہ بلکہ سنت النبی کے ہوئے۔ چوتہا لفظ واؤ ہے (اہل السنۃ والجماعۃ)۔ اسکے معنے ہیں اور۔ پانچواں لفظ الجماعۃ ہے۔ جماعۃ کے معنے گروہ اور انبوہ لوگوں کے ہیں۔ یہہ لفظ جماعۃ کا قرآن کی اس آیت میں ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

(باقی آئندہ)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ÷ ہے کوئی لاولد مضطر ÷ اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ÷ لعل درِّ یتیم سے بڑھکر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت: ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد پیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں ÷ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت: بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرجانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ٢٨ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولودہ و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خود پنج انگشت یکسان نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کو پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار کر دیا۔ تو دیر ہوگئی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (٢) تونگر بھی دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (٣) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (٤) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس ملے (٥) زر آمدنی شرطیہ فریقین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (٦) اس پر بھی اطمینان نہو تو چونکہ شرطیہ لکھا ہے۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول فضل خداداد کی منادی ہر طرح کر دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دینا کچھ گراں نہیں فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں سکنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں کتاب اسناد کامل فہرست۔ دیہہ تشخیص لادلدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیے۔ جن با یوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ انکی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز لکھٹ المعنو ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرطیہ مندرجہ سے مستثنی ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم						
			١٠	قولنج دوری	٥	١٣	لقوہ	ع
١	جس کی اولاد نہ ہو	٥	١١	سوزاک	٥	١٤	بھگندر	ع
٢	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	٥	١٢	سرعت	ع	١٥	ناسور	ع
٣	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	٥	١٣	جریان	ع	١٦	بواسیر خونی و بادی	٥
٤	جس کا حمل ٦ و ٨ ماہ گر جاوے	٥	١٤	غلط کاری	٥	١٧	ادہرنگ	عـہ
٥	کمزوری	عـہ	١٥	گٹھیا	ع	١٨	ضیق النفس	عـہ
٦	مرگی	٥	١٦	سفیدی آنکھ	٥	١٩	آتشک ٥ (٢٠) پیپ ٥ (٢١) آتشک	
٧	تپ دق	عـہ	١٧	ضعف بصر	٥		(٢٢) نل ٥ (٢٣) ... خضاب	ع
٨	ضعف باہ	٥	١٨	سبل	٥		(٢٤) نزلہ ... (٢٥) ...	ع
٩	ضعف جگر	ع					(٢٦) ... سرسام	ع

المشتہر شیخ حکیم نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی کرمون شفاخانہ یونانی

میسری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میسرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے - خالص میرہ فی ماشہ عـــه روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی میسرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میسرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنے اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میسرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالکلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میسرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکن لاہو پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دہکتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میسرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنے ایک دوکاندار مسی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان بمعہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میسرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میسرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

۶ مارچ ۱۸۹۶

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میسرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو اہمدر کرالا بینک بنک میں مارچ ۱۸۹۸ کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

[illegible]

نمبر ۲ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جن سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل برفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۱۲ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار انکو شایع کرکے مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیجاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بعہدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تسودرخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ۱۲ سے ۸ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ سیج بند ۲ روپیہ سے لیکر ۲۰ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈھبے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر تمام پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد والہ بخش علاقہ بند

اللہ بخش اینڈ کمپنی

کٹڑہ باگھ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمانؑ)

ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور صادقوں کے ساتھ ہو (القرآن)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔ (النبی الامی فداہ ابی وامی)

بدبختی مفلسی اور گناہ کا ماخذ شراب ہے (خلیفہ عمرؓ)

شراب انسان کو شیطان کے ساتھ ملانے کا رستہ ہے (بایزیدؒ)

خدا نے ہم کو ایسی طاقتیں دی ہیں جنکے ذریعے سے ہم کامل خوشی کے چشموں تک پہنچ سکتے ہیں۔ (جیفرسن)

منافقت یہہ ہے کہ باطن ظاہر کے خلاف ہو۔ طمع فقر ہے۔ اور بیغرضی غنا۔ (خلیفہ عمرؓ)

خوش رہنے کے دو طریق ہیں۔ یا وسایل آمدنی کو وسیع کرو۔ یا اخراجات کم (فرینکلن)

حضرت داؤد سے ایک شخص نے پوچھا کہ کون شخص سب سے زیادہ بہشت کا مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا جو سچ بولتا ہے۔

جب کسی معاملہ میں اپنی غرض ہوتی ہے یا دوسرے کی رعایت منظور ہوتی ہے تو سچائی کا خون ہو جاتا ہے۔

اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خداتعالے سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص۔ اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اُسپر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے (جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود)

خدا سے صلح کر دینی پرہیزگاری سے کام لو۔ آسمان اپنے غیر معمولی حوادث سے ڈرا رہا ہے۔ دنیا ہمارے اندار کر رہی ہے۔ مبارک وہ

ڈایری حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

تتمہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء۔ بقیہ تقریر حضرت اقدس سلمہ اللہ

(سوال مولوی قطب الدین) اور روح کا جو تعلق قبور سے بتلایا گیا ہے۔ اُسکی اصلیت کیا ہے؟

(جواب از امام الزمان) اصل بات یہہ ہے کہ جو کچھ ارواح تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ ہاں یہہ دوسرا امر ہے کہ اُس تعلق کی کیفیت اور کنہہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہہ ہمارا فرض ہو سکتا ہے کہ ہم ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے۔ اور اسمیں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔

اور اسکے لیے ہم اللہ تعالےٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں۔ درحقیقت یہہ امر اسی قسم کا ہے۔ جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی سچائی اور حقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اسکو ذرا وسیع کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ حقایق الاشیاء کے معلوم کرنے کیلیے اللہ تعالےٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھہ کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگاتا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک سے اُن کا سُراغ چلتا ہے۔ اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکز قوت یعنی دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طریق اور ذریعے رکھے ہیں۔ مثلاً مصری کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اسکا مزہ معلوم نہ کر سکینگے اور نہ اُسکے رنگ کو بتلا سکینگے۔ ایسا ہی اگر آنکھہ کے سامنے کرینگے تو وہ اُسکے ذایقہ کے متعلق کچھہ نہ کہہ سکیگی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقایق الاشیاء کے معلوم کرنیکے لئے مختلف قوے اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھہ کے متعلق اگر کسی چیز کا ذایقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھہ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہہ کہینگے کہ اس چیز میں کوئی ذایقہ ہی نہیں۔ یا آواز نکلتی ہو۔ اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہے۔ آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہہ بڑا دہوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہہ سے کسی صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ روزمرہ کے کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں۔ سقہ پانی لاتا ہے۔ دہوبی کپڑے صاف کرتا ہے۔ باورچی کہانا پکاتا ہے۔ غرضکہ تقسیم محنت کا سلسلہ ہم انسان کے خود ساختہ نظام میں پاتے ہیں۔ پس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے کام ہیں۔ انسان بڑے قوے لیکر آیا ہے۔ اور طرح طرح خدمتیں اُسکی تکمیل کے لئے ہر ایک قوۃ کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی عقل خام سے چاہتا ہے۔ حالانکہ یہہ بات غلط محض ہے۔ تاریخی امور تو تاریخ ہی سے ثابت ہونگے۔ اور خواص الاشیاء کا تجربہ بدوں تجربہ صحیحہ کیونکر لگ سکیگا۔ امور قیاسیہ کا پتہ عقل دیگی۔ اسیطرح پر متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں۔ انسان دہوکہ میں مبتلا ہو کر حقایق الاشیاء کے معلوم کرنے سے تب ہی محروم ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے۔ میں اس اصول کی صداقت پر زیادہ کہنا ضروری نہیں سمجہتا۔ کیونکہ ذرا سے فکر سے یہہ بات خوب سمجہہ میں آجاتی ہے۔ اور روزمرہ ہم ان باتوں کی سچائی کو دیکھتے ہیں۔ پس جب روح جسم سے مفارقت کرتا ہے یا تعلق پکڑتا ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اسیطرح پر قبور کے ساتھہ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہہ ایک صداقت تو ہے مگر اسکا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں یہہ کشفی آنکھہ کا کام ہے کہ وہ دکہلاتی ہے۔ اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی تبلائے کہ روح کا وجود بھی ہے یا نہیں؟ ہزار اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں اور ہزار فلاسفر دہریہ مزاج موجود ہیں جو منکر ہیں۔ اگر نری عقل کا یہہ کام تہا تو پہر اختلاف کا کیا کام ہے؟ کیونکہ جب آنکھہ کا کام دیکہنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھہ تو سفید چیز کو دیکہے اور بکر کی ویسی ہی آنکھہ اُس سفید چیز کا ذائقہ تبلاوے۔ میرا مطلب یہہ ہے کہ نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتلا سکتی۔ چہ جائیکہ اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے۔ فلاسفر تو روح کو ایک سبز لکڑی کی طرح مانتے ہیں اور روح فی الخارج اُن کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔ یہہ تفاسیر روح کے وجود اور اُسکے تعلق وغیرہ کی چشمہ نبوت سے ملی ہیں۔ اور نرے عقل والے تو دعویٰ ہی نہیں کر سکتے۔ اگر کہو کہ بعض فلاسفروں نے کچھہ لکہا ہے تو یاد رکہو کہ اُنہوں نے منقولی طور پر چشمہ نبوت سے کچھہ لیکر کہا ہے۔ پس جب یہہ بات ثابت ہوگئی کہ روح کے متعلق علوم چشمہ نبوت سے ملتے ہیں

تو یہہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھہ تعلق ہوتا ہے۔ اُسی چشم سے دیکھنا چاہئیے اور کشفی آنکھ نے بتلایا ہے کہ اس تودہ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اھل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے پس جو آدمی اُن قویٰ سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے وہ اُن تعلقات کو دیکھہ سکتا ہے۔

ہم ایک بات مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی۔ اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض اُن پر کیا فتویٰ دے سکیگی۔ ہاں! اگر اُن کو چکھینگے تو دو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جاویگا کہ یہہ نمک ہے اور وہ مصری ہے لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو نمکین اور شیرین کا فیصلہ کوئی کیا کریگا؟ پس ہمارا کام صرف دلایل سے سمجھا دینا ہے آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوۃ کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اُٹھانے سے اُس کا ابطال نہیں ہو سکتا اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھہ نہیں رکھتا تو وہ اُس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھہ سکتا ہے؟ پس اُسکے انکار سے محض اسلئے کہ وہ دیکھہ نہیں سکتا۔ اُسکا انکار جایز نہیں ہے۔ ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھہ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلئے انسان کو مختلف قوتٰے دئیے ہیں۔ اگر ایک ہی سب کام دیتا تو پھر اسقدر قوتٰے کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعض کا تعلق آنکھہ سے ہے اور بعض کا کان سے۔ بعض زبان سے متعلق ہیں۔ اور بعض ناک سے۔ مختلف قسم کی حسیں انسان رکھتا ہے۔ قبور کے ساتھہ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لیئے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد کروڑہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گذرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بیشمار لوگ ہو گذرے ہیں۔ اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں۔ گو اُسکی ہمیت اور تعلقات کی وجہہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ۔ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلایل ان ساری باتوں کا فیصلہ کرے دیتے ہیں کان اگر دیکھہ نہ سکیں تو اُن کا کیا قصور؟ وہ اور قوت کا کام ہے ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھہ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اُسکے لیئے ایک مقام ملتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اسکی گواہی موجود ہے یہہ مسئلہ عام طور پر مسلم مسئلہ ہے بجز اُس فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے۔ اور یہہ امر کہ کس جگہہ تعلق ہے؟ کشفی قوت خود ہی بتلادیگی۔ جیسا کہ حسِ (عالم علم طبقات الارض) بتلا دیتی ہیں کہ یہاں فلاں دھات ہے۔ اور وہاں فلاں کان ہے۔ دیکھو اُن میں یہہ ایک قوت ہوتی ہے جو ان امور بتلا دیتی ہے پس یہہ بات ایک سچی بات ہے کہ ارواح کا تعلق قبور سے ضرور ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اہل کشف توجہہ سے میت کے ساتھہ کلام بھی کر سکتے ہیں۔ اور اوہام اور اعتراضوں کا سلسلہ تو ایسا لمبا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔

دلچسپ چٹھیاں

ایک شیعہ سنی خط و کتابت

(نمبر ۱)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور اہلبیت میں سے اس لفظ کے متعلق ابن عباس سے یوں مروی ہے عن بن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای من امرہ شیئا یکرھہ فلیصبر علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبرا فمات الا مات میتۃ جاھلیۃ دیکھو قسطلانی جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔

وعن مسروق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل دم امرء مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ الا باحدی ثلاث النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق من الدین التارک الجماعۃ

ان احادیث صحیحہ سے صاف معلوم ہوتا ہے جو شخص سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور آپ کے قوانین کا پابند ہو اور وہ اس جماعت کا ساتھہ دیوے جسکی نسبت اللہ کریم نے فرمایا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ وہ اہلسنت والجماعۃ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چونکہ اپنے پاک اقوال پر عمل کرنے والے تھے۔ اور سنت الہیۃ کے سچے پابند تھے (جسکا ذکر سنۃ اللہ میں ہے) اور ایک عظیم الشان جماعت مومنین و مسلمین کے پاک سردار تھے۔ اور وہ جماعت آپکی بھی وہ جماعت تھی جسکا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ جلشانہ نے فرمایا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الی الآخرۃ۔

پس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہلسنت والجماعۃ تھے اور ضرور تھے۔ اور اُسدن سے تھے جس دن سے السنۃ کے اہل اور ایک جماعت کے سردار ہوئے۔ یعنے صاحب ہوئے۔ بات مشکل ہے تو اُس قوم کو ہے جس نے اپنا نام خلاف قرآن اور حدیث کے شیعہ رکھہ لیا ہے کیونکہ اگرچہ یہہ لفظ قرآن کریم میں کہیں اچھے معنوں میں آیا ہے۔ جیسے وان من شیعتہ لابراھیم میں۔ مگر اچھے معنوں میں نہیں آیا۔ غور کرو۔ اللہ کریم فرماتا ہے ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا۔ اور فرماتا ہے ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیء اور پھر فرماتا ہے ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا

پس اس پاک لفظ کو چھوڑکر جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ جہاں فرمایا سماکم المسلمین کوئی اور لفظ اپنے لئے مقرر کرلینا جسکا ثبوت اہل اسلام کے لیئے قرآن میں موجود نہیں۔ نہ تصریحاً نہ کنایتہً۔ اور پھر کسی دوسرے پر اعتراض کرنا کیسی غلطی ہے پس خواہ مخواہ وقت کو ضایع مت کرو۔

سوال دوم

خلافت جناب رسالتماب امور دینی سے ہے یا دنیوی سے ہے؟

جواب

انبیاء علیہم السلام ہمارے دنیا و دین دونوں کی اصلاح کے لیئے دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کے جانشین خلیفۃ الآخرین بھی رضوان اللہ علیہم چونکہ اُس پاک جماعت کے قایم مقام ہوتے ہیں اسلئے وہ بھی ہمارے دین و دنیا دونوں کی اصلاح فرمایا کرتے ہیں اللہ کریم فرماتا ہے

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا۔ مگر حیرت ہے کہ اس سوال کا فایدہ کیا ہوا؟

سوال سوم

احادیث ذیل میں علماء اہل السنن کی کیا مراد ہے؟ حدیث التقلین حدیث سفینہ۔ حدیث من کنت مولاہ۔ حدیث منزلۃ حدیث التقلین میں تمسک و حدیث سفینہ سے کیا یہی مراد ہے کہ اصول و فروع میں انکی افعال کہیں حجت نہ سمجھے جائیں سوائے ان کے خاص علی مرتضیٰ کے لئے انا مدینۃ العلم و علی بابھا ارشاد فیض بنیاد جناب پیغمبر صلعم ہے باوجود اسکے ان کے اقوال بلا تمول راوی غیر معتبر سمجھے گئے ہیں کیا باعث ہے؟

جواب

علمائے سنن نے صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین علیہم الرضوان

واسلام اور ائمہ اربع ابوحنیفہ ۔ مالک ۔ شافعی ۔ احمد حنبل ۔ اور امام بخاری ۔ مسلم و امثالہم ۔ ان علمائے سنت کے اعلاء اللہ درجتہم حدیث و فقہ میں جیسے غور کی ہے تو کہیں نہیں پایا کہ انہوں نے ان الفاظ سے کسی حدیث کو معنون کیا ہو ۔ فقہ اکبر امام [illegible] رحمۃ اللہ علیہ ۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ کی مسند امام [illegible] کی مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ ۔ بلکہ کتب امام ابو یوسف [illegible] موجود ہیں ۔ صحیح بخاری اور مسلم ہمارے پاس موجود ہیں ۔ پھر فقہ میں ہدایہ کتاب الروض موجود ہیں ۔ انمیں بھی نہیں ۔ پھر اسکا کیونکر جواب دیا جاوے کیونکہ جب آپ کے اصول سوال نادرد ہیں تو فروع پر کیا بحث کیجاوے

ثقلین کا لفظ قرآن کریم میں موجود ہے جیسے سورہ رحمٰن میں آیا ہے ایھا الثقلان ۔ مگر وہاں جن اور انس مراد ہے ۔ اور وہ دونوں علی العموم تمسک کے نا بت نہیں ۔ بعض احادیث میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو بھی ثقلین فرمایا ہے ۔ مگر جیسے گذرا ۔ اہل السنۃ قرآن اور حدیث کو بصدق دل مانتے ہیں ۔ اگر ثقلین کے کوئی اور معنے ہیں تو گول مول بات کہنا مناسب نہیں کھول کر سنانا چاہئے ۔ بعض اہل تشیع ثقلین میں اہلبیت کو شامل کرتے ہیں ۔ مگر اہل السنۃ کو اس سے کیا رنج ہے ۔ تمام اہلبیت اہل السنۃ والجماعۃ کے نور بصر ہیں مشکل ہے تو اہل تشیعہ کو ۔ کیونکہ وہ اہلبیت سے کھلی عداوت رکھتے ہیں ۔ غور کریں اہلبیت رسول اللہ میں بیبیاں امہات المومنین اصل طور پر شامل ہیں ۔ مگر ان کا ادب میں جو کچھ خصوصاً عائشہ صدیقہ و حفصہ کے حق میں شیعوں کا اعتقاد ہے ناگفتہ بہ ہے

محمد بن حنیفہ یحیی بن زید بن علی ۔ ابراہیم بن موسے کاظم حسن بن حسن مثنےٰ ۔ عبداللہ بن حسن ۔ محمد ملقب بنفس زکیہ ۔ ابراہیم بن عبداللہ ۔ زکریا بن محمد باقر ۔ محمد بن عبداللہ بن الحسین بن الحسن محمد بن قاسم بن حسن یحیی بن عمر ۔ ان سب بزرگان اہلبیت میں کاذب دعاوی امامت اور جھوٹا یقین کرتے ہیں ۔ یہ عترت ثقلین ہے ۔ پس اس تمام کشتی میں کیسے سوار ہیں ؟

عباسی خلفائے اہلبیت سے ہیں انکو برا کہتے ہیں ۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کو دعوے امامت میں صادق نہیں جانتے ۔

جناب صادق علیہ السلام کی تمام اولاد کو اپنے دعاوی میں سچا نہیں مانتے

ایسا ہی سفینہ سے مراد اگر اہلبیت کرام ہیں ۔ تو اہل سنت بوجہ احسن اس کشتی میں سوار ہیں ۔ کسی ایک کو اہل بیت سے برا نہیں جانتے ۔ بیبیاں ہوں یا عباسی اولاد علی ہوں یا اولاد عثمان رضی اللہ عنہ ۔ جناب علی المرتضےٰ داماد سرور انبیاء تو اہل السنۃ کے نزدیک وہ شخص ہیں ۔ جنکی محبت کو وہ ایمان یقین جانتے ہیں ۔ اُن کے باب العلم ہونے میں اہل السنن کو کیا تامل ہو سکتا ہے ۔ تمام کتب احادیث اُن کے اقوال اور روایات سے پر ہیں ۔ اور انجناب سے اہل السنۃ برابر علوم نبویہ لیتے ہیں مگر کلمہ حصر انمیں کوئی نہیں ۔ اور نہ ایسے معنے اپنا صحیح ہیں کیونکہ اگر حضرت علی رضی اللہ ہی باب ہوں تو تمام وہ مسایل جو ان کے علاوہ ائمہ اہلبیت سے کتب احادیث شیعہ میں موجود ہیں ۔ باطل ہوتی ہیں ۔ علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال اگر اُن کی جناب سے ثابت ہو جاویں تو کسی ہادی کے قول کی ہرگز حاجت نہیں ۔ اور یہ غلط ہے کہ آنجناب کی روایت بدون سلسلہ راویان غیر معتبر ہے ۔

سوال چہارم

دلائل نصوص استحقاق خلافت حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا حضرت علی سے زیادہ ہیں ؟ کتب معتبرہ سے بیان ہو ۔

جواب

ابوبکر کی خلافت کی دلیل تو یہ ہے کہ اللہ کریم نے اُسکو وہ تائید اور نصرت دی کہ وہ خلیفہ ہو گیا ۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے یا کسی نے اہل بیت سے انکا مقابلہ نکیا ۔ اللہ کریم کا اپنا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے ۔ بندوں کے خلیفہ بنانے سے کوئی خلیفہ نہیں بنتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسیکو خلیفہ بنا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے ۔ سو جس کو اُسنے چاہا اور خلیفہ بنانا تھا اُسے بنا دیا ہمارے یا کسی اور کے دلایل کی کوئی حاجت نہیں ۔ خلیفہ ہونے والے خلیفہ ہو چکے ۔ اگر اب کوئی اذان میں یا کلمہ طیبہ کے ساتھ کہدے کہ خلیفہ بلا فصل علی المرتضےٰ تھے ۔ تو وہ خود ہی انصاف اور غور کرے کہ اُسکا قول واقعات کے لحاظ سے کہاں تک صحیح ہے کوئی شخص [illegible] دلایل سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے بنانے سے خلیفہ بنتا ہے ۔ دلایل صحیحہ اور قویہ سے کوئی کسیکو خلیفہ بنا نہیں سکتا ۔ اور نہ بدون تائیدات الہیہ کوئی خلیفہ بن سکتا ہے دلایل سے کسیکو خلیفہ بنانا میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ مثلاً اب کوئی شخص دلایل قویہ سے حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل ثابت کر دے تو کیا وہ اُن کو خلیفہ بنا لیگا ؟ نہیں اور ہرگز نہیں

سوال پنجم

قصہ فدک میں غصب حقوق اہلبیت علیہم السلام و غضبناک ہونا حضرت بضعہ رسول صلوات اللہ علیہ و سلامہ علیہا میں کیا فرماتے ہیں ؟

جواب

فدک وہ ہی جسکا ذکر سورہ حشر میں ہے ۔ یہ باغ بحکم آیات الہیہ کسی ایک کا مال نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ وہ اللہ ۔ اور رسول اور ذوی القربیٰ اور یتامیٰ ۔ اور مساکین اور ابناء السبیل اور مہاجرین کے لئے تھا اور پھر صرف صرف انہیں کے لئے جو پہلے اخوان کے حق میں دعا کرتے اور تبرہ بازی نہیں کرتے ۔ غور کرو ان آیات الہیہ میں ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب للفقراء المھٰجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصٰدقون والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون ۔ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف الرحیم ۔ اور یہی بات ہے جس کے باعث جناب امیر علیہ السلام نے اپنی خلافت کے وقت یہ بستیاں جناب بتول کے ورثہ کی کسیکو نہیں دیں ۔ نیز ازواج مطہرات اور عباس رضی اللہ عنہ اور بتول رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو بطور ورثہ یہ باغ مل نہیں سکتا تھا ۔ ہاں جناب بتول نے دعوے فدک کرکے لوگوں پر یہ امر ضرور ظاہر فرمایا ہے کہ ابوبکر بالکل حق پرست اور اُن کے باپ کے جانشین تھے ۔ اسبات کو ظاہر کرنے کے لئے پہلے دعویٰ کیا ۔ پھر بظاہر ناراضی بھی ظاہر فرمائی کہ آیا ابوبکر بلحاظ دلداری از باپ ہے یا حق پرستی کرتا ہے ۔ یہی معاملہ ٹھیک اسیطرح کا تھا جیسا جناب عائشہ صدیقہ بمقابلہ جناب امیر علیہ السلام کوفہ کیطرف تشریف لیگئی تھیں تو جناب امیر علیہ السلام نے عمار بن یاسر کو کوفہ روانہ کیا کہ لوگوں کو سمجھاویں ۔ انھا زوجۃ نبیکم فی الدنیا والاخرۃ ولکن اللہ ابتلاکم لیعلم ایاہ تطیعون ام ھی ۔ (دیکھو بخاری کتاب الفتن) کیا معنے ؟ عائشہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بیبی دنیا اور آخرۃ میں ہے ۔ الا اسکا یہاں تشریف لانا [illegible] ہے کہ اس ابتلاء میں تم حق کے [illegible] ہو یا [illegible] کی [illegible] ہو ؟ آخر [illegible] ہے کہ جناب بتول ناراض ہوئیں تو یاد رکھو

کرو۔ ظاہر ہے کہ رہ گئی ہے۔ اور وہ تبرک کے لئے ہے ورنہ کیا وہ جانتی نہ تھیں کہ قرآن کریم میں اللہ کریم فرماتا ہے۔ السابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ پس بتول کو بحکم قرآن مہاجر و انصار کا اتباع چاہیئے تھا۔ اور ظاہر ہے کہ مہاجر اور انصار تو سب ابوبکرؓ کی اطاعت میں تھے پھر کوئی مسلمان کس طرح کہہ سکتا ہے کہ رسول کی بیٹی خلاف حکم الٰہی اس اطاعت سے باہر ہو گئیں۔

حضرت بتول کی طرف سے بھی ایک عذر معقول ممکن ہے جس کی نظیر جناب علی کے قول و فعل سے پائی جاتی ہے

سوال ششم

مسئلہ قرطاس میں قول حضرت عمرؓ حسبنا کتاب اللہ کے معنے میں جناب ختمی مآب سے سوء ادبی واقع ہوئی یا نہ؟

جواب

خود اہلبیت نے کاغذ کے لکھنے سے مضایقہ کیا تھا اور جناب عمرؓ کو جو کہ اہلبیت سے محبت اور اخلاص و پیار تھا۔ ان کا ساتھ دیا۔ دیکھو بخاری کتاب المرض والطب۔ باب قول المریض قوموا عنی۔ عن ابن عباسؓ قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب فقال النبی صلعم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ۔ فقال عمر ان رسول صلعم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختلفوا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ومنھم من یقول ما قال عمرؓ اور اس میں وجہ یہ تھی کہ جناب سرور عالم نے ابوبکر کے لئے تحریر کا انتظام اس سے پہلے اختیار فرمایا تھا۔ لقد ھممت او اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ فاعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المؤمنون الخ دیکھو بخاری جلد رابع صفحہ ۲۰۲ کتاب الاحکام باب الاستخلاف

اسی طرح جناب عباسؓ کو جناب علیؓ پہلے منع فرما چکے تھے دیکھو بخاری باب مرض النبی صلعم۔ حضرت عباس جناب امیر کو فرماتے ہیں اذھب بنا الی رسول اللہ صلعم فلنسالہ فیمن ھذا الامر ان کان فینا علمنا ذلک وان کان فی غیرنا علمناہ فاوصی بنا فقال علی انا واللہ لئن سالناھا رسول اللہ صلعم فمنعناھا لا یعطیناھا الناس بعدہ وانی واللہ لا اسئلھا رسول اللہ صلعم۔ تو اس سے نزدیک حضرت عمرؓ کا قول بھی برمحل تھا کہ رسول کریم صلعم سے تکلیف نہ دیا جاوے ... [illegible]

اور لن تضلوا اگر تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور حضرت عمر تاڑ گئے کہ قرآن پر عمل کی تاکید فرماتے ہیں کیونکہ قرآن کریم ہی ضلال اور گمراہی سے بچانے والا ہے جیسے فرمایا مولا کریم نے یبین اللہ لکم ان تضلوا اللہ بیان فرماتا ہے کہ گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پس حضرت عمر نے آپ کا ارادہ سمجھ کر اصل منشا کی تصدیق کر دی۔ کہ حسبنا کتاب اللہ اور یہ فرمانا عمر کا قرآن مجید کے مطابق تھا جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب تتلی علیھم۔ اسی واسطے نبی کریم نے آئندہ سکوت فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام اور جناب عباس سب خاموش ہو گئے اگر یہ امر نہ ہوتا تو جناب حضرت عباس عمر کو دیکھتے دیکھتے نکال دیتے۔ اور لکھوا لیتے۔ پس بات یہ تھی جس پر سب نے سکوت فرمایا۔ گو بعض نا اہلوں کے لئے حسب فرمان ابن عباس رزیتہ کل الرزیہ ہو۔

سوال ہفتم

احراق قرآن اور تصرف بیت المال حضرت عثمان سے کیونکر واقع ہوا؟

جواب

عثمان رضی اللہ عنہ انسان تھے نبی معصوم نہ تھے۔ ان صحابہ کرام کے حق میں اللہ کریم فرماتا ہے لاکفرن عنھم سیاتھم۔ پھر جنکی سیأت اور خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف کرانے کا ذمہ وار ہے اُن پر طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرے۔ پھر یہ بات بھی غلط ہے کہ عثمان نے قرآن کو جلایا۔ بلکہ اُنہوں نے تو قرآن کی بہت خدمت کی۔ چنانچہ اب تک اُن کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔ قرآن کی حفاظت اللہ تعالیٰ کا کام ہے پھر اللہ تعالیٰ کی محفوظ چیز کو کون جلا سکتا۔ یہ مفتریات ہیں اور بس۔ بیت المال پر تصرف خلیفہ کا کام ہے پھر حسب مصلحت اُسنے بیت المال کو خرچ کیا تو کیا مضایقہ کیا کوئی مخالف عثمان کہہ سکتا ہے کہ جناب علی نے اس بارہ میں عثمان سے مطالبہ یا استفسار کیا اگر علی نے نہیں کیا تو آج کون ہے جو نکتہ چینیاں اور طعن کرتا ہے

سوال ہشتم

مسئلہ لف حریر جو کتب احناف میں موجود ہے کیا باعث ہے؟

جواب

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے پوچھنے میں ایک بازاری لچا بھی ... سے مضایقہ کرتا ہے۔ نعوذ باللہ ایسی ... نتیجہ نکل سکتا ہے ملت حنفیہ اور ایسا ...

خیر و سعادت کی فلاسفی

اس بات کے بیان میں کہ خیر و سعادت کیا چیز ہے جسکو نیک انسان اپنی ذات کا اصلی مقصود سمجھتا ہے

دانشمند لوگ اور روشن رائے فرزانہ اپنے متواتر تجربوں کی بنا پر اس امر کو ایک کلیہ قاعدہ سمجھتے ہیں کہ ہر ایک فعل سے ایک غرض ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کام کی ایک غایت پس نفس انسانی کے کمال کے لئے بھی ایک خاص غرض ہے اور بڑی چھان بین سے ثابت ہوا ہے کہ اُس کے کمال سے اُس کی سعادت غرض ہے اور یہ بات بھی ضروری ہے کہ اسکو سعادت کے حاصل کرنے سے خیر بھی میسر ہو جاتی ہے۔ اسصورت میں یہ امر قرین مصلحت ہے کہ پہلے خیر و سعادت کی فلاسفی پر گفتگو کیجاوے۔ تاکہ اُس کی واقفیت سے اُسکے حاصل کرنے کی کوشش اور سعی کی جاوے۔ اور اُس کے موانع سے احتراز کیا جاوے۔

پرانے زمانہ کے ایک نامی گرامی حکیم ارسطاطالیس نے جو ہمارے زمانہ کی نسبت دو ہزار دو سو ستر برس پہلے ہو گذرا ہے۔ اپنی کتاب مقولات عشر نام کا آغاز جو علم اخلاق کے باب میں ہے ایسی عمدہ بحث سے کیا ہے۔ ہمارے ملک کے مشہور حکماء میں سے اکثروں مثل طامسن جکب وغیرہ نے اس مشہور و معروف فیلسوف کی صائب رائے کو قابل تسلیم اور پذیرائی کے لایق تصور کیا ہے۔ بلکہ مذکورہ رائے کو پسند کرکے اوپر اور عمدہ عمدہ دلائل لکھی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ دانشمندی کا شیوہ اور زیرکی کا تقاضا اسی امر پر موقوف ہے کہ ہر ایک امر کا آخر یا انجام کا اول فکر ہو۔ اور فکر کا آخر عمل کا اول۔ جیسا کہ ہر ایک صنعت اور فن میں یہی دستور ہے۔ چنانچہ برامضی جب تک کہ میز یا چوکی کے فائدے کو خیال میں نہیں لاتا۔ اُسوقت تک اپنے فکر کو عمل کی حالت میں نہیں لاتا اسی گولڈن رول پر شیراز کا ایک مشہور حکیم سعدی جو علم اخلاق گرامی قدر تصنیفات کا مصنف ہے کہتا ہے۔ اے مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔

ہم اُس بڑھئی کے عمل کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ یہ امر تجربہ کی محک پر کامل العیار ثابت ہو چکا ہے

کہ جب تک اسکا عمل انجام کو نہیں پہنچتا - جیسی یا میز کا فائدہ جو کاریگر کا فکر ہے - اول ظہور پذیر نہیں ہوتا چنانچہ اس دلیل کو قائم کرکے - اور پرانے زمانہ کے حکیم کی رائے سے مطابقت کرکے ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح سے دانشمند انسان تا وقتیکہ خیر و سعادت کا تصور جو نفس انسانی کے کمال کے نتیجے ہیں - اپنے ذہن میں نہیں کرتا - اسکے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں نہیں لا سکتا اور سچ ہے کہ جب تک ان اخلاق کو حاصل نکیا جاوے خیر و سعادت کا حاصل کرنا محال بلکہ ناممکن کے قریب قریب ہے۔

ہر چند ایک فیلسوف **فرفوریوس** نام جو اس زمانہ کی نسبت ایکہزار چہ سو چالیس سال پیشتر اس غدار دنیا پر تھا - ۲ ارسطاطالیس کی رائے سے مخالفت کرتا ہے مگر زمانۂ حال کے فیلسوفوں ۲ **اسٹریلی** وغیرہ نے بدلایل اس مخالفت کی تطبیق دی - اور اس باب میں **فرفوریوس** کے انتخاب کو جو کہ نے اکثر نامی گرامی حکیموں کی تجربہ کاریوں سے کیاہے معتبر سمجہا ہے - چنانچہ اس گروہ کی تحقیقات سے جو بہت سرگرمی اور دلسوزی سے کی گئی ہے - یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ **خیر** چار قسم پر ہے۔

اوّلًا **خیر شریف**:- اور اس سے یہہ مراد ہے کہ اسکو ذاتی شرف بذاتہ حاصل ہو - اور اور خیر اسی خیر شریف کے باعث اسکو حاصل ہوں - اور اور خیر سے اس مقام پر عقل اور حکمت سے مراد ہے -

ثانیاً **خیر ممدوح**:- اس سے یہہ غرض ہے کہ جسکے حاصل ہونیسے شخص موصوف ستایش و تعریف کے قابل ہوتا ہے پرانے اور نئے زمانے کے حکیموں نے اس امر کو بہی تسلیم کیا ہے کہ یہہ چار فضیلتیں ہیں حکمت - شجاعت - عفت - عدالت - اور **خیر ممدوح** ان چار عناصر کا گویا نتیجہ یا روح ہے -

ثالثًا - **خیر بالقوۃ**:- اس سے یہہ مراد لی گئی ہے کہ کمال کے اکتساب حصول میں قابلیت اور استعداد رکہتا ہو

رابعًا **خیر نافع**:- اس سے تین امر مندرجہ حاشیہ مراد ہیں

۱- تونگری	اسمیں بہی کچہہ شبہہ نہیں کہ متاخرین میں سے
۲- قوت	بعض دانشمندوں نے خیر کی تقسیم دو طور پر
۳- شوکت	کی ہے اول **خیر تام** - دوم **خیر غیر تام**

خیر تام انکے نزدیک وہ ہے جب کسی کو حاصل ہو تو اسمیں زیادتی متصور نہو - جیسا کہ اپنے پروردگار کی رضا اور مشیت پر رہنا جس سے زیادہ کوئی امر فوقیت نہیں رکہتا - اور **غیر تام خیر وہ ہے** کہ وہ حاصل ہوکر دوسری خیر کا وسیلہ ہو - چنانچہ بدن کی صحت اور مرض کا دور کرنا - اور مال کا موجود ہونا جس سے جسمانی اور روحانی فضیلتوں کا حاصل کرنا مقصود ہے - بہر حال یہہ تقسیم بہی پسند کے قابل ہے۔

جہانتک تحقیقات کے سلسلے کو طول دیا جاتا ہے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر زمانہ میں فیلسوفوں کو **سعادت** کی تحقیق و تدقیق میں بہت کچہہ اختلاف ہے - بحث کے قابل اس عالی دماغ گروہ کے نزدیک یہہ امر ہے کہ آیا **سعادت تام** انسان کو اسکے ایام حیات میں میسر ہوتی ہے یا بعد نیست و نابود ہونے اسکے جسم فانی کے ملتی ہے - چنانچہ جن زیرک فیلسوفوں نے سعادت کو **نفسانی فضایل** پر موقوف رکہا ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ یا انسانی روح کو جب تک کہ بدن سے تعلق ہے - جسمانی امور یعنی کہانے پینے سے اسکو چارہ نہیں - اور اس حالت میں اسکو اس وجہہ سے کہ **حقایق الاشیاء** کے معلوم کرنے اور معلوم کرلنے سے ایک پردہ حایل رہتا ہے **سعید مطلق** نہیں کہہ سکتے - اور جب بدن سے مفارقت کرتا ہے تب **جسمانی کدورت** سے فارغ ہوکر **الٰہی انوار** کے قابل ہوجاتا ہے - اسوقت اس عظیم مرتبہ کے لایق اور قابل ہوجاتا ہے - کہ اُسپر **عقل یا عقیل** کا نام استعمال میں لاویں - اور بیشک اسکو سعید مطلق بہی کہینگے نہیں تو سعید مطلق نہیں کہہ سکتے - مگر پرانے زمانے کے فیلسوفوں کا ایک مشہور گروہ یعنی **ارسطاطالیس** **فیثاغورث** - اور **سقراط** اور خصوصاً **پلیٹو** (افلاطون) کہتا ہے کہ یہہ امر دقیق فکر اور خورده دان عقلا کے نزدیک بہت ناپسند ہے کہ انسان اس **فانی جہان** میں جو **غیر فانی جہان** کا نمونہ ہے طرح طرح کے فضایل اور **علمی و عملی کمالات** سے موصوف ہوکر **ناقص کہلائے - اور خالی رہے!** آیا ہوسکتا ہے کہ یہہ خاکی پتلا خاک میں مل جاوے - تب یہہ حسنہ افعال اور حمیدہ اعمال اس سے منقطع ہو جاویں! - ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا - بلکہ صحیح امر یوں ہے کہ انسان کی **سعادت** کے درجے اور مرتبے بہت ہیں - اور اسکی دلسوزی اور سرگرمی کے موافق اسکے حین حیات میں رفتہ رفتہ **علمی و عملی فضیلتیں** حاصل ہوتی ہیں - یہانتک کہ اعلیٰ درجہ تک پہنچتا اور **سعادت تامہ** حاصل کرلیتا ہے اور جب یہہ خاکی پتلا اپنی **ذاتی خاصیت** کے سبب سے خاک برابر ہوجاتا ہے - تب وہ **ابدی فضایل** جو ابدی اور **غیر فانی روح** کے نتایج ہیں اور اپنی اصلی خاصیت کے باعث زایل اور برباد نہیں ہوتے بلکہ ابد الاباد تک لازوال روح کے ساتھہ قایم رہتے ہیں -

(باقی دوسرے نمبر میں)

فٹ نوٹ

{یہہ مضمون ہم خدا تعالیٰ توفیق دے}

تو دو صورتوں میں لکہنا چاہتے ہیں - ایک تو یہی طرز جو فلسفیانہ رنگ رکہتا ہے - اور دوسرا طریق اس مضمون کے لکہنے میں ہم وہ رکہنا چاہتے ہیں جو **صوفی ازم** کا معراج قرار دیا جاتا ہے - بظاہر یہہ بڑے دعوے قرار دیے جاسکتے ہیں - اور **فی الحقیقت** ہم اپنے اندر وہ **تاب و طاقت** نہیں پاتے کہ ایسے بار عظیم کے اٹہانے کا حوصلہ کریں - مگر تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل پر بہروسہ کرکے اسکو شروع کیا ہے اور اسی سے امید ہے کہ وہی ختم کرادیگا ع آغاز کردہ ام تا رسانی با تہا -

ہم اپنے **فرزانہ مزاج** اور روشن رائے ناظرین کو بہی توجہہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ بہی اسمضمون پر **قلم** اٹہائیں - اور اپنے نادر اور گرانقدر **خیالات** کو ظاہر کریں - ہماری آرزو پوری ہوگی اگر ہم اپنے اس مضمون پر بطور **ریویو** بعض تحریریں حاصل کرنے کے قابل ہوسکینگے!!!

(ہیمپرز اڈیٹر)

مختصر نوٹ اور خبریں

۳۰ جنوری کا **الحکم** جس کاغذ پر شایع کیا گیا ہے اسکے متعلق ہم ناظرین کو اطلاع دے چکے ہیں کہ جو اس کاغذ پر اخبار لینا پسند نہیں کرتے - بلکہ معمولی سفید کاغذ پر اخبار کی خریداری پسند کرتے ہیں وہ ہم کو اطلاع دیدیں تاکہ ان کے لئے اسی معمولی کاغذ پر چہاپنے کا انتظام کیا جاوے - ہم ایسے خطوط کا اخیر جنوری تک انتظار کرینگے - اسکے بعد شروع فروری سے مجوزہ کاغذ پر اخبار شایع ہوا کرے گا - جو صاحب اس کاغذ کو پسند کرتے ہوں - انکو لازم ہے کہ وہ ہم کو اپنی رائے سے اطلاع بخشیں ٭

ISLAMIA COLLEGE LIBRARY

عباد الرحمٰن

نمبر (ثالث) ۳

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم مورخہ [illegible])

پچھلے دو نمبروں میں ہم نے عباد الرحمٰن کی دو صفتوں پر بحث کی ہے اور آج اسی سلسلہ میں ہم تیسری صفت پر بحث کرتے ہیں۔

عباد الرحمٰن کی تیسری صفت والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا کان غراما انہا ساءت مستقرا ومقاما۔

(پھر عباد الرحمٰن کی ایک یہ بھی صفت ہے) کہ ان کی دعا ہے کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کردے! اس کا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے اور دوزخ تو بڑی تکلیف کی جگہ اور برا مقام ہے۔

اس آیت کو پہلی آیت [illegible] سے کیا تعلق ہے [illegible] کریم کے اس رکوع پر گذرنے والا ممکن ہے یہ کہہ اٹھے کہ عباد الرحمٰن کی صفات کا تو بیان شروع کیا تھا اور ان اخلاق فاضلہ کا سلسلہ چھیڑا تھا جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہییں۔ لیکن ضمنا اس دعا کا ذکر کیوں کر دیا؟ جبکہ آگے ہم دیکھتے ہیں کہ پھر وہی سلسلہ ان اخلاق فاضلہ کے اظہار کا چلتا ہے جیسے والذین اذا انفقوا الآیہ۔ اگر غور اور سلامت روی سے نظر کیا جاوے تو اس آیت کا پہلی آیت سے ایسا لطیف تعلق معلوم ہوگا کہ اس کے سوا اور کوئی آیت یہاں موزوں ہی نہ ہوتی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک منظم اور مرتب کلام ہے اور اپنی تفسیر اپنے اندر رکھتا ہے اس لئے [illegible] اسی آیت کی تفسیر موجود ہے والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما یعنے عباد الرحمٰن اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام ہی میں راتیں گذار دیتے ہیں۔ اب رب کے حضور راتیں کیوں کر بسر کرتے ہیں اس کا جواب اس آیت میں موجود ہے۔ یعنے سجدے اور قیام مختصر نشست و برخاست کے طور پر نہیں کیا کرتے بلکہ ان سجود و قیام میں نہایت پرسوز دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اے رب ہمارے ہم سے جہنم کے عذاب کو دور کردے جو ایک دائمی ہلاکت ہے اور جو بری جگہ اور مصیبت کا گھر ہے۔

سجود و قیام میں دعا کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا مغز اور روح چونکہ دعا ہی ہے اس لئے سجدہ اور قیام اور قعدہ غرض ہر رکن میں دعا کرنی چاہیے۔

سورہ فاتحہ پر نظر اس کے علاوہ ہم ایک اور بات بھی اس موقع پر اسی آیت کے تعلق پر کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ **ام الکتاب** یعنے سورہ فاتحہ کا نقشہ قرآن کریم کے ہر ایک مقام پر موجود ہے اگر سورہ فاتحہ کی ترتیب واضح طور پر ذہن نشین ہو جائے تو قرآن کریم کے اکثر مقامات پر جو ترتیب طبعی کے مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری رائے میں ان کا حل بخوبی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس مقام کی صراحت مزید کے لئے ہم اپنے ناظرین کو سورہ فاتحہ کی ترتیب کی طرف لے جاتے ہیں۔

الحمد للہ ربّ العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین

اس خیال سے کہ یہ امر بخوبی سمجھ میں آجائے ہم نے ہندسوں کے نشان دیئے ہیں **ایاک نعبد** جہاں سے عبادت کی بنا پڑتی ہے اور دعا چونکہ بجائے خود ایک عبادت ہے (اس سے کوئی نادان یہ نہ سمجھ لے کہ عبادت کا ذکر کیا ہے نہ دعا کا دعا ضمنا شامل ہے) وہ الحمد للہ کے بالمقابل پڑا ہوا ہے۔ اور **استعانت** کا سلسلہ یا ہم اس کی توضیح کر کے یوں کہہ سکتے ہیں کہ **دعا** کا سلسلہ علی الخصوص اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین کے محاذ پڑا ہوا ہے اور یہ ایک باریک بحث ہے کہ **عبادت۔ استعانت۔ ہدایت** کے تعلقات باہمی کیا ہیں؟ جو اس مضمون میں ہم بیان نہیں کر سکتے۔

بہر حال اس ترتیب میں جو ایک طبعی اور فطرتی نظام اپنے اندر رکھتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **ایاک نستعین** یعنے استعانت کا دریا رب العلمین کے منبع اور چشمہ سے نکلتا ہے۔

پس اب اس مقام پر ذرہ تدبر سے نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ اس آیت کو پہلی آیت سے کیسا لطیف تعلق ہے۔

نکتہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے مختلف مقامات پر جہاں جہاں دعا کی تعلیم ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگی گئی ہے وہ علی العموم ربنا ہی کہہ کر مانگی گئی ہے جیسے ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا۔ ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا وغیرہ۔

اس میں یہی راز معلوم دیتا ہے کہ دعا استعانت ہے اور استعانت کا سلسلہ رب العالمین سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک ربوبیت تامہ کا پرتو نہ پڑے اعانت کہاں سے لے سکتا ہے۔

ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں جیسا کہ رب العالمین کے بالمقابل ایاک نستعین پڑا ہوا ہے۔ اس مقام پر بھی اسی ترتیب سے کام لیا گیا ہے۔ ایاک نعبد کے بالمقابل اس مقام پر والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما موجود ہے اور ایاک نستعین کے بجائے یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم وارد ہے۔ ہم بہ تغیر الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ آفتاب وہی ہے مگر مطلع اور ہے شمس تو وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے۔

والذین یبیتون لربہم میں تو جہاد بالنفس کی تعلیم فرمائی ہے۔ کیونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ اگر کسی قوت کو بیکار چھوڑ دینگے تو وہ زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے عبادت الٰہی کے لئے اپنے اندر ایک مستعدی پیدا کرنی چاہیے۔ جو عباد الرحمٰن میں ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ انسان تکمیل اور تبلیغ اور سچی تربیت کا محتاج ہے اور اسمیں استعانت تعاون کی روح خود کام کر رہی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا پس جیسے خود اسکی آرگنیزیشن (بناوٹ) اسی استعانت کی طرف توجہ دلاتی ہے اس لئے وہ سچی استعانت رب العالمین ہی سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی ایک صفت ہر ایک فعل کو کامل کرتی ہے۔ پس وہ یبیتون لربہم کے فعل میں بدرجہ کمال تب ہی پہونچ سکتا ہے جب کہ یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم اسکے اندر سے بطور افواہ نہیں بلکہ ایک اخلاص اور جوش کے رنگ سے

دل ہمیگوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

کا مصداق ہوکر نکلے۔

اس امر کا اظہار بھی اسجگہ نامناسب نہ ہوگا کہ چونکہ عباد الرحمٰن پر جب اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا کامل پرتو پڑتا ہے تو اُسکو ایک نور مکالمہ الہیہ کا ملتا ہی اور رب کی صفت کے تحت میں رحمان کی صفت کام کرتی ہے۔ لہٰذا اس نور اور کلام پاک کے حاصل کرنے کے لئے استعانت رب العالمین ہی سے ہونی چاہیئے۔

اس دعا میں کیا راز ہے؟

جب یہ تعلق بخوبی سمجھ میں آگیا تو آگے بعد دوسرا خیال جو انسان کے دل میں گذر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا کیگئی ہے۔ کوئی اور دعا جو دنیوی آسایش یا دینی معارف سے واقفیت تامہ کے لئے ہوتی کیوں نہ کی جاتی؟

ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ معرفت الٰہی کا یہ ایک باریک راز ہے۔ جبتک انسان میں پوری عبودیت اور تذلل پیدا نہ ہو وہ مورد انعامات الہیہ نہیں ہوسکتا۔ اس امر کو ہم نے "قرآن کریم پر لطیف نوٹ" والے مضمون میں بھی اور اسی مضمون کے ابتدا میں بھی مختصراً بیان کیا ہے کہ جیسے ایک بیج کو نشو و نما پانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ با خاک پیوست ہوکر اسی کا رنگ و روپ دھارن کرے۔ اسیطرح پر کسی انسان کو بارور ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل عبودیت جو ایک قسم کی نیستی ہے اپنے اندر پیدا کرے تاکہ ربوبیت تامہ پرتو پڑکر اسکو سرسبز کردے۔ کیونکہ ربوبیت اپنی ذات میں اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کو چاہتی ہے۔

پس عبد الرحمٰن بھی چونکہ اپنے مقام پر پہونچکر ایک خاص نور حاصل کرتا ہے اس لئے جب تک کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کھویا نہ جاوے اس مرتبہ کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اس عبودیت تامہ کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی غنا ذاتی سے ہر آن لرزاں و ترساں رہے۔ ان ساری باتوں کے علاوہ یہ دعا انسان کی تمام خواہشوں اور آرزوؤں کی جامع بھی ہے۔ کیونکہ یہ بات ہم نے کئی بار لکھی ہے اور یہ ایک فیکٹ ہے کہ بہشتی یا جہنمی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوجاتی ہے۔

پس عذاب جہنم سے بچنے کی دعا کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قسم کی بدی اور بدروی سے محفوظ رکھے کیونکہ ہر ایک قسم کی تکلیف اور مصیبت عذاب جہنم کا ایک شعبہ ہے۔ اس دعا میں تمام اخلاق فاضلہ کے لئے دعا ہے کیونکہ غصہ۔ غضب۔ کینہ۔ ریا۔ کذب۔ شہوت۔ بخل۔ حسد وغیرہ جو [illegible] رذیلہ ہیں وہ سب کی سب ایک قسم کی آگ جو آتش جہنم کا نمونہ ہوتی ہے انسانی دل پر جو مرکز قویٰ ہے بھڑکاتے ہیں اور انسان کی راحت بھسم ہوکر تکلیف ہی تکلیف رہ جاتی ہے لہٰذا اس دعا میں بظاہر عذاب جہنم سے بچنے کے لئے دعا ہے۔ لیکن جہنم کے لفظ کی تہہ میں وہ تمام اسباب اور امراض موجود ہیں جو جہنم کو پیدا کر دیتے ہیں۔ ہر ایک دکھ اور مصیبت اپنے اسباب کا نتیجہ ہوتا ہی اور جہنم بھی ایک نتیجہ ہے افعال بد کا۔

اب اس دعا کا مضمون ایک سلیم الفطرت انسان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اسکے صاف معنے یہی ہیں کہ اے رب العالمین ہمکو تمام ہجوم افکار سے جو جہنم کا نمونہ ہیں اور تمام بد افعالیوں اور بری کرتوتوں سے جو جہنم کا باعث ہیں نجات دے بینے سکھ عطا فرما۔ یا یہ کہو کہ اعمال حسنہ اور افعال صالحہ کی توفیق عطا کر۔ (اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو یہ توفیق عطا کرے اور سچا سکھ نصیب کرے۔ آمین)

اسکے بعد اس عذاب جہنم کی فلاسفی شروع ہوتی ہے۔ یعنے ان اسباب کو بیان کیا ہے جو ایک طرف جہنم اور دوسری طرف جنت پیدا کرتے ہیں جسکو ہم انشاء اللہ اگلے نمبر میں بیان کرینگے۔

(باقی چوتھے نمبر میں)

یادگار سعدی

جو ہندوستان کے سرپرست علوم ہزہائنس نواب صاحب بہادر والئے رامپور کے نام پر ڈیڈیکیٹ کی گئی ہے۔

ایشیا کے اس بے مثل اور مقبول مصنف کے نام کو جسقدر ہر دلعزیزی اور مقبولیت حاصل ہے وہ کچھ قابل بیان نہیں۔ دنیا کی ہر ایک مہذب زبان میں اسکی کلام کے متعدد ترجمے ہوئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اردو میں ابتک ایسی کوئی کتاب نہتی جس میں اس سکندر تصنیف کے منتخبہ کلام کو جمع کیا گیا ہو۔ لہٰذا اس اشد ضرورت اور کمی کے پورا کرنے کے لئے مولانا فیروز الدین صاحب مالک اخبار مشیر ہند لاہور نے اردو میں یادگار سعدی کے نام سے ایک ایسی جامع کتاب لکھی ہے جسمیں شیخ رح کے سوانح عمری اسکے صوفیانہ مواعظ گلستان کی چیدہ حکایات حکام و سلاطین کے قابل عمل آئین و قوانین عوام و خواص کے لئے قیمتی نصایح بوستان کی منتخبہ حکایات اسکی لاجواب شاعری کا عطر اور اسکی موضوعہ ضرب الامثال وغیرہ کو نہایت عمدگی اور بسط سے جمع کیا ہے۔ تین سو صفحہ کی ضخامت چھپائی لکھائی نفیس اور قیمت صرف بلامحصولڈاک عہ / بذریعہ وی پی مع محصول ڈاک ١٢ہ۔ اگر دین و دنیا میں نیک نام اور کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اس کتاب کو ضرور ہی خریدو۔ اور اپنا دستور العمل قرار دو۔

درخواست ہو بنام

دین محمد منیجر صدائے ہند بک ایجنسی اخبار پریس لاہور

مولوی عبد اللہ ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سکریٹری انجمن مستشار العلما اور مولوی غلام محمد صاحب بگوی نے نہایت دور اندیشی اور انصاف سے کام لیکر آخر یہ لکھدیا کہ جو استفتاء در بارہ **منکر مہدی** ہم نے دیا ہے اس جواب دینے میں کسی قسم کا دھوکہ اور فریب نہیں کھایا ہے اور میرے نزدیک اسوقت بھی استفتائے مذکورہ کا یہی جواب ہے الی آخرہ۔ ایسا ہی مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور نے صاف لکھدیا ہے کہ اسمیں کسی شخص کا کسی قسم کا دھوکہ نہیں۔ اب غزنوی عبد الحق جو اہل فتویٰ دیتا ہے پھر اسے دھوکہ بتلاتا ہے ذرہ غور کرے اور ان مولویصاحبان سے پوچھے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

کامیابی

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما مولوی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورینٹل کالج لاہور امتحان ایل ایل بی میں کامیاب ہوئے۔

طرابلس الغرب کے عربی اخبار **الترقی** نے صنعت وحرفت کی تعلیم کی جو ضرورت اپنے ملک میں محسوس کی ہے۔ اُسے اُسنے مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

"چونکہ یہاں کے مدارس رشدیہ میں (یہہ مدارس یہانکے مڈل اور ہائی مدارس کے متشابہ ہیں) دیگر مضامین علمی کے علاوہ صرف ریاضی سکھائی جاتی تہی۔ صناعیہ اور زراعیہ تعلیم کا کوئی انتظام نہ تہا۔ غرباء اپنی اولاد کو ان مدارس میں تعلیم نہیں دلاسکتے تہے۔ کیونکہ وہ اگر اپنی اولاد کو چہوٹی عمر میں اپنی اپنی حرفت جن پر اُن کی معاش منحصر ہے نہ سکہائیں تو پہر بڑے ہوکر نہیں سیکہہ سکتے۔ اسلئے اُن کو مدارس میں نہیں بہیج سکتے تہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ ہر جگہہ غربا کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اسطرح گروہ کثیر تربیت وعلوم سے محروم رہتا تہا۔ جو امر پستی وذلت کا سب سے بڑا باعث ہے۔ یہہ حرمان ہمارے ملک کے لئے سخت بدنصیبی تہی مہذب ممالک میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں یہہ حالت ہو۔ اور جس میں غرباء کے بیٹوں کے لئے اُن کے حسب حال کتابی وعلمی تعلیم کے ساتہہ ہی صنعت وزراعت سکہانے والے مدارس نہوں۔ پس ہمارے گورنر جنرل نے غرباء کے حال پر رحم کہاکر مکتب صنایع کے جاری کرنے پر کمر باندہ لی۔ تاکہ وہ علوم متداولہ سے بہی بہرہ یاب ہوں اور ساتہہ ہی اپنی اپنی دستکاریوں میں بہی علمی اصول کے مطابق مہارت پیدا کرسکیں۔ جبکہ اُن کو پہلے صرف اُسی قدر مہارت ہوتی تہی جو محض طبیعت اور فطرت کی راہ نمائی سے پیدا ہوسکتی ہے۔"

ہم یہہ خواہش ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ لاریب اسوقت قومی اور ملکی افلاس کے اسباب میں ایک سبب عظیم صنعتی امور اور اشغال سے کمال بے رغبتی اور عدم توجہگی ہے جس کا مسلمانوں کو علی الخصوص ہونا ضرور ہے۔ جہاں ہم مسلمانوں کی تعلیم کے مشتاق ہیں ان کو اس ضروری امر کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت سمجہتے ہیں ہم ایک سچی دلسوزی اور ہمدردی سے اپنے مدرسہ **تعلیم الاسلام** کی مجلس منتظمہ کو خاص طور پر متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اس امر پر غور کرے کہ مدرسہ میں صنعتی تعلیم کی کسقدر ضرورت ہے۔

ہم اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے بحث کرنے کو طیار ہونگے۔ اگر ہماری واجب الاحترام کمیٹی میں اس سوال پر غور شروع ہوئی جس کی ہم امید کرتے ہیں

ہمارے ناظرین کو شاید اس امر کی اطلاع نہو کہ فاتح سوڈان سردار کچنر نے خرطوم میں ایک عظیم الشان کالج قایم کرنے کا ارادہ کیا ہے جسکے لئے چندہ کیا گیا۔ اور صاحب موصوف کو پوری کامیابی ہوئی۔ یہہ تو ایک ظاہر امر ہے کہ اُس کالج کے اجراء سے کیا منشاء ہوسکتا ہے۔ اور اُسکے پروفیسر اور مدرس کون لوگ ہونگے۔ اسکا جواب ہم دو لفظوں میں دینا چاہتے ہیں۔ عیسائیت اور عیسائی۔ اسپر لیورپول کے نو مسلموں نے ایک عام جلسہ کرکے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ خرطوم کے مجوزہ کالج میں مسلمان مدرس اور پروفیسر مقرر کئے جائیں۔ اگر عیسائی مدرس رکہے گئے تو سوڈانیوں کو اپنے لڑکے اُس میں بہیجنے سے بہت کچہہ تامل ہوگا۔ مصر۔ ٹرکی۔ ہندوستان۔ اور خود انگلستان میں مسلمان تعلیمیافتگان بکثرت موجود ہیں۔ اور اُن میں سے حسب منشاء انتخاب کیا جاسکتا ہے اس ریزولیوشن کی ایک نقل ہمراہ چٹہی مجوزہ کالج کے پاس بہیجی گئی ہے

حبل المتین کا نامہ نگار بہی ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ قسطنطنیہ میں اس انگریزی کالج کی تجویز سے بہت بےچینی اور تردد پیدا ہورہا ہے اور وہاں کے اکثر عالی ہمت مسلمان سوڈانی مسلمانوں کو مسیحانہ یا غیر مذہبی تعلیم کے بد اثروں سے محفوظ رکہنے کے لئے خرطوم میں ایک اسلامی مدرسہ قایم کرنیکی تجویز کررہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اہالی جرمنی کا بہی وہاں ایک جرمن مدرسہ قایم کرنیکا منشاء ہے۔

مقبوضات بعیدہ کی کثرت اور بحری اقتدار کے لحاظ سے سولہویں وسترہویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ کو دیگر دول پر وہی امتیاز حاصل تہا جو آجکل انگلستان کو حاصل ہے۔ رفتہ رفتہ اُسکا اقتدار اور مقبوضات کم ہونے شروع ہوگئے۔ حتیٰ کہ امریکہ سے شکست کہانے کے بعد اُنیسویں صدی کے اخیر میں ہسپانیہ کے پاس اب کوئی بعیدی مقبوضہ یا نوآبادی نہیں رہگئی۔ الہ آباد کا پائنیر سرکاری انگریزی اخبار اس تنزل کے اسباب کو بالوضاحت بیان کرکے تحریر کرتا ہے کہ ہسپانیہ کے عروج وتنزل کی تاریخ بزبان حال انگلستان کو مندرجہ ذیل نصیحتیں کرتی ہے۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قایم رہے تو اپنی بحری طاقت کو کم نہونے دینا۔ پادریوں کو اُن کے کوٹوں کی خواہ کیسی ہی تراش ہو اپنی حکومت میں ہرگز دخل نہ دینے دو۔ نسلوں کے اختلاط وتناسل (یعنے بالخصوص انگریز مردوں کی محکوم اقوام کی عورتوں سے شادی) کو روکتے رہو۔ اور بالآخر اسے کبہی فراموش نکرو کہ فے الحقیقت انگلستان کے صناع انگریز تاجر اور انگریز انجنیر ہی انگریزی عظمت کے بڑے عنصر ہیں

ان کے علاوہ ہسپانیہ کی افتاد سے ایک اور سبق حاصل ہورہا ہے۔ جو ہم انگریزوں کے لئے یہاں ہندوستان میں باقی کل سبقوں سے زیادہ قیمتی ہے ہسپانیہ اپنی محکوم رعایا کے ساتہہ علی العموم نامنصفانہ برتاؤ کرتی تہی۔ وہ اُن کی گویا سوتیلی ماں تہی۔ اور بالخصوص ایسے مقدمات میں جو غالب اور مغلوب قوم کے افراد کے درمیان ہوں۔ اُس سے انصاف کی قطعًا توقع نہیں ہوتی تہی۔ پس پولیٹیکل حقوق سے قطع نظر کرکے جو ماتحت اقوام کو فاتح قوم کے برابر فے الفور عطا کردینے ہرگز مناسب نہیں یہہ صاف ظاہر ہورہا ہے کہ جو سلطنت ہسپانیہ کیطرح برباد ہونا نہیں چاہتی۔ اُسے انصاف کے معاملہ میں بلاخوف وخطر کسی شخص کی خواہ وہ کسی قوم میں سے ہو۔ طرفداری نکرنا قطعًا لازمی ہے اور اُسپر فرض ہے کہ اگر وہ اپنے وجود کا قیام چاہتی ہے تو اپنی منصف مزاجی کے دعوے میں صادق بننے کی کوشش کرتی رہے۔ فی زماننا فوجی طاقت کے استحکام واضافہ کے متعلق بڑی لمبی چوڑی تجویزیں کی جارہی ہیں۔ لیکن اسے کبہی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہندوستان میں ہماری حکومت کے حقیقی استحکام کا دار ومدار بالاخر خالص ومشفقانہ ملکی انتظام پر ہی منحصر ہے۔"

ہم امید کرتے ہیں کہ پاینیر کی یہہ قابل قدر نصیحت اُن انگریز حکام پر جن کے ہاتہہ میں ملک کی انتظامی اور جوڈیشل صیغوں کی عنان ہے۔ پورا پورا اثر کرنے سے خالی نہیں رہیگی۔

سمرنا کے صنعتی مدرسہ کے پرنسپل سعادتلو احمد بک آفندی نے بالعالی سے قصبہ کوکاریہ لی سے براہ اورلہ حیمنہ اور سنفری حصار تک دخانی یا کہربائی طاقت سے چلنے والی ٹرمویے بنانیکا اجارہ ملنے کی درخواست کی ہے۔ اور لکہا ہے کہ سرکاری

میسرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں سے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میسرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے، خالص ممیرہ فی ماشہ عـ؎ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میسرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میسرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ و عباندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میسرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میسرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میسرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بہ عہد ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میسرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میسرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان -
۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میسرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

الحکم

نمبر ۴ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مدد دیں ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۴ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو سہ ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اعلیٰ ہزار چھاپکر مفت تقسیم کرایا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ بنیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کر دو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟ مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند پراندہ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی ۱۵؍ سے لیکر ۵؍ روپیہ تک۔ پیمانے ۴؍ سے لیکر ۵؍ روپیہ تک۔ پیچند سے روپیہ سے لیکر ۵؍ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈھیرے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ انہی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر تمام پتہ صاف صاف خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند
کٹرہ بھائی سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

تذکرہ

ابوبکر صدیق رض

نام و حلیہ وغیرہ - عبد اللہ ابن ابی قحافہ - عام فیل سے دو برس بعد پیدا ہوئے - جسم مبارک دُبلا تھا - آنکھیں ذرہ اندر بیٹھی ہوئی تھیں - خوبصورت تھے - اور چہرہ کسیقدر گول تھا اور فصیح اللسان تھے -

عام باتیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو برس چھوٹے تھے - آزاد مردوں میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی - اور اوروں کو ترغیب دلائی آپ عشرہ مبشرہ اور اصحاب کبار میں داخل ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال ایمان کی وجہ سے صدیق کہلاتے ہیں - وسیع الاخلاق تھے - حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اسقدر محبت تھی کہ غار میں جب آپ تشریف لے گئے تو جناب ابوبکر رض کے سوا دوسرا کوئی ساتھ نہ تھا - اسی وجہ سے آپ کو یار غار بھی کہتے ہیں - تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپکے جسم مبارک کی گویا سپر ہوا کرتے تھے - اشاعت اسلام کے لئے اپنا کل اثاث البیت خرچ کر دیا - مسلمانوں کی ہمدردی اور غمخواری میں ہمیشہ محو رہتے تھے - آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اور عظیم الشان تعلق یہی تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ مطہرہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کا فخر آپ ہی کو تھا - حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث عام طور پر مشہور ہے کہ انبیاء کے بعد ابوبکر کے سوا کسی دوسرے پر سورج نے طلوع اور غروب نہیں کیا -

خلافت اور وفات - سنہ ۱۱ھ ربیع الاول کے مہینے میں آپ حسب وعدۂ الٰہی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل خلیفۂ اسلام ہوئے اور مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی - دو برس تین مہینے نو دن خلافت کے فرائض ادا کر کے جمادی الثانی کے مہینے میں ۶۳ ترسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی -

آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اہل ارتداد کو نہایت حکیمانہ طور پر سیدھا کیا - اور عرب کے باہر دین اسلام کے پھیلانے میں کامیابی حاصل کی - آپ رسول الثقلین کے پہلو میں دفن ہوئے - ایکسو بیالیس حدیثیں آپ سے مروی ہیں -

ابوبکر باقلانی

(ابوبکر باقلانی) محمد ایک بڑے متکلم کا نام ہے - جنہوں نے ابوالحسن الاشعری کے مسلک کو اختیار کیا - الملل والنحل آپکی مشہور کتاب ہے سنہ ۴۰۳ھ میں بمقام بغداد وفات پائی -

ابوبکر رازی

(ابوبکر رازی) احمد بڑا حکیم اور طبیب تھا حکیم رازی بھی اسکو کہتے ہیں - سنہ ۲۵۱ھ میں پیدا ہوئے - تحصیل علم کے واسطے عراق - شام - مصر اور اندلس میں گئے تھے - بغداد میں بیمارستان کے مدیر اور طبیب رہے تھے - علم کیمیا - طب ریاضی اور ہیئت کے اندر آپ نے بہت خدمتیں کی تھیں - ان فنوں میں آپ کی بہت سی تالیفات ہیں - مرض چیچک پر اوّل ہی اوّل جو رسالہ لکھا گیا وہ ابوبکر رازی ہی کی تصنیف ہے - ابن رشد اور ابن سینا کی تالیفات کی طرح انکی کتابوں کا بھی لیٹن میں ترجمہ ہوا ہے اور یورپ کے دار العلوموں میں مدت تک وہ پڑھائی گئی ہیں - سنہ ۳۲۰ھ میں وفات پائی - انکی بہت مشہور کتاب کا نام (الحاوی) ہے جو تیس جلدوں میں ہے - اور علم طب کی سب شاخوں پر اس میں بحث کی ہے -

تاریخی اور علمی باتیں

بلنسیہ

بلنسیہ جسکو آجکل یورپ کے نقشوں میں والنشیا لکھتے ہیں اسپین کا مشہور شہر ہے جو اس کے مشرق میں سمندر سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے - وادی الکبیر جو اسپین کا مشہور دریا ہے اور جس پر پانچ پل بنے ہیں اسکے شمال میں لہریں مارتا ہوا سمندر میں جا ملتا ہے - دریا کا منظر نہایت عجیب ہے - اسکے دونوں کناروں پر سرسبز درخت جھوم رہے ہیں - اور دریا کا نیلگوں پانی ان کے درمیان سے گذرتا ہے - بلنسیہ اسپین کے دارالحکومت شہر مدرڈ سے جسکو مسلمانوں کے عہد حکومت میں مجریط کہتے تھے ۱۹۰ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں آباد ہے - شہر کے گرد ایک فصیل ہے جو ۳۰ فٹ بلند اور علاقت چوڑی ہے اور اسمیں آٹھ دروازے ہیں جن سے شہر میں داخل ہوتے ہیں شہر کے باہر کی عمارتیں خوشنما اور منظر دلکشا ہے - مگر اندر کے مکانات اونچے اور تاریک ہیں - بازار تنگ اور اسمیں دور تک سڑکیں پیچ و خم کے ساتھ چلی جاتی ہیں - آجکل اس شہر میں شیشے لوہے اور ریشم اور کتان کی صنعت جاری ہے - اور ریشم - شراب انگور اور زعفران کی تجارت ہوتی ہے - نارنگیاں تو اس کثرت سے ہوتی ہیں کہ ایک فصل میں انکے ۱۶۳ جہاز دوسرے ملکوں کو روانہ ہوتے ہیں ہر سال تین ہزار جہاز اس بندرگاہ میں آتے ہیں[1]

بلنسیہ نہایت قدیم شہر ہے - جس کو ادیتانہ قوم نے آباد کیا تھا - اگرچہ پومپئی نے اسکو ویران کر دیا تھا مگر کچھ عرصہ کے بعد از سر نو آباد ہوا - مسلمانوں نے سنہ ۷۱۲ء میں جب اس کو فتح کیا تو اسپر قوم گاتھ حکمران تھی - سنہ ۱۰۹۴ء میں عیسائیوں نے اس شہر پر حملہ کیا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا -

---

[1] بینس جیوگرافکل ڈکشنری -

لتّین کی فوج نے دوبارہ اُسکو پامال کیا مگر ۶۲۸ھ میں اسپین کے عیسائی حکمران اُسپر ہمیشہ کے لئے قابض ہو گئے [1]

سلمانوں کے عہدِ حکومت میں بلنسیہ ایک صوبہ تہا اور اس کا دارالحکومت شہر بلنسیہ نہایت آباد دپُررونق وشاندار اور فضل وکمال کا مرکز تہا۔ تاریخ۔ جغرافیہ اور ادب اور رجال کی کتابوں کے ہزاروں صفحے الٹ جاؤ ہر جگہ بلنسیہ کے باغوں۔ سیرگاہوں اور عمارتوں اور وہاں کے علماء اور شعرا کے تذکرے پاؤگے۔

آجکل کی طرح اُس زمانہ بہی شہر کا بیرونی حصہ نہایت پرفضا اور آباد تہا اور سمندر کی سطح پر آفتاب کے چمکنے سے یہ حصہ نہایت منور تہا مگر اس کا اندرونی حصہ صفائی کے نہ ہونے سے تنگ وتاریک تہا اور اس میں پسوؤں اور مچھروں کی کثرت تہی اور ہر طرف کوڑیوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ چنانچہ غرناطہ کا ایک مشہور شاعر ابوجعفر بن مسعدہ کہتا ہے

ہی الفردوس فی الدنیا جمالا۔ لساکنہا منا رہما البعوض

یعنے بلنسیہ اپنے جمال اور لطافت کے لحاظ سے رہنے والوں کے لئے دنیا میں بہشت ہے مگر اس میں مچھروں کی مصیبت ہے۔ ایک اور شاعر کہتا ہے۔

رقص البراغیث فیہا علی غناء البعوض

یعنے بلنسیہ میں مچھر گیت گاتے ہیں اور پسّو ناچتے ہیں [2] اندلس کا ایک اور شاعر ابن سمیر کہتا ہے۔

بلنسیۃ بلدۃ جنۃ وفیہا عیوب متی تختبر
فخارجہا زہر کلۃ وداخلہا برک من قذر

یعنے بلنسیہ بہشت ہے اور اگر جاکر دیکھو تو اس میں کچھ عیب بہی ہیں۔ باہر کا حصہ تو پھولوں سے چھایا ہوا ہی مگر اندر کثافت کے حوض ہیں [3]

اس زمانہ میں بلنسیہ کے باہر باغات کی کثرت تہی۔ ہر طرف سبزہ زار لہلہاتے اور چشمے لہراتے تہے اس حصہ میں رصافہ اور منیۃ المنصور دو نہایت مشہور سیرگاہ تہے۔ اُنکے درمیان سے نہریں گذرتی تھیں اور نہروں پر پُل تھے۔ جہانتک نظر کام کرتی تہی

[1] دائرۃ المعارف [2] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۴۱۰
[3] معجم البلدان (بلنسیہ)

زعفران کے سنہری کھیت یا نارنگیوں کے ہرے بھرے درخت نظر آتے تھے۔ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ بلنسیہ رصافہ اور پل کے اعتبار سے رونق اور لطافت میں بغداد کے ساتھ ہمسری کرتا تہا۔ اور سبزہ زاروں اور باغوں اور چشموں کی کثرت سے مطیب الاندلس یعنے اسپین کا سیرگاہ کہلاتا تہا [1]

اسپین کے شاعروں نے بلنسیہ کے شاندار منظر کی تصویر اپنے اشعار میں کھینچی ہے۔ مگر جن کو عربی زبان کی شاعری کا مذاق نہیں ہے وہ اشعار کی اصلی آب وتاب اور لطافت سے محروم رہیں گے اس لئے ہم انکے مضمون پر اکتفا کرتے ہیں۔

بلنسیہ کا شاعر ابن زقاق کہتا ہے "انصاف کی بات تو یہ ہے کہ بلنسیہ اپنی خوبیوں کے لحاظ سے تمام شہروں پر سبقت لیگیا ہے۔ میرے اس دعوے کی دلیل خود بلنسیہ ہے جس کا جمال آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہے۔ اسکو خدا نے حسن کا خلعت پہنایا ہے۔ اور اسپر دریا اور سمندر نقش ونگار ہیں"

بلنسیہ کا تاجدار مردان کہتا ہے "بلنسیہ ایک نوجوان معشوق ہے اور سندس سبز کا لباس اسکے زیب تن ہے اگر تم اس کے پاس جاؤ تو وہ اپنے تئیں پھولوں اور شگوفوں میں چھپا لیتا ہے۔

بلنسیہ میں کبھی کبھی قحط ہو جاتا تہا اور سرحد کے عیسائی آئے دن اسپر حملہ کرتے تھے۔

ابوالحسن بن حریق اس بات کا اشارہ کرتا ہی اور کہتا ہے بلنسیہ ہر قسم کے حسن کا مرکز ہے اور یہ بات مشرق ومغرب میں مسلم ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس میں قحط کی آفت برپا ہوتی ہے اور تلواروں اور برچھیوں کا مینہ برستا ہے تو اُس سے کہدو کہ بلنسیہ بہشت تو ہے مگر قحط اور جنگ کی دو مصیبتوں کی اوٹ میں ہے۔

ابن زقاق اپنے وطن کی تعریف اسطرح کرتا ہے وہ بلنسیہ بہشت برین ہے اسمیں انگور کی بیلیں جھک پڑی ہیں اور رحیق اور سلسبیل کے چشمے جاری ہیں

[1] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۲، ۱۱۱ وجلد دوم صفحہ ۴۹۱

اور آبِ حیات کا چشمہ تورات دن بہتا ہے۔

بلنسیہ کا شاعر علی بن احمد رصافہ کے جلسوں کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے اٹھو اور جام کو گردش میں لاؤ۔ تمام باغ شگوفوں کا ریشمی لباس پہنے ہوئے ہیں جنکو موسم بہار کے بادلوں نے تیار کیا ہے۔ مجلس محبوب کے چہرے سے جو چودھویں رات کی چاند کی مانند ہے آسمان کی طرح چمک اٹھی ہی آفتاب نے اپنا پیراہن زعفرانی کر لیا اور زمین کا سبز لباس شبنم سے تر ہو گیا۔ نہر کہکشاں کی مانند ہے جسکے گرد یاران ہم مشرب چمکتے ستاروں کی مانند ہیں [1]

آجکل کی طرح اُس زمانہ میں بہی ریشم کے کیڑے یہاں پرورش کئے جاتے تھے۔ اور انکو سوداگر یہاں سے دور دور تک لے جاتے تہے۔ ایک خاص قسم کا کپڑا بہی یہاں طیار ہوتا تہا جو نسیج بلنسی کے نام سے مشہور تہا اور شمالی افریقہ میں بہت فروخت ہوتا تہا [2]

بلنسیہ تاریخ میں علم وفضل کے اعتبار سے بہت نامور شہر ہے اور اس میں بیشمار شعرا اور علما ہو گذرے ہیں۔ یہاں کے مسلمان عام طور پر مذہب کے سچے اعتقاد کے پکے اور سنت کے پورے۔ فیاض اور مہمان نواز اور علم دوست تھے۔

اس موقع پر ہم ایک مجمل فہرست ان نامور عالموں اور شاعروں کی درج کرتے ہیں جو بلنسیہ کے مردم خیز زمین سے پیدا ہوئے [3]

سعد الخیر۔ المتوفی ۴۱۶ھ۔ حدیث کی تلاش میں چین تک سفر کیا بغداد میں امام ابو حامد غزالی سے فقہ حاصل کی۔ ادب ابوزکریا تبریزی سے سیکھا ابن عساکر۔ ابن سمعانی۔ ابوموسیٰ المدینی۔ علامہ ابوالفرج بن جوزی جو فن حدیث کے امام ہیں انہی کے شاگرد تھے۔ بغداد میں امام احمد بن حنبل کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

ابوالمطرف بن عمیرہ۔ ولادت ۵۸۰ھ وفات

[1] یہ اشعار معجم البلدان اور نفح الطیب کے مختلف مقامات سے لئے گئے ہیں۔
[2] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۰ وجلد دوم صفحہ ۴۹۱
[3] یہ فہرست نفح الطیب کے مختلف مقامات سے ماخوذ ہے۔

سنہ ۶۵۸ھ۔ مشہور محدث ہیں۔ ادب اور انشاء میں خاص ملکہ تھا۔ سلاطین بنو حفص اور موحدین کو اندلس کی تباہی پر امداد کی طلب کے لئے جو فصیح و بلیغ عریضے مسلمانوں نے بھیجے وہ اُن ہی کے قلم سے نکلے تھے مختلف مقامات میں قاضی رہے۔ علامہ ابن جوزی کے طریقے پر وعظ کہتے تھے۔ انکی تصنیفات یہ ہیں تاریخ جزیرہ میورقہ (میجورکا)۔ اختصار تاریخ ابن الصلوٰۃ وغیرہ۔

ابو احمد جعفر الخزاعی ۔ المتوفی سنہ ۶۳۴ھ ۔ مشہور محدث اور فقیہ ہیں۔

ابو عبد اللہ بن تعیش ۔ محدث

ابو العباس بن امیہ ۔ شاعر

ابن محرز ۔ ولادت سنہ ۵۶۹ھ وفات سنہ ۶۵۵ھ حدیث اور فقہ کے بہت بڑے عالم اور ادیب اور شاعر تھے۔

ابن حجاف ۔ شاعر

ثابت الخشنی ۔ المتوفی سنہ ۵۴۵ھ

ابو جعفر بن عبد الولی ۔ شاعر

ابو الحکم ۔ شاعر

ابن عمار ۔ شاعر۔ فقیہ۔ تونس میں عہدۂ قضا پر ممتاز تھے۔

ابن معقس ۔ المتوفی سنہ ۶۴۷ھ ۔ شاعر۔ لغوی۔ ادیب مصر میں جا رہے تھے۔

ابن ہاجر ۔ ولادت سنہ ۵۲۰ھ وفات سنہ ۵۹۸ھ قاری۔ محدث۔ سنہ ۵۷۱ھ سے سنہ ۵۹۶ھ تک حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کرتے رہے۔ تجارت کرتے تھے۔

ابن جبیر ۔ ولادت سنہ ۵۴۰ھ وفات سنہ ۶۱۴ھ تین دفعہ حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا محدث۔ شاعر۔ ادیب۔ انکا مفصل حال اس پرچہ میں اور آئندہ پرچوں میں ملے گا۔

ابن عبدون ۔ شاعر

علی بن احمد ۔ شاعر

ابن ہذیل ۔ ولادت سنہ ۵۱۷ھ وفات سنہ ۵۸۳ھ لغت اور حدیث کے نامور عالم تھے۔ ایک مدت مشرق کا سفر کرتے رہے۔

ابن سعد الخیر ۔ مشہور بدیہہ گو شاعر

رصافی ۔ نہایت لطیف گو شاعر۔

بلنسیہ جو مسلمانوں کے عہد حکومت میں بطور ایک صوبہ کے تھا اس میں بہت سے قصبے اور قریے آباد تھے۔ جن میں سب سے مشہور قصبہ شاطبہ ہے جو خصوصیت کے ساتھ قرأت اور حدیث کا درس گاہ تھا۔ اور منظر کی لطافت اور خوبی کے لحاظ سے بھی بے نظیر تھا۔ یہاں کا کاغذ تمام اندلس میں مشہور تھا اور دور دور تک جاتا تھا۔ سنہ ۶۴۵ھ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔[۱]

ذیل میں ایک مختصر فہرست اُن مشہور علماء اور ادبا کی دیجاتی ہے جو اس قصبہ میں پیدا ہوئے[۲]

رضی الدین ۔ ولادت سنہ ۶۰۱ھ وفات سنہ ۶۸۴ھ فن لغت کے مشہور اور مسلم استاد تھے۔ ابو حیان جو فن لغت اور نحو میں امام مانے گئے ہیں انہی کے شاگرد تھے۔

ابن عات ۔ ولادت سنہ ۵۴۳ھ ۔ صحاح جوہری کی شرح کئی جلدوں میں لکھی۔ علم کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا۔ حدیث کے نہایت مشہور عالم تھے۔ سنہ ۶۰۹ھ میں جنگ عقاب میں شریک ہوئے اور میدان سے غائب ہو گئے۔

ابن حیاز ۔ المتوفی سنہ ۶۱۸ھ ۔ محدث

ابو الحسن بن عبد الولی ۔ محدث

ابن لب ۔ المتوفی سنہ ۶۴۱ھ محدث القاہرہ میں حدیث کا درس دیتے تھے۔

ابن سراقہ ۔ ولادت سنہ ۵۹۲ھ وفات سنہ ۶۶۲ھ شاطبہ کے علما اور مشائخ صوفیہ میں سے ہیں۔ حدیث کی تلاش میں مشرق کا سفر کیا۔

ابن یعقوب الخزرجی ۔ قاضی بجایہ۔ قضاۃ اور علما کے خاندان سے ہیں۔ اصول فقہ اور عربیت میں کامل تھے۔

ابن ثعلبہ ۔ المتوفی سنہ ۶۶۵ھ ۔ محدث حدیث کے لئے مشرق کا سفر کیا۔

امام شاطبی ۔ ولادت سنہ ۵۳۸ھ وفات سنہ ۵۹۰ھ محدث۔ فقیہ۔ نحوی اور فن قرأت کے امام ہیں حرز الامانی اور عقیلہ انکے دو منظوم رسالے فن قرأت میں ہیں جو نہایت مقبول ہوئے ہیں اور آجتک قاری انکو حفظ کرتے ہیں۔ سنہ ۵۷۲ھ میں مصر کا سفر کیا۔ قاضی فاضل کے مدرسہ فاضلیہ میں درس دیا جو القاہرہ میں ہے۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ شاعر۔ نحوی۔ دمشق کے مدرسہ اقبالیہ میں درس دیتے تھے۔ سلطان صلاح الدین کی مدح میں قصائد لکھے۔

ابن ابی الربیع ۔ ولادت سنہ ۵۵۵ھ وفات سنہ ۶۲۷ھ ۔ قاری۔ محدث اور صاحب تصنیف تھے

ابن سعادہ ۔ ولادت سنہ ۴۹۶ھ وفات سنہ ۵۵۵ھ ۔ قاضی شاطبہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ لغت۔ ادب۔ اور علم کلام کے عالم تھے۔ سنہ ۵۲۰ھ میں مشرق کے سفر کو نکلے۔

منصف بلنسیہ کے مضافات میں ایک قریہ تھا۔ طارق بن یعیش المتوفی سنہ ۵۴۹ھ یہیں کا نامور فقیہ اور شاعر تھا۔

بطرنہ بھی ایک قریہ تھا جہاں عیسائیوں اور مسلمانوں میں مشہور معرکہ جنگ برپا ہوا۔ ابن خزاز اسی قریہ کا مشہور شاعر اور المریہ کے فرمانروا ابن صمادح کا مداح تھا۔

اسی نواح میں ایک اور قریہ تھا جو منیطہ کے نام سے موسوم تھا اس قریہ میں کثرت سے علما اور شعرا پیدا ہوئے۔ اندہ بھی جسکے پہاڑوں میں ریہ کی کانیں ہیں بلنسیہ کے مضافات میں شامل تھا۔ ابو جعفر احمد بن حسن القضاعی المتوفی سنہ ۵۹۸ھ جو اندلس کے مشہور سیاح ابن جبیر کے ساتھ ہمسفر رہے تھے اسی قصبہ کے محدث تھے اور انکو حدیث کے سوا ادب اور فن طب میں بھی کمال حاصل تھا۔ غرناطہ کے گورنر عثمان بن عبد المومن نے انکو اپنا سکریٹری بنا لیا تھا۔

جزیرہ شقر جو سنہ ۶۳۹ھ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ بلنسیہ کے ساتھ حلقہ انتظام میں شامل تھا۔ ابن حاضر المتوفی سنہ ۶۳۹ھ اسی جزیرہ کے عالم تھے جنہوں نے حدیث کے لئے مشرق کا سفر کیا اور القاہرہ میں وفات پائی۔

---

[۱] نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۰۴ و جلد دوم صفحہ ۷۶۷۔

[۲] نفح الطیب کے مختلف مقامات سے ماخوذ ہے

مقدمہ کی ۲۷ تاریخ

ہمارے ناظرین اس مقدمہ کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کیلئے جسقدر مضطرب اور بیقرار ہیں اس کا اندازہ ان خطوط سے ہو سکتا ہے جو ہر روز کی ڈاک میں آتے ہیں جہانتک تو اجمالی طور پر سبکو معلوم ہے کہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء کے بعد مقدمہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا تھا اس لئے اب ۲۷ تاریخ کے حالات کا جسقدر انتظار ہو سکتا ہے اُس کا اندازہ ہم زبان قلم سے بیان نہیں کر سکتے۔

اس سے پیشتر کہ ہم اپنے ناظرین کو ۲۶ تاریخ کی صبح سے لیکر جبکہ حضرت اقدس سلمہ ربہ مع احباب ایک روز پیشتر سے دارالامان قادیان سے بغرض مقدمہ پیروی مقدمہ روانہ ہوئے ۲۷ جنوری کی شام تک واپس قادیان میں لائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انکو ان واقعات اور حالات پر ایک پُر غور نظر کرنیکے لئے بطور اصول ایک دو ضروری باتوں کا اظہار کریں۔

صادق اور راستباز کی صداقت

اور راستبازی کا اللہ تعالیٰ دنیا میں مختلف طریق اور پہلوؤں پر ثبوت دیا کرتا ہے کیونکہ طبائع انسانی مختلف رنگوں پر پڑی ہیں اور چونکہ اللہ تعالے کو ہر ایک روح کی کامل ہدایت مقصود ہے اس لئے ہر ایک کی فطرت کی افتاد کا لحاظ رکھ کر بینات ظاہر ہوتے ہیں۔

بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صرف صادق کے اقوال کو ہی سنکر انکی صداقت کے قایل ہو سکتے ہیں بعض اسکے کریکٹر کو اپنا خضر راہ قرار دے سکتے ہیں بعض اون نشانات اور آیات کو دیکھ کر گرویدہ ہوتے ہیں جو اسکو دیجاتی ہیں الغرض صادق کی صداقت کے اثبات کیلئے مختلف معیار اور کسوٹیاں ہوتی ہیں اور وہ طبائع انسانی کے موافق ہوا کرتی ہیں۔

منجملہ اُن آثار کے ایک یہ بھی ہے کہ عام خلق اللہ کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اسکی قبولیت اور محبت ڈال دیتا ہے اور یہ قبولیت اور محبت ایسے طریق پر ہوتی ہے کہ وہ دل اور روح جو اسکی محبت میں مسخر ہو جاتی ہے کوئی وجہ اور دلیل اسکی بظاہر نہیں بتلا سکتا اور یہ اس لئے کہ وہ فعل الٰہی ہوتا جسکے اسرار پر انسان کہانتک پہنچے جا سکتا ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ ایک سلیم الفطرت انسان جس کا کانشنس سُن اور چُپ نہ ہو اُس قبولیت سے ہی صادق کو پا سکتا ہے جو عام طور پر اسکو حاصل ہو جاتی ہے اور خصوصیت سے اُسکی جماعت میں انکے لئے ایک وفاداری اور فرمان پذیری کے رنگ میں متشکل ہوتی ہے۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ قبولیت اور خصوصیت جو اُس کے لئے پیدا کیجاتی ہے ایک خاص اثر رکھتی ہے جبکہ وہ ایسے حال اور وقت پر ہو جبکہ ظاہر اسباب ایسے ہوں کہ وہ متروک القوم سمجھا جانے کو ہو یعنے بظاہر ایسے مشکلات اور مصائب سے اُسے سامنا ہو کہ غیر تو غیر احباب بھی اگر خدا تعالیٰ کا فضل انکو نہ تھامے الگ ہو سکتے ہوں۔

پس ان امور کو اپنے ذہن میں رکھ ناظرین ہمارے ساتھ ہو لیں ہم انکو قادیان کی اُس مسجد سے لیکر کہ جسکی نسبت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ من دخلہ کان امنا دہاریوال کے اُس خیمہ تک لیجاتے ہیں (جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے ۲۷ تاریخ کو صرف ایک مقدمہ کی سماعت کے لئے لگا رکھا ہے) اور پھر وہاں سے انکو اُسی دارالامان تک واپس لاتے ہیں۔

دارالامان سے روانگی

۲۵ جنوری ۱۸۹۹ء کی رات کو ہی حضرت اقدس نے علی الصباح روانگی کا حکم دیدیا تھا چنانچہ حسب معمول حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے اہتمام میں روانگی کا انتظام ہوا۔ حضرت اقدس براہ راست بسواری پالکی دہاریوال کی طرف چلے حضور کے ہمراہ جناب سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی جو ایک روز پیشتر سے آپہونچے تھے بسواری یکہ روانہ ہوئے اور اکثر خدام والا پیادہ حضور کے ہمراہ چلے جناب مولانا مولوی الحکیم نورالدین صاحب مع چند احباب کے حسب معمول براہ بٹالہ بسواری ریل پہونچنے کے لئے یکہ پر سوار ہو کر بٹالہ کو روانہ ہوئے۔

حضرت اقدس دارالامان سے ۲۶ جنوری کو ۱۱ بجے کے قریب چلے اور بٹالہ کی طرف سے جانیوالے احباب ساڑھے آٹھ روانہ ہو سکے تھے ہر حال حضرت اقدس براہ راست بسواری پالکی اور دوسرے احباب بسواری ریل روانہ ہوئے۔

فرودگاہ

چونکہ دہاریوال ایک ایسی جگہ ہے جہاں خاص طور پر فرودگاہ کا انتظام کرنا کسی قدر وقت طلب تھا (گو ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس نے کوشش کرنی چاہی تھی کہ فرودگاہ کا وہیں انتظام کریں) اس لئے پہلے سے انتظام کرنا مناسب سمجھا گیا تھا چنانچہ چودھری نبی بخش نمبردار بٹالہ اور میاں عبدالعزیز پٹواری اور میاں جمال الدین و خیرالدین وغیرہ سیکھواں والے اس انتظام میں مصروف تھے اور انہوں نے موضع لیل میں جو دہاریوال سے قریبًا ایک میل کے فاصلے پر ہے فرودگاہ کا انتظام کیا تھا جزاہم اللہ احسن الجزا۔

فرودگاہ کی مشکلات اور خدا تعالےٰ کے فضل سے اونکا دور ہونا

باوجودیکہ فرودگاہ کے لئے بہت سی مخالفتیں کی گئی تھیں لیکن خدا تعالیٰ کے کمال فضل سے وہ ساری رکاوٹیں اور مشکلات دور ہو گئیں اور الٰہ بخش و گھیٹا ساکنان لیل نے اُن پر زور اختلاف اور سر توڑ مخالفانہ کوششوں پر بھی ایک وسیع مکان فرودگاہ کے لئے طیار کیا چونکہ زمینداروں کے مکانات معمولی ہوتے ہیں اس لئے اوسنے اوسکو مرمت کر کے خوب درست کیا اور اپنے طرز پر درست کر کے محبت اور صرف کے بعد طیار کیا اور ایسے فرش سے جو سردیوں کے موسم میں بہترین فرش ہو سکتا ہے سجایا اور ایک نیا دروازہ خاص اسی موقع کے لئے دیوار توڑ کر بنایا جس سے اوسکے اخلاص اور محبت کا پتہ لگ سکتا ہے یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ابھی تک اُس شخص کو مرزا صاحب سے تعلق مریدی نہیں ہے۔ غرض فرودگاہ کا انتظام ہو گیا والحمد للہ علی ذالک۔

دہاریوال ریلوے سٹیشن پر احباب کا مجمع

جو احباب براہ بٹالہ بسواری ریل آتے تھے وہ کوئی ایک بجے کے قریب دہاریوال سٹیشن پر پہونچے سٹیشن پر اپنے دوست جو انتظام مکان کے لئے پہلے سے آگئے تھے موجود تھے۔ جس جوش مسرت اور فرط محبت سے انہوں نے احباب کو ریسیو کیا ہمارے خیال میں وہ خط اور مزا کسی بڑے امیر الامرا کو استقبال میں نہ آتا ہوگا جو اس سادہ دینداروں کے گروہ کو اپنے فقیرانہ ریسپشن میں ہمارے خدا تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کا لطف آتا تھا کیونکہ

فالف بین قلوبہم - کا نظارہ اپنی آنکھ سے دکھایا ہے - ادہر ریلوے سٹیشن پر ہمارے فریق مخالف کے بہی چند آدمی تہے اُن میں سے ایک آ آکر ضرورۃ الامام دکھا دکھا کر کہتا تہا کہ "میں مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑہتا ہوں" "محمد حسین مہدی کا پہلے سے منکر ہے" "مجھے وہ تازہ اشتہار دو جو ابہی نکلا ہے" غرض وہ اپنی بانکپن و لن ترانی سے اپنے آپ کو ایک بڑا ہوشیار اور مدبر سمجہتا تہا اور اپنی کتر بیونت سے بتلاتا تہا کہ میں تم کو ایک سادہ گروہ سمجہتا ہوں - بہرحال وہ اشتہار سٹیشن پر پڑہا گیا جسمیں عبد الحق غزنوی کے اوس اشتہار کی قلعی مولوی عبد اللہ ٹونکی اور مولوی غلام محمد بگوی نے کہولی ہے کہ حصول فتوے متعلقہ محمد حسین میں کوئی دہوکا اور فریب نہیں ہوا - القصہ وہاں سے چلے -

لیل میں ڈیرہ - ہم پچیس ۲۵ تیس ۳۰ آدمی کے قریب تہے جب موضع لیل کے پاس پہونچے تو عورتیں بچے جوان بوڑہے جس پر شوق نگاہوں سے ہماری طرف دیکہ رہے تہے اوس کا بیان ہم الفاظ میں نہیں کر سکتے - الغرض فرودگاہ مجوزہ میں پہونچے کچہ دیر توقف کرکے وضو کیا اور نماز ظہر مولانا مولوی نورالدین صاحب نے پڑہائی - اور حضرت اقدس کی راہ تکنے لگے -

لیل والوں کی دعوت - کہانے کے انتظام کے لئے جناب حکیم فضل الدین صاحب اہتمام کرنے والے تہے کہ مالکان مکان نے نہائت منت سے جس سے اون کے جوش اور اخلاص کا پتہ لگ سکتا ہے اگر عرض کی کہ ہماری دعوت قبول کی جاوے چنانچہ اونکی دعوت منظور کی گئی اور اون کے عورت و مرد طیاری میں لگے - جس مکان میں ہم اترے تہے اوس کے اردگرد عورتوں و بچوں کا ایک ہجوم ہو جاتا تہا -

فرودگاہ منتقل ہوتا ہے اور مجبوری دعوت منظور نہیں ہو سکتی - ابہی دعوت کرنیوالے سامان خرید نے ہی کو تہے کہ خبر آئی کہ جناب حضرت اقدس مع خدام والا موضع کہنڈہ میں رونق افروز ہو چکے ہیں اور وہیں قیام فرمایا ہے اور احباب کو وہیں بلایا ہے - اس خیال پر کہ شائد جناب کو اس فرودگاہ - مالکان مکان کی دعوت، اون کی سچی محبت اور اخلاص کا حال معلوم نہو مناسب یہہ سمجہا کہ عرض کیا جاوے اور بغرض تعمیل حکم سب نے اسباب اٹہا کر باہر رکھ لئے اور مالکان مکان کو سامان دعوت کرنے سے روکا گیا -

لیل سے کہنڈہ چلو - آخر حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق لیل سے سب احباب موضع کہنڈہ کو روانہ ہوئے جو ایک میل سے کچہ زیادہ فاصلے پر واقع ہے اور وہاں کوئی سوا تین بجے کے قریب جا پہونچے حضرت اقدس مع خدام والا پہونچ چکے تہے اور نماز عصر پڑہ چکے تہے -

تبدیلی فرودگاہ کا باعث - ناظرین! یہہ امر آپ کو تعجب میں نہیں ڈال سکتا بلکہ آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ فرودگاہ کیوں بدلی گئی - ہم لوگ تو بسواری ریل آئے تہے اور حضرت اقدس جیسا کہ معلوم ہے بسواری پالکی - یہ امر مقرر شدہ تہا کہ مقام نزول لیل ہی ہوگا مگر حضرت اقدس کو راستہ میں رانی ایشر کور (بکنہ ذہام سردار جیمل سنگہ کی بیوہ بہو) کا خاص آدمی پیام لے کر ملا - کہ آپ میرے ہاں قیام فرما دیں وہ رقعہ ہم کو نہیں مل سکا بہرحال اوس نے نہایت اخلاص اور جوش سے حضرت اقدس کو وہاں ٹہہرانا چاہا - اور حضرت اقدس نے منظور فرما لیا -

اللہ تعالیٰ کے کام میں مصلحت ہے - جب لیل سے روانہ ہوکر کہنڈہ آ پہونچے تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ "اللہ تعالےٰ کے ہر کام میں مصلحت ہے چونکہ سنا گیا ہے کہ محمد حسین بہی وہیں اُترنے والا تہا اس لئے اچھا ہوا کہ ہم وہاں نہیں ٹہہرے ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا اچھا ہے"

رانی ایشر کور کی نذر اور دعوت تھوڑی دیر کے بعد رانی ایشر کور نے اپنے اہلکاروں کے ہاتھ ایک تھال مصری کا اور ایک باداموں کا بطور نذر پیش کیا اور کہلا بھیجا۔

بڑی مہربانی فرمائی میرے واسطے آپکا تشریف لانا ایسا ہی جیسے سردار جیمل سنگھ آنجہانی کا آنا۔ یہہ مطلب تھا اوس پیغام کا جو وہ اہلکار لائے اور دعوت کے لئے بھی کہا۔ حضرت اقدس نے نہایت سادگی اور اوس لہجہ میں جو ان لوگوں میں خداداد ہوتا ہے فرمایا کہ اچھا آپ نے چونکہ دعوت کی ہے ہم یہ نذر بھی لے لیتے ہیں۔

رانی ایشر کور کا ضمناً تذکرہ اور اوسکی مہمان نوازی۔ رانی ایشر کور جو ایک بڑی لیقہ اور منتظم عورت معلوم ہوتی ہے سردار جیمل سنگھ رئیس کنجہ دہام کی بہو ہے اولاد نرینہ کوئی نہیں صرف ایک لڑکی ہے سندر سنگھ ایک لڑکے کو متبنے کیا تھا اوس کا بھی انتقال ہوا اوسکی یادگار دو لڑکے ہیں جو گیارہ اور آٹھہ سال کے ہیں کہا جاتا ہے کہ قریباً دو اڑہائی ہزار گھماؤں زمین کی مالکہ ہیں ہم رانی صاحبہ کے متعلق پھر کبھی لکھینگے غرض نہایت فراخدلی اور اخلاص کے ساتھہ دعوت کی گئی۔ اور ہر طرح سے مہمان نوازی کا پورا حق اپنے قدر کے موافق رانی صاحب نے ادا کیا۔ اہلکاروں نے جس معروفت سے خدمت کی اونکی نیک نیتی کی دلیل ہے۔ مکان بہت وسیع فرش سے آراستہ تھا۔ کھانا مکلف دیا اور ہر طرح سے آرام ملا خدا تعالیٰ اوس کو اوس عمل خیر کی جزائے خیر دیگا۔

ایک سائل۔ کھانا کھا چکنے کے بعد ایک سفید ریش شخص کی بابت عرض کیا گیا کہ وہ کچھہ عرض کرنا چاہتا ہے حضرت اقدس نے نہایت فراخدلی سے فرمایا ہاں۔ چنانچہ وہ شخص پیش ہوا۔ اور اوس نے اپنی درخواست منظوم پیش کی۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ **استقلال** سے اگر طبیب کا علاج کیا جاوے وہ بہت مہربان ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ فائدہ بھی دیتا ہے اس پر مولوی صاحب نے جنکا تذکرہ بھی موجود تھا فرمایا کہ اس کے لئے **عرق شیر** مناسب ہوگا بہرحال اگر آپ صبح کو قارورہ دکھلائیں تو میں پھر غور کرونگا اس کے بعد حضرت **امام** نے دعا کے لئے ہاتھہ اوٹھائے اور سب اہل مجلس نے آپ کے ساتھہ دعا کی۔ ان اللّٰہ یفعل ما یشاء

بیعت۔ اس کے بعد منشی محمد علی پٹواری نہر نے درخواست بیعت کی چنانچہ حضرت اقدس نے اوس کو داخل بیعت فرمایا۔

کیا سفر میں روزہ رکھیں؟ اس کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یعنے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جسکا اختیار ہو رکھہ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھہ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھہ کر رکھہ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔

اس پر مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ "یوں بھی تو مسلمانوں کو مہینہ میں کچھہ روزے رکھنے چاہئیں"

(ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اوسکی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے)

اس کے بعد اکثر لوگ اپنے اپنے بستروں پر جا بیٹھے۔

اور احباب آگئے ہیں رات کو جو گاڑی آئی ہے اوس میں کپورتھلہ۔ جالندھر۔ جہلم۔ لاہور وغیرہ مقامات سے احمدیہ احباب کثرت سے آگئے۔ غرض ۲۹ کی رات اسی طرح ایک جلسہ کے طور پر گذری

۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء

نماز صبح صبح کی نماز دو مختلف مکانوں میں بوجہ کثرت مردمان ہوئی۔ اور بعد نماز تیاری روانگی کا حکم ہوا۔

کیمپ کو چلو سورج کی شعاعیں مشرق سے ابھی پورے طور پر نکلی بھی نہیں کہ یہ قافلہ جس کا قافلہ سالار وہ **امام** تھا جو خدا تعالیٰ کا مامور ہو کر آیا ہے **کہنڈہ** سے کیمپ کو چلا۔ عام لوگوں کا انبوہ اور ہجوم ایک عجیب اثر ڈال رہا تھا۔ اور وہ **قبولیت** اور **محبت** جو لوگوں کو ہی بتلا رہی تھی کہ لاریب وہ خدا کی طرف سے ہے۔ الغرض آہستہ آہستہ معمولی رفتار سے دھاریوال کی طرف چلے جب ریلوے سٹیشن سے کوئی آدھ میل کے فاصلہ پر پہنچے تو سامنے موضع لیل سے کوئی چار یا پانچ آدمی نکلتے ہوئے دکھائی دئے

وہ دوڑتا ہوا کون ہے؟ اس گروہ میں سے کسی کی آنکھہ جو اودہر پڑی تو ایک آواز ہمارے کان میں پہونچی کہ وہ کون دوڑتا ہے؟ جس کا جواب اوسی آواز نے دیا کہ محمد حسین ہے چونکہ ریل گاڑی آ رہی تھی اس لئے محمد حسین ایڈیٹر وکیل صاحب کو پکڑ لینے کے لئے دامن اوٹھائے بھاگا جا رہا تھا۔

یہاں سے سبق لو۔ چونکہ صادق اور مامورین اللہ ہر آن ایک راحت اور لذت میں ہوتا وہ غصہ اور بے صبری سے بیقرار نہیں ہو جاتا مگر کاسہ دنیاں نہایت جوش اور سرگرمی سے بھاگتے ہیں مگر بردوت اور استقلال کے رنگ میں جو تلاوت کو

وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے لذت نہیں پا سکتے جنکے لئے محبت و دعا کے دروازے نہیں کھلتے وہ اپنے اندر ایک گھبراہٹ اور اضطراب پاتے ہیں اس لئے بے صبر ہو ہو کر ہر ایک کام کرتے ہیں یہ ایک نشان ہے مامور من اللہ اور صادق کی شناخت کا مبارک وہ جو اسے دیکھتا ہے اور اس سے سبق لیتا ہے۔ غرض ریلوے کی سڑک گذر کر کارخانہ سے ... چلے۔ آپکے خدام کا گروہ دور تک ... آرہا تھا۔

کارخانہ کی بعض لوگ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب کارخانہ کے متصل سے گذرے تو بعض ملازم باہر نکل آئے اور نہایت غور اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے اوس وقت نظارہ سے دل پر ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ کارخانہ کے متعلق ذکر میں فرمایا۔ کہ اسکو کسی وقت دیکھنا چاہئیے دیکھی ہوئی چیز کچھ کام ہی دیتی ہے“

ایک شخص نے کہا کہ حضرت جیسے آپکا دیکھا تو مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب جوش آیا اور جب تک میں نے چار رکعت نماز نہ پڑھ لی صبر نہ آیا حضرت نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ ساری باتیں اس سے ہیں کہ وہ اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ دیکھو کیڑے تک کس قدر طاقتیں دی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تو ساری ہی طاقتیں اور قوتیں ہیں۔

آگے بہت سے آدمی کھڑے تھے اور ایسے طور پر گویا منتظر اور چشم براہ ہیں پاس پہونچے تو انہوں نے نہایت محبت اور جوش سے پکار کر کہا ”السلام علیکم“ جواباً ادہر سے بھی اوسی لہجہ کے ساتھ علیکم السلام کا آواز اٹھا اور سننے والوں پر عجیب حالت طاری ہوئی۔

الغرض خراماں خراماں آپ جا رہے تھے اور زن و مرد ادہر ادہر سے نکل نکل کر دیکھ رہے تھے ایک دیکھنے والے کو حیرت ہو سکتی تھی کہ وہ کیا بات ہے کہ لوگ محو نظارہ ہوئے ایک جوش سے بیقرار ہو ہو چلے آتے ہیں یہہ خدا کا فضل تھا اور کچھ نہ تھا۔ اور وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ ذرا اور آگے ڈاکخانہ کے متصل پہونچے تو کارخانہ کے ہندو مسلمان ملازم اور ڈاکخانہ کے کلرک دوڑ کر آگے آ گئے اور انہوں نے کیمپ کا پتہ بتلایا۔ اس راستہ میں حضرت اقدس نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ایک مبشر رویا بتلائی۔ غرض نہر کے پل پر پہونچے اور خیمہ نظر آیا۔

چپراسیوں اور اردلیوں نے دور سے سلام دیا آپ آگے آگے جا رہے تھے اور یہاں تک خلقت کا خاصہ انبوہ ہو گیا تھا۔ نہر کو دیکھ کر اور اوسکے ارد گرد درختوں کے نظارہ کو دیکھ کر فرمایا ”کہ بہت اچھی جگہ ہے“ الغرض خیمے سے کوئی سو قدم کے فاصلہ پر فرش ہو گیا اور آپ بیٹھ گئے اور وفادار اور فرمانبردار خدام کا گروہ ارد گرد حلقہ باندھ کر مودبانہ بیٹھ گیا۔ ابھی چند منٹ ہی نہ گذرے ہوں گے کہ خلقت کے جھنڈ کے جھنڈ آنے شروع ہو گئے اور چند ہی منٹوں میں کوئی تین چار سو آدمی جمع ہو گیا یہاں تک کہ بعض احباب نے لوگوں کو ہٹانا چاہا تو انہوں نے کہا کہ

”اسیں جیارت کرن آئے آں تسی سانوں ہٹاؤندے ہو کم کار چھڈ کے کتیاں کوہاں تے چلے آئے آں“

یعنے ہم کاروبار چھوڑ کر زیارت کے لئے آئے ہیں اور آپ روکتے ہیں۔

پھر کسی کو کچھ نہ کہا گیا اور یہ مجمع اس قدر بڑھا اس قدر بڑھا کہ حضرت کو بیٹھنا دشوار ہو گیا اس لئے آپ اٹھ کر ٹہلنے لگے اور ادہر ادہر نہر کی پٹڑی پر چہل قدمی کرتے تھے اور دو رویہ آدمیوں کی دیواریں تھیں کہ متحرک نظر آتی تھیں ہم حیران ہیں کہ کن الفاظ میں اس نظارہ کو دکھائیں۔

قریباً بارہ بجے کے صاحب بہادر نے آپکو طلب فرمایا خیمہ کے ارد گرد کوئی تین سو قدم کے اندر اندر ایک میلا لگا ہوا تھا خلقت کا ہجوم بڑھ رہا تھا اور دو ڈہائی ہزار تک نوبت پہونچ چکی تھی۔

عدالت کا کمرہ - خیمہ میں جو عدالت کا کمرہ بنایا گیا تھا صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اونکا منشی اور کورٹ انسپکٹر و ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ موجود تھے حضرت اقدس کی طرف سے حسب معمول مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر لاہور جناب مسٹر براؤن صاحب پلیڈر لاہور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر ... وپیش ہوئے محمد حسین آج ایک نئے قانونی شیر ... تھے اور پہلے پیروکار صاحب سے کسی ... وجہ سے قطع تعلق کر لیا تھا یہ صاحب ... میں کامیاب ... پیش ہوتے تھے ہی مسٹر ... صاحب پیرو کار محمد حسین نے عذر پیش کیا کہ جو ... ضابطہ کے رو سے ایک ہی مقدمہ پر محمد حسین اور جناب مرزا صاحب کا مقدمہ سماعت نہیں ہو سکتا چنانچہ اس قانونی وجہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے آئندہ تاریخ سماعت مقدمہ ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء مقرر کی اور سب سے پہلے مرزا صاحب کا مقدمہ سننے کا حکم دیا۔ اور پھر از سر نو نیا نوٹس بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ گویا سابقہ کل کارروائی کالعدم ہی سمجھی گئی۔ اب پھر ۱۴ تاریخ سے اصلی معنوں میں مقدمہ شروع ہوگا۔

باہر کا نظارہ - لوگ اوس وقت تک اسقدر کثرت سے جمع ہو گئے کہ کسی صورت میں اونکی تعداد چار ہزار سے کم نہ ہوگی۔

محمد حسین کا جمعہ - ادہر میاں محمد حسین چند آدمیوں کے ہمراہ درختوں کے نیچے ایک تھڑے پر تھے۔ اور بار بار آوازیں آتی تھیں کہ جو مسلمان ہے آ کر نماز پڑھ لے اس قدر گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ آوازیں دیجاتی تھیں کہ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آ سکتی۔

غرض محمد حسین نے نماز کی طیاری کی مختلف روایتوں کی بنا پر اسکے ساتھ بارہ سے لیکر بیس تک آدمی تھے مگر محمد حسین کے شاگرد رشید علی محمد خیاط کے بیان کے موافق دو اور تین سو کے درمیان ہم اس بیان میں محمد علی ہی کے بیان کو گو وہ غلط ہے تسلیم کر لیں گے۔ غرض محمد حسین نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی اور نماز کے لئے طیاری کی۔

حضرت اقدس اور جمعہ کی نماز - حضرت اقدس نے نماز جمعہ کے لئے طیاری فرمائی اور صفوف کی تعداد جو حضرت اقدس کے ہمراہ تھیں تعداد میں سترہ تھی اور ہر صف میں

بالاوسط ڈیڑھ سو آدمی تھے اور کل تعداد تین ہزار کے قریب تھی۔ لوگوں میں جو محبت اور جوش۔ صدق اور اخلاص تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ اُس عزیز خدا کا کام ہے جو کسی کو چاہے عزیزالملک بنادے۔

چونکہ روانگی کا بھی خیال تھا مولانا مولوی نورالدین صاحب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے جو خطبہ آپ نے پڑھا دوسرے موقع پر ہم نے درج کیا ہے۔ خطبہ میں ایک خاص جوش اور اثر تھا صدہا آنکھیں تھیں جو رو رہی اور صدہا دل متاثر ہو کر اپنے آثار چہروں سے دکھا رہے تھے۔

خطبہ کے وقت تک کارخانہ کے مزدوروں کو بھی رخصت مل چکی تھی اور ہندو مسلمان بچے بوڑھے حلقہ باندھے ہوئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ بیچ میں نماز ہو رہی تھی اور اردگرد حلقہ تھا۔ آخر نماز ادا ہوئی۔ پھر کارخانہ کے بعض انگریز بھی جوش زیارت سے بے تاب ہو کر چلے آئے اور اکثر لیڈیاں بھی آئیں جو اتر د ام کیوجہ سے رسائی نہ پا سکیں انگریزوں نے آرزو ظاہر کی کہ مرزا صاحب اپنے دیدار فیض آثار سے اُن کو بہرہ مند کریں چنانچہ آپ سامنے آ کھڑے ہوئے اُس وقت جو نور آپ کے چہرہ پر تھا اُس کا نقشہ کھینچنا کسی مصور کا کام ہے۔ مسرت مجسم بنے ہوئے تھے۔

عرصہ تک وہ انگریز دیکھتے رہے اور گویا محو ہو گئے۔ پھر نماز عصر کے لئے جماعت کھڑی ہوئی اور وہ چلے گئے۔ بعد ادائے نماز لوگوں کا انبوہ حد سے گذر گیا چلنے کو راستہ نہ ملتا تھا آخر عبادت علی نام ایک شخص نے کہا کہ حضور لوگ دور دور سے کاروبار چھوڑ کر آئے ہیں حضور اس پل پر کھڑے ہو کر سب کو زیارت کرا دیں چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور اُس شخص نے آغاز تکلم نے دیکھا کہ تین سو قدم کے اندر آدم زاد ہی نظر آتے تھے۔ آپ چند منٹ وہاں کھڑے رہے اور پھر اُتر آئے اور چلے آئے اوسکے بعد لوگ کھنڈہ تک ہمراہ گئے۔

کھنڈہ سے روانگی۔ حضرت اقدس تھوڑی دیر ٹھہر کر کھنڈہ سے براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے اور حضور کے ہمراہ کوئی ستر اسی آدمی ہوں گے۔ اور ہم اور چند اور بھائی براہ ریل جانے کے لئے دھاریوال کو چلے۔ راستہ میں بیسیوں آدمی ملے جو دوڑے چلے آتے تھے۔ اور پوچھتے جاتے تھے کہ "سرکار" ابھی روانہ تو نہیں ہوئے۔ الغرض دھاریوال اور کھنڈہ کے درمیان لوگوں کا ایک تانتا سا لگا ہوا تھا۔ جس سے اوس قبولیت کا پتہ لگتا تھا جو خدا نے اس امام کو دی ہے

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

رپورٹ جلسہ سالانہ

آخرکار وہ رپورٹ جس کا ایک سال سے انتظار تھا شائع ہو گئی ۱۹۲ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ مضامین کی نسبت ہم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست اور عظیم الشان تقریریں ہیں جو گویا رپورٹ کی روح ہیں ان ہر سہ تقریروں میں تقوی کے مراتب۔ نماز کی فلاسفی۔ اخلاق فاضلہ کی کیفیت معجزات اور خوارق کی حقیقت کے علاوہ قرآن کریم کے صدہا معارف اور حقایق بیان فرمائے ہیں جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

پھر جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دو زبردست تقریریں ہیں جنہیں قرآنی تحدیوں اور پیشگوئیوں کی فلسفی پر بحث کی گئی ہے اور قرآنی تعلیم اور ویدوں کی بے مانندیت پر عجیب اور لطیف پیرایہ میں گفتگو کی ہے۔ اور اعجاز قرآنی پر ایک گہری نگاہ ڈالی ہے پھر جناب حکیم مولانا مولوی نورالدین صاحب مشہور فاضل واقف اسرار قرآنی کی ایک لطیف تقریر ضرورت خلافت پر ہے۔ جسکے ضمن میں بے بہا معارف قرآن بیان فرمائے ہیں۔ آخر میں مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کا فارسی قصیدہ اور مولوی قائم الدین بی اے کا عربی قصیدہ درج ہے۔ شروع میں خاکسار ایڈیٹر کی طرف سے ایک انٹروڈکشن ہے جسمیں حضرت اقدس کی سترہ سالہ کارروائی پر ریویو کیا ہے۔

غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب شروع کر کے ختم کئے بدوں چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ چونکہ کتاب کی طبع ہونے پر بہ ایں وجہ کہ کتابت امرتسر کرائی جاتی تھی اور تمام ضروری سامان پریس کاغذ وغیرہ دوسری جگہ سے لانا پڑتا ہے خرچ امید سے زیادہ آ گیا ہے اس لئے قیمت ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دُر بے بہا جو قرآنی معارف و اسرار ہیں اس قیمت پر بھی سستے ہیں جن احباب نے بہ نظر امداد کارخانہ

پچاس پچاس اور سو سو جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا ہوا ہے ہم کو امید ہے کہ وہ اپنے وعدہ کی طرف خیال فرمائیں گے۔

جن احباب کی درخواستیں ایک ایک دو دو جلدوں کے لئے آئی ہوئی ہیں اون کی خدمت میں اور خریداران اخبار کی خدمت میں رپورٹ بصیغہ وی پی روانہ ہو رہی ہے۔ ہم ایک بار اور کہنا چاہتے ہیں کہ رپورٹ کی متعدد جلدیں خریدنے والے احباب نے محض اعانت کارخانہ الحکم اور اشاعت مشن کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ چاہیگا تو اس امداد پر جو وعدے پورے ہونے کی صورت میں جس کی کامل امید کی جاتی ہے ہم کسی اور مفید کام کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ کیونکہ مالی مشکلات ہی بسم تریں مشکلات ہیں۔ تمام درخواستیں خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

خونی پھول۔ برسوں سے باغات ونگن واقع روم سرخ گلاب کے پھولوں کے لئے مشہور رہیں اور انہیں خوشبو ہی ایسی ہوتی ہے کہ تمام یورپ میں مشہور ہیں۔ اب کسی نے دریافت کیا ہے کہ پوپ روم کا مالی درختوں کو بجائے پانی کے خون سے سینچتا ہے لیکن ان میں سے ایک درخت ایسا ہے جو صرف آدمیوں کی قبروں ہی پر سرسبز رہتا ہے اور انہیں مقامات پر جمتا ہے جہاں سخت خونریزی ہوئی ہے۔ ایسی ہی روائتیں پھولوں کی نیو مارکٹ میں مشہور ہیں۔ یہہ مقام ایک عجیب پرانی خندق کے لئے بہت مشہور ہے جو مخالفت جنگ کے لئے کھودی گئی تھی۔ اب یہہ خندق آدمیوں کی ہڈیوں سے بھری ہوئی ہے یہہ مقام ڈارنگھم تک چھ میل لمبا ہے۔ اسی مقام بلیٹوی فلاور (خونی پھول) ہوتے ہیں یہہ پھول پانچ یا چھہ پنکھڑیوں کا ایک نہایت سرخ یا عنابی ہوتا ہے اور جون جولائی کے مہینے میں بکثرت پھولتا ہے جس فصل میں یہہ پھول کھلتے ہیں صدہا آدمی گل چینی کے لئے آتے ہیں۔ ؎

سب کہاں کچھہ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

نواب لفٹننٹ گورنر برہما۔ سر فریڈرک فرائر صاحب کی نسبت جو رخصت پر ولائت تشریف لے جانے کی خبر تھی وہ غلط ثابت ہوئی ہز آنر ۲۷ جنوری کو کلکتہ سے رنگون کو روانہ ہوئے دوران قیام کلکتہ میں بہت سی ضروری باتوں کا گورنمنٹ ہند کے ساتھہ تصفیہ کر گئے ہیں۔ یہہ بات طے ہو گئی ہے کہ لوور برہما کے لئے ایک چیف کورٹ قایم ہوگی جس میں بالفعل تین جج ہوں گے اور سول افیسران برہما کی تنخواہیں پنجاب اور ممالک متوسط کے پیمانہ ہوں گی ایک سب سے بڑا جھگڑا رنگون میونسپلٹی کے متعلق یہہ فیصلہ ہوا کہ ایک بڑی معقول آمدنی کی زمین جو گورنمنٹ نے ضبط کر لی تھی وہ میونسپلٹی کو واگزار کی گئی۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ نے ۲۰ لاکھہ روپیہ پبلک ورکس کے لئے سال رواں میں اور منظور کیا ہے اور برہما ردبی مائن کمپنی کے کرایہ میں صاحب وزیر ہند ۲ لاکھہ روپیہ کم کر دیا کیونکہ چند سال سے کانہائے یاقوت میں منافع بہت کم رہا۔

برقی پیغام بغیر تار کے۔ یہ ہمارے زمانہ کی ایک عجیب ایجاد ہے جو ایک اٹلی کے باشندے سنگر کونی نے حال میں دریافت کی ہے اس کا مقصد یہہ ہے کہ نہ تو برقی تار کھمبوں پر کھڑے کیجائیں اور نہ اونکی لاگت اور نگرانی کا خرچ اٹھایا جائے بلکہ بغیر انکی مدد کے ہی برقی رو سے پیغام ایک مقام سے دوسرے مقام تک جا سکتے ہیں۔ برقی رو اس مشین کے ذریعہ سے باہر بھیجی جاتی ہے۔ اس آلہ کے بڑے بیلن میں ایک برقی مادہ بڑی کام کرتی ہے اور اس کے محاذ میں پیتل کے چار گولے ہیں جنکے مابین چنگاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ بائیں ہاتھہ کا گولہ ایک تار کے ساتھہ ملا ہوا ہے جو بلند کنڈکٹر کی طرف جاتی ہے۔ پچھلے دنوں محل آسبورن میں جو حضور ملکہ معظمہ کا محل ہے اس مشین پر تجربے کئے گئے ہیں جبکہ حضور قیصرہ ہند کے پیغامات حضور پرنس آف ویلز کے پاس جو سمندر میں اپنے جہاز میں تفریحی سفر کر رہے تھے بھیجے جایا کرتے تھے۔

اعلان۔ اگر آپکو ریشمی وسوتی کمربند اور ازاربند بہت عمدہ نہایت خوبصورت درکار ہوں تو اس پتہ سے بذریعہ وی پی طلب کریں۔ بمقام کلانور ضلع گورداسپور۔ شیخ غلام غوث و فضل الہی دکاندار

پاک شاعری

مسدس از فیروز ڈسکوی بر نظم حضرت اقدس در مدح قرآن شریف

کلام پاک خالق کی عجب عظمت عجب شاں ہے
کہ مثل مہر تاباں چرخ رفعت پر درخشاں ہے
نجوم آسماں کی طرح ہر اک نقطہ رخشاں ہے
مثال کہکشاں ہر ایک سطر اسکی نمایاں ہے
جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کلام پاک ربانی ہے جگ میں گوہر یکتا
چمک میں آفتاب آسماں ہرگز نہیں ویسا
زمین و آسماں میں جگمگاتا نور ہے اُس کا
ہے اک اک لفظ میں اسکے عیاں اللہ کا جلوہ
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

نہیں ایسا درخت پر ثمر اک باغ قدرت میں
جو خوشبو اس میں ہے ہرگز نہیں گلہائے جنت میں
یہ ہر اک پھول سے ہے بڑھ گیا خوشبو و نکہت میں
معطر ہوئے سارے دماغ اس سے ہیں ساعت میں
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کہیں حق کے گلستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس باغ و بستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس نور تاباں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس مہر رخشاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کلام پاک رحماں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

زمیں پر کوئی ہو نور صداقت یا فلک پر ہو
نہ اس خورشید تاباں سے کہیں وہ نور باہر ہو
حکیمان جہاں کا قول کوئی کتنا بڑھکر ہو
کلام پاک رحماں کے نہ پر ہرگز وہ ہمسر ہو
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

بشر کتنا لگائے زور اور کوشش کرے کتنی
مدد کو وہ بلائے ساتھ اپنے سب جہاں کو بھی
نہ اسکے قول کو نسبت کلام حق سے ہو اتنی
کہ نسبت آفتاب چرخ کو ذرہ سے ہو جتنی
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

نظر آتا نہیں قرآن سا نور نظر ہرگز
نہ ایسا چشم دل کو ہے کوئی کحل البصر ہرگز
نظیر اس کی نہ کوئی لاسکے جن و بشر ہرگز
نہیں دنیا میں ایسا چاند کوئی جلوہ گر ہرگز
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا ایسا آساں ہے

کلام حق کو کہنا افترا اور جعل اور جھوٹا
بلا شک ہے خدا کے عرش کو یہ قول لرزاتا
یہ ایسا بول تمکو بولنا ہرگز نہیں زیبا
کلام پاک کی تکذیب یوں کرنا نہیں اچھا
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

مقابل میں کلام اللہ کے کیا توریت کی شاں ہے
یہ انجیل محرف کب کلام حق کے شایاں ہے
جو بید ہے تمہارے اس میں کیا طاقت ہی کیا جاں ہے
تصرف ہی بشر کا اُن میں اور یہ قول رحماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب بہتاں ہے

معارف اور حقائق میں فقط قرآن ہے یکتا
نظیر اسکی نہیں ممکن تصور میں کبھی اصلا
خدا کی ذات واحد کا نہیں جس طرح ہمتا
کلام پاک کا بھی کوئی ہمسر ہو نہیں سکتا
اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

خدا کے پاک قرآں سے جو منہ پھیرا ہی تم نے
جو اس انجیل محرف کو کلام حق ہو تم سمجھے
جو وید و ژند کو مانو کلام حق جہالت سے
مخالف ہوگئے تم جو کلام پاک رحماں کے
یہ کیسے پڑ گئے دلبر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

محبت میں ہوا قرآں کے **فیروز** دیوانہ
یہی کہتا ہے ہر اک کو کہ ہے سچا یہ پروانہ
ہر اک کو چاہیے اس شمع کا ہو جائے پروانہ
نہ پروا اسکی حق کو جسکو کچھ اسکی نہ پروا نہ
ہمیں کچھ کیں نہیں پیار و نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اپنے قرباں کرے

نعت رسول مقبول صلعم

مرے جسم اور جاں اندر محمد ہے محمد ہے
مرے روح و رواں اندر محمد ہے محمد ہے
جو انسانوں میں کامل ہے رسولوں میں جو افضل ہے
ہے قرآں جسکی شاں اندر محمد ہے محمد ہے
درود اُسپر کہیں شام و سحر انس و ملائک سب
زمین و آسماں اندر محمد ہے محمد ہے
مشام بلبل اسکی بوئے الفت سے معطر ہے
ہر اک گل بوستاں اندر محمد ہے محمد ہے
ہوا نور احد جلوہ پذیر ذات پاک احمد میں
نہاں اندر عیاں اندر محمد ہے محمد ہے
محمد بن نہ چھٹکارا نہ پھر گرجوں میں آوارہ
شفیع ہر دو جہاں اندر محمد ہے محمد ہے
عرب میں چین میں ایران و کنعاں روم و بربر میں
اور اس ہندوستاں اندر محمد ہے محمد ہے
کہا عیسیٰ نے سردار جہاں[1] انجیل میں جسکو
وہ سردار اس جہاں اندر محمد[2] ہے محمد ہے
محمد کی محبت میں سدا سرشار ہے **خادم**
مرے دل اور زباں اندر محمد ہے محمد ہے

از خاکسار
خادم حسین بھیروی
تخلص خادم

[1] دیکھو انجیل یوحنا ۱۴ باب ۷ آیت۔
[2] دیکھو انجیل یوحنا ۱۶ باب ۱۱ آیت۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے۔ خالص میرہ فی ماشہ عہ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ سہ ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جیلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم ہو اور اس سے پیپ کا گرتا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں کہ ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور بڑی اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن منشی ڈسپنسری سپرنٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص وعام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہوئے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی بیماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو ہمارے لاہور تک بیرون مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر الحکم نے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

توپاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

قادیان دارالامان موزخہ ۱۰ر فروری سنہ ۱۸۹۹ء | نمبر ۵ | جلد ۳

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ سیر ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ مگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مد نظر رکھ کر خرید ہوجاویں اور سو ٹریکٹ ۵ پنجم فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو ہر ماہ ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے۔ ہم ہفتہ وار متعلقہ چھپا کر مفت تقسیم کیا کریں اور تقسیم کے لئے انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں مسلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

نہ کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲- ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ۱۲/۱ ۸ر سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پرانے ۴ر سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ سیج بند ۱ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳- زیورات میں ڈوے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴- دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵- ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے لو، ورنہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام و پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد والٰہ بخش علاقہ بند

احمدیہ کمپنی

کٹڑہ بھاگ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

دُنیا کا ہفتہ

سالگزشتہ کی بابت سررشتہ ڈاک کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ سال سابق کی نسبت ۲۶ ملین خطوط۔ پوسٹکارڈ اور پارسل پیکٹ اخبار وغیرہ ڈاک کے ذریعہ زیادہ تقسیم ہوئے یہہ اضافہ بجانب اوسط پنجاب میں سب سے زیادہ تہا اس کی وجہ یہ یہی کہ سرحد کی طرف فوجیں بکثرت مقیم تہیں۔

مدینہ منورہ کی چار مساجد کے لئے سلطان المعظم نے جیب خاص سے ۱۸ ہزار قرش اعطا کئے ہیں۔

ملکہ قیصرہ نے مسلمانوں کی عرضداشت کا جواب بہیجا ہے کہ پرنس جارج کا تقرر مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت پر مشروط ہے۔

حضور سلطان المعظم کے حکم کے موافق شیخ الاسلام نے ماہ رمضان المبارک میں جو ۱ فقطوبموجب قسطنطنیہ کے قرب وجوار میں وعظ کہنے کی غرض سے جاتے ہیں روپیہ تقسیم کیا ہے۔

نسیم آگرہ کا نامہ نگار جہانسی سے ایک عجیب مضحکہ خیز اور مسخرانہ کارروائی کی خبر دیتا ہے جو حسب ذیل ہے۔ ۱۵ کو بازار میں ڈہنڈورا پٹیا گیا تہا کہ بدرالدین خان پٹہان بادشاہ روم سے باغی ہوگیا ہے اور اُس کے ہمراہ ۵ لاکہہ باغی ہیں۔ قسطنطنیہ کو لوٹ لیا ہے اور لوٹ مچا رکہی ہے رعایا ہوشیار رہے اور اپنا خود بندوبست کرے‘‘۔ اس ڈہنڈورے سے تمام شہر میں گہبراہٹ پیدا ہوگئی گہر گہر کوئیں تالابوں پر اس کے چرچے ہونے لگے دریافت سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت نے صرف اس غرض سے ڈہنڈورا پٹوا دیا تہا کہ ’’بدرالدین وزیر بادشاہ روم بگڑ گیا ہے اور قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا ہے اور اُس علاقہ میں لوٹ مار ہو رہی ہے۔ صاحبان ہند کو چاہیے کہ شریف کو نہ جاویں اور اگر جاویں تو اپنا خود بندوبست و انتظام کرکے جاویں۔

طاعون بمبئی میں اب پہر شدت سے بڑہنی شروع ہوگئی ہے ۲۵ر جنوری کو ۱۰۳ بیمار اور ۸۲ فوت ہوئے۔ پونا میں بہی پہر ایک پولیس کانسٹیبل اسی مرض کا شکار ہوا ہے جس کے بیمار ہونے کا کوئی خارجی سبب نہ تہا۔ میسور وغیرہ کی طرف اس تیزی میں بہت تخفیف ہوگئی ہے۔ کراچی میں کسی دن کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ کلکتہ پہر کوئی مشتبہ یا محقق کیس اس بیماری کا نہیں ہوا۔

نواب کرزن آجکل سرحدی مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ قطعی فیصلہ غالباً کئی ہفتوں تک نہیں کیا جا سکیگا۔

لفٹیننٹ گورنر بہا جو کلکتہ میں لارڈ وایسرائے کے مہمان رہے تہے ۲۸ جنوری کو بہا کی طرف روانہ ہوگئے۔ دوران اقامت میں وہ کئی اہم معاملات کا دور دورہ تصفیہ کریں گے۔ اُنہیں سے ایک بہا سول سروس کے ملازموں کی تنخواہوں کے اضافہ کے متعلق تہا۔ جو ملازموں کے حق میں طے ہوا ہے۔

نروانہ کہیل ریلوے جو ۲۳ میل لمبی ہے۔ عنقریب عام آمدورفت کے لئے کہل جائے گی۔ راجپوتانہ میں جودہپور۔ بیکانیر ریلوے کی دو شاخوں کی منظوری ملے گی۔ ایک لونکرانسر سے سورت گڑہ تک ہوگی جسکا طول ۶۳ میل اور خرچ بارہ لاکہہ ۱۷ ہزار روپیہ ہوگا۔ دوسری گنگا سر سے پلانہ تک ۹ میل لمبی ۹۰ ہزار روپیہ کے خرچ سے بنائی جائے گی۔

گلگت اور پنجاب کے درمیان مانسہرہ سے جو ایبٹ آباد کے متصل ہے وادی کاغان اور چیلاس کے راستہ آمدورفت جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ابتک راولپنڈی مری اور وادی جہلم کے راستہ گلگت کو آمدورفت کی جا رہی ہے۔ پہلے راستہ سے حسن ابدال کی ریلوے سٹیشن سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا اور موخرالذکر راستہ سے راولپنڈی سے گلگت تک ۲۹۰ میل کا فاصلہ ہے۔

نہر جہلم کی منظوری جس پر اب باقاعدہ طور پر کام شروع ہوگیا ہے نومبر ۱۸۸۹ء میں وزیر ہند کی طرف سے موصول ہوگئی تہی۔ مگر بوجوہات چند در چند اُس پر کام شروع نہ ہو سکا۔ قحط کے دوران میں جنوری ۱۸۹۷ء میں اسپر امدادی کام شروع کیا گیا تہا۔ اور ۱۱ میل کی کہدائی ہوگئی تہی۔ نہر کا دہانہ ضلع گوجرات میں بمقام مونگ رسول بنایا جائے گا۔ یہ نہر اضلاع گوجرات اور شاہپور کے بنجر علاقہ کو سیراب کرے گی۔ خرچ کا اندازہ ۱/۲ ۱ کروڑ روپیہ کیا گیا ہے اس نہر پر بہی نہر چناب کیطرح غالباً سرکاری زمینوں کی آبپاشی کو مقدم رکہا جائے گا +

ایڈیٹوریل

خیر و سعادت کی فلاسفی

(نمبر ۲)

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۲ جلد ۴

بعد اسکے وہی فرقہ کہتا ہے کہ اگرچہ سعادت کے معنے میں لوگوں کے عقیدے اور اُن کی رائیں مختلف ہیں - جیسا کہ **فقیر آدمی** اپنی سعادت تو زندگی میں جانتا ہے اور **بیمار شخص** تندرستی میں - اور **قیدی** اپنی رہائی اور مخلصی ہی کا نام سعادت سمجھتا ہے - اور کریم انسان شہرت فیض میں - اور بخیل بہت سا مال جمع کرنے میں وغیرہ - علیٰ ہذا القیاس - جو ایک آدمی کے نزدیک سعادت ہے دوسرے کے نزدیک غیر سعادت ہے - اور یہہ سب سعادت کی جزیں ہیں - اور یہہ ایک مسلم بات ہے کہ غیر متناہی جزیں شمار تک نہیں پہنچتیں - حتے کہ اُن کو ضبط میں لانا اور محصور کرنا انسان کے حوصلے اور مقدور سے باہر ہے - ہمارے زمانے کے کئی ایک فلاسفر **ولیم کارلایل** (جرمن) اور **ڈاکٹر ڈویل** (امریکن) بیان کرتے ہیں کہ پرانے زمانے کے مشہور حکما نے سعادت کی جزوں کا ذکر کرکے زیادہ تر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا مباحث حکمت کے مناسب نہیں جانا - **تاہم** اوس عالی اور فیاض طبع گروہ نے معنی واحد کو جو کل جزویات کو شامل ہوں بیان کیا ہے - چنانچہ بالاتفاق اُن کا قول ہے کہ انسان کی سعادت یہہ ہے کہ **صحیح البدن** اور **سلیم الطبع کثیر المال والاعوان** و **صاحب اقبال** ہو - نیز اُس کا ذکر جمیل آدمیوں کے درمیان مشہور اور عموماً اُس کے فضائل و احسان معروف ہوں - اور خصوصاً اپنی چند روزہ زندگی کے دنوں میں فرشتوں کی مانند ہر ایک جسمانی بدکرداری اور روحانی بداطواری سے پاک اور منزہ ہو کر **حضرت واجب الوجود جل جلالہ و عم نوالہ** کا قرب حاصل کرے - اس بزرگ فرقہ نے ان معنوں کی شرح و تفصیل چہہ امروں میں کی ہے جسکا نام ہم استعارہ کے طور پر

خیر و سعادت کا ستۂ ضروریہ

رکھدیتے ہیں - اور وہ یہہ ہے

اولاً محسوس بدن کی صحت جو **روح** کا آلہ ہے - **حواس** کی سلامتی پر موقوف و منحصر ہے - کیونکہ یہہ بات کسی دلیل اور برہان کی محتاج نہیں ہے کہ **روح** کی حرکتیں آلات کے بدون محال ہیں - اور یہہ بھی ثابت ہے کہ انسانی روح اس محسوس بدن میں آلات کے وسیلے سے تصرف کرتی ہے - اور یہہ بھی ایک مسلم امر ہے کہ وہ ادراک میں کسی کی محتاج نہیں - بلکہ یہہ صفت اُسکی بذات خود ہے - لہٰذا بدن کی صحت **سعادت کی جزو اعظم** ہے کیونکہ سعادت کے اسباب جو باقی ہیں بالاکتساب اسی کے وسیلے سے متیسر ہوتے ہیں -

ثانیاً - ذہن کی صفائی اور فکر کی صحت بھی اجزائے سعادت میں سے بڑے جزو ہیں - تاکہ مشورت اور صوابدید میں اُس کے افکار ایک دانشمندانہ پہلو رکھتے ہوں - اور صائب ہوں - جن کے وسیلہ سے وہ عقاید اور ادراکات میں خطا اور نسیان سے محترز ہو سکے -

ثالثاً - مال کی کثرت اور موافق احباب کا بہم پہنچانا بھی سعادت کی بہت عمدہ جزو ہے - تاکہ اُن کے ذریعے سے علمی اور عملی فضیلتوں کا فیض انسان کو پہنچے اور پہنچائے - اسی وجہہ سے اکثر نامدار اور **اولوالعزم** حکیموں نے اپنی معتبر تصانیف میں بہت دلسوزی سے لکھا ہے کہ **فیلسوف حکمت** کی فضیلت کے اظہار میں تسلط اور **ملکہ الٰہی** کا بالکل محتاج ہے تاکہ وہ ہر ایک چیز کو اپنے محل اور موقع پر قرار دے سکے - اس سے یہہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ مال و جاہ اور حکومت و ثروت اور غرور و تکبر کا باعث ہے - کیونکہ بادی النظر میں اگرچہ یہہ امر حق اور سچ ہے - الّا نادانوں اور احمقوں کی نسبت اور فیلسوف آدمی اُس ثروت کے سبب سے **فیضان کا چشمہ** جاری کرتا ہے -

رابعاً - اقبال بھی سعادت کی عمدہ جزوں میں سے ایک جزو ہے - اور محققین علیہم حکما رکنے نیک اقبال کی تعریف یہہ کی ہے کہ صاحب اقبال کے مقصد اور مطلب اُسکے **صحیح فکر** اور **سلیم عقل** کے بموجب اور نیز اُس کے ارادے اور منشاء کے موافق ظہور میں آئیں - کیونکہ جب تک اُسکے دلی اور قلبی ارادے پورے نہوں گے تب تک **سعادت** کے اسباب کیونکر فراہم ہوں گے ؟

خامساً - زندگی کی حالت میں اور بدن سے روح کے الگ ہونے کے بعد خاص و عام اور متفق و مختلف میں مدح اور ستائش کا ہونا بھی **سعادت** ہی کی ایک جزو ہے - اگرچہ یہہ امر ظاہر بینوں کی نگاہ میں شاید قبولیت کی عمدہ وجہہ نہیں - مگر غور از فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات اور ممات میں وہی شخص موصوف ہوتا ہے جو دل سے بد کاموں کو ترک کرے اور نیکی کی طرف مایل ہو - بعض لوگ اسکو سعادت کا جزو نہیں سمجھتے - بلکہ اسکا نتیجہ کہتے ہیں **الّا** - واقعی یہہ جزو ہے - کیونکہ جس کو زندگی میں یہہ فکر رہیگا وہی **موت** کا فکر کریگا -

(باقی تیسرے نمبر میں)

ستی کی رسم

پر ایک یونانی مورخ ڈایوڈورس اپنی مشہور تاریخ میں کہتا ہے کہ ستی کی رسم قبل از مسیح ۳۰۰۰ برس پہلے سے رائج ہے -

اس یونانی مورخ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو والے یہہ قبیح رسم یونانیوں سے لی ہے - گر الفنسٹن صاحب سفیر دربار افغانستان اس رسم کو وحشیانہ کہتے ہیں - ہندوستان میں اس رسم کی بابت کہاوتیں بنی ہوئی ہیں - چنانچہ جو لوگ اسکے موافق ہیں وہ یہہ کہتے ہیں ؎

اک دن باجے باجتے چلے پیا مو لین
آج بجا دت میں چلی پی کا بدلہ لین
ستی کہڑی پکارتی جو سنیئے کنتہ سات
اوسے کا تو بدلہ دیا جیا وہ دیئے پران

اور جو اس رسم کے مخالف ہیں وہ یوں کہتے ہیں ؎

ستیاں کو ستیاں جلیں پیا کے نال
ست سرا ہیئے اُنکا جو جلیں سنبھال سنبھال

میری نوٹ بک سے چند باتیں

خوشی کی بات

سچی راحت تنہائی میں رہتی ہے - اور وہ دہوم دہام اور شور و غل کے مخالف ہے سچی راحت انسان کی اپنی حالت سے پیدا ہوتی ہے یا چند منتخب دوستوں سے ۔

شکست رہنے سے خوش چال نہیں رہ سکتی - کوئی شکستہ آدمی یا عورت کبھی خوش نہیں رہی - انسان کے لئے صرف اتنا ہی جاننا بس ہے کہ اس دنیا میں **نیکی** سے اور صرف نیکی سے راحت ملتی ہے - جھوٹی راحت مثل سکہ قلب کے ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے **چل** جاتا ہے - لیکن جب اسکا امتحان کیا جاتا ہے تو اسکا **کھوٹ** معلوم ہو جاتا ہے - جھوٹی خوشی کا بھی یہی حال ہے ۔

جوانی انسان کی خوشی کا زمانہ نہیں - کیونکہ اسوقت انسان زیادہ خوشی کی امید میں **مایوسی** کا مضمحل چہرہ دیکھتا ہے - زیادہ عمر پر زمانہ کا ڈھنگ دیکھکر اپنی خواہشوں کو مناسب حد کے اندر لاتا ہے تب اسکا مزاج دھیما ہو جاتا ہے - اور زندگی کا لطف ملتا ہے ۔

خطاب بسوئے امید (از حالی)

بس اے نا امیدی نہ یوں دل بجھا تو ! ۔ جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو !
ذرا نا امیدوں کی ڈھارس بندھا تو ! ۔ فسردہ دلوں کے دل آکر بڑھا تو !

ترے دم سے مردوں میں جانیں پڑی ہیں
جلی کھیتیاں تو نے سرسبز کی ہیں

بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے ۔ بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے
اکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے ۔ اجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے

بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اجالا کیا ہے

جبہ سرشار :- جب کرامول نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انگلستان کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا چنانچہ ہر ایک قسم کے جرائم کیواسطے قسم قسم کی عبرت انگیز سزائیں تجویز کیں - مدہوش شرابیوں کے واسطے بھی ایک خاص قسم کا لبادہ طیار کیا جسے **جبہ سرشار** کہتے تھے - اسکی بھی عجب کیفیت تھی - ایک بڑا پیپا جسکے اوپر کو ایک سر سا بنا ہوتا اور دونوں طرف دو سوراخ ہوتے تھے جنکے بیچ سے سر اور ہاتھ ...

چھوٹی چھوٹی سوانح عمریاں

اسماء - حضرت ابوبکر صدیق کی بڑی صاحبزادی کا نام ہے انکا لقب ذات النطاقین تھا - حضرت زبیر کی بیوی تھیں - اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی (جن کو حجاج نے سنہ ۷۳ھ میں شہید کیا) والدہ تھیں - آپ بڑی عقیل و ذی تمیز بی بی سمجھی جاتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی رات کو حضرت اسماء نے اپنی نطاق یعنے لنگی کو پھاڑ کر اسکے دونوں ٹکڑے پیغمبر خدا کے لئے اسواسطے نذر کئے کہ ایک ٹکڑہ کا دستر خوان بنایا جاوے اور دوسرا ٹکڑا مشکیزہ میں باندھ لیا جاوے - جس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے اسماء! اس لنگی کے عوض میں اللہ تعالٰے تجھکو جنت میں دو لنگیاں عطا فرماویگا اسوقت سے آپکا لقب ذات النطاقین ہو گیا - اکسو برس کی عمر میں اپنے صاحبزادہ کے انتقال کے تھوڑے دن بعد رحلت کی ۔

امامہ - جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھیں ان کی والدہ مکرمہ کا نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھا اور والد کا نام حضرت ابو العاص بن ربیع ہے - جبکہ یہ بچی تھیں تو آنحضرت صلعم اس سے بہت محبت فرماتے تھے - مروی ہے کہ آپنے اپنے دوش مبارک پر انکو سوار کر کے نماز پڑھی ہے ۔

ام ایمن - صحابیہ تھیں حبش کی رہنے والی تھیں - اسامہ ابن زید کی والدہ تھیں - ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نے آزاد کر دیا تھا - اور عبد الحبشی نام ایک شخص سے انکا نکاح ہو گیا - ایمن نام ایک لڑکی پیدا ہوئی - اور اسی سبب سے آپ کو ام ایمن کہنے لگے - عبد الحبشی کے مرجانے کے بعد ان کا دوسرا نکاح زید بن حارث سے ہوا - اس نکاح سے اسامہ ابن زید پیدا ہوئے - رسول صلعم آپ کی بہت خاطر و مدارات فرمایا کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جب آپ بہت روئیں تو لوگوں نے پوچھا - کہ اتنا کیوں روتی ہو؟ کہا کہ یہ تو یقین تھا کہ ایکدن پیغمبر صلعم کو وفات ہوگی - مگر رونا اسپر آتا ہے کہ اب وحی کا آنا بند ہو گیا - آہ !

ابی ابن کعب - اصحاب کرام میں سے تھے بدر کی لڑائی میں شریک تھے - صحابہ میں سب سے زیادہ ماہر قاری سمجھے جاتے تھے اکسو ساٹھ سے زیادہ حدیث آپ سے مروی ہیں - حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ کے عہد خلافت میں سنہ ۳۰ ہجری کے بعد رحلت فرمائی ۔

معلومات اور نئی باتیں

ملکہ معظمہ کا پسندیدہ کھلونا - ونڈسر کے کھلونوں میں جنکی تعداد بیشمار ہے ملکہ معظمہ کو سب سے بڑھکر ایک کھلونا پسند ہے جسمیں فلک کا ایک خوبصورت نمونہ ہے - اس عجیب و غریب کھلونے میں نظام فلکی کو پورے طور پر ظاہر کیا ہے - اور فلکی محور اور آفتاب دکھایا ہے اسمیں چاند کا بھی ایک نمونہ ہے جو زمین کے گرد گھومتا ہے اور کل ستارے مع چھوٹے سیاروں کے نہایت مناسبت کے ساتھ ظاہر کئے ہیں - کرہ فلکی کی صحیح کیفیت حاصل کرنے کے واسطے اس کھلونے سے بڑھکر کوئی اچھی چیز نہوگی اسمیں زمین کو اپنے محور اور آفتاب کے گرد گھومتی ہوئی دکھایا ہے - اور اس سے معمولی سیاروں کی مختلف جگہوں کی بھی حالت ظاہر ہوتی ہے - یہ کل ایک گھڑی کی طرح چلتی ہے

کاغذ کے ڈبے

امریکا میں اب ٹین کی بجائے کاغذ کے ڈبے طیار ہونے لگے ہیں جن میں اشیائے خوردنی رکھی جاتی ہیں - کیونکہ ایک مدت کے بعد ٹین کے ذریعے سے اشیائے خوردنی میں سمیت پیدا ہوتی تھی - لہٰذا - اب یہ خوف نرہا -

مقناطیسی بید

ایک مقناطیسی بید ایسا ایجاد ہوا ہے کہ جو لوگ رات کو یا اور خطرات میں باہر جاتے ہیں - ان کے لئے نہایت ہی کار آمد چیز ہے - اگر انسان یا کوئی حیوان اس مقناطیسی بید سے لگ جاوے تو وہ فوراً زمین پر گر پڑتا ہے -

کرسی کا استعمال

سنہ ۳۳۰۰ قبل مسیح مصر میں کرسیوں کا استعمال ہونا ثابت ہے - چین میں ۱۳۰۰ سال قبل مسیح - اور ہندوستان میں ۱۱۰۰ سال قبل مسیح
خانگی کرسیاں مع تکیوں کے ہندوستان میں سنہ ۱۸۰۰ء میں مروج ہوئیں - روم میں ایسی کرسیاں سنہ ۷۰ء میں رائج ہوئیں ۔

سرسری نظر

مسلمان کون ہے

آنریبل ڈاکٹر سید امیر علی صاحب نے اس سوال کے جواب میں یہہ بیان کیا ہے:-

مسلمانوں کی تھیالوجی (علم الٰہیات) اور فلاسوفی کو بغور پڑھنے کے بعد میری جو رائے قایم ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی شخص کو یہہ ضروری نہیں ہے کہ وہ منجملہ ان فرقوں کے جن میں مسلمان بدقسمتی سے منقسم ہو گئے ہیں کسی ایک خاص فرقہ یا مذہب کے ساتھہ اپنا تعلق رکھے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہہ خیال کہ ایک شخص کو ایک سچا مسلمان ہونے کے لئے کسی خاص مذہب کا پیرو ہونا لازمی ہے۔ اس ملک کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دل سے اڑ چکا ہے اس لئے کہ اہل ہند کے اہل سنت والجماعت کے درمیان غیر مقلدی جو پھیلی ہوئی ہے وہ اس بات کی کافی دلیل ہے کہ وہ مذہب اربعہ میں سے جن میں سنی لوگوں کی تقسیم ہوئی ہے کسی ایک مذہب خاص کی پیروی کو اپنے اوپر لازمی نہیں سمجھتے۔ اسلئے میں انہیں باتوں کو زور کے ساتھہ دہراتا ہوں جو میں نے اپنی تحریروں میں بڑے بڑے ربانی علما اور فلاسفہ کی سند پر لکھی ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام کے فرائض۔ یا یوں کہیئے کہ خدا کی توحید پیغمبروں کی رسالت اور صوم و صلوۃ وغیرہ کی آیندہ پابندی کو قبول کر لے تو اسپر اسلام کے کسی خاص فرقہ یا مذہب کی پیروی لازم نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں مندرجہ بالا رائے ایسی ہے کہ اسکے ماننے میں کوئی کلام نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن سوال کا جواب جیسا کہ سوال کے لفظ چاہتے ہیں اس بات من کل الوجوہ کافی طور پر ادا نہیں ہوا۔ ایک دو سطروں میں اسکا مفصل جواب چونکہ ہم نہیں دے سکتے۔ اس لئے فی الحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع جواب اس سوال کے جواب میں پیش کرتے ہیں جو ہمارے ناظرین کے غور کے لئے کافی ہے۔ **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ** - مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھہ اور زبان سے عام بنی نوع انسان کو عموماً۔ اور مسلمانوں کو خصوصاً کوئی تکلیف اور گزند نہ پہنچے ؛

عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس

سنہ ۱۹۰۰ عیسوی میں بمقام لنڈن ایک عظیم الشان ٹمپرنس کانگرس ہونے والی ہے۔ اس کی شراکت کی دعوت آرک بشپ آف کنٹربری کی طرف سے ہوگی۔ اس قسم کی کانگریس (جس کی غرض نشی اشیاء سے پرہیز کرنا ہے) اس سے پہلے سنہ ۱۸۴۶ء میں منعقد ہوئی تھی۔ مگر اسوقت وہ صرف انگلینڈ اور امریکہ کی اضلاع متحدہ کے ٹمپرنس رفارمرز کا ایک مجمع تہا۔ مگر اب کے جو جلسہ ہوگا اسکو سارے جہان سے تعلق ہوگا۔ مسٹر کین جو ہند کی ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے صدر ہیں ضرور ہندکیطرف سے اس جلسہ میں وکالت کرینگے۔ اور گورنمنٹ ہند کی پالیسی آبکاری کی نسبت کوئی معقول اور مفید ریزولیوشن کانگریس کی طرف سے پاس کرائینگے۔ اچھا ہوتا اگر ہندوستان کی بعض سرگرم ٹمپرنس سوسائیٹیوں کے ایڈووکیٹ بہی اس جلسہ میں شامل ہوتے !

مراکو کی اندرونی حالت بدستور مخدوش ہے۔ کہیں سورہ پشت قبایل آپس میں مشغول پیکار ہیں۔ کسی جگہہ سلطانی افواج باغیوں کی سرکوبی میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف متعدد یوروپین سلطنتیں ان نقصانات کے ہرجانوں کا مطالبہ کر رہی ہیں جو ان کی رعایا کو امیر مراکو کی رعایا کے تاخت و تاراج سے پہنچے ہیں۔ افسوس! یہہ اس ملک کی کیفیت ہے جسمیں معدودے چند یہودیوں کے سوا باقی کلہم مسلمان قومیں آباد ہیں۔ مگر وہ اپنے گرد و پیش کی یوروپین سلطنتوں کی ترقی اور دیگر اسلامی ممالک کی بربادی و محکومی سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور بدستور قعر جہالت میں غرق اور خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں۔ اور کچھہ ترقی کرنا تو درکنار خانہ جنگیوں سے اپنی حیوانی طاقت کو بہی دن بدن زیادہ کمزور کرتے چلے جا رہے ہیں ؛

الجزائر میں جہاں کہیں کوئی نیا گاؤں مسلمانوں کا آباد ہوتا ہے۔ تو فرنچ گورنمنٹ اپنے خرچ سے ایک مسجد بنا کر اسکا ایک امام اور ایک موذن اور ایک خادم مقرر کر دیتی ہے جس سے باشندوں کی خاصی تالیف قلوب ہوتی ہے ؛

لارڈ کرزن اور مے نوشی ؛

اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ چند سال پیشتر لارڈ کرزن نے ایک موقع پر فرمایا تہا کہ مے نوشی قوم کی پوست پر ایک بدنما جذامی دہبہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسا پھوڑا ہے۔ جو لوگوں کی زندگانی کو کہاتا جاتا ہے۔ اور ایسے بڑے اثر پیدا کرتا ہے جو ایک سال میں یا کسی کی زندگانی کے ساتھہ نابود نہیں ہوتے۔ بلکہ بطناً بعد بطن اور نسلاً بعد نسل برابر جاری رہتے ہیں۔ اور آخر کار عسرت۔ خرابی اور گناہ کا ایک تودہ پیدا کر دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ممدوح کو ٹمپرنس کاز کے ساتھ بڑی بہاری ہمدردی ہے۔ پس ملک کی حالت پر غم کہانے والی سوسائیٹیاں اسوقت خاموش نہ رہیں۔ اور گورنمنٹ کی پالیسی متعلقہ مسکرات پر صاحب ممدوح کو توجہہ دلائیں۔ اور ملکی خیرسگالی اور ریفارمیشن کے حامی اخبار ان سوسائیٹیوں کا ہاتھہ بٹائیں۔ ان سب پر ہم کو لارڈ موصوف سے ایسی حالتیں امید کرنی چاہیئے کہ وہ بنفس نفیس ہی اس بڑی بہاری لعنت سے اہل ملک کو چھوڑانے کے لئے اس پالیسی پر توجہہ فرمائینگے جو اتبک گورنمنٹ آف انڈیا نے اسبارہ میں اختیار کر رکہی ہے۔

حضور ملکہ معظمہ نے کینیڈا کے مسلمانوں کی عرضی کے جواب میں لکہا ہے کہ شہزادہ جارج کی تقرری کی ایک شرط لازمی طور پر یہہ رکہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہب اور حقوق کی برابر نگہداشت اور احترام کرتا رہے۔

مصری اخبار المؤید لکہتا ہے کہ بزرگان سوڈان کا خیال ہے کہ عنقریب ان کا ملک ویران ہو جاویگا کیونکہ ملکی کاروبار از سرتاسر بالکل بند ہیں۔ خدام حریت اور آزادی کے زعم میں کاموں سے دست بردار ہیں۔ اسلئے یہہ مشہور ہے کہ وکالت انگریزی اور چند سے غلامی کو داخل سوڈان رکہنا چاہتی ہے۔

طرابلس الغرب میں گذشتہ تین سال سے خاطر خواہ ترقی ہے۔ والی ریاست اپنی رعایا کے ساتھہ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے ہیں مظلوموں کی داد گستری ہو رہی ہے

جس طرح ابنائے وطن کی تعلیم و تربیت جاری ہے۔ اسی طرح لشکری لوگوں کو عثمانی قواعد سکہائے جاتے ہیں۔ حال میں صنعت اور حرفت کے مدرسے بہی کہل گئے ہیں۔ اور سرکاری کتب خانہ بہی کہولا گیا ہے۔ ملک کے نامی گرامی امرا عمدہ عمدہ اور نادر نادر کتابیں تحفۃً روانہ کرتے ہیں ؛

علم طب کی نئی ترقی

ڈیلی کرانیکل لکہتا ہے کہ مقام مٹیاپولی واقع صوبجات متحدہ امریکہ میں ان دنوں ایک عجیب و غریب جراحی تجربہ ہوا ہے جس میں ایک جانور کی آنکہ انسانی پپوٹے میں لگا لی گئی اور نابینا کو نظر آنے لگا۔ تجربہ ایک اندہی عورت پر ہوا۔ جس کی ایک آنکہ پندرہ سال سے اور دوسری چہہ سال سے بیکار رہتی۔ تجربہ دیکہنے کے لئے بہت سے ڈاکٹر بلائے گئے تہے جن کو پہلے تو اعتبار نہ آیا۔ مگر آخر کار قایل ہو گئے کہ واقعی حیرت انگیز کامیابی ہے۔ ایک آلہ کے ذریعے سے جو خاص طور پر اسی کام کے لئے بنایا گیا تہا اُس عورت کی آنکہ کے بعض حصے نکال لئے گئے۔ اور جانور کی آنکہ کے وہی حصے ڈالے گئے۔ پہر باحتیاط ڈہکنا ڈہانک دیا گیا۔ اور آنکہ پر پٹی باندہی گئی کہ روشنی باہر نہ نکل جاوے ایک ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کی آنکہ کے اصلی ٹکڑے اور جانور کی آنکہ کے ٹکڑے باہم پیوست ہو گئے ہیں نتیجہ میں اسقدر کامیابی ہوئی کہ اب دوسری آنکہ پر بہی عمل کیا گیا ہے جو ایک ہفتہ میں روشن ہو جاویگی ؛

ممالک ایشیا و افریقہ کے موجودہ یورپین سیاحوں کا بیان ہے کہ مسلمان ایسے ایسے کٹھن اور نامعلوم علاقوں میں پائے گئے ہیں۔ جہاں اُن کے موجود ہونیکا پہلے کسیکو نشان و گمان بہی نہ تہا۔ بنابریں وہ قیاس کرتے ہیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی تعداد جیسا کہ عام خیال کیا گیا ہے بیس پچیس کروڑ ہی نہیں بلکہ کم از کم ۴۰ کروڑ ہے۔ وہ اس امر کا بہی اعتراف کرتے ہیں کہ وحشی سے وحشی علاقہ میں رہنے والے مسلمان بہی لامذہب وحشی دلیسیوں کے مقابلہ پر کمال مہمان نواز پاکیزہ اور راستباز اور معاملہ کے صاف ہیں ..

نیویارک (امریکہ) میں جہاں پہلے ہی کئی برسوں سے روزانہ اخبار عربی شایع ہوتا ہے ایک اور عربی اخبار موسومہ جریدۃ العالم شایع ہونا شروع ہوا ہے ؛

مصری اخبارات مخبر ہیں کہ حبشیوں نے سوڈان کے سرحدی قصبہ قالابات پر چند سپاہی بہیجکر اپنا جہنڈا نصب کرا دیا تہا۔ جس سے فارغ ہو کر سپاہی واپس چلے گئے۔ مگر جب وہاں کے شیوخ نے کرنیل پارسنز کو اس امر کی اطلاع دی تو اُس نے ایک دستہ بہیجکر حبشی علم پہنکوا دیا۔ اور انگریزی علم نصب کرا دیا۔ احمد فضیل درویش گورنر قضارف کی آخری شکست کی بڑی وجہ یہہ ہتی کہ امیر ابابکر جو سابق امیر دارفر کا بیٹا ہے اپنے دو ہزار ہمراہی لے کر مصری انگریزی فوج سے جا ملا تہا۔

معلومات نے بالکل سچ لکہا ہے کہ اجنبی دشمنوں سے بڑہکر خطرناک اندرونی دشمن ہوتے ہیں اور اندرونی دشمنوں میں سب سے خطرناک وہ سرکاری ملازم اور عہدہ دار ہوتے ہیں جو اپنی جہالت و سفاہت یا خیانت و بددیانتی اور بدروشی سے رعایا کو آزردہ کر کے جمعیت قومی کو پراگندہ کرتے ہیں یمن ایسے اہم اور زرخیز صوبہ میں آئے دن بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ نہ معلوم کہ اس کا حشر کیا ہو؟

ایک فاضل نامہ نگار نے کریٹ کی مستقبلہ حالت پر مضمون لکہتے ہوئے مندرجہ ذیل بیت میں عجیب نتیجہ ظاہر کیا ہے وہ لکہتا ہے

کریت یا اهل اوروبا لکم شرر
ومعظم النار من مستصغر الشرر

یعنے اے اہل یوروپ! کریٹ تمہارے لئے چنگاری ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ اکثر بڑی سے بڑی آگ ایک چہوٹی سی چنگاری سے پیدا ہوتی ہے۔

الجزایر کا سرکاری عربی اخبار خوشخبری سناتا ہے کہ مغربی سوڈان یا سنی گال کے دو زبردست مسلمان قبایل کی خانہ جنگی کا باہمی مصالحت سے تصفیہ ہو گیا ہے جس سے اُس علاقہ کے جو گو نام نہاد طور پر فرانسیسی دائرہ اقتدار میں داخل ہے۔ مگر عملی طور پر وہاں کی اسلامی حکومت خود مختار ہے۔ اور کچہہ عرصہ تک اغیار کی محکومی سے محفوظ رہنے کی امید ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اس ملک کے ایک اور آباد اور زرخیز علاقہ کے چند مسلمان قبایل میں خانہ جنگی ابہی تک برابر جاری ہے۔ جسکا نتیجہ کل کے لئے نامبارک ہونا یقینی امر ہے۔ الجزایر کے گورنر جنرل نے مصری اخبارات کا جنہوں نے اسکے نوجوان فرزند کی بیوقت موت پر تعزیتی پیغام ہمدردی بہیجا تہا۔ عربی مراسلہ کے ذریعے سے شکریہ ادا کیا گیا ؛

طرابلس الغرب کے شرقی حصہ میں کئی برسوں سے امساک باران سے باشندے نہایت تنگحال ہو رہے تہے۔ پچہلے مہینے باران رحمت کے نزول سے تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور اس نواح کے باشندوں نے بہی بطیب خاطر فوجی تعلیم اور مشق شروع کر دی ہے۔

قدردانی اسے کہتے ہیں

پرنس بسمارک نے اپنی زندگی کے حالات لکہکر ایک کارخانے کے حوالے کر دیئے تہے کہ انہیں اُن کے مرنے کے بعد شایع کیا جائے۔ کارخانہ نے پہلے ایک لاکہہ کتاب شایع کی۔ مگر اشتہار ملنے کی دیر تہی کہ چند ہفتوں میں ۳ لاکہہ ۸۰ ہزار درخواستیں معہ قیمت (تقریباً ۱۲ لاکہہ روپیہ) موصول ہو گئیں۔ یہہ کتاب جرمن زبان میں ہے۔ انگریزی اور کئی دیگر زبانوں میں بہی اسکا دنوں میں ہی ترجمہ شایع ہو گیا۔ اور یہہ ترجمے بہی ہر ملک میں اب تک ہزاروں بک چکے ہیں۔

مصری اخبارات شکایت کرتے ہیں کہ انگریزوں نے پہلے ہی مصریوں کے قبضہ میں انتظام کے متعلق کونسی بات رہنے دی تہی کہ اب جو قدرے قلیل رہ گیا ہوا ہے اُسکے بہی چہیننے کے درپے ہو رہے ہیں۔ زیادہ ناراضی اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ مذہبی عدالتوں کو بہی وزارت معدلت عامہ کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ صیغہ تعمیرات کا ایک یوروپین ملازم ۵۰۰ پونڈ کے غبن میں ماخوذ ہے ؛

دنیا میں سب سے قیمتی دوائی موسومہ فیسوسٹیگما ہے۔ جو آنکہہ کے معالجہ میں استعمال کی جاتی ہے اس دوا کی ایک سیر کی قیمت

ہمارے محتشم ناظرین!

حسب وعدہ آج کا اخبار دو مختلف کاغذوں پر شایع ہوا ہے۔ سفید اور خاکی۔ جن احباب کی اطلاع سفید کاغذ کے لئے آچکی ہے اُن کی خدمت میں سفید۔ اور جن کی اطلاع نہیں آئی اُن کی خدمت میں مجوزہ کاغذ پر ارسال کیا جاتا ہے۔ اس تبدیلی کاغذ سے اخراجات میں جو کچھ زیادتی ہوتی ہے ہم اسکے متعلق ایزادی قیمت کے سوال کو ناظرین ہی پر چھوڑتے ہیں۔ شیخ عطا محمد صاحب مجوز اصلاح کاغذ نے ڈبل قیمت دینے کا اظہار کیا تھا۔ مگر ہمارے خیال میں موجودہ کاغذ کی صورت میں ڈبل قیمت زیادہ ہے۔ اس لئے ہم خود ہی اس تجویز کے مخالف ہیں۔ قیمت میں زیادہ سے زیادہ ایزادی ⅓ کی ہونی چاہیئے۔ اسلئے خاکی کاغذ پر جو سفید کاغذ کی نسبت مضبوط اور گراں قیمت ہے اصحاب کو ⅓ قیمت دینی چاہیئے۔ لیکن اس خیال سے کہ ہم کو کامل طور پر ایسے اصحاب کا اندازہ ہو جاوے۔ ہم فروری ۱۸۹۹ء کے کل نمبر اس کاغذ پر اسی شرح سے شایع کرینگے۔ اور تجویز کے پختہ ہو جانے کی صورت میں اُن سے بشرح ⅓ قیمت لینگے۔ ورنہ وہی معمولی قیمت۔ ہاں! اگر ہمارے سب خریدار بالالتزام دو دو خریدار پیدا کردیں تو ہم اسی موجودہ قیمت میں مجوزہ کاغذ پر اخبار دے سکتے ہیں۔ لیکن اسی صورت میں کہ ہر واحد کم از کم دو دو خریدار پیدا کرے۔

مقدمہ کی تاریخ ۱۴ر فروری ۱۸۹۹ء مقرر ہوئی ہے اور اس مرتبہ یہہ مقدمہ بمقام پٹھانکوٹ پیش ہوگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ حالات سے اطلاع دیجائے گی۔

بغداد میں کافی بارش ہو جانے کے سبب غلہ کی گرانی جاتی رہی۔

عباد الرحمٰن

(نمبر رابع)

عباد الرحمٰن کی چوتھی صفت والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما (اور عباد الرحمٰن کی ایک یہہ بھی شناخت ہے) کہ وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ خطاکاری کے طور پر خرچ کرتے ہیں۔ اور نہ جایز موقع پر دینے سے دریغ کرتے ہیں۔ بلکہ میانہ روی اور پسندیدہ طریق کو اختیار کرتے ہیں۔

یہہ آیت اگر غور کیا جاوے۔ اخلاق فاضلہ کی جامع نظر آویگی۔ چونکہ قرآن کریم کی تعلیم کا منشا تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہے۔ اسلئے ہر مقام پر جہاں اللہ تعالےٰ کوئی تعلیم دیتا ہے وہاں یہہ دونوں پہلو مدنظر رکھے ہوئے ہیں ابھی آپ پچھلے نمبر میں پڑھ گئے ہیں کہ عبادت الٰہی کی تعلیم تھی اور معاً اسکے ساتھ ہی یہاں شفقت علیٰ خلق اللہ کی ہدایت ہے غرض یہہ قرآن کریم کی تعلیم کا ایک خاص طرز ہے کہ وہ ان دونوں پہلوؤں کو جن کے بدون سچا ایمان اور اسکے ثمرات مترتب نہیں ہو سکتے یکجا رکھا ہے۔

خیر الامور اوسطہا عام طور پر یہہ بات مسلم اور مستند ہے کہ میانہ روی بہترین چیز ہے۔ اخلاق فاضلہ کی تعریف ہماری خیال میں اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی کہ وہ افراط اور تفریط دونوں سے مبرا ہو۔ بلکہ دونوں کے درمیانی نقطہ کا نام ہے۔ ایک خط مستقیم کی تنصیف جو مقام ہے وہی اخلاق فاضلہ کی تہائی جگہہ ہے۔ جب تک انسان اس مقام پر چل رہا ہے۔ وہ اخلاق فاضلہ سے موصوف ہے۔ اور ذرا ادہر یا اُدہر آگے چلا جاوے گو وہ صراط مستقیم ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں اخلاق فاضلہ کی حد سے متجاوز ہو جاویگا۔

صراط مستقیم کا درمیانی مقام وہی مقام ہے جہاں انسانی اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ہمارے اس بیان سے کوئی یہہ نہ سمجھ لے کہ پھر آگے ترقی نہ کرنی چاہیئے۔ نہیں! ترقی ضروری ہے مگر وہ ترقی پھر اور ناموں سے موسوم ہے جس شئے کا نام اخلاق فاضلہ ہم کہتے ہیں۔ وہ وہی مقام ہے جو عین درمیانی مرکز ہے۔ اس سے آگے دوسرے مدارج ہیں۔ جن کا ذکر اس مقام پر مطلوب نہیں۔

اس آیت کا منشاء عام ہے۔ اس آیت میں انفقوا کے لفظ سے صرف مال ہی مراد نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ اسکو عام سمجھنا چاہیئے یعنے اسمیں تمام آداب متعلق گفتگو۔ متعلق خرچ مال۔ اور معاشرتی۔ اور تمدنی وغیرہ جمع کردیئے ہیں۔ یعنے ہر ایک امر میں محل اور موقع اور مقدار مناسبہ کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اسراف کے معنے خطاکاری کے ہیں۔ اور خطاکاری کم میں بھی ہوتی ہے اور زیادہ میں بھی۔ فضول خرچی اس سے مراد لینا ہماری رائے میں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ فضول خرچی کا لفظ محض افراط کے لئے بنا ہوا ہے۔ حالانکہ اسراف تفریط میں بھی ہو سکتا ہے۔

پچھلی دعا کے مطلب پر غور کرو!!! ہمنے بتلایا تھا کہ عذاب جہنم سے بچنے کے لئے جو دعا مانگی گئی ہے وہ تمام راحتوں اور سکھوں کی جامع ہے۔ اب اس آیت پہ غور کرکے اس دعا پر نظر کرو۔ کہ کیونکر سُکھ حاصل ہو سکتے ہیں؟ مضمون کی طوالت کا اندیشہ نہو تو ہم بصراحت اس امر کو بیان کریں۔ مگر یہہ صاف بات ہے۔

عباد الرحمٰن کی پانچویں صفت ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر (اور وہ وہ لوگ ہیں) جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔

توحید ہی تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ ہے اس مقام پر پھر یہہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ پھر ضمناً یہہ ذکر ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر کیوں لایا گیا ہے؟ پس غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ اخلاق فاضلہ جو والذین اذا انفقوا میں بیان فرمائے ہیں۔ اُن کے حصول کے لئے یہی ایک ذریعہ ہے کہ ولا یدعون مع اللہ الٰہا آخر

(نوٹ) سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲

خطبہ (موعظت)

جو ۲۷ جنوری ۱۸۹۹ء کو بمقام وہاڑیوال جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب نے تین ہزار سے زائد آدمیوں کے عظیم الشان مجمع میں بروز جمعہ پڑھا۔ وُہو ھذا

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ **امابعد** اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم اولٰئک ہم الفاسقون لایستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ۔ اصحاب الجنۃ ہم الفائزون

یہ کلمات طیبات جن کو میں نے ابھی پڑھا ہے۔ قرآن شریف کی آیتیں ہیں جو خدا تعالےٰ کا کامل کلام ہے۔ ان پاک آیتوں میں تاکید یہ ہوئی ہے۔ کہ **یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ** الی الآیۃ لوگو! مومن کہلاتے ہو (اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ گندوں اور ناپاک لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ پاک ہے پس وہ قدوس خدا پاکیزگی اور طہارت چاہتا ہے) تو پھر اس دعوے ایمان کے ساتھ متقی بنجاؤ۔ اور متقی بھی ظاہر کے نہیں۔ اسلئے نہیں کہ لوگ تمہیں متقی اور پرہیزگار کہیں۔ یا مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں۔ نہیں نہیں!! **اتقوا اللہ**۔ اللہ تعالےٰ کے متقی بنو۔ متقی کے لئے یہ ضروری باتیں ہیں۔

اولاً ہرایک کام جب کرو۔ اُٹھتے۔ بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ دشمنی میں۔ دوستی میں۔ عداوت اور محبت میں۔ مقدمہ ہو۔ یا صلح ہو۔ غرض ہر حالت میں یہ امر خوب ذہن نشین رکھو کہ نہیں معلوم موت کی گھڑی کس وقت آجاوے۔ وہ کونسا وقت ہوگا۔ جب دنیا سے اٹھ جاویں گے۔ اور اس وقت ماں۔ باپ۔ بیوی۔ بچے۔ دوست۔ یار۔ کنبے کے بڑے بڑے ہمدردی کا دم بھرنے والے انسان۔ مال۔ دولت۔ غرض کوئی چیز نہوگی جو اسوقت ساتھ دے سکے اُسوقت اگر کوئی چیز ساتھ جاسکی گی تو وہ وہی انسان کا عمل ہوگا۔ خواہ اچھا ہو خواہ برا ہو۔ اور جیسا عمل ہوگا ویسا ہی اُس کا پھل ملیگا۔

جیسے تم ہر روز دنیا میں دیکھتے ہو کہ ایک زمیندار گیہوں کے بیج بوکر جو۔ یا جو بوکر گیہوں کا پھل نہیں لے سکتا۔ پس اسی طرح پر جیسے عمل ہونگے۔ بدلہ اُن کے ہی موافق اور رنگ کا ہوگا۔ یہی سچی بات ہے کہ پہلے کام کا پھل دنیا اچھا اُٹھاتی ہے۔ پس یہ بات ضرور ضرور یاد رکھو کہ جن کی خاطر انسان عداوتیں اور دشمنیاں کرتا ہے۔ اور مکر و فریب اور کیا کیا شرارتیں کرتا ہے۔ وہ اُس آخری ساعت میں اُسکے ساتھ نہ جائینگی۔ اکیلا ہی آیا ہے اور اکیلا ہی چلا جائیگا بادشاہوں کی بادشاہت۔ امیروں کی امارت۔ دوستوں کی دوستی۔ کنبہ۔ گھر۔ پڑوس۔ گاؤں اور سارے شہر کے رشتہ دار یہیں رہجاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں کو غور کرو۔ اور موت کے آنے والی۔ اور یقیناً آنے والی اور نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو۔ اور اس خیال کے ساتھ ہی کل کا فکر آج کرو۔ اور اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کرلو۔ کیونکہ نیک بدلہ تب ہی ملیگا جب کہ اعمال بھی نیک ہوں گے۔

ثانیاً۔ متقی کے لئے ضروری ہے کہ اُسکا ایمان سچا ایمان ہو۔ اور اُس کے عقاید نیک عقاید ہوں۔ اور پھر اسپر اعمال بھی نیک ہوں ایمان کے اصول صاف ہیں۔ قدوس اور پاک خدا قدوسیت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا۔ تم اپنے اندر اس بات کو دیکھو کہ کیا کوئی بھلا مانس اور شریف پسند کرتا ہے کہ وہ بدمعاش اور بدنام آدمیوں کے ساتھ ملے اور تعلق پیدا کرے پھر اس پر قیاس کرو کہ وہ خدا جو قدوسوں کا قدوس اور پاک ہے۔ جو تمام محامد اور خوبیوں کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے کب پسند کرسکتا ہے کہ گندے اور ناپاک لوگ اُس سے تعلق رکھ سکیں۔ پس اگر خدا سے رشتہ قایم رکھنا چاہتے ہو اور اُس کو خوش کرنا پسند کرنے اور ضروری سمجھتے ہو تو خود بھی پاک ہو جاؤ۔ اور اُس پر سچا ایمان لاؤ کہ تمام محامد اور تعریفوں اور خوبیوں کے لئے وہی ایک پاک ذات سزاوار ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تم بھی اُسکی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو۔ اور رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں۔ سوچو اور غور کرو! کہ تقوے کے سوا فائدہ نہیں۔ خدا تعالےٰ نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ مغرب یا مشرق کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑھنا ہی نیکی نہیں بلکہ سچا ایمان خدا کو مطلوب ہے۔ اسلئے اس بات پر ایمان لاؤ کہ وہ خدا قدوس ہے۔ تمام رحمتوں۔ بزرگیوں اور سچائیوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اُسکے قرب کے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی اُن صفات کا پورا لحاظ رکھیں۔

خدا تعالیٰ کی صفت ہے کہ بدکار اور غافل بھی اوسکی ربوبیت سے فیض پاتے ہیں اور حصہ لیتے ہیں۔ پس تم بھی خدا کی مخلوق کے ساتھ مہربانی۔ نیکی اور سلوک کرنے میں مسلم۔ غیر مسلم کی قید اُٹھا دو۔ اور تمام بنی نوع انسان سے جہانتک ممکن ہو احسان کرو۔ خدا رب العالمین ہے۔ تم بھی رحیم للعالمین ہو جاوے۔ پس یہ تقوے ہے۔ ایسے لوگوں کی طرح مت ہوجاؤ جن کی نسبت فرمایا کہ **نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم واولٰئک ہم الفاسقون**۔ یعنے جنہوں نے اُس رحمت اور پاکی کے سرچشمہ قدوس خدا کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی شرارتوں چالاکیوں۔ ناعاقبت اندیشیوں غرض قسم قسم کی حیلہ سازیوں اور روباہ بازیوں سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ مشکلات انسان پر آتی ہیں۔ بہت سی ضرورتیں انسان کو لاحق ہیں۔ کھانے پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ دوست بھی ہوتے ہیں۔ دشمن بھی ہوتے ہیں۔ مگر ان تمام حالتوں میں متقی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ خیال اور لحاظ رکھتا ہے کہ خدا سے بگاڑ نہو۔ دوست پر بھروسہ ہو۔ ممکن ہے کہ وہ دوست مصیبت کے پیشتر دنیا سے اُٹھ جاوے یا اور مشکلات میں پھنسکر اس قابل نہ رہے

حاکم پر بھروسہ ہو تو ممکن ہے کہ حاکم کی تبدیلی ہو جاوے اور وہ فائدہ اُس سے نہ پہنچ سکے۔ اور اُن احباب اور رشتہ داروں کو جن سے اُمید اور کامل بھروسہ ہو کہ وہ رنج اور تکلیف میں امداد دینگے۔ اللہ تعالیٰ اُس ضرورت کے وقت اُن کو اسقدر دُور ڈال دیوے کہ وہ کام نہ آسکیں۔ پس ہرآن خدا سے تعلق نہ چھوڑنا چاہیئے۔ جو زندگی۔ موت۔ کسی حال میں ہم سے جدا نہیں ہو سکتا۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ تم دُکھوں سے محفوظ نہ رہ سکوگے اور سکھ نہ پاؤگے۔ بلکہ ہر طرف سے ذلت کی مار ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ ذلت تم کو دوستوں ہی کی طرف سے آ جاوے۔ ایسے لوگ جو خدا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں وہ کون ہوتی ہیں یہہ وہ فاسق۔ فاجر ہوتے ہیں۔ اُن میں سچا اخلاص اور ایمان نہیں ہوتا۔ یہی نہیں کہ وہ ایمان کے کچے ہیں۔ نہیں۔ اُنھیں شفقت علیٰ خلق اللہ بھی نہیں ہوتی۔

یاد رکھو۔ کبھی یہہ بات نہیں ہو سکتی کہ قدوس کے متبع اور پہلے مانس ذلیل ہوں۔ نہیں۔ وہ دنیا میں قبر میں۔ حشر میں۔ جنت میں عیش اور سچا آرام پاتے ہیں وہ اُن لوگوں سے جو آگ میں جل رہے ہیں برابر نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ وہ لوگ جو سچے راستباز اور متقی ہیں۔ اور ہمیشہ سُکھ پاتے ہیں۔ یہہ لوگ ہی آخرکار کامیاب ہونے والے ہیں ؎

میں پھر آخر میں کہتا ہوں کہ کامل ایمان کے بدون انسان اس درجہ پر نہیں پہنچتا۔ کامل ایمان یہی ہے کہ اسمائے الٰہی پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ ایک ناپاک اور گندے کو ایک پاک مومن سے ملا دے اور گندے کو عزت دیوے۔ پھر کامل ایمان میں سے یہہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وسائط پر ایمان لاؤ۔ یعنے ملائکہ پر۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاؤ۔ وفادار ہو۔ عسر و یسر میں قدم آگے ہی بڑھاؤ۔ اور جزا و سزا پر ایمان لاؤ۔ نمازوں کو مضبوط کرو۔ اور زکوٰتیں دو۔ غرض یہہ لوگ ہوتے ہیں جو متقی کہلاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اور مجھ کو توفیق دے کہ ہم متقی بن جاویں۔ یاد رکھو کہ دنیا سے وہی تعلق ہو جو خدا چاہتا ہے۔ آخر جیسے راستبازوں ہی کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ مخفی در مخفی حالات کا واقف ہے۔ ہمیشہ اُسکے پاک قانون کے متبع بنو۔ اور ہر حالت میں رضائے الٰہی کے طالب رہو۔ اور اس پاک چشمہ سے دور نہ رہو ؛ آمین۔

مولانا مولوی نورالدین صاحب اور ایک طالب علم

مدرسے سے ایک طالبعلم کو دینیات کا سبق یاد نہ کرنے کیوجہ سے مولانا ممدوح کے پاس شکایت ہوئی آپ نے اُسکو بلا کر فرمایا "مجھے شکایت پہونچی ہے کہ تم نے دینیات کے پڑھنے سے انکار کیا ہے ایک شخص یہاں موجود ہے (ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ) اور وہ گواہ ہے اُس نے کسی طبیب کا پیغام بھیجا کہ اولاد ہونے کے لئے میں اُس کا علاج کروں میں نے اُسکو یہی جواب دیا کہ مجھے دیندار اولاد کی ضرورت ہے محض اولاد مطلوب نہیں پس میں دین کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کر سکتا۔ مدرسہ کے اجزا سے اگر کوئی غرض ہے تو یہی تعلیم اس لئے اگر تم دینیات پڑھنا نہیں چاہتے تو فی الفور یہاں سے چلے جاؤ۔ میں نے امام کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اس لئے کوئی شخص جو میرے ساتھ کوئی تعلق رکھتا ہے لیکن دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرنا چاہتا میرا اُس سے کچھ تعلق نہیں رہ سکتا تم کو یہ خوب معلوم ہے کہ میں یہاں کسی دنیا طلبی کے لئے نہیں بیٹھا دین کے لئے آیا ہوں اور صرف دین کے لئے۔ پھر تم دیکھو کہ باوجودیکہ کوئی نہیں جانتا میرے مولا کریم کے سوا کہ وہ مجھے کہاں سے دیتا ہے پھر میں نے تمہارے اخراجات باوجود ایسی حالت کے مساکین فنڈ سے نہیں دلائے میں نے خود برداشت کئے پھر ایسی حالت میں بھی اگر تم دین کو حاصل کرنا نہیں چاہتے تو میں تم کو اپنے پاس قطعًا نہیں رکھ سکتا۔ یاد رکھو دنیا میں میں کسی ایسے شخص کو جو دین سیکھنا نہیں چاہتا ہرگز اپنے پاس اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا کیونکہ میرا ارادہ میرا خیال کچھ نہیں رہا میں اُسے دوسرے کے ہاتھ پر بیچ چکا ہوں۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ بیوی ہو لڑکی ہو کوئی ہو اگر اُسے دینیات کی خواہش نہیں تو مجھے اُس سے کوئی غرض رہ نہیں سکتی۔

پاک شاعری

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد از روئے پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمد نمے بینم دگر عرش عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آں عین النعیم
از عنایاتِ خدا و از فضل آں دادار پاک
دشمن فرعونیانیم بہر عشق آں کلیم
آں مقام و رتبت خاصش کہ بر حق شد عیاں
گفتمے گر دیدمے طبع دریں راہ سلیم
در رہ عشق محمد ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

رپورٹ جلسہ سالانہ طبع

ہو کر شائع ہو گئی ہے جن احباب نے متعدد جلدیں خرید فرمائی ہوئی ہیں آخراجی وعدے کیطرف توجہ کریں۔ (درخواستیں ایڈیٹر الحکم کی نام ہوں)

کا انسان مصداق ہو۔ شرک ایک ایسی مہلک بلا ہے کہ اس سے نہ سچے علوم حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور نہ اخلاق فاضلہ جو سچے علوم کے آثار شیریں ہیں۔ یہہ امر ہماری کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اور نہ اس پر کسی بحث کی ضرورت ہے۔ اُن قوموں کو جو ایک خدا کو چھوڑ کر بتوں کے چکر میں آئی ہیں یا تینتیس کروڑ کی پوجاری بنی ہیں۔ دیکھہ سکتے ہو۔ علیٰ ہذا عباد الرحمن کی صفت چہارم میں اخلاق فاضلہ کی کیفیت بتلائی اور صفت پنجم میں اُنکے حصول کا گُر بتلایا ہے۔ اکائی پر ہی بڑے بڑے علوم کا مدار ہے۔ ذرا غور کرو۔ اور بلند نظری سے کام لو۔ حساب۔ ہندسہ وغیرہ کی اصل کیا ہے؟

عباد الرحمن کی چھٹی صفت } ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ اور وہ کسی ایسی جان کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو۔

قتل نفس مختلف پیرایوں اور طریقوں سے ہوتا ہے۔ اسقاط حمل۔ لڑکیوں کو مار ڈالنا۔ عام قتل۔ ادویات مانع حمل کا استعمال وغیرہ۔ سب صورتیں قتل نفس کی ہیں۔ پس عبد الرحمن کی یہہ بھی ایک خوبی اور صفت ہے کہ وہ ان باتوں سے دور رہتے ہیں

عباد الرحمن کی ساتویں صفت } ولا یزنون۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اس مضمون کو قتل النفس والے حصہ سے بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ قتل النفس کے لئے انسان کو مجبور اور ناپاک منصوبے زناکاری کی حالت میں سوچنے پڑتے ہیں۔ تاکہ افشائے راز نہو۔

زنا کی مختلف قسمیں ہیں۔ آنکھہ کا زنا بد نظری ہے۔ زبان کا زنا گندی اور ناپاک باتیں ہیں۔ کانوں کا زنا یہی ہے کہ بدکاری کی داستانوں کا سننا۔ ایسا ہی ہر عضو کے متعلق زنا کا گناہ ہو سکتا ہے۔ مخالطت ناجائز زنا کی تکمیل کا نام ہے۔ پس یاد رکھو کہ مومن اور عبد الرحمن کی یہہ شان ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے محترز رہتے ہیں۔ کاش ہمارے مخالف قرآن کریم کے الفاظ پر نظر کر سکتے تو اُن کو معلوم ہوتا کہ قرآن کیسے لطیف پیرایہ میں مختصر طور پر ایک عظیم الشان مضمون بیان کرتا ہے (اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم)۔

بریف نوٹس

لاتقف مالیس لک بہ علم } اُس سے بڑھ کر خطاکار انسان کون ہو سکتا ہے جو کسی نامعلوم واقعہ پر اپنی رائے ظاہر کرے اخبار وکیل نے ۳۰ر جنوری کے اشیو میں ایک بڑی ذمہ داری کا نوٹ لکھا ہے جو "قوم کی بدبختی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے اُس کے اول حصہ سے تو ہم متفق ہیں لیکن اُسکے آخری حصہ کیلئے وکیل کو اُس حصہ آیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو اس ریمارک کے عنوان میں ہم نے لکھی ہے فی الحال ہم اشارتاً ہی تبلیغ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ اخبار وکیل اُس ریمارک پر مزید غور کریگا۔ پھر اُسے معلوم ہو جائیگا کہ برسر حق کون ہے؟

ہاں! ہم یہہ کہدینا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ قوم کی بدبختی اس سے بڑھکر کیا ہوگی کہ وہ اُس امام کو شناخت نہیں کرتی۔ جو اُسکی اصلاح کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور اس عدم توجگی کے ذمہ دار وہ علماء ہیں جو قوم کی راہ میں ایک سد راہ ہو رہے ہیں۔ اور جن کے گھروں میں بجز کفر کے اور رکھا ہی کچھہ نہیں۔

عبادت اسلام } لورپول کے ایک عیسائی اخبار کے کرسچن ایڈیٹر نے اعتراف کیا ہے کہ "عبادت کرنے میں مسلمان سب سے اول اور سب سے بہتر ہیں" اب سوال یہہ ہے کہ کیا ایک شخص ایک امر قابل تعریف کا اعتراف کرکے بھی اس سے احتراز کرتا ہے؟ لاریب جس شخص کا کانشنس بیدار ہو اُسکو تو سرتسلیم رکھدینے کے بدون چارہ نہیں۔ لیکن ہاں جس کا دل اور دماغ عداوت کے تاریک بخارات سے دھندلا گیا ہو وہ حق کو حق مانکر بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہی حال اس کرسچن کا معلوم دیتا ہے۔

بہر حال ہم اُسکے اس جملہ کو سلیم الفطرت اور سعید ازلی اشخاص کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسلئے نہیں کہ ہم اس مقولہ کو سند دکھانا چاہتے ہیں نہیں بلکہ اسلئے کہ کم از کم عبادت اسلام کے طریق پر غور لو کیونکہ جو نور اور حقانیت اُسمیں ہے وہ خود ایک مستقل مزاج انسان کو اپنی جھلک دکھا سکتی ہے۔

المنار" مصری اخبار میں شعبان کے کسی اشو میں "**اصلاح دین**" کے عنوان سے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ ہم نے اس آرٹیکل کو ایسے طور پر سنا ہے کہ گویا خود پڑھا ہے۔ اُسکا لب لباب اور خلاصہ یہہ ہے کہ اصلاح دین جب ہو سکتی ہے کہ خلیفۃ المسلمین (بحیثیت سلطان روم) اس امر کی طرف توجہ کرے اور اُسکی راہ یہہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک مجلس منعقد ہو۔ اور اختلافی مسائل کو چھوڑ کر متفق علیہ مسائل کو شائع کیا جاوے اور اس مجلس کا جنرل اجلاس ایام حج میں ہوا کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے خیال میں اول تو ایسی کسی مجلس کے انعقاد و قیام سے بالکل نا امید ہونا چاہئیے۔ اور اگر کوئی کمیٹی اس قسم کی ہو سکتی ہے تو ہم کہینگے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کچھہ بھی مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اِسوقت مختلف ممالک اور مختلف شہروں میں متعدد اور مختلف کمیٹیاں اور مجلسیں مسلمانوں کی موجود ہیں۔ مگر سوال یہہ ہے کہ باوجود ادعائے اصلاح دین وہ کہاں تک اس مطلب اور مقصد میں کامیاب ہوئی ہیں۔ ہمارے اگلے اشو میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک خطبہ درج ہوتا ہے جسمیں اس مضمون پر ضمناً اور مختصر گفتگو ہے۔ المنار کا یہہ خیال جو اس آرٹیکل کی تہ میں ہے بیشک قابل قدر ہے کہ وحدت ارادی مسلمانوں میں قائم ہو۔ لیکن جس طریق پر وہ اُسے قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ طریق نفاق اور ریا کے بڑھانے والا ہے جو اصلاح دین کی بجائے تخریب دین اور پھر اس سے تخریب اہل اسلام کا موجب ہو سکتا ہے۔ وحدت ارادی کے پیدا کرنے کے لئے ہم کو اُس طریق اور سنت پر نظر کرنی چاہئیے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے

ہمارے پاس ایک عظیم الشان نظیر عرب کی کینہ توز اور جنگجو۔ بیکار مجسم قوم کی موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشتر جو حالت خونریز عرب کی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مگر اسکے بعد اُن میں اُلفت اور مروّت کی روح کس ذریعہ سے پہونچ گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے آیا۔ اسی طرح پر دنیا بھر میں مجلسیں اور سوسائٹیاں ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ باوجود ایک مجلس کہلانے کے ایک دل کا حکم رکھنے کے اُن میں دھڑا بندیاں۔ پارٹیاں ہیں۔ بظاہر ایک دوسری سے ملتی ہیں۔ لیکن دل میں منتظر موقع ہیں۔ پس ایسے مجمعے خواہ وہ سلطان روم کے زیر سایہ ہوں۔ خواہ شاہ ایران کی سرپرستی میں۔ ہماری رائے میں کبھی بھی وہ سرسبز نہیں ہو سکتے۔ جب تک اُن کا تعلق اُس روح کے ساتھ نہ ہوگا جو بلا واسطہ اُس ذات سے تعلق رکھتی ہے جو لاریب ایک ہی ہے۔

خدا واحد خدا ہے۔ وہ توحید کو پسند فرماتا ہے پس وہ وحدت۔ وہ یگانگت جو خدا تعالیٰ کے منشاء اُسکی ذات بے ہمتا کا اقتضا ہے اُسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جسطرح پر وہ چاہتا ہے اور وہ وہی طریق ہے جو ابتدائے آفرینش سے چلا آیا ہے۔ اور اب بھی قایم ہے دنیا میں ایک امام موجود ہے جو دین کا خلیفہ ہو کر آیا ہے۔ پس اُسکے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنے سے وحدت کی روح پہونچ سکتی ہے۔ اور ہم اسکا تجربہ کرکے دیکھ رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام کی ایک زبردست شہادت ہمارے پاس موجود ہے۔ پس اگر دنیائے اسلام میں وحدت الٰہی کی ضرورت ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ہے اور ضرور ہے۔ تو یاد رکھو کہ اسکے لئے ایک یہی راہ ہے جو خود خدائے یکتا نے اپنے ارادے اور اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔

ہمارا ارادہ ہے کہ المنار کے اس آرٹیکل پر ذرا بسط کے ساتھ لکھیں۔

بدعت کی تاریکیوں میں سُنت کی جھلک

مصری المنار ۷ جنوری ۱۸۹۹ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے لکھتا ہے

کہ خدا کا شکر ہے کہ اب مسلمانوں کے ہر طبقے سے چند لوگ خواب غفلت سے بیدار ہونے لگے ہیں اور بتدریج اصلاح اور درستی کے زینے پر چڑھتے نظر آتے ہیں جس طرح بعض فضلا نے بدعتوں کا بیج بویا تھا اُسی طرح بعض شیوخ اُن پودوں کے قلع و بُرید کی طرف متوجہ بھی ہو گئے ہیں اُمید ہے کہ لوگ ایسا ہی ایک دوسرے کی تقلید امور خیر میں کیا کریں گے ہم نے بارہا دروح اخبار کیا ہے کہ مصری صلحا اور اولیا کی تقاریب مولود میں لگاتار بدعتوں کا مینہ برستا رہتا ہے مریضان مایوسی کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ رسم بد مصر سے ہرگز دور نہ ہوگی۔ ہم نے اس خیال کی تردید تحریر سے کی تھی۔ اب بعض فضلا نے قول سے اُس کا ثبوت بھی دے دیا ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں ولی مشہور رسیدی دمرداش المحمدی قدس سرہ کے عرس کی تقریب پر ایک بڑا مجمع ہوا۔ اہل بدعت نے معمول قدیم کے موافق مسجد و مرداش کی اطراف و جوانب میں میراثیوں اور رقاصوں کے واسطے ڈیرے نصب کرنے اور ناجائز مجمع کی دھوم دھام کا انتظام کیا۔ دمرداشی طائفے کے اُستاد اکبر شیخ عبد الرحیم کا حکم ہوا کہ ڈیرے سب اکھیڑ دئے جائیں اور اہل بدعت سب نکال دئے جائیں۔ اس حکم کے ساتھ کسی کو چون و چرا کی طاقت نہ رہی۔ مصر میں یہ اوّل مولود عرس ہے جس میں منکرات کا کوئی بازار قائم نہ ہوا اور میراثیوں رقاصوں کا اکھاڑا نہ جما بلکہ دوسرے کھیل تماشوں سے بھی یہ عرس پاک اور طاہر رہا۔ جمعہ کی شب میں شیخ موصوف الیہ مع خلفا و مریدین اپنی خلوت سے جلوت میں آئے۔ چنکہ اہل اعتقاد اور تماشائیوں کا بڑا مجمع تھا۔ گروہ مرداش کا لباس سب سفید اور پاک و صاف اور اُن کا مبارک جلسہ راگ بازی اور مزامیر سے معرا تھا۔ اگر دوسری شیوخ طریق بھی یہی راہ چلیں تو مناسب ہے۔

گریٹ کینڈیا میں جو نیا علم تجویز ہوا ہے اُسکی کا یہ نقشہ ہے ہر ایک بڑی سفید صلیب پھریرے کو چار مساوی حصوں میں تقسیم کر رہی ہے دونوں نچلے اور اوپر کے دائیں حصہ کی زمین نیلگوں۔ اور چوتھے مربع کی زمین جس پر پانچ کرنوں کا ستارہ بنایا گیا ہے سرخ ہے

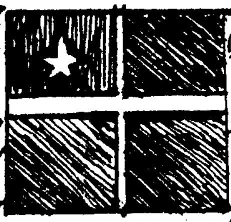

کرمٹی مسلمان اس علم کو ناپسند کرتے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ اس سے ٹرکی سیادت کا اچھی طرح پتہ نہیں ملتا۔ یعنی ستارہ کے ساتھ ہلال بھی ہو جانا چاہیئے تھا۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معززانگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے - خالص میرہ فی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتھر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - آخر تک پتلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن مینیجر متانری کلبرٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنے ایک دوکاندار مسی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش قلبیت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان کیا ہے جو تواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپیشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہاری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان -

۶ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو اسکے لئے بنک میں ۵ مارچ ۱۸۹۹ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۴ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مدد ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۵۰ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو سہ ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور جو حضرات وہ مفت ہزار چھاپکر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کا ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواستیں ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو تو نقد واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے ۸ر سے لیکر صر روپیہ تک۔ پانسے ۴ر سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج ۱ روپیہ سے لیکر عہ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈبے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ مینا کاری کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھہ آنہ فی روپیہ کمیشن سے لی جاوے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلیے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الہٰ بخش علاقہ بند
کمیشن ایجنٹ
کٹرہ بگھ سنگھ ہٹی دیسا اہ امرتسر۔ پنجاب

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافاتِ عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول دیجر اوف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ
اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلےٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکا یا۔ مصنف والا تزاد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہا۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین میسٹنگز اور مس موٹا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں۔ کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری کریں۔ قیمت ۱۴/

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت عہ

کلماتِ طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب و مفید ہیں۔ قیمت عہ

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۱۰/

منبع العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰/

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ... ۶/

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ... ۴/

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے ... ۶/

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سر سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائیٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا۔ سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ... ۱۲/

مترجم دو دتاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ... ۱/

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت ... ۱۴/

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ... ۸/

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید۔ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ... ۱۴/

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُر مضمون اور پُر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ... ۱۲/

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو جو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ... عہ

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے۔ قیمت فی جلد ... عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیے اور مصنف کو داد دیجیے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صلِ علیٰ قیمت ... ۳/

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس

امرتسر کے نام

ہوں۔

میری نوٹ بک سے چند باتیں

محنت

کوئی چیز ایسی مضرت رساں نہیں جیسا کہ وقت کا فضول ضایع کرنا۔ کیونکہ انسان کا دل چکی کی مانند ہے کہ جسمیں اگر گیہوں پیسا جاوے تو آٹا ہو۔ اور خالی گہمائی جاوے تو اُسکا اپنا ہی نقصان ہو (مقولہ مدشل ہل)

میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ کسی بیکار آدمی کو سچی خوشی حاصل ہو سکے۔ (لارڈ ڈربی)

فراست

ہم تو چاہتے ہیں کہ دوسرے فرشتہ بنجاویں۔ مگر اپنے آپکو فرشتہ بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔

فراست ایک قسم کا الہام ہے۔ اُس سے بھی نبوت کا خیال ہوتا ہے۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔

فراست میں کوئی نہ کوئی خدائی بات ہے جو دل کے جملہ خاصیات سے بڑہکر ہماری بہبود کیونکو دریافت کر دیتی ہے۔

زندگی

انسانی زندگی کی نمود ایک ایسے بحر ذخار کیطرح ہے جو متواتر زور سے بہہ رہا ہے۔ زندگی کی تکالیف پر غور کرنا دانا کا کام ہے۔ اور بات بات پر شک کرنا بیوقوف کا فرض۔

نہ اپنی زندگی کو ایسا پیار کرو اور نہ اُس سے متنفر ہو۔ جتنے دن جینا ہے۔ پاکیزگی اور صلح کاری سے بسر کرو۔

خطاب بسوئے صبر

ای صبر تجھکو آپ خدا نے بنایا ہے۔ رحمت نے اُسکی دودہ تجھکو پلایا ہے
پیغمبروں نے گود میں تجھکو کھلایا ہے۔ اے لاڈلے تو انکھوں میں سمایا ہے
اسواسطے ای صبر تو دُرّ یتیم ہے۔ باغ نشاط دہر میں باد نسیم ہے
اے صبر مقبلوں کا تو جاہ و جلال ہے۔ اے صبر منعموں کا تو مال و منال ہے
صابروں کا صبر ہی حسن و جمال ہے۔ تیغ ستم کے واسطے یہ صبر ڈہال ہے
خار میں جو گرد اہے کر ڈوا نہ جائیے۔ قند و نبات کی بہی سے بڑھ کر بن آئیے
ہر چند اسکو دیکھا ہے روز مصاف میں۔ ایوب کے بہی دیکھا ہے اسکو لحاف میں
دیکھا ہے اسکو کعبہ نے طواف میں۔ مسجد میں معتکف ہے یہی اعتکاف میں
یہ بہا گیا ہے نا گرد حق سگاف ہے۔ نفرت مدام اسکو ہی لاف و گزاف سے

(احمد حسن)

چھوٹی چھوٹی سوانح عمریان

ابی ایوب انصاری (خالد بن زید خزرجی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب کرام سے ہیں۔ جب حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تہی۔ تو مسجد اور حجرۂ مبارکہ تیار ہونے تک آپ کے ہی گہر میں رونق افروز رہے۔ آپ غزوۂ "بدر"۔ "اُحد" اور "خندق" میں شریک رہے ہیں۔ حضرت معاویہ نے جبکہ سنہ ۵۰ ہجری یا سنہ ۵۱ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر روانہ کیا تو حضرت خالد کو بہی تمیناً ساتہہ کر دیا تہا۔ جہاں پر بیمار ہو کر شہر پناہ سے باہر انتقال فرمایا۔ بہت سے برسوں کے بعد جبکہ سلطان فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ تو حضرت شمس الدین ولی کے ذریعے آپکے دفن کا مقام قرار دیا گیا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے قریباً ڈیڑہ سو احادیث مروی ہیں۔

ابوذر غفاری۔ جندب بن جنادہ۔ اعلیٰ رتبہ کے صحاب کرام میں سے تہے۔ ذر عربی میں چہوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ آپکے صاحبزادہ کا قد و قامت چہوٹا سا تہا۔ اسلئے آپ (ابوذر) کے نام سے مشہور ہو گئے تہے۔ جب مکہ فتح ہوا تو تین سو بنی غفاری جو ابوذر کے افسر تہے صداقت اور استقامت آپکی ضرب المثل ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد شام کو چلے گئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں رہے۔ مگر حضرت معاویہ کی طرف سے شکایت ہونے کی بنا پر شام سے مدینہ منورہ کے پاس زبدہ گاؤں میں چلے گئے۔ جہاں پر سنہ ۳۲ھ میں بحالت غایت تنگی و افلاس وفات پائی۔ اتفاقاً اُس وقت پر عبد اللہ ابن مسعود کا وہاں گذر ہوا۔ جنکی طرف سے مراسم تدفین و تکفین ادا کی گئیں۔ حضرت ابوذر فرمایا کرتے تہے کہ اگر تم جہک کر جہک جانے تک نماز پڑہا کرو۔ مگر اُسکا فائدہ اُسوقت تک نہوگا جب تک آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ محبت پیش نہ آؤ!

ابو رافع۔ ابراہیم۔ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تہے۔ ابو رافع کی بڑی خدمت یہہ تہی کہ وہ جناب سرور کائنات کے اسباب سفر کو درست رکہا کرتے تہے۔ آپکا نکاح نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنی آزاد کردہ جاریہ (سلمی) سے کر دیا تہا۔

معلومات اور نئی باتیں

کرۂ زواہر:۔ شاہ ایران نے پیرس سے ایک کرہ منگوایا ہے جو بڑا ہی قیمتی ہے۔ اُسمیں کل ممالک جواہر سے دکہائے گئے ہیں۔ مثلاً اٹلی پکہراج کا۔ فرانس نیلم کا۔ انگلینڈ یاقوت کا اور روس ہیرے کا دکہایا گیا ہے۔ اور سمندر زمرد کے دکہائے گئے ہیں۔

قدرتی سیاہی کا درخت:۔ نیوگرینیڈا میں ایک قسم کا درخت پیدا ہوتا ہے جس کو ایک مینیٹ کہتے ہیں۔ اُسکا رس مثل سیاہی کے مستعمل ہوتا ہے۔ اس سے لکہے ہوئے حرف پہلے سرخ پہر سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اور صفحہ قرطاس سے محو نہیں ہوتے۔

ملکہ معظمہ کی پرائیویٹ ریلوے گاڑی کی قالین کی قیمت ۵۰ پونڈ ہے۔ پردے چاندی کے ڈنڈوں پر آویزاں ہیں اور ڈنڈے چہوٹی چہوٹی سنہری مورتوں پر جنمیں ہر ایک کی قیمت دس گنی ہے رکہے ہوئے ہیں۔ دروازوں کے دستوں کی قیمت ۵۰ پونڈ ہے۔ کل ستون میں ۶۰۰۰ پونڈ کی لاگت آئی ہے

سن ہجری چونکہ قمری گردش کے حساب سے محسوب ہوتا ہے۔ اور اسی لئے عیسوی سن کی نسبت دس روز چہوٹا ہوتا ہے یعنے ۳۶ سال کے بعد ایک سال کا فرق پڑ جاتا ہے اس حساب سے ۲۰۹۵۸ سال کے بعد عیسوی اور ہجری سن برابر ہو جاوینگے اور ۲۳۰۱۰ سال بعد ہجری سن ہندوؤں کی سمت کے برابر ہو جاویگا۔

نیا شہر:۔ آبشار نیاگرا کے کنارے پر علوم حال کے اصول پر ۲۵ میل مربع میں ایک شہر تیار ہوتا ہے جس میں روشنی اور گرمی قوت برقی کے ذریعے سے پہنچائی جاویگی۔ اور تہوڑے خرچ سے بہت سے آرام اور فوائد اُس شہر کو پہنچینگے۔ جو شاید دنیا میں کسی کو میسر نہوں۔ کیونکہ جو قوت برقی اس روشنی اور گرمی کی بہم رسانی کے لئے درکار ہوگی وہ اس دریا کے عظیم الشان آبشار سے مفت حاصل ہو جایا کریگی۔

ایک جدید قسم کا بلاٹنگ پیپر ایجاد کیا گیا ہے جو کاغذ سے سیاہی کے داغ دور کر دیتا ہے۔

دنیا میں سب سے گران قیمت دوا لی فیڈ سکیما ہے جو امراض چشم میں استعمال کی جاتی ہے۔ جس کی ایک سیر کی قیمت

خطبۂ موعظت

جو ۳ر فروری سنہ ۹۹ء مطابق ۲۱ر رمضان المکرم ۱۳۱۶ھ ہجری المقدس کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑہا۔

الحمد للہ رب العالمین مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین - امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولٰئک سیرحمہم اللہ ان اللہ عزیز حکیم۔

مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسری کے رفیق اور مددگار ہوتے ہیں۔ اور پسندیدہ باتیں دوسرے لوگوں کو سکہاتے - اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو قایم کرتے ہیں - اور زکوٰۃ دیتے ہیں - اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا انجام یہہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ بہت جلد فضل کریگا - اور اُن کی کوششوں کو بامراد کریگا۔ اللہ تعالےٰ بہت عزت والا اور غیور خدا ہے۔ اُسکی باتیں بڑی پکی ہیں اور وہ ٹلتی نہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس مضبوط اور مستحکم قاعدہ کو بیان فرمایا جو کسی قوم پر اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کے لئے اُس نے مقرر فرمایا ہے۔ وہ قوم وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں؟ سب سے اوّل اور مہتم بالشان نشان اُنکا **ایمان** ہے۔ وہ مومن ہوں خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں۔ بضاعت ایمان رکہنے کی حالت میں اُن کی کامیابیاں اور برکات الہیّہ کا مورد بنانا اُس جنس کے لحاظ سے نہیں ہوگا جو عام طور پر اُن میں بطور امتیاز قایم ہے - بلا مساوات ہوگی۔

دوسرا نشان اُن کا یہہ ہے کہ صرف **ایمان** ہی نہیں بلکہ اُن کے باہمی تعلقات میں محبت اور موافقت ہو۔ ہم دیکہتے ہیں کہ اللہ جلشانہٗ نے اس دنیا کے نظام میں ایک یہہ ضروری بات رکہدی ہے - کہ وہ اتفاق باہمی اور نیک نیتی سے چلتا ہے - ایک دوسرے کی سچی اعانت اور حقیقی ہمدردی اور باہمی امداد سے کل انتظام وابستہ ہے جہاں اتفاق ہو - بلکہ پہوٹ ہو - دل اور زبان ایک نہوں ایک دوسرے کی جڑ کاٹنے کی فکر میں ہو - ایک بہائی دوسرے بہائی کی تذلیل اور تحقیر کے درپے ہو - وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل اُسکی برکت نہیں آتی۔ بلکہ وہ جگہہ - وہ قوم - وہ جماعت جس میں پہوٹ اور نفاق ہے اُسکا نام و نشان اُٹھ جاتا ہے - اور وہ ذلیل و تباہ ہو کر خاک میں مل جاتی ہے۔

اس سے پیشتر اللہ تعالےٰ نے منافقوں کے نشان بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ اُن صفات سے بالکل برخلاف ہیں - یعنے وہ باہم ایک دوسرے کے معاون اور سچے غمخوار نہیں ہوتے۔ اُن میں موافقت اور مؤانست باہمی حقیقی طور پر نہیں ہوتی - اُن کے دل اور - اور زبان اور ہوتی ہے - وہ کسی مجلس میں نیک بات سیکہنے کی کوشش نہیں کرتے - اور نہ کسی کو کوئی بہلی اور پسندیدہ بات بتلاتے اور نہ بُری باتوں سے روکتے اور منع کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا نشان بتلایا کہ اولٰئک ہم الخاسرون یہہ لوگ کامیاب نہیں ہونگے۔

چونکہ یہہ بات ضروری اور واقعی تہی کہ معلوم ہو کہ ایک جماعت واقعی سچا اتفاق رکہتی ہے - اور اللہ تعالےٰ ہی کے لئے اُسکے دلوں میں اُلفت اور سچی محبت ہے۔ اور اُن میں نفاق کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔ پس یہہ بات آسانی سے معلوم ہوگی۔ درخت اپنے پہل سے پہچانا جاتا ہے - لکائین کے درخت کے نیچے کہڑے ہو کر درخت کی بابت کسی منطقی بحث کی ضرورت نہیں ہے - گلے کی رگیں پہلا پہلا کر گفتگو کی حاجت نہیں - بلکہ اُسکا پہل ایک زبردست شہادت ہے - پس آسان بات ہے کہ اُسکا پہل چکہہ لیں۔ اسطرح پر اللہ تعالےٰ نے ایک پہل بتلایا ہے **اولٰئک سیرحمہم اللہ** یعنے آخری کامیابی دکہا دیگی - کہ وہ حقیقتاً مومن ہیں - اور تمام صفات موصوفہ کے سچے مورد و موصوف ہیں - اور ایسے لوگ یقیناً اُن بد نتایج سے محفوظ رہینگے جو یقیناً بدکردار منافقوں کے شامل حال ہوا کرتے ہیں۔

اس اصول کی صداقت کے لئے ایک بڑی بہاری جماعت صحابہ کی شہادت موجود ہے - اگر کوئی شخص خیرگی اور بیحیائی سے یہہ کہے کہ ابوبکر صدیق کی پارٹی اور علی مرتضےٰ کے طرفداروں میں کوئی دہڑہ بندی نفاق - عداوت اور دشمنی تہی - اور وہ اپنے اس قول کی تصدیق کے لئے ہزارہا ہزار کتابیں بہی سند میں پیش کرے تو قرآن کریم جیسی زبردست سچی اور محکم و منفصل تاریخ کی شہادت کے سامنے جبکہ وہ اُسکو غلط بتلاتا ہے - اُن کی کچھ وقعت اور حقیقت نہیں۔ اور ایسا دعوےٰ کرنے والا خدا سے نہ ڈرنے والا بیباک اور گستاخ انسان ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے وہ دکہا دیگا کہ مومن کون ہیں؟

مدینہ میں دو قسم کے لوگ تہے ایک منافق جن کی لئے کہا ہے **اولٰئک حبطت اعمالہم** - وہ بہی ہر ایک قسم کی تدابیر اور کوششوں سے کام لیتے ہیں - اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے واسطے کیا کچھ نہیں کرتے ہیں؟ یہاں تک کہ ہر ایک قسم کے ناپاک اور گندے منصوبے فریب و مکر اپنے کام کی رونق کے لئے روا رکہتے ہیں - مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے کہ وہ تمام مساعی اور کوششیں بے سود اور اکارت جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہاجرین کی برگزیدہ گروہ کو سند خلافت دیکر خدا نے فیصلہ کر دیا کہ حقیقی مومن کون تہے؟ اور اس نتیجۂ حقّہ نے یہہ بہی ثابت کر دیا کہ وہ آمر المعروف ناہی عن المنکر اور مطیع اللہ و رسول کے تہے - اور اُس کے خلاف جو الزامات و مطاعن اُن کی طرف منسوب ہیں - ظالم دلوں کی خباثت باطنی کے سرجوش ہیں۔

ان امور کے لئے ہم کو کسی تاریخ کی شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں - ہم کو زبان سے کہنے کی حاجت نہیں اُن کی کامیابی نے اُن کے عملی نمونوں نے اس امر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زمانہ کی ابدی تاریخ پر لکہدیا ہے - کہ وہ **المومنون** والی جماعت تہی۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان فضل سے قیامت تک مہر لگادی کہ واقعی مومن ہیں کیسا عظیم الشان ثبوت ہے اور کیا حیرت انگیز بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسیہ** کا ثبوت مشکل ہوتا۔ اگر ایسا اتفاق - ایسا اتحاد - اور ایسی یگانگت اُن جنگجو - تندخو قبایل کے درمیان پیدا نہوتی - وہ قبیلے آپس میں ملیں - اور پہر کشادہ پیشانی اور محبت سے ملیں - ممکن نہ تہا۔ مگر یہہ اس **ہادی - کامل ہادی** صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** تہی جسنے اُن پر ایسا اثر کیا کہ اُن کی اس **فطرت** تک کو بدل دیا جو عادت کے بعد ہوگئی تہی - اور ایسا بدلا کہ **بعضہم اولیاء بعض** بنادیا۔ غرض ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایک **اصول** اور گر بتلایا ہے جس سے کوئی **قوم** اور **جماعت** اُسکے حضور بامراد اور کامیاب ہونے کے قابل ٹھہر سکتی ہے۔

میرا مطلب اسوقت ان آیات کے پڑھنے سے خصوصاً اپنی جماعت کو متوجہ کرکے ایک بات کا بیان کرنا ہے یہ امر میں نے متعدد مرتبہ ابھی بتلایا ہے۔ کہ اس آیۃ میں کسی قوم کے فضل اور رحم کے وارث ہونے کے لئے ایک خاص اصول ہے۔ اُن کا پہلا نشان تو **ایمان** ہے یعنے سچا ایمان اپنے تمام لوازم کے ساتھ پیدا ہو۔ تاکہ وہ **مومن** کہلا سکیں۔ ورنہ زبانی اور فرضی ایمان تو منافق میں بھی ہوتا ہے۔ نہیں۔

دوسرا نشان یہہ ہے کہ ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوں۔ ایسے طور پر کہ گویا ایک دل ہو جاویں۔ اور ایک دوسرے کے فائدے اور زیان میں ایسے شریک ہوں کہ گویا وہ اسکا ذمہ وار ہے۔ یہہ ایک عظیم الشان بات ہے جو ہم کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیے۔ **اسلام** کا اصل فضل اور برکت دنیا میں توحید پھیلانا ہے۔ اور وہ ہر معاملہ میں **اتحاد** اور یگانگت چاہتا ہے۔ عبادات۔ معاملات۔ معاشرت۔ تمدن غرض ہر بات میں اسکا مقصود اور موضوع وہی **وحدت** ہے پس ایک خدا کو ماننے والے متفرق اور پراگندہ ہوں۔ اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور رفیق نہوں۔ یہہ مومن کا کام نہیں۔ یہہ اسلام کا منشاء نہیں۔

تیسرا نشان یہہ ہے کہ دوسروں کو نیک باتوں کے مشورے دیتے اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ یہہ بات جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں۔ باہمی سچی اُلفت اور سچے پیار سے پیدا ہوتی ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ کسی کا گھر جلتا دیکھ کر دور سے کھڑے تماشا دیکھتے اور ہنستے ہیں کہ ہمارا گھر دور ہے مگر یاد رکھو کہ یہہ کامیابی کے لچھن نہیں ہیں۔ یہہ تو ذلت اور ادبار کے نشان ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ **امر بالمعروف نہی عن المنکر** کے لئے اول باہم سچی خیرخواہی اور موافقت ہو۔ جیسا اپنی ذات خاص کے لئے کوئی بات چاہتا ہے ویسا ہی اپنے بھائی کے لئے چاہے تو یہہ توفیق ملتی ہے کہ **امر بالمعروف** کر سکے اور بُری اور مکروہ باتوں سے روک سکے۔ آج ہر شہر اور قصبہ میں بڑی بڑی مجلسیں انجمنیں ہیں اُنکا پہلا اصول بدقسمتی سے یہی ہے کہ کسی کو ملامت نہ کی جاوے۔ یہہ دل آزاری سمجھی گئی ہے **شراب** پینے سے روکنا۔ **زناکاری** سے باز آنے کی ہدایت کرنا۔ ان باتوں سے اُن کو کچھہ سروکار نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس طریق پر **ہردلعزیزی** پیدا کریں۔ اور اپنے **مقاصد** میں کامیاب ہوں۔ اور پھر وہ مقاصد دنیوی **فلاح** اور بہتری کے بتلائے جاتے ہیں۔ **آہ! صد آہ!!!** ان لوگوں کی روح میں جب سچی تڑپ نہیں۔ وہ **سوز** اور **درد** اُن کے اندر پیدا نہیں ہوا جو **قوم** کو **قوم** بنانے کیلئے ضروری ہے تو اُن کی لمبی چوڑی **تقریریں** **اسپیچیں** **قومی مرثیے**۔ اور **نوحے** کیا کر سکتے ہیں؟ **دین** کی عزت اور عام خلق اللہ کی سچی بھلائی جو دین سے حاصل ہوتی ہے مقصود نہیں تو کچھہ بھی نہیں۔ ممکن ہے کہ اس اتفاق اور ظاہری اتحاد کی وجہ سے کچھہ آثار کامیابی کے دیکھیں سکیونکہ اللہ تعالےٰ **مساعی کے اجر** ضایع نہیں کرتا۔ اور ہر فعل پر نتایج مترتب کرتا ہے۔ مگر آخر میں پھر وہی ناکامی وہی مایوسی اور ابدی اضطراب ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ایک **مجلس** قایم کی جسکا **صدر مجلس** وہ **کامل انسان** تھا جسکا نام **محمد رسول اللہ** ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُس مجلس کا **نشان** یہی بتلایا ہے کہ وہ سچی خیرخواہی اور ہمدردی کے ساتھہ **یامرون بالمعروف** اور **ینہون عن المنکر** کی مجلس ہے اور یہہ **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** طبعی طور پر **فطرتی تقاضے** سے روح کی **تڑپ** اور **سوزش** سے ہوتا ہے۔ اُس میں اپنے نفس کی خواہش اور جذبات کی آمیزش نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ دوسرے کو **امر بالمعروف** کرتے ہوئے سینہ میں یہہ بات پیدا ہو کہ میں اُس سے بہتر ہوں اور یہہ **انا خیر منہ** اُس کی **تذلیل** اور **تحقیر** کا خیال دل میں پیدا کر دے۔ پس یاد رکھو کہ اس فایز المرام ہونے والی جماعت کے اندر یہہ جذبات اور خیالات نہیں ہوتے۔ اُن کا **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** ایک روح کے تقاضے سے ہوتا ہے۔ پس **مبارک** ہیں وہ لوگ۔ اور **مبارک ہے وہ جماعت! جس کے** اندر یہہ **صفات** ہوں! **وقلیل ما ہم**۔

اللہ تعالےٰ نے ... کے لئے نفس رکھا۔ اور اُسی کیلئے خبت رکھا کہنے کے لئے آسان باتیں ہیں۔ مگر حقیقتاً اسکو وہی سمجھہ سکتا ہے جسکا سینہ **سکینت** کی برکت سے دھویا ہوا ہو۔ اور شرح صدر ہو چکا ہو۔

لوگ کہتے ہیں کہ وہ شخص جو مامور من اللہ کہلاتا اور امام ہونے کا مدعی ہے۔ اپنے مخالفوں کی طرح اُن کے حق میں سخت الفاظ بولتا ہے۔ اُسمیں اور اُنمیں کیا فرق ہے؟ ہم اپنی فراست۔ دراز تجربہ۔ روح پاک کی مدد سے اسباب کو دریافت کر سکتے ہیں۔ اور یہہ علانیہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ **جوش نفس**۔ **غلبۂ انتقام** **حیوانی جذبات** اور عداوت کے تاریک غبار سے دب کر نہیں بولتا۔ بلکہ جب وہ اپنے **فرض منصبی** کے ادا کرنے کے لئے بیٹھتا اور قلم اُٹھاتا ہے۔ وہ محض اللہ تعالےٰ کے لئے جو کچھہ بولتا ہے بولتا ہے۔ اُسکا ثبوت یہہ ہے کہ عام مجلسوں میں جب وہ بیٹھتا اور اُن مخالفوں کا ذکر سنتا یا کرتا ہے تو اُسکے چہرہ پہ تغیرات۔ سوزش۔ اور جلن اور قبض کے آثار پیدا نہیں ہوتے۔ وہ نہایت فراخدلی سے اُن کی گندی اور ناپاک گالیاں جو ایک شریف دل انسان اپنے مونہہ سے نہیں نکال سکتا سُن جاتا ہے مگر اُس سے اُسکے دل پر کوئی حیوانی جذبات کا اثر پیدا نہیں ہوتا۔ یہہ بعینہ اُس **مجسٹریٹ** کی طرح ہے جو جب اپنی کرسی عدالت پہ بیٹھتا ہے تو کسی کو سزا دیتا ہے اور کسی کو ڈگری دیتا ہے۔ مگر گھر میں مجلسوں میں دوستوں سے جب ملتا ہے تو نہایت فراخدلی اور کشادہ پیشانی سے ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اُسنے صرف **ڈیوٹی** کو ادا کیا ہے۔ اپنے **جذبات نفس** کا غلام بنکر نہیں کیا۔ مگر میں ان مخالف مولویوں کو دیکھتا ہوں کہ کسی تقریب کی وجہہ سے نہیں۔ بے محل ذکر لاتا گندے اور ناپاک ذکر کرتے ہیں۔ اور چہرہ متغیر ہو ہو جاتا ہے گویا اندر ہی اندر کوئی بات کہا رہی ہے جسکے انتقام کے لئے یہہ باتیں کرتے ہیں یہہ **صاف فرق** ہے۔ پس جسکے اندر **غلاظت** نہیں جو **سکینت** اور **استقلال** کے برف سے دھلویا ہوا سینہ رکھتا ہے **شرح صدر** جسکا ہو چکا ہے وہ اپنی باتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** اُسکا حق ہے **مبارکی ہو اُس کو!** یہہ تاج اُسی کے **سر** پہ سجتا ہے۔ کیونکہ خدا نے خود اپنے ہاتھہ سے اُسے **ممسوح** کیا۔ اور حیوانی جذبات سے پاک صاف کر دیا۔ نور ہدایت۔ خیرخواہی۔ اور عام **ہمدردی** سے اُسے بھر دیا۔

مگر **میرے دوستو!** یہہ تو بتلاؤ کہ کیا کوئی شخص جو عطر فروش کے پاس بیٹھتا ہے۔ وہ اُس **خوشبو** میں سے کچھہ بھی حصہ نہیں لیتا؟ لیتا اور ضرور لیتا ہے! پس کیا یہہ ضرور نہیں کہ ہم امام کے پاس بیٹھنے اُس سے ایک ایسا تعلق پیدا کرتے ہیں جو بچے کو ماں باپ سے ہوتا ہے۔ یا کسی عضو کو جسم کے ساتھہ پھر اُس سے کچھہ حاصل نکریں اُسکے **اخلاق** و **عادات** سے حصہ نہ لیں نہ۔ ضرور اور بہت ضروری ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ ہم نے اُس کو

پہچان کر بھی نہیں پہچانا۔!

لہذا ہم کو ضروری ہے کہ ہم اسکے حصہ دار ہوں اور اُس کام کے لئے جیسا کہ میں پہلے کہہ آیا ہوں ایکدوسیرکے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہونا ضروری ہے۔ پھر اُس فرمان کے مصداق ہونگے کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر۔

یاد رکھو کہ امر بالمعروف سے ہی خیر امة کہلا سکتے ہو۔ اور اُسکی توفیق تب ہی ملتی ہے جب کہ سچا اخلاص اور باہمی اتحاد ہو۔ لبا اوقات دھوکہ لگتا ہے کہ امر بالمعروف کرنے سے فساد عظیم ہوگا۔ یہہ شیطانی وسوسہ ہے جو سچے اخلاص کی راہ میں ایک پتھر ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس سچے اور پکے کا طریق یہی ہے کہ پہلے آپسمیں تعلقات ٹھیک ہوں۔ خانہ جنگی سے پرہیز ہو۔ اس سے ایک اور بڑا افضل اللہ تعالےٰ کا یہہ ہوگا کہ قیام نماز اور ایتاء زکواۃ کی توفیق ملیگی۔ اس ہادی کامل پر لیے انتہا درود ہو۔ نماز کا کیسا لبیندیدہ اور احسن طریق نکالا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ گوشۂ تنہائی میں عبادت کرنے سے دل میں نور اور جوش اور رقت پیدا ہو۔ اور اس مطلب کے لئے ایک اس گوشہ میں پڑا ہو اور دوسرا اُس کونے میں۔

مگر اُسنے وہی وحدت کی روح پھونکنے کے لئے عبادت کے طریقوں کو بھی کیسا ایک ہی مرکز پر رکھا ہے۔ پانچ وقت ایک مسجد میں اکٹھے ہوں۔ ملکر کیا ہوتا ہے۔ شانہ سے شانہ ملے۔ اور پاؤں سے پاؤں۔ کیا غرض ہے؟ یہی کہ باہم ولایت پیدا ہو۔ اتصال ہو۔ جسم میں بھی فرق نہ ہے تو بعضهم اولیاء بعض کے مصداق ہوں اور پھر خدا تعالےٰ کا رحم اور ہاتھ جماعت پر ہو۔

ہم بھی اللہ تعالےٰ کے رحم کے امیدوار ہیں۔ اب بھی اُسنے ایک مجلس قایم فرمائی۔ ہاں! خدا نما مجلس مقرر کی ہے ایک فضل کا نشان۔ نور۔ صدر مجلس مقرر فرمایا ہے جس کی اطاعت اور محبت کے سبب سے ہم کو اُمید لگ گئی ہے کہ ہم بھی سلیم حکیم اللہ کی شیرین آواز خدا سے سُن لیں اور ان ہی برکات کے وارث ہوں۔ کیونکہ خود خدا نے اپنی رحمانیت سے ایک نور ہم میں بھیجا ہے اور محض اپنے فضل سے نہ ہمارے کسی عمل سے اُس کی شناخت کی توفیق دی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک،

پس اب ہم بھی اُس جماعت کی طرح جنکا معلم ہادی کامل تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالےٰ کے فضل اُسکے رحم کے امیدوار ہیں کہ آخرین منهم کی جماعت میں داخل ہونے کے باعث اُس رحم کے وارث ہوں!!!

یہہ آرزو ہے۔ یہہ تمنا ہے۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اسکے حصول کے لئے وہی گر ہے کہ ایکدوسرے کے سچے ہمدرد اور غمخوار بنیں۔ اور اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول میں صدق دل سے قدم اُٹھاویں۔ پھر اللہ تعالےٰ کا رحم۔ اُسکا فضل ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور سبکو اسکی توفیق دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ اجمعین!!!

ایڈیٹوریل

خیر وسعادت کی فلاسفی

(نمبر ۳)

سادسًا۔ اس زندگی اور اسی جہان میں ہر ایک طرح کی بدکرداری اور بداطواری سے منزہ ومبرا ہو کر عالم بالا کے رہنے والوں کی مانند ذو الجلال والاکرام خدا کا قرب حاصل کرے اور یہہ امر ہمارے خیال میں بالکل بدیہی امر ہے کہ جب یہہ زندگی جواب ہو نہ رہی۔ تب روح اپنے آلات کے بغیر فضیلتوں کا اکتساب نہیں کر سکتی۔ اور اسی جہت سے سعادت تام کا نام اُسپر صادق نہیں آتا۔

الغرض یہہ چھہ فضیلتیں جس انسان میں ہوں اُسکو کامل انسان اور سعید مطلق ایک معنی سے کہنا چاہئیے۔ ورنہ اللہ اللہ خیر سلا۔ ہاں البتہ یہہ ممکن ہے کہ سعادت کے بعض امروں میں بقدر نقصان ایک نقص رہجائیگا۔ مگر سعادت کے طالب کو لازم ہے کہ اپنے تمام حواس وقوے کو حکمت کے قانون سے قوت عاقلہ کے تحت حکم رکھے۔ اور بہت احتیاط کرے کہ مبادا اُسکی مخالفت حتی المقدور ظہور میں نہ آئے۔ اور اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ انسان جب تک کہ اس عالم میں ہے حوادث کے تغیر سے جو اندوہ کا موجب ہوتا ہے صحیح وسالم نہیں رہ سکتا۔ پس ہر حال میں جو بات لائق تر وفاضل تر ہو۔ حکمت کی رو سے اختیار کرے یعنے مصیبت کے وقت میں صبر کرے۔ اور تونگری میں سخاوت کرے۔ اور فقیری کے ایام میں تحمل کو کام میں لاوے تاکہ ہر حالت میں کامل سعید ہو۔ بلکہ نہایت مناسب اور واجب تو یہہ ہے کہ وقت شدائد جس قدر افعال جمیلہ انسان سے صادر ہوں زیبا تر ہیں۔ ڈاکٹر ہنری اسکاٹ وغیرہم حکماے زمانہ نے اس شریف بحث میں بہت کچھہ چھان بین کی ہے۔ اور عمدہ نتایج نکالے ہیں جنمیں سے ہم مختصر طور پر لکھتے ہیں۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہہ امر ہر طرح سے قابل پذیرائی ہے کہ انسان کو روحانی فضیلت جو فرشتوں کے مناسب حال ہے میسر ہو سکتی ہے۔ اور اُن کی رائے میں یہہ بات بھی بلاشبہہ سچ ہے کہ انسان کو جسمانی فضیلت بھی حاصل ہو سکتی ہے کہ جس میں وہ بہائم کے ساتھ ایک طور پر شراکت رکھتا ہے۔ مگر چونکہ اُسکو چندمدت اس فانی دنیا میں بسر کرنا ہے۔ لہذا واجب ہے کہ اپنے بدل اوقات کو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے میں فتور اور قصور ظہور میں آنے بلکہ یوں چاہئیے کہ جسمانی فضیلت کو حاصل کرکے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو تاکہ جب اس ناپایدار عالم سے کوچ کرکے ابدی جہان کی طرف انتقال کرے۔ تب فرشتوں کی ابدی اور لازوال مصاحبت میں شامل ہو۔

پس ایسے بیدار مغز انسان کی نسبت جو جسمانی فضیلت کے حاصل کرنے کے بعد دل وجان سے روحانی فضیلت کے حاصل کرنے میں دلسوزی کو کام میں لاوے سعادت کا اطلاق جایز ہے۔

ھزارھا دلایل سے یہہ بات پایۂ اثبات کو پہنچ چکی ہے کہ جب ایسا سعید انسان اس بے ثبات عالم سے غیر فانی جہان کی طرف رحلت کرتا ہے تو وہ بدنی سعادت سے بے پرواہ ہو کر ابدی نور کے مشاہدہ میں غرق ہو کر سعید کامل ہو جاتا ہے۔ اور اس امر پر پُرانے اور نئے زمانہ کے فیلسوف متفق ہیں کہ ہر ایک شخص جو جسمانی فضیلتوں میں تو لیاقت پیدا کرتا ہے۔ اور روحانی فضایل سے محروم ہے تو ایسے شخص کو بہائم سے نسبت دیتے بلکہ اُن میں سے شمار کرتے ہیں۔ لاریب یہہ بات دامن رد کرنے کے لایق نہیں کہ انسان کے واسطے خیر اور سعادت ایک چیز ہے۔ اور یہہ کہ اُسکو اُسکے حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"احباب کا شکریہ"

اس خبر فرحت اثر پر جس قدر خطوط اظہار مسرت اور مبارک بادی کے
پہونچے ہیں اُنکے متعلق مولانا ممدوح نے مندرجہ ذیل تحریر
بغرض اندراج بھیجی ہے - (ایڈیٹر)

مکرمی اڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' - میں
ان تمام احباب کا شکریہ کرتا ہوں جنہوں نے بلحاظ محبت
اس خوشی میں میری شرکت کی اور انکا بھی جنہوں نے اس خوشی کا اظہار فرمایا
جزاہم اللہ احسن الجزاء - آیندہ بھی وہ اپنی دعاؤں میں مجھے اور میرے بچہ کو
نہ بھولیں - الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل - انّ
ربی سمیع الدعاء - رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی
ربنا وتقبل دعآ ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین
یوم یقوم الحساب - ربنا ھب لنا من ازواجنا
وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما -

آمین

امورِ منزلیہ

اَلحمدُ للہِ وَالصّلوٰۃ وَالسّلام علٰی خاتم الانبیاء محمّد رسُول اللہ

خداتعالےٰ کے محض فضل وکرم سے ۱۵ر فروری ۱۸۹۹ء جمعرات کی رات کو مطابق ۵ر شوال ۱۳۱۶ھ کو بوقت ۱ بجہ جناب مولانا مولوی **نورالدّین** صاحب کے گھر میں **بیٹا** پیدا ہوا۔ خداتعالےٰ اس مولود کو مسعود دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ مند کرے اور دین و دُنیا کے حسنات کا سچا وارث اور اپنے پاک دین کا سچا خادم بنادے اور والدین کے لئے **قرۃ العین** بنادے۔ ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

۲۲ر فروری ۱۸۹۹ء کو عقیقہ وختنہ مسنونہ کیا گیا۔ اور

عبدُالحیّ نام رکھا گیا۔ اللّٰھم

اجعلہ کاسمہ آمین

ہیچمدان ایڈیٹر۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

فی الجملہ ہمارے محتشم ناظرین خیر اور سعادت کے اصلی مطلب کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ اور انکو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ اسی امر کو نیک انسان اپنی ذات اور ہستی کا اصلی مقصود سمجھتا ہے۔ پس اس صورت میں ہم پر لازم ہے کہ بیجا تعصب کو راہ نہ دیں اور ان اصولوں میں جو مختصر طور پر لکھے گئی ہیں غور کریں اور غور کے بعد بڑی دلسوزی سے عمل میں لائیں۔ اب ہم اس مضمون کو اس نوعیت میں یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز ایک یا دو ہفتہ کے وقفہ سے اسی مضمون پر صوفی ازم کے مذاق پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بالآخر ہم یکبار اور اپنے دقیقہ رس اور بالغ خرد ناظرین سے گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ انسانی ہستی کا مدعا اور مقصد یہی ہے۔ خواہ اسے لفظوں کے اول بدل سے کسیطرح پر بیان کریں اسلئے اسپر دلچسپ مضامین لکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل اور احسان ہے کہ ہمارے الحکم کے ناظرین میں بڑے بڑے جید۔ وحید العصر علامہ روزگار فاضل موجود ہیں۔ اسلئے ہم مایوس نہیں کہ ہم کو انکی بیش بہا تحریروں کے شائع کرنے کا موقع نہ ملے ؛؛

عبدالرحمٰن

(نمبر خامس ۵)

گذشتہ نمبر میں ہمنے عبدالرحمان کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت کو یکجا بیان کیا ہے۔ چونکہ اس نمبر میں قبل ازیں کہ باقی صفات عبدالرحمان پر بحث کیجاوے اُن ضمنی امور پر بحث کرنی پڑیگی جو ان صفات ثلاثہ کے خلاف کرنے والے کے نتائج۔ اور پھر اُن نتائج بد سے محفوظ رہنے کو اسباب کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں لہٰذا ہم اُن صفات ثلاثہ پر پھر ایک نظر کرینگے۔ اور وہ یہ تہا۔

والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ؛

یعنے وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے قتل ناحق سے بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔ یا جن کا قتل اللہ تعالےٰ نے حرام کردیا ہے۔ اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔

والذین لا یدعون پر نظر۔ اور شرک پر مختصر ریمارک

اس آیۃ کا اول حصہ والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ایک ایسا حصہ ہے کہ اسپر تدبر کرنے سے کئی ایک باتوں کا حل ہو جاتا ہے۔

اولاً اس میں شرک کی فلاسفی تبلائی ہے۔ شرک کے معنے ہیں "اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کیلئے وہ افعال ادا کرنا جو اللہ تعالےٰ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے صفات و اسماء کو دوسرے کے واسطے تجویز کرنا" ہم سمجھتے ہیں کہ شرک کی عام اقسام میں ریا بھی ضمناً داخل ہے۔ بہرکیف یہاں شرک کیا ہے؟ ۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ (جو جامع جمیع صفات کاملہ اور منزہ تمام صفات رذیلہ و باطلہ سے ہے) کے ساتھ دوسرا اِلٰہ پکارا جاوے اور اس دعوت آلہ ماسوی اللہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی یہہ شرک فی العبادت کے رنگ میں ہوتا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا۔ شرک فی الطاعت یعنے اللہ تعالےٰ کے ماسوائے کسی اور کو مطاع مان لینا۔ اور شرک فی المحبت غیر اللہ کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درجہ دینا۔ اور شرک فی المشیۃ یعنے مشیت الٰہی کے ارادہ کی طرح مخلوق کو بھی رکھہ لینا یہ اقسام شرک نفس الامر میں شرک فی العبادۃ کی شاخیں ہیں۔ اور انمیں ایک باریک فرق ہے جو تجزیے اور شاخ میں ہوتا ہے۔ یہاں یہہ مضمون بالذات مقصود نہیں۔ اسلئے ہم مفصل بحث کو کسی دوسرے وقت پر بشرط توفیق الٰہی اٹھا رکھتے ہیں۔

غرض وہ موحد دعوۃ اللہ میں غیر کو ساجھی نہیں بناتے۔

ایک نکتہ لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر پر بڑی گہری نظر کے بعد ہمارے ذہن میں یہہ بات آئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے لئے اسم ذاتی اللہ ہے جسکے معنے یہہ ہیں کہ جو تمام محامد کا مستحق ہے وہ ہی اللہ ہے۔ اور دوسرے اسمائے الٰہیہ جو صفات الٰہیہ کو بیان کرتے ہیں وہ اسی اسم اعظم کے مظہر ہیں۔ اور یہہ بھی وجہ ہے کہ نظام عالم اُن صفات الٰہی کے تحت میں ہے۔ اور وہ بلحاظ اپنی عمومیت کے کبھی کبھی اُن لوگوں کی صورت میں بھی ایک جلوہ دکھا دیتے ہیں۔ جو کامل سعید ہوتے ہیں اور قرب الٰہی میں اعلےٰ مدارج پر پہنچ جاتے ہیں۔ جیسے مثلاً رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی آیا ہے۔ اور ایسا ہی رؤف۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر۔ الغرض صفاتی اسماء دوسرے لوگوں پر بھی ایک معنے سے اطلاق پاسکتے ہیں۔ اور پاتے ہیں۔ پس ہمارے خیال میں آیۃ لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر میں دعوۃ اللہ کے ساتھ محبت الٰہ باطلہ کی نفی تبلا رہی ہے۔ کہ توحید کا اعظم اور افضل نشان یہہ ہے کہ ہر بدی سے منزہ اور ہر صفات پسندیدہ سے موصوف ہے جو ذات اللہ ہے۔ اُسکے رنگ میں کسی اور کو شریک نکیا جاوے۔ اس سے ایک پُر غور دل پتہ لگا سکتا ہے۔ کہ اللہ کے لفظ میں کسقدر عظمت اور عزت مقصود ہے۔

دعوت آلہ باطلہ کے نتائج اور توحید الٰہی کی دلیل پر لطیف بحث

غیور خدا کبھی پسند نہیں کرتا کہ اُس کی صفات اور محامد کا مستحق اور لفظ اللہ کے ذاتی اور وصفی تقاضوں کا مورد کوئی اور بھی استانتا یا کنا تیا بھی ہو۔ اسلئے اس دعوۃ سے بڑے بڑے فساد عظیم پیدا ہوتے ہیں اور یہہ امر بھی کچھ کم قابل لحاظ نہیں کہ خود ہی اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے قرآن کریم کے ایک مقام پر ابطال شرک کی دلیل ایک محکم دلیل فرمائی ہے لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا۔ یعنے اگر زمین و آسمان میں ایک معبود برحق کامل صفات کے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ اور پاک اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اور معبود ہو تو ایک فساد عظیم پیدا ہو جاوے۔ اس آیۃ پر جسقدر غور کروگے۔ یہی معلوم ہوگا۔ کہ یہہ امر تو محال مطلق ہے کہ دوسرا الٰہ ہو۔ پہر اسکے بیان کرنے کی کیا حاجت تہی؟ اسلئے ایک ظاہر بین یہہ اعتراض کریگا جو ہم نے استفہامی صورت میں حل کردیا ہے۔ کیونکہ اس دلیل سے ہم کوئی استفادہ ظاہر طور پر نہیں کرسکتے۔ عقاید کی کتابوں میں اس دلیل کی تنقیح کی ہے۔ اور شالیں بہت سے کہ تبلایا ہے کہ توحید پر یہ ایک کامل دلیل ہے۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ

صادق

اگر دو خدا ہوں اور زید ایک شخص کی نسبت ایک خدا سکون کا ارادہ کرے دوسرا حرکت کا چونکہ ان دونوں میں سے آن واحد میں زید ایک فعل کر سکے گا اس لئے دوسرے کا ابطال لازم آیا۔ اور جو فعل کہ زید سے سرزد ہوگا۔ حرکت یا سکون اوس کا ارادہ کرنے والا غالب خدا ٹھہرے گا غرض اس قسم کی طویل بحثیں کی ہیں۔ جو اپنی جگہہ اچھی ہونگی اور ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہم کو ایک بات سمجھائی ہے۔ جس سے مندرجہ بالا اعتراض حل ہو جاتا ہے۔ ہم اوس کو ذرا فصاحت سے بیان کرتے ہیں۔

یہہ امر تو خوب ذہن نشین ہو سکتا ہے کہ الٰہ ثانی کے ہونے سے فساد عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔ یا کم از کم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر غور کرنے سے جہاں شرک کا ذکر آیا ہے یہہ بات خوب سمجھہ میں آ سکتی ہے قرآن کریم نے شرک کے مختلف نام رکھے ہیں جو اس کے نتائج کے لحاظ سے ہیں۔ افترا اثماً عظیم۔ ضلالت۔ ظلم عظیم وغیرہ

اب ذرا دنیا اور اُسکی حالت کی طرف غور کرو! کیا فساد عظیم ہو رہا ہے یا نہیں؟ ماننا پڑے گا کہ بیشک کیونکہ مشاہدہ صحیحہ باطل نہیں ہو سکتا۔ ہزار ہا ہزار انسان کیا دنیا میں بے سر و سامان دربدر مارے نہیں پھرتے؟ کیا ایسے لوگ بکثرت نہ ملینگے؟ جن کا شیوہ جھوٹ اور افترا ہے۔ غرض ہم اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ دنیا کی حالت میں ایک فساد عظیم کا نمونہ نظر آتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے آلہ ثانی کے ہونے کا۔ حالانکہ لو کان فیھما الھۃ اس کے خلاف صریح ہے۔ یعنی دوسرا آلہ ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور بیشک یہہ سچ ہے۔ کیونکہ باایں ہمہ اقتدار و جلال اگر دوسرا آلہ ہو سکتا ہے تو پھر حقیقی اور زندہ آلہ وہ ہوگا نہ وہ جس کے راجیں دوسرا پیدا ہو سکے۔ لیکن یہہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ کوئی اور آلہ اب ہو ہی سکتا۔ ازلی اور ابدی آلہ موجود ہے پھر اس آیتہ کے معنے کہ لو کان فیھما کیا ہوسکے؟

ہماری خیال میں اس آیتہ کے معنے وہی ہیں کہ دعوت ماسوے اللہ سے فساد عظیم برپا ہوتا ہے اور بولوگ لا تدع مع اللہ الھا آخر کے مصداق نہیں وہ اسی کرب۔ قلق۔ اور فساد و عظیم سے بری۔ اور راحت کی گود میں پرورش پاتے اور بسم اللہ کے گنبد میں بسر کرتے ہیں۔ ہم اس امر کو پھر کھول کر کہے دیتے ہیں۔ کہ دنیا اور آخرت کی تمام تکالیف اور مصایب اور ہر ایک قسم کے فساد اور شر کا باعث یہی دعوت آلہ باطلہ ہوتی ہے جن کو خدائے عزیز کی غیرت کبھی پسند نہیں کرتی۔

اب یہہ مشاہدہ میں آئی ہوئی دلیل بالکل امر بدیہی ہے اور اس پر چون و چرا کرنے کی گنجایش نہیں۔ دنیا میں ذلت۔ محکومی اور ہر قسم کی جہالت۔ اختلاف۔ توھمات شرک ہی کے نتائج بد ہیں جو ہم اُن قوموں میں دیکھہ سکتے ہیں جو اس بلائے عظیم میں مبتلا رہیں۔

ہم ایک لفظ میں اس بحث کو فی الحال ختم کر دیں گے کہ دنیا کی تمام بدیاں دُکھوں کو پیدا کرتی ہیں اور تمام بدیاں باریک در باریک طور پر شرک ہی کے شعبے ہیں۔ اس مضمون پر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایک مبسوط بحث کریگا ارادہ ہے اور وہ اپنی فضل سے شرک سے ہم کو اور ہمارے پڑہنے والوں کو محفوظ رکھے۔ آمین!!!

شرک کے دو خطرناک نتائج اس آیت میں لا تدع مع اللہ الھا آخر کے ساتھہ ہی قتل نفس اور زنا سے بچنے کا بھی ارشاد فرمایا ہے یعنی شرک کے نتائج کی آخری اور انتہائی حد قتل زنا تک پہنچتی ہے اسی لئے اس دعوت کی ساتھہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان دو افعال ذمیمہ کا ذکر فرمایا۔ قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر اگر غور کیا جاوے۔ اور ایک کو دوسرے سے ملا کر سوچا جاوے تو نہایت ہی صفائی سے یہہ امر سمجھہ میں آ سکتے ہیں ✦ (باقی چھٹے نمبر میں)

مراسلات

غاصبان فدک

{ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اُس کی زلفوں میں سب اسیر ہوئے}

فدک کی بابت جیسا کہ مشہور ہے۔ علاقہ خیبر میں یہودیوں کا ایک گاؤں تہا۔ جو ہفتم سال ہجری میں صلحاً نصف پر بطور فے کے آنحضرت صلعم کے ہاتہہ آیا تہا۔ اسمیں کچھہ چشمے اور کھجوروں کے درخت تہے۔ دیکھو قاموس۔ لسان العرب۔ اور اُسکی آمدنی فے کے طور پر جیسا آیات سورۂ حشر ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القرےٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل یعنے کہ جو فے رسول خدا صلعم کو حاصل ہوا۔ وہ خدا اور اُس کے پیغمبر اور اُسکے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے کام میں لانے کے لئے ہے) اُس خدائے پاک کا حکم تہا خود رسول صلعم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی تمام مستحقین پر تقسیم ہوتا رہا۔ نہ کسی خاص شخص پر۔ لیکن ہمارے شیعہ بھائی کہتے ہیں کہ فدک پر صرف جناب سیدہ علیہا السلام کا حق تہا۔ اور اُس کو خدا اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل ہبہ کر دیا تہا۔ اور بعد وفات جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جناب صدیق اکبر نے حضرت سیدہ سے غصب کر لیا۔ اسپر سیدہ نے دعویٰ کیا وغیرہ وغیرہ۔

اس دعوے کی اصلیت خدا جانے کہاں تک ہے کیونکہ خود شیعہ کی کتب اصول سے ثابت ہے کہ حضرت سیدہ شرعاً اس دعوے کی ہرگز مجاز نہیں تہیں۔ خیر اس غلط فہمی کا بار اس دعوے کی حامیوں کی گردن پر ہے۔ اسوقت ہم بالفرض تسلیم کر لیتے ہیں کہ جناب سیدہ نے اس دعوے کو ابوبکر صدیق کی حضور میں پیش کیا تہا۔ اور ابوبکر نے فدک کی واپس کرنے سے انکار کیا۔ لیکن جیسا کہ ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق فدک کی واپسی کرنیمیں حق پر تھے۔ اور بغیر اس انکار کے کوئی چارہ نہ تہا۔ کیونکہ فدک کے لفظ سے وہ یہودیوں کا گاؤں مراد نہیں اُسکے حدود اتنے وسیع ہیں کہ خلیفہ اول کے وقت اسلامی مملکت میں داخل ہی نہ تھے۔ پہر وہ بیچارے کس طرح غیر سلطنتوں کے مقبوضات میں دست اندازی کر کے سیدہ کو راضی کرنیکی کوشش کرتے۔ لہذا ہمارے سنی بھائی آئندہ آگاہ ہو جاویں کہ فدک ایک گاؤں کا نام نہیں۔ بلکہ اُس کے حدود روایات ذیل میں ملاحظہ فرماویں۔

ملا باقر مجلسی جو ایک مشہور ترین علمائے شیعہ میں سے ہیں۔ اپنی کتاب بحار الانوار کی آٹھویں جلد کتاب الفتن ملا فدک کی حدبندی کی نسبت بہ سند عبد اللہ بن سنان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ رسول صلعم حضرت فاطمہؓ کے گہر میں بیٹھے ہوئے تہے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور کہا ای محمد صلعم اُٹہو خدائے تبارک وتعالیٰ نے مجہے حکم دیا ہے کہ آپکے لئے اپنے پر سے فدک کی حد بندی کردوں۔ آپ جبرائیل کے ساتہہ اُٹہہ کہڑے ہوئے۔ اور تہوڑی دیر میں لوٹ آئے۔ اور حضرت سیدہ کے پوچھنے پر آپنے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے لئے اپنے پر سے فدک کی حد بندی کردی ہے

وہ حد بندی یہہ ہے جیسا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے خلیفہ عباسی ہارون رشید کے آگے فرمایا۔ جبکہ ہارون رشید نے حضرت موسیٰ کاظم سے کہا کہ آپ فدک لے لیجئے حضرت نے انکار کیا۔ اور جب کبھی ہارون رشید اُن سے فدک کے لئے کہتا تو وہ انکار ہی کرتے۔ آخر جب اُس نے بہت اصرار کیا تو آپنے فرمایا۔ میں اُسے نہ لونگا جب تک معہ حدود کے نہ دیا جاوے۔ ہارون رشید نے کہا اچہا اُسکے حدود بتلاؤ۔ امامؑ نے فرمایا کہ اگر مینے اسکی حدود بتلائیں تو تم ہرگز نہ دوگے۔ ہارون رشید نے کہا قسم ہے تمہارے نانا کی۔ ضرور دونگا۔ تب امامؑ نے فرمایا۔ کہ پہلی حد اس کی عدن ہے۔ یہہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پہر امامؑ نے کہا کہ دوسری حد اسکی سمرقند ہے۔ یہہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ تمتمانے لگا۔ پہر امامؑ نے کہا تیسری حد اسکی افریقہ ہے۔ یہہ سنکر ہارون رشید کا چہرہ سیاہ ہوگیا پہر امامؑ نے فرمایا چوتہی حد اسکی سمندر کا کنارہ ہے۔ جو آرمینا سے ملا ہوا ہے۔ آجکل کے جغرافیوں میں اس سمندر کا نام بحیرہ اسود ہے۔ ان حدود میں مصر تمام روم۔ عرب۔ فارس۔ روسی ترکستان داخل ہوگئے ہیں

تب ہارون رشید نے کہا۔ حضرت آپنے ہمارے لئے تو کچہہ نہیں چہوڑا۔ امامؑ نے فرمایا۔ میں نے تم سے پہلی ہی کہدیا تہا کہ اگر میں فدک کی حدود بتاؤنگا تو تم کبھی نہ دو گے۔ اسی پر ہارون رشید نے امام کے قتل کا ارادہ کیا تہا۔ اس روایت کو لکہکر پہر ملا باقر مجلسی لکہتے ہیں کہ ابن بساط کی روایت میں پہلی حد اسکی عریش مصر۔ دوسری دومۃ الجندل۔ اور تیسری اُحد۔ اور چوتہی سمندر بیان کی تہی۔ اسپر ہارون رشید نے کہا کہ یہہ تو سب ہی دنیا ہے۔ اسپر امامؑ نے کہا کہ یہہ سب یہود یونکے قبضہ میں تہا ابوہالہ کے مرنے کے بعد۔ پس اسکو خدا اور رسول نے اپنے لئے بغیر جنگ وجدل کے کرلیا۔ اور خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت فاطمہؓ کو دیدو۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ غصب فدک کے مجرم نہ صرف ابوبکر صدیقؓ ہی ٹھہرے بلکہ اور لوگ بہی خصوصاً تمام شاہان مصر جنمیں سے اکثر خاندان شیعہ ہی تہے جیسے اسماعیلیۃ وغیرہ۔ اور اسطرح تمام شاہان مملکت ایران جو آجتک مذہب تشیع کے پابند ہیں۔ تمام شیعہ کیا وسائے کرام اور کیا امرائے عظام اور کیا عوام۔ سب غاصب فدک ہیں اور جناب سیدہؓ کے غاصب کے نیچے ہیں۔ صرف خلیفہ اوّل پر طعن غصب فدک کرنا شیعہ بہائیوں کی سراسر غلط فہمی ہے۔ سب شیعوں کو چاہیئے کہ اپنے اپنے مقبوضات سے دست بردار ہوکر اولاد فاطمہؓ کو جو آجکل عموماً افلاس میں مبتلا ہے۔ تقسیم کرکے روح پر فتوح حضرت سیدہؓ مسرور فرمائیں۔ ورنہ اُن کے حقوق کو غصب کرکے خود مزے کرنا۔ اور اوروں کو مورد طعن وملامت ٹھہرانا سراسر دہوکہ بازی پر مبنی ہے۔ فدک کے محاصل سے ہزارہا پشتوں سے فایدہ اُٹہاتے رہنا اور ڈکار تک نہ لینا۔ اور خالی محرّم کے دس دن ہائے حسین۔ ہائے حسین کرنے سے تلافی چاہنا خدا اور رسول اور اہلبیت علیہم الصلوٰۃ کو محض دہوکا دینا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ شیعہ لوگ کس طرح سے محب اہلبیتؑ کہلانے کے مُدعی ہیں؟ اور قیامت کے دن کس برتے پر رسول صلعم کو مونہہ دکہائیں گے؟ ؎

کہیں گے شکوہ کہے جبکہ دفتر ادہر ہمارا اُدہر تمہارا
تو کیا کیا گذریگی آہ دل پر ادہر ہمارا اُدہر تمہارے

راقم خاکپا اہلبیت رسول الثقلین
خاکسار خادم حسین بہیروی

خدا تعالیٰ کی عجیب مخلوقات

افریقہ کے جنگلوں میں ہاتہی دانت کس طرح جمع کیا جاتا ہے؟

نابردہ رنج گنج میسر نمے شود
مُزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

قبل ازیں میں کسی آرٹیکل میں ایک قوم وکابیا کا ذکر ہدیہ ناظرین اخوان فی الدین کرچکا ہوں اور اب اس آرٹیکل میں بعض دوسری مخلوق خدا کا ذکر کرتا ہوں جنکے احوال مجہکو اپنے ایک دوست تاجر مسمی مراد بلوچی کے زبانی معلوم ہوئے ہیں اور بالکل سچے ہیں۔

سو واضح ہو کہ یہہ صاحب جنکا نام نامی مراد ہے اول اول انکے والد سے شہر ممباسہ میں میری ملاقات ہوئی تہی وہ اپنے محلہ بلوچ میں ایک ملاں کہکے مشہور ہیں اور اُنکا اسم شریف تاج محمد ہے یہہ ایک قوم بلوچی کے یہاں رئیس ہیں جو عرصہ دراز سے اپنے اصل وطن بلوچستان اور اُس کے گرد ونواح کو سلطان الوقت کے بعض جور اور تعدی سے تنگ آکر چہوڑ بیٹھے ہیں اور وہاں سے نقل مکانی کرکے مصر مشرقی افریقہ اور مسقط وغیرہ میں اپنی آبادیاں آباد کرلی ہیں اور مختلف قسم کے پیشہ کرکے اپنی گذران کرتے ہیں یہاں ممباسہ میں بہی انکا محلہ الگ آباد ہے زبان ان کی وہی مادری ہے مگر اکثر اب سواحلی بولی جاتی ہے اور بعض کی بالکل سواحلی ہی ہے۔ افریقہ کے اصلی باشندوں کے مقابلہ میں ان لوگوں کی آبادی ایسی نظر آتی ہے جیسے کالے سیاہ بادلوں میں چاند۔ چونکہ ملاں تاج محمد صاحب انہیں سے ایک فارسی دان آدمی تہے۔ اس لئے ابتدا ۱۸۹۶ء میں بضرورت تعلیم انگریزی درمیان ممباسہ پر ایک شخص سے بحث ہوئی اُنکی میری ملاقات ہوگئی۔ ایک دو ملاقاتوں میں جب زیادہ تعارف ہوا تو مجہے معلوم ہوا کہ یہ ایک خلیق اور مہمان نواز آدمی ہیں۔ چنانچہ میں نے اُنکو کتاب آئینہ کمالات اسلام میں سے تبلیغ کا حصہ جو ہمارے مہربان اخوان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ اللہ تعالیٰ نے فارسی میں ترجمہ کیا ہوا ہے اُنکو مطالعہ تبلیغ کی خاطر دیا جسکو پڑہ کر اُنہوں نے یہ رائے دی کہ اسمیں وفات مسیح ثابت کی گئی ہے اور قبل ازیں علمائے اسلام حیات مسیح کے قایل رہے مگر میں ایک کم علم آدمی ہوں پورے طور سے فیصلہ نہیں کرسکتا۔ اگرچہ میرے پاس اس مسئلہ کے ثبوت میں حضرت اقدس کی دوسری تصنیفات عربی واردو کی موجود تہیں مگر بباعث نہ جاننے ہر دو زبان دیگر کے وہ اُنکے مطالعہ سے محروم رہے مگر تاہم وہ ہمیشہ ہم سے حضرت اقدس کا حال گاہے بگاہے دریافت کرتے رہتے ہیں۔ اور جب میں رخصت پر ہند واپس آیا تو اُنہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں سلام علیکم اور دعا کیلئے عرض کی تہی۔

اُنہیں کے فرزند ارجمند میاں مراد ہیں جو میرے دوست ہیں اور ابتک بارہ سفر افریقہ کے جنگلوں میں کرچکے ہیں مگر حال کا سفر اُن کا بڑی کامیابی کا ہوا۔

مورخہ ۱۵ اگست ۹۸ء کو جبکہ میں اپنے دفتر میں بیٹھا کام کر رہا تھا، قریب ۹ بجے کے قریب یہ دفتر کے سامنے آنکلے۔ میں نے باہر نکلکر ملاقات کی۔ اور مزاج پرسی کے بعد بوقت قریب ۲ بجے جبکہ ہم سب پہتر جوان پر کھانا کہانے بیٹھے تو سب کے سوالات کے جواب میں مفصلہ ذیل کلام انکی زبان سے صادر ہوا۔ (اسکی نقل کیجاتی ہے۔ اور بلحاظ تنگی وقت کے سوال وجواب کی صورت کو ترک کیا جاتا ہے) وہو ہذا۔

مجھے آج گھر سے نکلے ہوئے ۱۵ ماہ یعنے ایکسال اور تین مہینے ہوئے ہیں۔ چھ ماہ سے ہمارا قافلہ برابر چل رہا ہے۔ صرف راستہ میں دو دن ایک جگہ اور دو دن ایک جگہ۔ کل چار دن آرام کیا ہے۔ ہم پہرتے پہرتے حبشستان کے قریب جا نکلے (یوگنڈا ہم سے ۳ منزل رہ گیا تھا) کہ پہر ہم شمال کی طرف پہر گئے۔ راستہ میں عجیب عجیب مخلوق خدا نظر آئی۔ راستہ میں ایک پہاڑ آیا۔ وہاں ایک قوم آباد تہی ہمنے چاہا کہ انکے پاس جاویں۔ مگر دوسرے تینتر لوگ (جسقدر اقوام خدا کو نہ جاننے والی آفریقہ میں ہیں انکو تینتر ہی کہتے ہیں) نے ہمیں وہاں جانے سے منع کیا۔ اور کہا کہ اگر تم وہاں جاؤگے تو ایک بہی تم میں سے بچکر نہ آوے گا۔ یہہ لوگ آدم خوار ہیں۔ تمکو اجنبی جانکر کہا لینگے۔ اسلئے ہم اسطرف نہیں گئے۔ صرف تین چار سو کوس تک ایسے لوگ پائے گئے ہیں جو ختنہ کراتے ہیں۔ اس سے آگے سب غیر مختون ہیں۔ رستے میں پانی کی سخت تکلیف رہی۔ ایک ایسے قطعہ میں جا نکلے جہاں چھ دن برابر ہم کو پانی نہیں ملا۔ آخر تنگ آکر ہم نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ بادل ہوا اور بارش ہوئی۔ اسی طرح ہر روز ہم دعا کرتے اور پانی برستا۔ (شاید قربانی کا ذکر بہی کیا کہ ہم نے بکری قربانی کی اور دعا کی تو پانی برسا۔ ٹہیک یاد نہیں رہا) ہمارے ساتھ بکری اور گائے کا بہت بڑا گلہ تہا۔ اکثر اقوام ہم سے قحط کی شکایت کرتے تہے کہ ایکجہ پانی نہیں برسا ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ ایک جگہ ہمنے نماز پڑہی تو تینتروں نے ہم سے پوچہا کہ یہ کیا کرتے ہو۔ ہم نے کہا کہ خدا کی عبادت کی۔ انہوں نے پوچہا کہ خدا کیا ہوتا ہے۔ ہمنے ان کو بتلایا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم خدا کے ماننے والے ہو تو ہماری بارش بند کی ہے ہمیں بارش برسا دو۔ ہمنے ان کو سمجہایا۔ مگر وہ نہ مانتے تہے۔ آخر ہمنے خدا تعالےٰ سے دعا کی اسی وقت بارش برسی۔ اور وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔

ایک دفعہ ہم ایسے قبیلہ کے ہاتہ میں پڑ گئے کہ وہ ہمیں مارنے پر آمادہ ہو گئے تہے۔ ہمنے پوچہا کہ کیوں مارتے ہو؟ ہماری کیا خطا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مرضی ہماری۔ تب ہم نے اپنی گردنیں آگے کر دیں اور کہا کہ بسم اللہ ہمیں مار دو! تب انکے دل میں رحم آگیا۔ اور انہوں نے ہم کو چہوڑ دیا۔

ہم بعض ایسے قطعوں میں پہنچے کہ وہاں جنگلیوں کی آبادی شل ملخ کے تہی۔ مگر سب ننگے۔ اور جسقدر اقوام ہمیں پائی گئیں وہ سب اللہ تعالےٰ کو نہیں جانتے تہے۔ گائے اور بکری دیکر یہہ لوگ نکاح کرتے ہیں۔ اپنی مونچہوں اور ناخنوں اور بغلوں سے حجامت نہیں کرتے۔

بعض قطعوں میں زنجبیل۔ جو۔ گندم۔ دال کی پیداوار بکثرت دیکہی گئی۔ اور جواری تو ہر جگہ پیدا ہوتی ہے۔

ماہ رمضان ہم کو ان ایام میں آیا تہا جبکہ سخت گرمی تہی۔ اور پانی جنگل میں نہیں ملتا تہا۔ سو ان ایام میں تو ہم روزہ نہیں گذار سکے۔ واپس ہو کے جو کہ اب آخر میں ان کی قضا کر دی ہے۔

ہمیں اپنی عزیز بہن کی وفات کی خبر سفر میں ملی تہی وہ میرے باپ کی بڑی پیاری لڑکی تہی۔ فارسی نوشتخواند جانتی تہی۔ ہم اپنے باپ کی دو اولاد ہیں۔ ایک میں اور ایک میری بہن۔ ہاں اب میرا ارادہ زیادہ سفر کا نہیں اپنے ضعیف العمر باپ کی خدمت کرونگا۔ اور اس سال حج بیت اللہ کو معہ انکے جاؤنگا۔

دہوپ کی طپش کی سخت تکالیف اٹہائی ہیں۔ الحمد للہ کہ بیمار نہیں ہوئے۔ ہمارا ایک ہمراہی راستہ میں فوت ہوا۔

اب کی دفعہ دس گیارہ ہزار رطل (پونڈ) ہاتہی دانت لایا ہوں کوئی ۹۰ ہزار (یعنے دس ہزار کم ایک لاکہہ) روپیہ کی مالیت کا ہوگا۔ کل خرچ ہمارا اس سفر میں بیس ہزار روپیہ ہوا ہے۔ ہم چار حصہ دار ہیں۔ ہمارے ساتہہ گائے اور بکری کا جو گلہ تہا۔ اسکو چونکہ لگو لو سے آگے لانے کی اجازت نہ تہی۔ اسلئے رستہ میں فروخت کر آئے۔ گدہے بہت سارے تہے۔ راستہ میں محکمہ جنگی کے افسر نے ۱۲ ہزار روپے کو مول لیئے۔ مجہے چک دیا ہے۔ ممباسہ جاکر روپیہ وصول کر لونگا۔ حبشستان کے قریب ہمنے گدہا ایک ایک دو دو روپیہ کو خریدا۔ روپیہ نہیں دیا۔ لوہے کی تار۔ جیسی تار خبر کے کہمبوں پر ہوتی ہیں۔ وہ ایک اور دو روپیہ کی قیمت کی انکو دیں۔ وہی ہم ممباسہ سے ہمراہ لیگئے تہے۔ یہاں فی گدہا ایکسو بیس روپیہ پر فروخت ہوتا ہے۔ اور قریباً اسی نرخ پر ہم بیچ دی آئے ہیں۔"

اس خط کے اندر وہ گفتگو ہے جو ہمارے اور ہمارے دوست تاجر کے درمیان فارسی زبان میں ہوئی۔ اب ہم تجارت وطیاری قافلہ اور جنگل میں گذران کا طریق بدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

ممباسہ سے جسقدر لگیاری (قلی لوگ) سفر کے لئے داخل کیے جاتے ہیں۔ انکو سرکاری دفتر میں اپنا نام درج کرانا پڑتا ہے۔ اور سفر میں جسقدر عرصہ گذرتا ہو اسی لحاظ سے مختلف تعداد روپیہ کی ہر ایک لگیاری کے بدلے میں سرکار کو بطور لیسن کی دی جاتی ہے اور ۱۰ روپیہ یا اس سے کم وبیش تنخواہ ماہواری فی لگیاری بہی دیجاتی ہے۔ تاجر لوگ شہر میں سے اسباب مثل لوہے پیتل اور تانبہ کی تار اور مختلف قسم کے کانچ کے موتی اور ریت اور کپڑا خاص مستعمل کا جنکا نام امرکنی۔ کنبکی۔ دو رنگی وغیرہ ہے خریدتے ہیں۔ ہر ایک لگیاری کو اسکے اپنے سامان کے سمیت کل ۷۵ پونڈ وزن کا بوجھ اٹہانے کی اجازت سرکار کی طرف سے ہے۔ اگر اس سے زیادہ تاجر اٹہوائے تو وہ جرم گنا جاتا ہے۔ اور سرکار کی طرف سے ہر سو میل کے فاصلہ پر ایک صاحب افسر ضلع تعینات ہیں۔ ان کا اختیار ہے کہ لگیاریوں کے بوجہہ کا امتحان کریں۔ اور اگر انپر ظلم کے طور پر مقررہ وزن سے زیادہ ہو تو تاجر کو اس امر کے لئے تنبیہ کریں۔ یا اگر کوئی شکایت لگیاریوں کی ہو تو اسکو رفع کرا دیں۔ وغیرہ۔

یہہ سب سامان لیکر تاجر کا قافلہ چلتا ہے۔ اور حفاظت جان کے لئے انکے ساتہہ گولی بارود بندوقیں ہوتی ہیں۔ جنگلوں میں پہرتے ہوئے تاجر مختلف اقوام سے تبادلۂ مال کرتا پہرتا ہے۔ اور اسطرح جنگل میں سے وہ ہاتہی دانت۔ گینڈے کا سینگ خرید کر پہرتے ہیں۔ جنگلی لوگ تاروں اور موتیوں اور کپڑے کے معاوضہ میں ہاتہی دانت اور سینگ وغیرہ اشیاء دیدیتے ہیں اور اسی مال کے ذریعہ سے تاجران جنگلی اقوام سے جوار مکئی۔ باجرہ۔ بکری وغیرہ خرید کر اپنی گذران کرتے ہیں۔

یوگنڈا کے باشندے کوڑیوں کو پسند کرتے ہیں چنانچہ وہاں کل تجارت کوڑی کی ہے۔ سرکاری خزانہ میں کوڑیاں جمع ہیں۔ اور ایک روپیہ کی سو۔ دو سو۔ ساٹہہ۔ اسی کے حساب سے موافق آمدنی کے بکتی ہیں۔ جنکو ان سے خریدنا ہو وہ کوڑیاں خریدے اور پہر ان سے بکری۔ دودہ۔ دانت وغیرہ سب اشیاء خرید سکتا ہے۔ رات کو وقت جنگلی درندوں سے بچنے کے لئے ہر ایک قافلہ آگ جلاتا ہے۔

یوگنڈا ریلوے ۲۰۰ میل تک طیار ہو گئی ہے اور کرایہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ کرایہ مسافر ہر سو میل کے لئے فی کس [illegible] درجہ سوم۔ [illegible] درجہ دوم۔ [illegible] درجہ اول۔ رعایت اسباب ہمراہ مسافر اول درجہ میں ۱۵۰ پونڈ۔ دوم درجہ میں ۱۰۰ پونڈ۔ سوم درجہ میں [illegible] پونڈ۔ کرایہ باربرداری ایک میل سے ۲۵ میل تک فی ہنڈرڈ ویٹ [illegible]

[illegible]

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + لعل دُرِّ یتیم سے بڑھکر +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار داسناد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کرسکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرمانہ لو۔ صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا رکو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کردیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سوم) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ نیا بین معتبر شخص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست دیرچہ تشخیص لا ولدی مفت طلب کر منگوائیے۔ جن لاولدوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوسکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا صاحب مختار خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

	نام مرض			نام مرض			نام مرض			نام مرض	
۱	جس کے اولاد نہو۔	۵ه	۱۰	قولنج و دردی۔	صر	۱۹	لقوہ۔	عه	۲۸	نل اترنا۔	صر
۲	جسکی ہوا لا دچھوٹی مرجاوے۔	صر	۱۱	سوزاک۔	صر	۲۰	بھگندر۔	ـه	۲۹	طول و عرض و عمق و دایہ۔	عصر
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صر	۱۲	سرعت۔	عه	۲۱	ناسور۔	عه	۳۰	خضاب سالانہ۔	عه
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہ کا گرجاوے۔	صر	۱۳	جریان۔	صر	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	۵ر	۳۱	نزلہ و زکام۔	عه
۵	کمزوری۔	۵ه	۱۴	غلط کاری۔	صر	۲۳	اودھرنگ۔	عه	۳۲	تسہیل ولادت	عه
۶	مرگی۔	صر	۱۵	گنٹھیہ۔	صر	۲۴	ضیق النفس۔	۵ه	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عه
۷	تپ دق۔	۵ه	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صر	۲۵	لیپ۔	صر	۳۴	بخار تیجہ و چوتھائیہ و روزانہ۔	عه
۸	ضعف باہ۔	صر	۱۷	ضعف بصر۔	صر	۲۶	آتشک۔	عه	۳۵	ضعف ہضم۔	عه
۹	ضعف جگر۔	عه	۱۸	سبل۔	عه	۲۷	آتشک کل بدن۔	عه	۳۶	سرسام	عه

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں +

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ڈاکٹری یونیورسٹی کے سند یافتہ ریجیو ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے - خالص ممیرہ فی ماشہ عنہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکرگذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بہ عہد ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی باری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان -

۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کی سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو اہلسنگر الائنس بنک میں بتاریخ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل برفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کی مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ؎ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو ہمارا ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم حصہ دار منسلک اوپر آچھا کر مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں ہیں۔ پوری تعداد مستقل جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا غبن معلوم ہو فوراً واپس کردو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنے سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازاربند پیراکمر۔ پیچ بند وغیرہ ہر قسم اللہ قیمت کی ۲/۱ عہ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پہننے ہوئے لیکر عہ روپیہ تک۔ پیچ ۲ سے روپیہ سے لیکر صہ روپیہ تک۔

۳۔ سرمولات میں ڈھے جس قسم کے چاہیں ڈالے جائیں گے

۴۔ روپائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ ہماری فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام مع پتہ صاف صاف خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں ہمارے پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند

احمدی میکینکس

کٹرہ بانگرسنگھ متصل مسجد امرتسر پنجاب

عجیب و غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافات عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول (دیجز اوف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ

اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلےٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا تزاد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہا۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی بلنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل یورپین میسٹنگز اور مس موتا کا عشق۔ تمام انسانی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آر معنا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جابجا آیات قرآنی [illegible] دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر [illegible] ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات میں۔ کیفیت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سالہ عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری بھیجیں۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲/

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل دیب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلایل ہیں قیمت عہ

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت عہ/

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۱۰/

منہ العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰/

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ۔ ۔ ۴/

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدر آباد دکن کی تالیف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/

مترجم دود تاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴/

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۸/

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمتہ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اُس کے متعلقات کے ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پُر مضامین اور پُر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۴/

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیے اور مصنف کو داد دیجیے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ وصل علیٰ قیمت ۔ ۔ ۳/

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس

امرتسر کے نام

ہوں۔

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام ٭٭)

مخدومی مکرمی اخویم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!
عنایت نامہ پہنچا۔ بلاشبہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سے عشق پیدا ہونا اور اہل اللہ کے ساتھ حب صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص اور مخلص بندوں کو ملتی ہے۔ اور دراصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے۔ اور یہی ایک تخم ہے جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوت ایمانی کا پیدا ہوتا ہے۔ اور محبت ذاتیہ اللہ جل شانہ کا پھل اس کو لگتا ہے۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت جو راس الخیرات ہے عطا فرمائی۔ پھر بعد اس کے جو کسل اور قصور بجا آوری اعمال حسنہ میں ہو وہ بھی انشاء اللہ القدیر ان حسنات عظیمہ کی جذب سے دور ہو جائیگا۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے جیسے آپ کے اخلاص نے بطور خارق عادت اسی زمانہ کے ترقی کی ہے۔ ایسا ہی جوش حب للہ کا آپ کے لئے اور آپ کے ساتھ بڑھتا گیا ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس درجہ اخلاص میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہو۔ اسلئے اکثر لوگوں کے دلوں پر جو دعوے تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قبض وارد کی۔ اور آپ کے دل کو کھول دیا فھذا فضل اللہ ونعمۃ یعطی من یشاء ویھدی من یشاء ویضل من یشاء

حامد علی سخت بیمار ہو گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسکو دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ جس وقت آپ تشریف لاویں اگر حکیم فضل الدین صاحب و مولوی عبد الکریم صاحب بھی ساتھ تشریف لے آویں تو بہت خوب ہوگا۔ آنمخدوم اپنی طرف سے ان دونوں صاحبوں کو اطلاع دیں کیونکہ گاہ گاہ ملاقات ہونا ضروری ہے۔ زندگی بے اعتبار ہے۔

والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۹؍جولائی ۱۸۸۹ء

خطبۂ موعظت

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے یکم شوال ۱۳۱۶ھ بروز عید الفطر پڑھا

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا۔ ولا یقبل منھا عدل ولا تنفعھا شفاعۃ ولا ھم ینصرون ..

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک۔ ہمارا خالق ہمارا رازق کثیر اور بے انتہا انعام دینے والا مولا فرماتا ہے۔ کہ میری نعمتوں کو یاد کرو۔ انسان کے اندر قدرت نے ایک طاقت ودیعت رکھی ہے کہ جب کوئی اُسکے ساتھ احسان کرتا ہے۔ تو اُسکے اندر اپنے محسن کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا اور ایسا ہی اُس آدمی سے اُسکے دل میں ایک قسم کی نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے اُسکو کسی قسم کی تکلیف یا رنج پہنچے۔ اور یہ ایک فطرتی۔ اور طبعی تقاضا انسان کا ہے۔ پس اسی فطرت اور طبیعت کی لحاظ سے اللہ تعالیٰ اس مقام پر فرماتا ہے کہ اللہ کریم کے احسانوں کا مطالعہ کرو۔ اور ان کو یاد کرکے اُس محسن اور منعم کی محبت کو دلمیں جگہ دو۔ اُسکے بیشمار اور بےنظیر احسانوں پر غور تو کرو کہ اُسنے کیسی منور اور روشن آنکھیں دیں جن سے وسیع نظارہ قدرت کو دیکھتے اور ایک حظ اُٹھاتے ہیں۔ کان دیئے جن سے ہر قسم کی آوازیں ہمارے سننے میں آتی ہیں۔ زبان دی جس سے کیسی خوشگوار اور عمدہ باتیں کہکر بجائے خود خوش ہو سکتے ہیں۔ ہاتھ دیئے کہ جن سے بہت سے فوائد خود ہم کو اور دوسروں کو پہنچتے ہیں۔ پاؤں دیئے کہ جن سے چل پھر سکتے ہیں۔ پھر ذرا غور تو کرو کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ ادنیٰ سا احسان بھی کرتا ہے تو وہ اوسکا کسقدر ممنون ہوتا ہے۔ اور ہر طرح سے اُس احسان کو محسوس کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے احسان جو کل دنیا کے احسانوں سے بالا اور بالاتر ہیں اور جو سچ پوچھو تو وہ احسان بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کے احسان ہیں۔ جسنے یہ توفیق عنایت فرمائی۔ کوئی کسی کو نوکر کرا دیتا ہے۔ یا دعوت کرتا ہے یا کپڑا دیتا ہے۔ یہ سوچو تو سہی کہ اگر خداداد طاقتیں نہوں تو ہم کیا سکھ اُن سے اُٹھا سکتے ہیں؟ دعوت میں عمدہ سے عمدہ اغذیہ اور کھانے کے سامان ہوں۔ لیکن اگر معدے کا مرض ہو یا پیٹ میں درد ہو تو وہ کھانے کیا لطف دلسکتے ہیں اور اُن سے کیا مزہ اُٹھایا جاسکتا ہے؟ عمدہ سے عمدہ چیز بجز فضل الٰہی فائدہ اور سکھ نہیں دلسکتی۔ یہ روشنی جس سے ہزارہا سکھ اور فائدے پہنچتے ہیں۔ کس نے دی ہے؟ اُسی نے۔ جو نور السموات والارض ہے۔ ہوا۔ پانی کسنے عطا فرمایا؟ اُسی منعم حقیقی کی نعمتوں اور برکتوں کا ایک شعبہ ہے۔ سرسبز کھیت اور باغوں میں پھل لگانا اُسکی نوازش اور عنایت ہے۔ غرض کُل دنیا کی نعمتوں سے جو انسان مالا مال ہو رہا ہے یہ اُسکی ہی ذرہ نوازیاں ہیں۔ جسمانی نعمتوں اور برکتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک عظیم الشان نعمت روح کے فطرتی تقاضے کو پورا کرنے والی

نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ کیا ہے یہی اُسکا پاک اور کامل کلام ہے جس کے ذریعے سے انسان ہدایت کی راہ اور مصفا راہوں کیسے مطلع اور آگاہ ہوا۔ اور ایک ظلمت اور تاریکی کی زندگی سے نکلکر روشنی اور نور میں آیا۔ ایک انسان دوسرے انسان کی باوجود ہمجنس ہونیکے رضا سے واقف نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کی رضا سے واقف ہونا کسقدر محال اور مشکل تھا۔ یہہ خدا تعالےٰ کا احسان عظیم ہے کہ اُسنے اپنی رضا کی راہوں کو بتلانے اور اپنی درار اور امرضیوں کو ظاہر کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قایم فرمایا۔

انسان دنیا کے عجائبات اور خداداد چیزوں میں غور کرکے سکھ پاتا ہے۔ لیکن وہ ابدی اور دائمی خوشی جو خود اللہ تعالےٰ ظاہر کرے کیسی سچی ہوگی۔

کسقدر کاوش اور تکلیف سے جسمانی سکھ حاصل کرنے کے لئے انسان کپڑا اور غذا بہم پہنچاتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ کپڑا پھٹ جاتا ہے۔ اور غذا کا فضلہ باقی رہجاتا ہے۔ روحانی نعمتیں ابد الآباد کی راحتیں ہیں۔ دنیا میں۔ مرنے میں جنت میں حشر و نشر میں ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض خدا تعالےٰ کے دئے عجیب انعامات سے انبیاء اور رُسل کا بھیجنا ہے۔

گذشتہ ایام میں چونکہ رستے صاف نہ تھے۔ تعلقات باہمی مضبوط نہ تھے۔ اسلئے ایک ایک قوم میں نبی اور رسول آتے رہے۔ جب مشرق اور مغرب اکٹھا ہونے لگا۔ خدا کے علم میں وہ وقت خلط ملط کا آگیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا انبیاء علیہم السلام اور جسقدر رسول آئے فرداً فرداً قوموں کی اصلاح کے لئے آئے۔ اُن کا جامع اور رسالتوں کی تمام پاک تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے۔ جو جامع اور مہیمن کتاب ہے۔ فیھا کتب قیمة فرمایا۔

پھر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے لئے یہہ ایک مشکل پیش آتی تھی کہ اُن میں کوئی خلیفہ اور کوئی یاد دلانے والا نہ ہوتا تھا۔ اسلئے لوگ بےخبر ہو جاتے تھے۔ اور قوم پھر جاتی تھی۔ مگر مولا کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ الٰی یوم القیامہ وسیع کر دیا ہے۔ اور آپ ہی کا دعویٰ انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کا ہے اور ایسی مضبوط کتاب آپکو عطا فرمائی۔ ممکن تھا کہ لوگ بےخبر رہتے۔ اُسکی حفاظت کا انتظام بھی خود ہی مولا کریم نے فرما دیا۔ جیسے ظاہری حفاظت کیلئے قرآء اور حفاظ ہیں۔ ایسی ہی باطنی تعلیم کے لئے ایک سامان مہیا فرمایا۔ ہزاروں مذاہب اسوقت دنیا میں نظر آئینگے تعجب۔ دیکھا گیا تو انبیاء علیہم السلام کا ہی مذہب بیہودہ پایا۔ کوئی درختوں کی پوجا کرتا ہے۔ کوئی پتھروں کے آگے سر جھکاتا ہے

افسوس انسان حیوان اور بیجان پتھروں کی پرستش کرتا ہے۔ اور پھر ایک اپنے جیسے کہانے پینے محتاج اور ناتوان انسان کو معبود مانتا ہے۔ ایسی صورت میں توحید کا پاک چشمہ مکدر ہو چکا تھا۔ اور قریباً توحید پرستی کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اُس پاک چشمہ اور مبارک سلسلہ توحید کو قایم کیا اور پھر اُسکی تکمیل کی۔ ہر ایک قسم کی گندی اور ناپاک بت پرستی کو دور کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کے سوا اُسکے کسی اسم کسی فعل اور کسی عبادت میں غیر کو شریک کرنا۔ یہہ شرک ہے۔ اور تمام بھلے کام اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے کرنے اُسکا نام عبادت ہے۔ لوگ مانتے ہیں کہ کوئی خالق خدا تعالےٰ کے سوا نہیں۔ اور یہہ بھی مانتے ہیں کہ موت اور حیات خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں اور قبضہ اقتدار و اختیار میں ہے۔ یہاں کر بھی دوسرے کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ عبادت الٰہی کو چھوڑکر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے روزوں کو چھوڑکر دوسروں کے روزے رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی نمازوں کی پرواہ نکرتے ہوئے غیر اللہ کی نمازیں پڑھتے ہیں اور اُن کے لئے زکوٰتیں دیتے ہیں۔ اون ادیان باطلہ کی بیخ کنی کے لئے اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ انسان کی اوسط عمر ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ پس اس عمر کا انسان پہلی صدی کے حالات تو پہچان سکتا ہے۔ - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - یہہ احسان ہے اللہ تعالےٰ کا جو اسلام سے مخصوص ہے کہ بھولی بسری متاع اللہ تعالےٰ جیسے وقت ہوتا ہے۔ اُسکے لحاظ سے اُسکا یاد دلانے والا بھیجدیتا ہے۔ یہہ انعام ہے یہہ فضل اور احسان ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے تھے اور جسکی ضروری کاموں میں سے ایک یہہ تھا۔ کہ کوئی شخص خدا تعالےٰ کی ذات کے سوا نہ کوئی ہمارا خالق نہ رازق نہ اُسکے سوا علیم۔ نہ محیی۔ نہ ممیت نہ سکھ دکھ دینے والا ہے۔ بلکہ صرف خدا ہی ہے۔ جو سب کام کرنے والا ہے۔ سجدہ رکوع۔ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا ہو پکارنا ہو۔ یہہ سب کام اللہ تعالےٰ کے سوا اُنہوں کیلئے یہہ باتیں اصول ایمان تھیں جو ہم کو سکھائی گئیں۔ ملائکہ۔ کتاب اللہ۔ رسل۔ جزا و سزا پر ایمان لانا۔ تقدیر۔ خیر و شر پر ایمان لانا۔ اپنے سب اعضاء رضائے الٰہی بلکہ صرف

خدا ہی ہے جو سب کام کرنے والا ہے۔ - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - - -

ملائکہ پر ایمان لانا اللہ تعالےٰ کی کتابوں۔ اُسکے پاک رسولوں کو ماننا اور جزا و سزا پر ایمان لانا۔ اور اس امر کا ماننا کہ ہر چیز کا اُسنے اندازہ کیا ہے۔ یہہ ایمان کے اصول ہیں کہ اپنے سب عقاید کو رضائے الٰہی میں لگا دینا ایک سچے مومن کا کام ہے۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا اپنے مال میں سے ایک معین حصہ یعنی زکوٰۃ کا ادا کرنا۔ یتیموں مسکینوں اور رشتہ داروں کی خبر گیری کرنا۔ رنج و راحت۔ بیماری۔ تندرستی۔ دُکھ سکھ غریبی۔ امیری۔ مقدمہ۔ مقابلہ۔ عہد۔ لیٰہ۔ صلح۔ عداوت میں خدا تعالیٰ کی رضا کو ہاتھ سے نہ دینا۔ یہہ اصول یہہ پاک اور مبارک اصول ممکن تھا کہ بھول جاتے۔ جسطرح اور قومیں اپنی کتابیں کھو بیٹھیں۔ لیکن یہہ خدا تعالےٰ کا فضل اُسکا کمال احسان ہوا کہ ایمان۔ عقاید۔ اخلاق فاضلہ کے سکھانے کے لئے اور اصلاح نفس اور تہذیب کے لئے وہ وقت پر اور عین ضرورت کے وقت پر اپنے پاک بندے پیدا کرتا رہتا ہے۔ بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو اُن بیدار کرنے والوں کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ اور بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو خبر تو ہوتی ہے مگر وہ اپنی کسی خطا کاری کے بُرے نتیجے کیوجہ اُسکو شناخت نہیں کر سکتے۔

غرض اس آیت میں خدا تعالےٰ اُس فطرت کے لحاظ کر جو انسان میں ہے ارشاد فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو۔ جو میں نے تمپر کی ہیں وانی فضلتکم علے العالمین بنی اسرائیل کو کہتا اور مسلمانوں کو سناتا ہے کہ اور میں نے تم کو دنیا پر ایک قسم کی بزرگی عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالےٰ کے حکموں پر چلنے والا آسانی اور پاک علوم سے دلچسپی رکھنے والا جیسی زندگی بسر کر سکتا ہے اُس سے بہتر اور افضل وہم میں بھی نہیں آسکتی۔ منافق کا نفاق جب ظاہر ہوتا ہے تو اُسکو کیسی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ جھوٹ بولنے والے کے جھوٹ کے ظاہر ہونے پر وعدہ خلافی کرنے والے کے خلاف وعدہ پر اُن کو کیسا دُکھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے مذہبی حیثیت سے اپنے پاک اور ثابت شدہ متین اور روشن عقاید اور اصول مذہب کے لحاظ سے کل دنیا پر فضیلت رکھتے ہیں۔ کیا خدا تعالےٰ کی حضور کوئی منصوبہ جوڑ سکے نفاق ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ خدا تعالےٰ مخفی در مخفی ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے۔ اُس جگہ کی حضور نفاق کام نہیں آسکتا۔

بلکہ من جاء بقلب سلیم کام آتا ہے۔ سلامتی ہو۔ انکار نہو۔ خدا سے سچی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور خیر خواہی ہو۔ امر بالمعروف کرنے والا اور ناہی عن المنکر ہو۔ بدی کا دشمن راستبازوں کا محب ہو۔ خدا تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ نہو۔ یہ منشاء اسلام ہے۔ پس یاد رکھو کہ عقاید کے لحاظ سے دنیا میں بے نظیر چیز اسلام ہے۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ ایمان کے لحاظ سے۔ اعمال کے لحاظ سے دنیا میں کوئی مذہب اسلام سے مقابلہ نہیں کرسکتا۔ مگر میں یہہ بھی ساتھ ہی کہونگا کہ اسلام ہو۔ دعوے اسلام نہو۔ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن کا مصداق ہو۔ ساری توجہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف لگا دیوے۔ اور ایسے طریق پر کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یا کم از کم اتنا ہی ہو کہ اس بات کو کامل طور پر سمجھے کہ خدا مجھکو دیکھ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انعام کو یاد کرکے سا دیکھو دیکھکر کہ کیسی کتاب۔ کیسا مذہب اس نے عطا کیا ہے۔

دنیا کے مذاہب کی حفاظت کے لئے موید من اللہ نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بہیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعا اور علاج کے مانگنے والا۔ خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان۔ شرارتوں اور عداوتوں کے بد نتایج سے آگاہ۔ بہلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بیخبری ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں سے کبھی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کریگا۔ جن کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے۔ یہہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اُس انسان کو کیونکر پہچانیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اُسکی شناخت کے لئے ایک نشان منجملہ اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے یہہ مقرر فرمایا ہے کہ لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم۔ خدا فرماتا ہے کہ یہہ ہے مامور کی شناخت کیا ہے۔ اوسکے لئے ایک تو یہہ نشان ہے۔ کہ وہ بہولی بسری متاع جس کو خدا تعالیٰ پسند کرتا ہے اُس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے جونک اُٹھیں۔ اور اُسے چہوڑ دیں۔ اُسکو پورا کرنے کے لئے اُسکو ایک طاقت دیجاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے اُس بات کے قایم کرنے کے لئے جسکے لئے اُسکو بہیجا ہے۔ قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا جبتک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں پیدا آتی ہیں مگر

اللہ تعالیٰ نے اُن سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے۔ اور دُور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اُسکی راستبازی اور شناخت کا یہہ ہے۔

اب ذرا ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو جب آپنے دعوت حق شروع کی تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تہا۔ بازو بڑے مضبوط نہ تہے۔ حقیقی بہائی کوئی نہ تہا۔ ماں باپ کا سایہ بہی سر سے اُٹھ چکا تہا اور ادہر قوم کو دلچسپی نہ تہی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تہی مگر خدا کے لئے کہڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جسقدر ممکن تھے دُکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندہے قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تہا جو اُنہوں نے نکیا۔ مگر کس کو نیچا دکھنا پڑا۔ آپ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تہا آخر کس کے ماتحت ہوا۔ اُس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دُور تہی توحید پہنچادی اور نہ صرف پہنچادی بلکہ مبدا کی خوف کے بعد امن عطا کیا۔ اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کی قوم جاہلیت میں بہی چہوٹی تہی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بہی نہ تھے۔ پہر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اُسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تہا اُسکو بہی حکم دیدیا کہ شام کو چلے جاؤ اگر اسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ ۲۰ ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اُٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ رہا تہا۔ سب کچھ ہُوا۔ پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا۔ کہ رافضی بہی گواہی دیتے اُٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو خوف کی وجہہ سے ساتھ ہونا پڑا کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہوگئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا کیوں اسلیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تہے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ اُسکے ہاتھ کا تہامنا یہہ دکہلا دیتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ یاد رکہو جسقدر کمزوریاں ہوں۔ وہ سب معجزات اور الٰہی تائید میں ہیں۔ کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیا کام کرتی ہے۔ امیر دولت کے گھمنڈ سے مولوی علم کے گھمنڈ سے۔ کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتا ہو تو

خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اُنکے پاس سرمایۂ علوم اور سفر کے وسایل نہیں ہوتے۔ مگر عالم ہونے کی لاف و گزاف مارنے والے اُن کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اُسکے پاس کتب خانے اور لائیبریریاں نہیں ہوتیں۔ وہ حکام سے جاکر ملتے نہیں۔ مگر وہ ان سب کو نیچا دکہا دیتے ہیں جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کے دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اُسکی مخالفت کرتی ہے۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بہائیوں کی طرح اُنکو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے۔

غرض راستباز اور مامور کی شناخت کے یہہ نشان خدا تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے انعام یاد دلاتا ہے۔ ہر ایک مخلوق مخلوق ہونے اچھی قوم میں پیدا ہونے کو دیکھو۔ مگر اسمیں شبہہ پڑیگا کہ اور بہی شریک ہیں۔ پہر عقاید کو دنیا کے مقابلہ میں رکھو۔ میں نے مذاہب کو بے تعصب ہو کر ٹٹولا ہے۔ بت پرستوں آریوں۔ برہموؤں کو دیکہا ہے جب ہم ایک خدا کے عقیدہ کو پیش کرتے ہیں تو کوئی مذہب بہی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ مانتا ہو۔ یہہ فخر اسلام اور صرف اسلام کو ہے۔ اسکے ساتھ کیا کوئی عقیدہ مل سکتا ہے۔ پہر انبیاء کو جنہوں نے چہوڑا۔ اور اپنے عقلی ڈہکوسلوں سے جو خدا پانا چاہتے ہیں وہ ایک گڑہے میں گر رہے ہیں۔ ایک مشہور برہمو لیکچرار نے نہایت جوش سے اپنے لیکچر میں کہا کہ اے خدا! میں ہندوستانیوں کو تیرے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ مگر وہ نہیں آتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اُسکا یہہ فقرہ سنکر میں دعا میں گر گیا۔ اور دعا کی کہ اے خدا تو میرے دل کو کھولدے پہر میں استقلال سے اوپر آیا اور کہا کہ میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپنے فرمایا کہ میں ہندوستانیوں کو خدا کی حضور پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں تیار ہوں۔ مگر آپ اتنا فرماویں کہ کیا آپ یقیناً یقیناً مجھے اُسکی حضور پہنچا دینگے۔ چونکہ اُسکا انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان نہ تہا۔ گہبرا گیا۔ اور بولا کہ آجتک کی تحقیقات کے بہروسے پر پہنچا سکتا ہوں۔ مگر کل معلوم نہیں کہ کیا جدید بات پیش آوے لہذا یقیناً نہیں۔ اسپر میں نے کہا کہ ایک شخص ایک دعوے اور کامل شعور اور بہروسے سے کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی حضور یقیناً پہنچا سکتا ہوں تو پہر اُس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے یا آپ کی طرف۔ اُسکو شرمندہ ہو کر

کیسا بڑا اکرام ہے اسکو ہی مانو!!! وہ شخص جو کامل بہرہ سے اور پورے یقین اور شعور سے خدا تعالیٰ تک پہنچانیکا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُسنے پہنچا دیا اور پہنچاتا ہے۔ اور پہنچا دیگا۔ وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیا وہ جو کہتے ہیں کہ دو ارب سال گذرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو کتاب دی۔ اور وہ آجتک ایک ہی ترجمہ پیش نکر سکے۔ اور اُسپر بھی وہ اُسے کامل کہتے ہیں۔ کیا اُن کو شرم نہیں آتی؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان چند سال کے اندر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو مشرق اور مغرب میں پہنچا دیا۔

غرض انسان خوب مطالعہ کرے کہ اسلام سے بڑھکر نعمت اور عزت و شرافت کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں۔ آدمیوں کے انتخاب سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنینگے۔ اب اس زمانہ کے منعم علیہ پر غور کرو۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ مفسد، بازاور مشرک ہے۔ عبادت میں سُست ہے۔ بھلا ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک عابد اور موحد خدا کا پرستار کہلانے والا ممکن ہے ریاکار ہو مگر اللہ تعالیٰ اُسکے خلوص نیت اور صدق کو اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ثابت کر رہا ہے۔ پھر یہہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ خوف کے وقت ہی وہ پرستار الٰہی ہو۔ نہیں! نہیں!! وہ جبکہ خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اُسوقت بھی سچا پرستار ہوتا ہے۔

الغرض ایمان بڑھانے کے لئے خدائے تعالیٰ کے انعام پر غور کرنے سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان۔ عقاید۔ اعمال۔ معاملات کے لحاظ سے بنظیر نعمت اسلام ہے۔ اور پھر مسلمانوں سے وہ فرقہ جو خلفاء راشدین کے سلسلے کو مانتا ہے۔ اُن سے بڑھکر نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُن سے بڑھکر کوئی مؤید من اللہ نہیں۔

انسان اکیلی کتنا زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو۔ مگر اسمیں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے تحت اعمال میں کسقدر زیادتی ہوتی ہے۔ پس یہہ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ جو خدا نے ہم کو دی ہے۔ مگر اس انعام میں اُن الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ ”دین کو دنیا پر مقدم کرونگا“ یہ بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں۔ بلکہ امام کے ہاتھ پر نہیں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کرکے خلاف کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے۔ اور بڑے عزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کرکے مومن اس بات کو سوچے کہ ایک وقت آتا ہے۔ والقوا لیوما۔ ایک وقت آتا ہے کوئی دوست آشنا اپنا بیگانہ کچھ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اُس کی بیماری کو نہیں ہٹا سکتے۔ یہہ نمونہ اسبات کا کہ یہہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ کسی کی سفارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اسلئے اُسدن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کرکے محبت الٰہی کو زیادہ کرو۔ اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو۔ کہ ”دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے“۔ رنج و راحت عسر یسر میں قدم آگے بڑھائینگے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کرینگے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کے خلاف ورزی کرتے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپکو اس سے بچائے اور صدق اخلاص اور اعمال حسنہ کی توفیق دے!!! آمین!!!

مقدمہ کے مفصل حالات

آجتک جس قدر حالات متعلق مقدمہ ہم نے شایع کئے ہیں۔ وہ بالکل مجمل تھے۔ ابتداء میں ہمارا خیال تھا کہ مقدمہ کے کل حالات حسب معمول ہم ایک پمفلٹ کے ذریعے شایع کرتے۔ لیکن ناظرین کے شدید اشتیاق نے مجبور کیا کہ بذریعہ اخبار ہی اُن کو سردست شایع کیا جاوے۔ ہاں اختتام مقدمہ پر ممکن اور ضرورت ہوئی تو کوئی مختصر سا رسالہ اسپر لکھا جاویگا۔ وہ بھی اُس صورت میں کہ اگر خود حضرت اقدس جناب امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی ضرورت سمجھی۔ اسلئے ہم کل روئداد کو مذوائد کو چھوڑ کر درج کرتے ہیں۔ مقدمہ کی تاریخ تو دراصل اُس خط سے شروع ہوتی ہوئی سمجھنی چاہئیے جو مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی نے بٹالوی کو اپنے قدیم تعلقات ہم مکتبی کی بنا پر مشتمل بر درخواست مباہلہ لکھا تھا۔ چونکہ وہ خط الحکم میں شایع ہو چکا ہے۔ اور ایسا ہی وہ اشتہارات جو بغرض مباہلہ شایع ہوئے درج ہو چکے اور ہمارے ناظرین ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار سے بھی مطلع ہو چکے جو مقدمہ ہذا کے لئے بطور بنا کے قرار دیا گیا ہے۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر ۳ دسمبر ۱۸۹۸ء کو محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے ایک رپورٹ ارسال کی۔ اور محمد حسین نے ۵ دسمبر کو ایک درخواست حصول لائیسنس اسلحہ کی بمقام گورداسپور پیش کی۔ جس سے مقدمہ کی بناء قایم ہوئی۔

پس ہم اُس وقت سے لیکر کل حالات مقدمہ نقل مسل سے لیکر شایع کرتے ہیں۔ وھوہذا

نقل مسل فوجداری

مقدمہ

سرکار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی

باجلاس مسٹر جے۔ ایم۔ ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ زیر تجویز۔ نمبر بستہ قادیان۔

نمبر مقدمہ ۱/۲ جرم ۱۰۷۔ ضابطہ فوجداری

رپورٹ خاص ۲ تھانہ بٹالہ } جناب عالی! مرزا غلام احمد ساکن قادیان و مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کے باہم ایک عرصہ سے تکرار مذہبی چلا آتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی تائید اور مخالف کی تکذیب میں تحریرات دیگر چھاپہ و قلمی جاری کرتے رہتے ہیں۔ اور جوش مذہبی کے بہانہ سے ایسے اشتعال بخش الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے اُن کے دیکھنے والا اُن کی جماعت کہ مریدان و معتقد آمادہ بفساد ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ہر دو کے حالات سابق وقتاً فوقتاً بذریعہ رپورٹ ہائے خاص گذارش بحضور ہوتی رہی ہیں۔ دونوں نے یہہ طریقہ محض اپنی نام آوری اور فائدہ ذاتی کیواسطے اختیار کیا ہوا ہے

کہ ان کی عزت اور فریق مخالف کی ذلت اُن کی جماعت میں پیدا ہو۔ اور اُن کے واسطے علاوہ شہرت کے دنیاوی فائدہ پہنچے جیسے کہ اب تک بذریعہ منی آرڈر وغیرہ رقومات کثیر پہنچ رہی ہیں۔ حال میں میرزا غلام احمد قادیانی نے مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ سے درخواست کی کہ وہ فیصلہ بحث مذہبی کا بذریعہ مباہلہ کرے۔ (یہہ اسلام میں ایک طریقہ دعا کا واسطے فیصلہ مبنی بر اللہ کے ہے۔ اور فریق کاذب پر اس فیصلہ کی رُو سے عذاب نازل ہوتا ہے)

مولوی محمد حسین نے مباہلہ تو منظور کیا۔ مگر میعاد نازل ہونے عذاب کی بجائے ایک سال مقررہ مرزا غلام احمد کے تین روز کے اندر اندر مقرر کی اور مرزا غلام احمد کیطرف سے بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین کو ۸۲۵ روپیہ انعام دیا جانا مقرر کیا گیا۔ بجواب اسکے ایک شخص سید ابو الحسن تبتی وارد کوہ شملہ سنبھولی نے ایک اشتہار تاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو دیا کہ بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین بٹالہ کے تحریر کیا کہ مرزا غلام احمد کا مونھ کالا کیا جاوے۔ اُسکو ذلیل کیا جاوے اور اُس رسوائی کے بعد اُسکو گدہے پر سوار کرکے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا جاوے اور بجائے دینے انعام ۸۲۵ روپے کے صرف ۸۲۵ جُوتے اُن کے سر پر لگائے جاویں وغیرہ وغیرہ۔ اور اس اشتہار پر ملا محمد بخش لاہوری نے اپنی طرف سے کچھ نوٹ ایزاد کیئے۔ جو درج اشتہار منسلکہ ہیں اور اس پر نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اس اشتہار اور نوٹوں کی بابت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُسکی جماعت خیال کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ نے بنام نہاد دوسرے شخص کیطرف سے یہہ اشتہار دلایا ہے۔ اور اب مرزا غلام احمد نے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار جسکا عنوان یہہ ہے۔ کہ ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ برخلاف مولوی محمد حسین و ملا محمد بخش لاہوری و ابو الحسن تبتی کے جاری کیا جس کا اخیر یہہ ہے کہ مجھکو الہام ہوا ہے کہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک یہہ تینوں اشخاص ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ اور اُس میں جو اُسنے دُعا کی۔ اور جو اُسکا جواب بذریعہ الہام کے معلوم ہوا اردو و عربی میں تحریر کئے ہیں۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کو سخت اشتعال اور خوف پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہہ اشتہار اپنی سابقہ عادت کے بموجب اسکی نقصان رسانی کا انتظام میعاد مقررہ کے اندر کرکے جاری کیا ہے۔ اور اسغرض سے مولوی محمد حسین مذکور نے ایک چھری تیز دھاردار ساخت پہیرہ ضلع شاہپور خریدی ہے۔ اور ہر وقت اپنے پاس بغرض حفاظت خود رکھتا ہے۔ اور عام طور پر چھری مذکور لوگوں کو دکھلاتا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے لیکھرام کی طرح میری ہلاکت کا انتظام کرکے اشتہار جاری کیا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس پیشینگوئی کی صداقت کے واسطے وہ مجھے قتل کرائیگا۔ اسلئے واسطے اپنی حفاظت اور مقابلہ دشمن کے چھری ہر وقت اپنے ساتھہ رکھتا ہوں۔ اور یہ دونوں فریق میرے علاقہ میں آباد ہیں۔ اور اُن کے مریدوں معتقدوں کی ایک بڑی بھاری جماعت ہے جسمیں ہر طرح کے لوگ تیز مزاج وغیرہ شامل ہیں۔ اب صورت اس معاملہ کی بدانست کمترین یہانتک پہنچ گئی ہے کہ زیادہ تحمل مقتضی نہیں ہے۔ ضرور سخت اندیشہ نقض امن کا فریقین کیطرف سے ہے۔ اور اشتہارات علاوہ دلشکن و رنج دہ اشتعال آمیز کلمات فریقین کیطرف سے روزمرہ سے اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور ان کا چرچا عوام میں ہوکر ایک دوسرے فریق کی جماعت کی دلشکنی و اشتعال طبع کا باعث ہوتے ہیں۔ حضور کو یاد ہوگا کہ جب مرزا غلام احمد مقدمہ متعلقہ اس پادری ہنری کلارک صاحب بہادر امرتسر سے بری ہوا تہا تو جناب مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے زبانی اُسکو فہمایش فرمائی تہی کہ برائے آیندہ ایسے اشتہار یا پیشینگوئی جس سے نقض امن کا اندیشہ ہو نہ دیا کرے۔ کچھہ عرصہ تک مرزا غلام احمد نے اسپر عمل کیا۔ اور خاموشی رکہی۔ اب پہر اسی طرح اشتہار بازی شروع کر دی ہے۔ جو موجب نقض امن کا ہے۔ لہذا رپورٹ ھٰذا اطلاعاً ارسال حضور ہے۔ اشتہارات و اخبارات لف ہیں۔ جہاں اسکا ذکر درج ہے۔ اسپر نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اگر پسند رائے حضور ہو تو معرفت انسپکٹر صاحب اس امر کی خفیہ دریافت فرماکر فریقین کی ضمانت و مچلکہ حفظ امن کا انتظام فرمایا جاوے۔

تحریر یکم دسمبر ۱۸۹۸ء عرضی کمترین محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ

از پولیس گورداسپور اصل درخواست ھٰذا اخبارات و اشتہارات سے علیحدہ ہوکر بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھیجی جاوے اور گذارش کیا جاوے کہ سال گذشتہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے برخلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری دائر کیا گیا تہا۔ مگر کسی وجہ سے وہ رہ ہوا۔ اور کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے جنکی عدالت میں یہہ مقدمہ سماعت ہوا تہا۔ حکم دیا تہا کہ آیندہ کے لئے مرزا غلام احمد ایسی پیشینگوئی نکرے۔ مگر اب پہر مسٹر نے اس حکم کے برخلاف کرنا شروع کیا ہے جس سے اندیشہ نقض امن کا ہے۔ ہماری دانست میں مرزا غلام احمد نے کپتان ڈگلس صاحب بہادر کے حکم اور وعدہ کے خلاف کیا ہے۔ اور ضرور نقض امن کو روکنے کے لئے فریقین کا انتظام کرنا ضروری ہے فریقین کی حفظ امن میں ضمانت لینی چاہیئے۔ کاغذات ہذا بصیغۂ خفیہ مرسل ہوویں بتحریر ۱۲/۳ ۔ دستخط بحروف انگریزی

نقل درخواست

دربارہ حصول لائسنس مولوی ابو سعید محمد حسین شمولہ مسل

اجلاسی

مسٹر جی۔ ایم۔ ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

سرکار دولتمدار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابو سعید محمد حسین ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور۔

جرم زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

جناب عالی!

مرزا غلام احمد ساکن موضع قادیان نے برخلاف مظہر سایل بدیں مضمون اشتہار دیا ہے کہ مولوی ابو سعید محمد حسین کو ۱۳ ماہ کے اندر ذلت کی مار اور رسوائی ہوگی جس سے مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنی پیشینگوئی کو سچا کرنے کے لئے میری جان کو نقصان پہنچانے کی کوئی ناجائز تدبیر کریگا۔ لہذا درخواست ہے کہ مظہر سایل کو ایک پستول اور ایک بندوق کا حفاظت جان کے لئے کل احاطہ پنجاب کے واسطے لائسنس دیا جاوے۔ کیونکہ مظہر کل پنجاب میں واسطے وعظ وغیرہ ضرورتوں کے دورہ کیا کرتا ہے۔ سوائے ازاں کے اندیشہ ہے کہ اُسکی جماعت میں سے کوئی دشمن نقصان پہنچاوے۔ عرضی فدوی مولوی ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ۔ ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور

۵ دسمبر ۱۸۹۸ء۔ دستخط ابو سعید محمد حسین

از پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پیش ہوکر حکم ہوا کہ مرزا غلام احمد و مولوی محمد حسین برائے ۵ ماہ حال صدر میں طلب ہوویں۔ البتہ کاغذات کو بطور خفیہ احتیاط سے رکہی ۱۲/۵ ۹۸ء

نقل حکم

درمیانی معہ رپورٹ البتہ اجلاسی مسٹر ایف ٹی ڈکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور۔ آج پیش ہوکر حکم ہوا کہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ ھٰذا پیش ہو۔ فریقین کو فہمایش کی گئی۔ ۱۲/۱۵ ۹۸ء۔ دستخط حاکم

جناب عالی کاغذات برائے ۵ جنوری ۱۸۹۹ء پیش کرتا ہوں ۔ دستخط اہلمد ۔

نقل حکم درمیانی

(واقعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء)

اجلاسی مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

فریقین مرزا غلام احمد قادیانی اور ابو سعید محمد حسین تعمیل اس نوٹس کی حاضر ہوئے ہیں کہ جو ہمارے جانشین نے بنام پولیس اس غرض سے جاری کیا تھا کہ انکو ۵ دسمبر کے لئے پیش کیا جاوے مقدمہ ۵ جنوری تک ملتوی کیا گیا منجملہ فریقین کے ایک فریق کے وکیل مسٹر اوڈل نے بذریعہ تار ہم سے درخواست کی ہے کہ مقدمہ ۱۱ تاریخ تک ملتوی کیا جاوے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوسرے فریق کا وکیل بھی رضامند ہے ہمنے مقدمہ کا التواء ۱۱ جنوری تک کیا ہے ۔ کیونکہ ۱۲ کو ہم دورہ میں جاوینگے ۔

ایک نقل مندرجہ ذیل حکم کی زیر دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری فریقین پر تعمیل کیا جاوے کہ مرزا غلام احمد ساکن قادیان اور ابو سعید محمد حسین کچھ عرصہ سے آپس میں سخت مذہبی مباحثہ کر رہے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ سے مباہلہ کی درخواست کیجاوے ۔ کہ اُس شخص پر ذلت پڑے کہ جو غلطی پر ہو ۔ ہر دو فریق کی تحریرات اُس حد سے باہر چلی گئی ہیں کہ جسکو مباحثہ واجب کہا جاوے ۔ ابو سعید محمد حسین کے فریق کے ایک ممبر سید ابو الحسن تبتی نے ایک اشتہار درباره مرزا غلام احمد ساکنہ قادیان کے جاری کیا گیا ہے کہ جو نہایت فحش ہے ۔ اور ایک اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں مرزا نے خداوند کریم کے پاس صرف یہی درخواست نہیں کی کہ اُس شخص کو جو غلطی پر ہو ذلیل کیا جاوے بلکہ اُسکے مخالفان پر بھی ۔ جو افواہیں لاہور میں قتل پنڈت لیکھرام کی نسبت مشہور ہوئی ہیں ۔ عام طور پر روشن ہیں ۔ خواہ وہ راست ہیں یا دروغ ۔ لیکن اُن سے مرزا غلام احمد ساکنہ قادیان کو رہنمائی ہونی چاہئیے تھی ۔ کہ وہ اس قسم کے مباحثے سے پرہیز کرے جسمیں موت کی (یا جیسا کہ مقدمہ حال میں) ذلت کی پیشگوئی اُسکے مخالفوں کی نسبت شامل ہو ۔ ہماری رائے میں یہ مناسب ہے کہ نقض امن کے روکنے کے لئے ہر دو متخاصمین مندرجہ صدر سے اُن کے اپنے مچلکے ایک ایک ہزار روپیہ کی برائے ایک سال واسطے رکھنے حفظ امن کے لئے جاویں ۔ لہٰذا حکم ہوا کہ نامبردگان ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو حاضر آویں ۔ اور وجہ ظاہر کریں کہ کیوں ایسا حکم صادر نہ کیا جاوے ۔ نقل اس حکم کی نوٹس کے ہمراہ برائے تعمیل بھیجی جاوے تجویز ۵ جنوری ۹۹ء ۔ دستخط حاکم

نقل حکم درمیانی بمقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

واقعہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور

مولوی ابو سعید محمد حسین ساکن بٹالہ و مرزا غلام احمد ساکن قادیان فریقین حاضر ہیں ۔ مسٹر ڈبلیو براؤن ۔ شیخ فضل الدین ۔ شیخ علی احمد و خواجہ کمال الدین وکلاء منجانب مرزا غلام احمد حاضر ہیں ۔ مسٹر اوڈل بیرسٹر و شیخ نبی بخش وکیل منجانب ابو سعید محمد حسین حاضر ہیں ۔ مسٹر براؤن تسلیم کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل دستاویزات اُن کے موکل نے جاری کیں (الف) اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء (؟) ۔ (ب) اشتہار مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء (؟) ۔ (ج) اشتہار مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء (؟) ۔ (د) رسالہ کشف الغطاء (؟) (ھ) اشتہار مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۹ء (؟)

نقل بیان مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ

بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

بیان مولوی محمد حسین ابو سعید ساکن بٹالہ ۔ ایک فتویٰ تکفیر کا نسبت مرزا غلام احمد ۱۸۹۰ء میں میرے اخبار میں چھپا کہ مرزا غلام احمد کافر ہے اس فتوے کے لکھنے والے مولوی نذیر حسین تھے ۔ اور اس فتوے پر اور مولویوں کی مہریں ہیں ۔ میری مہر نہیں ہے ۔ میں سائل تھا جواب اُنہوں نے دیا ۔ تب سے ہمارا مذہبی بحث اسکے ساتھ ہوتا رہا ۔ میں محمد بخش جعفر زٹلی ساکن لاہور کو جانتا ہوں اُس کے ساتھ میری کوئی خاص دوستی نہیں ۔ لیکن خط و کتابت دنیوی کام میں کبھی کبھی میری آپس کی ہوتی ہے میں لاہور میں جاتا رہتا ہوں ۔ کبھی کسی دوست کے گھر کبھی کسی دوست کے گھر رہتا ہوں اُسکے گھر میں میں کبھی نہیں رہا ۔ میرا paper اشاعۃ السنۃ وہاں چھپتا ہے ۔ فقرے جو آپ مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہ میرے اخبار کا خلاصہ ہے جو نمبر ۵ ۔ جلد ۱۸ ۔ اشاعۃ السنۃ (؟) میں ہے اور جو اشتہار محمد بخش نے لاہور میں جاری کیا اُسکے متعلق ہے ۔ اصلی اشتہار میری خبر کے کاغذ میں نہیں چھاپا ۔ مجھسے کوئی مشورہ لیا گیا ۔ اور نہ مجھسے پوچھا گیا ۔ پرچہ اشاعۃ السنۃ (ج) نمبر ۳ ۔ جلد ۱۸ میں سے جو فقرات متعلق تیسری حرکت پڑھکر سنائے گئے ہیں ۔ وہ میری خبر کے کاغذ میں درج ہیں ۔ پرچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۱۸ میں سے فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہ بھی میرے اخبار میں سے ہیں ۔ پرچہ (ح) اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۱۶ میں سے چند سطور مجھکو سنائی گئیں یہ میں نے اپنے اخبار میں چھپوائی ہیں ۔ پرچہ نمبر ۹ ۔ جلد ۱۸ اشاعۃ السنۃ میں سے جو سطریں مجھکو سنائی گئیں یہ میرے کاغذ میں چھپی ہیں میری خبر کے کاغذ میں وہ دجال اور کافر بے ایمان وغیرہ لکھا گیا ہے جیسے وہ مجھے کہتا ہے میں نے مولوی ابو الحسن تبتی کو دیکھا ہے وہ کبھی پنجاب میں رہتا ہے ۔ کبھی لاہور ۔ کبھی دلی ۔ آخیر مرتبہ میں نے اسکو لاہور میں دیکھا تھا ۔ یا قریب اسکے ۔ اور چند دن وہاں رہا اُس وقت میں نے اُس مولوی کو دیکھا تھا ۔ اشتہار مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کی نسبت میں نے کوئی مشورہ اُسکے ساتھ نہیں کیا تھا کہ جسمیں لکھا ہے کہ مونہہ کالا کیا جاوے اور گدھے پر پھرایا جاوے وغیرہ ۔ میں جانتا ہوں کہ اس اشتہار کی نسبت کوئی ذکر اشاعۃ السنۃ میں نہیں ہوا ۔ میرے پاس اس اشتہار کی نقل ڈاک میں آئی تھی ۔ اور دستی بھی ملی ۔ جب پہلے ڈاک میں میرے پاس نقل پہنچی میں نے کوئی جواب سید ابو الحسن تبتی کو نہیں لکھا ۔ اس اشتہار کی نسبت میں نے اخیر مرتبہ ۲۴ اکتوبر کو (؟) میں اسکو دیکھا تھا ۔ اُسوقت تک اُسنے مجھسے کوئی ذکر اس اشتہار کی نسبت نہیں کیا کہ میں کوئی ایسا اشتہار چھاپوں گا ۔ ۱۸۹۷ء سے ایک چھری اپنی حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھتا ہوں ۔ مجھکو یہ خوف ہے کہ مرزا غلام احمد اشتعال دلیگا ۔ میری نسبت اسی طرح سے جسطرح کہ دیگر لوگوں کی نسبت اُسنے پیشگوئیاں کیں ۔ میں نے اس خوف سے ایک بندوق اور ایک پستول کے لئے لائسنس کی درخواست ۵ دسمبر ۱۸۹۸ء کو دی تھی ۔ جو شامل مسل ہے ۔ اور میں نے وہ درخواست دیکھلی ہے عبد اللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام کی نسبت جو کچھ واقعہ ہوا اُسکی وجہ سے مجھکو خوف ہے اور بہ نسبت اشتہار (الف) مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بھی مجھکو خوف ہے ۔ دستخط ابو سعید محمد حسین

دستخط حاکم ۔

بیان ہماری مواجہہ میں تحریر ہو کر سنایا گیا ۔ سنکر درست تسلیم کیا ۔ دستخط حاکم ۔

نقل بیان مرزا غلام احمد ساکن قادیان

عبدالکریم سیالکوٹی میرا ایک مرید ہے۔ [illegible] سے مقدس
چھاپا۔ اسمیں جو چند فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے۔ وہ اس
میری پیشینگوئی کی نقل ہے جو عبداللہ آتہم کی نسبت
تھی۔ اس کا سبب یہہ تھا کہ عبداللہ آتہم نے مجھ سے
تحریری درخواست کی تھی۔ اُن کی رضامندی اور تحریری
درخواست پر میں نے یہہ پیشینگوئی کی تھی کیونکہ اُنہوں نے
اصرار کیا تھا۔ عبداللہ آتہم کی درخواست جو میرے نام تھی
وہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک شامل ہے۔ دیکھی جاوے۔ جو
[illegible] لیکھرام کی نسبت تھی۔ اور
[illegible] لیکھرام کی رضامندی سے اور اُس کی تحریری
درخواست [illegible]۔ اس خاص پیشینگوئی کی خاطر وہ پشاور سے
[illegible] بدزبانی کرتا رہا۔ اور تمام
[illegible] لیکھرام پانچ برس کے
[illegible] کی تلاشی ہوئی۔ اور
[illegible] مرنے کے بعد میں نے ایک اشتہار
جاری کیا جو مجھکو اب پڑھکر سنایا گیا۔ جب مقدمہ ڈاکٹر کلارک
صاحب کا ہوا۔ اُس میں کپتان ڈگلس صاحب نے مجھے یہہ
ہدایت دی تھی۔ اور میں نے ایک نوٹس پر دستخط کئے تھے
پنڈت لیکھرام نے ایک اشتہار اپنی طرف سے میری نسبت
دیا تھا۔ کہ تم تین برس میں ہیضہ کی بیماری سے مر جاؤگے
اور اس پیشینگوئی کو میں نے پہلے آپ شائع کیا تھا۔

دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

الحکم قادیان میں جاری ہوا ہے۔ جو اس کا ایڈیٹر
ہے۔ وہ میرے مریدوں میں سے ہے۔ اسمیں سے
جو فقرہ حرف (C) پڑھکر مجھکو سنایا گیا۔ وہ میرے مشورے
سے جاری نہیں ہوا۔ مجھکو فرصت نہیں کہ میں ایسے معاملات
دیکھ سکوں۔ میرے حالات کے لیئے میری تصانیف دیکھی جاویں
جو میری کتابوں میں ہیں۔ دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

دستخط حاکم

بیان ہمارے مواجہہ میں تحریر ہوکر سنایا گیا سنکر درست تسلیم کیا دستخط حاکم

بیان محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نمبر ۵۶ گواہ مستغاثہ باقرار صالحہ

میں بٹالہ میں ۱۸۹۳ء سے ڈپٹی انسپکٹر ہوں۔ یہہ بحث مذہبی
ان پانچ سالوں میں برابر جاری رہا ہے۔ مولوی
محمد حسین نے مجھکو چھری دکھلائی تھی۔ یہہ کہا تھا کہ
آپنے سنا ہے کہ مرزا غلام احمد نے جو تیرہ مہینے
کی میعاد کا اشتہار جاری کیا ہے۔ میں اس کو اپنی
حفاظت کے واسطے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ بوجہ
اسکے خوف کے کیا اسکے واسطے کچھ لائسنس کی ضرورت
ہوگی؟ میں نے اُسکو کہا کہ میرے خیال میں یہہ
معمولی چھری ہے۔ اور اسکے واسطے لائسنس کی ضرورت
نہیں ہوگی۔ اُسوقت مولوی محمد حسین نے یہہ بھی ذکر کیا تھا
کہ میں پستول اور بندوق کے لیئے درخواست لائسنس
کی کرونگا۔ الحکم قادیان میں چھپتا ہے۔ اور شیخ یعقوب علی
اسکا ایڈیٹر ہے۔ مرزا غلام احمد کے اہتمام میں چھپتا ہے
میرے خیال میں جو کچھ اس میں چھپتا ہے وہ مرزا کے
مشورہ اور ملاحظہ سے۔ اور اُن کی نگرانی میں چھاپا
جاتا ہے۔ یعقوب علی اُسکے مکان میں رہتا ہے۔
اُسی سے کھانا کھاتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کا جوش
بڑا اشتعال انگیز ہے۔ اور دشمنی سالہا سال سے چلی
آتی ہے۔ جب پنڈت لیکھرام مارا گیا اُسوقت بٹالہ
میں مذہبی جوش بہت تھا۔ مولوی محمد حسین جو اندیشہ
بتاتا تھا۔ میرے خیال میں وہ واقعی اندیشہ ہے۔
مجھکو اسواسطے خیال ہے کہ عام افواہ ہے کہ جو پیشین
گوئیاں کی گئیں اُن کے پورا کرنے کیلئے کوششیں
کی گئی ہیں میرے نزدیک واقعی اندیشہ ہے (جرح
مسٹر اوڑٹل پر کہا) محمد حسین کی نسبت میرے پاس کوئی
رپورٹ نہیں ہوئی۔ کہ اس سے اندیشہ ہے۔ وہ کبھی
کسی مقدمہ میں یا لڑائی میں شامل نہیں ہوا۔ یہہ دونوں
اپنی اپنی جگہہ پیشوائے اسلام سمجھتے ہیں (جرح
مولوی فضل الدین وکیل پر کہا) مرزا غلام احمد کی نسبت
کسی آدمی کی طرف سے کوئی خاص رپورٹ تھانہ میں
نہیں ہوئی کہ اسکی طرف سے خطرہ ہے۔ چند
سالوں سے مرزا صاحب ہمیشہ قادیان میں رہتے ہیں۔
مرزا صاحب کا اپنا چھاپہ خانہ قادیان میں ہے سوائے
اس الحکم کے چھاپے خانے کے۔ میرے سامنے
مرزا صاحب نے کبھی مشورہ یا صلاح کسی امر کے چھاپے
جانے کی نسبت یعقوب علی کو نہیں دی۔ میری
آمدورفت قادیان میں اکثر زیادہ رہتی ہے ہفتے
یا دوسرے ہفتے جایا کرتا ہوں۔ جو اخبار یا رسالہ کبھی کبھی کہ
منگاتا تھا تو مجھکو یہہ خبر ملتی تھی کہ مرزا صاحب کے حکم سے
ایڈیٹر دیتا ہے۔ میں نے الحکم میں ایڈیٹر کا یہہ اعلان
نہیں دیکھا کہ مرزا صاحب کا اس رسالہ سے کچھ تعلق نہیں ہے
ایک شکایت نسبت ایک کانسٹیبل حاکم علی کے الحکم
میں چھپی تھی۔ اسنے رپورٹ دی تھی کہ مرزا غلام احمد اور
نظام الدین کے درمیان بابت تنازعہ ایک دیوار کے
سخت اندیشہ فساد کا ہے۔ مولوی محمد حسین نے بعد
اشتہار تیرہ ماہ کے مجھکو چھری دکھلائی تھی۔ مجھکو مقامی
حالات کی وجہ سے یہہ خیال ہے کہ جب کبھی مرزا
صاحب پیشینگوئی کرتے ہیں۔ تو اُس کی صداقت کیلئے
کوشش کرتے ہیں۔ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بقلم خود

دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے مواجہہ اور سماعت میں تحریر ہوکر سنایا گیا
سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان سید بشیر حسین انسپکٹر پولیس باقرار صالحہ

میں ضلع ہذا میں انسپکٹر پولیس ہوں۔ میں لاہور شہر میں
انسپکٹر پولیس تھا۔ قبل اسکے کہ ضلع ہذا میں آیا۔ پنڈت
لیکھرام کے قتل کے وقت وہاں تھا۔ یہہ عام قوی شبہہ تھا
کہ مرزا غلام احمد کا تعلق اس قتل میں تھا۔ جو فقرات اسوقت
پڑھکر ہر دو فریق کو سنائے گئے ہیں اُن کے شائع ہونے
کی وجہ سے کوئی شبہہ نہیں ہے۔ کہ نقض امن کا اندیشہ ہے
نہ مرزا اور نہ مولوی محمد حسین خود کوئی ایسا فعل کریں گے۔ مگر
وہ اپنے مریدوں کو اشتعال دینگے۔ (جرح مسٹر اوڑٹل
بیرسٹر پر کہا) محمد حسین کی نسبت کبھی شبہہ نہیں ہوا کہ اُسنے
یا اُسکے پیروی کنندوں نے اشتعال قتل دیا ہے۔
مجھکو اس ضلع میں آئے ہوئے تین مہینے ہوئے ہیں۔
مجھکو محمد حسین کی نسبت سب حال معلوم نہیں ہے مگر
اسقدر معلوم ہے کہ اُسکے دوست اور مرید ہیں۔ جو جو کچھ
وہ کہے کرینگے۔ میں یہہ نہیں کہتا کہ اسکے مرید ہیں مرزا
کے بھی مرید ہیں۔ (جرح مسٹر براؤن پر کہا) لاہور میں یہہ
افواہ تھی کہ پیشینگوئی کو پورا کرنے کے لئے مرزا نے
ایسا قتل کیا ہے۔ مجھکو کسی خاص کتاب کی بابت معلوم
نہیں۔ لیکن اسقدر معلوم ہے کہ پنڈت لیکھرام اپنے
مخالفوں کی نسبت کتابیں شائع کرتا تھا میں ذاتی طور پر

محمد بخش جعفر زٹلی کلدتھ نہیں ہوں۔ لیکن اتنا سنا ہے گروہ تاج الدین ہے۔ مولوی محمد حسین کا دوست ہے الکا ہر کے متعلق شمس الدین اور تاج الدین کے گھر دنکی تلاشیاں ہوئیں۔ اور نیز انجمن کے مکان کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ وہ انجمن مرزا کے مخالف تھی

دستخط انسپکٹر پولیس

دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے مواجہہ اور سماعت میں تحریر ہو کر سنایا گیا۔ سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم۔

نقل حکم درمیانی مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء

مقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جی۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

وکلائے ہر دو فریق چاہتے ہیں کہ مقدمہ کا التوا کیا جاوے اسلئے ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو بمقام دھاریوال اب یہ مقدمہ پیش ہووے۔ وکلا کو آج کی کارروائی کی نقل دیجاوے اور نیز فقرہ لمبے کی نقل بھی دیجاوے کہ جو عدالت میں پڑھی گئیں۔ اور اگر ممکن ہووے تو وکلا ان کا ترجمہ داخل کریں۔ چنانچہ وہ اسبات پر رضامند ہیں۔ تحریر ۱۱/۱/۹۹ دستخط حاکم

ابطال الوہیت مسیح ابن مریم

ذات باریتعالے وحدہ لاشریک

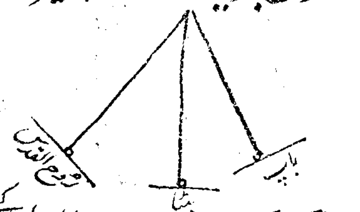

باپ بیٹا۔ روح القدس۔ یہہ تین اقنوم خدائے واحد کے تین صفات یعنی ذاتی طاقتیں عیسائی مانتے ہیں۔ اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ صفات ذات کا عین ہوتی ہیں اسلئے تینوں اقنوم ازلی وابدی ہیں۔ اور تینوں پر خدائی کا اطلاق جائز ہے۔ اور ان تین صفات کے کام بھی جدا جدا ہیں۔ باپ کا کام خلقت کا پیدا کرنا اور فنا کرنا۔ بیٹے کا کام گنہگاروں کی نجات کا انتظام کرنا۔ روح القدس کا کام بندگان خدا کو ہدایت پر قایم رکھنا۔ یہہ تینوں اقنوم یعنے صفات خداوندی کا بیان ہے جو اوپر ہو چکا۔

اب حضرات عیسائی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ حضرت عیسے علیہ السلام جو شکم مریم صدیقہ سے پیدا ہوئے تھے جنکی پیدائش آج ۲۴ اکتوبر کو ۱۸۹۸ سال ہوتے ہیں بشری میں مبتلا تسلیم کرتے ہیں۔ اور آب۔ خاک۔ آتش۔ باد۔ سے مرکب مانتے ہیں۔ اور روح ناطق بھی تمام ذیحیات کی طرح اُن کے خاکی وجود میں مقبول کرتے ہیں۔

اب اس حادث وجود کا متحد ہونا وجود باری تعالی سے کیونکر عیسائی صاحبان مانتے ہیں؟ آیا یہہ وجود عنصری محدود ومحسوس حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جسکا حادث ہونا خود عیسائیوں نے تسلیم کر لیا ہے ذات باری تعالے کے وجود قدیم میں فنا ہو گیا تھا یا بایں وجہہ اُن پر خدائی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا حضرت عیسے علیہ السلام کے وجود عنصری محدود ومحسوس میں خدا کا نزول وحلول کر مان کر قدیم وحادث کو ایک مانا جاتا ہے۔ اور یہہ بھی فرمائیں کہ ذات باریتعالے کا حلول ونزول عیسائی تسلیم کریں تو چاہیئے کہ مسیح ابن مریم پر باپ اور بیٹے اور روح القدس کا اطلاق جایز تصور کریں۔ اور جس طرح بیٹے کو مریم کا صاحبزادہ خیال کرتے ہیں اسیطرح باپ اور روح القدس کو بھی مریم کے بیٹے ٹھہرائیں شق ثانی۔ اگر ارشاد ہو کہ صرف بیٹے کا اقنوم مسیح کے وجود عنصری میں حلول ونزول ہوا تھا۔ اسلئے مسیح پر بیٹے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اقنوم یعنے صفت خود عیسائیوں کا تسلیم شدہ امر ہے۔ اور یہہ بات مسلم الطرفین ہے کہ صفت اپنے موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ خدا کی ذات پاک میں قطع وبرید کسی اہل کتاب کا مذہب ہے۔ پھر ایک اقنوم بیٹے کا خدا کی ذات سے علیحدہ ہو کر کہیں حلول ونزول ہولے پھرنا کیا معنے رکھتا ہے؟ ان صورتوں کے علاوہ اگر کوئی صورت عیسائیوں کو معلوم ہو جس سے حادث اور قدیم کی یکتائی ہو سکتی ہے تو براہ مہربانی بیان فرمائیں۔ مگر ثبوت اس مسئلہ خلاف عقل کا توریت اور صحف انبیاء علیہ السلام سے عنایت فرمائیں۔ کیونکہ مسئلہ خداشناسی کا انبیاء کرام پر ازجانب باری تعالے منکشف ہوتا ہے۔ اور یہہ نہیں ہو سکتا اور انصاف بھی یہی ہے کہ مسئلہ خداشناسی کے بارے میں انبیائے پاک کی جماعت کا اتباع چھوڑ کر کسی ماہیگیر یا جھوٹی قسمیں کھانے والوں کا اعتبار کرنا سراسر عقل سے ہاتھ دھونا ہے۔

راقم محمد زین الدین واعظ دعوت اسلام لودیانہ

دارالامان قادیان

۱۔ کچھہ روز دن مطلع ابر آلود رہا۔ موسم میں تبدیلی کا رنگ کسیقدر ہو چلا ہے۔

۲۔ ہفتہ کی شام کو ہلال شوال المکرم نظر آیا۔ اور اتوار کو صبح ½۹ بجے کے قریب نماز عید ادا کی گئی بیرونجات سے بھی کچھہ احباب آگئے تھے۔ کوئی آٹھہ نوسو کے قریب آدمی شامل نماز تھے۔ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ مولوی صاحب کا طرز بیان وسیع وتفہیت۔ آپ پر ایک سچا جوش اور حقیقی درد۔ کی باتیں تھیں۔ جنہوں نے خطبہ کو بہت ہی موثر بنا دیا۔ کوئی سوا گھنٹہ کے قریب آپنے وعظ فرمایا۔ اور خیر وخوبی سے عید گذر گئی۔

۳۔ ۱۳ فروری کو علے الصباح مقدمہ کی پیروی کیلئے حضرت اقدس معہ احباب دارالامان سے بٹالہ کو روانہ ہوگئے۔ جہاں سے بسواری ریل پٹھان کوٹ کو تشریف لیگئے۔ مقدمہ کی تاریخ کے کل حالات اس ہفتہ ہم عدم گنجایش کے باعث درج اخبار نہیں کر سکے۔ انشاءاللہ آیندہ ہفتہ میں مقدمہ کی تمام کارروائی ہدیہ ناظرین کی جاویگی۔

۴۔ ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا جلسہ ہوا۔ جس کی مفصل روئیداد ویسے وقت پر ہم شایع کرینگے۔

۵۔ ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ جناب مرزا فضل بیگ صاحب قانونی مشیر قصور اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کرانے کے لئے لائے ہیں۔

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان ۳ مارچ ۱۸۹۹ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

اپنے مریدوں کی اطلاع کے لئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لئے اعلان

جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر عدالت جے ایم **ڈوئی صاحب** ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے کوئی کسی کو کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لئے نہ بلاوے اور قادیاں کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے اور نہ بٹالہ کو طا کے ساتھ اور ایک دوسرے کے مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیئے"۔ لہٰذا میں نہایت **تاکید** سے اپنے ہر ایک مرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ہاں جس میں رشد اور سعادت دیکھیں اسکو معقول اور نرم الفاظ سے راہ راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور لڑنے کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا یا دجال ہے یا کذاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس کے گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لاویں اور نرم طریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور ہم مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں کہ چونکہ اس نوٹس پر انکے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے ان پر مقدمہ چلانے سے انکو معافی دی ہے۔ لہٰذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ اہل حدیث امرتسری لاہوری لدھیانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوئے اعلان کے بلا توقف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپورہ اپنے فریق مخالف یعنے میری نسبت کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں۔ اور اس معاہدہ کی پابندی کے لئے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آئندہ نہ مجھے کافر

کہیں گے نہ دجّال نہ کذاب نہ مفتری۔ اور نہ گالیاں دینگے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکہیں گے اور ایکحد تک اس بات کے ذمہ وار رہیں گے کہ اُنکے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نکرے۔ سو سمجہادیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو اس عہد شکنی کے جواب دہ ہونگے۔ غرض جیسا کہ میں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ کردیا ہے مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے مونہ زور لوگونکو جو اُنکے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر دجال کذاب کہنے سے باز آجائیں اور دلآزار گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لیگی۔ اور ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شایع بھی کر چکے کہ آیندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کرینگے اور اس مقدمہ میں جو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا ہمنے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کردیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی تھی جنکو عربی سے ناواقفیت تھی۔ سو ہمارا خدا تعالے سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت پہلے کر چکے۔ ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اسکے گروہ سے یہہ بھی درخواست کی تہی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کرلیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے مونہہ بند رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن اُسوقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نکی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجّال کہنے سے باز آجائیں یہانتک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لئے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جسکو ہم صلحکاری کے طور سے چاہتے تھے۔

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہی کہا تہا کہ وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپکی نسبت شایع کئے آپکو حق تہا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق ابتک قائم ہے۔ اس لئے میں شیخ محمد حسین اور انکے دوستوں جعفر زٹلی وغیرہ کو مطلع کرتا ہوں کہ اب بہتر طریق یہی ہے کہ اپنے مونہہ کو تہام لیں۔ اگر خدا کے خوف سے نہیں تو اِس عدالت کے خوف سے جسنے یہ حکم فرمایا اور یہ فہمایش کی اپنی زبان کو درست کرلیں اور اس بات سے ڈریں کہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں بذریعہ عدالت کچہہ چارہ جوئی کروں۔ زیادہ کیا لکہا جاوے۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان — **۲۶ فروری ۱۸۹۹ء**

الوار احمدیہ پریس قادیان

ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + مثل دُر یتیم سے بڑھکر +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت: ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی کا کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ بشرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت: بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرانہ لو۔ صحت کے طالبوا اولاد کے آرزومندوا یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد دی ہے۔

اس خادم الاذبا کو ہم سار طبیہ تجربات اور فقرا و کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آجاوے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجاوے سالم (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد و قبول۔ فضل خدا داد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کہ مفت کر منگوائیے۔ جن یوسفوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے درج ہوگا۔ والیاں ریاست و امرا و صاحب منشار خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]
۱	جس کے اولاد نہو۔	عہ	۱۰	قولنج دردی۔	صہ	۱۹	لقوہ۔	عہ	۲۸	نل اترنا۔	صہ
۲	جنکی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	صہ	۱۱	سوزاک۔	صہ	۲۰	بھگندر۔	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق دوالہ۔	صہ
۳	جنکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صہ	۱۲	سرعت۔	عہ	۲۱	ناسور۔	عہ	۳۰	خضاب سالانہ۔	عہ
۴	جنکا حمل ۶-۸ ماہ کا گر جاوے۔	صہ	۱۳	جریان۔	صہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری۔	عہ	۱۴	غلط کاری۔	صہ	۲۳	اوہرنگ۔	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی۔	صہ	۱۵	گنٹھیا۔	عہ	۲۴	ضیق النفس۔	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عہ
۷	تپ دق۔	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صہ	۲۵	لبہہ۔	صہ	۳۴	بخار تیجہ و چوتھیہ و روزانہ۔	صہ
۸	ضعف باہ۔	صہ	۱۷	ضعف بصر۔	عہ	۲۶	آتشک۔	صہ	۳۵	ضعف ہضم۔	صہ
۹	ضعف جگر۔	عہ	۱۸	سبل۔	عہ	۲۷	آتشک گل بدن۔	عہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں +

حق نے ہو فضل ایزد داور + کہیں لہولی ...

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز حکیموں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ سے، خالص میرہ فی ماشہ عشہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ و عیاندرکی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر شانن سنگھ پنشنر اسسٹنٹ کوٹ گڈہ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہاری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو اہمد کر الائنس بنک میں ۱۸۹۶ء سے جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

نمبر | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

شرکت سہ پیرزہ

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جن سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو حضرت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر آیات بینات مشتمل بر عظمت و القان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجادیں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب [illegible] توجہ کریں تو ہفتہ وار شایع ہوا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو [illegible] [illegible] سو ٹریکٹ [illegible] فیصدی [illegible] سب کی خریداری [illegible] ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے [illegible] [illegible] ایک خاص تعداد بمیعادی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی شرکت سہ پیرزہ کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو شرکت سہ پیرزہ کے نسخوں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پہلی تسوید خواہش جب ہو جائے پھر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ [illegible] ہر [illegible] مال کی [illegible] اور کھرا سودا آپ ہو گا۔ ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲- ریشمی ازاربند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازاربند ۸/ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج بند ۳ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔

۳- زیورات میں ڈھبے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے

۴- دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵- ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آویں۔

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند

امین میکین

کٹرہ بگھہ سنگھ بالمقابل دروازہ امرتسر۔ پنجاب

عجیب غریب دلچسپ کتابیں؟

مکافاتِ عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلیم کے ناول دیجز اوف سن (نتیجہ گناہ) کا ترجمہ اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجے کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلےٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں سے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نو رچمکایا۔ مصنف والا تزاد نے مسیحی دین کا کچھ ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کرکے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے۔ اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کرکے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مقنن کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی ملنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے بالمقابل یورپین میسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات ہیں۔ کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اہل دل جلدی اسکی خریداری کریں۔ قیمت ۱۴/

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت عہ

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت عہ

فیوض الحرمین۔ اسم باسمی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰/

منۃ العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰/

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۶/

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اردو۔ قیمت ... ۴/

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدر آباد دکن کی تالیف ہے ۶/

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۱۴/

مترجم دو د تاج لکھی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۱/

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ۔ قیمت ۱۴/

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ وہ ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۸/

گلستان خواجہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ بایدوشاید حضرت موصوف رحمتہ اللہ علیہ سوانح عمری ہے مگر درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اس کے متعلقات کے بھی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۴/

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پر مضامین اور پر مغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکے دلدادہ اور فدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ۴/

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں ایشیائی شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا مجموعہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی مداح ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ... ... عہ

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی منتخب ہے۔ استادانہ کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد ... ... عہ

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھیے اور مصنف کو داد دیجیے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ وصل علیٰ قیمت ... ۳/

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس امرتسر کے نام ہوں۔

جناب انسپکٹر جنرل بہادر پولیس پنجاب کے توجہ طلب

ہم یہ امر معلوم کرکے بہت خوش ہیں کہ مسٹر ڈین ستھیہ صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کو پولیس پنجاب کی اصلاح اور رفع تکالیف کی نسبت بہت کچھہ توجہ ہے انہوں نے صاحبان ڈسٹرکٹ سوپرنڈنٹ بہادر پولیس پنجاب سے دریافت کیا ہے کہ سارجنٹان درجہ اول کو جو ترقی ڈپٹی انسپکٹر کی دیجاتی ہے تو اُسکو قواعد پولیس کے مطابق گھوڑا اور وردی بنانے کیواسطے چار سو روپیہ تک خرچ کرنا پڑتا ہے اور اکثروں کو قرضہ لے کر کام چلانا پڑتا ہے ایسے آدمیونکی امداد کیواسطے ایک فنڈ قایم کیا جاوے - یہ تجویز بہت ہی پسندیدہ ہے مگر یہ ترمیم ہونے کے لایق ہے کہ ڈپٹی انسپکٹر کو دو سو روپیہ کا گھوڑا رکھنا جو لازمی بنایا گیا ہے یہ قیمت گھوڑے کی اُسکی ِللف تنخواہ کے مقابلہ پر بہت زیادہ ہے زیادہ سے زیادہ ایک سو روپیہ کا گھوڑا ڈپٹی انسپکٹر کو رکھنا کافی ہے تحصیلدار و نائیبان تحصیلدار جو اُنکے رتبہ اور اُنسے بڑھکر ہیں وہ اس مالیت تک بلکہ اس سے بہی کم قیمت کا گھوڑا لیکر کام چلاسکتے ہیں - پس ایسا ہی انکے واسطے اگر بعداد قیمت گھوڑے کی رکھنا ضروری ہو تو سو روپیہ کافی ہو ورنہ ایک گھوڑا اوسط درجہ کا رکھنا کافی ہے ۔

دوسرا - پنجاب میں کورٹ انسپکٹروں کے پاس گھوڑے رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے انکو کہیں باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوتا ہمیشہ صدر مقام ضلع میں رہتے ہیں - صدر کی وجہ سے سب نے انکو گراں ملتی ہے اسوجہ سے اکثر زیر بار رہنا پڑتا ہے اگر انکو گھوڑے کے رکھنے سے معافی دیجاوے تو کوئی ہرج نہیں ہے

تیسرا - پہلور کے قلعہ کے متعلق بہی بعض امور اصلاح طلب ہیں - سب سے اول یہ امر کہ جو استاد یا سپرنڈنٹ قلعہ تعلیم دیتے ہیں وہی انکے جوابات دیکھکر پاس کرتے ہیں ...... یہ دستور بند ہونیکے لایق ہے سوالات اُن افسروں کو دیکھنے چاہییے - جنکو قلعہ کے کام سے کچھہ واسطہ ہو - انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض امور عرض کئے جاوینگے جنسے صاحب بہادر ممدوح کو امداد ملے - اور پولیس پنجاب کی اصلاح ہو -

ابتلائے قرضہ

چند در چند وجوہ کے سبب پچھلے دنوں میں مَیں اپنا کوئی وقت قرضہ کے متعلق دعا کے واسطے خاص نہیں کر سکا جس کا ذکر مینے الحکم کے ایک پرچہ میں کیا تہا - مگر اب مینے اپنے احباب کے لئے اور اپنے لئے اور خصوصًا اُن دوستوں کے لئے جن کے خطوط مجہے معرفت ایڈیٹر صاحب ملے ہیں - یا جن کے خط نہیں آئے پر میں انکے حالات سے مطلع ہوں بارِ تعالےٰ کی بارگاہ میں اپنی التجا لیجانے کے واسطے اوقاتِ خاص مقرر کئے ہیں - واللہ الموفق والمعین - میں اس عرصہ میں بہی تھوڑا بہت اس دعا میں مصروف رہا ہوں - اور اپنے بہائیوں کے نام خدائے رحمٰن و رحیم کے حضور میں غائبانہ پہنچاتا رہا ہوں - اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کے ذکر کئے بغیر بہی مَیں نہیں رہ سکتا کہ بعض دوستوں کی دعا سے مینے ایک بڑے بہاری قرضہ کے بہت سارے حصہ سے یک دفعہ محض فضل الہی سے نجات پائی ہے - ہزاروں ہزار درود اور سلام اور برکات اُس نبیوں کے سردار پر ہوں جنسے ہر ایک اندہیرے سے ہمیں بچایا اور ہر ایک طرف ہمکو ہدایت کی اور مغرم (قرض) اور ماثم (گناہ گاری) کو اکٹھا کرکے دونوں سے پناہ مانگی اور سجدہ میں خاک پر سر رکھکر کہا کہ اللّٰھم انی اعوذ بک من المغرم والماثم اور ہمیں بہی یہ دُعا سکہلائی اور پہر ہزاروں ہزار صلواۃ و سلام و برکات اُسکے نایب اور ہمارے امام احمدؐ پر ہوں جسکے قدموں کے طفیل ہم سب کے دل ایک ہوگئے - مجہے کامل یقین ہے کہ ہماری دعائیں ضایع نہ جائیں گی - اور ہم انکا پہل معجزانہ اثر کے ساتہہ کہائیں گے - والسلام

(دُعاگو)

نایاب اور قابل دید تصانیف

یادگارِ سعدی - ایشیا کے اس مشہور شاعر - مصنف حکیم مورخ اور صوفی کے حالات عمر اور اُسوقت کی تعلیمی و قومی حالت کا فوٹو شیخ کے ستائیس کلام کا اردو خلاصہ و انتخاب اخلاقی درستی اور دینی و دنیوی بہبود کا ذریعہ روحانی جذبات اور دانشمندی کا دریا - چہوٹوں بڑوں غریب امیر کا رہنما جس ہندوستان کی ایک آئی مینظیر ریمارک کئی ہیں - ۴۰۰ صفحہ عہ

شاہنامہ ہند - امیر تیمور سے لیکر بہادر ظفر تک کی حالات جو مہاراجہ ایودہیا پرشاد رگہوبر جنگ بہادر نے شاہ ظفر کے حکم سے شاہنامہ فردوسی کی طرز پر فارسی نظم میں طیار کیا اور ایک قدیمی کتب خانہ سے لیکر چہاپا گیا ہے - دو جلد عہ

تاریخ دربار لاہور ۹۴ء - سنہ ۱۸۹۴ء کی وایسرایگل دربار کی مفصل کیفیت وایسرائے اور انکی فارن سکرٹری لفٹنٹ گورنر پنجاب و مشہور والیان ریاست کی عکسی تصویر (فوٹو ہی صرف ۸ کو ملتی ہیں) معلومات کا گنجینہ - ۸

مجموعہ نادرہ - وہ سے ہر دہات کے حل اور کشتہ کرنے اور ہر چیز کے صیقل کرنے اور ہر قسم کے داغ وغیرہ مٹانے اور جملہ انسانی ضروریات نادر نسخہ جات اور بے تاثیر اعمال و تراکیب کا مجموعہ - ۸

گلشن سخن - سودا - جلال - امیر احسان یاس وغیرہ الیسی مشہور و منتخب اُستادوں کی کلام کا انتخاب عطر سخن سمجہو یا ابنای شاعری کا مایہ ناز - ۶

کلید دیوناگری - ریت ناگری کی جلد بیاستدنکی مروجہ زبان تحریر کتب تنخواہ استاد حصول ملازمت و تعلق تجارت کا عمدہ اور زبانی فیصلہ

اسیوغ شریف - حضرت غوث اعظم کی تصنیف اور وظیفہ قبولیت اور خیر و برکت کا گنجینہ یعنی قرآن شریف کی جملہ دعائیں معہ ترجمہ - ہم مرقع اسلام - اسلام کی کمالی و زوالی اور موجودہ حالت کا دلچسپ و زبردست ......

مفصل فہرست مرکے ٹکٹ بہیجنے پر ارسال ہوگی ......

المشتہر دین محمد ...... ہند ...... لاہور

خطبہ (موعظت)

جو ۳ مارچ ۱۸۹۹ء کو مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑہا۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبا ٥ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما ٥

اللہ تعالیٰ بڑا خوش ہوا اُن مومنوں سے جب اُنہوں نے درخت کے نیچے تجہہ سے بیعت کی۔ خدا تعالیٰ نے اونکی دلوں کے ارادوں کو خوب معلوم کرلیا۔ پہر اُن پر **سکینت** نازل کی اور ایک عنقریب ہونیوالی فتح (فتح خیبر سے مراد ہی ایڈیٹر) کا انعام اُس پر مزید کیا۔ (اسکے علاوہ) اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتیں لکھدی ہیں (یا بہت سی غنیمتوںکا تمہارے لئے وعدہ کرلیا ہے) جنکو حاصل کریں گے اللہ تعالیٰ بہت زبردست **عزیز حکیم** خدا ہے۔

انسان کی اصلاح اخلاق اور تہذیب نفس کیلئے

اللہ جلشانہ نے عجیب عجیب راہیں اور مختلف طریق وقتاً فوقتاً اختیار کئے ہیں۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات شروع سے لیکر آخیر تک خواہ وہ فتح وظفر کے نمونے ہوں خواہ تکالیف ومصائب اور سخت خوفناک لڑائیوں کے ہنگامے غرض ہر رنگ اور ہر پہلو میں وہ انسانی زندگی کے لئے خضر راہ ہیں اور انسان کی اندرونی بیماریوں کے لئے ایسے **مجرب** اور شفا بخش نسخے ہیں جو اللہ جلشانہ نے اپنے کامل فضل وکرم سے عطا فرمائے ہیں کہ کوئی اور نسخہ دنیا کے کسی مطب میں بجز ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کے شفا بخش نسخہ کے کبھی نہیں مل سکتا۔ جو انسان کی اندرونی امراض اور روحانی اسقام کا تریاق ہو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے کا یہی ایک سر ہے جسکو کوتاہ اندیش مخالف ابتک نہیں سمجھ سکے کہ آپ کی ذات ستودہ صفات پر اخلاق کے تمام شعبے ختم ہوچکے نہیں بلکہ کامل ہوچکے اب کوئی ایسی حالت منتظرہ تہذیب اخلاق کے لئے باقی نہیں جس کا پاک اور کامل نمونہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حالات زندگی میں موجود نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو زندگی کے ہر نشیب وفراز منزل میں چلنے کا موقع دیا تاکہ روئے زمین پر اور کل مخلوق پر یہ ایک حجت اللہ قائم ہو اور اسی لئے آپ کامل مکمل ہی دی قیامت تک اور پہر کل بنی نوع انسان کے لئے مقرر ہوئے۔ اگر کوئی شخص **مسیح** علیہ السلام کی رفتار زندگی سے اُن اعلیٰ درجہ کے پاک معاشرتی اصولونکو جو ایک انسان کو اپنی بیویوں کے ساتھہ برتنی چاہئیں۔ اُن کے عملی نمونے سے سیکہنا چاہیے یا حکومت اور زبردست غلبہ کے وقت اپنے دشمنوں سے سلوک کرنے یا اخلاقی رعایت کا سبق لینا چاہیے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس عاجز انسان کی زندگی میں جسکو ناعاقبت اندیش جلد بازوں نے **خدا** اور خدا کا بیٹا قرار دے رکھا ہے کوئی نمونہ اس قسم کا ملسکے پہر اُسکی تعلیم کو کامل اور اُسکو **ہادی کامل** کہنا اگر غلطی اور سخت غلطی نہیں تو کیا ہے۔ مسیح علیہ السلام کو جب ایسے واقعات اور حالات پیش ہی نہیں آئے کہ ایک زوجہ کے ساتھہ معاشرت کا نمونہ اُن میں موجود نہیں تو سنت انبیاء کے موافق متعدد بیویوں کے ساتھہ حسن معاشرت کا نمونہ اُن میں کہاں مل سکتا ہے ہم کیا توقع کرسکتے ہیں کہ جیسے ایک خونخوار درندہ قوم کے مقابلہ میں جنہوں نے گہروں سے نکالا۔ قومی اور وطنی حقوق سے محروم کیا۔ قتل کے منصوبے باندہے اور بہت سے بیقصوروں کو قتل بہی کیا کامل ہادی رسول کریم صلعم نے غالب ومقتدر ہونے کی حالت میں مغفرت وعفو کا سلوک کرکے انسانی خلق کے کمال کا ثبوت دیا حضرت مسیح ظالم یہود کی شرارتوں کا کسی غلبہ کے وقت کیا انتقام لیتے۔ ایک انسان بشرطیکہ سلیم الفطرت ہو اور سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور انصاف رکھتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو دیکھہ کر کہ اب آپکے سامنے وہ دشمن ناعاقبت اندیش دشمن ہیں جنہوں نے آپکو وطن سے نکالا ہے کیسی کیسی اذیتوں اور تکلیفوں سے ستا ستا کر نکالا ہے اور کیسے خوفناک اور ناپاک منصوبے قتل کے کئے ہیں اور سازشیں کرکر کے رنج دیا ہے جائدادوں پر قبضہ کیا ہے اب اُسی مغلوب اور بیکس انسان کے سامنے جو جلال اور اقتدار کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ حاضر ہیں مگر یہ **اخلاق ومروت** کی سچی تصویر کیا اُنسے رنج وغصہ سے بے خود ہوئے ہوئے انسان کیطرح جوش انتقام میں اُن گردن زدنی کفار کو قتل کا فتویٰ دیتا ہے؟ نہیں بلکہ لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر اُنسے درگذر فرماتا ہے۔ اب جس شخص کو ایسا موقع ہی نہ ملا ہو وہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو کی تعلیم دیکر کیونکر کامل بن سکتا ہے؟ جبکہ ایسا نمونہ دکہلانے کا اُسے موقع پیش نہ آیا ہو۔

سلہ فٹ نوٹ۔ حضرت مولانا صاحب نے اس مقام پر ایک لطیف اشارہ فرمایا ہے جس کو گو آپ کے آئندہ بیان نے واضح کردیا ہے۔ مگر تاہم اُسکی زیادہ صراحت کے لئے ہم اسکو اسی جگہ بیان کردیتے ہیں۔ ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو انک لعلی خلق عظیم کا عظیم الشان اور نایہ ناز خطاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو کسی اور انسان کو دنیا میں نصیب نہیں ہوا۔ **اخلاق** کی آخری اور انتہائی حد تک انسان اُسی حالت میں پہونچ سکتا ہے کہ اُسکی زندگی مختلف قسم کے نمونے اپنے اندر رکھتی ہو۔ یہی وجہ تہی کہ اس ہادی کامل کو کبہی تکالیف ومصائب کا سامنا ہے تو کہیں صعبناک جنگوں اور ہنگاموں کا مقابلہ کہیں وہ ایک وقت میں غالب دوسرے وقت میں مغلوب دشمن پر رحم فرماتا ہے اور کہیں ایک کمانڈر انچیف کی حیثیت سے ملٹری احکام نافذ فرماتا ہے کہیں معاشرتی قوانین بتلاتا ہے اور کہیں ایک اعلیٰ درجہ کا مدبر نبی بنا بیٹہا ہے۔ غرض حضور کے مختلف حالات اور واقعات آپکے انک لعلی خلق عظیم ہونے کے زبردست شاہد ہیں اور ایسے شاہد کہ مخالف بہی انکار نہیں کرسکتے۔ القصہ مولویصاحب ممدوح نے

ممکن ہے کہ وہ اپنے کمزور اور بے کسی کے دنوں میں ایسے فقرات اپنی زبان سے کہے لیکن اگر اُسے اقتدار اور اختیار ملے تو اُنسے اُسی طرح پر سلوک کرنے کو امادہ ہو جیسا اُنھوں نے کیا ہو۔ پس یہہ کامل **فضل** یہہ سچا **کمال** اُس ہادی کامل ہی کو عطا ہوا ہے جو انک لعلی خلق عظیم کا سچا مصداق اور مخاطب ہے۔

غرض بات یہ ہے کہ جس شخص کے بہت سے رشتہ دار ہوں۔ بیوی اور بچے ہوں۔ دوستوں کی جماعت کثیر ہو پھر اُس جماعت میں کوئی تو زہد خشک رکھتا ہو۔ کوئی فلسفی مزاج دلیر ہو۔ اور ایسا ہی اُنمیں کوئی فسق و فجور میں مبتلا ہو پھر اُن سے جو مختلف قسم کے لوگ ہیں دیکھیں وہ اُنسے کس قسم کا سلوک کرتا ہے۔ ایسا سلوک ہو کہ کسی کو نکتہ چینی کا موقع نہ ملے۔ پس اگر کسی کی زندگی کی کتاب میں ایسا ورق تلاش کرنا چاہتے ہو۔ تو دنیا بھر کے بڑے آدمیوں کے حالات زندگی پڑھو پھر یہہ بات نہ ملے گی یہہ **بے نظیر قابل قدر** ورق اگر کسی لایف میں مل سکتا ہے تو وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **زندگی کی کتاب ہے** آدم سے لیکر مسیح علیہ السلام تک جسقدر نبی گذرے ہیں یہہ ابلغ اور اکمل نمونہ کسی کے حالات زندگی میں نہ ملیگا ہاں اگر ملے گا تو اُسی ہادی کامل کی سوانح عمری میں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ممتاز ہے۔

مکہ معظمہ کی تیرہ سال کی زندگی پر نظر کرو۔ اور بتلاؤ کہ کیا **صبر** اور **تحمل** کا کوئی شعبہ اور حصہ ہے جو ان تیرہ سال کے واقعات میں آپسے ظاہر نہ ہوا ہو۔ اُن خطرناک تکالیف اور مصائب میں ہی کہ آب وطعام بند نظر آتا ہے۔ قوم ایک طرف قطع تعلق کئے ہوئے قتل و اخراج پر امادہ ہے۔ خاندان کے بزرگوں کا سایہ سر پر نہیں ایسی صورت میں بھی توکل اور کامل اعتماد علی اللہ کی **مجسم تصویر** بے قرار نہیں ہو ہو جاتی۔ گھبراہٹ اور بے صبری آکر اُس پر لرزہ نہیں ڈالتی بلکہ وہ **توکل** کی قوی حالت اور استقلال و برداشت کی زبردست قوت اپنے روح اور جسم میں دکھا رہا ہے۔ پھر ایک وقت آجاتا ہے کہ یہہ حالت بدل کر اسی مکہ میں آپ اقتدار اور کامل اختیار سے آتے ہیں اب تقاضای ہوا و ہوس نفس تو یہ ہے کہ اُن خونخوار اور کینہ توز دشمنوں کو تہ تیغ کردے مگر یہ **مجسم اخلاق سراپا تہذیب** علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے **مروت** اور کامل پیار سے پیش آتا ہے اونکی خطا کاریوں اور سفاکیوں کو دل سے بھول جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ آپ کی تیرہ سال کی زندگی کے واقعات کیوں ایسے پیش آئے؟ اللہ تعالیٰ کی سنت لاتبدیل اور اُسکا قانون لاتحویل ہے اس لئے ان واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے سے دکھلا دیا کہ آیندہ جب کبھی انفراداً یا اجتماعاً ایسے واقعات کسی ایک انسان یا قوم کو پیش آویں تو وہ آپ کی **مبارک زندگی** سے سبق لیں اور اُسوقت اُس حسن سلوک سے کام لیں جو آپنے اپنی عملی نمونہ سے دکھایا۔ مکہ سے نکل کر جب مدینہ طیبہ میں آپ تشریف لاتے ہیں تو وہ زندگی ایک **شہنشاہ مقنن۔ مظفر ومنصور** سلطان کی زندگی ہے لیکن اسوقت وہ جوش اور غرور کے نشہ میں سرشار نہیں اُس کے حرکات وسکنات ایسے نہیں کہ اُنمیں تمیز نہ ہو سکے۔ اس وقت بھی وہ **صبر و برداشت۔ عفو و حلم مروت و شجاعت** کا ایک اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ ہے اُس وقت وہ اُن لوگوں سے جنہوں نے قسم قسم کی اذتیں اور تکلیفیں دیں تھیں ایک دل جلے اور کینہ توز وحشی کی طرح سلوک نہیں کرتا ہے انسان کی عام عادت ہے کہ اگر کوئی اُسکی ذراسی توہین کرے اتنا محسوس ہی ہوجاوے کہ کسی نے خواہ آنکھ کے اشارے سے ہی کیوں نہو اُس کی ہتک کی ہے تو وہ جل کر کباب ہوجاتا اور آپے سے باہر ہو کر جوش انتقام میں جو کچھہ کر گذرتا ہے ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے مگر اُس رحمت عالم و عالمیان نے جو کچھہ کیا اُس کو ایک دنیا نے دیکھا کہ وہ **کامل انسان** کی شان تھی پس رحم۔ کرم۔ عفو کی شان اگر ہم دیکھنی چاہیں تو وہ مسیح علیہ السلام یا کسی اور کی زندگی میں یہہ راہ کہاں ملیگی جب کہ پہلی ہی منزل غلط ہے کہ اُنکو وہ موقع یعنے مغلوبیت کے بعد کامل اقتدار کا نہیں ملا۔ پھر دیکھتے ہیں کہ ایک نہیں نو بیویاں کر کے اونکی ساتھہ حسن معاشرت۔ کثیر اولاد کا باپ ہو کر پھر اُنہیں سے اکثروں کو اپنے ہاتھہ سے قبر کی گود میں سپرد کر کے بہت سے دوستوں کی امیدگاہ ہو کر جنگ وجدل میں کمانڈر انچیف بن کر۔ کہیں مقنن اور مدبر ہو کر کہیں خدا پرستی کے اصول بتلا کر غرض ہر ایک معاملہ میں ایک کامل نمونہ اخلاق کا دکھایا ہے اور آپکی پاک اور کامل زندگی ایک سچی کتاب ہے جس سے ہر ایک سعادتمند انسان سبق لے سکتا ہے۔

پس غور کرو اور سوچو کہ خدا تعالیٰ نے جو چاہا کہ اِس آخر میں کامیاب ہونے والے مظفر و منصور بادشاہ کو مصائب اور تکالیف کا نمونہ دکھا دے تو اس سے صرف اخلاق کی تکمیل مقصود تھی نہ اُنکی تکلیف دہی۔ اسی طرح پر جب کبھی خدا کے مامور اور راستباز بندے دنیا میں مصائب اور تکالیف کا بظاہر نشانہ ہوتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہ ہلاک کئے جاویں اُن کے پیسنے سے اُنکو غبار بنا کر اڑانا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ اس لئے کہ تا اُنکی خوشبو دنیا میں پھیلے۔ اور وہ صبر اور توکل کی عملی تعلیم دیسکیں اور نصرت الہی اور تائید کے موقع شناس بنیں۔ ہر ایک قسم کے اطمینان اور امن کے وقت میں بہت سے ہوتے ہیں کہ وہ دوستی اور غمخواری اور سچی وفاداری کا دم بھرتے ہیں مگر جب کہ اُنکے نفس اور ہوا کا مقابلہ ہو

اس بیان سے کہ آپ خاتم النبین تھے زیادہ تر غرض یہ ہے کہ وہ **ختم نبوت** کے اسرار میں سے ایک سر تکمیل اخلاق کو بیان فرماتے ہیں چونکہ نبی کی بعثت کی اصل غرض و غایت تہذیب اخلاق ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکر اخلاق کے تمام شعبوں کو اپنی عملی زندگی سے ثابت کر دکھلایا اور اُن کی تعلیم اور ہدایت زبان سے نہیں بلکہ اپنے نمونہ سے فرمائی۔ اور ایسی کامل طور پر کہ اُس پر ایزادی ممکن نہیں پس ان معنوں کے لحاظ سے بھی گویا آپ **خاتم النبیین** تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

(ایڈیٹر)

نوامس کے خلاف کرنا اُنکے لئے ایک قسم کی موت نظر آتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا خالق ہے اور جو جانتا ہے کہ کس مرض کے لئے کیا نسخہ مطلوب ہے اسی لئے دبائیں۔ زلزلے۔ قحط۔ جنگیں رکھی ہیں۔ اور اُنکے ساتھ ہی آرام۔ فتح و ظفر۔ صحت و فراغت نصرت اور کشایش کے دروازے بھی کھولتے ہیں۔ ایسا ہی حال صحابہ کرام کے ساتھ رہا۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اخلاق کی ایک کامل کتاب ہے جسکا ایک ایک لفظ بہت ہی گرانقدر اور بیش قیمت ہے۔

یہہ آیت جو میں نے پڑھی ہے راستباز بندوں کی زندگی کی رفتار اور طرز کا ایک نمونہ ہے۔ ہم بھی اُسی زمرہ میں داخل ہیں جنکی گواہی آخرین منہم والی آیت دے رہی ہے اس لئے میری روح میں اکثر اوقات بہت تڑپ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو بھی ایسی توفیق دے کہ ہم بھی اُن پاک راستبازوں کا نمونہ ہو سکیں۔ کیسا عجیب نظارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے نکلتے ہیں ایک کثیر جماعت ہمراہ ہے اور ارادہ ہے کہ حج کریں گے ایک شاق اور دشوار گذار سفر کا اختیار کرنا اور پھر ایسی حالت میں کہ پاس ہتھیار بھی کوئی نہیں صاف بتلا رہا ہے کہ حج ہی کا ارادہ ہے۔ غرض آپ روانہ ہوتے ہیں مگر کفارہ روکتے ہیں حالانکہ قوم کا عُرف اور مسلّم فرض تھا کہ وہ حج سے کسی کو نہ روکتے تھے مگر اس وقت وہ ایک قومی لا اور مسلّم عرف کے خلاف کر رہے ہیں بہرحال مسلمانوں کے دلوں میں ایک بے چینی اور گھبراہٹ سی پیدا ہوتی ہے آخر ایسی حیص بیص اور اثنا میں حضرت عثمان کو جنکا خاندان مکہ میں موجود تھا اور جو کسی حد تک مقتدر اور موقر بھی تھا اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ اُنکی قتل کا اندیشہ نہیں اُنہوں نے جا کر کہا کہ ہم لڑائی کی نیت سے نہیں آئے۔ ادھر حضرت عثمان کا قتل مشہور ہو جاتا ہے اسوقت ایک مخلص دوست کا قتل اور بے وجہ قتل سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اپنی خونوں۔ اور اپنی آبروؤں اور جانوں کی بیعت کی اور نہایت انشراح صدر سے بیعت کی اس انشراح صدر کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے فعلم ما فی قلوبہم ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے اندرونوں کو دیکھا کہ وہ بالکل بے لوث اور پاک ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا سرٹیفکیٹ اُنکو مل گیا لقد رضی اللہ عن المومنین اسوقت بھی اللہ تعالیٰ کے خاص منشا سے ایک امام آیا ہے اور وہ بیعت لیتا ہے اور ہم نے بیعت کی ہے اُسکی ہاتھ پر نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ پر کیونکہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کا الہام براہین احمدیہ میں درج ہے اب قابل غور امر یہہ ہے کہ وہ بات کیا تھی کہ اون لوگوں نے ہاتھ دیا اور اُنکو رضی اللہ عنہم کا خطاب مل گیا؟۔ اور کیا ہم نہیں چاہتے کہ خوشنودی الٰہی کو حاصل کریں؟ کیوں نہیں بات یہی ہے کہ اُس وقت ایک نازک اور سخت ابتلا کا وقت تھا پس اون لوگوں نے نہایت انشراح صدر کے ساتھہ بیعت کی جسپر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُنکے دلوں کو تاکا اور اُنکو صاف اور پاک پاکر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔

پس اگر ہم صرف ہاتھ میں ہاتھ دیکر اور گوشت کی زبان ہلا کر کہدیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور رنج میں راحت میں عسر اور یسر میں قدم آگے بڑھائینگے تو یہ کچھہ بھی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اندرونوں پر نظر کر کے اُنکو صاف اور فراخ نہ پالے بات بنتی نہیں۔ دل کی ایک بات ہے جو خدا تعالیٰ کی پسندیدگی اور رضا کو کھینچ لاتی ہے۔ اور وہ وہی ہے جسکا ذکر دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا الی الاٰیۃ یعنے اللہ تعالیٰ گوشت اور خون کا بھوکا نہیں اُس کی رضاجوئی کے لئے جو چیز وقف ہونی چاہیے وہ نیت ہے اللہ تعالیٰ کوئی جسمانی ہستی نہیں کہ جسمانی چیزوں کا خواہشمند ہو۔ میں نے بڑے غور اور فکر کے بعد اس آیت سے یہ سبق لیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ سب لوگ اُس پہ غور کریں کہ جب تک ہم میں وہ حالت پیدا نہو کہ اپنی جان۔ مال۔ غیرت۔ آبرو بیوی بچے غرض ہر ایک چیز نہایت انشراح صدر کے ساتھہ امام الزمان کے حکم کے تابع نکر دیں نہ اس طور پر کہ گلے پڑا ڈھول بجاتے ہیں نہ اس لحاظ سے کہ ہوا و ہوس کا تقاضا ہے نہیں بلکہ سچی ارادت اور عقیدت صحیحہ کے جوش سے جو انشراح صدر کی مترادف ہے اُسوقت تک ہم اُس معزز خطاب لقد رضی اللہ کو حاصل نہیں کر سکتے خدا تعالیٰ مجھہ پر اور آپ لوگوں پر فضل کرے کہ ہم کو ایسا ایمان نصیب ہو۔ احمق ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ سے بخل کو منسوب کرتے ہیں احمق ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تیرہ سو برس پیشتر ہی خدا کا فیض ختم ہو چکا ہے اور اب وہ ایسے صندوقوں میں بند اور مقفل ہے کہ جسکی کلید ہی نہیں ملتی۔ یہہ بدگمان جھوٹے اور غلط کاری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آخرین منہم کا زمانہ دکھایا ہے۔ مسیح موعود کو بھیجا ہے کہ تا وہ اخلاق کے تمام مردہ شعبوں کو پھر زندہ کر کے دکھا دے۔ اوسی طرح پر تہذیب نفس کرے جیسے صحابہ کی ہوئی تھی۔ پس یہ مبارک زمانہ آیا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت لا تبدیل اور لا تحویل ہے پس ضرور ہے تکالیف اور مصائب کا بھی سامنا ہو۔ نفس کے خواہشوں کے خلاف بھی ہو لیکن یاد رکھو کہ جسقدر مصائب اور تکالیف زیادہ آویں گی اُسیقدر تائیدات اور الٰہی نصرتیں زیادہ ہونگی۔ مصائب مصائب نہیں وہ معجزات ہیں اور خدا تعالیٰ کے روشن ہاتھہ۔

غرض اب آخرین منہم میں بھی وہ ہی خطاب لقد رضی اللہ کا ملنے والا ہے لیکن بدون فضل الٰہی ممکن نہیں۔ کیونکہ وہی عزیز و حکیم خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سچا اخلاص اور سچا ایمان نصیب کرے۔ اور ہر مشکل و مصیبت کے وقت ایک کامل انشراح صدر کے ساتھہ اپنی عجائبات قدرت دیکھنے کے قابل بنا دے۔

اعلان

میرا لکچر جسکا عنوان ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اصلاح اور تجدید کی پورے سنو صفحوں پر بہت عمدہ خوشخط چھپکر طیار ہو گیا میرے پاس دو سو کاپی کے قریب ہے جسی میں مفت تقسیم کرونگا اگر کیکو مطلوب ہو تو آدھ آنہ کا ٹکٹ سیالکوٹ میرے نام ارسال کریں

گورنمنٹ پنجاب اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

و ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گوردا سپور کی توجہ کے لائق

(ہم امید کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل سطور جنکو ہم اپنی ایک خاص چٹھی کے ذریعہ مندرجہ بالا اتھارٹیس کے پاس بھیجتے ہیں توجہ تام سے ملاحظہ فرمائی جاوینگی)

یہہ امر غالبًا گورنمنٹ پنجاب سے بہی پوشیدہ نہیں رہا ہوگا کہ پچھلے دنوں میں جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر دائر تہا اُس کا آخری فیصلہ فریقین کے اپنے معاہدہ پر ہوا ہے جو قانونی طور پر خواہ اثر انداز ہو یا نہو کہ مولوی محمد حسین صاحب آئندہ خود اور اپنے دوستوں کو بہی ایسی تحریروں کی اشاعت سے باز رکھیں گے جو اس سے پیشتر اُنکی طرف سے حسب معمول گالیوں اور جناب مرزا صاحب اور اُنکے دوستوں کی شان میں گستاخیوں سے لبریز شایع ہوا کرتی تہیں۔ اور ایسا ہی جناب مرزا صاحب بہی جیساکہ وہ کتاب البریۃ میں ظاہر کر چکے تہے آئندہ کے لئے ایسی پیشگوئیوں کی جو کسی کی ذلت یا موت کے متعلق ہوں بدون درخواست شایع نکریں گے۔ ہم صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس فیصلہ پر نہایت اطمینان۔ اور مسرت ظاہر کرتے ہیں کہ کچھہ شک نہیں امن کے قایم رکھنے کے لئے یہہ ایک بہترین صورت ہے۔ مگر ہم ایک امر اُنکی خدمت میں پیش کرکے یہہ جتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا محمد حسین کی طرف سے اس عہد کی خلاف ورزی شروع نہیں ہو گئی؟ کیونکہ بعد انفصال مقدمہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر جو ۲۵ و ۲۶ فروری کو لاہور میں ہوا۔ ایک پنجابی رسالہ چودہویں صدی دا جہوٹا مسیح

سی ..... وغیرہ کے نام سے جو محمد حسین ..... شاگرد سعد اللہ ..... لودیانہ کی تصنیف ہے اور جو محمد حسین کے دوست ہدایت اللہ ساکن راولپنڈی کی فرمایش سے لکہا گیا ہے ..... ملا محمد بخش جعفر زٹلی نے عین جلسہ میں تقسیم اور فروخت کیا ہے۔ ہم نے خود ملا محمد بخش سے اُسکی دو کاپیاں لی تہیں بلکہ یہ لفظ بہی اُس نے ساتہہ ہی کہے تہے کہ "ساڈا ایہہ پہلا تحفہ اے" الغرض یہ پنجابی رسالہ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں جو ہمارے خیال میں پریس ایکٹ کے رو سے خلاف ورزی قانون بہی ہے۔ نہایت گندے اور فحش الفاظ میں لکہا گیا ہے اور پہر ایک اشتعال اور جوش دلایا ہے ہم نہیں جانتے کہ مرزا صاحب اس رسالہ پر کوئی ایکشن لیں گے یا نہیں غالبًا وہ اپنی عادت کے موافق ان گندی گالیوں کو بہی سن کر بہی صبر ہی کریں گے اور وہ حکام تک اس بات کو پہنچانا بہی شاید پسند نکریں مگر ہم اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو عمومًا اور خاص کر اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر توجہ کریں اور پوری توجہ کریں کیونکہ اس رسالہ کے ذریعہ سے جس کا ذمہ وار محمد حسین کو بوجوہات معقول ہونا چاہیے ایک قسم کا نقض عہد کیا ہے۔ اور وہ جواب دہ ہونا چاہیے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس معاملہ کو یونہی نہ چھوڑا جاویگا۔ ہم اس امر میں اپنے حکام ضلع کو کافی مدد دے سکتے ہیں کہ سعد اللہ کے ساتہہ محمد حسین کے بہت ہی گہرے تعلقات ہیں اور وہ اُس کو اپنا عزیز شاگرد لکہا کرتا ہے۔ اور اس کتاب کے محرک۔ اور شایع کرنے والے سب اس کے دوست اور رفیق ہیں پہر کیا وجہ ہے؟ کہ اسکو ذمہ وار قرار نہ دیا جاوے۔ (ایڈیٹر)

مولوی محمد حسن صاحب ساکن بہین۔ کو دعوت

کچھہ عرصہ ہوا ہی کہ چودہویں صدی راولپنڈی میں متذکرہ بالا مولویصاحب کا ایک خط شایع ہوا تہا جسکا خلاصہ یہ تہا۔ کہ وہ وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر ایک علاوہ محققانہ بحث کرنیکا ارادہ رکہتے ہیں بشرطیکہ اخبار مذکور ان مضامین کے لئے کچھہ صفحے مختص کرے۔ لایق ایڈیٹر نے اس مناسب رای کو منظور کیا مگر ابہی کسی کلرک کا خط اس مضمون کی خلاف شایع ہوا اور انہوں نے ایسی بحث کا شایع ہونا اخبار مذکور کے قومی اغراض اور مقاصد سے دور سمجہا۔ ہم بہت خوش ہوئے تہے کہ ایک ایسے مسئلہ پر جس پر فی الحقیقت اسلام اور عیسائیت کا فیصلہ ہے عالمانہ بحث شایع ہوگی مگر وہ خوشی مبدل بہ افسوس ہوگئی۔ وہ لوگ جو زبان سے تمدن یعاشر وغیرہ وغیرہ الفاظ قومی اقومی اکے نعرے مارتے ہیں وہ اسلام کی زندگی کا راز سمجہنے سے قاصر ہیں۔ ہم اس مسئلہ کی اہمیت پر پہر کبہی بحث کریں گے سردست مولوی محمد حسن صاحب کو بشارت دیتے ہیں کہ وہ مضامین لکہیں الحکم نہایت فراخدلی سے بطور ضمیمہ ہفتہ وار چار صفحے تک اُنکی نذر کریگا اور ساتہہ ساتہہ یا آخر میں جیسا مناسب ہوگا اپنے خیالات کا اظہار بہی کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب ایک فراخ حوصلہ آدمی ہیں اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ نہایت دیانت داری صافدلی سے اپنے خیالات ظاہر کریں گے اور اپنا مضمون بغرض اندراج دفتر الحکم میں بہیجدیں گے۔ اخبار چودہویں صدی کے ایڈیٹر سے ہم اسقدر التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنے اخبار کے ذریعہ اتنا شایع کردیں کہ مولوی محمد حسن صاحب ساکن بہین کے خیالات جو چودہویں صدی میں شایع ہونے تہے اخبار الحکم قادیان میں شایع ہونگے۔ بالآخر ہم امید

اپنی قوم سے اپیل

ہمارے اکثر محتشم ناظرین کی عدم توجگی اور کم التفاتی مجبور کرتی ہے کہ مختصر سے الفاظ میں قوم کی خدمت میں اپیل کریں۔ اُن احباب کی توجہ نہایت سرعت کے ساتھ ہماری پچھلی گذارشوں پر مبذول ہونی چاہیئے تھی جنہوں نے تاریخ اجرائے الحکم سے لیکر آج تک اُسکی قیمت واجبی ارسال کرنے میں کسیقدر تساہل سے کام لیا ہے۔ ہم تو نہیں کہہ سکتے کہ اُنکو یہہ خیال پیدا ہوا ہو کہ ہمکو سونا بنانا آتا ہے جس لئے اُنکی درمی امداد مطلوب نہیں۔ مگر لاریب اُنکی عدم توجگی خواہ کسی وجہ سے ہو ہمارے لئے بہترین نتایج پیدا نہیں کر سکتے۔

یہہ دیکھکر افسوس آتا ہے کہ مختلف قوموں اور فرقوں کے اخبارات جو شایستگی کا ایک نشان ہیں (بشرطیکہ وہ اوس اصول پر چلیں جو اُنکو اس نشان کا موضوع لہ بنا دیں) ہندوستان جیسے ملک میں بہی نہایت خوبی کے ساتھہ چل رہے ہیں۔ اور غیر ممالک کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ ابہی چند مہینے کا ذکر ہے کہ بریلی سے مکتی فوج کا ایک ارگن اردو زبان میں جاری ہوا تہا۔ ہم کو یہہ دیکھکر اپنی حالت پر کسیقدر افسوس ہی آیا کہ ان چند ہی ماہ کے اندر اُس کی اشاعت کیطرف اُن لوگوں نے جو ایک ایک وقت میں گداگری ہی کرتے ہیں یہانتک کوشش کی کہ صرف ضلع گورداسپور میں اُسکی ۲۸۴ کاپیاں فروخت ہوتی ہیں اور اضلاع کا ذکر ہی چہوڑ دو۔ اور پہر اردو زبان کے علاوہ اُسکے مالک اور ایڈیٹر کو ضرورت پڑی کہ ہندی میں بہی شایع کریں۔

غرض اسی طرح پر اخبارات چلتے ہیں اور وہ کوئی کام کر سکتے ہیں ورنہ عام طور پر قوم ذلت میں پڑے رہتے ہیں۔

ہماری قوم (اس سے مراد وہ گروہ ہے جو حضرت اقدس مرزا صاحب کے مریدین کا گروہ ہے) کو اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے خیالات کے اظہار کے لئے بہی ایک اخبار کی ضرورت تہی اور وہ ضرورت ہم کہہ سکتے ہیں اپنے اصلی معنوں میں ابہی تک پوری نہیں ہوئی۔ کیوں؟ اُسکی طرف جیسی چاہیئے توجہ نہیں کی گئی اور بدقسمتی سے یہہ سمجہا گیا ہے کہ شاید ہماری کوشش ہماری ہمت بدوں سب کچہہ ہو جاوے مگر دوستو!

قوم بنتی ہے اپنی محنت سے

یہہ ایک سچا اور مسلم مسئلہ ہے۔ کہ الحکم کا اجرا ہم نے قومی ضرورتوں کو مدنظر رکہہ کر ہی کیا تہا۔ مگر قوم کیطرف سے عدم التفات اُس کے مفید بننے میں ابہی تک ایک سد راہ ہے ہم پر اعتراض ہوئے کہ الحکم کا کاغذ اچہا نہیں۔ لکہائی گنجان ہے۔ وقت پر شایع نہیں ہوتا۔ مضامین کیطرف پوری توجہ نہیں کی جاتی وغیرہ وغیرہ ہم ان سب کے جواب میں اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ کیا یہہ سب باتیں مفت ہو سکتی ہیں؟ اگر کوئی راہ ہے تو ہمارے کرمفرما ہم کو اطلاع بخشیں تاکہ آئے دن کے تقاضاؤں سے اُنکو اور ہم کو مخلصی ملے۔ کیا ہمارے اُن عالی دماغ احباب نے جو ہمکو قلمی امداد دے سکتے تہے ہمارا ہاتہہ بٹایا؟ یہہ ایک سوال ہے جسکا جواب اس وقت تک اُنکے ذمہ ہے اور بجز احدے اثنین ایک ہی نہیں جو اپنے آپ کو اس الزام سے بری کر سکے پہر ہم پوچہتے ہیں۔ کہ بتلاؤ اسمیں کیا سراسر ہم ہی قصوروار ہیں؟ کہا جاوے گا کہ اجرت اور معقول معاوضے دیکر مضامین لیں بے شک یہہ ضروری امر ہے مگر روپیہ آئے تو کہاں سے۔

الحکم کی مالی رپورٹ بہی ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو سنا دیں تاکہ اُنکو معلوم ہو جاوے کہ اس وقت اخبار بلحاظ مالی حالت اُسکے کیا ہے اور آیا اُسپر ہمکو اب بہی توجہ کی ضرورت ہے یا نہیں اکتوبر ۱۸۹۷ء سے لیکر فروری ۱۸۹۹ء تک ۱۶ مہینے کے اندر کل خرچ جو صرف اخبار پر ہوا ہے لعا ۹۶۱۵ روپیہ ہے جسکی تفصیل ہمارے پاس موجود ہے اور ان ۱۶ ماہ کے اندر جو آمدنی صرف اخبار سے ہوئی ہے اُس کی تعداد کلہم اجمعین اما ۶۵۵ روپیہ ہے جسمیں ایک سو پچیس روپیہ کے قریب اشتہارات کی آمدنی ہے خریداران سے صرف ما ۳۴۰ وصول ہوئے ہیں۔ مندرجہ بالا اخراجات پورے کرنے لئے مطبع کو مختلف وقتوں میں مختلف اشخاص سے قرض لینا پڑا ہے جسکے ایک بڑے حصہ کا ابہی تک وہ زیربار ہے۔ امرتسر سے اخبار قادیاں میں جسوقت منتقل کیا گیا تہا اُسوقت اُس کو سے ۵ ماہوار کی وہ آمدنی بہی تہی جو ایڈیٹر کی ذاتی محنت کیوجہ سے ہوتی تہی اور جو اس وقت لاہور میں ۴۲ ماہوار تک اگر ہیڈ کوارٹر لاہور میں تبدیل کیا جاتا بڑہ گئی تہی مگر مشیت ایزدی کے موافق وہ آمدنی جو ایک گرانقدر امداد تہی قادیاں میں سے ۵ سے گہٹ کر ۵ رہ گئی اور آخر بعض ضروری امور کیوجہ سے وہ بہی نہیں رہی اور صرف اخبار کے چلانے کے لئے اخبار کے خریداروں ہی کی طرف تاکنا پڑا۔

یہہ مالی مشکلات کا خاتمہ یہیں تک نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۸۹۷ء کے اجلاس سالانہ میں جو دسمبر ۱۸۹۷ء میں ہوا جلسہ کی کل تقریروں کے چہاپنے اور شایع کرنے کا کام ہم نے لیا۔ نہیں بلکہ ایک ہمدرد قوم معین الحکم نے (جس نے

ہر طرح سے الحکم کو ایک بیش قیمت اور قابل قدر امداد دی (جزاہم اللہ احسن الجزا) محض اس خیال پر کہ الحکم کو ایک قسم کی مالی امداد پہونچے یہہ تجویز کی اور اُس رپورٹ کی ترتیب کا کام ہمکو دیا۔ اور اُسی جلسہ میں اکثر احباب کو اُسکی متعدد جلدوں کی خریداری کے لئے تحریک کی جنہوں نے اُسوقت نہایت فراخدلی اور فیاضی سے سو سو اور پچاس پچاس جلدوں کی خریداری کا وعدہ دیا چونکہ ہم اُس جلسہ خریداری رپورٹ میں موجود نہ تھے اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ شرائط خریداری مقرر ہوئے ہونگے مگر ہم عام طور پر کہہ سکتے ہیں اُس وقت محض امداد کے طور پر یہہ تجویز ہوئی تھی بہرحال رپورٹ کی ترتیب میں پھر اُس کے انطباع میں بعض مجبوریوں اور دقتوں کی وجہ سے اسقدر تاخیر ہوتی گئی کہ وہ جنوری ۱۸۹۹ء تک شایع نہو سکی ہم امید کئے بیٹھے تھے کہ جن احباب نے للہی جوش سے خرید کتب کے وعدے دئے ہوئے ہیں وہ اُسقدر جلدیں خرید لیں گے۔ اور اس طرح پر کارخانہ کو تمام زیرباریوں سے سبکدوشی ہو کر کام کرنے کا موقع ملیگا اور ان احباب کی عدم توجگی کا بھی گلہ کرنا نہ پڑے گا۔ جو ترسیل زرچندہ میں اپنی کسی کمزوری کیوجہ سے سست ہیں اور وی پی منگوا کر بھی انکار کر دیتے ہیں اور با ایں ہمہ بھی تمام نقایص کا ذمہ وار ایڈیٹر ہی کو قرار دیتے ہیں۔ مگر ابھی اللہ تعالیٰ کے ارادے میں وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ہم اپنے خیال کے موافق کام کرنے کے قابل ہو سکیں اس لئے بعض احباب کو رپورٹ کا بدیر شایع ہونا باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ اُسکی ترتیب کارے دارد اور اسپر اُسکی قیمت کا کسی قدر گراں ہونا باوصفیکہ اُن کو معلوم تھا اور ہے کہ قادیاں میں پریس کے اخراجات زیادہ پڑتے ہیں ایک معقول عذر انکار خریداری کا ہاتھ آگیا۔ ہم کو اعتراف ہے کہ رپورٹ کی قیمت ایک روپیہ اُسکی بارہ جیزوں کی قیمت تاجرانہ نظر میں زیادہ ہے مگر اُسکے مضامین کے لحاظ سے اور اُس خیال امداد کے لحاظ سے

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز کا معاملہ

بہرحال وہ رپورٹ جو احباب کی درخواستوں کے خیال پر طبع ہوئی تھی بجز چند کاپیوں کے بدستور پڑی ہے اس موقع پر ایک ظلم ہوگا اگر ہم اپنے چند مخلص معاونین کا شکریہ ادا نکریں جنہوں نے اُس جلسہ میں وعدہ نہ کیا تھا بلکہ کسی کو معلوم بھی نہ ہوا تھا کہ اُنہوں نے خریداری رپورٹ کا وعدہ کیا ہے اور سب سے اول ایفاء وعدہ کر کے ہمکو شکر گزاری کا موقع دیا اور اپنے للہی جوش کا ایک نمونہ قائم کر دیا۔ ہمارے اُن احباب میں سب کے سرتاج چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ہیں جنہوں نے چالیس روپیہ کی کتابیں خرید فرمائی تھیں اور عہ دوران طبع کتاب میں دے چکے تھے اور عہ بجرد اشاعت پر اور پھر منشی نبی بخش صاحب کمیازیٹر شملہ ہیں جنہوں نے ۲۵ روپیکی کتابیں خرید فرمائی ہیں پھر ماسٹر قادر بخش صاحب لودہانوی ہیں جنہوں نے پانچ جلدیں حسب وعدہ خرید لیں اور چند احباب وہ ہیں جنہوں نے ایک ایک جلد کی درخواست کی ہوئی تھی اور خرید کر لی۔

الغرض ایسی حالت میں آپ ہی انصاف کریں کہ اخبار کی حالت کیونکر ترقی بخش ہو سکتی ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکھہ کر ہم چاہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ واقعی طور پر اخبار الحکم کی ضرورت سمجھتے ہیں تو اُسکی ضرورتوں کا خیال بھی مدنظر ہونا ضروری ہے ورنہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی حالتوں میں اخبار کا جاری رہنا اور اُس کا ترقی کرنا معلوم اس لئے ہم نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں کہ براہ کرم وہ احباب جو الحکم کے ساتھہ سچی دلچسپی رکھتے ہیں اور عملی طور پر کچھہ کرنا چاہتے ہیں وہ ہمکو اپنی اپنی رائے سے اطلاع دیں کہ اُنکے خیال میں اخبار کی بہتری کے اسباب اور وسایل کیا ہیں؟ اور وہ اُن وسایل کے حاصل کرنے میں ہمکو کہانتک مدد دیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس نمبر کے پہونچنے پر دوسرے اشو تک ہر ایک جگہ سے مفید خطوط حاصل کر سکیں گے۔

در مدح قرآن مجید و فرقان حمید

از خاکسار ابو یوسف

ہر طرف ہے نور افشاں نور اس قرآن کا
سارے عالم پر ہے جلوہ اس مہ تابان کا
جب سے عالم پر پڑا عکس اس خور انوار کا
مطلع الانوار ہے سینہ ہر اک انسان کا
دافع ظلمات کفران ہے اسی کا ظل فیض
ہے اسی کا سایۂ الطاف نور ایمان کا
مخزن اسرار حق ہے اس کا ہر حرف لطیف
منبع جود و عطا ہر لفظ ہے فرقان کا
کیوں نہو بے مثل و بے مانند یہہ نور ہدیٰ
ہے کلام جانفزا یہہ حضرت رحمان کا
دی اُٹھا عالم سے شرک وکفر کی اسنے وبا
ورنہ تہا ہر اک کو خطرہ اپنی اپنی جان کا
یہہ سفینہ ہے جناب احمد مختار کا
اس میں جو بیٹھا اُسے کیا خوف ہو طوفان کا
کر دیا قایم ہے جب سے اپنے وحدت کا نشان
شرک و بدعت مٹگیا جہنڈا گرا شیطان کا
مشرکوں کو بھی دیا توحید کا اس نے سبق
آریہ بھی چھوڑنے پہلو لگے کفران کا
برہمو کو درہم و برہم کیا قرآن نے
کچھہ تیا اُنکو نہیں اب عقل کے عرفان کا
اُسکی سطوت سے بنے عیسائی بھی اب ملہری
مرتبہ گھٹنے لگا عیسیٰ کی بیجا شان کا
وہ خدا ابن خدا اب مظہر اللہ بن گیا
سطوت قرآن نے کھولا راز اس بہتان کا
واہ کیا سطوت ہے کیا ہے جلال سرمدی
کون کر سکتا ہے رد یارب تیری برہان کا
یاالٰہی تیرا قرآں ہے کہ ہے روح حیات
زندگی پاتا ہے قالب اس سے ہر بیجان کا

(دیکھو اس سے اگلا صفحہ)

[illegible] جھکاتے سر ہیں سارے علم و فن
ہے ہر اک مضمون اسی کے فضل اور احسان کا
فلسفے کا ہے یہی معیار طبعی کا محک
ہادی راہ ہے یہی خود فلسفی نادان کا
کس کو جرأت ہے کہ ہو اسکا مقابل یا حریف
سامنا کوئی بھلا کرتا ہے عالی شان کا
ہیں جو اجلاد محرف اور ہیں طومار جعل
کوئی بھی ان سے مقابل ہے نہیں قرآن کا
بالیقیں تورات اسکے سامنے تورات ہے
جال ہے انجیل جعل وجہل اور ہذیان کا
بید کہتے ہیں جو بیدی بے ثمر ہے شاخ بید
پتہ پتہ چھان مارا پھل نہیں ایمان کا
ہے گرنتھ اسکے مقابل گھڑت از سر تا پا
بالمقابل صدق کے رتبہ ہی کیا بطلان کا
بید ہے جو اصل وبن اسمیں نہیں جب برگ و بار
شاخ میں پھر پھل کی خواہش کام ہے نادان کا
یا الٰہی تیرا قرآں ہے کہ ہے باغ مراد
وصل گل پاتا ہے ہر اک بلبل اس بستان کا
کیا خبر یا رب انہیں ایماں کے برگ و بار کی
بہرہ ہی جنکو نہیں اس تیرے جنستان کا
تیرے قرآں سے بھٹکا ہو گیا گمراہ وہ
ہو گرنتھی یا کوئی بیدی ہو پنڈت گیان کا
بدھیا اور بدھ نہیں ہے تیرے قرآں کے بغیر
بدھ نے بھی ابتک نہ دیکھا منہ کسی بدھ دان کا
کھولدے آنکھیں الٰہی اپنے ان بندوں کی تو
بخشدے ان سبکو یا رب مرتبہ ایمان کا
سایۂ احمدؐ کے نیچے سب کو تو آرام دے
دور کر ان سب سے یا رب نائرہ (شعلۂ آتش) نیران کا
نور احمدؐ سے تو کر پر نور رنگ جان و دل
دے انہیں رتبہ رسول اللہ کی پہچان کا
مصطفےٰ تیرا ہی وہ نور عنایت اے خدا
نور ایمان عکس ہے جسکے رخ تابان کا
شافع روز جزا ہے وہ شہ ختم الرسلؐ
مظہر اسرار ہے دریا ہے وہ عرفان کا
رحمۃ للعالمیں ہے سید الکونین ہے
کون ہے جسپر نہیں احسان اس سلطان کا
اس نے چلکے کر دیئے سب یوحنا اسمٰعیل کے
اس نے ہی رتبہ بڑھایا ناصریؑ کی شان کا
آریہ کو دی اسی نے وحدت خالق کی ہت
اس نے سکھوں کو سکھایا نام اک بھگوان کا
دین سمجھا اس نے سناتن دھرمیوں کو غلطیاں
گھٹ گیا رتبہ اب انکی پستکوں کی شان کا
برہمو کو وحی حق کی رہنمائی اس نے کی
دیدیا اس نے پتا اک عیسیٰ دوران کا
دین حق کی زندگی کے واسطے زندہ نشان
حق نے بھیجا وہ غلام اس احمدؐ سلطان کا
مومنوں کا ہی بشیر اور دشمنوں کا ہی نذیر
وہ نمونہ ہے جناب شاہ انس وجان کا
دوستوں کو ہی مسرت دشمنوں کو ہی زوال
خاتمہ ہے اسکو ہاتھوں دشمن نادان کا
قادیاں میں وہ مسیحائے زمان نازل ہوا
ہے شگفتہ وہ گل نو گلشن رحمان کا
یا الٰہی مجکو بھی لے چل حضوری میں کہیں
ہو سبب کوئی میرے بھی درد کے درمان کا
یا الٰہی ہے مبارک کی یہی ہر دم دعا
قادیاں ہو میرا مسکن مسکن اس ذیجاہ کا

ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ شاہجہان پور میں

جمیع حضرات اہل اسلام کی خدمتمیں عموماً اور علمائے کرام و مشایخ عظام کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ ۱۳-۱۴-۱۵- ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۲۶-۲۷-۲۸ مارچ ۱۸۹۹ء روز یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ کو شاہجہانپور میں ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ قرار پایا ہے لہذا آپ سب حضرات از راہ حمیت اسلامی اس جلیل القدر جلسے میں شریک ہو کر شوکت اسلام کو بڑھائیے اس جلسہ میں دور دور سے مشاہیر علمای کرام وروساے عظام تشریف لاکر اپنی مفید و دلچسپ تقریروں اور قومی صلاح و فلاح کی کار آمد تحریروں سے حاضرین کو محظوظ و مستفید فرمائیں گے جو صاحب تشریف لائیں وہ تاریخ معینہ سے تین روز قبل مولوی مسیح الزمان خان صاحب استاد حضور نظام دکن و رئیس شاہجہان پور کو مطلع کریں تاکہ ان کے آرام و آسایش کا پہلے سے انتظام کیا جائے۔

الداعی
مجلس انتظامیہ ندوۃ العلما

مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ

بٹالہ پولیس سٹیشن کے مہتمم کے متعلق جسقدر شکایات آج تک ہمارے پاس پہونچی ہوئی ہیں ہم اب انکو روز روشن میں لانے والے ہیں۔ مزید تحقیقات اور تصدیق کی خاطر چند روز اور خاموش رہ کر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے اس لئے ہم ان تمام لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں جو کسی قسم کی شکایت مہتمم پولیس سٹیشن بٹالہ کے متعلق رکھتے ہوں ہمارے پاس بھیجدیں انشاء اللہ ہم کو ضرورت نہ پڑے گی کہ انکے نام ظاہر کریں اور وہ ایک مخفی راز کی طرح رکھے جاویں گے۔

حالات مقدمہ

حسب معمول گذشتہ اشاعت سے آگے بذریعہ اخبار شایع ہوتے رہیں گے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

+ ہم لٹاتی ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لا ولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے پسر + لعل دُرِّ یتیم سے بڑھکر +

حق ہو فضل ایزد داور + کبھی لعل نہولی ... بامراد ...

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت

اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان رکھتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاری نیم حکیم طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں۔ بشرطیہ دلسا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت

معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا ہی کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبوا اولاد کے آرزو مندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ی ہے۔

اس خادم الاطبا نے کہ ۳۰ سال طبیہ تجربات اور فقرا کاملین ریاضین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خدا داد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ اودیہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بہرہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آجاے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سوم) شرطیہ ما بعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خدا داد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں سو برباد وہ شجرہ ہے جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ۲ کا ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن بانصیبوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

	نام مرض			نام مرض			نام مرض			نام مرض	
۲۸	نل اُترنا۔	صر	۱۹	لقوہ۔	صر	۱۰	قولنج و گردہ۔	عہ	۱	جس کے اولاد نہو۔	عہ
۲۹	طول و عرض و عمق دوایہ۔	صر	۲۰	بھگندر۔	صر	۱۱	سوزاک۔	صر	۲	جنکی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	صر
۳۰	خضاب سالانہ۔	عا	۲۱	ناسور۔	عا	۱۲	سرعت۔	صر	۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صر
۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	صر	۱۳	جریان۔	صر	۴	جسکا حمل ۶-۵ ماہ کا گر جاوے۔	صر
۳۲	تسہیل ولادت	صر	۲۳	ادھرنگ۔	صر	۱۴	غلط کاری۔	عہ	۵	کمزوری۔	عہ
۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	عا	۲۴	ضیق النفس۔	عا	۱۵	گنٹھیا۔	صر	۶	مرگی۔	صر
۳۴	بخار تپ و لرزہ و تپ زنانہ۔	عہ	۲۵	ٹیٹھسہ۔	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صر	۷	تپ دق۔	عہ
۳۵	ضعف ہضم۔	صر	۲۶	آتشک۔	صر	۱۷	ضعف بصر۔	؏	۸	ضعف باہ۔	صر
۳۶	سرسام	عا	۲۷	آتشک گل بدن۔	عا	۱۸	سبل۔	عا	۹	ضعف جگر۔	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں + ۲

میمیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز تحصیلدار میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے، خالص میرہ فی ماشہ عـــہ روپیہ۔ معمولی سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص حسب ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور ابتدائی چہلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ ... جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ... علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور ... آنکھوں کی پلکوں میں خود بخود دانے نکلے ہوئے ... آنکھیں بہت سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ... اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا ... نہیں ہو سکتی تھی۔ اور ... اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہوگئی اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بعد شکرگذاری جوش محبت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان بلکہ ثواب کا کام کیا۔ لہٰذا بخدمت ہر خاص وعام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی باقی چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر علی خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔

۶ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی مسلمات میں سے جو تیرہ بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام ملیگا جو ... لاہور کے الائنس بنک میں ... ۱۸۹۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۱۸ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۰؍ مارچ سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہماری احباب ذرا توجہ کریں تو کثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مدد دینے والے ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۱۰؍ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے اور ہم ہفتہ وار دس ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں علاوہ ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبروں میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے
بالکل کھرا سودا

مگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔ ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سیکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازار بند ۸؍ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک۔ پراندے ۴؍ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ سیج بند ۵ روپیہ سے لیکر ۲۰ روپیہ تک۔

۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جائیں گے۔

۴۔ دریائی کا کام ہر ایک قسم کا۔

۵۔ ہر چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ یہ باہمی فائدہ کیلئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الٰہ بخش علاقہ بند

کمیشن ایجنٹ

کٹڑہ بگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ پنجاب

عجیب و غریب و دلچسپ کتابیں؟

مکافات عمل شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کوئلم کے ناول (دیجزاوف سن زنیجہ گناہ) کا ترجمہ اس ناول کو نہ تو معمولی دل بہلاؤ کا سامان سمجھنا چاہیے اور صرف پند و نصیحت کا خشک دفتر۔ بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے دلچسپ ناول کے پیرایہ میں مقدس اسلام کی تمام اعلیٰ حقیقتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک خیال اور ہر مذاق کی طبیعت اس کو دیکھ کر بے انتہا محظوظ ہو گی۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کن خوبیوں نے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا نور چمکایا۔ مصنف والا تزادی مسیحی دین کو ایسے عجیب طریقہ پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور خوبیوں کو ایسا واضح کر کے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کر کے فضائل اسلام کو آفتاب سے وہ منور روشن کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی مغنی کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں ہے۔ ایک مسلمان۔ ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی ملنشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکیزگی اور پاکیزہ خیالی کامل معلوم ہوتا ہے بالمقابل دو یورپین میسٹنگز اور مس مونا کا عشق۔ تمام اندرونی جذبات کی خبر دیتا ہے۔ آرمینا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے۔ لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر ترجمہ کو ایسا دلچسپ اور پسندیدہ بنا دیا ہے کہ یقیناً ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو پڑھ کر خوش ہو گا۔

تذکرہ صابریہ۔ بزرگان سلسلہ صابریہ کے نہایت عمدہ اور دلچسپ حالات میں کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس رسالہ نے عام مسلمانوں میں نہایت قبولیت حاصل کی ہے اور بہت تھوڑے نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ اہل دل جلدی اسکی خریداری کریں۔ قیمت ۱۴ر

اسلام۔ امریکہ کے شیخ الاسلام الگزینڈر رسل ویب صاحب کے پاکیزہ خیالات اسلام کی نسبت جن کے باعث انہوں نے اسلام قبول کیا۔ عجیب خیالات و دلائل ہیں قیمت ۴ر

کلمات طیبات۔ حضرت غوث اور دیگر بزرگان دین کے مکتوبات نہایت عجیب اور مفید ہیں۔ قیمت ۸ر

فیوض الحرمین۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ر

منبۃ العرفان۔ واقعی عرفان کا چشمہ ہے۔ قیمت ۱۰ر

جنگ اجنادین۔ فتح دمشق مختصر سی قابل دید اسلامی تاریخ ہے۔ قیمت ۶ر

فخر البلاد۔ یعنی تاریخ بغداد اسود۔ قیمت ۴ر

عید المومنین۔

اسلام کی دنیوی برکتیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کیلئے واقعی ایک برکت ہے۔ نواب چراغ علی خاں صاحب مرحوم سابق فنانشل کمشنر حیدرآباد دکن کی تالیف ہے ۶ر

صداقت اسلام۔ اسلام پر دو زبردست لکچر۔ ایک لکچر آنریبل سید احمد خاں بہادر بالقابہ کا۔ دوم لکچر ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی پنجاب یونیورسٹی کا سر سید قبلہ کی عمدہ تصویر بھی ہے۔ قیمت ۱۴ر

مترجم دو دتلج الٰہی۔ ایک بمبئی کے خوشنویس کا لکھا ہوا ہے قیمت ۱ار

حملہ آوری۔ ایرانی سرزمین اور اسلامی ناموروں کی شجاعت کی معتبر تاریخی داستان ہمت بڑھانے کا عمدہ نسخہ قیمت ۱۴ار

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین

یہ کتاب فی الحقیقت ایک سعادت ہے۔ اور ایسی سعادت جو ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آنی ضرور ہے قیمت فی جلد ۸ر

گلستان خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کی ایسی عمدہ کتاب ہے کہ باید و شاید حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ سوانح عمری ہے۔ درحقیقت ایک فیض ہے اور طالبان حقیقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ۔ متعدد نقشے درگاہ شریف اور اس کے متعلقات کے کئی ایک عمدہ جو نہایت خوبصورت ہیں قیمت ۱۴ر

نظم کی کتابیں

مثنوی لطیف۔ نہایت عمدہ مثنوی ہے معارف حقیقت اس میں ایسے پرمضامین اور پرمغز ہیں کہ سبحان اللہ۔ ارباب ذوق و شوق اور طالبان طریقت اسکی دلدادہ اور شیدائی ہیں۔ قیمت فی جلد ۴ر

دیوان راسخ۔ موجودہ زمانہ میں اردو شاعری نے جو ترقی حاصل کی ہے اور اردو زبان نے جو نیا رنگ اور نرالا چوچلا پیدا کیا ہے اس کا مزہ چکھنا چاہو تو یہ دیوان ملاحظہ کرو۔ جو مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی کی جادو بیانی کا نتیجہ ہے اس پاکیزہ کلام کی تعریف میں ہندوستان بھر کے شعراء رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ حضرت داغ بھی دنگ ہیں۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرعہ نشتر ہے ایسی پاکیزہ زبان اور اس میں ایسی شوخی پیدا کرنا صرف مولانا راسخ ہی کا کام ہے ضخیم دیوان ہے۔ قیمت فی جلد ۱ر

دیوان عزیز۔ یہ دیوان بھی تحفہ ہے۔ نہایت لطیف کلام ہے اشعار میں ایسی خوبی ہے کہ دل پر چوٹ لگتی ہے اور ساتھ ہی ایک مزہ آتا ہے جسکا لطف کسی چوٹ کھائے ہوئے دل سے پوچھنا چاہیے قیمت فی جلد ۸ر

مولود شریف لطیف۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کلام دیکھئے اور مصنف کو داد دیجئے ہم تو یہ کہتے ہیں سبحان اللہ و صل علیٰ قیمت ۲ر

جملہ درخواستیں منیجر اختر ہند پریس امرتسر کے نام ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

پاکوں اور ناپاکوں کا انجام

الٰہی تو ہے اپنے پاکوں کا حامی
ہے مقصودِ دل اُنکا تیری غلامی
سدا رہتے ہیں وہ تری بندگی میں
وہ پاتے ہیں عزت سرافگندگی میں
ہمیشہ وہ ہیں تیری رحمت کے طالب
ترا شوق ہے اُنپہ ہر وقت غالب
سدا مست ہیں وہ تری آرزو میں
تجھے دیکھتے ہیں ہر اک رنگ و بو میں
اُنہیں ولولہ ہے تری آرزو کا
تو ہے مدعا اُن کی ہر گفتگو کا
کسی سے سوا تیرے ڈرتے نہیں ہیں
خلاف رہِ صدق کرتے نہیں ہیں
وہ ہیں نخل اور تو ہی ہے کان اُنکی
وہ قالب ہیں اور تو ہی ہے جان اُنکی
وہ ہوتے ہیں تیرے تو ہوتا ہے اُن کا
مزا لیتے ہیں تیرے شیریں سخن کا
وہ فانی ہیں تجھ میں تو ہوتا ہے اُنمیں
بھلا بعد ہوتا ہے کیا شاخ و بن میں
تو بنتا ہے اپنے پیاروں کے اعضا
تو ہوتا ہے ہر دم نگہبان اُنکا
تو ہی آنکھ اور کان بنتا ہے اُن کے
تجھی سے ہی سنتے ہیں وہ تیری سُن کر
تو ہی بنتا ہے اُن کے ہاتھ اور پاؤں
ہیں کیا کیا تری قدرتیں یاں بتاؤں
تجھی سے وہ دیکھیں ہیں جو دیکھتے ہیں
دکھائی جو تو اُن کو سو دیکھتے ہیں
تجھی سے ہی سنتے ہیں جو تو سنائے
تجھی سے ہیں چلتے جدھر تو چلائے

تجھے دیکھتے ہیں جدھر دیکھتے ہیں
ادھر دیکھتے یا اُدھر دیکھتے ہیں
ترے نور سے روشنی پاتے ہیں وہ
سدا تیری جانب چلے آتے ہیں وہ
دکھاتی ہے قدرت تری رنگ اُنمیں
نرالا ہی قدرت کا ہے ڈھنگ اُنمیں
کچھ ایسے فنا در فنا ہوتے ہیں وہ
کہ نام و نشاں اپنا ہی کھوتے ہیں وہ
نہ خواہش کوئی باقی رہتی ہے اُنمیں
لگے رہتے ہیں وہ سدا تیری دُھن میں
رضا سے تری بس مزے پاتے ہیں وہ
ارادوں سے اپنے گذر جاتے ہیں وہ
سدا گیت گاتے ہیں تیری رضا کا
مٹا دیتے ہیں نام حرص و ہوا کا
بلاؤں میں حمد و ثنا گاتے ہیں وہ
مصائب میں کیا کیا مزے پاتے ہیں وہ
مزے تیری الفت کے وہ لوٹتے ہیں
تعلق پیاروں سے جب چھوٹتے ہیں
وہ تیرے محب ہیں تو اُنکا ولی ہے
ترا لطف اُن پر خفی و جلی ہے
جو تیری ہے عادت وہی اُنکی خُو ہے
جو اُنکا عدو ہے وہ تیرا عدو ہے
رضا تیری اُنکی رضا میں ہے شامل
عطا تیری اُن کی عطا سے ہو حاصل
اُنہوں نے ہی ہے ساری دنیا سنواری
اُنہوں نے کئے تیرے احکام جاری
اُنہیں کی اطاعت ترا پاک دیں ہے
خلاف اُنکا منظور تجھکو نہیں ہے
مسالک ہیں اُنکے تری پاک راہیں
ہیں منظور حضرت میں اُنکی دعائیں
سدا اپنا رکھتے ہیں وہ شوہب نرالا
تجھی سے وہ جیت جاتے ہیں پالا
ستائے جو اُن کو ہے تجکو ستاتا
دکھائے تجھے اُن کو ہے جو دکھاتا

ستاتے ہیں جب تیرے پاکوں کو ظالم
ترا قہر ہوتا ہے پھر اُنپہ قائم
ترے پاک لوگوں کو جس نے ستایا
وہ ایسا گرا سامنے پھر نہ آیا
جب آتی ہے نصرت ترے رسولوں کو
ہلا دیتی ہے یک بیک وہ دلوں کو
جب آتی ہے نصرت تری یا الٰہی
تو پڑتی ہے اعدائے دیں پر تباہی
تری جاری ساری یہ عادت ہے مولا
کہ تو اپنے بندوں کو ہے آزماتا
تو پاکوں کی کرتا ہے جب آزمایش
وہ کرتے ہیں تیری ثنا و ستایش
ترے امتحاں میں جب آتے ہیں مُرسل
تو پھر استقامت دکھاتے ہیں مُرسل
بڑھاتے ہیں وہ مومنوں کے یقیں کو
سبق اُنسے ملتا ہے ہر اہل دیں کو
ترے امتحاں میں یہ ہے راز مضمر
جدا ہوں سعید اور شقی دونوں یکسر
جب آتی ہے پاکوں کے اعدا کی باری
تو بخشے ہے پاکوں کو تو رستگاری
ہلاکت وہ پڑتی ہے اعدائے دیں میں
کہ ہیبت سے پڑتا ہے لرزہ زمیں میں
مطیعانِ حق کی تو کرتا ہے یاری
یہی تیری سنت ہے اے حق باری
جہاں تو نے صادق کیا کوئی پیدا
مقابل میں اُس کے ہوا کذب برپا
ہوئی صدق اور کذب میں پھر لڑائی
ترے صدق نے آخرش فتح پائی
یونہی صدق کھلتا ہے عالم میں تیرا
صداقت سے اُٹھتا ہے دنیا میں پردا
مطیعوں کو پھر ڈھانک لیتی ہے رحمت
دبا لیتی ہے منکروں کو ہلاکت
مبارک ہیں جو اِس کو راز سمجھیں
[illegible] صداقت کی آواز سمجھیں

[illegible] میں وہ جنکو حق کی طلب ہے
[illegible] وہ جنکو پاس ادب ہے
جب آدم کو حق نے خلیفہ بنایا
مقابل میں شیطاں بھی دنگل میں آیا
ہوا نوح جبکہ مبلغ حق سے
تو دشمن ہوئے ساری سب اتفاق
ہوا جبکہ بیبہ خلیل خدا کو
تو نمرود بھی دشمنی کی اہل جفا کو
ہوئے جبکہ موسیٰ ہم کلیم الہٰی
تو فرعون کے [illegible] میں بنی سیاہی
مسیحا کو جب حق نے مرسل بنایا
مقابل میں اعداء نے طوفاں اٹھایا
نشاں [illegible] جب شہ مصطفیٰ کا
تو برپا ہوا ایک لشکر جفا کا
ابوجہل کوئی کوئی بولہب تھا
[illegible] کو ہی ان میں نہ پاس ادب تھا
ستایا جناب شہ انبیاء کو
عداوت میں ہو گئے وہ روز جزا کو
بناؤ ابوالجہل جو بوالحکم تھا
وہ فرعون سے شوخی میں کم تھا
فنا کر دیا سب کو قہر خدا نے
لیا ان کو گھیرا آتش بد وعا نے
غرض [illegible] لوگوں نے یہہ سنا ہے اعداء
کئے حق تعالیٰ نے غارت سراپا
نہ باقی رہا کوئی بھی ان کا دشمن
نہ پایا کسی نے کہیں کہف و مامن
یہی سنت حق ہمیشہ ہے جاری
سدا یوں ہی کرتا ہے وہ حق باری
اسی طرح اب حق نے بھیجا ہے مہدی
مسیح و امام الزماں ہے وہ ہادی
ہوا قادیاں میں وہ نازل پیارا
شکستہ دلوں کا وہی ہے سہارا
اب اسکے مقابل بھی دشمن کھڑے ہیں
بہت سے شیاطین ملکر اڑے ہیں

ابوجہل بھی نہیں [illegible]
کہ شیطان نے عقل ہے اسکی ماری
تر و بیں فرعون سے وہ بڑا ہے
مقابل میں حق کے بہت ہی اڑا ہے
ہر ایک چال میں اسکی جور و ستم ہے
ابوجہل سے شورہ پشتی میں کم ہے
مقابل کھڑا ہے امام الزماں کے
مطیع جناب شہ انس و جاں کے
غرض یہہ ہوا اب ایک کشتی ہے بھاری
ادھر ہے مسیحا ادھر قوم ساری
یہہ کشتی لگی ہے امام زماں سے
جو دنگل میں نکلا ہے [illegible]
لگی ہے یہاں نقد ایماں کی بازی
گرا جو گیا دین و ایماں ہی [illegible]
یہہ ہے پہلواں ایک رب العلیٰ کا
مسیحا غلام احمد مصطفیٰ کا
یہہ ہے تخم ہند ختم الرسل کا
یہی ہے غلام اس امام السبل کا
سپاہی ہے یہہ حضرت مصطفیٰ کا
یہی ہے نقیب اس شہ دوسرا کا
جو خم ٹھونک اس کے مقابل میں آیا
پچھاڑا گیا - اور ایماں گنوایا
سدا لعن و نفریں کا وارث ہوا وہ
سدا ذلتوں میں رہا مبتلا وہ
بھلا اس سے بڑھکر کوئی کیا گناہ ہے
ولی کی عداوت خدا کی پناہ ہے
تمنا مبارک کی ہے یہہ الٰہی
محبت عطا کر ہمیں صادقوں کی
عداوت سے پاکوں کی یا رب بچا کر
محبت مسیحا کی ہمکو عطا کر

خاکسار ابو یوسف

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان بیساکھی ۶ - اپریل ۱۸۹۹ء سے شروع ہو کر ۱۵ - اپریل ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے - اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی [illegible] بموجب فہرست انعام کے جو [illegible] دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا - اور مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاؤ ان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام [illegible] کیا جاوے گا یعنی ۱۱ و ۱۲ - اپریل ۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا - ۲ مارچ ۱۸۹۹ء

المشتہر

مسٹر جے جی الیس صاحب بہادر

سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

عیسائیوں کا کفارہ بھی آخرکار ہی ثابت ہوا

عیسائی مذہب کا ستون اور دینا بلکہ بنیادی پتھر اور فرضی نجات کا دارومدار جو عیسائیوں کے نزدیک [illegible] کفارہ ہی تھا۔ مگر جب تحقیق کی نظر سے دیکھا گیا تو از روئے انجیل یہ کفارہ تار عنکبوت سے بھی کمزور ثابت ہوا۔ گو اس کفارہ کی تردید میں مختلف مضامین اہل اسلام کی جانب سے شائع ہو چکے تھے مگر [illegible] وجوہ دیگر ہست اور کل جدید لذیذ [illegible] ایک نئی طرز کی تردید [illegible] ناظرین کی جاتی ہے۔

ہمارا منشا ہے کہ قبل از بیان اول ہم [illegible] کے سامنے رکھدیں کہ نجات اخروی کے وسائل خداوند کریم نے [illegible] کے لئے [illegible] کیا کیا تجویز فرمائے ہیں [illegible] کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجات کے [illegible] بندگان خدا کو تعلیم ہوتے ہیں چنانچہ [illegible] نجات اخروی کے یہاں بیان ہوتے ہیں۔

([illegible] اول) نجات کا فضل باری تعالیٰ ہے دیکھو زبور ۱۳۰ آیت ۳ اے یاہ اگر تو گناہوں کا حساب [illegible] تو اے خداوند کون کھڑا رہے گا پھر تیرے پاس [illegible] آیت ۷ اے اسرائیل خداوند پر توکل کر کہ رحمت خداوند کے پاس ہے اس کے پاس [illegible] اور مطابق اس کے زبور ۸۶ آیت ۵ میں [illegible] اور جا بجا نزول رحمت [illegible] زبور ۱۰۳ آیت ۱۰ و ۱۸ میں بتایا گیا [illegible] کلام الٰہی سے بالیقین ثابت ہوتا ہے [illegible] ہوگی اور یہ کفارہ رحمت اور شفقت خداوندی کے منافی ہے کیونکہ فدیہ کے معنی عوض معاوضہ کے ہیں جائے انصاف ہے کہ جب عیسائیوں کی نجات معاوضہ پر ٹھہری تو عیسائی صاحبان خود ہی غور فرماویں کہ پھر رحمت اور شفقت خداوندی سے کیا مطلب کیا کہیں رحمت خداوندی میں عوض اور معاوضہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جہاں عوض و معاوضہ ہے وہاں رحمت اور شفقت نہیں جہاں رحمت و شفقت ہے وہاں عوض و معاوضہ نہیں پس یا عیسائی خود ہی اپنے ساختہ پرداختہ اس کے فدیہ و کفارہ کو مردود قرار دیں یا رحمت اور شفقت باری سے محروم ہو کر زبور یا دیگر آیات کا جو فضل خداوندی پر دلالت کرتی ہیں انکار کریں کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مسئلہ فدیہ اور کفارہ منافی ہے صفت رحمانیت کے پس جمع ہونا دو منضاد کا محالات سے ہے۔

دوسرا وسیلہ نجات کا شفاعت انبیاء کرام ہے دیکھو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شفیع ہونا توریت سے ثابت ہے گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹ اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کے گناہ بخش دے جیسا تو مصر سے لیکر یہانتک بخشتا رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں خداوند کریم نے فرمایا۔ آیت ۲۰ میں نے تیرے کہنے سے بخشے اور ایسے ہی کتاب ایضاً باب ۱۲ آیت ۱۳ اور کتاب استثنا باب ۹ ۱۹ سے ۲۶ تک حضرت موسیٰ کی شفاعت کا ذکر موجود ہے حتیٰ کہ فرعون جیسا سیاہ دل کافر بھی آپ کے شفیع ہونے کا قائل تھا دیکھو کتاب خروج باب ۸ آیت ۸ کیا عیسائی جناب موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت کے منصب سے انکار کر سکتے ہیں اگر منکر ہوں بھی تو پہلے توریت کی تکذیب کریں کیونکہ توریت سے حضرت موسیٰ کی شفاعت کا ثبوت بخوبی اوپر ہو چکا ہے جائے تعجب ہے کہ خداوند تعالیٰ نے عبد بن عبد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شفاعت سے گنہگار بندوں کے گناہ معاف کر دئے اور بموجب اعتقاد عیسائیوں کے اپنے فرزند ارجمند کو منصب سے محروم رکھے اور اس کے خون کا پیاسا ہو کر اسکو ناحق لوگوں کے گناہوں کی خاطر یہود کے ہاتھ مصلوب کرائے کیا کوئی صاحب یہ بات خلاف عدل قبول کر سکتا ہے۔

تیسرا وسیلہ نجات کا توبہ ہے دیکھو نینوہ کے باشندے توبہ سے بچ گئے اس پر صحیفہ یونس کا باب ۳ گواہ ہے اور نینوہ کے لوگوں کی توبہ قبول ہونیکی تصدیق انجیل لوقا باب ۱۱ آیت ۳۲ میں موجود ہے اور گنہگار کی توبہ سے خداوند کریم کا خوش ہونا انجیل لوقا باب ۱۵ آیت ۷ سے ہویدا ہے اور توبہ کا بیان بائبل میں قریباً ۲۵ جگہ سے زیادہ ہے پایا جاتا ہے کیا توبہ کا مسئلہ عیسائیوں کے نزدیک غلط ہے اور جن کتابوں میں توبہ سے گناہ کی بخشش کا بیان ہے عیسائیوں کی عقل میں جھوٹے ہیں جو ناحق کے کفارہ فرضی اور کمزور وسیلہ ٹھیرا کر مفت کی نجات کے متلاشی ہونا مفت خوروں کا کام ہے

چوتھا وسیلہ نجات کا از روئے اناجیل اعمال حسنہ ہے دیکھو خط رومیوں باب ۲ آیت ۶ وہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا۔ ان کو جو نیک پر صبر کے ساتھ قائم رہینگے بزرگی اور عزت اور بقا کے طالب ہیں ہمیشہ کی زندگی دیگا مگر ان پر جو فسادی ہیں اور سچائی کے تابع نہیں ہوتے بلکہ ناراستی کے تابع ہیں قہر اور غضب ہوگا ہر ایک آدمی کی جان جو برائی کرتی ہے رنج اور عذاب میں پڑیگی پہلے یہودی کی پھر یونانی کی پھر ہر ایک کو جو بھلائی کرتا بزرگی اور عزت اور سلامتی ملے گی پہلے یہودی کو پھر یونانی کو کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرفداری نہیں ہوتی۔

دیکھو عبارت مذکورہ بالا سے دو امر بخوبی ثابت ہوگئے۔ امر اول نیک اعمال ہمیشہ کی زندگی یعنی نجات دائمی کا حاصل ہونا۔ امر دوم نیک اعمال ہی بدون قید مذہب یعنی بدون عیسائی ہونے کے خواہ یہودی ہو خواہ یونانی نیک اعمال سے نجات پا سکتا ہے عیسائی ہونا اور کفارہ پر ایمان لانا کچھ ضرورت نہیں۔ اب کہاں گیا عیسائیوں کا خود ساختہ

رد میاں پولوس نے بیکار کر دیا
... تمام اعمال حسنہ ہر وابستہ کر کے عیسائی ہو گئیں ... بالائے طاق رکھدیا اور بدون کفارہ ... مسیح کے پہلے ہی دوزخی دوزخ اور بہشتی بہشت میں داخل ہو چکے ہیں دیکھو انجیل لوقا باب ۱۶ آیت ۱۹ سے ۳۱ تک ایک دولتمند لعاذر نامی غریب آدمی کا قصہ لکھا ہے اور یہ قصہ خود مسیح نے اپنی زندگی میں بیان کیا ہے جائے غور ہے کہ جب کفارہ ہونے کے پہلے ہی دوزخ بہشت کا سلسلہ جاری تھا تو بہشت میں بدون کفارہ کے بندگان خدا کا جانا ثابت ہو گیا۔ اب یا تو عیسائی اس قصہ مندرجہ انجیل لوقا کی تکذیب کریں یا کفارہ سے دست بردار ہوں الغرض نجات کے وسائل تو اور دیگر ... اور بھی بہت ہیں مگر سردست ہم اتنے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ ایک پہلو تردید کفارہ کا ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

اب دوسرا پہلو بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اناجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جنکو خود مؤلفین اناجیل تسلیم کرتے ہیں کہ ان گناہوں کا کفارہ ہونا ممکن ہی نہیں اور وہ یہ ہیں

پہلا گناہ روح القدس کی بے ادبی کرنا۔

دیکھو انجیل متی باب ۱۲ آیت ۳۱ - ۳۲ میں تمہیں کہتا ہوں کہ لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جائیگا مگر وہ کفر جو روح کے حق میں ہو لوگوں کو معاف نہ ہوگا جو کوئی ابن آدم کے حق میں برا کہے اسے معاف ہو سکیگا پر روح قدس کے حق میں برا کہے اُسے ہرگز معاف نہ ہوگا نہ اس جہان میں نہ اُس جہان میں اس انجیلی عبارت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں - اول روح القدس کا بے ادب دارین میں بخشش کے قابل نہیں اور نہ کفارہ اسکو کوئی فائدہ دے سکتا ہے بلکہ ایسے ذلیل روح القدس کے بے ادب پر جہنم کا فتوی ہو چکا ہے دوم مسیح کا رتبہ روح القدس سے کم ثابت ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ کم مرتبہ خدا نہیں ہو سکتا۔ تو عیسائیو مسیح کی زبانی مسیح کی خدائی کا ابطال ہو گیا

دوسرا اپنی خطاکاروں کی خطائیں معاف نہ کرنا - انجیل مرقس باب ۱۱ آیت ۲۵ - ۲۶ اور جب کہ تم دعا کے لئے کھڑے ہوتے ہو اگر تمہیں کسی پر شکایت ہو تو اُسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصوروں کو معاف کرے اور اگر تم معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف نہ کریگا - دیکھو اپنے خطاکاروں کی خطائیں معاف نہ کرنے والوں سے دعوی انجیل میں ہو چکا ہے کہ خدا تعالے ان کی خطائیں معاف نہ کرے گا اب کفارہ کے وسیلہ پر اگر خطائیں معاف نہ کرنے والا بہروسا رکھے - تو پہلے خدا کو وعدہ کے خلاف ضرورت دل میں مان لے اور یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ الہی وعدہ خلاف ہوں جب یہ نہیں ہو سکتا تو اپنے مجرموں کی خطائیں معاف نہ کرنے والا کفارہ سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا۔

تیسرا گناہ حق العباد ہے انجیل متی باب ۵ آیت ۲۶ میں تجھسے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوڑی کوڑی ادا نہ کرے تو وہاں سے کسی طرح نہ چھوٹے گا - کیا عیسائیوں کی ضمیر یہ بات تسلیم کر سکتی ہے کہ برائی گٹھڑیاں مار کر مسیح کے کفارہ پر بہروسا کر کے گناہ حق العباد معاف ہو سکتا ہے جسکی عدم معافی پر خود مسیح کی شہادت اوپر بیان ہو چکی ہے جائے انصاف ہے کہ گناہ حق العباد کی خلاصی کفارہ پر تصور کرنا عقل سے ہاتھ دہونا اور مسیح کے قول مذکورہ بالا کی تکذیب کرنا ہے علاوہ ازیں اور بہت گناہ ہیں جنکو میاں پولوس قابل بخشش نہیں جانتے دیکھو خط اول قرنتیوں باب ۶ آیت ۹ کیا تم نہیں جانتے کہ ناراست خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے فریب نہ کھاؤ کیونکہ حرام کار اور بت پرست اور زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور لٹیرے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے

دیکھئے پولوس آپ کی فرضی رسول کے نزدیک (۱) ناراست (۲) حرام کار (۳) بت پرست (۴) زنا کرنے والے (۵) عیاش (۶) لونڈے باز (۷) چور (۸) لالچی (۹) شرابی (۱۰) گالی بکنے والے (۱۱) لٹیرے - نجات اُخروی سے محروم رہیں گے اور ایسا ہی کتاب مکاشفات باب ۲۲ آیت ۱۴ میں ہے مبارک وے ہیں جو اسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی کے درخت پر ان کا اختیار ہو اور وے ان دروازوں سے شہر یعنی بہشت میں داخل ہوویں مگر کتے اور جادوگر اور حرام کار اور خونی اور بت پرست اور جو کوئی جھوٹھ کو چاہتا ہے اور بولتا ہے سب باہر ہیں یعنی بہشت سے خارج رہینگے - اول کتے یعنی وہ آدمی جنکی اخلاقی حالت مردہ ہو گئی ہے دوم جادوگر سوم حرام کار چہارم خونی پنجم بت پرست ششم جھوٹھ کو چاہنے والا ہفتم جھوٹھ بولنے والا یہ تمام بدکار بہشت میں داخل نہیں ہو سکتے علاوہ ان گناہوں کے ایک اور بڑا گناہ ہے جس کے اکثر عیسائی مرتکب ہوتے یعنی اپنی ماؤں سے زناکاری کرتے تھے تعجب ہے کیا ایسے گندے اور ناپاک فعل کا کفارہ مسیح کو تصور کرنا بے غیرتی میں داخل نہیں ہے دیکھو اول خط قرنتیوں باب ۵ آیت اول میں صاف لکھا ہے کہ اکثروں سے سنتے ہیں کہ تمہارے بیچ حرامکاری ہوتی ہے اور ایسی حرامکاری جس کا غیر قوم والوں میں بھی ذکر نہیں کہ کوئی اپنے باپ کی جورو کو رکھے زمانہ میاں پولوس کے عیسائی ساکن قرنتیوں نعوذ باللہ من ذالک اپنی حقیقی ماؤں سے زنا کرتے تھے جسکا بیان کر کے پولوس افسوس کرتا ہے کیا کوئی عیسائی ایسے سخت ناپاک اور گندے گناہ کا کفارہ مسیح کو قرار دے سکتا ہے یہ ہیں گناہ جنکی عدم معافی پر خواہ اناجیل ہی شہادت دے رہی ہے انکا کفارہ مسیح کو ٹھہرانا انجیل مروجہ حال کی تکذیب کرنا ہے اب انصاف تو یہ ہے کہ عیسائی صاحبان ان گناہوں جنکی عدم معافی کا ذکر اناجیل میں موجود ہے [illegible] کر باقی گناہوں کی فہرست بندگان خدا کے سامنے پیش کریں پہلے ان کی نجات کے شائق ہوں

ہم لٹاتی ہیں آج لعل و گہر + نہ رہی کوئی لاولد مضطر + اعنی ہر حق میں ہر بشر کے لیے + لعل دُور یتیم سے بڑھکر +

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کیا خاک اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام سے رستبازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دلشاد آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت :- بشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لی کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ ہیں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھا دے۔ اگر مراد پوری نہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و ہرجانہ لو۔ سچے طالبوا اولاد کے آرزو مندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد دی ہے۔

اس خادم الاسیار کو ۲۰ سالہ طبی تجربات اور فقرا و کاملین ریاضین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر پنج خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ سید اولاد کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر بھی دو دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آجے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے سوم) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرطیہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضا مندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی ہے شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کسکو گراں ہے جو فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں۔ وہ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی کہ ٹکٹ بھیج کر منگوائیں جن لوگوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ہمراہ

محفہ ڈبیہ کے درج ہوگا۔ والیان ریاست و امراء صاحب

منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں +

[illegible]	نام مرض	[illegible]	[illegible]	نام مرض	[illegible]	[illegible]	نام مرض	[illegible]	[illegible]	نام مرض	[illegible]
۱	جس کے اولاد نہو۔	عہ	۱۰	قولنج ردری۔	صہ	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	نل اترنا۔	[illegible]
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاتی۔	صہ	۱۱	سوزاک۔	صہ	۲۰	بھگندر۔	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق و دواید۔	[illegible]
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صہ	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	عہ	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جسکا حمل ۲۔۳ ماہ کا گرجاوے۔	صہ	۱۳	جریان۔	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	صہ	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	عہ	۱۴	غلط کاری۔	صہ	۲۳	ادہرنگ۔	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	[illegible]
۶	مرگی۔	صہ	۱۵	گنٹھیہ۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تپ دق۔	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ۔	صہ	۲۵	لپھ۔	صہ	۳۴	بخار بچہ و بچہ تاثیر درد زنانہ	[illegible]
۸	ضعف باہ۔	صہ	۱۷	ضعف بصر۔	صہ	۲۶	آتشک۔	صہ	۳۵	ضعف ہضم۔	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک گل بدن۔	عہ	۳۶	[illegible]	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی گرمول +

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انجینئروں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ۵ر خالص ممیرہ فی ماشہ ۲۰ روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں۔ جلن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور ما در کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے
راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر۔ ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں ہر وقت سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ میرے ایک دوکاندار مسی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر نکال کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان بہت ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپشل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ۔ ڈسپنسری شملہ

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔
دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک افغانستان۔
۶ر مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی اسناد میں سے جو قریباً ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو اس کے لئے بنک میں ۱۸۹۹ء کو جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ایڈیٹر کے مشورے

خوشی بور رنج اور مصیبت | خوشی راحت اور مصیبت کیا ہی ؟ ایک دلی خواہش اور قلبی تمنا کی کامیابی یا عدم کامیابی کا نتیجہ یہ لابدی نہیں کہ اوس کامیابی کا نتیجہ ضرور مقبول ہی ہو۔ دیکھو شباز پتنگ باز وغیرہ کی خوشی ممد ... کی وجہ سے ... رنج کیوں پیدا ہوتے ہیں ؟ ہم عام اختصار پر بحث نہ کرینگے ہم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے جو ... کر لیتے ہیں کہ انہوں نے انکو ایک ہی ... کے لئے فرمایا تھا کہ خدا اور رسول بنو۔ پس کل دکھوں کی جڑ خدائی اور رسالت کا تاج ہے خدا بننا کیا ہے جو کہ ہمارا چاہا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ اللہ تو ہی کی یہ شان ہے ۔ یفعل ما یرید پس جب ایسے انسان کی خواہش کے موافق کوئی کام نہیں ہوتا تو اُسے ملال و رنج ہوتا ہے۔ اس کا تریاق یہی ہے کہ دل سے سوال کرے کہ کیا تو خدا ہے؟ جواب یہ وہی رنج خوشی سے بدل جاوے گا۔ رسول بننا کیا ہے ؟ تم ہمیں یقین ہو کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی راست اور حق ہو ۔ اور اس کا مخالف چونکہ ہمارا نافرمان ہے ۔ لہذا جہنمی ہے پس اُسکا مخالف دیکھکر ہی رنج ہوتا ہے۔

کیا وہ لوگ جو مولوی اور فقیہ کہلاتے ہیں اور مفتی بنکر فتوے لکھتے ہیں محض اس ایک وجہ سے ایک مومن عبداللہ کو خارج از اسلام اور ... جہنمی قرار نہیں دیتے کہ وہ ایک امر انکی مرضی کے خلاف بیان کرتا ہے؟ بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر ہم کو حیرت ہے کہ اپنے دعوے رسالت سے کیوں انکار کر سکتے ہیں۔ اسی کا نام تو رسول بننا ہے؟ ہمارے مخالف سوچیں! اور غور کریں!! اور پھر سوچیں!!! رسول نہ بنیں کہ راحت اسی میں ہے۔

انا لله اہل اسلام | بنگال کے مسلمانوں میں میں خانساما نی۔ خدمت گاری۔ حمالی قصابی گاڑی بانی گویا تقدیر میں لکھی ہے۔ پھر یاد رکھو کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اور ہند میں شیعی ... از اسباب اور جناب امیر علیہ السلام کا پوتا بننا۔ اور دوسرے بھائیوں کو کوڑی کا کرا کہنا۔ سنوا مقابل کے دوڑ گئے۔ اور تم سوتے کے سوتے رہ گئے۔ اگر ہم تکفیر بازی کے شایق مولویوں کو بیرونی حملے سننے اور دیکھنے کا اتفاق ہوتا۔ اور مسجد کی چار دیواری سے نکل کر نظارہ عالم دیکھتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ انہیں کیا خبر ہے کہ نو تعلیم یافتہ نوجوان اوز ال مذہب کو کس تمسخر سے سنتے ہیں۔ عربی ادب نہ جاننے سے ان کو قرآن کس کا کلام نظر آتا ہے تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے نہ سمجھنے نے بڑے بڑے جلوے پہنچایا ہوتا۔ کاش! ہمارے بھائی شادیوں۔ فضول خرچیوں بے جا دعوتوں اور فسق و فجور کے ارتکاب اور زیب و زینت کے وقت یہ آیت پڑھا کریں۔

مسلمان اور آریہ | مسلمانوں کو موجودہ پستی اور ادبار کی حالت میں اہل ہنود کی ہمسری

[illegible] اتفاق تحت مشکل ہے اور ممکن ہی [illegible] قایم رہے آج تک کے تجربے دکھلا رہے ہیں لیکھرام کے قتل پر مسلمانوں نے دکانیں [illegible] لیکن آخر وہی ہندو دکاندار وہی اہل اسلام خریدار۔ امید کی جاتی تھی کہ آریہ کھنڈ کی پرانی قوم کا تنفر یا تعصب تعلیم سے کم ہو جاتا۔ مگر نہیں ع سمندِ ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا۔ پہلے تنفر میں ایک اور جوش پیدا ہوا۔ ہندو ہندو نہ رہے۔ آریہ بنے۔ آریہ صاحبان کے بعض خطرناک جلسے اس وقت آنکھ کے سامنے ہیں کہ وہ عالمگیر اور محمود کے ان غیر صحیح اور بے معنے محض واقعات کا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے۔ باوصفیکہ وہ تناسخ کے قایل ہیں اور آج تک ثابت نہیں کر سکے کہ یہ مسلمان وہی ہیں جو عالمگیر اور محمود کے ساتھ تھے۔ یا اس وقت کے مسلمانوں نے بعرض محال ابتدائی برائی کی تھی؟ کیا اگر تناسخ سچ ہے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ مسلمانوں کی برائی اگر ہو لگو ہمارے خیال میں قطعاً نہیں کسی اہل ہند کے پرم جنم کے کرموں کا پھل تھی یہ اختلاف اور نفاق جو دونوں قوموں میں مسلمانوں کی طرف سے واقعی نہیں۔ دبی بلی چوہوں سے کان کٹواتی ہے۔ اگر اختلاف ہو تو ایک دوسرے سے بازی لیجانے کے لئے کوشش کرے اور دونوں ترقی پا جاویں علم و فضل میں معراج حاصل کریں اور ان میں انصاف قایم ہو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو آریوں سے نفاق اور اختلاف نہیں اگر ہے تو لاریب حلوائی اور پنساری سے لیکر صراف اور بزاز تک مسلمان نظر آتے مگر کیا کوئی ہے؟

خلوت۔ جلوت | وعظ اور اصلاح

پلیٹ فارم۔ میلوں۔ شادی کے جلسوں ماتم کدوں۔ میں اسپیچیں ہوں۔ تو قوم کی حالت سدھرے گی۔ ہاں! ان اسپیچوں میں اپنی طاقت لسانی اور خوش بیانی کی داد سننا مطلوب نہ ہو بلکہ بلا خوف لومۃ لائم جو کچھ کہا جاوے۔ کہا جاوے اور ملتے عزا تکیم ننگ و نام کا خیال رہے پھر بھی سچی خیر خواہی اور للہی جوش ہو تو کچھ بنے گا۔ مگر نری دعوت نرا جوش۔ خشک نصیحت کارگر نہ ہوگی۔ سب سے بڑی موثر نصیحت گھر کر جانے والا وعظ اپنا نیک نمونہ ہے۔ پس ملک اور قوم کے سامنے اپنے پاک نمونے رکھدو کہ بہترین واعظ یہی ہیں۔

قومی بہتری چاہنے والو! تمہارے لمبے چوڑے لیکچر کیا قوم کے لیے کچھ مفید ہو سکتے ہیں؟ ہم پوچھتے ہیں کہ پرانے واقعات کو یاد کرکے رونا کچھ مفید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پدرم سلطان بود کیا فایدہ پہنچا سکتا ہے۔ جبکہ ہم قعر مذلت میں پڑے ہیں۔ استخوان فروشی چھوڑ دو۔ گڑے مردے نہ اکھاڑو سلف ریسکٹ کا مفہوم سمجھو! خود کچھ بنو۔ اگر آپ کچھ بھی نہیں تو آبا و اجداد کی شرافت ہم کو معزز نہ بنا سکے گی۔ بہتر ہو کہ تمہارے قومی جلسوں اور مجمعوں میں پورانی سٹوریاں نہ سنائی جاویں اور قوم کو اور بھی مغرور اور سست بننے کی تحریک نہ دیجاوے اس سے بیشک تغافل بڑھتا ہے۔ اگر نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ اتنی ہائے پکار اور عرب کے فتوحات سنانے اور مرثیہ خوانیوں سے کیا ہوا؟ کیا قوم میں جو نقص پڑے ہوئے ہیں دور ہو گئے؟ جواب یہی ہے۔ ایک بھی نہیں ہے۔ پس علاج ہے قرآن کریم کو پھیلاؤ اسکی اشاعت کرو کہ رذیلوں کو شریف۔ جاہلوں کو عالم محکوموں کو حاکم۔ بے دینوں کو اگر کوئی خدا پرست بنا سکتا ہے تو قرآن کریم قرآن کی اشاعت کرو اسکے مضامین کو دنیا میں نہیں تو اپنی قوم میں پھیلاؤ پھر خاطر خواہ اور پسندیدہ نتایج کا ذمہ وار خدا ہے۔

اخبار | قوم کی ترقی۔ ملکی بھلائی۔ عوام کی رہنمائی۔ خواص کی دلچسپی۔ حکام کی ہدایت۔ رعایت رعیت اور انکی اطاعت کا ذریعہ ہے۔ مگر جہاں پولیٹیکل سوشل تعلیم نہ ہو وہاں یہ کاغذ یا لکل بیکار ہے۔ خدایا! مہتمان اخبار مشمول بلند حوصلہ۔ خدا ترس۔ شریف عالی خیال ہوں۔ اللھم اجعلنا منہم صرف بہانہ طماع۔ یاوہ گو نہ ہوں۔ ربنا لا تجعلنا منہم۔ قوم کی حالت کو سدھارنے کے لئے اخبار بہترین ذریعہ ہے بشرطیکہ وہ اس مطلب کے لئے وضع کیا جاوے اور قوم اسپر توجہ کرے۔

اسرار معرفت

ذیل میں ہم حضرت اقدس کی ایک تقریر کا کچھ حصہ بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ یہ تقریر بصورت رسالہ جداگانہ چھپ رہی ہے ہمارے مخدوم مولنا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اس تقریر کی کثیر التعداد کاپیاں شایع ہوں اور ہمارے ہر دوست کے ہاتھ میں بطور خضر طریقت اور سارٹیفکٹ ہو پھر ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست اسکی اشاعت میں بہت کوشش کرینگے۔ اگر سو آدمی ہی بیس بیس کاپیاں خرید کریں تو صرف ۲ہزار کو میں گے اور دو ہزار کاپی شایع ہو سکتی ہے۔ یہ تقریر اخبار میں شایع نہ ہوگی محض نمونتاً درج کی گئی ہے۔ جداگانہ چھپ رہی ہے۔

ایڈیٹر

عہ تقریر مذکور مع ایک خط کے جو وحدت وجود کی حقیقت پر ہے چھپ چکی ہے قیمت ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقریر حضرت اقدس

مورخہ ۱۸۔ جنوری ۱۸۹۹ء

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلّق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اسکو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرائے میں اسکو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔

قضائے معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ قرآن کریم سے ملتا ہے یہ الفاظ گو نہیں مثلاً قرآن کریم میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم۔ ترجمہ دُعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا قبول ہو سکتی ہے اور دُعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسکے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو۔ مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اسکا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اسکی تہ تک پہنچنے اور اسکی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایک شے ہونے والی ہے۔ اسلئے ہم کو جھگڑے اور مباحثے میں پڑنے کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ نے انسان کے قضا و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ۔ خشوع خضوع سے ٹل سکتی ہیں۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور گناہ سے ہٹاتا ہے۔ جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعہ سے پا لیتے ہیں۔ اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربی ربی کہہ کر اسکو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے۔ تو وہ رویائے صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعے ایک بشارت اور تسلی پا لیتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دعا انتہا کو پہونچیگی تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ دُعا۔ صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑہا صلحا اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر کے گواہ ہیں نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے۔ مگر لوگ اسکو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے؟ اسکے غنائے ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دُعا۔ تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو بلکہ اسمیں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے مجھے یہ دیکھکر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت اور تقوے اور دینداری سے محبت نہیں ہے اسکی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اُسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسمیں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لیے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اُسکے لئے لذت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے۔ مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اب انسان جب کہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا کئے ہیں تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ مزے اور احساس کے لئے اُسکے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیا دیکھکر نباتات ہوں یا جمادات حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سُریلی آوازوں سے اُسکے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کی اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑہ پیدا کیا۔ اور مرد کو رغبت دی ہے اب اسمیں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں مگر اسمیں اُنکے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذت ہے یہ حظ اور لذت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا اور خیال

نہیں کرتے - بلکہ ان کو صرف حظ ہی سے کام اور غرض ہے - خدا تعالیٰ کی علت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قایم کیا - اور ضمناً اُسمیں ایک حظ رکھدیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہوگیا ہے - اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اُسمیں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بالا تر ہے - جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہوسکتا ہے جو مرد اپنے قویٰ صحیح رکھتا ہے ایک نامرد اور مخنث وہ حظ نہیں اٹھا سکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے - اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پاسکتا -

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے میں کہتا ہوں حقیقی - ابدی - اور لذت مجسم جوڑ ہے وہ انسان اور خدا تعالیٰ کا ہے مجھے سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی کھانے کا مزا نہ آئے - طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا - روپیہ خرچ کرتا دُکھ اٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو - وہ نامراد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کرسکتا - بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتے - اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا جسکو عبادت میں لذت نہیں آتی؟ اوسکی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہو جاتی - دنیا اور اُسکی خوشیوں کے لئے کیا کچھ کرتا ہے - مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا کس قدر بےنصیب ہے! کیا ہی محروم ہے! عارضی اور فانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے - کیا ہو سکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں - مگر تلاش حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں - قرآن کریم میں ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے اس میں بھی ستر اور بھید ہے - ایمان لانے والونکو مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنے خدا تعالیٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے - بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے یعنے جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے - ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے - مرد اور جگہ خراب ہو کر صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں - آتشک سے مجذوم ہو کر دنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں اور اگر اولاد ہو بھی جاوے تو کئی پشت تک یہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے اور ادھر عورت بے حیائی کرتی پھرتی ہے - اور عزت و آبرو کو ڈبو کر بھی سچی راحت حاصل نہیں کر سکتے غرض اس جوڑے سے الگ ہو کر کس قدر بدنتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں - اسی طرح پر انسان روحانی جوڑے سے الگ ہو کر مجذوم اور مخذول ہو جاتا ہے - دنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصایب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لئے حظ ہے اوسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کے لئے حظ موجود ہے صوفی کہتے ہیں کہ جسکو یہ حظ نصیب ہو جاوے وہ دنیا اور مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ ترجیح رکھتا ہے - اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسکو معلوم ہو جاوے تو اسمیں ہی فنا ہو جاوے - لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اسلئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جاویں اور پھر اس نماز سے یہ بات انکو حاصل ہو جاتی ہے یعنے وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر انکو کیوں یہ کہا جانیوالا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی؟

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسلئے ہوتے ہیں کہ ان اُس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے - اور بڑی بھاری وجہ اسکی یہی ہے - پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا - پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے؟ کہ کیوں؟ اونکو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی اونہوں نے اس مزے کو چکھا - اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں - کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایسے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موذن اذان دے دیتا ہے پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے گویا انکے دل دکھتے ہیں یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں - بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ انکی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے - پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہیے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھا دے - کھایا ہوا یاد رہتا ہے دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو دیکھتا ہے [illegible]

کوایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب
یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت
کو دیکھتا ہے تو اسکی ساری حالت با اعتبار اُسکے
مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے - ہاں - اگر کوئی تعلق
نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا - اسی طرح بے نمازوں کے
نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح
اٹھکر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر
اور کئی قسم کی آسایشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے
اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اسکو سمجھ
نہیں سکتا - اس لذت اور راحت سے جو نماز میں
ہے اسکو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت
کیونکر حاصل ہو؟ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی
اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے
در پے پیالے پیتا جاتا ہے - یہاں تک کہ اس کو
ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے - دانشمند اور بزرگ
انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ
کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ
اسکو سرور آجاوے - اور جیسے شرابی کے ذہن
میں ایک لذت ہوتی ہے جسکا حاصل کرنا اس کا
مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن
میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی
سرور کا حاصل کرنا ہو - اور پھر ایک خلوص اور
جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب
اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ
لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں
کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی
پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی
ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان
پیش نظر رہے - ان الحسنات یذھبن ا
لسیئات کہ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں
پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھکر
دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں
کی ہے وہ نصیب کرے یہ جو فرمایا ہے ان الحسنات
یذھبن السیئات یعنے نیکیاں یا نماز بدیوں
کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ
کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور
ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے
کے پھر بدیاں کرتے ہیں - اسکا جواب یہ ہے
کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں - مگر نہ روح اور نہ
راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور
عادت کے طور پر وہ ٹکریں مارتے ہیں
اُن کی روح مردہ ہے - اللہ تعالیٰ نے اُن کا
نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات
کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا -
باوجودیکہ معنے وہی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ تا نماز
کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے
کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر
ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر
اسمیں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں
کو دور کرتی ہے نماز نشست و برخاست کا نام
نہیں ہے - نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہی
جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے
ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست
ہیں - انسان کو خدا تعالیٰ کے
روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب
خدمتگاران میں سے ہے - رکوع جو دوسرا
حصہ ہے - بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ
تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ
کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت
کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے - یہ آداب اور طرق
ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے
مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے
حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے
علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر
ایک ظاہری طریق بھی رکھدیا ہے - اب اگر
ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی
طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح
نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارگران
سمجھکر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے
تو تم ہی بتاؤ - اسمیں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے
اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت
کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ
روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ
الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی
بولے اسوقت ایک سرور اور نور اور تسکین
حاصل ہو جاتی ہے - میں اسکو اور کھول کر لکھنا چاہتا
ہوں - کہ انسان جسقدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے
یعنے کہاں نطفہ - بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء
یعنے مختلف قسم کی اغذیہ - اور اُنکی ساخت اور بناوٹ
پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ - پھر جوان -
بوڑھا - غرض اُن تمام عالموں میں جو اُسپر مختلف اوقات
میں گزرے ہیں - اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو
اور وہ نقشہ ہر آن اُس کے ذہن میں کھنچا رہے - تو بھی
وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی
عبودیت کو ڈالدے - غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں
لذت - اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق
سے پیدا ہوتا ہے - جب تک اپنے آپ کو عدم محض
یا مشابہ بالعدم قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا
ہے نہ ڈالدے - اُسکا فیضان اور پرتو اُسپر نہیں پڑتا
اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے
جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے - اسمقام پر انسانی
روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک
چشمہ کیطرح بہتی ہے - اور ماسوے اللہ سے اسے
انقطاع تام ہو جاتا ہے - اُسوقت خدا تعالیٰ کی محبت
اُسپر گرتی ہے اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے
جو اوپر کیطرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے
عبودیت کا جوش ہوتا ہے - ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی
ہے - اسکا نام صلوٰۃ ہے - پس یہی وہ صلوٰۃ ہے
جو سیئات کو بھسم کر جاتی ہے - اور اپنی جگہ ایک نور
اور چمک چھوڑ دیتی ہے - جو سالک کو راستہ کے خطرات
اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور
ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس
سے جو اُسکی راہ میں ہوتی ہیں آگاہ کر کے بچاتی ہے
اور یہی وہ حالت ہے جبکہ ان الصلوٰۃ تنھی
عن الفحشاء والمنکر والبغی کا اطلاق اُسپر ہوتا ہے

کیونکہ اسکے ہاتھ میں نہیں نہیں اسکے شفقت اور دل میں ایک روشنی خشوع رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل یعنی کامل نیستی اور فروتنی اور پوری **اطاعت** سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اسے کیونکر سکتا ہے اور انکار اسمیں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فحشا کی طرف اسکی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں۔

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالے ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا **مسلمان** اور سچا **مومن** کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالے ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جسطرح ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے۔ پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر **اللہ تعالیٰ** کی الوہیت کا قایل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو **انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوات والارض** کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادھر کی متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالے کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آجانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالے کی طرف نہ جھک سکے ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے

کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح جسکی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اسطرف جھک کر پرورش پالیں ادھر ہی جھکتی ہے اور خدا تعالے کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اسکے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں۔ اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدا تعالے سے دور ہوتی جاتی ہے پس یہ بڑی **خطرناک** اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالے کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قایم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آجاتا ہے جب کہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک **نور** اور ایک **لذت** کا وارث ہو جاتا ہے۔ میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کے طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں لوگوں کے پاس جاکر منت و خوشامد کرتے ہیں یہ بات خدا تعالے کو غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی **نماز** ہے پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے۔ میں موٹے الفاظ میں اسکو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اسطرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آسکتا ہے کہ جیسے ایک **مرد غیور** کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا۔ بلکہ بسا اوقات ایسی واردات ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی جوش اور غیرت **الوہیت** کا ہے **عبودیت** اور **دعا** خاص اسی ذات کے مقابل ہیں وہ پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو **معبود** قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔ پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ **نماز** اور **توحید** کچھ ہی کہو کیونکہ

توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اسوقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اسمیں **نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف** دل نہ ہو!!!

سنو! وہ دعا جسکے لئے **ادعونی استجب لکم** فرمایا ہے اسکے لئے یہی سچی روح مطلوب ہے اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے۔ پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ **اسباب** کی رعایت ضروری نہیں ہے؟ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا **دعا** اسباب نہیں؟ یا اسباب دعا نہیں؟ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود **عظیم الشان اسباب کا چشمہ!**

انسان کی ظاہری بناوٹ اسکے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک قدرتی رہنما ہے۔ جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ **تعاونوا علی البر والتقوی** کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے

ہاں! میں کہتا ہوں کہ **تلاش اسباب** بھی بذریعہ دعا کرو!!! امداد باہمی میں نہیں سمجھتا کہ جب میں تمہیں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالے کا ایک قایم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ دکھاتا ہوں تم اس سے انکار کرو۔ اللہ تعالے نے اس بات کو اور بھی صاف کرنے اور روشن طور سے دنیا پر کھول دینے کے لئے **انبیاء علیہم السلام** کا ایک سلسلہ دنیا میں قایم کیا۔ اللہ تعالے اس بات پر قادر تھا اور **قادر** ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دیتے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ **من انصاری الی اللہ** کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح بولتے ہیں؟ نہیں۔ **من انصاری الی اللہ** کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے وہ دنیا کو رعایت اسبا

اسباب سکہانا چاہتے ہیں جو دعا کا ایک شعبہ ہے ورنہ اللہ تعالےٰ پر ان کو کامل ایمان اسکے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے - میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسیکے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکتا ہے - اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جسکا شان نعم المولیٰ ونعم النصیر ونعم الوکیل ہے - دنیا اور دنیا کی مددیں - ان لوگوں کے سامنے کالمیت ہوتے ہیں اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتے ہیں لیکن دنیا کو دعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متولی خدا تعالےٰ ہی کو جانتے ہیں - اور یہ بات بالکل سچ ہے وھو یتولی الصالحین اللہ تعالےٰ اون کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے اسلئے کہ وہ وقت نصرت الٰہی کا تھا - اسکو تلاش کرتے تھے کہ وہ کسکے شامل حال ہوتی ہے - یہہ ایک بڑی غور طلب بات ہے دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا - بلکہ من انصاری الی اللہ کہکر وہ اس نصرت اللہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرط شوق سے بیقرار دل کی طرح اسکی تلاش میں رہتا ہے - نادان اور کوتاہ اندیش لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے - بلکہ اسی طرح پر اس شان میں وہ کسی دل کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے - پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سر اور راز یہی ہے جو قیامت تک اسی طرح رہے گا - اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں - مگر کیوں؟ اپنے ادائے فرض کے لئے

تاکہ دلوں میں خدا تعالےٰ کی عظمت پیدا کرے ورنہ یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ قریب بکفر پہنچ جاتی ہے اگر غیر اللہ کو متولی قرار دیں اور ان نفوس قدسیہ سے ایسا امکان ؟ محال مطلق ہے - میں نے ابھی کہا ہے کہ توحید تب ہی پوری ہوتی کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو کہ الٰہ الا اللہ کے معنے یہی ہیں - صوفیوں نے اسمیں اللہ کے لفظ سے محبوب - مقصود - معبود مراد لی ہے -

بے شک اصل اور سچ یونہی ہے - جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا - اسمیں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی اور پھر میں اصلی ذکر کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور سے حاصل نہیں ہو سکتا - مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے ناپاک و گندے منصوبے بھسم نہ ہوں انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکہانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے

میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالےٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند ہو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں -

"آئینہ حق نما"

جس رسالہ کی نسبت ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے اشتہار دیا تھا وہ مندرجہ بالا نام کے ساتھ چھپ کر شائع ہو گیا ہے اور قیمت ۲ مقرر ہوئی ہے - جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر اخبار الحکم سے طلب کر لیں -

ایسا ہی امر معرفت کے عنوان میں جس تحریر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی مع ایک خط کے جو مسئلہ وحدت وجود پر لکھا گیا ہے شائع ہو گئی ہے اور ۲ قیمت پر دفتر اخبار الحکم قادیان ہی سے ملیگی - جو لوگ اخبار الحکم کی امداد ضروری سمجھتے ہیں اور ایک سے زیادہ کاپیاں خرید سکتے ہیں وہ متعدد کاپیاں خرید کر اور لوگوں میں انکی اشاعت کریں - تحریر مذکور کی صرف چار سو کاپیاں طبع ہوئی ہیں - جو صرف ہمیں آدمیوں کی توجہ سے فروخت ہو سکتی ہیں حضرت اقدس کے کلمات طیبات کی قدر کرنے والے ان انمول موتیوں کو ضرور خریدیں - جو ہماری کسی تعریف کے محتاج ہی نہیں ہیں - مذکورہ بالا ورقات کے ملنے کا پتہ منیجر اخبار الحکم قادیان -

ناظرین اخبار کے لئے

باوجودیکہ ہم نے مفصل طور پر اپنی مشکلات کو اپنے بالغ خود ناظرین تک پہونچا دیا ہے۔ اس پر بھی عملی طور پر بہت کم ہمدردی کا ثبوت ملا ہے۔ آئیندہ کے لئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بدون وصول قیمت ہم کب تک اور کیونکر اخبار ناظرین کو دے سکتے ہیں۔ پس یہ قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ ہفتہ وار مسلسل طور پر خریداران کے نام سالانہ قیمت کے لئے اور اس زر بقایا کے لئے جو سال گذشتہ کے چندہ میں سے باقی ہے بصیغہ وی پی بھیجا جاوے اور ایک ہفتہ پیشتر سے ان احباب کو اطلاع دیدیا جایا کرے خواہ بذریعہ اخبار یا بذریعہ خطوط۔ عموماً ایسی اطلاعیں بذریعہ اخبار ہی شایع ہوا کرینگی کیونکہ تقاضے کے خطوط لکھنے کا بوجھ بسردست ہم برداشت نہیں کرسکتے چنانچہ ۱۹ اپریل کا پرچہ جن احباب کے نام وی پی ہوگا اور اطلاع دی جاویگی ایسا ہی انتظام آئندہ کے لئے ہوگا

مکتوبات امام الزمان

مخدومی و مکرمی اخویم شاہ صاحب سلمہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ اللہ بخش صاحب کے اعراض کے بارے میں بات کو طول دینا اس عاجز کے نزدیک مناسب نہیں جو کچھ ہو رہا ہے خداوند کریم کر رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے بہتر کر رہا ہے۔ کیوں دوسروں کو درمیان میں دیکھا جائے اسکے تلطفات و احسانات کیونکر شمار میں آسکتے ہیں کہ اس احقر عباد پر باوجود صدہا طرح کی آلودگیوں کے جو اس عاجز میں دیکھتا ہے اور باوصف ہزاروں نقصانوں کے کہ جو اس عاجز میں دمبدم پاتا ہے۔ دمبدم اپنی عنایات زیادہ کرتا جاتا ہے۔ پھر جو لوگ حقیقت [illegible] اور طول مدت سے اس کام میں پڑے ہوئے ہیں اور ذریت صلحا اور بیعت یافتہ صالحین ہیں اور صعوبت دیدہ اور محنت کشیدہ ہیں اگر وہ بمقتضائے اپنی بشریت کے کسی نوع کے رشک کا مظہر بن جائیں تو معذور ہیں۔ آپ اس خاندان سے بہ منشائے الٰہی ہیں آپکے لئے یہی چاہئے کہ دعائے خیر سے یاد کریں

نواب صاحب کے بارے میں جو آپنے دریافت فرمایا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دعا کرتا رہا ہے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبتدل ہوگئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب کی اطلاع دی گئی پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں۔ کسی بھی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی۔ اس روز سے دو چار دن پہلے انکی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا۔ مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا اسلئے انکی لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جب روز نواب صاحب کے لئے بشارت دیگئی تھی تو اسدن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر جو وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کیگئی بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا ننجیہما من الغم یعنے ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے چونکہ یہ عاجز اسیدن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کرچکا تھا اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت سی تسلی دیگئی تھی اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دیگئی اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے اور اتفاقاً دو ہندو ملاوا [illegible] اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں عین اس موقعہ پر موجود تھے ان کو بھی اسیوقت اطلاع دیگئی اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے ان کو بھی خبر دیگئی۔

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی احمدی پرنٹر و پبلشر

Registered

الشیٔ ... الغایات ما یقصد منھا لیعبر و اما بالقسم

اخبار الحکم

قادیان یعنی دار الامن و الامان مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء

جلد

سبیل جملے

عموماً گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے اور اسکا علاج

یونتو گناہ کے اسباب بہت سے ہیں جنمیں سے بعض پر ہم اپنے کالموں [illegible] مختلف اوقات میں بحث کر چکے ہیں مگر گناہ کے پیدا ہونیکا ایک ذریعہ وہ حرص بھی ہے جو انسان کے اندر کسی دوسرے انسان کو کسی خاص امر یا معاملہ میں اپنے سے بہتر حالت میں دیکھکر پیدا ہوتی ہے۔ اور یہہ خیال اُسکے دل پر مستولی ہو جاتا ہے کہ اے کاش! یہہ وصف یا یہہ چیز مجھمیں یا میرے پاس ہوتی! یہہ خواہش یا تحریک انسانی دل میں دو مختلف حالتیں رکھتی ہے۔ ایک اُنمیں سے محمود سمجھی جاتی ہے جسکو رشک کہتے ہیں۔ اور دوسری مذموم جسکو حسد کہتے ہیں۔ ہم اسجگہہ حسد یا رشک کی فلاسفی نہ بیان کرینگے بلکہ یہہ دکھلائینگے کہ اس مذموم صفت حسد کا جو مبادی کبائر ہے کیا علاج ہے۔ اپنی رائے یا خیال آخر ایک انسانی رائے ہی ہے۔ جو کسی صورت میں کمزوری اور سقم سے خالی نہیں ہو سکتی۔ پس حکیم و علیم ہستی کی رائے سنو۔ اور نہ صرف سنو۔ بلکہ اُسے اپنا دستور العمل بناؤ **ولا تتمنوا ما فضل اللّٰہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا** الی الآیۃ۔ یعنے ناممکن الحصول چیزوں کی آرزو نہ کرو۔ اور بعض آدمیوں کو دوسرے پر کسی قسم کی فضیلت رکھتے ہوئے دیکھکر بیجا خواہشوں کو پیدا ہونے دو۔

اسلام کا عورتوں پر احسان عظیم

بعض کلفی اور خلقی نقایص بظاہر عورتوں میں ایسے [illegible] جا سکتے ہیں [illegible] اور ایسے خیال کئے جاتے ہیں جو اُنکو مردوں کی نظر میں حقیر اور مکروہ بنا دیتے ہیں۔ دنیا کی مہذب دنجیال خویش) قومیں اور اُنکے متبع آریہ لوجوان طلاق۔ یا کثرت ازدواج کے مسایل کو دیکھکر یا پردہ سسٹم کی فلاسفی کو نہ سمجھکر اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کسی قوانین معاشرت کے واضع اور ریفارمر نے خواہ وہ کوئی پنڈت ہو یا پادری۔ اُس عظیم الشان قانون کے برابر جو اسلام نے فرقہ اناث کے لئے بطور احسان عظیم وضع کیا ہے مقابلہ کیا ہے وہ کیا ہے؟ **وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا و یجعل اللّٰہ فیہ خیرا کثیرا** اگر عورتوں کی کسی خلقی یا خلقی برائی نے (جو تمہاری آنکھ میں برائی ہے) تم کو اُن سے نفرت دلائی ہے تو سنو! اُن کے ساتھہ باین ہمہ کراہت تم نیک سلوک کرو۔ شاید ہے کہ وہی شئے جو تمہاری کراہت کا موجب ہے اللہ تعالےٰ جو قادر و حکیم خدا ہے۔ اُس میں خیر و برکت کثیر پیدا کر دے۔ عسیٰ جو شاہی زبان کا ایک لفظ ہے صاف بتلا رہا ہے کہ ضرور ضرور اسمیں آثار خیر و برکت پیدا ہونگے۔ پس کیا یہہ اسلام ہی کا فخر نہیں کہ وہ ایسی حالت میں بھی [illegible] ت کو مستحکم و مضبوط کر رہا ہے۔ [illegible] تہذیب بجز قطع تعلق اور کوئی [illegible]

جہاد کیا ہے ؟ ؟ ؟

گزشتہ اپریل کے ممولی جہاد کے لفظ کو ایک ڈراونی اور بھیانک صورت میں دکھایا ہے حقیقت میں یہہ ہی ایک پیارا اور مبارک لفظ ہے۔ جو تمام ترقیوں اور خوبیوں کے حصول کا اصل الاصول ہے۔ **سعی فی الدین** کا نام جہاد ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن لوگوں پر اپنی ہدایت کی راہیں کھولنے کا وعدہ کرتا ہے جو مجاہدہ کرتے ہیں **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا**۔ کٹ مرنا یا لڑنا جہاد کا مفہوم نہیں ہے۔ اگر کبھی لغیفو لڑائیوں کا نام جہاد رکھا گیا ہو تو اس سے ابد الآباد کے لئے مذہبی جنگ مراد لینا دانشمندی نہیں ہے۔ آجکل جہاد کیا ہے؟ کس سے ہے؟ دُعا سے۔ امر بالمعروف سے نہی عن المنکر سے۔ نمونہ نیکی دکھلانے سے۔ دینی تصنیف کرنے سے۔ دینی تصانیف میں مدد دینے سے !!!۔ یہہ راہیں ہیں جہاد کی۔ پس دعائیں کرو کہ قبولیت کے دروازے تمہارے لئے کھولے جاویں۔ بھلی اور پسندیدہ باتیں جانتے ہو تو اُن کو بھی سنا دو جو تم نے سنی ہیں۔ بُری اور ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرتے ہو تو کیوں دوسروں کو روکتے نہیں؟ اگر بدی اور نیکی میں تمیز کر سکتے ہو اور

دل میں اس امر کی تحریک پا لیتے ہو کہ ریفارم کرکے
لوگوں کو خدا تعالیٰ کی درگاہ تک پہنچاؤ تو پہلے
خود پاک بن کر ریفارمیشن کی سٹیج پر آؤ!!!
دینی واقفیت اور معلومات ہیں۔ ابنائے جنس اور
ملک و قوم کی بہتری کا خیال ہے تو تمہارے قلم کیوں
رواں نہیں ہوتے۔ ایسی تحریریں بکثرت پھیلاؤ۔ جو دنیا میں
ستر اور پاکیزگی کو پھیلائیں۔ اگر ایسی تحریروں کی طاقت
نہیں تو اللہ تعالیٰ نے زر و مال دیا ہے
[illegible]اعت میں مدد دو۔ پھر اپنی
[illegible] پالوگے اور معلوم کروگے
[illegible] کھلی ہوئی ہیں۔ اور تم باب
[illegible] ہو۔

قرآن سے شخصیت خدا
کشف الحقائق پیچ اور وہم

بمبئی کا عیسائی ماہوار اخبار کشف الحقائق اپریل کے پرچہ میں

خدا تعالیٰ کی شخصیت کو قرآن کریم سے ثابت کرنے کی بے سود کوشش کرکے کھاتے پیتے انسان ابن مریم کو خدا بنانا چاہتا ہے۔ جس لفظ سے اللہ تعالیٰ کی شخصیت کا اس نے استنباط کیا ہے۔ اسے پڑھ کر جو لطف اور ذوق ہمارے دل میں پیدا ہوا ہم نہیں پسند کرتے کہ ناظرین اس سے لطف نہ اٹھائیں۔
اس سے پیشتر کہ ہم اس لفظ کے معنے بیان کریں اور یہ بتلائیں کہ وہی لفظ عیسائیت کے مسئلہ یسوع کی خدائی یا آدمی خدا! عاجز انسان کی خدائی کے خوفناک عقیدہ کا استیصال کرتا ہے۔ یہ بتلانا ضروری ہے کہ عیسائیوں کو ایسی رکیک تاویلیں تشبث بالحشیش کی ضرورت اسلئے پڑا کرتی ہے کہ ان کے گھر میں اخلاق سوز مسئلہ کفارہ کا موجود ہے جسکی بنا ابن مریم کی خدائی پر ہے اسلئے کبھی تو وہ قرآن کریم کے پاک الفاظ ید وغیرہ سے تشخص ثابت کیا کرتے ہیں۔ اور کشف الحقائق نے بخیال خویش بطرز جدید خدا تعالیٰ کا تشخص ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے۔ بہرحال کشف الحقائق کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ "تنزیلا ممن (سورہ طٰہٰ) کا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب اور عبد القادر صاحب نے "اترا ہے اس شخص (خدا) کی طرف سے" اور فارسی ترجمہ میں شاہ ولی اللہ صاحب نے "فرستادن از جانب کسے کہ" ترجمہ کیا ہے۔" مجھے معلوم نہیں جو مسلمان مسیحی مذہب کے خلاف وعظ کرتے ہیں۔ اور مسیحیوں پر کیوں ہنستے ہیں۔ جب مسیحی خدا کو شخص کے نام سے تعبیر کرتے ہیں" تم کلامہ

سورۂ طٰہٰ میں یہ آیت یوں ہے تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلی۔ یہ قرآن کریم اس پاک ذات کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور آسمان بلند کو پیدا کیا ہے۔ اس آیت کے اندر جو معارف اللہ تعالیٰ نے بھرے ہوئے ہیں وہ اس مختصر نوٹ میں نہیں آسکتے۔ سب سے پہلے ہم بطور اصل یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کا یہ احسان عظیم ہے۔ کہ اس نے خدا تعالیٰ کی صفات کے مسئلہ کو دنیا پر روشن اور مبرہن کرکے دکھایا۔ اس قسم کی مشکلات ان لوگوں کو پیدا ہو سکتی تھیں۔ اور ہوتی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی مثل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو پاک کتاب لیس کمثلہ شئی کا وعظ کرتی اور اس قسم کا خدا پیش کرتی ہے۔ اُس کو کوئی مشکل نہیں ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کو شے اور اس کے تمام لوازمات سے جو منطقی اور فلاسفر تجویز کر سکتے ہیں وراء الوراء قرار دیتا ہے۔ پھر یہاں شاہ عبد القادر صاحب یا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے شخص کے لفظ پر ٹھوکر کھانا اُن لوگوں ہی کا کام ہے جو خدا تعالیٰ کو کھاتا پیتا۔ پاخانے۔ پیشاب کا محتاج خدا مانتے ہیں ایک موحد حنیف کو ایسا وسوسہ کیوں پیدا ہونے لگا۔
ہم کو پادری صاحب کے اس خیال پر تعجب آیا۔ اور دل قرآن کریم کے اس بالغ اور اکمل نظام اور ترتیب پر نثار ہونے لگا جب دیکھا کہ خود قرآن کریم ممن کس کو قرار دیتا ہے خلق الارض والسموات العلی۔ کیا عیسائی جس شخص کو خدا یا جس خدا کو شخص پکارتے ہیں بتلا سکتے ہیں کہ اُس نے بھی زمین کا کوئی حصہ یا آسمان کا کوئی جزو پیدا کیا۔ اور وہ عجائبات تو درکنار رہے جو اُن کے اندر ہیں۔ ہرگز نہیں!
امید ہے کشف الحقائق کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسلمان کیوں عیسائیوں پر ہنستے ہیں۔ ہنسیں نہ تو اور کیا کریں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ باایں ہمہ دعویٰ عقل و خرد ایک ایسا عقیدہ انہوں نے تراش لیا ہے جو کسی صورت سے بھی مطمئن خاطر نہیں ہو سکتا۔ اللہ! اللہ!!
یہ قرآن کریم ہی کو فخر ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ اور نقطہ بھی دنیا میں توحید کا وعظ کرتا ہے۔ اور مخلوق پرستی کے عقائد فاسدہ کا استیصال۔ امید ہے کہ آئندہ کشف الحقائق سوچ سمجھ کر قرآن کریم پر اعتراض کیا کریگا اور نامعلوم باتوں پر زبان قلم کو روک رکھا کریگا۔ کیونکہ قرآن کریم ہی کہتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم الی الآیہ۔ نامعلوم باتوں کی بابت زبان کشائی نہ کیا کرو۔

الحکم کی خدمت اور اُس کی امداد کی ضرورت

کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ ہم نے "اپنی قوم سے اپیل" کے عنوان سے ایک مضمون اپنے باہمت ناظرین کی توجہ کے لئے لکھا تھا۔ گو ابھی [illegible] توجہ ہونی چاہیئے نہیں ہوئی [illegible] ہمدردی اور اضطراب سے بھرے ہو[illegible] پاس پہنچے ہیں۔ اُن سے اتنا پتہ لگ[illegible] دوستوں نے الحکم کی خدمات کا گو [illegible] (تاہم نہ ہونے کے مقابل کچھ ہیں) اعتراف کیا ہے۔ اور اسکی واجبی امداد کی ضرورت سمجھی ہے۔ ہم اس سلسلہ میں انمیں سے بعض خطوط شائع کریں گے گو ہمیں واقعی رنج ہوتا ہے کہ الحکم کے قیمتی کالم ایسی اپیلوں کے لئے نہیں۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ من انصاری الی اللہ کہنے کی ضرورت اُن لوگوں کو بھی آپڑی ہے۔ جو اس برتر ہستی کے اشارے پر چلتے ہیں۔ جو ایک آن بلکہ اس سے بھی کمترین حصہ وقت اگر کوئی تجویز ہو سکے اسمیں سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو ہم کیا اور ہماری بساط کیا ہے بہرحال اس مضمون پر جو خط اور پہلا خط عملی تحریک اپنے اندر رکھتا ہوا موصول ہوا ہے۔ وہ ہمارے ایک مخلص دوست اور پُرجوش مگر صادق نوجوان مفتی محمد صادق صاحب کا ہے جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے عنایت فرما اس پر توجہ کرینگے اور اپنی سچی ہمدردی سے ہم کو فائدہ اٹھانے کا موقع دینگے۔
ہم مفتی صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکے صدق و اخلاص میں ترقی دے۔ اور دینی نعماء سے بہرہ ور کرے۔ آمین۔
اور وہ خط یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی شیخ صاحب اخویم سلمکم اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی اپیل کو یا دوسرے لفظوں میں آپکے شکایت نامہ کو اول سے آخر تک پڑھا - اور اسکا پڑھنا ایک افسوس کا موجب ہوا خصوصاً آمدنی اور خرچ کے اکونٹ کو دیکھکر بہت ہی تعجب ہوا کیونکہ اگر یہی حال تھوڑی دیر تک اور رہے تو ہمیں الحکم جیسی نعمت سے بہت جلد محروم ہو جانا پڑے گا - مجھے وہ دن خوب یاد ہیں کہ ہم اسبات کو ترستے تھے کہ قادیان کی کوئی خبر سنیں حضرت اقدس کا کوئی پرانا خط پڑھیں - مولوی صاحب کے وعظ کا خلاصہ کسی سے سنیں - اور چونکہ میری عادت ہے کہ میں دارالامان میں جاکر اکثر باتوں کو اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا کرتا تھا - اسلئے جب کبھی میں قادیان جانے کی توفیق پاتا - میری واپسی پر احباب خصوصاً اکٹھے ہوتے اور مجھسے میری نوٹ بک سنتے - اور حظ حاصل کرتے - اور پاک باتوں سے نور ایمان اور معرفت میں ترقی کرتے - لیکن یہ مواقع لاہور اور امرتسر قریب کے مقامات کو تو کبھی تو کبھی ملجاتے - مگر دور دور کے رہنے والے ہمیشہ ان باتوں کو ترسا کرتے تھے کہ کوئی یار ہی کوئی خبر آوے - اور مجھے یاد ہے کہ جب کبھی کسی دور کے رہنے والے دوست کو میں قادیان سے واپس آکر خط لکھتا - اور وہاں کے تازہ حالات درج کرتا - تو اُس کے جواب میں بہت سا شکریہ اور دعائیں میں حاصل کرتا -

اب اس ضرورت کو الحکم نے ایسا پورا کیا ہے - اور اس نعمت کو دور و قریب کے رہنے والے احباب کے واسطے ایسا آسان کردیا ہے کہ صرف اتنے ہی کے شکریہ میں الحکم کو اگر ایک روپیہ ڈونیشن دیا جاوے تو کوئی بڑی بات نہیں - معارف قرآنی جو حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ الرحمٰن کے درس قرآنی سے لئے جاتے ہیں وہ سچ مچ جنت کے باغ کے پھل ہیں کہ جنکو کھانے والا ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے - چنانچہ خدا کے اس برگزیدہ بندے نے بہتوں کو اس دوا کے ذریعے سے شفا دی - اور انہیں شفا پانیوں میں سے ایک یہ راقم بھی ہے فالحمد للہ - ایسے وقت میں جبکہ مخالف چاروں طرف سے ہماری نسبت غلط فہمیوں کا طومار باندھتے ہیں تو ہر وقت البتہ پھرتے ہیں - یہ ضرور تھا کہ ہماری طرف سے بھی حق کو ظاہر کرنے والا کوئی پرچہ ہوتا - اور اس ضرورت کو بھی الحکم نے بطور احسن پورا کیا - غرض قوم کی ہر ایک ضرورت کو جو ایک ایڈیٹر کے نزدیک ہو سکتی ہے - الحکم نے پورا کیا ہے - اور یہ ایک ایسی بیش قیمت چیز ہے کہ اگر آنکھ اسکے انتظار میں رہتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ نہایت روحانی فوائد اسکے ذریعے سے اٹھاتے ہیں - اور میں یقین کرتا ہوں کہ دیگر احباب نے بھی ایسا ہی فائدہ اٹھایا ہے - میں نہایت ہی زور کے ساتھ اس بات کو پیش کرتا ہوں کہ ہمارے بھائیوں میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ حسب مقدور کم از کم ایک پرچہ الحکم کا ضرور خرید کریں - اور اسکی قیمت کی ادائگی میں ہرگز تساہل نہ فرماویں - اور جو لوگ اس سے زیادہ کی توفیق رکھتے ہوں وہ اس ثواب میں شامل ہوں - اس اپیل کو پڑھکر میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ میرے حساب میں دو پرچہ اخبار ارسال فرمایا کریں - ایک بنام مفتی فضل احمد صاحب مدرس مشن سکول جموں - اور ایک بنام بابو ارشاد مرزا صاحب سیکرٹری ریڈنگ روم دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور - یہ کام ایک دو کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ اسکا اثر ساری قوم پر ہے - اسواسطے دوستوں کی توجہ دلانی چاہیئے کہ ترسیل زر چندہ میں دست باقاعدہ رہا کریں - تاکہ ایسا نہو کہ چند ایک کی لاپروائی کی وجہ سے سب کو اس نعمت سے محروم رہنا پڑے اور نقصان اٹھانا پڑے -

ہاں! اڈیٹر شیخ صاحب! اگرچہ آپ ان باتوں کو خوب جانتے ہیں - مگر میں بھی یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپنے اس اخبار کو نکال کر بہت ہی بڑی ذمہ واری کو اپنے سر پر لیا ہے - آپ ہماری جماعت کے رپریزنٹیٹو ہوکر نکلے ہیں - اور آپ کا اخبار چاروں طرف مرزا صاحب کی جماعت کا اخبار کہلاتا ہے ایسی کچھ تھوڑی سی بات نہیں جسکو آپنے اختیار کیا ہے -

میں سچ کہتا ہوں کہ اس جماعت کی طرف منسوب ہونے والا اخبار اگر بلحاظ اپنے مضامین کی عمدگی پابندی وقت - صفائی مطبع وغیرہ کے اس نام کے شایاں نہوے تو میں ڈرتا ہوں کہ یہہ امر آپکے لئے اچھا نہوگا - پس آپ اس معاملہ میں خود بہت دعا اور توجہ سے کام لیا کریں - اور کسی طرح کی محنت کو اسکے واسطے اٹھا نہ رکھیں - اور مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا ہی کرینگے - کیونکہ آپ سب کچھ چھوڑ کر اس نیک کام کو لگ گئے ہیں -

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپکو بڑی ہمت عطا فرماوے اور آپ کو اپنے مقاصد میں کامیابی بخشے اور تمام بھائیوں کو اس نیک کام میں جوش کے ساتھ حصہ لینے کی توفیق عطا فرماوے - اور ہم سب کی کمزوریوں کو دور کرے (آمین)

میرے خیال میں وہ لوگ اچھا نہیں کرتے جو کہ ایسے اخباروں یا رسالوں کے خریدنے کے وقت تجارتی خوردبینیں لگا کر کاغذوں اور سیاہیوں کی قیمت بتانے بیٹھ جاتے ہیں - کیونکہ کسی چیز کی قیمت بلحاظ اُس محنت اور مشقت اور بیش قیمت وقت کے جو کہ اسکے تیار کرنے میں صرف ہوتا ہے - اور بلحاظ اس کے مفید اور کمیاب ہونے کے ہوتی ہے - مثلاً وہ پاک موتی جو کہ آپنے حضرت اقدس کی تقریروں اور مولوی صاحبان کے خطبات جمع کرکے بیش بہا لڑیوں میں پروئے اور ترتیب دیئے ہیں - اگر آپ اتنی محنت نہ اٹھاتے تو ہمیں ان کا دیکھنا کبھی نصیب نہوتا -

بہرحال آپ ہمت کو نہ ہاریں - اور اپنے کام کو چلائے چلیں - خدا تعالےٰ آپ کے ساتھ ہوگا - اور وہ صادقوں کو کبھی ناکامیاب نہیں کرتا - والسلام

راقم آپ کا خادم
محمد صادق از لاہور

الحمد للہ! مولوی احمد حسن صاحب مالک تحفہ احمدیہ کانپور جن پر خطر ناک کتاب امہات کے مصنف شالیق نے ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کی تہی بری ہوگئے - الحمد للہ علی ذالک مع دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست - ایڈیٹر اور نامہ نگار پر جن پر تعمیل سمن نہیں ہوئی ابھی مقدمہ جاری ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر دلپذیر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط طبع ہوکر فروخت ہوا ہے - شائقین جلد خرید لیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا - قیمت ۲

پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی حقیقت کا فوٹو یعنے آئینہ حق نما

مولانا مولوی نورالدین صاحب کے ایک خطبہ کا خلاصہ مطلب

۳۱ر مارچ ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون ۝ والذین ھم بآیات ربھم یؤمنون ۝ والذین ھم بربھم لا یشرکون ۝ والذین یؤتون ما آتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون ۝ اولٰئک یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون ۝

مولا کریم - رحمان ورحیم مولا - ان آیات میں انسان کو ان راہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو اسکو ہر ایک قسم کے سکھوں کی طرف لیجاتے ہیں اور اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں میں معزز و موقر بنا دیتے ہیں۔

انسان فطرتی طور پر چاہتا ہے کہ ہر ایک قسم کے سکھوں اور آراموں اور بھلی باتوں کو حاصل کرے۔ اور پھر ان میں سب سے بڑھکر رہنا چاہتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اسکے متعلقین خوش و خورسند ہیں - اور لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ پاتا ہے - اسکے دل میں یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ فلاں بھلائی میں سعادتمند قدم رکھتا ہے - اور فلاں شخص نے یہی رکھا ہے - پس میں سب سے بڑھکر سبقت لیجاؤں - غرض عام طور پر انسان فطرتاً ایک **کمپیٹیشن** میں لگا رہتا ہے اور ساتھ والوں سے سربرآوردہ ہونے کا آرزومند ہوتا ہے۔ بچے چاہتے ہیں کہ کھیل میں دوسری پارٹی سے بڑھکر رہیں اور جیت جاویں - عورتیں کھانے - پہننے - لباس و زیورات میں چاہتی ہیں کہ اپنی ہم نشینوں سے بڑھکر رہیں - پس یہہ خواہش اور آرزو جو فطرتی طور پر انسان کے دل میں پائی جاتی ہے اسکے پورا کرنے کی اسباب اور وسایل قرآن کریم میں اس مقام پر رحیم کریم مولا بیان فرماتا ہے اور وہ چند ایک اصول پر مشتمل ہے۔

پہلا اصل - انسان غور کرے کہ اسکے دل میں اپنے سے بڑے کا ڈر ہوتا ہے - ادنیٰ ادنیٰ کام والے لوگ نمبردار کا - اور نمبردار تحصیلدار کا - اور تحصیلدار حکام بالادست کا ڈر رکھتے ہیں۔ ماتحت اگر افسروں کا ڈر دل میں نہ رکھیں تو وہ اپنے فرض منصبی کو اس خوبی اور صفائی سے نہ کریں جس سے وہ اُن کی ماتحت میں کیا کرتے ہیں - اب اس اصل کو زیر نظر رکھکر مولا کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بھلائیوں کے **کمپیٹیشن** اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اسبات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کا نگران ہے - اور اُن کی ہر فعل کھانے - پینے - دوستی - دشمنی - بغض و عداوت - لین دین غرض تمام معاملات میں اُن کو دیکھتا ہے۔

پس مومن وہ ہوتے ہیں - خیرات میں وہ بڑھتے ہیں جو ان اعمال و افعال کے وقت علیم و خبیر کی ذات اور نگرانیوں پر نگاہ کرتے ہیں - اور ہر آن خوف و خشیت الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں - اسلیئے ہر ایک کام میں خواہ کھانے پینے کا ہو - یا بغض و عداوت ہو - دوستی ہو یا دشمنی - ہر بات میں خوش رہنے اور بڑھکر رہنے کے لئے پہلا اور ضروری اصل کیا ہے؟ **خشیت الٰہی** عمل کرنے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ یہہ عمل خدا تعالیٰ کی رضاجوئی کی وجہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اسکی نارضامندی کا موجب ہوکر سیاہ روئی کا پیش خیمہ ہے؟

خوف الٰہی کے بعد دو اصل اور ہیں - وہ کیا ہیں؟ ایک **اخلاص** - دوسرا **صواب** - کوئی عمل صالح ہو نہیں سکتا جب تک اخلاص اور صواب نہو

اخلاص کیا ہے؟ اخلاص کے معنے ہیں کہ جو کام اسمیں یہہ مدنظر ہو کہ مولا کریم کی رضا حاصل ہو - حب ہو تو حب للہ ہو - بغض ہو تو بغض للہ ہو - کھاؤ تو اسلیئے کہ کھانے کا حکم دیا ہے - پیتے ہو تو سمجھ لو کہ **واشربوا** کے حکم کی تعمیل ہے - غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو رسم و عادت نفس و ہوا کی ظلمت نہو - اندرونی جوش اسکے باعث نہوئے ہوں۔

صواب کیا ہے؟ کہ ہر بھلا کام اسطرح کیا جاوے جسطرح اللہ تعالیٰ نے اوسکا حکم دیا ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرکے دکھایا ہے - اگر نیکی کرے - مگر نہ اس طرح جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی ہے - وہ راہ صواب نہیں - غرض یہہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں - اور پھر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں - پس کام کرو خشیت الٰہی سے - اور پھر اخلاص و صواب سے!!!

والذین ھم بآیات ربھم یؤمنون - اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لاتے ہیں - اور **والذین ھم بربھم لا یشرکون** اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعمال اور ترک اعمال میں کسیکو شریک نہیں کرتے نیکی کو اسلیئے کرے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے - اور اسکے لیئے اوسکو کرے - اور بدی سے اسلیئے اجتناب کرے کہ خدا نے انکو برا فرمایا - اور اس سے روکا ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع مدنظر رکھکر نیکی کرے - نیکی کرتا ہوا بھی خوف الٰہی کو دل میں جگہ دے - کیونکہ وہ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے - حدیث شریف میں آیا ہے - جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں - کہ بدیاں کرتے ہوئے خوف کریں - فرمایا نہیں نہیں نیکیاں کرتے ہوئے خوف کرو - جو نیکیاں کرنے کی ہیں کرو - اور پھر حضور الٰہی میں ڈرتے رہو - کہ ایسا نہو کہ **عظیم و قدوس** خدا کے حضور کے لائق ہیں یا نہیں - ایسے لوگ ہیں جو **یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون** کے مصداق ہوتے ہیں یعنے اول اور آخر میں خشیت ہو فعل اور ترک فعل اخلاص اور صواب کے طور پر ہوں - اور وہ بھلائیوں کے لینے والے اور دوسرے سے بڑھنے والے ہیں

وسوسہ شیطانی یہہ بھی آجاتا ہے کہ یہہ راہ کٹھن ہے کیونکر چلینگے - خدا تعالیٰ نے خود ہی اس وسوسہ کا جواب دیا ہے **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا** کہ جنہوں نے جو اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نواہی سے روکا ہے وہ مشکل نہیں - کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عدم استطاعت پر حج کا حکم ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوامر و نواہی ایسے ہیں کہ عمل کر سکتا ہے - اور اُن سے باز رہ سکتا ہے۔

اور یہہ امر بھی بحضور دل یاد رکھو کہ بعض اعمال بھول جاتے ہیں - جناب الٰہی کے ہاں بھول نہیں - بلکہ فرمایا **ولدینا کتٰب ینطق بالحق وھم لا یظلمون** - یاد رکھو جناب الٰہی میں اعمال محفوظ رکھے جاتے ہیں - خدا کے ہاں ظلم نہیں ہوتا -

انسان اگر غور کرلے تو دنیا میں بھی ایک جنت اور نار کا نمونہ دیکھ سکتا ہے - مجھے افسوس آتا ہے - جب میں دیکھتا ہوں کہ دوستوں کی جینٹھیوں کے پڑھنے پڑھانے میں کسقدر ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیا جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی چٹھی - اور پھر جسکے لانیوالا وہ کامل انسان جو محمد ہے - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی پرواہ نہیں کیجاتی سستی کی جاتی ہے تو کتاب اللہ کے سمجھنے میں

بعض اعمال ایسے ہیں کہ ہم نیکی سمجھتے ہیں - مگر قانون الٰہی کا نمونہ نہیں ہوتا - جب انسان مرفہ الحال

اور اگر بلند ہو جاتا ہے تو وہ دُکھوں میں مبتلا ہوتا ہے اُس وقت نجات کی راہ نہیں ملتی۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایسے انسان ہیں کہ دعوےٰ اسلام کرتے ہیں۔ مگر عمل دیکھو تو بازار میں کفار کے اعمال اور اُن کے اعمال برابر ہیں۔ نیک نمونہ دکھا کر دوسروں کو قایل کر سکتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر تو (یعنے آنحضرتؐ) نرم مزاج نہ ہوتا۔ تو یہہ لوگ تیرے گرد جمع نہ ہوتے۔ صحابہ کرام کی زندگیوں کے حالات پڑھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام سے کوئی غلطی بھی ہو جاتی تھی۔ اور آپ استغفار بھی فرمایا کرتے تھے۔ گر ذرا ذرا سی بات پر مواخذہ اور تشدد کرتے تو تیری پاس یہہ قوم کس طرح جمع ہوتی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس نہ مال نہ طمع کی امید تھی۔ اگر کوئی چیز گرویدہ کر سکتی تھی تو وہ صرف حق کا نور اور آپ کے برگزیدہ اخلاق تھے۔

اپنے اعمال میں یہہ امر مدنظر رکھو کہ اخلاص اور صواب ہو۔ نہ یہہ کہ اپنے اغراض و مقاصد کے لئے کسی آیت یا حدیث کا بہانہ تلاش کرتے پھرو۔ اور نیکی کرتے ہوئے یہہ نہ سمجھو کہ گویا تمام منازل طے کر لئے۔ نہیں بلکہ بعض امور ضروری ہیں۔ اور بعض اُس سے کم۔ بعض فرائض ہیں۔ بعض سنن۔ بعض واجبات ہیں۔ ایک سخت بدی ہوتی ہے۔ ایک اُس سے کم۔ اور بعض ایسے کہ اُن پر حرام اور مکروہ کا لفظ عاید ہوتا ہے۔

خدا تعالےٰ کی باتیں جب سنائی جاویں مناسب نہیں کہ انسان سن کر بھی اُس راہ کو اختیار نہ کرے جو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہ ہے۔ اور اُسے اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح لاپرواہی سے چھوڑ دے

میں ایک ضروری امر آخر میں تمہیں بتلانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی ہادی دنیا میں آتا ہے تو اُسکی شناخت کے کئی طریق ہوتے ہیں۔

اول۔ جاہل اور بے علم نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ہادی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نادان اور بے خبر نہ ہو۔ اب کتاب اللہ کو پڑھو۔ اور دیکھو کہ جو معارف اور حقایق اُس میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ ایسے ہیں کہ کسی جاہل اور نادان کے خیالات کا نتیجہ ہو سکتے ہوں۔ سوچو! اور پھر سوچو!!! نادان ایسی معرفت اور روح و راستی سے بھری ہوئی باتیں نہیں کر سکتے۔

دوم۔ وہ ہادی اجنبی نہ ہو۔ کیونکہ ایک ناواقف انسان دور دراز ملک میں جا کر باوجود بدکار اور شریر ہونیکے بھی چند روز تصنع اور ریاکاری کے طور پر اپنے آپکو نیک ظاہر کر سکتا ہے۔ پس ہادی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اُن لوگوں کا واقف ہو۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی صاف ہے کہ ما ضل صاحبکم وما غوی

تیسری بات یہہ ہے کہ ہادی یا امام یا مرشد اپنے علوم کے مطابق عملدرآمد بھی کرتا ہو۔ اوروں کو بتلاوے اور خود نہ کرے۔ پس اس امر کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت فرمایا ہے **ما ضل صاحبکم وما غوی** حضور کے عملدرآمد کا یہہ حال ہے کہ جنابہ صدیقہ علیہا السلام نے ایک لفظ میں سوانحعمری بیان فرما دی کان خلقہ قرآنا یعنے آپکے اعمال و افعال بالکل قرآن کریم ہی کے مطابق ہیں ۞ اللہ تعالےٰ مجھے اور سب احباب سامعین کو نیک رستہ پر چلاوے اور قرآن کریم کے سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی طاقت اور ہدایت بخشے۔ آمین۔

جماعت افریقہ کی طرف سے اپنی جماعت میں سے افریقہ آنے والے اصحاب کے لئے ضروری نوٹس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

چونکہ بعض احباب اپنی جماعت بسلسلہ ملازمت میں یہاں ایسی صورت میں پہنچے ہیں کہ کلنڈنی بندر پر جہاں کہ ہر ایک گروہ ملازمین آمدہ از ہند کا ۳ دن ضرور قیام کیا کرتا ہے۔ اگرچہ حضرت اقدس کے خادمین مستقل طور پر خدمات لوگنڈا ریلوے پر متعین ہیں مگر تاہم عدم واقفیت کی وجہ سے نووارد احباب اُن سے ملاقات نہ کر سکے۔ اور جب وہ اپنی اپنی جگہہ پر تبدیل ہو کر لاین پر چلے گئے تو پیچھے سے اُن کو اس بات کا علم ہوا کہ ہمارے بھائی کلنڈنی میں بھی ہیں۔ اور اسطرح سے ہم لوگوں کو جو بندر پر رہنے کی وجہہ سے اُن اصحاب کی زیارت کے اول حقدار تھے۔ ایک ایک اور دو دو ماہ کے بعد اُن سے ملاقات نصیب ہوئی۔

لہذا آیندہ کی سہولت کے خیال سے ذیل میں ہم ایک فہرست جیتے تمام ممبران جماعت افریقہ کی درج کر دیتے ہیں۔ تاکہ ہر ایک نووارد بھائی آتے ہی کسی ممبر جماعت سے مل کر اُن تمام تکالیف سے امن میں رہے جو کہ اجنبیت کی حالت میں ایک مسافر کو پیش آسکتی ہیں۔ اور نیز بندر پر بیٹھنے والے بھائیوں کو زیادہ انتظار اپنے نووارد بھائیوں کی زیارت کا نہ کرنا پڑے۔ حضرت اقدس کے اُن خادمین کی فہرست جو کہ کلنڈنی بندر پر مستقل طور پر مقیم ہیں:

۱۔ سید کرم حسین صاحب انچارج کول اسٹو کلرک کلنڈنی بندر۔ وہ ہمیشہ بندر کے کنارے پر رہتے ہیں۔

۲۔ بابو محمد علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کلنڈنی ہسپتال۔ ساکن کل ضلع گجرات

۳۔ سیٹھ احمد دین صاحب قصاب کلنڈنی بازار۔ ساکن جاتہ ضلع جہلم

۴۔ خاکسار راقم الحروف محمد افضل کلنڈنی بازار ساکن قادیان۔

جماعت افریقہ کے کل باقی ممبران کی فہرست

۵۔ ہیڈ جمعدار صاحب محمد بخش ساکن کرمالہ والہ۔ لنڈکشن ممبر ٹیوٹر

۶۔ خواجہ احمد صاحب وارڈمین کلنڈنی یورپین ہاسپٹل۔ ساکن گجرات

۷۔ عظیم شاہ صاحب باورچی کلنڈنی 〃 〃 〃 دوسوہہ

۸۔ حافظ الٰہی بخش صاحب وارڈمین 〃 〃 〃 سیالکوٹ

۹۔ میاں دین محمد صاحب مزدور 〃 〃 〃 گوجرانوالہ

۱۰۔ شیخ فضل کریم صاحب عطار جمعدار 〃 〃 〃 سیالکوٹ

۱۱۔ سید محمد شاہ صاحب کلرک ٹیلیفون کلنڈنی بندر 〃 ضلع جالندھر

۱۲۔ میاں بہولا ہیکیدار مینٹیننس ڈویژن ساکن جاتہ ضلع جہلم

۱۳۔ میاں محمد ابراہیم اسسٹنٹ ٹھیکیدار ایضاً 〃 پسرور ضلع سیالکوٹ

۱۴۔ حافظ محمد صاحب 〃 〃 ساکن گوٹہ ریاست جہلم

۱۵۔ مستری نبی بخش صاحب سب اسپکٹر 〃 〃 کرٹ جادہ (〃)

۱۶۔ شیخ نور احمد صاحب ٹائم کیپر 〃 〃 جالندھر

۱۷۔ بابو محمد الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ محکمہ ریلوے ٹرانسپورٹ ساکن جالندھر۔

۱۸۔ میاں اللہ خان صاحب تھانہ دار سکیش کمینیڈو 〃 ضلع جہلم

۱۹۔ میاں محمد اسمعیل ٹائم کیپر پلیٹ لیانگ 〃 کریالہ والہ

۲۰۔ میاں جواہر زرگر کلنڈنی بازار 〃 جہلم

۲۱۔ شیخ نعمت اللہ صاحب سٹور کیپر کلرک ریلی ہیڈ کوارٹر 〃 لیہ

۲۲۔ حافظ محمد الیاس صاحب قاری فیض پورہ جمعدار 〃 ضلع جہلم

۲۳۔ بابو رستم علی صاحب رہتن سٹور کیپر مکہنیڈو 〃 جالندھر

راقم
محمد افضل از کلنڈنی بندر
تماس۔ لاین سیٹھ احمد دین صاحب
قصاب ۱۶ فروری ۱۸۹۹ء

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ - بعد ہٰذا - آپ کا خط جو آپنے لودہیانہ سے لکھا تہا پہنچ گیا - جس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی - بالخصوص اسوجہ سے کہ جس روز آپ کا خط آیا - اُسی روز بعض عبارتیں آپکے خط کی کسیقدر کمی بیشی سے بصورت کشفی ظاہر کی گئیں اور وہ فقرات زیادہ آپ کے دل میں ہونگے - یہہ خداوند کریم کی طرف سے ایک رابطہ بخشی ہے - خداوند کریم اس رابطہ کو زیادہ کرے! آپنے اپنے خط میں تحریر فرمایا تہا کہ ایک برہمو صاحب ملے - جنکا یہہ بیان تہا کہ گویا اس عاجز نے اُن کی اصلیت کو سمجہا نہیں - یہہ بیان سراسر بناوٹ ہے برہمو سماج والوں کا خلاصہ عقاید یہی ہے کہ وہ الہام اور وحی سے منکر ہیں - اور خدا کے پیغمبروں کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب سمجہتے ہیں - اور خدا کی کتابوں کو اختراع انسان کا خیال کرتے ہیں - وہ الہام اور وحی کے ہرگز قایل نہیں ہیں - اور اپنی اصلاح میں الہام اور وحی اُن خیالات کا نام رکہتے ہیں جو عادلی طور پر انسان کے دل میں گذرا کرتے ہیں - جیسے کسی مصیبت زدہ کو دیکھکر رحم آیا - یا کوئی بُرا کام کرکے پچہتایا کہ ایسا کیوں کیا ہے - یہہ اُن کے نزدیک الہام ہے - مگر وہ الہام اور وحی جو خداوند کریم کے فرشتے کسی انسان سے کلام کریں - اور حضرت احدیت کسی سے مخاطبت کریں - اس پاک الہام سے وہ قطعاً منکر ہیں اور اپنے رسایل اور لقریروں میں ہمیشہ انکار کرتے رہتے ہیں - مگر اب وقت آپہنچا ہے کہ خدا اُنکو اور اُن کے دوسرے بہائیوں کو ذلیل اور رسوا کرے مجہکو یاد ہے کہ پنڈت شیونارائن نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب ممبر معلوم ہے - لاہور سے میری طرف ایک خط لکہا کہ میں حصّہ سوم کا رد لکہنا چاہتا ہوں - ابہی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تہا کہ خدا نے بطور مکاشفات مضمون اُس خط کا ظاہر کر دیا - چنانچہ کئی ہندوؤں کو بتلایا گیا - اور شام کو ایک ہندو کو جو آریہ ہے ڈاکخانہ میں بہیجا بہی گیا - تا گواہ رہے وہی ہندو اُس خط کو ڈاکخانہ سے لایا - پہر میں نے پنڈت شیونارائن کو لکہا کہ جس الہام کا تم رد لکہنا چاہتے ہو خدا نے اسکے ذریعے سے تمہارے خط کی اطلاع دی - اور اُسکے مضمون سے مطلع کیا - اگر تم کو شک ہے تو خود قادیان میں آکر اسکی تصدیق کر لو - کیونکہ تمہارے ہندو بہائی اسکے گواہ ہیں - رد لکہنے میں بہت سی تکلیف ہوگی - اور اسطرح جلد فیصلہ ہو جائیگا - میں نے یہہ بہی لکہا کہ اگر تم صدق دل سے بحث کرتے ہو - تو تمہیں اسجگہہ ضرور آنا چاہیئے کہ اس جگہہ خود اپنے بہائیوں کی شہادت سے حق الامر تم پر کہل جائیگا - لیکن باوجود ان سب تاکیدوں کے پنڈت صاحب نے کچہہ جواب نہ لکہا اور اسبارہ میں دم بہی نہ مارا اور وہ الہام پورا ہوا جو حصّہ سوم میں چہپ چکا ہے سنلقی فی قلوبھم الرعب - اب دیکھئے! اس سے زیادہ اور کیا صفائی ہوگی - کہ خداوند کریم نہ صرف شنیدہ پر رکہنا چاہتا ہے بلکہ دیدہ کی مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے - کل ضلع پشاور سے اس جگہہ کی آریہ سماج کے نام صوامی آریہ سماج نے ایک خط بہیجا ہے کہ حصہ سوم براہین احمدیہ میں تمہاری شہادتیں درج ہیں - اسکی اصلیت کیا ہے - سو اگرچہ ہندو لوگ اسلام کے سخت مخالف ہیں - مگر ممکن نہیں - کہ سچ کو چہپا سکیں - اسلئے فکر میں ہوئے ہیں کہ اپنے بہائیوں کو کیا لکہیں - اگر شرارت سے جہوٹ لکہینگے تو اسمیں روسیاہی ہے - اور آخر پردہ فاش ہوگا - اور سچ لکہنے میں مصلحت اپنے مذہب کی نہیں دیکہتے - اب دیکہا چاہیئے کہ کیونکر پیچہا چہوڑاتے ہیں - شاید جواب سے خاموش رہیں - یہہ اسرار جو خداوند کریم اس عاجز کے ہاتہہ پر ظاہر کرتا ہے - عام طور پر اسکی عادت نہیں تہی کہ اُن کے اظہار کی اجازت دی - بلکہ اسرار ربانی کے ظاہر کرنے میں اندیشۂ سلب ولایت ہے - لیکن اس زمانہ میں ان باتوں کا ظاہر کرنا نہایت ضروری ہے - کیونکہ ظلمت اپنی کمال کو پہنچگئی گو دوسرے لوگ اپنی نافہمی سے اس اظہار کو ریاکاری میں داخل کریں یا کچہہ اور سمجہیں مگر یہہ عاجز اسکی کچہہ بہی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کیا کہینگے اور خداوند کریم نے اس عاجز کو عام فقرا سے بعید خلاف طریقہ بخشا ہے - جسمیں ظاہر کرنا بعض اسرار ربانی کا عین فرض ہے - والسلام علیکم و علی اخوانکم من المومنین ۲۳ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ ہجری سلعم

بقیہ نمبر ۱۳

نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تہا - اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت تسلی دیگئی تہی - اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی - اور منشی الٰہی بخش کو بہی الہام سے اطلاع دیگئی - اور بروقت صدور اس الہام کے چند آریہ موجود تہے - اور اتفاقاً دو ہندو ملاوامل اور شرمپت رائے بہی جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں بعین اُس موقعہ پر موجود تہے اُن کو بہی اسیوقت اطلاع دی گئی - اور کئی مہمان کئے ہوئے تہے اُنکو بہی خبر دی گئی - پہر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے سو چونکہ دعا ایسے کام کے لئے کی گئی تہی - اسلئے یہہ اطلاع دنیا فضول سمجہا گیا مگر خداوند کریم کا بڑا شکر ہے کہ مجہے کنیز میں پہنچا ملے ہوا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے - عین الہام کے صدور کے وقت دو ہندو موجود تہے - جنکو اسیوقت مفصل بتلایا گیا - اور دوسرے نمازیوں کو بہی خبر دیگئی - اور منشی الٰہی بخش کو بہی لکہا گیا - نواب علی محمد خانصاحب کی ارادت اور ثبات ورزش کی توجہہ اور اخلاص قابل تعریف ہے - خدا تعالےٰ اُن کو ہر ایک غم سے خلاصی بخشے اور حسن عاقبت عطا فرماوے - آپ نواب صاحب کو بہی اطلاع دیدیں کہ مالیر کوٹلہ سے نواب ابراہیم علی خان صاحب والی مالیر کوٹلہ کے ایک سررشتہ دار کا خط آیا ہے کہ وہ مبلغ ۵۰ روپیہ بطور امداد بہیجینگے - مگر ابہی آئے نہیں - یہہ روپیہ انشاء اللہ پٹیالہ میں عبد الحق صاحب کو بہیجا جائیگا اور پہر بعد اسکے اُن کا قرضہ دو سو روپیہ باقی رہی دیگا

والسلام

راقم خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۲۶ مئی ۱۸۸۴ء

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان موسمی تعطیلات کی باعث ایک مہینہ کے لیے بند کیا گیا

پہم لٹاتی ہے آج لعل وگہر ٭ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ٭ اعجمی ہے حق میں لبشر کے لیسپر ٭ لعل ودُرّ یتیم ہی بڑھ کر ٭

شفاخانہ یونانی حکیم شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت: - ناظرین ذیوقار طرز اشتہار وعبارت اسناد بیشمار سے کیا خاک اطمینان کر سکتے ہیں - اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان ومال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں - یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مردسیدان بنکر آئیں - شرطیہ دوا آزمائیں - جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت: - بلاشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے - جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوالے - اگر مُرادپوری نہو دوا کا خرچ واپس لکہ ہرجانہ دو جرمانہ لو - صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو - فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین وسیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں - خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و دیابات رحمات ودفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں - اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کردیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ اودیہ تو دہی ہونگی مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں - اور مراد دلی پائیں - (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ - علاوہ خرچ دوا - سے کر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید برآئے بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لیجائے - (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے - بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ پر ادا کرے - ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زرتصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں - بشرط کامیابی بندہ پائے - ورنہ واپس لیں (۶) اسپر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ حرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول - فضل خداداد کی منادی برملا کرادی - شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہادی - اگر علاج میں شک ہو تحریر کرلو - مراد پالینے پر دنیا کا شکر گزاری ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے - جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں - سب برباد و بنجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں - گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست وپرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوالیجئے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد برآئی - ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط وکتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا وغذا اور پرہیز ٹکٹ ملفوفہ ڈبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست وامراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو	۵ء	۱۰	قولنج ودردی	صر	۱۹	لقوہ	۴ر	۲۸	نل کترنا	صر
۲	جس کے اولاد چھوٹی مرجاوے	صر	۱۱	سوزاک	صر	۲۰	بھگندر	۴ر	۲۹	طول وعرض وعمق وزاند	صر
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صر	۱۲	سرعت	۴ر	۲۱	ناسور	۴ر	۳۰	خضاب سیاہ لانہ	۴ر
۴	جن کا حمل ۶ - ۸ ماہ کا گر جائے	صر	۱۳	جریان	۴ر	۲۲	بواسیر خونی وبادی	صر	۳۱	نزلہ وزکام	۴ر
۵	کمزوری	عـہ	۱۴	غلط کاری	صر	۲۳	ادہرنگ	۵ء	۳۲	تسہیل ولادت	۴ر
۶	مرگی	صر	۱۵	گنٹھیا	۴ر	۲۴	ضیق النفس	۵ء	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	۴ر
۷	تپ دق	عـہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عـہ	۲۵	لیسہ	صر	۳۴	بخار معذرانہ تپ سیمہ تہایہ	صر
۸	ضعف باہ	صر	۱۷	ضعف بصر	۴ر	۲۶	آتشک	صر	۳۵	ضعف ہضم	صر
۹	ضعف جگر	۴ر	۱۸	سبل	۴ر	۲۷	آتشک کل بدن	۵ء	۳۶	سرسام	۴ر

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑہی کرمول ٭

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا پھبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ للعہ (دس روپیہ) خالص ممیرہ فی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ عہر - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے ؛

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ؛

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے - بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں سعبل اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم - اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کے لیئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک وشبہہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اُم مولوی بعمرہ ۴۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد و خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں آنکھوں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ اُن اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ - میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں - استعمال کر کے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے - اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو - یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

۴ - میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قایم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ؛

پانچہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے تاریخ ۳ مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے ..

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائیٹر نے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۸

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۱۵ | قادیان دار الامن والامان مورخہ ۲۶ اپریل ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

دین کا خلاصہ کیا ہے

تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ! پس اگر اللہ تعالی کی سچی فرمانبرداری اور حقیقی اطاعت کی آرزو ہو تو اسکو شفقت علی خلق اللہ سے شروع کرو اسکا معراج اور کمال عظمت الٰہی ہے اس وقت کے مروجہ مذاہب مین ان امور کاملہ کا پتہ چلانا مشکل ہے آریہ جو خدا کو خالق اور نجات دہندہ نہین مانتا بلکہ مالک رازق عالم کل کچھ بھی نہین مانتا کیونکہ خدا تعالی کے خالق نہ ماننے کا یہ لازمی نتیجہ ہے پھر وہ **عظمت الٰہی** کے اصول کا قائل اگر اپنے تئین بتلاتا ہے تو یہ ریاکاری ہے۔

اور جب کہ وہ خوشی و رنج افلاس و تمول کو تناسخ کے نتائج قرار دیتا ہے کیا پھر وہ شفقت علے خلق اللہ کا مبارک اور پاک اصول مان سکتا ہے؟؟؟ ہرگز نہین بلکہ اگر عملی طور پر اسپر عمل کرنا چاہے اور قابل رحم لوگون کو کچھ دے تو وہ خدا تعالی کے آئین مین فتنہ انداز ہے کیونکہ خدا نے تو اسکو اس کے اعمال بد کی وجہ سے مفلس کیا ہے اور یہ خیرات دیکر اسے اس سزا سے بچانا چاہتا ہے۔

کفارہ کا حیا سوز مسئلہ مان کر ایک کرسچن کیونکر ان دونو **گولڈن رولز** کی پابندی کرسکتا ہے۔

جب ایک کھاتا پیتا محتاج انسان خدا ہو سکتا ہے تو عظمت الٰہی کہان؟ ایک بے گناہ جب گنہگارون کے بدلے مر سکتا ہے تو نیک اعمال اور اخلاق فاضلہ کے حصول کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پھر یہ اسلام کا فخر ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک اس تطہر سے اصول کی تعلیم دیکر عملدرآمد کے طریق بتلائے سنو کیا مختصر الفاظ ہین

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

لاجبر ولا قدر

اکثر لوگ کہا کرتے ہین کہ مسلمان لوگ تقدیر الٰہی کے بھی قائل ہین اور اسبات کے بھی مقر ہین کہ برے اعمال کی سزا ملے گی جب آدمی مجبور ہوا تو سزا کے کیا معنے یہ تو ایک قسم کا ظلم ہے؟؟؟ عزیز و اسلام کا یہ منشا ہی نہین اسلام نہ آدمی کو مجبور قرار دیتا ہے نہ اس قسم کا قدر بتاتا ہے جو نادان سمجھتے ہین۔

حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ بعض قوتین انسان کی اپنے حیطہ اقتدار مین ہین جیسے ہاتھ سے کام لینا۔ یا زبان سے بولنا وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہین کہ انپر اسکا کچھ تصرف و دخل نہین جیسے زبان مین ذائقہ کی قوت جوارح الٰہی کا نمو وغیرہ۔ پس جو قوی اس کے قبضہ اختیار اور اقتدار سے باہر ہین انپر شریعت اسلام کا فتوی ہی نہین ہان جو اس کے تابع ارادہ ہین انپر شریعت کا فتوی ہے اب بتلاؤ کہ اسلام کا کیا پاک اصول ہے کیا اسپر کوئی اعتراض کرسکتا ہے؟ اور جو یہ کہا جاتا ہے وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی نادان اتنا نہین سوچتے کہ اسلام کے ہدایت نامہ مین جسے القرآن کہتے ہین ایسے الفاظ کا استعمال ہی نہین کیا۔ علاوہ ازین انسان دکھ اٹھاتا ہے اپنی کرتوتون کی وجہ سے دیکھو **ملت اسلام** کا باپ ابراہیم حنیف علیہ الصلوۃ والسلام کیا کہتا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ یعنی جب مین بیمار ہوتا ہون وہ مجھے شفا دیتا ہے۔

ہان جو حدیث شریف مین بالقدر خیرہ و شرہ وغیرہ الفاظ آئے ہین وہ بالکل سچے ہین علوم حقہ کے نتائج نامہ کا واقف اور ماہر کامل تو وہی ذات پاک ہے جو اللہ کہلاتا ہے کیکر کی اور سانپ کا کاٹنے کے نتائج کا مقابلہ کرو

استغفار قرب الٰہی کا باعث ہے

ہم نے امام الزمان سلمہ الرحمٰن کو ۳ر اپریل ۹۹ء کی صبحکو فرماتے ہوئے بغور سنا کہ کہہ رہے تھے استغفار قرب الٰہی کا باعث ہے اس کے معنی ہیں ڈھانکنے کی درخواست کرنا جب وہ ڈھانپنے والے کے قریب ہی میں ہوگا تو ڈھانپا جائے گا "پس کون ہے جو قرب الٰہی نہیں چاہتا! یقیناً ہر متنفس کو اس کی ازحد ضرورت ہے۔ پھر اس مجرب نسخہ کے ہوتے اس کیطرف بیحد توجہ کرلو کہ اندورنہ کی بیماریاں صاف ہوجاویں۔ اور قرب الٰہی کے سامان میسر ہوں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

معراج چاہتے ہو تو فدیہ دو

یہ ایک عام قانون پاتے ہیں کہ ہر ایک فعل دوسرے کے لئے گویا تبادلہ یا فدیہ کا قائمقام ہوتا ہے۔ اور تبادلہ کا عام رواج ایسا ہے کہ کسی دلیل اور ثبوت کا محتاج نہیں۔ پھر قربانی پر کیا اعتراض ہا روحانی معراج چاہتے ہو تو اندرونی کمزوریوں کو ذبح کر ڈالو ریا۔ بغض۔ حسد۔ غیبت چھوڑ دو۔ اخلاص محبت۔ اور پردہ پوشی کی عادت خود پیدا ہوجائیگی بدترین خصلتوں کو قربان کرو۔ اخلاق فاضلہ کی ہستی اسی میں ہے۔ کمالات حاصل کرنا چاہتے ہو تو ذلیل بنانے والی باتوں کو ترک کردو۔

عشاء کے بعد زیادہ باتیں نہ کرو۔

ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل اور قول سے ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد زیادہ باتیں نہ کیا کرو۔ ہمارے خیال میں دینی تذکرے اور مشغلے تو اچھے ہیں لیکن منصوبہ بازیاں۔ دنیوی جھگڑے اور ادھر ادھر کی ہفوات اور گپیں ایمان پر برا اثر ڈالتی ہیں کہا جاتا ہے کہ اہل عرب ایام جاہلیت میں منصوبہ بازیاں رات ہی کو کیا کرتے تھے اور اسی لئے بیتوں کے معنے برے مشورہ کے آتے ہیں۔ مشورہ تو برا نہیں بلکہ ایک مستحسن چیز ہے لیکن کسی کی برائی اور بدگوئی کی تجویزیں یا روائتیں فضول قصے اور جھگڑے مومنوں کا کام نہیں ہوتا۔ رات کو زیادہ باتوں سے کیوں روکا ؟ اس لئے کہ عموماً عذاب اور خدا تعالیٰ کا قہر رات ہی کو آتا ہے۔ جب دنیا پر تاریکی چھا جاوے تو ایک صورت سے وہ خود غضب الٰہی ہوتا ہے گو خدا کے ہر فعل میں رحم ہوتا ہے اس لئے وہ وقت توبہ و استغفار اور خشیت الٰہی کا ہونا چاہیئے نہ بری تجویزیں اور گندے منصوبوں کا + اللہ تعالےٰ یہانتک ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ ہم دنیوی مشاغل اور امور دن ہی کو کریں اور رات کو لمبے مشورے تو کجا دنیوی امور کیطرف توجہ بھی نہ کریں۔

اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ

حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب سے ایک دوست نے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں آپ نے فرمایا بلکہ لکھدیا۔

جب کہ تقوی اللہ ہی ایسی چیز ہے جس سے علوم حاصل ہوتے ہیں مولا فرماتا ہے وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ

تقوے کے باعث ہر تنگی سے مخرج ملتا ہے اور تقوی رزق کا ذریعہ ہے (۲) مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ (۳) یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

تقوی ہی سے دشمن ہلاک ہوتے ہیں حضرت رب العلمین کا ارشاد ہے (۴) اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا۔

تقوی اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہاں خاص معیت حاصل ہوتی ہے (۵) اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

تقوی سے انسان مولی کا محبوب بنتا ہے قرآن مجید میں ہے فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ٥

تقوی کے باعث متقی کے واسطے اللہ ہی مکتفی ہو جاتا ہے (۷) وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ

پھر متقی بنو۔

اور تقوی نام ہے اعتقادات صحیحہ اقوال صادقہ اعمال صالحہ علوم حقہ اخلاق فاضلہ ہمت بلند شجاعت استقلال عفت حلم قناعت صبر حسن ظن باللہ تواضع صادقوں کے ساتھ ہونے کا

فَاُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ،

برادری کی حقوق

مصری اخبار (المنار) نے حقوق برادری کے عنوان سے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے برتن ہیں وہ برتن کیا ہیں لوگوں کے دل ہیں۔ ان برتنوں میں سب سے پسندیدہ برتن خدا کے نزدیک وہ ہے جو سب سے مصفا اور دلدار اور نرم ہے۔ مصفا یعنی پاک و صاف مطلب ہے کہ دل پاک از گناہ ہو اور دلدار سے مراد یہ ہے کہ اسکو دین میں صلابت حاصل ہو اور نرم سے مراد کہ بھائی مسلمانوں پر شفیق اور اُن کا ہمدرد ہو بہر حال ہر شخصکو ضرور ہے کہ اپنی حاجت اور اپنے بھائی کی حاجت میں کوئی فرق نہ کرے جیسے وہ اپنے ذاتی کاموں اور مشغلوں سے کبھی غفلت نہیں کر سکتا اسی طرح اپنے بھائی کے کاموں اور حاجتوں سے غفلت نہ کرکے ہمیشہ اُس کی تلاش میں رہے خدا تعالےٰ مومنوں کو رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ فرماتا ہے۔ یعنی آپس میں ہمدردی کرنے والے۔

اقتصاد

اُسی اخبار میں اقتصاد کے عنوان سے لکھا ہے کہ اسلامی فضائل اور دینی بزرگیوں سے میانہ روی ایک بھاری فضیلت اور کار آمد بزرگی تھی جسکو اہل اسلام نے یک قلم چھوڑ دیا ہے اہل یورپ میں کہ آجکل ان میانہ روی کو عمل میں لاتے ہیں اور اُسکی طرف توجہ کامل رکھتے ہیں انھوں نے خاصکر اسباب میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور مدارس میں اُن کی تعلیم جاری کردی ہے کیونکہ تمدن کا دار و مدار اسی پر ہے مگر ہم اپنی بیان کے اسیروں کو یا تو سفیہ مبذر یعنی بیوقوفی کے ساتھ

بے محل روپیہ ضائع کرنے والے دیکھتے ہیں یا شحیح مقتر یعنی بخیلی سے محل پر بھی روپیہ کام میں نہ لانے والے ہمارا اپنا تو یہ اعتقاد ہے کہ بے محل روپیہ ضائع کرنا ہماری قوم کا عام شعار ہوگیا ہے نہ امیر اس سے بچا ہے نہ فقیر ہم لوگ دینی تعلیمات کو چھوڑ کر ایسے امور میں محض خطابیات یعنی قوم کی من گھڑت پر عمل کرتے ہیں مثلاً اس کلیہ پر کہ انفق ما فی الجیب یاتیک ما فی الغیب یعنی جو کچھ جیب میں ہے اسکو خرچ کردے غیب سے تجھکو ملجاوے گا جو لوگ احکام دینی کے پابند نہیں ہیں ان کے خیال صحیح نہیں ہوتے ان کا قول و فعل سب مجنونانہ ہے قابل سند نہیں بیمحل روپیہ ضائع کرنا اور موقع پر خرچ نہ کرنا دونو میانہ روی سے دور ہے سید احمد فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے طریقہ کی بنا تین چیزوں پر ہے لا تسئل ولا ترد ولا توخر یعنی لوگوں سے نہیں مانگتا بے مانگے ملگیا تو اسے رد بھی نہیں کرتا اور بیموقع روپیہ کو روکتا بھی نہیں۔

خطبہ
(موعظت)

جو مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء کو پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ جب ابراہیم کا اس کے رب نے کچھ باتوں میں امتحان لیا ان باتوں کو ابراہیم نے پورا کیا یعنی ابراہیم اس امتحان میں پورا نکلا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے ابد الآباد کے لئے کل دنیا کا **نمونہ** بناؤں گا۔ ابراہیم نے کہا کہ کیا میری اولاد میں سے بھی ایسے ہونگے خدا نے فرمایا ہاں مگر ظالموں سے میرا اقرار نہیں اس آیت پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ماموروں کے لئے **ابراہیم علیہ السلام** کو ایک نمونہ بنایا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی چال ایک مامور کے دعوی کی صداقت اور پرکھ کے لئے ایک محک اور معیار ہوگی۔

ہر دعوی کرنے والے کے لئے دیکھا جاویگا کہ وہ ابراہیم کے نقش قدم پر کہاں تک چلا ہے اسکو صاف لفظوں میں یوں کہو کہ **امام** اور **مامور** وہی ہوگا جو ابراہیم کی چال چلیگا۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے جو راستباز اصلاح خلق کے لئے مامور ہو کر آتا ہے اسکو کچھ قربانیاں کرنی پڑتی ہیں جیسا ابراہیم علیہ السلام کو کرنی پڑیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی قربانیاں اپنے اندر ایک کمال رکھتی ہیں اور کتاب اللہ میں ان قربانیوں کی حد ہے۔

ابراہیم ع کو کئی قسم کی قربانیاں کرنی پڑی تھیں اور وہ قربانیاں چار مختلف قسموں میں ہو سکتی ہیں اولاً سب سے بڑی اور زبردست قربانی یہ ہے کہ ایک شخص اپنی قوم۔ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے باواز بلند یہ کہے

اِنِّىْ بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں اور تم سے بے تعلق ہوں۔ انسانی فطرت پر غور کرنے کے بعد یہ ماننا پڑتا ہے کہ فوق العادۃ قوت کے ساتھ یہ روحانی اور پرہیبت الفاظ اللہ تعالیٰ کی پوری محبت کے بدون ایک انسان کے منہ سے نہیں نکل سکتے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کسقدر ہمت قلب اور سکینت حضرت ابراہیم کو حاصل تھی جو پکار کے کہتے ہیں میں تم سے بیزار ہوں۔ یہ بات بھی خوب طور پر ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ قرآن کریم کہانیوں کا مجموعہ یا داستانوں کی کتاب نہیں خدا تعالیٰ اپنی پاک اور عزیز کتاب میں بڑی عظیم الشان بات کے سوا ذکر نہیں فرماتا جس کے حالات کو یہ کتاب مجید بیان کرتی ہے اس سے اعلیٰ مقصود نہیں ہوتی۔ ابراہیم نے کہا کہ میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں ہاں اگر خدا پر ایمان لاؤ تو پھر تمسے صلح ہے اپنے چچا اور قوم کو کس جرات اور دلیری سے کہتے ہیں کہ میں تجھکو اور تیری قوم کو ہلاکت میں دیکھتا ہوں۔ اب سوچو اور دیکھو کہ کیا یہ عظیم الشان قربانی ہے کہ خود خدا تعالیٰ کے لئے قوم اور عزیزوں سے قطع تعلق کیا جاتا ہے اور ان تمام مفاد اور منافع کو پاؤں میں کچل دیا جاتا ہے جو اس صورت میں کہ ان سے موافقت رہتی پہنچ سکتے تھے۔

دوسری قربانی۔ ایک عظیم الشان طاقت کا مقابلہ ہے۔ کوئی معمولی مقابلہ نہیں۔ اپنے زمانہ کے جبار اور منکر سرکش سے مقابلہ ٹھہرانا ہے۔ ہر ایک کی طاقت اور حوصلہ نہیں ہے کہ اس قسم کے مقابلہ کیلئے طیار ہو قرآن کریم ہی نے موسیٰ علیہ السلام کا نمونہ دکھایا۔ جب فرعون کیطرف جانے کا حکم ملا۔ تو بول اٹھے رَبِّ اِنِّىْۤ اَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنَ بیشک حد بشریت یہیں تک تھی۔ اور ان کا تقاضا تھا کہ موسیٰ کے منہ سے یہ الفاظ نکلیں۔ لیکن جواب ملتا ہے قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ۔ انا معکم کی آواز نے تمام خوف دور کردئے اور پھر وہی انی اخاف کہنے والا موسیٰ کس جرات اور دلیری سے فرعون کے پاس جاکر تبلیغ کرتا ہے کیونکہ تمام نقل و حرکت تمام گفتگو و مباحثہ میں اللہ تعالیٰ کی معیت تھی + اب یہ نہیں کہ یہ اندر ہی کی ایک آواز تھی جو پھوٹ کر دلیر بنی جیسا کہ آجکل کے ناحق کے جھوٹے ریفارمر کہتے ہیں کہ وحی اور الہام دل ہی سے پھوٹتا ہے اور دل پر پڑتا ہے کوئی خارجی شئے اور آواز نہیں۔ نہیں نہیں یقیناً یہ اس مقتدر وجود کی پیٹھ ٹھونکنے والی آواز تھی جو ایک ہی ایسے اوقات میں قوت بخشتا ہے اور تحریک

امام [illegible] کا [illegible] ہیں - [illegible] آواز [illegible] نہیں کر سکتا اس قسم کی جرأت اور دلیری [illegible] [illegible] میں ان اخلاف [illegible] وہ جذبہ اور جوش کہاں تھا - یہ خارجی اور بیرونی آواز [illegible] ہاں یہ کہ خدا کی وحی تھی جسنے موسیٰ کے بال [illegible] شیر کر دیا اور تمام حزن و خوف کو بھسم کر دیا - آخر اس آواز کے ساتھ ہی نئی قوت اور نئی شوکت پیدا کر دی آخر وہ ضعیف اسرائیلی شاہ مصر سے مقابلہ کرتا اور کامیاب ہو جاتا ہے غرض ابراہیم کو ایک جبار عنید سے مقابلہ پیش آتا ہے اور یہ خدا کا ضعیف اور برگزیدہ بندہ دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں یا یہ کہ ایک خوفناک جنگ میں ڈالدیا جاتا ہے اب ایکطرف جان کی لذت اور حلاوت کا خیال کرو - اور دوسری طرف الٰہی محبت اور خدا میں لذت پر غور کرو - میں کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی تمام بدکاریوں اور گندی معصیتوں کی جان یہی جان کی حلاوت اور زندگی کی لذت ہے - یہ بندہ خدا بھی وہی زندگی رکھتا ہے مگر اس دہشت ناک آگ میں پڑتے وقت وہ اس فانی زندگی کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا اور نہایت خوشی سے اسمیں کود پڑتا ہے مگر خدا تعالیٰ اسے اس مقابلہ میں کب ہلاک ہونے دیتا ہے آگ حکم دیتا ہے۔

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ

یہ بھی ایک عظیم الشان قربانی تھی۔

(تیسری قربانی) اپنے باپ کے بھائی کو دعوت کرنا اور (چوتھی قربانی) جیسا آج صبح بیان ہوا ہے بڑھاپے کی عمر میں ہزاروں تمناؤں کے بعد لیا ہوا فرزند ہونہار اور جوان فرزند قربان کرنیکو طیار ہو جاتا ہے اور پھر محض رویا کی بنا پر جسکی تاویل ہو سکتی ہے مگر پھر اللہ تعالیٰ کے اشارات تک کی لفظی تعمیل کرنے کا ایک شیفتہ ہے کہ اشارات کی تعمیل کرنی چاہتا ہے - انسان مسائل دین میں [illegible] اغراض کے موافق رخصتیں نکال لیتا ہے فقہ کی کتابوں کو دیکھو تو پتہ لگتا ہے لیکن یہ خدا کا [illegible] امام ایک رویا کی بنا پر جس سے ایک جزئی نکل سکتی ہے اور [illegible] جزئی نکل سکتی ہے اسے چھوڑ دیتا ہے

اور بیٹے کو [illegible] کرنے [illegible] اور پورا [illegible] چار قربانیاں تھیں [illegible] سے [illegible] پاس تھے - پھر اللہ امام الٰہی بھی [illegible] ماموروں کا ایک نمونہ بنایا اور [illegible] اسلام کا باپ بنایا - دنیا کی گورنمنٹیں انعام دیتی دیتی تھک جاتی ہیں - مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ ایسی نہیں ہے - ابتدا میں ایم اے اور بی اے کے لئے گارنٹی تھی کہ ملازمت ملے مگر اب تعلیم یافتگان کی کثرت نے گورنمنٹ کو بھی تھکا دیا - اور اب کسی ایم اے یا بی اے کے لئے گارنٹی نہیں رہی - مگر خدا تعالیٰ کی گارنٹی یقینی اور اسکا وعدہ حتمی ہے - جو شخص یہ چاروں قربانیاں دے وہ ابراہیم کے قدم پر امام ہے - اسی قسم کی قربانیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دینی پڑی تھیں -

سلا میں نے خوب سوچا اور عرصہ دراز کے تجربہ کے بعد میں یہ کہنے پر آمادہ ہوا ہوں **ہمارا امام ہمام علیہ السلام** جو صدق اور راستی کی مستحکم چٹان پر آ کر کھڑا ہوا ہے اور جسنے خدا تعالیٰ سے امام وقت ہونیکا خلعہ لیا ہے اسکو بھی یہی قربانیاں کرنی پڑی ہیں برادری کی محبتیں رشتہ داری اور عزیز و اقارب کے تعلقات کو محض اس ایک بنا پر کہ خدا اور اسکے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو غرض اور واسطہ نہیں ہے قطع تعلق کر لیا - ایک دنیادار اور حریص انسان اولاد [illegible] اولاد اسپر جوان [illegible] اولاد کی کسقدر خواہش اور آرزو رکھتا ہے اور اسکی محبت میں از خود رفتہ ہو جاتا ہے جیسے ایک اسی برس کا انسان چلاتا ہوا دیکھا ہے چار ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی مگر یہ خواہش اور آرزو اسکو کھا رہی تھی کہ اولاد ہو مگر اس امام نے دیکھو کسطرح فرزندوں کی قربانی کر کے دکھلا دی سلام - کلام قطعاً چھوڑ دیا اور پوری علحدگی اختیار کر لی کیوں؟ صرف اس لئے کہ اگر تم خدا سے صلح نہیں رکھ سکتے میں تمکو چھوڑتا ہوں انھوں نے صلح کے پیغام دئے تو کیا جواب دیا یہی کہ خدا سے صلح کر لو - ہم سے خود ہی صلح ہو جائیگی قوم کو اس کی غلطیوں پر متنبہ کیا اور بتلایا کہ قوم! میں تجھے کھلی گمراہی میں پاتا ہوں قوم! کوتاہ اندیش - ناخداشناس قوم نے بالمقابل کیا کیا اقدام قتل کے مقدمے میں ڈالنا چاہا! عزت [illegible]

[illegible] گورنمنٹ کو بدظن کر کے اسے آگ کی بھٹی میں ڈالنا چاہا - [illegible] زمانہ میں [illegible] ابراہیم کی عزت ایک شہر یا ملک میں تھی آج روئے زمین پر اسکی عزت ہے اگر اسکو ذلت پہنچے (خدا نہ کرے) تو ہمارے راستبازوں سے بڑھ کر پہنچے کیونکہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور مصلحت نے اسے دنیا کے لئے برگزیدہ کیا ہے - اس لئے میں کہتا ہوں کہ آگ کی بھٹی [illegible] جسے اسکیلئے قوم نے اعدی طیار کیا تھا - مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نصرت کو دیکھو کسطرح ان آگ کے شعلوں میں بھی اس کی آواز امام کی سکینت اور تسلیت کا موجب تھی کہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ یہاں بھی اپنا کرشمہ دکھا رہی تھی۔

پھر دیکھو بادشاہ وقت **قیصرِ ہند** کو بھی دین کی دعوت کی اور پھر دنیا کی تمام عظیم الشان طاقتوں کو کوئی ایسی بڑی طاقت نہیں رہی جسکو دین اسلام کیطرف دعوت نہ کی ہو - اور ایک کب کیا دینے والا مباحثہ نہ کیا ہو - یہ اس شخص کا تکلف اور تصنع نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی ایسی رکھدی ہے یا یوں کہو کہ یہ ایک مشین تھی جسمیں خود اللہ تعالیٰ نے سٹیم بھر دی تھی - شہد کی مکھی کیطرح فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا وہ اضطراراً شہد بناتی ہے پس میں کہتا ہوں کہ شہد کی مکھی کیطرح مطیع و منقاد ہو کر یہ خدا کی راہ میں چلا ہے جیسے شہد کی مکھی یا خود نہیں بنا سکتی شہد بناتی ہے جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اسی طرح اس کے کلام میں شفا کام میں شفا - حرکت و سکون میں شفا - کوئی [illegible] نہیں ہے - پس وہی قربانیاں میں جو ابراہیم کو دینی پڑی تھیں - یہ کیسا سچا ثبوت ہے اس رنگ میں سچا اس رنگ میں سچا - یہ خدا کا فضل ہے - شیعوں کیطرح کہ وہ اب تک چیختے ہیں کہ خلافت بلا فصل علی کا حق تھا مگر خدا نے بلا فصل خلیفہ بنا کر ثابت کر دکھایا کہ کون حقدار تھا - اسی طرح پھر خدا نے اپنے فضل سے مسیح موعود بنا کر بتلا دیا کہ یہ کسکا حق تھا - آسمان نے گواہی دیدی کہ **کسوف و خسوف** رمضان میں کسی مدعی کے وقت نہ ہوا زمین [illegible] میں اپنے سبزے نکال چکی ملائکہ نے مہر لگا دی کہ راستباز یہی ہے - خدا کی تائیدوں اور نصرتوں نے بتلا دیا کہ امام کون ہے؟ پس اب آؤ

اور ... [illegible] ... خدا تعالیٰ کی بہتر اور بہتر سے بھائیوں کو توفیق دے ... [illegible] ... استقلال کا نمونہ بنیں اور اس قسم کی ترغیب ... [illegible] ... دے تاکہ اس کے عہد کے وارث بنیں ایسا نہ ہو کہ ہم خالین میں سمجھے جائیں۔ آمین۔

الحکم کی خاص امداد

ہم نہایت شکر کے ساتھ عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی اس گرانقدر اعانت کا اظہار کرتے ہیں جو انہوں نے ...[illegible] مستقل طور پر اخبار الحکم کے لئے بعض شرائط پر منظور فرمائی ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میرزا خدا بخش تحصیلدار مالیر کوٹلہ کی مہربانی کے بھی ہم مشکور ہیں جنہوں نے اس امداد میں تحریک فرمائی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل پر امید کر کے کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسی نہج پر ہمارے دوسرے احباب کو توجہ ہوگئی اور اس طور پر ایک مستقل امداد کے لئے باہمی تحریک ہوئی۔ تو الحکم کے استقلال اور استحکام کی ایک صورت نکل آئیگی۔ اور پھر ان نقائص کے دور ہونے کی بھی امید ہو سکتی ہے جو اس وقت اس کی ترتیب ... کاغذ وغیرہ امور کے متعلق ہیں کیونکہ جب مالی مشکلات کا سوال پیش آجاتا ہے ... کرنے دھرنے نہیں بنتی۔ بہرحال ہم نواب صاحب کی علو ہمتی پر ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔ (ایڈیٹر)

جزاہم اللہ احسن الجزاء

مندرجہ ذیل فہرست ان احباب کی ہے جنہوں نے افریقہ سے مقدمہ حضرت اقدس پر بطور امداد چندہ ارسال کیا جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ یہ چندہ معرفت اخویم ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ممباسہ پہنچا ہے بغرض رسید فہرست ہذا شائع کی جاتی ہے

ایڈیٹر

نام برادر	رقم چندہ
خاکسار رحمت علی ہاسپٹل اسسٹنٹ	لـہ
سیٹھ احمد دین صاحب سوداگر	سـہ
برادر محمد افضل خانصاحب	عـے
برادر خواجہ احمد صاحب وارڈ سرونٹ	ھر
عمر الدین صاحب حجام	للعہ
عظیم شاہ صاحب باورچی	ھر
مصاحب خانصاحب کمپونڈر	ھر
الٰہی بخش صاحب وارڈ سرونٹ	۶
امیر خان صاحب چپراسی	ھر
خادم حسین صاحب سگنلر	ھر
مستری فقیر محمد صاحب	عہر
برادر امام دین صاحب باورچی	ھر
نادر خان صاحب سارجنٹ پولیس	عـہ
جواہر صاحب زرگر	۶ر
محمد الدین صاحب قصاب	۶ار
عمر الدین ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ	ھر
غلام احمد صاحب کمپونڈر	ھر
محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار	ھر
شیخ نور احمد صاحب	مار

میزان کل [illegible]

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

ابو عبید قاسم بن سلام کا حال

سلام ہرات کے ایک امیر کا رومی غلام تھا خداوند تعالیٰ نے فرزند غلام کو امام بنانا تھا ابو عبید قاسم نے ابو زید نضری۔ اصمعی۔ ابو عبیدہ ابن الاعرابی کسائی فراء وغیرہ جماعت کثیر سے جنکا علم و فضل مسلّم تھا مختلف علوم کا استفادہ کیا تھا۔ اور چھوٹی سی عمر میں ہی بڑے بڑے آئمہ کی جانشینی کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ ۱۸ سال کی عمر تھی۔ جب شہر طرطوس کے قاضی مقرر کئے گئے چونکہ ... [illegible] ... کے ذریعہ اُنکی معمولی ... [illegible] ... جو امثال و معانی حدیث و فقہ اور قرآن کریم کے متعلق ہیں ... [illegible] ... غریب الحدیث ... [illegible] ... جو کتاب لکھی گئی وہ انکی تصنیف تھی ... [illegible] ... عبد اللہ بن طاہر کے سامنے پیش کیا ... [illegible] ... ماہوار تنخواہ مقرر کر دی اور ... [illegible] ... فکر معاش ... [illegible] ... ہیں کہ ... ابو عبید ... [illegible] ... کو چالیس برس میں تکمیل کو پہنچایا ... [illegible] ... مجھے کوئی نکتہ کتاب ... [illegible] ... ملگیا۔ اور میں اس کی خوشی ... [illegible] ... سویا۔ لیکن اب ... [illegible] ... پانچ مہینے بھی ... [illegible] ... ہلال بن علاء کا قول کہ اللہ تعالیٰ ... [illegible] ... زمانہ میں پیدا کر کے جنہوں نے اسلام پر احسان فرمایا (۱) شافعی رحمۃ اللہ علیہ ... [illegible] ... (۲) احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ ... [illegible] ... مصیبت ... [illegible] ... تو لوگ کافر ہو جاتے (۳) ... [illegible] ... نے حدیث نبوی سے کذب کو دور کر دیا (۴) ابو عبید قاسم بن سلام جنہوں نے غریب الحدیث کی تفسیر لکھی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ غلطی میں پڑ جاتے۔

ابو عبید کی اعلیٰ فضیلت اور حسن تبحر پر مشہور مشہور فاضلوں کے اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) قاضی احمد بن کامل کا قول ہے کہ ابو عبید دیانت میں فاضل ہے۔ اور اُن کا علم ربانی ہے جو علوم اسلامیہ کے مختلف اصناف مثل قراٰۃ و فقہ و عربیت و اخبار عرب وغیرہ پر حاوی ہیں۔ باایں ہمہ صحیح العقل اور حسن الروایت ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کسی شخص نے بھی ان کے دین میں کوئی طعن نکالا ہو۔

(۲) ابراہیم حربی کا قول ہے کہ ابو عبید گویا ایک پہاڑ ہے جس میں روح ڈال گئی ہے (پہاڑ سے تشبیہ عظمت و وقار میں ہے) ان کی ہر ایک بات پسندیدہ ہے۔

(۳) اسحٰق بن راہویہ (امام اہل عراق) کا قول ہے کہ ابو عبید کا علم ہم سے وسیع اور ادب کثیر ہے اور ... [illegible]

(۴) ثعلب کا قول ہے کہ اگر ابو عبید بنی اسرائیل میں بھی ہوتے تو عبرت میں ڈالدینے والے ہوتے

ابوبکر بن دینار ی کہتے ہین کہ عبید نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے - ثلث شب سوتے تھے - ثلث شب عبادت کرتے تھے ثلث شب تصنیفات ہین۔

آخر عمر مین طرطوس سے بغداد تک سفر کیا - اور وہانسے حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے - وہانسے مدینہ منورہ ان کا اپنا بیان ہے کہ جب مینے وہانسے سفر عراق کا ارادہ کیا تو رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان مین تشریف فرما ہین - اور حضور کے گرد پیش حاجب کھڑے ہوئے ہین لوگ آتے ہین اور سلام عرض کرتے ہین اور مصافحہ سے مشرف ہوتے ہین مین بھی اندر جانے لگا مگر مجھکو حجاب نے روکدیا مینے دریافت کیا کہ تم مجھے کیون زیارت نبوی سے منع کرتے ہو انھون نے کہا بخدا تجھے اندر جانیکی اجازت نہ ملیگی اور تو شرف اسلام سے مشرف نہ ہوگا - کیونکہ تو کل کو عراق جانا چاہتا ہے مینے کہا اچھا مین عراق نہ جاؤن گا - کہا عہد کر - پھر انہون نے مجھے اندر جانے کی اجازت دیدی - مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام اور مصافحہ سے مشرف ہوا - جب صبح ہوئی تو یہی خواب بیان کرکے عزم سفر چھوڑ دیا کہتے ہین کہ اس سے تین یوم کے بعد انکا انتقال مدینہ منورہ مین ہی ہو گیا۔

۱۵۰ھ مین ہرات مین پیدا ہوئے اور محرم ۲۲۴ھ انتقال ہوا - تصنیفات مین سے کتاب المقصور والممدود اور کتاب المذکر و المونث - کتاب النسب - کتاب الاحداث کتاب ادب القاضی کتاب عدد آئی القرآن کتاب الحیض کتاب الاموال نہایت مشہور ہین - ناظرین کو ان کی سیرت سے نتیجہ نکالنا چاہئے کہ قدیم مسلمانون کے نزدیک معیار شرافت صرف علم سمجھا جاتا تھا اور فرزند غلام کو امام تسلیم کر لیا جاتا تھا اور اب بھی ہماری ترقی کا آلہ صرف علم ہی ہو سکتا ہے۔

اب تھوڑی جلدین باقی ہین

جیسا کہ گذشتہ نمبرون سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا - حضرت اقدس کی ایک **تقریر** اور **مسئلہ وحدت وجود** پر ایک مکتوب کے نام سے ... [illegible] ... اسکی صرف تھوڑی کاپیان اب باقی ہین - احباب جسقدر جلدی مناسب سمجھیں منگوالیں قیمت ۲ر ہے

آئینۂ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کا ایک نمونہ ہے اسکی تو بہت ہی تھوڑی کاپیان باقی ہین اس کی قیمت بھی ۲ر ہے چند روز کے بعد پھر ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

دونو رسالے منیجر الحکم سے طلب کرو۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مع الخیر واپس تشریف لائے - ہمارے ناظرین انشاء اللہ پھر نئے نئے مضامین خطبہ وغیرہ کے ملاحظہ فرمادین گے

(۲) ۱۶ر اپریل ۱۹۰۵ء کو عید الضحیٰ کی نماز حضرت مولوی نورالدین صاحب نے پڑھائی لاہور گجرات سیالکوٹ امرتسر ملتان مالیرکوٹلہ سادہ بھیرہ راولپنڈی وغیرہ مقامات سے اکثر احباب علاوہ ان دوستون کے جو قادیان کے نواح مین ہین تشریف لائے ہوئے تھے خطبہ اور دوسرے ضروری کوائف کے ہمراہ اگر جداگانہ نہ چھاپا گیا تو اخبار مین شائع ہوگا۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالیٰ مع کل خاندان کے خوش و خرم ہین اور "مسیح ہندوستان مین" کے نام سے ایک مبسوط کتاب مسیح علیہ السلام کی ہندوستانی زندگی - ہندوستان مین وفات اور ہند ہی مین دوبارہ آمد کے مطالب پر مشتمل لکھ رہے ہین اردو مین چھپنی شروع ہونیوالی ہے - اور انگریزی مین اسکا مسودہ شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس لاہور ولایت لے جائین گے جو مئی کے آخر مین تشریف لیجائین گے اور وہان اس کی اشاعت کرین گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے ولایت مین انقلاب عظیم پیدا ہوگا۔

(۴) دارالامان کے احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر روز نئی برکت پاتے ہین اور القدس قدیم حضرت مسیح موعود سے صبح و شام نئی حیات حاصل کرتے ہوں۔

قرآن کریم کا درس ہر روز حسب معمول ہوتا ہے - آج کل پھر قرآن کریم کا ... شروع ہوا ہے۔

۲۵ر اپریل کی شام کو حضرت اقدس نے اس مضمون پر کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان کیونکر ہوتا ہے مختصر سی تقریر فرمائی جو دوسرے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ شائع کی جاویگی۔

غزل جمالی

دن بھلے ہوتے تو کاہے کو جدائی ہوتی
وہ نہ آتے تھے اگر موت ہی آئی ہوتی

بخت ناساز سے ہوتا جو مقدر اچھا
میری قسمت مین مدینہ کی گدائی ہوتی

گر مدینہ کے پہاڑون مین کہین جا مرتا
اس سے بہتر تھا کہ جنت مین رسائی ہوتی

کیا کرون مانع ہجرت ہے یہ شہا بار عیال
ورنہ در پر ترے دھونی ہی رمائی ہوتی

مرشد و رہنما خواجہ غلام احمد
آپ ہوتے نہ مری عقدہ کشائی ہوتی

ہم بھی اس شیخ جفاکیش سے رکھتے امید
کچھ تمنا جو کسو کی بھی بر آئی ہوتی

گر جمالی کے مقدر مین نہ ہوتا تھا وصال
خواب ہی مین کبھی صورت تو دکھائی ہوتی

اسلام کا خاصہ ہے کہ خدا پر بھروسہ کیا جائے۔ مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہو۔ عیسائیون کو اسباب پر یقین نہین - کیونکہ انہون نے جسمانی خدا بنا لیا ہے۔

انسان کی بڑی خوشی جو زوال پذیر نہین ہوتی اور خطرات کیوقت اسے سنبھال لیتی ہے وہ خدا پر بھروسہ ہے اور یہ صرف اسلام ہی کی تعلیم ہے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ (از ملفوظات امام آخر الزمان ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء وقت عصر)

شفاخانہ یونانی حکیم شیخ نظام الدین امرتسر

اے مرے قدردان علم و ہنر
غور سے کیجئے ادھر بھی نظر
ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر
نہ ہے کوئی اولاد مضطر
اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر
لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھکر
جسپہ ہو فضل ایزد داور
کیوں نہ ہوں اس سے بامراد اکثر

اظہار بشارت ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کا حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں۔

معیار صداقت بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوا سکے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی بکاہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید و دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائیے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدے بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ اد اکرے ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب اقرار داہ قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرارنامہ کے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈہادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دینا کسکو گران ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں ناکام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیے جن لاولدوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ اُن کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جن کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دکاری۔	عہ	۱۹	لقوہ	۶	۲۸	نل اُترنا	عہ
۲	جنکی اولاد چھوٹی مرجاوے	عہ	۱۱	سوزاک۔	عہ	۲۰	بھگندر	۶	۲۹	طول و عرض و عمق دواید	عہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	عہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	۶	۳۰	خضاب سالانہ	۶
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہ کا گرجاوے	عہ	۱۳	جریان	۶	۲۲	بواسیر خونی و بادی	عہ	۳۱	نزلہ و زکام	۶
۵	کمزوری	عـہ	۱۴	غلط کاری۔	عہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	۶
۶	مرگی	عہ	۱۵	گٹھیا۔	۶	۲۴	ضیق النفس۔	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	۶
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	پیہہ	عہ	۳۴	بخار تیجرو چوتھائیہ و روزانہ۔	عہ
۸	ضعف باہ	عہ	۱۷	ضعف بصر	۶	۲۶	آتشک	عہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	۶	۱۸	سبل	۶	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	۶

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں فقط

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا ڈھلکا سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اسی اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲ دو روپیہ - ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ - خالص ممیرونی ماشہ عه روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی و جعلی ممیری کے اشتہار و نقل سے ضرور بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ ممیری کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جاری رہنا - دھند - سفید پھلی ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ایسے ہی پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر یا دوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیری کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

میں بڑی خوشی سے ممیری کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... بیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

میں نے ممیری کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر جلال گھوس ای بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیری کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیری کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیری کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو انیس سو کے بنک میں اسی مطلب کیلئے ۵ مارچ ۱۹۰۵ء میں جمع کیا گیا ہے !

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھاپا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامن والامان ۵ مئی سنہ ۱۸۹۹ء | جلد

ایڈیٹوریل جملے

دین الٰہی کیا ہے

اس سوال کا جواب دیتے وقت ہم فلسفیانہ مباحث پر نظر نہ کرینگے بلکہ کتاب اللہ سے مختصر الفاظ مین بتلا دین گے کہ دین الٰہی کیا ہے؟ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ پارہ ۳ رکوع ۱۰ یعنی کامل اور سچا دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔ پس دین الٰہی کا اطلاق اگر کسی مذہب وملت پر ہوسکتا ہے تو وہ اسلام ہے۔ اسلام کیا ہے؟ مختصر الفاظ مین تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔

پانی نہ پیو

رات کا گرم کیا ہوا دن کو اور دن کا گرم کیا ہوا رات کو کہتے ہین اس سے سرسام کا اندیشہ ہے۔ اور اس پانی کو ہرگز منہ نہ لگاؤ جو گاڑھا چکنا بودار یا رنگین ہو یا جسمین جانور پڑ گئے ہون۔ برف اور شورہ کا ٹھنڈا کیا ہوا پانی مفید تشنگی ہے اور مسکن اجزائے خون ہے مگر اعصاب کے لئے سخت مضر ہے۔ جس پانی مین اشیا ملی ہوئی ہون یا جس کے پاس سڑے نباتات جمع ہون یا جس کے قریب بول و براز پڑا ہو اسکو زہر قاتل سمجھنا چاہئے۔ سر درد ہچکی بخار درد پسلی درد حلق درد شکم مین پینا مناسب نہین پانی نہ پیو۔ کھڑے کھڑے چلتے ہوئے چت لیٹے ہوئے یا بیٹھے بیٹھے جھک کر روغنی کھانے کے بعد سات کو ۴ بجے سے ۸ بجے تک کھانا کھانیسے نصف گھنٹہ پہلے تک۔ نیند سے اُٹھکر بغیر منہ دھوئے۔ ورزش و قرات کے بعد جبکہ پسینہ آیا ہو۔ محنت اور راستہ کی تکان و اجابت و قے کے بعد اور دودھ پینے سے پہلے یا بعد یہ ہدایتین جن احباب کی نظر سے گذرین وہ اگر ایک مرد عورت بچہ کو سمجھا دین اسکا ایسا ہی ثواب ہوگا جیساکہ پیاسے کو پانی پلانے سے۔

شرح صدر کے اسباب کیا ہین

مندرجہ ذیل اسباب ہین جنکے ذریعے شرح صدر ہوسکتی ہے

(الف) التوحید علیٰ کمالہٖ وقوتہٖ وزیادتہٖ
(ب) الایمان۔
(ج) العلم۔
(د) الاحسان۔
(ہ) الشجاعۃ
(و) ترک فضول۔ النظر والکلام والاسماع۔ الاکل۔ والنوم۔

یاد رکھو عجز اور کسل سے تمام نیکیان زائل ہوجاتی ہین اور شر پیدا ہوجاتے ہین۔ عجز کیا ہے ان اسباب کا ترک کردینا جو اللہ تعالیٰ نے ان نتائج حسنہ سے وابستہ کرکے ہین جو انسان کے لئے معاد معاش کے واسطے رکھے ہین۔

انیسوین صدی کی ایک اور ایجاد

انیسوین صدی کی حیرت انگیز ایجادوں مین سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک فرانسیسی بحری انجنیئر مالیر ڈی ہوئی نامی نے اپنی اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت سے مٹی کے تیل کو منجمد کرنیکی ترکیب نکالی ہے اس سے تیل منجمد ہوکر صابن کی ٹکیہ کیطرح بنجاتا ہے ان ٹکیونسے نہ بدبو نکلتی ہے اور نہ دھوان اور نہ وہ گرمی سردی سے متاثر ہوتی ہین اس ایجاد سے دو بڑے فائدے تو سر دست یقینی ہین کہ انکی باربرداری مین سیال حالت کی

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گوہر + نہ ہے کوئی اولاد مضطر - ابھی ہی حق میں ہر بشر کے لیے - لعل و در تقسیم سے بر ہر کہ

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اظہار کسادبازاری - ناظرین جی دفتار طرز اشتہار و اسناد و اشتہار سے لماحقہ اطمینان نہیں کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہار یوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور اشتہار بازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا - اور سچوں کو جھوٹا نہ بنائیں

معیار صداقت - بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے - اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے - وہ مچلکہ لکھوائے - اگر مراد پوری نہ ہو - دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و بہرمانہ لو نہ - صحت کے طالبوں! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے -

اس خادم الاطبا کو ۲۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات کے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں اگرچہ بکثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدیج انگشت یکسان نکرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ دوا تو وہی ہوگی - مگر نمبر اول کم مقدور والی صرف خرچ مندرجہ سے اور - (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں - اور مراد دلی پائیں (۳) شرطیہ بیشگی آمدنی یکماہ - علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ بالعبد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدی ابشرطیکہ پیدائش نرینہ میعاد معینہ پر ادا کرے - ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے (۵) تا تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں بشرط کامیابی بندہ پاوے - ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ حسب اقرار داد قبول - فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی - شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہار دن کی بنیاد ڈھا دی - اگر علاج میں شک ہو تحریر کرلو - مراد پالے پر دنیا کیسکو گران ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجرہ ہے کہ جسکا ثمر نہیں - گمنام وہ لقب ہے کہ جسکا پسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست دیرینہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی - ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز بکٹ طبقہ نہیں سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امراء حسب منشائے خود شرائط مندرجہ سے مستثنی ہیں -

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو	[illegible]	۸	ضعف باہ	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ	[illegible]	۲۶	آتشک	[illegible]
۲	جس کے اولاد چھوٹی مر جائے	[illegible]	۹	ضعف جگر	[illegible]	۱۷	ضعف بصر	[illegible]	۲۷	آتشک گل بدن	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	[illegible]	۱۰	قولنج وردی	[illegible]	۱۸	سبل	[illegible]		نل اترنا	[illegible]
۴	جس کا حمل ۶-۸ ماہ کا گر جائے -	[illegible]	۱۱	سوزاک	[illegible]	۱۹	رعشہ	[illegible]		طول و عرض و عمق وزائد	[illegible]
۵	کمزوری	[illegible]	۱۲	سرعت	[illegible]	۲۰	بھگندر	[illegible]		خضاب سالانہ	[illegible]
۶	مرگی	[illegible]	۱۳	جریان	[illegible]	۲۱	ناسور	[illegible]		نزلہ و زکام	[illegible]
۷	تپ دق	[illegible]	۱۴	غلط کاری	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی	[illegible]		تسہیل ولادت	[illegible]
			۱۵	گنٹھیا	[illegible]	۲۳	اودوہ رنگ	[illegible]		[illegible]	[illegible]
						۲۴	ضیق النفس	[illegible]		بخار و زنانہ جچہ چوتھاینہ	[illegible]
						۲۵	لیپہ	[illegible]		ضعف ہضم	[illegible]

المشتہر - شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کلاہوں

خطبہ عید اضحی

جو مولٰنا مولوی نور الدین صاحب نے ۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء کو پڑھا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

یہ آیت شریف قرآن مجید میں کسوقت نازل ہوئی ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ایک آیت آپ کی کتاب میں ہے اگر ہماری کتاب میں ہوتی تو وہ جس دن اتری تھی اُسے عید کا دن قرار دیتے حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اُس نے یہ آیت پڑھی اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا جناب عمر نے فرمایا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی کسوقت نازل ہوئی کہاں نازل ہوئی میں اسے خوب جانتا ہوں وہ جمعہ کا دن تھا وہ عرفہ کا دن تھا وہ اسی عید النحر کا مقدمہ تھا۔ عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۰ روز زندہ رہے یوں تو اللہ جل شانہ کا نزول ہر روز خاص طرز پر رات کے آخر ثلث میں ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن ۵ درج اور عرفات کو ۹ درج نزول ہوتا ہے۔

احادیث صحیحہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ شیطان ایسا کبھی یاس میں نہیں ہوتا جیسے عرفات کے دن یہ وہ دن ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہماری لغماء دینیہ کے لئے جس کتاب کو نازل فرمایا تھا اُسے کامل کردیا کامل دین جسکا نام **اسلام** ہے اُسے اُسی دن کامل کردیا جس دین کی متابعت ضروری تھی اور اُس پر کاربند ہونا سعید انسان کو لازم ہے اُس کے اصول اور فروع اللہ تبارک وتعالی نے اسدن میں تمام وکامل کردئے وہ چیز جسکو کامل طور پر ہمتیں نہیں بلکہ دنیا کو پہنچانے کے لئے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری دعاؤں اور کل طاقتوں اور مساعی جمیلہ کو پورے طور پر لگایا تھا اُسکا نام اسلام ہے اور اُس کی تکمیل کا دن جمعہ کا مبارک دن اور عرفات کا پاک دن ہے

تمام ادیان مروجہ اور مذاہب موجودہ کا مقابلہ کرنا چاہیں اور غور کرکے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کیا بلحاظ اصول کے اور کیا بلحاظ حفظ اصول اور فروع کے وہ اسلام کے مقابلہ میں کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتے اور بالکل ہیچ دکھائی دیتے ہیں اس کے اہم ترین امور میں سے اللہ جلشانہ کا ماننا اسکو اسماء حسنیٰ اور صفات ومحامد میں یکتا وبے ہمتا ماننا ہے جسکا خلاصہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں موجود ہے جسکا نام افضل الذکر ہے اور جسکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کل نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ ہے جسکو اللہ تعالے پسند فرماتا ہے۔ اور آج میں بھی کہتا ہوں۔

اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

اس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالی کی ہستی کی برابر اور ہستی کو یقین نہ کرے اور اللہ تعالی کے اسماء میں افعال میں یکتا وجود وبقا میں یکتا تمام نقائص سے منزہ اور تمام خوبیوں سے معمور یقین کرے وہی ... ہے اُس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت جائز نہیں۔ عبادت کا مدار ہے حسن واحسان پر ... درجہ کامل کس میں موجود ہیں؟ ... دیکھو ہم کچھ نہ تھے تو اس نے بنایا ... دانشمند انسان بنادیا۔ پھر ... ماں کی چھاتی ... پیدا کیا۔ سانس لینے کو ہوا پینے کو پانی کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائیں طرح طرح کے لباس۔ اور ... کے سامان کتنے دے۔ خدا ... کیا چیز ہے جو انسان کو فطرتاً مطلوب ہے اور اُس نے نہیں دی سچی بات یہی ہے کہ خدا تعالی کے احسان اور افضال کو کوئی گن ہی نہیں سکتا۔ حسن دیکھو تو کیسا اکمل۔ ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے کہ انسان محو ہو جاتا ہے باغ ... سبزہ اور نرم دل خوش کن کونپل نکالتا ہے انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے۔ ادھر دیکھو اُدھر دیکھو آگے پیچھے دائیں بائیں جدھر نظر اٹھاؤ گے اُس کے حسن کا ہی نظارہ نظر آئے گا۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے وَ اِلَیْہِ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

ساری دنیا میں جسقدر مذاہب باطلہ ہیں انہیں دیکھوگے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی کے کسی اسم یا صفت کا انکار کیا ہے اور اسی انکار نے انکو بطلان پر پہنچا دیا ہے ایک بت پرست اگر خدا تعالے کو علیم خبیر سمیع بصیر قادر جانتا ہے تو کیوں پتھر شجر ہوا سورج چاند اور ارذل ترین چیزوں کے سامنے سجدہ کرتا اور کیوں اُسکی اُستتی کرتا ہے۔ اور کوئی جواب نہیں ملتا تو یہی عذر تراش لیا کہ ہماری عبادت صرف اسی لئے ہے کہ یہ اصنام ومعبود ہمکو خدا تعالی کی حضور پہنچا دیں اور مقرب بارگاہ الٰہی بنا دیں اصل یہی ہے کہ وہ اسبات کے قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالے ہر غریب وگنہگار کی آواز سنتا ہے اور ہر دور شدہ کو نزدیک کرنا چاہتا ہے ادنیٰ آواز سے پکارو یا دھیمی آواز سے وہ سمیع ہے اگر ایسا مانتے تو

کبھی کبھی ہند مخلوق عاجز اور ناکارہ مخلوق کے آگے یا ان اشیاء کے آگے جو انسان کے لئے بطور خادم ہیں سر نہ جھکاتے اور یون اپنے ایمان کو نہ ڈبوتے۔

عیسائی مذہب کو اگر دیکھیں تو یہ بطلان پرستی کیون انمین پیدا ہوئی محض اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات اور اسماء کا انکار کیا۔ ایکطرف زبان سے خدا تعالیٰ کو قدوس اور رحیم اور عادل خدا پکار رہی ہیں مگر اپنے معتقدات اور ایمان سے بتلاتے ہیں کہ جسکو خدا مانا ہے وہ ساری برائیون اور بدیون کا مورد ہے خدا کو عادل قرار دیتے ہیں مگر گنہگارون کے بدلے ایک بیگناہ کو سزا دیکر بھی اس کے عدل کو قائم رکھ سکتے ہیں۔

آریہ ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کو سرب شکتیمان تو مانتا ہے لیکن خالق کل ہونے کی اُسے معذرت نہین ایک ایک ذرہ کو علحدہ سمجھتے ہین اور روحونکو مخلوق نہین مان سکتے ان کے خواص گن کرم سبھاؤ سب کے سب انادی اور خدا تعالےٰ کے ہمتا اور شریک سمجھتے ہین۔ خدا تعالیٰ کو اس بات پر قادر نہین مان سکتے کہ وہ بڑے سے بڑے بھگت اور پریمی کو بھی ابدی نجات دے بلکہ ابدی نجات کا دینا گویا خدا تعالیٰ کا خدائی ہی سے دست بردار کرنا چاہتے ہین۔ معاذ اللہ منہا

براہمو لوگون کو دیکھو تو خدا تعالیٰ کی بڑی تعریفین کرینگے مگر خدا تعالےٰ کی اس صفت سے انکو مطلق انکار ہے جس سے وہ ہدایت نامہ دنیا مین بھیجتا اور انسان کو غلطیون سے بچانے کے لئے رہنمائی کرتا ہے اور نہین مانتے کہ یرسل الرسول بھی خدا تعالےٰ کی کوئی صفت ہے الغرض ہر ایک مذہب پر اگر غور اور دھیان کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام کے انکو اللہ تعالےٰ کے اسماء اور صفات پر ایمان نہین رہا کوئی اسم اعلیٰ طور پر ایسا نہین جسکے معنی مسلمان اعلیٰ طور پر نہین کرتے۔ کسی نے کیا چھوٹا اور سچا فقرہ کہا ہے

مسلمان خدا کے سامنے شرمندہ ہونے کے قابل نہین۔*

لیکن اس نعمت کی قدر کیا ہو سکتی ہے ؟ کیا تم لوگوں میں خدا کے سوا دوسرے کی پرستش نہیں ہوتی ؟ کیا غفلت نہیں رہی ؟ کیا برادری اور اخوت کا وہ بے نظیر اور قابل قدر مسئلہ جو مخلوقات کو سکھلایا گیا تھا اور یہ بتلایا گیا تھا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنے تم میں معزز اور زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ تر متقی ہے جسقدر نیکیاں اور اعمال صالح کسی میں زیادہ تر ہیں وہی زیادہ معزز و مکرم ہے کیا بیجا شیخی اور انانیت پیدا نہیں ہو رہی۔ پھر بتلاؤ کہ اس نعمت کی قدر کی تو کیا کی۔ یہ اخوت اور برادری کا واجب الاحترام مسئلہ اسلام کے دیکھا دیکھی اب اور قوموں نے بھی لے لیا۔ پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب و ملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں ملانا عیب سمجھتے تھے اور پرہیز کرتے تھے مگر اب شدہ کرتے اور ملاتے ہیں۔ گو کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غور کرو کہ حضور نے اپنی عملی زندگی سے کیا ثبوت دیا۔ کہ زید جیسے کے نکاح مین شریف بی بیان آئین۔ اسلام ! مقدس اسلام نے قوموں کی تمیز کو اٹھا دیا جیسے وہ دنیا مین توحید کو زندہ اور قائم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسیطرح ہر بات مین اس نے وحدت کی روح پھونکی اور تقوی پر ہی امتیاز رکھا قومی تفریق جو نفرت اور حقارت پیدا کر کے شفقت علی خلق اللہ کے اصول کی دشمن ہو سکتی تھی اُسکو دور کر دیا ہمیشہ کا منکر خدا رسول کا منکر جب اسلام لا وے تو شیخ کہلا وے یہ سعادت کا تمغہ ! یہ سیادت کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا اب بتلاؤ ایسے انعام اور ایسے فضل کے نازل ہونے کے بعد اب کیا حالت موجود ہے

* یہ فقرہ حضرت امام الوقت اکثر فرمایا کرتے ہین کہ مسلمانون نے ایسا خدا مانا ہی کہ وہ انکو کسی کے سامنے شرمندہ نہین ہو سکتے کہ ہمارے خدا مین یہ بات نہین یا وہ بات نہین جو اور مذہب کے لوگون کو پیش آتی ہو۔ جیسے آریاؤن کا خدا خالق اور نجات دہندہ نہین وغیرہ وغیرہ۔ ایڈیٹر

کیا وہی اتحاد برادری ہے ؟ کیا اسماء الٰہی پر ویسا ہی یقین کامل ہے ؟ وہ کتاب جسنے غافل و بدمست قوم کو ہشیار کر کے دکھا دیا تھا اور جسنے عرب جیسی اکھڑ قوم کو ہمدردی اخوت کا ایک پاک نمونہ دنیا مین بنا کر دکھا دیا کیا اسکی ایسی قدر اور عظمت ہی جو اس کے اتباع اور عمل درآمد کا نام ہے ؟ کیا مسلمان کہلا نیوالے کتاب اللہ رسول اللہ کی ایسی ہی عزت کرنیوالے چست و چالاک ہین جیسے صحابہ تھے ؟ سب باتون کا جواب مجھے اندیشہ ہے کہ اگر دیا جائے دلون کو نہ ہلا دے۔ مین دیکھتا ہون عقاید کا حال خدا ہی کو معلوم ہے دل کی باتین تو وہی جانتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے مگر یہ بات تو مانی ہوئی ہے کہ انسان کے دل کا جوش خوبی پر ضرور جلوہ گری کرتا ہے کون ہے جو یہ جانتا ہو کہ آگ جلاتی ہے اور پھر اسمین ہاتھ ڈالدے۔ کون گڑھے مین عمداً گر سکتا ہے روٹی کو بھوک کا علاج جانتے ہو اور پیاس کا علاج پانی جانتے ہو تو بھوک کیوقت روٹی اور پیاس کیوقت پیتے ہو پھر جب کوئی انسان یہ اصول مانتا ہے کہ خدا تعالےٰ علیم و خبیر سمیع و بصیر تو پھر قیاس کرے کہ ان اسماء حسنیٰ کو مانکر بھی بدمعاشیوں اور بدکاریون کے ارتکاب مین کیون دلیری کرتا ہے ہندو دھرمیہ سکھ آریہ عیسائی وغیرہ قسم قسم کی مخلوق موجود ہے اور ان کے اخلاق ظاہری اور افعال و اعمال دیکھلو اور پھر اپنے افعال و اعمال کا معائنہ کرو تم مین تو خاص نعمت اتری تھی اور پھر اسکی تکمیل ہوئی تھی اب اس نعمت کے لینے کے بعد اور قومون اور تم مین کیا امتیاز نہوا۔ صحابہ کرام مین اخوت کا مسئلہ تھا کہ وہ اس امر کو تکملۂ ایمان سمجھتے تھے کہ جب تک اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نچاہین جو خاص اپنی ذات کے لئے چاہتے تھے۔

دوسرے کی عزت و آبرو دوسرے کے آرام و چین کے لئے ایسی ہی کوشش کرو جیسی اپنی لئے کرتے ہو۔ مگر جب اپنے آپ ہی کو غفلت مین ڈال رکھا ہے تو دوسرے کی بہتری کی کیا اُمید !!! کرتے نفاق ہین اور اُمید رکھتے ہین کہ وہ متمتین بلین جو اتفاق مین ہین

جہالت میں پڑے ہیں اور چاہتے ہیں کہ علم کی عزت و آبرو ملے۔ غفلت میں سرشار ہیں اور ہوشیاری کی لذت کے خواہاں۔ علم ان صحیح علم کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہتے مگر اجر وہ لینا چاہتے ہیں جو عاملین کو ملتے ہیں۔ مکہ کے کفار کہتے تھے کہ ہم پر رسولوں والی بات کیوں نازل نہیں ہوتی۔ بہت سے تم میں سے ہیں جو چاہتے ہیں ہم ملہم کیوں نہیں بنتے۔ ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی ہم کیوں آسودہ حال نہیں ہوتے۔ مگر یہ تو بتلاؤ کہ کتاب اللہ کے مطابق عمل درآمد کرنے میں تم نے کسقدر محنت اٹھائی ہے انصاف تو یہی ہے کہ جسقدر روپیہ اور عمر کو رسوم کے ادا کرنے میں صرف کیا ہے کیا قرآن کریم کے مطالب پر اطلاع پانے اور اسکو دستور العمل بنانے میں اس سے آدھا بھی کیا ہے؟ خدا کے حضور بخیلی نہیں اس کے ہاں میں بخل نام کو نہیں پھر یہ محرومی کیون؟ یہ سچی بات ہے وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ٥ اللہ تعالیٰ نے تو کسی کی جان پر ظلم نہیں کیا مگر بات یہ ہے کہ لوگ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرو۔ اس نے خاتم الانبیا بھیجا۔ کتاب بھی کامل بھیجی کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آکر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں اس زمانے ہی کو دیکھو کہ لیستخلفنہم کا وعدہ کیسا سچا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے یہ بھی ایک سنت ہے چلی آتی ہے کہ خلفا پر مطاعن ہوتے ہیں آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذریت بھی ابتک موجود ہے۔ صحابہ کرام پر مطاعن کرنیوالے روافض اب بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے انکو مکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے سچے پرستار الٰہی اور مخلص عابد بنو۔ خدا کی طرف قدم اٹھاؤ یہاں بھی رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دیناً فرمایا۔ اسلام کا لفظ چاہتا ہے کہ کچھ کر کے دکھاؤ

موجودہ حالت میں ہم نے اہم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کے ہاتھ پر توبہ کی ہے اور مسلمانوں سے بڑھکر امتیاز پیدا کیا ہے۔ ہم میں ملہم ہے ہم میں ہادی اور امام ہے ہم میں وہ ہے جسکی خدا تائید کرتا ہے جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں اسکو حَکَم اور عَدَل بناکر خدا نے بھیجا ہے۔ مگر تم اپنی حالتوں کو دیکھو۔ کیا مدد اور عمل درآمد کے لئے بھی ایسا ہی قدم اٹھایا ہے جیسا کہ واجب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا اسمیں کیا بات تھی فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ تم سیدھی چال چلو نہ صرف تم بلکہ تیرے ساتھ والے بھی۔ یہ ساتھ والوں کو جسنے حضور کو بوڑھا کر دیا انسان اپنا ذمہ وار تو ہو سکتا ہے مگر ساتھیوں کا ذمہ دار ہو تو کیونکر؟ بس یہ بہت خطرہ کا مقام ہے ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلتوں سے اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے جو تمہارے امام کے ساتھ ہیں پورا ہونے میں معرض توقف میں پڑیں۔ موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کے ساتھ کنعان پہنچانے کا وعدہ تھا مگر قوم کی غفلت نے اسے محروم کر دیا۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو! اور خوب سمجھو۔ غفلت چھوڑ دو اور اس نعمت کی قدر کرو جو آج کے مبارک دنوں میں پوری ہوئی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ فرمانبردار بنکر دکھاؤ۔

اس خطبہ کا دوسرا حصہ جسمیں سورہ کوثر کی مختصر تفسیر ہے دوسرے نمبر میں درج ہوگا

انشاء اللہ تعالیٰ

بجود قوتہ

ایڈیٹر

لَاجَبْرَ وَلَا اخْتِیَارَ

گو گذشتہ نمبر میں اس عنوان سے چند سطریں ہم نے لکھی تھیں۔ مگر غلطی سے اختیار کی جگہ قدر کا لفظ لکھا گیا تھا جو بعد میں سرخی سے درست کر دیا گیا تھا تاہم اصلاح مزید اور صحت کی غرض سے پھر اسکی تصریح مناسب سمجھی۔

اسلامی شریعت کی ناواقفی اور کم سمجھی کیوجہ سے مسئلہ تقدیر پر جو تمام بلند پروازیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے بعض نادانوں نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تمام امور اور افعال پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور کر دیا ہے پھر دوزخ میں بھیجنے کیا معنی!

ایسے معترض جو اپنے آپ کو نئی روشنی کے فرزند قرار دیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان فطرتاً مختار مطلق ہے وہ جو چاہے کرے ہمکو ایسے دانشمندوں کی سمجھ پر افسوس آتا ہے جو انسان کو مختار مطلق بھی مانتے ہیں اور پھر یہ مانتے ہیں کہ اسے بداعمال کی سزا ملتی ہے خواہ وہ تناسخ کا جیل ہی کیوں نہ ہو؟

اصل یوں ہے کہ جیسے ایک مجبور کو سزا دینا بھی انصاف نہیں ہو سکتا اسیطرح جب ایک شخص کو پوری آزادی دیدی کہ تو جو چاہے کر پھر اس کے کسی فعل پر مواخذہ کرنا کیا عقلمندی اور انصاف پسندی ہے!!!

پس اب معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اسی ہیئت اور حیثیت میں درست اور تمام ترقیوں کی اصل ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے۔ جسطرح پر اسلام نے بیان فرمایا ہے اسلام نے انسان کو نہ مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق بلکہ بعض افعال ایسے ہیں جو انسان کی طاقت کے اندر ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ وہ ان پر کسی قسم کا اقتدار نہیں رکھتا جیسا ہم پچھلے نمبر میں بیان کر آئے ہیں یہ بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ اسلامی شریعت کا فتویٰ صرف ان افعال اور امور پر ہے جو انسان کے حیطۂ اقتدار میں ہیں۔ پھر تقدیر کیا ہے؟

تقدیر سے مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس وسیع دنیا میں ایک اندازہ پر بنایا ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے جیسے آنکھیں دیکھتی ہیں سن نہیں سکتیں۔ زبان گویا ہے دیکھ نہیں سکتی۔ آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جل جائیگا وغیرہ وغیرہ پس اب مطلب صاف ہے کہ تقدیر کے

کیا معنی ہیں۔

اب یہ اسلام کا فخر ہے کہ اس نے تقدیر کا مسئلہ بیان کر کے ترقی کی راہ کھولدی۔ کیونکہ جب کہ نقصان رسان چیزوں کے اور نفع بخش اشیاء کے اندازے اور علم کا نام تقدیر ہے۔ تو جیسے کریگا ویسا پاوے گا۔

دلچسپ چٹھیان

ایک شخص مسئلہ قربانی پر سوال کرتا ہے
کہ یہ خلاف رحم ہے؟ اُسکا
جواب دیا گیا ہے

السلام علیکم۔ آپ کا خط بنام حضرت امام پہنچا۔ اور جواب کے لئے مجھے مرحمت ہوا۔ قربانی کے متعلق چند امور آپ یاد رکھیں اور اُنپر خوب غور کریں

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک اللہ تعالے کے منکر دوسرے قائل۔ منکروں کے نزدیک تو رحم کیا بلا ہے۔ اعتراض ہی نہیں اور نہ آپ کیطرف اُن کے متعلق کچھ لکھنا مفید ہے۔

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قائل ہیں اور آپ بھی اُنہیں سے معلوم ہوتے ہیں وہ ذرا غور کریں۔

ہوا میں نظر کریں باز شاہین شکرہ کسقدر شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں اور کسطرح پرندوں کو پکڑ کر کھا جاتے ہیں۔ ذرہ بھی رحم نہیں کرتے کیا بازوں کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا

اسی طرح جنگلوں میں شیروں چیتوں شکار کرنیوالے جانوروں کو کسنے بنایا۔ بلی کسطرح چوہونکو پکڑ کر ہلاک کرتی ہے پس ایسے بیرحم جانور کس کے بنائے ہوئے ہیں غور کرو پانیوں میں بھی شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں۔

بلکہ بہت غور کرو تو حضرت ملک الموت کو دیکھو کیسے کیسے انبیاء و رُسل بادشاہ بچے غریب امیر سوداگر سب کو مار کر ہلاک کرتے ہیں

اور دنیا سے نکالدیتے ہیں۔

پھر غور کرو۔ اگر ہم جانوروں کو عید اضحی پر ذبح نہ کریں اور ہمارا ذبح کرنا رحم کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ اُن کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ اور اُنپر یہ رحم ہوگا کہ وہ عمدہ پس ایسے بیہودہ کے بعد گذارش ہے کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا رحم نہیں تو شکاری اور گوشت خدا اللہ کریم پیدا نہ کرتا۔

نیز اگر ذبح نہ کیا جاوے تو خود بیمار ہوکر مرینگے پس غور کرو ان کے مرتے ہیں کیسی تکالیف اُن کو لاحق ہوں گی۔

پھر اگر ایسا ہی رحم ہے تو اپنے مطلب کو جانوروں سے ہل چلوانا اُن کو لادنا اُن کے بچے باندھکر اُن کا دودھ لینا کیسی بیرحمی ہوگی ہمیں تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ ایسے صوفی کون ہیں جو اَگ قربانی سے [illegible] ہیں خود سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قربانی کی اور حجۃ الوداع میں سو اونٹ قربانی فرمایا۔

میری نصیحت ہے کہ آپ ایکبار یہاں تشریف لاویں تو پھر آپ کو ایسے مسائل پر مفصل سنایا جاوے خطوط بہت آتے ہیں زیادہ مفصل نہیں لکھ سکتے ضرور ایک بار تشریف لاویں۔ نورالدین ۲۶ اپریل سنہ ۹۹ء از قادیان۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم میں خاصی تبدیلی ہوچلی۔ گرمی اپنا جوبن دکھلا رہی ہے۔

(۲) کچھ دنوں سے سید عبد الغفار (المعروف زادہ) بغدادی اور محمد علی صاحب ترک آئے ہوئے تھے ۲۹ اپریل سنہ ۹۹ء کو واپس روانہ ہوئے۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالیٰ مع خاندان وجمیع خدام بخیریت اللہ تعالیٰ کے انعامات و برکات سے حصہ لے کر فیض پہنچا رہے ہیں۔ کتاب مسیح ہندوستان میں) اُردو زبان میں چھپنی شروع ہوگئی ہے۔ ایک بے نظیر کتاب ہوگی جو مذہبی عیسائی دنیا میں

ایک انقلاب پیدا کریگی۔ کیونکہ دلائل قویہ و صحیحہ قطعیہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح نے ہندوستان میں آکر وفات پائی اور بروزی طور پر انڈیا ہی میں پھر آیا ہے۔

(۴) یکم مئی سنہ ۱۸۹۹ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا ہے۔ مدرسہ کی عمارت جو ضروریات کے لئے غیر مکتفی تھی وسیع ہو رہی ہے اور میں مرزا صاحب مہتمم مدرسہ کے اہتمام میں تعمیر کا کام شروع ہے ہمارے دوستوں کو عمارت فنڈ کے مد میں امداد کیلئے قدم بڑھانا چاہیئے۔

(۵) حکیم فضل الدین صاحب واپس بھیرہ تشریف لے گئے

(۶) پیر محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سجادہ نشین چار قطب ہانسوی آج کل قادیان میں چند روز کے لئے وطن واپس جاکر پھر مستقل طور پر یہاں میں اقامت گزین ہوں گے۔

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

آئینۂ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی نسبت تھا اب قریباً فروخت ہوچکا صرف چار باقی ہیں اس لئے اکثر احباب صرف ایک تہائی بعد دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے

اطلاع

تقریر حضرت اقدس کی کاپیاں قریباً ڈیڑھ سو باقی ہیں جو صاحب چاہیں ١/ قیمت بھیجکر منگا لیں
مینیجر الحکم۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ شفاخانہ صدر گوڑگانوہ سے پلیگ ڈیوٹی موضع ماہلپور ضلع ہوشیار پور میں تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے خط سے معلوم ہوا کہ ماہلپور میں دو تین کیس طاعون کے ہوئے اور وہ بھی کچھ مشتبہ سے ہیں۔

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب زاد اللہ فی برکاتہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - المخدوم کا عنایت نامہ پہنچا سبحان اللہ کیا جوش ہے کہ خداوند کریم نے آپ کے دلمیں ڈالدیا اور ایسا ہی آپ کے دوست مولوی عبد القادر صاحب کے دلمیں - خداوند کریم بندوں کے صدق اور انکی نیات کو خوب جانتا ہے جو شخص اُس کے لئے کوئی درد اُٹھاتا ہے اُسکا عمل کبھی ضایع نہیں ہوگا - اس کی نظر عنایت اگرچہ دیر سے ظاہر ہو مگر جب ظاہر ہوتی ہے تو وہ کام کر دکھاتی ہے جسکی عاجز بندہ کو کچھ امید نہیں ہوتی - خداوند کریم آپ کو اس دلی جوش میں مدد کرے اور اپنی عنایت خاصہ سے ثابت قدمی بخشے اور ابتلا سے محفوظ رکھے اور آپ بھی ثابت قدمی کیلئے دعا کرتے رہیں کیونکہ بڑے بڑے کاموں میں ابتلا بھی بڑی بڑی پیش آتی ہیں اور انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت ہے کہ خود بخود بغیر عنایت و رحمانیت حضرت احدیت کے کسی ابتلا کا مقابلہ کر سکے پس ثبات اقدام اُسی سے مانگنا چاہیئے اور اُسی کی حول و قوت پر بھروسا کرنا چاہیئے ہم سب لوگ بغیر اُس کے فضل و احسان کے کچھ بھی نہیں - آپ نے لکھا تھا کہ بعض لوگ یاوہ گوئی کرتے ہیں - سو آپ جانتے ہیں کہ ہر ایک امر خداوند کریم کے ہاتھ میں ہے کسی کی فضول گوئی سے کچھ بگڑتا نہیں اسی طرح پر عادت اللہ جاری ہے کہ ہر ایک مہم عظیم کے مقابلہ پر کچھ معاند ہوتے چلے آئے ہیں خدا کے نبی اور ان کے تابعین قدیم سے ستائے گئے ہیں سو ہم لوگ کیونکر سنت اللہ سے الگ رہ سکتے ہیں وہ اندر کی باتیں جو پھیر ظاہر کی جاتی ہیں ہنوز انہیں کچھ بھی ظاہر نہیں کئی مکروہات درپیش ہیں جنہیں خدا کی حفاظت درکار ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اُس کا فعل قابل اعتراض نہیں جو کچھ کرتا ہے بہت اچھا کرتا ہے کسیکی کیا طاقت ہے کہ کچھ بول سکے جب تک اس بولنے میں اُسکی کچھ حکمت نہو - اور کم سے کم یہی حکمت ہے کہ جن مردوں نے سچائی کی راہ پر قدم مارا ہے اُن کیلئے یہ ابتلا درپیش رہا ہے اور اس ابتلا پر ثابت قدم رہنے سے وہ اجر پاتے ہیں احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۱؎

آج قبل اس خط کے یہ الہام ہوا -

کذب علیکم الخبیث کذب علیکم الخنزیر عنایت اللہ حافظک انی معک اسمع واری الیس اللہ بکاف عبدہ فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا - ان الہامات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی ناپاک طبع آدمی اس عاجز پر کچھ جھوٹ بولے گا یا جھوٹ بولا ہو مگر عنایت الٰہی حافظ ہے - اب سوچنا چاہیئے کہ جب ہر ایک موذی اور معاند اور دروغگو اور بہتان طراز کے شر سے خود خداوند کریم بچانے کا وعدہ کرتا ہے تو پھر کس سے بجز اُس کے خوف کریں - چند روز ہوئے کہ خداوند کریم کیطرف سے ایک اور الہام ہوا تھا کچھ حصہ اُس میں سے پہلے بھی الہام ہو چکا ہے مگر یہ الہام مفصل ہوا اور اس سے خداوند کریم کی جو کچھ عنایت اس عاجز اور اس عاجز کے دوستوں پر ہے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ - وقالوا انی لک ھذا قل ھو اللہ عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ اور یہ آیت کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ بار بار الہام ہوئے اور اس قدر متواتر ہوئے کہ جنکا شمار خدا کو ہی کو معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوئے کہ میخ فولادی کیطرح دل کے اندر داخل ہے اس سے یقینا معلوم ہوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم مارتے بہت سی برکتیں دیگا اور انکو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشیگا اور یہ غلبہ قیامت تک رہیگا اور اس عاجز کے بعد کوئی ایسا مقبول آنیوالا نہیں جو اس طریق کے مخالف قدم مارے اور مخالف قدم ہوگا اُسکو خدا تباہ کریگا اور اُسکے سلسلہ کو پائیداری نہیں ہوگی یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلف نہیں کریگا اور کفر کے لفظ سے اسجگہ شرعی کفر مراد نہیں بلکہ صرف انکار سے مراد ہے غرض یہ وہ سچا طریق ہے جسمیں ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریم کے قدم پر قدم ہے اللّٰھم صل علیہ وآلہ وسلم آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی فی الحقیقت اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اسمیں ایک نہایت عمیق بھید ہے جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اسلئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں - دوسرے اوراد بھی بدستور محفوظ رکھیں بیکاری کچھ چیز نہیں ہے ہر وقت سرگرمی کی توفیق خداوند کریم سے مانگنی چاہیئے بخدمت مولوی عبد القادر صاحب و قاضی خواجہ علی صاحب سلام مسنون پہنچاویں ۲۴ جون

۱۸۸۳ء مطابق ۱۷ شعبان

۱۳۰۰ھ

۱؎ کیا لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ صرف آمنا کہکر بچ رہیں گے اور ابتلا میں نہ پڑینگے ۔

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسران - نامور ڈاکٹران - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال - غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹرون اور حکیمون کا اور راوی ہے کہ آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرنے ہی چند روز کے استعمال سے بینائی بڑہجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مشار خالص ممیرانی ماشہ للعہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خریدار کیلئے اک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دیکھ کر دہوکا نہ کھانا چاہئے -

المشتہر پروپرائیٹر میہان سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میہان سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی کا جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور آنسو ہیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیائی شئے نہین ہے اسلئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مہتیا - دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر -

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میہان سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک سید یہ علاج مریضہ مسماۃ ادتم دیوی بعمر ۵۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ مین ممیری کے سرمہ کا جوکہ سردار میہان سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور جنکے بقیمت استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھونسے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر برحال گھومین رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جوکہ سردار میہان سنگھ اہلو والیہ نے طیار کیا ہے اسکو زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیری کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

ہر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی شناخت مین سرجن ... کے ...

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان مین چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۱۷ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۲ ا مئی سنہ ۱۸۹۹ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۳

حصہ ثانی

خطبہ عید اضحی

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے سورہ

کوثر کی مختصر سی جامع تفسیر پر پڑھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ۔

یہ ایک مختصر سی سورۃ ہے اور اس مختصر سی سورہ شریف مین اللہ تعالے نے اک عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی ہے جو جامع ہے ۔ پھر اس کے پورا ہونے پر شکریہ مین مخلوق الٰہی کے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاہئے اسکا ارشاد کیا ۔ وہ پیشگوئی کیا ہے؟ اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ بتجھے ہمنے جو کچھ دیا ہے بہت ہی بڑا دیا ہے ۔ عظیم الشان خیر عطا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نبوت دیکھو تو قیامت تک وسیع کسی دوسرے نبی کو اسقدر وسیع وقت نہین ملا یہ کثرۃ تو بلحاظ زمان ہوئی ۔ اور بلحاظ مکان یہ کثرۃ کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا مین ظاہر فرمایا کہ مین سارے جہان کا رسول ہون یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی ۔ کوئی آدمی نہین ہے جو یہ کہدے کہ مجھے احکام الٰہی مین اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہین ۔ کوئی صوفی کوئی مست قلندر ۔ بالغ مرد بالغہ عورت کوئی ہو اس سے مستثنیٰ نہین ۔ ہوسکتے ۔ اب کوئی وہ خضر نہین ہوسکتا جو لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا بول اٹھے ۔ یہ وہ موسیٰ ہے جس سے کوئی الگ نہین ہوسکتا ۔ کوئی آدمی مقرب ہو نہین سکتا جبتک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے ۔

کتاب مین وہ سچی کوثر عنایت کی کہ فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ۔ کل دنیا کی صداقتین اور مطہر نکات مین سب کی سب قرآن مجید مین موجود ہین۔

ترقی مدارج مین وہ کوثر دیا کہ جبکہ یہ بھی بات ہر اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ۔ پھر دنیا بھر کے نیک اعمال پر نگاہ کرو جبکہ ان کے دال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے جزائی نیک آپ کے اعمال مین شامل ہو کر کیسی ترقی مدارج کا موجب ہو رہی کر

اعمال مین دیکھو! اتباع ۔ فتوحات عادات علوم اخلاق مین کس کس قسم کی کوثر عطا فرمائین ہین ۔

استحکام و حفاظت مذہب کے لئے دیکھو جسقدر مذاہب دنیا مین اللہ تعالے کیطرف سے آئے اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود ان لوگون کو بنایا ۔ مگر قرآن کریم کی پاک تعلیم کے لئے فرمایا اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ یہ کیا کوثر ہے!!! اللہ تعالے اس دین کی حمایت و حفاظت اور نصرت کے لئے تائیدین فرماتا اور مخلص بندوں کو دنیا مین بھیجتا ہے ۔ جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ

مین آپ ہی منقوش ہوتے ہین - انکو دیکھکر پتہ لگ سکتا ہے کہ کیونکر بندہ خدا کو اپنا بنا لیتا ہے - اس ہستی کو دیکھو زبان اور اس کے حرکات کو دیکھو جب خدا بنانے پر آتا ہے تو اسی عاجز انسان کو اپنا بنا کر دکھا دیتا ہے اور ایک اجڑی بستی کو دھن سے آباد کرتا ہے - کیا عجب انگیز نظارہ ہے - بڑے بڑے شہرون اور بڑے اکثر انہ مدبرون کو محروم کر دیتا ہے حالانکہ وہان ہر قسم کی ترقی کے اسباب موجود ہوتے ہین اور علم و تحقیقات کے ذرائع وسیع ہوتے ہین مثلاً دیکھو! کسی بستی کو برگزیدہ کیا جہان نہ ترقی کے اسباب نہ معلومات کی توسیع کے وسائل نہ علمی چرچے نہ مذہبی تذکرے نہ کوئی دارالعلوم! نہ کتب خانہ! صرف خدائی ہاتھ ہے جسنے تربیت کی اور اپنی تربیت کا عظیم الشان نشان دکھایا عوز کرو کسطرح یہ بتلاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے کیا کوثر عطا فرمایا - لیکن غافل انسان نہین سوچتا - افسوس تو یہ ہے کہ جیسے اور لوگون نے غفلت اور سستی کی ویسے ہی غفلت کا شکار مسلمان بھی ہوے - آہ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مدارج پر خیال کرتے اور خود بھی ان سے حصہ لینے کے آرزومند ہوتے تو اللہ تعالےٰ انکو بھی کوثر دیتا - یہ جو کچھ اب تک بیان کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیاوی کوثر کا ذکر تھا پھر مرنے کے بعد ایک اور کوثر برزخ مین حشر مین صراط پر بہشت مین غرض کوثر ہی کوثر دیکھیگا - اس کوثر مین ہر ایک شخص شریک ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے

فَصَلِّ لِرَبِّكَ

اللہ تعالےٰ کی تعظیم مین لگو - دیکھو اس آدم کامل کا پاک نام ابراہیم بھی تھا جسکی تعریف اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى اور وہی ابراہیم جو قلب سلیم کا مصداق تھا سچی تعظیم الٰہی کر کے دکھائی جیسے مولیٰ کریم فرماتا ہے -

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

- پھر کیا نتیجہ پایا - الٰہی تعظیم جسقدر کوئی انسان کر کے دکھاتا ہے اسی قدر ثمرات عظیمہ حاصل کرتا ہے مثلاً حضرت ابو الملتہ ابراہیم کو دیکھو اس کی دعاؤن کا نمونہ - دیکھو ہمارے سید و مولےٰ اصفی الاصفیا خاتم الانبیاء ان دعاؤن کا ثمرہ ہین اللّٰھم صلّ وسلم و بارک علیہ و آلہ ابراھیم انک حمید مجید -

ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کیموافق اولاد صالح عنایت کی اسمٰعیل جیسی اولاد دی جب جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی مین دیدو - ابراہیم کی قربانی دیکھو بڑھاپے کا زمانہ دیکھو مگر ابراہیم نے اپنی ساری طاقتین ساری اُمیدین تمام ارادے یون قربان کر دئے کہ ایک طرف حکم ہوا اور معاً بیٹے کے قربان کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا پھر بیٹا بھی ایسا بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا اِنِّىْٓ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْٓ اَذْبَحُكَ تو وہ خدا کی راہ مین جان دینے کو طیار ہو گیا - غرض باپ بیٹے نے ایسی فرمان برداری دکھائی کہ کوئی عزت کوئی آرام - کوئی دولت - اور کوئی اُمید باقی نہ رکھی یہ آج ہماری قربانیان اسی پاک قربانی کا نمونہ ہین -

پھر اللہ تعالےٰ نے بھی کیسی جزا دی -

اولاد مین ہزارون ہزار بادشاہ اور انبیاء بلکہ خاتم الانبیاء بھی اسی کی اولاد مین پیدا کیا وہ زمانہ ملا جسکی انتہا نہین خلفا ہون تو وہ بھی ملت ابراہیمی مین - سارے نواب اور خلفاء الحق و دین کے قیامت تک اسی گھرانے مین ہونے مین ہونیوالے ہین -

پھر جب شکریہ مین نماز مین خدا کی عظمت اور کبریائی بیان کی تو مخلوق الٰہی کے لئے بھی کیونکہ ایمان کے اجزاء تو دو ہی ہین تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ان مخلوق کے لئے یہ کہ

وَانْحَرْ

جیسے نمازین لگے ہو قربانیان بھی دو تاکہ مخلوق سے سلوک ہو - قربانیان وہ دو جو بیمار نہ ہون دبلی نہ ہون بے آنکھ کی نہ ہون - کان چرے ہوے نہ ہون عیب دار نہ ہون لنگڑی نہ ہون - اس مین اشارہ یہ ہے کہ جب تک کامل قوی کو خدا کے لئے قربان نہ کرو گے - ساری نیکیان تمھاری ذات پر جلوہ گر نہونگی پس جہان ایکطرف عظمت الٰہی مین لگو - دوسری طرف قربانیان کر کے مخلوق الٰہی سے شفقت کرو اور قربانیان کرتے ہوئے اپنے کل قوی کو قربان کر ڈالو - اور رضاء الٰہی مین لگا دو پھر نتیجہ کیا ہوگا ؟

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ -

تیرے دشمن ابتر ہون گے

انسان کی خوشحالی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ اسکو اب تو راحتین ملین اور اس کے دشمن ہلاک ہون یہ باتین بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہین خدا کی تعظیم اور اسکی مخلوق پر شفقت نمازوںمین خصوصیت دکھاؤ - کانون پر ہاتھ لیجا کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ زبان سے کہتے ہو مگر تمہارے کام دکھا دین کہ واقعی دنیا سے سب وکار نہین - تمہاری نماز وہ نماز ہو جو تنہیٰ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ہو - تمہارے اخلاق تمہارے معاملات عامیون کیطرح نہ ہون بلکہ ایک پاک نمونہ ہون پھر دیکھو کوثر کا نمونہ ملتا ہے یا نہین - لیکن ایکطرف سے تمہارا فعل ہے دوسری طرف سے خدا کا انعام -

درود پڑھو آجکل کے دن عبادت کے لئے مخصوص ہین وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ کل وہ دن تھا کہ کل حاجی ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ ہونگے دنیا سے نرالا لباس پہنے ہوے عرفات کے میدان مین حاضر تھے اور لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ پکارتے تھے تم سوچو اور غور کرو کہ تمھاری کل کیسی گذری کیا تم بھی خدا تعالےٰ کے حضور لبیک لبیک پکارتے تھے - آج منا کا دن ہے - آج ہی وہ دن ہے جسمین ابراہیم نے اپنا پاک نمونہ قربانی کا دکھلایا -

کوئی اس کی طاقت نہ تھی جسے خدا پہ قربان نہ کیا ہو نہ صرف اپنی بلکہ اولاد کی بھی یہ جمعہ کا دن ابراہیم کی قربانی اور مفاخر قومی کا روز ہے جسمین عرب کے لوگ قبل اسلام بزرگون کے تذکرے یاد کرکے فخر کیا کرتے تھے۔ اس مین خدا کا ذکر کرو جیسے فرمایا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ حتی کہ یاد مین فریاد کرنے مین۔ خدا کے حضور ساری قوتونکو قربان کرنے کے لئے خرچ کرو پھر دیکھو کہ تمہارے کام کیا پھل لاتے ہین۔

انسان خوشحالی چاہتا ہے اور دشمنون کی ہلاکت خدا طیار ہے مگر **قربانی چاہتا ہے۔**

اولاد پر ہنو نے دکھاؤ جیسے اسماعیل نے دکھایا۔ پس سنئے انسان بنو پھر دیکھو کہ خداتعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمکو کسطرح کی کوثر دیتا ہے اور تمہارے دشمنون کو ہلاک کرتا ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مکتوبات امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی
علی رسولہ
الکریم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنمخدوم کے دو عنایت نامے پے درپے پہنچے۔ باعث مسرت اور خوشی کا ہوا۔ آپ کی کوششون سے بار بار دل خوش ہوتا ہے اور بار بار دعا آپ کے لئے اور آپ کے معاونون کے لئے دل سے نکلتی ہے خداوند کریم نہایت مہربان ہے۔ اس کے تفضلات سے بہت سی امیدین ہین اس کی راہ مین کوئی محنت ضائع نہین ہوتی۔ آپ نے لکھا تھا کہ ایک عالم نے فیروزپور مین اعتراض کیا ہے کہ رسول مقبول نے سیر ہوکر بھی کھایا ہے۔ لیکن اس بزرگ عالم نے اس عاجز کی تقریر کا منشا نہین سمجھا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر ہونے کے معنی سمجھے ہین۔ طیبین اور طاہرین کا سیر ہوکر کھانا اس قسم کا سیر ہونا نہین ہے جو ان لوگون کا ہوا کرتا ہے جنکے حق مین خداتعالے نے فرمایا ہے کہ ایسے کھاتے ہین جیسے چارپائے کھایا کرتے ہین اور آگ انکا ٹھکانا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت سیر ہوکر کھانا اور ہی نور ہے اگر اس سیری کو ان لوگون کی طرف نسبت دیجاوے جنکا اصل مقصد اختطاذ اور تمتع ہے اور جنکی نگاہین نفسانی شہوات کے استیفا تک محدود ہین تو اس سیری کو ہم ہرگز سیری نہین کہہ سکتے۔ سیری کی تعریف مین پاکون اور مقدسون کی اصطلاح اور ناپاکون اور شکم پرستون کی اصطلاح الگ الگ ہے اور پاک لوگ اسی قدر غذا کھانیکا نام سیری رکھہ لیتے ہین کہ جب فی الجملہ وقت جوع دور ہوجائے اور حرکات وسکنات پر قوت حاصل ہوجائے۔ غرض مومن کی سیری یہی ہے کہ اس قدر غذا کھائے جو اس کی پشت کو قائم رکھے۔ اور حقوق واجبہ ادا کر سکے۔ پس جو سید المومنین ہے اسکی سیری کا قیاس عام لوگون کی سیری پر قیاس مع الفارق ہے اسی طرح بہت لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم کو نہین سمجھا اور الفاظ کے مورد استعمال کو ملحوظ نہین رکھا اور اپنے تئین غلطی مین ڈال لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت یہ فرمانا کہ مین سیر ہوگیا ہون ہرگز اس قول کا مرادف نہین کہ جو دنیاداروں کے منہ سے نکلتا ہے جنہون نے اصل مقصد اپنی زندگی کا کھانا ہی سمجھا ہوا ہوتا ہے۔

غرض پاکون کا کام اور کلام پاکون کے مرتبہ عالیہ کے موافق سمجھنا چاہیئے اور ان کے امور کا دوسرون پر قیاس کرنا صحیح نہین ہے وہ درحقیقت اس عالم سے باہر ہوتے ہین۔ گو بصورت اسی عالم کے اندر ہی ہین۔

اور بہرام خانصاحب کی کوشش سے طبیعت بہت خوش ہوئی خدا ان کو اجر بخشے۔ کتاب سات سو ۷۰۰ جلد چھپی ہے لیکن اب مینے تجویز کی ہے کہ ہزار جلد چھپے تو بہتر ہے۔

منشی فضل رسول صاحب کا خط مینے پڑھا منشی صاحب کے پاس جسنے یہ بیان کیا ہے کہ وید مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اسنے بہت ہی دھوکا کھایا وید مین تو خدا کا بھی اسکی شان کے لائق ذکر نہین چہ جائیکہ اس کے رسول کا بھی ذکر ہو جن باتون سے وید بھرا ہوا ہے وہ آتش پرستی اور شمس پرستی اور اندر پرستی وغیرہ ہے اور مدار المہام تمام دنیا کا انھین چیزون کو وید نے سمجھا ہے اور انھین کی پرستش کے لئے وید نے ترغیب کی ہے اور کئی دفعہ اس عاجز کو نہایت صراحت سے الہام ہوا ہے کہ وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے اور وید کا ایک حصہ ترجمہ شدہ اس عاجز کے پاس موجود ہے اور پنڈت دیانند کے وید بھاش مین سے بھی سنتا رہا ہون اور جو کچھہ اردو مین وید بھاشا لکھا گیا وہ بھی دیکھتا رہا ہون اسصورت مین وید کوئی ایسی عجیب چیز نہین ہے جسکی حقیقت پوشیدہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اظہر من الشمس ہے ویدون کی پرظلمت بیانون کی محتاج نہین اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وید مین کسی قسم کی پیشگوئی نہین اور نہ کسی معجزہ کا ذکر ہے جہانتک دریافت ہوتا ہے وید کی یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی پرانے زمانہ کے شاعرون کے شعر ہین کہ جو مخلوق چیزون کی تعریف مین بنائے ہوئے ہین ابتدا مین جب یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی تو اسلامی ریاستون مین توجہ اور مدد کے لئے لکھا گیا تھا بلکہ کتابین بھی ساتھہ بھیجی گئی تھین سوائین سے صرف نواب ابراہیم علیخانصاحب

نواب ابراہیم کوٹلہ اور محمود خان صاحب رئیس چھتاری اور مدار المہام جوناگڑھ نے کچھ مدد کی تھی۔ دوسروں نے اول توجہ ہی نہیں کی اور اگر کسی نے کچھ وعدہ بھی کیا تو اس کا ایفا نہیں کیا بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھوپال سے ایک نہایت مخالفانہ خط لکھا۔ آپ ان ریاستوں سے ناامید رہیں اور اس کام کی امداد کے لئے مولیٰ کریم کو کافی سمجھیں۔

الیس اللّٰہ بکاف عبدہ اور

میں آپ کو یہ بھی تحریر کرتا ہوں کہ جو شخص اپنی رائے کے موافق کتاب کو واپس کرے یا اپنا منظور نہ کرے یا کتاب کی مؤلف کی نسبت کچھ مخالفانہ رائے ظاہر کرے اسکو بکمرفع اپنے خلق سے محروم نہ کریں۔ ۱۲ رجون ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۰۰ھ

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ **اویس قرنی** کے لئے بسا اوقات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یمن کیطرف کو مونہہ کرکے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کیطرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ انکی زیارت نہیں کر سکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گذاری اور فرمانبرداری میں بہت مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو یہ ایک عجیب بات ہے۔ جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اسقدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللّٰہ اور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کرکے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونوں سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا مونہہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو طیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔ (۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء یوم عید اضحی)

(مندرجہ بالا تقریر حضرت اقدس نے ایک نوجوان کو اپنی والدہ کی تعظیم اور واجب عزت کرنے کی غرض سے اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر گھر کو تشریف لا رہے تھے اور عین اس موقع پر جو چھوٹی مسجد کی سیڑھیوں کا دروازہ ہے کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا۔ ایڈیٹر)

عربی سیکھو انگریزی پڑھو!

میں یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ عربی سیکھیں کیونکہ عربی کی تعلیم کے بدوں قرآن کریم کا مزا نہیں آتا۔ پس ترجمہ پڑھنے کے لئے جو ضروری ہے مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ آجکل تو آسان آسان طریق عربی پڑھنے کے نکل آئے ہیں۔ قرآن شریف کا پڑھنا جب کہ ہر مسلمان کا فرض ہے پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ عربی زبان سیکھنے کی کوشش نہ کی جاوے۔ اور ساری عمر انگریزی اور دوسری زبانوں کے حاصل کرنے میں کھو دی جاوے۔

مگر

یہ بات بھی یاد رکھو کہ چونکہ اسنے کام گورنمنٹ نے ایک قومی گورنمنٹ کی صورت اختیار کر لی ہے اس لئے قومی گورنمنٹ کی زبان بھی ایک قومیت کا رنگ رکھتی ہے پس ضروری ہوا کہ اپنے مطالب اغراض کو حکام کے پورے طور پر ذہن نشین کرنے کے لئے انگریزی پڑھو تاکہ تم گورنمنٹ کو فایدہ اور مدد پہونچا سکو۔

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء مغرب سے پہلے عام طور پر مختلف زبانوں کے تذکرے پر فرمایا (ایڈیٹر))

فونوگراف کیا ہے؟ گویا مطبع ناطق ہے

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء)

کوئی تکلیف نہیں پہونچتی جب تک آسمان پر فتویٰ نہو اگرچہ تکالیف تو پیغمبروں کو بھی پہونچتی ہیں مگر وہ بذریعہ محبت کے ہوتی ہیں اور انہیں ایک

قسم کی تعلیم مخفی ہوتی ہے جو اُن مشکلات میں انبیاء علیہم السلام کا پاک گروہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے دیتا ہے۔

اور بعض لوگوں پر دکھہ کی مار ہوتی ہے اور وہ اُن کی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے **من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ** الہ پس آدمی کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہو بد اعمالیاں حد سے گذر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھہ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اُس کی محبت کا القا کر دیتا ہے لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گذر جاتا ہے اُس وقت آسمان پر اُس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالےٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں مگر جونہی وہ توبہ و استغفار کے ساتھہ خدا کی آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتہ بہی نہیں لگتا کہ اُس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔غرض توبہ و استغفار کا ایسا مجرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔ (۱۷ر اپریل ۱۹۰۸ء)

ضروری یادداشت

حضرت اقدس کے کلمات طیبات کے جمع کرنے اور لکھنے میں یوں تو بڑا بہاری التزام کیا جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے اردو زبان میں کوئی طریق مختصر نویسی کا نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الفاظ رہ جاتے ہیں اس لئے ہم رفع مظنہ کی خاطر اس امر کو بتلا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔کہ جو الفاظ کلمات طیبات کے عنوان کے تحت میں لکھے جاتے ہیں وہ عموماً حضرت اقدس کے مونہہ کی باتیں ہوتی ہیں۔جنہیں بہت ہی کم عند الضرورت کاٹ کے وغیرہ کی کمی بیشی ہی کی جاتی ہے۔ اور کبھی ایسا ہی ہوتا ہے۔کہ مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا جاتا ہے اسی صورتمیں حضرت اقدس کے کلام کا **خلاصہ** یا **حاصل بالمطلب** و غیرہ کوئی لفظ لکھہ دیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

مژدہ راحت فزا

حضرت اقدس کے کلمات طیبات میں سے پہلا نمبر چھپ کر ہمارے ناظرین تک پہونچ چکا ہے۔اور اُسکی صرف معدودے چند کاپیاں دفتر میں باقی ہیں۔عنقریب دوسرا ایڈیشن طبع ہونا شروع ہوگا۔

چونکہ ہماری دلی ارزو اور تمنا یہی ہے کہ حضرت اقدس کے ملفوظات و مکتوبات کی بکثرت اشاعت ہو اور جہاں تک ممکن ہو ایسے مضامین اور تحریریں جمع کیجائیں جو یا تو آجتک طبع ہی نہیں ہوئی ہیں یا ایسے وقت میں طبع ہوئی ہیں کہ آج اُن کا بہم پہونچانا ہی مشکل ہو رہا ہے بہرحال ہم اس کوشش اور تلاش میں تہے کہ حضرت اقدس کے بہت پرانے مضامین جو ۱۸۷۸ء و ۱۸۷۹ء وغیرہ میں چھپے تہے اُن کو بہم پہونچایا جاوے ہم اپنے بہائی ظفر احمد صاحب کپورتہلوی کے ازحد مشکور ہیں کہ اُنہوں نے اس سلسلہ میں بہت مدد دی ہے چنانچہ آجکل ایک نیا رسالہ اُس سلسلہ کلمات طیبات امام الزمان کے دوسرے نمبر میں ہم طبع کر رہے ہیں اور انشاءاللہ اواخر مئی تک چہاپکر اُسے مشتہر کیا جاوے گا۔اس رسالہ میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔چونکہ مالی مشکلات اجازت نہیں دے سکتیں کہ اُنکو کثیر التعداد چہپوایا جاوے اس لئے سر دست ...۵ کاپی چھپوائی جاتی ہے۔ہمارے احباب اُسکی خریداری سے ہماری ہمت اور حوصلہ بڑہائیں۔

فہرست مضامین

(۱) ابطال تناسخ و مقابلہ وید و قرآن۔
(۲) مسئلہ الہام پر حضرت اقدس کی سیتا نند اگنی ہوتری بانی دیو دہرم سے خط و کتابت۔
(۳) مرزا غلام احمد رئیس قادیان و آریہ سماج۔
(۴) خدا تعالیٰ کے خالق ہونے پر دلائل بجواب باوا نرائن سنگہ وکیل امرتسر۔
(۵) مضمون مندرجہ اخبار عام مطبوعہ ۲۳ مئی ۱۸۸۵ء

فی الحال یہہ مضامین ہیں اللہ تعالیٰ چاہیگا تو اپنے اپنے وقت پر اور مضامین کے جمع کرنے کی توفیق بہی رفیق حال کر دے گا۔وما توفیقی الا باللہ

ضرورت ہے

ہم کو مندرجہ ذیل رسائل کی ضرورت ہے کوئی صاحب پتہ لگاکر اطلاع دیں قیمت کا فیصلہ خط و کتابت سے طے ہو جاوے گا۔

برادر ہند لاہور } مولفہ پنڈت شو نرائن اگنی ہوتری جلد چہارم نمبرہ لغایت نمبر ۸

مسیح ہندوستان میں } اس نام کی کتاب جو بڑی تحقیق و تدقیق سے لکھی جا رہی ہے آج ۲۸۸ صفحہ تک پریس میں پہنچ چکی ہے۔انگریزی میں ساتھہ ہی ساتھہ ترجمہ ہو رہا ہے جو ہمارے محترم بہائی محمد علی صاحب ایم اے لاہور میں کر رہے ہیں اس کتاب کی اشاعت پر عیسائی دنیا میں کیا اثر ہوگا وہ اس سے سمجھہ میں آسکتا ہے کہ عیسائی دین کی بنیاد صرف مسیح کے صلیب پر جان دینی پر ہے لیکن اگر یہ مسئلہ اور انکا مسئلہ عقیدہ واقعات صحیحہ و دلائل قویہ سے یوں ثابت ہو جاوے کہ انہوں نے صلیب پر جان نہیں دی بلکہ وہ اپنی طبعی ہجرت سے ہندوستان میں آکر بہ بگزرنے عالم آخرت ہوا اور کشمیر محلہ خان یار میں **یوز آسف** یا عیسیٰ صاحب کے نام سے آرام کرتے ہیں تو ایکدفعہ ہی بلا توقف بول اٹھیگا کہ عیسائیت

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

سعید بن جبیر کا حال اعلام تابعین میں سے تھے۔ رنگ کے سانولے۔ علم حضرت عبداللہ بن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پڑھا تھا۔ ایکدفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کرو عرض کی۔ آپ کی موجودگی میں۔ فرمایا۔ کیا ڈر ہے۔ میری موجودگی میں اگر تو ٹھیک بیان لے گا تب تو بہتر۔ ورنہ میں غلطی کو درست کردونگا۔ انہوں نے قرارت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سیکھی تھی۔ اور تفسیر بھی اُن سے ہی سُنی تھی۔ اور روایت بھی زیادہ تر اُنہیں سے کرتے ہیں۔ قراۃ کی روایت ان سے منہال بن عمراور ابوعمر بن علار کرتے ہیں۔ وفار بن رباس کہتے ہیں۔ سعید نے رمضان میں مجھے کہا کہ تو میرا قرآن سُن۔ پھر وہاں سے قرآن مجید ختم کرکے ہی اُٹھے۔ سعید کا قول ہے کہ بیتِ حرم کے اندر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا ہے۔ اسمٰعیل بن عبدالملک کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر امام تھے ایک رات تو قراۃ ابن مسعود پر پڑھتے۔ ایک رات قراۃ زید بن ثابت پر۔ ایک رات کسی صحابی کی قراۃ پر اور ایک رات کسی صحابی کی قراۃ پر۔ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اُنسے کہا کہ میرے لئے قرآن مجید کی تفسیر لکھدیجئے۔ کہا اگر میرے بدن کی ایک شق ماری جائے تو وہ مجھے گوارا ہے بجائے اس کے کہ تفسیر لکھوں حضیف کا قول ہے کہ تابعین میں سے مسائل طلاق تو سعید بن مسیب خوب جانتے تھے۔ اور حج کو عطاء اور حرام وحلال کو طاؤس۔ اور تفسیر کو مجاہد۔ اور ان سب میں جامع تر ابن جبیر تھے۔ محمد بن حبیب کہتے ہیں کہ ابن جبیر اصبہان میں آئے لوگ حدیث پوچھتے تھے مگر کچھ نہ سناتے تھے۔ پھر کوفہ میں آئے اور یہاں حدیث بیان کی۔ لوگوں نے پوچھا کہ اصبہان میں حدیث نہ سنانے کی کیا وجہ تھی۔ فرمایا۔ جوہر شناس کے سامنے ہی جوہر دکھلانا چاہیے۔

کہتے ہیں کہ جب عبدالرحمٰن بن محمد نے عبدالملک بن مروان پر خروج کیا ہے تو ابن جبیر اُس کے ساتھیوں میں تھے جب عبدالرحمٰن قتل ہوگیا تو یہہ بھاگ کر مکہ میں آ گئے۔ یہاں خالد بن عبداللہ القسری والی مکہ تھا اُس نے انکو گرفتار کرکے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے کہا تیرا نام کیا ہے۔ کہا سعید بن جبیر۔ کہا نہیں۔ شقی بن کسیر۔ فرمایا میری ماں میرے نام کو تیری نسبت بہتر جانتی تھی (مطلب یہہ کہ ماں نے سعید ہی نام رکھا ہے) حجاج بولا۔ تیری ماں اور تو دونوں شقی ہو۔ فرمایا غیب کی عالم اور ہی ذات ہے۔ تو نہیں۔ حجاج بولا۔ دیکھہ دنیا میں سے نکالکر میں تجھے اب بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہوں۔ فرمایا اگر میں یقیناً سمجھہ لوں کہ تجھے اتنی قدرت ہے تو میں تجھے اپنا معبود ہی بنالوں۔ حجاج بولا تو محمدؐ کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ فرمایا آپ نبی الرحمتہ اور امام الہدیٰ ہیں بولا تو علی کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ وہ بہشت میں ہے یا دوزخ میں۔ فرمایا مجھے بہشت یا دوزخ یا دوزخ میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ وہاں والوں کو پہچان لیتا۔ حجاج نے کہا تو خلفاء کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ فرمایا میں اُنکا وکیل نہیں ہوں۔ بولا تجھے خلفاء میں سے کون زیادہ پسند ہے۔ فرمایا جو مالک کی رضا کا زیادہ خواستگار تھا پوچھا ایسا کون تھا؟ فرمایا یہہ تو وہ بتا سکتا ہے جس کو انکے باطن وظاہر کا علم ہو۔ پوچھا تو میری تصدیق کو پسند کرتا ہے۔ فرمایا اگر میں پسند کرتا تو تجھے نہ جھٹلاتا۔ پوچھا کمبخت! تو ہنستا کیوں نہیں؟ فرمایا جو مٹی سے بنا ہے وہ کیونکر ہنس سکتا ہے کیونکہ مٹی کو آگ نے کھالینا ہے۔ پھر حجاج نے حکم دیا کہ یاقوت وزبرجد اور موتی اس کے سامنے لاکر رکھیں۔ فرمایا اگر انکو اس لئے جمع کیا ہے کہ عذاب قیامت سے تجھے نجات دلائیں۔ تب تو خوب ہے۔ ورنہ یاد رکھ لے کہ قیامت کے دن ایک ہی چیخ ہوگی کہ دودھ پلانے والیاں اپنے شیر دادہ بچوں کو بھول جائیں گی اور دنیا میں کسی چیز کے جمع کرنے میں بھی خیر نہیں۔ بجز اس کے جو طیب وپاکیزہ ہو۔ (یعنے عمل) پھر حجاج نے بنسری اور ستار بجانے کا حکم دیا۔ ابن جبیر انکی آواز سُنکر رونے لگے۔ حجاج بولا روتا کیوں ہے یہ تو فرحت کا سامان ہے فرمایا نہیں۔ اندوہ کا ذریعہ ہے۔ بنسری کی آواز سُنکر تو مجھے نفخ صور یاد آگیا۔ اور ستار وہ ہے جسکی لکڑی غیر حق میں صرف ہوئی ہے۔ رہی اسکی تاریں۔ وہ قیامت کو تیرے ساتھہ ہونگی۔ حجاج بولا سعید تجھے ہلاکت نصیب ہو۔ فرمایا جو دوزخ سے بچگیا اُسکو ہلاکت نہ آئیگی۔ حجاج بولا اچھا تو پسند کرلے کہ تجھے کس طریق سے قتل کروں فرمایا بخدا۔ جس طریق سے تو مجھے یہاں قتل کرے گا اسیطرح آخرت میں خدا تجھکو قتل کرے گا۔ حجاج نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے معاف کردیا جائے۔ فرمایا اگر عفو ہے تو اللہ کی طرف سے ہے مگر تیرے لئے برارت وعذر کچھہ باقی نہیں۔ حجاج بولا۔ لے جاؤ قتل کر ڈالو جب یہہ سامنے سے باہر نکلے تو ہنس پڑے لوگوں نے حجاج کو اطلاع دی۔ کہا پھر لوٹا کر لاؤ۔ پوچھا ہنسا کیوں؟ فرمایا میں نے تعجب کیا کہ تو اللہ کے سامنے کیسا دلیر ہے اور تعجب کیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے حق میں کیسا حلیم ہے کہا اچھا چمڑے پر ڈالکر قتل کردو۔ سعید نے قبلہ رُخ ہوکر کہا۔ وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ حجاج نے کہا اس کا رُخ قبلہ کیطرف سے پھیر دو۔ فرمایا فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ حجاج نے کہا اچھا اسکی پیشانی زمین پر رکھدو۔ کہا منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم (الی الآیۃ) حجاج نے کہا اچھا اسکو ذبح کردو یعنے حلق کی طرف سے چھری پھیر دو۔ فرمایا میں تجھے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ کو گواہ بناتا ہوں۔ اس شہادت کو اپنے پاس رکھنا۔ قیامت کو تجھے ادا کرنی ہوگی۔ اس کے بعد اُنہوں نے دعا کی خداوندا میرے بعد تو حجاج کو یہ تسلط نہ دیجیو کہ کسی کو قتل کرسکے۔ یہہ ماہ شعبان ۹۵ھ کو ۴۹ برس کی عمر میں شہید کئے گئے۔ اور حجاج ماہ رمضان اسی سال مرگیا۔ اور انکے بعد کسی کو قتل نہ کرسکا۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ جب حجاج نے ابن جبیر کو قتل کرکیا ہے اُسوقت روئے زمین پر کوئی ایسا نہ تھا جو اُنکے علم کا محتاج نہ تھا جب حسن بصری نے سنا کہ حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کردیا ہے تو دعا کی کہ خداوندا اس فاسق ثقیف کو سنبھال پھر کہا بخدا! اگر مشرق ومغرب کے کل باشندے بھی ابن جبیر کے قتل میں شریک ہوتے تو اللہ تعالیٰ سبکو ہی دوزخ میں گراتا۔

م

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اے مری قدر دان علم و ہنر + غور سے کیجئے ادہر بھی نظر اعنی ہے حق بنا ہر بشر کے پسر + لعل و دریتیم سے بڑھکر	ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + ہر کوئی لا و لد منتظر جسپہ ہو فضل ایزد داور + کیوں نہوں اس سے بامراد اکثر
اظہار بشارت ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹھوں کو سچا اور جھوٹھوں کو سچا نہ بنائیں۔	**معیار صداقت** بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جسکو اسپر یقین بھی نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ حرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو!!! اولاد کی آرزو مندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرائے کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا ع پنج انگشت یکسان نکرد بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بندگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ قوی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی بیگاہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ حرجانہ۔ جرمانہ حسب قرار داد و قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی شرطیہ اقرار نامہ کے جھوٹھے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا اسکو گران ہے فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ یہ باد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں + گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں + کتاب اسناد کامل فہرست و دہرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی انکی تحریریں ملاحظہ فرمائے تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا اور پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو	عـــہ	۸	ضعف باہ	صہ	۱۵	کمپیا	۶	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۲۹	طول مرض و عرق دماید	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۹	ضعف جگر	۶	۱۶	سفیدی آنکھ	صہ	۲۳	ادہرنگ	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	۶
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۰	قولنج و دوری	صہ	۱۷	ضعف بصر	۶	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۱	نزلہ و زکام	۶
۴	جسکا حمل ۲-۱ ماہ کا گرجائے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۱۸	سبل	۶	۲۵	لیپہ	صہ	۳۲	تسہیل ولادت	۶
۵	کمزوری	عـہ	۱۲	سرعت	۶	۱۹	لقوہ	۶	۲۶	آتشک	صہ	۳۳	سفیدہ مجرب البحر	۶
۶	مرگی	صہ	۱۳	جریان	۶	۲۰	بھگندر	۶	۲۷	آتشک کل بدن	عـہ	۳۴	بخار تپ جو تھیہ روزانہ	صہ
۷	تپ دق	عـہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۱	ناصور	۶	۲۸	نل اترنا	صہ	۳۵	ضعف ہضم	صہ
												۳۶	سرسام	۶

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور علاقہ جات کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دہند - جالا - پروال - غبار - پہولا - ثقبل سُرخی - ابتدائی - موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑہ جاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑہے تک کو یہہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلئے کم رکہی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فایدہ اُٹہا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بہر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سُرمہ اعلی قسم فی تولہ ۲ ر تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۱ ر - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کی سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے -

المشتہر پروفیسر میان سنگہ ہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑہکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میان سنگہ صاحب ہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے - بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دہند - سوزش ہر قسم - جسکو عموماً آنکہہ آنا کہتے ہیں - ملن اور کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جہلی کا ورم - اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کیلئے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہان لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکہنا چاہئے - اسلئے میں نہایت دلی شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر دمی ایم سالگل صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کی سرمہ کے فایدہ مند اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میان سنگہ صاحب ہلو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اوتم دیوی بعمر ۱۸ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تہے اور پڑوال پڑتے تہے - اُسکی آنکہیں عرصہ سے سُرخ ہو رہی رہتی تہیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تہا - اُسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تہا کہ سوئی میں دہاگا بہی نہیں پرو سکتی تہی - علاوہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکہی جاتی تہیں صفائی سے نہیں دیکہہ سکتی تہی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن میو ہسپتال و آنریری اسسٹنٹ سرجن لاہور سابق

۳- میں نے ممیرے کی سرمہ کا جو کہ سردار میان سنگہ نے تیار کیا ہے - اُن مریضوں پر جن کی آنکہیں بہت کمزور اور بیمار تہیں - استعمال کرکے دیکہا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے - اور دہند اور غبار اور کمزوری نظر سے یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر پرجلال گہوش رائے بہادر خانکشن ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میں نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میان سنگہ ہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قایم رکہنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی اسناد میں سے جو قریباً دو ہزار کے ہیں ایک کو بہی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جن کے نقل ایک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک نے اپنے مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چہاپکر شائع کیا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

(۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۷ھ)

نمبر ۱۸ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ایڈیٹوریل جملے

خدا تعالیٰ کی کتاب کیونکر چھوٹ جاتی ہے ـ عام اصول اور انسانی فطرت کا منشاء یہی ہے کہ انسان ایک وقت میں دو مختلف اور متضاد کام نہیں کر سکتا ـ مثل مشہور ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں پھر یہ بھی ایک بدیہی بات ہے کہ انسان ایک کام کرنے کرتے تھک جاتا ہے ـ

یہہ دو اصول ہیں جو انسانی بناوٹ ہمکو بتلا رہی ہے ـ دین اور دین کی باتیں جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتی ہیں بذاتہ تو انسانی عمل درآمد کی طاقت کے اندر ہوتے ہیں لیکن بظاہر نفس انسانی کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اسلئے کچھ تو انسان اس ایک اجنبیت نفس کے باعث توجہ ہی کم کرتا ہے دوسرے اور اور مشاغل میں اسقدر وقت اور طاقت صرف کر دیتا ہے کہ پھر دین کی باتوں پر غور نہیں کر سکتا یہاں تک اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری نکرے تو دین سے بالکل ہی دور جا پڑتا ہے ـ آجکل کتاب اللہ پر کم توجگی کیوں ہے؟ آئے دن نئے نئے مشغلوں کا پیدا ہو جانا ـ نت نئے ناولوں کی اشاعت ـ اور آئے دن کے دل بہلاؤ کے سامان تھیٹر ـ ناٹک ـ شعبدہ بازیاں وغیرہ کی کثرت یہہ امور ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑا دیا ہے ـ ایسی حالت میں ....

ملک اور قوم کی حالت رو بہ ترقی ہو تو کیونکر؟؟ کل ترقیوں کی اصل اور جڑ تو کتاب اللہ ہے اسکو چھوڑکر کوئی ترقی کا مبارک اور درخشندہ چہرہ کیونکر دیکھہ سکتا ہے؟

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

پس قومی ترقی چاہتے ہو تو اٹھو کتاب اللہ کی قدر کرو اور اُسے اپنا دستور العمل بناؤ ـ

اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ الہام الہی کے ذریعہ جب ایک امر واقع ہونے والے کی میعاد بتلادی جاتی ہے پھر اس میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے؟ جواب میں ہم اتنا ہی کہیں گے کہ الہامات الہیہ میں کبھی کبھی بعض مخفی اسرار اور اسباب ایسے بھی ہوتے ہیں جو اکثر مصالح اپنے اندر رکھتے ہیں اور مدت معینہ کو کم و بیش کر دیتے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کی کسی صفت کے خلاف نہیں ہوتا ـ قانون قدرت میں ہم ایسی نظیریں پاتے ہیں کہ ایک چیز کیونکہ وقت مقررہ سے کم و بیش ہو جاتی ہے بچہ کے پیدا ہونے کی عام میعاد ۹ ماہ ہے لیکن کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ وقت لیکر بچہ پیدا ہونا ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتا ہے

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ کشمیر کی سیر کو موسم بہار میں جب جہانگیر جاتا تھا تو شگوفہ کا وقت نکل جاتا تھا اس لئے مردان علی وزیر نے موسم بہار کے آغاز میں چند درختوں کے گرد برف لگا دی اور عین بادشاہ کے ورود پر برف اتاری اور شگوفہ کا نظارہ دکھایا ـ

پھر بیماریوں میں دیکھو کہ بعض امراض مثلاً بارک تپ وغیرہ اس کا علاج ایک ایک سال تک لکھا ہے

...ان سے کئی تحقیقات سے ایسی ادویات طیار ہوئی
ہیں کہ اول صدد دوسری نوبت میں ہی بخار اُڑ جاتا ہے
... سنت اللہ اسی طرح پر واقع ہے۔ اور
... کی کتاب میں ہم اس مسئلہ کو بہت واضح
... میں لکھا ہوا پاتے ہیں پھر اگر الہام الٰہی کے
... سے کسی معینہ مدت میں کمی بیشی ہو تو وہ جائے
اعتراض کیوں ہو؟ سوچو اور غور کرو۔

مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالٰی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا المخدوم کے دونوں عنایت نامہ معہ اشتہار پہونچکر جزاکم اللہ جزاء الخیر۔ خداوند کریم آپ صاحبوں کی کوشش میں برکت ڈالے اور آپکو وہ اجر بخشے جو آپکی جناب میں باہر ہو۔ آنمخدوم نے اس عاجز کو جو کچھ اپنی نسبت لکھا ہے وہ عاجز کے دل میں ہے۔ مشت خاک کی کیا حقیقت ہے کہ کچھ دعویٰ کرے یا زبان پر لاوے لیکن اگر خداوند کریم نے چاہا اور توفیق بخشی تو حضرت احدیت میں عاجزانہ دعا کرونگا آپ اپنے کام میں جہانتک ممکن ہو سرگرمی سے متوجہ ہوں کیونکہ ایسی محبت متحقق ہوتی ہے اور حصہ چہارم کے صفحہ ۵۱۹ میں ایک الہام یہ ہے۔ **من ربکم علیکم واحسن الیٰ احبابکم**۔ یہ الہام اگرچہ بصورت ماضی ہے لیکن اس سے استقبال مراد ہے اور اُس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر احسان کرے گا۔ اور تمہارے دوستوں سے نیکی کریگا اور پھر حصہ سوئم صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام ہوا۔ و **بشر الذین امنوا قدم صدق عند ربہم**۔ اسکی بھی اس جگہ یہی معنے ہیں کہ جو لوگ ارادت سے رجوع کرتے ہیں انکا عمل مقبول ہے اور اُنکے لئے قدم صدق ہے پھر صفحہ ۲۴۱ میں ایک الہام ہے۔ **ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء** یعنے تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنکے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے سو ان سب الہامات کی خوشنودی حضرت احدیت کے اُن مومنوں کی نسبت سمجھی جاتی ہے جنکو خدا نے اس طرف رجوع بخشا ہے اس سے زیادہ ذریعہ حصول سعادت اور کوئی نہیں کہ جو مرضی مولےٰ ہے اُسی کے موافق کام کیا جائے اور مولیٰ کریم کی ایک نظر عنایت انسان کے لئے کافی ہے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جو اخوان مومنین اسبات کیلئے توفیق دئے گئے ہیں کہ جو اُنہوں نے صدق دل سے اس احقر عباد کا انصار ہونا قبول کرلیا ہے اُن کے لئے حضرت احدیت میں بڑے بڑے اجر ہیں اور میں اجمالی طور پر اُنکو عجیب نور سے منور دیکھتا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نہایت ہی سعید ہیں اور دنیا کی روشنی ہیں ایک الہام حصہ چہارم کے صفحہ ۵۵۶ کی اخیری سطر میں درج ہے اور وہ یہ ہے **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ**۔ یہ الہام اس کثرت سے بار بار ہوا تھا کہ جسکا تعداد خدا ہی کو معلوم ہے ایسے ہی انواع اقسام کے برکات کا وعدہ ہے غرض کریم میزبان سب کسیکو اپنی طرف بلاتا ہے کہ جب اُس کے طعام کا بندوبست کرلیتا ہے اور وہی لوگ اُسکے خوان نعمت پر بلائے جاتے ہیں جنکو اُس عالم الغیب نے اپنی نظر عنایت سے چن لیا ہے سو جنکو اُس نے پسند کرلیا ہے اُنکو وہ رد نہیں کریگا اور اُنکی خطیات کو معاف فرمادیگا اور اُنپر راضی ہوگا۔ کیونکہ وہ کریم ورحیم اور بڑا وفادار اور نہایت ہی محسن مولےٰ ہے۔

حسبنا اللہ والحمد للہ وسبحان اللہ العظیم

والسلام۔ ۶ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۲۷ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آپکا جو اسی عنایت نامہ مرقومہ ۹ فروری ۱۸۸۳ء میں ایک سوال تحریر فرمایا تھا آجتک میں نے بباعث علالت طبع اُسکی طرف توجہ نہیں کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دردسر طبیعت حاضر نہیں ہے لیکن جو آنمخدوم کا وہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہیں وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنوں کرکے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سید اولیا کا منتہا اور اخیری حد ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ درگاہ احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنی تزکیہ نفس سے اپنے سیر وسلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہیں تک ہے پھر بعد اسکے محض تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہیں جن تک کوششوں کو راہ نہیں ساری کوششیں اور محنتیں صرف اس حد تک ہیں کہ انسان اپنے اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشئے سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہوکر بکلی خدا کے لئے ہو جائے اور اپنی ناچیز ہستی بشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالیٰ کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور جب فی الواقعہ انسان محبت وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہو ایسی ہی حالت پیدا ہوجائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی اخیری حد ہے اور اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر وسلوک سے حاصل کرنا چاہئے یہ سچ ہے کہ بعد اسکے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کی حصول کیلئے کوششوں کو دخل نہیں بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اُسی مرتبہ فنا تک ختم ہوجاتی ہیں کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کئی منزلیں طے کرکے بادشاہ کی ملنے کے لئے آیا ہے اور جسقدر راہ میں مانع تھی سب سے خلاصی پاکر بادشاہ کے خیمہ تک پہونچ گیا ہے اب خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا

کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہی پر موقوف ہے۔ ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جائے۔ اور اب باعث ضعف زیادہ لکھہ نہیں سکتا جن کن شعروں کے معنے دریافت فرمائے ہیں وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کرونگا اور امرتسر واپس آگیا ہوں اور واپس آکر میر مراد علی صاحب کا خط ملا سو انکی نسبت اور آنمخدوم کے سخت جگر کی نسبت دعا خیر کر کے حوالہ بخدا کرتا ہوں جب طبیعت رو بصحت ہوئی انشاء اللہ تعالے بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنے اشعار کے معنوں کی بابت لکھا جائے گا۔ ۱۱ ؍ مارچ ۱۸۸۴ء مطابق جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

موجودہ اناجیل کے محرّف ہونے پر یورپین فاضلوں کی قابل قدر رائیں

اصل انجیل جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی اور جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اُس کا دُنیا میں کہیں پتہ نہیں لیکن اکثر ناواقف عیسائی کہا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ اعتراض کہ موجودہ انجیل محرف اور جعلی ہے صرف بناوٹ اور الزام ہے اور اگر مسلمان اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں۔ تو کوئی صحیح انجیل علاوہ ان موجودہ انجیلوں کے پیش کریں۔ سو اسکی جواب میں یہ عرض ہے کہ اکثر عیسائی اقوال سے اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ اس موجودہ مجموعہ اناجیل کے علاوہ مسیح کی ایک خاص انجیل تھی۔ جس کی بنا پر یہہ ردّی اور نازیبا عمارت تیار کی گئی۔ چنانچہ بشپ بآرش واکھارن وغیرہ کہتے کہ مسیح کے حالات میں ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلیں متبدلہ مؤلفین اناجیل کے پاس آئیں ان ہی نقول سے ان لوگوں نے اناجیل مرتب کیں اور کچہ اپنی طرف سے اضافہ کیا۔

چنانچہ فاضل لورڈنر اپنی کتاب کے جلد اول کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اکھارن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابتدائً مسیح کے حالات میں ایک چھوٹا رسالہ تھا ممکن ہے کہ اسکو اصل انجیل کہا جائے اور یہ رسالہ تمام انجیلوں کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی کے میں رائج تہیں۔ بعد انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بھی ماخذ تہیں۔ اس قول کو تفصیل انجیر میں (انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ مطبوعہ ۱۸۶۸ء لنڈن بیان گاسپل) میں دیکھو۔ ھارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد میں لیکلرک کوپ۔ میکاھلس۔ لسنگ۔ بارش وغیرہ علمائے متقدمین کی رائے اس طرح منقول ہے کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان میں تھی جس میں حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اس میں سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم۔ راڈول صاحب ترجمہ قرآن کے ۵۲۷ صفحہ میں لکھتے ہیں کہ انجیل کے لفظ سے مجموعہ عہد جدید یا اُس کا کوئی حصہ نہ سمجہنا چاہیے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہیے جو خدا کی طرف سے عیسیٰ پر بھیجی گئی۔ انتہی۔ پادری عماد الدین اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے صفحہ ۱۱ میں لکھتا ہے کہ بعد زمانہ کے سبب اور مختلف مقاموں میں جدی جدی انجیلیں جاری ہونیکے باعث اور ابتدائی مصیبتیں عیسائیوں پر آنے کے سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملیں بہت سے اختلاف واقع رہا۔ ہم کہتے ہیں نہ صرف روایات متفق علیہ نہیں ملیں بلکہ خود اصلی انجیل ہی کھوئی گئی۔ اور اسکے بعد عیسائیوں نے اپنی ایمانی کتاب کے کھو جانے سے گھبرا کر بیسیوں انجیلیں تالیف کیں اور حواریوں کے نام منسوب کردیں اگر اصلی انجیل دنیا میں موجود ہوتی تو کبھی بہت سی انجیلوں کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہونچتی اور نہ ان چار اناجیل کا وجود دیا جاتا۔ بلکہ ایک ہی انجیل ہوتی۔ چار کی ضرورت کیا تھی دو چار کا فائدہ کیا تھا۔ کیا ایک حواری پر اعتبار نہ تھا اور ایک پر خدا نے کامل الہام نہ کیا جو دوسروں کو بھی اور انجیلیں تالیف کرنے کے ساتھہ جوڑنی پڑیں تفکر وا یا اولی الالباب پس ان تمام اقوال مندرجہ بالا سے ثابت ہے کہ اصل انجیل کوئی اور ہے جس کا دنیا میں پتہ نہیں۔ اور حضرت مسیح کے وقت موجود تھی چنانچہ مرقس ا باب ۱۴ و ۱۵ میں ہے "پہر یوحنا کی گرفتاری کے بعد مسیح نے جلیل میں آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ توبہ کرو۔ اور انجیل پر ایمان لاؤ۔ اور متی ۲۶ باب ۱۳ میں ہے "جہاں کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی"۔ ان دو نوآمیتوں سے ثابت ہے کہ مسیح کے وقت میں کوئی انجیل لکھی ہوئی تھی۔ جو ایمان کے لئے پیش کی جاتی لیکن وہ قطعًا دنیا میں مفقود ہے۔ پس جب خود اناجیل موجودہ اور عیسائیوں کے اقوال متواترہ سے پتہ لگتا ہے کہ اصل انجیل اور ہے اناجیل اربعہ کے سوا تہی۔ تو پہر بیچارے مسلمان کیوں ناحق پیچہے پڑتے ہیں۔ کیا وہ جہوٹ بولتے ہیں۔ یا وہ اپنی طرف سے خود تراشیدہ الزام لگاتے ہیں۔ عیسائی صاحبان سوچکر جواب دیں اور نیز اناجیل موجودہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ ذکر قلیل کلام حضرت مسیح کا ہے اور باقی نامعلوم مصنفوں کی یادگار۔ اسباب کی کلی تصدیق نامہ قرنتی ۲ باب ۱۰ و ۱۲ سے ہوتی ہے جہاں پولس کلام کرتا ہے کہ جو رو اپنے خصم کو نہ چھوڑے پر باقیوں کو میں کہتا ہوں نہ خداوند۔ اگر بہائی کی جورو بے ایمان ہو الخ۔ یہہ میں کہتا ہوں کا لفظ قابل غور ہے اور اسکی نظیریں اس مجموعہ عہد جدید میں بکثرت پائی جاتی ہیں اور معاذ بین لوقا سوائے انجیل یوحنا کے دوسری تینوں انجیلوں کو جہوٹا اور نامعتبر کہہ کر گھاس پہوس بتلاتا ہے۔ دیکہو کتاب مراۃ الصدق

جلد۱۳ مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۴ - رنین صاحب اپنی کتاب تذکرہ مسیح کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں کہ ان اناجیل کے سر پر حواریوں کا نام درج ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہہ انکی تصنیف سے ہیں - بلکہ علمائے نصارےٰ نے ان آیات کو ان حواریین سے مروی سمجہا ہے اس عبارت کا صریح مفہوم یہی ہے کہ درحقیقت یہہ اناجیل حواریوں کی لکھی ہوئی ہی نہیں بلکہ تابعین یا تبع تابعین یا اُن سے بہی ادنےٰ طبقے کے لوگوں کی تصنیفات ہیں چنانچہ ہم اس امر کا ثبوت ذیل میں درج کرتے ہیں - دیکھو متی ۹ باب ۹ "پہر جب یسوع وہاں سے آگے بڑہا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اُسے کہا کہ میرے پیچھے آ - وہ اُٹھکے اُس کے پیچھے چلا" اس آیت میں ایک شخص کے الفاظ بصراحت دلالت کرتے ہیں کہ متی اس کتاب کا لکھنے والا ہرگز نہیں ہے - اور نہ وہ اس طرح لکھتا کہ یسوع نے مجھہ متی کو دیکھا جیسا کہ عام محاورہ ہے - نہ کہ متی نامی ایک شخص جو بالکل ایک اجنبی شخص کے لئے طرز بیان ہے - پہر متی ۱۶ باب ۶ و ۷ میں دیکھو "تب یسوع نے اُن سے کہا - پہر اُنہوں نے اپنے دلمیں گمان کرکے کہا - یہہ ان سے اور اُنہوں نے کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ انجیل متی متی کی لکھی ہوئی نہیں - اگر یہہ اُسکی تصنیف ہوتی تو وہ بہی منجملہ حواریوں کے تہا - وہ اس طرح لکھتا کہ ہم سے کہا اور پہر ہم نے کہا جیسا کہ محاورہ ہے - غرض کہ اس ساری انجیل میں متی کا لفظ اس طرح سے مندرج نہیں جس سے ثابت ہو کہ یہ اُسکی تصنیف ہے - انجیل یوحنا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے - یہہ وہ شاگرد ہے کہ جس نے ان کاموں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا - اور ہم کو یقین ہے کہ گواہی اُسکی سچی ہے - پس یہہ الفاظ (وہ شاگرد اور اُسکی گواہی) یوحنا کے حق میں بصیغہ غائب اور یہ لفظ (ہم کو یقین ہے) بصیغہ متکلم اسبات پر صاف دلالت کرتے ہیں کہ مصنف اس انجیل کا کوئی شخص سوا یوحنا حواری کے ہے جو اس کی گواہی کی تصدیق کرتا ہے ورنہ وہ اس عبارت کو اپنے حق میں ہرگز نہ لکھتا - (ایسا ہی یوحنا ۱۹ / ۳۵ میں ہے) حالانکہ یوحنا اپنے مکاشفات میں مجہہ یوحنا کا لفظ لکھتا ہے - اسٹاڈلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا بلا ریب اور یقیناً کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ کی تصنیف ہے - دیکھو ھورلڈ کی کتاب جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۲۰۵ - غرض کہ ہم کہانتک لکھیں یہ مسلّم امر ہے کہ اصلی انجیل کا وجود عالم سے مفقود ہے - پس جب یہ امر محقق ہے تو اب ان موجودہ اناجیل کا جو محض جعلی اور خانہ ساز مجموعہ ہے کیا اعتبار کیا جائے - (انوار الاسلام)

کلمات طیبات امام الزمان

(حضرت اقدس کی مختصر سی تقریر)

(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء قبل مغرب)

یہہ کتاب جو لکھی گئی ہے جب شایع ہوگی تو اُن لوگوں کو بہی پتہ لگ جاویگا جو بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ آکر کیا بنایا؟ میں حیران ہو جاتا ہوں جب اس قسم کے اعتراض سنتا ہوں کیا پہونک مار کر کچھہ بنا دیا جاتا؟ بہلا یہ تو بتلائیں کہ نوح علیہ السلام نے ساڑہے نو سو برس دعوت کی اُنکے اعتقاد کے موافق کیا بنایا؟ مگر یہ لوگ دیکہیں گے اور خداتعالےٰ نمایاں طور پر دکہادے گا کہ کیا بنایا ہے - کاش یہ لوگ موجودہ حالت وقت پر غور کرتے - صدی میں سے سولہ سال گذر گئے - ظلمت انتہا تک پہونچگئی اور کوئی نہ آیا جو اصلاح کرتا - یہہ لوگ ذرا بہی انصاف نہیں کرتے مجہہ پر اعتراض کرتے کرتے خدا پر اعتراض جا کرتے ہیں - کیونکہ میںنے تو آکر کچہہ بنایا نہیں؟ اور خدا نے بنانے والا بہیجا نہیں - بلکہ باوجود اس کے کہ اور مزورتیں اگر چھوڑ بھی دیجاویں تو ان ناعاقبت اندیش معترضوں کے موافق ایک گمراہ کرنے والا بہی آگیا اور پہر بہی وہ اصل مہدی نہ آیا اور نہ خدا نے اُسے بہیجا - چودہویں صدی کو مبارک سمجہتے تھے پر کیا خاک مبارک نکلی جبکہ ایک دجال آگیا!!! صدیق حسن اور عبدالحی جو دعویٰ کرنے والے تہے وہ صدی کے سر پر ہی فوت ہوگئے ورنہ شاید وہی ان لوگوں کا سہارا ہوتے لیکن خدا نے اپنے فضل سے دکھا دیا کہ یہہ کام اُنکا نہ تہا بلکہ کسی اور کا -

مجدد جو آیا کرتا ہے وہ ضرورت وقت کے لحاظ سے آیا کرتا ہے نہ استنجے اور وضو کے مسائل بتلانے - خدا جو مدبّر اور حکیم خدا ہے کیا وہ نہیں دیکہتا کہ دنیا پر طبعیات اور فلسفہ کی زہریلی ہوا چلی ہے جس نے ہزارہا انسانوں کو ہلاک کر دیا ہے - صلیب پرست عیسائیوں نے کس کس رنگ میں لکہو کہا روحوں کو خدا سے دور پہینک دیا ہے تو پہر کیا اس وقت ایسے مجدّد کی ضرورت نہ تھی جو کسر صلیب کرے - اور دلائل و بیّنات سے دکھاوے کہ صلیبی مذہب میں حقانیت کا نور نہیں اور ایک لکڑی پر ایمان لاکر انسان نجات کا وارث نہیں ٹھہر سکتا - آئے دن پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ اشتہار چھاپ چھاپ کر یہہ لوگ تقسیم کرتے ہیں اور ٹڈی دل کیطرح عورتیں - بچے - جوان - بوڑہے لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح پر اسلام پر حملہ کریں - اس وقت اسلام پر وہ حملہ ہوا ہے جسکی انتہا نہیں - ادہر خدا کا یہ وعدہ کہ انا له لحافظون اور اُدہر ان ناعاقبت اندیش معترضین کی یہہ دانائی کہ اسلام میں حفاظت دین کے لئے معرفت کا نور لے کر کوئی نہیں آیا بلکہ دجال آیا ہے - افسوس! صد افسوس!! آہ! صد آہ!!!

یہی تو وقت تہا کہ خدا اپنی نصرت اور تائید کا روشن ہاتہہ دکہاتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اُس نے دکہایا اور وہ اپنی چمکار دکہائے گا اور مخالفوں کو شرمندہ کر کے بتلا دے گا کہ آنے والے نے آکر کیا بنایا۔

پتا آسمان سے لہنے کے قابل

قرآن کریم کو پڑہ کر میری روح میں ایک ایسی لذت آتی ہے اور اُس کی عظمت کا ایسا خیال گذرتا ہے کہ دنیا بہر میں **عورت مرد بچے بوڑہے** سب مل ملکر خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت اور ترانے گائیں اور شکر کے سجدے کریں۔ جس نے ایسی کامل اور تمام ضرورتوں کی متکفل تمام راحتوں اور سکہوں کی کلید کتاب نازل فرمائی۔ (مولوی عبدالکریم ۱۳؍مئی ۹۹ء)

قرآن کریم کے لئے روح ایسی غیرت محسوس کرتی ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی منکوحہ بیوی کی طرف کسی دوسرے آدمی کو دیکہہ کر بہڑک اُٹہتا ہے اسی طرح سے میری یہہ حالت ہوجاتی ہے کہ اگر قرآن شریف کے سامنے کوئی اور دوسری کتاب پڑہتا ہو تو مجہے ایسا ہی جوش آتا ہے کہ کیوں یہہ اس کتاب کو دیکہہ رہا ہے کیا کلام اللہ سے بڑہ کر اُسکو راحت رساں اور دلچسپ پاتا ہے۔

(مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

میں نے حضرت مرزا صاحب کی نشست و برخاست اور ہر قول و فعل سے قرآن کریم کی تفسیر سیکہی ہے۔ اور میں امام کی چال کو قرآن شریف کی عملی اور فعلی تفسیر سمجہتا ہوں۔ (مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

سُورہ والضحےٰ کی صحیح اور سچی تفسیر اور بعض متعصب عیسائیوں کے مزخرفات کا دندان شکن جواب

بعض متعصب عیسائی آیۃ کریمہ مذکورۃ الذیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی یعنی اللہ تعالیٰ نے تجہے اُمّی پاکر علم اور حکمت کی راہ دکہلائی جس کے یہہ معنے کرتے ہیں کہ تجہے گمراہ یعنے گنہگار پایا اور ہدایت کی۔ حالانکہ اس مقام میں یہہ معنے ہرگز مطلوب نہیں۔ اور نیز یہہ معنے بہ بداہت باطل ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کبہی گمراہ نہیں ہوئے۔ اور نہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور اطمینان دیتا ہے۔ تفسیر اُسکی یوں ہے۔ کہ اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ پیش آمدہ کو ذکر فرماکر آنحضرت صلعم کی دلجمعی فرمائی ہے اور وہ واقعہ یہہ ہے کہ فترۃ الوحی کے وقت میں بعض کفار نے حضور کو طعن و تشنیع کرنا شروع کر دیا تہا اور بعض کم طبیعت یہہ کہنے لگ گئے تہے کہ ان محمدًا ودّعہ ربہ وقلی یعنے محمد صلعم کو اُسکے رب نے چہوڑ دیا اور اُس سے ناخوش رکہا ہے تو اُنکے جواب میں اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی یعنے تیرے رب نے تجہے نہیں چہوڑا اور نہ تجہے ناخوش رکہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس مردود قول کی تکذیب فرماکر آنحضرت صلعم کی تسلی کے لئے فرمایا۔ کہ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی البتہ تیرا انجام ابتداء سے بہتر ہے۔ کیونکہ ہر ایک راستباز کا انجام ہی بہتر ہوا کرتا ہے۔ گو ابتداء میں ابتلا پیش آجاوے پہر فرمایا وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اور عنقریب تیرا رب تجہے خاص عنایت کرے گا یعنے تجہے ہر ایک مقصود اور ہر وعدہ میں کامیاب فرمائے گا پہر تو راضی ہوجائیگا۔ اور ہر ایک سمجہدار کی آنکہہ میں تو بزرگی اور عزت پاجائے گا۔ پہر اللہ تعالیٰ اس کے ثبوت میں دلائل کے طور پر اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجمعی فرماتا ہے۔ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی کیا تیرے رب نے تجہے یتیم یعنے بے پدر اور بے کس فرزند پاکر بلند اقبال اور صاحب جاہ و جلال نہیں بنایا۔ یعنے تیرے رب نے تجہے یتیم اور بے کس پایا اور اپنے پاس جگہ دی۔ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی اور تجہے اُمّی محض پاکر علم اور حکمت سے پُر اور مالا مال فرمایا (ضال کے معنی عاشق صادق کے بہی ہیں اور کمال التعشق کی وجہ سے عاشق کو ضال کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے جوش عشق اور فرط محبت کی وجہ سے دیوانہ وار ہوتا ہے پس آیہ کریمہ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی کے یہہ معنے ہیں کہ تجہکو اللہ تعالیٰ نے ضال یعنے عاشق وجہ اللہ پایا۔ پس اپنی طرف کہینچ لایا) اور واضح رہے کہ پہلی تینوں آیتیں یعنے الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالا فہدی ووجدک عائلا فاغنی اور پچہلی تینوں آیتیں فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمۃ ربک فحدث باہم لف و نشر مرتب کے طور پر واقعہ ہیں۔ اور پہلی آیتوں میں جو مدعا مخفی ہے پچہلی آیتیں اُسکی تفصیل اور تصریح کرتی ہیں۔ مثلاً پہلے فرمایا الم یجدک یتیما فاوی اُس کے مقابل پر یہہ فرمایا فاما الیتیم فلا تقہر یعنے یاد کر کہ تو بہی یتیم تہا اور ہم نے تجہکو پناہ دی ایسا ہی تو بہی یتیموں کو پناہ دے۔ پہر بعد اس کے ووجدک ضالا فہدی اسکے مقابل پر یہہ فرمایا۔

واما السائل فلا تنہر یاد کر کہ تو بھی ہمارے وصال اور جمال کا سائل اور ہمارے حقایق اور معارف کا طالب تھا۔ سو جیسا کہ ہمنے باپ کی جگہ ہو کر تیری جسمانی پرورش کی۔ ایسا ہی ہم نے اُستاد کی جگہ ہو کر تمام دروازے علوم کے تجھپر کھول دیئے اور اپنے لقا کا شربت سب سے زیادہ عطا فرمایا اور جو تو نے مانگا سب ہم نے تجھکو دیا۔ سو تو بھی مانگنے والوں کو رد مت کر اور اُن کو مت جھڑک اور پھر فرمایا ووجدک عائلا فاغنی اور اُس کے مقابل پر فرمایا واما بنعمۃ ربک فحدث اور یاد کر کہ تو عائل تھا۔ یعنی تیری معیشت کے ظاہری اسباب بکلی منقطع تھے۔ سو خدا خود تیرا متولی ہوا اور غیروں کی طرف حاجت لے جانے کا۔ بلکہ یہہ ساری کام تیرے خدا تعالےٰ نے آپ ہی کر دیئے۔ اور پیدا ہوتے ہی اُس نے تجھکو آپ سمہال لیا سو اُسکا شکریہ بجالا۔ اور حاجت مندوں سے تو بھی ایسا ہی معاملہ کر۔ اب ان تمام آیات سے مقابلہ کرکے صاف طور پر کھلتا ہے کہ اس جگہ ضال کے معنے گمراہ نہیں ہے۔ بلکہ انتہائی درجہ کے تعشق کیطرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت اسی کے مناسب یہہ آیت ہے قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم سورہ یوسف رکوع ۱۱ یعنی اُنہوں نے کہا کہ قسم بخدا بتحقیق تو یوسف کے قدیم عشق اور محبت کی دیوانگی میں ہے) ووجدک عائلا فاغنی اور اُسی نے تجھے محتاج اور تنگدست پاکر مالدار کیا۔ پس ان تینوں احسانوں کے بالمقابل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمۃ ربک فحدث یعنے اب ان احسانوں کے عوض اور شکریہ میں تو یتیم کو آزردہ مت کر اور سوالی کو مت ڈانٹ اور اپنے مربی و محسن مولا کی شکر گذاری کر اور یقین کر کہ وہ تجھے ہر ایک کام میں کامیاب اور برومند فرمائے گا۔

پس یہ سورہ والضحیٰ کی صحیح اور سچی تفسیر ہے۔ مگر کور باطن عیسائی عربی زبان سے محض نابلد آگے پیچھے سے اندھے سیاق و سباق سے بے خبر۔ صرف ایک آیت کو درمیان سے لیکر اُلٹے پلٹے معنے کرکے خدا تعالیٰ کی مخلوق کو دہوکا دیکر بہکانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بہت سے بندے دنیا میں ایسے پیدا کئے ہیں کہ اُن کے ذریعہ ناپاک فطرت عیسائیوں کی قلعی کہولتا رہیگا۔ اور اپنے پسندیدہ اور پاک دین اسلام کی خدمت لیتا رہے گا اور اپنے عظیم اور مقدس رسول کی عزت بڑہائیگا۔ ولو کرہ الکافرون۔ اگرچہ کافروں کو یہہ بُرا ہی لگے۔ (نور الاسلام)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

ہماری ناظرین کو پچھلے ہفتہ کے اخبار سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ ہم نے حضرت اقدس کی بعض پرانی تحریریں جمع کی ہیں۔ جنمیں سے پہلا رسالہ چھپ کر طیار ہو گیا ہے۔ ہم کو کسی لمبی چوڑی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے ناظرین دیکھیں گے کہ ان مضامین میں حضرت اقدس کا طرز تحریر کیسا عالمانہ اور محققانہ ہے۔ مضامین کی فہرست ہم پچھلے ہفتہ دے چکے ہیں صرف ۵۰۰ کاپیاں طبع ہوئی ہیں خریدار اپنی درخواست جلد بھیجدیں قیمت ۲ر فی کاپی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ (خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

حضرت اقدس کی تقریر کے متعلق جو درخواستیں اب ہمارے پاس آتی ہیں ہم اُنکی تعمیل نہیں کر سکتے اس لئے کہ کتاب مذکور کی صرف ۵۰۰ ہم کاپیاں چھپی تہیں جو فروخت ہو چکی ہیں۔ اب درخواستیں محفوظ رکھی جاتی ہیں دوسرے ایڈیشن پر جو عنقریب شروع ہوگا اُنکی تعمیل ہوگی۔ (ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی ایک اور تقریر

ہم یہہ بہی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس کی ایک اور لطیف تقریر جس میں حسب معمول بہت سے لطیف مضامین ہیں مرتب کر رہے ہیں۔ اگلے ہفتہ میں جب وہ پریس میں طبع کیلئے جانے لگے گی ناظرین کو مفصل اطلاع دی جاویگی وہ بہی صرف چار سو چہپے گی۔ اس لئے ناظرین اس کا پہلے سے خیال رکہیں پہر عدم تعمیل درخواست کی شکایت نکیا کریں۔ (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اس ہفتہ میں موسم میں تیز ہواؤں یعنی آندہیوں کیوجہ سے ایک خاص تبدیلی رہی کچہہ خفیف سی بارش بہی ہوگئی۔

۲۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے چند ماہ تک قادیان میں مقیم رہیں گے۔ ۱۸ر مئی ۱۸۹۹ء کو وہ دارالامان میں آپہونچے اور حسب معمول مسیح ہندوستان میں کا ترجمہ کر رہے ہیں کتاب مذکور ہندوستان میں چہپکر انگلستان میں شایع ہوگی۔

۳۔ ہمارے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب اس ہفتہ عازم سفر ولایت ہو کر روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مع الخیر پہونچاوے اور کامیابی اور صحت اور تندرستی کے ساتھہ واپس لاوے۔

۴۔ مسیح ہندوستان میں ۷۵ صفحہ تک چہپ چکی ہے۔ حضرت اقدس الحمد للہ مع جمیع ممبران خاندان و خادمان مقیم قادیان بخیریت ہیں۔

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

اے مرے قدر دان علم و ہنر * غور سے کیجئے ادھر ہی نظر اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر * لعل و در یتیم سے بڑھ کر	ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر * نر ہے کوئی لا ولد مضطر جس پہ ہو فضل ایزد داور * کیوں نہوں اس سے بامراد گھر

اظہار بشارت - ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد میں ہمارے کا حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیرخواہی عام اور راستبازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹھوں کو سچا اور جھوٹھوں کو سچا نہ بنائیں۔

معیار صداقت - بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر یقین ہی نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ حرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطبا کو ... [illegible] ... کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کیلئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ اکثر اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا ع * پنج انگشت یکساں نہ کرد * بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار کر کے ... [illegible] ... اور (۲) تو اگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں - (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا ... [illegible] ... اگر میعاد مقررہ کے ... [illegible] ... بندہ کا حق ہو ورنہ واپس لیجائیں (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیگر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدیں بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ... [illegible] ... ورنہ خرچ دوا ... [illegible] ... (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں - بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) ... [illegible] ... اطمینان نہو تو بذریعہ مچلکہ شرطیہ لکھا ہیں وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ حرجانہ - جرمانہ حسب قرارداد قبول - فضل خداداد کی منادی ... [illegible] ... اقرارنامہ کے ... [illegible] ... اشتہار دنگی بنیاد ڈالدی - اگر ملاجیں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا کس کو گران ہو فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزان ہے ... [illegible] ... ہیں - ہـ ... [illegible] ... تجربہ ہے کہ جسکا ثمر نہیں * گمنام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں * کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائیں ... [illegible] ... زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی انکی تحریریں ملاحظہ فرمائیں تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و ... [illegible] ... سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امرا حسب منشا خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں -

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	[illegible] اولاد و نہونا	عہ	۸	ضعف باہ	ـہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	ـہ	۲۹	طحال و ورم جگر [illegible]	ـہ
۲	[illegible] اولاد [illegible]	ـہ	۹	ضعف جگر	ـ	۱۶	سفیدی آنکھ	ـہ	۲۳	[illegible]	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۳	[illegible]	ـہ	۱۰	[illegible]	ـہ	۱۷	ضعف بصر	ـ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۱	نزلہ و زکام	[illegible]
۴	[illegible]	ـہ	۱۱	سوزاک	ـہ	۱۸	[illegible]	عا	۲۵	[illegible]	ـہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۵	کمردرد	عہ	۱۲	سرعت	ـ	۱۹	[illegible]	عا	۲۶	آتشک	ـہ	۳۳	[illegible]	عا
۶	مرگی	ـہ	۱۳	جریان	ـ	۲۰	بھگندر	عا	۲۷	آتشک کہنہ	عہ	۳۴	[illegible]	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۴	علت کاری	ـ	۲۱	ناسور	عا	۲۸	[illegible]	عہ	۳۵ ۳۶	ضعف ہضم سردرد	ـہ عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں [illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پربال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی - موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور دوائیوں کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ [illegible] روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ [illegible] روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ [illegible] روپیہ مصری سرمہ فی تولہ [illegible] - خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی ممیرے کی سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے - بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم - اور انسے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال میں ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور [illegible] ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ [illegible] دیوی عمرہ ۵۰ سال [illegible] لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن [illegible] آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق

۳ - میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں - استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں ان مریضوں کو جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو - اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و [illegible] میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر

۴ - میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پہ استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل ایم ایس اسسٹنٹ و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے [illegible] مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و مالک نے اپنے **مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا کر شائع کیا**

رجسٹرڈ ایل ۷۷

﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ﴾

اخبار الحکم

نمبر ۱۹ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۹۹ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

نظم

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا

[illegible]

مصرع طرح از جمالی صاحب

(دِن بہلے ہوتے تو کاہ کو جدائی ہوتی)

[illegible]

تیرے دروازے پر گر میری رسائی ہوتی-
ایک تو آہ مراد اپنی برائی ہوتی +

گرہِ عشق کی کچھہ راہ نمائی ہوتی
آپ آتے تو میری عقدہ کشائی ہوتی
کب تحمل مجھے اغیار کی تشنیع کا تہا
تیری الفت نہ اگر دل میں سمائی ہوتی
تیرے دربار کی جاروب کشی گر ملتی
مجھکو اِس قید فرنگی سے رہائی ہوتی
فوج انجم نے رکھا سقف فلک کو مصئوں
ورنہ نالوں نے میری آگ لگائی ہوتی
مجھکو ہے شوق زیارت کا کمال اے حضرت
کوئی صورت مجھے ملنے کی سوجھائی ہوتی
رنج ہجراں نے کیا دل کو میرے حزن آباد
آپ مل جاتے تو یک لخت صفائی ہوتی
میرے اعمال اگر ہوتے کسی لائق بھی
آپ کے قدموں سے کیوں اتنی جدائی ہوتی

رکھتے زنجیروں میں پابند نہ گر اُس کو عزیز
تیرے شیدا نے عجب دہوم مچائی ہوتی
فیض خدمت سے نہ کیوں قلب مطہر ہوتا
تیرے تکیہ پہ جو دہونی رمائی ہوتی
ہوتا میں زندہ جاوید جہاں میں مشہور
گردم نزع رواں شکل دکھائی ہوتی
مہدئے ہادی و عیسئے و غلام احمد
جو نہ آتے تو کہاں میری بہلائی ہوتی
یہہ غلط کہتے ہیں لوگوں سے لڑینگے مہدی
مصلح الدہر کی کیئوں سب سے لڑائی ہوتی
جنگ اِسلام قصاصی ہے یہہ مسدم ہوتی
گر کسی فرقہ نے تلوار اُٹہائی ہوتی
ہائے اے مولویو تم کو خدا سمجہاے
تم بھٹکتے نہ اگر یہہ سمجہہ آئی ہوتی

سیزدہ سال تلک کی نہ نبی نے کوئی جنگ
کیسی کرتے کوئی آیت بھی تو آئی ہوتی
حج قاطع سے جنگ یہاں ہے مقصود
اس طرح کی کوئی صف تم نے جمائی ہوتی
سیف کا حکم اگر ہوتا تو اُٹھتے بھی نہ تم
ٹھہنا قاعدون کی لب پہ دوہائی ہوتی
پس خذ وا حذرکم اور اسلحتکم پڑھ کر
خوب تقلید امام دوسرائی ہوتی
غور سے پڑھتے تصانیف امام عالم
واقفیت تو زحالات کذائی ہوتی
گر کوئی اسکی سند تمکو ملی ہے کافی
نص قرآن سے کوئی دکھائی ہوتی
صاف لا اکراہ فی الدین خدا ہی کا کلام
صُمٌّ وعُمیٌ ہوئے کاش انکی دوائی ہوتی
سچ کہوں تلخ لگے یا کہ ترش و کوئی ہو
سب سمجھ لیتے اگر دل میں صفائی ہوتی
روٹیوں کا جنہیں لالچ ہو کہاں دین کا خیال
پنجۂ نفس سے بھی پہلے رہائی ہوتی
جانتے اپنا عدوئے دل و دیں شیطاں کو
فضل ہوجاتا نہ برباد کمائی ہوتی
اور کچھ کرتے نہ گر قیدی مرہون عیال
قادیاں جانے کی تکلیف اُٹھائی ہوتی
دیکھ لیتے کہ جہاد اس کو کہا کرتے ہیں
ایسی توفیق کبھی تم نے بھی پائی ۔۔۔ ہوتی
بعد مردن تجھے یاد آئیں گے ایام سعید
خواب میں عمر نہ اے کاش گنوائی ہوتی
لم تعظون جو کہتے ہیں مجھے سرچیں تو
معذرت کی بھی کوئی بات بنائی ہوتی
مرج وارفتہ لب بحر ہے پیاسا یارب
شکل احمد اسے اک بار دکھائی ہوتی

فقط

ایڈیٹوریل جملے

معزز ہمعصر ست دھرم پرچارک نے سچ کہا ہے کہ جب تک بڑے دن کی شراب مسیح کا لہو سمجھی جاویگی تب تک ممکن نہیں ہے کہ میخواری کی مکروہ عادت ہمارے ملک سے دور ہو۔ ہم کو ان پادری صاحبان کی کوشش پر تعجب ہی آتا ہے جو نشہ ناشک سبھاوں کے میر مجلس ہو کر انگلستان یا امریکہ سے محض اس لئے آتے ہیں کہ انڈیا کی سرزمین شراب سے پلید ہو رہی ہے اسکو پاک کریں کیونکہ ایک طرف تو وہ مذہبی حیثیت اور اعتقاد سے عشاء ربانی میں شراب کو مسیح کا لہو بناتے ہیں اور دوسری طرف اُسے ام الجرائم قرار دیکر اس سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ شراب ام الجرائم ہے لیکن کیا کفارہ پر ایمان لانا جو عملی طور پر عشاء ربانی میں دکھایا جاتا ہے کل گناہوں کی حرمت کا خوف نہیں اُٹھا دیتا ؟ کوئی عیسائی جواب دے تو ہم اس کی پرواہ نکریں گے کیونکہ مارٹن لوتھر پروٹسٹنٹ فرقہ کا مجدد گناہ کرنے کے مسئلہ کے جواز پر زور دیتا ہے۔ پس ایسی صورت میں یہ ایک غور طلب سوال ہوگیا ہے کہ پھر دنیا میں پاکیزگی کیونکر پھیلے؟ ہاں ایک راہ ہے اور وہ یہی کہ اس آواز پر گوش شنوا رکھا جاوے جو کہتی ہے يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير۔

العلوم لدنیہ

جریدۂ المعلومات میں ہمیشہ اس عنوان سے عمدہ عمدہ علمی مضامین لکھے جاتے ہیں اب کے علم کلام پر ایک طویل مضمون لکھتے ہوئے لائق مدیر یوں نغمہ سنج ہیں کہ لفظ اللہ کچھ لفظ جدید نہیں جو زمانہ نبوت میں اختراع ہوا ہو بلکہ عرب سب اس لفظ سے آشنا تھے اور ہمیشہ مسلّمہ پر اللہ کا اطلاق کرتے تھے دھوکہ انکو یہ ہوگیا تھا کہ چند تھوڑے فرضی معبود ٹھہرا کر ان سے برکت تلاش کرتے تھے اور اپنے محاورہ میں انکو الٰہ کہتے تھے جب سالک کی روشن دلیلیں انکے ضبط ذہن ہوئیں اور انہوں نے الوہیت کے ساتھ رسالت کی بھی تصدیق کی تو انکی مباحث کا رجوع ذات اللہ یا دوسرے فرعی اعتقادات کیطرف نہ تھا بلکہ وہ صرف حقوق اور اخلاق سے بحث کرتے تھے اور اسکی ترقی انکے نزدیک کمال انسانی تھی جب زمانہ نبوت سے دوری ہوئی اور ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ عقیدہ کو علی طریق حکمت بحث کرنے لگے اور حکمائے الٰہی کی تقلید ان کے طبائع پر راسخ ہوئی اور ہر ایک کی سمجھ تھی مختلف تو بضرورت تفہیم و تفہیم کا طریقہ ٹھہرا علم کلام یہ ایک علم نفیس ہے جس کا اس زمانے کے لوگوں کو مطالعۂ کتب حکمت نے فریفتہ بنایا۔ یہ علم جسطرح علوم حکمیہ کے سمجھنے کا آلہ اور طلبہ کو نافع ہے اسطرح غلطی اور خطا واقع ہونے کی صورتیں مضر اور بڑے درجہ کا نقصان پہونچانے والا ہے برخلاف علم حقوق کے کہ اسمیں یہ بات نہیں۔ یہی وجہ ہے جو علم کلام کو بعضوں نے علم حرام قرار دیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ علم کلام کا حرام ہونا باعتبار اشخاص ہے ورنہ نفس علم ہرگز حرام نہیں۔ مثلاً ایک دوا ہوتی ہے کہ ایک ہی مرض کے واسطے ایک شخص کو فائدہ دیتی ہے اور دوسرے اسی قسم کے بیمار کو مفید نہیں ہوتی۔ اس صورت میں اصل دوا پر طعن کرنا ناانصافی ہے۔ جس ضرورت کے لئے یہ علم اوائل میں ایجاد ہوا وہی ضرورت اب بھی باقی ہے۔

المعلومات غرۂ ذیحجہ۔

مالیر کوٹلہ میں جلسہ

سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ذیل میں ایک جلسہ جوکہ واقعہ ۲۴ رمئی ۱۸۹۹ء کو بموقعہ سالگرہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا بمقام مالیر کوٹلہ جماعت حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود کی جماعت نے بغرض دعا ترقیٔ اقبال حضور ممدوحہ منعقد کیا ہے اسکی مختصر کیفیت لکھی جاتی ہے امید ہے کہ آپ اسکو اپنے اخبار میں شائع کر دینگے۔

۲۴ رمئی ۱۸۹۹ء کو صبح سے ہی بایما جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ و جناب مرزا خدا بخش صاحب کل احباب کو اطلاع دی گئی کہ بوقت ۴ بجے مسجد میں بغرض دعا حاضر ہو جائیں چنانچہ کل احباب چار بجے جمع ہو گئے۔

بعد نماز عصر جناب مرزا خدا بخش صاحب نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ آج جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سالگرہ کا دن ہے اور نیز یاد رہے کہ جو کچھہ احسانات اور برکات اس ملک کی رعایا پر خداوند کریم نے اس ملکہ محسنہ عادلہ کی عدل گستر سلطنت میں پہونچائے ہیں وہ کسی فرد بشر پر مخفی نہیں خاصکر مسلمانوں کے لئے تو یہہ سلطنت باعث فخر ہے کیونکہ مسلمان لوگ جس طرح اس سلطنت کے زیر سایہ اپنے مذہبی فرائض کو بخوبی پورا کر سکتے اس طرح کسی اور اسلامی سلطنت میں بھی نہیں کر سکتے جبکہ یہہ ایسی محسنہ ملکہ خداوند کریم نے ہمارے مالوں جانوں آبروؤں کی حفاظت کے واسطے عنایت کی ہے

پس ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے کیونکہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خداوند کا شکر بھی نہیں کرتا۔ پس ہم کو واجب ہے کہ نہایت اخلاص سے اس خالق ارض وسما کے حضور میں اس اپنی محسنہ کے لئے دعا کریں جس نے اسکو ہمارے لئے ابر رحمت کیطرح بھیجا ہے کہ خداوند کریم اسکی عمر میں درازی بخشے خداوند کریم اسکے اقبال کو ہمیشہ ترقی دے اسکے دشمنوں کو خار و خجل کرے۔ فقط

اسکے بعد عالی جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے کھڑے ہو کر ایک نہایت ہی عمدہ تقریر کی جس میں مدلل طور پر یہہ ثابت کیا کہ یہہ سلطنت ایک وجہ سے ایک اسلامی سلطنت ہے کیونکہ اسقدر مسلمان جبکہ اسکے زیر سایہ نہایت آرام و امن سے زندگی بسر کرتے ہیں جسکا بیان نہیں ہو سکتا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسکو ایک اسلامی سلطنت نہ سمجھا جائے سکھوں کا زمانہ اس سے پہلے لوگوں کو یاد ہوگا کہ کوئی مسلمان مسجد میں اذان بھی نہیں کہہ سکتا تھا اب ایسا زمانہ ہے کہ پوری آزادی سے ہم لوگ اسلام کے روشن چہرہ کو مختلف تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے دنیا کے ہر ایک حصہ کو دکھلا سکتے ہیں۔ خاصکر ہمارے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کی جماعت کو بہت خصوصیت سے اس محسنہ ملکہ کا شکر گذار ہونا چاہیے کیونکہ جب ایسے وقت کہ ہمارے امام ہمام کے ساتھہ تمام قوموں نے سخت مخالفت کر کے اس محسنہ گورنمنٹ تک بھی ناجائز خبریں پہونچائیں اور اور قسم قسم کے اتہام اور مقدمات عدالت میں برپا کئے کہ کسیطرح اس خیر خواہ گورنمنٹ کو دکھہ پہونچائیں لیکن

اس عادل سلطنت کے با انصاف حکام نے نہایت انصاف سے کام لیا اور ہر ایک واقعہ کے وقت بات کی تہہ تک پہونچکر پاک امام کو بری ٹھہرا کر دشمنوں کو انکے اپنے ہی غم و غصہ کی آگ میں جلایا اگر اس زمانہ میں خداوند کریم اس محسنہ ملکہ کی عدل گستر سلطنت کو ہمارے لئے ذریعہ امن نہ بناتا تو مشکل تھا کہ دنیا آرام کرنے دیتی یہہ وہ زمانہ ہے کہ جسمیں شیر بکری اکٹھے رہتے ہیں پھر خصوصاً ہم مالیر کوٹلہ کے لوگوں کو چونکہ شیخ صدرجہاں صاحب کی اولاد ہیں بہت ہی شکر گذار رہنا چاہیے کیونکہ یہہ بات ثابت ہے کہ اگر خداوند کریم اس سلطنت کو ابر رحمت کی طرح نہ لاتا تو یہہ ریاست ہمارے ہاتھوں سے چھن چکی تھی اس لئے آپ صاحبان کو بلایا گیا تاکہ سب احباب ملکر اپنی محسنہ ملکہ کی درازی عمر اور ترقی اقبال کے لئے دعا کریں۔ اور جیسا کہ اسکو خداوند کریم نے جسمانی سلطنت دی ہے اسی طرح اسکو روحانی سلطنت بھی عطا کرے اور جس طرح اس کے لئے ارضی لوگ مطیع ہیں اسی طرح اس کے لئے سماوی لوگ بھی مداح ہوں اور اس کو سعادت دارین حاصل ہو

پھر سب احباب نے ملکر نہایت مخلص دل کیساتھہ دعا کی

اور پھر جلسہ ختم ہوا

اور نواب صاحب مسجد میں تشریف رکھے رہے نماز مغرب کے بعد دولتخانہ کو تشریف لیگئے

فقط

مکتوب ملہم آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعدہٗ عنایت نامہ آنمخدوم پہونچا منشی صاحب کے حالات اگرچہ بہت ہی حیرت انگیز ہیں پر ہم پڑھنے کے نتیجہ میں بجا تعجب نہیں۔ خداوند کریم رحم کرے منشی صاحب جو ہندوؤں کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں انکو یہہ بھی خبر نہیں کہ اکثر ان کتابوں میں سے اردو میں بھی ترجمہ ہو چکی ہیں اور منوکا دہرم شاستر تو سرکاری طور پر بھی ترجمہ ہو کر وکلاء کے امتحانی کتابوں میں داخل ہے اور گیتا اردو میں ترجمہ کی ہوئی موجود ہے۔ اور ایک ہندو نے اسکو نظم میں بھی کر دیا اور شام وید اور اتھرون وید بھی کچھ پوشیدہ کتابیں نہیں ہیں آجکل آریہ سماج والوں کی دستاویزیں یہی کتابیں ہیں اور یہہ شام اور اتھرون اور رگ اور یجر وید پنڈتوں کے پاس موجود ہیں اور اسکا وید بہاش ماہ بماہ چھپتے ہیں۔ ایک طرف انگریزوں نے بھی ویدوں کو انگریزی میں ترجمہ کر دیا ہے۔ برہمو سماج والے بھی ویدوں کی حقیقت پر بکلی ماہر ہیں کچھہ حصہ وید کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اب کیا ممکن ہے کہ یہہ تمام لوگ اتفاق کر کے ایک پیشگوئی جو وید میں صریح وارد ہو چکی تھی چھپاتے ہرگز ممکن نہیں۔ وید کے محققوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وید میں کسی قسم کی پیشگوئی نہیں یہانتک کہ پنڈت دیانند کا مقولہ ہے کہ وید میں رام چندر و کرشن وغیرہ کے پیدا ہونے کی بابت بھی کوئی تذکرہ نہیں۔

اور یہہ بات اور بھی عجیب ہے کہ پہلے منشی صاحب نے یہہ دعوی کیا تھا کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور وبعثت کی خبر ویدوں میں لکھی ہے پھر اب یہہ دعوے ہے کہ وہ خبر پرانوں اور پوتھیوں میں بھی لکھی ہے۔ یہہ اچھا ہوا کہ منشی صاحب کو بحث مباحثہ کا شوق نہیں ورنہ پنڈتوں اور انگریزوں نعوذ باللہ سماج والوں روبرو بڑی بڑی ذلتیں اٹھانا پڑتیں۔

[illegible]

اب آپ ان کے لئے کہ طول تحریر ہو ان کے حق میں دعا خیر کریں اور جو کچھہ منشی صاحب نے کلمات الحاد وغیرہ لکھے ہیں اور انکی تائید میں شعروں کا حوالہ دیا ہے انکے جواب میں بجز اسکے کیا کہا جاوے کہ اللھم اصلح امۃ محمد۔ اللہ تعالی فرماتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین سچا رہنما قرآن شریف ہے اور اسکی پیروی اسی جہان میں نجات کے انوار دکھلاتی ہے اور سعادت عظمی تک پہونچاتی ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا جو شخص معارف حقہ کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرے اور صرف قیل وقال میں مشغول نہ رہے اسپر بخوبی واضح ہو جاوے گا کہ باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی یہہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جاوے اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور رہبر بنایا جاوے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں میں کئی لوگ ریاضت اور جوگ میں محنت کرتے ہیں یہانتک کہ انکا جسم خشک ہو جاتا ہے اور برسوں جنگلوں میں کاٹتے ہیں اور ریاضت شدیدہ بجالاتے ہیں لذات سے بکلی کنارہ کش ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ انوار خاصہ انکو نصیب نہیں ہوتے کہ جو مسلمانوں کو باوجود قلت ریاضت و ترک رہبانیت کے نصیب ہوتے ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جسکی تعلیم قرآن شریف کرتا ہے بلاشبہ یہہ سچ بات ہے کہ اگر کوئی توبہ نصوح [illegible] کرے گو ہنوز ابھی قرآنی ارشاد کے موجب مشغول نہ ہو [illegible] تو بھی [illegible] [illegible] نہیں ہوتا [illegible] اسلام کی پہلا امتحان [illegible] باطنی [illegible] اس راہ سے فیض پایا ہے جو لوگ سچے دل سے یہہ راہ اختیار کرتے ہیں خدا انکو ہرگز ضائع نہیں کرتا اور وہ انہیں انوار پیدا کر دیتا ہے جن سے ایک عالم حیران رہ جاتا ہے بجز اسکے سب حجاب ہیں جو ان لوگوں کو پیش آتے ہیں جنکا سلوک کمال تک نہیں پہونچا تھا کاش اگر وہ لوگ زندہ ہوتے تو ان کی حقیقت باطنی کھل جاتی کئی ایسے آدمی ہیں جنکی بیہودہ تعریفیں کی گئی ہیں لیکن کاملوں کا نشان یہی ہے کہ وہ اپنے نبی معصوم کی پوری پوری متابعت اختیار کرتے ہیں اسکی محبت میں محو رہیں مسلم اور غیر مسلم میں صریح فرق ہے اور کوئی ایسا طالب نہیں جس پر یہہ فرق ظاہر نہ ہو سکے پھر مشکل تو یہہ ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں دنیا کے لئے کیا کچھہ محنت نہیں کرتے ایک پیسہ کی مٹی کا برتن بھی دیکھہ بھال اور ٹھوک کر لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ ٹوٹا ہوا نکلے لیکن دین کا کام صرف زبان سے چلانا چاہتے ہیں [illegible] دین کی سچائی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

طالب بنکر جستجو نہیں کرتے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون السلام علیکم وعلی من اتبع الہدی ۲۳ اگست سنہ ۱۸۹۳ء مطابق ۷ ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اُسکی ضرورت اور ضروریات

تعلیم اور اُسکی ضرورت کا مسئلہ تو ایسا فیصل شدہ امر ہے کہ ہم کو اس پر اب کسی قسم کی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہاں تعلیم کیسی ہو؟ اسطرح ہو؟ یہہ ایک سوال ہے جو زیر بحث ہو سکتا ہے۔ اس سوال پر بسا اوقات لمبی چوڑی بحثیں ہوا کرتی ہیں مگر وہ عملی صورت میں جہانتک ہمارا خیال ہے کبھی بھی پیش نہیں ہوئیں۔ اُنکا وجود مجلسوں اور مجمعوں تک یا زیادہ سے زیادہ بعض اخبارات کے کالموں تک محدود رہتا ہے کیونکہ ہمارے ملکی مذاق کی افتاد کچھ ایسی پڑی ہے کہ وہ ان مضامین پر غور کرنیکو تضیع اوقات سمجھتا ہے اور یہہ جو تعلیم ... کی ... ہوئی ... آ... دن چند ... کے لئے ... یہہ ... ایک تقلیدی خیال ہے ورنہ ... دلایل سے اس امر کو ثابت کر سکتے ہیں کہ موجودہ ... سے وہ اصل فایدہ جو تعلیم کی ...

نہیں سمجھتے۔ اسلئے اُسکو وسیع دقت پر رکھتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے فضیلت علم میں لکہا ہے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت۔ کوئی اسکے معنے کچھہ کرے مگر ہمارے خیال میں اس سے یہی مراد ہے کہ وہ علم جو خدا تعالیٰ کے ساتھہ تعلقات قایم کرنیکی راہیں نہیں بتلا سکتا خواہ دنیوی معراج پر کہاں سے کہاں پہونچا دے مگر حقیقت میں اُس کا نام جہالت ہی ہے۔ یا یوں کہو کہ علم کی علت غائی خدا شناسی ہے اس مضمون کو ہم قرآن کریم میں بھی پاتے ہیں جہاں بار بار افلا تعلمون افلا تعقلون کے ارشاد مندرج ہیں۔ غرض یہہ ہے کہ دنیوی علوم وفنون میں انسان خواہ نیوٹن بنے یا فرانسس بیکن یا ملک کا ہمپلہ یا ہومر و ملٹن کا ہمپایہ اگر خدا شناس نہیں کچھہ بھی نہیں۔ آجکل کی نمایشی تہذیب اور جھوٹی شایستگی کی ... جو فیشن کے رنگ میں جلوہ گر ہو رہی ہے عموماً طبیعتوں کو اپنی طرف کھینچنا ... جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ علم جو خدا سے دور پھینکتا ہے اور جسکا نام ... سے بڑھنے لگا۔ اور جس کا نتیجہ جو ہوا ... یہانتک کہ ہر قوم ہر مذہب وملت کے سمجھدار لوگوں نے اس بات کو بالاتفاق مان لیا ہے کہ موجودہ تعلیم کے ساتھہ اگر مذہبی تعلیم نہو۔ تو اُسکا کچھہ فایدہ نہیں ہے۔ اس ضرورت کے تسلیم کرنے پر اکثر قومی نام سے مدرسے بلکہ کالج کھلنے اور کھل رہے ... کو اُن سے جو کچھہ فایدہ ... وہ ہم معلوم ... کی اخلاق ... کے

جو ہر طرح سے انسان کی مذہبی اور دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ذریعہ ہو چنانچہ چند مخیر باغیرت اور ہمدرد اسلام لوگوں نے اس خیال کی قدر کرکے اپنے اہتمام میں قادیان میں تعلیم الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ کھولا ہے جس میں مذہبی تعلیم بلکہ مذہبی عملی تعلیم ایک جزو لاینفک قرار دی گئی ہے۔

اور اُسکو زیادہ موثر بنانے کے لئے ایسے پاک نمونہ موجود ہیں جن پر قوم ایک وقت میں فخر کرے گی (اللّٰہم زد فزد) مدرسہ کی اغراض اُس کے نام کے اندر ہی محفوظ ہیں اس مدرسہ کی امداد کی طرف ابھی عام مسلمانوں کو بدقسمتی سے اُسی طرح توجہ نہیں ہوئی جس طرح سے وہ بعض ناواقف علماء کی سوء فہم کی وجہ سے اس مبارک مشن کیطرف توجہ نہیں کر سکے جو دنیا میں صلحکاری اور عام امن پھیلانے کے لئے اسلام کی اصلی اور حقیقی صورت کو عملی نمونہ سے دکھانے کے لئے قایم ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ لوگ جو اس مشن کو خدا تعالیٰ کا قایم کردہ مشن سمجھتے ہیں اگر وہ ہی پورے طور پر اس مدرسہ کی ضرورت کو تسلیم کرکے اُس کی اغراض کو وسیع کرنے اور اُس سے استفادہ کرنے کی کوشش نکریں تو البتہ افسوس ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دوستوں نے مقدور سے بڑھ کر اس مدرسہ کی امداد میں حصہ لیا ہے۔ لیکن ابھی مدرسہ کی ضروریات بہت بڑی ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی غرض کو سمجھنے کے لئے ہمارے ناظرین کو اتنا معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ اب تک مدرسہ کو کھلے ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا کوئی فیس مدرسہ کے کسی طالب علم سے نہیں لیجاتی ہے۔ مساکین ویتیم لڑکوں کے نہ صرف اخراجات تعلیم بلکہ اُنکی ضروریات کی متکفل بھی مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی

سمت میں ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اگر امداد کا سلسلہ جاری نہ ہے تو مدرسہ کی ضروریات میں کیسی کیسی رکاوٹیں پیدا ہوسکتی ہیں لیکن چونکہ ہم خدا تعالے کے خاص فضل سے مدرسہ کے کارکنوں کی نیک نیتی کے ثمرات سے بوجہ احسن تمام امور سرانجام ہوتے ہیں تاہم روپیہ کے کام روپیہ سے ہوں گے۔ مجلس منتظمہ نے سہولت کے لئے مدرسہ کی ضروریات کو مختلف فنڈوں میں تقسیم کیا ہے

(۱) مدرسہ کی عمارت کا فنڈ۔ (۲) یتامی اور مساکین کی امداد کا فنڈ۔ (۳) بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا فنڈ۔ (۴) اخراجات تعلیم کا فنڈ۔ (۵) عام ضروریات کا فنڈ۔ مدرسہ کی عمارت دو سال تک کے لئے تو اللہ تعالے کے فضل سے مستغنا ہوچکی ہے کیونکہ کافی سے زیادہ عمارت بن چکی ہے جس سے باقی تمام ضرورتوں کو بہت دبا دیا ہے کیونکہ اس مد میں روپیہ بہت خرچ ہوگیا ہے جو کمیٹی نے توکلاً علی اللہ خرچ کر دیا ہے اور رہو بہت ہی ضروری تھا اب تعمیر بورڈنگ ہوس کی فکر میں مجلس منتظمہ لگ رہی ہے۔ ابھی تک مجلس منتظمہ کی طرف سے کوئی کھلی اپیل اس فنڈ میں نہیں ہوئی۔ لیکن اگر ہم اسکی ضرورت کو محسوس کریں اور اس کے پورا کرنے کی طرف توجہ نہ کریں تو سخت غلطی ہے۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ مدرسہ کی ضروریات کی طرف توجہ کریں نہ صرف توجہ بلکہ عملی توجہ ہم اپنی محنت اور درخواست کو بھلے ہوتا ہوا دیکھیں گے کہ ہر فنڈ میں جسقدر شریک ہوں۔

کس طرح پر امداد ہوسکتی ہے۔

بڑی بھاری غلطی اور فروگذاشت ہوگی اگر ہم اس امر کا اظہار نہ کریں کہ تشویق تعلیم کے لئے انعام بھی ایک بڑا ذریعہ ہے چنانچہ پچھلے سال کے آخیر پر ہماری کمیٹی نے قریباً عہ کا انعام طالب علموں میں تقسیم کیا اور سال رواں کے لئے تجویز کیا کہ ایک مستقل فنڈ قائم ہو چنانچہ مندرجہ ذیل احباب نے اس فنڈ میں اس قدر امداد دی ہے جو انکے اسمار گرامی کے محاذی درج ہے

جناب مرزا خدا بخش صاحب اسٹنٹ انسپکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام	صمہ
منشی احمد جان صاحب	عاہر
راجہ عطار محمد خاں صاحب	صمہ ر
حکیم فضل الدین صاحب	عا ر
ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب	عہ ر
منشی محمد صادق صاحب	عہ ر
مولوی عبد الکریم صاحب	عہ ر
برادر عبد الرحمن صاحب	عا ر
مرزا افضل بیگ صاحب	صہ ر
مولوی محمد علی صاحب ایم اے انسپکٹر مدرسہ	صمہ
منشی کرم الہی صاحب بٹالہ	عا ر
مرزا ایوب بیگ صاحب	عا ر

تعمیر بورڈنگ کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے چندہ دیا

مرزا خدا بخش صاحب	عہ
مرزا افضل بیگ صاحب	سہ
شیخ نور احمد صاحب	عا ر
صالح محمد صاحب	
منشی احمد جان صاحب	
مولوی فتح م	
میار	

کچھ اثر اور تحریک پیدا کرے گی اور ہمارے ناظرین حتی الوسع ہر صیغہ میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

حصہ اول

بالکل چھپ کر طیار ہوگیا ہے ۳۰ رمئی ۱۸۹۹ء سے اسکی اشاعت شروع ہوتی ہے۔ قیمت ۲/ ہے۔ اعلی درجہ کے کاغذ پر چھاپا گیا ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور وحدت وجود پر ایک خط دوبارہ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے قیمت وہی ۲/

۱۔ حضرت اقدس بمعہ جمیع ممبران خاندان وخدام موجودہ قادیان دار الامان بفضلہ تعالی بخیریت ہیں۔ حضرت اقدس کتاب معارم کی طیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ۴۸ صفحہ تک اردو میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ اس ہفتہ زور شور سے آندھیاں آتی رہی ہیں۔ اور خوب گرد وغبار اڑتا رہا۔

اعلان

چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اطلاع دیتے ہیں کہ انکے پاس رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء اور ازالہ اوہام تقاریر حضرت اقدس کی کچھ کاپیاں موجود ہیں جنکو وہ مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں اسلئے جو صاحبان کتابوں کی خریداری کی استطاعت نہیں رکھتے وہ مندرجہ بالا پتہ پر درخواست کریں۔ رپورٹ کیلئے ایک آنہ اور باقی ہر دو کتب کیلئے آدہ آدہ آنہ محصول ارسال کریں

۔۔۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اگر امداد کا ۔۔۔ جاری نہ ہے تو مدرسہ کی ضروریات ۔۔۔ کیسی کیسی رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن ۔۔۔ ہیں ہم خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے ۔۔۔ مدرسہ کے کارکنوں کی نیک نیتی کے ۔۔۔ ہو رہا ہے بوجہ احسن تمام امور سرانجام ۔۔۔ میں تاہم روپیہ کے کام روپیہ ۔۔۔ ہوں گے۔ مجلس منتظمہ نے سہولت کے لئے مدرسہ کی ضروریات کو مختلف فنڈوں پر تقسیم کیا ہے

(۱) مدرسہ کی عمارت کا فنڈ۔ (۲) یتامیٰ اور مساکین کی امداد کا فنڈ۔ (۳) بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا فنڈ۔ (۴) اخراجات تعلیم کا فنڈ۔ (۵) عام ضروریات کا فنڈ۔ مدرسہ کی عمارت دو سال تک کے لئے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے استغنا ہو چکا ہے کیونکہ کافی سے زیادہ عمارت بن چکی ہے جس سے باقی تمام ضرورتوں کو بہت بڑا دیا ہے کیونکہ اس مد میں روپیہ بہت خرچ ہو گیا ہے جو کمیٹی نے توکلاً علی اللہ خرچ کر دیا ہے اور جو بہت ہی ضروری تھا۔ اب تعمیر بورڈنگ ہوس کے فکر میں مجلس منتظمہ لگ رہی ہے۔ ابھی تک مجلس منتظمہ کی طرف سے کوئی کھلی اپیل اس فنڈ میں نہیں ہوئی۔ لیکن اگر ہم اسکی ضرورت کو محسوس کریں اور اس کے پورا کرنے کیطرف توجہ نہ کریں تو سخت غلطی ہے۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ مدرسہ کی ضروریات کی طرف توجہ کریں نہ صرف توجہ بلکہ عملی توجہ ہم اپنی محنت ۔۔۔ درخواست کو پھل ہوتا ہوا دیکھیں گے کہ ہر فنڈ میں جسقدر ۔۔۔ تک ہوں۔

کس طرح پر امداد ہو سکتی ہے۔

بڑی بھاری غلطی اور فروگذاشت ہوگی اگر ہم اس امر کا اظہار نہ کریں کہ تشویق تعلیم کے لئے انعام ہی ایک بڑا ذریعہ ہے چنانچہ پچھلے سال کے آخیر پر ہماری کمیٹی نے قریباً عہ کا انعام طالب علموں میں تقسیم کیا اور سال روان کے لئے تجویز کیا کہ ایک مستقل فنڈ قائم ہو چنانچہ مندرجہ ذیل احباب نے اس فنڈ میں اس قدر امداد دی ہے جو انکے اسمار گرامی کے محاذی درج ہے

جناب مرزا خدا بخش صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام	صمہ
منشی احمد جان صاحب	عاہ
راجہ عطاء محمد خاں صاحب	صمہ
حکیم فضل الدین صاحب	عاہ
ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب	عہ
منشی محمد صادق صاحب	عہ
مولوی عبد الکریم صاحب	عہ
برادر عبد الرحمٰن صاحب	عاہ
مرزا افضل بیگ صاحب	صہ
مولوی محمد علی صاحب ایم اے انسپکٹر مدرسہ	صمہ
منشی کرم الہی صاحب بٹالہ	عاہ
مرزا ایوب بیگ صاحب	عاہ

تعمیر بورڈنگ کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے چندہ دیا

مرزا خدا بخش صاحب	عہ
مرزا افضل بیگ صاحب	سہ
شیخ نور احمد صاحب	عاہ
صالح محمد صاحب	

منشی احمد جان صاحب ۔۔۔ ی جائے مولوی فتح محمد پا المرشد اور رہبر بنایا جاوے ۔۔۔ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں ۔۔۔ لوگ ریاضت اور جوگ میں محنت ۔۔۔ ہیں کہ جس سے انکا جسم خشک ہو جاتا ہے

کچھ اثر اور تحریک پیدا کرے گی اور ہمارے ناظرین حتی الوسع ہر صیغہ میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں
حصہ اوّل

بالکل چھپ کر طیار ہو گیا ہے ۳۰ رمئی ۱۸۹۹ء سے اسکی اشاعت شروع ہوتی ہے۔ قیمت ۲؍ ہے۔ اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور وحدت وجود پر ایک خط دوبارہ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے قیمت وہی ۲؍

۱۔ حضرت اقدس معہ جمیع ممبران خاندان و خدام موجودہ قادیان دارالامان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضرت اقدس کتاب معلوم کی طیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ۔۔ صفحہ تک اردو میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ اس ہفتہ زور شور سے آندھیاں آتی رہیں اور خوب گرد و غبار اڑتا رہا۔

اعلان

چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اطلاع دیتے ہیں کہ انکے پاس رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء اور ۔۔۔ تقاریر حضرت اقدس کی کچھ کاپیاں موجود ہیں جنکو وہ مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں اسلئے جو صاحبان کتابوں کو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ مندرجہ بالا پتہ پر درخواست کریں۔ رپورٹ کیلئے ایک آنہ اور باقی ہر دو کتب کیلئے آدہ آدہ آنہ محصول ۔۔۔ بڑی مشکل تو ہے کہ بعض لوگ طالب ہی نہیں دنیا کے لئے کیا کچھ محنت نہیں کرتے ایک پیسہ کی مٹی کا برتن بھی دیکھ بھال اور ٹھوک کر لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ ٹوٹا ہوا نکلے لیکن دین کا کام صرف زبان کے حوالہ کر رکھا ہے اور ہر فعل کی سچائی امتحان سے اس کو نہیں آزما ۔۔۔ کھول کر نہیں دیکھتے صدق دلی اخلاص ۔۔۔

قادیان موعظہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء

دواخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر

قدردان علم و ہنر + غور سے کیجیے ادہر بھی نظر
[illegible] میں ہر بشر کے پسر + لعل و دریتیم سے بڑھ کر

ہم لاتے ہیں آج لعل و گہر + جس سے کوئی لاولد مضطر
جس پہ ہو فضل ایزد داور + کبھی نہ ہو اس سے بامراد اکثر

اظہار [illegible] - ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و عبارت اسناد بیشمار کا حقہ [illegible] گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر [illegible] سکتے ہیں یہاں خیرخواہی عام اور راستبازی سے کام [illegible] شرطیہ دوا آزمائیں جمہور ہوں کو سچا اور [illegible] بنائیں۔

معیار صداقت - بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ پر لکھا جاتا ہے جس کو اس پر یقین ہی نہ آوے وہ پہلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ جرمانہ و ہرجانہ لو صحت کے طالو!!! اولاد کے آرزومندو!!! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے۔

[illegible] ات اور فقرائی کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع الاثر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات و ممات و دافع اسقاط کیلئے [illegible] ات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر خدا ع پنج انگشت یکساں نہ کرد ✤ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں بزرگوں کے ارشاد سے فیض علم کا اشتہار کر [illegible] کم مقدور والے صرف نرخ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عمدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لیجائیں اور مراد دل پائیں - (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ [illegible] اگر میعاد مقررہ کے اندر امید برآئی بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائیں (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرارنامہ آمدنی دو ماہ لکھدیں بشرط پیدائش نرینہ [illegible] خرچ دوا بھی بذریعہ [illegible] سیدوالیس سے (۵) زرتصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں [illegible] کامیابی [illegible] اور واپس [illegible] (۶) [illegible] اطمینان نہ ہو تو جبکہ شرطیہ لکھا ہے وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ دو چند جرمانہ - جرمانہ حسب قرارداد قبول [illegible] اقرارنامہ کے جھوٹے اشتہار وں کی بنیاد ڈھا دی - اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے فرزند نرینہ [illegible] وہ خانہ خراب ہے پھر نہیں سے ہر باد وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر نہیں + گم نام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں + کتاب اسناد کامل فہرست [illegible] جن ابو سین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی انکی تحریریں ملاحظہ فرمائیں تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے [illegible] بذریعہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امرا حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض
۱	بچے اولاد نہ ہو	سے ۵	۸	ضعف باہ	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۲	[illegible]	صہ	۲۹	[illegible]
۲	[illegible]	صہ	۹	ضعف جگر	عا	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۳	دوہر رنگ	عہ۵	۳۰	خوفنا [illegible]
۳	[illegible]	صہ	۱۰	قولنج و دوری	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۴	ضیق النفس	سے۵	۳۱	نزلہ و زکام
					صہ	۱۸	سبل	عا	۲۵	پیپ	عہ	۳۲	تسہیل [illegible]
						۱۹	لقوہ	عا	۲۶	پتھری	صہ	۳۳	سفیدہ مجربہ [illegible]
							بھگندر	عا	۲۷	آتشک [illegible]	عہ۵	۳۴	[illegible]
								[illegible]	۲۸	عمل اسقاط	عہ	۳۵	[illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی سے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - ضُبل - سُرخی - ابتدائی - موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم پہاڑ دیکھے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں - چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی ہی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ... روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ... خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی ممیرے کی سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے ... آنکھوں سے پانی جانا آنکھ آنا کھنے میں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ... کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئی نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال ... ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اصلی ممیرے کا تنک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم ... در ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

... سرمہ کے فایدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے نیز اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... سال ... پلکوں میں خرد خود دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی ... کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکور نے ... استعمال کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق ...

... سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں ... کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر پر جلال گھوش صاحب بہادر ...

... کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ... کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ...

... سرمہ کی سندات میں سے ...

جولائی کے ...

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

نمبر ۲۰	قادیان دارالامان - ۹ - جون ۱۸۹۹ء مطابق ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ	جلد ۳

حضرت اقدس کی پاک باتیں ۔

۱۔ دعا کے بعد جلدی جواب ملے تو عموماً اچھا نہیں ہوتا ۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا ۔ ۵ ۲/۹۸

۲۔ خدا تعالٰے کا بظاہر تلون بھی رحمت ہی ۔ ۵ ۲/۹۸

۳۔ دنیا کی دولت سلطنت اور شوکت رشک کا مقام نہیں ہے مگر رشک کا مقام دعا ہے ۔ ۲۲ ۲/۹۸

۴۔ یہ ملک بہت ہی قابل رحم ہے ۔ اسلام صرف رسمی طور پر رہ گیا ہے ۔ خدا تعالٰے نے بڑا احسان کیا ہے جو اپنا نذیر اس ملک میں بھیجا ۔ اگر کوئی حاملہ عورت مرجاتی ہے تو ہندوؤں کی طرح اسکی قبر کے گرد کیلیں ٹھونکتے پھرتے ہیں ۔ ملاں صاحب اس کام کے لئے ٹھہر لیتے ہیں ۔ انکا یہ حال ہے کہ کوئی کچھ کرالے مگر اجرت دیدے یہانتک کہ مکرر نکاح پڑھا دیتے ہیں ۔ ۲۳ ۲/۹۸

۵۔ مرید و مرشد کے تعلقات ایسے ہوتے ہیں کہ ماں باپ اولاد کو اتنا عزیز نہیں سمجھتے جتنا مرشد مرید کو جانتا ہے ماں باپ جسمانی تربیت اور تعلیم کے لئے کوششیں کرتے ہیں مگر مرشد مرید کی روحانی پیدایش کا موجب ہوتا ہے اور اسکی اندرونی تعلیم اور تربیت کا ذمہ وار ہے ۔ بشرطیکہ راستباز ہو اگر ریاکار اور دھوکہ باز ہو تو وہ دشمن سے بھی بدتر ہوتا ہے ۔ ۲۴ ۲/۹۸

مولوی نورالدین صاحب کے اقوال

راستباز کی شناخت کا ایک معیار یہ بھی ہے (۱) پہلے بھلوں اور راستبازوں سے اس کا مقابلہ کرو ۔ (۲) بروں بھلوں میں جنگ رہی ہے نتیجہ بھلوں کے حق میں ہوتا ہے ۔ (۳) عام نشان اسکی جماعت ہی بینے وہ بنتی ہے اور دشمن تباہ ہو جاتے ہیں ۔ ۲۴ ۲/۹۸

حنفی کسکو کہتے ہیں ؟

ابھی امام صاحب بیعت نہ لیتے تھے ان دنوں میں ایک بار مجھ سے کہا کہ تم اشتہار دو کہ میں حنفی ہوں ۔ میں نے اشتہار لکھکر بھیجدیا جس کا عنوان یہہ تھا کہ

"بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید"

لیکن پھر جب میں قادیان آیا تو آپ نے وہ اشتہار نکال کر دیا اور کہا کہ اسکو پھاڑ ڈالو ۔ میں نے پھاڑ دیا ۔ پھر فرمایا کہ حنفی کس کو کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا ۔ امام صاحب نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کیا کرتے تھے میں نے کہا جہاں نص پاتے تھے عمل کرتے تھے اور جہاں نص نہ پاتے تھے اجتہاد کرتے تھے ۔ فرمایا کہ یہی مومن کا کام ہے اور یہی حنفی ہوتا ہے ۔ [illegible]

مجھے کسی شرعی مسئلہ میں نہ جزئیات پر کبھی وسوسہ نہیں [illegible] ۲۵ [illegible]

ایڈیٹوریل جملے

اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت قرآن کریم نے منجملہ اور باتوں کے یہہ بھی فرمایا ہے کہ ایدناہ بروح القدس یعنے ہم نے اسکو روح القدس سے موید کیا ۔ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت خصوصیت سے یہہ ذکر کیا گیا ہے اور عیسائی بھی عموماً مسیح کی فضیلت میں اُسے پیش کیا کرتے ہیں ۔ اصل بات یہ ہی کہ خدا تعالٰی کو یہود اور نصارٰی کی افراط تفریط کا رد منظور تھی اور ان پاک الفاظ میں اُنکے خیالات فاسدہ کا استیصال کیا ہے کیونکہ یہ دونوں قومیں حضرت مسیح کو مکالمہ الہیہ سے مشرف اور فیضیاب نہیں سمجھتیں یہود تو اس لئے کہ وہ سرے سے ہی انکی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور عیسائیوں نے کچھ تو انکو فرضی خدا قرار دیکر مکالمہ الہیہ سے دور پھینکا [illegible] کچھ لعنتی لعنت کا مصداق قرار دیکر خدا سے دور کر دیا ۔ چونکہ خدا تعالٰی کو اپنے برگزیدہ نبی کی [illegible] خصوصیت کے ساتھ [illegible] القدس لکھکر عیسائیوں اور یہود کی اعتقادات [illegible] [illegible]

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

مندرجہ بالا دو باتیں میزان عمل میں بہت وزن رکھتی ہیں۔ اور ان ہر دو کلمات کے اجزا گویا ثابت شدہ صداقتیں ہیں کہ انپر کسی بحث کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز خواہ وہ زمین میں ہے یا اوپر آسمان میں اللہ تعالے کی تنزیہہ اور تحمید کر رہی ہے۔ خود لفظ اللہ جو اللہ تعالے کا اسم اعظم اور ذاتی نام ہے کل تمام محامد کو اپنے اندر رکھتا ہے اور تمام نقائص سے اپنے تئیں مبرا ٹھہراتا ہے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

ان جڑی بوٹیوں کو دیکھو جو خاک کی ڈھیری سے پیدا ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات براز کی کھاد کے اندر سے نکلتی ہیں۔ لیکن کیسی مصفا اور خوشرنگ ہوتی ہیں جنکو دیکھکر آنکھوں میں طراوت اور دل میں قوت آتی ہے۔ یہ کس کی تسبیح ہو رہی ہے؟ اُسی ذات پاک کی! انسان کے اندر غور کرو کیسا تنزیہہ کا سلسلہ جاری ہے۔ خون الگ ہو رہا ہے۔ بول الگ ہو رہا ہے۔ براز کے لئے الگ راہ ہے۔ پسینہ الگ نکل جاتا ہے پھر وہی خون کسی حصہ میں پہونچکر انسان کی پرورش کا ذریعہ بنتا ہے اور ماں کی چھاتیوں میں سے مصفا دودھ کی نہروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن کیا مجال کہ اُس دودھ میں وہ خون کی سی حدت و سرخی ہو جو بالطبع انسان کو نفرت دلاتی ہے۔ کسی حصے میں پہونچکر انسان کی اصل یعنے نطفہ بنتا ہے جس سے ایک عالی خیال۔ پر غور طبیعت کا انسان بنجاتا ہے۔ کیا یہ ہر ہر چیز خدا کی تسبیح اور تنزیہہ نہیں کرتیں؟ بے شک کرتی ہیں اور ہر آن کرتی ہیں۔

مویشیوں کو دیکھو کہ وہ گھاس پھوس کھاتے ہیں لیکن انکی اندرونی مشین اس گھاس سے گوبر الگ اور دودھ الگ نکال کر رکھدیتی ہے۔ بتلاؤ تو سہی یہ تنزیہہ الہی نہیں تو کیا ہے؟

پھر دودھ کو دیکھو کہ اس کا خلاصہ یا عطر کبھی ملائی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور کبھی مکھن بنکر جلوہ گر ہوتا ہے۔ غرض جدھر دیکھو ادھر ہی سے سبحان اللہ وبحمدہ کی آواز کان میں آئے گی۔ مگر کان سننے والے ہوں۔ درختوں پر نظر کرو کیسے کیسے خوشنما پھل پھول کس ترتیب اور انداز سے نکلتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ایک پھول کی بناوٹ پر غور کریں تو بے اختیار سبحان اللہ کہنا پڑتا ہے۔

المختصر۔ سبحان اللہ وبحمدہ کا مضمون جیسا ہم نے کہا ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اس کا مفہوم اور مطلب کیا ہے؟ کہ ہر عیب ونقص سے منزہ اور مبرہ اور تعریف وستایش کے قابل صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے۔

پھر دوسرا جزو ہے سبحان اللہ العظیم تمام عظمت وعزت اسی خدا کو شایان ہے جو مندرجہ بالا صفات سے موصوف ہے۔ وہ خدا جو تمام خوبیاں اپنے اندر نہیں رکھ سکتا یا نہیں رکھتا وہ ناقص ہے اور تسبیح۔ تحمید اور تعظیم کے مراتب اسکی شان کے لائق نہیں ہو سکتے۔

مثلاً اگر کوئی خدا ایسا ہو کہ وہ ایک ذرہ بھی دنیا میں پیدا نکر سکے یا کسی اپنے اعلیٰ درجہ کی ہمہ تن محو پریمی اور بھگت کو بھی ہمیشہ کے لئے نجات کا وارث اور نور کا فرزند بنا سکے تو وہ سبحان اللہ وبحمدہ کا مصداق کہاں ہوا اس کے لئے وہ عظمت تامہ کا درجہ کہاں نصیب۔ تو پھر بتلاؤ کہ کیا ایک آریہ یہ اعتقاد رکھکر سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم خدا کا قائل ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔

یا مثلاً برہمو کہتا ہے کہ خدا تعالے نے انسان پر اپنی مرضی اپنے کلام کے ذریعہ ظاہر نہیں فرمائی۔ تو وہ کیونکر تسبیح الہی کا مدعی ہو سکتا ہے؟ اور اپنے دل کو عظمت الہی کے تخت کے سامنے جھکا سکتا ہے۔

نادان عیسائی جبکہ مانتا ہے کہ خدا عادل ہے پر اوروں کے بدلے اپنے اکلوتے بیٹے (معاذ اللہ منہا) کو پھانسی دلاتا ہے تو ایسے عدل اور رحم کا محتاج خدا کیا خدا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر رافضی جو خدا کو ایسا خدا مانتا ہے کہ وہ اپنے پاک اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد سے قاصر رہا اور اس کے گرد اگرد (نقل کفر کفر نباشد) منافقوں کا گروہ جمع رہا کب سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم کا لطف اٹھا سکتا ہے؟ ممکن نہیں۔

پس سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم کہتے ہو تو اللہ تعالے کی عظمت اور قدوسیت کے سامنے سجدہ کرو۔ اسے وحدہ لا شریک خدا مانو۔ کسی کو خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو اسکی سی عظمت اور قدرت نہ دو۔ وہ خالق کل شے ہے۔ پھر کوئی دوسرا کخلق اللہ کب خلق کر سکتا ہے۔ (احیاء موتے خدا کے ہاں اسی خدا کی جو سبحان اللہ العظیم کا مصداق ہے) صفت ہے۔ پھر عاجز مسیح مرا ہے کیونکر زندہ کر سکتا ہے اور پھر اُسی طرح جیسے خدا کرتا ہے۔ خدا کی حکومت کا جوا گردن پر رکھلو اسکی عظمت کے ماتحت چلو راحت اسی میں ہے۔ اللہ تعالے ہمکو اور ہمارے پڑھنے والے احباب کو توفیق دے کہ ہم سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم نہ صرف زبان سے کہتے ہوئے بلکہ روح کے ساتھ بولتے ہوئے اللہ کریم کے تخت جلال کے سامنے سجدے کریں اور اُس نبی کریم پر درود پڑھیں جس نے اللہ تعالے اور اسکی صفات کا مسئلہ پاک اور سچی صورت میں ہمکو سمجھایا۔ آمین

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ

مندرجہ بالا الہی ارشاد میں تقوی اللہ کی ہدایت ہوئی ہے یعنے مومنو! خدا سے ڈرو۔ تقوی اللہ کے مدارج اور قرآن کریم میں تقوی اللہ کی تفسیر مختلف مقامات میں درج ہے۔ جسپر اسوقت بحث نہیں کرینگے صرف خشیت الہی پر مختصر سی بحث کیجائیگی۔ مومنو! خدا سے ڈرو!! ہم جب کبھی اس آیت کو سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو جو باتیں دل میں علی العموم گذرتی ہیں انکا اظہار اپنے فائدہ اور ناظرین کے افادہ کی خاطر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

خدا سے ڈرو - اس لفظ کے کیا معنے ہیں خدا سے ڈرنا اس قسم کا ڈرنا مراد نہیں جیسے کبوتر بلی کو دیکھکر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے خالہ بلی مجھے نہیں دیکھتی - خدا کوئی ہوا نہیں !!! وہ تو ایک پیاری اور دلکش بلکہ محبت مجسم ہستی ہے - پھر اس کو ہوا قرار دینا یہ دانشمندی نہیں - پھر اتقوا اللہ سے کیا مراد ہوئی ؟ اتقوا اللہ سے مراد یہی ہے کہ اوامر الٰہی کی تعظیم کریں یعنے اس کے اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے بچیں - اگر یہ بات نہیں تو پھر یہ سمجھو کہ ہم میں خشیت ہی نہیں اور ہمارے دل اس پر ہیبت و جلال ہستی کے تخت حکومت سے باغی ہیں اور اس سزا کے مستحق ہیں جو باغی کو مل سکتی ہے -

خدا نے ہم کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اسکے فضل و کرم سے حصہ لیں اور اپنے تئیں اس قابل بنائیں کہ اس کے حضور نہایت عزت و احترام سے جا سکیں - کون کہہ سکتا ہے کہ باپ اولاد سے پیار نہیں کرتا - کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے - لیکن جس طرح ناخلف اور بدمعاش بیٹا محروم الارث ہو کر کٹ جاتا ہے اسی طرح سے وہ ناعاقبت اندیش بدکار کٹ جاتا ہے جو خدا کی حکومت سے باغی ہے -

ہم نے کہا ہے کہ تقویٰ اللہ کے مدارج مختلف ہیں - لیکن تقویٰ کی عام راہیں یہہ ہیں کہ انسان کان کو بری اور لغو باتیں سننے سے محفوظ رکھے - زبان کو مذلیات اور ناشائستہ الفاظ سے روکے - آنکھوں کو بد نظری اور بدکاری کی راہوں سے بچائے - ہاتھوں کو ہر قسم کے ظلم و جبر سے بچائے اور پاؤں کو گندے اور ناپاک راہوں پر چلنے سے روکے - غرض اپنے ہر ایک قویٰ اور اعضاء کو خواہ وہ خارجی ہو یا اندرونی ایسے ارادوں اور ارتکابوں سے جو الٰہی نارضامندی کا موجب ہوں روکے - ہاں یہ بھی لحاظ رکھا جائے کہ یہ سب باتیں اس پاک نمونہ کے مطابق ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے - اور محض اخلاص سے ہوں یعنے اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہوں -

سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں - خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے" - اور قرآن کریم کے پر غور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ :-

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے ہی عالم ہیں - اس سے پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ اللہ جسکو خشیت الٰہی کا مترادف بھی ایک معنے سے کہہ سکتے ہیں ایک ایسی چیز ہے جو حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے - اور علم کی راہیں انسان پر وسیع کر دیتا ہے - علوم حقہ اور حق و حکمت کے حصول کے ذرایع معتبرہ میں سے تقویٰ اللہ ایک ضروری چیز ہے - قرآن کریم نے صاف شہادت بھی دی ہے :- اتقوا اللہ ویعلمکم اللہ -

غرض تقویٰ بڑی چیز ہے - ہمارے استاد مولانا مولوی نور الدین صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالےٰ کا خوف بھی ایک مجرب نسخہ ہے - حقیقت میں یہ سچی بات ہے - اگر انسان خدا تعالےٰ کو ذوالانتقام - قادر - مقتدر - قدوس - اور گناہوں سے متنفر ہستی خیال کرے اور مالک یوم الدین مانے تو ضرور ضرور گناہوں سے نفرت پیدا کر لے - اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ تقویٰ اللہ کی راہوں پر چلیں - آمین

دنیا کے کل مذاہب حقہ اور باطلہ میں ایک فیصلہ کرنے والا معیار

قرآن کریم کا یوں تو ایک ایک لفظ مذاہب باطلہ اور ملت حقہ میں فیصلہ کن ہے لیکن قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت بھی اپنے ان عجائبات کی وجہ سے جو اسکے اندر ہیں ایک کامل معیار ہے :-

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ -

یعنے جب کہا اللہ تعالےٰ نے اے عیسیٰ میں تجھکو موت دینے والا ہوں اور اپنی جناب کی طرف رفعت دینے والا ہوں اور تجھے کافروں کی ناپاک تہمتوں اور الزاموں سے) پاک کرنے والا ہوں اور تیرے ماننے والوں کو ہمیشہ ہمیشہ تیرے منکروں پر حکمران رکھوں گا "

سورہ آل عمران کے اس رکوع میں جس میں یہ آیت شریف ہے بے انتہا عجائبات ہیں خدا کی ہستی پر دلیل - رسول کی رسالت حقہ پر گواہی - کتاب کا منجانب اللہ ہونا ہر سہ امور کو بڑی زبردست دلیل کے ساتھ یکجائی طور پر ثابت کیا ہے -

اس آیت میں چار امر بیان فرمائے ہیں -

اولاً مسیح علیہ السلام کا طبعی موت سے وفات پانا یعنے ایسے طور پر وفات پانا کہ دشمنوں کے قابو میں نہ ہوں - کیونکہ دشمن کے ہاتھ میں مرنا گو ایک قسم کی موت ہی ہوتی ہے مگر اسمیں ایک ذلت اور خفت ہوتی ہے جس سے بچا لینے کا خدا تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے اس کا ثبوت مفصل طور پر اگر بیان کریں تو ایک کتاب بکار ہو - اس لئے قرآن کریم سے خود مسیح علیہ السلام کا اقرار ہی ہم بیان کریں گے اور وہ یہہ ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم - جب تو نے مجھے وفات دیدی تو ہی ان پر نگران تھا - اس آیت میں خود مسیح علیہ السلام اپنی موت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں اور اس آیت وعدہ میں خدا اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور واقعات عظیمہ نے اس امر کو اور بھی اچھی طرح ثابت کر دیا ہے جن سے معلوم ہو گیا ہے کہ انھوں نے سری نگر میں آکر وفات پائی (چنانچہ یہ مفصل بحث مسیح ہندوستان میں ہو گی -

ثانیاً رافعک الی - مسیح کا رفع الی اللہ اس کا ثبوت بھی قرآن میں موجود ہے بل رفعہ اللہ الیہ -

ثالثاً مطہرک من الذین کفروا - یہہ ایک بدیہی بات ہے جب اللہ تعالےٰ نے انکو عزت سے وفات دی تو وہ جو قتل صلیب سے لعنت کا مورد بناتے تھے اس سے پاک کیا -

رابعاً متبعان مسیح کا قیامت تک منکروں

پر غلبہ - یہہ ایک ایسا پکا گر اور اصول ہے جس سے قرآن کریم کی صداقت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت - خدا تعالےٰ کی فوق الفوق ہستی اور مسیح علیہ السلام کی تطہیر کامل طور پر ثابت ہوتی ہے۔

اب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ مسیح کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں اور منکران حقیقی یہود ہیں - پس مسیح کے اولاً بالذات قایل یعنے مسلمان اس کے بالذات منکروں پر حکمران ہیں - کیونکہ یروشلم جو یہودیوں کا قبلہ ہے وہ مسلمانوں کے تحت حکومت میں ہے اور مرکز پر مسلمانوں کی حکومت گویا یہودیوں پر حکمرانی ہے - پھر دوسرے درجہ پر مسیح کے قائل ہیں عیسائی - اور دوسرے درجہ کے منکر مجوس اور ہنود اور یہ منکر علی العموم عیسائیوں کے ماتحت ہیں۔

اب یہ واقعہ صحیحہ کیونکر رد ہوسکتا ہے پس اس ایک امر سے امور ثلاثہ سابقہ وفات طبعی - رفعت الی اللہ - تطہیر بھی بخوبی ثابت ہوتی ہے - اور قرآن کریم جس نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے اسکی صداقت کی دلیل ٹھہرتی ہے - آریہ کو یہ ملزم کرسکتی ہے اور دہریہ پر یہ حجت ہے - رہی یہہ بات کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں کون سچا ہے اس کا جواب اس سے آگے خود خدا تعالےٰ نے دیا ہے جو اسوقت ہمارا مقصود نہیں ہے - غرض یہ آیت مذاہب باطلہ اور حقہ میں ایک بیّن نشان ہے - سوچو اور غور کرو!

عبد الرحمٰن

نمبر ۶

(سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار الحکم ۱۷ فروری ۱۸۹۹ء)

اس سے پچھلے نمبر میں ہم نے عباد الرحمٰن کی پانچویں چھٹی اور ساتویں صفت پر بحث کی ہے - چونکہ ان تین عظیم الشان صفات پر حسنات کا مدار اور دوسرے پہلو سے یعنے انکے خلاف عامل ہونے سے جرائم اور بدکاریوں کو ترقی ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے عباد الرحمٰن کی آٹھویں علامت کے بیان کرنے سے پہلے اُن ثمرات کو بیان کیا ہے جو اُن کے خلاف بیان کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور پھر اُن بدنتائج کا علاج بیان کیا ہے - کیونکہ اگر اُس زہر کا کوئی تریاق نہ ہوتا تو ایک بڑی بھاری مایوسی اور نامرادی پیدا ہوکر انسان کی زندگی اسپر دوبھر کردیتی اور خودکشی جیسے خوفناک اور مکروہ مسئلہ کا جواز ماننا پڑتا -

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے محترم ناظرین کے ذہن میں وہ صفات ثلاثہ مستحضر ہوں گی اور نہیں تو سلسلہ قائم کرتے وقت معلوم ہوسکتی ہیں -

ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اُن ہرسہ صفات میں سے لا یدعون مع اللہ الٰہاً آخر والی صفت بطور ایک اصل درخت کے ہے اور زنا سے بچنا اور قتل نفس سے پرہیز اوس کے دو بڑے تنے ہیں - اور انکا تعلق شرک سے ہی - اُنکے ارتکاب پر جو ثمرات مترتب ہوتے ہیں اُن کا ذکر اب آتا ہے -

زنا اور قتل نفس کے خطرناک ثمرات

ومن یفعل ذالک یلق اثاماً یضعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهاناً - یعنے جو کوئی بندوں میں سے ایسی کرتوت کرتا ہے وہ بڑی سخت بدکاری میں گرفتار رہوا - ایسے بدکار کے لئے عذاب بڑھا - اور ذلیل وخوار ہوکر اس عذاب میں رہ پڑا

اس امر کا اظہار ہم پچھلے نمبروں میں بخوبی کرآئے ہیں کہ قتل نفس بغیر حق اور زنا کا تعلق باہم بڑا زبردست ہے - زانی کو عورت ہو یا مرد اپنی برائی کے چھپانے کے لئے اسقاط - مانع حمل ادویات کا استعمال وغیرہ وغیرہ خطرناک منصوبے کرنے پڑتے ہیں اور کبھی کبھی اُن لوگوں کو جو انکی راہ کا پتھر ہوتے ہیں قتل کرنے کی تدبیریں سوچنی پڑتی ہیں - غرض زنا ایک ایسی چیز ہے کہ وہ قتل انسان بغیر حق کا ایک باعث ہوجاتا ہے - یضعف سے مراد زیادتی عذاب ہے دوچند - اور یہ بدیہی بات ہے -

بدکار زانی کا دل کب راحت پاسکتا ہے جبکہ ہر آن اُسے گھبراہٹ اور خوف افشا حیران کرتا رہتا ہے اور اسپر آتشک سوزاک کے امراض کا پیدا ہونا ہر آن ایک نئی موت اور تکلیف اسپر وارد کرتا ہے - مگر کیا کسی خطا کار کے لئے آخری اور انتہائی حد یہی عذاب ہے؟ اور وہ ایک عرصہ معینہ کی بدی کے لئے ابدی سزا کا مستوجب ہوگیا؟

نہیں ! نہیں !!

اس کے لئے ابھی راحت کا سامان اور ذریعہ موجود ہے وہ کیا؟

الا من تاب وآمن وعمل عملاً صالحاً فاولٰئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیما -

لیکن ہاں جس نے بدی کو چھوڑ دیا اور تمام بھلائیوں کی اصل ایمان کو اختیار کرلیا اور اختیار ایمان کا ثبوت اپنے اعمال سے دیا یعنے اچھے عمل کئے ایسے لوگوں کی برائیاں جاتی رہتی ہیں اور ان کے بدلہ میں نیکیاں آجاتی ہیں اور اللہ تو ہر تائب کی توبہ قبول کرنے والا اور اسکی توبہ پر رحم کرنے والا ہے

توبہ کیا ہے؟

توبہ سے مراد وہی ہے جو اسی آیت میں آمن وعمل عملاً صالحاً الی الآیہ میں بیان ہوئی ہے چور کی توبہ چوری کا چھوڑ دینا ہے - زانی کا عفت اختیار کرلینا اور ہر بدکار کا بدکاری چھوڑ دینا ہے - زبان سے توبہ توبہ کہنے سے کچھ فائدہ مترتب نہیں ہوسکتا - اور بدیوں کے چھوڑ دینے پر انکی تبدیلی نیکیوں سے ہوجانا ایک امر واقعی ہے - اس پر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں - جب ایک زانی نے عفت اختیار کی تو کون کہہ سکتا ہے کہ اسکی بدی نیکی سے نہیں بدلی -

اس مقام پر اللہ تعالےٰ کی صفت رحیمیت کا اظہار صاف بتلا رہا ہے کہ یہاں عمل بکار ہے - اسی مضمون کو وسیع کرکے پھر اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے کہ توبہ کیا چیز ہے؟ ومن تاب وعمل صالحاً فانه یتوب الی اللہ متاباً - جو کوئی بدی کو چھوڑ کر بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا وہی اللہ تعالےٰ کی طرف سچے معنوں میں تائب ہوا اس سے صاف صاف لفظوں میں معلوم ہوا کہ کسی فعل بد سے توبہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ اسکو ترک کرکے بالمقابل حسنات پر

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام موسیٰ عبد صالح کہکر پکارے جاتے تھے۔ ایک دفعہ وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور اول شب سجدہ میں جاکر عظم الذنب عندی فلیحسن العفو من عندک یا اھل التقویٰ ویا اھل المغفرۃ۔ بار بار اسی کو کہے جاتے تھے حتی کہ صبح ہوگئی۔

سخی وجواد بہت ہی تھے۔ جب سن لیتے کہ فلاں شخص تنگدست ہے تو ایک تھیلی اس کے پاس بھیجدیتے۔ عموماً یہ عادت مبارک تھی کہ دوسو تین سو چار سو اشرفیوں کی تھیلیاں بنا لیتے اور مدینہ منورہ کے غربا کو تھیلیاں ہی تقسیم فرمایا کرتے۔ مدینہ منورہ میں قیام تھا۔ مہدی خلیفہ بغداد نے بلاکر حبس میں بھیجدیا۔ ایکرات کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا مہدی کو فرمارہے ہیں فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ (ترجمہ) کیا تم اگر والی بنجاؤ تو قریب ہو اس بات کے کہ زمین فساد کرنے لگو اور رشتوں کو قطع کردو۔ ربیع (وزیر مہدی) کہتا ہے کہ رات کو ہی میرے پاس آدمی پہنچا کہ خلیفہ بلاتے ہیں۔ میں ڈرگیا۔ وہاں پہونچا تو دیکھا مہدی یہی آیت پڑھ رہا تھا۔ چونکہ آواز کا اچھا تھا اس لئے عجیب اثر معلوم ہوتا تھا۔ مجھے دیکھکر کہا کہ موسیٰ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ۔ میں انکو حبس سے لے آیا۔ مہدی نے معانقہ کیا اور ان کو اپنے برابر بٹھلایا اور بیان کیا کہ میں نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں اس طرح پر دیکھا ہے کیا آپ مجھکو اطمینان دلا سکتے ہیں کہ آپ یا آپ کی کوئی اولاد مجھپر خروج نہ کریگی۔ فرمایا بخدا میں نے پہلے کبھی اس کا ارادہ نہیں کیا۔ اور نہ میری یہ شان کہ میں خروج کروں۔ کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر وزیر سے کہا کہ تین ہزار اشرفی آپ کو دو اور مدینہ کو جہاں آپ کے اہل وعیال ہیں بھیجدو۔ ربیع کہتا ہے کہ میں نے صبح کو انکے سفر کی تیاری کرنی چاہی۔ معلوم ہوا وہ روانہ ہوچکے تھے۔ مدینہ منورہ میں ہارون الرشید کے زمانہ تک باامن وامان رہے۔ جب ہارون رشید ۱۷۹ ہجری میں عمرہ رمضان کرکے واپس بغداد کو آنے لگا تو آپکو ساتھ لے آیا اور یہاں آکر حبس میں بھیجدیا جہاں حبس میں ہی آپ نے انتقال فرمایا۔

خطیب کا ہی بیان ہے کہ ہارون رشید حج کے بعد روضہ نبوی کی زیارت کو گیا۔ روضہ مبارک پر ہاشمیان قریش و سرداران قبیلہ اور حضرت موسیٰ کاظم بیٹھے ہوئے تھے۔ ہارون رشید نے حاضرین پر اپنا فخر جتلانے کے لئے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عم! اے رسول خدا اے چچا کے بیٹے آپ پر سلام ہوجیو!! حضرت موسیٰ کاظم بولے۔ السلام علیک یا ابت۔ بابا جان آپ پر سلام ہوجیو! ہارون رشید کے چہرہ کا رنگ اڑگیا اور کہا بیشک یہہ فخر پورا پورا ہے۔

مسعودی مروج الذھب میں لکھتا ہے کہ عبد اللہ خزامی ہارون رشید کا کوتوال تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ہارون رشید کا آدمی رات کو ایسے وقت میرے پاس آیا کہ کبھی نہ آیا تھا اور مجھے کپڑے پہننے تک کی اس نے مہلت نہ دی اور ساتھ ہی لے لیا۔ مجھے نہایت خوف پیدا ہوا۔ جب میں محل کے قریب پہنچا تو ایک خادم نے دوڑ کر میرے آنے کی اطلاع کی۔ جب اجازت ہوگئی تو میں اندر گیا۔ میں نے دیکھا کہ ہارون بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے سلام کیا۔ ایک گھڑی تک کچھ جواب نہ دیا۔ تب تو میرے ہوش جاتے رہے اور سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ بولا۔ عبد اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں طلب کیا ہے۔ میں نے عرض کی نہیں یا امیر المومنین۔ کہا میں نے ابھی ایک حبشی کو خواب میں دیکھا جس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے وہ کہہ رہا ہے کہ اسیوقت موسیٰ کاظم کو چھوڑدے ورنہ تجھے ابھی اسی تلوار کیساتھ قتل کرتا ہوں۔ پس تو جا اور موسیٰ کو قید سے چھوڑدے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ یہہ حکم دیتے ہیں کہ موسیٰ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) کو چھوڑدوں۔ کہا ہاں۔ میں نے تین دفعہ اسی طرح کہلا لیا۔ تیسری دفعہ ہارون رشید نے کہا ہاں اسیوقت جاکر چھوڑدے اور انکو تیس ہزار درہم بھی ان کو دیدے اور میری طرف سے یہہ بھی کہدے کہ اگر آپ یہاں ٹھہرنا پسند کریں تو یہاں ٹھہریں۔ آپ کے جملہ مصارف اور ضروریات کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ اور اگر آپ مدینہ جانا چاہیں تو وہاں تشریف لیجائیں۔ عبد اللہ کوتوال کہتا ہے کہ جب میں مجلس میں پہونچا تو امام موسیٰ مجھے دیکھکر کھڑے ہوگئے۔ شاید انھوں نے سمجھا کہ میں انکی نسبت کوئی مکروہ حکم لیکر آیا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ آپ خوف نکریں میں تو آپ کے چھوڑنے کے لئے آیا ہوں۔ پھر میں نے عرض کی کہ آپ کے معاملہ میں میں نہایت حیران ہوں۔ فرمایا میں یہاں سو رہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا موسیٰ! تو مظلوم ہوکر زندان میں پڑا ہے تو یہہ کلمات پڑھ۔ اسی رات یہاں سے رہائی پائیگا۔ کوتوال نے عرض کی کہ میرے پدر و مادر آپ پر قربان ہوں وہ کلمات تو بتلادیجئے۔ فرمایا یا سامع کل صوت ویا سابق الفوت ویا کاسی العظام لحما و منشرھا بعد الموت اسالک باسمائک الحسنیٰ وباسمک الاعظم الاکبر المخزون المکنون الذی لم یطلع علیہ احد من المخلوقین یا حلیما ذا اناۃ لا یقوی علی اناتہ یا ذا المعروف الذی لا ینقطع ابدا ولا یحصی عددا فرج عنی۔ میں نے یہی پڑھا اور اس کا یہہ نتیجہ ہوتے دیکھا۔ آپ کی ولادت مدینہ میں یوم سہ شنبہ قبل طلوع شمس ۱۲۹ھ (یا بقول خطیب ۱۲۸ھ) کو ہوئی۔ اور انتقال بغداد میں ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو ہوا۔ بعض کا بیان ہے کہ یحییٰ بن خالد نے زہر دیا۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ آپ کی کنیت ابو الحسن لقب کاظم ہے۔ اور ائمہ اثنائے عشر میں آپ ساتویں امام ہیں۔ راقم قاضی محمد سلیمان عفی عنہ منصور پور سرکار پٹیالہ۔

مذہبی دنیا

انگلستان۔ لندن میں کیتھولک عیسائیوں کا سرگروہ پادری ڈاکٹر بارنیٹ بیان کرتا ہے کہ انجیل کے رو سے جنگ کی ممانعت نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ مسیح کا گال پر تھپڑ کھانے والے کے رو برو دوسرا گال

کردینے کا مسئلہ عیسائی پادریوں کے کام سے تعلق رکھتا ہے۔ سلطنتوں اور دیگر کاروبار سے اس کا تعلق نہیں ہے"۔ کیا خوب! خوب تفسیر کی گئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عیسائی پادری واعظ اس پر عمل بھی کرتے ہیں؟ ہم نے بیسیوں پادری دیکھے ہیں جو صرف بحث سے تنگ آکر پولیس کی دھمکیاں دیا کرتے ہیں اور بعض اوقات مکہ بازی پر بھی اتر آتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ انجیل کی تعلیم کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جسکی تعمیل ناممکن بلکہ محال مطلق ہے۔ اور انجیل کی موجودہ تعلیم کے غیر یقینی اور صحیح نہ ہونے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہوسکتی ہے۔ صلیبی لڑائیوں کی تاریخ اور سپین میں عیسائیوں کی دست درازیوں کے واقعات سے آگاہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ مذہب کو کیا سمجھا گیا تھا بہرحال ہم یہ کبھی بھی ماننے کو طیار نہیں اور نہ کوئی دانشمند کبھی مان سکے گا کہ موجودہ اناجیل کی تعلیم پادریوں کی اس تعلیم کے موافق ہے جو وہ اپنے قول و فعل سے تبلارہے ہیں۔

جاپان کے بدھ اب عیسائی یورشوں سے گھبرا رہے ہیں۔ اسوقت عیسائی پادریوں کی کوششوں کو کسی قدر محدود کرنے کے لئے بودہ پوجاریوں کی کی طرف سے جدوجہد ہورہی ہے۔ جاپان کے بڑے بدھ گورو نے ایک ہزار روپیہ کولمبو (لنکا) کی بدھ سوسائٹی کو بھیجکر انھیں زیادہ کوشش کرنے کی ترغیب دی ہے۔

اسوقت ولایت میں جو بحث مذہبی رسوم پر چھڑرہی ہے وہ کسی قدر ہمارے لئے بھی مفید ہوسکتی ہے۔ ایک طرف تو ہر ایک قسم کی رسوم شان و شوکت کو پوپ ازم کے نام سے پکارا جاتا ہے اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ شان و شوکت سے مذہبی رسوم کا بڑا اعلیٰ اثر پڑتا ہے اسپر ایک آریہ اخبار کہتا ہے کہ ہمارے ملک میں مصنوعی ذرایع کی ایشر میں دھیان لگانے کے لئے ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ ہمارے آریہ ہمعصر صاحب اس قول سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ جو سادگی اسلام نے عبادت الہی میں دنیا کو بخشی ہے وہ کوئی اور مذہب نہیں دے سکتا۔ ایک راہ رو گھوڑے پر سوار نماز پڑھ سکتا ہے۔ جنگل میں گھر میں چھت پر غرض ہر جگہ خدا کی حمد کے ترانے گا سکتا ہے۔ لیکن ہون و سامگری کا پابند کشتا ور پوجن سادھن کا غلام کہاں سادگی اور آزادی سے ایسا کرسکتا ہے۔ سب سے افضل سب سے سادہ اور پھر سب سے موثر طریق اگر عبادت کا کوئی ہوسکتا ہے تو وہ وہی ہے جو اسلام نے دنیا کو دیا ہے۔

ملکہ معظمہ کی سالگرہ پر جو دعائیں ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں نے قیصرہ ہند کی درازی عمر کیلئے مانگی ہیں انپر ریمارک کرتا ہوا ستد دھرم پرچارک کہتا ہے کہ جسقدر عمر کرما نوسار ملی ہے اسیقدر ملکہ کو بھی بھگتنی ہے۔ اس سے اس کا مطلب صرف یہہ ہے کہ ایسی دعائیں بے فائدہ اور فضول ہیں۔ ہم اسوقت دعا کی قبولیت یا عدم قبولیت پر بحث نہ کریں گے بلکہ اپنے معزز دوست سے صرف اتنا ہی پوچھیں گے کہ کیا بعض آریہ سماجوں نے جو اظہار نمک حلالی کے لئے اس موقع پر اور دعائیں مانگی ہیں وہ تہہ دل سے نہیں؟ بلکہ محض نمایشی اور دکھاوے کیطور پر ہیں۔ اگر ایسا ہے اور ہمارے ہمعصر کے خیال کے موافق ایسا ہونا چاہیے۔ تو سخت افسوس ہے کہ ہمارے ہمعصر نے قبل از وقت کسی سرکلر یٹر کے ذریعہ آریہ برادری کو ایسا کرنیسے منع نہ کردیا۔

اشتہار

گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ نمبری ۸۳۶ مورخہ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

جناب معلی القاب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اُن اختیارات کے رو سے جو جناب ممدوح کو وبائی بیماریوں کے ایکٹ (نمبر ۳ ۱۸۹۷ء) کی دفعہ ۲ کی ماتحتی دفعہ (۱) کے بموجب حاصل ہیں ہدایت فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو جو یکم جنوری ۱۸۹۷ء سے اُن ممالک میں جو جناب نواب گورنر بہادر بمبئی باجلاس کونسل کے زیر انتظام ہیں یا ریاست بڑودہ یا کسی ایسے ویسے والئی ملک یا ریاست کے علاقہ میں جو زیر شاہنشاہی حضرت ملکہ معظمہ ہو [جس شاہنشاہی (کے اختیارات) کا نفاذ بذریعہ جناب نواب گورنر بہادر بمبئی باجلاس کونسل ہوتا ہو] سکونت پذیر ہو یا اُن کے اندر گیا ہو یا انہیں سے گذرا ہو تا حکم ثانی برٹش انڈیا کے کسی بندرگاہ میں کسی جہاز پر بدیں غرض سوار ہونے کی اجازت نہ دیجائے گی کہ وہ برٹش انڈیا سے باہر کے کسی بندرگاہ کو بہ حیثیت مزدور یا تارک الوطن کے چلا جائے۔

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا آپ نے جو سوالات کئے ہیں انکی حقیقت خداوند کریم کو ہی معلوم ہے۔ اس احقر کے خیال میں جو گذرتا ہے وہ یہ ہے (۱) صوفی باعتبار اُس حالت کے کے سالک کا نام ہے کہ جب وہ اپنی تمام توجہ اور تمام عقل اور تمام اطاعت اور تمام مشغولی سے خدا تعالےٰ کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے اور اپنی جان فشانیوں اور محنتوں اور صدقوں کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ تک پہونچ جاتا ہے تو اس حالت میں تمام کاروبار اُس کا وابستہ اوقات ہوتا ہے۔ اگر اپنے وقتوں کو ہر ایک لہو و لعب سے بچاکر یاد الہی سے معمور کرتا ہے تو اگر خدا تعالےٰ نے چاہا ہے تو کسی منزل تک پہونچ جاتا ہے۔ لیکن اگر حفظ اوقات میں خلل ہوتا ہے تو اس کا سارا کام درہم برہم ہوجاتا ہے پھر اگر چلنا چھوڑ دے بلکہ جنگل میں آرام کرنے کی نیت سے سوجائے تو قطع نظر عدم وصول سے جان کا بھی خطرہ ہے۔ سو جیسے مسافر ابن السبیل ہی سبیل کو قطع کرے تو کسی ٹھکانہ تک پہونچے ایسے ہی صوفی ابوالوقت ہے اپنے وقت کو خدا کی راہ میں لگاوے تو مقصود کو پاوے پس جبکہ حفظ وقت صوفی کے لازم حال پڑا رہے تو اپنے کام کو فردا پر ڈالنا اس کے حق میں مہلک ہے۔ اور نیز صوفی کے لئے بھی لازم ہے کہ اسی جہان میں اپنی نجات کے آثار نمایاں کا طالب ہو اور اپنے کام کے دن میں پہلے اپنی اجرت کا خواستگار ہو۔ فردا یعنے قیامت پر صوفی اپنا حساب نہیں ڈالتا اور

نسیہ اور ادھار کا روادار نہیں ہوتا بلکہ دست بدست مزدوری مانگتا ہے اور اس شریعت میں اس کا عمل ہوتا ہے۔ **من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ** پس صوفی اُن علماء کی طرح جو ظاہری ہیں نہیں ہوتا کہ جو ظاہری اعمال بطور عادت اور رسم کے بجالاکر اور تزکیہ نفس اور تنویر قلب سے یقیناً محروم رہ کر بہشت کی امید ہی باندھ رہے ہیں۔ بلکہ صوفی اسی جہان میں اپنے بہشت کو دیکھنا چاہتا ہے اور حرف وعدوں پر قناعت نہیں کرتا تو صوفی عمل کے رو سے بھی اور اجرت عمل کے رو سے بھی ابن الوقت ہے جو حفظ اوقات ہی سے اس کے سارے کام نکلتے ہیں اور حاضر الوقت نعمتوں کو پاتا ہے۔ لیکن چونکہ ہنوز اپنی ہی قوتوں اور طاقتوں اور اخلاصوں اور صدقوں اور محنتوں اور مجاہدات پر اس کا مدار ہے اور مسافر کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ قدم رکھنا اس کا کام ہے۔ اس لئے وہ صاحب حال ہے صاحب مقام نہیں۔ کیونکہ حال وہ ہے جو تغیر پذیر ہو اور مقام وہ جسکو ثبات اور قرار ہو۔ سو صوفی ابھی مسافر کی طرح ہر ایک جگہ چھوڑتا ہے دوسری جگہ جاتا ہے دوسری چھوڑتا ہے تیسری جاتا ہے۔ لیکن صافی وہ ہے جسکو بعد حصول فناء اتم کی عنایات اللہ نے اپنی گود میں لیلیا ہے۔ اب اسکو ان محنتوں اور مشقتوں سے کچھ غرض نہیں کہ جو صوفی کو پیش آتی ہیں کیونکہ وہ کاسات وصال سے بہرہ یاب ہو گیا ہے اور دست غیبی نے اُن ہر ایک غربت بشریت کے لوث سے مصفیٰ اور مطہر کر دیا ہے اور جو اعمال دوسروں کے لئے بوجھ ہیں اوس کے حق میں سرور اور لذت ہو گئے ہیں اور وہ تکلفات حفظ اوقات اور دوام مراقبہ و مشغولی سے برتر داخل ہے بلکہ **رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ** میں داخل ہے اور اس کا سونا اور اوس کا کھانا اور اس کا ہنسنا اور کھیلنا اور دنیا کے کاموں کو بجالانا سب عبادت ہے کیونکہ وہ منقطع اور مفرد ہے اور عنایات الٰہیہ نے اس کو اس کے نفس کے پنجہ سے چھین لیا ہے اور اُس کی سرشت کو بدلا دیا ہے۔ اب اس کا غیر پر قیاس کرنا اور غیر کا اسپر قیاس کرنا ناجائز ہے۔ صوفی بھی اُسکو نہیں پہچان سکتا کیونکہ وہ بہت ہی دور نکل گیا ہے اور وہ صاحب مقام ہے اور خدا نے اُسکو اپنی ذات سے تعلق شدید بخشا ہے اور وہ ہر ایک وقت اور حال سے فارغ ہے کیونکہ بجائے اس کے عنایت الٰہیہ کام کر رہی ہے اور وہ مست و مدہوش کی طرح پڑا ہے اور تمام آرام اس کے حق میں بصورت انعام ہو گئے ہیں اجر کی خواہش ہی اسمیں نہیں۔ صوفی معمور الاوقات ہے اور وہ فانی الذات ہے پھر معموری کیا اور وقت کیا۔ صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند۔

اس تحقیق میں دوسرے سوال کا جواب بھی آگیا۔ (۳) موسیٰ اور فرعون سے روح اور نفس امارہ کا جنگ و جدال مراد ہے جو نور روح ہے جسکو نور قلب بھی کہتے ہیں وہ ہر وقت قالوا بلیٰ کا نعرہ مار رہا ہے اور بارگاہ خدا میں اپنی لذت اور سرور چاہتا ہے اور موسیٰ کی طرح شرور کا دشمن ہے اور نفس امارہ شرور کا خواہاں ہے اور شہوت کا طالب۔ اُن دونوں میں موسیٰ اور فرعون کی طرح جنگ ہو رہا ہے یہ جنگ اُسی وقت تک رہتا ہے جب انسان اپنی ہستی کو مقصود ٹھہرا کر فناء فی اللہ کی حالت سے گرا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی ہستی سے بالکل کھویا جاتا ہے تو وہ پہلی بیرنگی جو عالم ہستی میں اسکو حاصل تھی پھر حاصل ہو جاتی ہے اور کوئی شائبہ وجود کا باقی نہیں رہتا اس مرتبہ پر نفس امارہ اور نور قلب کا جنگ ختم ہو جاتا ہے اور شہوات نفسانی حظوظ کا حکم پیدا کر لیتے ہیں اور فانی کا کھانا پینا ازواج متعددہ کرنا وغیرہ امور جائے اعتراض نہیں ٹھہرتا اور نہ کچھ اسکو ضرر کرتا ہے کیونکہ وہ فانی ہے اور اب یہ خدا کے کام ہیں جو اس پر جاری ہوتے ہیں سو اس مقام پر آکر موسیٰ اور فرعون کی صلح ہو جاتی ہے۔ (۴) حرص و ہوا سے اول چیز جو انسان کو روکتی ہے جذبہ الٰہی ہے وہی جذبہ انسان کو صالحین کی صحبت کی طرف کھینچتا ہے وہی اسکو کسی صالح کا مرید کراتا ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے پھر حضرت خداوندی میں روتا ہے کہ مجھ سے گناہ ہو گیا خدائے تعالیٰ اسکو بخش دیتا ہے اور اپنے فرشتوں کے روبرو اُسکی تعریف کرتا ہے پھر چند روز پاکر اُس بندہ عاجز سے گناہ ہو جاتا ہے پھر وہ جناب الٰہی میں روتا ہے چلاتا ہے اور ہر بار خدا تعالیٰ اُسکو بخشتا جاتا ہے اور فرشتوں کے روبروی اسکی تعریف کرتا ہے آخر اسکو کہتا ہے **اعمل ماشئت فانی غفرت لک** یعنے اب جو تیری مرضی ہو کر میں نے تجھکو بخشدیا ہے۔ سو اسی روز سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔ اور پھر ہوا و ہوس اُسپر غالب نہیں ہو سکتی۔ غرض جیسے جسمانی پیدایش کی ابتدا خدا ہی کی طرف سے ہے روحانی پیدایش کی ابتدا بھی خدا کی ہی طرف سے ہے۔ **یھدی من یشاء ویضل من یشاء**۔ جسکو وہ بلاتا ہے وہ دوسرے کی بھی سن لیتا ہے مگر جسکو وہ نہیں بلاتا وہ کسیکی نہیں سنتا جیسے کہ خود اُس نے فرمایا ہے **من یھدی اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا**۔ الجزو نمبر ۱۵۔ سورہ کہف یعنے ہدایت وہی پاتا ہے جسکو خدا ہدایت دے اور جس کو خدا گمراہ رکھنا چاہتا ہے اسکو کوئی مرشد ہدایت نہیں دے سکتا۔ چند انگریزی فقرات جو الہام ہوئے تھے وہ مطبع میں بھیجدیئے گئے اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں ایک ہندو لڑکا قادیاں کا لاہور پڑھتا ہے اوس نے دیکھے تھے۔

مرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ کی عام حالت روبہ ترقی ہے جو آخر مئی ۱۸۹۹ء کو درج رجسٹر طلبار کی تعداد ۸۶ تھی یعنے اوسط حاضری روزانہ ۷۶ ہے۔ کمیٹی نے مدرسہ کو زیادہ بہتر حالت میں بنانے کے لئے میاں شیر علی صاحب بی اے کو ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا ہے۔ اسوقت مدرسہ میں سات استاد کام کرتے ہیں لڑکوں کی جسمانی تعلیم کے لئے ایک ڈرل ماسٹر اور مانیٹر مقرر ہے۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام ایک متدین سپرنٹنڈنٹ صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے دوستوں کو مدرسہ کی امداد کی طرف بہت بڑی توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ مدرسہ کی عمارت کے کام کی وجہ سے سرمایہ بہت خرچ ہو چکا ہے۔

آمد و رفت مہمانان

ہفتہ زیر اشاعت میں حسب ذیل احباب تشریف لائے۔ جناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار کلانور سے۔ جناب مرزا ایوب بیگ صاحب سائنس ماسٹر چیفس کالج لاہور۔ جناب میاں معراج الدین صاحب لاہور۔ مرزا غلام حیدر بیگ صاحب چونیاں ضلع لاہور۔ شیخ عبد الصمد صاحب لاہور سے۔ خلیفہ نور الدین صاحب جموں سے۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر ایل ایل بی۔

حضرت اقدس آجکل کیا کر رہے ہیں

حضرت اقدس کی توجہ آجکل ہمہ تن مسیح ہندوستان میں تھا کے نام کی کتاب کی تصنیف میں مصروف ہے۔ الحمد خدا کا احسان ہے کہ بڑے اہتمام سے اس کتاب کی تصنیف کا سلسلہ جاری ہے۔ ۶۷ صفحہ تک کتاب مذکور اردو میں چھپ چکی ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ اصل کتاب کے ترجمے سے پہلے مولوی صاحب موصوف نے ایک مضمون اپنی طرف سے لکھا ہے جو گویا حضرت اقدس کی سوانح کا آئینہ ہے۔ یہ مضمون صرف انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہوگا اردو کے ساتھ نہ ہوگا۔

جناب مولوی عبد الکریم صاحب

مولوی صاحب خدا کے فضل و کرم سے حسب معمول حضرت اقدس کے خطوط کے جواب میں بہت بڑی محنت اور خلوص سے حصہ لے رہے ہیں۔ خطوط کا جواب عموماً مولوی صاحب دیتے ہیں۔ نماز پنجگانہ اور جمعہ کے امام بھی آپ ہی ہیں۔ مدرسہ کے مینیجنگ کمیٹی کے سکرٹری بھی ہیں۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب

خدا تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے جو فہم قرآن کا مولوی صاحب کو عطا کیا ہے۔ خدا کرے ہمکو اور ہمارے دوستوں بلکہ ہر مسلمان کو نصیب ہو۔ حسب معمول مولوی صاحب کا درس قرآن شریف ہوتا رہتا ہے جو ایک وسیع واقفیت اور معارف قرآنی کا مخزن ہوتا ہے۔

آجکل پانچواں سیپارہ شروع ہے۔ مولوی صاحب کا خاندان بھی بفضل الٰہی بخیریت ہے۔ مولانا صاحب نے جہاں ایک طرف بنی نوع انسان کی روحانی بھلائی کے لئے قرآن کریم کا درس شروع کر رکھا ہے۔ وہاں جسمانی بہتری کے لئے اپنے خرچ خاص سے ایک شفاخانہ بھی جاری کیا ہوا ہے۔ جس سے غربا کو مفت دوائی ملتی ہے۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

جو شخص انسان کا شکریہ نہیں کرتا وہ خدا کا شکریہ بھی نہیں بجا لا سکتا۔ پس اگر ہم اپنے مکرم بھائی محمد افضل صاحب اور معزز ہمدرد حافظ نور احمد صاحب ٹائم کیپر ممباسہ کی اوس گرانقدر امداد کے شکر گذار نہوں جو انھوں نے حال میں ۸۵ اور ۱۵ سے علی الترتیب فرمائی ہے تو کچھ شک نہیں کہ خدا کے بھی گنہگار ہوں گے اور ہم ایسی خطاکاری سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

پچھلے سال برادرم محمد افضل صاحب نے ایک سو روپیہ نقد بھیجکر کارخانہ اخبار الحکم میں شراکت چاہی تھی جسکو وہ کسی وجہ سے قائم نہ رکھ سکے۔ چونکہ وہ سو روپیہ اخبار الحکم کی ضروریات میں خرچ ہو چکا تھا۔ اور کارخانہ اس کا ایک نہج سے زیر بار تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے کامل فضل و احسان سے بابو محمد افضل صاحب کو اور حافظ صاحب کو توفیق دی کہ وہ اس زیر باری سے محض خدا کی خوشنودی کے لئے الحکم کو سبکدوش کریں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ہم اپنے بھائیوں کی اس گرانقدر امداد کے از حد ممنون ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ انکو اپنے مقاصد میں کامیاب فرماوے۔ آمین

ثم آمین

ادھر ادھر کی خبریں

ٹانجیر سے آئی ہوئی خبریں مظہر ہیں کہ سلطان مراقش نے روسی سفیر سے نہایت شان و شوکت سے ملاقات کی۔ لیکن اس موقعہ پر یہ بیان کرنا بیجا نہ ہوگا کہ مراقش میں اسکو نہ کوئی استحقاق حاصل ہے نہ یہاں پر اسکی کوئی رعایا ہے۔ الغرض اثنائے ملاقات میں ایک بدمزگی واقع ہوئی۔ یہ بات مشہور ہے کہ سلطان تمام غیر ملکی سفراء سے ایک بڑے دربار میں ملاقات کرتے ہیں اور وہ خود گھوڑے پر سوار رہا کرتے ہیں۔ جسوقت ملاقات ختم ہوئی سفیر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے چلا اور پھر پھسل کر گر پڑا۔ سفیر کو وہاں سے اٹھا کر مکان پر پہونچا دیا گیا جہاں سلطان کے پاس سے بار بار خط موصول ہوا کرتے تھے۔ اس حادثہ کی وجہ سے سفیر کو زیادہ دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ گو مراقش میں اتنی دیر ٹھہرنے کا ارادہ نہ تھا۔

"لوکل انزیگر" جو برلن سے شایع ہوتا ہے مظہر ہے کہ اسکو سینٹ پیٹرزبرگ سے خبر ملی ہے کہ روسی معدنی انجمن نے تلاش معدنیات کے لئے تمام صوبہ آذربایجان کا ستر سال کا ٹھیکہ لیا ہے۔ روسی سفیر طہران نے اس رعایت کیلئے بڑی تائید کی ہے اور خود شاہ ایران نے یکم مارچ کو اپنے دستخط کئے۔ اجرائے حصص کے وقت روسی سرمایہ کو ترجیح دیجائے گی۔ اس سوسائٹی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ جواہرات اور فلزات نکالے گی۔ سڑکیں اور ریلوے تعمیر کریگی اور نہر اراس کے انتظام کو اپنے ذمہ لیگی۔ اس صوبہ آذربایجان میں تمام ایران شامل ہے اور تانبا بکثرت ملتا ہے۔

ایشیائے کوچک کے مفلس ارامنہ کو برٹش کیطرف سے جو تائید دیجاتی ہے اسمیں فلاکت زدہ مسلمانوں کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔ اعلیٰ عثمانی دائروں میں اس امر کی بڑی تعریف ہوئی ہے۔

بغداد کے تاجروں نے ملاکھ پونڈ کے سرمایہ سے کمپنی قائم کی کہ اسنفین بحفنگ تک ۵۵ میل ریل نائیکا اجارہ دولت [illegible]

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

اخبار الحکم

نمبر ۲۱	قادیان دارالامن والامان ۱۶ر جون ۱۸۹۹ء مطابق ۵۔ صفر ۱۳۱۷	جلد ۳

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

خدا بیند و بپوشد وہمسایہ بیند و خروشد

خدایتعالے کی ستاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اسکی غلط کاریوں کو اُسوقت تک جبتک کہ وہ اعتدال کی حد سے نگذر جاویں ڈھانپتا ہے لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کم حوصلہ ہے اور خدایتعالے کی ذات حلیم و کریم ہے۔ ظالم انسان اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی خدایتعالے کے حلم پر پوری اطلاع نہ رکھنے کے باعث بیباک ہوجاتا ہے۔ اسوقت ذوانتقام کی صفت کام کرتی ہے۔ اور پھر اسے پکڑ لیتی ہے۔ ہندو لوگ کہا کرتے ہیں کہ پرمیشر اوراتت ہیں دیر ہے۔ یعنے خدا حد سے بڑھی ہوئی بات کو عزیز نہیں رکھتا۔ بایں ہمہ بھی وہ ایسا رحیم کریم ہے کہ ایسی حالت میں بھی اگر انسان نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ آستانہ الہی پر جاگرے تو وہ رحم کے ساتھ اسپر نظر کرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالے ہماری خطاؤں پر معاً نظر نہیں کرتا اور اپنی ستاری کے طفیل رسوا نہیں کرتا تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہر ایسی بات پر جو کسی دوسرے کی رسوائی یا ذلت پر مبنی ہو فی الفور مونہہ نکھولیں ۲۱ ۴/۹۹

غفلت کا علاج توبہ ہے

بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ انکو ایسے اسباب پیش آجاتے ہیں مثلاً ملازمت یا کوئی اور وجہ کہ انکی عمر کا ایک بڑا حصہ ظلمانی حالت میں گذرتا ہے۔ نہ پابندی نماز کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ قال اللہ اور قال الرسول سننے کا موقع ملتا ہے۔ کتاب اللہ پر غور کرنے کا انکو خیال تک بھی نہیں آتا۔ ایسی صورت میں جب ایک زمانہ ظلمت کا گذرجاوے تو یہ خیالات راسخ ہوکر طبیعت ثانیہ کا رنگ پکڑ جاتے ہیں۔ پس اسوقت اگر انسان توبہ اور استغفار کی طرف توجہ نکرے تو سمجھو کہ بڑا ہی بدقسمت ہے۔ غفلت اور سستی کا بہترین علاج استغفار ہے۔ سابقہ غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلا بھی آجاوے تو راتوں کو اٹھ اٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدایتعالے کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے۔ ۲۱ ۴/۹۹

اپنے دعوےکی صداقت پر ایک دلیل

ہمارے دعوی الہام و مکالمہ الہیہ کی اشاعت کو یوں تو بہت سال گذرے۔ لیکن اگر براہین کی اشاعت سے بھی لیا جائے تو بیس سال ہوچکے۔ ہمارے مخالف جو ہمکو جھوٹا اور اپنے دعوے میں مفتری قرار دیتے ہیں اُنسے کوئی سوال کرے کہ خدایتعالے تو کسی ایسے مفتری کو جو اسپر الہام اور مکالمہ کا افترا کرے مہلت نہیں دیتا۔ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا کہ اگر تو بعض باتیں اپنی طرف سے کہتا تو ہم شاہ رگ سے پکڑ لیتے۔ پھر کسی اور کی کیا خصوصیت ہوسکتی ہے۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالے پر الہام کا افترا کرنے والا کبھی بھی مہلت نہیں پاسکتا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا سلسلہ خدایتعالے کا قائم کردہ نہیں ہے تو کسی قوم کی تاریخ سے ہم کو پتہ دو کہ خدائے تعالے پر کسی نے افترا کیا ہو اور پھر اُسے مہلت دیگئی ہو۔ ہمارے لئے تو یہ معیار صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۲۳ سال تک کا ایک دراز زمانہ ہے اُس صادق اور کامل نبی کے زمانہ سے قریباً ملتا ہوا زمانہ اللہ تعالے نے ابتک ہمکو دیا کیونکہ براہین کی اشاعت پر بیس سال ہولئے جو ناعاقبت اندیش معترضوں کے نزدیک افترا کا پہلا زمانہ ہے۔ اب ہم تو ایک مسلم صادق بلکہ جملہ صادقوں کے سرتاج صادق کے

زمانہ سے ملتا ہوا زمانہ پیش کرتے ہیں اور یہ ظالم تک بھی کہے جاتے ہیں کہ جھوٹ ہے۔ افسوس ہماری تکذیب کے خیال میں یہ لوگ یہانتک اندھے ہوگئے ہیں کہ انکو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اس انکار کی زد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی پڑتی ہے۔ کیونکہ اگر بیس بائیس سال تک بھی خدا کسی مفتری کو مدد دیسکتا ہے تو پھر مجھے تو تعجب ہی آتا ہے نہیں بلکہ دل کانپ اٹھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یہ کیا دلیل پیش کرینگے؟

ایک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع کے مونہہ سے جب وہ اتنا دراز عرصہ ایک مدعی کو مہلت پاتے ہوئے دیکھ لے کبھی یہ نہیں نکل سکتا کہ جھوٹا اور کاذب بھی اس قدر عرصۂ دراز کی مہلت پالیتا ہے۔ اگر اور کوئی بھی نشان اور دلیل ایسے مدعی کی صداقت کی نہ ملے تب بھی ایک سچے مسلمان کو حسن ظن اور ایمانداری کے رو سے لازم آتا ہے کہ انکار نہ کرے کیونکہ اس کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مشابہ ہوگیا ہے۔

اگر کوئی عیسائی کہے کہ مفتری کو مہلت مل سکتی ہے تو وہ اس امر کا ثبوت دے۔ مگر مسلمان تو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا! - پس اب ہمارے مخالف بتلائیں کہ ایک کاذب دجال - مفتری علی اللہ طرز استدلال نبوت میں شریک ہوسکتا ہے؟ ماننا پڑیگا کہ ہرگز نہیں - پھر وہ ہمارے دعوے کو سوچیں اور اس زمانہ پر غور کریں جو استدلال نبوت کا زمانہ ہے۔ غرض ہر پہلو میں بہت سی باتیں ہیں جو سوچنے والے کو مل سکتی ہیں - اور ایک دور اندیش اُن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ۲۲ ۵/۹۹

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف احقر عباد عائذ باللہ الصمد بہ مخدومی مکرمی مولوی نور محمد صاحب سلام علی من اتبع الہدیٰ - امابعد نامہ گرامی آنمخدوم پہونچا یہ عاجز بباعث کم فرصتی و مشغولی ملاقات بعض احباب ونیز بوجہ ضعف طبیعت اب تک جواب لکھنے سے مقصر رہا اور اب بھی اس قدر طاقت و فرصت نہیں کہ مفصل لکھوں صرف مجمل طور پر عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ عاجز اپنی ذاتی حالت کے رو سے فی الواقع نہایت آلودہ دامن اور ناچیز اور ہیچ ہے اور جس قدر بدظنی کیجائے وہ تھوڑی ہے۔ من آنم کہ من دانم۔ لیکن اگر رنج ہے تو صرف اسقدر ہے کہ جس بنا پر آپ اور آپ کے ان بزرگوں نے جن کے رویا اور کشوف آپ کے زعم خام میں قطعی اور یقینی ہیں جن میں وحی انبیاء کی طرح ایک ذرہ خطا اور غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس احقر عباد پر کذب اور افترا کا الزام لگایا ہے اور اپنے گمان میں بہت کچھ فساد اور شرک اور کفر کی حالت کو بہ نسبت ایں احقر تسلیم کرلیا ہے ایسا یقین مسلمانوں کی حالت سے بعید ہے اللہم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب آپکو اور آپ کے بزرگوار کو بڑی وحشت میں اس خواب نے ڈالا ہے کہ جو بقول آپ کے اس بزرگوار نے دیکھی ہے جس میں ان کے متخیلہ پر ایسا ظاہر ہوا کہ گویا یہ عاجز ایک جھوٹے پر سوار ہے اور گلے میں زنار ہے اور جھوٹے کی دم کی طرف مونہہ ہے اور پھر اس بزرگ نے یہ دیکھا کہ یہ عاجز ایک ریچھ کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے اور اسپر قرآن شریف رکھا ہوا ہے اور پھر ایک دوسرے بزرگ نے بقول آپ کے اس عاجز کی بینائی میں فرق دیکھا - ان دونوں خوابوں کی صورت پر نظر کرکے سیرت حسن ظن اسلامی کو آپ نے چھوڑ دیا اور جو کچھ تمہارے رب کریم نے تاکید فرمائی ہے کہ ظن مومنین و مومنات کا اپنے بھائیوں سے بخیر ہونا چاہیے اُس تاکید کو یک لخت بھول گئے اور بڑے دعوے سے زبان کھولی کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے - برادرم آپ ناراض نہ ہوجائیں یہ کلمہ کفر سے کچھ کم نہیں - کاش اگر آپ کو کچھ سمجھ ہوتی کسی مومن کی نسبت ایسے لیسے وجوہات سے کفر یا شرک یا فسق اور افترا کا یقین کرنا اور یہ کہنا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے پرہیزگار اور نیک شعار اور نیک طبیعت مسلمانوں کا ہرگز طریق نہیں ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وماھم بمومنین معلوم کہ آپ اور آپ کے بزرگوار کہاں سے اور کس سے سُن آئے کہ جو صورت مثالی خواب یا کشف میں مشہود ہو وہی صورت حقیقت مقصودہ ہوتی ہے کیونکہ آجتک تمام معبرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ہر ایک نوع رویا اور کشوف میں اکثری اصول یہی ہے کہ جو امور صور حسیہ اور مثالیہ میں ظاہر ہوتے ہیں وہ اپنی ظاہری شکل پر حمل نہیں کئے جاتے کیونکہ وہ تمام معانی ہیں جن کو ان صورتوں سے بوجہ من الوجوہ مناسبت ہے اور یہ مناسبت ہے کہ جو صرف بوجہ اعتقاد یا رائے قوت متخیلہ میں پیدا ہوجاتے ہیں مثلاً ایک شخص اپنے دشمن کو سانپ کی صورت میں دیکھتا ہے سو یہ نہیں کہ سانپ کی صفات ذمیمہ فی الحقیقت اس دشمن میں موجود ہیں بلکہ ممکن ہے کہ دشمن اپنی ذاتی حالت کے رو سے پارسا اور نیک آدمی ہو اور صرف رائے کے خبث اعتقاد نے سانپ کی صورت پر اسکو کر دیا ہو۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو معانی صور مثالیہ میں مشتمل ہوکر قوت متخیلہ پر ظاہر ہوتے ہیں وہ شخصی رائے کی خود اپنی ہی حالت ہوتی ہے - اور جو خبث اور فساد کسی دوسرے کی نسبت وہ رائے دیتا ہے حقیقت میں وہ تمام خبث اور فساد اس کے اپنے ہی نفس میں بھرا ہوا ہے اور شخص مرئی جو کامل اور آئینہ صفت ہوتا ہے وہ آئینہ کی طرح وہ خبث اسپر ظاہر کر دیتا ہے مثلاً ایک شخص کہ جو نہایت بدشکل ہے جب وہ اپنی صورت آئینہ میں دیکھے گا تو ضرور اسکی شکل کا عکس آئینہ میں پڑے گا - اب یہ بات نہیں کہ آئینہ بدشکل ہے بلکہ بباعث نہایت صفائی کے اسمیں انعکاس بدشکلی کا ہوگیا ہے - اسی جہت سے محققین علم تعبیر لکھتے ہیں کہ جو لوگ فانی ہیں وہ بباعث آئینہ صفت ہونے کے محل انعکاسی صفات ہوجایا کرتے ہیں - اسیوجہ سے قدیم سے یہ تحریر ہوتا چلا آیا ہے کہ اکثر کفارہ فجارہ نے یا ایسوں نے جن کا خاتمہ بد تھا انبیا اور اولیاء کو خراب اور فاسد حالتوں میں دیکھا ہے اور آخر انجام ایسے لوگوں کا بد ہوا ہے اور کفر پر مرے ہیں تھوڑے عرصے کی بات ہے کہ ایک بزرگ مولوی فضل احمد نام نے کہ جو موضع خیر دز والہ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے ہیں اور ایام خورد سالی میں اس احقر کے استاد بھی تھے اور ابتک بقید حیات ہیں اس غا اس

ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت خواب میں دیکھا و لباس و وضع و مکان و حالت وغیرہ امور میں نالائق باتیں مشاہدہ کیں اور مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اس خواب کے سننے سے مجھے بہت انقباض ہے اور ہر چند اس وسوسہ کو دور کرتا ہوں مگر بے اختیاری ہے تب میں نے امام زین العابدین وغیرہ کے اقوال انکو پڑھکر سنائے اور معتبر رسائل تعبیر کے کھولکر انپر ظاہر کیا کہ اوس پلید باطن نے اپنے ہی نفس کو دیکھا ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس کا خاتمہ بد ہوگا۔ تب مولوی صاحب سنکر بہت خوش ہوئے اور انکا تمام انقباض دور ہوگیا اور فرمانے لگے کہ وہ شخص کچھ تھوڑی مدت اس خواب کے بعد عیسائی بھی ہوگیا ہے سو خاتمہٗ بد پر بھی قوی علامت ہے اور نیز مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مجھکو اس عمدہ تعبیر کی ہرگز خبر نہ تھی اب مجھکو بہت بصیرت حاصل ہوئی۔ سچ ہے کہ بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے۔ غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص فانیوں کو حالت خواب میں دیکھتا ہے وہ درحقیقت اپنے ہی نفس کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہے اور سر اسمیں یہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس سے فانی ہے وہ بباعث اپنی نہایت شفقت کے کہ جو اسکو عباد اللہ سے ہے دوسروں کی حالت پر کہ جن میں شخص خواب بین بھی داخل ہے ایسا ہی دردمند ہے کہ جیسا کہ خود صاحب درد کو ہونا چاہیے پس اسی جہت سے شخص رائے کی حالت ناقصہ اس صاحب کمال میں کہ جو بوجہ غایت شفقت محو فی الخلق بھی بطور انعکاس دکھائی دیتی ہے اور سادہ لوح کو یہ دھوکہ لگتا ہے کہ واقعی طور پر یہ حالت اسمیں موجود ہے اور کبھی اس کا باعث یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی شخص کا حال اور مقام دریافت کرنے کے لئے باطنی طور پر توجہ کرتا ہے اور وہ شخص جس کا حال دریافت کرنا منظور ہے شخص متوجہ کے منبع نظر سے بہت دور ہوتا ہے۔ ناچار نظر باطنی کے تھکنے کی وجہ سے کچھ اپنے ہی حالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص کہ جو آسمان کی سمت نظر کرتا ہے تو آسمان بوجہ دور ہونے کے اسکو نظر نہیں آتا۔ لیکن اپنی ہی آنکھوں کی کبودی سامنے فضاء آسمان میں دکھائی دیتی ہے اور دھوکے سے نادان آدمی یہ خیال کر لیتا ہے کہ آسمان برنگ کبود ہے حالانکہ وہ ایک نورانی اور پاک جوہر ہے سو اسی طرح نقصان نو تجے بھی دھوکے لگتے رہے ہیں جسمیں سلب ایمان کا خطرہ رہا ہے۔ اب قصے کو مختصر کر کے گذارش کرتا ہوں کہ جو آپ کے بزرگوار نے خواب دیکھا ہے وہ تعبیر کے رو سے نہایت عمدہ خواب ہے۔ کاش آپ کے بزرگوار اور نیز آپ کو کچھ حصہ علم تعبیر سے ہوتا تا دونوں تہلکہ بدظنی سے بچ جاتے۔ سو جاننا چاہیے کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زنّار کا باندھنا تا مستور الحال کے لئے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے صاحب عزم ہے اور نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا جبتک اپنے دشمنوں سے انصاف نہ لے اور گاؤمیش سے قوم لایعقل اور نفس پرست لوگ مراد ہیں اور اسپر سوار ہونا اشارہ بغلبہ و ظفر و فتح ہے۔ جس سے بالآخر سب نااہل و نفس پرست ذلیل ہو جائیں گے۔ اور حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ جو اس بزرگ نے دیکھا کہ سواری کی حالت میں دم کی طرف مونہہ ہے یہ اعراض عن الجاہلین کی طرف اشارہ ہے یعنے جاہلوں سے مونہہ پھیرا ہوا ہے اور انکے جاہلانہ شور و غوغا کی طرف التفات نہیں سو دم کی طرف مونہہ کرنے سے یہی مراد ہے کہ جاہلوں سے اعراض کیا ہوا ہے اور آیت اعرض عن الجاھلین پر عمل ہے اور دوسری خواب پہلی خواب کی تائید میں ہے۔ ریچھ سے مراد احمق اور سفلہ آدمی ہے کہ جو ریچھ کی طرح ناحق الجھتے ہیں اور ریچھ کی کھال پر بیٹھنا تسلط تام سے مراد ہے اور ریچھ کی کھال اسکے اخلاق ذمیمہ کا پردہ ہے جس پردہ کو خداوند کریم بذریعہ اس عاجز کے فاش کرے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ قرآن شریف اس کھال پر رکھا ہوا ہے اسکی یہ تعبیر ہے کہ حجت قرآنی ایسے ریچھوں پر قائم ہو جائے گی گویا قرآن اس کھال پر رکھا گیا۔ اور فرق بینائی سے اندوہ و حزن مراد ہے کہ جو شفقتاً علی خلق اللہ طاری حال ہے چنانچہ ابن سیرین وغیرہ معبّروں نے شخص نامستور الحال کے لئے یہی تعبیر لکھی ہے اور حوالہ اس آیت کا دیا ہے **وابیضت عیناہ من الحزن وھو کظیم**۔ یہ تعبیر اول کشف صریح کے ذریعہ سے اور پھر ابن سیرین وغیرہ کے معتبر اقوال سے بپایہ صداقت پہونچ گئی ہے **فالحمد للہ علی ذالک** افسوس کہ آپ کو اُن قطعی اور یقینی الہامات سے کہ جو مخالفوں کی شہادت سے بپایہ ثبوت پہونچ گئے کچھ ہدایت نہ ہوئی کیا صدہا انوار یقینیہ قطعیہ کے سامنے کسی کی پیش جا سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ اس امت پر رحم کرے اور مرض خفاش سیرتی کی کہ جو ظلمت سے پیار اور نور سے بغض رکھنے کا موجب ہوا ہے آپ دور فرماوے۔ والسلام علی ارباب الصدق والدین۔ یکم مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۲ رجمادی الاول ۱۳۰۱ء

معبود برحق

یہہ ہی معبود برحق ہے جسے جبّار[1] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے قہار[2] کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے غفار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے جسے ستار کہتے ہیں
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو عالی و فایق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ رات اور دن کا خالق ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو معبود کل ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ جو مسجود کل ہووے

[1] الجبّار۔ جبر کرنے والا یعنے نقصان کا عوض دینے والا اور ہر قسم کی شکست کی جو بندوں کو پہونچے مرمت کرنیوالا۔ یہ نام بھی باریتعالے کے خوب اور مبارک ناموں سے رحمن و رحیم و غفار وغیرہ ناموں کا مرادف ہے۔ مسلمان نماز میں بین السجدتین دعا پڑھا کرتے ہیں اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی واجبرنی۔ اس آخری کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ ای خدا میری شکستگی کی مرمت کر اور میری خستہ دلی کی مرمت فرما۔ اسی سے لفظ جبّار نکلا ہے۔ [2] القہار غالب زبردست وھو القاھر فوق عبادہ یعنے وہ اپنے بندوں پر زبردست ہے۔ ہرگز ہرگز اس لفظ کا وہ منشاء و مدعا نہیں جو ہندوستانیوں اور پنجابیوں نے اپنی مفہوم میں خیال کیا ہے۔ تعالےٰ شانہٗ عما یقولون۔

یہہ ہی معبود برحق ہے کہ مذکور زباں ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ معروف جہاں ہووے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ احساں اس کا بالا ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ احساں کرنیوالا ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے کہ شان اسکی نرالی ہے
کوئی دن اور کوئی لحظہ نہ امر حق سے خالی ہے
یہہ ہی معبود برحق ہے مرا ایمان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے کہ اطمینان اس پر ہے
یہی معبود برحق ہے امانت اس کی جاری ہے
اسی کی پاک امانت سے میسر دینداری ہے
نہیں طاقت سوا اسکے بدی سے باز رہنے کی
وہی توفیق دیتا ہے کلام نیک کہنے کی
وہی معبود برحق ہے عبادت اس کی شایاں ہے
وہی معبود برحق ہے کہ حق اس کا نمایاں ہے
وہی معبود برحق ہے صداقت اور ایماں ہے
وہی معبود برحق ہے میں کہتا ہوں دل وجاں سے
وہی معبود برحق ہے کرو سب بندگی اس کی
ہماری بندگی کرنے میں ہے خورسندگی اس کی
وہی معبود برحق ہے کہ قبل از کل وجود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ بعد از کل نمود اس کا
وہی معبود برحق ہے کہ ہے جس کو بقا دائم
فنا اور موت سب کو ہے نظر آتے ہیں جو قائم
وہی معبود برحق ہے کہ عظمت میں وہ اعلیٰ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ کرم اور حکم والا ہے
وہی معبود برحق ہے کہ اکرم ہے کریموں سے
وہی معبود برحق ہے کہ ارحم ہے رحیموں سے
وہ انکو دوست رکھتا ہے کہ توبہ ہے شعار انکا
کراتا وا ہے باب رحم عجز و انکسار ان کا
وہی معبود برحق ہے کہ گمراہوں کا ہادی ہے
گرہ میں باندھنے کی بات ہے جو یہ سنادی ہے
وہی معبود برحق ہے وکیل الحایریں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے امان الخائفیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے پناہ ہے دادخواہوں کی
اسی کی ذات ہے فریادرس فریادخواہوں کی
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الناصریں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحافظیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الوارثیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الحاکمیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الرازقیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الفاتحیں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الغافریں وہ ہے
وہی معبود برحق ہے کہ خیر الراحمیں وہ ہے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے چند باتیں

(ہمارے اپنے الفاظ میں)

۱۰- جون ۱۸۹۹ء کے درس میں جو سورہ النسا کے سترھویں رکوع سے شروع ہوا تھا آپنے شرک کے متعلق چند ضروری باتیں نہایت وضاحت سے بیان فرمائیں۔ جنکو اصول کے طور پر ہم یہاں بتلاتے ہیں۔

شرک کیا ہے؟ کسی کو ساجھی کرنا۔ ملا دینا۔ خدا سے شرک کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے اسما و افعال میں کسی دوسرے کو ساجھی کرنا۔ جو لوگ ایک خالق خیر اور دوسرا خالق شر یا خالق نور و خالق ظلمت مانتے تھے اور یزدان و اہرمن انکا نام علی الترتیب رکھتے تھے وہ بھی مشرک تھے گو اس کا اثر اعتقاداً ہی تھا۔ جوارح اور اعمال پر کچھ اثر نہ تھا اس لئے یہ شرک اعتقادی ہی۔ افعال اور اعمال میں کسی کو تعظیم لامر اللہ میں شریک کرنا شرک فعلی یا عملی ہے۔

شرک کیونکر پیدا ہوتا ہے؟ کسی غیر کو کامل تصرف اور کامل علم سے متصف ماننا شرک کا ابتدائی بیج ہے۔ اس سے امید و بیم کا ایک شگوفہ نکلتا ہے جس پر محبت اور تعظیم کا ایک درخت پھلتا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

شرک کو خدا تعالےٰ معاف نہیں فرماتا ہے۔ یاد رکھو بعض گناہ شرک کے برابر اور بعض اس سے بڑھکر ہیں۔ انکار انبیا شرک کے برابر ہے اور انکار خدا شرک سے بڑھکر ہے۔

بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے شرک کا استیصال ایسے طور پر کیا کہ توحید الہی کے اقرار کے ساتھ اپنی عبودیت کا اقرار جزو لاینفک کی طرح مقرر کیا جسپر مسلمانوں کو عظیم الشان فخر حاصل ہے۔ کیونکہ بانیان مذہب کے خدا یا ہمسر خدا بنائے جانے کے اور اسباب میں سے یہ بھی ایک بڑا سبب ہے کہ انکی عبودیت کا اقرار دائمی طور پر انکی امت میں [illegible] نہ رہا [illegible] فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ [illegible]۔ اس سے پیشتر ہم نے شرک پر ایک مفصل تقریر عباد الرحمن کے مضمون میں لکھی ہے۔ ایڈیٹر)

ان یدعون من دونہ الا اناثا۔ خدا تعالےٰ کے سوا اصنام کو پکارتے ہیں۔ شاہ عبد القادر صاحب نے اہل ہند کے مذاق پر اناثا کا ترجمہ دیویاں کیا ہے وہ بھی بہت لطیف ہے۔ اگرچہ یہ لفظ وسیع المعنی ہے اور ہر صنم یا معبود باطل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے

ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ۔ یعنے مومن مرد ہو یا عورت مگر اعمال صالحہ کرنے والا ہو کوئی ہو بہشت میں داخل ہوگا۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اس آیت سے عورت اور مرد کی مساوات کا مسئلہ کیسا صاف ثابت ہے وہ نادان آریہ وغیرہ غور کریں جو غیر مساوات حقوق نسواں پر زور دیا کرتے ہیں۔

۱۲- جون کے درس میں سے جو اکیسویں رکوع سے شروع ہوا اس امر پر ایک لطیف تقریر کی کہ قرآن کریم میں جو آیات طلب معجزات کی ایسی ہیں جیسے کہ یہ آیت **یسئلک اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء** الی الایہ اور جن میں یہود کو طلب معجزات پر دھتکار دیا ہے ان پر کامل غور نکرنے کی وجہ سے معتزلہ اور نیچری تو معجزات سے انکار ہی کر بیٹھے ہیں۔ اور ایک گروہ ایسا ہے کہ جو منکر تو نہیں مگر کہتا ہے کہ انکے ایسے سوال چونکہ ضد اور تعصب سے تھے اس لئے انکو دھتکار آگیا ہے۔ مگر یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تعلق دل سے ہے اس لئے اس کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا۔

ایسی آیات میں جنہیں ایسے امور ہیں بہت غور کے بعد مجھے یہ راہ معلوم ہوئی ہے کہ شرارتی آدمی شرارت کرکے قسم قسم کی راہیں نکالتا ہے۔ چونکہ اہل کتاب کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت تھیں اس لئے انھوں نے ایسے معجزات طلب کرنے شروع کئے جو اُن بشارتوں کے خلاف تھے۔ اور اصل مطلب انکا یہہ تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن معجزات

کے دکھانے کا دعویٰ کریں۔ تو یہ عذر اور بہانہ تراش لیں کہ ہماری کتب مسلمہ کے نشانات موعود کے خلاف ہے اس لئے ہم کو نبی موعود کے لئے دوسرے کی راہ تکنی چاہیئے۔ اور اگر انکار کری تو انکار کے لئے صاف گنجائش ہے۔ غرض غرض اسی نوعیت کا سوال یہاں بھی ہے چونکہ اہل کتاب یسعیاہ اور استثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات میں سے ایک یہ بھی پڑھ چکے تھے کہ خدا کا کلام اسپر وقتاً فوقتاً یا متفرق طور پر نازل ہوگا اس لئے انھوں نے ایسا سوال کیا کہ گویا مجلد اور کل کتاب یکبارگی نازل ہو جائے۔ جس کا جواب خدا یتعالےٰ نے مناسب طریق پر دیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مثبت اور حکیمانہ طرز اپنے اندر رکھتا ہے اور انکے مسلم الثبوت نشان کو حجت قرار دیا کہ موسیٰ کی راستبازی کا معیار اور اسکی کامیابی کا بڑا برہان اس کا تسلط پا جانا ہے۔ اسی طرح مثیل موسیٰ علیہ السلام کو بھی سلطانا مبینا کا واضح نشان عطا ہوا ہے۔

سبت

سبت کے متعلق توضیح کرتے ہوئے مندرجۂ ذیل تین امر بیان فرمائے۔

اوّل سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں پس خدا یتعالےٰ اگر کسی کو کسی قسم کی راحت کا سامان دے تو وہ اسکی قدر کرے تاکہ خدا تعالےٰ کی برکات اور انعامات کی زیادتی ہو۔ ورنہ اگر کسی راحت اور آسایش کی قدر نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ ہلاک ہو جاؤ گے تباہ اور ذلیل ہو جاؤ گے۔ تاریخ اس امر کی مثبت اور شاہد عدل ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے سبت کی قدر نہیں کی یعنے انعامات الٰہیہ کو حقیر سمجھا نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ تباہ اور ہلاک ہوئے۔

دوم۔ سبت کے معنے سنیچر کے دن کے یہودیوں کے اعتقاد کے موافق اور جمعہ کے مسلمانوں کے اعتقاد کے موافق ہیں۔ یہودیوں نے سبت کی بے قدری کر کے دیکھ لیا کہ دنیا میں ذلت اور مسکنت کی ضرب سے پاش پاش ہوئے۔ بے خانماں ہو گئے۔ مسلمان اگر جمعہ کی قدر نہ کریں گے اور جمعہ چھوڑ دیں گے تو ذلیل ہو جاویں گے اس لئے کہا گیا ہے کہ ترک جمعہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے مسلمانوں کے ہندوستان میں زوال کی تاریخ عالمگیر کے بعد سے شروع ہوتی ہے اور یہ وہی زمانہ ہے جب سے جمعہ کا ترک شروع ہوا

سوم سبت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اور یہ معنے پولوس نے کئے ہیں) جن کے ذریعے دنیا کو دوبارہ آرام ملا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبتی نبی ہیں۔ اب دیکھ لو جنھوں نے سبتی نبی کی قدر کی کیسا آرام پایا۔ عرب کو جو آرام ملا دنیا جانتی ہے۔ پھر جو جو قومیں مسلمان ہوئیں انھوں نے کیسا آرام پایا۔

الغرض یہ تینوں معنے سبت کے ہیں اور ہر ایک کی قدر نہ کرنے سے زوال و ہلاکت کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ پس مسلمانو! جمعہ کی قدر کرو۔ خدا تعالےٰ کی دی ہوئی راحتوں اور آسایشوں کی قدر کرو۔ اپنے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی قدر کرو۔

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ رجون ۱۸۹۹ء کو پڑھا

الحمد للّٰہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والذین لا یشھدون الزور واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما۔

اللہ تعالےٰ کے بندے وہ ہیں جو ایسی جگہوں میں جہاں جھوٹی اور گندی باتیں ہوتی ہیں کبھی حاضر نہیں ہوتے اور کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنے خدا یتعالےٰ کی مرضی کے خلاف نہیں بولتے ہیں اور کبھی کسی بیہودہ جگہ کے پاس سے گذرنے کا اتفاق بھی ہو جائے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی دلچسپی نہیں لیتے اور توجہ بھی نہیں کرتے بلکہ کنارہ کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالےٰ کی آیتیں انکے پاس پڑھی جاتی ہیں تو پوری توجہ کرتے ہیں اور اندھوں بہروں کی طرح نہیں سنتے پوری قدر کرتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے۔ ایک بھیڑی کا بچہ ایک بکری کا بچہ ہزاروں ہزار بھیڑوں کے ریوڑ اور گلہ میں سے اپنی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ چند دن کا پیدا شدہ بچہ بھی بلا تکلف جوش محبت سے بھرا ہوا بلبلاتا ہوا دوڑ کر اپنی ماں کو جا لپٹتا ہے اگرچہ ہماری نگاہ میں سب بھیڑیں برابر ہیں اور کوئی نشان ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کا بظاہر نہیں ملتا ہے۔ لیکن ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس کا بچہ ایک بڑے ریوڑ میں بھی اپنی ہی ماں کو پہچان لیتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام پرندے اپنے نر و مادہ اپنے اپنے جوڑہ کو پہچان لیتے ہیں پر افسوس ہزار افسوس انسان غافل اپنے محسن۔ اپنے مولا۔ زندگے اور نور کے چشمہ۔ تمام بھلائیوں اور بہتریوں کی اصل۔ ہاں اپنے سچے اور حقیقی مربی مولا کو نہیں پہچانتا اور پھر نہیں پہچانتا۔ یہ مثال جو میں نے دی ہے ہر ایک سوچنے والی طبیعت کے لئے عبرت کو کافی ہے۔

خدا یتعالےٰ کے کاریگر ہاتھ نے جہاں ایک طرف ان حیوانات کو انسان کی زندگی کی جسمانی ضروریات کے لئے ایک یا دوسرے پہلو سے مفید اور خادم بنا لیا ہے وہاں دوسری طرف انکی رفتار زندگی ایک عظیم الشان سبق انسان کی روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح کے لئے پیش کرتی ہے۔ بے شک! بے شک! ان حیوانات کی زندگی غافل انسان کے لئے ایک سبق ہے کہ وہ اندھا ہو کر ہی نہ گذر جاوے۔ کیا وجہ ہے کہ انسان جو ان جانوروں کی تمام صفات کا مجموعہ ہے اسوقت جب کہ اس نے ابھی یہ انسانی جامہ نہ پہنا تھا الست بربکم کے جواب میں بلا تامل قالوا بلیٰ کہتا ہے۔ مگر اب کیا ہو گیا ہے کہ اس وقت تو اسکو ایک خاص ذوق اور معرفت کے ساتھ اس بلیٰ کی تعمیل کرنی چاہیئے تھی لیکن اب ایسا غافل اور مدہوش ہوا ہے کہ گویا کچھ پتا ہی نہیں۔ میں بہت حیران ہو جاتا ہوں کہ خدائے تعالےٰ کے سوال پر تو یہ ذرا بھی نہ ہچکچایا۔ اور بدون کسی قسم کے تامل

کے بلا بول اٹھا - جیسا سوال جان ہی سے نکلا تھا ویسے ہی معاً سچا اور صحیح جواب اسکی جان سے نکلا - مگر اب کیا ہوا فطرتی طور پر آنکھ دیکھتی ہے جب کھولو دیکھتی ہے لیکن ایک شخص ہے بظاہر آنکھ رکھتا ہے غانے صاف ہیں لیکن آنکھ رکھتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا - موتیا بند غالب ہوگیا ہے پانی اتر آیا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ فطرتی قوی ہیں جب کسی قسم کی رکاوٹ آجاتی ہے تو وہ اپنا کام نہیں دے سکتی - اسی طرح پر انسان کی روح کے اندر اسکی بناوٹ میں خدا تعالے کی ہستی کا اعتراف اور اقرار موجود ہے اور اس نے خدا کے حضور الست بربکم کے جواب میں قالوا بلٰے کہکر بتلا دیا - لیکن اب جو وہ غافل ہو گیا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس معرفت ربی کی آنکھ میں کوئی موتیا بند ہے اور کسی قسم کا پانی اتر آیا ہے -

جانوروں تک میں احسان شناسی کا مادہ اور وفاداری کا نمونہ موجود ہے کتا بھی ایک ہڈی ڈالنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کے سامنے دم ہلاتا ہوا وفاداری کے جوش میں احسان کا اقرار کرتا ہے - مگر یہ نالائق انسان! غافل انسان! اپنے محسن و معطی حقیقی کی نسبت ایسا ہوگیا ہے کہ گویا اسے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں اور دل کی وہ قوت جو اپنے محسن و مولا کو پہچانتی تھی جاتی رہی ہے - انسان بیمار ہوتا ہے - ہر ایک آدمی نے اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی بیمار ہوکر یا اپنے کسی عزیز کو بیمار ہوتے ہوئے دیکھا ہوگا - طبیب کہتا ہے کیا کھایا تھا؟ ابتدا کیونکر ہوئی - بیماری کی پہلی اٹھان کیونکر ہوئی - غرض ہر قسم کے اسباب معلوم کیئے جاتے ہیں اور مریض خود بھی طبیب کی ہر قسم کی منت اور خوشامد کرتا ہے - مگر میں سمجھتا ہوں کہ سعادتمند وہی ہے جو اس خطرناک بیماری کے وقت کہ روح خدا کو نہیں پہچانتی اور دل ناپاک ہوگیا ہے نماز میں لذت نہیں پاتا - قرآن پڑھتا ہے مگر ایک ذوق جو مومن صادق کو ملتا ہے اس کو حاصل نہیں - غرض جب اللہ تعالے جیسے محسن و مولا اور ولی نعمت سے غافل ہے اسوقت اگر اس ہلاک کردینے والے تپ دق کو محسوس کرتا ہے اور علاج کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو سمجھو کہ بڑا ہی بیدار بخت انسان ہے لیکن اگر با ایں ہمہ بھی غفلت پر غفلت کرتا ہے تو پھر اسکی ہلاکت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے - آج اس زمانہ میں اس قسم کے مہلک امراض کے پیدا کرنے والے اسباب بہت ہیں - لیکن تھوڑے ہیں جو انسے بچنے کی کوشش کرتے ہیں - ہاں فکر کرتے ہیں جب یہ تپ دق اندر اندر گھن کی طرح کھا جاتی ہے اور آخری منزل میں پہونچکر پیغام موت لے آتی ہے پس میرے دوستو اس سے پہلے فکر کرو کہ جب فکر کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا -

اللہ تعالے نے رحمٰن کے بندوں کی صفات کے بیان کرنے سے یہ مقصد رکھا ہے کہ تا ہر ایک شخص ان کا خلاف بھی سمجھ لے یعنے جن میں ایسی صفات ہونگی وہ تو عباد الرحمٰن اور اللہ کے مقبول ہیں مگر جن میں ان صفات کی ضدیں ہونگی وہ خدا تعالے کے نزدیک مردود اور مخذول ہوں گے -

میں نے اس آیت کو اس زمانہ کے حسب حال دیکھکر اپنے اور اپنے دوستوں کی نصیحت کے لئے اختیار کیا ہے اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ میرے نزدیک سلوک کی منزلوں کے طے کرنے کے لئے یہ ایک ضروری نشان ہے - ہاں تو رحمان کے بندوں کا ایک نشان یہ ہے کہ ایسی مجلسوں میں جہاں غفلت اور تاریکی پیدا ہوتی ہے معصیت کی مجلسوں میں جہاں نہ کار دین نہ کار دنیا ایسے مشغلوں میں جہاں کوئی شخص جانے سے راندہ درگاہ الٰہی ہو جاتا ہے نہیں جاتے اور انسے کنارہ کرتے ہیں - مٹی کھانے والا انسان مٹی کھاتا ہے - کھانے کا لفظ اسپر بھی بولا جاتا ہے مگر اسکو دیکھو کہ صالح خون جو زندگی اور خوبصورتی کے لئے ضرور ہے اسمیں پیدا نہیں ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ پہلے خون کو بھی وہ مٹی بھسم کرتی ہے اور آخر کو ایک بدنما اور بہت ہی کمزور بنا دیتی ہے اسی طرح پر وہ لوگ جو معصیت اور خطاکاری کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اپنا وقت تو گذارتے ہیں لیکن آخر ہلاک ہو جاتے ہیں اور انکو وہ مزا اور راحت نہیں ملتی جو ایک مومن کو ملتی ہے وہ مزا اللہ تعالے کا ذکر ہے میں محراب میں کھڑا ہوا اس انسان کے سامنے جسکو میں صادق مانتا ہوں اور اس وقت روئے زمین کے کل موجودہ انسانوں سے افضل جانتا ہوں - خدا تعالے کی کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے بقائمی ہوش و حواس کہتا ہوں اور ایسے انسان کے سامنے (جو موجودہ نسل کے کل انسانوں سے افضل اور اشرف ہے) جھوٹ بولنا خدا تعالے کے حضور جھوٹ بولنا ہے - میں نے کل اس کے سامنے اقرار کیا کہ اگرچہ عصبی بیماریاں مختلف رنگوں میں مجھے لگی ہوئی ہیں تشنج اور ضعف بھی غالب آجاتا ہے لیکن جب قرآن کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم - اعلائے کلمۃ اللہ کے تذکرے صلیب پرستی اور مردہ پرستی کی ہیکل کو گرا دینے کی باتیں سنتا ہوں اسوقت میں اپنے اندر ایک خاص قسم کی طاقت پاتا ہوں گویا یاقوتی یا فولاد یا مشک و عنبر کھاتا ہوں - میں اپنے تئیں پہلوان سمجھتا ہوں - میں اس سے نتیجہ نکالتا ہوں کہ ایک فہیم انسان کا دل جسقدر لذت اور سرور ذکر اللہ میں پا سکتا ہے اور کسی چیز میں نہیں - شرابیں پیتے اور زنا کرتے ہیں - عارضی اور ناپائدار لذت کے لئے - لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ شراب چھوٹ جاتی ہے اور زنا چھوٹ جاتا ہے احمق اگر پہلے ہی سے ایسی چیز کو موہنہ نہ لگاتا تو کیا اچھا ہوتا - پاکیزگی اور طہارت کو پیار کرنے والے بڑھاپے میں جاکر بھی ایک طمانینت اور قوت پاتے ہیں - اس سے معلوم ہوا کہ یہ بڑی سچی بات ہے کہ جوانی میں خدا کو یاد کر کہ تیرے بڑھاپے کے دن آسانی سے گذریں گے - سچی یاقوتی اور حقیقی راحت اور اطمینان کا ذریعہ ذکر اللہ ہاں صرف ذکر اللہ ہے - دنیا میں حکم کتاب موجود ہے - **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** - کوئی لذت - راحت - سکینت نہیں جو دل کو حاصل ہو سکے مگر ہاں ایک اور صرف ایک راہ ہے اور وہ ذکر اللہ ہے - یہ سچا دعویٰ ہے - جو لوگ اپنے اوقات گندی اور ناپاک مجلسوں میں محض بیہودہ گپیوں اور ہنسی میں گذارتے ہیں وہ

نہیں سمجھتے کہ ایک عظیم الشان نعمت کی ناقدر شناسی کر رہے ہیں۔ خدا نے ہر ایک سانس کے ساتھ جداگانہ انعام کئے ہیں پس مناسب اور لازم یہ ہے کہ ہر سانس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ کرے۔ پس وہ کیسا نادان ہے جو عزیز وقت رایگان کھوتا ہے میرے دوست جو اس وقت قادیان میں ہیں سوچ سکتے ہیں کہ وہ کیسی قربانی کر کے وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر اور ان گلیوں کو چھوڑ کر جہاں خوشنما لباس پہن کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے چلتے ہوں گے چھوڑ کر ایک گاؤں میں آکر بیٹھے ہیں جس میں کوئی نظارہ نہیں۔ خوبصورتی اور دلچسپی کا کوئی منظر نہیں اگر ان ساری باتوں کے چھوڑنے سے صرف رضائے مولا حاصل کرنا غرض نہیں ہے تو پھر کیا غرض ہے۔ جب رضائے مولا مقصود ہے تو پھر وہ اپنے اندر سوچیں کہ اس کے حصول کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں۔

اب وقت ہے چھوٹی گندی اور بیہودہ مجلسوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے گذر جانا مومن اور عباد الرحمن کا کام ہے۔ ہاں آیات اللہ جہاں پڑھی جائیں وہاں پوری توجہ اور دلچسپی سے کام لیتے ہیں۔ اور اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں گذرتے اللہ تعالیٰ کی راہوں سے غفلت کا ایک بڑا باعث یہ بھی ہے کہ گرامی قدر اوقات کو لغویات میں کھوتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ بدپرہیز انسان کبھی صحت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسے کوئی نسخہ اور کوئی دوا فائدہ نہ پہونچائے گی جب تک کہ وہ پرہیز اور احتیاط نہ کرے گا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ روح اور دل کو کھا جانے والی بیماریاں۔ قرآن کی لذت نہ آنا۔ نماز سے حقیقی سرور کا حاصل نہ ہونا۔ دعا میں لذت کا نہ رہنا یہ ساری باتیں ناپاک مجلسوں میں اوقات ضایع کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس ان سے بچو اور پھر بچو۔ تمہاری نظر تمہارے ہاتھ پاؤں ایسے نہ ہوں جنمیں حکم خدا نہیں ہے اور خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے نہیں ہیں۔ نہیں بلکہ ہر آن سے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھ دو میں پھر کہتا ہوں کہ ہر آن اپنے سروں کو خدا کی کتاب کے جوئے کے نیچے رکھ دو۔ راحت اسی میں ہے خدا تعالیٰ تم پر اور مجھ پر رحم کرے۔ ہم اپنا نگران کتاب اللہ کو بنائیں اور اس کے پاک احکام کی تعمیل کی توفیق دے۔ ہم کو اس نے پاک مجلس دی ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق شامل حال کرے۔ **ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین**

حسد پر عالموں کے خیالات

حاسد اپنا آپ دشمن ہے کیونکہ اس کا دل ہر وقت غمناک اور رنج کش حالت میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

اگر ہم جانتے کہ دوسروں کی خوبیوں پر نگاہ بد کرنے سے ہم ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تو شاید دنیا حسد سے خالی ہو جاتی۔

حاسدانہ خیالات سے ہمیں اپنا دل ہمیشہ بچائے رکھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ناپاک شے دھرم کی پاک امانت کو داغ لگا دیتی ہے۔

اگر تم ظاہری دکھلاوا چھوڑ دو اپنی دولت کا گھمنڈ نہ کرو۔ سوچو کہ اوروں کو بھی تمھاری طرح زندگی بآرام گذارنے کا حق ہے تو اس صورت میں تم حسد سے بچ سکوگے۔

جہاں کہیں حسد کی آگ جلتی دیکھتا ہوں تو میں بڑا خوش ہوتا ہوں اور اسے خوب بھڑکاتا ہوں۔ حاسد کے سامنے اس کے محسود کی زیادہ تعریف کرتا ہوں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دل میں کڑھتا ہے اور اسے واجبی سزا ملجاتی ہے۔

ہم اکثر اوقات اپنی کمزوریاں اور نقص مان لیتے ہیں لیکن ایسا زہریلا اور بزدل غلبہ ہے کہ اس کا اقرار کرتے ہوئے جان جاتی ہے تمام خرابیوں اور شرارتوں کی جڑ حسد ہے کیونکہ اس کے ساتھ سچائی اور حق شناسی کا رہنا ناممکن امر ہے۔

اگر حاسد کو اکیلا رہنے دیا جائے تو وہ بچھو کی طرح اپنے آپ کو ہی ڈنک مارتے ہوئے ملک عدم کا رستہ لیتا ہے۔

حاسد آدمی ناخوش اور رنجیدہ رہتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ خود بدقسمت ہے بلکہ اس لئے کہ دوسرے خوش قسمت ہیں۔ دوسری طرف دیکھو کہ اگر سچ مچ دوسرے لوگ خوش قسمت ہیں اور وہ بدقسمت تو اس قابل رحم نالائق کی کیا حالت ہوگی۔

ہڈیوں کو چبانے والی دل کا دھڑکا پیدا کرنے والی اور پھیپھڑوں کو گندہ کرنے والی بیماری وہ نہیں جو حکیموں کے خیال میں ہے بلکہ وہ حسد ہے۔

جب خدا فیصلہ کرے گا سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ نکلیگا تو حاسد کو بھی سزا ملیگی اگرچہ وہ عذر بھی کرے کہ وہ پیشتر ہی دل میں جل جل کر کافی سزا پا چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ ہر چیز سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حسد کرنے کے لئے کس تعلیم کی ضرورت ہے ہاں اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ کوئی ہنر نہیں بلکہ بڑا بھاری عیب ہے۔

بشارت

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۷ ر صفر ۱۳۱۷ھ ہجری المقدس مطابق ۱۴ ر جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر حضرت اقدس جناب امامنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے مشکوئے معلی میں چوتھا **مبارک بیٹا** پیدا ہوا۔ اس تقریب سعید پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک دن کی تعطیل رہی۔ اخبار الحکم نے اپنا خاص پرچہ شایع کیا جو آج کے نمبر کے ہمراہ بطور ضمیمہ تقسیم ہوتا ہے۔

مولود مسعود کا نام حضرت امام صاحب نے **مبارک احمد** رکھا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس مولود مسعود کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کا مورد بنا دے اور خاندان۔ قوم۔ ملک بلکہ دنیا کے لئے اُسے مبارک کرے۔ آمین۔ ۱۵ ر جون کو ختنہ کیا گیا۔

بالکل طیار ہے

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط“ کا دوسرا ایڈیشن چھپکر

طیار ہو گیا ہے۔ کاغذ پہلے ایڈیشن کی نسبت اعلیٰ لگایا گیا ہے اور چھپائی میں بھی زیادہ احتیاط کی گئی ہے باایں ہمہ قیمت وہی ۲ آنہ ہے۔ جو صاحب منگوانا چاہیں جلد منگوا لیں ورنہ پھر شکایت معاف کیونکہ اس مرتبہ بھی صرف چار سو کاپیاں چھپی ہیں۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریروں کا پہلا حصہ چھپکر شایع ہو رہا ہے اور اب اسکی کوئی دو سو کاپی موجود ہے۔ شایقین جلد منگوا لیں ورنہ ختم ہونے پر عدم تعمیل درخواست کی شکایت معاف فرماویں۔

قرآن کریم کیا ہے؟

قرآن کریم دنیا بھر کی صداقتوں کا مجموعہ اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔

(۲) قرآن کریم ایک مفصل کتاب ہے۔

(۳) قرآن کریم ان لوگوں کا ہادی ہے جو رضائے الٰہی کے طالب اور دار السلام کے جویا ہیں۔

(۴) قرآن کریم ہر ایک قسم کی ظلمت سے خواہ وہ رسم کی ظلمت ہو یا عادت کی یا جہالت کی نور کی طرف لاتا ہے۔ اور ایسی باتوں پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم پہلے نہیں ہوتا ہے۔

(۵) وہ سب سے زیادہ سیدھی راہ سکھاتا ہے۔

(۶) قرآن کریم حق الیقین ہے اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

(۷) وہ حکمت بالغہ ہے اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

(۸) قرآن کریم حق ہے اور میزان حق بھی یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ کے لئے محک بھی۔

(۹) وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتوں کی اس میں تفصیل ہے حق اور باطل میں فرق بیان کرتا ہے۔

(۹) قرآن کریم کی نقل صحیفۂ فطرت میں منقوش ہے یا یہ کہو کہ اس کا یقین فطری ہے

(۱۰) انہ لقول فصل۔ وہ قول فیصل ہے

(۱۱) وہ اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

(۱۲) وہ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

(۱۳) قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو قابل ذکر اور تاریخی انسان بنا دیتی ہے۔

(۱۴) قرآن کیا ہے؟ کامیابیوں کی سبیل اور فتحمندیوں کی کلید۔

(۱۵) قرآن کریم مہیمن۔ امام۔ میزان اور ہادی ہے۔

عقیقہ

جناب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا عقیقہ اس آیندہ اتوار یعنے ۲۶ جون ۱۸۹۹ء کو ہوگا۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

دانہ ضلع ہزارہ سے ہمارے ایک دوست اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر کے بعض لوگوں نے جناب مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی نسبت ایک افواہ مشہور کی ہے کہ حضرت مولانا صاحب نے (نعوذ باللہ) حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قطع تعلق کر لیا ہے"

ہم اسپر بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مولانا صاحب جس اخلاص اور سچی محبت اور پھر محض رضائے الٰہی کے طالب اور جویا ہو کر دار الامان میں بیٹھے ہیں وہ ایک نمونہ ہے ان لوگوں کی محبت اور اخلاص کا جو خیر القرون میں ہادی کامل کی صحبت میں بیٹھے تھے۔ گھر بار چھوڑ کر۔ سارے منافعوں اور فائدوں کو پس پشت ڈالکر امام صاحب کے حضور بیٹھ جانا یہ آسان امر نہیں ہے۔ ہم نہایت زور کے ساتھ اس غلط خبر کی تردید کرتے ہیں اور اپنے دوست کو اطلاع دیتے ہیں کہ امرتسر نے غالباً ایسی جھوٹی اور کذب مجسم خبروں کی اشاعت کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ چنانچہ پچھلے سال حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کی نسبت ایسی افواہیں اڑائی تھیں۔ اور اور امسال حضرت مولوی صاحب کے متعلق۔ حیرت ہے کہ ایسے جھوٹے لوگ کیوں خدا کا خوف نہیں کرتے اور اس کی لعنت سے نہیں ڈرتے۔

گھڑیاں

ریلوے ریگولیٹر واچ۔

یہ ریلوے ریگولیٹر واچ جو ہم نے ابھی ولایت سے منگوائی تھی باوجود عدم موجودگی اشتہارات بہت سی تعداد ہاتھوں ہاتھ بک گئی تھی۔ اس کی صورت شکل حسب ذیل ہے۔ اوپن فیس یعنے کھلے مونہہ کی ہے۔ کیلیس یعنے چابی ساتھ شامل ہے۔ سوئیاں موٹی اور ہندسے جلی ہیں جو دیکھنے میں نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ چینی کا سفید یا رنگدار ڈایل ہے۔ اور سیکنڈ کا گھیرا بھی موجود ہے۔ سوئیاں پھرانے کے واسطے بیرونی پن لگا ہے۔ جرمن سلور کا گلٹ کیا ہوا کیس ہے اور دو قسم کی ہیں۔ یعنے

اول جسکی گارنٹی ۲ سال ہے میانہ قد نہ چھوٹی نہ بڑی۔ قیمت بلا محصول ڈاک ۵؎

قسم دوم چھوٹا قد گارنٹی ۳ سال محصول ڈاک ۶؍ علاوہ قیمت ۸؎

مفصل فہرست اشیاء دوکان درخواست پر ارسال ہوگی۔ ناولیں و کتب دیگر قسم برائے فروخت موجود ہیں۔

المشتہر

کشن چند سدانند اینڈ کمپنی سوداگران واچ کلاک۔ بازار انارکلی لاہور

دار الامان کا ہفتہ

موسم میں برسات کا رنگ پیدا ہونے لگا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوگئی ہے۔

دار الامان میں یہ ہفتہ نہایت برکتوں اور خوشیوں کا ہے۔ کتاب "مسیح ہندوستان میں" ۸۸ صفحہ تک پریس جا چکی ہے۔ مدرسہ کی حالت روبہ ترقی ہے اس لئے امداد کی ضرورت تاکہ بورڈنگ تعمیر۔ باہر سے احباب اپنے لڑکے بھیجیں۔

انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاص پرچہ اخبار الحکم قادیان دار الامن والایمان

مورخہ ۱۵-جون ۱۸۹۹ء

"اُمُوْ منزلیہ"

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ہم خدا تعالےٰ کی حمد وشکر کرتے ہوئے نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ کل ۱۴-جون ۱۸۹۹ء بروز بدھ مطابق ۴-صفر ۱۳۱۷ ہجری المقدس بعد دوپہر ۳ بجے جناب امامنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی معہود دام اللہ برکاتہم کے مشکوئے معلے میں **مبارک بیٹا** پیدا ہوا اور اسطرح خدا کی فضل سے الہام ۱۳-اپریل ۱۸۹۹ء پورا ہوا اور وہ یہ ہے اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا - یعنے تھوڑی دیر ٹھہر میں تجھے پاکیزہ لڑکا دونگا - والحمد للہ علیٰ ذالک - اس مبارک پسر کی ولادت پر انہی ایام کا حضرت اقدس کا ایک اور الہام بھی جو اسی ولادت سعیدہ کے متعلق تھا پورا ہوا اور وہ یہ ہے رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِي هٰذِهٖ - یعنے اے میرے پروردگار میری اس بیوی کی صحت بحال رکھ - چنانچہ ام المومنین سخت تکلیف کیوجہ سے خطرناک حالت کو پہونچ گئی تھیں یہانتک کہ سارا بدن یخ ہوگیا تھا اور ایسی نازک حالتیں اطبا کے نزدیک جب بدن سرد پڑجائے جان بری مشکل ہوتی ہے - مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسوقت کی دعا سے جو مریضہ کیحالت پر ترحم کرکے تضرع کررہے تھے ام المومنین کو دوبارہ زندہ کیا - اور اسطرح مندرجہ بالا الہام بھی پورا ہوا - فالحمد للہ علی ذلک - یہ الہامات ۱۴-جون سے پیشتر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کاتب خطوط حضرت اقدس کی معرفت صدہا لوگوں میں شایع ہوچکے ہیں - بہرحال خدا تعالےٰ کا فضل واحسان ہے کہ اسنے ہمکو بھی ان لوگوں میں جگہ دی جنھوں نے ان مبارک کلمات کو اپنی کان سے براہ راست حضرت امام کے مونہہ سی سنا اور اپنی آنکھوں پورا ہوتے دیکھا - ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کی عمر میں برکت دے اور اپنے دین کا سچا خادم بنادے آمین ثم آمین -

۱۵-جون ۱۸۹۹ء کی صبح کو ختنہ کیا گیا - اور اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک روز کی رخصت دی گئی -

احقر الناس **شیخ یعقوب علی** تراب - ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان - ۱۵-جون ۱۸۹۹ء

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

رجسٹرڈ ایل

THE HAKAM QADIAN

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۲۴ | قادیان دارالامن والامان - ۱۰ - جولائی سنہ ۱۸۹۹ء - | جلد ۳

جناب مولوی عبدالکریم صاحب کے خطوط

میرا تیسرا خط

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ -

مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ میری پہلی دو چٹھیاں امید سے زیادہ نافع اور مقبول ہوئیں - خدا تعالے خوب جانتا ہے کہ میری غرض یہی ہے کہ میں کسی طرح اپنی استطاعت کیموافق اپنے غائب دوستوں کو اس سرور و ذوق سے بہرہ مند کروں جس نے مجھے سرشار کر رکھا ہے اور یہ لذت جو اس پاک صحبت سے مجھے مل رہی ہے وہمی اور خیالی نہیں جیساکہ ایک جلد باز معترض فوراً کہد ینے کو طیار ہو جائے گا بلکہ اخلاق میں ایک پاک تبدیلی عیاں دیکھتا ہوں آج صبح ہی کا میں عزیز برادر مفتی صادق سے کہہ رہا تھاکہ منجملہ اُن بیشمار سبقوں کے جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زندگی سے سیکھتے ہیں ایک بڑا بھاری سبق جس کی بہیں انسان اور تمدنی انسان بننے کے لئے اس عالم میں سخت ضرورت ہے - وہ کیا ہے؟ استقامت اور ہر قسم کے زلزلہ ڈالنے والی اور ہمت کی کمر کو ڈھیلا کر دینے والی اور جی کو ہرا کر بٹھا دینے والی شدتوں اور فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابل فوق العادۃ صبر - اخلاق پر لکھنے والوں نے اسپر بہت کچھ لکھا ہے اور اس قوت کے زندہ رکھنے اور نشو و نما دینے کے لئے بہت سی تدابیر لکھی ہیں - مگر حق یہ ہے کہ زندہ نمونہ اور انسان کامل کی عملی زندگی سے بہتر کوئی نمونہ نہیں - میں دیکھتا ہوں کس قدر خوفناک ابتلا اور فتنے ہمارے پیارے مسیح کے سامنے آتے ہیں - بعض اوقات کسی سمت سے بظاہر چھکے چھڑا دینے والی خبر کان میں پڑتی ہے اور کبھی ایک معمولی انسان کو قطعاً مایوس کردینے والی بات واقع ہو جاتی ہے مگر یہ کیا قلب ہے کہ اسے جنبش تک نہیں ہوتی - پیش نظر کتاب کی تصنیف میں - پیشدست شغل کے سرانجام میں کوئی روک اور کوئی تردد رونما نہیں ہوتا - پانچ وقت مسجد میں آنے میں کوئی خلل کوئی اضطراب واقع ہو جائے - خدام سے حسب معمول خندہ پیشانی سے پیش آنے اور لطف و کرم اور بسط و بے تکلفی سے باتیں کرنے میں کوئی فرق پڑ جائے - اندر گھر میں بچوں کے معمولاً سوال پر سوال کرنے دق کرنے اور ستانے سے کوئی چڑچڑاپن کا نشان دکھانے - اپنی محترمہ رفیقہ سے کسی وقت ایسی آواز ہی سے بول اٹھے جس سے درشتی اور کرختی کی بو آئے - ان باتوں میں سے کیسی بھی کوئی آشکار نہیں ہوتی - مجھے خوب یاد ہے کہ جب رز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیان میں حضرت کے مکان کی تلاشی کے لئے آئے تھے اور قبل از وقت اس کا کوئی پتا اور خبر نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی - اسکی صبح کو کہیں سے ہمارے میر صاحب نے سُن لیا کہ آج وارنٹ ہتکڑی سمیت آئیگا - میر صاحب حواس باختہ سراپا شکستہ حضرت کو اسکی خبر کرنے اندر دوڑے گئے اور غلبہ رقت کیوجہ سے بصد مشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقع اُتارا - حضرت اُسوقت نور القرآن لکھ رہے تھے اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون درپیش تھا سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے

کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لینگے ہم نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔ پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا۔ مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالےٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے خلفائے ماموریں کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا"۔ میں دہلی پٹیالہ لدھیانہ امرتسر لاہور سیالکوٹ کپورتھلہ اور جالندھر کے سفروں میں ساتھ رہا ہوں۔ کیا کیا ناگوار امور ان موقعوں پر پیش آئے اور اس اسداللہ الغالب نے کس بے التفاتی سے انھیں دیکھا۔ میں حلفاً کہتا ہوں مجھے انہی اداؤں نے اور کہیں کا نہیں رکھا۔

ہر روز قوم ناسپاس کی طرف سے ایک دل کے دکھانے والی بات تحریراً تقریراً واقع ہوجاتی ہے مگر مامور الہی کے قدم میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں عام حالت انسانوں کی یہی ہے کہ ذرا سے تکدر اور خفیف سی نامرادی کے پیش آنے پر حواس میں خلل آگیا ہے کام چھوٹ گیا ہے کھانے پینے میں فرق آگیا ہاضمہ بگڑ گئی ہے۔ گھر میں بولتے ہیں تو سڑی کی طرح۔ اِسے گھور اُسے مار۔ غرض سب تانا بانا ہی ادھڑ جاتا ہے۔ مرحوم سر سید (جنکی زندگی کے آخری اوراق نے انکے مونہہ سے نقاب کھول کر انکے قلب کے سچے خط وخال دکھا دیئے) کالج کے ایک مالی نقصان کے بعد کیسے گرے کہ کمر ہی ٹوٹ گئی اور ایک کوتاہ نظر بیشیریلیٹ کی طرح ثابت کر دیا کہ بت تدبیر ہی کی ساری پرستاری تھی جو کچھ تھی۔ جب تقدیر کے حضرت محمود نے اس سومنات کو توڑا تو ساتھ ہی آپ بھی ٹوٹ گئے اور ایک لحظہ کے لئے بھی اس پاک استقامت نے ان کا ساتھ نہ دیا جو انبیا وصلحا و ماموریں کا خاصہ غیر منفک ہے مسٹر بیک کا قول ہے کہ اس نقصان کے بعد انھوں نے کبھی سید صاحب کو ہنستے اور مضبوط دل اور کشادہ پیشانی نہیں دیکھا۔ مجھے یاد ہے میں بھی اُس ایجوکیشنل کانفرنس میں جو علیگڈھ کالج میں منعقد ہوئی تھی موجود تھا۔ جب سید صاحب نے کمال یاس سے قوم کا جنازہ پڑھ دیا تھا۔

ممکن ہے کہ ایمان باللہ اور صفات الہیہ سے بیخبر شخص ان امور کو نہ سمجھے اور مجھے سید صاحب پر بیجا اعتراض کرنے کا ملزم بنائے مگر حقایق الہیہ ایمانیہ سے واقف سمجھ سکتا ہے کہ ساری نبوتوں اور امامتوں اور ولایتوں کی جان اور کامیابیوں کی کلید یہی استقامت ہے اور اسکی جڑ حقیقت میں وہ ایمان و یقین ہے جو ایک راستباز کو خدا کے کلمات اور اس کے وعدوں پر ہوتا ہے یہی وہ استقامت یا ایمان بکلمات اللہ ہے جس نے مکہ کی کالی اور ڈراونی راتوں میں ہمارے سید و مولیٰ سرور اہل بلا کو مشعل کا کام دیا اور بالآخر مدنی زندگی کے روشن اور سفید دن دکھائے اور ابتدائے آفرینش سے۔ قیامت تک کامیابی کا کامل نمونہ آپ کی پاک ذات کو بنایا۔ یہی وہ استقامت ہے جس نے اُس تاریک گھڑی میں جبکہ مدینہ میں اس آفتاب حق وصدق نے اپنا مونہہ چھپا لیا اور بڑے بڑے صحابہ سے لیکر عوام میں ایک تہلکہ پڑ گیا اور بڑے بڑے دور اندیش دوربین دست وپا گم کر بیٹھے کہ اب کیا کریں اور حضرت شیر خدا مصداق لافتی جسد اطہر کی ملازمت سے ہٹ نہ سکتے اور گھر سے قدم باہر رکھنے کی تاب نہ لاسکتے تھے ہاں ایسی زہرہ گداز گھڑی میں وہ استقامت ہی تھی جس نے اسلام کے آدم ثانی حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کا ساتھ دیا اور آپ نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھال لیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں یہی وہ استقامت ہے جو مسیح موعود کے دعوے کو دن بدن زور وقوت اور شوکت میں بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ کیا یہ کوئی پوشیدہ بات ہے کہ ۱۸۹۱ء میں دعوے اور بینات کی کیا صورت تھی اور آج کیا صورت ہے۔ اس اثنا میں کسقدر آندھیاں آئیں۔ مولویوں شاعروں ناثروں صوفیوں جسمانی زور کی دھمکی دینے والوں نے غرض اپنوں اور بیگانوں نے کیا تھوڑے زور لگائے کہ اس مدعی کو مٹا دیں یا کم سے کم اس کے دعوے کو ہی کمزور اور پست آواز کر دیں مگر پھر یہ بات کیا ہے کہ زور اور تحدی دن بدن ترقی پر ہے۔ استنے برس ایک بزدل اور مفتری اور کاذب کو مضبوط قدم رکھنے میں ساتھ نہیں دے سکتے۔ مادی چشموں سے پانی پینے والا آخر اکتا جاتا تھک جاتا اور ہار کھا جاتا ہے۔ مگر میرا مسیح میرا آقا ایدہ اللہ تواب ۹۹ء میں، جوان ہوا ہے۔ کفر کے فتوے اعدا کے منصوبے مخالفوں کے موذی مقدمے اور ایں اور آں کی ساری تدبیریں اس کے کھیت کا کھاد بن گئیں۔ وہ جو نادانی سے ہنستے اور ناعاقبت اندیشی سے بغلیں بجاتے تھے کہ اب نبوت بند ہوگئی ذرا صبر کریں وہ دیکھیں گے اور انشاء اللہ جلد دیکھیں گے کہ خدا اپنے مرسل کا کیسا ناصر و مولیٰ ہے اور چاہتا ہے کہ ایک عالم کو یقین دلا دے کہ مرزا غلام احمد لاریب مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔

الغرض یہ بڑا بھاری سبق ہے جو ہم اس امام ہمام علیہ السلام کے وجود باجود سے سیکھتے ہیں۔ میں انشاء اللہ بشرط زندگی اسپر ایک مستقل اور مفصل مضمون لکھوں گا کہ میں نے یہاں بیٹھکر کیا سیکھا اور کیا دیکھا ہے۔ میری روح اس تمام مشاہدے سے ایک سرور و وجد کی عالم میں ہے جو میں نے یہاں گزشتہ ہفتہ سال سے ایک خاندانی ممبر کی طرح رہ کر معاینہ کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں

کہ حضرت کی اندرونی اور معاشرتی زندگی کا نقشہ بیرونیوں کو دکھاؤں شاید کوئی سعید جس کا دل میرے دل سے ملتا جلتا اور میرے جیسے مشاہدات سے ذوق لینے کا عادی ہو میری تحریر سے فائدہ اٹھائے۔ میں اپنے تئیں بڑا خوش قسمت اور اسے نجات کا وسیلہ یقین کروں گا اگر یہ مضمون موثر طور پر میری قلم سے نکل گیا۔ اس چٹھی میں محض ایک ذوق نے مجھے اس وادی میں پھرایا۔ اور ایک بات کو اتنا طول دلایا ہے۔

اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دل چسپ بات جو واقع ہوئی اور جس نے ہمارے ایمانوں کو بڑی قوت بخشی وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے۔ زیادہ تفصیل کا محل نہیں۔ اس خط سے حضرت اقدس اسقدر خوش ہوئے کہ فرمایا اللہ تعالے گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔ برادران! دینی بات پر یہ خوشی کیا یہہ منجانب اللہ ہونے کا نشان نہیں؟ کون ہے آج جو اعلائے کلمۃ اللہ کی باتوں پر ایسی خوشی کرے؟ میں اللہ تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اسوقت حضرت کی خوشی کو دیکھکر اور اندازہ کرکے اپنے دل میں سخت شرمندہ ہوتا تھا کہ میں بھی اگرچہ خوش ہوں اور اور احباب بھی خوشیاں منا رہے ہیں کہ باطل کی شکست کے لئے ایک اور راہ نکل آئی اور اب مسیح علیہ السلام کی رفتار کا پورا نقشہ ملگیا۔ مگر اُس بلیغ خوشی کے مقابل ہماری ہنسی اور خوشی پھیکی معلوم ہوتی تھی۔ آخر میں بھی ایک مسلمان ہوں اور قرآن کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قائم ہونے اور خلاف قرآن ورسول کے استیصال کا بھوکا پیاسا ہوں۔ مگر پھر کیوں اتنا خوش نہیں؟ برادران یہی وہ راز ہے جسے وہی سمجھ سکتا ہے جو مامورانِ الٰہی کی حقیقت اور منصب کو سمجھ سکتا ہے ہمارے ایمان کی تجدید و تقویت کے لئے ایک نشان یہ ظاہر ہوا کہ ظہر کے وقت اچانک یہ خط آتا ہے اور صبح حضرت اقدس کو یہ رویا ہوتی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالے گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رویا میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اسوقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اس رویا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الٰہی شامل ہوئی چاہتی ہے اس لئے کہ حضرت ملکہ معظمہ کا اسم مبارک وکٹوریہ ہی جس کے معنے ہیں مظفرہ منصورہ اور نیز چونکہ اسوقت حضرت ملکہ معظمہ کل روئے زمین کے سلاطین میں سب سے زیادہ کامیاب اور خوش نصیب ہیں اسلئے آپ کا مہربانی کے لباس میں آپ کے مکان میں تشریف لانا بڑی برکت و کامیابی کا نشان ہے۔ خدا کا علم و قدرت دیکھیے ظہر کے وقت اس رویا کی صحیح تاویل پوری ہوگئی اللہ اللہ اس سے زیادہ نصرت کیا ہے کہ ایسے سامان مل رہے ہیں کہ جن سے دنیا کے کل نصاریٰ پر خدا کی روشن حجت پوری ہوتی ہے اور دور نہیں جبکہ عیاں ہو جائیگا کہ خدا کی سچی کتاب وہی ہے جس نے تیرہ سو برس ہوئے کس قوت سے دعویٰ کیا

وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم

اب خدا دکھانا چاہتا ہے کہ وہ خدا کا برگزیدہ صلیبی موت سے بچکر کہیں اوپر کو نہیں اڑا بلکہ اس نے رفتار کے لئے ایک راہ اختیار کی جس کے جستہ جستہ نقش پا کہیں کہیں پائے جاتے ہیں اور منجملہ ان کے وہی چبوترہ ہے اور آخر کار اس رفتار نے سرزمین پاک کشمیر میں اپنا دورہ ختم کیا اور مرفوع و مطہر ہو کر اسی خطہ پاک میں سو گئے۔ یہ باتیں جب مجموعی طور پر اور مدلل کتاب میں نکلیں گی پھر ان کی دھاک پڑیگی اور بہت سے مونہہ اس سوال سے بند ہو جائیں گے کہ مسیح موعود نے آکر کیا کام کیا۔

فرمایا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ان کا فرضی مسیح اور کام کیا کرتا یا کرے گا؟ اسکی اوقات زندگی کی یہی تقسیم بتاتے ہیں کہ دن کا ایک حصہ تو لکڑی یا لوہے یا پیتل یا سونے چاندی کی صلیبوں کے توڑنے میں بسر کریگا اور ایک حصہ سوروں کے قتل کرنے میں صرف کریگا۔ بس یہی کہ کچھ اور بھی؟ - فرمایا۔ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہ بات کیا ہو جس سے اتنے کروڑ نصاریٰ پر حجت حق پوری ہو کیونکہ اگر نری تلوار ہو تو وہ تو احقاق حق کے لئے کبھی آلہ بن نہیں سکتی۔ کیا ایمان کبھی درشتی سے دلوں میں اتر سکتا اور حجۃ اللہ اکراہ سے کسی کے دل کو فریفتہ کر سکتی ہے؟ وہ تو اور بھی الزام کا موجب ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز لٹھم لٹھا ہونے کے دلیل کوئی نہیں۔ فرمایا۔ آگے تھوڑا اور ناحق کا الزام لگاتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا؟ اور اب یوں اسے سچا کر دینا چاہتے ہیں اور معمولی کرامات و معجزات سے بھی یورپ و دیگر نصاریٰ پر اثر نہیں پڑ سکتا اس لئے کہ ان میں لکھا ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی آئیں گے جو نشان دکھائیں گے۔ پھر اب کیا ہے بجز اس کے کہ کوئی ایسی حجت ظاہر ہو جس کے آگے گردنیں خم ہو جائیں اور وہ وہی راہ ہے جو خدا میرے ہاتھ سے پوری کرے گا۔

اور اس ہفتہ میں لاہوری ملہم صاحب کا خط آیا جس میں انھوں نے حضرت اقدس اور آپ کے سلسلہ کے خلاف ایک دو پیشگوئیاں کی تھیں۔ اس کے متعلق میں زیادہ نہیں لکھتا عنقریب خود غیرت اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر ایک مستقل رسالہ لکھیں گے بشرطیکہ انھوں نے اپنا موعودہ رسالہ شایع کر دیا مگر اس پر اسوقت چند باتیں فرمائیں وہ لکھتا ہوں۔ فرمایا اللہ تعالے جانتا ہے کہ ان لوگوں کی ہمدردی کے لئے کسقدر میرے دل میں تڑپ اور جوش ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ کس طرح ان لوگوں کو سمجھاؤں۔ یہ لوگ کسی طرح بھی مقابلہ میں نہیں آتے۔ تین ہی راہیں ہیں۔ یا گزشتہ کے نشانوں سے میرے اپنے نشانوں کا مقابلہ کرلیں یا آیندہ نشانوں میں

مقابلہ کرلیں۔ یا اللہ نہیں تو یہی دعا کریں کہ جس کا وجود نافع الناس ہے وہ بموجب وعدہ الٰہی

(فاما ماینفع الناس فیمکث فی الارض)

دراز زندگی پائے۔ پھر عیاں ہو جائے گا کہ خدا کی نگاہ میں کون مقبول و منظور ہے۔ فرمایا۔ افسوس یہ لوگ چھوٹے چھوٹے معمولی الہامی ٹکڑوں اور خوابوں پر اترائے بیٹھے ہیں اور سمجھ نہیں سکتے کہ کسی الہام کے خدا کی طرف سے ہونے اور دخل شیطان سے پاک ہونے کا معیار کیا ہے معیار یہی ہے کہ اس کے ساتھ نصرت الٰہی ہو اور اقتداری علم غیب اور قاہر پیشگوئی اس کے ساتھ ہو۔ ورنہ وہ فضول باتیں ہیں جو نافع الناس نہیں ہو سکتیں۔ فرمایا اگر کوئی شخص کسی جلسہ کیوقت دور بیٹھا ہوا کسی عظیم الشان بادشاہ کی باتیں سو لا سن لے اور آکر کہے کہ میں نے فلاں بادشاہ کی باتیں سنی ہیں تو اس سے اسے اور دوسروں کو کیا حاصل۔ تقرب سلطانی کے بعد کی باتوں کے نشان اور ہی ہوا کرتے ہیں جنہیں دیکھکر ایک عالم پکار اٹھتا ہے کہ فلاں درحقیقت بادشاہ کا مہبط کلام و سلام ہے۔ فرمایا اگر میرے الہامات بھی ویسے ہی معمولی اور فضول ٹکڑے ہوتے اور ہر ایک میں علم غیب اور اقتداری پیشگوئیاں نہ ہوتیں تو میں انہیں محض ہیچ سمجھتا۔ فرمایا بھلا کوئی لیکھرام والی پیشگوئی کے برابر کوئی ایک ہی الہام بتاوے۔ فرمایا۔ میرے الہاموں سے قوم کا فائدہ اور اسلام کا فائدہ ہوتا ہے اور یہی معیار بڑا بھاری معیار ہے جو ان کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ فرمایا۔ میرے ساتھ خدا کے معاملات اور تصرفات اور اس کے نشان میری تائید میں عجیب ہیں۔ کچھ تو میری ذات کے متعلق ہیں۔ کچھ میری اولاد کے متعلق ہیں اور کچھ میرے اہل بیت کے متعلق ہیں اور کچھ میرے دوستوں کے متعلق ہیں اور کچھ مخالفوں کے متعلق ہیں اور کچھ عامۃ الناس کے متعلق ہیں۔ واقعہ اللہ اس انسان کامل کا سراپا اور اس کے در و دیوار سب الٰہی نشان ہی ہیں۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ مولوی نورالدین صاحب کو ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ ہوا لگاتار دانت کا سخت درد رہا اور سوائے اکھڑوانے کے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا۔ فرمایا مجھے بھی ایک دفعہ خطرناک درد ہوا ایسا تنگ کہ مارے درد کے غشی ہوگئی اسمیں الہام ہوا واذا مرضت فھو یشفین۔ جب اٹھا تو درد جاتا رہا۔ لاہور کی ملہم کے مکرم دوستوں میں سے ایک حافظ صاحب کا پیغام پہونچا کہ وہ گذشتہ نشانوں کو بے پروائی سے دیکھتے ہیں اور انکا حوالہ سنتا نہیں چاہتے فرمایا افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا کی کوئی بات بھی ناقدر دانی کے قابل نہیں ہوتی۔ ایک قوم کو کیا پہلے بھی خدا تعالےٰ نے یہ نہیں کہا اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم کیا یہ گذشتہ نشان کا حوالہ نہیں۔ فرمایا۔ اب ایسا وقت ہے کہ ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ بہت دفعہ ملاقات کیا کریں تو کہ نئے نئے نشانوں کے دیکھنے سے جو روز بروز نازل ہوتے ہیں انکے ایمان و تقوی میں ترقی ہو۔

۶- جولائی کی رات کو خدا تعالےٰ نے بہشت و دوزخ کا نظارہ آپکو دکھایا اول بہشت دکھائی گئی اور اس کے ہر قسم کے ثمرات و نعماء دکھائی گئیں۔ اتنے میں الہام ہوا یاتیک من کل فج عمیق۔ پھر دوزخ دکھایا گیا وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل تھا اتنے میں الہاماً زبان پر جاری ہوا **لولا فضل اللہ و رحمتہ علی لالقی راسی فی ھذا الکنیف**۔ یعنے اگر خدا کا فضل و رحمت مجھپر نہ ہوتی تو میرا سر اس پاخانہ میں ڈالا جاتا۔ یہ ایک انعام الٰہی کی طرز ہے کہ خدا نے آپ کو ایسے مکان کے لئے بنایا ہی نہیں۔ اس سے پیشتر مدت ہوئی حضرت کچھ لوگوں کو اس تاریک غار میں دیکھ چکے تھے

برادران! یہ رویا اور الہام بتلاتے ہیں کہ متبعان مسیح موعود انشاء اللہ اس مکروہ جگہ سے بفضل خدا بچائے جائیں گے۔ مگر ساتھ میں کہتا ہوں کہ اتباع مسیح بہت نازک امر ہے مجھے یہاں رہنے سے اپنے ایمان و عمل کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہوئی ہے۔ مجھپر کھل گیا ہے کہ مولوی بننا اور کہلانا بہت آسان۔ سجادہ نشین پیر بننا اور کہلانا اور اور کیا کیا بننا بڑا آسان ہے مگر حقا کہ مسیح موعود کا اتباع بڑا ہی مشکل ہے۔ میرے ایک معزز دوست منشی محمد اروڑا صاحب کپورتھلوی نے جالندھر میں حضور اقدس سے پوچھا ایمان کیا ہے۔ فرمایا۔ ایمان دو قسم ہے ایک موٹا اور ایک باریک۔ موٹا یہی ہے ظاہری آداب شریعت کی اتباع اور رسمی مسلمان بنجانا۔ اور باریک ہے میرے پیچھے ہو لینا۔ اگر میں اسکی شرح کروں تو چھٹی ایک رسالہ بنجاتی ہے۔ درحقیقت ہماری بیعت کا یہ فقرہ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کیا کم دل ہلا دینے والا فقرہ ہے۔ پھر فرمایا میں دنیا میں اس لئے آیا ہوں کہ تا لوگوں میں قوت یقین پیدا ہو جائے۔

برادران! اگر عمل نہیں تو پھر نصرانیوں کا کفارہ حق ہے۔ اور اگر تم یونہی میرا مسیح میرا مسیح کرتے پھرو اور لوگوں سے تکرار اور لڑائی کرتے رہو اور اپنے نفسوں کو مغالطہ دو کہ تم اس سلسلہ کے لئے بڑی غیرتمند اور اسکے ناصر ہو اور تمہارے اعمال میں حقیقی ایمان کی خوشبو نہیں تو تم نے برنگ دیگر اس تثلیث و کفارہ کے برہم زن مسیح موعود پر ایمان لاکر اپنی بدچلنی سے کفارہ کے ہیچ جھوٹے مسئلہ کو پھر رواج دیا۔ مگر تم یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سب سے سچی اور صادق ہمیں کتاب فرقان مجید اور قرآن حمید میں بارہا ان الذین آمنوا و عملوا الصلحٰت اس لئے آیا ہے کہ ایک پہلی قوم اعمال صالحہ کی طرف التفات نکرنے اور اسے حقیقۃً جزو ایمان نہ ٹھیرانے کے سبب سے ضلال کے خوفناک گڑھے میں اوندھے گر گئے۔ پس مسیح موعود کا اتباع کیا ہے اسکی مانند کتاب اللہ کی خدمت کیلئے ہمیشہ چست رہنا ہادی کامل سید الاصفیا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابراء ساحت کے لئے کامل سیپہ آرائی کا اپنے اوپر وارد کرنا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان خشک دنوں میں جبکہ میں حقائق الامور سے قطعاً ناواقف تھا اور بیعت شدہ تو تھا مگر نہ بیعت کی حقیقت معلوم تھی اور نہ اپنے آقا کے ساتھ کوئی دلیں لگدی کر دینوالی محبت تھی یونہی رسمی طور پر آتا جاتا تھا اچانک اور پہلی ہی دفعہ جس چیز نے مجھے اسیر کر ہی لیا وہ حضرت اقدس کی ایک تقریر تھی جو قرآن کریم کی محبت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے متعلق آپ نے فرمائی جو کہ میں اپنے ہند عشق قرآن اور حامل قرآن کریم کی ایک مخفی چنگاری پاتا تھا۔ اپنے سے زیادہ عاشق خدا اور رسول کا فریفتہ ہوتا اور مجھے تو کھلا کھلا اب میں ایک عرصہ کے بعد ...

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے

ذبح کرنا رحم ہے

قربانی کے متعلق جانوروں کے ذبح کرنے پر ایک شخص نے سوال کیا کہ ذبح کرنا رحم نہیں ہے۔ اسپر حضرت مولانا صاحب نے فرمایا سنو!!!

اول۔ خدا تعالے کو ماننے والی کل قومیں خواہ وہ کوئی ہوں اس بات کی ہرگز قائل نہیں کہ خدا ظالم ہے۔ بلکہ خدا کو رحمن رحیم دیالو کرپالو مانتی ہیں۔ پس خدا تو ظالم نہیں اور بیشک وہ ظالم نہیں۔ اب خدا تعالے کا فعل دیکھو کہ ہوا میں باز شکرے گدھ چرغ وغیرہ شکاری جانور موجود ہیں اور وہ غریب پرندوں کا گوشت ہی کھاتے ہیں۔ گھاس اور عمدہ سے عمدہ میوے اور اسی قسم کی کوئی چیز نہیں کھاتے۔ پھر دیکھو کہ آگ میں پروانہ کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ پھر پانی کی طرف خیال کرو کہ اس میں کسقدر خونخوار جانور موجود ہیں۔ گھڑیال اور بڑی بڑی مچھلیاں اود بلاؤ وغیرہ چھوٹے چھوٹے آبی جانداروں کو کھاجاتے ہیں بلکہ بعض مچھلیاں قطب شمالی سے قطب جنوبی تک شکار کے لئے جاتی ہیں۔ پھر ایک اور قدرتی نظارہ سطح زمین پر دیکھو کہ چیونٹی خور جانور کیسے زبان نکالے پڑا رہتا ہے۔ جب بہت سی چیونٹیاں اس کی زبان کی شیرینی کی وجہ سے اسکی زبان پر چڑھ جاتی ہیں تو جھٹ زبان کھینچکر سب کو نگل جاتا ہے۔ مکڑی مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ مگس خور جانور اپنی غذا ان جانداروں کو ہی مارکر بہم پہونچاتے ہیں۔ بندروں کو چیتا مارکر کھاتا ہے۔ جنگل میں شیر بھیڑیے تیندوے کی غذا جو مقرر ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس نظارہ عالم کو دیکھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قانون ذبح کا جو عام طور پر جاری ہے یہ کسی ظلم کی بناء پر ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر انسان پر حیوان کے ذبح کرنے کے ظلم کا الزام کیا مطلب رکھتا ہے

دوم۔ انسان کے جوئیں پڑجاتی ہیں یا کیڑے پڑجاتے ہیں کو کیسے بےباکی سے انکی ہلاکت کی کوشش کیجاتی ہے کیا اس کا نام ظلم رکھا جاتا ہے؟ جب اسے ظلم نہیں کہتے صرف اس لئے کہ اشرف کے لئے اخس کا قتل جائز ہے تو ذبح پر اعتراض کیوں ہے؟

سوم۔ قانون الہی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز بےانت بڑھنا چاہتی ہے۔ اگر ہر ایک بڑ کے بیج حفاظت سے رکھے جائیں تو دنیا میں بڑہی بڑ ہوں اور دوسری کوئی چیز نہ ہو۔ مگر دیکھو ہزاروں ہزار جانور اسکا پھل کھاتے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس بڑھنے کو روکنا منشاء الہی ہے۔ اگر ساری گایوں کی پرورش کریں تو ایک وقت میں کیا دنیا کی ساری زمین بھی ان کے چارے کے لئے مکتفی ہوگی؟ آخر بھوک پیاس سے خود ان کو مرنا پڑے گا۔ جب کہ یہ نظارۂ قدرت موجود ہے تو ذبح خلاف منشاء الہی کے کیوں ہے؟

چہارم۔ اگر کسی چیز کو ذبح نہ کریں تو پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ کبھی نہ مرے گی؟ جب آخر مرے گی تو سکھ کی موت ذبح ہوسکتی ہے یا یہ کہ بھوکا پیاسا رہ کر یا بیماری وغیرہ کے بہت سے شدائد اور تکالیف اٹھا کر مرے۔ ماننا پڑیگا کہ سکھ کی موت ذبح ہی ہے۔

پھر کوئی کہے کہ ذبح انسان بھی جائز ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ذبح انسان کے لئے بھی عمدہ تو ہے اور یہی وجہ ہے کہ شہادت کو سب نے متفق اللفظ ہوکر اعلیٰ مانا ہے۔ مگر انسان کے ذبح نہ کرنے پر اور بہت سے قوی دلائل ہیں انسان کے ساتھ اوروں کے حقوق ہیں کسی کی پرورش ہے تو کسی کا کچھ۔ اگر ایسا حکم دیدیں تو مشکلات کا ایک بڑا سلسلہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے قتل انسان مستلزم السزا کو عرفی اور شرعی قانون میں سخت گناہ کہا گیا ہے۔

اب ان دلائل کو کوئی پڑھکر بتلادے کہ کیا ذبح کرنا رحم ہے یا ظلم؟ ماننا پڑے گا کہ ذبح سے بڑھکر رحم نہیں ہے۔

۲۳-جون ۱۸۹۹ء کی شب کو قریب مغرب چاندگرہن شروع ہوا تھوڑی دیر میں سارا چاند گہنا گیا۔ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے اس موقع پر خسوف کی نماز پڑھائی۔ اور تاوقتیکہ چاند بالکل روشن نہ ہوگیا مسنون طریق کے موافق کھانا نہ کھایا گیا۔ بلکہ عشاء کی نماز پڑھ چکنے کے بعد جب چاند بالکل صاف ہوگیا کھانا کھایا۔ گویا تمام وقت نماز اور ذکر الہی میں صرف ہوا۔ الحمد للہ۔

خدا کا فضل ہے کہ اخبار الحکم کا پانچواں نمبر اسی تقطیع اور اسی صورت میں شایع ہوتا ہے۔ ابھی تک ٹھیک وقت پر اشاعت پذیر ہونے کا انتظام نہیں ہوسکا جس کے لئے ہم خدا تعالے کی مدد سے کوشش کر رہے ہیں۔ ہم کو خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ ان نقایص کے دور کرنے میں ہماری مدد کرے گا جو ابھی تک موجود ہیں۔ اس لئے ہم ناظرین سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بھی صبر سے کام لیں اور ہر ایک قسم کی امداد میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

جناب مولوی عبدالکریم صاحب کی چند باتیں۔

۲۳-جون ۱۸۹۹ء بعد جمعہ

خوف الہی

دنیا میں عام قاعدہ ہے کہ انسان جس سے ڈرتا ہے تو وہ اسکو اور بھی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے اللہ تعالے سے جسقدر ڈرتا ہے اسیقدر وہ خدا کے حضور مقرب اور عزیز ہوتا جاتا ہے پھر چونکہ جزا بالمثل کا قانون ایک قانون الہی ہے اس لئے جسقدر انسان خدا سے ڈرتا ہے اسیقدر رعب اور ڈر اسکا اللہ تعالے اسکے دشمنوں

کے دل میں ڈالدیتاہے - پس خدا سے ڈرنا چاہیے نہ لوگوں سے جو دنیا کے کیڑے اور جیفہ دنیا پر گرے پڑتے ہیں -

---

لاہور میں تقریر کرتے وقت میرے دل میں خشیت الٰہی کے متعلق یہ بات پیدا ہوئی کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جن چیزوں سے ڈرتا ہے ان سے دور بھاگتا اور نفرت کرتا ہے - مثلاً شیر چیتے - سانپ وغیرہ سے انسان ڈرتا ہے اور اسی قدر ان سے نفرت کرتا اور دور بھاگتا ہے لیکن خدا سے جسقدر ڈرتا ہے اسی قدر اس کی روح میں اسکے حضور تقرب کی پیاس بڑھتی جاتی ہے اور قریب ہوتا جاتا ہے اور خدا سے پیار کرنے لگتا ہے -

تقویٰ بکار ہے نہ دھڑہ بندی

خدا کے برگزیدہ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اگر صرف ایک جماعت یا فریق کا آدمی کہلانا مقصود ہو تو یہ بالکل فضول اور لغو ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ دنیامیں ایسے لوگ ہیں کہ جب دو پہلوان کشتی لڑتے ہیں تو حالانکہ انکے کشتی لڑنے سے دین یا دنیا کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا مگر نادان کسی ایک طرف ہو جاتے ہیں - یہانتک کہ اس دھڑہ بندی میں لڑائی تک نوبت پہونچ جاتی ہے - پس اگر ہم نے بھی **مرزا صاحب** کے ساتھ تعلق پیدا کر کے کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کی تو بتلاؤ اس سے بڑھکر کیا خصوصیت ہوئی - آخر ایک طرف تو ہم نے ہونا ہی تھا - پس یاد رکھو جب دنیا کے لعن طعن کو لیا ہے تو اتنا تو کرو کہ پاک نمونے بنکر دکھاؤ - تقوے اختیار کرو اور دکھا دو کہ تمہاری غرض ایک مامور من اللہ کا ساتھ دینے سے کیا تھی -

---

مضمون حضرت اقدس جناب مسیح موعود مندرجہ اخبار عام مطبوعہ ۱۰- مئی سنہ ۱۸۸۵ء

آج ایک سوال از طرف رام چرن نامی جو آریہ سماج اکبر آباد کے ممبروں سے ہے میری نظر سے گذرا - سو اگرچہ لغو اور بے حقیقت سوالات کی طرف متوجہ ہونا ناحق اپنے وقت کو ضایع کرنا ہے لیکن ایک دوست کے الحاح و اصرار سے لکھتا ہوں -

سوال یہ ہے کہ خدانے شیطان کو پیدا کر کے کیوں آپ ہی لوگوں کو گناہ اور گمراہی میں ڈالا - کیا اس کا یہ ارادہ تھا کہ لوگ ہمیشہ بدی میں مبتلا رہکر کبھی نجات نہ پاویں -

ایسا سوال ان لوگوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے جنھوں نے کبھی غور اور فکر سے دینی معارف میں نظر نہیں کی یا جنکی نگاہیں خود ایسی پست ہیں کہ بجز بیجا نکتہ چینیوں کے اور کوئی حقیقت شناسی کی بات اور محققانہ صداقت انکو نہیں سوجھتی - اب واضح ہو کہ سائل کے اس سوال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصول اسلام سے بکلی بیگانہ اور معارف ربانی سے سراسر اجنبی ہے - کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ شریعت اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا شیطان صرف لوگوں کے بہکانے اور ورغلانے کے لئے خدا تعالے نے پیدا کیا ہے اور اسی اپنے وسوسہ کو پختہ سمجھکر تعلیم قرآنی پر اعتراض کرتا ہے - حالانکہ تعلیم قرآنی کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے اور نہ یہ بات کسی آیت کلام الٰہی سے نکلتی ہے بلکہ عقیدہ حقہ اہل اسلام جسکو حضرت خداوندکریم جلشانہ نے خود اپنی کلام پاک میں بیان کیا ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے دونوں اسباب نیکی اور بدی کے مہیا کر کے اور ایک وجہ کا اسکو اختیار دیکر قدرتی طور پر دو قسم کے محرک اس کے لئے مقرر کئے ہیں - ایک داعی خیر یعنے ملائکہ جو نیکی کی رغبت دل میں ڈالتا ہے -

دوسرے داعی شر یعنے شیطان جو بدی کی رغبت دل میں ڈالتا ہو لیکن خدا نے داعی خیر کو غلبہ دیاہے کہ اسکی تائید میں عقل عطا کی اور اپنا کلام نازل کیا اور خوارق اور نشان ظاہر کئے - اور ارتکاب جرائم پر سخت سخت سزائیں مقرر کیں - سو خدا تعالےٰ نے انسان کو ہدایت پانے کے لئے کئی قسم کی روشنی عطا کی اور خود اسکے دلی انصاف کو ہدایت کے قبول کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا - اور داعی شر بدی کی طرف رغبت دینے والا ہے تا انسان اس کے رغبت دینے سے احتراز کر کے اس ثواب کو حاصل کرے جو بجز اس قسم کے امتحان کے حاصل نہیں کر سکتا تھا -

اور ثبوت اس بات کا کہ ایسے دو داعی یعنے داعی خیر و داعی شر انسان کے لئے پائے جاتے ہیں بہت صاف اور روشن ہے - کیونکہ خود انسان بدیہی طور پر اپنے نفس میں احساس کرتاہے کہ وہ ہمیشہ دو قسم کے جذبات سے متاثر ہوتا رہتاہے کبھی اس کے لئے ایسی حالت صاف اور نورانی میسر آجاتی ہے کہ نیک خیالات اور نیک ارادے اس کے دل میں اٹھتے ہیں اور کبھی اس کی حالت ایسی پرظلمت اور مکدر ہوتی ہے کہ طبیعت اس کی بد خیالات کی طرف رجوع کرتی ہے اور بدی کی طرف اپنے دل میں رغبت پاتا ہے - سو یہی دونوں داعی ہیں جن کو ملائک اور شیطان سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حکمائے فلسفہ نے انہی دونوں داعی خیر اور داعی شر کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے یعنے انکے گمان میں خود انسان ہی کے وجود میں دو قسم

ی قوتیں ہیں ایک قوت ملکی جو داعی خیر ہے اور دوسری قوت شیطانی جو داعی شر ہے - قوت ملکی نیکی کی طرف رغبت دیتی ہے اور چپکے سے انسان کے دل میں خود بخود پڑ جاتا ہے کہ میں نیک کام کروں جس سے میرا خدا راضی ہو - اور قوت شیطانی بدی کی طرف محرک ہوتی ہے غرض اسلامی عقائد اور دنیا کے کل فلاسفہ کے اعتقاد میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اہل اسلام دونوں محرکوں کو خارجی طور پر دو وجود قرار دیتے ہیں اور فلسفی لوگ ان ہی دونوں وجودوں کو دو قسم کی قوتیں سمجھتے ہیں جو خود انسان ہی کے نفس میں موجود ہیں لیکن اس اصل بات میں کہ فی الحقیقت انسان کے لئے دو محرک پائے جاتے ہیں خواہ وہ محرک خارجی طور پر کچھ وجود رکھتے ہوں یا قوتوں کے نام سے انکو موسوم کیا جائے - یہ ایک ایسا اجماعی اعتقاد ہے جو تمام گروہ فلاسفہ اسپر اتفاق رکھتے ہیں- اور آجتک کسی عقلمند نے اس اجماعی اعتقاد سے انحراف اور انکار نہیں کیا وجہ یہ کہ یہ بدیہی صداقتوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی بدیہی صداقت ہے جو اس شخص پر بکمال صفائی کھل سکتی ہے کہ جو اپنے نفس پر ایک منٹ کے لئے اپنی توجہ اور غور کرے اور دیکھے کہ کیونکر نفس اس کا مختلف جذبات میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور کیونکر ایک دم میں کبھی زاہدانہ خیالات اس کے دل میں بھر جاتے ہیں اور کبھی رندانہ وساوس اسکو پکڑ لیتے ہیں -

سو یہ ایک ایسی روشنی اور کھلی صداقت ہے جو ذو المعقول اس سے منکر نہیں ہو سکتے - ہاں جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی انھوں نے اپنے نفس کے حالات کی طرف توجہ نہیں کی ان کے دلوں میں اگر ایسے ایسے پوچ وساوس اٹھیں تو کچھ بعید نہیں ہے - کیونکہ وہ لوگ بباعث نہایت درجہ کی غفلت اور کور باطنی کے قانون قدرت الٰہی سے بکلی بیخبر اور انسانی خواص اور کیفیات سے سراسر ناواقف ہیں اور ان کے اس جہل مرکب کا یہی علاج ہے کہ وہ ہمارے اس بیان کو غور سے پڑھیں تا کہ انکو کچھ ندامت حاصل ہو کہ کسقدر تعصب نے انکو مجبور کر رکھا ہے کہ باوجود انسان کہلانے کے جو انسانیت کی عقل ہے اس سے بالکل خالی اور تہیدست ہیں اور ایسے اعلیٰ درجہ کی صداقتوں سے انکار کر رہے ہیں جنکو ایک دس برس کا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے - پھر بھی سائل اپنے سوال کے اخیر میں یہ شبہ پیش کرتا ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آدم کو تسلی دی تھی کہ شیطان تجھکو بہکا نہیں سکے گا- لیکن اسی قرآن میں لکھا ہے کہ شیطان نے آدم کو بہکایا -

یہ وسوسہ قلبی بھی سراسر قلت فہم اور کور باطنی کی وجہ سے سائل کے دل میں پیدا ہوا - کیونکہ قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیطان آدم کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا قصد نہیں کریگا یا آدم اس کے بہکانے میں کبھی نہیں آئے گا ہاں قرآن شریف میں ایسی آیتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ خدا تعالےٰ کے نیک بندے شیطان کے بہکانے سے ایسے وبال میں نہیں پڑتے جس سے انکا انجام بد ہو بلکہ حضرت خداوند کریم جل شانہ جلد تر انکا تدارک فرماتا ہے اور اپنے ظل حفاظت میں لے لیتا ہے سو ایسا ہی آدم کے حق میں اس نے کہا کہ آدم صفی اللہ خلیفۃ اللہ ہے اس انجام ہرگز بد نہوگا اور خدا کے محبوب بندوں میں رہے گا چنانچہ یہ امر ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے اخیر میں بھی آدم کو ایسا ہی چن لیا جیسا کہ پہلے برگزیدہ تھا - غرض یہ اعتراض معترض بھی سراسر تعصب اور جہالت پر مبنی ہے نہ انصاف اور عقلمندی پر والسلام علی من اتبع الہدیٰ - فقط

بیش قیمت خیالات

خودشناسی

اپنے دل کا امتحان کرو - اور اس کی صداقت کو خوب طرح تولو - ہر روز اپنی زندگی کا حساب کرو اور کمال غور سے دیکھو کہ تم نے کس قدر ترقی کی ہے یا تنزل تمھاری طبیعت واطوار اخلاق اور خواہش میں کس قدر تغیر ہوا ہے کس قدر مغایرت یا موافقت خدا تعالےٰ سے حاصل کی ہے اور اس سے کسقدر قربت یا دوری ہے سب سے بڑھکر اپنی حالت کا مطالعہ ہے پس جو شخص اپنی حالت سے خوب محرم ہے اس نے گویا وہ علم تحصیل کیا ہے جو دیگر علوم سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے -

انصاف

کل ذی حیات مخلوق کے ساتھ انصاف کے ساتھ پیش آنا لازم ہے - انصاف کا بڑا اصول یہہ ہے کہ اپنی نسبت دوسرے کیطرف سے جن خیالات جن اقوال اور جن افعال کی آرزو رکھتے ہو- دوسرے کے لئے بھی اپنی طرف سے اُن ہی کو جایز قرار دو -

آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

ذاتی ایثار

جہاں کہیں اپنی تکلیف سے دوسرے کی بھلائی ہوتی ہو وہاں پر ہمیشہ اپنی تکلیف کو بھول جاؤ اور مسرت کے ساتھہ اس کے برداشت کرنے کی عادت اختیار کرو -

کشادہ دلی

خیال میں کشادہ دلی کا اسوقت اظہار ہوتا ہے جب کہ انسان دوسرے کی کمزوریوں کو نظر عفو سے دیکھ سکتا ہو۔ گفتگو میں کشادہ دلی وہاں نمایاں ہوتی ہے جہاں انسان بلاضرورت دوسرے کی کمزوری کے بیان کرنے میں پرہیز رکھتا ہو۔ کاموں میں کشادہ دلی اس طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ جب اور جس وقت اور جس انسان کے ساتھ جب کبھی کوئی موقع ہاتھ آئے تبھی اس کے ساتھ تنگ دلی سے نفرت کرکے کشادہ دلی سے برتاؤ کیا جاوے۔

اُلٹی سمجھ

دنیا کے لوگوں کا عجیب دستور ہے کہ اگر وہ اپنی قوم میں سے کسی شخص کو دیکھیں کہ وہ بے محاورہ الفاظ میں گفتگو کرتا ہے یا صحیح تلفظ نہیں کرتا یا صرف و نحو کے قواعد کے موافق نہیں بولتا ہے تو فوراً اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اسکی طرف حقارت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں سے کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے۔ فریب دیتا ہے۔ اخلاقی اصولوں کو توڑتا ہے اس سے ذرہ بھی نفرت نہیں کرتے اور نہ رنجیدہ ہوکر اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ العجب ثم العجب۔

دعا

دعا اس خاص کوشش اور حالت کا نام ہے جو انسان پر اپنے خالق کی ہستی کے خیالات میں طاری ہوتی ہے اس قرب خاص میں تعجب ہے جو اسے لذات محسوسات کی باتیں یاد رہیں ایک عالی جناب شاہنشاہ کے حضور میں پہونچکر اس سے ٹھیکریاں مانگنے کی درخواست کی مانند ہے۔ دعا کی قبولیت کا وقت انسان پر لذات محسوسات اور اپنی ہستی کے بھولنے کی حالت ہوتی ہے مگر جس دعا میں جسمانی خواہشوں کے سامان مانگے جائیں وہ دعا نہیں۔

عبادت

عبادت دل میں فضل الٰہی کے قبول کرنے کی وسعت دینے کا نام ہے یا اپنی ہستی میں مبدء فیض کے عشق کی جھلک پڑنے کی استعداد پیدا کرنے کا نام ہے۔ بغیر عشق الٰہی کی روشنی کے آدمی ٹھیکرے کی طرح تاریک جرم ہوتا ہے اور آفتاب رحمت کی دھوپ سے اس میں چمک اٹھنے کا جوہر نہیں ہوتا عبادت میں چار جزو ہیں۔

اول- رحمت الٰہی کی تعریف۔

دوم- خدا سے نزول رحمت کے لئے سوال کرنا۔

سوم- اپنی عاجزی اور گناہوں کا اقرار اور اس سے شرمندگی کا اظہار۔

چہارم- مغفرت کی درخواست۔

خوشخبری

مجموعہ اشتہارات

ہم تمام احباب کی ایک آرزو کو پورا کرنے پر آمادہ اور طیار ہوگئے ہیں یعنے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کل اشتہارات ابتدا سے آجتک جسقدر متفرق طور طور پر وقتاً فوقتاً حسب موقع شایع ہوتے رہے ہیں ہم نے اُن سب کو ایک جگہ جمع کرکے کتاب کی صورت میں ۲۲×۲۶ کی تقطیع یعنے اُس معمولی تقطیع پر جسپر حضرت اقدس کی کتابیں چھپتی ہیں چھاپنے کا بندوبست کرلیا ہے۔ اکثر احباب اس مجموعہ سے محروم تھے بلکہ بعض نے تو صرف چند ہی نئے اشتہارات جو ین تین چار سال کے ہیں پڑھے ہونگے اور جن کے پاس کچھ تھے تو وہ بھی پورے نہیں۔ اب ہم نے بہت کوشش سے ان اشتہارات کو جمع کر لیا ہے اور بہت بڑا حصہ اس مجموعہ کا تو ہمیں حضرت اقدس کے کتب خانہ سے ہی ملگیا ہے۔ اور چند اشتہار جو ہمارے پاس نہتھے وہ ہم کو بعض دوستوں نے مرحمت فرما دیئے۔ ہم انکی اس عنایت کے مشکور ہیں اس کے صلہ میں ایک ایک نسخہ اس مجموعہ کا مفت بعد طبع ہم انکو دیں گے۔

یہ مجموعہ غالباً ۴۰۰ صفحہ کے قریب ہوگا اور عمدہ چھپائی اور خوشخطی کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ اس لئے اسکی قیمت کچھ زیادہ رکھنی پڑیگی کیونکہ خرچ بہت بڑھ جائیگا۔ لیکن جو صاحب طبع ہونیسے پہلے پہلے درخواست بھیج دیں گے انکے لئے قیمت میں بہت رعایت کیجائے گی لیکن بعد طبع پھر پوری قیمت لیجائے گی اس لئے ہم درخواست ہائے خریداری کے منتظر ہیں۔ لیکن انتظام چھپائی ہم نے ابھی سے شروع کر دیا ہے۔ درخواستوں کے آنے تک کام کو التوا میں ڈالنا نہیں چاہا۔ کیونکہ ہمیں امید ہے کہ حضرت اقدس کے ہاتھ سے نکلے ہوئے موتیوں کو ہر ایک سچا طالب بڑی آرزو سے لینے کی خواہش کریگا جو اسکے پاس نہیں۔

اس مجموعہ سے بڑے فوائد یہ ہیں۔ اول- گویا یہ ایک حضرت اقدس کی بیس سالہ سوانح عمری ہے۔ دوم- متفرق اور پراگندہ چھوٹے بڑے اوراق کو موزون تقطیع پر ایک شیرازہ میں جمع کرکے ہر ایک شخص کو مجموعہ سے مستفید کرنا جو اس صورت کے سوا بہت مشکل تھا اور خاصکر آیندہ نسل کے لئے تو بالکل محال تھا کیونکہ پرانے متفرقات کو جمع کرنا آسان نہیں فقط

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۷۷ رجسٹرڈ ایل ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

THE HAKAM QADIAN
الحکم

جلد ۳ | قادیان دار الامن و الامان ۱۷ جولائی ۱۸۹۹ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ | نمبر ۲۴

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بجانب پنڈت دیانند سرستی

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

واضح ہو کہ ان دنوں مین اس عاجز نے حق کی تائید کے لئے اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کی غرض سے ایک نہایت بڑی کتاب تالیف کی ہے جسکا نام براہین احمدیہ ہے چنانچہ اسمین سے تین حصے چھپ کر مشتہر ہو چکے ہین اور حصہ چہارم عنقریب چھپنے والا ہے حصہ سوم مین اثبات کا کافی ثبوت موجود ہے کہ سچا دین جسکے قبول کرنے پر نجات موقوف ہے دین اسلام ہے کیونکہ سچائی کے معلوم کرنیکے لئے دو ہی طریق ہین۔ ایک یہ کہ عقلی دلائل سے کسی دین کے عقائد صاف اور پاک ثابت ہون دوسرے یہ کہ جو دین اختیار کرنے کی علت غائی ہے یعنی نجات اس کے علامات اور انوار اس دین کی متابعت سے ظاہر ہو جائین۔ کیونکہ جو کتاب دعوی کرتی ہے کہ مین اندرونی بیماریون اور تاریکیون سے لوگون کو شفا دیتی ہون بجز میرے دوسری کتاب نہین دیتی تو ایسی کتاب کے لئے ضرور ہے کہ اپنا ثبوت دے۔

پس انھین دونون طریقون کی نسبت ثابت کرکے دکھلایا گیا ہے کہ یہ صرف اسلام مین پائے جاتے ہین۔

اسلام وہ پاک مذہب ہے کہ جسکی بنیاد ایسے عقاید صحیحہ پر ہے کہ جنمین سراسر جلال الہی ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن شریف ہر ایک جزو کمال خدا کے لئے ثابت کرتا ہے اور ہر ایک نقص و زوال سے اسکو پاک ٹھیراتا ہے۔ اسکی نسبت قرآن شریف کی یہ تعلیم ہے کہ وہ بیچون و بیچگون ہے اور ہر ایک شبیہ و مانند سے منزہ ہے اور ہر ایک شکل اور مثال سے مبرا ہے۔ وہ مبدا ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مرجع ہے تمام امور کا اور خالق ہے تمام کائنات کا اور پاک ہے ہر ایک کمزوری اور ناقدرتی اور نقصان سے اور واحد ہے اپنی ذات مین اور صفات مین اور الوہیت مین اور معبودیت مین نہین مشابہ اس سے کوئی چیز اور نہین جائز ہے کسی چیز سے اسکا اتحاد اور حلول۔ مگر افسوس کہ آپکا اعتقاد سراسر اس کے برخلاف ہے۔ اور ایسی روشنی چھوڑ کر تاریکی ظلمت مین خوش ہو رہے ہین۔

اب چونکہ مینے اس روشنی کو آپ جیسے لوگون کی سمجھ کے موافق نہایت صاف اور سلیس اردو مین کھولکر دکھلایا ہے اور اثبات کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ آپ لوگ سخت ظلمت مین پڑے ہوئے ہین یہانتک کہ جسکے سہارے پر تمام دنیا جیتی ہے اسکی نسبت آپکا یہ خیال ہے کہ وہ تمام فیضون کا مبدا نہین اور تمام ارواح یعنی جیو اور ان کی روحانی قوتین اور استعدادین اور ایسا ہی تمام اجسام صغار یعنی پرکرتی خود بخود انادی طور پر قدیم سے چلے آتے ہین۔ اور تمام ہنر یعنی گن جو انمین ہین وہ خود بخود ہین اور اس فیصلہ کو صرف عقلی طور پر نہین چھوڑا بلکہ آسمانی نشان بھی ثابت کئے ہین کہ جو خدا کی برگزیدہ قوم مین ہونے چاہیئے۔ اور ان نشانون کے گواہ صرف مسلمان لوگ ہی نہین بلکہ کئی آریہ سماج والے بھی گواہ ہین۔ اور بفضل خداوند کریم دن بدن لوگون پر کھلتا جاتا ہے کہ برکت اور روشنی اور صداقت صرف قرآن شریف مین ہے اور دوسری کتابین ظلمت اور تاریکی سے بھری ہوئی ہین۔

لہذا یہ خط آپ کے پاس رجسٹری کرا کر بھیجتا ہون اگر آپ کتاب براہین احمدیہ

کے مطالعہ کے لئے مستعد ہون تو مین وہ کتاب مفت بلا قیمت آپ کو بھیجدون گا آپ اُسکو غور سے پڑھین اگر اس کے دلائل کو لاجواب پاوین تو حق کے قبول کرنے مین توقف نہ کرین کہ دنیا روزی چند آخر کار باخداوند مین ابھی اس کتاب کو بھیج سکتا تھا مگر مینے سنا ہے کہ آپ اپنی خیالات مین محو ہورہے ہین اور دوسرے شخص کی تحقیقات سے فائدہ اُٹھانا ایک عار سمجھتے ہین - سو مین آپ کو دوستی اور خیر خواہی کی راہ سے لکھتا ہون کہ آپ کے خیالات صحیح نہین ہین - آپ ضرور ہی میری کتاب کو منگا کر دیکھین اُمید ہے کہ اگر حق جوئی کی راہ سے دیکھین گے تو اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے حجاب اور پردے آپ کے دور ہوجائینگے اور اگر آپ اردو عبارت پڑھ نسکین تاہم کسی لکھے پڑھے آدمی کے ذریعہ سے سمجھ سکتے ہین - آپ اپنے جواب سے مجھکو اطلاع دین اور جسطور سے آپ تسلی چاہین خداوند قادر کے صرف سچی طلب اور انصاف اور حق جوئی درکار ہے جواب سے جلد تر اطلاع بخشین کہ مین منتظر ہون - اور اگر آپ خاموش رہین تو پھر اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ آپ کو صداقت اور روشنی اور راستی سے کچھہ غرض نہین -

۲۰ - اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۱۳ رجمادی الثانی ۱۳۰۰ھ -

سورۃ الفتح

اور

استغفار کی حقیقت

* اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

یعنی جب کہ آنیوالی مدد اور فتح آگئی جس کا وعدہ دیا گیا تھا اور تونے دیکھہ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین اسلام مین داخل ہوتے جاتے ہین پس خدا کی حمد اور تسبیح کر یعنی یہ کہہ کہ جو ہوا وہ مجھسے نہین بلکہ اُس کے فضل اور کرم کی تائید سے ہے اور الوداعی استغفار کر کیونکہ وہ رحمت کے ساتھہ بہت ہی رجوع کرنیوالا ہے استغفار کی تعلیم جو نبیون کو دی جاتی ہے اُسکو عام لوگون کے گناہ مین داخل کرنا عین حماقت ہے بلکہ دوسرے لفظون مین یہ لفظ اپنی نیستی اور تذلل اور کمزوری کا اقرار اور مدد طلب کرنے کا متواضعانہ طریق ہے چونکہ اس سورہ مین فرمایا گیا ہے کہ جس کام کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ پورا ہوگیا یعنی یہ کہ ہزارہا لوگو نے دین اسلام قبول کرلیا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیطرف بھی اشارہ ہے چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برس کے اندر فوت ہوگئے پس ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول سے جیسا کہ خوش ہوئے تھے غمگین بھی ہون کیونکہ باغ تو لگا یا گیا مگر ہمیشہ کی آبپاشی کا کیا انتظام ہوا سو خدا تعالے نے اسی غم کے دور کرنے کے لئے استغفار کا حکم دیا کیونکہ لغت مین ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہین جس سے انسان آفات سے محفوظ رہے اسیوجہ سے مغفر جو خود کے معنے رکھتا ہے اسی مین سے نکالا گیا ہے اور مغفرت مانگنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جس بلا کا خوف ہے یا جس گنہ کا اندیشہ ہے خدا تعالی اُس بلا یا اُس گناہ کو ظاہر ہونے سے روکدے اور ڈھانکے رکھے سو اس استغفار کے ضمن مین یہ وعدہ دیا گیا کہ اس دین کے لئے غم مت کھا خدا تعالی اس کو ضائع نہین کریگا اور ہمیشہ رحمت کے ساتھہ اس کیطرف رجوع کرتا رہیگا اور اُن بلاؤن کو روکدیگا جو کسی ضعف کیوقت عاید حال ہوسکتی ہین -

* **حاشیہ** اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین نہایت درجہ کا یہ جوش تھا کہ مین اپنی زندگی مین اسلام کا زمین پر پھیلنا دیکھلون اور یہ بات بہت ناگوار تھی کہ حق کو زمین پر قائم کرنے سے پہلے سفر آخرت پیش آوے سو خدا تعالی اس آیت مین آنحضرت کو خوشخبری دیتا ہے کہ جو تیری مراد تھی پوری کردی اور کم و بیش اس مراد کا ہر ایک نبی کو خیال تھا مگر چونکہ اس درجہ کا جوش نہین تھا اس لئے نہ مسیح کو اور نہ موسی کو یہ خوشخبری ملی بلکہ اسی کو ملی جس کے حق مین قرآن مین فرمایا لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین یعنی کیا تو اس سے ہلاک ہوجائیگا کہ یہ لوگ ایمان کیون نہین لاتے - منہ

اکثر نادان عیسائی مغفرت کی سچی حقیقت نا دریافت کرنے کیوجہ سے یہ خیال کر لیتے ہین کہ جو شخص مغفرت مانگے وہ فاسق اور گنہگار ہوتا ہے مگر مغفرت کے لفظ پر خوب غور کرنے کے بعد صاف طور پر سمجھہ مین آجاتا ہے کہ فاسق اور بدکار وہی ہے جو خدا تعالے سے مغفرت نہین مانگتا کیونکہ جب کہ ہر ایک سچی پاکیزگی اُسی کیطرف سے ملتی ہے اور وہی نفسانی جذبات کی طوفانون سے محفوظ اور معصوم رکھتا ہے تو پھر خدا تعالے کے راستباز بندون کا ہر یک طرفۃ العین مین یہی کام ہونا چاہیئے کہ وہ اس حافظ اور عاصم حقیقی سے مغفرت مانگا کرین اگر ہم جسمانی عالم مین مغفرت کا کوئی نمونہ تلاش کرین تو ہمین اس سے بڑھکر اور کوئی مثال نہین مل سکتی کہ مغفرت اس مضبوط اور ناقابل بند کیطرح ہے جو ایک طوفان اور سیلاب کے روکنے کے لئے بنایا جاتا ہے پس چونکہ تمام زور تمام طاقتین خدا تعالے کی مسلم ہین اور انسان جیسا کہ جسم کی روسے کمزور ہے روح کی رو سے بھی ناتوان ہے اور اپنے شجرۂ پیدایش کے لئے ہر یک وقت اُس لازوال ہستی سے آبپاشی چاہتا ہے جس کے فیض کے بغیر یہ جی ہی نہین سکتا اسلئے استغفار مذکورہ معانی کے روسے اس کے لازم حال پڑا ہے اور جیسا کہ چاردان طرف درخت اپنی ٹہنیان چھوڑتا ہے گویا اردگرد کے چشمہ کیطرف اپنے ہاتھون کو پھیلاتا ہے کہ اے چشمہ میری مدد کر اور میری سرسبزی مین کمی نہ ہونے دے اور میرے پھلونکا وقت ضائع ہونے سے بچا یہی حال راستبازو ہے - روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اُس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا یہی وہ امر ہے جسکو قرآن کریم دوسرے لفظون مین استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے قرآن کو سوچو اور غور سے پڑھو استغفار کی اعلی حقیقت پاؤگے اور ہم ابھی بیان کرچکے ہین کہ مغفرت لغت کی روسے

اسپرد ڈالنے کو کہتے ہین جس سے کسی آفت سے بچنا مقصود ہے مثلاً پانی درختون کے حق مین ایک مغفرت کرنے والا عنصر یعنی اُن کے عیبون کو ڈھانکتا ہے - یہ بات سوچ لو کہ اگر کسی باغ کو برس دو برس بالکل پانی نہ ملے تو اس کی کیا شکل نکل آئیگی - کیا یہ سچ نہین کہ اسکی خوبصورتی بالکل دور ہوجائیگی اور سرسبزی اور خوشنمائی کا نام ونشان نہین رہیگا اور وہ وقت پر کبھی پھل نہین لائیگا اور اندر ہی اندر جل جائیگا - اور پھول نہین آئینگے بلکہ اُس کے سرسبز اور نرم لہلہاتے ہوے پتے چند روز مین ہی خشک ہوکر گر جائینگے اور خشکی غالب ہوکر مجذوم کیطرح آہستہ آہستہ اُس کے تمام اعضا گرنے شروع ہوجائینگے یہ تمام بلائین کیون اُس پر نازل ہونگی ؟ اسوجہ سے کہ وہ پانی جو اُس کی زندگی کا مدار تھا اُس نے اُس کو سیراب نہین کیا - اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

یعنی پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے پس جیساکہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشو ونما نہین کرسکتا اسیطرح راستباز انسان کے کلمات طیبہ جو اُس کے منہ سے نکلتے ہین اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہین سکتے اور نہ نشو ونما کرسکتے ہین جب تک وہ پاک چشمہ اُن کی جڑون کو استغفار کے نالے مین ہوکر تر نہ کرے سو انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کی نالی مین ہوکر حقیقی چشمہ انسانیت کی جڑون تک پہنچتا ہے اور خشک ہونے اور مرنے سے بچالیتا ہے - جس مذہب مین اس فلسفہ کا ذکر نہین وہ مذہب خدا تعالے کیطرف سے ہرگز نہین اور جس شخص نے نبیؑ یا رسول یا راستباز یا پاک فطرت کہلا کر اس چشمہ سے منہ پھیرا ہو وہ ہرگز خدا تعالے کیطرف سے نہین اور ایسا آدمی خدا تعالے سے نہین بلکہ شیطان سے نکلا ہے کیونکہ شیط مرنیکو کہتے ہین پس جس نے اپنے روحانی باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس حقیقی چشمہ کو اپنی طرف کھینچنا نہین چاہا - اور استغفار کی نالی کو اس چشمہ سے ابالب نہین کیا وہ شیطان ہے یعنی مرنیوالا ہے کیونکہ ممکن نہین کہ کوئی سرسبز درخت بغیر پانی کے زندہ رہ سکے ہر ایک متکبر جو اس زندگی کے چشمہ سے اپنے روحانی درخت کو سرسبز کرنا نہین چاہتا وہ شیطان ہے اور شیطان کیطرح ہلاک ہوگا - کوئی راستباز نبی دنیا مین نہین آیا جس نے استغفار کی حقیقت سے منہ پھیرا اور اس حقیقی چشمہ سے سرسبز ہونا نہ چاہا - ہان سب سے زیادہ اس سرسبزی کو ہمارے سید و مولے ختم المرسلین فخر الاولین والآخرین

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا اس لئے خدا نے اُس کو اُس کے تمام ہم منصبون سے زیادہ سرسبز اور معطر کیا ۔

....

خطبہ

(موعظت)

جو حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے ۱۴ر جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑھا - اور جسکو ہمنے برعایت اختصار اپنے طور پر لکھا - کیونکہ حضرت مولنا موصوف نے اول تو یہ خطبہ پنجابی مین پڑھا تھا دوسرے آپ بوجہ عدیم الفرصتی ہمارے صاف کردہ مسودہ پر نظر ثانی نہین فرماسکے اس لئے ممکن ہے کہ ہمارے مشتاق ناظرین پورا حظ نہ اُٹھاسکین لیکن باینہمہ ہم اُمید کرتے ہین کہ مولویصاحب ممدوح کی تقریر کا خلاصہ بھی دلچسپی اور ترقی ایمان کا موجب ہوگا -

ایڈیٹر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ

مومنو مان لیا کرو اللہ اور اُس کے رسول کی باتین جسوقت وہ تمکو بلاوے اُن باتون کیطرف جو زندگی بخشتی ہین ہان جو مردون کو زندہ کرنے والی ہین - اُن باتون کے ماننے مین ٹال مٹول نہ کرو - یہ خوب یاد رکھو کہ اگر ٹال مٹول کروگے تو اللہ تعالے قبولیت اور مان لینے کی طاقتکو جو انسان مین ودیعت رکھی ہوئی ہے چھین لیگا - یا یون کہو کہ اللہ تعالے قلب اور انسان کے درمیان ایک رکاوٹ ہوجاتی ہے اور آخر اسی کیطرف تمکو اکھٹا ہونا ہے

ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان خدا تعالے کی باتین ماننے کے لئے طیار اور ہمہ تن مستعد ہوتا ہے دل مین ایک رقت اور قبولیت کیلئے ایک خاص جذبہ ہوتا ہے لیکن جب وہ ٹال مٹول کرتا ہے اور اُن زندگی بخش باتون کی قبولیت اور علی رؤس الاشہاد اظہار کے لئے صبح وشام کا انتظار کرتا ہے تو پھر عشق الٰہی کی آگ جو اندر ہی اندر کسی مخفی تحریک پر بھڑک اُٹھتی تھی بجھنے لگتی ہے یہانتک کہ بالکل سرد ہوجاتی ہے - یہ بہت ہی خطرناک حالت اور وقت ہے جو بدبخت انسان پر آجاتا ہے اور اُسے معاً سعادت اور رشد کی مستحکم چٹان سے شقاوت اور بدبختی کے تاریک غار مین گرا دیتا ہے -

مین اپنے تجربہ کی بناپر کہتا ہون کہ بہت سے لوگ اس قسم کے دنیا مین موجود ہین اور مینے ایسے لوگ دیکھے ہین کہ اگر اُن کو دنیا کا کوئی کام پیش آجاوے اُس کے مفاد تو منافع یقینی بھی نہ ہون اور دھوکا نہین ہونے لیکن پھر بھی وہ مجسم عجلت ہوکر اُسکی طرف متوجہ ہوجاتے ہین اور ایسے منہمک ہوتے ہین کہ گویا وہ کوہ ندا کی آواز ہے جو انھین کھینچ لے گئی - لیکن اگر دین کا کوئی کام آجاوے تو نہایت ہی سستی اور غفلت سے کام لیتے ہین

اسوقت میرے سامنے دو زندہ مثالین موجود ہین ایک میرے دوست نومسلم ہین خدا تعالے اُنکو اسلام پر قائم رکھے اور جس صدق اور وفاداری سے اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر قدم مارا ہے اکثرون کو نصیب ہو - وہ کون ؟

شیخ عبد الرحیم صاحب اور دوسرے ایک اور بھائی ہین ان دونو کو مینے کفر کے بھیس مین دیکھا ہے دونو کے دل مین اسلام کا خیال پیدا ہوا اور ایک جوش سے دونو کے دلونمین تحریک کی اُس حالت اور صورت مین اندازہ نہو سکتا تھا کہ کسکا جوش زیادہ اور سچے جنر ہے - مگر تجربہ سے دکھایا - اول الذکر نے معًا اپنی تمام رکاوٹون اور بندشون کو توڑ کر مردانہ وار اسلام کیطرف قدم اُٹھایا اور جو نور اُس کے سینہ مین چمکتا تھا اپنے عمل اور علی روس الاشہاد اظہار سے بتلادیا کہ دنیا کی کوئی روک اُسکو اُس سے مستفید ہونے سے نہین روک سکتی - اب اگر اُسکو قسم دیکر کوئی پوچھے تو وہ لذت اور سرور جو اسلام مین آنے سے اُسکو حاصل ہوئی ہے بتلا سکتا ہے -

دوسرے نے بھی ہمارے سامنے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا اور اسکی خوبیون کا اظہار - اور ہم اس دوسرے کی زبانی عشق کے تو ولدادہ تھے اور گمان تھا کہ یہی پہلے دولت اسلام سے مالا مال ہونگے مگر انھون نے بدبختی سے جب کہا یہی کہا کہ ابھی فلان کام کا سرانجام باقی ہے فلان امر کا تصفیہ ہولے تو پھر اظہار کرونگا مین بس تیار ہی تو ہون - اور یون افسوس ایک عرصہ گذرگیا اُسکی حالت کو دیکھکر رحم آتا ہے کہ وہ عہد بر عہد کرکے پیچھے ہٹتا ہے خدا جانے اُس کا انجام کیا ہے - ؟

اس مثال سے میری غرض یہ ہے کہ انسان کا دل ایک وقت گداز اور روح مین جوش ہوتا ہے اور وہ سچی بات کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہوتا ہے مگر جب دوسرے وقتون پر اُسے ٹالتا ہے تو پھر وہ توفیق کسی وقت چھن جاتی ہے اور اسے ایسا ہی بدبخت چھوڑ جاتی ہے

رقت اور گدازش دل کے وقت انسان کو کیا معلوم تھا کہ آسمان پر کیا فضل اور فیض تھا کہ یہ حالت تھی لیکن دوسرے وقت مین پھر پاک اور پسندیدہ بات بھی روکھی اور خشک معلوم ہوتی ہے - پس سوچو ! اور غور کرو!! کہ جس شخص کو رضاء الٰہی اور راہ حق کیطرف بلایا جاوے وہ دیر نہ کرے ورنہ غیور خدا اُس سے توفیق چھین کر دوسرے کو عطا کردیگا -

اس آیت پر غور کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کی زندگی مُردون کو عطا کرتے ہین اور نہ صرف یہ بلکہ عام طور پر اُس احیا کا پتہ لگتا ہے جو خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل دنیا مین آکر کرتے ہین - نادان ہین وہ لوگ جو اسکے خلاف کہتے ہین - کتاب مجید کی ایک ایک بات زندگی ہے اور جسقدر نااہل انسان عمل مین کوتاہی کرتا ہے اُسی قدر موت اسپر وارد ہو جاتی ہے اسکا مشاہدہ ہم نظام جسمانی مین کرسکتے ہین ایک انسان اگر اپنے ہاتھ کو ہلائے نہین لیکن دوسرے اعضا کو خوب حرکت دے خواہ کیسی ہی ریاضت اور ورزش کیون نہ کرے قدرت کا اٹل قانون اُس کے ہاتھ کو بےحس و حرکت کرکے چھوڑیگا ایسا ہی کوئی عضو ہو اگر اُسے بیکار چھوڑ دیا جاوے تو وہ مردہ ہو جاویگا - یہی نظام روحانی ہے جسقدر انسان اعمال صالحہ اور بجا آوری احکام الٰہی مین سستی او غفلت کریگا اُسی قدر حصہ اُس کا مردہ ہوتا جاویگا - یہانتک کہ روح مردہ ہو جاوی گی -

خدا کی کتاب آب حیات اور ابدی زندگی کا چشمہ ہے جو چاہتا ہے کہ ابدی زندگی اور دائمی راحت حاصل کرے ہان جسکو آرزو ہے کہ وہ اپنے شجر ایمان کو سرسبز اور شاداب رکھے وہ کتاب اللہ کیطرف آئے کہ زندگی کی روح اُسمین ہے - اور وہ سرور عالم ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جُھکے کہ حیات لازوال کا چشمہ وہ ہے یہی ایک کتاب ہے جو انسان کے ایمان کو سرسبز رکھہ سکتی ہے اور اُسکو مثمر بہ ثمرات کرسکتی ہے -

مین اسوقت بڑے افسوس سے دیکھتا ہون کہ بعض آدمی گو نماز و نمین بھی آتے ہین مگر جو بات ایمان کے لئے [illegible] محافظ ہے ہان جس سے ایک تار [illegible] و رنی روشنی ملتی ہے جو سلوک کی راہو نمین ایک ہری کین (لالٹین) کا کام دیتی ہے اُن کے لئے ان کے دلون مین تڑپ اُنکی روحونمین اضطراب نہین پاتا وہ چیز کیا ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی غیرت!

مینے دیکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسیکی پگڑی کرتا یا کسی معمولی چیز کو برا کہدے تو لڑنے مرنے کو طیار ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے دین اور اُس کے برگزیدہ اور مطہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کتاب اللہ کی ہتک سُنکر اُسکا دل نہین پسیجتا اور اُسے غصہ نہین آتا - میرا یہ منشا نہین کہ دست و گریبان ہو جاؤ - نہین نہین غیرت اور چیز ہے یہ تو وحشیانہ طریق ہے کہ دست و گریبان ہو اسلام نے اسکو پسند نہین کیا -

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

پر عمل کرو ایسے طریق پر کاربند ہو جاؤ کہ امن اور صلحکاری پھیلے - ایسے لوگون سے میل ملاپ چھوڑدو راہ و رسم قطع کرو - اگر یہ نہین ہے تو یاد رکھو ایسی نماز کچھہ سودمند نہین ہے اور اس مین حیات کی روح نہین ہے -

میری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہے کہ کوئی آدمی اپنے دشمن کے ساتھ کیونکر ملسکتا ہے اور کیونکر اُسکی صحبت اور مجلس مین اُسے راحت مل سکتی ہے - خدا کے دشمنون اللہ اور رسول کی باتون پر استہزا کرنے والون کے ساتھ پھر تمھارے تعلقات کیون ہون - وہ تمھاری مجلسو نمین اور تم اُنکی مجلسون مین کیون بیٹھو - ایک قوم ہے نماز مین شامل نہین ہوتی بلکہ شامل ہونے والون پر ٹھٹھا کرتی ہے - خدا کے بندون پر ناجائز بالکل افک اور جھوٹھ مجسم تہمتین لگاتے ہین پھر اگر تم دین اللہ کی غیرت رکھتے ہو تو ان سے کیون پیار کرتے ہو -

صحبت اور ہمنشینی سے دو فائدے ہین یا دین کا فائدہ یا دنیا کا مگر ایسے لوگون سے ملکر نہ دین کا فائدہ ہے نہ دنیا کا کوئی نفع -

دین کا فائدہ عظیم الشان فائدہ ہے جو صرف اُن لوگون کے پاس بیٹھنے سے حاصل ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی حکومت کے نیچے آتے ہین اور اس کے دین کے لئے ایک سچی غیرت اور حقیقی جوش اپنے اندر رکھتے ہین - ایسے آدمیون کا نمونہ ہے جو آج اس زمانہ مین حجۃ اللہ علی الارض ہے اور نصرت دین اور غیرت دین کے لئے

اس قدر تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے کہ اُسکا اندازہ بھی ممکن نہین اُس کا پتہ مین تمھین دیتا ہون - وہ کون ہے؟

وہ حضرت میرزا غلام احمد

ایدہ اللہ بنصرہ

مین خدا تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہون اور یاد رکھو مین پورے شعور اور خدا تعالے کو حاضر ناظر سمجھکر قسم کھاتا ہون - بیوقوفون اور سفلون کی طرح نہین کہ مین جو اس پاک انسان کے پاس بیٹھا ہون وہ ایک چیز ہے جس نے میری روح کو ذوق اور لذت سے معمور کر دیا وہ بات یہی ہے کہ اس پاک وجود مین خدا تعالے کے پاک دین اُسکی سچی اور مبین کتاب اُس کے کامل و خاتم النبیین رسول کے لئے ایک بے نظیر عزت پاتا ہون ہان یہی عشق اور محبت کی چنگاری ہے جسنے میرے سینہ کو منور کر دیا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ اس دل مین اُس نے کہان تک ترقی پائی ہے مجھے بھی بحیثیت ایک مسلمان کے پھر ایک محقق مسلمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور سچا عشق ہے کتاب مجید کے ساتھ ایک دلچسپی اور اُس کے لئے میرے دل مین ایک خاص قدر ہے اور نہایت عزت ہے - مگر مینے خوب خوب اندازہ کر کے دیکھ لیا - اور اب مین پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ ایک بھی دل نہین جو ایسا سوز اور عشق رکھتا ہو جو میرے آقا میرے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد کے دل کو ہے - دین کی نصرت اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وہ کیا کیا بے آرامیان سہتا اور دُکھ اُٹھاتا ہے مین بیان نہین کر سکتا مگر ایک ان تھک محنت اور کوشش کے ساتھ اس میدان مین اگر کوئی دوڑ رہا ہے تو وہ وہی ہے جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے مسیح بنا کر بھیجا ہے - اور وہ وہی ہے جو تم مین سے ہی ایک انسان ہے -

پس مین پھر آخر مین کہنا چاہتا ہون کہ اُن لوگون سے سانپ کیطرح بھاگو جو اسلام اور اسکے پاک ارکان پر استہزا کرتے ہین -

ایک وقت آئے گا کہ اس گاؤن کے لوگ اس پاک وجود کی قدر کرین گے اور اس آواز کی عزت کرین گے جسکی قدر اب نہین کی - پس یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی باتون کو سنکر ہنسی اور استہزا مین نہ ٹالدو خدا تعالے کے ایام کے آنے سے پہلے اپنے لئے پناہ تلاش کرو - خدا تعالے کا احسان ہے کہ اُس نے ایک راہ پیدا کی ہے جیسے نوح علیہ السلام نے طوفان سے پیشتر بتلا دیا تھا کہ آنے والے طوفان سے وہی بچیگا جو کشتی مین سوار ہوگا - اسی طرح جیسے مسیح موعود علیہ السلام نے آنیوالے طوفان سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی خدا تعالے کی آنکھون کے سامنے اور اُس کے حکم سے طیار کی ہے پس مبارک ہے وہ جو اُس کشتی پر سوار ہوا - ہمین ہر وقت دعا مانگنی چاہئے کہ کہین بیٹھے ہوون کو خدا تعالیٰ باہر نہ نکالدے

اللہ تعالے مجھکو اور آپ کو توفیق
دے کہ ہم اسکی پاک باتون پر
کان رکھین اور اُسپر
عمل کرین
آمین

عیسائیون کی کتاب مقدس

نظم

انجیل جو کہ اُتری تھی حضرت مسیح پر[+]
افسوس اُسکا ملتا جہان مین پتا نہین
کہتے ہین بے کتاب ہی تھے حضرت مسیح
اُن پر کوئی صحیفہ اُتار اگیا نہین
ایسا رسول ہو کے نہ ہو صاحب کتاب
عیسائیو سمجھین یہ آتا ذرا نہین
موسیٰ کو جب کتاب الٰہی ہوئی عطا
عیسیٰ پہ اُتری کوئی کتاب جدا نہین
کہتے ہو کس لئے کہ مسیحا ہے الرسول
اُتری کتاب اُسپہ اگر مطلقا نہین
کچھ شک نہین کہ اصل[1] بھی انجیل تھی ضرور
اُتری جو تھی مسیح پہ اس مین خطا نہین
انجیل تم سے کھوئی گئی حادثات[2] مین
پھر اُس کے بعد تم کو پتہ کچھ لگا نہین

....

+ اصل انجیل جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی اور جسکا قرآن شریف مین ذکر ہے اسکا دنیا مین کہین پتہ نہین لگتا -

ہ رسول اور نبی مین فرق یہی ہے کہ رسول نئی شریعت لاتا اور صاحب کتاب ہوتا ہے اور نبی پہلی کتاب کا متبع پس اگر حضرت مسیح پر کوئی کتاب نازل نہین ہوئی اور وہ بے کتاب ہین تو وہ صرف ایک نبی ہوئے - پھر عیسائی اُنھین رسول کیون کہتے ہین؟ رسول نبی سے بڑا ہوتا ہے دیکھو متی باب ۱۰

1 چنانچہ عیسائیون کے اقوال سے بھی اس اصل انجیل کا کچھ پتہ لگتا ہے - بشپ مارش واکھارن وغیرہ کہتے ہین کہ مسیح کے حالات مین ابتداءً ایک تحریر تھی جسکی نقلین قدرتاً مؤلفین اناجیل کے پاس تھین - انھین نقول سے ان لوگون نے اناجیل مرتب کین اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا - چنانچہ فاضل نورٹن اپنی کتاب کی جلد اول کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ اکھارن نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ ابتداءً مسیح کے حالات مین ایک چھوٹا سا رسالہ تھا ممکن ہے کہ اسکو اصل انجیل کہا جائے - اور یہ رسالہ تمام ان انجیلون کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی مین رائج تھین اور انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بھی ماخذ تھین - اس قول کی تفصیل دیکھو چیمبرز سائیکلوپیڈیا جلدہ مطبوعہ ۱۸۶۸ء لنڈن بیان گاسپل، خود انجیل سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ مین کوئی انجیل تھی چنانچہ مرقس ۱ باب ۱۴-۱۵ مین ہے پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل مین آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ - پھر مرقس ۱۰ باب ۲۹ مین ہے یسوع نے جواب مین اُنھین کہا مین تم سے سچ کہتا ہون ایسا کوئی نہین جس نے گھر یا بھائیون یا بہنون یا باپ یا مان یا جورو یا لڑکون یا کھیتون کو میرے اور انجیل کے لئے چھوڑ دیا ہے اسی طرح متی ۲۶ باب ۱۳ مین ہے جہان کہین انجیل کی منادی ہوگی - ہارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد مین لیکلرک - کوپ سکالیس - میک - بارش وغیرہ علماء متقدمین کی رائے اسطرح منقول ہے کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان مین تھی جسمین حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اُن مین سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم - اب جبکہ خود انجیل اور عیسائیون کے تواتر سے پتہ لگتا ہے - کہ اصل انجیل کوئی اور ان اناجیل کے سوا تھی تو مسلمان لوگ ان اناجیل مروجہ کو کسطرح باور کرلین - راڈویل صاحب ترجمہ قرآن کے ص ۲۵ مین لکھتے ہین کہ انجیل کے لفظ سے یہ مجموعہ عہد جدید کا یا اُسکا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہیئے جو خدا کیطرف سے عیسیٰ پر بھیجی گئی - انتہی -

2 پادری عماد الدین صاحب اپنی کتاب ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے ص ۱۰ مین لکھتے ہین کہ بعد زمانہ کے سبب اور مختلف مقامون مین جدی جدی انجیلین جاری ہونے کے سبب اور رات دن مصیبتین عیسائیون پر آنیکے

جو بیان تھے زبانی مقولے مسیح کے
وہ تم نے لکھ لئے ہین شک اسمین ذرا نہیں

....

بقیہ حاشیہ ۵ سبب روایات متفق علیہ محققین کو نہ ملین اسلئے اختلاف واقع رہا۔ پس ان حادثات مین نہ صرف روایات متفق علیہ نہین بلکہ خود اصلی انجیل بھی کھوئی گئی۔ اور اُس کے بعد عیسائیون نے اپنی ایمانی کتاب کے ضائع ہونے سے گھبرا کر بیسیون انجیلین تالیف کین اور حواریون کے نام منسوب کردین اگر اصلی انجیل دنیا مین موجود ہوتی تو کبھی بیسیون انجیلون کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہنچتی اور نہ ان چار اناجیل کا وجود پایا جاتا بلکہ ایک ہی انجیل ہوتی چار کی کیا ضرورت تھی اور چار کا فائدہ کیا تھا وکیا ایک حواری پر اعتبار نتھا اور ایک پر خدا سے کمل الہام نہ کیا جو دوسرون کو تین اور انجیلین تالیف کرکے ساتھ جوڑنی پڑین **فتفکروا یا اولی الالباب** عیسائیون پر شدید مصائب کا پڑنا سخت انقلابات کا واقع ہونا کمال قلت کتاب طوالت زمانہ جہالت وتاریکی عیسائیان۔ کثرت جعلسازان اندرونی وبیرونی دشمنون کیطرف سے تحریف کے واقع ہونے کا مفصل حال جس صاحب کو دیکھنا ہو وہ کتاب تواریخ کا کلیسیا ہم مطالعہ کرے۔

۱ چنانچہ ان جملون کے ملاحظہ سے اظہر من الشمس ہے کہ کسی قدر کلام حضرت مسیح کا ہے اور کچھ مصنفین نے اپنی طرف سے مخلوط کردیا ہے اس بات کا کلی تصدیق نامہ قرنتی ۷ باب ۱۰-۱۲ سے ہوتی ہے جہان پولوس فرماتے ہین کہ یہ انکو جنکا بیاہ ہوا ہے مین نہین بلکہ خداوند حکم کرتا ہے کہ جورو دینی خصم کو نہ چھوڑے بر باقیون کو خداوند نہین مین کہتا ہون کہ اگر بھائی کی جورو بے ایمان ہو الخ یہ مین کہتا ہون کا لفظ قابل غور ہے اور ایسا ہی کئی جگہ اس مجموعہ عہد جدید مین آیا ہے؟

....

منسوب کردیئے ہین بنام حواریان
ہو کر دلیر خوف خدا کچھ کیا نہین
قول بشر سے قول خدائی مین خلط ملط
الہام سے کسی نے بھی انکو لکھا نہین

....

۱ سوائے ان ۲۷ کتب عہد جدید کے ۱۳۲ کتب اور ہین جنہین سے کئی انجیلون کے نام سے مشہور ہین ان کی فہرست ہارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء جلد ۴ صفحہ ۲۹۷ مین لکھی ہے یہ کتنی کتابین کئی وقتون مین الہامی تصور کی گئین اور پھر دوسرے وقت خارج کی گئین۔

تصنیف کی گئی ہین اناجیل بیسیون
کچھ فرق جعلسازی مین تم نے کیا نہیں
ہوتی رہی ہین کونسلین پھر بعد مین بہت
آیا فلان کتاب ہے اصلی کہ یا نہین
چھانٹی گئین یہ چارون اناجیل آخرش
اور یہ خطوط جو تمنے کلام خدا نہین
دیکھا جو مدعا کے موافق وہ ٹھیک ہے
۱ پھرایا اسکو پوچ جو حسب ہوا نہین
تحریف تب سے جاری ہے اسمین بھی رات دن
محفوظ اُس کتاب کو بھی پھر رکھا نہین
بازار جعلسازی کا گرم اب تلک
ہے کون جعل تمنے جو اس مین کیا نہین
عیسائیو تمھاری وہان ہوگی کیا نجات
جب اصل پر تمھاری کتاب خدا نہین
گھر خالہ جی کا ہے نہ نجات ای کرسچنو
کرتوت ایسی اسپہ یہ دعوی روا نہین
مُنہ دھو رکھو نجات سے گھر ہے تمھارا نار
کہتا ہون صاف صاف شک اسمین ذرا نہین

....

۱ جعلی انجیلین اپنے مسلمہ عقاید ومقاصد کے موافق بنالینا یہ امر عیسائیون مین فلسفہ افلاطون کی بدولت رائج ہوا جسکا یہ اصول تھا کہ مسیح کی تائید جھوٹ سے جائز بلکہ مستحسن ہے چنانچہ آنریبل ولیم میور صاحب اپنی کتاب اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۴۸ء کے صفحہ ۱۸۱-۱۸۵ مین لکھتے ہین کہ قدیم فلسفیون کے درمیان یہ رسم ایک عرصہ سے جاری تھی۔ کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص کے نام سے مشہور کردین جسکو سب مانتے ہون تاکہ لوگ ان کے مضامین کو دل دیکر پڑھین لیکن جب اس نے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہوا اسکی اسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آیندہ کے لئے بڑی بڑی خرابیون کا سامان پیدا ہوا یعنی ان جعلی انجیلون کی۔ اعمالون کی۔ مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کردی ہین۔ جو کتابین کہ بہت دنون کے بعد لکھی گئی لوگون نے مسیح کے حواریون کی تصنیف بتلادین ارجن کیوقت مین جعلی کتابین تصنیف کرکے حواریون کے نام سے مشہور کرنے کا دستور زیادہ رائج ہوا اور چھ سو برس تک رہا اب ایسے اندھیر مین کون انصاف کرسکتا ہے کہ یہ اناجیل مروجہ جعلی اور مصنوعی انجیلون مین سے نہین؟

۲ سب سے پہلی کونسل جو قسطنطین کے حکم سے شہر نائسیس مین منعقد ہوئی تھی اس مین ایک کتاب جو ڈتھ بھی کتب الہامیہ مین شامل کی گئی تھی پھر ۳۶۴ء مین ایک کونسل لوڈیسیا نام سے قائم ہوئی جس نے علاوہ کتاب جوڈتھ کے اور سات کتابین شامل کین یعنی کتاب آستر نامہ یعقوب نامہ ۲ پطرس نامہ ۲-۳ یوحنا نامہ یہودا عبرانیون کا خط اور اُس حکم کو جابجا مشتہر کرادیا پھر ۳۹۷ء مین ایک اور کونسل قائم ہوئی جسکو کارتھج کہتے ہین جسمین علاوہ اسطن کے جو بڑا عالم تھا ۱۲۶ اور بڑے بڑے عالم تھے اس کونسل نے یہ سات کتابین اور شامل کین کتاب وزڈم کتاب ٹوبیا مین۔ کتاب باروق کتاب ایکلیزیاسٹیکس کتاب مقابیس اول ودوم مکاشفات یوحنا اس کے بعد تین کونسلین اور ہوئین جسکو کونسل ٹرنٹو کونسل فلارنس کونسل ٹرنٹ کہتے ہین ان کونسلون نے کونسل کارتھج کے حکم کو بحال رکھا پس یہ کتابین بارہ سو سال تک واجب التسلیم رہین۔ یہانتک کہ فرقہ پروٹسٹنٹ نے جو ۱۵۳۰ء مین قائم ہوا کتاب باروق کتاب ٹوبیاس کتاب جوڈتھ کتاب وزڈم کتاب ایکلیزیاسٹیکس مقابیس اول۔ دوم کو رد کردیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستر کے بھی چند بابون کو الحاقی بتانا اور اس کے ۱۶ باب مین سے اب ۹ باب اور دسوین کی بعض آیات کو مانتے ہین اور باقی سب کو جعلی بتاتے ہین ۱۲-۶۔ اسکا مفصل حال ہماری کتاب عیسائیون کی دینداری کا نمونہ مین دیکھو کونسل نائسیر جو عجیب وغریب طریقہ کتب الہامی وغیرہ الہامی کی شناخت کا ایجاد کیا تھا وہ بھی سننے کے لائق ہے۔ فاضل پترس اپنی کتاب سانٹو ڈکمن مین لکھتا ہے کہ جب بہت سی انجیلین اکٹھی ہوگئین تو اس کونسل نے ان کی الہامی اور غیر الہامی ہونیکی یہ تصفیہ کیا۔ کہ گرجا مین میز کے نیچے کل کتابین گڈ مڈ کرکے رکھدی جائین اور تمام بشپ اسطرح دعا کرین کہ اے خداوند! جو کتابین الہامی ہین وہ میز پر چڑھ جائین اور غیر الہامی ہین نیچے پڑی رہین اور اسی کیمطابق واقع ہوا۔ ریسیلس انرلیڈ صفحہ ۱۲۳ جلد ۲ مطبوعہ نیویارک ۱۸۶۵ء مولفہ ایچ۔ بی۔ بلاولشکی۔

۳ ہارن صاحب مفسر اپنی تفسیر کی جلد ۴ مین لکھتی ہین کہ بڑا سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فرقہ کی مطلب براری کیلئے دانستہ کی گئین ہین خواہ وہ فرقہ درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی۔ یہ بات محقق ہے کہ ان لوگون نے بھی جو دیندار کہلاتے ہین قصداً بعض خرابیان یا تبدیلیان اس دوراندیشی سے کین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا ہے اسکو تائید ہو یا جو اعتراض اس مسئلہ پر ہوتا ہو وہ نہوسکے انہی ان خرابیون اور تبدیلیون سے ایک یہ ہے کہ کسی تثلیث گرنے نامہ اول یوحنا باب ۵-۷ مین یہ الفاظ بڑھادئے ہین تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہین انتہی دیکھو کسی دیندار صاحب نے کسقدر چالاکی کی ہے کہ صریحاً تثلیث کا عقیدہ انجیل مین داخل کردیا (مفصل دیکھو عیسائیون کی دینداری کا نمونہ)

کچھ نصیحت کی باتین

حقوق اللہ کے متعلق ۱۔ تم خدا کو اپنے جسمون اور روحونکا رب سمجھو جسنے تمھارے اجسام اور ارواح کو پیدا کیا وہی تم سب کا خالق ہے اُس بن کوئی چیز موجود نہین ہوئی اور نہ زندہ و قائم رہ سکتی ہے کیونکہ حی و قیوم وہی ہے

۲۔ زمین۔ آسمان۔ چاند سورج اور جسقدر نعمتین زمین و آسمان مین نظر آتی ہین یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش نہین ہے بلکہ محض خدا تعالے کا فضل ہے کوئی دعوی نہین کر سکتا کہ میری فلان نیکی کے عوض خدا نے سورج بنایا زمین کا فرش بچھایا پانی کو پیدا کیا۔

۳۔ تو سورج اور دیگر اجرام علوی کی پرستش نہ کر کسی آدم زاد اور کسی جسمانی چیز کو خدا مت سمجھہ کیونکہ یہ سب چیزین تو تیرے ہی لیئے پیدا کی ہین اور بطور خادم کے کام کرتی ہین۔ پھر مخدوم کا رتبہ انھین حاصل نہین۔ چہ جائیکہ معبود ہون۔

۴۔ خدا تعالے کے سوا کسی چیز کی حقیقی طور پر تعریف نہ کر کیونکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا مصداق اور مرجع وہی ذات پاک ہے بجز اُس کے کیسکو اُس کا وسیلہ مت سمجھہ کہ وہ تجھسے تیری رگ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے

۵۔ تو اُسکو ایک سمجھہ کہ جسکا کوئی ثانی نہین تو اُسکو قادر سمجھہ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہین ہے تو اُسکو رحیم سمجھہ کہ جس کے رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہین۔

عام ہدایتین گناہ کی ممانعت مین

۱۔ تو سچ بول اور سچی گواہی دے اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو یا باپ پر ہو یا ما پر ہو یا کسی اور عزیز پر ہو اور سچائی کی راہون سے الگ مت ہو۔

۲۔ تو خون مت کر کیونکہ جس نے ایک بیگناہ کو مار ڈالا۔ وہ ایسا ہے کہ جیسے اُس نے سارے جہان کو مار ڈالا۔

۳۔ تو اولادکشی اور دخترکشی مت کر تو کسی ظالم یا قاتل کا مددگار نہ ہو۔

۴۔ تو زنا مت کر۔

۵۔ تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کے ناحق آزار کا موجب ہو۔

۶۔ تو قمار بازی مت کر۔ تو شراب مت پی۔ سود مت لے۔ اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہ دوسرے کے لئے کر۔

۷۔ تو نامحرم پر ہرگز آنکھہ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

۸۔ تم اپنی عورتون کو میلون اور محفلون مین مت بھیجو اور اُن کو ایسے کامون سے بچاؤ کہ جہان وہ ننگی نظر آوین۔ تم اپنی عورتون کو زیور جھنکاتے ہوئے خوش نظر پسند لباس مین کوچون اور بازارون مین اور میلون کی سیر سے منع کرو اور اُن کو نامحرمون کی نظربازی سے بچاتے رہو۔

۹۔ تم اپنی عورتون کو تعلیم دو اور دین اور عقل اور خداترسی مین اُن کو پختہ کرو اور اپنے لڑکون کو علم پڑھاؤ۔

۱۰۔ تو جب حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت سے کر اور رشوت مت لے اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو۔ تو سچی سچی گواہی دیدے اور جب تیرے نام حاکم کیطرف سے بغرض ادا کرنے کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کر اور عدول حکمی مت کر۔

۱۱۔ تو خیانت مت کر۔ تو کم وزنی مت کر اور پورا تول تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہ مت بیچ تو جعلی دستاویز مت بنا اور اپنی تحریر مین جعلسازی مت کر تو کسی پر تہمت مت لگا اور کیسکو ایسا الزام نہ دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہین۔

۱۲۔ تو چغلی نہ کر۔ تو گلہ نہ کر تو نمامی مت کر اور جو تیرے دل مین نہین وہ زبان پر مت لا۔

۱۳۔ تجھپر تیرے ماباپ کا حق ہے جنہون نے تجھے پرورش کیا۔ بھائی کا حق ہے محسن کا حق ہے۔ سچے دوست کا حق ہے۔ ہمسایہ کا حق ہے۔ ہموطنون کا حق ہے۔ تمام دنیا کا حق ہے۔ سب سے رتبہ برتبہ ہمدردی کر

۱۴۔ شرکا سے بدمعاملگی مت کر یتیمون اور ناقابلون کے مال کو خوردبرد مت کر

۱۵۔ اسقاط حمل مت کر۔ زنا کی تمام قسمون سے پرہیز کر۔ کسی عورت کی عزت مین خلل ڈالنے کی نیت سے اُسپر بہتان مت لگا۔

۱۶۔ رد بخنا ہو۔ رو بدنیا مت ہو۔ کہ دنیا ایک گذرنے والی چیز ہے اور وہ جہان ابدی جہان ہے بغیر ثبوت کامل کے کسی پر الزام تہمت مت لگا کہ دلون اور کانون اور آنکھون سے قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔

۱۷۔ کسی کے مال مین لاپرواہی سے نقصان مت پہنچا اور نیک کامون مین لوگون کو مدد دے

۱۸۔ اپنے ہم سفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان کو تواضع سے پیش آ۔ سوال کرنیوالون کو خالی ہاتھہ مت پھیر اور ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کر

حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین۔ (ہماری اپنے الفاظ مین)

. . . .

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ قرآن کریم نے کیا لطیف اور محکم بات فرمائی ہے

کہ تمھارا مال اور تمھاری اولاد بھی تمکو کندن بنا دیتا ہے۔ خدا تعالے کا فضل خواہ کوئی بھی کیون نہ ہو کبھی عبث اور بیہودہ نہین ہوتا۔ بلکہ اُس مین انسان کی بہتری اور بہبودی مضمر ہوتی ہے۔ اولاد۔ اموال۔ بھی اللہ تعالے کے فضل ہین۔ اُنکی خبرگیری۔ احتیاط حسن سلوک تربیت وغیرہ وغیرہ سے انسان کی اخلاقی قوتون کا نشو و نما ہوتا ہے اپنے پاک نمونہ سے انسان ایک مدامی نیکی کا بیج بوتا ہے مگر جس شخصکو ایسا موقعہ حاصل نہین ہے وہ ان اخلاق فاضلہ کو جو اولاد کی تربیت اور تعلیم اور احتیاط و سلوک کی تہ مین ہین کیونکر حاصل کر سکتا ہے۔ ہماری شریعت۔ اعتقادات صحیحہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہے

یہی وجہ ہے کہ اسلام رہبانیت اور تجرید کو پسند نہین کرتا بلکہ جائز نہین رکھتا - اللہ تعالے کی دی ہوئی طاقتون کا برمحل اتفاق نہ کرنے سے انسان کے ایمان مین نقص اور کمی راہ پاتی ہے - یہانتک کہ اندیشہ ہوجاتا ہے کہ ان الذین کفروا کے زمرہ مین داخل نہ ہوجاوے -

اسلام نے جو کچھ بیان کیا ہے اس دعوے کو دلائل سے موکد کیا ہے اور یہ فخر جملہ مذاہب مین سے اسلام ہان صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ وہ اپنے متبع کو دعاوی کی تصدیق اور تائید کے لئے خارجی دلائل کی تفتیش اور تلاش کا محتاج نہین بناتا ہے -

مگر یہ بات بھی یاد رکھو کہ کوئی چیز خواہ کیسی ہی مفید اور بہتر کیون نہ ہو لیکن وہ مفید نہین ہوسکتی جب تک کہ اسکا استعمال عمدہ نہ ہو ادویات کے خواص محدصحت مسلم ہین لیکن تاوقتیکہ ہم عمدہ طور پر قواعد طب کی رعایت سے ان کو استعمال نہ کرین کچھ بھی فائدہ نہین اٹھاسکتے -

مکر کے کیا معنی ہین

مکر کے معنے کرنے مین مخالفان دین اسلام خصوصاً عیسائیون نے محض عداوت اور حسد کی راہ سے اور دیانندی آریون نے ان کی تقلید سے بہت غلطی کہائی ہے یا فریب دینا چاہا ہے - مکر - کید - حیلہ - وغیرہ ملٹری ٹرمس (فوجی اصطلاحین) ہین اور ان کے معنے قریب قریب ایک ہی ہین - چنانچہ اس آیت مین اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یخرجوك او یقتلوك ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین - مین مکر سے مراد تدابیر جنگ ہی ہین یعنی جب کہ بے ایمان کافر تیری نسبت خفیہ تدابیر کررہے تھے کہ تجھے قید کرلین یا جلاوطن کرین یا مار ہی ڈالین - اور باریک در باریک تدبیرون مین لگے ہوئے تھے اور اللہ تعالے بھی تدبیر کررہا تھا (آخر ثابت ہوگیا) کہ اللہ کی تدابیر ہی خیر وبرکت کی بھری ہوئی ہین - اس مقام پر صاف ظاہر ہے کہ اہل عرب کے منصوبہ بازیون اور خفیہ تدابیر کو مکر کے لفظ سے بیان کیا ہے -

عرب نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین تدابیر کین یعنی اخراج - قید قتل - مگر پہلی دو تدبیرون کو کمزور سمجھکر آخر انھون نے تدبیر قتل پر اتفاق کیا - مگر اللہ کی تدابیر کیسی غالب اور خیر وبرکت کا موجب ہوئین کہ ان ناعاقبت اندیشون کی ہی تدابیر مین سے بظاہر ایک تدبیر ایسی نکل آتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری حفاظت کے ساتھ مکہ سے نکل جاتے ہین اور پھر وہی ہجرت آپ کی بے نظیر کامیابیو اور برکتون کا بنیادی پتھر رکھدیتی ہے ہجرت کے بعد آپ کی کامیابیان اللہ تعالےٰ کے خیر الماکرین ہونے کی کیسی مثبت ہین -

ناعاقبت اندیش انسان جلدبازی اور عداوت سے الفاظ کے معنے کرتے ہین موقع محل متکلم اور مخاطب کے حالات کا لحاظ نہین کرتا - اور سچ تو یہ ہے کہ راستباز سے بیجا عداوت اسکو پاس کرنے نہین دیتی - اسلئے اللہ تعالے سے ہروقت دعا مانگنی چاہئے - کہ راستبازون کی مخالفت اور انکار سے بچاوے بلکہ کونوا مع الصادقین کے زمرہ مین داخل کرے -

افسوس ہے

کہ جولائی ۱۸۹۹ء مین اخبار کی اشاعت مین غیر معمولی بے ترتیبی واقع ہوئی - چونکہ ناظرین کو اسباب رکاوٹ سے اطلاع نہین ہوتی اس لئے نہایت اضطراب اور بیقراری سے بھرے ہوئے شکایتی خطوط کا لگاتار سلسلہ شروع ہوجاتا ہے ہم انکی اطلاع کی خاطر اسقدر عرض کرنا چاہتے ہین کہ ۱۰ جولائی کا الحکم ابھی چھپنا شروع نہ ہوا تھا کہ یکایک پتھر ٹوٹ گیا جسکی وجہ سے ۱۰ کا پرچہ کوئی ۲۱ یا ۲۲ کو جاکر اشاعت پذیر ہوا - اور پھر بارش کیوجہ سے خدا کی قدرت سے وہ مکان جسمین پریس تھا گر گیا - مجبوراً وہان سے پریس اکھاڑ کر دوسری جگہ لگایا گیا - اور اس نقل مکانی مین اور پریس کی ضروری مرمت نے ۱۷ جولائی کے پرچہ مین پھر دیر کی - بہرحال ہم نے یہ پسند نہین کیا کہ ان نمبرون کو چھوڑکر دوسرے نمبر شائع کرین اس لئے یہ انتظام کیا ہے کہ اگست کے پہلے پرچہ کے ساتھ ۲۴ جولائی کا الحکم اور دوسرے کے ہمراہ ۳۱ - جولائی کا الحکم ناظرین کو ڈبل نمبر کی صورت مین پہنچا دین - ان قدرتی اور اتفاقی حادثات کیوجہ سے ہمارے ناظرین ہمین معذور سمجھین گے -

اثبات خلافت شیخین

حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کے مندرجہ عنوان لاجواب لیکچر نے جسقدر فائدہ اہل اسلام کو پہنچایا ہے اور جسقدر قبولیت اس نے حاصل کی ہے اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آج ایک کاپی بھی اس کی نہین ملتی - ہم نے بہت سے دوستون کے بیحد اصرار سے اس کو دوبارہ چھاپنے کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے محسن ومخدوم مولنا صاحب نے اس لیکچر کو مزید حواشی اور فٹ نوٹس کے ساتھ اور بھی مزین کرکے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور مولنا صاحب نے محض دینی غیرت اور حمایت اسلام کی غرض سے اس کام کو نہایت خوشی کے ساتھ کرنیکا مستعد ارادہ فرمایا ہے - اور اس خیال سے کہ الحکم کو امداد پہنچے مکرر چھاپنے کی اجازت دی ہے - جس خوبی اور پایہ کا یہ لیکچر ہے اسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آجتک کسی شیعہ کا قلم اس کے جواب مین نہین اٹھہ سکا -

قرآن کریم کی عظمت کو دنیا مین قائم کرنے کے لئے ایسے لیکچرون اور رسالون کی ضرورت ہے - بالکل قرآن کریم سے ہی جس مضمون کو لیا ہے ادا کیا ہے - ہمکو کسی تعریف کرنے کی ضرورت نہین ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے احباب الحکم کی امداد کی غرض سے اس کی متعدد کاپیان خرید کر تقسیم کرینگے اور مفت تقسیم کرنے والون کو ہم یہ لیکچر ۲۵ فیصدی نفع کے ساتھ دینگے اور درخواستین جلد آنی چاہئین -

منیجر اخبار الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم
دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم - حضور ممدوح (ایدہ اللہ) کے مقاصد سے واقف - وہی ضرورتون کی مہیا کو تنگی پیدا رکھنے والی قوم - پھر مین ناحق کا دردسر اٹھاکر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کی معروف چکنی چپڑی فقرے کہون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے - ممکن ہے کہ آپ تک بعض کو معلوم

انوار احمدیہ پریس مین شیخ یعقوب علی (تراب) مالک نے چھاپکر شایع کیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷ — رجسٹرڈ ایل ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قادیان دار الامن و الامان ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۸۹۹ء

خطبہ (موعظت)

جو حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۲۱ جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑہا اور ایڈیٹر نے مولانا ممدوح کے پنجابی خطبہ کو ساتھ ساتھ اردو مین لکھا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

اور ایک شخص نے جو تہا قوم فرعون ہی مین سے مگر مومن تہا۔ اور اپنے ایمان کو مخفی رکھتا تہا ان لوگون کہا (سنو) کیا تم ایک شخص سے بر سر پیکار ہوتے اور اس کے قتل کے منصوبے کرتے ہو جو کہتا ہے اللہ ربی یعنی جو اپنا محسن و مربی اس پاک ذات کو قرار دیتا ہے جو جمیع صفات ستودہ سے متصف اور کل صفات ناقصہ اور ردیہ سے منزہ ہے اور پھر اپنے اس قول کی کہ (ربی اللہ) تصدیق مین کھلی کھلی نشانیان لیکر آیا ہے (دیکھو اگر تم ان آثار اور نشانات بینہ کو جو اللہ تعالے کے اپنے ساتھ معیت کے وہ دکھاتا ہے) دیکھکر بھی اس کی تکذیب سے باز نہین آتے اور مجادلہ نہین چھوڑتے تو آسان فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت کاذب ہے اور خدا تعالے پر افترا باندہتا ہے تو اسکی ہلاکت اور سزا کے لئے اسکا جھوٹ ہی کافی ہے لیکن اگر وہ سچا ہے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ان وعدہ ہین سے تمکو کوئی پہنچ رہے گا جو وہ تم سے کرتا ہے۔

پس اسی معیار کو تم رہنے دو کیونکہ اللہ تعالی کی یہ سنت اور پختہ قانون ہے کہ وہ کبھی کبھی بھی اپنی حد سے باہر قدم رکھنے والے اور خدا تعالے پر جھوٹ بولنے والے انسان کو سرفراز اور سرسبز نہین کرتا۔ اللہ تعالے نے قرآن کریم مین ایک صادق۔ مامور من اللہ۔ راستباز کا ذکر فرمایا ہے جو بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور اور فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کے لئے اُس زمانہ کے متکبر اور رعونت مجسم انسان کے سامنے جاکر تبلیغ حق کرتا ہے اور پورے زور اور قوت کے ساتھ اپنے مخالف کی جو اسوقت دنیوی جاہ و جلال کی کرسی پر بیٹھا ہوا شیخی بگھار رہا تھا ہلاکت کی پیشگوئی کرتا ہے اس کے دعوے کی قوت اسکی جرات اور پُرہیبت آواز اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ اُس کا مربی اللہ تھا۔ کسقدر قوت یقین اور استقلال رکھتا ہے۔ نادان فرعون اپنے جاہ و جلال اپنے حشم و خدم کے گھمنڈ مین سرشار اس عاجز انسان کے قتل کا ارادہ کرتا ہے لیکن اُسی قوم کا ایک مومن انسان اٹھکھڑا ہوتا ہے اور ان سب کو جو موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے در پے تھے مخاطب کرکے ایک معقول بحث کرتا ہے اور قوم پر حجت ملزمہ قائم کر دیتا ہے۔

اس قصہ کے بیان سے خدا تعالی کا یہ منشا ہے کہ تا وہ پاک اور سچا اصول دنیا کے سامنے پیش کرے جو استقرا کے طور پر

ماموُر من اللہ کی صداقت اور جانچ کا ایک کامل العیار محک ثابت ہوا ہے اور وہ یہ ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌ

یعنی خدا تعالے کبھی بھی ایسے انسان کو برومند اور سرسبز نہین کرتا جو اپنی حد سے بڑھ جانے والا ہو اور خدا تعالے پر افترا اور جھوٹ باندھتا ہو۔ اس سنہری اصول پر غور کرو خدا تعالے نے اپنا لاتبدیل قانون اور لاتحویل قاعدہ بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اپنی حد سے باہر قدم رکھتے ہین اور جس عہدہ اور اعزاز کی قابلیت نہیں رکھتے پھر اپنے آپ کو اُسکا سزاوار اور مستحق قرار دیتے ہین خدا کی ذات پر جھوٹ بولتے ہین یعنی مامور اور منجانب اللہ نہین ہوتے لیکن اپنی ماموریت کا دعا کرتے ہین وہ فائز المرام نہین ہوتے۔

مسرف کسکو کہتے ہین۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو مالدار اور ذی حیثیت دکھانے کے لئے محض نمود کیخاطر فضول خرچیان کرتا ہے یہانتک کہ ایک وقت اس پر آجاتا ہے کہ دیوالیہ ہو جاتا ہے ادھر سے ڈگری ہوتی ہے اودھر سے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوتے ہین اور پھر وہ ساری شیخی کرکری ہوکر رہجاتی ہے۔ وہ عزت و ملمنت جو کہ بو الفضول چاہتا تھا کہان گئی۔ اسکی عزت پر پانی پھر گیا اور ٹکڑے سے محتاج ہوکر ذلت اور نکبت کے قعر مین جا پڑا۔ یہ ایک ایسا ثابت شدہ امر ہے کہ ہمکو کسی بحث کی اسپر ضرورت نہین آسئے دن ایسے تباہ کار لوگون کے حالات دیکھے جاتے ہین۔

پھر وہ کذاب جو خدا تعالی پر افترا کرکے دو چار فقرے سُنا کر مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے حالانکہ اُسکو خدا تعالے کیطرف سے مامور ہونے کا اعزاز نہین دیا گیا۔ غلط فہمی غلط کاری سے ایک راستباز کے بالمقابل بول اُٹھتا ہے کہ مین کامیاب ہونگا اور بالمقابل راستباز کو مسرف کذاب کہتا ہے۔ اور ادھر یہ راستباز بولتا ہے کہ مجھے کہا گیا ہے اَنَا الۡفَتَّاحُ

اِفۡتَحۡ لَکَ تَرٰی فَتۡحًا مُّبِیۡنًا۔ یَاۡتِیۡکَ

مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ

اب یہ اصول اس موقع پر کیسا کام دیتا ہے اگر اول الذکر جو دوسرے کو مسرف کذاب کہتا ہے فی الحقیقت خدا تعالے کیطرف سے نہین بولتا ہے تو اسکا پول کھلجاویگا اور مسرف کذاب کا خود ہی مصداق ہوکر بےنیل مرام دنیا سے اُٹھ جائے گا اور وہ شخص جو منصرِ کائنات عالم الغیب خدا کے کہنے سے بولتا ہے کہ اَنَا الۡفَتَّاحُ وہ کامیاب ہوکر اور بھی اُس کے جھوٹ پر مہر کردیگا۔ غرض یہ ایک بین اور معًا ایک نازک اصول ہے

آج بھی ایک صدا ماموُر من اللہ ہونے کی کانونمین ایک عرصہ سے گونج رہی ہے اور خدا کا احسان اور اُسکا فضل ہے کہ اس آواز کی حقیقت ہمپر کھلی اور اُسے تسلیم کرنے کی توفیق ہمکو ملی۔ اس نے کہا کہ

اس زمانہ کا امام مین ہون

اسپر نادانون نے شور مخالفت بلند کیا۔ تکفیر کے فتوون کے لئے تگ و دو کی۔ غرض کہین کچھ کہین کچھ ہر قسم کی مخالفت سے چاہا کہ اس نوراللہ کو بجھادین مگر وہ تو روشن ہی ہوتا گیا۔

مین کہتا ہون کہ آہ! کیون ان ناعاقبت اندیش حقیقت و حق سے مہجور لوگون نے قرآن کریم کے اس مقدس اصول کو زیرنظر نہ رکھا اور کیون اب بھی اس پر توجہ نہین کرتے۔ گھبرانے اور حیرت مین پڑنے کی کیا ضرورت ہے مدعی کے سچ اور جھوٹھ کے دریافت کرنے کے لئے کسی اور معیار کی تلاش فضول ہے۔ یہ بہت سچا اور خطا نہ کرنے والا محک موجود ہے۔

ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک تاریک غار سے نکلکر جس مین کوئی انسان آسایش و آرام کے ساتھ نہین بیٹھ سکتا باوجودیکہ کسی قسم کا سہارا اور آسرا قوم یا کسی انسان کا نہین ایک اکھڑ اور سرکش قوم کے سامنے کہتے ہین۔

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ

اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ

باایہمہ بےسامانی و بیکسی وہ انسان کامل قوم کو یہ سناتا ہے اور ابھی معلوم نہین کہ ان قوم سے کیا کیا پیش آتا ہے مگر یہ اُسے پہلے سے کہے دیتا ہے کہ چونکہ میرا اُستاد میرا محسن و مربی مکرم ہے اس لئے مین بھی معزز و محترم ہونگا۔

ایک دہریہ جو اپنی ناقص عقل مین ہستی الٰہی کے لئے کوئی زبردست دلیل یا استشہادت نہین پاتا (بہ خیال خویش) مین خدا ہی کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ اگر وہ ہماری کتاب مجید مین غور کرے اور سید الاولین و الآخرین علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی اس شان مین جو کتاب مجید نے دکھائی ہے فکر کرے تو اُسکو ایک چمکتا ہوا **خدا** نمایان طور پر نظر آئے گا۔ کیا ایک عاجز انسان عرب جیسی قوم کے سامنے خود بخود بغیر بلائے یہ کہہ سکتا ہے کہ اقرء و ربک الاکرم اسمین بڑی بھاری غرض بیان کی گئی ہے کہ تیرا مربی جو خود مکرم ہے محترم ہے اور جب اسکی کنار عاطفت مین تو نے پرورش پائی ہے پھر تو بھی اعزاز و تکریم کی کرسی پر بیٹھے گا۔ پھر دیکھلو کہ کسقدر عزت حاصل کی۔ ہمارے ہادی و مولے سید الاصفیا کی شرافت اور بزرگی کے کنہ تک آج کون پہنچ سکتا ہے۔ ہر آن جسکے مدارج و مراتب مین ایک رفعت اور کثرت ہو رہی ہے۔ اللہ اللہ ایسا بڑا جلیل القدر انسان!!! جسنے بنی نوع انسان کے کمالات کو یکجا جمع کرکے دکھا دیا۔

غرض بات یہ ہے کہ ربک الاکرم کہنے والا واقعی خدا تھا ورنہ باوجود اسقدر رکاوٹون کے اور مخالفون کے کیا ممکن تھا کہ ایک بےکس بےبس بےزر بےپر انسان اسقدر کامیاب ہوسکتا

مسیلمہ کذاب کا ہی معاملہ دیکھلو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آدھی زمین مجھے دیدو اور آدھی تم لے لو۔ لیکن آپ نے اُس مسرف کذاب کے جواب مین لکھا

اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ یُوۡرِثُہَا مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ

زمین خدا تعالےٰ کی ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندوں مین سے وارث کرتا ہے اور انجام نیک متقیون کا ہے یعنی ہم دونو مین سے جو متقی ہو گا آخر کامیاب ہوگا۔

دوسرے لفظون مین یون کہو کہ حامل قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام صاف دلیری سے دعویٰ کرتے ہین کہ مین متقی ہون اس لئے خدا تعالےٰ کا فتویٰ ہے کہ کامیابیونکا وارث مین ہون گا اگر یہ انسانی افترا نعوذ باللہ ہوتا تو یہان بھی وہی ناکامی پیش آتی جو مسیلمہ کے پلہ پڑی لیکن واقعات نے دکھادیا کہ لاریب آپ سید الاتقیا تھے اور انا اعطینٰک الکوثر کے سچے مخاطب تھے۔

مین پھر اصل کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ یہ کیا عجب اور مستحکم اصول ہے کہ ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب جو اپنی چادر سے باہر قدم رکھتا ہے اور کذاب ہے خدا اسکو کامیاب نہین کرتا۔ سمجھ مین نہین آتا دل گھبراتا اور ایک ایک وقت پر کلیجہ مین آکر اٹک جاتا ہے کہ وہ قوم جسکے پاس ایسے مستحکم اصول راستباز اور مسرف کذاب مین امتیاز کے موجود ہین اور جو ایسی کتاب اپنے پاس رکھتے ہے جسکو قول فصل خدا نے آپ کہا ہے جو میزان اور مہیمن کہلاتی ہے کیا وہ .... ان آیات کو نہین پڑھتی اور پڑھتے ہین تو پھر ان سے کیا مراد لیتے ہین۔ ایک دو نہین بائیس برس سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا۔ یہ خدا کا راستباز پکار پکار کر کہتا ہے کہ مین مہدی ہون اور خدا نے مجھے ھدی و مسیح بنادیا ہے پہلے اگر دھیمی آواز سے بولا تھا تو اب ایک گرج اور کڑک سی بولتا ہے بلکہ اس کی آواز آج اس زور مین ہے کہ گرجتی ہوئی یورپ کے عظیم الشان گرجون کی صلیب پر جا کر پڑتی ہے۔ اگر کوئی میرے جیسا مذاق رکھتا ہے اور میرا دل کسی مین ہے تو وہ اس سے لذت اٹھا سکتا ہے۔

غیظ وغضب کو دور کرکے تعصب اور ضد چھوڑکر کوئی دیکھے کہ اس آواز مین کیسی قوت کیسا یقین اور استقلال ہے پھر یہی آواز ہی نہین بلکہ اس کے ساتھ نمایان نصرتین اور برکات الہیہ کے بین اور کھلے نشان ہین کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ خود حق اور باطل مین التباس کرے تعالیٰ شانہ ہو نہین سکتا! ایک جھوٹا وہ نصرتین پا سکے جو ایک راستباز کو ملتی ہین ممکن نہین؟

انسان ایک مستقیم دل سے کر سوچے تو حیران ہو جاتا ہے کہ کیون تیرہ سو برس پیشتر اپنے رسول کی زبان سے کہلایا کہ ان لمہدینا اٰیتین کیا خدا قادر نہ تھا کہ وید اور پران کیطرح احادیث کی اصلیت کو گم کر دیتا۔ کیا احادیث کے الفاظ کا محفوظ رہنا اور پھر خسوف کسوف کا اسی فرمودہ کے موافق ہو جانا صاف طور پر نہین بتلاتا کہ منشار الٰہی یونہی تھا پھر اسی نشان کو کیون ایک ایسے مدعی کے وقت مین پورا کیا۔ اونٹ کیون بیکار ہوگئے ریل اور چھاپہ کا اجرا اسی کے زمانہ مین کیون بیسر ترقی ہوتا ہے۔ کیون ایسا ہوتا ہے کہ طاعون کی خبر بھی اس کے زمانہ مین پوری ہوئی پھر علاوہ بران ایک کپکپا دینے والی پیشگوئی کا پورا ہونا ایک بیدل شخص کا اپنی بدزبانیون اور دریدہ دہنیون کی پاداش مین خدا تعالےٰ کے غضب کی قہری چھری سے اس کے کہنے کے موافق عین میعاد کے اندر ہلاک ہونا اگر اسے ہلاک بھی ہونا تھا تو خدا تعالےٰ اسکو صرف اس لئے بچا لیتا کہ اس جھوٹے کو ترقی نہ ہوتی؟ مگر نہین اے قوم! ناقدر شناس قوم سن۔! اور کان لگا کر سن۔ آسمان نے اسکی صداقت پر مہر کردی زمین نے اپنے خزانے اگلدیئے اور اسکی تصدیق کے لئے تمام نشانون کو پورا کر دکھایا مشیت الٰہی یونہی تھی۔ خدا کا مامور آیا۔ اور اپنے وقت پر آیا اسکی تائید وتصدیق مین نشان کیون پورے نہ ہون؟ اے قوم تو اب اور کیا چاہتی ہے جو تیری خوشی کا موجب ہو۔ اللہ اللہ خدا کا کلام جلی اور زرین حروف مین لکھا ہوا ہے کہ

ان اللہ لا یہدی من ھو مسرف کذاب

اور پھر تم دیکھ چکے کہ یہ تو ہنت نئی قوت اور ہر روز ایک تازہ نصرت کے ساتھ ترقی کرتا ہے پس آؤ مخالفت سے باز آؤ کہ یہ خدا تعالےٰ سے لڑائی ہے اور اس سے لڑنے مین خیر و برکت نہین ہے۔ ناسپاس قوم! اٹھ اور شکر کے سجدے کر۔ اپنی شتابکاریوں سے توبہ کر۔ اور اپنے ہمدرد اور خیرخواہ کی باتین سن کہ تیرے لئے برکت کا موجب ہے!!!

میرے دوستو! ہان اے وہ لوگو جنھون نے اس امام کو پہچان لیا ہے اور اس کا ساتھ دیا ہے تم بھی سن رکھو کہ تم پر حجت پوری ہو چکی تم نے نشانات کو دیکھ لیا۔ تم صرف اسبات پر ناز نہ کرو کہ امام کے ساتھ ہو یاد رکھو کہ تقویٰ کے بغیر کچھ نہین۔ ساری امیدین اور کامیابیان متقیون کے واسطے ہین۔ پس اسکا ساتھ دینا کیا ہے اسکی ہر ادا اس کے خط وخال نشست برخاست غرض اسکی بات سے محبت کرنا تاکہ تقوی اللہ کی حقیقت کا تمھین پتہ لگے۔ مین اس خطبہ کی گھڑی مین اپنے لئے اور اپنے حاضر وغائب دوستون کے لئے دعا کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ تقوی اللہ کی توفیق دے۔ اور امام کے ساتھ سچی
محبت اور ارادت عطا فرما وے اسکی
محبت مین زندہ رکھے اور اسکی
محبت مین دنیا سے اٹھاکر
اور اس کے محبوبون کے
زمرہ مین
جلائے

آمین

مکتوب امام الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المخدوم کا عنایت نامہ پہنچا حدیث نبوی بغیر فہم عزی کے معنے جو اس عاجز کے دل مین ڈالے گئے ہین یہ ہین کہ غیر کے لفظ سے نفس ماسوی اللہ مراد نہین بلکہ نفس نااہل وناآشنا مراد ہین مگر جو لوگ مومن حقیقی ہین وہ بباعث استعداد فنا اور زوال حجب کی کبریائی دامن کے اندر داخل ہین۔ اور غیر نہین ہین خود خدا تعالےٰ نے بعض مصالح اہل کتاب کے حق مین اپنی کتاب مجید مین فرمایا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنی وہ لوگ پیغمبر آخر الزمان کو جو امام الدنیا اور سید الاولیا ہے اسطرح پر شناخت کرتے ہین جیسے وہ اپنے بیٹون کو شناخت کر رہے ہین اور اسی طرح روحانی

روشنی کی برکت سے اولیا اولیا کو شناخت کر لیتے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے وجود کو یمن میں شناخت کر لیا ہے اور بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یمن کی طرف سے رحمٰن کی مجھکو خوشبو آرہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے مراتب معلوم تھے اور ہر ایک کی نورانیت باطنی کا اندازہ اُس قلب منور پر مکشوف تھا ہاں جو لوگ بیگانہ ہیں وہ بیگانہ حضرت احدیت کو شناخت نہیں کر سکتے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

یعنی وہ تیری طرف (اے پیغمبر) نظر اُٹھا کر دیکھتے ہیں پر تو اُنھیں نظر نہیں آتا اور وہ تیری صورت کو دیکھ نہیں سکتے۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انوار روحانی کا سخت چمکارہ بیگانہ بعض پر بھی جا پڑتا ہے جیسے ایک عیسائی نے جب کہ مباہلہ کے لئے آنحضرت صلعم مع حسنین و حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم عیسائیوں کے سامنے آئے دیکھکر اپنے بھائیوں کو کہا کہ مباہلت کرو مجھکو پروردگار کی قسم ہے کہ میں ایسے منہ دیکھ رہا ہوں کہ اس پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اُٹھ جا تو فی الفور اُٹھ جائیگا۔ تو خدا جانے کہ اسوقت نور نبوت و ولایت کیسا جلال میں تھا کہ اُس کافر بد باطن اور سیہ دل کو بھی نظر آگیا اور عام طور پر باستثناء خواص اہل اللہ و اکابر اولیا کی حقیقت ولایت کہ جو قرب الٰہی کا نام ہے بجز حضرت احدیت کے کسیکو اُسپر آگاہی نہیں ہو سکتی ہے اس حقیقت کے انوار و آثار جیسے صبر استقامت رضا جود سخا صدق و فا شجاعت حیا اور نیز خوارق و دیگر علامات قبولیت لوگوں پر ظاہر ہو جاتے ہیں مگر یہ سب آثار ولایت ہیں اور حقیقت ولایت ایک مخفی امر ہے جس پر غیر اللہ کو ہرگز اطلاع نہیں واللہ اعلم بالصواب

اور جو آپ نے دریافت کیا ہے کہ خوارق و کرامات ریاضات شاقہ کا نتیجہ ہے یا کیا حال ہے اسمیں تحقیق یہ ہے کہ بلاشبہ ریاضات شاقہ کو کشوف وغیرہ خوارق میں دخل عظیم ہے بلکہ اسمیں کسی خاص مذہب بلکہ توحید کی بھی شرط نہیں اور اسی جہت سے فلاسفہ یونان اور اس ملک ہند کے جوگی اپنے تپوں جپوں کے ذریعہ سے صفائی نفس حاصل کرتے رہے ہیں اور اُنکا قلب اپنی معبودات باطلہ پر جاری ہوتا رہا ہے اور مکاشفات بھی اُنکو ظہور میں آتے رہے ہیں چنانچہ کسی تاریخدان اور صاحب تجربہ پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا اب بیخبر کو بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جب کشوف و خوارق باطل پرستوں اور استدراج والوں سے بھی ہو سکتے ہیں تو پھر اُنمیں اور اہل حق میں کیا فرق باقی رہا اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت احدیت کے برگزیدے بندے تین علامات خاصہ سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ علامتیں ایسی ہیں کہ گویا باطل پرست لوگ اپنی کجروی کی محنتوں سے گداز بھی ہو جائیں تب بھی وہ علامات اُنمیں متحقق نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ

اوّل اُنمیں سے ایک یہ ہے کہ اہل حق کو صرف کشفی صفائی نہیں اخلاقی صفائی بھی عطا ہوتی ہے اور وہ اخلاق فاضلہ میں اسقدر پایہ عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ جیسے خدا کو اپنے اخلاق پیارے ہیں ویسا ہی وہ باقی اخلاق اُنکو پیارے ہو جاتے ہیں اور اُنکی سرشت میں الوہیت کی تجلیات گھر کر جاتی ہیں اور بشریت کی آلودگیاں اور تنگیاں اُٹھ جاتی ہیں پس اُس سے نیک اور پاک خلق ایسے عجیب اور خارق العادت کے طور پر صادر ہوتے ہیں کہ بشری طاقتوں سے بجز خاص تائید الٰہی کے اُنکا صادر ہونا ممکن نہیں انسان بشریت کے تجلیات اور نفس امارہ کی زنجیروں میں اور ننگ و ناموس کی قیدوں میں اور خانہ داری کے جان گداز فکروں میں اور شدائد اور آلام کے حملوں میں اور وساوس اور اوہام پیشتر ہیں تو میں سخت عاجز ہو رہا ہے اور اگر دعوی کرے کہ میں اپنے آپ ہی سے ان بھاری بوجھوں سے نکل سکتا ہوں تو وہ جھوٹھا ہے پس اہل اللہ میں یہ بزرگی ہے کہ وہ توفیق یافتہ ہوتے ہیں اور دست غیبی اپنی خاص حمایت اور قوت سے اُنکو ان تمام بوجھوں نیچے سے نکال لیتا ہے سو اُن سے ایسا توکل اور ایسا صبر اور ایسی سخا اور ایسا ایثار اور ایسا صدق اور ایسی رضا بقضا صادر ہوتا ہے کہ دوسروں سے ہرگز ممکن نہیں کیونکہ در پردہ الٰہی ستارے اُن کے مددگار ہوتے ہیں اور لغزشوں سے بچائے جاتے ہیں اور جسکی محبت میں وہ دنیا کو کھو بیٹھے ہیں اور دنیوی عزتوں اور ناموس سے بیزار ہو گئے ہیں وہ محبوب حقیقی اُنکا متولی ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اہل حق مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت پاتے ہیں جو تائیدات خاصہ کی بشارتوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور نیز اُنمیں وہ مراتب عالیہ اُنپر ظاہر کئے جاتے ہیں کہ جو اُن کو حضرت احدیت میں حاصل ہیں۔ اور یہ نعمت غیروں کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسجگہ بتوجہ یاد رکھنا چاہیے کہ الہامات و مکالمات الٰہیہ کو جو ایسی پیشگوئی پر مشتمل ہوں جنمیں شخص ملہم کی تائیدات عظیمہ کا وعدہ ہے وہ اہل اللہ کی شناخت کے لئے نہایت روشن علامات ہیں اور کوئی خارق عادت اسکے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کا اپنے بندہ سے کلام کرنا اور پھر اُس کلام کی ایسی پیشگوئیوں پر مشتمل ہونا کہ جو تائیدات عظیمہ کے مواعید ہیں اور پھر اُن مواعید کا اپنے وقتوں پر پورا ہونا محبت اللہ کا ایک روشن نشان ہے

تیسرے علامت یہ ہے کہ خواص اولیا ریاضات شاقہ کے محتاج بھی نہیں ہوتے ایک قسم کی ولایت کہ جو وہ نبوت سے بہت مشابہ ہے اس قسم کے لوگ جب دنیا میں آتے ہیں تو ہوش پکڑتے ہیں عنایات الٰہیہ اُنکی متولی ہو جاتی ہے اُنکو سالکوں کی پر تکلف حالت سے کچھ مناسبت نہیں ہوتی اُن کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کب فنا آئی اور کب بقا حاصل ہوئی کیونکہ دست غیبی نے اُنکو فطرت میں ہی درست کر لیا ہوتا ہے اور بیضہ بشریت میں داخل ہی نہیں ہوتے تعلقات شدیدہ عشق الٰہی کے اُن کی فطرت سے لگے ہوئے ہوتے ہیں اور ابتداء فطرت سے کسی ریاضت کے محتاج نہیں ہوتے وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور ایسے لوگوں سے بغیر حاجت ریاضات شاقہ کے خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ شان نبوت اُنپر غالب ہے سو اگر اکابر نقشبندیہ نے ظہور خوارق کے ریاضات شاقہ کو شرط ٹھیرایا ہے تو ایسے کمل لوگوں کو مستثنیٰ رکھلیا ہوگا اور ایسے لوگ نہایت قلیل الوجود اور نادر الظہور ہیں کبھی کبھی شدت حاجت کیوقت خلق اللہ کی بھلائی کے لئے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اور اُنکا آنا لوگوں کے لئے ایک رحمت عظیم ہوتا ہے اور امت محمدیہ مرحومہ پر حضرت احدیت کیسے یہ رحمت ہے کبھی کبھی آخر صدی پر اصلاح اور تجدید دین کے لئے اس شان کے لوگ مبعوث ہوتے ہیں اور دنیا اُن کے وجود سے نفع اُٹھاتی ہے اور دین زندہ ہوتا ہے اور یہ بات کہ ظہور خوارق ولایت کے لئے شرط ہے یا نہیں اکثر صوفیوں کا اتفاق اسی پر ہے کہ شرط نہیں پر اس عاجز کے نزدیک ولایت تامہ کے لئے ظہور خوارق شرط ہے ولایت کی حقیقی قرب اور معرفت الٰہی ہے سو جو شخص صرف منقولی یا معقولی طور پر ایمان لاتا ہے اور وہ کشوف عالیہ اور زوال حجب اسکو نصیب نہیں ہوا جس سے ایمان اُسکا تقلید سے تحقیق کے ساتھ مبدل ہو جاتا تو کیونکر کہا جاوے کہ اُسکو

ہدایت ... نصیب ہوگی۔ د بعض بزرگون نے جیسے حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ اپنے مکتوبات مین لکہا ہے کہ یقین کے لئے معجزات نبوۃ کافی ہین مین کہتا ہون کہ کافی نہین کیونکہ وہ اُس شخص کے حق مین کہ صدہا سال بعد پیدا ہوا ہے منقولات کا حکم رکھتے ہین اور دید اور شنید مین جسقدر فرق ہے ظاہر ہے علماء محدثین سے زیادہ تر اور کون معجزات سے واقف ہوگا مگر وہ معجزات کہ جنکی روئیت سے ہزارہا صحابہ یقین کامل تک پہنچگئے تھے اب اُن کے ذریعہ کر علماء ظاہر کو اسقدر اثر بھی نہین کہ اُنھین اُن معجزات کی ہیبت سے اخراج نفسانیت ہی ہو مگر یہ بھی نہین اللہ تعالے نے خود فرمایا ہے کہ سماوی نشانون کے ازدیاد ایمان مین دخل عظیم ہے اور خود ولایت تامہ کی حقیقت جبکہ قرب تامہ ہے تو پھر ظاہر ہے کہ قرب اور مشاہدہ عجائبات لازم ملزوم ہین جو شخص ہمارے مکان پر آتا ہے اُسے ضرور ہے کہ مکان کی وضع اور اُسکی کیفیت کمیت سے اطلاع پیدا کرے لیکن اگر بعد از وصول بھی ایسا ہے جو قبل از وصول تھا تو گویا اُس نے مکان کو دیکھا ہی نہین انبیاء کے یقین کو بھی خدا نے نشانون سے ہی بڑھایا ہے اور قرآن شریف مین ربِّ اَرِنی کیف تحیی الموتٰی حضرت ابراہیم کا سوال ہی موجود ہے پھر کیونکر کہا جاوے کہ ولایت بغیر خوارق کے حاصل ہوسکتی ہے بلاشبہ جسقدر مشاہدہ خوارق کا زیادہ ہو اسیقدر علم زیادہ ہے خدا تعالے خود آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرماتا ہے کہ ہم نے اسکو مسجد اقصےٰ اور آسمان کا سیر کرایا تاکہ اُسکو اپنی آیات خاصہ سے مطلع کرین۔ ہان یہ ضروری ہے کہ جس ولی کو منصب ارشاد اور ہدایت کا عطا نہین کیا گیا اُسکے خوارق اور لوگون پر ظاہر ہونا ضرور نہین ہے کیونکہ اُسکو لوگون سے کچھ واسطہ اور تعلق نہین ہے لیکن خود اُسپر تو ظاہر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ حقیقت ولایت تک اُسکا قدم پہنچنا اسی سے وابستہ ہے مسجد کے بارہ مین جو فقرہ خداوند کریم کیطرف سے الہام ہوا تھا جسمین خیال کیا جاتا ہے کہ تاریخ مسجد اسمین موجود ہے اور وہ فقرہ الہامیہ یہ ہے مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ خداوند تعالے کی عجیب قدرت ہو کہ اس مسجد مبارک کے بارہ مین پانچ مرتبہ الہام ہوا منجملہ اُن کے ایک نہایت عظیم الشان الہام ہے جسکے ایک فقرہ سے آپ کو اطلاع دے چکا ہون مگر بعد اسکے ایک دوسرا فقرہ بھی الہام ہوا اور وہ دوسرا فقرہ یہ ہے **فیہ برکات للناس و من دخلہ کان امنا** یعنی اسمین لوگون کیلئے برکتین ہین جو اسمین داخل ہوا وہ امن مین آگیا۔ علماء ظاہر شاید اسمین اعتراض کرین کہ یہ تو بیت اللہ خانہ کعبہ کی شان مین وارد ہے مگر وہ لوگ برکات وسیعہ حضرت احدیت سے بیخبر ہین اور معذور ہین اور نیز ایک الہام یعنی مکالمہ حضرت احدیت اس ذلیل ناچیز عاجز سے واقعہ ہوا بباعث رابطہ اتحاد آپکو لکہتا ہون اور چونکہ یہ عاجز اعلان کا اذن بھی پاتا ہے اسلئے کتاب مین یعنی حصہ چہارم مین درج بھی کیا جائیگا خداوند تعالی کی الوہیت کی موجبین مین کہ اس ناکارہ بندہ کو جو فی الواقعہ بی ہنر اور تہیدست ہے ایسے مکالمات سے یاد کرتا ہے روحی فداہ سبیلہ بالشان من جلیلہ اور وہ الہام یہ ہے **بشری لك یا احمدی انت مرادی و معی غرست کرامتك بیدی** بشارت باد ترا یا احمدِ من تو مراد منی و بامنی نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود بخدمت خواجہ علیصاحب و مولوی عبدالقادر صاحب و منشی بہرام خانصاحب وغیرہ احباب آنصاحب سلام مسنون پہنچے ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ذی قعد ۱۳۰۰ ہجری نبوی۔

گورنمنٹ اور ہم

ایک معزز افسر جو کسی تقریب پر اگلے دن قادیان تشریف لای تو حضرت اقدس امامنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے بھی اُن کی دعوت کی جبکہ سب مہمان کھانے کیواسطے جمع ہوے تو دسترخوان کے بچھائے جانے سے پہلے حضرت اقدس امام صاحب نے اُس مہمان کو اور دوسرے احباب کو مخاطب کرکے جو گفتگو کی وہ ایسی مفید اور کارآمد باتون پر مشتمل تھی کہ مینے اکثر فقرون کو اپنی عادت کے موافق اُسی وقت اپنی نوٹ بک مین جمع کیا اور بعد مین مجھے خیال آیا کہ بذریعہ اخبار الحکم مین دوسرے احباب کو بھی اس پرلطف تقریر کے مضمون سے حظ اُٹھانے کا موقع دون تاکہ اللہ تعالے کے اُس احسان کے شکریہ مین کہ مجھے چند دن مسیح کے قدمون مین رہ کر ایمان مین ترقی کرنے کا موقع ملا ہے خلقت کی خدمت ہوجائے لہذا اُن فقرات کی مدد سے اور اپنے یادداشت کے ذریعہ مینے مفصلہ ذیل عبارت ترتیب دی ہے

حضرت نے اُس معزز مہمان کو مخاطب کرکے فرمایا۔

کہ جب کبھی آپ اسجگہ قادیان مین تشریف لاوین بلاتکلف ہمارے گھر مین تشریف لایا کرین ہمارے ان مطلق تکلف نہین ہے ہمارا سب کاروبار دینی ہے اور دنیا اور اُس کے تعلقات اور تکلفات سے ہم بالکل جدا ہین گویا کہ ہم دنیا داری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہین ہم محض دین کے ہین اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے جیسا کہ اسلام مین ہمیشہ بزرگون اور امامون کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہین بلکہ لوگون کے اُس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے اُن کے لئے خطرناک ہے دور کرنا اور اُن کے دلون سے نکالنا ہمارا اصل منشا اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ غیر قومون کے لوگون کی چیزین چُرا لینا جائز ہے اور کافرونکا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنے ان نفسانی خواہشون کی خاطر اس کے مطابق حدیثین بھی گھڑ رکھی ہین۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا مین آنیوالے ہین تو انکا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیان کرنا ہے حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہین ہوسکتا۔ غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگون کے دلونمین پڑے ہوے ہین جنکو دور کرنے کے واسطے اور پُر امن عقائد انکی جگہ قائم کرنیکے واسطے ہمارا سلسلہ ہے جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحون کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتین سکھانے والون کی دنیادار مخالفت کرتے ہین ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفون نے غلط خبرین محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہماری برخلاف مشہور کین یہانتک کہ ہمکو ضرر پہنچانیکے واسطے گورنمنٹ تک غلط رپورٹین کین کہ یہ مفسد آدمی ہین اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہین اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانون نے اپنے خیرخواہون یعنی انبیاء اور اُن کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ مین ایسا ہی سلوک کیا ہے مگر خدا تعالے نے انسان مین ایک زیرکی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگون کو خوب جانتے ہین چنانچہ کپتان ڈگلس صاحب کی دانائی کیطرف خیال کرنا چاہئے کہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میری نسبت کہا کہ یہ بادشاہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور اشتہار

اس کے سامنے پڑھاگیا تو اس نے بڑی زیرکی سے بہچانا کہ یہ سب ان لوگوں کا افترا ہے اور ہمارے مخالف کی کسی بات پر توجہ نہ کی۔ کیونکہ اسمین شک نہین کہ ازالہ اوہام وغیرہ دوسری کتب مین ہمارا لقب **سلطان** لکھا ہے مگر یہ آسمانی سلطنت کیطرف اشارہ ہے اور دنیوی بادشاہون سے ہمارا کچھ سروکار نہین ایسا ہی ہمارا نام **حکم** عادل بھی ہے جسکا ترجمہ اگر انگریزی مین کیا جائے تو گورنر جنرل ہوتا ہے اور شروع سے یہ سب باتین ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون مین موجود ہے کہ آنیوالے مسیح کے یہ نام ہین۔ یہ سب ہماری خطاب کتابون مین موجود ہین اور ساتھ ہی اُنکی تشریح بھی موجود ہے کہ یہ آسمانی سلطنتون کی اصطلاحین ہین اور زمینی بادشاہون سے اُنکا تعلق نہین ہے اگر ہم شر کو چاہنے والے ہوتے تو ہم جہاد وغیرہ سے لوگونکو کیون روکتے اور زندگی سے ہم مخلوقات کو کیون منع کرتے۔ غرض کپتان ڈگلس صاحب مغز نے ان سب باتون کو پاگیا اور پوری پوری انصاف سے کام لیا اور دونون فریق مین سے ذرہ بھی دوسرے فریق کیطرف نہین جھکا اور ایسا نمونہ انصاف پروری اور دادرسی کا دکھلایا کہ ہم بدل خواہشمند ہین کہ ہماری گورنمنٹ کے تمام معزز حکام ہمیشہ اسی اعلیٰ درجہ کے نمونہ انصاف کو دکھلاتے رہین جو نوشیروانی انصاف کو بھی اپنے کامل انصاف کیوجہ سے ادنیٰ درجہ کا ٹھیراتا ہے اور یہ کس طرح سے ہوسکتا ہے کہ کوئی اس گورنمنٹ کے پُرامن زمانہ کو بُرا خیال کرے اور اس کے برخلاف منصوبہ بازی کی طرف اپنا ذہن لیجاوے حالانکہ یہ ہمارے دیکھنے کی باتین ہین کہ سکھونکے زمانہ مین مسلمانون کو کسقدر تکلیف ہوتی تھی صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کیے جانے پر سکھون نے چھ سات ہزار آدمیون کو تہ تیغ کردیا تھا اور نیکی کی راہ اسطرح مسدود تھی کہ ایک شخص مسمی کرم شاہ اس آرزو مین ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعائین مانگتا تھا کہ ایکدفعہ **صحیح بخاری** کی زیارت ہوجائے اور دعا کرتا کرتا رو پڑتا تھا اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے ناامید ہوجاتا تھا آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپے مین ملجاتی ہے اور اس زمانہ مین لوگ اس قدر دور جا پڑے تھے کہ ایک مسلمان نے جسکا نام خدابخش تھا اپنا نام خداسنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ

اس گورنمنٹ کے ہم پر اسقدر احسان ہین کہ اگر ہم یہان سے نکل جائین تو نہ ہمارا مکہ مین گذارا ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ مین۔ تو پھر کسطرح سے ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل مین رکھین۔ اگر ہماری قوم کو خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ کے برخلاف ہین یا ہمارا مذہب غلط ہے تو اُن کو چاہیئے کہ وہ ایک مجلس قائم کرین اور اس مین ہماری باتون کو ٹھنڈے دل سے سُنین تاکہ اُن کی تسلی ہو اور اُن کی غلط فہمیان دور ہون جھوٹے کے منہ سے بدبو آتی ہے اور فراست والا اسکو پہچان جاتا ہے صادقون کے کام سادگی اور یکرنگی سے ہوتے ہین اور زمانہ کے حالات اُس کے مؤید ہوتے ہین۔

آجکل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کسطرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہین ۴۰ کروڑ کتب اسلام کے برخلاف شائع ہوئی ہین اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہوگئے ہین۔ ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے۔ اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی اُمید مین آسمان کیطرف مُنہ اُٹھاتے ہین آج ۱۴۰۰ برس کی دھوپ اور امساک باران کے بعد آسمان سے بارش اُتری ہے اب اسکو کوئی روک نہین سکتا۔ برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے یہ ایسا وقت ہے کہ لوگون کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہین ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہوگیا ہے حالانکہ تمام اعمال کیطرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلاخوف و خطر کئی ماشون تک کھا جاویگا اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اسکو مُنہ کے قریب بھی نہ لائے گا حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہین کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اسکو ہمارے مواخذہ کا خوف نہین اور دنیا کی حکومتون مین سے کوئی ایسی نہین جسکا خوف انسان کو رات مین اور دن مین اندھیرے مین اور اُجالے مین خلوت مین اور جلوت مین ویرانے مین اور آبادی مین گھر مین اور بازار مین ہر حالت مین یکسان ہو پس درستی اخلاق کیواسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت مین اس کے نگران

اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدون کی شاہد ہے کیونکہ دراصل تہذیب وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جسکا دل اور باہر ایک ہے وہ زمین پر فرشتہ کیطرح چلتا ہے۔ دہریہ ایسی گورنمنٹ کے نیچے نہین کہ وہ حسن اخلاق کو پاسکے۔ تمام نتائج ایمان سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ سانپ کی سوراخ کو پہچان کر کوئی اُنگلی اسمین نہین ڈالتا۔ جب ہم جانتے ہین کہ ایک مقدار اسٹرکینا کی قاتل ہے تو ہمارا اس کے قاتل ہونے پر ایمان ہے اور اس ایمان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اسکو مُنہ نہین لگائینگے اور مرنے سے بچ جائینگے۔ اور تقدیر یعنی دنیا کے اندر تمام اشیا کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھیرنا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اسکا کوئی مقدر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہین بنایا تو وہ کیون اسقدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھکر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے اسطرح انسان مصنوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدر کو پہچان سکتا ہے لیکن اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدون کو کسی تقدیر سے اطلاع دیدیتا ہے اور اُن کو بتلا دیتا ہے کہ فلان وقت اور فلان دن مین میرے فلان امر کو مقدر کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ شخص جسکو خدا نے اس کام کے واسطے چُنا ہوا ہوتا ہے پہلے سے لوگون کو اطلاع دیدیتا ہے کہ ایسا ہوگا اور پھر ویسا ہی ہوجاتا ہے جیسا کہ اُس نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمکو ہزارون ایسے نشانات عطا کئے ہین جنسے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے ہماری جماعت کے اسقدر لوگ اسجگہ موجود ہین کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہین دیکھے اور اگر آپ چاہین تو کئی سو آدمی کو باہر سے بلوا لین اور اُن سے پوچھین اسقدر احباب اور اخیار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ ہر طرح سے عقلمند

دوستی رکھتے ہین اور دنیوی طور پر اپنے معقول روزگارون پر قائم ہین کیا اُن کو تسلی نہین ہوئی کیا انھون نے ایسی باتین نہین دیکھین جنہر نشان کیسی اور درنہین ہے اگران سے سوال کیا جاوے تو ہر ایک اپنے آپ کو اول درجہ کا گواہ قرار دیگا - کیا ممکن ہے کہ ایسے ہر طبقہ کے انسان جنمین عاقل اور فاضل اور طبیب اور ڈاکٹر اور سوداگر اور مشائخ سجادہ نشین اور وکیل اور معزز عہدہ دار ہین بغیر پوری تسلی پانے کے یہ اقرار کر سکتے ہین کہ ہم نے اس قدر آسمانی نشان بچشم خود دیکھے اور جب کہ وہ لوگ واقعی طور پر ایسا اقرار کرتے ہین جنکی تصدیق کے لئے ہر ایک شخص مکذب کو اختیار ہے تو پھر سوچنا چاہیئے کہ ان مجموعہ اقرارات کا طالب حق کے لئے اگر وہ فی الحقیقت طالب حق ہے کیا نتیجہ ہونا چاہیئے کم سے کم ایک ناواقف اتنا تو ضرور سوچ سکتا ہے کہ اس گروہ مین جو لوگ ہر طرح سے تعلیم یافتہ اور دانا اور فرسودہ روزگار اور بفضل الٓہی مالی حالتون مین دوسرون کے محتاج نہین ہین اگر انھون نے ہمارے دعوے پر ہمارے دعوے پر یقین حاصل نہین کیا اور پوری تسلی نہین پائی تو کیون وہ اپنے وطنون کو چھوڑ کر اور عزیزون سے علحدہ ہو کر غربت اور مسافری مین اسجگہ میرے پاس رہتے ہین اور اپنی اپنی مقدرت کیموافق مالی مدد دینے مین میرے سلسلہ کے لئے فدا اور دلدادہ ہین -

ہر ایکبات کا وقت ہے بہار کا بھی وقت ہے اور برسات کا بھی وقت ہے وہ نوی نہین جو خدا کے ارادے کو ٹالدے ۔

محمد صادق بھیروی

لطیفہ

حضرت مولوی نور الدین صاحب اپنے طالب علمی کے زمانہ کی بات سنایا کرتے ہین کہ ہندوستان مین جب کہ ہم تعلیم پاتے تھے تو ہمارے ایک مہربان سنتے بڑے پرہیزگار اور صالح آدمی انکا اسم شریف تھا شاہ جی عبد الرزاق مین ان کی ملاقات کیلئے جایا کرتا تھا - ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ بہت دنون تک ان کے پاس نہ گیا اور پھر جب مین ان کی ملاقات کے لئے گیا تو تو انھون نے فرمایا تم اتنی دیر تک کیون نہ آئے مینے عرض کی کہ ایسے ہی آنا نہ ہو سکا فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر نہین گئے - کیا تم کبھی قصاب کی دوکان پر بھی نہین گئے - اس فقرہ کو دو تین دفعہ دہرایا مین نہ سمجھ سکا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے پھر آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھکو سمجھایا کہ قصاب کسطرح اپنی دونون چھریونکو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسری سے ملا لیتا اور رگڑ لیتا ہے - اس سے عارف کو سبق لینا چاہیئے کہ دُنیا کے دھندون اور تعلقات کے درمیان انسان کے قلب پر بہت جلد ایک زنگ چڑھجاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگ جاتی ہے جسکے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً نیک صحبت کے ساتھ قوت پکڑتا رہے چنانچہ قرآن کریم نے اس کیطرف اشارہ فرمایا ہے

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

تقوی اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو ان کی معیت سے قوت پکڑو - مبارک ہین وہ جو صادق کو پہچانتے ہین اور اسکی خدمت مین حاضر ہو کر اُس کے منور چہرہ کے دیدار سے نور حاصل کرتے ہین اور اُسکی جاری کی ہوئی نہرون سے ایسا پانی پیتے ہین کہ پھر کبھی پیاسے نہین ہوتے +

محمد صادق

• فٹ نوٹ اس آیۃ کریمہ پر بُرعد نظر کرنے سے ہمارے بالغ خرد ناظرین اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہین کہ تقوی اللہ کی حقیقت اُسوقت تک متحقق نہین ہو سکتی جب تک کہ ایک فانی مرد کی پاک صحبت مین بیٹھکر اس کے انفاس طیبہ کی برکت سے بہرہ ور نہون - اس سے اُن لوگون کو سبق لینا چاہیئے جو کہا کرتے ہین کہ اپنے گھر مین بیٹھکر استغفر اللہ کر لینا کافی سمجھتے ہین - اور کسی صادق کے ہاتھ پر بیعت توبہ کو ضروری نہین سمجھتے تقوی اللہ سے انسان محسنون کے زمرہ مین داخل ہو سکتا ہے مگر اس تقوی اللہ کی حقیقت ایک صادق کے حضور بیٹھکر کھلتی ہے -

(ایڈیٹر)

ضرور پڑھ لین

مندرجہ ذیل کتابین ہمارے پاس موجود ہین لیکن بعض اُنمین سے اب بہت تھوڑی باقی ہین اسلئے قرآن کریم کے اسرار اور نکات سے مزہ لینے والے احباب جسقدر جلد ممکن ہو منگوالین ورنہ بعد مین عدم تعمیل ارشاد کے لئے ہمکو معاف رکھین - کیونکہ اول تو یہ کتابین چھپتی ہی تھوڑی ہین اور پھر اکثر احباب جو کارخانہ کی اعانت اپنا فرض سمجھتے ہین محض للہ تقسیم کرنے کے لئے متعدد کاپیان خرید لیتے ہین اس لئے بعد مین پھر جو درخواستین آتی ہین ہم اُن کی تعمیل نہین کر سکتے شکایت رہجاتی ہے لہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتابین اسوقت موجود ہین

رپوٹ جلسہ سالانہ

جسمین حضرت اقدس کی تین مبسوط تقریرین تقوی اللہ کی فلاسفی اپنے دعاوی کی توضیح اسلام کی حقیقت اور ایمان کی حقیقت پر مشتمل ہین غرض یہ کہ امام الزمان کا کلام ہے۔
اور دو زبردست تقریرین حضرت مولینا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی اس مضمون پر ہین کہ قرآن کریم کا منشا جبکہ اخلاقی تعلیم تھی تو پھر تحدیانہ پیشگوئیان کیون کی ہین سوال کی وقعت سے جواب کا اندازہ ہو سکتا ہے۔
قرآنی فلسفہ کے مزہ لینے والے ضرور پڑھین
پھر حضرت مولینا مولوی حکیم نور الدین صاحب کی ایک لطیف تقریر اثبات رسالت اور ضرورۃ امام پر ہے
قرآن کریم کے بعض مقامات کی لطیف تقریر۔

علاوہ ازین ایڈیٹر کیطرف سے دو جزو مین حضرت اقدس کی بست سالا کارروائی پر ایک ریویو کیا گیا ہے قیمت عہ

انذار

طاعون کے متعلق حضرت اقدس کی کل کارروائی کا مجموعہ - جسمین جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب اور حضرة اقدس کی دو جد اگانہ تقریرین اور جناب سید حامد شاہ صاحب کی ایک دلپسپ نظم حالات زمانہ پر ہے قیمت ۴ر

حضرت اقدس کی ایک **تقریر** مسئلہ وحدت وجود پر **خط** - نماز کی حقیقت اور دعا کا فلسفہ بیان فرمایا - اور مسئلہ وحدت وجود کی حقیقت کھولکر دکھائی ہے - بے نظیر مضمون ہے دوبارہ چھپی ہے قیمت ۱ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

سنہ ۱۸۹۰ء مین حضرت اقدس کے جو مضامین اسلام کی تائید اور حقیقت مین مخالفین پر حجت پوری کرنے کی غرض سے ہند و باندھو مین شائع ہوئے تھے انمین سے پہلا حصہ ایک قابل قدر مضمون ہین

وید و فرقان کا مقابلہ

الہام اور مسئلہ قدامت روح

قیمت ۲ر

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

بیاد وفات نادان پادری اور انکی کورانہ تقلید سے کم عقل آریہ اسلام پر جبر و اکراہ کا الزام لگاتے ہین مگر مین حیران ہوتا ہون کہ اسلام کیا؟ اور جبر و اکراہ کیا؟ خود لفظ اسلام جو سلم سے مشتق ہے اپنے اندر صلح اور آشتی کے معنے رکھتا ہے گویا بذاتہ اسلام مین صلح اور آشتی کا مادہ موجود ہے - اور یہ بالکل سچ ہے کہ ایمان جو تصدیق قلبی کا نام ہے جبر و اکراہ سے ممکن نہین - اسلام ایکطرف منافقون کی مذمت بیان کرتا ہے پھر دوسری طرف کب روا رکھ سکتا تھا کہ ایک انسان ایسے طور پر داخل اسلام ہو جس سے نفاق کا اندیشہ ہو؟ چنانچہ اس آیت سے جو مدنی سورۃ کی ایک آیت ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بقول اسلام مین کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہین ہے - جب کہ حق و باطل بالکل واضح ہو چکے پھر اس مین اکراہ کی حاجت ہی کیا اسلام کے اصول بجائے خود اس قسم کے ہین کہ ایک سلیم الفطرت انسان کو ان کے قبول کرنے کے بدون چارہ ہی نہین رہتا -

مین اس الزام پر کہ اسلام بجبر پھیلایا گیا ذرا کھولکر بیان کرنا چاہتا ہون - اسلام مین شرط ہی کہ انسان صدق دل سے اللہ تعالی کی الوہیت اور اس کے صفات کاملہ اور رسالت اور یوم آخرۃ وغیرہ ضروریات دین پر ایمان لاوے تب وہ مسلمان ہوتا ہے اور یہ بات کیسی صاف اور سیدھی ہے کہ جبر و اکراہ سے کبھی کوئی دلی یقین پیدا نہین ہو سکتا - مین دعوے سے کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے واجب الاحترام جانشینون کے عہد مین کوئی شخص بھی جبر و اکراہ سے داخل اسلام نہین کیا گیا - بلکہ مین اس خیال کو یہان تک وسیع کرکے کہہ سکتا ہون کہ محمود غزنوی اور عالمگیر کے عہد مین بھی کوئی عاقل و بالغ جبر و اکراہ سے مسلمان نہین بنایا گیا اور ہرگز نہین بنایا گیا - دنیا مین تاریخ موجود ہے اگر کوئی ہے تو صحیح تاریخ سے اسکو ثابت کر دکھاوے - ایک رئیس نے عالمگیر کا تذکرہ مجھسے کیا - مینے جب اسکو جواب دیا کہ عالمگیر متعصب نتھا اور نہ اس نے کسی کو جبراً مسلمان کیا تو اسنے مجھسے کہا کہ آپنے خافی خان کی تاریخ نہین پڑہی مینے جواب دیا کہ مین ایسی تاریخون کو پڑھنا نہین چاہتا جسکا نام ہی بتلا رہا ہے کہ خافی خان ہر بات وہ ہے جو مردون کے مبدان ہو -

غرض یہ ہے کہ اسلام نے کیسکو جبراً داخل اسلام کرنے کی اجازت نہین دی اور نہ کسی نے ایسا کیا - ہمکو تاریخ بتلاتی ہے کہ زمانہ رسالت مآب مین اور خلافت راشدہ مین صلح اور امن کے معاہدہ کے بعد کل مذاہب کے لوگ مذہبی آزادی حاصل کرلیتے تھے خیبر کے یہود بحرین اور عمان کے عیسائی حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفۂ عمر رضی اللہ عنہ کیوقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کے رعایا تھے اور اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری مین بالکل آزاد تھے -

عالمگیر پر بڑا الزام دیا جاتا ہے کہ اس کے عہد مین بڑے بڑے عہدون پر ہندو ہی مختار تھے اگر کہا جاوے کہ اسکی اور اسکے ہندو بہائیون کی مذہبی لڑائیان تھین تو یہ بھی تاریخ کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے ورنہ کون نہین جانتا کہ عالمگیر نے دکن کے ایک سید بادشاہ تانا شاہ پر چڑھائی کی اور اپنے مسلمان باپ اور بھائیون کو جو کیا وہ مخفی نہین - یہ امور پولیٹیکل تھے نہ مذہبی ایسا ہی محمود کی نسبت کہین تاریخ سے پتہ نہین لگتا کہ اس نے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام مین ہمت صرف کی - اپنے بھائی مسلمان امیر اسمعیل سے جنگ کی یہان وہ مذہبی جنگ تھی اور ہند کے حملہ راجہ جیپال نے خود کرائے جسنے ابتدائی ورنہ محمود بلاد تاتار کو فتح کرنا چاہتا تھا - القصہ اسلام کا دامن اس الزام ناپاک سے بالکل پاک ہے

ضروری اطلاع

ہمارے مکرم چودھری رستم علیخان صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اطلاع دیتے ہین کہ انبالہ سے گذرکر جو صاحب قادیان شریف جانیوالے ہون یا قادیان شریف سے واپس ہوتے ہوئے انبالہ سے گذرین وہ انبالہ مین انکو بشرط فرصت ضرور مل لیا کرین - اس سے باہمی محبت اور تعارف بڑھتا ہے - اور اگر کوئی کام ہو تو وہ بھی ہو جاتا ہے - اور اگر کسی صاحب کو اترنے کی فرصت نہ ہو تو مجھے بذریعہ کارڈ صحیح وقت اور تاریخ سے اطلاع دیا کرین مین خود سٹیشن پر آکر مل لیا کرونگا -

(ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا - الحمد للہ علی ذلک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۳ نمبر ۲۷

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قادیان دارالامن والامان ۳۱ جولائی ۱۸۹۹ء ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

ہماری حیدرآبادی جماعت

حیدرآباد دکن میں جناب سید محمد سعید صاحب کی کوشش اور سرگرمی عمدہ نتائج پیدا کر رہی ہے سید صاحب تبلیغ حق میں بڑی دلچسپی سے حصہ لے رہے ہیں اور ڈیڑھ سو کے قریب آدمی صرف انکی مساعی جمیلہ سے اس سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں اس کام کو اور بھی عمدہ طریق پر سرانجام دینے کیلئے آپنے بتائید و سرپرستی میر محمد رضوی صاحب وکیل ایک انجمن قائم کی ہے جسکی روئیداد ذیل میں درج کی جاتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہر ایک جگہ کی حقانی جماعتیں حیدرآبادی جماعت کے نقش قدم پر چلیں امید ہے کہ میر صاحب موصوف کی یہ کوششیں دینی ترقی کا موجب ہوں گی۔ (ایڈیٹر)

نقل

مقاصد و دستور العمل مجلس اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس امام الزمان

تمہید

میرے معزز احباب و شرفاء قوم نے بندۂ بیچمدان و خادم محبان کو مقاصد و اغراض ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس فیضہ کی تحریر کے لئے شرف اعزاز بخشا ہے جسکا شکریہ اداکر کے اپنی بےبسی اور ناتجربہ کاری سے سخت پشیمانی ہے۔ بہتر ہوتا کہ یہ اہم کام کسی ایسے سعید و بصیر و لیق شخص کے سپرد فرمایا جاتا جو اس کام کا ہر طرح اہل ہوتا لیکن اس خیال سے گذارش کی جرأت ہو سکتی ہے کہ مصلحان و رہنمایان قوم ہدایت و اصلاح کے لئے بدل و جان ساعی و داعی ہیں۔ اور المسلم مراۃ المسلم کے فیض نما۔ اور اپنی جماعت کے لئے اس راعی کے فرائض کو مدنظر رکھتے ہیں جو اپنے کسی بھیڑ کو گلہ سے باہر ہونے نہیں دیتا اس امت مرحومہ کی صفات میں سے اللہ جل جلالہ نے یہ بھی ایک بڑی صفت ارشاد فرمائی ہے کہ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

نام دستور العمل

پس حسب تجویز جلسہ منعقدہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ روز جمعہ یہ مسودہ مرتب کرکے بغرض ترمیم و منظوری پیش کیا جاتا ہے اس کا نام

دستور العمل ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس واقع حیدرآباد دکن

رکھا جاوے۔

(نفاذ) اس کا اجراء ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ یوم عید السعید و المیلاد یعنی روز جمعہ سے ہوگا۔ اور تا وقتیکہ اجلاس عام سے اس کے خلاف میں کوئی امر طے نہ کیا جاوے واجب العمل ہر شریک پر ہوگا۔ الغرض حسب الارشاد عالی غالباً مقاصد و اغراض اتحاد اسلامی یہ ہونی چاہئیں۔

مقاصد

مقاصد و اغراض ترقی اتحاد اسلامی جماعت حضرت اقدس یہ ہوں گے۔

فقرہ (۱) کل فرق اہل اسلام میں باہم حقیقی اتحاد و اتفاق پیدا کرنا۔

(تشریح) حقیقی اتحاد سے غرض یہ ہے کہ اہل اسلام عملی طور پر اتفاق کے پابند ہوں کیونکہ اسلام کی لاانتہا خوبیوں میں سے یہی مہتم بالشان ایسی خوبی ہے جو بنی نوع انسان کو متحد الخلق و الخلق والعمل والخیال بننے کی تعلیم دیتی ہے۔ مگر وائے برحال ما کہ اسوقت یہ ساری باتیں ہماری زبان اور کتابوں میں برائے گفتن خواندن ہیں عملی نتیجہ تو الاماشاءاللہ حکم عنقا رکھتا ہے۔ بلکہ قریب تھا کہ یہ جوش لسانی و تحریری بھی بالکل مفقود پڑ جائے

مگر وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ کے ازلی اور زبردست اقتضاء نے ایسے نازک وقت میں ایک متبع سنت اور نائب الرسول امام الوقت کو اس کی تقویت کیلئے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ کی صفت عنایت فرما کر کھڑا کر دیا جو ملک پنجاب سے ہدایت کے انوار کو بڑے زور کے ساتھ ساری دنیا میں پھیلا رہا ہے اور ہمارے نبی فداہ امی و ابی کا زندہ معجزہ ہے لہذا اب ہم سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ باہم سچے اتفاق سے اس مقدس امام کی پیروی کریں۔ اور زندہ اسلام سے مشرف ہوکر اپنی گم کردہ گرانمایہ پونجی کو پھر حاصل کریں۔

فقرہ (۲) قرآن مجید کی تسلیم اور اس کی اتباع میں ہر شریک بقدر طاقت خود حصہ لیا کرے۔

فقرہ (۳) باہمی ہر شریک اس جماعت کے اغراض و مقاصد کا محافظ رہے گا اور حتی الوسع باہمی مواسات و ہمدردی ذاتی بھی کرنی ہوگی۔

(شریک) ہر شخص موجودہ حیدرآباد جسکو حضرت اقدس سے بیعت ہو یا حضرت موصوف کا معتقد ہو ایک شریک جماعت حضرت اقدس کا ہو سکے گا۔

چندہ

ہر شریک جماعت کے سامنے فہرست چندہ پیش کی جاویگی ہر شخص اپنی استطاعت اور طیب خاطر سے جو مقدار چندہ درج فہرست کر دیگا ماہانہ اس کی ادائی اس پر لازم ہوگی۔

محافظ و خازن اور خازن کا فرض

اس جماعت سے دو شخص منتخب کئے جائینگے جنمیں سے ایک کو محافظ کی خدمت اور دوسرے کو خازن کی سپرد رہیگی اور شخص خازن کے پاس ماہانہ چندہ ہر شریک ماہانہ جلسہ میں دیدیا کرے گا۔ اور اس کے لئے ایک کتاب رہیگی جس میں نام شریک چندہ دہندہ کے نام کے محاذی بعد وصول رقم چندہ خازن لکھ لیا کرے گا۔

رجسٹر اسماء

ایک کتاب جس میں کل شرکاء جماعت کے نام مع ولدیت و سکونت و علاقہ بتصریح درج رہیں گے وہ خازن کے پاس رہے گی۔

رجسٹر مصرف

ایک کتاب مصرف چندہ کی جس میں ابواب خرچ وقتاً فوقتاً لکھے جایا کریں گے خازن کی تحویل میں رہیگی۔ شریک جماعت جسوقت چاہے معائنہ کرے۔ اور سالانہ جماعت موجودہ حساب کتاب کو جانچ لیا کرے گی۔

فقرہ (۴) حضرت اقدس کی کل تحریرات یعنی کتب اشتہارات و اخبار وغیرہ کسی خاص مقام میں جو اندرون بلدہ واقع ہو فراہم کر دئے جائیں اور کتب کا سلسلہ ہمیشہ مکرر ہو تاکہ خریدار کی بھی حاجت روائی ہو سکے قیمت مع خرچ مساوی رہے (ا) کتب و اخبارات و اشتہارات دیکھنے کے عام و خاص مجاز رہیں بشرطیکہ وہ کتاب وغیرہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ (ب) کتب کی نگہداشت و سلسلہ خرید و فروخت محافظ کے سپرد رہے جو کم سے کم تین روپے ماہوار کا تجویز کیا جائے (ج) محافظ کو لازم ہوگا کہ وہ بہت خوش اخلاق نرم مزاج و متحمل ہو اور اپنی کارگذاری کا حال ہفتہ وار بذریعہ تحریر کسی خاص رکن یا ارکان کو دکھایا کرے اور خازن کے دستخط لیا کرے (د) ممکن ہو تو ملاحظہ کنندگان کتب کے اسماء کسی رجسٹر میں درج کرلے۔

فقرہ (۵) حضرت اقدس کی تصانیف سے ہفتہ وار بعد نماز جمعہ دو گھنٹہ کے لئے ہمیشہ کچھ پڑھا جاوے جسکو علی الخصوص ہماری جماعت کے لوگ سنیں اور بشرط مصلحت عام لوگوں کو بھی اس کے سننے کی اجازت رہے (ا) علی الخصوص رجوع الی اللہ اور تاکید نماز وغیرہ کا مضمون پڑھا جائے (ب) حضرت اقدس کے خطوط اخبار الحکم کا مضمون بقدر ضرورت سنایا جائے (ج) از قسم مذکورہ بالا مضمون حضرت کے کسی خادم کا جسکو ارکان مجلس پسند فرمالیں پڑھنے کی اجازت رہے

فقرہ (۶) اس کام کے لئے وسیع مکان کی ضرورت ہے جو اندرون بلدہ ہو اور ہماری جماعت میں سے کوئی صاحب سردست بلا کرایہ دیدیں (ا) اس مکان میں پانی وغیرہ کا انتظام صاحب خانہ سے متعلق رہے اور اس کے اسباب کی نگرانی فقرہ (۴) ذیل (ب) کے سپرد رہے۔

فقرہ (۷) اس مجلس سے کسیکو مناظرہ وغیرہ کرنے کا حق نہ ہوگا اور نہ یہ جماعت بطور خود کسی سے مناظرہ کریگی اس جماعت کے ہر شخص کو لازم ہے کہ وہ اپنے غصہ کا سخت دشمن بنکر وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ کا ثواب لیں (ا) جو صاحب بعد ملاحظہ کامل کتب حضرت اقدس کے کوئی شبہ حق جوئی کے طور پر تحریری یا تقریری پیش کریں تو حسب تقرر مجلس وقت معینہ پر جواب ادا کیا جائے۔

فقرہ (۸) ہماری جماعت کو جہانتک ممکن ہو ہفتہ وار حسب تصریح فقرہ (۵) کارروائی کے لئے مقام مقررہ پر حاضر رہنا ہوگا اور ماہانہ حاضری یعنی ہر ماہ کے آخر جمعہ کو بلا عذر لازم سمجھی جائے گی۔

فقرہ (۹) ممکن ہو تو اس مجلس کو اضلاع بلدہ کی جماعت کیلئے جو ہماری جماعت ہے اگر وہ منظور کریں صدر قرار دیا جائے اور وہاں کی حوائج کا رفع یعنی مقاصد و دستور العمل ہذا کے حتی المقدور اس مجلس سے ہو

فقرہ (۱۰) حضرت اقدس امام الزمان سے عرض معروض و مراسلت کا دائمی سلسلہ جاری کرکے وقتاً فوقتاً مقاصد مجلس کی اشاعت میں استمداد و استمداد ہوا کرے اور یہاں کی کارروائی کو اگر مصلحت سمجھی جاوے تو کسی اخبار یا اخبار الحکم کو اشاعت کے لئے دیا جائے مگر کوئی شخص بطور خود اسکا مجاز نہوگا کہ وہ کسی

کارروائی کو کسی اخبار کو دے سکے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

ملتمسہ

میر محمد سعید

بتائید جناب مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد

مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب

ہائے یہ بھی کس غضب کا جملہ ہے اُف کیسی حسرت ٹپک رہی ہے! نہین معلوم دیکھنے والے نے اسلامی دنیا مین کس بلا کا چھایا ہوا سناٹا دیکھا ہوگا کس قسم کی اداسی برستی ہوئی دیکھی ہوگی کہ جسکو دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دل بھر آیا اور بے اختیار اُسکی زبان سے نکل گیا کہ ”مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب“ اصل تو یہ ہے کہ خدا کسی دشمن کو بھی وہ روز بد نہ دکھائے کہ کسی مذہب کا کوئی آدمی خود اپنے ہی مذہب پر سوز و گداز کے ساتھ مرثیہ پڑھنے کے لئے بیٹھے۔

دل مین اک درد اُٹھا آنکھو مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئے کیا یاد آیا!

اسلام ایک جامع صفات انسانی طریقہ کا نام تھا مگر افسوس اب تو اسکی صورت کچھ ایسی بدل گئی کہ پہچانی ہی نہین جاتی۔ عرب کی سرزمین پر جاہلیت کے زمانہ مین کفر کی اندھیان چل رہی تھین جب ضلالت اور گمراہی کی گھٹا گھنگور گھٹائین بڑے زور شور کے ساتھ چارون طرف سے اُٹھ رہی تھین نفاق پھیلا ہوا تھا خود پسندی ہر شخص کی گھٹی مین پڑی تھی اسوقت اسلام کے چمکتے ہوے آفتاب نے خاک بطحی سے نکلکر اہل دنیا کی آنکھین کھولدین اور پھر اُنھون نے اسلام کی اُس پیاری صورت کو دیکھا جو سر سے پانٹ دلکش زیورون سے آراستہ تھی اور جس مین دلفریبی کچھ ایسی کوٹ کر بھر دی گئی تھی کہ جسکو لوگ دیکھتے ہی دیکھتے دل پکڑ کر رہ گئے اور پھر یکے بعد دیگرے اپنے اس آبائی مذہب کو جسکی محبت اُن کے خون کے ساتھ ان کی رگون مین دوڑ رہی تھی چھوڑ چھوڑ کر اسلام کے شمع جمال کے پروانے بنگئے اور لطف یہ تھا کہ جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کی اس دلکش صورت کا ایک بہت اچھا آئینہ بنجاتا تھا جھوٹ سے اسکو قطعی دشمنی ہوجاتی تھی غیبت کو وہ برا جانتا تھا۔ بُری باتون سے اس کو نفرت ہوجاتی تھی اور اچھے کامون کی طرف بالطبع رغبت۔ اس کے دل مین اسلام کا ایک نیا جوش پیدا ہوجاتا تھا جس سے وہ سخت سے سخت آئیوالی آفتون کا بہت استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتا تھا۔ اس کے ہر کام کی بنا خلوص اور محبت پر ہوتی تھی اور جو کام وہ کرتا تھا خاص خدا ہی کے لیے کرتا تھا۔ مکر اور فریب کو ان کے اعمال مین دخل نتھا آپس مین ایک دوسرے کا سچا بہی خواہ اور ہمدرد تھا اور رنج و خوشی کا دل سے شریک۔ آپس مین بھائی بھائی بنگئے۔ اخوت تھی اتفاق تھا اور ان عمدہ خصلتون نے اسلام کو وہ برقی قوت عطا کردی تھی کہ تھوڑے ہی دنون مین اس کی روشنی مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پھیل گئی تھی۔ گو نو مسلمون کو اپنے قدیم آبائی مذہب کو چھوڑنے اور اسلام کے قبول کرلینے کی وجہ سے ان کے اعزا اقارب اور دوست احباب کی طرف سے ان پر سخت سخت اذیتین پہونچائی جاتی تھین۔ طعنہ کشی ہوتی تھی گھربار سے نکالے جاتے تھے کھانا پینا بند کردیا جاتا تھا۔ تاجر اور دوکاندار ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچتے نہ تھے مگر وہ اسلام کے کچھ ایسے جان دادہ اور عاشق تھے کہ یہ سب کچھ سہتے تھے مگر اسلام نہین چھوڑتے تھے۔ کسیطرح نہین چھوڑتے تھے اس موقع پر اسلام سے میری مراد فقط اسیقدر نہین ہے کہ خدا کی خدائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ہی وہ قائل ہون۔ بس اور کچھ نہین۔ نہین وہ ان سب صفات کے بھی جامع تھے جنکا سبق اسلام نے ان کو دیا تھا۔ زہد ان پر فخر کرتا تھا اور پرہیزگاری ان پر ناز کررہی تھی بُری خصلتون سے ان کو عار تھا۔ جس سے ملتے تھے خلق سے ملتے تھے۔ خلوص اور صفائی انکا شعار تھا۔ اپنے پرائے کے حقوق کو وہ اچھی طرح پہچانتے تھے اور بہت مستعدی کے ساتھ ان باتون پر انکا عمل تھا وہ اسلام کے سچے عاشق تھے اور ان کو اُنھین باتون کا شوق تھا جنکی طرف اسلام اپنی تیکھی چتونون سے اشارہ کررہا تھا اسلام زبان سے فقط ایک بار

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کہہ لینے کا نام نہین ہے بلکہ اس پر سچے دل سے اعتقاد لانا اور اسی کے ساتھ ان احکام پر ایمان لانا بھی مشروط تھا جنکے کرنے نہ کرنے کے لئے اس کا کلام پاک نصیحت کا مجموعہ بنکر نازل ہوا تھا یا جس کی ہدایت اس کے رسول برحق نے فرمائی تھی۔

صوم صلوٰۃ حج اور زکوٰۃ خیر یہ تو اسلام کے رکن ہین ان کو فرض نہ جاننے والے پر تو کفر کا اطلاق ہوجاتا ہے لیکن اگر وہ حسن خلق۔ حسن معاشرت۔ تمدن۔ صلہ رحم۔ ذوی القربی کے حقوق۔ مسافر فقرا اور یتیمون کے ساتھ اور عہد کی وفا۔ قول کی راستی اور ان کے علاوہ وہ سب باتین جنسے انسان۔ انسان ہوسکتا ہے۔ اگر ان کی پابندی کے احکام کلام مجید مین ڈھونڈو گے تو ایک نہین۔ صدہا آیتین ملین گی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ خدا کا حکم ہے عدل کرو احسان

ذو القربےٰ کے حقوق ادا کرو- بُری- بدنما اور فساد کی باتون سے پرہیز کرو- خدا تمکو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اُن کو یاد رکھو- اُن پر عمل کرو-

یہ ایک چھوٹی سی آیت تھی مگر غور کرنے کے قابل ہے کہ اس پر عمل کرنا انسان کو کہان تک لوگون کی نظرون مین ذی عزت بنا سکتا ہے اسی کے بعد پھر ارشاد فرماتا ہے

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا- جس بات کا عہد کرو- وعدہ کرو اُسکو پورا کرو اور قسم کھا کر مت لوٹو نہین۔۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو جسکو سنت رسول اللہ کہتے ہین اگر غور سے دیکھین گے تو معلوم ہوگا کہ ہم سب آپسمین کسطرح پیش آتے ہین- کسطرح آنا چاہیئے اور ہمارے رسول بابی و امی کس طرح ہر کس و ناکس کے ساتھ پیش آتے تھے آپ کے حضور مین جب کفار آتے تھے تو آپ اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھا دیتے تھے اور کفار کے لئے اپنی جگہ خالی کرتے کرتے اس جگہ تک پہنچ جاتے تھے جہان پر جوتے رکھے ہوتے تھے-

رَوَی هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ اَحَدٌ اَحْسَنَ خُلُقًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَعَاهُ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهِ وَلَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ اِلَّا قَالَ لَبَّيْكَ- ہشام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھین کہ رسول اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دنیا مین کوئی خلیق نتھا اصحاب یا اہل بیت مین سے جب کوئی آپ کو پکارتا تھا تو آپ جواب مین لبیک ہی فرماتے تھے یعنی حاضر ہون

قَالَ اَنَسٌ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ فِيْ شَيْءٍ فَعَلْتُهُ لِمَ فَعَلْتَ وَلَا فِيْ شَيْءٍ لَمْ اَفْعَلْهُ هَلَّا فَعَلْتَ

حضرت انس کہتے ہین کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دس برس رہا اتنے زمانہ مین کبھی کسی کام پر حضرت نے اعتراضًا یہ نہین فرمایا کہ تم نے ایسا کیون کیا- اور مجھسے آپ کا کوئی کام نہو سکا تو آپ نے تحکمًا اتنا بھی نہین فرمایا کہ یہ کام تم نے کیون نہین کیا-

یہی وہ خوبیان تھین جنمین مقناطیسی قوت تھی جو لوگون کے دل بے اختیار اپنی طرف کھینچے لیتی تھی اور عام لوگ مسلمانون کا طرز عمل دیکھہ دیکھہ کر بڑے ذوق و شوق کے ساتھہ جوق جوق اسلام مین داخل ہوتے جاتے تھے- جو مسلمان ہوتا تھا وہ اسلام کا سچا عاشق ہوتا تھا- اور اس کے عشق مین جو جو تکلیفین کہانے پینے اور جسمی اذیتون کی ان پر ہوتی تھین انکو وہ اسی طرح راحت سمجھتا تھا جسطرح کسی دلستان کے عشق مین اس کا جان دادہ عاشق سب طرح کی مصیبتین جھیلتا ہے مگر منہ نہین موڑتا ہے- جس کی تصدیق کے لئے حضرت بلال کا واقعہ بہت مشہور ہے وہی لوگ شریعت کے احکام کے دل و جان سے اتباع کرتے تھے- امین وہ تھے- سچے وہ تھے- جو کہتے تھے وہ کرتے تھے- اور جس امر کا وعدہ کرتے تھے- اسکو وفا کرتے تھے- رحمدل وہ تھے- محسن وہ تھے- اعزا اقارب کے حقوق وہ پہچانتے تھے- کسی بندۂ خدا کے ٹھیس لگتی تھی تو ان کے دل پر چوٹ لگتی تھی- اگر کسی کے چوٹ لگتی تھی تو ان کے دل مین درد ہوتا تھا- کسی کے درد ہوتا تھا تو ان کے آنسو نکل آتے تھے اور اگر کسی کی آنکھون سے آنسو نکلتے دیکھتے تھے تو بے اختیار وہ چیخ اُٹھتے تھے- اصل تو یہ ہے کہ وہی سچے مسلمان تھے اور انھین کا ایمان تھا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے جسقدر بعد ہوتا گیا ویسا ہی اسلام

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ- کا مصداق بنتا گیا- اسلام کے ہرے بھرے باغون اور ہی ہوائین چلنے لگین- انقلاب ہو چلا اور اُداسی دوڑنے لگی- موسم بہار کی رت تو تھی پھول کھلے ہوئے بھی تھے مگر وہ انکا اگلا سا روپ و رنگ نہ تھا- نہ وہ رنگ مین شوخی تھی اور نہ وہ بھینی بھینی خوشبو تھی اُن سے آتی تھین جو پہلے آتی تھین- غنچے چٹکتے تو تھے مگر چٹکنے مین درد کی صدا آتی تھی- شاخین جھوم تو رہی تھین مگر ان مین وہ لوچ نتھا جسکو دیکھتے ہی بے اختیار حسینون کی کلائیان یاد آجاتی ہین- پتے ہرے تو تھے مگر وہ بھی کچھ افسوس سے ہاتھہ مل رہے تھے- رفتہ رفتہ بہار یہان سے رخصت ہونے لگی اور خزان کا گذر ہو چلا ہرے ہرے پتون پر زردی دوڑنے لگی پھول کملانے لگے اور پھر خزان کے جھونکے بڑے زور شور کے ساتھہ یہان بھی چلنے لگے- یہ اس زمانہ کا تذکرہ ہے جب تبع تابعین کا زمانہ گذر چکا تھا مگر خیر مسلمانون کا طرز عمل اب تک اسلامی عظمت و جبروت کو کسیقدر سنبھالے ہوئے تھا اور مسلمان کچھہ اسلام کے نام کا لحاظ و پاس کرتے تھے- اس کے بعد پھر جو زمانہ آ آگیا خراب ہی آتا گیا اور اس کے مخالف ہوائین اسلام کے لئے ناسزا وار ہی رہین اور اب تو کہا ہی نہین جاتا- اسلامی صفات یا تو اب کتابون مین ملین گی- یا پہلے مسلمانون کی قبرون مین- لیکن اُن مسلمانون کو تو زمین کھا گئی اور ان کتابون کو اب زمانہ کا انقلاب کہا جاتا ہے- اس زمانہ کے مسلمانون کا حال نہ پوچھیے صاف صاف کہتے ڈرتا ہی ہون غیبت تو غیبت اندیشہ یہ ہے کہ کہین لائبل کیس نہ ہو جائے- خیر کسیکو تو ہم کیا کہین مثال دیتے کی خود ایک ہماری ذات کیا کم ہے

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

ایمان کی تو یہ ہے کہ ہم مین اسلامی خوبیان نام کو بھی نہین چھو گئی ہے- حسد- بغض عداوت- فریب- بیرحمی- جھوٹھہ- ریا دغابازی- خلف وعد- اور بیغیرتی- الغرض دنیا مین جسقدر بُری باتین ہین وہ سب ہم مین اسیطرح بھری ہوتی ہین جسطرح ہمارے

محمد اسمعیل

اسلاف مین کبھی خوبیان تھین ؎
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہ ہے ہمارا ایمان۔ اور ایسے ہین ہم مسلمان۔! لیکن یہ کیون؟ اس لئے کہ وہ اسلامی زمانہ جسمین سچے اور دیندار مسلمانون کی جیتی جاگتی مثالین بکثرت موجود تھین جنکے طرز عمل کو دیکھہ دیکھکر دوسرون کو غیرت آتی تھی دلونمین جوش پیدا ہوتا تھا اب وہ زمانہ بہت دور چلا گیا اور وہ علم بھی اٹھ گیا اور اگر نہین اُٹھہ گیا ہے تو اب اُٹھا جاتا ہے جو ارکان دین اور عقاید درست کردینے کے ساتھ اخلاق کو سنبھال سکتا تھا اور آپ یہ اور ستم زا ہوگیا کہ ہمارا اسلام اب آبائی ہوگیا۔ اب ہم کو اس سے بحث نہین کہ ہمارا مذہب ہے کیسا اور ہم کو اس کی رو سے کیا کیا کرنا چاہئے۔ ہمارے لئے اسقدر کافی ہے کہ مسلمان کے گھر مین پیدا ہوئے اور زیادہ کیا چاہئے۔ ہمارا اسلام اب رسم و عادت کی قبیل سے ہوگیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مسلمان بن مسلمان ہوکر ہمارے ایمان اور اسلام کو پہلے ایمان والون سے بھی زیادہ قوت ہوتی۔ اُن سے زیادہ دلون مین جوش ہوتا رگ و پے مین اسلام کی محبت بھری ہوتی اور محبت محبت کے درجہ سے بڑھکر عشق کے مرتبہ کو پہنچ جاتی۔ مگر نہین ہم نے اسلام کو آبا اجداد سے بطور میراث مین ملا تھا مگر ہماری گاڑھی کمائی کا نہ تھا اسکو ہم نے اسی طرح بیقدری سے برباد و تباہ کردیا جسطرح نا قدر [illegible] اپنے مرجانے والے ماں باپ کا اندوختہ بڑی بیدردی کے ساتھہ آوارگی مین اڑا دیتے ہین۔

ہماری افلاس۔ ہماری بیغیرتی اور ہماری نکبت کا یہی قوی سبب ہے کہ ہمنے اپنے اچھے طریقون کو برے عادات سے بدل لیا۔ اور پھر ہم اس آیہ کریمہ کے مصداق ہونگے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ حق تعالے

کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے۔

اشتہار

اپنی جماعت کے نام

اور نیز

ہر ایک شریف کے نام جو خواہشمند ہو

ہماری جماعت مین اول درجہ کے مخلص دوستونمین سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہین جنھون نے علاوہ اپنی دوسری لیاقتون کے ابھی وکالت کا بھی امتحان پاس کیا ہے اور وہ بہت سا حرج اُٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی مین ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان مین مقیم ہین اور یقین ہے کہ جب وہ بعد فراغت اس کام کے اپنے کام وکالت پر جائینگے تو کسی قریب ضلع مین ہی کام شروع کرینگے اور مین اس مدت مین یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہین ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر اُن کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسس کرتا رہا ہون سو خدا تعالے کا شکر ہے کہ مین نے انکو دینداری اور شرافت کے ہر ایک پہلو مین بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے۔ غریب طبع با حیا نک اندرون پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیون مین رشک کے لائق ہے۔ ان دنون مین انکو شادی کی ضرورت ہے۔ عمر تخمینا چوبیس برس کے قریب ہوگی۔ خاندان کے زمیندار شریف اور موضع (مرار) علاقہ ریاست کپورتھلہ کے باشندے ہین۔ پہلے بھی مین نے ان کے لئے اپنی جماعت مین تحریک* کی تھی مگر بعض وجوہ کے سبب سے اُس وقت اس کام کی انجام دہی مین معذوری پیش آگئی۔ اور اب وہ وقت ہے کہ بخیر و خوبی وہ کام کیا جاوے لہذا دوبارہ یہ اشتہار جاری کیا گیا۔ میرے نزدیک جہانتک مجھے علم ہے ہماری جماعت الیسا انسان یا کوئی اور شخص بہت ہی خوش قسمت ہوگا جس کی لڑکی یا ہمشیرہ کا رشتہ مولوی صاحب موصوف سے ہوجائیگا یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو بہمہ صفت موصوف ہون اور ہر پہلو لائق اور معزز درجہ کے ہون تلاش کرنے سے نہین ملتے اور لوگ اکثر دھوکا کھا لیتے ہین اور اپنی لڑکیون پر ظلم کرتے ہین۔ چاہئے کہ ہر ایک صاحب بہت جلد مجھے اطلاع دین اور یہ بات ضروری ہے کہ لڑکی علاوہ شکل اور صورت خداداد کے سنجیدگی اور شعور کی ضرورتون کے موافق علم ادب یا فہم سے کافی بہرہ رکھتی ہو۔ زیادہ کی ضرورت نہین۔ والسلام

المشتہر

خاکسار **مرزا غلام احمد** از قادیان

*حاشیہ۔ جن صاحبون نے پہلے اشتہار کے وقت اس بارہ مین خط بھیجے تھے وہ خط محفوظ نہین رہے لہذا انکو بھی چاہئے کہ دوبارہ اطلاع دین۔ منہ

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کا انتخاب

یہ خط فرزند یا بھتیجے کے نام ہے۔

دھوم دھام

دھوم دھام ہے خوش اس لئے ہون کہ یہ دونون باتین بڑی سعادت کی ہین - اور نہایت اندیشہ مین بھی پڑا ہوا ہون یہ شہرت کیطرف سے ! یہ سارے پھندے خود میرے راستون مین پڑ چکے ہین اور مین انہین بار با پھنسا ہون - مجھے یہ خوف ہے کہ یہ تمھاری پرہیزگاری اور تقوی اور طہارت کی بلند نامی ظاہر پرست اہل دنیا کو تمھارے گرد جمع کرے انکی اطاعت اور خوشامد اور تعریفین نفس کو سرکشی مین مدد دین اور تمھین مریدون کا سرا اپنی ذات کی عاجزی اور کمزوری سے بیخبر کرے - ہم تم دو لو تی اکتیننت کچھ نہین ایک سخت درجہ کے گنہگار ہین اگر کچھ ہین تو بس اتنا کہ مدتون بعد ہم مین اپنی ہستی کی نسبت سوچ کا مادہ پیدا ہو چلا تھا - اور صرف اپنا محض نکما اور ہیچمیرز ہونا ہمپر کھلنا جاتا تھا اگرہم سے کسی طرح اپنی ذات کی نسبت اتنی سی پہچان (جو دوسری عارفون کے دریائے عرفان کے ایک قطرہ سے بھی کم ہے مگر ہمارے لیئے غنیمت ہے) وہ بھی چھن جائے اسحالت مین ہماری شوربختی بڑی افسوس کے لائق ہوگی -

اصل یہ ہے کہ یہ خوبی اور قوت امورمن اللہ کو دیجاتی ہے کہ بیرونی محرکات خواہ وہ کسی قسم کے کیون نہون اس کے جذبات کو اپیل نہین کرسکتی - لوگون کی خوشامد اس مین خودپسندی اور انانیت کا مادہ پیدا نہین کرسکتی - کیون ؟ اس کی زندگی اس کا چال چلن اس کی ہرادا تو دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتی ہے اس لئے ان کی وہ قوتین گویا سلب ہوجاتی ہین جو خارجی محرکات سے جوش مین آکر ملکی خواص کو دبالیتی ہین - چونکہ ان کو اخلاق کے مختلف شعبون کی تعلیم دینی منظور ہوتی ہے اور عملی طور پر اس تعلیم کی سہولت دکھانی مدنظر اس لئے ہرایک قسم کے امور ان کو پیش آتے ہین تاکہ وہ مکمل طور پر ہدایت کرسکین سبق نہین لیتا ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے اپنے سالہا سال کے تجربہ کے بعد ایک ایسا گر بتلایا ہے جو سلیم الفطرت انسانون کے لئے ہرحالت مین خضر طریقت ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ راستباز کی مخالفت کے لئے کسی کا کوئی اعتراض یا طعن کبھی بھی باعث نہیں ہونا چاہیے خواہ وہ طعن کرنے والا کیسا ہی بڑا عابد و زاہد کیوں نہ ہو - کیونکہ آخر ابوالبشر خلیفہ اول آدم علیہ السلام پر طعن کرنے والے ملائکہ سے تو بڑھا ہوا نہ ہوگا پس اس کے طرز عمل کو دیکھو اس کی تسلیم پر غور کرو کہ منہاج نبوت کے خلاف تو نہین - بہرحال ہماری غرض اس وقت یہ ہے کہ آنحضرت صاحب موصوف اس خط مین جو کچھ ارقام فرماتے ہین لاریب وہ سالک کے لئے بہت ہی مفید امر ہے لیکن کوئی نادان اس قاعدہ کو مامورمن اللہ کے متعلق قائم کرکے دھوکا نہ کھاوے - وہ عوام الناس سے وحشت اور نفرت نہین کرسکتا اور نہ اسے کرنی چاہیئے - بلکہ اسکے اندر موانست اور تالیف قلوب کی ایسی قوت ودیعت رکھی جاتی ہے کہ عام لوگون سے وحشت وہ کر ہی نہین سکتا - ہرقسم کے انسان اس کے حضور آتے ہین تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ تبلیغ حق کرسکے - اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ مامورمن اللہ کو کسقدر وسعت اخلاق عطا ہوتی ہے اور اس کے سینہ مین کیسی انشراح ہوتی ہے -

ایڈیٹر

تریاق القلوب

جاذب الارواح الی حضرۃ المحبوب

مندرجہ بالا نام کا ایک رسالہ ان دنوں زیر اشاعت ہے جب ہوگی دنیا کو معلوم ہوجاوے گا کہ کس فوق العادۃ استقامت اور جرءت کے ساتھ اسکا مصنف لوگون کو اپنے مشن کیطرف بلا رہا ہے اور اپنی صداقت کے لئے کسقدر زبردست تائیدی نشان اس کے ہاتھ پر صادر ہوچکے ہین - اللہ تعالی کی پاک ذات پر ایمان اور کامل ایمان کا نمونہ اس کی زندگی مین نظر آتا ہے - نظر انصاف اور فکر مستقیم سے اگر ایک دہریہ اور مادہ پرست انسان بھی اسکو پڑھ لیگا - تو ہمارا دل شہادت دیتا ہے کہ اسے اگر اور کچھ نہین تو اتنا ماننے مین تو کلام نہین ہوسکے گا کہ خدا تعالے پر ایک کامل ایمان کے جس معراج پر یہ انسان پہنچا ہے - آج دنیا مین اس کی نظیر مشکل ہے - بہرنمط اللہ تعالے کے فوق الفوق ہستی پر ایمان پیدا کرنے اور منہاج نبوت کے اسرار کی کلید ہے اور لاریب دل کی زہرناک روحانی امراض کے لئے تریاق ہے اس کی **قیمت** ہر تجویز ہوئی ہے ابھی مکمل نہین ہوا - بہرحال اپنی روحانی امراض کا مداوا چاہنے والے مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس امام علیہ السلام قادیان کے نام درخواست بھیجین -

ہجرت

اکثر احباب کے عنایت نامے خاکسار کے نام آتے ہین تو وہ سرسادہ آتے ہین اور سرنافذ سی قادیان آتے ہین تو اسمین بڑی دقت اور مشکل ہوتی ہے اب مین ہرایک صاحب کو جو مجھسے واقفیت رکھتے ہین اطلاع دیتا ہون کہ اب جو صاحب خاکسار کے نام خط لکھین وہ سیدھا قادیان بھیجین کیونکہ اب خاکسار ہمیشہ ہمیشہ کو ہجرت کرکے مع اہل وعیال دارالامان مین حضرت امام علیہ السلام کے قدمون مین آپڑا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہم عیسیٰ مرہم رسل مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپکے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھوکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے اُن چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم تیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کی صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی

اور اس مرہم اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبا اسلام نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا۔ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں قدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کیلئے نہایت پر تاثیر دوا ہے

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے مندرجہ ذیل امراض کیلئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم

پھنسی - پھوڑے - گنج - خارش - اور طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے **ناسور** - پرانے گندے زخم - **تلی** کے ورم -

بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جل جانا - عورتوں کی خطرناک بیماریاں

قیمت فی ڈبیہ عہ - ۱۲ر

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین

لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۶؍ ممیرے کا سرمہ سفید۔ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸؍ خالص ممیرا فی ماسہ ۵؍ مصری سرمہ فی تولہ ۴؍ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے طیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۱۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکومین جو بہ نور دوانے لگی ہوئی تھی اور پڑوال پڑتے تھے اُس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دُکھتی تھین انہین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئیمین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ **راقم** خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین۔ استعمال کر کے دیکھا۔ مفید پایا۔ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے **راقم** ڈاکٹر برج جلاس گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن [illegible] گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ واقع قادیان شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۸ | قادیان دار الامن و الامان ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر

قربان تیرے اسے ہمارے مجدد

اس اختلاف کا قضیہ بھی چکا دیا۔ تصویر کی

بحث لفظ پیستون سے ناشناسو ہمیں دیر سے

چلی آتی تھی خلیفۃ اللہ نے جو مصداق

مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ہے اپنے عمل سے

اس راہ کو صاف کر دیا۔

حضرت اقدس امام علیہ السلام کی تین تصویریں

ایک لسٹ (نصف قد) اور ایک

پورے قد کی اور ایک گروپ

ہیں۔ قیمت ذیل میں درج ہے

درخواستیں مشتہر کے نام جلد آنی

چاہئیں۔ درخواست کی تعمیل نقد

قیمت پر یا وی پی کے ذریعہ سے ہوگی

المشتہر

معراج الدین عمر ٹھیکیدار لنگے منڈی لاہور

تصاویر حضرت اقدس

ہول پلیٹ	لسٹ	عہ
ہول پلیٹ	پوری	عہ
کیبنٹ سائز	لسٹ	عہ
گروپ	-	۱۴ر
		عہ

جس تصویر کی پشت پر مشتہر کے دستخط نہ ہوں وہ مال مسروقہ تصور ہوگا۔

مولوی عبد الکریم صاحب کی خط معمولی ڈاک میں سے ایک دوست کے نام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مجھے ملا۔ درد دل سے دعا کی گئی حضرت اقدس کی خدمت میں مفصل عرض کیا گیا حضور ممدوح نے پختہ وعدہ فرمایا اگر کوئی دنیا کے کسی قانون پر کسی وعدہ پر کسی عہد پر وثوق کر سکتا ہے تو ہمیں اپنے خدا کے لاتبدیل کلام اسکے استراری سنتوں پر اس سے زیادہ قوی ایمان ہے اور وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اور پھر فرماتا ہے وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ تو پھر ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا مخلص و محسن اور متقی بندہ بنے لوگ کسقدر بھوکے پیاسے اس امر کے ہوتے ہیں کہ کوئی مجرب نسخہ انہیں ملے بڑے بڑے ملکی مدبر گذشتہ تواریخ کو پڑھکر اور پھر یکساں واقعات مجربہ کو دیکھکر ایک استقرائی نتیجہ نکال لیتے ہیں اور پھر اسکو دستور العمل بنانے کیلئے خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ نتائج علی الغالب صحیح ہوتے ہیں اور نہاں در نہاں اسباب

کی وجہ سے کبھی خطا بھی کر جاتے ہین مگر ایک استقرائی تجربہ اور مجرب نسخہ ہم مسلمانون کے پاس ایسا موجود ہے کہ جو لامعلوم وقتون سے برتا جا رہا ہے اور کبھی نتیجہ خیز ہونے سے خطا نہین کی **آدم** سے ہمارے سید الاصفیا اسوۃ الاتقیا صلے اللہ علیہ وسلم اور پھر ہمارے حضرت **مسیح** علیہ السلام تک تمام **منعم علیہم** کی اسپر مہر ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا کی ساری نصرتین اور تائیدین صفت تقوی سے متصف ہونے پر موقوف ہین خدا کی گورنمنٹ ممیز گورنمنٹ ہے اگر ایک انسان دوست دشمن اور نیک و بد سے یکسان معاملہ نہین کرتا تو علیم حکیم کی کب شان ہے کہ ایسا کرے کتاب مجید مین فرماتا ہے **ام نجعل المتقین کالفجار**۔ کیا ہم فاجرون اور متقیون سے یکسان معاملہ کرین گے؟ ہرگز نہین تو سب سے ضروری امر یہی ہے کہ انسان متقی بننے کی کوشش کرے اور راتدن استغفار کے حصن حصین مین پناہ ڈھونڈتا رہے نامراد وہ جو عورت کے پیٹ سے نکل کر ایک لحظہ بھر کے لئے بھی استغفار سے غافل ہوتا ہے آہ! ایسے جنگل مین کہ لا انتہا چیتے اور بھیڑیے چارون طرف سے کھانے کو لپک رہے ہین کیونکر ایک شخص مزہ سے سو سکتا ہے۔

آپ ہرگز قناعت نہ کرین جب تک دعا مین سرور اور ذوق پیدا نہ ہو جاے اور کوشش کرین کہ نماز مین رکوع سجود کے اندر بعد مسنونانہ تسبیحات کے اپنی بولی مین لمبی لمبی دعائین آمرزش گناہان کے لئے کی جاوین اور جب تک دل بول نہ اٹھے کہ آسمان کو اب میری آوازین چڑھنے لگ گئی ہین کسی اور حالت پر بس کرنا مومنانہ جوانمردی سے بعید سمجھنا چاہئے یہی حالت ہے جسمین انسان **اُدعونی استجب لکم** کی صحیح کیفیت سمجھنے لگتا ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جہان پہنچکر اس کی آواز جناب ایزدی مین مسموع ہوتی ہے اور قبولیت کی لذیذ بشارتین اسے ملتی ہین بہت لوگ گھبرا گھبرا کر پوچھتے ہین کہ دعا کیونکر قبول ہو۔ اور پھر کہتے ہین کہ اتنے روز دعا مانگی کوئی اثر ظاہر نہین ہوا۔ کم حوصلہ مضطرب فطرت جلد اکتا جاتے اور سررشتہ صبر ہاتھ سے دے بیٹھتے ہین ظاہری معالجات مین بھی ایسا ہی کرتے ہین۔ دو روز ایک طبیب کا نسخہ برتا پھر اکتا گئے اور دوسرے کیطرف رجوع کیا اور پھر اس سے بھی ہٹ گئے یہ راہ حسن ظن اور استقامت چاہتی ہے کبھی خائب و خاسر نہین ہوا وہ جسنے یہ دو مدرتے ساتھ لئے

آپ بھی سچی توبہ کے ساتھ اس عمل پر مواظبت فرماوین۔ مین بھی انشاء اللہ دعا کرونگا اور حضرت **روح اللہ علیہ السلام** سے بھی کراؤن گا اور عادت ہونے سے ذرا جلدی اپنے حالات سے مطلع فرمایا کرین۔

اگرچہ یہ ابتلا آپ کو تو تلخ ہی معلوم ہوتے ہون گے مگر مین تو آپ کے حق مین انھین مبارک اور ایمانی ترقی کا موجب دیکھتا ہون مین آپ کے حالات مین دیکھ رہا ہون کہ ان مخالفتون کی وجہ سے آپ ایک پختہ مسلمان بنگئے ہین اور اغیار سے شدید نفرت روح مین پیدا ہو گئی ہے۔ برادرم یہی گر ہے جس سے ایمان کامل حاصل ہوتا ہے خدا کہتا ہے۔ **وَمَن یَّکفُر بِالطَّاغُوتِ وَیُؤمِن بِاللّٰہِ فَقَدِ استَمسَکَ بِالعُروَۃِ الوُثقٰی** جب تک ابتلا کے کورہ مین انسان ڈالا نہ جائے کندن نہین ہو سکتا بڑے بدنصیب ہین وہ جو ہر وقت آرام اور چین مانگتے ہین کہ یہ ابرار و اخیار کی زندگی کی شان نہین ہمیشہ فسق و فجور نے ان ہی محلون مین راہ پائی ہے جہان سے ابتلا و فتن رخصت ہوے اور آسودگی اور آرام نے جگہ لی خدا کی کتاب کہتی ہے **وَاِذَا اَرَدنَا اَن نُّہلِکَ قَریَۃً اَمَرنَا مُترَفِیہَا فَفَسَقُوا فِیہَا فَحَقَّ عَلَیہَا القَولُ فَدَمَّرنٰہَا تَدمِیرًا** تمام انبیا اور صلحا کی سوانح پڑھکر دیکھ لین یہ لوگ سدا بے آرامی کے طالب رہے ہین۔ یہ لوگ دیوانے تو نہین ہوتے کہ تن پروری اور تن آسانی کو چھوڑ کر دروازہ دروازہ کے دھکے کھاتے پھرتے ہین اور جنکی خیرخواہی کرتے ہین ان سے کیا کیا سنتے ہین آخر اس بے آرامی مین ہی کیا جوان سب تلخیون کو گوارا کرا دیتا ہے ان کی اس استقامت و وہمت کو دیکھکر تو دنیا پرست تن آسانیون کے مبتلا انھین مجنون کہہ اٹھتے ہین آخری زمانہ مین اس برگزیدہ گروہ کا ایک کامل انسان جو ہم مین موجود ہے اسی لہجہ سے کہتا ہے۔ ؎

ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواہند
چہ افتاد این سر ما کہ میخواہد مصیبت ہا

مینے بارہا اپنے محبوب مرشد سید الاولیاء **عیسی موعود علیہ السلام** کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ فرماتے ہین ہم اسپر قادر ہین کہ ایسی تقریرین کرین اور ایسی تحریرین شائع کرین کہ لوگون کی مطلح صلح کل کے ڈھانچہ مین ڈھلی ہوئی ہون اور سب قومین علی اختلاف المشارب خوش ہو جاوین اور حکام و علما مین سے کسیکو بھی کبھی ان پر نکتہ چینی کا موقع نہ مل سکے مگر اس خبیث دنیا کو خوش کرکے اپنے خدا کی دھتکار کی طاقت ہم کہان رکھ سکتے ہین۔

اس نکتہ کیطرف اشارہ کرتی ہے یہ حدیث جو سید اہل بلا محمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات سے مروی ہے کہ مین چاہتا ہون کہ خدا کے رستہ مین مارا جاؤن پھر جلایا جاؤن پھر زندہ کیا جاؤن۔ الخ۔ مین خود اس راہ مین صاحب تجربہ ہون حزن و اندوہ کی گھڑیون میں جب کہ ہمجنسون کے ہاتھون سے سخت ستایا گیا ہون اور ان کی زبان سے ناگفتنی باتین سنین جنکی زبان میری مدح کرتے کرتے سوکھ سوکھ جاتی تھی تو ایسے اوقات مین تضرع و خشوع و ابتہال کی سیڑھی کے ذریعہ بڑی آسانی سے جناب الٰہی مین پہنچ گیا ہون مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ وہ ذوق و سرور کسی شادی مین نہین دیکھا جو ایسے وقت مین دعا مین حاصل ہوتا ہے اور بسا اوقات طبیعت اگر کچھ روز ابتلا دور ہو جائے تو پریشان اور روکھی سوکھی ہو جاتی ہے مینے ہمیشہ ایسے حال مین محسوس کیا ہے کہ اب دعا قبول ہو گئی اور رویا اور کشف کے ذریعہ مجھے استجابت دعا کی اطلاع بھی دیگئی آپ پر یقینا خدا کی رحمت ہے کہ آپ کو بدسگال منصوبہ سازون

کے بدنہ مین بھیج دیتے ہے اس سے نہین کہ وہ موذی آپ پر مسلط ہو جاوین اور آپ کو ہلاک کر ڈالین بلکہ اس لیئے کہ آپ کا ایمان قوی ہو اور زمین سے تنگ ہو کر آسمان کی طرف دیکھنے کی عادت آپ ہو جاوے آخر مین مجبور ہون کہ ایک دو باتین آپ کو اور سنا دون ۔ مین دیکھتا ہون کہ آپ باوجود معرفت کے حضرت ید اللہ کے ہاتھ مین ہاتھ دینے سے پہلو تہی کر رہے ہین کوئی عذر ہو وہ یہی ضعف ہے جو خدا تعالے پر کامل بھروسہ نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے کیا دنیا کا خوف ہے ۔ مین آپ کی نسبت ایسا گمان نہین کر سکتا اس لیئے کہ یہ کمزوری پست فطرت مخنث طبع لوگون کا خاصہ ہے اور کوئی روحانی تردد ہے اسکی تردید تو آپ پہلے خط مین کر چکے اور وعدہ کر چکے ہین کہ اب بیعت کی راہ مین کوئی روک نہین ۔ یہ وقت چونکہ نازک ہے اور زندگی کا اعتبار نہین سردست خط ہی کے ذریعہ سے بیعت کر لین ملاقات پر پھر دیکھا جاویگا ۔ میری بڑی آرزو ہے کہ اس سدرۃ المنتہٰی سے آپ کی شاخ کو پیوند نصیب ہو جائے
والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

آپ کا عاجز دوست
عبد الکریم سیالکوٹی

حضرت اقدس
اور
ایک ہندو گرو

یکم اگست ۱۸۹۹ء کو بعد مغرب حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے ایک ہندو سادھو صاحب جو اپنے طبقہ مین مشہور گرو ہین تشریف لائے حضرت اقدس جیسا آپ کا معمول ہے نہایت ملاطفت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور باتین کرتے رہے آخر مین گروجی کے ایک ایک سوال پر حضرت نے ایک بے نظیر تقریر فرمائی ۔ چونکہ مغرب کا وقت تھا تاریکی کے دسبب ہم پنسل جاسے کی وجہ سے ہم اس پر قادر نہ ہو سکے کہ حسب معمول اسکو نوٹ کرتے ۔ لہذا اس ملاقات مین سے کچھ باتین جو حافظہ کے نوٹ بک مین محفوظ ہو گئین انکو قلم بند کرکے اور اپنے محسن و مخدوم حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم سیالکوٹی ایدہ اللہ کی اصلاح سے ناظرین کی روحانی اور ایمانی ترقی کے لیئے پیش کرتے ہین پھر ہم اتنا کہے دیتے ہین کہ یہ حضور کی گفتگو کا خلاصہ یا مفہوم ہے جسکو ہمنے الفاظ مین قلم بند کیا ہے

(ایڈیٹر)

(**حضرت اقدس**) آپ کے ہان جوگ کا طریق سناتن دھرم کے اصول پر ہے یا آریہ سماج کے اصول پر ۔

(**سادھو**) سناتن دھرم کیموافق ۔

(**حضرت اقدس**) آریہ سماج ایک ایسا فرقہ ہے جسمین صرف کہنا ہے کرنا نہین ۔

(**سادھو**) بیشک یہ لوگ گورو کی ضرورت نہین سمجھتے ۔ اور یہانتک کہ دیانند کو بھی گرو کی حیثیت سے نہین مانتے کہتے ہین کہ وہ ایک راہ بتا گیا ہے ۔ اسپر چلنا چاہئے

(**حضرت اقدس**) آپ کے جوگ کے لیئے بڑی بڑی مشقتین ہین ۔

(**سادھو**) جی ہان ۔

(**حضرت اقدس**) اس مشقت کے بعد کیا کوئی ایسی قوت اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے جس سے اس پرمیشر کا پتہ لگ جاوے جو اس ریاضت کرنے والے کو خدا کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ محبت کا پتہ در وجود اسوقت تک نہین ملتا جب تک کہ دونون طرفسے کامل محبت کا اظہار نہ ہو ادھر سے محبت کے جوش مین ہر قسم کے دکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہو اور ادھر سے یعنی پرمیشر کیطرف سے ایسا پرکاش (روشنی یا نور) اس کو ملے کہ وہ عام طور پر لوگون مین متمیز ہو جاوے ۔

(**سادھو**) ہان کچھ بل اور طاقت آ ہی جاتا ہے ۔

(**حضرت اقدس**) بھلا کوئی ایسی طاقت اور بل کی بات آپ سنائین جو آپ کی سنی ہوئی نہ ہو بلکہ دیکھی ہوئی ہو یعنی آپ کے زمین یا ان کے گرو مین ۔ کیونکہ بات یہ ہے کہ سنی ہوئی بات کچھ ایسی موثر نہین ہوتی خواہ وہ کتنی ہی صحیح کیون نہ ہو ۔ قصے کہانی کے ذیل مین سمجھی جاتی ہے جیسے مثلاً کوئی کہے کہ ایک ولیش ہے وہان آدمی اُڑا کرتے ہین اب ہمکو اس کے ماننے مین ضرور تامل ہوگا کیونکہ ہمنے تو ایسے اُڑتے دیکھے ہین اور نہ خود اُڑتے ہین پس قوت ایمان اور یقین کے بڑھانے کے لیئے سنی سنائی باتین فائدہ نہین پہنچاتی ہین بلکہ تازہ بتازہ جو سامنے دیکھی جاوین اور اس سے بھی بڑھکر وہ جو خود انسان کی اپنی حالت پر وارد ہون پس میرے اس سوال سے یہ غرض ہے کہ آپ کوئی ایسی بات بتلائین جو اس ریاضت کرنے والون مین آپ نے دیکھی ہون یا سنی ہون ۔

(**سادھو**) ہان ہمارے جو گرو تھے ان مین بعض بعض باتین ایسی تھین جو دوسرے کے من کی بات بوجھ لیتے تھے اور پھر جو منہ سے کہہ دیتے تھے ہو جاتا تھا ۔ اور جو ان کے گرو تھے انہین بھی بہت سی باتین ایسی ہوتی تھین ۔ مگر ان کو دیکھا نہین تاہم دیکھنے کے برابر ہے کیونکہ ان کو مرے کوئی اسی برس کے قریب ہوئے اور ان کے دیکھنے والے ابھی موجود ہین +

(**حضرت اقدس**) آپ نے بھی کوئی ریاضتین کی تھین +

(**سادھو**) جی ہان مینے بھی کی ہین ۔

(**حضرت**) کیا کیا +

(**سادھو**) پہلے چلہ کشی کیا کرتے تھے یہانتک کہ آٹھ مہینے کا ایک ہی چلہ تھا ۔

(**حضرت**) اس مین کیا کھاتے تھے +

(**سادھو**) پہلے چاولونکا آٹا کھایا کرتے تھے پھر صرف پانی جو پکا کر رکھا ہوا تھا ۔ یعنی ایک گاگر کا نصف جب رہجاوے تو وہ رکھ لیا کرتے تھے اور اس مین سے سیر کچے بھکو پی لیا کرتے تھے اور اسیوقت پیشاب کر لیا کرتے تھے اور پھر کچھ نہین (ناظرین اس مقام کو یاد رکھین ایک لطیفہ سنائین گے)

(**حضرت**) کیا اس مین لونا وغیرہ تو نہ ہوتا تھا ؟ ۔

(**سادھو**) نہین +

حضرت اقدس) پھر کیا اس ریاضت کی حالت مین آپ کو کچھ عجیب وغریب نظارے نظر آئے۔

سادھو) ہان کبھی روشنی نظر آتی تھی جو اندر ہو جاتی تھی اور دور دور سے آتے جاتے آدمی نظر آجاتے تھے۔

اس کے بعد ادھر ادھر کی باتین قصبہ بکیریان کی جہان سادھو صاحب رہتے تھے ہوتی رہین اور کچھ باتین سادھو جی کے ایک چودہ پندرہ سالہ چیلے اور انکی گدی وغیرہ کے متعلق ہوتی رہین اور چند منٹ خاموشی رہی۔ پھر اس مہر سکوت کو سادھو صاحب نے اپنے اس ایک سوال سے توڑا۔

سادھو) کیا آپ پرمیشر کو اکار مانتے ہین یا نراکار۔

(حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس موقع پر بطور تشریح عرض کیا کہ مورتی کے قایل یا ایسا خدا کہ مورتی کی ضرورت نہ ہو)

حضرت اقدس) ہم تو خدا کو مانتے ہین اس کی عبادت اور پرستش کے لئے نہ تو ان استھنون اور نہ استھانون کی ضرورت ہے اور نہ کسی مورتی کی حاجت ہے اور ہمارے مذہب مین خدا تعالے کو حاصل کرنے اور اس کی قدرت نمائیون کے نظارے دیکھنے کے لئے ایسی تکالیف کے برداشت کرنے کی کچھ بھی حاجت نہین ہے اپنے سچے پریمی بھگتون کو آسانی طریق سے جو ہم نے خود تجربہ کرکے دیکھ لیا ہے بہت جلد ملتا ہے انسان اگر اسکی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے تو وہ دو قدم اٹھاتا ہے انسان اگر تیز چلتا ہے تو وہ دوڑ کر اسکے ہردے مین پرکاش کرتا ہے۔

میرے نزدیک مورتی بنانے والون نے خدا تعالے کی اس حکمت اور راز کو نہین سمجھا جو اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایک حالت غیب مین رکھا ہے خدا تعالے کا غیب مین ہی ہونا انسان کے لئے تمام تلاش اور جستجو اور کل تحقیقاتون کی راہون کو کھولتا ہے جسقدر علوم اور معارف انسان پر کھلے ہین وہ گو موجود تھے اور ہین لیکن ایک وقت مین وہ غیب مین تھے انسان کی سعی اور کوشش کی قوت نے اپنی چمک دکھائی اور گوہر مقصود کو پا لیا جسطرح پر ایک عاشق صادق ہوتا ہے اس کے محبوب اور معشوق کی غیر حاضری اور آنکھون سے بظاہر دور ہونا اس کی محبت مین کچھ فرق نہین ڈالتا۔ بلکہ وہ ظاہری ہجر اسکے اندر ایک قسم کی سوزش پیدا کرکے اس پر ہجر کو اور بھی تیز کر دیتا ہے۔ اسی طرح جو مورتی سے کہ خدا کو تلاش کرنے والا کب سچی اور حقیقی محبت کا دعویدار بن سکتا ہے۔ جب کہ مورتی کے بدون اسکی توجہ کامل طور پر اس پاک اور کامل ہستی کیطرف نہین پڑ سکتی۔ انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے اگر اسکو اس سوختہ دل عاشق کیطرح چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت مین بیداری کی ہو یا خواب کی اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھے کہ واقعی مجھے خدا تعالے سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالے کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے لیکن اگر دنیاوی امور اور خارجی بندھن اور رکاوٹین اسکی توجہ کو پھرا سکتی ہین اور ایک لحظہ کے لئے بھی وہ خیال اس کے دل سے نکل سکتا ہے تو مین سچ کہتا ہون کہ وہ خدا تعالے کا عاشق نہین اور اس سے محبت نہین کرتا۔ اور اسی لئے وہ روشنی اور نور جو سچے عاشقون کو ملتا ہے اسے نہین ملتا۔ یہی وہ جگہ ہے جہان آکر اکثر لوگون نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کا انکار کر بیٹھے ہین۔ نادانون نے اپنی محبت کا امتحان نہین کیا اور اسکا وزن کئے بدون ہی خدا پر بدظن ہو گئے ہین۔ پس میرے خیال مین خدا تعالے کا غیب مین رہنا انسان کی سعادت اور رشد کو ترقی دینے کی خاطر ہے اور اس کی روحانی قوتون کو صاف کرکے جلا دینے کے لئے تاکہ وہ تو اس مین پرکاش ہو ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہین اور لوگون کو تجربہ کے لئے بلاتے ہین بعض لوگ ہمکو دوکاندار کہتے ہین کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ۔ غرض ان بھانت بھانت کی بولیون کو سنکر جو ہر ملک مین جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ امریکہ وغیرہ مین اشتہار دینے مین اسکی غرض کیا ہے ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہین تاکہ لوگون کو اس خدا کیطرف رہنمائی کرین جسے ہم نے خود دیکھا ہے یہ کسی کہانی کی بات اور قصہ کے رنگ مین ہم خدا کو دکھانا نہین چاہتے۔ بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کرکے دنیا کو خدا تعالے کا وجود منوانا چاہتے ہین۔ یہ ایک سیدھی بات ہے۔ خدا تعالے کی طرف جسقدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خدا تعالے اس سے زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اسکی طرف آتا ہے۔ دنیا مین ہم دیکھتے ہین کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خدا تعالے کا تقرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات مین سے کچھ بھی حصہ نہ لیگا جو خدا تعالے کی قدرتون اور بے انتہا طاقتون کا نمونہ ہوں۔

یہ یاد رکھو کہ خدا تعالے کی غیرت کبھی تقاضا نہین کرتی کہ اسکو ایسی حالت مین چھوڑے کہ وہ ذلیل ہو کر پیسا جاوے نہین بلکہ جیسے وہ خود وحدہ لاشریک ہے وہ اپنے اس بندہ کو بھی ایک فرد اور وحدہ لاشریک بنا دیتا ہے۔ دنیا کے تختہ پر کوئی انسان اس کا مقابلہ نہین کر سکتا ہر طرف سے اس پر حملے ہوتے ہین اور ہر حملہ کرنے والا اس کی طاقت کے اندازہ سے بیخبر ہو کر جانتا ہے کہ مین اسکو تباہ کر ڈالون گا لیکن آخر اسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بچ نکلنا انسانی طاقت سے باہر کسی قوت کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اسے پہلے سے یہ علم ہوتا تو وہ حملہ بھی نہ کرتا پس وہ لوگ جو خدا تعالے کے حضور ایک تقرب حاصل کرتے ہین اور دنیا مین انکے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتے ہین بظاہر اس قسم کے ہوتے ہین کہ ہر ایک مخالف اپنے خیال مین یہ سمجھتا ہے کہ میرے مقابلہ مین یہ بچ نہین سکتا۔ کیونکہ ہر قسم کی تدبیر اور کوشش کے نتائج اسے یہین تک پہنچاتے ہین لیکن جب وہ اس زد مین سے ایک عزت اور احترام کے ساتھ اور سلامتی

سے نکلتا تھا تو ایک دم کے لئے تو اُسکو حیران ہونا پڑتا ہے کہ اگر انسانی طاقت کا ہی کام تھا تو اُس کا بچنا محال تھا لیکن اب اس کا صحیح سلامت رہنا انسان نہین بلکہ خدا کا کام ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مقربان بارگاہ الٰہی پر جو مخالفانہ حملے ہوتے ہین وہ کیون ہوتے ہین معرفت اور گیان کے کوچہ سے بیخبر لوگ ایسی مخالفتون کو ایک ذلت سمجھتے ہین مگر اُن کو کیا خبر ہوتی ہے کہ اُس ذلت مین اُن کے لئے ایک عزت اور امتیاز نکلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ وجود آیات اللہ کہلاتے ہین۔

غرض ہم جو اشتہار دے دیکر لوگون کو بلاتے ہین تو ہماری یہی آرزو ہے کہ اُن کو اُس خدا کا پتہ دین جسے ہمنے پایا اور دیکھا ہے اور وہ اقرب راہ بتلائین جس سے انسان جلد با خدا ہو جاتا ہے پس ہمارے خیال مین قصہ کہانی سے کوئی معرفت اور گیان ترقی نہین پا سکتا جب تک کہ خود عملی حالت سے انسان نہ دیکھے۔ اور یہ بدون اس راہ کے جو ہماری راہ ہے میسر نہین اور اس راہ کے لئے ایسی صعوبتون اور مشقتون کی ضرورت نہین یہان دل بکار ہے خدا تعالیٰ کی نگاہ دل پر پڑتی ہے۔ اور جس دل مین محبت اور عشق ہو اسکو مورتی سے کیا غرض؟

مورتی پوجا سے انسان کبھی صحیح اور یقینی نتائج پر پہنچ نہین سکتا۔

خدا تعالیٰ کی نگاہ انسان مخلص کے دل کے ایک نقطہ پر ہوتی ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسکی خاطر وہ خوشی دل سے ہر صعوبت و مکروہ کو برداشت کرلیگا۔ یہ ضرور نہین کہ کوئی بڑی بڑی مشقتین کرے اور دائم حاضر باش رہے ہم دیکھتے ہین کہ خاکروب ہمارے مکان مین آکر بڑی تکلیف اُٹھاتا ہے اور جو کام وہ کرتا ہے ہمارا ایک بڑا معزز مخلص دوست وہ کام نہین کر سکتا تو کیا ہم اپنے وفادار احباب کو بیقدر سمجھین اور خاکروب کو معزز و مکرم خیال کرین۔ بعض ہمارے ایسے بھی احباب ہین جو مدتون کے بعد تشریف لاتے ہین اور اُنھین ہر وقت ہمارے پاس بیٹھنا میسر نہین آتا۔ مگر ہم خوب جانتے ہین کہ اُن کے دلون کی بناوٹ ایسی ہے اور وہ اخلاص و مودت سے ایسے خمیر کئے گئے ہین کہ ایک وقت ہمارے بڑے بڑے کام آسکتے ہین۔ نظام قدرت مین بھی ہم ایسا ہی دیکھتے ہین کہ جتنا شرف بڑھ جاتا ہے محنت اور کام ہلکا ہو جاتا ہے ایک مذکوری کو دیکھلو اتنا بڑا پروانہ کا اُسے دیا جاتا ہے اور ایک ہفتہ کے اندر حکم ہے کہ تعمیل کرکے حاضر ہو برسات ہو دھوپ ہو جاڑا ہو دیہات کے رستے خراب ہون کوئی عذر سنا نہین جاتا اور تنخواہ پوچھو تو پانچ روپے۔ اور حکام بالا دست کا معاملہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ اس قانون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قانون بھی اپنے برگزیدون سے ایسا ہی ہے۔ خطرناک ریاضتین کرنا اور اعضا اور قویٰ کو مجاہدات مین بیکار کر دینا محض نکمی بات اور لا حاصل ہے۔ اسی لئے ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ

یعنی جب انسان کو صفت اسلام (گردن نہادن بر حکم خدا و موافقت تامہ بمقادیر الٰہیہ) میسر آجائے تو پھر رہبانیت یعنی ایسے مجاہدات اور ریاضتون کی کوئی ضرورت نہین۔

اس کے بعد ساد ہو صاحب تشریف لے گئے اور کھانا رکھا گیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیت کو نہین رکھا۔ اس لیے کہ وہ معرفت تامہ کا ذریعہ نہین ہے۔

لطیفہ

ساد ہو صاحب نے اپنے تپ کے اندر خوراک کا ذکر کرتے ہوئے پانی کا ذکر فرمایا ہے کہ اُن ایام مین اُن کی وہی غذا تھی اسپر حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ایک لطیفہ بیان فرمایا ہے کہ اُن سے ایک تجربہ کار نے کہا کہ اگر بہت سا پانی پکایا جاوے یہانتک کہ پیالہ رہجاوے تو بہت مقوی ہوتا ہے کیونکہ وہ دراصل پانی نہین ہوتا بلکہ اُن کیڑون کی جو پانی مین ہوتے ہین یخنی ہوتی ہے۔

چہ خوش کہان گوشت کھانا منع اور کہان آبی کیڑون کی یخنی۔ ہمارے خیال مین گوشت کا چسکا اجازت نہین دیتا کہ ہڈی بھی چھوڑی جاوے اس لئے کیڑون کے کل وجود کا ست لذیذ اور خوشگوار معلوم دیتا ہے اور جوگی اسیانا کی شرلو ہین اس کی خوراک کا جواز احسن قرار دیا ہے۔

(ایڈیٹر)

مکتوب امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مشفقی مکرمی حضرت پیر عباس علی شاہ صاحب زاد عنایتہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بعد ہذا دو قطعہ ہنڈوی عہ پہنچ گئے جزاکم اللہ خیراً۔ امور خمسہ کی بابت جو آپ نے حسب الارشاد منشی احمد جان صاحب تاکید لکھی ہے مناسب ہے کہ آپ بعد سلام مسنون منشی صاحب مخدوم کیخدمت اس عاجز کیطرف سے عرض کر دین کہ حتی الوسع آپ کے فرمودہ کی تعمیل ہوگی اور آپ کو خدا جزائے خیر بخشے یہ بھی گذارش کیجاتی ہے کہ حصہ سوم کتاب براہین احمدیہ مین جو وس و سوسون کا بیان ہے وہ آریہ سماج والون کے متعلق نہین آریہ سماج ایک اور فرقہ ہے جو وید کو خدا کا کلام جانتے ہین اور دوسری کتابون کو نعوذ باللہ انسانون کا اختراع سمجھتے ہین اس فرقہ کے رد کرنے کے لئے کتاب براہین احمدیہ مین دوسرا مقام ہے لیکن وس وساوس جو حصہ سوم مین لکھے گئے ہین وہ برہمو سماج والون کا رد ہے۔ یہ ایک اور فرقہ ہے جو کلکتہ اور ہندوستان کے

اکثر مقامات مین پھیلا ہوا ہے اور لاہور مین بھی موجود ہے یہ لوگ کتب الہامیہ کا انکار کرتے ہین اگرچہ ہندو ہین مگر وید کو نہین مانتے نہ اس کی تعلیم کو عمدہ سمجھتے ہین یہ لوگ آریہ سماج والون کی نسبت بہت ذی علم اور دانا ہوتے ہین اور کئی اصول ان کے اسلام سے ملتے ہین مثلاً یہ تناسخ کے قائل نہین بت پرستی کو بُرا سمجھتے ہین - خدا کو صاحب اولاد اور متولد ہونے سے پاک سمجھتے ہین مگر کتب الہامیہ کے منکر ہین اور الہام صرف ایسی باتو نکا نام رکھتے ہین جنکو انسان خود اپنی عقل یا فکر کے ذریعہ سے پیدا کرے یا معمولی طور پر اس کے دل مین گذر جائین اور انبیار کی متابعت کو ضروری نہین سمجھتے اور صرف عقل کو کافی قرار دیتے ہین الہام ربانی سے انکار کرنا انکا ایک مشہور اصول ہے جیسا رسالہ برادر ہند مین جو پنڈت شیونراین کی طرف سے شایع ہوتا تھا چھپتا رہا ہے چونکہ ہندوستان مین ان کی جماعت بہت پھیل گئی ہے اور ان کے وساوس کا ضرر نو تعلیم یافتہ لوگون کو بہت پہنچتا ہے اور پہنچ رہا ہے اسلئے ضرور تھا کہ ان کا رد لکھا جاوے اور انکا کتب الہامیہ سے انکار کرنا ایسا جزو مذہب ہے جیسا کہ ہمارے یہان لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار اصل مذہب ہے -

غرض آریہ سماج ایک الگ فرقہ ہے جو بہت ذلیل اور ناکارہ خیال رکھتا ہے اور وہ عقل کے پابند نہین بلکہ صرف وید پر چلتے ہین اور بہت سے واہیات اور مزخرفات کے قائل ہین مگر برہمو سماج کا فرقہ دلائل عقلیہ پر چلتا ہے اور اپنی عقل ناتمام کیوجہ سے کتب الہامیہ سے منکر ہے چونکہ انسان کا خاصہ ہے کہ معقولات سے زیادہ اور جلد تر متاثر ہوتا ہے اس لئے اطفال مدارس اور بہت سے نو تعلیم یافتہ ان کی سوفسطائی تقریرون سے متاثر ہوگئے اور **سید احمد خان** بھی انھین کی ایک شاخ ہے اور انھین کی صحبتون سے متاثر ہے پس ان کے زہرناک وساوس کی بیخکنی کرنا از حد ضرور تھا - لاہور کے برہمو سماج نے پرچہ رفاہ مین بہ نیت رد حصہ سوم کچھ لکھنا بھی شروع کیا ہے مگر حق محض کے آگے ان کی کوششین ضایع ہین عنقریب خدا انکو ذلیل اور رسوا کرے گا اور اپنے دین کی عظمت اور صداقت ظاہر کردیگا

منشی احمد جان صاحب نے جو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تعریف مین مبالغہ نہو اسکا مطلب اس عاجز کو معلوم نہین ہوا اس کتاب مین تعریف قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیار صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے سو وہ دونو دریا سے بے انتہا ہین اگر تمام دنیا کے عاقل اور فاضل انکی تعریف کرین تب بھی حق تعریف کا ادا نہین ہوسکتا چہ جائیکہ مبالغہ تک نوبت پہنچے - ہان الہامی عبارت مین کہ جو اس عاجز پر خداوند کریم کی طرف سے القا ہوئے کچھ کچھ تعریفین ایسی لکھی ہین کہ بظاہر اس عاجز کیطرف منسوب ہوتے ہین مگر حقیقت مین وہ سب تعریفین حضرت خاتم الانبیاء کی ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی وقت تک کوئی دوسرا انکی طرف منسوب ہو سکتا ہی کہ جب تک اس نبی کریم کی متابعت کرے اور جب متابعت سے ایک ذرہ مُنہ پھیرے تو پھر تحت الثری مین گر جاتا ہی ان الہامی عبارتون مین خداوند کریم کا یہی منشا ہے کہ تا اپنے نبی اور اپنی کتاب کی عظمت ظاہر کرے -

۸ر نومبر ۱۸۸۲ء مطابق ۲۶ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ

فلسفہ مذہب

یہ کہتے ہین دانائے اسرار نیچر
کہ ہوا ایک سے دوسرا جلوہ گستر
ہے پانی سے مٹی تو مٹی سے پتھر
ہون پانی بخارات ارضی نکل کر
رگڑ سے ہوئی آگ عالم مین پیدا
ہے اسٹیم مین اُسکی طاقت ہویدا
اسی طرح چلتے چلے جاؤ اوپر
ملین گے پتے تمکو ایسے ہی کمیر
مگر دور پہنچو گے جب یان سے چلکر
تو ہو جائے گی عقل حیران و ششدر
نہ نکلو گا وان کام عقل بشر سے
نہ سمجھو گے اسکو نہ دیکھو نظر سے
خدا نے کئے ہین عناصر جو پیدا
ہین ترکیب اجسام کے چند اجزا
اگر ہم بنا ہین کوئی ان سے پتلا
بنے گا نہ ہم سے کوئی ایک بھنگا
بس اب جان لو یہ کہ صنعت ہی کسکی
بشر جس سے عاجز وہ حکمت ہی کسکی
اگر آپ سے آپ ہم بن بھی جاتے
عناصر سے اجسام ترکیب پاتے
مگر یہ حواس و خرد کیسے آتے
جو یون مغز سر اور دلین سماتے
بتاؤ یہ ادراک کس نے دیا ہے
شناسائے عالم یہ کس نے کیا ہے
خدا ہے وہی عقل مین جو نہ آئے
اُسی کی ہے طاقت جو سب مین سمائے
اُسی نے ہین یہ چاند سورج بنائے
اُسی نے ہین یہ غنچہ وگل کھلائے
اُسی نے یہ اجسام کو روح دی ہی
اُسی سے یہ ارواح مین آگہی ہی
جو ہے نفس ناطق ہمارا تمھارا
جسے روح کہتے ہین عالم مین دانا
جو ہے سب حقایق کا ادراک کرتا
سمجھتا ہے جو خوب اپنا پرایا
توسل وہ رکھتا ہے قرب خدا سی
مدارج ہین حاصل اُسے کبریا سی
ہے ادراک خالق سے لاچار دنیا
ہے مافوق عقل بشر ذات والا
منابع سے کب ہی خبردار دریا
نہ جانے کوئی ذرہ تعریف صحرا
خبر آگ کو کیا وہ آئی کہان سے
ہوا کو خبر کیا چلی وہ جہان سے
جمادات کیا ہین بھی خاک پتھر
ہون الماس و یاقوت یا لعل احمر
ہو چاندی کہ سونا ہو مٹی کہ کنکر
موثر ہے ان سب مین ترکیب نیچر
حرارت برودت رطوبت یبوست
بنائے انھین حسب فرمان قدرت
مری آنکھ سے دیکھ بندہ خدا کے
بتون مین جو آتین نظر اُس کے جلوے
نشان ذرہ ذرہ مین اُس کے ہین ملتے
جدا سب کی صورت جدا سب کی سانچے

ہے ہر ذرہ سورج سی آنکھیں لڑائے
کوئی ایک ذرہ تو ایسا بنائے
جمادات میں ہر شجر کے ہے لب پر
کہ خالق مرا ہے خداوند اکبر
ہے ہر نخل خالق کی قدرت کا دفتر
ہے ہر برگ میں صنعت خاص مضمر
کریں جذب اجسام میں حسب عادت
حرارت برودت رطوبت یبوست
کھڑا ہے وہ دیکھو جو نخل تناور
وہ چھوٹے سے اس بیج میں ہے سراسر
یہ صنعت ہے کسکی کرو غور دم بھر
کہ اس بیج میں آگیا وہ سمٹ کر
ذرا بڑ کو تم بیج میں بڑ کے دیکھو
اثر بیتے پتے میں تم جڑ کے دیکھو
درختوں کے نر مادہ کا کام دیکھو
توالد کا ان کے سر انجام دیکھو
کہیں نطفہ و شکل ارحام دیکھو
کہیں خاص قدرت کہیں عام دیکھو
کرو غور سرّ نہانی میں ان کے
بڑھاپے لڑکپن جوانی میں ان کے
کہیں مادہ سے نر ملاتا ہے جوڑا
رہے رحم میں نطفہ مادہ کے نر کا
کہیں رحم میں نطفہ لیجائے کیڑا
ہوا سے کہیں اڑ کے پہونچے وہ نطفا
بتاؤ تو یہ کارسازی ہے کس کی
زمانہ میں یہ بازی ہے کس کی
کہیں تخم بونے سے اوگے زمین پر
کہیں بیل پھیلے درختوں پہ بکبر
کہیں ہو وے شاخ قلم بار آور
کہیں شاخ پیوند ہو سایہ گستر
بدن میں جو انسان کے ترکیب دیکھو
شجر میں وہی حسن ترتیب دیکھو
نباتات کے بعد حیوان کو دیکھو
بناوٹ میں ترکیب انسان کو دیکھو
ہرن اور شیر نیستان کو دیکھو
مگر اور ماہی و سرطان کو دیکھو
طیور و وحوش اور سباع و بہایم
چرند و پرند و عزایم غنایم
عیاں سب سے ہے صنعت حق کی قدرت
کہو تم خدایا لکھو اس کو فطرت
ہے ہر شے میں اس کی نمودار صنعت
ہے ہر فرد اس کی خدائی پہ حجت

وہ صانع وہ خالق وہ مالک ہے سب کا
اسی سے عیاں جلوہ ہے روز و شب کا
جہان آئینہ ہم ہیں تصویر اُس میں
خدائی ہے صنعت سے تنویر اس میں
ہزاروں صنائع ہیں تحریر اس میں
ہے جلوہ فزا رنگ تقدیر اس میں
مٹے شکل یا اس کا آئینہ ٹوٹے
مصور کا اس سے تعلق نہ چھوٹے
یہ فوٹوگراف اور یہ تار برقی
جو ہیں معجزات کمالات علمی
یہ ساری کلیں جو ہیں نازِ ترقی
ہوں منسوب اس سے ہیں ایجاد جسکی ۔
جو موجد ہیں اس کے وہی حق نما ہیں
جدا جو ہوں ان سے وہ حق سے جدا ہیں
ہے آواز کی چال تم سب نے دیکھی
ہوائی ہے رفتار چلنے میں آندھی -
چراغ اور سورج کی ہے چال برقی
گرج کی صدا سے چلے جلد بجلی
گر کتنے سیارے پاؤ گے ایسے
جو بجلی سے ہیں سیکڑوں درجہ آگے
مگر ہمکو دی ہے خدا نے وہ طاقت
ملی ہے نفوس بشر کو وہ قدرت
جو سب سے زیادہ ہے سرگرم سرعت
ہے دل کے خزانہ میں یہ سب امانت
ادھر ہمنے سوچا اُدھر ہمنے پایا
تصور خدا تک گیا اور آیا
سنا شہری سے جو تم نے برادر
کرو اس کے مطلب کو تم یاد از بر
خدا نے کیا سب کو پیدا برابر
وہ ہے ایک مذہب میں سے پاک و برتر
خدا کو ہر اک حال میں یاد رکھنا
مرے جان مری روح کو شاد رکھنا

نکاح

ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے مکرم حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کا مولوی بہار الدین صاحب احمد آبادی کی دختر نیک اختر سے نکاح ہوا بعد نماز مغرب مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ حضرت اقدس مع جمیع احباب و خدام تشریف فرما تھے مولوی نورالدین صاحب نے نہایت مؤثر مگر مختصر خطبہ نکاح پڑھا اور آخر میں یہ کہکر ختم کیا کہ خطبہ تھا۔ بقضلہ قرآن کریم کے بیان کردہ احکام معاشرت ... [illegible]

لاہوری ملہم پارٹی اور ہماری حضرت اقدس ایدہ اللہ

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را ۔

ہمارے معظم ناظرین لاہوری ملہم کے نام سے الحکم کے کالموں میں مختلف نمبروں میں حضرت اقدس کے کسی مخالف کا ذکر پڑھ چکے ہیں اور یا یہ توجہ کہ انہوں نے مخالفت میں الہامی رنگ اور دعوی رکھا تھا اور رکھا ہے ناظرین کو ان کے متعلق چند ضروری امور اور کوائف کی معلوم کرنے کی بڑی آرزو ہے اول ہی اول جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی سرکلر لیٹر میں یہ نام آیا تو خود مولانا کو اور ہمکو بہت سے خطوط حالات مزید کے معلوم کرنیکے لئے پہنچے لیکن نہ تو مولانا ممدوح کا اور نہ ہم بعض ضروری مصالح دین کی خاطر ان خطوط پر توجہ کر سکے لیکن الحکم کا نمبر زیر اشاعت ہمارے محسن و مخدوم مولوی نور الدین صاحب کا ایک پردہ بر انداز خط لیکر شائع ہوتا ہے اور آیندہ اس سلسلہ کے جاری رہنے کی امید کیجاتی ہے اسلئے ناظرین کو لاہوری ملہم اور انکی پارٹی کے متعلق انٹروڈیوس کرا دینا ضروری ہے - لاہوری ملہم صاحب کا نام الٰہی بخش ہے جو کلرک ہیں اکونٹنٹ ہیں- کچھ عرصہ ہوا جب آپ قادیان میں تشریف لائے تھے اور انکی اصلاح کے لئے ضرورۃ الامام کے گرانقدر رسالہ کی ضرورت پڑی- منشی صاحب نے دعوی کیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب کے خلاف الہام ہوئے ہیں اسپر حضرت اقدس نے صرف اسلام کی حالت پر اور بنی نوع انسان پر رحم کرکے یہ مناسب سمجھا کہ چونکہ یہ امر ایک سخت حربہ اسلام اور نفس الہام پر ہے مناسب سمجھا کہ ان لوگوں کے مخالف الہام جمع کرکے توجہ کی جاوے تاکہ کوئی فیصلہ ناطق ہو جاوے کیونکہ اس سے لوگ ورطہ میں پڑیں گے کہ جبکہ خدا ہی کی طرف سے الہام ہوتے ہیں تو متضاد الہام کے کیا معنے - غرض اس بنا پر خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا جو درج اخبار ہوگا - مگر لاہوری ملہم صاحب اکیلے ہی نہیں ہیں آپ کی پارٹی میں اور صاحب ہیں جنمیں سے منشی عبد الحق صاحب پنشنر اکونٹنٹ آپ کے الہامات کے مفسر ہیں اور سید فتح علی شاہ صاحب خان بہادر ڈپٹی کلکٹر اور حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر آپ کے پرانے رفیق ہیں غرض یہ چار آدمیوں کی پارٹی ہے جو سر دست اتنا ہی کہدینا کافی ہے اور حضرت اقدس کے خطوط اور مولوی نور الدین صاحب کے باقی خطوط جب درج ہونگے ان کے ساتھ ساتھ مختصر طور پر ضروری کوائف بتلاتے چلیں گے منشی صاحب کے طرز عمل سے ہر چند پایا جاتا تھا کہ انکی مخالفت کا سلسلہ ایک خاموشی کے عالم میں رہیگا بلکہ سنا گیا ہے کہ ملہم پارٹی منشی الٰہی بخش کے ... [illegible]

حضرت مولنٰا مولوی نور الدین صاحب
کا
ایک ضروری خط

برادرم منشی تاج الدین صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں شام کے وقت ایک میرے مکرم معظم دوست نے برسر مجلس ذکر فرمایا جسکا خلاصہ یہ تھا منشی تاج الدین صاحب نے ارقام فرمایا ہے ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب نے مجھے دریافت کیا ہے کہ کیوں اب تک منشی الٰہی بخش صاحب نے اپنے الہامات درباب حضرت مرزا صاحب شائع نہیں فرمائے۔ ڈپٹی صاحب نے فرمایا کہ نور الدین نے کیا یعنی اس راقم خاکسار نے منشی جی کو منت وسماجت خط لکھا ہے کہ منشی صاحب ایسی الہامات کے شائع کرنے سے باز رہیں اس لئے منشی صاحب نے اشاعت الہامات مخالفہ مرزا صاحب سے اعراض کیا

برادرم! اس کلام کے سننے سے مجھ کو تعجب اور حیرت ہوئی۔ اور میں عام اہل اسلام کی حالت پر دیر تک افسوس کرتا رہا۔ تعجب اسلئے کہ ایک ملہم من اللہ جسکو الہام الٰہی سے ثابت ہو گیا کہ فلاں شخص اللہ ورسول کا مخالف ہے تو اس مخالف اللہ ورسول کی پردہ فاش کرنیکے لئے ہمہ تن متوجہ ہونا چاہئے تھا کسی کے روکنے سے وہ کیونکر رک سکتا تھا۔

۲ جب منشی الٰہی بخش صاحب کو ثابت ہو چکا کہ مرزا صاحب کے الہامات نعوذ باللہ شیطانی ہیں اور غلط ہوتے ہیں اور انکو پختہ طور پر معلوم ہے کہ نور الدین مرزا جی کا دل سے جان سے مال سے عزت و آبرو سے فدائی ہے اور پورا معتقد ہے تو مرزا کے ایسے معتقد کے خط بخلاف الہامات آلٰہیہ کیوں منع ہوئے۔ **۳** نص صریح ہے کہ مامور من اللہ لوگوں کے کہنے پر نہیں چلا کرتے تو اگر نور الدین نے مداہنت چاہی تھی تو منشی الٰہی بخش صاحب پر واجب تھا کہ نور الدین کا وہ خط جسمیں اسنے منشی جی کو روکا ہے الہامات کیساتھ شائع کر دیتے حسب منشا منشی صاحب مرزا جی کے ساتھ مرزا کے ایک مرید کی بھی پردہ دری ہو جاتی اور اس سے عام لوگ نتیجہ نکالتے کہ یہ جماعت کیسی مکار ہے

۴ اگر وہ الہامات منشی جی کے منجانب اللہ ہوتے تو وہ کسی کے کہنے سے انکی اشاعت سے کیوں رکتے کیا انکو خبر نہیں۔ بلغ ما انزل الیک من ربك فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کس کتاب کا حکم ہے کیا ان کو خبر نہیں کہ ودوا لو تدھن فیدھنون کون کہتا ہے **۵** مرزا صاحب نے منشی جی کو براہ راست خطوط لکھکر تحریک کی ہے پس اس تحریک کے مقابل نور الدین کا پرائیویٹ خط کیوں زیادہ مؤثر ہوا۔ **۶** مرزا صاحب اپنے الہامات اپنی تحقیقات کی اشاعت میں کیسے دلیر ہیں انکے مخالفوں کو چاہئے تھا کہ مرزا صاحب سے زیادہ دلیر ہوتے۔ کیوں؟ وہ لوگ اپنے گمان کیا یقین میں راستباز اور مرزا صاحب نعوذ باللہ مفتری ہیں **۷** منشی صاحب نے وعدہ کا ایفا رکیا۔ اور نور الدین کے کہنے سے ان العھد کان مسئولا سے کیوں بے پروائی کی **۸** ڈپٹی صاحب اول سید اہلبیت دوم دنیا میں معزز عہدہ پر ممتاز میرا دل نہیں پسند کرتا کہ میں مان لوں ایسا بڑا آدمی جھوٹھہ بولتا ہو۔ جھوٹھہ بولنا بڑے ہی کمینوں کا کام ہے جھوٹا ذلیل ہوتا ہے پس مجھ کو حیرت ہے کہ یہ غیر واقعہ کلمات کہاں سے نکلے **۹** میرے نزدیک مامور من اللہ اور دوسرے میں یہ بھی ایک فرق ہے کہ مامور من اللہ ہمت نہیں ہارتے۔ تھکتے نہیں۔ ڈرتے نہیں۔ گھبراتے نہیں مشکلات کیوقت دلیر ہوتے ہیں آخر کامیاب ہوتے ہیں۔ دیکھلو مرزا صاحب نے مخالفوں کے مقابلہ میں کیسے کیسے کام کئے ہیں۔ کیا ہمت ہاری ہے نہیں! تھکا ہے نہیں! ڈرا ہے؟ نہیں کیا دلیر نہیں ہوا؟ کیا کامیاب نہیں ہوا؟ سوچو!!! **۱۰** وتلك عشرۃ کاملۃ۔

اگر منشی صاحب اپنے الہامات اور پیش از وقت اپنی پیشگوئیاں شائع کرتے تو انکو پتہ لگ جاتا کہ ان پیشگوئیوں کی اشاعت میں کیا کیا مشکلات آتی ہیں اور پھر انکو یہ بھی پتہ لگ جاتا کہ جو جو اعتراض انھوں نے مرزا جی پر کئے ہیں کیا وقعت رکھتے ہیں۔ مثلا مرزا جی کے وعدہ پر۔ براہین احمدیہ کی اشاعت پیچھے التوا میں ہے حالانکہ مخالفوں کے لئے بار بار اشتہار دئے گئے کہ وہ براہین کا روپیہ واپس لے لیں۔ اور روپیہ دیا بھی گیا) مثلا آتھم کی پیشگوئی کہ آیا شرط پوری ہوئی جیسے الہام میں مشروط تھی یا نہ ہوئی۔ مثلا بشیر احمد کے متعلق کہ وہ موعود فرزند ہے حالانکہ وہ موعود حسب الہامات بحمد اللہ موجود ہیں۔ مثلا انکا خیال کہ مسجد کا روپیہ مسجد پر خرچ ہوا یا نہیں۔ یا معرض التوا میں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب تک تو منشی صاحب اپنے گھر میں خاص خاص احباب کے سامنے بیان فرماتے ہیں اور ان کے احباب بھی فرماتے ہیں کہ ان کی پیشگوئیاں بہ نسبت مرزا جی کے بہت مصفٰی اور صحیح ہیں مگر جب معاملہ پبلک میں عام طور پر مرزا جی کیطرح پیش ہوں تب ظاہر ہو جاویگا کہ مامور من اللہ کون ہے؟ عند الامتحان یکرم الرجل او یھان

برادرم یاد رکھو جو باتیں الہامی طور ثابت ہوں انمیں اعلیٰ وہی ہیں جو لکھی ہوئی ہم دیکھیں۔ قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے ام عندھم الغیب فھم یکتبون نبی کریم کے مخالفوں پر بھی الزام قائم ہوا ہے کہ اگر ان کے پاس غیب ہے تو اسے لکھا ہوا پیش کریں۔ میرے بھائی آخر میں آپکو بڑے زور اور جوش سے نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کامل استقلال کامل بردباری کامل حوصلہ اعلیٰ ہمت سے کام لیکر اسوقت ڈپٹی صاحب سے دریافت فرماتے کہ لیس الخبر کالمعائنۃ۔ ہمیں وہ خط نور الدین کا دکھائیے آپ ڈپٹی صاحب اگرچہ راستباز ہیں مگر راستی کا ثبوت دینا راستبازی کے مخالف نہیں۔ مولیٰ کریم بھی سچا مولیٰ کا رسول بھی سچا۔ مگر پھر بھی دونوں نے اپنی صداقت کے ثبوت دئے ہیں۔ پس آپ راستباز سہی ہمیں راستبازی کے ثبوت سے محروم نہ فرماویں۔ بہرحال اب پھر کوشش کریں شاید اسی ذرہ سی بات میں حق ظاہر ہو جاوے کہ ڈپٹی صاحب اور انکو منشی صاحب کو یہ خبر دینے والا کیسا راستباز ہے ہمیں تو ایسی خبریں فتنہ کا موجب ہیں اور انشاء اللہ بہتوں کیلئے ترقیات کا باعث ہونگی۔ اب آپ ہمت بلند سے کام لیں اور اس خط کو نکلوائیں جسمیں نور الدین نے خوشامد کرکے منشی جی کو روکا ہے۔ میرے بھائی میں دلیری سے عرض کرتا ہوں کہ میری تحریریں بچپن سے لیکر آجتک کبھی بھی ایسی نہیں جنکی اشاعت سے مجھے کسی نوع کا خطرہ ہو۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَھٰذَا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیَّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

۶ اگست ۱۸۹۹ء

محمد اسمٰعیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حوارین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخمون اور جراحتون اور نیز زخمون کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہے

یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخمون کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریون کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھون اور پیرو مین لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹون اور زخمون کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی۔

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخمون پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی۔

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابون مین ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبّاء اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ مین یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے حواریون نے اسکو بنایا تھا چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ مین اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اس کی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبون نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف مین اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیمارون کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح ع کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخمون کے لئے نہایت پر تاثیر دوا ہے

اس کے لگانیکے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہین مندرجہ ذیل امراض کیلئے جس قدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہین سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔ طاعون سرطان کے زخم۔ خنازیر کے گھاؤ۔ گلٹیان۔ چوٹون کے زخم پھنسی پھوڑی۔ گنج۔ خارش اور ہر طرح کی جلدی بیماریان۔ ہر قسم کے ناسور پرانے گندے زخم تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا کان سے ریم کا بہنا۔ جانورونکا کاٹ لینا۔ جلجانا عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲/

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین لاہور

بھاٹی دروازہ سے طلب کرو۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا شبکوری سرخی ابتدائی۔ موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ عہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے اور بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیدا ہونے والا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان یہ مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکو بہین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ رہتی تھین اور دکھتی رہتی تھین اُنمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر پرجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹر نمبر L 77 رجسٹر نمبر ایل ۷۷

قیمت سالانہ پیشگی عوام سے تین روپیہ مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۹۸

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قادیان دارالامان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قادیان ۱۱- اگست ۹۹ء

میرا چوتھا خط

اخوانی- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بہت دنون سے ایک اخلاقی نقص نے میری توجہ اپنی طرف پھیر رکھی ہے مین چاہتا ہون کہ اس کی اصلاح کی نسبت چند باتین لکھون شاید کسیکو فائدہ ہو جائے۔

بہت سے خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مین دعا کے لئے آتے ہین اور جواب مین لکھا جاتا ہے کہ دعا کی گئی- اور یہ واقعی امر ہے کہ حضرت موعود علیہ السلام دعا کی ہر درخواست پر توجہ کرتے ہین تھوڑے دنون کے بعد بعض لکھتے ہین کچھ فائدہ نہین ہوا اور دو حال سے خالی نہین یا تو آپ نے دعا نہین کی یا اگر کی ہے تو توجہ سے نہین کی ،، یہ ایسی خطرناک ٹھوکر ہے کہ اس کا نتیجہ آخرکار مُنہ کے بل گرنا ہوتا ہے۔ مین نے ایکدن اسبارہ مین عرض کیا فرمایا سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دُعا کے مضمون پر پھر قلم اُٹھایا جائے اور پہلے مضمون کافی ثابت نہین ہوے- فرمایا دُعا نہایت نازک امر ہے- اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی مین ایسا رابطہ مستحکم ہو جائے کہ اسکا درد اس کا درد ہو جائے اور اس کی خوشی اس کی خوشی ہو جائے جسطرح شیرخوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا اور اُس کی چھاتیون مین دودھ اُتر آتا ہے ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بنجائے- فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالیٰ کی موہبت ہین اکتساب کو اینین دخل نہین- توجہ اور رقت بھی خدا کے ہانسے نازل ہوتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے۔ مگر سلسلہ اسباب مین ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دینیکو والا ہو- اس کی تدبیر بجز اس کے نہین کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے- فرمایا کہ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی اور جسے دیکھکر مین دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہون وہ ایک ہی بات ہے کہ مین کسی شخصکو معلوم کر لون کہ یہ خدمتِ دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا کے لئے خدا کے رسول کے لئے خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے- ایسے شخصکو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے فرمایا ہمارے دوستون کو چاہئے کہ اپنے اپنے دلونمین خدمت دین کی نیت

باندھیں جس طرز اور رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے۔ پھر فرمایا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالے کے نزدیک قدر و منزلت اُس شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے ورنہ وہ کچھ پروا نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مرجائیں۔

مینے جہاں تک تجربہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے بھی وہی مستنبط ہوتا ہے قبول دعا کے لئے اور کسی مرد خدا کے دل میں دعا کی تحریک پیدا کرنے کے لئے ایک ہی گر ہے اور وہ اضطرار ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ مضطر کی دعا سُنی جاتی ہے۔ درحقیقت جیسے اس سلسلہ اسباب میں ہر مسبب کے لئے ایک مناسب سبب ہے ویسی ہی استجابت دعا کے لئے انسان کے اندر حالت اضطرار کا پیدا ہونا ہے جب انسان کی حالت اس نقطہ تک پہنچ جاتی ہے لامحالہ قبولیت اسکا استقبال کرتی ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ حالت بھی موہبت الٰہی ہے مگر جیسے ہر شئے کے حصول کے لئے کسی مشروط ہے اس کے لئے بھی کچھ اسباب ہیں ان کے اکٹھا کرنے کی فکر کرنا فائدہ طلب انسان کو ضروری ہے سب سے بڑا سبب وہ ہے جو خدا کی کتاب فرماتی ہے

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ

یعنی میں قریب ہوں اور داعی کی دعا سنتا ہوں مگر داعی کو چاہیے کہ قبول دعا کی شرائط اپنے اندر پیدا کرے اور پھر میری ذات اور میری صفات اور میرے اقتدار پر پورا بھروسا رکھے اور بدظنی اور بے صبری اور عجلت کو دل میں جگہ نہ دے اور بہت جلد ملول نہ ہو جاوے تب اسکو کامیابی اور قبولیت کی راہ ملیگی۔ میرے نزدیک ان شرائط کو حصول اور اسباب معینہ معلومہ کے جمع آوری کا نشان کسی شخص میں یہ ہے کہ اسکو خدا تعالے سے توفیق ملجائے کہ وہ خلیفۃ اللہ لسان اللہ (علیہ السلام) کے زیر نظر رہے یہاں تک کہ خود خداوند کریم اس داعی کی توجہ اس کی طرف پھیر دے مگر اس کے لئے بھی از بس ضروری ہے کہ اس کے قلب کے کسی گوشہ میں استبعاد اور سوء ظن اور بے صبری کا شائبہ نہ ہو اور ہر حال میں ایک لذیذ یقین اور قوی رجا اور کامل حسن ظن اس کے رفیق ہوں آہ آہ کہتے ہیں اور الفاظ میں یہ بات کسقدر آسان ہے اور کیسے مختصر الفاظ میں طے ہوگئی مگر درحقیقت ایسی حالت کا پیدا ہونا اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا ہے ہاں جسے خدا چاہے اُسے یہ نعمت مل سکتی ہے فللّٰہ الحجۃ البالغہ والیہ یرجع الامر کلہ۔

افسوس جہاں قوم سے اور خوبیاں دور ہوگئی ہیں اور رذائل نے اُن کی جگہ لے لی ہے۔ حسن ظن اور استقامت کی جگہ سوء ظن اور بے صبری اور ملالت نے لے لی ہے۔ کوئی کہتا ہے مینے اتنے دن دعا کی اور آپ کے ارشاد کے موافق اتنے روز استغفار بھی پڑھا اور درود شریف بھی پڑھا اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ بھی پڑھتا رہا مگر خاک بھی کام نہیں ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ ہماری خدا سُنتا ہی کب ہے۔ ہم اس قابل ہی نہیں کہ ہماری آواز اُس تک پہنچ سکے اور جو ہم اس قابل ہوتے تو آپ کو تکلیف ہی کیوں دیتے۔ یہ سب شیطانی وسوسے اور خدا تعالے کے کلام کے خلاف ہیں۔ خدا تعالے نے عبادی کے لفظ سے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ میں کل بندوں کو قبول دعا کی بشارت دی ہے ہاں اسمیں شک نہیں کہ اس کا بندہ ہونا اور شیطان کی غلامی سے نکلنا شرط ہی بدنصیب ہے وہ ... مقصد کے حصول کی شرائط و اسباب تو اکٹھے نہیں کرتا اور حرمان مقصود سے زار نالے کرتا اور آخر خدا اور اس کے بندوں سے بھی تردد میں پڑ جاتا ہے۔

بھری قوم۔ میرے دوستو میں چلا چلا کر کہتا ہوں کہ تم میں بہتیرے اس مرض میں گرفتار ہیں اور یہ بڑا خطرناک مرض ہے اور یقینا مہلک مرض ہے حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے کہ دو دوستوں میں دوستی اُسی صورت میں نبھہ سکتی ہے کہ کبھی وہ اس کی مان لے اور کبھی یہ اس کی۔ اگر ایک سدا اپنی ہی منوانے کے درپے ہوجائے تو معاملہ بگڑ جاتا ہے یہی حال خدا اور بندہ کے رابطہ کا ہونا چاہیئے کبھی اللہ تعالے اس کی سُن لے اور اس پر فضل کے دروازے کھولدے اور کبھی بندہ اُس کی قضا و قدر پر راضی ہو جائے حقیقت یہ ہے کہ حق خدا تعالے کا ہی ہے کہ وہ بندوں پر امتحان ڈالے اور یہ امتحان اُس کی طرف سے انسان کے فوائد کے لئے ہوتے ہیں۔ اسکا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ امتحان کے بعد جو اچھے نکلیں انھیں اپنے فضلوں کا وارث بناتا ہے۔

ہماری پیاری ماں ھاجرہ صلوات اللہ علیہا و برکاتہ کیا فاران کے وادی غیر ذی زرع میں ایک شیر خوار بچہ کے ساتھ اکیلی اس لئے چھوڑی گئی تھیں کہ ہلاک ہوجائیں نہیں وہی امتحان اُن کے لئے کیسی برکت کا موجب ہوا کہ اُن کا بیٹا اسمعیل صلوات اللہ علیہ وسلامہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ ہوا اور یہ امتحان اُن کا قیامت تک مومنین کے لئے اُسوہ قرار پایا۔ ابو الانبیاء سیدنا ابراھیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی نسبت خدا تعالے فرماتا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ

محمد اسمٰعیل

جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

کیا یہ نمونے اور سچے نمونے یہ حیثیت نہیں رکھتے کہ ایک مسلمان کی پشت ایمان کو قوی کردیں اور جزع و فزع اور ہر ایک قسم کی بیقراری و ناشکیبائی سے بچالیں۔ ہمیں جو مسلمان ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی دعائیں قرآن کریم میں اور خدا کا اُنہیں قبول فرمانا اور نبیوں کا اپنے اعمال سے اس کا ثبوت دینا کہ وہ خدا کی قبول دعا کے بھروسے پر کیسے کیسے اعمال شاقہ بجالانے پر قادر ہیں کافی سبق دیتا ہے کہ نبیوں جیسے ایمان کو ساتھ لے کر اور اُس نور بصیرت کی مدد سے دعا مانگا کریں۔ اور اُسی طرح کامل بھروسا خدا تعالیٰ کے وعدوں پر رکھیں پھر گوہر مراد کا دامن میں پڑنا کوئی بعید امر نہیں۔

کنعان کے فرقت زدہ باپ نے باوجود اتنی دراز جدائی کے پھر کس قوت قلب سے اپنے مسافر بیٹوں سے کہا

يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَايْئَسُوا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ٥

غرض بڑی بدبختی ہے کہ ایک شخص دعا کرتا ہے اور اندر ہی اندر کوئی اُسے کہتا ہے کہ کہاں منظور ہوگی۔ تیرے ایسے بخت کہاں کہ خدا اُسے سُنے۔ یہی استبعاد ہے جو اس راہ کا رہزن غول ہے اور یہی معنوی ہے جو آخر کار دہریت کے بے آب و گیاہ بیابان میں سرگردان کر دیتا ہے۔ بدنصیب ہے وہ جو اپنے خدا کو امتحان میں ڈالتا ہے اور دل میں قرار دے لیتا ہے کہ میری من مانی مرادیں اگر وہ پوری کر دے تو میں اُسے خدا مانوں گا۔ احمق خدا پر احسان کرتا ہے گویا اس کے اقرار کے سوا اُس کی خدائی کی کل چل سکتی ہی نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ کشمیر میں ایک شیخ قانون گو رئیس کے ڈیرہ پر میں اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب بیٹھے تھے اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ سخت بیمار تھا۔ بڑی جوش سے اُس نے مولوی صاحب سے کہا اگر یہ میرا بیٹا مرگیا تو میں خدا کو کبھی نہ مانوں گا۔ بیٹے بحمد اللہ اُس گھڑی سے پھر اُس کا پانی تک نہ پیا بدقسمت تھوڑے دنوں کے بعد خود ہی لقمہ نہنگ اجل ہوگیا اور بیٹا اب تک جیتا ہے۔

میں نے تجربہ کیا ہے کہ شرطی ایمان والے ہمیشہ ٹھوکر کے سزاوار رہتے ہیں اس راہ میں ٹھوکروں کا کھانا اور تلوّنوں کا آنا ضروری ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں داخل ہوکر آرام و تنعم سے زندگی بسر کرے اور کوئی نا ملائم امر اُسے پیش نہ آئے وہ غلطی پر ہے ابھی تھوڑے روز ہوئے ایک شخص حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں لکھتا ہے کہ یا حضرت کیا سبب ہے کہ میں آپ کا مرید ہوکر ایسی مصیبتوں میں گرفتار ہوں اور لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ وہ مسیح کیسے ہیں جو تمہاری مصیبت کو ٹال نہیں سکتے۔ ایسی ہی ایک اور واقعہ ہوا ہمارے ایک دوست ڈاکٹر صاحب کسی ابتلا میں گرفتار ہیں۔ اس سے پہلے ضلع راولپنڈی کے ایک گدی نشین سے اُن کا کوئی پیوند تھا۔ گستاخ گدی نشین اور خدا کی سنتوں سے ناواقف آدم زاد اس کی نسبت ایک روز کہتا ہے کہ مرزا سے تو کچھ بن نہیں پڑا کہ اس کی تکلیفوں کو دور کرسکتا۔ اگر وہ میرے پاس آجائے اور مجھ سے بیعت کرے تو میں اُسے اس ورطہ سے نکال دوں گا۔

اللہ اللہ! مسرف خدا کی صفات سے ناواقف بشریت کی حدود سے باہر پاؤں نکالنے کی جرأت کرنے والے! کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ مامورین اور اہل اللہ اس لئے تو نہیں آتے کہ خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر کے نظام کو باطل کر دیں۔ کیا ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حوادث آسمانی کی راہیں زمین پر بند ہوگئیں اور صحابہ سے قضا و قدر کے نافذ کرنیوالے فرشتوں نے مصالحت کرلی تھی۔ اہل اللہ پر سب سے زیادہ امتحان اور مصائب نازل ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ مخلوقات کے لئے خدا کی قضاء و قدر سے پوری موافقت و صلح کرنے کے باب میں نمونے ٹھہر جائیں چونکہ نظام الٰہی نے حکمت سے ایسا ہی چاہا کہ یہ دار الابتلا طرح طرح کی آفات کا عرصہ بنا رہے اور صفات الٰہی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ خدا صبر اور رضاء بالقضاء سے بہت پیار کرتا اور بڑے بڑے انعام صابرین و محسنین پر نازل فرماتا ہے اور ناشکیبائی سے اُسے بغض ہے۔

اسلئے ضروری تھا کہ وہ ایسی قوی دل مضبوط ایمان والی قوم کو چن لیتا جو اس راہ میں کامل اُسوہ بنتے۔

یہ خدا کا اٹل قانون قدرت ہے مصائب اور فتن اور آلام و اسقام اس عالم کی فطرت میں مخمر کئے گئے ہیں۔ اُنکا بڑا علاج وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مطب میں پایا جاتا ہے اور وہ ہے قضاء و قدر سے پوری صلح کرلینا۔

یورپ میں خودکشی کا نمبر اس لئے بڑھ گیا ہے کہ وہاں اُن کے سر پر زندہ خدا نہیں اُن کے ہاتھ میں زندہ کتاب نہیں پھانسی ملنے والے مردود انسان بناوٹی خدا۔ اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بُت اپنے منہ سے بولے ہوئے الفاظ میگا سے کوئی کیا دل لگائے اور اُس سے اُمید کیا کیجئے خدا کی زندہ کتاب کہتی ہے

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥

یعنی مومنون کا نشان یہ ہے کہ ایمان باللہ کے تحقق کے بعد اُنھین حزن اور خوف نہین رہتا۔

کیسی افسوس اور رونیکی بات ہے اگر کوئی اسلام کا حی قیوم خدا اور قرآن جیسی زندہ بابرکات کتاب اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل نمونہ اور حضرت مسیح موعود جیسا امام حق رکھتا ہو اور پھر اُس کے دل مین یاس جگہ لے سکے۔ مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اپنے سید و مولی محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک قول اور فعل کہ آپ نے فرمایا کہ مین خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہین پڑھون گا۔ اور نہین پڑھا۔ خدا پر بھروسا کرنے اور کبھی بھی کسی حال مین مایوس نہ ہونے کا کیسا نمونہ ہے۔ اللھم صلّ علے محمد وعلیٰ آل محمد۔ خدا پر بدظنی کرنے والا اول چھوٹی خودکشی کرتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ قریب ہو جاتا ہے کہ یہ بدعادت اُسے بڑی ملعون پھانسی تک پہنچا دے۔

دعا کے معاملہ مین مینے دیکھا ہے کہ ہمارے حضرت امام صادق کی عادت ہے کہ اگر کوئی دینی مصیبت مین گرفتار ہو تو آواز کان مین پڑتے ہی بے اختیار ہو جاتے اور پوری رقت اور عقد ہمت اپنے اندر پاتے مین۔ اسکو یون سمجھو کہ اس انسان کامل کو دین سے ایسا ہی پیار ہے کہ ہمہ تن دین ہی دین ہے یا یون اسے تعبیر کرو کہ خدا تعالی کی توجہ محض دین ہی کے امور کیطرف اور اُس کا محبوب دین ہی ہے کہ وہ دین کے لئے دعا کو فوراً سنتا ہے۔ غرض حضرت اقدس کی توجہ اشرف دینی امور کی طرف ایسی متوجہ پاتا ہون کہ دنیا اور اُس کے امور اُن کی پاک اور بلند نگاہ مین رسنہ کے تنکے سے زیادہ خسیس ہین۔ میرے سامنے کی بات ہے ایک نوجوان نے آپ کی حضور مین دنیا کی مصائب کی کہانی شروع کی اور طرح طرح کے ہم و غم بیان کیئے۔ آپ نے بہت سمجھایا کہ ہمہ تن ان امور مین کھو یا جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے اس قدر جزع فزع مومن کو نہین چاہیئے آخر وہ زور زور سے رونے لگا۔ حضرت اقدس باوجود جبلی رحم وکرم اور نہایت ہی رقیق طبیعت ہونے کے ایسے خفا ہوے کہ مین حیران ہو گیا۔ اُسے کہا بس کرو مین ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہون میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم و غم مین گرائے جاتے ہین وہ آگ ہین جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہین میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسی شخص کے حال کو دیکھ کر جو ایسی جیفہ کی تڑپ مین کڑھتا ہے۔

ایک روز مین حضور اقدس کی خدمت مین اندر بیٹھا تھا۔ خدا تعالے پر توکل کی بات چل پڑی۔ حضور اقدس نے فرمایا۔ مین اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہون جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے لوگ وثوق سے امید کرتے ہین کہ اب بارش ہوگی ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہون تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالی کی قسم کھا کر فرمایا کہ جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے جو ذوق و سرور خدا تعالے پر توکل کا اُس وقت مجھے حاصل ہوتا ہی مین اس کی کیفیت بیان نہین کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔

اور فرمایا ان دنون مین جب کہ دنیوی مقدمات کی وجہ سے والد صاحب اور بھائی صاحب طرح طرح کے ہموم وغموم مین مبتلا رہتے تھے وہ بسا اوقات میری حالت دیکھکر رشک کھاتے اور فرماتے تھے کہ یہ بڑا ہی خوش نصیب آدمی ہے اس کے نزدیک کوئی غم نہین آتا۔

برادران دعا کے مضمون مین حضرت اقدس کے یہ **کلمات طیبات** مینے اسلیئے لکھے ہین کہ واقف و ناواقف جانین کہ اس سے افضل وہ کسکو دنیا مین پا سکتے ہین۔ اور ہمین اپنی رفتار زندگی مین اگر ایسے ہادی و قائد کی ضرورت نہین تو اور کس کی ہے

غرض بھائیو کبھی نفس و شیطان کے دھوکے سے مطمئن نہ بیٹھو جب تک اپنے اندر خالص ایمان کی چمک نہ دیکھو جس مین کسی دنیوی غرض کی آمیزش نہو خدا تعالے کے فرستادون کا کام ہے صراط مستقیم دکھا دینا اپنے قول سے اپنے فعل سے اور اس راہ کی ٹھوکرون سے واقف کرنا۔ یہ کہان سے معلوم ہوا ہی کہ اولیاء اللہ کا کام ہے کہ اُن کے متوسلین و خدام پر آسمان سے جو قضا و قدر نازل ہوتی ہین وہ اُنھین ٹال دیا کرتے ہین اور نعوذ باللہ خدا اُن کے کسی منتر جنتر یا کسی عمل یا کسی وظیفہ کا مسخر و منقاد ہوتا ہے کہ جو چاہین اور جب چاہین اُس سے کرالین۔ یہ مشرکانہ عقائد ہین جو خدا تعالے کی صفات کاملہ کی عدم واقفیت سے دنیا مین پھیلے ہین۔ افسوس بہت سا حصہ مسلمانون کا مشرکین اور کفار کی تقلید پر اپنی بزرگون کی نسبت ایسا ہی خیال کرتا ہے اور اس بنا پر مین دیکھتا ہون کہ اکثر خطوط مین حضرت مسیح علیہ السلام سے اسی قسم کی درخواستین کیجاتی ہین اور بہتیرے اُن مین ایسے ہین جو اس سلسلہ مین داخل ہین کاش وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پڑھین اور قرآن کریم مین تدبر کرین۔

اب مین اس سلسلہ کو اسجگہ بس کرتا ہون اور اگر ضرورت ہوئی اور خدا نے میرا سینہ اور زیادہ منشرح کیا تو پھر کبھی اسپر لکھون گا۔

ایک اور بڑی عظیم الشان بات جسکی طرف مین اپنے دوستون کو توجہ دلانا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے الفاظ و عقائد کی نسبت محاسبہ کیا کرین جو وہ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کی نسبت مُنہ سے نکالتے اور دل مین رکھتے ہین۔ یہ مقام سراسر ادب ہی اور ادب ہی سے انسان فلاح پاتا ہے جو مقام

ومنزلت خدا تعالے نے کسیکا مقرر فرمایا ہے وہ درحقیقت توفیقی ہے دوسرے کسی شخص کا اختیار نہیں کہ اس پر زیادت کرے یا اُس کے نقص پر زبان کھولے نصاریٰ نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی نسبت اطراء کرکے کیا پھل پایا ہے جو اس مسلک پر چلنے والا آیندہ توقع رکھہ سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو حضرت امام کی محبت مین فنا شدہ ہین آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ کیون نہ ہم آپ کو مدارج مین شیخین سے افضل سمجھا کرین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب مانین۔ اللہ اللہ! اسبات کو سُنکر حضرت اقدس کا رنگ اُڑگیا اور آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب و بیتابی مستولی ہوگئی مین خدائے غیور قدوس کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ اس گھڑی نے میرا ایمان حضور اقدس کی نسبت اور بھی زیادہ کردیا۔ آپ نے برابر چھہ گھنٹے کامل تقریر فرمائی۔ بولتے وقت بیچے گھڑی دیکھلی تھی اور جب آپ نے تقریر ختم کی جب بھی دیکھی پورے چھہ ہوئے ایک منٹ کا فرق بھی نہتھا۔ اتنی مدت تک ایک مضمون کو بیان کرنا اور مسلسل بیان کرنا ایک خرق عادت تھا اس سارے مضمون مین آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے محامد و فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برادری کی نسبت حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اور جناب **شیخین علیہما السلام** کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ مین ان لوگون کا مداح اور خاک پا ہون جو جزئی فضیلت خدا تعالے نے اُنھین بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہین سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا مین پیدا ہون اور پھر کسیکو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔

افسوس اس وقت نہ تو شیخ یعقوب علیصاحب تھے جو اس تقریر کو قلمبند کرتے اور نہ مجھے اتنی استطاعت تھی کہ مین ہی لکھہ لیتا۔

غرض محبت کے جوش مین ہمیشہ اپنی زبان و دل کو شریعت حقہ کے تصرف و حکم کے نیچے رکھنا چاہئے مین بڑے افسوس سے بعض خطوط مین پڑھتا اور بعض وسائط سے سنتا ہون کہ ہمارے بھائیون مین کسی کسی بات پر آپس مین تکرار ہو جایا کرتی ہے۔ کوئی دل آزار بات ہمین اتنا دُکھہ نہین دیسکتی گولی گالی کوئی تکفیر و تفسیق کا فتوے ایک پرکاہ کی برابر بھی ہماری توجہ کو کھینچ نہین سکتا۔ جتنی یہ بات دل کو ایذا پہنچاتی ہے کہ ہمارے بھائی کسی بات پر آپس مین جھگڑین اور خدا کا فرستادہ اُن مین موجود ہو۔

یاد رکھو امام کی ضرورت ایک وحدت کی روح پھونکنے کے لئے ہی تو ہے جو قوم بننے اور قومی ترقیات کی جان ہے۔ اور ہم جہان ضرورت امام کے دلائل اس زمانہ کے فرزندون کے آگے پیش کرتے ہین۔ منجملہ اور دلائل کے بڑی دلیل یہی دیا کرتے ہین کہ اس وقت اسلامی قومون اور فرقونکا تفرق و تشعب جسنے قوم کو ذلیل کردیا ہی چاہتا ہے کہ ایک ایسی زبردست قوت ان پر وحدت ارادی کی حکومت کرنے والی ہو جسکے حکم ہونے پر سب کے سب راضی ہو جائین اور پھر لازماً اسی طرح ترقی کرین جسطرح آغاز مین کی تھی۔ تو پھر کیسے رنج کی بات ہے اگر بعض لوگ اس پاک سلسلہ کے اغراض و مقاصد سے ناواقفیت کی وجہ سے یا اور اغراض نفسانیہ کے سبب سے جاہلیت کی کنڈیان ہلائین۔ اسپر مین زیادہ لکھنا نہین چاہتا۔ حضرت اقدس حکم عدل کا ایک صحیفہ گرامی نقل کردیتا ہون جو آپ نے ایک نزاع کے فیصلہ کے لئے ارقام فرمایا ہے اور روانہ کرنے سے پہلے مین نے بھائیون کے فائدہ کیلئے حضور اقدس سے لے لیا اور عمداً مکتوب الیہ اور سمت مقصودہ کو حذف کردیا ہی کہ غرض اصل مطلب سے ہے۔

میرے دوسرے خط مرقومہ ۱۴ر جولائی ۱۸۹۹ء مین جو حضرت اقدس ایدہ اللہ کا الہام لکھا گیا تھا

"پہلے بیہوشی پھر غشی پھر موت"

وہ ...... ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر بوڑیخان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور کے وجود مین اواخر جولائی ۱۸۹۹ء کو پورا ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب خدا مغفرت کرے بڑے مخلص بے ریا آدمی تھے۔ تھوڑے دنون میں کہ حضرت امام کی شناخت اُنھین نصیب ہوئی اُنھون نے اتباع سنت نبوی مین نمایان ترقی کی اس سلسلہ عالیہ کی بدولت وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہوئے اس سے قبل اُن کی زندگی اسلام سے پوری بیخبری مین بسر ہوئی۔ مگر چند روز مین خدا تعالی نے ان پر ایسا فضل کیا اور خلیفۃ اللہ کی عشق مین جان و مال سے اُنھون نے ایسے ثبوت دیئے کہ میرا دل یقین سے کہ اُن بہتونسے اُن کی میزان اعمال زیادہ ثقیل ہوگی جو ایک عمر دراز تک بڑی بڑی ریاضتین کرتے ہین اور بلا کسی اُسوۂ حسنہ کے اقتدا کے مرجاتے ہین۔ حضرت اقدس نے جمعہ کے بعد اُن کا جنازہ پڑھا اور بہت دیر تک اُن کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ کیا ہی خوش نصیب ہین وہ جو حضرت امام ہمام کے سامنے مرتے اور اس پاک اعتقاد پر اُٹھاکر جاتے ہین اور پھر خلیفۃ اللہ اُن پر صلوۃ پڑھتا ہے وہ یقیناً فردوس کے وارث ہون گے خدا تعالے فرماتا ہے

اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ

مین اپنی سناتا ہون مجھے تو بڑا ہی رشک اُن لوگون کے حال پر آتا ہے۔ اس لئے کہ انکا خاتمہ تو یقیناً اچھا ہوگیا کہ وہ اس ایمان پر دنیا سے اُٹھے اور ہم ابھی زندہ ہین اور ہمارا ایمان امید و بیم مین معلق لٹک رہا ہے

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب + ربنا واتنا ما وعدتنا علے رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف

المیعاد خداوند کریم ہم سب کا خاتمہ اس ایمان پر کرے - آمین

عاجز عبدالکریم سیالکوٹی

اور وہ صحیفہ گرامی حضرت اقدس کا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی اخویم . . . .
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہنچا حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان مین رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا - هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق اور جیسا کہ یہ الہام ہوا

جری اللہ فی حلل الانبیاء

اور جیسا کہ الہام ہوا *
دنیا مین ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسکو قبول نکیا

ایسے ہی بہت سے الہام ہین جنمین اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالے کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسیقدر مراد ہے کہ خدا سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتلانے والا سو چونکہ ایسے لفظون سے جو محض استعارہ کے رنگ مین ہین اسلام مین فتنہ پڑتا ہے اور اسکا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات مین یہ لفظ نہین آنے چاہئین اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے جو شخص انکار مین حد سے گذرتا ہے جسطرح کہ وہ ایک خطرناک حالت مین ہے ایسا ہی وہ بھی خطرناک حالت مین ہے جو شیعون کیطرح اعتقاد مین حد سے گذر جاتا ہے - جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے نے اپنی تمام نبوتون اور رسالتون کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے - اور ہم محض دین اسلام کے خادم بنکر دنیا مین آئے ہین اور دنیا مین بھیجے گئے ہین نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناوین ہمیشہ شیاطین کی رہزنی سے اپنے تئین بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہین چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہین اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ مین ہین - رسالت لغت عرب مین بھیجے جانیکو کہتے ہین اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ باتون یا پوشیدہ حقایق اور معارف کو بیان کرنا سو اس حد تک مفہوم کو ذہن مین رکھکر دل مین اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہین ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح مین نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ کامل شریعت لاتے ہین یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہین یا نبی سابق کی امت نہین کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہین اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لین - کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہین ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہین ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچون کا کھیل بنانا نہین چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمین بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہین ہے اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ سے فیض و برکات پاتے ہین اور قرآن کے ذریعہ سے ہمین فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل مین نہ رکھے - ورنہ وہی خدا تعالے کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا - اگر ہم اسلام کے خادم نہین ہین تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے زیادہ خیریت ہے والسلام

مورخہ ۷ر اگست ۱۸۹۹ء

* **نوٹ** ایک قرارت اس الہام مین یہ بھی ہے کہ دنیا مین ایک نذیر آیا - اور یہی قرارت براہین مین درج ہے اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرارت درج نہین کی گئی " منہ

امام اعظم رض کا

عہدہ قضا منظور کرنے سے انکار

خلیفہ منصور نے امام اعظم ابوحنیفہ کو طلب کرکے ان کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا - امام صاحب نے صاف انکار کیا - اور کہا کہ مین اسکی قابلیت نہین رکھتا منصور نے کہ جسکو امام صاحب سے پہلے بھی کسی وجہ سے ناراضگی تھی خفا ہو کر کہا کہ تم جھوٹے ہو امام صاحب نے کہا کہ اگر مین جھوٹا ہون تو یہ دعوی ضرور سچا ہے کہ مین عہدہ قضا کے قابل نہین کیونکہ جھوٹا شخص قاضی مقرر نہین ہوسکتا یہ تو ایک منطقی لطیفہ تھا لیکن دراصل وہ ایسے محتاط تھے کہ قضا کی ذمہ داری نہین اٹھا سکتے تھے مگر منصور نہ مانا اور اس نے اصرار کیا امام صاحب اپنے انکار پر قائم رہے خلیفہ نے انھین قید کیا اور اسی قید مین قید ہستی سے رہا ہوگئے ++

مولنا بالفضل اولنا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا خط

خاکسار نورالدین اللّٰھم اجعلہ کاسمہ آمین بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش پرداز ہے

جناب کو معلوم ہے کہ جناب واحد احد کی یکتا ذات پاک وحدۃ کو کیسی پسند فرماتے ہیں۔ ہمارے سردار و مولے افضل الرسل خاتم النبین پر احسانات کا اظہار فرماتے فرماتے ارشاد کرتا ہے

لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ

اور اس کے بالمقابل اختلاف پر اپنا سخط یوں ظاہر فرمایا۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ

جناب حافظ صاحب صرف مطاعن سے کام لینا کوئی پسندیدہ امر اور مقصود تک پہنچانے والی بات نہیں۔ پہلے خلیفہ فی الارض حضرت ابو البشر آدم صفی اللہ صلوات وسلامہ پر خود ملائکہ نے مطاعن سے کام لیا مگر کیا فائدہ اٹھایا یہ قصہ سورہ بقرہ میں جو فاتحہ کی اعظم ترین تفسیر ہے بڑی عبرۃ کے لئے درج ہوا ہے غور کرو۔

مامور من اللہ پر دو قسم کے معترض اعتراض کرتے ہیں ایک طرف ملائکہ اور دوسری طرف ابلیس پس ہم کسی اچھے یا بُری معترض کے باعث ایک مامور امام کو کیوں چھوڑ سکتے ہیں۔

حضرت موسی صاحب الشریعہ پر بھی ایک متنفس بادشاہ اعتراض کرتا ہے جیسے بیان ہوا

ھُوَ مَھِیْنٌ وَّلَا یَکَادُ یُبِیْنُ لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ اَسْوِرَۃٌ مِّنْ ذَھَبٍ

تمام شیعہ اور خوارج صرف مطاعن سے کام لیکر شیخین ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہما اور ختنین علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافتوں سے انکار کر گئے ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ اگر ہم تواضع و انکسار و توبہ و استغفار کے بعد تھوڑی سی غور کریں۔ کیونکہ۔

اوّل تو پہلے انبیاء و رسل اور تمام راستبازوں کی تعلیمیں ہمارے پاس ہیں ان کے ساتھ **نئے مامور من اللہ** کی تعلیم ملالیں

دوم عقل کا معیار پاس ہے عقل سے تول لیں کیونکہ **اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ** سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نعمت بیکار نہیں۔

سوم وجدان و فطرۃ صحیحہ اگر وہم اور غضب سو اسے نہ دبایا جائے اور اسے بیکار نہ چھوڑا جائے تو بھی دین قیم کو ظاہر کرنیکا عمدہ سامان ہے

چہارم تائیدات سماویہ پر نظر کریں کہ آیا اس مدعی کے شامل حال ہیں یا نہیں

پنجم۔ نقل کو دیکھیں اور مسلم الثبوت نقل کو دیکھیں کہ آیا وہ اس مامور من اللہ کی موئد ہے یا نہیں۔

ششم ہمیں دیکھنا چاہئے کہ جس مامور من اللہ نے مامور من اللہ ہونیکا دعوے کیا ہے آیا اس کے دعوے کا وقت بھی ہے یا نہیں۔

ہفتم ہمیں مامور کی گزشتہ زندگی کو دیکھنا چاہئے کہ کیسے گزری۔

ہشتم جس کام کے لئے مامور مقرر ہوا ہے آیا اس میں لیاقت بھی اس کام کرنے کی ہے یا نہیں۔

نہم مامور کی قوت نظریہ علمیہ اور قوت عملیہ کیسی قوی ہے۔

دہم آیا کوئی ممتاز قوم تیار کر سکتا ہے یا نہیں۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ جسکو میں نے امام مانا ہے اس میں یہ دانہ از خروار اور قطرہ از انبار علامات موجود ہیں یا نہیں

(۱) پہلی نشانی کے لئے مرزاجی کی تعلیم موجود ہے غور کرلو کوئی امر تعظیم الٰہی یا شفقت علی کافۃ انام کے خلاف ہے۔ میں دلیری سے کہونگا اور کہتا ہوں کہ نہیں۔

۲۔ نشانی دعوی ہے کہ عیسی بن مریم فوت ہو چکے۔ دعوی ہے کہ مُردے واپس نہیں آتے۔ کیسی صاف باتیں ہیں جنکو عقل بلا تامل قبول کرتی ہے۔

۳۔ نشانی اُنیس سو برس سے ایک مفقود الخبر انسان کیا زندہ رہ سکتا ہے۔

(۴) اجتماع کسوف و خسوف ایسے رنگ میں ہوا کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ عطار اولاد حسب وعدہ ایسی عطا ہوئی کہ باید و شاید۔

۵۔ امر کو غور کرو سورۂ نور میں مولی کریم وعدہ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔ کہ تم لوگوں میں مومنو! نیک اعمال والے ایسے خلفاء ہوں گے جیسے پہلے ہوئے۔ اور باجماع اہل حدیث و کتب احادیث عیسی بن مریم کا نزول ثابت ہے۔ جیسے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مثل موسی تشریف لائے تھے آپ کی صدی چہاردہم میں مثل عیسی ضروری تھے اور یہ عیسی بن مریم کے نزول کے لئے نقل مفید ہے نہ کسی موسئی کے واسطے

۶۔ کسر صلیب کا وقت بھی ہے پس جسکی کامل توجہ کسر صلیب پر مبذول ہے وہی مامور من اللہ ہو سکتا ہے

۷۔ ہمارے مامور اور امام کی گزشتہ زندگی کے واسطے اسکا ہمدرس محمد حسین گواہ حافظ محمد یوسف منشی الٰہی بخش تمام قادیان کے عمائد گواہ ہیں۔ یستحی ان یقول

وَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

۸۔ لیاقت کا حال لکھوں تو کیا لکھوں مخالف و موافق نے سلطان القلم مانا ہوا ہے اور اس پر آشوب زمانہ میں جس میں لوگ مادر پدر آزاد ہو رہے ہیں۔ ایک عظیم الشان کثیر التعداد سپاہ کا سپہ سالار ہے۔

۹۔ علم و عمل کا کوئی تجربہ کرکے دیکھے باین امراض کیسے نکات اور کسقدر تصنیف کر سکتا ہے قابل غور ہے۔

۱۰- ممتاز قوم کا تیار کرنا۔ اس کی ممتاز جماعت سے ظاہر ہے۔

آریہ۔ برہمو۔ سناتن۔ سکھ۔ پادری۔ یہود کی صفت ملان۔ سجادہ نشین۔ عوام۔ خواص۔ اس کی دشمنی مین کیسی سر توڑ کوششین کر رہے ہین۔ مقدمات کئے۔ فتوے لگائے۔ جھوٹے اتہامات کے لئے ایمان فروشی کی مگر

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا

کا سچا وعدہ کیسے زور سے جلوہ گر رہا۔ والحمد للہ رب العلمین۔ مولوی لوگون۔ فلسفہ دہریہ۔ وغیرہ وغیرہ کا مباحثہ تو ذرہ بھی مشکل نہین بالکل سہل ہے اور انکا ضرر بھی کوئی معتدبہ ضرر نہین۔ کیونکہ اس کے باعث جناب الٰہی کی شان مین واقعی کوئی بٹہ نہین لگ سکتا۔

الا سردست آپ کی جماعت کچھہ ایسا فکر کر رہی ہے کہ اسلام کے نازک سر پر ایک پہاڑ گرا دے اور اسکا سر پھوڑ کر چور کر دے اگرچہ انشاء اللہ اسلام کا حافظ و ناصر السلام نام ذات ہی۔

برا ماننے کی بات نہین حافظ صاحب غور کرو کہ ایک طرف مرزا دعوی کرتا ہی کہ مین مامور من اللہ ہون۔ آپ بھی آجتک اس کی تصدیق کرتے رہے۔ کم سے کم اگر مفتری و کذاب ہوتا تو آپ لوگ اس سے تعلق نہ رکھتے۔

پھر وہ کہتا ہے کہ میرے متبع ہمیشہ تک ہان قیامت تک میرے منکرون پر بڑھے چڑھے رہین گے۔

مرزا کا دعوی ہے کہ مین امام برحق ہون جو مجھہ امام برحق کو نہ مانے گا جاہلیت کی موت مریگا۔ دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب کو الہام ہوتے ہین کہ مرزا مسرف کذاب ہی۔ اور کم سے کم مرزا کی بیعت کو تو آپ بھی ایک لغو امر یقین کرتے ہین جیسے آپ کے فعل سے ظاہر ہے۔

پس کیا دونون الہام۔ مرزا جی کے اور منشی جی کے ایک چشمہ سے نکل سکتے ہین۔ ہرگز نہین نہین **وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا**۔

آزاد خیال۔ مخالفان اسلام۔ بل عامہ موافقان اسلام کو بھی کیسا موقع ہے کہ کہدین۔ کہ الہام بھی لغو اور بیہودہ چیز ہے کہ ملہم باہم ایسے متخالف ہین حالانکہ الہام الٰہی ہی اختلاف مٹا دینے کا ایک عمدہ ذریعہ ہو سکتا ہے۔

حیرت ہے کہ ایک طرف تو خدا کہی کہ تو عیسی بن مریم۔ مہدی۔ مجدد الوقت ہے اور دوسری طرف کہے کہ نہ فلان شخص تو موسی و عیسی برگزیدہ وہ دوسرا عیسی مفتری و کذاب ہے۔

اب بتائیے کہ کس معیار سے ہم دونو تمیز تفرقہ کرین۔ حافظ صاحب غور کرو اور سوچو اور تامل سے کام لو۔

آپ کی بعض تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ مرزا خاموش ہوجائے حتی کہ محمد حسین سے صلح کرلے۔ دعاوی ترک کر دے۔ مگر فرمائیے کہ جسکو الہام ہوتے ہون کہ تو مہدی ہے۔ مجدد ہے۔ عیسی بن مریم ہے۔ تو دعوی کر۔ دعوت مین ہوشیار ہو جا۔ تو کامیاب ہوگا۔ وہ آپ کے کہنے پر کیونکر خاموشی اختیار کرے اور امام ہو کر آپکا کیونکر ماتحت ہو۔

العاقبة للمتقین

کا پاک جملہ اور تائیدات الٰہیہ کا مقدس سلسلہ یقین دلاتا ہی کہ فیصلہ ہو کر رہیگا۔

مگر انسان کو سعی کرنا لابد ہے اور سنت اللہ کے مطابق ہے اس لئے عرض ہے کہ جناب کوئی موقع دین جسمین مین اور آپ ملین تو اس معاملہ پر روبرو کچھہ گفتگو کی جاوے۔

یہ ایک خطرناک مصیبت ہی کہ دو آدمیونکو متخالف الہام ہوتے ہین اور دونون منجانب اللہ ہون۔

اگر منشی الٰہی بخش صاحب کچھہ ارقام فرماتے ہین تو آپ جانتے ہین کہ مرزا جی لکھنے مین بے نظیر شجاع ہین۔ بلکہ وہ تحریر کو اپنے لئے ایک تائید الٰہی اور کرامت و معجزہ یقین کرتے ہین **ولا فخر** حق۔

حافظ صاحب ہماری جماعت مین بھی بہت سارے ملہم ہین۔ اگر صرف الٰہی الہام عام اشخاص کا خلفاء اللہ کو خلافت امامت مہدویت سے بیکار کر سکتا ہے تو تمام انبیاء و رسل اور آئمہ مہدیین کی خلافت باطل ہو سکتی ہے۔ مجھے آپ کی حق پسند طبیعت اور مصالحت کی خواہش کرنے والی آپکی ارادت نے یہ خط لکھوایا ہی۔ آپ اس معاملہ مین بہت غور کرکے کوئی جگہ اور کوئی وقت مقرر فرما دین جہان مین اور آپ مل سکین۔

شاید حضرت حق سبحانہ وتعالے کوئی عمدہ سبیل نکالدے۔ صرف آدمی کو اسی واسطے روانہ کیا ہے۔ آپ از راہ کرم بہت تامل کے بعد جواب دین۔ اور بعد از ملاقات کم سے کم آپ استفسار کرلین۔ کہ

اوّل کہ تائیدات الٰہیہ کھلے طور سے اور کامل زور سے کس کے ساتھہ ہین۔

دوّم برس چھہ مہینے مخالفت چھوڑ کر آپ لوگ خاموش ہو رہین اور دیکھین کیا جلوہ گری ہوتی ہے۔

سوّم انتظار فرماوین کہ **اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ**۔ کا نشان دیکھنے والے کیلئے کس طرح پر ظہور فرماتا ہی۔ یا گزشتہ نشانون سے مقابلہ کرین کہ کھلے طور پر اور زور سے کس کی تائید ہوئی۔ اور دوسری بات مین انتظار کیا جاوے کہ آئندہ برس یا چھہ ماہ تک تائیدات الٰہیہ کس کے شامل حال رہتے ہین۔

چہارم بات یہ ہے کہ دیکھا جاوے کہ کس کا وجود اپنی بقا سے مفید ہے اور کس کا وجود نکما اور بیکار ہو کر دنیا کے لئے برکت کا موجب نہین ہوتا ہے۔

ضروری یادداشت

معزز ناظرین! یہ وہ خط ہے جسپر لاہوری ملہم پارٹی نے حضرت مولانا صاحب کو اس خط لکھنے کی ضرورت محسوس کرائی جو گذشتہ نمبر مین شائع ہوا ہی اسی خط سے لاہور کی ملہم پارٹی نے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا ہمارے محسن و مخدوم مولانا نور الدین صاحب نے ان کو حضرت اقدس کے خلاف الہامات شائع کرنے سے بست روکا ہے۔ ناظرین خود اندازہ کرین! اور حسب لفظ پر ان لوگون نے ٹھوکر کھائی ہے اسپر کسی اگلی اشاعت مین انشاء اللہ ایک واضح نوٹ لکھا جاوے گا۔ — ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت ہی نافع ہے
یہ وہ مرہم ہے جو واقع صلیب کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب سے بعد چار پہر کو
ملا اور اپنی وہ زخم اُنکو دکھائی جو صلیب پر کھینچنے سے آپکے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھوکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کو ان چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم طیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخم پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے **طبی کتابوں** میں ذکر ہے کہ ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب
اور کیا اطبائے اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اس کو بنایا تھا ❋ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم **عیسی** کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج
ہے اور اس کے عجیب وغریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریفیں اتنی ہیں جد لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کیا کرتے تھے مگر اس مرہم نے خود حضرت مسیح کو ہی اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کے لئے نہایت پُرتاثیر دوا ہے۔

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل کے لئے جس قدر مرہم
اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کر کے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

**طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم - پھنسی -
پھوڑے - گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم -
تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا
جانوروں کا کاٹ لینا - جلجانا - عورتوں کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ**

قیمت فی ڈبیہ

عہ - ۱۲ر

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے

طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم عہ فی تولہ سے خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور۔

(ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے)

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین چلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

---

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے جیسے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵ ۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکونمین خود و خود دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی مین فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر بر جلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے مین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام جو لاہور کی [illegible] بنک مین [illegible] جمع کیا گیا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب
اخبار الحکم
قادیان دارالامان ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء

مکتوب امام اخر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا خط پہنچا۔ جسقدر آنمخدوم نے کوشش اور سعی اُٹھائی ہے اور اپنے نفس پر مشقت اور تحمل مکروہات روا رکھا ہے یہ سب خداوند کریم کی ہے عنایت ہے تا آپ کو اُس کے عوض مین وہ اجر عطا فرماوے جسکا عطا ہونا انہین کوششون پر موقوف تھا۔ جس کریم رحیم نے اِس عاجز نالائق کو اپنے غیر متناہی احسانون سے بغیر عوض کسی عمل اور محنت کے ممنون اور پرورش فرمایا ہے وہ محنت کرنے والون کی محنت کو ہرگز ضایع نہین کرتا۔ خدا کی راہ مین انسان ایک ذرہ بات مُنہ سے نہین نکالتا اور ایک قدم زمین پر نہین رکھتا جسکا اُسکو ثواب نہین دیا جاتا۔ لیکن مین اسجگہ یہ بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہون کہ آپ اپنے جوش دلی کے باعث سے لوگون کے پاس جاتے ہین کہ جو ظنون فاسدہ اپنے دل پر رکھتے ہین اور غرور اور استکبار نفس سے بھرے ہوئے ہین یہ ہرگز نہین چاہیئے اس کام کی خداوند کریم نے اپنے ہاتھ سے بنیاد ڈالی ہے اور وہ ابھی اِس بات کے تعلق ہو رہا ہے کہ شوکت اور شان دین کی ظاہر کرے اور اِس بارہ مین اُس کی طرف سے کھلی کھلی بشارتین عطا ہو چکی ہین سو جس بات کو خدا انجام دینے والا ہے اُسکو کوئی روک نہین سکتا۔ دنیا مردار ہے اور جسقدر کوئی اُس سے نزدیک ہے اُسی قدر ناپاکی مین گرفتار ہے اور بد باطن اور بدبودار ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ مؤمن کے لئے لازم ہے کہ دنیا دار کے سامنے تذلل اختیار نہ کرے اور اُس کی شان باطل کو تحقیر کی نظر سے دیکھے۔ انسان دنیا دار کے سامنے نرمی اور تواضع اختیار کرتا ہے یہانتک کہ حضرت خداوند کریم عز و جل کے نزدیک مشرک ٹھیرتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ بجز قادر توانا کے کوئی کام کسی کے اختیار مین نہین اور تمام آسمان و زمین اور تمام دل اُس کے قبضہ مین ہین اور قدرت سخت درجہ پر متصرف ہے اور اگر وہ کسی کام مین توقف کرتا ہے تو اسلئے نہین کہ وہ اُس کے کرنے سے عاجز ہے بلکہ اُس توقف مین اُس کی حکمتین ہوتی ہین مخلوق سب ہیچ اور ادنے سے اور مردہ ہے نہ اُس سے کچھ نقصان متصور ہے اور نہ نفع۔ دنیاداروں سے مطلب براری کے لئے نرمی کرنا دنیادارون کا کام ہے۔ اور یہ کام خالق السموات و والارض کا ہے مجھکو یا آپ کو لازم نہین کہ ایک بدنصیب دنیا دار سے ایسی لجاجت کرے کہ جس سے اپنے مولی کی کسرشان لازم آوے جو لوگ ذات کبریا کا دامن پکڑتے ہین وہ متکبرون کے دروازہ ہرگز نہین جاتے اور لجاجت سے بات نہین کرتے سو آپ اس طریق کو ترک کردین اگر کسی دنیا دار مالدار کو کچھ کہنا ہو تو کلمہ مختصر کہین اور آزادی سے کہین اور صرف ایک بار پر کفایت رکھین۔

اور بابو محمد کو روپے بھیجنے سے منع کردین

اور مناسب ہی کہ آپ یہ سلسلہ غریب مسلمانون مین جاری رکھین دوسرے لوگون کا خیال چھوڑ دین اس مین ذرہ تردد نہ کیا کرین ۔ تعجب کہ آپ جیسی آدمی متردد ہو جائین ۔ اگر ایک کا ذب بیدین جو دولت مند ہو کسیکو وعدہ دے جو میری بڑی مشکلات پر بڑی مدد کرون گا تو وہ اُس کے وعدہ سے تسلی پکڑ جاتا ہے لکھا ہے کہ اول مرتبہ مین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابی کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے ہمراہ رکھا کرتے تھے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمک من الناس یعنی خدا تجھکو لوگون سے بچائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سبکو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھکو تمھاری حفاظت کی ضرورت نہین اسواسطے سمجھین کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اگر تمام لوگ مُنہ پھیرین تو مین زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہون ۔ پھر جب قادر رحمن رحیم ساتھ ہے اور اُسکی طرف سے مواعید ہین تو کیا غم ہے دنیا دار کیا چیز ہین اور کیا حقیقت تا اُن کے سامنے التجا کی جائے اور اگر خدا چاہتا تو اُن کو ایسا سخت دل نہ کرتا ہم نے یہی چاہا تا کہ اُس کے نشان ظاہر ہون ۔ تاریخ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء مطابق ۷ جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۶ ہجری ۔

اسلام پر ایک نظر

از مولانا مولوی نور الدین سلمہ ربہ

اسلام نے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہین جس کا حکم اور کوئی بری اور ناپسند بات نہین جس کی ممانعت نہ کی ہو ۔ بارہا سوال ہوا ہے اسلام کو ہماری معاشرت اور دنیوی امور مین دخل ہے یا نہین مجھے یقین ہے اسلام ہمارے اُن امور مین جنکا تعلق ہماری عام حالت صحت اور مرض سے ہے راحت بخش مقنن ہے یہ صحت یا مرض روحانی ہو یا جسمانی ۔ ہان ایسے امور مین جو خاص ملک یا خاص آب و ہوا یا خاص اسباب مختص الزمان یا مختص المکان کے ساتھ تعلق رکھتے ہون

اسلام آزادی بخش مذہب ہے

توحید کا وہ بیان کہ ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی عبودیت کا اقرار ایمان کا لازمی جزو قرار دے کوئی انکار کر سکتا ہے ؟ کہ کتب سابقہ کے ان الفاظ نے "اسرائیل میرا پہلوٹھا ہے" "میرا اکلوتا بیٹا" "موسیٰ خدا سا" وغیرہ وغیرہ اور سجدہ کی عام رسم نے توحید الوہیت مین نقصان نہین پہنچایا ؟

ویدون مین اگر صاف صاف حکم ہوتا کہ سورج اور چاند اور عنصری آگ اور دیوون کو سجدہ اور عبادت نہ کرو تو یہ جھگڑا جواز یا عدم جواز بت پرستی کا آریہ ورت مین کیون پڑتا ۔

اخلاق وہ کسی نبی پر کوئی اعتراض نہین سب کا ماننا سب کا ادب اسلام مین ضرور ہوا ؟

قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا

لوگون سے بھلی باتین کہو

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

(اور تم لوگ اُنکو بُرا نکہو جو ماسوی اللہ کو پکارتے ہیں) اس سے بڑھکر کون حکم ہے جو مصدر اخلاق ہو سکے ۔ تعجب آتا ہے الزامی طور پر بھی قرآن عیوب کا اشارہ نہین کرتا ۔

آپ نے کوئی حکم ایسا نہین فرمایا جسمین آج ہمین کہنا پڑے کہ کاش اسلام مین یہ حکم نہ ہوتا ۔ کسی ایسی چیز سے منع نہین فرمایا جس مین آج ہم کو یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ کاش اسلامیون کو منع نہ فرماتے ۔

تمام عمدہ اور ستھری چیزون کی اجازت ہے ۔ گل برسی اور خبیث اشیاء سے ممانعت ہے ۔ نہایت پسندیدہ صفات مین عدل تھا

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ

(تحقیق اللہ تعالےٰ عدل کا حکم دیتا ہے) فرما کر اُس کی تاکید کی ۔ اور ظلم سے

أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ

(خبردار ہو خدا کی لعنت ظالمون پر ہی) کہہ کر سخت ممانعت کی ۔ (شرک بڑا ظلم اور عدل کی ضد ہے ۔) صدق بھو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

(مومنو! تقوی اللہ اختیار کرو اور صادقون کے ساتھ ہو جاؤ)

کہا اور کذب کے حق مین

لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

(جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے) فرمایا ۔ منشاء صفات کاملہ علم ہے اُس کے لئے

قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا

(کہ اے رب میرا علم بڑھا) آیا ۔ منشاء شرور جہل ہے اُسے

إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ

(مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو جاہلون سے نہ ہو) کہہ کر ہٹایا ۔ احسان کی ترغیب

إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

(اللہ تعالےٰ کی رحمت احسان کرنے والون کے قریب ہوتی ہے ۔) سے ظاہر ہے ۔ اور مدمقابل کی برائی

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ

(اور جب پیٹھ پھیرے دوڑتا پھرے ملک مین کہ اُس مین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین اور اللہ فسا د کرنے والون کو دوست نہین رکھتا -) سے عیان ہے -

معاد اور قیامت کا اعتقاد جو ہر خوبی اور نیکی اور دلی محبت وسلوک کا سرچشمہ اور تمام خوشیون اور امیدون کی غایت ہی ایسے دلائل قویہ قانون قدرت سے مستحکم کیا ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہین - ہان علوم مین جادو ٹونے نجوم کا عملی حصہ وغیرہ ردیات سے -

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ

(اور پیچھے لگے ہین اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت ملک سلیمان کی) فرما کر منع فرمایا - تمام امت کو کس امر کی تاکید کی - امت کو کیا کام سپرد کیا -

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

(یعنی تم سب اُمتون سے جو پیدا ہوئین بہتر ہو لوگون مین پسندیدہ باتون کا حکم کرتے ہو اور بری اور ناپسندیدہ باتون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو -) اسلام کی خوبی کیا بتائی - من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ یعنی اسلام کے معترف مسلمان کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیفائدہ غیر مقصود چیز کو چھوڑ دے اور پھر ایمان کا مدار اسپر رکھا لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ یعنی تم مین سے کوئی مومن کامل نہین ہو سکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے اسی چیز کو دوست نہ رکھے جو وہ اپنے نفس کے لئے دوست رکھتا ہے -

یہ ہے **اسلام** اور اسکی **تعلیم**

اب بتلاؤ کہ ایسے ملک مین جو سراسر جہالت ہو اور کوئی کتاب اس ملک مین نہ ہو ایسی سیرت اور تعلیم کا آدمی جسکی تمام تعلیم قویٰ فطری اور قانون قدرت کے موافق ہو جس مین تمام روحانی ضرور یتین موجود ہون اگر معجزہ اور خرق عادت نہین تو کیا ہے -

---

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید مین سے چند باتین

(ہمارے اپنے الفاظ مین)

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

ہم نے انسان کو خلاصہ مٹی سے پیدا کیا

صلصال کے دو معنے ہین اور دونون صورتون مین قرآن کریم کا فلسفہ متعلق پیدائش انسان صحیح اور درست ہے اول صلصال کہتے ہین خلاصہ کو اور یہ اس صورت مین سلّہ سے نکلا ہے - دویم جبکہ یہ صَلّہ سے مشتق ہو اُسوقت اس کے معنے ہین مختلف اجزا مین سے کھنچا ہوا -

بہرحال انسان کی پیدائش پر غور کرو - ایک دانہ جو زمین مین ڈالا جاتا ہے مٹی کے ساتھ ملکر وہ ایک پودہ کی صورت مین نشو ونما پاتا ہے گویا اس دانہ کا خلاصہ وہ درخت ہے اور اُس درخت مین سے ایک سبز بال نکلتی ہے جو اُس پودہ کا لب لباب ہے پھر مختلف عمل کرنے کے بعد وہ دانہ جدا ہوتا ہے اور پھر اُس دانہ کا خلاصہ ایک آٹا بنتا ہے اُسمین بھی بعض اجزا ملے ہوئے ہوتے ہین اس لئے اسکا خلاصہ چھلنی کے ذریعہ نکلتا ہے اور انسان اسکو کھاتا ہے - معدہ مین جا کر مختلف قسم کے تیزاب اُس کے خلاصہ بنانے مین کام کرتے ہین - غذا کو اندرونی مشین مین بہت سے چکر کھانا پڑتا ہے یہان تک کہ آخر اُس کا فضلہ پاخانہ کے راستہ سے نکل جاتا ہے اور پھر اصل خلاصہ خون کی شکل اختیار کرتا ہے جب کہ جگر صفرا کو الگ کر دیتا ہے - اور پیشاب الگ ہو جاتا ہے زان بعد یہ خون حرکت کرتا ہوا خصیہ مین پہنچتا ہے جہان منی بنتی ہے اور جو انسان کی پیدائش کا موجب ہوتی ہے لیکن ابھی یہ خلاصہ ہوتا ہے اور اُس منی سے پھر ایک لوتھڑا (علق) بنتا ہے اب غور کرو کہ کیسا خلاصہ ہے قرآنی فلسفہ کی تائید مشاہدہ قدرت کیسے کھلے کھلے طور پر کر رہا ہے -

یہ ہے قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت منجملہ اور دلائل قویہ کے - غرض خدا تعالے نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے -

---

اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ

مجھے یوم بعث تک ڈھیل دے

یہ شیطان کا مقولہ ہے - جو سورۃ الحجر مین اللہ کریم نے نقل فرمایا ہے - شیطان کیا ہے اُسپر اسوقت کسی بحث کی ہمکو ضرورت نہین متعدد مرتبہ مختلف صورتون مین شیطان کے متعلق مضامین ہم شائع کر چکے ہین اور خدا تعالے چاہے گا تو کسی وقت جداگانہ بحث بھی اس مضمون پر ہوگی سردست ہمکو یہ بتلانا ہے کہ یوم یبعثون سے کیا مراد ہے - بعثت کے دن سے قیامت بھی مراد ہوتی ہے مگر اس مقام پر قیامت مراد نہین بلکہ اس مقام پر انسان کا اپنی غفلتون سے بیدار ہونیکا ذکر ہے - انسان دھوکا کھا سکتا ہے جبتک کہ اس کے اندر ایک نئی تبدیلی نہ ہو - پاکیزہ خیالات پاکیزہ باتین اُسمین پیدا نہ ہون جب انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرتا ہے تو وہ گویا اپنی پہلی حالت سے جو موت کے مشابہ ہوتی ہے نئے سر سے پیدا ہوتا ہے - انبیاء علیہم السلام یا اُن کے نقش قدم پر آنے والے مجددوں کے وقت بھی ایک بعثت ہوتی ہے -

تو اصل بات یہ ہے جو اس آیت مین

اللہ کریم نے بیان فرمائی ہے کہ انسان ابھی وقت تک شیطان کی حکومت کے نیچے رہتا ہے جب تک کہ وہ صلاحیت اور تقویٰ پیدا نہین کرتا۔ لیکن جب وہ مخلصین کے زمرہ اور عباد اللہ کے گروہ مین داخل ہو جاتا ہے تو شیطان کا کوئی تسلط اُس پر نہین رہ سکتا۔ جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ بات ہمارے اپنے خیال مین مایوس کرنے والی ہے کہ شیطان قیامت تک انسانکو گمراہ کرتا ہے۔ کیونکہ جب قیامت تک ایک باعث اور محرک سیّآت لگا ہوا ہے تو بیشک انسان ایک مخمصہ مین ہے۔ مگر یہ بات نہین انسان جس وقت چاہے اُس کے محرکات سے بچ سکتا ہے۔ عِبَادُ اللّٰہ کے زمرہ مین آئے اور فَادْخُلِی فِیْ عِبَادِیْ معزز خطاب حاصل کرے پھر اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ خدا کا وعدہ سچ ہے۔ ہان ضرورت ہے تبدیلی کی ضرورت ہے تقویٰ اللہ اور خشیت الٰہی کی ضرورت ہے ایک مخلص دل کی۔ پھر اللہ تعالےٰ کا فضل خود دستگیری کرتا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ شیطان کی غلامی سے نکلے اور ملائکۃ اللہ اُسے سجدہ کرین وہ وہ دل پیدا کرے

جو آدم کو ملا

لَہَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ

جہنم کے سات دروازے ہین۔

حضرت مولانا صاحب نے اسپر فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے خاص فضل مین سے جو اُس نے فہم قرآن کے متعلق مجھے دیا ہے یہ بھی ہے کہ جہنم کے سات دروازون کی حقیقت بتلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بتلائی۔ وہ سات راہین یا سات دروازے جنسے انسان جہنم مین داخل ہوتا ہے یہ ہین۔

اوّلاً۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا۔

ثانیاً۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔

ثالثاً کسی کو ناحق قتل کرنا۔

رابعاً۔ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا

خامساً فی سبیل اللہ جنگ مین پیٹھ دینا۔

سادساً یتیمون کا مال کھانا۔

سابعاً جھوٹھی قسم کھانا۔

پس ان سات راہون کو چھوڑ دو کہ جہنم تک لیجاتے ہین۔ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والون کو اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے آمین ——— آمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ اللّٰہَ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف۔ دینی ضرورتون کے مہیا کرنیکی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر مین ناحق کا دردسر اُٹھا کر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہان تک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو۔ سو سُن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ مالہ ۱۱۱ ہوگیا ہے۔ علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لایق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے۔ ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے اسلئے کہ طلباء مدرسہ کی ترقی کی تعداد قطعاً اسی پر موقوف ہے۔

وائی چندہ دینے والے مقرر رقم مین کچھ اضافہ کرین۔ غافل ہوشیار ہو جائین۔ اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجر لین۔ وَالسَّلام

المشتہر

عبد الکریم سیالکوٹی

منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

خطبہ موعظت

جو حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۸ جولائی ۱۸۹۹ء کو پڑھا

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْہُمْ مَنْ یَّقُوْلُ اَیُّکُمْ زَادَتْہُ ہٰذِہٖٓ اِیْمَانًا۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّہُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْہُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِہِمْ وَمَاتُوْا وَہُمْ کٰفِرُوْنَ سورۃ توبہ

جب اللہ کیطرف سے کوئی سورۃ

محمد اسمٰعیل

آثار¹ جاتی ہے نوان میں سے بعض
لوگ کہتے ہین کہ اس سورۃ کے نازل
ہونے سے کس کے ایمان مین ترقی
ہوئی۔ خدا تعالے فرماتا ہے کہ ترقی
ان لوگون کے ایمان مین ہوئی ہے جنکو
پہلے سے کچھ ایمان و یقین عطا ہوا ہی
نئی سورۃ کے نازل ہونے سے انکو
ایک نئی لذت اور نیا سرور ملتا ہے
آپس مین خوشیان مناتے ہین لیکن
جن کے دل مین روگ ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا
نہین جانتے ان کے خبث باطن
کو اور بھی ترقی ہوتی ہے اور کیٹ
پرکیٹ بڑھتی ہے یہان تک کہ اپنی
عناد و عداوت اور اپنی جلن و سوزش
مین ہلاک ہو جاتے ہین۔

خدا تعالے نے انسانی
فطرت کی افتاد ایسی رکھی ہے کہ وہ بہت
جلد مختلف اسباب سے غفلت کے
نیچے دب جاتی ہے چونکہ غفلت کے اسباب
سہل اور آسان اور بظاہر خوشنما اور
راحت بخش نظر آتے ہین نادان انسان
انہی سے متاثر ہوکر غفلت کا بندہ اور
غلام بنکر خدا سے دور جا پڑتا ہے۔
ایک ایسا زنگ دل پر بیٹھ جاتا ہے
جسکے صیقل کرنے کے ہتھیار (جو استغفار
اور رجوع الی اللہ ہین) بدون فضل
الٰہی حاصل نہین ہو سکتے۔

مشاہدۂ قدرت مین جو خدا تعالی
کا کھلا ہوا صحیفہ ہے ہم دیکھتے
ہین کہ جیسے نازک اور خوشنما پھول درخت
پر آبپاشی چاہتے ہین اور بدون اسکو
وہ تازہ اور شگفتہ رہ ہی نہین سکتے
خواہ وہ پانی زمین سے آوے یا آسمان
سے ٹھیک اسی طرح پر ایمان و یقین کا
راحت رسان پھول شگفتہ نہین رہ سکتا
جب تک کہ تازہ اور زندہ نشان جو
ایمانی ترقی کا موجب ہوتے ہین نازل
نہ ہون۔ اگر ایسا نہو تو جیسے وہ غنچہ
بند کا بند ہی پژمردہ ہو جاتا ہے جبکہ
اسکو عین وقت پہ پانی نہین ملتا۔ ویسے
ہی ایمان کا لہلہاتا پودہ یکدم مرجھا کر مردہ
ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس
امر پر ایک بات بیان کی ہے۔

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ

یہ نصاری اور یہود کی قساوت قلبی اور
سنگدلی کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ
کیونکر وہ **انبیاء علیہم السلام**
کی پاک ہدایات اور مقدس نصائح
کو بھول گئے) جواب دیا ہے **فطال
علیہم الامد** ان کی امیدون کا
زمانہ دراز ہو گیا ان کی اس انتظاری پر
کہ کوئی عالم باعمل آوے مدتہائے
دراز گذر گئین۔ ان کی شبہائے تار کی
انتہا نہ ہوئی۔ آخر سنگدلی اور اپنی
مخترعہ خیالات مین مشغول ہو گئے۔
اس سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ
جیسے بارش وقت پر سرسبز کرتی ہے
اور انسانون کے کھیتے غلہ سے بھرتے
ہین ایسے ہی روحانی بارش کی ضرورت
شجر ایمان کے نشو و نما اور تر و تازہ ہونے
کے لئے ہے۔ بڑی ہی بدقسمت ہے وہ قوم!
جس مین روحانی سرسبزی اور بہتری
کے لئے یہ سلسلہ نہین ہے!!

بڑا ہی بدنصیب ہے وہ انسان!
جسکی امیدون کا خاتمہ ہو چکا اور جسنے
مان لیا کہ فلان فلان وقت تک یہ سلسلہ
چل کر محدود ہو گیا ایسے انسان! ایسی
قوم کے نزدیک خدا تعالے کہان قادر
مطلق! اور کہان ہمہ امید اور ہمہ حیات
ہو سکتا ہے۔ سچ پوچھو تو ان کا خدا
خدا ہی نہین بلکہ ایک مردہ اور بیت
دیا خدا ہے۔ پھر بالمقابل وہ قوم
کیسی مبارک اور بیدار بخت قوم ہے
جنکا ایمان ہے کہ ہر ضرورت حضر پر اللہ
تعالے کا کلام نازل ہوتا ہے اور اسی
نظام کے موافق جو اس جسمانی اور ظاہری
سلسلہ مین ہم دیکھتے ہین کہ جب شدت کی
گرمی پڑتی ہے تو ساون ٹھنڈے جھونکے
نیک طبیعتون کو نزول باران رحمت کی
بشارت دیجاتے ہین اسی طرح پر ان ٹھیک
اسی نظام پر ایمان خشک سالی اور یقین اور
معرفت کی آو ڑنگتے پر جب بارش نہین
ہوتی اسکو اوٹ لگنا کہتے ہین) ایڈیٹر۔ خدا
تعالے کی رحمت جوش مارتی ہے
اور اپنے برگزیدہ کے ذریعہ روحانی بارش
بھیجکر مردہ اور خشک ایمان مین ایک نئی
روح پیدا کر دیتی ہے اور یقین اور معرفت
کی آنکھ کو کھول دیتی ہے۔

آج روئے زمین مین دیکھلو
یہ آیت موجود ہے مگر ذرا سوچو اور بلند
نظری سے کام لو کہ اس سے لذت اٹھانے
والی کونسی قوم ہے؟ وہ کون لوگ ہین جنکو
ایمان اس کے پڑھنے سے تازہ اور مضبوط
ہوتے ہین؟ کیا وہ جو باوجودیکہ دیکھتے
ہین کہ جسمانی نظام مین وقت پر بارشین
ہوتی ہین لیکن روحانی دنیا مین ابد
الآباد کے لئے روحانی بارش کا امساک
قرار دے بیٹھے ہین؟ یا کیا وہ جو مانتے
ہین کہ اب بھی خدا اپنے برگزیدہ بندہ کے
ذریعہ سے اپنے فضل و رحمت سے دنیا
مین معرفت اور یقین کی روشنی پھیلا رہا
ہے اور روحانی امراض کے مبتلاؤن
کے لئے اس کا **مسیح** تریاق القلوب
کے ذریعہ سے ایک زندگی بخش رہا ہے؟
یقیناً یقیناً وہی آخری قوم! وہی آخری
گروہ!! جو **آخرین منہم** کا مصداق ہے
وہ بدنصیب کیا لذت اٹھا سکین گے جنہون
نے خدا کو ایک گونگا خدا بنایا ہے!!!

ہمارے ہادی کامل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وقت ہے اس
روحانی معلم کے پاس کچھ لوگ جمع ہوئے
ان کی تعلیم و تربیت کیونکر ہوئی؟ اسکو
کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہین جنکے دل نور معرفت سے
بہرہ ور ہین مگر وہ جو لوگون کے خود ساختہ
و خود تراشیدہ خیالات کی پیرو ہین وہ
تو غالباً سمجھ بھی نہین سکتے کہ صحابہ نے
سلوک کی منزلین کیونکر طے کین۔ مختلف
اخلاقی قوتون کے پیدا کرنے کے لئے کیا کیا
سامان کیا جو ایسے مستقیم الایمان لوگ پیدا
ہو گئے جنھون نے صرف اپنی روحانی
اور ایمانی قوت اور یقین کی طاقت سے دنیا
کو دکھلا دیا کہ وہ کیسے کیا بن سکتے تھے!
اور بن گئے کبھی وہ دیکھتے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پر دشمنون کیطرف سے

ایک ایسا حملہ ہوا ہے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی آغوش ربوبیت کا تربیت یافتہ نہوتا تو ہلاک ہوجاتا ۔ کبھی بدر کی لڑائی اُنکی عظمت کا نشان ہوتی ہے کبھی احزاب کبھی فتح مکہ کبھی کوئی اندرونی نشان بات بات میں اللہ تعالےٰ کی فوق الفوق اور غیب الغیب ہستی کا پتہ لگتا ہے کبھی کسی رؤیا اور کشف کا سُننا اور پورا ہونا اُن کی ایمانی قوتوں کے بڑھانے کا موجب ہوتا ہے ۔ جسطرح بارش سے سبزہ بڑھتا ہے اُسی طرح پاک صحبت میں رہ کر یہ گروہ ایمانی نشوونما پاتا اور نشان پر نشان دیکھکر خدا کے زندہ ہونیکا یقین تازہ کرتا تھا ۔ پس یادرکھو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک پاک نمونہ دنیا میں موجود ہے ۔ اب اگر اس نمونہ کے خلاف کوئی صوفی اور پیر اخلاقی اور روحانی قوتوں کے تزکیہ اور نجاستوں کے پاک کرنے کے واسطے کوئی ریاضت یا وظیفہ بتلاتا ہے تو میں کھول کر کہتا ہوں کہ یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ وہ طریقہ خدا سے نہیں اور وہ نمونہ حقہ نہیں ہے بجز اس کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ! اور صحابہ نے جس کی شاگردی کی وہی منجانب اللہ ہے باقی اپنے خیالات اور خود تراشیدہ باتیں ہیں ۔

پس اُن سے بچو ! اور دور بھاگو !! کہ انمیں زندگی کی روح نہیں !!!

اب پھر میں اصل مطلب کیطرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے نشان جب نازل ہوتے ہیں تو کس کا ایمان بڑھتا ہے ؟ ایمان میں اُن کے ترقی ہوتی ہے جنکو پہلے سے نور ایمان ملا ہے ۔ آفتاب کی روشنی سے وہی بہرہ ور ہوگا جس کی آنکھ میں روشنی ہے اندھا اُس سے کیا فائدہ اٹھائے گا ۔ میرے دوستو !! کیا آج اللہ تعالےٰ کی شکر گذاری کی جگہ نہیں ؟ کہ ٹھیک اسی طرح جیسے ہمیشہ سے سنت اللہ چلی آئی ہے خدا تعالےٰ کے نشانات کی بارش ہورہی ہے ۔ ہر ہفتہ میں دو تین مرتبہ خدا کے برگزیدہ اور خلیفہ

کے مُنہ سے ایسی باتیں سنی جاتی ہیں جو انسانی طاقتوں سے برتر ہوتی ہیں ۔ پھر اُن کو اُسیطرح پورا ہوتے دیکھکر یقین و معرفت کی قوت میں ایک استحکام اور طاقت آتی ہے ۔ آج صرف ہم ہیں جو ان آیات کے موافق کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا ایمان بڑھتا اور تازہ ہوتا ہے ۔ ایک عاجز انسان بے زر ۔ بے سامان ۔ بے زور یعنی دنیوی زور اور طاقت نہیں رکھتا اور پھر ایک گاؤں میں پڑا ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ نہ کسی قسم کے منصوبے کرتا ہے اور نہ کرسکتا ہے نہ کسی خادم کو دُکھ دیتا ہے نہ اُس کے ہاتھوں میں کبھی گدگدی ہوتی ہے کہ کسی بڑے سے بڑے قصور پر بھی کسی کو تھپڑ مارے پھر اس بیکسی و ناطاقتی کی حالت میں کبھی بدر کے قائمقام کسی ایک پادری نہ ایک نہ دو بلکہ سیکڑوں بعض ہندوؤں اور ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی مجموعی طاقت سے اُسکو نیچا دکھانے کے لئے اور بیگناہ پھانسی کے واسطے اقدام قتل کا مقدمہ کیا جاتا ہے ۔ ایکطرف مادی عقل کے بندے نہیں بیٹھے ایسی متفقہ کوشش کو دیکھکر فتوے دیتے ہیں کہ اب اس کا خاتمہ ہے ۔ مگر ادھر آسمان سے ملائکہ اُسکو ابرأ اُسے بے قصور ٹھیرانا کی راحت بخش آواز سے تسلی اور اطمینان بخشتے ہیں اور وہ پورے زور سے اپنی بریت کی بشارت دیتا ہے ۔ اب واقعات بتلاتے ہیں کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے مقام پر فتح ہوئی ٹھیک اُسی کے رنگ میں اس کو بد اندیش دشمنوں کے مقابلہ پر بالکل اُسی طرح جیسے وہ پہلے کہہ چکا تھا فتح ملتی ہے ۔ اور یوں خدا کی باتیں پوری ہوتی ہوئی ہم آئے دن دیکھتے ہیں ۔

اُس نے مقدمہ میں کسی کے پاس دانت نکالکر تضرع نہیں کی ۔ اور نہ اُسے ضرورت پڑی مگر پھر بھی وہی فتحمند ہوا ۔ جسکو انا الفتاح کہنے والے نے بشارت دی تھی والحمد للہ علیٰ ذالک

اب تم ہی بتلاؤ ! اے قوم کے برگزیدہ لوگو ! اے رفتار زمانہ سے آشنا مردو !! ذرا انصاف تو کرو اور کہو کہ کیا ایسے وقت میں قبل از وقت اُسحالت میں جبکہ مادہ پرست سطحی خیالات کے بندے !! دنیوی تدبیروں کے فرزند اُس کے استیصال کا فتویٰ دیتے ہوں اور بیشک ظاہری حالات اسی قسم کے ہوں یہ کہدینا کہ میں بری ہونگا خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت کے بدون ممکن ہے ؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں !

پھر

آج کون صوفی یا گدی نشین ہے جسکے پاس رہ کر اس الحاد کے زمانہ میں خدا تعالےٰ پر ایمان زندہ رہ سکتا ہے ؟ بولو تو سہی ! کیا سنگھڑ ۔ اور رتڑ چھتر ۔ بریلی ۔ کلیر ۔ پاک پٹن یہاں وہاں کی گدی ایمان کو زندگی بخش سکتی ہے ۔ ؟ یقیناً نہیں ان گدیوں میں فاسق کا فر ہوں ان میں کچھ امتیاز نہیں کوئی فتنہ و امتحان ایسا نہیں جو یہاں ہے حاکموں کی طرف سے کوئی نگرانی نہیں کوئی قطع تعلق اور فتنہ نہیں ۔ قوم کی طرف سے کفر کے فتوے اور قتل کے فتوے نہیں ۔ یہی ثبوت اس امر کے لئے کافی ہے کہ وہ خدا سے نہیں ہیں ۔ ایمان کے زندہ کرنے کے لئے ابتلا ضروری ہیں مامور من اللہ ابتلاؤں کے نرغہ میں ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان زندہ کرے ۔ اسکو مختلف قسم کے معرکے اور ہنگامے پیش آتے ہیں اور قبل از وقت خبر دیکر وہ کامیاب ہوتا ہے تا لوگوں کو دکھلائے کہ وہ خدا کی نگرانی میں ہے ۔ بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں جو خدا تک پہنچا سکے اور یقیناً نہیں !!!

میں خدا تعالےٰ کو گواہ رکھکر اسوقت مسجد میں اور پھر محراب میں کھڑا ہوکر خدا کے پاک کلام کو ہاتھ میں لئے ہوئے ایک قوت اور بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہی ایک سلسلہ ہے جو ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے

نقش مستقیم پر ہے - پس میرے دوستو! ہو دور ہو یا نزدیک ہو سُن لو کسقدر خوشی کی بات ہے کہ ہمارا ایمان نئی نئی شادابی حاصل کرتا ہے تم جانتے ہو کہ اُس روز جب **لعمان** کی خبر آئی تھی کہ وہان حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی نشانات کا ایک پتہ ملتا ہے تو ہمارے سید و مولی **امام** کو کسقدر خوشی ہوئی تھی میںنے اس خوشی کو محفوظ رکھا ہے یہ خوشی صرف دین کی کامیابی کی - اور نکلنے کی وجہ سے تھی - اس خوشی کا باعث صرف یہ تھا کہ اسلام کی زندگی! ہادی انام علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی!! اور قرآن کریم کی حیات کی ایک ممتاز راہ ہے یاد رکھو کہ اس قسم کی عزت اور دینی حمایت ماموریں الٰہی کے سوا ہو ہی نہیں سکتی!!!

پس میرے دوستو!

تم جہان ہو سنو کہ خدا نے ہمکو موقع دیا ہے کہ ہم اپنے ایمان کو تازہ کرین اور ایک بصیرت اور معرفت حاصل کرین۔

مگر یہ امر بھی سنا تھی ہے کہ وہ جنکے دل بیمار اور جنکی روح مردہ ہے وہ ایمان کی لذت اور یقین کی حلاوت کی حس کو کھو بیٹھے ہین اس لئے نشان پر نشان دیکھتے ہین مگر مردہ کیطرح بےحس و حرکت پڑے ہین - دیکھو! **کسوف خسوف** نے کسکو خوشی دی؟ ہمکو لیکھرام اور آتھم نے کسکو خوش کیا؟ ہمکو!! لیکن جو بدظنیون کے گڑھے مین گرے ہین انھون نے اور بھی بغض و عداوت مین ترقی کی - کاش! وہ دیکھتے اور ذرا دانش سے کام لیتے کہ ہر سال اُنپر کیسی شرمندگی کی بلا آتی ہے - ہر سال ہمارے دشمن ہماری قطعی ہلاکت کا حکم لگاتے ہین مگر جب وہ دیکھتے ہین کہ پہلے سے زیادہ قوت اور زور کے ساتھ ہم بڑھتے ہین تو ندامت سے ڈوب نہین مرتے مجھے خوب یاد ہے کہ جب ہمارے امام دہلی مین تھے میرے مخدوم مولوی نورالدین صاحب نے آنے کا ارادہ کیا عبدالواحد غزنوی نے کہا کہ مت جاؤ مرزا دہلی مین ہی یا دہلی سے نکل کر ہلاک ہو جاویگا

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ کیا ہی دشمنوں خدا کا اسکو اب تک زندہ رکھنا ان لوگون کے لئے ڈوب مرنے کی جگہ نہین ہے؟

ہنری کلارک کے مقدمہ مین دشمن کہتے تھے کہ خاتمہ ہوگیا؟ کیا نجات کے بعد اُن کے لئے منہ چھپانیکا مقام نتھا؟

ابھی پچھلے مقدمہ مین سنت اللہ سے ناواقف - خدا کی باتون سے ناآشنا الہام کے مدعی کہہ اُٹھے تھے کہ اب اس مقدمہ کے بعد اس سلسلہ کا خاتمہ ہے؟ کیا دن دونی رات چوگنی ترقی نے اُن کو ابھی سوچنے اور غور کرنے کی طرف توجہ نہ دلائی؟ آہ! وہ کیون نہین سوچتے!! اور کیون نہین سوچتے!!! حق تو یہ تھا کہ اب خدا کے اس مامور پر ایمان لے آتے اور اس ایمانی لذت اور معرفت یقین کی حلاوت سے بہرہ اندوز ہوتے جو مومن کے لئے مخصوص ہے مین اس سلسلہ کو کہان تک لمبا کرون یہ ناعاقبت اندیش ہر سال مین دو دفعہ یا ایک دفعہ بربادی کا حکم لگاتے ہین مگر اُن کی باتین اُن کے ہی منہ پر ماری جاتی ہین اور یہ خدا کا مرد بڑھتا ہے اور پہلے سے زیادہ قوت و استحکام کے ساتھ قدم اُٹھاتا ہے **ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ** -

ان ناعاقبت اندیشون نے جب ہرطرف سے ذلت ہی ذلت دیکھی تو اب مشہور کیا ہے کہ ولایت ختم ہوگئی مگر عنقریب **تریاق القلوب** ان کو بتلادے گا کہ وہ کیا کرتا ہے -

الغرض دوستو! آج ان آیات کی عظمت اور سچائی دنیا مین صرف یہی سلسلہ عملی طور پر دکھا رہا ہے پس اس کی قدر کرو - اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ -

امید تعالے مجھکو اور میرے حاضر و غائب دوستون کو سچی قدر کی توفیق دے اور ہماری زندگی موت اور حشر اسی سلسلہ مین ہو **رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** آمین

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

مندرجہ بالا الفاظ جو اسلام کے پہلی اصل کے نام سے موسوم ہین اپنے اندر جو کمالات رکھتے ہین ہم چاہتے ہین کہ کسی قدر مختصر طور پر اُنھین بیان کرین -

اس کلمہ کے دو جزو ہین - پہلا جزو **لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ** ہے جس کے معنی ہین کہ کوئی بھی (خواہ وہ کچھ ہی کیون نہو) بجز اللہ تعالے کے محبوب مطلوب معبود اور مطاع نہین +

محبت کا منبع اور اصل دو چیزین ہین - اوّل محبوب کا کمال حسن مین یکتا اور فرد ہونا دوّم اُس کے احسانات اور انواع و اقسام کی مروتون کا بے انتہا ہونا - پس اللہ تعالے کے حسن اور احسان کے مقابل مین کیا چیز ہو سکتی ہے - جب کہ ہر ایک چیز اُس کی مخلوق اور پھر ہر چیز انسان کی خادم اور بے منت و مزدوری اُسکے کام مین لگی ہوئی ہے اور ہر ایک اپنی زبان حال سے **يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ** - کے مصداق ہے

لہذا کوئی محبوب - اگر ہو سکتا ہے تو وہی جسکو **اللہ** کہتے ہین - اور **اللہ** لغت عرب کی رو سے اسکو کہتے ہین جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص اور عیوب سے منزہ اور مبرا ہو یہی وجہ ہے کہ **اللہ** تعالے کو **قرآن** شریف مین ہر جگہ موصوف کیا ہے

غرض **اسلام** نے بتلایا ہے کہ دنیا مین اگر کوئی محبوب ہو سکتا ہے تو وہ **اللہ** ہے - محبوب مطلوب ہی ہوتا ہے اور لذت محبت کا تقاضا ہی عبادت جون جون انسان پر خدا تعالے کے حسن و احسان کے نظارے کھلتے جائین گے اور ظلمانی حجب اور درمیانی پردے اُٹھتے جائین گے وہ اپنی عبودیت کے اقرار مین ترقی کرتا جائے گا اور اُس کی رضا جوئی کے لئے مشتاق وار دوڑے گا۔

پرستش کے بھی تین درجے ہوتے ہین یا ازروئے خوف کے ہو یا پرستش ازروئے طمع کے یا پرستش ازروئے محبت کے - ان تین مراتب کے علاوہ ایک اور درجہ بھی پرستش کا ہے جو ازروئے تشکر کے ہوا کرتی ہے اور حقیقت مین شکر اُس حمد کا نام ہے جو منعم کے عطای انعام پر کی جاتی ہے اور یہ پرستش ہرسہ اقسام متذکرہ بالا پر مشتمل ہے - اب معلوم ہوا کہ تحقق کامل مضمون لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یہ ہے کہ صرف اُسی سے ڈرے اور اُسی سے اُمید رکھے اور اُسی ایک سے پیار کرے ڈر انسان کو اُس سے پیدا ہوسکتا ہے جو انسان کی اپنی مجموعی طاقتون سے بالاتر اور قوی تر ہو - پس اللہ تعالیٰ سے بڑھکر جو القہار ہے کون قوی ہوسکتا ہے ہوی اُس کی صفت القہار ہے اُسکی صفت غالب اُسکی صفت ذو انتقام اُسکی صفت وہ پھر کوئی قوت کوئی طاقت زمین آسمان مین کونسی ہو سکتی ہے جس سے انسان ڈرے ؟ صرف اُسی سے اور ہان اُسی سے جو اللہ ہے طمع اور اُمید اُس سے پیدا ہو سکتی ہے جو املاک و خزائن کا مالک ہو - اور با این ہمہ احسان اور عام ربوبیت اُس کی شان ہو - اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کون خزائن و املاک کا مالک ہوسکتا ہے وہ جسکو چاہے بادشاہ کرے اور جسے چاہے ذلیل کرے وہی ہے جو خزائن کا مالک ہے اور پھر وہی ہے جو رب العالمین ہے رحمن ہے رحیم ہے بدون کسی عمل کے ہماری پرورش کر رہا ہے اور بے انتہا اجرام ارضی و سماوی کو ہماری کام مین لگا رکھا ہے پس اُس سے بڑھکر جائے اُمید کون ؟

محبت کے لئے ہم حسن اور احسان اصل بتلا چکے اور یہ اکمل طور پر اللہ تعالیٰ مین پائے جاتے ہین بلکہ ایسے طور پر کہ کل دنیا کی مخلوق بھی ابدًا ابدًا اُس کے احسانات و حسن کا ایک شمہ بھی بیان نہین کر سکتے -

غرض توحید کے ان مدارج کو حاصل کرنا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مفہوم و مقصود ہے - مگر اس توحید تک پہنچنا انسان کے اپنے ہاتھ مین نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے - پس اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اُسکی رحمت کا دسترخوان وسیع اور عام ہے اپنے اس فضل کو بھی مخصوص نہین کیا عام کیا جو چاہے اُس سے بہرہ حاصل کرے - ہان جیسا کہ اُسکا قانون اور سنت ہے کہ ہر ایک حاجت کے پورا کرنے کے لئے ایک ایک وسیلہ اور اسباب رکھدیا ہے جیسے کانون کی شنوائی کے لئے ہوا کا وجود ہے بینائی کے لئے سورج کی روشنی - اسی طرح پر اُس فضل کے حقدارون کے لئے ایک ذریعہ رکھا ہے جو قرآن شریف کے نام سے موسوم ہے - اسجگہ اُن لوگون کے وہم کا بھی ازالہ ہوتا ہے جو یہ کہتے ہین کہ جب مدار نجات توحید پر ہے تو پھر مسلمان کی کیا خصوصیت ہے بلکہ جو شخص توحید اختیار کریگا وہ نجات پالے گا - یہ ایک دھوکا ہے جو غور نہ کرنے والی کجرو طبیعتون کو پیدا ہوا ہے اُن کو خیال کرنا چاہئے کہ بیشک مدار نجات توحید پر ہے لیکن توحید کا حاصل کرنا اور صدہا وساوس اور ظنون مناقض توحید سے اپنے دل کو پاک کرنا یہ ایک ایسا امر ہے جو ایک کامل قانون اور مصفا اور اتم ہدایت کے بدون ممکن نہین ہے جو قرآن شریف ہے کیونکہ اکمل و اتم ہدایت ہونے کا اُسکا دعوی ہے اور نہ صرف دعوے بلکہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے - اور یہی وجہ ہے کہ دنیا مین بجز اہل اسلام کے اور کوئی فرقہ توحید خالص پر قائم نہین اور ذات باری کے ساتھ مختلف شریک اُن کو تجویز کرنے پڑے - پس توحید کامل جس پر مدار نجات ہے وہ صرف قرآن شریف لایا ہے اور دوسرے لوگون کی توحید در اصل توحید ہی نہین - بلکہ وہ شرک کی ملونی اپنے اندر رکھتی ہے پس قرآن شریف پر ایمان لانا ضروری ہوا - تاکہ وہ کامل یقین جو توحید کا مفہوم ہے حاصل ہو - اور یہ اُسیکو دیا جاتا ہے جو کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے - اور یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ توحید کامل محبت الٰہیہ کے لئے لازمی ہے - اور یہ امر خدا تعالیٰ نے خود فیصل کر دیا ہے کہ محبت الٰہیہ کا حصول بدون محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو نہین ہوسکتا جیسے کہ خدا نے فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ - پس

کلمہ شریف کے دوسرے جزو پر ایمان لانا ضروری ہوا - یہ ہے مختصر سی حقیقت کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کی

ستارہ قیصرہ

مندرجہ بالا نام کا ایک مختصر رسالہ ابھی چھپکر طیار ہوا ہے جسمین حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی برکات کا ذکر ہے اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ ممدوحہ کے عہد عدالت مہد مین اور اُن کے نہایت روشن ستارہ کی تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتین ظہور مین آئین ہین - الغرض یہ ایک دلچسپ اور لطیف رسالہ ہے اسکی صرف (۳۰۰) کاپیان طبع ہوئی ہین قیمت ۲ ہے مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام درخواست کرنے پر مل سکتا ہے -

قبول اسلام

اخبار عام مظہر ہے کہ مراد آباد کے مشہور منشی اندرمن مرادآبادی کے نبیرہ جگوتی سہائے پسر لالہ نراین داس پلیڈر نے دہلی مین اسلام قبول کیا - منشی اندرمن کو جسقدر اسلام کے ساتھ ضد اور عداوت تھی وہ اظہر من الشمس ہے مگر شمہ قدرت تو دیکھو اُسکی نسل مین سے اسلام کی صداقت پر مہر لگانیوالا پیدا ہوا والحمد للہ علی ذلک

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہی خونی زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنیکے لئے نہایت نافع ہی

یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیبی زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی جبکہ جب مسیح صلیب سے کے بعد اپنے حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم ان کو دکھائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کی ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے ان چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کی صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے طبی کتابوں میں ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کی فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبار اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اسکو بنایا تھا ✤ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر معہ نسخہ درج ہے اور اس کے عجیب و غریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ

حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا

یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کیلئے نہایت پر تاثیر دوا ہے

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کے لئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہی نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے

طاعون سرطان کے زخم ✤ خنازیر کے گھاؤ ✤ گلٹیاں ✤ چوٹوں کے زخم ✤ پھنسی ✤ پھوڑے ✤ گنج ✤ خارش ✤ طرح طرح کی جلدی بیماریاں ✤ ہر قسم کے ناسور ✤ پرانے گندے زخم ✤ تلی کا ورم ✤ بواسیر کا درد ✤ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا ✤ کان سے ریم بہنا ✤ جانوروں کا کاٹ لینا ✤ جلجانا ✤ عورتوں کی خطرناک بیماریاں ✤ سرطان وغیرہ قیمت فی ڈبیہ عہ ۱۲ – ا ر

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بہاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون و الیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۶ ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے رخالص ممیرہ فی ماشہ ۲۰ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیری سرمہ کے اشتہار ولنسے بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص معضلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے۔ اس لئے ہرکسی کے لئے استعمال مفید ہے معضلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم ہانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکوںمین جوز دجوزد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی مرض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جوکہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر اُن مریضون کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی اک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی شہادات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے بنک مین اسی مطلب کے لئے ۵ مارچ ۱۹۰۹ء تک جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی مالک وایڈیٹر کے لئے چھپکر شایع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اخبار الحکم

جلد ۳ قادیان دارالامن والامان ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۹ء

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علیشاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے - بعد سلام مسنون آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا یہ عاجز اگرچہ بہت چاہتا ہے کہ آنمخدوم کے بار بار لکھنے کی تعمیل کرے مگر کچھ خداوند کریم ہی کی طرف سے ایسے اسباب آپڑتے ہین کہ رُک جاتا ہون نہین معلوم کہ حضرت احدیت کی کیا مرضی ہے عاجز بندہ بغیر اُس کی مشیت کے قدم اٹھا نہین سکتا ایک رات **خواب** مین دیکھا کہ کسی مکان پر جو یاد نہین رہا یہ عاجز موجود ہے اور بہت سے نئے نئے آدمی جنسے سابق تعارف نہین ملنے کو آئے ہوے ہین اور **آپ** بھی ان کے ساتھ موجود ہین مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور مکان ہے **ان لوگون نے** اس عاجز مین کوئی بات دیکھی ہے جو انکو **ناگوار** گذری ہے سو اُن **سب کے دل منقطع ہو گئے** اُس وقت مجھکو کہا **وضع بدل لو ہینے** کہا کہ نہین **بدعت ہے** سو وہ لوگ بیزار ہو گئے اور ایک دوسرے مکان مین جو ساتھ ہے بیٹھ گئے تب شاید آپ بھی ساتھ ہین - مین آپ کے پاس گیا تا اپنی امامت سے اُن کو نماز پڑھاؤن پھر بھی اُنھون نے بیزاری سے کہا کہ ہم نماز پڑھ چکے ہین تب اس عاجز نے اُن سے علحدہ ہونا اور کنارہ کرنا چاہا اور باہر نکلنے کے لئے قدم اُٹھایا معلوم ہوا کہ ان سب مین سے **ایک شخص** چلا آتا ہے جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو **آپ ہین** اب اگرچہ خوابون مین تعینات معتبر نہین ہوتے اور اگر خدا چاہے تو تقدیرات معلقہ کو مبدل بھی کر دیتا ہے لیکن اندیشہ ہی گذرتا ہے کہ خدانخواستہ وہ آپ ہی کا شبیہ نہ ہو-

لوگون کے شوق اور ارادت پر آپ خوش نہ ہون - حقیقی شوق اور ارادت کہ جو لغزش اور ابتلا کے مقابلہ پر کچھ ٹھر سکے لاکھون مین سے کسی ایک کو ہوتا ہے ورنہ اکثر لوگون کے دل تھوڑی تھوڑی بات مین بدظنی کیطرف جھک جاتے ہین اور پھر پہلے حال سے پچھلا حال اُن کا بدتر ہو جاتا ہے بمصداق الارادت وہ شخص ہے کہ جو رابطہ توڑنے کے لیے جلد تر طیار نہ ہو جاوے اور اگر ایسا شخص پیر ارادت بھی کسی فسق اور معصیت مین مبتلا نظر آوے یا کسی اور قسم کا ظلم اور تعدی اس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا دیکھے یا کچھ اسباب اور اشیاء منہیات کے اس کے مکان پر موجود پاوے تو جلد تر اپنے جامہ سے باہر نہ آوے اور اپنی دیرینہ خدمت اور ارادت کو ایک ساعت مین برباد نہ کرے بلکہ یقینًا دل مین سمجھے کہ یہ ایک ابتلا ہے جو میرے لئے پیش آیا اور اپنی ارادت اور عقیدت مین ایک ذرہ فتور پیدا نہ کرے اور کوئی اعتراض پیش نہ کرے اور خدا سے چاہے کہ اُسکو اس ابتلا سے نجات بخشے اور اگر ایسا نہین تو کسی نہ کسی وقت اُس کے لئے ٹھوکر درپیش ہے-

جنپر خدا کی نظر لطف ہے اُن کو خدا نے ایک مشرب پر نہین رکھا بعض کو کوئی مشرب بخشا اور بعض کو کوئی اور - ان لوگون مین ایسے مشرب بھی ہین کہ جو ظاہری علماء کی

سمجھ سے بہت دور ہیں حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم مرسل خضر کے کاموں کو دیکھکر سراسیمہ اور حیران ہوئے اور ہرچند وعدہ بھی کیا کہ مین اعتراض نہیں کرون گا پر بجوش شریعت سے اعتراض کر بیٹھے اور وہ اپنے حال مین معذور تھے اور خضر اپنے حال مین معذور تھا غرض اس مشرب کے لوگون کی خدمت مین ارادت کے ساتھ آنا آسان ہے مگر ارادت کو سلامت لیجانا مشکل ہے بات یہ ہے کہ خدا کو ہر ایک زاہد کا ابتلا منظور ہے تا وہ ان پر انکی چھپی ہوئی بیماریان ظاہر کرے سونہایت بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اس ابتلا کے وقت تباہ ہو جائے کاش اگر وہ دور کا دور ہی رہتا۔ تو اس کے لئے اچھا ہوتا ابوجہل کچھ سب سے زیادہ شریر تھا رسالت کے زمانہ نے اسکا پردہ فاش کیا اگر کسی بعد کی صدی مین کسی مسلمان کے گھر پیدا ہو جاتا تو شاید وہ خبث اس کی چھپی رہتی سو خبث امتحان ہی سے ظاہر ہوتے ہین۔ بہتر یہ ہے کہ آنمخدوم ابھی اس عاجز کی تکلیف بیعت کے لئے بہت زور نہ دین کہ کئی اندیشونکا محل ہے۔ یہ عاجز معمولی زاہدون اور عابدون کے مشرب پر نہین اور نہ ان کی رسم اور عادت کے مطابق اوقات رکھتا ہے بلکہ ان کے پیرایہ سے نہایت بیگانہ اور دور ہے سیفعل اللہ ما یشاء اگر خدا نے چاہا تو وہ قادر ہے کہ اپنے خاص ایما سے اجازت فرماوے ہر ایک کو اسجگہ کے آنے سے روکدین اور جو پردۂ غیب مین مخفی ہے اس کے ظہور کے منتظر رہین باقی سب خیریت ہے ۱۸ جنوری ۱۸۸۳ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ

یہ مکتوب مقدس

خوب غور سے پڑھا جاوے کیونکہ اس سے اس عظیم الشان پیشگوئی کا پتہ لگتا ہے جو عباس علی کے انکار سے وابستہ ہے یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جس نے سترہ برس پہلے ایک واقعہ کی خبر دی اور وہ پوری ہوئی۔ (ایڈیٹر)

معیار الصادقین

۲۵ اگست ۱۸۹۹ء کے جمعہ کے خطبہ میں ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے جو مضمون بیان فرمایا اس مین ایک راستباز مامور من اللہ مؤید بتائید کی شناخت پر قرآن کریم کی ایک آیتہ شریفہ سے استنباط کیا گیا تھا۔ اس لئے آج کے خطبہ کو ہم مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہین قرآن کریم مین اللہ تعالےٰ نے اپنے مرسل اور مامور بندون کی شناخت اور امتیاز کے مختلف اصول بتلائے ہین انمین سے ایک اصول اور امتیازی نشان جو خصوصیت کے ساتھ انکو دیا جاتا ہے وہ ہے جو ہمارے محسن و مخدوم نے بیان فرمایا ہے اب کسی تمہید کے بغیر مولانا صاحب کی تقریر کو درج کرتے ہین

(ایڈیٹر)

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

میرے دل مین ایک خیال ہے۔ خیال نہین بلکہ اک عرصۂ دراز کی فکر اور غور کا یقینی نتیجہ اور تجربہ جسنے میرے دل کو ایک طاقت اور میری روح کو ایک لذت بخشی ہے اور جسنے مجھے بصیرت کے ساتھ ان باتون پر پہنچا دیا ہے جو اس آیت کے متعلق اپنے دوستون کو سناتا ہون۔

خدا فرماتا ہے ہماری ابدی عادت اور لاتبدیل سنت ہے کہ اسد نیا کی زندگی مین اپنے رسولون کو نصرت رسولون کو بلکہ ان کے سچے متبعین مؤمنین کو بھی ایک امتیازی نصرت کا نشان دیتے ہین۔ اور اسدن کہ جب کل اولیا اور انبیاء کل راستباز اور صادق غرضیکہ کل مخلوق اس میدان محشر مین جمع ہوگی ان کو اور بھی عزت و امتیاز دیا جائے گا۔

یہ ایک قانون الٰہی ہے جو مرسلین اور مؤمنین کے ساتھ ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ مین ابھی بتلاؤن گا کہ اللہ تعالےٰ کی اس سنت محکمہ نے مختلف اوقات مین کیونکر اپنی صداقت کی چمکار دکھلائی ہے اور کیونکر ہر زمانہ مین اس کے تجربہ نے گواہی دی ہے۔ مین یہ بھی بتلاؤن گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا یہ یقین اور کبھی کبھی بھی خطا نہ کرنے والا وعدہ قرآن کریم کی عظمت اللہ تعالےٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل رسالت کی برہان اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ جب اس کو ہم بالکل اپنے الفاظ کے ساتھ پورا ہوتا ہوا ہر زمانہ مین دیکھتے ہین تو کسقدر ایمان اللہ تعالےٰ کی مقتدر ہستی اس کی پاک اور کامل کتاب اور اس کے اصفی الاصفیا نبی کامل پر بڑھتا ہے۔

ہم دنیا مین دیکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی بڑے آدمی سے دوستی رکھتا ہے تو اس کی دوستی کے ایسے بین ثبوت اسکے پاس ہوتے ہین کہ دنیا کو پتہ لگ جاتا ہے اور وہ خود سمجھ جاتی ہے کہ فلان عظیم الشان انسان سے اسکا تعلق ہے۔ ایک جلیل القدر بادشاہ کا مقرب کیونکر مقرب سمجھا جاتا ہے اس کے پاس امتیاز کا ایک علانیہ اور روشن نشان ہوتا ہے بادشاہ کے آئے دن انعام و اکرام اور اس کو مختلف قسم کے رتبے اور اعزاز عنایت کرنا اس کی باتون کو سننا اس کی خاطر سے بعض انتظامون کو جو لوگون کی نظر مین لاتبدیل اور غیر ممکن سمجھے گئے ہون بدل دینا۔ یہ ایسی باتین ہوتی ہین جو عام طور پر مقرب بارگاہ سلطانی کی شناخت کا معیار سمجھی جاتی ہین۔ مگر ایک شخص جو کہین دور سے بادشاہ کی کسی بات کو سنکر یہ کہتا ہے کہ مینے

بادشاہ کی بات سُنی اُس کے الفاظ بہری گنبد کان مین گونجے کیا اُسکو سزاوار ہی کہ وہ یہ دعوے کرے کہ مین بادشاہ کا مقرب ہون وہ فخر نہین کرسکتا۔ اور اگر وہ ایسا دعوے کرے تو اُسے ضرور خبطی اور بے سمجھ کہا جاویگا اور کوئی دانشمند اُس کی اثبات پر بدون کسی ایسے امتیازی نشان کے جو ایک مقرب سلطانی کو ملتے ہین ہرگز ہرگز یقین نہ کرے گا - الغرض مین سمجھتا ہون کہ اسبات کا سمجھ لینا مشکل نہین کہ تقرب کے لئے خواہ کسی سے ہو خاص نشان ہین اور وہ ایسے عام ہوتے ہین کہ مقرب الیہ کی طاقت اور قوت کے آثار اپنے مقرب مین جلوہ گر ہوتے ہین اور وہ سب اُن کو شناخت کرسکتے ہین جو ایک فراست اور روشنی اپنے اندر رکھتے ہین -

مین اس شبہ کو بھی ساتھ دور کردینا چاہتا ہون کہ یہ نشانات عام طور پر لئے ہین جنکو سب جانتے ہین بعض خاص نشان بھی اُسکو دئے جاتے ہین جس سے عام لوگ کسی قسم کا اندازہ کرنے کی سمجھ نہین رکھتے - اور بعض نادان جو اپنی اندرونی بیماریون کی وجہ سے غور و فکر کی قوتین کھو بیٹھتے ہین وہ ان نشانات کو دیکھکر بھی بہک جاتے ہین - غرض یہ ایک عام اصول ہے جو اس مادی نظام مین ہم دیکھتے ہین اور جس سے انکار نہین ہوسکتا اسی طرح اس کے ہمرنگ روحانی دنیا کا ایک نظام اور قانون ہے جسکو اللہ تعالے اس آیت مین جو مینے پڑھی ہے بیان فرمایا ہے - آج ہم دیکھتے ہین کہ بہت سے مدعی موجود ہین جو تقرب الٰہی کا دعوے کرتے ہین - کوئی گدی نشین اور سجادہ نشین ہونے کا مدعی ہے - کوئی خلق اللہ کی مشکلکشائی اپنی مٹھی مین قرار دیتا ہے بلا خیال اس امر کے کہ تعظیم لامر اللہ کے مخالف ہے یا موافق - اسی طرح بہت سے دعویدار موجود ہین - بس کیا معیار ہے جس سے ان مدعیون کے دعاوی کی تحقیق اور کامل جانچ پڑتال ہو کر ایک صادق راستباز شناخت ہو؟ کیا یہ معاملہ کچھ ملتبس اور مشکوک ہے اور کیا خدا نے راستی اور صداقت کے طلبگارون کو ایک حیرانی مین ڈال رکھا ہے اور کوئی راہ امتیاز کا نہین رکھا؟ دنیا کے جسمانی اور مادی عالم مین ہر ایک چیز کی شناخت کے لئے مختلف معیار ہین سونے چاندی کی کسوٹیان موجود ہین - حساب کے پیمانے اور ناپ تول کے اوزان مقرر ہین پھر کیا روحانی عالم کے لئے جو انسان کی زندگی کا اصل مقصود اور محبوب ہے کوئی معیار نہین؟ نہین نہین ہے اور زبردست معیار موجود ہے جو انسان کو گھبراہٹ اور حیرت کی تاریکی سے نکال کر یقین اور صداقت کی روشنی مین لے آتا ہے -

وہ عظیم الشان معیار اور کبھی خطا نہ کرنے والا محک جسپر توریت اور تمام صحف انبیاء نے مدار رکھا ہے اور جسکو آخر کامل و خاتم الکتب کتاب نے معیار قرار دیا ہے اور جو ثابت کرتا ہے کہ ایک راستباز کب خدا کیطرف سے مامور اور مؤید ہوتا ہے یہ ہے کہ الہام مین ایسی پیشگوئیان ہون جنمین اقتدار اور قاہری طاقت ہو - اور خدا کے وجود کو بتلا دینے والی اور کچکپا دینے والی قدرت ہو اور پھر اللہ جلشانہ ٹھیک اُسی طرح جسطرح اُس کے الفاظ کا منشاء ہو جو پیشگوئی مین موجود ہے اُسے پورا کردے - بڑے بڑے عقلمند اور دانشمند زمانہ سچائی کے معیار مقرر کرنے مین ٹھوکرین کھاتے رہتے ہین -

مینے یورپ کے بڑے بڑے فلاسفرون کی کتابین پڑھی ہین اور دیکھا ہے کہ اس امر نے اُن کو سخت حیران کیا ہے؟ بلکہ ایک تو راستی اور صداقت کے موجود ہونے سے ہی منکر ہو بیٹھا اور دنیا کی ہر بات کو خواہ وہ تجربہ صحیحہ سے بھی کیسی ہی ثابت شدہ صداقت کیون نہ ہو؟ ایک ظنی امر خیال کرتا ہے - مگر خدا کی روشن کتاب یہ معیار بتلاتی ہے اور بس یہی معیار ہے - تجربہ اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ایک بیکس بےبس بےحشم کوئی مدد لشکر اور سامان اُس کے ساتھ نہین اُسی بیکسی کیحالت مین کہتا ہے کہ دیکھو مین مظفر و منصور ہونگا اور میرے دشمن کے شامل حال خذلان اور ناکامی ہوگی - خدا کا مقابلہ کرنے والا نامراد ہوگا - یہ بات ایسی ہے کہ اُسوقت ناعاقبت اندیش مخالفون کے نزدیک ایک معمولی بات تھی مگر آخر واقعات نے دکھلا دیا کہ کامیابی نے کس کی رکاب کو چوما - اور ذلت و ناکامی نے کس کو اپنی گود مین اٹھایا - یہ بات ایسی ثابت شدہ صداقت ہے کہ کوئی فلسفی اور عقل پرست اسکو رد نہین کرسکتا - احمقون نے بڑے بڑے اعتراضات معجزات پر کئے ہین اور اپنے خیال مین معجزہ کی ایسی تعریف کی ہے کہ اسپر اعتراض ہونا چاہیئے - مینے جہانتک معجزات پر اعتراض کرنے والون کی رائے کی توزین کی ہے یہی معلوم ہوا ہے کہ ایک گدھا دوسرے گدھے کی پیروی کرتا ہے - ان نادانون کو جو اسلام اور اُس کے کامل ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت پر حرف لانے والے تھے خدا نے رد کردیا اور محروم کرکے اپنی معرفت اور نور کا کرشمہ کسی اور کے ذریعہ سے دکھایا جو اس صدی کا مجدد اور امت مرحومہ کے مردونکا مسیح اور گمراہ قوم کا مہدی ہے اُس نے اس راز کو کھولا - کہ قرآن کریم نے جس معجزہ کا دعویٰ کیا ہے اور جو قیامت تک تازہ اور تیار ہیگا اور کوئی اُسے رد نہین کرسکتا وہ ہی غالب اور مقتدر پیشگوئی کرنا اور پھر اُس کا پورا ہونا - کیونکہ یہ تو ایک مسلّم امر ہے کہ ایک محدود خیالات محدود قوت کا انسان جو آئے دن ضعف اور بیماریون کا عرضہ بنا ہوا ہے - پس ایسی ضعیف ہستی جو قدرت کے نشانات کی نشانہ ہورہی ہے ممکن نہین ایک ہیبت و جبروت

بھری ہوئی پیشگوئی کر سکے اور پھر اُسی طرح پوری بھی ہو۔

لہذا جبکہ صحیفوں اور کلام اللہ کی بنا پر خدا کے مقرب کا یہ نشان ہے کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے اور اُس میں خدا کے اقتداری اور جبروتی پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ اور وہ نہیں ٹل سکتیں۔ زمین و آسمان ٹل جاویں مگر خدا کی باتیں پوری ہی ہوتی ہیں۔ یہ پیشگوئیاں بتلا دیتی ہیں کہ وہ خدا سے ہے اور خدا میں ہو کر بولتا ہے لیکن ایک آدمی جو کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری دعا سے فلان صاحب کے گھر لڑکا ہو گیا اس کا کیا ثبوت ہے۔ ایسا ہر ایک شخص کہتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے میرے دوستو! جب تک اُس کے کلام میں تحدیانہ پیشگوئی نہیں اور پھر وہ اپنے الفاظ کے منشا کے موافق پوری نہیں ہوتی اُس کی باتیں نری باتیں ہی باتیں ہیں۔ میں کسقدر خوشی سرور اور بصیرت سے سناتا ہوں **انا لننصر رسلنا** یعنی ہم کو اپنی ذات کی قسم ہے ہماری خدائی یون ہی چلتی ہے ہاں ہماری الوہیت کا یہی اقتضا ہے کہ ہم اپنے رسولوں کی نصرت کرتے ہیں اور پھر یہ نصرت ادھار نہیں اور وعدہ ہی کے رنگ میں نہیں بلکہ اسی دنیا میں دکھا دیتے ہیں کہ وہ سچے ہیں اور پھر اُن کے ساتھ والے سچے مومن اور متبع بھی اس نصرت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

اب یہ ایک معیار ہے جو خدا تعالے نے خود اپنے صادقوں راستبازوں اور ماموروں کی حقیقت اور صداقت کی پرکھ کے لئے مقرر کیا ہے آج جو مدعی اس کا ہو بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اُس کے دعوے کو اس کسوٹی پر پرکھ لیں۔ کچھ ضرور نہیں کہ لفظی بحثوں اور فضول جھگڑوں میں پڑیں۔ خدا کا مقرر کردہ معیار موجود ہے اسپر آزماؤ حضرت اقدس جناب **مسیح موعود** کے متعلق اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا ثبوت کہ

میں کہتا ہوں **انا لننصر رسلنا** خدا کا فرمودہ ہے اگر اُس کی تائید اور نصرت اُسی نہج اور طریق سے ہوتی ہے جسطرح کہ مامورمن اللہ نصرت پاتے ہیں تو پھر ماننے میں کیا عذر! میں تو دعوے کے ساتھ اور نری لاف وگذاف کے طور پر نہیں ایک لمبے تجربہ کے بعد سالہاسال اُنکے پاس بیٹھکر اور دیکھکر اب بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ خدا کی روح پاک کی باتیں اُس کے مُنہ سے نکلتی ہیں۔ وقت سے پہلے ہر ایک قسم کا عجز اُسے گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ ناتوان کمزور اور بیمار ہستی جو دنیا میں کوئی جتھا اور برادری نہیں رکھتی کوئی طاقت اور قوت اُسے حاصل نہیں پھر وہ کس زور اور جرات کے ساتھ کہتا ہے **انا الفتاح افتح لک فتحا مبینا** یہ الفاظ اُس کے مُنہ سے نکلتے ہیں۔ جیسے یہ الفاظ لاہور کے عظیم الشان مجمع میں جو بابو میران بخش کی کوٹھی پر ہوا تھا اُس وقت سُنے تھے جب کہ مولوی **محمد حسین** پاس کی ایک مسجد کی شکستہ اور منہدم دیوار پر چلا چلا کر کہتا تھا کہ یہ جھوٹھا ہے بیشک ایک مادی آدمی کو جس کی نگاہ میں دھندلا پن ہے اور جو دور تک پہونچ نہیں سکتی ایسا ہی کہنا چاہیئے اسوقت تکفیر کا زور تھا۔ کوئی جماعت ساتھ تھی۔ کسی قسم کی نصرت کا نشان نہ تھا۔ ایک پودہ تھا کہ جس کا ڈھنٹل تک بھی نہ نکلا تھا اُس وقت یہ عجز و بیکسی کی تصویر پکار پکار کر کئی ہزار آدمی کے مجمع میں کہہ رہی تھی کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ **میں جیت جاؤں گا تم گواہ رہو** اور مجھے اُس نے کہا ہے **کہ تیری دشمن ٹھوڑیوں کے بل گریں گے اور کہیں گے کہ الخدا کے مسیح ہمارے لئے خدا سے استغفار کر ہمنے نہیں پہچانا** سات برس پیچھے نکل جاؤ اور آئینہ دیکھو کہ خدا کی کیسی نصرتیں شامل حال

ہوئی ہیں اب وہی پودہ ایک بڑا درخت ہے اور اس کو کوئی ہلا نہیں سکتا۔ اور ابدًا ابدًا نہیں ہلا سکتا۔ واقعات نے بتلا دیا ہے کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اور اس کا بانی خدا سے ہے۔ کس طرح خدا نے دکھایا کہ وہ اپنے ماموروں کی کیسی نصرتیں کرتا ہے۔ نادان مخالفوں نے کیا کیا منصوبے کئے قتل کی دھمکیاں دیں۔ اقدام قتل کے مقدمہ میں پھنسانا چاہا۔ سرکار دربار میں چغلیاں کھائیں مگر خدا نے نصرت کی **وکفو بخیر الناصرین**

میرے دوستو! اب کیا چاہتے ہو خدا کی نصرتوں کا وقت ہے **امام** کے ساتھ ہو لو۔ اُس کی اتباع میں وہ لذت پاؤ جو دائمی ہے۔ اپنے آپ کو اس قابل بنا لو کہ اللہ تعالے ہمارا ناصر ہو۔

میں اس وقت **خطبہ** کی گھڑی میں جو قبولیت دعا کی گھڑی ہے اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں اور اپنے **امام** کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ آمین کہے کیونکہ اُس کی آمین رد نہیں ہوتی۔ کہ خدا تعالے ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے ہر ایک قسم کی کجی اور زیغ سے بچاوے مجھ رات دن اس فکر نے گداز کر رکھا ہے ایسا نہ ہو کہ اس پاک سلسلہ سے کٹ جاؤں خدا تعالے مجھے اور سب احباب کو محفوظ رکھے اور ہمارا پیوند اس شجرہ طیبہ سے رہے اور ہر ایک قسم کی برائی سے بچاوے اور تقوی اور خشیت الٰہی کی توفیق رفیق حال ہو

آمین

وھو ولی التوفیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دوستو اک نظر خدا کیلئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم - حضور

اصلاح — ہمارے الحکم نمبر ۳۰ جلد ۳ صفحہ ۳ کالم ۳ کی سطر ۱۹ کو یوں پڑھنا چاہیے۔ ان دنوں میں چونکہ ابتلا اور امتحان آسمانی کا سلسلہ نہیں ہوتا اس سے منافق اور مومن اور فاسق اور فاجر اور متقی اور صالح کی امتیاز اور تمحیص کی کوئی سبیل نہیں۔

ممدوح ایدہ اللہ کے مقاصد سے واقف دینی ضرورتون کے مہیا کرنیکی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر مین ناحق کا درد سر اٹھا کر قصہ کو لمبا کرون۔ زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل۔ صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون۔ کہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہ ہو کہ مدرسہ کا خرچ کہانتک بڑھ گیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو۔

سوسن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ ایک سو گیارہ روپیہ ماہ ۱۱۱ ہوگیا ہے علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی۔ اے۔ کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہی کیونکہ مدرسہ کی ترقی طلباء قطعًا اسی پر موقوف ہے دائمی چندہ دینیوالے حضرات قم مین کچھ اضافہ کرین غافل ہوشیار ہو جائین اور خدا کے لئے مافات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجرلین والسلام۔

المشتہر

عبد الکریم سیالکوٹی منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

مقدمہ خارج

نہایت خوشی سی ظاہر کیا جاتا ہی کہ گوڑ گانوہ والا مقدمہ دیوانی اصغر حسین بنام حضرت اقدس خارج ہوا مفصل حالات پھر۔ اخبار عام اور ست دھرم پرچارک وغیرہ وغیرہ ہندو اخبارات جو قبل از مرگ واویلا شور مچاتے تھے اور طرح طرح کی لن ترانیاں ہانکتے تھے سوچین۔ اور اپنے ریمارکس پڑھکر کچھ شرم کرین کہ کرنی والے صاف بچ یا نہین

(ایڈیٹر)

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ

کا

ایک اور گرامی نامہ

مولوی عبدالجبار غزنوی ثم امرتسری کے نام

ذیل مین ہم اپنے محسن و مخدوم حضرت مولنا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ ربہ کا ایک اور گرانقدر گرامی نامہ درج کرتے ہین جو مولوی **عبدالجبار** غزنوی ثم امرتسری کے نام آپ نے مسلمانون کی اس حالت پر رحم کھا کر درد دل سے لکھا تھا۔ جو آجکل روحانی طور پر خصوصًا بگڑ رہی ہے۔ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ بتلایا جاوے کہ یہ خط کیون لکھا گیا اور اس کا کیا نتیجہ ہوا۔

ہمارے ناظرین سے یہ امر اب پوشیدہ نہین رہا۔ کہ لاہور مین منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ نے کچھ دنون سی الہامی رنگ مین حضرت اقدس کی مخالفت کا اظہار کیا ہے۔ اور اپنے دو چار پرانے رفقا کی دوست نوازی کی بنا پر کچھ ناحق پیر بنا لے ہین چونکہ اس سے ایک عظیم الشان اور خطرناک حربہ اسلام پر ہوتا ہے کہ جب کہ ایک ہی مقدس ذات سے الہامات کا سلسلہ جاری ہے پھر کیا وجہ ہے کہ متضاد الہام ہون؟ ایک کو **اول المومنین** اور **مسیح موعود** ہونے کا الہام ہو اور دوسرے کو اس کے خلاف۔ اس لئے حضرت اقدس فی عامۃ المسلمین کی ہی خواہی کے لئے چاہا۔ کہ ان مخالف الہامون کو جمع کرکے توجہ کیجاوے تاکہ اللہ تعالے کوئی فیصلہ اور یقین کی راہ نکالدے۔ اس پر ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا نے غزنوی گروہ کے امام کے نام ذیل کا خط لکھا تاکہ اُن کے پاس جو الہام حضرت اقدس کے خلاف موجود ہون وہ لکھکر بھیجدین۔ ان خطوط سے جو مختلف اوقات مین کبھی حافظ محمد یوسف کبھی منشی الٰہی بخش کبھی مولوی عبدالجبار وغیرہ کے نام لکھے گئے کوئی غرض اور غائت بجز اس کے نتھی کہ تا مسلمانون پر رحم کرکے اُنکو اُس ٹھوکر سے بچایا جاتا اور اُس صدمہ سے محفوظ رکھا جاتا جو اُن کو اس ابتلا سے پہنچ سکتا تھا۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ ان لوگون کو رحم نہ آیا اور حوصلہ نہ پڑا۔ کہ ان الہامات کو شائع کرتے یا اُن کی ایک نقل ہی جیسا کہ مانگی گئی تھی دیتے۔ مولانا صاحب کے اس خط پر یہی جواب دیا گیا کہ ہمارے پاس کوئی نقل نہین۔ اور بجائے اسکے کہ مولانا صاحب کی اُس درد دل کی جو انکو مسلمانون کی ایسی حالت پر ہمیشہ پہنچتا ہی کچھ قدر کی جاتی اور اُن کے سچے اخلاص سے فائدہ اُٹھایا جاتا یہ مشہور کیا گیا کہ حضرت مولانا صاحب نے معاذ اللہ حضرت اقدس سے قطع تعلق کر لیا ہے غرض جھوٹی اور ناپاک افواہین اُڑائی گئین جنکی تردید الحکم کے ذریعہ ہم خود اور حضرت مولانا کے خطوط سے کر چکے ہین اور اس خط کے اندراج کا وعدہ بھی کیا تھا علاوہ اس کے ملہم پارٹی کے نام خطوط کے سلسلہ مین سے یہ ایک خط ہے اس لئے اس کو درج کرنا ضروری سمجھا۔

اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین اور عام پڑھنے والون کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ ایڈیٹر۔

اور وہ گرامی نامہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم خاتم الانبیاء و الہ مع التسلیم۔

من نورالدین الی الفاضل عبدالجبار

امابعد۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

فقیر خاکسار نے آپ کی کتاب تلبیس ابلیس بھیجدی ہے ان شاء اللہ تعالٰے پہنچی ہوگی اس وقت اپنا رضاعی برادر حافظ محی الدین ایک دینی غرض کے لئے روانہ کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ ان الدنیا قد فسدت بلادھا عامرۃ وھی خراب الا من کان اللہ و فی عون اللہ فلہ الفوز وحسن ماٰب

جناب من۔ ایک دردمند دل جسکو الٰہی رضامندی مقصود ہے وہ بھی بعض وقت اپنی بعض غفلتون اور نادانیون سے ابتلا مین پھنسکر ہلاکت تک پہنچ سکتا ہے۔ ولا عصمۃ الا من عصمہ اللہ اس واسطے مجھے ایمان بین الخوف والرجاء ملجاوے تو اُمید واثق ہے کہ میرا انجام اچھا ہو ہان مین جہان تک اپنے آپ کو دیکھتا ہون میرے لئے ایک بات بحمد اللہ موجود ہے کہ مین الٰہی رضا کا طالب اور اُس کا اُمیدوار ہون اور غضب الٰہی سے خائف اور خائف فی اللیل والنہار ہون میٔنے باین اعتقاد اوّل کتاب اللہ اور پھر سنت رسول اللہ کو ایام فتن مین اپنے دائین بائین ہمیشہ رکھاہے اور آئمۃ الاسلام آئمہ اربعہ فقہا اور آئمۃ التفقہ والحدیث بل آئمۃ اہل التصوف کی محبت کو بھی بحمد اللہ لمحہ کے لئے نہین چھوڑا اگر آپ سوچو تو عبد الواحد کو اپنی لڑکی امامہ رحمہا اللہ کا نکاح تمھارے والد ماجد کی محبت کا ہی ثمرہ تھا ابتدا سے میرے کا نونمین شیخ الاسلام الشیخ ابن تیمیہ وتلمیذ الشیخ ابن قیم کی مذمت پہنچی مگر میرا دل اُنکی محبت سے پُر ہے مین موافق اور مخالف کی باتین سُن لیتا ہون مگر مجھے بحمد اللہ۔ اللہ تعالٰے کی کتاب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی محبت مین ترقی ہوتی ہے جیسے دنیا کے بڑے بڑے تعلقات اور آمدنی کو جو بظاہر مفید عام ہوتی ہے راحت رسان ترک کرکے قادیان کی اقامت حسبند ایسے ہی امور پر نظر کرکے اختیار کرلی ہے۔

میری عمر کا بڑا حصہ گذر گیا ہے اور کم باقی معلوم ہوتا ہے قسم قسم کے امراض آئے دن لاحق ہوتے ہین اس لئے مین کونسی دنیوی امید پر مولیٰ کریم کو ناراض کرنے کی جراٗت کرسکتا ہون۔

میٔنے بتجربۃ الہامات الصحیحین

مرزا غلام احمد قادیانی

کو صادق یقین کیا ہے اور ہر طرح کامل ارادہ اور استقلال سے اُسکا ساتھ دیا ہے۔ دنیا کے لعن وطعن کی پروا کی وھذا امر ظاھر اجد الاخفاء فیہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب

لاکن آجکل ایک عظیم الشان امر پیش آگیا ہے جس مین آپ سے اعانت چاہتا ہون واعتقد ان المعین ھو اللہ یارب ایاک نعبد وایاک نستعین اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی اعانت بمصداق ما کان العبد فی عون اخیہ المسلم کان اللہ فی عونہ باعث برکات ہوگی اور وہ امر عظیم یہ ہے کہ مجھے میان الٰہی بخش اکونٹنٹ اور عبد الحق الغزنوی اور مولوی محی الدین لکھوکے والے اور آپ کے حدّ اوکی نسبت بھی کامل یقین ہے کہ ہر ایک اُن مین سے مفتری علی اللہ نہین اور ہرگز نہین اور میٔنے پختہ طور پر سُنا ہے کہ ان لوگون کو مرزا جی کے خلاف الہامات ہوتے ہین پس مین چاہتا ہون کہ ان مخالف الہامات کو سنون۔ آپ سعی فرمادین کہ ایک مجموعہ ایسے الہامات کا جو مرزا جی کے خلاف ہون جمع کرلون پھر اُسپر کامل توجہ اور غور سے کام لون آپ ضرور کوشش سے کام لین اسمین ہر طرح انشاء اللہ فائدہ ہے ضرر کا واہمہ نہین وما رئیت منی خستا فظ۔

والحمد للہ رب العٰلمین

بیک کرشمہ دو کار

"تقریر حضرت اقدس"

جو جلسہ دھرم مہوتسو کی تقریب پر لاہور مین پڑھی گئی تھی۔ اسلام کی حقیقت سے اگر واقفیت پیدا کرنا چاہو تو اسے ضرور پڑھو یہ تقریر چھوٹی تقطیع پر جداگانہ چھپی ہے اور اس کی قیمت ۸ر ہے مگر ہمارے ایک مخلص دوست اس خیال سے کہ اس کی اشاعت ہو اور بندگان خدا کو روحانی فائدہ پہنچے اُن لوگون مین جو بالکل خریدنے کی استطاعت نہین رکھتے مفت تقسیم کرنا چاہتے ہین انھون نے یہ بھی مناسب سمجھا ہے کہ اس تقریر کی فروخت سے جو کچھ وصول ہو وہ حضرت اقدس کے مشن مین دیا جاوے۔ اس لئے وہ اشتہار دیتے ہین کہ اس تقریر کی قیمت وہ (۲ر) سے لے کر (۳ر) تک تجویز کرتے ہین۔ پس جو صاحب اس تقریر کو لینا چاہین وہ (۲ر) یا ۳ر کے ٹکٹ مع آدہ آنہ کے ٹکٹ برائے محصول مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدین۔ ہم اُمید کرتے ہین کہ حضرت اقدس کی اس بے نظیر تقریر کے شائق اس موقع کو ہاتھ سے نہ دین گے اور فوراً درخواستین بھیجکر منگوالین گے۔ پتہ یہ ہے میان عبد العزیز انبالوی معرفت چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔

ضروری اطلاع

اکثر احباب نے شکایت کی ہے کہ انکو اخبار کے دو نمبر اکٹھے پہونچے ہمکو اس سے پیشتر بار بار لکھنا پڑا ہے کہ ایک گاؤنمین جسقدر مشکلات مطبع کے متعلق ہوسکتی ہین وہ علی العموم کوئی نہ کوئی رکاوٹ ڈال کر حارج ہو جاتی ہین یہ نہین کہ ہم اُن کے دور کرنے کی کوشش نہین کرتے حتی الوسع سعی کی جاتی ہے مگر اللہ تعالٰی جب چاہے گا اُن کو آسان کردیگا۔

اُنھین رکاوٹون نے ۲۴ر اور ۳۱ر اگست کے الحکم مین غیر متوقعہ دیر کرادی ہے جسکو ہمارے یہان کے احباب خوب جانتے ہین اس لئے ایسی مجبوریون پر ہمکو معذور سمجھا جاوے۔ (ایڈیٹر)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہی جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہی

یہ وہ مرہم ہے جو واقع صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے **صلیبی زخموں** کے واسطے بنائی گئی تھی جب کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد حواریوں کو ملے اور اپنے وہ زخم اُن کو دکھلائے جو صلیب پر کھینچنے سے آپ کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کے اُن چوٹوں اور زخموں کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی۔

جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالےٰ نے آپ کو شفا بخشی

اور اس مرہم کا اس تواتر سے **طبی کتابوں میں** ذکر ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا **عیسائی ڈاکٹر** اور کیا **یہودی مجوسی طبیب** اور کیا **اطبار اسلام** سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اس کو بنایا تھا ‡ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم عیسیٰ کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہی اور اس کے عجیب وغریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہی غرض اس مرہم کی تعریف میں اسیقدر لکھنا کافی ہی

کہ حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے مگر اس مرہم نے حضرت مسیح کو اچھا کیا۔

یہ مرہم تمام قسم کی زخموں کیلئے نہایت پُرتاثیر دوا ہی

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل امراض کے لئے جسقدر مرہم اور مالش کے تیل آج کل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہی نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہی

طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم - پھنسی - پھوڑے گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - تلی کے ورم بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - سانوروں کا کاٹ لینا عورتوں کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سی طلب کرو

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم سنے تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عـ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیری سرمہ کے اشتہارون سی بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میاسنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اِس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میاسنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہی بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ یا پڑوال اندر کی جھلی کا زخم اور ان سی پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسیکو لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہی وہان ایسی مفید دواکو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیریکا سرمہ ضروری ہی

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - پی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

۲ مین بڑی خوشی سے ممیریکے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہی مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہی مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکونمین جوز دخدو دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین انمین سے کثرت سی مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئیمین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ خود ان اشیاکو جوانس سے تین گز کے فاصلہ رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورنے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورسے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل

۳ مین نے ممیریکے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضونپر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائیمین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سی پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جوکہ سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے اپنی زیر علاج بحثی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائیمین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبشر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بار ۲ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسکی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہی

انوار احمدیہ پریس مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کی اہتمام سی چھپکر شائع ہوا

الحکم

قادیان دار الامن والامان ۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی پانچوین چٹھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد برادران ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مین درد دل سے خدا کے لئے چند باتین سناتا ہون بڑی توجہ سے سنئے ۔ کئی روز سے بعض اطراف سے ایسی آوازین میرے کان مین آ رہی ہین کہ مین اپنے تئین گنہگار سمجھون گا اگر ان مفاسد کی اصلاح کے لئے مقدور بھر کوشش نہ کرون ۔ جسدن سے تصویر کا اشتہار ہوا ہے بعض طبائع مین کورانہ تقلید کی وجہ سے شورش پیدا ہوئی ہے اور بعض نے غلبہ اضطراب اور ضعف قلب کی وجہ سے اس آڑ مین پناہ لینا چاہی ہے گویا وہ مزید اطمینان کے لئے یا شرح صدر کے لئے اس پر نصوص شرعیہ مانگنا چاہتے ہین ۔ اگرچہ مین خدا تعالے کا شکر کرتا ہون کہ ایسے لوگون مین ہمارے احباب کی وہ پاک مخلص جماعت داخل نہین جنکی زبان پر بڑی صفائی سے یہ بات جاری رہتی ہے کہ **لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا** اور علم فضل فہم فراست اور ہر قسم کے ارادون اور تمناؤن کے رہزن غول ان کی راہون سے دور ہو چکے اور وہ بالکلیہ اپنے امام ومقتدا کے اتباع مین کھوئے جا چکے ہین ۔ مگر بعض کمزور دل بھی حق رکھتے ہین کہ ان کی ہمدردی کی جاوے شاید کوئی کسی حق بات کے سننے سے راہ پر آ جاوے ۔

مین اس وقت موقعہ نہین دیکھتا کہ تصویر کی نسبت نقلی مباحث کی الجھیڑ مین پڑون ۔ شاید اس کے لئے کسی اور وقت ضرورت اور موقعہ نکل آوے ۔ مگر مین ایک عظیم الشان دلیل جس کے ذوق سے میرا سراپا مسرور ہے ایسی پاتا ہون کہ اس کے بعد ان کے لئے خصوصا جو کسی طرح حضرت اقدس کو **امام زمان** اور مؤید من اللہ مان چکے ہین اور دوسرون کے لئے بھی اگر وہ طبع سلیم رکھتے ہون اس سے زیادہ صاف اور قوی دلیل نہین ہو سکتی ۔ اور وہ کیا ہے خود حضرت مؤید من اللہ مکلم اللہ مقرب اللہ کا عمل ۔ اور حضرت حکم عدل کا فعل ۔ ایک جلد باز عجز کی عادت نہ رکھنے والا جھٹ بول اٹھے گا کہ ہم جس کورانہ تقلید سے لوگون کو چھڑانا چاہتے اور اس پر انہین ملامت کرتے ہین اپنی جگہ اپنی باتون کے لئے پھر اسی کی تعلیم دیتے ہین ۔ ایسا نہین ۔ تھوڑی فکر کرنے سے یہ عقیدہ کھل جاتا ہے ۔ خدا تعالے کے کامل رسول خاتم النبیین نے (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے کامل العلم کے بتانے سے **مسیح موعود** کا نام **حکم** رکھا ہے ۔ اگر وہ ایسی الجھنون کو جنہین قوم کے علماء و دانشمند مدتون سرگردان رہے اور کوئی مخرج نہ پا سکے اور بیسیون مختلف اقوال نقل کرنے پر سارے علم وفضل کا مدار رکھا اور کوئی قول فیصل لکھ نہ سکے ہان اگر وہ **حکم** ایسی الجھنون کو نہ سلجھائے اور ایک بین وقطعی فیصلہ کی راہ نہ دکھاوے تو

اُس نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رکھے ہوئے نام کی کیا عزت رکھی اور اُس کا سچا مصداق کیونکر ہوا۔ حَکَم کا لفظ بڑا عظیم الشان لفظ ہے اور حقیقت مین دانشمند کے لئے اس راہ مین ہر مشکل کے حل کرنے کی کلید ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ اختلاف اور نزاعین کیا ہو سکتی ہین جنکے لئے ضرور تھا کہ ایک حکم آتا۔ مادی اور ارضی نزاعین اور اختلاف تو مقصود ہین ہی نہین اور نہ کوئی اسبات کا قائل ہوا ہے۔ تو پھر دینی اور ایمانی اختلاف ہی ہوے۔ مگر پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتب مدونہ احادیث کے موجود ہوتے اور علماء سلف کی مجلدات فتاوے کے موجود ہوتے پھر اختلاف کیا اور حکم کیا۔ مگر یہ واقعہ ہے اور وقوع ہی اس کا شاہد عدل ہے کہ باوجود ان سب سامانون کے اختلاف بھی ہے اور نزاع بھی ہے اور معًا یہ واقعہ حقہ بھی دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ نبی اللہ خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) قطعی اور یقینی خبر دیچکے ہین کہ مسیح موعود تم مین حکم عدل ہو کر آئے گا۔ اب اگر غور سے دیکھین تو سارے سوالون اور اعتراضون کا ہدف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدل والی خبر ٹھیرتی ہے۔ اور درحقیقت اگر کسی کی تیز طبیعت ایسے سوالات اور اعتراضات پیدا کرنے کی جرأت کر سکتی ہے تو اُس ناعاقبت اندیش کی کر سکتی ہے جس نے خدا کے کامل رسول (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) کے منہ کی باتون کا پاس کرنا اور ایسی شوخیون سے ہراس کرنا نہ سیکھا ہو۔ اب بات صاف ہے کہ مخبر صادق (علیہ السلام والصلوٰۃ) نے امت کے لئے ایک حکم عدل کی خبر دی ہے۔ اور اس پیشگوئی کیوقت خدا تعالےٰ بھی جانتا تھا کہ قوم مین قرآن وحدیث تو ضرور ہی ہوگا پھر باوجود اسکے یہ خبر بھی دی اور ضرور دی اور تمام امت اسے تسلیم کر چکی ہے تو اب خدا کے لئے اسمین غور کرنی چاہیئے کہ وہ حکم بجز اس کے اور کیا کریگا کیا کرنا اس کا

فرض منصبی ہے کہ متخالف اور متعارض اقوال اور انبار اقوال مین سے ایک کی نسبت قطعی فیصلہ کردے کہ حق وصدق اسی مین دائر ہے اور یون اُمت مرحومہ کو صدیون کی سرگردانیون اور قیل یقال کے حیرت افزا گورکھ دہندے سے نجات دی۔ ہان یہ بات باقی رہجاتی ہے کہ اس حکم مین دوسرے علماء کی نسبت مزیت اور فضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ اُسی کی بات کو مان لیا جاوے۔ اس کا جواب بڑا صاف اور تسلی بخش یہ ہے کہ وہ اپنی تائید مین آسمانی نشان رکھتا ہے اور مؤید من اللہ ہونے کے بین ثبوت اُس کے ہاتھ مین ہین۔ اختلاف کی تہ برتہ تاریکیون سے نکلنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی راہ ہو نہین سکتی اور فطرت انسانی اضطرارًا اس امر کی مقتضی ہے کہ انسانی تمدنی عالم مین ایک ایسا مدار علیہ اور مشار الیہ انسان کامل ہو جو براہ راست راستی کے سرچشمہ ذات باری تعالےٰ سے واسطہ وتعلق رکھتا ہو اس لئے کہ قانون قدرت نے ایسا چلایا نہین کہ ہر فرد کی رائے سچائی کی کھلی روشنی رکھتی اور خطا سے محفوظ ہو مگر ایک بین اور برہن اور معصوم رائے اور مستقیم راہ کا ہونا ضروری اور انسانی فطرت کا مقتضا ہے سو حکم مؤید منصور کا ہونا قانون قدرت کا مقتضی اور تمام شرائع حقہ کا مدعا ہے ہمارے ہادی کامل خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے من جانب اللہ ہونے اور آپ کی نظر کے دور بین ہونے اور آپ کے مشن کے مطابق قانون قدرت اور صحیفہ فطرت ہونیکا یہ بڑا ثبوت ہے کہ آپ نے اس حکم عدل کی پیشگوئی سے مقتضیات فطرت کے سارے پہلوون کو پورا کر دیا ہے۔ نظام ظاہری مین ہم ایسے افراد دیکھتے ہین کہ اُن کی رائین اور فیصلے پولٹکس مین نسبتًا بڑی وقعت سے دیکھے جاتے اور لاکھون انسانون کی قسمتون کا مدار اُن ہی کی رایون اور فیصلون پر آ ٹھیرتا ہے

اُن کی اس مزیت اور ترجیح کے لئے قوم کے دانشمندون کے نزدیک کوئی معیار تو ہے اسیطرح روحانی نظام مین خدا کی مشیت نے اقتضا فرمایا ہے کہ بعض افراد ایسے ہون جو انسانی عقول اور آراء کی گھمسان لڑائی کیوقت جبکہ انسانی تمدن کی تباہی کا وقت قریب آگیا ہو ایک فلاح اور فوز کی راہ طیار کردین اور طبائع وحدت ارادی سے بیچون وچرا اس راہ پر قدم مارنے لگ جائین اور بڑے بڑے انانیت کے پتلے اور کسی کے آگے سر نیچا نہ کرنے والے اور خود سائی پر اترانے والے بھی شرح صدر سے سر تسلیم خم کردین۔ ہان یہ امر غور طلب رہ جاتا ہے کہ ایک حکومت کا مدعی درحقیقت اس منصب کا حقدار اور مؤید من اللہ ہے بھی؟ یہ بات اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ایک منکر یا مذبذب کے نزدیک دھندلی ہو مگر مومن کے نزدیک تو مسلم اور صاف ہے چونکہ میرا روئے سخن اپنی قوم کیطرف ہے اور ان ہی کی قوت معرفت کی ترقی کے لئے مینے قلم اُٹھایا ہے اس لئے مین ایسی طرز تحریر کو اختیار نہ کرونگا جو منکرون کے مقابل اختیار کی جاتی ہے ہان اگر کوئی اس بحث کو دیکھنا چاہے تو کتاب ایام الصلح پڑھ لے۔ اُس مین حضرت مسیح موعود حکم عدل نے (ایدہ اللہ) بڑی عمدگی سے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ کیون ایک مستجاب اللہ شخص کا فیصلہ ہمعصر علماء کے مقابل ماننے کے قابل ہوتا ہے۔

غرض وہ لوگ جو ایک شخص کو حکم مان چکے ہین وہ خدا کے فضل اور توفیق سے اس ایمان کے ساتھ ہزارون حیران کرنے والی ظلمتون سے نکل چکے اور نجات کے بلند سطح پر قدم لگا چکے ہین۔ اُن کے ہاتھ مین قومی ترقی کی کلید آچکی ہے جسکی تلاش مین آج ساری قومین قابل رحم سرگردانیان کھینچ رہی ہین اور سیکڑون تدبیرین سوچتی اور زمینی منصوبون اور مادی عقلون سے کام لیکر نئی نئی ہدایتین نکالتی ہین مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے خلاف چلنے مین کوئی بات بنتی نہین۔ تو اب اُن لوگون کا فرض کیا ہے جو ایک امام تائید کو

اُس کے پورے معنی مین تسلیم کر چکے ہین یہی کہ اس کی ہر حرکت ہر سکون ہر قول ہر فعل غرض اُس کی ہر ادا کے ساتھ اُنھین کلی صلح اور پوری موافقت ہو جاوے اور دل کے کسی گوشہ مین اُس کے کسی فیصلہ پر کوئی اعتراض اور نکتہ چینی باقی نہ رہے۔ اُس وقت ایک سرسبز زمانہ کے آنے کے آثار پیدا ہون گے اور وہ مبارک گھڑی نمودار ہوگی جس مین کوئی شخص فخر اور بجا فخر سے کہہ سکے گا **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا** اسی ایمان کامل اور موافقت تامہ کی طرف اشارہ ہے حکیم کتاب کی اس آیتہ مین **فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما**۔ یعنی خلاصہ ان امور کا یہ ہے کہ مومن نہین ہو سکتے ہان تیرے رب کی قسم (اس مین اشارہ ہے کہ خدا نے اپنی مشیت اور ارادہ سے تیری خاص تربیت کی ہے اور تیری فطرت ہی اس قسم کی بنائی ہے کہ تو حکم عدل ہو اور تیرا فیصلہ حق و صدق اور فلاح کی راہ ہو اور دوسرے لوگ فطرتاً ایسے بنائے گئے ہین کہ تیری طرف رجوع کرین اس لئے کہ ربوبیت الٰہیہ نے ایسا ہی چاہا ہے) مومن ہو نہین سکتے جب تک اپنے ہر قسم کے اختلافی امور مین تجھے حکم نہ بنائین پھر (یعنی یہی کافی نہین کہ بس حکم مان لیا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ کی الگ رکھی) تیرے قطعی فیصلہ سے کوئی گھبراہٹ اور اُنک اُن کے دل مین پیدا نہ ہو (یاد رہے حرج ایک قسم کی خطرناک گھاس ہوتی ہے جس کو کھا جانے سے اونٹ کے پیٹ مین مہلک درد پیدا ہوتا اور اُس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور اُس کی وہ حالت ہوتی ہے جسے ہم سُول کہتے ہین۔ خدا کی بلاغت بھری کتاب مین جو اپنی زبان کے لحاظ سے بھی عظیم الشان معجزہ ہے اور جو عجیب مناسبت سے لغات کو

استعمال کرتی ہے اس لفظ حرج کا لانا بتاتا ہے کہ خواہ نخواہ مُنہ سے مان لین اور چونکہ مرشد اور حکم مان چکے ہین اور گلے پڑا ڈھول بجانا ہے اس لئے رچیمہ تو اقرار کردے مگر اندر کراہت اور ناراضگی سے پیٹ پھول جائے اور بالآخر انکار و ارتداد کی موت سے ہلاک ہو جائے) اور (یہان تک تو روحانی حالت اور مخفی ارادوں کا بیان ہے اور آگے اظہار عمل ہے جس پر تمدن کا مدار ہے) اُس کے مقابل سر تسلیم پوری طرح جھکا کر اُس پر عمل درآمد کرین۔

غرض یہ آیت قرآن کریم کی بڑا عظیم الشان سبق اور قابل اخذ گر ہے اُن لوگون کے لئے جو قومی ترقی کے دلدادہ ہین اور کسی ہادی اور اصول کی تلاش مین سرگردان ہو رہے ہین۔ یاد رکھو کبھی کوئی قوم قوم نہین بن سکتی جبتک اس مین وحدت کی روح نفخ نہ ہو جائے اور وحدت پیدا ہو نہین سکتی جب تک گروہ مین وحدت ارادی سے ایک روحانی لیڈر کے آگے جُھک نہ جائین۔ خصوصاً ایسی قوم کا متحد اور متفق ہونا جیسے مسلمان ہین جو سیکڑون گروہون اور مذہبون اور مشربون کا مجموعہ ہین اور پھر ایسی صورت مین کہ ہر گروہ اپنے اپنے طریق و مشرب کی نسبت سخت متعصب اور حامی ہے اور حریف کی تکفیر و تفسیق سے ذرا بھی ہراس نہین رکھتا۔ ان کی ترقی کے لئے وہی پہلا آسوہ ہے اور وہی زینہ ہے اور کوئی راہ نہین ہرگز نہین۔ غلط ہین اور راہین اور باطل ہین اور سب تدابیرین جو اُس پہلے پاک نمونہ پر نہین۔ اگر کسی نیچری نے ایک پہلو اور خدا کی نگاہ مین ذلیل ترین پہلو لیا ہے تو دوسرے ہزارون اور حیات ابدی کے پہلوون سے چشم پوشی کی ہے اور اس لئے اپنے عبرتناک انجام سے مادی دنیا اور پیرمان ملحد کو کافی سبق دیا ہے کہ آخر

دنیوی تدبیرون کا انجام ناکامی اور حسرت سے مرنا ہے۔ پہلا حال قوم کا اور پھر اُس اسوہ پر چلنے کے بعد کا کیا ہی عجیب طرح ان مختصر لفظون مین **کتاب حکیم** نے دکھایا ہے حقیقت مین حضرت ہادی اکمل **خاتم النبیین** (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کی حالت اور آپ کے وجود باجود کی ضرورت اور آپ کی دعوت تبلیغی کی پوری کامیابی کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور وہ یہ، **واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا**۔ اب بھی مسلمانون کی وہی حالت ہے۔ مسجدون کے نمازیون سے بھر جانے اور مسلمان کہلانے والون کی تعداد کثیر کسی کو دھوکے مین نہ ڈالے اور اس ظاہری نظارہ سے کوئی اس بات کے کہنے کی جرأت نہ کرے کہ مسلمان بہت ہین اُن کا کچھ بھی بگڑا نہین اور کسی مصلح کی کوئی ضرورت نہین وہ بات جس سے قوم قوم بنتی ہے اور قوم بننے کی جان ہے وہ کہان ہے۔

کوئی کسی رنگ مین ادا کرے اور کوئی کسی طرح اظہار کرے اس بات کا رونا اور جھینک تو سب کو ہے کہ قوم مین کچھ بھی نہین رہا۔ مین کہتا ہون اور حقیقت اور حق کی کہتا ہون اور بظاہر اُسی لہجہ مین کہتا ہون جس طرح اور اصلاح چاہنے والے کہتے ہین کہ قوم مین تقوی و طہارت اور خدا کی صفات پر ایمان بہت کم ہو گیا الا ماشاءاللہ اور خدا نے قوم بننے اور نصرت و تائید کرنے کا ایک ہی قاعدہ بتایا ہے اور وہ **تقوی** ہے اور یہ عظیم الشان بات نہین حاصل ہو سکتی جب تک ایک شخص کو جو خدا کے ہاتھ سے پاک کیا گیا اور **روح قدس** نے اُسے چھوا ہے امام اور نمونہ تسلیم نہ کیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ قوم کی اصلاح کے دن آگئے ہین اور وہ شخص آگیا ہے جس کا علم و عمل قومی اجتماع کی روح و روان ہے کاش دردمند دل والے غور کرین اور کسی کی تلاش کی گدگدی دل مین محسوس کرنے والے اُٹھین اور ڈھونڈین مین مبارک دیتا ہون اُن سعیدون کو جنکی

سے ہین امام زمان مصلح دوران کی محبت ہین مخمر کی گئی ہین اور ان کو بھی جنھین اس راستی کی کچھ بھی پہچان ملی ہے۔ مگر مین بار بار یہی کہون گا کہ شرط استقامت یہی ہے اور خدا کی خوشنودی اسی مین ہے کہ ایمان مین اپنے تئین قرآن کریم کی اُس آیتہ کے مصداق بنائین اور اس کی سب باتون کو روح اور راستی سے قبول کرین اور اس علم حق کے مقابل اپنے علم خشک کی پگڑیان اتار دین۔ جیسے ایک شخص کے مُنہ سے سنا اور مین خیال کرسکتا ہون کہ اور بھی اس کے مثل ہون گے وہ کہہ رہے تھے کہ ہماری تحقیقات حضرت اقدس کی تحقیقات سے بعض امور مین الگ ہے اور ہم انھین امور مین ان کی اتباع کے لئے مکلف ہین جن کی نسبت وہ دعوی کرین کہ الہام الٰہی سے لکھے گئے ہین۔ مین ایسے دل کا آدمی ہون کہ میری روح ایسی تفریق وتقسیم سے ان امور مین کوسون بھاگتی ہے۔ میری روح جس اتباع سے لذت اُٹھاتی ہے وہ حضرت ابن عمر کا سا اتباع ہے جو اُنھون نے اُس ٹھوکر تک کی پیروی کو بھی نہ چھوڑا۔ علاوہ بران وہ محل جس مین یہ تفریق وتقسیم صورت پکڑتی ہے غور کے قابل ہے۔ خدا نے انسان کے جوف مین دو قلب پیدا نہین کئے ایک دل مین اپنی علمیت وتعلی پر بھی ناز اور انکار ہو اور ایک اور شاہد ہمہ حسن کا دلدادہ اور اسمین بکلی فنا شدہ بھی ہو یہ دو ضدین ہین جو جمع نہین ہوسکتین یا کم سے کم میرے جیسا دل اسے سمجھ نہین سکتا۔ میرا خیال ہے کہ ایک شخص کی نسبت باوجود تسلیم کرنے اس کی بہت سی خوبیون کے اس کی ذرا سی کمزوری کا دھیان دل مین رکھو یا اپنے دل کو اس سے کسی ایک بات مین اختلاف کرنے کی حیثیت دو تو وہ خفیف سا نقطہ پھیلتے پھیلتے آخر سارے دل پر برص کے مرض کی طرح محیط ہوجائے گا ونعوذ باللہ منہا۔ مین ان امور مین خود صاحب تجربہ ہون مین ۹۳ء تک بہت سے امور مین حضرت امام زمان سے اختلاف کرتا اور اکثر بیٹھتا تھا اور اسے طبیعت کی آزادی اور دلیری اور قوت تحقیق پر محمول کرتا تھا اور حقیقت مین وجہ یہ تھی کہ اس سے قبل مجھے حضرت کی خدمت مین اکثر دوستون کی طرح بہت کم بیٹھنا ملا تھا اور نہ مجھے ان علوم حقہ پر اطلاع تھی جو خدا نے اپنے برگزیدہ کو عطا فرمائے تھے۔ مگر اس کے بعد جو توفیق الٰہی نے مجھے مہینون اور سالون حضور اقدس کے آستانہ کی ملازمت کا شرف بخشا اور میرا سینہ ان انوار و علوم حقہ سے بھرا جو صرف آسمان ہی سے اُترتے اور کسی چترائی اور زبان درازی اور مادی تجویزون سے حل نہین ہوسکتے تو اب میرا یہ حال ہے کہ مین بحمد اللہ اطمینان قلب اور شرح صدر سے آپ کی ہر ادا سے اپنے دل کو پورا مصلح اور موافق پاتا ہون اور مین پوری بصیرت سے صاف صاف یہ بات کہتا ہون کہ کبھی فتنہ اور ٹھوکر سے مطمئن نہ بیٹھے وہ شخص جسے یہ رتبہ اور توفیق نہین ملی اگرچہ بااین ہمہ ہر نماز مین کئی دفعہ اس آیتہ کو پڑھتا ہون ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۝

مین نے بہت دفعہ اپنے آپ مین سوچا ہے اور آخر میرے دل نے مجھے یقین دلایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مان کر مجھے وہ لذت ملی ہے جو ایک واقعی اور لابدی شے کے حصول سے حاجتمند انسان کو ملتی ہے۔ اس لئے کہ میرا یقین ہے کہ جیسے ضروریات بقائے نوع مثلاً غذا ہوا روشنی پانی وغیرہا انسان کے لئے ضروری ہین اور ان کے عدم وجود دونون صورتون مین انسان ایک کھلا فرق پاتا ہے ایسا ہی ایمان بھی بقائے روح اور اطمینان روح اور سکینت روح کے لئے ضروری شے ہے اور ایک سلیم اور زندہ روح کو اس کے عدم ووجود مین فرق محسوس ہونا چاہیئے۔ یا بلفظ دیگر مین کہہ سکتا ہون کہ مقتدا ایک تکیہ گاہ اور سہارا ہے اور ہر شخص اگر کوئی سہارا اور اُمید گاہ اور حاجت پوری کرنے والا شفیق رکھتا ہے تو وہ اُس سہارے اور اُمید کی لذت کو محسوس کرسکتا ہے مین پڑھنے اور لکھنے بسا اوقات تھک جاتا ہون اور میری کمر مین ایک کوفت سی محسوس ہونے لگتی ہے تو پیٹھ کو کرسی کا سہارا دلاتا ہون اور یون ایک آدہ منٹ مین کوفت رفع ہوجاتی ہے۔ مین کہتا ہون کہ جسطرح پیٹھ نے سہارے کو واقعی محسوس کیا اور حقیقۃً آرام پایا کیا اسی طرح ہماری روحین محسوس کرتی ہین کہ ہماری دل اور لذیذ اعتقاد کی تکیہ گاہ امام زمان ہے اور اس سہارے کو محسوس کرکے واقعی طمانیت اور سکینت انھین حاصل ہوگئی ہے۔ اگر یہ ہے تو مبارک ورنہ ایمان کی اور زندہ ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔ مردہ ایمان اور مذبذب ایمان اور ظلمتون کے تحت الثری مین گرا ہوا ایمان کیا نفع پہنچا سکتا ہے۔ بالفعل اس بارہ مین اتنے پر اکتفا کرتا ہون خدا کرے کہ میرے سب دوست لذیذ ایمان سے بہرہ مند ہون اور ہم سب کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کی پوری توفیق ملے۔

ایک اور عجیب بات بھائیون کو سناتا ہون جو اگرچہ ایک معنی مین پرانی ہے مگر لذت مین نئی اور ایمان کے بڑھانے مین بالکل نئی ہے چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت مین لکھا کیا آپ وہی مسیح موعود ہین جسکی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث مین خبر دی ہے خدا تعالی کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھین۔ جیسے معمولاً رسالہ تریاق القلوب سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہوسکتے تھے لکھدئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہوا اور پھر مجھے مخاطب کرکے لکھا کہ مین چاہتا ہون کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھین

کہ آیا وہ وہی **مسیح موعود** ہین جن کا ذکر احادیث اور قرآن شریف مین ہے مینے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے آگے رکھدیا اور عرض کیا کہ ایک شخص لیا لکھتا ہے حضرت نے عوزا کاغذ ہاتھ مین لیا اور یہ چند سطرین لکھدین۔

دو مینے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابون مین قسم کے ساتھ لوگون پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ مین اُس خدا تعالی کی قسم کھاکر لکھتا ہون جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ

مین وہی مسیح موعود ہون

جس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیث صحیحہ مین دی ہے جو

صحیح بخاری اور صحیح مسلم

اور دوسری صحاح مین درج ہین۔"

وَکَفیٰ بِاللّٰہِ شَہِیْدًا

الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ وایدہ ۲۷ اگست ۹۹ء

اس ذکر سے میری دو غرضین ہین ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور اُنھین وہی ذوق اور سرور حاصل ہو جو یہان کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور اُنھون نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ اُن کو نیا ایمان ملا ہے اور دوسرے یہ کہ منکرین اور بدظن اس علی بصیرۃ قسم مین ٹھنڈے دل سے غور کرین اور سوچین کہ متعمد کذاب اور مفتری مختلق کی یہ شان اور اُسے یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ ذوالجلال خدا کی ایسی اور اسطرح اور ایسے مجمع مین قسم کھائے - اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! بڑا بدکار اور بڑا ہی نابنجار ہے وہ جو خدا پر افترا کرتا اور جلد نحث جانے کے لائق ہے وہ ظالم جو اپنے دل سے باتین بناتا اور خدا کی طرف اُنھین منسوب کرتا ہے اور سخت ہی ظالم اور بدکار ہے وہ بھی جو حق بین کی تکذیب کرتا ہے اور نشانات دیکھکر اور کئی مرتبہ تصدیق کر کر اور علی رؤ الاشہاد شہادت دیکر اور ایک وقت کے لئے اُس حق کی خاطر ملامتون کا نشانہ بن کر پھر نفس شریر کے کہنے سے اُس کا انکار کرتا آپ ہلاک ہوتا اور دوسرون کو نار سعیر کی راہ دکھاتا ہے۔

برادران اس اقرار سے اور ہر سوال سے وہ سنت پوری ہوئی جو ایک شخص نے ہادیٔ کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی ایسی ہی قسم دیکر پوچھا تھا کہ آپ رسول اللہ ہین الخ - میرا تو دل کانپ اُٹھتا ہے جب مین تصور کرتا ہون کہ ایسے قلوب بھی ہین جو اس کپکپا دینے والے اظہار پر بھی التفات نہین کرتے اور کاذب کاذب کہے جاتے ہین۔

مین سچے یقین سے پکار کر کہتا ہون اور ایک عالم کو اس پر گواہ کرتا ہون کہ ایک کاذب مفتری کی یہ شان ہرگز ہرگز نہین ہوسکتی - اے مسلمانون کی اولاد- اے وہ لوگو جن کے پاس خدا کی سنتون کا علم آگیا ہے اور جو خدا تعالی کے فرستادون کے لب ولہجہ سے آشنا ہوچکے ہین اسے غور سے پڑھو اور خدا سے ڈرو اور قبل اس کے کہ خدا کی گرفت کا دن آجاوے اور نامہ اعمال سامنے رکھے جاوین تلافی ما فات کرلو - اے تفرقہ پرداز الہام کے مدعی اگر تجھ مین واقعی جسارت ہے اور تو علی بصیرۃ بولتا ہے تو نقاب سے منہ باہر کر اور برقع پرے پھینک دے اور گھر کے آنگن سے پاؤن باہر نکال اور پست آواز اور چلمن کے پیچھے کی رنگ آرائی چھوڑ اور مردانہ وار میدان مین نکل اور ایسا ہی اوران لفظون مین دعوے کر اور حضرت خلیفۃ اللہ الرحمن مسیح موعود اور مہدی مسعود کی علانیہ صاف لفظون مین تکذیب کر پھر دیکھ خدا کس کی طرف ہوتا ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ

ان سب باتون کے بعد مینے ضروری سمجھا کہ بھائیون کو اُن تازہ مبشر الہامات سے آگاہ کرون جو گذشتہ ہفتہ حضرت مکلم اللہ پر نازل ہوئے - ۲۷ - اگست ۹ بجے دن کے "خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھا دے اور تیرے نام کی خوب چمک آفاق مین دکھاوے۔" پھر ۲۷ - اگست چار بجے بعد دوپہر - "آسمان سے کئی تخت اُترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔" پھر ۲۹ - اگست کو خدا کا کلام یون اُترا - "دشمنون سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی" - پھر ۳۰ - اگست کو خدا نے اپنے برگزیدہ کو یون بشارت دی ہے "رحمت الہی کے چھلکے سامان"۔

اسی تاریخ کو رؤیا مین حضرت اقدس نے نبض پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اس سے ذلت کی آواز آتی ہے یا نصرت کی - تو نبض سے نصرت کی آواز آئی۔

اب یہ تو خدا کی باتین اور اُس کے کلمات ہین یا اقلاً یہ کہ ہم تحدی سے دعوے کرتے ہین کہ یہ خدا کے مبشر وعدے ہین اور یقینا خداوند کریم ان کو اپنے اپنے وقت پر پورا کرے گا - سوا سے مخالفو- لاہور مین ہو تو - اور امرتسر مین ہو تو- اور اے وہ جو ٹڈی کی طرح ادھر اُدھر منتشر ہو اور کوئی خیر تمھارے ہاتھ سے سرزد نہین ہوتی اور اے گدی نشین صوفیو اور فقیرو جہان کہین ہو اکیلے اکیلے اور مل مل کر دعائین کرو اور ان مبشرات کی نظیر اپنے لیے تم بھی لاؤ اور یاد رکھو ہرگز ہرگز نہ لاسکوگے کیونکہ اگر کوئی تم مین سے راستباز کے مقابل ایسی جرأت کریگا تو غیور خدا اُسے شرمندہ کرے گا اور اُن کے دعوون کے خلاف ظاہر کرکے اُسکو اسی عالم مین نیچا دکھائے گا اور نہین تو اے حاسدو حضرت **امام زمان** کے ان مبشر **الہامات** کے خلاف تم وعیدی الہامات شائع کردو - کوئی تو مردی کا کام دکھاؤ۔

الہٰی اے رحمٰن رحیم خدا قوم کو فہم عطا کر کہ اپنی ذلیل حالت کو سمجھین اور اُس وسیلہ کو شناخت کرین جو اس عالم مین ہر قسم کی خیر وبرکت کا ایک ہی وسیلہ ہے آمین -

آپ کا عاجز دوست

عبد الکریم سیالکوٹی-

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ اللہ العلی العظیم
ونصلی علی رسولہ الکریم

دوستو اک نظر خدا کے لئے

مسیح موعود کے جان نثار خادم۔ حضور ممدوح ایداللہ کے مقاصد سے واقف۔ دینی ضرورتون کے مہیا کرنے کی پیاس رکھنے والی قوم۔ پھر مین ناحق کا دردسر اُٹھا کر قصہ کو لمبا کرون زمانہ کے معروف چکنے چپڑے فقرے لکھون کیا حاصل صاف اور سیدھی بات کہے دیتا ہون کہ

مدرسہ تعلیم الاسلام

کو آپ کی ہمدردی کی سخت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ اب تک بعض کو معلوم نہو کہ مدرسہ کا خرچ کہانتک بڑھگیا ہے اور یہی وجہ اُن کی بے التفاتی کی ہو۔ سو سُن لو۔ یکم اگست سے مدرسہ کا ماہوار خرچ ما لعہ ہوگیا ہے۔ علاوہ ماسٹر شیر علی صاحب بی اے کے ایک لائق ٹرینڈ انڈر گریجوایٹ سکنڈ ماسٹر منگوایا گیا ہے۔ ان سب پر بورڈنگ ہوس بنانے کے لئے روپیہ درکار ہے اس لئے کہ طلبار مدرسہ کی ترقی کی تعداد قطعاً اسی پر موقوف ہے

دائمی چندہ دینے والے مقرر رقم مین کچھ اضافہ کرین۔ غافل ہوشیار ہوجائین۔ اور خدا کے لئے آفات کی تلافی کرین اور مقدور والے اچھی یکمشت رقمون سے اعانت کرکے اجر لین۔ والسلام

المشتہر عبدالکریم سیالکوٹی

منجانب سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام

تضمین جمالی

بر غزل امام علیہ السلام

احمد مرسل کہ آمد صاحب خلق عظیم
ہم قسیم ست و جسیم ست و نسیم ست و وسیم
کس نیارد گفتنش کو ہست حادث یا قدیم
شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم

با ہمہ مشغولی اشغال تعلیم و وداد
با ہمہ مصروفی فیض و ہدایت و دین و داد
عاشق حق بود و درعشقش بجوش انقیاد
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

بارک اللہ جلوۂ حسن تو اے روحی فداک
لوحش اللہ خوبی نور تو اے قلبی ہواک
میکشد دل را و جان را حسن روی تابناک
بوئے محبوب حقیقی می دمد زان روی پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم

گرچہ دارند ابلہان در اعتقادم قیل و قال
گرچہ نادانان بجوو بندند صد گونہ خیال
غافلان را گرچہ باشد گونہ گونہ احتمال
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چون دل احمد نمی بینم دگر عرش عظیم

اہل دنیا را طلب در نان و آب آمد بکار
اہل دین دارند بر زہد و ورع دار و مدار
ہر دو از عشق محمد غافلند اے ہوشیار
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آن عین النعیم

گر ز طعن طاعنان جان و دلم را چاک چاک
غاویان با ما دیان دارند چون مہر و تپاک
گرچہ من ہستم بعشق احمدی اندو ہناک
از عنایات خدا و از فضل آن دادار پاک
دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم

نازم الطاف خدا را کز رہ نام و نشان
میرم احسان خدا را کز کمال جسم و جان
برگزیدہ کرد ذاتش از ہمہ اہل جہان
آن مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیان
گفتمی گردیدے طبعی درین راہ سلیم

من نمیخواہم کہ گنج و دولت و ملکم بود
من نمیخواہم کہ در دین عزت و جاہم شود
من ہمیخواہم ہمیخواہم ز خلاق صمد
در رہ عشق محمد این سر و جانم رود
این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم

مخمس

حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

مسلمانون کو کہتے کس لئے ناحق برا تم ہو
ڈرو اللہ سے کس خوئے بد مین مبتلا تم ہو
ابھی سے اس قدر کس واسطے ہم سے خفا تم ہو
سمجھ لو پہلے اتنا بر سر حق ہم ہین یا تم ہو
یون ہی تکفیر مین سرگرم کیون بیفائدہ تم ہو

خلائق سے نہین ہے شرم خالق سے تو شرماؤ
کرو تا مصطفی کو ترک ہٹ دھرمی سے باز آؤ
کہین ایسا نہ ہو پل کر کف افسوس پچھتاؤ
یہ کس پر کفر کا لکھتے ہو فتویٰ کچھ تو فرماؤ
یہ کس کے واسطے سوچو تو سرگرم جفا تم ہو

محبت جو کہ رکھتے ہین کلام پاک سبحان سے
تعشق ہے دلون کو جنکے شاہنشاہ ذیشان سے
رہا کرتے ہین فکر دین مین جو ہر وقت قرآن سے
فدا ہین جو رہ اسلام مین ہر دم دل و جان سے
انھین کو ہائے بے ایمان کہنے پر تلا تم ہو

نہین ہوتے ہین لوگ آیات قرآن دیکھکر قائل
دلون سے آہ کیسا نور ایمان ہوگیا زائل
جہالت سے لبون پر رہتی ہے تقریر لاطائل
کلام حق سے روگردان بیان خلق پر مائل
تمھین انصاف سے کہدو کہ ایسے ہم ہین یا تم ہو

کہو تو کس سے سیکھا تم نے نیکوں کو بُرا کہنا
کسی کو نا سزا کہنا کسی کو نا روا کہنا
بنا نا خوب ہٹ دھرمی کو تم نے واہ کیا کہنا
مگر اب مان لو اتنا مرا بہر خدا کہنا
اجی انصاف کی جانب بھی مائل اک ذرا تم ہو

جو شوق اتباع سیّد ابرار ہے تم کو
تو موت حضرت عیسیٰ سے کیوں انکار ہے تم کو
یہ کیوں ہے اسقدر ضد کس لئے تکرار ہے تم کو
یہ کیسے امر حق کے ماننے میں عار ہے تم کو
ہم اہل سنت ہیں کہنے کو یہ کہتے بار ہا تم ہو

رسول حق سے جب کم ہیں صفات حضرت عیسیٰ
نہیں افضل جب آنحضرت سے ذات حضرت عیسیٰ
بھلا تسلیم ہو پھر کیوں حیات حضرت عیسیٰ
ہوئی قرآن سے ثابت وفات حضرت عیسیٰ
کہو اب پیرو فرمان خالق ہم ہیں یا تم ہو

نزول انکا جو تم سمجھے ہوئے ہو تمکو دھوکا ہے
یہ سوچو تو ہوا جو فوت وہ واپس بھی آیا ہے
احادیث نبی میں بھی یہی مرقوم رجا ہے
کلام اللہ میں بھی فوت ہونا انکا لکھا ہے
نہ واقف ہوگے اس سے ایسے واقف بھی کیا تم ہو

جو آیا اس جہاں میں اسکو لازم موت آنی ہے
یہ ثابت ہوگیا آ کر ہی جانے کی نشانی ہے
نہیں منکر کوئی ہر شخص نے یہ بات مانی ہے
مسلم ہوگیا یہ مسئلہ انسان فانی ہے
سمجھتے ہو نہ اس کو نا سمجھ ایسے بھی کیا تم ہو

کوئی کل ہوگیا رخصت کسی کی آج ہے باری
کسیکی آج ہی نوبت کسی کی کل ہے تیاری
غرض سب پر یوں ہی ہو جائیگی ایکدن قضا طاری
سمجھ لینے میں پھر اسبات کے ہے کیوں دشواری
خدا کے فضل سے جب صاحب ذہن رسا تم ہو

نہ اب جو لوگ ہٹ دھرمی سے باز آئیں گے
کف افسوس مل مل کر بہت آنسو بہائیں گے
جو ان کے منتظر ہیں یاد رکھیں منہ کی کھائیں گے
کہاں ہیں حضرت عیسیٰ جو اب تشریف لائیں گے
عبث اس قصہ باطل پہ کیوں ایسے فدا تم ہو

یہی قول رسول اللہ بھی لکھا ہوا پایا
یہی قرآن میں خالق نے بھی ارشاد فرمایا
درست اس کا عقیدہ کب ہوا جو اس میں شک لایا
ہوا جو فوت دنیا میں وہ پھر واپس نہیں آیا
اسے تو مدتوں سے دیکھتے صبح و مسا تم ہو

نہ ہوں اس قصہ باطل سے سو ہیں خشمگین کیونکر
یہ باتیں مانکر کھو دی کوئی ایمان و دین کیونکر
مسلمان ہیں ہمیں ہو ان فسانوں سے یقین کیونکر
بھلا آئیں گے عیسیٰ بعد ختم المرسلین کیونکر
بتاؤ تو یہی اس وہم میں کیوں مبتلا تم ہو

علاج درد پنہان و عیان ہیں میرزا صاحب
شفا بخشندہ آزار جان ہیں میرزا صاحب
خدا کے مرسل با عز و شان ہیں میرزا صاحب
امام الوقت مہدی زمان ہیں میرزا صاحب
معاذ اللہ معاذ اللہ انھیں کہتے برا تم ہو

بنایا ہے خدا نے انکو موعود لطف بے حد کا
ہوا ہے بول بالا انکے باعث دین احمد کا
بڑا ہے مرتبہ نزد خدا ان کے سعید کا
یہی ہیں وہ زمانہ منتظر تھا جنکی آمد کا
یہی ہیں وہ یہی ہیں اب بدل اپنے فدا تم ہو

یہی ہیں مدتوں سے تکتے تھے سب راستہ جن کا
یہی ہیں قبل بعثت بھی زمانہ تھا فدا جن کا
یہی ہیں وہ ہوا کرتا تھا چرچا جابجا جن کا
یہی ہیں ذکر فرماتے تھے شاہ دوسرا جن کا
یہی ہیں وہ یہی ہیں طالب عفو خطا تم ہو

حق آگاہ و امین و متقی و مرسل رحمان
شفیق و غمگسار و باعث تسکین غمناکان
غلام احمد ختم الرسل شاہنشہ دیں تابان
امام الوقت و مہدی زمان و عیسیٰ دوران
یہی ہیں ہاں یہی ہیں شک میں اب کیوں مبتلا تم ہو

یہی ہیں مورد ہیں جنسے اب عالم میں سب عاجز
فصیحان عجم عاجز بلیغان عرب عاجز
کسی سے یہ زمانہ میں ہوئے کس وقت کب عاجز
مخالف ہوتے جاتے ہیں انھیں سے روز و شب عاجز
یہی ہیں آج جنکا شور سنتے جابجا تم ہو

یہی ہیں وہ لقب جنکا ہے مہدی کرم گستر
مصدق ہیں انھیں کے قول کے اقوال پیغمبر
کلام اللہ بھی کرتا ہے تائید ان کی سرتاسر
شہادت دیچکے ہیں مہر و مہ بھی انکی دعوے پر
بتاؤ چاہتے اب کیا ثبوت اس کے سوا تم ہو

خدا کیواسطے باز آؤ اب شیخی و نخوت سے
کرو اس ضد کو تم فی الفور دور اپنی طبیعت سے
دل اپنا صاف کر لو مرسل حق کی کدورت سے
نصیحت کر رہا ہوں میں نہایت جوش الفت سے
نہیں منظور مجکو ہرگز وہ اشقیا تم ہو

یہ حکم امت کو صادر کر گئے ہیں سرور امت
کہ جب کے سامنے ہوں جلوہ گر مہدی با عظمت
سلام ان کو ہمارا بھی وہ پہنچا کر بصد شفقت
ادب سے پھر کریں یہ عرض خود ان سے کہ بخدمت
ہمارے رہنما تم ہو ہمارے پیشوا تم ہو

بیان ہو ہائے کیا طوفان بحر کفر کی حالت
جھکولے دے رہی ہے ہر طرف سے موج پر آفت
بچاؤ ڈوبنے سے اسکو ہے کون ایسا باہمت
طلاطم میں پڑی ہے کشتی دین شہ امت
مسیح وقت اس کے ناخدا بہر خدا تم ہو

اگر یہ چاہتے ہو خوش ہو تم سے خالق اکبر
تو ہے ہر وقت لازم پیروی قول پیغمبر
مٹا کر دل سے نقش اتباع نفس سرتاسر
کرو بیعت امام الوقت کے دست مبارک پر
اگر پابند فرمان محمد مصطفیٰ تم ہو

خدا ہے بخشنے والا اگر تم اب بھی باز آؤ
نہ مایوس اتنے ہو لا تقنطوا کو یاد فرماؤ
نصیحت ہے یہی مختار کی اس کو بجا لاؤ
اور کے ساتھ پیچھے پیچھے مہدی کے چلے جاؤ
جو ڈھونڈا چاہتے جنت کا سیدھا راستہ تم ہو

ذیل کا اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے

شائع کیا جاتا ہے امید ہے کہ بہت جلد توجہ کی جاوے گی۔ (ایڈیٹر)

ضرورت تعمیر مکان

ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی سرساوی ہجرت کرکے دار الامان میں حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن کے آستانہ علیا پر ہمیشہ کے لئے آگئے ہیں اور عنقریب وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے موافق بعض ضروری دینی خدمات کے سرانجام دینے کے لئے ایک لمبا سفر کرنے والے ہیں۔

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز کی ہے کہ اس سے بیشتر کہ صاحبزادہ صاحب اپنے مقررہ سفر کے لئے روانہ ہوں اُن کے اہل و عیال کے رہنے کے لئے ایک مختصر سا مکان باہمی چندہ سے طیار کرا دیا جاوے اور خود حضرت اقدس اور حضرت ام المومنین نے اس کار خیر میں سبقت فرمائی ہے جیسا کہ فہرست چندہ سے معلوم ہوگا۔ لہذا بتعمیل ارشاد حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کے مخلص احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حسب استطاعت اس چندہ میں شریک ہوں۔ کل روپیہ اس تعمیر مکان کے متعلق حضرت میر ناصر نواب صاحب مہتمم کی خدمت میں بھیجا جاوے جس کی رسید بذریعہ اخبار شائع ہوتی رہیگی اب ذیل میں اُن احباب کے نام درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے اس مکان کی تعمیر کے لئے چندہ دیا ہے۔

حضرت اقدس امام الزمان	۱۰۰
حضرت ام المومنین۔	۵۰
حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب۔ کسقدر کڑی	
حافظ غلام محی الدین صاحب	۱ر
منشی محمد کرم صاحب	۸ر
مولوی عبا[illegible] مدرس دوگراں	۲ر
مرزا اسمعیل بیگ [illegible]	۲ر
پیر منظور محمد صاحب	عہ
غلام محمد صاحب طالب العلم	۲ر
قاضی سید امیر حسین صاحب	۴ر
حضرت میر ناصر نواب صاحب	ع
محمد اکبر خان صاحب سنوری	۴ر
یار محمد صاحب	۸ر
شیخ محمد اسمعیل صاحب سرسا وی	۸ر
حاجی فضل حسین صاحب شاہجہانپوری	عہ
مولوی محمد علی صاحب ایم اے	عہ
منتفرق معرفت میر ناصر نواب صاحب	۱۰ر
ماسٹر شیر علی صاحب بی اے	عہ
شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر	۱ر
پیر سراج الحق صاحب	صہ
عبد الرؤف صاحب	۶ر
منشی کرم علی صاحب سنگ ساز	۸ر
شیخ نذر محمد صاحب	عہ

(ایڈیٹر)

تریاق القلوب

اکثر احباب تریاق القلوب کے متعلق استفسار کرتے ہیں کہ وہ اب تک شائع ہوا یا نہیں؟ جواباً اطلاع دیتے ہیں کہ تریاق القلوب قریباً ۶۴ صفحہ تک چھپ چکا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ کب تک طیار ہو سردست وہی چھپ رہا ہے اشاعت پر اطلاع دیجاوے گی۔

گوڑگانوہ والا مقدمہ

یہ خبر ہم سنا چکے ہیں کہ مندرجہ بالا مقدمہ خارج ہو چکا ہے اس دعوی کی بنیاد وہ اشتہار تھا جو (ایک ہزار روپیہ انعام) کے عنوان سے پادریوں پر حجت پوری کرنے کی غرض سے شائع ہوا تھا۔ **اصغر حسین** نام ایک مولوی نے اپنے آپکو عیسائی قرار دیکر دعوی کیا تھا کہ چونکہ میں سب رسولوں کا ماننے والا ہوں اور مسیح علیہ السلام کو بھی مانتا ہوں اس لئے میں عیسائی ہوں۔ اس پر بعض نافہم کوتاہ اندیش اور قبل از مرگ واویلا کرنے والے متعصب اخبارات نے عجیب عجیب قسم کے بیہودہ سروپا ریمارک کئے آخر خدا کا راستباز کامیاب ہوا۔ اور خدا تعالی کی سنت سے ناواقف نادان شرمندہ ہوئے۔ اس مقدمہ کی پیروی ہمارے مہربان مولوی **محمد علی** صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ اور مرزا خدا بخش صاحب اور مرزا فضل بیگ صاحب مختار قصوری کر رہے تھے جس اخلاص اور کوشش کے ساتھ انہوں نے اس مقدمہ کی پیروی کی ہے اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے بیشک مندرجہ بالا احباب کی مساعی جمیلہ قابل نمونہ ہیں۔

معزز ناظرین!

آپ کو معلوم ہے کہ اخبار الحکم کا مالی سال آخر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ختم ہوگا جس میں اب صرف ڈیڑھ مہینہ ہی رہ گیا ہے۔ لہذا اپنے اپنے حساب بیباق کی طرف توجہ فرماویں۔ خصوصاً وہ احباب نظر عنایت کریں جنہوں نے جون ۱۸۹۹ء سے لیکر آج تک قیمت اخبار میں ایک حبہ تک نہیں دیا باوجودیکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کی سرد مہریوں سے زیر بار بھی ہونا پڑتا ہے۔ قومی اخبار قومی مقاصد کی تکمیل کے لئے پورے طور پر اُس وقت میں کامیاب ہوگا جب قوم متوجہ ہو۔ امید ہے کہ ناظرین توجہ کرینگے

خان بہادر سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر

نے ایک رجسٹرڈ خط حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام بجواب اُس خط کے جو ۴ر جولائی ۹۹ء کے الحکم میں شائع ہوا ہے روانہ کیا ہے عنقریب اس خط کا جواب شائع کیا جائے گا بظاہر یہ خط شاہ صاحب کے نام سے لکھا گیا ہے لیکن پردہ زنگاری کے پس پشت بیٹھکر کارروائی کرنے والے برقع نشین کا پتہ اس خط سے خوب لگتا ہے بہرحال جواب بھی شاہ صاحب ہی کے نام ہوگا اور چونکہ یہ خط ایک طرح سے ملہم پارٹی کے اعتراضات کا اچھا خاصہ مجموعہ ہے اس لئے امید ہے کہ جواب بہت ہی دلچسپ اور فائدہ بخش ہوگا۔

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے

تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز ہرگز نہ خریدو یہ بے نظیر مرہم فوراً تمام مرض پر اثر کرتی ہے آج تک ایسی کوئی مرہم ایجاد نہین ہوئی

مرہم عیسیٰ

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے

تریاق اعظم

یہ بہت سی تریاقی دواؤن کا ایک مرکب ہے جو وبائی کیڑون کو ہلاک کرتی اور سمیت کو دور کرکے انسان کے لئے ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور بہت سی عفونتی بیماریون کو روک دیتی ہے اور باذن اللہ طاعون اور وبا سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے عمدہ دوا ہے اور سمیت کو بدن مین پھیلنے نہین دیتی اور جمیع سموم کی فادزہر ہے - اور نزلات کھانسی نے سعال تشنگی اطفال ام الصبیان اسقاط حمل ضعف دل غشی ہول دل ہمول قوی کی کمی کثرت سیلان خون دماغ اور نخاع اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری ذیابیطس مقعد سل وغیرہ کے لئے مجرب ہے

قیمت فی ڈبیہ للعہ

لاہور
بھاٹی دروازہ
کارخانہ مرہم عیسیٰ
حکیم محمد حسین

... بکثرت موجود ہیں

معزز بھائیو! کوئی تعجب

کرنے کی بات نہیں - مرہم عیسیٰ اسکو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر انکے حواریوں نے اسکو طیار کیا تھا - خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اترا اس مقدس بشر ع کے زخمونکے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا - اور اسکی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا حکماء یورپ بھی اسکے اعجازی خواص کے قائل ہیں - ہم نے بڑی محنت اور احتیاط سے اسکے اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائی ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک مرہم صرف ہم ہی طیار کرتے ہیں **قیمت** فی ڈبیہ ۱۲؍ ۔ عہ ۔ علاوہ محصول

ان مرضون کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر گلٹیان - چوٹون کے زخم - پھنسی پھوڑے گھاؤ - خارش - گنج - طرح طرح کی جلد کی بیماریاں ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - زخمون کے کیڑے - تلی کے ورم - بواسیر کے درد ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا - جل جانا کان سے ریم کا بہنا - جانورون کا کاٹ لینا عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ عہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکوں مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑنے تھے اُس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین اُنمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور تھین اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کیلئے ... جمع کرایا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

اخبار الحکم

قادیان دار الامن والامان ۔ جمادی الاول ھ مطابق ستمبر ۱۸۹۹ء

ایمان بالغیب کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدء اور معاد کے ماننے مین فلسفیون کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیون کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارور ہوگا کہ جب غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت مین قبول کیا جائے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتین یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائین کیونکہ تمام وکمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و وصل الٰہی کا تقوے پر ہے اور تقوے کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشون اور لمبے چوڑے انکارون اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئین بچاتا ہے اور صرف دوراندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکھکر بحسن ظن قبول کرلیتا ہے اسی بات کا نام ایمان ہے اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت مین سعادتین حاصل ہوتی ہین ۔ جب کوئی نیک بندہ ایمان بمحکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی مین ترقی چاہتا ہے تو خدا تعالے خود اس کا متولی ہوکر اور آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجہ عین الیقین تک اس کو پہنچا دیتا ہے مگر یہ سب کچھ بعد استقامت و مجاہدات و ریاضات و تزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بد عقائد اور بداعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وہ اس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے کیونکہ ایمان اسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جنکو مانا گیا ہے کسی قدر پردۂ غیب مین ہین یعنی ایسی حالت پر واقعہ ہین جو ابھی تک عقلی ثبوت نے ان پر احاطہ تام نہین کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئے بلکہ ان کا ثبوت غلبہ ظن تک پہنچا ہے وبس۔

یہ تو انبیاء کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتین پا چکے ہین اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکے ہین اور ہمیشہ پہنچتے ہین اور جن اعلے درجہ کی تجلیون کو سخت اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈا اور نہ پایا وہ سب مراتب ان ایمان دارون کو بڑی آسانی سے مل گئے اور اس سے بھی بڑھکر اس مین معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانون نے اسکو نہین سنا اور نہ اس کی آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی اس کے دل مین گذرا لیکن اس کے مقابلہ پر خشک فلاسفرون کا جھوٹا اور مشوش فلسفہ جس پر آج کل کے نوتعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہورہے ہین اور جس کے بدنتائج کی بیخبری نے بہت سے سادہ لوحون کو برباد کردیا ہے بات یہ ہے کہ جب تک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہوجائے اور بکلی اس کا انکشاف نہ ہوجائے تب تک اسکو

ہرگز ماننا نہین چاہئے گویا خدا ہو یا کوئی اور چیز ہو ان مین سے اعلیٰ درجہ کے اور کامل فلاسفر جنھون نے ان اصولون کی سخت پابندی اختیار کی تھی اُنھون نے اپنا نام محققین رکھا جنکا دوسرا نام دہریہ بھی ہے ان کامل فلاسفرون کا یہ پابندی اپنے اصول ذریعہ یے یہ مذہب رہا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا وجود قطعی طور پر بذریعہ عقل ثابت نہین ہو سکتا اور نہ ہم نے اُس کو بچشم خود دیکھا اس لئے ایسے خدا کا ماننا ایک امر مظنون اور شبہ کا مان لینا ہے جو اصول مقررہ فلسفہ سے بکلی بعید ہے سو انھون نے پہلے ہی خدا تعالےٰ کو درمیان سے اڑایا پھر فرشتون کا یون فیصلہ کیا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرح نظر نہین آتے چلو یہ بھی درمیان سے اُٹھاؤ۔ پھر روحون کی طرف متوجہ ہو اور یہ راے ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہین دیکھتے کہ بعد مرنے کے روح باقی رہ جاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آکر کچھ اپنا قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحین مفارقت بدن کے بعد خدا اور فرشتون کی طرح بے اثر و بے نشان ہین سو اُن کا بھی وجود ماننا خلاف دلیل و برہان ہے۔ ان سب فیصلون کے بعد ان کی نظر عمیق نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور حلال و حرام کا فرق اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اس لئے انھون نے صاف صاف اپنی راے ظاہر کر دی کہ مان اور بہن اور جورو مین فرق کرنا یا اور چیزون مین سے بلا ثبوت ضرر طبی بعض چیزون کو حرام سمجھ لینا یہ سب بناوٹی باتین ہین جنپر کوئی فلسفی دلیل قائم نہین ہو سکتی۔ اسی طرح انھون نے یہ بھی بیان کیا کہ ننگا رہنے مین کوئی شناعت عقلی ثابت نہین ہوتی بلکہ اس مین طبی قواعد کے رو سے فوائد ہین اسی طرح ان فلاسفرون کے اور بھی مسائل ہین اور خلاصہ اُن کے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بجز دلائل قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور اُن کی فلسفیانہ نگاہ مین گو کیسی ہی کوئی بد عملی ہو جب تک اُس مین کوئی طبی ضرر یا دنیوی بد انتظامی متصور نہ ہو تب تک اُس کا ترک کرنا بیجا ہے مگر جو دوسرے درجہ کے فلاسفر ہین اُنھون نے لوگون کے لعن طعن سے اندیشہ کر کے اپنی فلاسفری کے اصولون کو کچھ نرم کر دیا ہے اور قوم کے خوف اور ہم جنسون کی شرم سے خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باتون کو ظنی طور پر تسلیم کر بیٹھے ہین لیکن یہ اعلےٰ درجہ کے فلاسفر اُن کو سخت نالائق اور بدفہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہین کیونکہ اُنھون نے فلاسفر ہونے کا دعوی تو کیا لیکن اصول فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے کا تھا نہین چلے اس لئے اول درجہ کے فلاسفر اس بات سے عار رکھتے ہین کہ ان ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے مخاطب یا موسوم کیا جائے کیونکہ اُنھون نے کچھ کچھ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا اور کچھ عام لوگون کی ملامت لعنت سے ڈر کر بنیون کے عقاید مین بھی (جو فلسفیون کے منشار کے موافق قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت نہین ہو سکتے) ٹانگ اُڑا دی اس لئے یہ لوگ اُنکی نظر مین نیم حکیم ہین حقیقی فلاسفر نہین ہان ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ جیسے جیسے ایک سخت جوش قطعی اور یقینی اور نہایت واشگاف ثبوت عقلی طلب کرنے کا ان کے مستعد اور ہونہار لوگون کے دلو مین آتا جائے گا ویسی ویسی وہ کسرین جو باقی رہ گئی ہین اُن کے خیالات سے وہ سب نکل جاینگے اور عقاید اور اعمال مین پوری پوری مطابقت اپنے بڑے بھائیون سے کرلین گے تب وہ شیطانی اور ظلمانی دو کا پانی دنیا کے برباد کرنے کے لئے ایک ہی ہو کر بہین گے اور اگر آیندہ ذریت مین فلسفہ نے ترقی کی تو وہ بجائے اس کے کہ حال کے فلسفیون کی طرح یہ سوال کرین کہ اگر ملایک یا شیاطین کچھ چیز ہین تو ہمین دکھلاؤ یہ اعلےٰ درجہ کے سوالات کرین گے کہ اگر خدا اور اُس کی قدرتین کچھ چیز ہین تو ہمین ظاہر ظاہر بلا واسطہ اسباب دکھلاؤ اور اگر روحین بعد مفارقت بدن باقی رہ جاتی ہین اور اُن کا وجود بھی کچھ چیز ہے تو وہ بھی ہمین دکھلاؤ غرض جیسے جیسے ان نوآموزون کے فلسفہ مین صیقل ہوتا جائے گا اعلےٰ سے اعلےٰ سوال ان کے دلون مین پیدا ہوتے جاوینگے یہان تک کہ اول درجہ کے فلاسفرون سے ملاقات جا ملاوینگے ابھی تو حال بھی کچا اور خیال بھی کچا ہے۔

(حضرت اقدس امام الزمان)

حقیقت الصلوٰہ

۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین جو خطبہ حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا تھا اُس مین کسی قدر حقیقت نماز بیان فرمائی تھی چونکہ وقت تنگ تھا اس لئے جس قدر مولانا بیان کرنا چاہتے تھے اُسقدر وسعت سے بیان نہ کرسکے بہرنمط جو کچھ فرمایا وہ قلبی اور روحانی امراض کے لئے ایک شفابخش نسخہ ہے۔ اُمید ہے کہ اکثر بیمار دلون کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

(ایڈیٹر)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

یہ کتاب جو تیری طرف وحی کی گئی ہے وہ پڑھ سنا۔ اور نماز کو ٹھیک رکھ۔ نماز ہر قسم کی بدکاری اور بُری باتون سے روکتی ہے۔ نماز ہی ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ تمام چیزون سے بڑھکر ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور خطبہ کو لمبا کرنا جائز نہین ہے۔ اس لئے

مین جو کچھ کہون گا بہت مختصر کہون گا۔ یہ آیت مینے خصوصًا اس لئے پڑھی ہے کہ آداب نماز کے متعلق چند باتین جو میرے دل مین ہین آپ کو سناؤن۔

مین دیکھتا ہون کہ ہر مجلس اور دربار کے کچھ قواعد اور آداب ہوتے ہین اور کوئی شخص جو اُس مجلس اور دربار مین جانا چاہے اس کو ان آداب کی رعایت اور نگہداشت لازم طور پر کرنی پڑتی ہے اگر وہ پرواہ نہ کرے یا کوئی فروگذاشت کرے تو وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔

مسجد کیا ہے؟ اللہ کریم کا ایک دربار ہے پس جب نماز کے لئے مسجد مین جاؤ تو یقینًا یقینًا دل کی بصیرت اور بینائی کے ساتھ اعتقاد رکھو کہ خدا کے حضور جاتے ہین اور نماز کے ارکان قیام رکوع۔ سجود۔ قومہ۔ جلسہ۔ وغیرہ۔ سب کے سب آداب الصلوٰۃ ہین۔ پس اگر کوئی آدمی ان آداب اور قواعد کی اُسی طرح پر رعایت نہ کرے جیساکہ اس عظیم الشان مجلس کے بانی یا ان قواعد کے مرتب کرنے والے مقنن نے فرمایا ہے تو وہ گویا مجلس کی توہین کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور ضرور ضرور ذلیل ہوگا مین مسلمانون کی حالت پر جب ایک لمبی نگاہ کرتا ہون تو میرے دل مین ایک درد اُٹھتا ہے کہ انھون نے مسنون طریقون مسنون اذکار کو چھوڑ کر خود تراشیدہ وظائف اور اوراد مقرر کر لئے ہین۔

اور اُن مین یہان تک منہمک ہوگئے ہین کہ فرائض کی بجاآوری تک چھوڑ دی ہے بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے بُرے دن آتے ہین تو اُس کی خوبیان نکل جاتی ہین اور برائیان اُن کی جگہ آجاتی ہین۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے ایسے صوفی اور بدعت پسند مشائخ پیدا ہوگئے جنھون نے اللہ اور اُس کے برگزیدہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کی پرواہ نہ کرکے من عند النفس وظائف تراش لئے۔ اور وہ حزب جس پر اللہ تعالے کی مہر تھی اور جو منزل مقصود تک پہنچانے کے واسطے ایک سیدھی راہ اور تجربہ کار بدرقہ کا کام دیتا تھا جس کے ساتھ ہزارون ہزار برگزیدگان الٰہی کی شہادتین موجود تھین اُسے چھوڑ دیا۔ پاک اسلام نے کبھی یہ پسند نہین کیا کہ کوئی شخص دنیا کے تمام ضروری اور عظیم الشان کامون سے کنارہ کشی کرکے صرف تسبیح ہی لے کر بیٹھا رہے۔ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک اُسوہ یعنی عمل درآمد سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے نمونہ سے دکھا دیا ہے کہ فرائض انسانی کیا ہین۔ اُن کو میدان جنگ مین دیکھنے والا کبھی خیال بھی نہین کرسکتا تھا کہ یہ لوگ مسجدون مین خشوع وخضوع اور پورے تبتل سے نمازین پڑھتے ہون گے اور اُس وقت ایسے مستغرق ہون گے کا ٹو تو خون کا قطرہ نہ نکلے اور نماز مین اُن کو دیکھنے والا نہین کہہ سکتا تھا کہ یہ ایسے تیغ زن اور بہادر ہوسکتے ہین جیسے وہ تھے اور کہ ایسے لوگ رقت قلب اور سوز وگداز کے منازل سے کیا واقف ہون گے۔ غرض وہ لوگ ہر کام مین مستعد اور ہوشیار تھے اور جو کچھ کرتے دل سے اور خدا کے لئے کرتے تھے اصل یہ ہے کہ جو کام انسان کی فطرت مین مرکوز اور انسانیت کی غائت ہین وہ سب کے سب ایک مومن اور مسلمان کو کرنے چاہئین لیکن شرط یہ ہے کہ خدا مین ہوکر کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر ایک گہری نگاہ کرو اور دیکھو کہ آپ کو کیا کچھ کرنا پڑا ہے مین پورے یقین اور شعور کے ساتھ اور ایمان کی بصیرت کے ساتھ کہتا ہون کہ مینے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر غور کی ہے اور ہر روز کرتا ہون کیونکہ جب قرآن شریف کی ایک آیت بھی پڑھتا ہون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی لائف میرے سامنے آجاتی ہے اور آپ کی زندگی کے واقعات کا ایک نقشہ میرے دل کے سامنے کھنچ جاتا ہے اور مین آپ کو انسانی نوع مین خدا کے قدوس کیطرح ایک عظیم الشان اور کامل انسان اور یکتا دیکھتا ہون اور اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ خدا کی طرح اس انسان کامل کی کنہ تک بھی پہنچنا محال ہے۔ تو اب غور کرو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھیون کی طرح کوئی خاص حزب پیش دست لئے بیٹھے رہتے تھے اور کوئی شغل نہ تھا آپ کا عام وظیفہ صرف نماز تھا اور یون تو آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہ پاؤگے جو ذکر اللہ اور وظیفہ سے خالی ہو آپ کا رزہ بکتر پہننا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپکا بیویون کے ساتھ معاشرت کرنا بھی ذکر اللہ تھا۔ آپ کا مہمانون کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا ذکر اللہ تھا اور اُنکی مہمان نوازی بھی ذکر اللہ ہی تھا غرض آپ کا ہر فعل ہر حرکت وسکون ذکر اللہ تھا آپ کی مقدس اور مطہر زندگی سے مومن کے لئے ایک تسلی دینے والا سبق ملتا ہے کہ جب وہ ہر فعل خدا مین ہوکر کرتا ہے تو وہ سب کے سب ذکر اللہ ہی ہوتے ہین کاش کوئی سوچنے والا سوچے اور سعید یعنی غور کرے!!

جب نحوست کے دن آئے اور اسلام کی ہدایتون پر عمل نہ رہا۔ تو ہزارون ہزار وظائف اور ہزارون کے ہزار ورد نئے طیار کئے گئے۔ چشتیون نے اپنے ورد وظائف الگ سہروردیون اور نقشبندیون نے الگ اور قادریون نے الگ تجویز کئے اور چودہ خانوادون نے ان کے سوا جو نودہ طوفان بنایا اس کا کچھ شمار ہی نہین اور اشعار اشغار اور قصائد کے اور بزرگون کے نامون کے خدا کے ذکر کی جگہ قائم کردئے۔۔ چونکہ یہ باتین یہ اوراد و وظائف خدا سے نہ تھے اور خدا مین ہوکر نہ تھے اخلاق اور عادات کی تبدیلی مین وہ قطعًا کوئی اثر پیدا نہ کرسکے جو خدا تعالے کے فرمودہ کے موافق حزب اور وظائف نے کرکے دکھلایا۔ قوم کی جو گت اس طرح پر بنی وہ بہی اور بالکل ایک ظاہر امر ہے مجھے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت اور حاجت نہین۔ مگر ان وظائف اور اوراد نے کیون اثر نہ کیا؟ اس لئے کہ

اُن کے ساتھ کوئی زندہ شہادت اور تعلیم کی دلیل موجود نہ تھی اُن کی علت غائی زیادہ سے زیادہ حب و بغض اور دیگر اغراض یہاں تک مقصود تھی۔ یہ بات صرف کتاب اللہ میں ہی ہے کہ اس کی ہر بات تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لئے ہوتی ہے اور پھر ہر دعوے کے ساتھ ہر قسم کے دلایل موجود۔ عقلی شہادتیں اور ہر زمانہ میں تجربہ کے زندہ شواہد ساتھ ہوتے ہیں۔ ان وظائف کو عالموں نے اغراض کی تحریک سے سر پر اٹھا تو لیا مگر ہمیشہ ناقابل تحمل بوجھ سمجھا گئے اور رسم و عادت سے نبھاتے رہے یہی وجہ ہے کہ نہاں در نہاں خیانتوں اور بعض چھپی بدکاریوں اور بعض اعمال خلاف شریعت حقہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور ان وظائف کے ساتھ دلائل حقہ کے نہ ہونے کے باعث سے شرح صدر سے اُن کو اٹھا نہ سکے۔ مگر قرآن کریم کی حالت اس کے خلاف ہے اس نے ہر حکم کے ساتھ علت موجبہ اور مدلل دلیل دی ہے چنانچہ اسی نماز کی نسبت فرمایا ہے اقم الصلوٰۃ نماز کو قائم کر۔ کیوں؟ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر اس میں فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ یہ ہر فعل بد اور ہر قول بد سے بچا لیتی ہے۔ میں اپنی کہتا ہوں کہ ایسے اخلاق ذمیمہ سے جن کی اصلاح سے میں قریب قریب نومید سا ہو گیا ہوں نماز ہی کے واسطہ سے میں بچا ہوں اور بخدا میں اسے اپنا بڑا رفیق اور محافظ سمجھتا ہوں۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ اگر کوئی ناسزا لفظ جوش نفس سے میرے منہ سے نکل گیا جس کی نسبت میرے ایمان نے یقین دلایا کہ اس میں للہیت کی بو نہ تھی اور معاً اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا کیونکہ ہر فعل کے بعد ضرور ہے کہ ایک نہ ایک نماز کا وقت بھی آ جائے تب مجھ ایسی شرم لاحق ہوئی کہ اس ناپاک گندے منہ سے اب خدا کے آگے اپنے حالات عرض کروں گا اور بار بار یہ خیال برق کی طرح سامنے آتا کہ لوگوں کے ساتھ معاملہ

اور خدا کے روبرو اب منافقانہ طور پر اب کہے گا ایاک نعبد ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی ہمارے اقوال و افعال تیرا ہی جلال و کمال ظاہر کرتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ نماز کی انسان کو پاک کرنے ناسزا کردنی اور گفتنی امور سے اسی طرح کی توارد و واردات نے میرے جیسے تباہ حال کو اُمید دلادی ہے کہ میں انشاء اللہ اپنے مقصود کو پا لوں گا بہرحال نماز کمال درجہ کی فروتنی اور تواضع اور تمام قویٰ کا گرا دینا سکھاتی ہے اور اس میں ذاتی خاصیت کہ نفس کے جذبات و اشتغالات کو فنا کر دیتی ہے اور میرا اعتقاد ہے کہ اس وقت تک انسان راستباز نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے جوش نفس سے اس طرح پر باہر نہ آ جاوے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل آتا ہے۔ اور وہ پاکباز جو مرنے کے قریب جانتا ہے اور عرش عظیم کے سامنے کھڑا ہونے کا یقین رکھتا ہے اس کو چونکہ ہر گھڑی کبھی ظہر اور کبھی عصر کی نماز میں خدا کے حضور حاضر ہونا پڑتا ہے ضرور ہے کہ اپنے افعال اور اقوال میں خوف خدا کو مدنظر رکھے اور جب کہ ایک عام دربار میں جانے والا اپنے کپڑوں کو گوبر میں لت پت کر کے نہیں جاتا اور ایسی ادا کو کبھی روا نہیں رکھتا جو داب مجلس کے خلاف ہو تو پھر اس حقیقی دربار میں حاضر ہونے والا کیونکر اپنی کسی ادا کو کریہ اور بدنما بنانے کی جرأت کر سکتا ہے۔

غرض یہ بڑا مجرب اور کبھی خطا نہ کرنے والا وظیفہ ہے جو انسان کو منعم علیہ گروہ کا بنا دیتا ہے اور جس کے مجرب اور مفید ہونے کی لاکھوں راستبازوں نے شہادت دی ہے نمازوں کو درست کرو۔ اور سچا خشوع اور خضوع پیدا کرو اور چاہیئے کہ نمازوں کو دعاؤں کا مخزن بنایا جاوے۔ خلاف سنت ہے یہ بات کہ نمازوں کو جلد جلد ختم کر لیا جاوے اور پھر آدھ گھنٹہ تک دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر بیٹھے رہیں اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص جب تک بادشاہ کی حضور میں رہا اور عرض معروض کا پورا موقع بھی ملا اور خود حضرت سلطان نے ہر قسم کی درخواست اور خواہش کے بیان کرنے کی اجازت بھی دیدی تھی مگر وہاں تو بدقسمت چپ رہا اور جب باہر آیا تو لگا دانت نکال کر مانگنے اور رونے دھونے پس نمازوں میں دعائیں مانگو سجود میں قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے قانون قدرت نے یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ ہر فعل کے لئے ایک وقت ہے۔ علم موسیقی کے ماہر بتلاتے ہیں کہ راگوں کی تاثیرات کے لئے اوقات ہیں اسی طرح پر نفحات الٰہیہ کے لئے اوقات ہیں۔ جب انسان پوری عجز اور نیازمندی کے ساتھ سجدہ میں گر کر

مولانا صاحب کے اس استدلال نے ایک لطیف اور ضروری سوال کا حل بھی کر دیا ہے جو اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہمکو یہ کیونکر معلوم ہو کہ ہماری نماز قبول ہوئی ہے؟ ہر چیز اپنے آثار سے ثابت ہوتی ہے یا بقول سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ پس نماز کے لوازمات اور ثمرات ہیں ہر قسم کی بدکاری و بد اطواری سے محترز رہنا۔ اگر نماز پڑھنے سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور ہر ایک قسم کی بُرائی میں کمی اور تنزل ہو رہا ہے تو بیشک وہ نماز موجب برکات ہو رہی ہے ورنہ ہم کو زیادہ استغفار اور زیادہ دعا کی ضرورت ہے + نماز کے ان ثمرات کے مترتب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان آداب کا لحاظ رکھا جاوے جو مولانا صاحب نے بیان فرمائے ہیں نماز اس کی قبولیت اور حقیقت کے متعلق پوری واقفیت چاہتے ہو تو حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی وہ تقریر پڑھو جو آپ نے صرف نماز پر فرمائی ہے اور جو ۲/ رکود فتر الحکم سے مل سکتی ہے

(ایڈیٹر)

محمد اسمٰعیل

سُبحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے خدا کی الوہیت اُس سے مزا لیتی ہے اور اُس ذات عبودیت اور ربوبیت سے ملکر ایک چیز پیدا ہوتی ہے جو مومن یا انسان کی علت غائی ہے اور یہی نماز کا حقیقی ثمرہ ہے پس بھرے عزیزو یاد رکھو کہ ہر قسم کی دعا خواہ وہ ایک سوئی یا تسمہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو مسنون تسبیحوں کے بعد نماز میں نہایت عجز و نیاز سے مانگو خدا بڑا اکریم ہے۔ جھوٹھا اور نادان ہے وہ انسان جس کی روح ان دعاؤں میں لذت نہیں پاتی اور اور راہوں سے لذت طلب کرتا ہے ہم نے تو خود دیکھا ہے اور چکھا ہے کہ اللہ تعالے نماز کے اندر کی دعاؤں کے وقت داعی کے قریب ہوجاتا ہے آخر میں ایک بات اپنے دوستوں کو کہنی چاہتا ہوں اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ آداب نماز کی رعایت نہیں کی جاتی جو نماز پڑھتے ہیں وہ اس قدر جلد مسجد سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا جب تک نکل نہ جاویں ان کو ڈر ہے کہ چھت ان پر ٹوٹ نہ پڑے۔ بعض بوڑھوں نے مجھ سے بھی اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب سے بھی شکایت کی ہے۔ کہ اکثر دفعہ ایسا دھکا لگتا ہے کہ نماز پڑھنے والے کو اپنے مرکز سے اُٹھا دیا جاتا ہے تم جانتے ہو کہ تم مبارک خدا کے استباز کی نگاہ کے نیچے رہ کر سبق سیکھنے آئے ہو۔ تم شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ بنو۔ خدا اور اس کا رسول تم پر گواہ ہو اگر تم قابل گرفت چلن رکھتے ہو تو پھر نمونے بننے والے کون ہونگے؟ سوچو! اور اپنی کمزوریوں کے لئے خدا سے مدد چاہو۔ خدا تعالے مجھکو اور تمکو برکت دے کہ اُس کے مسیح مبارک انسان کے نقش قدم پر چلیں اور لوگ بول اُٹھیں کہ ان کا

قول و فعل اللہ اور اُس کے
رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے فرمودہ کے موافق
ہے آمین آمین

مکتوبِ امامِ آخرُ الزّمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا یہ عاجز یہ دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آنمخدوم کی عمر میں برکت بخشے زیادہ تر اس بات میں کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی طرح مولے کریم راضی ہو جاوے ہر ایک سعادت اُس کی رضا سے حاصل ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ انسان رسوم کے طور پر کرتا ہے وہ کچھ چیز نہیں ہے مگر جو کچھ خالصاً مرضات الہیہ کے حاصل کرنے کے لئے صدق قدم سے کیا جاتا ہے وہ عمل صالح ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے عمل صالح بڑی نعمت ہے خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب احدیت حاصل ہوتا ہے مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے اسی طرح عمل صالح کے برکات اس کے آخری جز میں مخفی ہوتے ہیں جو شخص آخر تک پہنچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے وہ ان برکات سے متمتع ہو جاتا ہے لیکن جو شخص درمیان سے ہی عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہنچاتا وہ ان برکات سے محروم رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ باوجود اس کے کہ کچھ کچھ عمل صالح بجا لاتے ہیں مگر برکات ان اعمال کی ان میں نمایاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب تک کوئی میوہ خام ہے وہ پختہ اور رسیدہ میوہ کی لذت نہیں بخش سکتا سب برکتیں کمال میں ہیں اور عمل ناتمام میں کوئی برکت نہیں بلکہ بسا اوقات ناقص العمل انسان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے اور ان لوگوں میں جا ملتا ہے جو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَة ہیں سو حقیقی طور پر عمل صالح اس عمل کو کہا جاتا ہے کہ جو ہر یک قسم کے فساد سے محفوظ رہ کر اپنے کمال کو پہونچ جائے اور اپنے کمال تک کسی عمل صالح کا پہونچنا اس بات پر موقوف ہے کہ عامل کی ایسی نیت صالح ہو کہ جس میں بجز حق ربوبیت بجا لانے کے کوئی اور غرض مخفی نہ ہو یعنی صرف اس کے دل میں یہ ہو کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور گو اطاعت بجا لانے پر ثواب مترتب ہو یا عذاب مترتب ہو اور گو اس کا نتیجہ آرام و راحت ہو یا نکبت اور عقوبت ہو لیکن بہرحال وہ اپنے مالک کی اطاعت میں رہے گا کیونکہ وہ بندہ ہے پس جو شخص اس اصول پر خدا کی عبادت کرتا ہے وہ اس راہ کی آفات سے امن میں ہے اور امید ہے کہ اس پر فضل ہو لیکن اُسے یہ لازم ہے کہ کسی اُمید پر بنیاد نہ رکھے اور اطاعت اور عبودیت کو ایک حق ربوبیت کا سمجھے کہ جو بہرحال ادا کرنا ہے اور سرگرمی سے خدمت میں لگا رہے اور اپنی کارگذاری اور خدمت کو کچھ چیز نہ سمجھے اور مولی کریم پر احسان خیال نہ کرے دنیا مزرعہ آخرت ہے اور فارغ باشی کچھ چیز نہیں وہی لوگ مبارک ہیں کہ جو دن رات اپنی زور سے اپنے تمام اخلاص سے اپنے تمام رجوع سے رضائے مولے حاصل کرنا چاہتے ہیں ۲۸ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۱ سنہ ہجری

(ولہ)

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی مولانا اخویم مولوی حکیم حسین صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عنایت نامہ آنمخدوم پہونچا باعث ممنونی ہوا الحمد للہ والمنۃ کہ علماء شرع کی طرف سے حسن ظن اور رفق اور نرمی ظہور میں آئی اور اگر بعض نے طریق نزاع اختیار کیا ہے تو اس میں بھی حضرت ارحم الراحمین کی طرف سے کوئی مصلحت ہوگی یہ عاجز بخوبی جانتا ہے

کہ جناب الٰہی کی یہ عادت نہیں ہے کہ ایسے کاموں کو چپکے چپکے یکدفعہ کمال تک پہونچا دے اور ہر ایک فہم کے دل سے بیکبارگی **آمنّا صدّقنا** کا اقرار کرا دے اگر ایسا ہوتا تو بہت سے ثواب کہ جو شدائد اور مکروہات کے اوٹھنے پر موقوف ہیں۔ نبیوں اور مرسلوں کو اور ہم لوگوں کو جو ان کے متبعین ہیں ہرگز حاصل نہ ہو سکتے بلکہ انواع و اقسام کے اسرار مخفی رہ جاتے اور کئی قسم کی تائیدات اور برکات سماوی اور آیات رحمانی جنکا ظہور بروز کسی موذی کی ایذا سے وابستہ ہے پردۂ اخفا میں چھپی رہتی

۱۵ فروری ۱۸۸۴ء
مطابق
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

نظام شمسی میں تغیر عظیم
اور
ایک عظیم الشان مصلح یا مثیل مسیح کی ضرورت

اخبار ٹریبیون لاہور ولایت کے ایک اخبار سے ناقل ہے کہ ۱۹۰۰ء سے ایک نیا دور حرکات آفتاب اور اس کے متعلق کل نظام شمسی کا شروع ہوتا ہے ۱۸۹۰ء سے لے کر ۱۹۰۰ء تک ایک بڑے دائرہ کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ جس کے اخیر میں سورج ایک نئے طرح کے سلسلہ برج میں داخل ہوگا۔ قریباً ۲۱۶۰ سال کے بعد ایک دفعہ ایسا واقع ہوتا ہے۔ اور نظام شمسی پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔ اس وقت ستارے ایک خاص طور کے اقتران میں ہوتے ہیں۔ جس کا زمین پر بھی بڑا اثر پڑتا ہے ٹھیک حساب کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ جب پچھلی دفعہ ایسا واقعہ ہوا تھا تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدا ہونے کا وقت تھا۔ دراصل عیسوی سنہ ہمارے شمار سے ۱۶۰ سال بعد شروع ہوا تھا۔ یعنی جسکو ہم عیسوی سنہ ۱۶۰ دان سال قرار دیتے ہیں وہ دراصل ابتدائی سال ہے۔ اہل ہنود کے حساب کے مطابق (حضرت مسیح کی پیدائش سے پہلے) جب ایسا واقع ہوا تھا۔ تو اس وقت کرشن جی مہاراج نے جنم لیا تھا جوگی فقرا اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ۱۹۰۰ء میں لوگس ایک نیا جنم دھارے گا۔ جو کہ زمین پر مظہر الٰہی ہوگا۔ اور خلق اللہ کے لئے وہی کچھ کرے گا جو یسوع مسیح نے اپنے وقت میں کیا تھا۔ اہل نجوم اس بات کے قائل ہیں کہ ۲۱۶۰ سال کے وقفہ کے بعد ہمیشہ زمین پر ایک ایسا آدمی پیدا ہوتا رہتا ہے۔ جو زمین پر مسیح یا بدھ کا سا کام کرتا ہے وہ اہل دنیا کو پاک ترین زندگی کی طرف ترقی دیتا ہے اور وہ پاک علوم جو صدیوں صرف چند لوگوں کے سینوں تک محدود رہے تھے۔ اس کے ذریعہ سے تمام مخلوقات کو عطا کئے جاتے ہیں۔ (ہم ان لوگوں کو جو ایک روحانی ریفارمر یا زیادہ واضح الفاظ میں یوں کہو کہ **مسیح موعود** کی ضرورت کو مختلف پہلوؤں سے محسوس کرتے ہیں یہ خوشخبری سنانا چاہتے ہیں کہ آنے والا مسیح آگیا جس کی دیکھنے کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس امام الزمان
کا
ایک تازہ الہام

یہ چار الہام جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ہوئے نہایت خوشخط اور خوبصورت لکھوا کر حضرت اقدس نے مسجد بیت الذکر میں (۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء) چسپاں کرائے ہیں کلام الٰہی کے الفاظ بجائے خود ایک عظیم الشان بشارت اور نشان کی خبر دیتے ہیں ہماری غرض اس اشاعت سے صرف یہی ہے کہ جس وقت یہ الہام پورا ہو مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

(ایڈیٹر)

الہام یعنی کلام الٰہی جو حضرت اقدس پر نازل ہوا یہ ہے

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
لکَ خطابُ العِزّة
ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

کیا آپ نے نہیں پڑھی

سالانہ جلسہ ۱۸۹۹ء کی مفصل رپورٹ عرصہ سے چھپکر شائع ہو چکی ہے اگر آپنے ابتک بھی نہیں پڑھی تو ضرور پڑھیں کہ اس میں مندرجہ ذیل بزرگوں کی تقریریں علاوہ اس دیباچہ کے جو دو جزو پر خاکسار ایڈیٹر نے لکھا ہے درج ہیں۔

(۱) حضرت اقدس عم کی ۳ تقریریں
(۲) حضرت مولانا نور الدین صاحب کی ۱ تقریر
(۳) حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی ۲ تقریریں
(۴) حضرت مولوی مبارک علی صاحب کا ۱ قصیدہ
(۵) مولوی غلام امام الدین صاحب کا ۱ ″

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مرہم عیسیٰ

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں تمہیں کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خریدو یہ بے نظیر مرہم فوراً مقام مرض پر اثر کرتی ہے آج تک ایسی کوئی مرہم عمدہ ایجاد نہیں ہوئی۔ ...

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ

مرہم عیسیٰ ہی وہ مرہم ہے جو نافع اور کثیر الفوائد ہے۔

ضرور خرید

اس مرہم کے بہایت پرتاثیر عجیب وغریب ہونے کی سندات بکثرت موجود ہیں

معزز بھائیو! کوئی تعجب کرنے کی بات نہیں۔ مرہم عیسیٰ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر اُن کے حواریوں نے اس کو طیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اُترا اُس مقدس بشرؑ کے زخموں کے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہیں ہم نے بڑی محنت اور احتیاط سے اس کے اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہیں خالص یعنی صحیح آلائش سے پاک مرہم صرف ہم ہی طیار کرتے ہیں۔

ان مرضوں کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر گلٹیاں۔ چوٹوں کے زخم۔ پھنسی۔ پھوڑے گھاؤ۔ خارش۔ گنج۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریاں ہر قسم کے ناسور۔ پرانے گندے زخم۔ زخموں کے کیڑے۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد ناخنوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ جل جانا۔ کان سے ریم کا بہنا۔ جانوروں کا کاٹ لینا۔ عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ

تریاق معدہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی دان میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جاتا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے -

المشتہر پروپرائیٹر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہی بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی جانا دھند سدرش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن گہر ود قطر ناخنہ یا ہر اجنہ اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہی مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے بکلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میا سنگھ تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کو واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبشر شاہ ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا - جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

اخبار الحکم

جلد ۳ | قادیان دار الامن و الامان ۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء | نمبر ۳۶

مکتوب حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی حضرت والاشان نواب صاحب سلمہ اللہ تعالے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا والانامہ آنحضرت عین انتظار مین اس احقر عباد کو پہونچا خداوندکریم کے لطف واحسان کا کیا شکر ادا کیا جاوے جس نے اس ناچیز کی دعا کو قبول فرمایا الحمد للہ ثم الحمد للہ آن مخدوم کا منی آڈر بھی پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن الیکم فے الدنیا والآخرۃ۔ آنمخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت سی مدد فرمائی خدا تعالے آپ کو خوش وخورم رکھے اور آپ کی عمر اور عزت اور عاقبت مین برکت اور ترقی بخشے۔

حضرت خداوندکریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپکی توجہات کی مجھکو وہ خبر دیتا رہاہے اور پرسون کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ ابھی آنمخدوم کا منی آڈر نہین پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھکو حالت کشفی مین دکھلایا گیا اور پھر آن مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی اور آپ کے مافی الضمیر سے اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا اس مین بہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آنمخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا میرے خیال مین یہ آپ کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشا ریتن ہندوون اور بہت سے مسلمانون کو بھی بتلایا گیا از ان بعد آنمخدوم کا منی آڈر اور خط بھی آگیا سو حضرت خداوندکریم کا پیش از وقوع آپ کے نام اور آپ کے منی آڈر اور آپ کے خط اور آپ کے مافی الضمیر سے مطلع فرمایا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپ پر رحمت شامل ہے فالحمد للہ علی ذلک۔

آنمخدوم کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا اور آپ کا دلی اعتقاد اور ربط بھی تقاضا دعا کا ہی ہو رہا ہے دلی محبت اور ربط کو دعا مین بہت کچھ دخل ہے اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اس کے حق مین کسی وقت دعا نہ کرین تب بھی اثر ہو جاتا ہے۔ مجھکو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ یا کچھ کم و بیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھکر مجھکو بھیجا کہ جو میرے امتحان تحصیلداری کا

دیا ہے اُس کی نسبت دعا کریں کہ پاس ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کریں مجھکو وہ خط پڑھکر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارہ میں کس قدر ہم اور غم ہے چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بہ تمام نفرت و کراہت چاک کر دیا اور دل میں کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کروں اُس خط کو چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ (پاس ہو جاویگا) اور وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتلا یا گیا چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا فالحمد للہ۔

سو خداوند کریم کی عالیشان درگاہ میں نازک آداب ہیں جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہو جاتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط اور محبت اور اعتقاد کو اس معاملات میں بہت کچھ دخل ہے اور صاحب محبت اور ارادت کے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات بباعث عین محبت دور کئے جاتے ہیں کہ ان کی اسکو خبر بھی نہیں ہوتی۔ فقط

۱۱ر مئی ۱۸۸۴ء مطابق ۱۴ر رجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری

ولہٗ علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

بعد ہذا آپ نے جو اس عنایت نامہ مرقومہ ۲۹ر فروری ۱۸۸۴ء میں ایک سوال تحریر فرمایا تھا آج تک مینے بباعث ملالت طبع اُس کی طرف توجہ نہیں کی اور اب بھی بباعث ضعف دماغ و دورد سر طبیعت حاضر نہیں ہے لیکن جو آن مخدوم کا وہ خط دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوال صرف ایک نزاع لفظی ہے کیونکہ جس مرتبہ توحید کو آنمخدوم ابتدائی مرتبہ تصور فرماتے ہیں وہ مرتبہ اس عاجز کے نزدیک ان معنوں کرکے انتہائی مرتبہ توحید کا ہے کہ وہ سید اولیا کا منتہا اور آخری حد ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اگرچہ دریائے احدیت بے نہایت ہے لیکن جس کمال توحید کو انسان اپنے مجاہدہ سے اپنی کوشش سے اپنے تزکیہ نفس سے اپنے سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہیں تک ہے۔ پھر بعد اس کے محض تفضلات الٰہیہ اور مواہب لدنیہ ہیں جن تک کوششوں کو راہ نہیں ساری کوششیں اور محنتیں صرف اس حد تک ہیں کہ انسان اپنے اور تمام خلق کو ہیچ اور لاشئے محض سمجھکر اور اپنی ہوا اور ارادہ سے باہر ہو کر بکلی خدا کے لیے ہو جاوے اور اپنی ناچیز ہستی لبشہود ہستی حقیقی حضرت باری تعالے کے نابود اور معدوم دکھائی دے اور جیسا فی الواقع انسان مع جمیع وجود حضرت قادر مطلق کے ہیچ اور ناچیز ہے ایسی ہی حالت پیدا ہو جائے گویا اب بھی وہ نیست ہے جیسا پہلے نیست تھا سو یہ مرتبہ عبودیت کی آخری حد ہے اور یہی اس توحید کا انتہائی مقام ہے کہ جو سعی اور کوشش اور سیر و سلوک سے حاصل کرنا چاہیے یہ سچ ہے کہ بعد اس کے مرتبہ سیر فی اللہ ہے لیکن اس مرتبہ کے حصول کے لئے کوششوں کو دخل نہیں بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہیں کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کئی منزلیں طے کر کے بادشاہ کے ملنے کے لئے آیا ہے اور جس قدر راہ میں موانع تھے سب سے خلاصی پاکر بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گیا ہے اب خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہ ہی پر موقوف ہے ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جاوے۔

اور اب بباعث ضعف زیادہ لکھہ نہیں سکتا۔

آپ نے جو کئی شعروں کے معنی دریافت فرمائے ہیں وہ کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کروں گا اور امرتسر سے واپس آگیا ہوں اور واپس اگر میر علی مراد صاحب کا خط ملا سو اُن کی نسبت اور آنمخدوم کے لخت جگر کی نسبت دعا خیر کرکے حوالہ بخدا کرتا ہوں جب طبیعت رو بصحت ہوگی انشاء اللہ تعالے بشرط یاد آنمخدوم کے سوال یعنی اشعار کے معنوں کی بابت لکھا جائیگا۔

۱۱ر مارچ ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳ر جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری

اسلام

اور غیر مذاہب والوں سے محبت

واضح ہو کہ یہ تمام ناقص اور ادھوری انجیل کی نحوستیں ہیں کہ عیسائی لوگ حق اور حقیقت سے دور جا پڑے ورنہ اگر ایک گہری نگاہ سے دیکھا جاوے کہ محبت کیا چیز ہے اور کس کس محل پر اس کو استعمال کرنا چاہیے اور بغض کیا چیز ہے اور کن کن مقامات میں برتنا چاہیے تو فرقان کریم کا سچا فلسفہ نہ صرف سمجھ ہی میں آتا ہے بلکہ روح کو اس سے معارف حقہ کی ایک کامل روشنی ملتی ہے۔

اب جاننا چاہیے کہ محبت کوئی تصنع کا کام نہیں بلکہ انسانی قویٰ

مین سے یہ بھی ایک ثبوت ہی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ دل کا ایک چیز کو پسند کرکے اُس کی طرف کھنچ جاتا اور جیساکہ ہر یک چیز کے اصل خواص اُس کے کمال کے وقت بدیہی طور پر محسوس ہوتے ہین یہی محبت کا حال ہے کہ اس کے جوہر بھی اُس وقت کھلے کھلے ظاہر ہوتے ہین کہ جب اتم اور اکمل درجہ پر پہنچ جاوے اللہ تعالے فرماتا ہے اُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ یعنی انھون نے گوسالہ سے ایسی محبت کی کہ گویا اُن کو گوسالہ شربت کی طرح پلادیا گیا درحقیقت جو شخص کسی سے بکامل محبت کرتا ہے تو گویا اُسے پی لیتا ہے یا کھا لیتا ہے اور اُس کے اخلاق اور اُس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہوجاتا ہے اور جسقدر زیادہ محبت ہوتی ہے اُسی قدر انسان بالطبع اپنے محبوب کی صفات کی طرف کھینچا جاتا ہے یہان تک کہ اُسی کا روپ ہو جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اُس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالے کی ذات مین ہے پس جبکہ محبت کی حقیقت یہ ہے تو پھر کیونکر ایک سچی کتاب جو منجانب اللہ ہے اجازت دے سکتی ہے کہ تم شیطان سے وہ محبت کرو جو خدا سے کرنی چاہیے اور شیطان کے جانشینون سے وہ پیار کرو جو رحمٰن کے جانشینون سے کرنا چاہیے افسوس کہ پہلے تو انجیل کے باطل ہونے پر ہمارے پاس یہی ایک دلیل تھی کہ وہ ایک عاجز مشت خاک کو خدا بناتی ہے اب یہ دوسری دلایل بھی پیدا ہوگئین کہ اس کی دوسری تعلیمین بھی گندی ہین کیا یہ پاک تعلیم ہوسکتی ہے کہ شیطان سے ایسی ہی محبت کرو جیساکہ خدا سے۔ اور اگر یہ عذر کیا جاوے کہ یسوع کے مُنہ سے سہوًا یہ باتین نکل گئین کیونکہ وہ الہیات علم

فلسفہ سے ناواقف تھا تو یہ عذر نکمّا اور فضول ہوگا کیونکہ اگر وہ ایسا ہی ناواقف تھا تو کیون اُس نے قوم کے مصلح ہونے کا دعوے کیا - کیا وہ بچہ تھا اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمایل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور ان مین فنا ہونے کے لئے بدل و جان ساعی ہوتا اپنے محبوب مین ہوکر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب مین فنا ہوجاتا ہے اپنے محبوب کے گریبان سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تصویر اُس کی اپنے اندر کھینچتا ہے کہ گویا اُسے پی جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اُس مین ہوکر اور اُس کے رنگ مین رنگین ہوکر اور اُس کے ساتھ ہوکر لوگون پر ظاہر کردیتا ہے کہ وہ درحقیقت اُس کی محبت مین کھو یا گیا ہے۔

محبت ایک عربی لفظ ہے اور معنی اس کے پُر ہوجانا ہے چنانچہ عرب مین یہ مثل مشہور ہے کہ تحبب الحمار اور جب یہ کہنا منظور ہوتا ہے کہ گدھے کا پیٹ پانی سے بھرگیا تو کہتے ہین شربت الابل حتّٰی تحببت اور حب جو دانہ کو کہتے ہین وہ بھی اسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی کیفیت سے بھرگیا اور اسی بنا پر احباب سونے کو بھی کہتے ہین کیونکہ جو دوسرے سے بھر جائے گا وہ اپنے وجود کو کھودے گا گویا سو جائیگا اور اپنے وجود کی کچھ حس اس کو باقی نہین رہے گی پھر جب کہ محبت کی یہ حقیقت ہے تو ایسی انجیل جس کی یہ تعلیم ہے کہ شیطان سے بھی محبت کرو اور شیطانی گروہ سے بھی پیار کرو دوسرے لفظون مین اس کا ماحصل یہی نکلا کہ ان کی بدکاری مین تم بھی شریک ہوجاؤ خوب تعلیم ہے

ایسی تعلیم کیونکر خدا تعالے کی طرف سے ہوسکتی ہے بلکہ وہ تو انسان کو شیطان بنانا چاہتی ہے خدا انجیل کی اس تعلیم سے ہر ایک کو بچاوے۔

اگر یہ سوال ہو کہ جس حالت مین شیطان اور شیطانی رنگ و روپ والون سے محبت کرنا حرام ہے تو کس قسم کا خلق ان سے برتنا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالے کا پاک کلام قرآن شریف یہ ہدایت کرتا ہے کہ اُن پر کمال درجہ کی شفقت چاہیے جیساکہ ایک رحیم دل آدمی جذامیون اور اندھون اور لولون اور لنگڑون وغیرہ دُکھ والون پر شفقت کرتا ہے اور شفقت اور محبت مین یہ فرق ہے کہ محب اپنے محبوب کے تمام قول اور فعل کو بنظر استحسان دیکھتا اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے حالات اُس مین بھی پیدا ہوجایئن مگر مشفق شخص مشفق علیہ کے حالات بنظر خوف وعبرت دیکھتا ہے اور اندیشہ کرتا ہے کہ شاید وہ شخص اس تباہ حال مین ہلاک نہ ہوجاوے اور حقیقی مشفق کی یہ علامت ہے کہ وہ شخص مشفق علیہ سے ہمیشہ نرمی سے پیش نہین آتا بلکہ اُس کی نسبت محل اور موقع کے مناسب حال کارروائی کرتا ہے اور کبھی نرمی اور کبھی درشتی سے پیش آتا ہے بعض وقت اُس کو شربت پلاتا ہے اور بعض اوقات ایک صادق ڈاکٹر کی طرح اس کا ہاتھ یا پیر کاٹنے مین اُس کی زندگی دیکھتا ہے اور بعض اوقات اُس کے کسی عضو کو چیرتا ہے اور بعض اوقات مرہم لگاتا ہے۔ اگر تم ایک دن ایک بڑے شفاخانہ مین جہان صدہا بیمار اور ہر یک قسم کے مریض آتے ہون بیٹھکر ایک حاذق تجربہ کار ڈاکٹر کی کارروائیون کو مشاہدہ کرو تو اُمید ہے کہ مشفق کے معنی تمھاری سمجھ مین آجایئن گے سو تعلیم قرآنی ہمین یہی سبق دیتی ہے کہ نیکون اور ابرار

مذیل

اخیار سے محبت کرو اور فاسقون اور کافرون پر شفقت کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیصٌ عَلَیْکُمْ یعنی اسے کافرو یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہین سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤن سے نجات پاجاؤ پھر فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ یعنی کیا تو اس غم سے ہلاک ہوجائے گا کہ یہ لوگ کیون ایمان نہین لاتے مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو اُن کے غم مین ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام مین فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ یعنی مومن وہی ہین جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہین یعنی یہ کہتے ہین کہ شدائد پر صبر کرو اور خدا کے بندون پر شفقت کرو اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب مین شفقت کے معنون پر مستعمل ہوتا ہے۔ قرآنی تعلیم کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ رنگین ہو جاتا ہے بجز خدا تعالےٰ اور صلحاء کے اور کسی سے جائز نہین بلکہ سخت حرام ہے جیساکہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اور فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ اور پھر دوسرے مقام مین فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ یعنی یہود اور نصاریٰ سے محبت مت کرو اور ہر ایک شخص جو صالح نہین اُس سے محبت مت کرو ان آیتون کو پڑھکر نادان عیسائی دھوکا کھاتے ہین کہ مسلمانون کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بیدین فرقون سے محبت نہ کرین۔ لیکن نہین سوچتے کہ ہر ایک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقون او کافرون سے اُسی صورت مین بجا لانا متصور ہے کہ جب اُن کے کفر اور فسق سے کچھ حصہ لے لے وہ نہایت سخت جاہل وہ شخص ہوگا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے دشمنون سے پیار کرو ہم بار ہا لکھ چکے ہین کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اُس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ مین دیکھین اور اُس پر خوش ہون اور اُس کا اثر اپنے دل پر ڈال لین اور ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہین۔ ہان مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقایق ہمدردی بجا لائے گا اور اُس کی جسمانی اور روحانی بیماریون کا غمگسار ہوگا جیساکہ اللہ تعالےٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے تم لوگون سے ہمدردی کرو بھوکون کو کھلاؤ غلامون کو آزاد کرو قرضدارون کے قرض ادا کرو اور زیر بارون کے بار اُٹھاؤ اور بنی نوع سے ہمدردی کا حق ادا کرو اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی خدا تعالیٰ تمہین حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو جیسے بچہ سے اُس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ یعنی نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنے سے ممانعت فرمائی تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی اور احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہین منع کرتا ہے نہین بلکہ جن لوگون نے تمہارے قتل کرنے کے لئے لڑائیان نہین کین اور تمہین تمہارے وطنون سے نہین نکالا وہ اگرچہ عیسائی ہون یا یہودی ہون بے شک اُن پر احسان کرو اُن سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگون سے پیار کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظَاھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی خدا نے جو تمہین ہمدردی اور دوستی سے منع کیا ہے تو صرف اُن لوگون کی نسبت جنھون نے دینی لڑائیان تم سے کین اور تمہین تمہارے وطنون سے نکالا اور بس نہ کیا جب تک باہم مل کر تمہین نکال نہ دیا سو اُن کی دوستی حرام ہے کیونکہ یہ دین کو مٹانا چاہتے ہین اس جگہ یاد رکھنے کے لایق ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تولّی ✻ عربی زبان مین دوستی کو کہتے ہین جس کا دوسرا نام مودت ہے اور اصل حقیقت دوستی اور مودت کی خیرخواہی اور ہمدردی ہے سو مومن نصاریٰ اور یہود سے اور ہنود سے دوستی اور ہمدردی اور خیرخواہی کرسکتا ہے احسان کرسکتا ہے مگر اُن سے محبت نہین کرسکتا۔ یہ ایک باریک فرق ہے اس کو خوب یاد رکھو۔

(حضرت اقدس امام الزمان)

مسئلہ تصویر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوٹو کی متعلق بعض دوستون نے کئی قسم کے سوال کئے ہین اور اس مسئلہ کی تحقیقات کی [illegible] ہمارے مخلص و معزز دوست مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی نے جس طرز اور اسلوب پر اس مسئلہ کو

✻ نوٹ تولی کی تا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تولی مین ایک تکلف ہے جو مغایرت پر دلالت کرتا ہو مگر محبت مین ایک حد تک مغایرت باقی نہین رہتی۔

اپنی چٹھی نمبر ۵ مطبوعہ الحکم مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء مین حل کیا ہے ہمارے خیال مین اس سے بہتر ممکن نہین ہے۔ مولانا صاحب کا یہ طرز ایک بصیرۃ اور ایمانی قوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اگر ہمارا ایمان اس قسم کا نہین تو بے شک ٹھوکر اور خطرہ کا اندیشہ ہے کیونکہ اس حکم عدل کا ایک فعل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ٹھیرایا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا گو اس کے بعد کسی اور مضمون کی اس مسئلہ پر ضرورت نہ تھی تاہم ہم ذیل مین ایک اور مضمون درج کرتے ہین جو ہمارے محترم بھائی **منشی عبدالعزیز دھلوی نے** کرزن گزٹ مین چھپوایا ہے۔ (ایڈیٹر)

یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ کتب سابقہ کی تعلیم مختص الزمان اور مختص المکان تھی اور اس بات کا حق صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس کے تمام عالمگیر اصول کل دنیا کے واسطے اور ہر زمانہ کے لئے قواعد فطرت انسانی کے موافق نہایت موزون اور مناسب ثابت ہوئے ہین اور کوئی ایک اسلامی مسئلہ بھی ایسا نہین مل سکتا ہے جو گوش خوش کن ابلہ فریب ڈھکوسلون کی طرح محض خیالی ہون اور ان پر عمل درآمد کرنے کی کبھی کسی نے کوشش نہ کی ہو اگر کتب سابقہ کی تعلیم پر کسی کو پورا پورا عمل درآمد ہو تو سبت کے دن ریل محکمہ ڈاک خانہ اور تار برقی اور بعض دیگر کارخانجات کا کام بند کر دینے سے تمام کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے لیکن الحمد للہ کہ ہمارے پیارے مذہب اسلام مین کوئی ایک بھی ایسا مسئلہ نہین ہے جس کی وقعت ایک تصور یا خیال کے برابر ہو۔ اور جس پر عمل درآمد ہونے سے تمام کارخانہ عالم درہم برہم ہو جاتا ہو۔ وہ لوگ جنھون نے اپنے ہر ایک خلاف فطرت خیالات کے اثبات

اور تصدیق کا ٹھیکہ لے رکھا ہے خواہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی ان خیالات کی پابندی نہ کی ہو وہ میرے مخاطب نہین ہین البتہ محققانہ طبیعتون کے واجب التعظیم خیالات کی ہماری نگاہ مین وقعت ہے اس لئے ہم جواز و حرمت تصویر کی بابت مختصر الفاظ مین اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین تصویر کی حرمت کی بابت پہلے بھی بہت کچھ بحثین ہو چکی ہین لیکن افسوس ہے کہ ان پر مجموعی نگاہ ڈالنے سے جواز یا عدم جواز کی بابت کوئی قطعی رائے قائم نہین ہو سکتی ہے اس لئے ہم فی الحال چند مختصر نوٹ کرزن گزٹ کے ناظرین کی واسطے پیش کرتے ہین اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام حدیثون اور اقوال کو یکجا جمع کرکے اس مسئلہ پر مفصل بحث کرین گے۔

حرمت تصویر کی بابت کلام الٰہی مین تو کہین بھی ذکر نہین ہوا ہے اب رہین احادیث سو اکثر احادیث پر عمیق نگاہ ڈالنے سے یہ ضرور پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض کپڑونکو جنپر تصویرین ہوتی تھین بعض صحابی کے گھر مین دیکھنے سے ناراضگی ظاہر فرمائی ہے لیکن یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی ان کپڑون کو بالکل ضائع کر دینے کے واسطے ارشاد فرمایا ہو بلکہ ان کپڑون کو پھاڑ کر تکیہ وغیرہ بنانے کا حکم دینے سے تو اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ تصویر کا گھر مین رکھنا قطعی حرام تو نہین ہے کیونکہ اگر قطعی حرام ہوتا تو ضرور ان کپڑون یا جنپر تصویرین ہوتی تھین قطعاً ضائع کر دیا جاتا ان کے علاوہ بعض احادیث ایسی بیان کی جاتی ہین کہ جس کے گھر مین تصویر ہوتی ہے وہان رحمت کے فرشتہ کا دخل نہین ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کی احادیث واقعی صحیح ہین تو بھی ان سے تصویر کی حرمت ثابت نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اول تو اس بات کی تحقیق کرنی چاہیئے کہ مخبر صادق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تصویر سے کیا تھی ہم کہتے ہین کہ ضرور

اس موقعہ پر تصویر سے مراد بت تھے ورنہ جب آپ جانتے تھے کہ محض تصویرون کے گھر مین رہنے سے رحمت کے فرشتہ کا گذر ہونا بند ہو جاتا ہے تو آپ تصویردار کپڑون کے تکیہ اور فرش بنانے کی بابت ہرگز ارشاد نہ فرماتے بلکہ انکو جلا کر ضائع کر دینے کا حکم فرماتے۔ اب ہم دیکھنا چاہیئے ہین کہ جو لوگ تصویرون کے گھر مین رکھنے سے رحمت کے فرشتہ کی آمدورفت بند ہو جانے کا عقیدہ رکھتے ہین آیا انھون نے کبھی اپنے خیالات کے موافق کاربند ہونے کی کوشش کی یا نہین۔ سو ہم دعوے سے کہتے ہین کہ نہین اور ہرگز نہین ان کی مثال بعینہ ایسی ہے کہ مچھر کو چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہین۔ یہ سخت حماقت بلکہ بے شرمی کی بات ہے کہ اپنی خودغرضی اور تن آسائی کے واسطے سرکاری سکہ کو جس پر تصویر موجود ہے کئی کئی قفلون مین بند کرکے رکھا جاوے بلکہ کمینہ طور پر بھی اگر یہ تصویرین ہاتھ آ سکتی ہون تو ان کے حاصل کرنے سے دریغ نکیا جاوے اور ان کی وقعت دل مین اس درجہ قایم کر لی جاوے کہ خدا پر بھروسا کرنے کی بہ نسبت اسپر حد درجہ جان فدا کی جاوے لیکن معمولی تصویرون کی بابت ایسی شد و مد سے بحث کی جاوے ہماری رائے مین ان سکون سے بڑھ کر اور کونسی تصویرین ہو سکتی ہین جن کی وجہ سے انسان خداوند کریم کی طرف سے ازحد غافل ہو جاتا ہے بلکہ اور تصویرون کی تو اس زمانہ مین جس قدر بے قدری ہوئی ہے شاید ہی کسی زمانہ مین ایسی ہوئی ہوگی۔ البتہ ان تانبے چاندی اور سونے کی تصویرون نے جس قدر دنیا کو قبلۂ حاجات کی طرف سے دور اور مہجور کرنے مین کامیابی حاصل کی ہے اگر اس پر ان تصویرون والے خیالی احکام کو چسپان کرنے کی کوشش کی جاوے تو شاید بیجا نہ ہوگا لیکن ہم کو کوئی شخص ایسا نہین دکھائی

دیتا ہے جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کی ہو کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ ایسے ناقابل عمل احکام اسلام کی تعلیم میں ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص تصویر کے گھر میں نہ رکھنے کی بابت اس درجہ کا زاہد ہو کہ وہ شیشہ بھی دیکھنا چھوڑ دے کیونکہ اس میں خود اپنی ہی تصویر کھنچی کھنچائی سامنے موجود ہو جاتی ہے بلکہ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ خواہ کوئی اس مسئلہ پر اس درجہ پر کاربند ہو جاوے کہ ہر وقت اپنی آنکھیں بند رکھنے لگے کیونکہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ دونوں آنکھوں میں جو کچھ سامنے موجود ہوتا ہے اس کا عکس پڑنے سے ہر وقت آنکھوں میں دو تصویریں کھنچی ہوئی ہیں لیکن کوئی ذی شعور باور نہیں کر سکتا کہ ان سے احکام اسلام کچھ بھی تعلق رکھتے ہوں یہ سخت غلطی ہے کہ کسی مسئلہ میں اپنے خیالات کی پابندی سے حد درجہ تجاوز کیا جاوے۔ جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں ہم کو تصویر کی حرمت کی بابت کوئی قطعی حکم نہیں ملتا [illegible] اس [illegible] کے حکم پر عمل درآمد [illegible] امر محال ہے [illegible] ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور ایسے ناقابل عمل احکامات سے اسلام کو کچھ تعلق نہیں ہے
(ایڈیٹر [illegible])

غض بصر

مندرجہ بالا مضمون پر ہمارے محسن مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک مختصر سا خطبہ یکم ستمبر ۱۸۹۹ء کو پڑھا تھا ہم اس مضمون کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا چاہتے ہیں۔

قرآن کریم کا یہ عام اصول ہے کہ وہ مبادی گناہ تک سے روکتا ہے جو تقوی اللہ کی باریک سے [illegible] راستہ ہے۔ آنکھ کا بے محل اٹھنا بہت سی خرابیوں کا موجب ہوتا ہے اس لئے قرآن کریم نے غض بصر یعنی نیچی نگاہ رکھنے کی تعلیم دی چنانچہ فرمایا

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذلك ازکی لهم ان الله خبیر بما یصنعون

یعنی مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ نہایت پسندیدہ بات ہے بے شک اللہ ان تمام باتوں سے آگاہ ہے جو کرتے ہیں

اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے باہمی معاملات اور اصول تمدن کی تعلیم دیتے وقت سورہ نور میں فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے نیچے ایک عظیم الشان نور موجود ہے اور عدم تعمیل سے ایک خوفناک اندھیرا قلب پر چھا جاتا ہے جو آخر دل دماغ سب کو تباہ کر کے انسان کو تاریکی کا فرزند بنا دیتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ قرآن کریم باریک سے باریک مبادی گناہ سے بچنے کی ہدایت فرماتا ہے اس مقام پر بھی قرآن کریم کی پہلی آیتوں پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اول ان موٹی موٹی باتوں کی ہدایت کی ہے جو انسان کو شرمناک گناہ حرامکاری سے روکتی ہیں اور پھر سلسلہ وار ذکر کرتے کرتے غض البصر کی ہدایت فرمائی ہے۔

بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ ان سے بچنے میں کسی نہ کسی قسم کی ریا کو دخل ہوتا ہے یا کم از کم ہو سکتا ہے مثلاً اگر شراب پینے سے بچتا ہے تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ لوگ شرابی سمجھ کر نکو نہ بنائیں یا جھوٹ سے احتراز کرتا ہے تو یہ امتیاز نہ ملنے کے خیال سے مگر غض بصر کا ایک حکم ایسا حکم ہے کہ اس پر چلنے والا اور اس کی پابندی کرنے والا بالکل [illegible] اور خدا تعالیٰ ہی کے لئے اس کی تعمیل کرنے والا جوانمرد ہے۔ کیونکہ آنکھ کی چوری ایک ایسی چوری ہے کہ انسان نامحرم کو دیکھ بھی سکتا ہے اور کوئی آگاہ بھی نہیں ہو سکتا وہ بڑا فسق یعنی زنا اگر اس کی تاریخ پر غور کرو۔ اور ان ہزاروں لاکھوں آباد شہروں پر نظر کرو جو اس زنا کی وجہ سے تباہ ہو کر کھنڈرات بن گئے۔ ہاں جس بدکاری کی وجہ سے زمین کانپتی اور کوشش کرتی ہے کہ زانی کو نگل دے۔ جس نے ہزارہا قوموں کے نام نشان مٹا دئے اس کی علت موجبہ آنکھ ہی کی چوری ہے۔ پہلے آنکھ کسی نامحرم کو تاڑتی ہے پھر زبان اس کے متعلق حالات دریافت کرتی ہے اور کان سنتے ہیں۔ پھر یہاں تک کہ زنا تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پس دیکھو قرآن کریم نے اس اصل مرض سے بچنے کے لئے اول ہدایت کی کہ تم اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ چونکہ یہ حکم قل للمؤمنین سے شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے غض بصر ایک لازمی شے ہے اگر ہم غض بصر کی پرواہ نہیں کرتے اور آنکھ کو ہر محرم و نامحرم جگہ پر کھلا اور آزاد چھوڑتے ہیں تو یاد رکھو کہ یہی نہیں کہ ہم ایک بربادی اور تباہی کے لئے سامان بنا رہے ہیں بلکہ ایمان کو ہاتھ سے دے رہے ہیں اسی لئے ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن جب زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے۔

بے شک یہ امر واقعی ہے کیونکہ ارتکاب زنا تک تو بہت سی بے ایمانیوں کا ارتکاب کر چکا۔ ایک بدی دوسری بدی کا نتیجہ اور تیسری کی علت ہوتی ہے۔ یوں ہی یوں ہی ترقی ہوتی ہے اور ایمان زائل ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ایمان سلب ہو جاتا ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے آمین)

اس امر کو اور بھی واضح کرنے کے لئے فرمایا **ویحفظوا فروجہم** اور اپنے شرم گاہون کو محفوظ رکھین۔ ترتیب قرآن کریم پر غور کرو۔ اوّل غض بصر کا حکم دیا۔ پھر حفاظت فروج کی ہدایت فرمائی۔

چونکہ انسان کے وہ تمام سوراخ جو حواس کے نام سے موسوم ہوتے ہین۔ مثلاً کان۔ ناک۔ دہن۔ وغیرہ ان سب کا عمل نظر کے بعد شروع ہوتا ہے اس لئے اس ہدایت کو غض بصر کے بعد مین رکھا۔ اس کو ہم یون بھی کہہ سکتے ہین کہ غض بصر اگر کرین گے تو حفاظت فروج کی توفیق ضرور ملے گی۔

اور ایک اور نصیحت اور پاک ہدایت بھی **یحفظوا فروجہم** مین مرکوز ہے کہ غض بصر تو کرو۔ اس سے کہین یہ سمجھ لو کہ منہ سے ناپاک باتین کرین یا کانون سے گندی اور ناپاک باتین سنین اس مین کوئی گناہ نہین۔ نہین نہین ایسا بھی مت کرو۔ بلکہ ہمارے اپنے خیال مین ناپاک اور مخرب اخلاق فسانون اور ناولون کا پڑھنا بھی اس حکم کے رو سے صحیح نہین ہے۔

تو غرض یہ ہے کہ زنا اور بدکاری کے تمام مبادی سے اللہ کریم نے انسان کو بچنے کی ہدایت فرمائی ہے اور پھر اس کا نتیجہ بھی بتلایا کہ **ذٰلک ازکٰی لھم** یہ تمہارے لئے بہت ہی پسندیدہ بات ہے۔ تزکیہ قلب اور تصفیہ روح کے لئے یہ بہترین نسخہ ہے خدا قدوس اور پاک خدا ہے وہ پاکیزگی چاہتا ہے اور پاکیزگی کے لئے یہ راہ ہے۔

اس وقت ہم ضرورت نہین سمجھتے کہ زنا کی برائیون پر کوئی مضمون لکھین کیونکہ یہ ایک مسلّم برائی ہے خود زانی اور حرامکار اس کو برا سمجھتے ہین۔ اس کے نتایج ایسے بدیہی ہین کہ ان پر بھی کسی بحث کی ضرورت نہین

نہ جسمانی صحت درست رہ سکتی ہے نہ روحانی حالت ٹھیک ہو سکتی ہے آتشک اور جذام کا مرض ہو کر دنیا سے دور اور دنیا کا ملعون۔ اور حدود اللہ کے توڑنے کی وجہ سے خدا سے دور اور ملعون ہو جاتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے لئے شفابخش نسخہ اگر کوئی ہے تو یہی غض بصر ہے۔

پھر غض بصر کو شاید کوئی مشکل امر اور ناممکن بات خیال کرے کہ یہ ہو ہی نہین سکتی۔ اس کا علاج بتلایا کہ غض بصر کیونکر ہو سکتی ہے یاد رکھو **ان اللہ خبیر بما یصنعون**۔ اللہ تعالیٰ ان تمہاری کرتوتون سے واقف ہے جو وہ کرتے ہین۔ یعنی جو کچھ اپنی زبانون سے کہتے اور کانون سے سنتے دل و دماغ سے سوچتے اور اعضا سے کام لیتے ہین۔ خدا ان سے بیخبر نہین۔

یہ ایک ایسا گر ہے کہ اگر انسان اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے تو یقیناً یقیناً وہ نیکی اور پاکیزگی کی راہون پر قدم مارنے کی توفیق پائے گا جب انسان کوئی کام کرے تو وہ سوچے کہ کیا اللہ تعالےٰ کی نظر سے یہ پوشیدہ اور مخفی ہے؟ اور جب مخفی نہین تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کیا اس مین اس کی رضا اور اجازت ہے یا نہین؟ اگر اجازت نہین تو اس سے احتراز کرے اور اگر اس کی رضا کا ذریعہ ہو تو اس کی طرف الفور کرے۔

الغرض خدا تعالےٰ نے مومنین کو غض بصر کی ہدایت کی ہے جو ان کے لئے پاک اور بہترین نتایج کی مثمر ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والون کو اس پاک ہدایت کی توفیق دیوے۔ آمین

کچھ اپنی نسبت

یہ امر ہمارے ناظرین سے مخفی نہین کہ جون ۱۸۹۹ء سے جب سے کہ اخبار کی ظاہری حالت مین ایک نمایان تبدیلی ترقی کی صورت مین کی ہے سابق اور حال کے اخراجات مین ڈیوڑھ اور تین کی نسبت ہو گئی ہے ہم کو خیال تھا کہ ہمارے ناظرین بجائے خود اس امر پر توجہ کرین گے لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجز چند ایک دوستون کے کسی نے اس ضرورت کو محسوس نہین کیا چنانچہ انہون نے اخراجات کی بیشی پر لحاظ کر کے نہایت خوشی سے لکھا کہ اگر اخبار کی قیمت مین کچھ بیشی کر دی جاوے تو مناسب ہے اور وہ دینے کو طیار ہین۔ مگر ہم نے عام ناظرین کی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے اس امر پر کوئی توجہ نہین دلائی۔ اور پہلے یہ چاہا کہ ہم خود اس طرز پر اخبار کو چلا کر تو دیکھین۔ سو الحمد للہ کہ چار مہینے سے الحکم نئی طرز پر شائع ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے دوسرا نمبر پہلے نمبر سے بہتر ہی ہوتا ہے۔

ہان

بعض مشکلات اور دقتین جو اس راہ مین ہین اور خصوصاً ہماری راہ مین وہ بعض اوقات ہمارے شوقین ناظرین کو منتظر کر دیتی ہین بے شک انکا حد سے بڑھا ہوا شوق انکو اس حالت تک پہنچا دیتا ہے لیکن اگر ہماری مشکلات کا جو بیان ہو سکتی ہین اندازہ بھی وہ کر لین تو ممکن ہے کہ حد سے بڑھے ہوئے اضطراب تک وہ نہ پہونچین۔ بہرحال یہ سب کو ماننا پڑے گا کہ اخبار کی حالت پہلے کی نسبت اچھی اور عمدہ ہے۔

مگر

اس کے قیام اور استقلال کے لئے ناظرین

کی توجہ کی ضرورت بدستور ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہمارے اس اپیل پر جو مارچ ۱۸۹۹ء میں شائع کی گئی تھی بہت کچھ توجہ ہو گی مگر بجز دو تین خطوں کے کسی نے اظہار ہمدردی بھی تو نہ کیا۔ البتہ افریقہ والے ہمارے دو تین احباب اس سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے مالی امداد دیکر ایک بوجھ سے سبکدوشی فرمائی۔ امید کی گئی تھی کہ اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم ہمارا زر واجب ہی دیکر ہماری مدد کی جاوے گی لیکن اکثر دوستوں کی طرف سے ایسا سلوک ہوا ہے جو الٹے نقصان کا موجب ہوا ہے۔ بعض نے وی پی منگوا کر واپس کئے۔ بعض نے جنکو اطلاع دیکر وی پی بھیجا تھا۔ باوجودیکہ اول کوئی جواب نہیں دیا پھر ریفیوز کر کے واپس کر دیا۔ بعض نے یہ کمال دکھایا کہ اخبار لیتے رہے جب قیمت طلب کی تو پتہ ندارد کر گئے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کے آدمی ہمارے احباب میں سے نہیں ہوں گے۔ ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ ان کے نام نامی کا اظہار کیا جاوے۔ بہر حال اس وقت تک ایک بہت بڑا حصہ بیباق نہیں ہوا۔ اندازاً کوئی تین سو سے اوپر اخیر ۱۸۹۹ء تک خریداران موجودہ کے ذمہ ہے۔ اگر یہ روپیہ جلد وصول ہو جاوے تو اس میں سے اخراجات نکال کر پہلی زیر باریوں سے کسیقدر مخلصی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں تجویز کیا ہے کہ آئندہ تا وقتیکہ یہ لوگ بیباق نہ ہولیں۔ ہر ایک کے نام اس کے بقایا حساب کے لئے جب چاہیں وی پی بھیجکر قیمت وصول کریں۔ اور اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو وہ ہم کو اطلاع دے ورنہ پھر اس کا حق نہ ہو گا کہ ہم کو سخت کا نقصان پہنچاوے ۱۸۹۹ء تک کا حساب بیباق ہو جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد آئندہ کے لئے جو مناسب ہو گا وہ ناظرین کے مشورہ سے ہو گا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست و بانہ و ناظرین پوری توجہ فرمائیں گے۔

ہمارے مخالف نئے بھیس میں

شعر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

لاہور سے خادم ہند نام ایک پندرہ روزہ چو ورقہ شائع ہوا ہے جس کی پاک اور ضروری خدمت شاید یہ قرار پائی ہے کہ وہ حق پرست راستبازوں بلکہ خواہ نوع انسان کی ذات پر ناپاک اور ناقابل شرم حملے کرے۔ اس کا ایک نمبر ہمارے پاس بھی پہنچا ہے جس میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود (ادام اللہ برکاتہم) پر ملا جعفر زٹلی نے ایک خواب کے پیرایہ میں حسب معمول نہایت کمینے حملے کئے ہیں ہم کو جعفر زٹلی کے مخاطب کرنے کی تو کچھ ضرورت نہیں ہے ہاں ٹک کی حالت پر رحم آتا ہے کہ اگر اس کا مذاق اور اخلاقی اور روحانی حالت بگڑی ہوئی نہیں تو کیوں ایسے رسالے یا اخبار اشاعت پاتے ہیں۔ بہر حال جبکہ مسٹر ڈوئی آج کل لاہور میں کمشنر ہیں (جنکے زمانہ ڈپٹی کمشنری گورداسپور میں وہ مشہور مقدمہ ہوا تھا جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بطور فریق ثانی تھے اور جس میں انہوں نے آئندہ کے لئے فریقین کو اپنے اور اپنے دوستوں کی سخت تحریروں کے شائع کرنے سے ہدایت کی تھی) تو کم از کم یہ اخبار ان کی نظر سے گذرنا چاہئے۔ اور گورنمنٹ کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہئے کہ کس عزیز نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ دوسرا موقعہ ہے ہم ایسی تحریروں کو پسند نہیں کرتے اور خصوصاً جبکہ ہمارے حضرت نے ان لوگوں کو مخاطب کرنے سے بھی عام اشتہار کے ذریعہ منع فرمایا ہے پس ہمارے مخالفوں کو کم از کم متانت اور تہذیب کا شیوہ اختیار کرنا چاہئے اور گورنمنٹ کو ایسے لوگوں کا خیال رکھنا چاہئے جو ایسی تحریروں سے ایک جماعت کی دل آزاری کرتے ہیں۔

فہرست آمدنی چندہ مکان

چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۵
مفتی محمد صادق صاحب معرفت [illegible] عہ
حکیم فضل الدین صاحب معرفت " ...... ع
محمد صدیق صاحب سکنہ سیکھواں ۱ر
امام الدین صاحب " ۱ر
خیر الدین صاحب " عہ
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری " عہ
محمد یامین صاحب از ورتہ عہ

قابل توجہ و تعمیل

تمام برادران جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ چونکہ میں حضرت اقدس کی تصدیق میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں اور اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ لوگوں کے خوابوں اور الہاموں اور کشوف کو بھی درج کتاب کیا جاوے جنکی رو سے حضرت اقدس کو راستباز اور مہدی اور مسیح موعود سمجھنے لگے ہیں۔ لہذا آپ قسم کھا کر سچ سچ لکھ کر میرے پاس قادیان میں بھیج دیں تاکہ ان کو بعد شہادت درج کیا جاوے۔

خاکسار مرزا خدا بخش

[illegible]

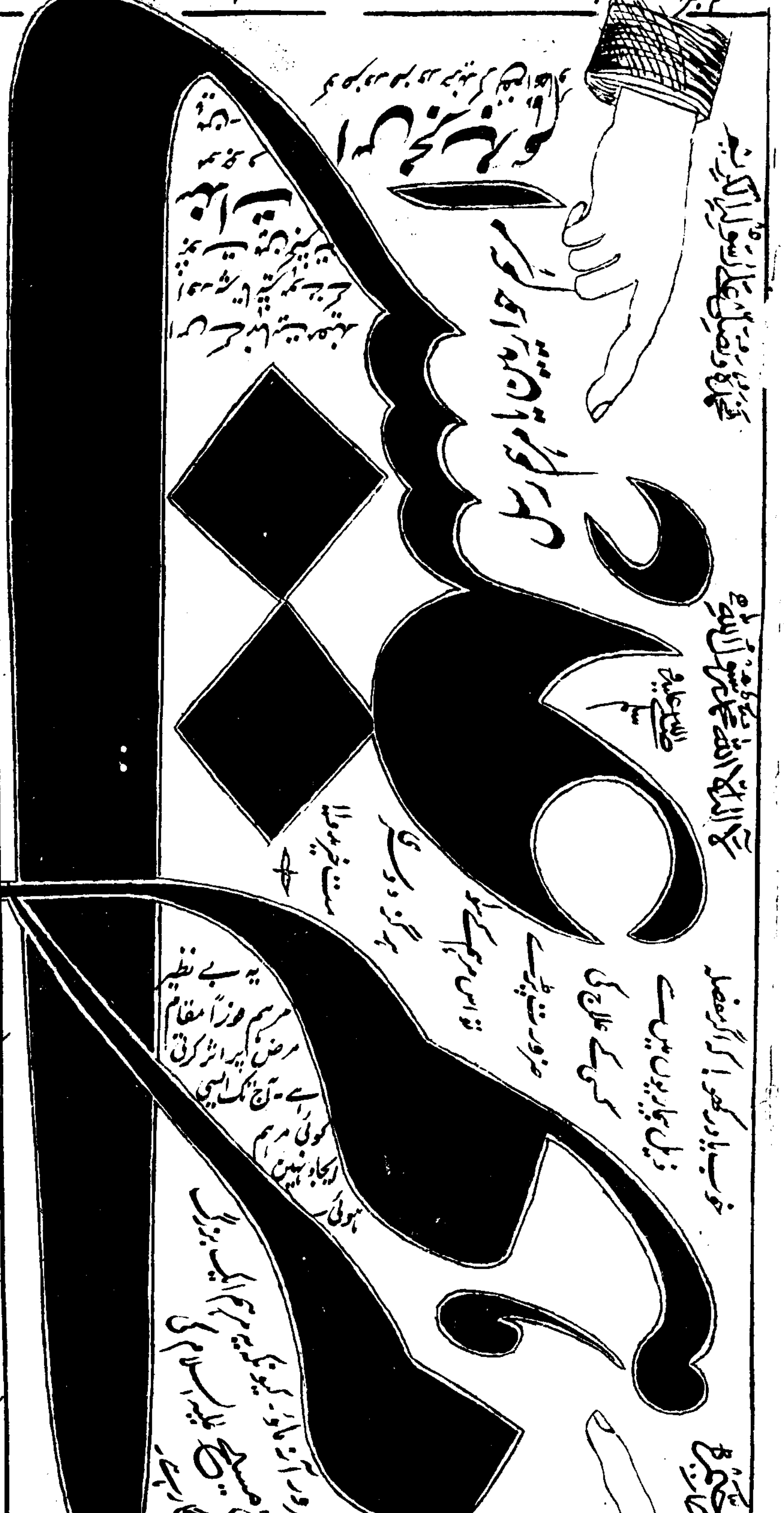

معزز بھائیو!

کوئی تعجب کی بات نہیں مرہم عیسیٰ اسکو اس لئے کہتے ہیں کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بچ گئے تو ان کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر حواریوں نے اس کو طیار کیا تھا۔ اسی لئے اس کو مرہم حواریین بھی کہتے ہیں ✦

خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ میں اُترا اُس مقدس بشر (مسیح) کے زخموں کے چنگا کرنے میں معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی اس کے اعجازی خواص کے قائل ہیں۔

ہم نے بکمال محنت و احتیاط سے اسکے بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے منگائے ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک مرہم خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی طیار کرتے ہیں۔

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون ۔ نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت "تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ۲ خالص ممیرا فی ماشہ ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۱ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔

المشتہر ۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب احاطہ

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ یا پردہ اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شَے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے مین بلا شک و شبہ بشارت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے ۔ راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ ل ۔ ایم سانگل صاحب بہادر ایم ۔ بی ۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ ام ووبی عمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پردہ ال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی تھی ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جوکہ سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے ان مریضون پہ جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مبارک شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے ماہ مارچ ۱۹۰۵ء مین جمع کیا گیا ہے ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲

بسم الله الرحمن الرحیم نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

الحکم

قادیان دارالامان ۲ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۰ سپٹمبر ۱۸۹۹ء

منشی عبدالحق صاحب لاہوری کے اعتراضات اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

سأصرف عن ایتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق۔

مین مدتون اس مین حیران رہا یون سمجھئے کہ میرے دل کی ایسی بناوٹ ہی نہ تھی کہ مین جلد اس راز کو پا جاتا اور حیرانی کی زیادہ زحمت نہ اٹھاتا کہ ایک کھلی صداقت کا کیونکر انکار کیا جاتا ہے اور ایک دیکھے ہوے پرکھے ہوے راستباز سے الجھکر کیا ملتے۔ بار بار رہ رہ کر مینے اس آیت کو سوچا ہے وقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون ہ مجھے اس سے بڑھکر قوم پر حجت پوری کرنے والی بات نظر نہین آتی۔ یہ حجت سیدھی تیر کی طرح کلیجون کے اندر گھتی اور انسانی کانشنس کے آگے درد انگیز اپیل ہے۔ اسی لئے اس کے منقطع مین افلا تعقلون لایا گیا ہے حقیقت مین ایک شخص چالیس سال تک اٹھتی ہوئی جوانی کے جوشون اور پرزور جذبات کے ہیجان کے وقت ایک ایسی سوسائٹی مین رہکر جس مین بے قیدی کی کوئی حد و پایان نہ ہو مسلم امین۔ امون اور متقی ہو۔ حیرت انگیز امر ہے۔ یہ تو صحیح نہ ہوگا کہ گرد و پیش کے نظارون کو اس کا محرک و موثر کہا جائے کہ اس کی پاک تہذیب اور تصفیہ باطنی اور ممتاز سیرت کے وہ باعث ہوے اس لئے کہ یہ امر مسلم ہے کہ اس کے آس پاس کوئی پاکیزہ منظر اور اس کی تطہر کے لئے کوئی دلکش میدان نہ تھا۔ اور قومی مالوفات اور معاشرت و تمدن کا حال خود عیان ہے۔ پھر یہ بلند پروازی اور بلند حوصلگی اور یہ تقدس اور تطہر اور مالوفات و مجوبات قومی سے یہ بیزاری۔ یہ مہذب اخلاق یہ پرلے درجہ کی راست بازی اور یہ مادی جسمانی چیزون سے کامل انقطاع اور تبتل الی اللہ اگر کسی اندرونی تحریک یا بلفظ دیگر یون کہو اور یہی درست اور اکمل پیرایہ ہے کہ کسی مادی اور مالوف اسباب سے وراء الورا تحریک کا اثر نہین تو کیا ہے دانشمندون اور انسانی حالات کے واقف کارون کے لئے غور کرنے اور اس سے اور زیادہ آگے بڑھنے کے لئے اتنا سامان کافی تھا اور جنھون نے اس جدید دعوت کرنے والے داعی کو قبول کیا ان ہی قرائن کے مدد کی رہبری سے کیا ہے۔ اسی سے تو ان حسن ظن مین سبقت لے جانے والون اور قرائن مرجحہ کی بنا پر قبول کر لینے والون کا نام صدیق ہوا۔ خدا کی باتین کیا ہی درست اور پرحکمت ہین لیہلک من ہلک عن بینۃ و

یحییٰ من حیّ عن بیّنۃ۔

بہرحال چونکہ ہر مرض کا سبب ضرور ہوتا ہے اس خطرناک مرض کا بھی تو کوئی سبب ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ ایک انسان کہ رحیم ہر رنگ بات مین معروف و مسلم پھر اُس کا انکار ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُس کے استیصال کے لیئے ہر قسم کے منصوبے سوچے گئے۔ مین بیخبری کے ایام مین جب کبھی قرآن کریم کی آیت **یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم** پڑھتا مجھے بڑا تعجب آتا کہ با این معرفت پھر انکار اور جدال کیا۔ مگر عمر نے یہ معما کھول دیا کہ مختلف قسم کے نہان در نہان امراض کی وجہ سے انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور یہان تک اس کی حالت ہو جاتی ہے کہ دیکھتے ہوے نہین دیکھتا اور سنتے ہوے نہین سنتا۔ اس حالت کو خدا نے ان الفاظ مین بیان فرمایا ہے **خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ** ہم اپنے دل کی رقت کو دیکھتے ہین کہ قصداً ادنیٰ سی ایذا کسی کو دینے کی جرات نہین کر سکتا اور اگر کبھی سہوا کوئی درشت کلمہ جوش نفس سے کسی کے حق مین نکل جائے تو پشیمانی سے گھنٹون دماغ کی حالت ایسی رہتی ہے کہ گویا کوئلون کی ایک انگیٹھی ہے جو جل رہی ہے اور پھر ایک ایسو سنگدل انسان کا تصور کرتے ہین جو چند روپیو بلکہ چند پیسون کے لالچ سے انسان کے پیارے ننھے بچہ کا خون کر دیتا ہے تو حقیقت مین حیرت انگیز مقابلہ نظر آتا ہے۔ مگر ہر ایک ہین سمجھ سکتا ہے کہ ہر بات کا سبب ہے۔ یقیناً مبادی ہین جو آخر دل کے اس درجہ تک کی قساوت کے موجب بن گئے۔ مگر خدا کی کتاب نے جو حیرت کی تاریکی سے نکال کر نور کے بلند سطح پر لانے والی ہے راستبازون کے انکار اور ان سے جدال کے مرض کی ایک وجہ بیان فرمائی ہے اور وہ بڑا عجیب روحانی اور قلبی علم ہے اور وہ وہ آیت ہے جسے سرعنوان مین لکھ آیا ہون اس کا مطلب یہ ہے کہ "مین اپنے نشانون (مامور اور مرسل لوگ اور ان کے تائیدی نشان) سے ان لوگون کا منہ پھیر دون گا (یعنی سمجھنے اور پہچاننے کی توفیق ان سے چھین لون گا) جو قوم اور ملک مین خواہ نہ خواہ بڑا بننا چاہتے ہین اور بڑائی کی کوئی اہلیت اور استحقاق نہین رکھتے۔ اس وجہ موجہ مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ راستبازون کے انکار کی وجہ کبر ہی ہوا کیا ہے اور کبر کیا ہے کہ ایک شخص خود عصا بزرگی اور اہلیت کا لباس پہننا چاہتا اور امتیاز کا تاج سر پر دھرنے کی کوشش یا آرزو کرتا ہے مگر خدا نے اس کے باطن کو جھانک کر آسمان کی نگاہ مین اُسے مردود و مخذول کر دیا ہوتا ہے۔ ایسا شخص خدا کے مقبول کے قبول عام کو دیکھ نہین سکتا اُس کے روز افزون تکریم و تعظیم کو دیکھ کر انگلیان کاٹتا اور اُس کی جگہ اپنے تئین بٹھانے کے لئے زمینی منصوبون اور ناپاک حیلہ بازیون سے ریشہ دوانیان کرتا اور آخر الٰہی خذلان کی وجہ سے ناکام رہ جاتا ہے۔ کیا ہی عجیب نقشہ متکبرون کے دل کے سرجوش کا اس آیۃ نے کھینچا ہے۔

وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن علیٰ رجل من القریتین عظیم

یعنی مہبط انوار الٰہی ہونے مکلم اللہ ہونے مثیل موسیٰ ہونے مبشر مسیح ہونے اور موعود ابراہیم ہونے کے لئے یہی چھوٹا سا اور کس مپرس آدمی رہ گیا تھا۔ ایک بڑا نامی آدمی منتخب ہونا چاہیئے تھا۔ نادان متکبر اور احمق نکتہ چین کو یہ غلطی لگی ہے کہ اُس نے اپنے علم و فہم اور اپنے حدس و فراست کو مردم شناسی اور انتخاب کا آلہ سمجھا ہے اور اس پر قیاس کیا ہے کہ تمدن عالم مین لوگون کی رائے سے ایک بڑا آدمی انتخاب کیا جاتا ہے۔ مگر خدا کی حکمت نے انتخابی اصول اور ہی رکھے ہین اور یہ سب کچھ پہلے آسمان پر ہو ہوا جاتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ زمین پر زمینی آدمی اس سے نزاع کرین۔

الغرض یہ بڑی مزے کی بات اور لمبی بات ہے اور اس کو چھیڑ کر جانا اصل مقصد سے بہت دور لے جانے کا احتمال رکھتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پاک کی نسبت چند اعتراض پہنچے ہین ان اعتراضون کو پڑھ کر مین تمیز نہین کر سکا کہ مین ان کو پرانے معترض مولوی صاحب کے دل و دماغ کا نتیجہ کہون یا ایک صوفی مذاق کسی زمانہ کے مصدق حسن ظن کا دعویٰ کرنے والے منشی **عبدالحق** اکونٹینٹ پنشنر کی طبع عالی کے نطایف تسلیم کرون۔ منشی صاحب خود تو جیسے تھے تھے مگر مین اس بات کے کہنے سے رُک نہین سکتا کہ اُن کے متکبر دوست سرٹری دوست اور خود پسند دوست اور سنن انبیاء علیہم السلام سے ناواقف دوست کی روح کا اثر اُن پر پڑا اور وہ ظلمت پر ظلمت ان کے چارون طرف محیط ہو گئے اور ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے مین اُنھین چھوڑ دیا۔ کاش وہ اب بھی سمجھین اور ایک تاریکی کی روح کی صحبت سے خدا کی حضور مین استغاثہ کرین کہ رحیم خدا اُن کی سمجھ کھول دے اور پشیمانی اُنھین پھر اُس کھوئی ہوئی جگہ پر پہنچا دے۔ ان نکتہ چینیون کے جواب مین قلم اُٹھانے سے میرا مدعا یہ ہے کہ اس تقریب سے حق کی اشاعت اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خوبیون کا اظہار ہو ورنہ

بحمدا اب اس سلسلۂ عالیہ کی جڑ ایسی ثابت اور مستحکم ہوگئی ہے کہ اعدائی منفرد اور متفق کوششوں کی آندھیوں کا اسے ذرہ بھر کھٹکا نہیں رہا اور خدا تعالےٰ کے آسمانی اور زمینی نشانوں نے حضرت موعود علیہ السلام کی صداقت کو عالم پر حقایق ثابت شدہ کی طرح مسلم اور آشکار کردیا ہے۔ اور جیسے حضرت کلیم اللہ مسیح موعود علیٰ بصیرۃ ہوتے اور کامل یقین رکھتے ہین کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہین ویسے ہی اُن کے متبع مومن بصیرۃ سے جانتے ہین کہ یہ کارخانہ حق اور صدق ہے اور خود خداوند قادر قاہر اس پرثمر پیڑ کا باغبان ہے اور وہ اس کے لئے جو اس کے کاٹنے کو دوڑے گا خود ہی کافی ہے۔

اب مین اُن اعتراضون کو قولہ اقول کے پیرایہ مین لکھتا ہون۔ وباللہ التوفیق

قولہ مرزا صاحب راستباز نہین۔

اقول راست باز کے لفظ کے کوئی خاص اور معین معنے معترض کے دل مین ہون یا مجاب اللہ اور محدث اور مکلم اللہ اور جری اللہ اور مرسل اللہ اور مامور موعود کا مرادف اس لفظ کو ذہن مین رکھتا ہو۔ مین خدا کے فضل اور اُس کے روح القدس کی تائید سے علیٰ بصیرۃ کہتا ہون کہ ان سب الفاظ کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہین۔ اس مشکل کے سلجھانے کے لئے مین لمبی اور پیچیدہ راہون پر چلنا نہین چاہتا اور نہ مین بڑی بڑے اصول موضوعہ کی پٹڑیان تیار کرنا چاہتا ہون میرے نزدیک یہ بات بہت جلد طے ہوتی اور ہر قسم کا اختلاف بآسانی فیصلہ پا جاتا ہے۔ ایک ہی معیار ہے جو اس مقام مین یعنی سلسلۂ نبوت اور اُن کے اتباع کے سلسلہ مین کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کے لئے ہے وہ ہے

تائید سماوی اور نصرت الٰہی

اگر نفس نکتہ چینی کسی امر کے تخفیف کرنے کے لئے آلہ بن سکتی اور اعتراض کسی اہل کا استحقاق چھین سکتا ہے تو اس سے اوپر چڑھ جاؤ اور بتاؤ کون صالحین مین سے تیز طبیعتون کے تیر افگنی کا آماج گاہ نہین ہوا بیخ کنی کے ارادے کرنے والے اور اپنی قوم مین بڑے دور اندیش اور دور بین دشمنون نے راستبازون پر اخلاقی اور روحانی اعتراض ہی نہین کئے بلکہ اُن کی وجاہت اور شہرت عام کو داغدار کرنے کے لئے اُن کے خانگی امور پر اُن کے اہل بیت پر بھی حملے کئے۔ ناشکر گذارون نے شاعر کہا مجنون کہا ساحر کہا کاہن کہا ڈکاندار کہا شہرت طلب بڑائی کا بھوکا پیاسا کہا لوگون کے روپے مار کھانے والا کہا اور یہ کچھ تھوڑا نہ تھا مگر اس سے معلوم ہوا اُن کے اندر کی جلن کچھ بنسلی اور بڑی دور کی سوجھی اور اپنے نزدیک ہر شکست کے کافی انتقام وتلافی کی سوچی ماتو کی صدیقہ عفیفہ زوجہ پر اتہام باندھ دیا اور درحقیقت سارے سلسلہ کو خاک مین ملا دیا تھا اگر خدا کی نصرت نے دستگیری نہ کی ہوتی درحقیقت اندرونی باتون یا اخلاقی باتون کا فیصلہ ہی کون کرسکتا ہے اور لفظی مباحثات نے کب کسی میدان کو خس وخاشاک سے پاک کیا ہے۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لفظ فارقلیط کی جہت سے ماننے کی راہ مین جو ٹھوکرین آپ کے ہم عصر نصاریٰ نے کھائین وہی آج ہین لفظون کے لحاظ سے مطلع مخالفون کے نزدیک نہ توجب صاف تھا نہ اب ہے اور مثیل موسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) مدینہ کے یہودیون کے لئے اولاً وخصوصاً اور تمام یہودیون کے لئے عموماً مبشر شکل مین ظاہر ہوا اور صاف صاف کہہ دیا عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا۔ یعنی اب وقت آگیا ہے کہ خداوند تمہارا خدا تم پر رحم کرے اور تمہین غلامی کے گڑھے سے نکال کر سلطنت کے اوج اور آزادی کے بلند سطح پر پہنچائے اور اگر تم نے اس مثیل موسیٰ کو نہ مانا اور وہی شرارتین شروع کین جو جاؤ تا راست بازون کے مقابل تم کرتے رہے ہو تو ہم بھی تمھاری سزا ہی کے لئے وہی ہتھیار نکالے بیٹھے ہین اور اس نعمت کے ناقدر شناسون کو ہم جہنم مین جھونک دینگے۔ ظاہر ہے کہ یہود مرتے مرگئے اور قریظہ اور نضیر کیسی کیسی ذلتون اور تباہیون کے ہدف بنے مگر ابھی تک اسی پر اڑے بیٹھے ہین کہ مثیل موسیٰ بنی اسرائیل سے ہونا ضروری ہے نہ بنی اسمٰعیل سے۔

اب سوال یہ ہے کہ اُس وقت جن سعیدون کو دولت اسلام کا شرف ملا اور نصاریٰ اور یہود سے بہتیرے صدق دل سے مسلمان ہوئے تو کیا یہ الفاظ دو اور دو چار کیطرح اُن پر منکشف ہوگئے تھے۔ یہ تو سنت اللہ ہی نہین۔ اور نہ آیندہ قیامت تک کبھی ہوگا کہ پیشگوئیان ہندسی حقایق کیطرح کھل جائین اور موعودین آفتاب کی طرح واضح ہوجائین ورنہ وہ ایمانیات مین سے نہ رہین گے اور خدائے علیم نے وجود رُسُل کو ایمانیات مین داخل کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تائیدات سماویہ اور نصرتہائے الٰہیہ نے جو حضرت احمد فارقلیط مثیل موسیٰ

علیہ الصلوۃ والسلام کے شامل حال تھیں اور وہی بیّن فارق اور مابہ الامتیاز تھیں آپ میں اور دوسروں میں سعید فطرتوں کو یقین دلادیا کہ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہیں اور آپ کے مخالف بطلان پر۔ آج بھی باطل خیالات اور باطل مذاہب کے پیرو اپنے اپنے خیال اور ہوا کی تائید میں تھوڑی تقصیرین نہیں کرتے۔ ایک ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی انسان کو خدا بنانے اور منوانے کی تائید و اعانت میں نصاریٰ کیا کچھ کر رہی ہیں۔ اس بیّن بطلان کی حمایت میں اس اس سرحتی اور عنوان کی کتابیں اور اس قدر لکھی ہیں۔ کہ انکا شمار خدا ہی جانتا ہے۔ مینے خود اوڈینیشنر آف کرسچینیٹی کے متعلق بڑی بڑی ضخیم کتابیں دیکھی ہیں۔ ان باطل پرست نصاریٰ کے پیرو آریہ ایک مردہ اور مخذول کتاب اور تناسخ اور نیوگ جیسے کپکپا دینے والے مسئلہ کی حمایت پر کیسے تلے ہوے اور آفتاب صداقت سید المعصومین امام الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیسی اہانت کرتے ہیں کہ ایک غیور دل سینہ سے تڑپ کر باہر نکل جاتا ہے۔ اب اگر تقریرون اور لفاظیون پہی مدار ہو یا کبھی ہوا ہو تو پھر ظلمت اور نور میں کبھی امتیاز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے قرآن کریم نے کیون واقعہ بدر کو یوم الفرقان کہا۔ یہ لفظ بڑی غور کے قابل ہے اور بار بار مسلمانوں کو وعدہ دیا تھا کہ ان تتقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقانا یعنی اگر تم اللہ کے لئے متقی بنجاؤ گے تو خدا تم میں اور تمھارے غیر میں ایک فارق امر پیدا کردے گا۔ اور وہ یوم کیا تھا تھوڑے سے صنادید قریش کا میدان جنگ میں کھیت رہنا معمولاً دنیا میں لڑائیاں ہوا ہی کرتی ہیں اور دو لڑنے والوں میں آخر ایک جیتا ہی کرتا ہے۔ اور یون ایک معمولی و معروف واقعہ ہوا جاتا ہے مگر قرآن جیسی حکیم کتاب نے اس پر ناز کیا اور ثبوت نبوت میں اس پر بڑا زور دیا بلکہ اس کو کل صداقتوں کا مدار ٹھہرایا ہے۔ قرآن مجید میں علمی اور نظری دلائل کیا کچھ تھوڑے ہیں۔ دنیا میں کوئی کتاب نہیں بجز قرآن کے جس کے صفحہ صفحہ میں اپنے دعاوی پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ ہون۔ تو بات کیا ہے کہ ان نظری اور علمی دلائل اور حجج کو الفرقان کے نام سے موسوم نہیں کیا۔ دلائل نظریہ اور علمی بیان ایک بہت گہری شئے اور بہت تھوڑے ذہنون پر اس کا راز آشکارا ہوتا ہے اور وہ بھی چونکہ ایسا میدان ہے کہ زمانہ کے فلاسفر اور حکما اور علما بھی اس میں اپنی اپنی قدر پر گھوڑے دوڑا چکے ہیں۔ اس لیے اُس کا حق بین ہونا کھل نہیں سکتا اور ایک التباس و اشتباہ کی چادر کا پلہ اُس کے کسی نہ کسی رُخ پر ڈھکا رہتا ہے۔ مگر نصرت الٰہی ہمیشہ ایک فارق امر اور بیّن امتیاز ہوا کیا ہے انبیا میں اور مادی حکما اور فلاسفرون میں یہ بارا اور دل گردہ کسی فلسفی اور دوسرے باطل پرست کو نہیں ملا کہ تحدی سے کہے اور بے سامانی اور کامل درویشی کی حالت میں کہے اور باسامان اور کافی احتشام والی جماعت کو کہے کہ میں منصور و مؤید ہون گا اور میرے دشمن ذلیل و خوار و نامراد ہون گے۔ خدا کی پہلی کتابیں بھی یہی خبر دیتی ہیں کہ اُس دن تیدید کی حشمت جاتی رہے گی اور آخر قرآن حکیم نے بھی اسی کو اپنی نبوتون کی صداقت کا معیار ٹھیرایا۔ اگر وہی رسّیان اور عصا کا پھینکنا رہتا اور آگے کوئی بیّن نشان نہ دکھاتا تو موسیٰ کی نبوت ہو چکی تھی۔ قرآن حکیم نے جس امر میں اپنے نبیؐ کریم کو موسیٰ کا مثیل ٹھیرایا ہے کیا اتنی ہی بات ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے رسّیون کو باطل کردیا اور سونٹے کا سانپ بنا دکھایا۔ بس ایک ہی بات ہے جو پہلے سے کہی گئی تھی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کس دلیری سے اور کس سامان کے برتے پر اور کس کو کہا کہ مجھکو خداوند خدا نے صاف کہدیا ہے کہ تو میری تکذیب و اعراض پر سزا پائیگا یہی ایک مقام ہے اور بجز ایسے ہی ایک موقعہ ہے جہان ایک دھریہ اور میٹیریلسٹ اور پورا بے باک بھی سر نوا دیتا ہے۔ اُس معصوم بچہ اور بے زبان ننّی سی جان کو کنوئین میں پھینک کر جانے والے اپنے نزدیک کیا ہی خوش نصیب اور کامیاب ہو گئے اور مادی نگاہوں میں پورے کامیاب ہوگئے اس لیے کہ انھون نے اپنا ارمان نکال لیا اور ایک رقیب کو میدان سے باہر نکال پھینکا اگر خدا کی نصرت و تائید اُس مظلوم و مجبور یوسف کو مصر کا منصور سردار یوسف نہ بنا دیتی اور پھر اُن ناعاقبت اندیش اکڑباز اون کو ہاتھ باندھے ہوئی اس کے سامنے لاکر کھڑا نہ کردیتی اور ضرور تھا کہ یہ سب کچھ ہوتا اور یون ہی ہونا ضرور تھا اس لئے کہ کتاب پہلے سے کہہ چکی تھی کہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون ٥ یعنی تو یقینا یقینا ایسی جگہ اور منزلت پر پہنچے گا کہ سربلندی اور بزرگی کے لہجہ میں تو انھیں ان کے اس ذلیل معاملہ اور سلوک بد کی داستان سُنائے گا پر انھیں اس وقت پتا نہیں کہ یہ کیسے سرنگون اور ذلیل ہون گے۔

اسمٰعیل

اسد اکبر جنگل کے متروک کنوئیں مین ایک معصوم بچہ اور اُس بھیانک منظر مین ایک ننھی سی جان جو کبھی تو ماں کے کنار عاطفت مین اور کبھی پدر کے مردمک چشم مین جاگزین ہے اور وہ جس نے ناز و نعم کی چار دیوار سے کبھی پاؤں باہر رکھا ہی نہین جس کی نسبت عادتاً یہ توقع ہونی چاہیے تھی کہ بلک بلک کر دم توڑ دیتا اور سسک سسک کر ٹھنڈا ہو جاتا وہ اس قوت اور تحدی کی پیشگوئی کرتا ہے اور ایسی زور آور لہجہ مین بولتا ہے کہ مین ایک وقت عزیز ہو جاؤں گا اور یہ میرے نامہربان بھائی ذلیل ہو جائینگے۔

مادی عقلوں پر ناز کرنے والو سوچو اکیلے اکیلے مل مل کر۔ جرمن کے فلاسفروں سے سر ملا کر۔ یورپ کی تیز دور بین لگا کر تمھاری سمجھ مین کوئی سبب آتا ہے کہ وہ بچہ کیونکر بولا۔ کاش بوڑھا سید اور مرحوم سید جو زمین سے لگی ہوئی اور منہ کے بل چلنے والے یورپ کی تقلید مین راہ سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اس مین غور کرتا مگر کیونکر کر سکتا اور اُسے راہ ہی کیونکر ملتی جب تک ایک صادق کی صحبت اختیار نہ کرتا اور اُس نور سے مستنیر نہ ہوتا جو آسمان سے اُترتا ہی بہر حال اگر سید اس نکتہ معرفت مین سے لے جاتا تو وحی کے بیان مین تحت الثریٰ مین پہنچانے والی ٹھوکر نہ کھاتا کہ وحی فوارہ کی طرح دل ہی سے نکلتی اور دل پر پڑتی ہے ۱۱ ۔محض غلط اور خطرناک غلطی ہے۔ وہ کچھ دلکش قدرتی نظارہ اور فیلسوفانہ اور کن محرکات سے متاثر ہے جو اس قدر یقینی اور قطعی بات کہتا ہے **لَتُنَبِّئَنَّهُمْ** (لام تاکید اور نون تاکید قائم بمقام عظیم الشان قسم اور فوق العادۃ تاکید کے ہوتا ہے جیسے کبھی ٹلتا ہی نہین ہوتا) اور پھر کتنی مدت مین کیا کیا سامان بنتے اور اُس کی موافقت مین بنتے ہین یہان تک کہ اس پیشگوئی کے موافق وہ کامیاب ہوتا ہے اور اُس کے مخالف تباہی پر تباہی دیکھتے اور قحط کا عرصہ بنتے آخر قدرت کے زور آور ہاتھ سے دھکے کھاتے ہوئے اُسی کے آگے کھڑے کئے جاتے ہین یہ ترتیب ذرات کائنات اور یہ تقلیب نظام عالم کیا اس بچہ کے ہاتھ مین تھی۔ نہین یہ اُس قادر مطلق خدا کی آواز تھی یہ اُس کی وحی تھی جس کے ہاتھ مین سارا نظام عالم ہے اور وہ اپنے کامل ارادے اور کامل علم اور کامل قدرت سے ہر وقت اُس پر حکمران اور متصرف ہے اور وہ جو ہمیشہ سے متکلم ہے اور ہمیشہ متکلم رہے گا اور وہ جو اپنی ہستی کا پتا آپ ہی اپنے کلام سے دیتا اور کسی حکیم ارضی کے کھوج کھوج مصنوعات سے پتہ لگانے اور اُس کا مشکور و مرہون خدا بننے کا کبھی بھی محتاج نہین ہوا۔

الغرض یہی ایک بات ہے جو مذہب حق کی جان ہے یا صاف صاف یوں کہو کہ قرآن کریم کا فخر اور امتیازی نشان ہے۔

اگر کسی مذہب مین سب کچھ ہے اور یہی نہین تو کچھ بھی نہین۔ افسوس اسلام کے نادان دوست اس فضیلت کا انکار کرتے ہین۔

اور دوسرے مردہ مذہبوں اور کتابوں کی طرح اسلام اور قرآن کریم کو پہلوں کی قصہ کہانیوں اور بچھڑی ہوئی باتوں کا مجموعہ مانتے اور صاف اقرار کرتے ہین کہ نصرتین اور تائیدین پہلے ہو چکین اور برکات اور تاثیرات کسی زمانہ مین تھین اور وہین تک رہین۔ اب صرف مان لینا اور آنکھ بند کرکے چلے جانا ہے۔

افسوس انھین زندہ ایمان یقین بخش ایمان اور گناہ سوز ایمان کی ضرورت ہی محسوس نہین ہوتی۔ اور کبھی سوچتے نہین کہ صحابہ نے تو خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا جب ہی اخلاق کی اُس اعلیٰ معراج پر وہ پہنچے تھے پر تم نے کیا دیکھا ہے اور کیا تم مین وہ صحابہ کا سا نور یقین اور قوت ایمان اور گناہ سوز بصیرۃ ہے۔

اور تعجب آتا ہے کہ **صراط الذین انعمت علیھم** پڑھتے ہوئے یہ اپنے ذہنوں مین کیا مدعا اور کیا معنی رکھتے ہین۔ اُن پر کیا انعام ہوا تھا اور وہ کیا صراط تھا جس پر چلنے سے وہ برکات انھین ملی تھین۔ اور کونسی صراط اور کیا انعام یہ لوگ چاہتے ہین۔

الغرض خدا کے برگزیدہ اور اُس کے مرسل کی عداوت کے سبب سے اسلام کے فخر اور یگانہ امتیاز سے انکار کر بیٹھے ہین۔ اور جس قدر وہ موعود مرسل اس پر زور دیتا اور دعویٰ سے کہتا ہے کہ مین مؤید من اللہ اور نصرت یافتہ الٰہی ہوں اور مجھے ان نصرتوں اور آسمانی نشانوں سے پہچانو اور مجھ مین اور غیروں مین یہی بڑا امتیاز اور بہر فارق ہے کہ آسمان میری تائید مین بولتا اور زمین میرے صدق پر گواہی دیتی ہے۔ غرض جس قدر وہ بندۂ خدا اس پر زور دیتا ہی اتنا ہی انھیں اس اصول سے بیزاری بڑھتی جاتی ہے تاکہ ثابت ہو جاوے کہ اہل اللہ کی عداوت سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

آج تیسرے روز کی بات ہے مولوی عبد الواحد غزنوی جو غزنوی جرگہ مین نیک بخت اور ذہین مانے جاتے ہین مولوی نور الدین صاحب کے تعلق کی وجہ سے قادیان مین آئے اور حضرت اقدس (علیہ السلام) سے بھی ملے۔ حضرت اقدس نے سنت انبیاء (علیہم السلام) کے اقتدا پر کہ ملاقاتِ خدا کے آگے ہو جاتا کہ ہدا انفاس ضائع نہ ہوں

بڑی دل سوزی اور ہمدردی سے جو اس پاک رحیم جماعت کا خاصہ ہے مولوی عبد الواحد کو تبلیغ شروع کی۔ مولوی صاحب چپکے سنا کئے مگر جب حضرت اقدس نصرت و تائید الٰہی کے بیان پر پہونچے تو جھنجھلا کر بول اُٹھے کہ تائید و نصرت الٰہی کوئی معیار نہیں اور مفتری کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کہ کب اس کے افترا پر خدا کی گرفت پڑے اور آپ لوگ بار بار یہی دعوے کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی معیار نہیں۔ اور معًا یہ بھی کہا کہ میں کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ زیادہ سننا چاہتا ہوں۔

عبد الواحد اس اعتقاد میں اکیلے نہیں بدقسمتی نے چونکہ قوم کو قرآن کریم میں تدبر کرنے سے روک دیا اور نیچا رگی سنن الٰہیہ سے جہالت قوم کے اکثر افراد خصوصا دینی رہنماؤں کے حصہ میں آگئی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس مغالطہ کی چادر کو حقیقت کے خوبصورت مُنہ سے اٹھا دیا جاوے۔

نصرت الٰہی پر تو کسی قدر میں لکھ آیا ہوں اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اسلام میں یہی کامل اور بڑا معیار ہے اب رہی یہ بات کہ مفتری کو کب پکڑا جانا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ کہاں تک اس کی میعاد ہونی چاہیئے۔ ہمارا دعوی ہے کہ اس کے لئے ہمارے نبی کریم خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ۲۳ برس کی زندگی کامل اور اول معیار ہے۔ مکہ میں جناب نبوت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوی کیا اور اثنا کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا یہ تحدی کی واللہ یعصمک من الناس اور ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ

بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین یعنی خدا تم کو کفار کے ہاتھوں یعنی ان کے قتل کے منصوبوں سے بچائے گا۔ اگر یہ شخص مفتری ہوتا اور کوئی ایک بات بھی جھوٹی اپنی طرف سے ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اسے بڑی مضبوطی اور قوت سے پکڑ کر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اسے بچا نہ سکتا۔ یوں آنجناب کا تیرہ برس تک اس خونخوار مقام میں تنگی تلواروں کے مقابل اس پر تحدی دعوی کے بعد معصوم و محفوظ رہنا سنت اللہ ٹھیر گیا کہ دعوے نبوت اور دعوے ماموریت من جانب اللہیت کے بعد اگر کوئی شخص اس حد تک معصوم و محفوظ رہے اور آسمانی عذاب اور خدا کی گرفت اُس پر نہ پڑے تو یقین جانو کہ وہ صادق ہے۔ اور اگر ہم اسے اور زیادہ وسعت دیں اگرچہ چنداں ضرورت نہیں تو حضور علیہ السلام کے کامل ۲۳ برس کی زندگی کو اُسوہ اور معیار قرار دیتے ہیں۔ اگر کوئی بخل اور حسد سے اس اصول کو نہ مانے اس لئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود اس ہی فائدہ اُٹھاتے ہیں تو افسوس وہ اپنی نادانی سے قرآن کریم کو ایک خطرناک فروگذاشت اور نقص کا داغ لگائے گا۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے مہیمن اور کل اختلافوں میں حکم ہونے کے ساتھ ایک محیط دعوی کر دیا ہے اور ہم اپنی استطاعت اور فہم کے موافق اس کو ہر دعوے میں صادق پاتے ہیں۔ تو کس قدر ناقابل عفو غلطی اور افسوس ہوگا کہ مفتریوں اور صادقوں ہی میں اُس نے کوئی امر فارق اور مابہ الامتیاز قائم

نہیں کیا اور مفتری کے ابطال و استیصال کے بعض پہلو تو بیان کئے اور ایک ضروری اور اہم امر کو قطعاً چھوڑ دیا۔ ہرگز نہیں، برگزیدہ کرنے والے خدا کے کلام اور خدا کے فضل سے لطف اُٹھاتے ہیں کہ ایک طرف کلام میں واللہ یعصمک من الناس اور ولو تقول الخ دعوی کر دیا اور عملا مشاہدہ میں حضرت دعوے کنندہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معصوم و محفوظ رکھ کر اپنی سنت پر مُہر لگا دی اور یوں قیامت تک صادق اور مفتری کے امتحان کی صاف راہ کھول دی۔ اب ایسی صاف اور واضح حجت کے ہوتے بھی اگر کوئی انکار کرے اور حضرت مرسل اللہ کے ساتھ بغض و حسد کی وجہ سے انکار کرے تو ہم بجز اعراض کے اور کیا کر سکتے ہیں۔

حاصل نصرت الٰہی ہی ایک بڑا معیار حق و صدق ہے۔ میں حیران ہوں اور سمجھ ہی نہیں سکتا کہ قوم کو کیا ہوگیا ہے کم سے کم اتنے میں غور کریں اور اس میں ڈوب کر سوچیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کس شعور اور بصیرۃ کے ساتھ اس دعوی پر کھڑے ہیں نہ اب سے بلکہ براہین احمدیہ میں اور پرائیویٹ خطوط میں بھی یہی دعوے پایا جاتا ہے وہ ہے کون سی بات جسنے اتنی مدت تک انہیں تھام رکھا ہے اور دل اس یقین سے بھرا ہوا اور اس لذت سے سرشار ہے کہ وہ منصور و مؤید ہیں۔ اگر کوئی آسمانی پشتی اور دلی بصیرۃ نہ ہوتی تو کبھی دل ڈر جاتا اور اندر ہی اندر ڈوب کر رہ جاتا۔ اپنے اپنے نفوس میں سوچ کر دیکھو کوئی ایک لحظہ کے لئے نصرت و تائید کا دعوے تو کر دیکھے اور نہیں تو تنہائی میں خود اپنے ہی نفس کو تسلی یا مغالطہ دے کر دیکھے اور پھر اپنے اندر جہات ڈال کر دیکھے کہ اندر سے آواز کیا

آتی ہے اور مجھے اپنا دل خود اپنی صاف صاف تکذیب کرتا ہے۔ بہرحال یہ مسلم امر ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ۲۴ برس سے متواتر اور متصل یہ دعوے کر رہے ہیں کہ خدا کی نصرت میرے ساتھ ہے اور میں من جانب اللہ ہوں اور بارہا خدائے عزوجل رب العرش کی قسمیں خلوت میں جلوت میں عام جگہوں میں حتٰی کہ مسجدوں میں اور تحریروں میں کھائیں اور کپکپا دینے والے پیرایہ میں کھائی ہیں اور اس پر عجیب مطابقت و موافقت اور قابل غور کے یہ بات ہے کہ مدتوں پہلے جبکہ ہنوز پبلک لائف یا یوں کہو کہ دوستی و دشمنی کے نشیب و فراز میں قدم نہیں رکھا تھا اپنے مقتدا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرز پر دعوے بھی کیا یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں اس کش مکش کے برسوں پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے۔

اب یہاں ایک خدا ترس اور مرنے کے بعد مقام الرب سے خوف کرنے والا ٹھہر جاتا ہے اور ضرور ٹھہرنا چاہئے کہ کیا باتیں ہیں کم سے کم اس کے دل پر رعب پڑتا اور اپنی جبیبہ کو وہیں کیطرح چلنے اور اعمال کا سبز کھیت کاٹنے سے روکنے پر متوجہ ہوتا ہے کہ یہ کارخانہ یوں ہی لغو تو نہیں اور یہ نظارہ ہنسی اور استہزا سے تو ٹال دینے کے لایق نہیں۔

غرض حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی لائف نے اپنے مقتدا و مولےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائف کی عمر پا کر آسمان سے زمین سے ملائکہ سے خدا سے اور مومنین سے گواہی حاصل کی کہ حضور اقدس اپنے دعوے میں صادق و مصدوق ہیں۔

اب پھر میں منشی عبد الحق کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر خدا طلبی اور تقوی اور خشیت اللہ کی کچھ بھی بو ان میں باقی رہ گئی ہے تو اس میں غور کریں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

اور اگر وہ حضرت اقدس کو کسی اور معنی میں کہتے ہیں کہ وہ راست باز نہیں ہیں۔ اور وہ چھوٹی چھوٹی باتیں ان کے دل میں ہیں جو بوجہ اپنی خفت و سفاہت و بے وقری کے درحقیقت ایسے نہاں معاملات ہوتے ہیں کہ اگر کسی کورٹ میں بھی پیش کئے جائیں تو فیصلہ نہ پا سکیں تو وہ خدا سے ڈریں اور وقار اور متانت اور معاملات دنیا کی واقف کاری کی قوت سے مدد لیں کہ ایک طرف اتنا عظیم الشان دعوے اور دوسری طرف وہ کمینہ باتیں اور سفیہانہ چلن جو آپ کی چھاتیوں پر سانپ کی طرح لوٹ رہا ہے ممکن ہے؟ ایک عامی مسلمان اور متقی مسلمان ایسی رویہ کے اختیار کرنے سے تحاشی کرتا ہے چہ جائیکہ ایک عظیم الشان انسان۔ یہ میری تقلیدی بات نہیں مقدس تاریخ بتاتی ہے کہ آپ ایسے دل کے آدمی اور ایسے کم حوصلہ اور تنگ ظرف آدمی پہلے بھی تھے۔

مدینہ میں جب غنایم کے ڈھیروں ڈھیر آنے شروع ہوئے اور حساب و کتاب کا نہ کوئی رجسٹر اور نہ کوئی اکونٹنٹ اور اس پر یہ کہ نحن قوم امیون لا نکتب ولا نحاسب علی الحساب جتنا جس کی نسبت چاہا دیدیا تو بعض کے دل میں کچھ خیال آگیا۔ رہبر ہونے پر صادق قاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر ہم عدل نہیں کرتے تو پھر اور کون کرے گا اور اگر میں لوگوں کے مال پر امین نہیں تو لوگوں کے ایمان پر کیونکر امین ہو سکتا ہوں۔ شاید آپ جیسے باقاعدہ حساب رکھنے والے اکونٹنٹ کو تو حضرت رسالت مآب کا یہ جواب بڑا ہی ناگوار اور خلاف دیانت و امانت معلوم ہوگا اس لئے کہ موجود مشہود خلیفۃ اللہ پر آپ کا یہی اعتراض ہے اور آپ اس اعتراض سے جھکتے نہیں اور یہ موجودہ حالت گواہی دیتی ہے کہ اگر آپ اس وقت ہوتے تو ان سلول سے ضرور ہاتھ ملاتے۔ اگرچہ آپ کو یہ جواب ناپسند ہو مگر واللہ مومن اس سے بڑی لذت اٹھاتے ہیں اور ان کی روح فرحت و ذوق سے بھر جاتی ہے کہ لاریب خلیفۃ اللہ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ایسے بنیوں بقالوں تنگ دلوں زر پرستوں کے سے حساب کتاب سے کیا کام۔

الغرض ایک ہی بات ہے جو مختلف نتیجے پیدا کرتی ہے مومن اسے اور رنگ میں لیتے ہیں اور وہی حق پر ہوتے ہیں اور منکرین اور محل پر اسے اتارتے ہیں۔ یہ ساری باتیں آپ کی ہم نے بھی پڑھی ہیں۔ اللہ تعالی رب العزت گواہ ہے کہ نہ دھڑے بازی کے خیال سے بلکہ خدا کے خوف سے ان میں غور کیا ہے اور آخر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ لوگوں نے خدا جانے کس پنہانی معصیت الہی کی وجہ سے اپنے قلوب کو یہاں تک سخت کر دیا ہے کہ پست فطرت تنگ حوصلہ ملاؤں کی ٹوٹی ہوئی گھنونی چٹائی پر جا بیٹھے ہیں۔

بس ایک ہی راہ اور صرف ایک ہی راہ ہے جسے میں مکرر لکھ آیا ہوں اور وہ تائید سماوی ہے اس میں آپ لوگ حضرت خلیفۃ اللہ کا مقابلہ کر لیں۔ اور بات بھی بڑی عجیب اور سہل خوب صاف ہوگئی ہے اس لئے کہ اگر حضرت مرزا صاحب آپ کے نزدیک ایسے ہی ہیں جیسے آپ الزام لگاتے ہیں تو اس سبب ان میں وہ ضرور ضرور شکست کھائیں گے۔ رسالہ بازیوں سے کچھ نہیں بنتا اگر آپ نے پانچ ورق لکھے تو کوئی دورو اس لکھد یگا۔

کیا آپ اس بات کا بھی دلی شعور رکھتے ہیں اور کوئی کھٹکا ہے کہ مرزا صاحب اس مقابلہ میں غالب ہو جائیں گے تو پھر آپ پر حجت پوری ہو گئی ورنہ دیر کیا ہے آئیے۔ بسم اللہ۔

باقی آیندہ انشاء اللہ

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی ۲۸ ستمبر

از قادیان

ایک شیعہ سے خط و کتابت

ذیل میں ہم وہ خط و کتابت درج کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور ایک شیعہ صاحب کی درمیان ہوئی ہے۔ جن لوگون نے مولانا صاحب کا اثبات خلافت شیخین کے عنوان والا لکچر پڑھا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ مولانا صاحب اہل التشیع کے جملہ اعتراضات کا خاتمہ کر چکے ہیں۔ جو اسلوب اور طرز مولانا صاحب نے حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے طرز پر مخالفین اسلام کو جواب دینے کا اختیار کیا ہی وہ ایک مومن قرآن کریم کی عظمت و شان کے شیدا مسلمان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے لاریب دنیا میں کل ملل باطلہ کی تردید کے لئے جو ہتھیار امام وقت نے پیش کیا ہی وہ کبھی بھی خطا نہ کرنے والا حربہ ہے وہ کیا ؟ قرآن کریم۔

اور یہ واقعی امر ہی کہ اگر قرآن کریم کو قول فصل اور امام اور مہیمن مانتے ہوئے بھی اُسی کل نزاعون کا فیصلہ نہین کرتے تو ایک طرح سے شان قرآن مجید کی ہتک کرتے ہین (خدا نہ کرے کہ ہم اُن لوگون مین ہون) مولانا صاحب کی ذیل کی خط و کتابت پڑھکر جو لذت اور حلاوت ہم نے اپنے اندر محسوس کی ہے اور جو فائدہ قرآن کریم کی عظمت کو نگاہ رکھنے کا ہمکو ملا ہی ہم چاہتے ہین کہ دوسرے احباب کو بھی ہو جس اسلوب پر مولانا صاحب نے شیعہ صاحبکو قرآن کریم کے حکم بنانے پر مجبور کیا ہے وہ نیا اور لطیف طرز ہی۔ امید ہو کہ یہ خط و کتابت جہان ایک طرف اہل التشیع کے اعتراضات کا لطیف جواب ہوگی دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کی مشن کی خصوصیت کو اسلامی دنیا پر روشن کریگی۔ اور بتلا دیگی کہ اس فرقہ کی نگاہ مین قرآن کریم کی کسقدر عظمت ہی اور یہ حقائق معارف قرآنی بیان کرنے مین بجائے خود اُنکی تطہیر قلب کی دلیل ہی۔ لا یمسہ الا المطہرون سے صاف اس امر کی شہادت ملتی ہے۔ اصل جواب شایع کرنے سے پہلے شیعہ صاحب کا خط درج کرتے ہین۔ (ایڈیٹر)

شیعہ صاحب کا خط

مکرم بندہ جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم۔ گرامی نامہ پہنچا۔ آپ کی مہربانی اور حسن ظن کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہون۔ غالبا آپ جناب امیر کی نسبت میرا عقیدہ دریافت فرماتے ہین سو وہ یہ ہے۔ کہ وہ رسول خدا کے وصی مطلق تھے خلیفہ بلا فصل تھے امام برحق تھے اور معصوم تھے۔ الغرض بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب آپ فرمائیے کہ اس مین حد سے بڑھ جانے والی کونسی بات ہے اگر کوئی ہے تو براہ کرم مطلع فرمایا جاؤن جیسے کہ آپ حضرت اقدس کی جماعت کہلاتے ہین ہم کو حضرت علیؑ کی جماعت ہونے کا فخر ہے اور بموجب حدیث الثقلین کے فرقہ حقہ ہونے کا ناز ہے یہ اور بات ہی کہ شیعون کو خواہ مخواہ ہدف ملامت بنایا جاوے۔

الراقم بندہ غلام مرتضیٰ خان از کھیوڑہ ضلع جہلم

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خان صاحب۔ السلام علیکم۔ مجھ آپ کے خطوط سے آپ کی نسبت گمان ہوا ہی کہ آپ حوصلہ رکھتے ہین مگر کیا آپ خلاف طبیعت اور مخالف رسم و عادت سننے پر بھی صبر کر سکین گے درحقیقت کمال حوصلہ ایسے ہی امتحان کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ چونکہ ابتدائی سوال آپ کی طرف سے ہے اور آپ نے بقول آپکے طلب حق کے لئے قدم اُٹھایا ہے مجھے خیال کر لینا چاہیئے کہ آپ ٹھنڈے دل سے میری معروضات کو سُنین گے اور رسم و عادت کی پیروی کی جوش سے یکبارگی بیزار نہ ہو جائین گے۔ بہنر سُنیئے آپ جانتے ہین شیعہ سُنّی کا جھگڑا نیا نہین بہت پُرانا ہے اور آسان اور ہلکی سی بات نہین بہت خطرناک زہرہ گداز نزاع ہے اس نزاع سے جو جو واقعات اور حوادث مسلمانون پر نازل ہوئے ہین تاریخون کے صفحے ہنوز خون سے رنگین اور تر ہین۔ خلفائے عباسیہ کی بارونق سلطنت اور شہر بغداد کی خون رُلا دینے والی تباہی جس مین ۱۸ لاکھ علماء و فقہا و زہاد بھیڑ بکری کی طرح ذبح کیے گئے۔ علقمی وزیر اور نصیر الدین طوسی کی سازش اور اسی منحوس نزاع کا نتیجہ اور کرشمہ تھا۔ ایرانیون اور ترکون کی خونناک لڑائیاں جو آخر دونون سلطنتون کی ضعف اور بالآخر نصاریٰ کے کا نخچیر لاغر بنا دینے کا باعث ہوئین۔ اسی خانہ برانداز نزاع کا نتیجہ تھین اور یون قومون مین جو کچھ ہو رہا ہے وہ عیان ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے فیصلہ کی کوئی صورت بھی ہے؟ مگر چونکہ یہ نزاع دینی اور ایمانی ہے۔ ضروری ہے کہ کوئی زبردست دینی رہنما ہی اس کے فیصلہ کا متکفل ہو۔ ارضی حاکمون اور مادی ہیچون سے تو یہ قضیہ پاک ہوتا نظر نہین آتا تو اب دینی حاکم دو ہی مانے گئے ہین قرآن و حدیث اور شیعوان کے نزدیک اس کے سوا بھی جو کچھ ہو۔ احادیث کا یہ حال ہے کہ شیعون کی الگ سنیون کی الگ۔ علاوہ بران اگر وہ حدیثین علوی فریق کی ہین تو تقیہ کے داغ اور احتمال کے سبب سے قابل اعتماد نہین ہین تاریخ بتاتی ہے اور شیعہ اس کے قایل اور گواہ ہین کہ آئمہ اطہار سدا مغلوب اور مظلوم اور مقہور رہے ہین کبھی ان کے پاک موہنون سے جو سنیون کے اکابر کی مدح و ثنا نکلی ہے اور جس سے شیعون کی مستند کتابین خالی نہین تو شیعان پاک نے بڑے وثوق سے اور بڑی صفائی سے اس کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ چونکہ جناب معصوم علیہ السلام کی مجلس پاک مین چند زبردست ناصبی بیٹھے تھے حضرت امام نے ان کے ڈر سے تقیۃً زبان سے وہ تعریف کر دی جو ان کے پاک دل مین نہ تھی۔ ایسا ہی سلیم الفطرت کے نزدیک یہ احتمال بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے کہ جو سنیون کے اکابر کی ہجو اُن کے موہنون مین دی جاتی ہے وہ اُن تیز مزاج دشمنان صحابہ کی تالیف و مدارات کے لئے اُنھون نے کی ہو جو اُس وقت اُن کے حضور مین بیٹھے تھے۔ اسلئے کہ تاریخ افسوس کے ساتھ یہ شکایت کرتی ہے کہ آئمہ اطہار کے شیعان پاک جناب امیر

علیہ السلام سے لے کر آخر تک منہ زور اور سرکش اور آزاد رہے ہیں۔ اور حضرات آئمہ نے ان فتنہ پرداز منہ زوروں سے ڈر کر بیشمار اوقات بہت کچھ کہا اور کیا ہے۔ یہ وہ احتمال جو درحقیقت واقعہ محققہ اور تاریخی ثبوت سے مزین ہیں آئمہ معصومین کے اقوال اور اعمال کی طرف سے ایک محقق کو مایوس کر دیتے ہیں۔

خود آئمہ اطہار کے جد بزرگوار جناب امیرؑ کا یہ حال رہا کہ وہ ان پر رعب اور کمال عروج پر پہونچے ہوئے خلفا کی حضور میں جاتے بیٹھتے مشوروں میں شریک ہوتے اور ان کی مہربانیوں اور انعامات سے کافی حصہ لیتے۔ شیعوں کی مستند کتابوں میں جناب امیر علیہ السلام کی زبان سے خلفائے راشدین کی مداح و ثنا میں عجیب الفاظ مذکور ہیں۔ اگر یہ سب کچھ بقول شیعان پاک کے تقیہ (نفاق) کی کارروائی تھی اور باطن میں سخت عداوت و بغض تھا تو ایک غیور عقل پسند انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایسے لوگ انسانی جماعت میں کسی ادنیٰ سی جگہ میں بھی بیٹھنے کے لایق نہیں سمجھے جا سکتے چہ جائیکہ ان کو اعتقاد و ایمان کے پاک اور قیمتی امانت سپرد کی جائے اور اگر وہ روایتیں صدیقی جماعت کی ہیں تو خود شیعوں کے نزدیک وہ قابل اعتماد نہیں۔ اس صورت میں بجز اس کے کہ ہم ایک ایسی دست آویز پر فیصلہ کا مدار رکھیں جس کی صحت و قابل استناد ہونے میں فریقین سے کسی کو بھی کلام نہ ہو اور جو خدا تعالیٰ کی حفاظت کے مضبوط قلعہ میں جاگزین ہونے کے سبب سے انسانی دست برد اور تطاول سے ہمیشہ مامون و محفوظ رہی ہو اور کیا چارہ ہے۔ وہ قرآن کریم ہے جسکو خود خدائے علیم و حکیم نے نور۔ کتاب مفصل۔ ہدیٰ۔ حاکم۔ مبین اور مہیمن فرمایا ہے۔ اس حاکم کے حضور سے جو فیصلہ ہو جائے اسے قطعی سمجھا جائے سورۃ النور میں خدا

فرما چکا تھا وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت منکم لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الیٰ آخر الآیہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ استخلاف خدا تعالیٰ کا وعدہ اور حتمی وعدہ تھا جس کا خلاف ہونا ممکن نہ تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلیفہ بنانا خود خداوند عالم کا فعل تھا۔ انسانی تدبیر اور منصوبہ اور سازش کا اس میں دخل نہ تھا۔ اور اس آیت نے ہمیشہ کے لئے قانون مستمرہ خداوند کریم کا بتا دیا کہ خلیفۃ اللہ ہمیشہ آسمان سے مقرر و منصوب ہو کر آیا کرتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا کہ چند یا زیادہ انسان ملکر اپنی رائے و مشورہ سے سماوی تحریک و تائید کے بغیر کسی کو خلیفۃ اللہ بنا دیں۔ ہاں چونکہ تمدن عالم میں سلسلہ اسباب سے وابستہ ہے اسباب سے تمسک کرنا لابدی ہوتا ہے لہذا ظاہری صورت شوریٰ و اجتماع کی ایسی ہی واقع ہوا کرتی ہے کہ گویا مادی کمیٹیوں اور اجتماعوں کی طرح خود اعضائے کمیٹی اپنے لئے پریسیڈنٹ منتخب کر رہے ہیں مگر ہوتا وہی ہے جو آسمان پر پہلے مقرر ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خدائے متصرف مدبر بالارادہ کا پہلے ہو چکا ہوا وعدہ اور نفاذ پا چکی ہوئی مشیت انسانی منصوبہ اور نفس کی سوچی ہوئی تدبیر سے ہرائی نہیں جا سکتی۔ اور اس کے پر حکمت کاموں اور عجیب نظام کو ضعیف القویٰ محدود العلم انسان درہم برہم نہیں کر سکتا۔ یہی راز اس آیت کا ہے جو قرآن حکیم میں مکرر آئی ہے وما انتم بمعجزین اور کہیں فرمایا ہے وما نحن بمسبوقین یہ ایسی سچی ایمانی فلاسفی ہے کہ ایک مومن بالقرآن یا خدا تعالیٰ کی عادات و سنن کو جاننے والا اس کا انکار نہیں کر سکتا بلکہ اس سے لذت اٹھاتا ہے۔ اب اس خدائی وعدہ کا تحقق اور وقوع کیونکر ہوا اور خدا تعالیٰ کے نظام عالم کے اسباب یا صاف صاف یوں کہو کہ آسمانی تائیدات اور الٰہی

نصرتوں نے کیا جلوہ دکھایا اور کن کی حمایت میں جمع ہوئیں۔ صاف ظاہر ہے۔ آپ لکھتے ہیں میں جناب علی کو خلیفہ بلافصل مانتا ہوں۔ ماننے کو آپ سو دفعہ نہیں ہزار دفعہ نہیں لاکھ دفعہ نہیں بلکہ ان گنت دفعہ مانئے مگر یہ تو بتائیے کہ اگر آپ لوگ اپنی روحوں کو مغالطہ نہیں دیتے اور ایک نادان بچہ کیطرح بیجان کھلونے اور گوشہ پاسی تسلی نہیں پاتے تو اور کیا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر حواس میں گندی نہیں اور مدرکات میں جان ہے تو ایک خلاف واقعہ بے اصل بات سے جی بہلتا کیونکر ہے۔ جناب صدیقؓ خلیفہ بلافصل ہوئے اور واقعہ میں ہوئے اور یقیناً ہوئے۔ جناب فاروقؓ خلیفہ ثانی ہوکر اور واقعہ میں ہوئے اور یقیناً ہوئے جناب ذی النورین خلیفہ ثالث ہوئے اور واقعہ میں ہوئے اور یقیناً ہوئے جناب امیر خلیفہ رابع ہوئے اور واقعہ میں ہوئے اور یقیناً ہوئے یہ تو حقائق ثابتہ اور واقعات متحققہ محققہ ہیں اور کسی ایک کو بھی مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اس واقعی اور عملی ترتیب و نظام سے اختلاف و انکار نہیں۔ اب آپ فرمائیے اور یہ بھی تعصب سے ذرا الگ ہو کر فرمائیے کہ خلیفہ بلافصل علی چہ معنی دارد۔ یہ کوئی تثلیث کی طرح معما ہے جو دوسرے عالم میں کھلے گا یا آواگون کا چکر ہے جس کا بھید آج تک خود ماننے والوں پر بھی آشکارا نہیں ہوا۔ اگر یہ عقیدہ آپ لوگوں کا تثلیث و تناسخ کی طرح لاینحل اور دل خوش کن مسئلہ ہے۔ اور چونکہ تم مان چکی ہے اور غور نہیں اس لذیذ اعتقاد پر صدق دل اور رقت قلب سے قائم ہو چکی ہیں اس لئے اسے پالتا اور مانتا ہی ہے تو مبارک ہمیں کچھ غرض نہیں دنیا میں پتھروں کو پوجنے والے عاجز انسان ضعیفہ کے پیٹ سے نکلے ہوئے ناتوان انسان کو خدا ماننے والے اور تثلیث جیسی فضول وسواسی سے دل لگانے والے آدمی بھی تو ہیں جن کی نسبت خدا کی حکیم کتاب لطیف ریمارک کر چکی ہے

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم واباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطٰن

یعنی تمہارے یہ معبود اور واجب التعظیم بزرگ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے بزرگوں نے رکھ لئے ہیں خدا کی کتاب اور اس کے فعل میں ان کے تحقق اور وجود کی کوئی سند نہیں - یعنی یہ بے حقیقت اشیا ہیں اور یوں ہی اسما ہی ہیں انکا واقعی مسمی وجود میں کوئی بھی نہیں - وہ جو ہیں تو یقینا قرآن کے الزام کے نیچے آچکے ہیں اس لئے کہ وہ اُن اسما موضوعہ مختلفہ کی کوئی حقیقت واقعہ وقوع میں نہیں بتا سکیں - اور خدا تعالیٰ کی کتاب اور فعل الٰہی نے انہیں سخت شرمندہ کیا ہے - اب آپ فرمائیے اور شیعان پاک کے اولین و آخرین سے پوچھکر اور خوب مشورہ لیکر بتائیے کہ علی خلیفہ بلا فصل ہے؟ اس کے لئے کتاب اللہ میں کوئی سلطان اور برہان اور کوئی حجت نیرہ؟ خدا تعالیٰ کے فعل یعنی واقعہ اور مشاہدہ میں اس کی کوئی سند؟ خدا تعالیٰ کے کلام نے لاریب اشترا کا یعنی دوسروں کی منزلت و تبعیت میں ان کو خلیفہ کہا اور تسلیم کیا اور خدا تعالیٰ کے ایفاء وعدہ یعنی فعل الٰہی نے واقعہ اور مشاہدہ میں انکا چوتھا درجہ رکھا - یہی حق و صدق ہے اور یہی خدا کے کلام اور کام سے روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے - اب وہ بلا فصل خلیفہ علی خدا کے لئے بتائیے کون شخص ہے - اگر تیرا اسم ہی اسم اور بلا حقیقت معدوم محض شے نہیں تو اور کیا ہے - اگرچہ آپ لکھتے ہیں کہ میں جناب علی کو خلیفہ مانتا ہوں تو بات درست تھی اور اس میں نزاع ہی کسکو ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سادہ اعتقاد اور طفولیت کی مانی ہوئی شے کی الفت نے آپکو لفظ بلافصل کی قباحت اور شناعت کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا - میرے دوست یہ نظام عالم ایک وجود رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اسکی حقیقت ہے سوفسطائیوں کی طرح وہم و خیال کا کارخانہ تو نہیں کہ بود کو نابود اور نابود کو بود مانا جائے خلفائے راشدین کی ترتیب ایک واقعی نظام اور امر متحقق ہے - اس بود کے مقابل نابود شے (خدا کے علم میں نابود - خدا کی کتاب میں نابود - خدا کے فعل میں نابود) بلافصل کہنا اور یہ پکا اعتقاد رکھنا سفسطہ اور دیوانگی نہیں تو کیا ہے - کیا ہی حسرت ہوگی اُس دن جبکہ حقایق اشیا کما ہی ہی متمثل ہوں گی اور ایمانی کیفیات کمیت اور وجود مشہودی کا جامہ پہنیں گی - آہ کیا ہی ندامت اور خجالت ہوگی اُسوقت جبکہ ان اپنی ہی تقسونکی تراشی ہوئی باتوں - اپنے ہاتھوں سے گھڑی ہوئی سنگ و گل کے معبودوں کا کوئی وجود نہ ہوگا اور ان کے پجاری اور صانع اور خالق حسرت سے ڈھونڈیں گے اور چلا چلا کر پکاریں گے کہ اے الفا و میگا قادر مطلق خدا یسوع مسیح تو کہاں ہے جس کے لئے ہم نے انہیں کھوئیں ہم نے اپنا ہے اور اس پر بڑی بڑی امیدیں باندھ رکھی تھیں اور تجھ اکیلے کے لئے ہم نے سارے راستبازوں کو چھوڑا اور پرائی عورتوں کو اغوا کرنیوالے اور پوری حرام کار کہا اور مانا - اب تو کہاں ہے ہم غلطی سے سمجھ بیٹھے تھے یا سمجھائے گئے تھے کہ تو جلال کے تخت پر باپ کے داہنے بیٹھا ہوگا افسوس یہ خیالی بُت اور نفس کی تراشی ہوئی بات انہیں کہاں نظر آوے - وہ خدا کے عاجز سرنگوں بندوں میں شامل اور ہر فزع و خوف کے کہیں دبکے بیٹھے ہوں گے - اسی طرح بلافصل اور کیا ماننے والے اور مسیح کی طرح انکی حقیق اطرا کرنیوالے اس بلافضلیت کی رتبہ اور درجہ اور اُن اپنی طرف سے دی ہوئی بڑی بڑی خطابوں کے مصداق شخص کو ڈھونڈیں گے اور چیخ چیخ کر اور پھوٹ پھوٹ کر روئیں گے اور کہیں گے اے خلیفہ بلافصل اب تو کہاں ہے تیری خاطر ہمنے ایک لاکھ چوبیس ہزار راستبازوں - خدا کے قدوسیوں - خاتم النبیین کے خلیفوں احمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر جان نثار کرنیوالوں اسکی راہ میں سینہ سپر کرنیوالوں عسرت کی گھڑیوں اور تنہائی کے وقتوں میں اس کی جان و مال سے مدد کرنے والوں - علماء اسلام کے پھیلانیوالوں اور آئمہ اطہار کے محسنوں مربیوں کو برا کہا غاصب کہا - بے ایمان کہا - فاسق کہا اور کیا کیا اور کیا کیا کہا - ہائے اب حقیقت کھلی کہ تو ہمارا اغراض کیا ہوا ایک وہمی نام تھا - اور واقعہ میں تیری حقیقت وہ تھی جو ہمنے اور ہماری خود غرض آبا نے تراشی - درحقیقت بڑی حسرت ہے کہ سارا رونا پیٹنا اور برسوں کا ماتم و شیون بے سود چلے جائیں اور صحابہ کو سارے مطاعن اور مثالب شماریاں گناہوں کی شکل میں طوق گردن ہو جائیں - میرے دوست اسمیں آپ ہند غور کریں یہ انشا پردازی اور لفاظی نہیں - خدا آگاہ اور گواہ ہے کہ میں بڑے درد دل سے لکھتا ہوں اور یہ سچار حقایق ہیں جو ایک طالب حق کی بصیرت کو بڑھاتے ہیں کوئی شخص بے باکی سے یوں ہی ہنسی میں اُڑا دے تو آسان بات ہے - مگر خدا کی کتاب اور خدا کے فعل یعنی کلام اللہ اور صحیفہ قدرت دونوں کو اسی طرح مد نظر رکھکر اپنے اعتقاد کا ثبوت دے تو بات ہے

ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطٰن

آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ تشیع میں کونسی بیہودہ بات ہے اور کس بات میں شیعہ حد سے بڑھ گئے ہیں اور کیوں خواہ مخواہ ہم شیعوں کو ملامت کرتے ہیں - میرے دوست سچائی کا خون کرنا ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار کرنا ایک صریح باطل اور نابود شی کو حق اور بود کا لباس پہنانا - ایک فرضی بات کی خاطر خدا کی ہزاروں راستبازوں کو کوسنا اور راستبازی کا ہرف ٹھہرانا اور سب و شتم اور بغض و عداوت کو سینہ میں پالنے کو جزو ایمان کہنا اور خدا کی کلام اور کام کی خلاف ایک انسان کو وہ رتبہ دینا جسکا استحقاق خود خدا نے خدا کی کتاب نے - خدا کے فعل نے - ملائکہ سماوی و ارضی نے اور ایک لاکھ سے زیادہ عباد اللہ الصالحین نے اُسکو نہ دیا تھا کہو یہ بیہودگی اور حد سے بڑھنا نہیں اور ظلم عظیم نہیں تو کیا ہے اور کیا راستباز غیور کا دل نہیں کڑھتا کہ ایسی قوم کو ہر طرح سمجھاوے - میں آپ کو بہت سی باتیں لکھنا چاہتا تھا مگر بالفعل ہی اتنے پر بس کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ میں حق کو سننے کا حوصلہ ہے کہ نہیں اگر آپ کی سعادت و رشد نے مجھے حوصلہ دلایا تو انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی کام کی باتیں سناؤں گا -

والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

عاجز

عبدالکریم سیالکوٹی

از قادیان ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ عیسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خریدو یہ بینظیر

مرہم فوراً اثر کرتی ہے ایسی ایجاد

آج تک کوئی مرہم نہین ہوئی بمقام ضرور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی

مرہم عیسیٰ

یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے اس کے نہایت پرتاثیر اور عجیب و غریب ہونے کی سندات بکثرت موجود ہین

معزز بھائیو!

کوئی تعجب کی یا کرنے کی کوئی بات نہین - مرہم عیسی اس کو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخمون پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر ان کے حواریون نے اس کو تیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اترا اس مقدس بشر کے زخمون کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا - ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبون نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا - حکماء یورپ نے بھی

اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے

حکیم محمد حسین

لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ان مرضون کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر - گلٹیان - چوٹون کے زخم پھنسی پھوڑے - گھاؤ - خارش - گنج طرح طرح کی جلد کی بیماریان - ہر قسم کے ناسور - پرانے گندے زخم - زخمون کے کیڑے - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھون کا سردی سے پھٹ جانا - جل جانا کان سے ریم کا بہنا - جانورون کا کاٹ لینا عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲/ - عہ - عاا

(علاوہ محصول ڈاک)

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی ہندوستانی (مسلمان) میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ ۔ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش ۔ غیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیری کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے خالص ممیری فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے ۔ **المشتہر** پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے خصوصاً مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری شئے ہے ۔

راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوے تھے اور پڑوال پڑنے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا ۔ اس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی ۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و مشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا ۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے ۵ مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے ۔

(کاتبہ) انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا (جمالی نغنی)

۱۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

نظر انصاف

جبکہ مین کئی مرتبہ کی متواتر درخواستون کے بدون کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہین کرتا پھر یہ معنی میری سمجھ مین نہین آئی کہ بعض مہربان دوست جبکہ عند الطلب قیمت دینا نہین چاہتے یا اگر اُنسے قیمت طلب بکٹ کے ذریعہ سے قیمت مانگی جاوے تو بیلی درخواستون کی پروا نہ کرکے لکھدیتے ہین کہ آئندہ اخبار بند کیا جاوے پہلے کیون درخواست کرتے ہین شاید اُن کے خیال مین اخبار الحکم مفت دیاجاتا ہے۔ لہذا ایسے احباب براہ کرم آئندہ کے لئے یاد رکھین۔ کہ اخبار الحکم مفت تقسیم نہین ہوتا خدا کا شکر ہے کہ اس وی پی کے طریق سے ہمکو ایسے نا قدر دانون کا پتہ چل گیا جو بدون قیمت اخبار لینا چاہتے تھے ورنہ ہم یہ سمجھکر کہ قیمت آجاویگی تعداد خریداران کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور آخر افسوس ہوتا۔ ضرورت ہوئی تو ان لوگون کے نام معہ زر مطالبہ اور انکی درخواست کے وقتاً فوقتاً درج اخبار کردینگے۔

پھر ہم یاد دلاتے ہین کہ آخر ۱۸۹۹ء تک ساڑھے تین سو روپیہ سے اوپر بقایا موجود ہے جسکے لئے قیمت طلب پیکٹ بقایادار دوستون کے نام جاری ہین اگر کسی صاحب

تصدیق المسیح

اس عنوان کے تحت مین ہم وہ الہامات وکشوف وقتاً فوقتاً درج کرین گے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق مین ہمارے بعض دوستون کو ہوے یا انھون نے دیکھے ہین۔ چنانچہ آج کے نمبر مین دو زبردست اشتہار درج کرتے ہین جو سیالکوٹ اور لاہور سے شائع ہوے ہین۔

چونکہ حضرت اقدس امام موعود ؑ نے عام طور پر اپنے ایسے دوستون کو اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے خواب اور کشوف اور الہام خدا تعالے کی قسم کے ساتھہ موکد کرکے مخالفون پر حجت پوری کرنے کے لئے شائع کرین۔

اس لئے ہم بذریعہ اخبار اطلاع دیتے ہین کہ جس کسی نے کوئی خواب یا کشف یا الہام حضرت اقدس وامجد کی تصدیق مین دیکھا ہو وہ ہمارے پاس بھیجدین اور اس کو جدا گانہ بھی بطور اشتہار شائع کردین۔

اب ہم امید کرتے ہین کہ جناب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری اور ان کے گہرے دوست اُن مخالف الہامات کے شائع کرنے مین دیر اور توقف نہ کرین گے جو ان کو ہمارے سید ومولے خلیفۃ اللہ مرسل اللہ مؤید من اللہ امام ہمام انسان کامل نائب خیر الانام صاحب البرہان حجت اللہ آیت اللہ مہدی معہود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام کی نسبت ہوئے ہین۔ کیونکہ اب یہ معاملہ پبلک کے سامنے آ چکا ہے۔

اور صادق اور کاذب کی پرکھنے کے لئے یہ موقعہ عمدہ ہے۔

اور سچے طالبان حق کے واسطے یہ وقت ہے فقط۔

(ایڈیٹر)

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لَا تَکْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ

نہ چھپاؤ شہادت کو اور جس نے چھپایا تو وہی ہے جس کا دل گنہگار ہے۔

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ

اے رب ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اس کی جو تو نے نازل کیا اور تابعداری کی ہم نے اس رسول کی پس لکھ لے تو ہم کو گواہوں میں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت مسیح موعود کے منجانب اللہ ہونے پر آپکی تصدیق میں ایک سچی شہادت

مین سید امیر علی شاہ ولد سید بہار شاہ ساکن سیدانوالی تحصیل سیالکوٹ اس تحریر کو حضرت امام برحق میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصدیق وتائید مین ان الہامات اور رویا کی بنا پر جو مجھکو آپ کے منجانب اللہ مسیح موعود اور امام برحق ہو کر دنیا مین نازل ہونے کی بابت ہوئے ہین اور جن پر مین علی وجہ البصیرۃ یقین رکھتا ہون اور خدا تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اپنے الہامات اور رویا کو خدا تعالی کی طرف سے پاتا ہون بطور اشتہار شائع کرتا ہون اور خدا تعالے کی طرف سے یقینی علم پاکر یہ شہادت ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی واقعی وہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہین جو حسب مراد احادیث صحیحہ حضور رسالت مآب حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم اور اشارات قرآن مجید کلام پاک رب حمید بغرض اصلاح امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام ورفع فسادز مانہ موجودہ چودھوین صدی کے سر پر مجدد ہو کر آئے ہین اور مین صدق نیت کے ساتھ مخلوق خدا کے سامنے اقرار کرتا ہون کہ مجھکو یہ الہام اور رویا کی دولت محض بطفیل حضرت مرزا صاحب ایدہ اللہ کے خدا تعالے کی طرف سے ملی ہے اور صرف اسی امام برحق کے قدمون مین حاضر ہونے کی وجہ سے یہ شرف بخشا گیا ہے۔

مین ان فیوض وبرکات کو جو حضرت مسیح موعود کے سلسلہ پاک مین داخل ہونے سے شامل حال عاجز ہوئے ہین بیان نہین کرسکتا وہ الہامات اور رویا جو خدا تعالے کی طرف سے اس عاجز پر وارد ہوئے یا اب ہوتے ہین سلسلہ وار اور تاریخوار میری کتاب یادداشت مین قلمبند موجود ہین۔

مین اس مالک حقیقی کے حضور مین اپنے اس پاک تعلق کے قائم ہو جانے پر وہ سرور پاتا ہون کہ بیان نہین کرسکتا میرے مالک سے میرا یہ تعلق ماہ جنوری ۱۸۹۹ء سے شروع ہوا ہے اور اس وقت سے اب تک برابر مجھکو حضرت مرزا صاحب کے امام برحق ہونے کے کھلے کھلے نشانات ملے ہین۔ مین نے آپ کے مراتب روحانی کو جو دربار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مین آپ کو حاصل ہین۔ بارہا اپنی رویا مین مشاہدہ کیا ہے اور مجھے دکھلایا گیا ہے آپ کی اس شان کو جو عالم بالا مین آپکو حاصل ہے۔ مین اگر ان سب مشاہدات کو درج کرون تو اشتہاد اشتہار نہ رہے بلکہ ایک کتاب ہو جائے۔ مگر چونکہ اس وقت مینے اس اشتہار کو مخلوق خدا کے سامنے صرف اس امر کے لئے پیش کرنا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے امام برحق ہونے پر بھی شہادت گذرانون۔ اس لیے مین ان مشاہدات مین سے جو کل الہامات اور رویا کو ملا کر تخمینا ڈیڑھ سو پانچسو سے زیادہ ہین اور میری کتاب یادداشت مین بقید تاریخ مسلسل درج ہین بارہ رویا سال روان کے اندراج سے بطور نمونہ درج کرتا ہون۔

مین امید کرتا ہون کہ مخلوق خدا میری اس تحریر کو اما آخر الزمان حضرت مسیح موعود مهدی وقت مجدد دوران کے حق مین ان کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک شہادت تصور کریگی اور مجھے بجائے خود بھی اس مبارک موقعہ کے ملجانے پر اور شکر حق کا محل ہے کہ مین اس سچی شہادت کو جو محض خدا کے واسطے ہے ادا کرکے ایک فرض سے سبکدوش ہوا ہون۔

العبد

خاکسار سید امیر علی شاہ ولد سید بہار شاہ ساکن سیدانوالی تحصیل سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ

---

۲۴ فروری ۱۸۹۹ء بعد از تہجد

(۱) آج بڑی رات سے کہ مین نماز تہجد کو اٹھا بعد فراغت نماز استغفار پڑھتے پڑھتے عالم غنودگی طاری ہو کر سو گیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ گھوڑے پر سوار ہون اور کسی طرف کو جا رہا ہون۔ محمد حسین میرا اسیر میرے ہمراہ ہے ایک دریا کنارون تک بھرا ہوا نظر آیا۔ دریا طغیانی مین ہے دل مین خیال کرتا ہون کہ اب عبور کیسے ہوگا مگر گھوڑے برابر پانی مین رپ رپ چل رہے ہین مذا نہین رکتے۔ وہین سے کسی شخص کی آواز آئی کہ آپ پل کے رستہ سے چلکر پار ہو جائین۔ مین نے کہا کہ جو رستہ ہم نے پانا تھا پالیا ہے اب کون ہے جو پل کی تلاش کرکے سہارا پکڑے گے

دیکھتے رہو اسی رستہ سے گھوڑے پار ہوجاتے ہیں یا نہیں - ہمارے امام نے ہمکو یہی سید ھا رستہ بتایا ہے ہم عزیزوں کے رستہ پر کیو جاوین جاوین اتنے میں حضرت امام ہمام علیہ السلام سامنے نظر آئے - خوب صاف ستھری جگہ تھی ہم سب وہان بیٹھ گئے وہان ایک بڑا سا ڈھیر کئی سو من شکر تری کا لگا ہوا ہے جس کو دیکھکر مین متعجب ہورہا ہون کسی نے پوچھا یہ کیسا ڈھیر ہے اور کس کا ہے مین جواب مین کہتا ہون کہ یہ ڈھیر ہمارے امام ہمام علیہ السلام کی برکات و انوار کا ہے جو میرے سپرد ہوا ہے جس کو حکم ہوگا اس پر تقسیم کرونگا اسی گفتگو مین حضرت امام نے نماز کا اشارہ فرمایا مین اٹھا اور وضو کرکے نماز فجر مین مشغول ہوا اٹھتے اٹھتے یہ الہام ہوا - وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ یعنی مانگو اللہ سے اس کا فضل - ؎

۴ مارچ ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۲) ایک رات مجھکو قیامت کا عالم دکھلایا گیا - انوار و برکات کے بھی عجائبات مشاہدہ کئے اور مقامات خوف و خطر بھی دکھلائے گئے وہان ایک کرسی پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین اور ایک طرف بہت قریب حضرت مرزا صاحب بھی کرسی نشین ہین - باقی اصحاب کبار بھی اپنے اپنے درجہ کے موافق مسند نشین ہین نظر آئے اتنے مین شراباً طہورا کے تقسیم کرنے کا ارشاد ہوا ہے - حضرت میرزا صاحب علیہ السلام نے فرمایا کہ اول سید امیر علی شاہ کو سب سے زیادہ ایک بڑا سا گلاس پر کرکے دو مع پسرم محمد حسین جو جماعت وہم اشرلنر مین پڑھتا ہے وہان موجود ہے - ارشاد ہوا کہ اس کو نصف گلاس شراباً طہورا کا دو - جب وہ گلاس اس کو ملا تو پاس سے کسی نے کہا کہ بقیہ دیگر چھوٹے بچون کو بانٹ دو مگر اس نے انکار کیا اور کہا کہ یہ تو مجھے ہی عنایت ہوا ہے مین کسی اور کو کس طرح سے دون - پھر کیا دیکھتا ہون کہ ایک جانور جو قد مین گھوڑے سے کم اور خچر سے زیادہ ہے مگر شکل اس کی ہو بہو خچر کی سی معلوم ہوتی ہے موجود ہے - محمد حسین پسرم کود کر اس پر سوار ہوگیا ہے اور زور سے دوڑاتا ہوا اس کو لے گیا ہے سواری کی حالت مین شراباً طہورا ابھی پئے جاتا ہے مین وہان قدموں مین بیٹھا ہوا اس مجلس کے انوار و برکات جو نور و برکت سے معمور ہو رہی ہے مشاہدہ کر رہا ہون اور کل اہل مجلس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باادب دم بخود بیٹھے ہین اور طہارت اور تقوے کے بارہ مین ارشاد ہورہا ہے - مین کسی کی آواز دینے پر بیدار ہوگیا -

۱۱ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۳) آج رات ایک ایسی مجلس پاک منعقد دیکھی کہ جس مین آیات قرآنی کا بیان ہوکر اول درجہ کی تقریرین اور مقالات روحانی ہورہے ہین اور حضور امام برحق کے سلسلہ پاک کے معتقدین خلق اللہ کو بڑے جوش سے وہ تقریرین سنا رہے ہین اور حضرت امام برحق علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ کرسی نشین ہین - سبحان اللہ کیسی قیل و قال احکام اللہ و رسول کی ہوتی دیکھی کہ جس کا لطف بیان مین نہین آسکتا - ہر ایک چھوٹے بڑے کے دل لذت اور سرور سے بھرے ہوئے ہین اور اس طرح محظوظ ہو رہے ہین اسی عالم مین یہ الہام ہوا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ - یعنی اور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہین نیکو کارون کو - یہ الہام سنکر مین بیدار ہوگیا تو ابھی تہجد کا وقت تھا نماز مین مصروف ہوا بعد فراغت استغفار شروع کیا پھر غنودگی سی ہوئی اور الہام ہوا عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ یعنی امید ہے کہ میرا رب لیجاوے مجھکو سیدھی راہ پر -

۱۸ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۴) - آج رات یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھتا ہون کہ حضرت امام ہمام علیہ السلام تقوے اور طہارت کا وعظ فرما رہے ہین اور عجیب عجیب کلمات طیبات بڑی جوش سے بیان فرماکر اپنے مریدون کو متنبہ کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ تم سب ہوش کرو اور اتقا کی طرف بہت رجوع لاؤ اور اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے ڈرو اور دل و جان سے سچے اعتقاد کے ساتھ نماز ادا کرو اور عبادت کرو کیا تم نے نہین سنا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی نماز روکتی ہے برے اقوال اور برے افعال سے اور پھر قرآن باربار منادی کرکے کہہ رہا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے رسول کے - اور ہم دعا کر رہے ہین کہ خدایا خشک ڈالی ہمارے باغ سے کاٹ ڈال - جب حضرت کے منہ سے یہ کلمات نکلے تو کل حاضرین مجلس بلند آواز سے گڑ گڑا کر ایسے روئے کہ حواس باختہ ہوگئے پھر فرمایا ہوش کرو اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ یعنی تحقیق فضل اللہ کے ہاتھ مین ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے -

۲۴ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۵) آج رات یہ عاجز اپنے آپکو ایک بڑے اونچے پہاڑ پر دیکھتا ہے - ایک اونچی ٹیلہ پر جا چڑھا ہون - نیچے کیطرف نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ اس پہاڑ کے دامن مین ایک بڑا بھاری دریا بہ رہا ہے پانی ایسا صاف و شفاف پاکیزہ ہے کہ باوجود اس بلندی کے چہرہ اور بدن اس مین برابر نظر آتا ہے اور اس ٹیلہ سے پہاڑ کے نیچے تک بہت ہی عمدہ پختہ سیڑھیان بڑی فراخ بنی ہوئی ہین - ایک بزرگ مجھے وہان فرماتے ہین کہ ان

سیڑھیون کے رستہ نیچے جاکر اس دریا مین خوب غوطے لگاکر نہاؤ اور غسل کر کے بدن صاف کرلو یہ دریائے وحدت ہے اس مین غوطہ لگانا آپ کے واسطے بڑا ہی ضروری ہے۔ مین حسب ایمائے بزرگ موصوف دریا کے کنارہ پر گیا ہون دریا بڑا ہی گہرا معلوم ہوتا ہے پانی تو خوب ہی صاف ہے۔ مگر مین گہرائی سے ڈرتا ہون مجھے غوطہ لگانے سے خوف معلوم ہوتا ہے مگر وہ بزرگ مجھے پیچھے سے دھکیلتے ہین اور دریا کی طرف رجوع دلاتے ہین مینے دریا کے اندر جاکر خوب غسل کیا اور بعد فراغت انہین سیڑھیون کے رستہ پھر پہاڑ پر چڑھگیا ہوا ہون۔ اللہ اکبر کی آواز کان مین آئی۔ اور چونک اٹھا۔ جسم کانپتا تھا۔ چونکہ تہجد کا وقت تھا وضو کر کے نماز مین مصروف ہوا اور استغفار پڑھنا شروع کیا۔

۲۹ اپریل ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۶) آج رات کو ایک مجلس مین ہون بڑا بھاری مردمان کا انبوہ ہو رہا ہے۔ ان سب کی نگہبانی اس عاجز کے سپرد ہوئی ہے اس وقت کا سمان عجیب تھا مکان فراخ اور روشنی ایسی کہ باوجود رات ہونے کے ہزارہا لوگ نظر آتے تھے۔ مین کبھی تو بیٹھ جاتا اور کبھی اٹھکر سب کی طرف نظر ڈالتا تھا۔ ایک شخص ہندو کو بھی وہان دیکھا۔ مگر مین ابھی اس کی بابت مین سوچتا ہی تھا کہ کسی نے اس کو اس مکان کے احاطہ سے باہر نکال دیا مینے پوچھا کہ یہ شخص کیون نکالا گیا تو مجھے جواب ملا کہ اس نے آپ کی شکایت کی تھی اسلئے اس مکان سے خارج ہوا۔ اتنے مین کیا دیکھتا ہون کہ عالی شان سوار دلچی ایک جماعت تشریف لائی۔ ابھی جماعت پاک کچھ فاصلہ پر ہی تھی کہ خوشبو سے مکان مہک گیا اور دماغ معطر ہو گئے۔ مین نے دریافت کیا کہ سبحان اللہ یہ خوشبو کی لپٹین اس مکان مین ہمارے ارد گرد کہان سے آئی ہین کسی صاحب نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نیز حضرت اقدس میرزا صاحب علیہ السلام تمہاری طرف تشریف لارہے ہین۔ کیا تم نے نہین دیکھا۔ مین نے عرض کیا کہ خوشبو سے اس وقت معطر تو ہو رہا ہون مگر ابھی تک زیارت سے مشرف نہین ہوا کسی بزرگ نے پاس سے فرمایا کہ تمہارے مکان مین جلوہ فرما ہین دیدار فیض آثار سے شرف حاصل کرلینا۔ مین اس خوشبو مین ایسا بے خود اور محو ہو رہا ہون کہ ہوش نہین رہی۔ مین ابھی اسی حال مین تھا کہ کسی نے آواز دیکر جگا دیا۔ اٹھکر مصروف نماز تہجد ہوا۔

۲۷ مئی ۱۸۹۹ء قبل از نماز تہجد

(۷) آج شب کو جناب امام برحق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی اور آپ کے حضور مین اس عاجز نے عرض کیا کہ یا مولی بہت غم والم مین ہون جب یوم الحشر کی حالت یاد آتی ہے اور یوم الجزا کی نسبت تصور کرتا ہون تو اس قدر فکر و تردد ہوتا ہے کہ ہوش و حواس قائم نہین رہتے۔ جناب نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی اطاعت دل وجان سے مقدم رکھو۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنی جس نے تابعداری کی میری ہدایت کی پس نہین خوف ان پر اور نہ وہ غم کھاوین گے۔ حضرت نے اور بھی آیات قرآنی بیان فرماکر مطمئن فرمایا اور ظاہر و باطن کے تزکیہ کی بڑی تاکید فرمائی ایسی حالت مین تھا کہ وقت تہجد کا ہو گیا اٹھکر نماز ادا کی اور استغفار مین مشغول ہوا۔

۲۴ جولائی ۱۸۹۹ء قبل از نماز تہجد

(۸) آج رات حضرت امام برحق علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ اپنے مواعظ حسنہ سے اپنے خادمون کو مسرور فرما رہے ہین کیا ہی مبارک شب تھی۔ آپ فرماتے ہین کہ اے عزیزو مبارک ہین جو متابعت اللہ و رسول مین اپنا وقت عزیز صرف کرتے ہین و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول مین سرگرم ہین اور شیطان مردود اور اس کی دعوتون سے باز رہتے ہین و لاتتبعوا خطوات الشیطن پر عمل کرتے ہین۔ جب ان کلمات سے مشرف و ممتاز فرما چکے تو مجھے محمد شفیع پسر زادہ خود نظر آیا اور مین نے دیکھا کہ سراپا نور ایک بزرگ اس سے محبت اور پیار کرتے ہین۔ مجھسے ذرا فاصلہ پر تشریف فرما تھے مینے کسی سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین جو میرے لخت جگر سے پیار کر رہے ہین اس کے جواب مین مجھے حضرت امام برحق نے فرمایا کہ آپ نہین پہچانتے یہ آپ کے جد امجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ مجھے دیکھکر ازبس خوشی حاصل ہوئی اور چاہتا تھا کہ اپنے رہنما اور ہادی کے ہمراہ قدم بوسی کا شرف حاصل کرون کہ اتنے مین آواز آئی کہ تہجد کا وقت ہے اور مصروف نماز ہوا اور بعد ازان استغفار اور درود شریف مین مشغول ہو گیا۔

۵ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۹) آج مین نے بڑی رات اٹھکر تہجد کی نماز ادا کی اور استغفار پڑھتا پڑھتا سو گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک مکان نفیس مین بیٹھا ہون وہان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین و حسنین علیہما السلام تشریف لائے اور آپ نے اصحاب کو ارشاد فرمایا کہ یہ شیرینی جو بہشت کی گولیون کی طرح ہے تقسیم کرو اول امیر علی شاہ کو ہمارے سامنے دو پھر سب کو بانٹو۔ چنانچہ بارشاد عالی مجھکو بہت سی شیرینی عطا ہوئی اور مین نے کھانی شروع ہی کی۔ باقی دیگر حاضرین کو ملی جنہین محمد علی شاہ اور محمد حسین ہر دو پسران عاجز بھی شامل تھے۔

اسمٰعیل

ان کو بھی وہ شیرینی ملی۔ مین بجائے خود بہت شکر گذاری کرتا تھا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی مہربانی ہے کہ مجھکو یہ نعمت عظمیٰ بخشی اور دیدار فیض آثار سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ اتنے مین فجر کی اذان ہوئی اور مین نماز کے واسطے اُٹھا۔

۲۱ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۰) آج مین نے جناب امام ہمام ہادی انام علیہ السلام کو ایک مجلس منعقد فرماتے ہوئے دیکھا۔ بہت سے معتقدین دو زانو ہوکر باادب خاموش سر جھکائے خدمت معلی مین بیٹھے ہین اور جناب کلمات طیبات سے ہر ایک کے دل کو منور فرما رہے ہین یہ عاجز بھی ان پاک قدمون مین بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ ایک مستاق بیدین مرتد نے جناب پر حملہ کرنا چاہا بلکہ کر دیا۔ ہم سب کھڑے ہوگئے مین نے ایک لاٹھی اُٹھا کر اُس پر وار کرنا چاہا تو وہ میرے آگے بھاگا مین نے اُس کا تعاقب کیا۔ مین یہ چاہتا تھا کہ اُس کو مار کر فی النار کر دون۔ مگر فرار ہوکر نکل گیا۔ مین واپس قدمون مین حاضر ہوا۔ حضرت خندہ پیشانی ہوکر فرمانے لگے کہ یہ لوگ ایسے ہی حملہ کرتے ہین اور ۲۰ سال سے کرتے چلے آتے ہین۔ مگر آخر ذلیل وخوار ہون گے بہت سے نشان بھی یہ لوگ دیکھ چکے ہین مگر ان کے دلون کی سیاہی دور نہین ہوتی سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ خدا انکو ہدایت کرے اور یہ راہ راست پر آوین لاٹھی سونٹا کرنے سے اُن کا درست ہونا ناممکن ہے۔ دعا سے کام لینا چاہیئے ہم سب چپ چاپ سُنتے رہے امنا وصدقنا کہتے رہے اتنے مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان رونق افروز ہوئے سب تعظیم وتکریم مین سروقد کھڑے ہوگئے جناب رسالتمآب صلعم حضرت امام برحق کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے ہین آپ امام مامور من اللہ ہین جو میری امت سے آپ کی بیعت مین نہ ہوگا وہ جہنم کی راہ حاصل کرے گا۔ آپ سمجھانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھین۔

۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۱) آج مجھے ایک ایسے مکان کا مشاہدہ کرایا گیا کہ پہلے کبھی اُس کا نظارہ نہین ہوا۔ کیا دیکھتا ہون کہ اُس مکان مین ایک ترازو آویزان ہے مین نے ایک صاحب سے جو وہان کھڑے تھے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ ترازو کیا ہے انھون نے فرمایا کہ یہ عرش معلی اور یہ ترازو میزان عدل ہے اور جس امام الزمان کی آپ بیعت مین ہین اُن کی بُردباری۔ تحمل سکوت صبر وشکر ایک پلہ مین رکھا گیا ہے۔ اور جبر وتعدی دشنام دہی وظلم ظالمان ایک پلہ مین۔ آپ نے دیکھا کہ وہ پلہ جس مین حضرت مسیح موعود کا صبر وشکر اور تحمل وبُردباری ہی کس قدر بھاری ہے باوجود اس قدر شدت جور وجفا وصبر وظلم کے اس امام برحق کا صبر اور تحمل فوقیت لیگیا ہے اللہ تعالے اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس امام معقول پر از بس راضی وخوشنود ہین۔ جن صاحب سے میری یہ گفتگو ہورہی تھی معلوم نہین ہوا کہ وہ کون صاحب ہین۔ مگر جب امام الزمان کا نام آتا ہے تو آنکھین بند کرکے بہت ادب سے سر جھکا کر اسم مبارک لیتے ہین۔ پھر اسی اثنا مین کیا دیکھتا ہون کہ گھوڑے پر سوار ہون اور کسی اور طرف کو جارہا ہون بارش شروع ہوگئی ہے اور لگاتار مینہ برس رہا ہے کہ زمین خوب تر ہوگئی ہے جاتے جاتے رستہ مین ہی ایک شخص کہ جس کے پاس کچھ بتاسے اور برتن روغن زرد سے بھرا ہوا ہے اور کچھ نقدی۔ مجھے کہتا ہے کہ حضور آپ کی نذر لیکر آیا ہون۔ مین لینے سے انکار کرتا ہون کہ مین اس لایق نہین ہون مگر وہ نہین مانتا اور اصرار کرتا ہے مجبوراً مین خاموش رہا اسی حال مین کسی نے بلند آواز سے اذان دی اور مین بیدار ہوگیا اور نماز مین مصروف ہوا۔

۲۶ ستمبر ۱۸۹۹ء قبل از تہجد

(۱۲) آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت سواری براق دیدار فیض آثار سے مشرف فرماکر ارشاد فرمایا کہ ۲۳ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی مسعود کی حالت عرش معلی پر مفصلا دیکھ چکے ہو۔ آؤ آج لخت جگر امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت جو گذر چکی ہوئی ہے عرش منور پر مشاہدہ کرو جب مین حسب الارشاد عالی ہمرکاب چلا تو اُس وقت حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام ومحمد حسین پسرم بھی کہ اسی مہینہ مین بیعت حضرت مثیل مسیح سے مشرف ہوچکا ہے ہمرکاب ہین مین نے عزیز محمد حسین کو جناب رسول اللہ صلعم کی حضور مین پیش کیا کہ اسپر رحم فرماکر دینی دنیوی کامیابی کی سرفرازی بخشی جاوے پھر مین نے محمد حسین کو کہا کہ جلد آگے بڑھکر قدمبوسی حاصل کرو۔ چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار تھے اور ہم اپنے امام برحق علیہ السلام کے ہمرکاب قدمون مین چلے جاتے تھے محمد حسین دوڑا اور رکاب عالی پر سر جھکا کر قدمبوسی کرنے لگا جناب نے براق کو کھڑا کرکے فرمایا کہ یہ پڑھتا ہے خوب استقلال سے محنت کرے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پیار کیا۔ پھر آگے کو تشریف فرما ہوئے۔ اور مکان عرش معلی مین جس کی بابت پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا پہونچے۔

کیا دیکھتے ہین کہ جناب امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صبر وشکر ایک ترازو کے پلہ مین فرشتگان ودیگر مقربان بارگاہ الٰہی رکھ رہے ہین اور دوسری پلہ مین ظالمان جفاکار کا ظلم وتعدی رکھا جارہا ہے۔ مگر وہ ترازو ایسا ہے کہ ہر ایک پلہ اُس کا گویا ایک ہند کی ڈنڈی

سے لدا ہوا ہے نور ہی نور نظر آتا ہے جس پلہ میں صبر و شکر حضرت امام حسین علیہ السلام کا رکھا جارہا ہے میں کثرت انوار کے سبب دیکھ نہیں سکتا اور ایسا بیتاب و توان ہورہا تھا کہ نظر جمتی نہیں تھی۔ مگر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام زمان علیہ السلام و دیگر مقربان اور ان کی کارروائی در بارہ وزن خوب طرح سے نظر آرہی تھی اور شدت ظلم ظالمان جو ایک پلہ میں رکھا جاتا تھا دیکھکر غم اور خوف طاری ہوتا تھا اور کلیجہ کانپتا تھا اس حال کے نظارہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت سواری براق میں فرمایا کہ دیکھا ظلم ظالمان بد شعار و صبر و شکر لخت جگر امام حسین علیہ السلام اور پھر ساتھ ہی استقلال۔ بھلا کوئی ایسے نازک اور جان گداز موقعوں پر مستقل مزاج رہتا ہے۔ اے میرے عزیز و سب مصائب میں صبر اور شکر کے ساتھ مثل صبر لخت جگر کے ثبات قدم اور استقلال دکھاؤ کہ یہ بڑی بھاری صفت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضور اس غلام کا دل منور فرمایا جاوے حکم دیا کہ اسی طرح سے تا بیداری مسیح موعود و مہدی مسعود میں کہ جس کے ہاتھ میں تمہارا ہاتھ دیتا ہوں لگے رہو جو ان کے برخلاف ہوگا منہ کی کھائیگا۔

مطبوعہ مفید عام پریس سیالکوٹ

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

[illegible]

بخدمت منشی الٰہی صاحب اکونٹنٹ۔ منشی صاحب موصوف کی رسالہ [illegible] اعلیٰ حضور جناب مرزا غلام احمد صاحب

رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے ساتھ (جنکو خدا تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے ساتھ اس صدی کے سر پر مجدد بناکر مہدی و مسیح موعود کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے عہدہ پر مامور فرمایا ہے) حسن ظن رکھکر ان کے دعوات اور الہامات کی اپنے قول و فعل و الہامات سے نہایت اطمینان و استقلال کے ساتھ حمایت و تائید رہے اب تھوڑے عرصہ سے کسی وجہ سے ناراض ہوکر ناحق مخالفت پر کھڑے ہوگئے ہیں اور سوء ظن کو کمال تک پہنچاکر اپنے الہامات کی تفسیر کا رخ بھی ناحق اس مقدس بشر اور اس کی جماعت کے برخلاف پھیر کر ایک ناگفتنی الزام و اتہام کا کفر تک نشانہ بنا رکھا ہے۔ اس سے میری طبیعت میں تحریک پیدا ہوئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی حضور میں اس امر کی حقیقت کے انکشاف کے لئے بہت دعا کی۔ تب سے مجھے اکثر ایسے الہام ہورہے ہیں جن سے حضرت اقدس کی صداقت و بزرگی اور عند اللہ وجاہت آشکارا ہوتی ہے۔ جنمیں سے چند ایک بطور نمونہ اس جگہ درج کرتا ہوں۔

(۱) ایک رات کو مینے خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں روضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گیا ہوں اور روضہ کے گرد خیمے نصب ہیں۔ مینے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے ہیں اسنے جواب دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے ہیں۔ یہ (یعنی مرزا صاحب) روضہ کے گرد جھالر لگوا رہے ہیں اس وقت میری نگاہ جھالر پر پڑی۔ جھالر نہایت ہی نفیس جالی دار پڑی تھی۔

(۲) ایک رات کو مینے خواب میں دیکھا کہ مرزا صاحب کی کتاب نور الحق میرے ہاتھ میں ہے اور اس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا الحمد [illegible] آیا ہے پھولوں کا سہرا سر پر دھر کر آیا ہے۔

(۳) ایک رات ایک شخص نے مجھے خواب میں کہا کہ ولتعرفنھم فی لحن القول تمہاری ہی شان میں آیا ہے۔

(۴) عیسائیوں کے مقدمہ کے وقت الہام تھا ولن ترضی عنک الیھود ولا النصری حتی تتبع اھواءھم۔

(۵) مجھے حضرت مرزا صاحب نے ایک کاغذ دیا جس پر لکھا ہوا تھا۔ مرزا صاحب لولوں لنگڑوں کے اچھا کرنے کے لئے آئے ہیں

(۶) ۱۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کو مینے خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی خوبصورت گھوڑا مرزا صاحب کی خدمت میں گورنمنٹ نے ارسال کیا ہے اور اس گھوڑے کو دو اہل اللہ لیکر آئے ہیں تب مینے کہا کہ مرزا صاحب گورنمنٹ کے ایسے سچے خیر خواہ ہیں جس وجہ سے یہ گھوڑا اور ایسی عزت ملی ہے

(۷) آتھم کے ابتلا کے وقت یہ الہام ہوا الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔

اور بہت سے الہام ایسے ہوتے رہتے ہیں جن سے منشی صاحب کا صریح غلطی پر اصرار یا تکرار ہونا اور آخرکار اس مقابلہ میں ناکام رہنا واضح ہوتا ہے۔ انمیں سے بطور نمونہ چند الہام درج کرتا ہوں

(۱) کداب آل فرعون والذین کذبوا بایتنا اولئک اصحب النار۔

(۲) ہم اس کو راستہ میں ہی تہ کردیں گے۔ (اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت اقدس کے بالمقابل منشی صاحب کو سخت ناکامی نصیب ہوگی جس سے وہ نہایت نادم ہوں گے)

(۳) ایک دفعہ نماز تہجد کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ لوگ ملکر حضرت مرزا صاحب سے بارش کے واسطے دعا کی درخواست کریں تاکہ بارش ہو اور تمام خلقت جو تشنہ لب ہی قحط کی مصیبت سے بچ جاوے۔ حضرت اقدس کے مقابل میں مخالفین خود ہی دعا کریں پھر دیکھیں کہ سچا کون ہے تب الہام ہوا۔

(اس دعویٰ کو بھی آگے رکھ لیوین)

یہ تمام واقعہ مینے اپنی اہلیہ کو سنایا۔ اس نے ایک [illegible] کے بعد کہا کہ مجھے کسی شخص نے کہا ہے کہ وہ [illegible] ہم نہیں کہتے کہ الٰہی بخش صاحب [illegible] [illegible]

کیا ہے جن میں مدستط اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے پکارا ہے۔

(۴) ۱۱ ستمبر ۱۸۹۹ء کی رات کو الہام ہوا۔ [illegible]

پیہا [illegible] حیرت انگیز امر یہ ہے کہ الٰہی الہامات جو ایک ہی سرچشمہ سے جاری ہوتے ہیں کیسے ایک دوسرے کے مخالف ہو سکتے ہیں۔ میں اس امر کے فیصلہ کے لئے خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھکر حلفاً بیان کرتا ہون کہ میرے مندرجہ بالا الہامات خدا کی طرف سے ہیں۔ میرا افترا نہیں۔ اگر میں افترا کرتا ہون تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت کا مستوجب ہون۔

اب میں منشی الٰہی صاحب کی خدمت میں بڑے ادب و انکسار سے عرض کرتا ہون کہ اگر درحقیقت وہ اس مخالفت پر نیک نیتی سے قائم ہوئے ہیں اور فی الواقعہ ان کے الہامات کا مشار الیہ حضرت اقدس ہی ہیں کوئی اور شخص نہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو اس کام میں کامل اطمینان و یقین کے ساتھ سچا سمجھتے ہیں تو خدا کے واسطے خلق اللہ کو اس عظیم فتنہ سے بچانے کے لئے میری صریح حلف کے ساتھ ان الہامات کو جو اُن کی اپنی صداقت اور حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب کی تکذیب میں ہوئے ہیں بہت جلد بذریعہ اشتہار شایع کردیں اور لکھدین کہ ان میرے الہامات سے الٰہی منشا حقیقی طور پر مرزا صاحب کی تکفیر و تکذیب ہے اور ان الہامات میں اور انکی تفسیر میں میرا اپنا کچھ افترا و دخل نہیں ہے۔ اگر میں افترا سے کام لیتا ہون اور غلطی پر ہون تو حق و باطل میں کھلی کھلی تمیز دکھلانے کے لئے خدا مجھے رسوا و ذلیل کرے۔ میں امید کرتا ہون کہ منشی صاحب **فاصدع بما تؤمر - بلغ ما انزل الیک من ربک** - اما بنعمة ربک فحدث وغیرہ احکام الٰہی کو مدنظر رکھ کر ضرور اپنے الہامات شایع کرکے دکھلا وین گے۔ وہ درحقیقت

بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد و خیر خواہ ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار

محمد علی - خادم حضرت اقدس مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی - از لاہور ۱۲ ستمبر ۱۸۹۹ء

ضروری نوٹ

از جانب جناب مرزا غلام احمد صاحب مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

آج جو ۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء کو بروز دوشنبہ خواب میں دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے میں نے شاید خواب میں یہ کہا کہ ہم تو ابھی دعا کرنے کو تھے کہ بارش ہو سو ہو ہی گئی میں نہیں جانتا کہ عنقریب بارش ہو جائے یا ہماری

الہام ۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَكَ خِطَابُ الْعِزَّةِ

ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا

کے متعلق خدا کی رحمت اور فتح و نصرت کی بارش ہماری جماعت پر ہوگی یا دونوں ہو جاوین ہماری خواب سچی ہے اس کا ظہور ضرور ہوگا دونوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی یعنی یا تو خدا تعالیٰ کی مخلوق کیلئے باران رحمت کا دروازہ آسمان سے کھلے گا یا غیر معمولی کوئی نشان روحانی فتح اور نصرت کا ظاہر ہوگا مگر نشان ہوگا۔ نہ معمولی بات ۔

صاحبزادہ سراج الحق جمالی کے مکان کا چندہ

شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی	عا
بابو محمد صاحب کمپ انبالہ	عا

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہوکر ۶ نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپے مال مویشی کو مطابق شرایط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا۔ اور مبلغ چارسو روپیہ گھوڑون کو انعام دیا جاوے گا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنی یکم دوم سوم نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اسموقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ سید مویشی مع جو ٹکٹ جس وقت داخل ہوئے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکالنے مال مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کو بابت رسید بطور سند و صولیابی دیا جاویگا

المشتہر

مسٹر جے۔ جی۔ السپ صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

سرمہ ممیری کا

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت ہای کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچہ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دینے والون سے بچنا چاہیئے -

المشتہر - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی اینم سانگی صاحب بہادر ایم ایس سندیافتہ یورپ یونیورسٹی -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض اتم دیوی مسماۃ بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی مین فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مرض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) مین ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری کر مین خاصکر ان مریضون کو واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) مین اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے کے لئے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اس مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے -

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے باہتمام سے چھپکر شائع ہوا -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اخبار الحکم

جلد ۳ — قادیان دار الامن والامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء — نمبر ۳۸

قرآن کا خدا

جاننا چاہیئے کہ جس خدا کی طرف ہمیں قرآن شریف نے بلایا ہے اس کی اس نے یہ صفات لکھی ہیں۔ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ۔ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ ۔ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔ یعنی وہ خدا جو واحد لا شریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں

یہ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آجائے اس صورت میں خدائی معرض خطرہ میں رہے گی اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو وہ سب سے اعلیٰ جس سے بڑھکر کوئی اعلیٰ نہیں ہو سکتا وہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظلم ہے پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر یک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ عالم الشہادۃ ہے یعنی

کوئی چیز اس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے یہ جائز نہیں کہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو وہ اس عالم کے ذرہ ذرہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دیگا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے پھر فرمایا ھُوَ الرَّحْمٰن یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے نہ کسی کے عمل کی پاداش میں ان کے لئے سامان راحت میسر کرتا ہے جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لئے بنا دیا اس عطیہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے اور اس کام کے لحاظ سے خدا تعالےٰ رحمٰن کہلاتا ہے اور پھر فرمایا کہ الرحیم یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے اور پھر فرمایا مٰلک یوم الدین یعنی وہ خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جس کو اس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور خود آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو وہی کارپرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آئندہ دینے والا ہو اور پھر فرمایا کہ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں اگر مثلاً تمام رعیت جلاوطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے اور اگر رعیت کے لوگ اس سے بحث شروع کر دیں کہ تجھ میں ہم سے زیادت کیا ہے تو وہ کون سی لیاقت اپنی ثابت کرے پس خدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کر سکتا ہے اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اس کی بادشاہت چل نہ سکتی کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دے کر واپس لیتا تو اس صورۃ میں اس کی خدائی میں فرق آتا اور دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک غدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے لئے قانون بناتے ہیں بات بات میں بگڑتے ہیں اور اپنی خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہیں مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز بچانے کے لئے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈال دیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو تو یہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہیئے پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجوں کی طرح قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بنکر خدائی کو ہی الوداع

کہتا بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے پھر فرمایا اَلسَّلَامُ یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اس کے معنے بھی ظاہر ہیں کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو پھر اس بد نمونہ کو دیکھ کر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ باطل معبودوں کے بارہ میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ الجزو نمبر ۱۷ سورہ حج۔ جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں بلکہ اگر مکھی کوئی ان کی چیز چھین کر لیجائے تو انہیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکیں ان کے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہیں خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے نہ اس کو کوئی پکڑ سکے نہ مار سکے ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کا قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ خدا کیسا ہونا چاہیئے اور پھر فرمایا کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس

زبردست دلائل ہوتے ہیں لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور پھر فرمایا کہ اَلْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کاموں کا بنانے والا ہے اور اس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے اور فرمایا ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا رحم میں تصویر کھینچنے والا تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آسکیں سب اسی کے نام ہیں اور پھر فرمایا یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں اور پھر فرمایا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی خدا بڑا قادر ہے یہ پرستاروں کے لئے بڑی تسلی ہے کیونکہ خدا اگر عاجز ہو اور قادر نہ ہو تو ایسے خدا سے کیا امید رکھیں اور پھر فرمایا کہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی وہی خدا ہے جو تمام عالموں کو پرورش کرنے والا رحمن رحیم اور جزا کے دن کا آپ مالک ہے اس اختیار کو کسی کے ہاتھ میں نہیں دیا ہر ایک پکارنے والے کی پکار کو سننے والا اور جواب دینے والا یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا اور پھر فرمایا اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ یعنی ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان اور سب کے وجود کا سہارا یہ اس لئے کہا کہ وہ ازلی ابدی نہ ہو تو اس کی زندگی کے بارہ میں بھی دھڑکا رہے گا کہ شاید ہم سے پہلے

فوت نہ ہو جائے اور پھر فرمایا کہ وہ خدا اکیلا خدا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ کوئی اس کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس۔

اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر ماننا اور اس میں زیادت یا کمی نہ کرنا یہ وہ عدل ہے جو انسان اپنے مالک حقیقی کے حق میں بجا لاتا ہے یہ تمام حصہ اخلاقی تعلیم کا ہے جو قرآن شریف کی تعلیم میں سے درج ہوا ہے اس میں اصول یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام اخلاق کو افراط اور تفریط سے بچایا ہے اور ہر ایک خلق کو اس حالت میں خلق کے نام سے موسوم کیا ہے کہ جب اپنے واقعی اور واجب حد سے کم و بیش نہ ہو یہ تو ظاہر ہے کہ نیکی حقیقی وہی چیز ہے جو دو حدوں کے وسط میں ہوتی ہے یعنی زیادتی اور کمی یا افراط اور تفریط کے درمیان ہوتی ہے ہر ایک عادت جو وسط کی طرف کھینچے اور وسط پر قائم کرے وہی خلق فاضل کو پیدا کرتی ہے محل اور موقعہ کا پہچاننا اک وسط ہے۔

مثلاً اگر زمیندار اپنا تخم وقت سے پہلے بووے یا وقت کے بعد دونوں صورتوں میں وہ وسط کو چھوڑتا ہے نیکی اور حق اور حکمت سب وسط میں ہے اور وسط موقعہ بینی میں یا یوں سمجھ لو کہ حق وہ چیز ہے کہ ہمیشہ دو مقابل باطلوں کے وسط میں ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عین موقعہ کا التزام ہمیشہ انسان کو وسط میں رکھتا ہے اور خدا شناسی کے بارہ میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات کے بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے یہی طریق قرآن نے صفات باری تعالیٰ میں اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا دیکھتا سنتا بولتا جانتا کلام کرتا ہے اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کے لئے یہ بھی فرماتا ہے کہ لَیْسَ

کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ

یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اسکا شریک نہیں اس کے لئے مخلوق سے مثالیں مت دو سو خدا کی ذات کو تشبیہ اور تنزیہ کے بیچ میں رکھنا یہی وسط ہے غرض اسلام کی تعلیم تمام میانہ روی کی تعلیم ہے سورۃ الفاتحہ بھی میانہ روی کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ فرماتا ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقابل پر قوت غضبی کو استعمال کر کے قویٰ سبعیہ کی پیروی کرتے ہیں اور ضالین سے وہ مراد ہیں جو قوتے بہیمیہ کی پیروی کرتے ہیں اور میانہ طریق وہ ہے جو انعمت علیہم سے یاد فرمایا ہے۔

غرض اس مبارک امت کے لئے قرآن شریف میں وسط کی ہدایت ہے توریت میں خدا تعالیٰ نے انتقامی امور پر زور دیا تھا اور انجیل میں عفو اور درگذر پر زور دیا تھا اور اس امت کو موقع شناسی اور وسط کی تعلیم ملی چنانچہ اللہ فرماتا ہے وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا یعنی ہم نے تمکو وسط پر عمل کرنیوالی امت بنایا ہے اور وسط کی تعلیم تمکو دی سو مبارک وہ جو وسط پر چلتے ہیں

خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا

حضرت امام الزمان ؑ

حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود کی نسبت حضرت میاں کوٹھہ والے صاحب کی گواہی

حضرت کوٹھے والے صاحب سے پنجاب کے بہت تھوڑے لوگ ناواقف ہیں۔ حضرت مغفور و مبرور کی کفش برداری پر عبد اللہ غزنوی مرحوم کو بھی ناز تھا اور مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میاں سنگھ بھی آپ کے خدام سے تھے۔ اور اسوقت بہت سے ایسے اچھے لوگ موجود ہیں جو اُن سے انتساب پر فخر کرتے ہیں۔

مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے کئی بار مجھسے ذکر کیا کہ وہ جب کوٹھے والے صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو صاحب موصوف خلاف عادت اکثر بکمال محبت و اکرام پیش آتے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں دل میں حیران ہوتا تھا کہ اس میں کوئی راز ضرور ہے۔ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی بات نہاں کی نہاں رہی مگر جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت ہوا جب مجھپر کھلا کہ حضرت کوٹھہ والے صاحب اُس نسبت کے سبب سے جو مجھے حضرت مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام سے میسر آنے والی تھی۔ مجھسے پیار کرتے تھے

آج ہم مولوی برہان الدین صاحب کی فراست کو مبارک دیتے ہیں کہ اس نے خطا نہیں کی اور مولوی صاحب نے جو کچھ سمجھا تھا درست سمجھا تھا۔

آج ہمارے پاس ایک ثقہ صالح آدمی کی ایسی قسمیہ گواہی پہنچی ہے جو امید ہے بہت سے سعیدوں کی راہ نمائی اور حضرت امام زمان کی شناخت کا باعث اُن کے لئے ہوگی۔

نیک فطرت ضد و تعصب کی تاریکی سے نجات یافتہ مسلمان اس میں غور کریں خصوصاً وہ لوگ جو زبان سے حضرت کوٹھہ والے صاحب کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہیں وقت کو غنیمت سمجھیں اور اس نعمت سے حصہ لینے میں جلدی کریں۔ جنکی جماعت میں ہزاروں بزرگ صلحا و اتقیا مثل کوٹھے والے صاحب کے اس جہان سے رخصت ہوئے۔

اور اے حق کے خلاف میں جلدی کرنے والو اور بیباکی میں حد سے نکلنے والو اب تو خدا سے ڈرو۔ اور گواہی پہ گواہی کو رد تو نہ کرتے جاؤ۔ اور اگر تم میں کوئی صلاح و تقوے ہے تو ایسی ہی کوئی گواہی تم بھی

اپنے لئے کہین سے لاؤ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة الآیہ۔

عاجز عبد الکریم از قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

اور وہ شہادت یہ ہے

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

بخدمت شریف کاشف رموز نہانی واقف علوم ربانی جناب مرزا صاحب مدظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرضداشت اینکہ چونکہ فضیلت پناہ محمد یحیی اخوانزادہ صاحب در خدمت شما مشرف شدہ واپس آمد بار با بمن اتفاق ملاقاتش افتاد ہر بار کہ ملاقاتش حاصل شدے ذکر جمیل آن جناب و تذکرہ خلق عظیم مولوی نور الدین صاحب بجا بیندے بحکم من احب شیئا کثر ذکرہ ہر وقت برزبانش گفتگوئے شما و یاران شما می بود آخر یک روز در اثنا بحث سخن از مہدی و عیسی و مجدد در آمد ناگاہ از زبانم بر آمد کہ یک روز مرشد ما حضرت صاحب کوٹھہ والا فرمودند کہ مہدی موعود پیدا شدہ است لکن ظاہر نشدہ است اکنون فضیلت پناہ محمد یحیی اخوانزادہ صاحب در پس من شدہ کہ این اخبار بطور گواہی قسمیہ بقلم خود بنویس پس من بحکم آیہ کریمہ ولا تکتموا الشہادة ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ ولا نکتم شہادة اللہ انا اذا لمن الآثمین۔ والذین لا یشہدون الزور۔ گواہی بجا می دہم کہ پیش از وفات خود حضرت صاحب کوٹھہ والا سال یا دو سال یعنی در ۱۲۹۲ھ ہجری یا ۱۲۹۳ھ با خواص خویش نشستہ از ہر باب گفتگو از معارف و اسرار می فرمودند ناگاہ سخن مہدی در میان آمد فرمودند کہ مہدی موعود پیدا شدہ اما ظاہر نشدہ واللہ باللہ ثم تاللہ کہ این راست و درست گفتہ ام نہ بہوائے نفس و یا غرض دیگر لیکن حضار مجلس این سخن را مقصود ے ندانستند کہ مہدی حیثیت و کجا باشند و کی باشد۔ اگر پرسیدہ شدے امید کہ مفصل بیان کردہ بودے اما مجمل باین الفاظ افغانی باین عبارت **چہ مہدی پیدا شوی دی او وقت د ظہوری ندی** ترجمہ مہدی موعود پیدا شدہ لیکن ظاہر نشدہ است فقط و سنہ وفات حضرت موصوف سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ ہجری ہست از این عاجز را شوق شرف اندوزی آنجناب از حد زیادہ ست دعا فرمایند کہ اسباب میسر شوند بخدمت شریف مولانا نور الدین صاحب تحیۃ سلام بشوق تمام مقبول باد باقی السلام علیکم و علی من لدیکم دست لرزان ست اگر قصور رفتہ معاف فرمایند زیادہ ادب

راقم

حمید اللہ المشہور بملا صوات

از مقام پھوڑ ضلع ہزارہ علاقہ مانسہرہ یکم ماہ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔

رفیق ہند کا اجرائے ثانی

ہم بڑی خوشی اور مسرت سے اس امر کا اعلان کرتے ہین کہ لاہور کا مشہور و معروف اخبار رفیق ہند جو بعض وجوہات کی وجہ سے بند ہو گیا تھا ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے پھر اشاعت پذیر ہوا ہے۔ رفیق ہند کے لائق ایڈیٹر کی زبردست تحریر اور زور قلم اور ملکی معاملات مین انکی مستند رائے کا عموما اعتراف کیا جاتا ہے۔ اس لیے رفیق ہند کے کامیابی مین جہان تک ان اسباب کی رعایت ہو سکتی ہے پوری امید ہے رفیق ہند کا پہلا نمبر ہمارے پاس پہنچ چکا ہے اور ہم نے اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھا ہے اس کے مضامین کی نسبت کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ رفیق ہند کی شستہ اور شایستہ تحریرین ہمیشہ سے پبلک مین وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئی ہین۔ در اسم خدا لگتی بات لکھتے ہین کہ چشتی صاحب کے ذاتی مخالفون نے نہین نہین حاسدون نے بھی عموما اس کی تعریف کی ہے۔ اور اردو خوان پبلک اسکو وسیع کرکے یون کہو کہ پولیٹیکل ریفارم کی خواہشمند دنیا رفیق ہند اور اس کے لائق ایڈیٹر سے خوب واقف ہے اس لئے ہم کو کسی قسم کے جدید انٹروڈیوس کی ضرورت نہین جرنلزم کی فلاسفی چشتی صاحب خوب سمجھے ہوئے ہین اور ان کے وسیع تجربہ نے اس فن مین انکو ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے۔ اور مختلف معاملات مین پڑنے سے اس مین اور بھی وسعت ہو گئی ہے اس لئے اب کے رفیق ہند زیادہ مفید ثابت ہو گا۔

رفیق ہند اردو اخباری دنیا کی وقعت قائم کرنے کا ہمیشہ ایک آلہ سمجھا گیا ہے اور اب بھی امید ہے کہ وہ اخباری حیثیت کو جو اکثر ناواقفون کے ہاتھ مین پڑ کر کمزور ہو رہی ہے پھر قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ رفیق ہند کے پہلے نمبر ہی کو اگر غور سے پڑھا جائے تو اس مین کریٹیسزم کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے وہ ہمارے ہم عصرون کو بہت مفید ہو سکتا ہے ہماری رائے مین اگر رفیق ہند کی ان ہدایتون پر جو انھون نے اپنے دستور العمل کے طریق پر بیان کی ہین ایک اخبار نویس اختیار کرلے اور ہمارے خیال مین کرنا چاہیے تو اس کو ان دقتون اور مشکلات کا موقع نہ ملے جو بعد مین نادہندگان کی شکایت

بیکسی اور مصیبت مین پھنس جانے پر کرنی پڑتی ہین بہرحال ہمارے خیال مین رفیق ہند ایسے اخبار کی ضرورت تھی اور اشد ضرورت تھی - جو چشتی صاحب نے اپنے احباب کے اصرار سے پوری کر دی ہے - ہان ہم کو اتنا اور کہنا ہے کہا جاتا ہے کہ چشتی صاحب ڈھڑہ بندی اور پارٹی سپرٹ پھیلانے کے ہمیشہ سے خواہشمند ہین اگرچہ اس الزام کو گو بے حقیقت ہی سہی چشتی صاحب نے بھی عوام کے خیالات مین ذکر کیا ہے اس لئے امید ہے کہ وہ جیساکہ اُنھون نے اپنی پچھلی زندگی (یعنی رفیق ہند کی مسدودی اور اجراے حال کا زمانہ) مین ثابت کیا ہے رفیق ہند کو ہاؤپسر بنا دین گے اور دکھا دین گے کہ اُن کے دعدے

الگزنڈر سکینڈ امیراف رشیا

کے اس قول کے نیچے کہ عہد نامے توڑنے ہی کے لئے ہوتے ہین نہ آئین گے - بالآخر ہمکو اپنے معزز ناظرین سے اتنا اور کہنا ہے کہ چونکہ رفیق ہند کوئی دینی پرچہ نہین بلکہ مذہبی معاملات پر بحث کرنا رفیق ہند کے نام اور کام سے دور سمجھا گیا ہے۔

اور باوصفیکہ ہمارے اور چشتی صاحب کے مذہبی معتقدات مین اختلاف رائے ہے تاہم ہم چشتی صاحب کی پولیٹکل معاملات مین واقفیت کی تعریف کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ اُن کو اپنے مقصد مین کامیاب کرے اور وہ تقوی اللہ اور خوف الٰہی کو زیر نظر رکھتے ہوئے کام کرین گے - ایڈیٹر

مہدی آخر الزمان

ہم اور ہمارے مخالف

نمبر ۳

قابل توجہ گورنمنٹ

عرصہ گذرتا ہے کہ ہم نے اس عنوان سے دو تین مسلسل نمبرون مین اس امر کا اظہار کیا تھا - کہ **مہدی** کا نام پولیٹکل دنیا مین ہمیشہ خطرناک سمجھا گیا ہے اور جب کبھی کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے مہدی ہونے کا دعوے کیا ہے - اس بات کا خیال گورنمنٹ کو پیدا ہوا ہے کہ مسلمان اب فتنہ وفساد کرین گے اور دنیا مین ایک شورش عظیم برپا ہوگی - چنانچہ ہمیشہ عظیم الشان سلطنتین ایسے مدعی مہدیون کو نیست ونابود کرنے کے درپے رہی ہین - چونکہ آج کل **مہدی آخر الزمان** کا اکثر چرچا ہے اس لئے ہمنے اس مبارک اسلامی پیشگوئی کی حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا تھا - اور بتلا دیا تھا کہ مسلمانون کی غلط فہمی نے اس مبارک پیشگوئی کو دھندلا بنا کر پولیٹکل دنیا مین ایک مبارک اور امن اور سلامتی کے اکلوتے صلح وعدل کے فرشتہ کو ہیبت ناک بلکہ خونریز وجود قرار دیکر مسلمانون سے گورنمنٹ کو ایک حدتک بدظن کر دیا حالانکہ آنیوالا **مہدی** یا یہ کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبشر مہدی نہ خطرناک ہے نہ اُس سے کسی قسم کا اندیشہ بلکہ وہ تو عدل اور انصاف سے دنیا کو بھردیگا جیساکہ ہمارے حضرت مہدی موعود جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ نے کیا اور کر رہے ہین بہرحال اب ہم ضرورت نہین سمجھتے کہ اُن ساری باتون کو پھر دُہرائین - اب صرف چند ایک ضروری باتون کو خلاصہ کے طور پر بیان کر کے ہم دکھانا چاہتے ہین کہ موجودہ مدعی مہدویت نے کیا کیا - اور اس کا وجود کیسا مبارک اور سودمند ثابت ہو رہا ہے

مہدی کے متعلق مسلمانون کی اعتقادی تقسیم

مہدی کے متعلق مسلمانون کی اعتقادی تقسیم تین طرح پر ہے ۱ ایک گروہ نے تو سرے سے انکار کیا ہے اور ان لوگون نے اُن احادیث کو جنمین مہدی کا ذکر ہے بالکل وضعی اور خلافت حاصل کرنے کے بہانے قرار دیا ہے ۲ دوسرے گروہ نے انکار تو نہین کیا لیکن اقرار کی بنا کمزور روایتون پر رکھی ہے ۳ تیسرے گروہ نے اعتراف کیا ہے کہ مہدی کی بشارت صحیح اور یقینی ہے اول الذکر نے احادیث متعلقہ مہدی کی خوب تنقیح کی ہے اور تدریج سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ بنو فاطمہ - بنو عباس بنو امیہ اور عبداللہ بن زبیر کے طرفدارون نے اپنے گروہ مین مہدی کے ہونیکی احادیث کو مشتہر کیا تھا بہرحال خواہ کچھ ہی ہو ماننا پڑیگا کہ مسلمان ایک آیندہ آنیوالے امام کے منتظر ضرور تھے اور وہ نہایت شوق سے اُسکی راہ تکتے تھے ہم نے اُن احادیث اور بنو فاطمہ اور بنو عباس وغیرہ خلافت کے دعویدارون اور خواہشمندون کے خیالات اور مساعی پر بہیئت مجموعی نظر کر کے یہ نتیجہ نکال لیا ہے اور ہمارے اس نتیجہ کی تائید اہل اسلام کے اکثر واجب الاحترام بزرگ جیسے ابن ماجہ اور حاکم وغیرہ نے تائید کی ہے کہ دراصل مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے دو جدا نام ہین باعتبار خدمات اور مناصب کے ورنہ نفس الامر مین وہ ایک ہی شخص ہے نہ دو - اور ابن قیم نے اس مسئلہ مین خوب بحث کی ہے کہ جب کہ ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابون مین اس روایت کو لائے ہین کہ **لا المھدی الا عیسیٰ** پھر ایسی قوی سندات کے ہوتے ہوئے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ اس سے انکار کیا جاوے کہ مہدی اور عیسی ایک ہی شخص کے دو نام ہین اور احادیث کے مضامین کو اگر یکجائی نظر سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو جدا گانہ آدمیون کے نام نہین بلکہ ایک ہی شخص ہے صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ مہدی حکم اور عدل ہو کر آئیگا نصاریٰ کے غلبہ واقتدار کے وقت مین - اور لکھا ہے کہ اس کے آنے سے زمین عدل وانصاف سے اُسی طرح بھر جائیگی جیسے کہ ظلم وفساد سے بھری ہوئی ہوگی -

اب غور کا مقام ہے یہ جو لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا اور اس وقت زمین ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی اس سے ناداں کوتہ اندیش لوگوں نے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ وہ جنگ کرے گا اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا حالانکہ اس سے کوئی بھی سلیم العقل یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ ہم اس مضمون کو حضرت اقدس امام زمان جناب مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے کلام سے لکھتے ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو ایک طرف اور گورنمنٹ کو دوسری طرف معلوم ہو کہ حقیقت کس کے ساتھ ہے اور کون ہے جو صلحکاری اور امن کا تحفہ لیکر آیا ہے اور گورنمنٹ اگر غور سے کام لیگی تو اسے معلوم ہو جاوے گا کہ اس مدعی مہدویت نے کتنی بڑی خطرناک غلطی کو عوام الناس کے خیال سے دور کرنے میں ہمیشہ کے لئے کامیابی حاصل کی ہے۔

حضرت اقدس نے ایک موقع پر فرمایا کہ یہ جو فرمایا کہ آثار مہدی میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی گورنمنٹ ظالم طبع ہوگی نہیں نہیں ظلم کے معنے ہم قرآن شریف میں دیکھتے ہیں کہ کیا ہیں قرآن کریم میں ظلم کا اطلاق تین طرح پر ہوا ہے۔ **اولاً** وہ لوگ ظالم ہیں جو خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کے پنجہ میں گرفتار ہیں جیسے فرمایا اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ ثانیاً۔ وہ لوگ ظالم ہیں جو انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں اور تکذیب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ جھٹلاتے ہیں ثالثاً وہ لوگ ظالم ہیں جو حقوق العباد کو تلف کرنے یا غصب کرنے ہیں اس کی بہت سی صورتیں ہیں کوئی کسی کی آبرو کے حقوق اور کسی کی جان اور مال کے متعلق حقوق کو تلف کرتا ہے۔

غرض ظلم سے یہ تینوں قسمیں مراد ہیں اور کوئی چوتھی قسم ظلم کی آجتک پیدا نہیں ہوئی پس اس حدیث نے گویا آنیوالے مہدی یا عیسیٰ موعود کا نشان یہ قرار دیا ہے کہ خدا پرستی اُٹھ جائیگی اور شرک کثرت سے پھیل جائے گا اب دیکھو عیسائی الگ تثلیث پرستی اور صلیب پرستی کے لئے مال و زر پانی کی طرح بہا رہے ہیں اور ان تھک کوششیں کر رہے ہیں توحید پرست مسلمانوں میں قسم قسم کے شرک پیدا ہو گئے حضرت مسیح کو حی و قیوم قرار دیا اور اُن کے خلق کو خلق اللہ وغیرہ مانا اور بہت سی اور باریک قسمیں شرک کی انہیں رائج ہیں انبیاء کی تکذیب کی حد نہیں رہی خود مسلمانوں کے گھر میں نیچری لوگوں نے الہام اور وحی سے انکار کیا معجزات پر ہنسی اڑائی گویا لوازمات اور اصول نبوت سے انکار کر دیا بر ہموازم کثرت سے اپنے مشن کو پھیلا رہا ہے۔ آریہ لوگ حد التکذیب الرسل پر منہ کھولے ہوے ہیں عیسائیوں نے تو حد ہی کر دی۔ غرض یہ دوسری قسم بھی کثرت سے پھیل رہی ہے۔ اور تیسری قسم کا تو کیا ہی کہنا ہے جیلخانوں کی رپورٹوں سے پتہ لگ سکتا ہے کہ زنا بالجبر۔ خون ناحق سرقہ بالجبر وغیرہ کس قدر اتلاف حقوق ہو رہا ہے اور ان چھپی ہوئی بدکاریوں اور سیہ کاریوں کو علحدہ رکھو غرض جب کہ ظلم کے یہ معنے ہیں اور اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ **مہدی** اگر اس ظلم سے دنیا کو نجات دیگا اور عدل اور انصاف سے بھر دے **قسط** اور **عدل** کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ ترازو کی زبان کی مانند ہو گا۔ یا حضرت مسیح کے الفاظ میں یہ تعبیر یوں کہو قیصر کا قیصر کو دے گا اور خدا کا خدا کو

اب ضروری ہوا کہ ہم حضرت اقدس **مہدی موعود** کی تعلیم اور رفتار زندگی سے اس امر کو ثابت کریں کہ اُس نے اس ظلم کو **عدل** اور انصاف سے بدل دینے میں کیا کوشش کی اور کہاں تک کامیاب ہوا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ مضامین کا گورنمنٹ اور مسلمانوں کے لئے بہت مفید ہوگا خدا تعالےٰ ہماری مدد کرے اور ہمارے سینہ کو کھولدے تاکہ ہم بات صفائی سے اسکو بیان کرسکیں

آمین

باقی انشاء اللہ تعالےٰ پانچویں نمبر میں۔

فہرست چندہ مکان صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب

جماعت لاہور ۵ روپیہ

مولوی وزیر الدین صاحب سرہندی ۴ روپیہ

مرزا خدا بخش صاحب ۱۰ روپیہ

ڈاکٹر رشید الدین خانصاحب ۲۸

نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر وغیرہ ۴ روپیہ

جن صاحبوں نے ابھی اس طرف توجہ نہیں کی امید ہے کہ اب وہ توجہ کریں گے مکان کی تعمیر شروع ہو۔

رویاء صالحہ

اس نام کی ایک مختصر سی کتاب حضرۃ اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق میں منشی محمد اسمعیل صاحب نقشہ نویس دہلی نے لکھی ہے۔ کتاب کا مضمون اس نام سے ظاہر ہے۔ مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی فتن دجال وغیرہ امور کے متعلق لطیف بحث کی گئی ہے جو صاحب مفت تقسیم کرنیکے لئے خرید کریں گے انکو فی روپیہ گیارہ نسخہ دیجاوینگی ورنہ عام قیمت فی جلد ۲ محصولڈاک اور اگر کوئی مجلدلے تو ۳ تمام درخواستیں محمد امین مالک مطبع خورشید اسلام دہلی کے نام ہوں۔ مطبع خورشید اسلام میں ہر قسم کا کام چھپائی کا صفائی اور عمدگی سے ہوتا ہے

ضروری یادداشت

جو صاحب یکی یا عند الطلب قیمت اخبار دینی کو طیار نہیں ہیں وہ آئندہ درخواست نہ بھیجیں اور موجودہ خریداروں میں سے بھی جو صاحب آئندہ کے لئے اس بات پر طیار نہیں ہیں وہ بقایا بیباق کر کے اخبار بند کریں۔ مینیجر الحکم۔

جلسۃ الوداع

ہم اشتہار للانصار میں لکھ چکے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے تین آدمی اس کام کے لئے منتخب کئے جائینگے کہ وہ نصیبین اور اس کے نواح میں جائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آثار اس ملک میں تلاش کریں۔ اب حال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے سفر کے خرچ کا امر قریباً انتظام پذیر ہو چکا ہے صرف ایک شخص کی زاد راہ کا انتظام باقی ہے یعنی اخویم مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب نے ایک آدمی کے لئے ایک طرف کا خرچ دیدیا ہے اور اخویم منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپورہ نے باوجود قلت سرمایہ کے ۱۲۵ روپیہ دیئے ہیں اور میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپورہ اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیر الدین نے ۵۰ روپیہ دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی ایسا ہی مرزا خدا بخش صاحب نے بھی اس سفر خرچ کے لئے پچاس روپیہ چندہ دیا ہے خدا تعالیٰ سب کو اجر بخشے۔

آج ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو قرعہ اندازی کے ذریعہ سے وہ دو شخص تجویز کئے گئے ہیں جو مرزا خدا بخش صاحب کے ساتھ نصیبین کی طرف جائیں گے۔ اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عزیزوں کی روانگی کے لئے ایک مختصر سا جلسہ کیا جائے کیونکہ یہ عزیز دوست ایمانی صدق سے تمام اہل و عیال کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کر کے اور وطن کی محبت کو خیر باد کہہ کر دور دراز ملکوں میں جائیں گے اور سمندر کو چیرتے ہوئے اور جنگلوں اور پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نصیبین یا اس سے آگے بھی سیر کریں گے اور کربلا معلیٰ کی بھی زیارت کریں گے اس لئے یہ تینوں عزیز قابل قدر اور تعظیم ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لئے ایک بڑا تحفہ لائیں گے۔ آسمان ان کے سفر سے خوشی کرتا ہے کہ محض خدا کے لئے قوموں کو شرک سے چھڑانے کے لئے یہ تین عزیز ایک تنگی کی صورت پر اٹھے ہیں اس لئے لازم ہے کہ ان کے وداع کے لئے ایک مختصر سا جلسہ قادیان میں ہو اور انکی خیر و عافیت اور ان کے متعلقین کی خیر و عافیت کے لئے دعائیں کی جائیں لہذا یہ اس جلسہ کی تاریخ ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء مقرر کر کے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ ان تمام خالص دوستوں کو اطلاع دی جائے کہ اس سے بڑھکر کوئی عید نہیں کہ جس کام کے لئے وہ اس سردی کے ایام میں اپنے اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اور اپنے عیال اور دوستوں سے علیحدہ ہو کر جاتے ہیں اس مراد کو حاصل کر کے واپس آویں اور فتح کے نقارے بجتے ساتھ ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اے قادر خدا جس نے اس کام کے لئے مجھے بھیجا ہے ان عزیزوں کو فضل اور عافیت سے منزل مقصود تک پہنچا اور پھر بخیر و خوبی فائز المرام واپس لا آمین۔ آمین ثم آمین اور میں امید رکھتا ہوں کہ میرے وہ عزیز دوست جو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں حتی الوسع فرصت نکال کر اس جلسہ وداع پر حاضر ہوں گے اور ان مسافر عزیزوں کے لئے رو رو کر دعا کریں گے۔ والسلام ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

نظم

خبر تا اہل دل آن یار مولوی حلیم
برور دوست نشیم وکشادے طلیم
دیر گاہے است کہ بینیم زمین پر زفساد
بہ کہ بادست دعا صدق وسدا دے طلبیم

راقم
مرزا غلام احمد
از قادیان ضلع گورداسپورہ ملک پنجاب

(۲) اشتہار

میلہ مال مویشی واسپان دیوالی ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہو کر ۶ نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے لہذا اعلان کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لیوے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاواں قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم۔ دوم۔ سوم۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو تحت فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مالکے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔

المشتہر
مسٹر جے۔ جی۔ السپ
صاحب بہادر سکرٹری
میونسپل کمیٹی امرتسر
۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دُھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جلنا خارش وغیرہ ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عما ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۵ر خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ ممیری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے سرمہ کے اشتہار دہندی سے بچنا چاہیئے ۔

المشتہر پروپرائیٹر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اوران سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ۔ ڈی ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض بیماۃ اتم دیوی عمرہ ۵۴ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خرد خرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال اُس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے بیس روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انھی امراض مذکور سے کلی صحت پائی ۔

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مینے ممیرے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاص کران مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن ٹو جرنل ہند

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اسے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

جلد قادیان دار الامن والامان ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء

غیرت ایمانی

یہ اس خطبہ کا مضمون ہے جو ہماری محسن و مخدوم مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے کسی زبردست تحریک پر ۲۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ میں پنجابی بولی میں بیان فرمایا تھا۔ چونکہ یہ مضمون اپنی اہمیت اور ضرورت کے لحاظ سے شائع ہونا لازم تھا لہذا ہم نے اس کو ساتھ ساتھ اردو زبان میں لکھ لیا اور پھر حضرت مولانا صاحب کی نظر ثانی کے بعد آج درج کیا جاتا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ جس غرض اور منشا کے لئے مولوی صاحب نے اس کو بیان فرمایا تھا۔ وہ اس اشاعت سے اور بھی وسعت کے ساتھ پوری ہو سکے گی انشاء اللہ تعالے۔ (ایڈیٹر)

میں آج اپنے دوستوں کو چند باتیں سنانی چاہتا ہوں۔ امید ہے وہ دھیان اور فکر سے سنیں گے۔ اور جو موجود نہیں ہیں انکو سنا دیں گے۔

میرے عزیزو!

یاد رکھو اللہ تعالے انسان کی ایک حالت کو پیار کرتا ہے۔ اگر وہ حالت اس کی نہ ہو اور وہ نقطہ اس کے دل میں نہ ہو تو اگر خواہ سیکڑوں ہی باتیں اس میں موجود ہوں وہ اللہ تعالے کی قبولیت اور رضا کو من کل الوجوہ حاصل نہیں کر سکتیں۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اگر وہ خاص بات جس کا میں ابھی ذکر کروں گا اس میں نہ ہو تو مجھے اندیشہ ہی ہے کہ دوسری سعادت اور خدا ترسی کی باتوں سے اسے بہرہ ملے۔ پھر وہ بات جو خدا تعالے کی رضا کو پیدا کرتی ہے کیا ہے؟ وہ غیرت ایمانی ہے

اگر کسی میں سو خوبی ہو۔ نماز روزہ کا پابند بھی ہو دوسری نیکی کے کام بھی کرتا ہو لیکن اگر یہ سعادت اس کو حاصل نہیں تو کچھ بھی نہیں اور دوسرے تمام اعمال بجز اس کے کچھ بھی نہیں ہوں گے کہ رسم و عادت کے طور پر وہ کرتا ہے کہ اس لذت و سرور سے جو ایک غیور مومن ان میں پاتا ہے۔ پس وہ چیز جو خدا کی نظر میں مقبول اور پسندیدہ ہے اور جو انسان کو سچی عبودیت کا شرف دیتی ہے غیرت ایمانی ہے اور غیرت ایمانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے جن چیزوں کو پیار کرتا ہے ان سے پیار ہو اس کا رسول علیہ الصلوۃ والسلام جن باتوں کو عزیز رکھتا ہے ان سے محبت ہو کتاب اللہ پر عمل ہو اور اس کے خلاف سے بے حد نفرت اور بیزاری ہو۔ دیکھو اگر کوئی آدمی کسی کے باپ یا ماں پر تہمت رکھے

یا بہن یا بیوی پر حرف رکھے تو کیا کشادہ پیشانی اور خوشی کے ساتھ اُس سے ملنا وہ پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہ غیرت مادی اشیا کی نسبت ہے ایمانی چیزون کی نسبت اس سے بدرجہا زیادہ غیرت ہونی چاہئے اگر کہین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہوتی ہو اور خدا اور اس کی پاک کتاب سے ہنسی ہوتی ہو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو جب تک اُس مکان سے جہان ایسی باتین ہون اور اُس ناپاک منہ سے جس سے ایسی گستاخانہ باتین نکلتی ہون پوری بیزاری اور کامل نفرت نہو ایمان کی تکمیل نہین ہوسکتی؟

کس قدر تعجب اور شرم کی بات ہے کہ ہم اپنے رشتہ دارون کی نسبت ذرا بھی ہتک آمیز لفظ سننا گوارا نہین کرسکتے۔ مگر اللہ اور اُس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تضحیک سنتے ہوئے ہماری پیشانی پر شکن تک نہ پڑے اور پھر مومن کے مومن اور مسلمان کے مسلمان بنے رہین۔ سوچو! اور پھر سوچو!! میرا یہ منشا نہین کہ ایسے لوگون سے جھگڑا اور فساد کرو۔ ہرگز ہرگز نہین قرآن کریم اور اسلام کا یہ منشا نہین۔ اعراض عن اللغو مومن کی شان ہے۔ بیزاری اور نفرت سے یہ مراد ہے کہ ایسے مواقع ومجالس اور ایسے اشخاص کی مخالطت اور اُن کو قلوب مین وقعت دینے سے کلی پرہیز کرو ایسے مکان اور ایسے انسان سے تعلق رکھکر اگرچا ہو کہ خدا تعالےٰ کے حضور سچا ایمان لے کر جاؤ ممکن نہین روح سے پاک توفیق چھن جائے گی۔ یاد رکھو مین بڑے درد دل کے ساتھ کہتا ہون کہ ایسا انسان سعادت اور رشد کی ادنےٰسی بات پر بھی رفتہ رفتہ کاربند نہ ہوسکے گا۔ اور اندیشہ ہے کہ اسکا ایمان نفاق سے نہ بدل جائے مومن کامل ہان غیور مومن اُسی وقت ہوگا جب کہ اُس کو عدو اللہ اور عدو الرسول سے پوری بیزاری ہو سنو! خدا کی عزیز اور حکیم کتاب اس بارہ مین کیا فتویٰ دیتی ہے فمن یومن باللہ ویکفر بالطاغوت فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا الے آیۃ یعنی جب تک انسان کا ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت پکا اور کامل نہ ہو اُسے حبل اللہ ل نہین سکتی یعنی جیسے ایکطرف اللہ تعالےٰ سے اس کا پختہ رابطہ ہو اُس کے غیر سے یعنی اُس کی نواہی اور مرتکبان نواہی سے کلی بیزاری اور تنفر ہے۔ بعض آدمی ہین جو طبعًا زنا۔ شراب اور فسق وفجور کے خود مرتکب نہین مگر با اینہمہ شراب خوار یا زناکار کو برا نہین جانتے اگر کوئی بھلا آدمی ملے تو بھی خیر اور اگر کوئی عیاش اوباش ملجاوے تو بہتر۔ غرض اپنے منہ سے آپ کو صلح کل اور ہردل عزیز کہتے ہین اور اپنے مشرب کی خوبی مین کہتے ہین۔

بامسلمان اللہ اللہ بابرہمن رام رام۔ ایسے شریر صلح کل نہین ہوتے اور نہین ہوسکتے۔ ایک میان مین دو تلوارین سما نہین سکتین۔ ظلمت اور نور یکجا اکھٹے نہین ہو سکتے۔ مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ ہو نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی خدا تعالےٰ اور اس کے پاک رسول اور اُس کی مجید کتاب سے دوستی اور سچا پیار بھی رکھے اور اُس کے دشمنون سے بھی پیار کرے۔

میرے عزیزو!

جو یہان موجود ہو اور جو یہان موجود نہین وہ دوسرون کو سنا دین کہ خدا ایک بات چاہتا ہے اور اگر وہ بات نہین تو ساری محنتین اور کوششین رایگان جانے کا اندیشہ ہے اور یہ وہی غیرت ایمانی ہے جسکا مین ذکر کررہا ہون۔

اس زمانہ مین

جہان طرح طرح کی اعدہ حیا سُبان اور بے غیرتیان ہر قسم سے فسق وفجور ہورہے ہین اسی کے ساتھ ساتھ ایمانی غیرت بھی بہت کم ہورہی ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ برادریون کے لحاظ سے دنیا داری اور ظاہرداری کے خیال سے شریعت اور شریعت کے حامیون کے ہتک اور تضحیک کی بھی پروا نہین کی جاتی۔

اس مسجد مین بہت سے لوگ ہین جو نمازین پڑھتے ہین اگر یہان نہین تو کسی اور مسجد مین مگر ساتھ ہی سچی غیرت اور ایمانی غیرت۔ اللہ اور اُس کے رسول کے لئے اُن کے دشمنون سے نفرت اور بیزاری اُن مین نہین ہے۔ وہ اُن لوگون کے پاس جاکر بیٹھتے ہین جو خدا اور رسول کی باتون پر ہنسی اُڑاتے اور بُری باتون سے اُن کو تشبیہ دیتے ہین اُس وقت وہ بھی اُن کے سامنے بیٹھے سنتے اور ہنستے ہین۔ کیا یہ ایمان ہے؟ کیا یہی اسلام ہے۔ ہم مین تب سمجھون کہ اگر اُن کی مان بہن کو وہان گندی گالی دی جاوے اور نہایت بیبا کی اور خباثت سے اُنکا ذکر کیا جاوے اور وہ پھر بھی وہان بیٹھے ہوئے ہان مین ہان ملاتے رہین۔ خدا کے لئے سوچو! اور بتلاؤ کہ کیا اگر کوئی تمھاری مان بہن کو گالی دے تم پھر بھی اُن سے خندہ رو مل سکتے ہو؟ یقینًا کوئی باحیا اور غیرت پسند شریف ایسا نہ کرے گا پھر تم ہی بتلاؤ۔ اگر کوئی ناپاک فطرۃ دہریہ بیدین خدا کے برگزیدون کو معاذ اللہ کتون سے تشبیہ دے۔ اگر تم مین بے ایمانی

رگ اور کفر کی بو نہیں تو پھر ایسے لوگون سے اختلاط کیون ہے؟

مین قسم کھا کر کہتا ہون اُس ذات پاک کی جس نے حضور مرنے کے بعد جانا ہے۔ کُتّے کے مُنہ سے مُنہ لگانا آسان۔ جذامیون کی رال اور رِستے چاٹنا آسان۔ کسی متعفن سے متعفن اور گھنونی سے گھنونی چیز کا اُٹھا لینا آسان۔ مگر مشکل اور بدتر ہے تو وہ اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی پاک کتاب کے دشمن کے مُنہ سے کچھ سُننا اور اُس کے ساتھ مل مل کر بیٹھنا اور اُس کے ناپاک سانس سے متاثر ہونا ایسا انسان مجذوم سے بدتر اور کُتّے اور مردار سے پلید تر اور ناپاک تر ہے۔

اللہ اللہ سوچو تو سہی وہ کیا بات ہے جسنے ایک کنجر کو کنجر بنا دیا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے ایک خانگی کو خانگی بنا دیا اور وہ اپنی شرمگاہ کو ہر ایک راہ چلتے ہوئے کے آگے چند پیسون پر رکھنے کو طیار ہوگئی۔ یہ وہی بے غیرتی اور حیا سوزی ہے جو ابتدا مین قلیل تھی مگر آخر مین نوبت بدین جا رسید۔

بس یاد رکھو جس دل مین اللہ کی عزت اور اُس کے دین اور شریعت کی عزت نہین وہ دل کنجری اور خانگی ہے اور مین خدا سے پناہ چاہتا ہون کہ ایسا بے عزت اور بے حیا دل ہماری جماعت کے کسی فرد کے سینہ مین ہو۔

میرے دوستو! دل کے کانون سے سنو اور نہ صرف سنو

بلکہ

ایسا غیور دل اور غیور روح پیدا کرو کہ خدا اور اُس کے پاک دین کے خلاف سُننے کی تم مین برداشت اور تحمل نہ ہو۔ اور تمھاری پیشانیون پر

عزت مند مومن

لکھا ہوا ہو۔ اور ایک چمکتا ہوا نور کا شعلہ ہو جو ایسے حیا سوز لوگون کو اُن کے مُنہ سیاہ کردے۔

یاد رکھو

کہ وہ مجلس جہان تمھارے پاک و برگزیدہ امام (علیہ افضل التحیات والسلام) کو بُرا کہا جاوے وہان مت جاؤ۔ ورنہ بے عزت ہوجاؤگا وہ دل اور بے حیا ہو جاوے گی وہ روح جو ایسی باتین سُننے کا نام تحمل رکھے گی۔ تم خوب جانتے ہو کہ ہر فعل کا پھل ہوتا ہے۔ بےغیرتی کا پھل بہری (برص) کی طرح تمام روح کو گھیر لیتی ہے۔

تم جو عزت مند کے مطیع اور متبع اور مرید ہو عزت مند بنو۔ اُس کی عزت کا اندازہ کرو۔ برادری سے قطع تعلق کر لیا؟ کیون۔ عزت ایمانی کا تقاضا یہی تھا؟ بیٹون کی پروا نہین کی کیون؟ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتون پر ہنسی اُڑانے والون کی مکروہ آواز سننے کی برداشت نہ تھی۔ اس سے بڑھکر کیا عزت ہوگی۔

تم اُن کے مرید ہو پس ایسے ہی غیور بنو۔

تم جو اس پاک جماعت مین داخل ہو ہو

یاد رکھو!

کبھی اُس شخص کے پیچھے نماز مت پڑھو جو خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ بندہ اور منتخب امام کو اس کو جسے

خاتم النبیین نے سلام

اور جسے خود خدا نے چنا اور اپنے ہاتھ سے مسح کیا بُرا کہتا۔ بُرا جانتا یا مداہن ہو۔ یا جہان اُس خلیفۃ اللہ کے خلاف باتین ہوتی ہون جو خدا کی توحید اور جلال اُس کے رسول کی عزت اور عظمت کو قائم کرنے کے لئے اس فسق و فجور کی تیرہ و تار رات مین بدر کامل کی طرح چودھوین صدی کا امام ہوکر آیا ہے۔

سیاہ ہو وہ مُنہ جس مین اسکا شکوہ اور گلہ ہو۔

اور کٹ جائے وہ جیبھ جو اس کی عیب چینی کرتی ہو۔

بالآخر مین پھر کہتا ہون۔ کہ تم اپنے اعمال و افعال سے دکھا دو کہ تم غیور مومن ہو۔

تمھاری نماز اپنی جماعت کے ساتھ درست ہوسکتی ہے اور کسی کے پیچھے نہین ہوتی۔ اگر اپنے احباب نہین کچھ پرواہ نہین اکیلے پڑھو۔

مگر نور کے اعدا اور خلیفۃ اللہ کے مخالفون کی اقتدا ہرگز ہرگز نہ کرو۔

خدا تعالےٰ مجھے اور میرے سارے دوستون کو جو حاضر و غائب ہین غیور مومن بناوے آمین۔

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو پڑھا۔

سُورَۃُ الدَّھر کا پہلا رکوع

یہ ایک سورہ شریف ہے جو جمعہ کے دن فجر کی نماز کی دوسری رکعت مین پڑھی جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ اس مین اوّل اپنے اُن احسانات کا تذکرہ فرماتا ہے جو مولیٰ کریم نے انسان پر کئے ہین۔ اس تذکرہ کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کی فطرۃ اچھی ہو اور وہ سعادت مند ہو۔ فہیم ہو عقل کی مار اُس پر نہ پڑی ہو تو یہ بات ایسے انسان کی سرشت مین موجود ہے کہ جو کوئی اس پر احسان کرے تو محسن کی محبت طبعًا انسان کے دل مین پیدا ہوتی ہے۔ اسی طبعی تقاضائے فطرۃ کی طرف ہمارے سیّد و مولےٰ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایما کرکے ارشاد فرمایا ہے

جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا یعنی انسانی سرشت مین یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اسی قاعدہ اور تقاضاء فطرۃ کی وجہ سے اللہ نے قرآن کریم مین یہ طرز بھی اختیار کیا ہے کہ سعادت مندون کو اپنے احسان و انعام یاد دلاتا ہے کہ وہ محبت الٰہی ترقی دیکر کے سعادت حاصل کرین اندرونی اور بیرونی انعامات پر غور کرین اور سوچین تا انکی جناب الٰہی سے محبت ترقی کرے پھر یہ بات بھی انسان کی فطرۃ مین ہے کہ جب انسان کسی سے محبت بڑھا لیتا ہے تو محبوب کی رضامندی کے لئے اپنا وقت اپنا مال اپنی عزت و آبرو غرض ہر عزیز سے عزیز چیز کو خرچ کرنے پر طیار ہو جاتا ہے پس جب خدا تعالےٰ کے احسانات اور انعامات کے مطالعہ کی عادت پڑ جاوے تو اسے اللہ تعالےٰ کی محبت پیدا ہوگی اور روز بروز محبت بڑھے گی۔ اور جب محبت بڑھ گئی تو وہ اپنی تمام خواہشون کو رضاء الٰہی کے لئے متوجہ کرسکے گا اور اس رضاء الٰہی کو ہر چیز پر مقدم سمجھ لے گا۔

دیکھو سب سے بڑا اور عظیم الشان احسان جو ہم پر کیا وہ یہ ہی کہ ہمکو پیدا کیا۔ اگر کوئی دوست مدد دیتا ہے تو ہمارے پیدا ہونے اور موجود ہونے کے بعد اگر کوئی بھلی راہ بتلا سکتا ہے یا علم پڑھا سکتا ہے مال دے سکتا ہے غرض کہ کسی قسم کی مدد دیتا ہے تو پہلے ہمارا اور اس چیز کا اور دینے والیکا وجود ہوتا ہے تب جاکر وہ مدد دینے والے مدد دینے کے قابل ہوتا ہے۔ غرض تمام انعامون کے حاصل کرنے سے پیشتر جو کسی غیر سے ہون پہلا اور عظیم الشان احسان خدا تعالےٰ کا یہ ہے جس نے ہم کو اور اس چیز کو جس سے ہمین راحت پہونچے اور جس نے ہمین راحت پہنچائی اس کو وجود عطا کیا پھر صحت و تندرستی عطا کی اگر ذرا بھی بیماری ہو جاوے تو تمام راحت رسان چیزین بھی راحت رسان نہین رہتین۔ دانت درد کرے تو اس کا نکالنا پسند ہو جاتا ہے آنکھ دُکھ دینے کا باعث بن جاوے تو گا ہے اس کا نکالنا ہی پڑتا ہے۔

برادران جب بیماری لاحق ہوتی ہے تب پتہ لگتا ہے۔ کہ صحت کیسا انعام تھا۔ اس صحت کے حاصل کرنے کو دیکھو کس قدر مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ طبیبون کی خوشامد۔ دعا والون تعویذ لوٹکے والون کی منتین غرض قسم قسم کے لوگون کے پاس جنسے کچھ بھی امید ہو سکتی ہے انسان جاتا ہے۔ دواؤن کے خرید کرنے مین کتنا ہی روپیہ خرچ کرنا پڑے بلا دریغ خرچ کرتا ہے۔ ایک آدمی مرنے لگتا ہے تو کہتے ہین دو باتین کرا دو خواہ کچھ ہی لے لو۔ حالانکہ اس نے لاکھون باتین کین۔

چونکہ ان لوگون کو جو احسانات کا مطالعہ نہین کرتے خبر بھی نہ تھی غرض یہ سب انعامات جو ہم پر ہوئے ہین اُن مین سے اول اور بزرگ ترین انعام وجود کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے پس اس سورہ شریفہ مین اول اسی کا ذکر فرمایا۔ + هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ٥ انسان پر کچھ زمانہ ایسا بھی گذرا ہے یا نہین؟ کہ یہ موجود نہ تھا۔

میری حالت کو دیکھو اس وقت مین کھڑا بول رہا ہون مگر کیا کوئی تبلا سکتا ہے کہ سو اسی برس پیشتر مین کہان تھا؟ اور میرا کیا مذکور تھا۔ کوئی نہین تبلا سکتا یہ جناب الٰہی کا فیضان ہے کہ ایک ذرہ سی چیز سے انسان کو پیدا کیا چنانچہ فرماتا ہے إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ۔ ہم نے انسان کو نطفہ سے بنایا نطفہ مین صدہا چیزین ایسی ہین جنسے انسان بنتا ہے۔

عام طور پر ہم لوگ اُن کو دیکھ نہین سکتے کوئی بڑی اعلیٰ درجہ کی خوردبین ہو تو اُس کے ذریعہ سے وہ نظر آتے ہین پھر بتلایا کہ پہلا انعام تو عطاء وجود تھا پھر یہ انعام کیا فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا خدا ہی کا فضل تھا کہ کان دئے۔ آنکھین دین اور سنتا دیکھتا بنا دیا۔

سارے کمالات اور علوم کا پتہ کان سے لگ سکتا ہے یا نظارۂ قدرت کو دیکھکر انسان باخبر ہو سکتا ہے۔ یہ عظیم الشان عطیے بھی کس کی جناب سے ملے؟ مولی کریم ہی کی حضور سے ملے۔ آنکھین ہین تو نظارۂ قدرت کو دیکھتی ہین۔ خدا کے پاک بندون اس کے پاک صحیفون کو دیکھکر حظ اُٹھاتی ہین۔ کان کے عطیہ کے ساتھ زبان کا عطیہ بھی آگیا۔ کیونکہ کان اگر نہ ہون تو زبان پہلے چھن جاتی ہے۔ اب اگر ان مین سے کوئی نعمت چھن جاوے تو پتہ لگتا ہے کہ کیسی نعمت جاتی رہی۔ آنکھ بڑی نعمت ہے یا کان بڑی دولت ہے ان عطیون مین کوئی بیماری یا روگ لگجاوے تو اس ذراسی نقصان کی اصلاح کے لئے کس قدر روپیہ۔ وقت خرچ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ صحیح سالم عمدہ بے عیب۔ بے روگ عطیہ اس مولی کریم نے مفت بے مزد عنایت فرمائے ہین۔ یون نظر اُٹھاتے ہین تو وہ عجیب در عجیب تماشا ہائے قدرت دیکھتے ہوے آسمان تک چلی جاتی ہے ادھر نظر اٹھاتے ہین تو خوشکن نظارے دیکھتی ہوئی افق سے پار جا نکلتی ہے کان کہین کہین دلکش آوازین سن رہے ہین کہین معارف و حقایق تیدت کی داستان سے حظ اٹھاتے ہین۔ کہین روحانی عالم کی باتون سے لطف اٹھا رہے ہین۔ بیشک یہ مولی کریم ہی کا

+ نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

فضل اور احسان ہے کہ ایسے انعام کرتا ہے۔ پیدا کرتا ہے اور پھر ایسی ایسی بے بہا نعمتیں عطا کرتا ہے کسی کی ماں۔ کسی کا دوست۔ کسی کا باپ وہ نعمتیں نہیں دے سکتا جو خدا تعالیٰ نے دی ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں فرمائی اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ ہم نے انسان کو ایک راہ بتلائی۔ یہی ایک مسئلہ ہے جو بڑا ضروری تھا۔ ہم پیدا ہوئے سب کچھ ملا مگر کوئی کتنی کوششیں کرے۔ ہمیشہ کے لئے نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا سارے انبیاء و رسل تمام اولیاء وکبراء ملت تمام مدبر اور بڑے بڑے آدمی سب کے سب چل دئے۔ پس کوئی ایسا انعام ہو جو ابد الآباد راحت اور سرور کا موجب ہو۔ اس کے لئے فرمایا انا هديناه* السبيل ہم نے ایک راہ بتلائی اگر اس پر چلے تو ابد الآباد کی راحت پا سکتا اس پاک راہ کی تعلیم ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی معرفت ہوئی ہے۔

گو خود فطرت انسانی میں اس کے نقوش موجود ہیں۔ بہت مدت گذری جب کہ دنیا میں ایک عظیم الشان انسان اس پاک راہ کی ہدایت کے لئے آیا جس کا نام آدم علیہ السلام تھا۔ پھر نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام آئے اور ان کے درمیان ہزاروں ہزار مامور من اللہ دنیا کی ہدایت کو آئے۔ اور ان سب کے بعد میں ہمارے سید و مولیٰ سید ولد آدم فخر الاولین والآخرین افضل الرسل و خاتم النبیین حضرت محمد رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پھر کیسی رحمانی فرمائی کہ ان کے ہی نمونہ پر ہمیشہ خلفاء امت کو بھیجتا رہا حتیٰ کہ ہمارے مبارک زمانہ میں بھی ایک امام اس ہدایت کے بتلانے کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اس کو اور اس کے اقوال کو تائیدات عقلیہ اور نقلیہ و آیات ارضیہ و سماویہ

سے مؤید فرما کر روز بروز ترقی عطا کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ کس طرح الٰہی انعام کو پانے والے انسان کی حفاظت کرتا ہے اور کس طرح آئے دن اس کے اعدا نیچا دیکھتے ہیں والحمد للہ رب العلمین۔

ہاں تو پھر خدا کی ایک ممتاز جماعت ہمیشہ اپنے اقوال سے اس راہ کو بتلاتی اور اپنے اعمال سے نمونہ دکھلاتی ہیں۔ جس سے ابدی آرام عطا ہو۔ پھر دیکھو کہ انعام الٰہی تو ہوتے ہیں مگر ان انعامات کو دیکھنے والے دو گروہ ہوتے ہیں اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا۔ ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان ہدایات کی قدر کرتے ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں جو قدر نہیں کرتے ہیں۔ اور ان دستوروں پر عمل درآمد نہیں دکھاتے۔ ہمیشہ سے یہی طریق رہا ہے ایک گروہ جو سعادتمندوں کا گروہ ہوتا ہے ان پاک راہوں کی قدر کرتا ہے اور اپنے عمل درآمد سے بتلا دیتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اس راہ کے چلنے والے اور اس راہ کے ساتھ پیار کرنے والے ہیں اور دوسرے اپنے انکار سے بتلا دیتے ہیں کہ وہ قدر نہیں کرتے۔ قرآن شریف جب آیا۔ اور ہمارے سید و مولیٰ رسول اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم اور پھر اپنے کامل اور پاک نمونہ سے ہدایت کی راہ بتلائی۔ بہت سے نابکار سعادت کے دشمن انکار اور مخالفت پر تل پڑے اور جو سعادتمند تھے وہ ان پر عمل کرنے کے لئے نکلے اور دنیا کے سرمایہ فخر و سعادت اور راحت و آرام ہوئے اور ان کے دشمن خائب و خاسر اور ہلاک ہوئے آخر وہ سعادت کا زمانہ گذر گیا۔ دور کی باتیں کیا سناؤں۔ گھر کی اور آج کی بات کہتا ہوں۔ اب بھی اسی نمونہ پر ایک وقت لایا گیا اور وہی قرآن شریف پیش کیا گیا ہے۔ مگر سعادتمندوں نے قدر کی اور ناعاقبت اندیش نابکاروں نے ناشکری اور مخالفت۔

مگر نادان انسان کیا یہ سمجھتے ہیں کہ انعام الٰہی کی ناقدری کرنے سے ہم سے کوئی

بازپرس نہ ہوگی ان کا یہ خیال غلط ہے دنیوی حکومت میں ہم دیکھتے ہیں کہ کسی حاکم کا حکم آجاوے اور پھر رعایا اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو سزایاب ہوتی ہے۔ نہ ماننے والوں کا آرام رنج سے اور ان کی عزت ذلت سے متبدل ہو جاتی ہے۔ پھر اگر کوئی احکم الحاکمین کی بتائی راہ اپنا دستور العمل نہ بناوے تو کیونکر دکھوں اور ذلتوں سے بچ سکتا ہے۔

یاد رکھو کہ حکم حاکم کی نافرمانی حسب حیثیت حاکم ہوا کرتی ہے یہ ذلت بھی اسی قدر ہوگی جس قدر کہ حاکم کے اختیارات ہیں۔

دنیا کے حاکم جو محدود حکومت رکھتے ہیں ان کی نافرمانی کی ذلت بھی محدود ہی ہے مگر خدا تعالیٰ جو غیر محدود اختیارات رکھتا ہے اس کے حکم کی خلاف ورزی میں ذلت بھی طویل ہوگی۔ گو یہ سچ ہے کہ سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے مگر جیسی کہ اس کی طاقتیں وسیع ہیں اسی اندازہ سے نافرمان کی ذلت بھی ہونی چاہیئے اور ہوگی ہاں بہت سی سزائیں ایسی ہیں کہ انسان انکو دیکھتا ہے اور بہت سی سزائیں ہیں کہ انکو نہیں دیکھ سکتے تو غرض یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ خدا کے قانون اور حکم کی اگر پرواہ نہ کریں گے تو کیا نقصان ہے ہاں نہیں نہیں خبردار ہو جاؤ۔ مولیٰ فرماتا ہے اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا۔ منکروں کو تین قسم کی سزا دیں گے۔

ہر ایک انسان کا جی چاہتا ہے کہ میں آزاد رہوں جہاں میری خواہش ہو وہاں پہنچ سکوں پھر چاہتا ہے کہ جہاں چاہوں حسب خواہش نظارہ ہای مطلوبہ دیکھوں اور آخر جی کو خوش کروں۔ کہیں جانا پڑے تو جاؤں اور کہیں سے بھاگنا پڑے تو وہاں سے بھاگوں اور کسی چیز کو دیکھنا پڑے تو اسے دیکھوں

* نوٹ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۳

بہرحال اپنا دل ٹھنڈا رکھون۔

پس یہ تین عظیم الشان امور ہین۔ اگر کہین جاتا ہے تو منشا ہے کہ دل خوش ہووے کسی کو دیکھتا ہے تو اس لیئے کہ جان کو راحت ملے۔ نتیجہ بہرحال دل کی خوشی ہے مگر جب انسان خدا تعالے کی نعمتون کا کفر کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان نعمتون سے محروم ہوجاتا ہے۔

خدا تعالی نے اولاً تین ہی نعمتون کا ذکر کیا ہے عطاء وجود۔ عطاء سمع۔ عطاء بصر۔ ان نعمتون سے اگر کوئی جاتی رہے تو کیا سچی خوشی اور حقیقی راحت مل سکتی ہے کبھی نہین۔ پھر خاص الخاص نعمت جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ملی ہے اس کے انکار سے کب راحت پاسکتا ہے؟۔

قانون الہٰی اور شریعت خدا وندی کو توڑتا ہے کہ راحت ملے؟ مگر راحت کہان؟ دیکھو ایک نابکار انسان حدود اللہ کو توڑ کر زنا کا ارتکاب کرتا ہے کہ اسے لذت و سرور ملے مگر نتیجہ کیا ہے کہ اگر آتشک اور سوزاک مین مثلاً مبتلا ہوگیا۔ تو بجائے اس کے جسم کو راحت و آرام پہونچاوے۔ دل کو سوزش اور بدن کو جلن نصیب ہوتی ہے قانون الہٰی کو توڑنے والے کو راحت کہان۔؟ پھر اس کے لیئے انا اعتدنا للکفرین الی الآیہ یعنی منکر انسان کے لیئے کیا ہوتا ہے۔ پاؤنمین زنجیر ہوتی۔ گردن مین طوق ہوتا ہے جنکے باعث انواع و اقسام راحت و آرام سے محروم ہوجاتا ہے دل مین ایک جلن ہوتی ہے جو ہر وقت اس کو کباب کرتی رہتی ہے دنیا مین اس کا نظارہ موجود ہے مثلاً وہی نافرمان زانی۔ بدکار قسم قسم کے آرام جسمانی مین مبتلا ہوکر اندر ہی اندر کباب ہوتے ہین اور پھر نہ وہان جاسکتے ہین نہ نظر اٹھاکر دیکھ سکتے ہین اسی ہم و غم مین مصائب اور مشکلات پر قابو نہ پاکر آخر خودکشی کرکے ہلاک ہوجاتے ہین دنیا مین ہدایت کے منکرون اور ہادیون کے مخالفون نے کیا پھل پایا۔

دیکھو ہمارے سید و مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر جنھون نے اس ابدی راحت اور خوشی کی راہ سے انکار کیا کیا حال ہوا؟ وہ عمائد مکہ۔ جو ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ وغیرہ تھے اور مقابلہ کرتے تھے وہ فاتح نہ کہلا سکے کہ وہ اپنے مفتوحہ بلاد کو دیکھتے اور دل خوش کرسکتے؟ ہرگز نہیں ان کے دیکھتے ہی دیکھتے انکی عزت گئی۔ آبرو نہ رہی۔ مذہب گیا۔ اولاد ہاتھ سے گئی غرض کچھ بھی نہ رہا۔

ان باتون کو دیکھتے اور اندر ہی اندر کباب ہوتے تھے۔ اور اسی جلن مین چلدیئے۔ یہ حال ہوتا ہے منکر کا۔

جب وہ خدا تعالی کی کسی نعمت کا انکار کرتا ہے تو برے نتائج کو پالیتا ہے اور عمدہ نتائج اور آرام کے اسباب سے محروم ہوجاتا ہے۔

- باقی آیندہ انشاء اللہ تعالی۔

+ نوٹ متعلق صفحہ ۴

انسان پر ہر زمانہ ایسا آتا ہے یا زیادہ وضاحت سے یون کہو کہ ہر ادنی سے ادنی حصہ وقت جو اس پر آتا ہے اس مین انسان پر ایک نیا وقت اور نئی حالت آتی ہے جو پہلے نتھی کچھ ذرات اور اشیاء اس مین بڑھتی جاتے ہین اور کچھ اپنی ہستی کا زمانہ پورا کرکے نکلتے رہتے ہین۔ غرض اس آیت پر ایک گہری اور دور بین نگاہ کرنے سے وہ مسئلہ طبعیات کا ثابت ہوتا ہے کہ ہر آن مین یا آن کے بھی ادنی ترین حصہ مین (کیونکہ حین کا لفظ عام ہے اور وہ زمانہ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حصہ پر بولا جاسکتا ہے) ایک نیا جسم انسان اور تمام اشیاء کا ہورہا ہے جو نادان کہتے ہین ہستی سے نیستی نہین ہوتی وہ اس مسئلہ مسلمہ پر غور کرین یہ ہمارا وجود باین ہیئت و حالت جواب موجود ہے ہمارے وجود مین آنے سے پیشتر کہان تھا بلکہ ہر آن مین جب نیا ہوتا ہے تو کہان سے آتا ہے غرضکہ قرآن کریم کا یہ فلسفہ کیسا سچا اور ثابت شدہ صداقت ہے ہر آن مین انسان اپنی حالت پر غور کرسکتا ہے اور ہر آن ایک نئی بات اس مین پاتا ہے پس اگر غور کرے تو خدا تعالی کے انعامات و احسانات کا کچھ بھی شمار اور اندازہ نہین کرسکتا۔

کیا ہی مبارک ہین وہ لوگ جو اپنے وجود کا مطالعہ کرتے ہین اور یون انعامات الٰہیہ کو دیکھکر اس کی محبت مین سرشار ہوتے ہین۔ (ایڈیٹر)

+ نوٹ متعلق صفحہ ۵

چونکہ ہدایت کے معنے طبعی قوتون کا نشو و نما بھی ہے اس لئے یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ ان قویٰ بصر۔ سمع۔ وغیرہ مین جو خواص طبعیہ ہین وہ بھی اللہ تعالے نے ہی پیدا کئے ہین اور ہر ایک ان مین سے..... ......اپنے اس کام مین لگ رہی ہے جس کے لیئے وہ پیدا ہوئی ہے اگر ان سے انسان کام نہ لے جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہین تو اس کو ان نتائج بد کا منہ دیکھنا ہوگا جو اس سے اگلی آیت مین درج ہین۔

پس ضروری ہے کہ ان قوی کی قدر اور شکر کیا جاوے جو صرف ان کو برمحل خرچ کرنا ہے۔ (ایڈیٹر)

اقتباس از مکتوب

مفتی محمد صادق صاحب

آج چودھوین صدی کے سر پر اللہ تعالے کا رسول اس کی طرف سے خلقت کے لیئے رحمت اور برکت ہے۔ خدا کی رحمت وسیع ہے اور اس کے ہان بخل نہین اور نہ اس کا

جو ہمارے درمیان موجود ہے بخیل ہے ہر کسی کے اپنے ہی عمل خراب ہوں تو وہ اپنے آپ کے سوا اور کسی پر ناراض نہ ہو۔

میرے آقا میں جانتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ (معبود محبوب مطلوب مطاع) نہیں۔ اس کو راضی کرنیکا دروازہ محمد رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس کے سوا کوئی راہ نہیں جو خدا تک جاوے۔ اللہ تعالےٰ کے اس پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے واسطے آج کل سوائے آپ کے کوئی ذریعہ نہیں ہر ہاں جو اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا گرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں۔ (صادق)

حیدرآباد کی انجمن اتحاد اسلامی

(۱) جو حضرت اقدس کے متبعین کی مجلس ہے نہایت سرگرمی سے اپنا کام کر رہی ہے جیسا کہ اس کے ہفتہ وار جلسوں کی رویدادوں سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس جو لنڈن تشریف لے گئے تھے تن بخیر بمبئی پہونچے۔ انکا ارادہ سیدھے دارالامان آنے کا تھا مگر انکے عم زاد بھائی کی خبر وفات نے پہلے ان کو گجرات جانے پر بحکم حضرت اقدس مجبور کیا ہے غالباً شیخ صاحب جلسہ الوداع پر تشریف لائیں گے۔

(۳) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کچھ دنوں کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے امید کی جاتی ہے کہ جلسہ پر تشریف لے آئیں گے۔

(۴) اتفاق حسنہ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب افریقہ سے تشریف لائے اور مع الخیر واپس رخصت ہوئے ڈاکٹر صاحب کے چہرہ سے رشد و سعادت کے آثار نمایاں ہیں افریقہ میں ڈاکٹر صاحب کے ذاتی نمونہ سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا خدا تعالےٰ ڈاکٹر صاحب کا سا خلوص۔ محبت۔ استقلال سب کو عطا کرے۔

(۵) حضرت اقدس نے الہامی پیشگوئی کے متعلق نیا اشتہار شائع فرمایا ہے اگلے نمبر میں درج کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شایع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) جو دہ قسم کی ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی عہ علاج داخلی عا

(۲) دوائی بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر ہے عا

(۳) دافع جریان ہر قسم للعہ

(۴) علاج آتشک ے

(۵) دوای سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عا

(۶) خضاب سالانہ جو نیل کیطرح لگایا جاتا ہے عہ

(۷) دوائی مصفی خون عہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت معرزہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوائی سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاویگی۔

تمام درخواستیں بنام حکیم محمد امین خادم مسیح موعود بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم عہ

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی۔ ۲۸ر اکتوبر ۱۸۹۹ء سے شروع ہوکر ۶۔ نومبر ۱۸۹۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا۔ اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی یکم دوم۔ سوم۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودہ دوہ کر وزن کیا جاوے گا۔ اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاوے گا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مالک کو دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس ہمارا رسید بطور سند وصول یابی قیمت کے رہے گی۔ (دستخط)

المشتہر

مسٹر جے۔ جی۔ ایسب صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی

امرتسر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست ہند و ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عصہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۵ر خالص ممیرانی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... دیوی عمر ۴۸ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون پر بہت خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پر سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وفیشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ویر وفیسر میڈیکل کالج لاہور ...

آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید پیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اس کو مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ انعام دیا جاوے گا ... مشتہر ...

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی ... [illegible]

رجسٹرڈ ایل ،،

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

جلد — قادیان دار الامن والامان مورخہ ۳۱- اکتوبر ۱۸۹۹ء — نمبر

خطبہ (موعظت)

جو
۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْآ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

سورہ توبہ رکوع ۱۵

یہ تو ہو نہین سکتا کہ کل مومن اللہ تعالی کی راہ مین نکلین اور اپنے وطنون کو چھوڑین — کیون ایسا نہ ہونا چاہیے کہ ہر فرقہ اور جماعت مین سے چند آدمی خدا تعالی کی راہ مین نکلین اور اپنے آرام اور اوطان کو چھوڑ کر **خلیفۃ اللہ** کی خدمت مین آکر رہین اس لیے کہ دین کی سمجھ پیدا ہو اور خلیفۃ اللہ کے مبارک منہ کی پاک باتین سنکر اور اس سے سبق لے کر اپنی قوم کے پاس واپس جاوین اور اہل غفلت کو ڈراوین اور بیدار کرین شاید وہ خوف کر جاوین۔

مینے بہت غور کی ہے اور میری عمر کا بہت بڑا حصہ اسی غور و فکر مین گذرا ہے اور اللہ علیم اس بات کا گواہ ہے کہ مجھے ہوش کے زمانہ سے یہی شوق دامنگیر رہا کہ خدا کی رضا کی راہین حاصل کرون اور میری بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی رہی ہے کہ کسی طرح پر اپنے مولی کریم کو راضی کرون۔

حضرت مولوی **نور الدین** صاحب (خدا تعالے ان پر اپنا بے حد فضل کرے) سے مجھے اللہ تعالی نے ملا دیا۔ اور اس طرح پر مجھے دین کی طرف اور قرآن کریم کے معارف اور حقایق طرف توجہ ہوئی۔ مگر باایہمہ بعض اخلاق ردیہ کی اصلاح نہ ہوئی اور طبیعت معاصی کی طرف اس طرح جاتی جیسے ایک سرکش جانور رسا تڑا کر بے اختیار دوڑتا ہے اور قابو سے نکل جاتا ہے اور میری روح مین وہ سیری اور لذت نہ ہوئی جس کا کہ مین جویان تھا اس مین شک نہین کہ قرآن کریم کے حقایق و معارف مینے حضرت مولانا صاحب کے منہ سے سنے اور بہت فیض اٹھایا اور مین اعتراف کرتا ہون کہ پختہ مسلمان اور غیور بنگیا لیکن مین نہین جانتا کہ وہ کیا بات تھی جس سے روح مین ایک بیقراری اور اضطراب محسوس ہوتا تھا اور سکون اور جمعیت خاطر جس کے لئے صوفی ترستے ہین میسر نہ آتی تھی اور اس اثنا مین ایک بڑی نازبا بات اور نا شدنی گردن زانی عقیدہ کی پرورش مین بڑا متوجہ تھا اور گویا بغل مین ایک ہبل اور لات کو رکھتا تھا اور دل مین سمجھتا تھا کہ یہ خدا کی رضا کی راہ ہے مگر خدا تعالے خوب جانتا ہے کہ اس کے اختیار کرنے مین بھی نیت نیک تھی۔

سید احمد خان صاحب

کے خیالات کا ۔ ابھی مین ۱۷ یا ۱۸ برس کی عمر کا سادہ لڑکا تھا کہ سید صاحب کے خیالات کے پڑھنے کا مجھے موقع ملا یعنی تہذیب اخلاق جو سید کے خیالات اور معتقدات کا آئینہ تھا مین اُسے شروع اشاعت سے پڑھنے لگا ۔ تینتیس برس کی عمر تک اس مین متوغل رہا سید صاحب کے قلم سے کوئی ایسا نقطہ نہین نکلا الا ماشاء اللہ جو مینے نہ پڑھا ہو اُن کی تفسیر کو بڑے عشق سے پڑھتا برابر بیس بائیس برس کا زمانہ تھوڑا نہین ایک بڑی مدت ہے اس عرصہ مین بھی میری روح کو طمانینت اور سکینت حاصل نہ ہوئی اور وہی اضطراب اور بیقراری دامنگیر رہتی بلکہ بعض بعض اوقات مین اپنی تنہائی کی گھڑیوں مین ہلاک کرنے والی بے چینی محسوس کرتا اور مین آخر اس نتیجہ پر پہونچتا کہ ہنوز اگر خدا تعالےٰ کو خوش کیا ہوتا اور واقعی خدا تعالےٰ سے سچا تعلق پیدا ہوگیا ہوتا تو ضرور تھا کہ سکینت اور طمانینت کا سرد پانی میرے اُبلتے ہوئے کلیجہ کو ٹھنڈا کرتا ۔ اس خیال سے تردد تذبذب اور پریشانی اور بھی بڑھتی گئی ۔

میرے مخدوم مولوی صاحب بھی سید صاحب کی تصانیف منگواتے اور صفات الٰہی کے مسئلہ مین ہمیشہ سید صاحب سے الگ رہے اور مین اُن کے ساتھ ہوکر بھی سید صاحب کی ہر بات کی پیچ کرتا اور کبھی مولوی صاحب مجھ سے اُلجھ بھی پڑتے مگر مین اقرار کرتا ہون کہ وہ میرے اس جن کے نکالنے مین کامیاب نہ ہوئے ۔

فتوحات ابن عربی اور امام غزالی کی احیاء العلوم کو مینے کئی بار پڑھا اور خوب غور اور تدبر سے پڑھا مگر مین سچ کہتا ہون کہ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ۔ وہی معاملہ رہا شاید میری روح ہی ایسی تھی کہ تسلّی نہ پا سکتی تھی یا وہ خیالات واقعی طمانینت کا موجب نہ تھے ۔ مگر اب کہون گا کہ وہ خیالات ہی یقینا یقینا تسلّی بخش راہ نہ دکھا سکتے تھے ۔

بہر حال مین اس کو گناہ نہ سمجھتا تھا دل بیقرار رہتا تھا اور ایک دھڑکا لگا ہوا تھا ۔ مینے کئی بار رویا مین دیکھا کہ بڑے جلتے ہوئے شعلے مارتی ہوئی آگ کے بھٹون مین اور کوندتی ہوئی بجلیون مین ڈالا گیا ہون اور پھر کئی بار بصیرت کی آنکھ سے دیکھا کہ بہشت مین ڈالا گیا ہون ۔ مگر مین وجوہات اور اسباب کو نہ سمجھتا تھا ۔ اسی بیقراری اور اضطراب مین میری عمر کا ایک بڑا حصہ گذر گیا یہان تک کہ حضرت مولوی نور الدین کے طفیل سے ۔ امام الزمان ۔ نور مرسل اور خلیفۃ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی حضرت مولانا نور الدین کو تو بہت برس پیشتر براھین احمدیہ کے اشتہار کی ایک پرچہ نے اس نور کا پتہ دیدیا تھا ۔ اور اُسوقت ہمارے آقا و امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی گوشہ گزین تھے اور کجدار و مریز دنیا مین ہنوز قدم نہ رکھا تھا ۔

غرض مولوی صاحب نے مجھے امام الزمان کے متعلق فرمایا چونکہ مولوی صاحب کے ساتھ ایک خاص محبت اور اُن پر اعلیٰ درجہ کا حسن ظن تھا مینے مان لیا مگر وہ بصیرت اور معرفت نصیب نہ ہوئی ۔

مارچ ۱۸۸۹ء کا ذکر ہے کہ حضرت امام نے بیعت کا اشتہار شائع کیا اور مولوی صاحب لدہیانہ تشریف لے گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے مین صاف کہون گا کہ مین اپنی خوشی سے نہین گیا بلکہ زور سے ساتھ لے گئے ان دنون مین بیعت کرنے کا اوّل فخر مولوی صاحب کو ہوا ۔ مگر مین اُس وقت بھی اَڑ گیا اور روح مین کشایش اور سینہ مین انشراح نہ دیکھ کر رُکا مولوی صاحب کے اصرار اور الحاح سے بیعت کرلی ۔ یہ سچا اظہار ہے شاید کسی کو فائدہ پہونچے اس کے بعد مین کیا دیکھتا ہون کہ میری دل و روح مین ایک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی مینے اس دعا کو جس کا مین ایک عرصہ دراز سے جویان تھا قریب یقین کیا ۔ میرے دل مین ایک سکینت اُترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور دل مین ایک طاقت اور لذت آتی معلوم ہونے لگی ۔ یہان تک کہ ۱۸۹۱ء مین مسیح موعود کے دعوے کا اعلان ہوا ۔ اور اس سال کے آخر مین حضور نے مجھے خط لکھا کہ مین ازالہ اوہام تصنیف کر رہا ہون اور بیمار ہون کاپیان پڑھتی پروف دیکھنی خطوط لکھنے کی تکلیف کا متحمل نہین ہوسکتا جسطرح بن پڑے آجاؤ ۔ ادھر سے مولوی نور الدین صاحب کا خط آیا کہ حضرت کو تکلیف بہت ہے لدہیانہ جلدی جاؤ ۔ اس وقت مین مدرسہ مین مدرس تھا وہان سے رخصت لے کر لدہیانہ پہونچا ۔ اور مین اقرار کرتا ہون کہ ہنوز دنیا اور ہوائے دنیا سے میرا دل سیر اور نوکری سے قطعًا بیزار نہ ہوا تھا ۔ اور جو دس پندرہ روپے ملتے تھے اُنھین غنیمت سمجھتا تھا اور عزم تھا کہ اختتام پر پھر اس سلسلہ کو اختیار کرون گا ۔

مگر جب مین تین ماہ تک حضرت اقدس کی صحبت مین رہا اور یہ پہلا موقعہ اتنی دراز صحبت کا ملا ۔ مین نہین جانتا کہ وہ خیال اور وہ آرزو کدھر گئی ۔ اس قسم کے خیالات سے میری روح کو صاف کردیا گیا اور میرا سینہ دھو دیا گیا اور اندر سے

آواز آئی کہ تو دنیا کے کام کا نہین۔ بس پھر کیا تھا۔ تین ماہ کی رخصت کے پورے ہوتے ہونے یہ سب خیالات جاتے رہے اور پھر نہ واپس نہ استعفا خدا تعالیٰ نے دنیا کی دلدل سے مجھے بالکل نکالدیا اس وقت سے لے کر ۱۸۹۳ء تک مجھکو چھ چھ مہینے اور برس تک بھی حضرت اقدس کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اب تو ایک سکنڈ اور طرفۃ العین کے لئے بھی میری روح جدائی گوارا نہین کرتی۔ اور ایک خوبصورت اُمید میرے سینہ مین ہے کہ انشاء اللہ میرا جینا میرا مرنا ان ہی پاؤن مین ہوگا۔ اور اگر مین اب یہان سے چند روز کے لئے کہین جاتا ہون تو دل کی آرزو کے خلاف مجبورًا بکڑا جاتا ہون۔

غرض پھر مجھے آپ کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اُسوقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ بڑا ایمان جسکو **سید احمد خان** کے خیالات سے اقتباس کیا تھا وہ روح کو تقوی وطہارت بخشنے والی اور سچی سکینت دینے والی شئے نہ تھی وہ ایک فلسفیانہ اور منزوراتہ اور متوہمانہ خواہہائے پریشان کا سرجوش ایمان یا جذبہ تھا ایک ایک وقت مین اُن خیالات پر غور کرنے سے میری روح تڑپ تڑپ گئی ہے اور جسم پر لرزہ پڑگیا ہے کہ مین کبھی جس کو صراط مستقیم سمجھتا تھا وہ خدا سے دور ڈالنے والی خطرناک راہ تھی مین راستی سے کہتا ہون اور خدا گواہ ہے کہ ان خیالات کے متعلق حضرت اقدس سے کبھی کوئی مباحثہ نہین ہوا بلکہ صرف اُس کے مُنہ سے پاک باتین سنتا رہا اور صفات الٰہی اور قرآن کریم کی عظمت اور خوبیوں کے تذکرے سنتا رہا۔ پھر آپ کی زندگی اور تعلیم وعمل نے بتایا کہ خدا کا متصرف اور زندہ ہونا اور متکلم خدا ہونا نہ کسی پہلے زمانہ مین تھا بلکہ اب بھی اُسی طرح پروہ **حیّ۔ قیوم۔ متکلم۔ اور متصرف** خدا ہے۔ ان باتون کو جب سنا نہین نہین دیکھا تو جیسے ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے مین چراغ کے آجانے سے ہر ایک چیز قرینہ سے رکھی ہوئی اور سجی ہوئی نظر آتی ہے مینے اپنے اندر ایک روشنی دیکھی اور معرفت کا نور اور بصیرت کا چراغ میرے سینہ مین نظر آنے لگا۔ مین سمجھتا تھا کہ سید احمد خان کے خیالات میرے دل سے نکل سکین گے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اُن کو ایسا نکالا کہ گویا کبھی تھے ہی نہین **والحمد للہ علیٰ ذٰلک**

اور اب مین خدا تعالیٰ کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ محض **امام الزمان** کی صحبت کے طفیل سے اُن خیالات سے مجھے اُس سے کہین زیادہ نفرت اور بیزاری ہے جیسے اور مردار کھانے سے اور مین پھر کہتا ہون کہ یہ شہادت اپنی تبدیلی کی محض اسلئے پیش کی ہے کہ تا کسی سوچنے والے دل اور غور کرنے والی طبیعت کو ہدایت اور نور کی طرف رہبری کر سکے۔ اور یہ بتلایا جاوے کہ کفر اور شرک سے شدید بغض اور نفرت جو ایمانی غیرت کا تقاضا اور نور اور توحید سے محبت ہے اس ایک ہان اسی ایک انسان کے پاک انفاس کا نتیجہ ہے۔ مین اللہ کے لئے یقین دلاتا ہون کہ کفر اور لوازم کفر سے بغض رکھنا اور اُسے دل مین مردار اور سور سمجھنا یہ ہر ایک انسان کا خاصہ اور ہر ایک کا دل گردہ نہین اور جب تک ایک ہادی اور مرشد ایسا نہ ہو کہ اُسے قلبًا کسی بیزاری ہو اور اُس کے انفاس طیبہ مین کفر سے بیزاری بخشنے والی پوری تاثیر نہ ہو جب تک انسان معاصی اور کفر اور فسق کی راہون سے بچ نہین سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمارے آقا و مرشد جانشین محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مرزا **غلام احمد قادیانی** مسیح موعود بھی کفر سے ایسے بیزار ہین اور آپ کی صحبت اور آپ کے کلام سے مستفید ہونے والا بھی کفر سے واقعی بیزار ہو جاتا ہے۔ اور کوئی گدی اور کوئی سلسلہ ایسا نہین جو گناہ سے سچی نفرت دلاسکے اور جسے کفر و شرک سے لڑائی رہتی ہو اگر کوئی ہے تو از راہ کرم بتاؤ۔

میرے دوستو ایک ہی انسان ہے جس کی صحبت مین آج گناہ سے نفرت۔ خدا سے اُلفت۔ رسول سے اُلفت پیدا ہوسکتی ہے۔ یہ ہے میرا حال۔ اور اس کو اس لئے بیان کیا ہے تا کہ میرے دوستون اور بھائیون کو فائدہ اور دوسرون کو سبق ملے۔ باوجود اس کے کہ مین تا باستطاعت قرآن۔ فقہ۔ حدیث اور دین کی ضروری کتابین پڑھتا مگر خود بخود بلا مدد دستگیر کے اس منزل تک نہ پہونچ سکا جہان مجھے پہونچنا تھا اور جو میری روح کی تسلی اور اطمینان کے لئے ضروری تھی۔ جب تک کہ مجھے صحبت کا شرف حاصل نہین ہوا۔ اکثر کہتے ہین کہ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کس امام کی ضرورت تھی۔ وہ احمق ہین اور وہ نہین جانتے کہ باوجودیکہ آنکھون مین نور اور کانون مین شنوائی کے پردے موجود ہین لیکن پھر بھی آفتاب اور ہوا کے بدون وہ سُن نہین سکتے اور نہ دیکھ سکتے ہین۔

لاریب **قرآن** کریم ایک نعمت اور حضرت

کی شمع روشن ہے لیکن ایک زندہ نمونہ بیکار ہے جو قرآن کی طرف لے جاسکے اور قرآن سمجھا سکے۔ اب بھی اس کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے حضور حامل قرآن علیہ صلوات الرحمن کے عمل کی قرآن کے ساتھ ضرورت تھی۔ کاش لوگ سمجھیں۔ اسی لئے تو خدا کہتا ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ تقوی اللہ اور ایمان کی حقیقت معلوم کرنی چاہئے بلکہ اپنی زندگی اور روح میں اس کے اثروں کو محسوس اور اس کی کیفیتوں سے محظوظ ہونا چاہتے ہو تو امام کی صحبت کا شرف حاصل کرو اور۔ چونکہ سب کے سب نہیں آسکتے اس لئے ایسا ہونا چاہیے کہ ہر محلہ اور ہر شہر میں سے ایک یا دو آدمی جو سمجھدار اور فراست اور ملکہ رکھتے ہوں اور خدا کی پاک باتوں کے سننے کا مذاق رکھتے ہوں وہ آئیں اور آسمانی علوم سے حصہ لیں۔

عزیزو! بڑی ضرورت ہے امام کے پاس بیٹھنے کی۔ اور اس کی باتوں کا سننا بڑی بات ہے اگر کوئی اس امر سے بے نیازی ظاہر کرتا ہے تو وہ یاد رکھے کہ خدا تعالے اس سے بے نیاز ہے بے نیاز ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نگر ای قوم نشانہا ئے خدا وند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانی است کبیر

دیکھنے والوں کیلئے ایک ورنشان

ذیل میں ہم اخبار چودھویں کے حوالہ سے (جو بجو اللہ نیر آصفی رقمطراز ہے) ایک خبر درج کرتے ہیں جو حسین کامی آفندی کے تغلب چندہ مظلومان کریٹ اور اس کے معتوب سلطانی ہونے کے متعلق ہے۔ ہمارے ناظرین کی یاد سے وہ اشتہار ابھی بھولا نہ ہوگا جو حجۃ اللہ فی الارض امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حسین کامی کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ جس میں سلطنت روم کے ارکان کی روحانی کمزوری پر اپنی الہامی فراست سے بحث کی ہے۔ اور ناظرین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حسین کامی کے اشتہار پر حضرت اقدس کی مخالفت نئی روشنی کے مسلمانوں میں حد سے بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ چودھویں صدی کے بزرگ نے اسی اشتہار پر سہ

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

والا شعر پڑھا تھا۔ اور چودھویں صدی نے بھی اپنی طرف سے خوب دھڑلے کے مضامین شائع کئے تھے۔ اور ایسا ہی لاہور کے اخبار ناظم الہند نے بہت بدگوئی کی تھی۔ اور خود اس ناکام حسین کامی نے بھی سب وشتم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔

آخر چودھویں صدی والے بزرگ نے توبہ کی اور وہ زمرۂ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شامل ہوا۔

اور ناظم صاحب کو بھی اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑی۔ اور حسین کامی صاحب اب تغلب زر چندہ مظلومان کریٹ کے تغلب میں ماخوذ ہوے

افسوس ہے کہ اس شخص نے مظلوموں پر ظلم کیا اور پھر امانت میں خیانت کی۔

اب ہم کو وہ لوگ بتلائیں جنھوں نے کامی صاحب کو خوب بنایا تھا اور اسکی تعریف اور خیر مقدم میں صفحون کے صفحے سیاہ کئے تھے کہ اگر اس کی حالت اور بعض دوسرے ارکان دولت عثمانیہ کی حالت حضرت اقدس کو کشفی حالت میں بری نظر آئی اور اسپر آپ نے صاف طور سے کہہ دیا تو کیا برا کیا مگر کیا اب بھی اس مرد خدا کی صداقت اور راستبازی سے انکار کروگے؟

بہرحال یہ ایک نشان ہے اہل دل لوگوں کے لئے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حضرت اقدس کا یہ الہام عرصہ دراز سے شائع ہوچکا ہے۔ کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ جو تیری اہانت کریگا میں اسکی اہانت کرونگا۔ پس ممکن نہیں کہ حضرت اقدس کی اہانت کے ارادہ سے کوئی اٹھے اور ذلیل ہوکر نہ بیٹھ جاوے۔

اب ہم وہ خبر مع ریمارک چودھویں صدی درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے

چندۂ مظلومان کریٹ اور ہندوستان

ہمیں آج کی ولایتی ڈاک میں اپنے ایک لائق اور معزز نامہ نگار کے پاس سے ایک قسطنطنیہ والی چٹھی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے دیتے ہیں اور ایسا کرتے ہوے ہمیں کمال افسوس ہوتا ہے: افسوس اس وجہ سے کہ ہمیں اپنی ساری امیدوں کے برخلاف اس مجرمانہ خیانت کو جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منتظم ومہذب اسلامی سلطنت کے وائس قونصل کی جانب سے بڑی بیدردی کے ساتھ عمل میں آئی اپنے ان کانوں سے

سُننا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب الہندی نزیل قسطنطنیہ نے ہمین معلوم کرائی ہے اُس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین بک کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کر لیا اور کارکن کمیٹی چندہ نے بڑی فراست اور عرق ریزی کے ساتھ ان سے روپیہ اگلوا لیا مگر دریافت نہین ہوا کہ وائس قونصل مذکور پر عدالت عثمانیہ مین کوئی نالش کی گئی یا نہین - ہماری رائے مین ایسے خائن کو عدالتانہ کارروائی کے ذریعہ سے عبرت انگیز سزا دی جانی چاہیئے -

بہر حال ہم اُمید کرتے ہین کہ یہی ایک کیس غبن کا ہوگا جو اس چندہ کے متعلق وقوع مین آیا ہو اور جو رقوم چندہ جناب ملا عبدالقیوم صاحب اول تعلقدار لنگسور اور جناب عبدالعزیز بادشاہ صاحب ٹرکس قونصل مدراس کی معرفت حیدر آباد اور مدراس سے روانہ ہوئین وہ بلا خیانت قسطنطنیہ کو کمیٹی چندہ کے پاس برابر پہونچ گئی ہون گی -

قسطنطنیہ کی چٹھی

ہندوستان کے مسلمانون نے جو گزشتہ دو سالون مین مہاجرین کریٹ اور مجروحین عساکر حرب یونان کے واسطے چندہ فراہم کر کے قونصل ہائے دولۃ علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ذرہ چندہ تمام وکمال قسطنطنیہ مین نہین پہونچا اور اس امر کے باور کرنے کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ حسین بک کامی وائس قونصل مقیم کراچی کو جو ایک ہزار چھ سو روپیہ کے قریب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار وکیل امرتسر اور مولوی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے مختلف مقامات سے وصول کر کے بھیجا تھا وہ سب غبن کر گیا - ایک کوڑی تک قسطنطنیہ مین نہین پہونچائی مگر خدا کا شکر ہے کہ سلیم باشا ملحمہ کارکن کمیٹی چندہ کو جب خبر پہونچی تو اُس نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے اگلوانے کی کوشش کی اور اس کی اراضی مملوکہ کو نیلام کرا کر وصولی رقم کا انتظام کیا اور باب عالی مین غبن کی خبر بھجوا کر نوکری سے موقوف کرایا - اس لئے ہندوستان کے جملہ اصحاب جرائد کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی خدمت سمجھکر چار مرتبہ متواتر اپنے اخبارات مین مشتہر فرمائین اور جس وقت اُن کو معلوم ہو کہ فلان شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ کا بھیجا گیا تو اُس کو اپنے جریدہ مین مشتہر کرائین اور نام مع عنوان کے ایسا مفصل لکھین کہ بشرط ضرورت اُس سے خط و کتابت ہو سکے اور ایک پرچہ اس جریدہ کا خاکسار کے پاس بمقام قاہرہ اس پتہ سے روانہ فرمائین -

حافظ عبدالرحمن الہندی الامرتسری
سکہ جدیدہ - دکان صالح آفندی
قاہرہ (ملک مصر)

ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار

چونکہ مجھے ان دنون مین چند متواتر الہام ہوئے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ عنقریب آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر کرے گا جس سے میرا صدق ظاہر ہو اس لئے مین اس اشتہار کے ذریعہ سے حق کے طالبون کو اُمید دلاتا ہون کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب آسمان سے کوئی شہادت میری تائید کے لئے نازل ہوگی - یہ ظاہر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے مامور دنیا مین آئے ہین گو اُنکی تعلیم نہایت اعلیٰ تھی اور اُن کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اور اُن کی زیرکی اور فراست بھی اعلےٰ درجہ پر تھی لیکن اُن کا خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونا لوگون نے قبول نہ کیا جب تک کہ اُن کی تائید مین آسمان سے کوئی نشان نازل نہین ہوا -

اسی طرح خدا تعالیٰ اس جگہ بارش کی طرح اپنے نشان ظاہر کر رہا ہے تا دیکھنے والے دیکھین اور سوچنے والے سوچین - اور اب مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک برکت اور رحمت اور اعزاز کا نشان ظاہر ہوگا جس سے اکثر لوگ تسلی پائینگے جیساکہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا -

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ

ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

یہ تمام خدائے پاک قدیر کا کلام ہے جس کو مینے موٹے قلم سے لکھدیا ہے اگرچہ انسانون کے لئے بادشاہون اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہین مگر وہ صرف لفظی خطاب ہوتے ہین جو بادشاہون کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہین اور بادشاہ اُس کے ذمہ وار نہین ہوتے کہ جو خطاب انھون نے دیا ہے اس مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئین ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے - مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ

اس بات کا متکفل نہیں ہو سکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہیگا بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اُٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادر دکھلاوے لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالے سے شیر بہادر کا خطاب ملے اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو کیونکہ خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکا کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالے کی طرف سے ملتا ہے اور وہ خطاب دو قسم کا ہے اول وہ جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے خدا تعالے کی طرف سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبیوں میں سے کسی کو صفی اللہ کا لقب دیا اور کسی کو کلیم اللہ کا اور کسیکو روح اللہ کا اور کسی کو مصطفیٰ اور حبیب اللہ کا ان تمام نبیوں پر خدا تعالیٰ کا سلام اور رحمتیں ہوں اور دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالے بعض نشانوں اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں کے دلوں میں یکدفعہ ڈالدیتا ہے ریا تو ان کو جھوٹا اور کافر اور مفتری کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں اور ہر ایک بد عادت اور عیب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے کہ انکی تائید میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کر سکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے اور خاص خدا تعالے کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے تب ایسا نشان

ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک و شبہ کے اُس انسان کو قبول کرلیتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑجاتی ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اُس شخص کو صادق کا خطاب دیتے ✝ ہیں کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے آسمان سے خطاب دیا کیونکہ خدا تعالیٰ آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل کرتا ہے کہ لوگ اس کو صادق کہیں۔ اب جہانتک میں نے غور کیا ہے اور فکر کی ہے میں اپنے اجتہاد سے نہ کسی الہامی تشریح سے اُس الہام کے جس کو میں نے ابھی ذکر کیا ہے یہی معنے کرتا ہوں کیونکہ ان معنوں کے لئے اس الہام کا آخری فقرہ ایک بڑا قرینہ ہے کیونکہ

✝ نوٹ اس خطاب کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیزگاری کے محفوظ رکھنے کے لیے باران برس کا جیلخانہ اپنے لئے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی دل پلید نہ ہوا تب بادشاہ نے اُس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ قرآن شریف سورہ یوسف میں ہے یوسف ایہا الصدّیق معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابوں میں سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسف کو ملا منہ

آخری فقرہ یہ ہے کہ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا لہذا میں اپنے اجتہاد ✱ سے اس کے یہ معنی سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جھگڑے کے فیصلہ

✱ نوٹ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ وحی اور الہام کے ساتھ ہو وہ خوب جانتا ہے کہ ہمیں کو کبھی اجتہادی طور پر اپنے الہام کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔

کرنے کے لئے جو کسی حد تک پورا ہو گیا ہے اور حد سے زیادہ تکذیب اور تکفیر ہو چکی ہے کوئی ایسا برکت اور رحمت اور فضل اور صلحکاری کا نشان ظاہر کرے گا کہ وہ انسانی ہاتھوں سے برتر اور پاک تر ہوگا۔ تب ایسی کھلی کھلی سچائی کو دیکھکر لوگوں کے خیالات میں ایک تبدیلی واقع ہوگی اور نیک طینت آدمیوں کے کینے یکدفع رفع ہو جائیں گے۔ مگر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ میرا ہی خیال ہے ابھی کوئی الہامی تشریح نہیں ہے۔ میرے ساتھ خدا تعالے کی عادت یہ ہے کہ کبھی کسی پیشگوئی میں مجھے اپنی طرف سے کوئی تشریح عنایت کرتا ہے اور کبھی مجھے میرے فہم پر ہی چھوڑ دیتا ہے مگر یہ تشریح جو ابھی میں نے کی ہے اسکی ایک خواب بھی مؤید ہے جو ابھی ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو میں نے دیکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں مجھی اخویم مفتی محمد صادق کو دیکھا ہے اور قبل اس کے جو میں اس خواب کی تفصیل بیان کروں اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی

بقیہ نوٹ ✱ اس طرح کے الہام بہت ہیں جو مجھے کئی دفعہ ہوئے ہیں اور بعض وقت ایسا الہام ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس کے کیا معنے ہیں اور ایک مدت کے بعد اس کے معنے کھلتے ہیں مثلاً ۱۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے اپنا کلام مجھ پر نازل کیا انا اخرجنا لک زروعا یا ابراہیم یعنی اے ابراہیم ہم تیرے لئے ربیع کی کھیتیاں اگائیں گے زروع زرع کی جمع ہے اور زرع عربی زبان میں ربیع کی کھیتی یعنی گندم (گیہوں) و جو وغیرہ کو کہتے ہیں مگر آثار ایسے نہیں ہیں کہ یہ الہام اپنے ظاہر معنوں کے رو سے پورا ہو کیونکہ ربیع کی تخم ریزی کے ایام گویا گذر گئے لہذا مجھ پر صرف اجتہاد سے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ تجھے کیا غم ہے تیری کھیتیاں تو بہت نکلیں گی یعنی ہم تیری تمام حاجات کے متکفل ہیں ایسا ہی ایک

نہیں ہوگا کہ مفتی محمد صادق بھیری جماعت میں سے اور میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں جن کا گھر بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہے مگر ان دنوں میں ان کی ملازمت لاہور میں ہے یہ اپنے نام کی طرح ایک محب صادق ہیں مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے اشتہار ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں سہواً ان کا تذکرہ کرنا بھول گیا وہ ہمیشہ میری دینی خدمات میں نہایت جوش سے مصروف ہیں خدا ان کو جزائے خیر دے۔

اب خواب کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے مفتی صاحب موصوف کو خواب میں دیکھا کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوا چہرہ ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوئے ہیں اور ہم دونو ایک بگھی میں سوار ہیں اور وہ لیٹے ہوئے ہیں اور انکی کمر پر میں نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔

یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے میں محبت رکھتا ہوں ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہوگا اور جیسا کہ میں نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ میں صادق سمجھا جاؤں گا اور صدق کی چمک لوگوں پر پڑیگی اور ایسا ہی ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بیّن الظہور ہو جو باعث اپنے غایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلط کرلے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلّط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان میں ہریک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کرلے اور طبایع سلیمہ پر اس کا تسلّط تام ہو جاوے پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلط کرنے والا ہو ظہور میں آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جسکو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں دلوں میں میرا عزیز ہونا ہوگا جسکو خواب میں عزیز کے تمثّل سے ظاہر کیا گیا پس خدا نے مجھے یہ دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط کرنے والا نشان جس سے سلطان کے لفظ کا اشتقاق ہے اور اس کا لازمی نتیجہ جو اس کے فرزند کی طرح ہے عزیز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جسکو سلطان کہتے ہیں جو دلوں پر ایسا تسلط اور قبضہ رکھتا ہے جیسا کہ ظاہری سلطان جسکو بادشاہ کہتے ہیں رعایا پر تسلط رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ اسکے نشان کے ظہور سے اسکا اثر بھی ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط اس نشان کا ہو کر صاحب نشان لوگوں کی نظر میں عزیز سمجھا جائے اور جب کہ عزیز بننے کا موجب اور علت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلوں پر تسلط کرتی ہے تو اس میں کیا شک ہے کہ عزیز ہونا سلطان کے لئے بطور فرزند کے ہوا کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلوں پر تسلط کیا اور تسلط سے پھر یہ عزیز کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھکو دکھلایا کہ ایسا ہی ہوگا اور ایک نشان دلوں کو پکڑنے والا اور دلوں پر قبضہ کرنے والا اور دلوں پر تسلط رکھنے والا ظاہر ہوگا جسکو سلطان کہتے ہیں اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہوگا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہوگا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان میں بچہ کو کہتے ہیں فقط

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان
۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۔ اور دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے جو ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا اور وہ یہ ہے **قیصر ہند کی طرف سے شکریہ** اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا انکی حقیقت ظاہر نہ کرے

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو بچائی کے لئے ہی کافی امر ہے

۱۔ دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ علاج داخلی ۱۰
۲ دوائی بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر ۱۰
۳۔ دافع جریان ہر قسم عہ
۴ علاج آتشک ہے
۵ دوائی سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عہ
۶ خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہے عہ
۷ دوائی مصفی خون معہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دیجاویگی۔ تمام درخواستیں حکیم محمد امین کے نام بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئیں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریز دن میڈیکل کالج کے پروفیسروں لاہور ڈاکٹروں و ایان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۱۰ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ترقیم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانکلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ انم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندا و غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسنادات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر۴۰	قادیان دار الامن الامان ۶ رجب ۱۳۱۷ مطابق ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ عیسوی	جلد۳

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی

یہ آیت حق اللہ اور حق العباد پر مشتمل ہے اور اس مین کمال بلاغت یہ ہے کہ دونو پہلو پر اللہ تعالے نے اس کو قائم کیا ہے حق اللہ کے پہلو کی رو سے اس آیت کے یہ معنی ہین کہ انصاف کی پابندی سے خدا تعالے کی اطاعت کر کیونکہ جس نے تجھے پیدا کیا اور پرورش کی اور ہر وقت کر رہا ہے اس کا حق ہے کہ تو بھی اس کی اطاعت کرے اور اگر اس سے زیادہ بصیرت ہو تو نہ صرف رعایت حق سے بلکہ احسان کی پابندی سے اس کی اطاعت کر کیونکہ وہ محسن ہے اور اس کے احسان اس قدر ہین کہ شمار مین نہین ہے اور ظاہر ہے کہ عدل سے

درجہ سے بڑھکر وہ درجہ ہے جس مین اطاعت کے وقت احسان بھی ملحوظ رہے اور چونکہ ہر وقت مطالعہ اور ملاحظہ احسان کا محسن کی شکل اور شمائل کو ہمیشہ نظر کے سامنے لے آتا ہے اس لئے احسان کی تعریف مین یہ بات داخل ہے کہ ایسی طور سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالے کو دیکھ رہا ہے اور خدا تعالے کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہین۔

اوّل وہ لوگ جو باعث محجوبیت اور رویت اسباب کے احسان الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہین کرتے اور نہ وہ جوش ان مین پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتون پر نظر ڈالکر پیدا ہوا کرتا ہے اور نہ وہ محبت ان مین حرکت کرتی ہے جو محسن کی

عنایات عظیمہ کا تصور کرکے جنبش مین آیا کرتی ہے بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالے کے حقوق خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہین اور احسان الٰہی کی ان تفصیلات کو جنپر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہین کرتے کیونکہ اسباب پرستی کا گرد و غبار مسبب حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے اس لئے انکو وہ صاف نظر میسر نہین آتی جس سے کامل طور پر معطی حقیقی کا جمال مشاہدہ کر سکتے سو انکی ناقص معرفت رعایت اسباب کی کدورت سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور بوجہ اس کے جو وہ خدا کے احسانات [illegible] دیکھ نہین سکتے خود بھی اس کی طرف

وہ التفات نہین کرتے جو احسانات کے مشاہدہ کے وقت کرنی پڑتی ہو جس سے محسن کی شکل نظر کے سامنے آجاتی ہے بلکہ ان کی معرفت ایک دھندلی سی ہوتی ہے وجہ یہ کہ وہ کچھ تو اپنی کوششون اور اپنے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہین اور کچھ تکلف کے طور پر یہ بھی مانتے ہین کہ خدا کا حق عنفیت اور رزاقیت ہمارے سر پر واجب ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ انسان کو اس وسعت فہم سے زیادہ تکلیف نہین دیتا اس لئے ان سے جب تک کہ وہ اس حالت مین ہین یہی چاہتا ہے کہ اس کے حقوق کا شکر ادا کرین اور آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ مین عدل سے مراد یہی اطاعت برعایت عدل ہے — مگر اس سے بڑھکر ایک اور مرتبہ انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین انسان کی نظر روئیت اسباب سے بالکل پاک اور منزہ ہوکر خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اور اس مرتبہ پر انسان کے اسباب کے حجابون سے بالکل باہر آجاتا ہے اور یہ مقولہ کہ مثلاً کہ میری اپنی آب پاشی سے میری کھیتی ہوئی اور یا میری اپنی ہی بازو سے یہ کامیابی مجھے ہوئی یا زید کی مہربانی سے فلان مطلب میرا پورا ہوا اور بکر کی خبرگیری سے مین تباہی سے بچ گیا یہ تمام باتین ہیچ اور باطل معلوم ہوتی ہین اور ایک ہی ہستی اور ایک ہی قدرت اور ایک ہی محسن اور ایک ہی ہاتھ نظر آتا ہے تب انسان ایک صاف نظر سے جس کے ساتھ ایک ذرہ شرک فی الاسباب کی گرد وغبار نہین خدا تعالیٰ کے احسانون کو دیکھتا ہے اور یہ روئیت اس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ ایسے محسن کی عبادت کرنے کے وقت اس کو غائب نہین سمجھتا بلکہ اس کو یقیناً حاضر خیال کرکے اس کی عبادت کرتا ہو اور اس عبادت کا نام قرآن شریف مین احسان ہے اور صحیح بخاری اور مسلم مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے یہی معنے سمجھائے ہین۔

اور اس درجہ کے بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام ایتاء ذی القربیٰ ہے * اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدت تک احسانات الٰہی کو بلا شرکت اسباب دیکھتا رہے اور اس کو حاضر اور بلا واسطہ محسن سمجھکر اس کی عبادت کرتا رہے تو اس تصور اور تخیل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبت اس کو جناب الٰہی کی نسبت پیدا ہو جائیگی کیونکہ متواتر احسانات کا دائمی ملاحظہ بالضرورت شخص ممنون کے دل مین یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ اس شخص کی ذاتی محبت سے بھر جاتا ہے جس کے غیر محدود احسانات اس پر محیط ہوگئے پس اس صورت وہ صرف احسانات کی تصور سے اس کی عبادت نہین کرتا بلکہ اس کی ذاتی محبت اس کے دل مین بیٹھ جاتی ہے — جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی محبت اپنی مان سے ہوتی ہے پس اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہین بلکہ دیکھکر سچے عشاق کی طرح لذت بھی اٹھاتا ہے اور تمام اغراض نفسانی معدوم ہوکر ذاتی محبت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہو اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لفظ ایتاء ذی القربیٰ سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اس آیت مین اشارہ کیا ہو فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا غرض آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى کی یہ تفسیر ہے اور اس مین خدا تعالیٰ نے تینون مرتبے انسانی معرفت کے بیان کر دئے ہین اور تیسرے مرتبہ کو محبت ذاتی کا مرتبہ قرار دیا اور یہ وہ مرتبہ ہے جسمین تمام اغراض نفسانی جل جاتے ہین اور دل ایسا محبت سے بھر جاتا ہے جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اسی مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت شریف مین ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ — یعنی بعض مومن لوگون مین سے وہ بھی ہین کہ اپنی جانین رضاء الٰہی کے عوض مین بیچ دیتے ہین اور خدا ایسون ہی پر مہربان ہے * اور پھر فرمایا بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ — یعنی وہ لوگ نجات یافتہ ہین جو خدا کو اپنا وجود حوالہ کردین اور اس کی نعمتون کے تصور سے اس طور سے اس کی عبادت کرین کہ گویا اس کو

---

* نوٹ مرتبہ ایتاء ذی القربیٰ متواتر احسانات کے ملاحظہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس مرتبہ مین کامل طور پر عابد کے دل مین محبت ذاتی باری تعالیٰ کی پیدا ہوجاتی ہو اور اغراض نفسانیہ کا رائحہ اور بقیہ بالکل دور ہو جاتا ہے حقیقت یہ ہو کہ محبت ذاتی کا اصل اور منبع دو ہی چیزین ہین اوّل کثرت سو مطالعہ کسی کے حسن کا اور اس کے نقوش اور خال وخط اور شمائل کو ہر وقت ذہن مین رکھنا اور بار بار اس کا تصور کرنا۔ دوسرے کثرت سو تصور کسی کے متواتر احسانات کا کرنا اور اس کے انواع اقسام کی مرونو اور احسانون کو ذہن مین لاتے رہنا اور ان احسانون کی عظمت ابنے دل مین بٹھانا۔ منہ

* [illegible]

دیکھ رہے ہین سو ایسے لوگ خدا کے پاس سے اجر پاتے ہین اور نہ اُن کو کچھ خوف ہے اور نہ وے کچھ غم کرتے ہین۔ یعنی اُن کا مدعا خدا اور خدا کی محبت ہے اور خدا کے پاس کی نعمتین اُن کا اجر ہوتا ہے اور پھر ایک جگہ فرمایا **یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا۔ انما یطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا۔** یعنی مومن وہ ہین جو خدا کی محبت سے مسکینون اور یتیمون اور قیدیون کو روٹی کھلاتے ہین اور کہتے ہین کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلا اور شکر گذاری نہین چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے سو اب سوچنا چاہئے کہ ان تمام آیات سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اعلےٰ طبقہ عبادت الٰہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الٰہی اور رضاء الٰہی کی طلب سچی دل سے ظہور مین آوے مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ یہ کیا عمدہ تعلیم جو صفائی سے بیان کی گئی ہے **انجیل** مین بھی موجود ہے ہم ہر ایک کو یقین دلاتے ہین کہ اس صفائی اور تفصیل سے انجیل نے ہرگز بیان نہین کیا۔ خدا تعالیٰ نے تو اس دین کا نام **اسلام** اس غرض سے رکھا ہے کہ تا انسان خدا تعالیٰ کی عبادت نفسانی اغراض سے نہین بلکہ طبعی جوش سے کرے کیونکہ اسلام تمام اغراض کے چھوڑ دینے کے بعد رضا بقضا کا نام ہے دنیا مین بجز اسلام ایسا کوئی مذہب نہین جس کے یہ مقاصد ہون بے شک خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت جتلانے کے لئے مومنون کو انواع اقسام کی نعمتون کے وعدے دئے ہین مگر مومنون کو جو اعلیٰ قسم کے خواہشمند ہین یہی تعلیم دی ہے کہ وہ محبت ذاتی سے خدا تعالیٰ کی عبادت کرین۔ لیکن **انجیل** مین تو صاف شہادتین موجود ہین کہ **یسوع** صاحب کے حواری لالچی اور کم عقل تھے پس جیسا کہ اُن کی عقلین اور ہمتین تھین ایسا ہی اُن کو مذہب بھی ملا اور ایسا ہی یسوع بھی اُن کو ملگیا۔ جس نے اپنی

خودکشی کا

دھوکا کھا کر سادہ لوحون کو عبادت کرنے سے روکدیا +

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ستارونکی بارش یا آسمانی آتشبازی
اور
حجۃ اللہ فی الارض کی کامیابی کا نشان

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اس مہینہ مین دسوین نومبر سے لیکر سترہ نومبر تک آسمان پر تارونکی بارش ہوگی اور ۱۴۔ نومبر کو تو بہت کثرت کے ساتھ آسمان پر تارون کی آتش بازی کا تماشا نظر آئے گا۔ اس نظارہ کو دیکھنے کے لیے وائنا سے ایک علمی مجمع علم ہیئت کے ماہرین کا دہلی مین آنے والا ہے۔ اس لئے ضروری اور قرین مصلحت ہے کہ ہم اس پر مختصر سی بحث کرین علاوہ ازین چونکہ مشہور جرمن پروفیسر فلب کے خیال کے موافق ۱۳ر نومبر کو زمین ایک دمدار سیارہ سے ٹکرائے گی اور دوسری طرف برج عقرب مین سبع سیارہ کا قِران ہوگا اس لئے عام لوگون مین یہ بات مشہور ہے کہ ۱۳ر تاریخ نومبر ۱۸۹۹ء کو قیامت آجائیگی حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض کے نام بعض آئے ہوئے تعجب انگیز خطوط اس امر کی ضرورت بتلاتے ہین کہ اس پر بھی مختصر سا ریمارک کردیا جاوے۔

اس آخری حصہ پر تو ہم صرف اسی قدر کہین گے کہ نجوم کا علم الحصہ تو کسی قدر صحیح ہے مگر علم حصہ قابل اعتبار نہین۔ ظنی اور وہمی ہے پروفیسر فلب نے اپنی اس پیشگوئی کے وجوہات تصریحاً بیان کئے ہین اور بتلایا ہے کہ "بیلگو" نامی دمدار سیارہ زمین سے ٹکرائے گا۔ مگر افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب منتظم حقیقی کے باقاعدہ ضوابط پر ایمان نہین رکھتے ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ مولا کریم نے ان حادثات سے بچنے کے لئے پہلے سے انتظام کر رکھا ہے۔ بہرحال ۱۳ر نومبر کو لوگ اسی طرح سوئین گے اور اسی طرح اٹھین گے ان کے اس خیال کی تردید کی ہم کو زیادہ ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابھی بہت سی پیشگوئیان جو خدا تعالیٰ نے **اتممت علیکم نعمتی** کے مصداق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت فرمائی ہین پوری ہونی باقی ہین۔ اور اسلام کے بہت سے کام ابھی ہونے والے ہین۔ ۱۳ر نومبر کو کوئی قیامت نہ آئیگی اور نہ اس کے متعلق ہمارے سید و امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایما ہوا ہے

ایک سے کہا۔ کہ ستاروں کی قرارگاہوں کو دیکھو اگر وہ اپنے محل اور موقع سے ٹل گئے ہوں تو آسمانی لوگوں پر تباہی آئی ورنہ یہ نشان جو آسمان پر ظاہر ہوا ابن ابی کبشہ کی وجہ سے ہے (وہ لوگ شرارت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے) غرض یہ بات تاریخوں اور تفسیروں سے بخوبی ثابت ہے اور قرآن کریم اس پر شاہد ناطق ہے کہ یہ آسمانی آتشبازی کسی عظیم الشان انسان کی بعثت یا اس کی کسی بڑی کامیابی یا اس کے ظہور سے چند سال پیشتر بطور ارہاص کے ظہور میں آتے ہیں۔

ابن کثیر یوں بھی کہتا ہے کہ دین کے غلبہ کے وقت بھی ایسا ہوتا ہے۔

بہرحال یہ مسلّم اور معقول امر ہے کہ جب کوئی نبی یا وارث نبی زمین پر مامور ہو کر آوے یا آنے پر ہو یا اس کے ارہاصات ظاہر ہونے والے ہوں یا کوئی بڑی فتحیابی قریب الوقوع ہو تو ان تمام صورتوں میں ایسے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں۔

اس قدر اظہار کے بعد اب ہم ایک امر اور کہنا چاہتے ہیں کہ جیسا کہ ہم نے کسی اشو میں "نظام شمسی میں تغیر عظیم" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا تھا اس سے بھی متفق اللفظ ہو کر روحانیات کے اہل مذاق نے دنیا میں کسی مسیحا نفس انسان کی بعثت کا زمانہ نکالا ہے اور انتظار کیا ہے خود اہل یورپ کے مذہبی مذاق رکھنے والے سائنس دانوں نے اس ستارہ کے دوبارہ طلوع کے وقت جو مسیح کے عہد میں نکلا تھا۔ مسیح علیہ السلام کر نزول پر ان کو متوجہ کر دیا تھا یہاں تک وہ شائع کر چکے تھے کہ ہمارا نجات دہندہ آنے والا ہے۔

اہل اسلام کی صحیح احادیث کے موافق مسیح کے آنے کا زمانہ یہی ہے کیونکہ کثرت فسق و فجور و کثرت غلبہ صلیب جو آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا اور اس کی وجہ یہی ہے اور باقی تمام آثار پورے ہو چکے اور سب اہل کشف اس مبارک

چودھویں صدی کے مجدد کو

جو دین کو پھر کامل بنانے والا ہے دیکھ رہے تھے جیسے حضرت گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی حضرت کوٹھہ والہ کی بشارت نواب صدیق حسن مرحوم اور حضرت شاہ ولی اللہ رح کے خیالات اور حضرت سید نعمت اللہ ولی کا کشف وغیرہ وغیرہ مبینوں اور صدہا باتیں ہیں۔

ان سب خیالات کے ہوتے ہوئے پھر ہم کرشمۂ قدرت اور دیکھتے ہیں کہ ایک مدعی پیدا ہوتا ہے اور وہ دعوے کرتا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے برابر زمانہ پاتا ہے اور یوماً فیوماً ترقی کرتا ہے۔ ہم ان تائیدات اور نشانات پر اس وقت بحث نہیں کریں گے جو اس کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ پھر کوئی بتلائے کہ کیونکر انکار ہو۔ یہ چوتھا مرتبہ ہے کہ آسمان نے اپنے نشان کے ساتھ اس کی تائید کی ہے پہلا موقع جو اس کی بعثت کا ابتدائی زمانہ ہے اس موقعہ پر بھی آسمان پر کثرت سے شہاب ثاقب گرے اور یہ ۱۸۸۵ء کا واقعہ ہے جسکو ہیئت دانوں نے بالاتفاق غیر مرتب مانا ہے۔

پھر ۲۷ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یہ آسمانی آتشبازی کا نظارہ دیکھا گیا اور بالاتفاق عالمان علم ہیئت ایک لاکھ ستارہ ٹوٹا۔ اور یہ براہین احمدیہ کی اشاعت کا زمانہ ہے چنانچہ خود حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کو بالہام الٰہی اپنے لئے مانا ہے چنانچہ ہم وہ حکایت درج کرتے ہیں جو آپ نے آج سے سات برس پیشتر آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۱۰۹ کے حاشیہ میں درج کی ہے اور وہ یہ ہے

حکایت

مجھکو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب میں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا۔ کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے

یا احمد بارک اللہ فیک ✗ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ✗ الرحمن علم القرآن ✗ لتنذر قوما ما انذر اباءهم ولتستبین سبیل المجرمین ✗ قل انی امرت وانا اول المومنین ✗

اے احمد خدا نے تجھمیں برکت رکھدی۔ اور جو تو نے چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا اس نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تو ان کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اور تا مجرموں کی راہ کھل جاوے یعنی سعید لوگ الگ ہو جاویں اور شرارت پیشہ اور سرکش آدمی الگ ہو جاویں۔ اور لوگوں کو کہدے کہ میں مامور ہو کر آیا ہوں اور میں اول المومنین ہوں۔ ان الہامات کے بعد کئی طور کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ کہ ۲۸ر نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یعنے اس رات کو جو ۲۹ر نومبر ۱۸۸۵ء کے دن سے پہلے آئی تھی اسقدر شہب کا تماشا آسمان پر تھا

رہے مصائب اور آفات ان کے آنے کی ایک وجہ ہے جو دوسرے وقت ہم بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

اب ستارون کی بارش پر کچھ لکھنا چاہتے ہین - کوئی رات ایسی نہین گذرتی جب کہ آسمان پر ایک آدھ ٹوٹتا ہوا تارہ دکھائی نہ دیتا ہو - ایسے تارون کو **علماء عرب شہاب ثاقب** اور یورپ کے علماء ہیئت **Meteors** میٹیورس کہتے ہین -

شہاب ثاقب کیا ہے؟ اس کے متعلق یورپ کی علمی تحقیقات تو یہ ہے کہ ٹوٹنے والے تارے محض اجسام فلکی ہین جو لوہے اور کاربن سے مرکب ہین جنکا وزن چند سیرون سے لیکر منون تک ہوتا ہے چنانچہ اس وقت پیرس کے عجائب خانہ مین آسمان سے گرا ہوا لوہے کا پتھر ۲۰ من وزنی موجود بتلایا جاتا ہے اور یورپ کے دوسرے عجائب خانون مین بھی ایسے ٹکڑے رکھے ہوئے ہین ملک اودھ کی ریاست بلرام پور مین بھی ایک ٹکڑا بتلایا جاتا ہے -

پھر ان کی تقسیم یون کی ہے کہ تارے جو آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرتے اور لوہے سے مرکب ہوتے ہین انکو **Meteorites** کہتے ہین اور جو بعض پتھر کے ہوتے ہین **aerolites** ایروُ لایٹ یا ہوائی پتھر کہتے ہین چونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ رگڑ سے حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر یہ چھوٹے چھوٹے تارے سورج کے گرد ایسی تیزی سے حرکت کرتے ہین کہ ان کی رفتار توپ کے گولہ سے دہ چند تیز ہوتی ہے اس لئے ایک حرارت پیدا ہو کر ایک مشتعل آگ پیدا ہو جاتی ہے بعض چھوٹے اخبارے تو آسمان ہی پر جلکر فنا ہو جاتے ہین بعض سطح آسمان پر گھٹکر قلیل المقدار رہ جاتے ہین اور ون کے شامل ہو جانے سے جسامت مین بڑھجاتے ہین حتیٰ کہ بعض علماء ہیئت کے نزدیک دمدار ستارے ان ہی تارونکو مجموعہ ہین -

تارے کب ٹوٹتے ہین کہا جاتا ہے کہ جب برج اسد یا میزان مین آفتاب جاتا ہے اسوقت کثرت سے تارے ٹوٹتے ہین اور ہر سال ماہ اگست کی ۱۰ تاریخ کو کم و بیش تارون کی بارش ہوتی رہتی ہے -

لیکن ۳۳ سال کے بعد ۱۴ - نومبر کو کثرت سے بارش ہوتی ہے چنانچہ ۱۴ - نومبر ۱۸۳۳ء کو جو تارے ٹوٹے ان کی تعداد ۲ لاکھ ۴۰ ہزار بتلائی جاتی ہے اور ایسا ہی ۱۸۶۶ء مین کثرت سے تارے ٹوٹے اور اب ۱۴ - نومبر ۱۸۹۹ء کو کثرت سے بارش ہوگی -

اس کے علاوہ یہ بھی مانا گیا ہے کہ ۲۷ - نومبر کو بھی تارے ٹوٹتے نظر آتے ہین چنانچہ ۱۷۹۹ء اور ۱۸۳۲ء مین کثرت سے تارے ٹوٹے اور کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ تارا ٹوٹا تھا -

ان ساری باتون کے علاوہ کبھی کبھی ایسی تاریخون پر بھی تارے ٹوٹے ہین جو باقرار ہیئت دانان کے بالکل غیر متوقع ہوئے ہین چنانچہ تاریخ سے پتہ لگا ہے کہ مارچ ۱۸۰۷ء اور جنوری ۱۸۳۵ء اور مئی ۱۸۱۱ء مین بھی کثرت سے تارے ٹوٹے تھے -

بہر حال یہ آسمانی بارش اور شہاب کی آتشبازی اس مین شک نہین کہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتی ہے

اس قدر بیان کے بعد ہم بتلانا چاہتے ہین **کہ ان ستارون کا ٹوٹنا ایک نشان ہے جو ہمارے امام ہمام حجۃ اللہ فی الارض ادام اللہ فیوضہم کی صداقت مین آسمان پر ظاہر ہوتا ہے اور کسی آنے والی عظیم الشان کامیابی کا مقدمۃ الجیش ہے**

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پر غور کرنے اور پھر تاریخ کی ورق گردانی سے یہ امر بپایہ ثبوت پہونچ چکا ہے کہ جب کبھی کوئی نبی یا ملہم من اللہ یا مامور یا وارث علوم انبیاء پیدا ہوا ہے اس وقت کثرت سے شہاب ثاقب گرتے ہین -

چنانچہ اہل عرب کے درمیان یہ بات اچھی طرح سے رائج اور مسلم تھی کہ جب کثرت سے تارے ٹوٹتے ہین تو کوئی نبی یا وارث علوم نبی دنیا مین آتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى

سے ان پر حجت پوری کی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ مین اس کثرت سے تارے ٹوٹے - کہ لوگون کے دلون مین ڈر اور خوف پیدا ہو گیا جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ چھٹی صدی مین یعنی سنہ ۶۰۰ء مین بھی ستارون کی بارش ہوئی تھی -

اور اس امر کو بڑے بڑے مسلمان مفسرون نے اپنی تفسیرون مین لکھا ہے - جیسا کہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کثرت سے شہب گرے تو اہل طائف بہت ہی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ شاید آسمان کے لوگون مین کوئی ہلچل پڑ گیا ہے تب ان مین سے

جو میں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی۔
اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزارہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا میں اس کو بیان کر سکوں مجھکو یاد ہے کہ اس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ

سو اس رمی کو رمی شہب سے بہت مناسبت تھی یہ شہب ثاقبہ کا تماشا جو ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو ابتداء سے طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشا کے دیکھنے والا اور پھر اس سے حظ اور لذت اٹھانے والا میں ہی تھا میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشے کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کو میں الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل میں الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔ تم کلامہ۔

پھر تیسری شہادت

کسوف وخسوف کے ذریعہ آسمان نے دی جو رمضان ۱۳۱۱ھ کو حسب فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معینہ تاریخوں میں ظاہر ہوا۔

اس آسمانی شہادت کے بعد آتھم اور لیکھرام کے متعلق وہ زبردست نشان ظاہر ہوئے جنکی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں اور بیسیوں نشان ہیں جو کسوف وخسوف کے زمانہ سے لے کر آج تک ہوئے گویا کہ

آسمانی نشان ان زمینی تائیدات کا ایک پیش خیمہ تھا۔

اب یہ چوتھی شہادت ہے جو آسمان ان کامیابیوں سے پہلے بطور بشارت دیتا ہے جو عنقریب ہمارے **امام ہمام** کو اپنے دینی مقاصد یعنی عزت وعظمت اسلام کے قائم کرنے میں ہونے والی ہیں۔

اور یہ امر کہ کوئی عظیم الشان کامیابی کا نشان ظاہر ہونے والا ہے نرا خوش کن **لفظ ہی نہیں** بلکہ ہمارے یقین میں ایک رسوخ اور پختگی ہوتی ہے جبکہ ہم ان الہامات اور مبشرات پر نظر کرتے ہیں جو آج کل ہمارے **سیدنا و مولیٰ امام ہمام** کو خدا کی طرف سے مل رہی ہیں چنانچہ ایک زبردست **الہام** وہ ہے جو ہم شائع کر چکے ہیں۔ یعنی

ایک عزت کا خطاب

ایک عزت کا خطاب

لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ

ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا

پھر یہ الہام

قیصرۂ ہند کی طرف سے شکریہ

پھر یہ الہام

آسمان سے دو تخت اترے اور تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا

اور یہ الہام

مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔

اور یہ الہام

+ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔

وغیرہ وغیرہ۔

پھر جب **امام کامل** کی توجہ اور مصروفیت کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ کس زور شور سے اور جرأت واستقلال سے اپنے تبلیغ کے کام میں لگا ہوا ہے تو بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ **اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔** ✱

اور جب ناظرین حضرت اقدس کے اس اشتہار کو جو اواخر اکتوبر میں شائع ہوا ہے پڑھیں گے اور پھر جب تین سال کے اندر

ایک عظیم الشان آسمانی

ہاتھوں اور منصوبوں سے

بالاتر نشان کے ظاہر ہونے والا اشتہار دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس قدر کامیابی ہونے والی ہے۔ اور جب لوگ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کریں گے جو آپ نے اپنی فراست ایمانی سے تین سال کے اندر اپنی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک پہونچ جانے کے متعلق لکھا ہے تو پھر یہ ایمانی قوت اور بھی طاقت پکڑیگی

اور جب حضور اقدس کی کتاب **مسیح ہندوستان میں** جو ایک کھڑا کھڑایا آسمانی حربہ ہے کے مضمون اور اس کے متعلق حضرت اقدس کی مساعی جمیلہ پر نظر پڑے گی تو ان بشارتوں کا زمانہ اور بھی قریب ہی نظر آئیگا اور جب چوتھے موعود مبارک بیٹے کی مبارک ولادت پر خیال کریں گے تو ایک سلیم الفطرۃ انسان پکار اٹھے گا۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

غرض یہ تمام اسباب اور آثار اس امر کی کھلی دلیل ہیں کہ

✱ اور اصطلاح کی رو سے اللّٰھم انصر من نصر دین محمد علیہ السلام والصلوٰۃ واجعلنا منھم ۔ مجلا

+ حدیث شریف کے لفظ حکم کا ترجمہ ہے۔ ایڈیٹر

اظہار صداقت

کا وقت آپہونچا اور آسمان پر ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کو جو ستارونکی بارش ہوگی وہ اسی مامور کی کامیابیوں کی بشارات کا نمونہ ہے۔

ہم اُمید کرتے ہین کہ ہماری ناظرین اس مضمون پر پوری توجہ سے کام لینگے۔ اور ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کے نظارے نہایت مسرت اور جوش سے دیکھتے ہوئے آنے والی کامیابیوں کے لئے سجدات شکر بجا لائین گے تاکہ خدا تعالےٰ ہم کو بھی ان نشانوں کے دیکھنے اور مراتب یقین مین ترقی کا موقع عطا کرے

آمین

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

جماعت سیالکوٹ کا چندہ معرفت جناب حامد شاہ صاحب سیالکوٹی	۱۵
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی	۶
سید فضل شاہ صاحب لاہوری	۸
شیخ نور احمد صاحب جالندھری	۲
مستری دین محمد صاحب قادیانی	۸
دوبارہ جماعت لاہور معرفت مولوی محمد علی صاحب ایم اے	۱۴

اُن صاحبون کے نام جنھون نے حضرت امام سے ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے ۱۲ نومبر ۱۸۹۹ء تک بیعت کی۔

(۱) مولوی عبد الصمد صاحب ساکن اونگام ڈاک خانہ بنڈپورہ علاقہ کشمیر
(۲) محمد عالم ولد علم الدین ملک افریقہ شہر ممباسا
(۳) مستری غلام حسین۔ حاجی پورہ سیالکوٹ
(۴) ابراہیم۔ نابھہ دار الریاست
(۵) سلطان علی کمپونڈر راجپوت مہمونوال ضلع ہوشیارپور۔
(۶) محمد ڈار کشمیری افسر کارخانہ قالین محمد شاہ۔ امرتسر۔ کٹڑہ حکیمان
(۷) عمر شاہ۔ کوٹ دوابیان والہ ڈاک خانہ کڑکن والہ ضلع گوجرانوالہ۔
(۸) محمد یعقوب ولد مولوی محمد سعید قریشی زمیندار ساکن دیپ گران ضلع ہزارہ علاقہ مانسہرہ۔
(۹) شیخ عطا محمد مستری۔ سیالکوٹ
(۱۰) امداد علی " ہزاعیورہ
(۱۱) حافظ الٰہی بخش۔ دنبیل پور ضلع گورداسپور
(۱۲) میان محمد مستری۔ صدر پشاور بازار کباڑی سنفنر۔
(۱۳) سد ہینے خان ولد شیر جنگ راجپوت جہیانہ ڈاک خانہ راجپور تحصیل و تھانہ ہوشیارپور
(۱۴) مولوی عبد الحمید۔ سید والہ ضلع منٹگمری
(۱۵) غلام رسول۔ امرتسر رام گرہی کا کٹڑہ
(۱۶) عطا محمد پٹواری۔ دیجوان ڈاک خانہ بٹار
(۱۷) کریم بخش دھرم کوٹ ضلع گورداسپور
(۱۸) سندھی ہرسیہان ضلع " لدیان
(۱۹) نور الدین پٹواری۔ اودھو وال ڈاک خانہ قادیان
(۲۰) عطاء اللہ ولد حاکم دین۔ مدگا لوالی ضلع سیالکوٹ
(۲۱) رحیم بخش ولد شیر محمد نانکہ ضلع لاہور تحصیل شرقپور
(۲۲) قادر بخش چوکیدار اودھو وال مذکور
(۲۳) رحمت اللہ۔ کھاریان ضلع گجرات
(۲۴) محمد دین خلف علی محمد چاہ جانجھ ضلع منٹگمری ڈاکخانہ
(۲۵) اللہ داد خان نمبردار محلانوالہ ڈاک خانہ تحصیل چونیاں
(۲۶) شیر محمد۔ دسگے ضلع جالندھر
(۲۷) شیخ برکت علی عرائض نویس گڑھ شنکر
(۲۸) شیخ الٰہی بخش تاجر کتب گجرات
(۲۹) محمد ولد ولی داد کھاریان ضلع "
(۳۰) خدابخش پسر محمد حسن عطار لدہیانہ
(۳۱) سردار فضل نبی صاحب (سرور سنگھ)
(۳۲) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب لاہور
(۳۳) محمد دین۔ امرتسر (۳۴) شیخ مرغوب احمد
(۳۵) مولوی عبد اللہ صاحب جستر وال ضلع امرتسر
(۳۶) شاہدین پٹواری ڈیری والہ ضلع گورداسپور
(۳۷) صوفی دین محمد صاحب۔ امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ۔
(۳۸) شیخ گلاب دین۔ گھڑیال ضلع امرتسر
(۳۹) دین محمد اودھو وال (۴۰) محمد بخش دہرم کوٹ بگا
(۴۱) نواب الدین دہرم کوٹ بگا (۴۲) محمد حسن اوجلہ۔
(۴۳) محمد رشید ولد حکیم حسام الدین سیالکوٹ
(۴۴) محمد سعید (۴۵) ارشاد علی ولد سید فضیلت علی شاہ جوب سیفون
(۴۶) ہوتا ولد عبد اللہ ہیچو وال ضلع ہوشیارپور
(۴۷) اللہ جوایا بھوربدالی ضلع گجرات
(۴۸) امام الدین حداد۔ قادیان۔
(۴۹) حافظ کرم الدین ولد حافظ غلام محمد۔ ڈنگہ ضلع گجرات
(۵۰) قاضی فضل حق ولد مولوی عبد اللہ راولپنڈی محلہ
(۵۱) جلال الدین مدرس مشن سکول قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
(۵۲) مولوی محمد ابراہیم سپرنٹنڈنٹ پولیس سنگرور
(۵۳) سید عبد القادر پٹیالوی حال محرر کارخانہ انجن سنگرور
(۵۴) سید انعام الرحمن ساکن لونی ضلع میرٹھ حال نائب جمعدار
(۵۵) مرزا سبحان بیگ ولد مرزا اتفق بیگ پدرشاہ سراج الحق صاحب نعمانی ساکن عادر حال سارجنٹ پولیس ہائی سکول سنگرور

فائدہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہین اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لوٹائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

۱ قوت باہ (داخلی وخارجی) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۱۲ قیمت علاج داخلی ۶

۲۔ بواسیر۔ خونی و بادی کے لئے اکسیر قیمت ۱۲

۳ دافع جریان ہر قسم للعہ

۴ علاج آتشک ۲۲

۵ دوائی سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم ۶

۶ خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہے عہ

۷ دوائی مصفی خون قیمت

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اسقدر دوا سے کوئی نقص باقی رہیگا ایدہ دوا مفت دیجائیگی۔

حکیم محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

خادم امام الزمان علیہ السلام

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ہے خالص میرے فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرورین نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے

المشتہر ۔ پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہرقسم جس کو عموما آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہرکسی کے لئے استعمال مفید ہی مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے ۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگل صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ۔

۲۔ مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورسے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ مینے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطہ جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جوکہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون سے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہوکر بفضلہ شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

نمبر ۴۱ قادیان دارالامن والامان ۱۳ رجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۷ نومبر ۱۸۹۹ء جلد ۳

بقیہ خطبہ

حضرت مولنا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ

تتمہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء

پھر دوسرے گروہ اِمَّا شَاكِرًا ذکر فرمایا کہ شکر کرنے والے گروہ کے لئے کیا جزا ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا بے شک ابرار لوگ کافوری پیالون سے پئیں گے۔

ابرار کون ہوتے ہین جنکے عقاید صحیح ہون۔ اور ان کے اعمال صواب اور اخلاص کے نیچے ہون اور جو ہر دکھ اور مصیبت مین اپنے تئین خدا تعالی کی نارضا مندی سے محفوظ رکھ لین۔

خود جناب الہی ابرار کی تشریح فرماتے ہین سورۃ البقرہ مین فرمایا لیس البران تولوا وجوھکم الی الآیہ ابرار کون ہوتے ہین؟ اول جن کے اعتقاد صحیح ہون کیونکہ اعمال صالحہ دلی ارادون پر موقوف ہین دیکھو ایک اونٹ کے ناک مین نکیل ڈالے ہوے ایک بچہ بھی اُسے جہان چاہے جدھر سے جاے لئے جاتا ہی لیکن اگر کنوئین مین گرانا چاہین تو خواہ دس آدمی بھی ملکر اس کی نکیل کو کھینچین ممکن نہین وہ قدم اٹھا جاوے۔

ایک حیوان مطلق بھی اپنے دلی ارادہ اور اعتقاد کے خلاف کرنا نہین چاہتا وہ سمجھتا ہے کہ قدم اٹھایا اور ہلاک ہوا۔

پھر انسان اور سمجھدار انسان کب اعتقاد صحیحہ رکھتا ہوا اعمال بد کی طرف قدم اُٹھا سکتا ہے اس لئے ابرار کے لئے پہلے ضروری چیز یہی ہے کہ اعتقاد صحیحہ ہون اور وہ پکی طرح پر اس کے دل مین جاگزین ہون اگر منافقانہ طور پر مانتا ہے تو کاہل ہوگا حالانکہ مومن ہوشیار اور چالاک ہوتا ہے ان اعتقادات صحیحہ مین سے پہلا اور ضروری عقیدہ خدا تعالی کا ماننا ہی جو تمام نیکیون کی جڑ اور تمام خوبیون کا چشمہ ہے۔

دنیا مین ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ جب تک دوسرے سے مناسبت پیدا نہ ہو اس کی طاقتون اور فضلون سے بہرہ ور نہین ہو سکتا۔

جب انسان قرب الہی چاہتا ہے اور اس کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ وہ مرتبے

خاص فضل اور رحمتوں سے بہرہ ور اور برخوردار ہونا چاہے تو اُسے ضروری ہے کہ اُن باتوں کو چھوڑ دے جو خدا تعالیٰ کے لئے ہیں نہیں یا جو اُس کی پسندیدہ نہیں ہیں۔

جس قدر عظمت الٰہی دل میں ہوگی اُسی قدر فرمانبرداری کے خیالات پیدا ہوں گے اور رذائل کو چھوڑ کر فضائل کی طرف دوڑے گا۔ کیا ایک اعلیٰ علوم کا ماہر جاہل سے تعلق رکھ سکتا ہے۔ یا ایک ظالم طبع انسان کے ساتھ ایک عادل مل کر رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی برکتوں سے برخوردار ہونے کے لئے سب سے ضروری بات صفات الٰہی کا علم حاصل کرنا اور اُن کے موافق اپنا عمل درآمد کرنا ہے۔

اگر یہ اعتقاد بھی کمزور ہو تو ایک اور دوسرا مسئلہ ہے جس پر اعتقاد کرنے سے انسان خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ترقی کرسکتا ہے وہ جزا و سزا کا اعتقاد ہے یعنی افعال اور اُن کے نتائج کا علم مثلاً یہ کام کروں گا تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کرا برے نتائج پر غور کرکے انسان۔ ہاں سعید الفطرت انسان بُری کاموں سے جو اُن نتائج بد کا موجب ہیں پرہیز کرے گا اور اعمال صالحہ بجا لانے کی کوشش۔ پس یہ کہ دو تو اعتقاد نیکیوں کا اصل الاصول اور جڑ ہیں یعنی اول خدا تعالیٰ کی صفات اور محامد کا اعتقاد اور علم تاکہ قرب الٰہی سے فائدہ اُٹھاوے اور رذائل کو چھوڑ کر فضائل حاصل کرے۔

دوسرا یہ کہ ہر فعل ایک نتیجہ کا موجب ہوتا ہے اگر بد افعال کا مرتکب ہوگا تو نتیجہ بد ہوگا۔ ہر انسان فطرتاً سُکھ چاہتا ہے اور سُکھ کے وسائل اور اسباب سے بےخبری کی وجہ سے افعال بد کے ارتکاب میں سُکھ تلاش کرتا ہے مگر وہاں سُکھ کہاں؟ اس لئے ضروری ہے کہ افعال اور اُن کے نتائج کا علم پیدا کرے اور یہی وہ اصل ہے جس کو اسلام نے جزا و سزا کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان تجربہ کار اور واقف کار لوگوں کے بتلائے ہوئے مجرب نسخے آرام و صحت کے لئے چاہتا ہے۔ اگر کوئی ناواقف اور ناتجربہ کار بتلائے تو تامل کرتا ہے۔ پس نبوت حقہ نے جو راہ دکھلائی ہے وہ تیرہ سو برس سے تجربہ میں آچکی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راحت کے جو سامان بتلائے ہیں اُن کا امتحان کرنا آسان ہے۔

غور کرو اور بلند نظری سے کام لو!! عرب کو کوئی فخر حاصل نہ تھا کس سے ہوا؟ اسی نسخہ سے! کیا عرب میں تفرقہ نہ تھا پھر کس سے دور ہوا؟ ہاں اسی راہ سے!! کیا عرب نابودگی کی حالت میں نہ تھے پھر یہ حالت کس نے دور کی؟ ماننا پڑے گا کہ اسی نبوت حقہ نے!!! عرب جاہل تھے۔ وحشی تھے خدا سے دور تھے۔ محکوم نہ تھے تو حاکم بھی نہ تھے؟ مگر جب انہوں نے قرآن کریم کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے اُستاد اور معلم بنے وہی وحشی متمدن دنیا کے پیشرو اور تہذیب و شائستگی کے نمونے کہلائے۔ وہ خدا سے دور کہلانے والے خدا پرست اور خدا میں ہوکر دنیا پر ظاہر ہوئے۔ وہ جو حکومت کے نام سے بھی ناواقف تھے دنیا بھر کے مظفر و منصور اور فاتح کہلائے۔ غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہوگئے مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اسی قرآن کریم کی بدولت اسی دستور العمل کی رہبری سے۔ پس تیرہ سو برس کا ایک مجرب نسخہ موجود ہے جو اُس قوم نے استعمال کیا جس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی ماں بنی غرض یہ مجرب نسخہ ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے قرب اور سُکھ کی تلاش چاہو اُسی قدر محامد الٰہیہ اور صفات باری تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ اسی قدر انسان رذائل سے بچے گا۔ اور پسندیدہ باتوں کی طرف قدم اُٹھائے گا۔

حاصل کلام ابرار بننے کے لئے مندرجہ بالا اصول کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے جن کا ذکر یہ شروع کیا تھا

کہ شاکر گروہ کا دوسرا نام قرآن کریم نے ابرار رکھا ہے اور اُن کی جزا یہ بتلائی ہے کہ کافوری پیالوں سے پئیں گے چنانچہ فرمایا ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا۔ پہلے ان کو اس قسم کا شربت پینا چاہئے کہ اگر بدی کی خواہش پیدا ہو تو اُس کو دبا لینے والا ہو۔ کافور کہتے ہی دبا دینے والی چیز کو ہیں۔ اور کافور کے طبی خواص میں لکھا ہے کہ وہ سمی امراض کے مواد ردیہ اور فاسدہ کو دبا لیتا ہے اور اسی لئے وبائی امراض طاعون اور ہیضہ اور تپ وغیرہ میں اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ تو پہلے انسان یعنی سلیم الفطرۃ انسان کو کافوری شربت مطلوب ہے۔

قرآن کریم نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ الی الآیہ پھر وارث کیا ہم نے اپنی کتاب کا اُن لوگوں کو جو برگزیدہ ہیں پس بعض اُن میں سے ظالموں کا گروہ ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور جبر و اکراہ سے نفس امارہ کو خدا تعالیٰ کی راہ پر چلاتے ہیں اور نفس سرکش کی مخالفت اختیار کرکے مجاہدات شاقہ میں مشغول ہیں

دوسرا گروہ میانہ رو آدمیوں کا ہے جو بعض حالتوں میں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس سرکش سے بہ جبر و اکراہ لیتے ہیں اور بعض الٰہی کاموں کی بجا آوری میں نفس اُن کا

بخوشی خاطر تابع ہو جاتا ہے اور ذوق اور شوق اور محبت اور ارادت سے ان کاموں کو بجا لاتا ہے غرض یہ لوگ کچھ تو تکلیف اور مجاہدہ سے خدا تعالیٰ کی راہ پر چلتے ہیں اور کچھ طبعی جوش اور دلی شوق سے بغیر کسی تکلف کے اپنے رب جلیل کی فرمان برداری ان سے صادر ہوتی ہے

(۳) تیسرے سابق بالخیرات اور اعلیٰ درجہ کے آدمیوں کا گروہ ہے جو نفس امارہ پر بکلی فتحیاب ہو کر نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔

غرض سلوک کی راہ میں مومن کو تین درجے طے کرنے پڑتے ہیں پہلے درجہ میں جب بدی کی عادت ہو تو اس کے چھوڑنے میں جان پر ظلم کرے اور اس قوت کو دباوے شراب کا عادی اگر شراب کو چھوڑے گا تو ابتدا میں اس کو بہت تکلیف محسوس ہوگی۔

شہوت کے وقت عفت سے کام لے اور قوائے شہوانیہ کو دباوے اسی طرح جھوٹ بولنے والا یست مناقق۔ راستبازوں کے دشمنوں کو بربان چھوڑنے کے لئے جان پر ظلم کرنا پڑے گا۔ تاکہ یہ اس طاقت پر فاتح ہو جاویں۔

بعد اس کے میانہ روی کی حالت آوے گی کبھی کبھی بدی کے چھوڑنے میں گو کسی وقت کچھ خواہش بد پیدا بھی ہو جاوے۔ ایک لذت اور سرور بھی حاصل ہو جایا کریگا مگر تیسرے درجہ میں پہونچکر سابق بالخیرات ہونے کی طاقت آجاویگی اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کی بارش ہونے لگے گی اور مکالمہ الٰہی کا شرف عطا ہوگا۔ تو سب سے پہلے ابرار کو کا فوری شربت دیا جاوے گا تاکہ بدیوں اور رزائل کی قوتوں پر فتحمند ہو جاویں اور اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ جو بدیوں کو دبانے والے نیکیوں میں ترقی کرتا ہے اور پھر وہ ایک خاص چشمہ پر پہونچ جاتا ہے عینا یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا تفجیرا وہ ایک چشمہ ہے کہ اللہ کے بندے اس سے پیتے ہیں صرف خود ہی فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ دوسروں کو بھی مستفید کرتے ہیں اور ان چشموں کو چلا کر دکھاتے ہیں۔

فطرۃ انسانی پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے کہ تمام قوی پہلے کمزوری سے کام کرتے ہیں چلنے میں بولنے میں پکڑنے میں غرض ہر بات میں ابتدا لڑکپن میں کمزوری ہوتی ہے۔ لیکن جس قدر ان قوی سے کام لیتا ہے اسی قدر طاقت آجاتی ہے پہلے دوسرے کے سہارے سے چلتا ہے پھر خود اپنے سہارے چلتا ہے۔

اسی طرح پہلے تتلا کر بولتا پھر نہایت صفائی اور عمدگی سے بولتا ہے پکڑتا ہے وغیرہ وغیرہ گویا بتدریج نشو و نما ہوتا ہے۔ اگر چند طاقتوں سے کام لینے کو چھوڑ دے تو وہ طاقتیں مردہ یا پژمردہ ضرور ہو جاتی ہیں یہی معنی ہیں جب انسان بدی کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو طاقت کمزور ہو جاتی ہے اور نیکی کے قوے بالکل لا کار رفتہ ہوتے ہیں یہ کوئی ظلم نہیں اگر کسی حاکم کو حکومت دیجاوے اور وہ فرائض منصبی کو ادا نہ کرے تو گورنمنٹ اس کے وہ اختیارات سلب کر دیگی اور اسے معزول کرے گی اور اگر اس حالت کو دیکھتے ہوئے بھی کوئی پروا نہ کرے تو یہ امر عاقبت اندیشی اور عقل کے خلاف ہے کہ سست انسان کے پاس رکھی جاوے ایسے ہی وہ انسان ہے جو ایمانی قوی کو خرچ نہیں کرتا وہ ابرار کے زمرہ میں رہ نہیں سکتا جنکے عقائد حقہ ہیں یعنی وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ جزا و سزا اور خدا کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں پھر ان وسائط کو ماننا ہیں جنکا مقصود اتم فرمان برداری ہے

پھر عمل کے متعلق کیا چاہئے۔ سب سے زیادہ عزیز مال ہے۔ یا پھر روپیہ کا سپاہی یا پچیس روپیہ کے بدلے میں عزیز جان دیدیتے کو طیار ہیں ماں باپ اس روپیہ کے بدلے اس عزیز چہرہ کو جدا کر دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ مال کی طرف انسان بالطبع جھکتا ہے۔ لیکن جب خدا سے تعلق ہو تو پھر مال سے بے تعلقی دکھاوے اور واقعی ضرور توں والے کی مدد کرے مسکینوں کو دے جو بیدست و پا ہیں رشتہ داروں کی خبر لے کوئی کسی ابتلا میں پھنس گیا ہو تو اس کے نکالنے کی کوشش کرے مگر سب سے مقدم ذوی القربیٰ کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذوی القربیٰ کے ساتھ سلوک کرنا **زیادتی عمر کا موجب ہے** یتیموں کی خبر لے پھر بجیست مسکین کی خبر لے۔ پھر جو علم پڑھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھتے ہیں اور مصیبت میں مبتلا شدہ لوگوں کی خبر لے۔ پس جناب الٰہی کے ساتھ تعلق ہو اور دنیا اور اس کی چیزوں سے بے تعلقی دکھلاوے۔ پھر جناب الٰہی کی راہ میں جان کو خرچ کرے۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں جان خرچ کرنے کی پہلی راہ کیا ہے ۹ نمازوں کا ادا کرنا۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز میں ہر قسم کی نیاز مندیاں دکھائی گئی ہیں۔ غرض کافوری شراب پیتے پیتے انسان اس چشمہ پر پہونچ جاتا ہے جہاں اسے شفقت علی خلق اللہ کی توفیق دیجاتی ہے

پھر بتلایا کہ جو معاہدہ کسی سے کریں اس کی رعایت کرتے ہیں۔

مسلمان سب سے بڑا معاہدہ خدا سے کرتا ہے کہ میں نیک نمونہ ہوں گا۔ میں فرمان بردار ہوں گا۔ میں اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی کو دکھ نہ دوں گا۔

اور ایسا ہی ہماری جماعت **امام کے ہاتھ پر معاہدہ کرتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ رنج میں راحت میں عسر یسر میں قدم آگے بڑھاؤں گا۔ بغاوت اور شرارت کی راہوں سے بچنے کا اقرار کرتا ہے۔** غرض ایک عظیم الشان معاہدہ ہوتا ہے

بقیہ

نے ایک مختصر سا مراسلہ بغرض اندراج بھیجدیا۔ اس لئے ہم اس کو ذیل میں درج کر کے سول ملٹری نیوز کے معزز ایڈیٹر سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس تحریر کو بھی اپنے اخبار میں درج کرینگے اور وہ مراسلہ یہ ہے

مراسلہ

جناب مکرم ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

۱۵۔ نومبر ۱۸۹۹ء کی سول ملٹری نیوز لدھیانہ کے ایڈیٹوریل میں مرہم عیسی کے متعلق مرزا صاحب کی مخالفت دو تین ریمارکس دیکھنے میں آئے۔ جنکی تردید کرنا ضروری ہے۔ مہربانی کر کے ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار گوہر بار میں کسی جگہ درج فرمائیں تاکہ عوام پر ایڈیٹر صاحب سول ملٹری نیوز کی رائے کی تغلیط منکشف ہو جاوے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں وہ چونکہ اکثر امراض میں یہ فائدہ دیتا ہے اس لئے حکمائے یونان اس کو مرہم عیسی کہتے ہیں ،، جس طرح بعض کامل فن اطبا کو عیسی دوران کے لقب سے پکارتے ہیں اسی طرح بلحاظ اسکی شفا بخشی کے مرہم عیسی سے موسوم کرتے ہیں ،،

میں بالوثوق کہہ سکتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب کی یہ طبعزاد اور اختراعی وجہ تسمیہ کسی طبی کتاب میں نہیں پائی جاتی بلکہ تقریباً تمام کتابوں میں اس مرہم کی وجہ تسمیہ وہی پائی جاتی ہے جو حضرت مرزا صاحب نے ظاہر فرمائی ہے یعنی یہ کہ وہ یہ مرہم عیسی حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے ان کے بارہ حواریوں نے بنائی تھی ،،

اب چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کے واقعات زندگی میں سے سوائے واقعہ صلیب کے کوئی ایسا واقعہ نہیں جس میں ایسی سریع التاثیر مرہم کی بالخصوص جو حواریوں نے تجویز کی ہو ضرورت آ پڑی تھی اس واسطے بلحاظ اس زمانہ کے صلیب اور طریق سزائے صلیب کے درائیتہً یہی کہنا پڑتا ہے کہ صلیب پر چڑھائے جانے سے حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھوں پر جو کیلوں کے زخم پڑ گئے تھے جس کا ذکر انجیل یوحنا باب ۲۰ ہم سے ۳۰ آیت تک ہے۔ انہیں زخموں کے تحلیل اورام اور اندمال اور گوشت رویانیدن کے واسطے حواریوں نے یہ مرہم بنائی تھی۔ اور انہی تعداد کے موافق اس نسخہ مرہم کی بھی بارہ اجزا تجویز کئے تاکہ ان کی غمخواری اور ہمدردی اور تیمارداری کی یادگار صفحہ روزگار پر ہمیشہ مرقوم اور منقوش رہے۔

اسی واسطے اس مرہم کے دوسرے نام مرہم حواریین اور مرہم رسل اور مرہم سلیخا مشہور چلے آتے ہیں سلیخا عبرانی لفظ ہے جس کے معنے رسل کے ہیں۔ خدا جانے ایڈیٹر صاحب سول ملٹری نیوز ان مذکورہ بالا ناموں کی وجہ تسمیہ کیا نکالیں گے

حضرت مرزا صاحب نے سب سے پہلے اس مرہم کا ذکر اپنی کتاب ست بچن کے اخیر میں فرمایا ہے اور وہاں اس کے متعلق مفصل بحث فرمائی ہے۔ اور تقریباً ۲۰ طبی کتابوں کے حوالے تحریر فرمائے ہیں جنکے مصنف اہل کتاب۔ مسلمان۔ مجوسی۔ اطبا ہیں۔ منجملہ ان کے راقم نے آج ہی بچشم خود حسب بیان مرزا صاحب ذیل کی کتابوں میں اس مرہم کا حال دیکھا۔

(۱) قانون بوعلی سینا جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۴ھ صفحہ ۶۳ سطر ۲۵ در بیان مرہم رسل۔

(۲) قرابادین قادری فارسی باب ۲۰ در ادویہ امراض جلد مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۹ھ صفحہ ۴۹۷ سطر ۶

(۳) قرابادین کبیر فارسی جلد ۲ در بیان نسخ مرہم مطبوعہ عمدۃ المطابع دہلی ۱۲۷۷ھ صفحہ ۹۲۸ سطر ۶

(۴) علاج الامراض فارسی مقالہ نوزدہم فصل پانزدہم در مرکبات لامیہ و میمیہ مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۱ھ صفحہ ۳۹۹ سطر ۱۲۔

بخوف طوالت صرف علاج الامراض کی عبارت ہدیہ ناظرین ہے

مرہم رسل کہ مسمی ست بمرہم سلیخا و مرہم عیسی واجزائے این نسخہ دوازدہ عدد ست کہ حواریون جہت عیسی علی نبینا و علیہ السلام ترکیب کردہ اند و برائے تحلیل اورام ...... سود دارد ہکذا فی قرابادین قادری فارسی۔ والسلام

راقم خادم حسین بھیروی

ناظرین سے دو دو باتیں

سب سے پہلے ہمکو اپنے ناظرین سے اس امر کی معذرت کرنی ہے کہ بوجہ مصروفیت **جلسۃ الوداع** اخبار وقت پر اشاعت پذیر نہیں ہو سکا۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ اخبار الحکم کی اشاعت میں دیر اور توقف کا موجب ایک یہ بھی ہوتا تھا کہ بوجہ زیادتی اخراجات کچھ عرصہ سے ہم نے اخبار کے طبع کا کام ٹھیکہ پر کر لیا ہوا تھا مگر اس سے اس کے باقاعدہ اشاعت میں ایک نقص پیدا ہو گیا تھا۔ بنا بریں اس نقص کے دور کرنے کے لئے اب پھر ہم نے مستقل انتظام خاص سٹاف پریس کا کر لیا ہے چنانچہ یہ اشو اسی انتظام سے اشاعت پذیر ہوتا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ آیندہ اخبار کے بروقت اشاعت

پھر دیکھا جاوے کہ نفسانی اغراض اور دنیوی مقاصد کی طرف قدم بڑھاتا ہے یا دین کو مقدم کرتا ہے عامہ مخلوقات کے ساتھ نیکی اور مسلمانوں کے ساتھ خصوصاً نیکی کرتا ہے یا نہیں ۔ ہر امر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھے مقدمہ ہو تو جھوٹے گواہوں جعلی دستاویزوں سے محترز رہے دوسروں کو فائدہ پہونچانے کے لئے وعظ کہنا بھی مفید امر ہے اس سے انسان اپنے آپ کو بھی درست بنا سکتا ہے جب دوسرے کو نصیحت کرتا ہے تو اپنے دل پر چوٹ لگتی ہے۔

امر بالمعروف بھی ابرار کی ایک صفت ہے اور پھر قسم قسم کی بدیوں سے رکتا ہے۔ المختصر

یفجرونہا تفجیرا جب خود بھلائی حاصل کرتے ہیں۔ ظالم لنفسہ ہوتے ہیں تو دوسروں تک بھی پہونچاتے ہیں **یوفون بالنذر** جو معاہدہ جناب الٰہی سے کیا ہو اسکو وفاداری سے پورا کرے اور نیکی یوں حاصل کرے کہ میرے ہی افعال نتائج پیدا کریں گے۔

ایک فلسفی مسلمان کا قول ہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا- اور کھانا دینے میں دلیر ہوتے ہیں۔ مسکینوں - یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں لباس اور مکان دینے کی تاکید نہیں آئی جس قدر کھانا کھلانے کی آئی ہے ان لوگوں کو خدا نے کافر کہا ہے جو بھوکوں کو کہا کرتے ہیں کہ میاں تم کو خدا ہی کھانے دیتا اگر دینا منظور ہوتا قرآن کریم کے دل سورہ یٰسٓ میں ایسا لکھا ہے وقال الذین کفروا للذین اٰمنوا انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ

آج کل چونکہ قحط ہو رہا ہے انسان اس نصیحت کو یاد رکھے اور دوسرے بھوکوں کی خبر لینے کو بقدر وسعت طیار رہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے یتیموں - مسکینوں اور پابند بلا کو کھانا دیتا رہے - مگر صرف اللہ کے لئے دے - یہ تو جسمانی کھانا ہے - روحانی کھانا ایمان کی باتیں رضا الٰہی اور قرب کی باتیں یہانتک کہ مکالمہ الٰہیہ تک پہونچا دینا الٰہی رنگ میں رنگین ہونا ہے یہ بھی طعام ہے۔

وہ جسم کی غذا ہے یہ روح کی غذا

منشاء یہ ہو کہ اس لئے کھانا پہونچاتے ہیں کہ **انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا**- کہ ہم اپنے رب سے ایک دن سے جو عبوس اور قمطریر ہے ڈرتے ہیں - عبوس تنگی کو کہتے ہیں قمطریر دراز یعنی قیامت کا دن تنگی کا ہوگا اور لمبا ہوگا۔ بھوکوں کی مدد کرنے سے خدا تعالیٰ قحط کی تنگی اور درازی سے بھی نجات دیدیتا ہے -

نتیجہ یہ ہوتا ہے فوقٰہم اللہ شر ذٰلک الیوم ولقّٰہم نضرۃ وسرورا- خدا تعالیٰ اس دن کے شر سے بچا لیتا ہے اور یہ بچانا بھی سرور اور تازگی سے ہوتا ہے۔

مین پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو آج کل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے

خدا تعالیٰ مجھکو اور تم کو توفیق دے کہ جسطرح ظاہری عزتوں کے لئے کوشش کرتے ہیں ابدالآباد کی عزت اور راحت کے بھی کوشش کریں

آمین۔

مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین یا مرہم رسل

مندرجہ بالا نام کی ایک مرہم ہزارہا طبی کتابوں میں درج ہے اور اس کی وجہ تسمیہ عموماً یہ بتلائی گئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں کے اندمال کے لئے تجویز کی گئی تھی۔

چونکہ طاعون وغیرہ امراض میں بھی یہ مرہم مفید ثابت ہوا ہے اس لئے ہمارے ایک مکرم بھائی **حکیم محمد حسین صاحب** لاہوری نے بھاٹی دروازہ لاہور میں مرہم عیسیٰ کا ایک کارخانہ عوام الناس کے فائدہ کی غرض سے اصول تجارت پر جاری کیا - اور ہزاروں روپے کے صرف سے اس کے اشتہارات شائع کئے۔

مگر نہیں معلوم حضرات پادری کو اس سے کیا نقصان پہونچا کہ انھوں نے مل ملاکر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے حضور سے ایسے اشتہارات کی مسدودی کا حکم صادر کرایا - ہم کو اس وقت اس امر پر بحث کرنی مطلوب نہیں کہ صاحب موصوف کا یہ حکم کس قدر دور اندیشی اور انصاف پر مبنی ہے کیونکہ عنقریب یہ مقدمہ چیف کورٹ میں پیش ہونے والا ہے۔

مگر ہم کو حضرات عیسائی صاحبان کے فوری جوش پر تعجب آتا ہے کہ وہ جو ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری پھیر دینے کے مدعی ہیں " کیا وہ ایک امر واقعی کو جھٹلا سکیں گے " جب کہ اس مرہم کا ذکر مع وجہ تسمیہ ہزارہا کتب طبیہ میں درج ہے - وہ کیونکر انکار کر سکیں گے کہ یہ مرہم مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں کے لئے نہیں بنایا گیا -

کتب طب شہادت دے رہی ہیں اور پکار پکار کر بتلا رہی ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے زخموں کے لئے اس کا نسخہ طیار ہوا تھا۔

[illegible] سول ملٹری گزٹ نام اخبار نے اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اور اس میں حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ وجہ تسمیہ کو غلط بتلایا ہے ہم خود اس کے متعلق لکھنے والے تھے کہ ہمارے ایک مکرم بھائی منشی خادم حسین صاحب بھیروی

مین یہ روک تو نہ رہے گی۔

یہ امر ناظرین سے پوشیدہ نہین ہے کہ جون ۱۸۹۹ء سے جبوقت اخبار کی صورت مین نمایان تبدیلی کی گئی ہے اخراجات مین خاص ترقی ہوگئی ہے اسداب موجودہ انتظام نے اخراجات کو اور بھی بڑھا دیا ہے اس لئے ہم مندرجہ ذیل گذارش کرنے کی جرأت کرتے ہین۔ اور امید کرتے ہین کہ اس کے قبول کرنے مین ناظرین کو کوئی عذر نہ ہوگا بشرطیکہ وہ اخبار کے دلی معاون ہون اور ہمارا یقین ہے کہ ہین اول- اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک جن لوگون کے نام کچھ بھی بقایا ہے وہ بہت جلدی بھیجدین۔

دوسرے ہر ایک خریدار اخبار (مفت لینے والے شامل نہین) دو جدید خریدار مع قیمت پیشگی اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء تک پیدا کروے۔

تیسرے قدیم خریداران مین جو صاحب اہل ہمت و استطاعت ہین وہ اپنی استطاعت کے موافق امدادی قیمت دین نہ کہ مقررہ قیمت۔

چہارم عام خریدارون سے آیندہ کے لئے ۳ سالانہ قیمت ہندرون ہند لی جاوے گی اور یہ عمل درآمد شروع جنوری ۱۹۰۰ء سے ہوگا

پنجم ہمارے مطبع کی مطبوعہ کتب کا کم از کم ایک پورا سٹ خرید لیا جاوے جو عہ قیمت کا ہے بشرطیکہ پہلے سے خرید نہ کیا ہو۔ اور جو قیمت اخبار پیشگی روانہ کرنے والے کو عہ پر دیا جاوے گا۔

ششم کل قیمتین اخیر دسمبر ۱۸۹۹ء سنہ ۱۹۰۰ء کے لئے آجانی چاہئین۔ ورنہ ان بعد بصیغہ ویلیو وصول کی جاوین گی۔

جو صاحب اس سے اتفاق رائے نہ کرین وہ ہم کو اطلاع دیں۔ اور جو احباب اس امر کے متعلق کوئی مفید رائے دین گے وہ شکریہ کے ساتھ درج کیجاوی گی اور ایسا ہی خریداران جدید کے اسمائے گرامی سلسلہ وار توسیع اشاعت الحکم کے عنوان سے درج ہوتے رہین گے۔

جلسۃ الوداع

جلسۃ الوداع جو نصیبین کمیشن کے معزز ممبرون کی روانگی کے لئے دعا کرنے کے واسطے مقرر ہوا تھا- ۱۲- ۱۳- ۱۴- نومبر ۱۸۹۹ء کو خوب دھوم دھام سے ہوا- جلسہ کی مفصل کیفیت اور روئیداد رپورٹ جلسۃ الوداع مین درج ہوگی جو علحدہ شائع ہوگی۔

قبول اسلام

سردار سندر سنگھ صاحب

خلف سردار جیون سنگھ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور نے ایک عرصہ دراز کی تحقیق و تدقیق کے بعد ۱۳ نومبر ۱۸۹۹ء کو جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض انسان آسمانی علیہ السلام کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ سردار صاحب کا نام آنحضرت علیہ السلام نے **سردار شیخ فضل حق** تجویز فرمایا۔ سردار صاحب اس معزز اور مشہور خاندان کے رکن اور تن ہین جس کا تذکرہ سر لیپل گریفن صاحب نے اپنی مشہور "تاریخ رئیسان پنجاب" کے خاندان نمبرے مین ذکر کیا ہے۔

اس سے بڑھکر سردار صاحب کی نجابت اور شرافت کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے جس حوصلہ اور جرأت کے ساتھ سردار صاحب نے **اسلام قبول** کیا ہے بیشک قابل رشک امر ہے۔ ایک بیش قیمت جایداد اور معزز و معمول رشتہ دارون اور بیوی بچون کو چھوڑ کر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرنا قابل تقلید اخلاقی جرأت ہے۔

اور پھر یہ امر اور بھی قابل تعریف ہے جب کہ ہم دیکھتے ہین کہ سردار صاحب نے کل مذاہب کے اصولون کو پورے طور پر تحقیقات کر لینے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔

سردار صاحب کے قبول اسلام کے وجوہات رسالہ فضل حق مین جو خود انھون نے لکھا ہے اور ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک جلسہ عظیم مین پڑھ کر سنایا شائع ہون گے۔ جو مفت تقسیم ہوگا۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ سردار صاحب کو استقامت عطا فرماوے اور اورون کے لئے انکو نمونہ بنا دے آمین

غلطی کی اصلاح

پرچہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء مین صفحون کی غلطی ہوگئی ہے ۴ صفحہ ۵ کی جگہ ہوگیا اور ۵ صفحہ ۴ صفحہ کی جگہ ہوگیا ناظرین ۴ صفحہ کو ۵ صفحہ سمجہین اور ۵ صفحہ کو ۴ صفحہ سمجہین۔

یاد رہے

کہ اخبار الحکم کا مالی سال اکتوبر ۱۸۹۹ء مین ختم ہو چکا ہے اسلئے جن صاحبون نے ابھی تک زرچندہ نہین دیا ہے بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرماوین

والسلام

(مینجر)

رسالہ اثبات خلافت شیخین

جس کا دوسرا نام

خلافت راشدہ ہے

کچھ عرصہ ہوا کہ مندرجہ عنوان رسالہ کی طبع ثانی کا اشتہار ہم نے دیا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے اس مرتبہ اس رسالہ کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی لگا دیا ہے جو نہایت لطیف اور قابل غور ہے اس میں کئی دلچسپ مضامین متعلقہ مسائل اہل التشیع درج ہیں اس اشتہار کے ساتھ ہی یہ رسالہ طبع ہونا شروع ہو گیا ہے لہذا پھر اطلاع دیجاتی ہے کہ جو صاحب خریدنا چاہیں بہت جلد درخواستیں بھیجدیں تاکہ طبع ہوتے ہی انکی خدمت میں بھیجدیا جاوے ورنہ پھر انکو تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ چونکہ آجکل اس فرقہ نے اکثر مقامات پر بہت زور پکڑا ہے اس لئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو کثرت سے شائع کریں کیونکہ یہ ایک لاجواب رسالہ ہے جس کا جواب آج تک اہل التشیع سے نہیں ہو سکا۔ اہل دل اور اہل دول احباب متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔

رپوٹ جلسۃ الوداع

جلسۃ الوداع کی مفصل رپورٹ ہم مرتب کر رہے ہیں جس کے مضامین کی صحت اور درستی کا انتظام حسب معمول ہمارے محسن و مخدوم مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے یہ رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۸ء کی رپورٹ سے بھی بڑھ کر قابل قدر و بے نظیر اور اچھوتے مضامین کا مجموعہ ہے اس رپورٹ کی جسقدر اشاعت ہو تھوڑی ہے اس لئے ہم اپنے قدیم مہربانوں سے امید کرتے ہیں کہ اس رپورٹ کی اشاعت میں دلی امداد سے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خریدار درخواستیں جلد بھیجدیں تاکہ ہم اسی اندازہ پر طبع کا انتظام کریں رپورٹ کی درخواستیں اخیر نومبر تک ہمارے پاس پہونچ جانی چاہئیں۔

فضل حق

یہ اس مختصر سے پمفلٹ کا نام ہے جو ہمارے مکرم بھائی شیخ سردار فضل حق صاحب (سابق سردار سندر سنگھ صاحب خلف سردار جیون سنگھ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور) نے اپنے اسلام لانے کے وجوہات پر ۱۲ / نومبر ۱۸۹۹ء قبول اسلام کے بعد ایک بڑے جلسہ میں سنایا۔

اس مختصر سے رسالہ میں کل مذاہب پر دلچسپ اور مدلل ریویو کیا ہے اور اسلام کا مقابلہ دوسرے مذاہب سے دکھایا ہے۔ یہ رسالہ مفت تقسیم ہوگا اسکی اشاعت کے لئے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس نے ۱۴۰۰ جلد کے اخراجات کا ذمہ لیا ہے اور شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی نے عہ اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب نے ایک روپیہ دیا ہے بالفعل ۲۸۰۰ طبع ہوگا جو صاحب مفت لینا چاہیں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے نام درخواست مع ٹکٹ آدھ آنہ بھیجدیں۔ اور جو اس کی اشاعت میں دینا چاہیں وہ بھی حضرت مولانا صاحب موصوف کے نام روانہ کریں۔

صاحبزادہ صاحب کے مکان کا چندہ

سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر	۵عہ
قاضی یوسف علی صاحب نعمانی سنگرور	عہ۱۲
شاہ بیجان صاحب سنگرور	۸ر

حضرت امام الزمان علیہ السلام سے بیعت کرنے والوں کے نام

۱ محمد شفیع ساکن لودھیانہ
۲ مرزا محمد نفی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ
۳ حافظ عظیم اللہ شاہ آباد ضلع ہردوئی بازار دوشنبہ
۴ مولوی محی الدین ؍؍ محلہ بروا بازار
۵ عبدالحنان مصور۔ پپی علاقہ پشاور
۶ سید علی حسن پرگنہ حیدوس ضلع علی گڈھ
۷ غلام مصطفی طالب علم جماعت ششم ولد مولوی عبداللہ خان صاحب دویم مدرس ہندو کالج پٹیالہ۔ ریاست

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لے لو۔ سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

(۱) دوائی قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی عہ قیمت علاج داخلی عا
(۲) دوائی بواسیر خونی و بادی کی اکسیر عا
(۳) دافع جریان ہر قسم للعہ
(۴) علاج آتشک ہے ر
(۵) دوائی سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عا
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے عہ
(۷) دوائی مصفی خون عہ
(۸) سرمہ نہایت عمدہ عہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقدرہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زائد دوا مفت دیجاویگی تمام درخواستیں

حکیم محمد امین کے نام بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔ فقط

بقیہ چندہ مکان صاحبزادہ صاحب

مولوی احمد جان صاحب جالندہری	عہ
قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی	عا
شیخ عبدالحق صاحب ؍؍	عہ
شیخ شہاب الدین صاحب ؍؍	عہ
محمد حسن صاحب عطار ؍؍	لعہ
مستری عصمت اللہ صاحب ؍؍	۲ر
کرم الٰہی صاحب کانسٹبل ؍؍	۳ر

جنہوں نے ابھی تک توجہ نہیں کی جلدی توجہ فرماویں۔

ممیرکا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

میڈیکل کالج کے پروفیسران نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجا ہر اور ادویہ سے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ عہ ممیرکا سرمہ سفید اعلیٰ قسم فی تولہ للعہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۴ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اشتہار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرکے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میاسنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اسلیے ہرکسی کے لیے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اس لیے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرکا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی اینڈ سی ایم سند یافتہ یونیورسٹی

۲- مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کو فائدہ [illegible] کی نسبت شہادت دیتا ہون جو سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے [illegible] اس کا تجربہ اپنی [illegible] زیر علاج مریضون [illegible] پر کیا [illegible] مریض مذکوری [illegible]

آنکھون مین خود بخود دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھہ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۴- مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری [illegible] یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برجلال کھوسلا رائے بہادر [illegible] ایل ایم ایس اسسٹنٹ [illegible]

سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۳- مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید سرشاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب
قیمت سالانہ
پیشگی
۱۲ / ۱ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب
قیمت سالانہ
پیشگی
ع ۱ر

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامن والامان | ۲۴ - نومبر ۱۸۹۹ء | جلد ۳

نور دین

یہ ایک قابل قدر خط کا عنوان ہے جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور جس کو ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے مولوی [illegible] صاحب کے نام لکھا ہے [illegible] خدا کی [illegible] الامید کی مخالف [illegible] اعتراض کی حقیقت معلوم ہو جاوے [illegible] کا سوچ لیں [illegible] حضرت حجۃ اللہ [illegible] الصمدی جناب مسیح موعود علیہ السلام [illegible] پر کیا تھا۔ چونکہ یہ گرامی نامہ بہت سے شکوک کو رفع کرنے والا اور تاریکی کے فرزندوں کو نور ہدی دکھانے والا ہے اس لئے ہم اسکا نام نور دین ہی رکھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خط کے ذریعہ وہ غرض پوری کرے جس کو ملحوظ رکھ کر ہمارے مخدوم نے اس کو لکھا ہے۔

ایڈیٹر

مرا ز ما سامی کنارِ حق آشکار
چون بگذاری رست تخم بد کار

مولوی صاحب مکرم معظم مولوی کرم دین صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب کو معلوم ہو گا کہ راقم بھی ابتداء [illegible] کر اپنی عمر کے بہت [illegible] حصہ تک [illegible] ان علماء کو دیکھتا [illegible] بلکہ ان کو اب تک دیکھتا ہے جنکا سرمایہ فخر و امتیاز نہایت ہی محدود کتابیں اور تھوڑا سا محاورہ علم ہے۔ بلکہ اگر آیۃ کریمہ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ کے لحاظ پر ان کا امتحان لیا جاوے تو ان کو عالم کہنا اور ان کے چند طرہات کو علم سمجھنا صحیح نہیں۔

ان کی شامت اعمال سے ان کو ابتدا ہی میں ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا پڑھایا گیا اور یہ خود بھی پڑھاتے ہیں ضارب کی میندا بنیکی لیاقت اور سکت ان میں کہاں تھی کہ کہتے أَنَا ضَارِبٌ آخر نامردی سے بول اٹھے فَهُوَ ضَارِبٌ۔

آپ کو مجھ سے محبت ہے اور مجھے آپ سے اخلاص۔ پس اگر میں یہاں یہ عرض کروں کہ آخر آپ نے بھی مرزا صاحب [illegible] اور آپ کے صادق [illegible] پر [illegible] تو [illegible] کی [illegible] سے ہو ضارب [illegible] انا ضارب [illegible]۔

تعجب ہے کہ آپ [illegible] ہوشیار نوجوان اور [illegible] ہو کر [illegible]

آ گئے اور ذرہ بھی خیال نہ کیا کہ ایک طرف ایک عظیم الشان دعوے کا مدعی اپنی تحریر میں یا مثبل کے حوالہ سے کچھ لکھتا ہے اور دوسری طرف ایک ملّا صاحب اس کی تکذیب کرتے ہیں پس ہمیں کم سے کم مناسب ہے کہ نقل کی تصحیح تو کر لیں۔

علم مناظرہ کے ابواب میں آپ صاف پائیں گے کہ نقل کے لئے تصحیح کافی ہے آپ تصحیح نقل کر لیتے تو آپ کو دو سخت دھکا ان کا صدمہ نہ پہونچتا۔

جناب من جس باب سے علوم کی ابتدا ہوئی ہے اس میں [illegible] یا [illegible] لفظ قتل کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
سے تو اَلضَّرْبُ زدن و اَلْقَتْلُ کشتن ہی سیکھا پس سکھے لئے الف یہ ہے اُٹھو بیٹھ یا تک کیا کیا سیکھا ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ میں جب کم عمر تھا ایک میرے پنڈ دادن خانی دوست نے بڑے فخر اور طمطراق میں آ کر اور بقدر عقل خود عمدہ بات خیال کر کے مجھے کہا کہ میں نے ایک صرف ہوائی کی یا بہائی کی ایک شرح پیدا کی ہے اس کا نام (مچھی) ہے اور مچھی پشتو میں بِر کو کہتے ہیں جسے عام پنجابی لوگ تنبوڑی اور مہذب لوگ زنبور کہتے ہیں یہ نہایت عمدہ حاشیہ ہے بات بات پر اعتراض کرتا ہے واہ کیا خوبی ہے۔

جناب من وہ شرح یا اس کی اور اخوات اُن کی معراج کا پہلا زینہ ہے جس کی سدرۃ المنتہیٰ کا نتیجہ سلیمان کی غایت المرام بھی ہے [illegible] کہ اب سنا ہے کہ اس کا اور تکملہ بھی شائع ہوا ہے غالباً وہ اُن کا نزول ہوگا۔ والا فلیس للغایۃ نہایۃ

ہاں میری اس تحریر پر وہ اعتراض کر سکتے ہیں مگر جناب فہم والے انشاء اللہ تعالیٰ سمجھ بھی لیں گے کہ ہیچ نیست و اعتراض ہیچ نیست

ایام طالب علمی میں بمقام رامپور (روہیلکھنڈ) طلبہ موجودہ سے سوال کیا گیا کہ میر زاہد رسالہ اور میر زاہد امور عامہ بل ملا جلال جو تعلیم میں ہر کس علم کی کتابیں ہیں تو ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ یہ صرف خیالی باتوں میں جھگڑے والے کیا کہتے۔ اَلضَّرْبُ زدن پر پہونچانے کی سکت تھی مولانا اُن کی بدقسمتی سے یا ان کے ابتلا کے لئے ان کے محتاط اور پسندیدہ اُن کتابوں میں جنکو وہ قرآن کریم کی جگہ یاد کرتے ہیں [illegible] ایک [illegible] آپ نے [illegible] دوست نے ذکر کیا کہ ان کے [illegible] نے اسی ایک متن کی شرح پر چالیس حواشی کو سبقاً سبقاً پڑھ کر اناولا غیری کا عقدہ حاصل کیا سبحانک اللّٰھم لا الٰہ غیرک۔

قرآن کریم کے مخالف لفظ کلمہ کی تعریف کی گو نقل ان اصطلاح کا عذر اس کے لئے گھڑا جاوے گا مگر اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل اور وہ تعریف قرآن مجید کے مخالف۔ احادیث صحیحہ کے مخالف۔ عامہ اہل اسلام کے مخالف۔

کلمہ کو لفظ مفرد کہا ہے جو صدق کا محتمل نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے تمت کلمۃ ربک صدقا اور رسول رؤف رحیم کا ارشاد ہے اصدق کلمۃ قالہا لبید الا کل شیٔ ماخلا اللہ باطل۔ پھر عامہ مومنین کا سچا اور پکا قول ہے جب ان کو کہا جاوے پڑھو کلمہ تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے اور پڑھتے ہیں بہر حال قرآن مجید کو ترک کر کے کہاں سے کہاں جا پہونچے۔ قرآن کی تفسیر بیضاوی سوا پارہ یا سوا سیپارہ عمل کے لئے نہیں بل اس لئے کہ اس [illegible] علم ادب کے نکات ہیں پڑھ لیتے ہیں۔

جناب من میں نے جب سے حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود و مرسل یزدانی ملہم ربانی مرزا غلام احمد قادیانی سلمہ اللہ کا دامن پکڑا ہے مجھے ان لوگوں کے مقابلہ پر لکھنے کے لئے میرے دوست اور احباب نے بارہا مجھے ایماءً اور بالآخر صریحاً کہا کہ تو بھی کوئی کتاب لکھ بلکہ بعض ہمارے آشناؤں نے سخت الفاظ سے بھی کہا۔

کل کی بات ہے جب آپکا خط مجھے مولانا الامام علیہ السلام نے دیا تو میرے قابل قدر دوست نے بلند آواز سے فرمایا نور الدین کب لکھو اور کب صاحب خط کو جواب ملے اس وقت میرے دل پر جو گذرا اس کا اظہار دلبشر کا کام نہیں وہ میرے مولیٰ کریم کو معلوم ہے۔ کچھ اپنی ہر کچھ اپنے ملاؤں پر عم کر کے خاموش ہو گیا لکل امرء ما نوی۔

میری خاموشی کا باعث کچھ تو میری کم مایگی کچھ جوش شدید کا عطا نہ ہونا کہ مجھے مجبول ہو کر کام کرنا پڑے اور بڑا سبب یہ ہے کہ انکا جواب وہی (مچھی) کیسی بہت کتابیں لکھوانا ہے یہ لوگ ہمیشہ بہادری میں پھنسنا پسند کرتے ہیں اور اسی میں خوش ہیں۔

غور کر لو۔ گو صرف و نحو ضروری ہیں مگر مبادی۔ پھر نہایت خطرناک غلط منطق ہیں کہ جو کچھ ہے سو ہے مگر مبادی میں سے۔ اگر میں نے کہا بھی تو یہ مبادی کو غایت پر ناپسند کر کے وقت کو تباہ کرینگے۔

ماعذر من اللہ تو معذور ہے اس کی باتیں نرالی وہ تو اس جماعت کا انسان ہے جو یفعلون ما یؤمرون آخر جناب نے بہی مبادی نے سخت دھکا کی ذلت اٹھائی۔ آپ سوچتے کہ لو فرضنا بفرض محال او فرض غیر صحیح حوالہ غلط ہے تو اصل بات کیا ہے ایا تاویل بل الہام میں ملہم کو غلطی ہوتی ہے یا نہیں جس کا پتہ ذھب وھلی

اور سفر حدیبیہ ہو لگ سکتا ہے۔

مولوی صاحب! آج کل تو فتن دجال کے باعث بائبل ہر ضلع میں مل سکتی تھی آپ نے تاریخ کی دوسری کتاب کا اٹھارہ ان باب دیکھ لیا ہوتا تو جناب کو کشف الصحیح معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ سلیمان کا اعتراض من سلیمان ہے یا نہیں۔

کیا خوب ہے جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوز الکبیر میں یہود کے حالات لکھتے ہوئے ان علماء پر متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اگر خواہی کہ نمونہ این علماء را ببینی ... کا نام ہم اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے انکو اور ان کے علماء کو نصوص دین لعب سے ملقب فرماتے ہیں۔

جناب نے گو امام الوقت مسیح الزمان لکھ کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ لکھا مگر مرزا صاحب کے الفاظ مرسل یزدانی اور ان کے مریدوں کے واقعی نہ بطور استعارہ و مجاز بل حقیقت کے طور پر مرسل یزدانی تو جناب نے خود ہی استعارہ و مجاز کے نیچے لانا پسند فرما کر کہا ہے کہ کیوں ایسے دھوکے کے الفاظ استعمال میں لائیں جاویں۔

جناب من یضل بہ کثیرا تو اس کتاب کی بھی صفت ہے جو اختلاف مٹانے کو نازل ہوئی۔ اور جس کا نام نور۔ ہدایت۔ رحمت۔ فضل۔ شفا ہے۔ پس اگر نافہم ابتلا میں پڑے تو کیا حرج ہے کیا حتی یمیز الخبیث من الطیب ضروری نہیں۔ عبودیت کا اقرار جو ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ الیٰ یوم الدین نے فرمایا وہ واقعی اور سچا اور بجا تھا جیسے ایک مامور من اللہ کا مجدد مرسل یزدانی ہونا سراسر حق اور حقیقت پر مبنی ہے مرسل یزدانی کا کہنا خود توحید کا اقرار ہے۔

اس طعن کے بعد کہ مرسل یزدانی کہنا دھوکا دہی ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپکو مرسل من اللہ یقین کرتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ ہے العجب۔

آپ کی رویا میں اول ظالموا انفسہم ہے جو آپ اب اسی لفظ کو قرآن میں ایک جگہ ملاحظہ فرماوے۔ ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ۔ الآیۃ۔ آپکا رویا اور خواب پورا صاف بھی نہیں کیونکہ اس کا بہت حصہ آپ کے فہم میں نہیں آیا۔ اور اس کی مبائن وہ رویا صالحہ بکثرت اور ملہمین کی موجود ہیں جن کو بطور مشتے از خروار بسبیل ڈاک روانہ کرتا ہوں۔ آپ اپنی رویا کو اس سے مقابلہ دو۔

پھر آپ نے سیاہ رنگ بھیڑیں دیکھیں ہیں جو قادیان کی طرف جاتی ہیں اور وہ عذاب ہی جو قادیان کی طرف چلا جاتا ہے۔

مولانا اول تو بھیڑیں سیاہ گوہ (غذا) کھانے والی اور پھر وہ قادیان میں نہیں۔ قادیان کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھ لیں گے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مگر مولانا قادیان کی طرف تو راستہ میں بہت سارے اعداء بھی موجود ہیں ہم نے مانا کہ وہ عذاب ہی مگر قادیان میں نہیں بلکہ قادیان کی طرف غالباً لاہور اور بٹالہ راستہ میں ہے وہاں کسی پر گرے۔

اگر جناب پسند فرماویں تو میرا منشا ہے کہ آپ اس رویا کو بذریعہ اشتہار شائع فرماویں اس اشاعت کا نتیجہ انشاء اللہ بہت عمدہ ہوگا اور غیب تو وہی عمدہ ہوتا ہے جو لکھ کر عام طور پر سامنے کیا جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام عندھم الغیب فھم یکتبون۔

آپ کی رویا شائع کی جاوے تو آپکو پتہ لگے کہ پیشگوئیوں کا پھیلنا کیسا امر ہے۔

اب میں پھر آپ کے سخت کھٹکے کے باعث پر توجہ کرتا ہوں۔ جناب کو شاید بائبل نہ ملے اس لئے باب نقل کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالیٰ کی حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئے تھے یا بعل سے پھر اس پر استبار نبیؐ نے بھی پہلے انبیاء کی نام سے ان ملائی تھی یا نہیں۔ پھر اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو جناب مجھے براہ راست اطلاع بخشیں تاکہ میں جناب کو اس کی تفسیر معتبر مفسرین کے حوالہ سے مفصل لکھ سکوں والامر سہل

میں پھر جناب کو عرض کرتا ہوں کہ جناب کثرت دعا اور کثرت استغفار کے بعد بہت تدبر اور غور سے کام لیں فاوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔ وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ [illegible] نومبر ۱۸۹۹ء

تاریخ باب ۱۸

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کا حکم دریافت کیجئے تب شاہ اسرائیل نے چار سو نبیوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کیا ہم رامات جلعاد کو جنگ کے لئے جائیں یا میں باز رہوں وے بولے چڑھ جا اور خدا اسے بادشاہ کے قبضہ میں کر دیگا۔ پھر یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا اور بھی کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں شاہ اسرائیل نے کہا کہ ایک شخص میکایاہ بن املہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہیں لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے نیکی کی نہیں بلکہ ہمیشہ بدی کی پیش خبری کرتا ہے تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نہ فرماوے۔ سو شاہ اسرائیل نے

ایک عہدہ دار کو بلا کے حکم کیا کہ املہ کے بیٹے میکایاہ کو جلد حاضر کر اور شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط سمرون کے پھاٹک کے سامنے اُنہیں در آنے کی راہ پر ایک کھلیہان میں جا کے اپنے اپنے تخت پر شاہانہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے اور سارے انبیاء اُن کے حضور نبوت کر رہے تھے اور کنعنہ کے بیٹے صدقیاہ نے اپنے لئے لوہے کے سینگ بنائے اور بولا خداوند یون فرماتا ہے کہ تو ان سے ارامیون کو ایسا ٹھیلیگا کہ انھین نابود کر ڈالے گا۔ اور سب نبیون نے یون ہی نبوت کی اور کہا کہ راماتِ جلعاد پر چڑھ جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اُسے شاہ کے قبضہ مین کر دے گا۔ اور وہ قاصد جو میکایاہ کے بلانے کو گیا تھا اُس سے کہا دیکھ سب انبیاء ایک زبان ہو کے بادشاہ کو خوشخبری دیتے ہیں سو کرم کر کے اپنا کلام انھین مین ایک کے مانند کہہ اور تو بھی خوشخبری دے۔ میکایاہ بولا خداوند حی کی قسم جو کچھ میرا خدا مجھے فرماوے گا مین وہی کہون گا۔ سو وہ بادشاہ پاس آیا تب بادشاہ نے اُسے فرمایا میکایاہ ہم لڑنے کو رامات جلعاد پر چڑھین یا مین باز رہون اُس نے جواب مین کہا کہ چڑھ جاؤ اور کامیاب ہو اور وے تمھارے ہاتھ مین گرفتار ہون گے۔ پھر شاہ نے اُسے کہا مین تجھے کتنی بار قسم دے کے جتاؤن کہ تو مجھ سے کچھ نہ کہے مگر خداوند کے نام سے وہی جو سچ ہے۔ تب وہ بولا مین نے سارے بنی اسرائیل کو اُن بھیڑون کی مانند جو بے چوپان ہون پہاڑون پر بھٹکتے ہوئے دیکھا اور خداوند فرمایا کہ کوئی اُن کا آقا نہین سو اُن مین سے ہر ایک اپنے اپنے گھر سلامت چلا جاوے۔ تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ وہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کرے گا۔

اُس نے دوبارہ کہا کہ تم خداوند کے سخن کو سنو مین نے خداوند کو اُسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اُس کے دہنے بائین ہاتھ کھڑا تھا تب خداوند نے فرمایا کہ شاہ اسرائیل اخی اب کو کون ترغیب دے گا تاکہ وہ چڑھ جاوے اور رامات جلعاد کے سامنے کھیت آوے تب ایک یون بولا اور دوسرا وون بولا اُس وقت ایک روح نکل کے خداوند کے سامنے آکھڑی ہوئی اور بولی کہ مین اُسے ترغیب دون گی پھر خداوند نے فرمایا کس طرح سے۔ وہ بولی مین جاؤنگی اور جھوٹھی روح بنکے اُس کے سارے نبیون کے منہ مین پڑونگی خداوند بولا تو اُسے ترغیب دیگی اور غالب بھی ہوگی۔ روانہ ہو اور ایسا کر۔ سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیون کے منہ مین جھوٹھی روح ڈالی ہے اور خداوند ہی نے تیری بابت بری خبر دی ہے تب کنعنہ کا بیٹا صدقیاہ نزدیک آیا اور میکایاہ کے گال پر ایک تھپیڑ مار کے بولا کہ خداوند کی روح کون سی راہ ہو کے مجھ پاس سے نکلی اور تجھ سے بولی میکایاہ بولا تو اُس دن جب کہ تو اندر کی کوٹھری مین گھسے گا کہ چھپ رہے دیکھے گا۔ اور شاہ اسرائیل نے کہا میکایاہ کو پکڑ لو اور اُسے شہر کے ناظم امون پاس اور یواس شہزادہ پاس لے جاؤ۔ اور کہو کہ بادشاہ یون فرماتا ہے کہ اس کو قید خانہ مین رکھو اور اُسے تنگ حالی کی روٹی اور اور تنگ حالی کا پانی دیا کرو جب تک کہ مین سلامت پھر نہ آؤن۔ میکایاہ بولا اگر تو کسی طرح سلامت پھر آوے تو خداوند نے میری معرفت سے کچھ نہین کہا پھر وہ بولا اے لوگو تم سب کے سب سن رکھو۔ بعد اُس کے شاہ

اسرائیل نے یہوسفط رامات جلعاد پر چڑھے۔ اور شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا مین اپنا بھیس بدل کے لڑائی مین چلون گا پر تو اپنا لباس پہنے رہ سو شاہ اسرائیل نے روپ بدلا اور وے لڑائی مین گئے۔ اور شاہ ارام نے رتھون کے سردارون کو جو اُس کے ساتھ تھے فرمایا تھا کہ شاہ اسرائیل کے سوا کسی چھوٹے بڑے سے جنگ نہ کیجیو۔ اور ایسا ہوا کہ رتھون کے سردارون نے یہوسفط کو دیکھ کے یون کہا کہ شاہ اسرائیل تو یہی ہے سو اُنھون نے لڑنے کے لئے اُسے گھیرا تب یہوسفط نے دعا مانگی اور خداوند نے اُسکی مدد کی اور خدا نے اُنھین اُس سے پھرا دیا۔ اور ایسا ہوا کہ جب رتھون کے سردارون نے دیکھا کہ وہ شاہ اسرائیل نہین ہے تو وے اُس کا پیچھا کرنے سے باز آئے اور پھر گئے۔ اور ایک شخص نے بغیر شست باندھے تیر لگایا سو وہ اتفاقاً شاہ اسرائیل کے جوشن کے بندون کے درمیان لگا تب اُس نے اپنے رتھبان کو کہا کہ باگ پھیر اور مجھے لشکر سے نکال لے چل کہ مین زخمی ہوا۔ اور اُس دن جنگ شدید ہوئی اور شاہ اسرائیل ارامیون کے مقابل رتھ پر ٹھیرا رہا اور سورج ڈوبتے ڈوبتے مر گیا۔

پھر اس شخص کو اتنا خیال نہین آیا۔ کہ خود ایک سکھ کا ملازم ہے اور انہ مثل سلیمان کا مصداق بنا ہے تو ایک ملہم کو عیسیٰ بن مریم ماننے مین کیون مشکلات پیش ہے جناب اخیر پر غور فرماوین کہ کہان نبیان بعل کا ذکر ہے اور سلیمان نے کیسا

دھوکا دیا اور
ٹھوکر کھائی
ہے

اور سفر حدیبیہ ہو گ سکتا ہے۔ مولوی صاحب! آج کل تو فتن دجال کے باعث بائیبل ہر ضلع میں مل سکتی تھی آپ نے تاریخ کی دوسری کتاب کا اٹھارہ ان باب دیکھ لیا ہوتا تو جناب کو کمثل الصبح معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ سلیمان کا اعتراض مثل سلیمان ہے یا نہیں۔

کیا خوب ہے جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوز الکبیر میں یہود کے حالات لکھتے ہوئے ان علماء پر متوجہ ہو کر فرماتے ہیں اگر خواہی کہ نمونہ آن علماء را ببینی ... کا نمہم ہم اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تو انکو اور ان کے علماء کو نصوص و بن لعب سے ملقب فرماتے ہیں۔

جناب نے گو امام الوقت مسیح الزمان لکھ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ لکھا مگر مرزا صاحب کے الفاظ مرسل یزدانی اور ان کے مریدوں کے واقعی نہ بطور استعارہ ومجاز بل حقیقت کے طور پر مرسل یزدانی تو جناب نے خود ہی استعارہ ومجاز کے نیچے لانا پسند فرما کر کہا ہے کہ کیوں ایسے دھوکے کے الفاظ استعمال میں لائیں جاویں۔

جناب من یضل بہ کثیرا تو اس کتاب کی بھی صفت ہے جو اختلاف مٹانے کو نازل ہوئی۔ اور جس کا نام نور۔ ہدایت۔ رحمت۔ مفضل۔ شفا ہے۔ پس اگر نافہم ابتلا میں پڑے تو کیا حرج ہے۔ کیا حتی یمیز الخبیث من الطیب ضروری نہیں۔ عبودیت کا اقرار جو ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ الیٰ یوم الدین نے فرمایا وہ واقعی اور سچا اور بجا تھا جیسے ایک ماموریت من اللہ کا مجدد مرسل یزدانی ہونا سراسر حق اور حقیقت پر مبنی ہے مرسل یزدانی کا کہنا خود توحید کا اقرار ہے۔

اس طعن کے بعد کہ مرسل یزدانی کہنا دھوکا دہی ہے حالانکہ خود حضرت مرزا صاحب ایدہٗ آپکو مرسل من اللہ یقین کرتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ ہے العجب۔

آپ کی رؤیا میں اول ظالموا انفسہم ہے جو آپ اب اسی لفظ کو قرآن میں ایک جگہ ملاحظہ فرماوے۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ۔ الآیۃ آپکا رؤیا اور خواب پورا صاف بھی نہیں کیونکہ اس کا بہت حصہ آپ کے فہم میں نہیں آیا۔ اور اس کی مبائن وہ رؤیا صالحہ بکثرت اور طیبین کی موجود ہیں جن کو بطور مشتے از خروارے بسبیل ڈاک روانہ کرتا ہوں۔

آپ اپنی رؤیا کو اس سے مقابلہ دو۔ پھر آپ نے سیاہ رنگ بھیڑیں دیکھیں ہیں جو قادیان کی طرف جاتی ہیں اور وہ عذاب ہے جو قادیان کی طرف چلا جاتا ہے۔

مولانا اول تو بھیڑیں سیاہ گوہ (قذر) کھانے والی اور پھر وہ قادیان میں نہیں۔ قادیان کی طرف انشاء اللہ تعالےٰ آپ دیکھ لیں گے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ مگر مولانا قادیان کی طرف تو راستہ میں بہت سارے اعداء بھی موجود ہیں ہم نے مانا کہ وہ عذاب ہی ہو مگر قادیان میں نہیں بلکہ قادیان کی طرف غالباً لاہور اور بٹالہ راستہ میں ہے وہاں کسی پر گرے۔

اگر جناب پسند فرماویں تو میرا منشا ہے کہ آپ اس رؤیا کو بذریعہ اشتہار شائع فرماویں اس اشاعت کا نتیجہ انشاء اللہ بہت عمدہ ہوگا۔ وہ غیب تو وہی عمدہ ہوتا ہے جو لکھ کر عام طور پر سامنے کیا جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام عندھم الغیب فھم یکتبون۔

آپ کی رؤیا شائع کی جاوے تو آپ کو پتہ لگے کہ پیشگوئیوں کا پھیلنا کیسا امر ہے۔

اب میں پھر آپ کے سخت کھٹکے کے باعث پر توجہ کرتا ہوں۔ جناب کو شاید بائبل نہ ملے اس لئے باب نقل کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خدا تعالیٰ کے حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئے تھے یا بعل سے پھر اس راستباز نبی نے بھی پہلے انبیاء کی ہاں سے ہاں ملائی تھی یا نہیں۔ پھر اگر آپ کی تسلی نہ ہو تو جناب مجھے براہ راست اطلاع بخشیں تاکہ میں جناب کو اس کی تفسیر معتبرین مفسرین کے حوالہ سے مفصل لکھ سکوں۔ والامر سہل

میں پھر جناب کو عرض کرتا ہوں کہ جناب کثرت دعا اور کثرت استغفار کے بعد بہت تدبر اور غور سے کام لیں فاوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔ وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

تاریخ باب ۱۸

اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کا حکم دریافت کیجئے تب شاہ اسرائیل نے چار سو نبیوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کیا ہم راماتِ جلعاد کو جنگ کے لئے جائیں یا میں باز رہوں وے بولے چڑھ جا اور خدا اُسے بادشاہ کے قبضہ میں کر دیگا۔ پھر یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا اور بھی کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں شاہ اسرائیل نے کہا کہ ایک شخص میکایاہ بن املہ ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہیں لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے نیکی کی نہیں بلکہ ہمیشہ بدی کی پیشخبری کرتا ہے تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نفرماوے۔ سو شاہ اسرائیل نے

مکتوب بیعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور جناب مرشد نا برحق - جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دامت فیوضہم و برکاتہم و ظلہم علی رؤس الطالبین - الی یوم الدین

ای مسیحا تو ظل سبحانی
مخزن فضل وجود رحمانی
ناصر دین حق بامر اللہ
کاشف سر علم حقانی
ذات پاک تو ہست فیض سلاط
باعث رونق مسلمانی

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود -
۹- نومبر ۱۸۹۹ء کو جو میں نے خواب دیکھا ہے وہ ذیل میں گذارش ہے

رویائے صادقہ

ع

بری از خلل خالی از اختلال

میں ایک مسجد کے حجرہ کے اندر کہیں باہر سے آکر داخل ہوا ہوں اس حجرہ میں پہلے سے گروہ منکرین بیٹھا ہوا ہے مگر خائف و ہراسان - لیکن حضور انور مرشدنا و مولانا کی سواری کی آمد آمد ہو رہی ہے - میں حضور کے راستہ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ خاک قدوم میمنت لزوم حضور کو توتیائے بصر کروں - گروہ منکرین سے ایک ان کا بڑا بولا کہ کیوں کھڑے ہو گئے ہو- غلام بولا کہ حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود قادیان دارالامان سے تمہاری خبر لینے کو تشریف لاتے ہیں - خبردار - اور یہ شعر بمبالغہ میری زبان سے نکل گیا -

بیت

کجاست صوفی دجال شکل ملحد کیش
بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید

میری برابر ایک بزرگ سفید ریش بھی کھڑے ہیں اور حضور کا راستہ دیکھتے ہیں وہ حضرت بزرگ اس شعر کو سنکر اس زور سے ہنسے اور مبارک مبارک کہکر قہقہہ مارا کہ میری آنکھ کھل گئی - آدھی رات سے کچھ زیادہ گذر گئی تھی - پھر غلام کو نیند نہیں آئی -

حضور اقدس بلا شک و شبہ **مسیح موعود اور مہدی مسعود** ہیں - ہر کہ شک آرد ...... گردد - یہ اپنا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ہے

اب میں ایک گذارش قصیدہ ملا عرض کرتا ہوں برائے خدا - نہ برای عطا - **اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد و مرشدنا احمد والھما و اصحابھما اجمعین الی یوم الدین**

مطلع اول

(بیان شکایت فلک)

جہان میں سب کی زبان پر ہے یہ مثل مشہور
جو دور ہوتا ہے آنکھوں سے ہے وہ دلسے دور
غلط ہے جو کہ یہ کہتے ہیں دلکو دلسے ہے راہ
قبول کرتے نہیں اسکو اہل عقل و شعور
رہ محبت و الفت جہان سے ہے معدوم
ہیں بخت مدسے فلاکت میں اہل دل مجبور
زمانہ بر سر پر خاش ہے خدا کے لئے
تو بیٹھ گوشہ میں گر صلح تجکو ہے منظور
زبان کو بند کر اب الحذر کا ہے یہ مقام
کہ ہر طرف سے بپا ہو رہا ہے شور و شرور
کہیں نگو میں یہ تیری پڑی کمند ہوس
کہ ہی کہیں نہ تجھے آسمان چکنا چور
مگر تو دو دنیا سے ہے تو ڈالو انڈول
کہ رنگ چہرہ کا تیرے جو ہو گیا کافور
نہ رکھ مکدر دل شکر حق تو کر ہر دم
نچھوڑ دامن صبر و سکون کہ ہے یہ شعور
بہانہ اشک الم چشم تر سے یا ہجر دلت
کہ جائے دم زدنی ہے [illegible]
بہوش باش کہ دنیا کے سب بکھیڑے ہیں
سبب اپنا خدا اور ہے غفور و شکور
خدا کو یاد کر اور دل سے حرص دنیا چھوڑ
کہ بہتری ہے اسی میں اگر تو ہے معذور
نہ چھوڑ راہ ہدایت جو تجھ میں ہے قوت
نہ چھوڑ ذکر خدائے کریم تا مقدور
بذکر ایزد باری پڑھو میں وہ مطلع
کہ جسکو سنکے خوش ہو جائیں سارے اہل حضور

مطلع ثانی

خدائے قادر بیچون و پاک رب غفور
قدیر و باسط و خالق ہو الشکور و صبور
وہ ہے خدائے جہان قادر زمین و زمان
وہی ہے مالک مملوک دو جہان کا ضرور
کوئی نہیں ہے شریک اسکا ہے وہ سب سے بڑا
کہ ذکر کرتا ہے اسکا ہر ایک وحش و طیور
تمام سنگ و شجر اور ہر ایک برگ و ثمر
اسی کے وصف کا کرتے ہیں ہر جگہ مذکور
کہاں تلک کروں اس خالق جہان کی ثنا
کہ ہے زبان مری عاجز قلم ہے بے دستور
کرم سے اپنے دیا ہمکو وہ رسول کریم
کہ جسکا نام معظم ہے عرش پر مسطور
محمد عربی مالک زمین و زمان
حبیب قادر بیچون شفیع یوم نشور
ہزار دلسے کریں شکر پھر خدائے جہان
کہ اس کے بعد ہوا فضل اسکا اور وفور
شروع چودھویں اور تیرھویں کے ہی آخیر
ہوا مسیح ہویدا بفضل رب غفور
ہے قادیاں میں وہ مرزا غلام احمد نام
کہ جسکی فیض رسانی سے ہے جہان مشکور
امام مرشد برحق مسیح دریا دل
کریم و فیض رسان ہے غیور ابن غیور
ہے دور تیرگی دنیا میں اس کے مقدم سے
کہ مثل نیر اعظم ہے اب شب دیجور
عجب ہے ذات مقدس میں جلوہ انوار
کہ جسکی تابش رفعت سے آفتاب ہے دور
ہے اس کے صدر پہ مکشوف علم قرآنی
کہ کان علم کا جوہر ہے وہ نگینہ نور
مطیع دین خدا تابع رسول اللہ
مسیح فخر جہان اور امام فخر دہور
ندا فلک سے یہ آتی ہے سن لو اے لوگو
کہ لاؤ اس پہ تم ایمان خدا کا ہے منظور
تماما جس نے اسکے اپنا پیشوا و امام
گیا وہ دونوں جہان سے مرا بکفر کفور*

---

* حضرت اقدس کا الہام لفظ بلفظ صحیح ہے اور نص صریح کا منکر کافر ہوتا ہے منہ

حسین شاہ

شکوک مولویوں نے دلوں میں ڈالے تھے
مسیح چرخ چہارم پہ ہیں بعیش و سرور
ہی غار سامرہ میں مختفی مہدی دوران
مدینہ میں وہ نکلکر کرینگے اپنا ظہور
نہ ہی فلک پہ مسیح اور نہ مہدی سامرہ میں
یہی ہے [illegible] موعود و قائم امر ضرور
مسیح ہر [illegible] ثابت ہی صداقت قرآن سی
کچھ اس میں شک نہیں ہرگز لکھ دیا [illegible]
بتا دیا ہیں حضرت مسیح اقدس نے
[illegible] کلام خدا میں تھا مستور
[illegible] حضرت اقدس کا سن کے بھید کھلا
[illegible] یہ آیا بجا صری حضور

مطلع ثالث

[illegible]
[illegible]
[illegible] ہر ترکی مثال [illegible]
[illegible] ہوا ہے [illegible]
[illegible] کی [illegible] تفصیل
[illegible] اور حدیث میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عالم ہو خالق اس ہی نفور
[illegible] جہنم میں [illegible]
[illegible] وہ ہو جاویں سب مقہور
[illegible] ذوالفقار قلم
[illegible] ہی تیرا نام مصطفیٰ نے ضرور
[illegible] سبھی بطال اور سب جہال
تیرا کلام مقدس ہو ہر جگہ مشہور
کرے [illegible] کسطرح کوئی رد و قبول
دلیل ہیں تیری دعوی کی لو لوی منثور
میں عرض کرتا ہوں تیری [illegible] ہے قدر مری
ہیں اک وجود ناچیز ہوں تو عالم نور
مرید ہو [illegible] دل و جان سی آپ کا حضرت
نہیں ہے کچھ بھی مجھے خوف شر دشمن و شرور
پھرا ہوں جنگل و کہسار میں بحال خراب
عزیزوں اور قریبوں سی ابھی ہوں مہجور
وطن سی دور ہوں مگر معاش [illegible]
فلک کی [illegible]
[illegible] کروں الحمد اپنی قسمت کا

نہ کچھ معاش ہی اور نہ وطن ہوں گھر سی دور
کرو دعا کہ حسن پہونچی اپنی مطلب کو
خراب و خستہ ہی بیجان بخاطر رنجور

اما بعد یہ خادم نادم حاشیہ بوسان حضور میں ہے لہذا ازراہ ادب عرض کرتا ہے کہ اس کمترین نیاز آگین زمرہ بعیت کنندگان میں داخل فرمائیں۔ آفتاب جاہ و جلال روشن رہے

الراقم

قاضی علی حسن ولد حاجی سید اسد علی قوم سید بخاری ساکن قصبہ جیند وس ضلع علی گڑھ [illegible] حال [illegible] بعد بیعت جہلم ۱۳ نومبر ۱۸۹۹ء

امام ہمام علیہ السلام سے بیعت کرنیوالوں کے نام

(۱) عنایت علی خان
(۲) احمد حسن ۔ ساکنان لدہیانہ
(۳) مقبل ۔ کاسا آباد ضلع ″
(۴) سید احمد الدین کمپونڈر شہر ممباسا ملک افریقہ کلینڈینی ہاسپٹل ریلوی
(۵) منشی علی محمد ساکن بازید پور ضلع جالندھر حال وارد ملک ایسٹ افریقہ یوگنڈہ ریلوی سٹیشن ووئی
(۶) محمد الدین ٹھٹیر ملک افریقہ شہر ممباسہ ڈاک خانہ کلانڈینی مقام ہسپتال۔
(۷) بدرالدین ۔ جھنٹ ضلع لدہیانہ
(۸) انعام الدین ۔ دھرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور
(۹) قاضی میر محمد ۔ کوٹ کیلان ۔ ″ گوجرانوالہ
(۱۰) محمد حسین ″
(۱۱) شمس الدین
(۱۲) ولی محمد
(۱۳) عبد الرحمن ۔ کوٹھہ فقیر ضلع جہلم
(۱۴) منشی محمد دین عطار ۔ شاہدرہ ۔ لاہور
(۱۵) مولوی فضل حق ۔ لنگیان والی ضلع گوجرانوالہ ڈاک خانہ گکھڑ۔

گورنمنٹ کے لئے ایک مشکل اور مسئلہ

یہ اس مضمون کی سرخی کا ترجمہ ہے جسکو پایونیر الہ آباد نے اپنے ۲۹ اکتوبر کے پرچہ میں شائع کیا تھا اور جس کو بعد پیر مدراس اسٹانڈرڈ نے اپنے دو نومبر کے پرچہ میں نقل کیا۔

پایونیر رقمطراز ہے۔

لارڈ کرزن کو ہندوستان کی ویسرائلٹی کا جائزہ لیتے وقت غالبًا اس بات کا علم نہ ہوگا کہ اُن سے اس امر کی بھی درخواست کی جاوے گی کہ وہ کوئی ایک معیار اُن حریف مذاہب کی صداقت کو جانچنے کے لئے قائم کریں جو اُن کی سلطنت میں وفادارانہ جوش کے ساتھ رائج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانوں کے مجدد ہیں اور جن کے نام سے ہمارے ناظرین واقف ہوں گے اپنے ایک مراسلہ میں جو گورنمنٹ ہند کو انھوں نے پیش کیا ہے اور جس کو ہمنے بھی حال میں طبع کیا ہی یہ درخواست کی ہے کہ گورنمنٹ کوئی معیار ایسا قائم کرے جس سے صریح اور بیّن طور پر اور بغیر گنجایش شک اور شبہ کے حریف مذہبوں کی صداقت اور فضیلت کا فیصلہ ساری دنیا کے روبرو ہو جاوے۔ مرزا غلام احمد کا یہ مدعا ہے کہ یہ آزمایش دو طور سے ہونی چاہیئے۔ اولاً ہر مذہب کے علما فضلا اپنی کتاب کے روسی اپنے مذہب کی اعلی تعلیم کا ثبوت دیں جس سے اس مذہب کی اخلاقی حالت اور فضیلت کا موازنہ ہو۔ دوم ہر مذہب کا سرگروہ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں ایک آسمانی نشان دکھلاوے۔

تا یہ بات ثابت ہو کہ کس مذہب میں ہنوز الٰہی طاقت اور ربانی قوت باقی ہے۔ البتہ بڑی ہوشیاری اور انتظام کے ساتھ اس آزمایش کی نگرانی ہونی چاہیئے تاوہ آزمایش انسانی منصوبوں اور دستکاریوں سے محفوظ رہے اور اس وقت گورنمنٹ ایک ایسا فتوی جاری کر سکتی ہے جس کے رو سے تمام نیک دل لوگ اس کے پابند ہو سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صلاح اس انیسویں صدی کی اخیر میں کچھ انوکھی سی معلوم ہوتی ہے مگر وہ بڑی نیک دلی اور اخلاص کے ساتھ پیش کی گئی ہے تا اس کے ذریعہ وہ تمام شکوک اور اوہام جو دنیا کو منتشر کر رہے ہیں نابود ہو جاویں مرزا صاحب مخلصانہ طور پر ایسا خیال کرتے ہیں کہ اگر کوئی سرکاری فتوی اس بارہ میں نافذ ہو تو وہ صلح اور امن اور مختلف مذاہب کے ایک ہونے پر بالکل مؤید ہوگا جو برٹش گورنمنٹ کے لئے برکات کا موجب ہوگا بشرطیکہ گورنمنٹ بھی ایسی ہی رائے قائم کرنے کی طرف مائل ہو۔ بہر حال وہ اس بات پر راضی ہیں کہ انھیں صلیب پر دیا جاوے اگر وہ ایسی آزمایش میں ناکام نکلیں اور اس سے زیادہ کوئی شخص نہیں کر سکتا ہے ہم شوق کے ساتھ دیکھنے کے لئے منتظر ہیں کہ کلکتہ کے بشپ صاحب ایسی آزمایش کا ذمہ ان شروط کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔

پایونیر کی مندرجہ بالا تحریر کے اقتباس کے بعد اس مسئلہ پر کسقدر روشنی ڈالدینا خالی از منفعت نہ ہوگا کہ گورنمنٹ عالیہ کا ایسے مذہبی معاملات میں توجہ کرنا اور ایسی مذہبی مجالس کا قائم کرنا جنمیں ہر ایک الہامی مذہب کے پیشوا اپنے اپنے مذہب کی صداقت کو دلائل بینہ اور آسمانی شواہد سے ثابت کریں کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہو سکتی بلکہ قدیم الایام سے دستور چلا آیا ہے کہ ہر مہذب اور شائستہ گورنمنٹ نے مختلف مذہبی مذاکروں کے ذریعہ صداقت کے اصولوں کی اشاعت میں مدد دی ہے۔ اکبر اعظم کے زمانہ میں ہفتہ وار ایک مذہبی مجلس ہوا کرتی تھی جس میں ہر مذہب کے سرگروہ جمع ہوا کرتے تھے۔ ایسا ہی کہا جاتا ہے کہ اکبر اعظم کے عہد میں بھی مذہبی جھگڑے ہوا کرتے تھے اور قیصر روم کی جبکہ روما اکبری کی سلطنت زبردست اور مہذب سلطنت سمجھی جاتی تھی ایسی ایک مجلس قائم کی تھی۔ اور ہماری گورنمنٹ عالیہ کے عہد معدلت مہد میں

بھی مذہبی آزادی کیوجہ سے مذہبی مباحثات اور مناظرات کی مجلسیں ہوتی رہتی ہیں گو گورنمنٹ انمیں کسی قسم کا پارٹ نہیں لیتی مگر تاہم گورنمنٹ کی طرف سے ممانعت بھی نہیں۔

حضرت اقدس **مسیح موعود** علیہ السلام چونکہ گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کے فرمان پذیر اور **وفادار** خاندان کی یادگار ہیں اور جنھوں نے اپنے مذہبی اصول کی بنا پر گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری و فرمان پذیری کی تعلیم کو اپنی شرائط بیعت کا ایک جزو قرار دیا ہوا ہے اور عربی فارسی اردو انگریزی کی بیسیوں کتابوں اور رسالجات کے ذریعہ کوتہ اندیش مسلمانوں کے دلوں سے اس خیال بد کو نکالنے کی کوشش کی ہے کہ کوئی ایسا مہدی اور مسیح موعود دنیا میں نہ آئیگا جو آکر آتے ہی جنگ و جدل کریگا۔ بلکہ وہ دنیا میں امن اور صلحکاری کو پھیلا دیگا۔ گو ایسے مسائل حقہ کی اشاعت اگرچہ سخت مخالفت ہوگی اور ہو رہی ہے گروہ کے گروہ ان مسائل کی اشاعت میں ہر قسم کی جانفشانی کر رہے ہیں۔ گو یا جسقدر لوگ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہوتے جاوینگے اسیقدر ایسے خیالات کو خیرباد کہکر صلح اور سلامتی کے فرزند ہوکر گورنمنٹ کے لئے موجب برکت ثابت ہونگے۔ کیونکہ امن پھیلیگا۔

امن عامہ کے پھیلانیکی حضرت مرزا صاحب نے بہت سی تدابیر وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کے حضور پیش کی ہیں منجملہ ایک وہ تدبیر تھی جو ایک میموریل کے ذریعہ پیش کی گئی تھی کہ گورنمنٹ مذہبی مناظرات کو حد اعتدال پر لانے کے لئے یا تو دس سال کے لئے ایسے مناظرات بند کر دے یا یہ قانون پاس کرے کہ کوئی فریق اپنے مخالف فریق پر ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اس پر ہو سکتا ہے یا اس کی مسلمہ کتب سے خارج ہو غرض یہ ایک ایسی تجویز ہے جس پر اگر دور اندیش گورنمنٹ نے توجہ فرمائی جس کی ہم کو امید ہونی چاہئے تو آئے دن کے مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے

اور پھر اسی سلسلہ میں وہ درخواست ہے جسپر پایونیر کے مندرجہ بالا مضمون کا اقتباس ہم نے کیا ہے۔ جلد باز لوگوں کی نزدیک ایسی تجویز پر کچھ ہی خیال لاتے ہوں لیکن اگر بنظر غور دیکھا جاوے تو اس کی تہ میں بہت قیمتی فوائد موجود ہیں جو عام صلحکاری کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ اگر لارڈ کرزن نے یہ تجویز کی حیثیت سے نہ بھی عام خیال سے بھی توجہ کی جو ضرور کرنی چاہئے تو ہم سمجھتے ہیں کہ عام امن کو بڑی ترقی ہوگی اور مذہبی ہنگاموں کے بازار سرد ہو جاوینگے۔ کیونکہ جو اس میدان میں نہ آئینگے پھر ان کا کوئی حق نہ ہوگا کہ دوسرے مذہب پر اعتراض کرکے دل آزاری کریں اور جو میدان میں اتریں گے وہ بھی آسمانی شواہد سے اپنے مذہب کی صداقت پر مہر کریں گے۔

اور یوں عام طور پر **حق** کا اظہار ہو جاوے گا۔ اور **لارڈ کرزن** کے عہد کی بے نظیر اور عظیم الشان یادگار رہ جاوے گی

ہم آئندہ گنجایش نکال کر انشاء اللہ تعالی اس پر بہت کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصولڈاک قیمت واپس لو سچائی کے یہی کافی ہے

(۱) قوت باہ (داخلی و خارجی) ہر دو قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت خارجہ ؎ داخلی عا

(۲) بواسیر خونی بادی کے لئے اکسیر عا
(۳) دافع جریان ہر قسم .... للعہ
(۴) آتشک .... ؎
(۵) سوزاک کہنہ و جدید .... عا
(۶) خضاب سالانہ جو [illegible] لگایا جاتا ہے عہ
(۷) مصفی خون .... عمہ
(۸) آنکھوں کا سرمہ [illegible] عمہ

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مفردہ ایک مریض کے لئے ہے اگر اس قدر دوائی سے کوئی نقص باقی رہے تو زاید دوا مفت دیجاوے گی

محمد امین - بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس امر کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پھول غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اوراد ویہ کے آنکھوں کے مریضوں پھر اب اس سرمہ کو استعمال کرنے لگے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ [illegible] ... ممیرہ فی ماشہ [illegible] ... ضرور منگا کر دیکھنا چاہیئے -

المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور +

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہنا جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ نہایت ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - پی - ایم سانگلی صاحب بہادر - ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں اس کا تجربہ ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم [illegible] بعمر [illegible] سال [illegible] لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پھر ان پھٹے ہوئے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن ڈسٹرکٹ آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳- میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید نثار [illegible] ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی بناوٹ میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کی نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے

رجسٹرڈ ایل ۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعقوب علی ایڈیٹر

نحمدہ ونصلی

عام قیمت سالانہ پیشگی ۱۲؎

اخبار الحکم

عام قیمت سالانہ پیشگی ۱۲؎

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قادیان دار الامن والامان ۳۰ نومبر ۱۸۹۹ء

عفو اور عفو کا محل

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ

یعنی نیک آدمی وہ ہین جو غصہ کھانیکے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہین اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخش دیتے ہین - بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہ ہوتی ہو یعنی عین عفو کے محل پر ہو نہ غیر محل پر تو اس کا وہ بدلہ پاویگا -

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم یہ نہین - کہ خواہ نہ خواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور شریرون اور ظالمون کو سزا نہ دی جاوے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا ہے - پس مجرم کے حق مین اور نیز عامہ خلائق کے حق مین جو کچھ فی الواقعہ بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جاوے بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اور بھی دلیر ہو جاتا ہے - پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندھون کی طرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو بلکہ غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات مین ہے آیا بخشنے مین یا سزا دینے مین -

پس جو امر محل اور موقعہ کے مناسب ہو وہی کرو - افراد انسانی کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے بعض لوگ کینہ کشی پر بہت حریص ہوتے ہین یہان تک کہ دادون پردادون کے کینون کو یاد رکھتے ہین ایسا ہی بعض لوگ عفو اور درگذر کی عادت کو انتہا تک پہونچا دیتے ہین اور بسا اوقات اس عادت کے افراط سے دیوثی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اور ایسے قابل شرم حلم اور عفو اور درگذر ان سے صادر ہوتے ہین جو سراسر حمیت اور غیرت اور عفت کے برخلاف ہین بلکہ نیک چلنی پر داغ لگاتے ہین اور ایسی عفو اور درگذر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب لوگ توبہ توبہ کر اٹھتے ہین انہین خرابیون کے لحاظ سے قرآن شریف مین

ہرایک خلق کے لئے محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے اور ایسے خلق کو منظور نہین رکھا جو بے محل صادر ہو یاد رہے کہ مجرد عفو کو خلق نہین کہہ سکتے بلکہ وہ ایک طبعی قوۃ ہے جو بچوں مین بھی پائی جاتی ہے بچہ کو جس کے ہاتھ سے چوٹ لگ جائے خواہ شرارت سے ہی لگے تھوڑی دیر کے بعد اس قصہ کو بھلا دیتا ہے اور پھر اس کے پاس محبت سے جاتا ہے اور اگر ایسے شخص نے اس کے قتل کا بھی ارادہ کیا ہو تب بھی صرف میٹھی بات پر خوش ہو جاتا ہے پس ایسا عفو کسی طرح خلق مین داخل نہین ہو گا خلق مین اسی صورت مین داخل ہو گا جب ہم اس کو محل اور موقعہ پر استعمال کرین گے ورنہ صرف ایک طبعی قوت ہو گی۔ دنیا مین بہت تھوڑے ایسے لوگ ہین جو طبعی قوت اور خلق مین فرق کر سکتے ہون ہم بار بار کہہ چکے ہین کہ حقیقی خلق اور طبعی حالتون مین یہ فرق ہے کہ خلق ہمیشہ محل اور موقعہ کی پابندی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور طبعی قوۃ بے محل بھی ظاہر ہو جاتی ہے یون تو چارپایون مین گائے بھی بے شر ہے اور بکری بھی دل کی غریب ہے مگر ہم انکو اسی سبب سے ان خلقون سے متصف نہین کہہ سکتے کہ ان کو محل اور موقعہ کی عقل نہین دی گئی خدا کی حکمت اور خدا کی سچی اور کامل کتاب نے ہرایک خلق کے ساتھ محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے۔

دوسرا خلق اخلاق ایصال خیر مین سے عدل ہے اور تیسرا احسان اور چوتھا ایتاء ذی القربیٰ جیساکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یعنی خدا تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقعہ اور محل ہو تو وہان احسان کرو اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبون کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہان طبعی ہمدردی سے نیکی کرو۔ اور اس سے خدا تعالےٰ منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گذر جاؤ یا احسان کے بارہ مین منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے یعنی یہ کہ تم بے محل احسان کرو یا محل احسان کرنے سے دریغ کرو یا یہ کہ تم محل پر ایتاء ذی القربیٰ کے خلق مین کچھ کمی اختیار کرو یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو اس آیت کریمہ مین ایصال خیر کے تین درجون کا بیان ہے اوّل یہ درجہ کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کی جاوے یہ تو کم درجہ ہے اور ادنیٰ درجہ کا بھلا مانس آدمی بھی یہ خلق حاصل کر سکتا ہے کہ اپنے نیکی کرنے والون کے ساتھ نیکی کرتا رہے دوسرا درجہ اس سے مشکل ہے اور وہ یہ کہ ابتداء آپ ہی نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے احسان کے طور پر اس کو فائدہ پہونچانا اور یہ خلق اوسط درجہ کا ہے اکثر لوگ غریبون پر احسان کرتے ہین اور احسان مین یہ ایک عیب مخفی ہے کہ احسان کرنے والا خیال کرتا ہے کہ مینے احسان کیا ہے اور کم سے کم وہ اپنے احسان کے عوض مین شکر یا دعا چاہتا ہے اور اگر کوئی ممنون منت اس کا اس کے مخالف ہوجائے تو اس کا نام احسان فراموش رکھتا ہے بعض وقت اپنے احسان کی وجہ سے اس پر فوق الطاقت بوجھ ڈال دیتا ہے اور اپنا احسان اس کو یاد دلاتا ہے جیسا کہ احسان کرنے والون کو خدا تعالیٰ نے متنبہ کرنے کے لئے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی یعنی اے احسان کرنے والو اپنے صدقات کو جنکی صدق پر بنا چاہیئے احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے پس اگر دل مین صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہین رہتا بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہو جاتی ہے۔ غرض احسان کرنے والے مین یہ ایک خامی ہوتی ہے کہ کبھی غصہ مین آکر اپنا احسان یاد بھی دلا دیتا ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے احسان کرنے والون کو ڈرایا۔ تیسرا درجہ ایصال خیر کا خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بالکل احسان کا خیال نہ ہو اور شکر گذاری پر نظر ہو بلکہ ایک ایسی ہمدردی کے جوش سے نیکی صادر ہو جیساکہ ایک نہایت قریبی مثلاً والدہ محض ہمدردی

کے جوش سے اپنے بیٹے سے نیکی کرتی ہے یہ وہ آخری درجہ ایصال خیر کا ہے جس سے آگے ترقی کرنا ممکن نہین لیکن خدا تعالیٰ نے ان تمام ایصال خیر کی قسموں کو محل اور موقعہ سے وابستہ کردیا ہے اور آیت موصوفہ مین صاف فرمادیا ہے کہ اگر یہ نیکیان اپنے محل پر مستعمل نہین ہون گی تو پھر یہ بدیان ہوجائین گی بجائے عدل فحشا بنجائے گا۔ یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورۃ ہو جائے اور ایسا ہی بجائے احسان کے منکر کی صورۃ نکل آئے گی یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے اور بجائے ایتاء ذی القربیٰ کے بغی بن جائے گا یعنی وہ بے محل ہمدردی کا جوش ایک بری صورت پیدا کرے گا اصل مین بغی اُس بارش کو کہتے ہین جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتون کو تباہ کردے اور یا حق واجب مین کمی رکھنے کو بغی کہتے ہین اور یا حق واجب سے افزونی کرنا بھی بغی ہے غرض ان تینون مین سے جو محل پر صادر نہین ہوگا وہی سیرت خراب ہوجائے گی اسی لئے ان تینون کے ساتھ موقعہ اور محل کی شرط لگادی ہے اس جگہ یاد رہے کہ مجرد عقل یا احسان یا ہمدردی ذی القربیٰ کو خُلق نہین کہہ سکتے بلکہ انسان مین یہ سب طبعی حالتین اور طبعی قوتین ہین کہ جو بچون مین بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہین مگر خلق کے لئے عقل شرط ہے اور نیز یہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقعہ پر استعمال ہو۔

خطبہ

جو حضرت مخدوم مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ بروح القدس نے ۲۴- نومبر ۱۸۹۹ء کے جمعہ مین پڑھا۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝

ترجمہ

اور اُن کے لئے بڑا بھاری نشان یہ ہے کہ ہم نے اُن کے آبا و اجداد کو بھری ہوئی کشتی مین سوار کیا اور اُن کے لئے ہم نے اسی جنس کی ایک چیز پیدا کی ہے جس پر سوار ہون گے۔ اگر ہماری مشیت چاہتی تو اُن کو غرق کر دیتے اور پھر کوئی فریاد رس اُن کو بچا نہ سکتا اور نہ کسی طرح پر اپنی قوۃ بازو سے مخلصی پا سکتے۔ ہان یہ سب کچھ ہمارا فضل اور رحمت ہے اور اس لئے ہے کہ ایک مدت تک گذارہ کرین۔

جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ بچاؤ کرلو اُن سزاؤن سے جو نقد موجود ہین یا کچھ مدت بعد آنے والی ہین تا کہ تم پر رحم کیا جاوے تو اس وعید کو ہنسی مین اُڑا دیتے ہین اور یہ کچھ اسی پر موقوف نہین بلکہ اُن کافر نعمتون کی عادت ہوگئی ہے کہ جب کوئی نشان نازل ہوتا ہے یعنی (کوئی مامور بشیر نذیر آجاوے تو اُس کی تبشیر اور انذار سے مُنہ پھیر لیتے ہین)

ان آیات نے خدا تعالیٰ کی مقتدر متصرف بالارادہ ہستی پر ایک زبردست دلیل بیان کی ہے۔ اور نظام نبوت کی زبردست اصل پر صاف روشنی ڈالی ہے اور ان مین مسئلہ حشر کے اسرار مین سے ایک سر کو آشکارا کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونو کے لئے خواہ وہ مکہ کے لوگ ہون یا مدینہ طیبہ کے رہنے والے یہ سب سے بڑا نشان تھا کہ خدا تعالیٰ نے ایک زمانہ مین عذاب کے پانی مین ایک سرکش قوم کو غرق کردیا اور ایک مخلص اور حسن ظن اور صبر سے کام لینے والی راستباز پاک جماعت کو ایک چوبی کشتی کے ذریعہ نجات دی۔

قرآن شریف کے طرز بیان پر غور کرنے والی طبیعتین اور اسرار کلام مین تدبر کرنے والے سلیم دل ایک لذت پاتے ہین جب وہ آیت لہم کے لفظ پر غور کرتے ہین خدا تعالیٰ نے اٰيَةٌ لَّهُمْ کہہ کر ایک عظیم الشان نشان کا پتہ دیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا وجود خدا تعالیٰ کے الغیب وجود پر ایک بین دلیل ہوتا ہے اُنکی زندگی کا ہر لحظہ اُن کی ہر حرکت و سکون ایک نشان منتبز ہوتا ہے اس سے پتہ لگتا ہے اور ایک

دیکھنے والی آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت ایک ممیّز گورنمنٹ ہے کیونکہ وہ دیکھتی ہیں کہ ایک ہی آگ اور عنصر ایک ہی قانون اولیاء اللہ یعنی خدا تعالیٰ کے مقربین محبوبین کے لئے راحت رسان اور تسلّی دہ ہے اور وہی ان کے مخالفین یعنی اعداء اللہ کے لئے ذلّت اور ہلاکت کا موجب ہے اگر یہ تمیز نہ ہوتی تو حقیقت میں وجود باری عزّ اسمہ کا ثبوت نہ ہوتا اور دنیا میں دہریت اور مادہ پرستی کی خطرناک تاریکی پھیل جاتی

یہی ایک بات ہے جو خدا کے حضور سوز دل اور چشم گریان سے دعا مانگنے والوں اور لقاء الٰہی کے پیاسوں کو ایک خوبصورت امید دلاتی ہے اور عاصیوں شریعت حقہ کے نافرمانوں کے لئے خوفناک دھمکی ہے۔

سورج پرست احمق یا آتش پرست دہریہ! اس نکتہ معرفت سے کب لذّت پا سکتا ہے۔ مثلاً جس نے سورج کی پرستش خواہ اس کی ظاہری فوائد کو دیکھ کر خواہ اس کی روشنی اور نورانیت کو دیکھ کر کی ہے اس نے اس حقیقت سے کب سرور پایا ہے کہ آیا سورج میں تدبیر بالارادہ کی قوت اور تصرف تام کی طاقت بھی ہے یا نہیں؟ کیا سورج اپنے پرستار ہی کو فوائد پہنچا سکتا اور مخصوص کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یا اپنے منکروں کو محروم کر سکتا ہے؟ قطعاً نہیں پھر جب ایک مطیع اور منکر کے درمیان کوئی تمیز اور تخصیص نہیں ہو سکتی تو پھر بتلاؤ کہ وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جو ایسے اشیاء کی عبادت اور پرستش کی تحریک کر سکے۔

پس جس چیز نے میرے ایمان میں ایک حلاوت پیدا کی اور جس نے میرے غم و ہم کی گھڑیوں کو مسرت و انبساط کے دراز اور غیر فانی دنوں سے بدل دیا ہے وہ یہی حقیقت ہے جو خدا تعالیٰ کی ممیّز گورنمنٹ کو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دیکھ لیا ہاں آنکھوں سے دیکھ لیا ہے والحمد للہ علیٰ ذٰلک

پیارے دوستو! یقیناً یاد رکھو کہ خدا ہے اور اس کے سوا نہ زمین پر نہ آسمان پر کوئی اور مدبّر بالارادہ ہستی ہے جو اولیاء اور اعداء مطیع اور عاصی میں فرق کرکے قانون ممیّز بنا دے

میں ایک بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ حقیقت میں یہ ایک بڑی لذیذ راہ ہے جو سیرۃ الانبیاء کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ہم نے سیرۃ الانبیاء کے پڑھنے سے اس راہ کا نشان پایا اور خدا کے موعود مسیح کے وجود سے اس کے آثار اور وجود کو دیکھا اور پھر اس کے طفیل سے اپنی ذات میں اس کے ثمرات کا مزہ چکھا اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

الغرض اس مقام پر غور کرو اور سوچو کہ وہ کیا بات تھی کہ وہی ایک طوفان سے کئی کروڑ انسان ہلاک ہوتے ہیں اور چند مخلص جان نثار راستباز کا ساتھ دینے والوں کا گروہ بچ جاتا ہے اسی سے خدا کی ممیّز حکومت کا پتہ لگتا ہے خدا تعالیٰ نے جو اپنی اس حکیم و مجید کتاب میں یہ ذکر فرمایا ہے کیا یہ داستان ہے؟

نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان قصص کے اندر ہر وقت ایک متنبہ کرنے والی نصیحت اور سبق موجود ہے۔ مثلاً اسی واقعہ میں خدا تعالیٰ کے طرز حکومت امتیازی کو نہ سمجھنے والے ایک شخص کا جو اولیاء اللہ کے ساتھ سلوک الٰہی کے راز کو نہ جانتا تھا اس رنگ میں ذکر کیا ہے اور اس کے جھوٹے علم اور مادی اٹکل اور زمینی کوششوں کے بیکار جانے کا حال بیان فرمایا ہے کہ اس نے کہا میں جبل (پہاڑ) کے ذریعہ بچ جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ نوح کے خدا کا زور وہاں تک بھی پہنچ سکتا ہے اس شخص کے اس پہاڑ کے پناہ کے دعوے نے درحقیقت مادی اور محدود عقل پر ناز اور اعتماد کرنے والوں کی قوت و وسعت معلومات اور تجربوں کا چہرہ اتار کر دکھا دیا ہے۔ مگر اس کے جواب میں عارف باللہ جو خدا تعالیٰ کے حقیقی قانون قدرت سے واقف ہے فرط رحمت سے کہتا ہے کہ اے میرے پیارے بیٹے ایسے خطرناک وقتوں میں ہماری معیت اختیار کر اور خدا کے اقتدار کے منکروں کا ساتھ مت دے یہ تیرا کہنا کہ الماء (پانی) سے جبل مجھے بچا لے گا درست نہیں۔ یہ معمولی پانی نہیں کہ انسانی تدبیر اس کی راہ میں بند لگا سکے یہ امر اللہ ہے اور امر اللہ سے کوئی انسانی تدبیر کسی طرح بھی بچا نہیں سکتی ایک ہی چیز ہے جو ایسی خوفناک گھڑیوں میں حافظ و عاصم ہوتی ہے وہ اللہ کا رحم ہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مادی پناہ پر اترانے والا بھوکی موجوں کا طعمہ بنا اور رحم الٰہی کو طلبگار

و ماوا بنانے والے سلامت رہی عرب کے مشرکین بھی اپنے پرزور اور پرقوت رئیسون کو جبل کہا کرتے تھے اور وہ مخالف رئیس آئمۃ الکفر ضعیف مسلمانون کے مقابل اپنے تئین الجبال کہا کرتے تھے اور یہ محاورہ ان کا درحقیقت پُرانا محاورہ ہے اسی بنا پر خداوند تعالے فرماتا ہے

تری الجبال تحسبھا جامدۃ و ھی تمر مر السحاب

یعنی ان پابرجا پہاڑون کو ہم راہ سے یون اُٹھا دین گے جیسے بادل اڑتے ہین اور صاف قاع بنا دین گے کہ اسلام کا نارج اور مانع اس دیار مین کوئی نہ رہیگا اس واقعہ اور ان الفاظ سے عبرت دلائی ہے عرب کو کہ تم بھی عنقریب اپنی مخالفت کی وجہ سے تباہ ہونے والے ہو اور تمھارے جبال کچھ کام نہ آئین گے چنانچہ آخر نتیجہ یہی ہوا کہ **نوح ثانی سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم** کے اعدا اُسی طرح ہلاک ہوے۔

مین نے **خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون** مین غور کی میرے دل مین یہ بات لذت اور انکشاف سے پڑی کہ اس مین ویسی ہی دو اور عظیم الشان کشتیون کی طرف اشارہ ہے جو اُسی طرح دیگر ہی وقتون مین تیار ہونے والی اور اولیاء اور اعداء مین تفریق کرنے والی ہین۔

دوسری کشتی تو **نوح ثانی** ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی جس کی طرف مین اشارہ کر آیا ہون

تیسری کشتی **نوح ثالث مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام** نے تیار کی ہے۔ اسی تیسری کشتی اور اُس کے زمانہ کی طرف حضرت **مسیح** اسرائیلی علیہ السلام نے ارشاد کیا ہے جہان اپنے دوبارہ آنے کا نشان بیان فرمایا ہے کہ جیسا **نوح** کے دنون مین ہوا ویسا ہی **ابن آدم** کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنون مین طوفان کے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ **نوح** کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جب تک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا یعنی ہر ایک نوح کی آمد چاہتی ہے کہ اس سے پہلے زمانہ کی حالت نہایت امن اور راحت اور عیش و عشرت کی ہو اور لوگ فسق اور تن پروری کے لوازم کے استیفا کے سبب سے خدا تعالی سے قطعاً غافل ہو گئے ہوں۔

غرض مسیح علیہ السلام تو ان الفاظ مین اسی کشتی کی طرف ایما کرتے اور پیش گوئی فرماتے ہین اور قرآن کریم **خلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون** کہہ کر ایک زمانے کا پتہ دیتا ہے اور غرض جیسی مین بیان کر چکا ہون مسیح علیہ السلام کے وعدہ کے موافق اور قرآن کریم کی پیشگوئی کے بالکل مطابق **نوح ثالث** آگیا ہے اور اس مین ذرا بھی شک نہین کہ یہ کشتی نوح علیہ السلام کے بعد اولاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی کیونکہ

اس پیشگوئی کے اول اور اتم مخاطب اور مشارالیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی تھے اور پھر آپ مین ہو کر اس نوح ثالث نے جو مسیح کے الفاظ مین **ابن آدم** یا خود مسیح اور ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مین **امامکم یا مسیح موعود** اور مہدی مسعود اور خدا تعالی کے الفاظ مین علاوہ ان نامون کے **نوح** ہے طیار کی ہے۔ یہ کشتی بیعت کی کشتی ہے جس کا اعلان مارچ ۱۸۸۹ء مین لودھیانہ سے دیا گیا غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر ان سب باتون مین ایک راز اور حقیقت نہ ہوتی تو کیون خود مولی کریم نے اس بیعت کی کشتی کے طیار کرنے کا حکم دیتے ہوے اس کو اُن ہی الفاظ مین مخاطب کیا ہے جن الفاظ سے **نوح** کو پکارا تھا۔

ہو سکتا تھا کہ اشتہار بیعت معمولی الفاظ مین لکھدیا جاتا کہ مجھے بیعت لینے کا حکم ہوا ہے لیکن وہ سب جنھون نے اس اشتہار کو پڑھا ہے بتلا سکتے ہین کہ اُس مین وہی الہام درج ہے جو کئی ہزار برس پیشتر نوح ابن لامک کو ہوا تھا کہ ان اصنع الفلک الآیہ ای نوح ہماری وحی کے موافق اور آنکھون کے سامنے ایک کشتی طیار کر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آدم سے لے کر اب تک یہ کشتی کی وحی تین ہی شخصون کو ہوئی ہے۔ پس کہان ہے وہ آنکھ جو اس منظر کو دیکھے اور کہان ہے وہ خدا ترس دل جو ان خدا کی باتون میں غور کرے۔

کیا سالہا سال اس سے پہلے یہ الہام جو براہین احمدیہ مین درج ہے

ایک عجیب شہادت نہین ڈرو
اور زبانون اور دلون کو سنبھالو
کہ تمہارے ایسا صادق کو مفتری
کہیے جاوُ گے –
پھر سے دوستو جو اس فلک
مین سوار ہوے ہو اس کی
قدر کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو
اور ڈرتے رہو تم پر خدا
کی حجت سب لوگون سے زیادہ
پوری ہوگئی –
تم ہر روز نشان پر نشان
دیکھتے ہو اور پھر مانتے
بھی ہو چاہیے کہ تمھارے
ایمان و اعمال مین بین ترقی
کے آثار نمایان ہون لغویات مین
اوقات ضایع نہ کرو مصحفین تو
خدا کے نشانون کے مطالعہ سے
فرصت نہین ہونی چاہیے –
نڈر نہ ہو کہ تم ایسا سوار ہوئے
اب نوبت طوفان کیا ہے فلا
یامن من مکر اللّٰہ الا
القوم الخاسرون ۝
اگر تقویٰ اللہ نہین تو ڈرے
کہ بغیرت الٰہی ہمین منجدھار مین
کشتی سے باہر نکال پھینکے –
وَ اٰخر دعوانا ان الحمد
للّٰہ رب العلمین و
الصلوٰۃ والسلام علٰی
رسولہ الامین و اٰلہ اجمعین

اسماء مبائعین

(۱) غلام مصطفیٰ طالب العلم جماعت ششم پٹیالہ
انہون نے جو حضور مسیح علیہ السلام کی
خدمت مین بیعت کا عریضہ لکھا ہے اس کی نقل
اس جگہ کی جاتی ہے –
بسم اللہ الرحمن الرحیم – بعالی خدمت حضور
علیہ [illegible]
غلام مصطفیٰ طالب علم جماعت ششم [illegible]
[illegible] چونکہ میرا دلی مدعا ہے کہ حضور
کی جماعت بابرکت مین شمار ہوو لہذا بمنظور
ذیل اشعار خدمت عالی مین ارسال کرکے
اپنی بیعت اور حضور کے مسیح و مہدی [illegible]
ہونے کا اقرار کرتا ہون براہ بندہ نوازی
میری طرف سے غائبانہ بیعت قبول فرمائی جاوے

قصیدہ
بعالیخدمت حضور مسیح علیہ السلام

اے امام وقت حاجت تھی تری آنیکی سخت
وقت پر ہی ہوگیا خالق ہی ہم پہ مہربان
راہین تیری دیکھتے تھے اور کتنے سال تھے
کرتے تھے تیری تلاش و جستجو خورد و کلان
جو نظر مین دوسرونکی قوم بس ممتاز تھی
دوسری تھی اب سمجھتے اسکو بدتر از بدان
قوم کی کشتی پڑی تھی سخت مہلک ورطہ مین
ناکوئی تھا ناخدا اور نہ کوئی پاسبان
غیر قومون نے کیا تھا دین برحق کو ذلیل
دین بچارہ تھا تڑپتا مثل مرغ نیمجان
الغرض جب قوم کی حالت کا یہ نقشہ ہوا
پہنچی اسکی آہ و زاری از زمین تا آسمان
ہوگئین اسکی دعائین ساری مقبول خدا
تب کیا خالق نے تجھکو مہدی آخر زمان
تیرے آنے سے ہوئی ہین برکتین نازل بہت
تیرے آنے سے پڑی اسلام مین دوبارہ جان
تیرے آنے سے ہوئی ہے کفر کی ہلکی گھٹا
تیرے آنے سے ہوئین کم جہل کی طغیانیان
تیرے آنے سے بہت پہنچی ہین ہم کو فائدے
ہوگئے ہین راز افشا جو کہ ہوتے تھے نہان
تو نے ثابت کردیا ہے ناصری کی موت کو
تو نے ہی باطل کیا اس کی خدائی کا گمان
اس کی تربت کا پتہ تو نے دیا کشمیر مین
جسکا واقف تیری برکت سے ہوا ہندوستان
جسنے ہی کشمیر کے منصب کو دگنا کر دیا
اور ہوئی مشہور عالم کوچہ خانیارخان
تو نے نانک کو کیا ہے اہل ایمان مین شریک
تو نے ہی باندھا ہے سب سے اچھا چولے کا سمان
پر نہ کی کچھ قدر تیری عالمان قوم نے
کرتے ہین منسوب تجھسے سیکڑون گمراہیان
آپ کو کہتا مقدس دوسرون کو دوزخی
کیا یہی ہے مولویت کا بڑا بھاری نشان
گرچہ انکی زشت گوئی کی نہین کچھ انتہا
پر ہے تیری صبر و استقلال کا پلہ گران
کیون نہ ہو تجھکو کیا خالق نے ہی عدل و حکم
گمرہان کا رہنما و تکیہ گاہ بیکسان
تشنگان دین کو تو کوثر فردوس ہے
دشمنان دین کو خنجر تری کلک روان
سیکڑون مردہ دلون مین جان تو نے ڈالدی
چلتی اس دلپر بہاراب جسپہ چلتی تھی خزان
کلک تیری مثل شمشیر الٰہی بن گئی
جس سے کٹ جاتی ہے فوراً ہر مخالف کی زبان
جو مقام قرب حاصل تجکو ہے روشن ضمیر
کیا قدر اس کی کرے یہ تیرہ دل ہندوستان
گرچہ تحسین کا ہے عالم پر مجھے امید ہے
مجکو لائیگی تری در پر مری بیتابیان
گر جماعت مین تو اپنی مجکو بھی داخل ضرور
مین سمجھتا ہون تجھے لاریب مہدی زمان
کر دعا مین مجکو بھی شامل کہ بیمار ہون
کیون مسیح کے ہوتے ہون مجکو بھلا بیماریان
مصطفیٰ اب تھام لے اپنی زبان خام کو
کیونکہ تجکو امتحان کی ہین بہت تیاریان
گر خدا نے چاہا وہ بھی وقت آئیگا ضرور
تو ہی ہوگا اور مسیح وقت والی قادیان

---

(۲) قاضی حسام الدین صاحب ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ
(۳) عبد المجید صاحب (۴) عبد الحمید صاحب (۵) عبد العزیز
ابنائے قاضی حسام الدین ساکن رر رر رر
(۶) اللہ جوایا ماہی گیر رر رر (۷) قاضی محمد عالم صاحب
انٹرینس پاس ساکن کوٹ قاضی محمد زاہد ضلع رر
(۸) کریم بخش ساکن گھٹ ضلع گورداسپور حال
چوڑی نمبر ۱۴۲ – ضلع جھنگ ڈاکخانہ روڑی
(۹) شیر محمد سابق شیر سنگھ ولد فتح سنگھ ساکن چکوال
ضلع جہلم
(۱۰) علی محمد ساکن کلوسوہل ضلع گورداسپور
(۱۱) ابراہیم رر دھرم کوٹ بگہ رر رر
(۱۲) عبد العزیز عرف خلیفہ کالو لاہور موچی دروازہ
(۱۳) محمد اشرف ساکن بلانی ضلع گجرات
(۱۴) حاجی احمد نمبردار ساکن رڑانہ ضلع شاہپور
ڈاکخانہ کوٹ مومن –

چه غافلی ازعنایتها و نعمتهای حضرت باری تعالی
محروم شدن ترک دنیا و یاد خدا است

ترک دنیا ترک خوراک نیست
ترک دنیا ترک خوش پوشاک نیست
ترک دنیا نیست ترک مال و زر
تارکی سے ترک فرزند و پسر
تا نکی سے ترک زن ای با هنر
این نه هرگز سنت خیر البشر
این صفات کبریا ای مهربان
از تو ناید کبریائی بیگمان
بندئی پس بندگی را چاره کن
تو نه با حق همسری را چاره کن
توبه کن توبه ازین امر محال
توبه کن توبه ازین باطل خیال
بهر خورد و نوش تو صد چیزها
کرد پیدا از عنایت کبریا
بهر هر حاجت ترا هر چیز داد
شکر حق هر دم بگو اے بامراد
این نه دنیا این نه دنیا ای عزیز
بلکه دنیا غافلی اے باتمیز
لطفها حق را مدان دنیای دون
این گرمهارا مگو دنیا زبون
درحقیقت طعنه ها با حق بگی
اینکه نام لطف‌ها دنیا نهی
توبه کن توبه ازین کار قبیح
توبه کن توبه ز توهین صریح
بنده را شایان نه توهین خدا
باز گویم توبه کن اے باصفا
اے منه دنیا تو نام فضل‌ها
نیست دنیا جود های خوش لقا
چیست دنیا از خدا غافل شدن
مولوی روم گفت ای جان من
پس مشو غافل ز یاد کبریا
یاد در هر کار دار اے باوفا
یاد داری کار دل اے یار من
این نه کار دست ای غمخوار من
باش در کار و خدا را یاد دار
دست را در کار دار و دل به یار
هست بیکاری بسا بے عزتی
دربدر خواری و از حق غافلی

دست و پایت داد مولی بهر کار
تا بدست آری تو رزقهای هوشیار
رزق صد نوع آفریده بهر تو
تا کنی حاصل خوری ای نیک خو
عقل داده رهبرا مرد کار
نیز فهم و جود نالیش را شمار
بهر شکر و ذکر ای دلبر زبان
گفتگو و ذائقه را نیز دان
بین چه صنعت آشکارا میکند
کے تعلقهای عالم را برد
تاج سر پا تخت خواهد ای عزیز
خواهشت صد گنج هم ای باتمیز
سینه شد گنجینه مهر خدا
پس بیادش خوز همه انعامها
یاد خواهد زندگی اے باتمیز
زندگی اسباب خود را ای عزیز
کار حق فهم و یاد بر زن قدم
بیهده هرگز مدان این منظم
برخلاف قدرت ای دلبر مکن
برخلاف حق مگو هرگز سخن
با تعلقها سے نفس پلید
گر بریدی پیر باشی نی مرید
حق نه بهر تارکی اسباب داد
بلکه تا هر دم شوی زد بامراد
آنچه گوئی آنکسان زینسان کنند
آنکه بار گردن خلقت شوند
مال مردم را خورند از مکرها
جو فروش و در جهان گندم نما
دام تزویر آنکه قرآن را کنند
نقد ایمان را به شیخی ها دهند
وصل دلبر نیست در لاف و گزاف
ای ملفاظی نه گردد سینه صاف
آنچه گویند آن نه خود هرگز کنند
این عجب پیر مغان و رهبر اند
پیش مولی حال شان خواهی تو دید
واقفی از نعره هل من مزید
تو منه بر گام ایشان گام هیچ
من نخواهم دیدنت آنجا بپیچ
یاد کن تعلیم پاک مصطفی
آنکه ما را شد امام و پیشوا
آنکه تاج انبیاء و اولیاء
آنکه ماهی چرخ عز و جاه را

آنکه گشته حجت الله بر زمین
کرد اتمام حجج بر جاهلین
من چه گویم وصف آن شاه هدا
خود خدا او را شده مدحت سرا
کے پسندید این چنین او تا بری
از شه ملک عرب گو اے اخی
او نه ما را امر کرد اے باتمیز
دربدر ما خوار باشیم ای عزیز

گر همین تعلیم داد آن مهربان
صدقه و خیرات و فطره یا زکوة
نیست در اسلام هرگز سا اخی
امر ترک مال و زر بعدی اگر
این نه هرگز امر رب العلمین
این نه طرز انبیاء و صالحین
از عنایتهای رب العلمین
تو زکه آموختی ای مهربان
ای به شیخیها چرا افتاده
آنکه فرعون لعین شد در جهان
یا شده شداد نادان خیال
این نمونه ها ترا پندی و پند
تو ز امثال بدان صد پند گیر
نیز قند قند و شهد از نهر دان
در چمن قانون خار و گل ببین
گونان گون خوی خلق را پید نمود
تو خبیثان را به خلق شان گذار
برخلاف شان همیشه کار کن
آنچه گوئی خوش بیان تو اے اگر
اهل عالم را چرا حق ساختی
ای چرا صد چیزها خوش ای گدا
کرد پیدا بهر تو این چیزها
اختراع خود مگو از حق بگو
خوش خور و خوش پوش ای ذوالامتنان
سیرت درویش آرائی باصفا
از برون چون گل نما ای هوشیار
دست و پا جنبان بخور رزق حلال
هر یکی نعمت بخور مسکین نما
گر با بیجا تارک نعمت شوی
این غضب گر نعمت مولی خوری
نیست دنیا نیست دنیا غافلی

پس چرا احکام شرعی زد بیان
حکم ما را شد چرا ای خوش صفات
این چرا فرمود ما را آن نبی
پس چرا احکام دینی با هنر
این نه هرگز گفت با شاهدین
این نه خوی رهبران قوم دین
کیست کو محروم شد ای نازنین
این نه هرگز سنت اسلامیان
ما بدست و هم ما دل داده
باشد و لزوده بدای مهربان
یا شده قارون بخیل بد مآل
این کجا سوئی بد بهای نی نیز
قول لقمان ست ای روشن ضمیر
واقف اسرار باش ای مهربان
خوشترین روئیدگی هم بدترین
قدرت مولی نگر هم زشت زیبا
رحمت مولی ز کار شان برار
رحمت حق را تو زینسان ملک مکن
پس چرا حق ساختی زیر و زبر
با عنایتها چرا بیزار اخی
آنکه خوش خوش میخوری و میخوری
پس مشو محروم از لطف خدا
بهر محرمی کجا شد حکم زد
تخت شاهی بر نشین ای مهربان
گرچه بیرون صورت باشد چو شاه
سینه از مهرش چو لاله داغدار
شکر نعمتها بگو اے باکمال
با فراغت فرض مولی کن ادا
کی به بخشش حصه از رحمت بری
باز از یادش کنی پهلو تهی
یاد هم آرش که انعامش خوری

غفلت از یاد دلی نعمت نه یار!
غافلی دنیا تو دنیا دور دار

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

[illegible] میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے [illegible] فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا [illegible] پانی بہنا [illegible] وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو [illegible] چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر [illegible] قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی [illegible] ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ [illegible] خالص ممیرہ فی تولہ [illegible] مصری سرمہ فی تولہ [illegible] [illegible] کا حوالہ ضرور دیں [illegible] جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دیکر بیچا جاتا ہے

المشتہر [illegible] میاں سنگھ اہلو والیہ مقام [illegible] ضلع گورداسپور پنجاب

[illegible] اور کیا شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار [illegible] اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی [illegible] [illegible] پانی بہنا دھند [illegible] آنکھ [illegible] ناخنہ یا پڑا ہوا اندر کی جھلی کا [illegible] پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے [illegible] میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگل صاحب بہادر ایم بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی [illegible]

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ انجم دیوی بعمر ۴۵ سال [illegible] لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی پلکوں میں خورد خورد دانے [illegible] اور پڑوال پڑنے [illegible] [illegible] سرخ اور [illegible] ان میں سے کثرت سے مواد [illegible] بینائی میں فرق اس قدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے صحت پائی
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین [illegible] ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری [illegible] کے واسطے یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل [illegible]

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے کے لئے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سناپت میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ماہ مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے قیمت سالانہ پیشگی ۲ روپیہ
خاص اور معاون جو کچھ لطف فرماویں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

نمبر — قادیان دارالامان ۲۴ دسمبر ۱۸۹۹ء مطابق ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ — جلد ۳

خطبہ

جو یکم دسمبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ والصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ سورہ ابراہیم رکوع ۵۔

اور جب ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کی حضور یوں دعا مانگی۔ اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنا دے! اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش سے بچا۔ اے میرے پروردگار انھوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ جو شخص میرے پیچھے ہو لیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو غفور رحیم ہے! اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک وادی میں لا بسایا ہے جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہے جو تیرے معزز گھر کے پاس ہے اور یہ اس لئے ہے کہ نماز کو درست رکھیں اور طرح طرح کے پھل ان کو عطا فرما کہ وہ شکر گذار ہوں۔ سو تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا اور ان کو ثمرات عطا فرما کہ وہ قدر دان ہوں میں نے ان چند آیتوں کو آج محض اس غرض سے پڑھا ہے تاکہ اپنے دوستوں اور سننے والوں کو خدا تعالیٰ کی اس عادت مستمرہ کا نشان دکھاؤں جو اس کے مرسل و مامور اور راستباز بندوں کے ساتھ جاری ہے۔

ان آیات پر ایک پر غور نگاہ کرنے سے پتہ لگے گا۔ کہ جب خدا تعالےٰ کے راستباز۔ برگزیدہ مامور کسی سرزمین کی طرف توجہ کرتے ہیں تو اس پر خدا تعالےٰ کی کیسی توجہ ہوتی ہے اور وہ زمین کیا سے کیا ہو جاتی ہے؟

اسلام میں بڑا عظیم الشان نمونہ خدا کے انواع و اقسام فضلوں کا سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی پاک ذات ہے۔ قرآن کریم میں آپ کا ذکر اس لئے بھی ایک عظمت کے ساتھ ہوا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے

والد ماجد۔ اور قریش عرب کے مورث اعلیٰ ہیں اور وہ بزرگ شخص ہیں جو تاریخی دنیا میں نبوت کا کامل معیار ہیں اور جنھوں نے خدا تعالےٰ کی راہ میں ہر قسم کی ممکن قربانی دکھائی اور خدا کے وعدے ان سے کئے گئے کہ پورے ہوئے آسمان کے تاروں اور سمندر کے قطروں اور بیابان کی ریت سے ان کی ذریت زیادہ ہوئی۔

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے ایک بات یاد دلائی ہے جو ایک عظیم الشان پیشگوئی اپنے اندر رکھتی ہے اور جس کا دامن قیامت تک لمبا ہے ہر زمانہ میں اس کی صداقت کا زندہ ثبوت ملتا ہے۔ سیدنا ابراهیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مولے سمیع علیم سے عرض کرتے ہیں کہ میں اپنی اولاد کو اس وادی میں جہاں نہ کسی قسم کی راحت و آسایش کے سامان ہیں آباد کرتا ہوں کہ وہ بھی تیرے محرم اور مکرم بیت کے جوار کے سبب سے مکرم و محترم ہوں اور اس توحید خیز پاک سرزمین میں ان کی روحیں اقامت صلوٰۃ کی طرف متوجہ ہوں اور حقوق الٰہی کے ادا کرنے میں عالم کے لئے نمونہ ہوں اور ساری دنیا ان ہی سے تیری صلوٰۃ یعنی تیرے حقوق کی بجا آوری کا سبق سیکھے اور اس وادی کے خوشگوار پانی اور اس کی قدرتی زرع سے ساری دنیا نئی زندگی پائے سو تو بھی ناس (یعنی جنھیں یہ مرکز توحید قدامت کے سبب سے فراموش ہو گیا ہے) کے فؤاد (یعنی جو عشق وہوا کا منبع ہے اور جس میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اصلی وطن کے یاد سے اُس میں اشتعال پیدا ہو جائے۔) میں وہ قوت ہوا اور عشق کی ڈالدے کہ اطراف عالم سے دیوانہ وار ان کی طرف دوڑے آئیں۔ اللہ اللہ وہ وقت کیا تھا اور وہ دل کیا تھا اور وہ مقام کیا تھا۔ اس دعا کو دیکھو اور پھر اس دعا کے نتیجہ کی طرف دیکھو۔ وہ وادی غیر ذی زرع جہاں اس وقت مکہ معظمہ واقع ہے اُس وقت جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی بے آب وگیاہ ٹیلوں اور کنکریلے میدانوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس میں شک نہیں کہ غیر معلوم زمانہ سے خدا کی سب سے پہلی مسجد یہی ہے اور کوئی نہیں بتلا سکتا کہ خدا نے اُس کو کب بنایا توریت سے پتہ لگتا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام بھی یہاں نماز پڑھنے آئے۔ بہر حال جب ابراهیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس میں بسایا اُس وقت اس کی جو حالت تھی وہ وادی غیر ذی زرع کے الفاظ سے خوب سمجھ میں آ سکتی ہے حضرت ابراهیم علیہ السلام کی دعا سے اُس کی اُس وقت کی حالت کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے یہ جگہ بے آب وگیاہ ویران اور سنسان بنجر زمین تھی۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی ایک بھیانک نظارہ سڑے ہوئے پہاڑوں کا نظر آتا تھا جن پر نہ کوئی درخت اور نہ کوئی سبزہ۔ کوئی ایسا چشمہ صافی رواں نہیں جو اپنے دلکش اور خوشگوار نظارہ سے قافلہ کو ٹھیرا سکے۔ اس کے دور دور ایک قبیلہ آباد تھا جنکو جرہم کہتے تھے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ وہ کون سی بات ہو سکتی تھی جو کسی کو یہاں آکر آباد ہونے کی ترغیب دیتی۔

جیسا میں نے ابھی کہا ہے اس وادی کی کیفیت حضرت ابراہیم کی دعا سے خوب سمجھ میں آتی ہے۔ ظاہری حالت تو یہ ہے کہ وہ بنجر اور ویران ہے۔ لوگوں کا رجوع نہیں کسی قسم کے پھل پھول وہاں میسر نہیں آ سکتے۔ خدا تعالےٰ کے نام کی عظمت و جلال کو زندہ کرنے والا بھی وہاں کوئی نہیں۔

اس وقت دو آدمی ابراهیم اور اسمعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام اس شکستہ مسجد کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ ظاہری حالت تو اس کی جو تھی وہ تھی اب وہ کونسی بات ہے اور وہ کیا خوبصورت اُمید ہے جس پر یہ دو معمار یا ایک معمار اور ایک مزدور نہایت بشاشت اور مسرت کے ساتھ ان شکستہ دیواروں کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور پھر کس قوی دل اور بصیرۃ اور شعور سے کہہ رہے ہیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم محسن و مولا! جس کے الہام اور القا سے ہم ان دیواروں کو بلند کر رہے ہیں تو ہماری مزدوری قبول فرما اللہ اللہ کیا دعا ہے اور کیا الفاظ ہیں انک انت السمیع العلیم۔ یعنی تو جو ان الفاظ کو جو دل کے نکلتے اور اخلاص سے نکلتے ہیں سنتا جانتا ہے اور پھر ربنا وابعث فیہم رسولا مولی کریم ان میں ایک رسول پیدا کر جس پر تیری وحی متلو نازل ہو اور ایسی کتاب اس کو ملے جو قیامت تک پڑھی جاوے اور یہ گھر توحید کا گھر ہو اور دنیا بھر کے ثمرات سے انکو متمتع کرے۔

اب سے کئی ہزار سال پیچھے نکل جاؤ۔ جب کہ یہ مسجد بن رہی تھی اور باپ بیٹا اس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور پھر آج کل جو اس کی حالت ہے اس پر دھیان کرو۔ دیکھو اسی وادی غیر ذی زرع میں

اب کیا ہے جو نہیں ملتا - کوئی پھل کوئی شئے دنیا کی کسی قطعہ پر پیدا ہو بنگال میں ہو یا برہما میں کشمیر میں ہو یا دکن میں شام میں ہو یا یورپ میں غرض کہ روئے زمین کے کسی قطعہ اور حصہ میں ہو گر **مکہ معظمہ** میں وہ ضرور پہونچے گا -

پھر اس بنجر اور ویران زمین کی طرف لوگوں کے رجوع کو دیکھو کہاں کہاں سے وہاں پہونچتے ہیں خدا کے مقبول بندہ کے الفاظ میں وہ کیا پاک تاثیر اور جذب تھا جس نے روئے زمین کے دلوں کو مقناطیسی اثر سے کھینچ ہی تو لیا -

فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم

تھوی کا لفظ کیا لطیف ہے یعنی ہوی اس گرنے کو کہتے ہیں کہ کوئی چیز عمودی کڑاڑے سے پہاڑ کی گر ہے .... اور کوئی چیز راستہ میں اس کو روک نہیں سکتی ایسا ہی دلوں میں کشش ڈالدے کہ بے اختیار ہو کر کھینچے چلے آویں -

اب دیکھ لو - کہ دنیا کے بلاد مختلفہ سے کیسی کیسی تکالیف و مصائب برداشت کرکے کڑی سردیاں جھیلتے ہوئے اور جلتی جلاتی دھوپ میں وہاں پہونچتے ہیں راستہ کے مصائب اور مشکلات ان کے شوق اور ارادہ کو پست نہیں کرسکتے - یہ بات کیا ہے کہ وہ بے اختیار ہوئے چلے جاتے ہیں ؟

اصل یہی ہے کہ خدائے خالق کی طرف سے ان دلوں میں ایک جنبش پیدا ہوگئی ہے اور یہ نتیجہ ہے اس ابو الملۃ سیدنا **ابراھیم** کی دعا کا علیہ **الصلوۃ والسلام** -

اس سے معلوم ہوا کہ دعا مقبول الٰہی کیسے سنی جاتی ہے -

بے آب وگیاہ وادی کا صرف **ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام** کی دعا کے موافق آباد ہو جانا یہ ایک نشان نبوت ہے - ورنہ ایک ویران گاؤں جہاں کسی قسم کی دلچسپی اور تجارت اور حرفت کے ذرایع کی وسعت نہ ہو وہاں دنیا بھر کے مشہور اور مرجع خلایق شہروں لنڈن پیرس قسطنطنیہ مصر امریکہ ہند وغیرہ سے لوگ موت کو پسند کرکے جانا راحت اور تسلی کا ذریعہ سمجھتے ہیں - تو اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ بے آب وگیاہ بستی کا آباد ہو جانا اور لوگوں کا اس طرح رجوع ہونا ایک صادق اور مامور من اللہ کا نشان ہوتا ہے -

اب وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ کیونکر کسی راستباز کو شناخت کریں ؟ اور وہ کیا معیار ہے کہ گوشت کی زبان کے کلام کو کلام خدا سمجھیں غور کریں اور خدا کے لئے موت کو پیش نظر رکھکر سوچیں ! کہ **ابراھیم** بظاہر ایک انسان تھا - آدمیوں کی سی شکل اور شمائل رکھتا تھا مگر ان الفاظ کے اسی طرح پورا ہونے نے قیامت تک جو اس کے منہ سے ایک وقت نکلے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ خدائے جلیل کا کلام تھا -

عزیزو ! خدا کے لئے سوچ کر دیکھو کہ کیا نبوت کی شناخت کا یہ سیدھا راستہ نہیں ہے ؟ بے شک بیشک یہی ایک راہ ہے یعنی یہ کہ اس کلام غیب میں مقتدر قوت بھری ہوئی ہو اور اس کا ظہور اعجوبہ نما ہو -

میں حق کے کہنے سے ذرا بھی ہچکچاتا نہیں - میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں اس سچائی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس کا لطف مدتوں سوچ سمجھ کر مجھے آیا ہے - اسی قادیان کی طرف دیکھو !

کیا یہ بولنے والا ایسے شہر کا باشندہ نہیں جو اس گاؤں سے ہزار درجہ بہتر اور دلکش نظارے رکھتا ہے ایسا ہی تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی جو اپنے آراموں اور ہزارہا راحتوں کو قربان کرکے یہاں آباد ہو رہے ہیں اور ہزارہا میل کا سفر طے کرکے راستہ کی مشکلات اور تکالیف کو جھیلتے ہوئے آتے ہیں کیا اس بستی کے کسی خوبصورت نظارہ کی وجہ سے ؟ نہیں ہرگز نہیں - بلکہ بات یہی ہے کہ یہ جگہ **مکہ** کی خادم بنی ہے پس اسی نور کی خدمت کی وجہ سے جو **فاران** کی چوٹیوں پر چمکا اور **مکہ** سے نکلا یہ بستی ایک **نور** کے **فرزند** کی وجہ سے مخدوم ہو رہی ہے اس نور کے فرزند کے زیر نظر کیا ہے ؟

وہی جو **ابراھیم** کی دعا تھی **لیقیموا الصلوۃ** اس سے میرے روح میں سرور کے ساتھ یہ بات آئی ہے کہ کوئی بستی اور کوئی خاندان اور گھر آباد نہیں ہوسکتا جب تک کہ خدا کی عزت و جلال کا نشان اس میں قائم نہ ہو - **مکہ** کیا چیز تھی ؟ خدا نے جو اس کو روئے زمین کا مرجع بنایا - اس کو **دجال کے فتن** سے ابدالآباد کے لئے محفوظ رکھا اور جہاں **لا الٰہ الا اللہ** کی حکومت رہے گی صرف اس لئے معزز ومکرم ہوا کہ وہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا بدبخت ہے وہ جگہ جہاں خدا کے نام کی بے عزتی ہو - دیکھو دنیا میں مشہور ومعروف شہر بابل

جہاں کئی کروڑ انسان رہتے تھے آخر بدکاری اُسے کھا گئی دیدہ کسی کے نشانات پر غور کرو۔ اور سوچو کہ جہاں خدا کا جلال نہیں وہاں آبادی ہو نہیں سکتی۔ اور جہاں خدا کے نام کی عزت وعظمت ہو وہ جگہ ویران بھی ہو تو آباد ہو کر دنیا میں محترم قرار پائیگی۔

پس خوب یاد رکھو کوئی دعا قبولیت کے نشان اپنے اندر نہیں رکھ سکتی جب تک کہ خدا کے جلال کے اظہار کے لئے نہ ہو۔

بیس بائیس سال پیچھے چلو اور دیکھو کہ خدا کے ایک راستباز بندہ کو جو اسی بستی کا نور اور ھادی ہے یہ الہام ہوا تھا وَسِّعْ مَکَانَکَ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اپنا مکان وسیع کر خدا کے مہمان دور دراز ملکوں سے آتے ہیں۔

اس وقت یہ مسکین گمنام کوٹھڑیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ بڑا مدراس عرب اور کشمیر اور دور دراز قطعات الارض سے مہمان آئیں گے۔ مگر تم آج دیکھ سکتے ہو کہ وہ جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھا گیا تھا کیسا سچ ثابت ہوا۔ اور کسقدر دور دراز حصوں سے محض خدا کی رضا جوئی کے لئے خدا کے مہمان چلے آتے ہیں اور آئے دن مکانات کی وسعت کا الہام کیا ثابت ہو رہا ہے۔

اس گانوں کا وہ مشرقی حصہ جو سنڈاس بنا ہوا تھا اور جہاں ہزاروں من پاخانہ پڑا ہوا تھا آج تم دیکھتے ہو کہ وہاں کیا ہے؟ ایک لمبا سلسلہ مکانوں کا دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ آواز خدا کی آواز تھی۔ مگر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ صرف اس لئے کہ عزیز یا تھی لیقیم الصلوٰۃ خدا کا جلال قائم ہو۔ چونکہ یہ مرد خدا خدا کے لئے اور خدا میں بولا اور بولتا ہے اس لئے خدا نے صلہ کے ظل کے طور پر اس کی بستی کو بھی مومنین کے لئے نشان بنایا کیونکہ خدا کی نعمتیں اور بخششیں اپنا زندہ ثبوت اس سے دیتی ہیں کہ ان کے نمونے سدا قائم رہتے ہیں

میں روح اور راستی سے شہادت دیتا ہوں اور جس کی فطرت سلیم اور نیک ہے وہ اس کو بدگمانی سے نہ دیکھے گا۔ میں محض اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں جس کا پاک کلام میرے ہاتھ میں ہے اور جس کے حضور مرکر کھڑا ہونا ہے میں جون ۱۸۹۹ء سے یہاں رہتا ہوں خلوت میں جلوت میں ہر حال میں آدھی آدھی رات تک اپنے امام کی گفتگو سنی ہے میں خوب جانتا ہوں کہ میری روح نے دھوکا نہیں کھایا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ امام کی روح میں خدا کی نصرتیں جس کے ساتھ ہوں خدا کی عزت و جلال کے لئے اُسی طرح جوش اور غیرت ہے جس طرح سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی روح میں تڑپ تھی۔

میں خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پاک ہادیان عالم کے جوش اور اس کے جوش میں میں نے کوئی فرق نہیں دیکھا تو ممکن ہے کہ خدا ایسے شخص کو ضائع کرے۔ ہرگز نہیں!! اگر وہ کامیاب نہ ہو تو سمجھو کہ پھر کوئی کامیاب نہیں ہوا۔

میں جب اول اول یہاں آیا اس متعفن جوہڑ کے ایک بعید کنارے پر ایک جھنڈا گڑا دیکھا۔ میں چونکہ نو وارد تھا اس لئے مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ یہ نشان کیسا ہے۔ مگر بغیر کسی زیادہ سوچ کے زحمت اٹھانے کے ظاہری نظارہ نے بھی سمجھا دیا کہ مکہ کے پڑوس میں لات منات یا سومنات کا مندر ہونا ضرور ہے اور عادتاً یہ معمولی بدعت اور شرارت اور خبث کا نشان ہوگا جیسی اُس کی برادری کے بت گاؤں میں دیکھے جاتے ہیں۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس گاڑنے والے نے بڑے وثوق سے اسے گاڑا ہے اور چونکہ وہ خدائے عالم الغیب کی قاہرانہ قدرتوں اور اُس کی معجزانہ باتوں پر ایمان نہیں رکھتا وہ سمجھتا ہے کہ اُس کی شرارت کا منصوبہ چل جائے گا اور آب و گل کے ہاتھ کی بنائی ہوئی بودی عمارت یا دیواری پکڑ جائیگی اور وہ خدا کے قدوسیوں اور مقبولوں کی طرح ایک نشان ہو جائے گا۔ اور معاً خدا کی برگزیدہ کی کارروائی کو اپنی مکار و غدار نفس کے حیلے سے ملیا میٹ کر دے گا۔ مگر اس نشان کو غیرت الٰہی نے اوندھا کر دیا اور اُس مقام پر گاؤں کے ہندو اور چوہڑے موت اور پاخانہ کرتے ہیں اور دور دور سے پاخانہ اور پیشاب روک روک کر لوگ وہاں آتے ہیں کہ اُس نشان کو ناپاکی سے شرف اندوز کریں۔

یہ سرسری باتیں نہیں یہ خدا کی باتیں اور عبرت کی باتیں ہیں۔

خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کمینہ بغض اور سفلہ عداوت نے یہ باتیں میرے منہ سے

انہیں کھلوا دیں۔ سمجھے تا حق کے بغض اور شرک کا نصیب سے حصہ نہیں دیا گیا۔ سینے اب ذرا غور کرتے کہ وہ سومنات کا مندر جہاں ہندوستان کے بڑے بڑے عزت مند راجوں مہاراجوں کے چھ چھ سو نا کتخدا لڑکیاں پجاریوں اور زائروں کے لئے وقف خدمت رہا کرتی تھیں کیوں اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور ابرہہ اشرم کا وہ گرجا جو بیت اللہ کی رقابت میں اسنے بنایا تھا ویرانی کے بے رحم ہاتھوں کے نذر ہوا اور وہ بڑا بھاری مندر جس کے دشمن کو سکندر یونانی بڑے فخر سے نکلا تھا بے نام و نشان ہو گیا۔ اس کا سبب بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ مکان خدا کے جلال اور عزت کے اظہار کے مکان نہ تھے ان کی در و دیوار میں فسق و فجور کا رنگ رچ رہا تھا اس لئے غیرت خداوندی نے اس کا نام نشان مٹا ڈالا۔ اور بیت اللہ مسجد حرام کی نسبت دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس کا قیام و پائیداری اور اعدا کی دست برد کا ہدف نہ بننا ایک نشان ہوگا۔ **ذٰلک لتعلموا ان اللہ یعلم غیب السموات والارض** کہ خدا اسے عالم الغیب کے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے جس کو آسمان و زمین کے انقلاب اور ان کے زیر و زبر کرنے والی گردشیں معلوم ہیں اور وہ خوب جانتا ہے کہ **مکہ معظمہ** پر ان کی حوادث کا کوئی اثر نہ ہو گا۔

اللہ اللہ! اس قدر قاہرانہ پیشگوئی اینٹ اور پتھر کے مکان کی نسبت کوئی مخلوق معمار کر سکتا ہے مگر یہ نصب خدا کو خصوصاً اس مکان کی نسبت ہوا کیوں اس کا حل ان لفظوں میں ہے **لیقیموا الصلوٰۃ** یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور توحید کی وہ جگہ ہے اور ساری دنیا نے اس کی چھاتیوں سے دودھ پیا ہے

اس **قادیان** کے جو قریب مثال بنی دی ہے وہ بے التفاتی کے قابل نہیں ایک آدمی کی شکل نے کیا کیا آرزوئیں اور جوش دل میں رکھ کر اور اپنی اٹکل کی پیشگوئی کی بنا پر اس نشان کو کھڑا کیا تھا اور ایک گروہ کو اس کے گرد جمع بھی کیا تھا۔ مگر اس کی ساری امنگیں خاک میں مل گئیں اور اس کی تمنائیں کرکٹ کی ٹوکریوں کے نیچے دب گئیں اور دوسرا حقیقی راستباز اس وقت اگر گمنام تھا تو آج ماہ چہاردہم کی طرح چمکتا ہے اور ہزاروں راستبازوں کے قلوب اس کی محبت سے بھر گئے ہیں اور ایک عالم اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے اس کی وجہ صاف ہے۔

اے قادیان کے مبارک نور اور اے پنجاب کے فخر امام اور ہادی تیری صداقتیں ابراہیم کی طرح واضح اور تیرے ثبوت **محمد احمد** (**اللھم صل علیہ وبارک وسلم کما بارکت وسلمت وصلیت علی ابراھیم**) کی طرح نمایاں ہیں جو کچھ خدا کے قاہر اور مقتدر ہاتھ نے ان تمام برگزیدوں کے لئے کیا وہ سب تیرے لئے کیا۔ تو ابد کے لئے نور اور ہدایت آیا ہے۔ زمین تیری تاثیرات سے بھر جائے گی اور تو برومند ہو گا۔ اس لئے کہ خدا اور اس کے فرشتے اور عباد صالحین رات دن تجھ پر سلام بھیج رہے ہیں۔ تیرے حاسد اسی طرح انگلیاں کاٹیں گے اور تیری ترقیاں دیکھ دیکھ کر برباد ہوں گے جیسے ان پہلے راستبازوں کے ہوئے۔

بڑھ اور پھل اور پھول کہ تیرا پیڑ اب صرصر کے جھونکوں کے زد اور پانی اور باران کے دست برد سے آگے نکل گیا ہے۔ تو **ابراہیم** کا فرزند اور **محمد** کا سچا **غلام** اور **نوح** کا حقیقی بھائی ہے **علیہم الصلوٰۃ والسلام**

ہاں اس اپنے ناکارہ خادم کے لئے بھی ان گھڑیوں میں لب شفاعت کھول جب کہ تجھ میں اور خدا میں کوئی حائل نہیں ہوتا۔

برادران! وقت ہے اس نعمت کی قدر کرو اور اس نمونہ سے سبق سیکھو۔

خدا ہم سب کو اقامت صلوٰۃ کی توفیق دے آمین

گورنمنٹ کے لئے ایک مشکل الحل مسئلہ

ہم نے اخبار پیونیر کے اس عنوان والے مضمون کا ترجمہ جو دلچسپی سے بھرا ہوا تھا اپنے چند ریمارکس کے ساتھ اشاعت مورخہ ۲۴ نومبر میں شائع کیا تھا اور امید کی تھی کہ اس پر ضرور کوئی

نکتہ چیں نظر ڈالی جاوے گی حال میں مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب نے اُس کے متعلق اپنے خیالات جریدہ روزگار مورخہ ۹؍ دسمبر میں ظاہر کرکے ہماری اُمید پوری کردی جس کے دیکھنے سے ہمیں خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی۔ خوشی اس وجہ سے کہ حیدر آباد کی اسلامی جماعت میں ایسے اصحاب بھی پیدا ہوتے چلے ہیں جو اخبارات کی مذہبی تحریرات پر غور کرنے لگے ہیں۔ اور رنج اس وجہ سے کہ محرر مضمون نے وسیع نظر سے کام نہیں لیا ہے منصفانہ بحث اور غیر متعصبانہ نکتہ چینی سے ضرور مانحن فیہا مسائل پر ایک روشنی پڑتی ہے مگر ایسی طرز سے احتراز کرنا لازمی ہے جس سے مسلمہ اصول پر اعتراض لاحق ہو۔

مضمون زیر بحث میں تفضیلت و اکملیت مذہب کے ثبوت کے لئے دو صورتیں بیان کی گئی تھیں۔ **اوّلاً** یہ کہ ہر مذہب کے علماء و **فضلا** اپنی اپنی کتاب کے رو سے اپنے مذہب کی اعلیٰ تعلیم کا ثبوت دیں جس سے اُس مذہب کی اخلاقی حالت اور فضیلت کا موازنہ ہو۔ مگر اس کے متعلق نکتہ چین محرر نے یہ رقم فرمایا ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اس لئے کہ ایک مدت دراز سے اختلاف پڑا ہے اور مباحثے بھی ہوئے اور ہو رہے ہیں مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ کاتب مضمون کے اس کچھ سے ہمیں نہایت تعجب آرہا ہے کہ کس قدر یقین کے ساتھ وہ ابھی سے فائدہ اور فیصلہ نہ ہونے پر فتویٰ لگا رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ انھوں نے کس مقام سے بحث مباحثے کے مضمون کو اخذ کیا ہے! علماء

فضلاء کا اپنی اپنی کتاب سے اعلیٰ تعلیم کا ثبوت دینا ہرگز بحث مباحثے کے مفہوم میں داخل نہیں ہوسکتا۔ جسطرح دو اور دو ۴ روٹی نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسے جلسوں سے جن میں ہر مذہب والا اپنے مذہب کی فضیلت کے بیان کرنے کا مجاز ہوتا ہے قطعاً کوئی فائدہ متصور نہ ہوتا تو پھر چکاگو (امریکہ) میں کیوں عظیم الشان مذہبی جلسہ کیا جاتا! کیا اہل امریکہ جن کی عقل و دانش کا لوہا سارا جہان مان رہا ہے ایک بالکل ہی فضول کام کر بیٹھے؟ کیا اخباری دنیا کو خبر نہیں کہ اسی جلسہ کی بدولت ہندو مذہب نے سوامی دیو اکنندا کی وکالت سے اہل امریکہ کو اپنی طرف متوجہ کرلیا ہے اس جلسہ میں ہندو مذہب کی فلاسفی کا بیان ہی تھا جس سے امریکہ میں ایک کایا پلٹ ہوگئی اور اُس کے اعتقادات کی طرف میلان ہوتا چلا جاتا ہے۔ چکاگو کا مذہبی جلسہ تو ایک تاریخی رنگ میں آگیا ہے۔ اٹالی اور فرانس کے جلسوں پر بھی غور کیجئے کیا یہ تمام فضول اور بیہودہ طور پر کئے جارہے ہیں؟ جسقدر ایسے جلسوں سے فائدہ کی اُمید ہے اُس کا ثبوت ہر زمانہ کے مقدسین کے کارناموں سے ملتا ہے۔ مذاہب کے بانی اسی اُمید پر اشاعت کا کام کرتے رہے اور ایسی ساعتوں کے ذریعہ سینکڑوں ہزاروں بندگان خدا کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کا موقع ملا حجج و براہین کے پیش کرنے کے بغیر کوئی دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوسکتا اور نہ تشنگان حق کی پیاس بجھ سکتی ہے لہذا اس پہلی صورت کی اہمیت سے

انکار نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں کو اپنے سچے مذہب کی اعلیٰ تعلیم افضلیت اور اکملیت کو جس کا دنیا کے دور دور مقاموں میں جہاں کسی اسلامی مشنری کا قدم تک نہیں پہونچا ہے اس پر آشوب زمانہ میں بھی برابر کم و بیش اثر ہوتا رہا ہے۔ دلیل اور برہان کے ذریعہ احسن میں غیر قوم اور مذہب کے لوگوں میں پیش کرنے کا انتظام نہایت ہی ضرور ہے اور اسکی نسبت

وجادلهم بالتي هي احسن ہمارے علیم و خبیر ہادی مطلق کا ارشاد ہے

غرض زیر بحث پہلی صورت سے انکار الٰہی ہدایت سے بدیہی انکار ہے اگر یہ تجویز ٹھہر جائے گی تو سوائے اسلام کے کون مذہب ہوگا جو اس میدان میں قدم جما سکے گا؟ آہ اُسکو جلسوں میں ریپرزنٹ کرنے والا بھی کوئی ہو۔ جو کوئی اُسے کامیابی کے ساتھ ریپرزنٹ کرسکتا ہی کیا وہ قوم کی نگاہ میں قابل وقعت ہوسکتا ہے۔ یا لائق ملامت۔

دوسری صورت یہ بیان کی گئی تھی کہ ہر مذہب کا سرگروہ اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں ایک آسمانی نشان دکھلاوے تا یہ ثابت ہو کہ اس مذہب میں ہنوز الٰہی طاقت اور ربانی قوت باقی ہے۔ مگر صادق علی بیگ صاحب اس کے در جواب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صورت تو ان مفید ہے جو عقل سلیم رکھتے ہیں تخصیص عقل سلیم کی اس جہت سے کی گئی ہے کہ بہت سے نبی پیدا ہوئے اور انھوں نے حقیقی نشانات آسمانی دکھلائے لیکن سوائے اُن لوگوں کے

معمولی تعطیل

ہمارے ناظرین اس امر سے خوب آگاہ ہیں کہ ہم ہر سال دسمبر کے آخری ایام میں ایک ہفتہ کی تعطیل کر دیتے ہیں کیونکہ دار الامان میں جلسہ کی وجہ سے اتنی فرصت ہو ہی نہیں سکتی کہ اخبار کا کام ہو سکے علاوہ ازیں سال تمام پر خریداران کا حساب صاف کرنے اور دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے بہر حال یہ نمبر ۱۸۹۹ء کو الوداع کہتا ہے۔

اب پہلا پرچہ ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو شائع ہوگا انشاء اللہ۔ بحولہ و بقوتہ

اطلاع

ہم نے اس سے پیشتر اطلاع دی تھی کہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء تک مالی سال ختم ہو چکا ہے اس لئے ۱۸۹۹ء کے اکتوبر تک جن لوگوں نے قیمت بھیجدی ہے ان کے ذمہ صرف ۸ر مطبع کے اخیر دسمبر تک واجب ہیں۔ پس حسب اطلاع سابق جنوری سنہ ۱۹۰۰ء میں ہم للعہ ۴ر معہ قیمت سنہ ۱۹۰۰ء ایسی ناظرین سے بذریعہ وی پی وصول کر لیں گے اور ایسے طریق پر کل دوستوں سے واجب الطلب قیمت کیلئے اخبار قیمت طلب بھیجا جاویگا جو صاحب اخبار لینا نہ چاہیں یعنی وقت پر قیمت دینے کو طیار نہ ہوں وہ اطلاع دیدیں۔ کیونکہ ایسی مشکلات کی وجہ سے اکثر اوقات اخبار بدیر شائع ہوتا رہا ہے۔ آیندہ اخبار کو باقاعدہ موقت الشیوع بنانے کے لئے ہمارے ناظرین کو اپنے فرائض کی طرف توجہ کی اتنی قدر ضرورت ہے جس قدر وہ ہم کو شکایتی خطوط سے متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست و باوفا خریدار ترسیل زر چندہ اور خوش معاملہ خریداروں کے پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

رسالہ

فیض احمدی

پنجابی زبان میں منظوم ۔ ریب ملتا ہی طبع ہوا۔

حضرت امام الزمان علیہ السلام سے بعیت کرنیوالوں کے نام

(۱) خلیل الرحمن صاحب ساکن پنجیڑی ریاست جموں
(۲) نیک عالم صاحب ” ”
(۳) غریب اللہ صاحب ساکن کلری ”
(۴) مہردین ساکن دھرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور
(۵) قاضی رحمت اللہ صاحب ” ”
(۶) نبی بخش صاحب ” ” ”
(۷) اللہ دتا صاحب ” ”
(۸) ابراہیم صاحب ” ”
(۹) بوڑا صاحب ” ” ”
(۱۰) فضل الدین صاحب ساکن جلہ ضلع ملتان
(۱۱) اللہ بخش صاحب ساکن سیالکوٹ
(۱۲) عبد الواحد صاحب ساکن بودھران ضلع ملتان
(۱۳) احمد الدین صاحب ” ”
(۱۴) محمد الدین صاحب ۔ دھرم کوٹ بگا
(۱۵) پیراں دتا صاحب
(۱۶) سید محمد شاہ صاحب مدرس مدرسہ ماچھی واڑہ ضلع لدہیانہ
(۱۷) رحمت علی صاحب پٹواری رائے پور تحصیل پھلور
(۱۸) عبد العزیز ولد خواجہ عالم امرتسر
(۱۹) ملک غلام احمد ۔ دنگام علاقہ کشمیر
(۲۰) میاں صوبا ۔ بہرام پور ریٹ ضلع انبالہ
(۲۱) خدا بخش صاحب ۔ جموں۔
(۲۲) ابراہیم بن یوسف ۔ نوشام ضلع حصار
(۲۳) حفیظ اللہ خان لدی ۔ جیند۔
(۲۴) عبد الوحید ۔ لونی ضلع مبر ٹھہ حال سنگرور
(۲۵) شادیخاں راجپوت ۔ جیند
(۲۶) غلام نبی ۔ مجن ضلع شاہپور تحصیل بھیرہ
(۲۷) عبد الرحمن (ٹھاکر داس نو) گر شیر پور ضلع لدہیانہ
(۲۸) حافظ دل احمد بی۔ اے۔ ادرانا ضلع شاہپور
(۲۹) فضل کریم ۔ جہلم ۔ ۳۰ ۔ علی احمد ڈیرہ غازیخان

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال ہو فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لیے یہی امر کافی ہے۔

(۱) قوت باہ (داخلی و خارجی علاج) چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ر اور قیمت علاج داخلی ۔ عار
(۲) بواسیر ۔ خونی و بادی کے لئے اکسیر عار
(۳) دافع جریان ہر قسم .... للعہ ر
(۴) علاج آتشک ۵ر
(۵) سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عار
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ۵عر
(۷) مصفی خون کے لئے .... معہ ر
(۸) سواد نزول الماء آنکھہ کی ہر ایک بیماری کیلئے نوفر .... عار

ان ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کیلئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زیادہ دوا مفت دیجاویگی۔ حکیم محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ۔ پنجاب

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

... انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم دھند جالا پھروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بھائی اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہم - خرچ ڈاک ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے -

المشتہر - پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - چلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے - وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کو فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین جان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایل اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(پانچ ہزار روپیہ انعام)

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے -

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامن والامان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہو کر بفضلہ تعالیٰ شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

قیمت پیشگی سالانہ عام سے ۳ روپے اور خواص اور معاونین جو لطف فرماویں

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر	بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

نمبر ۱ قادیان دار الامن والامان ۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۷ھ روز چہار شنبہ مطابق ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء جلد ۴

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحٰبہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ایہا الذین اٰمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتٰب یردوکم بعد ایمانکم کٰفرین ٥ وکیف تکفرون وانتم تتلٰی علیکم اٰیٰت اللہ و فیکم رسولہ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الٰی صراط مستقیم

مومنو! اگر تم کتاب والوں میں سے ایک فریق کا کہا مانوگے تو تم کو ایمان کے بعد کافر بنا دیں گے۔ اور اب تم کیونکر کافر ہو سکتے ہو اور تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور اس کا رسول تم میں ہے اور جو کوئی اللہ کو مضبوط پکڑے اُسے صراط مستقیم دکھایا جاتا ہے۔

اس آیت کے پڑھنے سے کئی باتیں میرے دل میں پیدا ہوئیں اول یہ کہ یہ ایمان جو اللہ نے ہم کو بخشا ہے یہ اس کے نزدیک ایک عظیم الشان بات ہے اور اس کو چھوڑنا اور دوسری راہ اختیار کرنا غضب الٰہی کے بھڑکانے کا موجب ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اس عظیم الشان ایمان کی راہ میں خطرناک روکیں اہل کتاب کی طرف سے پیدا ہونے والی ہیں جب عظیم الشان ایمان ہے ویسا ہی عظیم الشان شیطان ہے ادھر کوشش کرتے ہیں اُدھر ہاتھ پاؤں مارتے اور طرح طرح کے حیل سے چاہتے کہ مومنوں کو گمراہ کریں۔

تیسرے یہ کہ اس عظیم الشان ایمان کے قیام اور شیطان کے داؤ گھات اور دجل و فریب سے بچنے کے لئے کوئی راہ نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور رسول

خاص طرز سے حامی اور حافظ ہو۔ صاف لفظوں میں یوں کہو کہ جب ایسا خطرناک وقت آوے کہ توحید کی راہ میں پھر ابلیس ہو اُس وقت خدا کا رسول اپنے پاک انفاس اور برگزیدہ نمونے اور مؤثر دعاؤں سے ٹھوکر سے بچاتا ہے اور خدا کی آیات اور نشانوں زندہ۔ با رعب مؤثر کتاب کا پڑھا جانا اُسی زندہ نمونہ سے ہو سکتا ہے

میں دیکھتا ہوں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو عیسائیوں کا ایک بڑا دجل جو دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ عرب کو بھی یقیناً کھا جاتا اُس دجل کی حقیقت اور قلعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول دی۔ آپ کی چال ڈھال برگزیدہ اور پاک نمونہ خدا سے ایمان۔ اعمال صالحہ اور قرآن کریم کے مضبوط دلائل نے اس مذہب کو بالکل بودا اور بے اثر کر دیا۔

اسلام نے جو اثر عیسائیت کے روکنے میں کیا اُس سے متاثر ہو کر ایک متعصب عیسائی ولیم میور نامی کہتا ہے کہ اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ آتے تو ساری دنیا میں عیسائی مذہب پھیل جاتا۔ میں کہتا ہوں بالکل صحیح ہے۔ جب تک ایمان کی حفاظت کے لئے مضبوط اور سخت دیواریں ابلیس کے مقابلہ میں نہ ہوں بچ نہیں سکتا عاجز انسان لالچ۔ خوف اور کئی قسم کی تاثیروں سے متاثر ہو کر ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور زیادہ بات یہ ہے کہ پچھلے نمونے عظمت اور ہیبت الٰہی کے جو نبیوں کے ذریعہ جلوہ گر ہوتے ہیں وہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد افسانہ اور داستان کا رنگ پکڑ لیتے ہیں۔ گلزار موسیٰ۔ گلزار آدم۔ گلزار ابراہیم وغیرہ نام کی کتابیں کس قدر شائع ہوتی ہیں۔ مرد۔ عورتیں بچے سب ان کو پڑھتے ہیں ان کتابوں کا جہاں میں بہت بڑا رواج ہے۔ مگر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قصے واقعی الٰہی ہیبت اور عظمت اور نبوت کی سچی تعلیم اور چال چلن کا اثر اپنے اندر رکھتے ہیں اور ان کو پڑھ کر کوئی خاص ایمانی اثر دل پر پڑ سکتا ہے۔ اور ایک نیا اور تازہ ایمان پیدا ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں بلکہ یہ فسانے وہی رنگ رکھتے ہیں جو ہیر رانجھا اور سسّی پنوں کے قصوں کو دیا گیا ہے کوئی راہ انسان کے دل پر اثر اور قلب پر رعب ڈالنے کے لئے مرسل من اللہ کے زندہ نمونہ سے بہتر نہیں ہے وہ نئے سرے سے دکھا دیتا ہے کہ وہ خدا جو ہمیشہ سے اپنے برگزیدوں کے ساتھ بولتا آیا ہے اور دنیا کو ایک دم میں اِدھر اور ایک آن میں اُدھر پلٹ دیتا ہے جس کی ہیبت اور عظمت سطوت و شوکت کے سامنے سب قوتیں ہیچ ہیں جو ہواؤں کو اِدھر سے اُدھر پھیر کر کہیں وبائی امراض کے مادے اور کیڑے دور کر دیتا ہے اور کہیں پہونچا دیتا ہے۔ اب بھی اپنی قدرت نمائی کرتا ہے جب تک نیک نمونہ اور زندہ نمونہ موجود نہ ہو داستان اور کہانی سے بڑھ کر ان باتوں کو وقعت نہیں ہو سکتی کفار بھی تو اساطیر الاولین کہتے تھے۔

اس وقت مختلف رنگوں اور مختلف پیرایوں میں ایمان کے چھین لینے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ فلسفہ اور طبعیات کے بھیس میں نوتعلیم یافتہ جوانوں کو لالچ اور طمع کے رنگ میں مفلسوں اور قلاشوں کو مصنوعی اور نمائشی اخلاق کے رنگ میں ایک طرف ہسپتالوں اور یتیم خانوں کے رنگ میں دوسری طرف ایمان لینے کی کوشش یہ گروہ کر رہا ہے اُن کی کوششیں اور طاقتیں مردوں ہی تک کے گمراہ کرنے میں محدود نہیں رہیں بلکہ بیچاری خانہ نشین عورتوں تک کو بھی لکھانے پڑھانے کے ڈھنگ ڈال کر سینے پرونے کی بہلنے بنا کر پھسلایا جاتا ہے۔

غرض اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ اس آیت کے موافق اہل کتاب میں کا ایک گروہ ہمہ تن کوشش ہو کر اہل ایمان کے درپے ہو رہا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس صلیبی طلسم کو توڑنے کے لئے اپنی آیات کو پھر از سر نو منبر پڑھا اور ایک پاک اور زندہ نمونہ ہم میں قائم کیا جو اس جادوئے فرنگ کی حقیقت کھول رہا ہے۔

کون سا گھر ہے جہاں وہ ڈر اور ہیبت الٰہی جو اس وقت ہم میں اور ہماری جماعت میں ہے؟ کہیں نہیں؟ کیوں؟ اس لئے کہ ایک مدت گذر جانے کے بعد دل سخت ہو گئے اور پچھلی باتیں کتھا اور کہانی کا درجہ پانے لگیں تھیں مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک برگزیدہ انسان کو اٹھایا اپنی نصرت اور تائید کا تاج اُس کے سر پر رکھا اور عوام کے دلوں میں اُس کی ہیبت کو ڈال دیا۔

آج دیکھو عیسائی سارے یا برہموسے اگر کوئی مباحثہ کرے تو معاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ تو

نہیں؟ دل گھبرا جاتا ہے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور مباحثہ سے کنارہ کرتے ہیں وہ اپنی اس عملی حالت سے شہادت دے اُٹھتے ہیں کہ اس گروہ کے دلوں پر جو مرزائی گروہ ہے ایک الٰہی رنگ چڑھا ہے۔ ان کو دلائل حجج بینات ایسے ملے ہیں جو دوسری قوموں اور دوسرے مسلمانوں میں نہیں ہیں **اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار** یہی قوم ہے جو کافروں کے رنگ سے رنگین اور ان کے اثر سے متاثر نہیں ہو سکتی میرا دل خوشی اور لذت سے بھر جاتا ہے جب میں اس پر غور کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی قوم بجز ہمارے ایسی نہیں ہے جو اہل کتاب کے اثر بد سے بچے اور ان کی بیہودہ رکیک دلائل کے مقابلہ میں براہین احمدیہ کے ساتھ میدان میں نکلے۔

یہ قوت اور ہیبت جو پیدا ہوئی۔ اور پاک تاثیریں جو جانشین ہوئیں اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مامور ہم میں موجود ہے جس نے اپنے پاک نمونہ اور چلن سے دکھا دیا کہ وہ یگانہ و یکتا خدا جو **موسیٰ و ابراہیم** پر چمکا۔ جس رنگ اور بھیس میں اس نے فاران کی چوٹیوں پر جلوہ نمائی کی۔ اور جس رنگ میں وہ نبیوں سے کلام کرتا رہا اور اپنی قدرتیں اور چمکاریں دکھلا کر خدا ہوا۔ اور ان قوموں نے ایک زندہ خدا دیکھا۔ آج اُسی لباس میں ہم نے اُس کو دیکھا اور اُس کے ہاتھ کی چمکار کو دیکھ لیا۔ پس **فَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ**۔ اب تم کیونکر منکر ہو سکتے ہو خدا تعالیٰ کی آیتیں تم پر پڑھی جاتی ہیں اور اس کا مامور تم میں موجود ہے۔

کیا آج کوئی فرقہ ہے جو اس آیت کو پڑھے اور پورا حظ اور لذت حاصل کرے۔ وہ پڑھتے ہیں مگر اُن کو مزہ نہیں آ سکتا۔ مکہ مدینہ ہاں روئے زمین میں اور کسی جگہ جاؤ۔ اس آیت کا سچا مفہوم اور مزہ جو میں بیان کر رہا ہوں اور میری قوم مزہ اٹھا رہی ہے اور کوئی دوسرا نہیں پا سکا۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے جو ہمارے تمہارے حصہ میں آیا۔ **ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ** اس فضل پر شکر کے سجدے کرو اور خدا کے حضور برکتیں مانگو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ دوسری قوموں میں یہ آیت متلو ہے وہ اس کو رٹ رٹ پڑھتے ہیں حظ نہیں اُٹھا سکتے۔ دوستو! تم قدر کرو۔ ہم پر حجت پوری ہو چکی۔ اب نئی **وحی** اُتر کر کہتی ہے **وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ** الآیۃ جہاں ایک طرف یہ برکت اور نعمت ہے اب دوسرے پیرایہ میں ڈرنا چاہیئے۔ اُمید اور خوشی کے ساتھ ہی ایک ڈر اور خوف بھی ہے اب اگر معصیت میں گرفتار ہوئے۔ تو جیسی **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی بی بیوں کو حکم ہوتا ہے کہ دو چند سزا ملے گی اسی طرح سے ہم بھی جنھوں نے پاک نمونہ دیکھا اور خدا کے زندہ کلام کو پڑھا اور اُترتا ہوا پڑھا ہے دو چند سزا کے مستوجب ہوں گے اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے دوستوں کو اس پاک نعمت کی قدر کی توفیق رفیق حال کرے اور اس نعمت کے بعد برائیوں اور معصیت کی راہوں سے بچا وے **آمین ثم آمین**

سنہ ۱۸۹۹ء پر ایک نظر

زمانہ کیا ہے؟ تغیر پذیر حالتوں کے مجموعہ اور بوقلموں حوادث کے شیرازہ کا نام ہم زمانہ رکھتے ہیں۔ اگر ہماری ہستی اپنے قابو میں ہوتی تو ہم اسے ناپائیدار اور زمانہ کو قدیم کہہ اُٹھتے مگر ہر سانس کے بعد ہمارا ایک نئے عالم میں جا رہنا انسانی ہستی کی ناپائیداری اور اضطراری حالت کا ایک خاص ثبوت اور حدوث زمانہ کی دلیل ہے۔

سانس اگر محسوس شئے ہوتی تو گھنٹہ سے لے کر سال تک کو بھی ہم دیکھ سکتے۔ اور بخوبی معلوم ہو جاتا کہ یہ سال و ماہ اُس کی آمد و شد کا نتیجہ ہیں۔ ایسے تغیر و تبدل سے قیامت کے آنے والی گھڑی کا پتہ لگتا ہے۔

یوں تو انسانی ہستی میں ہر لحظہ ایک تغیر ہوتا ہے مگر وہ قریباً غیر معلوم ہونے کی وجہ سے عدم توجگی سے ٹال دیا جاتا ہے لیکن سال کے اخیر پر ایک **بڑا** انقلاب محسوس ہوتا ہے اُس وقت کی حالت ایک بار تو انسان کو چونکا دیتی ہے اور ایک دقیقہ رس اور غور کن طبیعت اس انقلاب سے بہت سی قیمتی سبق حاصل کر سکتی ہے پہلا سبق جو اس تبادلہ سے انسان سیکھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ **وقت کی قدر** کرو۔ جس کے

ساتھ ہی محاسبہ اعمال کا موقع مل سکتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس تبدیلی سے اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا کرلیتا ہے۔

غرض ۱۸۹۹ء کا گذر جانا بھی دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کے لئے ایک نشان بیّن ہے اور ہم کو بتلا رہا ہے کہ ہم بھی اس تبادلہ سنین کے ساتھ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں۔

اس قدر بیان کے بعد ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء میں

خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مُرسَل نے

جو اُس کے ایک پاک اور راستباز امام حضرت اقدس جناب سیدنا

مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ذریعہ قائم ہوا کیا کیا ترقیاں کیں؟ اور اس امر کے اظہار کی اس لئے ضرورۃ ہے کہ تا حق کے دشمنوں اور بطالت کے فرزندوں کو معلوم ہو کہ یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کی لگائی ہوئی شاخ ثمردار ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ظالم اور مفتری کو مہلت نہیں دیتا ہے۔ مگر راستباز اور نور ہر آن ایک نئی ترقی پاتا ہے اور کامیابیاں حاصل کرتا ہے اُسے ہر لحظہ آواز آتی ہے **وللاخرۃ خیر لک من الاولےٰ** اور ان تمام ترقیوں کو مختلف عنوان میں انشاء اللہ تعالیٰ بتلائیں گے۔

نشانات اور پیشگوئیاں

اس سال میں بھی خدا تعالیٰ کے بے انتہا انعام اُس کے برگزیدہ **موعود علیہ السلام** پر اور اُس کی جماعت پر ہوتے رہے۔

چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ منجملہ اُن کے **اشتہار** ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی کا پورا ہونا ہے جو محمد حسین بٹالوی اور اُس کے رفقا کے متعلق تھی۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی مفصل کیفیت شائع ہوچکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جو مبشر الہام ہوتے رہے ہیں وہ وقتاً فوقتاً ہم درج اخبار کرچکے ہیں۔

اس سال میں تین اور زبردست پیشگوئیاں بھی پوری ہوئیں۔ ان میں سے **ایک** جناب صاحبزادہ **مبارک احمد** صاحب سلمہ ربہ کی ولادت باسعادت کے متعلق تھی۔ جس کا ذکر انجام آتھم وغیرہ مختلف کتابوں میں ہے

کہ عبد الحق نہیں مرے گا جب تک چوتھا لڑکا نہ دیکھ لے

چنانچہ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب عبد الحق کی زندگی میں پیدا ہوئے تیسری پیشگوئی حضرت مولانا مولوی **نور الدین** صاحب سلمہ ربہ کے گھر میں فرزند رشید پیدا ہونے سے پوری ہوئی جیساکہ **انوار الاسلام** میں حضرت **اقدس** نے صفحہ ۲۶ حاشیہ میں اس پیشگوئی کو لکھا ہے یہ مولود مسعود اُس بشارت کے موافق اپنا حلیہ رکھتا ہے اس کا نام حضرت اقدس **عبد الحی** رکھا ہے چوتھی پیشگوئی وہ عظیم الشان ہے جو **حسین کامی** وائس کونسل کراچی کے تغلب زر چندہ مظلومان کریٹ سے پوری ہوئی۔ جس کا مفصل اشتہار شائع ہوچکا ہے غرض یہ چار عظیم الشان پیشگوئیاں اسی سال ۱۸۹۹ء میں پوری ہوئیں۔

تصنیفات وتالیفات

تصنیفات وتالیفات کا صیغہ بھی ترقی پر رہا۔ اردو زبان میں **ایام الصلح**۔ حقیقت المہدی ستارہ قیصرہ شائع ہوئیں۔ اور فریاد درد کی تالیف شروع ہوئی **نجم الہدیٰ** کا بہت بڑا حصہ چھپ گیا۔ ایسا ہی کتاب **تریاق القلوب وجذب الارواح الی حضرۃ المحبوب** جو ایک زبردست کتاب اور عظیم الشان نشانوں کا مجموعہ ہے چھپنی شروع ہوئی ہے عربی فارسی زبان میں **ترغیب المومنین** اور نجم الہدیٰ لکھی گئی اور ایک بڑا حصہ طبع ہوگیا۔

انگریزی میں فریاد درد اور ستارہ قیصرہ ترجمہ ہوکر شائع ہوئیں۔ ان سب کتابوں کے علاوہ ایک زبردست کتاب جو گویا کسر صلیب کے لئے آخری حربہ ہے طبع ہونی شروع ہوئی جس کا نام **مسیح ہندوستان میں** ہے اس کتاب میں زبردست دلائل عقلی ونقلی سے واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آکر یعنی کشمیر میں فوت ہوا ہے چونکہ اس کتاب کے متعلق کئی ایک سفر کرنے ضروری تھے اس لئے سردست اُس کا طبع ہونا ملتوی ہے۔

یہ تو اُن تصانیف کا ذکر ہے جو حضرت اقدس نے شائع کیں۔

وہ کتابیں جو حضرت اقدس کی تائید میں آپ کے جاں نثار اور مخلص خادموں کی طرف سے شائع ہوئیں ہیں علاوہ ازیں ہیں چنانچہ رپورٹ جلسہ سالانہ - حضرت اقدس کی ایک تقریر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ایڈیٹر اخبار الحکم کی طرف سے شائع کی گئیں - اور ہدایات المہدی اور کشف الدجی مولانا مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی نے شائع کیں -

ان تائیدی کتب میں سب سے بڑھکر اور ضروری وہ لیکچر ہے جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اس مضمون پر سیالکوٹ میں دیا کہ حضرت اقدس نے آکر کیا کیا - اور بھی چھوٹے چھوٹے رسالے وغیرہ شائع ہوتے رہے

اشتہارات

اس سال میں گذشتہ سال کی طرح اشتہارات بھی کثرت سے شائع ہوتے رہے - چنانچہ کم از کم پانچ ہزار اشتہار حضرت اقدس نے شائع کئے -

اس سال میں حضرت اقدس کی تائید میں اشتہارات کا سلسلہ بھی شروع ہوا چنانچہ ان دوستوں نے بذریعہ اشتہارات اپنے رویا اور کشوف اور الہامات کو شائع کیا جنھوں نے حضرت اقدس کے سلسلہ میں شامل ہو کر یہ فیض حاصل کیا ہے -

ان میں سے سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی - میاں محمد علی صاحب صوفی لاہوری صاحبزادہ سراج الحق صاحب سجادہ نشین چار قطب ہانسی سرساوی حال قادیانی اور منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چکی کے اشتہارات شائع ہو چکے ہیں

خطوط

خط و کتابت کا سلسلہ بھی بہت بڑا سلسلہ ہے - چنانچہ اس سال میں اس سلسلہ میں بھی وسعت کے ساتھ ترقی ہوئی ہے - حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی خطوں کے جواب لکھنے کا کام سال بھر کرتے رہے مگر آخر خطوط کی زیادتی نے بارشاد حضرت اقدس صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو اس کام میں ان کا ہاتھ بٹانے کی ضرورت محسوس کرائی - چنانچہ اب دونوں صاحب اس خدمت کو سرانجام دیتے ہیں جزاہما اللہ احسن الجزاء -

اس امر کا اظہار بھی اس مد میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کے نام جو خطوط آتے ہیں ان کا ایک بڑا حصہ حضرت اقدس کے متعلق سوالات کا ہوتا ہے جیسا کہ اخبار الحکم میں بعض خطوط کے اندراج سے پایا جاتا ہے - اس لئے وہ سب خطوط اسی مد میں داخل ہیں ان خطوں کا تخمینہ جو حضرت اقدس کے نام سے سال بھر میں آئے پانچ ہزار ہیں اور ان خطوط کی تعداد کا تخمینہ جو مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام آئے قریباً تین ہزار ہے - پس اس سال میں کوئی آٹھ ہزار سے زیادہ خط لکھا گیا ہے جس کے ذریعہ سے اس مبارک مشن کی دعوت قوموں میں پھیلی ہے -

مہمانوں کی آمد و رفت

یہ سلسلہ بھی اس سال ترقی پر رہا ۳۰ سے لے کر ۵۰ تک مہمانوں کی روزانہ اوسط رہی ہے گو بعض دنوں میں سو سو اور دو دو سو تک بھی اور اس سے زیادہ بھی نوبت پہونچی ہے - تاہم سال بھر میں قریباً اٹھارہ ہزار آدمی وقتاً فوقتاً دار الامان میں آکر حضرت امام الوقت سلمہ ربہ کے منہ سے پاک باتیں سنتے رہے اور پاک تاثیریں لے کر جاتے رہے -

بیعت

اس سال میں بیعت کرنے والوں کی تعداد بھی پچھلے سالوں کی بہ نسبت زیادہ رہی ہے - بذریعہ خطوط اور خود حاضر ہو کر بیعت کرنے والے اصحاب کی تعداد کسی صورت میں تین ہزار سے کم نہیں ہے -

تعمیرات

چونکہ مہمانوں کی آمدورفت روزانہ ترقی پر ہے اور مہاجرین کی کثرت سے آتے جاتے ہیں جیسے کہ الہام

وَ مَتِّعْ مَکَانَکَ یَاتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

سال بھر میں تعمیر مکانات کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو کمروں کے علاوہ سات نئے جدید مکان تعمیر کئے گئے اور آئندہ ضرورتیں بڑھ رہی ہیں۔

جلسے

اس سال میں معمولی جلسہ تعطیلات ایام کرسمس کے علاوہ تین بڑے ہوئے۔

دو جلسے حسب معمول عیدین کی نماز پر ہوئے۔ اور تیسرا جلسہ الوداع کے نام سے ۱۲ر نومبر ۹۹ء کو ہوا۔ یہ جلسہ اس غرض سے کیا گیا تھا کہ تا نصیبین کے جانے والے دوستوں کی روانگی کے لئے دعا مانگی جاوے اور دوستوں سے ان کا تعارف ہو۔

یہ جلسہ غیر معمولی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا جس کی جداگانہ رپورٹ ایڈیٹر الحکم مرتب کر رہا ہے۔

نو مسلم

یوں تو ہر ایک شخص جو امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر آ کر بیعت کرتا ہے نیا مسلمان ہوتا ہے مگر غیر قوموں میں سے آ کر بھی اس سال میں دو مسلمان ہوئے۔

جن میں سے ایک نو مسلم جس کا نام پہلے سردار سندر سنگھ صاحب تھا اور اب سردار شیخ فضل حق رکھا گیا ہے۔ خالصہ قوم کا رتن اور سکھوں کے عالی خاندان کا ممبر ہے۔ چنانچہ اس کے حالات اس کے رسالہ فضل حق میں جو ہماری مطبع میں چھپ رہا ہے مفصل درج ہیں۔ اور دوسرا شخص لدھیانہ کے علاقہ کا ہے جو مسلمان ہوا ہے۔

مہاجرین

گذشتہ سالوں کی نسبت اس جماعت میں بھی ترقی ہوئی ہے جو ہمیشہ کے لئے دار الامان میں آ کر مستقل طور پر آباد ہوئی ہے چنانچہ آج کل پندرہ متفرق کنبے یہاں آ کر آباد ہو چکے ہیں

مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام میں بھی ہر پہلو سے ترقی ہوئی تعداد طلبار قریباً ڈیوڑھی ہوگئی اور مڈل تک تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا۔ ہیڈ ماسٹر اور سکینڈ ماسٹر گریجوایٹ ہیں مدرسہ کا ماہواری کا خرچ بالاوسط سو روپیہ ماہوار رہا ہے۔ اس سال پہلی مرتبہ تین طالب العلم امتحان مڈل میں شامل ہوئے۔

شفا خانہ

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے جو شفا خانہ اپنے صرف خاص سے کھول رکھا ہے اور مفت دوا ملتی ہے اس میں دور دور جگہ سے مریض آ کر شفا پاتے رہے اور روزانہ اوسط مریضوں کی ۲۰ سے لے کر پچاس تک رہی چنانچہ سال تمام میں جن لوگوں نے جسمانی فیض حاصل کیا ان کی تعداد قریباً بیس ہزار ہے

الحکم

اخبار الحکم نے جو حضرت اقدس کے مشن کا ایک ادنیٰ خادم ہے اس سال میں غیر معمولی ترقی کی گو بعض رکاوٹیں اور مشکلات اس کی راہ میں حائل رہیں مگر وہ ہر پہلو سے ترقی کرتا رہا ہے۔ بلحاظ مضامین۔ کتابت۔ کاغذ وغیرہ کے سال کے ابتدائی حصہ کی نسبت آخری حصہ نمایاں ترقی کا ہے۔

اور اس ترقی میں جو امداد ہم کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سے پہونچی ہے ہم نواس کا کیا شکریہ کریں گے یقیناً یقیناً وہ عند اللہ مشکور ہے خدا تعالیٰ اُن کی روح القدس سے تائید کرے آمین۔

مالی امداد میں بھی دوستوں نے حد سے بڑھ کر حصہ لیا ہے جن کے لئے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔ اور دینی خدمات کی توفیق رفیق حال ہو آمین

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی خواہش مند غور سے دیکھیں اور سوچیں کہ کیا وہ جو مفتری علی اللہ ہوتا ہے کبھی ایسی ترقیاں پا سکتا ہے؟ اس کا یوماً فیوماً ترقی کرتا ہی اس کی صداقت کی دلیل ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا کی آنکھیں کھولے اور اس کو اس امر کی شناخت کی توفیق دے۔ جو اس نے حق و حکمت کے ساتھ بھیجا ہے اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ہوئے ہیں استقامت و استقلال اور اس غرض کے سمجھنے کی توفیق دے جس کے لئے وہ مامور ہو کر آیا ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ آمین

امور منزلیہ

سالی کہ نکوست از بہارش پیدا

بچیمرز ایڈیٹر الحکم خدا تعالیٰ کی ان بے انتہا عنایتوں اور نوازشوں کا شکریہ زبان قلم اور قلم زبان سے ادا نہیں کر سکتا۔ جو اس نے ہمیشہ اس ناکارہ کے شامل حال رکھی ہیں خدا تعالیٰ کے تازہ افضال و انعام میں سے وہ فضل ہے جو ۱۹۰۰ء کے شروع میں اس پر ہوا یعنی ۲ر جنوری ۱۹۰۰ء مطابق ۲۹ر شعبان ۱۳۱۷ھ بوقت ساڑھے چار بجے صبح کو بروز سہ شنبہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس کو دوسرا بیٹا عنایت فرمایا

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے اس بچہ کا نام **ابراہیم علی** تجویز فرمایا میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس مولود کو اسم بامسمیٰ کرے اور حضرت ابو الملۃ ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ وہ اسلام کا سچا خادم ہو۔ اسے میرے لئے میری قوم اور اسلام کے لئے مبارک بناوے آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

۸ر جنوری ۱۹۰۰ء مطابق ۶ر رمضان ۱۳۱۷ھ روز دوشنبہ کو عقیقہ مسنونہ کیا گیا

ڈومیسٹک

نہایت مسرت اور خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہمارے عزیز دوست مفتی **فضل الرحمن** صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دار الامان کے گھر میں ۳۱ر دسمبر ۱۸۹۹ء کو ساڑھے چار بجے دن کے دوسرا بیٹا پیدا ہوا حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمن کے استصواب سے مولود مسعود کا نام **حبیب الرحمن** رکھا گیا ۶ر جنوری ۱۹۰۰ء کو عقیقہ مسنونہ ہوا ہم صدق دل سے مفتی صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بچہ کی عمر میں ترقی دے اور اس کو دینی اور دنیوی نعمتوں سے بہرہ اندوز کرے وہ والدین اور قوم کے لئے سعید ثابت ہو۔ امین۔

ترجمۃ القرآن

اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔

(۱) منشی نادر خاں گرداور تھانو نگو کوہاٹ ایک جلد۔
(۲) منشی امام الدین صاحب ریلوئنگ گوڈس کلرک نہاڑی (۲) جلد
(۳) حبیب الرحمن صاحب حاجی پور پھگواڑہ (۲) جلد
(۴) حکیم محمد زمان صاحب مالیر کوٹلہ ایک جلد
(۵) مولوی عبد الکریم صاحب ” ”
(۶) منشی عزیز الرحمن صاحب کپور تھلہ ”

دوستوں کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے تاکہ ۳۰۰ درخواستیں پوری ہو کر طبع ہونا شروع ہو ابھی تک ۷۰ کے قریب درخواستیں جمع ہوئی ہیں۔ (ایڈیٹر)

اسماء بیعت کنندگان امام ہمام علیہ السلام

(۱) اللہ دتا صاحب وڈالہ گرنتھیان قریب قادیان
(۲) غلام محی الدین صاحب دوکاندار بازار گلگت
(۳) خدا بخش صاحب ۔ جموں
(۴) بہاول شاہ صاحب نکو وال ضلع انبالہ
(۵) غلام محمد صاحب نمبردار۔ ناری پاگام ملک کشمیر
(۶) شیخ محمد طفیل صاحب ۔ نادون ضلع کانگڑہ
(۷) شیخ امیر الدین صاحب ” شیخ رحیم بخش صاحب ”
(۹) امام الدین صاحب ”
(۱۰) نور احمد صاحب بستی دریام کلاں ضلع جھنگ
(۱۱) سید محمد صاحب ممباسہ ملک افریقہ
(۱۲) حافظ محمد ابراہیم صاحب سکووال ضلع انبالہ
(۱۳) محمد بخش صاحب ”
(۱۴) رکن الدین صاحب بستی شیر خان ریاست پٹیالہ
(۱۵) بلندا ۔ ٹھٹھہ جوہان ۔ ضلع لاہور۔

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی امر کافی ہے

(۱) قوت باہ داخلی و خارجی علاج چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج ۔ علاج خارجی قیمت عمر علاج داخلی قیمت ۲/
(۲) بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر ۲/
(۳) دافع جریان ہر قسم ۔ ۔ للعہ
(۴) علاج دفع آتشک .... ے
(۵) سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم .. ۲/
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ۵/
(۷) دوائی مصفی خون ...... معہ
(۸) سوا نزول الماء آنکھ کی ہر اک بیماری کے لئے مفید ہے فی تولہ ۲/

ان ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کیلئے ہے اگر اسقدر دوا سے کوئی نقص باقی رہی زائد دوا مفت دیجاوے گی۔ المشتہر

حکیم محمد امین مقام بٹالہ
ضلع گورداسپور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا ابل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ ۵ مصری سرمہ فی تولہ ہم رخرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً تونجھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیا وی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورۂ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جو زرد زرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں کو پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

Dyalpur
Distt Jullundur

DIALPUR B.O. 9 JA 00 JULLUNDUR

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۱۲ روپے

معاونین و خواص جو لطف فرماوین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر
بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

نمبر ۲ | قادیان دار الامن و الامان ۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

سیرت حضرت مسیح موعود

جس کو مولنا مولوی حضرت عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اپنی چٹھی نمبر ۶ کی صورت مین تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

(برادران)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو حد سے زیادہ انتظار کی تکلیف دی اور عرصہ دراز تک اپنے محبوب و آقا کے کلمات طیبات کے سنانے اور الٰہی سلسلہ کی نسبت کچھ لکھنے سے قاصر رہا۔ ان خطوط کی رفتار چاہتی تھی کہ اس کی راہ میں کوئی روک نہ آئے مگر بہت سے نا اندیشیدہ امور ایسے پیش آ گئے کہ لا محالا وہ نظام ٹوٹ گیا۔

مگر میں اس سے خوش ہوں کہ میرا یہ خط احباب کو ایسا خوش کرے گا کہ وہ آفات پر متاسف نہ ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ وہ اپنے ایک بھائی کے لئے درد دل سے دعا کریں گے جو وسعت بھر اسی تاک میں لگا رہتا ہے کہ کوئی سرور بخش راحت افزا چیز مل جائے تو دوستوں کی نذر کر دے۔ مگر بعض ابتلا طبعاً اس پر ایسے اوقات لے آتے ہیں کہ اس کے ہاتھ اور قلم میں منافرت واقع ہو جاتی ہے۔

برادران۔ میں نے اپنے کسی خط میں وعدہ کیا تھا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اندرونی زندگی کے حالات و واقعات لکھوں گا۔ اس لئے کہ خدا تعالے کے خاص فضل نے مجھے کئی سال سے یہ موقعہ دے رکھا ہے کہ حضرت کے قرب و جوار کا نسبتاً مجھے بہت زیادہ فخر حاصل ہے اور علاوہ براں خداوند حکیم نے مجھے دل بھی ایسا تیز حس اور نکتہ رس عنایت کیا ہے کہ میں کسی دیدہ و شنیدہ واقعہ کو جزدی ہو یا کلی بے التفاتی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ میرا جودت زا دل ہر امر میں ڈوب جاتا اور اس کی تہ سے کام کی بات نکال لاتا ہے اور یہ بھی خاص فضل مجھ پر ہے کہ زندگی کی کثرت اور وحدت کی گھڑیوں میں نہ تو میں ہی کبھی اپنے دل کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہوں اور نہ میرے دل نے اپنی اصلی صورت اور حقیقی حقیقت کے

مخالف کے حقوق کی نگاہبانی کی بنیاد باندھنے والی کوئی سنتے نہیں اور بالآخر یہی تلخی آخر وہ طبیعت ہے جس نے اس عالم کو دار الکدورت اور بیت الحزن بنا رکھا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے کی کتاب حکیم نے یہاں چاہا ہے کہ اُس دوسرے عالم کا دار السلام اور بیت السرور ہونا ثابت کرے اور اُس کے قابل رشک خوشیوں اور راحتوں کا نقشہ بالمقابل اس عالم کے دکھائے ان الفاظ سے بہتر تجویز نہیں فرمائی ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین۔ یعنی بہشت میں وہ قوت ہی انسانوں کے سینہ سے نکال ڈالی جائے گی جو عداوتوں اور کینوں اور ہر قسم کے تفرقوں کی موجب ہوتی ہے جس شخص میں اس وقت وہ موجود ہو ہم صاف کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس عالم میں بہشت بریں کے اندر ہے۔

اور چونکہ یہ قوت ایک چشمہ کی طرح ہے اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ اور اخلاق کس پایہ اور کمال کے ہوں گے۔

اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی خاصہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع کی زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح سے محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے اور اپنے گردوپیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھکر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انھیں خود حیرت سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے

"مرزا بیوی دی گل بڑی منّدا ہے"

ایک دن خود حضرت فرماتے تھے کہ فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئے۔ اور فرمایا ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہوکر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے اس کا شکر یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بد زبانی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضرت اس بات سے بہت کشیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے۔

جن دنوں میں ڈپٹی آتھم سے مباحثہ تھا ایک رات خان محمد شاہ مرحوم کے مکان پر بڑا مجمع تھا اطراف سے بہت سے دوست مباحثہ دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ حضرت اُس دن جس کی شام کا واقعہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں معمولاً سردرد سے بیمار ہوگئے تھے شام کو جب مشتاقان زیارت ہمہ تن چشم انتظار ہو رہے تھے حضرت مجمع میں تشریف لائے۔ منشی عبدالحق صاحب لاہوری پنشنر نے کمال محبت اور رسم دوستی کی بنا پر بیماری کی تکلیف کی نسبت پوچھنا شروع کیا اور کہا آپ کا کام بہت نازک اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہئے کہ جسم کی صحت کی رعایت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذا لازماً آپ کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہئے حضرت نے فرمایا ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف ہوتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پروا نہیں کرتیں۔ اس پر ہمارے پرانے موحد خوش اخلاق نرم طبع مولوی عبداللہ غزنوی کے مرید منشی عبدالحق صاحب فرماتے ہیں اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ممکن ہے کہ میرا حکم ذرا ٹل جائے اور میرے کھانے کے اہتمام خاص میں کوئی سرمو فرق آجائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لیں۔ میں ایک طرف بیٹھا تھا منشی صاحب کی اس بات پر اُس وقت خوش ہوا اس لئے کہ یہ بات بظاہر میرے محبوب آقا کے حق میں تھی اور میں خود فرط محبت سے یہی سوچ بچار میں تھا کہ معمولی غذا سے زیادہ عمدہ غذا آپ کے لئے ہونی چاہئے اور ایک جفاکش محنت کرنے والے انسان کے حق میں لنگر کا معمولی کھانا بدل ما یتحلل نہیں ہو سکتا۔

اس بنا پر میں نے منشی صاحب کو اپنا بڑا مؤید پایا اور بے سوچے سمجھے (درحقیقت اُن دنوں الٰہیات میں میری معرفت ہنوز بہت سادہ سی جاہلی تھی) بوڑھے صوفی اور عبداللہ غزنوی کی صحبت کی تربیت یافتہ تجربہ کار کی تائید میں بول اُٹھا کہ ہاں حضرت منشی صاحب درست فرماتے ہیں حضور کو بھی چاہئے کہ درشتی سے ہدایتیں سنوائیں۔ حضرت نے میری طرف دیکھا اور تبسم سے فرمایا ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں نزکی الحس آدمی اور اُن دنوں تک عزت و بےعزتی کو دنیا داروں کی عرفی اصطلاح کے قالب میں ڈھالنے اور اپنے تئیں ہر بات میں کچھ سمجھنے اور ماننے والا تھا خدا ہی خوب جانتا ہے کہ میں اس مجمع میں

خدا نے کسی اور روپ میں کبھی میرے سامنے جلوہ افروزی کی ہے۔

اس دراز تجربہ میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اندرونی و بیرونی حالتوں میں کیا دیکھی ہے میں آرزو رکھتا ہوں کہ اُسے بطور مصالح و مواد کے قلم بند کروں کہ ہر ایک تیز ذہن سلیم الفطرت نگار خانۂ عالم کی سحر آفرینیوں کا شیدا اس مواد سے خود ایک مجسمہ یا تصویر تیار کرے اور پھر اس کے نقوش میں غور کرے کہ کیسی تصویر مجسم [illegible] الله انسان کے اور کس [illegible] ہے۔

اگرچہ سرسری نگاہ سے اوپری سی بات معلوم ہو گی کہ مومنین معتقدین سے جو خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس کو کہ ان کا ایمان ایسی جزئیات اور تفاصیل سے مستغنی ہوتا اور ان کا عشق تو پکار پکار کر یہ پڑھتا ہے ؎

حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

مگر جب میں اپنے نفس کو دیکھتا ہوں کہ اس علم یا جزئیات سے اُس نے کیا کیا فائدے حاصل کئے اور یہ معرفت منازل سلوک کی طے کرنے میں میری کس قدر مددگار ہوئی ہے تو میری روح رفیع اور ہمدردی کے جوش سے مجھے کشاں کشاں اس طرف لاتی ہے کہ ان بھائیوں کو بھی اس سے آگاہ کردوں جنھیں خدا کی مشیت اور ارادہ نے ایسا موقع نہیں دیا جو محض فضل سے مجھے دیا ہے۔ اور میرا دلی اعتقاد ہے کہ میں اس تقریب سے اُن بہت سی اندرونی اور معاشرتی خطرناک بیماریوں کے مجرب نسخے پیش کر سکوں گا جنھوں نے اکثر گھروں کو اُن مکانوں کی طرح جنھیں دق اور سل کی بیماری متوارث چلی آتی ہے بجائے راحت بخش اور سرور افزا مکان اور گھر ہونے کے ماتم کدے اور شیون سرا بنا رکھا ہے۔

اس بنا پر پہلے میں حضرت خلیفۃ اللہ کی معاشرت کی نسبت کچھ لکھتا ہوں۔ اس لئے کہ سب سے بڑی اور قابل فخر اہلبیت کسی شخص کی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ اہل بیت سے اُس کا تعلق اعلیٰ درجہ کا ہو اور اُس کا گھر اُس کے قوت انتظامی اور اخلاق کی وجہ سے بہشت کا نمونہ ہو جس کی بڑی سے بڑی تعریف یہی ہے کہ وہاں دلوں کی تپش اور جلن اور رنج و کدورت اور غل و حسد کے محرکات اور موجبات نہ ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب میں آیا ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور اس حکیم کتاب کا عملی نمونہ ہمارے سید و مولیٰ رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ یعنی تم میں سے افضل اور خیر و برکت سے بھرا ہوا وہی ہے جس کی رفتار اپنے اہل سے خیر و برکت کی ہے۔

قریب پندرہ برس کے گذرتا ہے جب سے حضرت نے بامر دیگر خدا تعالیٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اُٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہو۔

کوئی بشر خیال کر سکتا ہے کہ ضعیف اور کم علم جنس کی طرف سے اتنے دراز عرصہ میں کوئی ایسی ادا یا حرکت خلاف طبع سرزد نہ ہوئی ہو گی۔ تجربہ اور عرف عام گواہ ہے کہ خانہ نشین ہم پہلو کج طبعی اور جہالت سے کیسی کیسی رنج دہ امور کے مصدر ہوا کرتی ہیں۔ با ایں ہمہ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے جسے اتنی مدت میں کسی قسم کی رنج اور تغص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔

وہ کڑوا گوشت کا ٹکڑا جو تمام زہروں کا مخزن اور ہر قسم کے غل اور حسد اور کینہ اور عداوت کا منشا ہے اور جو اس عالم میں دوزخ در بغل ہے اگر کسی شخص سے قطعاً مسلوب نہ ہو چکا ہو۔ اور خدائے قدوس کے دست خاص نے اس کا تزکیہ و تطہیر اور شرح صدر نہ کیا ہو تو خیال میں آ سکتا ہی کہ اس پُر پیچ و تاب اور آتش ناک زندگی میں ایسے سکون اور وقار اور جمعیت سے زندگی بسر کرے۔

ایک ہی خطرناک اور قابل اصلاح عیب ہے جو سارے اندرونی فتنوں کی جڑ ہے۔ بات بات پر نکتہ چینی اور چڑ اور یہ عیب ایسے منقبض اور تنگ دل کی خبر دیتا ہے کہ جس کی نسبت با آسانی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ اس عالم میں دم نقد دوزخ میں ہے۔

دس برس سے میں بڑی غور اور نکتہ چینی کی نگاہ سے ملاحظہ کر رہا ہوں اور پوری بصیرت سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت اقدس کی جبلت پاک میں شیطان کے اس مس کا کوئی بھی حصہ نہیں۔

میں خود اپنے اوپر اور اکثر افراد پر قیاس کر کے کہہ سکتا ہوں کہ بیجا اعتراض اور نکتہ چینی اور حرف گیری اور بات بات میں چڑ چڑا پن کی فطرت ہے جس نے بہتوں کے آرام اور عیش کو مکدر کر رکھا ہے اور ہر ایک شخص جس کی ایسی طبیعت ہے اور قلیل اور بہت ہی قلیل ہیں۔ جو اس عیب سے منزہ ہیں اُس کھا جانے والی آگ کے فوری اثر کو محسوس کرتا اور گواہی دے سکتا ہے کہ بالآخر یہی فطرت ہے جو تمام اخلاقی مفاسد کی اصل اصول ہے اور اس سے زیادہ خدا اور

کس قدر شرمندہ ہوا اور مجھے سخت افسوس ہے کہ کیوں مینے ایک لمحہ کے لئے بھی بوڑھے تجربہ کار نرم خو صوفی کی پیروی کی۔

براو بران اس ذکر سے جسے مینے نیک نیتی سے لکھا ہے میری غرض یہ ہے کہ اس انسان میں جو مجبولاً پاکیزہ فطرت اور حقوق کا ادا کرنے والا اور اخلاق فاضلہ کا معلم ہو کر آیا ہے اور دوسرے لوگوں میں جنھیں نفس نے مغالطہ دے رکھا ہے کہ وہ بھی کسی کی صحبت میں کوئی گھاٹی طے کر چکے ہیں اور ہنوز وہی اخلاق سے ذرا بھی حصہ نہیں لیا بڑا فرق ہے ہاں وہ بات تو رہ ہی گئی۔ اس بد مزاج دوست کا واقعہ سنکر آپ معاشرت نسوان کے بارہ میں دیر تک گفتگو کرتے رہے اور آخر میں فرمایا میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ مینے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور باایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع وخضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔

مجھے اس بات کے سننے سے اپنی حال اور معرفت اور عمل کا خیال کر کے کس قدر شرم اور ندامت حاصل ہوئی بجز خدا کے کوئی جان نہیں سکتا۔ میری روح میں اُس وقت میخ فولاد کی طرح یہ بات جاگزین ہوئی کہ یہ غیر معمولی تقوی اور خشیۃ اللہ اور دقائق تقوی کی رعایت معمولی انسان کا کام نہیں ورنہ میں اور میرے امثال ہزاروں اسلام اور اتباع سنت کی دعوی میں کم لاف زنی نہیں کیا کرتے اور اس میں شک نہیں کہ متمرد بے باک اور حدود الٰہیہ سے متکبرانہ تجاوز کرنے والے بھی نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ قوت قدسیہ اور تیز شامہ ہمیں نہیں ملی یا اور عوارض کے سبب سے کمزور ہوگئی ہے۔

ہم بڑی سے بڑی سعادت اور اتقا اس میں سمجھتے ہیں کہ موٹے موٹے گناہوں اور معاصی سے بچ رہیں اور بڑے ہی بین اور مرئی گناہوں کے سوا دقائق معاصی اور مشتبہات کی طرف ہم التفات نہیں کرتے۔ یہ خرد بیں کامل ایمان اور کامل عرفان اور کامل تقوی سے ملتی ہے جو حضرت

امام زمان علیہ السلام

کو عطا ہوئی ہے۔ اور مینے اُس وقت لسان اور جنان کے سچے اتفاق سے کہا اور تسلیم کیا کہ اگر اور ہزاروں باہرہ حجتیں آپ کے منجانب اللہ ہونے پر جو آفتاب سے زیادہ درخشاں ہیں نہ بھی ہوتیں جب بھی یہی ایک بات کہ غیر معمولی تقوی اور خشیۃ اللہ آپ میں ہے کافی دلیل تھی۔

بڑے بڑے مرتاض صوفیوں اور دنیا و مافیہا سے دل برداشتگی اور وارستگی کے اشعار ورد زبان رکھنے والے زاہدوں اور بڑے بڑے اتباع کے مدعیوں اور علماء رسوم کو دیکھا گیا ہے کہ جلوت میں ابنائے دنیا کے حضور گربہ مسکین کی طرح بیٹھتے ہیں اور ہر ایک دقیقہ کے بعد سر اٹھا کر اور سینہ ابھار کر ایک آہ سرد بھر دیتے ہیں اور مشتاقان سخن کے انتظار شدید کے بعد بھی زبان پاک کو کلام سے اگرچہ موزوں اور برمحل کیوں نہو آلودہ نہیں کرتے گھر میں بد مزاج بدزبان اور گرگ و پلنگ ہیں۔

ہندوستان میں ایک نامی گرامی سجادہ نشین ہیں لاکھ سے زیادہ اُن کے مرید ہیں اور خدا کے قرب کا انھیں دعوے بھی بڑا ہے۔ اُن کے بہت ہی قریب متعلقین سے ایک نیک بخت عورت کو کچھ مدت سے ہمارے حضرت کے اندرون خانہ میں رہنے کا شرف حاصل ہے۔ وہ حضرت اقدس کا گھر میں فرشتوں کی طرح رہنا نہ کبھی سے نوک ٹوک نہ چھیڑ چھاڑ جو کچھ کہا گیا اس طرح مانتے ہیں جیسی ایک واجب الاطاعت مطاع کے امر سے انحراف نہیں کیا جاتا۔ ان باتوں کو دیکھ کر وہ حیران ہو ہو جاتیں اور بارہا تعجب سے کہہ چکی ہیں کہ ہماری حضرت شاہ صاحب کا حال تو سراسر اس کے خلاف ہے وہ جب باہر سے زنانہ میں آتے ہیں ایک ہنگامہ رستخیز برپا ہو جاتا ہے اُس لڑکے کو گھور اُس خادمہ سے خفا اُس بچہ کو مار بیوی سے تکرار ہو رہی ہے کہ نمک کھانے میں کیوں زیادہ یا کم ہو گیا یہ برتن یہاں کیوں رکھا ہے اور وہ چیز وہاں کیوں دھری ہے تم کیسی پھوہڑ بد مذاق بے سلیقہ عورت ہو اور کبھی جو کھانا طبع عالی کے حسب پسند نہو تو آگے کے برتن کو دیوار سے پٹخ دیتے ہیں اور بس ایک کہرام گھر میں مچ جاتا ہے۔ عورتیں بلک بلک کر خدا سے دعا کرتی ہیں کہ شاہ صاحب باہر ہی رونق افروز رہیں۔ غض بصر اور عفو اور چشم پوشی کے جزئیات بڑا لمبا مفصل مضمون چاہتی ہیں۔ مولوی ہی نے سمجھ کے کام کاج کرنے والی عورتیں ایسا یقین اس بات پر رکھتی ہیں جیسے اپنی وجود پر کہ حضرت کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ ہفتوں مہینوں اندر حجرہ میں پھرا کریں اور عورتوں کے مجمع میں سے ہر روز کیوں نہ گذرا کریں کبھی بھی آنکھ اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتے۔ ہمیشہ نظر بر پشت پا دوختہ رہتے ہیں۔ عجب سکون اور جمعیت باطن اور فوق العادہ وقار اور حلم ہے

کہ کیسا ہی شور اور غلغلہ برپا ہو جائے جو عموماً قلوب کو پرکاہ کی طرح اڑا دیتا اور شور اور جائے شور کی طرف خواہ نہ خواہ کھینچ لاتا ہے حضرت اُسے ذرہ بھر بھی محسوس نہیں کرتے اور مشوش الاوقات نہیں ہوتے۔

یہی ایک حالت ہے جس کے لئے اہل مذاق تڑپتے اور سالک ہزار دست و پا مارتے اور رو رو کر خدا سے چاہتے ہیں۔ مینے بہت سے قابل مصنفوں اور لائق محرروں کو سنا اور دیکھا ہے کہ کمرہ میں بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں یا لکھ رہے ہیں اور ایک چڑیا اندر گھس آئی ہے۔ اُس کی چڑ چڑ سے اس قدر حواس باختہ اور سراسیمہ ہوئے ہیں کہ تفکر اور مضمون سب نقش بر آب ہو گیا اور اُسے مارنے اور نکالنے کو یوں لپکے ہیں جیسے کوئی شیر اور چیتے پر حملہ کرتا یا سخت اشتعال دینے والے دشمن پر پڑتا ہے۔

ایک بڑے بزرگ صوفی صاحب یا قاضی صاحب کی بڑی صفت اُن کے پیرو جب کرتے ہیں یہی کرتے ہیں کہ وہ بڑے نازک طبع ہیں اور جلد برہم ہو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر آدمی اُن کے پاس بیٹھے تو گھبرا جاتے ہیں اور خود بھی فرماتے ہیں کہ میری جان پر بوجھ پڑ جاتا ہے۔

مدت ہوئی ایک مقام پر میں خود انھیں دیکھنے گیا۔ شاید دس منٹ سے زیادہ میں نہ بیٹھا ہوں گا جو آپ مجھسے فرماتے ہیں کچھ اور کام بھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ جمعیت قلب اور کوہ وقاری اور حلم اکسیر ہے جس میں ہو اور یہی صفت ہے جس سے اولیاء اللہ مخصوص اور ممتاز کئے گئے ہیں۔

مینے دیکھا ہے کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامہ قیامت برپا ہے بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں۔ چیخ رہی ہیں چلا رہی ہیں یہاں تک کہ بعض آپس میں دست و گریباں ہو رہی ہیں اور پوری زنانہ کرتوتیں کر رہی ہیں۔ مگر حضرت یوں لکھے جا رہے ہیں اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں یہ ساری لانظیر اور عظیم الشان کتابیں عربی اردو فارسی کی ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔

مینے ایک دفعہ پوچھا اتنے شور میں حضور کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی۔ مسکرا کر فرمایا میں سنتا ہی نہیں تشویش کیا ہو اور کیونکر ہو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے محمود چار ایک برس کا تھا حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے اور مسودات لکھے ہوئے سارے رکھے تھے میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی اُن مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں سر اُٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو کسی عبارت کا سیاق ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش اُس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا

کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دئے عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہو گا۔ اور درحقیقت عادتاً ان سب کو علی قدر مراتب بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔

اس موقعہ پر بھی ابنائے زمانہ کی عادات سے مقابلہ کئے بغیر ایک نکتہ چین نگاہ کو اس نظارہ سے واپس نہیں ہونا چاہئے۔

ایسا ہی ایک دفعہ اتفاق ہوا جن دنوں حضرت تبلیغ لکھا کرتے تھے مولوی نورالدین صاحب تشریف لائے۔ حضرت نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و بلاغت خدا داد پر حضرت کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دئے مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دیدیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آ کر اور بیٹھ گئے۔ حضرت معمولاً اندر چلے گئے۔ مینے کسی سے کہا کہ آج حضرت نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھ ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو آپ کا رنگ فق ہو رہا ہے آپ نے نہایت بیتابی سے لوگوں کو دوڑایا کہ بیچو پڑیو پکیو کاغذ راہ میں گر گیا۔ مولوی صاحب اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے

کہ بڑی خفت کی بات ہے حضرت کیا کہیں گے عجیب ہوشیار آدمی ہو ایک کاغذ اور ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہیں سکا۔ حضرت کو خبر ہوئی معمولی ہشاش بشاش چہرہ تبسم زیر لب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر دوڑ دھوپ اور تگاپو کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سے بھی بہتر ہمیں عطا فرمائے گا۔

برادران۔ ان سب باتوں کی جڑ خدائی زندہ اور قادر کی ہستی پر ایمان ہے یہ ایمان ہر وقت قوی کو زندہ اور تازہ رکھتا اور ہر قسم کی پژمردگی اور افسردگی سے بچاتا رہتا ہے جو دنیا داروں کو بسا اوقات بڑی بڑے شرمناک حرکات پر مجبور کرتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ کو سخت دردِ سر ہو رہا تھا اور میں بھی اندر آپ کے پاس بیٹھا تھا اور پاس حد سے زیادہ شور و غل برپا تھا۔ میں نے عرض کیا جناب کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی فرمایا ہاں اگر چپ ہو جائیں تو آرام ملتا ہے میں نے عرض کیا تو جناب کیوں حکم نہیں کرتے فرمایا آپ ان کو نرمی سے کہدیں میں تو کہہ نہیں سکتا۔

بڑی بڑی سخت بیماریوں میں الگ ایک کوٹھڑی میں پڑے ہیں اور ایسے خاموش پڑے ہیں کہ گویا مزے میں سو رہے ہیں۔ کسی کا گلہ نہیں کہ تو نے نہیں پوچھا اور تو نے ہمیں پانی نہیں دیا اور تو نے ہماری خدمت نہیں کی۔

میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص بیمار ہوتا ہے اور تمام تیمار دار اس کی بدمزاجی اور چڑچڑاپن سے اور بات بات پر بگڑ جانے سے پناہ مانگ اٹھتے ہیں۔ اسے گالی دیتا ہے اُسے گھورتا ہے اور بیوی کی تو شامت آجاتی ہے بیچاری کو نہ دن کو آرام اور نہ رات کو چین۔ کہیں تکان کی وجہ سے ذری اونگھ گئی ہے بس پھر کیا خدا کی پناہ آسمان کو سر پر اٹھا لیا۔ وہ بیچاری حیران ہے ایک تو خود چور چور ہو رہی ہے اور ادھر یہ فکر لگ گئی ہے کہ کہیں مارے غضب و غیظ کے اس بیمار کا کلیجہ پھٹ نہ جائے۔

غرض جو کچھ بیمار اور بیماری کی حالت ہوتی ہے خدا کی پناہ کون اس سے بے خبر ہے۔ برخلاف اس کے سالہا سال سے دیکھا اور سنا ہے کہ جو طمانینت اور جمعیت اور کسی کو بھی آرا استہ دنیا حضرت کے مزاج مبارک کو صحت میں حاصل ہے۔ وہی سکون حالت بیماری میں بھی ہے اور جب بیماری سے افاقہ ہوا معًا وہی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی اور پیار کی باتیں۔

میں بسا اوقات عین اس وقت پہونچا ہوں جب کہ ابھی ابھی سر درد کے لمبے اور سخت دورہ سے آپ کو افاقہ ہوا آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا ہے تو مسکرا کر دیکھا ہے اور فرمایا ہے اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا آپ کسی بڑے عظیم الشان دل کشا نزہت افزا باغ کی سیر سے واپس آئے ہیں جو یہ چہرہ کی رنگت اور چمک دمک اور آواز میں خوشی اور لذت ہے۔

میں ابتدائے حال میں ان نظاروں کو دیکھ کر بڑا حیران ہوتا تھا اسلئے کہ میں اکثر بزرگوں اور حوصلہ اور مردانگی کے مدعیوں کو دیکھ چکا تھا کہ بیماری میں کیا چولہ بدل لیتے اور بیماری کے بعد کتنی کتنی مدت تک ایسی بیزار دل ہوتے ہیں کہ الامان۔ کسی کی تقصیر آئی ہے جو بھلی کی بات بھی منہ سے نکال بیٹھے۔ بال بچے بیوی دوست کسی اپنے کو دور ہی سے اشارہ کرتے ہیں کہ دیکھنا کالا ناگ ہے نزدیک نہ آنا۔

اصل بات یہ ہے کہ بیماری میں بھی ہوش و حواس اور ایمان اُسی ٹھکانے رہتا ہے جو صحت کی حالت میں مستقیم الاحوال ہو۔ اور دیکھا گیا ہے کہ بہت سی تندرستی کی حالت میں مغلوب غضب شخص بیماری میں خالص دیوانے اور شدہ جوش سے مصروع ہو جاتے ہیں۔

حقیقت میں ایمان اور عرفان اور استقامت کے پرکھنے کے لئے بیماری بڑا بھاری معیار ہے جیسے سکر اور خواب میں بڑبڑانا اور خواب دیکھنا حقیقی تصویر انسان کی دکھا دیتا ہے بیماری بھی مومن اور کافر اور دلیر اور بزدل کے پرکھنے کے لئے ایک کسوٹی ہے۔ بڑا مبارک ہے وہ جو صحت کی حالت میں جوش اور جذبات کو قابو میں رکھتا اور کبھی بھی نفس کی باگ کو ہاتھ سے نکلنے نہیں دیتا۔

برادران۔ چونکہ موت یقینی ہے اور بیماریاں بھی لابدی ہوتی ہیں کوشش کرو کہ مزاجوں میں سکون اور قرار پیدا ہو۔ اسلام پر خاتمہ ہونا جس کی تمنا ہر مسلمان کو ہے اور جو امید و بیم میں معلق ہے اسی پر موقوف ہے کہ ہم صحت میں ثبات و تثبیت اور استقامت و اطمینان پیدا کرنے کی کوشش کریں ورنہ اس خوفناک گھڑی میں جو حواس کو سراسیمہ کر دیتی اور عقائد اور خیالات میں زلزلہ ڈال دیتی ہے تثبیت اور قرار دشوار ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۝

یہ تثبیت یہی ہے جو میں حضرت خلیفۃ اللہ

کی سیرت میں دکھا چکا ہوں۔ وہ انسان اور کامل انسان جس پر اس دنیا کی آگ اس دنیا کے آفات و مکروہات کی آگ یہاں کچھ بھی اثر نہیں کر سکی وہ وہی مومن ہے جسے دوزخ کہے گی کہ اے مومن گذر جا کہ تیرے نور نے میری نار کو بجھا دیا ہے۔ اے بہشت کو دونوں جیبوں میں اسی طرح موجود رکھنے والے برگزیدۂ خدا جس طرح آج کل لوگ جیبوں میں گھڑیاں رکھتے ہیں تو یقیناً خدا سے ہے۔ ہاں تو اس کثیف اور مکروہ دنیا کا نہیں ورنہ وجہ کیا کہ یہ دنیا اپنی آفات و امتحانات کے پہاڑ تیرے سر پر توڑتی ہے اور وہ یوں تیرے اوپر سے ٹل جاتے ہیں جیسے بادل سورج کی تیز شعاعوں سے پھٹ جاتے ہیں۔ لاکھوں انسانوں میں یہ مزالاقلب اور فوق العادت جمعیت اور سکون اور ٹھیرا ہوا مزاج جو تجھے بخشا گیا ہے یہ کس بات کی دلیل ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ تو صاف نظر کر پہچانا جائے کہ تو زمینی نہیں ہے بلکہ آسمانی ہے آہ اس زمین کے فرزندوں نے تجھے نہیں پہچانا۔ حق تو یہ تھا کہ آنکھیں تیری راہ میں فرش کرتے اور دلوں میں تجھے جگہ دیتے کہ تو خدا کا موعود

خلیفہ اور خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خادم اور اسلام کو زندہ کرنے والا ہے۔ ہاں تو چشم پوشی اور فراخ حوصلگی کی کیا تعریف کروں۔

ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے چور کا دل نہیں ہوتا اور اس لئے اُس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بیتابی اور اُس کا ادھر اُدھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت اُدھر سے پھٹکار ہو رہی تھی جو حضرت کسی تقریب سے اُدھر آ نکلے۔ پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دیدو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالے کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو کبھی کسی سے باز پرس نہیں کرتے کہ یہ تمھاری حرکات نازیبا ہیں اور تم نے کیا بیہودہ بکواس شروع کر رکھا ہے۔

گھر بار میں رعب اور جلال ہے ہر ایک عورت اور بچہ کو جیسے یہ کامل یقین ہے کہ حضرت سزا دینے والے اور گرفت کرنے والے نہیں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ادب اور ہیبت اور احترام اُن کے دلوں کو ہلا یا گیا ہے اور ڈرتے بھی ایسے ہیں جیسے کسی بڑے سخت گیر سے ہیں اس ڈر اور ہیبت اور معاً محبت اور مودت کو نہ تو دنیا کے کسی پیرایہ میں بیان کر سکتا ہوں اور نہ کسی دنیا کے بیٹے کو سمجھا سکتا ہوں اس کو وہ مومن ہی خوب سمجھ سکتا ہے جس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو ایک طرف تو خدا کا جلال اور عظمت اور خشیت اور تقویٰ ایسی طور سے بیان کی گئی ہے کہ تصور سے پیٹھ کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور ایک جوان بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور با ایں ہمہ عشاق اس کی طرف یوں بڑھتے ہیں جیسے شیر خوار بچہ ماں کی پستان کی طرف۔ حالاکہ فطرتاً انسان ڈراونی چیز سے بھاگتا ہے مگر وہ بات کیا ہے کہ روحیں آگ اور پانی کے سمندروں کی کچھ بھی پروا نہ کرکے خدا سے ملنے کو تڑپتے ہیں۔

خدا تعالے کے مظہروں اُس کے خلیفوں کی ہیبت اور عظمت اُس شخص کی مانند نہیں ہوتی جو قہر اور سطوت سے غضباً قلوب پر متمکن ہو جاتا اور ایک خوف ناک زہریلے سانپ کی طرح غضب کے مقناطیسی اثر سے چھوٹے جانداروں کو بیہوش کر دیتا ہے اور نہ اُن کا حلم اور فروتنی ایک بیغیرت بزدل کیسی ہوتی ہے جو لازماً ہر آنکھ اور دل سے اُتر جاتا ہے۔ اُن کی ہیبت محبت اور پیار سے ملی ہوئی اور اُن کا پیار ادب اور عظمت کو ساتھ لئے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے سایہ کے نیچے پاکیزگی اور طہارت اور عفت اور تقوےٰ اور اوامرِ الٰہی کی پابندی آرام پاتی ہے اور شیطان اور اُس کی ذریت کو ان جگہوں میں دخل نہیں ملتا ورنہ ممکن ہے کہ گرفت نہ ہو کسی قسم کی کوئی دھمکی اور سزا نہ ہو اور نظام میں خلل نہ آجائے اور گھر سارے لوازم میں معاشرت کے عمدہ سے عمدہ محاسن کا قابل تقلید نمونہ ہو۔

ایک تند خو جس کا نفس پر ذرا بھی قابو نہیں اور جو درحقیقت اپنے آپ میں ہر وقت جلتے ہوئے تنور میں پڑا ہے یہ سُنکر جلد بول اُٹھے گا اور انکار اور استبعاد سے میرے اس بیان کو دیکھے گا اس لئے کہ اُس کے نزدیک اصطلاحی رعب اور ادب اور غیرت قائم رکھنے کے لئے شیر کی طرح چیں بہ جبیں رہنا اور چیتے کی طرح موچھوں کو تاؤ دیتے رہنا اور سیہ کے کانٹوں کی طرح کھڑا رکھنا ضروری ہے مگر اُس نے ٹھوکر کھائی ہے اور اُس کے شریر نفس نے اُسے سخت دھوکا دیا ہے۔ کاش اُسے خبر ہوتی کہ اُس کا سارا گلہ اس سے بیزار ہے اور وہ اُس وقت بڑے خوش ہوتے ہیں جب وہ گرگ وش گلہ بان اُن کے سر پر نہ ہو۔

کبھی گھر میں حساب نہیں لیتے کہ جتنا تم نے مانگا تھا واقعی اُتنا خرچ بھی ہوا۔ اور کہاں کہاں ہوا اور اتنا زیادہ لیا گیا اور فلاں چیز اُس اندازہ سے کم ہے اور اُن اخراجات اور آمدنیوں کے لئے کوئی حساب کتاب یا بہی کھاتہ نہیں۔

تعالیٰ نے آپ کا قلب ایسا وسیع اور صدر ایسا منشرح بنایا ہے کہ ان امور کی فکریں اور کاوشیں اور یہ مادی تجسس اُس میں دخل پا ہی نہیں سکتے۔

میں مانتا ہوں کہ ایک دنیادار جس کا خدا اپنا ہی ناتوان نفس ہے۔ یہ چال اختیار نہیں کرسکتا اور نہ کرنی چاہتا ہے۔ اور اگر وہ تکلف سے اختیار بھی کرے تو ممکن ہے کہ اُس کا سارا شیرازہ اُدھڑ جائے اور تار و پود ٹوٹ پھوٹ جائے مگر زندہ اور قادر خدا پر ایمان رکھنے والوں کے قول اور فعل نرالے ہی ہوتے ہیں۔ اُن کی راستی اور خدا پر غیر مذبذب بھروسہ میں نامراد نہ ہونے کا صاف ثبوت یہی ہے کہ سب سے زیادہ مستقیم الاحوال اور اُن محتمل اور ممکن تباہیوں اور خانہ ویرانیوں سے محفوظ ہیں جو ایسی صورتوں میں ایک دنیادار کے خیال و گمان میں آتی ہیں۔

اور درحقیقت خداوالوں کو ان خبرداریوں اور یہی کہانوں کی فکروں سے جو شامت اعمال اور عدم تقویٰ سے کلاب الدنیا کے طائر عقل ہو رہی ہیں کیا تعلق ہے۔

ایک روز حضرت اقدس فرماتے تھے اگر انسانوں میں تقویٰ ہوتا تو ہیزدوں کی طرح بھوکے نکلتے اور پیٹ بھر کر واپس آتے۔ درحقیقت یہ آگ طلب دنیا کی جس نے آدم کے بیٹے کو کتے کی جنس سے بنا دیا ہے کہ ہر وقت ہانپتا رہتا اور ایک اندرونی جلن ہے جو اسے لگی ہوئی ہے اس کی جڑ خدا کے وعدوں پر یقینی اعتماد اور توکل نہ ہونا اور اپنے ہی قویٰ کو اُمید و بیم کا مرجع ٹھہرانا ہے۔ سو طالب بھی ضعیف مطلوب بھی ضعیف نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ اسے کبھی قرار نہ آسکے۔

آج مادی دنیا کے آگے یہ باتیں ہنسی ہیں اور وہ ایسے لوگوں کو بڑی فراخ حوصلگی سے نیم مجنون اور مخبط کا لقب دیتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ وہ اس سائنس سے بے خبر ہیں اور ہواپرستی نے خداپرستی کے قویٰ اور حواس تباہ کردئے ہیں۔

الغرض حضرت کو ہر متنفس پر وثوق ہے اور بالبداہت ہر ایک کو سچا سمجھتے ہیں۔ کیسی ہی خستہ حال اور گھنونی صورت و وضع کی کوئی عورت ہو جس کو دیکھ کر ایک بدظن اور اس عالم کا تیز حس یہ چاہے کہ اس کے آگے سے دور ہو جاے اور وہ بات کرے تو کان بند کرلے اور اس سے پہلے آنکھ پر اور ناک میں ہاتھ اور انگلی رکھدے حضرت ہیں کہ گھنٹوں ایسی جمعیت اور قرار سے اُس کی بات سُنتے جارہے ہیں کہ گویا ایک عندلیب شیریں مقال چہچہا رہی ہے۔ یا ایک طوطی عذب اللبیان ہے جو دلچسپ نقل لگا رہی ہے۔ کیسی بے تکی اور بے معنی باتیں کوئی کرے کبھی ایک اشارہ تک نہیں کیا کہ تیری باتیں فضول محض اور اُن کا سننا اوقات کا خون کرنا ہے۔ اور جو واقعہ سُنایا گیا اُس کی تکذیب نہیں کی۔ جو سودا لائی ہے اس کی چنگونگی کی نسبت بازپرس نہیں اور جو کچھ خرچ کیا اور جو کچھ واپس دیا ہے آنکھ بند کرکے لیا اور جیب میں ڈال لیا ہے۔

گاؤں کے بہت ہی گمنام اور پست ہمت اور وضیع فطرۃ جولاہوں کے لڑکے اندر خدمت کرتے ہیں اور بیسیوں روپیوں کے سودے لاتے بار ہا امرتسر جاتے اور بار ہا لاہور جاتے اور ضروری اشیا خرید لاتے ہیں۔ کبھی گرفت نہیں۔ سختی نہیں۔ بازپرس نہیں۔ خدا جانے کیا قلب ہے اور درحقیقت خدا ہی ان قلوب مطہرہ کی حقیقت جانتا ہے جس نے خاص حکمت اور ارادہ سے اُنھیں پیدا کیا ہے اور کیا ہی سچ فرمایا اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔

میں نے خاص غور کی اور ڈھونڈ کی ہی آنکھ لگائی ہے کان لگائے ہیں اور ایسے اوقات میں ایک نکتہ چین ریویو نویس کا دل و دماغ لے کر اس نظارہ کا تماشائی بنا ہوں۔ مگر میں اعتراف کرتا ہوں کہ میری آنکھ اور کان ہر دفعہ میرے ایمان اور عرفان کو بڑھانے والی بات ہی لائے اتنے دراز عرصہ میں میں نے کبھی بھی نہیں سُنا کہ اندر تکرار ہو رہی ہے اور کسی شخص سے لین دین کے متعلق بازپرس ہو رہی ہے۔

سبحان اللہ کیا سکون زا دل اور پاک فطرت ہے جس میں سوء ظن کا شیطان نشیمن بنا نہیں سکا۔ اور کیا ہی قابل رشک بہشتی دل ہے جسے یہ آرام بخشا گیا ہے۔ اور پھر کوئی نقصان اور مضرت عاید حال نہیں چنانچہ کہ اگر یہ اغماض اور اعتماد عام معاش اور معاد کی میزان میں کم وزن ہو یعنی نظام عالم اور خدا کی نگاہ میں مکروہ ہو تو کارخانہ درہم برہم ہو جانا چاہیئے۔ مگر دن دونی رات چوگنی ترقی گواہ ہے کہ خدا ایسے ہی دلوں کو پیار کرتا ہے۔

اگر کبھی کوئی خاص فرمایش کی ہے کہ وہ چیز ہمارے لئے تیار کردو اور عین اُس وقت کسی عارضہ یا ضعف کا مقتضا تھا کہ وہ چیز لازماً تیار ہوتی اور اس کے انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا اور کبھی کبھی جو لکھتے یا توجہ الی اللہ سے نزول کیا ہے تو یاد آگیا ہے کہ کھانا کھانا ہی اور منتظر ہیں کہ وہ چیز آتی ہے آخر وقت اُس کھانے کا گذر گیا اور شام کے

کھانے کا وقت آگیا ہے اُس پر بھی کوئی گرفت نہیں - اور جو نرمی سے پوچھا ہے اور عذر کیا گیا ہے کہ دھیان نہیں رہا تو مسکرا کر الگ ہوگئے ہیں۔

اسبا اسبا ادنیٰ خدمتگار اور اندر کی عورتیں جو کچھ چاہتی ہیں پاتی کھاتی ہیں اور ایسا تصرف ہے کہ گویا اپنا ہی گھر اور اثاث البیت ہے - اور حضرت کے کھانے کے متعلق کبھی ذہول اور تغافل بھی ہو جائے تو کوئی گرفت نہیں - کبھی نرم لفظوں میں بھی یہ نہ کہا کہ دیکھو یہ کیا حال ہے تمھیں خوف خدا کرنا چاہیئے۔

یہ باتیں ہیں جو یقین دلاتی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بالکل سچ ہے کہ میں اپنے رب کے ہاں سے کھاتا اور پیتا ہوں

اور حضرت امام علیہ السلام بھی فرماتے ہیں -

من می زیم بوحی خدای کہ با من است
پیغام اوست چوں نفس روح پرورم

حقیقت میں اگر یہ سچ نہ ہو تو کون تاب لا سکتا ہے اور ان فوق العادۃ فطرۃ رکھنے والے انسانوں کے سوا کس کا دل گردہ ہے کہ ایسے حالات پر قناعت کرسکے۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت لکھ رہے تھے ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھدیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے فرمایا خوب کیا مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا - وہ چلی گئی اور آپ پھر لکھنے میں مصروف ہوگئے اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتنوں کو بھی خوب صاف کیا اور بڑے سکون اور وقار سے چلدیا۔ اللہ اللہ ان جانوروں کو بھی کیا عرفان بخشا گیا ہے۔ وہ کتا اگرچہ رکھا ہوا اور سدھا ہوا نہیں مگر خدا معلوم اُسے کہاں سے یہ یقین ہوگیا اور بجا یقین ہوگیا کہ یہ پاک وجود بے شر اور بے ضرر وجود ہے اور یہ وہ ہے جس نے کبھی چیونٹی کو بھی پاؤں تلے نہیں مسلا اور جس کا ہاتھ کبھی دشمن پر بھی نہیں اُٹھا غرض ایک عرصہ کے بعد ہاں ظہر کی اذان ہوئی تو آپ کو پھر کھانا یاد آیا - آواز دی خادمہ دوڑی آئی اور عرض کیا کہ میں تو مدت ہوئی کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کر آئی تھی اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا اب جو کچھ بچا ہو تو لاؤ - پھر فرمایا اچھا تو اب شام کو ہی کھائیں گے۔

آپ کے حلم اور طرز تعلیم اور قوت قدسیہ کی ایک بات مجھے یاد آئی ہے دو سال کی بات ہے تقاضائے سن اور عدم علم کی وجہ سے اندر کچھ دن کہانی کہنے اور سننے کا چسکا پڑگیا - آدھی رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور پاک دل بہلانے والے قصے ہورہے ہیں اور اُس میں عادۃً ایسا استغراق ہوا کہ گویا وہ بڑے کام کی باتیں ہیں - حضرت کو معلوم ہوا مُنہ سے کسی کو کچھ نہ کہا - ایک شب سب کو جمع کرکے کہا آؤ آج ہم تمھیں اپنی کہانی سنائیں - ایسی خدا لگتی اور خوف خدا دلانے والی اور کام کی باتیں سنائیں کہ سب عورتیں گویا سوتی تھیں اور جاگ اُٹھیں سب نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ وہ صریح بھول میں تھیں اور اُس کے بعد وہ سب داستانیں افسانۂ خواب کی طرح بادوں ہی کو مٹ گئیں۔

ایسے موقعہ پر ایک تندخو مصلح جو کارروائی کرتا اور بے فائدہ اور بے نتیجہ حرکت کرتا ہے کون نہیں جانتا - ممکن ہے کہ ایک بدمزاج بدزبان ظاہر میں ڈنڈے کے زور سے کامیاب ہو جائے مگر وہ گھر کو بہشت نہیں بنا سکتا۔

ہمارے حضرت کی سیرت اس کے لئے اسوہ حسنہ ہے - حضرت کی زوجہ محترمہ آپ سے بیعت ہیں اور آپ کے منجانب اللہ ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہیں - سخت سے سخت بیماریوں اور اضطراب کے وقتوں میں جیسا اعتماد انھیں حضرت کی دعا پر ہے کسی چیز پر نہیں -

وہ ہر بات میں حضرت کو ایسا صادق و مصدوق مانتی ہیں جیسے کوئی جلیل سے جلیل صحابی مانتا ہے۔

اُن کے کامل ایمان اور راسخ اعتقاد کا ایک بین ثبوت سُنیے - عورتوں کی فطرۃ میں سَوت کا کیسا برا تصور ودیعت کیا گیا ہے - کوئی بھیانک قابل نفرت چیز عورت کے لئے سوت سے زیادہ نہیں - عربی میں سوت کو ضرّہ کہتے ہیں - حضرت کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے جو ایک نکاح کے متعلق ہے اور جس کا ایک حصہ خدا کے فضل سے پورا ہوچکا ہے اور دوسرا دور نہیں کہ خدا کے بندوں کو خوش کرے حضرت بیوی صاحبہ مکرمہ نے بار بار رو رو کر دُعائیں کیں ہیں اور بار ہا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ گو میری زنانہ فطرۃ کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے مُنہ کی باتیں پوری ہوں اور اُن سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور جھوٹ کا زوال و ابطال ہو۔

ایک روز دعا مانگ رہی تھیں حضرت نے پوچھا آپ کیا دعا مانگتی ہیں آپ نے بات سنائی کہ یہ مانگ رہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ سوت کا آنا تمھیں کیونکر پسند ہے آپ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس کا پاس ہے کہ آپ کے مُنہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری

ہو جاویں خواہ میں ہلاک کیوں نہ ہو جاؤں۔

برادران یہ ایمان تو میں مسلمانوں کے مردوں میں بھی نہیں دیکھتا۔ کیا ہی مبارک ہے وہ مرد اور مبارک ہو وہ عورت جنکا تعلق باہم ایسا پاک اور مصفا ہے اور کیا بہشت کا نمونہ وہ گھر ہے جس کا ایسا مالک اور ایسے اہل بیت ہیں۔

میرا اعتقاد ہے کہ شوہر کے نیک و بد اور اس کے مکار اور فریبی یا راستباز اور متقی ہونے سے عورت خوب آگاہ ہوتی ہے۔ حقیقت میں ایسے خلا ملا سے کوئی کون سی بات مخفی رہ سکتی ہے۔ میں ہمیشہ سے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی بڑی محکم دلیل سمجھا اور مانا کرتا ہوں آپ کے ہم عمر اور محرم راز دوستوں اور ازواج مطہرات کے آپ پر صدق دل سے ایمان لانے اور اس پر آپ کی زندگی میں اور موت کے بعد پورے ثبات اور وفاداری سے قائم رہنے کو۔

صحابہ کو ایسی تیز شامہ اور کامل زیرکی بخشی گئی تھی کہ وہ اُس محمدؐ میں جو انما انا بشر مثلکم کہتا اور اُس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جو انی رسول اللہ الیکم جمیعا کہتا صاف تمیز کرتے۔ وہ یعنی اخوان الصفا اور آپ کی بیبیاں جیسی اُس محمدؐ سے جو بشر محض ہے ایک وقت انبساط اور بے تکلفی سے گفتگو کرتے اور کبھی کبھی معمولی کاروبار کے معاملات میں پس و پیش اور ردو قدح بھی کرتے ہیں اور ایک وقت ایسی اختلاط اور مؤانست کی باتیں کر رہی ہیں کہ کوئی حجاب حشمت اور پردہ تکلف درمیان نہیں وہی دوسرے وقت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابل یوں سرنگوں اور متادب بیٹھے ہیں گویا بُت ہیں جن پر پرندے بھی بے باکی سے گھونسلا بنا لیتے ہیں اور تقدم اور رفع صوت کو آپ کی حضور میں حبط اعمال کا موجب جانتے ہیں اور ایسے مطیع و منقاد ہیں کہ اپنا ارادہ اور اپنا علم اور اپنی رسم اور اپنی ہوا امر رسول کے مقابل یوں ترک کر دیتے ہیں کہ گویا وہ بے عقل اور بے ارادہ کٹھ پتلیاں ہیں۔

ایسی مخلصانہ اطاعت اور خودی اور خود رائی کی کیچلی سے صاف نکل آنا ممکن نہیں جب تک دلوں کو کسی سچی بے ریا اور من جانب اللہ زندگی کا زندہ یقین پیدا نہ ہو جاوے۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں حضرت اقدس کو آپ کی بی بی صاحبہ صدق دل سے مسیح موعود مانتی ہیں اور آپ کے بشارات سے خوش ہوتی اور انذارات سے ڈرتی ہیں۔

غرض اس برگزیدہ ساتھی کو برگزیدہ خدا سے سچا تعلق اور پورا اتفاق ہے اور علی ہذا جتنا جتنا آپ کا کوئی گہرا دوست اور واقف کار جلیس ہے وہ اُسی اندازہ پر آپ کی راستی کا قائل ہے اور جتنا دراز عرصہ کوئی آپ کی خدمت میں رہے وہ محبت اور نیک گمان میں دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔

حضرت کا حوصلہ اور حلم یہ ہے کہ میں نے سینکڑوں مرتبہ دیکھا ہے آپ اوپر دالان میں تنہا بیٹھے لکھ رہے ہیں یا فکر کر رہے ہیں اور آپ کی قدیمی عادت ہے کہ دروازے بند کر کے بیٹھا کرتے ہیں۔ ایک لڑکے نے زور سے دستک بھی دی اور منہ سے بھی کہا ہے اَبّا بُوا کھول۔ آپ وہیں اُٹھے ہیں اور دروازہ کھولا ہے کم عقل بچہ اندر گھسا ہے اور ادھر اُدھر جھانک تاک کر پھر اُلٹے پاؤں نکل گیا ہے۔ حضرت نے پھر معمولاً دروازہ بند کر لیا ہے۔ دو ہی منٹ گذرے ہوں گے جو پھر موجود اور زور زور سے دھکے دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں اَبّا بوا کھول۔ آپ پھر بڑی اطمینان اور جمعیت سے اُٹھے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بچہ اب کی دفعہ اندر بھی نہیں گھستا ذرا سر ہی اندر کر کے اور کچھ منہ میں بڑ بڑا کے پھر اُلٹا بھاگ جاتا ہے۔ حضرت بڑے ہشاش بشاش بڑی استقلال سے دروازہ کو بند کر کے اپنی نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی پانچ ہی منٹ گذری ہیں تو پھر موجود اور پھر وہی گرما گرمی اور شورا شوری کہ اَبّا بوا کھول اور آپ اُٹھکر اُسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں اور منہ سے ایک حرف تک نہیں نکالتے کہ تو کیوں آتا اور کیا چاہتا ہے اور آخر تیرا مطلب کیا ہے جو بار بار ستاتا اور کام میں حرج ڈالتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے منہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا۔

بعض اوقات دوا دارو پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں ”مرزا جی جرا بوا کھولو تاں“ حضرت اس طرح اُٹھتے ہیں جیسے مطاع ذی شان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنے والے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے اور گھنٹہ بھر اسی میں ضایع کر دیا ہے آپ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارہ سے اُس کو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے

اطلاع: رسالہ اثبات خلافت شیخین ۸۸ صفحہ تک چھپ چکا ہے اور ۱۰۴ تک پریس میں جا چکا ہے ناظرین مطمئن رہیں۔

یا کرتی ہے۔

ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں۔ اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا کیا دیکھتا ہوں حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہ بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروا نہ ہونا چاہئے

میں نے بچوں کا ذکر کیا ہے

عام خدمتگار عورتوں کی نسبت بھی آپ کا یہی رویہ ہے۔ کئی کئی دفعہ ایک آتی اور مطلوب چیز مانگتی ہے اور پھر اس چیز کو مانگتی ہے۔ ایک دفعہ بھی آپ نہیں فرماتے کہ کم بخت کیوں دق کرتی ہے جو کچھ لینا ہے ایک ہی دفعہ لے کیوں نہیں لیتی۔

بارہا میں نے دیکھا ہے اپنے اور دوسرے بچے آپ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپ کو مضطر کر کے پائینتی پر بٹھا دیا ہے اور اپنے بچپنے کی بولی میں مینڈک اور کوے اور چڑیا کی کہانیاں سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے جا رہے ہیں اور حضرت ہیں کہ بڑے مزہ سے سنتے جا رہے ہیں گویا کوئی مثنوی ملائے روم سنا رہا ہے۔

حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں بچے کیسے ہی بسور رہیں۔ شوخی کریں۔ سوال میں تنگ کریں اور بے جا سوال کریں اور ایک موہوم اور غیر موجود شے کے لئے حد سے زیادہ اصرار کریں۔ آپ نہ تو کبھی مارتے ہیں نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔

محمود کوئی تین برس کا ہوگا آپ لودھیانہ میں تھے میں بھی وہیں تھا۔ گرمی کا موسم تھا مردانہ اور زنانہ میں ایک دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے اسے ادھر ادھر کی باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپ نے کہا دیکھو محمود وہ کیسا تارا ہے بچہ نے نئے مشغلہ کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہوا۔ پھر وہی رونا اور چلانا اور یہ کہنا شروع کر دیا "ابا تارے جانا"، کیا مجھے مزہ آیا اور پیارا معلوم ہوا آپ کا اپنے ساتھ یوں گفتگو کرنا "وہ یہ اچھا ہوا ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکالی"۔ آخر بچہ روتا روتا خود ہی جب تھک گیا چپ ہو گیا۔ مگر اس سارے عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔ بات میں بات آگئی۔ حضرت بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف ہیں میں نے بارہا دیکھا ہے ایسے کسی چیز پر برہم نہیں ہوتے جیسے جب سن لیں کہ کسی نے بچہ کو مارا ہے۔

یہاں ایک بزرگ نے ایک دفعہ اپنے لڑکے کو عادتاً مارا تھا حضرت بہت متاثر ہوئے اور انہیں بلا کر بڑی دردانگیز تقریر فرمائی۔ فرمایا میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے فرمایا ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ فرمایا جس طرح اور جس قدر سزا دینے پر کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر ٹھہرا لیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔

فرمایا میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اول اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

اور اسی ضمن میں فرمایا حرام ہے مشیخت کی گدی پر بیٹھنا اور پیر بننا اس شخص کو

اعلان: چونکہ سال رواں کے لئے اخبار الحکم کی رجسٹری ہونے میں بعض رکاوٹیں ڈاک خانہ والوں کی طرف سے پیش آگئی ہیں جس کا انتظام انشاء اللہ بہت جلد ہو جائے گا اس لئے ناظرین اخبار کے ہم شکر گذار ہوں گے

ممیرے کا سرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب۔

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت "تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۱۲ خالص ممیرہ فی ماشہ ۱؎ مصری سرمہ فی تولہ ۱؎ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہنا جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانکلی صاحب۔ ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونی ورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ انم دیوی بعمر ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں سوزش و غبار اور پپڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند۔ اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۸۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

قیمت پیشگی عام سے ... سالانہ
اور خواص اور معاونین جو کچھ
لطف فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر
بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

نمبر ۳ | قادیان دار الامان [illegible] رمضان سنہ [illegible]ھ مطابق [illegible] جنوری سنہ ۱۹[illegible]ع | جلد ۴

بقیہ مضمون چھٹی نمبر ۶ مولنا مولوی حضرت عبد الکریم صاحب سالکوٹی سلمہ ربہ

جو ایک منٹ بھی اپنے متوسلین سے غافل رہے۔ ہاں پھر فرمایا ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت

کو پرہیز کرنا چاہئے۔ آپ نے قطعی طور پر فرمایا اور لکھ کر بھی ارشاد کیا کہ ہمارے مدرسہ میں جو استاد مارنے کی عادت رکھتا اور اپنی اس ناسزا فعل سے باز نہ آتا ہو اُسے یک لخت موقوف کر دو۔

فرمایا ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالے پر رکھتے ہیں جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جاوے گا۔

برادران۔ حضرت اقدس کے اس عمل سے سبق لینا چاہئے۔ ہماری جماعت میں بعض ایسے بھی ہیں جو بڑے بڑے

اونچے دعوے کرتے اور معرفت کی سلوکی منزلوں کو طے کر جانے کے مدعی ہیں مگر اشتعال کے وقت اور پھر ادنیٰ سی بات پر درندے بن جاتے ہیں اور اپنے بچوں سے اُن کا سلوک اچھا نہیں۔ وہ مارنے کو فرض جانتے ہیں اور اس پر بڑے دلائل لاتے ہیں امید ہے کہ اس کے بعد تبدیلی کریں گے۔

حضرت مکان اور لباس کی آرائش اور زینت سے بالکل غافل اور بے پرواہ ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حضور اقدس کا یہ پایہ اور منزلت ہے کہ اگر چاہیں تو آپ کے مکان کی اینٹیں سنگ مرمر کی ہو سکتی ہیں اور آپ کے پا انداز سندس و اطلس کے بن سکتے ہیں مگر بیٹھنے کا مکان ایسا معمولی ہے کہ زمانہ کی عرفی نفاست اور صفائی

کاں ن دادہ تو ایک دم کے لئے وہاں بیٹھ ناپسند نہ کرے۔ میں نے بارہا وہ تخت لکڑی کا دیکھا ہے جس پر آپ گرمیوں میں باہر بیٹھتے ہیں اُس پر مٹی پڑی ہوئی ہے اور میلا ہے جب بھی آپ نے نہیں پوچھا اور جو کسی نے کبھی خدا کا خوف کرکے مٹی جھاڑ دی ہے جب بھی التفات نہیں کیا کہ آج کیسا صاف اور پاک ہے غرض اپنے کام میں اس قدر استغراق ہے کہ ان مادی باتوں کی مطلق پروا نہیں۔

جب مہمانوں کی ضرورت کے لئے مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی ہے بار بار یہی تاکید فرمائی ہے کہ اینٹوں اور پتھروں پر پیسہ خرچ کرنا عبث ہے اتنا ہی کام کرو جو چند روز بسر کرنے کی گنجایش ہو جائے نجار تیر بنا رہا اور تختے رندے سے صاف کر رہا تھا روک دیا اور فرمایا یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگتا ہے مختصر کام کرو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی اُنس نہیں ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں اور بڑی آرزو ہے کہ ملکر چند روز گذارہ کرلیں۔ اور فرمایا میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔

برادران - یہ باتیں سچی ہیں اور واقعات ان کے گواہ ہیں۔ مکان اندر اور باہر نیچے اور اوپر مہمانوں سے کشتی کی طرح بھرا ہوا ہے اور حضرت کو بھی بقدر حصہ رسدی بلکہ تھوڑا سا ایک حصہ رہنے کو ملا ہوا ہے۔ اور آپ اُس میں یوں رہتے ہیں جیسے سرائے میں کوئی گذارہ کرتا ہے اور اُس کے جی میں کبھی نہیں گذرتا کہ یہ میری کوٹھری ہے۔

لباس کا یہ حال ہے کہ پشمینہ کی بڑی قیمتی چادر ہے جس کی سنبھال اور پرتال میں ایک دنیادار کیا کیا غور و پرداخت کرتا اور وقت کا بہت سا حصہ بے رحمی سے اسی کی پرستش میں صرف کر دیتا ہے حضرت اُسے اس طرح خوار کر رہے ہیں کہ گویا ایک فضول کپڑا ہے۔ واسکٹ کی بٹن نیچے کے ہول میں بند کرنے سے آخر رفتہ رفتہ سبھی ٹوٹ جاتے ہیں ایک دن تعجب سے فرمانے لگے کہ بٹن کا لگانا بھی تو آسان کام نہیں ہمارے تو سارے بٹن جلدی ٹوٹ جاتے ہیں اور فرمایا حقیقت میں ان میں تضیع اوقات ہے اگرچہ آرام بھی ہے۔

فرمایا میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع جاتا ہے یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ اور فرمایا کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھے سخت ناگوار ہے۔ اور فرمایا جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کرلیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ فرمایا ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئے۔ جاڑے کا موسم تھا محمود نے جو اُس وقت بچہ تھا آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈالدی۔ آپ جب لیٹیں وہ اینٹ چبھے۔ میں موجود تھا آپ حامد علی سے فرماتے ہیں حامد علی چند روز سے ہماری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور آخر اُس کا ہاتھ اینٹ سے جالگا جھٹ جیب سے نکال لی اور عرض کیا یہ اینٹ تھی جو آپ کو چبھتی تھی۔ مسکرا کر فرمایا او ہو چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں میں اس سے کھیلوں گا۔

غرض لباس سے آپ کو دلچسپی نہیں بے شک ایک دنیا پرست حقیقت ناشناس ظاہر میں اچھا لباس دیکھ کر اس کنہ میں پے نہیں لے جاسکتا اور قریب ہے کہ وہ اپنے نفس پر قیاس کرکے کہے کہ آپ کو اچھے لباس سے تعلق ہے مگر رات دن کے پاس بیٹھنے والے اُس بے التفاتی کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں ایک روز فرمایا کہ ہم تو اپنے ہاں کے کاتے اور بنائے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے اب خدا تعالیٰ کی مرضی کہ یہ کپڑے لوگ لے آتے ہیں ہمیں تو اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ ان میں اور اُن میں کوئی تفاوت نظر نہیں آتا ہے۔

آپ کے مزاج میں وہ تواضع۔ انکسار اور ہضم نفس ہے کہ اُس سے زیادہ ممکن نہیں۔ زمین پر آپ بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں آپ کا قلب مبارک ان باتوں کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ چار برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اُس پر لیٹ گیا حضرت ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اُٹھ بیٹھا آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اُٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں مسکرا کر فرمایا میں تو آپ کا پہرا دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے اُنھیں روکتا تھا کہ آپکی نیند میں خلل نہ آوے

باہر مسجد مبارک میں آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی۔ ایک اجنبی آدمی آپ کو کسی خاص امتیاز کی معرفت پہچان نہیں سکتا۔ آپ ہمیشہ دائیں صف میں ایک کونے میں مسجد کے اس طرح مجتمع ہو کر بیٹھتے ہیں جیسے کوئی فکر کے دریا میں خوب سمٹ کر تیرتا ہے۔ میں جو اکثر محراب میں بیٹھتا ہوں اور اس لئے داخلی دروازہ کے عین محاذ میں ہوتا ہوں بسا اوقات ایک اجنبی جو مارے شوق کے سرزدہ اندر داخل ہوا ہے تو سیدھا میری طرف ہی آیا ہے اور پھر خود ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا ہے یا حاضرین میں سے کسی نے اُسی حضرت کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

آپ کی مجلس میں احتشام اور وقار اور آزادی اور بے تکلفی دونوں ایک ہی وقت میں جمع رہتے ہیں ہر ایک خادم ایسا یقین کرتا ہے کہ آپ کو مخصوصاً مجھسے ہی پیار ہے۔ جو جو کچھ چاہتا ہے بے تکلفی سے عرض کر لیتا ہے۔ گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے اور وہ کیسی بے سروپا کیوں نہ ہو آپ پوری توجہ سے سُنتے جاتے ہیں۔ بسا اوقات حاضرین اپنی بساط قلب اور وسعت حوصلہ کے موافق سُنتے سُنتے اُکتا گئے ہیں انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگ گئے ہیں مگر حضرت کی کسی حرکت نے ایک لحظہ کے لئے بھی کبھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔ آپ کی مجلس کا یہ رنگ نہیں کہ آپ سرنگوں اور متفکر بیٹھے ہوں اور حاضرین سامنے حلقہ کئے یوں بیٹھے ہوں جیسے دیواروں کی تصویریں ہیں۔ بلکہ وقت کے مناسب آپ تقریر کرتے ہیں اور کبھی کبھی مذاہب باطلہ کی تردید میں بڑے زور شور سے تقریر فرماتے ہیں گویا اُس وقت آپ ایک عظیم الشان لشکر پر حملہ کر رہے ہیں اور ایک اجنبی ایسا خیال کرتا ہے کہ ایک جنگ ہو رہی ہے۔ آپ کی مجلس کا رنگ ہو بہو نبوت کا علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام رنگ ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہی آپ کی انجمن تھی اور وہی ہر قسم کی دینی ضرورتوں کے پورا کرنے کی جگہ تھی۔ ایک درویش دنیا سے قطع کر کے جنگل میں بیٹھا ہو اور اپنے تئیں اسی شغل بے شغلی میں پورا باخدا سمجھنے والا اگر ایسے وقت میں آپ کی مسجد میں آ جائے کہ جب آپ جہاد کی گفتگو کر رہے ہیں اور ہتھیاروں کو صاف کرنے اور تیز کرنے کا حکم دے رہے ہیں تو وہ کیا خیال کر سکتا ہے کہ آپ ایسے رحیم کریم ہیں کہ رحمۃ للعلمین ہونے کا حق اور بجا دعویٰ کر رکھا ہے اور ساری دنیا سے زیادہ خدا اور اُس کی مخلوق کے حقوق کی رعایت رکھنے والے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص جو دنیا کے فقیروں اور سجادہ نشینوں کا شیفتہ اور خوکردہ تھا ہماری مسجد میں آیا۔ لوگوں کو آزادی سے آپ سے گفتگو کرتے دیکھکر حیران ہو گیا آپ سے کہا کہ آپ کی مسجد میں ادب نہیں۔ لوگ بیجا بات چیت آپ سے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا یہ مسلک نہیں۔ کہ میں ایسا تند خو اور بھیانک بنکر بیٹھوں کہ لوگ مجھے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں۔ اور میں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بت پرستی کے رد کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔

آپ اپنے خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارتے ہیں اور حاضر غائب ہر ایک کا نام نہایت ادب سے لیتے ہیں۔ میں نے بارہا سنا ہے اندر اپنی زوجہ محترمہ سے آپ گفتگو کر رہے ہیں اور اس اثنا میں کسی خادم کا نام زبان پر آ گیا ہے تو بڑے ادب سے لیا ہے جیسے سامنے لیا کرتے ہیں۔ کبھی تو کر کے کسی کو خطاب نہیں کرتے تحریروں میں جیسا آپ کا عام رویہ ہے "حضرت اخویم مولوی صاحب"۔ "اخویم حبی فی اللہ مولوی صاحب"۔ اسی طرح تقریر میں بھی فرماتے ہیں "حضرت مولوی صاحب یوں فرماتے تھے"۔ میں نے اکثر فقرا اور پیروں کو دیکھا ہے وہ عار سمجھتے ہیں اور اپنے قدر کی کاہش خیال کرتے ہیں۔ اگر مرید کو عزت سے یاد کریں۔ کیسر شاہ ایک رند بیباک فقیر تھا اُس کا بیٹا کوئی ۲۴ یا ۲۵ برس کی عمر کا تھا سخت بے باک شراب خوار اور تمام قسم کی منہیات کا مرتکب تھا۔ وہ سیالکوٹ میں آیا۔ شیخ اللہ داد صاحب مرحوم محافظ دفتر جو شہر میں معزز اور اپنی ظاہری وجاہت کے سبب سے مانے ہوئے تھے۔ بدقسمتی اور علم دین سے بیخبر ہونے کے سبب سے اُس کے باپ کے مرید تھے۔ وہ لڑکا آپ کے مکان میں اُترا میں نے خود دیکھا کہ وہ شیخصاحب سے جب مخاطب ہوتا ان ہی لفظوں میں ہوتا "او اللہ دادا بھائی توں ایہ کم کرناں "۔ غرض بڑے بڑے شیخ اور پیر دیکھے گئے ہیں اُنھیں ادب اور احترام سے اپنے متوسلین کے نام لینا گویا بڑی بدی کا ارتکاب کرنا ہوتا ہے۔ میں نے اتنے دراز عرصہ میں کبھی نہیں سُنا کہ آپ نے مجلس میں کسی ایک کو بھی تو کر کے پکارا ہو یا خطاب کیا ہو۔ اس بات کی طرف ہماری جماعت کو خصوصاً لاہوری احباب کو خاص توجہ کرنی چاہیے۔ اُن میں میں نے دیکھا ہے ایک دوسرے کا نام ادب سے لیا

نہیں جاتا - ابھی ایک نوجوان قادیان میں آئے تھے وہ احباب کے ذکر کے سلسلہ میں جب کسی کا ذکر آیا ضمیر واحد اور فعل واحد کا استعمال کرتے تھے جیسے کوئی معمولی حقیر لوگوں کا ذکر کرتا ہے - افسوس بہت سے ہنوز اس حقیقت سے غافل ہیں کہ ادب کس قدر پاکیزگی اور طہارت دلوں میں پیدا کرتا اور اندر ہی اندر محبت کا بیج بو دیتا ہے - وہ اپنے نفسوں کو مغالطہ دیتے ہیں جب خیال کرتے ہیں یا منہ سے کہتے ہیں کہ وہ آپس میں بے تکلف دوست ہیں - اگر وہ پاک جماعت بننا چاہتے ہیں اور مبارک دلوں کے اُمیدوار ہیں تو آپس میں چھوٹے بڑے کا امتیاز اُٹھاویں اور رجات بات اور شریف و وضیع کے خیال کو پاؤں تلے مسل ڈالیں اور ہر ایک سے رو برو ادب اور احترام سے پیش آئیں اور غیبت میں ادب سے نام لیں اور ذکر کریں اُس وقت یوں ہوگا کہ خداوند کریم

ونزعنا ما فی صدورھم من غل

الآیہ کا مصداق اُنھیں بنا دے گا اور وہ دنیا کے لئے شہدا اور مصلح ہوں گے -

آپ کی ملاقات کی جگہ عموماً مسجد ہی ہے - آپ اگر بیمار نہ ہوں تو برابر پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتے ہیں اور نماز باجماعت کے لئے از بس تاکید کرتے ہیں اور بارہا فرمایا ہے کہ مجھ اس سے زیادہ کسی بات کا رنج نہیں ہوتا کہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے - مجھ یاد ہے جن دنوں آدمیوں کی آمد و رفت کم تھی آپ بڑی آرزو ظاہر کیا کرتے تھے کہ کاش اپنی ہی جماعت ہو جس سے ملکر پانچ وقت نماز پڑھا کریں اور فرماتے تھے میں دعا میں مصروف ہوں اور اُمید ہے کہ اللہ تعالے میری دعا منظور کریگا - آج خدا کا یہ فضل ہے کہ پانچوں نمازوں میں اپنے ہی آدمی اسّی نوّے سے کم نہیں ہوتے

فریضہ ادا کرنے کے بعد آپ معاً اندر تشریف لے جاتے ہیں - اور تصنیف کے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں - مغرب کی نماز کے بعد آپ مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں اور کھانا بھی وہیں دوستوں سے ملکر کھاتے اور عشاء کی نماز پڑھکر اندر جاتے ہیں - دوپہر کا کھانا بھی باہر احباب میں ملکر کھاتے ہیں - اُس وقت بھی کسی نہ کسی بات پر تقریر ہو جاتی ہے آپ کی ہر ادا سے صاف ترشح ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی حب جاہ اور علو نہیں اور آپ خلوت میں محض خدا تعالیٰ کے امر کی تعمیل کی خاطر بیٹھتے ہیں - فرمایا اگر خدا تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے تو اُس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں مجھے تو کشاں کشاں میدان عالم میں اُنھوں نے نکالا ہے - جو لذت مجھے خلوت میں آتی ہے اُس سے بجز خدا تعالے کے کون واقف ہے - میں قریب ۲۵ سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت میں کرسی پر بیٹھوں - مجھے طبعاً اس سے کراہت ہے کہ لوگوں میں ملکر بیٹھوں مگر امر آمر سے مجبور ہوں - فرمایا میں جو باہر بیٹھتا ہوں یا سیر کرنے جاتا ہوں اور لوگوں سے بات چیت کرتا ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالے کے امر کی تعمیل کی بنا پر ہے -

آپ دینی مسائل کو خواہ کیسا ہی ملیا کی سے بات چیت کرے اور گفتگو بھی آپ کے دعوے کے متعلق ہو بڑی نرمی سے جواب دیتے اور تحمل سے کوشش کرتے ہیں کہ آپ کا مطلب سمجھ جائے - ایک روز ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا اور اپنے تئیں جہاں گرد اور سرد و گرم زمانہ دیدہ و چشیدہ ظاہر کرتا تھا ہماری مسجد میں آیا اور حضرت سے

آپ کے دعویٰ کی نسبت بڑی گستاخی سے باب کلام وا کیا اور تھوڑی ہی گفتگو کے بعد کئی دفعہ کہا آپ اپنے دعوے میں کاذب ہیں اور میں ایسے مکار بہت سے دیکھے ہیں اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں - غرض ایسے ہی بے باکانہ الفاظ کہے مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا - بڑے سکون سے سنا کئے اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام شروع کیا -

کسی کا کلام کیسا ہی بیہودہ اور بیموقعہ ہو اور کسی کا کوئی مضمون نظم میں یا نثر میں کیسا ہی بے ربط اور غیر موزوں ہو - آپ نے سننے کے وقت یا بعد خلوت میں یا جلوت میں کبھی نفرت اور ملامت کا اظہار نہیں کیا - بسا اوقات بعض سامعین اس دل خراش لغو کلام سے گھبرا کر اُٹھ اُٹھ گئے ہیں اور آپس میں نفرین کے طور پر کانا پھوسی بھی کی ہے اور مجلس کے برخاست ہونے کے بعد تو ہر ایک نے اپنے اپنے حوصلے اور ارمان بھی نکالے ہیں مگر مظہر خدا کے حلیم اور شاکر ذات نے کبھی بھی ایسا کوئی اشارہ کنایہ نہیں کیا - کوئی دوست کوئی خدمت کرے کوئی شعر بنا لاوے - کوئی مضمون تائید حق میں لکھے - آپ بڑی قدر کرتے ہیں اور بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور بارہا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تائید دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے اصل قبلہ ہمت آپ کا دین اور خدمت دین ہی ہے - فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیازمندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں وہ ہمیں اس بات کا یقین دلاوے کہ وہ خادم دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے - بارہا قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ہم ہر ایک شے سے محض خدا تعالیٰ کے لئے پیار کرتے ہیں - بیوی ہو بچے ہوں - دوست ہوں سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے - کوئی شخص آپ سے محبت لگائے اور گاڑھا تعلق پیدا کرے

وہ بالمقابل آپ کی محبت دیکھکر شرمندہ ہو جاتا اور اپنی محبت کو ہیچ اور پست دیکھتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا رشتہ نہیں جیسے اپنے کسی متعلق کے سود و بہبود کی وہ فکر ہو جو آپ کو اپنے متوسلین کی ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ وہ مومن اور متقی اور خادم دین ہو یوں تو عام طور پر آپ کو سب کی فلاح و صلاح مدنظر رہتی ہے مگر مومنوں کے ساتھ تو خاص محبت اور تعلق ہے میں گذشتہ اکتوبر میں بیمار ہو گیا اور اس وقت چندروز کے لئے سیالکوٹ گیا ہوا تھا۔ میری حالت بہت نازک ہو گئی میرے عزیز مکرم دوست میر حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع سیالکوٹ نے میری بیماری کے متعلق حضرت کو خط لکھا۔ آپ نے اس کے جواب میں جو خط لکھا میں اُسے درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس لئے کہ میرے نزدیک وہ خط حضرت کی مظہر اللہ ہونے کی بڑی دلیل ہے وانما الاعمال بالنیات۔

اور وہ یہ ہے

مکرمی اخویم مولوی عبد الکریم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت قریباً دو بجے کے وقت وہ خط پہونچا جو اخویم سید حامد شاہ صاحب نے آپ کے حالات علالت کے بارہ میں لکھا ہے۔ خط کے پڑھتے ہی کو وقت غم سے وہ حالت ہوئی جو خدا تعالے جانتا ہے اللہ تعالی اپنا خاص رحم فرمائے میں خاص توجہ سے دعا کروں گا اصل بات یہ ہے کہ میری تمام جماعت میں آپ دو ہی آدمی ہیں جنہوں نے میرے لئے اپنی زندگی دین کی راہ میں وقف کر دی ہے ایک آپ اور ایک مولوی حکیم نور الدین صاحب ابھی تک تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا اس لئے جس قدر قلق ہے اور جس قدر بے آرامی ہے بجز خدا تعالی کے اور کون جانتا ہے اللہ تعالی شفا بخشے اور رحم فرمائے اور آپ کی عمر دراز کرے آمین ثم آمین۔ جلد کامل صحت سے مجھے اطلاع بخشیں۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ کی دعا سے مجھے صحت ہو گئی۔ غرض ہماری برگزیدہ اور مخلص احباب کے زمرہ میں کوئی ایسا نہیں جو صدق دل سے اعتراف نہیں کرتا کہ حضرت کا ہاتھ اُس کے ہاتھ کے اوپر ہے اور ہر حال میں اوپر ہے۔

آپ کوئی مضمون لکھا ہوا سنائیں یا اشتہار کا مسودہ مجلس میں سنائیں اس لئے کہ اکثر آپ کی عادت ہے کہ مطبع میں دینے سے پہلے خدام کو سنا دیتے ہیں اگر کوئی گرفت کرے اور کوئی بات بتلائے تو انہیں خوش ہوتی ہیں۔ میں نے اس خصلت میں آپ کو لانظیر پایا ہے۔ ایک مولوی اور دنیا کا مؤلف یا مصنف آگ بگولہ ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص اس کی کسی بات پر حرف رکھے اور اپنے تئیں معصوم محض مانتا ہے۔ +

آپ کسی کو اس کی خطا اور لغزش پر مخاطب کر کے ملامت نہیں کرتے۔ اگر کسی کی حرکت ناپسند آوے تو مختلف پیرایوں میں عام طور پر تقریر کر دیں گے اگر وہ سعید ہوتا ہے تو خود ہی سمجھ جاتا اور اپنی حرکت پر نادم ہوتا ہے۔ آپ جب تقریر وعظ و نصیحت کی کرتے ہیں ہر ایک ایسا ہی یقین کرتا ہے کہ یہ میرے ہی عیب ہیں جو آپ بیان کر رہے ہیں اور یوں اصلاح اور تزکیہ کا پاک سلسلہ بڑی عمدگی سے جاری رہتا ہے اور کسی کو کوئی ابتلا پیش نہیں آتا اور نہ کسی کی حمیت اور ناک کو چوٹ نہیں لگتی کہ جاہلیت کی حرارت سے اور بھی گناہ پر آمادہ اور دلیر ہو۔ اس سیرت میں بڑا عمدہ سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو ذرا سا کسی کا نقص دیکھکر اصلاح کے لباس میں اُسے یوں کاٹنے پڑتے ہیں کہ درندہ بھی شرمندہ ہو جائے۔ اور بجائے صلح کاری کے فساد پھیلاتے ہیں۔

+**نوٹ** حضرت کے متعلق کی اپنے خدام سے ایک عجیب بات

ایک دن فرمایا میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اُس سے قطع نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اُس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اُسے اُٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اُسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہئے۔

بقیہ حاشیہ بھائیوں کو اس سیرت سے بڑا بھاری سبق لینا چاہئے بات بات پر بگڑ جانا اور اشتعال کے وقت عامیوں اور اجنبیوں کا سا ایک دوسرے سے سلوک کرنا اُس عہد کے خلاف ہے جو ید اللہ سے باندھا گیا ہے افسوس اب تک بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے اس راز کو سمجھا نہیں کہ قوم کس طرح بنتی ہے ہم سب کا اصول یہ ہونا چاہئے کہ اگر ایک کے کہ اُس کے منہ سے بھی وہ پیارا نام نکل جائے جس کو ہم نے آج تمام دنیا و ما فیہا سے گرامی سمجھا ہے تو اس کا منہ چاٹ لینے میں ذرا پس و پیش نہ کرنا چاہئے۔ پھر آپس میں تکرار اور رنج کس قدر نامناسب بات ہے۔

سیٹھ صاحب نے اپنے کسی ضروری کام کے لئے ۱۰ر جنوری کو اجازت مانگی اور آپ کو بلانے کے لئے مدراس سے تار بھی آیا تھا۔ حضرت نے فرمایا آپ کا

اس اصلاح کا اتنا ثواب نہ ہوتا جتنا وہ جنگ و جدل کرکے عقاب و عذاب خرید لاتے ہیں۔ افسوس ہے اکثر مولویوں خصوصاً غیر مقلدوں کو تبلیغ میں درشت تندخو اور بدزبان پایا ہے۔ کسی کی ذرا مونچھیں بڑھی ہوئی ہوں اور پاجامہ ٹخنوں سے ذرا نیچے ہو اور ان کی مسجدوں میں گھس جائے تو سمجھو کہ وہ باغستان میں گھس گیا اب خدا ہی ہے جو پھر سلامت اُسے درۂ خیبر یا علی مسجد سے واپس لائے۔ افسوس یہ لوگ رحمۃ للعالمین کی سیرت بیان کرنے کے وقت تو وہ حدیث بھی بیان کر جاتے ہیں کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں پیشاب کر دیا اور آپ نے اُسے کچھ بھی نہ کہا۔ مگر عملاً کچھ بھی نہیں دکھاتے۔ مجھے خوب یاد ہے ڈاکٹر فضل الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن جن دنوں سیالکوٹ میں متعین تھے۔ ایک دفعہ کسی کام پر مجھے ساتھ لے کر جموں گئے اور مولوی نورالدین صاحب کے ہاں فروکش ہوئے ان دنوں عبدالواحد غزنوی بھی وہیں رہا کرتے تھے ڈاکٹر صاحب نے اس وقت بڑی بھاری بھرکم شلوار پہن رکھی تھی ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب وہاں پہونچے ہوئے۔ ہاں ہنوز وہاں بیٹھے بھی نہ تھے کھڑے ہی تھے جو مولوی غزنوی صاحب سامنے سے نمودار ہوئے۔ ہاتھ میں آپ کے ایک پتلی سی چھڑی تھی۔ جھٹ پاس آتے ہی چھڑی ڈاکٹر صاحب کی شلوار سے لگا دی اور چیں بہ جبیں تند اور ترش مگر دھیمی آواز سے اپنی افغانی اردو میں [illegible] پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے یہ حرام ہے۔ ڈاکٹر صاحب [illegible] سے قطعاً خائف اور لاپروا اس قدر برہم ہوئے کہ اگر مولوی صاحب کا پاس نہ ہوتا تو [illegible] کو امر بالمعروف کی کیفیت [illegible]۔

غرض اس میں ہمارے امام مستقدم بقدم حضور سرور عالم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] ہیں اور عقد ہمت اور دعا سے خطا کار کی طرف متوجہ رہتے ہیں یہاں تک اللہ تعالیٰ اُسے القا کے ذریعہ یا اور ذریعہ سے اصلاح کی توفیق دیتا ہے۔ آپ مجلس میں ذومعنی بات نہیں کرتے نہ کبھی آنکھ کے اشارہ سے کوئی بات کرتے ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کو تنگ کر کوئی بات کی ہو یا مجلس میں کسی کو مخاطب کرکے کہا ہو کہ ہم تم پر ناراض ہیں۔ تمہاری فلاں حرکت ہمیں ناگوار ہے اور فلاں بات مکروہ ہے۔ آپ کو جیسا کہ خدا کی طرف سے یہ خطاب ملا اور کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے (فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک) حقیقت میں آپ کی ذات میں ایسی لینت اور حلم اور اغماض ہے کہ مزید بر آں متصور نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی شخص جو کسی گلہ کا گلہ بان ہونا چاہے اور متفرق افراد کو جمع کرنا چاہے جب تک اس میں لینت نہ ہوگی ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ میں نے اپنے بعض مکرم دوستوں اور بہتوں کو شکایت کرتے سنا ہے کہ کوئی انکی بات نہیں مانتا اور باوجود طرح طرح کے احسانوں کے تعلق سب ان کے فتراک سے متعلق نہیں ہوتے اور لوگوں میں ان کی طرف سے وحشت رہتی ہے۔ وہ حضرت امام کی سیرت اغماض اور عفو کو اپنا اسوہ بنائیں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک مرتبہ [illegible] کی کوئی راہ نہیں۔ اکثر دنوں کو باہر سیر کرنے جاتے ہیں اور راہ میں مناسب وقت تقریر کرتے ہیں۔ ہمیشہ نیت پا پر نظر کرکے چلتے ہیں دائیں بائیں کبھی نہیں دیکھتے اور چلتے ہیں خدا تعالیٰ نے ایسی طاقت دے رکھی ہے کہ کوسوں پیادہ سفر کر سکتے ہیں۔ حضرت کبھی پسند نہیں کرتے کہ خدام ان کے پاس سے جائیں۔ آنے پر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جانے پر کُرہ سے رخصت دیتے ہیں۔ اور کثرت سے آنے جانے والوں کو بہت ہی پسند فرماتے ہیں۔ اب کی دفعہ دسمبر میں بہت کم لوگ آئے اس پر بہت اظہار افسوس کیا اور فرمایا ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں۔

بقیہ نوٹ آپ کا اس مبارک مہینہ میں یہاں رہنا از بس ضروری ہے۔ اور فرمایا ہم آپ کے لیے وہ دعا کرنے کو تیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے۔ فرمایا میں آج کل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں یہ احباب کے حق میں از بس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اوقات کا بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے۔ منہ

اور فرمایا جو شخص ایسا خیال کرتا ہو کہ آنے میں آپ پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا۔ اُسے ڈرنا چاہیئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہماری مہمات کا متکفل خدا تعالےٰ ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہونچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہیئے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں اپنا بوجھ حضرت صاحب کو تکلیف دیں یا ہم تو بیٹھے اپنے بیٹھ کر روٹی بیٹھکر کیوں توڑ اکریں۔ وہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے اُن کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔ ایک دفعہ حکیم فضل الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں یہاں نکما بیٹھا کیا کرتا ہوں مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں درس قرآن کریم ہی کروں گا یہاں مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں حضور کے کسی کام نہیں آتا اور شاید بیکار بیٹھنے میں کوئی معصیت نہ ہو۔ فرمایا آپ کا یہاں بیٹھنا ہی جہاد ہے اور یہ بیکاری ہی بڑا کام ہے۔ غرض بڑے دردناک اور افسوس بھری لفظوں میں نہ آنے والوں کی شکایت کی اور فرمایا یہ عذر کرنے والے وہی ہیں جنھوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عذر کیا تھا

ان بیوتنا عورۃ اور خدا تعالیٰ نے اُن کی تکذیب کر دی کہ

ان یریدون الا فراراً۔

برادران میں بھی بہت کڑھتا ہوں اپنے اُن بھائیوں کے حال پر جو آنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور میں بار بار سوچتا ہوں کہ کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اُن کو یقین دلا سکوں کہ یہاں رہنے میں کیا فائدے ہوتے ہیں۔ علم صحیح اور عقائد صحیحہ بجز یہاں رہنے کے میسر آہی نہیں سکتے۔ ایک مفتی صادق صاحب کو دیکھتا ہوں (سلمہ اللہ وبارک وعلیہ وفیہ) کہ کوئی چھٹی ملجائے یہاں موجود۔ مفتی صاحب تو عقاب کی طرح اسی تاک میں رہتے ہیں کہ کب زمانہ کے زور آور ناخنوں سے کوئی فرصت غصب کریں اور محبوب و محبوب کے محبوب کی زیارت کا شرف حاصل کریں۔ ای عزیز بیادر خدا تیری ہمت میں استقامت اور تیری کوششوں میں برکت رکھدے اور تجھے ہماری جماعت میں قابل اقتدا اور قابل فخر کارنامہ بنائے۔

حضرت نے بھی فرمایا لاہور سے ہمارے حصہ میں تو مفتی صادق صاحب ہی آئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ کیا مفتی صاحب کی کوئی بڑی آمدنی ہے اور کیا مفتی صاحب کی جیب میں کسی متعلق کی درخواست کا ناغہ نہیں پڑتا اور مفتی صاحب ہنوز نو عمر نہیں اور اس عمر میں کیا کیا امنگیں نہیں ہوا کرتیں۔ پھر مفتی صاحب کی یہ سیرت اگر عشق کامل کی دلیل نہیں تو اور کیا وجہ ہے کہ وہ ساری زنجیروں کو توڑ کر دیوانہ وار بٹالہ میں اُتر کر نہ رات دیکھتے ہیں نہ دن نہ سردی نہ گرمی نہ بارش نہ اندھیری آدھی آدھی رات کو یہاں پیادہ پہونچتے ہیں جماعت کو اس نوجوان عاشق کی سیرت سے سبق لینا چاہیئے۔ فرمایا ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت نہیں کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے اس لئے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اُسے غنیمت سمجھیں فرمایا یہ ایام پھر نہ ملیں گے اور یہ کہانیاں رہ جائیں گی بھائیو خدا کے لئے تلافی کرو اور ان جھوٹے تعلقات کی دلبستگی سے دست کشی کرو اور یاد رکھو ایک کام کرنے والا تعلق یہی ہے اور کوئی نہیں باقی سارے تعلقات حسرت ہو جائیں گے یا گناہ کی صورت میں طوق گلو ہوں گے۔ میں ہمیشہ حضرت کی اس سیرت سے کہ وہ بہت چاہتے ہیں کہ لوگ اُن کے پاس رہیں یہ نتیجہ نکالا کرتا ہوں کہ یہ آپ کی صداقت کی بڑی بھاری دلیل ہے اور آپ کی روح کو کامل شعور ہے کہ آپ من جانب اللہ اور راستباز ہیں جھوٹا ایک دن میں گھبرا جاتا اور دوسروں کو دھکے دیکر نکالتا ہے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا پول ظاہر ہو جائے مجلس میں آپ کسی دشمن کا ذکر نہیں کرتے اور جو کسی کی تحریک سے ذکر آجائے تو بُرے نام سے یاد نہیں کرتے۔ یہ ایک بیّن ثبوت ہے کہ آپ کے دل میں کوئی جلانے والی آگ نہیں۔ ورنہ جس طرح کی ایذا قوم نے دی ہے اور جو سلوک مولویوں نے کیا ہے اگر آپ اسے واقعی دنیادار کی طرح محسوس کرتے تو رات دن کڑھتے رہتے اور بُری بُری طرح بات بات میں ذکر کرتے اور ہر پھیر کر اُن ہی کا مذکور درمیان لاتے اور یوں حواس پریشان ہو جاتے اور کاروبار میں خلل آجاتا۔ زٹلی جیسی گندی گالیاں دینے والا عرب کے مشرک بھی حضور سرور عالم کے مقابل نہ لاسکے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ناپاک پرچہ اوقات گرامی میں کوئی بھی خلل کبھی بھی ڈال نہیں سکا تحریر میں اگر کوئی دیکھے تو شاید خیال کرے کہ رات دن ان ہی مفسدین کا آپ ذکر کرتے ہوں گے۔ مگر ایک مجسٹریٹ کی طرح جو اپنی مفوضہ ڈیوٹی سے فارغ ہو کر پھر کسی کی ڈگری اڈمشن یا سزا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ اُسے درحقیقت کسی سے ذاتی لگاؤ یا اشتغال ہوتا ہے اسی طرح حضرت تحریر میں ابطال باطل اور احقاق حق کے لئے لوجہ اللہ لکھتے ہیں جو کچھ لکھتے ہیں آپ کے نفس کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا ایک روز فرمایا میں اپنے

نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اُسے اقرار کرنا پڑیگا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔

آپ کی استقامت اور قوت قلب اولوالعزم انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی طرح کسی تہدیب اور رعب انداز نظارہ سے متاثر نہیں ہوتی۔ کوئی ہولناک واقعہ اور غم انگیز سانحہ آپ کی توجہ کو منتشر اور مفوض کام سے غافل نہیں کرسکتا۔ اقدام قتل کا مقدمہ جسے پادریوں نے برپا کیا اور جنگی تائید میں بعض نا عاقبت اندیش نام کے مسلمان اور آریہ بھی شامل ہوگئے تھے ایک دنیا دار کا پتہ پگھلا دینے اور اس کا دل پریشان اور حواس مختل کردینے کو کافی تھا مگر حضرت کے کسی معاملہ میں۔ لکھنے میں۔ معاشرت میں۔ باہر خدام سے کشادہ پیشانی اور رافت سے ملنے میں غرض کسی حرکت و سکون میں کوئی فرق نہ آیا۔ کوئی آدمی قیاس بھی نہیں کرسکتا تھا کہ آپ پر کوئی مقدمہ قائم ہے۔ کسی خوفناک رپورٹ کو جو کسی وقت کسی دوست کی طرف سے پہونچی ہے (کہ فلاں شخص نے یہ مخبری کی ہے اور فلاں جگہ بڑی بڑی سازشیں آپ کے خلاف ہورہی ہیں اور فلاں شخص شملہ کے ساہوؤں سے سر ٹکراتا اور ہاتھ پھوڑتا پھرتا ہے کہ آپ کے دامن عزت پہ اپنا پاک خواں کا کوئی دھبہ ہی لگا دے) کبھی آپ نے مرعوب دل سے نہیں سنا۔ آپ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ کوئی معاملہ زمین پر واقع نہیں ہوتا جب تک پہلے آسمان پر طے نہ ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا اور وہ اپنے بندہ کو ذلیل اور ضائع نہیں کرے گا۔ یہ ایک بیارکن شدید ہے جو ہر مصیبت میں آپ کا حصن حصین ہے۔

میں مختلف شہروں اور ناگوار نظاروں میں آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ دہلی کے ناشکر گذار اور جلد باز مخلوق کے مقابل۔ پٹیالہ جالندھر۔ کپور تھلہ امرتسر۔ لاہور۔ اور سیالکوٹ کے مخالفوں کی شفق اور منفرد دل آزار کوششوں کے مقابل میں آپ کا حیرت انگیز صبر اور حلم اور ثبات دیکھا ہے۔ کبھی آپ نے خلوت میں یا جلوت میں ذکر تک نہیں کیا کہ فلاں شخص یا فلاں قوم نے ہمارے خلاف یہ ناشایستہ حرکت کی اور فلاں نے زبان سے یہ نکالا۔ میں صاف دیکھتا تھا کہ آپ ایک پہاڑ ہیں کہ تا لو ان پست ہمت چوہے اُس میں سرنگ کھود نہیں سکتے۔ ایک دفعہ آپ نے جالندھر کے مقام میں فرمایا۔ ابتلا کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو قسم ہے مجھے اس کی ذات کی اس عشق و محبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں پھر یہ پڑھا **ھل تعلم لہ سمیا**۔

آپ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی۔ اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمار داری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں۔ مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔ آپ کی پہلوٹی بیٹی عصمت لودھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ اس کے علاج میں یوں دوا دوی کرتے کہ گویا اُس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف واصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر نہیں سکتا مگر جب وہ مرگئی آپ یوں الگ ہوگئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔ یہ مصالحت اور مسالمت خدا کی قضاء و قدر سے بجز منجانب اللہ لوگوں کے ممکن نہیں۔

کوئی نوکر گو کتنا بڑا نقصان کردے آپ معاف کردیتے اور معمولی چشم نمائی بھی نہیں کرتے۔ حامد علی کو کچھ لفافے اور کارڈ ڈاکخانہ میں ڈالنے کو دئے۔ فراموش کار حامد علی کسی اور کام میں مصروف ہوگیا اور اپنے مفوض کام کو بھول گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد محمود جو ہنوز بچہ تھا کچھ لفافے اور کارڈ لئے دوڑا آیا کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے۔ آپ نے دیکھا تو وہی خط تھے جن میں بعض رجسٹرڈ خط تھے اور آپ ان کے جواب کے منتظر بیٹھے تھے حامد علی کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا ہی کہا حامد علی تمہیں نسیان بہت ہوگیا ہے فکر سے کام کیا کرو۔ ایک ہی چیز ہے جو آپ کو متاثر کرتی اور جنبش میں لاتی اور حد سے زیادہ غضب ولاتی ہے وہ ہے ہتک **حرمات اللہ** اور اہانت **شعائر اللہ**۔ فرمایا میری جائداد کا

تباہ ہونا اور میرے بچوں کا میری آنکھوں کے سامنے ٹکڑا ٹکڑے ہونا مجھپر آسان ہے بہ نسبت دین کے ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے۔ جن دنوں میں وہ موذی اور خبیث کتاب "امہات المومنین" جس میں بجز دل آزاری کے اور کوئی معقول بات نہیں چھپ کر آئی ہے اس قدر صدمہ اُس کے دیکھنے سے آپ کو ہوا کہ زبانی فرمایا کہ ہمارا آرام تلخ ہو گیا ہے۔ یہ اُسی صدمہ اور توجہ الی اللہ کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس باطل عظیم اور شرک جسیم (مسیح کی الوہیت اور کفارہ) کی استیصال کے لئے وہ حربہ آپ کے ہاتھ میں دیا یعنی مرہم عیسیٰ اور مسیح کی قبر کا نشان کشمیر میں آپ کے نزدیک ہے دور نہیں کہ مسیح کی قبر اس باطل سلسلہ کے گھر گھر میں ماتم ڈالے اور مسلمانوں کے دل ٹھنڈے ہوں اور اُس رنج کو بھول جائیں جو اس ناپاک کتاب سے اُنھیں پہونچا۔

آپ کے تعلقات غیر قوموں سے ایسے ہیں کہ اس سے بہتر ممکن نہیں ہر ایک کی بہتری چاہتے ہیں خواہ کسی مذہب کا ہو۔ کافہ بنی نوع کے بہبود آپ کا قبلہ ہمت اور نصب عین فرض ہے۔ قادیان کے ہندو ہر ایک مصیبت کے وقت آپ کے وجود میں امین اور مفید صلاح کار پاتے ہیں۔ مذہب کے لحاظ سے بعض یہاں کے ہندو آریہ اور اسلام کے مخالف ہیں اور حضرت کو عظیم الشان اور پختہ مسلمان تسلیم کرتے ہیں اور مذاہب باطلہ کی بیخ کنی کرنے والا دل سے یقین کرتے ہیں مگر حضرت کوئی دو اپنا ہیں اُس پر ایک رتی کی بات سے کم یقین نہیں رکھتے۔ ہمیشہ اپنے خدام کو تقریر و تحریر میں یہی نصیحت کرتے اور اس پر بڑا زور دیتے ہیں کہ کسی جاندار کی حق تلفی نہ کرو اور تمھاری زبانوں اور کاموں میں فریب اور ایذا نہ ہو۔ بادشاہ وقت (گورنمنٹ برطانیہ) سے جو آپ کے پاک اور سچے تعلقات ہیں وہ آپ کی کتابوں اور آئے دن کے اشتہاروں سے صاف ظاہر ہیں۔ میںنے دس برس کے عرصہ میں خلوت و جلوت میں کبھی نہیں سنا کہ کبھی اشارہ یا کنایہ یا صراحت سے کوئی کلمہ برا گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے کسی آفیشل کی نسبت آپ کے منہ سے نکلا ہو۔ ہزاروں روپے خرچ کرکے عربی و فارسی میں آپ نے رسائل تالیف کئے اور بلاد شام و عرب و افغانستان وغیرہا میں پھیلائے جن میں سرکار انگریزی کے اعلےٰ درجہ کے حمائت کی ہے قوموں کو ایسی حکومت کے ظل عاطفت کے نیچے آنے کی ترغیب دی ہے۔

برادران چونکہ اور کام بہت ہیں اب بالفعل اتنے پر بس کرتا ہوں اگر خدا تعالیٰ نے بینا علم بخشا اور قلم پکڑنے کی توفیق دی تو پھر اس مضمون پر لکھوں گا۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر کو قبول کرے اور اسے بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

عبد الکریم

قادیان ۔ ۲ رجنوری ۱۹۰۰ء

تکملہ

اگرچہ میںنے ارادہ کیا تھا کہ اب جو کچھ لکھتا ہوں اُسے آئندہ خط میں لکھوں گا مگر بھائیوں کی محبت اور خاطر داری اور عدم یقین بیتابی نے مجبور کیا کہ آئندہ پر اُسے نہ اُٹھا رکھوں۔ برادران کل عجیب اور غیر معمولی روز قادیان میں تھا۔ ہمارے بھائیوں نے جو عنائیں اور کرم ہمارے حال پر سدا مبذول فرماتے ہیں وہ کچھ کم یادگار اور شکریہ کے قابل نہیں مگر کل ان کے انتقامی قوت اور سبعی جوش نے ایک نئی اور غیر مترقب راہ نکالی۔ ہماری مسجد کو آنے والی اور شارع عام گلی کو کچی اینٹوں سے پاٹ دیا اور اس راہ میں کانٹے بچھانے والے پہلوان کے نقش قدم کی پوری پیروی کی۔ اب ہمارے مہمان گاؤں کے گرد چکر لگا کر اور بڑا پھیر کھا کر مسجد مبارک میں آتے ہیں۔ حضرت اقدس کو کل معمولاً دردسر تھا۔ اور ہم نے بھی عادتاً یقین کر لیا تھا کہ تحریک تو ہو ہی گئی ہے اب خدا کا کلام نازل ہوگا۔ ظہر کے وقت آپ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا سردرد بہت ہے دونوں نمازیں جمع کرکے پڑھ لی جائیں۔ نماز پڑھکر اندر تشریف لے گئے اور سلسلہ الہام شروع ہوا اور مغرب تک تار بندھا رہا۔ مغرب کو تشریف لائے اور الہام اور کلام الٰہی پر بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے کہ کس طرح خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اور ملہم کو اس پر کیسا یقین ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے الفاظ ہیں اگرچہ دوسرے لوگ اس کی کیفیت نہ سمجھ سکیں۔ اور پھر ان الہاموں کی قافیہ بندی پر تقریر کرتے رہے اور فرمایا قرآن کی عظمت اس سے سمجھ میں آتی ہے اور اس کی عبارت کا مقفی و مسجع ہونا، ورنہ اسکی خوبی اسی طریق سے سمجھ میں آسکتی ہے

اور وہ الہامات یہ ہیں

انّ الرحی تدور وینزل القضاء۔ انّ فضل اللہ لاٰتٍ و لیس لاحدٍ ان یردّ ما اتیٰ۔ قل ای و ربّی انہ لحق لا یتبدّل و لا یخفیٰ۔ و ینزل ما تعجب منہ۔ وحیٌ من ربّ السموات العلیٰ۔ انّ ربّی لا یضل و لا ینسیٰ۔ ظفرٌ مبینٌ وانما یؤخرھم الی اجلٍ مسمّیً انت معی و انا معک قل اللہ ثم ذرہ فی غیہ یتمطّیٰ۔ انہ معک و انہ یعلم السرّ وما اخفیٰ۔ لآ الٰہ الّا ھو یعلم کل شئٍ و یریٰ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنیٰ۔ انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا و قالوا کذابٌ اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ ویسیلون الیہ کماءٍ منھمر۔ انّ حبّی قریبٌ انہ قریبٌ مستتر۔

ترجمہ یقیناً چکّی پھرے گی اور قضا نازل ہوگی۔ یقیناً خدا کا فضل آنے والا ہے اور کسی کی شان نہیں کہ رد کرے اُسے جو آگیا۔ کہدے ہاں میرے رب کی قسم وہ یقیناً حق ہے وہ نہ بدلے گا اور نہ مخفی رہے گا۔ اور اُترے گا جس سے تو اچنبھے میں رہ جائے گا یہ وحی ہے جو بلند آسمانوں کے ربّ سے ہے۔ میرا رب نہ بہکتا ہے اور نہ بھولتا ہے فتح مبین ہے اور انھیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دے رکھی ہے۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیری ساتھ ہوں۔ کہدے اللہ پھر اُسے چھوڑ دے کہ تا وہ اپنی ناز میں مٹک مٹک کر چلا کرے۔ وہ تیرے ساتھ ہے اور وہ جانتا ہی سِرّ کو اور اُس سے بھی زیادہ پوشیدہ چیز کو۔ کوئی معبود نہیں بجز اُس کے اور وہ ہر شئے کو جانتا اور دیکھتا ہے۔ اللہ اُن کے ساتھ ہے جو تقوی اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکی کو سنوار کر کرتے ہیں۔ ہم نے احمد کو بھیجا اُس کی قوم کی طرف پس انھوں نے اعراض کیا اور کہا جھوٹا خود پسند ہے۔ اور اُس کے خلاف شہادت دیتے اور اُس کی طرف جزار پانی کی طرح دوڑتے ہیں۔ میرا محبوب قریب ہے وہ قریب ہے مگر چھپا ہوا۔ ان میں بعض الہام اُس پیشگوئی کی تصدیق و تائید میں ہیں جس کی طرف انتظار کی آنکھیں لگ رہی ہیں ایک تدبر کرنے والا خود الفاظ سے کنہ حقیقت میں پہونچ جا سکتا ہے۔

ضمیمہ۔ ایک روز اخراجات کا تذکرہ ہوا۔ ہمارے ایک مکرم دوست نے کہا کہ میں اتنے میں گذارہ کرتا ہوں۔ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کھانے کے متعلق میں اپنے نفس میں اتنا تحمل پاتا ہوں کہ ایک پیسہ پر دو دو وقت بڑے آرام سے بسر کر سکتا ہوں۔ اور فرمایا ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ انسان کہاں تک بھوک کی برداشت کر سکتا ہے اس کے امتحان کے لئے چھ ماہ تک میں نے کچھ نہ کھایا کبھی کوئی ایک آدھ لقمہ کھا لیا اور چھ ماہ کے بعد میں نے اندازہ کیا کہ چھ سال تک بھی یہ حالت لمبی کی جا سکتی ہے اس اثنا میں دو وقت کھانا گھر سے برابر آتا تھا اور مجھے اپنی حالت کا اخفا منظور تھا۔ اس اخفا کی تدابیر کے لئے جو زحمت مجھے اُٹھانی پڑتی تھی شاید وہ زحمت اوروں کو بھوک سے نہ ہوتی ہوگی۔ میں وہ دو وقت کی روٹی دو تین مسکینوں میں تقسیم کر دیتا۔ اس حال میں نماز پانچوں وقت مسجد میں پڑھتا اور کوئی میرے آشناؤں میں سے کسی نشان سے پہچان نہ سکا کہ میں کچھ نہیں کھایا کرتا۔ فرمایا خدا تعالی نے جس کام کے لئے کسی کو پیدا کیا ہے اس کی تیاری اور لوازم اور اس کے سرانجام اور مہمات کے طے کے لئے اُن میں قوتیں بھی مناسب حال پیدا کئے ہیں دوسرے لوگ جو حقیقۃً فطرت کے مقتضا سے وہ قوا نہیں رکھتے اور ریاضتوں میں پڑ جاتے ہیں آخرکار دیوانے اور مخبط الحواس ہو جاتے ہیں۔

اسی ضمن میں فرمایا کہ نبیوں نے نیند کے لئے طبعی اسباب مقرر کئے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جب خدا تعالی کا ارادہ ہوتا ہے کہ ہم سے کلام کرے اُس وقت پوری بیداری میں ہوتے ہیں اور یکدم ربودگی اور غنودگی وارد کر دیتا ہے اور اس جسمانی عالم سے قطعاً باہر لے جاتا ہے اس لئے کہ اُس عالم سے پوری مناسبت ہو جائے۔ پھر یوں ہوتا ہے کہ جب ایک مرتبہ کلام کر چکتا ہے پھر ہوش و حواس واپس دیدیتا ہے اس لئے کہ ملہم اُس کلام کو محفوظ کر لے اس کے بعد پھر ربودگی طاری کرتا ہے پھر یاد کرنے کے لئے بیداری کر دیتا ہے۔ غرض اسطرح کبھی پچاس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ وہ ایک تصرف الٰہی ہوتا ہے اس طبعی نیند سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ اور اطبا اور ڈاکٹر اس کی ماہیت کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

آپ سائل کو رد نہیں کرتے - جو کچھ میسر ہو دیدیتے ہیں - ایک دن ایسا ہوا کہ نماز عصر کے بعد آپ معمولاً اُٹھے اور مسجد کی کھڑکی میں اندر جانے کے لئے پاؤں رکھا اتنے میں ایک سائل نے آہستہ سے کہا کہ میں سوالی ہوں حضرت کو اُس وقت ایک ضروری کام بھی تھا اور کچھ اُس کی آواز دوسرے لوگوں کی آوازوں میں مل جل گئی تھی جو نماز کے بعد اُٹھی اور عادتاً آپس میں کوئی نہ کوئی بات کرتے تھے - غرض حضرت سرزدہ اندر چلے گئے اور التفات نہ کیا - مگر جب بیٹھ گئے وہی دھیمی سی آواز جو کان میں پڑی تھی اب اُس نے اپنا نمایاں اثر آپ کے قلب پر کیا - جلد واپس تشریف لائے اور خلیفہ نور الدین صاحب کو آواز دی کہ ایک سائل تھا اُسے دیکھو کہاں ہے - وہ سائل آپ کے جانے کے بعد چلا گیا تھا خلیفہ صاحب نے ہر چند ڈھونڈا پتا نہ ملا - شام کو حسب عادت نماز پڑھکر بیٹھے وہی سائل آگیا اور سوال کیا - حضرت نے بہت جلدی جیب سے کچھ نکال کر اُس کے ہاتھ میں دیا - اور اب ایسا معلوم ہوا کہ آپ ایسے خوش ہوئے ہیں کہ گویا کوئی بوجھ آپ کے اوپر سے اُتر گیا ہے - چند روز کے بعد ایک تقریب سے ذکر کیا کہ اُس دن جو وہ سائل نہ ملا میرے دل پر ایسا بوجھ تھا کہ مجھے سخت بیقرار کر رکھا تھا اور میں ڈرتا تھا کہ مجھسے معصیت سرزد ہوئی ہے کہ میں نے سائل کی طرف دھیان نہیں کیا اور یوں جلدی اندر چلا گیا - اللہ تعالے کا شکر ہے کہ وہ شام کو واپس آگیا ورنہ خدا جانے میں کس اضطراب میں پڑا رہتا - اور میں نے

دعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالے اُسے واپس لاوے -

برادران چونکہ اور کام بہت ہیں اب بالفعل اتنے پر بس کرتا ہوں اگر خدا تعالیٰ نے نیا علم بخشا اور قلم پکڑنے کی توفیق دی تو پھر اس مضمون پر لکھوں گا خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر کو قبول کرے اور اسے بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے - عبدالکریم - قادیاں ۱۶ر جنوری ۱۹۰۰ء

مبائعین

(۱) حکیم محمد امیر شاہ صاحب - ساکن بیری ضلع لدھیانہ
(۲) رحمت اللہ صاحب " "
(۳) پیر فرزند علی صاحب - غوث پور " "
(۴) اللہ بخش صاحب - جمعت " "
(۵) حسین علی صاحب " "
(۶) عبدالحق صاحب - ساکن جوڑا ضلع گجرات پنجاب
(۷) اللہ بخش صاحب ست - پٹیالہ -
(۸) جمال الدین صاحب - گاگرن - کشمیر
(۹) غلام قادر صاحب - ہرسیاں - گورداسپور
(۱۰) سید حبیب اللہ صاحب - کرنانہ - جالندھر
(۱۱) عبدالرزاق صاحب - طحال - گجرات
(۱۲) اللہ دتا صاحب - اولک نون پی سیالکوٹ
(۱۳) رحمت اللہ صاحب ولد خیردین - بلاہی پور - امرتسر
(۱۴) حیات محمد صاحب " " "
(۱۵) امیر بخش صاحب - فیض اللہ چک قریب قادیان
(۱۶) شادی صاحب - بھیکری وال "
(۱۷) میاں رحمت صاحب - عمر پور - ہوشیارپور
(۱۸) محمد یعقوب علی صاحب " "
(۱۹) عبداللہ صاحب ہرسیاں قریب قادیاں
(۲۰) کریم بخش صاحب " "
(۲۱) میاں منڈا - کنجر "
(۲۲) غلام محمد صاحب " "
(۲۳) حافظ محمد حیات صاحب جادہ - جہلم
(۲۴) محمد سلیم " "
(۲۵) سیٹھہ عبدالرحمن ولد سیٹھہ محمد عثمان صاحب ساکن موروی علاقہ کچھو کٹھیا ڈاک خانہ موروی
(۲۶) نبی بخش صاحب - جہلم -
(۲۷) اللہ بخش صاحب - اٹاوہ ضلع گوجرانوالہ
(۲۸) گلاب دین صاحب - داؤ والہ - گورداسپور

ترجمۃ القرآن

ہمارے مکرم بھائی شیخ محمد جان صاحب تاجر وزیرآبادی ترجمۃ القرآن کی ضرورت کو محسوس کرکے چاہتے ہیں کہ یہ بہت جلد شائع کیا جاوے - اس لئے وہ اپنی سابقہ درخواست میں جو دو جلد کی تھی ۸ جلد اور ایزاد کرتے ہیں اور ایسا ہی شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی بھی اپنے تین جلدوں کو دس جلد تک بڑھاتے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء - اب ہم کو صرف ۱۶۰ درخواستیں اور آنی چاہیں تاکہ بہت جلد مطبع میں بھیجدیا جاوے دوسرے احباب توجہ فرماویں - (ایڈیٹر)

رسید زر

رسید زر بوجہ عدم گنجایش شائع نہیں ہوسکی - اخبار ابھی تک رجسٹرڈ نہیں ہوا - اگلی اشاعت سے خبروں کا صیغہ خاص طور پر ایزاد کیا جاتا ہے - (ایڈیٹر)

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے -

(۱) قوت باہ داخلی و خارجی علاج چودہ قسم کی ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی صہ اور قیمت علاج داخلی عار
(۲) بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر عار
(۳) دافع جریان ہر قسم - للعہ
(۴) علاج آتشک - سے
(۵) سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم عار
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہے عہ
(۷) مصفی خون معہ
(۸) سوانزول الماء کے ہر ایک بیماری کیلئے مفید ہے فی تولہ عا -

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دی جاوے گی -

المشتہر حکیم محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب۔

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت "تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ہم محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر فلیسوف میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑنے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا ہے بمنہ تعالیٰ

شیخ محمد یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے پیشگی قیمت سالانہ ۴ خاص سے ۱۰ مہربانی فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد — مسیح وقت و مہدی و مجدد بر سر این صد

نمبر ۴ | دارالامان قادیان ۲۷ رمضان ۱۳۱۷ھ مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

ہدیہ حامد

سیالکوٹی

ہوا ناصر خدا تیرا مرے اے قادیاں والے
ہمیں بخشی اماں تو نے بنی دارالاماں والے
ہوئی تجھسے ہی شوکت دین احمدؐ کی مرے احمد
کیا مردوں کو زندہ تو نے اے روح و رواں والے
اُٹھایا تو نے بیڑا آکے اسلامی حمایت کا
دکھایا تو نے خلق بندوں کو اے حق کی نشاں والے
ہوا نازل سما سے تو خدا کے فضل کو لایا
زمیں پر فضل کو تقسیم کرا اے آسماں والے
ستایا تجھکو امت نے نہ سمجھا تجھکو اے مہدی
خدا نے تجھکو عزت دی ہے فضل و امتناں والے

ملائک جب اطاعت میں تری سرگرم ہیں ہر دم
مخالف ہو کے کیا کر لیں گے بندے اس جہاں والے
نہیں ہادی پہونچتے وہ کلام پاک کی تہ تک
رسائی اس میں رکھتے ہیں مگر راز نہاں والے
نہیں واقف ہوئی امت حمایت کے اصولوں سے
جہالت کے تعصب میں دبے بار گراں والے
سمجھ لیتے اگر اصلاح کے ایام کو مہدی
تو کیوں یہ ڈھونڈتے پھرتے بھلا تیغ و سناں والے
وفات حضرت عیسیٰ نے بخشی زندگی دیں کو
مگر اس مسئلہ سے مر گئے وہم و گماں والے
مزار عیسوی کھولے گی اس راز حقیقت کو
مسیحا ہند میں دیکھیں گے پھر ہندوستاں والے
کئے ہیں خود خدا نے دستخط تیرے نوشتہ پر
مقابل میں لڑیں گے کب تلک کلک و زباں والے
نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑے گا کسی کا زور تو باقی
چلیں گے کب تلک چل لیں بھلا تاب و تواں والے
خدا جس روز تیرے فیصلہ کا وقت لائے گا
ہر اک ادنیٰ و اعلیٰ در پہ تیرے سر جھکائے گا

مبارک ہو مسیحا و مجدد تیرا یاں آنا
خدا کا فضل ہے ہم پر تجھے مبعوث فرمانا
نہیں تیری شناسائی ہے کل امت کو گو اب تک
مگر امت کی حالت کو ہے تو نے خوب پہچانا
خدا کے ہاتھ میں اس کام کی عقدہ کشائی ہے
نہیں اصلاح امت کی گرہ آسان سلجھانا
بہت سے اپنی جانب سے کمر کس کر یہاں اُٹھے
مگر مشکل ہوا اس بار کو منزل پہ پہونچانا
ڈبویا آخرش تجدید نے امت کے بیڑے کو
جنابہ پیر شمر امت کا ایک بیمر کا زمانہ
لحد میں منہ چھپایا تو نے اے مقصود ایوسی
تری قسمت میں تھا اس یاس کو ہمراہ لے جانا
رہی حسرت تری جاں کو ہو گو امت کی جانب سے
نہیں واجب مگر امت کو اس حسرت سے گھبرانا
صدائے آسمانی ہے خدا حافظ ہے امت کا
نگہباں ہے تو ہی اپنا نہیں ممکن ہے سٹ جانا
سمجھ سکتی نہیں اس راز کو تدبیر انسانی
مقدر ہو چکا ہے جس طرح امت کا بڑھ جانا
نہیں کوئی خدا سے بڑھ کے ہی مختار امت کا
نہیں مشکل اسے امت کا ہرگز راہ پر لانا

سمجھنا ہے دہی راز کو جس کو خدا بخشے
دعا کے واسطے پرسوز دل سے ہاتھ پھیلانا
ترقی جس طریقہ پر ہوئی پہلے ہے امت کی
اسی طرز و روش پر چاہیے امت کو پڑھانا
وہی راہ اب نکالی ہے خدا نے اس زمانہ میں
کرامت کو ہے درکار قدم صدق دکھلانا
ہوئی بعثت خدا سے ہے امام قادیانی کی
ہوا امت میں نازل ہے کہ وہ نفس مسیحانہ
نمایاں ہیبت حق ہے دعاوی میں مجدد کے
خدا نے اس کو بخشی ہے دعائے مستندانہ
اسی ہتھیار کو وہ آسماں سے ساتھ لایا ہے
اسی نے کامیابی کا اسے ہے تاج پہنانا
اسی کے زور سے وہ آخرش میدان مارے گا
اسی کے خوف سے کانپے گا دشمن اور ہارے گا

قبول حق سے نفرت کیوں ہے بولو تو مسلمانو
نہیں گر محرم اسرار خود محرم کی تم مانو
تمہاری ہی کسے پر گر ترقی منحصر ہوتی
تو کیوں امت بگڑتی ای صحیح سنت سے بیگانو
اگر تم غور سے دیکھو کلام پاک قرآن کو
تو ماموروں کی سنت سے نہ کیوں واقف ہو نادانو
کسی کی عقل اور تدبیر ہی مصلح اگر ہوتی
تو تدبیروں کے ہوتے کیوں بگڑتی تم مسلمانو
فدای قوم کے بنکر بہت اسٹیج پر آئے
نکالیں تاکہ غفلت سے تمہیں غفلت کے دیوانو
حوالہ یاس و حرماں کے ہوئیں سب انکی تدبیریں
نہ جاگے خواب غفلت سے مگر تم ای تن آسانو
زمینی تھک گئے آخر اب آیا آسماں والا
اگر اس کی نہ مانو گے تو دکھہ پاؤ گے نادانو
خدا سے ہو کے ملہم اور مجدد وہ بلاتا ہے
یہی ہے غیب کی آواز اب تم اس کو پہچانو
مقدر ہے اسی کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ
سعادت مند بنجاؤ سنو اس کی مری جانو
شہادت دی زمین و آسماں نے اس کے آنے کی
بدلتی جاتی ہے تم دیکھہ لو حالت زمانے کی

نہیں تم مانتے جس کو تمہیں منوائے گا آخر
خدا اپنے خلیفہ کی مدد فرمائے گا آخر
نہیں ضائع کرے گا وقت موعود کا آخر
وہ تائید مسیحا میں نشاں دکھلائے گا آخر
نہیں گر باز آتے تم خلاف حق سے ای لوگو
تمہارا جو مقدر ہے وہ تم پر آئے گا آخر
نہ سمجھو گے اگر اس وقت تم شان مسیحائی
تو پھر تم یاد رکھنا تم سے سمجھا جائے گا آخر
جہاں میں لے کے آیا ہے وہ تعلیم صلحکاری
نہ ہو گی صلح اس سے جسکی وہ پچھتائے گا آخر
بھلا کیا ہے نتیجہ ہے مسیح اللہ کا آنا
یہ امر حق ہے سن رکھیو نتیجہ لائے گا آخر
خدا کا کام بندوں سے نہیں ٹلتا ہی سچ ہے
جو اس کو ٹالنا چاہے وہ خود ٹل جائے گا آخر
نشاں تو سیکڑوں ظاہر ہوئے تائید میں اس کی
مگر کامل تسلی کا نشاں بھی آئے گا آخر
جھکیں گی گردنیں جس سے سلیم الطبع لوگوں کی
جو پھر ہو برسر انکار منہ کی کھائے گا آخر
بہت منکروں کے کبر حق اس روز توڑے گا
معافی کے جو قابل ہے وہ بخشا جائے گا آخر
خطاب عزت کا ملنا ہے یہ وعدہ ہو چکا حق سے
خدا اک تخت عالی پر اسے بٹھلائے گا آخر
محبوں کے لئے وہ کیا خوشی کا اک سماں ہوگا
کہ جب ان کا مسیحا تخت پر جلوہ کناں ہوگا

خدا کی نصرت و یاری سے بیڑا پار ہوتا ہے
اسی سے باغ ویراں اپنا پھر گلزار ہوتا ہے
وہی اسلام کا حامی رہا ہے اور رہے گا بھی
یوں ہی ہوتا رہا ہے اور یوں ہی ہر بار ہوتا ہے
پناہ عاجزاں ہے تو تری قدرت نرالی ہے
خدایا تو وہ کر سامان جو درکار ہوتا ہے
زمانہ غربت اسلام کا دیکھا ان آنکھوں نے
دکھا اسلام کا اب جس طرح اظہار ہوتا ہے
بہت سوئے ہیں گو غفلت میں پر تیرا سہارا ہے
ترے ہی آسرے سے ہم نے پھر بیدار ہونا ہے
تری در آپڑے بیکس تو سن ای قدرتوں والے
غریبوں عاجزوں کا فضل تیرا یار ہوتا ہے
مسیح وقت کو بھیجا ہے تو نے اپنی وعدہ پر
اسی کے ہاتھ سے ہوگا جو آخر کار ہونا ہے
ترے مامور کے منکر ہیں اب تک گو بہت بھاری
مگر جو کر چکا ہے تو وہی ناچار ہونا ہے
کوئی مانے نہ مانے ہم کہیں گے برملا سب کو
کہ یہ انکار لوگو آخرش بیکار ہونا ہے
جسے حق نے ہی بھیجا جیتنے کو وہ تو جیتے گا
وہ ہو بیزار جس کو اس گھڑی بیزار ہونا ہے
خدا کا شکر واجب ہے کہ آیا اب وہی عیسی
مداوا جس سے تیرا امت بیمار ہونا ہے
ملاہو دین کی امداد کا یہ وقت اے یارو
خوشی سے اب وہ ہو لے جس کو مرزا انصار ہونا ہے
نہ کرنا تو دریغ اسوقت اپنا مال و زر ہرگز
اگر اگلے جہاں میں سرخرو زردار ہونا ہے
کہاں ہے طالب مولی تو آ ایدم قادیاں کو چل
خدا کے واسطے تجھکو اگر طیار ہونا ہے
کرینگے جو اطاعت وہ مسیح قادیانی کی
جنھیں حامد - غلام احمد مختار ہونا ہے

مختلف واقعات

رائی بہادر پنڈت بھاگ رام صاحب سی آئی ای جوڈیشل ممبر کشمیر دوبارہ انگریزی ملازمت میں واپس ہو گئے اور ان کی جگہ کے لئے حضور مہاراجہ صاحب اور دربار نے ایک اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر کے لئے درخواست کی ہے۔

خان بہادر منشی غلام احمد خان صاحب ریونیو افسر بجائے رائے بھگوانداس صاحب متوفی کے ریاست جموں وکشمیر کے مشیر مال مقرر ہوئے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۳ جنوری کو پنجاب کے تمام صوبہ میں ½ سے لے کر ۲ انچھ تک بارش ہوئی - ڈیرہ اسمعیل خان میں برف پڑی - شمالہ میں بھی ہوئی - نیز گوڑگانوہ کرنال - لاہور - بھیرہ میں اولے پڑے۔

سندہ ساگر ریلوے کے شیشن ملکوال سے ٹوبہ ٹیک سنگہ تک ریل کی پیمایش کریں گے جو براہ جھنگ گذرے گی ایک رستہ ملکوال سے براہ چینوٹ لائلپور تک ہے یہ ریلوے چج دوابہ نام سے مشہور ہو گی۔

سر رشتہ تکلیف قحط کے کاموں پر سرکاری اندازہ ہے کہ آخر مارچ تک چار کروڑ تک خرچ اٹھانا پڑے گا۔

جنوبی افریقہ کو ہند سے ۲۵۱۰ گھوڑے آراستہ کر کے بھیجے جاویں گے ۱۷۰۰ دیسی رسالوں سے اور ۸۱۰ دیسی ریاستوں سے۔

پچھلے سال سررشتہ ڈاک ہند کی خالص آمدنی ۲۲ لاکھ ۲۱ ہزار تھی سال ماسبق

ہیں ۱۸ لاکھ تھی ۔ آمدنی میں قریبا ۴ لاکھ اضافہ ہوا خرچ میں صرف ۹۷ ہزار ۔ اضافہ خطوطات ایک کروڑ ۲۳ لاکھ تھا ۔

بنگال ناگپور ریلوے نے بجز ڈاک کے کل ریل گاڑیوں کی رفتار گھٹا دی کہ انجنوں کے لئے پانی نہیں دستیاب ہوتا ۔

قیصر ہند مل بمبئی کے ۹۵۰ آدمیوں نے انکار کے کام کرنا چھوڑ دیا کیونکہ ان کی تنخواہ میں ۲ ½ فی روپیہ کمی کی گئی تھی ۔

کانپور کی میور مل کمپنی نے انڈین والینٹر کنٹنجنٹ کے لئے مفت جیمپ دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور گورنمنٹ نے بخوشی منظور کیا ہے ۔

پیرس کے اخبارات نے ایک اعلان جس پر پریزیڈنٹ کروگر کے دستخط ہیں شائع کیا ہے کہ جس میں ٹرنسوال کے ان تمام باشندوں کے نام جو ممالک غیر میں آباد ہیں حکم جاری کیا ہے کہ بلا توقف اپنی فیلڈ کارنٹ کے سامنے حاضر ہو جائیں اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا اس کو ایک سو پونڈ سے پانسو پونڈ جرمانہ دینا ہوگا یا پانچ سال قید اور گھر بار ضبط ۔

باڑھ (پٹنہ) میں طاعون پایا گیا ۔ ۱۰ دیہات آلودہ ہیں ۱۰۰ اموات ہو چکے ہیں لوگ چھپاتے ہیں ۔

لارڈ نارتھ کوٹ جدید گورنر بمبئی نے لنڈن کی دعوت میں کہا کہ ہند کی تجارت کو نشو و نما دینا فرض ہوگا ۔

بیکانیر کے رائے بہادر سیٹھ کستور چند نے دستگیری قحط زدگان کے لئے علاوہ ۵۰ ہزار کے ۲۰ ہزار اور دیا ہے ۔

کلکتہ سے پچھلے مہینہ ۷ لاکھ کھالیں مویشیوں کی جہازوں پر بھیجی گئی جو قحط سخت کا نتیجہ ہے ۔

صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کی رائے نہیں ہے کہ حق مہر کا پیمانہ مقرر ہو بلکہ ان کا یہ منشا ہے کہ اسی دستور سابق پر رہے

چند روز ہوئے منجانب شاہ جاپان بذریعہ ایک خاص سفیر کے تحائف نادرہ بخدمت سلطان المعظم نذر کرنے کی غرض سے بھیجے گئے تھے جواب بتوسط احمد پاشا سفیر تحائف مذکور معہ خط کے جلالتمآب کے پیش کی گئی مگر خط کا مطلب اب تک نامعلوم ہے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مابین دولت عثمانیہ و جاپان ایک اتحاد قائم ہونے والا ہے یہ اعلیٰ حضرت کی روشن دماغی نیک عملی اور حکمت عملی کا مختصر نتیجہ ہے جو ساری دنیا کو اپنا شیدا بنا لیا ہے ۔

چیف کورٹ پنجاب میں ایک اور ولایتی جج مقرر ہونے والا ہے اور سنتے ہیں کہ آنریبل رائے بہادر لالہ مدن گوپال صاحب ہوں گے ۔

پنجاب میں حکم ہوا ہے کہ سرکاری دفتروں چپراسیوں اور ہرکاروں اور قلیوں وغیرہ نوکریوں کی تنخواہ بجائے ... روپیہ کی جاوے ۔

۱۵ جنوری تک قحط کے سرکاری کاموں پر حصار میں ۲۰۰۰ ۱۴ ۔ رہتک ۱۰۲۱۲۴ دہلی ۶۵ ۱۳ روپیہ صرف ہوا ۔

پیشاور میں جنگی کورٹ مارشل نے فوجی گورہ مسمی ہنری ڈیوس کو پھانسی کی سزا دی اور گورنر جنرل سے بھی منظوری آگئی ہے ۔

ہندوستان میں قحط کا سب سے زیادہ زور ممالک وسط میں ہے جہاں اس وقت سرکاری کاموں پر ۱۵ لاکھ آدمی قحط زدہ ہیں ۔

وائنا میں ایک چور اندھا موجود ہے جو اپنی عمر میں ۳۹۰ مرتبہ جرم نقب زنی کا مرتکب ہو چکا ہے ۔

لنڈن میں لارڈ میر کے پاس ایک بیوہ کا خط آیا جس کے ساتھ چند شلنگ کی مالیت ایک انگوٹھی تھی مراسلہ میں افسوس کے ساتھ تحریر تھا کہ خط کی راقمہ بہت غریب عورت ہے اور بجز اس کم قیمت انگوٹھی کے وہ ٹرنسوال فنڈ کے لئے اور کچھ پیش نہیں کر سکتی ۔ جس وقت انگوٹھی نیلام کی گئی اور لوگوں کو یہ اصلی کیفیت معلوم ہوئی ۔ اسی وقت ایک محب قوم انگریز نے پچیس روپیہ میں انگشتری مذکور خرید لی اور یہ روپیہ ٹرنسوال وار فنڈ میں جمع کیا گیا ۔ واہ واہ ۔ ایک یہ لوگ ہیں جنکی رگوں میں بہتا ہے نیشنلٹی کا خون جوش زن ہے اور ایک ہم ہیں جنہیں اپنے ہی وطنوں اور ملک والوں کو قحط زدگی اور فاقہ کشی سے تڑپتے اور سسکتے دیکھ کر بھی رحم نہیں آتا ۔

صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر امرتسر کی عدالت میں ایک شخص موہن لال کھتری نے درخواست کی ۔ کہ اس کی نابالغ لڑکی کو جو بیوہ ہے عیسائیوں نے روک رکھا ہوا ہے درخواست گذرنے پر مس مارٹن معہ لڑکی طلب کی گئی ۲۰ تاریخ کو پیشی تھی ۔ لڑکی بالفعل پنڈت کشمیر امل کے حوالہ کی گئی ہے اور تاریخ ۲۵ جنوری مقرر ہوئی ہے لڑکی خوب سکھائی پڑھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور عیسائیوں کا کلمہ پڑھتی ہے

غازی پور سے پانچ کوس پر ایک موضع ہینر پور ہے جہاں کے ایک متمول زمیندار کو جو قوم راجپوت سے ہے اسطرح سے زہر دیا گیا کہ ایک پارسل غالباً بنارس کی طرف سے آیا جس کے ساتھ ایک خط بھی تھا ۔ پارسل جب کھولا گیا تو اس میں یہ اس مضمون کا پایا گیا کہ باباجی (نام ندارد) یہ پرشاد کا خاص تحفہ بھیجتے ہیں ۔ جس پر اس زمیندار کے خاندان کے خاندان نے بڑی خوشی سے اس زہر آمیز پرشاد کو جس کو اس کے دشمن نے بھیجا تھا کھا لیا ۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہسپتال میں اس مصیبت زدہ راجپوت کے اٹھارہ شخص تڑپتے ہوئے گاڑیوں سے اٹھا کر لائے گئے ۔ کوئی بیہوش تھا کوئی نیم مردہ کوئی پیاس کی شدت سے مجبور ۔ تین کا تو انتقال ہو چکا ہے جن میں سے سب سے پہلے اس مالک خاندان نے رحلت کی ہے

ملکہ الزبتھ کے متعلق روایت ہے کہ وہ بچپن سے ہی ایک ذہین اور زیرک ہم

لڑکی تھی ایک دفعہ اس سے استانی نے سوال کیا کہ کیا تم جانتی ہو کہ آنکھوں کا کیا کام ہے ۔ ذہین لڑکی نے جو کچھ جواب دیا وہ بیشک اس لائق ہے کہ ہم سب اُسے اپنے لوح دل پر اچھی طرح نقش کریں اور عملی طور پر کوشش کریں۔ اس نے کہا تھا آنکھوں کا یہ کام ہے کہ وہ دیکھیں اور پلکوں کا یہ کام ہے کہ نہ دیکھیں ۔ یعنی جہاں خوبصورت نیچر رنگا رنگ کے لباس میں اپنا جوبن دکھا رہی ہو ۔ یا کوئی اچھا کام ہو رہا ہو ۔ وہ تم آنکھوں سے دیکھو لیکن جہاں شرارت ۔ بُرائی ۔ حسد ۔ خودغرضی وغیرہ نمودار ہوں ۔ پلکوں کے ساتھ آنکھیں بند کرکے مت دیکھو۔

اخبار المؤید مورخہ ۲ شعبان مظہر ہے کہ اعیان و اشراف مصر نے ایک انجمن اس غرض سے منعقد ہوئی ہے کہ اس کے ارکان داطراف یورپ میں سفر کریں اور شاہان یورپ سے تخلیہ مصر کی بابت کمک چاہیں اور ایک خاص سفارت لنڈن جائے اور ملکہ عالیہ اور وزراے پارلیمنٹ سے ملاقات کرکے ایفاء وعدہ چاہے اور اگلے قرار ومدار کو مدلل وجوہات سے ثابت کرکے دکھاوے اور غازی مختار پاشا کے ذریعہ سے سلطانی توجہ کو بھی اس طرف منعطف کرے۔

جاپانی لڑکوں کو دونوں ہاتھوں سے لکھنا سکھایا جاتا ہے۔

خبر ہے کہ پنجاب کمیشن کے افسروں کے لئے بھی تعطیل کی بندش کا حکم ہونے والا ہے ۔ وجہ ظاہر ہے کہ قحط کے کام کے لئے خاص خدمات کی ضرورت ہے ۔ اب تک ملٹری افسران کے ذخیرہ سے کام چلتا تھا لیکن بوجہ جنگ ٹرانسوال اور دوسری ضروریات کے فوجی حکام نے اپنی افسران کی خدمات قحط اور طاعون کے لئے دینی بند کردی ہیں ۔ پنجاب کمیشن میں رخصت صرف ڈاکٹری سرٹیفکٹ یا غیر معمولی ضروری کام کے لئے دی جاوے گی ورنہ تا اطلاع ثانی نہیں ملے گی۔

بلوچستان سے بھاری برف باری کی خبر آئی ہے سڑک ریلوے کو برفوں سے صاف کرنے کے لئے پائلٹ انجن سے کام لینا پڑتا ہے ڈاک گاڑی کی روانگی سے پہلے یہ انجن روانہ ہوتا ہے کہ سڑک کو برفانی رکاوٹوں سے پاک کرے اسی طرح چمن کی ڈاک بھیجنے میں کچھ وقفہ بھی ہو جاتا ہے۔

جنگ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا ۔ یعنی وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرتسر کے درمیان ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا ۔ اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونی ضرور ہے ۱ روپیہ قیمت پر بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے مل سکتا ہے ۔ اور شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر سے بھی مل سکتا ہے۔

ترجمۃ القرآن

حکیم فضل الدین صاحب بھیروی ۱۰ جلد
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی ۲ جلد
منشی محمد سلیمان صاحب مدرس بہادلہ ۱ جلد
منشی عطا محمد صاحب ڈویژنل آفیسر
نوزٹ لنڈنمین ۱ جلد
ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ۱ جلد

۳۰۰ درخواستوں کے پورا ہونے میں صرف ۱۴۵ کی کمی ہے جس کے بہت جلد پورا ہونے کی ہم کو اُمید ہے ۔

ضروری اطلاع

ترجمۃ القرآن کے متعلق ضروری امور قابل استفسار کا جواب ہم درج کرچکے ہیں مگر ابھی تک اکثر لوگ اس کے متعلق کئی قسم کے سوال کرتے ہیں اس لئے ہم ذیل میں چند باتیں عرض کرتے ہیں ۔

اول ۔ یہ ترجمۃ القرآن عام مروجہ تراجم کے طور پر تحت اللفظ ترجمہ نہ ہوگا ۔ بلکہ ایک قسم کی تفسیر ہے جس کے مرتب کرنے کی توفیق خدا تعالے نے محض اپنے فضل سے نیاز مند ایڈیٹر الحکم کو دی ہے۔

دوم ۔ یہ تفسیر حضرت مولانا مولوی جناب نور الدین صاحب سلمہ ربہ کے درس قرآن مجید کی یادداشتوں کی بنا پر اور حضرت موصوف کی بعض یادداشتوں کو لے کر مرتب کی گئی ہے ۔ مولانا ممدوح نے ایک بار اس مسودہ کو دیکھ کر درست فرمایا ہے اور دوبارہ پھر دیکھنا شروع کیا ہے

سوم ۔ ابھی تک صرف پہلا پارہ مرتب ہوا ہے ۔

چہارم ۔ تقطیع اخبار الحکم کے برابر تجویز کی ہے اگر ناظرین عام کتابوں کی تقطیع پسند کریں گے تو کثرت رائے پر وہی کردی جاوے گی مگر ہم نے یہی پسند کی ہے

پنجم حجم سیپارہ اول کا پہلی مرتبہ جب ہم نے صاف کرکے مولانا ممدوح کو دکھایا تو ۸ سے ۱۰ جزو تک تخمینہ ہوتا تھا مگر اب دوسری مرتبہ کے مسودہ صاف کرنے میں ۱۰ جزو سے لے کر ۱۴ یا ۱۶ جزو تک تخمینہ ہو سکتا ہے۔

ششم ۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا لگایا جاویگا ۔ اور قیمت فی پارہ جبکہ ۸ جزو سے ۱۰ جزو تک ہو ۱۲ پیشگی بلا محصول ڈاک اور اگر ۱۰ جزو سے حجم بڑھ جاوے تو قیمت اسی نسبت سے بڑھانی پڑے گی ۔ اور مابعد عہ بصورت موجودہ مقرر ہے

ہفتم سردست پہلا پارہ طبع ہوگا ۔ اگر مناسب طور پر ہماری حوصلہ افزائی کی گئی تو آئیندہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ

... جاری رہی گا - کیونکہ کم و بیش کل قرآن سے متعلق بابو و اشتیں اور نوٹ کافی طور پر ہمارے پاس جمع ہیں -

ہشتم جس وقت طبع ہونا شروع ہو گا ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دی جاوے گی تاکہ قیمتیں بھیج دی جایں

ایڈیٹر

وفات نامہ

حضرت عیسی علیہ السلام

جس کا دوسرا نام

فتح الدین

ہے

مندرجہ بالا کتاب پنجابی زبان میں نظم میں تیار ہوئی ہے اس میں حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات اور نزول پر لطیف بحث کی گئی ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کو دلائل سے ثابت کیا ہے اور آپ کی اُن پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا ہے جو پوری ہو چکی ہیں۔ اس کتاب کو کثرت کی ساتھ شائع کرنا چاہیے ہماری ذی ہمت دوست اس کار خیر میں بڑھکر حصہ لیں قیمت فی جلد ۴؍ علاوہ محصول ڈاک۔ دفتر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔

ہماری زیر طبع کتابیں

مندرجہ ذیل دو رسالے سردست زیر طبع ہیں جو ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ کے پرزور قلم کا نتیجہ ہیں -

اثبات خلافت شیخین

مع

ضمیمہ خلافت راشدہ

اثبات خلافت تو اکثر لوگوں نے دیکھا ہے مگر خلافت راشدہ کے عنوان سے جو حصہ اس میں بطور ضمیمہ ازاد کیا گیا ہے اُس نے رافضی قوم کی ترکی تمام کر دی ہے - قرآن کریم کے معارف اور حقایق بیان کرنے کے علاوہ بالکل جدید طرز پر شیعہ لوگوں کے اعتراضن کا قلع قمع کیا ہے ہم اس جگہ ضرورت نہیں دیکھتے کہ اُس کے متعلق کچھ لکھیں ۱۱۲ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے -

---

دوسرا قابل قدر رسالہ

حضرت مسیح موعود کی سیرۃ

جو چھوٹی چیٹھی کی صورت میں آپ نے پڑھا ہے مگر رسالہ کی صورت میں اُس میں مندرجہ ذیل مضمون ہیں

(۱) مفاسد زمانہ اور مصلح کی ضرورۃ

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ

(۳) حضرت مسیح موعود نے آکر کیا تجدید کی ؟

(۴) مسیح اور مہدی دو جداگانہ ناموں کی حقیقت -

یہ رسالہ بھی حضرت مولانا ممدوح کی گرانقدر تصنیف ہے جس کو خود حضرت مسیح موعود نے پسند فرمایا ہے - ہماری جماعت نے نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ اس کی قدر کی ہے چنانچہ جناب سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی نے ایکسو جلد اس کی خرید فرمائی ہیں -

کوئی گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہئے کیونکہ یہ رسالہ نوز اور ہدایت ہے اور پُر امن زندگی بسر کرنے کے لئے دستور العمل ہے - زیر طبع

رسالہ فضل حق

۲۴ - صفحہ تک مطبع میں جا چکا ہے یہ بھی ایک قابل قدر رسالہ ہے -

---

شاہجہان پور سے فوجی چھاونی اُٹھالی جائیگی - ضلع ہزارہ کے سرحدی واقعہ کی نسبت تحقیق ہوا ہے کہ تھانہ نیل نہیں بلکہ ایک متصلہ موضع پچیری پر حملہ ہوا تھا فریقین گوجر تھے اور وجہ حملہ عناد دیرینہ - باراں حملہ آور پکڑے جا چکے ہیں -

حیدر آباد دکن کے کمیشن ایجنٹ تھیلسن کا دعوی دو لاکھ روپیہ ہرجانہ کا جو کہ ڈاکٹر لارنی وہی پروسس ڈیکاسا کے برخلاف تھا ہائیکورٹ بمبئی نے اس بنا پر خارج کر دیا - کہ اُسکو اختیار سماعت حاصل نہیں مدعی ایک مس کی وفات کے متعلق ..... اسقاط میں اعانت کرنے کے شبہ میں مدعا علیہم کی رپوٹ کی بنا پر ماخوذ ہوکر بری ہوا تھا اس فوجداری مقدمہ میں اس کا پچہتر ہزار روپیہ خرچ ہوا اور ایک ہزار روپیہ کی ملازمت سے الگ ہوا تھا

ایک جرمن نے ایسی مرکب ڈوائی ایجاد کی ہے کہ ایک بوتل مٹی کے تیل میں اگر اس کا ایک چمچہ ڈالا جاوے تو تیل میں جلنے کی خاصیت تو برابر رہے گی بلکہ پہلے سے زیادہ اور خنک روشنی دیگا لیکن جلانے کی خاصیت اور حرارت اس کے شعلہ سے بالکل مفقود ہو جاویگی - کلکتہ میں اس کی آزمائش ہو چکی ہے

صوبجات مغربی شمالی [illegible] پچھلے سال کے خاتمہ تک [illegible] روپیہ ہو چکا تھا - اس سال کل آمدنی [illegible] لاکھ روپیہ [illegible] نکالنے کے بعد خالص [illegible] لاکھ [illegible] سے کر اس سال تک کل [illegible] کروڑ روپیہ ہوتی [illegible] میں کل ۴۴ لاکھ [illegible] ہوا [illegible]

بیعت

امام علیہ السلام

اکتوبر سنہ ۹۹ء سے یہ مقرر کیا گیا ہے کہ ہر ایک ہفتہ میں جس قدر نئے لوگ حضرت امام علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوں ان کے نام درج اخبار الحکم کر دئے جاویں - چنانچہ یہی قاعدہ جاری ہے اس ماہ رمضان المبارک میں پانسو سے زیادہ نے شرف بیعت حضرت اقدس سے حاصل کیا ہے لہذا ان کے نام معہ ان کے بیان کے درج کئے جاتے ہیں اور پہلے ایک خط مولوی سید عبدالرحیم صاحب کا جنکے وسیلہ سے یہ سب لوگ داخل بیعت ہوئے ہیں لکھا جاتا ہے - وہ یہ ہے -

گذارش

حاضر الوقت بندہ اثیم سید عبدالرحیم کنگی تریل حیدر آباد حضرت اقدس امام زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابرکت خدمت میں بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض ہے کہ رمضان کے جمعہ اولیٰ میں ان لوگوں نے بطیب نفس اس عاجز کی تقریر پر بیعت کے لئے آمادگی ظاہر کی اگرچہ اس عاجز کی تحریک پر اہل چنگوہ ضلع حیدر آباد دکن کے ۱۷ مسلمانوں شرف بیعت سے مشرف ہوئے مگر یہاں کے لوگوں کے دلی جوش و مسرت کا اظہار احاطہ بیان سے باہر ہے - اکثر لوگ احوال حضرت اقدس سنکر زار زار روتے ہیں اور ملاقات کے لئے ایک تڑپ انہیں پائی جاتی ہے غالباً چند آدمی عرصہ قریب میں شرف ملازمت و مکالمت سے بہرہ اندوز ہوں گے - یقیناً یہ جوش حضرت اقدس کی توجہ و دعاء کا ثمرہ ہے آیندہ جمعہ میں دوسرے محلوں سے لوگ جسقدر بیعت کیلئے مستعد ہوں گے اس کی ایک علحدہ فہرست پیش خدمت ہوگی - ان لوگوں کی کمال آرزو ہے کہ قبول بیعت کا مژدہ زبان مبارک سے سنیں - حضرت کی بندہ نوازی و کریمانہ اوصاف سے یہی امید قوی ہے -

حضرت کا خادم اثیم سید عبدالرحیم
ضلع کٹک بنگال پوسٹ
آفس صالح پور
موضع گوبنی

اقرار نامہ بیعت مبایعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج پہلا جمعہ رمضان المبارک کا ہے کہ ہم لوگ مولوی سید عبدالرحیم صاحب کے بیان سے بطیب خاطر یہ اقرار کرتے ہیں اور یہی دستی اپنا اپنے دستخط کر دیتے ہیں کہ جناب مولانا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی واقعی اس زمانہ کے مجدد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں اور ہم لوگ ان کے دعویٰ میں آپ کو صادق اور مصدوق سمجھتے ہیں یعنی مہدی وقت اور مسیح موعود جسکی بشارت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک پیشگوئی میں فرمائے ہیں - ۳ر رمضان سنہ ۱۳۱۷ھ

۱- مولوی سید سعید الدین احمد - ۲- سید اختر الدین احمد
۳- سید المحسن - ۴- اہلیہ سید سراج الدین احمد
۵- اہلیہ مولوی سید سعید الدین احمد - ۶- اہلیہ سید اختر الدین احمد
۷- سید اکرام الدین احمد - ۸- سید حسام الدین
۹- اہلیہ سید اکرام الدین - ۱۰- اہلیہ سید تاج الدین
۱۱- سید احمد حسین - ۱۲- اہلیہ سید احمد حسین
۱۳ دفعہ اہلیہ سید احمد حسین - ۱۴- اہلیہ سید فرخ حسین
۱۵ اہلیہ مولوی سید ابو المحسن - ۱۶- اہلیہ سید الٰہی بخش
۱۷- سید غلام اکبر - ۱۸- اہلیہ سید غلام اکبر
۱۹ سید وارث علی - ۲۰- سید عبد الوہاب
۲۱- اہلیہ سید عبد الوہاب ۲۲- اہلیہ سید غلام صفدر
۲۳- سید قطب الدین - ۲۴- اہلیہ مولوی سید عبد الرحیم
۲۵- والدہ مولوی سید عبد الرحیم ۲۶- سید نیاز الدین -
۲۷- سید مبین الدین - ۲۸ اہلیہ سید نیاز الدین
۲۹ سید عبد الحلیم - ۳۰- سید شفیق الدین -
۳۱ سید رفیق الدین ۳۲- والدہ سید شفیق الدین
۳۳- اہلیہ سید شفیق الدین - ۳۴- اہلیہ سید رفیق الدین
۳۵ اہلیہ سید دلبر حسین ۳۶- سید منظور علی
۳۷ سید انعام علی - ۳۸- اہلیہ سید انعام علی
۳۹ اہلیہ سید منظور علی - ۴۰- میر کفایت اللہ
۴۱ میر ہدایت اللہ ۴۲- اہلیہ میر علیم اللہ
۴۳- اہلیہ دوم میر علیم اللہ ۴۴- اہلیہ میر حاجی
۴۵- شیخ فیض محمد - ۴۶- اہلیہ شیخ فیض محمد
۴۷- شیخ حسن - ۴۸- اہلیہ شیخ حسن

۴۹ شیخ بخو - ۵۰- امیر خاں ۵۱- اہلیہ شیخ بخو
۵۲ شیخ بخو ثانی ۵۳ اہلیہ شیخ بخو ثانی ۵۴-
سبحان خاں ۵۵ گلزاری ۵۶ شیخ امید علی ۵۷
مبارک علی ۵۸ تبارک علی ۵۹ میر بابو - ۶۰
اہلیہ میر بابو ۶۱ اہلیہ میر نبو - ۶۲ اہلیہ جنگلیہ
۶۳- میر دھنو - ۶۴- اہلیہ میر بخش علی -
۶۵ اہلیہ دوم میر بخش علی - ۶۶- اہلیہ کالیخاں
۶۷- اہلیہ سبحان خاں - ۶۸- اہلیہ کھتو - ۶۹-
اہلیہ مبارک علی - ۷۰ اہلیہ مراد علی - ۷۱- اہلیہ امید علی
۷۲- اہلیہ دین محمد - ۷۳- اہلیہ شیخ عصمہ ۷۴
سید معشوق علی - ۷۵- اہلیہ سید معشوق علی
۷۶- سید بذل علی - ۷۷- اہلیہ سید بذل علی
۷۸- سید تفضل حسین - ۷۹- اہلیہ سید تفضل حسین
۸۰- سید طفیل علی - ۸۱- سید حافظ علی -
۸۲- اہلیہ سید حافظ علی - ۸۳- اہلیہ سید اولاد علی
۸۴- اہلیہ سید غلام جہانیان ۸۵ سید گلاب علی
۸۶- اہلیہ سید گلاب علی ۸۷ والدہ سید گلاب علی
۸۸- سید آفتاب الدین - ۸۹- والدہ سید آفتاب الدین
۹۰- سید مفتاح الدین ۹۱- اہلیہ سید آفتاب الدین
۹۲- سید حسن علی - ۹۳- والدہ سید حسن علی
۹۴- اہلیہ سید حسن علی ۹۵- سید صفدر علی
۹۶- اہلیہ سید صفدر علی ۹۷ سید رئیس الدین
۹۸ والدہ سید امین الدین ۹۹ اہلیہ دوم سید فضل علی
۱۰۰- شیخ بابو - ۱۰۱- اہلیہ شیخ بابو ۱۰۲- اہلیہ
۱۰۳- اہلیہ بادی باری ۱۰۴ مسماۃ ہیرا - ۱۰۵
اہلیہ سید حمایت علی ۱۰۶- اہلیہ خدا بخش
۱۰۷- اہلیہ شیخ پانچو ۱۰۸ شیخ حسینی -
۱۰۹- اہلیہ شیخ حسن - ۱۱۰- اہلیہ سید دلبر علی
۱۱۱- اہلیہ سعادت اللہ ۱۱۲- اہلیہ میر بھولی
۱۱۳- اہلیہ میر ہاشم ۱۱۴ میر قاسم ۱۱۵- اہلیہ میر قاسم
۱۱۶- اہلیہ رمضانی ۱۱۷ میر الماس - ۱۱۸-
اہلیہ میر الماس ۱۱۹- میر رستم - ۱۲۰- اہلیہ میر رستم
۱۲۱- اہلیہ میر شانو ۱۲۲- اہلیہ سید احمد علی -
۱۲۳- سید غلام حیدر ۱۲۴- سید مصباح الدین
۱۲۵- گلزار خاں ۱۲۶ سید حاجی حسین
۱۲۷- سید محمد انعام الحق ۱۲۸ سید محمد شبیر الحق
۱۲۹ سید محمد شیر الحق ۱۳۰- زینب خاتون
۱۳۱- اہلیہ سید محمد انعام الحق ۱۳۲ سید احمد حسین
۱۳۳- اہلیہ سید احمد حسین ۱۳۴ سید عبد الحنان
۱۳۵ سید عبد الدیان ۱۳۶- اہلیہ سید محمد علی
۱۳۷- اہلیہ سید یعقوب علی ۱۳۸- اہلیہ سید غلام علی
۱۳۹- اہلیہ سید محمد نعیم ۱۴۰- اہلیہ سید خیرات علی

۱۴۱ شیخ مظفر حسین ۱۴۲ سید عبد الستار
۱۴۳ اہلیہ سید عبد الستار ۱۴۴ والدہ ״
۱۴۵ سید حاجی احمد ۱۴۶ اہلیہ سید حاجی احمد
۱۴۷ سید سبط احمد ۱۴۸ زینب بی بنت ״
۱۴۹ سید نیاز حسین ۱۵۰ والدہ سید نیاز حسین
۱۵۱ اہلیہ سید ״ ۱۵۲ سید غلام محمد
۱۵۳ سید غلام احمد ۱۵۴ اہلیہ سید امداد علی
۱۵۵ سید مولوی عبد الرزاق ۱۵۶ اہلیہ سید مولوی ״
۱۵۷ سید الطاف حسین ۱۵۸ اہلیہ سید الطاف ״
۱۵۹ سید محمد عابد ۱۶۰ سید محمد زاہد
۱۶۱ اہلیہ سید محمد عابد ۱۶۲ اہلیہ سید عباس علی
۱۶۳ اہلیہ سید غلام اطہر ۱۶۴ سید الٰہی بخش
۱۶۵ اہلیہ سید الٰہی بخش ۱۶۶ سید عبد الباسط
۱۶۷ سید غلام بتول ۱۶۸ سید زین العابدین
۱۶۹ سید محمد زاہد ۱۷۰ زینب بی بی بنت سید سراج الدین
۱۷۱ سید جواہر علی ۱۷۲ اہلیہ سید جواہر علی
۱۷۳ سید آل رسول ۱۷۴ اہلیہ سید آل رسول
۱۷۵ سید غلام رسول ۱۷۶ سید عبد الستار
۱۷۷ بشیر الدین ۱۷۸ لالو خلیفہ
۱۷۹ اشرف خلیفہ ۱۸۰ شیخ شامو ۱۸۱
جوہرن بی بی ۱۸۲ رحیمن بی بی ۱۸۳
اہلیہ شیخ منو ۱۸۴ اہلیہ شیخ حسن
۱۸۵ سید دلبر حسین ۱۸۶ اہلیہ سید ״ ۱۸۷
سید شمس الدین ۱۸۸ اہلیہ ״ ۱۸۹ سید عبد الغنی
۱۹۰ سید تصدق حسین ۱۹۱ اہلیہ ״ ۱۹۲ سید عبد الرشید
۱۹۳ اہلیہ ״ ۱۹۴ سید وثوق الدین ۱۹۵ سید ظہور الحق
۱۹۶ سید ضیاء الحق ۱۹۷ اہلیہ ״ ۱۹۸ سید عبد الصمد
۱۹۹ اہلیہ سید عبد اللطیف ۲۰۰ اہلیہ سید محمد نعیم
۲۰۱ سید علی اوسط ۲۰۲ سید علی امجد ۲۰۳ سید نیاز علی
۲۰۴ اہلیہ سید نیاز علی ۲۰۵ سید اسرار علی ۲۰۶
اہلیہ ״ ۲۰۷ اہلیہ سید حافظ علی ۲۰۸ سید شاد علی
۲۰۹ اہلیہ ״ ۲۱۰ سید فیض اللہ ۲۱۱ اہلیہ ״ ۲۱۲
عبد الصمد ۲۱۳ اہلیہ عبد الصمد ۲۱۴ والدہ سید فیض اللہ
۲۱۵ اہلیہ محبوب علی ۲۱۶ تصدق حسین ۲۱۷ اہلیہ
۲۱۸ اہلیہ میر مہر علی ۲۱۹ اہلیہ اکبر علی ۲۲۰
واحد علی ۲۲۱ اہلیہ ״ ۲۲۲ سید محمد حسین ۲۲۳ اہلیہ
۲۲۴ سید جواہر علی ۲۲۵ اہلیہ ״ ۲۲۶ سید گوہر علی
۲۲۷ اہلیہ سید حسین علی ۲۲۸ اہلیہ سید محسن علی ۲۳۱ خدیجۃ الکبریٰ
۲۳۲ سید سالم علی ۲۳۳ اہلیہ ״ ۲۳۴ زبیدہ
۲۳۵ اہلیہ سید صدر الدین ۲۳۶ اہلیہ سید حافظ قطب علی
۲۳۷ پیتا بی بی ۲۳۸ سید فضل علی ۲۳۹ اہلیہ
۲۴۰ اہلیہ سید عبد الغنی ۲۴۱ اہلیہ سید فضل حسین

۲۴۲ اہلیہ شیخ دین محمد ۲۴۳ اہلیہ سید عنایت علی
۲۴۴ برکت اللہ ۲۴۵ عرفان علی ۲۴۶ والدہ
۲۴۸ اہلیہ ״ ۲۴۹ احسان اللہ ۲۵۰ حیات اللہ
۲۵۱ سید حسن علی اہلیہ ״ عطاء الرحمن ۲۵۴ بقاء الرحمن
۲۵۵ عبد الحنان ۲۵۶ عبد القیوم ۲۵۷ عبد القدوس
۲۵۸ سید عبد الخالق ۲۵۹ اہلیہ شیخ جمن ۲۶۰
شیخ رحیم بخش ۲۶۱ شیخ کریم بخش ۲۶۲ شیخ مولیٰ بخش
۲۶۳ شیخ علی بخش ۲۶۴ اہلیہ رحیم بخش ۲۶۵ اہلیہ
کریم بخش ۲۶۶ بیتا بی بی ۲۶۷ جوہرن بی بی
۲۶۸ تاج محمد ۲۶۹ محمودن بی بی ۲۷۰ منیرن بی بی
۲۷۱ حورن بی بی ۲۷۲ محمد اسمٰعیل ۲۷۳ محمد ابراہیم
۲۷۴ غلام محمد ۲۷۵ زینب بی بی ۲۷۶ فاطمہ ۲۷۷
ہدایت اللہ ۲۷۸ ضمیر بخش ۲۷۹ شمشیر بخش ۲۸۰
عزیز محمد ۲۸۱ منیر بخش ۲۸۲ نادر محمد ۲۸۳ شیخ رمضان
۲۸۴ اہلیہ ضمیر بخش ۲۸۵ اہلیہ شمشیر بخش ۲۸۶
شیخ حیدر ۲۸۷ علیمن بی بی ۲۸۸ نصیر بخش ۲۸۹ نور محمد
۲۹۰ داود بخش ۲۹۱ شیخ قربان ۲۹۲ شیخ رحمانی ۲۹۳
سید حاجی آل نبی ۲۹۴ اہلیہ ״ ۲۹۵ اہلیہ دوم ״
۲۹۶ سید محمد اسمٰعیل معلّم ۲۹۷ اہلیہ ״ ۲۹۸ سید غلام صفدر
مدرس اسکول سرکاری ۲۹۹ اہلیہ ״ ۳۰۰ اہلیہ سید
عبد اللہ میاں ۳۰۱ اہلیہ سید قمر علی ۳۰۲ اہلیہ سید محمد علی
۳۰۳ سید یٰسین علی ۳۰۴ اہلیہ سید ״ ۳۰۵ اہلیہ سید حامد علی
۳۰۶ سید محمد عابد ۳۰۷ اہلیہ سید محمد عابد ۳۰۸ سید محمد زاہد
۳۰۹ اہلیہ سید ״ ۳۱۰ امانت اللہ ۳۱۱ اہلیہ دیدار محمد
۳۱۲ اہلیہ سید الطاف حسین ۳۱۳ اہلیہ اللہ بخش ۳۱۴
اہلیہ محمد حسین ۳۱۵ اہلیہ ناظم محمد ۳۱۶ اہلیہ زبیر علی
۳۱۷ اہلیہ بشیر الدین ۳۱۸ تاج الدین ۳۱۹ اہلیہ
غلام محمد ۳۲۰ اہلیہ عبد الرؤف ۳۲۱ اہلیہ میر علی ۳۲۲
اہلیہ سید محمد علی ۳۲۳ اہلیہ نذر محمد ۳۲۴ عبد الحفیظ
۳۲۵ عبد الحکیم ۳۲۶ اہلیہ نذر علی ۳۲۷ صفدر علی
۳۲۸ زوجہ شرفو ۳۲۹ زوجہ کریم اللہ ۳۳۰ سید قیام علی
۳۳۱ اہلیہ ״ ۳۳۲ سید رسول بخش ۳۳۳ اہلیہ ״ ۳۳۴
سید الٰہی بخش ۳۳۵ سید حفیظ الدین ۳۳۶ اہلیہ ״ ۳۳۷
اہلیہ نوازش علی ۳۳۸ جوہر علی ۳۳۹ زوجہ ״ ۳۴۰
گوہر علی ۳۴۱ زوجہ ״ ۳۴۲ زوجہ شیخ گلزار علی ۳۴۳
شیخ حسن علی ۳۴۴ ارشاد علی ۳۴۵ ناظم ۳۴۶ زوجہ ناظم
۳۴۷ بجّو ۳۴۸ زوجہ ״ ۳۴۹ گوکھا ۳۵۰ زوجہ ״
۳۵۱ ہاشم ۳۵۲ زوجہ ״ ۳۵۳ زوجہ شیخ شمشو ۳۵۴
جناب علی ۳۵۵ مادر ״ ۳۵۶ زوجہ ״ ۳۵۷ قادر محمد
۳۵۸ زوجہ ״ ۳۵۹ زوجہ مجبو ۳۶۰ زوجہ شیخ بانکو
۳۶۱ ضمیر الدین ۳۶۲ زوجہ ״ ۳۶۳ زینب بنت نتھا
۳۶۴ زوجہ بھی بی ۳۶۵ امیر ۳۶۶ زوجہ ״ ۳۶۷ شہبر

۳۶۸ باب اللہ - ۳۶۹ اہلیہ ״ - ۳۷۰ میر نذیر - ۳۷۱ سلیم اللہ - ۳۷۲ اہلیہ ״ - ۳۷۳ کریم اللہ - ۳۷۴ نذر محمد
۳۷۵ زوجہ ״ - ۳۷۶ منڈرو - ۳۷۷ زوجہ ״ - ۳۷۸ حیات محمد - ۳۷۹ خضر محمد - ۳۸۰ حیدر
۳۸۱ زوجہ ״ - ۳۸۲ زوجہ حیات محمد - ۳۸۳ زوجہ امیر - ۳۸۴ زوجہ وزیر -
۳۸۵ گوکھا - ۳۸۶ مجیب اللہ - ۳۸۷ سعید اللہ - ۳۸۸ اہلیہ ״ - ۳۸۹ زوجہ ثناء اللہ
۳۹۰ میر عبد السبحان - ۳۹۱ سید عبد الخالق - ۳۹۲ سید زردار علی -
۳۹۳ والدہ زردار علی - ۳۹۴ اہلیہ زردار علی - ۳۹۵ سید عبد الستار - ۳۹۶ اہلیہ ״ - ۳۹۷ شابو
۳۹۸ اہلیہ ״ - ۳۹۹ میر اعظم - ۴۰۰ زوجہ ״ - ۴۰۱ میر گتبا - ۴۰۲ میر وارث علی - ۴۰۳ میر پیکو
۴۰۴ سید وراثت علی - ۴۰۵ سید عمر علی - ۴۰۶ صبیہ سید عمر علی +

یہ سب نام ۴۰۸ ہوئے
باقی نام انشاء اللہ تعالیٰ
دوسرے پرچہ میں لکھی جاوینگے

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

۱- قوت باہ - چودہ قسم کی ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ داخلی ۶
۲- بواسیر - خونی و بادی کے لئے اکسیر ۶
۳- جریان ہر قسم للعہ ۷ آتشک ۸
۵- سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم ۶
۶- خضاب سیالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ۹
۷- مصفی خون - ۸- سوائے نزول الماء کے ہر ایک بیماری آنکھ کے لئے مفید ہے فی تولہ ۶ - مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے ہی اگر اسقدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زاید دوا مفت دی جاویگی۔

المشتہر حکیم محمد امین
خادم امام الوقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

میمیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معززہ انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ ۸ میمیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲؎ خالص میرانی ماشہ ۸ مدری ممیرا فی تولہ ۴ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میمیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میمیرے کا سرمہ ضروری۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایس۔ سند یافتہ

(۲) میں بڑی خوشی سے میمیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ ام دہلوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے میمیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھی استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے میمیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میمیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ماہ مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

DIALPUR
B.O.
FE.
OUR

منشی فتح الدین صاحب ذیلدار

Murree

رجسٹرڈ ایل ۷۷

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۳ روپے
خواص اور معاونین جو
لطف فرماویں

نمبر ... زیر ...

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم بانو کہ آئی چہ بہا روز قادیاں ہینی ۔ دوا ہینی شفا ہینی غرض دار الامان ہینی

نمبر ۵ ۔ قادیان دار الامان ۱۷ فروری ۱۹۰۰ء مطابق شوال ۱۳۱۷ھ روز شنبہ ۔ جلد ۴

جماعت مسیح علیہ السلام کی اطلاع کیلئے

ایک ضروری اعلان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں بڑی مسرت اور خوشی سے اس بات کی مبارکباد آپ کو دیتا ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان جو پیشتر ازیں مڈل تک تھا ایم فروری سے ہائی سکول بنا دیا گیا ہے۔ اس مدرسہ کی تعلیم کی خوبی اس سے عیاں ہے کہ دو لائق اور نیک چلن فرشتہ وش گریجوایٹ تعلیم کے لئے مقرر ہیں اور باقی سب سٹاف بھی بہت عمدہ ہے۔ دینی و دنیوی تعلیم خاطر خواہ ہوتی ہے نہ صرف تعلیم بلکہ تربیت بھی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ طلباء اور استاد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے روزمرہ مستفیض ہوتے ہوں اس قسم کی تعلیم و تربیت کا موقع دنیا میں کہیں بھی حاصل نہیں پھر قابل افسوس بات ہوگی اگر آپ لوگ اپنی اولاد کو ایسے مبارک مدرسہ کی تعلیم سے محروم رکھیں۔ حضرت اقدس کی صحبت ایک اکسیر کا حکم رکھتی ہے مزید برآں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے بے نظیر درس قرآن سے طلباء مدرسہ روزمرہ مستفید ہو سکتے ہیں اور یہاں کے وعظوں اور اسوہ حسنہ کی موجودگی میں طلباء برخلاف دیگر مدارس کے طلباء کے متقی اور صالح بن سکتے ہیں۔ لہذا ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو یہاں بھیجیں۔ بورڈنگ کا خاطر خواہ بندوبست ہو نیوالا ہے اس لئے بورڈنگ ہاؤس کی عمارت اور مدرسہ کی عمارت کو ترقی دینی ہے اگرچہ بالفعل کمیٹی نے ۳۰۰ روپیہ بورڈنگ کے لئے منظور کیا ہے مگر ایک ہزار سے کم میں بورڈنگ تیار نہیں ہو سکتا جس کے لئے بھائیوں کی توجہ از بس ضروری ہے گو پہلے بھی طلباء و بورڈروں کی تعداد خاطر خواہ ہے لیکن کمیٹی ناظم التعلیم دل سے چاہتی ہے کہ ہماری جماعت کے بچے اس نعمت سے مستفید ہوں لہذا یہی سٹاف مدرسہ اور عمارت مدرسہ کو ترقی دینی پڑی جسکی وجہ سے اخراجات بہت بڑھ گئے بنا بریں ہم مردان قوم و ہی خواہان اسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے اپنے مالوں سے

کمیٹی کو امداد فرما کر مشکور فرماویں۔ ہم اور انجمنوں کے کارکنوں کی طرح بڑے بڑے چوڑے چپڑے الفاظ سے توجہ دلانا پسند نہیں کرتے کیونکہ بفضل خدا ہماری جماعت تعلیم مدرسہ و سلسلہ کی غایت سے ناواقف نہیں بلکہ دارالامان کی کُل ضروریات کو بخوبی سمجھتی ہے پس ان کو چاہیے کہ محض ابتغاء لوجہ اللہ اس استدعا کو قبول فرما کر دل و جان سے تکمیل اغراض کے لئے سعی فرماویں اور غفلت اور سہل انگاری کو ترک کریں۔ والسلام۔ نیز بورڈنگ کے لئے ایک اورچی بھی علیحدہ تجویز کیا گیا ہے۔

المشتہر عبد الکریم سکرٹری ناظم التعلیم
۹ ر فروری ۱۹۰۰ء

جنگ ٹرنسوال کی کامیابی کیلئے جلسۂ دُعا

اور

گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور مسلمانوں کے فرائض

پر

عالیجناب سیدنا میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس دارالامان قادیان کی تقریر

عید الفطر کی تقریب پر حضرت اقدس سیدنا مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس اعظم قادیان نے ایک خاص جلسہ اس غرض کے لئے منعقد فرمایا کہ تا جنگ ٹرنسوال کی کامیابی کے لئے دعا کی جاوے اور مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور ان کے اپنے فرائض سے آگاہ کیا جاوے [illegible] ہم کو اس امر کے بیان کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ حضرت مرزا صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک مسلم وفادار اور قدیم خاندان کی یادگار ہیں جس نے اڑے وقت پر گورنمنٹ کی ہر طرح سے مدد کی ہے۔ چنانچہ آپ کے والد ماجد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی وہ خدمات جو انھوں نے ۵۷ء کے غدر میں کی تھیں کسی کو بھولی نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب ایک فقیرانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیشہ گوشہ نشین اور خلوت گزین رہے ہیں اس لئے آپ نے اپنی پُرسوز دعاؤں کے لشکر سے ہمیشہ گورنمنٹ کی مدد کرنے میں پہلو تہی نہیں کی۔ اور اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ مسلمانوں کے دل سے ان خیالات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو جہاد یا خونی مہدی اور خونی مسیح کے متعلق کوتاہ اندیش ملانوں نے بٹھا رکھے تھے اور اس میں وہ بہت بڑھکر کامیاب ہوئے ہیں اور آپ نے ہزارہا اشتہار اور کتابیں مختلف ممالک اسلامیہ میں مختلف زبانوں میں شائع کی ہیں اور کر رہے ہیں علاوہ ازیں حضرت مرزا صاحب نے کسی ایسے موقع کو ہاتھ سے نہیں دیا جب کہ انھوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے خیالات میں غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اور انھوں نے اسکے دفعیہ کیلئے سعی نہ کی ہو۔ چنانچہ جب کہ سلطان روم کا والیس قونصل متعینہ کراچی پنجاب میں آیا اور اکثر جگہ مسلمانوں نے اس کی آمد پر جلسے کئے اور کیا کیا اور وہ قادیان میں بھی آیا حضرت اقدس نے عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اور ان کو ایک غلطی سے نکالنے کے لئے سفیر مذکور کی حقیقت اور سلطنت ٹرکی کی اندرونی حالت سے آگاہ کیا۔ جیسے آپ کو سلطان کی طرف سے جو تمغہ بسبب وشتم شنا پڑا وہ پوشیدہ نہیں ایسا ہی پنجاب میں جب طاعون کے انسداد کی تدابیر کا اعلان ہوا اور ہر جگہ مذہبی امور کی کوتاہ اندیشی سے ایک شور اٹھا حضرت اقدس نے ایک خاص جلسہ کے ذریعہ ان تدابیر کی حقیقت کو بتلایا اور ایک بڑے بھاری شر سے لوگوں کو محفوظ رکھا اور گورنمنٹ عالیہ کو گراں قدر امداد دی۔

اب اس موقعہ پر بھی جبکہ ٹرنسوال سے گورنمنٹ کی جنگ شروع ہوئی آپ نے عادتاً ضروری سمجھا کہ ایک عام جلسہ کیا جاوے چونکہ وقت تھوڑا تھا اس لئے عام اشتہار شائع نہ ہو سکا مگر باایں ہمہ مختلف مقامات سے جیسے جموں۔ وزیر آباد۔ پٹیالہ سنور۔ کپور تھلہ۔ لودھیانہ [illegible] امرتسر بٹالہ گورداسپور [illegible] موجود تھے اس کے علاوہ قادیان اور دیہات ملحقہ کے لوگ بھی موجود تھے جنکی تعداد ایک ہزار سے متجاوز اور ڈیڑھ ہزار سے کم تھی۔

بعد نماز عید الفطر آپ نے ایک مبسوط تقریر فرمائی جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور پھر نہایت جوش دل اور اخلاص کے ساتھ دُعا کی۔ ہم کو یقین ہے کہ یہ تقریر جو الحکم میں درج ہوتی ہے ہماری جماعت کا کوئی معزز ممبر اردو اور انگریزی میں عام فائدہ کے لئے بھی شائع کرے گا علاوہ ازیں حضرت اقدس نے ٹرنسوال کے لئے چندہ کی فہرست بھی کھولی ہے اور اس کا اشتہار بھی شائع کیا ہے

بہر حال وہ تقریر یہ ہے

حضرت اقدس کی تقریر

جو آپ نے عید الفطر کے خطبہ میں ۱۰ر فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو فرمائی

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیئے جس نے اُن کو ایک ایسا دین بخشا ہے جو علمی اور عملی طور پر ہر ایک قسم کی فساد اور مکروہ باتوں اور ہر ایک نوع کی قباحت سے پاک ہے۔ اگر انسان غور اور فکر سے دیکھے تو اُس کو معلوم ہوگا کہ واقعی طور پر تمام محامد اور صفات کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد و ثنا کا مستحق نہیں ہے۔ اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض کی ملونی کے دیکھے تو اُس پر بدیہی طور پر کھل جاوے گا کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتا ہے وہ یا تو اس لئے مستحق ہو سکتا ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود اور وجود کی خبر نہ تھی وہ اس کا پیدا کرنے والا ہو۔ یا اس وجہ سے کہ ایسے زمانہ میں کہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقاء وجود اور حفظ صحت اور قیام زندگی کے لئے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اور اس نے وہ سب سامان مہیا کئے ہوں یا ایسے زمانہ میں کہ اس پر بہت سی مصیبتیں آ سکتی تھیں اُس نے رحم کیا ہو اور اُسکو محفوظ رکھا ہو۔ اور یا اس وجہ سے مستحق تعریف ہو سکتا ہے کہ محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہ کرے اور محنت کرنیوالوں کے حقوق پورے طور پر ادا کرے۔ اگرچہ بظاہر اُجرت کرنے والے کے حقوق کا دینا معاوضہ ہے لیکن ایسا شخص بھی محسن ہو سکتا ہے جو پورے طور پر حقوق دے۔ یہ صفات اعلیٰ درجہ کی ہیں جو کسی کو مستحق حمد و ثنا بنا سکتے ہیں۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر ان سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔

اوّل دیکھو صفت خلق اور پرورش یہ صفت اگرچہ انسان گمان کر سکتا ہے کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن اگر انسان زیادہ غور کرے گا تو اُس کو معلوم ہو جاوے گا کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں جنکی بنا پر وہ احسان کرتے ہیں اسپر دلیل یہ ہے کہ مثلاً بچہ تندرست خوبصورت توانا پیدا ہو تو ماں باپ کو خوشی ہوتی ہے اور اگر لڑکا ہو تو پھر یہ خوشی اور بھی بڑی ہوتی ہے شادیانے بجائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر لڑکی ہو تو گویا وہ گھر ماتم کدہ اور وہ دن سوگ کا دن ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ بسا اوقات بعض نادان مختلف تدابیر سے لڑکیوں کو ہلاک کر دیتے یا اُن کی پرورش میں کم التفات کرتے ہیں۔ اور اگر بچہ لنجہ۔ اندھا۔ اپاہج پیدا ہو۔ تو چاہتے ہیں کہ وہ مر جاوے اور اکثر دفعہ تعجب نہیں کہ خود بھی وبال جان سمجھکر مار دیں۔ میں نے پڑھا ہے کہ یونانی لوگ ایسے بچوں کو عمداً ہلاک کر دیتے تھے بلکہ اُن کے ہاں شاہی قانون تھا کہ اگر کوئی ناکارہ بچہ اپاہج۔ اندھا وغیرہ پیدا ہو تو اُس کو فوراً مار دیا جاوے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسانی خیالات پرورش اور خبر گیری کے ساتھ ذاتی اور نفسانی اغراض ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اس قدر مخلوق کی (جس کے تصور اور بیان سے وہم اور زبان قاصر ہے اور جو زمین اور آسمان میں بھری پڑی ہے۔) خلق اور پرورش سے کوئی غرض ہرگز نہیں ہے۔ وہ والدین کی طرح خدمت اور رزق نہیں چاہتا بلکہ اس نے مخلوق کو محض ربوبیت کے تقاضے سے پیدا کیا ہے ہر ایک شخص مان لے گا کہ بوٹا لگانا پھر آبپاشی کرنا اور اس کی خبر گیری رکھنا اور ثمردار درخت ہونے تک محفوظ رکھنا ایک بڑا احسان ہے۔ پس انسان اور اُس کی حالت اور غور و پرداخت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اس قدر انقلابات اور بیکسیوں کے تغیرات میں اس کی دستگیری فرمائی ہے

دوسرا پہلو جو ابھی میں نے بیان کیا ہے کہ قبل از پیدائش وجود ایسے سامان ہوں کہ تمدنی زندگی اور قویٰ کے کام کے لئے پورا پورا سامان موجود ہو۔ دیکھو ہم ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ سامان پہلے ہی پیدا کر دیا۔ منور سورج جو اب چڑھا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے عام روشنی پھیلی ہوئی ہے اور دن چڑھا ہوا ہے اگر نہ ہوتا تو کیا ہم دیکھ سکتے تھے یا روشنی کے ذریعہ جو فوائد اور منافع ہمیں پہونچ سکتے ہیں ہم کس ذریعہ سے حاصل کر سکتے۔ اگر سورج اور چاند یا اور کسی قسم کی روشنی نہ ہوتی تو بینائی بیکار ہوتی۔ اگرچہ آنکھوں میں ایک قوت دیکھنے کی ہے مگر وہ بیرونی اور خارجی روشنی کے بدون محض نکمی ہے پس یہ کس قدر احسان ہے کہ قویٰ سے کام لینے کے لئے اُن ضروری سامانوں کو پہلے سے مہیا کر دیا۔ اور پھر یہ کس قدر رحمت ہے کہ ایسے قویٰ دئے ہیں اور اُن میں بالقوہ استعدادات رکھدی ہیں جو انسان کی تکمیل اور وصول الی الغایۃ کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ دماغ میں اعصاب میں عروق میں ایسی خواص رکھے ہیں کہ انسان اُن سے کام لیتا ہے اور اُنکی تکمیل کر سکتا ہے اس لئے کہ

قوتوں کی تکمیل کا سامان ساتھ ہی پیدا کر دیا ہے۔ یہ تو اندرونی نظام کا حال ہے کہ ہر ایک قوت اُس منشا اور معاد سے پوری مناسبت رکھتی ہے جسمیں انسان کی فلاح ہے اور بیرونی طور پر بھی ایسا ہی انتظام رکھا ہے کہ ہر شخص جس قسم کا حرفہ اور پیشہ رکھتا ہے اُس کے مناسب حال ادوات و آلات قبل از وجود مہیا کر رکھے ہیں مثلاً اگر کوئی جولاہا ہے تو اُسکو پیڑا اور دھاگا نہ ملے تو وہ کہاں سے لائے اور کیونکر اپنے حرفہ کی تکمیل کرے اسیطرح درزی کو اگر کپڑا نہ ملے تو کیونکر سیئے۔ اسی طرح ہر متنفس کا حال ہے طبیب کیسا ہی حاذق اور عالم ہو لیکن اگر ادویہ نہ ہوں تو وہ کیا کر سکتا ہے بڑی سوچ اور فکر سے ایک نسخہ لکھکر دے گا لیکن بازار میں دوا نہ ملے تو کیا کرے گا کس قدر فضل ہے کہ ایک طرف علم دیا ہے اور دوسری طرف نباتات جمادات حیوانات جو مریضوں کے مناسب حال تھے پیدا کر دئے ہیں اور اُن میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں جو ہر زمانہ میں نااندیشیدہ ضروریات کے کام آ سکتے ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ نے کوئی چیز بھی غیر مفید پیدا نہیں کی اور جس کے خواص محدود ہوں یہاں تک کہ پسو اور جوں تک بھی غیر مفید نہیں۔ لکھا ہے کہ اگر کسی کا پیشاب بند ہو تو بعض وقت جوں کو احلیل میں دینے سے پیشاب جاری ہو جاتا ہے۔ انسان ان اشیاء کی مدد سے کہاں تک فائدہ اُٹھاتا ہے کوئی تصور کر سکتا ہے؟ پھر چوتھی بات پاداش محنت ہے اس کے لئے بھی خدا کا فضل درکار ہے مثلاً انسان کس قدر محنت و مشقت سے زراعت کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی مدد اُس کے ساتھ نہ ہو تو کیونکر اپنے گھر میں غلہ لا سکے اُسی کے فضل و کرم سے اپنے وقت پر ہر ایک چیز ہوتی ہے۔ چنانچہ ابھی قریب تھا کہ اس خشک سالی میں لوگ ہلاک ہو جاتے مگر خدا نے اپنے فضل سے بارش کر دی اور بہت سے حصہ مخلوق کو سنبھال لیا۔ غرض اوّلاً و بالذات اکمل اور اعلیٰ مستحق تعریف کا خدا تعالیٰ ہے اُس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاق نہیں اگر کسی دوسرے کو استحقاق تعریف کا ہے تو صرف طفیلی طور پر ہے اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا رحم ہے کہ باوجودیکہ وہ وحدہ لاشریک ہے مگر اس نے طفیلی طور پر بعض کو اپنے محامد میں شریک کر لیا ہے جیسے اس سورہ شریفہ میں بیان فرمایا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

اس میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مستحق حمد کے ساتھ عارضی مستحق حمد کا بھی اشارۃً ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ اسلئے ہے کہ اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہو۔ چنانچہ اس سورۃ میں تین قسم کے حق بیان فرمائے ہیں۔

فرمایا تم پناہ مانگو اللہ کے پاس جو جامع جمیع صفات کاملہ کا ہے اور جو ربّ ہے اور جو ملک ہے لوگوں کا اور پھر جو معبود و مطلوب حقیقی ہے لوگوں کا۔ یہ سورۃ اس قسم کی ہے کہ اس میں اصل توحید کو تو قائم رکھا ہے مگر معاً یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ دوسرے لوگوں کے حقوق بھی ضائع نہ کریں جو ان اسماء کے مظہر ظلّی طور پر ہیں۔ ربّ کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنے والا اور تکمیل تک پہونچانے والا ہے لیکن عارضی اور ظلّی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں ایک جسمانی طور پر دوسرا روحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہے۔ دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا متکفل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتوان مخلوق کی خبرگیری کے لئے دو محل پیدا کر دئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتو محبت کا اُنمیں ڈالدیا مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے اور جبتک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکا القا نہ ہو کوئی فرد بشر خواہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں یہانتک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے پس خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاق فاضلہ کے لئے ربّ الناس کے لفظ میں والدین اور مرشد کی طرف ایما فرمایا ہے تو کہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شکر گذاری سے حقیقی ربّ و ہادی کی شکر گذاری میں پہنچ جائیں اسی راز کے حل کی یہ کلید ہے کہ اس سورۃ شریفہ کو ربّ الناس سے شروع فرمایا ہے الٰہ الناس سے آغاز نہیں کیا

چونکہ مرشد روحانی تربیت خدا تعالے کے منشار کے موافق اُنکی توفیق و ہدایت سے کرتا ہے۔ اسلئے وہ بھی اسی میں شامل ہے۔ پھر دوسرا الحکم ۱۲ اسمیں ملك الناس ہے تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمھارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اور اشارہ ہے تا لوگوں کو متمدن دنیا کے اصول سے واقف کیا جاوے اور مہذب بنایا جاوے حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے مگر اس میں اشارہ ہے کہ ظلی طور پر دنیا میں بھی بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لئے اسمیں اشارۃً ملک وقت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایما ہے۔ یہاں کافر اور مشرک اور موحد بادشاہ کسی قسم کی قید نہیں بلکہ عام طور پر ہے کسی مذہب کا بادشاہ ہو مذہب اور اعتقاد کے حصے جدا ہیں قرآن میں جہاں جہاں خدا نے محسن کا ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ مسلمان ہو اور موحد ہو اور فلاں سلسلہ کا ہو بلکہ عام طور پر محسن کی نسبت فرمایا خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ کہ کیا احسان کا بدلا احسان کے سوا بھی ہو سکتا ہے۔

اب ہم اپنی جماعت کو اور تمام سننے والوں کو بڑی صفائی اور وضاحت سے سُناتے ہیں کہ سلطنت انگریزی ہماری محسن ہے اُس نے ہم پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں۔ جسکی عمر ۶۰ یا ۷۰ برس کی ہوگی وہ خوب جانتا ہوگا کہ ہم پر سکھوں کا ایک زمانہ گذرا ہے اُسوقت مسلمانوں پر جسقدر تنگی تھی وہ پوشیدہ نہیں ہیں اُنکو یاد کرکے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اُسوقت مسلمانوں کو عبادات اور فرائض مذہبی کی بجاآوری سے جو اُنکو جان سے عزیز تر ہیں روکا گیا تھا۔ بانگ نماز جو نماز کا مقدمہ ہے اُسکو بآواز بلند پکارنے سے روکا گیا تھا۔ اگر کبھی مؤذن کے مُنہ سے سہوًا اللہ اکبر بآواز بلند نکل جاتا تو اُسکو مار دیا جاتا تھا۔ اسیطرح پر مسلمانوں کے حلال و حرام کے معاملہ میں بیجا تصرف کیا گیا تھا۔ ایک گائے کے مقدمہ میں ایک دفعہ پانچ ہزار غریب مسلمان قتل کئے گئے بٹالہ کا واقعہ ہے کہ ایک سید وہیں کا رہنے والا باہر سے دروازہ پر آیا وہاں گائیوں کا ہجوم تھا اُسنے تلوار کی نوک سے ذرا ہٹایا اور ایک گائے کے چمڑے کو خفیف سی خراش پہونچگئی وہ بیچارا پکڑ لیا گیا اور اس امر پر زور دیا گیا کہ اسکو قتل کردیا جائے آخر بڑی سفارشوں کے بعد اُسکا ہاتھ کاٹا گیا۔ مگر اب دیکھو کہ ہر قوم و مذہب کو کیسی آزادی ہے ہم صرف مسلمانوں کا ذکر کرتے ہیں۔ فرائض مذہبی اور عبادات کے بجالانے میں سلطنت نے پوری آزادی دے رکھی ہے اور کسی کے مال و جان و آبرو سے کوئی ناحق کا تعرض نہیں۔ برخلاف اُس پر فتن وقت کے کہ ہر ایک شخص کیسا ہی اُسکا حساب پاک ہو اپنی جان و مال پر لرزتا رہتا تھا۔ اب اگر کوئی خود اپنا چلن خراب کرے اور اپنی بے اندامی اور ارتکاب جرایم سے خود مستوجب عقوبت ٹھہر جاوے تو اور بات ہے یا خود ہی سوء اعتقاد اور غفلت کی وجہ سے عبادت میں کوتاہی کرے تو جدا امر ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ہر طرح کی پوری آزادی ہے۔ اسوقت جسقدر عابد بننا چاہو بنو کوئی روک نہیں گورنمنٹ خود معابد مذہبی کی حرمت کرتی ہے اور اُن کی مرمت وغیرہ پر ہزاروں روپیہ خرچ کردیتی ہے سکھوں کے زمانہ میں اس کے خلاف یہ حال تھا کہ مسجدوں میں بھنگ گھٹتی تھی اور گھوڑے بندھتے تھے جن کا نمونہ خود یہاں قادیان میں موجود ہے

اور پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں اس کے نمونے ملیں گے۔ لاہور میں آج تک کوئی ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہیں آج اُس کے مقابل میں گورنمنٹ انگلشیہ ان بزرگ مکانوں کی ہر قسم کی واجب عزت کرتی ہے اور مذہبی مکانات کی تکریم اپنے فرائض میں سے سمجھتی ہے جیساکہ ان ہی دنوں حضور ویسرائے لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نے دہلی کی جامع مسجد میں جوتا پہنکر جانے کی مخالفت اپنی عملی حالت سے ثابت کردی اور قابل اقتدا نمونہ بادشاہانہ اخلاق فاضلہ کا دیا اور اُن کی اُن تقریروں سے جو وقتاً فوقتاً انھوں نے مختلف موقعوں پر کی ہیں صاف معلوم ہوگیا ہے کہ وہ مذہبی مکانات کی کیسی عزت کرتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ گورنمنٹ نے کہیں منادات نہیں کی کہ کوئی بآواز بلند بانگ نہ دے یا روزہ نہ رکھے بلکہ انھوں نے ہر قسم کی تغذیہ کے سامان مہیا کئے ہیں جسکا سکھوں کے ذلیل زمانہ میں نام و نشان تک نہ تھا۔ برف۔ سوڈا واٹر اور بسکٹ ڈبل روٹی وغیرہ ہر قسم کی غذائیں بہم پہونچائیں اور ہر قسم کی سہولت دی ہے یہ ایک ضمنی امداد ہے جو ان لوگوں سے ہمارے شعائر اسلام کو پہونچی ہے۔ اب اگر کوئی خود روزہ نہ رکھے تو یہ اور بات ہے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان خود شریعت کی توہین کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جنھوں نے ان دنوں روزے رکھے ہیں وہ کچھ دُبلے نہیں ہو گئے۔ اور جنھوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینہ کو گذارا ہے وہ کچھ موٹے نہیں ہوگئے اُنکا بھی وقت گذر گیا اور اُنکا بھی زمانہ گذر گیا۔ جاڑے کے روزے تھے صرف غذا کے اوقات کی ایک تبدیلی تھی سات آٹھ بجے نہ کھائی چار پانچ بجے کھالی۔ باوجود اس قدر رعایت کے پھر بھی بہتوں نے شعائر اللہ

کی عظمت نہیں کی اور خدا تعالیٰ کے اس واجب التکریم مہمان ماہ رمضان کو بُری حقارت سے دیکھا۔ اسقدر آسانی کے مہینوں میں رمضان کا آنا ایک قسم کا معیار تھا۔ اور مطیع و عاصی میں فرق کرنے کے لئے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آسانی بھی سلطنت نے ہر قسم کی آزادی دے رکھی ہے طرح طرح کے پھل اور غذائیں میسر آتی ہیں کوئی آسایش و آرام کا سامان نہیں جو آج مہیا نہ ہو سکتا ہو۔ باایںہمہ جو پروا نہیں کی گئی اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ دلوں میں خدا پر ایمان نہیں رہا۔ افسوس خدا کا ایک ادنیٰ بھنگی کے برابر بھی لحاظ نہیں کیا جاتا گویا یہ خیال ہے کہ خدا سے کبھی واسطہ ہی نہ ہو گا اور نہ اُس سے کبھی پالا پڑے گا اور اُس کی عدالت کے سامنے جانا ہی نہیں کاش منکر غور کریں اور سوچیں کہ کروڑوں سورجوں کی روشنی سے بھی بڑھکر خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں افسوس کی جگہ ہے کہ ایک جوتہ کو دیکھکر یقینی طور پر سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ مگر یہ کسقدر بدبختی ہے کہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا مخلوق کو دیکھ کر بھی اُس پر ایمان نہ ہو یا ایسا ایمان ہو جو نہ ہونے میں داخل ہے۔ خدا تعالیٰ کی بہت بہت رحمتیں ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ اُس نے ہمکو جلتے ہوئے تنور سے نکالا سکھوں کا زمانہ ایک آتشی تنور تھا اور انگریزوں کا قدم رحمت و برکت کا قدم ہے۔ مینے سنا ہے کہ جب اول ہی اول انگریز آئے تو ہوشیارپور میں کسی موذن نے اونچی اذان کہی چونکہ ابھی ابتدا تھی اور ہندوؤں اور سکھوں کا خیال تھا کہ یہ بھی اونچی اذان کہنے پر روکیں گے یا ان کی طرح اگر گائے کو کسی سے زخم لگ جاوے تو اُس کا ہاتھ

کاٹیں گے۔ اُس اونچی اذان کہنے والے موذن کو پکڑ لیا۔ ایک بڑا ہجوم ہوگیا اور ڈپٹی کمشنر کے سامنے وہ لایا گیا بڑے بڑے رئیس مہاجن جمع ہوئے اور کہا حضور ہمارے آٹے بھرشٹ ہوگئے ہمارے برتن ناپاک ہوگئے جب یہ باتیں اُس انگریز کو سنائی گئیں تو اُسے بڑا تعجب ہوا کہ کیا بانگ میں ایسی خاصیت ہے کہ کھانیکی چیزیں ناپاک ہو جاتی ہیں اُسنے سررشتہ دار سے کہا کہ جب تک تجربہ نہ کر لیا جاوے اس مقدمہ کو نہ کرنا چاہئے چنانچہ اُس نے موذن کو حکم دیا کہ تو پھر اُسیطرح بانگ دے وہ ڈرا کہ شاید دوسرا جرم نہ ہو مگر جب اُس کو تسلی دیگئی اُس نے اُسی قدر زور سے بانگ دی۔ صاحب بہادر نے کہا کہ ہمکو تو اس سے کوئی ضرر نہیں پہونچا سررشتہ دار سے پوچھا کہ تمکو کوئی ضرر پہونچا اُس نے بھی کہا کہ حقیقت میں کوئی ضرر نہیں۔ آخر اُس کو چھوڑ دیا گیا اور کہا گیا جاؤ جسطرح چاہو بانگ دو۔ اللہ اکبر یہ کسقدر آزادی ہے اور کسقدر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ پھر ایسے احسان پر اور ایسے انعام صریح پر بھی اگر کوئی دل گورنمنٹ انگریزی کا احسان محسوس نہیں کرتا وہ دل بڑا کافر نعمت اور نمک حرام اور سینہ سے چیر کر نکال ڈالنے کے لائق ہے۔

خود ہمارے اس گاؤں میں جہاں ہماری مسجد ہے کارداروں کی جگہ تھی ہمارے بچپن کا زمانہ تھا لیکن مینے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ جب انگریزی دخل ہو گیا تو چند روز تک وہی قانون رہا۔ ایک کاردار آیا ہوا تھا اُس کے پاس ایک مسلمان سپاہی تھا وہ مسجد میں آیا اور موذن کو کہا کہ بانگ دی

اُس نے وہی گنگنا کر اذان دی سپاہی نے کہا کہ کیا تم اسی طرح بانگ دیتے ہو موذن نے کہا ہاں اسی طرح دیتے ہیں سپاہی نے کہا کہ نہیں کوٹھے پر چڑھکر اونچی آواز سے اذان دے اور جسقدر زور سے ممکن ہو دے وہ ڈرا آخر اُس نے زور سے بانگ دی تمام ہندو اکٹھے ہو گئے اور ملا کو پکڑ لیا وہ بیچارا بہت ڈرا اور گھبرایا کہ کاردار مجھے پھانسی دیدے گا۔ سپاہی نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں آخر سنگدل چھری مار برہمن اُسکو پکڑ کر کاردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاراج اس نے ہم کو بھرشٹ کر دیا کاردار تو جانتا تھا کہ سلطنت تبدیل ہو گئی ہے اور اب وہ سکھا شاہی نہیں رہی مگر ذرا دبی زبان سے پوچھا کہ تو نے اونچی آواز سے کیوں بانگ دی؟ سپاہی نے آگے بڑھکر کہا کہ اس نے نہیں مینے بانگ دی۔ کاردار نے کہا کہ کمبختو! کیوں شور ڈالتے ہو لاہور میں تو اب کھلے طور سے گائے ذبح ہوتی ہے تم ایک اذان کو روتے ہو۔ جاؤ چپکے ہو کر بیٹھ رہو۔ الغرض یہ واقعی اور سچی بات ہے جو ہمارے دل سے نکلتی ہے۔ جس قوم نے ہمکو تحت الثریٰ سے نکالا ہے اُس کا احسان ہم نہ مانیں یہ کسقدر ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

اس کے علاوہ بڑی جہالت پھیلی ہوئی تھی ایک بڈھے کمّی شاہ نے بیان کیا کہ مینے اپنے اُستاد کو دیکھا ہے کہ وہ بڑے تضرع سے دعا کرتے تھے کہ صحیح بخاری کی ایک دفعہ زیارت ہو جائے اور بعض وقت اس خیال پر کہ کہاں ممکن ہے دعا کرتے کرتے انکی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اب وہی بخاری دو چار روپیہ میں امرتسر اور لاہور سے ملتی ہے۔ ایک مولوی شیر محمد صاحب تھے کہیں دو چار ورق احیاء العلوم کے اُن کو مل گئے کتنی مدت تک ہر نماز کے بعد نمازیوں کو بڑی خوشی

اور تڑسے دیکھا کرتے تھے کہ یہ احیاء العلوم ہے اور تڑپتے تھے کہ پوری کتاب کہیں سے مل جائے اب جا بجا احیاء العلوم مطبوعہ موجود ہے۔ غرض انگریزی قدم کی برکت سے لوگوں کی دینی آنکھ بھی کھل گئی ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اسی سلطنت کے ذریعہ دین کی کسقدر اعانت ہوئی ہے کہ کسی سلطنت میں ممکن ہی نہیں۔ پریس کی برکت اور ہر قسم کے کاغذ کی ایجاد سے ہر قسم کی کتابیں تھوڑی تھوڑی قیمت پر میسر آسکتی ہیں اور پھر ڈاکخانہ کے طفیل سے کہیں سے کہیں گھر بیٹھے بٹھائے پہونچ جاتی ہیں اور یوں دین کی صداقتوں کی تبلیغ کی راہ کسقدر سہل اور صاف ہو گئی ہے۔ پھر منجملہ اور برکات کے جو تائید دین میں اس گورنمنٹ کے عہد میں ملی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ عقلی قویٰ اور ذہنی طاقتوں میں بڑی ترقی ہوئی ہے اور چونکہ گورنمنٹ نے ہر ایک مذہب کو اس کے مذہب کی اشاعت کی آزادی دی ہے اسطرح پر لوگوں کو ہر ایک مذہب کے اصول اور دلایل پر کھنے اور ان پر غور کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ اسلام پر جب مختلف مذہب والوں نے حملے کئے تو اہل اسلام کو اپنے مذہب کی تائید اور صداقت کے لئے اپنی مذہبی کتابوں پر غور کرنے کا موقع ملا اور اُن کی عقلی قوتوں میں ترقی ہوئی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جیسے جسمانی قویٰ ریاضت کرنے سے بڑھتے ہیں ایسا ہی روحانی قویٰ بھی ریاضت سے نشو و نما پاتے ہیں۔ جیسا گھوڑا چابک سوار کے نیچے آکر درست ہوتا ہے اسی طرح سے انگریزوں کے آنے سے مذہب کے اصولوں پر غور کرنے کا موقع ملا اور تدبر کرنے والوں کو استقامت اور استحکام مذہب حق میں زیادہ ملگیا اور جس جس موقعہ پر قرآن کریم کے مخالفوں نے انگشت رکھی وہیں سے غور کرنے والوں کو ایک گنج معارف کا ملا۔ اور اس آزادی کی وجہ سے علم کلام نے معتدبہ ترقی کی اور وہ مخصوصاً اسجگہ ہوئی ہے اب اگر روم یا شام کا رہنے والا خواہ وہ کیسا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو آجاوے تو وہ عیسائیوں کے یا آریوں کے اعتراضات کا کافی جواب نہ دیسکیگا کیونکہ اُنکو ایسی آزادی اور وسعت کے ساتھ مختلف مذاہب کے اصولوں کے موازنہ کرنے کا موقع نہیں ملا غرض جیسے جسمانی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ملک میں امن ہوا۔ ایسے ہی روحانی امن بھی پوری طرح پھیلا چونکہ ہمارا تعلق دینی اور روحانی باتوں سے ہے۔ اس لئے ہم زیادہ تر اُن امور کا ذکر کریں گے جو فرائض مذہب کے ادا کرنے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہم کو بطور احسان ملے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان پوری آزادی اور اطمینان کے ساتھ عبادات کو تب ہی بجا لا سکتا ہے کہ اس میں چار شرطیں موجود ہوں اور وہ یہ ہیں۔

اول صحت اگر کوئی شخص ایسا ضعیف ہو کہ چار پائی سے اُٹھ نہ سکے وہ صوم و صلوٰۃ کا کیا پابند ہو سکتا ہے۔ اسی طرح پر حج زکوٰۃ وغیرہ بہت سے ضروری امور کی بجا آوری سے قاصر رہے گا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے طفیل سے ہمکو صحت جسمانی کے بحال رکھنے کے لئے کسقدر سامان ملے ہیں۔ ہر بڑے شہر اور قصبہ میں کوئی نہ کوئی ہسپتال ضرور ہے جہاں مریضوں کا علاج نہایت دلسوزی اور ہمدردی سے کیا جاتا ہے اور دوا غذا وغیرہ مفت دی جاتی ہیں بعض بیماروں کو ہسپتال میں رکھکر ایسے طور پر انکی نگہداشت اور غور و پرداخت کیجاتی ہے کہ کوئی اپنے گھر میں بھی ایسی آسانی اور سہولت اور آرام کے ساتھ علاج نہیں کر سکتا۔

حفظان صحت کا ایک الگ محکمہ بنا رکھا ہے جسپر کروڑہا روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ قصبات اور شہروں کی صفائی کے بڑے بڑے سامان بہم پہونچائے ہیں۔ گندے پانی اور مواد ردیہ مضر صحت کو دفع کرنے کے لیے الگ انتظام ہیں۔ پھر ہر قسم کی سریع الاثر ادویہ طیار کرکے بہت کم قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں یہانتک کہ ہر ایک آدمی چند دوائیں اپنے گھر میں رکھکر بوقت ضرورت علاج کر سکتا ہے۔

بڑے بڑے میڈیکل کالج جاری کرکے طبی تعلیم کو کثرت سے پھیلایا یہانتک کہ دیہات میں بھی ڈاکٹر ملتے ہیں۔ بعض خطرناک امراض چیچک۔ ہیضہ طاعون وغیرہ کے دفعیہ کے لیے الگ محکمے ہیں۔ جو ابھی طاعون کے متعلق جسقدر کارروائی گورنمنٹ کی طرف سے عمل میں آئی ہے وہ بہت ہی کچھ شکر گزاری کے قابل ہے۔ غرض صحت کے لحاظ سے گورنمنٹ نے ہر قسم کی ضروری امداد دی ہے اور اسطرح پر عبادت کے لئے پہلی اور ضروری شرط پورا کرنے کے واسطے بہت بڑی مدد دی ہے۔

دوسری شرط ایمان ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اور اُس کے احکام پر ایمان ہی نہ رہا ہو اور اندر ہی اندر بیدینی اور الحاد کا جذام لگ گیا ہو پھر بھی تعمیل احکام الٰہی نہیں ہوتی جیسے بہت لوگ کہتے ہیں ترا بہ حگ مٹھاتے اگلا کن ڈٹھا۔ افسوس ہے دو آدمیوں کی شہادت پر ایک مجرم کو پھانسی مل سکتی ہے مگر باوجودیکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور بے انتہا ولیوں کی شہادت موجود ہے

لیکن ابھی تک اس قسم کا الحاد ان لوگوں کے دلوں سے نہیں گیا۔ ہر زمانہ میں خدا تعالےٰ اپنے مقتدر نشانوں اور معجزات سے انا الموجود کہتا ہے مگر یہ کم بخت کان رکھتے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ غرض یہ شرط بھی بہت بڑی ضروری شرط ہے اس کے لئے بھی ہمیں گورنمنٹ انگلشیہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایمان و اعتقاد پختہ کرنے کیلئے عام تعلیم مذہبی کی ضرورت تھی اور مذہبی تعلیم کا انحصار مذہبی کتابوں کی اشاعت سے وابستہ تھا۔ پریس ڈاک خانہ کی برکت سے ہر قسم کی مذہبی کتابیں مل سکتی ہیں اور اخبارات کے ذریعہ تبادلہ خیالات کا موقع ملتا ہے۔ سعید الفطرت لوگوں کے لئے بڑا بھاری موقع حاصل ہے کہ ایمان و اعتقاد میں رسوخ حاصل کریں۔ ان باتوں کے علاوہ جو ضروری اور اشد ضروری بات ایمان کے رسوخ کیلئے ہے وہ خدا تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اُس شخص کے ہاتھ پر سرزد ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اور اپنے طرز عمل سے گم شدہ صداقتوں اور معرفتوں کو زندہ کرتا ہے۔ سو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اُس نے اس زمانہ میں جسکو پھر

ایمان زندہ کرنیکے لئے مامور کیا

اور اس لئے بھیجا کہ تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں وہ بھی اسی مبارک گورنمنٹ کے عہد میں آیا۔ وہ کون؟

وہی جو تم میں کھڑا ہوا بول رہا ہے

چونکہ یہ مسلم بات ہے کہ جب تک پوری طور پر ایمان نہ ہو نیکی کے اعمال انسان علیٰ وجہ الاتم بجا نہیں لا سکتا جسقدر کوئی پہلو یا کنگرہ ایمان کا گرا ہوا ہو اسی قدر انسان اعمال میں سست اور کمزور ہوگا اس بنا پر ولی وہ کہلاتا ہے جس کا ہر پہلو سالم ہو اور وہ کسی پہلو سے کمزور نہ ہو اُسکی عبادات اکمل و اتم طور پر صادر ہوتی ہیں غرض دوسری شرط ایمان کی سلامتی ہے۔

تیسری شرط انسان کے لئے طاقت مالی ہے مساجد کی تعمیر اور امور متعلقہ اسلام کی بجا آوری مالی طاقت پر منحصر ہے۔ اس کے سوا تمدنی زندگی اور تمام امور کا اور خصوصاً مساجد کا انتظام بہت مشکل سے ہوتا ہے اب اس پہلو کے لحاظ سے گورنمنٹ انگلشیہ کو دیکھو۔ گورنمنٹ نے ہر قسم کی تجارت کو ترقی دی۔ تعلیم پھیلا کر ملک کے باشندوں کو نوکریاں دیں اور بڑے بڑے عہدے دیے۔ سفر کے وسائل بہم پہونچا کر دوسرے ملکوں میں جا کر روپیہ کمانے میں مدد دی چنانچہ ڈاکٹر۔ پلیڈر۔ عدالتوں کے عہدہ دار سررشتہ تعلیم وغیرہ بہت سے ذریعوں سے لوگ معقول روپیہ کماتے ہیں اور تجارت کرنے والے سوداگر قسم قسم کے تجارتی مال ولایت اور دور دراز ملکوں افریقہ اور اسٹریلیا وغیرہ میں جا کر مالا مال ہو کر آتے ہیں غرض روزگار عام کر دیا اور روپیہ کمانے کے بہت سے ذریعے پیدا کر دیے۔

چوتھی شرط امن ہے یہ امن کی شرط انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اسکا انحصار علی الخصوص سلطنت پر رکھا گیا ہے۔ جسقدر سلطنت نیک نیت اور اُسکا دل کھوٹ سے پاک ہوگا اُسی قدر یہ شرط زیادہ صفائی سے پوری ہوگی۔ اب اس زمانہ میں امن کی شرط اعلیٰ درجہ پر پوری ہو رہی ہے میں خوب یقین رکھتا ہوں کہ سکھوں کے زمانہ کے دن انگریزوں کے زمانہ کے راتوں سے بھی کم درجہ پر تھے یہاں سے قریب ہی بُوٹر* ایک گاؤں ہے وہاں اگر کوئی عورت جایا کرتی تھی تو رو رو کر جایا کرتی تھی کہ خدا جانے پھر واپس آنا ہوگا یا نہیں سکھوں کے جور و ظلم کی یہ نشانی اب تک بھی قائم ہے کہ باوجودیکہ اب راستے صاف اور امن سے پُر ہیں لیکن پھر بھی اکثر جب کوئی سفر کو جاتا ہے تو رو رو کر بچھڑتا ہے۔ ایڈیٹر۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ زمین کی انتہا تک چلا جاوے کسی قسم کا خطرہ نہیں سفر کے وسایل ایسے آسان کر دیئے ہیں کہ ہر ایک قسم کا آرام حاصل ہے گویا گھر کی طرح ریل میں بیٹھا ہوا یا سویا ہوا جہاں چاہے چلا جاوے۔ مال و جان کی حفاظت کے لئے پولیس کا وسیع صیغہ موجود ہے۔ حقوق کی حفاظت کے لئے عدالتیں کھلی ہیں جہاں تک چاہے چلا جاوے یہ کس قدر احسان ہیں جو ہماری عملی آزادی کا موجب ہوئے ہیں۔

پس اگر ایسی حالت میں جبکہ جسم و روح پر بے انتہا احسان ہو رہے ہیں ہم میں حلالکاری اور شکر گذاری کا مادہ پیدا نہیں ہوتا تو تعجب کی بات ہے؟ جو مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ وجہ کیا ہے؟ اس لئے کہ وہ مخلوق بھی تو خدا ہی کا فرستادہ ہوتا ہے اور خدا ہی کے ارادہ کے تحت میں چلتا ہے۔ الغرض یہ سب امور جو پیچھے بیان کئے ہیں ایک نیک دل انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ ایسے محسن کا شکر گذار ہو یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں اور اپنی تقریروں میں گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ ہمارا دل واقعی اُس کے احسانات کی لذت سے بھرا ہوا ہے احسان فراموش نادان اپنی منافقانہ فطرتوں پر قیاس کر کے ہمارے اس طریق عمل کو جو صدق اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جھوٹی خوشامد پر حمل کرتے ہیں

مراد علی

* موضع قادیان سے یہ گاؤں دو میل ہوگا۔ جمالی

اب میں پھر اصل بات کی طرف عود کرکے بتلانا چاہتا ہوں کہ پہلے اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے رب الناس فرمایا پھر ملک الناس آخر میں الٰہ الناس فرمایا جو اصلی مقصود اور مطلوب انسان کا ہے۔ اِلٰہ کہتے ہیں معبود مقصود مطلوب کو لا الٰہ الا اللّٰہ کے معنی یہی ہیں کہ لامعبود لی ولامقصود لی ولامطلوب لی الا اللّٰہ یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح وستایش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھیرایا جاوے۔ پھر فرمایا من شر الوسواس الخناس یعنی وسوسہ ڈالنے والے خناس کے شر سے پناہ مانگو خناس عربی میں سانپ کو کہتے ہیں جسے عبرانی میں نحاش کہتے ہیں اسلئے کہ اس نے پہلے بھی بدی کی تھی یہاں ابلیس یا شیطان نہیں فرمایا تاکہ انسان کو اپنی ابتدائی ابتلا یاد آوے کہ کسطرح شیطان نے اُن کے ابوین کو دھوکا دیا تھا اُس وقت اُس کا نام خنّاس ہی رکھا گیا تھا یہ ترتیب خدا نے اس لئے اختیار فرمائی ہے تاکہ انسان کو پہلے واقعات پر آگاہ کرے کہ جس طرح شیطان نے خدا کی اطاعت سے انسان کو فریب دیکر روگرداں کیا ویسے ہی وہ کسی وقت ملک وقت کی اطاعت سے بھی عاصی اور روگرداں نہ کراوے۔ یوں انسان ہر وقت اپنی نفس کے ارادوں اور منصوبوں کی جانچ پڑتال کرتا رہے کہ مجھ میں ملک وقت کی اطاعت کسقدر ہے اور کوشش کرتا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے کہ کسی مدخل سے شیطان اُس میں داخل نہ ہو جاوے۔ اب اس سورۃ میں جو اطاعت کا حکم ہے وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کا حکم ہی ہے کیونکہ اصلی اطاعت اُسی کی ہے مگر والدین۔ مرشد و ہادی اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا بھی حکم ہے کیونکہ انکی اطاعت کا بھی حکم خدا ہی نے دیا ہے۔ اور اطاعت کا فائدہ یہ ہوگا کہ خنّاس کے قابو سے بچ جاؤگے۔ پس پناہ مانگو کہ خناس کی وسوسہ اندازی کے شر سے محفوظ رہو کیونکہ مومن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا۔ ایک بار جس راہ سے مصیبت آئی دوبارہ اُس میں نہ پھنسو۔ پس اس سورۃ میں صریح اشارہ ہے کہ بادشاہ وقت کی اطاعت کرو۔ خناس میں خواص اُسی طرح ودیعت رکھے گئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے درخت پانی آگ وغیرہ چیزوں اور عناصر میں خواص رکھے ہیں عنصر کا لفظ اصل میں عنسر ہے عربی میں ص اور س کا بدل ہوجاتا ہے یعنی یہ چیز اسرار الٰہی میں سے ہے درحقیقت یہاں آکر انسان کی تحقیقات رُک جاتی ہے غرض ہر ایک چیز خدا ہی کی طرف سے ہے خواہ وہ بسائط کی قسم سے ہو خواہ مرکبات کی قسم سے جبکہ یہ بات ہے کہ ایسے بادشاہوں کو بھیجکر اُس نے ہزارہا مشکلات سے ہمکو چھڑایا اور ایسی تبدیلی بخشی کہ ایک آتشی تنور سے نکال کر ایسے باغ میں پہونچا دیا جہاں فرحت افزا پودے ہیں اور ہر طرف ندیاں جاری ہیں اور ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں چل رہی ہیں پھر کسقدر ناشکری ہوگی اگر کوئی اُنکی احسانات کو فراموش کردے خاصکر ہماری جماعت کو جسکو خدا نے بصیرۃ دی ہے اور اُنمیں نفاق نہیں ہے شکر گذاری کا بڑا عمدہ نمونہ بننا چاہیے مجھے کامل یقین ہے کہ میری جماعت میں نفاق نہیں ہے اور میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں اُنکی فراست نے غلطی نہیں کی اس لئے کہ میں درحقیقت وہی ہوں جسکے آنے کو ایمانی فراست نے مانتے پر متوجہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ میں وہی صادق اور امین اور موعود ہوں جسکا وعدہ لوگوں کو ہمارے سید و مولیٰ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا مگر جنھوں نے مجھ سے تعلق پیدا نہیں کیا وہ اس نعمت سے محروم رہے ہیں فراست گویا ایک کرامت ہے یہ لفظ فراست بفتح الفا بھی ہے اور بکسر الفا بھی۔ زبر کے ساتھ اس کے معنی ہیں گھوڑے پر چڑھنا مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے خدا کیطرف سے اسکو نور ملتا ہے جس سے وہ راہ پاتا ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتقوا فراست المومن فانہ ینظر بنور اللّٰہ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے غرض ہماری جماعت کی فراست کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔ اسی طرح میں اُمید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں ترقی کریگی کیونکہ وہ منافق نہیں ہے اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرز عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو اُنکی تعریفیں کرتے ہیں اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں۔

سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو

نیکی کرنیوالوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنیوالوں کو معاف کرو

کوئی شخص صدیق نہیں ہو سکتا جبتک وہ یکرنگ نہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے مثل مشہور ہے دروغگورا حافظہ نباشد۔

اسوقت میں ایک اور ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مہمیں پیش آتی ہیں اور وہ بھی رعایا ہی کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں تم نے دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو سرحد پہ کئی بار جنگ کرنی پڑی ہے۔ گو سرحدی لوگ مسلمان ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ انکا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا کسی مذہبی حیثیت اور پہلو سے درست نہیں ہے اور نہ وہ حقیقۃً مذہبی پہلو سے لڑتے ہیں۔

غلام مولا

کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی ؟ بیشک دی ہوئی ہے اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جسکی نظیر کابل اور نواح کابل میں رہ کر بھی نہیں مل سکتی۔ امیر کے حالات اچھے سننے میں نہیں آتے ان سرحدی مجنونوں کے لڑنیکی کوئی وجہ بجز بیت کی نہیں ہے دس بیس روپے ملجاویں تو وہ غازی بن غرق ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ ظالم طبع ہیں جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں اسلام بادشاہ وقت اور محسن کے حقوق قائم کرتا ہے یہ دنی الطبع لوگ اپنی پیٹ کی خاطر حدود اللہ کو توڑتے ہیں اور ان کی رزالت اور سفاہت اور سفاکی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ ایک روٹی کے لئے بآسانی ایک انسان کا خون کر دیتے ہیں ایسا ہی آجکل ہماری گورنمنٹ کو ٹرانسوال کی ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت کے ساتھ مقابلہ ہے۔ وہ سلطنت پنجاب سی بڑی نہیں ہے اور یہ سراسر اُس کی حماقت ہے کہ اسقدر بڑی سلطنت کے ساتھ مقابلہ شروع کیا ہے لیکن اسوقت جبکہ مقابلہ شروع ہو گیا ہے ہر ایک مسلمان کا حق ہے کہ انگریزوں کی کامیابی کے لئے دُعا کرے۔ ہمکو ٹرانسوال سے کیا غرض جسکے ہمپر ہزاروں احسان ہیں ہمارا فرض ہے کہ اُسکی خیر خواہی کریں۔ ایک ہمسایہ کے اتنے حقوق ہیں کہ اسکی تکلیف سنکر اُسکا پتہ پانی ہو جاتا ہے تو کیا اب ہمارے دلوں کو سرکار انگلشیہ کے وفادار سپاہیوں کے مصائب پڑھکر صدمہ نہیں پہونچتا۔ میرے نزدیک وہ بڑا سیاہ دل ہے جسے گورنمنٹ کے دُکھ اپنی دُکھ معلوم نہیں ہوتے۔

یاد رکھو جذام کئی قسم کے ہوتے ہیں ایک جذام جسم کو لگ جاتا ہے جسکو کوڑھ کہتے ہیں اور ایک جذام روح کو لگ جاتا ہے ہمارے یہاں ایک شخص بازار میں رہا کرتا تھا اگر کوئی مقدمہ کسی پر ہو جاتا تو پوچھا کرتا تھا کہ مقدمہ کی کیا صورت ہے اگر کسی نے کہدیا کہ وہ بری ہو گیا یا اچھی صورت ہے تو اُسپر آفت آجاتی اور چپ ہو جاتا۔ اگر کوئی کہدیتا کہ فرد قرارداد جرم لگ گئی تو بہت خوش ہوتا اور اُسکو پاس بٹھاکر سارا قصہ سنتا غرض بعض آدمیوں کی فطرت میں بد اندیشی کا مادہ ہوتا ہے کہ وہ بُری خبریں سُننا چاہتے ہیں اور کسی کی بُرائی پر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کی سیرت اُن کے اندر ہوتی ہے پس بدخواہی کسی انسان کی بھی اچھی نہیں چہ جائیکہ محسن کی ہو۔ لہذا میں اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں کا نمونہ اختیار نہ کریں بلکہ پوری ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی کامیابی کے لئے دعا کریں اور عملی طور پر بھی وفاداری کے نمونے دکھائیں۔ ہم یہ باتیں کسی صلہ یا انعام کی خاطر نہیں کرتے ہمکو صلہ اور انعام اور دنیوی خطابات سے کیا غرض ہماری نیات کو علیم خدا خوب جانتا ہے کہ ہمارا کام محض اُس کے لئے اور اسی کے امر سے ہے۔ اُسی نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ محسن کا شکر کرو ہم اس شکر گذاری میں اپنے مولیٰ کریم کی اطاعت کرتے ہیں اور اُسی سے انعام کی اُمید رکھتے ہیں سو تم جو میری جماعت ہو اپنی محسن گورنمنٹ کی خوب قدر کرو۔ اب میں چاہتا ہوں کہ ٹرانسوال کے جنگ کے لئے ہم دعا کریں اس کے بعد حضرت اقدس نے نہایت جوش اور خلوص کے ساتھ دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور سب حاضرین نے جنکی تعداد ایکہزار سے متجاوز تھی دعا کی

اس ہفتہ کے مبایعین کے نام

(۱) خدا بخش صاحب وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
(۲) شیخ محمد اصغر علی صاحب حاجی پورہ سیالکوٹ
(۳) شیخ عنایت علی صاحب " "
(۴) شیخ محمد اکرم صاحب " "
(۵) بہادل خان صاحب ڈوگرانوالہ وڑیچہ۔ گوجرانوالہ
(۶) عمر الدین صاحب کشمیری " "
(۷) محمد شریف صاحب " "
(۸) فضل احمد صاحب ۔ تنجن ۔ شاہ پور
(۹) علی احمد صاحب " "
۱۰۔ میاں ہیبت صاحب " "
۱۱۔ والدہ موسومہ شیر محمد صاحب " "
۱۲۔ سید میر گل شاہ صاحب ۔ داتہ ہزارہ
۱۳۔ برکت علی صاحب ڈریسر کمپونڈ ملازمان محکمہ ہاسپٹل کلیڈ بنی ۔
۱۴۔ محمد خدا داد صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ریلوے ہسپتال لاہور
۱۵۔ رحیم بخش صاحب ریبہڑ ۔ انبالہ
۱۶۔ ولی محمد صاحب سنور ۔ پٹیالہ
۱۷۔ عالمہ مسماۃ زینب بی بی چک سکندر کھاریاں ۔ گجرات بنت مولوی حافظ احمد الدین
۱۸۔ محمد اسحاق صاحب دیپ گران ۔ ہزارہ
۱۹۔ محمد عالم صاحب " "
۲۰ موجدار صاحب نمبردار سٹھیالی قریب قادیان
۲۱۔ وزیر صاحب نمبردار بھیکری والہ "
۲۲۔ میاں شادی " "
محمد بخش صاحب ۔ قلعہ لال سنگھ ۔ گورداسپور
۲۴۔ سید جواد علی صاحب ہلائی کھڑیا ۔ کٹک
۲۵۔ عبد العزیز خان صاحب معلم سالجنگ "
۲۶۔ بھیکمن محمد صاحب " "
۲۷ شیخ قربان صاحب معہ اہلیہ رسولپور "
۲۸ شیخ رحمانی " " "
۲۹ بادل خان صاحب بالی سکری "
۳۰ صاحبداد خان صاحب " "
۳۱ فقیر خان صاحب " "
۳۲۔ مولوی سید انعام رسول صاحب جرام پور "
۳۳۔ اہلیہ " "
۳۴۔ والدہ " "
۳۴۔ مولوی سید رسول بخش صاحب " "
۳۵۔ اہلیہ " "
۳۶۔ سید دلیر حسین صاحب " "
۳۷۔ اہلیہ سید دلیر حسین صاحب " "
۳۸۔ رحمت اللہ صاحب بھامڑی قریب قادیان
۳۹۔ شیخ فضل کریم صاحب قانون گو بھیرہ
۴۰ محمد تقی صاحب سنور ریاست پٹیالہ
۴۱ اللہ دتا ۔ بستی کورٹ وریام جھنگ

ہو سکتا۔ (ایڈیٹر)

مختلف خبریں

مہاراجہ میسور پنجاب بیرو سیاحت کر رہے ہیں ۱۲ ماہ حال کو رونق افروز لاہور ہوئے۔

نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب نے گذشتہ ہفتہ کو جالندھر میں دربار کیا اور ۵۰ غیر سرکاری عہدہ داروں کو جنہوں نے انتظام طاعون میں مدد دی خلعت عطا کئے اور طاعون کے متعلق جامع تقریر کی فرمایا کہ ابتک ضلع ہذا کی ۱۱۰۰ دیہات میں وبا پھوٹ چکی کل ۴۴۲۳ واردات اور ۲۹۶۱۹ فوتیاں ہوئیں اور سات آٹھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

سرانتونی میکڈانل ۵ فروری کو لکھنؤ سے الہ آباد میں واپس آئے ۱۲ فروری سے اضلاع اعظم گڈھ گورکھپور بستی و لکھنؤ کا دورہ کرکے ۲۴ تک مراجعت کریں گے۔

احمد آباد کے ہندو دوکانداروں نے ہڑتال کر دی ہے اس لئے کہ ۲۰ ہزار مویشی چمڑے کے لئے ذبح کئے گئے ہیں۔ مذبح کے چند پٹھانوں اور ہندوؤں کے مابین کچھ جھگڑا بھی ہوا۔

کلکتہ میں مہاراجہ بھینگہ کی صدارت میں جو جلسہ ٹرانسوال فنڈ کے لئے ہوا۔ اس کے متعلق ۷۷ ہزار روپیہ ابتک جمع ہو چکا ہے۔

امیر حبیب اللہ جو فرانس کی طرف سے بطور سفیر کے کابل کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں آجکل مدراس میں کرنل اسکارٹ کے مہمان ہیں۔ ابھی تک گورنمنٹ سے انہوں نے کابل جانے کی اجازت نہیں لی۔ اب سنا ہے کہ کلکتہ سے رنگون گئے ہیں۔

لاہور میں وزیر صاحب پونچھ کے مکان سے ۲۰ ہزار کی چوری ہوئی تھی ایک فقیر کی جھونپڑی سے دام دام برآمد ہوئی۔

حاجیان حجاز کے لئے آخری جہاز ۱۵ فروری کو چاٹگام سے روانہ ہوگا۔

پشاور میں ایک گورہ سپاہی نے پنکھا قلی کو مار ڈالا تھا چیفکورٹ سے بری ہوا۔

ملتان میں ایک کالج کھولنے کی تجویز ہے

مہاراجہ پدوکوٹہ ۲۹ مارچ کو انگلستان تشریف لیجائینگے۔

مسٹر جسٹس سبرامنی آئر جج ہائیکورٹ مدراس ۵ ماہ کی رخصت لیں گے۔ غالباً انکی جگہ سر پاشیام آینگر قائممقام مقرر ہوں گے اگرچہ چار ایسے امیدوار اور حقدار ہیں۔

ضلع جہلم میں ڈاکہ زنی کی کثرت ہے صاحب ڈپٹی کمشنر نے حفاظت جان کے لئے ساہوکاروں کو ہتھیار دئے ہیں۔

نواب سر احسان اللہ خاں رئیس ڈھاکہ نے ۵ ہزار اور مہاراجہ سرجو تندر موہن ٹیگور نے ۲ ہزار روپیہ ٹرانسوال فنڈ میں دیا ہے۔

تار خبر کاپی رائٹ بل ۲ مارچ کے اجلاس کونسل میں پاس ہوگا۔

گورنمنٹ ہند کی کارکن کونسل کے ممبروں کو جو ولایت سے مقرر ہو کر آئیں لیکن ٹھیک سررشتہ سول یا ملٹری سے تعلق نہ رکھتے ہوں ۵ سال میعاد ختم کرنے پر ۳۰۰ پونڈ سالانہ پنشن ملا کریگی

خواجہ محمد خاں رئیس ہوتی نے والنٹیروں کے دستہ فوج کے لئے جو جنوبی افریقہ کو جانا ہے ۲ ہزار روپیہ دیا ہے۔

ممالک مغربی و شمالی کے ہر ایک گاؤں میں جھونپڑیاں بنائی جائیں گی تاکہ طاعون زدہ علاقوں سے جو آئیں وہ دس روز تک علیحدہ رکھے جائیں۔

یکم فروری کو بمبئی میں طاعون کے ۹۰ کیس اور ۶۰ موتیں ہوئیں۔

خان قلات کے علاقہ میں بعض لوگوں نے بغاوت کر دی تھی۔ مگر خان کے گورنر مہراللہ خاں نے باغی کو شکست دیکر قید کر لیا جو امید ہے کہ کوئٹہ میں رکھا جاویگا۔

نوجوان ولیعہد صاحب بڑودہ کالج میں داخل ہوئے۔

سالانہ جلسہ ندوۃ العلما کا امسال ایام ہولی میں پٹنہ میں ہوگا۔

گورنمنٹ انڈیا نے کرنسی آفس کو حکم بھیجا ہے کہ جو شخص روپے کے عوض طلائی سکہ لینا چاہیں انکو دیا جائے۔

گریٹ انڈین پننسولا ریلوے نے اپنے ملازموں کو نوٹس دیا ہے کہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو کمپنی کا ٹھیکہ ختم ہو جائیگا۔

کلکتہ کے ایک طالب علم بنگالی ایک ہی سال میں ریاضی اور طبعیات میں ایم اے کا امتحان خصوصیت کے ساتھ پاس کیا۔ پورے نمبر لئے وہ سرکاری وظیفہ پر ولایت بھیجا جائے گا۔

رنگون میں ایک گورے پولس افسر کی گولی سے ایک برہمی مر گیا پولیس نے تحقیقات کرکے کہا کہ گولی غلطی سے چھوٹ گئی تھی صاحب بے قصور ہیں لیکن اب سنا ہے کہ بڑے لاٹ حضور کرزن بہادر نے دوبارہ تحقیقات کا حکم دیا ہے۔

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات با تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصولڈاک قیمت واپس تو سچائی کیلئے یہی کافی ہے

(۱) قوت باہ چودہ قسم کی ضعف باہ کا حکمی علاج علاج قیمت خارجی ۵ علاج داخلی ۳

(۲) بواسیر خونی و بادی کیلئے اکسیر ۳ (۳) دلرفع جریان ہر قسم للعہ (۴) علاج آتشک ۲

(۵) سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم ۳

(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ۵ - (۷) مصفی خون ۲

(۸) سوانزول الماء کے آنکھ کی ہر ایک بیماری کے لئے مفید ہے فی تولہ ۳ -

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت صرف ایک مرض کے علاج کے لئے ہی اگر اسقدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زائد دوا مفت دیجاویگی۔

حکیم محمد امین

خادم امام الوقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مقام بٹالہ ضلع گورداسپور)

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

نقلی وجعلی ممیرے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میاسنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - سانگلی صاحب بہادر - ایم - بی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی - (۲) میں بڑی خوشی سے ممیری کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن ویکسینیشن آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند - (۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیری کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر بمنہ تعالیٰ شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر

قیمت اخبار عام سے سالانہ ۲/۱۲ پیشگی - اور خواص اور معاونین جیسے لطف فرماویں

بہ تریم با نو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۶ دار الامان قادیان ۱۳ شوال روز سہ شنبہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۳ فروری سنہ ۱۹۰۰ء جلد ۴

ایڈیٹوریل نوٹس

جنگ ٹرنسوال اور ہماری جماعت

اس امر کا اعلان ہمارے لئے نہایت ہی مسرت بخش ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود سلمہ ربہ کے جلسہ دعا برائے فتح جنگ ٹرنسوال کی طرز پر ہماری جماعت مختلف مقامات پر ایسے جلسے کر رہی ہے اور مجروحین جنگ کے لئے دلی جوش اور سچی ہمدردی کے ساتھ چندہ کر رہی ہے چنانچہ ضلع سیالکوٹ میں دعا فتح کے لئے سب سے پہلا جلسہ اسی ارادتمند قوم نے اپنے پیرو مرشد کے نقش قدم پر چلکر کیا ہے ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۰ء کو سیالکوٹ میں بمکان حکیم حسام الدین صاحب یہ جلسہ ہوا جس میں مجروحین کے لئے چندہ کی فہرست کھولی گئی اور حضرت اقدس کی وہ تقریر جو آپ نے عید الفطر کی تقریب پر جلسہ دعا میں فرمائی تھی پڑھی گئی تاکہ گورنمنٹ کے احسانات اور اپنے فرائض کی مسلمانوں کو اطلاع ہو - ایک معقول چندہ کی رقم جمع ہو گئی ہے ہم ان تمام رویدادوں کو اختصار کے ساتھ اپنے اخبار میں جگہ دیں گے - امید کی جاتی ہے کہ اس قسم کے جلسے ہر ایک شہر میں ہماری جماعت کرے گی - اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہر ایک شہر کی انجمن اپنے جلسہ کی مختصر رویداد بغرض اشاعت بھیجیں گے۔

مورخ گبن کا خیال

۸ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کے پایونیر میں اس کے کسی نامہ نگار نے مشہور مورخ گبن کی کتاب "رومۃ الکبریٰ کے تنزل اور بربادی" میں سے یہ فقرہ شائع کرایا ہے جو کسی حد تک قابل غور ہے اور وہ یہ ہے اگر سلطنت پر طاعون - قحط یا ناکامیاب جنگوں سے کوئی آفت آئے اور دریائے نیل معمولی حد تک نہ چڑھے اگر زلزلوں سے زمین ہلا دی جاوے اور موسموں کے مزاج میں اعتدال نہ رہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ عیسائیوں کی جرائم و فسق و فجور

بفوق الفطرۃ قوتیں جوش میں آگئی ہیں اور بالآخر ربانی انصاف کی باری آگئی ہے یعنی وہ اخیر ربانی انصاف کے شکنجہ میں کسے جاتے ہیں۔

اس تحریر کے جواب میں سمجھو یا تائید میں ۳ر فروری کے پایونیر میں ایک پادری صاحب نے مندرجہ ذیل تحریر شائع کرائی ہے۔

ایک پادری صاحب نے ۳ر ماہ حال کے پائنیر میں ایک چٹھی چھپوائی ہے جسمیں انھوں نے اُن مضمون نگاروں کو جنھوں نے انگریزوں شکستوں کی وجہ لکھی تھی اور اُن میں سے ایک نامہ نگار نے گبن مورخ اعظم کا فقرہ نقل کردیا تھا کافر اور بیدین بنایا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ مورخ گبن ایک کافر مطلق تھا جس نے انجیل کے اقوال کی ہمیشہ غلط توضیح کی اور اس لئے وہ ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اُس سے زیادہ اور کون اندھا ہوسکتا ہے جو آنکھیں ہوتے ہوئے نہیں دیکھتا مگر جنکی آنکھوں میں بصارت ہے اور وہ اپنی بصارت سے کام لیتے ہیں اُن سے میں یہ کہتا ہوں کہ انگریزی راج پر جو کچھ مصیبتیں آرہی ہیں اور جن آفتوں میں وہ پھنس رہا ہے صرف اُسکی بد اعمالیوں اور مذہب عیسوی کو ترک کرنے کی وجہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام روشن ضمیر اصحاب میرے اس قول کی تائید کریں گے کہ افریقہ میں فاش شکستیں اور رہنماؤں اور افسروں کی فاش اغلاط سامان باربرداری کی بربادی۔ سپاہیوں اور سامان حرب کا خطرناک نقصان یہ شہادت دیتا ہے کہ جو ہاتھ عقل اور روشن ضمیری کے ساتھ ہمیشہ کام کیا کرتا تھا اُس نے اپنے کو علحدہ کرلیا ہے۔ بوئروں کا مارلینا بات ہی کیا تھا مگر جب خدا کا ہاتھ ہی ہمارے ساتھ نہ ہو پھر کیونکر کامیابی ہوسکتی ہے۔ محکمہ جنگ کی پریشانی۔ گورنمنٹ اور جنگی حکام کی ناچاقی سب اسبات کی دلیل ہے کہ خدا نے ہمارے کاموں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے۔

قحط اور طاعون اور ساتھ ہی انفلوئنزا کی خطرناک آفتیں جنھوں نے جنگ سے زیادہ خدا کی مخلوق کا ستھراؤ کردیا محض وجوہ بالا پر مبنی ہیں وہ روح جو ہمارے رہنماؤں کے کاموں میں ہماری الفاظ اور ہمارے اخباروں میں کام کر رہی ہے مسیح کی روح نہیں ہے بلکہ کفر کی روح ہے وہ اشخاص جو ہمپر حکومت کرتے ہیں اور وہ افسر جو ہماری فوجوں کو میدان جنگ میں لڑا رہے ہیں اپنی ایسی روشنی میں کررہے ہیں جو فی الحقیقت نفس تاریکی سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔ یہ وہ روشنی ہے جو خدا کے رستہ کو نہیں دکھاتی۔ اناجیل کی منادی سننے سے ہم نے اپنے کان بند کرلئے ہیں چرچ آف انگلینڈ انجیل کی منادی کررہا ہے مگر کوئی اس پر خیال نہیں کرتا اور ایک مقولہ ہی انجیل کا کان لگا کر نہیں سنا جاتا اس نہ سننے کا نتیجہ بین ہے۔ ہماری افسر اور سپاہی ہمارے حکمراں اور سوسائٹی کے رہنما سب کے سب ہی بلا کے بیدرماں میں پھنسے ہوئے ہیں ہمارے رہنما ملحد ہیں اور وہی ہمیں چلاتے ہیں پھر کیونکر خداوند کی مرضی پوری ہوسکتی ہے۔ یاد رکھو خدا ہی حکومت کرتا ہے اگرچہ تم اس کا مضحکہ ہی کیوں نہ اُڑاؤ دیکھو اب بھی آنکھیں کھولو ورنہ پھر بیدار ہونا بھی کام نہ دے گا۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ایک اسلامی مسجد کے واگذار کرنیکی درخواست

ہم ذیل میں ایک چٹھی شائع کرتے ہیں جو لاہور کی ایک مسجد کے واگذار کرنے کے متعلق ہے ہم صاحب مضمون کے ساتھ پوری طور پر متفق ہیں اور آیندہ گنجایش نکال کر انشاء اللہ حسب ضرورت مضامین لکھیں گے وہ چٹھی یہ ہے۔

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب سلامت آداب۔ عرض پرداز ہوں کہ ذیل کی چند سطور کو اپنے گرامی اخبار میں جگہ عنایت فرماویں۔ یہ ایک اسلامی خدمت ہے اور بندہ اس کے لئے جناب کے مشہور اسلامی اخبار کو بہتر خیال کرتا ہے ہماری ایک مودبانہ درخواست جناب لاٹ کرزن بہادر کی خدمت میں مسلمانوں کی خوش قسمتی سے اس وقت ایک منصف مزاج نیک طبیعت اور محسن حاکم ان پر حکمراں ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے اس نیک بندہ کو مسلمانوں کی بہتری سے ایک گونہ خوشی ملے اور وہ اسلام اور مسلمانوں اور اہل اسلام کے متبرک مقامات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے چنانچہ کئی ایک موقعہ پر ہم کو اس کا کافی ثبوت مل چکا ہے۔ جب حضور والا پچھلے دنوں لاہور میں تشریف لائے تھے تو آپ نے شاہی مسجد کے ملاحظہ فرمانے وقت چند اک درویشوں کے حجروں کے آگے چھپر پڑے ہوئے دیکھکر فرمایا تھا کہ

مسجد مسجد ہی کی حالت میں ہونے چاہئے اور نہ ایک جھونپڑی۔ اور اسی طرح جب آپ نے انارکلی بیگم کے مقبرہ کی سیر کی تو اسیگیہ جناب لاٹ صاحب پنجاب کے دفتر کی لائبریری کو دیکھکر جو کہ اس مقبرہ کی عمارت میں ہے فرمایا تھا کہ پرانی عمارات کو سرکاری کاموں کی لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان کو اپنی اصلی حالت میں رہنے دینا چاہئے اور ان کی حفاظت کرنی چاہئے اسکے بعد آپ دہلی کی جامع مسجد میں انگریزی سپاہیوں کا معہ جوتوں کے نہ جانے سے (جس کا آپ نے آیندہ کے لئے حکم دیا ہے اور خود سب سے پہلے اسپر عمل کیا ہے) اپنے اعلےٰ خیالات کا نمونہ دکھلا چکے ہیں

(چونکہ آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہی) اور اس لئے ہمکو اُمید ہے کہ ہم آیندہ بھی اپنی درخواستوں میں جو کہ بجا طور پر بڑے ادب سے جناب کی خدمت اقدس میں پیش کی جاویں گی کامیاب ہوں گے۔

جبسے کہ صوبہ پنجاب سلطنت انگریزی کے قبضہ میں آیا ہے تب ہی سے چند اک مسجدیں اور مقبرے سرکار کے قبضہ میں ہیں جنکو وہ بطور اپنی عمارت کے اپنی ضروریات کے لئے استعمال کرتی ہے یہ عمارتیں یا تو سلطنت کی تبدیلی کے باعث اس کے قبضہ میں آئی ہیں یا چند ایک ناعاقبت اندیش مسلمانوں سے تھوڑی تھوڑی قیمتیں دیکر خرید لی ہوئی ہیں منجملہ ان کے ایک عالیشان مسجد ریلوے کے قبضہ میں ہے جس میں کہ آجکل ٹی ایس دفتر ہے۔ سنا گیا ہے کہ مسجد بھی پانچسو روپیہ پر جو کہ اس کے چبوترہ کی قیمت بھی نہیں خرید ی گئی تھی اور اگرچہ باہر سے اس کی قدرے ترمیم کی گئی ہی مگر اندر سے ویسی کی ویسی ہی ہے سوائے اس کے کہ اس میں دیواریں بنا کر علیحدہ علیحدہ کمرے بنائے گئے ہیں اور جب آدمی اس کے اندر داخل ہوتا ہے تو دیواروں پر جا بجا قرآن مجید کی آیات اور مختلف قسم کے نقش و نگار گلکاریاں جو کہ اعلیٰ درجہ کی ہیں دیکھکر اس کے دل پر ایک بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے اور وہ اسکو بہت ہی بری طرح محسوس کرتا ہے۔ خاصکر اسوقت جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ جگہ جہاں پر کہ ہزارہا بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کی درگاہ میں سجدہ کیا کرتے تھے معمولی معمولی انگریز جو کہ اس دفتر میں ملازم ہیں رفع حاجت کرتے ہیں (کیونکہ اس کے ایک کونے میں انگریزوں کے واسطے ٹٹی بنی ہوئی ہے) ساتھ ہی اس کے ریلوے کے محکمہ میں مسلمان ہزاروں کی تعداد میں ملازم ہیں خواہ تقریباً تمام ہی معمولی یا ادنیٰ درجہ کے کاموں پر مامور ہیں مگر تمام ریلوے احاطہ میں انھیں اسقدر بھی جگہ نہیں ملتی کہ جہاں چالیس یا پچاس آدمی اکھٹے ملکر نماز ادا کر سکیں صرف ایک ٹکڑا ویران زمین کا پڑا تھا وہاں لوگ ملکر نماز پڑھہ لیا کرتے تھے مگر اب اس جگہ بھی ریلوے والوں نے باغیچہ بنا لیا ہے اور اب اگر اس تمام وسیع احاطہ میں اگر کوئی جگہ ہے۔ تو صرف کرکٹ گراؤنڈ ہے جہاں کہ کھلے میدان میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور جہاں پر علاوہ دھوپ اور بارش کی سختیوں کے پانی کی از حد تکلیف ہے اور ساتھ ہی عام گزرنے والے لوگوں کے سبب جو کہ نمازیوں کے آگے سے گذرتے ہیں سخت دقت ہوتی ہے۔

چونکہ اب ریلوے کا ارادہ اس دفتر کو اس جگہ سے تبدیل کر دینے کا ہے اس لئے ہم اپنی عادل گورنمنٹ اور مہربان حاکم جناب لارڈ کرزن صاحب بہادر سے ادب کے ساتھ التماس کرتے ہیں کہ حضور والا اپنی وفادار رعایا کے حال زار پر رحم فرما کر وہ مسجد مسلمانوں کو واپس دلوا دیں تاکہ ملازمان و مسافران دونو کو اس جگہ آرام سے عبادت کرنے کے لئے جگہ مل جاوے اور انہیں جا بجا خوار نہ ہونا پڑے اگر حضور والا نے مسلمانوں کے اس التماس کو شرف قبولیت عنایت فرمایا تو تمام اہل پنجاب ہی نہیں بلکہ کل اہل ہندوستان اور ان کی آئندہ نسلیں بھی حضور والا کی ثنا خوان رہینگی اور یہ جناب کے عہد حکومت کی مسلمانوں کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کی یادگار ہو گی۔

واثق امید ہے کہ مسلمان اس تمام رقم کو جو کہ سرکار عالیہ ریلوے کو ان سے دلوانا چاہے بڑی خوشی سے دینے کو تیار ہونگے۔ الراقم شیخ محمد الدین کلرک دفتر اگزیمنر ریلوے کوچہ لکڑ زیان متصل مسجد وزیر خان لاہور

جنگ ٹرنسوال کے لئے چندہ

ہم نے گذشتہ اشو میں جلسہ دعا کا خطبہ شائع کرتے ہوئے ظاہر کیا تھا کہ عنقریب اس جلسہ کی روئداد شائع کیجاویگی چنانچہ یہ روئداد حضرت مرزا خدا بخش صاحب شائع کرنے والے ہیں حضرت اقدس نے وار فنڈ کے لئے چندہ کا اعلان فرما دیا ہے جو ذیل میں درج ہے

(ایڈیٹر)

اپنی جماعت کے لئے

ایک ضروری اشتہار *

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

چونکہ مسلمانان ہند پر علی العموم اور مسلمانان پنجاب پر بالخصوص گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں لہذا مسلمان اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا جسقدر شکریہ ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو ابھی تک وہ زمانہ نہیں بھولا جبکہ وہ سکھوں کی قوم کے ہاتھوں ایک دہکتے ہوئے تنور میں مبتلا تھے۔ اور ان کے دست تعدی سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا ہی تباہ تھی بلکہ ان کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان نماز کہنے پر جان سے مارے جاتے تھے۔ ایسی حالت زار میں اللہ تعالیٰ نے دور سے اس مبارک گورنمنٹ کو ہماری نجات کے لئے ابر رحمت کی طرح بھیجدیا جس نے آنکر ہم غریبوں کو ان ظالموں کے پنجہ سے بچایا

* اس اشتہار [illegible] ۱۵ [illegible]

بلکہ ہر طرح کا امن قائم کر کے ہر قسم کے سامان آسایش مہیا کئے اور مذہبی آزادی یہان تک دی کہ ہم بلا دریغ اپنے دین متین کی اشاعت نہایت خوش اسلوبی سے کر سکتے ہین

ہم نے عید الفطر کے موقع پر اس مضمون پر مفصل تقریر کی تھی جس کی مختصر کیفیت تو انگریزی اخبار مین جا چکی ہے - اور باقی مفصل کیفیت عنقریب مرزا خدا بخش صاحب شایع کرنے والے ہین - ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کر کے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی اور دیگر لوگون کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالے اوس کو اس جنگ مین جو ٹرینسوال مین ہو رہی ہے فتح عظیم بخشے - اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردی خلایق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادمون سے ہمدردی کرنا کار ثواب ہے جو ہماری جانون اور مالون اور سب سے بڑھکر ہمارے دین کی محافظ ہے - اس لئے ہماری جماعت کے لوگ جہان جہان ہین اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سرکار برطانیہ کے اُن زخمیون کے واسطے جو جنگ ٹرینسوال مین مجروح ہوئے ہین چندہ دین - لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگون کو مطلع کیا جاتا ہے - کہ ہر ایک شہر مین فہرست مکمل کر کے اور چندہ کو وصول کر کے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دین کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے - جب آپکا روپیہ مع فہرستون کے آجائیگا - تو اوس فہرست چندہ کو اوس رپورٹ مین درج کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے - ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تعمیل کرے - والسلام

راقم مرزا غلام احمد از قادیان
۱۰ر فروری سنہ ۱۹۰۰ء

جنگِ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا - یعنی وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرتسر کے درمیان سنہ ۱۸۹۳ء مین ہوا تھا اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونی ضرور ہے - ۸ر قیمت پر بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے مل سکتا ہے اور شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر سے بھی مل سکتا ہے -

---

اسلام اور فطرۃ

اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے اگر تمام مذہبون کی کتابین نابود ہو کر انکی ساری تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائین تب بھی وہ خدا جسکی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے - آئینہ قانون قدرت مین صاف صاف نظر آئیگا - اور اوس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرہ مین چمکتی ہوئی دکھائی دیگی - غرض وہ خدا جسکا پتہ قرآن شریف بتلاتا ہے - اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہین رکھتا بلکہ موافق آیۃ کریمہ الست بربکم قالو ابلٰی کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اسکا حکم بردار ہے اُسکی طرف جھکنے کیلئے ہر یک طبیعت مین ایک کشش پائی جاتی ہے اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہین اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اوس کی طرف جھکنے کے لئے تمام چیزون مین پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اوسیکی طرف سے ہے جیساکہ قرآن شریف نے اس آیت مین اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان من شئی الا یسبح بحمدہ یعنی ہر یک چیز اُسکی پاکی اور اوسکے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزون کا خالق نہین تھا تو اون چیزون مین خدا کی طرف کشش کیون پائی جاتی ہے ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کریگا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہین تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دین کہ اوس تعلق کی وید وغیرہ مین کیا ماہیت لکھی ہے - اور اوس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہر یک چیز پر حکومت کر رہا ہے اور ان چیزون مین کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالی کی طرف جھکنے کا نہین ہے معاذ اللہ ہرگز ایسا نہین بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے مگر افسوس کہ آریون کے وید نے خدا تعالے کی خالقیت سے انکار کر کے - اس روحانی تعلق کو قبول نہین کیا جس پر طبعی اطاعت ہر یک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزارون کوس دور تھے لہذا یہ سچا فلسفہ اُن سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اُس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہین - بلکہ ہر یک چیز اپنی روح سے اُس کو سجدہ کر رہی ہے - کیونکہ ذرہ ذرہ اس کے بے انتہا احسانون مین مستغرق اور اوس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے مگر افسوس

کہ تمام مخالف مذہب والون نے خدائے تعالی کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور **تقدس** کو اپنی تنگ دلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے۔ اور انہین وجوہ سے اُن کے **فرضی خداؤن** پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بیجا غضب اور بیجا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہین۔ لیکن اسلام نے خدا تعالے کی صفات **کاملہ** کی تیز رو دھارون کو کہین نہین روکا وہ آریون کیطرح اس عقیدہ کی تعلیم نہین دیتا کہ زمین و آسمان کی روحین اور **ذرات** اجسام اپنے اپنے وجود کے آپ ہی **خدا ہین** اور جسکا پرمیشر نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک راجہ کے طور پر اُن پر حکمران ہے اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا انسے انسان کی طرح ایک **عورت** کے **پیٹ** سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت **سبع** اور **تمر** اور راحاب جیسی حرام کار عورتون کے خمیر سے اپنی فطرت مین **ابنیت** کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ مین جو جو بیماریکی صعوبتین ہین جیسے خسرہ چیچک دانتون کی تکالیف وغیرہ تکلیفین وہ سب اٹھائین اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانون کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچکر خدائی یاد آگئی مگر چونکہ صرف دعوی ہی دعوے تھا اور خدائی طاقتین ساتھ نہین تھین اسلئے دعوے کے ساتھ ہی پکڑا گیا بلکہ اسلام ان سب نقصانون اور ناپاک حالتون سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے۔ اور اس وحشیانہ غضب سے بھی اُس کی ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جبتک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے تب تک اپنے بندون کے بخشنے کے لئے کوئی سبیل اوس کو یاد نہ آوے اور خدائے تعالی کے وجود اور صفات کے بارے مین قرآن کریم یہ سچی اور پاک اور کامل معرفت سکھاتا ہے کہ اس کی قدرت اور رحمت اور عظمت اور تقدس بے انتہا ہے اور یہ کہنا قرآنی تعلیم کے رو سے سخت مکروہ گناہ ہے کہ خدائے تعالی کی قدرتین اور عظمتیں اور رحمتین ایک حد پر جا کر ٹھہر جاتی ہین یا کسی موقعہ پر پہنچکر اُس کا ضعف اُسے مانع آجاتا ہے بلکہ اُسکی تمام قدرتین اس مستحکم قاعدہ پر چل رہی ہین کہ باستثنا اُن امور کے جو اوس کے تقدس اور کمال اور صفات کاملہ کی مخالف ہین یا اوسکے مواعید غیر متبدلہ کے منافی ہین باقی جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ مثلاً یہ نہین کہہ سکتے کہ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے تئین ہلاک کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات اُس کی صفت قدیم حی و قیوم ہونیکے مخالف ہے وجہ یہ کہ وہ پہلے ہی اپنے فعل اور قول مین ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اوسپر جائز نہین ایسا ہی یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم مین داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریبًا نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتون کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اُٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تمام امور نقصان اور منقصت مین داخل ہین اور اوسکے جلال قدیم اور کمال تام کے برخلاف ہین +

پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ چونکہ اسلامی عقیدہ مین درحقیقت خدا تعالی تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا ہی ہے اور کیا ارواح اور کیا اجسام سب اوسی کے پیدا کردہ ہین اور اوسی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوئی ہین۔ لہذا قرآنی عقیدہ یہ بھی ہے کہ جیساکہ خدا تعالے ہرایک چیز کا خالق اور پیدا کنندہ ہے۔ اسی طرح وہ ہرایک چیز کا واقعی اور حقیقی طور پر **قیوم** بھی ہے یعنے ہرایک چیز کا اسی کے وجود کے ساتھ بقا ہے اور اوس کا وجود ہریک چیز کے لئے بمنزلہ جان ہے اور اگر اُسکا عدم فرض کرین تو ساتھ ہی ہریک چیز کا عدم ہوگا غرض ہریک وجود کے بقا اور قیام کے لئے اُسکی معیت لازم ہے لیکن آریون اور عیسائیونکا یہ اعتقاد نہین ہے آریون کا اسلئے کہ وہ خدا تعالی کو ارواح اور اجسام کا خالق نہین جانتے اور ہریک چیز سے ایسا تعلق اُسکا نہین مانتے جس سے ثابت ہو کہ ہریک چیز اوسی کی قدرت اور ارادہ کا نتیجہ ہے اور اوس کی مشیت کیلئے بطور سایہ کے ہے بلکہ ہریک چیز کا وجود ایسے طور سے مستقل خیال کرتے ہین جس سے سمجھا جاتا ہے کہ اونکے زعم مین تمام چیزین اپنے وجود مین مستقل طور پر قدیم اور انادی ہین پس جبکہ یہ تمام موجود چیزین اُن کے خیال مین خدا تعالی کی قدرت سے نکل کر قدرت کے ساتھ قائم نہین تو بلاشبہ یہ سب چیزین ہندوؤن کے پرمیشر سے ایسی بے تعلق ہین کہ اگر اُن کے پرمیشر کا مرنا بھی فرض کرلین تب بھی روحون اور جسمون کا کچھ بھی حرج نہین۔ کیونکہ اُنکا پرمیشر صرف معمار کی طرح ہے اور جسطرح اینٹ اور گارہ معمار کی ذاتی قدرت کے ساتھ قائم نہین تا ہریک حال مین اُسکے وجود کا تابع ہو یہی حال ہندوؤن کے پرمیشر کی چیزون کا ہے سو جیسا کہ معمار کے مرجانے سے ضروری نہین ہوتا کہ جسقدر اوس نے اپنی عمر مین عمارتین بنائی ہون وہ ساتھ ہی گر جائین ایسا ہی یہ بھی ضرور نہین کہ ہندوؤن کے پرمیشر کے مرجانے سے کچھ بھی صدمہ دوسری چیزون کو پہنچے کیونکہ وہ اُنکا قیوم نہین +* اگر قیوم ہوتا تو ضرور اُنکا خالق بھی ہوتا کیونکہ جو چیزین پیدا ہوئی ہین خدا کی قوت کی محتاج نہین وہ قائم

* جو چیزیں قدرت کے سہارے سے پیدا نہین ہوئی وہ اپنے بقا مین بھی قدرت کے سہارے کی محتاج نہین

رہنے مین بھی اسکی قوت کے سہارے کی حاجت نہین رکھتین اور عیسائیون کے اعتقاد کی رو سے بھی اُنکا مجسم خدا قیوم الاشیاء نہین ہو سکتا کیونکہ قیوم ہونیکے لئے معیت ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ عیسائیوں کا خدا یسوع اب زمین پر نہین کیونکہ اگر اب زمین پر ہوتا تو ضرور لوگون کو نظر آتا تھا جبکہ پلاطوس کے عہد میں اُسکے ملک مین موجود تھا پس جبکہ وہ زمین پر موجود نہین تو زمین کے لوگوں کا قیوم کیونکر ہو رہا آسمان سو وہ آسمانون کا بھی قیوم نہین کیونکہ اُسکا جسم تو صرف چھہ سات بالشت کے قریب ہو گا پھر وہ سارے آسمانون پر کیونکر موجود ہو سکتا ہے تا اُن کا قیوم ہو۔ لیکن ہم لوگ جو خدا تعالیٰ کو رب العرش کہتے ہین تو اوس سے یہ مطلب نہین کہ وہ جسمانی اور جسم ہے ۔ اور عرش کا محتاج ہے بلکہ عرش سے مراد وہ مقدس بلندی کی جگہ ہے جو اس جہان اور آنے والے جہان سے برابر نسبت رکھتی ہے ۔ اور خدا تعالیٰ کو عرش پر کہنا درحقیقت ان معنون سے مترادف ہے کہ وہ مالک الکونین ہے ۔ اور جیسا ایک شخص اونچی جگہ بیٹھکر یا کسی نہایت اونچے محل پر چڑھ کر یمین و یسار نظر رکھتا ہے ۔ ایسا ہی استعارہ کے طور پر خدائے تعالیٰ بلند سے بلند تخت پر تسلیم کیا گیا ہے جسکی نظر سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہین نہ اس عالم کی اور نہ اوس دوسرے عالم کی ہاں اس مقام کو عام سمجھون کے لئے اوپر کی طرف بیان کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ جب کہ خدائے تعالیٰ حقیقت مین سب سے اوپر ہے اور ہر یک چیز اُسکے پیرون پر گری ہوئی ہے تو اوپر کی طرف سے اسکی ذات کو مناسبت ہے مگر اوپر کی طرف وہی ہے جس کے نیچے دونون عالم واقعہ ہین ۔ اور وہ ایک انتہائی نقطہ کی طرح ہے جس کے نیچے سے دو عظیم الشان عالم کی دو شاخین نکلتی ہین ۔ اور ہر یک شاخ ہزارہا عالم پر مشتمل ہے جن کا علم بجز اوس ذات کے کسی کو نہین جو اُس نقطہ انتہائی پر مستوی ہے جسکا نام عرش ہے اس لئے ظاہری طور پر بھی وہ اعلیٰ سے اعلیٰ بلندی جو اوپر کی سمت مین اُس انتہائی نقطہ میں متصور ہو جو دونون عالم کے اوپر ہے وہی عرش کے نام سے عند الشرع موسوم ہے اور یہ بلندی باعتبار جامعیت ذاتی باری کی ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ وہ مبدء ہے ہر یک فیض کا اور مرجع ہے ہر یک چیز کا اور مسجود ہے ہر یک مخلوق کا اور سب سے اونچا ہے اور اپنی ذات مین اور صفات مین اور کمالات مین ورنہ قرآن فرماتا ہے کہ وہ ہر یک جگہ ہے جیسا کہ فرمایا اینما تولوا فثم وجہ اللہ جدھر منہہ پھیرو اُدھر ہی خدا کا منہہ ہے اور فرماتا ہے ھو معکم اینما کنتم یعنے جہان تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی ہم انسان سے اُسکی رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

اسماء مریدین حضرت اقدس

(۱) علیا ۔ بھامڑی ۔ گورداسپور
(۲) امین ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳) محمد منیر ۔ بٹال ۔ ؍؍
(۴) مرزا امیران بخش ۔ قادن ۔ ؍؍
(۵) نواب خان ۔ چنگا ۔ راولپنڈی
(۶) حیدر شاہ ۔ لاہور ۔ ؍؍
(۷) مہر الدین ۔ تلونڈی ۔ گورداسپور
(۸) حسین بخش ۔ تلونڈی ۔ گورداسپور
(۹) کیہڑا ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۱۰) اللہ داد ٹھیکیدار ۔ جہوگیان ۔ ؍؍
(۱۱) شیخ چراغ الدین ۔ وزیرآباد ۔ ؍؍
(۱۲) نادر خان ۔ دلھوان سائی ۔ کٹک اڑیسہ
(۱۳) اکبر خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۱۴) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۱۵) عبد الکریم خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۱۶) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۱۷) فقیر الدین خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۱۸) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۱۹) علی داؤد خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۰) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۱) ؍؍ صاحب جان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۲) امام خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۳) ؍؍ اہلیہ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۴) اہلیہ سرفراز خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۵) پیر خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۶) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۷) عصمت اللہ خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۸) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۲۹) حسن خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۰) گوہر علی خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۱) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۲) عبد الحمید خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۳) عبد الصمد خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۴) عمر علی خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۵) محمد واعظ خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۶) رحیم داد خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۷) مظفر خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۸) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۳۹) سرفراز خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۰) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۱) محمود خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۲) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۳) عبد النبی خان ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۴) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۵) سید دلبر علی ۔ محی الدین پور ۔ ؍؍
(۴۶) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۷) سید عبد الرحیم ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۸) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۴۹) میر ڈومہ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۵۰) میر قاسم ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۵۱) اہلیہ ؍؍ ۔ ؍؍ ۔ ؍؍
(۵۲) محبوب علی ۔ سیال جھنگ ۔ ؍؍

باقی اسماء آئندہ اخبار میں درج ہونگے

مختلف واقعات

(مصریوں کے قومی خواص)

مصری اعلیٰ درجہ کے متواضع ہین مہینہ کے تیس دنون مین کوئی بھی ایسا دن نہین گذرتا کہ کوئی نہ کوئی مسافر یار ہگذر ان کے دسترخوان پر اون کے ساتھہ نہ بیٹھا ہو۔ مصر کے آفندیوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن یہ ایک سے زیادہ کبھی نہین کرتے۔ ان مین سغیر سین بچون کی شادی بھی جائز ہے۔ یہ بچون سے بہت پیار کرتے ہین۔ جنگجو نہیں۔ مگر گذشتہ جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ اعلیٰ افسرون کی زیر کمان داد مردانگی دے سکتے ہین۔ یہ تقلید کر سکتے ہین۔ مگر اختراع کا مادہ نہین رکھتے۔

چوہا۔ مختلف وباؤن کی وجہ سے یہ جانور اخباری دنیا مین قابل ذکر خیال کیا گیا ہے۔ در اصل چوہا ایشیا سے دوسرے ممالک تک پہنچا ہے۔ مغربی ممالک مین تھوڑی صدیون سے وارد ہے سیاہ چوہا سولھوین صدیون مین یورپ اور اٹھارہوین صدی کے آغاز مین امریکہ پہنچا تھا ۱۷۲۷ء مین دوسرے رنگون کے چوہے یورپ مین نمودار ہونے لگے بعض کہتے ہین کہ یہ ھندوستان سے روانہ ہو کر روس کے رستہ سے یورپ گئے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ ناروے سے انگلستان پہنچے اور اب تمام سطح زمین پر پھیلے ہوئے ہین۔

عیسائیون مین ذات کی تفریق

چونکہ ھندو عیسائی ہونے کے بعد بھی ذات کا خیال رکھتے ہین اور کابیتھہ عیسائی اور برہمن عیسائی وغیرہ کہلاتے ہیں۔ اس لئے گذشتہ مشنری کونفرنس نے جو امسال مدراس میں ہوئی تھی یہ رزولیوشن پاس کیا ہے کہ "جو شخص کسی حالت میں ذات کی تفریق مد نظر رکھکر عیسائیون کے قواید توڑے گا۔ اُس کو گرجا کے متعلق کوئی عہدہ نہین ملے گا" اسپر ایک صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ یورپین کرسچن کیون شریف۔ یوریشنوں سوشل طور پر علیحدہ رکھتے ہین۔ غمی کے موقع پر دیسی عیسائیون کے گھروں مین نہین جاتے اور اون مین جب کوئی یورپین لیڈی سے شادی کرتا ہے تو اوس کو ستاتے ہین۔؟ اس کا جواب ہم کیا دین۔

قابل قدر نظیر

امرت بازار پتر کا لکھتا ہے کہ جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ جات جن کا نام نامی مسٹر ایکن ہے بائیسکل پر سوار جا رہے تھے۔ اُن کو ایک دیسی سڑک پر سسکتا ہوا ملا صاحب ممدوح نے جھٹ بائیسکل سے اوتر کر اوسکی نبض پر ہاتھہ رکھا اور اس کے پڑوسیون سے اسکو پاس ہی ایک حکیم کے مکان پہنچانے کے لئے مدد مانگی چونکہ یہ شخص ہیضہ مین مبتلا تھا سب نے اس کو چھونے سے انکار کر دیا صاحب ممدوح اُس کو گود مین اٹھا کر لے گئے۔ مگر وہ بیچارہ چل بسا۔ صاحب ممدوح نے دلی رنج کیساتھہ اُس کے تجہیز و تکفین کا خرچ اپنی جیب سے ادا کیا۔

ملتان مین عایا کی دعائین

فروری کو گیارہ بجے دن کے شہر ملتان کی عیدگاہ مین نماز عید ادا کی گئی قریباً دس ہزار مسلمان اس موقع پر جمع تھے خطبہ کے ختم ہونے پر تمام حاضرین نے خلوص دل سے جنگ ٹرانسوال مین گورنمنٹ برطانیہ کی فتح کے واسطے زور شور سے دعائین مانگین۔ اس امر کے محترک حاضرین مین سے متوسط اور غریب درجہ کے اشخاص تھے۔

زراعت مین بجلی کی امداد

کینڈا کے ایک متمول زمیندار نے اپنی کھیتی باڑی مین کھربائی طاقت سے کام لینے کا انتظام کیا ہوا ہے کھیتوں کے وسط مین دو آبشار ساٹھہ فیٹ اور ایکسو فیٹ بلند ہین اُن کی طاقت سے سب کچھہ بویا جاتا ہے وسطی انجن جس پر سب کام کا مدار ہے دس گھوڑون کی طاقت رکھتا ہے۔

جاندار درخت

جزیرہ جمیکا میں ایک عجیب جاندار درخت ہوتا ہے جو کسی طرح سے بجز چند خاص تدبیرون کے ضائع ہی نہین ہوتا۔ کوئی پتہ۔ کوئی شاخ اُس کی توڑ مروڑ کر پھینک دیجئے۔ وہ پھر پھوٹ نکلتا ہے۔ صرف گرم آہن یا بہت جوش زن پانی سے وہ ضایع ہوتا ہے *

ممیرے کا سرمہ

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کو مرض سے بچانے کیلئے اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ سانگلی صاحب بہادر۔ ایم بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔ (۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ ایک بیمار کے علاج مریض مسمات اتم دیوی بعمر ۵۴ سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے۔ اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر اُن مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے۔ اور دھند اور غبار۔ اور کمزوری نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔ (۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو الہ آباد کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر بمنہ تعالیٰ شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلے

شیخ یعقوب علی (تراب)
ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ہے ۱۲؎
خواص اور معاونین جو
لطف فرماویں۔

اخبار الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیاں بینی دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۷ | قادیان دار الامن والامان ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۳ شوال سنہ ۱۳۱۷ھ | جلد ۴

ترجمۃ القرآن

اپنے دوستوں کو خوشخبری دیجاتی ہے کہ یکم مارچ سنہ ۱۹۰۰ء سے بفضلہ تعالےٰ ترجمۃ القرآن کی طبع اور اشاعت کا کام شروع کیا جاتا ہے۔ گو ابھی تک پوری تین سو درخواستیں پیشگی قیمت دینے والوں کی موصول نہیں ہوئیں۔ تاہم زیادہ انتظار بھی مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے جن صاحبان کی درخواستیں آچکی ہیں وہ اس اطلاع کے بعد سردست ایک روپیہ فی جلد کے حساب سے قیمت پیشگی بلا محصول ڈاک بھیجدیں۔ اگر مجوزہ حجم سے ضخامت بڑھ گئی تو اُس نسبت سے جیسا کہ ہم نے اعلان کر دیا ہے قیمت میں اضافہ ہو جاویگا۔ یہہ بھی یاد رہے کہ قیمت بھیجنے والے احباب کوپن منی آرڈر پر بخط جلی ترجمۃ القرآن لکھدیں۔ (ایڈیٹر)

جدید درخواست کنندگان

(۱) جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد شاہ ۱۰ جلد
(۲) میاں عبد اللہ قوم کہرل سکنہ ٹھٹھہ ضلع منٹگمری ۱-جلد
(۳) منشی ہدائت اللہ حسن ابدال ۱-جلد
(۴) مولوی عزیز بخش بی-اے ڈیرہ غازیخاں ۲ جلد
(۵) ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کوئٹہ ۱ جلد
(۶) جماعت لودہانہ ۲۰ جلد
(۷) منشی ولی محمد ورزش ماسٹر مدارس عیہ ۱ جلد
(۸) منشی محمد علی مدرس بانٹانوالہ تحصیل عیہ ۱ جلد
(۹) مولوی محمد منیر ہیڈ ماسٹر غوطہ فتحگڈہ ۱ جلد
(۱۰) ڈاکٹر نعمت خاں ویٹرنری اسسٹنٹ نوشہرہ ۱ جلد
(۱۱) منشی غلام محمد بہلوری ملازم گودرم وزیر آباد ۱-جلد
(۱۲) مولوی حبیب اللہ صاحب ساکن بانڈی ڈہونڈاں ڈاکخانہ ایبٹ آباد ضلع ہزارہ ۱-جلد
(۱۳) سید محمد سرور شاہ صاحب ساکن درنہ ۱ جلد
(۱۴) سید امیر گلشاہ صاحب ساکن داتہ ۱ جلد
(۱۵) بابو محمد اسحاق صاحب اوورسیر ملتان ۲ جلد
(۱۶) مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور ۳-جلد
(۱۷) منشی محمد عیسیٰ خاں صاحب ہیڈ ماسٹر
(۱۸) منشی غلام حیدر ڈپٹی انسپکٹر میانی ضلع سیالکوٹ ۱-جلد
(۱۹) منشی محمد فاضل ڈاکخانہ چوک وینس موضع ملانکوٹ ضلع ملتان ۱-جلد
(۲۰) شیخ احمد جان صاحب پنشنر جالندہر ۱ جلد
(۲۱) میاں فضل دین ساکن جلہ ارائیاں

غلام مولا

ڈاکخانہ دینا پور تحصیل لودہران ۲ جلد
(۲۲) منشی چراغدین صاحب بینکے منڈی الہو ۲ جلد
(۲۳) حکیم محمد حسین صاحب کاخانہ مرہم عیسی لاہو ۲ جلد
(۲۴) حکیم ڈاکٹر شیخ نور محمد صاحب ہمدم صحت لاہو ۱ جلد
(۲۵) بابو امام الدین صاحب کمپونڈر لالہ موسی ۱ جلد
آجتک کل ۲۲۹ درخواستیں آچکی ہیں ۳۰۰ میں صرف ۷۱ باقی ہیں اور ابھی ہماری جماعت کے اہل دول اصحاب نے توجہ نہیں فرمائی بہرحال کام یکم مارچ سنہ ۱۹۰۰ء سے خدا تعالے کے فضل پر بھروسہ کرکے شروع کر دیا جاتا ہے درخواست کنندہ احباب حسب وعدہ قیمت بہت جلد بھیجدیں۔

(ایڈیٹر)

رویای صادقہ

بحضور فیض گنجور مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان شریف مدظلہ تعالے۔

کمترین بندہ گناہوں سے شرمندہ حضور عالی کے خدمت شریف میں عرض پرواز ہے کہ حضور کے کتب تصنیف خاص کے ملاحظہ سے مشرف ہوا فدوی امید رکھتا ہے کہ حضور عالی میرے مراسلہ اخبار الحکم میں درج فرماکر ایک پرچہ بنام فدوی روانہ فرمادیں تو فدوی محصول ڈاک وغیرہ دینے کو موجود ہے۔

اور میں اپنے خدا و رسول اور قرآن مجید کی قسم کھاکر عرض کرتا ہوں کہ میری اس تحریر میں اگر کچھ جھوٹ ہو تو خدا تعالے میرا خاتمہ ایمان پر نہ کرے اور مجھے روسیاہ کرکے ہمیشہ مجھ پر لعنت نازل کرے فدوی کو امید ہے کہ میرے اس خواب کو اخبار میں درج کرکے ایک پرچہ بنام فدوی حسب سراغ ذیل مرحمت فرمادیں گے۔ فدوی کو جناب عالی سے قلبی محبت ہے۔

احوال خواب

بروز چہارشنبہ ۲۰ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء شب کے تین بجے میں کیا دیکھتا ہوں ایک جماعت کثیر راستہ سے جارہے ہیں میں بھی اُنہیں کے ساتھ ہو لیا سب لوگوں نے سیدھا مسجد والا جاہی جو ترپلکیٹری مدراس میں واقع ہے مسجد مذکور میں جانا شروع کئے میں بھی اندر داخل ہوا تب کیا دیکھتا ہوں ایک منبر پر ایک عظیم الشان بزرگ تشریف رکھے ہوئے اور ہاتھ میں کتاب لئے ہوئے یہہ بیت نوک زبان سے جاری ہے ع چو زمستان بے چمن بگذشت آخر شمس خوش بہا مے نشیند پانچ میں نے لوگوں سے پوچھا یہہ بزرگ کون ہیں تب لوگوں نے کہا کہ یہہ حضرت رسول خدا ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور جو کتاب دست شریف میں ہے آئینہ کمالات اسلام تالیف سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہے میں نے کہا علما تو قادیانی صاحب پر تکفیر کر چکے ہیں۔ تب اوسنے کہا کہ خود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دے رہیں ہیں کیا اس سے بڑھکر علما کا فتوی ہو سکتا ہے تب اُنہوں نے وہ کتاب کھول دکھلائی میں پڑھکر بہت ہی بہت خوش ہوا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں میری آنکھیں کھل گئی فقط

حضور عالی سے میں کچھ طلب نہیں کرتا ہوں چونکہ حضور عالی کا سچا خادم بننا چاہتا ہوں اس لئے تحریر کیا ہے خاطر شریف پر بار نہ لادیں اور گستاخی معاف بندہ کا پتہ یہہ ہے۔

مدراس مونٹ روڈ کوچہ ٹیپو صاحب نمبر مکان ۲۴

بحمد نظام الدین عفی عنہ

ندوۃ العلما کا ساتواں سالانہ جلسہ عظیم آباد پٹنہ میں

جمیع حضرت اہل اسلام کی خدمت میں عموماً اور علمائے کرام کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ ۱۴-۱۵-۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۷ھ جمعہ۔ شنبہ۔ یکشنبہ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء عیسوی کو عظیم آباد پٹنہ میں ندوۃ العلما کا ساتواں سالانہ جلسہ قرار پایا ہے لہذا آپ از راہ حمیت اسلامی اس جلیل القدر اجلاس میں شریک ہوکر اپنی مفید تجویزوں اور مشوروں سے اپنی قوم کی اعانت فرمائیں۔ جملہ مہمانوں کے آرام و آسایش کا روساے پٹنہ نے عمدہ بندوبست کیا ہے۔ جو صاحب تشریف لانا چاہیں وہ تاریخ روانگی سے ایک ہفتہ پہلے مولوی حافظ نظر الرحمن صاحب نبیرہ شمس العلما مولانا شاہ محمد سعید صاحب مرحوم کو بغلپورہ شہر پٹنہ کے پتے سے مطلع فرماویں۔ والسلام

الداعی

فقیر محمد علی ناظم ندوۃ العلما

جنگ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا یعنے وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرتسر کے درمیان سنہ ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونا ضروری ہے ۸ر قیمت ہے بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے یا شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع

چند پیراگراف

(جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ کی لانظیر تصنیف خلافت راشدہ میں سے جو آجکل آپ تصنیف فرمارہے ہیں انتخاب کئے گئے ہیں ۔)

پادریوں کا یہ حال ہے کہ وہ یسوع مسیح کا مقابلہ کسی ایک نبی یا مصلح سے کرتے وقت بالبداہتہ یسوع کو قادر مطلق خدا فرض کر لیتے ہیں اور اُسکی معمولی باتوں اور چھوٹے چھوٹے کاموں کو جو کوئی بھی اپنے اندر خصوصیت نہیں رکھتے خدائی رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسرے نبیوں کے ویسے ہی کاموں اور باتوں کو گرے ہوئے اور گناہ گار اور کمزور انسانوں کے قول اور فعل قرار دیتے ہیں ایک بڑا ناحق شناس ظلم عظیم کا سو بیدہ اور عملاً راستبازی سے عداوت رکھنے والا انگریز ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جہاں یسوع اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مقابلہ موازنہ بائیبل) قائم کرتا ہے لکھتا ہے کہ

ایک عیسائی کا موازنہ یسوع اور آنحضرت میں) بظاہر یہ بات حیرت انگیز ہے اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی زندگی میں بڑے کامیاب ہوئے اور لاکھوں آدمیوں نے آپکی زندگی میں آپکے مشن کو قبول کیا اور آپکو بڑا ظاہری جلال اور شان شوکت نصیب ہوئی مگر یسوع کا معاملہ اسکے خلاف ہے وہ آخر تک گمنام اور ضعیف اور کس مپرسی میں رہا اور چند ہی آدمیوں نے اُسے قبول کیا اُسکا سِر یہ ہے کہ وہ چونکہ خدائے قادر مطلق تھا اُسنے چاہا کہ عاجز بندوں پر اپنی قدرت کا اظہار کرے اور اُس نے پسند کیا کہ اپنے تئیں پست اور غریب ہی جانے اور اگر وہ اپنی الوہیت کی شان دکھاتا تو تمام یہودیوں کا تختہ ہی اُلٹ دیتا اگرچہ یہ دلیل صرف صرف بزدلی اور حماقت کی دلیل ہے اور تعجب آتا ہے کہ عقل کی پرستار قوم مادی جہان کے فرزندوں کے مونہہ سے ایسی بودی سی بات نکلے اور بقول ایک عمیق اندیش کے کہ انجیل کا پڑھنا ہی انجیل کے رد کیلئے کافی ہے۔ بیر بیل۔ (موازنہ) اپنا دشمن آپ ہی ہے مگر ایک دو باتیں اسپر کرنی بے موقع نہیں ہونگی۔

دعویٰ الوہیت مسیح بے دلیل ہے یسوع کی الوہیت کی اور دلیل نصاریٰ کے ہاتھ میں کیا ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یہ مقولہ لا انتہا تجربوں کا سرچشمہ اور دنیا میں حق اور باطل کا معیار ہے الوہیت کی شناخت تو آپکے کاموں سے ہونی چاہیئے تھی کوئی فوق عادت خارق عادت اقتدار آپسے ظاہر ہوتا تو کم سے کم ایک ممتاز اور حیرت انگیز انسان اور کامل انسان آپکو ماننے کیلئے جگہہ نکل آتی دنیا میں مونہہ کی لافوں اور فضولیوں نے نہ کسیکو کوئی رتبہ نہیں دلایا اور نہ بیہودہ لاف گاف کسی عظمت کا مستحق بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے ہزاروں مجنون مونہہ سے کیا کچھ نہیں کہتے خود خدا بنتے اور کرۂ زمین کے مطلق العنان بادشاہ بنتے اور کیا کیا بکتے ہیں مگر معیار عمل اور محک امتحان آخر دکھا دیتی ہے کیا گل ہیں یسوع کے مونہہ کے لاکھوں دعوے ہوں اور مونہہ کی باتوں سے وہ کیا کچھ نہ بنا ہو (اگرچہ ہم مانتے ہیں کہ بات بھی اُنکی کوئی فوق العادت نہیں پادری ناحق کھینچ تان کر بات کو کہیں سے کہیں تک لے جاتے ہیں) مگر کوئی عمل دکھاؤ اور واقعات سے کوئی نظیر لاؤ کہ گردنیں خود بخود اُسکے آگے جھک جائیں اور زبانی مفروضات تو کوئی شے نہیں۔

یسوع ناکام رہے یسوع اپنی مشن میں نامرادی کے پورے معنوں میں نامراد رہے اور ذلت و شکست کے چند روز بسر کرکے آخر گمنام ہو جائے اور قوت قدسیہ اور مقلب القلوب ہونے کی یہ شان کہ وہ دو چار شخص جو ایمان لائے تھے انہیں وہ بھی قبیل ہو جائیں اور قتیلہ ہی ساری کی ساری خصوصاً وہ مایۂ ناز مگر ناقابل عمل پہاڑی وعظ بھی حرفاً تالمود یہود کی نقل ہو اور آپکے کام (معجزات بھی) وہی توریت کے نبیوں کے کام یا اُنکی نقل ہوں اسپر بھی وہ قادر مطلق خدا اور رب یسوع مسیح اور جلال کے تخت کا شاہزادہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے پورے کامیاب ہوئے اور آپکی پُرزور تحدی اور پورے معنوں میں کامیاب بامراد انسان جسکی کامیابی کی نظیر لانے سے تاریخ عالم بکلی ساکت ہے وہ جبکہ اسوقت جبکہ وہ ناتوان بے کس اور بے جاہ و حشم تھا اور ہر قسم کے استخفاف اور استحقار قوم کا نشانہ بنا ہوا نہایت بڑی حیرت انگیز تحدی سے دعویٰ کیا۔ اِنی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السموات والارض یعنے میں تم سب کی طرف اس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں جو زمین اور آسمان کا مالک ہے اس میں صاف سمجھا دیا کہ یقیناً آسمان میری تائید میں ہوگا اور طبقات سموات سے جو جو برکات زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے حصہ میں آئیں گی۔ اور میرے مخالف آسمان کی بری تقدیروں اور مصائب کا ہدف بنیں گے اور الارض۔ یعنے اوّلاً اور بالذات اسی زمین کی حکومت میرے حصّہ میں آئیگی اور میرے مخالف اسکی سطح پر سے اٹھا دیئے جائیں گے اور یہ دعوے کیا۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ اور اس کے آخر میں یہ دعویٰ کیا فلیدع نادیہ سندع الزبانیہ کلا لا تطعہ واسجد واقترب۔ یعنی اپنے خالق رب کے نام کی تبلیغ دنیا میں کر وہ خالق رب جس نے ایک حقیر جونک جیسے ......

کیڑے سے جو منی میں پیدا ہوتا ہے الانسان بنایا۔ ہاں پڑھ اور تبلیغ کر اور خوف نہ کر اور تیرا رب اکرم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کی اور الانسان کو وہ کچھ تعلیم کیا جو وہ نہ جانتا تھا۔

پانچ پیشگوئیاں اس کلام الہی میں پانچ پیشگوئیاں ہیں۔ اوّل۔ ربک الذی خلق اس کا مطلب یہ ہے کہ ربوبیت الہی نے جو تیری خاص پرورش فرمائی ہے اور اپنے اندازہ سے خاص قوتے مرحمت کئے اور خاص کام کے لئے تجھے منتخب کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے تیرا پیڑ لگایا ہے۔ اور تیرے مبارک پھلوں کے انتظار میں بیٹھی ہے وہ تجھے ضرور کامیاب اور سرسبز کریگی اور تیرے نونہال کو اعدا کے تبر اور مخالف جھونکوں سے محفوظ رکھے گی

دوسری پیشگوئی خلق الانسان من علق۔ یعنی اس منی کے کیڑے یا جونک کی طرف دھیان کرو کہ وہ کیسا حقیر اور ذلیل تھا جس کا ایسا خوبصورت باکمال انسان بنا ہے۔ جب ہماری ربوبیت نے نظر عنایت سے ایک کیڑے کو اس شکل وصورت تک پہونچایا ہے اور ایک مقصد اور غایت کے لئے جو ربوبیت کا اصلی تقاضا ہے یہ خلعت کمال مرحمت فرمایا ہے تو کیا اب ہماری ربوبیت اس کا ساتھ چھوڑ دیگی۔ ہم اپنی ربوبیت کا سایۂ عاطفت اسیر رکھینگے جب تک وہ انسان اپنی خلقت کی علت غائی کو پہونچ نہ جائے۔

رب اور اللہ اسموں کا فلسفہ قرآن کریم میں قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ نبوت کی تربیت اور اسے کمال مطلوب تک پہونچانا خدا تعالی کے اسم رب کا خاصہ ہے۔ اور جہاں ان جہاں خدا تعالی نے ضرورت نبوت کی قران کریم میں بحث چھیڑی ہے دلیل مین اپنے اسم رب کو مذکور فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے......

مقصود اور ابدی غیر فانی شئے ہے۔ اس کی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے۔ سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان میں قائم کیا۔ اور جہان نبوت کے اعدا اور مخالفین کو مقابلہ سے ڈرانا چاہا اور اُن کے بارہ مین خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہین۔ وہان نبوت کی حمایت و دفاع مین اسم اللہ کو جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے۔ پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کو قائم کرنا اور آلہۂ باطلہ اور ہر قسم کے طواغیت کا ابطال کر کے خداوند تعالی کے لیئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ... ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور خلاف اپنے ہتھیار پہن کر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہون غیرت اور جوش بھی اسی کو آنا چاہئے جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان مین نکلی ہے اس علق اور انسان کے لفظ مین بڑی بھاری پیشگوئی ہے

تیسری پیشگوئی اقرءو ربک الاکرم اس مین اشارہ یہ ہے کہ اس سلسلہ تبلیغ مین تیری سخت مخالفت ہوگی اور ایک عالم تجھے ذلیل اور خوار کرنے پر آمادہ ہوگا اور حکمت الہیہ کے اقتضاء سے کچھ عرصہ تک بظاہر ایسا ہوگا کہ تو مغلوب اور شکستہ نظر آئےگا اور کفر و شرک اپنی جمیت پہ ناز کریگا مگر آخر کا غلبہ اور فتح تیرے حصہ مین آئے گی اور تو اکرم اور عزیز ہوگا اس لئے کہ تیرا رب جس نے تجھے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پرورش کیا ہے وہ اکرم ہے لہذا ضروری ہے کہ اسکا مربوب بھی بطور ظل کے اکرم ہو

قرآن لا نظیر ہے چوتھی پیشگوئی الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب عجیب مین جو تجھے دی جاتی ہے اور جو بظاہر انسانی قلم سے لکھی جاتی ہے وہ وہ علوم عالیہ ہونگے کہ کل بنی آدم کے معلومات اس کے مقابلہ سے عاجز آ جائینگے۔ الانسان سے مالم یعلم ملا کر یہ اشارہ فرمایا ہے کہ فطرتًا اور اکتسابًا انسان کی بساط مین اور اس کے قوا کی رسائی مین وہ علوم عالیہ آ ہی نہین سکتے جن پر قرآن مشتمل ہے۔ لہذا یہ علوم لاریب خداوند علیم خالق انسان کی طرف سے ہین اور اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ذہینون کے ذہن عقیلوں کی عقلیں اور عالموں کے علم اور محررون کی قلمین ان سماوی علوم کے مقابلہ مین ٹوٹ جائین گی۔

پانچوین پیشگوئی۔ کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطیۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ کلا لا تطعہ واسجد واقترب۔ دشمن کی عداوت کی پیشرفت نہ جائیگی اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی جھوٹی خطاکار چوٹی کو پکڑ کر زور سے کھینچین گے اور یون ذلت سے گھسیٹ کر ہلا دیہ مین گرائین گے۔ پھر وہ اپنی مجلس کو جن کے بل بوتے پر اسے ناز تھا بلالے اور انکی دوہائی دے ہم بھی سیاست کے پیادون کو بلائین گے۔ وہ ہرگز اپنے منصوبون مین کامیاب نہ ہوگا تو اپنے کام مین لگا رہ اور ان کے خلاف کی ذرا بھی پروا نہ کر اور کبھی ان کی ہان مین ہان نہ ملا اس لئے کہ ان کے ہاتھ مین تیرا کوئی نفع اور ضرر نہین۔ اور ہماری فرمانبرداری مین لگا رہ اور جسقدر تو ہمارا فرمانبردار ہوگا۔ ہماری جناب مین تیرا قرب اور درجہ اتنا ہی بڑھے گا۔

اگر تھیئسٹ اور دہریہ غور کرے ایک مادہ پرست ایک مرہمو۔ ایک دہریہ غرض ہر ایک شخص جو الہام اور ضرورت الہام اور خدا تعالے کی ہستی کو نہین مانتا ان

الفاظ کی شوکت اور قوت میں غور کرے۔ اور اُس انسان کا مطالعہ کرے جس کے مُنہ سے یہ نکلے اور اسوقت کی تاریخ کو پڑھے جب یہ بلند دعوے ایک پورے بے سامان اور ناتوان اور اعدا کے نرغے میں گھرے ہوئے انسان سے سرزد ہوئے اور پھر انجام کو دیکھے کہ یہ دعوی کس شان سے پورے ہوئے اور نبوت کے بدخواہ ٹھیک اسی طرح ہلاک ہوئے جیسے ان سچے دعوں کا منشاء تھا۔

غرض ایسا کامل انسان جس کے اعمال اور نتائج اعمال نے اس کی کاملیت پر ہمیشہ کے لئے مہر لگا دی اور تمام بنی آدم سے اس کو امتیاز بخشا وہ تو اس قابل بھی نہ ہو کہ تخفیف کر کے اسے نیک انسان ہی مان لیا جائے اور اسکی نسبت کیکیا دینے والی سب وشتم اور بدگوئی سے زبان کو لگام دیدی جائے۔ اور ایک ایسے شخص کو جسے ایک ناتوان عورت نے جنا جو قانون قدرت کے موافق بڑھا اور پھولا۔ جو ہگتا موتتا کھاتا اور پیتا اور تمام لوازم بشری کا محتاج اور تمام عوارض انسانی کا مغلوب تھا جس کی زندگی نے کوئی حیرت انگیز کام تو ایک طرف بنی اسرائیل کے معمولی نبیوں جیسی کامیابی بھی نہیں پائی وہ جو بدخواہ دشمنوں کے منصوبوں کا ہدف بنا اور آخر بیزار جان کاہی ان کے آہنی پنجے سے چھوٹ کر اور دیس بدیس پھر پھرا کر غریب آدمیوں کی طرح کشمیر میں ہمیشہ کی نیند سو گیا غرض ایسے شخص کو یگانہ خدا اور قادر مطلق خدا کر کے مانا جائے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

الوہیت یسوع کے بطلان کی دلیل تعجب کی بات ہے ایک شخص انسانی جامہ مین ہو اور انسانی لوازم اور عوارض کے ماتحت ہو کس دلیل سے فوق العادہ انسان اسکو مانا جا سکتا ہے؟ صورت شکل سے یہ پہچاننا کہ وہ خدا ہے یہ تو سراسر خیال باطل اور محال ہے اور نصاری بھی اس کے قائل نہین ہون گے تو اب بجز اس کے کہ یہ دکھایا جائے کہ اس کے یہ افعال اور اعمال تھے جو انسانی طاقتوں سے بڑھکر ہین اور جو اسے خدائی کا منصب دلاتے ہین اور کوئی مضبوط دلیل اس کی الوہیت کی ہو نہین سکتی۔ اور یہ سو دائے خام ہے۔ اسلام آج تک ڈنکے کی چوٹ سے پکار رہا ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم یعنے اللہ کے نزدیک جو حقیقی الوہیت کا حقدار ہے اس لئے کہ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر قسم کے بشری ضعفوں اور مخلوقی عوارض اور لوازم سے منزہ ہے ہاں اللہ تعالے کے نزدیک عیسیٰ آدمی سے کچھ بھی زیادہ نہین۔۔۔ یعنے اس مین سارے وہ لوازم اور عوارض موجود ہین جو آدمی میں پائے جاتے ہین۔ جو شخص اس کی الوہیت کا مدعی ہے وہ معمولی آدمی سے بڑھکر خواص اس میں دکھائے۔ یہ بڑا بھاری قرضہ نصاری کی گردن پر ہے اور وہ تیرہ سو برس سے برابر چلا آتا ہے ان کی غیرت کا اگر ان مین ہوتی یہ مقتضاء ہونا چاہیئے تھا کہ اس خطرناک الزام سے بری ہوتے۔ کہاں یہ کہ وہ ایک شخص کو خدا اور الفا امیگا کہین اور کہاں یہ کہ اسلام مٹی سے بنے ہوئے آدمی سے کسی طرح بھی بڑھکر اسے نہ مانے اور نہ ماننے دے۔

عیسائی اسلام کے الزام کے نیچے ہین تیرہ سو برس سے

حضرت اقدس کا ایک گرامی نامہ

جو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے نام ۲۰ر اگست ۱۸۸۸ء کو لکھا گیا تھا۔

اس گرامی نامہ کے پڑھنے سے حضرت اقدس کی ایک خاص دعا کا پتہ لگتا ہے جو ہر مشکل پیش آمدہ کے حل کیلئے آپ حضور الہی مین کیا کرتے ہین۔ علاوہ ازین یہ بھی معلوم ہوگا کہ جبکہ اس گرامی نامہ مین آپ نے حضرت مولانا صاحب کے لخت جگر کے لئے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اس دعا کے موافق وہ بچہ اسوقت بچ گیا کیونکہ خود مولانا موصوف نے اصل خط پر جو کچھ درج فرمایا ہے وہ اصل مکتوب کے بعد ہم مع تاریخ درج کرتے ہیں۔

گویا اس گرامی نامہ سے حضرت اقدس کی قبولیت دعا کا ایک زبردست ثبوت ہوتا ہے۔ اور بجائے خود یہ مکتوب ایک نشان ہے جو غور کرنے والی طبیعتوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم حکیم نورالدین صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا حال صدمہ وفات دو لخت جگر آن مخدوم و علالت طبیعت پسر سوم سنکر موجب حزن واندوہ ہوا۔ اللہ تعالی جل شانہ آپکو صدمہ گذشتہ کے نسبت صبر عطا فرماوے۔ اور آپ کے قرۃ العین فرزند سوم کو جلد تر شفا بخشے انشاءاللہ القدیر یہ عاجز آپ کے فرزند کے شفا کے لئے دعا کریگا۔ اللہ تعالے مجھکو اپنے فضل و کرم سے ایسی دعا کی توفیق بخشے جو اپنے جمیع شرائط

سے جامع ہے۔ یہ امر کسی انسان کے اختیار مین نہین ہے صرف اللہ تعالےٰ کے ہاتھ مین ہے اُسی کے مرضات حاصل کرنے کے لئے اگر آپ خفیہ طور سے اپنے فرزند دلبند کی شفا حاصل ہونے پر اپنے دل مین کچھ نذر مقرر کر رکھین تو عجیب نہین۔ کہ وہ نکتہ نواز جو خود اپنی ذات مین کریم ورحیم ہے آپ کے اس صدق دلی کو قبول فرما کر ورطہ غموم سے آپ کو مخلصی عطا فرما دے وہ اپنے مخلص بندون پر اُنکے مان باپ سے بہت زیادہ رحم کرتا ہے اُسکو نذرون کی کچھ حاجت نہین مگر بعض اوقات اخلاص آدمی کا ایسے راہ سے محقق ہوتا ہے۔ استغفار اور تضرع اور توبہ بہت ہی عمدہ چیز ہے اور بغیر اس کے سب نذرین ہیچ اور بے سود ہین۔ اپنے مولا پر قوی امید رکھے اور اُسکی ذات بابرکت کو سب سے زیادہ پیارا بناؤ کہ وہ اپنے قوی الیقین بندون کو ضایع نہین کرتا اور اپنے سچی رجوع دلانے والون کو ورطہ غموم مین نہین چھوڑتا۔ رات کے آخری پہر مین اٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ۔ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو کہ اے میرے محسن اور میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُرمعصیت اور پُرغفلت ہون تونے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا۔ اور گنہ پر گنہ دیکھا۔ اور احسان پر احسان کیا تونے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتون سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُرگناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما۔ اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہین۔ آمین ثم آمین +

مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کی فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہین جوش دلی چاہیئے اور رقت اور گریہ بھی یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے۔ اور درحقیقت اسی عاجز کے مطابق حال ہے والسلام خاکسار

غلام احمد عفی عنہ ۲۰ اگست ۱۸۸۵ء

حضرت مولانا صاحب نے اس گرامی نامہ کی پشت پر یہہ الفاظ درج کئے ہین۔ "یہ لڑکا اس وقت اس مرض سے بچ گیا تھا پھر دوبارہ سعال وام الصبیان مین انتقال کرگیا۔ ان بعزاقہ لمحزون وادعوا اللہ بدلہ"۔ **نورالدین** ۔

ضروری اطلاع

وفات نامہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے کل حقوق میان فتح دین صاحب سے خرید لئے گئے ہین۔ اور وہ محفوظ ہین۔ لہذا کوئی صاحب بلا اجازت منشی محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار چوب بٹالہ اس کے طبع کرانے کی جرأت نہ کرین۔ ورنہ قانونی طور پر جوابدہ ہونا پڑے گا جسقدر نسخے مطلوب ہون اون سے منگوائے جائین

اسماء مریدین حضرت اقدس

(۱) حافظ غلام محمد خان۔ وزیر آباد ضلع گجرات

(۲) مولوی عبدالرحمٰن عرف مولوی نجم الدین صاحب۔ موضع شادیوال ضلع گجرات۔

(۳) میاں محمد صاحب موضع ناگروالا ضلع گجرات۔

(۴) مولوی محمد علی صاحب موضع کامون والہ ضلع گوجران والہ۔

(۵) مبارک علی۔ موضع کاموںکے ضلع گوجران والہ

(۶) سردار علی صاحب موضع کاموںکے ضلع گوجران والہ

(۷) حیات علی صاحب " ضلع گوجران والہ

(۸) کرم دین صاحب موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری

(۹) مرزا کرم بیگ صاحب " ضلع منٹگمری

(۱۰) اسماعیل " ضلع منٹگمری

دارالامان

(۱) حضرت اقدس الحمد اللہ بہمہ وجوہ مع جمیع ممبران خاندان وخدام بخیرت ہین اور نصیبین کمیشن کے ممبرون کیلئے ایک لانظیر عربی کتاب تصنیف فرمارہے ہین جو ۲۱۰۰ چھپ رہی ہے ۱۱۲ صفحہ تک کتاب مذکور چھپ چکی ہے

(۲) بعد مغرب حضرت اقدس اون مضامین کو سن رہے ہین جو حضرت اقدس کے ایمار سے ہمارے احباب نے مفاسد زمانہ اور ضرورت امام پر لکھے ہین۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی ان مضامین کو سنا رہے ہین۔

(۳) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی خلافت راشدہ کی تصنیف مین علاوہ دوسرے کامون کے مصروف ہین یہ قابل قدر کتاب ۱۳۶ صفحہ تک پریس میں جا چکی ہے۔ اور ۱۲۸ تک چھپ چکی ہے

(۴) حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن مجید حسب معمول ہر روز بعد عصر ہوتا ہے۔ آپ آجکل مخالفین کی کتابون کا مطالعہ بغرض جواب کر رہے ہین اور بعض مخالف مصنفین کو خطوط بھی لکھے ہین جن مین سے بعض کا جواب آئندہ اشاعت مین انشاء اللہ درج کرینگے +

ہندوستان کی خبریں

نواب وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں بیان کیا ہے کہ قحط کے اخراجات کیوجہ سے گورنمنٹ ہند کو خزانہ انگلستان سے مدد دینے کی کچھہ ضرورت نہیں۔ وہ ان اخراجات کے لئے کافی وسائل رکھتی ہے۔ اور بشرط ضرورت قرض لے سکتی ہے

جدید گورنر بمبئی لارڈ نارتھکوٹ مع لیڈی صاحبہ ۱۶ر کی صبح کو بمبئی رونق افروز ہوئے۔ اور سابق گورنر اسی تاریخ ولایت کو روانہ ہو گئے۔

مسودہ قانون تازیانہ و قانون کینہائے پاس ہو گئے ہیں۔

میران شاہ (وادی ٹوچی) کے پولیٹیکل افسر نے چند متواتر ڈاکو زن کے جواب میں ۱۵ر کی صبح کو ۸ میل کے فاصلہ پر دو دیہات پر اچانک حملہ کر کے ۴۲ مفسد اور ۴۰ اونٹ گرفتار کر لئے۔ حملہ ایسا اچانک کیا گیا کہ کوئی مقابلہ نکر سکا۔ ۱۷ر کی دوپہر کو لٹیروں کی ایک جماعت کے تعاقب میں کامیابی نہ ہوئی۔

نواب کرزن نے بتاریخ ۱۷ر فروری کلکتہ یونیورسٹی کے سالانہ جلسہ میں مسئلہ تعلیم پر بسیط تقریر کر کے لوکل گورنمنٹوں کو ابتدائی تعلیم کی عام توسیع و اشاعت کیطرف خاص توجہ کرنے کی نصیحت کی۔ مگر افسوس صنعتی تعلیم کے متعلق ایک لفظ بھی ارشاد نفرمایا۔ اور برعکس ازیں تعلیم کی مروجہ قسم کو بہت سراہا۔ اِس تعلیم سے بلاشبہ ملک کو بہت فایدہ پہونچا ہے۔ اور اُسکی اشاعت کی بھی ابھی بہت ضرورت ہے۔ لیکن یہ مسلمہ امر ہے کہ صرف ایک ہی تعلیم زمانہ کی مقتضیات یا ملک کی ضرورتوں کے لئے مکتفی نہیں ہو سکتی اور لیقین ہے کہ نواب ممدوح کبھی نہ کبھی تعلیمی مسئلہ کے اس پہلو پر بھی ضرور خیال فرماویں گے۔ جناب ممدوح نے اپنی تقریر میں مدرسوں کی درسگاہوں اور معائنہ کے عملہ کی زیادتی پر بھی بہت زور دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ گورنمنٹ امدادی مدراس کے نصاب تعلیم نظم ونسق کی عمدگی و معقولیت کی بھی ذمہ وار ہے +

جزیرہ بورنیو کا عثمان دقنہ یعنے مست صالح قتل ہو گیا ہے۔ اور انگریزی فوج نے اُسکے ہمراہیوں کو پراگندہ کر دیا ہے۔

ہندوستان کی ریلوے لائینوں کو اپریل سنہ ۱۸۹۹ء سے ۱۳ر فروری سنہ ۱۹۰۰ء تک سال ماقبل کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۸۷ لاکھہ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔

لارڈ نارتھبرک سابق وائسرائے ہندوستان نے پانسو پونڈ چندہ بھیج کر قحط زدگان کے ساتھہ دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ کل ملک میں اسوقت چالیس لاکھہ کے قریب مصیبت زدگان امدادی کاموں پر ہیں۔

چھوٹا ناگپور کے بلوہ کے تقریباً پانسو مجرم حوالات میں مقید ہیں۔ اُنکے سرغنہ برسا بھگوان کی نسبت لاٹ صاحب بنگالہ سے دریافت کیا گیا ہے کہ آیا اُسے پولیٹیکل مجرم قرار دیکر ملک بدر کیا جائے۔ یا معمولی مجرم کی حیثیت میں اُسکی تجویز کیجائے۔

مہاراجہ پٹیالہ نے بخشی گنڈا سنگہ متوفی سپہ سالار افواج ریاست کی پوری تنخواہ اُنکے بیٹوں کے لئے مقرر کر دی ہے۔ اور مزید بر آن بڑے بیٹے جرنیل نصیب سنگہ صاحب کو اپنا حاضر باش ایڈیکانگ بنا دیا ہے۔ بخشی صاحب کی جگہہ جرنل پریم سنگہ سپہ سالار بنائے گئے ہیں۔

مردوان اور ڈیرہ دون کے درمیان ریل جاری ہو گئی ہے۔

علاقہ سوات کے مقام کہار سے ایک دستہ علاقہ کی دیکھہ بھال کے لئے درہ مورہ کو چکر دیکر شاہکوٹ کے رستہ واپس آئیگا۔

امرتسر اور اُسکے ملحقہ اضلاع میں کچھو و جبرو وغیرہ سرغنہ ڈاکوؤں کی گرفتاری سے سنگین جرائم کے ارتکاب میں اگرچہ بہت کچھہ کمی ہو گئی ہے لیکن اکثر دیگر اضلاع میں ابھی تک اِسمعاملہ میں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ ۱۲ر ماہ حال کو ضلع حصار کے موضع فہروالہ میں ۱۵ مسلح آدمیوں نے ڈاکہ مارا۔ اور ایک بنیا کا مال و متاع تمام و کمال لوٹ لے گئے۔ اُنکی باڑہوں سے آٹھہ دیہاتی زخمی ہوئے۔ ۹ر ماہ حال کی رات کو ضلع ڈیرہ اسمعیلخاں کے موضع شہاب خیل کی پن چکی پر ۱۶ آفریدیوں نے ڈاکہ مارا۔ دو محافظوں میں سے ایک کو قتل کیا۔ اور کئی من غلہ اُٹھا لے گئے۔

ولایت میں قحط زدگان ہند کیلئے تخمیناً ستر ہزار پونڈ چندہ جمع ہو چکا ہے ملکہ معظمہ کے علاوہ شاہی خاندان کے دیگر اراکین نے بھی معقول رقمیں دی ہیں۔ ہندوستان میں محاربہ ٹرانسوال کے متعلق اِسوقت تک آٹھہ لاکھ روپیہ سے اوپر چندہ جمع ہو چکا ہے۔

بمبئی میں طاعون سے ۱۲ر فروری کو ۸۹ بیمار ۹۲ فوت اور کراچی میں ۱۴ر کو ۲ بیمار اور ایک فوت ہوا۔ ضلع جالندہر میں نواں شہر کے متصل اِس ہفتہ ایک گانوں اِس بلا میں مبتلا ہوا ہے۔

افسوس نوجوان مہاراجہ سندھیا ۲۴ روز سے سخت بیمار ہیں۔ اس عرصہ میں بخار ایک دفعہ بھی ہلکا نہیں ہوا جو بے اندازہ مشقت اور تکان سے پیدا ہوا۔ مہاراجہ صاحب نے قحط زدہ علاقہ میں دورہ کرتے وقت ایک ایک دن میں ساٹھہ ساٹھہ میل زین سواری پر طے کئے۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ - اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دہند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی ہی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے رخالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - المشتہر پروفیسر میاسنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے -

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا وہند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جہلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -
راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاسنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تہے اور پڑوال پڑتے تہے - اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تہیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تہا - اُس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تہا کہ سوئی میں دہاگا ہی نہیں پرو سکتی تہی - اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تہیں صفائی سے نہیں دیکھہ سکتی تہی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و منسٹر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تہیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دہند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہائت مفید ہے
راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے -

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر بفضلہ تعالیٰ شایع ہوا)

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۱۲ روپے
خواص اور معاونین جو
لطف فرماویں۔

اخبار الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی ❊ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۸ | قادیان دارالامان یکم ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۷ھ ۳ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

قصیدہ

در شان حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(از مولوی عبد اللہ کشمیری)

مبارک عندلیبان را کہ وقت نوبہار آمد
زبہر باغ ایمان آب خوش در جوئبار آمد
زمین از مردگی میخواست ابر آسمانی را
پئے احیاء او باران رحمت فیض بار آمد
چو ریح صرصر از مغرب پئے تخریب جان آمد
ہوائی نافۂ عرفان ز مشرق مشکبار آمد
وزید از مطلع ایمان نسیم جانفزا از حق
شگفتن را بحرکت غنچہ در گلزار یار آمد
بتاریکی شب تیرہ محیط عالمے شد چون
تجلی را ز مطلع آفتاب نور بار آمد
زمانہ چون شب نیکو مصفا لیلۃ القدرے
بقدر و منزلت بہتر ز شبہاے ہزار آمد
یعنی حضرت مرزا غلام احمد یکتا
بصد زیب و بصد زینت چو مہ رو نگار آمد
برآمد آن شہ خوبان بتاج عزت علوی
پئے تنویر این عالم چو خور نصف النہار آمد
فرود آمد بصد تائید او از عالم بالا
بدستش حربۂ علوی کہ بہر کارزار آمد
دو دان ہمراہ او قدوسیان از بہر تائیدش
بگنج و نعمت بیحد پئے داد و نثار آمد
ستادہ بہر تصدیقش زمین و آسمان شاہد
برون از بہر تائیدش خدای کردگار آمد
دو شاہد مہر و مہ برطبق اخبار پیمبر ہم
جہانے دید و من ہم دیدم کہ نجم تاجدار آمد
جمال از فزونتر از ہمہ عالم ہے بینم
برنگ گندمی خوشتر بحسن خوشگوار آمد
سر دجال از جنگ مقدس بر زمین آمد
نہ افسونش نہ نیرنگش نہ انکارش بکار آمد
ز تیغش دشمن نادان بہ بیراہی تفاخر دہ
بتکذیب و جہالت سرنگون و شرمسار آمد
خدا آن را کہ از عجز و مذلت زیست در دنیا
ز دست دشمنان آخر بذلت ہم بدار آمد
ز دست دشمنان بگریخت بالا رفت پوشیدہ
کہ تا چندین مہ و ہم سال زندہ ہوشیار آمد
ندارد حاجت خوردن نہ پوشیدن نہ نوشیدن
نہ بر جانش اثر گاہے ز دور روزگار آمد
بیک حربہ بزیر آورد از تخت الوہیت
مزارش را ہمے دیدم بکوئے خانیار آمد
شفا بخشید زخمش را دوائے مرہم عیسیٰ
ہمہ تزویر دجالان تبہ گشت و بہار آمد
مسیح ناصری انسان میت بود ظاہر شد
ازان روزیکہ آتھم مرد و با ذلت بنار آمد
بروز یافت دجل و مکر در قوم نصاریٰ چون
درون حالت اسلام بیمار و نزار آمد
بحسب دور انسد نی بروزے یافتہ عیسیٰ
محمد نیز در مہدی بحسن آشکار آمد
ہمین است آن غلام احمد کہ می باشد محمد ہم
ہمین مہدی ہمین عیسیٰ ہمیں آن تاجدار آمد
کلیم اللہ ہمین باشد ہمین آدم صفی اللہ
ہمین خاتم ولایت را بمہر نقش دار آمد

زشوکت تجوے بستہ بآیاتِ کتاب اللہ
بمیدانِ رسول اللہ بہ تیغ آبدار آمد
بعالی گوہرے شاہے بتاج فاذہبی بیا
کہ مرغے خوش زباغ قدس او برشاخسار آمد
پئے روئے خدا آئینہ آمد حضرت مرزا
عدوش خایب وخاسر ذنیم نیز خوار آمد
زارض وآسمان لعنت بروی دشمن مرزا
عدوحق کہ باحق از برائے کارزار آمد
چلنجے راکہ ایزد میفرستد وازپئے عالم
اگرتف میزند جاہل بروئیش باز نار آمد
خطابے بوتش دونہ کند خوار وسیہ رویش
چو ہر آہش نشانے اعظم وہم استوار آمد
چرا سرمیکشد ازحکم او این دشمن نادان
الا از بہر او برحملہ ذات کردگار آمد
چو مسیح بحرچون آید برون آنحضرت باری
کرا یارا کہ می جنگد چو حق برروی کار آمد
پشیمان گشت آن جاہل خرغزنی بامرتسر
مبارک چون بدنیا ہم چو دلداز نگار آمد
ندید ندایں سیہ بختان بتائید خداوندی
کہ بیرون حضرت باری پئے ابرار یار آمد
بسید مذ از عدالت چون وودست دشمن نادان
ازآن رونسے زتحریر اشاعۃ شرسار آمد
ہمین است آنکہ ازوسے احمد مرسل نمودایا
ہمین است آنکہ بہر او جہان را انتظار آمد
یہودی سیرتان از بہر تکفیرش زبخل وکین
کمربستہ زبدکاری نشان آشکار آمد
زحلوا خوردن مردم دماغ شان پراگندہ
یکے شیخ ویکے پیر ویکے انگور خوار آمد
زخاک انگیزی وغوغائے شان یکذرہ بانہ
کہ آن ناموس حق خوشتر وبہ بیتِ صلیب پائی دار آمد
بمدح من ندارد حاجتے آن سید عالم
کہ مداحش زبالائے سما پروردگار آمد

تفسیر القرآن کی طبع کا کام شروع ہوگیا ہے حسب وعدہ خریداران پیشگی قیمت بھیجدیں - (ایڈیٹر)

ایڈیٹوریل

گناہ کی حقیقت کسنے بتلائی؟ انجیل نے یا قرآن کریم نے؟؟؟

بارہا عیسائیوں کو کہتے سُنا ہے کہ کامل حقیقت گناہ کی انجیل نے بیان کی ہے مگر یہ دعوے اُنکا نرا دعویٰ ہی ہے جس کے ثبوت میں وہ کیا کہیں گے انجیل خود خاموش ہے - انجیل کی علت غائی بجز اس کے اور معلوم نہیں کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا جاوے اور پھر معاً **ملعون** ٹھہرا کر اپنے گناہوں کا گٹھا اُس کے سر پر دھر دیا جاوے اور اس طرح پر **اخلاقی ذہنی** اور **روحانی** قویٰ کو خاک میں ملا دیا جاوے - برخلاف اس کے قرآن کریم نے اپنی علت غائی ہی یہہ بیان کی ہے کہ وہ تقویٰ اور خداترسی کی راہوں کی ہدائت کرے چنانچہ فرمایا ہے **ذالک الکتٰب لاریب فیہ ھدی للمتقین** یعنے اس کتاب کے نزول کی غرض وغائت یہی ہے - کہ جو لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں اور مولا کریم سے ڈرتے ہیں اُنکو باریک سے باریک گناہوں پر بھی اطلاع دی جاوے تاکہ وہ اُن برائیوں سے بھی بچتے رہیں جو ہر ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتی بلکہ اُن کو صرف **معرفت** کی آنکھ دیکھ سکتی ہے - یہہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے جس کو ہم نہائت وضاحت کے ساتھ موکد پاتے ہیں - مثلاً **آنکھ** - یا **کان** کے باریک سے باریک گناہ ایسے ہیں جو انسان محسوس بھی نہیں کرسکتا مگر رفتہ رفتہ وہ اس حد تک پہونچ جاتے ہیں کہ اُنسے ایک خطرناک گناہ سرزد ہوجاتا ہے بے محابا آنکھ اُٹھتی ہے اور کسی نامحرم عورت پر پڑتی ہے آخر زنا کا ارتکاب ہوجاتا ہے - اب اس باریک **گناہ** کی اصلاح ہم دیکھتے ہیں کہ انجیل قطعاً نہیں کرسکتی - کیونکہ اُسمیں یہہ حکم صاف موجود ہے کہ "جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھہ زنا کرچکا"

اس تعلیم اور حکم کو اگر غور اور فکر سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوجاوے گا کہ اس تعلیم کا معلم کوئی ہی کیوں نہو فرضی خدا ہو یا خدا کا فرضی بیٹا نہ انسان کی بناوٹ سے واقف ہے اور نہ قویٰ کی حقیقت سے آگاہ - زنا اور مبادی زنا سے اُسے کچھ آگاہی نہیں ہے - کیونکہ اس آئت سے جو متی کی انجیل میں درج ہے صاف پایا جاتا ہے کہ شہوت کی نگاہ سے دیکھنا منع ہے اور یوں کھلے بندوں ہر نامحرم عورت کو گھورتے رہو - غالباً یہی وجہ ہتی جو یورپ بلکہ وسیع طور پر یوں کہو کہ عیسائی دنیا کی سوشل حالت بہت کچھہ قابل اعتراض ہوچکی ہے اُن واقعات کو جو **حرامکاری** اور **بدکاری** کے متعلق عام طورپر زبان زد ہیں اور **پیرس ولنڈن** کے سیاحوں نے اپنے سفرناموں میں جن دل کو ہلا دینے والے واقعات کا ذکر کیا ہے اور بتلایا ہے کہ کس طرح پہ پیرس کے بازاروں میں حرامکاری کے اڈے بنے ہوئے ہیں اور کس طرح پر غریب دیہاتیوں کی ناواقف دوشیزہ لڑکیاں محض فریب دیکر

اُمرا کے لئے لائی جاتی ہیں اور ایک پیالہ شراب پر کس طرح اپنی عفت فروخت کرڈالتی ہیں یا لنڈن کے ہائیڈ و پارک میں جو کچھ ہو رہا ہے یا خانقاہوں کے جگر دوز حالات جن لوگوں نے لکھے ہیں اُنسے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح پر ایک مجذوم کی طرح قوم بگڑ گئی ہے اور جب اُسکے اصول پر غور کرتے ہیں تو وہ وہی تعلیم ہے جو ہم نے اوپر درج کی ہے کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ دل میں اُسکے ساتھ زنا کرچکا“ یہہ حالت تو علی طور پر نظر آ رہی ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ہم کو اس امر کے ماننے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ قریباً ہر ملک میں حرامکاری بڑھ چلی ہے مگر ہم کہیں گے کہ یہہ کوڑھ اسی آزادگی کا نتیجہ ہے۔ جو بے لگام طور پر نگاہ کو اُٹھانے میں دی گئی ہے۔ اور اسکے محرکات وہ ناول ہیں جو بے باکی سے انگریزی سوسائٹی کی دلچسپی یا اُنکی اصلاح کی خاطر لکھے جاتے ہیں اور پھر علی پیرائیوں میں اُسے سٹیج پر دکھایا جاتا ہے۔ عام شرینیوں اور مٹھائیوں پر ”kiss me dear“ جیسے مخرب اخلاق الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ اور بوسہ بازی سکھانے کے لئے سکول قائم کئے جاتے ہیں۔ مگر پھر سوال یہی ہوتا ہے کہ یہہ ہوا کیوں؟ اسکا ایک اور صرف ایک ہی جواب ہے کہ انجیل گناہ اور اُسکے مبادی کی حقیقت بیان کرنے سے بالکل قاصر ہے بلکہ برخلاف اس کے کفارہ کا مسئلہ پیش کرکے گناہ کی جرأت دلاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ انجیل کے پرستاروں کا یہہ دعوے کہ گناہ کی حقیقت کماحقہٗ انجیل نے بیان کی ہے بالکل غلط اور فضول ہے اب ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم اپنے اس دعوے کی تائید میں کہ **ھدی للمتقین** کیا تعلیم دی؟ اس موقع پر ہم کسی دوسرے پہلو پر بحث نکریں گے بلکہ یہی دکھائیں گے کہ جیسے انجیل نے ایسی تعلیم دی ہے جو عام طور پر اخلاق سوز تعلیم ہے بالمقابل قرآن کریم نے ایسی تعلیم دی ہے جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم** یعنے مومنوں کو کہدے کہ نامحرم کو دیکھنے سے اپنی آنکھہ بند رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں یہہ طریق اُنکے تزکیہ نفس کا ہے۔ **فروج** کے معنے سوراخوں کے کان کا سوراخ۔ مونہہ کا سوراخ اور دوسرے سوراخ جو انسان کے اندر ہیں۔ اس پاک تعلیم سے معلوم ہوا۔ کہ انسان نامحرم کی طرف آنکھہ تک نہ اُٹھائے کیونکہ جبکہ زنا کا **منشاء** اور **قصد** فطرتاً اختیار میں نہیں ہے بلکہ وہ بعض مبادی سے پیدا ہوتا ہے تو پھر آزادی سے اِدہر اُدہر جہانکنا ٹھوکر کا موجب ہے۔ جو شخص بے محابا کسی نامحرم عورت کو دیکھے گا آخر ایک دن وہ بدنیتی اور نگاہ شہوت سے ضرور دیکھیگا کیونکہ جذبات نفس ساتھہ لگے ہوئے ہیں اور یہ قانون ساتھہ ہی کام کر رہا ہے کہ ایک فعل پر ایک نتیجہ مترتب ہوکر وہ نتیجہ کسی دوسرے فعل کا باعث ہوجاتا ہے سب سے مقدم چونکہ آنکہہ تھی اُسکے بے موقع اُٹھنے سے منع فرمایا اور پھر اس بات سے بھی منع کر دیا کہ اُنکی نرم باتوں اور قصوں کی طرف کان ندو۔ اور نہ خود بے حیائی اور ہنسی مخول کی باتیں کرو کہ ٹہوکر کا موجب ہیں۔ اور آنکہہ **کان۔ زبان** پر قابو پانے سے انسان کے دوسرے **فروج** خود بخود رام ہو جاتے ہیں۔ یہہ ہے وہ تعلیم جو اس موقع پر قرآن کریم نے پیش کی ہے۔ اب سعادت مند روحیں اور خدا ترس دل غور کریں کہ کامل بصیرت اور ہدایت بخشنے والی تعلیم کونسی ہے اس سے صاف پتہ لگ سکتا ہے کہ انجیل گناہ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر محض ہے اور وہ **اخلاق سوز** اور **گناہ افزا** فطرت پیدا کرتی ہے مگر قرآن کریم **گناہ سوز** اور **اخلاق فاضلہ** پیدا کرنے والی **طبیعت عطا فرماتا ہے**۔

انشاء اللہ ہم وقتاً فوقتاً قرآن کریم کی تعلیم کا انجیل کی تعلیم سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور دکھانے کی کوشش کریں گے کہ انجیل نے دنیا کو کیا بنایا اور قرآن کریم کیا بنانا چاہتا ہے **وما توفیقی الا باللّٰہ ھو نعم المولی ونعم النصیر**

مسلمانوں کو سکھہ فرقہ کے اعلیٰ مذہبی مقتدایاں کی رائے میں سکھہ بنانا یا امرت چکھانا جایز نہیں۔ خالصہ اخبار مورخہ ۱۹ر فروری نے اپنے مذہبی مقتدایاں کے فتاوے اس کے متعلق شائع کئے ہیں امید ہے کہ سنگھہ سبھائیں آئندہ اپنے مذہب کے اعلیٰ ارکان کے منشاء کے برخلاف عمل پیرا نہیں ہونگی

سلطان المعظم کی نسبت ایک ولایتی اخبار لکھتا ہے کہ وہ برلن کی سیاحت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہی اخبار قمطراز ہے کہ امدرماں میں مصری فوجکی سوڈانی پلٹنیں اپنے مصری افسروں کے اغوا سے سرتابی پر مائل ہوگئی ہیں۔

چند پیرے گراف

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی کتاب خلافت راشدہ میں سے منتخب کئے ہیں۔

واوحینا الی امّ موسیٰ ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم و لاتخافی ولاتحزنی انّا رادّوه الیك وجاعلوه من المرسلین۔ اور اس سورت کے آخر میں فرمایا ان الذی فرض علیك القرآن لرادّك الی معاد قل ربّی اعلم من جاء بالهدی ومن هو فی ضلال مبین ۔ وما کنت ترجوا ان یلقی الیك الکتاب الا رحمة من ربك فلا تکونن ظهیرا للکافرین۔

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ تو موسیٰ کو دودھ پلا پس جب تجھے اس کی جان کا اندیشہ ہو اسے دریا میں ڈالدے اور اسوقت خوف اور حزن کو دل میں راہ نہ دینا ہم اسے تیرے پاس پھر لائیں گے۔ اور اسے ان مرسلوں میں سے (جو اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے) ایک مرسل بنائیں گے۔ جس نے تجھپر قرآن نازل کیا (یعنے اس موسیٰ کے قصہ اور اس کے رنگ میں تیری کامیابی کی پیشگوئی کے لوگوں کو پڑھ سنانے کا حکم دیا ہے اس مماثلت اور پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے) وہ تجھے ضرور معاد (مکہ۔ ام القریٰ) کی طرف واپس لائے گا۔ کہہ دے میرا رب اسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا (اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ کامیاب ہو) اور اسے بھی جانتا ہے جو ضلال مبین میں ہے (اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ ہلاک ہو) اور تجھے امید نہ تھی کہ الکتاب تجھے القا ہوگی (یعنی ایسی زبردست پیشگوئی کہ میں موسیٰ کی طرح کامیاب ہوجاؤنگا اور میرے دشمن فرعونیوں کی طرح تباہ ہوجائیں گے تیرے قویٰ کی پہونچ اور بشری طاقتوں سے باہر تھی) ہاں یہہ تیرے رب کی رحمت ہے (کہ تجھے ایسا منصور و مظفر رسول بنایا ہے اور ایسے قادرانہ دعوے تیرے موتہہ سے نکلوائے ہیں) تو (اب اس نصرت الٰہی اور اعدا پر غالب آنے کے شکر میں) کافروں کا مددگار کبھی نہ ہونا (اسی طرح جیسے خدا کے انعامات دیکھکر موسیٰ نے کہا تھا رب بما انعمت علی فلن اکون ظهیرا للمجرمین۔)

اور اس بات کے دکہانے کے لئے کہ وہ وعدہ ردّ دونوں بزرگ نبیوں کے حق میں پورا ہوا فرمایا فرددناه الی امه کی تقر عینها ولا تحزن ولتعلم ان وعد الله حق ولکن اکثرهم لایعلمون۔ ولما بلغ اشده واستوی آتینه حکما وعلما وکذالك نجزی المحسنین۔

پھر ہم نے (حسب وعدہ) اسے اس کی امّ کو واپس دیا تو کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہو (اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّ (ام القریٰ۔ مکہ) بھی آپکی واپسی پر خنک چشم اور خوش وخرم ہوئی۔ یعنے آپ کا مکہ میں واپس آنا اور اسے فتح کرنا ہی مکہ کی اصلی غرض تھی اور مکہ کی آیندہ کی سرسبزی اور آبادی اور برکت اسی پر موقوف تھی اور ہجرت کے بعد مکہ اسی طرح آپ کے پھر آنے کی راہ تکتا تھا جیسے موسیٰ کی ماں دریا میں پھینکنے کے بعد اپنے لخت جگر کے پھر گود میں آنے کیلئے تڑپتی تہی) اور وہ اس نتیجہ پر پہونچ جا کہ اللہ کا وعدہ حق ہوتا ہے پر (اس رمز کو) ان میں سے بہتیرے نہیں جانتے (اس میں یہہ اشارہ ہے کہ عرب کے مشرکین اس وقت اس بات سے بیخبر ہیں کہ جسے وہ ذلیل کرکے نکالیں گے وہ فاتح ہوکر پھر مکہ میں داخل ہوگا) اور جب موسیٰ پوری قوت کو پہونچگیا اور اس کے قویٰ ہماری مخاطبت اور امانت کا بار اٹھانے کے قابل ہوگئے ہم نے اس کو حکم اور علم دیا اور (یہ اسی پر موقوف نہیں) ہم تو اسیطرح محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں اور عنقریب ایک محسن کو اسی رنگ کی جزا دیں گے۔ حکم اور علم سے مراد ہے مومنین اور کافرین میں فیصلہ کرنے کیلئے حکم یا حاکم بننا اور ایسے منصب جلیل کے شایاں شان علم سے بہرہ مند ہونا یعنے آخرکار کفار کی ہلاکت کا فتویٰ دینا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسی طرح کفار مکہ کی قسمتوں کا فیصلہ آپ کی حکومت کے ہاتہہ میں ہوگا۔

قصص انبیاؑ سے قرآن کا مقصد کیا ہے۔

قرآن حکیم کا داب ہے کہ اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کہ فلاں فلاں قصہ میں باہم مماثلت ہے ان دونوں میں کوئی لفظ یا الفاظ مشترکہ رکھ دیتا ہے اس لئے کہ واقعات انبیا (علیہ السلام) جو قرآن میں مذکور ہوئے ہیں خصوصًا جناب موسیٰ کے واقعات انکا موضوع ومقصد حضور سرور عالم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی مبارک زندگی ہے قرآن کریم نے التزام کیا ہے کہ ان میں الفاظ یا اشارات ایسے رکھدیتا ہے کہ انکی وساطت سے فورًا ذہن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واقعہ کیطرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اس سورت میں اصلی مقصد یہہ ظاہر کرنا ہے کہ ایک دفعہ اس سرزمین (مکہ) سے ظالموں کے ظلم کے ہاتھوں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نکل جائیں گے مگر پھر کامیاب اور فاتح کی صورت میں اس میں واپس آئیں گے۔ اور اس بیکسی اور کس مپرسی اور مجبوری کے بعد آپ ایک عظیم الشان سلسلے اور دولت کے بانی ہوں گے جس کا دامن قیامت تک لمبا ہوگا اور دشمنوں کے املاک واموال سب آپ کے قبضہ میں آجائیں گے۔ ایسی حالت میں جو مکہ کے اندر آپ کی تہی اس آنے والی شاندار حالت کا لوگوں کو سمجہانا بہت نازک امر تہا۔ خداوند حکیم نے اس بھید کو

اور اور بھی بہت سے مصالح کو مدنظر رکھکر جناب موسیٰ (علیہ السلام) کے قصے کے پیرایہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح سمجھانی چاہی ہے۔ چنانچہ آپ کی اس بیکسی اور بے بسی کی تصویر دکھلانے کے لئے جناب موسیٰ کی کمال بیکسی کے دردانگیز ترحم انگیز قصے پیاری ماں کی گود سے چھین جانے اور خونخوار دریا کی موجوں کے موہنہ میں پھینکے جانے کو بیان فرمایا ہے۔

ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد اس تمام سورت میں اصل دعوی اور تبلیغ کی غرض اور علت غائی یہ ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا قصہ اس کے لئے بطور استدلال کے ہے ان دونوں قصوں میں مماثلت کی طرف اشارہ کرنے کی غرض سے لفظ رد اور معاد اور ام مشترک رکھدیئے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور بقا اور آیندہ کی کامیابی کے لئے ضروری تھا کہ وہ پھر ماں کی کنار عاطفت میں سپرد کئے جائیں جناب خاتم النبیین (علیہ الصلوۃ والسلام) کے حق میں جو سب سے اکمل اور اتم تھے کمال مطلوب تک پہونچنے کے لئے ضروری تھا کہ اس عظیم الشان ماں ام القریٰ کی کی چھاتیوں سے روحانی دودھ چوسنے کو پھر اس کے دامان عاطفت میں دیئے جائیں جتنا فرق جناب موسیٰ اور خاتم النبیین کے کمالات اور فرائض میں ہونا چاہیئے اسے خداوند حکیم نے ان دونوں کی اموں کے اظہار سے واضح کر دیا ہے۔ اس لئے کہ جسقدر ماں قوی اور صحیح ہوگی اس کی چھاتیوں میں اسی قدر قوی اور مقوی دودھ پیدا ہوگا۔ سو حضرت موسیٰ کی ماں ایک ضعیفہ عورت تھی۔ جسکا آج صفحہ ہستی سے نام و نشان مٹ گیا ہے اور بطور نتیجہ لازمہ کے ضروری تھا کہ اوس دودھ کا پرورش یافتہ بھی ایک حد تک جیتا رہتا اور اسی حد تک اس کی بقا ہوئی

> اسلام ایسا مذہب ہے اور کوئی مذہب اور بانی مذہب خدا نے ارادہ نہیں فرمایا کہ ابدی ہو۔

جس قدر اس دودہ میں قوت تھی چنانچہ جناب موسیٰ اور آپ کا دودہ یعنے کتاب توریت اور شرع توریت اور قوم توریت گمنام اور ناپید ہو گئی اور اس منتجی بنی اسرائیل کے نقش قدم یوں مٹ گئے۔ جیسے ریگستان میں چلنے والوں کے آثار کو بیدادگر آندھیاں ناپید کر دیتی ہیں۔ مگر خاتم النبیین کی ام ام القریٰ اور مکہ ایک ابدی اور قیامت تک باقی چیز ہے جس کی نسبت خداوند علیم وعدہ کر چکا ہے کہ آسمان و زمین کے قیام سے اس کا قیام وابستہ ہے لاجرم بطور نتیجہ لازم کے ضروری ہے کہ آپ بھی اپنی عظیم الشان ام کی طرح ابدی اور غیرفانی ہوں اور قرآن جو آپکا دودہ ہے وہ بھی فنا اور زوال سے محفوظ رہے۔ بظاہر یہ مناسب اور مشابہت قریب ہے کہ اوپری اور محض لطیفہ معلوم ہو مگر ذرا غور کرنے سے اس کی حقیقت اور ماہیت کھل سکتی ہے جب ایک دقیقہ رس انسان ام موسیٰ اور ام القریٰ اور لفظ لرادوہ اور لرادک اور فرددنہ الی امہ میں غور کرے اور پھر واقعات عالم پر نگاہ ڈالے کہ جیسے قرآن کے اشارات بتاتے ہیں ویسے ہی واقعات بھی دکھاتے ہیں کہ اسلام کے لوازم اور موئیدات کیسے محفوظ ہیں اور دیگر ادیان اور اونکی کتابیں اور ان کے بانی کس طرح تغیر اور انقلابات کے چکروں میں آ گئے کہ اگر ان نبیوں اور انکی تعلیموں کو قرآن نئے سرے سے زندہ نہ کرتا تو وہ ناپید ہو گئے ہوتے اور ان کی کتابیں اور تعلیمات ایک مجذوم آدمی کی طرح ہو چکی تھیں۔ چنانچہ یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے اور خداوند عالم کی ہستی اور اس کے علم و قدرت کا کیسا واضح ثبوت ہے کہ مکہ ابتدائے دنیا سے محفوظ۔ قرآن کریم محفوظ اور حامل قرآن۔ مکہ کا لایق فرزند (صلی اللہ علیہ وسلم) محفوظ اور اس امر کی طرف پختہ اور گہرا اشارہ کرنے کے لئے کہ آپ کی آل یعنے امت بھی زوال اور فنا سے سدا محفوظ رہے گی آپ کی آل یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کو آپ کے پاس محفوظ مامن اور جنت الماوٰے میں جگہ دی۔

(باقی آئندہ)۔

جنگ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا یعنی وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرتسر کے درمیان ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا۔ اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونی ضرور ہے ۸؍ قیمت پر بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے مل سکتا ہے۔ اور شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر سے بھی مل سکتا ہے

ترجمۃ القرآن

جیسا ہم پہلے اطلاع دے چکے ہیں اسکی طبع کا کام شروع ہو گیا ہے۔ ہم مندرجہ ذیل احباب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے حسب وعدہ پیشگی قیمت بھیجکر کارخانہ کی اعانت کی ہے گویا اس کام کا شروع انکی ہی امداد پر ہوا ہے امید ہے دوسرے صاحبان بھی توجہ فرماویں گے۔

شیخ محمد جان صاحب تاجر وزیرآباد عـہ
شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیرآباد ۔۔
چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ

مندرجہ ذیل صاحبان نے جدید درخواستیں بھیجی ہیں

منشی نورالدین صاحب گوجرانوالہ ۵ جلد
شیخ کرم الہی صاحب بھٹنڈہ ۲ جلد
بابو محمد صاحب انبالہ چھاونی ۱ جلد

فبای آلاء ربکما تکذبن

اتقوا اللہ | اتقوا اللہ

خدا کے لئے ایک گواہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے علماء اسلام و مفتیان حضرت سیدنا و نبینا خیر الانام علیہ الف الف سلام آپ صاحبان مولنا و امامنا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب پر اصرار نہ کریں۔ میں آپ صاحبان کو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں نے ستر یا اسی دفعہ جیسا واقعی ہوا ہے جناب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے ان الفاظ سے جناب مرزا صاحب موصوف کے دعوی کی تصدیق کی ہے جو میں ذیل میں لکھتا ہوں۔

ذالک الفضل من اللہ و کفی باللہ علیما — واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون — وقوموا للہ قانتین — واتقوا اللہ لعلکم تفلحون

نمبر شمار	تاریخ تصدیق و سال	الفاظ تصدیق جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے	نمبر شمار	تاریخ تصدیق و سال	الفاظ تصدیق جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے	نمبر شمار	تاریخ تصدیق و سال	الفاظ تصدیق جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے	نمبر شمار	تاریخ تصدیق و سال	الفاظ تصدیق جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے	نمبر شمار	تاریخ تصدیق و سال	الفاظ تصدیق جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے
۱	یکم ستمبر ۹۹ء	مامور من اللہ	۱۸	۱۱ اکتوبر ۹۹ء	یہ امام مسیح موعود و مامور من اللہ ہے	.	۲۲ نومبر	در تحمل اور بردباری کا تفویض رب الغیور	.	〃	چلے آتے ہیں فقد فاز فوزاً عظیما	۵۸	۱۰ 〃	اے مامور من اللہ
۲	[illegible] ستمبر ۹۹ء	مامور من اللہ	۱۹	۱۳ اکتوبر ۹۹ء	مامور من اللہ	.	〃	نے انکو چن کر کیا ہے	۴۵	۲۹ 〃	تمہارا امام مسیح موعود و مامور من اللہ امام المؤمنین	۵۹	۹ 〃	اے مامور من اللہ ۔ مہدی زمان
۳	۱۴ ستمبر ۹۹ء	مامور من اللہ	۲۰	۱۵ اکتوبر ۹۹ء	آپ مسیح موعود و مامور من اللہ ہیں ۔ انکار	۳۳	۲۳ نومبر ۹۹ء	آگے برخلاف ہونے والا ضلالت میں ہے اور راس سے بے راہ چلنے	۴۶	۲۹ 〃	اے مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود مامور من اللہ	۶۰	۱۱ 〃	اے مامور من اللہ
۴	۲۹ اپریل	مامور من اللہ	[illegible]	〃	کرنے والا خارج از امت ہے ۔	۳۴	〃	والوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فی ضلال مبین فرمایا ہے	۴۷	〃	تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں	۶۱	۱۱ 〃	اے مامور من اللہ ۔ مسیح موعود
۵	۲ مئی	مسیح موعود	۲۱	۱۴ اکتوبر ۹۹ء	خود مسیح نے اپنی جانب سے فرمایا ۔ آپ مسیح موعود جو مامور من اللہ ہو کر مقرر ہوئے ہیں	.	〃	لوگوں کو شیطان کی پیروی سے پروردگار بچاوے لا تتبعوا	۴۸	۲۹ 〃	بشرح صدر	۶۲	۱۲ 〃	اے مامور من اللہ ۔ مسیح موعود و مہدی معہود
۶	۱۹ مئی	مامور من اللہ	۲۲	۱۶ اکتوبر ۹۹ء	(از جانب حضرت عیسیٰؑ) امام آخر الزمان	۳۵	〃	خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین پر خیال کرے	۴۹	۲۹ 〃	جو امتی وغیرہ ایذا مہدی مسعود کو ہو رہے ہیں ان کے	۶۳	۱۳ 〃	اے مسیح موعود و خلیفۃ اللہ
۷	۲۴ مئی	مامور من اللہ ۔	۲۳	۲۰ اکتوبر ۹۹ء	مامور من اللہ	۳۶	〃	اس دشمن سے ہماری امت بچکر اس سچے مرد کی پیروی میں	.	〃	حق میں اچھا نہیں ہوگا ۔	۶۴	۱۴ 〃	اے خلیفۃ اللہ
۸	۸ ستمبر ۹۹ء	آپ امام مامور من اللہ ہیں	۲۴	۲۶ اکتوبر ۹۹ء	امام آخر الزمان و مامور من اللہ	.	〃	کہ جو ساری امت سے چن کر اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے	۴۹	۳۰ 〃	امام المتقین والصالحین	۶۵	۱۵ 〃	اے مامور من اللہ خلیفۃ اللہ
۹	۱۳ ستمبر ۹۹ء	آپ مسیح موعود ہیں	۲۵	۲ نومبر ۹۹ء	مسیح موعود مامور من اللہ	.	〃	لگاوے ۔	۵۰	۳ 〃	مامور من اللہ	۶۶	۱۶ 〃	اے مامور من اللہ خلیفۃ اللہ
۱۰	۲۲ ستمبر ۹۹ء	مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں	۲۶	۹ نومبر ۹۹ء	اے امام مامور من اللہ (حکم الٰہی ہو رہی حجات مرزا احمد) و قبنا المومنین بان لہم من اللہ	۳۷	۲۴ نومبر ۹۹ء	امام الوقت مامور من اللہ	۵۱	۴ جنوری ۱۹۰۰ء	امام المتقین ۔ اے مسیح موعود و مہدی مسعود مامور من اللہ	۶۷	۱۷ 〃	اے مامور من اللہ خلیفۃ اللہ
۱۱	۲۲ ستمبر ۹۹ء	سچا مسیح موعود و مہدی مسعود	〃	〃	فضلاً کبیراً ۔	۳۸	۲۹ 〃	امام مامور من اللہ	۵۲	۵ 〃	مرزا صاحب خلیفۃ اللہ	۶۸	۱۸ 〃	رہا اے مامور من اللہ و خلیفۃ اللہ
۱۲	۲۲ ستمبر ۹۹ء	امام المسلمین	۲۷	۱۴ نومبر ۹۹ء	مامور من اللہ	۳۹	۵ دسمبر ۹۹ء	امام مامور من اللہ	۵۳	۶ 〃	امام المتقین	۶۹	۱۹ 〃	اے مسیح موعود و مہدی مسعود
۱۳	۳۰ ستمبر ۹۹ء	امام مامور من اللہ	۲۸	۱۶ نومبر ۹۹ء	امام الزمان مسیح موعود	۴۰	۸ 〃	امام مامور من اللہ	۵۴	〃	ای مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود آپ کو خدا لقب ...	۷۰	۲۰ 〃	اے امام مامور من اللہ و خلیفۃ اللہ
۱۴	یکم اکتوبر ۹۹ء	امام مامور من اللہ	۲۹	〃	یہ امام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مبعوث اور مسیح موعود اور مہدی مسعود	۴۱	۱۲ 〃	امام مامور من اللہ	〃	〃	بندوں میں سے چن کر یہ مامور ... مسیح کے خطاب سے مامور فرمایا ہے	۷۱	۲۱ 〃	اے مسیح موعود خلیفۃ اللہ
۱۵	۵ اکتوبر ۹۹ء	مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں	۳۰	〃	کے نام اور لقب سے ملقب ہوا ہے	۴۲	۱۵ 〃	امام مامور من اللہ	۵۵	۷ جنوری ۱۹۰۰ء	ای مرزا صاحب مامور من اللہ خلیفۃ اللہ	۷۲	۲۲ 〃	اے مامور من اللہ
۱۶	۹ اکتوبر ۹۹ء	سچا امام مامور من اللہ	۳۱	〃	تم مطیع امر و اعلان اس مامور من اللہ کے رہو اسلام کی سچائی کا	۴۳	۱۹ دسمبر ۱۸۹۹ء	مرزا صاحب مسیح موعود امام آخر الزمان	۵۶	۹ 〃	مسیح موعود	۷۳	۲۳ 〃	اے مہدی معہود
۱۷	۱۰ اکتوبر ۹۹ء	سچا امام مامور من اللہ	۳۲	〃	ظہور اس مرد سلیم الطبع حلیم المزاج	۴۴	۲۳ 〃	مبارک ہیں وہ آنکھیں جو صراط مستقیم ... چکر مامور من اللہ ...	۵۷	۱۰ 〃	ای مرزا صاحب مامور من اللہ	۷۴	۲۴ 〃	اے مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود و مجدد زمانہ

اب آپ صاحبان سوچ لیں کہ اگر آپ کے خیال میں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کی کچھ عزت ہے کہ جناب ممدوح رویا میں فرماتے ہیں تو اس سے مخالفت کرنا کس قدر گناہ ہے۔ اور یہ تمام رؤیا یا الہامات میرے پاس مفصل طور پر اپنی نوٹ بک بقید تاریخ و سنہ موجود ہیں۔ جو صاحب چاہیں اپنی تسلی کیلئے دیکھ

ایک مامور من اللہ کی دعا کا نتیجہ

یعنے ٹرنسوال میں ہماری گورنمنٹ کی کامیابی

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست۔
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید۔

یہہ امر کسی پر مخفی نہیں کہ جب سے ہماری گورنمنٹ کو جنوبی افریقہ کی ایک جمہوری سلطنت سے معرکہ پیش آیا ہے خلاف امید انگلستان کو اس سے بہت کچھ نقصان اٹھانا پڑا۔ اور حضرۃ قیصرہ ہند کو اپنی جان نثار سپاہیوں کے مارے جانے یا زخمی ہونے پر کمال تاریخ ہوا۔ اس نقصان کے اسباب اور بواعث پر اسوقت بحث کرنا ہمارا منشا نہیں بلکہ ہم صرف اس امر کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ جب سے عید الفطر کی تقریب پر ہمارے سید و مولیٰ امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے گورنمنٹ کی کامیابی کے لئے جلسہ دعا کیا ہے اور نہایت سوز اور رقت سے بھرے دل کے ساتھہ حضور الہی میں کامیابی کے لئے دعا کی اسوقت سے ہماری گورنمنٹ کا پلہ بہت بھاری ہے۔ ان فتوحات کا قرعہ خواہ لارڈ ابرٹس کے نام پر پڑے یا لارڈ کچنر کے نام پر مگر ایک سلیم الفطرت انسان کو ماننا پڑے گا بشرطیکہ وہ اس معاملہ پر غور کرے کہ دعا ہی اثر ہے۔ اس سے پیشتر ہندوستان پنجاب کے مختلف شہروں میں دعا کے جلسے ہوئے مگر ہم نہیں کہتے کہ ان جلسوں کے دعا کی حقیقت کو بیان کریں۔

بہر حال اس جگہ ہم کو صرف اس امر کا بتانا منظور ہے کہ یہہ کامیابیاں ۲ فروری ۱۹۰۰ء کے بعد سے شروع ہوئی ہیں۔ ہفتہ کی سب سے زیادہ مژدہ بخش خبر ... کے متعلق یہہ ہے کہ جنرل کرونجی (کمانڈر) مع چار ہزار سپاہ کے ... افواج کے نرغہ میں آگیا۔ ہماری فوج نے اُسکا چاروں طرف سے توپوں کے ساتھہ محاصرہ کر لیا۔ کہا تو بلا شرط اپنے آپ کو ہمارے حوالہ کردو اور ہتھیار ڈال دو ورنہ توپوں سے اڑا دیں گے۔

جنرل کرونجی نے ہر چند مہلت چاہی مگر لارڈ رابرٹس نے ایک نہ سُنی اور آخرکار جنرل کرونجی نے مع چار ہزار بوئروں کے ہتھیار ڈال دئے اور اپنے آپکو انگریزی فوج کے حوالہ کر دیا۔ جس وقت لارڈ رابرٹس اور جنرل کرونجی کی ملاقات ہوئی اُسوقت کا نظارہ قابل دید تھا۔ جب دونو جنرل قریب پہونچے تو کرونجی گھوڑے سے اتر آیا۔ اور لارڈ رابرٹس نے مصافحہ کرکے فرمایا "جناب آپ نے ہم سے بہادرانہ مقابلہ کیا ہے اور ہم آپ کے ساتھہ عزت سے پیش آئیں گے" بعد ازاں عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا اور کرونجی صاحب مع اپنی سپاہ کے روانہ ہوئے۔

اس موقع پر لارڈ رابرٹس نے یہہ بھی فرمایا کہ بوئر مجروحوں کے لئے ہمارے ڈاکٹر اور دوائیں حاضر ہیں مگر بد دماغ بوئروں نے اُسکو طنز سمجھا۔ بوئر سپاہ کے قیدیوں میں ۱۱۵۰ فری سٹیٹ والے ہیں اور باقی ٹرنسوالی۔ ۴۷ افسر ہیں جنہیں دو مشہور ترین افسر ہیں جنرل کرونجی کی درخواست صرف اسقدر تھی کہ میرے ساتھہ اچھا سلوک کیا جاوے اور جہاں جاوں میرے قبائل اور ملازم میرے ساتھہ ہیں چنانچہ یہہ درخواست خوشی سے منظور کی۔ جنرل کرونجی کی گرفتاری پر تمام انگریزی عملداری میں خوشیاں منائی جارہی ہیں اور لارڈ رابرٹس کی بہادری اور قابلیت کا شہرہ ہے۔ حضور قیصرہ ہند نے لارڈ ممدوح کو مبارکبادی کا تار دیا اور انکی لیڈی صاحبہ کو سی۔ آئی کا خطاب ملا۔

وزیر ہند نے کلکتہ ایک ڈنر میں لارڈ رابرٹس کا جام صحت تجویز فرمایا کہ وہ ہندوستانی سپاہی ہیں اسلئے ہندوستان کو اس کامیابی پر خاص فخر ہے بہر حال کامیابی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا ایک نمونہ ہے۔ امید ہے کہ ہماری فوج ظفر موج پے در پے کامیابیاں حاصل کریگی اسقدر لکھہ چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ بوئر لیڈی سمتھ ...

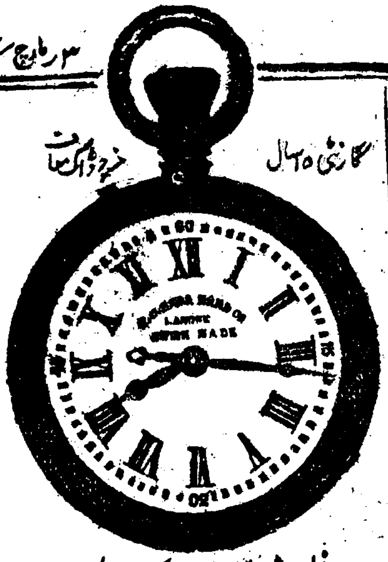

گارنٹی ۵ سال

خرچ ڈاک معاف

ہماری خاص منگوائی ہوئی راسکوپ سٹیم واچ

قیمت درجہ خاص جو بلا قطب نما ہو ۵عہ
قیمت درجہ خاص جسکی چابی فیز قطب نما ہے ۵عہ

پُشت ہا پُشت تک درانتا پہونچنے والی گھڑی

اگر آپ چاہتے ہیں کہ روز روز کی گھڑیوں کی خریداری سے خلاصی پائیں تو ہمارے ہاں سے صرف ایک گھڑی موسومہ بہ راس کوپ منگا لیجئے تو آپکو عمر بھر کے لئے خدمت کرنے والی گھڑی تھوڑے داموں میں ملجائیگی۔ راس کوپ کا نام کسی سے چھپا نہیں یہہ گھڑیاں اسی صول پر بنی ہوئی ہیں البتہ زیادتی اسمیں یہہ کردی گئی ہے کہ پرزوں پر سونہری گلٹ کرایا گیا ہے۔ دوسرا یہہ کہ جب اسکی چابی پوری ہو جاتی ہے تب بھی پھرتی جاتی ہے تاکہ زیادتی چابی سے سپرنگ ٹوٹنے نہ پاوے اور گھڑی کے ٹوٹ جاتے ہیں۔ قدبرابر اس تصویر کے ہے چینی کا سفید نمبردار ڈائل ہے سوئیاں پھیرنے کے لئے بیرونی پن لگا ہے۔ دیکھنے میں خوبصورت اور پائیداری میں لاثانی ہے یہہ گھڑی افسران بارگماسٹری جنگلات پولیس و ریلوے کے لئے نہایت مفید ہے سواری کے کام کی ہے زیادہ تعریف فضول ہے۔

چند شہادتیں سیٹھ کیشن جی سپرنٹنڈنٹ دفتر لینڈ ریکارڈ لاہور۔ بابو جیون مل سٹیشن ماسٹر لکھتے ہیں کہ یہہ گھڑیاں جو آپنے خریدی ہیں عمدہ وقت دیتی ہیں۔ گھڑی کی قیمت بمقابلہ درستی وقت کے بہت تھوڑی ہے۔

کشن چند سدا نند کمپنی لاہور انارکلی بانس منڈی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ - اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیر معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے ر خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم - نانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اُس کی بینائی میں اسقدر فرق آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے پانچ سال میں جمع کیا گیا ہے -

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

(رجسٹرڈ ایل ۷۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت اخبار عام سے سالانہ ۱۲ روپے پیشگی۔ اور خواص اور معاونین جو کچھ لطف فرماویں

وبعلی (تراب)

اخبار الحکم

چہ گویم با تو از گرامی چہار در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۹ | قادیان دارالامان ۸ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء ۶ — | جلد ۴

نظم

از حضرت اقدس مسیح الزمان سلمہ الرحمن

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین ۔ دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہین ایسا کہ نشان دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہین باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہرچند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
یونہی غفلت کے لحافون مین پڑے سوتے ہین
وہ نہین جاگتے سو بار جگایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے
لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نورون کا اک زور ہے اس عاجز مین
دل کو ان نورونکا ہر رنگ دلایا ہمنے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بےحد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جان محمدؐ سے مری جان کو مدام
دلکو وہ جام لبالب ہی پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہمنے
مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اُسکا تہ دل مین بٹھایا ہمنے
زعم میں اونکے مسیحائی کا دعویٰ میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمین کہتے ہین
نام کیا کیا غم ملت مین رکھایا ہم نے
گالیان سنکے دعا دیتا ہون اُن لوگونکو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینہ مین یہ اک شہر بسایا ہم نے
صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے
نقش ہستی تری الفت میں مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تیری راہ میں اوڑایا ہم نے
تیرا میخانہ جو اک مرجع عالم دیکھا
خم کا خم مونہہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا مجھکو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپکو تیری محبت مین بھلایا ہم نے
بخدا دل سے میرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دلمین یہ ترا نقش جمایا ہم نے
دیکھکر تجھکو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے
قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

لیڈی سمتھ کے ریلیو ہونے کی خوشی

لیڈی سمتھ کے ریلیو ہونیکی خبر جس وقت دارالامان قادیان میں پہنچی اور حضرت امام الزمان سلمہ اللہ الرحمن نے سنی آپکا چہرہ مسرت و انبساط سے سرخ ہوگیا۔ آپ نے اوسی وقت حضور لفٹننٹ گورنر پنجاب کو مبارک بادی کا تار بھیجنے کا حکم دیا۔ چنانچہ فی الفور آپکے حکم کی تعمیل کی گئی اور ایک خاص آدمی بٹالہ سٹیشن کو ٹیلگرام دینے کے لیئے روانہ کیا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہہ تھا۔

کہ ہم نہایت صدق دل کے ساتھ لیڈی سمتھ کے ریلیو ہونے کی آپ کو مبارکباد دیتے ہین۔ اور حضرۃ قیصرۂ ہند کو بھی آپ یہہ مبارک بادی کا پیغام پہنچا دین۔

اس کے علاوہ آپنے حکم دیا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں اس تقریب پر ایک دن کی تعطیل کی جاوے۔ چنانچہ مدرسہ مذکور ایک یوم کے لیئے بند کیا گیا +

الغرض سچی خوشی کا اظہار فرمایا آپ کی جماعت برٹش رول کے ساتھ اپنی وفاداری اور فرمان پذیری کو حضرت امام کی ہدایت کے بموجب مذہبی طور پر جزو ایمان سمجھتی ہے۔ اور جیسا کہ حضرت امام نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا۔ یہہ باتیں نہ اس لیئے ہیں کہ گورنمنٹ سے کسی قسم کے خطاب و اجر کی امید ہے بلکہ محض اس لیئے کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ محسن کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ پس گورنمنٹ انگلشیہ کی خوشی ہماری خوشی اوس کا رنج ہمارا رنج ہے۔ غرض آپکو جو مسرت ہوئی وہ مندرجہ بالا کارروائی سے ثابت ہے۔ اور آپکی جماعت کے ہر فرد کو جسقدر خوشی ہوئی ہے اوس کے اظہار کے لیئے مندرجہ ذیل نظم کافی ہے جو ہمارے مکرم دوست میر حامد شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع سیالکوٹ نے لکھی ہے۔ یہاں اس امر کا ذکر فضول نہ ہوگا۔ کہ ہماری سیالکوٹی جماعت صرف ایک جماعت ہے۔ جس نے کل ضلع سیالکوٹ میں دعا کا جلسہ کیا اور ہندو مسلمانان ضلع سیالکوٹ میں سے کسی کو یہہ جوش نہیں آیا الغرض وہ نظم یہ ہے +

رباعیات حسب حال

ہوا لیڈی سمتھ ریلیو یہہ ٹیلیگرام آیا
خدا کا شکر کرتے ہیں کہ روح افزا پیام آیا
نہ پوچھو ہم سے کیفیت تم اُسکے چھوٹ جانیکی
خوشی سے دل وہین اچھلا کہ جب مُنہ پہ نام آیا

دیگر

جھکا اب آسمان آخر خدا کی یہہ عنایت ہے
ہمین سرکار کی فتح مبارک کی بشاشت ہے
بڑھی آگے ہماری فوج اب دل بڑھ گئے اُنکے
مسلسل فتح ہونیکی مبارک یہ علامت ہے

دیگر

مبارک ہے ہمین لیڈی سمتھ تیرا رہا ہونا
کھلا ہم پر جو اے مرد تمہارا باوفا ہونا
اٹھائے دُکھ بہت تم نے مگر ثابت ہوا آخر
تمہیں پر ختم ہے ہان حق خدمت کا ادا ہونا

دیگر

بہت مدت سے گو ہمکو لگی یہ انتظاری تھی
ہمیں محصور ہونے کی بہت ہی بیقراری تھی
اطاعت کے نہ کرنے سے مگر تمنے یہ دکھلایا
دکھائی تمکو یہان منظور قومی پاسداری تھی

دیگر

سُنی اوس نے ہماری بھی جو سنتا ہی دعاؤنکو
خدایا رد نہیں کرتا تو خالص التجاؤن کو
ہماری یہ دعا ہردم ہے تجھ سے طاقتوں والے
فتح مندی ہوا انگلستان کی ماؤں کی جاؤں کو

دیگر

یہ خواہش ہے ہمیشہ یہ ہمارے بادشاہ ہووین
بعدل و داد مسکینون کی یہ دائم پناہ ہووین
بڑا احسان ہین ان کے ہمارے یہ تو محسن ہین
دعا کرتے ہیں تجھ سے یہہ انکے دشمن سب تباہ ہوین

دیگر

بہت تقسیم کرتے ہیں یہہ ہم پر رحم و شفقت کو
بہت توقیر و عزت سے ہیں لیتے ہم سے خدمتکو
کوئی ذلت جو پاتا ہے تو ہے یہ اوسکی نادانی
سمجھتا جو نہیں انکی ہے جو وہ طرز حکومت کو

دیگر

جو سچ پوچھو تو سچ ہے ہماری مہرباں ہیں یہ
خدا کی مہربانی سے ہماری پاسبان ہیں یہ
خدایا انکے تو اقبال کو ہردم بڑھاتا جا
یہ تیری پاک مرضی ہے کہ ہم پر حکمران ہیں یہ

دیگر

نہین ممکن ہے ہم سے حق خدمت کچھ ادا ہووے
مگر ہم صاف کہتے ہین کہ نیت باصفا ہووے
دکھائین گے اطاعت میں جو اب اخلاص بڑھ بڑھ کر
نہین ممکن کہ ایسونکی کوئی خدمت خطا ہووے

دیگر

ہماری آرزو یہ ہے خدا امن و امان بخشے
یہان بخشے وہان بخشے نہان بخشے عیان بخشے
ہماری قیصرہ کو دائمی آرام دے یارب
کوئی تیرے سوا کب ہے جو فضل و امتنان بخشے

خاکسار حامد سیالکوٹی

آب زر سے لکھنے کے قابل

رہبانیت بزدلوں کا کام ہے۔

معاصی کے اسباب جب جمع ہوں تو دعا مستجاب ہوتی ہے۔ دیکھو یوسف علیہ السلام کی حالت۔

تکاثر لہو کا موجب ہوتا ہے۔

نصر اللہ کے وقت الناس دین میں داخل ہوتے ہیں۔

تنزل کا باعث لوگ کہتے ہیں کہ سلطان و قسطنطنی کی زبان نہ سیکھنا ہے اور فضول خرچی اور رکا ہلی ہے۔ میرے نزدیک ہجر قران کریم ہے۔

(بیاض حضرت مولانا نور الدین سلمہ ہم)

ایڈیٹوریل بطرز نوٹس

ہماری قوم کو مبارکباد ہم نہایت خوشی اور انبساط کے ساتھ یہ مژدہ قوم کو سناتے ہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ امسال امتحان مڈل کے نتائج میں پنجاب بھر میں اوّل رہا ہے۔ جسقدر طالب علم شامل امتحان ہوئے تھے سب کے سب اور پھر کل مضامین میں یعنے اختیاری میں بھی پاس ہوئے۔ الحمدللہ علی ذالک یہ پہلی مرتبہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے طالب علم امتحان مڈل میں شریک ہوئے ہیں۔ یہ خوشی ہماری کل قوم کی خوشی ہے اس قابل تعریف نتیجہ کا باعث صرف صرف خدا یتعالیٰ کا فضل اور کرم ہے۔ ہم اپنے لائق ہیڈ ماسٹر میاں شیر علی۔ بی۔ اے کی کارگزاری اور مستعدی کو کبھی نظر انداز نہیں کرسکتے جنہوں نے اپنے فرض منصبی کو پوری دیانتداری سے ادا کیا ہے ہم کو کامل امید ہے کہ مجلس منتظمہ اون کی محنت کی پوری قدر کرے گی۔ اس عمدہ نتیجہ پر ہم اپنی قوم کو مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہم ہمیشہ ایسے اور اس سے بھی بڑھکر نتائج دیکھیں آمین +

ضرورۃ امام حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی بیاض پڑھتے پڑھتے ہم ایک مقام پر پہونچے جہاں مندرجہ ذیل چند سطور ضرورۃ امام کے متعلق لکھی ہوئی تھیں۔

تعجب ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ کاموں میں استاد کی جستجو کی جاتی ہے۔ نوسفر میں ادنیٰ امور کو دریافت کئے بغیر کام نہیں چلتا۔ مکاتون پر بدون ذرایع کے پہونچنا محال ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ خدمات پر مامور کرنے کے مؤ امتحان اور ڈگری ضروری ہے ادنیٰ علوم سے اعلیٰ علوم تک مدارج اور امتحانات مقرر ہیں اون کے حصول کے لئے پروفیسر اور شرایط محنت۔ فرصت وغیرہ ضروری ہیں۔

اور اسلام کے سمجھنے یا مذاہب پر رائے دینے کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں؟ ؟ ؟ افسوس! افسوس!! افسوس!!!

لاہور کے لاٹ پادری اور طلباء کو وعظ۔ ست دہرم پرچارک اس عنوان سے لکھتا ہے کہ پچھلے دنوں لاہور میں بشپ آف لاہور (لاٹ پادری) نے سکولوں اور کالجوں کے طلباء کے روبرو فورمن مشن کالج میں وعظ کیا جہاں تک روانی اور الفاظ کی موزونیت کا تعلق ہے وعظ خاصہ تھا۔ مگر مطلب کو اگر لیا جاوے تو نوجوانوں کو گمراہ اور ورطۂ جہالت میں غرق کرنے والا تھا۔ لاٹ پادری صاحب نے طلباء کے یہ امر ذہن نشین کرنے کی جدوجہد کی کہ حضرت عیسےٰ مسیح مصلوب ہونے کے بعد قبر میں دبائے گئے تھے اور وہاں سے چند یوم کے بعد مع جسم جان نکلکر آسمان پر چڑھ گئے اور وہان خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھ گئے۔ اس جگہ سے وہ اپنی امت کی شفاعت کرایا کرتے ہیں یعنے اپنے پیروکاروں کے گناہ خدا سے سفارش کرکے بخشوایا کرتے ہیں" افسوس جن کالجوں اور مدرسوں میں ایسے ایسے وعظ ہوں اور طلباء کو ایسی تعلیم دی جاوے۔ وہاں بہتری کی امید کی جاسکتی ہے۔ کیا لطف ہو کہ ایک طرف سائنس اور فلسفہ کا پڑھانا اور دوسری طرف ایسی ایسی کہانیاں سنانا کہ جن کو ہمارے دیہات کی بوڑھی عورتیں بھی باور نہ کریں +

خلافت راشدہ جس کے چندایک پیرگراف ہم نے شایع کئے ہیں ۱۳۶ صفحہ تک چھپ چکی ہے ان پیرےگرافوں کو پڑھکر ناظرین کو اندازہ ہو جاوے گا کہ یہ کتاب قرآن کریم کے حقایق اور معارف کا کیا گران بہا خزینہ ہے۔ ہم کو سخت افسوس ہے کہ بعض مالی مشکلات کی وجہ سے ہم اوس کو ۵۰۰ سے زیادہ نہیں چھاپ سکے۔ ورنہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ کئی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم ہو کیونکہ آج جس بات کی ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ قرآن کریم کی عظمت اور شان کو دنیا میں قائم کیا جاوے اور یہ مطہر القلب انسانوں کی سعی اور کوشش کے بدون نہیں ہوسکتا۔ شیعہ لوگوں کا فتنہ بھی ایک عظیم الشان فتنہ ہے اور یہ کتاب اون کے فتنہ کو پاش پاش کرنے کیلئے آسمانی حربہ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس کتاب کی ضرورت کو محسوس کرنے والے اصحاب امید سے زیادہ اس کی اشاعت میں ہم کو مدد دیں گے +

کشف صفحہ چہارم پر ہم پیر صاحب العلم (جن کے ملک سندھ میں لاکھوں مرید ہیں) اور پیر کوٹھے والے صاحب کا (جو مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم کے پیر ہیں) کا ایک کشف درج کرتے ہیں صاحب بصیرۃ لوگ اونکو پڑھیں اور سوچیں کہ کیا ایسے بزرگ انسان مفتری علی اللہ ہیں اور خدا کے لئے وہ مدعیان الہام بھی پڑھیں جو اپنے تین چار دوستوں کے طبقہ میں حضرت اقدس کے خلاف الہام ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور باوجودے کہ کئی مرتبہ اُن کو ایسے الہام شایع کرنے کی دعوت بھی کی گئی۔ مگر آج تک وہ باہر نہیں نکلتے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم — اللہ الصمد

کشف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم — اللہ الصمد

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاد سندہ کے پیر صاحب العلم کو کیا فرمایا

یہہ پیر صاحب العلم بلاد سندہ کے مشاہیر مشایخ مین سے ہین جن کے مرید ایک لاکھ سے کچھہ زیادہ ہوں گے آپ علوم عربیہ مین مہارت تامہ رکھتے اور علماء راسخین میں سے ہیں۔ جناب مرزا صاحب کے حق مین اُن کی شہادت جنکو وہ قسم کھا کر بیان کرتے ہین۔ یہہ ہے + انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستفسرتہ فی امرک وقلت بین لی یا رسول اللہ اھو کاذب مفتری او صادق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **انہ صادق ومن عند اللہ** فعرفت انک علی حق مبین وبعد ذلک لانشک فی امرک ولا نرتاب فی شانک ونعمل کما تامر۔ فان امرتنا ان اذھبوا الی بلاد امریکہ فانا نذھب الیھا وما تکون لنا خیرۃ وستجدنا ان شاء اللہ من المطاوعین۔ یعنے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف مین دیکھا پس مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعوی کرتا ہے کہ یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ صادق ہے اور خدا تعالی کی طرف سے ہے پس میں نے سمجھہ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہین کرینگے اور آپکی شان مین ہین کچھہ شبہ نہین ہوگا اور جو کچھہ آپ فرمائین گے ہم وہی فرمائین گے۔ پس اگر آپ یہہ کہو کہ ہم امریکہ مین چلے جائین تو ہم وہین جائین گے۔ اور ہم نے اپنے تئین آپکے حوالے کر دیا ہے اور انشاء اللہ ہمین فرمانبردار پاؤ گے +

پہر صاحب العلم نے عام مجلس میں کھڑے ہو کر اور عصا لیکر تمام حاضرین کو بلند آواز سے سنا دیا کہ میں اونکو اپنے دعوی مین **حق** پر جانتا ہون اور ایسا ہی مجھے **کشف** کی رو سے معلوم ہوا ہے۔

حضرت پیر صاحب کوٹھہ والے نے کیا فرمایا

محمد یحیی ساکن موضع دیگران نے حضرت مہدی معہود امام الزمان کی خدمت مین ایک نیاز نامہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء کا لکھا ہوا ارسال کیا ہے جس میں **حضرت** کوٹھہ والے صاحب مرحوم علاقہ یوسف زئی کی گواہی دربارہ پیدا ہو جانی مہدی آخر الزمان کے درج کی ہے۔ چنانچہ وہ اصل خط بعبارت ذیل ہے:۔

بخدمت شریف حضرت امام زمان بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

معروض کہ میں موضع کوٹھہ علاقہ یوسف زئی کو گیا تہا اور جو کچھہ سنا ہوا تھا کہ حضرت صاحب مرحوم کوٹھہ والے فرماتے تھے کہ مہدی آخر الزمان پیدا ہوگیا ہے مگر وقت ظہور ابھی نہیں ہے۔ تو اس بات کا مجکو بہت خیال تھا کہ اس امر میں تحقیق کرون کہ فی الواقع کس طرح ہے۔ جب میں اسدفعہ کوٹھہ کو گیا تو ان کے مریدون مین سے جو کوئی باقی ماندہ ہین۔ ہر ایک سے مین نے استفسار کیا۔ ہر ایک یہی کہتا تھا کہ یہ بات مشہور ہے۔ ہم نے فلان سے سنا فلان آدمی نے یون کہا حضرت صاحب یہہ بیان فرماتے تھے۔ مگر ۲ آدمی ثقہ متدین نے اس طرح کہا۔ ہم نے خود اپنے کانون سے حضرت کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ اور ہمکو خوب یاد ہے ایک حرف بھی نہین بھولا۔ اب ہر ایک کا بیان بعینہ عرض خدمت کرتا ہون۔

(۱) **ایک شخص** حافظ قرآن نور محمد اصل متوطن گڑہی امازی حال از کوٹھہ بیان کرتا ہے کہ **حضرت ایکدن** وضو کرتے تھے اور میں روبرو بیٹھا تھا فرمانے لگے کہ۔ **ہم اب کسی اور کے زمانہ میں ہین**۔ میں اس بات کو نہ سمجھا اور عرض کیا کہ کیوں حضرت آپ اسقدر متغیر ہو گئے ہیں کہ اب آپکا زمانہ چلا گیا ابھی آپ کے ہم عمر لوگ بہت تندرست ہین۔ اپنے کام دنیوی کرتے ہین۔ فرمانے لگے تو میری بات کو نہ سمجھا۔ میرا مطلب تو کچھہ اور ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ جو خدا کی طرف سے ایک بندہ تجدید دین کے لئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہو گیا ہے ہماری بار چلی گئی۔ میں اس لئے کہتا ہون کہ ہم کسی غیر کے زمانہ مین ہین۔ پھر فرمانے لگے وہ ایسا ہوگا۔ جمکو کچھہ تعلق مخلوق سے نہی ہے اسکو کسی کے ساتھہ تعلق نہ ہوگا۔ اور اوسپر اس قدر شدائد مصائب آوینگے جنکی نظیر زمانہ گذشتہ مین نہ ہوگی مگر اوسکو کچھہ پرواہ نہ ہوگی اور سب طرح کی تکالیف اور فساد اُسوقت مین ہونگے اُسکو پرواہ نہ ہوگی۔ زمین آسمان مل جاوین گے اور الٹ پلٹ ہو جاوینگے اُس کو پرواہ نہ ہوگی پھر مین نے عرض کی کہ نام ونشان یا جگہ بتاؤ۔ فرمانے لگے نہیں بتاتا ہون فقط اس میں مین نے ایک حرف زیر بالا نہین کیا۔ ہان اُسکی تقریر افغانی ہے۔ یہ اُسکا ترجمہ ہے +

(۲) **دوسرا شخص** مسمی گلزار **قوم افغان** ساکن موضع ڈابیر علاقہ پشاور حال از **نوپی قریب کوٹھہ شریف**۔ یہہ شخص بہت مدت **حضرت صاحب** کی خدمت مین رہا ہے **قسم** کہا کر کہتا ہے کہ ایکدن حضرت صاحب **عام مجلس** میں بیٹھے ہوئے تھے اور طبیعت اُسوقت بہت خوش وخورم تھی۔ فرمانے لگے کہ میرے **بعضے** آشنا **مہدی آخر الزمان** کو اپنی آنکھون سے دیکھیں گے اور اوسکی باتیں اپنے کانون سے سنین گے۔ فقط۔ پھر اوس **شخص** کو مین نے اس راز سے مطلع کیا۔ تمہارے حضرت کی پیشین گوئی تو سچی نکلی ایسا ہی وقوع میں آیا تو یہ **شخص** بہت رویا اور یہ کہنے لگا کہ کہان ہے مجھکو کسی طرح اسکے قدمون تک پہنچا دو میں بسبب ضعف بصارت

انبیاء علیہم السلام کا ایمان۔

اور

فلاسفروں کا ایمان

جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدا اور معاد کے ماننے مین فلسفیون کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیوں کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بارآور ہوگا کہ جب غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جاوے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتیں یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائین۔ کیونکہ تمام و کمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و توسل الٰہی کا تقویٰ پر ہے اور تقویٰ کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشوں اور لمبے چوڑے انکارون اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئیں بچاتا ہے اور صرف دور اندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکھکر بحسن ظن قبول کر لیتا ہے۔ اسی بات کا نام ایمان ہے۔ اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت میں سعادتیں حاصل ہوتی ہین جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی میں ترقی چاہتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ خود اوس کا متولی ہوکر اور آپ اسکا ہاتھ پکڑ کر درجۂ ایمان سے درجۂ عین الیقین تک اسکو پہنچا دیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھہ بعد استقامت و مجاہدات و ریاضات و تزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہو اور قبل از صفائی اپنے بد عقائد اور بد اعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وہ اِس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے۔ کیونکہ ایمان اُسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جن کو مانا گیا ہے۔ کسی قدر پردۂ غیب مین ہین یعنی ایسی حالت پر واقع ہیں جو ابھی تک عقلی ثبوت نے اُن پر احاطہ تام نہین کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئی بلکہ ان کا ثبوت صرف غلبۂ ظن تک پہنچا ہے و بس۔

یہ تو انبیا کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتیں پا چکے ہین اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکی ہین اور ہمیشہ پہنچتی ہین اور جن اعلیٰ درجہ کے یقینون کو شوخی اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈھا اور نہ پایا وہ سب مراتب اِن ایماندار بندون کو بڑی آسانی سے ملگئے اور اُس سے بھی بڑھکر اِس میں معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانون نے اُسکو نہیں سُنا اور نہ اُس کی آنکھہ نے دیکھا اور نہ کبھی اُس کے دل میں گذرا لیکن اِس کے مقابلہ پر خشک فلاسفرون کا چھوٹا اور مغشوش فلسفہ جس پر آج کل کے نو تعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہو رہے ہیں اور جس کے بد نتائج کی بیخبری نے بہت سے سادہ لوحون کو برباد کر دیا ہے یہ ہے کہ جب تک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو جائے اور بکلی اُس کا انکشاف نہو جائے تب تک اُس کو ہرگز ماننا نہین چاہیئے گو خدا ہو یا کوئی اور چیز ہو ان میں سے اعلیٰ درجہ کے اور کامل فلاسفر جنہون نے اِن اصولوں کی سخت پابندی اختیار کی تھی اُنہوں نے اپنا نام محققین رکھا جن کا دوسرا نام دھریہ بھی ہے ان کامل فلاسفرون کا بپابندی اپنے اصول قدیمہ کے یہ مذہب رہا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا وجود قطعی طور پر بذریعۂ عقل ثابت نہین ہو سکتا اور نہ ہم نے بچشم خود اُس کو دیکھا۔ اس لیے ایسے خدا کا ماننا ایک امر مظنون اور مشتبہ مان لینا ہے جو اصول متقررہ فلسفہ سے بکلی بعید ہے۔ سو انہون نے پہلے ہی خدا تعالیٰ کو درمیان سے اُڑا دیا پھر فرشتون کا یون فیصلہ کیا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرح نظر نہین آتے چلو یہ بھی درمیان سے اُٹھاؤ پھر روحون کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ رائے ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہیں دیکھتے کہ بعد مرنے کے روح باقی رہجاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آکر کچھہ اپنا قصہ سناتی ہو بلکہ سب روحین مفارقت بدن کے بعد خدا اور فرشتون کی طرح بے اثر بے نشان ہیں سو اون کا بھی وجود ماننا خلاف دلیل و برہان ہے ان سب فیصلون کے بعد اُن کی نظر عمیق نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور حلال حرام کا فرق اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اس لئے اُنہوں نے صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی کہ مان اور بہن اور جورو مین فرق کرنا یا اور چیزون میں سے بلا ثبوت ضرر طبی بعض چیزوں کو حرام سمجھہ لینا یہ سب بناوٹی باتین ہیں جن پر کوئی فلسفی دلیل قائم نہین ہو سکتی اسی طرح انہون نے یہ بھی بیان کیا کہ ننگا رہنے میں کوئی شناعت عقلی ثابت نہیں ہوتی بلکہ اسمیں طبی قواعد کے رو سے فوائد ہیں اسی طرح ان فلاسفرون کے اور بھی مسائل ہین اور خلاصہ اُنکے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بجز دلایل قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور انکی فلسفیانہ نگاہ میں گو کیسی کوئی بدعملی ہو جب تک براہین قطعیہ فلسفیہ سے اوس کا بد ہونا ثابت نہولے یعنی جب تک اس میں کوئی طبی ضرر یا دنیوی بد انتظامی متصور نہ ہو تب تک اوس کا ترک کرنا بیجا ہے مگر جو دوسرے درجہ کے فلاسفر ہیں اونھون نے لوگوں کے لعن طعن سے اندیشہ کر کے اپنے فلاسفری اصولون کو کچھہ نرم کر دیا ہے اور قوم کے خوف اور ہم جنسون کی شرم سے خدا اور عالم جزاء اور دوسری کئی باتون کو ظنی طور پر تسلیم کر بیٹھے ہیں لیکن یہ اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اُن کو سخت نالائق اور بد فہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے فلاسفر ہونیکا دعویٰ تو کیا لیکن اصول فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے کا تھا نہیں چلے اس لئے اوّل درجہ کے فلاسفر اس بات سے عار رکھتے ہیں کہ ان ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے مخاطب یا موسوم کیا جائے۔ کیونکہ انہون نے کچھہ کچھہ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا

چند پیراگراف

از خلافت راشدہ مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب

قران کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت نہ سمجھنے والوں نے ان مواعید پر نابینائی اور خطا کاری سے اعتراض کئے ہیں اگرچہ اس اعتراض کے واقعی اور کامل جواب کا متکفل وہ مضمون ہو سکتا ہے جو بالاستقلال جنت و جہنم کے وعید و وعدہ پر وقف ہو مگر اتنا اس موقع پر بھی لکھنا بیجا نہ ہوگا کہ قران کریم کا یہ مضبوط قاعدہ اور اسی کی درحقیقت یہ یگانہ صفت اور اسی کا ممتاز خاصہ ہے کہ قرآن کریم ہر ایک دعوے کے ساتھ دلائل بھی اپنے اندر بیان کرتا ہے۔ کوئی اس کا دعویٰ نہین جس کے ساتھ معًا قاطع برہان نہ ہو اور یہ صفت منجملہ اُن صفات مہمہ کے ہے جس نے اسے خاتم الکتب ہونے کا فخر بخشا ہے۔ اس نے جہان خدا کا ایک ہونا بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ توحید کے دلائل بھی بیان کئے ہیں۔ اور جہان کثرت آلہہ کی نفی کا دعویٰ کیا ہے وہان اس کثرت کی نفی اور مفاسد کے دلائل بھی بیان فرمائے ہین غرض نبوت اور نبوت کے دلائل اور کتاب اللہ کی ضرورت کا دعویٰ اور اس کے دلائل اور عدم نبوّت کے مفاسد علیٰ ہذا ہر ایک ضروری مسئلہ کے متعلق دعویٰ اور دلیل بیان کی ہے۔ مگر ثبوت توحید اور اثبات الوہیت اور ربوبیت کے بعد بڑا بھاری مسئلہ جو سب مسائل کی روح رواں ہے معاد اور وعدہ و عید معاد کا مسئلہ ہے۔ درحقیقت آخرۃ کا یقین ہی تمام نیکیوں کا سچا محرک اور انکار آخرت تمام مفاسد کا باعث ہے۔ دنیا میں بڑی بھاری کتاب توریت تھی انجیل تو بجُز توریت کی تعلیم کا اعادہ اور دو چار فقیرانہ اصول سے زیادہ نہ تھی اس سے تو کوئی توقع ہی عبث تھی۔ مگر توریت باایں ضخامت قیامت کے ضروری مسئلہ سے بالکل خاموش رہی اگرچہ کسی قدر مگر نہائیت ہی باریک اور دقیق پیرایہ میں ایمان اور حسنات پر اس عالم کی جزاء کے وعدے بیان کئے مگر ان مین دو نقص اور واضح نقص رہ گئے ایک یہ کہ ان دنیوی مواعید میں (یعنے بارشین ہون گی اور اور وقت پر پھل ہوگا اور یہ ہوگا اور یون ہوگا) کوئی ایسی رموز اور دلالات نہ تھین جو اس مادی عالم اور محسوسی منافع سے کشاں کشاں یہودیون کو باہر لے جاتیں اور اُن ہی الفاظ کی دوربین کی وساطت سے اس ورار الورا اور غیب الغیب عالم کی سیر بھی کرا دیتیں۔ دوسرا نقص یہ ہوا کہ وہ دنیوی مواعید بھی اکمل طور پر پورے نہ ہوئے بلکہ کبھی جو تھوڑا سا آرام یہودیون کو ملا وہ زمانۂ دراز کی تباہی اور کوفت کے سبب سے افسانۂ خواب ہو گیا۔ اور صدیون کی غلامی اور ذلت اور لعنت نے طبعًا ایسا پست ہمت اور زمین پر نظر رکھنے والی اور حقائق سے ناآشنا قوم یہودیون کو بنا دیا کہ بہت سے ان مین قیامت کے منکر ہو گئے اور باقی ماندہ مادی اور حسی واقعات میں ایسے مبتلا ہوئے کہ انبیاء کے روحانی رنگون اور پیشگوئیوں کے اصلی لباس سے قطعًا نابلد ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسکین اور بظاہر گمنام اور ابن نجار مسیح کو پہچان نہ سکے۔ ہندوستان کی کتاب وید جو حقیقتًہ بیدبے ثمر ہے اس مسئلہ شریفہ سے ایسی جاہل ہے کہ اس نے غریب آدم زاد کو تناسخ کے گورکھ دھندے مین پھنسا کر اون کی اخلاق فاضلہ کی بنیادون میں پانی پھیر دیا۔

قرآن کریم نے سب سے زیادہ اسی مسئلہ کو نصب عین رکھا ہے۔ انفسی اور آفاقی شہادتوں یعنے انسان کی خلقت اور اس کے اعمال کے میلان اور غائت اور نیچر فطرۃ اللہ و قانون قدرت سے اقامت قیامت اور ثبوت حشر اجساد اور ضرورت یوم الدین پر جابجا بحث کی ہے۔ ایحسب الانسان ان یترک سدی الم یك نطفة من منی یمنی ثم کان علقة فخلق فسوی فجعل منه الزوجین الذکر والانثی الیس ذالك بقادر علی ان یحیی الموتی۔ اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ انسان کی بناوٹ اور خلقت اور اس کا تسویہ اور اس کا دو مختلف نتیجون اور کارروائیون کی مخلوق یعنے نر و مادہ ہونا چاہتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ جواب وہ ہستی اور اپنے اعمال و افعال کی ذمہ وار ہستی ہے۔ اور آسمان سے پانی برسنے اور زمین میں نباتات اُگنے سے جابجا استدلال کیا ہے کہ اسی طرح حشر اجساد بھی ہوگا۔ اس کے بعد انسان کی فطرت کے سچے تقاضے کو وعدو وعید کے رنگ مین بیان فرمایا ہے۔ یہ وعدو وعید جو قرآن مین مذکور ہوئے ہیں حقائق واقعہ ہیں۔ انسان کی اعمال میں اور اقوال میں اور اس کی تمناؤن اور ارادون اور حوصلون اور اس کی فطرت کے نہاں درنہاں خواص میں ان مواعید کے تخم موجود رکھے گئے ہیں یہاں بھی اس کے اعمال ایک بہشت اور ایک دوزخ کے مورث ہیں جو اس مادی کثیف عالم کی فطرت اور قالب کے موافق ہیں اور چونکہ اس کے تقاضا اور تمنیات اور ارادے فانی نہین اس لئے کہ وہ ابدی اور دائمی اور غیر فانی قوا کے فطری اظلال و آثار ہیں۔ لاجرم ضروری ہے کہ اُن اعمال اور خواہشوں کی غایات بھی پوری ہون۔ جیسے یہاں ہر قسم کی بادشاہی انعامات از قسم مطاعم و مشارب و مناکح انسان کی فطری خواہش ہے اور آخری غائیت اس کی سلطان اعظم کا تقرب اور رضا اور ہمکلامی سے مشرف ہونا ہے

باقی آئندہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میدیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال۔ غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند

ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھائی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام اس سرمہ سے

فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہی مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص ممیرانی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیٹ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اسلیئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگہ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا

بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑنے ہوتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی۔ اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امرض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر۔ ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر مریضون کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا

نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنی اور آنکھون کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت اخبار عام سے سالانہ ۱۲ روپے پیشگی اور خواص اور معاونین جو کچھہ لطف فرماوین

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر

الحکم

چہ گویمت کہ بتو گرائی جہاں در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۱۷ ہجری ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

جلد ۴ — نمبر ۱۰

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب ایدہ اللہ نے ایک جمعہ میں پڑھا

الحمد للہ رب العالمین ۔ الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ن ۔ والقلم وما یسطرون ۔ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون ۔ وان لک لاجراً غیر ممنون ۔ وانک لعلٰی خلق عظیم ۔

قسم ہے دوات اور قلم کی اور اون باتوں کی جو دوات اور قلم سے لوگ لکھتے ہین تو اپنے رب کے فضل کے ساتھہ مجنون نہین ہے ۔ تجھے تو اتنا بڑا اجر ملنے والا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور تو تو بڑے بھاری خلق پر ہے ۔

اس آیت کے پڑھنے سے میری غرض یہ ہے کہ یہ دکھایا جاوے کہ اللہ جلشانہ کے نزدیک سچا عظیم الشان نشان جو کبھی نہین مٹ سکتا اور قیامت تک پرانا نہین ہوسکتا کیا ہے ؟ اور اس عظیم الشان صفت کا اظہار کیا جاوے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین ہونے کا فخر بخشا ہے ۔

جس قدر نبی دنیا میں آئے اُن سب پر ہم ایمان لاتے ہیں اور کبھی کسی نبی کی نسبت ایک لحظہ کے لئے بھی بیہودہ خیال کرنا یا ہتک کرنا ایمان اور اسلام کے خلاف سمجھتے ہین ۔ لیکن یہ امر خدا تعالیٰ کی مشیت ازلی مین تھا کہ آخری زمانہ میں ایک ایسا رسول ہو صلی اللہ علیہ وسلم جس کی شان کو کوئی دوسرا نہ پہونچ سکے جس پر جمیع کمالات نبوت فطرتی طور پر ختم ہو جائین ۔ اور جس کا دامن رسالت قیامت تک دراز ہو ایسی صورت میں ضروری تھا کہ اوسکے معجزات اور خوارق بھی ابدی اور غیر فانی ہون اور اُن پر نسخ وفسخ ومسخ کی موت وارد نہ ہو بلکہ زمانہ کی درازی کے ساتھہ اوسکے اعجازی نشانوں کی عظمت اور قوت اور بھی بڑہتی جاوے ۔

لاریب موسی علیہ اسلام کو ید بیضا اور عصا دیا گیا اوس کو بڑا بھاری فرقان یعنے دشمنوں پر فتح یا نا عطا ہوا ہمارا ایمان ہے کہ موسی علیہ اسلام نے عصا اور ید بیضا سے دشمن کو زیر کیا ۔ مگر آج نہ وہ عصا ہے اور نہ وہ ید بیضا ۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بڑے بڑے مبروصون اور مجذوموں کو جو بہودیت کے فساد خون کے سبب گل سڑ گئے تے پاک کیا اور اوُن بہتون کو زندہ کیا جو قبروں میں گرے ہوئے تھے ۔

مگر آج کوئی قوم ایسی نظر نہین آتی جو اپنے آپ کو اون پاک شدہ کوڑہیوں کی طرف منسوب کرتی ہو۔ اور نہ کسی ایسے انسان کا پتہ چلتا ہے جو مسیح علیہ السلام کی تعلیم پر پورے طور پر عمل درآمد کرنے کی وجہ سے اس قابل ہوگیا ہو کہ اون بھولی بسری باتوں کو جو آج کہانیوں اور قصّون کے رنگ میں پائی جاتی ہیں عملی طور پر دکھا سکے نوح علیہ السلام کو ایک بڑا عظیم الشان فیصلہ کن نشان کشتی کا دیا گیا تھا مگر آج اوس کشتی کا پتہ نہین چلتا اسی طرح پر نہ کسی ناقہ کا پتہ چلتا ہے نہ اُس کے امتیاز اور گھاٹ کا۔ غرض دنیا کی تاریخ جہان ڈالو کہین ان باتونکا نام و نشان تک نہین ملے گا یہ جو کچھہ ہوا خدائے تعالی کے ارادے سے ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم النبیین ہونے کا فخر عطا ہوا اور تمام صداقتون اور تعلیموں کو آپ کے پاک وجود مین جمع کر دیا گیا کیا زبردستی ایسا ہوگیا؟ یا خود بخود ایسا خطاب مل گیا؟ نہین بلکہ طبعی طور پر تمام کمالات نبوت آپ کی ذات مین ختم ہوگئے اور ایک ایسا زندہ نشان آپکو دیا گیا ہے جو قیامت تک حی و قیوم خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے بلکہ جس نے اون تمام گذشتہ مقدسین اور اونکے اعجازون کو اپنے دم سے زندہ کیا ہے۔ سچ پوچھو تو نوح۔ موسیٰ۔ عیسےٰ وغیرہ جملہ انبیاء علیہم السلام فوت ہوچکے تھے اور مدت دراز گذر گئی تھی کہ اہل زمین اون کے نامون اور معجزات کو ایک کہانی سمجھہ چکے تھے۔ مگر اوس اعجاز نے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اُن سب کو از سر نو زندہ کیا اور بقائے دوام کا تاج اون کے سر پر رکھا + وہ نشان وہ زندہ اعجاز۔ وہ ید بیضا وہ عصا وہ فرقان وہ ناقہ وہ کشتی وہ مبروصون اور مجذومون کو پاک کرنے والا دم کیا ہے؟ قرآن کریم!!!

یہ زندہ نشان اور کبھی نہ مٹنے والا معجزہ ایسا ہے کہ تمام دنیا کے عقلاء جو کچھہ روح کی فلاح اور آرام کے لیئے تجویز کر سکتے ہیں اوس سے بہتر مفید احسن آسان ترین قرآن کریم میں موجود ہے۔

اوس دن کی لذت اور ذوق سے میری روح آج تک بھری ہوئی ہے جب کہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشہ مین سرشار ہو کر یہ کہا کہ "آپ ہی ایک ایسے رسول ہین جنکا زندہ کارنامہ ہم دنیا مین پاتے ہین" حقیقت میں غور کرو۔ جیسا مین نے ابھی کہا ہے۔ قرآن کریم کا احسان نہ صرف دنیا پر ہے بلکہ کل نبیوں پر بھی احسان ہے۔ خدا کے لیئے غور کرو!!! سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کو کیا بنا رکھا تھا۔ یہودیوں نے تو اُس معصوم انسان کو عیاذاً باللہ ملعون کہا اور اپنی حرامکاری کی وجہ سے معاذ اللہ حرامی بھی کہا مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ جو قوم آپ کی حمایت کے لیئے اٹھی اور جس نے اپنے خیال میں آپ کی بہت عزت و توقیر کی۔ وہ بھی بجائے اس کہ ملعون یہودیون سے سچا انتقام لیتے اور خدا کے اس مقدس کی تطہیر کرتے اونہوں نے اوس کو اتفاقاً اونکا قادر مطلق خدا اور معاً ملعون اور ہاویہ مین داخل ہونے والا تسلیم کیا۔

آہ! صد آہ!!!

ان مادی جہان کے فرزندون اور عقل کے پرستارون نے جو عزت اور رہتک کے مفہوم کو سمجھنے کے بڑے مدعی ہین۔ اتنا بھی خیال نہین کیا کہ اس سے اُس مقدس راستباز کی کس قدر توہین ہوتی ہے۔ اور اون کی محبت اور دوستی اوس عاجز ضعیفہ کے بیٹے کے حق مین کس قدر عداوت ہے۔ انسان کا بڑا فخر تو یہ ہے کہ وہ خدا کے حضور عبداللہ ہونے کا فخر کرے + مگر گمراہ قوم نے مسیح کو اولاً خدا بنایا اور پھر ملعون قرار دیکر خدا میں اور اوس میں دائمی بُعد ڈلوا دیا۔

موسیٰ اور نوح وغیرہ انبیا علیہم السلام کی بھی اسی طرح پر توہین ہوئی ہے حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام پر ایسے گندے اور شرمناک حملے گئے ہیں کہ اون کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ اسی طرح پر حضرت لوطؑ علیہ السلام پر حرف رکھا گیا ہے۔ اب اگر قرآن کریم کا پاک وجود دنیا مین آتا تو یقیناً سمجھو کہ دنیا ہلاک ہوچکی تھی اور زمین لعنت سے بھر گئی تھی۔ دنیا میں کسی راستباز انسان کا نمونہ موجود نہ تھا حقیقی شرف اور منزلت انبیاء علیہم السلام کی اٹھہ چکی تھی۔ مگر اوس برگزیدہ رسول پر بے انتہا سلام اور رحمت ہو۔ جس کے پاک وجود نے انبیاء علیہم السلام کے وجود کو گندے اور ناپاک بہتانون سے پاک کر دیا۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم۔

قرآن کریم نے نہ صرف آنے والی نسلون کو زندہ کیا بلکہ مردہ نسلون کو بھی زندہ کر دیا ہے وہ زبردست اعجاز جو ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا۔ اس قدر بیان کے بعد اب میں کسی قدر اختصار کے ساتھ بتلانا چاہتا ہون کہ اللہ تعالی نے ان آیات مین کیا بیان فرمایا ہے۔ قسم ہے دوات اور قلم کی اور ان تمام مضامین اور صداقتون کی جو لوگ قلم سے لکھین تو مجنون نہیں ہے یعنے قیامت تک جسقدر مضامین دنیا لکھ سکتی ہے اون سے جب ثابت ہو گا یہی ثابت ہوگا کہ قرآن کریم کتاب حق ہے اور تو جو اوس کا لانے والا ہے لاریب تمام دانشمندون اور فرزانون کا معلم ہے اور ہرگز ہرگز مجنون نہین ہے کیونکہ مجنوں کی کارروائی بودی اور بے اصل ہوتی ہے۔ مجنون کا فعل نہ اپنی ذات کے لیئے کار آمد ہوتا ہے اور نہ کسی دوسرے کے لیئے مفید وہ فوری جوش کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے

آناً فاناً اوس کی حالت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ مگر یہ رسالت کی کارروائی جسپر ہدایت اور اسلام کا بنیادی پتھر رکھا گیا ہے۔ یہ کبھی منقطع ہی نہ ہوگی۔ دنیا کی کوئی مزدوری ایسی نہیں جو منقطع نہ ہوتی ہو مصر کے بڑے بڑے میناروں کے بنانے والوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ وہ ایسے تھے یا ویسے یا اب کوئی مزدوری اون کی جاری ہو۔

مگر مجھ پر ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل و انعام کا سلسلہ جاری رہیگا۔ دیکھو لو دنیا کا کوئی قطعہ یا حصہ ایسا نہیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللھم صل علی محمد کا ورد نہ ہوتا ہو۔ اور کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا کہ درود شریف نہ پڑھا جاتا ہو۔

دوسرے یہ کہ یہ ہدایت کا کارنامہ جو مومنوں کی جان ہے اور جسکو عشق و محبت سے پڑھتے ہیں اور جس سے کئی کروڑ روحوں نے فائدہ اٹھایا ہے اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو فائدہ پہونچا غرض یہ سچ ہے کہ اگر سمندر سیاہی ہوجاوین اور درختوں کی قلمین بنالی جاویں کہ کل دنیا کلمات اللہ کو لکہنا چاہئے پھر بھی سمندر ختم ہو جاوینگے۔ مگر وہ نہ لکھے جاسکیں گے۔ میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزدوری کی کوئی انتہا نہیں زمین کی ریت اتنی نہیں آسمان کے تارے اسقدر نہیں دریا کے قطرے اتنے نہیں جتنا آپکا اجر ہے۔ وہ وقت کیا تھا جب کہ مکہ میں یہ آیت اتری دو چار مسکین غلام اور دو چار اور برگزیدہ لوگ آپ کو جانتے تھے۔ اسوقت کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ مکہ کا فرزند کیا سے کیا ہوجاوے گا۔ مگر آج دیکھو کہ دنیا میں اوس نے کیا کیا ہے۔ اور پھر ایک اور بات پیش کی کہ انک لعلی خلق عظیم مجنوں درندے اور بھیڑئیے کی طرح ہوتا ہے مگر آپ کی سیرۃ کو پیش کرکے خدا تعالےٰ اس دعوے کی تائید فرماتا ہے کہ تو بڑے خلق پر ہے تیری سیرۃ فانی ہوسکتی ہی نہیں۔ آپ کے اخلاق پر اگر کچھ بیان کیا جاوے گو کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو یہ خطبہ اور اس جیسے بیشمار خطبہ بھی اوس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ مگر میں ان آیات سے ایک سبق اپنی قوم کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر انسان بقار دوام کا خواہشمند ہے اور مختلف طریق و طرز پر چاہتا ہے کہ زندہ رہے۔ مگر میرے دوستو! ان آیات پر غور کرو تو تم کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں کامل زندگی جسکا اجر کبھی ختم نہ ہو اور قیامت تک مل سکے اور قومیں ہمیشہ سلام بھیجتی رہیں وہ اس حقیقی معجزے سے ملتی ہے جو قرآن کریم ہے جو انسان قرآن کے سایہ کے نیچے آتا ہے وہ بقار باللہ کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ میری روح اس بات کے تصور سے خوش ہوتی ہے کہ آج ساری دنیا میں سایہ اور ظل کے طور پر یہ **خلق عظیم** ہمارے امام ایدہ اللہ کو دیا گیا ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کا علمی زمانہ ہے کہ اگر کوئی اماری کو چلاوے یا چوہے اور گلہری کو سانپ بناوے تو تھوڑی دیر کے لئے لوگ حیران تو ہو جاوینگے مگر خدا کی عظمت اور جلال اور گناہ اور ناپاکی سے نفرت پیدا نہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے جیساکہ ابتدا میں قرآن کریم کا علمی اعجاز تجویز فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں جب کہ تشکیک کو کثرت ہوگئی اور خدا پرستی اٹھ گئی ایسا ہی تقاضا کیا ہے۔ کہ قرآن کریم کے رنگ میں قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا جاوے چنانچہ آج یہ معجزہ امام کے کلام قلم اور دوات میں رکھا ہے یہ خدمت جو امام الزمان سے ہورہی ہے وہی خدمت ہے جو قرآن کریم نے کی جیسے قرآن کی مزدوری غیر منقطع ہے اسی طرح سلطان القلم کے قلم کی مزدوری غیر فانی ہے۔ پھر خدا تعالےٰ کا کیسا احسان ہے کہ جہاں قلم کا نشان دیا اوس کے ساتھ ہی اخلاق فاضلہ کا نشان عطا فرمایا تاکہ ظل اصل کے تابع ثابت ہو جاوے براہین احمدیہ میں یہ الہام پچیس برس سے درج ہے۔

انک لعلےٰ خلق عظیم۔

غرض یہ نشانات ہیں جو ایک صادق کی شناخت کا معیار ہو سکتے ہیں الحمد للہ ہم نے ان نشانات کو دیکھا اور صادق کو پہچانا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم پر ایسا فضل کرے کہ اس فضل اور احسان کی قدر کریں اور وہ چال چلن بناوین جو اوس نے پسند کیا ہے اور جسکی اسکی پاک کتاب نے تعریف کی ہے +

آمین

مدرسہ تعلیم الاسلام میں دینیات کی شاخ

ہم نہایت مسرت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس منتظم نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ ایک جدید شاخ دینیات کی کھولدی ہے۔ اس کے متعلق ہم ایک ضروری مضمون اگلی اشاعت میں شایع کریں گے جن میں اپنے خیال کے موافق مجلس منتظمہ کو بعض ضروری امور قابل توجہ سجسٹ کرین گے۔ انشاءاللہ سردست ہم اپنے ناظرین اخبار کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس شاخ کی ہر طرح سے مدد کریں۔ چونکہ دینیات کے ساتھ مسلمانو کی بدقسمتی سے امرا کو تو دلچسپی رہی نہیں۔ اس لئے اس میں عموماً غربا کے لڑکے آئیں گے۔ اس لیئے اون کی رہائش اخراجات تعلیم وغیرہ کل ضروریات کا بوجھ مجلس منتظم کے ذمہ ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ ہر ایک قسم کی ضروری امداد اس شاخ کو دی جاوے

مولا کریم کی ہستی پر چند باتیں

(جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی بیاض سے لی گئی ہیں)

ہمیں جسقدر قوای عطا ہوئے۔ وہ سب کے سب مفید اور مثمر ہی ثابت ہوئے خود ہمارے تمام علوم ہمارے حواس خمسہ اور ہمارے قوی طبعیہ سے شروع ہوئے ہیں۔

بصر۔ اذن۔ لامسہ۔ شامہ۔ ذائقہ اعضا تنفس۔ قوت جذب شیر۔ مصورہ سب کے سب مفید ثابت ہوئے۔

سمع ہی سے پہلے مین نے اپنے اللہ رب العالمین۔ رحمن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین کا نام سنا۔ اور آج بعد ترقیات جو غور کیا تو تمام علوم کے آلات اور دینوی انتظامات میں سمع ہی کو یا سمع کو بھی ایک عظیم الشان آلہ پایا۔ مان باپ کو سمع سے مان باپ یقین کیا۔ اور اون کے اموال۔ عزت۔ قوم سے اس یقین پر نفع اٹھایا۔ اساتذہ کے پاس سمع کے بعد پہونچے۔ سیر و سیاحت۔ تجارت و زراعت۔ ملازمت کی جڑین سمع سے شروع ہوئیں۔ زبان سمع سے سیکھی ہان اماں۔ ابا پانی سمع سے پایا یہ ضرور ہے کہ سمع میں غلط چیزیں اور غیر واقعی امور بھی پہونچتے ہیں مگر ایسے مشکلات علوم صحیحہ سے مانع نہیں ہو سکتے ایک کی غلط بیانی دوسرے سے دریافت پر معلوم ہو سکتی ہے والّا تیسرے سے دہلم جرا۔

مولی تیرا نام سُنا امان سے ابا سے اخوان سے احباب سے اساتذہ سے اور تجھے عین حسب الفطرۃ مانا اور تجھ پر یقین کیا کہ تو ہے اور ضرور ہے پھر بڑے ہوئے اور آزاد ہوئے تو تیرا ہونا اون سے سُنا جنہوں نے تجھ سے یا جن سے تونے مکالمہ کیا اور اون کی سامعہ کو اپنے کلام سے معزز و مسعود فرمایا۔ پھر بڑے ہے تو اسلام نصرانیت یہودیت۔ مجوسیت یعنے مجوس اہیران والہند) آریہ۔ براہمہ سے آخر اسلام کے امام الوقت راستباز سے پھر آخر تو جانتا ہے کہ تجھ سے ہاں تجھ سے۔

تا تجربہ کار نیچری نے غلط کہا ہاں تجھی سے کہ میں جمع القرآن فقد نقص و نقصان۔

*بطن الانبیا صامت اس پاک عنایت کا مکالمہ تیرا ہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اون کو مجاز بولنے پر مجبور کر دیا ہے اور اس الم کہدپر رکھ۔ دہ ر) کے کنارے پر کہ ختم کیا کزین۔

---

* یہ حضرت مولانا المکرم کا الہام ہے آپ نے بارہا ذکر کیا ہے کہ ایک بار میں معمول سے کسی قدر زیادہ کہانا کھا گیا۔ پیٹ مین ریح ہوئی اوس پر مولا کریم نے مجھے فرمایا بطن الانبیا صامت یہ الہام آپ کے وارث علوم الانبیا اور معلم القرآن ہونے پر ایک زبردست شہادت ہے اور خود حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمن نے آپ کی نسبت فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کی تفسیر آسمانی تفسیر ہوتی ہے (ایڈیٹر) سلہ بدیہی مولانا کے الہام ہین یہاں اون کو صرف اس وجہ سے حضرت مولانا نے درج فرمایا ہے چونکہ آپ خدا تعالیٰ کی ہستی پر وجوہ ایمان سے ایک وجہ یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ تجھ سے بھی سنا اس لئے اس کے ثبوت میں یہ چند الہام لکھے ہیں یہاں اون کی تشریح کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں۔ خود مولانا صاحب نے نہیں لکھی اور عند الدریافت۔ یہہ اپنے خاص اسرار بتلائے

(ایڈیٹر)

اور تونے اس اپنے بندے کو جو ہیری لیوڈ عالگور رہا تھا کہان تلک الامثال نضربھا للناس۔ کیا دنیا مین سمعی یقینیات کی شہادۃ اس سے زیادہ ہونا ممکن ہے؟ نہین اور ہرگز نہین۔

یہی امر ملایکہ اور کتب اور یوم آخرۃ کے عجائبات پر بھی بس نہین بلکہ نبوۃ و قدر کے مسئلہ پر بھی گو دونو اور ذرایع سے بھی ثابت ہو چکے ہیں۔

*احادیث پر اعتراض بھی اسی کے لگ بھگ ہے۔ کیا سمعیات میں اگر غلطی موجب عام عدم اعتبار ہے تو تمام سمعیات کا انکار کرنا پڑیگا اور یہ بداہت غلط ہے۔ تعجب تو اُن پر ہے۔ جو ان تضل احدیھما پر یقین لاتے اور اوس کے آگے فتذکر احدیھما الاخری پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر احادیث کے اس لئے منکر ہین کہ بعض احادیث پر جرح ہو سکتی ہے حالانکہ لغتہ صرف و نحو اس کے بھی مابعد ہے۔ اور اسکے راوی بہ نسبت عظیم الشان تابعین کے بالکل ہیچمیرز ہین۔

پس

جو لوگ حواس سے کام نہیں لیتے وہ مصداق صم بکم عمی فہم لا یرجعون۔ اوفہم لا یعقلون

---

*حاشیہ۔ ہم ذرا تفصیل کے ساتھ اس امر کو بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں بعض ناعاقبت اندیش احادیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ یہ سمعی باتیں ہین اور بعد از وقت لکھی گئی ہیں لہذا قابل یقین نہین ہا اس کے جواب میں حضرت مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ اگر تمام سمعیات قابل اعتبار نہیں ہوتیں تو پھر دنیا میں کسی چیز پر بھی اعتبار نہیں ہوگا۔ اور سب سے انکار کرنا پڑیگا والدین کے والدین ہونے سورج کے سورج ہونے غرض ہر ایک بات کے وجود میں شک کرنا پڑیگا یہانتک خدا تعالیٰ کے وجود میں بھی اور تمام حقائق الاشیا سے منکر ہونا پڑیگا جو بداہت باطل ہے پس معلوم ہوا کہ اعتراض احادیث کی عدم صحت پر صحیح نہیں ہے (ایڈیٹر)

خلافت راشدہ میں سے چند پیرگراف

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۹

قرآن کریم میں بھی بعد ان نعماء کے جو یہاں کے حسی نعماء سے لفظاً متشابہ واقع ہوئی ہیں لقاء الہی اور رضوان اللہ اور تکلیم اللہ کو غایت فلاح اور فوز قرار دیا ہے۔

قرآن کریم کا یہ مذہب ہے کہ جیسے اس مادی اور حسی عالم مین انسان کے اعمال پھل لاتے ہین۔ اور اس مادی عالم کی آب و ہوا میں صرف مادی اشیاء پھل لاتی اور مقداری چیزیں ہی ظہور کا رنگ پکڑ لتی ہیں۔ اس لطیف عالم مین جہاں خدا تعالیٰ کی تجلی اس مادی عالم کی نسبت دو چند ہو جائے گی انسان کے اعمال کی روحانیت اور کیفیت بھی پھل لائیگی اور یہ روحانی تخم مادی اور کمی تمثل میں جلوہ گر ہوگا۔ درحقیقت وہ عالم خدا تعالیٰ کی تجدد خالقیت اور عجیب بدیع و فاطر ہونیکا ثبوت اور مظہر ہوگا اس عالم کا ادنیٰ اور مشابہ ثبوت اس مادی عالم میں عالم رویا ہے جس مین کیفیات کو کمیات کے پیرایہ میں دکھایا جاتا ہے جیسے علم کو دودہ کی شکل میں دکھایا گیا اور طرح طرح کے اخلاق فاسدہ اور اعمال ردیہ سانپون اور بچھوؤں اور بھیڑیون اور درندون کی شکل میں نظر آتے ہین اور بعض وقتوں مین ایک مادی شئے ایک اور مادی رنگ میں دکھائی جاتی ہے جیسے دو جھوٹے نبوت کے مدعی حضرت صادق مصدوق علیہ السلام کو دو سونے کے کنگنوں کی شکل میں نظر آئے۔ بجز سخت شراب خوار دماغ کے ہر ایک سلیم الفطرت ایسے حقایق رویا میں دیکھتا ہے اور یہ سائنس منجملہ قوائے انسانی کے علوم کے ایک حقیقی اور با نتیجہ سائنس ہے مگر افسوس بعض نادان یوروپ کے شراب خوارون کی پیروی کے سبب سے ان حقایق میں غور کرنے اور ان کی حقایق پر پہونچنے سے رہ گئے ہین اور خدا کی کلام اور سنت خیر الانام کی پوری مخالفت کرکے رویا اور الہٰی کی حقیقت حقہ کا انکار کر دیا ہے

قرآن کریم مین آیا ہے ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیہ یعنے اس عالم میں تیرے رب کے عرش کو (عرش سے مراد خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جو درحقیقت خدا تعالیٰ کے جمیع فیوض اور تجلیات کا ایک مقام یا اس عالم کی اصطلاح میں یون کہو کہ ایک ریزر وائر ہے اور تمام مخلوق پر بقدر مراتب فیضان الہی اسی واسطے سے تقسیم ہوتا ہے) آٹھ فرشتے اٹھائے ہون گے۔ یعنے وہی فرشتے (رب۔ رحمان۔ رحیم۔ مالک) جو اس عالم کی فطرت کے موافق اسوقت چار ہیں اس دوسرے عالم مین آٹھ ہو جائین گے یعنے وہان ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور مالکیت دوچند ہو جائے گی۔ اور اس دوچند فیضان کی قوی تاثیر سے ایک عجیب خالقیت کا عالم وہ عالم ہوگا۔ یہی کلمات طیبات جو خدا تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح کے بارے میں ایک مومن کے مُنہ سے نکلتے ہیں اور یہ اعمال صالحہ وہان درختون اور ثمرون اور نہرون اور دودہ اور شہد اور مئے کی ندیون کی شکل مین متمثل ہون گے اور حقیقتاً انسان اون لذائذ سے متمتع ہول گے۔

خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب مین اس سچے مسئلہ کے فلسفہ کو اس آیت مین بیان کیا گیا ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی و اضل سبیلا یعنے انسان ہر ایک قسم کی بینائی اور نابینائی اور سعادت و شقاوت کا سرمایہ یہیں سے لے جاتا ہے۔

بعض نادانون نے ایسا سمجھا ہے کہ کہ انبیاء علیہم السلام نے بے بنیاد ترغیبات و ترہیبات نیک نیتی سے بیان کی ہین اور مقصد اتنا ہی ہے کہ اعمال نیک کے بجالانے اور بد سے بچنے کی راہ پیدا ہو جائے۔ افسوس اونہوں نے نہ تو کبھی خدا کے پاک نوشتوں میں غور کی ہے اور نہ انسان کی فطرت کے صحیفہ اور نہ قانون قدرت کے اوراق کا مطالعہ تدبر سے کیا ہے ورنہ تجہیل انبیاء اور خدا تعالیٰ کی صفات کی گورمنٹ کی تکذیب پر وہ آمادہ نہ ہوتے۔ غرض قران کریم نے دو عظیم الشان کام کئے ہین جن کی وجہ سے آج سچے مسلمان سے زیادہ حقیقۃً آخرت و نتائج اعمال پر ایمان اور یقین رکھنے والا اور خشیۃ اللہ اور لوازم تقویٰ سے آراستہ کوئی فرقہ اور مذہب نہین۔

پہلا کام یہ کیا ہے کہ ان مواعید کے مادی رنگ اور حسی صورت کے ساتھ ہی الفاظ اور بیان مین ایسا رنگ رکھا اور ایسا ڈھنگ ڈالا ہے کہ انسان معاً روحانیت کے عالم کا سراغ لگا لیتا ہے اور شرح صدر سے سمجھ جاتا ہے کہ یہ مواعید اس عالم کے اشیائے واقعۂ ثابتہ کے اظلال و آثار ہین۔ مثلاً مے کے ذکر مین جہاں فرمایا ہے کہ اس سے نہ تو بہکین گے اور نہ درد سر ہوگا اور نہ کوئی لغو حرکت اور کلام سرزد ہوگا بلکہ وہ مے طہور یعنے اخلاق کو پاک کرنے والی اور پورا تزکیہ و تصفیہ پیدا کرنے والی ہوگی اور وہ کافوری مے کافور یعنے بہت کفر کرنے والی اور گناہون کی فطرت ہی کو نیچے دبا دینے والی ہوگی اور وہ قواریر فضہ (فضہ کے معنے چاندی ہے اور عالم حقائق الاشیاء مین چاندی سے مراد محبت لی گئی ہے اور چاندی کے برتن مین پینے سے مراد یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی محبت کے جام

پلائے جائین گے) اصل میں یہی ہونگے جو یہان مومن نے اپنے اعمال حب الہی سے بنائے ہون گے یہی معنے ہیں قدروھا تقدیرا کے اور وہ پانی ایسا ہوگا کہ اس کے جوہر میں سڑنا نہین ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ یہ صاف صاف اشارے ہین کہ وہ مئے یہان کی دھسکی اور رم اور برانڈی نہین ہو گی جس سے کوئی فسق و فجور نہین جو پیدا نہیں ہوا اور کوئی تباہی ایسی نہیں جو اس ام الخبائث سے نظام عالم میں واقع نہیں ہوئی۔ جب یہ مواد اور اشیا ہی نہین جن سے وہ پاک اور سرور بخش مئے تیار ہوتی ہے تو اور روحانیت کس شئے کا نام ہے۔ غرض قرآن کریم نے ایک تو یہہ بڑا بھاری اور ضروری کام کیا ہے دوسرا کام یہ کیا ہے کہ تمام وعدے مومنون کے حق میں اسی جگہ پورے کرکے اور وعید اون کے اعدا کے بارہ میں پورے کرکے قیامت اور جزا و سزا کے مسئلہ کا یقین دلون کو پلا دیا ہے۔ بنا براں میں بڑے زور اور یقینی دلائل کی بنا پر دعوے کرتا ہون کہ جنات انہار۔ انہار عسل۔ انہار لبن۔ انہار روح وراح یعنے انگورون کے باغات اور گوری گوری اور موٹی آنکھون والی خوبصورت عورتین اور خوبصورت لولو تمثال غلام اور سونے کے کنگن اور حریر کے لباس یہ سب وعدے اسی جگہ اس عالم کی فطرت کے مطابق پورے ہوئے اور حضرت فاروق (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ سے آپ کے مبارک عہد میں پورے ہوئے ایران کے کسریٰ اور امرا سونے کے کنگن اور قیمتی جواہرات پہننے کے عادی تھے ان کی غیر مطموث دوشیزہ لڑکیان اور ان کے زر و جواہرات کے انبارون کے انبار حضرت عمر کی خلافت مین مدینہ طیبہ میں آئے اور شام اور مصر کی فتح نے باقی تمام مواعید کو پورا کر دیا حضرت عصمت مآب عفت کباب شہر بانو جو کسروی محلون کی ناز پروردہ دوشیزہ تھی اور جو آج سادات کی قابل فخر مان ہے حضرت فاروق کی جانفشانیون کا صدقہ ہے جو جناب شیر خدا (رضی اللہ عنہ) کے پیارے بیٹے سیدنا حسین (رضی اللہ عنہ) کی قسمت میں آئی تھی۔ آہ آہ آہ اس قوم کی ناشکر گذاری اور کافر نعمتی!۔

ایک غور طلب بات

گو ہمارے ناظرین اوس اشتہار کو نہ بھولے ہون گے جو اعلام کے عنوان سے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے چند ضرورتون کی بنا پر اپنے دوستون کی توجہ کے لئے شایع کیا تھا۔ تاہم مختصر طور پر اوسکا حاصل بالمطلب ہم یہان بھی لکھہ دیتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ دارالامان میں آنے اور رہنے والون کے متعلق چند ضروریات ہیں مثلاً نومسلموں کی ضروریات مسکین طالب علمون کے اخراجات بعض نادار مسافرون کے لئے واپسی کے واسطے زاد راہ اور کرایہ وغیرہ اس قسم کی ضروریات کو محسوس کرکے مولوی صاحب نے وہ اشتہار جاری کیا تھا جسپر صرف چند دوستون نے مولوی صاحب کا ہاتھ اس کار خیر مین بٹایا۔ مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے جاری ہونے پر مجلس منتظمہ کی رائے سے اس مد کا جسقدر روپیہ تھوڑا یا بہت تھا وہ مساکین فنڈ کے نام سے مدرسہ میں لیا گیا۔ ہم اس وقت یہہ نہین لکھتے کہ یہ اچھا ہوا یا برا۔ کیونکہ مجلس منتظمہ کے متدین اور بہی خواہ ممبرون کی تجویز سے ہوا لیکن اس میں کسی کو کلام نہین ہو سکتا کہ مدرسہ کا مساکین فنڈ صرف طلبا مدرسہ ہی کی کفالت کرتا ہے اور کرے گا نہ اون ضروریات کا متکفل ہوگا جو اعلام کے شایع کرنے کے وقت ملحوظ رکھی گئی تھین۔ اور جو اب تک بعینہ موجود ہین۔ لہذا ہم ناظرین اخبار کو توجہ دلانا چاہتے ہین کہ وہ اس کار خیر میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا ہاتھ بٹائین اور اُن کو ہر قسم کی مناسب امداد دین۔ مثلاً ہر قسم کا کپڑا زنانہ یا مردانہ کرتے یا جامے۔ ٹوپی۔ پگڑی وغیرہ جو کسی کو میسر آئیں بھیجتے رہیں۔ ہر قسم کی کتب تعلیمی و درسی۔ فقہ حدیث۔ لغت طب وغیرہ اور اہل دول اصحاب روپیہ پیسہ سے مدد کریں۔ غرض جو کچھہ کسی سے ممکن ہو اون کے پاس بھیجتے رہیں۔ مولانا موصوف کے پاس مفصل حساب رکھا جاتا ہے اس سلسلہ کے مدد کرنے والے اصحاب کی مرسولہ اشیا یا زر نقد کی رسید بذریعہ الحکم شایع کر دی جایا کرے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس ضروری کام پر پوری توجہ ہوگی ✤

جامع مسجد کی توسیع کا کام شروع ہے اکثر احباب کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے ذریعہ سے اطلاع ہو چکی ہے۔

ترجمۃ القرآن

مندرجہ ذیل احباب نے بطور
اعانت قیمت پیشگی عطا فرما کر
کارخانہ کو مشکور فرمایا ہے -
جزاھم اللہ احسن الجزا -
خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب صہ
میاں ہدایت اللہ صاحب تالگا ایجنٹ عہ
بابو غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر مظفر گڑھ عہ

جدید درخواستیں

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک انبالہ چھاونی ۱ جلد
شیخ نور احمد صاحب جالندھر ۱ جلد
چوہدری محمد حسین خان گرداور قانون گو
وڈالہ سندھواں ایک جلد

جنگ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا یعنے وہ مباحثہ
جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
اور عیسائیان امرتسر کے درمیان
سنہ ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا - اس مباحثہ کی
ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس
ہونی ضرور ہے - ۸ر قیمت پر
بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم
سے مل سکتا ہے - اور نور احمد صاحب
مالک مطبع ریاض ہند امرتسر
سے بھی مل سکتا ہے +

اشتہار

سررشتہ میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی و اسپان بساکھی
۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے شروع
ہوکر ۱۶ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء تک
امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے
مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار ۱۰۹ عہ روپیہ
روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط
مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر
کی گئی ہے دیا جاویگا اور مبلغ
چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام
دیا جاوے گا -

اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو
درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل
انعام تاریخ تشخیص انعام سے
پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیں
ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے
اور مادہ گاوان قابل انعام کے
دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام
سے تین روز پہلے کیا جاوے گا
یعنے ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء
کو دو وقت صبح اور شام دودہ
دوہ کر وزن کیا جاوے گا - اور
نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور
اسموقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ
فیصدی محصول لیا جاوے گا اور واضح ہو
کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل
ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے
وہ بوقت واپسی یعنے باہر نکال لیجانے مویشی
کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار
مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی
قیمت کی رہے گی +

المشتہر
مسٹر جے - جی - اسپ صاحب بہادر
سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر +

ہماری خاص ہنوائی ہوئی راسکوپ سٹیم واچ

قیمت درجہ خاص جو بلا قطب نما ہے ۶ عہ - قیمت درجہ خاص جسکی چابی میں قطب نما ہے ۷ عہ

پشت ہا پشت تک دستاً بدستاً پہونچنے والی گھڑی

اگر آپ چاہتے ہیں کہ روز روز کی گھڑیوں کی خریداری
سے خلاصی پائیں تو ہمارے ہاں سے صرف ایک
گھڑی موسومہ بہ راسکوپ منگا لیجئے تو آپ کو
عمر بھر کے لئے خدمت کرنے والی گھڑی تھوڑے
داموں میں ملجائیگی - راسکوپ کا نام کسی سے چھپا
نہیں - یہ گھڑیاں اسی اصول پر بنی ہوئی ہیں
البتہ زیادتی اس میں یہ کردی گئی ہے کہ پرزوں
پر سونہری گلٹ کرایا گیا ہے - دوسرا یہ کہ جب اس
کی چابی پوری ہو جاتی ہے تب بھی بھرتی جاتی ہے
تاکہ زیادتی چابی سے سپرنگ نہ ٹوٹے جیسا کہ اور
گھڑی کے ٹوٹ جاتے ہیں - قد برابر اس تصویر کے ہے -
چینی کا سفید اور رنگدار ڈائل ہے - سوئیاں پھرانے
کے لئے بیرونی پن لگا ہے - دیکھنے میں خوبصورت
اور پائیداری میں لاثانی ہے - یہ گھڑی افسران بارک
ماسٹری - جنگلات - پولیس و ریلوی کے لئے نہایت
مفید ہے - سواری کے کام کی عمدہ ہے - زیادہ
تعریف فضول ہے -

چند شہادتیں سیٹھ لیسٹن جی سپرنٹنڈنٹ دفتر
لینڈ ریکارڈ لاہور - بابو جیون مل سٹیشن ماسٹر لکھتے
ہیں کہ یہ گھڑیاں جو آپ سے خریدی ہیں عمدہ وقت
دیتی ہیں - گھڑی کی قیمت بمقابلہ درستی وقت کے
بہت تھوڑی ہے -

کشن چند سدانند کمپنی لاہور انارکلی
بانس منڈی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ - اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندلا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ/ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے/ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ/ مصری سرمہ فی تولہ ۴/ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

(ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے -)

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا - دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اوس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اون میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اوس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اون اشیاء کو جو اوس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں - صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی / راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان - ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اوس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے +

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر بتاریخ ۔۔۔ شائع ہوا -

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۱۲ روپے خواص اور معاونین جو لطف فرماوین

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء مطابق ۲۲ ذیقعد سنہ ۱۳۱۸ھ | جلد ۴

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو پڑھا

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ ویغفر لکم واللہ غفور رحیم ۝ لئلا یعلم اھل الکتب الا یقدرون علی شیٔ من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم

مومنو! اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تم کو دو حصے دیگا اور ایک نور تم کو عطا کرے گا جس کو لیکر تم چلوگے اور ہر قسم کی کمزوریان معاف کردیگا اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اور تمہین ظاہری اور باطنی رحمت اور مغفرت اور نور عطا کرنے سے وہ دکھانا چاہتا ہے کہ اب وہ خاص تمہارا خدا ہوا اور اوسکا فضل بنی اسمعیل کی طرف منتقل ہوا اور تو کہ اہل کتاب یہ نہ کہین کہ مسلمان خدا کے فضل کے کسی حصہ کے ثبوت دینے پر قادر نہین اور وہ جانین کہ فضل (امتیاز بخشنا اور نور نبوت سے سرفراز کرنا اور فاتح قوم بنانا اللہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی اسرائیلی خاندان کے ٹھیکہ میں نہین آگیا اور انسانی تجویز اور انتخاب پر اُس کی بنا نہین) اور اللہ بڑے فضل والا ہے یعنی اب نبوت محمدیہ اور اُس کی برکات اور اُس کے نمونے تمام گذشتہ فضلون اور نبوتوں سے بڑھ کر ہونگے ان آیات میں غور کرنے سے کئی سبق ملتے ہین۔ اوّل یہ کہ مومنون کو اس عالم مین کس قسم کی زندگی اختیار کرنی چاہیئے۔ دوئم اوس طرز زندگی سے مومنوں کو کس قسم کے امتیازی نشان ملتے ہین اور اوسپر کیا ثمرات مترتب ہوتے ہین ان دونوں باتون کو دوسرے الفاظ مین ہم یون کہہ سکتے ہین کہ ان

آیات سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام لوگوں کو کس درجہ تک پہنچانا چاہتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی آخری غایت مقصد کیا ہے اور نیز اسلام کے پیروؤں اور دوسرے مذاہب کے متبعین مین مابہ الامتیاز اور امر فارق کیا ہے جس سے صاف سمجھ مین آجاوے کہ یہ مسلمان ہے اور لاریب خدا کی طرف سے آئے ہوئے پسندیدہ الٰہی دین کا پیرو ہے اور حق پر ہے اور اوسکے بالمقابل سراسر بطلان اور کفر ہے حقیقت مین بڑی بھاری بات اور عظیم الشان امر جس پر لوگوں نے نگاہ کی ہے اور بڑے بڑے مباحثہ واقع ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان کی **علت غائی** کیا ہے؟ یا انسان کہاں تک کمالات حاصل کرسکتا ہے؟ میرے نزدیک بھی یہ سوال بہت عمدہ ہے اور ضروری ہے کہ ہر ایک سلیم فطرت میں یہ سوال پیدا ہو اس وقت دنیا میں مختلف مذاہب اور مشارب اور طرق رائج ہیں مگر کسی کو نہ تو دعویٰ ہے اور نہ کسی نے جرأت کی ہے اور نہ درحقیقت کسی کو منہ پر لانے کے لئے عرفان ہی بخشا گیا ہے کہ وہ انسان کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچا سکتا ہے صرف قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جس نے پوری بصیرت اور تحدی سے یہ دعوے کیا اور تعلیم بھی پیش کی ہے اور صراط مستقیم بھی دکھائی ہے۔ اور کمال مطلب تک پہنچے ہوئے لوگوں کے نمونے بھی دکھائے ہیں اب ہر مومن کو چاہیے کہ اپنی تلاش کے دامن کو بہت وسیع رکھے اور جب تک اوس امتیاز اور خاص علامت کے پھول اوس کی جھولی میں نہ پڑیں اس وقت تک ایمان کی کسی منزل میں توقف نہ کرے ہمارے شریک یہودی

اور عیسائی ہیں ہندو بھی ویدیت کی حیثیت سے اہل کتاب کے نام سے نامزد ہو سکتے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ اون سب قوموں نے انسان کے کمال مطلوب تک پہنچنے کا نمونہ دکھانا تو ایک طرف اپنی بے برکتی اور اپنی کتابوں کی بے عزتی اور بے ثمری کا یہ ثبوت دے دیا ہے کہ برکات ایمانیہ اور ثمرات ایمان کو عقاید سے ہی نکال دیا ہے اور ایسے مدعی کے بے بصیرتی اور کوری سے سخت دشمن ہیں جو خدا کے وصال اور اُسکی جناب میں باریابی کی علامات کا دعویٰ اور مطالبہ کرے۔ کیسا خشک دعویٰ ہے کہ یہود کہتے ہین کہ ہم خدا کے فرزند ہیں اور ابراہیم کی یادگار رہین اور کوئی برکت کا نشان ہاتھ میں نہین۔ اور کیسا قابل افسوس دعوے کفارہ کے معتقدون کا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اور نجات کی کوئی علامت اور تقرب الی اللہ کی کوئی آیت ہاتھ مین نہین جسے امتیازی طور پر نقد بہ نقد عالم کو دکھا سکین اور نہایت جھوٹا دعوے ہے کہ وید آسمانی کتاب ہے اور آریہ پاک قوم ہے جب کہ بیدبرکات الٰہیہ کے دکھانے میں بید کی طرح بے ثمر ہے اب جب کہ قرآن کریم کا یہ صاف دعویٰ ہے کہ اہل کتاب کے مقابلہ میں امتیازی اور فضیلت کا نشان بخشتا اور نور مرحمت کرتا ہے۔ اور دوسری قوموں کے ہاتھ مین بجز خشک افسانوں کے اور کچھ نہیں تو کس قدر ضروری ہے کہ اہل اسلام اُس نور امتیاز کے ہاتھ مین لانے کی فکر کرین اور ان خشک ایمانون اور روکھی عبادتون پر قانع نہ ہون جو اُن مین اور اُن کے غیرون میں کوئی مابہ الامتیاز امر پیدا نہیں کرسکتیں۔ حقیقت میں اگر خشک

ایمان اور اپنے اپنے مسلمات اور عقاید کی بنا پر روکھی سوکھی عبادتین ہی کمال مطلوب اور مایۂ ناز ہین تو باطل کوئی شے نہین اور حق کی کوئی صریح اور بین علامت نہین اور یون نعوذ باللہ عملاً یہ دکھانا ہوگا کہ قرآن کریم کسی ضرورت حقہ کے ساتھ نہین آیا اور نہ کوئی ضرورت حقہ کے سامان ساتھ لایا ہے اور پچھلا ساختہ پرداختہ تباہ کرکے نئی کوئی بات اس نے انسان کے ہاتھ مین نہین دی۔ اور اگر مسلمان اس امر کی طرف غور نہ کرین اور اپنی عملی خاص زندگی کی ایک زندہ مثال تیار نہ کریں تو گویا انہوں نے قرآن کریم کی وہی بے عزتی کی جو اہل باطل نے کی ہے جب کہ وہ کہتے ہیں کہ اگلی کتابون اور تعلیمون کے موجود ہوتے قرآن بے ضرورت کیوں آگیا اور اوس نے کیا کیا۔ ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ اوس کے دل میں اس سوال کی اور پھر اوس کے حل کرنے کی گدگدی پیدا ہو۔ اور اگر جیسا کہ معمول ہے یوں ہی عادتاً ایک رسم کی پابندی کرتا ہے تو وہ اُس شخص کی مانند ہے جو لق و دق جنگل میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ میں پھر زور سے دعویٰ کرتا ہون کہ اس سوال کو دنیا کی کل کتابیں (جو انسانی اصلاح کی مدعی ہین یا کم از کم اُن کے ماننے والے ایسا سمجھتے ہین) حل کرنے سے عاری اور تہیدست ہین۔ اور یہ فخر اور امتیاز صرف صرف قرآن کریم کو ملا ہے کہ اُس نے انسانی ہستی کی غایت اور مقصد کو ہی بیان نہین کیا بلکہ اوس کے حصول کی راہیں نہایت صفائی سے بیان کی ہین۔ ان آیات کو پڑھ کر مین نہین سمجھتا کہ ایک دل رکھنے والا انسان اُس بچے کی طرح مطمئن ہو جاوے۔ جو روتا اور تڑپتا تھا

اور گود سے نکل نکل جاتا تھا مگر جونہیں اوس کو مٹھائی کی ایک ڈلی یا ایک پیسہ مل گیا اوس سے ٹھنڈک سی آگئی۔ اور چپ چاپ ہوگیا۔ اسی طرح اُس بدنصیب پابند مذہب کا حال ہے جو مدت گذر گئی جو عبادت یا پوجا میں لگا ہے اور خدا خدا کرکے پکارتا ہے۔ مگر روح نے اطمینان سے یقین نہین دلایا اور نہ کوئی زندہ ثبوت ہاتھ آیا ہے کہ واقعی خدا ہے۔ اور یہ اسکا مقرب اور صالح عبد ہے۔ اور اگر کوئی دھوکے کی ٹکی سٹنے پر بس کرجائے اور سچے ثمرات کی آرزو نہ کرے تو وہ اوس کھلونے اور گڑیا پر قناعت کرنے والے بچے کی طرح علوم عالیہ اور معرفت کی منزلوں سے ناواقف ہے کہ معالی اور معارف کے لئے نہیں کڑہتا اور روح میں علوم عالیہ کے حصول کے لئے پانی کی طرح بہ نکلنے والی گدازش نہین پاتا۔ یہ آیت صاف طور پر **مومن** کی زندگی کا عام فرض اور مقصد بتلا رہی ہے یعنی اس سے پیشتر کہ اوسے وہ نور عطا ہو جسکے اندر الٰہی ہیبت اور خدائی رُعب ہوتا ہے اور جسکے ساتھ وہ دیکھتا اور چلتا ہے۔ اور جس کے لئے فاران کی چوٹیوں کا مجسّم نور علیہ الصلواۃ والسلام" یوں فرماتا ہے۔ اتقوا فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ اوسکو مومن بننا چاہیئے اور اوس کے بعد اُس ایمان کی تکمیل کے لئے جو چیز سب سے زیادہ ضروری اور لازمی ہے۔ وہ جس کے بدون کوئی قوم معزز و ممتاز ہو ہی نہین سکتی اور مومن کو مومن ہونے کے لئے از بس ضروری ہے وہ تقویٰ اللہ ہے بلکہ آیت کی ترتیب الفاظ بتلا رہی ہے کہ تقویٰ اللہ ہی گویا ایمان ہے تقویٰ کے معنے ہیں ہر حال میں اللہ ہی کو اپنی وقایہ سمجھنا یعنے ہر خطرہ مین اوسی کو ڈھال بنانا۔ ہر قسم کے شرک کی جڑہ کیا ہے غیر اللہ کو امید و بیم کا مرجع بنانا اور توحید کامل جسکو دوسرے الفاظ میں تقویٰ اللہ کہہ سکتے ہیں اوسی کو محل امید و بیم سمجھنا ہے۔

غرض بات یہ ہے کہ ان آیات کو پڑہ کر ہر مسلمان کے دل میں یہ سوال پیدا ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ جو تقویٰ اختیار کرنے سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دو حصہ رحمت کے دینے کا وعدہ فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایک نور ملے گا جس سے مومن ممتاز ہو جاوین گے۔ اور ایک امر فارق پیدا ہو جاوے گا جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ مسلم ہے اور دوسرے باطل ہیں۔ وہ صفات ہم مین کہان تک ہیں؟

مجھے اچھی طرح سے یاد ہے اور بہت دنون سے یاد ہے کہ میں جب اون آیات کو پڑھا کرتا تھا تو کچھ لطف نہ آیا کرتا تھا پھر ایک وقت مجھ پر گذرا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اکثروں پر ایسا وقت آیا ہوگا کہ ان آیات کا مفہوم و مصداق سمجھنے کے لئے کوئی اسوہ نگاہ مین نہین آتا تھا۔ آخر اپنے آپ کو بھی مسلمان ہی مانا جاتا تھا مگر اپنے اندر اُن انوار و برکات کا جو ان آیات کا مفہوم ہے شعشعہ بھی نظر نہ آتا تھا اور جب نگاہ ذری وسیع ہولی تو حُسن ظن مولویوں صوفیون اور فقیروں کو پیش نظر کرتا۔ مگر پھر یہ مشکل پڑی کہ وہ بھی حیران اور سرگردان اور ثمرات ایمان دکھانے سے قاصر اور عاجز اور نری خشک نمازوں اور لفظ رٹنے پر قناعت کرنے والے اور کوئی اونمین حقیقی نور کا مدعی نہ تھا اور ہمارے ایک بڑے نیچری مولوی صاحب جنکا نمونہ دینداری زیادہ تر ہمارے محلہ مین تھا وہ نماز کو ہمیشہ اس طرح پڑہتے جیسے جانور پنجرے مین پھڑ پھڑاتا اور نکل بھاگنے کے لئے تڑپتا ہے وہ ہمیشہ یہی کہتے کہ ہم تو عادتاً مسلمان اور نمازین پڑہتے ہیں ورنہ مزا تو ہمیں کوئی نہین اور نہ ہم لطف و ذوق کے قائل ہین۔ غرض اس سے یہ خیال پیدا ہوتا کہ ہم میں اور دیگر مذاہب مین مابہ الامتیاز کیا ہے یہ تو نرا دھکا ہے کہ ہم اونھین کافر کہتے ہیں اور کوئی خاص نشان توہم میں بھی نہین اور پھر شدہ اعتقاد یا تعصب کی وجہ سے قرآن کریم کی ان آیات کے مطلب کو حوالہ بخدا کر دیتا یہاں تک کہ اوس حقیقی مُسلِم۔ مسیح احمد اور غلام احمد کا مبارک دامن ہاتھ آیا۔ اس نور اللہ نے قرآن کریم کے اس دعویٰ کی تصدیق کی اور اپنے قول اور فعل سے بڑے زور کے ساتھ ثابت کیا کہ قرآن کا یہ دعوے بالکل صحیح ہے کہ اتباع الرسول سے ایک نور ملتا ہے جس کو دنیا دیکھ سکتی ہے۔ اور جیسے ایک کافر کی پیشانی پر رُف فنما(؟) لکھا ہوتا ہے اسی طرح اوس متقی مومن بالرسول کی پیشانی پر (نور) لکھا ہوا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے دو حصے اسکو دئے جاتے ہین۔ جنکو ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔ اور تمام مذاہب اوس کے آگے سر عجز خم کردیتے ہین کہ خدا کے تقرب کا نور بجز اوس کے اور کسی کے ہاتھ مین نہین چنانچہ یہ اوسکا دعویٰ کس قوت و شوکت کو اپنے اندر رکھتا ہے کہ کم سے کم دعویٰ پر ہی خیال کیا جاوے تو

تو روح سجدہ میں گر جاتی ہے چنانچہ اوس کے بلند دعاوی سے یہ ذرا سا نمونہ ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے۔
کوئی دین دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے۔
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا۔
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے۔
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا۔
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے۔
آج اُن نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو اون نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے۔

آج میں یہ سوال ہر شخص سلیم الفطرت کے آگے دائر کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ ان آیات کو پڑھو اور پھر بتاؤ کہ آج کون ہے جو عملی طور پر ان آیات کی صداقت دکھاتا یا دکھا سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آسمان کے تلے اور زمین کے اوپر صرف صرف ایک شخص ہے اور وہ ہیں ہمارے امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام۔ اور اگر کوئی بغی اور عناد اور عدوان کی وجہ سے ہمارے امام کا انکار کرے تو اوس کا فرض ہوگا کہ وہ ایسا انسان پیش کرے جو فضل اللہ کا کھلا کھلا امتیازی نشان ان آیات کے بموجب اپنے ساتھ رکھتا ہو اور اوس نے کہا ہو کہ یہ جو کچھ مجھے ملا ہے وہ صرف صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع سے ملا ہے اور پھر دنیا اوسکو دیکھ کر بول اُٹھے کہ ہاں ہم میں یہ بات نہیں ہے صرف خشک تقریرین اور لفاظیاں کسی مذہب اور کتاب کی سچی وکالت نہیں کر سکتیں۔ آج بھی اور ہمیشہ سے باطل بھی اگرچہ کچھ مدت ہی کے لئے کیوں نہ ہو تقریر اور تحریر میں زبان اور قلم کو چلاتا ہی رہا ہے آخر کوئی عظیم الشان معیار ہونا چاہیے۔ آریہ عیسائی برہمو۔ فلاسفر بڑی بڑی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور ایک کتاب کے بدلے دس کتابیں لکھدیتے ہیں محاربے اور مباحثے سب فریق کرتے ہیں مگر یہ نزاع آخر تک فیصل نہیں ہولی اور کیونکر ہو جب تک کھلا کھلا گردنیں جھکا دینے والا نشان ظاہر نہ ہو جسکی شوکت کے آگے سب خم ہو جائیں اور سب مذاہب اوس کی مثل لانے سے عاجز ہوں اور ایک شخص کیکپا دینے والی تحدی سے یہ دعوے کرے کہ قادر مطلق خدا کے فضل کا نشان جس کے اندر سے خود بخود انا الموجود کی ندا بلند ہو اور زندہ خدا کا زندہ ثبوت ہو۔ اور وہ نشان جو ایک زندہ کتاب کی زندہ برکت کا ثبوت ہے اور صاف صاف یوں کہو کہ قرآن کریم کے دعوون کے ثبوت کا نشان مجھ میں ہے۔ اور ہے کوئی اور شخص جس کے اندر یہ نشان ہو۔ غرض قرآن کریم کا یہ دعوے چلا آتا تھا اور اُسکا علمی ثبوت آج تک کسی نے نہ دیا تھا اور یہ بڑا بھاری قرضہ مسلمانوں کی گردنوں پر چلا آتا تھا۔ کوئی مولوی کوئی درویش کوئی صوفی کوئی سجادہ نشین قرآن کے اس دعوے کے ثبوت اور قرآن کو اپنے دعوے میں واقعی صادق اور ممتاز ثابت کرنے کے لئے نہ اُٹھا اور یوں مذاہب باطلہ کی شوخی اور دریدہ دہنی اور خیرہ چشمی حد سے بڑھ گئی تھی۔ اتنے میں ایک خدا کی برکت دئے ہوئے موعود نے میدان میں نکل کر اس کا دعویٰ کیا اور مذاہب باطلہ کے علم کو اوندھا کر دیا اے ہمارے امام اے صاحب الزمان مہدی اے موعود مسیح تجھ پر خدا تعالیٰ کی بڑی بڑی برکتیں اور صلوات ہوں تیرے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بوجہ ذخیرہ رکھتا ہوا نہ تھا۔ رسول کریم نے تیری ممتاز خدمات دیکھکر فرط خوشی سے تجھیر سلام کہا۔ یہ فخر صرف تجھ اکیلے کو ملا لاکھوں اولیا قطب غوث ہوئے مگر آپ کا سلام کسی کے لئے امانت چلا نہیں آتا تھا۔ اے جری اللہ اگر تو نہ آتا تو یہ ایک ایسا سوال قرآن کریم پر تھا جسکا جواب نہ ہو سکتا تھا۔ غرض اگر قرآن کریم کی تعلیم سے صرف اتنا ہی ہو کہ انسان اخلاق و عادات میں اچھا ہو جائے اور بے شر متواضع اور خاکسار بن جائے تو یہ بڑی بات نہیں۔ فطرتاً ہر ایک مذہب میں بہ تفاوت اچھے ہوتے ہیں۔ قاہر اور غالب اور عظیم الشان گردن شکن نشان جو ذات مستجمع صفات کاملہ کا پورا آئینہ ہو اور اسلام کے متبع اور اوس کے غیر میں امر فارق ہو وہ ایک ہی نشان ہے جو خلیفۃ اللہ میں خدا کے قادر کا ظل ہونے کی جہت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زمین میں کل زمینی طاقتوں اور علموں اور منصوبوں اور مکیدوں کو پست کر دیتا ہے اور اُسکو نور واضح اور بینہ یعنی قاہرانہ پیشگوئیوں کے توسط سے اپنے مخالفوں پر صوری اور معنوی بین فتح حاصل ہوتی ہے اور علم اور زور اور بت ستا اور بت گرد دونوں اُس کے آگے ذلیل ہو جاتے ہیں۔ وہ ان اعتبارات اور نسب اور شکلون سے خدائے غیب کی ذات اور اُسکی صفات و اسماء کا زمین پر مشہود اور مرئی ثبوت ہوتا ہے۔ وہ خدا جو تمام مذاہب اور فلسفیوں سے مخفی ہوتا ہے۔ اسے وہ اجلی البدیہات ثابت کر دیتا ہے۔ غرض بڑے غور کے قابل یہ بات ہے کہ قرآن کریم

کا یہ کیسا اور کتنا بڑا دعوےٰ ہے کہ میں انسان کو انسان کی غائیت مطلوب تک پہنچا دیتا ہون۔ یہ حق آسمانی کتاب کا ہے کہ ایسا بلند دعوےٰ کرے۔ دنیا میں مادی اشیاء کی نسبت ہم ایسا مدعی کسی کو نہین پاتے۔ مثلاً ایک لوہار دعوےٰ نہین کر سکتا کہ لوہے کو اوس کی غائیت تک پہنچا دیتا ہے اور کوئی نجار دعویٰ نہین کر سکتا کہ وہ لکڑی کو اوس کے کمال مطلوب تک پہونچا سکتا ہے جبکہ محدود مادی چیزون کی نسبت ایسا دعوی کسی سے بن نہین پڑا تو انسان کو جو ایک عالم صغیر اور بیحد قوا رکھتا ہے اوسکے کمال مطلوب تک پہنچا دینے کا کوئی بیٹی آدمی مدعی کیونکر ہوسکتا ہے۔ یہ فضیلت اور عزت قرآن کریم کے لئے ہی مخصوص ہے کہ وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ انسان کو اوسکی غایت تک پہنچا دیتا ہے اور اوس کے اس دعوے کو آج مرزا غلام احمد نے خدا تعالیٰ کی نصرتین اور تائیدین اوسکے شامل حال ہون اپنی زندگی سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اس میں شک نہین کہ قرآن کریم ہر قسم کے کمالات و برکات اور فیوض اور انوار کا جامع ہے مگر مبارک ہے وہ جسنے قرآن سے نور حاصل کرکے دوسرے چراغون کو روشن کرنے اور جہان کو تاریکی میں پڑے ہوئے ثابت کر دکھانے کا دعوی کیا اور یوں قرآن اور حامل قرآن کی لاج رکھ لی اس بات کے ثابت کرنے کے لئے بہت سے دلائل کی ضرورت نہین کہ مسلمان صدیون سے اس شرف کو کھو چکے ہین کہ وہ فضل کا نشان اور نور اور علامات مغفرت اپنے اندر دکھا سکین۔ اور اہل کتاب پر حجت ثابت کرین۔ جو شخص اس دن جلسۂ مذاہب مین موجود ہوگا۔ جب ایک مسلمانی کا بڑا مدعی سٹیج پر کھڑا ہوا اور مختلف مذاہب کے وکلا کے سامنے اس نے بڑی ذلت سے اعتراف کیا کہ آج اسلام میں کوئی برگزیدہ اور ولی نہین۔ جو کرامت اور خرق عادت دکھا سکے۔ گویا آج اسلام صرف اساطیر الاولین۔ سے زیادہ نہیں اور علمی اور نمونہ کی برکت اس میں کچھہ بھی نہین اور ہمارے ہاتھہ میں آج نری باتین ہی باتیں ہیں غرض جسنے اوس اسلام کے نادان دوست کی بات کو سنا اور یاد رکھا ہے۔ وہ خوب سمجھہ سکتا ہے کہ کسقدر ضرورت کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے پورا کیا ہے۔ کاش مسلمان اس ایک بات کو سمجھین اور تدبر کرین میرے دوستو کسقدر لذت آتی ہے اور میں تو محسوس کرتا ہون کہ میرا دل لذت سے سرشار ہوا جاتا ہے۔ جیسے پیاس کے وقت برفانی اور شیرین پانی سے روح میں فرحت آتی ہے۔ جب میں دیکھتا ہون کہ یہ دعوی جو ثبوت چاہتا تھا۔ اور حق و باطل مین اشتباہ واقع ہوگیا تھا۔ رسول اللہ کے سچے متبع احمد کے غلام نے اسکا ثبوت دیا اور الحق کو الباطل سے جدا کر دیا اور لیظہرہ علی الدین کلہ کے مفہوم کے مطابق کسطرح تمام ادیان باطلہ پر اسلام کی حجت کو غالب کر دیا ہے۔ قرآن کریم کی طرح قرآن کریم کے ثبوت مین حضرت مسیح علیہ السلام نے دو ہی راہیں اختیار کی ہیں ایک طرف حجج باہرہ اور دلائل ساطعہ اور براہین جلیہ سے جو کتابوں کے ذریعہ سے شائع کی ہیں۔ نور دکھا کر دشمنوں کو پست کر دیا ہے۔ اور دوسری طرف مقتدرانہ پیشگوئیون اور قاہرانہ نشانون سے اعداء اللہ کا سر نیچا کر ڈالا ہے اور از سر نو دکھا دیا ہے کہ قادر مطلق مدبر بالارادہ علیم خبیر قدیر ہستی ہے اور ہر ایک باطل پر ایسا رعب پڑ گیا ہے کہ اس کے نام سے کانپتا ہے اور جیسے فاروق کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا مسیح موعود کے ہر ایک خادم کے نام سے دجال کے فرزندون کے اندام پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ اسلئے کہ دل یقین کرا دیتے ہیں کہ حقیقی نور اور فضل اسی پاک جماعت کے ہاتھہ میں ہے۔ یہ کیا کم فخر کی بات ہے کہ ایک مرزائی کا نام ایک عیسائی اور اوس کے ہم رنگ باطل کی شکست اور ہزیمت کے لئے کافی ہے درحقیقت جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے لم یکن الذین کفروا من اہل الکتب و المشرکین منفکین حتی تاتیہم البینۃ

اس بینہ کی ضرورت اس زمانہ میں تھی۔ اور یہ نصاری اور آریہ اور دیگر اہل باطل کبھی بھی اسلام کا پیچھا چھوڑنے والے نہ تھے جب تک ایسے معجزہ کا مدعی ظاہر نہ ہوتا۔ کفر کی تائید میں بڑی بڑی ضخیم کتابین مختلف عنوانون سے لکھی گئیں اور جرمن سلور کے ملمع کی طرح ان کی قلم اور زبان کے ملمع نے حق کو چھپانا چاہا اور تحریرون اور تقریرون کی آندھیاں چڑھ آئیں۔ اور کچھہ امتیاز نہیں ہوتا تھا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون اسلئے کہ خشک لفاظی پر ہر طرف مدار تھا۔ اللہ اللہ!! آسمان چلاتا تھا اور زمین چیخ چیخ کر کہتی تھی کہ فسق حد سے بڑھ گیا ہے۔ اور باطل نے حق کو دبا لیا ہے اور اسلام اور قرآن اور پیغمبر علیہ السلام سب دہائی دے رہے تھے کہ انکی سخت توہین کی گئی ہے۔ مگر تمام مولوی اور صوفی اور کشف القبور کے مدعی خواب غفلت مین سوئے ہوئے تھے۔ ایک بھی نہ ہوا جو قرآن کریم کی عزت و جلال کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا اور خدا تعالیٰ کے مقتدرانہ نشانات

کا حصہ ہے لیکر بطلان کا مقابلہ کرتا۔ مگر یہ فخر اور امتیاز اوسی کو ملا جو ازل سے مشیت الٰہی میں اس کام کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔ جس نے اپنی دعاؤں تقریروں۔ تحریروں اور مقتدر نشانوں سے باطل کا منہ پھیر دیا اور صداقت اور قرآن کی عزت رکھ لی۔

غرض اسوقت یہ ہے کہ ہمارے احباب جو یہاں موجود ہیں اور جو یہاں موجود نہیں سب کے سب ان باتوں پر پوری توجہ کریں اور اپنی چال چلن میں ایسی نمایاں تبدیلی کر کے دکھاویں جو قرآن کریم کا منشا ہے اُنمیں اور اُنکے غیروں میں وہ فرق ہو جو ایک حیوان اور انسان میں ہوتا ہے۔ میرے دوستو! آرام نہ پکڑو اور ایک بیقرار کردینے والی تڑپ پیدا کرو مغفرت کی فکر کرو جو سارے اندرونی جذاموں۔ حسدوں۔ بدظنیوں بخلوں اور ہر قسم کے غل وغش کو ڈھانپ دیتی ہے خوب سوچو اور اسکا جواب خود اپنے آپ کو دو کہ تم میں جو قادیان میں رہتے ہو اور ان میں جنہیں یہاں رہنا نصیب نہیں بلحاظ سیرت و اخلاق کے کیا فرق ہے اگر تم میں بھی وہی رذالت اور سفاہت اور تحاسد اور تباغض اور تدابر ہے تو پھر بہت خطرہ کا مقام ہے۔ اگر خدا کے برگزیدہ کے نقش قدم پر چلکر دل بریان اور آنکھیں گریان نہیں اور روحیں آستانہ الٰہی پر گری ہوئی نہیں۔ تو کیا امید ہو سکتی ہے کہ تم کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے مصداق بنو گے جیسے تمہارے امام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع کا نمونہ دکھا دیا ہے اوسیطرح تم اپنے امام کے سچے اتباع کا نشان پیدا کرو۔ یاد رکھو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ راستباز آوے اور میخ فولاد کی طرح اسکی راستبازی دلوں میں گھر نہ کر جاوے۔ اوسکی زندگی ایک نور ہوتی ہے خدا کا مامور اور راستباز دس ہزار آدمی میں ایک شناخت کیا جاتا ہے اور وہ ممتاز نظر آتا ہے مگر مخفی بدکاریان اور نہان در نہان معصیتیں اسکے انکار کا موجب ہو جاتی ہیں پس ہمارے بھائیونکو چاہئے کہ وہ محاسبہ نفس کریں اور سعی کریں کہ وہ خوفناک مرض جو اندر ہی اندر تپ دق کی طرح کھا جاتا ہے نہیں نہ لگ جاوے کہ اوسکا نتیجہ آخر کار اس مبارک سلسلہ سے کٹ جانا ہوگا۔

الغرض مبارکی ہو ہمارے امام کو جس نے اپنے دعویٰ اور دلایل سے پھر قرآن مجید کو زندہ کیا اور اس نور یعنی امتیازی نشان کا ثبوت دیا جو ہمیشہ سے مرسلین یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا ورثہ اور خاصہ چلا آتا تھا۔ یہ اس پاک انسان کا بڑا بھاری احسان اور عظیم الشان تجدید ہے۔ مبارک وہ جو اس میں غور کرے بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھکو اور میرے دوستونکو بھی اس نور کا وارث کرے کہ سب قومیں اس امتیازی نشان کیوجہ سے ہمیں شناخت کریں اور اپنے مامور کی دعاؤں سے ہمیں بھی حصہ دے تاکہ ہم بھی اوسکا نمونہ بنکر دکھائیں آخر ہم بھی اوسکی ہی شاخیں ہیں۔ ہمارے اخلاق عادات قرآن کریم کی امتیازی حکومت کے نیچے ہوں اور ہمارے اندر وہ تاثیر ہو جو صحابہ کرام کو دی گئی تھی کہ کہ ایک ایک نے اُن میں ہزاروں دلوں کو اپنے پاک انفاس اور نیک نمونے سے فتح کیا۔ آمین +

ڈاکٹر رحمت علی صاحب دار الامان میں

ڈاکٹر صاحب اپنے اخلاص اور درخشندہ نمونہ کی وجہ سے ہماری جماعت میں بہت مشہور ہیں اور تھوڑے آدمی ہونگے جو آپ کے نام سے واقف نہوں حضرت اقدس کے ہر سلسلہ میں وفاداری کے ساتھ امداد دیتے ہیں + چونکہ ڈاکٹر صاحب چار مہینے کی رخصت لیکر امام الزمان کے حضور رہ کر اکتساب فیض کے لئے آنے والے ہیں۔ اس لئے اپنے بھائیوں اور ڈاکٹر صاحب کے دلی احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء تک دار الامان میں انشاء اللہ پہونچ جائیں گے۔ اون کے نام کے خطوط وغیرہ دار الامان ہی میں روانہ کریں +

مدرسہ تعلیم الاسلام اور اوسکی امداد کے لئے نئی تجویز

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت پر ہم نے ایک علیحدہ آرٹیکل لکھا ہے جو عدم گنجائش کی وجہ سے اشاعت آئندہ تک ملتوی کرنا پڑا ہے۔ اسمیں ہم نے مدرسہ کی امداد کے لئے ایک تجویز پیش کی ہے اس امید پر کہ اُس کی اطلاع بہت جلد ہو جاوے۔ ہم اوس تجویز کو یہاں درج کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

ہر ایک شخص جو مدرسہ تعلیم الاسلام میں کچھ بھی چندہ دیتا ہے وہ ایک سال کا چندہ بطور امداد دے اور عید الضحیٰ پر قربانی کرنے والے احباب قربانی کی کھالیں فروخت کر کے سب روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے روانہ کریں۔ اور اون کھالوں کا انتظام ہر شہر میں مجلس فرقانیہ کرے۔

اون دوستوں کی تحریک اور ایماں پر جنہوں نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کو الاعلام شایع کرنے کی صلاح دی تھی ہم نے ذیل میں اوس اشتہار کو چھاپ دیا ہے جس کے متعلق گذشتہ اشاعت میں ہم نے اپنے ناظرین اخبار کو توجہ دلائی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے دست ہمت کھولا جاوے گا +

حضرت صاحبزادہ دولت احمد (سلمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت اقدس کے چوتھے مبارک فرزند حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کا دوسرا نام صاحبزادہ دولت احمد رکھا گیا۔ (اللہم اجعلہ مبارکا فی الدنیا والدین) +

خلافت راشدہ الحمدللہ ۱۶۰ صفحہ تک طبع ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی سیرۃ اور تجدید دین ۴ صفحہ تک چھپ چکی ہے تفسیر القرآن کی طبع کا کام شروع ہے۔

الاعلام

میں عرصۂ دراز سے بحضور حضرت امام حجۃ الاسلام سلمہ اللہ تعالیٰ سعادت اندوز رہا اور اب بھی ہوں ہمیشہ حضرت ممدوح کی محنتوں اور مشقتوں کو دیکھتا تو مجھے جوش اٹھتے تھے کہ الہٰی کوئی دینی خدمت مجھسے بھی ہوتی اور خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے توفیق عطا ہو۔ بحمد اللہ یہ مراد اسطرح پوری ہوئی کہ عید الضحیٰ کے بعد چند احباب نے حضور فقیر نے یہ امر پیش کیا کہ یہاں مقام قادیان حضور امام حجۃ الاسلام کے آستانہ مبارک میں چند ضرورتیں ہیں۔

اوّل چند نومسلم نوجوان موجود ہیں جن کے لباس اور تعلیم اور دوسری ضروریات کا کوئی انتظام نہیں۔

دوم مؤلفۃ القلوب لوگ آتے ہیں اور اُن کی آمد و رفت اور دوسری ضرورتوں کا سامان نہیں۔

سوم بعض نوجوان نیک چلن ہماری جماعت کے لڑکے اپنے سلسلہ کی تعلیم کو باوجودیکہ وہ ہر طرح تعلیم کے قابل ہیں صرف قلت مال و افلاس کے باعث قائم نہیں رکھ سکتے۔

چہارم بعض شرفا اپنی روحانی تعلیم کیواسطے یہاں مقیم ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ کوئی عمدہ ہنر اور حرفہ نہیں جانتے جس سے اپنی اور اپنے کنبے کی خبر گیری کر سکیں۔

پنجم بعض مسافر ایسے آجاتے ہیں جنکے پاس جانیکے لئے کرایہ نہیں ہوتا اور وہ اپنے شوق سے کسی طرح یہاں پہنچ جاتے ہیں یا کسی صدمہ سے بیخرچ ہو جاتے ہیں پھر واپسی کے وقت انکو سوال کرنا پڑتا ہے یا حضرت امام حجۃ الاسلام کو رقعہ لکھتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔

ششم بعض نومسلم اور غربا جماعت کی شادی کا سامان یہاں کرنا پڑتا ہے اور اُسکے لئے وقتاً فوقتاً چندہ کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں علاوہ اسطرح بعض کو امراض میں ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں جنکے پورا کرنے کے لئے مالی امداد کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہفتم بعض ہمارے نوجوان ہیں جنکو کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور میرے کتب خانہ میں حد سے حد دو دو تین تین نسخے ہوتے اور وہ اُنکو کافی نہیں ہوتے۔

ہشتم بعض یتیم لڑکے اور لڑکیاں حضور کے دولت سرائے میں ہیں اُنکی تعلیم اور شادی اور ضرورتوں کا خیال ہے۔

نہم جن نومسلموں اور شرفا کا ارادہ ہے کہ یہاں حضور امام صادق کے قدموں میں زندگی بسر کریں اُنکے لئے رہنے کو مکان نہیں اور ہمارے مکان اور حضرت جی کے تمام مکانات پُر ہیں توسیع مکانات کی ضرورت ہے۔

دہم ہماری جماعت کے واعظ بالکل قلیل ہیں اور باوجودیکہ ہماری جماعت کو ضرور دلیر ہیں قلت کے باعث اور اسلئے بھی کہ واعظ جو اپنی جماعت کے متعلق وعظ کر سکیں بہت کم ہیں ایسے واعظ بنانا ضروری امر ہے جو بحث طلب مسائل اور امور متنازع فیہا پر بحث کر سکیں۔ ان ضرورتوں کے متعلق میں نے اپنے احباب کو جب کچھ سنایا تو حکیم فضل الدین۔ نور الدین خلیفہ۔ میر ناصر نواب۔ منشی رستم علی۔ راجہ عبد اللہ خان۔ برادر عبد الرحیم۔ حافظ احمد اللہ خان وزیر خان نے پسند فرمایا۔ اسلئے گذارش ہے کہ جو احباب اس خیال کو پسند فرماویں وہ اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماویں اور بحکم تعاونوا علی البر والتقوٰی ہمارا ساتھ دیں۔ حضرت امام حجۃ الاسلام نے بھی اجازت دیدی ہے اور آمد و خرچ کے رجسٹر مجلس شوریٰ میں دکھائے جائیں گے

اور قرآن شریف۔ کتاب۔ نقد۔ کرتا۔ پاجامہ۔ عمامہ۔ ٹوپی وغیرہ جو کچھ کسی کو میسر ہو ہر ایک فرستندہ کو بھیجنے کا اختیار ہے۔ والسلام

المعلن مولوی نور الدین بھیروی

از قادیان

اشتہار

سررشتہ میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی و اسپان بساکھی ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے شروع ہوکر ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاویگا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا۔

اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیے۔ ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنے ۱۱-۱۲-۱۳- اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اسموقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا۔ اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے۔ وہ بوقت واپسی یعنے باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہے گی۔

المشتہر

مسٹر جی ایس صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون والیان ریاست - اور ولائیت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائے موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عـ۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے۲ خالص ممیرہ فی ماشہ عـ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین - جلن کمزوری النظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

(۲) میں خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین انہین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اون اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

میں نے ممیرے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر اون مریضوں کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر بیج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیا نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے تاریخ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے -

انوار احمدیہ پریس مین شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے مقام قادیان چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۱۲ روپے خواص اور معاونین جو لطف فرماوین

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

چہ کو یم با تو کہ آن چہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۴ | قادیان دارالامان - ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۷ھ | نمبر ۱۲

دار الامان کی دینی ضرورتیں اور ہماری قوم کی توجہ کی ضرورت

ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل و تائید پر بھروسہ کر کے مندرجہ بالا عنوان سے اپنے احباب کو ان دینی ضروریات پر اطلاع دینی چاہی ہے جو حمایت و حفاظت اسلام کے لئے ضروری ہیں + چونکہ اس مضمون میں ہماری مخاطب وہ قوم ہے۔ جسنے نہ رسمی اور نمائشی طور پر موجودہ اسلام اور اسکی حمایت کی ضرورت کو محسوس کیا ہے بلکہ ایک داعی الی اللہ کی دعوت پر بصیرت کی آنکھ سے اس ضرورت کو دیکھا ہے اس تعلق ہم کو ضرورت نہوگی کہ آج کل کے ملمع شدہ الفاظ جو معانی سے خالی ہوتے ہیں استعمال کریں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ قوم جسنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کسی معمولی ہاتھ پر نہیں بلکہ مامور من اللہ کے ہاتھ بلکہ ید اللہ پر کیا ہے۔ ان مضامین کو پوری توجہ سے پڑھیگی اور اپنی توجہ اور عہد کا عملی نمونہ دکھانے کی سعی کریگی۔

سہولت کے لئے اس سلسلہ مضامین کو ہم مختلف عنوانوں میں تقسیم کریں گے۔ اس امر کا بیان کر دینا بھی اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دین اور اسکی ضرورتوں کی اطلاع ہم کو حضرت امام ہمام علیہ السلام کے پاک وجود سے ملی ہے۔ اور اس کی بعثت ہی نے مسلمانوں کو اس امر پر سوچنے کا موقع دیا ہے اس لئے خود جو کچھ حضرت امام نے فتح اسلام اور پھر اشتہار لاانصار میں بیان فرمایا ہے ان ضرورتوں کو اس وقت چھوڑ کر ان ضرورتوں پر بحث کریں گے جو ان کی تائید کے لئے درپیش ہیں وہ ضرورتیں تو گویا قوم کے لئے ہر وقت نصب العین رہنی چاہیں اور ان کے پورا کرنے کے لئے ہر وقت طیار رہنا چاہیے مگر جو امور ہم ذیل میں بیان کریں گے وہ سب ان کی تائید ہی کے لئے بطور اسباب ہیں

ازانجملہ

مدرسہ تعلیم الاسلام ہے۔ تعلیم الاسلام اور اسکی ضرورت ایک ایسا بدیہی امر ہے جو کسی مزید بحث کا طالب نہیں سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کے نہ ہونے سے الحاد اور بے دینی کا پھیلنا اور مشن اسکولوں میں عیسائیت کی زہریلی تعلیم کی اشاعت ایسے امر ہیں جن سے ہر

ایک قوم کو ہندو ہو یا مسلمان اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ قومی مدرسے مذہبی اصولون کو قائم رکھ کر جاری کرے۔ چنانچہ ایسے مدرسے جاری کیے گئے ہیں۔ ہم دوسرے مذاہب کے لوگون اور ان کے مدرسون کا ذکر نہ کرین گے۔ صرف مسلمانوں کو مد نظر رکھیں گے۔

بدقسمتی سے جیسے مسلمانوں میں باہم تفرقہ اور نفاق ہے اوسی طرح پر انکے ان کامون کا حال ہے جو اونہوں نے قومی حمایت یا مذہبی یا سداری کی بناء پر جاری کئے ہیں اور اون مدرسون یا انجمنوں کے کافی نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر کوئی دلیل نہین ہو سکتی کہ نت نئے مدرسے اور نئی انجمنین بنتی جاتی ہین گویا ایک انجمن یا ایک مدرسہ کے بانی پہلی انجمن یا پہلے مدرسہ کو غیر مکتفی خیال کرتے ہیں۔ اگر علی گڈھ کالج مسلمانوں کی مذہبی حالت اور ملیّت کو سدھار سکتا تھا تو انجمن حمایت اسلام کے کالج کی ضرورت ایک ڈھکوسلہ سمجھی جاتی ہے۔ اور پھر اگر انجمن حمایت اسلام کی دینی تعلیم کافی تھی تو انجمن نعمانیہ کا قیام اوسکو غیر مکتفی قرار دے رہا ہے۔ غرض یہ انتشار قوم بتلا رہا ہے کہ دینی تعلیم کی ضرورت ہے اور بے حد ہے۔ مگر اس کے لیئے کوئی طریقہ جو آج کل مختلف سوسائٹیوں یا تعلیم گاہون نے اختیار کیا ہے۔ کافی نہیں ہے ✦ اور یہ نتیجہ اس تفرقہ سے ایک موٹی سمجھ کا انسان بھی پیدا کر سکتا ہے۔ غرض جیسے اس تفرقہ اور انتشار نے ضرورت امام کو بتلایا ہے۔ اسی طرح پر ان قومی اور مذہبی درسگاہون نے ایک ایسے مدرسہ کی ضرورت بتلائی ہے جو اس امام کی پاک ہدایتون اور بناء پر قائم کیا جاوے جیسے وہ امام کامل ہے۔ اور محض اصلاح دین کے لیئے آیا ہے۔ اسی طرح اوسی ہی کی رائے اشاعت علوم دین کے متعلق واجب العمل ہو سکتی ہے غرض یہ ضرورت ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کی۔ اور اسی غرض کو مدنظر رکھکر اکتوبر ۱۸۹۷ء میں حضرت امام ہمام علیہ السلام نے اجراء مدرسہ کے لیئے اعلان کیا اور جنوری ۱۸۹۸ء سے دارالامان میں مدرسہ تعلیم الاسلام جاری کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ اصلاح کے کامون مین ابتداءً رکاوٹیں اور مشکلات ہوتی ہین اس مدرسہ کو بھی بہت سی مشکلات کا سامنا رہا اور اب تک بھی ہے۔ مگر محض خدا کے فضل سے جس کو ہمارے امام کی دعائیں جذب کر رہی تھین اسکی ترقی ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۸۹۹ء مین مڈل تک بڑھا دیا گیا۔ اور سال رواں سے ہائی سکول بنا دیا گیا ہے۔ ان دو سالون کے اندر مدرسہ نے جو کچھ ترقی کی وہ اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ دو سال کے اندر پرائمری سکول ہائی سکول ہو گیا ہے۔ اور تعلیمی حالت جیسی قابل اطمینان ثابت ہوئی ہے اوسکا اندازہ نتائج یونیورسٹی سے ہو سکتا ہے کہ جسقدر طالب علم امتحان مڈل میں شریک ہوئے وہ سب کے سب پاس ہوئے۔

اب ہمکو اس مدرسہ کی ضرورت اور اُسکی حالت پر بجز اسکے اور کچھ نہین کہنا ہے۔ کہ طلباء کی اخلاقی اور مذہبی حالت کی اصلاح کے لیئے تعلیم الاسلام نے کیا انتظام کیا ہے۔ اس انتظام کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ پنج وقت اُن کو نماز باجماعت ادا کرنی لازمی ہوتی ہے اور ہر روز حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہٗ کا درس قرآن مجید سنایا جاتا ہے۔ جمعہ کے روز مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کا وعظ ہوتا ہے۔ اور ان سب سے زیادہ حضرت اقدس کا نمونہ اور آپ کے کلمات طیبات سُننے کا موقعہ ہر روز حاصل ہے۔ مدرسہ کی نگرانی متدین ہر پرست کرتے ہین ✦

غرض آج جس بات کی ضرورت قوم کو ہے۔ یعنی قرآن کریم کو دستور العمل بنانے کی اُوسے دستور العمل بنا کر دکھایا جاتا ہے ✦ یہہ سب کچھہ تو ہے مگر سوال یہ ہے کہ مدرسہ کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کیا کیا جاوے۔

اس سوال کے جواب سے پہلے یہ بتلا دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ مدرسہ کی ضرورتیں کیا ہیں؟

(۱) مدرسین کی تنخواہ (۲) مکان مدرسہ کی وسعت (۳) بورڈنگ ہوس کی تعمیر (۴) غریب اور مسکین طالب علموں کے اخراجات تعلیم اور دیگر ضروریات یہ امور اربعہ ایسے ہین کہ قیام مدرسہ کے لیئے یہ بطور اربعہ عناصر ہین اور انکی ترکیب سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ گویا تعلیم الاسلام ہے۔

دو سال سے مدرسہ ہٰذا مین چونکہ کسی قسم کی فیس نہ تھی اس لیئے فیس کی امدنی کچھہ نہین ہوئی اور سرکار سے بھی کسی قسم کی مدد نہین لی جاتی کیونکہ مدد لینے کی صورت مین سرکار کے ضابطۂ تعلیم کے مواضق عمل کرنا ہوگا جس پر عمل کرنا مدرسہ تعلیم الاسلام کی اکثر اغراض آہمہ کا مخالف ہے اور بجز اپنی قوم کے کسی دوسرے سے چندہ بھی نہین لیا جاتا پس کُل ضروریات کا مدار صرف صرف اپنی جماعت پر ہے۔ اس لیئے ضروری ہے کہ وہی اس کے چلانے کی فکر کرے۔

بورڈنگ ہوس کے نہ ہونے سے مدرسہ کی ترقی مین ایک بڑی بھاری روک تھی اور کمیٹی نے خدا تعالیٰ کے توکل اور بھروسہ پر کیونکہ اوسکا سارا کام خدا ہی کے بھروسہ پر چل رہا ہے۔ ان دنون ستارہ روپیہ لگا کر بورڈنگ تیار کیا ہے مگر وہ متجدد اور وسیع ضروریات کے لیئے ہنوز مکتفی نہین۔ کیونکہ طلباء کی ترقی نے مکان مدرسہ کی بڑی بھاری توسیع کا سوال پیش کر دیا ہے جو مردان قوم کی کمال توجہ اور التفات سے بعونہ تعالےٰ حل ہوگا اور علاوہ برآن مساکین طلباء کی خوراک جسکا اکثر بوجہہ حضرت اقدس کے لنگر خانے پر ہے اُس کا الگ انتظام تجویز کیا گیا ہے۔ غرض مدرسہ ہٰذا کی ضروریات بہت بڑھ گئی ہین اور قوم کی امداد کی سخت توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم کو اس امر کے

با: کرنے میں، ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ . . . ی کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہیں ہے جو آئندہ ایک ماہ کے لئے سٹاف مدرسہ کی تنخواہوں کا کفیل ہو سکے گو یہ امر یقینی ہے کہ خدا تعالیٰ خود ایسے اسباب پیدا کردیگا جو مدرسہ کی ترقی اور اس کے جاری رہنے کا موجب ہوں گے اور روپیہ کی کمی کمیٹی کے متوکل ممبروں کو ایک لحظہ کے لئے بھی ہراسان نہیں ہونے دیتی لیکن اسباب کی رعایت بھی مومن کا خاصہ ہے اس لئے ہم اپنی قوم کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بہت جلد مدرسہ کی امداد کے لئے طیار ہو جاویں۔ اس میں شک نہیں کہ جماعت تھوڑی اور پھر اُن میں متمولین کی تعداد اور بھی کم ہے لیکن یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ اخلاص چاہتا ہے۔ اخلاص سے جو کچھ بھی دیا جاوے وہ بیش قیمت ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ قوم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پیش نظر رکھکر اس مدرسہ کی امداد کے لئے اپنے مالوں کو قربان کرے۔ اور چونکہ ابھی اور بھی کام اُنکی توجہ طلب پیش کرنے والے ہیں۔ اس لئے امداد مدرسہ کے لئے مندرجہ ذیل تجویز پیش کرتے ہیں جو لوگ اس کو پسند کرتے ہیں وہ عملی طور پر ہماری تائید کریں اور جو اس سے بہتر کوئی تجویز پیش کر سکیں وہ اطلاع دیں۔

تجویز برائے امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

ہر ایک چندہ دینے والا ایک سال کا چندہ یکمشت بطور امداد دے یعنے جسقدر چندہ کوئی صاحب ایک سال کے لئے دیتے ہیں۔ اُسی قدر چندہ بطور امداد دیں اور اپنا پچھلا ذمگی چندہ داخل کر دے اور عید الضحیٰ پر جسقدر لوگ قربانی کریں اون کی کھالوں کا روپیہ مدرسہ کے مسکین طلباء کے لئے جمع کر کے بھیجیں۔ اس کے انتظام کے لئے ہر شہر کی ہماری مجلس انتظام کرے۔

ایک قابل غور گرامی نامہ

ذیل میں ہم حضرت مولانا و مخدومنا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کا ایک خط درج کرتے ہیں جو مولانا شبلی نعمانی کے نام لکھا گیا ہے! اس خط کے پڑھنے سے جسقدر مفید نتائج ہماری قوم کو مل سکتے ہیں۔ اسوقت اُنکی تفصیل ہم نہ کریں گے صرف ناظرین کو اتنا بتلانا چاہتے ہیں کہ اس خط کے لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے کچھ تھوڑا عرصہ گذرتا ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے دائرۃ التالیف کے عنوان سے ایک لمبا چوڑا اشتہار شایع کیا تھا جس میں اخوان الصفا کے طرز پر فلسفیانہ مضامین لکھنے اور شایع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اور اُسکو قوم کی بہت بڑی ضرورت اور غایت بتلایا تھا۔ منجملہ اور مقاصد کے آخر میں قرآن کریم کی فصاحت اور بلاغت پر بھی مضامین لکھنے کا ارادہ دکھایا تھا۔ کھنے والا کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر مضامین لکھنے کا وعدہ یا ارادہ اوسی جہت کا ہوگا جیسا علی گڈہ کالج کی دینی تعلیم اور تمام مقاصد کے اخیر میں اسکا رکھنا شاید اسوجہ سے ہو کہ عام مسلمانوں کو تنفر نہ ہو۔ بہرحال شبلی صاحب کی غرض اس سے کچھ ہی ہو ہم کو اسپر بحث کرنے کی ضرورت نہیں لیکن یہ ایک عام بات ہے کہ اگر شبلی صاحب نے اپنے زور قلم سے ایک ثابت شدہ صداقت کو کہ قرآن کریم افصح و ابلغ کتاب ہے مکرر ثابت کرنے کی کوشش بھی کی تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ فائدہ کیا ہوگا +

مولینا مولوی نور الدین صاحب کا گرامی نامہ قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنے کی ایک نظیر ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر شبلی صاحب نے اسکا جواب حق و حکمت کی راہ سے دیا اور اُسپر توجہ کرنی ضروری سمجھی تو مسلمانوں کی خوش قسمتی سے ایک بہت بڑی فائدہ کی بات نکل آوے گی اور اُن کو وہ روشنی کا مینار نظر آجاویگا جو آج مسلمانوں کو ہلاکت کے بھنور سے نکلنے کے لئے رہنما ہو سکتا ہے خدا کرے کہ ہمارے مخدوم مولانا کی کوشش کارگر ہو۔ امین (ایڈیٹر)

(وہ خط یہ ہے)

مولینا المکرم المعظم!

(۱) بعض موانع کے باعث آپ کے اشتہار کی نسبت رائے اور کرمنامہ کے متعلق جواب دینے سے قاصر رہا ہوں اس لئے عفو کا طالب بھی ہوں۔

(۲) مجوزہ مسودہ پہونچا اور پورا غور سے پڑھا۔ حسب الارشاد رائے اور ارادہ دونوں عرض خدمت ہیں جناب نے رائے پوچھی اگر خلاف طبع بھی ہو تو ملامت کا موجب نہ رہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ والمستشار مؤتمن مورخ اور ادیب کو گو رائے دینا آسان نہیں۔ مگر قال اللہ اور قال الرسول نے کچھہ آسان ہی دکھایا۔

(۳) مولینا۔ جس راہ پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں چلایا ہے اور اوسپر علی وجہ البصیرۃ ہمیں آگاہی اور استقامۃ بخشی ہے اسمیں اور اوس دوسری راہ پل راہوں میں جنکو اسوقت کے مدبران اصلاح اور فلاح قوم تجویز کرتے اور قدم مارتے ہیں بون بائن ہے۔

(۴) خاکسار نے سید کی تحریروں مولوی چراغ علی کے عجائبات نواب صدیق حسن خان کے صدہا رسایل السید مہدی علی کے لکچرس اور مضامین مولوی عبد الحی کے مباحث السید امیر علی کی لایف آف محمدؐ احکام فقہ المولینا محمد شبلی کے قابل قدر رسایل اور اوسکی بے نظیر سوانح عمریان پڑھیں اور بہت غور سے پڑھیں

(۵) میں او نیز نہ اوسوقت کوئی ریویو کرتا ہوں اور نہ اس عریضہ میں حضور کے مجوزہ نوٹس پر ریمارک ہے نہ اس راہ پر کوئی بحث ہے جسکو زمانہ کے اقتضاء کے موافق ہمارے امام و مقتدا مرزا قادیانی نے اصلاح و فلاح قوم کے لئے مولیٰ کریم

بلت عظمتہ سے الہام پاکر (سید مرحوم والا الہام نہین بل مکالمہ الہیہ) ہمین اسپر چلانا چاہا ہے۔

حرف ایک رائے آپکے نوٹس پر ایک سوال کے پیرایہ مین بحضور ملازمان والا پیش کرتا ہون از راہ فتوۃ و مروۃ اسپر توجہ مبذول ہو اور پھر جواب بھی چاہتا ہون۔

قرآن کریم کی غایت اور اس نور و فضل ہدایۃ۔ شفا۔ اور رحمۃ کا اپنی تعلیم میں اعلی مقصد کیا ہے؟

اس الکتاب اور لاریب فیہ من رب العالمین کی ہدایات پر پوری طرح آگاہی حاصل کرکے اور اس کے انوار اور افادات سے کامل طور پر مستنیر و مستفید ہوکر ایک شخص اپنے اندر اور اپنے اعمال میں وہ کونسا امر پیدا کرلیتا ہے جو اسمیں اور دیگر مذاہب یا کتب الہامیہ کے پیرو میں فارق اور مابہ الامتیاز ہو جاوے۔

(۲) میری غرض یہ ہے کہ وہ کمال مطلوب الانسان کا کیا ہے جس تک قرآن مجید پہونچا دیتا ہے اگر اسکو دستور العمل بنایا جاوے اور دیگر مذاہب و ادیان اور کتب سماویہ اس حد تک پہونچانے سے قاصر ہیں اگرچہ انپر اسوقت عمل کیا جاوے۔ الڈ ٹسٹمنٹ اور عہد جدید۔ ژند وستا۔ گاتیہ۔ اور دساتیر۔ رگوید۔ یجر۔ شام اور اتھربن بدہ کی تعلیمات آج محض اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہمارے سامنے موجود ہیں ذرہ بھی مشکل نہین اگر ہم توجہ کرین اور ان کتب کے سچے پیرو بھی موجود ہین مولنا! خوش کن دعوے تو تمام ادیان مین موجود ہین مگر ہمین کیا ملے گا برہمو بھی جسکے پاس کوئی کتاب نہین ہم کو بتلاتا ہے میرا منشاء اس سے مواعید سے نہین ممکن ہے مواعید عرقوب ہوں یا مواعید صادقہ میرا مطلب یہ ہے کہ اس عالم دنیا میں جہاں ہم اسوقت موجود ہیں بقائمی ہوش و حواس وہ عملی آثار و علامات کیا ہیں جو قرآن کریم کو دستور العمل بنانے سے لیئے مختص ہیں کامل نہ سہی بطور نمونہ ہی حاصل ہو جاویں یہہ کیوں عرض کرتا ہون؟ اس عالم میں وہ عملی آثار و آیات کون سے ہیں جن سے قرآن مجید کی باہرہ حجتہ اور واضح سلطان کو ہم دوسرون پر ثابت کرسکین یا وہ حج اور دینر ثابت ہوجاوین۔

رازی کا مابہ فخر تفسیر کبیر ہے اور غزالی کے واسطے احیاء ولاشك الہنا عدیمی النظیر۔

مگر ان دونون سے کیا میرے سوال کا جواب ہو جاتا ہے مجھے امید ہے کہ آپ اپنے گرامی اوقات سے تھوڑا سا حصہ نکال کر جواب سے مسرور فرمائین گے۔

ارادہ۔ رسائل معارف کی خریداری اور مالی امداد میں ضرور شریک ہون گا نامہ کے پہلے حصہ کا جواب۔

میری کتابیں اکثر عاریت کی مین رہتی ہین اس وقت پشاور سے لیکر حیدرآباد تک احباب نے مانگی ہوئی ہین عمدہ جلدین تباہ ہوجاتی ہین۔

میرا تجربہ ہے کہ عمدہ جلد والی کتاب اور نفیس کشتی میں جب دوالی ڈالین تو چورائی گئیں اور بہت صدمہ پہنچا اسواسطے عمدہ دوائی اور کتاب خراب شیشی اور بودی جلدوں میں رکھتا ہوں۔ نورالدین ۲۹ مارچ ۱۹۰۰ء

دس سوالون کا جواب۔

جو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے ماسٹر غلام حیدر ہیڈ ماسٹر چکوال کے سوالات پر لکھا ہے اور جسکو عام فائدہ کے لئے ہم ذیل مین درج کرتے ہین + (ایڈیٹر)

سوال اول۔ کیا امت محمدی کا اجتماع ضلالت پر بھی ہو سکتا ہے۔

جواب۔ ہرگز نہین ہوسکتا۔ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر۔

سوال دوم۔ کیا ابن عباس اور دیگر اماموں کی رائے ½ اپنے مطلب موافق قبول کرکے اسکو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرنا اور ⅔ حصہ رائے سے پہلو تہی کرنا خواہ وہ ⅔ حصہ رائے کا ایسی پیش کردہ ثبوت کا نقیض ہو ایک مسلمان شخص کی صداقت اور علمیت کو تقویت دے سکتا ہے۔

جواب۔ یہ ½ اور ⅔ تو کوئی گول بات ہے اصل بات میرے نزدیک یہ ہے کہ حقیقی امام قرآن مجید اور اوسپر عمل در آمد کرنیکے لئے پاک نمونہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بس ان دونون کی تائید میں جو کوئی آجاوے اوسکا کہنا بسر و چشم قبول ہے ہر حکمت کی بات مومن کی متاع ہے جہان ملے لے لے ½ ہو یا ⅔ تعجب ہے کہ احادیث و اقوال فقہا و مفسرین تم لوگونکی خود بھی عادت ہے اور تمام امتہ محمدیہ کا یہی چال۔ اور آپ مجھ سے دریافت فرماتے ہیں۔

سوال ۳۔ کیا آپنے بعد بیعت مرزا صاحب اون کے مسیح موعود ہونے میں کبھی شک کیا یا دن بدن آپ کے اعتقاد کو ترقی ہے؟

جواب ۳۔ یاد رکھو اور خوب اد رکھو مجھے ہرگز شک نہین ہوا۔ میں اعتقاد میں ہر روز ترقی کرتا ہون میں مرزا کو یقینا مہدی مسعود اور عیسے بن مریم مسیح موعود جانتا ہون اگر شک ہوتا تو اس علیحدگی کو کون مانع تھا۔

سوال ۴۔ کیا آپنے پیر مہر علی شاہ صاحب ساکن گولڑہ تحصیل راولپنڈی کا فارسی رسالہ ہدیۃ الرسول اور اردو رسالہ شمس الہدایۃ فی اثبات حیات مسیح و نیز غایۃ المرام اور تائید اسلام مؤلفہ قاضی محمد سلیمان وکیل ریاست پٹیالہ کا بغور ملاحظہ کیا اور اونکا جواب دینے کی کوشش آپکی جماعت سے کی گئی؟

جواب ۴۔ شمس الہدایۃ تو میں نے خوب پڑھی ہے اور غایۃ و تائید کو غور سے دیکھا ہے۔ ہدیۃ الرسول نے غالبًا ابتک مطبع سے جنم نہین لیا ان رسائل کے جواب کی چندان ضرورۃ نہین ایسے رسائل کے جواب میں غالب بھی مغلوب

ہی - ہے مگر پھر بھی مجھے امید ہے کہ کوئی ادی ہماری جماعت کا جواب لکھیگا بات یہ ہے کہ ہمیں بڑے عظیم الشان کام درپیش ہیں اور یہ رسایل ہماری شاہ راہ میں کچھہ روک نہیں ان سنگریزوں سے حرج کیا ہے ؟ -

سوال ۵ - ازالہ اوہام میں جن الفاظ سے مرزا صاحب نے خدا وند کریم کے دبا عیسٰے ابن مریم اذکر نعمتی علیك تا آخر) لغمار موہوبہ کو عمل الترب مسمریزم مکروہ - قابل نفرۃ کا لقب دیا ہے اوسکی نسبت آپ کی ایمانی رائے کیا ہے ؟ -

جواب ۵ - سخن شناس نئی مسٹرا خطا اینجا است - انگریزی دانی موسیقی دانی - تعلیم مدارس انگریزی اور ہے اسلام دانی - قرآن دانی اہل اللہ شناسی اور ہے - ایک محمدی کو کہیئۃ الطیر تصویر کا خلق کیا تیرے نزدیک حرام نہیں اور کیا حرام مکروہ سے زیادہ مکروہ لفظ نہیں سوچ اور فکر کر اور کیا شریعت کا ہر ایک حکم نعمۃ اللہ نہیں اور پھر کس طرح اسلام نے بعض تعلیمات انبیا میں حلۃ کے مقام پر حرمۃ کا لفظ استعمال فرمایا -

سوال ۶ - معجزہ کے بارہ میں آپکی کیا رائے ہے ؟ ظاہری بدیہی اسباب اس کے واسطے لازم ہیں یا بغیر واسطہ بدیہی کے بھی جسکو عقل نہیں سمجھ سکتی ہو سکتے ہیں ؟

(الف) حضرت موسٰے کے عصا سے قلزم کا پھٹ جانا -

(ب) اور عصا سے بارہ چشموں کا پتھر سے جاری ہونا -

(ج) اور عصا کا سانپ اژدہا بن جانا

(د) شق القمر

(ہ) حضرت عیسٰے کا بن باپ ہونا

(و) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ کے اثر سے محفوظ رہنا -

(ز) چار جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد زندہ دیکھنا - کیا ان مذکورہ بالا نشانات کو بھی آپ ایسا مکروہ اور قابل نفرۃ خیال کرتے ہیں یا کچھہ اور ہی تاویل مثل سید احمد صاحب کرتے ہیں ؟ -

جواب (۶) - معجزہ کا لفظ قرآن کریم اور حدیث شریف مین ان معنے پر نہین بولا جن معنے میں آپ لیتے ہیں -

آیات الٰہیہ کو نہ ماننے والے بے ایمان ہوتے ہین میرے نزدیک تو قرآن کریم امام اور السید الکامل محمد رسول اللہ صلعم اور مقتدا جو کچھہ ان دونون مین پایا گیا اسپر میرا ایمان ہے میں سید احمد خاں کا مقلد نہین اوسکی تعلیمات کو میں ہرگز پسند نہین کرتا یہہ عـ۱ وعـ۲ وعـ۳ تیرے دل کی کوئی صدا ہے اسپر یہہ نصیحت یاد رکھہ ایاك والظن فان الظن اکذب الحدیث

سوال (۷) - ازالہ صفحہ ۶۲۸ دخل شیطانی کلمہ کا کبھی انبیاء اور رسولون کی وحی میں ہوجاتا ہے - اس مرزا صاحب کے عقیدہ اور مذہب کو آپنے مرزا صاحب کے بارہ مین تسلیم کرلیا ہے - یا اس دخل شیطانی سے مرزا صاحب مامون اور معصوم ہین

جواب (۷) - تمام مرسل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ تمام مامور من اللہ بل وہ اہل اللہ بھی جو انبیاء و رسل علیہم السلام کے اتباع ہیں ایک ہی رنگ میں رنگین ہوتے ہیں - اور شیطانی تسلط سے محفوظ ان عبادی لیس لک علیہم السلطان اور فینسخ اللہ مایلقی الشیطان کی بشارۃ سے مسرور ہیں مرزا بھی خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم بل ان سے علیحدہ نہیں -

سوال (۸) - آجکل جو مرزا صاحب نے اپنے فوٹو کرنے اور کرانے کا جواز بتلایا ہے - گویا تصویر کشی کی اباحت کو ثابت کیا ہے کیا اس سے آجکل ہی یا بعد چندے بعد وفات مرزا صاحب رومن کیتھولک کی طرح بت پرستی کی بنیاد کا زہریلا اثر ہنفتہ معلوم نہین ہوتا -

جواب (۸) - فوٹوگرافی کے جواز کا فتویٰ آپ نے کہان دیکھا اور مرزا پر کیون اعتراض کیا - ایک مسیح نے تو کہیئۃ الطیر تصویریں تمہارے نزدیک کخلق اللہ بنائین اور اس کے اتباع میں رومن کیتھولک بھی ہوئے اب تم نے دوسرے مسیح پر اعتراض کیسے کردیا کیا اب تصویر کشی کا مسئلہ یاد آگیا اور عدت میں بھول گئے ہم پر یا ہمارے

مابعد پر سوء ظن کیوں کرتے ہو - .

ان الظن اکذب الحدیث اور کیا عکسی تصویر کو برا مانکر آپنے آئینہ کا دیکھنا ترک کردیا ہے ؟

سوال (۹) - جو شخص خدا کو وحدہ لا شریک اور محمدؐ کو رسول برحق اور قرآن کریم کو حجت اور قیامت کو برحق مانتا ہے اور جنت و دوزخ کا قائل ہے اور حتے الوسع عمل صالح کرتا ہے جیسا کہ اوسکو آپ دین نے بتلایا یا کسی اور نیک بخت مسلمان نے سکھایا ہے تو ایسے شخص کے واسطے قرآن کریم میں لاخوف علیہم ولاھم یحزنون کی آیت وارد ہوئی ہے اب کیا ایسا شخص بلا شفاعت مرزا صاحب یا بیعت مرزا صاحب قابل نجات و مغفرت ہوسکتا ہے ؟

جواب (۹) - جو قرآن کریم کو برحق مانتا ہے وہ مسیح کا مرنا اور پھر یہہ آنا بھی برحق مانیگا اور جو محمدؐ رسول اللہ کو برحق مانتا ہے اوسکو لازم ہے کہ نازل شدہ عیسٰے کو مانے امام الوقت کا منکر عمل صالح کرتا ہے ؟ لاخوف اور لایحزن کے مصداق تمہیں یہ مسلمان نظر آتے ہیں ؟ سچ بتاؤ یہ تو ایک مرتبہ ہے جس میں عامہ اہل اسلام ہر وقت داخل نہین -

سوال (۱۰) اگر کوئی مسلمان اپنے نیک ارادہ سے مرزا صاحب کے دعوی کو محض باطل قرار دے تو اوسکا ایمان درست رہتا ہے یا نہیں -

جواب (۱۰) - کیا الٰہی فضل لغو ہو سکتے ہیں کیا آپ نے نہین پڑھا اوس کتاب کو جس میں سورہ نور ہے اور جس میں خلفاء کے منکرو نپر الفاسقون کا فتویٰ ہے کیا لیستخلفنہم کا فعل کوئی باطل مانے اور اوسکا ایمان درست رہے ؟ افتومنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے بہ نظر تحقیق مرزا کے رسائل نہین پڑھے یا دعاؤں سے بہت کام نہیں لیا یا استغفار ساتھہ نہ تھا آپنے بعض مقام پر اپنی تحریر میں اپنی ان عادات سے کام نہیں لیا جو مدۃ ہوئی

ہے معلوم نہیں ہیں نے ایمانی طور پر مختصر جواب دئے ہیں۔ اگر پسند ہو بہتر۔ والا کالائے بد بریش خاوند۔

نور الدین ۲۹ مارچ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

قصیدہ

درشان حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمان

از مولانا مولوی محمد منیر صاحب ہیڈ ماسٹر

غوطہ فتح گڑھ

الصلوٰۃ اے ہادئے گم گشتگان راہ دین
والسلام اے رہنمائے منزل علم و یقین
اندرین وقت ضلالت اندرین دور فتن
بود برگشتہ جہان از مسلک دین متین
آن یکے میگفت عیسیٰ ابن مریم تاہنوز
ہست در قید حیات و بر سپہر چارمین
آن یکے را انتظار مہر مستقبل بدل
وآن یکے را شوق دید و چشم دجال لعین
دیگرے میگفت مہدی مختفی در غار شد
برتناسخ چون ہنود از رجعت آوردہ یقین
دیگرے برحم نمودہ بر احادیث غلط
در پس پشتش فگندہ قول رب العلمین
چشم در راہ صدا از جانب چرخ برین
بیخبر از قدرت و قانون رب یوم دین
آرزوئے مہدئے خونی و جنگی میکنند
قد تبین را نخواندہ لیک تا وردہ یقین
غافل از تفسیر قرآن و تشبث بالحشیش
یاوی نارند ہم پند امیر المومنین[1]
ایکہ کشف معنئے قرآن ز ذات تو شدہ
نقطہ نقطہ از کلامت آفتاب نور دین
بر در تو آمدم امیدوار لطف تو
ذرہ را کافی شعاع از خور نور مبین
اللہ اللہ بارگاہ تو ہدایت گاہ عام
مہدویت را گواہ ہم آسمان و ہم زمین
شد دلی و مہبط الہام بد گرچہ شقی
جسد ابر کہ غلام تو شد از صدق و یقین
این خجالت از دلم ہر لحظہ سر بیرون زند
آمدم حاضر و لی اندر شمار آخرین
زآب اطمینان ولیکن چشم و دل سردم کند
آنکہ مبعوث آمدہ بر خُلق ختم المرسلین
اے عطا پاش ہدایت اے خطا پوش ضلال
اے امام و مقتدائے کیش ختم المرسلین
گم ز راہ دین و دنیا در بیابان ضلال
ماندہ ام برسان مرادر کاروان مومنین
بیکس و نایاور و نامتقی و بوالفضول
وست در ذیلت زدستم اے امام الآخرین
دعوتم را گر پذیرا مے کنی و رد کنی
از دل و جانم غلامت اے امام المسلمین
بو کہ از ماء الحیات اہتدا زندہ کنی
سوختہ جان حزینم در غم دنیا و دین
گر نظر بر من فگندی گشتم از خیر القرون
آہ ہم آغاز رم گر پارسم شد ہم قرین
ہر کسے مفلس چو من باشد مبارک مفلسی
بردر ہم چو توے آید بسلک سائلین
اللہ اللہ عاصیم گرچہ منیرم مے کنی
روسیاہی را بناز م بردرت آوردم این

خاتم بالخیر

دارالامان کی جامع مسجد

جامع مسجد کے صحن کی تنگی اور نمازیوں کی کثرت اور اونکی تکالیف کو دیکھ دیکھ کر ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جامع مسجد کی توسیع کا ارادہ فرمایا تھا اور ارادہ کیساتھ ہی کوئی تین سو سے زاید رقم چندہ کی جمع ہوگئی تھی جس پر مسجد کی توسیع کا کام شروع کر دیا گیا اس کام کے لئے کوئی خاص اشتہار حضرت اقدس نے شایع کرنا ضروری نہیں سمجھا لیکن تاہم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے قریبًا کل احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلا دی تھی اور اکثر جگہ سے چندہ آ بھی گیا اور مسجد کا کام بہت کچھ ہو چکا اور ابھی بہت باقی ہے۔ مسجد کے جنوبی پہلو میں ایک اور عمارت بڑھائی گئی ہے جو عند الضرورت عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کے کام آئیگی اور صحن قریبًا پہلے سے دوچند ہو گیا ہے حضرت اقدس اب جبکہ مسجد کو دیکھتے نہایت مسرت اور انبساط ظاہر فرماتے ہیں دراصل مسلمانوں کی عظمت مذہبی کا یہی ایک نشان ہے۔ اور اگر اس کی طرف بھی توجہ نہ کی جاوے تو بیشک افسوس کی بات ہے اس کے پورے طور پر طیار ہونے میں کوئی تین ہزار روپیہ خرچ آئیگا۔ ہماری جماعت دینی ضرورتوں سے خوب آگاہ ہے اس لئے ضرورت نہیں کہ لمبے چوڑے الفاظ میں اونکو بنائے مسجد کے فضایل اور برکات کا وعظ کرنے بیٹھیں صرف اتنا ہی لکھدینا کافی ہے کہ مسجد کی وسعت کے کام کے واسطے وہ اپنے ایمانی جوش کے موافق چندہ دیں جہاں جہاں سے ابھی تک چندہ نہیں آیا ہے وہ لوگ متوجہ ہوں۔ صحابہ کرام میں بھی عند الضرورت چندوں کی فہرستیں کھلتی تھیں اور اون کے چندوں کی انتہا یہہ ہوتی تھی کہ جو کچھہ جمع جتھا گھر میں ہوتا تھا لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رکھدیتے تھے یا کم از کم نصف تو ضرور دیدیتے تھے۔ پس کیا تعجب ہے اگر ہمارے دوست ہمت کریں اور ایک ایک مہینے کی تنخواہ یا کم از کم پندرہ دن کی تنخواہ مسجد کی وسعت کے لئے دیدیں تاکہ اس خانۂ خدا کی عظمت اوسکی وسعت کے ساتھہ بڑھے۔

دوستو! یہ مبارک مسجد جسمیں امام الزمان آکر نماز پڑھتا اور کھڑا ہوتا ہے ایک وقت آئیگا کہ **ایک مسجد** ہوگی جو خدا کی نظر میں مقبول اور منظور ہے اور ہوگی اسمیں خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے برکات اور فضل نازل ہوتے ہیں اور ہونگے پس اس کار خیر میں حصّہ لینے والے کے لئے دنیا کے آخر ہونے تک بھی ثواب اور برکات کا سلسلہ جاری رہیگا آخر میں ہم یہ کہہ کر دوستوں کی طرف دیکھتے ہیں:

اے کہ داری مقدرت ہم عزم تائیدات دین
لطف کن مارا نظر بر اندک و لبیار نیست

مسجد کے متعلق زرچندہ حضرت اقدس علیہ السلام یا میر ناصر نواب صاحب مہتمم تعمیرات دارالامان کے نام بھیجیں۔

[1] حضرت عمرؓ کا قول ہے حسبنا کتاب اللہ

اسماء مریدان
حضرت اقدس مسیح علیہ السلام

(۱) چوہدری بڈھا موضع تلونڈی ضلع گورداسپور
(۲) رحیم بخش 〃 〃 〃
(۳) مولی بخش 〃 〃 〃
(۴) سلطان 〃 〃 〃
(۵) دیوان 〃 〃 〃
(۶) امام الدین 〃 〃 〃
(۷) حفیظ الدین 〃 بہادر حسین 〃
(۸) حسینا 〃 〃 〃
(۹) مولوی رحیم بخش صاحب 〃
(۱۰) منشی علی بخش صاحب خاص ضلع سیالکوٹ
(۱۱) علی اظفر صاحب افریقہ
(۱۲) حاکم موضع لنگنی ضلع ہوشیارپور
(۱۳) مصدی 〃 〃 〃
(۱۴) حافظ شیر خان 〃 الہ آباد 〃
(۱۵) قاضی غلام محمد 〃 رن گڑھ امرتسر
(۱۶) مولوی رحمت اللہ صاحب 〃 کاندر تماوالی عفی اللہ عنہ گوجرانوالہ
(۱۷) نور محمد صاحب 〃
(۱۸) مہر دین صاحب 〃
(۱۹) لکھا موضع روڈیانہ 〃
(۲۰) مظہر علی طالب
(۲۱) فیض علی صابر
(۲۲) محمد اشرف الدین موضع حیدرآباد
(۲۳) عبدالصمد صدر سیالکوٹ
(۲۴) مولوی سید عبدالرحمن صاحب موضع دریاپور ضلع کٹک
(۲۵) اہلیہ صدر و 〃 〃
(۲۶) اہلیہ صدر محمد 〃 〃
(۲۷) الہ بخش حجام موضع ملتان
(۲۸) محمد شاہ طالب علم 〃 ٹوبہ ٹیک سنگھ
(۲۹) منشی محمد بخش موضع دہرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور
(۳۰) غلام علی گھڑی ساز
(۳۱) میانجی سیر محمد موضع حاجی پور
(۳۲) محب الدین 〃 〃
(۳۳) عبدالغفور 〃 جلہ ضلع ملتان
(۳۴) فضل حق خاص سیالکوٹ
(۳۵) اہلیہ حبیب الرحمن موضع حاجی پور
(۳۶) محمد شفیع صاحب حاجی پور ضلع سیالکوٹ

رحمان بخش حجام موضع ہجکے ضلع شاہ پور
محمد حجام 〃 〃 〃
خدا بخش 〃 〃 〃
فضل احمد 〃 حاجی پور سیالکوٹ
نظام الدین 〃 جوڑا لاہور
(۴۲) سلطان محمد امرتسر
(۴۳) امام الدین 〃 ڈیرہ نانک گورداسپور
(۴۴) عبدالرحمن 〃 موکل 〃
(۴۵) فضل سائین 〃 تنڈوی 〃
(۴۶) عبدالواحد 〃 موکل 〃
(۴۷) محمد چراغ 〃 علی وال 〃
(۴۸) فتح دین 〃 سیکھوان 〃
(۴۹) مہر دین 〃 قادیان 〃
(۵۰) الہ دین 〃 سیکھوان 〃
(۵۱) محمد الدین 〃 بلڑوال امرتسر
(۵۲) نظام الدین 〃 تلونڈی گورداسپور
(۵۳) حسین بخش 〃 〃 〃
(۵۴) سندھی 〃 〃 〃
(۵۵) سجن 〃 مہرپور منٹگمری
(۵۶) حسین بخش 〃 تلونڈی گورداسپور
(۵۷) محمد صدیق امرتسر کٹڑہ مہاں سنگھ
(۵۸) ابراہیم 〃 〃
(۵۹) لال دین موضع کوٹ ہرسا گورداسپور
(۶۰) حافظ فضل احمد 〃 〃
(۶۱) خدا بخش 〃 〃
(۶۲) بہادر بھامڑی 〃
(۶۳) نتھو کوٹ 〃
(۶۴) عمرا سیکھواں 〃
(۶۵) چراغ موضع قلعہ لال سنگھ 〃
(۶۶) قادر بخش 〃 بھیتی 〃
(۶۷) رمضان 〃 سراوی 〃
(۶۸) محمد بخش 〃 قلعہ لال سنگھ 〃
(۶۹) مولوی عبدالوحید لاہور
(۷۰) ولی محمد موضع تلونڈی
(۷۱) عادل علی کٹک
(۷۲) محمد عمر کٹک
(۷۳) محمد اکبر 〃
(۷۴) کبیر الدین محمد 〃
(۷۵) سید وہاب حسینی موضع میلاپور
(۷۶) اللہ دتا 〃 وریام کملانا جھنگ
(۷۷) ربانہ 〃 〃 〃
(۷۸) حاجی 〃 〃

اشتہار
از دفتر میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی و اسپان بساکھی ۷۔اپریل ۱۹۱۰ء سے شروع ہو کر ۱۶۔اپریل ۱۹۱۰ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو شہر کی گئی ہے دیا جاویگا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا۔۔

اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنے ۱۱ و ۱۲ و ۱۳۔اپریل ۱۹۱۰ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فی صدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں میں مال کے دیا جاتا ہے۔ وہ بوقت واپسی یعنے باہر نکال لیجانے مویشی دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہے گی ✤

المشتہر

مسٹر جے۔ جی۔ السپ صاحب
بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ ... تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دُھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سُرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اوٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عـہ ممیریکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے ر-خالص ممیرہ فی ماشہ عـہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (+)

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی بہت جانا دُھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیریکا سرمہ ضروری ہے -
راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

(۲) مین خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ مین نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اُسکی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دکھتی رہتی تھین انین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و منسٹر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاص کر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شیخ یعقوب علی (تراب)
ایڈیٹر

قیمت عام اخبار سے سالانہ ۱۲ پیسے
پیشگی اور خوا من اور معاونین ۱۲
جو کچھ لطف فرماویں

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بدار قادیانی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۴	قادیاں دار الامان ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ	نمبر ۱۳

ایڈیٹوریل

دار الامان کی دینی ضرورتیں

اور

اونپر احباب کی توجہ کی ضرورت

(نمبر ۲)

گذشتہ نمبر میں ہم نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اوس کی ضروریات پر ضروری بحث کی ہے اور ہم کو امید ہے کہ قوم اوسپر پوری توجہ کرے گی۔ یہ معلوم کرکے ہم کو اور بھی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ کی تحریک پر جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے پانچسو روپیہ اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے ایک سو روپیہ مدرسہ کی امداد کیلئے بھیجدیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ امید ہے دوسرے احباب بھی توجہ کرینگے۔ چونکہ ابھی مدرسہ تعلیم الاسلام ہی کی بحث ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس نمبر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق **دینیات کی شاخ** پر بحث کریں۔

دینیات کی شاخ ہم نے الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں یہ اطلاع دیدی ہے کہ مجلس منتظمہ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ایک جدا شاخ دینیات کی کھولنے کی تجویز کری ہے مگر اس سے پیشتر کہ وہ شاخ کھولی جاوے ہم چند ضروری امور مجلس منتظمہ اور قوم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہین اور امید کرتے ہیں کہ اونہیں جسقدر مناسب حصہ ہوگا اوسپر ہماری قوم اور مجلس منتظمہ غور کرنے کی ضرورت سمجھے گی۔

اس شاخ کی ضرورت ہے اس میں شک نہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں اس شاخ کی بے حد ضرورت تھی اور سچ پوچھو تو تعلیم الاسلام کے نام کا منشاء یہی تھا اور ہے۔ اور ہماری شروع سے یہی آرزو تھی کہ مدرسہ کے متعلق ایک ایسی برانچ کھولی جاوے

ہیں علوم عربیہ اور قرآن کریم اور احادیث پڑھائے جاویں اور عربی زبان میں مضامین لکھنا۔ تقریر کرنا طالب علموں کو سکھایا جاوے اور اگر ممکن ہو تو اس کے ساتھ صرف انگریزی زبان بھی سکھائی جاوے۔ بہر حال ہم کسی لمبی تقریر میں اسکی ضرورت ثابت کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایک مسلم اور ثابت شدہ امر ہے کہ دارالامان کے ماموراً علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک وجود احیاء دین کے لیئے ہے اس کی ساری کوشش اسی ایک بات میں خرچ ہو رہی ہے کہ مسلمان مسلمان بنیں اور اور اسلام اور قرآن کا بول بالا ہو مگر ہم کو جس امر پر غور کرنا باقی ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ اس شاخ کا انتظام کس طرح پر ہو اور کیونکر اس کو چلایا جاوے۔ کیا تعلیم ہو۔

اس شاخ میں کیا تعلیم ہو دینیات کی شاخ کا نام خود بتلا رہا ہے کہ اسمیں دینی علوم پڑھائے جاویں گے۔ مگر ہم اپنے خیال میں اس شاخ کا جو منشاء سمجھے ہوئے ہیں اسکو ذرا کھول کر بیان کر دینا چاہتے ہین اصل غرض اس شاخ کے اجراء سے یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے لوگوں کی ایک پاکیزہ باعمل جماعت پیدا ہو جو قرآن کریم کے حقایق اور معارف کو زبان سے بیان کر سکے اور اپنے عمل سے کر کے دکھاوے اور موجودہ واعظوں کی اصلاح کرے۔ پس ضروری ہے کہ اس کے لیئے ایک ایسی سکیم طیار کیجاوے جو پرانے زمانے کی بھدی سکیموں کے موافق نہ ہو۔ بلکہ صرف نحو کی ضروری تعلیم جس سے انسان غلط بیانی اور غلط نویسی سے بچ سکے اور قواعد ضروریہ کا لحاظ رکھ سکے۔ البتہ علم ادب خوب پڑھایا جاوے۔ کیونکہ جسقدر عربی علم ادب کی باریکیوں پر انسان پہنچ جاویگا اوسی قدر قرآن کریم کی عظمت دل پر قایم ہوگی۔ غرض قرآن کریم۔ احادیث۔ علم ادب جسمیں تاریخ سخت اور ضروری علوم متعلقہ ادب شامل ہیں۔ اور پھر عربی زبان مین تقریر کرنا اور مضامین لکھنا۔ اور اس بات کے لیئے کہ وہ لوگ جو اس تعلیم الاسلام سے طیار ہوں نرے ملاں ہی نہ ہوں اور مسجدوں کے ٹکڑوں پر گذارہ کرنے کے عادی نہ ہوسکیں ضروری ہو کہ انکو علم طب پڑھایا جاوے۔ تاکہ وہ العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان کے موافق تعلیم پائیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں کون لوگ داخل ہوں۔

شاخ دینیات کے طالب علم کون ہوں اگر ابجد خوان بچوں کا مکتب بنایا جاوے تو اس سے وہ غرض حاصل نہ ہوگی جو ہماری مجلس منتظمہ کی اصل غرض ہونی چاہئیے اس لیئے ضروری ہے کہ اس شاخ میں داخل ہونے والے طالب علموں کے لیئے ایک آسان سا امتحان داخلہ مقرر کیا جاوے اور سردست ایک خاص تعداد اون طالب علموں کی رکھی جاوے + جو اس غرض کے لیئے آنا چاہیں۔ اس کے متعلق اور ضروری امور دوسرے وقت پر پیش ہوسکتے ہیں اب ایک تیسرا امر باقی ہے کہ اس کے چلانے کا انتظام کیا ہو یعنے اخراجات کہاں سے آویں۔ اس کے متعلق ہم ایک عمدہ تجویز پیش کرتے ہیں جو ہماری قوم کے متعلق ہے۔

دینیات کی شاخ کے اخراجات کیونکر ادا ہوں یہی سب سے اہم اور ضروری مسئلہ ہے جس پر ہماری قوم کو توجہ کرنی ضروری ہے + چونکہ ہر ایک مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اس امر پر مکلف ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ مگر اس حکم کی بسیع صورت چونکہ قریبًا ممکن نہیں۔ اس لیئے خود خداء تعالیٰ نے ایک ایسی صورت بتلائی ہے کہ جس سے ہر ایک مسلمان اس حکم پر پورے طور پر عمل پیرا ہوسکے اور وہی ثواب لے سکے جو ایک حقیقی واعظ لے سکتا ہے وہ کیا؟ خدا تعالیٰ نے سورت برأت کے آخری حصہ میں فرمایا ہے کہ

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ یعنے چونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں نکل کھڑے ہوں اس لیئے ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر طبقہ اور ہر گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جاکر اونکو حقایق دین سے آگاہ کرے۔ تاکہ اونمیں خوف و خشیت پیدا ہو پس قرآن کریم نے جب کہ ایک بہترین راہ ہمارے لیئے کھولدی ہے پھر کیا وجہ ہے؟ کہ اسکو ہی دستور العمل بنایا نجاوے ہمارے خیال میں دینیات کی شاخ کے کل اخراجات اسطرح پر ادا کئے جاوین کہ جہاں جہاں حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمان کی جماعت کے لوگ بکثرت ہیں یعنے ہر بڑے بڑے شہر میں سے ایک ذہین۔ فہیم۔ با این نیک بخت شخص ایسا منتخب کیا جاوے جو یہاں دارالامان میں رہ کر علوم دینیہ حاصل کرے۔ اور پھر اپنی قوم ملک شہر میں واپس جاکر واعظ کا کام کرے اور اوس کے اخراجات کی ذمہ دار وہ لوگ ہوں جو اوسکو یہاں بھیجیں۔ اور وہ شخص اپنی زندگی اس طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرے اشاعت اسلام اپنا فرض قرار دے لے۔ ایسے طالب علموں کے جملہ اخراجات۔ کتابین۔ خوراک پوشاک بورڈنگ کی فیس اور ضروری اخراجات اوس مجلس کے ذمہ ہوں جو اوسکو بھیجے۔ اور یہ ایک ایسا امر ضروری ہے جس پر ساری قوم کی توجہ بکار ہے۔ اور یہی ہماری اصل غرض و غائت ہے۔ عید الضحیٰ کے جلسہ پر ہمارے بہت سے احباب جمع ہونگے ہم چاہتے ہیں کہ دارالامان میں ایک عام جلسہ ان ضروری امور پر غور کرنے کے لیئے بھی کیا جاوے اور اس شاخ کے چلانے کی تجاویز پر بحث ہو اور یہ مدت تعلیم جہاں تک ہو تھوڑی رکھی جاوے۔ اسطرح پر اس شاخ کا چلانا بالکل آسان اور سہل ہوگا۔ اب ہم کو

صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس شاخ کے متعلق اور کیا کیا ضروری اخراجات ہیں۔ اور اس کے متعلق جو اساتذہ ہون وہ کیسے ہون؟

شاخ کی ضروریات اور اساتذہ مدرسہ دینیات کی ضرورتون میں سب سے پہلی اور بڑی ضرورت مکان مدرسہ اور بورڈنگ کی ہے جس کے اخراجات کا سردست ہم کوئی تخمینہ پیش نہین کر سکتے۔ پھر بڑی بھاری ضرورت ہے۔ لائبریری اور ڈسپنسری کی۔ لائبریری کی ضرورت تو عام ہے ایک بڑی حدتک ہماری محسن ومخدوم مولینا مولوی نورالدین صاحب کا کتب خانہ اس ضرورت کو پورا کریگا مگر ڈسپنسری کی ضرورت ایسی عظیم الشان ضرورت ہے کہ اور باتون سے مقدم اسکا فکر ہونا چاہئے چونکہ مضمون لمبا ہوا جاتا ہے اس لئے اس کے متعلق ہم کوئی طویل بحث اب نہین کر سکتے۔ اب مختصر طور پر اساتذہ کے متعلق ہم کو کہنا باقی ہے اس سے پیشتر ہماری رائے یہان کے مدرسین کے متعلق بجائے خود کچھہ اور ہی تھی مگر بعد فکر بسیار ہماری رائے یہ قرار پائی ہے کہ اور کوئی اوستاد جو مقرر ہون ہون مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی جو علم فن مناظرہ میں ایک خصوصیت رکھتے ہیں اس مدرسہ کے متعلق اگر اونکی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی جاوے تو بہت بہتر ہوگا بہرحال شاخ دینیات کے متعلق ہماری یہ رائے ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس پر سیر کن بحث کرین مگر طوالت مانع ہے ہم آخر میں امید کرتے ہیں کہ اس میں جو الکی قوم کی توجہ طلب ہین وہ اون پر بشرطیکہ نہایت اور ضروری ہون غور کرے گی اور جو ہماری مجلس منتظمہ کے متعلق ہون وہ اون پر غور کرے گی۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ خداتعالیٰ اس شاخ نو کو سرسبز کرے اور اسکے پہلوؤن کو اکلہا دائما کا مصداق کرے

آمین۔

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۶ اپریل ۱۹۰۴ء کو پڑھا

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ الی اجرا عظیما۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور جن لوگون کو خدا تعالیٰ نے آپکی معیت اور صحبت نصیب کی ہے اون مین خدا تعالیٰ نے یہہ نشان اور صفات رکھے ہیں کہ وہ کفار پر بہت سخت ہوتے ہیں مگر آپسمین رحیم ہوتے اونہین رکوع سجود کرتے دیکھتے ہو وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کے طلب مین لگے رہتے ہیں۔ پیشانیون اور چہرون کو دیکھہ کر تم کہہ اوٹھوگے کہ یہ خدا کی فرمان بردار قوم ہے۔ اور انجیل میں اون کی یہ مثال بیان کی گئی ہے کہ ایک کھیت ہے جسکی کونپلین نکلین پھر ڈھنٹل نکالے اور اپنے پاون پر کھڑے ہوگئے۔ وہ کھیت زارعین کو خوش لگتا اور کافر اسکی اس قدر جلدی سبزی اور مبارکی دیکھہ دیکھہ کر جلے بھنے جاتے ہیں۔ خدا نے ان مین کے مومنون اور اعمال صالحہ کے بجالانے والون کو مغفرت اور اجر عظیم کے وعدے دیئے ہیں۔ اس آیت شریف میں ہم کو غور کرنی چاہئے۔ کہ ہر ایک بات ہماری نصیحت کے لئے ہے۔ اللہ جلشانہ نے یہہ مقدر کر رکھا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پورے طور پر کامیاب ہوکر دنیا سے اٹھین آدم سے لیکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیون کی تاریخ پر نظر ڈالو۔ کوئی فرد ایسا نظر نہ آئیگا جو اپنی تبلیغ۔ دعوت اور قوم بنانے میں ایسا کامیاب ہوا ہے جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص ہم کو کسی نبی کی تاریخ میں بتلا دے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف میں ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج ہیں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنے نعمت اور فضل کو تم پر پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کا دین دے کر خوش ہوا۔ یہہ صدا اپنی زندگی میں کس راستباز کو آئی پھر اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کے مبارک الفاظ کس کے لئے بشارت ہوئے۔ کہ ایک وقت آتا ہے اور یقینا وہ وقت قریب ہے کہ لوگ فوج در فوج تیرے دین میں شامل ہونگے اور خدا کی نصرتین آسمان سے نازل ہونگی پھر یہ وعدہ ہی نہ رہا۔ بلکہ پورے طور پر آپ نے دیکھہ لیا۔ اب وہ دل جو خدا تعالیٰ کے ماننے کی بھوک اور پیاس رکھتا ہو جس کے اندر خدا بینی کی تڑپ ہو تمام نبیون اور رسولون کے سلسلہ پر غور کرے۔ پھر اوسے ماننا پڑیگا کہ کامل کامیابی کا تاج پہننے والا صرف ایک ہی انسان کامل تھا جو محمد تھا جو احمد تھا صلی اللہ علیہ وسلم آدم سے لیکر حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ تک ایک بھی نبی ایسا نہین گذرا جسکو اس قسم کی کامیابی عطا ہوئی ہو۔ بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی اور مصر کے آہنی تنور سے نکالنے والے جناب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو وعدہ کی سرزمین میں نہ پہنچا سکے۔ اور خود اوس ارض مقدسہ کو نہ دیکھہ سکے۔ پھر بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم مسیح ابن مریم علیہ السلام اپنی قوم اور ملک میں حسب مراد سرسبزی حاصل نہ کر سکے۔ ساری دعوت کے زمانہ میں کل یہودیہ میں صرف ۱۲۰ آدمی ساتھہ ہوئے۔ جن میں سے بعض چند کھوٹے درہمون پر گرفتار کرا دینے والے اور اور بعض لعنت کرنے والے اور انکار کرنیوالے ثابت ہوئے اور کسی ایک پر بھی مسیح کو پورا اعتماد اور بھروسہ نہ ہوا بلکہ ہمیشہ اون کو ضعیف الایمان ہی کہتے رہے۔ آخر اون سے کہنا پڑا کہ بہت سی باتین کہنے کی تھیں لیکن چونکہ تم ہیں

برداشت نہیں کر سکتا اور وہ بہت قلیل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے فارقلیط آکر بیان کرے گا۔ غرض مسیح نے نہ اپنے دوستوں کو فائز المرام ہوتے دیکھا اور نہ اپنے دشمنوں کو ذلیل اور روسیاہ پایا۔ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ کامل ارادہ اور عظیم الشان منشاء صرف ایک ہی کامل انسان کے لئے تھا جو مکہ میں پیدا ہوا صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی سب سے بڑی خوشی یہ ہوتی ہے کہ وہ اور اوس کے دوست کامیاب ہوں۔ اور دشمن ذلیل اور روسیاہ ہوں۔ اور یہی معنے ہیں اُن اسماء شریفہ کے جو بشیر اور نذیر ہیں۔ بشیر کا مفہوم یوں پورا ہوا کہ صحابہ پورے معنوں میں کامیاب ہوئے اور نذیر یوں پورا ہوا کہ دشمن جنہوں نے تکذیب کی اور تکالیف پہونچائیں سامنے تباہ ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اون کا نام و نشان جزیرہ نماء عرب سے مٹ گیا اور آج دنیا کے تختہ پر کوئی اون کا نام و نشان تک بھی نہیں جانتا هلك قيصر و لا قيصر بعده هلك كسرى و لا كسرى بعده ایران کے بادشاہ نے اپنی سلطنت کے نشہ میں آکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط چاک کیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اوس کی سلطنت کی دہجیاں اڑا دیں۔ ہرقل نے انکار کیا آج ۱۳ سو برس گذر چکے اوس کی سلطنت کا نام و نشان تک نہ رہا۔ اللہ اللہ کیا کامیابی ہے کہ اسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطبہ حجتہ الوداع کو نہایت غور سے پڑھا کرتا ہوں جبکہ قریب دو لاکھ آدمی کے آپ کے ساتھ تھے۔ اور جس کے بعد حضور نے مدینہ طیبہ میں جاکر اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ حجتہ الوداع میں اوسی طرح پر جیسے موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ پر چڑھ کر اپنی قوم کو مخاطب کرکے اقرار لیا تھا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ٹیلے پر چڑھے

اور اپنے خدام کو بہت سی وصیتیں کیں فرمایا الا ہل بلغتکم سب نے متفق اللفظ ہوکر کہا بے شک اے بے شک!! اور تین مرتبہ اسی طرح پر گواہی لی اور پھر آسمان کی طرف مونہہ کرکے کہا اے خدا تو بھی گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیغام مخلوق کو پہنچا دیا میں اوس کامیابی اور مسرت کا اندازہ نہیں کر سکتا کہ آپ کس کامیابی اور خوشی کے ساتھ اترے ہونگے۔ جو دل سوچ اور قوت رکھتے ہیں وہ اوس کا مزا لے سکتے ہیں اليوم اكملت لكم کی ندا نے کسقدر مسرت اور خوشی آپ کو اور آپ کی پاک جماعت کو دی ہوگی!!

پھر میں آپکو دکھانا چاہتا ہوں کہ وہ عظیم الشان وعدہ ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الى معاد ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ آپ مکہ میں ستائے جاتے اور دکھ پر دکھ اٹھاتے تھے اوسوقت یہ خدائے مقتدر کی آواز آئی کہ میں وہ خدا ہوں جس نے تجھ پر قرآن نازل کیا اور میں یقیناً وعدہ کرتا ہوں کہ تو کامیابی کے ساتھ پھر اس مکہ میں واپس آئیگا۔ اس آیت کے بعد جب آپ کو مکہ سے نکلنا پڑا تو لات منات اور عزیٰ کے پوجاریوں نے مکہ میں چراغان کیا۔ مکہ کی گلیوں میں کہتے پھرتے تھے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا معاذاللہ جھوٹا ہوگیا۔ مگر خیال توکرو کہ اوس وقت کی ذلت اور خواری کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے جبکہ ابدالاباد کے لئے لا الہ الا اللہ کی ہیبت ناک صدا نے لات و منات کے آثار کو قیامت تک کے لئے مٹا ڈالا۔ اور انھیں مکہ کی گلیوں میں خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ڈنکا بج گیا اپنے دل میں تصور توکرو۔ کہ اوس انسان کامل کو دوپہر کی تنگ اور تنہائی کی گھڑی میں جبکہ پاؤں میں پھوے پڑے ہوئے اور لبوں پر پپڑیاں جمی ہوئی ہیں۔ مکہ سے نکالا گیا ہے اور اوس تنہائی کی گھڑی میں صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسا وفادار رفیق ساتھ ہے ایک یہ وقت ہے۔ پھر دوسرے وقت ہی ... ان

مکہ کا سرگردان دس ہزار قد... سب کے ساتھ کامیابی کے ترانہ میں تحمید و تکبیر کرتے ہوئے اوسی وعدہ کے موافق جو لرادك الى معاد میں کیا گیا اُسی وطن میں داخل ہوتا ہے جسکی نسبت پیشگوئی کے طور پر کہا گیا تھا۔ لا اقسم بهذا البلد انت حل بهذا البلد اور بیت اللہ کے دروازہ پر آکر اون ۳۶۰ بتوں کو جنہوں نے خانہ خدا کو ناپاک کر رکھا تھا۔ اپنی چھڑی سے ٹکرا کر فرماتا ہے جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا الحق جس کا حق اور استحقاق ہے کہ وہ غالب اور حکمران ہو۔ اپنی تمام برکتوں اور کامیابیوں کے ساتھ آگیا اور الباطل اپنی نحوستوں کو لیکر بھاگ گیا۔ اور وہ الباطل بھاگنے ہی والا تھا اب پھر نہ آئے گا یہ مقدرانہ دعویٰ اب تک مکہ معظمہ کی پاک مسجد میں زندہ موجود ہے۔ اُس دن سے لے کر آجتک کبھی بھی مکہ معظمہ اور اوس کے ملحقات میں بت پرستی کا نام و نشان نہیں رہا۔ غرض کسقدر خوشی سے سینہ بھر جاتا ہے اور ایک مسلمان کسقدر لذت پاتا ہے۔ جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ اوسکو ایک کامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ملا ہے۔ اور چونکہ تابع اپنے متبوع کے قدر و مراتب کے متعلق مراتب حاصل کرتا ہے اس لئے ایک سچا مسلمان بھی اجر عظیم پاتا ہے۔ القصہ دنیا میں ایسی کامیابی کسی فرد بشر کو آجتک نصیب نہیں ہوئی۔ پھر چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں مقدر تھا کہ آپ فوق العادۃ کامیاب ہوں۔ اس لئے آپ کی جماعت عظیم الشان جماعت ہوئی۔ اون کی وفاداریوں راستبازیوں کی شہادت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی جو اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم۔ دنیا میں جب کوئی قوم قوم بنی ہے اور گمنامی سے نکل کر معزز بنی ہے منجملہ اور اسباب کے جو اسکی ترقی اور عزت کا موجب ہوئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ انہیں باہم

...در محبت اور اخلاص ہو اور ہر قسم کے غل وغش اور نفاق سے ان کے سینے پاک ہوں وہ گھر جہاں دل باہم پھٹے ہوئے نہ ہوں برباد ہو جاتا ہے۔ وہ سلطنت جس میں کار داروں اور ارکان میں پھوٹ ہو۔ وہ تباہی کا نشانہ ہو جاتی ہے۔

اسلام کی پہلی برکت جو نازل ہوئی وہ یہی تھی کہ اوس نے پراگندہ اور منتشر قوم کو شیرازہ بند کیا اور فرمایا کہ اذکنتم اعدأءفالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا۔ تم اس رسول سے پہلے باہم دشمن تھے مگر خدا نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور آج اسلام کی نعمت سے بھائی ہوگئے یہ دو اصول بڑے ہیں دنیا کے علوم کا دعویٰ کرنے والی قومیں بھی اس سے بڑھ کر اصول نہیں بتلا سکتیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ اشدآءعلی الکفار یعنے کفار پر سخت ہوں مطلب یہ کہ دشمنوں کے اثر سے کسی طرح متاثر نہوں اور باطل کی طمع کے دانت اون پر کبھی بھی تیز نہ ہوں جیساکہ اس آیت سے سمجھہ میں آتا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنے اے شیطان تیرا تسلط میرے بندوں پر نہیں ہوتا مومن کی بڑی تعریف یہ ہے کہ کافر اوس سے مایوس ہو جاوے اسکا پہلا اور بیّن ثبوت یہ ہے کہ اگر اثناء مباحثہ میں یا آغاز ہی مین کسی آریہ یا عیسائی کو یہہ معلوم ہو جاوے کہ اوسکا حریف حضرت اقدس کے سلسلہ کا ایک خادم ہے تو اوسکا مونہہ بگڑ جاتا اور اوس کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں یہہ اس لئے کہ اونکی فطرت تسلیم کر چکی ہے کہ یہ ایک کامل الایمان راستبازکے خدّام ہیں اور جسقدر ایمان قوی ہو اور راستبازی اور تقوی ہو شیطان اوسی قدر ایسے شخص سے دور بھاگتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی نسبت کہا کہ شیطان اوس راہ سے گذر کر چلا جاتا ہے جس راہ سے حضرت عمرؓ جاتے ہیں پس حقیقت میں ہر مومن کو عمری الغیرت ہونا چاہیئے۔ غرض ایک بڑا گر ایمان کامل کے لئے یہ ہے کہ دوسری قوموں کے بطلانوں اور بدعتوں کا اثر اوس پر نہ پڑے۔ یہہ تو کفار کے ساتھ اونکا تعلق ہو۔ اور اپنے دوستوں اور احباب کے لئے اون کی صفت یہ ہے کہ رحماءبینہم رحیم اوس کو کہتے ہیں جو اثر قبول کر سکے اور اوس کا قلب رقیق ہو اور قساوت کا مادہ اوس میں نہ ہو محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآءعلی الکفار خدا تعالی اپنی مراد کو بہتر جانتا ہے دو قسم کے ثبوت ہوتے ہیں ایک انفسی دوسرے آفاقی یا اندرونی اور بیرونی اس ترتیب میں محمد رسول اللہ ایک دعویٰ بھی ہے اور معًا اندرونی اور نظری ثبوت بھی اپنے ساتھہ رکھتا ہے اور آپ کی رسالت کے لئے والذین معہ اشدآءعلی الکفار رحماءبینہم بطور آفاقی ثبوت کے ہے یہ امر واضح ہے کہ ایک مامور اور مدعی خواہ کیسا ہی نفس الامر میں راستباز اور اعلےٰ صفات کا ہو مگر اگر اس کے مسترشدین اور مستفیضین میں سے ایک بھی پاک دل اور نیک نمونہ نہ ہو تو بالبداہت شک کی گنجائش ہوگی کہ متبوع کا خود کیا حال ہے۔ اور کم سے کم اسکی تعلیم پر نقص اور ناکافی ہونے کا داغ لگے گا۔ اس بنا پر ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی النفس ہونے اور آپ کی زبردست تعلیم اور موثر چال چلن کا ثبوت اگر بے انتہا شواہد اور دلائل سے نہ بھی دیا جاوے تو آپ کی طیار کردہ جماعت ہی ایک بے نظیر ثبوت ہے۔ یعنے آپ کی طیار کردہ جماعت میں دو صفتیں پائی جاتی ہیں کہ وہ باہم رحیم ہیں اور مخالفین پر اشدا ہیں حقیقت میں منجانب اللہ مامور کے ہم نشینوں اور اس کی صحبت سے فیض یافتوں میں نہایت ضروری ہے کہ دو صفتیں ہوں اور در حقیقت رسالت اور ماموریت کا انحصار کلی ان ہی دو صفتوں پر ہے۔ پھر ترا ہم سجدًا بھی اُن کی عجیب شان ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہر حال میں بزم میں اور رزم میں اپنا سارا تعلق خدا ہی سے رکھتے ہیں اور کوئی نفسانی غرض اور اتباع شہوات درمیان نہیں آہ کیسا ظالم اور تاریخ عالم سے ناواقف ہے وہ جو کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھہ لوٹ مار کے طمع سے لوگ ہو گئے تھے قاتلہم اللہ انی یوفکون اسلام کے جان اور روح رواں صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) کی سیرت کو جاننے والے جانتے ہیں کہ کسطرح انہوں نے اپنی عروج کے اوقات میں زندگی بسر کی اور بعد موت کے کیا ترکہ چھوڑ گئے اور کون ان کے بعد ان کا جانشین ہوا کیا اون کی وصیت کسی اپنے فرزند کے لئے بھی تھی۔ آج میں یہہ آئتیں حاضرین کے سامنے اور حاضرین کی وساطت سے تمام غائبین کے روبرو اس لئے پڑھتا ہوں کہ ان سے ایک سبق اور بڑا ضروری اور مفید اپنی جماعت کو دوں۔ برادران خدا تعالی کے فضل و کرم سے آج ہم میں بھی خدا تعالی نے اوسی پہلے نقش کا ظہور دکھایا ہے اور رسالت محمدیہ کا ظل اور خادم کلی طور پر ان ہی صفات کا خوبصورت لباس پہن کر ہم میں موجود ہے اور خدا تعالی اب چاہتا ہے کہ اوسی رنگ کا ایک سلسلہ قائم کرے جسکی بنا راستی اور

طہارت اور ایمان پر ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہون کہ جسطرح مکّی آیتون میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آیندہ زندگی اور کامیابیوں کے سارے نقشے کھینچے گئے ہیں اور وہ مدینہ جاکر پورے ہوئے اسی طرح براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے اور پیشگوئیان ہیں اور بعینہ وہی رنگ اور وہی قوت اور وہی تحدی ہے اور یہ خدا کا کس قدر احسان ہے کہ ہمارے ہی زمانے میں دعوے ہوئے اور بحمداللہ ہمارے دیکھتے دیکھتے انکے پورا ہونیکا سلسلہ بھی شروع ہوا اس طرح خدا تعالی کی بڑی حجت ہم پر پوری ہوگئی اور ہمنے وہ دیکھا جو ہمارے باپ دادون نے نہ دیکھا تھا۔ بڑے بڑے اولیا اور صلحا ہوئے مگر بعد زمانۂ نبوّت کے نبوّت کے منہاج پر صرف یہی ایک پاک سلسلہ قائم ہوا جس کے ساتھ نبوّت کے رنگ میں تمام خدا تعالی کی سنتیں جاری ہیں اور ہماری جماعت کا فرض ہے کہ جسقدر آیات اس سلسلۂ طیبہ کی تائید میں خدا تعالی نازل فرما چکا ہے۔ ہر روز اُن کو نظر کے سامنے اوسی طرح رکھا جائے جسطرح قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے اس لئے کہ نبوّت کا حقیقی رنگ سمجھنے کے لئے ولایت ہی کلید ہے اور ولایت بھی وہ جو نبوّت کے اسلوب پر ہو۔ ان آیات کے آئینہ سے تم خدا تعالیٰ کا صاف اور درخشان چہرہ دیکھو گے اور ایک پر تقویٰ ایمان تم کو ملے گا۔ بہت افسوس ہے کہ تھوڑے ہیں جنہوں نے اس ضروری بات پر توجہ کی ہے اور اکثر یوں گذر گئے ہیں اور گذر جاتے ہیں جیسے ایک تماشا کے پاس سے آدمی گذر جاتا ہے۔

خدا وہ وقت جلد لاوے کہ تریاق القلوب جس میں یہ نشان یکجا جمع کئے گئے ہیں شایع ہو۔ غرض مطلب یہ ہے کہ اسوقت خدا نے اسی رنگ میں ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اوسی رنگ کی نصرتیں شامل حال ہو رہی ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں جو صفات آنحضرت ؐ کے ساتھیوں کے بیان ہوئی ہیں اشداء علی الکفار و رحماء بینہم کیا یہ علامتیں ہم میں بھی ہیں۔ اپنی زبانوں کو دیکھو سینوں کو ٹٹولو اور سوچو کہ آپس میں کسقدر محبت اور مودت ہے۔ اس پر تو میں ایمان رکھتا ہون کہ یہ سلسلہ ضرور ضرور کامیاب ہوگا مگر قلق ہے تو اسی بات کا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم نکال دیئے جائیں اور ہماری جگہ اور لوگ لے لیں۔ ہم میں سے بعض بہت پرانے ہیں۔ میں بھی چودہ برس سے حضرت اقدس سے شرف نیاز رکھتا ہون اور دس برس سے یہاں رہتا ہون بسا اوقات اپنی کمزوریان دیکھ کر جان ماری فکر کے گداز ہو جاتی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس مبارک درخت کی سوکھی لکڑی کی طرح ہم کٹ جائیں۔ خدا تعالی کو تو صفات سے پیار ہے۔ جب ہم میں وہ صفات نہ ہونگی جو نصرت الہی کے جالب ہوتی ہیں اور نصرت کا آنا ضروری ہے تو لامحالہ خداوند تعالی کوئی اور قوم تلاش کریگا جو ہم سے بہتر اس نعمت کے شکر گذار ہونگے۔ یہ آیت بہت ڈراتی ہے ویستخلف ربی غیرکم ولا تضرونہ شیئا۔ برادران خدا تعالےٰ کے لئے کوشش کرو اور دعائیں مانگو کہ وہ صفات پیدا ہوں جو رسالت کی حقیقت کے لئے شایان ہیں اور جن پر نصرت الہیٰ نازل ہوا کرتی ہے آپس میں رحیم کریم ہو جاؤ۔ اور اپنے ایمانون کے ایسے مضبوط قلعے بناؤ کہ شیطان کا لشکر اون پر حملہ کرنے سے آس توڑ بیٹھے۔

طاعون اور اوسکا آخری علاج

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہّارے
نہ پیغم کہ بار بیند خدا رتے نکوکارے

طاعون نے ملک کو جس مصیبت اور آفت میں مبتلا کیا ہے اوس کا اندازہ زبانِ قلم اور قلمِ زبان سے بہت مشکل ہے۔

جبکہ خدا تعالی کے ایک مامور مصدوق نے ایک علم اعلان کے ذریعے سے اہل ملک کو طاعون کے آنیوالے خطرناک حملون سے آگاہ اور بیدار کرنا چاہا تھا اوسوقت بہت تھوڑے دل تھے جنہوں نے اوسکی پاک باتوں کی قدر کی مگر ایک جماعت کثیر تھی جنہون نے موسم سرما کے کسیقدر بظاہر پُر امن گذرنے پر جامے سے باہر نکل کر اس مرد خدا کی پیشگوئی اور تجویز پر مضحکہ اڑایا تھا۔ لاہور کے پیسہ اخبار نے جو آج طاعون کے علاج کو دعا پر ختم کر بیٹھا ہے اس سے پیشتر دعا اور دوا طاعون پر بے معنی ہنسی کی تھی خدا کی غیرت نے اوسکو اس الزام سے ملزم کیا اور اوس پر حجت پوری کی۔ سوال ہمارا انشاءاللہ یہاں کچھ اور ہے لو وہانکے سول ملٹری نیوز اخبار نے پیسہ اخبار لاہور کی کسی سابق تحریر کے حوالہ سے طاعون کے آخری علاج کے متعلق یہ تجویز پیش کی ہے کہ ۲ مئی ۱۹۰۶ء کو ہندوستان بھر میں طاعون کے رفع ہونے کیلئے خدا سے اس دعا کی جاوے اور اس دعا میں دہریوں اور ملحدون کو الگ کر دیا ہے جیسے معزز ہمعصر رفیق ہند نے اسنا ادسا بیزاد کر دیا ہے کہ اون گمراہوں کو بھی چھوڑ دو جنہوں نے عقاید اسلام کے خلاف دعا اور استجابت کے معنے کئے ہیں اور دعا کی اصلی اور حقیقی تاثیر سے بالکل منکر ہیں ہمارے خیال میں یہ تجویز بے شک قابل عمل ہے مگر آخر ان لوگوں کو اس تجویز کیا اوس اصلی صورت میں ماننا پڑیگا جو خدا تعالی کے ایک برگزیدہ بندے نے پیش کی تھی

آپ بیتی

بیان پر درد ہے گذری ہوئی اپنی کہانی ہے

[عالی جناب سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب تاجر مدراسی نے جو مضمون بحکم حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام ضرورت امام پر لکھا تھا وہ حضور کے حکم سے درج ذیل کیا جاتا ہے
ایڈیٹر]

حضور اقدس امام ہمام علیہ السلام! اس ناچیز کی ابتدائی عمر ہی سے قسم قسم کے لوگون سے ملاقات رہی ہے۔ مگر جس گروہ کے ساتھ جب ملاقات ہوتی ابتداً تو ایک دلی جوش سے ہوا کرتی تھی اور اس ناچیز کو بڑی محبت اوس سے رہا کرتی۔ لیکن جب کبھی کسی قسم کی کوئی منافقانہ حرکت ایسے ملاقاتی سے مشاہدہ میں آتی تو میرا دل رنج و غم سے بھر جاتا اور سخت صدمہ پہونچتا میری صحبت اور ملاقات زیادہ تر اور خصوصیت کے ساتھ علماء و صلحاء سے رہی اور بجائے خود میں تقویٰ اور طہارت کو بھی فی الجملہ پسند کرتا تھا۔ چنانچہ میری ابتدائی عمر کی ایک کیفیت یہ ہے کہ ایک بزرگ غالباً وہ خراسانی تھے بنگلور کے قریب ایک مقام میں جسکو لاگر کہتے ہیں سکونت رکھتے تھے اور اونکا نام دو دو میاں تھا چونکہ خراسانی گھوڑوں کے سوداگر وہان قیام کرتے تھے۔ اور سرکاری گھوڑوں کی خریداری بھی وہان ہی ہوا کرتی تھی۔ اس لئے اون کا قیام اوسی جگہ رہتا تھا اور کبھی کبھی بنگلور بھی آجایا کرتے تھے۔ ایک تو جوان خوش رو اور دوسرے تقویٰ اور پرہیزگاری میں بھی کامل تھے اور اوس وقت اونکا سن بھی کوئی پچاس برس کے قریب ہوگا مگر قرأت بہت ہی اچھی پڑھتے تھے اور بڑے ہی خوش الحان تھے۔ جب کبھی اون کا آنا بنگلور میں ہوتا تھا تو جامع مسجد میں آکر فروکش ہوا کرتے تھے۔ اور اس ناچیز کے وقت کا ایک بڑا حصہ اوسی مسجد میں گذرتا تھا ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی دو دو میاں صاحب نے نماز عشاء پڑھوائی۔ اور یہ گویا اون کی قرأت اور خوش الحانی پر مطلع ہونے کا پہلا اتفاق ہوا۔ جون جون نماز پڑھتا تھا ساتھ ساتھ طبیعت کو اون کی طرف میلان ہوتا گیا۔ اور پھر تو میرے وقت کا کچھہ کچھہ حصہ اون کی صحبت میں بھی گذرتا رہا چونکہ وہ بزرگ نہایت درجہ کے متقی۔ پارسا تہجد گذار۔ اور منکسر المزاج تھے۔ اور اون کے پیچھے نماز پڑھنے میں ایک لذت بھی محسوس ہوتی تھی بایں سبب اونپر میرا حسن ظن بڑھتا گیا۔ اور اکثر وہ ہمارے ہان بھی مہمان رہتے جب تک اونکا قیام ہوتا۔ چونکہ اس ناچیز کے والدین خدا اونکو مغفرت کرے اس بات کو نہایت عزیز رکھتے تھے تو میرے لئے یہ بات بہت آسان ہوجاتی تھی کہ جب کبھی کوئی عالم یا کوئی اور اعلیٰ درجہ کے آدمی وہان آجاتے تو ہرگز ہمارے مہمان ہوئے بغیر رخصت نہ ہوتے تھے۔ اور یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے کہ اس ناچیز کو کاروبار دنیا سے کچھہ معلوم نہ تھا مسجد اور مدرسہ اور کبھی کبھی اپنے ہم عمر لڑکون کے ساتھہ کھیل تماشا سیر کرنے مین بھی وقت گذرتا تھا غرض جیسا کہ والدین کی عادت ہوا کرتی تھی بڑے دنون یعنے مشہور تہواروں میں لڑکوں کو کچھہ دیدیا کرتے ہیں جیسا کہ عیدین وغیرہ کو اور ایسا ہی بعض دوسرے موقعون پر اور ہمارے ہان عموماً یہ بھی عادت ہے کہ دوسرے رشتہ دار بھی ایسے موقعوں پر کچھہ نہ کچھہ نقدی بطور عیدی دے دیا کرتے ہیں تو اس ناچیز کے پاس ایسی تقریبوں کے جمع کئے ہوئے کوئی دس بارہ روپے تھے اور اوسکو بڑی احتیاط سے اپنے پاس رکھتا تھا یعنے کسی کو اسکی خبر نہ تھی میں خاص اپنے صندوق میں رکھا کرتا تھا۔ غرض ایک وقت مولوی صاحب مذکور حسب عادت تشریف لائے اور میں اون کو کھانا کھلانے کے واسطے مکان پر لے گیا۔ چونکہ وہ کوئی وقت کھانے کا نہ تھا تاہم میری والدہ نے جھٹ پٹ تھوڑی روٹی اور سالن طیار کر لیا اور بہت جلد مولوی صاحب کے روبرو پیش کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے اوس وقت اون کو اشتہا بھی زیادہ تھی۔ یعنی کھانا کھانے کے بعد اونہون نے دعاء خیر معمول سے زیادہ اون سے صادر ہوئی۔ اور اونکی حالت ظاہری سے کچھہ ایسا بھی محسوس ہوتا تھا کہ اون کو کچھہ اور بھی احتیاج ہے اور میں نے وہ مبلغ جو اوس عمر تک جمع کیا ہوا تھا۔ تمام و کمال مولوی صاحب کی نذر کر دیا۔ اور شاید آجتک اسکی کسی کو خبر نہیں ہے۔ اور مجھے یہ واقعہ اب تک اچھی طرح سے یاد ہے۔

اس کے بعد مولویصاحب بہت ہی محبت اور شفقت فرماتے رہے اور چونکہ ایک صوفی منش بھی تھے کچھہ کچھہ ذکر اور اوراد مجھے سکھلانے لگے۔ اور میں بھی اون کی ہدایت بموجب کرتا رہا۔ چنانچہ اون کی لکھوائی ہوئی ادعیہ میں سے ایک ابھی تک میرا دستور العمل ہے۔ لیکن بعد اوس کے بہت جلد میری شادی ہوئی میری عمر کا شاید چودھواں سال ہوگا جو میری یہ تقریب ہوئی۔ اور میری حالت اوس وقت تک یہ تھی کہ میں اسکی غرض وغیرہ سے بالکل ناآشنا تھا۔ یعنے کچھہ بھی خبر نہ تھی کہ شادی سے غرض کیا ہوتی ہے۔ غرض بعد شادی کے بھی مجھے زیادہ انس مسجد اور اچھے لوگوں کی صحبت سے رہی اگرچہ ایک حد تک دوکانداری بعد شادی کے ضروری امر ہوگیا۔ مگر میں اس کے واسطے کچھہ پرواہ نہیں کرتا تھا

باقی آئندہ

ممیریکا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب۔

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ۔ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیریکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیریکے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ۔ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور +

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے۔

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اون سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے۔ اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے واں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لیے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیریکا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیریکے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ آم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُسکی آنکھین عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی ستھی تھین اون میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اوس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اون اشیاء کو جو اوس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر اون مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندا اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اوس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے۔ +

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

(چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیان بینی * دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی)

نمبر ۱۴ | دارالامان قادیان ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

روئیداد جلسۂ عید اضحیٰ

حضرت اقدس کی خواہش

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی آرزو اور تمنا رہتی ہے کہ ہمارے احباب کو یہاں دارالامان میں بار بار آنے کا موقعہ ملے۔ اور اسطرح پر یہاں رہ کر ہر ایک شخص کو اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطنی اور تجلیہ روح کے لئے عملی ہدایتیں مل سکیں۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے آپ نے سال میں تین جلسے مقرر کر رکھے ہیں عیدالفطر اور بڑے دن کی تعطیلوں میں۔ اس کے علاوہ بھی بعض امور مہمہ دین کی خاطر حسب ضرورت جلسے کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ جلسہ جس کی روئیداد ہم لکھنے کو ہیں ان معمولی جلسوں میں سے ایک جلسہ ہے جو ہر سال عید اضحیٰ کی تقریب پر ہوتا ہے۔

جلسہ کی اطلاع

یوں تو پہلے ہی سے سب احباب کو معلوم ہے کہ عید اضحیٰ پر جلسہ ہوتا ہے اور اسکی اطلاع کسی مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ سے نہیں دی جاتی مگر ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی جنھوں نے ایک عرصہ دراز سے حضرت امام کی صحبت میں رہنا اپنے لئے لازم کر لیا ہے اور اس صحبت سے قابل رشک فائدہ اٹھایا ہے اپنے کامل ایمان کی وجہ سے ہمیشہ دوستوں کو دارالامان میں آنے اور رہنے کی تاکید بجائے خود کرتے رہتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ مومن کامل تب ہوتا ہے جب کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے مولانا موصوف کی ہمیشہ یہ آرزو رہتی ہے کہ لوگ آکر وہ دیکھیں جو انھوں نے دیکھا ہے اور وہ حاصل کریں جو انکو ملا ہے اس لئے اس موقعہ پر بھی اسی ایمانی جوش کے اقتضا سے انھوں نے اپنے ہر ایک شہر کے دوستوں کو متواتر خطوط کے ذریعہ مختلف موثر پیرایوں میں اس جلسہ پر آنے کی تحریک اور ترغیب دی۔ گویا اس سارے مجمع کی جو اس تقریب پر ہوا بلانے والے حضرت مولانا موصوف ہی تھے اور آپ کے خطوط ہی اطلاعنامہ تھے۔

مہمانوں کی آمد

۱۰ اپریل ہی سے مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ اس موقعہ پر سب سے زیادہ دوست سیالکوٹ سے تشریف لائے۔ اور اس سے پیشتر کبھی اسقدر دوست سیالکوٹ سے نہ آئے تھے چنانچہ انکی ایک ریزرو گاڑی بٹالہ تک پہونچی تھی۔ بہرحال امرتسر بٹالہ۔ لاہور وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ پشاور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی کپورتھلہ۔ لودھیانہ۔ پٹیالہ۔ بمبئی (۱)

لکھنؤ۔ سنور۔ وغیرہ بہت سے مقامات سے مہمان آئے جنکی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔

یوم العرفہ اور حضرت اقدس کی دعاء

یوم العرفات کے دن علی الصباح حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ و السلام نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کو بذریعہ ایک مختصر سی چٹھی کے اطلاع دی کہ میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گذارنا چاہتا ہوں اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام اور جائے سکونت لکھکر میرے پاس بھیجدیں تاکہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے (ہم نے آنحضرت کی اُس چٹھی کو اُسی روز شائع کر دیا تہا یہاں اُس کے اندراج کی کوئی ضرورت نہیں ہے) اسپر حضرت مولانا نے سب دوستوں کو بلا کر ایک مختصر سی تقریر کی بعد حضرت اقدس کے ارشاد سے سب کو مطلع کیا اور ایک فرد بنا کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجدی گئی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے وہ دن اور رات کا ایک بڑا حصہ دعاؤں میں گذارا۔ چونکہ اُس روز احباب کثرت سے آرہے تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں آپ کی زیارت کروں اس وجہ سے حضور قلب اور رجوع تام میں فرق آتا تھا لہذا حضرت اقدس نے مکرر اطلاع بھیجی کہ میرے پاس کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے اس طرح پر سخت حرج ہوتا ہے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے پھر دوستوں کو جمع کرکے اس حکم سے اطلاع دی۔ مغرب اور عشاء کی نماز جمع ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں خدا تعالےٰ سے وعدہ کرچکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گذاروں اس لئے میں جاتا ہوں تاکہ تخلف وعدہ نہو۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور دعا میں مصروف ہوگئے۔ اُس وقت جناب کا تشریف لے جانا گویا موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا نظر آتا تھا بہر حال وہ دن اور رات آپ کی دعاؤں میں گذری۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریک کہ تقریر ضرور کریں۔

یہ بات جو اب ہم لکھتے ہیں ایک ایسی بات ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہمارے مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کو کسقدر عشق آپ کی باتوں سے ہے۔ حضرت مولانا صاحب یوں بھی جلسہ عید سے پیشتر (؟) علی العموم ہر روز بعد شام عرض کردیا کرتے تھے کہ حضور تقریر ضرور کریں اور یہ اسلئے کہ تعیب اعدا آپ کی طبیعت پچھلے چند دنوں سے کسی قدر ناساز تھی۔ اس لئے امید نہ تھی کہ آپ تقریر فرمادیں گے مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری تقریر کیا ہے جب بہت سے دوستوں کا مجمع ہوتا ہے تو انمیں سے ہر ایک کے مرض کی اصلاح زیر نظر ہوتی ہے اس لئے اُن کے امراض کا علاج فرداً فرداً جمع ہوکر ایک تقریر بنجاتی ہے" بہر حال آج عید کی صبح کو مولانا موصوف اندر تشریف لے گئے۔ اور عرض کیا کہ میں آج خصوصیت کے ساتھ عرض کرنے کو آیا ہوں کہ آپ تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں" آپنے فرمایا کہ "خدا نے ہی حکم دیا ہے" اور فرمایا کہ رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھہ عربی فقرے پڑھو میں کوئی اور مجمع سمجھتا تہا شاید یہی مجمع ہو۔ غرض حضرت مولانا موصوف کی تحریک پر دنیا کو وہ بے نظیر نعمت ملی جو الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہوگی اور جسے ہم بھی اگر موقع ہوا تو درج اخبار کردیں گے۔ اور ہمارا یقین ہے کہ اس خطبہ پر جسقدر برکات اور فیوض نازل ہوئے ہیں اور ہوں گے انمیں سے ایک بڑا حصہ حضرت مولانا کو ملے گا اس لئے کہ اصل محرک وہی ہیں اور حضرت نے خود کئی بار اُنکی تحریک کا اعتراف فرمایا ہے۔

نماز کی طیاری

جامع مسجد کی توسیع کا کام ایک عرصہ سے شروع تہا اور آج جامع مسجد کا نظارہ قابل دید تہا۔ بہت بڑا حصہ توسیع کے کام میں سے ختم ہوچکا تھا اس لئے حضرت اقدس نے جامع مسجد ہی میں ادائے نماز کا حکم دیا۔ آٹھہ بجے تک جامع مسجد کا صحن اور اندر قریباً بھرچکا تہا۔ حضرت اقدس کوئی ساڑھے آٹھہ بجے کے قریب تشریف لائے۔ اور کوئی سوا نو بجتے بجتے تک نماز سے فارغ ہوگئے نماز حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر حضرت اقدس خطبہ کے لئے مسجد کے بیچ کے دروازہ میں کھڑے ہوئے اور مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔

خطبہ عید اضحیٰ

آج عید اضحیٰ کا دن ہے اور یہ عید ایک ایسے مہینہ میں آتی ہے جسپر اسلامی مہینوں کا خاتمہ ہوتا ہے یعنی پھر محرم سے نیا سال شروع ہوتا ہے یہ ایک سِر کی بات ہے کہ ایسے مہینہ میں عید کی گئی ہے جسپر اسلامی مہینہ کا یا زمانہ کا خاتمہ ہے۔ اور یہ اسطرف اشارہ ہے کہ اسکو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آنے والے مسیح سے بہت مناسبت ہے وہ مناسبت کیا ہے؟ ایک یہ کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم آخر زمانہ کے نبی تھے اور آپ کا وجود باوجود اور وقت بعثت گویا عید اضحےٰ کا وقت تہا۔ چنانچہ یہ امر مسلمانوں کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ آپ نبی آخر الزمان تھے اور یہ مہینہ بھی آخر الشہور ہے اس لئے اس مہینہ کو آپ کی زندگی اور زمانہ سے مناسبت ہے۔

دوسری مناسبت۔ چونکہ یہ مہینہ قربانی کا مہینہ

کہلاتا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حقیقی قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے تھے ۔ جیسے آپ لوگ بکری اونٹ گائے دنبہ ذبح کرتے ہو ۔ ایسا ہی وہ زمانہ گذرا ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر خدا تعالیٰ کی راہ میں انسان ذبح ہوئے ۔ حقیقی طور پر **عید اضحی** وہی تھی اور اُسی میں ضحی کی روشنی تھی ۔ یہ قربانیاں اس کا لُب ہیں پوست ہیں روح نہیں جسم ہیں ۔ اس سہولت اور آرام کے زمانہ میں ہنسی خوشی سے عید ہوتی ہے اور عید کی انتہا ہنسی خوشی اور قسم قسم کے تعیشات قرار دئے گئے ہیں ۔ عورتیں اسی روز تمام زیورات پہنتی ہیں عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتے ہیں مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے بہم پہونچاتے ہیں اور یہ ایسا مسرت اور راحت کا دن سمجھا جاتا ہے کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے خصوصاً کشمیریوں کے پیٹ تو بکروں کے مدفن ہو جاتے ہیں گو اور لوگ بھی کمی نہیں کرتے الغرض ہر قسم کے کھیل کود لہو لعب کا نام عید سمجھا گیا ہے ۔ مگر افسوس ہے کہ حقیقت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی ۔ درحقیقت اس دن میں بڑا ستر یہ تھا کہ حضرت **ابراھیم** نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور تحقیقی طور پر بویا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اسکی اپنی جان اپنی اولاد اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی خفیف نظر آوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے کیسی قربانی ہوئی ۔ خونوں سے جنگل بھر گئے ۔ گو یا خون کی ندیاں بہ نکلیں باپوں نے اپنے بچوں کو بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو انکی راحت ہے مگر آج غور کر کے دیکھو کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو ولعب کے روحانیت کا کونسا حصہ باقی ہے ۔ یہ عید اضحیٰ پہلی عید سے بڑھکر ہے اور عام لوگ بھی اسکو بڑی عید کہتے ہیں مگر سوچکر بتلاؤ کہ **عید** کی وجہ سے کسقدر ہیں جو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں اور اُس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحی میں رکھا گیا ہے ۔ **عید رمضان** اصل میں ایک مجاہدہ ہے اور ذاتی مجاہدہ ہے اور اُسکا نام بذل الروح ہے مگر یہ عید جسکو بڑی عید کہتے ہیں ایک عظیم الشان حقیقت اپنے اندر رکھتی ہے اور جسپر افسوس کہ توجہ نہیں کی گئی ۔ خدا تعالےٰ نے جس کے رحم کا ظہور کئی طرح پر ہوتا ہے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہ بڑا بھاری رحم کیا ہے کہ اور اُمتوں میں جسقدر باتیں پوست اور قشر کے رنگ میں تھیں اُنکی حقیقت اس امت مرحومہ دکھلائی ہے **سورۃ الفاتحہ** میں جو خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات بیان ہوئی ہیں کہ **رَبّ العٰلمین ۔ الرحمن الرحیم ملک یوم الدّین** اگرچہ عام طور پر یہ صفات اس عالم پر تجلی کرتی ہیں لیکن ان کے اندر حقیقت میں پیشگوئیاں ہیں جنپر کہ لوگ بہت کم توجہ کرتے ہیں ۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں صفتوں کا نمونہ دکھایا کیونکہ کوئی حقیقت بغیر نمونہ کے سمجھ میں نہیں آسکتی ۔ **رَبّ العٰلمین** کی صفت نے کسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا آپ نے عین ضعف میں پرورش پائی کوئی موقع مدرسہ مکتب نہ تھا جہاں آپ اپنے روحانی اور دینی قویٰ کو نشو ونما دے سکتے ۔ کبھی کسی تعلیم یافتہ قوم سے ملنے کا موقع ہی نہ ملا نہ کسی موٹی سوٹی تعلیم کا ہی موقع پایا اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فرصت ملی ۔ پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے **قرآن شریف** ایک ایسی نعمت آپ کو دیگئی جس کے علوم عالیہ اور حقہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں جو انسان ذرا سی سمجھ اور فکر کے ساتھ **قرآن کریم** کو پڑھے گا اُسکو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کے تمام فلسفے اور علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر دو عظیم الشان نبی گذرے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۔ مگر ان دونوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا ۔ انہیں سے کسی کی نسبت نبی اُمّی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا یہ تحدی اور دعوے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہوا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ **ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورًا نھدی بہ من نشاء من عبادنا الی الآیۃ**

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو گویا شاہزادوں کی طرح تعلیم پائی تھی اور فرعون کی گود میں شاہانہ نشو ونما پایا اُن کے لیے اتالیق مقرر کئے گئے کیونکہ اس زمانہ میں بھی اتالیق مقرر ہوتے تھے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نقص نہ ملتا تو گو یا فرعون کے بعد گدی نشین آپ ہی تھے اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو نعوذ باللہ آپ کو فرعون بھی بننا تھا ۔

یاد رہے کہ فرعون کا لفظ بُرا نہیں ۔ اصل میں شاہان مصر کا یہ لقب تھا جسطرح پر قیصر و کسریٰ شاہان روم

(غلام مولا)

وایران کا لقب تھا اور جسطرح پر آج زار روس اور سلطان روم کا لقب ہے - میرا مطلب اس بیان سے صرف یہ ہے کہ اگر خدا تعالے یہ دوسرا سلسلہ نہ شروع کردیتا تو ضرور تھا کہ وہی تخت نشین ہوتے - اور یہ بھی سچی بات ہے کہ گو موسیٰؑ کی ماں کو بھی ایک درد اور دکھ پہونچا تھا کہ جیتی جان کو دریا میں ڈالا - لیکن اسکی راحت اور مسرت کی کیا انتہا ہوسکتی ہے جب کہ خود خدا تعالے نے موسی کی واپسی کا اُسکو وعدہ دیا تھا - الغرض موسیٰؑ کی تعلیم تو یوں شاہانہ رنگ میں ہوئی -

حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیم بھی باقاعدہ ہوئی - میرے پاس ایک یہودی مصنف کی کتاب ہے اُس نے صاف اور واضح طور پر لکھا ہے بلکہ مسیح کے اُستاد کا نام تک بتایا ہے اور پھر زد بھی کی ہے کہ اُسی وقت سے توریت اور صحف انبیاء کے مضامین پسند آئے تھے اور جو کچھ انجیل میں ہے وہ صحف انبیاء سے زاید نہیں - اُس نے بتلایا ہے کہ ایک مدۃ دراز تک وہ یہود کے شاگرد رہے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کسی یہودی نصاری ہندو کی سے پوچھو کہ آپ نے بھی کہیں تعلیم پائی تھی تو وہ صاف لکھے گا کہ ہرگز نہیں !!! کتنی بڑی ربوبیت کا مظہر ہے انسان جب بچپن کی حالت سے آگے نکلتا ہے جو بلوغ سے پہلے ہے تو عام طور پر مکتب میں بٹھا دیا جاتا ہے یہ پہلا قدم ہوتا ہے مگر آپ کی زندگی کا پہلا قدم ہی گویا اعجاز تھا - چونکہ آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا تھا اس لئے آپ کے وجود میں حرکات وسکنات میں بھی اعجاز رکھدئے تھے - آپ کی طرز زندگی کہ ا-ب - تک نہیں پڑھا اور قرآن جیسی بے نظیر نعمت لائے اور ایسا عظیم الشان معجزہ اُمت کو دیا پہلے نبی آئے اور ایک خاص وقت تک دنیا میں رہ کر چلدئے اور دین وہیں کالعدم ہوگیا اور خدا کو اُنکا محو کرنا ہی منظور تھا - مگر اس دین کے اظلال و آثار کا قیام منظور تھا اور چونکہ کوئی دین معجزات کے بدوں رہ نہیں سکتا ورنہ چند روز تک سماعی باتوں پر یقین رہتا ہے پھر کہہ بیٹھتے ہیں کہ اِتھے جہان مٹھا تے اگلا کن ڈٹھا - اس لئے خدا نے چاہا کہ اسلام کے ساتھ زندہ معجزہ ہو کس قوت اور سچائی اور یقین سے بتایا گیا تھا اور اس ذریعہ سے اسلام کا نور ابد تک درخشاں رہے - چنانچہ اس زندہ نور کی تصدیق کے لئے اس زمانہ میں ہی دیکھو کہ لیکھرام کے قتل ہونے سے پیشتر کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہوجاوے گا عوز کرو کہ وقت - مدۃ - صورت موت کا بتادینا کیا انسان کے اپنے اختیار میں ہے اور پھر وہ اُسی طرح مارا گیا جیسا کہ دعوے کیا گیا تھا - جب یہ پیشگوئی کی گئی تھوڑے ہی عرصہ میں کروڑ ہا انسانوں میں مشہور ہوگئی - ہندو - مسلمان - عیسائی - سکھ ہر قوم وملت کے لوگ اس سے واقف ہوگئے یہانتک کہ عام بازاری لوگوں سے لیکر گورنمنٹ تک کو اطلاع ہوگئی - اور خود آریوں نے بڑے زور وشور کے ساتھ اسکو مشتہر کیا اور جہاں لیکھرام خود جاتا اس پیشگوئی کا ذکر کرتا - اور شہرت دیتا اور جب پیشگوئی پوری ہوئی تو ایک عام شور برپا ہوگیا - یہاں کہ ہماری بھی خانہ تلاشی ہوئی - تاکہ اسکی صداقت اور شہرت اس خاص ذریعہ سے اور بھی ہو - اور یہ نشان ہمیشہ کیلئے دہر پر ثبت رہے - پھر مقدمات کے دوران میں سرکاری عدالت اور سلسلوں میں اس پیشگوئی کے متعلق بیانات اور کاغذات درج اور شامل ہوئے - الغرض یہ ایسا عظیم الشان نشان ہے جسکی نظیر کوئی قوم دکھلا نہیں سکتی [illegible] کسی انسانی طاقت [illegible] [illegible] کسی کی نسبت [illegible]

بھی دے کہ فلاں وقت پر فلاں [illegible] سے مرجاوے گا - مگر یہاں چھ سال پہلے وقت - صورت موت وغیرہ سے اطلاع دی گئی حالانکہ وہ تیس برس کا ایک مضبوط جوان آدمی تھا - اور اُسنے بھی تو میری نسبت کہا کہ میں تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجاؤں گا اور میں اُسکی نسبت عمر میں بہت بڑا اور ضعیف اور قریبًا دائم المریض تھا - مگر خدا تعالی نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلائی اور اُسکو ہلاک کرکے اپنے سچے دین کی صداقت پر مہر کردی -

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اصلًا خدا کو پہچانتے ہی نہیں - پھر اُنہیں خداشناسی - اور خدا بینی اور خدا نمائی کی قوت کیونکر پیدا ہو - اُنکا تو پہلا قدم ہی غلط ہے - اُن کے نزدیک تو مرنا جینا عورت یا مرد ہونا بکری یا بیل بننا یہ سب کچھ شامت اعمال کا نتیجہ ہے جب کہ یہ جنم اور اشیاء اعمال ہی کا نتیجہ ہیں تو پھر خدا کیا اور اُس کے وجود کے اثبات کے لئے نئے نئے نشان اور معجزات کیا اور اُنکی ضرورۃ ہی کیا رہی - انکا مذہب ہے کہ خدا پیدا کرنے والا نہیں بلکہ صرف جوڑنے جاڑنے والا ہے جیسے معمار یا کمہار ہوتے ہیں مادہ موجود تھا ارواح بھی اتفاق سے موجود تھیں پرمیشر نے جھٹ جوڑ جاڑ کر مخلوق بنالی - نعوذ باللہ - مگر ہم پوچھتے ہیں کہ جب کہ ارواح اور ذرات قدیم سے موجود ہیں تو اسپر کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ جوڑنا جاڑنا پرمیشر کے بدون نہ ہو - بلکہ طبعی طور پر دلیل تو یہ ملتی ہے کہ اشیاء کو طبعی طور پر تجاذب کی طرف میلان ہوتا ہے اگر یہ تجاذب اور کشش نہ ہو تو نہ اینٹ بن سکے اور نہ مکان رہ سکے اور نہ کوئی اور چیز دنیا میں موجود ہو کر رہ سکے - پس جب کہ آریہ لوگوں کے عقیدہ کے موافق روح اور مادہ قدیم سے ہیں اور طبعیات سے دلیل ملتی ہے

کہ نجات ذیب کا خاصہ تو آریوں کو پرمیشر سے تو فراغت اور فرصت ہوگئی اب آریہ کے پاس پرمیشر کے ہونے کا کیا ثبوت اور نشان ہے ایک طرف تو یہ ناپاکی ہے کہ خدا ہی کا پتہ نہیں چہ جائیکہ خدا بینی اور خدا نمائی کی راہیں بیان کر سکیں پھر یہ ظلم عظیم کہ ہر قسم کی چیز و ہمیں روحیں اعمال کا بدلہ پانے کے لئے آتی ہیں کبھی سور بنتے ہیں کبھی کتا کبھی بلی وغیرہ۔ اسپر سوال ہوتا ہے اگر کسی کی ماں مرجاوے جب کہ وہ ابھی بچہ ہی تھا اور اس نے کسی دوسری جگہ پر جنم لیا۔ اور جب دونوں بلوغ کو پہونچے اور باہم ناطہ رشتہ ہو کر بیاہ ہوگیا اور ہم بستری ہو کر اولاد کا سلسلہ چلا اس سے تو بڑی بے شرمی اور پرلے درجہ کی بیحیائی کی بنیاد پڑی اور نہایت قابل شرم مذہب یہ مذہب ٹھہر گیا۔ پرمیشر نے کوئی فہرست تو دی نہیں کہ اس قسم کے نشان سے ماں بہن شناخت ہو جاوے گی ادرحق تو یہ تھا کہ وید کے ذمہ یہ فرض تھا کہ جہاں اس نے یہ پاکیزگی اور اخلاق کی جڑ کاٹنے والا مسئلہ ایجاد کیا تھا اگر اسے کوئی سوجھ اور سوچ بچار کی طاقت ہوتی تو ساتھ ہی علامات بھی بیان کر دیتا جس سے ایسے رشتوں سے اجتناب کرنے کی کلید ہاتھ میں آریوں کے آجاتی مگر ضروری تھا کہ وید کی تعلیم کی پیشانی پر نقص کا داغ لگا رہتا تو کہ ہر زمانہ میں تدبر کرنے والے اس کے بطلان میں پہلے جاسکیں۔ ایک طرف تو یہ حال ہے کہ نانی اور نانی کی بھی پڑنانی تک کے رشتہ میں ناطہ نہیں کرتے اور ہم لوگوں میں جو چچا یا ماموں کی بیٹی سے رشتہ کرتے ہیں اسپر اعتراض کرتے ہیں مگر دوسری طرف آپ ماں بہن کے بیاہ لانے پر کوئی دلیل نہیں دیتے یا تو ہزاروں کوس چلے گئے یا ماں بہن کو بھی بیاہ لائے۔ کسی قوم میں ایسا اندھیر نہیں افسوس ان کے پرمیشر نے انکو ناپاکی میں

توڑ ڈالدیا اور پھر کوئی فہرست بھی نہ دی اور نہ بتایا کہ فلاں گدھے یا بیل سے کام نہ لینا یہ تیرے فلاں رشتہ دار ہیں اور فلاں فلاں علامت والی عورت سے رشتہ نہ کرنا کہ وہ تیری حقیقی ماں یا دادی یا خالہ یا بہن یا بھتیجی جنم لے کر دوبارہ آئی ہے۔ اصل میں یہ لوگ تو معذور ہیں یہ سارا ظلم پرمیشر کی گردن جس نے فہرست نہ دی۔

پھر تیسری ناپاکی جو ویدوں کی تعلیم کا عرق اور گل سرسبد بتائی گئی ہے **نیوگ** ہے جسکی تفسیر یہ ہے کہ ایک عورت جیتے جاگتے خاوند کے روبرو گیارہ آدمیوں سے ہم بستر ہو سکتی ہے اگر مرد عورت جوان ہوں اور چند سال شادی پر گذر جاویں اور اولاد نہ ہو تو دوسرے کا نطفہ لینے کے لئے عورت اس سے ہم بستر ہو اس لئے کہ بدون اولاد کے سرگ کا ملنا محال ہے اور دیوث شوہر کو لازم ہے کہ بیرج داتا کے لئے عمدہ معجونات اور لطیف مقویات طیار کراوے تاکہ وہ تھک نہ جاوے اور کوئی ضعف اسے لاحق نہ ہو جاوے اور وید کی رو سے۔ بستر۔ رزائی۔ اور چارپائی سب اسی کی ہو اور غذا بھی اسی کی کھاوے اور لطف یہ کہ بچہ بھی لے لیوے سوچو یہ کیسا خاوند ہے کہ ایک کوٹھڑی میں آپ دیوث ہے اور دوسری کوٹھڑی میں اسکی بیاہتا بیوی غیر مرد کی منہ کالا کرا رہی ہے اور آریہ اسکی حرکات کی آوازیں سنتا ہے اور دل میں خوش ہو رہا ہے کہ اب اس پانی سے اسکی امید کا کھیت ہرا بھرا ہو جاوے گا۔ حیف ہے ایسے مذہب پر!!!

خدا یہ وہ ظلم! عزت و آبرو پر یہ ظلم!! وید ایسے کاموں کی اجازت دیتا ہے کہ ناپاک سے ناپاک آدمی بھی ان کے ارتکاب سے شرم کرتے ہیں۔ دیانند نے لکھا ہے کہ یہ شبھ کرم یعنی مبارک کام بیچ میں ترک ہوگیا تھا۔ اب آریہ ورت کے آریہ جاری کریں کہ اسمیں ثواب ملتا ہے ہمکو ضرورت

نہیں کہ اسکا ڈھول دیں۔ آریوں کی کتب مذہبی اور معتقدات کو کوئی دیکھے اور خود ان ہی بزرگوں سے پوچھ دیکھے امید ہے کہ بڑے فخر سے اس فعل عجیب کی خوبیاں بیان کرینگے۔*

ان تمام مذاہب کو سامنے رکھکر اور انکی تعلیمات وعقاید کی خوب چھان بین کر کر اسلام کی ضرورت اور عزت محسوس ہوتی ہے اور خدا تعالے کے عظیم فضل کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس نے اسلام کو ایسے ناپاک عقیدوں سے پاک کیا اور اس کی تعلیم کے ہر شعبہ میں کمال اور اعجاز کا جلوہ دکھایا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں قصاص پر بڑا زور تھا کہ دانت کے بدلے دانت کان کے بدلے کان آنکھ کے بدلے آنکھ ہو اور مسیح علیہ السلام کی تعلیم میں اباحت پر زور تھا کہ بدی کا مقابلہ نہ کیا جاوے اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلا جاوے کرتا مانگے تو چادر بھی دیدے وغیرہ وغیرہ اب ہم کو دکھلاؤ کہ کیا کوئی پادری اس پر عمل بھی کرتا ہے کوئی کسی پادری کے منہ پر طمانچہ مار کر تو دیکھ لے۔ یقیناً دوسرا گال پھیرنے کے بجائے کچہری میں گھسیٹ کر لے جائے گا اور ہر قسم کے جھوٹھ اور فریب سے سزا دلوانے کی فکر کرے گا مگر اسلام نے یہ تعلیم نہیں دی بلکہ وہ پاک تعلیم دی جو دنیا کی جان ہے اور انسان فطرۃً اسپر عمل کرتا ہے اور وہ یہ ہے

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ومن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ

یعنی بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے لیکن اگر کوئی عفو کرے مگر وہ عفو بے محل نہ ہو بلکہ اس عفو سے اصلاح

* نمونہ کے لئے وہ اشتہار پڑھیں جو ہم نے دوسری جگہ درج کیا ہے۔ ایڈیٹر

مقصود ہو تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جاوے تو وہ دلیر ہو کر ڈاکہ زنی کرے گا۔ اسکو سزا ہی دینی چاہئے لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک انہیں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اُسکو شرمندہ کر دیتی اور اُسکی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اُسکو سخت سزا مناسب نہیں مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے اُسکو عفو کریں تو بگڑتا ہے اُسکو سزا ہی دی جاوے تو بتاؤ کہ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن حکیم نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے؟ قانون قدرت کیا چاہتا ہے؟ وہ تقسیم اور رویت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدنظر ہو ایسی تعلیم ہے جسکی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدن انسان کو چلنا پڑتا ہے۔ اور یہی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے انسان میں قوت اجتہاد اور تدبر اور فراست بڑھتی ہے گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہر طرح کی شہادت سے دیکھو۔ اور فراست سے غور کرو۔ اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کر دو لیکن اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا پر عمل کرو۔ اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانہ میں روز روشن کیطرح ظاہر ہیں آفتاب پر بھی کسی وقت بادل آجاتا ہے اور بظاہر ایک قسم کا دھندلا سا نظر آتا ہے۔ لیکن اسلام کا چہرہ اس سے بھی مصفا ہے عدم معرفت نے لوگوں کو اندھا کر دیا ہے اور بغض کی نظر سے دیکھتے ہیں اس لئے موتیا بند کی حالت سے بھی گئے گذرے ہیں پھر کیا فیصلہ کریں۔

جسقدر مذہب دنیا میں موجود ہیں سب کے سب بے برکت اور بے نور اور مردہ ہیں اور پاک تعلیم سے بے بہرہ محض ہیں ہندوؤں نے مذہب کا وہ نمونہ دکھایا۔ عیسائیوں نے یہ نمونہ دکھایا کہ ایک عاجز بندہ کو خدا بنایا جسنے یہودیوں جیسی تباہ حال قوم سے جو ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق تھی ماریں کھائیں اور آخر صلیب پر لٹکایا گیا اور ان کے عقیدہ کے موافق ملعون ہو کر ایلی ایلی لما سبقتانی کہتے ہوئے جان دیدی۔ غور تو کرو کیا ایسی صفات والا کبھی خدا ہو سکتا ہے وہ تو خدا پرست بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ وہ خود خدا ہو۔ عیسائی دکھاتے ہیں کہ اسکی وہ ساری رات کی پُرسوز دعا محض بے اثر گئی۔ اس سے زیادہ بے برکتی کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے اور اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ دوسروں کے لئے شفیع ہو سکتا ہے۔ ہم کو یاد نہیں کہ دو گھنٹے بھی دعا کے لئے ملے ہوں اور وہ دعا قبول نہ ہوئی ہو ابن اللہ بلکہ خود خدا کا معاذ اللہ یہ حال ہے کہ ساری رات رو رو کر چلا چلا کر خود بھی دعا کرتا رہا اور دوسروں سے بھی دعا کراتا رہا۔ اور کہتا رہا کہ اے خدا تیری آگے کوئی چیز انہونی نہیں اگر ہو سکے تو یہ پیالہ ٹل جائے۔ مگر وہ دعا قبول ہی نہیں ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ وہ کہتا رہا ہو سکتے وہ اسلئے آئے تھے اس لئے یہ دعا قبول نہیں ہوئی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب اُن کو معلوم تھا کہ وہ کفارہ کے لئے آئے ہیں پھر اسقدر بزدلی کے کیا معنے ہیں اگر ایک افسر ملازموں کی ڈیوٹی پر بھیجا جائے اور وہ کہتا ہے کہ یہاں خطرہ کا محل ہے مجھے فلاں جگہ بھیج دو تو کیا وہ احمق نہ سمجھا جائے گا۔ جبکہ مسیح کو معلوم تھا کہ وہ صرف کفارہ ہی ہونے کو بھیجے گئے ہیں تو اسقدر لمبی دعاؤں کی کیا ضرورت تھی؟ ابھی کیا کفارہ زیر تجویز امر تھا یا ایک مقرر شدہ امر تھا۔ غرض ایک داغ ہو۔ دو داغ ہوں۔ جس پر بے شمار داغ ہوں کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟؟؟ خدا تو کیا وہ عظیم الشان انسان بھی نہیں ہو سکتا!!!

یہودی بیچارے جو ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق تھے وہ حالت تھی کہ بصورت سیں حالش بپرس دنیا پرستی کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔ ہمارے یہاں ایک اسرائیلی محمد سلمٰن مسلمان ہوا ہے اُس سے پوچھو۔ یہودیوں نے کھانے پینے کے سوا اور کوئی مقصود ہی نہیں رکھا۔ خدا کی قدرت ہے جب ضربت علیہم الذلۃ کی حالت آئی تو وہ افعال بھی آگئے جو ذلت کے جالب اور ذلت کے نتائج تھے اگر وہ تائب ہو جاتے تو پھر ضربت کیونکر صادق آتا۔ اس پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شامت اعمال اُن کے گلے کا ہار ہی رہے گی۔ مرد صالح کے ساتھ ذلت اور بے رزقی نہیں ہوتی خدا کا نام عزیز ہے خدا میں ہو کر زندگی بسر کرنے والا ذلیل ہو نہیں سکتا۔ یہودیوں کی زندگی اگر ناپاکیوں کا مجموعہ نہ تھی تو پھر ضربت علیہم الذلۃ کی مار اُن پر کیونکر پڑتی۔ اس پر خوب غور کرو اس کے اندر یہ مخفی اسرار ہیں اور پتہ ملتا ہے کہ یہودی قوم کے اطوار بگڑ جاویں گے۔

اب ان مذاہب پر نظر ڈالکر صدق دل سے بتاؤ کہ کیا اسلام کے سوا کوئی اور طریق ہے جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو سکتے ہیں کیا ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق یہودیوں سے کوئی روشنی اور نور پا سکتے ہو؟ کیا ایسے عیسائی جو ایک عاجز کمزور ناتوان نامراد انسان کو خدا بناتے ہیں کوئی کامیابی کسی کو دے سکتے

ہیں جس کی اپنی ساری آسات کی دعائیں اکارت اور بے سود گئی ہیں وہ دوسروں کی دعاؤں پر کونسی ثمرات مترتب کر سکتا ہے۔ جو خود ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ کر اقرار کرتا ہے کہ خدا نے اُسے چھوڑ دیا وہ دوسروں کو کب خدا سے ملا سکتا ہے !!!

دیکھو اور غور سے سنو!!

یہ صرف اسلام ہی ہے جو اپنے اندر برکات رکھتا ہے اور انسان کو مایوس اور نامراد ہونے نہیں دیتا!!!

اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اُس کے برکات اور زندگی اور صداقت کے لئے

نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں !!!

کوئی عیسائی نہیں جو یہ دکھا سکے کہ اُسکا کوئی تعلق آسمان سے ہے وہ نشانات جو ایمان کے نشان ہیں اور مومن عیسائی کے لئے مقرر ہیں کہ اگر پہاڑ کو کہیں تو جگہ سے ٹل جاوے اگر پہاڑ تو پہاڑ کوئی عیسائی نہیں جو ایک انگلی ہلا کر چیونٹی کو سیدھی کر دکھائے۔ مگر میں نے اپنے پر زور نشانوں سے دکھایا ہے اور صاف صاف دکھایا ہے کہ زندہ

برکات اور زندہ نشانات

صرف اسلام کے لئے ہیں۔ یعنی بیشمار اشتہار دئے ہیں اور ایک مرتبہ ستولہ ہزار اشتہار شائع کئے اور ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جھوٹے مقدمات کئے اور قتل کے الزام دئے اور اپنی طرف سے ہمارے ذلیل کرنے کے منصوبے گانٹھے مگر حقیقی خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہو سکتا ہے جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلت چاہی اُسی ذلت سے ہمارے لئے عزت نکلی وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ دیکھو! اگر ڈاکٹر کا مقدمہ نہ ہوتا تو ابراء کا الہام کیونکر پورا ہوتا جو مقدمہ سے بھی پہلے سیکڑوں انسانوں میں شائع ہو چکا تھا یہ اسلام ہی ہے جس کے ساتھ معجزات اور ثبوت ہیں اسلام دوسرے چراغ کا محتاج نہیں بلکہ خود ہی چراغ ہے اور اس کے ثبوت ایسے اجلی بدیہات ہیں کہ انکا نمونہ کسی مذہب میں نہیں۔ غرض اسلام کی کوئی تعلیم ایسی نہ ہوگی جسکا نمونہ موجود نہ ہو۔ سینے سورۃ الفاتحہ (جسکو ام الکتاب اور مثانی بھی کہتے ہیں اور جو قرآن شریف کی عکسی تصویر اور خلاصہ ہے) کے صفات اربعہ میں دکھانا چاہا ہے کہ وہ چاروں نمونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ان صفات اربعہ کا نمونہ دکھایا۔ گویا وہ صفات دعویٰ تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بطور دلیل کے ہے چنانچہ ربوبیت کا آپ کے وجود میں کیسا ثبوت دیا کہ مکہ کے جنگلوں کا سرگردان اور دس برس تک حیران پھرنے والا جسکے لئے کوئی راہ کھلی نظر نہ آتی تھی اُس کی تربیت کی کسکو خیال تھا کہ اسلام روئے زمین پر پھیل جاوے گا اور اُس کے ماننے والے ۹۰ کروڑ تک پہونچیں گے۔ مگر آج دیکھو کہ دنیا کا کوئی آباد قطعہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہیں۔ پھر الرحمٰن کی صفت کو دیکھو جسکا منشا یہ ہے کہ عمل کے بدون کامیابی اور ضرورتوں کے سامان بہم پہونچائے۔ کیسی رحمانیت تھی کہ آپ کے آنے سے پیشتر ہی استعدادیں پیدا کر دیں عمر رضی اللہ عنہ بچوں کی طرح کھیلتا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ جو کافروں کے گھر میں پیدا ہوا تھا اور ایسا ہی اور بہت سے صحابہ آپ کے ساتھ ہو گئے گویا ان کو آپ کے لئے رحمانیت الٰہی نے پہلے ہی تیار کر رکھا تھا۔ اور اس قدر امور رحمانیت کے اسلام کے ساتھ ہیں کہ ہم اُن کو مفصل بیان بھی نہیں کر سکتے۔ امیت رحمانیت کو چاہتی ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا

رحمانیت کا منشا اس ضرب المثل سے خوب ظاہر ہے

کر دے کرا دے اور اُٹھانے والا ساتھ دے

اور یہ ظہور اسلام کے ساتھ ہوا اسلام گویا خدا کی گود میں بچہ ہے اسکا سارا کام کاج سنوارنے والا اور اُسکے سارے لوازم بہم پہونچانے والا خود خدا ہے کسی مخلوق کا بار احسان اس کی گردن پر نہیں۔ اسیطرح رحیم جو محنتوں کو ضائع نہ کرے اس کے

خلاف یہ ہی کہ محنت کرتا رہے اور ناکام رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رحیمیت کا اظہار دیکھو کیسے واضح طور پر ہوا کوئی لڑائی ایسی نہیں جسمیں فتح نہ پائی ہو۔ تھوڑا کام کرکے بہت اجر پایا ہے بجلی کے کوندنے کی طرح فتوحات چمکیں۔ فتوحات الشام فتوحات المصر ہی دیکھو۔ صفحۂ تاریخ میں کوئی ایسا انسان نہیں جسنے صحیح معنوں میں کامیابیاں پائی ہوں جیسے کامیابیاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں۔ پھر **ملک یوم الدین** جزا و سزا کا مالک اچھی کام کرنے والونکو جزا دیجاوے اگرچہ کامل طور پر یہ آخرت کے لئے ہے اور سب قومیں جزا و سزا کو آخرت ہی پر ڈالتی ہیں مگر خدا نے اسکا نمونہ اسلام کے لئے اس دنیا میں رکھا **ابوبکر** رضی اللہ عنہ جو دوپہر کی دھوپ میں گھر بار مال و متاع چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور جس نے ساری جائیداد کو دیکھکر کہدیا کہ **برباد شد برباد باشد** سب سے انقطاع کرکے ساتھ ہی ہو لیا تھا اُس نے یہ مزہ پایا کہ آپ کے بعد سب سے پہلا خلیفہ بلافصل یہی ہوا۔ حضرت عمر رضؓ جو صدق اخلاص سے بھر گئے تھے انہوں نے یہ مزہ پایا کہ اُن کے بعد خلیفہ ثانی ہوے غرض اسی طرح پر ہر ایک صحابی نے پوری عزت پائی۔ قیصر و کسرا کے اموال اور شاہزادیاں ان کے ہاتھ آئیں لکھا ہے ایک صحابی کسرا کے دربار میں گیا ملازمان کسرا نے سونے چاندی کی کرسیاں بچھوادیں اور اپنی شان و شوکت دکھائی اُس نے کہا کہ ہم اس مال کے ساتھ فریفتہ نہیں ہوے ہمکو تو وعدہ دیا گیا ہے کہ کسرا کے کڑے بھی ہمارے ہاتھ آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کڑے ایک صحابی کو پہنا دئے تاکہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔

مذہب اسلام چونکہ اعتدال پر واقع ہوا ہے اس لئے اللہ تعالی نے تعلیم یہی دی ہے اور مغضوب اور ضالین سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ایک سچا مسلمان نہ مغضوب ہو سکتا ہے نہ ضالین کے زمرہ میں شامل ہو سکتا ہے مغضوب وہ قوم ہے جسپر خدا تعالےٰ کا غضب بھڑکا چونکہ وہ خود غضب کرنے والے تھے اسلئے خدا کے غضب کو کھینچ لائے اور وہ یہودی ہیں اور ضال سے مراد عیسائی ہیں۔

غضب کی کیفیت قوت سبعی سے پیدا ہوتی ہے اور ضلالت وہمی قوت سے پیدا ہوتی ہے اور وہمی قوت حد سے زیادہ محبت سے پیدا ہوتی ہے بےجا محبت والا انسان بہک جاتا ہے حبك الشئ یعمی ویصم اس کا مبدء اور منشاء قوت وہمی ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ چادر کو بیل سمجھتا ہے اور رسّی کو سانپ بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ کسی شاعر نے اپنا معشوق ایسا قرار نہیں دیا جو دوسروں سے بڑھکر نہ ہو ہر ایک کے واہمہ نے نئی تصویر ایجاد کی۔

قوت بہیمی میں جوش ہوکر انسان جادۂ اعتدال سے نکل جاتا ہے چنانچہ غضب کی حالت میں درندہ کا جوش بڑھجاتا ہے مثلاً کتا پہلے آہستہ آہستہ بھونکتا ہے پھر کو ٹھا سر پر اُٹھا لیتا ہے آخرکار درندے طیش میں آکر نوچتے اور پھاڑ کھاتے ہیں یہود نے بھی اسیطرح ظلم و تعدی کی بُری عادتیں اختیار کیں اور غضب کو حد تک پہونچا دیا آخر خود مغضوب ہو گئے۔ قوت وہمی کا جب ابتلا ہوتا ہے تو انسان رسّی کو سانپ بناتا اور درخت کو ہاتھی بتلاتا ہے اور اسپر کوئی دلیل نہیں ہوتی یہ قوت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے اسی واسطے عیسائی مذہب اور بُت پرستی کا بڑا سہارا عورتیں ہیں۔ غرض اسلام نے جادۂ اعتدال پر رہنے کی تعلیم دی جسکا نام الصراط المستقیم ہے۔

میں اب چند فقرے عربی میں سناؤنگا کیونکہ مجھے خدا تعالی نے مجمع میں کچھ عربی فقرے بولنے کا حکم دیا تھا پہلے میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی اور مجمع ہوگا جسمیں یہ خدا کی بات پوری ہو مگر خدا تعالی مولوی عبد الکریم صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے تحریک کی اور اس تحریک سے زبردست قوت دل میں پیدا ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالے کا وعدہ اور نشان آج پورا ہو۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی دوسری تحریک

حضرت اقدس نے یہ خطبہ یہاں تک فرمایا تھا اور قریب تھا کہ عربی خطبہ شروع کر دیتے کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضور! کچھ جماعت کے باہمی اتفاق و محبت پر بھی فرمایا جاوے اسپر حضرت اقدس نے پھر مندرجہ ذیل تقریر کی۔

مختصر تقریر باہمی خلت و اخوت پر

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک

دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اسکا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانے والا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازیگر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے دوسرا اس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اس طرح کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی وہ ضرور ہوگی تم کیوں صبر نہیں کرتے جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے مرض دفعہ نہیں ہوتا میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالحہ جماعت پیدا ہوگی باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔ میں نے بتلایا ہے کہ میں عنقریب ایک کتاب لکھونگا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دونگا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت و اخوت سے نہیں رہ سکتے جو ایسے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشا کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اسکو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اُسکو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا چونکہ یہ سب باتیں میں کتاب میں مفصل لکھونگا۔ اس لئے اب میں چند عربی فقرے کہہ کر فرض ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا اس کے متعلق باقی حالات آیندہ لکھے جائیں گے۔ ایڈیٹر

آریوں کو نیک صلاح

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن باری
خرد از بہر ایں روز ست اے دانا و ہوشیاری

آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ر اپریل ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۰ کالم ۳ میں مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا گیا ہے۔

نیوگ

میرے ایک بتر ذات کے کھتری عمر چالیس سال پکّے آریہ سماجی۔ صحت عمدہ بسبب نہ ہونے سنتان پہلی بیوی میں سے (جو کہ بیمار ہے) کسی ایسے یوگ ودھوا سے یا جس کے ہاں اس کی پتی سے سنتان نہ ہوتی ہو صرف واسطے سنتان اُتپتی کے سوامی جی کی ہدایت کے بموجب نیوگ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی آریہ سماجی کے خاندان میں ایسی استری ہو اور وہ استری بھی اس کام کے لئے دھرم انوکول سب طرح طیار ہو تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرماویں۔

ایک آریہ سماجی معرفت

کالو رام مسافر

سٹور کیپر ملٹری ورکس سروس میانمیر۔

اس اشتہار کو پڑھکر جسقدر حیرت اور تعجب ہم کو ہوا وہ زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ اسمیں شک نہیں کہ نیوگ جیسی حیا سوز تعلیم پر آریہ سماج میں اندر ہی اندر برابر عمل درآمد ہو رہا ہے اور ہم اسپر کسی قسم کی نکتہ چینی بھی نہیں کرتے کیونکہ۔ محتسب را درون خانہ چہ کار۔ آریہ سنتان کی اُتپتی کے لئے آریہ بھائی جو چاہیں کریں اُنکا اختیار ہے مگر ایسے کھلے بندوں اشتہار دیکر دوسری عورتوں کو اپنے پاس مباشرت کے لئے بلانا ہمارے خیال میں ایک ایسا فعل ہے جو بعض قانونی دفعات کے نیچے آ سکتا ہے ممکن ہے کہ بعض اولاد کے خواہشمند آریوں کے مُنہ سے اس اشتہار کو دیکھکر رال ٹپک پڑے اور اپنی دھن بھاگ سمجھکر اپنی استریوں کو

نیوگ کرنے کی پاک تعلیم دیں۔ مگر ہمارے نزدیک یہ کارروائی آریہ قوم کے لئے ایک بدنما داغ ہے اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کے کام کھلے بندوں کئے جاویں ہمارے یہاں قادیان میں بھی غالبًا ایسے آریہ ہوں گے جنکے یہاں اولاد نہ ہوتی ہوگی اور ہم یہ گمان تو کرہی نہیں سکتے کہ ویدک آگیا پالن کرنے کے واسطے وہ ہر وقت طیار نہ ہوں مگر ہم ایسی تمام لوگوں کو یہ نیک مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز اس نیوگی کے اشتہار پر کاربند ہوکر اپنی عزت و آبرو نہ ڈبوئیں۔ اور بچہ لیتے لیتے کہیں استری صاحبہ کو بھی نہ روبیٹھیں۔ اور آریہ سماج کو بھی چاہئے کہ آیندہ ایسے اشتہاروں کی اشاعت روک دے۔ ہاں یہ ہم اسکو کہنا نہیں چاہتے کہ وہ نیوگ نہ کریں گو ہمارے نزدیک یہ بہت ہی گندہ مسئلہ ہے لیکن ہم اُن کے مذہبی عقائد میں دخل دینا نہیں چاہتے اگر وہ اس کے عاشق زار ہی ہیں تو خفیہ طور پر جیسا پہلے سے انکیں سلسلہ جاری ہے کر لیا کریں خدا کے لئے اسطرح علانیہ اس سلسلہ کو جاری نہ کریں ورنہ تمہاری قوم پر سخت بدنما داغ پیدا ہوں گے اس لئے جو آریہ اپنے ننگ و ناموس کی کوئی قدر وقیمت سمجھتے ہیں لیکن بے اولاد بھی ہیں وہ ہرگز ہرگز اس نیوگی مشتہر سے خط وکتابت نہ کریں ورنہ زر دادن دردسر خریدن والا معاملہ ہوگا۔ مفت کی جگ ہنسائی ہوگی۔ اس ہوشیار مشتہر کی چالاکی تو دیکھو کہ کوئی یہ نہ کہی کہ تم اپنی بیوی کو نیوگ کراؤ اسنے بیمار لکھدیا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُسکی نیت بخیر نہیں ہے اس لئے ہرگز ہرگز ایسے لچر اشتہاروں کی پروا نہ کی جاوے۔ نیوگ کے لئے خط وکتابت کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ کسی تجربہ کار طبیب سے خط وکتابت کرکے اپنا علاج کرائیں اگر کوئی آریہ ایسا ہی بے صبر ہوکہ اُسے نیوگ ہی پسند ہو تو وہ جانے اُسکا کام ہم پھر کہے دیتے ہیں کہ اس بیحیائی سے بدنامی بہت ہوگی ہم اُمید کرتے ہیں کہ آریہ سماج ہمارے اس نیک مشورہ پر کاربند ہونے کی کوشش کریگی اور آریہ گزٹ کے لائق ایڈیٹران آیندہ ایسے اشتہارات کے اندراج سے اخبار کی وقعت نہ کھوئیں گے۔ اور اگر نیوگ یہ عمل کرنا ایسا ہی اُن کو پیارا ہے اور عزیز ہے تو وہ سماج وار چند ایسے لوگ خفیہ طور پر مخصوص کر رکھیں جنکا سماجی بھائیوں کے سوا دوسرے کو علم نہ ہو مگر بہتر اور مناسب یہی ہے کہ بہت ہی مخفی طور پر جیسے اپنے گھروں میں پہلے سے وید یا نتی والے نیوگ کر لیتے ہیں کر لیا کریں اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوا کرے ہم نے محض نیک نیتی سے یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہی کہ آریہ سماج اسپر عمل کرنے کی کوشش کرے گی۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہرچہ ناصح مشفق بگوید بپذیر

دو انگریزوں کا قتل

اور

حضرت اقدس

علاقہ پشاور میں اندنوں کسی سفاک پٹھان نے دو بے گناہ انگریزوں کو قتل کردیا ہے اُسپر حضرت اقدس نے ایک مجمع میں فرمایا یہ جو دو انگریزوں کو مار دیا ہے یہ کیا جہاد کیا ہے؟ ایسے نابکار لوگوں نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ ان لوگوں کی ایسی خدمت کرتا اور ایسے عمدہ طور پر اُن سے برتاؤ کرتا کہ وہ اُسکے اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھکر مسلمان ہو جاتے۔ مومن کا کام تو یہ ہے کہ اپنی نفسانیت کو کچل ڈالے۔

لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ ایک کافر سے لڑے حضرت علی نے اُسکو نیچے گرا لیا اور اُسکا پیٹ چاک کرنے کو تھے کہ اُسنے حضرت علی پر تھوکا حضرت علی یہ دیکھ کر اُس کے سینہ پر سے اُتر آئے وہ کافر حیران ہوا اور پوچھا کہ اے علی! یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ میرا جنگ تیرے ساتھ خدا کے واسطے تھا لیکن جب کہ تو نے میرے مُنہ پر تھوکا تو میری نفس کا بھی کچھ حصہ ملگیا اس لئے میںنے تجھے چھوڑ دیا حضرت علی کے اس فعل کا اُسپر بہت بڑا اثر پڑا۔

میں جب کبھی ان لوگوں کی بابت ایسی خبریں سنتا ہوں تو مجھے سخت رنج ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن کریم سے بہت دور جا پڑے ہیں اور بے گناہ انسانوں کا قتل ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔

بعض مولوی مجھے اسلئے دجال کہتے ہیں کہ میں انگریزوں کے ساتھ محاربہ جائز نہیں رکھتا۔ مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ یہ لوگ مولوی کہلا کر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ انگریزوں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی ہے اور کیا دُکھ دیا ہے شرم کی بات ہے کہ وہ قوم جس کے آنے سے ہم کو ہر قسم کی راحت اور آرام ملا جنہنے آکر ہمکو سکھوں کے خونخوار پنجہ سے نجات دی۔ اور ہمارے مذہب کی اشاعت کیلئے

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

شیخ یعقوب علی ایراب ایڈیٹر

قیمت اخبار عام سے سالانہ ۱۲؍ روپے پیشگی اور خواص اور معاونین جو کچھ لطف فرماویں

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

اخبار الحکم

چہ گویم با تو کرائی چہ ادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۴ | قادیان دارالامان ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۷ھ | نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تازہ کردن ایمان بہ بعثت امیر المومنین غوث الاسلام والمسلمین حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود دام اللہ برکاتہم

مثنوی

نخستین کہ در بزمگاہ وجود
بآدم سپردند جام شہود۔
ازان جام پرتو نمودار شد
کہ ذرات اکوان پر انوار شد۔
چو آدم بسوئے جنان رخت برد
ہمان نور با شیث دانا سپرد۔
چو پوشید رُخ شمس شیث از فتوح
درخشندہ در دہر شد یوح نوح۔
ازاں بعد از مہر رب جلیل
ز بابل عیان گشت بدر خلیل۔
براہیم چون سوئے یزداں شتافت
تجلی ز وادی ایمن بتافت۔
چوں بنہفت روئے از جہان نور طور
شدش ناصرہ جلوہ گاہ ظہور۔
چو گردید آن نور ہم ناپدید
ز کوہ صفا صبح صادق دمید۔
ہنگام رفتن بقول فصیح
خبر داد از مقدم او مسیح۔
امام الہدیٰ پیشوائے سُبل
مہین صدر دیوان تاگ الرسل۔
شہنشاہ ملک شفاعت گری
گُنار نگ و رنگ پیغمبری۔
گزین پیرہ حضرت کردگار
توان کُن و لیعہد روز شمار۔
فرخفوئے یزدان بشیر و نذیر
شہہ عرش فرگاہ منبر سریر
سبق خواندہ در مکتب من لدن
عیان بر دلش گشتہ اسرار کن۔
بدرگاہ آن قبلۂ راستان
زند آسمان سجدہ بر آستان
مکلل ز لولاک اکلیل سر
مرصع زیوحیٰ نطاق کمر
بدرگاہ جاہش سر و شان سروش
خورد دوش ز اغوشش حلقہ گوش۔
عرب را بسر تاج عزت نہاد
بروئے عجم باب رحمت کشاد۔
چو بنمود کار رہی بانظام
بعز مود آہنگ دار اسلام۔
بامت ز رحمت بداد ایں نوید
کہ آید پس از من مسیح سعید۔
چو روئے زمین پر شود از ستم
فراز دستم سوئے گردون علم۔
برون آید از اہل من آن لبیب

کند قتل خنزیر وکسر صلیب
جہان را نہ با گرز و تیغ و سنان
مسخر نماید بحسن بیان۔
بہ فرمود آن سرور نیک نام
علیہ الصلوا ة و علیہ السلام
کہ گر علم دین بر ثریا بود
ز دست کسان دور و بالا بود
ز ابناء فارس برآید کسے
شود نائل آن علم را بے شکے۔
خوشا بخت و اقبال ہندوستان
کہ خورشید شد طالع از قادیان۔
بدنیا مجسم شدہ فضل رب
امام زمان قطب اعظم لقب۔
تو آئین گل گلشن حیدری
نہال برومند پیغمبری۔
جز از وے کہ گردید آخر دگر
ہویدا سر قرن رابع عشر۔
سلام علیک اے امام امم
سلام علیک اے جہان کرم
سلام علیک اے مہ برج دین
اذی خسرو تخت شرع متین
نسبی جناب محمد توئی
بلے مہدی قوم احمد توئی
توئی نائب خاتم المرسلین ؑ
ز فضل خدا آمدے بر زمین۔
درین دور فرخ توئی لاکلام
مثیل مسیحا علیک السلام۔
کنون حامئی دین و ملت توئی
کہ میراث خوار نبوت توئی۔
تو ما را بر آوردی از انتظار
ز مہدی و عیسے درین روزگار۔
شہادت ادا کرد بے اشتباہ
بر اثبات دعوی تو مہر و ماہ۔
بدست تو اے سرور نیک نام
بر اعدائے دین گشت حجت تمام۔
بجنگ مقدس ز کسر صلیب
چہا شد با عداء ملت نصیب۔
بو آتھم بقعر جہنم نشست
چلیبا بدوش نصاری شکست۔
چو آتھم ز قہر الٰہی بمرد
ہمہ آب روئے کلیسا ببرد
بے چارہا جست و انجام کار
شتابندہ شد سوئے دار البوار۔
کسانیکہ بر دین ترسا ستند
ز تیغ زبان تو ترسا ستند
بر اسلام چون شد الد الخصام
چہا آمد از چرخ بر لیکھرام۔
چنان دہر ہ دہرش از ہم درید
ہمہ آریہ قوم آہے کشید۔
عیان گشت در چشم گبر و یہود
بہ ترسا و بدہ پیروان ہنود
کہ اسلام را دستگاہ قوی است
بہ دنیا ہمین مذہب ایزدی است۔
حق است آنچہ حق گوئے پیشینہ گفت
حق حق پرستان نشاید نہفت۔
محال است سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پے مصطفا
کسانیکہ زین راہ برگشتہ اند
برفتند بسیار و سرگشتہ اند۔
سرت گردم اے قبلۂ مقبلان
توئی دستگیر فرو ماندگان۔
ز حرص و شرہ ماندہ ام پا بگل
بجان آمدم زین ہوس ہشتہ دل۔
بدست تو تجدید ایمان کنم
دل و جان خود را مسلمان کنم۔
توئی این زمان حجت کردگار
مرا از گو رنج و نکبت برار۔
نگاہی کہ افتادہ ام خوار و لست
بیفتم ز پا گر نگیری بدست۔
بدرگاہ تو داد خواہ آمدم
ز دست فلک در پناہ آمدم۔

عریضہ تراب الاقدام فدائی درگاہ عبید اللہ عفی اللہ عنہ

معذرت

اخبار الحکم کی اشاعت مین معمولی توقف بعض اسباب اور وجوہات سے ہو جاتا ہے۔ جنکا ذکر ہم آئندہ کریں گے

ناظرین معاف فرماوین

پیر مہر شاہ صاحب ساکن گولڑہ کا ایک راز اور اُس کا افشا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کا وجود کوئی اوپرا وجود نہیں اور نہ یہ بابدع من الرسل ہے تو پھر کیوں اس کے ساتھ وہی سنة اللہ جاری نہ ہو جو گذشتہ راستبازوں کے ساتھ ہوئی۔ ہمارے متفرس دوست اور دقائق علوم دینیہ سے ماہر مخدوم مولوی نور الدین صاحب نے سنہ ۹۰ء میں کیا ہی عجیب بات کہی جو بالحرف پوری ہوئی کہ "میں اس دعوے پر ابھی ابھی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں کہ ایک ہنگامۂ محشر برپا ہو رہا ہے۔" یہ صحیح ہے کہ سب ماموروں سے اس جہان کے فرزندوں نے یکساں برتاؤ کیا اور آخری زمانہ میں سید الرسل والانبیاء (صلے اللہ علیہ وسلم) نے سب سے زیادہ دکھ ناپاک ہاتھوں سے اٹھائ

مگر اس امت سے تو ایسی توقع ہونی چاہیے تھی یا کم سے کم اتنا ہی ہوتا کہ پہلے مکذبوں اور آزار رسانوں کے نقش قدم سے کچھ ہٹ کر چلتے - مگر افسوس انھوں نے اس خوفناک دوڑ میں پہلوں کو بہت پیچھے ڈالدیا اور پھر اس آگے بڑھنے پر سخت اتراک اور حد سے زیادہ ناز کیا -

پہلے لوگ اپنے پاس ادھوری نمونے اور گری گری تعلیم رکھتے تھے اور راستبازوں کے پہچان کے بچے تلے گر اور پرکھے ہوے نقد ان کے ہاتھ میں نہ تھے - ان کا اکڑنا اور بگڑنا بہت اچنبھے کی بات نہ تھی پر اس امت کو تو وہ صاف سڑک صاف صاف دکھائی گئی تھی جسپر تمام **منعم علیہم** چلے اور جس سے .... **مغضوب علیہم** اور **ضالون** الگ کہکر سیدھے اتھاہ کنوئیں میں گرے -

قرآن کریم نے بڑی صفائی سے پہلوں کی سنن اور **ایام اللہ** کا پتہ دیا - قرآن کریم نے سچول اور سچوں کی نشانیاں اور ان کے اعمال اور اعمال کے نتیجے اور جھوٹوں اور کچوں کے نشان اور ان کے اعمال اور اعمال کے نتیجے کھلے کھلے بیان کئے - نبوت اور ولائت کا مسئلہ اور اس پر معترضوں کی نکتہ چینیاں اور نصرت الٰہی اور معجزات اور علامات صدق اور مکذبوں کی ذلت اور خذلان ان سب باتوں کو قرآن کریم نے ایسا صاف کیا کہ گویا صدیوں کے راز کی باتوں کا پردہ ہی کھول دیا - پھر ایسے امام اور بیان کے ہوتے کتنی تعجب کی بات ہے کہ ہماری قوم کو بھی وہی رکاوٹیں پیش آگئیں جو ان پہلے ناقصوں کو آئیں - اور انھوں نے بھی طیش اور سکبسری سے اسی طرح منہ کھولے جیسے ان پہلے بیباکوں نے کھولے -

اگر مسیح اسرائیلی (جیساکہ بدقسمتی سے اعتقاد کیا گیا ہے) آتا اور ان نکتہ چینیوں اور تکذیب وتفسیق وتکفیر کا طوفان برپا ہوتا تو بات بھی تھی - وہ ایک مستقل نبی ہوتا - وہ بنی اسرائیل کے خاندان کا ایک عضو اور شریعت موسویہ کا پابند اور طرفدار ہوتا اور اس کے ساتھ نئی وحی کا سلسلہ شروع ہوتا اور آخرکار خاتم النبین بھی وہی ہوتا - مسلمان اس بے عزتی اور اسلام اور قرآن اور ختم نبوت کے سلسلہ کی تباہی دیکھکر چونکتے تو سب کوئی انھیں حق پر کہتا - آج نبوت اور رسالت اور مرسل کے الفاظ پر جو خداتعالے کے الہامات میں واقع ہوے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ہدف اعتراض ٹھیرایا جاتا ہے اور آپ کی توضیح اور تفسیر اور عمل پر قناعت نہیں کی جاتی جب کہ آپ فرماتے ہیں کہ نبوت تشریعی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور کوئی نبی نیا یا پرانا ان معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا نہیں - مگر کیا حال ہو ان علماء کا جب کہ واقعی معنوں میں کوئی نبی آجائے اس تاویل حقیقی پر غضب کا نزلہ گرایا جاتا ہے اور اس قہر الٰہی سے جو نبوت محمدیہ کے سلسلہ کو درہم برہم کرتا ہے یہ موافقت ...

...... غرض **غلام احمد** سے اس طرح الجھنا اور یوں بے طرح دست وگریبان ہونا بڑی حیرت کی بات ہے -

وہی کلمۂ طیبہ - وہی عقائد واعمال اور وہی کتاب اللہ ایک بال بھر کا فرق بھی تو ایمان اور عمل میں نہیں - پھر یہ نادانی کا شور وغل نہیں تو کیا ہے - ایک کتے میں اگر اتنی شناخت نہیں کہ وہ پہرے والے کی قدر کرے جو اس کے مالک کی دیواروں کو نقب زن کی گھات سے بچانے کے لئے چلا رہا ہے تو اسپر الزام نہیں کہ وہ بہائم سے ہے مگر انسان پر تو یہ دھبہ ہے کہ وہ دوست ودشمن کی پہچان کی توفیق نہ پاے - اسلام کے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں عیسائیوں - فلسفیوں دہریوں نیچریوں اور آریوں اور سکھوں اور برہموؤں کو خاک میں ملا دینے والا اور خدا اور رسول اور قرآن اور اسلام کی عزت رکھ لینے والا مرزا **غلام احمد** (ایدہ اللہ الصمد) مسیح اور مہدی کوئی بڑے بھاری نام ہیں جو اسپر نہ بولے جاسکیں - وہ مبارک تو ان سے بھی بڑھکر پیارے خطابوں کا مستحق ہے - پر افسوس اور ہزار افسوس قوم ہر پہلو سے بیخبر ہوگئی - الوہیت اور نبوت کی شناخت کی راہوں سے بے خبر ولایت کی معرفت کے کوچوں سے نابلد - معجزات اور آیات کے علم سے قطعاً جاہل اندرونی فسادوں اور خرابیوں سے غافل اور باہر کے موذی دشمنوں کے حملوں سے کوئی اطلاع نہیں - ایک شقاوت اور نحوست اور غفلت کی نیند ہی کہ اسمیں اینڈے پڑے ہیں -

اب وہ اس سچے حامی اور ناصر کی قدر کریں تو کیونکر کریں -

ان مولویوں (مقلدوں - وہابیوں - لاہوریوں - خراسانیوں - امرتسریوں

(غلام مولاہ

مولویوں وغیرہ) پر تو چنداں افسوس بھی نہیں کہ یہ لوگ ہمیشہ سے محجوب چلے آئے ہیں اور خدا کے بندوں کو پہچاننے کی بہت ہی کم توفیق ان کو ملی ہے الا ما شاء اللہ۔ ان لوگوں کو اتنی بینائی کبھی ملی نہیں کہ حجاب اکبر کو چیر کر اس کی دوسری طرف کی چیز کو دیکھ سکتے انھیں خود بینی نے خدا بینی کے قابل نہیں رکھا تو پھر مردم شناسی کی توقع ان سے کیا ہو سکے۔

ہاں افسوس ہے تو انھی پر جو اس علم کی اصطلاح سے واقفیت کا دم مارنے والے اور صاحب البیت ادری بما فی البیت زبان پر لایا کرتے تھے۔ ان کو نہ تو کسی کا آدم و موسیٰ ہونا حیرت میں ڈال سکتا تھا اور نہ وہ کسی کے عیسیٰ و محمدؐ بننے سے گھبرا سکتے تھے۔ بروز کا مسئلہ ان کا متوارث مسئلہ۔ اور معجزات اور کرامات پر ایمان لانا ان کے گھر کی بات تھی اسرائیلی عیسیٰ کی موت اور اس کے بروزی مثیل کے وجود پر ایمان لانا سب سے زیادہ ان پر آسان۔ اس لئے کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے کشادہ دلی اور وسعت علم سے اہل اللہ کو اگلے نبیوں کے قدم پر مانا۔ کسی کو ابراہیم کے قدم پر تو کسی کو موسیٰ کے قدم پر اور کسی کو خود محمد (علیہ وعلی جمیع اخوانہ الصلوٰۃ والسلام) ہی یا آپ کا بروز تسلیم کیا۔ پھر انھوں نے حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود اور دعاوی میں کیا انوکھی بات دیکھی ہے جس پر اتنا چونکے ہیں اور خشک مولویوں کی طرح ایراد و اعتراض پر کمر کس لی ہے۔

پیر مہر شاہ گولڑہ والے سنا کرتے تھے ایک چشتی فقیر ہیں لوگ کہتے تھے علم ظاہری اور باطنی سے بقدر استطاعت بہرہ رکھتے ہیں۔ قوم کی ناواقفیت اسلامی علوم سے ان گدی نشینوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ خدا کی کا ابتلا اور امتحان جو قوم پر نازل ہوا ان مدعیوں کو بہت راس آیا کہ سنت کے خلاف کتاب اللہ کی ضد میں جو کچھ انھوں نے کہا لوگوں نے مان لیا۔ غنیمت تھا کہ فقیر صاحب طبل در زیر گلیم رہتے اور اپنی دکان پر بیٹھ کر عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے پرانے خریداروں کی جھولی میں لاف کاف طامات الم غلم ڈالتے رہتے لیکن یہ کیا انھیں سوجھی اور بہت بری سوجھی کہ اول مولویت اختیار کی اور بعد ازاں مرسل اللہ پر نکتہ چینی شروع کی۔ کاش وہ مولویت ہی کا حق ادا کرتے۔ اور حق تو یہ تھا کہ اپنے گریبان میں اول ایک جھانٹ ڈالتے کہ مولویت سے کچھ بہرہ بھی ہے۔ فقیری کے سر پر تو خاک ڈال ہی چکے تھے اور ننگے بھنگے ہو کر دکھا چکے تھے کہ پلے ایک کوڑی نہیں۔ مگر علم ظاہری کی کوئی شان دکھائی ہوتی۔

افسوس پیر جی نے پیری اور مولویت دونوں کی مٹی پلید کر دی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قریب چالیس کتابوں کے مخالفوں کی طرف سے ہمارے پاس آئی ہیں سب سے بیہودہ اور حمق و جہل سے بھری ہوئی ایک ہی کتاب یہ ہے جو مہر شاہ جی کی طرف بدقسمتی سے منسوب کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا فضل کرے کہ مہر شاہی جرگہ سے (جو پیر کی کافی یا ٹھمری سمجھ کر یوں ہی وجد و رقص میں آ رہے ہیں) باہر بھی یہ کتاب پھیلے کہ ہمارے سلسلۂ عالیہ کی تائید میں وہ کام کرے گی جو مشرکان عرب کے مخالفانہ اشعار نے سید العالم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی تائید و اشاعت میں کیا۔

عرش عظیم کے خداوند کی قسم علم اور عقل کے دامن پر بدنما داغ لگانا ہے اس بیہودہ کتاب کے رد میں قلم اٹھانا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس اب تک اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ ہی میری فطرۃ کی پاک اور بجا بلندی اور غیرت نے تقاضا کیا کہ کم سے کم چند ہی صفحوں میں اس پر کچھ ریمارک کر دیتا۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بعض دوستوں نے بہت ہی تنزل اختیار کیے اور خدا کے لئے بہت پست بنکر متکبروں کا تکبر توڑنے اور عوام کو دھوکہ میں نہ چھوڑ دینے کی خاطر اس کے رد میں قلم اٹھایا ہے۔

ان شاہ صاحب نے جو کنوئیں کی مینڈکی کی طرح اپنی گدی کے بوسیدہ مختصر پھیلاؤ میں گھرے رہتے ہیں اور باہر نہیں دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے اپنے مریدوں کی طرف کے خطوط میں ناز کیا ہے کہ ان کی کتاب بڑا کام کر رہی ہے اور نعوذ باللہ اس سلسلۂ حقہ پر اس نے وار کیا ہے۔ کاش وہ الحکم ہی کو پڑھتے اور دیکھتے کہ کس قدر روز افزوں ترقی خدا کے فضل سے اس سلسلہ کو ہو رہی ہے اور اطراف ارض سمٹے چلے آتے ہیں۔ پرانے مکفر اور مکذب توبہ کرتے جاتے اور خدا کے برگزیدے فوج در فوج دین اللہ میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں اور اکثر اطراف سے پیاپے خط آتے ہیں کہ ہم نے حضور متقدس کی تو کوئی کتاب نہیں پڑھی ہاں

[illegible] محمد حسین بٹالوی [illegible] - اس میں جو کہیں کہیں عبارتیں حضرت مرسل ربانی کی تھیں اُن سے صاف خوشبو آگئی کہ یہ تحریر من جانب اللہ المنان کی ہے

غرض ہم جو رات دن تجربہ سے دیکھ رہے ہیں کہ ایسے بڑے مخالفوں کی کتابیں ہمارے کھیت میں کھاد کا کام دے رہی ہیں تو فقیر مہر شاہ کی کچکول (کتاب) جو مانگے تانگے باسی ٹکڑے اور سڑی ہوئی دال سے بھری ہوئی ہے ہم پر کیا رعب ڈال سکتی یا ہمیں سراسیمہ کر سکتی ہے -

اس وقت ہم مہر شاہ کی اور فضیلتوں کا ذکر نہیں کرتے نہایت افسوس سے اُن کی وہی باتوں کو درمیان لاتے اور پبلک کے سامنے پیش کرتے اور اُن کے مریدوں کے روبرو عرض کرتے ہیں کہ وہ خدا کے لئے غور کریں جس کے حضور میں تعصب اور ضد کام نہیں آئیں گے - وہ دو باتیں ہیں پیر جی کی فقیری اور مولویت - پیر جی کے اُن خطوں سے جو آگے درج ہوتے ہیں آپ کے دونو منصبوں کی قلعی کھلتی ہے - مولویت کی اسطرح کہ انھوں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے استفسار کے جواب میں اُن کتابوں کے مطالعہ اور پاس موجود ہونے کا ثبوت دینے سے پہلوتہی کی جنکا اُن کے مطالعہ میں آنا اور پاس ہونا یا اور کہیں سے مستعار ہی لے کر معائنہ کرنا اُنکی کتاب اور بیان کی وقعت کے لئے ازبس ضروری تھا - مولوی نور الدین صاحب کی قول ثقیل سے جسنے اُن کے علم کی پیٹھ کی ہڈیاں توڑ دیں اول انھوں نے اس پھونس کی ٹٹی میں پناہ لینی چاہی کہ اپنی طرف فقیری اور لا علمی کو منسوب کیا اور یہ سارا کیچڑ مولوی غازی ہی کے سر پر جا تھوپا اور صاف اقرار کیا کہ "وہ مولوی غازی صاحب کتب حدیث و تفسیر اپنی معرفت سے پیدا کر کے ملاحظہ فرماتے رہے ہیں مولوی صاحب آجکل دولت خانہ کو تشریف لے گئے ہیں میری تحصیل اور شوق دونوں ناتمام ہیں" اور پھر اعتراف کیا کہ "وہ مولوی صاحب نے اپنی سعی اور اہتمام سے شمس الہدایہ مطبوعہ اور تالیف فرمایا تاں احیاناً اس بے ہیچ سے بھی اتفاق استفسار بعض مضامین ہوا" مگر بعد کو جو مریدوں کے کھسکنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو عذر بدتر از گناہ تراشنا پڑا اور ایک معمولی اور لغو اردو کے خط کو ایک معما اور لاینحل چیستاں اور زبان اردو کے عظیم الشان نمونے کے رنگ میں ہونے کا دعوے کیا کہ مرزائی لوگ اُن کی عبارتوں کا مطلب سمجھ ہی نہیں سکتے اور یہ کہ "انکا کوئی فقرہ حکمت سے خالی نہیں -" حضرت وہ کیا حکمت ہے ارشاد تو کیجئے - اس سے تو ہمیں بحث ہی نہیں اور نہ ہی ہم اسے پرکاہ کی برابر وزن دیتے ہیں کہ آپکی تالیف ہے یا کسی دو پایہ پختہ شکن غازی کی - مگر دیکھنا اور دکھانا تو یہ ہے کہ خدا کے بندوں میں یہ بزدلی اور خلاف بیانی نہیں ہوا کرتی - اور نہ ہی وہ دو وجہین ہوتے ہیں کہ خلوت میں اور ہوں اور جلوت میں اور - شعور نفس اور معرفت فطرۃ نے مولوی صاحب کے جواب میں آپکو حق بولنے پر مجبور کیا اگرچہ وہ حق بھی تزویر اور فریب سے ملا ہوا تھا کہ دوسرے کے ساختہ پرداختہ کو اپنے نام سے منسوب کر لیا مگر پھر اس خوف نے کہ کہیں دکان پھیکی نہ پڑ جاوے آپ کا گلا پکڑ لیا اور نہایت غیر موزوں بات آپ کے قلم سے نکلوائی - اتق اللہ ثم اتق اللہ وخف مقام ملک ذی الھیبۃ والجبروت

غرض یوں فقیری کو داغ لگایا اور وہاں مولویت کا ستیاناس کیا - اور دونوں شقوں میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کا سوال آپ کے سر پہ ویسا ہی قائم رہا - بہتر ہوتا کہ ایک ہی الزام کے نیچے رہتے اور مولوی غازی کے ذمہ ہی اس کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کو لگا دیتے وہ جسطرح جانتے صفائی کرتے - آپ نے اس پہلوانی سے کونسا میدان مار لیا ہے اگر خدا کا خوف اور عاقبت کا ڈر ہے تو اُٹھیے اور اس خط کا جواب دیجئے اور پھر خلق خدا دیکھ لے گی کہ آپ فقر اور علم سے کس قدر واقف ہیں - اگر خوف خدا نہیں تو اپنی دُکان کا لحاظ ہی کیجئے - قریب ہے کہ آپ کے حلقہ میں اس پُرسطوت خط اور نور دین خط سے ایک تبدیلی واقع ہو اور آپ کا تانا بانا ٹوٹ جاوے - ہنوز ہمارا قرضہ آپ کے ذمہ ہے کہ آپ اس خط کا جواب دیں - یہ خط آپ کی مولویت اور فقیری کا بڑا بھاری معیار ہے - اور قریب ہے کہ آپ کے نقد کا سیاہ اور کھوٹا ہونا آشکار کر دے اور صادق موعود علیہ السلام کے اس الہام کو

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ

کی صداقت اور عزت ظاہر کردے جناب پیر صاحب غور تو کیجئے کہ پہلے انکار اور پچھلے اقرار سے آپ نے فائدہ کیا اٹھایا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کا تو یہ سوال تھا کہ چونکہ آپ مؤلف اور مصنف ہیں آپ نے تفسیر ابن جریر کا حوالہ دیا ہے اس لئے ازراہ کرم اس امر کا جواب دیں کہ تفسیر ابن جریر کو آپ نے دیکھا بھی یا نہیں اور کہاں سے اور کیونکر یہ تفسیر دیکھنے کے لئے مل سکتی ہے۔ آپ نے اس بوجھ سے کندھا ہلکا کرنے کے لئے انکار کر دیا کہ میں تو ایک ناقص ناتمام آدمی ہوں کتاب کی تالیف وغیرہ کا کام غازی صاحب کے ذمہ رہا ہے اور جب لوگوں نے آپ کو بچایا اور پردہ اٹھتا نظر آیا تو آپ نے اس کتاب کی تالیف کا فخر خود لے لیا۔ مگر اس صورت میں بھی مولوی صاحب کا مطالبہ تو اسی طرح رہا۔ آپ افسوس خلاف بیانی کے الزام کے نیچے بھی آگئے اور فائدہ خاک بھی حاصل نہ ہوا۔ آپ ہی بتائیں کہ دنیا آپ کے چال چلن سے کیا نمونہ پکڑ سکتی ہے اور ترغیب وترہیب کے وقت آپ سے سب کچھ بن جانے کی ......
.. توقع کیوں نہ رکھی جائے۔ بہرحال اب آپ نے شمس الہدایہ کی تالیف کا تمام فخر تو سر پر رکھ ہی لیا ہے اب اس خط کا جواب بھی دیجئے اور ورطہ "تذبذب وتردد" سے اپنے مریدوں کو چھڑائیے جو کچھ تو پہلے سے ہیں اور اب اس کے بعد بکثرت تحیر میں مبتلا ہوں گے۔ آپ خدا کے لئے غور کریں اور فقیر بنکر غور کریں کہ اس ہیچمدانی کے اعتراف کا جو آپ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے جواب میں کیا کیا موقعہ اور محل ہو سکتا ہے اگر ہم نیک گمان کرکے اس اعتراف کو اسپر حمل کریں کہ آپ درحقیقت تحصیل اور شوق دونوں کے لحاظ سے ناتمام اور مختصر کچی ہیں اور یہ آپ کی طرف سے ہضم نفس نہیں بلکہ حق اور حقیقت ہے اور یوں آپ کو سادہ اور بے نوا فقیر اور معذور محض مان لیں اور اس سوال کے بوجھ سے آپکو سبکدوش سمجھیں اور یقین کرلیں کہ ایک تندخو غازی اور ناعاقبت اندیش حملہ آور نے آپکی بے زبانی سے فائدہ اٹھا لیا کہ اپنے اباطیل کو آپکی طرف منسوب کرکے شائع کردیا۔ مگر اب آپکی اس پہلو ائی نے تو ہمارے سوچے ہوئے پہلو کو ہی بدل دیا اور ہمیں مجبوراً اعادہ کرنا پڑا کہ حضرت تو پھر ہمارا حق دیجئے اور اس قرض کو ادا کیجئے۔ افسوس آپکو اس شتر مرغ کی چال کے اختیار کرنے سے کچھ فائدہ نہ ملا۔ شتر بنے جب بھی پکڑے گئے اور مرغ بنے جب بھی پھنس گئے۔

اب ہم ان چاروں خطوں کو شائع کرتے اور امید کرتے ہیں کہ لوگ انہیں پوری غور کریں گے اور ان گدی نشینوں کی روحانی اور ظاہری حالت کا اندازہ لگائیں گے کہ یہ لوگ کہاں تک خدا تعالیٰ سے نسبت رکھتے اور دوسروں کو خدا تک پہونچا سکتے ہیں۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب کا خط

مولنا السید المکرم المعظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اول تو محمد نام آپکے مرید سے پھر مولوی غلام محی الدین کیساکوٹ وہن۔ مولوی محمد علی ساکن روال حکیم الدین نزر پور۔ حکام شاہ پور کے باعث مجھ کو آپ سے بہت ہی بڑا حسن ظن حاصل ہوا۔ بدرجہ یہ خیال کہ جناب کو اشتغال وارشاد میں فرصت کہاں کہ میرے جیسے آدمیوں کے خطوط کا جواب ملے گا ارسال عرائض سے متامل رہا۔ جناب کے دو کارڈ مجھے ملے۔ اور انہیں مزاجی کے حسن ظن کا تذکرہ تھا اور بھی فرحت وسرور ملا۔ قریب تھا کہ میں حاضر حضور ہوتا اسی اثنا میں ایک کتاب شمس الہدایہ نام مجھے آج رات دیکھنے کا اتفاق ہوا صفحہ ۸۰ تک رات کو پڑھی جناب نے اسمیں بڑا تنزل اختیار کیا کہ بالکل مولویوں اور منطقیوں کے رنگ میں جلوہ افروز ہوئے۔ اور صوفیوں کے مشرب سے ذرہ جھلک نہ دی۔ سبحان اللہ۔ میں نے بارہا سنا کہ جناب فتوحات مکیہ کے غواص ہیں اور کتاب صفحہ ۸۰ تک صرف ایک جگہ شیخ اکبر کا ذکر وہ بھی لا الہ الا اللہ کی توجیہ ناپسندیدہ پیرایہ۔ کتاب کو دیکھکر مجھے اس تحریر کی جراۃ ہوئی کہ جب جناب تصنیف کا وقت نکال سکتے ہیں۔ تو جواب خط کوئی بڑی بات نہیں فاحسن کما احسن اللہ الیک میری مختصر گذارش کا بالکل مختصر سا جواب کافی ہوگا۔

اول جناب نے صفحہ ۸ میں فرمایا ہے

(۱) تفاسیر معتبرہ سے مثل ابن جریر وابن کثیر آہ اسپر

(۱) عرض ہے۔ جناب نے تفسیر ابن جریر کو دیکھا ہے یا نہیں۔ جناب کے پاس ہے یا نہیں۔ کہاں سے یہ تفسیر صرف دیکھنے کے لئے مل سکتی ہے۔

(۲) مثل ابن جریر کے کم سے کم پانچ چھ تفسیروں کے نام ارشاد ہوں۔

(۳) کلی طبعی جناب کے نزدیک موجود فی الخارج ہے یا نہیں اور تشخص متشخص کا عین ہے یا غیر۔

(۴) تجدد امثال کا مسئلہ جناب کے نزدیک صحیح ہے یا غلط

دعوے ... الدین راقم خاکسار
بار ... ثانیہ صرف اسی محسوس
... ی خالی ہائی کا محدود نام ہے
یا وہ کوئی اور چیز ہے جس کے لئے یہ
موجودۃ الان جسم بطور لباس کے ہی یا اپنی کتہ

(۶) انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم وسلام۔ آئمہ و عترۃ۔ اولیاء کرام۔ صحابہ عظام۔ انواع و اقسام ذنوب و خطایا سے محفوظ و معصوم نہیں۔ یا ہیں۔
بصورۃ اولی انپر اعتماد کا معیار کیا ہوگا۔ اور بصورۃ ثانیہ کوئی قوی دلیل مطلوب ہے مگر ہو مختصر۔ کتاب اللہ یا سنۃ رسول اللہ

(۷) الہام و کشف رؤیا صالحہ کیا چیز ہیں۔ اور انسے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔

(۸) ایک جگہ جناب نے تاریخ کبیر بخاری کا حوالہ دیا ہے کیا وہ جناب کے کتب خانہ میں ہے یا نہیں۔

(۹) بعض احادیث کی تخریج نہیں فرمائی اسکو کس جگہ دیکھا جاوے۔
میرا مطلب یہ ہے کہ جناب نے ان احادیث کو کہاں کہاں سے لیا ہے۔ جس کا ذکر کتاب میں فرمایا ہے۔

(۱۰) عقل۔ قانون قدرۃ۔ فطرۃ۔ کس حد تک معتمد ہیں یا یہ چیزیں شریعۃ کے سامنے اس قابل نہیں کہ انکا نام لیا جاوے۔ تعارض عقل و نقل۔ تعارض اقوال شریعۃ و سنۃ اللہ مقابلہ فطرۃ و شرع کے وقت کونسی راہ اختیار کی جاوے۔ مختصر جواب بدون دلائل کافی ہوگا۔

(۱۱) تفسیر بالرائے۔ اور متشابہات کے کیا معنے ہیں۔ کوئی ایسی تفسیر جناب کے خیال میں ہے کہ وہ تفسیر بالرای سے پاک ہو اور متشابہات کو ہم کسطرح پہچان سکتے ہیں۔
مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۰۰ء از قادیان

مہر شاہ صاحب گولڑہ والی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مولٰنا المعظم المکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
اما بعد
مولوی محمد غازی صاحب کتب حدیث و تفسیر اپنی معرفت سے پیدا کرکے ملاحظہ فرماتے رہے ہیں مولوی صاحب موصوف آجکل دولت خانہ کو تشریف لے گئے ہیں۔ مولوی غلام محی الدین اور حکیم شاہ نواز وغیرہ احباب نے میری نسبت اپنی حسن ظن کے مطابق آپکے سامنے بیان کیا ہوگا ورنہ من آنم کہ من دانم مولوی صاحب نے اپنی سعی اور اہتمام سے کتاب شمس الہدایت کو مطبوع اور تالیف فرمایا۔ ہاں احیاناً اس بیچ سے بھی اتفاق استفسار بعض مسائل میں ہوا۔ جب وقت مولوی صاحب واپس آوینگے کیفیت کتب مسؤلہ اور جواب سرافراز نامہ اگر اجازت ہوئی تو لکھیں گے۔ اللہ تعالی جانبین کو صراط مستقیم پر ثابت رکھے زیادہ سلام۔
نیاز مند علماء و فقراء مہر شاہ ۶ ۱۲ شوال سنہ ۱۳۱۷ھ

ایک مرید عبد الہادی نام کیطرف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ فتوحات کی اگر ضرورت ہو بھیجی جاوے میں نے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا سے زائد چالیس روپیہ سے خریدی تھی ہند کی مجھے خبر نہیں دوسرا معاملہ جو ہے آپ بیفکر رہیں کوئی نقرہ حکمت اور صد آفت سے انشاء اللہ تعالی خالی نہ ہوگا۔ لفظ تالیف اور طبع کا معنی نہ سمجھنے سے انہوں نے کہا جو کچھ کہا وہو لنا ولیہم۔ سیظہر اب ان سے یہ پوچھنا کہ ایجاد مضامین اور تالیف میں عموم خصوص من وجہ ہوا کرتا ہے بھلا مجکو یہ بتاؤ کہ دوسرا کاغذ جو مولوی نور الدین صاحب کو پہونچا ہے ذرا اسکی نقل بھی منگوا کر ملاحظہ کرو والسلام
مہر شاہ بقلم خود

ایک مرید غلام محمد نام کی طرف

مخلصی ام غلام محمد سلامت۔ بعد سلام و دعا آنکہ۔ مولوی نور الدین صاحب کی درخواست کتاب کے بارہ میں اور نیز وصف میرے علم کے جو کہ انکو بذریعہ احباب پہونچی تھی اس کے بارہ میں میں نے لکھا تھا جسکا مضمون یہ ہے کہ میں تو اتنا علم نہیں رکھتا ہوں جیسے احباب نے اپنے حسن ظن کے مطابق تعریف کی ہوگی۔ اور کتاب کے بارہ میں مولوی محمد غازی صاحب جب واپس آئے تو لکھیں گے کیونکہ کتابوں کی تجسس اور دیکھنا ان کے متعلق تھا میں مضامین غیر مرتبہ لبا اوقات ان کو دیتا رہا اور تالیف یعنی جمع و ترتیب و طبع کرانا یہ سب انکے متعلق تھی۔ جناب مولوی نور الدین صاحب نے تالیف سے جو منسوب مولوی محمد غازی صاحب کی طرف کی گئی تھی اور فی الواقع یوہنی تھا یہ سمجھ لیا کہ موجد مضامین اور مصنف مولوی صاحب ہیں۔ فلاں نے یعنی میں نے اسکی تصنیف اور ایجاد سے انکار کیا مجہا کبھی مؤلف اور موجد ایک ہی ہوتا ہے اور کبھی مختلف۔ میں نے بباعث کم فرصتی کے جمع اور ترتیب معہ مطالع کتب ان کے ذمہ پر رکھا تھا۔ الغرض جو مطلب تھا یعنی لوگوں کا دھوکا نہ کھانا وہ تو بفضل خدا بخوبی حاصل ہو گیا بذریعہ خطوط روزمرہ مقبولیت کتاب معلوم ہوتی رہتی ہے۔ باقی زید و عمر سے کچھ غرض نہیں زیادہ سلام۔

(مہر شاہ)

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی
از قادیان ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

بقیہ روئیداد جلسہ عید اضحی اگلے نمبر میں شائع کی جائیگی انشاء اللہ تعالی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند جالا پڑوال غبار پھولا - سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص سرمہ سے فائدہ اوٹھا سکین قیمت ۴؍ تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۴؍ ممیرےکا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے ر خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۸؍ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے **المشتہر** - پروفیسر میاسنگھ آہلووالیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ✦

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرےکا سرمہ جو سردار میاسنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے پانی بہت جانا - دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اون سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرےکا سرمہ ضروری ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی ایم شانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ ... دبوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑوال پڑے تھے اوسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اون میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اوسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اون اشیاء کو جو اوس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین - صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر مریضون کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر - ایم - ایل - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ✦

(۴) میں (۲) امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اوسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا -

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی عرض دار الاماں بینی

نمبر ۱۶ | دار الامان قادیان یکم محرم سنہ ۱۳۱۸ ہجری و یکم مئی سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

عذر تقصیر

ہمارے ناظرین کے طبقہ میں یہ شکایت عام ہو چلی ہے۔ کہ اخبار الحکم بدیر شائع ہوتا ہے اور بسا اوقات بعض احباب کو پہونچتا ہی نہیں۔ یا دو دو نمبر یکجا ملتے ہیں۔

ہم ان شکایتوں کو تسلیم کرتے ہیں گو اس سے پیشتر بھی متعدد مرتبہ ہم کو معذرت کرنے کا موقع ملا ہے لیکن اب کی مرتبہ ہم پھر ناظرین کی شکایتوں اور اپنی مشکلات کو اُنکے گوش گذار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیا تعجب کہ مولیٰ کریم ایسی صورت نکالدے جس سے ان شکایتوں کے رفع ہونے کا موقع نکل آوے اس امر کا بیان کر دینا بھی غالباً بیموقع نہ ہوگا۔ کہ ہر ایک حقیقی اصلاح کا کام علی العموم ابتداءً ایک دھیمی اور سُست رفتار سے چلتا ہے لیکن انجام کار اللہ تعالےٰ اُس کی کامیابی کو مقدر کر لیتا ہے الحکم کے ذریعہ قوم کی اندرونی خرابیوں کی اصلاح اور بیرونی حملہ آوروں کا دفاع مقصود ہے۔ پھر ابتداءً اگر اُسکی رفتار میں سرعت اور تیزی نہ ہو تو تعجب کی کیا بات ہے۔

مسلمانوں کو بدقسمتی سے قرآن کریم کی تعلیم اور اُس کی اشاعت سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اور وہ قرآن کریم کی اشاعت کرنے والی مجلسوں یا اخباروں کو مذہبی دیوانوں کے نام سے نامزد کرتے ہیں اس لئے عام لوگ الحکم کی خریداری کی طرف توجہ نہیں کرتے جو اُس کی توسیع اشاعت میں بڑی بھاری روک ہے۔ پس ایک مخصوص جماعت میں الحکم کی اشاعت ہے۔ اور پھر اُس جماعت میں سے بھی فیصدی تین آدمی ہیں جو اخبار لیتے ہیں۔ اور ان تین میں سے فیصدی ایک ضرور ہے جو اخبار کو بلا قیمت لینا چاہتا ہے ایسی صورت میں اخبار کی راہ میں مشکلات نہ آویں تو تعجب ہے؟۔

اخبار الحکم کا ہیڈ کوارٹر ایک گاؤں میں ہے جس کے اردگرد امرتسر یا لاہور سے ورے کوئی چیز سامان مطبع کے متعلق مل ہی نہیں سکتی۔ کارپرداز۔ کاغذ۔ سیاہی۔ دیگر سامان مطبع سب کا سب امرتسر یا لاہور سے لانا یا منگوانا پڑتا ہے اور دوسری جگہ سے اشیاء کے منگوانے اور لانے میں خواہ مخواہ ایک دو دن کی دیر ہو جانی ممکن ہے یہ بھی ایک بڑی روک ہے جو اخبار کے بدیر

شائع ہونے کی ممد ہے۔

عام طور پر مطبع کے کارپرداز - پریسمین - اور کل کش وغیرہ کوئی متدین اور خدا ترس آدمی نہیں ہوتے ہم نے کئی مرتبہ ان ظالم طبع لوگوں کے ہاتھ سے نقصان اُٹھایا ہے پیشگی تنخواہیں لے لے کر یہ لوگ بھاگ جاتے ہیں اور پھر از سرِنو کسی اور کی تلاش کرنی پڑتی ہے چنانچہ اس سال میں چار پریسمین آ جا چکے ہیں - ایسی صورتوں میں کس قدر دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے -

قادیان کا ڈاک خانہ باوجودیکہ یہاں بٹالہ کے مقابلہ میں بھی کام زیادہ ہے لیکن اسپر بھی ایک ادنی درجہ کا برانچ آفس ہے جہاں محدود تعداد کے ٹکٹ رکھے جاتے ہیں اور بارہا ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ یہاں ٹکٹ نہیں ملتے اور اُن کے انتظار میں کئی کئی دن تک اخبار روانگی کے لئے ملتوی پڑا رہتا ہے -

یہ تو وہ مشکلات ہیں جو عام طور پر ہماری راہ میں پڑی ہوئی ہیں اسپر سب سے بڑی اور زبردست مشکل **مالی مشکل** ہے اخبار کی قیمت کے بروقت ادا کرنے والے احباب کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے - ۱۸۹۹ء کے دسمبر تک تین سو خریداروں میں ساڑھے چار سو روپے کا باقی رہنا ناظرین خود اندازہ کریں کہ کس قدر نقصان رساں بات ہے - اس موقعہ پر ہم کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اگر افریقہ سے ہمارے مخدوم ڈاکٹر رحمت علی صاحب (جنھوں نے نہ صرف کوئی پندرہ ایک جدید خریدار پیدا کر کے اُن کی پیشگی قیمت لے کر روانہ کی بلکہ ہر ایک خریدار سے **تین روپے** بطور امداد لے کر بھی روانہ کئے) امداد نہ کرتے تو بڑی بھاری مشکل کا سامنا ہوتا ـــــ اسی طرح پر یہ بے انصافی ہو گی اگر ہم یہ بیان نہ کریں کہ گذشتہ سالوں کی زیر باریوں سے ایک حد تک مخلصی دلانے کیلئے برادرم بابو محمد افضل صاحب اور شیخ نور احمد صاحب نے افریقہ سے ایک سو روپیہ بھیجکر ہماری مدد کی - گویا ۱۸۹۸ء اور ۱۸۹۹ء کی مالی مشکلات میں ہماری افریقہ کی جماعت ہی نے صرف حصّہ لیا اور ہندوستان کی کئی ہزار آدمیوں کی جماعت میں سے کوئی ایک بزرگ بھی ہماری مدد کرنے والا ثابت نہ ہوا۔

اس قسم کی مشکلات میں اگر اخبار بدیر شائع ہو تو تعجب کی بات نہیں بلکہ اُس کا جاری رہنا ہی تعجب کی بات ہے - ہم نے کئی مرتبہ ناظرین کو توجہ دلائی کہ وہ اس کی پیشگی قیمت وقت پر ادا کریں - جدید خریدار بہم پہونچائیں امدادی چندے دیں مگر بجز چند آدمیوں کے کم متوجہ ہوئے -

ہم فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ **مفتی محمد صادق** ایک خریدار ہے جنکی زبان سے ہم نے (باوجودیکہ اخبار کی باقاعدہ اشاعت میں نقص ہے) جب سنا اظہار مسرت ہی سُنا اور اُنکو الحکم کا مشکور ہی پایا جزاہ اللہ احسن الجزا - یہ ہمارا مطلب نہیں کہ اخبار الحکم کو کسی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ جسقدر اضطراب اور بیقراری الحکم کے دیر سے وصول ہونے پر ظاہر کی جاتی ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ الحکم نے **ستنہ ضروریہ** کو سبعہ ضروریہ بنا دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کتنے ہیں جو اُن مشکلات کے دور کرنے میں ہمارا ساتھ دیتے ہیں جو الحکم کے باقاعدہ اشاعت کی راہ میں پڑی ہوئی ہیں -؟

ہم عام اخبارات کو دیکھتے ہیں کہ اُمنیں سے بعض بہ سالانہ قیمت پر بھی نہ خریدے جاتے ہیں البتہ سالانہ چندہ دینے میں بھی چون و چرا کی جاتی ہے - بعض اخبارات ایسے بھی ہیں جنکے معاونین مستقل امداد دیتے ہیں - لیکن ہمکو واجب امداد چندہ کی بروقت وصول ہونے کی بھی دقت رہتی ہے -

بہرحال ان مشکلات اور شکایات کا رفع کرنا ہمارے اور ہمارے ناظرین کی متفقہ کوشش اور خدا تعالٰے کے فضل پر منحصر ہے ہم نے اپنی طرف سے حتی الامکان اخبار کو بہتر اور عمدہ بنانے کی کوشش کی ہے اور انشاء اللہ تعالٰی کریں گے مگر ناظرین کو مناسب ہے کہ وہ اپنے فرائض کی پوری پابندی کریں -

ان مشکلات کے دفعیہ کے لئے سردست ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے پاس **کاغذ** کا معقول **ذخیرہ ہو** - اور ایسا ہی کم از کم ایک مہینہ کے محصول ڈاک کے لئے ٹکٹ ہر وقت موجود رہیں - اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم **ایکسو روپیہ** کا کاغذ اکٹھا منگوا کر رکھیں اور کم از کم ۲۵ روپے کے ٹکٹ ہر وقت موجود رہیں - ملازمان مطبع کی تنخواہوں کے لئے جس طرح پر اخبار کی قیمت آتی جاتی ہے وہ کفایت کر سکتی ہے - اگر ہمارے ناظرین ہمکو مدد دیں تو اُمید ہو سکتی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالٰے الحکم کو ایک باقاعدہ اور عمدہ اخبار بنانے کے قابل ہو سکیں - اور اس رقم کا بہم پہونچانا ہمارے ناظرین کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے -

ہمارے مخدوم **نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم** مالیر کوٹلہ نے **سو روپیہ** سالانہ اخبار کی امداد کے لئے

... تھا اگر وہ توجہ کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن ہم ایک اور عام تجویز اس بارہ میں پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ مستقل طور پر کار آمد اور مفید ثابت ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے

کل خریداران اخبار سال بھر میں چار جدید خریدار پیدا کرنے کا ذمہ اٹھائیں اور انکی قیمت درخواست کے ہمراہ بھجوائیں۔

اس طرح پر اشاعت اخبار میں بھی ترقی ہوگی اور اس کی مالی مشکلات کا انتظام بھی ہو جاوے گا۔ اور یہ چار خریدار ایسے بہم پہونچائیں کہ ہر ایک انہیں سے اپنا یہ فرض سمجھ لے کہ وہ چار خریدار اپنی تاریخ خریداری سے ایک سال کے اندر اندر لاوے

تاہم

چاہتے ہیں کہ بڑی سرعت کے ساتھ اس تجویز پر عمل در آمد شروع ہو ایک سو پچیس روپے کے لئے

مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں ہم کو چونتیس جدید خریدار

بکار ہیں۔ اگر یہ ۳۴ جدید خریدار ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۶ء تک معہ پیشگی قیمت کے پیدا ہو جاویں تو ہم جون سنہ ۱۹۰۶ء سے انشاء اللہ تعالیٰ مستقل انتظام کر سکیں گے۔ ہفتہ وار ان معاونین کے نام شائع کر دئے جاویں گے جو اس کار خیر میں ہمارے معاون ہوں گے۔

اس رقم کے پورا کرنے کے لئے جو صاحب بطور امداد کچھ دینگے بشرطیکہ وہ قیمت اخبار کے برابر ہو تو انکا اختیار ہوگا کہ وہ کسی صاحب کے نام اخبار جاری کرا دیں۔

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری یہ تحریر بے اثر نہ ہوگی۔ (ایڈیٹر)

ایوب صادق

آج ایک ایسے با اخلاص عزیز کی جدائی کا صدمہ ہمارے سامنے در پیش ہے کہ اس کی وجہ سے ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں پر ایسی مصیبت کے وقت ہم دل کے انشراح کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہیں کیونکہ ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف جانے والے ہیں کسی صدمہ اور مصیبت کے وقت انا للہ پڑھنا تو ایک رواج ہو ہی گیا ہے پر قربان ہوں ہماری جانیں اس عبد صادق کی راہ پر جسنے ہمارے درمیان سے نفسانی اغراض کو دور کرکے ہم کو فی الحقیقت اللہ کا بنا دیا ہے اور ہر ایک دینی امر جو صرف جسم ہی رہ گیا تھا اس نے پھر اس میں آکر وہی روح ڈالدی ہے جو کہ نبیوں کے خاتم سرور انبیاء سید ولد آدم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈالا تھا۔ پس اے سننے والے کیا تو تعجب کرتا ہے کہ ہم نے اس مردوں میں جان ڈالنے والے کو **مسیح** مانا۔ سو ہم ایسے ہو گئے ہیں کہ ہماری محبتیں اور ہمارے تعلقات محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم درحقیقت اللہ کے ہیں یہاں ہوں یا وہاں۔

اس محبت اور اخلاص اور ایمان کے پانے میں جوکہ حضرت امام الزمان مسیح موعود مہدی معہود حضرت

مرزا غلام احمد صاحب
ایدہ اللہ تعالےٰ

کے ذریعہ سے لوگوں کو حاصل ہوا ہے ہمارا عزیز بھائی **مرزا ایوب بیگ** مرحوم و مغفور ابن مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور ضلع گورداسپور ایک نمونہ تھا۔ اتنے لمبے عرصہ کی ملاقات میں جوکہ مجھے اس کے ساتھ تھی مینے نہیں دیکھا کہ کبھی دوستوں میں سے کسی کے ساتھ اسکو بغض اور کدورت ہو یا اسکے ساتھ کسیکو ہو۔ احباب کا وہ ہر وقت سپاہیوں کی طرح ایک ہوشیار خادم تھا ایسا کہ ہمارے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اس کو والنذیر کہا کرتے تھے اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب وہ ہیں جنکے ریمارکس ہمیشہ پُر معنی ہوا کرتے ہیں اور بعض اوقات میں غور سے دیکھتا ہوں کہ ان کے منہ کی بات حق کہی ہوئی حضرت امام صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ و السلام کے الہامات اور اقوال سے ایسی جا ملتی ہے جیسے کہ بعض دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رائے کے مطابق حضرت سرور انبیاء پر وحی نازل ہو جاتی تھی + یہ عزیز اپنے امام کا سچا عاشق تھا اور اس کا عشق مسیح کے ساتھ روز افزوں ترقی کرکے اس حد کو پہونچ گیا تھا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اب ضرور تھا کہ وہ اس حالت کے ساتھ اس دنیا کو

کوچ کرکے اپنے مالک حقیقی کے پاس جا پہونچے - اس عزیز بھائی کے بعض حالات عجیبہ کے متعلق ایک مختصر کتاب لکھنے کے واسطے اس کے بڑے بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ارادہ کیا ہے - اس کتاب کے دیکھنے سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا یہ بھائی کس طرح سے اپنے والدین کے حق میں فرمانبردار اور اپنے دوستوں کے واسطے خادم اپنے بزرگوں کا تابعدار اپنے امام کا جاں نثار عاشق زار تھا اس لمبی بیماری کے عرصہ میں جو کہ اس عزیز نے اپنے بھائی کے پاس فاضلکا میں کاٹی ہے اُسنے ایسے صبر کا نمونہ دکھایا ہے کہ یقین ہوتا ہے کہ کسی نے القاء الٰہی سے پیدا ہونے کے وقت اس کا نام ایوب رکھا تھا۔

حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بیماری کی وقت جو غمخواری بذریعہ خطوط اور دوائیوں کے ارسال کرنے اور اس کے علاج کے واسطے مبلغ ۵ ارسال کرنے سے کی ہے اور اس کی عیادت کے واسطے اپنی طرف سے حکیم فضل الدین صاحب کو روانہ کیا ہے - اس کے بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے جس محبت کے جوش سے اسکی اس لمبی بیماری میں اسکی تیمارداری پر محنت اور مال خرچ کیا ہے اور تمام بھائی عموماً جس محبت کے ساتھ اس عزیز کے حال سے ہمیشہ پرساں رہے ہیں اور آخر دم تک جس استقلال اور نفس مطمئنہ کے ساتھ وہ اپنے ایمان پر قائم رہا ہے اسکی مرنے پر جو صبر اس کے اقارب اور عزیزوں نے دکھایا ہے یہ سب باتیں ایک نشان ہیں اس بات کے سمجھنے کے واسطے کہ جینا اور مرنا . بیماری اور تیمارداری ہر ایک حالت میں اگر انسان اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنا چاہی تو وہ ہمارے امام کے قدموں میں گر کر اسبات کو حاصل کرسکتا ہے

اس عزیز بھائی کو احباب میں سے ہر ایک کے ساتھ الفت و محبت تھی پر اس عاجز کے ساتھ اسکو ایک خاص مناسبت تھی کیونکہ ہم دونوں ایک باپ کے بیٹے تھے اور یہ ایک راز ہے جسکی سُننے کی ہر ایک کو طاقت نہیں یہ عزیز سب کے درمیان پیارا تھا اور نہ صرف اپنوں ہی کے درمیان عزیز تھا بلکہ دشمنوں پر بھی ہمیشہ غالب تھا ایسا کہ بڑی بڑے مولوی اور مفتی کہلانے والے اور عربی علوم و فنون اور فقہ کے معلم اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی جب اس نے گردن پکڑی کہ یا حضرت مرزا صاحب کا امام برحق ہونا مجھ سے سمجھ اور یا انکا برحق نہ ہونا مجھ پر ثابت کر تو اُسکو تاب نہ ہوئی کہ اسکا مقابلہ کرے اور ہمارا والینٹر بالآخر یہ کہہ کر اُس کے مکان سے واپس آیا کہ دیکھ قیامت کے دن میں تیرا دامن پکڑوں گا کہ نہ تو مجھسے سمجھتا ہے اور نہ مجھے سمجھاتا ہے۔

غرض اس عزیز کا امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ۹ سال بعد ۲۶ سال کی عمر میں ایسے ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر ہوا کہ ہمارے ایک دوست کا قول ہے کہ اُس کی زندگی اور موت ہر دو قابل رشک ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُس عزیز کو اپنی رحمت سے بہشت میں بلند درجات اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب اُس عالم میں عطا فرماوے آمین

اور مجھے برادر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا یہ فعل بہت پیارا معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے اپنے بھائی کی روح کو ثواب پہونچانے کے واسطے ایکسو روپیہ قادیان بھیجا ہے تاکہ خدمات دینی میں صرف ہو اور دراصل مردوں یا زندوں کے واسطے اس زمانہ میں مال خرچ کرنے کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں کہ خدا کے قائم کئے ہوئے سلسلہ خدمات دینی پر مال صرف کیا جاوے باقی آج کل کے ملانوں کو کچھ دینا تو میں سمجھتا ہوں کہ مال کو ضائع کرنے کے سوا اور کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔

محمد صادق بھیروی
از فاضلکا ضلع فیروز پور ۲۰ - اپریل
سنہ ۱۹ء

تفسیر القرآن

کے طبع کا کام شروع ہو چکا ہوا ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور توفیق شامل حال رہے تو بہت جلد پہلا پارہ نکل آوے ہمارے وہ دوست جنھوں نے پیشگی قیمت دینے کا وعدہ فرمایا ہے قیمت ارسال کرکے ہماری امداد کریں - تاکہ طبع کے کام میں کسی قسم کی روکاوٹیں پیدا نہ ہوں

منیجر الحکم

شمس الدین

بقیہ رویداد جلسہ عید اضحیٰ

ایک عظیم الشان نشان کا ظہور

بنگرا ے قوم نشا نہا ے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ برچشم نشانی ہست کبیر

جب حضرت اقدس حسب تحریک جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی باہمی خلت و اخوت پر تقریر فرما چکے تو اللہ تعالےٰ کے القار و ایما کے موافق حضور نے عربی زبان میں خطبہ پڑھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا چونکہ یہ خطبہ **ایات اللہ** میں سے ایک زبردست آیت اور لا نظیر نشان ہے جو ہماری آنکھ کے سامنے بلکہ ایک عظیم الشان گروہ کے سامنے پورا ہوا۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ زبردست نشان سے الحقیقت ایک اعجاز تھا۔ غرض حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کے لئے طیار ہوئے۔ اور حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔ جب حضرات مولوی صاحبان طیار ہو گئے تو آپ نے یا عباد اللہ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع فرمایا ہماری زبان قلم میں طاقت نہیں کہ آپکے لب ولہجہ کی تصویر الفاظ میں کھینچ سکے الفاظ میں ایک برقی اثر تھا جو اندر ہی اندر طبیعت کے مواد ردیہ کو زائل کر رہا تھا۔ شکل صورت اور زبان ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص اس وقت اس دنیا میں موجود نہیں ہے اور اسکی زبان اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ نیم باز آنکھیں بتلا رہی تھیں کہ ایک سکر کی سی حالت طاری ہے۔ حضرت اقدس کھڑے ہوئے تھے چند عربی فقرات بولنے کے واسطے جو گویا ارشاد الٰہی کی تعمیل تھی لیکن کوئی دو گھنٹے تک ایک وسیع اور فصیح خطبہ جو حقایق و معارف سے پر تھا تہذیب نفس اور اصلاح روح کے لئے ایک نسخہ شفا بخش تھا۔ جسقدر معرفت کے دقیق راز اس خطبہ میں بیان کئے گئے ہیں واللہ باللہ ایسے تھے کہ نہ کبھی اس سے پیشتر کان آشنا تھے اور نہ آنکھ سے کسی کو بیان کرتے دیکھا تھا۔ حضرت اقدس نے اثنا خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں۔ آخر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق یہ عظیم الشان نشان پورا ہوا۔

خطبہ میں کیا ہے

اس امر کی تفصیل کیلئے ایک جداگانہ مضمون کی ضرورت ہے لیکن جب کہ عربی خطبہ چھپ کر شائع ہو جاوے گا خود پتہ لگ جائے گا کہ اسمیں کیا ہے؟ مختصر طور پر ہم اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس عربی خطبہ میں اولاً قربانی کی حقیقت بتائی پھر بتایا ہے کہ خلیفۃ اللہ کیا ہوتا ہے اور آخر میں اپنے دعوے اور مقام کا تذکرہ ہے اور مخالفین پر اتمام حجت کا بیان ہے۔

مولوی عبد الکریم صاحب ترجمہ سناتے ہیں

جب حضرت اقدس خطبہ پڑھکر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اسکا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سنائیں حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو میں نے دعائیں کی ہیں اُن قبولیت کے لئے نشان رکھا گیا تھا۔ کہ اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی **الحمد للہ** کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق قبول ہو گئیں۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے جس خوبی اور فصاحت کے ساتھ اسکا ترجمہ کیا یہ بجائے خود ایک نشان تھا کسی دوسری زبان کے بیان کردہ مضامین کو اپنی زبان میں ارتجالاً ادا کرنا آسان کام نہیں ہے اور خصوصاً معارف و حقائق کا ترجمہ۔ مگر مولوی صاحب نے جس صفائی کے ساتھ ترجمہ سنایا وہ گویا روح القدس کی امداد سے بول رہے تھے۔ لفظی یا محاورہ سلیس مسلسل جسقدر خوبیاں ایک ترجمہ میں ہونی چاہئیں وہ سب موجود تھیں۔

سجدۂ شکر مبارک

ابھی حضرت مولانا موصوف ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس فرط جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ”ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ **مبارک**“ یہ گویا قبولیت کا نشان ہے آخر مولانا صاحب نے ترجمہ ختم کیا

اور ترجمہ ختم کرتے وقت نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ پس نماز ظہر اور عصر جمع کرکے ادا کی گئی۔

خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اتنی مہلت دی کہ قرآن کریم کی طرح ایک عظیم الشان نشان ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ لیا۔ اب خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ اور حشر اس امام کے ساتھ کرے جس پر اسکی نصرتوں کی بارش ہورہی ہے اور دنیا کو دیکھنے کی آنکھ اور سمجھنے والا دل عطا فرماوے آمین

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا خطبہ

جلسہ عید اضحیٰ کی روئداد میں سے اب صرف مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا خطبہ باقی ہے جو بوجہ عدم گنجایش ہم اگلی پرچہ اشاعت میں درج کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان علیہ السلام

نبی کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ قوت قدسی ہوتی ہے۔ اور اُنکے دل میں لوگوں کی ہمدردی۔ نفع رسانی اور عام خیر خواہی کا بیتاب کردینے والا جوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حق تعالیٰ نے فرمایا ہے لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین۔ یعنی کیا تو اپنی جان کو ہلاک کردے گا اس خیال سے کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔

اس کے دو پہلو ہیں ایک کافروں کی نسبت کہ وہ مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔ دوسرا مسلمانوں کی نسبت کہ اُنمیں وہ اعلےٰ درجہ کی روحانی قوت کیوں نہیں پیدا ہوتی جو آپ پاتے ہیں۔

چونکہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے اس لئے صحابہ کی ترقیاں بھی تدریجی طور پر ہوئی تھیں۔ مگر انبیاء کے دل کی بناوٹ بالکل ہمدردی ہی ہوتی ہے اور پھر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو جامع جمیع کمالات نبوت تھے آپ میں یہ ہمدردی کمال درجہ پر تھی آپ صحابہ کو دیکھکر چاہتے تھے کہ پوری ترقیات پر پہونچیں۔ لیکن یہ عروج ایک وقت پر مقدر تھا آخر صحابہ نے وہ پایا جو دنیا نے کبھی نہ پایا تھا اور وہ دیکھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا۔

سارا مدار مجاہدہ پر ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو لوگ ہم میں ہوکر کوشش کرتے ہیں ہم اُن کے لئے اپنی تمام راہیں کھولدیتے ہیں۔ مجاہدہ کے بدون کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظر میں چور کو قطب بنادیا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور ایسی ہی باتوں نے لوگوں کو ہلاک کردیا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی کی جھاڑ پھونک سے کوئی بزرگ بنجاتا ہے۔ جو لوگ خدا کے ساتھ جلدی کرتے ہیں وہ ہلاک ہوجاتے ہیں دنیا میں ہر چیز کی ترقی تدریجی ہے روحانی ترقی بھی اسیطرح ہوتی ہے اور بدون مجاہدہ کے کچھ بھی نہیں ہوتا اور مجاہدہ بھی وہ ہو جو خدا تعالےٰ میں ہوکر۔ یہ نہیں کہ قرآن کریم کے خلاف خود ہی بیفائدہ ریاضتیں اور مجاہدہ جوگیوں کی طرح تجویز کربیٹھے۔ یہی کام ہے جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے تاکہ میں دنیا کو دکھلادوں کہ کسطرح پر انسان اللہ تعالےٰ تک پہونچ سکتا ہے۔ یہ قانون قدرت ہے نہ سب محروم رہتے ہیں اور نہ سب ہدایت پاتے ہیں۔

مسدس قابل توجہ اہل اسلام

قوموں کے درمیان تھا شور اک مچا ہوا
بازار گرم تھا کہیں ارتداد کا
ہر ایک اپنے آپ کو حق پر تھا جانتا
کیسا ہی گو کہ ٹیڑھی سی ٹیڑھا ہو چل رہا
ازبس تھے حملے ہو رہے قرآن کی شان پر
قرآن و بے گناہ پیمبر کی آن پر

ہر جا گروہ صلیب تھی اسلام کے لئے
اہل صلیب دانت ہی پیسے تھے پیستے
آریہ سماج کے آریہ سے ہی تھے چل رہے
سکھوں کے حملے اور ہی قہر و غضب کے تھے
دشمن مخالفت پہ تھے ایسے اٹھے ہوئے
دین نبی کی جان کے تھے لالے پڑے ہوئے

تھے بڑھ کے زور و شور میں ادیان باطلہ
اسلام کے مٹانے میں تھا خشک فلسفہ
تھا منیں مار خاں بنا ہر ایک مرد کہ
ہر ایک عدو کا بڑھ گیا بے طرح حوصلہ
تھے ہر طرف سے زور سے یوں حملہ آوری
ازبس بحال زار تھا دین محمدی

ایک شخص ایسے حال میں اُٹھا بقا دیاں

دل ہیکا خون ہوگیا پر کار دشمناں
اُٹھتا ہی جان بچھ اکھڑا میدان میں پہلواں
ہونے لگے عدو بھی بے نام و بے نشاں
دس دس لگائیں اسکو لگا ایک بھی نہیں ایک
میدان لگا وہ جیتی ہر اک سو مرد نیک

منہ بند سب مخالفوں کے ہونے لگ گئے
دس دس جواب پائے ایک اعتراض کے
سب پر عقیدہ کے جیسی صحیح اُن کی میں کھلے
دشمن ہے حق کا اب بھی جو اپنے اڑے ارے
کوئی نہیں جو آوے مقابل جہان سے
کھائے نہ پھر شکست وہ اس پہلوان سے

دکھلایا اُس نے تابع قرآن فلسفہ
دیوے ہر ایک اہل کا قرآن سے فیصلہ
شرح نبی ہے حکمت و حکمت ہر ایس ہمہ
دکھلایا سب جہان کو نبی جی کا مرتبہ
لازم ہے ایسے شخص پہ ہو جائیں ہم نثار
ایک شیم و جان ہیں یا چیز ہی کیا بل ہیں صد ہزار

دکھلائیں منکریں کو ہیں اسلامی خوبیاں
مردہ ہیں اور دین یہ زندہ ہے سر زماں
ہے معجزات اور کرامات کی یہ کان
تصدیق معجزات نبی کی نہیں نشان
افسوس اُنپہ جنکی کہ آنکھیں نہیں کھلیں
اس آفتاب و نور سے روشن نہیں ہوئیں

دکھلائی ہر وہ شان عرب کی زبان کی
یعنی زبان احمد عالی مکان کی
بانیں گی قومیں بولی یہ جڑ ہے جہان کی
مانیں گی قومیں ماں عربی ہر زبان کی
حق سے دعا ہے جلدی سے جب جائے وہ باب
سب قومیں جسمیں اس سے ہیں کر ڈالی لاجواب
نکلا وہ حامی دین کا ہی مال و جان سے
نکلا وہ حامی دین کا طرز بیان سے
ثانی نہیں ہے کوئی بھی جسکا جہان سے
بالا ہیں جسکی کوششیں وہم و گمان سے
جائز ہے ہمکو قدر کریں ایسے مرد کی
اپنے نمایاں کاموں سے دار و مدار دین کی

شرطیں لگائیں جان کی اُس نے برائے دین
سولی پہ کھینچا جانا وہ چاہے برائے دین
مرنا اور اپنا جینا بتائے برائے دین
آرام سب بھلا دئیے اُس نے برائے دین
افسوس ایسے حامی دیں پہ نہ گر مریں
دھو دھو کے پاؤں ایسے کے پینے نہ گر انہیں

جانم فدا شود برہ دین مصطفیٰ
کہتا ہے بار بار ہیوت اور ہے دہر رہا
سب طاقتوں کو ہی رہ مولی میں رکھدیا
سب مال و جان وقف رہ دیں ہی کر رہا
صد حیف ایسے حامی کو کوسے اگر کوئی
تیغ و تبر سے ایسے پہ دوڑے اگر کوئی

یار وہ کیسا دل ہے وہ جس سے یہ کہے
بیٹھے جو مجھ سے سولی پہ وہ مجھکو کھینچ لے
کھینچو گلی گلی گلے رسّا وہ ڈال کے
رسوا کرے جہانیں اور روسیہ کرے
ایمان کا حال اس سے تو ظاہر ہے بر ملا
ہے ظلم دیویں ایسے کو کافر اگر بنا

نبی سے جان سارے جہاں سے مقابلہ
قومیں ہیں ساری ٹوٹ پڑی اُس پہ یہ جفا
اپنا پرایا خون کا پیاسا ہے پھر رہا
حیران ہوں کیونکہ زندہ ہے جیتا ہے میرزا
دشمن ہمارا اک ہو تو ڈر ڈر کے مر سکیں
حامی خدا ہے اُسکا سوا اس کے کیا کہیں

سو بار یوں ہوا ہے کہ اب میرزا نہیں
گرداب یوں گیا ہے کہ ہوتا رہا نہیں
سن پایا مژدہ سا تھ ہی کچھ بھی گیا نہیں
مرد خدا کا بال بھی بیکا ہوا نہیں
ہوتی خدا کے مرد پہ گلزار نار ہے
کیا جانوں عزر و غرض سے کیوں ہمکو عار ہے

کہتا ہے وہ کہ رد کا نہ جاؤں گا تم سے میں
استادہ ہوں گرایا نہ جاؤں گا تم سے میں
مارو گے خود ہی جیتا نہ جاؤنگا تم سے میں
خود ہی کٹو گے کاٹا نہ جاؤنگا تم سے میں
شاہیں واقعات نہ جرات ہے سب
اُسکو تسلی دینے پہ ہے بالضرور رب

قرنیہ سا قادیاں ہے جہالت میں بے مثال
لایا کہاں سے میرزا علمی بھلا کمال
لایا کہاں سے ہے وہ براہین لازوال
لایا کہاں سے زندگی بخشندہ ہر وہ قال
فضل خدا ہے آنا نظر صاف صاف ہے
ہرگز نہ ماجرا یہ کرم کے خلاف ہے

سوچیں تو خاص ہم پہ مقدر یہ فضل تھا
سو حکمت و معانی کا دفتر یہ فضل تھا
اک وقت خاص کو ہوا ہم پر یہ فضل تھا
ہونا زبان میرزا سے ظاہر یہ فضل تھا
اب خاص اپنے وقت پہ ہے یہ چمک گیا
افسوس اُسپہ شاکر حق جو نہیں ہوا
باہم جھگڑنا قوموں کا اب تھا لکھا گیا
حملوں کا ہونا حق پہ مقرر تھا ہو چکا
ایسے ہی موقعہ کو یہ مخصوص لطف تھا
وقت مقرر اپنے پہ ہے یہ چمک اٹھا
کوئی نہیں جو لکھا خدا کا مٹا سکے
کوئی نہیں جو حق کے نوشتے چھپا سکے

کیا وجہ پہلی عمر تھا خاموش میرزا
نفسانی خواہشات کے غلبوں کے موقعہ
کیا پیری میں ہی جھوٹ کا جھکڑ آ پڑا
ہرگز نہیں یہ دھوکا ہے دنیا کو لگ رہا
دنیا تباہ ہو چکی وہم و گمان سے
تھوڑے ہیں جو کہ طالب حق ہیں جہان سے

وہ پہلی عمر جھوٹ کی تہمت سے پاک ہے
دل ایسی تہمتوں سے بہت دردناک ہے
سن سن کے باتیں سینہ ہوا جاتا چاک ہے
اک نور حق پہ ڈالتی مخلوق خاک ہے
افسوس لطف حق کی نہ کچھ قدر کر سکے
اک مرد حق کے کاٹنے میں سب ہیں لگ گئے

حق الیقین ہوا ہے خود لطف وقت بہ طوطی نماوہ مرد خدا تو ہی سر بسر
اتحاد جو تھا وہ دیتا ہی نقل کر ⁂ اپنا اختیار کچھ اسمیں نہ ذرہ بھر
صد حیف آسمانی ہمدا دین کی نقل میں
کافر نفسوں کی وہ ٹھیرا ہے عقل میں
مخلصین میرزا صاحب سنو بیاں ⁂ دامن ہے پکڑا آپنے صادق کا بیگماں
میچاہ چھوڑو اسکا جب تک کہ تن میں جان تا ہو حق سے دوری تباہی کی ہے دلیل
ہرگز مکذبوں کے نہ ہمراہ تم چلو
اُن کے مآل کار سے ڈرتے سدا رہو
انجذاب العشق محمد تم ⁂ کافر ہیں کتنے ایسے فدائی و مسدم
اُسکی تمام خوبیاں مجموعی ہیں ایک قلم مسکین ہو شہہ محکم حق شفیع ہم
یارب وہ فہم خلق کو اپنی تو کر عطا
کھل جائے تیرے بندہ کا ہر اک پہ مرتبہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے امداد ویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاویں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرانی ماشہ ع۱۰ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ — المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن کمزوری نظر ناخنہ یا ابر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایم ایس ایل اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ ۵۰۰۰ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ہر قسم کے موقع اور سہولتیں دیں اُن کے احسان کا یہ شکریہ ہے کہ بے گناہ انگریزی افسروں کو قتل کر دیا جاوے۔ میں تو صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو خون ناحق سے نہیں ڈرتے اور محسن کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کے حضور سخت جواب دہ ہیں۔

ان مولویوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع کریں اور ناواقف اور جاہل لوگوں کو فہمایش کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ وہ امن آزادی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہیں۔ اور یہ

مبارک سلطنت نیکی اور ہدایت پھیلانے میں کامل مددگار ہے پس اس کے خلاف محاربہ کے خیالات رکھنے سخت **بغاوت** ہے اور یہ

قطعی حرام ہے

وہ اپنے قلم اور زبان سے جاہلوں کو سمجھائیں اور اپنے دین کو بدنام کر کے دنیا کو ناحق کا ضرر نہ پہنچائیں ہم تو گورنمنٹ برطانیہ کو آسمانی برکت سمجھتے ہیں۔ اور اس کی قدر کرنا اپنا فرض +

افسوس ہے مولویوں نے خود تو اس کام کو کیا نہیں اور ہم نے جب ان جاہلانہ خیالات کو دلوں سے مٹانا چاہا تو ہمکو **دجال** کہا صرف اسواسطہ کہ ہم محسن گورنمنٹ کے شکرگذار ہیں مگر ان کی مخالفت ہمارا کیا بگاڑ سکتی تھی ہم نے ہیبیوں رسالے اس مضمون کے عربی فارسی اردو انگریزی میں شائع کئے اور ہزاروں اشتہار مختلف بلاد و امصار میں تقسیم کر دئے ہیں اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ سے ہم کوئی عزت چاہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اس کام کو اپنا ضروری فرض سمجھتے ہیں اور اگر ہم کو اس خدمت کے بجا لانے میں تکلیف بھی ہو تو ہم پرواہ نہیں کرتے کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ احسان کی جزا احسان ہے پس پوری اطاعت اور وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کی مسلمانوں کا فرض ہے۔

اسماء مبائعین

حضرت امام علیہ السلام

1. بہارا۔ بستی وریام ضلع جھنگ
2. بخاور صاحب " "
3. قطب الدین۔ اسکندریہ۔ گجرات
4. مولوی عظیم اللہ صاحب۔ نابھا ریاست
5. ابراہیم شاہ۔ مسلینگن۔ انبالہ
6. علی بخش صاحب نابھا
7. عبد الرحیم صاحب "
8. نور محمد صاحب چک لوہٹ۔ لدھیانہ
9. مرزا اسمٰعیل صاحب۔ لائلپور
10. سلطان حامد صاحب۔ قتالپور۔ ملتان
11. رمضان الدین صاحب " "
12. غلام حسن صاحب گھنگھووالہ "
13. مولوی غلام محمد سرائے سدھو "
14. میاں اللہ بخش۔ ملتان پاک دروازہ
15. محمد مہر ہیڈماسٹر۔ غوطہ
16. شہاب الدین صاحب۔ دھیروالی۔ سیالکوٹ
17. فضل احمد صاحب۔ سیالکوٹ
18. شیخ رمضان۔ کشمیر
19. غلام رسول عرف رسل بٹ۔ کشمیر
20. کبما۔ بھینی ضلع گورداسپور
21. قاضی سلطان احمد کوٹ قاضی محمد زاہد۔ ضلع گوجرانوالہ
22. قاضی فیض احمد " "
23. قاضی عبد الرحمن " "
24. لدھو چوکیدار کوٹ قاضی محمد جان صاحب "

محمد عثمان صاحب ساکن گوڑ فدیپہان پورہ ضلع مچھلی بندر حال حیدر آباد دکن صیغہ دار ڈاک خانہ مغلی "
عبد المالک۔ چک سکندر ضلع گجرات
اسد اللہ / اشرف " "
امیر حیدر شاہ۔ بھرت ضلع شاہ پور
کریم بخش۔ بھینی گورداسپور
نواب " "
محمد الدین۔ کالرا ... گجرات
فقیر محمد نواں پنڈ۔ قادیان۔
غلام حسین قصور۔ لاہور
زبردست خاں۔ کشمیر
عبد الرحیم مزین قادیان۔
حافظ نصیر خان "
بوٹا سپاہی ملازم فریدکوٹ
احمد خان۔ جٹال۔ راولپنڈی
محمد حسن۔ دہلی۔ ولد مولوی محمود حسن خان
شبیر محمد۔ پھلور۔ جالندھر
خدا بخش سیالکوٹ
سراج الدین۔ ضلع گجرات
ابو الفضل الدین کیریام ہوشیار پور
فقیر شاہ نورکوٹ۔ ضلع گورداسپور
کریم بخش کشمیری لاہور۔
قدرت اللہ خاں مہاجر۔ شاہجہان پور ہند
رحیم بخش۔ پٹیالہ
مولا بخش "
محمد یوسف "
50. حافظ نور محمد۔ سوندا۔ پٹیالہ
51. اخوند مولوی محمد رمضان حکیم۔ شہر کمال ڈیرہ تعلقہ کندیارہ ضلع حیدر آباد سندھ۔
عبد الجلیل۔ بھیرہ۔ شاہ پور
سید محمد علی شاہ سیالکوٹ
عبد العظیم چک سکندر۔ گجرات
اللہ رکھا " "
اللہ دتا " "
میاں محمد سوداگر۔ پشاور حال ...
ولی محمد " "
پیر بخش کھنگنہ۔ ہوشیار پور
عبد اللہ " "
غلام نبی بھارڑہ۔ لدھیانہ
لال۔ چک سکندر۔

غلام مولا

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتے ہیں اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے یکساں کافی ہے مبلغ عـہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے ر خالص میرا فی ماشہ عـ٥ مصری سرمہ فی تولہ ٤ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جکو عموماً آنکھ کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے تو ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ایم۔بی ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ ... دلوی بعمر ۵۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مرضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ایم۔ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں کے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۶ء میں جمع کیا گیا ہے۔

(اعلام)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ❖ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نرخ اشتہارات علی الحساب ۴ فی سطر

سالانہ قیمت پیشگی ۲ مع محصول ڈاک

جلد | قادیان دارالامان دہم محرم الحرام ۱۳۱۸ھ مطابق دہم مئی سنہ ۱۹۰۰ء | نمبر

وفاتِ المسیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ العلی العظیم و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں بعض احباب کی اطلاع کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق قرآن کریم کی آیت وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ کے بارے میں جس قدر تحقیقات ہوئی ہے عرض کرتا ہوں تاکہ جو ذ قرآن مجید میں سے ناظرین موافقین کے لئے موجب بصیرت اور مخالفین کے لئے ایک بیّن حجت ہو۔ اور ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ سے جو طریقہ مفسرین میں ایک نہایت معرکہ کی آیت ہے۔ جسقدر ناقص ذہن نے استنباط کیا ہے قلم بند کر کے اللہ تعالیٰ سے جزاء بالخیر کا راجی ہوتا ہوں ؞

سو واضح ہو کہ آیت شریفہ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ میں اللہ تعالیٰ نے قتلوا اور صلبوا دو الفاظ اس لئے اختیار فرمائے ہیں تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دامن قتل اور صلیب کے ذریعہ مارا جانے سے پاک کیا جائے۔ کیونکہ توریت میں آیا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا۔ پس اگر مسیح قتل کئے جاتے تو نعوذ باللہ آپ جھوٹے ٹھیرتے۔ اور مصلوب کے متعلق توریت میں لکھا ہے۔ کہ جو گنہگار لکڑی پر لٹکایا جائے وہ ملعون ہوتا ہے۔ اس لئے مسیح اگر صلیب کے ذریعہ قتل کئے جاتے تو نعوذ باللہ ملعون ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ان دونوں الزاموں سے بری کرنے کے لئے قتل اور صلیب کی نفی کی اور فرمایا کہ یہود نے نہ مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا۔ پس اس سے الفاظ مذکورہ بالا کے استعمال کی وجہ موجہ پیدا ہو گئی۔

اس کے بعد وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ

کا فارہ ہے۔ ولکن۔ استدراک۔ اور رفع وہم اور عطف کے لئے آتا ہے۔ مگر اس جگہ ولکن نے اس سابقہ وہم کا استدراک کیا ہے کہ جب کہ حضرت مسیحؑ سے قتل اور صلیب کی نفی کر دی گئی ہے۔ اور وہ قتل اور صلیب کے ذریعہ نہیں مارے گئے۔ جیسا کہ اہل کتاب کا اتفاقی عقیدہ ہے تو اور کیا ہوا؟

اب ہم آیت مذکورہ کے اصلی اور حقیقی معنوں میں غور کرتے ہیں جو خود آیت سے ثابت ہوتے ہوں اور یہود اور دور از کار قصوں اور جھگڑوں کا فیصلہ کرتے ہوں۔ سو چونکہ شُبِّہَ کا لفظ واحد مذکر غائب ماضی مجہول کا صیغہ ہے جو تشبیہ مصدر سے بنایا گیا ہے اور لغت میں تشبیہ کے معنے ایک چیز کو دوسری چیز سے کسی ایک آدھ وصف میں مشابہ بنانے کے ہیں۔ اور جب کسی چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے تو اس میں تین چیزیں ضرور ہوتی ہیں۔ ایک مشبّہ یعنی جس کو دوسری چیز کا ہم مثل بنایا جائے دوسری مشبّہ بہ یعنی جس کے ساتھ ہم مثل بنایا جائے۔ تیسری وجہ شبہ یعنی وہ صفت جس میں دو چیزوں کو ہم مثل بنایا گیا ہو۔ اس لئے جب ہم شُبِّہَ کے لفظ کے متعلق ان تین چیزوں کی اس کے ماقبل اور مابعد میں تلاش کرتے ہیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ شُبِّہَ ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ مسیح ہے جو اس کے ماقبل [illegible] اور مقتول اور مصلوب مشتبہ [illegible] لفظ ان قتلوا وصلبوا [illegible] ہے اور صرف صلیب پر چڑھانا [illegible] حقیقی طور پر صلیب کے ذریعہ مارے۔ کیونکہ

اگر وہ صلیب پر مارے جاتے تو مشابہ بالمصلوب نہ بنتے۔ بلکہ خود عین مصلوب ہو جاتے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ یہود نے حضرت مسیح کو قتل اور صلیب پر نہیں مارا۔ بلکہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ اور غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے مشابہ بالمصلوب ہو گئے حقیقی طور پر مارے نہیں گئے۔ سو اس جگہ قرآن شریف نے یہود و نصاریٰ کے اس جھگڑے کا فیصلہ کیا جو یہود کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو صلیب کے ذریعہ مار ڈالا اور نعوذ باللہ بزعم خود اسکو لعنتی اور ابدی جہنمی بنا دیا اور نصاریٰ مسیح کی وہی لعنتی موت لے کر کفارہ کی بنیاد قائم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صرف تین دن کے لئے لعنتی اور جہنمی ہوا۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے گناہ اپنے اوپر لادے اور تھوڑی دیر کے لئے لعنت اور جہنم کو اختیار کیا۔ اب جھگڑا صرف یہ رہا کہ معاذ اللہ یہود کے نزدیک مسیح تو ابدی جہنمی ہے۔ اور عیسائیوں کے بھولے خیال میں اگرچہ صرف تین دن کے لئے لعنتی ہوا اور اس کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور باپ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا۔ مگر حسب قاعدہ توریت یہود کے اعتراض سے عیسائی مخلصی حاصل نہیں کر سکتے ؛

رہی یہ بات کہ پھر قرآن کریم نے اس جھگڑے کو کس طرح مٹایا سو کلام مجید نے مسیح کی نسبت قتل اور صلیب ہر دو قسم کی موت کی نفی اور جھوٹ اور لعنت کے الزام سے بری کیا۔ لیکن ولکن شبہ لھم سے معلوم ہو گیا کہ وہ مسیح کی صلیبی موت کے کیسے قائل ہیں۔ در اصل مسیح کو مشابہ بالمصلوب بنایا گیا۔ جس سے ان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید وہ صلیب سے مارا گیا ہے۔ اسی کی مؤید یہ آیت وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ قابل غور ہے کہ قرآن شریف

نے ان کے اختلاف کو کیسا صاف کر دیا اور فرمایا کہ مسیح بشابہ بالمصلوب ہونے کی وجہ سے ان کو حقیقی مصلوب ہونے کی بابت دھوکا لگا اسی لئے اس کے بعد کی آیتوں میں ظاہر فرمایا۔ کہ ان کو مسیح کے مصلوب ہونے کا یقین نہیں۔ یعنی صلیب سے اس کے مارے جانے کے وجوہات قوی نہیں۔ بلکہ صرف ظن ہی ظن ہے۔ اگر کوئی یقینی امر ہے ...... تو یہ ہے کہ وہ صلیب کے ذریعہ نہیں مارا گیا۔ بلکہ وہ ایسی طبعی موت سے مرا جس کے بعد ابرار کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے۔ اس تمام تقریر سے مفسرین کا وہ بناوٹی قصہ بھی کہ کوئی یہودی حضرت مسیح کی مانند بنا کر صلیب دیا گیا تھا۔ اور مسیح کو زندہ بالجسد آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ بالکل باطل ثابت ہوا۔ اس لئے کہ شُبِّہَ ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ اسکی ضمیر مستتر ہے۔ جو ماقبل کی طرف پھرتی ہے اور حسب قاعدہ کوئی مرجع اسکا لفظاً یا معنیً پہلے مذکور ہونا چاہئے۔ پس اگر اس کا مرجع کوئی نامعلوم یہودی قرار دیا جائے۔ جسکا ذکر نہ صراحتہً نہ کنایتہً پیچھے مذکور ہے تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔ جو فصحا کے کلام میں بالکل ممنوع ہے۔ کیونکہ جیسا ابھی گذرا ہے صیغہ مذکور کا مفعول مالم یسم فاعلہ عیسیٰ مسیح ہے جسکا ذکر ماقبل میں ہے۔

اس کے بعد آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ما صلبوہ کو بالکل حذف کر دیا اور صرف ما قتلوہ یقیناً فرمایا اسمیں یہی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ کہ صلیب کی مطلق نفی منظور نہیں ہے۔ بلکہ جتلانا منظور ہے کہ گو مسیح صلیب کے ذریعہ نہیں مارا

گیا۔ اور تکمیل فعل میں یہود ناکام رہے ہیں۔ گو تکمیل فعل میں تو قاصر نہیں ہوئے۔ چنانچہ مافیل کی آیت میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ مشابہ بالمصلوب بنایا گیا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے جو عزیز و حکیم ہے۔ وما قتلوہ یقیناً فرماکر مسیح کو قتل یہود سے بالکل پاک کر دیا۔ اور صلیبی فعل کی تکمیل سے یاد رکھکر اپنی طرف رفعت اور عزت بخشی اور اپنے وعدہ کو ایفا فرمایا جو آیت یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الی الخ میں کیا ہے۔ اور طبعی موت کے بعد اپنی طرف رفع بخشا کیونکہ اللہ تعالےٰ کیطرف وفات کے بعد رفع ہوا کرتا ہے کوئی مرے بغیر اس عالم سے نقل کرکے اللہ تعالےٰ کے پاس بجسد العنصری نہیں جا سکتا۔ یہی قدیم سنت اللہ ہے جسکا کبھی تخلف نہیں ہوا۔ اور جب رفع کا صلہ الیٰ ہو تو اس کے معنی رفع درجہ کے ہوا کرتے ہیں۔ جیساکہ صراح میں ہے۔ حضو صنًا اس جگہ جب کہ رافع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ جس کی کوئی جہت نہیں۔ تو پھر رفع درجہ کے سوا اس کے کوئی اور معنی کرنا صرف نادانی ہی نہیں بلکہ خسران ایمان کا اندیشہ ہے۔

اور آیت وما قتلوہ یقیناً سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح نہ قتل ہوکر جھوٹے نبی بنے اور نہ لعنتی موت سے مرکر ملعون ہوئے بلکہ ایسی موت سے فوت ہوئے جس کے بعد ابرار کا رفع ہوا کرتا ہے اس تحقیق سے ہمارے [illegible] کی فاش غلطی ثابت ہو [illegible] کے معنے حضرت مسیح [illegible] اٹھایا جانا بیان کرتے [illegible]۔ اور جس نے [illegible] اس آیت [illegible] آیت انی متوفیک [illegible] لفظوں اور

تخالف وعدہ لازم آتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے بالکل ممنوع ہے۔ اس تمام تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو ہرگز ہرگز صلیب اور قتل کے ذریعہ نہیں مارا۔ انہوں نے کوشش کی تھی۔ کہ صلیب دیکر مسیح کو لعنتی موت کا مزہ چکھائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جیساکہ آیت ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین میں ہے انکی شرارت اور بداندیشی اور منصوبہ کا خود انہیں کو اسطرح مزہ چکھایا کہ حضرت مسیح کو جیساکہ شبہ لہم کے گذشتہ مضمون سے واضح ہو چکا ہے۔ صرف مشابہ بالمصلوب بنا کر صلیب کی حقیقی موت سے بچا لیا اور صلیب پر غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے یہودیوں کو احتمال ہوا۔ کہ وہ صلیب پر مر گئے۔ مگر وہ تو مرے نہیں تھے صرف بوجہ غشی مشابہ بالمصلوب ہوگئے اور اللہ تعالےٰ اپنی تدبیر میں ان پر غالب رہا۔ جیساکہ اس نے فرمایا تھا۔ کہ انہوں نے بھی تدبیر کی اور ان کے مقابل اللہ نے بھی تدبیر سے کام لیا۔ اسطرح سے اللہ تعالےٰ نے مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا۔ اور اپنے وعدہ کے موافق طبعی موت کے بعد اپنی طرف رفعت بخشی۔ پس آیت وما قتلوہ یقیناً کا خلاصہ مفہوم یہی ہے۔

اس کے بعد آیت وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ [illegible] جہانتک غور و فکر سے کام لیا جاتا ہے یہ آیت زمانہ حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible] تعلق نظر آتی ہے۔ کیونکہ [illegible] دجوہات اور موجبات [illegible] کا ایک روشن اور [illegible] ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اور [illegible]

تمام ممکن اور جائز احتمالات کو بکلی ناقص اور مجروح اور ساقط قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ از انجملہ پچھلی آیتوں سے اسکی مناسبت اور تعلق ہے کیونکہ انمیں حضرت مسیح علیہ السلام کے لعنتی اور رفعی موت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے کامل علم و حکمت نے اس کی حقیقت کے انکشاف اور ثبوت کے پورے دلائل اور وجوہات آخری زمانہ سے پیشتر نہیں فرمائے۔ اسلئے حضرت مسیح کے رفع اور موت کی تحقیقات کی اس وقت سے پہلے کچھ ضرورت نہیں تھی۔ جب تک کہ صلیبی مذہب اپنی تمامتر کمالات کو نہ پہونچے۔ اور مسیح زندہ آسمان پر چڑھانے اور پھر زندہ ہی آسمان سے اتارنے میں پورا پورا غلو نہ کیا جائے جس سے اسلام کے اعتقادی اور بنیادی مسائل ختم نبوت اور عدم تبدیل سنت الہیہ وغیرہ کی سرے سے جڑ اکھڑتی ہے اور جب کہ قرن اول میں اس مسئلہ میں اختلاف نظر نہیں آتا۔ بلکہ صحابہ اور تابعین کا قرن مسیح کی رفعی موت پر متفق معلوم ہوتا ہے۔ تو پھر اس کی تحقیق و تدقیق کی کیا حاجت تھی۔ البتہ اس آخری زمانہ میں نہایت ضروری تھا کہ جو یہ مسئلہ بخوبی منقح اور صاف کیا جائے۔ جب کہ یہ تمام امور اپنے کمال کو پہونچ گئے یعنی مسیح زندہ آسمان پر چڑھایا گیا اور بجسد خاکی اس کا نزول مانا گیا۔ جسکی عملی حالت میں ختم نبوت کا انکار ہے۔ اور صلیبی مذہب کی سراسر حمایت ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود آخر الزمان کا کام کسر الصلیب بتلایا گیا ہے۔ پس جب کہ پہلی آیتوں میں مسیح کی موت کا جھگڑا ہے۔ اور مسیح کی لعنتی اور مرفوع ہونے میں اہل کتاب کا اختلاف ہے اس لئے آیت مذکورہ

بالا میں فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا۔ کہ تمام اہل کتاب کو حضرت مسیح کی رفعی موت ماننی پڑے گی اور یہ بات مسئلہ مذکور کی کامل روشنی کی طرف اشارہ ہے کہ آخری وقت میں یہ مسئلہ ایسا بدلائل مبرہن اور واضح کرکے بپایۂ ثبوت پہونچایا جائے گا۔ کہ کوئی کتابی اس سے گریز نہ کرسکے گا ٭ از انجملہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث **والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل**.......... جسکا آخری فقرہ **ثم یقول ابوھریرۃ فاقرءوا ان شئتم وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** الآیہ متفق علیہ اس کی مؤید ہے کیونکہ جیساکہ یہ حدیث مسیح موعود کی پیشگوئی پر مشتمل ہے ایسا ہی یہ آیت بھی اُسی مسیح کے متعلق ہے۔ اور چونکہ حدیث میں مسیح موعود کا کام کسر صلیب بتلایا گیا ہے اور کسر صلیب کرنا اور رفع مسیح منوانا ایک ہی بات ہے۔ جب مسیح کا رفع ثابت کردیا جائے۔ تو معًا صلیب کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صلیب کا مدار مسیح کی لعنت پر ہے اس لیے آیت مذکورہ میں ضمیر **بہ** کا مرجع رفع مسیح قرار دینا نہایت ہی قرین قیاس بلکہ اس معنی کے لئے نص قاطع ہے۔ از انجملہ جب ہم اس آیت کی ترکیب نحوی پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بہ کا مرجع مفرد مذکر ماقبل کی متصل آیت میں رفع کا لفظ **رفعہ اللہ** میں بادنی التغیر موجود ہے اور اس کے باقی تمام ممکن مراجع میں یہ خوبی نہیں پائی جاتی اور علاوہ بریں سیاق کلام بھی رفع مسیح کو چاہتا ہے اور خود لیؤمنن کا لفظ ہی مرجع رفع کو

معین کرتا ہے۔ کیونکہ لیؤمنن کا لفظ کسی ماننے والی چیز کو جس کا ماننا اہل کتاب کی نوعی نجات کا موجب ہو ضروری ہے اور صاف ظاہر ہے کہ پہلی آیتوں میں وہ امر رفع مسیح ہی ہے۔ اور نہیں ٭ از انجملہ لیؤمنن کا لفظ تین چیزوں منوانے والے۔ ماننے والے۔ ماننے کی چیز کے وجود کو لازم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا ماننا جب کہ اُسکو پہلے نہ مانا گیا ہو کسی خارجی محرک کو چاہتا ہے بجز خارجی تحریک کے کسی غیر مسلم امر کے ماننے کے لئے کوئی شخص مجبور نہیں ہوسکتا۔ پس اس لفظ میں ماننے والے اور ماننے کی چیز کا گویا لفظاً ذکر موجود ہے۔ اور منوانے والا بھی ضمناً مذکور ہے۔ جو رفع مسیح کا منوانے والا ہے اور وہی مسیح موعود ہے جس کا کام کسر صلیب ہے۔ اور جو لیؤمنن کے ضمن میں اور مسیح کے لفظ میں اسوجہ سے مسیح اسرائیلی اور مسیح موعود کے درمیان مشترک ہی کہ گویا مذکور ہے۔ اسلئے **موتہ** کا مرجع مسیح موعود قرار دینے میں کوئی نقص عائد نہیں ہوتا۔ اور ایسے مرجع کی مثال قرآن شریف میں بھی آچکی ہے۔ جیساکہ سیپارہ ۱۹ سورۃ الشعراء میں ہے **فاخرجناھم من جنت و عیون وکنوز ومقام کریم کذلک۔ واورثناھا بنی اسرائیل**۔ اس آیت میں **ھا** کی ضمیر کا مرجع وہی جنّت و عیون وغیرہ ہیں جنکو فرعونی پیچھے چھوڑ کر ہلاک ہوگئے تھے۔ لیکن کوئی تاریخ شہادت نہیں دیتی۔ کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلنے اور مصر کے تباہ ہونے کے بعد پھر فرعونیوں کے متروکہ مکانات وغیرہ کے وارث

ہوے۔ بلکہ وہ سب کچھ تباہ ہوگیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کو حسب وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام اور ارض مقدسہ میں ویسے ہی باغات و مکانات وغیرہ ملے جیسا کہ دوسری آیت میں پاک کلام مجید اس کی تصریح فرماتا ہے۔ چنانچہ سیپارہ۔ ۹۔ سورۃ الاعراف میں آیا ہے۔ **واورثنا القوم الذین یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا التی بارکنا فیھا۔ وتمت کلمت ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا ودمرنا ما کان یصنع فرعون وقومہ وما کانوا یعرشون** ٭ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کی ضعیف قوم کو اُس زمین کے مشرق اور مغرب کا وارث بنایا۔ جسمیں ہم نے برکت رکھی تھی اور تیرے رب کا مبارک وعدہ بنی اسرائیل کے لئے اُن کے صبر کرنے کی بدولت پورا ہوا اور ہم نے فرعون اور اُسکی قوم کے تمامی ساختہ پرداختہ کو تباہ کردیا۔ اور ایسا ہی اُن کے انگور وغیرہ کے باغات کو۔ پس پہلی آیۃ میں **ھا** کی ضمیر کا مرجع مصر کے باغات وغیرہ تو قرار نہیں پاسکتے کیونکہ وہ تو حسب مضمون آیت ثانی تباہ کردے گئے تھے۔ بلکہ باشتراک لفظی اُسکا مرجع وہ باغات وغیرہ ہیں۔ جو بنی اسرائیل کو شام کے ملک میں ملے۔ اب اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ اشتراک لفظی کے طور پر اگر ایک چیز کا ذکر ماقبل میں کیا جائے تو دوسرے مشارک فی اللفظ چیز کیطرف گو لفظاً اُس کا ذکر نہ ہو۔ ضمیر پھیرنا جائز ہے کیونکہ اگرچہ وہ صراحۃً مذکور نہ ہو۔ مگر ضمناً مذکور ہوتی ہے۔ اب **موتہ** کا ضمیر مسیح موعود کی طرف پھیرنے کے واسطے دو وجہ موجبہ معہ شہادت قرآنی پیدا ہوگئی

مولا (غلام)

لہذا ضمیر کوئی محدود باقی نہ رہا + از انجملہ بہٖ کے دیگر ممکن مراجع اور جائز احتمالات کا بکلی باطل اور مجروح ہونا ہے۔ سو واضح ہو کہ آیت مذکورۃ الصدر میں بہٖ اور موتہٖ کی تعیین مرجع میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ گو مختصر تقریر اُن کے کامل اختلاف کے بیان کی برداشت نہیں کر سکتی۔ تاہم بعض جائز احتمال اور اُن کا نقص اور تردید ہی بیان کیا جاتا ہے۔ سو پہلا ضمیر بہٖ کا ہے جو حسب قاعدۂ نحو جیسا کہ واحد مذکر ہے اس کا مرجع بھی واحد مذکر اور جہانتک ہو سکے رکوع کی مذکورہ بالا متصل آیت میں سے کوئی لفظ بامعنی ہونا چاہیئے جو سیاق کلام کے مطابق ہو۔ اور جو معنے اُس سے پیدا ہوں وہ ہمیں علاوہ مفید ثابت ہونے کے ایک قوت اور شوکت بھی محسوس ہو۔ ممکن وجوہات حسب ذیل ہیں اور بادی النظر میں دونو ضمائر کے ممکن عام مراجع اسقدر قرار پا سکتے ہیں۔ بہٖ کے موقعے یہ ہیں۔ (۱) مرجع کتاب جسکا ابتدار رکوع میں ذکر ہے۔ (۲) محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو رکوع کے ابتدا میں مخاطب ہیں (۳) عیسیٰ ابن مریم جنکی بنوت سے یہودیوں کو انکار ہے (۴) صلیبی واقعہ کا وقوعہ جو ماقبل کی آیت میں مذکور ہے (۵) صلیبی واقعہ کی غلط فہمی (۶) حضرت مسیح کا رفع یا رفعی موت جو ماقبل کی متصل آیت میں ہے + اور موتہٖ کے مراجع اس قدر بن سکتے ہیں (۱) اہل کتاب جنکا ذکر خود اس آیت میں ہے (۲) مسیح بنی اسرائیل (۳) مسیح موعود جسکے زمانہ اور کارروائی کے متعلق یہ آیت ہے + لیکن بہٖ کا پہلا اور دوسرا مرجع

موتہٖ کے پہلے مرجع کے ساتھ سیاق کلام سے بالکل منافی ہیں اور دوسرے مرجع کے ساتھ کچھ معنے نہیں پیدا کرتے۔ اور تیسرے مرجع کے ساتھ اگرچہ یہ معنی بنتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی وفات سے پہلے ہر ایک اہل کتاب قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مان لے گا۔ مگر یہ بھی سیاق کلام کے خلاف ہیں + اور بہٖ کا تیسرا مرجع موتہٖ کے پہلے مرجع کے ساتھ جکے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح کی نبوت کو اپنے مرنے سے پہلے مان لے گا صرف جبر ہی جبر ہے جسپر کوئی عقلی اور عیانی ثبوت نہیں۔ اور علاوہ بریں ایسا ایمان نہ کتابی کے لئے مفید ہے اور نہ غیر کے لئے باعث عبرت ہو سکتا ہے۔ اور دوسرے مرجع کے ساتھ یہ معنی بنتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر مسیح کے مرنے سے پہلے ایمان لائے گا۔ ہمارے مخالف جو حیات مسیح پر مر رہے ہیں وہ اس آیت کے یہی معنی دلیل میں پیش کرتے ہیں اور وجہ استدلال یہ بتلاتے ہیں کہ اس آیت سے تمام اہل کتاب کا مسیح پر ایمان لانا اُس کی زندگی میں ضروری سمجھا جاتا ہے۔ پس جب تک سارے اہل کتاب اُس پر ایمان نہیں لاتے۔ آپ کی زندگی کا پیالہ لبریز نہیں ہونے کا + اور چونکہ ابھی تمام اہل کتاب ایمان نہیں لائے اس سے ثابت ہوا کہ وہ مرے بھی نہیں۔ لیکن اول تو ان دانشمندوں سے کوئی پوچھے کہ کسی نبی پر ایمان لانے کے لئے تو اُسکی زندگی کیوں ضروری ہے اور ایمان لانے کو اُس کی زندگی کے ساتھ کیا تلازم اور تناسب ہے۔ کیا ایمان لانے میں کسی نبی سے تحریر معاہدہ لکھائی جاتی ہے تاکہ وہ نبی کہیں اس معاہدہ سے انکار نہ کر دے اور کہہ نہ بیٹھے کہ تو مجھپر کب ایمان لایا

اور تیرے پاس کیا ثبوت ہے۔ نعوذ باللہ کوئی اور بدظنی ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لانے میں دھوکا نہ لگ جائے۔ بفرض محال اگر ایمان لانا زندگی کو مستلزم ہے تو پھر کیوں یہ منصب زندگی قیامت تک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تجویز نہ کیا گیا۔ جسپر ایمان کا لانا موجب نجات اخروی ہو سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے مخالف مسیح کی حیات خام کی اُمید میں اپنے خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان میں ہر پہلو سے ہجو ملیح کے مرتکب ہوئے۔ اور نادان دوست ہوئے جائے غور ہے کہ یہ عقیدہ جو مسیح آسمان سے لٹکتا ہوا ان کے سلسلے اُترے۔ تب ایمان لائیں کسقدر ایمان بالغیب کا دشمن عقیدہ ہے۔ و نعوذ باللہ من مفاسدہا

دوسرا امر لائق توجہ یہ ہے کہ اس آیت کو مسیح اسرائیلی کی حیات و ممات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اس کے ماقبل کی آیت بل رفعہ اللہ الیہ نے مسیح کی وفات کا سارا جھگڑا طے کر دیا۔ اور اُسے نہیں چھوڑا جب تک کہ رفعی... موت سے حسب وعدہ وفات رفعی نہیں دی۔ جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا۔ اس کے بعد مسیح کی حیات کا خیال تک دل میں لانا محض دیوانگی اور جنون نہیں تو اور کیا ہے۔ تیسرا امر قابل غور یہ ہے کہ اس معنے کے بطلان کے واسطے ان دونوں آیات کا تناقض کافی دلیل ہے۔ کیونکہ پہلی آیت بل رفعہ اللہ الیہ نے تو یقیناً موت ثابت کی جسمیں کسی اور معنے کا احتمال نہیں۔ اب اگر دوسری آیت حیات کو ثابت کرے تو گویا ماننا پڑے گا کہ مسیح دوبارہ زندہ ہو کر آخری وقت میں دوسری موت کا مزہ چکھیں۔ اور

یہ معنے آیۃ ویمسک التی قضی علیھا الموت کے بالکل برخلاف ہیں اور ایک برگزیدہ نبی کے لئے سکرات موت کا وہ مرتبہ جائز رکھنا پڑا جو کسی مجرم کے لئے بھی نہیں ہو سکتا۔ چوتھا امر توجہ طلب یہ ہے کہ یہ معنے آیۃ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ سے بھی یہود کے قیامت تک باقی رہنے کی وجہ سے باطل ثابت ہوتے ہیں۔ پس یہ معنی ہر پہلو سے لغو اور پوچ ہیں ٭ اور بہ کا تیسرا مرجع موتہ کے تیسرے مرجع کے ساتھ برخلاف سیاق معنی پیدا کرتا ہے۔ لہذا وہ بھی منقوض ہے ٭ بہ کا چوتھا مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ ملانے میں وہی نقص ہے جو بہ کے تیسرے مرجع اور موتہ کے پہلے مرجع کے ملانے میں عائد ہوا اور موتہ کے دوسرے مرجع کے ساتھ یہ معنے پیدا کرتا ہے۔ کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کے وقوع کو مسیح کی موت سے پہلے مان لے گا۔ لیکن جس صورت میں قبل موتہ لیؤمنن کی طرف نہیں۔ تاکہ وہی تناقض پیدا ہو۔ جو بہ کا تیسرا مرجع اور موتہ کا دوسرا مرجع مقرر کرنے میں پیدا ہوا تھا کیونکہ یہ احتمال بھی مسیح کی حیات یا وفات زندگی کو چاہتا ہے۔ بلکہ قبل موتہ بہ کے چوتھے مرجع کی طرف ہے۔ اس لئے اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کے وقوعہ کو جو مسیح کی موت سے پہلے وقوع میں آیا ہے مان لے گا یعنی حضرت مسیح صلیب سے نہیں مارے گئے بلکہ وہ اس کے بعد طبعی موت سے مرے ہیں۔ اگرچہ یہ معنی صحیح ٹھہر سکتے ہیں لیکن دو نقص سے خالی نہیں۔ ایک یہ کہ بادی النظر میں قبل موتہ لیؤمنن کی طرف معلوم دیتی ہے حالانکہ مذکورہ بالا معنوں میں بہ کی چوتھی مرجع کی طرف قرار دی گئی ہے معہ سایہ کہ سیاق کلام اس بات پر دلالت

کرتا ہے کہ اہل کتاب کو مسیح کا رفع منوایا جائے نہ صرف صلیبی واقعہ کا وقوعہ۔ کہ فلاں وقت میں حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلی آیات مسیح کا رفع ثابت کرنے اور منوانے کے لئے نص کا حکم رکھتی ہیں۔ اور اس احتمال میں گو لزوماً لازم آ جاتا ہے۔ مگر یہ امر اس معنے کی نسبت کمزور ہے جسمیں رفع مسیح کا منوانا بطور نص ہو نہ بطور التزام ٭ اور بہ کا چوتھا مرجع موتہ کی تیسرے مرجع کے ساتھ جو معنی پیدا کرتا ہے وہ بھی بوجہ مذکورہ بالا کمزور اور ضعیف ہیں ٭ بہ پانچواں مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ ملکر یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کی غلط فہمی کا اپنے مرنے سے پہلے اقرار کرے گا اور مرگ کے وقت حقیقت حال لینے سے مان جائیگا۔ کہ مجھسے اسکی اصلیت سمجھنے میں غلطی ہوئی ۔ اس معنی کی کمزوری کی وہی دلیل ہے۔ جو بہ کے تیسرے مرجع اور موتہ کے پہلے مرجع کے ملانے کے متعلق بیان ہو چکا ہے٭ اور بہ کے پانچویں مرجع اور موتہ کے دوسرے مرجع کے ساتھ ملانے سے وہی تناقض گذشتہ پیدا ہوتا ہے۔ جو بہ کے تیسرے مرجع اور موتہ کو دوسرے مرجع کے ملانے میں آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ پیدا ہوا ہے اور بہ کا پانچواں مرجع موتہ کے تیسرے مرجع کے ساتھ ملکر بھی قابل تسلیم معنی پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ صلیبی واقعہ کی وقوعہ کی طرف صلیبی واقعہ کی غلط فہمی کا منوانا مقصود نہیں۔ بلکہ رفع مسیح کا قایل کرنا مطلوب ہے اس لئے یہ بھی ماقبل کی آیتوں کے مطابق رفع مسیح کے لئے نص کا کام نہیں دیتا۔ لہذا یہ بھی منقوض ہے ٭ اس کے بعد بہ کا چھٹا مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ یہ معنی پیدا کرتا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب رفع مسیح کو اپنے مرنے سے پہلے مان جائیگا مگر ظاہر ہے کہ ان کے اسطرح ماننے میں نہ اپنی اور نہ غیر کے لئے کچھ فائدہ متصور

ہو سکتا ہے۔ اور سیاق کلام کے خلاف صرف اور جبر اور تحکم ہی ہے، جسپر کوئی دلیل نہیں ٭ اور موتہ کی دوسرے مرجع کے ساتھ ملانے سے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب رفع مسیح کو موت مسیح سے پہلے مان لے گا۔ مگر یہ معنی بھی سیاق کلام کے مخالف ہیں کیونکہ ماقبل آیات میں موت مسیح ثابت ہو چکی اور وہ ایمان نہ لائی سب سے آخری احتمال بہ کا چھٹا مرجع اور موتہ کا تیسرا مرجع ہے جس کے مطابق آیت کے یہ معنی بنتے ہیں کہ تمام اہل کتاب حضرت مسیح نبی اسرائیل کی رفعی موت کو اُس کے منوانے والے مسیح موعود کے وفات سے پہلے مان جائینگے یعنی آخری زمانہ میں تمام اہل کتاب حضرت مسیح نبی اسرائیلی کی رفعی موت کو اُس کے منوانے والے مسیح موعود کی وفات سے پہلے ضرور ہی مان لیں گے۔ شاید کسیکو یہ اعتراض پیدا ہو کہ جب کہ حسب آیۃ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ یہودیوں کا کچھ حصہ باقی رہنا قیامت تک ضروری ہے تو آیت کا حصر کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ لیؤمنن کے معنے مان لینے کے ہیں۔ اور اسکی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ دل و زبان سے مان کر دوسروں کو بھی آگاہ کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ زبان سے تو مان لیا۔ مگر دوسرے کو آگاہی نہ دے۔ تیسرے یہ کہ دل سے مان لیا مگر زبانی اقرار سے انکار کیا۔ چوتھے یہ کہ قوت حجت اور کمال روشنی کے باعث دل پر ایسا غلبہ ہو کہ جواب دہی سے ساکت رہے اور حیرت اور ندامت کے آثار چہرہ پر نمایاں ہوں، یہ بھی ایک قسم کا ماننا ہی ہے۔ اور آخری زمانہ میں جب مسیح کے رفع کے دلائل پوری قوت اور اتمام حجت اور کمال روشنی کے ساتھ دنیا میں پھیل جائیں گے تو ممکن نہیں کہ کوئی منکر سے منکر کتابی بھی لیؤمنن کے

ان وسیع معنوں سے خالی اور بے نصیب رہ جاوے گی۔ لہذا آیت کا حصر بالکل صحیح ہوا۔ اور آیت کے یہ معنے کہ مسیح موعود کی وفات سے پہلے کسر صلیب ہو جاوے گا۔ اسطرح سے صحیح ہوے کہ حضرت کے بعد صاحبزادہ موعود جس کی بابت حدیث میں **یُوْلَدُ لَہٗ** کا لفظ بطور پیشگوئی ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کا الہام بھی ہے کہ **کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ**۔ کسر صلیب کی کارروائی کا متمم اور مکمل ہوگا کیونکہ حضرت کی وفات کے بعد صاحبزادہ موعود کا وجود گویا حضرت کا وجود اور اُس کا کام گویا حضرت کا کام ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہی کہ حضرت کا کوئی خلیفہ ہی اس کام کو سر انجام دے یا یوں کہو کہ کسر صلیب کا جسقدر آسمانی سامان اور حربہ وغیرہ کی قسم سے کسر کے لئے ضروری ہوگا وہ سب مسیح موعود کے ہوتے مہیا ہو جاوے گا۔ جیساکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرمایا گیا تھا کہ **الیوم اکملت لکم دینکم** حالانکہ اسلام کی ترقی خلفاء کے وقت میں ہوئی تھی اور ایساہی **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** میں آیا ہے غرض کسر صلیب کی تکمیل حضرت مسیح موعود کی وفات سے پہلے ان معنوں کے رو سے بالکل درست ہے **وھو المراد**۔

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ ان معنوں میں کئی فوائد ہیں۔ (اوّل) یہ کہ ہر وجہ قواعد نحویہ کے مطابق ہیں۔ دوسرے یہ کہ سیاق کلام کے بالکل موافق ہیں۔ تیسرے یہ کہ ماقبل کی آیات کے مطابق رفع مسیح کے منوانے کے لئے ایک نص قطعی ہیں۔ چوتھے یہ کہ آخر زمانہ کی کارروائی کو روشن کرتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اس سے مسیح اسرائیلی کی وفات بھی ثابت ہوتی ہے۔ اور اسقدر قوت اور خوبی دوسرے کسی احتمال اور معنے میں نہیں پائے جاتے اور جب کہ کئی وجوہات سے صرف اسی ایک معنی کو مرجح کیا گیا تو باقی تمام احتمالات ساقط ہو گئے۔

اس تمام تقریر کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح کو یہودیوں کے قتل اور صلیب سے بچاکر اپنی طبعی موت سے مارا اور اُن کے بعد اُن کو اپنی طرف اُٹھالیا قرن اول میں یہ مسئلہ بلا اختلاف اسی طرح مانا گیا۔ لہذا اسکی تحقیقات کی ضرورت نہ پڑی لیکن چونکہ فیج اعوج کا زمانہ بعض ایسے مسائل کی اصلی حقیقت مخفی ہو جانے کا طبعًا مقتضی تھا جسکے متعلق کسی آیندہ زمانہ میں ابتلا منظور ہو اور ساتھ ہی اس کے جب ایک فتح عظیم کے بعد کسی برگزیدہ کو حضرت عزت سے انعام اور تمغہ ملنا مقصود ہوا۔ تو اس مسئلہ پر بھی زنگ اور کدورت پڑگئی اور اکثر علماء کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس پیشگوئی میں مسیح کے بالجسد اُترنے کا دھوکا لگا جس میں مسیح علیہ السلام کا نزول بتلایا گیا ہے۔ مگر ہاں اس مسئلہ کو صاف کرنا بڑا اہم کام تھا کیونکہ ایک ممتد زمانہ کے بہت سے علماء نے مسیح کے بالجسد چڑھانے اور اُتارنے کا غلطی سے خیال کرلیا تھا۔ اس لئے اس کا صاف کرنا آخری زمانہ کی **خاتم الائمہ** حضرت مسیح موعود کا کام بتلایا گیا۔ اسی لئے ان آیات میں حضرت مسیح کے رفع کے ثبوت میں بہت زور پایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ رفع مسیح کا مسئلہ آخری زمانہ میں خوب صاف اور اجلے کر دیا جاوے گا اور ایسے روشن اور قوی دلائل اور براہین سے بپایہ ثبوت پہونچا دیا جاوے گا کہ جس کے بعد صراحۃً انکار کرنا متصور نہ رہے گا۔ اور یہی امر دوسرے لفظوں میں کسر صلیب ہے۔ جس کے توڑ دینے کی بابت آیۃ **وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** اور حدیث ابو ہریرہ رضے اللہ عنہ **وَالذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل الخ** میں بیان ہے۔

اب مسیح کی وفات اور ان آیات کے معانی اور خصوصًا آیت **وان من اھل الکتٰب الخ** کے معنوں میں کوئی اخفا باقی نہ رہا۔ **فالحمد للہ اولہ و اٰخرہ**۔

الراقم خاکسار مولیٰ بخش از ڈنگہ ضلع گجرات
۲۴ راپریل سنہ ۱۹۰۰ء

رسالہ سراج الحق

اس کا نام ایک رسالہ خاکسار نے شائع کرایا تھا اب اس کا دوسرا حصہ اسی محرم کے مہینہ میں حضرت امام ہمام علیہ السلام کی تائید میں شائع ہوگا۔ صرف ● اسکی قیمت رکھی گئی ہی تاکہ عام و خاص اس سے فائدہ حاصل کریں اور یہ رسالہ عجیب و غریب رسالہ ہی جسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ المشتہر سراج الحق نعمانی از قادیان دارالامان

س الدین

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۔۔۔ جواہر میرا فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیا نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جالن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ انم دیوی عمر ۳۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے ۔۔۔ کی آنکھوں کی پلکوں میں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑنے تھے اُس کی آنکھیں سرخ رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار اور تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہی راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی غرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مشفعہ میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

(رجسٹرڈ ایل ۷۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قیمت سالانہ پیشگی [illegible]

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

نمبر ۱۸	دار الامان قادیان ۱۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ مطابق ۷ امئی سنہ ۱۹۰۱ء	جلد ۴

مرحوم مغفور مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

درحقیقت بس ست یارے یکے
دل یکے جاں یکے نگار یکے
ہر کہ او عاشق یکے باشد
ترک دنیا من اندکے باشد

برادران - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

آج میرے لئے نہایت حسرت اور افسوس کا دن ہے - کہ مجھے اپنے اس عزیز اور نہایت ہی پیارے بھائی کی وفات کا تذکرہ آپ کے سامنے کرنا پڑا - جو کہ اپنی جوانی اور عین شباب کے ایام میں جب کہ وہ نونہال ابھی برگ و بر لانے کے قابل ہوا تھا - یکلخت کاٹا گیا - اور ہم سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے دور ہوگیا اور پس ماندگان کے لئے داغ مفارقت چھوڑ گیا - اور اپنی صرف ۲۵ سالہ عمر میں ہم سب سے پہلے دوسرے جہان میں بلایا گیا - بھائی بھائی تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں - اور ایک بھائی کی وفات دوسرے کے لئے ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتی ہے مگر اس بھائی مرحوم میں اور مجھ میں جو تعلق محبت اور مودت کا تھا میں دنیا کے برادرانہ رشتوں میں اسکی نظیر نہیں دیکھتا - یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق و شیدا تھا اور اسقدر دلی لگاؤ کی صرف ایک ہی وجہ تھی - یعنی آج سے آٹھ نو سال پیشتر جب کہ مجھے ڈاڑھی کا آغاز شروع ہی ہوا تھا - اور مرحوم ایوب بیگ مجھسے بھی خورد سال تھا - خدا تعالےٰ کے خاص فضل اور مہربانی سے اور ہمارے والدین کے خوش طالع سے آخری وقت کے امام کے قدموں تک ہماری رسائی ہوئی - اس برگزیدہ الٰہی نے غائت کرم اور کمال مہربانی سے ہم دونوں کو اپنے بچوں کی طرح اپنے کنار عاطفت میں لیا - نہایت لطف کے ساتھ اس نور

بہرہ ور کیا - جو اس کے اپنے سینہ میں روشن تھا - اور ہمیں اپنے زمرۂ خدام میں شمولیت کا فخر بخشا - اس مبارک پیوند کا یہ نتیجہ ہوا - کہ صدق اور راستی سے محبت ہو گئی - اور ہر ایک قسم کے جہل اور تاریکی سے نفرت ہو گئی - اور دل جو ابھی کسی قسم کے بد اثر سے متاثر نہ ہوئے تھے - اس نیک محبت سے فیضیاب ہوئے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کہ افضل البشر و ختم الرسل ہیں اور ہر ایک خیر و خوبی کی جڑ ہیں غائت درجہ کا اُنس ہو گیا - اور کتاب اللہ سے خاص لگاؤ اور محبت ہو گئی - اور حضرت مسیح موعود کی دعا سے خدا تعالے کے خوف و خشیت نے دل میں جگہ لی - ہمارا جسمانی باپ تو ایک تھا ہی - روحانی طور پر بھی ہم ایک ہی باپ کے فرزند ہو گئے - اور ماسوا اس محبت کے تعلق کے قلوب کو ایک دوسرے سے کچھ ایسا لگاؤ تھا کہ میں سمجھتا ہوں - کہ ہم دونوں بھائی ایک دوسرے کے لئے یک جان دو قالب تھے - جبکہ میرے اور اس عزیز کے ایسے تعلقات تھے - تو ایسے آرام قلب اور راحت جان شفیق کے گذر جانے سے ممکن تھا کہ عام دنیا داروں کی طرح میں بھی اندوہ و غم و کرب میں مبتلا ہو کر فراق میں ہلاک ہو جاتا - مگر تسلی دینے والی ایک ہی بات تھی - اور وہ یہ کہ اس عزیز کا خاتمہ بخیر ہوا - جو کہ اس امام زماں کے ایک خواب سے قریب چھ ماہ پیشتر معلوم ہو چکا تھا - یہ سعید نوجوان اپنے رشد اور نیک بختی اور طہارت میں سلسلہ

کے اس برگزیدہ سلسلہ میں ایک نمونہ تھا اور جو صبر اور استقلال اس نے اپنے اس ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ کی بیماری میں دکھایا اس کی اس زمانہ میں بہت ہی کم نظیر ملتی ہے یعنی اس تمام عرصہ میں ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے ایمان اور استقلال کو جنبش نہیں آئی - اور وہ اخیر وقت تک اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر ایسا شاکر تھا - جیسے کہ کوئی دنیا دار کسی دنیاوی نعمت پانے پر خوشی اور انبساط سے شکر کا لفظ مُنہ پر لاتا ہے - تمام بیماری میں اس اسم بامسمّی ایوب نے اُف تک نہ کی - اور آخری سانس تک بیماری کے دُکھ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہ آیا - اور ایسی سخت بیماری کے اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی نیند کا بہت سا حصہ جاگنے میں گذرتا تھا اور کئی راتیں اُس نے اپنی آنکھوں میں گذاری تھیں - اس نے کبھی ناشکری نہ کی اور نہ کبھی کوئی لفظ مایوسی کا مُنہ سے نکالا - میں بارہا ساری ساری رات کھانسی اور بے آرامی میں دیکھتا تھا مگر جب کبھی میں اُس کو پوچھتا تھا کہ بھائی کیا حالت ہے - تو جواب دیتا تھا کہ الحمد للہ میں بہت اچھا ہوں - اس بیماری کی حالت میں بھی اس نے کوئی نماز قضا نہ کی - میں طبیب ہوں میں نے ہزارہا بیمار دیکھے ہیں - بیماری سے اکثر انسان ہراساں ہو جاتا ہے اور متعلقین تیمار داروں کو بیمار کو تسلی و تشفی دینی پڑتی ہے - مگر میں نے اسے ایسا تسلی یافتہ بیمار پایا - کہ ہمیشہ اپنے لواحقین و متعلقین کو تسلی دیتا اور اسکی نازک حالت کو دیکھکر اگر کوئی رشتہ دار اپنی آنکھ سے آنسو بہاتا - تو وہ بڑی مضبوط دل

اور واثق یقین سے اسکو تسلی دیتا اور کہتا کہ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو - میں تو اسکی رحمت سے ناامید نہیں ہوں - تم کیوں پریشان ہوتے ہو - وہ اعلےٰ درجہ کے اخلاص اور ایمان کا نمونہ تھا - حضرت مسیح موعود کو جس سے اسکو یہ دولت ملی تھی آخر وقت تک ہمیشہ یاد کرتا رہا اور اسکی اخیر ایام میں بڑی بھاری یہی آرزو تھی - کہ حضرت مسیح موعود کی آخری قدمبوسی سے مشرف ہو - اور مرنے کے وقت کلمہ شہادت اور کل لوازمات ایمان کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے بعد اس نے کہا کہ میرا حضرت مسیح موعود امام آخر الزمان پر ایمان ہے - بس یہی اُس کے آخری کلمات تھے - اس کے بعد زبان بند ہو گئی - اور حضرت مسیح موعود کا خط جن سے وہ کامل درجہ کا عشق رکھتا تھا - اُس کے عین نزاع کی حالت میں پہونچا - وہ خط اُسوقت اُس عزیز کو جو خدا تعالے کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا - سنایا گیا - اور وہ اس پیارے امام کے مبارک ہاتھوں کی تحریر جسکو کہ چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا اُس کے منہ اور آنکھوں سے لگا کر اُس کے سینہ پر رکھدئے گئے اس کے بعد معًا وہ پاک روح ہمارے پاس سے پرواز ہو گئی - گویا کہ اسکو صرف اس خط کی انتظار تھی - یہ ایک شخص تھا جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور اُس کی زندگی ابرار کے طریق پر تھی - مروجہ علوم دنیا اس نے بی اے تک تعلیم پائی تھی مگر دین اور خداشناسی میں وہ اس ۲۵ سالہ عمر میں اس مرتبہ کو پہونچ گیا تھا - کہ کروڑہا مخلوقات کو وہ معرفت پیری میں بھی نصیب نہیں ہوتی

اور اس جہان میں ہی اُس کا تعلق اُس جہان سے نزدیک تر ہوگیا تھا۔ اور اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے ایسا پُر تھا۔ کہ گویا وہ سارا ہی اُس کا ہوگیا تھا۔ اس لیئے اُس رب السموات و الارض نے اسکو اپنے ہی پاس بُلا لیا۔ اور یہ سب فضل اور برکت اور حسن خاتمہ اس امام مسیح موعود کے انفاس طیبات اور محبت اور دعا کا نتیجہ تھا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس مسیح موعود کا ایسا ہی سچا خادم اور جاں نثار ثابت ہو۔ جیسا کہ ہمارا بھائی مغفور و مرحوم ایوب بیگ تھا خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایسا ہی اچھا خاتمہ ہو۔ جیسا کہ اس عزیز کا ہوا۔ آمین۔

اس عزیز نوجوان کی صلاحیت اور تقوی کی وجہ سے حضرت اقدس کو بھی اس سے غایت درجہ کی محبت تھی۔ جو کہ حضرت مسیح موعود کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو گرامی ناموں سے ظاہر ہوگا جو ذیل میں درج ہیں۔ اول خط وہ ہے جسکا کہ پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ وہ اس عزیز کے دم واپسی کے وقت ملا اور دوسرا اس مخبر صادق کی طرف سے تعزیت نامہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب
ومجبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت جو میں دوسرا دور موسمی تپ سے یک دفعہ بیمار ہوگیا ہوں مجھکو "تار ملا۔ جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالےٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا اُمید نہیں ہونا چاہئیے میں تو سخت بیماری میں بھی آج سے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہانتک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا مجھے یاس اور تردید سمجھیں نہ دو۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں۔ جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا تعالےٰ کی رحمت سے ہرگز نا اُمید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے اُس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھکو ملا میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بیقرار ہیں۔ اسوقت میں ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہوگیا ہے۔ مشکل سے کچھ اندر جاتا ہے اس کے جوش سے تپ بھی ہوگیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں بہرحالت تحریر کے قابل نہ تھی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اُٹھا کر بٹھا دیا۔ آپ کا استھیں کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل تیل دوا روانہ کی تھی۔ وہ پہونچی یا نہیں ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی اور معلوم نہیں کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا یعنی بچہ خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ سے کمزوری نہایت درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ والسلام

۲۵ اپریل ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

مجبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا وہ تار جسکا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا۔ آخر کل عصر کے بعد پہونچا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت اور اخلاص سے پُر تھا۔ اسکی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور درد پہونچا اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے۔ اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہوگا۔ اور اسکی بیوہ عاجزہ پر کیا گذرا ہوگا۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے ایک جوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشوونما یافتہ جو اُمید کے وقت پر پہونچ گیا تھا۔ یکدفعہ اسکا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے

اللہ بلشانہ سوختہ دلوں پر رحمت کی بارش کرے - اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی - کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہوگیا اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کرگیا - کہ یکدفعہ **الہام** ہوا

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے داخل ہو۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے - کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے - اور خوش نصیب وہ ہے - جس کی ایسی موت ہو - ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں بحالت اس کی شفا کے لئے دعا کی تب **خواب** میں دیکھا - کہ ایک سڑک ہے گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کرکے بنائی گئی ہے - اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر سے لے جارہا ہے اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی ہے گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے - میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی - اور تکلف کے طور پر یہ سمجھا کہ یہ صحت کیطرف اشارہ ہے لیکن دل نہیں مانتا تھا - کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو - سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی - انا للہ وانا الیہ راجعون میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی تعزیت کا پیغام پہونچا دیں - خدا نے جو چاہا وہ ہوگیا - اب صبر و رضا درکار ہے - رَبِّ اغفر وارحم وانت خیر الراحمین - والسلام

مجھے اپنے منصبی فرائض اتنے ہیں کہ فرصت نہیں رکھتا کہ میں سب احباب کی طرف اس عزیز کی وفات کے متعلق حالات لکھ سکوں - اس لئے میں نے مختصر طور پر یہ عریضہ آپ سب صاحبان کی طرف لکھا ہے - تاکہ جہاں جہاں آپ ہوں آپ کو اس واقعہ ناگزیر کی خبر ہو - اور سب صاحب اس مرحوم و مغفور کے لئے اگلے جہان میں ترقی مدارج و مغفرت کی دعا کریں - وہ عزیز اس تمام جماعت کا پیارا تھا - اور ہر ایک کی محبت اس کے دل میں تھی - اس مرحوم متقی نوجوان کا آپ سب صاحبوں کو آخری سلام پہونچے - اس عزیز نے عمر تھوڑی ہی پائی مگر اس کی صلاحیت اور تقوے کا لمبا قصہ ہے - اور میں چاہتا ہوں کہ اسکو ایک کتاب کی صورت میں آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کروں - اس کی زندگی اور موت نمونہ تھی - اس کی وفات کے بعد کے حالات بھی عجیب ہیں جو کہ کئی متقی اور صالح لوگوں نے کثرت سے اسکو اولیاء عہد وانبیاء کی مجلس میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں جنت کے ثمار کھاتے اور خوش و خورم پھرتے عالم رویا میں دیکھا ہے - شاید کہ اس نوجوان کی پاک مثال سے کوئی دل متاثر ہو جاوے - اور اس نور کے چشمہ کی طرف ہمہ تن رجوع کرے جو اس آخری زمانہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے نکلا ہے - تاکہ اس کا ایک گھونٹ اندر کے خفیہ در خفیہ معاصی کی آگ بجھانے کا کام دے اور ایمان کا پودہ اس سے نشوونما پا جاوے - اور یہ اس کی نجات کا موجب ہو جاوے -

میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر سچ کہتا ہوں - کیونکہ مجھے کوئی بات جھوٹھ کہنے پر مجبور نہیں کرتی - کہ اگر دین کی ترقی چاہتے ہو اور اس خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے بنا چاہتے ہو - اور اللہ تعالے کے نزدیک کوئی عزت حاصل کرنی چاہتے ہو - تو اس مسیح موعود کا دامن پکڑو - جو کہ اس آخری زمانہ کا درمان ہے اور اگر دنیا میں عزت اور آسودگی اور کشایش رزق چاہتے ہو تو بھی اس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے سر تسلیم خم کرو - کیونکہ سچی اطاعت کی راہ بتلاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا اور اپنے حکام وقت کی پوری پوری اطاعت کرنا بھی جزو ایمان ہے کیونکہ اگر کوئی شخص اپنا دینی فرض سمجھ کر اپنی اس عادل گورنمنٹ کی اطاعت نہ کرے گا - بلکہ مجبوری اور اکراہ کے طور پر کریگا تو وہ منافق بنے گا - اور اس کو اس کا ایسا عمل کچھ فائدہ نہ دے گا - اور اس کو وہ دلی سرور اور ذوق اور وہ بہشتی زندگی جو ہر ایک مومن کے لئے اسی دنیا میں شروع ہو جاتی ہے کبھی نصیب نہ ہوگی -

فقط والسلام

خاکسار مرزا یعقوب بیگ

بی - اے - ایل - ایم

اسسٹنٹ سرجن از فاضلکا ضلع فیروزپور

۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

کم سے کم اسکو تین بار ضرور پڑھو۔ جمالی

خطبہ

جو حضرت مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۳۱ اپریل سنہ ۱۹ء کو بتقریب خطبہ عید اضحی پڑھا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۟

ترجمہ یہ کتاب برکت والی ہے جسکو ہم نے اُتارا اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تم یہ کہو کہ ہم سے پہلے یہود و نصارے پر کتاب نازل کی گئی تھی اور ہم اُس کے سمجھنے اور پڑھنے سے قاصر تھے۔ یا یہ عذر کرو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم اُن دونوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے پھر اب تو خدا کی طرف سے وہ کھلی دلیل۔ ہدایت۔ رحمت۔ آگئی وہ بڑا بدکار اور ظالم ہے جو آیات اللہ کی تکذیب کرتا ہے اور اُن سے ہٹ جاتا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے مُنہ پھیرتے ہیں اُنکے اعراض کے بدلے سخت سزا دیں گے

اس وقت مجھے اپنی جماعت کو خدا تعالےٰ کے اُس انعام کی نسبت چند ایک باتیں سُنانی ہیں جو اس زمانہ میں ہم پر نازل ہوا ہے وہ ہے خدا کے برگزیدہ مامور۔ مرسل مسیح موعود۔ کا پاک وجود جو سب نعمتوں سے بڑھکر انعام ہے جو اس زمانہ میں ہم پر ہوا اور خدا نے بڑا ہی کرم کیا کہ محض اپنے فضل سے ہمکو اُس کی شناخت کی توفیق عطا فرماکر اس نور سے حصہ لینے کا موقع عطا فرمایا ہے میرے دوستو۔ میں اس فضل عظیم کے متعلق آپ لوگوں کو کچھہ باتیں یاد دلانا چاہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میں نے ان آیات کو اپنے خطبہ میں اختیار کیا ہے۔ کیونکہ ان میں ایک سبق ہے جو غور کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے ودیعت رکھا ہوا ہے۔

ان آیتوں میں جو میں نے پڑھی ہیں خدا تعالےٰ عرب کی قوم کو جنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود میں انعام کیا ایک بات اور اس بات میں سوچنے کی طرف متوجہ فرماتا ہے کہ آپ کیسے وقت میں اور ضرورت میں اور کیوں مبعوث ہوے اور اشارۃ النص کے طور پر سمجھاتا ہے کہ آپ سے مستفیض ہوکر کیونکر وہی امّی اور مشرک عرب یہود اور نصاریٰ سے بڑھکر ہدایت یافتہ ثابت ہوے اور اُس بیّنہ اور رحمت سے وہ نور و توحید کے واعظ اور تمام جہان پر شرک اور اعراض عن اللہ کا حکم لگانے والے ٹھہرے۔ عربوں کی فطرت کچھہ ایسی بنائی گئی تھی کہ باوجودیکہ توراۃ و انجیل مدتوں سے اُنکی ہمسایہ تھیں مگر اُنھوں نے اُسکا کوئی پرتو دل پر کبھی پڑنے نہ دیا۔ ایران اُنکا ہمسایہ تھا مگر زردشتی مذہب کے مقابل اُن کے آہنی پھاٹک ہمیشہ بند رہے اور عموم طور پر جنگل کے فرزند اُس نفریں انگیز بھیانک تعلیم سے محفوظ رہے۔ ہند کا شرمناک یا شرانگیز وید ہمالہ کی آہنی دیوار اور انڈس کے طوفان خیز موجوں سے نکل کر ان مرد آزما شتولے میں جانے کی کبھی جرأت نہ کرسکا۔ عرب کی یہ معصوم اور محفوظ فطرت جو ان اسباب کے تاثیر و ترقیق کے مقابل تحقیر کا قہقہہ لگاتی۔ اور ان تمام بہانوں کے سینہ پر دست رد مارتی۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ وہ قوم اور وہ ملک جسکو کوئی مادی کوئی مصلح راہ ہدایت پر نہ لاسکا جسنے کسی زبردست سے زبردست ریفارمر کا اثر قبول نہ کیا۔ اور جسکی صلاح کی طرف سے بالکل مایوسی تھی اُس کی اصلاح کسی دائمی علمی اور نورانی عظیم الشان مصلح کی محتاج تھی اور درحقیقت کسقدر واجب التعظیم اور فخر بشر وہ مصلح تھا جس نے ایسی قوم کو سنوارا جن دلوں کو ید بیضا مسخر نہ کرسکا۔ جن مُردوں کو دم عیسیٰ جلا نہ سکا۔ اُن کو آکر اُس حاشر صلے اللہ علیہ وسلم نے آکر جلایا اور زندہ کیا جس کے قدموں پر سرکشوں نے گردنیں نوادیں۔ درحقیقت صاف معلوم ہوتا ہے کہ عرب کی فطرتوں کے قالب ایسے بنائے گئے تھے کہ قرآن کی پاک تعلیم کی روح کے سوا اُنھیں اور سڑی گلی تعلیموں سے مناسبت ہوسکتی نہ تھی۔ خدای ذوالجلال سے پوری نسبت پیدا کرنے کے لئے فطرۃً ایک مردانہ اور صاف دل قوم وہ بنائی گئی تھی۔ عیسویت کا زنانہ صنم جو خدا کی ہلاکت اور تجسم کی شکل میں وضع کیا گیا ہے اُن مردانہ فطرتوں اور فطرۃ اللہ کے سادہ آئینہ میں بیچون وچرا صانع عالم کے تماشائیوں کے مناسب حال نہ تھا اُن کی جنگی اور کبھی سر نیچا نہ کرنے والی فطرت ایسی بزدل مغلوب مار کھانے والے اور موت کے نخچیر لاعز خدا کو کب ماننا گوارا کرسکتی تھی

غلامی اور ذلت اور نکبت اور جلا وطنی کا نتیجہ پیدا کرنے والا بے برکت کیش یہود ان پر کب جادو چلا سکتا تھا۔ ان کے لئے اولاً و بالذات اور جہان کے تمام سلیم دلوں کے مناسب ان کے وسیلہ سے وہی پاک بے لوث مذہب تھا جو انھیں دنیا کے حقیقی نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملا۔ اس نور نے آکر ان قوموں پر حکم لگایا کہ وہ خود تاریکی کے اتھاہ کنوئیں میں پڑے ہیں اس نے ان کو ملزم کیا کہ انھوں نے نامردی اور تنگ دلی سے خدا کے صادق بندے مسیح اسرائیلی کو صلیبی لعنت کی موت کے داغ سے داغدار مانا ہے۔ اس نے یہود کی ذلت اور غلامی اور تفرقہ اور انکا ایک منجی کا انتظار کرنا انپر حجت ملزمہ گردانا کہ وہ اپنے افعال اور اقوال سے خود اپنے گواہ آپ ٹھہر چکے ہیں اور ایک مصلح منجی کی ضرورت کے معترف ہیں۔ غرض عرب کی بناوٹ ایسی تھی کہ یہود و نصاریٰ کے قرب وجوار کا کوئی اثر ان کے فطری سادہ مذہب اخلاق اور تمدن پر نہ پڑ سکا۔ خدا تعالےٰ نے ان کی طبیعتوں کی ایسی قلعہ بندی کر دی تھی کہ کوئی خارجی اثر ان میں در آ نہیں سکتا تھا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ہمارے ملک میں مسلمان غیر قوموں کے چندر وزہ ہمسایہ رہ کر ان کے اخلاق عادات طرز بود و باش سے اس قدر حصہ لے بیٹھے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ یہ قوم عرب کے مذہب کے پیرو ہے۔ ہندوؤں کے محسوس و مرئی بت اور ٹھاکر دوارے بزرگوں اور ان کی قبروں کے رنگ میں تبدیل کئے گئے اور خدا تعالیٰ کا سیدھا سادا صاف مذہب اسلام بت پرست مشرک ہندوؤں کے ویدانت مت کا معلم بتایا گیا اور دعوے کیا گیا کہ وحدۃ وجود کا مشرکانہ اصول اس کی غرض و غایت ہی۔ انسانی فطرت کے مطابق ایک ہی عظیم الشان حزب اور وظیفہ پانچ وقت کی نماز دیا گیا تھا وہ مشرک ویدانتیوں کی تاثیر صحبت سے مخلوق کے تراشے ہوئے وظیفوں اور انسانوں کے نام جپنے سے بدلا گیا۔ آہ آہ آہ مسلمانوں نے کیا گنوایا اور اس کے عوض کیا پایا۔ غرض قرآن کریم میں توریت اور انجیل کے مقابلہ اعجازی اثر کس راہ سے آیا جس نے ان مضبوط اور ممتنع قلعوں کو فتح کرلیا اس راز کا حل یہ ہے کہ قرآن کریم میں دلوں پر قبضہ پا لینے اور دلوں کی فطری اور حقیقی تمناؤں کے پورا کرنے کی مقتدر تاثیر ہے۔ قرآن کریم ایک چراغ ہے جو دوسرے لاکھوں چراغوں کو روشن کرسکتا اور نمک ہی جو قلوب کے ذاتی فساد کی اصلاح کرسکتا ہے۔ قرآن میں دو بڑی بھاری خصوصیتیں ہیں ایک تعلیم کامل دوسری تزکیہ کامل۔ یعنی قرآن نرا کان کو ہی نہیں سناتا اور اس کی باتیں انجیل کی چکنی چپڑی باتوں کی طرح کانوں تک ہی محدود نہیں رہتیں بلکہ اپنی قوت قدسیہ سے دلوں میں اس تعلیم کو اتار دیتا ہے۔ یہی معنے ہیں اس کے **هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم**۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے خداوند حکیم نے اس کے اندر ایسی شوکت اور نور اور قوت افاضہ رکھدی ہے جو لامحالہ قلوب کو مسخر کرلیتی اور ان کو عملی نمونے بنا کر چھوڑتی ہے قرآن کریم کی یہی خصوصیت اور امتیازی علامت کہ وہ اپنے پیرو کو آسمانی تائید یافتہ اور نورانی اور دوسرے مذاہب کے پیرووں سے ممتاز دکھا دیتا ہے اور اس کے نور کو متعدی ثابت کردیتا ہے غرض اس کی یہی خصوصیت ہے جسکو ان لفظوں میں بتایا گیا ہے **وهذا کتاب انزلنه مبارک** یعنی توریت و انجیل بے ثمر اور بے نور اور بے برکت ہوگئیں تھیں اس لئے اس مبارک کتاب کی ضرورت پڑی۔ یہ نرا دعویٰ ہی نہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہی عرب جسپر اثر ڈالنے سے توریت و انجیل بے برکت ثابت ہوئیں اس لئے کہ درحقیقت وہ اپنے پیرووں پر بھی کوئی بابرکت اثر نہ ڈال سکی تھیں وہ عرب قرآن کریم کی با برکت تعلیم سے فیض پا کر تمام جہان کا معلّم اور نمونہ بنا۔ اور برق کی طرح اپنے مرکز سے نکل کر شام ایران تاتار ہند سندھ چین وغیرہ پر پرتو فگن ہوا۔ گویا عرب کا قلب کل سلیم الفطرت عالم کا قلب تھا اس لئے اس کا تبدیل پانا سارے جہان کا تبدیل پانا اور نورانی ہونا تھا۔ اور جہان کی بالقوہ پاک قوتیں اسی زبردست کی تحریک کی منتظر تھیں۔ اب پھر غور کرو کہ وہ برکت کیسی برکت ہے جو قرآن کریم کو بخشی گئی ہے جس کی ایسی زندہ لانظیر تاثیر ہے۔ وہ برکت یہ ہے کہ قرآن کریم میں زندہ نشان اور اقتداری خوارق رکھے گئے ہیں جو فطرتوں کی تبدیل اور ان کو مسخر اور متاثر اور مرعوب کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہیں۔ جیسے خود خداوند عالم میں جلالی اور جمالی دو صفتیں ہیں اور وہ اپنی کامل ہستی کا ثبوت آپ اپنے اقتداری اور قہری نشانوں اور سطوتوں سے دیتا ہے اور اماتت اور احیا اس کے مقتدر ہاتھ کے ہیبت انگیز تماشے ہیں قرآن کریم کے اتباع میں بھی یہی قدرت اور زندہ تاثیر رکھی گئی ہے۔

قرآن کریم نے اپنے پہلے نمونے اول المسلمین بشیر و نذیر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود پاک میں ظلی طور پر خدا تعالٰے کی ان صفات کا کامل ظہور دکھایا ہے تاکہ وہ خدا کا حقیقی خلیفہ ثابت ہو اور پھر یہ اقتداری تاثیر اس زمانہ اور ایک ہی شخص تک محدود و مقصور نہیں رہی بلکہ ہر زمانہ میں اس کا ایک پیرو اُسی اصلی نمونہ کا موجود رہتا ہے جو اقتداری نشانوں امانت اور احیا رسے ثابت کرتا ہی کہ قرآن کریم ایک زندہ اور بابرکت کتاب ہے۔ اور خدا تعالٰی کی ہستی اور اسکی صفات کاملہ کی نسبت زندہ اور ترقی کن ایمان دلوں کو بخشتا ہے۔ مردہ زمین کی سیرابی اور سرسبزی اُسی کے وجود سے ہوتی اور زمین و آسمان کا قیام اُسی کی برکت سے ہوتا ہے۔ ورنہ مردہ پرستی کفارہ پرستی اور صلیب پرستی اور بھنگ پرستی اور لنگ پرستی اور نیوگ سے بدعمل نظام عالم کا ستون نکال دیں۔

خدا تعالٰے نے خودنمائی اور چہرہ آرائی کے لئے یہ تدبیر فرمائی ہے کہ اپنے خلیفہ محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پوری بیکسی اور بے سامانی اور ناتوانی کی تصویر بنا کر عرب میں پیدا کیا اور آخر مکی اور مدنی زندگیوں کے دو مصفّٰی آئینوں سے اپنا مصفا چہرہ دنیا کو دکھایا۔ پہلے کامل ناتوانی اور معًا کامل پرزور تحدی اور پرشوکت دعوے اور آخر پورے معنوں میں اُن کا پورا کر دینا اس ذریعہ سے خدا نے لاکھوں برسوں کے چھپائے مُنہ کو گھونگٹ سے باہر نکال سب کو دکھایا۔ ثُمَّ فانظر دیکھنے کے وقت اس منادی کی کیا حالت تھی اور دعوے کیا تھے اور اُسی کے مونہہ سے

پھر اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور یدخلون فی دین اللہ افواجًا جب کہلوایا تو اُسوقت کیا حالت تھی۔ یہ باتیں اور یہ طرز زندگی تھی جسکی ضرورت تبدیل قلوب کے لئے تھی۔ یہی دونوں رنگ خود خداوند عالم کے ہیں۔

ایک وقت وہ غیب کے حجابوں میں ایسا پنہاں اور کس مپرس ہوتا ہے کہ منکر دہریہ گردن کی رگیں پھلا کر انکار کی جرأت کر بیٹھتا ہے اور ایک وقت جلال اور قہر کا ایسا تازیانہ ہاتھ میں لیتا ہے کہ جہان کو زیر و زبر کرکے اپنی ہستی اور جبروت کا لوہا منوا لیتا ہے۔ ضرور ہے کہ خلیفۃ اللہ بھی مظہرًا اسی خدائی شان کو اپنے ساتھ رکھتا ہو سو یہ شان بحمد اللہ کامل طور پر بجز ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی میں پائی نہیں جاتی۔ ضعف اور دُکھ سہنے کا بھی کامل نمونہ یعنی خدا کی طرح اولاً غائب اور شناخت نہ کیا جانے کا پورا نمونہ اور پھر اقتدار اور جبروت سے اعدا پر پوری فتح پانے اور قہاری اور شناخت کیا جانے کا بھی اکمل نمونہ صرف صرف ہمارے سید و مولے سید العالمین کی پاک ذات ہی ہے۔ حضرت موسیٰ بھی راہ ہی میں مرے اور موعود ارض میں نہ خود پہونچے اور نہ دوسروں کو پہونچا سکے۔ اور حضرت مسیح کی جو حالت ہوئی عیاں ہے۔ سچ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب نبیوں کی پردہ پوشی کر لی ہے۔ ورنہ خدائی تو برکنار مشکل ہے کہ انجیل سے مسیح کی نبوت بھی ثابت ہوسکے۔ غرض خدا تعالٰے قادر تھا کہ حضرت رسول کریمؐ کو دعوے کے ساتھ ہی کامیاب کر دیتا مگر دنیا پر وہ راز سربستہ نہ کھل سکتا جو آپ کی

تیرہ برس کی مکی پرفتن زندگی اور بالآخر مدنی کامیاب زندگی کی کلید سے کھلا۔ ایک وقت آپ سے یہ کہلوایا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور پھر بلوایا انی رسول اللہ الیکم جمیعًا اور پھر اُسی مُنہ سے یہ نکلوایا سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ اور لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ۔

اور یہ سب کچھ ناتوانی اور بے سامانی کے دنوں میں دعوے کئے گئے۔ کبھی وہ بولا کہ میں نوحؑ کی طرح کامیاب ہو جاؤں گا اور میرے دشمن فنا ہو جائیں گے اور میں ابراہیم موسیٰ داؤد اور سلیمان اور دوسرے مظفر و منصور نبیوں کی طرح کامیاب اور مظفر و منصور ہو جاؤں گا اور میرے دشمن اُن پہلی مکذبوں کی طرح پامال ہو جائیں گے میں عزیز رحیم کا رسول ہوں میری عزت ظاہر ہوگی اور میرے دشمن مغلوب ہوں گے اور میرے پیرووں پر رحم ہوگا۔ وہ دشمنوں کے املاک و اموال کے وارث ہوں گے۔ غرض ناتوانی اور بیکسی میں ان دعووں کا ہونا اور بالآخر حرف حرف پورا ہونا یہ ایسی باتیں ہیں کہ خدا کو منوائے اور دکھائے بغیر ورے رہ سکتی نہیں۔ یہ ہے ثبوت زندہ کتاب مبارک کتاب اور مبارک رسول ہونے کا اس کے بغیر دنیا مردہ تھی۔ اسمیں کسی اور نفخ کی تدبیر سے روح داخل ہوسکتی ہی نہ تھی۔ اسی اقتداری معجزہ سے انا الموجود کی آواز آسمان سے آئی اور بڑے پرہیبت طریق سے آئی جسے اطراف عالم نے صاف صاف سن لیا۔ اور نئے سرے زندہ خدا مانا گیا اور پوجا گیا اور مردہ خداؤں کا لا کی ضرب نے کام تمام کر دیا۔

قرآن کریم میں ایک اور عظیم الشان برکت رکھی گئی جس کی نظیر پہلی کتابوں میں نہ تھی وہ یہ ہے کہ اس پاک کی صورت اور معنی یعنی لفظ اور معنی دونوں باہم موزون اور مطابق اور پرشوکت

لکھے گئے ہیں۔ اُس عظیم الشان امانت کے لئے جسکا نام توحید اور فردانیت الوہیت ہے جسکی وسعت کامل طور پر عبری سریانی اور دوسری بولیوں میں سما نہ سکی۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کی لغت کو پسند فرمایا۔ حقیقت میں کیا ہی وسیع اور پُرشوکت زبان عربی زبان ہے جسنے ایسے معانی کو جو اس جہان کی فطرت ظاہر کرنے والے۔ اور لا انتہا قلوب کے امراض اور تشخیص اور اسباب مرض اور ادویہ بتانے والے اور اُس دوسرے غیب الغیب عالم کے غیر مرئی حقائق کو بیان کرنے والے ہیں الفاظ میں لاکر دکھایا ہے۔ خدائے لامثال کا منشار نبوت کی تحریکات اور منشاؤں اور آسمانی فیضانوں کی ہو بہو تصویر ان الفاظ میں موجود ہے۔ دوسری بولیاں چونکہ صحیح قالب اُن نازک معانی کا بن نہیں سکتی تھیں آخر اس کا بدنتیجہ یہ ہوا کہ شرک نے اپنے پیروں کے نیچے اُس توحید کی تعلیم کو لے لیا۔ اور دوسرا بڑا نقص اُن کتابوں میں یہ داخل ہوا کہ اُن کی اصل زبانیں مفقود ہو گئیں اور انبیاء کے مقصد مجذوم اور ممسوخ ترجموں کی تاریک تہوں کے نیچے دب گئے۔ جس قوت قدسیہ اور عقد ہمت اور پر تاثیر دعاؤں سے ملکر قرآن کے الفاظ آسمان سے اُترے اور پھر مہبط وحی کے قلب مبارک کے خون سے ملکر باہر نکلے وہی زندہ تاثیر اُن میں اب تک موجود ہے اور قیامت تک رہے گی گویا کتاب کے ساتھ کتاب کا لانے والا بھی زندہ اور بابرکت شکل میں ہر وقت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جسقدر قوت قلوب پر تصرف کرنے کی اور اُنھیں اپنا ہی بنا لینے کی پائی جاتی ہے اُس کا عشر عشیر بھی کسی کتاب میں نہیں۔ کیا ہی مبارک ہیں جنکا محبوب و قبلہ یہ کتاب مجید ہو اور بڑے مبارک ہیں وہ جنھیں اس کا فہم عطا کیا گیا ہو۔ کاش ہماری قوم اس نعمت کی قدر کرے اور اس کی تعلیم و تعلم میں پوری ہمت صرف کرے۔

یہ باتیں بڑی لمبی ہیں جس مقصد کے لئے آج ان آیات کو پڑھا ہے اب اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے نہ تکلف اور بناوٹ سے بلکہ پوری بصیرۃ سے میں اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ آج دنیا پر وہی اسباب پھر محیط ہوگئے ہیں اور چاروں طرف اُسی خوفناک تاریکی نے پر پھیلا دئے ہیں جو مبارک بعثت سے قبل عرب پر محیط تھی اور اُسی قسم کے دواعی اور بواعث بالکلیہ آج بھی جمع ہو گئے ہیں جو آج چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کا دوبارہ نزول اور اُن برکات کا ظہور اسی رنگ اور اُسی شوکت سے ہو اور قوم ضلالت کے گڑھوں سے نکل کر ہدایت کی بیّن نشانیاں اپنے اندر جمع کرے اور تو میں پکار اُٹھیں کہ یہ قوم سب سے بڑھکر ہدایت یافتہ ہے۔ کتاب اللہ تو ہے مگر ضرورت اسکی ہے جو اُسے اپنے انفاس طیبہ اور عقد ہمت سے دلوں میں داخل کردے۔ جیسے اُس وقت کتاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ بطور ممد و معاون کے تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ جسطرح یہود و نصاریٰ کی عملی حالت کوئی اثر عرب پر ڈال نہ سکے۔ اسی طرح یہ **گدیاں** اور سجادے اور خانقاہیں اور صوفی اور پیرزادے اور مولوی اور علماء اپنی کور باطنی اور خشکی اور زہد رسمی اور تہی دستی کے سبب سے قوم کی عملی حالت کی اصلاح میں کوئی نمونہ نہیں دکھا سکے۔ یہود کی طرح ان کا اندوختہ جل کر راکھ ہوگیا۔ ان کے علم کے حزبار دفتروں کو تکبر اور جہل اور حسد اور بغض اور طغیان اور عصیان کے طیطس اور بخت نصر نے جلا ڈالا۔ ان کی اندرونی بدکاریاں اور بیرونی ملمع سازیاں اور بھی قوم کی تباہی کی موجب ہوئیں۔ چونکہ ان کے پاس بجز طامات اور لاف گزاف یا چند منترکانہ منتروں اور دیو وغول کے تسخیر کے تعویذوں کے کچھ نہیں رہا اور قوم کے زندہ کرنے اور زندہ نور اسلام کو دکھانے سے عاجز ہوگئے۔ خدا تعالےٰ نے چند روز کے لئے شریروں کو شریروں سے سزا دلوا دینے کے لئے سانپوں اور کتوں اور بچھوؤں اور بھیڑیوں کو قوم پر مسلط کر دیا۔ زمین نے سوراخیں کھول دیں اور اُس کے ناپاک بخار آریوں اور نصرانیوں اور دیگر شیاطین کی شکل میں نمودار ہوکر اور قوم کو اُن کی بدعملی کی خوب سزا چکھائی۔ مگر خدا تعالیٰ نے بہت دیر تک برداشت نہ کیا کہ موذی سانپ آدم کا مقابلہ کرے اور پاکوں کی اولاد شریروں کے پاؤں تلے بالکل روندی جاکر اُس رحیم کریم نے اُس باپ کی طرح جو پیارے بیٹے کو دو چار چھڑیاں تادیب کی خاطر لگا بیٹھتا اور پھر شفقت کے ساتھ سینہ سے لگا لیتا ہے۔ مسلمانوں کی آہ و زاری سن لی۔ آسمان کے دروازے پھر اُسیطرح کھولدے جسطرح رحمۃ للعلمین کے نزول اجلال کے وقت کھولے تھے۔ اور ابر رحمت اور نور نے پھر بروز فرمایا جسکا وعدہ پاک نوشتوں میں تھا اور جسے رحمۃ للعالمین سلام تحیت الیتام کہہ گئے تھے۔ وہ ابر کرم جسکو

انتظار میں ہزاروں آنکھیں سپید ہو گئی تھیں۔ وہ ثریا سے ایمان کو پھر لپک کر نیچے اتار لینے والا مسیح موعود اور مہدی مسعود دنیا میں تشریف لایا جس کے آنے کے ساتھ قوم کے دن پھر گئے۔ جیسے سخت جاڑے میں زمین کے موذی حشرات تحت الثریٰ میں گھس جاتے ہیں اور زمین کی سطح ان کے موذی شریر منحوس وجود سے پاک ہو جاتی ہے اس کی پھونک سے اشرار ہلاک ہو گئے اور موذی نمک کیطرح پگھل گئے۔ اس پہلوان نے دشمنوں کے کل قبیلوں سے ایک چیدہ شخص کو پچھاڑا اور پھر ہلاک کیا یہاں تک کہ اسلام کی دھاک دلوں میں پڑ گئی۔

یہ مزکی اور مطہر انسان حضرت سید عالم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی خو بو اور قوت اور نشان کے ساتھ آیا۔ بلکہ بعینہٖ وہی آیا۔ کیونکہ اس میں احیا اور اماتت کی وہی قدرت ہے۔ یہ ویسا ہی بشیر و نذیر ہے۔ یہ تو وہی حجۃ اللہ اور آیۃ اللہ ہے۔ اے زمین تجھے مبارک ہو اس لئے کہ تیری پیٹھ فسق کے بوجھ سے ٹوٹنے کے قریب تھی۔ نزدیک تھا کہ تیرے پہاڑ ریت کی طرح اُڑ جائیں اور آسمان تجھ پر ہمہ قہر اور غضب ہو جائے۔ خدا نے پھر تجھے سنبھال لیا۔ اے مہدی اے مسیح اے مبارک انسان اے مبارک کتاب مبارک رسول کے زندہ ثبوت اور دلوں کو ان کی زندگیوں کا یقین دلا دینے والے عزیز آقا آ۔ واللہ تو وقت پر آیا۔ ہم تیری نیم شبی دعاؤں کے نتیجے۔ تیری کوششوں کے پھل ہیں۔ ہماری زندگیاں تیری پاک مسیحائی اور اسلام کی زندگی کا ثبوت ہوں۔ دعا کر کہ ہم دنیا کے نمک بن جائیں اور قومیں ہم سے راہ حق اور زندگی پا ئیں۔ ہم منارہ کے چراغ ہوں یا آسمان کی برق ہوں۔ جسکی روشنی اطراف عالم کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔

اگرچہ بدبخت کور باطن گدی نشینوں اور خشک مولویوں نے تجھے نہیں پہچانا پر نزدیک ہے وہ دن نہیں کہ آسمان تیرے لئے ایک عظیم الشان گواہی دے اُٹھے اور گردنیں اُس کے آگے جھک جائیں یاد رکھو جیسے اس بازار عالم میں ہر سرہ اور ناسرہ کے پرکھنے کے لئے ایک معیار وضع کیا گیا ہے۔ راست بازوں اور ناراستوں کے نقد کے امتحان کے لئے کامل معیار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہے۔ سلسلہ حقہ وہی ہو گا جو منہاج نبوت پر ہو۔ جسکی ابتدائی اور درمیانی اور آخری زندگی اُس مبارک نمونہ سے ملتی ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی تبلیغ اور اعدائے حق سے مقابلہ میں گذری ہے۔ کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ آپ تیئیس[۲۳] برس میں ایک دم بھی بے حرکت بیٹھے ہیں۔ ہاں کبھی آپ کا جہاد اور مقابلہ لسان سے تھا کہ دلائل قاطعہ اور حجج ساطعہ کی تلوار سے باطل کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اور کبھی سرکش تلوار سے پیش آنے والوں کے بل تلوار سے نکالتے تھے۔ سارا قرآن کریم احقاق حق اور ابطال باطل سے بھرا ہوا ہے۔ وہ پاک مباحثہ کی ایک بزرگ کتاب ہے یقولون اور قالوا۔ اور قل جابجا ہمیں پاؤ گے۔ یہ بات ہمیں صاف یقین دلاتی ہے کہ نبوت کا منہاج اور قرآن کا طریق اپنے دعووں کی تبلیغ اور باطل کے حملوں کی تردید میں مصروف رہنا اور اس شرک کو صاف کرنے کے لئے اقتداری نشانوں اور قہری آیات کا دکھانا ہے۔ سو اس خلافت حقہ اور نبوت کا وارث وہی ہو گا جو اس منہاج پر قدم مارے۔ یا اس کو صاف لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیئے کہ اہل اللہ اور مامورانِ الٰہی اور مجددانِ درہنمایانِ خلق اور بیعت لینے والوں کی یہ شناخت ہے کہ اُن میں قرآن کے منشا کی تبلیغ اور تردید باطل کے لئے سدا حرکت رہے اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح از زندگی بھر آرام سے نہ بیٹھیں۔ اس لئے کاش جہان میں آرام پانے والوں کا بڑا نشان یہ ہے کہ اس جہان کی ساری بے آرامی کو ایک آرام جان کی خاطر اختیار کر لیں اگر خدا تعالے چاہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان گدی نشینوں اور مولویوں کی طرح مفت کی روٹی اور دوسروں کی کمائی کھا کر اپنی جھونپڑی میں آرام سے بیٹھے رہتے اور لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے رہتے۔ کبھی ایک آدھ فقرہ موجیں آتے تو مریدوں کو سنا دیتے اور صلح کل کا ناد بجاتے رہتے۔ مگر یہ ہنگامہ حشر بپا کرنا۔ خون کی ندیاں بہا دینا اور قوموں میں تفرقہ ڈالا دینا اور بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دینا اور جہان میں ایک آگ لگا دینا اور اپنوں بیگانوں سب سے یکساں بگاڑ لینا۔ عوام کو چھیڑنا۔ بادشاہوں کو اُکسانا۔ غرض یہ طوفان کیوں برپا کیا گیا۔ درویشوں اور راہبوں کے نمونے اُس وقت بھی موجود تھے۔ جو دنیا سے انقطاع کر کے خانقاہوں میں بسر کرتے تھے حضور بھی غار حرا میں زندگی گذار دیتے مگر جو کچھ ہوا اور جسطرح ہوا یہ ایک واقعہ ہے اور خدا تعالی نے ایسا ہی چاہا کیونکہ ایسا ہی ہوا۔ ہاں وہ طرز اور منہاج سنۃ اللہ ٹھہر گیا جیسا کہ فرمایا

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اب دیکھنا چاہیئے کہ اُس منہاج پر آج اس دنیا میں کونسا طریق اور کون مرد ہے ان تمام گدیوں اور خانقاہوں اور مولویوں کے حجروں میں ذرا جھانک کر دیکھو اُن نرم گھاسوں پر سانپوں کے سوا کسی کو لوٹتا ہوا نہ پاؤ گے۔ وہ تاریک غاریں اور بھیانک ماندیں اور ہولناک بن نظر آئیں گے جہاں قدم قدم پر انسانی ہڈیاں اور کہیں کہیں کسی شکار کا تازہ خون بھی پاؤ گے۔

عمریں گذر گئیں اُن میں کبھی چراغ نہیں جلایا گیا۔ کیونکہ وہ کام جو وہاں ہوتے ہیں تاریکی کے زیادہ مناسب حال اور خوشنگوار ہوتے ہیں۔ اندھیرے میں خوگر ہونے کی وجہ سے وہ لوگ باہر نکل نہیں سکتے کیونکہ روشنی سے اُنکی آنکھ چوندھیاتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ روشنی اور روشنی کے فرزندوں سے بیر رکھتے ہیں۔ غرض یہ صوفی اور فقرا اور گدی نشین بزدلی کے لئے عذر تراشنے کی خاطر صلح کل کی چادر اوڑھ کر بیٹھے ہیں اور بڑی سریلی آواز سے ؏ بامسلماں اللہ اللہ یا برہمن رام رام ؂ اور شعر۔ چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من خود را نمی دانم ؂ نہ ترساؤ یہودی ام نہ گبرم نے مسلمانم ؂ پڑھتے رہتے ہیں۔ انھیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ قوم کا کیا حال ہو رہا ہے۔ اور اسلام اور قرآن اور خدا اور رسول پر آریہ نصاریٰ اور فلسفیوں کے کیا حملے ہو رہے ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنے صدق کی گواہی کتاب اللہ اور سنت سے لیتے۔ انھوں نے کتاب اللہ پر پیٹھ پھیر دی پھر کیونکر ہوتا کہ ان کو اپنی ڈراونی شکلیں صاف صاف اُس آئینہ میں نظر آتیں۔ نہ انھوں نے خود اپنے نفس پر اور نہ انکے مریدوں نے ان پر کبھی سوال کیا کہ یہ کرتے ہی کیا ہیں۔ اور وہ کون خدا ہے جسکی طرف یہ رہبری کرتے ہیں۔ اور وہ کون رسول ہے جسکی مسند خلافت پر یہ جلوہ آرا ہیں۔ کیا وہی خدا جس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے ساری عمر دشمنوں سے مقابلہ اور تبلیغ دین میں گذاری۔ اور جس نے خدا کی راہ میں تمام قسم کی بے آرامیوں دکھوں کو برداشت کیا۔ معرفت اور حقیقت اور شریعت یہی قرآن اور رسول خدا کا اُسوہ ہے۔ ان کی معرفت اور طریقت اور حقیقت اور شریعت کیا چیز ہے جسکا

ثبوت کتاب اللہ اور سنت میں نہیں پھر ہم ان کے اس طریق کا ثبوت کہاں سے پیدا کریں۔ کتاب اللہ انھیں دھکے دیتی ہے۔ رسول کریم کی سنت انھیں دھتکارتی ہے۔

اے مریدو۔ اے تعصب سے آنکھ بند کرنے والو ذرا جزا کے ہول کا دھیان کرکے اُٹھو۔ اور ہوشیار ہو جاؤ۔ غور کرو کہ تم ان سے اس لئے بیعت ہو کہ یہ لوگ رسول کی پیروی میں ہو کر خدا سے ملا دینگے۔ یا خود انھیں کو مقصود بالذات سمجھکر انھی کی پرستش کرتے ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر ان میں رسول نمائی کی آن بان کہاں۔ ان کی چالیں اُلٹی۔ انکی راہیں ٹیڑھی یہ تو خود خدا اور آپ ہی مستقل رسول بنے بیٹھے ہیں۔ احبار اور رہبان کیطرح اپنے تئیں رب بنا رکھا ہے۔ اگر یہ بات غلط معلوم ہو تو خدا کے لئے ہمیں دکھاؤ کہ رسول کریم کی سنت کی کوئی ادا ان میں کہاں ہے۔ کب اور کس وقت انھوں نے اعداء اللہ اور اعداء الرسول سے مقابلہ کیا۔ کب ان پر حق کی خاطر وہ ابتلا اور زلزلے آئے جو مومنین صادقین کا خاص نشان ٹھہر گئے ہیں۔ نصرانیوں آریوں سکھوں برہموؤں اور فلسفیوں کی زد سے اسلام اور مسلمانوں کو بچانے کے لئے کب یہ پردہ نشین لوگ ہتھیار پھینک نکلے۔ اگر ایسا نہیں تو یہ لوگ خود اپنے ہاتھ سے غیر مستحق اور غاصب ہونے پر مہر لگا چکے۔ کبھی آسمان ان کے لئے بولا کہ یہ آسمانی ہیں۔ کبھی زمین نے انکے لئے گواہی دی کہ یہ زمین کے نور ہیں۔ پھر وہ ہے کیا چیز جس سے تم نے ثابت کیا کہ یہ اولیاء اللہ ہیں اور تم انکی اسقدر حمایت کرتے ہو کہ خدا کے راستبازوں سے ان مخذولوں کی خاطر لڑائی ٹھہرا رکھی ہے۔ کرامت اور معجزہ کے ثبوت کا

منہاج واضح ہو گیا ہے۔ منعم علیہم کی صاف پگڈنڈی نظر آ گئی ہے۔ خدا کی راہ میں دشمنوں پر غالب آنا اور اپنے امر تبلیغی اور دعوۃ الحق کا مخالفوں کی ہزاروں کوششوں کے مقابل اظہار کر دینا اور اپنی راہ سے اُن پہاڑوں کا صاف کر دینا یہی عظیم الشان معجزہ اور کرامت اور خرق عادت ہے جسنے راستبازوں کو اغیار سے ممتاز کیا۔ ان گدیوں ان سلسلوں میں بتاؤ اس نصرت الٰہی کا کوئی نشان ہے۔ کس میدان میں۔ کس کشتی کے دنگل میں مرد مبارز بنکر انمیں سے کوئی نکلا ہے اور ہزاروں مردان کارزاری کے مقابل اُس نے تحدی اور دعوے سے گردن بلند کرکے کرامت کا دعوی کیا اور اسپر وہ دعوی پورا ہوا۔ کس باطل فرقہ کو انمیں سے کسی نے کبھی ذلیل کیا۔ تاریک حجروں میں سادہ لوحوں کے روبرو خیالی کرامت کے دعوے فضول باتیں ہیں جو سنت اللہ کے بازار میں کوڑی کے مول بھی نہیں بکتیں۔ غرض آج مبارک کتاب کے رنگ میں۔ مبارک رسول احمد مصطفی محمد مجتبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز و وضع پر۔ ہاں اُس منہاج پر قدم بقدم صرف ایک ہی شخص ہے۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی مسعود علیہ سلام الملک الودود ہیں اس مبارک مرد نے متبع الرسول ہونے کے ثبوت میں کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رکھی۔ ۱۸ برس کی عمر سے دشمنان اسلام سے جنگ شروع کی اور اب تک کہ قریب ۷۰ کے آپ کا سن شریف ہے ہتھیار زمین پر نہیں رکھے۔ ایک روز فرمایا کہ میں بہت چھوٹا بچہ تھا جبکہ نصرانی لفظ کا مفہوم بھی نہیں جانتا تھا اور نہ کبھی کسی نصرانی کی شکل دیکھی تھی اپنے اندر سے بڑے زور سے ہر روز آواز آتی ہوئی محسوس کرتا تھا کہ نصرانیوں سے مقابلہ

کرنا چاہیئے۔ آپ نے سب سے پہلے ایک کتاب لکھی جسکا نام ہے البراھین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ۔ اس مبارک کتاب کا نام ہی بتاتا ہے کہ اس میں کیا کیا لکھا ہوگا۔ اور معًا ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ مصنف کو خدا تعالےٰ نے لا انتہا شوق سے اس خدمت کے لیئے چن لیا اس کتاب کو لاکھوں آدمیوں نے پسند کیا اور اس کی خیر خواہی اور ناصر اسلام ہونے کی گواہی اٹھ لوگوں نے بھی دی جو آج اس مبارک کتاب کے مصنف اور اس کے شائع شدہ مضامین کو پھر تازہ کرنے والے مرد حق پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔ اس کتاب نے اور اس کے بعد دوسری کتابوں نے جو لگا تار نکلتی رہیں نصرانیت اور آریہ مت، اور برہمو مت کا خاتمہ کر دیا غرض اس زمانہ کے تمام باطل فرقوں اور مشربوں پر حضرت مسیح علیہ السلام نے اسی طرح حجت پوری کی جسطرح کتاب اللہ نے کی تھی۔ اور وہ بڑی بھاری نشانی جو کتاب اللہ میں لکھی تھی لیظھرہ علی الدین کلہ پورے معنے میں صادق ثابت ہوئی۔ مسیح کے توفی کے مسئلہ پر فوق العادۃ زور دیکر اور لاکھوں ورقوں کے ذریعہ جہان میں اس مسئلہ مہمہ کی اشاعت کرکے اور آخر پوری طرح سے پیس کر نصرانیت کے گوسالہ کی راکھ اڑا کر دریائے فنا میں پھینک دی ہے اور مسیح کی قبر کے کھلے کھلے ثبوت جو انشاء اللہ عنقریب روز روشن کی طرح آشکارا ہوں گے ہمیشہ کے لئے اس ظلم کے سانپ کا سر کچل ڈالیں گے۔ اپنے خوارق اور کرامات اور تائیدات سے خدا تعالےٰ کی زندہ ہستی اور زندہ نبوت کا ثبوت دیکر آپ نے برہمو مت ورمعًا تمام بے برکت مذاہب کا استیصال کر دیا۔ ست بچن نے سکھوں پر وہ حجت پوری کی اور ایسی سڑک تیار کی ہے کہ دور نہیں نزدیک ہے کہ ان میں سے بہت سے سعید اس پر قدم ماریں گے اور کامیابی کے آثار تو نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اور بڑی بھاری کامیابی یہ ہے کہ سوسی زیادہ سکھوں کے خواندہ اور معزز آدمیوں نے اس کتاب کو شوق سے خریدا اور اس کی تعریف کی۔

غرض ایک ایک لمحہ حضرت اقدس کا تبلیغ دین اور اعدائے دین سے مقابلہ میں مصروف ہے اور ان اعمال سے آپ صاف بتا رہے ہیں کہ خلافت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کا جائز استحقاق اس زمانہ میں صرف آپ ہی کو ہے۔ وللہ الحمد۔ کاش لوگ ان باتوں میں غور کریں۔ تعصب سے فارغ ہو کر حضرت اقدس کے کارناموں کو دیکھیں۔ آپ کی کتابوں کو پڑھیں۔ زمانہ کے تیور پہچانیں۔ وقت کی ضرورت اور مفاسد موجودہ کا مطالعہ کریں۔

آخر میں میں اپنے دوستوں سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ میرے عزیزو اور بزرگو خدا تعالےٰ فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ آج سب سے بڑی نعمت جو خدا تعالےٰ نے تم پر انعام کی ہے اور جس مائدہ سماویہ کی آرزو میں تمہارے باپ دادے راہ تکتے تکتے مر گئے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود ہے۔ جیسے حضرت ابن عباس نے اس شخص کے جواب میں کہا تھا کہ وہ نعمت قرآن کریم ہے جسکی نسبت قیامت کو سوال ہوگا۔ میں بھی شرح صدر اور صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ درحقیقت ان تمام نعمتوں سے جو رحمٰن خدا نے اس جہان کو عطا کی ہیں بڑی اور لانظیر نعمت قرآن کریم ہے۔ مگر چونکہ قرآن کی معرفت اور عظمت اور فہم کی نعمت ہمیں آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملی ہے اس لئے ظلی طور پر یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ آپ کا وجود بھی قرآن کی طرح ایک نعمت ہے۔ جسکی نسبت ہم سے قیامت میں سوال ہوگا کہ ہم نے اسے پاکر خدا تعالیٰ کا کتنا اور کیا شکر ادا کیا۔

میرے دوستو معجزات افسانے ہو چکے تھے نبیوں کے قصص اساطیر الاولین ہو چکے تھے۔ کیونکہ ہر ایک بات ایک زمانہ گذرنے کے بعد اگر کوئی جدید معاون اور زندہ کرنے والا پیدا نہ ہو تو آخر تقویم پارینہ ہو جاتی ہے یہی سنۃ اللہ ہے جیساکہ فرمایا فطال علیھم الامد فقست قلوبھم۔ تقوے طہارت اور اخلاق فاضلہ کا نشان مٹ گیا تھا۔ قرآن کریم کی جگہ مثنویوں۔ قصیدوں اور غزلوں اور خاندانوں اور خانوادوں کے مختلق وردوں اور حزبوں نے لے لی تھی۔ بے برکت اور مردہ پرست مذہبوں نے خانہ خالی دیکھ کر چاروں طرف سے نقب زنی شروع کر دی تھی۔ اس نعمۃ اللہ۔ ابن اللہ جری اللہ۔ مسیح موعود علیہ السلام نے معجزات کو انبیاء کے قصص کو تقوی طہارت کو قرآن کریم کی تعلیم و فہم کو پھر از سر نو زندہ کر دیا۔ سو ہم پر جنھوں نے اسے پہچانا اور صدق دل سے مانا خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو گئی اور ہم سے بہت بڑا سوال اس نعمت کی بابت ہوگا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرکے شہداء اللہ علی الناس ہو جائیں۔

اور ایک بڑی بھاری بات جو ہمیں التزامًا کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہماری ہر ایک تقریر میں تحریر میں مجلسوں میں گھروں میں تخلیہ کے وقتوں میں غرض ہر حالت میں جہاں تک بس چل سکے اس پاک اور بزرگ نعمت کا ذکر تذکرہ ہونا چاہیئے۔ کوئی واعظ جو وعظ کرتا ہے کوئی مقرر

جو تقریر کرتا ہے۔ کوئی درس دینے والا جو درس قرآن دیتا ہے اگر نرا اپنی لسانی تک بات کو محدود رکھے۔ اور آسمان اور زمین کے قلابے باتوں میں ملادے اور ہزاروں داستانیں ادھر کی اُدھر کی مجلس کو سنائے مگر مسیح موعود کا ذکر درمیان نہ ہو تو وہ وعظ وہ تقریر وہ درس بے اثر بے مغز اور طبل تہی ہے۔

میرے دوستو آج اور کوئی راہ نہیں جس سے خدا نظر آوے۔ رسول پہچانا جائے اور قرآن کا فہم اور علم حاصل ہو۔ مسیح موعود کے اصول اس کی صحبت۔ اس کے اقوال۔ اس کی کتابیں ہیں جو یہ پاک نور نتیجہ دے سکتے ہیں مسیح موعود کے تسلی یافتہ۔ کشادہ اور پُر نور چہرہ کا مقابلہ دوسرے چہروں سے کرلو۔ جسکا چہرہ دیکھکر تم بے اختیار تبسم نہ کرو۔ جس کے پاس بیٹھنے سے تمہارے غم غلط نہ ہوجائیں۔ جسکی تقریر سنتے ہی تمہارے کندھے بوجھ سے ہلکے نہ ہوجائیں۔ وہ بے برکت اور خود نا تسلی یافتہ غیر مطمئن و [illegible] [illegible] حاصل کرسکتے [illegible] اور صرف ایک ہی [illegible] خدا تک پہونچاتا ہے۔ [illegible] فقرہ اور [illegible] پہونچا [illegible] مسیح موعود کا ذکر [illegible] اگر کوئی میری [illegible] اس مبارک انسان کے علم کا تھانگا ہے اپنے اور دوسروں کے علم سے مستغنی ہوگیا ہوں وَ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

پس اس نعمت کی قدر کرو اور خدا تعالے کی برکات سلسلہ عالیہ کے ساتھ

[illegible]

امور منزلیہ

ہم نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم بھائی میرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں ۱۲ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۰۰ء بوقت ۵ بجے شام کے دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ ۱۸ مئی ۱۹۰۰ء کو جمعہ کے دن عقیقہ کیا گیا حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض جناب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس بچہ کا نام حبیب الرحمن رکھا جناب مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں جو پہلا بچہ ۱۸ مئی ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوا تھا اور جس کا نام حضرت اقدس نے پہلے عطاء اللہ رکھا بعد میں حضرت اقدس نے اُس کا نام عطاء الرحمن تبدیل فرمایا ہے کیونکہ یہ بچہ بعض ایسی خطرناک امراض میں مبتلا ہوا تھا جس سے جانبر ہونے کی کوئی امید نہ تھی اُس وقت حضرت اقدس کی دعاؤں سے مسیحائی کی اور محض رحمانیت کے تقاضا سے یہ بچہ بچ گیا اس پر حضرت اقدس نے اس کا نام عطاء الرحمن تجویز فرمایا۔

بہر حال ہم اس مولود مسعود کی ولادت پر مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یہ دونوں بچے اپنے والدین کے لئے قرۃ العین ہوں اور اسلام اور اپنے امام کے سچے خادم اور ملک اور قوم کے لئے مفید اور مبارک ثابت ہوں۔ آمین

اطلاع

آجکا اخبار چونکہ ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہے اس لئے یہ نمبر ۱۸ اور ۱۹ دونمبروں کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر

عذر تقصیر پر التفات

کئی گذشتہ اشاعت میں ہم نے اُن تمام عذرات کو لکھدیا ہے جو اخبار کی اشاعت میں تعویق اور بے ترتیبی کا موجب ہوتے ہیں اُن عذرات کے بعد قوم کی خدمت میں جو اپیل کی گئی ہے ابھی تک اُس پر توجہ کا شاید ہمارے ناظرین کو موقع نہیں ملا۔ بہر حال ہم اس عدم توجہی اور لاپروائی پر بھی توجہ دلاتے ہی رہیں گے کیونکہ آخر کوئی تو سننے والا اور اس سید ان میں ہمارا ساتھ دینے والا بھی ہوگا۔ تین سو سے زائد معزز بارسوخ احباب سے ہم نے اپیل کیا ہے کہ وہ ایک سال کے اندر یا یوں کہئے کہ ہر سہ ماہی میں ایک قیمت ادا کرنے والا اور ہر سال بھر میں چار خریدار پیدا کرنے والا خریدار دیں۔ اور یہ کوئی بہت مشکل کام نہیں مگر پھر بھی توجہ نہیں کی گئی اگر ایک شخص اس تجویز پر عمل کرے تو ہماری مطلوبہ ۳۰۰ خریداروں کے بجائے ایک مہینے میں ۷۵ خریدار پیدا ہو سکتے ہیں بہر حال ہم پھر توجہ دلاتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اسطرف توجہ کریں اور ہماری ضروریات کے پورا کرنے میں ہماری مدد کریں تاکہ ہم خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے انکی خدمت گذاری کے واسطے پوری طیار ہو سکیں

ہم اسقدر لکھ چکے تھے کہ برادرم بابو امام الدین صاحب سب اوورسیر مری نے ایک جدید خریدار کے نام اخبار جاری کرنے کی اطلاع دی ہم بابو صاحب کے شکرگذار ہیں اللہ تعالے اُن کو جزائے خیر دے اور دوسرے احباب کو اسی طرح کام کرنے کی توفیق۔

آمین

ہمارے معاصرین

ہمارا ہمعصر تاج الاخبار ہم کو بعض اخبارات کی ہرزہ درائی اور بیہودہ گوئی کے متعلق جو انھوں نے اپنے کالموں میں کی ہے مناسب تنبیہ کی ہدایت فرماتا ہے گو ہم نے ایک عرصہ سے یہ شیوہ اختیار کر لیا تھا کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کریں جو معقولیت اور متانت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں لیکن اس خیال سے کہ بعض سعید اور بھولی روحوں کو بسا اوقات ایسی تحریروں پر ایکشن نہ لینے کی وجہ سے کوئی ابتلا آجاتا ہے یہ ضروری سمجھا ہے کہ مستقل طور پر اس عنوان کے تحت میں جیسا کہ پہلے بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے ایسے نکتہ چینوں کا قرار واقعی جواب دیا جائے۔ آج ہم مختصر طور پر بعض اخبارات کی تحریروں پر نوٹس دیتے ہیں۔ وھو ہذا

نیم طبیب خطرۂ جان

کچھ دنوں سے دینا نگر

ہمارے پڑوس سے ایک عیسائی اخبار نے ابن یوسف[+] کی خدائی ثابت کرنے کے لئے جنم لیا ہے اور طبیب عام نام رکھا ہے۔ مثل مشہور ہے نیم طبیب خطرۂ جان۔ نیم طبیب نے جنم لیتے ہی اپنے کھانے پینے کے موتے خدا کی سنت کی تقلید کی ہے۔ اور حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے مردہ خدا کی موت کا بدلا لینے کے واسطے آپ کے ایک مستحسن اور قابل تقلید فعل پر نکتہ چینی شروع کر دی چنانچہ اس نوزائیدہ طبیب نے " لہو لگا کر شہیدوں کے عنوان " سے لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اور اس کے تابعین اس موقعہ پر نہ چوکے ۵۰۰ روپیہ چندہ ٹرانسوال میں بذریعہ گورنمنٹ کے روانہ کیا ہے۔ راوی۔ اپنے ملک کے قحط زدوں کے لئے معدوم نہیں کب الہام ہوگا یا مسیح کا خون عشاء ربانی کی شراب میں پینے پینے لہو لگا کر شہیدوں میں ملنے کا فقرہ خوب یاد رہا ہے۔

نیم طبیب کی اس رائے کو پڑھ کر ایک دوربین فرزانہ اس نکتہ پر پہونچے گا کہ درپردہ یہ عیسائی اخبار گورنمنٹ انگلشیہ کا دشمن ہے اور وہ پسند نہیں کرتا کہ تاج برطانیہ کی وفادار سپاہ اور انگلستان کے پیارے بچوں کی حمایت اور امداد کے لئے گورنمنٹ کا کوئی سچا خیر خواہ کچھ دے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ دیسی عیسائی اس چندہ میں جہاں تک ہمارا علم ہے شریک نہیں ہوئے۔

تاج الاخبار نے خوب لکھا ہے کہ ان طعنوں سے مرزا صاحب کے دعاوی کی تردید اور کسر صلیب کی مدافعت کچھ نہیں ہو سکتی۔ دینا نگری نے حضرت اقدس پر اعتراض نہیں کیا بلکہ اپنے خبث باطن کا ثبوت دیدیا ہے سچ ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکاں برد

کاش اسکو اتنا ہی معلوم ہوتا کہ قحط طاعون وغیرہ آفات کے متعلق حضرت اقدس نے کس ہمدردی اور دلی جوش کے ساتھ اہل ملک کو توجہ دلائی ہے چونکہ ان امراض شدیدہ کے اسباب فسق و فجور کی کثرت اور اہل دنیا کی کورانہ زیست ہے جسکو کفارہ کے اخلاق سوز اور گناہ افزا مسئلہ نے مدد دی ہے اس لئے حضرت اقدس نے صلیب پر لٹکائے ہوئے خدا کو (جو ایک عاجز بندہ تھا) انسان ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ کفارہ کی ناپاک تعلیم سے دنیا کو بچائیں اور اس طرح پر قحط و طاعون کے رضداد میں اہل ملک کی ہمدردی کی ہے اگر آپ کو واقعی ملک کے قحط زدوں اور وبا زدہ لوگوں سے ہمدردی ہے تو آئیے آپ بھی کسر صلیب کے لئے ہمارے مددگار رہوں تا دنیا میں پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت کی روح پھونکی جائے اور خدا کا فضل اور جلال ظاہر ہو اور قحط اور وبا دم کی دم میں دفع ہوں۔

ست دھرم پرچارک اور خطبہ عید اضحیٰ

آریہ سماج کا آرگن مسئلہ نیوگ کا حامی

ست دھرم پرچارک جالندھر میں حضرت اقدس کے عید اضحیٰ کے خطبہ کو پڑھ کر آمنے آپ میں نہ رہ کر نہایت بیہودہ طور پر ۴ رمئی ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں منہ آیا ہے۔ اس تحریر کا ایک مفصل جواب ہمارے ایک بھائی شیخ محمد حسین نے میاں میر چھاونی لاہور سے بغرض اندراج روانہ کیا ہے جسکو ہم بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کر سکتے اور خود چند ریمارک کرتے ہیں ست دھرم کی کی تحریر کا خلاصہ اتنا ہی ہے۔

(۱) مرزا صاحب گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں۔ اور وہ خود حکام کی دھمکی کے باعث خاموش تھے۔
(۲) لیکھرام کے قتل سے دین محمدی کی کمزوری ثابت ہوئی۔
(۳) نیوگ اور تناسخ پر گندے اعتراض کئے ہیں۔
(۴) اس خطبہ کا اثر مستورات پر کیا پڑا ہوگا۔

جہاں تک ہم نے ست دھرم پرچارک کو غور سے پڑھا ہے اُس میں یہی چار باتیں ہیں جو ایک متانت اور معقولیت کے مدعی نے پھکڑ سے

[+] انجیل نے ابن یوسف ہی لکھا ہے۔ ایڈیٹر

پھکڑ الفاظ میں بیان کئے ہیں۔ ہم مختصر طور پر ان امور خمسہ پر بحث کرتے ہیں۔

امر اول کے متعلق پرچارک نے گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق اپنے دلی جذبات کا اظہار کر دیا ہے اور گورنمنٹ کی قابل قدر عطا کردہ آزادی سے صاف انکار کیا ہے۔ جب کہ یہ کہا ہے کہ مرزا صاحب حکام کی دھمکی کے باعث خاموش تھے۔ حالانکہ حضرت اقدس کبھی خاموش نہیں رہے اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے میں ہر وقت لگے ہوئے ہیں۔ ہزاروں اشتہارات اور رسالجات انگریزی اردو عربی زبانوں میں کر کے دن رات شائع ہو رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وہ خاموش تھے کس قدر گندہ جھوٹ ہے۔ خوشامد پسند انسان اخلاقی جرأت سے محروم ہوتا ہے گورنمنٹ کو خوشامد پسند کہنا گورنمنٹ کی توہین اور اس کی نسبت بد دلی کے خیالات پھیلانا ہے۔

یہ آریہ سماج کا خاصہ ہوگا کہ وہ اپنے محسن کی قدر شناسی نہ کرے بلکہ محسن کشی کے لئے طیار ہو جائے اگر پرچارک کا یہی منشا نہیں اور وہ گورنمنٹ کا وفادار کہلاتا ہے تو پھر اسے حضرت اقدس کے گورنمنٹ کی تعریف کرنے کو خوشامد نام رکھتے ہوئے شرم آنی چاہیئے تھی اسلام چونکہ محسن کے ساتھ عمدہ سلوک کی تعلیم دیتا ہے اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اس لئے حضرت اقدس کا گورنمنٹ کی تعریف کرنا خوشامد نہیں بلکہ احکام قرآن کی بجا آوری ہے برخلاف اس کے آریہ مت کا کچھ اعتبار نہیں جسمیں منافقانہ طور پر کام لینے سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اور پرچارک کا یہ کہنا کہ حکام کی دھمکی سے خاموش تھے گورنمنٹ یا اس کے حکام پر سخت الزام ہے گویا وہ کسی کی جائز مذہبی آزادی میں حارج یا مخل ہوتی ہے

حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو آج آریہ مت کا پرچارک آپ یوں نہ کر سکتے تھے اصل بات یہ ہے کہ جو شخص محسن کی تعریف اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلقات کو خوشامد کہتا ہے اس کے دل میں صفائی نہیں اندر ہی اندر وہ اس محسن کا بغلی دشمن ہے اور وقت پر محسن کشی کے لئے طیار ہے۔ گورنمنٹ کو ایسی تحریروں پر خاص طور سے نوٹس لینا چاہیئے۔

امر دوم کے متعلق ہمکو تعجب ہے کہ کیا کہیں۔ پرچارک لیکھرام کی موت کو دین محمدی کی کمزوری ٹھیراتا ہے شرم کی بات ہے کہ لیکھرام نے خود نشان طلب کیا اور اس پیشگوئی کا اپنے منشاء کے موافق پورا ہو جانا اسلام اور آریہ مت کی صداقت کا نشان ٹھیرایا ہے۔ اب لالہ منشی رام کو بعد میں ہوش آیا اور اسکو اسلام کی کمزوری کا موجب بتایا۔ چہ خوب بریں عقل و دانش بباید گریست۔ لیکھرام کے ان خطوط کو پڑھتے جو شائع ہو گئے ہیں۔ ایک عام عقل کا آدمی بھی اسکو کمزوری نہ کہے گا۔ بلکہ صداقت اسلام کے لئے دلیل ٹھیرا دے گا۔ کیونکہ جب قبل از وقت [illegible] موت صورت موت وقت موت سب کچھ بتلایا گیا اور بالمقابل اس نے حضرت اقدس کے تین سال کے اندر ہیضہ سے انتقال کر جانے کی پیشگوئی شائع کی اور وہ جھوٹی نکلی اور خود شش سالہ پیشگوئی کا مصداق ثابت ہوا تو آریہ مت کی کمزوری ثابت ہوئی یا اسلام کی۔

امر سوم کے متعلق نہایت گندے پیرایہ میں یہ کہا ہے کہ گویا حضرت اقدس نے گندہ اعتراض کئے ہیں عقل کے دشمن پرچارک کو حضرت اقدس کی پاکذات پر ایسا اتہام لگاتے ہوئے شرم نہ آئی اگر ست کو قبول کرنے کا مدعی ہے اور ست دھرم کا حامی ہے تو انصاف اس امر کا مقتضی تھا کہ وہ اس گندی تعلیم کو بید کے سر تھوپتا یا اپنے سوامی دیانند کو کوستا جسنے اسکی اشاعت کی۔ کیا نیوگ بید کی رو سے جائز نہیں؟

کیا نیوگ کی یہ قسم نہیں کہ اگر کسی آریہ کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ اپنی بیوی کو کسی دوسرے بیرج داتا سے ہم بستر کرا کر اولاد لے۔ اور اس طرح پر دس خاوند سے اولاد لے سکتی ہے؟

اگر یہ ہے اور ضرور ہے اور ہم باہر صاف کرتے ہیں کہ یہ ناپاک حیا سوز اور گندی تعلیم ہے تو کیا یہ بیدوں اور **سوامی دیانند** کی مہربانی نہیں پر کس قدر شرم کی بات ہے کہ یہ ناپاک الزام اپنی **پنشنک** اور گرو پر نہ لگایا حضرت اقدس نے تو عین ہمدردی کی راہ سے سمجھایا ہے کہ اس قسم کی تعلیم خدائے قدوس کے چشمہ سے نکلی ہوئی تعلیم نہیں ہو سکتی۔

پھر تناسخ کے متعلق بھی ایسا ہی اعتراض آپ نے کیا ہے مگر افسوس اس کا جواب کچھ نہیں دیا۔ کاش کوئی جواب دیا ہوتا۔ جب کہ تناسخ آپ کے بیدوں اور سوامی دیانند کے معتقدات کی رو سے

سچ ہے تو پھر آپ ہی بتلائیں کہ اگر ایک شخص کی ماں یا بہن دوسرے جنم میں اُس کے بیاہ میں آکر ہم بستر ہو جاوے تو اس ناپاکی کے روکنے کے واسطے بید یا سوامی دیانند صاحب نے کونسا امتیاز اور نشان بتلایا ہے اور تناسخ کے متعلق کونسی فہرست دی ہوئی ہے جس سے آپ کو یقین ہو جاوے کہ آپ تناسخ کو مانتے ہوئے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کر سکتے جب تک آپ معقول طور پر اُن اعتراضات کا جو خطبہ میں مذکور ہیں جواب نہ دے لیں یہ سارا گند

عطائے تو بلقائے تو

آپ کے گھر ہی رہے گا اور بیدوں اور سوامی صاحب کے سر پر ہی تھوپا جائے گا۔

پھر آپ امر چہارم میں کہتے ہیں کہ مستورات پر اس خطبہ کا کیا اثر پڑے گا۔ ہم کو تعجب ہے کہ اس سے پرچارک کی کیا غرض ہے۔ اس خطبہ کا جیسا پاک اثر مستورات پر پڑ سکتا ہے اس کا تجزیہ آپ خود کر لیں مستورات کو بدکاری سے سخت نفرت ہوگی اور نیوگ اور تناسخ کی ناپاک تعلیم سے بیزار ہو جائیں گی اور اس کا اثر کیا پڑے گا۔ مگر آپ براہ کرم اتنا تو بتلائیں کہ جب ودیالہ میں کنیاؤں کو ستیارتھ پرکاش پڑھائی جاتی ہوگی اور اس میں نیوگ کی فضیلت اور اس کے طریقے بیان کئے جاتے ہونگے وہاں کیا اثر پڑتا ہوگا؟ کیا بیچاری کنواری کنیاؤں کے جذبات کو اپیل نہ ہوتی ہوگی؟ اور جب کالو رام کی معرفت دیا ہوا نیوگ کا اشتہار جو آریہ گزٹ میں چھپا ہے عورتوں نے پڑھا ہوگا اس کا اثر آپ کے نزدیک کیا ہوا ہوگا؟ جناب پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھ لیا ہوتا۔ یہ سب کچھ آپ کا ہی ساختہ پرداختہ ہے۔ حضرت اقدس نے تو ان عقائد کی برائیوں اور قباحتوں کو نہایت کے ساتھ دکھایا ہے تا جو پاک دل ہوں وہ اس سے فائدہ اٹھا دیں ہاں جنکو صرف اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے کے ساتھ ہم بستر کرانے کی تعلیم پاک اور پسندیدہ معلوم ہو اور وہ اس ناپاک فعل سے باز نہ آوے تو آپ ہی بتلا دیں ہم اس کا کیا انتظام کر سکتے ہیں۔

بالآخر ہم ست دھرم پرچارک کے لائق ایڈیٹر کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بیجا نکتہ چینی سے اپنی وقعت نہ کھوئیں اگر وہ ان تعلیمات کو ناپاک سمجھتے ہیں تو آیندہ آریہ سماج کے عقائد سے ان کو خارج کریں۔ تا کہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے

شعر

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامہ ناپاک گازران بر سنگ

ہم کو امید ہے کہ اگر آپ کا یہ اصول ہے کہ ست کے لینے کے لئے ہمیشہ طیار رہنا چاہئے تو ہماری ان بے لاگ باتوں کو قبول کریں گے۔ ورنہ پہلے سے بڑھکر جھگڑہ بازی سے کام لیں گے۔ بہر حال ہم نے سچی ہمدردی کے ساتھ آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

خیر مقدم

ہم نہایت خوشی اور انبساط سے اس خبر کو درج اخبار کرتے ہیں کہ کل ۲۴ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو حضرت مولانا و بالفضل اولانا **سید محمد احسن** صاحب امروہی دارالامان میں وارد ہوئے۔ حضرت مولانا موصوف کی تشریف آوری کوئی نئی بات نہ تھی مگر ایکی قریبہ ہمارے مخالفوں نے اسکو بھی حضرت امام موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان بنا دیا ہے اور اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ قریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ مولانا صاحب امروہہ تشریف لے گئے تھے اور پھر بوجہ ضعف اور بعض دیگر ضروری امور کے پیش آجانے کے وجہ سے دارالامان میں جلد نہ آسکے اپر کور فطرۃ مخالفوں نے جنکی سرشت میں کذب کی خباثت کا خمیر ہے یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ مولوی سید صاحب کو حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے انکار ہو گیا ہے ونہا بہتان عظیم۔ اور اپنی طور پر انھوں نے اس خبر کو مشہور کرنیکی کوشش کی۔ ہم اسوقت اور کچھ کہنا نہیں چاہتے نیک دل خدا ترس لوگوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مرزا صاحب کے مخالف ہیں جنکو صریح جھوٹ بولتے ہوئے خدا تعالیٰ کی لعنت کا خوف نہیں اور انکی اسی کورانہ فطرت نے انکو حضرت اقدس کے دعاوی اور پاک تعلیمات کو اپنی خود ساختہ پیرایوں میں بیان کرکے لوگوں کو بدظن کرنیکی کوشش کی ہے۔ ان بھیڑیا صفت بھیڑیوں سے دور بھاگو اور انکی نرم نرم باتوں پر اعتبار نہ کرو۔ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب نے اخلاص اور محبت میں امام علیہ السلام کے جو ترقی کی ہے اُسکا اظہار ہم الفاظ میں نہیں کر سکتے۔ وہ آجکل دارالامان میں ہیں اُن کے نام کے خطوط وغیرہ یہاں آنے چاہئیں۔

حیدر آباد دکن

سے پانچ آدمی اسوقت دارالامان میں حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض اُٹھا رہے ہیں۔ جنمیں سے حضرت مولانا **سید محمد سعید** صاحب اور مولانا **سید محمد رضوی** صاحب دو بڑے سرگرم اور پرجوش اور غیور احمدی ہیں جنکی سعی اور کوشش سے حیدر آباد دکن میں ایک مستقل جماعت حضرت اقدس کی بفضلہ تعالیٰ قائم ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کی کوششوں میں برکت اور رحمت دے اور انکو سرتاپا نور بناوے آمین۔

مطبوعات

۱۔ حضرت اقدس کا عربی خطبہ عید اضحی چھپ رہا ہے۔ اسکے علاوہ تین ضروری اور عجیب اشتہارات عنقریب شایع ہونیوالے ہیں۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ بشپ صاحب لاہور سے ایک عجیب درخواست۔ اشتہار معیار الاخبار۔ منارۃ المسیح کا اشتہار ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جلدی شایع ہونگے امید ہے۔ ایڈیٹر

ممیرے کا سُرمہ

مُصَدَّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دُھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ۔ خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اسلئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر گنیش کی ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُسکی بینائی میں فرق اس قدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین ہفتہ تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی مرض مذکور ... کی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین جہاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و ڈپٹی آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان دو مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دُھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا بمنہ تعالیٰ

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چپہ گویم بانو گرائی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی عرض دارالاماں بینی

قیمت سالانہ پیشگی [illegible]

جلد | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء | نمبر

نبی معصوم اور تمام رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

یا

فتح اسلام اور کسر صلیب

یہ امر مشیت ایزدی میں مقدر ہو چکا تھا کہ آخری دنوں میں جب اسلام کمزور ہو جائے گا اور عیسائیت (جس کا دوسرا نام دجل اور باطل بھی ہے) اپنے پورے زور اور طاقت کے ساتھ اسلام پر ٹوٹ پڑے گی اُس وقت خدا تعالےٰ کا مامور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس تکذیبی عظمت کو توڑ ڈالے گا جو عیسائیت کے نزدیک ایک راستباز کو ملعون بنا کر

اُن کی نجات کا موجب ہوئی ہے وہ کیا؟ صلیب! جس پر مسیح اسرائیلی نابکار یہودیوں کے ہاتھوں لٹکایا گیا

یہ زمانہ جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں وہی زمانہ ہے جو صلیبی فتنوں کا مجموعہ اور باایں ہمہ مسیح موعود کے وجود باجود کے سبب رحمت الٰہی کے نزول کا زمانہ اور لیلۃ القدر کے ہم رنگ ہے مسیح موعود کے آنے کے ساتھ ہی مذہبی مناظرات کی تحریکوں کا خیال برق لامع کی طرح ہر مذہب کے پیرووں کے دلوں میں دوڑ گیا ہے + چنانچہ ان دنوں ایک عظیم الشان تحریک لاہور میں ہوئی کہ لاہور کے **لاٹ پادری** (بشپ صاحب) نے لاہور میں ایک جلسہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو کیا اس جلسہ میں انہوں نے "نبی معصوم" کے مضمون پر لیکچر دیا

اور اختتام لیکچر پر مسلمانوں کو اعتراض کرنے کے لئے چیلنج کیا + ہم اس مضمون میں اس جلسہ یا اس کے بعد کے دوسرے جلسہ منعقدہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کی مفصل رویداد نہ لکھیں گے۔ کیونکہ ہم ان دونو جلسوں کی مفصل رویداد ایک رسالہ کی صورت میں مرتب کر رہے ہیں جو انشاء اللہ تعالےٰ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء تک شائع ہو جاوے گی اس مقام پر ہم مختصر ذکر کریں گے تاکہ ہمارے دوستوں کو اطلاع ہو جاوے۔

بہرحال ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو لاٹ پادری صاحب نے اپنا لیکچر ختم کر لینے کے بعد مسلمانوں کو اعتراض کرنے کی دعوت کی اور نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیرت اور سچا جوش جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود

اللہ اس کی پاک جماعت کے لیئے مقدر کر لیا ہوا ہے اور **فتح اسلام** اسی **مبارک الشان** کے ہاتھ پر لکھی جا چکی ہے۔ بشپ صاحب کی اس دعوت پر ہمارے مکرم و معظم بھائی **مفتی محمد صادق** صاحب جو اپنے نام کی طرح صدق و صفا کے رنگ سے رنگین اور حضرت امام صادق کی محبت سے سرشار ہیں بشپ صاحب کی تقریر کا جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ بشپ صاحب کی تقریر ہم اُسی مفصل رویداد میں چھاپیں گے۔ لیکن اس کا خلاصہ وہی ہے جو برسوں پہلے "نبی معصوم" نام ایک رسالے میں عیسائیوں نے لکھا ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ۔ گنہگار رہیں اور صرف مسیح گناہ سے پاک اور معصوم ہے یہ مسئلہ عیسائیوں کو اس لئے تراشنا پڑتا ہے کہ مسیح مصلوب کی صلیبی موت سے جو یہودیوں کے نزدیک لعنتی موت ہے فائدہ اُٹھائیں اور اپنی سیاہ کاریوں کی لعنت مسیح پر تھوپ کر چین اُڑائیں۔ بشپ صاحب نے عیسائیوں کے عام مسلک پر اپنی طرف سے تمام مقدس راستبازوں اور خدا تعالےٰ کے مامور مرسلین کی توہین اور ہتک میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سارا زور اور طاقت اُن کے گنہگار ثابت کرنے میں صرف کیا اور مسیح کی (باوجودیکہ وہ خود نیک ہونے سے انکار کرتا ہے) عصمت پر زور دیا۔ حضرت مفتی صاحب نے بشپ صاحب کی تقریر کا جواب دیا مفصل تو اُسی رویداد میں درج ہوگا مگر مختصر طور پر یوں ہے کہ۔ **مسیح کی عصمت** پر زید و بکر کے حملے دینا کوئی سودمند بات نہیں ہو سکتی یعنی لوقا یا مرقس کی لکھی ہوئی باتیں مفید مطلب نہیں بہتر یہ ہے کہ خود مسیح کے اپنے مُنہ کے الفاظ دیکھے جاویں کہ وہ اپنی طہارت اور پاکبازی کی بابت کیا کہتا ہے۔ اس پر مفتی صاحب نے مسیح کے وہ الفاظ انجیل سے پیش کئے جو اُنھوں نے ایک ارادت مند کے جواب میں فرمائے ہیں جس نے آپ کو نیک کہا تھا۔ یعنی مسیح نے کہا کہ مجھے نیک مت کہو۔ اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل انجیل سے دئے پھر قرآن کریم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلےٰ درجہ کی پاک بازی طہارت اور مسلم عصمت پر پُر زور دلائل دئے اور استغفار کی حقیقت اور ذنب کے معنوں پر مبسوط تقریر فرمائی اور بتلایا کہ ذنب خطا جرم جناح وغیرہ سب الفاظ کا ترجمہ گناہ کیا جاتا ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے اور آخر میں بتلایا کہ قرآن کریم میں صرف ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی ایک نبی ہیں جنکی عصمت پر خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں زور دیا ہے اور فرمایا ہے **واللہ یعصمك من الناس** اور قرآن کریم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو جرم اور جناح سے محفوظ ثابت کیا ہے کوئی لفظ ان کے لئے کہیں مستعمل نہیں ہوا۔ مفتی صاحب کی تقریر نے بشپ صاحب کو لاجواب کر دیا۔ اور اس طرح پر اس جلسہ میں **اسلام کی فتح ہوئی** جو اُس مامور کے ایک خادم کے نام لکھی گئی جو مسیح موعود کے نام سے دنیا میں آیا ہے۔

حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو جب یہ خبر پہونچی۔ تو آپ نے اس پر ایک اشتہار "بشپ صاحب لاہور سے ایک سچے فیصلہ کی درخواست" کے عنوان سے شائع کیا۔ وہ اشتہار ہمارے دوستوں تک پہونچ چکا ہے اس کا اندراج یہاں ضرور نہیں ہے۔ اس اشتہار کی عظمت اور اس کا جو اثر پبلک پر پڑا وہ ہم رویداد میں لکھیں گے۔

دوسرا جلسہ ۲۵ر مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو رنگ محل میں ہوا اس جلسہ کے لیئے **زندہ رسول** کا مضمون منتخب کیا گیا تھا اس جلسہ کے واسطے لاہور کے بعض مسلمانوں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی بلایا تھا اس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ لاہور بھر میں کوئی ایک مولوی بھی اس قابل نہیں تھا جو عیسائیوں کے حملہ کا جواب دے لاہور کی اسلامی انجمنیں ایک بھی خادم دین پیش نہ کر سکیں افسوس!

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اول تو یہ کوشش کرنی چاہی کہ مسلمانوں کو اس جلسہ میں جانے ہی سے روکیں مگر جب اُن کی پیش نہ گئی تو انھوں نے اور اُن کے بلانے والوں نے متفق طور پر یہ فیصلہ کیا کہ زندہ رسول پر حضرت اقدس کی جماعت جواب دے اور کوئی نہ بولے۔ **نبی معصوم** پر مولوی ثناء اللہ صاحب گفتگو کریں حضرت اقدس نے زندہ رسول پر بھی ایک مضمون لکھدیا تھا جو صرف ڈیڑھ گھنٹہ میں لکھا گیا یہ مضمون ہمارے ایمان میں ایک نشان اور ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ بشپ صاحب کی کل تقریر کا لفظ بلفظ جواب ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ بشپ صاحب کی تقریر اُن کے دل میں ہوگی جس کا علم علیم خدا کے سوا بشپ صاحب کو بھی نہ ہوگا۔ مگر اس مرد خدا نے (خدا کی بے انتہا برکتیں اس پر نازل ہوں) اُس تقریر کا جواب لکھا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے ہم خدائے لایزال کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ جواب لاریب اللہ تعالےٰ کے القاء اور خاص تائید سے لکھے جانے کا ایک بیّن ثبوت ہے اور اس کا ثبوت اُسوقت نہایت ہی واضح ہوگا جب ہم رویداد میں بشپ صاحب کی تقریر چھاپیں گے اور پھر یہ جواب

…س کے ساتھ ہو گا۔

…تی صاحب نے بڑی ہمت اور کوشش سے اس جواب کو (جو قلمی لکھکر دیا گیا تھا) چھپوا لیا۔ اور یہ مطبوعہ جواب عین اُسوقت ملاجب بشپ صاحب کی تقریر ختم ہوئی۔ جس انداز سے مفتی صاحب نے اسکو ادا کیا وہ بھی خدا تعالے کا خاص فضل تھا غرض ایک بڑے عظیم الشان مجمع میں جو تین ہزار سے زائد آدمیوں کا مجمع تھا نمایاں اور روشن طور پر **اسلام کی فتح** ہوئی اور اس کسر صلیب کا تاج مسیح موعود کے سر پر رکھا گیا۔

اللھم صل علے محمد واحمد وعلے ال محمد واحمد انك حمیدٌ مجیدٌ۔

اس کے جواب میں بشپ صاحب نے کیا فرمایا؟ جواب سے کچھ نہیں صرف یہ کہا کہ میں نے یہ باتیں آج نئی سُنیں۔ "میں ان کا کیا جواب دوں اور یہ کہ میں مسلمانوں میں اختلاف بڑھانا نہیں چاہتا"۔ ہم بشپ صاحب کے جواب کی حقیقت انشاءاللہ تعالے رویداد میں کھولیں گے۔

بشپ صاحب نے اُس کا جواب دیکر جلسہ برخاست کیا۔

الغرض جلسہ میں امام الزمان سلمہٗ الرحمن کے ہاتھ پر اسلام کی فتح اور کسر صلیب ہوئی

ہم نہایت صدق دل کے ساتھ حضرت امام الوقت کو مبارکباد دیتے ہیں۔ پھر ہم مفتی صاحب اور اپنی تمام جماعت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ فتح اُن کے نام سے ہوئی اور خدا تعالٰی نے اپنا روشن نشان اُن کے ایمان اور معرفت کی ترقی کے لئے ظاہر کیا۔ اب وہ وقت قریب ہے کہ مسیح موعود کی برکت دنیا میں پھیلے اور زمین اور آسمان میں اس کی مبارکی کا ترانہ گونج اُٹھے خدا تعالٰی کا احسان اور شکر ہے کہ اُس نے ہم کو اس نشان کے دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی جو ہمارے ایمان اور بصیرت کی ترقی کا موجب ہوا۔ اللھم زد فزد۔

اب ہم یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ کل رویداد مفصل بطور رسالہ مرتب ہو رہی ہے اور ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء تک انشاءاللہ تعالے ضرور شائع ہو جاوے گی اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں اور حضرت اقدس کا مضمون "زندہ رسول" ذیل میں درج کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب بشپ صاحب کے لیکچر زندہ رسول پر کچھ ضروری بیان

چونکہ مسلمانوں کو بھی اس تقریر کے بعد میں بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ اس لئے مختصراً میں بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔ بشپ صاحب کی طرف سے یہ دعوی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان کی طرف چلے گئے تھے۔ مگر افسوس کہ ہم کسی طرح اس دعوے کو قبول نہیں کر سکتے نہ عقل کے رو سے نہ انجیل کے رو سے اور نہ قرآن شریف کے رو سے۔ عقل کے رو سے اس لئے کہ حال اور گذشتہ زمانہ کے تجارب ثابت کرتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک بھی اوپر کی طرف صعود کر کے زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود کی کوئی ایسی خاص بناوٹ تھی جس سے کرہ زمہریر کی سردی ان کو ہلاک نہیں کر سکتی تھی بلکہ برخلاف اس کے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمام انسانوں کی طرح وہ کھاتے اور پیتے اور بھوک اور پیاس سے متاثر ہوتے تھے۔

یہ تو عقل کی رو سے ہم نے بیان کیا اور انجیل کے رو سے اس لئے یہ دعوے قبول کرنے کے لائق نہیں کہ اول تو انجیلیں چالیس سے بھی کچھ زیادہ ہیں جن میں سے حضرات عیسائی صاحبوں کی رائے میں چار صحیح اور باقی جعلی ہیں۔ لیکن یہ محض ایک دعوی ہے جس کی تائید میں کافی وجہ شائع نہیں کی گئیں۔ اور نہ وہ تمام انجیلیں چھاپ کر عام طور پر شائع کی گئی ہیں تا پبلک کو رائے لگانے کا موقع ملتا پھر قطع نظر اس کے یہ چار انجیلیں جن کے بیان پر بھروسہ کیا گیا ہے یہ بھی کھلی کھلی اور یقینی شہادت اس بات کی نہیں دیتیں کہ درحقیقت حضرت مسیح آسمان پر مع جسم عنصری چلے گئے تھے۔ ان انجیلوں نے کوئی جماعت دو یا چار ثقہ آدمیوں کی پیش نہیں کی جنکی شہادت پر اعتماد ہو سکتا اور اس واقعہ کے ذاتی اور عینی رویت کے مدعی ہوتے۔ پھر انھیں انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ بہشت میں روزہ کھولے گا۔ بہت خوب۔ مگر اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو چور بھی جسم عنصری کے ساتھ بہشت میں گیا ہو اور یا حضرت مسیح چور کی طرح محض روح کے ساتھ بہشت میں گئے ہوں۔ پھر اس صورت میں جسم کے ساتھ جانا صریح باطل یا یوں کہو کہ چور تو بدستور بہشت میں یا روحانی رنگ میں رہا۔ لیکن حضرت مسیح تین دن بہشت میں رہ کر پھر اس سے نکالے گئے اسی طرح اور کئی قسم کے مشکلات اور پیچیدگیاں ہیں جو انجیل

سے پیدا ہوتی ہیں - چنانچہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح فوت ہونے پر بہشت کی طرف نہیں گئے تھے بلکہ دوزخ کی طرف گئے تھے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ غالباً وہ جوئے دوزخ کی طرف گیا ہوگا - کیونکہ وہ تو دوزخ کے لائق ہی تھا - پس حق بات یہی تھی کہ انجیل کے متناقض بیان نے انجیل کو بے اعتماد کر دیا ہے حضرت مسیح کا صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملنا - کباب کھانا - زخم دکھلانا - سڑک پر چلنا - ایک گاؤں میں رات اکٹھے رہنا جو انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے - یہ وہ امور ہیں جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں جو حضرت مسیح آسمان پر نہیں گئے اور قرآن شریف تو ہمیں بار بار یہ بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں - ہاں جو رفع ایماندار لوگوں کے لئے فوت کے بعد ہوا کرتا ہے وہ ان کے لئے بھی ہوا تھا - جیسا کہ آیت یٰعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ لفظ رافعک قرآن شریف میں لفظ متوفیک کے بعد مذکور ہے اور یہ قطعی قرینہ اس بات پر ہے کہ یہ وہ رفع ہے جو وفات کے بعد مومنوں کے لئے ہوا کرتا ہے اصل جڑ اس کی یہ تھی کہ یہودی حضرت مسیح کے رفع روحانی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ سولی دئے گئے تھے تو بموجب حکم توریت کے وہ اس رفع سے بے نصیب ہیں جو مومنوں کو موت کے بعد خدا کی طرف سے بطور انعام ہوتا ہے اور خدا کے قرب کے ساتھ ایک پاک زندگی ملتی ہے سو ان آیات میں یہودیوں کے اس خیال کا اس طرح پر رد کیا گیا کہ مسیح صلیب کے ذریعہ قتل نہیں کیا گیا تھا اور اس کی موت صلیب پر نہیں ہوئی اسلئے وہ توریت کے اس حکم کے نیچے نہیں آسکتا کہ جو شخص سولی پر چڑھایا جاوے اس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوتا بلکہ وہ لعنتی ہو کر جہنم کی طرف جاتا ہے اب دیکھو کہ جسمانی رفع کا اس جگہ کوئی جھگڑا نہ تھا اور یہودیوں کا کبھی یہ مذہب نہیں ہوا اور نہ اب ہے کہ جو شخص سولی پر لٹکایا جاوے اس کا جسمانی طور پر رفع نہیں ہوتا یعنی وہ مع جسم آسمان پر نہیں جاتا کیونکہ یہودیوں نے جو حضرت مسیح کے اس رفع کا انکار کیا جو ہر ایک مومن کے لئے موت کے بعد ہوتا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں اور نیز مسلمانوں کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ ایماندار کا فوت کے بعد خدا کی طرف رفع ہو جیسا کہ آیت لا تفتح لھم ابواب السماء صریح دلالت کرتی ہے اور جیسا کہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ میں بھی یہی اشارہ ہے لیکن جسمانی رفع یہودیوں کے نزدیک اور نیز مسلمانوں کے نزدیک بھی نجات کے لئے شرط نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کا جسمانی رفع نہیں ہوا تو کیا وہ یہودیوں کے نزدیک نجات یافتہ نہیں ہیں غرض اس قصہ میں اکثر لوگ حقیقت کو چھوڑ کر کہیں کے کہیں چلے گئے ہیں - قرآن شریف ہرگز اس عقیدہ کی تسلیم نہیں کرتا کہ نجات کے لئے جسمانی رفع کی ضرورت ہے اور نہ یہ کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں ؎

قرآن نے کیوں قصہ کو چھیڑا

اس کا فقط یہ سبب تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں روحانی طور پر رفع اور عدم رفع میں ایک جھگڑا تھا - یہودیوں کو یہ حجت ہاتھ آگئی تھی کہ یسوع مسیح سولی دیا گیا ہے لہٰذا وہ توریت کی رو سے اس رفع کا جو ایمانداروں کا ہوتا ہے بے نصیب ہے اور اس سے انھوں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ وہ سچا نبی نہیں ہے جیسا کہ وہ اب بھی سولی کا واقعہ بیان کر کے یہی مقام توریت کا پیش کرتے ہیں اور میں نے اکثر یہودیوں سے جو دریافت کیا تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ ہمیں جسمانی رفع سے کچھ غرض نہیں ہم تو یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ شخص توریت کے رو سے ایماندار اور صادق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ سولی دیا گیا - پس توریت فتویٰ دیتی ہے کہ اس کا رفع روحانی نہیں ہوا - بمبئی اور کلکتہ میں بہت سے یہودی موجود ہیں جس سے چاہو پوچھ لو یہی جواب دے گا سو یہی وہ جھگڑا تھا جو فیصلہ کے لائق تھا خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ سے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ یعنی یہ کہ وفات کے بعد حضرت مسیح کا رفع ہوا ہے اور وہ ایمانداروں کے گروہ میں سے ہے نہ ان کے جن پر آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں مگر جسمانی طور پر کسی کا آسمان میں جا بیٹھنا نجات کے مسئلہ سے کچھ بھی تعلق اسکو نہیں اور نہ قرب الٰہی اس سے ثابت ہوتا ہے - آجکل تو ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان پر بھی مجسم مخلوق رہتی ہیں جیسے زمین پر تو آسمان پر رہنے سے وہ سب نجات یافتہ ہیں - باایں ہمہ یہ خیال سخت غیر معقول ہے کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کو یہ منظور تھا کہ حضرت مسیح کے جسم کو آسمان پر پہونچا دے تو چاہیئے تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے جسم کے تمام ذرات کو محفوظ رکھتا اور کوئی ذرہ ان کے جسم میں سے تلف ہونے نہ پاتا اور نہ تحلیل ہوتا - تا یہ ظلم صریح لازم نہ آتا کہ بعض حصے مسیح کے جسم کے تو خاک میں اور بعض حصے آسمان پر

اٹھائے گئے اور اگر مسیح کے جسم کے ذرات تحلیل نہیں ہوئے تو کم سے کم صلیب کے وقت میں حضرت مسیح کا جسم پہلے جسم سے دس حصہ زیادہ چاہئے تھا۔ کیونکہ علم طبعی کی شہادت سے یہی ثبوت ملتا ہے اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ تین برس کے بعد پہلے جسم کے اجزا تحلیل ہو کر کچھ تو ہوائیں ملجاتے ہیں اور کچھ خاک ہو جاتے ہیں۔ سو چونکہ مسیح نے تینتیس برس کے عرصہ میں دس جسم بدلے ہیں اُس کے آخری جسم کو آسمان پر پہونچانا اور پہلے جسم کو خاک میں ملانا یہ ایک ایسی بیہودہ حرکت ہے جس کی فلاسفی یقیناً بشپ صاحب کو بھی معلوم نہیں ہوگی۔ اب جبکہ عقل اور انجیل اور قرآن شریف سے حضرت مسیح کا آسمان پر مع جسم جانا ثابت نہیں بلکہ اس عقیدہ پر عقلی اور نقلی طور پر سخت اعتراضات کی بارش ہوتی ہے تو اس خیال کو پیش کرنا میرے نزدیک تو قابل شرم امر ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم لوگ اس طرح پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر بٹھائے جانے اور نہ روحانی زندگی کے لئے اس کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر روحانی زندگی کے لحاظ سے ہم تمام نبیوں میں سے اعلیٰ درجہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں اور قرآن شریف کی آیت **وآخرین منہم لما یلحقوا بہم** میں اسی زندگی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی فیض پایا ایسا ہی آخری زمانہ میں یہ ہوگا کہ مسیح موعود اور اس کی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پائیں گے۔ جیسا کہ اب ظہور میں آرہا ہے اور ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں رکھتا آپ کی تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کرکے خدا تعالیٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور فوق العادت خوارق ان سے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں۔ دعائیں انکی قبول ہوتی ہیں۔ **اس کا نمونہ ایک میں ہی موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی**

یہ تو دلیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ہے مگر حضرت مسیح کی زندگی پر کونسی دلیل آپ کے پاس ہے اتنا بھی تو نہیں کہ کوئی پادری صاحب یامسیح! یامسیح! کرکے پکاریں اور آسمان سے مسیح کی طرف سے کوئی ایسی آواز آوے کہ تمام لوگ سُن لیں اور اگر اس قدر ثبوت بھی نہیں تو محض دعوے قابل التفات نہیں۔ اس طرح پر تو سکھ صاحب بھی کہتے ہیں کہ بابا نانک صاحب زندہ آسمان پر چلے گئے

پھر جب ہم ان سب باتوں سے الگ ہوکر **تاریخی** سلسلہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ سارے پردے درمیان سے اُٹھ کر کھلی کھلی حقیقت نظر آجاتی ہے۔ کیونکہ تاریخ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر نہ جانے کے **بیّن گواہ** ایسے پیش کئے ہیں جن سے قطعی طور پر یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اُس قول کے مطابق کہ اُن کا قصہ یونس نبی کے قصہ سے مشابہ ہے قبر میں مردہ داخل ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوئے تھے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوا تھا اور نہ قبر میں مرے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا بلکہ یونس نبی کی طرح زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے کیونکہ ممکن نہیں کہ مسیح نے اس مثال کے بیان کرنے میں جھوٹ بولا ہو۔

اس واقعہ پر پہلا گواہ تو یہی مثال ہے کہ مسیح کے موُنہ سے نکلی کیونکہ اگر مسیح قبر میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل کیا گیا تھا تو اس صورت میں یونس سے اُس کو کچھ مشابہت نہ تھی۔ پھر دوسرا گواہ اس پر مرہم عیسیٰ ہے یہ ایک مرہم ہے جس کا ذکر عیسائیوں اور یہودیوں اور مجوسیوں اور مسلمانوں کی طب کی کتابوں میں اس طرح پر لکھا گیا ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح کے لئے یعنی اُن کی چوٹوں کے لئے طیار کی گئی تھی۔ اور یہ کتابیں ہزار نسخہ سے بھی کچھ زیادہ ہیں جنمیں سے میرے پاس بھی بہت سی ہیں۔ پس اس مرہم سے جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر جانے کا سارا قصہ غلط اور عوام کی خود تراشیدہ باتیں ہیں سچ صرف اسقدر ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر وفات پانے سے تو بچ گئے تھے مگر آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر کچھ زخم ضرور آئے تھے اور وہ زخم مرہم عیسیٰ کے لگانے سے اچھے ہوگئے۔ آپ کے حواریوں میں سے ایک ڈاکٹر بھی تھا غالباً یہ مرہم اُس نے تیار کی ہوگی۔ چونکہ مرہم عیسیٰ کا ثبوت ایک علمی پیرایہ میں ہم کو ملا ہے جس پر تمام قوموں کے کتب خانے گواہ ہیں۔ اس لئے یہ ثبوت بڑی قدر کے لائق ہے۔

تیسرا تاریخی گواہ حضرت مسیح کے آسمان پر نہ جانے کا یوز آسف کا قصہ ہے جو آج سے گیارہ سو برس پہلے تمام ایشیا اور یورپ میں شہرت پا چکا ہے - یوز آسف حضرت مسیح ہی تھے جو صلیب سے نجات پاکر پنجاب کی طرف گئے - اور پھر کشمیر میں پہونچے اور ایک سو بیس برس کی عمر پاکر وفات پائی - اس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ یوز آسف کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم ایک ہے اور دوسرے یہ قرینہ کہ یوز آسف اپنی کتاب کا نام انجیل بیان کرتا ہے تیسرا قرینہ یہ کہ اپنے آپکو شہزادہ نبی کہتا ہے چوتھا یہ قرینہ کہ یوز آسف کا زمانہ اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے بعض انجیل کی مثالیں اس کتاب میں بعینہ موجود ہیں جیسا کہ ایک کسان کی مثال - چوتھا تاریخی گواہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر وہ قبر ہے جو اب تک محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں موجود ہے بعض کہتے ہیں کہ یوز آسف شہزادہ نبی کی قبر ہے - اور بعض کہتے ہیں کہ عیسی صاحب کی قبر ہے اور کہتے ہیں کہ کتبہ پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ شہزادہ اسرائیل کے خاندان میں سے تھا - کہ قریباً اٹھارہ سو برس اس بات کو گذر گئے - جب یہ نبی اپنی قوم سے ظلم اٹھا کر کشمیر میں آیا تھا اور کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا - اور ایک شاگرد ساتھ تھا - اب بتلاؤ کہ اس تحقیق میں کونسی کسر باقی رہ گئی سچائی کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ بھانڈا پھوٹ گیا اور یوز آسف کے نام پر کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ نام یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے - آسف بھی حضرت مسیح کا عبرانی میں ایک نام ہے جس کا ذکر انجیل میں بھی ہے اور اس کے معنے ہیں متفرق قوموں کو اکٹھا

کرنے والا - اب بخوف اندیشہ طول اسی پر میں ختم کرتا ہوں اور میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی **محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم** اسی ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کرکے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ **زندہ کتاب قرآن** ہے اور زندہ **دین اسلام** ہے اور زندہ رسول **محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم** ہے دیکھو میں زمین اور آسمان کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور **خدا** وہی ایک خدا ہے جو کلمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں

پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے مردے زندے ہو رہے ہیں - نشان ظاہر ہو رہے ہیں - برکات ظہور میں آرہے ہیں - غیب کے چشمے کھل رہے ہیں - پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

۲۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۵ء روز مبارک جمعہ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

دینیات کی شاخ اور قوم کی عدم توجگی

افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ شاخ دینیات کے متعلق جو رائے ہم نے اخبار الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کی تھی اُس پر ہمارے کسی شہر کی جماعت کی طرف سے کوئی ہمدردی نہیں کی گئی - کاش اتنا ہی کہا جاتا کہ اگر وہ رائے صحیح نہ تھی اور اُس سے کوئی بہتر صورت نکل سکتی تھی تو اُس کو ہی پیش کیا ہوتا ؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی علوم اور ان کی تعلیم اور اُن کی اشاعت کا مذاق جیسا چاہئے پیدا نہیں ہوا ہماری تمنا ہے کہ قوم بیدار ہو اور قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے ہمہ تن طیار ہو جاوے

رسالہ فضل حق

کے لئے جو درخواستیں بدون ٹکٹ آتی ہیں اُنکی تعمیل نہیں ہو سکتی اس کا ٹکٹ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہیئے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ کریں۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

لاہور کے پیسہ اخبار مؤرخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۵ء

کار اشاعت میں اس عنوان سے ہمارے اُس تحریر پر ریمارک کیا ہے جو طاعون کے آخری علاج کے متعلق ہم نے شائع کی تھی۔ اور جسمیں ہم نے یہ فقرہ لکھا تھا کہ لاہور کے پیسہ اخبار نے جو آج طاعون کے علاج کو دعاء پر ختم کر بیٹھا ہے اس سے پیشتر دعا و دوائی طاعون پر بے معنی ہنسی کی تھی۔ خدا کی غیرت نے اسکو اس الزام سے ملزم کیا اور اُس پر بحث پوری ہوئی وغیرہ پیسہ اخبار نے اپنی اُس دلچسپی کی باعث جو اُس کو ایک عرصہ تک انجیل سے رہی ہے مندرجہ حاشیہ دفعہ کا عنوان لکھ کر اپنی انجیل دانی اور دانشمندی کا ثبوت دیا ہے اور ہمارے اس دعوے کو لغو۔ غلط اور بیہودہ قرار دیا ہے اور پھر اندرونی دھڑکہ سے ڈر کر پیسہ اخبار کی ایک تحریر کا اظہار بھی کر دیا ہے جس میں حضرت اقدس کے اشتہار طاعون پر نکتہ چینی کی تھی اور جس کا مفصل اور دندان شکن جواب اُسی وقت الحکم میں شائع کر دیا گیا تھا۔ تاہم پیسہ اخبار کے ادعاء باطل کی حقیقت اظہار کے لئے ہم اس ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے اخبار سے یہ ظاہر کئے دیتے ہیں کہ ہمارا ریمارک بالکل درست اور پیسہ اخبار کا ادعاء باطل محض تھا۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے اعتراف کیا ہے کہ اُس نے یہ لکھا تھا کہ جبکہ مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ دبا بندوں کے گناہ کی سزا ہے اور اس کا علاج توبہ و استغفار قرار دیا گیا ہے تو پھر اس کے لئے دوا کی کیا ضرورت ہے جو بارہ اور گندھک کے اجزا سے بقول ان کے طیار کرکے استعمال کرنی چاہیئے اور اگر دوا سے طاعون اچھی ہو سکتی ہے تو دعا کی اُس کے لئے ضرورت نہیں۔

اب ہم انصاف پسند پبلک سے پوچھتے ہیں کہ پیسہ اخبار کی یہ سطور دوا اور دعا کے باہم تعلق پر استہزا اور استخفاف کا رنگ لئے ہوئے نہیں ہیں۔ پیسہ اخبار کو اپنے یہ فقرات پڑھ کر شرمندہ ہونا چاہیئے اور آیندہ کے لئے ذرا سوچ سمجھکر قلم اٹھایا کریں۔ پیسہ اخبار غلط بیانی کا الزام لگاتے لگاتے خود ہی اس الزام کے نیچے آگیا ہے یہ صریح جھوٹ ہم نہیں سمجھتے کہ پیسہ اخبار کے نزدیک کیونکر جائز اور ناقابل شرم قرار دیا گیا ہے پیسہ اخبار نے اسی ریمارک میں جو ہماری تحریر پر کیا ہے دہلی کے ایک مراسلت کا حوالہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے اخبار میں دوسری جگہ درج ہے اب یا تو اپنی زبان سے اپنی دروغگوئی اور غلط بیانی کا اعتراف کرے۔ یا اُس مراسلت کا پتہ دے۔

اعلام

لدھیانہ کے کسی کورٹ انسپکٹر نے تفضل رحمانی نام کتاب حضرت اقدس کے خلاف لکھی تھی اُس کا جواب ہمارے محترم بھائی محمد اسماعیل صاحب ڈرافسمین دہلی نے شہادت آسمانی کے نام سے لکھا ہے۔ کتاب مذکور ۵/ کو مطبع خورشید اسلام دہلی سے مل سکتی ہے۔

اب بھی برٹش راج کی تعریف نہ کروگے

ہمارے کوتاہ اندیش مخالفوں کو جب کچھ اور نہیں سوجھتا تو اپنی خباثت باطنی کے اظہار کے لئے یہ کہدیا کرتے ہیں کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب اور آپکی جماعت گورنمنٹ کی بڑی مداح اور ثناخوان ہے۔ ہمکو افسوس سے ہر بار کہنا پڑتا ہے کہ ان ناواقفوں اور نادانوں نے قیصرہ ہند کے مبارک عہد کی قدر نہیں کی اور یہ قدر ان کو تب معلوم ہوتی جب اسلام سے محبت اور غیرت ہوتی + پھر وہ دیکھتے کہ اس مبارک عہد میں کیسی مذہبی آزادی عطا فرمائی گئی ہے۔ ہم ان بداندیش لوگوں کو ریاست فریدکوٹ کا ایک واقعہ سنانا چاہتے ہیں جہاں حال میں ایک ناقابل عفو ظلم کیا گیا ہے۔ پرگنہ کوٹ کپورہ کی ایک مسجد میں کسی اجنبی کے اذان دینے پر تمام قصبہ کے مسلمانوں پر جُرمانہ کیا گیا ہے اور امام مسجد معتوب ہوا ہے۔ اب اے عقل کے دشمنو! اور اسلام کے بدخواہو! تم ہی بتلاؤ کہ اگر ہم قیصرہ ہند کی برکتوں کے شکریہ کا اظہار نہ کریں تو کیا **ریاست فریدکوٹ** جیسے راجوں کی تعریف کیا کریں جنہوں نے اس روشنی اور آزادی کے زمانہ میں اسقدر عتاب مسلمانوں پر کیا ہے؟ ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس معاملہ پر ہم قلم اُٹھائیں اور گورنمنٹ عالیہ کے کانوں تک اس فریاد کو پہونچائیں مسلمانوں پر جو ظلم و ستم اس ریاست میں ہو رہے ہیں اور جسقدر اُن کے مذہبی حقوق پر دست درازیاں کی جاتی ہیں اُن پر ہم کو مسلسل لکھنے کی ضرورت ہے اور یہ سلسلہ ہم کسی آئندہ اشاعت سے شروع کریں گے۔ اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات دیکھ کر بے اختیار دل تعریف اور دعا سے بھر جاتا ہے۔ ظالم طبع مسلمان جو مسیح موعود کے منکر ہو کر محسن کے حقوق کو نظر انداز کرتے ہیں ذرا غور فرماویں۔

سراج الحق
رسالہ
پہلا حصہ
دوسرا حصہ
[illegible]

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا اسبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے تاکہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عـ۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم ہے فی تولہ خالص ممیرہ فی ماشہ عـ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۴ محصولڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دہندہ سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے اکسیر ہے آنکھوں کا بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھیں۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم۔ بی۔ ایم سانگی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ٹوما۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جوڑ جوڑ دانے نکلے ہوئے تھے اور بال پڑتے ہیں اُس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اس قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مہر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے بینک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۱۳ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

DIALPUR B.O. 17 JU. 00 JULLUNDUR

L.T. IN SET No. 2 JU. 16

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۱	دار الامان قادیان ۱۲ صفر ۱۳۱۸ھ مطابق دہم جون ۱۹۰۰ء	جلد ۴

صاحب خُلقِ عظیم
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
کی پاک زندگی کا ایک ورق

جو ہمارے محسن ومخدوم حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی نے ایک خطبہ کے ضمن میں بیان فرمایا۔

وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔

اور جب ناپنے لگو تو پیمانہ کو پورا کرو اور مستقیم میزان کے ساتھ وزن کرو یہ بات خیر و برکت سے بھری ہوئی ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔ اور جس چیز کا علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو کیونکہ کان آنکھ دل کی بابت پوچھا جاوے گا۔

اس جہان میں جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو رکھا ہے اور اپنی حکمت اور دانائی سے چاہا ہے کہ ہم ملکر رہیں اس کا نظام ہی ایسا بنایا ہے کہ بغیر ملکر رہنے اور صحیح تمدن کے اس کا کارخانہ بارونق نہیں ہو سکتا ایک شہر میں ملکر رہنا اور ایک دوسرے کی ضرورتوں کا ایک دوسرے کے ہاتھ سے پورا ہونا یہی خدا تعالیٰ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ جنگلی جانوروں کیطرح ہماری بھی ایسی فطرت بنا دیتا کہ ہر ایک کی منفعت اپنی ذات ہی سے متعلق ہوتی تم دیکھتے ہو کہ حیوانوں کی ضرورتیں پیٹ اور شرمگاہ کے جذبات تک محدود ہیں اس لئے انھیں تمدن کی ضرورت نہیں۔ انسان کا باہم ملکر رہنا اور متمدن ہستی ہونا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ اُس کی خواہشیں بہت ہیں بلکہ بے انتہا ہیں حقیقت میں یہی ایک ہستی ہے جسکی خواہشوں کا حلقہ مرئی اور مشہود

چیزوں سے بہت آگے نکل گیا ہوا ہے حیوانات کی خواہشوں کا دائرہ محسوس اور مشہود اشیاء سے آگے بڑھنے نہیں پایا لیکن یہ متمدن ہستی ہمیشہ ان دیکھی خواہشوں اور غیب کی تلاش میں لگی رہتی ہے اس لئے کہ خدا نے چاہا کہ انسان مل کر رہیں اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ ہر ایک کو مختلف جذبات اور طاقتیں اور قوتیں دی گئی ہیں اور یہ تخالف منجر بہ فساد ہوگا۔ اُس نے اپنے فضل و کرم سے اس انتظام کے لئے ہمیشہ ایسے نفوس قدسیہ ارسال کئے ہیں جنکا ایک حصہ اوپر سے تعلق رکھتا اور ایک حصہ نیچے سے یعنی وہ خدا اور انسان میں بطور واسطہ کے ہوتے ہیں۔ اُن کے پاک نمونہ سے ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو صلح کاری پھیلاتے اور اتباع حق سے ہنگامہ ہستی کی رونق ہوتے ہیں۔ یہ پاک لوگ جب خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ایسے اس دنیا سے منقطع اور متبتل ہوتے ہیں کہ گویا اس جہان سے قطعاً مر گئے ہیں۔ چنانچہ اسرار نبوت کی ایک ہی رازداں عورت صدیقہ مطہرہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی حالت بھی وارد ہو جاتی تھی کہ اس وقت مجھے نہیں پہچانتے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رنگ روئے نماز میں داخل ہوتے ہی زرد ہو جاتا تھا۔ اور جب اس عالم کیطرف رُخ کرتے ہیں تو ایک ظاہر بیں خیال کرتا ہے کہ اس عالم کے اسباب کے سلسلہ کی رعایت سے آگے ان کا اور کوئی مقصد ہی نہیں۔ اس مقدس جماعت کی پاک زندگی حقیقی تمدن ہے اور ان ہی کا چال چلن سچی تہذیب اور اس جہان کی روشنی ہے۔ ہماری اصطلاح معاشرت۔ اور تمدن اور سیاست وہی انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالے نے قرآن حکیم میں انبیاء علیہم السلام کا نام مصلح رکھا ہے اور اُن کے مخالفوں کو مفسد کہا ہے یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ اور اس جماعت کی تبلیغ اور ان کی تشریع سے غرض یہی ہے کہ تمدن اعلے درجہ پر پہونچ جاکر اس بارہ میں اکمل نمونہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہے۔ حضور سید العالم کی زندگی انسان کامل بننے کے لئے کافی سامان بہم پہونچاتی ہے۔ اور درحقیقت کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہوا کہ جس کی زندگی سے انسانی ضروریات کے تمام شعبوں کے لئے پورا سامان اور مواد میسر آسکے۔ اس لئے خداوند حکیم نے آپ کی زندگی کے واقعات کو سب سے زیادہ صاف اور روشن اور اکمل طور پر جہان میں قائم رکھا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل خاوند ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات خیرم کے ہونے چاہئیں جو خدا تعالے نے اس رشتہ میں مقصود رکھے ہیں وہ آپ کی معاشرۃ میں دیکھو ایک عام دنیادار جس کی ایک ہی بیوی ہو بسا اوقات تنگ آجاتا ہے۔ لیکن یہ کامل انسان باوجودیکہ ایک نہیں دو نہیں نو بیویاں رکھتا ہے لیکن جب دیکھو راحت مسرت میں ہے اور جب کسی بیوی کے پاس بیٹھا ہے تو گویا بہشت میں موجود ہے کسی قسم کا تکدر اور ملال آتا ہی نہیں

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوست کی شان رکھتے ہیں صحابہ کے ساتھ عظیم الشان تعلق ہے۔ اس تعلق میں بہت سی باتیں ہیں ایک اُن میں سے یہ ہے جس کی اللہ تعالی نے گواہی دی ہے بالمؤمنین رؤف رحیم۔ اس سے یہ سبق نکلتا ہے کہ مامورین اللہ کی شناخت کا طریق ایک یہ بھی ہے کہ وہ مومنوں کے ساتھ رؤف اور رحیم ہوتا ہے میں اپنی بولی میں کوئی لفظ نہیں دیکھتا کہ جس سے رؤف کا مفہوم ادا کر سکوں رؤف کے لفظ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قلب کی تصویر نظر آتی ہے اس لفظ کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ گواہی دے رہے ہیں کہ آپ میں کیسی رافت اور کیسا کرم ہے۔ ایسا ہی رحیم کے لفظ میں بہت سے پہلو ہیں اس رافت اور رحم کا مقتضا ہے کہ یہ رحیم کریم انسان رات دن مخلوق کی نفع رسانی کی کوشش میں لگا ہے ناتوان اپاہجوں کو کما کر کھلاتا ہے مہمانوں کی مدارات اور مسافروں کی مواسات کرتا ہے۔ بیماروں کی خبر گیری کرتا ہے دکھ درد میں جو مبتلا ہیں اُن پر آنسو بہاتا ہے جو یتیم بچے رہ جاویں یا جو قرض چھوڑ جاویں اُن کے لئے کہتا ہے کہ وہ میرے ذمہ ہیں مگر ورثہ کے لئے کہتا ہے کہ وہ وارثوں کو ملے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باپ ہیں۔ آپ کے گیارہ بچے فوت ہوئے مگر آپ نے کمال صبر اور خدا تعالی کی قضاء و قدر سے پوری موافقت اور صلح کا نمونہ دکھایا۔ غزوات میں آپ نے دکھایا ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ غضب کی طاقتوں اور انتقام کش قوتوں کے کمال ہیجان کا وقت ہوتا ہے اور پھر خونی دشمنوں کے مقابل

اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ ۱۰۰ صفحے تک طیار ہو چکی ہے اب بہت جلد ختم ہو کر شائقین کی خوشی کا موجب ہوگی۔ (ایڈیٹر)

ہر طرح کے قانون ملکی اور شرعی اور عرفی کے رو سے قابل سخت سزا کے ہیں غرض ایسے خوفناک اوقات میں آپ نے دکھایا ہے کہ آپ کے نفس پاک بالکل خدا کے قبضہ میں ہے۔ میں ہمیشہ قرآن کریم کی اس آیۃ شریفہ کو ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین اپنے نبی کریم کی اکمل اور اطہر اور احلم سیرت کی سب سے بڑی شہادت مانا کرتا ہوں۔ جب دشمن اور سفاک دشمن سے جنگ چھڑ جائے اور طبیعتوں میں فوق العادۃ اشتغال اور فوران ہو تو اس صورت میں کیونکر ممکن ہے کہ کوئی حد انتقام لینے اور سزا دینے کے قائم رکھی جائے اور اعتدا سے پرہیز ہو مہذب سے مہذب (بزعم خود) قومیں آج موجود ہیں اور کہا جاتا ہے کہ طریق جنگ اور طور انتقام بدل گیا ہے مگر خطرناک جنگوں میں اعدا کے ساتھ جو کچھ مشاہدہ میں آتا ہے عیاں ہے۔ ہمارے سید و آقا روح عالم علیہ افضل الصلوات والتسلیمات والتحیات کے پاک فطرت کی یہ آواز ہے اور ایسی لڑائی میں اور ملکی دشمنوں کے ساتھ کہ جنگ میں جذبات نفس سے ملے ہو کوئی کارروائی نہ کرو۔ ہر ایک کارروائی اسی حد اعتدال تک کرو جس سے امن قائم ہو جائے اور فتنہ دور ہو جائے۔ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ ایسے پر جوش وقت میں اعتدال قائم رکھنے کی تعلیم دیجائے فخر موجودات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پاک زندگی ایسے نمونوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور آخری کارروائی جو فتح مکہ پر وہاں کے واجب القصاص لوگوں سے کی ہے آپ کا لانظیر ہونا ثابت کرتی ہے۔ مکہ کے رئیسوں سے آپ کا پوچھنا کہ آج تم مجھ سے کس قسم کی کارروائی کی اُمید رکھتے ہو۔ انکا یہ کہنا کہ تو کریم ہے تجھ سے کرم کی اُمید رکھتے ہیں۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ آج میں بھی تمھیں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف ؑ نے اپنے بھائیوں کو کہا لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین یہ ایسی مثالیں ہیں کہ اور کہیں پائی نہیں جاتیں حضرت مسیح کو وہ قدرت علی الانتقام میسر کب ہوئی ہے کہ ایسے مردوں کے مقابل انکی زندگی سے کوئی نظیر تلاش کی جائے۔ غرض آنجناب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) واعظ ہیں۔ مقنن ہیں۔ امام ہیں ہادی ہیں۔ مفتی ہیں۔ سپہ سالار ہیں بادشاہ ہیں۔ قاضی ہیں اور کیا کیا ہیں۔ قصہ مختصر فضیلت کے ہر شعبہ کے افسر اعلے ہیں کوئی آپ کے کمالات کی تفصیل کیا بیان کر سکے حضرت صدیقہ عارفہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول آپ کی نعت میں عجیب جامع ہے وکان خلقہ القرآن۔ کس قدر احسان خدا تعالے کا ہم پر ہے کہ ہمیں کسی امر کے لئے باہر سے کسی قسم کا نمونہ لینے کی یا کسی کو سند میں پیش کرنے کی کوئی ضرورۃ نہیں۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب میں ہمارے لئے ہر رنگ کا سچا اور پورا نمونہ ہے۔ عالم تمدن میں بہت بڑی بات جو اس کی شان کو بڑھاتی اور اس کے بازار کو پر رونق بناتی ہے۔ یہ ہے کہ باہمی برتاؤ میں عدل ہو۔ ہر شخص گفتار اور کردار میں اس امر کا لحاظ رکھے کہ وہ خود دوسروں سے کیا چاہتا ہے کہ اُس سے بولیں اور عمل درآمد کریں اور اسباب کی ہمیشہ رعایت رکھے کہ دوسروں کے منہ کی کون سی بات مجھے آزار دیتی ہے تاکہ خود ایسی بات کی دوسروں کی نسبت منہ سے نکالنے میں پرہیز کرے۔ بڑے افسوس اور دلی رنج سے دیکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگ اپنی ذات کے لئے ہر قسم کی عزت پسند کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ معاملات میں وقائق ادب کی رعایت نگاہ رکھی جائے۔ ہر امر میں اُن کی بات کو مقدم رکھا جائے مگر وہ خود اپنی باری میں دوسروں سے ایسا نہیں برتتے ایسے ہی لوگوں کے حق میں خدا تعالے فرماتا ہے ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون۔ صحابہ کی عظمت غیر قوموں کے دلوں میں اسی راہ سے بیٹھی کہ اُنھوں نے سلاطین دنیا کے خلاف ہر ایک کو جو کچھ دیا پورے پیمانہ اور ترازو سے تول کر دیا۔ خلفاے راشدین کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں جو ناطق شہادت دیتی ہیں کہ عام مسلمانوں کو اُنھوں نے ہمیشہ احترام اور مساوات کی نظر سے دیکھا کبھی کسی شخص کو تحقیر اور توہین سے نہ بلایا اور نہ یاد کیا۔ حضرت سید عالم فخر موجودات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز زندگی خدام کے ساتھ کیا تھا۔ ان آیات سے ظاہر ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ اور لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم یہ خدا کی بڑی رحمت ہے کہ تو انکے لئے نرم طبیعت ہوا اور اگر تو بدمزاج سنگدل ہوتا تو تیرے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔ تمہارے پاس آیا رسول تم ہی میں سے جو چیزیں تمہیں دکھ دیں وہ اسے بھی دکھ دیتی ہیں۔ یہ تمہارے نفع رسانی کے فکر میں ہر دم لگا رہتا ہے۔ مومنوں پر تو بڑا ہی مہربان اور رحیم ہے ان آیتوں میں ہمارے لئے کتنا بڑا سبق ہے۔ ہمیں خوب غور سے دیکھنا اور اپنی ضمیر کی جانچ پڑتال کرنی چاہیئے کہ کیا ہم بھی اپنے دوستوں میں ایسے رؤف رحیم ہیں۔ کیا ہم خو نرم طبیعت اور دل کے رقیق ہیں

کیا اُن کے دکھ ہمیں دکھ دیتے اور اُن کے آرام ہمارے آرام ہیں۔ کیا ہم اُن کا ادب اور احترام ایسا ہی کرتے ہیں جیسے صحابہ آپس میں کرتے تھے۔ صحابہ کی سیرت میں لکھا ہے کہ دو شخص ایک ستون کی اوٹ سے باہر ہو کر بھی ملیں جب بھی ایک دوسرے کو سلام کہتے تھے۔ گویا اتنی قلیل فرقت بھی اُن لوگوں کو گراں تھی ایک ہم ہیں کہ ایک ہی جگہ میں مہینوں گذر جائیں ایک دوسرے کے سامنے سے مُنہ پھیر کر اور آنکھیں میچ کر گذر جاتے ہیں اور سلام تک نہیں کرتے میرے دوستو یہ اخلاق کی باتیں قصہ کہانی کے رنگ میں ہو جاتیں اور قریب تھا کہ یہ زمانہ جو رذائل میں کمال تک پہونچ گیا ہے ان فضائل کو خیالی باتیں یقین کر لیتا اگر خدا تعالےٰ اپنا فضل نہ کرتا۔ خدا تعالےٰ نے ہم پر بڑا فضل کیا ہے کہ ہم میں ہم میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورۃ و سیرۃ پر ایک شخص کو مبعوث کیا ہے۔ اس پاک اور برگزیدہ میں وہ ساری خوبیاں ظلی طور پر پائی جاتی ہیں جو اس کے مقتدا و متبوع (صلے اللہ علیہ وسلم) میں تھیں اور جنکا میں نے ابھی ذکر کیا ہے میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بڑی غور سے ہمیشہ دیکھا ہے مجھے اس زمانہ میں یہ ایک ہی شخص مستقیم ترازو اور پورے پیمانہ سے تولنے والا نظر آیا ہے۔ میں اپنے امام کو (ایدہ اللہ) ایسا رحیم کریم حلیم عفو دوست پاتا ہوں کہ اس کی نظیر نہیں پاتا۔ میں اکثر اپنے دل کو ملامت کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ اس فکر میں گداز ہو ہو جاتا ہوں کہ جس قدر عزت اور تکریم ہمارا امام کرتا ہے اور جس راحت اور رحمت اور محبت سے یہ ہم سے سلوک کرتا ہے ہم اس کے مقابلہ میں سراسر شرمندہ ہیں ہر بات میں اسی کا ہاتھ اپنے اوپر پاتا ہوں دل میں بڑی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اس کے حسن اور احسان کے اندازہ پر دلوں میں اس کی محبت اور قدر پیدا ہو جائے۔ مجھ پر تو اس کے خاص فضل اور احسان ہیں۔ میں سخت کمزور ناقص جلد ابتلا میں پڑ جانے والا اور نادان تھا۔ بارہ برس سے اس تعلق کا نبھنا اس پاک انسان کے حلم اور کرم سے ہوا۔ ورنہ میں اپنی خو اور طبیعت کے لحاظ سے ایک لحظہ بھی کہیں بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔ کردار میں گفتار میں اور مختلف معاملات میں مجھ سے بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اگر میرا امام پردہ پوش نرم خو نہ ہوتا تو میں کب سے ہلاک ہو چکا تھا۔

اس کے اغماض و حلم نے ہمارے زود رنج چڑ جانے والی طبیعتوں کو کبھی موقعہ ہی نہ دیا کہ کوئی شکایت زبان پر لائیں۔ اس کے اکرام و احترام نے جو اس نے ہر وقت اپنی حرکات و سکنات میں ہماری نسبت اختیار کیا ہمارے دلوں کو مسخر کر لیا۔ مبارک ہے وہ خدا جس نے ہمارے لئے ایسے انسان کو بھیجا۔

اب ہماری جماعت کو کس قدر ضروری ہے کہ ان امور میں غور کریں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے امام علیہ السلام کی سیرت کا مطالعہ کریں اور پھر اپنے نفسوں کی پر داخت کریں کہ کیا ہماری سیرتیں بھی اس رنگ اور نمونہ کی ہیں۔ کیا ہم دوسروں سے اس طرح برتتے ہیں۔ کیا ہم وہ ہیں جنکی تعریف میں یہ صادق آ سکتا ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غل۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ کیا یہ ہمارا نشان ہے اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ خدا تعالےٰ فضل کرے اور ہمیں اُن تمام انعاموں سے بہرہ مند کرے جو سنا دین مومنین پر کئے ہیں۔ آمین۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ہماری آواز بے اثر نہ رہے گی

گذشتہ اشاعت کے بعد جو صدا شاخ دینیات کے اجرا اور اس میں مستعد۔ ذکی اور متدین طالب علموں کے بھیجے جانے کے متعلق ہمارے کان میں پہونچی ہے۔ وہ حیدرآباد دکن سے آئی ہے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ مولانا میر محمد سعید صاحب جنکا نام نامی ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم کے کالموں میں چھپا ہے حیدرآباد کی انجمن اتحاد اسلامی کی طرف سے دارالامان کی شاخ دینیات میں ایسے اصول پر جو ہم نے اس شاخ کے اجرا کے متعلق شائع کیا تھا بغرض تعلیم آئیں گے مولانا سید محمد سعید صاحب حیدرآباد کے مشاہیر علماء میں سے ہیں ان کے چہرہ سے رشد و سعادت کے آثار نمایاں ہیں اور یہ ان کی ہی ہمت و سعی کا نتیجہ ہے کہ حیدرآباد میں باقاعدہ انجمن قائم کی گئی ہے ہماری دلی آرزو یہی ہے کہ ایسے ہی لوگ اس دینیات کی شاخ میں آئیں جو بہت جلد طیار ہو کر کام کرنے لگیں۔ جہاں اس خبر کے اندراج سے ہمکو خوشی ہے وہاں یہ افسوس بھی ہے کہ پنجاب بھر میں سے ابھی کسی جگہ سے کسی آدمی کے بھیجے جانیکی اطلاع نہیں ملی۔ عفط

ایک تعزیت کا خط

ذیل میں ہم ایک تعزیت نامہ درج کرتے ہیں جو ہمارے محسن و مخدوم مولانا حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کے برادر معظم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور کے عزیز شیر خوار بچہ نصیر احمد کی وفات پر ۵؍جون سنہ ۱۰ء کو بعد نماز ظہر لکھا ہے اس خط کے اندراج سے جہاں ایکطرف ہم اپنی قوم کو رضا بالقضا اور صلح بالقدر کی تعلیم دینا چاہتے ہیں دوسری طرف اپنے بد اندیش مخالفوں کو یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس خط کو تعصب اور عناد سے خالی ہوکر پڑھیں اور سوچیں کہ جس قوم کے مد نظر ہر حال میں رضاء الٰہی ہو دنیا اور اسکی عارضی اور فانی تکلیفیں اس کے ارادوں اور حوصلوں کو کیونکر پست کر سکتی ہیں؟۔ وہ قوم جو مقادیر الٰہی پر یوں اظہار مسرت کرے اور ہر تکلیف اور مصیبت میں سے اپنے لئے شرح صدر کے ساتھ ایک راحت اور مسرت پیدا کرے غدار دنیا داروں کے منصوبے وہ اذیت رسانی کے بد ارادے ان پر کب فتح پا سکتے ہیں؟ یقیناً یقیناً جنت کی کلید ہر حال میں ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو قضاء الٰہی کے ساتھ پوری مسالمت اور مصالحت کرتے ہیں پس کوتاہ اندیش مخالف کے لئے ہر آن ایک نیا جہنم اور نئی مصیبت ہے اور خوش قسمت مومن کے لئے ہر لحظہ ایک نئی زندگی اور نئی جنت ہی مبارک ہے وہ شخص اور وہ قوم جو رضاء الٰہی کے ساتھ پوری صلح رکھے اور خدا تعالےٰ کے ہر فضل کو اپنے لئے ایک نعمت کا موجب سمجھے۔ اللہم اجعلنا منہم آمین

اب ہم ذیل میں وہ تعزیت نامہ بلاکم و کاست درج کرتے ہیں ہم کو امید ہے کہ یہ خط ہماری زندگی کی ان کٹھن منزلوں میں جو مشیت ایزدی سے پیش آجاتی ہیں ایک رہبر شفیق کا کام دے گا۔ اور ہم میں سے بہتوں کے لئے مفید ثابت ہوگا مولیٰ کریم ہم کو ایسی توفیق عطا فرما کہ زندگی اور موت رنج اور راحت میں تیرے سچے شکر گذار ہوں آمین۔ ایڈیٹر۔

برادر عزیز خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور کے نام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ! آج آپ کے کارڈ سے آپ کے عزیز بچہ نصیر احمد کا فوت ہونا یا زندہ ہونا معلوم ہوا۔ میں زندہ ہونا مانتا ہوں اس لئے کہ صادق رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے شیر خوار بچوں کو والدین کے لئے فرط یعنی جنت کی راہ صاف کرنے والے فرماتے ہیں۔

برادرم! اعمال کی صورتیں ہیں اگر اخلاص ورمیان ہو۔ اگر احتساب ہو یعنی خدا کی رضا اور قدر سے پوری موافقت ہو توکس قدر غنیمت ہاتھ آئی۔ ایک دنیا دار کو جسے اس مکدر زندگی سے سکون اور طمانینت حاصل ہے اور آخرۃ پر پختہ دیگر پختہ ہے یہ باتیں تلخ معلوم ہوں گی مگر وہ فوت شدہ چیز کے واپس لانے کا کوئی چارہ تو بتائے یا لاکر دکھائے۔ مومن کسقدر نفع میں ہے کہ ولادت و موت دونوں شکر و صبر کے وسیلہ سے اسکی ترقی درجات کا موجب ہیں۔

خود ہی دے اور خود ہی لے جاوے اور یہ بے جانا اسکا لاتبدیل قانون قدرت ہے جسکو عقلاء کی عقلیں اور حکماء کی حکمتیں تحویل نہیں کرسکتیں پھر جو اسپر شکر کرے اور اجر جزیل کا وعدہ دے یہ فضل عظیم نہیں تو کیا ہے۔؟ قربان جائیے اس حامل حمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جسنے علم اور عمل دونوں سے دنیا کو رضا بالقضا کا درس دیا۔ مکی زندگی میں بھی الحمد للہ آپ کی زبان پر جاری رہا جب کہ مصائب کے پہاڑ آپ کے سر پر ٹوٹ رہے تھے اور چاروں طرف سے درندے آپ پر مسلط تھے اور پھر مدنی کامیاب زندگی میں بھی وہی پاک کلمہ جس سے خدا تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھ پوری صلح اور سلم کی عجیب خوشبو آتی ہے۔ گیارہ بچے بھی آپکے فوت ہوئے تاکہ آپ ہر رنج میں صبر کا کامل نمونہ ٹھیریں بچوں کی وفات پر آپ کا یہ فرمانا للہ ما اخذ و لہٗ ما اعطی و کل شئ عندہ باجل مسمّی کسقدر صبر۔ سالمت بالقدر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہمارے ہمسایہ میں آج دو مہینے کے قریب ہوئے ایک ہندو مرگیا ہے۔ ان کے ہاں ہر روز سیاپا ہوتا ہے چونکہ میرا مکان بسبب بلندی کے انکی ساری حرکات کو مجھ تک پہونچا دیتا ہے بس ان کے شیون اور نوحہ سے اپنے محبوب و مولے سرور عالم و عالمیان

غلام مولا

علیہ صلوات الرحمن پر درود ارسال کرنے کی عجیب لذت محسوس کرتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ موت اور زندگی کی ہسٹری جس کی گرہ کھولنے میں عقلائے دہر کے ناخن بالکل گھس گئے ہیں اور ہنوز وہ گرہ ویسی ہی زندہ ہے کیسی صفائی سے اُس مظہر اسرار غیب پر کھلی۔ اولاد کا مرنا نقد نقد خسارہ ہے عرف عالم میں اور ظاہر بین نگاہ میں ہے بھی اسی طرح۔ کدورتوں اور مصیبتوں اور دکھوں کا آنا ابنائے دنیا کو کسقدر ناگوار ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر قوت خدا کی قدر سے موافقت کرنے کی کس راہ سے ملی؟ اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کے اوراق کے مطالعہ سے بے خبر اور اس کی نظیر کے واقعات سے ناواقف ہی تو کافی ہے اُسکے لئے کہ اسی سورہ فاتحہ کے آغاز میں غور کرے یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن میں اسیرو تیح اور پر انقلاب زندگی میں قدم قدم پر کیسے ناگفتنی واقعات پیش آئے اور اس اثنا میں نماز کا وقت بھی آگیا اگر آپ کی روح پر فتوح کو اللہ تعالیٰ سے پوری صلح نہ ہتی تو کیونکر آپکے منہ سے یہ کلمہ نکلتا الحمد للہ رب العلمین رات دن میں حوادث بھی پڑتے ہی رہی اور ان سب دقتوں کی جیہ نمازوں کے افتتاحی کلمات ہمیشہ گواہی دیتے رہے کہ خدا تعالیٰ کی قاہر ارادوں اور حکیمانہ تقدیروں سے طوع دل سے صلح کرنے والا ایک ہی انسان دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں جائیں گے اور اُسے پورا دارالسرور پائیں گے تب جوش سے الحمد للہ رب العلمین کہیں گے اُس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت اور سرور قلب کا اندازہ کیجئے جو شروع ہی میں الحمد للہ رب العلمین بولا۔ اور اس عالم کے گرم و سرد میں ہمیشہ ہی اُسکی زبان پر جاری رہا۔ غرض ان بدنصیب ہندوؤں کے سیاپے سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شقی قوم پر خدا تعالیٰ کی صفات کا راز نہیں کھلا اور بیدبے ثمر نے تناسخ کے اصول کی تعلیم سے اُنہیں سخت گھاٹا دیا۔

جب صورت حال یہ ہو تو میں آپ کو مبارکباد دوں کہ آپ کی طرف سے ان دشوار گذار گھاٹیوں کے صاف کرنے کو سیبیر مائیز پلیٹن کا ایک فوجی فرد آگے گیا اور وہ براہ راست خدا کے ہاں پہونچکر آپ کے لئے دست شفاعت اور زبان ضراعت وا کرے گا یا ابنائے جنس کی پیروی کرکے آپ کی تعزیت کروں یا ایک بدبخت سرقدر اور صلح بالقدر سے جاہل رافضی کی طرح آپ کو رونے اور رُلانے کی ترغیب دوں خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ اس انعام کو آپ ضائع نہ کریں جو اس عجیب تقریب پر آپ کو ملنے والا ہے والسلام۔

عاجز عبد الکریم

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

حضرت اقدس عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے حال میں ایک اور اشتہار شائع فرمایا ہے جو دینی جہاد کی ممانعت کو فتویٰ کے عنوان سے اردو نظم میں لکھا گیا ہے اور جس کے ساتھ عربی زبان میں ایک لطیف خط بھی عدم جواز جہاد کے متعلق علماء ہند و پنجاب و فارس و عرب وغیرہ ممالک کے نام لکھا گیا ہے اور جو کثرت سے شائع کیا گیا ہے۔ اس اشتہار سے پہلے گورنمنٹ انگریزی اور جہاد کے عنوان سے ایک مختصر جامع رسالہ اس مضمون پر آپ نے شائع کیا ہے اور منارۃ المسیح کے عنوان سے جو اشتہار شائع کیا ہے اُس میں بھی صاف طور پر جلی قلم سے اس امر کا اظہار کیا گیا ہے اور بڑے جلی قلم سے لکھا ہے کہ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اُس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا تھا کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں الخ

۱۰۔ چونکہ یہ سب کچھ حضرت اقدس اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری اور اطاعت کے رنگ میں کرتے ہیں اس لئے اسکو گورنمنٹ انگریزی کی خوشامد کہنے والوں منافقوں سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ اب گورنمنٹ انگلشیہ ان منافق سیرت لوگوں سے آگاہ ہو چلی ہے جو طرفداری کے طور پر گورنمنٹ انگلشیہ کی تعریف کرتے ہیں۔ بہرحال حضرت مرزا صاحب کا یہ فتوی ہمکو امید ہے کہ بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ خود بھی رسالہ جہاد اور فتوی ممانعت جہاد کی کثیر التعداد کاپیاں ہر زبان میں چھاپ کر شائع کرے گی۔ اور ہم اپنے معاصرین سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ اس ممانعت جہاد کے فتوی کو جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اپنے اپنے اخبار میں ضرور جگہ دیں گے۔ کیونکہ انکا دعوے ہے کہ وہ گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں۔ اب ہم وہ ذیل میں فتوی درج کرتے ہیں

مسیح موعود کی طرف سے دینی جہاد کی ممانعت کا فتوی

نظم

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتوی فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفے
عیسی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسفند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بیخوف و بیگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
کر دیگا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلق خدا پہ رحمت و شفقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
خواں تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی
دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
مولی سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب تم پہ کوئی جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
تقوی کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے
اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے
ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئیگا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

(بقیہ صفحہ ۸ الف)

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پرو ال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجلے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بلغ ۴ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ خالص ممیرا فی ماشہ ۸ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خریدار ایک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار والوں سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہیں ضعف کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔ (۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک پر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۲۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اسکی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسری آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہو راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور آنریری سرجن گورنر جنرل ہند (۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے کسی بنک میں جمع ہے

[illegible]

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جسمیں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے اثبات رسالت آنحضرت میں آجتک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلی قیمت پچیس روپے اور بوجہ نایابی کے دنیا اسکی زیارت کو ترس رہی تھی ہمنے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف ے

المشتہر
کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان ان کو پڑھکر اسلام سے مشکک اور مرتد ہوگئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی ان کی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچالے اور ان کا حوصلہ بڑھائے۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولائت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدای اور سچا مذہب ہے کیا اس کیلئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہیے ضرور ہونی چاہیے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخبار وں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ فرمائے حجم ۴۰ صفحے ماہوار قیمت نہایت کم محصول ڈاک صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے وظیفہ اسلام رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ہے اور غیر مذاہب سے ۱ لیا جاتا ہے اس غرض سے کہ غیر مذہب کو دور کے خدا تعالیٰ کی یہ موقع نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا

المشتہر
منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ
انوار الاسلام سیالکوٹ

بشارت

طالبان کلام ربانی کو مژدہ ہو کہ تفسیر کبیر کی جلد اول کا ترجمہ جسکا نام سراج منیر ہے چھپکر طیار ہوگیا جن صاحبوں کی درخواستیں مطبع میں آچکی تھیں ان کے نام روانگی شروع ہوگئی ہے اور جو صاحب طیاری پر ارادہ خریداری رکھتے تھے انکو چاہیے کہ بہت جلد طلب فرمائیں ورنہ یہ گوہر بے بہا نایاب ہو جائے گا اور طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ ہمکو اس تفسیر کی خوبی بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی تفسیر نہیں جو بوجہ عربی ہونیکے اردو خواں اس کے فائدہ سے محروم تھے الحمد للہ کہ جسکی خوبی سے حضرت امام محمد فخر الدین رازی نے کلام پاک کی تفسیر کی ہے اسی لطافت سے مولوی خلیل احمد صاحب اسرائیلی نے لفظ لفظ اردو ترجمہ کیا جسمیں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں وہ زبان عرب ہے تو یہ زبان ہندیاں کہو کہ مفسر قرآن عربی الاصل ہے اور مترجم ہندی النسل ہے۔ ترجمہ عام فہم اردو سلیس تحریر خوشخط چھاپہ عمدہ کاغذ سفید سطبر اور چکنا باین خوبی و خوش اسلوبی قیمت للعہ محصول بذمہ خریدار۔ مطبع ریاض ہند امرتسر سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو قیمت طلب پارسل طلب کرو۔

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے
تھوڑی نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ
بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
اس وقت اس کو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا
فقط

ایک زبردست الہام اور کشف

آج ۴ رجون سنہ ۱۹۰۶ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر ۲ بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا اس کی آخری سطر میں لکھا تھا اقبال میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

اس کے یہ معنی مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے نشان زبردست ظاہر ہو جائیں گے جن سے کافر کہنے والے جو مجھ کو کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہے گی یہ پیشگوئی ہے ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے اس کے بعد ۴ رجون سنہ ۱۹۰۶ء بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا

کافر جو کہتے تھے وہ نگوں سار ہوگئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے

یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہوگئی کہ ان کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں قابل قدر ہے

ہم نہیں چاہتے کہ ذاتی مضامین اخبار میں چھاپے جاویں لیکن اخبار کی بہتری اور اس کے باقاعدہ بنانے کے لئے جو ضروری باتیں ہوں وہ عموماً درج کرنی پڑتی ہیں عذر تقصیر پر التفات ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ہمارے احباب بار خواب گران سے دبے پڑے ہیں اور بعض بیدار ہو رہے ہیں بیدار ہونے والوں میں سے دوسرا نمبر ڈاکٹر شیخ نور محمد صاحب منشی عالم مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے پورے چار خریدار دینے کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر میں چار خریدار بہم پہنچا نہ سکوں تو چار خریداروں کی قیمت اپنی جیب سے دونگا جزاہم اللہ احسن الجزا ڈاکٹر صاحب کی اس قابل قدر اعانت پر ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور فرماوے ڈاکٹر صاحب اخبار الحکم کے خاص معاونوں میں سے ہیں اگر ڈاکٹر صاحب کی تقلید پر ہمارے احباب نے قدم مارا تو کچھ بعید نہیں کہ ہم بہت جلد اپنے مقصد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو جاویں۔

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن کے طبع کا کام کچھ عرصہ سے معرض التوا میں پڑا ہے۔ اس کے دو باعث ہیں اول تو کاتب صاحب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں از حد مصروف ہیں ان کی مصروفیت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ صرف ایک ہفتے کے اندر چھ بڑے بڑے اشتہارات جو اچھے خاصے رسالے ہیں شائع ہوئے ہیں دوسرے ہمارے ناظرین کی عدم توجہی۔ باوجودیکہ ہم قریباً ہر ہفتہ یاد دلاتے ہیں کہ جن لوگوں نے پیشگی قیمت دینے کا وعدہ فرمایا تھا وہ قیمت روانہ کریں۔ تاہم ابھی تک توجہ نہیں ہوئی۔ اس لئے پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ اس کام میں پوری پوری مدد کریں۔

مبارک باد

پرسٹیوڈرایگل رفیق کی مبارک باد دی جاتی ہے۔ اس فتح کی تقریب پر دار الامان قادیان میں بڑی بھاری خوشی کا اظہار کیا گیا ہے اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک دن کی تعطیل رہی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انّ اللہ لا یغیر ما بقوم حتّی یغیروا ما بانفسھم

اخبار الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۵	دارالامان قادیان ۱۹ صفر المظفر سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۷ جون سنہ ۱۹۰۱ء	نمبر ۲۲

ایک شیعہ صاحب کے نام خط

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مد فیضہ نے لکھا۔

و علیکم السلام - میں ناراض اور غصہ کیوں ہونے لگا - کبھی سنا ہے کہ با مراد اور کامیاب بھی نار غضب و تاسف کی لپٹ محسوس کیا کرتے ہیں - ہم تو وہ جماعت ہیں جن کے لئے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا پروانہ اترا پھر ہم ناراض کیسے ہوں - ہم ابوبکری گروہ جو خدا کی کلام کے وعدہ اور خدا کے فعل کے موافق صحیح معنوں میں مظفر و منصور ہوئے - اور ہمارے اعدا نامرادی اور ناکامی کی جانگداز بھٹی میں صدیوں سے جلتے چلے آتے ہیں - ہم بفضل خدا دو بہشتیں اپنے ساتھ رکھتے ہیں - اور حقیقۃً لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون کے مصداق ہم ہیں - میرے دوست! دنیا میں دو ہی بڑی خوشیاں ہیں اور خدا تعالے کی لا تبدیل کلام سے یہی ثابت ہوتا ہے - ایک یہ کہ خدا کی طرف سے کامیابی اور نصرت عطا ہو اور دوست شادکام اور خوشحال ہوں - دوسرے یہ کہ دشمن آنکھوں کے سامنے مخذول اور پامال ہوں - سو خدا تعالے کے فضل سے یہ برکت صدیقی جماعت کے حصے میں ہی آئی ہے - جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم اور جن معنوں میں منصور اور کامیاب ہوئے اسی طرح اور ان معنوں میں حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ بلا فصل کامیاب ہوئے اور اب بھی ہم مسیح موعود علیہ السلام میں ہو کر ان ہی معنوں میں

پورے کامیاب ہیں - کوئی ہماری خوشی کا اندازہ کر سکتا ہے جبکہ ایسی لا زوال اور متواتر خوشیاں ہمارے حصے میں آئیں - سو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ناراضی کے داغ سے صاف بری ہوں - اور میں آپ کو حلفاً یقین دلاتا ہوں کہ میں ہزل سے نہیں بلکہ جد اور صدق سے کہتا ہوں کہ ہم دنیا میں اپنے صدق اور خورمی کے مرئی اور شہود نشان رکھتے ہیں - آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس قوم پر خدا تعالیٰ کے اس قدر احسان ہوں اور جو قوم رضوان اللہ کی سند یافتہ ہو اسے کیا پڑی ہے یا وہ کیوں اس قدر تنزل گوارا کرنے لگے کہ مخلوق پر اور پھر ناکام نامراد اور اپنے بخت سیاہ پر ہر وقت مرثیہ پڑھنے والے اور ہر سال ماتم کی سیاہ چادر اوڑھنے والے ناتوانوں پر ناراض ہوں - میرے دوست ! مجھے شیعوں سے ہمدردی ہے - اور میرے نزدیک بڑا سخت سنگدل ہے جسے اس قوم سے ہمدردی نہ ہو - نسلاً بعد نسلٍ نامراد ناکام قوم جن پر نہ کبھی آسمان کے دروازے کھلے کہ نصرۃ کے ملائکہ ان کے لئے نازل ہوتے اور نہ زمین نے کبھی انکا ناگوار بوجھ برداشت کیا اور کبھی بھی بھوکے گھڑیال کی طرح خوش نہ ہوئی جب تک ان ناشادوں حرماں نصیبوں کو اپنے پیٹ میں نہ لے لیا - آہ ایک نگون طالع سیاہ گلیم قوم جن کے حصے میں رسول کریم کے اٹھتے ہی رونا اور وانت پینا آیا اور ہر سال سر پر خاک مذلت ڈالتے اور گلے کوچوں میں شیون برپا کرتے ہیں - کیا آپ مان سکتے ہیں کہ ہمیں ان بد اختروں کے حال پر ملال پر افسوس نہیں آتا - میں سچ کہتا ہوں کہ میں ایک خاص آدمی ہوں جس کے دل میں اس غلط کار فریب خوردہ قوم کی نسبت درد ڈالا گیا ہے - میں کوشش کر رہا ہوں کہ دھوکے کی سوئی دیوار جو انکی آنکھوں کے آگے کھینچی گئی ہے ڈہ جائے اور نامرادوں کا دامن چھوڑ کر سچے کامیابوں کا دامن پکڑیں اور اس طرح خدا کی کلام کی ہستی ان کی سمجھ میں آجائے - قرآن ایک پُر شوکت اور پر جلال کتاب ہے - وہ وہ پر جبروت وحی ہے جو ایک فاتح اور آزاد اور مظفر و منصور انسان (صلی اللہ علیہ و سلم) کے قلب پر اتری - اس ذیشان وحی کے منجانب اللہ ہونے کا بڑا بھاری نشان ہی یہ قرار دیا گیا کہ وہ اپنے سارے دعووں تبشیر و انذار میں حرفاً حرفاً کامیاب ہوئی - سو اس وحی میں وہی لوگ مذکور ہو سکتے ہیں اور ان ہی لوگوں پر اس کی آیات منطبق ہو سکتی ہیں جن کی سیرۃ نے کامیابی اور نصرت کے نشان جہاں میں جہاں کو دکھائے ہوں جنہوں نے خدا کی طرح خدا میں ہوکر اور منصور نبی کریم کی طرح آپ کے رنگ میں رنگین ہوکر اپنی قہاریت اور ہمہ قدرتی اور فاتحیت کا لوہا دشمنان اسلام کو منوادیا ہو میں نے اپنی کتاب "خلافت راشدہ" میں دکھایا ہے کہ خدا کی کلام کے نزدیک خدا کے فعل کے رو سے - زمانہ کی عادل صادق شہادت کے موافق سچے کامیاب اور منصور صدیق و فاروق ہیں (صلوات اللہ علیہما و علی اتباعہما) خدا کی مظفر اور منصور کتاب میں جو علیم خدا کی طرف سے ہے ان ہی فاتحوں اور منصوروں کا ذکر ہے اور نصرت کی وعدوں کی ساری آیتیں اور علامات المومنین کی ساری آیتیں اور انبیا و رسل کے صدق کی علامات کی ساری آیتیں ان ہی پر منطبق ہوتی ہیں اور بلا تکلف منصوصی طور پر یہ قدوس خدا کی کلام میں مذکور ہیں جیسے کہ ان کے سوانح اور پاک زندگیاں آب زر سے زمانہ کے صفحوں پر مسطور ہیں - ان کے سوا جس قوم نے کسی کو قرآن کی آیت یا آیات کا مصداق ٹھہرایا ہے اس سے زیادہ قرآن کا ادب اور وزن نہیں کیا کہ مظفر و منصور کتاب مجید کو ناکاموں اور حرمان نصیبوں اور مغلوکوں کا بہاٹ بنایا ہے و حاشا جناب الکتاب الکریم عن ذالک -

میرے دوست میں درد دل سے اس مجاہدہ میں لگا ہوں کہ وہی حق ظاہر ہو جو خدا کی کلام اور کام کے رو سے حق ہے - میری روح میں قرآن کی خدمت اور عزت کا جوش ہے - میں چاہتا ہوں کہ اس کی سچی وقعت دنیا میں ظاہر ہو - اور میں خدا کے کام اور کلام کے مطالعہ اور تدبر سے اس صاف اور واضح نتیجہ پر پہونچ گیا ہوں کہ قرآن کی سچی عزت اور وقعت کبھی ظاہر ہو سکتی ہی نہیں جب تک اسے مبارک کتاب تسلیم نہ کیا جائے اور یہ زندہ اور مبارک کتاب مانی جا سکتی ہی

نہیں جب تک اس کی تہاری پیشگوئیوں کو جو دشمنوں کے اموال و املاک و نفوس پر قبضہ پاجانے کے متعلق تھیں جو پکار پکار کر کہتی تہیں کہ فرعون کی سرزمین مصر اور قیصر و کسری کے خزائن اور شام کی جنتیں اور ہند و سندھ اسلام کے دست تصرف میں ضرور آجائیں گے - ان پیشگوں کو واقع شدہ اور حرفاً پوری ہو چکی ہوئی نہ مانیں (اور وہ در حقیقت پوری ہو چکی ہیں) اور یہ سلسلہ کبھی درے رہ سکتا ہی نہیں جب تک پہلے ہی ہاتھ میں ایمان و اسلام کا ہاتھ ابوبکر اور عمر کے ہاتھ میں نہ دے دے - حاصل یہ کہ خدا کی عزت - نبی کریم کی عزت - قرآن کریم کی عزت - مکہ معظمہ کی عزت - مدینہ طیبہ کی عزت اور زبان عربی کی عزت چلا چلا کر کہتی ہے کہ وہ سب ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی کوششوں کے شکر گزار اور مرہون منت ہیں - ان کے وجود میں خدا تعالے کی کتاب کے سب وعدے اور ان ہی کے توسط سے سب وعید اولیا اور اعدا کے بارے میں پورے ہوئے خدا تعالےٰ نے ازل میں انہیں فاتح اور دین کے مددگار اور رسول منصور کے انصار چن لیا - وہ بنی امیہ اور بنی عباس جنھوں نے شیعہ کے بنائے ہوئے ائمہ اور اوصیا کا تختہ نرد الٹا دیا اور جن کے قادرانہ ہاتھوں کی دستبرد سے بچنے کے لئے آخری ناکام شخص غار میں پناہ گزین ہو گیا اور ان کی سطوت نے کبھی ان بزرگوں کو تقیہ کی سیاہ چادر سے موتہہ باہر نکالنے ہی نہ دیا - یہ بنی امیہ اور بنی عباس ابوبکر و عمر کے کفش بردار - زلہ ربا اور نمک خوار تھے - انھیں خدا کے قدوسوں اور فاتح رسول کے منصور جانشینوں کے حضور میں کبھی لب کھولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی - اور یہ سب کچھ اس لئے تہا کہ وہ خدا تعالےٰ کے مامور اور موعود خلیفے تھے اور زندہ اسلام کی زندگی کے دائمی ثبوت کے لئے خدا تعالےٰ کی جناب سے مقرر ہو چکے تھے -

سنۃ اللہ میں اس امر کا نشان نہیں ملتا کہ ایک مامور اور موعود ایک کام کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا اور ناکامی اور نامرادی کا سیاہ ٹاٹ اوڑھکر دنیا سے اٹھ گیا اور حق کے دشمنوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - اگر ایسا ہوتا تو سلسلہ نبوت درہم برہم ہو جاتا اور حق و باطل مشتبہ ہو جاتے - شیعہ ائمہ اور اوصیا کو انبیا کی طرح بلکہ انبیا سے بڑھکر مامور اور موعود مانتے ہیں مگر معًا بلافصل ناکام حرمان نصیب اور کچھ بھی نہ کر سکنے والے اور بصد حسرت دنیا سے اٹھ جانے والے تسلیم کرتے ہیں - اور انکی ناکامیابیوں اور ناشاد کامیوں کو ان کے دل محسوس کرتے ہیں اس لئے تو اعتقاد بنا رکھا ہے کہ بارھواں امام جو غار میں مخفی ہو گیا ہے شریعت کے سب کام پورے کرے گا اور دین کی شوکت دکھائیگا اور جو کام اس کے جد امجد اسد اللہ الغالب کو بھی ایک لحظہ کے لئے نصیب نہ ہوا وہ وہ آکر پورا کرے گا وہ اہل بیت کے اعدا سے انتقام لے گا اور ناکام اور نامراد شیعہ جو آئے دن سوگ اور شیون میں گرفتار رہتے ہیں اس کے وقت میں خرم و شادان ہوں گے - میں یہ باتیں بیداد اور افترا سے نہیں کہتا و **لعنة الله على الظالمين المفترين** -

شیعوں کے بڑے محقق جنھوں نے اوصیا و ائمہ کے حق میں حق دوستی ادا کر دیا ہے یہ باتیں صاف صاف لکھتے ہیں - چنانچہ حال میں میرے عزیز و محترم دوست خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین احمد اسسٹنٹ سرجن حسین آباد لکھنو نے میرے پاس ایک کتاب ارسال کی ہے جس کا نام **الصافیہ** ہے اور ۱۳۱۶ ہجری میں مطبع دبدبۂ حیدری لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے اس کتاب کی نسبت بڑے فخر سے دعوی کیا گیا ہے کہ ایک بڑے فلسفی مزاج شیعہ نے تالیف کی ہے اور شیعہ مذہب کی حقیت کو عجیب طور سے مبرہن کیا ہے۔ اور فخر کیا گیا ہے کہ سر راجہ میر حسن خاں صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست محمود آباد کی فرایش سے شایع ہوئی ہے - اس حکیمانہ کتاب کا تھوڑا سا نمونہ عرض کرتا ہوں امید ہے کہ اس زمانہ کی دانشمند اسلام کے خیرخواہ بڑی غور سے پڑھیں گے اور خوش ہونگے کہ ایسے موید اسلام کے پیدا ہو گئے ہیں -

"شیعیان گویند کہ پیغمبر تمام احکام را بعموم مردم تبلیغ نہ کرد بحدیکہ تمام فہم احکام الہی را کردہ باشند - بلکہ بوصی

خودش و بقیہ اوصیائے خود گفتہ کہ آنہا بخلق برسانند و بعد ازاں کہ اوصیاے پیغمبر را از عمل بوصایت منع کردند و نگذاشتند کہ وصی آں پیغمبر نشر احکام پیغمبر کند و مخالفین آنہا در صدد قتل و اذیت و صدمۂ اوصیای پیغمبر بودند بحدے کہ اگر می دانستند کہ آنہا در مقام مخالفت با مخالفین ہستند و بیان احکام واقعی را خواہند کرد آنہا را می کشتند و حبس می کردند چنانچہ از تواریخ احوال آنہا معلوم است کہ بر آنہا چہ صدمہا و اذیتہا از مخالفین رسیدہ اگر آنہا مع ذالک بیان مے کردند و کشتہ می شدند دیگر کسے نہ بود کہ حق را بچند نفر مخصوص ہم برساند و آنہا را ہدایت کند و آں زمان دیگر نام این مذہب حق ابدا و اصلا در مردم بردہ نمی شد لہذا بنا را بر تقیہ در امور گزاردند و بیان احکام شرعیہ بجہتہ حفظ نفوس خود و شیعیان و بجہتہ حفظ احکام الہی کہ بالکلیہ از بین نرود نمودند و نتوانستند تبلیغ احکام چنانچہ باید و شاید بدون شک و شبہ بر خلق ابلاغ دارند و گاہے بجہتہ تقیہ و حفظ نفوس در جواب منافقین نحوی بیان احکام را می نمودند کہ موافق مذہب اہل سنت بودہ بلکہ بعض از منافقین اخبار بسیار جعل کردہ و نسبت بآں ائمہ و اوصیائے حضرت رسول دادند تا آں کہ وصی دوازدہم ہمیں جہت از خلق غائب شد و احکام خدای کما ہو حقہ بجمیع خلق نہ رسیدہ کہ محل شبہ از برائے انہا دیگر باقی نماند۔ باین جہت مردم واقع در مشکوک شدند و باین سبب مجتہدین چوں دیدند کہ البتہ این خلق مکلف بتکالیفے ہستند و سلب تکلیف از آنہا نشدہ و دیدند دسترس بہ یقین پیدا کردن باحکام واقعیہ الہی ندارند و اوصیاے پیغمبر کہ عالم باحکام واقعیہ ہستند بجہتہ خوف ہلاکت و بر طرف شدن طریقۂ حقہ بالکلیہ احکام واقعیہ را مطلقاً بمردم نرسانیدند لاعلاج مثل اکل میتہ در زمان مخمصہ عمل بظن را جائز دانستند بجہتہ آں کہ ظن نزدیکتر است بعلم و یقین از وہم و شک و بہر ظن ہم عمل نمی کنند مطلقاً مگر بہ ظنے کہ از طرف اوصیاے پیغمبر امر بعمل کردن بمثل آں ظن شدہ باشد آن وقت در مقام اجتہاد بر آمدہ احکام الہی را از قرآن و روایات صحیحہ واردہ از حضرت رسول و اوصیائے آنحضرت بحسب ظاہر استخراج کردن بمردم رسانیدند و گفتند کہ اے مردم وصی دوازدہم زمانے کہ ظہور کرد واقع احکام بر شما ظاہر خواہد شد و احکام ما تمام احکام ظاہر است کہ احتمال مطابقت با حکم خداوندی دارد و احتمال مخالفت ہم دارد" انصافیہ صفحہ ۳۴۷۔

یہہ ہے سچا نچوڑ شیعہ مذہب کا اور لب لباب اس پاک طریقہ کا۔ اس فلسفی طبع اور تاریخ دان مومن نے صاف صاف پردہ کھول کر بتا دیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا کے بعد ائمہ اور اوصیا کو کیا کیا نامرادیاں اور ناکامیاں پیش آئیں۔ اس نے ہمارے یقین کے آگے صاف سڑک اس بات کا پتا لگانے کے لئے تیار کر دی ہے کہ کبھی کوئی وقت ان حضرات اوصیا و ائمہ کو خدا کے واقعی احکام کی تبلیغ کا نہیں ملا۔ اور کبھی ایک لحظ بھی فراغ خاطر کا ایسا انھوں نے نہیں پایا کہ اُس بار امانت سے سبکدوش ہوئے ہوں۔ اس مومن شیعۂ پاک نے ہمارے دل میں میخ فولاد کی طرح یہہ عقیدہ راسخ کردیا ہے کہ حضرات ائمہ اور اوصیائے رسول یکے بعد دیگرے سارے کے سارے دو رنگیوں میں عمریں بسر کرکے بصد حسرت اس دنیا سے اٹھ گئے۔ خدا کی کوئی بات پیغمبر صاحب کی وصایت کا کوئی امر کما ہو حقہ کبھی بھی ادا نہ کر سکے۔ اور اس لئے کہ اگر سچ بولتے اور خدا تعالےٰ کے فرض اور پیغمبر صاحب کی وصایت سے عہدہ برآ ہوتے تو قتل کئے جاتے تاچار کبھی ذو معنی اور محتمل بات کہتے اور کبھی مہمل ہی کہہ دیتے اور کبھی اہل سنت کے مذاق اور عقیدہ کے موافق بیان کر دیتے۔

یہہ ہے تصویر واقعی شیعہ مذہب کی۔ ان میں کوئی رشید ہے جو اس طریقہ کی قباحت میں غور کرے اور تھوڑی سی بھی فکر کرے کہ کس قدر ہتک خدا کی کس قدر بے عزتی رسول کریم کی اور کس قدر اہانت اسلام کی اس مذہب کی سچائی کی بنا پر پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم احکام واقعی بیان نہیں کرسکا۔ حضرت پیغمبر کریم خدا کے واقعی احکام پہونچا نہیں سکے۔ اسلئے آپ کو ضرورت پڑی کہ اپنے بعد حضرات اوصیا اور ائمہ کرام کو وہ امانت تفویض کریں۔ حضرات اوصیا اور ائمہ خوف جان اور اندیشہ حفظ نفس کے سبب سے لگاتار کسی زمانہ میں بھی اس نازک امانت کے ادا کرنے پر

قادر نہ ہوسے - اور جو کچھ کبھی فرمایا اس میں دورنگی کا احتمال رہا - اور منافقوں نے ہزارہا روایتیں اپنی طرفسے بناکر ان کی طرف منسوب کردیں - تیرہ سو برس میں کبھی خوش نما زمانہ - نصرۃ الہی کا دور انھیں ملا ہی نہیں - تھے وہ سب مامور - تھے وہ سب موعود - یعنے خدا کی مخلوق کو خدا کے ضروری احکام پہونچانے کے لئے ازلی حکیم قادر خدا کی طرف سے ازلاً مقرر کئے ہوئے تھے اور خلقت کو انکے وجود کی اور اُن کی تبلیغ کی ضرورۃ ہی شدید تھی - مگر یہ کبھی نہ ہوا کہ نصرۃ اور تائید الہی اُن کے شامل حال ہوئی ہو - ہر رنگ میں خذلان ان کے اردگرد رہا اور ہر پہلو میں حرمان اور نامرادی ان کے محیط رہی - اور پھر یہ ذلت کا دور ہنوز ختم ہونے میں نہیں آتا اور ساری موہوم امیدوں کا مرجع ایک اور ناکام قوی دل بہادر مانا گیا ہے جو غار میں چھپا بیٹھا اور کسی گھات میں لگ رہا ہے -

اے آدم کے بیٹو! آنکھ کان دل رکھنے والو! زمانہ کے نشیب و فراز اور دور عالم کے سردوگرم سے گہری واقفیت کے دم مارنے والو! اٹھو اور اس نازک زمن کے پہلوؤں میں بھی غور کرو جو مذہب کے نام سے تم نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے - کیا یہ وہ طریقہ ہے جو آئندہ کو کامیاب کریگا اور اس راہ پر چلنے سے خدا تعالے کی خوشنودی کی سند مل سکتی ہے - اس کی ناکامی - اسپر چلنے والونکی دائمی نامرادی خدا کی نصرۃ کا اس کے ساتھ کبھی بھی شامل نہ ہونا - ہر زمانہ میں اس کے حامیوں - مبلغوں ماموروں اور وصیوں کا مطرود و مخذول ہونا تمھیں اب بھی یقین نہیں دلاتا کہ اس میں راز کیا ہے اور آسمان اور زمین کیا صاف صاف گواہی دیتے ہیں - کیا اب بات کھل نہیں گئی کہ ایک ہی عظیم الشان ثبوت خدا تعالے کی نصرۃ و تائید کا جو زندہ مذہب اور زندہ رسول اور زندہ امام کا نشان ہے اس سے شیعہ مذہب بکلی محروم ہے - کیا تمہارے بزرگ گواہی نہیں دے گئے اور اب بھی جو ان کے اخلاف ہیں پکار پکار کر نہیں کہتے کہ شیعہ مذہب مردہ مذہب ہے اور اس کے حامیوں اور معاونوں کی قسمت میں تیرہ سو برس سے علی الاتصال ناکامی اور نامرادی چلی آتی ہے -

اور یہ مجموعہ افسانوں اور داستانوں اور ناولوں کا جسے اماموں کی روایتیں اور حدیثیں اور تفسیریں کہا جاتا ہے یہ مجتہدوں کے ظن اور احتمال یا صاف صاف یوں کہو اور یہی حق ہے مجتہدوں کے اپنے جذبات اور اغراض اور مقاصد کے سرجوش ہیں - ائمہ اور اوصیا کو کبھی نصیب ہی نہیں ہوا کہ حق بات کو پھاڑ پھاڑ کر کہتے - اور خودغرض بے ایمانوں نے ہزاروں جھوٹی باتیں انکی طرف دنیا میں منسوب کرکے شایع کردی ہیں - غرض ابتک تو جو کچھ ان تیرہ سو برس میں شیعوں کے مذہب کا مایۂ ناز ہے وہ تو یہی ہے نہ قرآن محفوظ - نہ رسول محفوظ نہ پیغمبر صاحب کی حدیثیں محفوظ - نہ اماموں اور وصیوں کی روایتیں اور وصایتیں محفوظ - نہ مجتہدوں کے ہاتھ میں کوئی یقینی اور قطعی سند موجود جو ان کے استدلال و استخراج کی مایہ ہو - آجا کے ساری باتوں - کا مدار ایک ہی شخص رہا - وہ کسی لا معلوم غار میں چھپا بیٹھا ہے - خلقت تباہ ہو رہی ہے پر اس کی نیند ہنوز کھلنے میں نہیں آتی غرض میں اس اعتقاد کی شناعتیں کہانتک بیان کروں تم ہی خود سوچو اور خدا کے لئے سوچو اور موت کو نصب العین رکھکر سوچو کہ کیا نقل اور عقل اور فطرۃ ان باتوں کی تائید کرسکتی ہیں - کیا اس اسلام کو ہم آج اس علمی زمانہ میں غیر مذاہب کے روبرو پیش کرسکتے ہیں - غور کرو بڑا بھاری داغ عیسویت کے ماتھے پر یہ ہے کہ اس میں زندہ برکت کا کوئی نشان نہیں - اس کی تعلیم کا کوئی عملی نمونہ موجود نہیں - اور اس تعلیم کا لانے والا نصرانی تصویر نمائی کی بنا پر محض ناکام اور نامراد مرا - یہود بھی اس الزام کے نیچے ہیں کہ صدیوں سے ذلت اور مسکنت کی مار انھیں پڑ رہی ہے - اور خذلان اور حرمان پنجے جھاڑ کر ان کے پیچھے پڑ رہے ہیں اور نصرت اور تائید الہی کا کوئی نشان ان کے ہاتھ میں نہیں - سوال یہ ہے کہ کیونکر ایسے مذہب کے ہاتھ اپنے ایمان جیسی گرامی چیز کی امانت سپرد کردی جائے جو اس عالم میں اپنی سچائی کا کوئی ثبوت پیش نہیں کرسکا کیونکر مال اور جان ایسے مردوں کے اشارے پر فدا کردیجائے جو یہاں پیروں کے نیچے کچلے گئے اور کبھی آسمانی زندگی اور آسمانی خدا کی نصرۃ کا کوئی نشان دکھا نہ سکے - کیا ہم ایسے لوگوں کو شفیع اور خدا کے دائیں بیٹھنے والے اور مقرب اور سید عالم مان سکتے

ہیں جن کے ہاتھ یہاں قطعاً شل اور مفلوج رہے - قدرۃ - سطوۃ اور قہاریت اور نصرۃ اور تقرب آلہی اور آلہی طاقتوں کا کوئی نشان اس جہان میں اُن کے ہاتھ سے ظاہر نہ ہوا - تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ اُس دوسرے جہان میں اُن کی قدرۃ اور شوکت اور صولت ظاہر ہو گی - جو یہاں اپنے تئیں بچا نہیں سکے اور باوجود مامور و موعود ہونے کے سخت ذلیل اور ناکام ہو کر مرے کونسی دلیل ہمارے ہاتھ میں ایسی ہے کہ وہ حقیقۃً صادق اور مقرب اللہ اور مامور اور وصی تھے - گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنیٰ چپڑاسی اور نوکری مامور ہو کر آوے تو ناکام نہیں پھرتا اور فرض منصبی کو ادا کر ہی کے جاتا ہے اور مرسل الیہم کو ثبوت ہیں دے جاتا ہے کہ وہ مقتدر گورنمنٹ کا بھیجا ہوا پیادہ تھا اگرچہ بظاہر حقیر تھا - یہ کیا غضب آگیا کہ خدا کے منصور پیغمبر کے اوصیا اور آئمہ - خدا کے ضروری پیغاموں کے پہنچانے والے اور ایک عظیم الشان امانت کے ادا کرنیوالے نہ ایک نہ دو نہ تین نہ چار نہ پانچ گیارہ تک ناکام - نامراد - مخذول اور محروم مر گئے - اور بارھویں کی نسبت کہا جا سکتا ہے قیاس کن ز گلستان من بہار مرا -

میرے دوست اور دوستو - اس نامرادی کی سنت کا بھی خدا تعالیٰ کے سنن سابقہ میں کوئی نشان ہے - مامور وموعود و مرسل ہو - بقول شیعوں کے وصی اور امام ہیں

کل انبیاء کی ساری طاقتیں مرکوز ہوں - علم بما کان اور بما یکون اُسے ہو - جن وانس پر اُسے تسلط ہو اور ناکام ہو کر اس جہان سے اُٹھے - شیعوں نے بڑی کوشش کی ہے کہ موسوی رنگ میں خلفاء کے وعدے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دئیے گئے تھے وہ آئمہ اور اوصیاء کے وجود میں پورے ہوئے - اس کے معنی صاف صاف یہ ہوئے کہ جیسے عظیم الشان نصرۃ موسوی خلفا یوشعؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ کو خدا کی طرف سے ہوئی ویسی ہی اُن کے مقابل نامرادی اور مخذولی نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصیا اور وارثوں کے حصہ میں آئی - مشابہت تو بہت خوب ہوئی -

ایک شیعہ مجھے لکھتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہما میں مشابہت کے لئے ضروری ہے کہ حضرت موسیٰ کی طرح بارہ نقیب آپ کی اُمت میں بھی ہوں اور وہ بارہ امام ہیں پس ثابت ہوا کہ مذہب اثنا عشری حق پر ہے -

میں کہتا ہوں کہ تم خود اپنے گواہ آپ ٹھہر گئے - تم نے صاف اقرار کر لیا ہے کہ نتوانستند تبلیغ احکام چنانچہ باید و شاید بدون شک وشبہ بر خلق ابلاغ دارند واحکام خدائی کما ہو حقہ بجمیع خلق نرسیدہ که محل شبہ از برائے اہنا دیگر باقی نہ ماند - کیا یہ لوگ خلافت موعودہ کے وارث ہو سکتے ہیں جن کے مبارک اندام سے نامرادی کا چولہ کبھی اُترا ہی نہیں - ایک کو ناکامی پیش آئے دو کو ناکامیابی ہو تو ایک نامرادی کی بھی پردہ پوشی ہو سکتی ہے یہاں سرے سے نامرادی جو پلے پڑی تو آخر تک ساتھ نہ چھوڑا اور آیندہ بھی لچھن ایسے ہی نظر آتے ہیں کہ قیامت تک ساتھ نہ چھوڑے -

میں بڑی منت سے **لکھنو کے شیعوں** - لاہور کے **نواب شیعوں** اور خصوصاً

راجہ سر امیر حسن خان بالقابہ

سے عرض کرتا ہوں اور انہیں خدا کا واسطہ انھیں دیتا ہوں جس کی جبروت کے آگے ملائکۃ السموات بھی کانپتے ہیں کہ میرے معروضہ کو بغور سُنیں اور جواب باصواب سے مجھے شرف اندوز فرمائیں کہ کیا کبھی آپ نے اسمیں غور بھی فرمائی - کہ یہ راز کیا ہے کہ آئمہ اور اوصیا یکے بعد دیگرے علی الاتصال ناکام اور نامراد رہے اور مخذولان الٰہی کے پورے نشان ہمیشہ ان کے ساتھ جمع رہے - کیا یہ سنت اللہ ہے کہ اُس کے مامور اور موعود اور مرسل ایسی ذلتوں اور نکبتوں اور نامرادیوں کے ہدف بنا کریں - کیا نظام حق اس طرح چل سکتا اور کوئی مذہب حق یوں اپنی حقیت کے ثبوت دے سکتا ہے -

کیا آپ لوگ شرح صدر سے اس پر راضی ہیں کہ ایسے لوگوں کو تمام انبیا سے بڑھ کر یا اقلاً بطریق تادب تمام انبیاء کے کمالات کے جامع تسلیم کریں جو کسی زمانہ میں سچی بات نہیں کر سکے - حق پہونچا نہیں سکے - بلکہ لبا اوقات اہل سنت کے اصول کے موافق باتیں کرتے یعنی کفر اور فسق کے کلمات مُنہ پر لاتے تھے - اور اُن کی اس دو رنگی اور ضعف دل اور خفا کے پردوں میں مختفی رہنے سے لوگوں کو موقعہ ملگیا کہ اُن کے نام سے ہزاروں دجل اور فریب اور جھوٹی کہانیاں شائع کر دیں جو آج شیعہ مذہب کے عقائد و رسوم اور عادات میں نمایاں ہیں -

پھر میں عرض کرتا ہوں اور نہایت ادب سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ایسی گورنمنٹ کے سطوۃ اور جلال کا اعتراف کر سکتے ہیں جسکا لشکر جب کبھی کسی طرف کو جائے وہاں سے نامراد ہو کر واپس آئے - اور اُس کے پیادے اور اہل کار جس پیغام کو لے کر جائیں وہاں ہلاک کیے جائیں - میں پوچھتا ہوں کیا ایسی گورنمنٹ زندہ گورنمنٹ اور مقتدر گورنمنٹ ہو سکتی ہے - پھر آپ کیونکر تجویز کرتے ہیں اور کس دل اور ایمان سے روا رکھتے ہیں کہ مذہب اسلام کی گورنمنٹ کے لشکر اور پیادے جو آئمہ اور اوصیا کے رنگ اور وجود میں دنیا میں آئے سدا ناکام اور نامراد رہے - مگر چونکہ شیعہ مذہب کی بناء پر وہ ناکام رہے لہذا آپ کیونکر اعتراف کر سکتے اور اسپر ایمان لا سکتے ہیں کہ ایسی ضعیف گورنمنٹ خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ ہو سکتی ہے اور ایسا ضعیف اور مخذول مذہب خدائے قادر کا مذہب ہو سکتا ہے -

یہ باتیں ہیں جنہوں نے مجھے اسپر آمادہ کیا کہ شیعوں کو اس بڑی غلطی سے نکالنے کی باذن اللہ سعی کروں - جن میں اُن کے باپ دادا مبتلا رہے - اور اُن کو آگاہ کروں کہ شیعہ طریقہ کے رو سے نہ خدا ای بجمیع صفاتہ الکاملہ ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ہی پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام منصور اور مظفر اور زندہ پیغمبر رہ سکتا ہے اور نہ قرآن کریم کی کوئی وقعت ثابت ہو سکتی ہے اور نہ آئمہ اور اکابر کی کوئی عزت باقی رہ سکتی ہے - اور اُن پر واضح کردوں کہ قرآن کریم نے جو نشان مومنین صادقین کاملین اور خدا تعالیٰ سے مؤید و منصور عباد کے قائم کئے ہیں وہ اکمل طور پر حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق (رضی اللہ عنہما و علی من تبعہما) میں پائے جاتے ہیں - خدا تعالیٰ کی ہستی اور اُس کی صفات کا میلان اور نبوۃ کی فطرۃ اور کارگذاری کا میلان اور قرآنی تعلیم اور برکات کی جو کچھ غرض و غایت ہے وہ ان پاکوں کی تائید میں اور انکی کارگذاریوں سے آشکار ہے - جس طرح خدا تعالیٰ نے قرآن میں بڑی تحدی سے دعوے کیا۔ انا لننصر رسلنا و الذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا الآیہ وہ پورے معنوں میں حضرت صدیق و فاروق کے وجود سے ثابت ہوا - کیونکہ معلوم ہوتا کہ یہ خدائی کلام اور خدا کا پُر تحدی دعویٰ ہے - اگرچہ ہزاروں رکاوٹوں اور مشکلات کے مقابل حرفاً پورا نہ ہوتا مگر اسلام کی تاریخ میں رسول کریم کے بعد کوئی فرد یا افراد ایسے پیش کئے جا سکتے ہیں جو حیاۃ دنیا میں حسب وعدہ الٰہی منصور ہوئے ہوں بجز حضرت صدیق اور فاروق اور اُن کے اتباع کے - کیا قرآن کے اس دعویٰ کی تصدیق پر تقریر کرتے ہوئے ہم قوی اور غیر منفعل دل سے حضرات اوصیا اور آئمہ کے وجودوں اور انکی کارگذاریوں کو پیش کر سکتے ہیں جن کی نسبت اُن کے پاک مؤمن اعتراف کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ڈرتے ہی رہے اور خدا کے احکام کی تبلیغ کبھی انسے نہ ہوئی - اور دو حالتوں میں سے ایک حالت ہمیشہ اُنکی رہی یا دشت ناکامی میں سرگرداں ہو کر کہیں گمنام مر گئے یا کسی شاہ وقت کی بغاوت کی اور قتل ہو گئے -

میرا یہ اصول نہیں کہ میں کسی خاص فریق کی رعایت کروں میں ان اصطلاحوں (سنی شیعہ) کی پرلشہ بھی پروا نہیں کرتا اگر کہ کتاب اللہ میں انکا نام و نشان نہیں پاتا - میں کتاب اللہ کو مد نظر رکھکر کتاب اللہ سے دکھانا چاہتا ہوں کہ اُس نے کونسی راہ تیار کی ہے اور وہ منعم علیہم کون ہیں جن کی راہ پر چلنے کی ہمیں کتاب اللہ تاکید کرتی ہے اور وہ انعام ہے کیا اور اُس کے آثار و برکات میں کیا جن کے حاصل کرنے کی ہمیں

بایں شدمد تاکید کی جاتی ہے۔ میرے دل میں خدا نے جوش ڈالا ہے اور اللہ تعالی میری صالح نیت پر مطلع ہے کہ میں شیعوں کو قرآن کی بتائی ہوئی راہ سے آگاہ کروں اور دکھاؤں کہ قرآن کریم کی رو سے وہی راہ حق ہے جسپر ابوبکر و عمر نے قدم مارا ہے اور یہی گروہ منعم علیہم کا ہے جن کی ریس کرنے کی ہمیں قرآن میں ہدایت ہوئی ہے۔ اس لئے کہ اپنر وہ سب انعام ہوے جو خدا تعالے کے کامل نبیوں پر ہوے۔ وہ حیوۃ دنیا میں منصور و مظفر ہوے۔ ان کے وقتوں میں اسلام کو قوت و شوکت ہوئی۔ ان کے عہد میں خوف امن سے بدل گیا۔ ان کی کوششوں سے اسلام ہزارہا دیار میں پھیلا۔ لاکھوں بت خانے اللہ کی مسجدوں سے بدلے گئے۔ انھوں نے قرآن کو اقصائے عالم میں پہونچایا۔ اسلام کے اعدا نے ان کے آگے گردنیں خم کیں۔ زور و قوت پر مذہب کی حقیت کا مدار ماننے والے انکا لوہا مان کر اسلام کی حقیت کے قائل ہوے۔ اسلام کو زندگی ان سے ملی۔ قرآن کی حفاظت انکی وساطت سے ہوئی۔ خدا کے زندہ رسول کی طرح انکی یادگاریں بھی زندہ موجود ہیں۔ کوئی نہیں ان کے سوا جو زندہ رسول کے ساتھ اسوقت ہو۔

میںنے ان سب امور کو روز روشن کیطرح خدا کی قوت و حول سے اپنی کتاب خلافت راشدہ میں ثابت کیا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ میری یہ کوشش بہت سے سعادت مندوں کی ہدایت کا باعث ہوگی۔ اور خدا تعالے کے قدوسیوں کی عزت اس ذریعہ سے ظاہر ہوگی اور ایک سخت غلطی کی اصلاح ہوگی جسنے بہت بڑا فساد جہاں میں برپا کیا۔

بالآخر میں اپنے شیعہ دوست غلام مرتضیٰ خاں کو کہتا ہوں کہ وہ بے شک اپنے طور پر میری خط و کتابت کو شایع کردیں شاید ان ہی کے ذریعہ سے میرے یہ درد دل کی باتیں کسی رشید تک پہونچ جائیں اگر انھوں نے مجھے قبول نہیں کیا تو شاید کوئی اور سعادت ورشید کا فرزند پیدا ہو جائے جو ان صداقت کے جگر گوشوں کی قدر کرے۔ میرا دل بولتا ہے اور وقت بھی آگیا ہے کہ قرآن کے علوم دنیا میں پھیلیں گے اور قرآنی علوم کے انتشار سے یہ سب ظلمتیں اور وسوسے جو الباطل نے دنیا میں پھیلائے ہیں پاش پاش ہو جائیں گے۔ عیسویت اور تشیع زمانہ انسانے اور بے سروپا داستانیں ہیں اور ان کے پیرو ناکامی اور نامرادی کے سٹیج کے ایکٹر ہیں۔ یہ فضول باتیں اب علوم حقہ کے روبرو آگے ٹھہر جائیں ممکن نہیں۔

ہاں وہ جو آپ نے نہایت سادگی سے لکھا تھا اور اسپر فخر کیا تھا کہ آیہ وعد اللہ الذین اٰمنوا الآیہ یعنی آیۃ استخلاف منسوخ آیت ہے۔ یہ آپ کی ناواقفیت علوم اسلام سے ہے۔ نسخ ایسا مسئلہ ہے جو عقل اور نقل اور سنۃ اللہ تینوں اصولوں سے ثابت نہیں ہوتا۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کوئی نص صریح اسپر ثابت نہیں۔ خدا تعالی کے کلام میں اسکا کوئی اشارہ نہیں۔ قوم میں اختلاف ہوا ہے کہ کتنی آیتیں منسوخ ہیں کسی نے کوئی تعداد بتائی کسی نے کوئی۔ اسپر اتفاق کا نہ ہوتا ہی بتاتا ہے کہ شارع علیہ السلام کی طرف سے کوئی نص صریح اس کی تائید میں موجود نہیں۔ اور جس گروہ نے جن آیتوں کو منسوخ کہا ہے بڑی غلط فہمی سے کام لے کر محکمات کو منسوخ کہا ہے اور ایسا بھی ہے کہ ایک شخص ایک آیۃ کو منسوخ کہتا ہے تو دوسرا اُسے رد کرتا ہے اور اُسی آیۃ کو محکم قرار دیتا ہے۔ اور ہم لوگ وہ قوم ہیں جو خدا تعالی کے کلام کو خدا کی ذات کے مانند حی قیوم اور لاتبدیل اور لاتنسیخ مانتے ہیں اور جو کچھ بین الدفتین ہے اُسے صحیح غیر منسوخ اور واجب العمل مانتے ہیں۔ کوئی شخص اُٹھے اور کوئی آیت منسوخ پیش کرے ہم بفضل اللہ ثابت کردیںگے کہ وہ آیت محکم ہے۔ اور اُس کے فہم نے ٹھوکر کھائی ہے۔

اور علاوہ براں سب سے بڑی بات جسکی طرف آپ کو توجہ کرنی چاہیئے یہ ہے کہ کوئی بھی آج تک قصص اور مواعید میں نسخ کا قائل نہیں ہوا۔ خدا تعالی کی

ایک سنت گذشتہ راستبازوں میں جاری تھی - اور وہ کسی سلسلۂ حقہ کے صدق کا معیار کامل تھی - خدا تعالے نے دکھانا چاہا کہ قرآن کریم بھی ایک سلسلۂ حقہ کی بنیاد ڈالنی چاہتا ہے اسی عادت مستمرہ کے موافق خدا تعالی نے قرآن کریم میں یہ وعدہ فرمایا کہ میں قرآن کے سچے پیرووں کو زمین میں جانشین بناؤں گا الخ - میری دوست یہ خدا تعالے قادر مطلق کا عظیم الشان وعدہ اور قرآن اور حامل قرآن علیہ الصلوۃ والسلام کی حقیت کا بڑا بھاری معیار تھا - آخر یہ لفظاً وحرفاً پورا ہوا اور ابو بکر اور عمر اور اُن کے اتباع کے وجود میں پورا ہوا - آپ کہتے ہیں کہ یہ آیۃ منسوخ ہے - خدا تعالے آپ کو سمجھ دے - اگر یہی وعدہ منسوخ ہے اور وعدوں میں نسخ جائز ہے تو امان تو بالکل اُٹھ گیا - کیوں ممکن نہیں کہ جناب علی کی وصایت کا وعدہ بھی منسوخ نہ ہو گیا ہو بلکہ اُسکا پورا نہ ہونا ہی بتاتا ہے کہ ضرور منسوخ ہو گیا ہو گا یا خدا تعالے حسب قاعدہ بدء وعدہ کر کے پھر ایک زبردست جماعت کی قوت دیکھکر پشیمان ہو گیا ہو گا - اور پھر کیا ممکن نہیں کہ بارھویں امام کے ظہور اور شوکت کا وعدہ بھی اندر ہی اندر منسوخ ہو گیا ہو اور آپ لوگ انتظار کی کشمکش میں قیامت تک گرفتار رہیں غرض یاد رکھو احکام اور قصص اور مواعید میں نسخ نہیں - گرمی کی شدۃ کی وجہ سے زیادہ لکھ نہیں سکتا - عصر کے بعد اس خط کو ختم کرتا ہوں اور خدا تعالی سے چاہتا ہوں کہ وہ آپ کی دستگیری کرکے اور باطل کا اصلی حال آپ پر منکشف کر دے - اور ایسا نہ ہو کہ آپ قیامت کے دن اُن لوگوں میں محشور ہوں جنہوں نے خدا تعالے کے قدوسیوں سے جنگ کی - میں پھر آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ ابوبکر و عمر خدا کے برگزیدے - اسلام کی روح و رواں اور قرآن کی برکات کے زندہ ثبوت ہیں - اُن کی سچائی اور اُن کے قائم کردہ سلسلہ کی سچائی کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ آج خدا تعالی نے ضرورت حقہ کے وقت جسے مسیح موعود اور مہدی مسعود کر کے نازل کیا ہے وہ بھی ابو بکر و عمر کے خدام اور مویدوں میں سے ہے کوئی ہے جو اس سلسلہ حقہ سے انکار کرے اور پھر آسمانی ہتھیاروں کا مقابلہ کرے جن سے متسلح ہوکر ہمارا امام میدان میں نکلا ہے - واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علے النبی الامین

عبد الکریم - قادیان

۱۴ر جون سنہ ۱۹۰۰ء

اشتہار

طریق الاسلام

یہ رسالہ ۱۷ صفحہ کا ہے - اس میں اسلام کے ضروری مسائل کا بیان نثر اور نظم میں کیا گیا ہے جس کے پڑھنے سے اللہ رسول کی تابعداری کا شوق پیدا ہوتا ہے بخصوص عورتوں اور بچوں کے لئے بہت مفید ہے قیمت اسکی ایک آنہ ہے -

---

حقیقۃ الاسلام

یہ رسالہ ۱۵ صفحہ کا ہے - اللہ جل شانہ کی مہربانی سے اور حضرت اقدس میرزا صاحب مسیح موعود کی اتباع کی برکت سے جو استخارے پورے ہوئے ہیں وہ اس میں درج کئے گئے ہیں قیمت اس کی ۲؍ ہے - جن صاحب کو یہ دونوں رسالے منگانے ہوں مفصلہ ذیل پتہ سے منگا لیں -

افتخار احمد - قادیان - ضلع گورداسپور

بشپ صاحب لاہور کا انکار

لاہور کے لاٹ پادری نے اُس درخواست مباحثہ سے انکار کیا جو حضرت مسیح کا واسطہ دیکر اہل اسلام کی ایک معزز جماعت نے انگریزی اردو میں چھپوا کر اُن کے پاس بھیجی تھی - افسوس کی بات ہے کہ بشپ صاحب نے مسیح علیہ السلام کی قسم کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا -

---

براھین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے اثبات رسالت آنحضرت میں آجتک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلے قیمت پچیس روپے تھے اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی۔ ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط خوش نما قیمت نہایت ہی کم صرف سےؔ

المشتہر

کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں کیطرف سے کئی رسلے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ ایک عزت مند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان ان کو پڑھکر اسلام سے متشکک اور مرتد ہوگئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرفسے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچائے اور انکا حوصلہ بڑھائے۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایکبات سے وصول ہوجاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک ایک وقت کی چار میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایکدفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپے جمع ہوجاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنیمیں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی اور سچا مذہب ہے کیا اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہیئے ضرور ہونی چاہیئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ نورالاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوے جسمیں نورافشاں وغیرہ عیسائی اخباروں اور آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکہا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگائے اور مطالعہ فرمائے حجم ۴۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ۱۲ار غیر مذاہب سے ۸ر لیا جاتا ہے اسغرض سے کہ غیر مذہب کو روبرو خدا کے یہ موقع نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوارالاسلام نہیں دیکھا۔

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ

بشارت

طالبان کلام ربانی کو مژدہ ہو کہ تفسیر کبیر کی جلد اول کا ترجمہ جسکا نام سراج منیر ہے چھپکر طیار ہوگیا جن صاحبوں کی درخواستیں مطبع میں آچکی ہیں انکی نام روانگی شروع ہوگئی ہے اور جو صاحب طیاری پر ارادہ خریداری رکہتے ہیں انکو چاہیئے کہ بہت جلد طلب فرمائیں ورنہ یہ گوہر بے بہا نایاب ہوجائیگا اور طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا ہم کو اس تفسیر کی خوبی بیان کرنیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی تفسیر نہیں جو بوجہ عربی ہونے کے اردوخوان اسکے فائدہ سے محروم تھے الحمدللہ کہ جسکی خوبی سے حضرت امام محمد فخرالدین رازی نے کلام پاک کی تفسیر کی ہے اسی لطافت سے مولوی خلیل احمد صاحب اسرائیلی نے لفظ لفظ اردو ترجمہ کیا جسمیں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں کی وہ زبان عرب ہے تو یہ زبان ہند۔ یا یوں کہو کہ مفسر قرآن عربی الاصل ہے اور مترجم ہندی النسل۔ ترجمہ عام فہم اردو سلیس تحریر خوشخط چھپا ہوا عمدہ کاغذ سفید سطر اور چکنا یایں خوبی و خوش اسلوبی قیمت للعہ محصول بذمہ خریدار۔ مطبع ریاض ہند امرتسر نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو قیمت

علماء اسلام سے درخواست

حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے علماء و فضلا و مشائخ اور دیگر معززین کی طرف سے علماء اسلام کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی گئی ہے کہ وہ حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق ایک آسان اور صاف طریق پر فیصلہ کرلیں اور قرآن کریم یا احادیث یا دلائل عقلیہ سے تو وہ مقابلہ نہیں کر سکتے تو تیسری صورت تائیدات سماویہ ہیں اور اس میں حضرت اقدس کے گذشتہ نشانات کو جو ظاہر ہو چکے ہیں چھوڑ کر اب ایک اور نشان دیکھیں اور دکھائیں۔ یہ نشان اس قسم کا ہوگا کہ چند مریض جمع کرکے قرعہ اندازی سے فریقین میں تقسیم کردئے جائیں اور پھر دعا کرکے قبل از وقت ان کی صحت کی اطلاع دیجاوے جس کے مریض زیادہ شفایاب ہوں جیسا کہ وہ اطلاع دے وہ مؤید بتائیدات الٰہیہ قرار پاکر صادق ٹھیرایا جاوے یہ مبسوط درخواست علحدہ چھپ کر مفت تقسیم ہو رہی ہے۔ مولویو۔ سجادہ نشینو خلق خدا پر رحم کرو حق کو نہ چھپاؤ۔ اور صادق کو شناخت کرو۔

سیرت مسیح موعود پیدا فرما ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اندرونی اور بیرونی لائف حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے لکھی ہے (۱۲۸) صفحہ پر چھپکر طیار ہو گئی ہے۔ اس بات کے بیان کرنے کی ہمکو کچھ ضرورت نہیں کہ اس پاک سیرۃ میں کیا کیا لکھا گیا ہے۔ حضرت اقدس کی سیرت اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی تصنیف اسی کہدینا کافی ہے قیمت ۸ر بلا محصولڈاک دفتر اخبار الحکم سے طلب کرو

پیر مہر شاہ

گولڑہ والے کی کتاب شمس الہدایت کا جواب لکھا جارہا ہے اور قریب الختم ہے یہ جواب حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا ہے جواب ترکی بہ ترکی اور منقولی اور معقولی نہایت متانت سے دیا گیا ہے یہ جواب انشاء اللہ تعالی لاجواب ہوگا

شکریہ

ہم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن فاضلکا مولوی محمد یمین صاحب دانہ اور منشی امام الدین صاحب سب اور سیر مری۔ شیخ محمد اکبر صاحب سیالکوٹی کے شکر گذار ہیں جنہوں نے ہماری "عذر تقصیر" کے عنوان والے مضمون پر توجہ فرماکر خریدار فرما رہی ہیں اور خریدار پیدا کر رہی ہیں۔ مولوی محمد یمین صاحب نے ایک جدید خریدار دیا ہی اور باقی صاحب دودو خریدار دے چکے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

تفسیر القرآن

کے خریداروں کی عدم توجگی کے باعث طبع تفسیر کا کام میں بہت توقف ہو رہا ہے کاش وہ توجہ کریں۔

مختلف خبریں

بمبئی کے سرونٹا پیٹ ملک التجار نے ایک تدبیر قحط زدگان کی مدد کی یہ سوچی ہے کہ فی کس ۲ر چندہ لیا جاوے ۲ر سے زائد نہ مانگا جاوے اور جس شخص سے دو آنہ لیئے جاویں اُس سے کہا جاوے کہ کم سے کم تین آدمیوں سے اور آپ چندہ جمع کریں چنانچہ اسطرح سے ایک ماہ میں ۷ ہزار کا چندہ بمبئی میں ہوا۔ اسی کی نقل ولایت میں ہو رہی ہے اور فی کس تین پنس کی رقم جمع کی جاتی ہے دو آنہ ایک مزدور بھی دے سکتا ہے بشرطیکہ چار روز تمبا کو کی خرچیں کمی کرے

حضور ملکہ معظمہ کو عورتوں کے حقوق کا بہت خیال ہے۔ سنا ہے کہ ہر مجسٹی کے ایما سے ایک مسودہ قانون پارلیمنٹ میں عنقریب پیش ہونے والا ہے کہ جب کسی لارڈ کے اولاد نرینہ نہو تو اُس کی وفات پر اُس کے خطاب کی وارث لڑکی ہو سکتی ہے۔

صدر ہسپتال امرتسر کا کمپونڈر اس سبب سے موقوف کیا گیا کہ اسنے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی جو ہیضہ سے مرا تھا رپورٹ نہ کی۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص ممیرا فی ماشہ عـ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار ولسنی بچنا چاہیے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے۔

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں آنکھوں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتا تھا اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی بہت جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

JULLUNDUR DIALPUR B.O.

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ـ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۳ | دار الامان قادیان ۲۴ جون سنہ ۹ء | جلد ۱۳

ایڈیٹر کے قابل غور جملے

خلت اور دوستی یہ ہے

عام طور پر یہ امر مشاہدہ میں آیا ہے کہ جب پانی دودھ میں آملتا ہے تو دودھ اپنے ادصاف اور رنگ و روپ میں اسکو اپنا شریک بنالیتا ہے پانی اس فیاضی کے معاوضہ میں یہ کرتا ہے کہ جب آگ دودھ کو جلانے لگتی ہے تو یہ پہلے جلنا منظور کرتا ہے دودھ اُسکو جلتے اور جوش کھاتے ہوئے دیکھکر خود بھی جوش کھانے لگتا ہے۔ اور آگ پر گر کر اُس کی سوزش سے پانی کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے اگر پھر پانی ملا دیا جاوے تو دودھ میں سکون ہو جاتا ہے۔ اس نظارہ کو دیکھکر ہم ایثار کا سبق سیکھتے ہیں جب تک دوسروں کے آرام اور راحت کے لئے ہم اپنی آسایش کو قربان نکریں دوسرے کو نفع نہیں پہونچا سکتے یہی وہ سر ہے جو کل دنیا کے بہترین روحانی معلم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس پاک قول میں مرکوز ہے کہ کوئی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے پس کون ہے جو اپنے لئے برائی چاہتا ہے؟ کوئی نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ دوسروں کو فائدہ پہونچانے میں سستی کی جاوے؟

خیر الناس من ینفع الناس

خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک ملفوظات میں یہ لوح دل پر کندہ کرنے والا جملہ بھی درج ہے یعنی لوگوں میں سے بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہونچائے۔ اس پاک جملہ کے اندر حصول امن سلامتی راحت اطمینان کا اعلیٰ سے اعلیٰ اصول بیان

کر دیا گیا ہے جب کہ انسانی ہستی کی فطرت میں بہترین مخلوق ہونے اور اپنے ابنائے جنس میں ایک امتیاز حاصل کرنے کا مادہ ودیعت رکھا گیا ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس امتیاز اور اعزاز کے حاصل کرنے کے واسطے تاریک راہیں کیوں اختیار کی جاتی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ اوباشوں اور عیاشوں میں گوئے سبقت لے جانے کے واسطے کوشش کی جاتی ہیں۔ بیہودہ اور بیفائدہ طور پر نمائشی عزت کے لئے سعی کی جاتی ہے مگر نہیں تو کار خیر میں نہیں مقابلو اور مجاہدوں کی دوڑ کا میدان اپنی ذاتی اغراض کے حلقہ میں محدود کیا گیا ہے۔ حقیقت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک قول پر نگاہ کی جاوے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر خوبیوں اور محامد کا مجموعہ وہ دل تھا جس سے یہ بہشتی زندگی کا اصول نکلتا ہے۔ ہر ایک آدمی جبکہ امتیاز اور عزت کا فطرتاً خواہشمند ہے پھر اگر ہر ایک بجائے خود اپنی قدر اور حیثیت کے موافق دوسروں کو فائدہ پہونچانے کی کوشش کرے تو کیا دنیا میں راحت امن اور اطمینان پیدا نہ ہو بے شک یہ دار المحن جنت الخلد کا نمونہ ہو جاوے آئے دن کے جھگڑے اور لڑائیاں عدالتوں کی کشمکش سے نجات ملے مگر آہ! کوئی سوچنے والا ہو۔ غیر قوموں نے اگر اپنی غفلت اور کم فہمی سے اس مذہبی اصول سے فائدہ نہیں اٹھایا تو مسلمانو! تم پر افسوس کہ تم نے بھی باوجودیکہ نبی خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو کہلاتے ہو ان اصولوں کو چھوڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ تم میں ہمدردی خلت اور اخوت نہیں رہی اور تمہارا شیرازہ اکھڑ گیا۔ ہوا بگڑ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ نکبت اور ذلت کے گڑھے میں جا گرے سوچو! اور غور کرو۔

درازی عمر کا راز نفع رسانی ہے

کون آدمی ہے جو درازی عمر کا خواہشمند نہیں کوئی کایا کلپ کرنے والے سنیاسیوں کی تلاش میں سرگرداں ہے کوئی کسی تجویز میں سرگریبان ہے مگر ان سب کی مثال وہی ہے ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں درازی عمر کا سہل الحصول اور آسان ترین نسخہ موجود ہے ہاں اسکو استعمال کرنے والا انسان چاہیئے۔ وہ نسخہ کیا ہے؟ نفع رسانی مخلوق جیسے ہم نے اوپر کے نوٹ میں بتلایا ہے کہ دنیا کی تمام عزتیں تمام بھلائیاں دوسروں کی نفع رسانی کی تہ میں ہیں اسی طرح پر دوستو! یاد رکھو خدائے علیم کا وعدہ ہے کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو لوگوں کو نفع پہونچاتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ پس دوسروں پر رحم کرو کہ اللہ تعالے تم پر رحم کرے گا۔ دوسروں کا غم کھاؤ کہ تمہیں کوئی غم نہ پہونچے

یہ ہے اسلام کی تعلیم!!! اس پر بھی بعض کوتاہ اندیش کہتے ہیں کہ اسلام میں ہمدردی اور محبت نہیں ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر لا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اسلام کی بنا دو ہی اصول پر ہے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ

گورنمنٹ سوچے تو فائدہ کی بات ہے

کہا جاتا ہے کہ مذہبی مباحثے اور مناظرے اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرتے یا صاف لفظوں میں یوں کہو کہ ان سے مختلف فرقوں کے درمیان مخالفتوں کا میدان وسیع ہوتا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ بات بطور قاعدہ کلیہ کے صحیح نہیں ہے بلکہ یوں درست ہو سکتی ہے کہ مذہبی مباحثوں کا وہ طرز جو بعض قوموں نے اختیار کر رکھا ہے منافرت کو پیدا کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اپنے مذہب کے حقائق اور معارف کو تو پیش نہ کیا جاوے اور نہ اپنے مذہبی اصولوں کی حقانیت پر علمی اور عقلی دلائل دئے جائیں بلکہ الٹا دوسرے مذاہب کے مقتدا پیشواؤں کو گالیاں دی جاویں۔ یہ مذموم طریق ہندوستان میں پہلے پہل پادریوں سے آیا جنھوں نے اسلام

اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیہودہ اور بے معنی الزام لگائے۔ انکی اس فیاضی سے آریوں نے بھی حصہ لیا۔ اور پھر مرتا کیا نہ کرتا مسلمانوں کو بھی کلوخ انداز را پاداش سنگ ست پر عمل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ مگر وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے جو اُن کو مالی ملکی علمی ہر صیغہ میں بدقسمتی سے لاحق ہو رہی ہے ان دونوں قوموں کی گالیوں کا جواب گالیوں سے نہ دے سکے۔ اور نہیں دے سکتے اس لئے ہمارے خیال میں گورنمنٹ عالیہ کے لئے یہ سوال بیشک غور طلب ہے کہ یا تو ایک خاص عرصہ تک یعنی کم از کم دس سال تک مذہبی مباحثوں کو بالکل بند کر دے۔ اور عام حکم دیدے کہ کوئی اہل مذہب دوسرے مذہب والے پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے بلکہ اپنے مذہب کی خوبیاں اور حقائق ہی پیش کرے اور یا یہ کرے کہ ہندوستان کے مشہور و معروف مذہب کے مقتدا اور سربرآوردہ پیشوایان مذہب کی ایک کانفرنس اپنی نگرانی میں کرے تاکہ ہمیشہ کے لئے ایک فیصلہ ہو جاوے اس میں ہر ایک مذہب والا اپنے مذہب کی تائید میں علمی دلائل اور عملی نشانات جو اس کو اس پر عمل کرنے کے بعد خدا تعالےٰ کی طرف سے ملے ہیں دکھاوے اور اس کے بعد جو مذہب غالب آوے اُس کی اشاعت اور پریچ کا سلسلہ جاری رکھکر باقیوں کو حکماً بند کر دیا جاوے۔ اگر گورنمنٹ اس قسم کی کانفرنس کرکے ہادیان مذاہب کو مدعو کرے اور جو اس کانفرنس میں شریک ہونے سے انکار کرے اُس کا انکار اس بات کی دلیل قرار دیا جاوے کہ وہ ملک میں امن اور آسایش کا خواہشمند نہیں ہے تو یہ تجویز بظاہر کیسی مشکل بنا کر دکھائی جاوے لیکن حقیقت میں بہت ہی راحت رسان اور امن بخش ہے

مکتوب حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ بعد سلام مسنون۔ آنمخدوم کا دوبارہ عنایت نامہ پہونچا اس عاجز کو اگرچہ بباعث علالت طبع طاقت تحریر جواب نہیں۔ لیکن آنمخدوم کی تاکید دوبارہ کی وجہ سے کچھ بطور اجمال عرض کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ عاجز شریعت اور طریقت دونوں میں مجدد ہے۔

۲۔ تجدید کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کم یا زیادہ کیا جاوے اس کا نام تو نسخ ہے بلکہ تجدید کے یہ معنی ہیں کہ جو عقائد حقہ میں فتور آگیا ہے اور طرح طرح کے زوائد اُن کے ساتھ لگ گئے ہیں یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں سستی وقوع میں آگئی ہے یا جو وصول اور سلوک الی اللہ کے طرق اور قواعد محفوظ نہیں رہے اُن کو مجدداً تاکیداً بالاصل بیان کیا جائے وقال اللہ تعالےٰ۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا۔ یعنی عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب دل مر جاتے ہیں اور محبت اللہ دلوں سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اور ذوق اور شوق اور حضور اور خضوع نمازوں میں نہیں رہتا اور اکثر لوگ رو بدنیا ہو جاتے ہیں اور علماء میں نفسانیت اور فقرا میں عجب اور پست ہمتی اور انواع و اقسام کی بدعات پیدا ہو جاتی ہیں تو ایسے زمانہ میں خدا تعالےٰ صاحب قوت قدسیہ پیدا کرتا ہے اور وہ حجۃ اللہ ہوتا ہے اور بہتوں کے دلوں کو خدا کی طرف کھینچتا ہے اور بہتوں پر اتمام حجت کرتا ہے یہ وسوسہ بالکل نکما ہے کہ قرآن شریف و احادیث موجود ہیں پھر مجدد کی کیا ضرورت ہے یہ اُنھیں لوگوں کے خیالات ہیں جنھوں نے کبھی غمخواری سے اپنے ایمان کی طرف نظر نہیں کی اپنی حالت اسلامیہ کو نہیں جانچا اپنے یقین کا اندازہ معلوم نہیں کیا بلکہ اتفاقاً مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے اور پھر رسم اور عادت کے طور پر لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ حقیقی یقین اور

ایمان بجز صحبت صادقین میسر نہیں آتا۔ قرآن شریف تو اُس وقت بھی ہو گا جب قیامت آئے گی مگر وہ صدیق لوگ نہیں ہوں گے کہ جو قرآن شریف کو سمجھتے تھے اور اپنی قوت قدسی سے مستعدین پر اس کا اثر ڈالتے تھے و لا یمسہ الا المطہرون پس قیامت کے وجود کا مانع صرف صدیقوں کا وجود ہے۔ قرآن شریف خدا کی روحانی کتاب ہے اور صدیقوں کا وجود خدا کی ایک مجسم کتاب ہے۔ جب تک یہ دونوں نمایاں انوار ایمانی ظاہر نہیں ہوتے تب تک انسان خدا تک نہیں پہونچتا فتدبروا و تفکروا۔

۳۔ اس کا جواب۔ جواب دوم میں آگیا ہے۔

۴۔ اول قرآن شریف مجدد کی ضرورت بتلاتا ہے جیسے میں نے ابھی بیان کیا ہے قال اللہ تعالیٰ۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحٰفظون اور ایسا ہی حدیث نبوی ؐ بھی مجدد کی ضرورت بتلاتی ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا رواہ ابوداؤد اور اجماع سنت و جماعت بھی اسپر ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رو گرداں ہو سکتا ہے اور قیاس بھی اسی کو چاہتا ہے کیونکہ جس حالت میں خدا تعالیٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے مگر مجدد شریعت موسوی تھے۔ اور یہ امت خیر الامم ہے قال اللہ تعالےٰ۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس امت کو خدا تعالےٰ بالکل گوشۂ خاطر عاطر سے فراموش کردے۔ اور باوجود صدہا خرابیوں کے کہ جو مسلمانوں کی حالت پر غالب ہو گئی ہیں۔ اور اسلام پر بیرونی حملے ہو رہے ہیں نظر اُٹھا کر نہ دیکھے جو کچھ آج کل اسلام کی حالت خفیف ہو رہی ہے کسی عاقل پر مخفی نہیں یعنی تعلیم یافتہ عقائد حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہیں پُرانے مسلمانوں میں صرف یہودیوں کی طرح ظاہر پرستی یا قبر پرستی رہ گئی ہے ٹھیک ٹھیک روبخدا کتنے ہیں کہاں ہیں اور کدھر ہیں۔ ہر ایک صدی میں کوئی نامی مجدد پیدا ہونا ضروری نہیں نامی گرامی مجدد صرف اُسی صدی کے لئے پیدا ہوتا ہے کہ جس میں سخت ضلالت پھیلتی ہے۔ جیسے آج کل ہے۔

۵۔ پانچواں سوال میں آپ کا سمجھا نہیں۔ مجھ سے اچھی طرح پڑھا نہیں گیا۔

۶۔ حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں آپ ہی فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنیوالے ہیں جنپر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں میں اُن سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً لنعمۃ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے اُن بہتوں پر افضلیت بخشی ہے کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیا سے بڑھکر نبیوں سے مشابہت دی ہے سو یہ عاجز مجدد صاحب کا پیرو نہیں ہے۔ بلکہ براہ راست اپنے نبی کریم کا پیرو ہے۔ اور جیسا سمجھایا گیا ہے بدلی یقین سمجھتا ہے کہ ان سے اور ایسا ہی اُن بہتوں سے کہ جو گذر چکے ہیں افضل ہے وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

۷۔ خدا تعالےٰ کے کلام میں مجھ سے یہ محاورہ نہیں ہے۔ مجھکو حضرت خداوند کریم محض اپنے فضل سے صدیق کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور نیز دوسرے ایسے لفظوں سے جن کے سُننے کی آپ کو برداشت نہیں ہوگی۔ اور حضرت خداوند کریم نے مجھکو اس خطاب سے معزز فرماکر انی فضلتک علی العٰلمین۔ قل ارسلت الیکم جمیعا یہ بات بخوبی کھولدی ہے کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنی تمام زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ پس سوال ہفتم کے جواب میں اسی قدر کافی ہے۔

۸۔ اس ناکارہ کے والد مرحوم کا نام غلام مرتضیٰ تھا وہی ہیں جو حکیم حاذق تھے اور دنیوی وضع پر اس ملک کے گرد و نواح میں مشہور بھی تھے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۸ء

عام معاملات پر ہمارے ریمارکس

پادری خبردار ہوں

لارڈ سالسبری نے بڑی بھاری سپیچ انجیلی انجمن میں دی ہے اور اُس میں پادریوں کو تنبیہ کی ہے کہ تم لوگ ذرا سنبھل کر مشرقی ممالک میں منادی کیا کرو۔ یہ مانا کہ تمہیں اپنی جانوں کی پرواہ نہ سہی لیکن تمہارے اہل ملک کا جو خون ہوتا ہے اُس کا تمہیں ضرور خیال کرنا چاہیئے۔ لارڈ سالسبری صاحب کی یہ رائے نہایت عمدہ اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ پادریوں کا طریق اشاعت مذہب ایسا ہو گیا ہے جو رعایا کے دلوں میں سخت بدظنی اور بددلی پھیلانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اگر پادریوں کی انجیلی منادی انجیل ہی تک محدود تھی تو کوئی اندیشہ کی بات نہ تھی مگر ان مسیح کے بڑوں نے دوسرے مذاہب کے بزرگوں پر قابل نفرت نکتہ چینی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھ لیا ہے جس سے اُن لوگوں کے دلوں میں سخت کد پیدا ہو کر بعض اوقات کسی فساد کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ جنگ چین کی موجودہ اور آئندہ خطرناک صورت پر غور کرنے کے واسطے اگر ہم چند سال پیچھے چلے جاویں جب سے کہ درحقیقت فساد کی چنگاری امن عامہ کے خرمن میں پڑی تو ہمکو صرف چند پادریوں کا قتل نظر آئے گا جو اپنی ایسی بے اعتدال طرز منادی کا نشانہ ہوئے تھے بہر حال لارڈ سالسبری صاحب کی نصیحت جو ان بزرگوں کو کی گئی ہے قابل تعریف اور واجب العمل ہے کیا اچھا ہو اگر حضور ویسرائے صاحب بہادر اس طریق اشاعت مذہب کو عام طور پر روک دیں۔ اور پادریوں کو خصوصاً منع کریں کہ وہ اس طریق سے باز آویں۔ اس زمانہ میں امن و سلامتی کے شہزادہ اور صلح کے فرزند حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے جو تجویز گورنمنٹ عالیہ ہند کے حضور پیش کی ہے۔ لارڈ سالسبری کی رائے اور تجویز پر غور کرتے ہوئے وہ میموریل ضرور قابل لحاظ ہونا چاہیئے۔

فرانس کی شیطنت

جو لوگ اخبارات پڑھنے کے عادی ہیں اُن کو معلوم ہو گا کہ فرانس سے بڑھکر بھی اسلام کا دشمن کوئی ملک کم ہو گا۔ یہ لوگ ہمیشہ تخریب اسلام کی فکر میں رہتے ہیں چنانچہ بالغ خرد ناظرین کو معلوم ہو گا کہ چند سال گذرتے ہیں اسی فرانس نے حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کا تابلک ملک فرانس میں دکھانا چاہا تھا جسپر اسلامی دنیا میں ایک عالم گیر شور مچ گیا اور آخر بڑی جد و جہد کے بعد مسلمان فرانس کو اس ناپاک تجویز سے روکنے میں کامیاب ہوئے اب اس کی اوندھی کھوپڑی میں یہ خیال سمایا ہے کہ (اس کے مُنہ میں خاک) مدینہ طیبہ سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو اُکھاڑ کر فرانس کے میوزیم (عجائب گھر) میں لا رکھیں۔ مسلمانوں کو اس خبر کے سننے سے جسقدر وحشت اور پریشانی ہو سکتی ہے ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ اگر فرانس اس قسم کا ارادہ کرے گا تو دنیا دیکھ لے گی کہ مسلمان جن میں مذہبی غیرت اور حمیت اس گئے گذرے زمانہ میں بھی کسی حد تک باقی ہے فرانس کی تکا بوٹی اُڑا لیں گے اور اس کو معلوم ہو جائے گا کہ ایسے خیالات بد کا مزہ کیسا ہوتا ہے اب جنگ چین کی تقریب پر بغاوت کی آگ چین کے ایک صوبہ یانان تک جا پہونچی ہے یہ صوبہ مسلمانوں کا صوبہ ہے جو اپنی قوت بازو اور شمشیر سے بیس سال کی جنگ کے بعد چین سے لڑ کر آزاد ہوئے ہیں فرانس اپنی ناعاقبت اندیشی سے اس صوبہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور استحقاق جتلاتا ہے۔ اگر فرانس اُن ناپاک منصوبوں کی ذلت اور مار کے نیچے نہیں آگیا تو وہ یانان کے قبضہ کے خیال کو چھوڑ دے گا۔ ورنہ وہ دیکھ لے گا کہ یانان کے جنگجو اور جری مسلمان اُس کی سفشنی کیسی کرکری کرتے ہیں۔

برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

گرمی کی حد ہو چلی آسمان سے بجز آگ

(لو) اور خاک دھول کے کچھ نہیں برستا۔ ہر طرف سے خطرناک آندھیوں اور گرد و غبار کی بارشوں کی خبر آتی ہے۔ گرمی کی اس قدر شدت اور امساک بارش بہت سی خطرناک امراض و بائیہ کا مقدمۃ الجیش ہے خدا ہی اپنا فضل کرے ہم نے انجمن حمایت الاسلام لاہور کا ایک اشتہار پڑھا جو اس نے نماز استسقا کے لئے شائع کیا ہے اس میں شک نہیں کہ طلب باراں کی نمازیں پڑھنا اور دعائیں مانگنا بجائے خود عمدہ اور ضروری چیزیں ہیں مگر سُنن الٰہیہ پر نظر کرتے رہنا اور اُن کے مطابق چلنا بھی ضروری ہے خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا عذاب الٰہی اور کسی مامور کی بعثت لازم ملزوم امر ہیں یہ بات تو عام طور پر مان لی گئی ہے کہ وبا طاعون ہیضہ قحط امساک بارش یہ عذاب الٰہی کے نمونے ہیں پیارے غافل قوم! اُٹھ اور بیدار ہو کر اُس مامور کی تلاش میں لگ جس کا انکار اور تضحیک تجھ پر یہ بُرے دن لایا ہے۔ اب اپنی ہٹ چھوڑ کہ اب سرگذشت کا معاملہ ہو چکا ہے اُس کا ہاتھ پکڑ کہ تجھے ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم کے وعدہ کے موافق امن ملے یقیناً سمجھو ساری دعائیں بے اثر اور بے سود ہوں گی اگر خداوند تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوں وہ مامور جس کی تضحیک اور تکفیر میں ناعاقبت اندیش قوم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا کون ہے؟ وہ وہی ہے جو دنیا میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد رئیس قادیان کے نام سے اور ملاءِ اعلیٰ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا گیا ہے۔

نئی ایجادیں
اور
دلچسپ باتیں

ہوائی جہاز۔ ایک جرمن جہاز ساز نے ہوا میں چلنے والا جہاز طیار کرنا شروع کیا ہے جسمیں بہت ہلکا مصالح استعمال کیا جاوے گا اس میں انجن بھی لگائی جاویں گے اور یہ ایک سو من یا ۲۸ سو من بوجھ اُٹھا سکے گا اسوقت تک ۳۵ ہزار پونڈ اس تجربہ پر صرف ہو چکے ہیں۔

نئی گاڑی۔ نیو یارک امریکہ کے ایک انجنیر نے ایک نئی گاڑی طیار کی ہے جو فی گھنٹہ ستر میل تک سفر کر سکتی ہے اُس نے ہماری گورنمنٹ سے جنوبی افریقہ میں اسکی بہم رسانی کا ٹھیکہ لیا ہے اس میں بذریعہ گیس بتیس گھوڑوں کی طاقت پیدا کی جاتی ہے اور اس میں جلد سر ہونے والی توپیں رہتی ہیں۔

ایک فرانسیسی نیچرلسٹ کا خیال ہے کہ اگر دنیا میں کوئی پرندہ نہ رہے تو باوجود تمام زہروں کے جو وغیرہ حشرات الارض کے واسطے طیار کی جا سکتی ہیں نو سال کے بعد سطح زمین انسانی رہایش کے قابل نہ رہے اس عرصہ میں کیڑے مکوڑے تمام باغیچے اور کھیتوں کو نگل جاویں گے۔

بغیر تار کے برقی پیام بھیجنے کے موجد مسٹر مارکونی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رود بار انگلستان کے دوسری جانب تار کے بغیر ایک آلہ سے خبریں جا سکتی ہیں جسکے ذریعہ ڈوور سے کیلے تک آسانی یہ سلسلہ جاری ہو سکے گا۔ چنانچہ حکام فرانس نے کئی جگہ ساحل فرانس پر اس غرض کے واسطے نشان قائم کرنے کی اجازت دیدی ہے۔

عرب میں ریلوے۔ مکہ معظمہ کی ریلوے کے واسطے شد و مد سے طیاریاں ہو رہی ہیں یہ طے ہو گیا ہے کہ سلسلہ تار برقی جاری ہونے کے بعد مقام حوران سے لے کر مکہ معظمہ تک ریلوے لین جاری کر دی جاوے۔

آوازیں۔ انجن کی سیٹی کی آواز تین ہزار تین سو گز کے فاصلہ سے سنائی دے سکتی ہے بندوق کی باڑھ اور کتے کا بھونکنا اٹھارہ سو گز کے فاصلہ سے ڈھول کی آواز سولہ سو گز کے فاصلہ سے اور انسان کی آواز ایک ہزار گز کے فاصلہ سے مینڈک کی آواز نو سو گز سے سنائی دیتی ہے۔

عام معاملات

ہندوستان کیلئے حل طلب مسئلہ

ہمعصر سول اینڈ ملٹری نیوز نے "روٹی کا مسئلہ" کے عنوان سے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔ لاریب جو مسئلہ آجکل ہمارے لئے زیادہ دلچسپی اور غور کا موجب ہو سکتا ہے وہ یہ "روٹی کا مسئلہ" ہے۔ ہندوستان کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے وبا طاعون ہیضہ امساک باراں۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

یہ رسالہ قابل ہے اور مخالفوں پر حجت قاطع ہے ممکن نہیں کہ مخالف امام الزمان اسکو پڑھکر

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت میں آج تک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلی قیمت ۲۵ روپے تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی۔ ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں۔ کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوش خط خوش نما قیمت نہایت ہی کم صرف ۳ ہے

المشتہر کریم بخش
مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس قدر بدزبانیاں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اُٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان اُن کو پڑھکر اسلام سے مشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان چھ کروڑ مسلمان ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُن کی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دندان شکن جواب دے کر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچائے اور انکا حوصلہ بڑھائے۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپے جمع ہو جاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب اور سچا مذہب ہے کیا اُس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ

انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں اور آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگائے اور مطالعہ فرمائے حجم اٹھائیس صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصول ڈاک صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ۱۲ غیر مذاہب سے ۸ لیا جاتا ہے اس غرض سے کہ غیر مذہب کو روبرو خدا کے یہ موقع نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا۔

المشتہر
منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ۔

نوٹس

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ اطلاع دیتے ہیں کہ اکثر خطوط اُن کے پاس ایسے آتے ہیں کہ بھیجنے والوں کے نام نہیں پڑھے جاتے اور بعض وقت بڑے ضروری خطوط افسوس کے ساتھ چاک کرنے پڑتے ہیں اور بعض اپنا پتہ پورا نہیں لکھتے اس لئے ہر ایک کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر ایک صاحب اپنا نام اور پتہ خوش خط لکھا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ کریں۔

ایڈیٹر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و الیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پھوال غبار پھولا سیل سرخی ابتدائی سوتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۶ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے۔ خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم ایس سانگی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے

ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پپوٹیں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تہا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتا تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کم زور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھیں سے پانی بہت جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھونکی بیماری سے بچنے کیلئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ
رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۱۰	دار الامان قادیان ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء	نمبر ۲۲

قصیدۂ تہنیت فتح پریٹوریہ دار السلطنت ٹرانسوال جنوبی افریقہ مصنفہ مولانا مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب طبیب صدر بازار چھاؤنی سیالکوٹ

چہ شوکت ست کہ رابرٹ برجہاں آورد
سر اطاعت دشمن بر آستاں آورد
لوائے فتح برافراشت در پریٹوریہ
سر عزو رعفاریت بر سناں آورد
فگندہ غاشیہ بردوش می دود برکاب
بپا کریش کرو گر پناہ جاں آورد

فلک نواخت نوائے ظفر پئے برٹن
ز تلغراف زمیں طرح کہکشاں آورد
فلک حمید بسوئے زمیں بمنت و فضل
زمیں قدوم مسرت بر آسماں آورد
سپاہ شوکت و صولت چناں سبک برجست
کہ کوہ نکبت و ادبار بر بلاں آورد
سپاہ دولت برطانیہ وفا بنمود
کہ او ز خون بزمیں فرش ارغواں آورد
چہ کرد لارڈ کہ رابرٹ گویدش عالم
بہاسے خیل فتوحات بہا دراں آورد
اجل نواختہ کوس اجل پئے اعدا
قضا بتوس قضا تیر نزع جاں آورد
ز قلب فوج عدو بانگ الاماں برخاست
نشان ابیض اعدا بدست شاں آورد
فلک بدست عدالت چو داد میزانی
بحق دولت برطانیہ گراں آورد
چہ دولت ست کہ فخر شہنشہی دارد
کہ تاج فخر بفرق شہنشہاں آورد
نگین خاتم شاہنشہیش دادگری ست
براہ عدل قدم پیش ہر زماں آورد

ازیں ست حرز جہانداریش دعا ر مسیح
کہ ہر دو دست بر خالق جہاں آورد
کماں ادعیۂ حضرت مسیح زماں
ببیں کہ تیر اجابت چہ بر نشاں آورد
ہماں مسیح کہ انفاس پاک و طیب او
ہزار نعمت و رحمت بقادیاں آورد
ازیں خجل نشوم گر صدائے بر بزم
کہ آنجناب بیا ر و فاعیاں آورد
دعا ر حضرت مہدی بحق ایں دولت
چو دشنہ ایست کہ بر پائے دشمناں آورد
ز بیخ و بن ببرد دشمن سیہ دل را
کہ رونق شود او را کہ بر زباں آورد
الٰہی جملہ دعا ہائے او بپذیر اکن
کہ بہرۂ قیصرۂ ہند از جہاں آورد
ہمیں ست قیصرہ کافتاب نصفت او
چو آفتاب زمیں را بر آسماں آورد
الٰہی سایہ ایں دولت ہما سایہ
ہمیشہ دار کہ الطاف بر جہاں آورد
چو ابر بر سر ارض قلوب نمے بارد
ببیں کہ ارض جہاں رنگ گلستاں آورد
مبارک از رہ شکر و سپاس ایں دو لب
سر زبان حمید چو حرف زماں آورد

ایک زبردست پیشگوئی پوری ہوچکی ہے

چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد

دنیا میں تھوڑے لوگ ہیں جو خدا ترسی اور سلامت روی کے ساتھ اُن باتوں پر غور کرتے ہیں جو کسی برگزیدہ خدا کے مُنہ سے نکلتی ہیں اور بہت ہیں جو ان باتوں پر عجلت اور بے باکی سے گذر جاتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اُس مقدس ذات کی عظمت وجبروت پر سچا ایمان پیدا ہونے کی ایک اور صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ پیشگوئیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے الہام و القاء سے کوئی مامور من اللہ کرتا ہے گو دنیا کا ایک ایک ذرہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک دلیل ہے مگر دلیل ناطق مامور من اللہ کا وجود ہوتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ کسی مامور من اللہ کے خوارق وکرامات میں سے سب سے زیادہ عظیم الشان جو کرامات اور خوارق ہوسکتے ہیں وہ صرف پیشگوئیاں ہی ہیں۔ ورنہ رسّی کا سانپ بنادینا یا قسم قسم کی باتیں گو بجائے خود کیسی ہی تعجب خیز اور عجوبہ نما ہوں لیکن پیشگوئیوں کے مرتبہ اور درجہ تک ہرگز نہیں پہونچ سکتیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جقدر اقتداری نشانات دئے گئے ہیں اُن میں عظیم الشان پیشگوئیاں ہی پیشگوئیاں ہیں۔ اور مامور من اللہ کی عظمت ان نشانات ہی کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے اس زمانہ میں جب کہ الحاد اور دہریت کی خطرناک ہوا چل رہی ہے خدا پرستی تو درکنار خود خدا تعالیٰ کے وجود ہی پر بیشمار شبہات پیدا ہوگئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ اور مامور کے ذریعہ اپنی لاتبدیل سُنت کے موافق اپنے وجود کو آشکار فرمایا چنانچہ اُس مامور نے دعوے سے فرمایا۔

آن خدائے کہ ازو اہل جہاں بیخبراند
برمن او جلوہ نمود ست گراہلی بپذیر

اور اُس کا یہ دعویٰ نرا دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ اُسکو ہزارہا تائیدی نشانات اور خوارق کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر کیا گیا مگر بہت تھوڑے سے نکلے جو حق کے شنوا اور صداقت کے بینا ہوے۔ اگر اُن نشانات اور خوارق کی تفصیل اور تشریح کی جاوے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہوجائے ہم اس وقت صرف ایک عظیم الشان پیشگوئی کو دکھانا چاہتے ہیں جو پوری ہوچکی ہے اور ہر میدان میں پوری ہورہی ہے۔ وہ پیشگوئی اس شعر میں مرکوز ہے

شعر

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

اور قریبا اس مضمون کا ایک یہ شعر بھی ہے۔

شعر

آزمایش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی تفصیل ہم چند واقعات سے کرنا چاہتے ہیں اور اس سے پیشتر کہ وہ تفصیل دیں یہ جتلا دینا ضروری ہے کہ یہ پیشگوئی اس صدی کے مجدد ومسیح موعود اور مہدی معہود نے بہت سال گذرے کی تھی اور کوئی آدمی اپنے وجود اور قابلیت پر بھروسہ کرکے اس قدر بلند دعوی سے نہیں کہہ سکتا۔ اور پھر تعجب کی بات ہے کہ کوئی بھی اس کے مقابل میں نہ آسکے یہ صرف اُسی صورت میں ممکن ہے کہ کہنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ او اُس کے بلانے سے بولا ہو۔

اب ہم اس پیشگوئی کو براہین احمدیہ کے زمانہ سے شروع کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ کس کس موقع پر کیونکر پوری ہوتی رہی

(۱) براہین احمدیہ کے جواب کے واسطے دس ہزار روپے کا انعام تجویز کیا گیا ایک بھی ایسا نہ ہوا جو جواب کی جرأت کرتا۔ اور شرائط مقررہ کے موافق آپ کے اس دعوے کو جھٹلا سکتا۔

(۲) سرمہ چشم آریہ کے جواب پر پانسو روپیہ انعام مقرر کیا اور آریوں کے جلسہ میں جواب پیش کرنے والے کو اور منشی جیونداس آریہ کی ہی قسم پر انعام دینا منظور کیا مگر کوئی مقابلہ میں نہ آیا۔

(۳) چہل روزہ دعوت کے واسطے عام اعلان دیکر بلایا گیا کوئی نہ آیا۔

(۴) یکسالہ دعوت کے لئے عام اعلان کیا گیا کوئی مقابل میں نہ آیا۔ اندرمن مراد آبادی نے اپنی خواہش ظاہر کی مگر جب زر انعام لے کر آپ کے آدمی پہونچے تو اندرمن لاہور چھوڑ کر کسی طرف بھاگ گیا۔

(۵) پادری فتح مسیح نے الہام کا دعوی کیا اور حضرت اقدس سے مقابلہ کرنا چاہا اور بمقام بٹالہ جلسہ قرار پایا آخر فتح مسیح صاحب سامنے نہ آئے۔

(۶) آتھم صاحب کو جب نشان نمائی کیواسطے کہا گیا تو انھوں نے صاف انکار کیا۔

(۷) آتھم صاحب کی نسبت حضرت اقدس کی پیشگوئی پورا ہونے پر جب مخالفوں نے اپنی تیرہ دلی سے انکار شروع کیا اور آتھم کو قسم کیلئے بلایا اور یا مقدمہ کے لئے کہا اُس نے صاف انکار کیا

(۸) لیکھرام کی بابت حضرت اقدس علیہ السلام کی پیشگوئی میں اشتباہ قتل کے دور کرنے کے واسطے جب آریوں کو قسم کھانے کے لئے کہا گیا تو گنگا بشن نام آریہ قسم کھانے کے لئے آمادہ ہوا۔ آخر ہیبت حق سے قسم کھانے سے گریز کر گیا اور سامنے نہ آیا اور اب تک روپوش ہے۔

(۹) مولوی محمد حسین وغیرہ مخالف الرائے مولویوں کو مباحثہ کے واسطے بلایا بیجا اور فضول حجتوں سے ٹالتے رہے اور مولوی محمد حسین نے لودھیانہ میں مباحثہ کیا تو اصل مضمون کی طرف ہرگز نہ آئے اپنی خیالی اصول موضوعوں کے جھگڑے میں پڑے رہے

(۱۰) جب مباہلہ کیطرف دعوت کی گئی تو کوئی آریہ برہمو پادری مخالف مولوی سامنے نہ آیا اور یہ دعوت کئی مرتبہ کی گئی۔

(۱۱) آسمانی فیصلہ کے ذریعہ مولویوں سے فیصلہ چاہا مگر کوئی سامنے نہ آیا

(۱۲) قرآن کریم کی عربی تفسیر لکھنے کی دعوت کی کسی مولوی کو جرأت نہ ہوئی۔

(۱۳) عربی تصنیفات میں مقابلہ کو بلایا کوئی نہوا جو مقابلہ کرتا۔

(۱۴) لاہور کے بشپ صاحب کو آپ کی جماعت کے معزز و ممتاز لوگوں نے آپ کے مقابلہ میں فیصلہ کے واسطے بلایا تو بشپ صاحب نے انکار ہی کر دیا۔

(۱۵) منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری کو اپنے الہامات وغیرہ شائع کرنے کی دعوت کی گئی اب تک جواب ہی جواب ہے۔

(۱۶) اب مولویوں اور سجادہ نشینوں مشایخ وغیرہ کی خدمت میں درخواست بھیجی گئی ہے انشاء اللہ تعالے اسپر بھی کوئی مقابلہ کرنے والا سامنے نہ آئے گا۔

ہم نے یہ ۱۶ بڑے بڑے امور دکھائے ہیں اب ان سب واقعات پر یکجائی نظر کرنے کے بعد ہم پوچھتے ہیں کہ خدا کے لئے انصاف کرکے بتلاؤ کہ یہ کیا بات ہے کہ ہر میدان میں یہ پہلوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم للکارتا ہے مگر کوئی اس کے مقابلہ کو نہیں نکلتا۔ اگر خدا تعالے کی طرف سے یہ پیشگوئی نہیں ہے اور پوری نہیں ہوئی تو ہم کو کوئی ایسا واقعہ بتلاؤ کہ جس میں حضرت اقدس عالی جناب سیدنا مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے نام سے کسی مخالف کو بلایا گیا ہو اور وہ سامنے آیا ہو اور اگر نہ دکھا سکو اور ہرگز نہ دکھا سکوگے تو پھر اے مخالف لوگو سُن رکھو کہ تم پر وہی فتویٰ ہے جو ایسے منکروں کے لئے ہوا کرتا ہے۔ فتدبروا۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

چھپ کر طیار ہوگیا ہے قیمت ۸ر علاوہ محصول ڈاک جو صاحب خرید فرماویں ۸ر کا ٹکٹ ارسال فرماویں۔ المشتہر سراج الحق از قادیان

مکتوب حضرت امام الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مکرم منشی ظفر احمد صاحب بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ آپکا پہونچا۔ حرف حرف اُس کا پڑھا گیا اور آپ کے لئے دعا کی گئی۔ قبض اور بے مزگی اور بے ذوقی کی حالت میں مجاہدات شاقہ بجا لا کر اپنے مولی کو خوش کرنا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ مجاہدہ جس کے حصول کے لئے قرآن شریف میں حث و ترغیب ہے اور جو مدار کشود کار ہے وہ مشروط بہ بے ذوقی و بے حضوری ہے اور اگر کوئی عمل ذوق اور بسط اور حضور اور لذت سے کیا جائے تو اُس کو مجاہدہ نہیں کہہ سکتے اور نہ اس پر کوئی ثواب مترتب ہوتا ہے کیونکہ وہ خود ایک لذت اور نعیم ہے اور تنعم اور تلذذ کے کاموں سے کوئی شخص مستحق اجر نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص شیریں شربت پیکر اُس کے پینے کی مزدوری مانگ نہیں سکتا سو یہ ایک نکتہ نہایت باریک ہے کہ بے ذوقی اور بے مزگی اور تلخی اور مشقت کے ختم ہونے سے وہیں ثواب اور اجر ختم ہو جاتا ہے اور عبادات عبادات نہیں رہتیں بلکہ ایک روحانی غذا کا حکم پیدا کر لیتی ہیں سو حالت قبض جو بے ذوقی اور بے مزگی سے مراد ہے یہی ایک ایسی مبارک حالت ہے جس کی برکت سے سلسلہ ترقیات کا شروع رہتا ہے۔ ہاں بے مزگی کی حالت میں اعمال صالحہ کا بجا لانا نفس پر نہایت گراں ہوتا ہے مگر ادنیٰ خیال سے اس گرانی کو انسان اُٹھا سکتا ہے جیسے ایک مزدور جو خوب جانتا ہے کہ اگر میں نے آج مشقت اُٹھا کر مزدوری نہ کی تو پھر رات کو فاقہ ہے اور ایک نوکر یقین رکھتا ہے کہ میں نے تکالیف سے ڈر کر نوکری چھوڑ دی تو پھر گذارہ ہونا مشکل ہے اسی طرح انسان سمجھ سکتا ہے کہ فلاح آخرت بجز اعمال صالحہ کے نہیں اور اعمال صالحہ وہ ہوں جو خلاف نفس ہوں اور مشقت سے ادا کئے جاویں اور عادت اللہ اسی پر جاری ہے کہ جس کام کے لئے مصمم عزم کیا جاوے اس کے انجام کے لئے طاقت مل جاتی ہے سو مصمم عزم اور عہد واثق سے اعمال کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور نماز میں اس دعا کو پڑھنے میں کہ اهدنا الصراط المستقیم الخ بہت خضوع اور خشوع سے زور لگانا چاہیئے اور بار بار پڑھنا چاہیئے۔ انسان بغیر عبادت کچھ چیز نہیں بلکہ جمیع جانوروں سے بدتر ہے اور شر البریہ ہے کہ وقت گذر جاتا ہے اور موت در پیش ہے اور جو کچھ عمر کا حصہ ضائع طور پر گذر گیا وہ ناقابل تلافی اور سخت حسرت کا مقام ہے دعا کرتے رہو اور تھکو مت۔ لا تیئسوا من روح اللہ یہ عاجز آپ کے لئے دعا کرتا رہے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔ ہر ایک بات کے لئے ایک وقت ہے صابر اور منتظر رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ صبر میں کچھ فرق آجاوے کہ استعجال سم قاتل ہے۔ اگر فرصت ہو تو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے اور غور سے ترجمہ قرآن شریف کا دیکھا کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں آپ نے دیکھا یہ بہتر ہے۔ فاروق کی زیارت سے قوت وشجاعت دین حاصل ہوتی ہے۔ میری دانست میں فقر کے یہ معنے ہیں کہ اعمال کی ضرورت ہے نہ نسب کی یہ پوچھا جائے گا کہ کیا کام کیا یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس کا بیٹا ہے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مناسبت وپیروی ومحبت اور پھر کثرت درود شریف شرط ہے یہ باتیں بالعرض حاصل ہو جاتی ہیں خدا تعالےٰ کے راضی ہو جانے کے بعد اور بآسانی یہ امور طے ہو جاتے ہیں

والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیاں۔
۱۱ر مئی سنہ ۱۸۸۵ء

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

اسلامی دنیا میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی عجیب خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ حامیان اسلام میں آپکا نام آب زر سے لکھنے کے لائق ہے علاوہ دوسرے فضائل اور کمالات کے سیاست مدن کے عمال سب آپ کے احکام کی نقل کتابوں میں لکھ لیا کرتے تھے یہ ایسے امور ہیں جنپر آج یورپین حکومتیں ناز کرتی ہیں آپ کے عہد میں بعض آلات اور اسلاک کہربائی بھی مستعمل تھے بیس سال تک مصر میں حکمران رہے اور کسی شخص کو آپ سے ناراضی نہ تھی ۲۸ھ میں آپ نے بذریعہ اسطول بحری جزیرہ قبرص کو فتح فرما لیا تھا کریٹ کو فتح فرمایا بعد ازاں جزیرہ کوس اور جزیرہ ردوس اور ارواده قریب قسطنطنیہ بڑی لڑائی آپ نے آدمیوں سے کی اور بر و بحر دونوں طرف سے انھیں تنگ کیا اور خلیج (صابوق) میں بڑا بیڑا جہازات کا غرق کرایا گیا اور چھ سال برابر قسطنطنیہ پر محاصرہ رہا یہ وہ زمانہ تھا کہ امیر المومنین کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ کے اندر تھی اور فتح اسلامی بلاد چین تک پہونچ گئی تھی آج کا روز دول یوروپ کی چھوٹی دولت ملک فلحنک کے نزدیک اس سے کہیں زاید لشکر موجود ہے مگر یہ اتفاق اور اسلامی پیشواؤں کی نیک نیتی تھی کہ اسلام کو کہیں فتح و نصرت نصیب ہوئی تھی آج ایسے امور مسلمانوں میں بالکل عجیب و غریب معلوم ہو رہے ہیں

وعظ کی تاثیر

رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ مبارک میں ایکطرف بیٹھا ہوا تھا میرے قریب مصر کے ایک زبردست عالم تشریف فرما تھے۔ ہم نے لوگوں کو دیکھا جو زمین کو بوسہ دے رہے ہیں اور قبر مبارک کے کپڑے کو چومتے اور اُس سے آنکھیں رگڑتے ہیں ہر شخص اپنی اپنی فریاد پیش کرتا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے حاجتیں طلب کرتا اور منت مانگتا ہے یہ حالت دیکھکر اُن بزرگ کی زبان سے جو میری برابر بیٹھے تھے بیساختہ یہ نکلا ما ہذہ التماثیل

التی انتم لہا عاکفون۔

یہ پڑھتے وقت اُن بزرگ نے اُن لوگوں کی طرف اشارہ کیا جو مزار مبارک سے مرادیں مانگ رہی تھے بزرگ کی زبان سے یہ سُنکر میں نے اُن سے کہا کہ آپ گروہ علما سے ہیں اور قوم میں منکرات اور ناجائز باتوں کی از حد ترقی ہو گئی ہے لیکن افسوس ہے کہ آپ بالکل خاموش ہیں۔ میرے اس کہنے پر مجھ میں اور اُن بزرگ میں جو مکالمہ ہوا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکو بجنسہٖ لکھ دیا جاوے۔

بزرگ زمانہ فاسد ہو گیا ہے لوگوں کی توجہ صرف باتوں کیطرف ہے سچی بات کا سننا کسیکو گوارا نہیں

میں حق ہمیشہ غالب رہتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا جب حق اور باطل کا مقابلہ ہوگا اور حق ثابت ہو جاوے گا تو یقینا اس مقابلہ کا نتیجہ حق کے غلبہ اور فتحیابی پر مبنی ہوگا۔

بزرگ ہاں جب حق ثابت بھی ہو۔

میں حق کے ثابت ہونے میں کونسی چیز مانع ہے۔

بزرگ جو لوگ جھوٹے اور مضر وعظوں کے دلدادہ ہیں اور اس تعلیم میں مشغول ہیں جسمیں لغویات اور مزخرفات بھرے ہوے ہیں اور جن کی لغویت بہت کچھ ثابت ہو چکی ہے ایسی تعلیم پانے والے اشخاص اُس شخص کی بیخ کنی اور بربادی کی کوشش کرتے ہیں جو ٹھیک ٹھیک تعلیم دینا چاہتا اور مفید وعظ کہتا ہے چنانچہ اُن کی مساعدت اور اعانت پر ان کے معتقدین کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور سچے وعظ کہنے والوں کو بے دین اور بد خواہ ملک مشہور کیا جاتا ہے اُس کی تحقیر کی جاتی ہے اُس کو مذہبی و ملکی مطاعن کے ساتھ مطعون کرتے ہیں۔

میں ۔ کچھ ہی حالت کیوں نہ ہو لیکن اہل حق کا فرض ہے کہ سچی بات کو ظاہر کریں اور جب تک حق کی فتح کامل نہ ہو جائے مسلسل اور لگاتار کوشش کرتے رہیں

بزرگ اگر کوئی عالم توحید مطلق اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دینا چاہتا اور سچے اور مفید وعظ کہتا ہے لوگ اُس کی طرف رخ بھی نہیں کرتے ان کا میلان طبع انہیں قصہ گو جھوٹے واعظیں کی طرف ہے جو اُن کی خواہشات کے ہم نوا ہیں۔

میں گستاخی معاف حالت موجودہ اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ حوادث زمانہ نے لوگوں کے دلوں میں حق بات کے قبولنے کی صلاحیت پیدا کر دی ہے اور وہ اس رہنمای کے خواہشمند ہیں جو اُن کو موجودہ بد بختی اور مصیبت سے نجات دے چنانچہ اس معاملہ میں میں نے لوگوں کا

امتحان کر لیا ہے ایک دن میں درس دے رہا تھا دفعۃً لوگوں کا بھیڑ ایسا ہجوم ہوا کہ جس کی مجھے پہلے سے توقع نہ تھی پہلے ہی دن میرے درس کے مفید ہونے کا لوگ چرچا کرنے لگے حتی کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر ہمارے پاس ایسے سو مدرس ہوں تو ہم پر یہ بلائیں اور مصیبتیں نازل نہ ہوں جنمیں ہم مبتلا ہیں بزرگ کیا لوگ تمہارے وعظ کو ایسی ہی توجہ سے سنتے ہیں جیسے فلاں شخص کے وعظ کو اگر ایسا ہے تو ہم کہیں گے کہ مفید تعلیم کا بھی رواج ایسے ہی ہو سکتا ہے جیسے دوسری تعلیم کا۔ میں لوگوں کی ایسی توجہ نہیں لیکن اُنکی توجہ کا فلاں شخص پر یہ سبب نہیں ہے کہ لوگ مدت سے اُس کے ساتھ مالوف ہیں لوگوں کے خیالات اور اغراض کے بھی وہ موافق ہیں لیکن مجھے اُمید ہے کہ اس ملمع کاری پر جس میں صرف لوگوں کو لذت معلوم ہوتی ہے وہ اس سچائی کو ترجیح دیں گے جس کے ساتھ لوگوں کی اصلی مصلحتیں اور آیندہ بہبودی وابستہ ہے مجھ میں اور اُن بزرگ میں تو یہ گفتگو ہوئی لیکن یوماً فیوماً مجھکو اپنے قول اور تجربہ کی شہادتیں ملتی جاتی ہیں چنانچہ انہیں ایام میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک بزرگ لوگوں کو جامع ازہر کی مشرقی حصہ میں حج کرنے کی ترغیب دے رہے تھے کہ امسال حج ادا کریں چنانچہ اس وعظ کا لوگوں پر اس قدر اثر ہوا کہ تمام دشواریاں اور مصیبتیں لوگوں کی نظر میں ہیچ ہو گئیں حتے کہ سود کی معصیت کی بھی انھوں نے پرواہ نہ کی اور اپنی مملوکات کو رہن رکھکر قرض لیا

اور ایک ایک فدان پر چار چار گنے قرض لیں اور فیصدی بیس روپیہ سود کے مانے ایسے ربوا کی نسبت شرع یا قانون کیا تجویز کر سکتا ہے وہ جانتے تھے کہ حجاز کے بعض شہروں میں وبا پھیلی ہوئی ہے جس میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اس سال زادراہ اور کرایہ سواری میں دو چند خرچ ہوگا بعض کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ جب اعتدال سے زیادہ خرچ اور کرایہ ہو تو استطاعت رکھنے والے سے حج کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے تاہم ان امور کی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور سود کے گناہ کبیرہ تک کے مرتکب ہوئے اور حج کو گئے یہ اسقدر مشقتیں انہوں نے کس واسطے برداشت کی صرف اس لئے کہ عالم دین اور وعظ کے حکم کی بجا آوری کریں چنانچہ انہوں نے وعظ کے حکم کو تسلیم کیا اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ آج علماء کا قول اس درجہ تک مانا جاتا ہے اور اس حد تک اُن کی اطاعت کی جاتی ہے تو جب علماء لوگوں کے سامنے سچی باتیں بیان کریں گے اور اُن پر اُن امور کو پیش کرینگے تاکہ اُن کے دین و دنیا کی کامیابی کا باعث ہو اور اُن کی عقلوں کی تربیت و اصلاح ہو اُن کے دلوں میں برائیوں سے بچنے کی تحریک ہو تو اُن کی کیا حالت ہوگی یقیناً اس وقت مسلمان شیر کی طرح جنبش کریں گے اور جو چیزیں اُن کے پاس موجود ہیں انکی حفاظت ہوگی اور کھوئی ہوئی عزت

واپس ملے گی اور خدا کے یہاں اعلےٰ مرتبہ اور عمدہ درجہ حاصل حاصل کریں گے۔

اِدھر اُدھر کی باتیں

فی الحال اشتہارات کے لئے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی قادیان کے نام سے خط و کتابت ہوا کرے۔ جو لوگ ہم سے اشتہارات مانگتے ہیں اور ہم اُنکے ارشاد کی تعمیل نہیں کر سکتے وہ ہم کو معذور سمجھیں کیونکہ یہ کام مولانا موصوف کے سپرد ہے۔

بشپ صاحب لاہور کے نام ایک دوسری چٹھی اُن کے جواب کے جواب میں بھیجنی تجویز کی گئی ہے جس میں بشپ صاحب کے وجوہات انکار کو زبردست دلائل کے ساتھ نہایت متین اور معقول الفاظ میں توڑا گیا ہے۔ چٹھی مذکور انگریزی میں طبع ہونے کے واسطے لاہور بھیجی گئی ہے۔

نیو یارک کے لوگوں نے قحط زدگان ہند کی امداد کے واسطے جو کمیٹی قائم کی ہے اُس نے تقسیم خیرات کا انتظام اپنے اقتدار میں رکھا ہے اور نو آدمیوں کی ایک کمیٹی بمبئی میں مقرر کی ہے اسکو پچھتر ہزار روپیہ بھیجکر لکھا ہے کہ آیندہ ہر ہفتہ تیس ہزار روپیہ بھیجا جاوے گا۔

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جسمیں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی نبوۃ اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم میں، آج تک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلے قیمت پچیس روپے تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی - ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں - کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوش خط خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف سے؍

المشتہر کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ غیرت مند مسلمان کا بدن کانپ جاتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر اسلام سے متشکک اور مرتد ہوگئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُنکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دنداں شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچائے اور ان کا حوصلہ بڑھائے - کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہوجاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپے جمع ہوجاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب اور سچا مذہب ہے کیا اُس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ **انوار الاسلام** ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جس میں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں اور آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکھا کرتے ہیں ہرایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگائے اور مطالعہ فرمائے حجم ۲۸ صفحے ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ سالانہ قیمت ہرحالت میں پیشگی آنی چاہیئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے - واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ۱۲؍ اور غیر مذاہب سے ۸؍ لی جاتی ہے اس غرض سے کہ غیر مذہب والوںکو روبروخدا تعالےٰ کے یہ موقع نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں یہ رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ

نوٹس

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ اطلاع دیتے ہیں کہ اکثر خط اُن کے پاس ایسے آتے ہیں کہ بھیجنے والوں کے نام یا مقام نہیں پڑھے جاتے اور بعض وقت بڑے ضروری خطوط افسوس کے ساتھ چاک کئے جاتے ہیں اور بعض اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے اس لئے ہر ایک کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر ایک صاحب اپنا نام اور پتہ خوشخط لکھا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ کریں۔

ایڈیٹر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے۔ خالص ممیرا فی ماسہ عہ ۵ مصفیٰ سرمہ فی تولہ ہے۔ خریداک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا کرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیری کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم۔ ڈاکٹر ڈی ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مساۃ ام دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خور دخورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتا تھا اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورنے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ مینے ممیرے کے سرمہ کا جوکہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی بہت جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس بابو بہادر ڈاکٹر ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کیلئے ممیرے کا سرمہ بہت مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپا

ڈاکخانہ دیا نپور ضلع جالندھر
ب ذیلدار
P. 6 P.
DIALPUR B.O. 24 JL 00 JULLUNDUR

رجسٹرڈ ایل ۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

منیجر یعقوب علی ایڈیٹر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۵ دار الامان قادیان مورخہ ۹ر جولائے سنہ ۱۹۰۰ء جلد ۴

حضرت اقدس کی پاک باتیں

"ایک جامع درس"

یاد رکھو ہمدردی تین قسم کی ہے اول جسمانی دوم مالی تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے۔ کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اُس صورت میں ہی انسان کر سکتا ہے جب کہ اُس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتوان مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو تو کوئی شخص جسمیں خود طاقت و توانائی نہیں ہے کب اسکو اُٹھا کر مدد دے سکتا ہے ہی طرح پر اگر کوئی بے کس بے بس بے سرو سامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو اُس کی ہمدردی کیونکر ہوگی۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت بلکہ جب تک انسان انسان ہے وہ دوسرے کے لئے دعا کر سکتا ہے اور اُس کو فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے اور اگر اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے تو سمجھو بہت ہی بڑا بد نصیب ہے۔

میںنے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ **میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے** جس قدر دعا وسیع ہوگی اسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہوگا۔ اور دعا میں جسقدر

بخل کرے گا اُسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاوے گا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اُس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہونچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں اُن کی عمر دراز ہوتی ہے جیسے کہ فرمایا اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جا سکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے جب کہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو ہر ہمت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اُٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اُس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اُٹھا لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خیر الناس من ینفع الناس بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے۔

جس طرح طبابت میں حیلہ کام آتا ہے اُسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسرے کو فائدہ پہونچا سکتا ہے۔

بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کر چڑ جاتے ہیں اور اگر کچھ مولویت کی رگ ہو تو اُس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانے شروع کر دیتے ہیں اور اس پر اپنی مولویت کا رعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سُست بھی کہہ بیٹھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کو عقل نہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے جو ایک نیک دل اور سلیم الفطرت انسان کو ملتا ہے اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو وہ خود گناہ کرتا ہے اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ حدیث شریف میں لو اتاک راکبا کے الفاظ آئے ہیں یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دیدینا چاہئے۔ اور قرآن شریف میں و اما السائل فلا تنھر کا ارشاد آیا ہے کہ سائل کو مت جھڑک۔ اس میں یہ کوئی صراحت نہیں کی گئی کہ فلاں قسم کے سائل کو مت جھڑک اور فلاں قسم کے سائل کو جھڑک پس یاد رکھو کہ سائل کو نہ جھڑکو کیونکہ اس سے ایک قسم کی بد اخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلدی ناراض نہ ہو۔ یہ شیطان کی خواہش ہے کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے اور بدی کا وارث بنا دے غور کرو کہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح پر ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہو جاتی ہے جیسے ایک چیز دوسرے کو جذب کرتی ہے اسیطرح خدا تعالیٰ نے یہ تجاذب کا مسئلہ ہر فعل میں رکھا ہوا ہے۔ پس جب سائل سے نرمی کے ساتھ پیش آئے گا اور اس طرح پر اخلاقی صدقہ دیدے گا تو قبض دور ہو کر دوسری نیکی بھی کر لے گا اور اُسکو کچھ دے بھی دے گا۔ اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے

جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بےخیر ہو جاتے ہیں

میرا تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے

اسٹر کنیا بھی کام آتا ہے اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے مگر انسان جو اخلاق فاضلہ کو حاصل کرکے نفع رساں ہستی نہیں بنتا

ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔ مردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آجاتی ہیں اس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں انسان بل ھم اضل کا مصداق ہو جاتا ہے بس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے کیونکہ

نیکیوں کی ماں اخلاق

ہی ہے۔

خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے اخلاق ہے دو لفظ ہیں ایک خَلق دوسرا خُلق خَلق ظاہری پیدایش کا نام ہے اور خُلق باطنی پیدایش کا۔ جیسے ظاہر میں کوئی خوبصورت ہوتا ہے اور کوئی بہت ہی بد صورت اسی طرح پر کوئی اندرونی پیدایش میں نہایت حسین اور دلربا ہوتا ہے اور کوئی اندر سے مجذوم اور مبروص کی طرح مکروہ۔ لیکن ظاہری صورت چونکہ نظر آتی ہے اس لئے ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ بد صورت اور بد وضع ہو مگر چونکہ اس کو دیکھتا ہے اس لئے اس کو پسند کرتا ہے اور خُلق جس کو چونکہ دیکھا نہیں اس لئے اس کی خوبی سے نا آشنا ہو کر اس کو نہیں چاہتا۔ ایک اندھے کے لئے خوبصورتی اور بد صورتی دونوں ایک ہی ہیں۔ اسی طرح پر وہ انسان جس کی نظر اندرونہ تک نہیں پہنچتی اس اندھے کی ہی مانند ہے۔ خَلق تو ایک بدیہی بات ہے مگر خُلق ایک نظری مسئلہ ہے اگر اخلاقی بدیاں اور انکی لعنت معلوم ہو تو حقیقت کھلے۔

غرض اخلاقی خوبصورتی ایک ایسی خوبصورتی ہے جسکو حقیقی خوبصورتی کہنا چاہیئے بہت تھوڑے ہیں جو اسکو پہچانتے ہیں۔ اخلاق نیکیوں کی کلید ہے جیسے باغ کے دروازہ پر قفل ہو دور سے پھل پھول نظر آتے ہیں مگر اندر نہیں جا سکتے۔ لیکن اگر قفل کھول دیا جائے تو اندر جا کر پوری حقیقت معلوم ہوتی ہے اور دل و دماغ میں ایک سرور اور تازگی آتی ہے۔ اخلاق کا حاصل کرنا گویا اس قفل کو کھول کے اندر داخل ہونا ہے

کسی کو اخلاق کی کوئی قوت نہیں دی گئی مگر اس کو بہت سی نیکیوں کی توفیق ملی

ترک اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے ایک شخص جو مثلاً زنا کرتا ہے اس کو خبر نہیں کہ اس عورت کے خاوند کو کس قدر صدمہ عظیم پہونچتا ہے اب اگر یہ اس تکلیف اور صدمہ کو محسوس کرسکتا اور اس کو اخلاقی حصہ حاصل ہوتا تو ایسے فعل شنیع کا مرتکب نہ ہوتا۔ اگر ایسے نابکار انسان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس فعل بد کے ارتکاب سے نوع انسان کے لئے کیسی کیسی خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں نوبت جاتا ایک شخص جو چوری کرتا ہے کم بخت ظالم اتنا بھی تو نہیں کرتا کہ رات کے کھانے کے واسطے ہی چھوڑ جائے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک غریب کی کئی سالوں کی محنت کو ملیا میٹ کر دیتا ہے اور جو کچھ گھر میں پاتا ہے سب کا سب لے جاتا ہے۔ ایسی قبیح بدی کی اصل جڑ کیا ہے؟ اخلاقی قوت کا نہ ہوتا اگر رحم ہوتا اور وہ یہ سمجھ سکتا کہ بچے بھوک سے بلبلائیں گے جن کی چیخوں سے دشمن کا بھی کلیجہ لرزتا ہے اور یہ معلوم کرکے کہ رات سے بھوکے ہیں اور کھانے کو ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملا تو پینے پانی ہو جاتا ہے اب اگر ان حالتوں کو محسوس کرتا اور اخلاقی حالت سے اندھا نہ ہوتا تو کیوں چوری کرتا۔ آئے دن اخبارات میں دردناک موتوں کی خبریں پڑھنے میں آتی ہیں کہ فلاں بچہ زیور کے لالچ سے مارا گیا فلاں جگہ

کسی عورت کو قتل کر ڈالا۔ میں خود ایک مرتبہ اسیسر ہو کر گیا تھا ایک شخص نے ۱۲ ار یا ۱۴ ار میں ایک بچہ کا خون کیا تھا اب سوچکر دیکھو کہ اگر اخلاقی حالت درست ہو تو ایسی مصیبتیں کیوں آئیں؟ ممکن ہے کہ اپنے جیسے انسان پر مصیبت آئے اور یہ محسوس نہ کرے یاکلون کما یاکلون الطعام چار پایوں کی طرح کھاتے ہیں اس کے کئی پہلو ہیں۔

اول چار پایہ کیفیت اور کمیت میں فرق نہیں کر سکتا اور جو کچھ آگے آتا ہے اور جس قدر آتا ہے کھاتا ہے جیسے کتا اس قدر کھاتا ہے کہ آخر قے کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ انعام حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتے ایک بیل کبھی یہ تمیز نہیں کرتا کہ یہ ہمسایہ کا کھیت ہے اس میں نہ جاؤں ایسا ہی ہر ایک امر جو کھانے کے لحاظ سے ہو نہیں کرتا۔ کتے کو ناپاکی پاکی کے متعلق اندازہ کے متعلق کوئی لحاظ نہیں اور پھر چار پایہ کو اعتدال نہیں

یہ لوگ جو اخلاقی اصولوں کو توڑتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ گویا انسان نہیں پاک پلید کا تو یہ حال عرب میں مردی کتے کھالیتے تھے اب تک اکثر ممالک میں یہ حال ہے کہ چوہوں اور کتوں اور بلیوں کو بڑے لذیذ کھانے سمجھکر کھایا جاتا ہے۔ چوڑھے چمار مردار خوار قومیں یہاں بھی موجود ہیں۔

پھر یتیموں کا مال کھانے میں کوئی تردد و تامل نہیں جیسے یتیم کا گھاس گائے کے سامنے رکھدیا جائے بلا تردد کھالے گی ایسا ہی ان لوگوں کا حال ہے یہی معنی ہیں والنار مثوی لہم۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہو گا غرض یاد رکھو کہ دو پہلو ہیں ایک عظمت الٰہی کا جو اس کے خلاف ہے وہ بھی اخلاق کے خلاف ہے اور دوسرا شفقت علی خلق اللہ کا۔ پس جو نوع انسان کے خلاف ہو وہ بھی اخلاق کے بر خلاف ہے آہ! بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ان باتوں پر انسان کی زندگی کا اصل مقصد اور غرض ہیں غور کرتے ہیں۔

بڑے بڑے صوفیوں سجادہ نشینوں نے اپنا کمال اس میں سمجھ رکھا ہے کہ بڑے لمبے چوڑے وظائف اور اذکار و اشغال خود ہی تجویز کر لئے ہیں اور ان میں پڑ کر اصل کو بھی کھو بیٹھے ہیں۔ پھر بڑے سے بڑا کام کیا تو یہ کرلیا کہ چلہ کرتے ہیں کچھ جو ساتھ لے جانے ہیں ایک آدمی مقرر کرلیتے ہیں جو ہر روز دودھ یا اور کوئی چیز پہونچا آتا ہے۔ ایک تنگ و تاریک گندی سی کوٹھڑی یا غار ہوتی ہے اور اس میں پڑے رہتے ہیں خدا جانے وہ اس میں کس طرح رہتے ہیں پھر بُری بُری حالتوں میں باہر نکلتے ہیں

یہ اسلام رہ گیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان چلہ کشیوں سے اسلام اور مسلمانوں یا عام لوگوں کو کیا فائدہ پہونچتا ہے اور اس میں اخلاق میں کیا ترقی ہوتی ہے۔

سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی عزت ہے جس کا کل اسلامی دنیا پر اثر ہے۔ آپ ہی کی عزت نے پھر دنیا کو زندہ کیا عرب جن میں زنا شراب اور جنگ جوئی کے سوا کچھ رہا ہی نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا ہمدردی اور خیر خواہی نوع انسان کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔ اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے بلکہ حقوق اللہ پر اس سے بھی زیادہ تاریکی چھاگئی تھی اللہ تعالیٰ کی صفات پتھروں۔ بوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھی قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پوجا دنیا میں ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مکروہ کا نقشہ اگر ذرا دیر کے لئے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم و جور کے بھیانک اور خوفناک نظارہ کو دیکھے گا۔ فالج ایک طرف گرتا ہے مگر یہ فالج ایسا فالج تھا کہ دونو طرف گرا تھا۔ فساد کامل دنیا میں برپا ہو چکا تھا۔ نہ بحر میں امن و

سلامتی تھی اور نہ بریں سکون و راحت اب اس تاریکی اور ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں آپ نے آکر کیسے کامل طور پر اس میزان کے دونوں پہلو درست فرمائے - کہ حقوق اللہ اور حق العباد کو اپنے اصلی مرکز پر قائم کر دکھایا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی طاقت کا کمال اسوقت ذہن میں آسکتا ہے جب کہ اُس زمانہ کی حالت پر نگاہ کی جاوے - مخالفوں نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو جسقدر تکالیف پہونچائیں اور اس کے بالمقابل آپ نے ایسی حالت میں جب کہ آپ کو پورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا ان سے جو کچھ سلوک کیا وہ آپ کے علو شان کو ظاہر کرتا ہے -

ابو جہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کون سے تکلیف تھی جو آپ کو اور آپ کے جاں نثار خادموں کو نہیں دی غریب مسلمان عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا - اور وہ چیری جاتی تھیں محض اس گناہ پر کہ وہ لا الٰہ الا اللہ پر کیوں قائل ہوئیں - مگر آپ نے اس کے مقابل صبر و برداشت سے کام لیا - اور جب کہ مکہ فتح ہوا تو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف فرمایا یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا - اللھم صلّ علی محمد و علی آل محمد

غرض بات یہ ہے کہ اخلاق فاضلہ حاصل کرو کہ نیکیوں کی کلید اخلاق ہی ہیں

قرآن کریم

کیونکر آسکتا ہے

حضرت مولٰنا مولوی **نور الدین** صاحب سلمہ ربہ سے اکثر دفعہ لوگوں نے سوال کیا ہے کہ قرآن کریم کیونکر آسکتا ہے ؟ حکیم الامۃ نے اس سوال کا جواب یوں دیا ہے -

قرآن کریم سے بڑھ کر سہل اور آسان کتاب دنیا میں نہیں مگر اُس کے لئے جو پڑھنے والا ہو سب سے پہلے اور ضروری شرط قرآن کریم کے پڑھنے کے واسطے **تقوی** ہے اللہ تعالے کا وعدہ ہے کہ وہ متقی کو قرآن پڑھا دیگا طالب علم کو معاش کی طرف سے فراغت اور فرصت چاہئے تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے اس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچتا ہے کہ کسی کو معلوم بھی نہیں ہوسکتا اللہ تعالے خود متکفل ہو جاتا ہے

پھر دوسری شرط قرآن کریم کے سمجھنے کے واسطے مجاہدہ ہے یہ مجاہدہ خدا میں ہو کر ہونا چاہئے - پھر مشکلات کا آسان ہو جانا اللہ تعالی کا وعدہ ہے -

پھر قرآن کریم کے پڑھنے کا ڈھنگ یہ ہے کہ ایکبار شروع سے لے کر اخیر تک خود پڑھے اور ہر آیت کو اپنے ہی لئے نازل ہوتا ہوا سمجھے - آدم و ابلیس کا ذکر آئے تو اپنے دل سے سوال کرے کہ میں آدم ہوں یا شیطان اس طرح پر اپنی کل حالت کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملے گا اور اصلاح کی راہ نکل آئے گی - اس طرح پر قرآن کریم پڑھتے وقت جو مشکل مقام آویں ان کو نوٹ کرتے جاؤ - جب قرآن شریف ایکبار ختم ہو جاوے پھر اپنی بیوی کو اور گھر والوں کو اپنے درس میں شامل کرو - اور ان کو سناؤ - اس مرتبہ میں جو مشکل مقام آئے تھے انشاء اللہ تعالے ان کا ایک بڑا حصہ حل ہو جاوے گا اور جو اب کے بھی رہ جاویں انکو پھر نوٹ کرو -

اور تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو بھی شامل کرو - اور پھر چوتھی مرتبہ غیروں کے سامنے سناؤ - اس مرتبہ انشاء اللہ سب مشکلات حل ہو جاویں گی -

مشکل مقامات کے حل کرنے کے واسطے دعا سے کام لو -

کیونکر معلوم ہو کہ نماز قبول ہوتی ہے

یہ مضمون ہم نے اپنی طرز پر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کے ایک خطبہ سے منتخب اور ملخص کیا ہے جو انھوں نے ایک جمعہ میں پڑھا تھا -

---

اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ جو نمازیں ہم پڑھتے ہیں فی الحقیقت اللہ تعالٰے کے حضور یہ شرف قبولیت رکھتی ہیں ؟ اس سوال کا جواب دینے سے پیشتر ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ انسان جو نفع پسند ہستی ہے فطرتی طور پر اپنے کاموں کے نتائج اور

ثمرات کو دم نقد دیکھنا چاہتا ہے اور اسی فطری تقاضا کے موافق اس قسم کے سوالات اس کے اندر پیدا ہوتے ہیں اور یہی خواہش ہے۔ جس نے بسا اوقات نادان اور جلد باز انسانوں کو جنت و نار کے وعدے و وعید سن کر عدم تدبر کی وجہ سے انکار کی حد تک پہونچا دیا۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ فطرتی جوش بجائے خود برا ہے نہیں نہیں ہمارا یہ مطلب ہے کہ اس تقاضے کے موافق انسان کے اندر فوری نفع کا خیال پیدا ہوتا ہے اور جب وہ اعمال صالحہ کے مفاد اور نتائج کے لئے کسی خاص وقت بعد الموت کا وعدہ سنتا ہے تو گھبرا اُٹھتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ منکر ہو جاتا ہے۔

بہرحال ہم اس مضمون میں صرف اس سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں جو عنوان میں درج ہے یہ بات بخصور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ قانون قدرت پر ایک وسیع نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر فعل جو انسان کرتا ہے اُسکا نتیجہ ایک خاص وقت پر کامل طور پر ظاہر ہوتا ہے گو اُس نتیجہ کے آثار شروع ہو جاتے ہیں مثلاً جب ایک زمیندار کسی کھیت میں بیج ڈالتا ہے تو وہ بیج بارور ہونے کے واسطے ایک خاص زمانہ چاہتا ہے اگرچہ اُس کا پودہ نکل آتا ہے جو اُس آنے والے نتیجے کے لئے ایک یقین دلانے والی شئے ہے۔ اسی طرح پر اعمال انسانی کے مجازات کا سلسلہ تو اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے اور انکا کمال اُس دوسرے عالم میں ہوتا ہے۔ پس اس نظارۂ قدرت کو دیکھ کر یہ سوال صاف طور پر حل ہو جاتا ہے جو یوم المجازات پر کیا جاتا ہے۔

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ قبولیت نماز کے کیا نشان ہیں؟ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسیطرح پر قبولیت نماز اپنے نشانوں سے معلوم ہو سکتی ہے قرآن کریم میں نماز کے ثمرات یوں بیان فرمائے ہیں۔

اتل ما اوحی الیك من الکتب واقم الصلوة ان الصلوة تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ ولذکر اللہ اکبر۔ واللہ یعلم ما تصنعون۔

جو کچھ کتاب اللہ میں سے تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسکو پڑھ سنا اور نماز کو ٹھیک قائم کر بے شک نماز ہر قسم کی بدکاری اور بُرے کام سے روکتی ہے نماز ہی ذکر اللہ ہے جو تمام پیاری چیزوں کی یاد سے بڑھ کر ہے اور یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے افعال سے واقف ہے۔

خدا تعالےٰ نے اس پاک کلام میں نماز کے ثمرات اور نتائج اور ایسی نتیجہ خیز نماز کا اصول دونوں بیان فرمائے ہیں۔ قرآن کریم کے طرز بیان کو صرف یہ فخر حاصل ہے کہ وہ ہر حکم اور دعوے کو مدلل اور محکم کر کے بیان فرماتا ہے۔ یہاں اقم الصلوة کا حکم دیا ہے تو ان الصلوة تنھی عن الفحشاء والمنکر اس حکم کی معقولیت کی دلیل ہے۔ چونکہ دلیل صاف اور واضح ہوتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نتائج اور ثمرات نماز کو مخصوصاً کسی اَن دیکھے جہان کے واسطے ہی نہیں رکھا بلکہ ہم اُن کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔

غرض نماز کا نتیجہ اور خاصہ یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ ہر قسم کی بدکاری اور ریاکاری سے روکتی ہے اور ہر بری بات سے بچاتی ہے۔ پس اب نماز پڑھنے والا اپنے اندر غور کرے کہ کیا میری بدکاریاں اور بُری باتیں نماز پڑھنے سے کم ہونی شروع ہوئی ہیں یا نہیں؟ اگر اپنے اندر ایک تبدیلی کو محسوس کرے تو اُس کے لئے بشارت ہے۔ لیکن اگر باوجود نماز پڑھنے کے بھی ان میں کمی نہیں ہوئی تو دوستو! بے شک یہ نماز نماز نہیں!!!

مگر یہ بات بھی یاد رہے کہ کسی فعل کے صحیح اور اصل نتیجہ پر پہونچنے کے لئے ضروری ہے کہ اُن تمام لوازمات اور آداب کو ملحوظ رکھا جائے جو اس کے واسطے مقرر ہیں مثلاً اگر ایک شخص بیج کے دانے کسی غیر تردو شدہ زمین میں ڈالدے اور پھر ان تمام رعایتوں کو بھی ملحوظ نہ رکھے جو ان کے بارور ہونے کے لئے ضروری ہیں تو بتلاؤ کہ وہ خرمن جمع کرنے کا اُمیدوار کیونکر ہو سکتا ہے؟۔ ادائے نماز کے لئے بھی آداب اور شرائط ہیں اور وہ کیا؟ وہی جو ارکان نماز کہلاتے ہیں پس نماز کا ہر رکن پورے ادب اور لحاظ سے ادا ہونا ضروری ہے۔

ان آداب اور شرائط کے پورے طور پر ادا کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ

نے ایک اصول بتلایا ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ اللہ تعالے کے ذکر کو تمام اذکار پر مقدم اور ضروری قرار دیا جاوے اور یہ توفیق اُس وقت ملتی ہے جب کہ اللہ تعالے کے علم تام پر ایمان کامل ہو وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ یہ گر اور یہ اصول نماز کی جان اور جڑ ہے گویا اللہ تعالے نے وہ طریق بتلایا ہے جس سے انسان نماز کو اُس طریق پر ادا کر سکے جو ان نتائج کے موجب ہو جو یہاں بیان فرمائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز میں انسان اللہ تعالے کو دیکھتا ہو اور اگر یہ مقام میسر نہ آوے تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ یہ محسوس کرے کہ خدا مجھکو دیکھتا ہے وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ میں اللہ تعالے نے اسی اصول کو بتلایا ہے یَعْلَمُ اور تَصْنَعُوْنَ کے الفاظ بہت قابل غور ہیں ہو سکتا تھا کہ بَصِیْرٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ فرماتا مگر یَعْلَمُ اور تَصْنَعُوْنَ کے الفاظ کے استعمال میں کیا سر ہے؟ بَصِیْرٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ سے صرف افعال ظاہری کی نگرانی معلوم ہو سکتی ہے اسلئے ایک نماز پڑھنے والا ممکن ہے ارکان نماز کو نہایت صفائی اور درستی سے ادا کرے مگر دل میں دہریت اور الحاد ہو اسلئے خدا تعالے نے یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ فرمایا ہے یعنی یہی نہیں کہ تمھارے حالات ظاہری سے واقف ہے بلکہ یہ بتلایا ہے کہ تمھارے اندرونی منصوبوں تک سے بھی ماہر ہے اب جب کہ انسان کے اندر خدائے قدوس کی نسبت یہ معرفت اور ایمان پیدا ہو جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا اثر نہ صرف اُس کے اعمال ظاہری پر پڑیگا بلکہ اُس کی روح میں ایک طہارت اور دل میں روشنی اور فروتنی اور انکسار پیدا ہوگا اور اس طرح پر اس کو حضور قلب اور خشوع و خضوع حاصل ہوگا جو نماز کا مغز اور لب ہے ہم اس مختصر مضمون میں اس آیت پر پوری بحث نہیں کر سکتے اور ناظرین کو زیادہ غور اور فکر کا موقع دیتے ہیں۔ اور اب خلاصہ بیان کر کے ختم کر دیتے ہیں۔

قبولیت نماز کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر فروتنی اور انکسار پیدا ہو اور خشیت آلٰہی ہو اور یہ بات پیدا ہوتی ہیں جب کہ ذِکْرُ اللّٰہِ کو اکبر اور افضل قرار دیا جاوے اور اس مرتبہ پر پہونچنے کے واسطے اللہ تعالے کے علم تام پر ایمان ہو جب نماز ان شرائط کے ساتھ ادا ہوگی تو پھر قبولیت نماز کو اس کے ثمرات سے پہچان لوگے اور وہ کھلی بدکاریوں اور بری باتوں سے بچنا ہے اللہ تعالے ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو ایسے نتیجہ خیز نماز کی توفیق دے۔

آمین!

عام معاملات پر ہماری ریمارکس

ملک کی اخلاقی حالت کا اندازہ

ملک کی ضروریات کا اندازہ اُن اشتہارات سے ہو سکتا ہے جو اخبارات میں شائع ہوتے ہیں انگریزی اخبارات کو چھوڑ کر ہم اردو اخبارات کے صیغہ اشتہارات پر ایک غائر نظر کرتے ہیں ۹۹ فیصدی اشتہارات ادویات کے ہیں اور ان ادویات کے اشتہارات میں سے بھی ۹۵ فیصدی ایسی اشتہارات ہیں جنکا تعلق قوت باہ اور قوائے متناسلہ سے ہے۔ اس سے ملک کا مذاق اور اہل ملک کی اخلاقی حالت کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ ایسے اشتہارات کی کثرت اس امر کی شہادت اور صریح دلیل ہے کہ ملک میں عیاشی کی کثرت ہے ملک کے بہی خواہوں کو اس پر پوری توجہ کی ضرورت ہے اس عیاشی کی کثرت کو روکنے کے لیے ممکن ہے کہ یہ نسخہ کارگر ہو کہ مالکان اخبارات ایسے اشتہار شائع نہ کریں مگر جب اخبار والوں کو خریداروں سے مایوسی ہو اور اشتہار دینے والے معقول معاوضے اور پیشگی رقمیں دینے پر آمادہ ہوں تو ایسا کرنا شاید ان کے لئے ٹیڑھی کھیر ہو۔

ایک اور سوڈانی مہدی

ابھی شیخ سنوسی کا خطرہ کم نہ ہوا تھا کہ سوڈان کے ضلع کارڈوفان میں ایک اور مہدی پیدا ہو گیا ہے۔ جس نے اُس ضلع کے راستے بند کر دیے ہیں۔ سوڈان کی زمین معلوم ہوتا ہے کہ مہدی خیز زمین ہے آئے دن کوئی نہ کوئی مہدی پیدا ہی ہوتا رہتا ہے ان مہدیوں کے مہدی موعود نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ان میں سے جو اُٹھا ملک گیری کے خیال کو سر میں

لے کر اٹھا حالانکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کا یہ نشان بتلایا ہے کہ وہ جنگ موقوف کرے گا تیر و سنان لے کر مقابلہ میں نہ آئے گا۔ کاش ان خیالی مہدیوں کو یہ معلوم ہوتا کہ اُن کے اس طرز عمل سے مسلمانوں کی نسبت کیسی خیالات قائم کئے جاتے ہیں اور وہ بیچارے کن بدگمانیوں کا نشانہ ہوتے ہیں تو جنگجوئی کے خیالات سے باز آجاتے ان ساری باتوں کو ٹھیک طور پر مد نظر رکھ کر ہم کہتے ہیں کہ

مہدی صادق

وہی ہے جسنے

جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

شائع کیا اور مسلمانوں کو بتلایا کہ دین کے نام سے جہاد اور قتال حرام ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جس قدر لوگ مہدی معہود کے ہاتھ پر بیعت کرتے جائیں گے اُسی قدر گورنمنٹ کو مسلمانوں کی نسبت زیادہ اعتبار اور یقین پیدا ہوتا جاوے گا ورنہ کسی خونی مہدی کا انتظار کرتے ہوے ممانعت جہاد کے فتوے شائع کرنے والے لوگ خواہ کچھ ہی کریں مگر گورنمنٹ کو مطمئن نہیں کرتے۔

اردو ناگری کا سوال

ہم نے اس سوال پر آج تک بحث نہیں کی اور نہ اب اس پر کسی مزید بحث کی ضرورت دکھائی دیتی ہے اس لئے کہ اب اس پر کچھ لکھنا مشت بعد از جنگ ہے۔ ہم کو صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ مسلمانوں پر یہ وبال قرآن کریم کو چھوڑنے کا ہے۔ جو قرآن کریم کو چھوڑتا ہے دنیا اُسپر تنگ کی جاتی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور علوم قرآنی کی تحصیل ایک لغو اور فضول کام قرار دیا گیا تھا آخر خدا تعالے کی غیرت نے مسلمانوں کو اس زبان کے سیکھنے پر مجبور کیا جس سے اُن کو دلی نفرت تھی۔ کیا یہ غیرت کی جا نہیں؟ کیا مسلمان اب بھی غور نہ کریں گے؟ اردو ناگری کے جھگڑے کو روتا اب بالکل فضول ہے اب بھی اگر مسلمان علوم قرآنی کی اشاعت پر پوری توجہ کریں اور جس قدر وقت اور روپیہ انگریزی اور اب ہندی کے سیکھنے پر خرچ کرتے ہیں یا کریں گے اگر اس سے نصف بھی قرآن کریم کی تعلیم اور تعلّم میں دیں تو ہم یقینا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالی اُن کے واسطے بہتری راہیں نکال دے گا۔ مسلمانو تمھارے ہاتھ سے قرآن کریم کچھ تو انگریزی میں پوری مصروفیت کی وجہ سے نکل چکا ہے اور کچھ اب ہندی لے لے گی۔ اگر ایسی حالت رہی تو خطر عظیم کا اندیشہ ہے۔ ابھی وقت ہے سنبھلو اور قرآن کو مضبوط پکڑو کہ فلاح اسی میں ہے

ملک میں صنعتی تعلیم کی ازبس ضرورت ہی

ہمارے ہمسایہ قوم ہندو زمانہ کی نبض شناس ہے اور دور بینی معاملات میں اس کا فہم بہت وسیع ہے ابتدائً جب انگریزی تعلیم کا ملک میں چرچا ہوا۔ اُسوقت ہندوؤں نے انگریزی زبان کے سیکھنے میں پیشدستی کی اور سب سے پہلے اعلی عہدے حاصل کرلئے مسلمان انگریزی زبان کے جواز عدم جواز پر فتوی لکھنے میں مصروف رہے جب دیکھا کہ کام بگڑا تو انگریزی سیکھنے کی طرف توجہ کی اور ہر شخص کے سر میں یہی خیال سمایا کہ قوم میں انگریزی تعلیم کا عام رواج دیں گے تو کچھ بنے گا مگر بہت پیچھے رہی ہوئی قوم منزل مقصود پر پہونچی ہوئی قوم کا مقابلہ کب کر سکتی تھی گو کسی قدر فائدہ ہوا مگر ہونے کے برابر اب جبکہ انگریزی خوانوں کی ہوئی کثرت اور گورنمنٹ کو ضرورت رہی کم اور ہر سال لاکھوں انگریزی خوان نوکری کے طلبگار پھرنے لگے۔ تو ہندوؤں نے خوب برمحل سوچا کہ اب نوکری سے تو کام بننے کا نہیں اب ضرورت ہے صنعتی تعلیم کی۔ چنانچہ انھوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے لاہور میں ہندو ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کرلی اور اب اس میں سات جماعتیں بھی کھولدی ہیں مسلمان اب تک بیدار نہیں ہوے۔ ہمکو معلوم دیتا ہی کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کا اسطرف متوجہ ہونا شاید اپنے لئے کوئی فال نیک سمجھی کہ ہندو صنعتی علوم سیکھیں اور ہم انگریزی پڑھکر ملازمت کرلیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا خیال کرلیا ہی تو بریں عقل و دانش بباید گریست۔ موجودہ طرز تعلیم اور ملازمت کی موجودہ حالت سے ایسی امید کرنا خیالی پلاؤ ہی۔ آجکل کی تعلیم ایک وسیع میدان اور وسیع اخراجات کو چاہتی ہے اور مسلمانوں کی حالت اس بار گراں کی برداشت کرنیکی قابل نہیں ہی اسلئے ہماری اسلامی کالج اور انجمنیں صنعت و حرفت کی تعلیم پر غور کرکے مسلمانوں کی بچوں کو

تار کی خبریں

جنگ چین

لنڈن - یکم جولائے - بیو سو تھہ ویلز سے انگلستان کو ۲ ہزار سے ۳ ہزار فوج تک مہم چین کی امداد کے لئے پیش کی گئی ہے - امیر البحر بروس نے ۳۰ جون کو خبر دی کہ دول عظام کی مشترکہ فوجیں اب تک چین میں اسقدر پہونچی ہیں ۵۲۰ آفیسر ۱۲۵۰۰ سپاہی - آمریکن امیر البحر کیمف راوی ہے کہ ۱۵ جون کو دربار چین نے سفیروں کو ۲۴ گھنٹے کے اندر چلے جانے کا نوٹس دیا تھا - مگر سفیروں نے انکار کیا اور وہ ابتک پیکن میں موجود ہیں - ٹینٹسن کے باہر سلح خانہ پر جو لڑائی برٹش فوج اور بوکسروں اور چینیوں کے مابین ہوئی وہ سخت جنگ تھی - برٹش سنگینوں ہی دشمن کو زیر کیا اور برٹش نقصان اس جنگ میں یہ تہا کہ ۲۷ ہلاک اور ۹۷ زخمی ہوئے ؛

لنڈن - ۲ - جولائی - ڈیپرا سے لی ہنگ چنگ نے اپنی صفائی ظاہر کرنے کے لئے شنگہائی میں ۱۳۰ - بوکسروں کے سر قلم کرائے لیکن یورپین قونصل ابتک اسپر اعتبار نہیں کرتی -

لنڈن - ۳ - جولائے - پیکن سے خبر آئی ہے کہ وہاں چینیوں نے سفارتگاہیں محصور کر رکہی ہیں جن کا سامان خوراک اور گولی بارود ختم ہونے پر ہے - چینی فوجیں شہر کے اندر ۲۰ ہزار اٹی پڑی ہیں - اور بیس ہی ہزار شہر کے باہر ہیں اور ان افواج سے ۳ ہزار چینی فوج پیکن سے ٹنٹسن کو روانہ ہوئی ہے شہنشاہ جرمن نے چین کے لئے ایک بحری براگنڈ کے تیار ہونے کا حکم دیا ہی

لنڈن - ۳ جولائے - جرمن جہاز بار برداری فوج لے کر کل روانہ چین ہوگئے - ان جہازوں پر ۲۳۰۰ فوج ہے - وقت روانگی پر خود قیصر ولیم نے الوداع کہی اور بروقت روانگی فوج ندکورکے جرمن قیصر نے پرجوش تقریر کی کہ چین کے ساتھہ سمجھنا فرض ہے کیونکہ چین سے جگہ خراش جرائم وحشیانہ سرزد ہوے جو انتقام کا مطالبہ کرتے ہیں - اخیر میں قسم کہائی کہ اُسوقت تک پیچہا نہ چھوڑیں گے کہ دو شندار طاقتوں کے جھنڈے پیکن پر لہرائیں -

لنڈن ۴ - جولائے پیکن میں ۲۶ - جون کو ایک شاہی حکم اس مضمون کا نافذ ہوا کہ تمام صوبجات میں باکسروں اور فوجوں کو بھرتی کیا جلے تاکہ اجنبیوں کو جابجا ملک بدر کریں - چینی فوجیں ٹنٹسن پرحملہ کر رہی ہیں اور قریب دیواروں کے خندقیں کہود رہے ہیں - ٹاکو سے ۳۰ کی مراسلت ۴ - کو لنڈن میں پہونچی کہ برٹش ورو سی امیر البحروں نے باہم اتفاق سے یہ قرار دیا ہے کہ ٹنٹسن پر قبضہ رکھنے کی کوشش کی جاوے اور درصورت ناکامی کے ٹاکو پر قبضہ رکہا جاوے خبر آئی ہے کہ درمیان پیکن ٹنٹسن کے چینی فوج بقدر چالیس ہزار کے فراہم پڑی ہے -

لنڈن ۴ - جولائے نہایت مختلف خبریں یورپ میں چین سے آرہی ہیں اور پیکن میں واقعات کی اصلی حالت کو معلوم کرنا ناممکن ہے سفارتگاہوں کی تقدیر کی نسبت جو سخت اندیشہ ہو رہا ہے وہ اب اس یقین میں تبدیل ہو رہا ہے کہ شہنشاہ بیگم پر فی الواقعہ کیا گذرا ہے - لیکن یہ عموماً یقین کیا گیا ہے کہ باکسروں کے سرغنے اس کی حکومت پر رشک کرتے ہیں اور اُس کے ظالمانہ طریقوں سے اندیشناک ہیں اور اُس کو قید میں رکھے ہوے ہیں - گورنمنٹ امریکہ کو سرکاری طور پر خبر دی گئی ہے کہ ہر دو شہنشاہ بیگم اور اُسکا بدقسمت بھتیجا شہنشاہ محل میں قید ہیں اور اُنکی تقدیر حالت تذبذب میں ہے - خبر ہے کہ پیکن میں اہل جرمن نے اپنے سفیر کے قتل کا جلدی اور مکمل بدلا لے لیا ہے انہوں نے اپنے آپ کو جمع کیا اور باوجود تمام مقابلہ کے جو باکسروں اور چینی افواج نے گلیوں میں اُنسے کیا انھوں نے تنگ لی ین کی عمارت پرحملہ کیا اور اُسکو بالکل تباہ کردیا - یہ معلوم نہیں کہ آخر اس جرمن گروہ پر کیا واقعہ ہوا - اُن خبروں میں سے جو براہ ہانگ کانگ آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی چین میں باکسروں کی ایسی بغاوت نہیں ہے جیسی کہ شمال میں ہے اور اُمید ہی کہ وہاں انتظام بحال ہو جائے گا جنوبی ویسرائوں نے اسبات پر اتفاق کرلیا ہے کہ شہزادہ ٹوان کے احکام کی پروا نہ کریں اور جہانتک ممکن ہو باشندگان ممالک غیر کی حفاظت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہی اور اس لئے انھوں نے طاقتوں سے درخواست کی ہے کہ اپنی تمام کارروائی کو شمال میں ہی محدود رکھیں اور ینگسی کے جنوب میں جو ملک ہی اس میں اُنکی افواج کے کوچ سے جنوبی آبادی کو تکلیف نہ دیں اور خوف زدہ نہ کریں - اگر طاقتوں کو اُن کے اس خیال کی صداقت پر یقین ہوگیا تو اغلب ہی کہ فرنچ لشکر ٹونکین سے اور اکسپڈیشنری فوج ہندوستان سے شمالی بندرگاہوں میں سے بعض میں اُتاری جاویں گی - اول الذکر غالباً شنگہائی میں اور مؤخرالذکر ویہیوائی میں -

لنڈن ۵ جولائے - پیکن سے تین چینی جو بہاگ کر آئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ تمام باشندگان ممالک غیر جو تعداد میں ایک ہزار ہوں گے -

انگریزی سفارت گاہ میں تا وقتیکہ ان کا گولہ بارود ختم نہ ہوا مقابلہ کرتے رہے۔ مگر آخر سفارت گاہ جلائی گئی اور سب آدمی قتل کئے گئے۔ خبر ہے کہ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم زہر دیکر مارڈالے گئے ہیں شہر ٹنٹسن پر متفقہ افواج نے حملہ کیا اور چھ گھنٹے تک چینیوں سے لڑائی ہوتی رہی۔

لنڈن ۹ر جولائی گزشتہ رات ہوس آف کامنز میں مسٹر براڈرک نے اطلاع دی کہ گورنمنٹ ہرساعت اُس خط وکتابت کے جواب کی توقع کررہی ہے جو اُس نے رہائی پیکین کی بارہ میں جاپان سے کی ہوئی ہے شاہی انجنیروں کے دستے نوح ۱۲ تاریخ کو ہانگ کانگ سے وہیہائی کو روانہ ہوں گے۔

لنڈن ۹ر جولائی۔ برٹش گورنمنٹ نے چینی وزیر متعینہ لنڈن سے درخواست کی ہے کہ پیکین میں حکام کو لکھدیا جاوے کہ اُس نقصان کے لئے جو یورپین لوگوں کو پہونچے گا مجرم قرار دئے جاویں گے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ صوبجات کے وائسرائوں کو بھی اس امر سے اطلاع دی جاوے۔ ایک مراسلہ سے جو برلن میں آیا ہے معلوم ہوا ہے کہ بغاوت چیفو تک پھیل رہی ہے اور وہاں جو امریکن امیر البحر ہے وہ امریکن رعایا کو وہاں سے لے جانے کی تیاریاں کررہا ہے برطانیہ نے جرمنی کو کہا ہے کہ وہ روس کو اس بات پر راضی ہونے کی ترغیب دے کہ چین میں امن بحال کرنے کا کام جاپان کے سپرد کیا جاوے مگر جرمنی نے اس اندیشہ سے کہ مبادا روس کے ساتھ اس کے تعلقات بگڑ جاویں اس سے انکار کردیا ہے۔

لنڈن ۷ر جولائی شہنشاہ ولیم نے اشتہار دیا ہے کہ ہر ایک یورپین کے سر جو پیکین میں زندہ بچا لیا جاوے ایک ہزار ٹیل (ایک سکہ) انعام دیا جاوے گا۔ امریکن کنسل متعینہ شنگھائی تار دیتا ہے کہ بغاوت پھیل رہی ہے اور اگر متفقہ افواج کو شمال میں روکا گیا تو بغاوت وسطی اور جنوبی حصہ میں پھیل جاوے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام باشندگان ممالک غیر قتل کئے جاویں گے سینٹ پٹیرزبرگ میں بیان کیا گیا ہے کہ طاقتوں کا منشا یہ نہیں ہے کہ چین کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاویں بلکہ یہ کہ امن بحال کیا جاوے اور زیادہ پائدار ذمہ داریاں قائم کی جاویں۔ جاپان نے ایک ڈویژن چین کو روانہ کیا ہے جس سے اب تک کل جاپانی فوج جو روانہ ہوچکی ہے ۲۲ ہزار ہوگئی ہے۔ برطانیہ نے جاپان کو یقین دلایا ہے کہ ایک بڑی جاپانی فوج کی ٹاکو کو جلد روانگی مفید ہوگی اور کوئی یورپین طاقت اعتراض نہیں کرے گی روس نے جاپان کو ۲۷ جون کو اشتہار دیا کہ میں تم کو پیکین میں ممالک غیر کے باشندوں کی امداد میں افواج روانہ کرنے کے لئے پوری آزادی دیتا ہوں خاصکر اس وجہ سے کہ جاپان نے اور طاقتوں کے ساتھ ملکر کارروائی کرنے کی رضامندی ظاہر کی ہے۔ امیر البحر روس کا تار دیتا ہے کہ ٹاکو میں تمام امیر البحر پورے اتفاق سے کام کررہے ہیں۔ یورپینوں نے ٹنٹسن کے اسلحہ خانہ میں ۲۰ لاکھ روپیہ کے جدید اسلحہ اور گولہ بارود معلوم کرکے تباہ کردیئے ہزار ہا چینیوں کی لاشیں ٹنٹسن کے اردگرد بلا دفن پڑی ہوئی ہیں اور دریا لاشوں سے پُر ہوگیا ہے امیر البحر سیمور کو ایک گولی سے خفیف سا زخم لگا ہے۔

مفصل

پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑی کو مناظرہ کیلئے دعوت

ہم ذیل میں وہ اشتہار درج کرتے ہیں جو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مناظرہ کے لئے شائع کیا ہے۔ ایڈیٹر

امابعد۔ سید محمد احسن امروہوی نزیل قادیان بخدمت حضرت مہر علیشاہ صاحب گولڑوی بعد السلام علی من اتبع الہدیٰ عرض کرتا ہے کہ چونکہ جناب نے اپنی کتاب شمس الہدایہ میں بضمن جواب حضرت اقدس امام الزمان ؎ الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر این صد کے چند مقاموں میں میرے رسائل مؤلفہ پر کچھ اعتراضات بھی وارد کئے ہیں اور اس ذریعہ سے اپنی بزم مناظرہ تحریری میں مجھکو بھی دخل اور بار دیا ہے۔ لہٰذا میں آپ کی اس یاد فرمائی سے بہت خوش ہوا ہوں۔ ؎ بہ بزم وصل خودم خواند یار در جلوت ٭ کنوں رقیب حسد پیشہ گو بسوز از رشک ٭ اگرچہ آپ کے رسالہ میں جملہ استدلالات آپکے بالکل خلاف ادلہ شرعیہ اور مخالف علوم الٰہیہ کے ہیں جو آداب مناظرہ سے علی حرف واقع ہوئے ہیں اور ان کے رد وجواب کی طرف توجہ کرنا تضیع اوقات ہی و من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ مگر چونکہ یہ خیال بھی آتا ہے کہ عوام کالانعام ہمارا سکوت احقاق حق اور ابطال باطل سے دیکھکر یہ نہ سمجھ لیویں کہ شاید کوئی ذرہ بھر حق وصواب کا آپکے رسالہ کی طرف بھی ہو لہٰذا بحکم الساکت عن الحق شیطان اخرس کے میں نے آپکے رسالہ شمس الہدایہ کا رد اس ماہ جون گذشتہ میں محرر کرلیا ہے جو عنقریب

انشاء اللہ طبع ہوکر اشاعت پائیگا اور جناب کی خدمت میں پہونچیگا - اب چونکہ آپ نے بعد ختم اپنے رسالہ کے آخر میں ایک اعلان مباحثہ کا بھی دیا ہے اور مطادی مضامین رسالہ میں مجکو آپ اپنی بزم مناظرہ میں داخل ہونے کا استحقاق فرما چکے ہیں کہ اسکا میں شکریہ مکرر ادا کرتا ہوں یہ لائن سارٹی ان تلقی بمسارۃ ؛ لقد سرلی انی خطرت ببالک - جناب کی خدمتمیں استحقاق معروضہ کو اپنا وسیلہ گردانکر بذریعہ اس اشتہار کے جناب کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں اس بزم مباحثہ تقریری جناب میں بھی داخل ہونیکو بہمہ تن مستعد و طیار ہوں - اور یہ جلسہ مباحثہ کا بمقام لاہور ہونا چاہئے کیونکہ لاہور ہی پنجاب کا صدر مقام ہے - نمبر اول بحث کا وہی ہوگا جو آپنے اپنی رسالہ میں مقدم کیا ہے یعنی مسئلہ حیات اور رفع جسمانی عیسی بن مریم کا شروع ہوگا کیونکہ آپنے اپنے رسالہ میں اسی مسئلہ پر سب سے اول بڑا زور دیا ہے اور نیز طبعی طور ہی اسی مسئلہ کو تقدم حاصل ہے - بعدہ جس مسئلہ میں بحث کرنا طرفین سے منظور ہوگا اسی مسئلہ میں مناظرہ شروع کیا جائے گا - جواب اسکا اندر میعاد ۱۵ یوم کے اس اعلان کے پہونچنے سے ضرور مرحمت ہو - بعد انقضائے میعاد ثابت ہوگا کہ آپ نے جو اعلان مباحثہ کا آخر رسالہ شمس الہدایہ میں شائع کیا ہے صرف فرضی طور پر ہے صحت نیت کے ساتھ ہرگز نہیں ہے اور نہ موسس علی التقوی ہو سکتا ہے - اور ہاں اگر یہ مناظرہ بھی منظور نہ ہو تو اس درخواست کی بموجب جو بتاریخ ۲۷ - جون سنہ ۱۹۱۰ء بخدمت جمیع علماء پنجاب و ہندوستان و سجادہ نشینان خصوصًا بنام جناب کے ہماری جماعت کی طرف سے شائع ہوکر آپ کی خدمت میں سب سے اول پیکٹ اسکا روانہ کیا گیا ہے بلحاظ شرائط مندرجہ درخواست کے جلسہ منعقد فرمایا جاوے - اس آخری جلسہ میں جو درخواست مذکور کی شرائط کے موافق ہوگا - حضرت اقدس ہمارے امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہود تشریف رکھیں گے اور ہماری طرف سے مقابل آپکے حضرت اقدس ہی ہونگے - اور اگر اس درخواست پر بھی آپکی طرف سے کچھ آمادگی نہ ہوئی تو صاف ثابت ہوگا کہ حق ہماری طرف ہے لا غیر و ماذا بعد الحق الا الضلال - والسلام علی من اتبع الہدی - المشتہر سید محمد احسن امروہوی نزیل قادیان - ۹ر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں . . . ۳۰۰ زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلے و افضل کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت میں آج تک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں - اس کی پہلے قیمت پچیس ۲۵ روپے تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی - ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں - کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف ۳ ہے -

المشتہر کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جن میں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بد زبانیاں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرتمند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اترآتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر چھپا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر اسلام سے مشکک اور مرتد ہوگئے ہیں - ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دنداں شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچائے اور انکا حوصلہ بڑھا سکتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا مبلغ سا روپیہ اسی ایکبات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپے جمع ہوجاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں -

اسلام جو خدائی اور سچا مذہب ہے کیا اسکیلئے **مسلمانوں** کو اتنی بھی **غیرت** نہیں ہونی ضرور ہونی چاہئے اور یہی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ **انوار الاسلام** ماہوار نکالنے پر مجبور ہوے جسمیں **نور افشاں** وغیرہ عیسائی اخباروں **آریہ گزٹ** وغیرہ آریہ کے اخباروں اور **مخالفین کے** تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا **فرض** ہے کہ اس رسالہ کو منگائے اور مطالعہ فرمائے ۴۸ - **صفحے ماہوار** قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک کے صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے - نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے - واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۱۲ ار غیر مذاہب سے صرف ۸ر لی جاتی ہے صرف اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو خداوند تعالے کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہمنے دنیا میں

رسالہ **انوار الاسلام**

نہیں دیکھا

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم

رسالہ انوار الاسلام

ممیرےکا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردہ ال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام اور خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ ۴ر۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ **المشتہر** پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے!!

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوائی بالخصوص مفصل ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا وحضور سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں حلین کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیادی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال معین ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ پی۔ ایم۔ سانگلی صاحب ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا میںنے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورنے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳- میںنے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہی اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری مجسٹریٹ سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے

غلام ملا

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳ ۱۸

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان ہیں
دوا ہیں شفا ہیں غرض دار الامان ہیں

دار الامان قادیان ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۹ع

حضرت اقدس علیہ السلام کی پاک باتیں

ہر کہ روشن شد دل و جان و درون از صحبتش
کیمیا باشد بسر بردن دمے در صحبتش
چیست دنیا چوں شب تار و زماں ابر سیاہ
آفتابی رہنما یک ساعتے در خدمتش

عزیر نبی کی دوبارہ زندگی

کار از

مسیح علیہ السلام کی وفات کے منکر اپنی دلائل میں حضرت عزیر کی زندگی کا سوال پیش کرتے ہیں کہ وہ سو برس مر کر پھر زندہ ہوا۔

مگر یاد رہے کہ یہ احیاء بعد الاماتت ہے۔ اور احیاء کی کئی قسمیں ہیں۔ اوّل یہ کہ کوئی آدمی مرنے کے بعد ایسے طور پر زندہ ہو جاوے کہ قبر پھٹ جاوے اور وہ اپنا بوریا بدھنا استر بستر اٹھا کر دنیا میں آ جاوے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ایک نئی زندگی بخشے جیسے اہل اللہ کو ایک دوسری زندگی دی جاتی ہے جس طرح پر ایک شخص نے خدا سے ڈر کر کہا تھا کہ میری راکھ اڑا دی جاوے اس پر خدا تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا یہ راکھ کا اکٹھا کرنا بھی ایک جسمانی زندگی تھی مرنے کے بعد جو زندگی ملتی ہے وہاں تو راکھ کا اکٹھا کرنا نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ ہوا مگر اپنے گھر تو نہ آیا۔ مولوی صاحب نے کہا تھا کہ تسلی کے لئے ایک بات باقی ہے کہ ہم تجھکو لوگوں کے لئے نشان بنا دیں گے میں نے کہا تھا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ لوگوں کے سمجھے ہوئے کے موافق نشان ہو۔ اور ایسا ہو کہ قبر پھٹ جاوے اور مردہ نکل آوے۔ یہ غلط بات ہے۔

بعض آدمی حجۃ اللہ آیات اللہ

کہلاتے ہیں بعض وجود ہی نشان ہوتے ہیں بعض کے مرنے کے بعد نشان قائم رہتے ہیں۔

یہ بیان کرنا ضروری تھا کہ اس اعتراض کا منشا کیا ہے ۔ جس راہ کو ہم نے اختیار کیا ہے اس کے خلاف ہے ۔ ہمارے مخالفوں کا مسیح کی نسبت تو یہ عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہی آسمان پر گئے اور زندہ ہی واپس آئیں گے۔ عزیر کے قصہ سے اس کو کیا تعلق اور کیا مشابہت ہے ؟۔

یہ مشابہت تو تب ہوتی اگر معترض کا یہ مذہب ہوتا کہ مسیح علیہ السلام قبر پھٹ کر نکلیں گے ۔ جبکہ اُن کا یہ مذہب ہی نہیں تو پھر تعجب کی بات ہے کہ اس قصہ کو جو قیاس مع الفارق ہے کیوں پیش کرتے ہیں۔

ان کے معتقدات میں تو یہ ہے کہ کوئی اور شخص مسیح کا ہمشکل بنکر پھانسی ملا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اسی جسم سمیت اور اسی لباس میں آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور پھر یہ بھی تو نہیں بتلاتے کہ وہ آسمان پر بیٹھے کرتے کیا ہیں بہشت میں نجاری کا کام ہی کرتے اور بہشتیوں کے لئے تخت بناتے ۔ خیر ہمکو اس سے بحث نہیں ہے مگر جو نقشہ پیش کرتے ہیں اس کو عزیر کے قصہ سے کیا تعلق اور نسبت ہے ؟۔

غرض اس سلسلہ میں یعنی مسیح کے قصہ میں عزیر کا قصہ داخل کرنا خلط مبحث ہے ۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ عزیر کے قصہ کو مسیح کے آنے نہ آنے سے کچھ تعلق نہیں ہے ہاں اگر رنگ سوال اور ہو تو اور بات ہے یعنی عزیر کیونکر زندہ ہوا ؟ ۔ ہم اس قسم کی حیات کے منکر ہیں اور سارا قرآن اول سے آخر تک منکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو تجویز بندوں کے لئے رکھی ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کے فرشتوں اُس کی کتابوں وغیرہ پر ایمان رکھکر خاتمہ اسطرح پر ہوتا ہے کہ فرشتہ ملک الموت آکر قبض روح کرلیتا ہے اور پھر اور واقعات پیش آتے ہیں۔ منکر نکیر آتے ہیں اعمال آتے ہیں پھر کھڑکی نکالی جاتی ہے ۔ پھر قرآن کریم کہتا ہے کہ موتی قیامت ہی کو اُٹھیں گے یبعثہ اللہ الموتیٰ معالم میں لکھا ہے کہ رجوع موتیٰ نہیں ہوتا ۔

قرآن کریم کے دو حصے ہیں کوئی بات قصہ کے رنگ میں ہوتی ہے اور بعض احکام ہدایت کے رنگ میں ہوتے ہیں بحیثیت ہدایت جو پیش کرتا ہے اُس کا منشا ہے کہ مان لو جیسے اِنْ تَصُوْمُوا خَیْرًا لَّکُمْ۔

اب صوم شتر مرغ کی بیٹ کو کہتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں احکام میں صفائی ہوتی ہے جب کہ اسی ہدایت کے سلسلہ میں یہ فرمایا کہ ملک الموت آتا ہے اور پھر رفع ہوتا ہے اور حدیث میں اس کی تائید آگئی ہے ایک جگہ فرمایا ہے فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت یعنی جس نفس پر موت کا حکم دیدیتا ہے اُسکو واپس نہیں آنے دیتا

دیکھو یہ خدا کا کلام ہے قصہ کے رنگ میں نہیں بلکہ ہدایت کے رنگ میں ہے۔

جو لوگ قصص اور ہدایات میں تمیز نہیں کرتے اُن کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور قرآن کریم میں اختلاف ثابت کرنے کے موجب ہوتے ہیں اور گویا اپنی عملی صورت میں قرآن کریم کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں کیونکہ قرآن شریف کی نسبت تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ اور عدم اختلاف اُس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھیرائی گئی ہے۔ لیکن یہ ناعاقبت اندیش قصص اور ہدایات میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا کرکے اسکو من عند غیر اللہ ٹھیراتے ہیں افسوس اُن کی دانش پر !!!

ان لوگوں سے پوچھنا چاہیئے کہ مقدم ہدایات ہیں یا قصص ؟ اور اگر دونوں میں تناقض پیدا ہو تو مقدم کس کو رکھو گے ؟ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جو مرجاتے ہیں وہ واپس نہیں آتے اور ترمذی میں حدیث موجود ہے کہ ایک صحابی شہید ہوئے اُنہوں نے عرض کی کہ یا الٰہی مجھے دنیا میں پھر بھیجو تو خدا تعالیٰ نے جواب یہی دیا قد سبق القول منی حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون

اب قرآن کریم موجود ہے اُس کی شرح حدیث شریف میں صاف الفاظ میں موجود ہے اس کے مقابلہ میں ایک خیالی اور فرضی کہانی کی کیا وقعت ہوسکتی ہے ؟؟؟

ہم پوچھتے ہیں کہ اس کے بعد کیا چاہتے ہو ؟ ہم قرآن اور حدیث پیش کرتے ہیں پھر عقل سلیم اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے ہماری طرف سے خود ساختہ بات ہوتی تو تم قصہ پیش کردیتے ۔ مگر یہاں تو ہدایت اور اُس کی تائید میں حدیث پیش کی جاتی ہے اس کے بعد

اور کیا چاہیئے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

قصوں کے حقائق بتانے خدا تعالےٰ کو ضرور نہیں ان پر ایمان لاؤ اور ان کی تفاسیر حوالہ بخدا کرو۔

صوم کے لئے نواعوالی بھی پوچھتی تھے ہر آیت میں تخی ظاہر ہوتا ہے۔

قصوں میں یہ بات ضرور نہیں مثلاً اب یہ ضرور نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالف بت پرستوں کے بتوں کا حلیہ بھی بنایا جاوے۔ اس قسم کے خیالات سوء ادبی پر مبنی ہوتے ہیں۔ غرض یاد رکھو کہ قصص قرآنی میں بیہودہ چھیڑ چھاڑ درست نہیں ہے۔

انسان پابند ہدایت نہیں ہو سکتا جب تک کہ تصریح نہ ہو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہدایتو کو آسان کر دیا ہے۔ اسی طرز پر اللہ تعالےٰ نے یہ صراحت کی ہے کہ مردے واپس نہیں آتے۔

ہمارے مخالفوں میں اگر دیانت اور خدا ترسی ہو تو عزیر کا قصہ بیان کرتے وقت ضرور ہے کہ وہ ان آیات کو بھی ساتھ رکھیں جسمیں لکھا ہے کہ مردے واپس نہیں آتے۔ پھر ہم بطریق تنزل ایک اور جواب دیتے ہیں۔

اسبات کو ہم نے بیان کر دیا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ قصوں کے لئے اجمالی ایمان کافی ہے ہدایات میں چونکہ عملی رنگ لانا ضروری ہوتا ہے اس لئے اس کا سمجھنا ضروری ہے ماسوا اس کے یہ جو لکھا ہے کہ سو برس تک مردہ رہے۔ اَمَاتَ کے معنی اَنَامَ بھی آئے ہیں اور قوت نامیہ اور حسیہ کے زوال پر بھی موت کا لفظ قرآن کریم میں بولا گیا ہے۔ بہر حال ہم سونے کے معنے بھی

اصحاب کہف کے قصہ کی طرح کر سکتے ہیں اصحاب کہف اور عزیر کے قصہ میں فرق اتنا ہے کہ اصحاب کہف کے قصہ میں ایک کتا ہے اور یہاں گدھا ہے اور نفس کتے اور گدھے دونو سے مشابہت رکھتا ہے۔ خدا نے یہودیوں کو گدھا بنایا ہے اور کتے کو بلعم کے قصہ میں بیان فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نفس پیچھا نہیں چھوڑتا جو بیہوش ہوتا ہے اس کے ساتھ یا کتا ہو گا یا گدھا۔

غرض دوسرے طریق پر جیسا ہم نے ذکر کیا ہے اَمَاتَ کے معنے اَنَامَ کرتے ہیں اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ سو برس چھوڑ کر کوئی دو لاکھ برس تک سویا رہے ہماری بحث یہ ہے کہ روح ملک الموت لے جاوے پھر واپس دنیا میں نہیں آتی سونے میں بھی قبض روح تو ہوتا ہے مگر اس کو ملک الموت نہیں لے جاتا۔

اور عرصہ دراز تک سوئے رہنا ایک ایسا امر ہے کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا ہندوؤں کی کتابوں میں دم سادھنے (حبس دم کرنے) کی ترکیبیں لکھی ہوئی ہیں اور جوگ ابھیاس کی منزلوں میں دم سادھنا بھی ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ اخبارات میں لکھا تھا کہ ریل کی سڑک طیار ہوتی تھی تو ایک سادھو کی کٹیا نکلی۔ ایسا ہی اخبارات میں ایک لڑکے کی بیس سال تک سوئے رہنے کی خبر گشت کر رہی تھی۔ غرض یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ ایک آدمی سو سال تک سویا رہے پھر یہ لفظ

لم یتسنہ قابل غور ہے اور موجودہ زمانہ کے تجربہ پر لحاظ کرنے کے بعد لم یتسنہ کی حقیقت سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے ایک ثقہ آدمی لکھتا ہے کہ میں نے گوشت کھایا ہے جو میری پیدائش سے ۳۰ برس پہلے کا پکا ہوا تھا۔ ہوا نکال کر بند کر لیا گیا تھا۔

اب ولایت یورپ اور امریکہ سے ہر روز ہزاروں لاکھوں بوتلوں میں لم یتسنہ کھانے پکے پکائے چلے آتے ہیں لم یتسنہ کا اثر تو ہندوؤں کے جوگ پر پڑتا ہے اور آج کل کے علمی بلند پروازیوں کی حقیقت کھولتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں پہلے سے درج ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسی ہوا کے ایک خاص اثر سے کھانا مر جاتا ہے اسی طرح انسان پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ اب اگر خاص ترکیب سے کھانے کو اس ہوا کے اثر سے محفوظ رکھکر زندہ رکھا جاتا ہے تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔

ممکن ہے کہ آیندہ کسی زمانہ میں یہ حقیقت بھی کھل جائے کہ انسان پر کھانے کی طرح عمل ہو سکتا ہے یہ علوم ہیں ان کے ماننے میں کوئی حرج لازم نہیں آتا۔

آج کل کی تحقیقات اور علمی تجربوں نے ایسے موزے بنائے ہیں کہ انسان انکو پہنکر دریا پر چل سکتا ہے اور ایسے کوٹ ایجاد ہو گئے ہیں کہ آگ یا بندوق کی گولی ان پر اپنا اثر نہیں کر سکتی اسی طرح سے لم یتسنہ کی حقیقت جو قرآن کریم کے اندر مرکوز ہے علمی طور پر بھی ثابت ہو جاوے تو کیا تعجب ہے؟ ہوا کا اثر کھانے کو تباہ کرتا ہے اور انسان کے لئے بھی ہوا کا بڑا تعلق ہے ہوا کے دو حصے ہیں ایک قسم کی ہوا

اندر جاتی ہے تو اندر تازگی پیدا ہوتی ہے دوسری دم کے ساتھ باہر آتی ہے جو جلی ہوئی متعفن ہوا ہوتی ہے۔ غرض اگر لم یتسنہ والی بات نکل آوے تو ہمارا تو کچھ بھی حرج نہیں بلکہ جس قدر علوم طبعی پھیلتے جاتے ہیں اور پھیلیں گے اُسی قدر قرآن کریم کی عظمت اور خوبی ظاہر ہوگی۔

ہم تو آئے دن دیکھتے ہیں کہ ولایت کے پکے ہوئے شوربے اور گوشت ہندوستان میں آتے ہیں اور بگڑتے نہیں ولایتی ادویات ہزاروں میل سے آتی ہیں اور مہینوں برسوں پڑی رہتی ہیں خراب نہیں ہوتی ہیں۔ مجھے ایک شخص نے بتلایا کہ اگر انڈے کو سرسوں کے تیل میں رکھ چھوڑیں تو نہیں بگڑتا۔

اس طرح یہ ممکن ہے کہ انسان کے شباب اور طاقتوں پر بھی اثر پڑے بعض مسلمانوں نے بھی دم سادھنے کی کوشش کی ہے خود میرے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ میں دن میں دو بار سانس لیتا ہوں یہ عملی شہادت ہے کہ ہوا کو سڑنے میں دخل ہے۔ اس قسم کی ہوا سے جب بچایا جاوے تو انسان کی عمر بڑھ جاوے تو حرج کیا ہے۔ اور عمر کا بڑھنا مان لیں تو کیا حرج ہے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر حکمتیں ایجاد ہوتی ہیں یا تو طبعی طور پر خدا نے قاعدہ رکھا ہوا ہے یا عناصر کے نظام میں بات رکھی ہوتی ہے کوئی محقق دیکھ کر بات نکال لیتا ہے۔ ہم کو اس پر کوئی بحث نہیں ہے۔

ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کرینگے اور عملی رنگ اختیار کریں گے قرآن کریم کی عظمت دنیا میں قائم ہوگی۔

حکیم الامتہ کے الفاظ

ایمان بالرسالت کی حقیقت سے لوگ آشنا نہیں ہوتے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ جو آدمی رسول اللہ کی باتیں نہیں مانتا تو پھر اُس آدمی اور اور اُس کے دل کے درمیان ایک روک ڈالدیتا ہے ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ جو انسان خود غفلت کرتا ہے اُس سے توفیق چھین لی جاتی ہے۔ زندگی پر مت اتراؤ دیکھو سبز شاخیں بھی بعض اوقات کٹ جاتی ہیں یہی قانون الٰہی ہے جس کی تہ میں باریک در باریک اسباب ہوتے ہیں پس غفلت اختیار نہ کرو۔ نیک بنو۔ ایسا نہ ہو کہ ظالموں میں پکڑی جاؤ۔ مامور من اللہ امام کی اطاعت ضروری چیز ہے

استجیبوا للہ وللرسول

(اللہ اور اُس کے رسول کی مان لو) پر عمل کرو۔ تاکہ تم اس لعنت سے بچ جاؤ جو مرد اور اُس کے دل کے درمیان روک پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔

انما اموالکم واولادکم فتنة

تمہارے اموال اور اور اولاد کندن بنانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو مال اور اولاد سے فائدہ اُٹھاتی ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں جو اُن کے ذریعہ حاصل ہوسکتے ہیں +

خیالی ایمان صرف ایک خیالی پلاؤ ہے جب تک کہ وہ عمل کی کسوٹی پر پرکھا نہ جاوے۔

مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے بے بہا فضل ہیں جو اور ہزاروں نیکیوں کا موجب ہوتے ہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور مخلوق کی بہتری کے علاوہ خود انسان میں سخاوت اور شجاعت اور پھر انشراح صدر کی قوت پیدا ہوتی ہے اولاد کی وجہ سے انسان میں چھوٹوں سے محبت و پیار۔ برداشت۔ استقلال محنت ایک دوسرے کی مدد ہمدردی کا مادہ پیدا ہوتا ہے پس وہ لوگ جنکو خدا نے یہ نعمتیں دیں ہیں اور وہ ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے سخت بدقسمت اور محروم ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن پر رحم کرے۔

کیسا خوش قسمت وہ انسان ہے جسکو اللہ تعالیٰ کے انعام یاد ہیں اور وہ اُس کے فضل کو یاد کرتا رہتا ہے کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے

انسان اگر اپنے دل میں خیال رکھے کہ خدا میرے ساتھ ہے چلتے پھرتے پورا خیال رکھے کہ خدا مجھے دیکھتا ہے۔ تو چونکہ یہ امر انسان کی فطرۃ میں ہے کہ بڑے کے سامنے بدی نہیں کرتا۔ پھر محسن مقتدر خدا کے سامنے کیونکر کرسکتا ہے؟ پس اللہ پر ایمان لانا بدی سے بچاتا ہے اللہ حاکم ہے مربی ہے نیکیوں اور نیکوں کو پیار کرتا ہے بدی اور بدوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا یہ ساری باتیں ایمان میں داخل ہوں تو بدیوں سے بچ جاوے بدیوں کے بچنے کے واسطے ایمان بالآخرۃ بھی ایک مجرب نسخہ ہے اگر انسان یہ

کہ میرے ہر فعل کا نتیجہ ضرور ہی نیکی کا بد نیک ملیگا اور بدی کا بدلا بد۔ تو ضرور بدیوں سے بچتا رہیگا۔

حسن انجام کی کلید

یہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کے ایک خطبہ کا خلاصہ ہے

(ایڈیٹر)

یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولاتموتن الاوانتم مسلمون

مومنو اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور مرو تو مسلمان ہونیکی حالت میں مرو۔

ہر ایک آدمی کے دل میں یہ تڑپ لگی ہوئی ہے کہ انجام اچھا ہو۔ حقیقت میں بڑا ہی بدقسمت اور سیاہ بخت ہے وہ انسان جس کا انجام برا ہو۔ اگر زندگی کا ابتدائی حصہ آرام وچین سے گذرے مگر آخری دن تلخی وسختی کے دن ہوں تو وہ سارا آرام وآسائش کرکرا ہو جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ چونکہ انسان مصیبت کی ایک گھڑی بھی برداشت نہیں کرسکتا مگر بڑھاپے کی مصیبت وتلخی بہت ہی سخت اور ناگوار ہوتی ہے اس سے انسان سیکھ سکتا ہے کہ جس حال میں وہ اس دنیا کی تلخکامی اور نامرادی کی تکلیف جو بہت جلد ختم ہو جاتی ہے اور مصیبت کی گھڑیاں صبح سے شام اور شام سے صبح ہی ہوتے ہوتے گذر جاتی ہیں برداشت نہیں کرسکتا تو پھر خیال کرو کہ وہ دنیا جو مرنے کے بعد آنے والی ہے جہاں زندہ ہوکر پھر نہ مرنا ہوگا اگر وہاں دکھ اور تلخکامی ہو تو اس کی میعاد کیسی لمبی اور دراز ہے تصور سے ہی روح کانپ جاتی ہے اور بدن پر لرزہ پڑجاتا ہے۔

ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کسی شخص کو کوئی دکھ یا تلخکامی پیش آتی ہے جسکو وہ برداشت نہیں کرسکتا تو جھٹ خود کشی کرلیتا ہے مگر وہاں تو موت آنی ہی کی نہیں۔ پھر کیسی غفلت اور نادانی ہے کہ انسان اس انجام کا کچھ بھی فکر نہ کرے؟ اکثروں کو فکر کرتے سنا ہے تو صرف اس قدر کہ گور وکفن کے لئے کچھ جمع ہو جاوے یا کوئی اولاد باقی رہے جو اس منزل کا سامان کرے گویا اس دنیا کے انجام کی بہتری کے واسطے سارا انحصار مال ودولت اور اولاد کو قرار دے لیا ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سول لگا ہوا ہو اور پیٹ میں درد ہو تو بیٹے بیٹیاں یہاں تک کہ وفادار بیوی اور محبت کرنے والی ماں بھی موجود ہو وہ اس دکھ سے کیونکر نجات دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کے عذاب پر اگر ساری دنیا ایک طرف ہو جاوے پھر بھی کوئی دور نہیں کرسکتا۔ اور خدا تعالیٰ کی گرفت بہت سخت اور شدید ہے ان بطش ربک لشدید

غرض جب کہ یہ بات مسلم ہے کہ خدا تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے اور دنیا کا مال ومنال اور اولاد واخفاد اس میں کچھ کام نہیں دے سکتے تو اب غورطلب امر یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ نے کوئی علاج اس تلخ کامی سے بچنے کے واسطے رکھا ہے؟ بیشک! اور وہ علاج یہ ہے جو اس آیت میں درج ہے یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولاتموتن الاوانتم مسلمون اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے صلاح انجام کی ایک کلید بتائی ہے اور وہ یہ ہے مومنو! اللہ سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور یہ طرز زندگی اگر اختیار کروگے تو تم مسلمان مروگے۔

بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ انجام اسلام پر ہو۔ موت کے بستر پر لا الٰہ الا اللہ زبان اور روح کی باہم موافقت سے نکلے۔ چونکہ یہ معلوم نہیں کہ موت کس وقت آجاوے اور ابدی سکھ اور راحت کے لئے ضرور ہے کہ انسان مسلمان ہوکر مرے پس اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ ہر وقت مسلمان رہے تاکہ جب موت آوے تو یہ مسلمان ہی مرے۔

دوستو! ایمان بڑی دولت ہے۔ اور خدائے واحد میں لذت ہی ایک غیر فانی لذت ہے۔ اس کو حاصل کرو کہ انسان کی روح کا تقاضا یہی لذت حاصل کرنا ہے اس دولت کو اس سے زیادہ محفوظ کرنے کی فکر کرو جو دھات کے ٹکڑوں اور سکوں کے لیے کرتے ہو۔

اس کی حفاظت کی راہ اللہ تعالےٰ نے خود ہی بتلادی ہے کہ تقویٰ کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ جو بے حیا خدا سے نہیں ڈرتا یاد رکھو وہ آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات سے حیا نہ کرنا بہت برا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ دیکھو جو عورتیں بازار میں جا بیٹھتی ہیں اور بڑی بیحیائی کے ساتھ چند پیسوں پر اپنی آبرو فروشی کرتی ہیں کیا وہ پہلے ہی دن ایسی ہو گئی تھیں؟ نہیں بلکہ رفتہ رفتہ نور ایمان اور حیا جاتا رہا پہلے بیحیائی سے تاکا۔ اور اُس نگاہ کی لعنت نے یہاں تک نوبت پہنچادی اسی طرح پر ہر فاسق فاجر اپنے فسق وفجور کے انتہا پر رفتہ رفتہ

رسالہ سراج الحق جو حضرت اقدس کی تائید میں ہے ... سراج الحق ... دارالامان

غلام مولا

پہونچتا ہے۔ غرض اگر چاہتے ہو کہ نور ایمان بچ رہے اور سینہ اور قبر میں نور لے جاؤ۔ تو اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالےٰ کا خوف کیا ہے؟ اُس کے احکام کو مانو۔ اور جن باتوں سے منع کیا ہے اُن سے بچو۔ اپنے ہر فعل و حرکت میں حکیم کتاب قرآن کریم کا حکم لے لو۔ اور اس کا فیصلہ دیکھو۔ قرآن کیا ہے؟ ہر قسم کی بد کاریوں اور شیطانی حرکات سے بچنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اگر اسکو اپنی سپر بنا لوگے تو دشمنوں سے محفوظ رہوگے۔

بالآخر میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ ہر شخص فطرتًا اپنے انجام کی بھلائی چاہتا ہے اس لئے اس خواہش کو پورا کرنے کے واسطے ایک ہی راہ ہے کہ لا

تموتن الا و انتم مسلمون

یہ وہ نسخہ ہے جو ابو الملۃ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر اپنی اولاد کو سکھایا۔ اس مرتبہ حصول کے لئے کہ انسان مسلمان ہو کر مرے صرف ایک ہی راہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ سے ڈرے۔ پس میری عزیزو! اس راہ کو اختیار کرو کہ یہ روشن اور مبارک راہ ہے

خدا کرے کہ ہم سب اس راہ
کو اختیار کریں اور
ہمارا انجام اسلام
پر ہو
آمین

عام معاملات پر ہماری ریمارکس

مسلمان اور صنعتی تعلیم گذشتہ اشاعت میں جو نوٹ اس عنوان سے ہم نے لکھا ہے اُسکو پڑھکر ہمارے ایک محسن و مخدوم عاشق قرآن کریم نے فرمایا "کہ مسلمان اگر اپنی ساری توجہ قرآن کریم کی تعلیم اور اُسکو دستور العمل بنانے میں صرف کریں تو وہ ہر طرح سے ترقی کے اعلیٰ مدارج پر یقینًا پہونچ جاویں۔"

ان الفاظ کو آب زر سے لکھنا یا موتیوں میں تولنا ان کی قدر و منزلت کو اس قدر نہیں بڑھا سکتا جس قدر اس پر عمل کرنے سے انکا شرف ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال ہمارا منشا اس سے اسی قدر نہیں کہ ہم مسلمانوں کی معراج اسی میں سمجھتے ہیں کہ نجاروں اور معماروں کی جماعتیں دیکھیں ہم مسلمانوں کو اس سے بہت بلند اور عظیم الشان مدارج پر دیکھنا چاہتے ہیں لیکن موجودہ زمانہ میں جب کہ وہ قعر مذلت و نکبت میں ہر حیثیت سے جا گرے ہیں اور تقوی اسکے نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے لئے مخرج نظر نہیں آتا۔ وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ جہاں اور اسباب مثلاً انگریزی تعلیم اور ملازمت وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں اسپر وہ صنعت و حرفت کو ترقی دینے میں کوشش کریں تاکہ نظر بر عایت اسباب اُنکو معاش حلال کی ایک وجہ ہاتھ آوے۔ اور یوں وہ اپنی دنیوی حالت کی اصلاح کر سکیں۔

سرحد پر جہاد کی غلط فہمی دور کرنے کا علاج سرحد کے جہلا کے سر میں غزا اور جہاد کا خیال سمایا ہوا ہے۔ اور اس بھوت کے اتارنے کے لئے مختلف افسون پڑھے جاتے ہیں مگر ہماری رائے میں سرحدی جہادی مخبوطوں کے اس بیہودہ خیال کے محرک در اصل پادری لوگ ہیں کیونکہ پادری لوگ اس قسم کے رسالے اور کتابیں شائع کرتے ہیں جنمیں اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے یہ بھی کہدیتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے اور اسلام نے بہشت کو تلوار کے نیچے بتلایا ہے اس قسم کے اعتراض جب جاہلوں کے سامنے کئے جاتے ہیں تو اُن کے حواس بجا نہیں رہتے اور وہ بے گناہ انگریزوں کے قتل سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں۔

جہاد بالسیف کی حرمت سب سے پہلے حضرت اقدس مرزا **غلام احمد صاحب** مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہر کی ہے اور اپنی بیسیوں کتابوں اشتہاروں رسالوں اور تقریروں میں اس مضمون کو بیان فرمایا ہے مگر پورے طور پر اس مسئلہ کی اشاعت جو موثر اور نتیجہ خیز ہو دو طرح پر ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ پادریوں کو منع کر دیا جاوے کہ وہ اس قسم کی کتابیں اور رسالے شائع نہ کریں جن میں جہاد کا ذکر ہو۔ دوم علماء اسلام سے اس قسم کا فتوی لے کر شائع کیا جائے۔ کہ مسیح موعود یا امام مہدی کے متعلق اُنکا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ وہ تیر و سنان سے جنگ کرے گا۔

سالیسبری۔ پادری اور پائونیر لارڈ سالیسبری نے پادریوں کو جو تنبیہ کی ہے اُس سے ہمارے ناظرین ناآشنا

نہیں ہیں اُس پر پایونیر نے ریمارک کرتے ہوے لکھا ہی کہ عیسائی مشنریوں کا اس قدر قصور نہیں ہے جس قدر ان لوگوں کا ہے جو انھیں بے شمار دولت مدد کے لئے دیکر بھیجتے ہیں۔ لارڈ سالسبری نے اپنی تقریر کے دوران میں یہ بھی کہا ہی کہ وہ ہزار کوشش کریں کبھی بھی مسلمانوں کو کم از کم عیسائی نہیں بنا سکیں گے۔ پایونیر کہتا ہے کہ مسلمان تو درکنار ہندوؤں کو بھی نہیں اور اس پر سوال کرتا ہے کہ جب ایسی حالت ہی تو کیوں اسقدر طاقت ایک ایسے خیال پر خرچ کی جاتی ہے جس کی کامیابی مشکوک ہے؟ پایونیر کا یہ سوال بہت معقول اور قابل لحاظ ہے حقیقت میں مشنریوں کا طرز عمل اب اس ضرورت کو پکار کر کہہ رہا ہی کہ بزعم خود مہذب دنیا اس سوال پر جو پایونیر نے اُٹھایا ہے غور کرے اور اس کے ساتھ ہی ان بے شمار جانوں کے ضائع ہونے کو بھی مدنظر رکھ لیا جائے جو ارمینا۔ چین کی شورشوں میں ضائع ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں پادریوں نے دوسرے مذاہب پر ناپاک اعتراض کرنیکا جو طریق اختیار کر رکھا ہے اس نے ایک عام نفرت اور بیدلی کا خیال پھیلا دیا ہے۔ پایونیر کے لائق اور بارسوخ ایڈیٹر نے اگر اس مسئلہ کی طرف پوری توجہ کی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انگلستان اور امریکہ میں یہ سوال قابل بحث ٹھہرایا جاوے۔

کسر صلیب کو سلطنت سے کیا واسطہ ہے؟

بدقسمتی اور غلط فہمی سے مسلمانوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود جب آئے گا تو وہ جنگ کرے گا اور یہ خیال خام اُن کو مسیح موعود والی بشارت کے لفظ **بکسر الصلیب** سے پیدا ہوا ہے حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے اس بیہودہ خیال کی حقیقت کو پورے طور پر کھولکر دکھا دیا ہے۔ اور حرمت جہاد کا فتویٰ شائع کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود کا کام جنگ سے روکنا ہے اور لڑائیوں کو اُٹھا دینا ہے۔ ہم اس مسئلہ پر ایک اور رنگ سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنی رائے کے خود ذمہ وار ہیں۔

بکسر الصلیب مسیح کی ایک خدمت ہے یا یہ کہو کہ وہ کام جس کے لئے وہ مامور ہوگا کسر صلیب ہی ہے۔

ہم دنیا کی سلطنتوں اور قوموں کو ان کے خاص نشان سے شناخت کر سکتے ہیں مثلاً جہاں ہلال کی شکل ہوگی ہم اُس کو سلطنت ٹرکی کا نشان قرار دیں گے اسی طرح پر کسی سلطنت کا قومی پرچم عقاب ہے کسی کا کوئی اور۔ اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا کام یا نشان کسر صلیب بتلایا ہی ہمکو صرف یہ دیکھنا ہے کہ صلیب کس کا نشان ہے۔ جہاں تک ہمارا علم ہماری رہبری کرتا ہے صلیب فی نفسہ کسی سلطنت کا نشان نہیں ہے بلکہ عیسائی مذہب کا نشان صلیب ہے۔ اس لئے کسر صلیب صاف مراد عیسائیت کی شکست ہے نہ کچھ اور۔

ہماری گورنمنٹ برطانیہ کا قومی نشان یونین جیک کہلاتا ہے جسپر کہیں بھی صلیب کا نشان نہیں بلکہ اُس پر وہی شیروں کی دو تصویریں ہیں اب اگر ہم میں ذرا بھی سلامت روی اور انصاف ہو تو اس نتیجہ پر پہونچنا کچھ بھی مشکل نہیں ہی کہ بے شک مسیح موعود کو سلطنت سے کچھ کام ہی نہیں اُس کا کام صرف عیسائیت کا ابطال ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ میں کسر صلیب اُس کا کام بتلا دیا گیا ہے اب ہم نادان مخالفوں سے پوچھتے ہیں جو مسیح موعود کا صرف اس لئے انکار کرتے ہیں کہ وہ جنگ اور جہاد کو حرام ٹھیراتا ہے کہ کیا وہی مسیح نہیں جو مسیح موعود نے اپنے منصب کی حیثیت سے فرمایا کہ میں عیسویت کے ابطال کے لئے آیا ہوں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان سے بارش خوب ہوئی۔ فصل خریف کی کاشت ہو رہی ہے الحمد للہ علی احسانہ۔

۲۔ حضرت اقدس علیہ السلام مع اہل بیت و جمیع خدام بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں اور پورے جوش استقلال کے ساتھ اعدای ملت پر اتمام حجت کر رہے ہیں

۳۔ دارالامان میں آکر فیض اُٹھانے والے مسافروں کا سلسلہ اپنے زور پر ہے۔ اللھم زد فزد مشہور و معروف آنے والے مہمان و اصحاب **خواجہ کمال الدین** صاحب بی اے پلیڈر **شیخ رحمت اللہ صاحب** تاجر بمبئی ہوس۔ مولوی **حکیم شاہ نواز صاحب** راولپنڈی۔ مولوی سید **سرور شاہ** صاحب وغیرہم ہیں۔

۴۔ مولانا سید محمد احسن صاحب

امروہی کے اشتہار مناظرہ کا جواب پیر **مہر علیشاہ** صاحب کی طرف سے ابھی تک کچھ وصول نہیں ہوا۔

۵ - حضرت اقدس نے اتمام حجت اور عام علماء اسلام کی علمی شیخی کی حقیقت نمائی کے لئے عموماً اور پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑی کے صوفی پن اور علمیت کے اظہار کے لئے خصوصاً بالاعلام الٰہی تفسیر القرآن لکھنے میں مقابلہ کرنے کی دعوت کا اعلام کر دیا ہے۔

۶ - عبدالحق غزنوی کے اشتہار کی حقیقت کھولنے کے لئے حضرت اقدس نے تحفہ غزنویہ نام ایک رسالہ چھاپنا شروع فرمایا اور کل قوموں پر اتمام حجت کے لئے **اربعین** کے عنوان سے چالیس متواتر اشتہاروں کے شائع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے **اربعین** کا نمبر اول اگلی اشاعت میں ہم درج کریں گے۔ **جہاد** کا ضمیمہ اردو میں اور رسالہ **جہاد** انگریزی میں شائع ہوگیا۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آجکل حضرت اقدس کس قوت اور جوش اور استقلال کے ساتھ اپنے فرض منصبی کی تکمیل میں مصروف ہیں آپ کا اس قدر جوش ہی ایک سلیم الفطرت انسان کے واسطے سچائی کی دلیل ہو سکتا ہے۔

۷ - پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا جواب جو مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا ہے عنقریب طبع ہونا شروع ہو گا۔ اور امید کی جاتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ آخر اگست یا شروع ستمبر ۱۹۰۰ء تک شائع ہو جاوے گا اور گولڑی حضرت کی شیخی کرکری کرے گا۔

۸ - برسات کے ساتھ ہی ہمارے مخالفوں کے زخم دل آلے ہو گئے اور گالیوں سے بھرے ہوئے ناپاک اشتہار شائع کرنے لگے۔ امرتسری عطاروں وغیرہ میں گالیاں دینے کا مرض بری طرح پھیلا ہے۔ میاں جعفر زٹلی نے بھی علماء کا ایک گروہ طیار کر لیا ہے اور اس کے طیار کردہ علما کو لاہور کی جماعت خادمان مسیح موعود نے چیلنج دیدیا ہے۔ ہم کسی اگلے اشاعت میں مخالفوں کے اشتہاروں پر ایک ریویو لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مراسلت

مندرجہ ذیل مضمون بھیجکر خواہش کی گئی ہے کہ ہم اسکو درج اخبار کر دیں۔ (ایڈیٹر)

ایک حسرتناک وفات

پھول تو کچھ دن بہار زندگی دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

افسوس ہزار افسوس

کہ حضرت اقدس کے گلستان کا ایک ازہار اعنی نہایت ہونہار نوجوان **محمد فضل کریم** نور دیدہ میاں محمد اسلام احمد صاحب بھیروی اس جہان فانی سے راہگرائے عالم جاودانی ہوا ابھی بیس سال کی عمر تھی سبزہ نہ اُگا تھا کہ موت کی ژالہ باری نے کھیت کو فنا کر دیا۔ انا للہ **وانا الیہ راجعون**۔

عزیز مرحوم نہایت صالح اور تعلیم یافتہ برسر روزگار تھا اس تھوڑی سی عمر میں اس نے وہ لیاقت حاصل کر لی تھی کہ اپنے ہم سنوں میں امتیاز حاصل کر لیا تھا۔ ملٹری ورکنگ کوہ مری میں معزز عہدہ پر ممتاز تھا اسکی وفات سے جن لوگوں نے اسکو صرف دیکھا تھا وہ بھی آبدیدہ ہوئے ہے

غریباں را دل از بہر تو خون ست
دل خویشاں نمیدانم کہ چون ست

اُس کی وفات کی عجیب حکایت ہے ۲۲ صفر ۱۳۱۸ھ کو تمام خویش اور اقربا کو اپنے پاس بلایا مرض تپ سے چند ماہ بیمار رہا مگر یہ نہ معلوم تھا کہ ابھی فوت ہونے لگا ہے سب کو کہنے لگا کہ میں اب گھر جاتا ہوں سب نے کہا کہ کس گھر کو جاتا ہے کہنے لگا کہ اصلی وطن کو چلنے لگا ہوں۔ اپنے باپ اسلام احمد صاحب کو کہا کہ تو خدا حافظ پھر شش کلمہ اور صفت ایمان مفصل و مجمل پڑھتا رہا پھر لیٹ گیا اور آخری الفاظ جو اسکی زبان سے نکلے یہ تھے۔ کہ حضرت اقدس مسیح الزمان امام برحق ہیں خداوند تعالیٰ اُن کے مخالفوں کو ہدایت نصیب کرے یہ کہتا ہی تھا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا خداوند تعالیٰ اس کو جنت اعلیٰ میں مقام نصیب فرماوے۔

قطعہ تاریخ مورخ کامل مولانا ابو عبد القادر حسین بھیروی نے عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے

قطعہ تاریخ

گیا ہے کوچ جہاں کرکے ہائے فضل کریم
ہماری آنکھ ہے گریاں برائے فضل کریم
جدا ہوا ہے ہمیشہ کے واسطے ہم سے
گیا ہے ایسا کہ پھر کر نہ آئے فضل کریم
سحاب قبر میں پوشیدہ ہوگیا وہ چاند
ہماری آنکھ کبھی پھر بھی پائے فضل کریم
بجائے اشک نہ کیوں چشم سیل خون برسائے
ہمارے ہاتھ سے افسوس جائے فضل کریم
ہمارے پاس تو وہ چار دن کا تھا مہمان
گیا ہے چھوڑ کے مہمان سرائے فضل کریم
گیا ہے چھوڑ پدر کو وہ ایسا لائق پوت
اُڑا ہے باپ کے سر سے ہمائے فضل کریم
بھلا نہ کیوں رہے دیوانہ وار سرگردان
جو اپنے ہاتھ سے ایسا گنوائے فضل کریم
بھلا نہ کیوں رہے دیوانہ وار سرگردان
جو اپنے ہاتھ سے ایسا گنوائے فضل کریم
دم اخیر یہ بولا شہادت ایمان
ہوا ہے نیک و بخیر انتہائے فضل کریم

[illegible]

مسلمانان چین

چینی مسلمانوں کے حالات کس طرح دریافت ہوئے۔ مسلمان مورخوں نے چین کے مسلمانوں کے حالات سے بہت کم دلچسپی رکھی ہے لیکن زمانہ حال کے یورپی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کے مسلمان بھی اسلامی دنیا میں بڑی وقعت کے قابل ہیں اور وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کے حالات سے بے پرواہی کی جاوے۔ ان کے مفصل حالات زیادہ تر روسی اور فرانسیسی مورخوں نے لکھے ہیں۔ پروفیسر دیا سلوف اور پروفیسر یز یلیف نے روسی زبان میں اور تھاڑ سینٹ صاحب نے جرمنی زبان میں اور مسٹر مکنتزی صاحب نے فرنچ میں علحدہ علحدہ حالات لکھے ہیں ان صاحبان کو چین میں اسلام کی روز افزوں ترقی اور اہل چین کی خاص میلان بجانب اسلام نے سخت اندیشہ ناک کر دیا ہے ان صاحبان کے ذاتی خیالات ظاہر کرنے سے پہلے ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام چین میں کس طرح سے پہونچا۔

چین میں اسلام کی ابتدا

مقامی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے شمالی اور جنوبی حصہ یعنی شام اور یمن کے باشندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت تک لنکا کی راہ سے ساحل چین تک تجارت کے واسطے آمد ورفت رکھتے تھے انھیں تجاروں میں سے وہاب ابو کبشہ شاہ چین کے پاس سنہ ۶ھ مطابق سنہ ۶۲۸ء میں بھیجے گئے تھے ان کا چین میں آنا غالباً تاجرانہ حیثیت سے تھا اور اسی ضمن میں دعوت اسلام کا خط بھی بھیجا گیا تھا یہ سب سے پہلے صوبہ کنٹن میں پہونچے جہاں ان کی بڑی عزت کی گئی۔ انھیں ذریعہ سے عرب تجار کو تمام علاقہ چین میں سکونت رکھنے۔ تعمیر مسجد اور اعلان دین کی اجازت ملگئی اور رفتہ رفتہ عنایت شاہی کے دروازے ان پر کھلنے گئے۔ اور پیروان بدھ مذہب میں اسلام کی ترقی کو قوت ملتی گئی۔ ابو کبشہ جب سنہ ۶۳۲ء میں مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی تھی اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ابو بکر کا جمع کیا ہوا قرآن لے کر ابو کبشہ پھر دوبارہ چین کی طرف روانہ ہوئے اور اپنی تمام عمر تبلیغ میں مصروف رہکر وہیں فوت ہوگئے۔ کنٹن میں انکا مزار اور ان کی بنوائی ہوئی مسجد اب تک موجود ہے۔

بلاد اسلامی کے ہم سرحد ہونے کی وجہ سے دعوت اسلام یہاں بآسانی پہونچتی رہی اور سلطنت کی طرف سے کبھی کوئی مزاحمت نہ ہوئی۔ کیونکہ چین کے بادشاہ اور مسلمانوں میں برابر خلوص قائم رہا ہے چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان خلیفہ ثالث کے عہد میں یزدجرد کے بیٹے فیروز کے لئے سفارشی ہوکر خاقان چین کا سفیر خلیفہ کے پاس پہونچا تھا۔ خلیفہ نے اس کی بہت خاطر کی اور ایک عرب سپہ سالار اس کے ساتھ کر دیا چنانچہ اس ذریعہ سے شمالی اور مغربی چین میں بھی براہ خشکی سنہ ۷۵۱ء میں دعوت اسلام پہنچ گئی۔

ولید بن عبد الملک کا زمانہ

ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں جو عربوں کے انتہائے عروج کا زمانہ تھا خراسان کے قاسم قطبیہ ابن مسلم نے دریائے جیحوں عبور کرکے بخارا اور سمرقند فتح کیا وہاں سے مسلمانوں کی فوجیں سرحد چین تک پہونچ گئیں خاقان نے ایلچیوں کو ایک رقم کثیر دیکر خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کرلی اور پھر نہ خاقان چین کو مسلمانوں سے لڑنے کی جرأت ہوئی اور نہ مسلمانوں نے اتنی دور حکومت کرنے کی خواہش کی۔ مصالحت کی صورت قائم رہی اور دعوت اسلام کے لئے راستہ کھلا رہا اور ایک مسجد صوبہ شالنسی میں سنہ ۷۴۲ء میں تعمیر کی گئی۔

خلفاء کے وقت میں چین کی حالت

خلفاء کے وقت میں مسلمانان تجار انھیں دونوں مسجدوں کے گرد بسے ہوئے تھے جو نہایت عزت و آبرو کے ساتھ رہے انھوں نے اپنا قاضی بھی مقرر کیا ہوا تھا جو ہر طرح کے باہمی تنازعات کا تصفیہ کرتا تھا اور خطبہ میں خلیفہ اسلام کا نام پڑھا جاتا تھا سنہ ۷۵۸ء میں خلیفہ منصور نے چار ہزار عرب شاہ تھانگ کی کمک پر ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لئے روانہ کئے جب لڑائی کامیابی کے ساتھ ختم ہوگئی تو عربی سپاہیوں نے اپنے ملک کو واپس جانے سے انکار کیا اور اس ذریعہ سے چین میں مسلمانوں کو اور بھی قوت ہوگئی۔ روز بروز نومسلموں کی تعداد بھی بڑھنی شروع ہوگئی۔ اور باہمی ازدواجی تعلقات نے اس کو اور بھی استحکام بخشا + اسلامی شوکت اس وقت اپنے کمال کو پہونچ چکی تھی اس لئے باشندگان چین کی تجارت اور بہبودی مسلمانوں کی موافقت پر منحصر تھی علاوہ ازیں اہالئ تبت اور دوسری ہمسایہ قوموں کے مقابلہ میں بھی چینیوں کو مسلمانوں کی اشد ضرورت تھی اس لئے انکی قدر و منزلت میں بھی کبھی کسی قسم کا فرق نہ آنے پایا اور آہستہ آہستہ وہ اپنا کام کئے گئے۔ چنگیز خاں کے زمانہ میں

بھی مسلمانوں کی آبادی بڑھ جانیکا ایک سبب پیدا ہوگیا۔ وسط ایشیا کے بعض امرا چنگیز خاں کے دست برد سے بچکر چین کی طرف چلے گئے اور مسلمانان چین آبادی میں اور بھی ترقی ہوگئی اسی زمانہ میں صوبہ کانسو کا فرماں روا جو بدھ مذہب رکھتا تھا مسلمان ہوگیا جس کی وجہ سے اسلام اور بھی قوی ہوگیا

مغلوں کے زمانہ میں مسلمانان چین کی مزید ترقی۔

خانہ جنگیوں اور مختلف صوبوں میں باہمی نفاق پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کو خاص وسط چین میں دخل دہائی کا مزید موقع ہاتھ آیا اور ان کی طاقت میں اور ترقی ہوگئی۔ شاہ چین نے جن مغلئی فوج کے اعلیٰ اعلیٰ افسروں کو چینیوں کے قواعد سکھانے اور کمان کرنے کے لئے منتخب کیا تھا ان افسروں کی خدمات شایستہ پر اظہار قدر دانی کرکے اور آیندہ کی یادگار تازہ رکھنے کے لئے ضلع ہنان بطور جاگیر عطا فرمایا گیا اس طرح سے مسلمانوں کو ملک میں حد سے زیادہ اقتدار حاصل ہوگیا۔ اور تمام چین پر ان کا اثر بآسانی قائم ہوگیا چینی لوگ بھی ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور موافقت کا برتاؤ کرتے رہے ہیں ان کے مورخ بھی اپنے نئے مہمانوں پر ہمیشہ مہربان رہے ہیں اور ہمیشہ اپنی تصانیف میں اچھے الفاظ سے یاد کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے۔ مسلمان خدای واحد کی پرستش کرنے والے بت پرستی سے نفرت رکھنے والے اور سور اور دیگر ناپاک جانوروں کا گوشت حرام سمجھنے والے ہیں۔

اسلامی ہمدردی سے اسلامی ترقی

چین میں اسلامی قوت کا ایک اور بھی بڑا سبب ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان جو جز ورس اور کفایت شعار تھے جب ایک ہفتہ سخت قحط پڑا تو انھوں نے بکمال رحم دلی اور فراخ حوصلگی۔ مفلوک چینیوں کے بچوں کو پناہ دی اور پرورش کیا اس ہمدردی کا لوگوں کے دلوں پر بہت بڑا اثر پڑا اور ہزاروں آدمیوں نے اسلام قبول کرلیا قحط اس شدت کا تھا کہ لوگ اپنی زمینیں اور مکانات چھوڑ چھوڑ کر اُن علاقوں میں چلے گئے جہاں غلہ کی موجودگی سنی جاتی تھی اور وہ لوگ پھر کبھی واپس لوٹ کر نہ آئے اس طرح سے اُن خالی مقامات اور غیر مزروعہ اراضی پر قدرتاً مسلمان آباد اور متصرف ہوگئے حتیٰ کہ ان تمام مختلف ذریعوں سے جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے مسلمانان چین کی آبادی تین کروڑ سے ہوگئی بعض مورخوں نے اس تعداد کو کہیں زیادہ بیان کیا ہے لیکن اس قدر تعداد متواتر بیان کی گئی ہے۔

مسلمانان چین کی وضع

ارکان مذہبی ادا کرنے کے علاوہ اور تمام باتوں میں مسلمانان چین اصلی چینیوں سے مشابہ ہے ان کی مسلمانی درزی کی قینچی یا نائی کے اُسترہ پر اس درجہ پر منحصر نہیں ہے کہ باوجود اہل قبلہ ہونے کے اور تمام ارکان اسلام کی پابندی کی صرف بعض قسم کا کپڑا پہن لینے سے کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے اُن کی موچھیں بڑھی ہوئی ہیں اور ننگے سر پھرتے ہیں لیکن مسجدوں میں جانے کے وقت سر پر عمامہ رکھ لیتے ہیں اصلی باشندوں کے ساتھ ہر طرح سے ملے جلے رہتے ہیں ان کی پوشاک کا تقریباً تمام معاشرتی حالت اصلی باشندوں سے ملتی جلتی ہے تاہم اپنے فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں پورے سرگرم ہیں سرکاری کاموں میں بھی مستعد ہیں گورنمنٹ

فوجی خدمت

ان کی مساعی جمیلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے چنانچہ مسلمانوں کی بہادری کو مشاہدہ کرکے اسبات کے فرمان شاہی جاری ہوچکے ہیں کہ مسلمان چین کی فوجی خدمت کے لئے بکثرت بھرتی کئے جاویں۔

چینی نامور مسلمان

مسلمان یہاں عرصہ سے عروج کی حالت میں ہیں چنانچہ خان سٹوک نومسلم صوبہ کا گورنر تھا۔
عبد الرحمن ۱۲۴۲ء میں چین کے شاہی خزانہ کا افسر تھا۔ سید اجل بخاری ۱۲۵۹ء میں خزانہ شاہی کا وزیر تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان چین کو عہدہ ہائے جلیلہ ملتے رہے ہیں مثل اور قوموں کے مسلمان بھی سلطنت کے ایک رکن سمجھے جاتے ہیں مفتوح قوم کی حالت میں نہیں ہیں گو اسلامی سلطنتوں کے زور گھٹ جانے کی وجہ سے مسلمانان چین کی حالت درمیان میں کسی قدر پولٹیکل حالات میں گھٹ گئے تھے لیکن اب پھر انتظام سلطنت میں حصہ لینے کا حق حاصل ہوتا جاتا ہے۔

یورپین مورخوں کی رائے

انگلستان کے پروٹسٹنٹ فرقہ کا بشپ جو چین میں منادی کے واسطے گیا تھا اس نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کو چین میں ہر طرح کے حقوق حاصل ہیں وہ نہایت بہبودی سے رہتے ہیں۔ وہ اپنے مذہبی خیالات میں نہایت

پرجوش ہیں - نہ پہاڑ اور نہ کسی قسم کے وعدہ یا اُمیدیں ان کو اپنے مذہب سے ہلا سکتی ہیں - وہ ہر ایک معاملہ میں راستی پسند ہیں - اور چین کی آیندہ قسمت ایک نہ ایک دن انھیں کے ہاتھ میں ہو گی اور چین کی پوری شان و شوکت انھیں کے ذریعہ سے بحال ہو گی پروفیسر فوکیوف بھی قریب قریب یہی حال لکھتا ہے جو لسٹیپ مذکور نے لکھے ہیں اور اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ چین کی یہ قیاس کردہ تبدیلی ضرور ایک نہ ایک دن واقع ہو کر رہے گی اور یہ یورپ کے منصوبوں کے لئے سخت خطرناک ہو گی - چینی مسلمان اس بارے میں از حد سرگرم ہیں کہ جس طرح سے ہو وہ اپنی تعداد کو بڑھاویں ان میں باہمی اتحاد از حد ہے اور کبھی مشکل سے نا اتفاقی کی نظیر ان میں مل سکتی ہے کیونکہ قادر مطلق نے قومی حمیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے - ان میں سے کوئی مشکل سے بیکار نظر آسکتا ہے - ان میں صرف یہ عیب ہے کہ عالی تعلیم کی طرف انھیں مطلق توجہ نہیں ہے ورنہ اس کے علاوہ زراعت تجارت فنون جنگ وغیرہ ہر ایک فن سے ان کو مذاق ہے فن جنگ کی باریکیوں کے سیکھنے کے وہ بہت شوقین ہیں صداقت ایمانداری اور وفاداری کا وہ زندہ نمونہ ہیں - کون اسمیں شبہ کرسکتا ہے کہ ان صفات سے موصوف قوم جو کثیر التعداد بھی ہو اس ملک کی ایک نہ ایک دن مالک نہ ہو جاوے گی جہاں دوسرے باشندے تباہی اور خواری کے عمیق سمندر میں قادر مطلق کی طرف سے ڈالدئے گئے ہوں اور دنیا کی نگاہوں میں ایسے ذلیل ہو گئے ہوں کہ انکا وجود بھی ملک میں وبال کے موافق ہو زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور تبدیلیاں زمانہ کی آڑ میں پوشیدہ رہتی ہیں زمانہ میں جو انقلابات ہوتے رہتے ہیں - وہ اپنے وقت پر پورے ہو کر ہی رہتے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ چین میں ضرور انقلاب عظیم واقع ہو گا اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں منتقل ہو جاوے گی بدھ مذہب کے لوگ ہی مسلمانوں سے چنداں مخالفت نہیں کرتے بلکہ وہ اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ اپنے اصول مذہب کو مسلمانوں کے اصول مذہب سے مختلف نہیں سمجھتے بلکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم قدیمی چینی فلاسفر کانفوسش کے موافق ہے اور اگر کہیں اختلاف ہے بھی تو وہ چنداں قابل توجہ نہیں ہے یہ لوگ گورنمنٹ کے نہایت مخلص اور فرماں بردار ہیں اور شاہ ان کو اپنا رفیق سمجھتا ہے -

مسٹر میکنتری کا بیان ہے کہ ان مسلمانوں کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ جس طرح سے ہو اپنے ہم خیالوں کو بڑھادیں اپنی قدر و منزلت کو ترقی دیویں اپنے مذہبی اصولوں کی آزادانہ اشاعت کریں اپنی مذہبی شوکت کو وسعت دیویں اور اپنے ان خیالات کی تکمیل میں وہ کسی قوم یا مذہب کی پروا نہیں کرتے کیونکہ وہ ان خیالات میں نہایت پختہ ہوتے ہیں - پھر وہ لکھتا ہے کہ اسلام ہی چین میں عیسائیت کی ترقی کے لئے بڑی بھاری روک ہے چینی مسلمان اپنی طرز تبلیغ میں ایسا طرز اختیار کرتی ہیں کہ وہ اسلام کا شیدا بنا لیتی ہیں - زبان سے کما حقہ واقف ہونے کی وجہ سے وہ عیسائیوں کو اور بھی زک دینے میں کامیاب ہوتے ہیں - اور ہم ان کا مقابلہ کرنے کے بالکل ناقابل ہیں - اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ ہماری طرف سے ایک شخص کو ترغیب و تحریص کی جاتی ہے اور جب قریب ہوتا ہے کہ وہ عیسائی ہو جاوے تو اچانک ہم دیکھتے ہیں کہ اُس پر کچھ ایسا افسون کر دیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے اس طرح سے ہم ناکام رہتے ہیں - دراصل ان مسلمانوں نے ہمیں بیدست و پا کر دیا ہے اور ہم ان سے مغلوب ہو گئے ہیں + ان تمام حالات پر مجموعی طور پر غور کرنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ مذہب صرف اسلام ہی ہے جو چین کے تمام مذاہب کو کلی طور پر مغلوب کرکے اس کے ایک ایک انچھ پر قابض ہو جائے گا - اور جاہ و جلال کے ساتھ مذہبی حکومت کرے گا فقط

عبد العزیز
گلی مسجد تہور خان - دہلی
(کرزن)

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس کی پاک زندگی کے اندرونی بیرونی حالات جنکو حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ارقام فرمایا - اس پاک سیرۃ کی ترتیب یوں دی گئی ہے - پہلے اُن مفاسد زمانہ کو بتلایا ہے جو بالطبع ایک مصلح کی ضرورت کے متعلق متقاضی ہیں پھر حضرت امام کی پاک سیرۃ کو دکھلایا ہے کہ جو مصلح آیا ہے وہ کس اخلاق فاضلہ کا انسان ہے آخر میں یہ بتلایا ہے کہ جس دعوی کے ساتھ وہ آیا ہے اُس دعوی کی حیثیت سے اُس نے کیا اصلاح کی ہے - یہ بے نظیر کتاب مخالفوں پر حجت اور احباب کے لئے دستور العمل ہے - قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ۸ ؍ ہے - دفتر الحکم سے طلب کرو -

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرانی ماآ عصہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جالن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہر اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگلی صاحب ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمرہ ۱۲ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ - میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید نیر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارح

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپا۔

رجسٹرڈ ایل ۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب)

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قیمت سالانہ [illegible] پیشگی

نمبر ۲۷	دار الامن والامان قادیان ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء	جلد ۱۰

حضرت اقدس کا ایک تازہ خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا عنایت نامہ پہونچا اگرچہ یہ سوالات جو آپنے اپنے خط میں لکھے ہیں کئی دفعہ میں اپنی کتابوں میں ان کا جواب لکھ چکا ہوں۔ لیکن آپ کے اصرار کی وجہ سے اب بھی کچھہ تھوڑا سا لکھدیتا ہوں۔ قاعدہ کلی کے طور پر آپ یہ یاد رکھیں کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم سب سے مقدم قرآن شریف کو جانتے ہیں اور پھر اسکے بعد وہ حدیثیں ہماری ماخذ واستدلال ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور پھر اس کے بعد وہ امور مشہودہ محسوسہ جس سے کوئی عقل انکار نہیں کرسکتی اور ماسوا اس کے جس قدر احادیث یا اقوال اور آثار قرآن شریف کے مخالف ہیں یا امور مشہودہ محسوسہ بدیہیہ سے مخالف پڑے ہیں ہم انکو نہیں مانتے۔ اب اس مختصر تقریر کی رو سے ہمارا یہ جواب ہے کہ جسقدر حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے کچھہ تو ایسی ہیں کہ قرآن کے مخالف اور معارض ہیں اور نیز ایسی حدیثوں کے مخالف ہیں جو قرآن کے مطابق ہیں اور ان میں سے ایسی حدیثیں ہیں جو مجروح اور مخدوش ہیں اور محدثین کو انکی صحت میں کلام ہے۔ چنانچہ مفصل جواب سوالات کا ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

اوّل

قحط کی نسبت جو سوال کیا گیا ہے یہ سراسر جہالت پر مبنی ہے اسبات کو ہر ایک اہل علم جانتا ہے کہ مسلم میں ایک حدیث ہے کہ مسیح کے زمانہ میں ایک سخت قحط پڑیگا

زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

دوم

کفر کے فتوے جن لوگوں نے دیئے اُن سے ہمارا کچھ حرج نہیں کیونکہ جب کہ ہم قرآن اور حدیث اور آسمانی نشانوں سے ثابت کر چکے ہیں کہ ہم حق پر ہیں تو یہ فتوے ہمیں کیا ضرر پہونچا سکتے ہیں بلکہ اس سے تو ہماری اور بھی حقیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے **یٰحسرۃً علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہٖ یستھزءون** پھر ماسوا اس کے حدیث اور آثار کی کتابوں میں نظر کرو۔ اُنمیں لکھا ہے کہ مہدی معہود پر کفر کا فتوےٰ لگایا جاوے گا اگر اور کوئی کتاب نہ ہو تو حجج الکرامہ میں مہدی کے باب میں دیکھو پس اس صورت میں کفر کا فتوےٰ لگانا ہمارے لئے کچھ مضر نہ ہوا بلکہ ایک نشان ہوا جو مکفرین کے ہاتھ سے ظہور میں آیا۔

۳۔ جو شخص رمل کہتا ہے اس کا ثبوت دے اور جب تک وہ ثبوت نہ دے وہ قابل خطاب نہیں ہے۔

۴۔ یہ مطالبہ معجزات کا جو ہے یہ عجیب امر ہے کہ ایک ہی جگہ دو متناقض امر درج کر دیئے ہیں پہلے میں لکھا ہے کہ پیشگوئیاں کرتے ہیں اور دوسرے میں لکھا ہے کہ نہیں کرتے پھر ماسوا اس کے اگر کسی کو ہمارے نشان دیکھنے ہیں تو ہماری کتاب تریاق القلوب کو منگا کر دیکھ لے اس میں سو سے زیادہ نشان لکھے ہیں جنکی لاکھوں گواہ موجود ہیں۔

۵ آپ نے لکھا ہے کہ دجال کی علامتیں کونسی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اُس دجال فرضی و وہمی کو ہرگز نہیں مانتے جس کی ہمارے مخالف علماء کے دلوں میں تصویر ہے کیونکہ اُس دجال کا وجود اور اُس کی صفات قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں قرآن کی یہ آیۃ **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ** صاف ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا میں قیامت تک دو قوموں کو غلبہ رہے گا یا حقیقی متبع حضرت مسیحؑ کے یعنی اہل اسلام یا ادعائی متبع حضرت مسیحؑ کے یعنی نصاریٰ۔ اور دجال نہ حقیقی متبع حضرت مسیحؑ کا ہے نہ ادعائی اس لئے وجود اُس کا باطل ہے۔ اور بخاری میں صحیح حدیث یہ ہے کہ **یکسر الصلیب** اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیحؑ عیسائیت کے غلبہ کے وقت ظہور کرے گا اور اس کے غلبہ کو توڑے گا پس کیونکر ممکن ہے کہ ایک وقت میں عیسائی دین کا بھی غلبہ ہو اور کسی دجال کی سلطنت کا بھی غلبہ ہو اور ماسوا اس کے یہ مان لیا گیا ہے اور یہ عقیدہ ہمارے تمام مخالف علماء کا ہے کہ دجال کا تسلط بجز حرمین شریفین کے کل دنیا پر ہوگا اور یہ حدیث **یکسر الصلیب** کی بیان کر رہی ہے کہ مسیح عیسائیت کے غلبہ کے وقت آئے گا پس جبحالت میں دجال کا غلبہ تمام روئے زمین پر ہوگا تو عیسائی سلطنت اور مذہب کا غلبہ کس زمین پر ہوگا۔ اور چونکہ **یکسر الصلیب** کی حدیث قرآن کی آیت مذکورہ بالا سے مطابق اور موافق ہے اور یہ حدیث بخاری کی ہے اس لئے بباعث اس توافق اور تظاہر کے یہی حدیث صحیح ہے اور یہی مذہب صحیح ہے۔

۶- یہ سوال کہ مسیح کا نزول آسمان سے ہوگا اور مسجد اقصیٰ کے منار پر ہوگا۔ میرے خیال میں ایسا خیال کوئی اہل علم نہیں کرے گا بجز ایک جاہل اور بیخبر کے جسکو علم حدیث کا نہیں ہے کیونکہ جہاں تک ہمارے لئے ممکن تھا ہم نے کل کتابیں حدیثوں کی دیکھیں آسمان کا لفظ کہیں نہیں دیکھا اور نہ دیکھا کہ مسیحؑ آکر منارہ پر بیٹھ جائے گا۔ اگر کسی کے پاس ایسی حدیث ہو بشرطیکہ مرفوع متصل ہو جسکا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچے جب تک وہ ایسی حدیث پیش نہ کرے تب تک لائق خطاب و جواب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حدیثوں میں نزول کا لفظ موجود ہے لیکن نزول سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ آسمان سے نزول ہوگا بلکہ زبان عرب میں یہ لفظ تشریف اور اکرام کا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اترا۔ اور آپ کہاں اُترے ہیں اور فارسی میں اسجگہ فروکش کا لفظ آتا ہے اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ آسمان سے اُترے ہیں اسی وجہ سے نزیل زبان عرب میں مسافر کو کہتے ہیں۔

۷ یہ وسوسہ کہ ابھی منار بنا رہے ہیں تو پھر کیا بنانے کے بعد اُسپر چھلانگ ماریں گے اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ مسیحؑ منار پر آکر بیٹھ جائے گا ایسا معترض جب حوالہ تلاش کرنے کے لئے کتابوں کو دیکھے گا تو ضرور شرمندہ ہوگا۔

۸- اور جو حدیث آپ نے بخاری اور مسلم کی لکھی ہے کہ مسیحؑ

اُترے گا اور صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو مارے گا اور جزیہ رکھدے گا افسوس کہ اس حدیث کا صحیح ترجمہ معترض نے نہیں لکھا اور بجائے اس کے کہ جزیہ موقوف کرے گا جزیہ لگادیگا ترجمہ کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث ہمارے سامنے کیوں پیش کی ہے یہ تو اُس کو مضر اور ہمارے لئے مفید ہے۔ کیونکہ اول اس میں آسمان کا ذکر نہیں صرف نزول کا ذکر ہے جو زبان عرب میں مسافروں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیساکہ مسلم کی ایک دوسری حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک طرف مسیح اُتریگا اور دوسرے مقام میں دجال اُترے گا۔ یعنی دجال احد پہاڑ کی پیچھے نزول کرے گا پھر اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے وقت اُترے گا اور تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ دجال کے غلبہ کے وقت اترے گا اور یہ جو ہے کہ جزیہ رکھدے گا یعنی موقوف کرے گا اس صحیح بخاری کی دوسری قرأت یہ ہے کہ یضع الحرب۔ کہ جنگ کو موقوف کرے گا اور وہ کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور یہ قرأت صحیح ہے کیونکہ ایک دوسری حدیث اس کی مؤید ہے اور وہ یہ ہے یقع الامنۃ فی الارض عند نزول المسیح یعنی مسیح کے نزول کے وقت بہی امن کی حالت ہو جاوے گی اور کوئی لڑائی نہیں ہوگی۔

۹۔ اور جو مال کی بابت اعتراض کیا گیا ہے البتہ اس کا تو مجھے اقرار کرنا پڑے گا کہ میں نے علماء حال کا بہت نقصان کیا ہے کہ انکی موہوم اُمیدیں جو درہم و دینار کی متعلق تہیں سب ٹوٹ گئیں لیکن ذرا زیادہ غور کرکے وہ خود سمجھ جائیں گے کہ یہ اُمیدیں کسی نص قرآنی اور حدیثی پر مبنی نہ تہیں صرف غلط فہمی تہی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ تو کیا مال بیشمار دیکر خدا ان کو فتنہ میں ڈال دے گا اور بجز اس کے ایک حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام درہم اور دینار نہیں چھوڑتے اُن کے وارث اُن کے علم کے وارث ہوتے ہیں پس ان تمام حدیثوں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود جو دنیا میں آئے گا وہ ایک روحانی مال عطا کرے گا جس کی دنیا محتاج ہوگی ورنہ مسیح کسی مہاجن ساہوکار کی صورت میں نہیں آئے گا کہ لوگوں کو اپنی اسامیاں ٹھیرا کر روپیہ تقسیم کرے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کا نام مال رکہا ہے اور حکمت کا نام بہی مال رکھا ہے جیساکہ فرماتا ہے کہ یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا مفسر لکھتے ہیں کہ اس کے معنے ہیں مالا کثیرا لغت میں خیر کے معنے مال کے لکھے ہیں اور ایک اور حدیث میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بڑی دعوت کی اور ہر ایک قسم کا کہانا پکایا تو بعض کہانا کہانے کے لئے آئے اُنہوں نے کہانا کہا کر حظ اُٹھایا اور بعض نے اس دعوت سے انکار کیا وہ بے نصیب رہے۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پلاؤ اور قورمہ وغیرہ پکایا تہا یا روحانی کہانے تہے۔

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء اکثر روحانی امور کو طرح طرح کے پیرایوں میں بیان فرمایا کرتے ہیں اور نفسانی آدمی ان کو جسمانی امور کی طرف لیجاتے ہیں۔ بھلا ہم پوچھتے ہیں کہ مسیح آکر درہم و دینار بہت سے تقسیم کرے گا کہ علماء وغیرہ کے گہر سونے چاندی سے بھر جائیں گے لیکن اس کا کہاں تذکرہ ہے کہ وہ لوگ جو روحانی طور پر بھوکے پیاسے ہوں گے اُن کی اسی طور سے پوری حاجت براری کرے گا۔ پس اگر یہ تذکرہ کسی اور جگہ نہیں تو یقینا یاد رکھو کہ یہ وہی تذکرہ ہے جو استعارہ کے رنگ پر بیان کیا گیا ہے

۱۰۔ اعتراض یہ ہے کہ جب حضرت مسیح آئیں گے تو نماز کے بارہ میں آپس میں مہدی و مسیح تواضع کریں گے اور ایک دوسرے کو کہیں گے کہ وہ امام ہو یا یہ امام ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیثیں جو امام مہدی کے متعلق ہیں کل مجروح و مخدوش ہیں ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں کہلاسکتی۔ جو لوگ ان حدیثوں کو مانتے ہیں وہ اسبات کو بہی مانتے ہیں کہ ان میں سے ایک بہی صحیح نہیں اور کوئی بہی جرح سے خالی نہیں ماسوا اس کے ان حدیثوں کے مخالف ایک دوسری حدیث ہے۔ لا مھدی الا عیسیٰ جو ابن ماجہ اور مستدرک میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ حدیث ہماری نزدیک صحیح ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کے مخالف جو حدیثیں مہدی اور مسیح کے بارے میں آئی ہیں وہ ایک میان میں دو تلواریں ڈالنی چاہتی ہیں یعنی ایک ہی وقت

میں دو خلیفے جمع کرتے ہیں۔ ایک طرف تو امام مہدی خلیفہ ہوئے اور دوسری طرف جو شخص آسمان سے اُترا اور ایک بڑا قصد کرکے آیا اور خدا نے اُس کو بڑی اصلاح کے لئے بھیجا اگر اُس کو خلیفہ نہ سمجھا جاوے تو خدا کا یہ سارا کام لغو ٹھہرتا ہے گویا خدا کی اول تو یہ مرضی تھی کہ اسکو خلیفہ مقرر کرے اور اسی نیت سے اُس کو آسمان سے زمین کی طرف روانہ کیا اور ابھی وہ زمین پر نہیں پہونچا تھا کہ خدا کی نیت بدل گئی ایک اور شخص کو اُس نے خلیفہ کر دیا۔ وہ بیچارہ ابھی اس مقصد سے جس کے لئے وہ خوشی خوشی اُترا تھا نامراد رہا اور دوسری نامرادی اور دلی سوزش اُس کے لئے اس سے اور بھی بڑھی کہ قریباً دو ہزار برس تک یا اس سے زیادہ اُس کو اُمیدیں دلاتے رہے کہ وہ عہدہ تجھے ملے گا اور جب وقت آیا تو دوسرے کو دے دیا پس خدا کی شان سے یہ بعید ہے کہ ایسی بیجا حرکت جس سے مسلمانوں کے گروہ میں تشویش پیدا ہو ایسے نازک وقت میں کرے جس میں اسلام کو اتفاق کی ضرورت ہے گویا یہ مسئلہ روافض کے مسئلہ کے قریب قریب مشابہ ہو گیا کہ ایک طرف تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کرکے بھیجا اور دوسری طرف حضرت علی کے کان میں پھونک ماردی کہ نبوت کا تیرا حق تھا جبرئیل کو یہ غلطی لگ گئی۔

۱۱۔ عیسیٰ اُتریں گے پھر نکاح کریں گے اور اُن کے اولاد ہوگی۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ اعتراض کیوں پیش کیا ہے ہر ایک شخص نکاح کرتا ہے اور اولاد بھی ہو جاتی ہے ہاں اُس صورت میں اعتراض ہو سکتا تھا کہ اب تک مسیح کوئی نکاح نہ کیا ہوتا یا اولاد نہ ہوتی نکاح موجود ہے اولاد بھی چھ لڑکے ہیں۔

۱۲۔ اور یہ اعتراض جو مسیح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جانا ضروری ہے اول تو یہ قبل از وقت ہے کیونکہ ابھی تک میں زندہ موجود ہوں۔ پھر ماسوا اس کے جو معنے اس حدیث کے آپ لوگ سمجھتے ہیں اس سے تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں ایک قبر میں دفن کئے جاویں کیونکہ حدیث میں معی کا لفظ موجود ہے اور دوسرا فساد یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جاوے اور یہ نبی کی قبر کی توہین اور تحقیر ہے۔ اس لئے اس حدیث کے معنے بھی روحانی طور پر ہیں یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب اُس کا مرتبہ ہوگا اور وہ بہشت جو میری قبر کے نیچے ہے اُس سے وہ پورے طور پر حصہ پائے گا۔ بات یہ ہے کہ تمام صوفیہ کرام اور اہل اللہ اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص اپنی وفات کے بعد اُسی درجہ تک اُخروی نعمتوں سے حصہ پا سکتا ہے جس درجہ تک اُس کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر سے قرب ہے۔ ہر ایک انسان جو مرتا ہے خواہ مشرق میں مرے خواہ مغرب میں اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اُسکی قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے روحانی طور پر نزدیک کی جاتی ہے اور جو کافر مرتا ہے اُس کی قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے دور کی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کہ ہر ایک مومن کے لئے بہشت کی کھڑکی قبر میں کھولی جاتی ہے اور بہشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے نیچے ہے تو بالضرور ماننا پڑا کہ ہر ایک مومن اپنے مرتبہ اور عزت کے موافق مرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے نزدیک ہو جاتا ہے

۱۳۔ اور یہ حدیث مسلم کی جو ایک لمبی حدیث ہے جس میں دجال کا کانا ہونا اور اُس کا مینہ برسانا وغیرہ لکھا ہے ہم اُس وقت اس کا جواب دیں گے جب کہ آپ اس کا جواب دے لیں گے کہ قرآن جو قیامت تک دو قوموں کا غلبہ قرار دیتا ہے ایک اہل اسلام اور دوسرے نصاریٰ اور جیسا کہ ابھی ذکر ہوا حدیث صاف بتلاتی ہے کہ حضرت مسیح کسر صلیب کے لئے آئیں گے یعنی صلیب کے غلبہ کے وقت اس حدیث اور قرآن کی اُس آیت سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دجال کی حدیث بالکل جھوٹی اور مردود ہے جو شخص اسکو مانتا ہے اُس کو قرآن کا انکار کرنا پڑے گا اور حدیث یکسر الصلیب کا بھی انکار کرنا پڑے گا اس لئے یہ حدیث اس لائق نہیں ہے کہ ہم اس کا کچھ جواب دیں۔

۱۴۔ اور یہ حدیث جو آپ نے لکھی ہے کہ مہدی فلاں خاندان سے اور اُس کے باپ کا نام یہ ہوگا ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ یہ حدیثیں کل مردود اور موضوع ہیں قابل توجہ نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں جب کہ یہ حدیث اُسی صحاح ستہ میں موجود ہے کہ لا مھدی الا عیسیٰ تو پھر اس حدیث کے ماننے کے بعد یہ ماننا پڑتا ہے کہ اسکے

علامہ

مخالف جسقدر حدیثیں ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اور جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں یہ صحیح بڑے پایہ کی حدیث ہے۔ کیونکہ اس میں وہ اختلاف اور غیر معقولیت نہیں پائی جاتی جو دوسری حدیثوں میں پائی جاتی ہے یعنی ایک ہی وقت میں دو خلیفوں کا معزز کرنا اور ہمارے سامنے یہ پیش کرنا کہ مہدی بنی فاطمہ ہی سے ہوگا یا فلاں خاندان سے ہوگا عبث ہے ہم کب یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم وہ مہدی ہیں جو ان صفات کا ہوگا بلکہ ایسے مہدی کے وجود سے ہم قطعاً منکر ہیں اور کوئی صحیح حدیث اس کی تائید میں پیدا نہیں ہوتی ہمارا دعوے یہ ہے کہ ہم وہ مہدی ہیں جو مسیح بھی ہے اور ظاہر ہے کہ مسیح کے لئے ضروری نہیں کہ بنی فاطمہ سے ہو اصل بات یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حدیثیں عباسی سلطنت کے عہد میں بنالی گئی ہیں اسی واسطے بعض نے ان میں سے اپنا لقب مہدی رکھا تھا اور اس مہدی کے متعلق جو بنی فاطمہ سے سمجھا گیا ہے جسقدر قصے ایک ناول کے طور پر بنائے گئے ہیں جنمیں سے بعض کا آپنے ذکر بھی کیا ہے یہ تمام قصے غلط اور لغو ہیں اور صریح قرآن کے مخالف ہیں بھلا یہ کیونکر ہو کہ مہدی تو آکر لڑائیوں کا ایک طوفان برپا کردے گا اور مسیح کے حق میں یہ لکھا ہو کہ یضع الحرب یعنی لڑائیوں کی صف لپیٹ دے ایک کا مقصد کچھہ اور اور دوسرے کا مقصد کچھہ اور اور دونوں ایک ہی وقت میں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم جیسا کہ بیان کرچکے ہیں قرآن کو سب حدیثوں پر مقدم رکھتے ہیں اور ان حدیثوں کو مانتے ہیں جو قرآن کے موافق ہیں اور ہمارے مخالف دیوانوں کی طرح بار بار وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جو قرآن کے مخالف پڑی ہیں اور خود باقرار ان کے علماء کے ضعیف اور مجروح ہیں اور اللہ تعالی فرماتا ہے

بای حدیث بعدہ یومنون

یعنی قرآن کے بعد کس حدیث کو تم مانوگے سو ہم اس آیت پر ایمان لاتے ہیں اور قرآن کے بعد اور کسی حدیث کو جو اس کے مخالف ہو نہیں مانتے

مکرر آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا نام حکم رکھا ہے پس مسیح موعود کے لئے عملی ثبوت حکم ہونے کا بھی چاہئے تاکہ اس کا حکم ہونا ثابت ہو جاوے اور حکم ہونا اسی وقت مسیح موعود کا مانا جاوے گا کہ وہ متنازعہ فیہ امور کو صاف کرکے دکھاوے اور جو حدیثیں کہ مجروح و مخدوش ہوں یا قرآن شریف کے خلاف ہوں ان کو علحدہ کردے اور ان کا مجروح ہونا ثابت کرکے دکھا دے اور جو احادیث قرآن شریف کے مطابق اور موافق ہوں اور وہ صحیح ہوں ان کی صحت پر اپنی مہر صداقت لگادے اگر وہ ہر ایک فرقہ کی حدیثوں کو قبول کرلے اور ہر ایک فرقہ اور مشرب کے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملاتا رہے تو وہ کاہے کا حکم ہوگا وہ حکم اسی وقت مانا جاوے گا کہ خبیث وطیب اور مردود و مقبول صحیح و موضوع احادیث میں تصرف کرکے اور خدا سے علم صحیح پاکر تمیز و تفریق کرکے دکھا دے سو ہم نے خدا کے فضل اور اس کی تعلیم سے ہر ایک امر میں بحیثیت حکم ہونے کے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فرق کردیا ہے اور صحیح حدیثوں کو الگ اور موضوع اور مجروح حدیثوں کو الگ کرکے دکھا دیا اور بتلا دیا کہ مہدی کی حدیثیں سب ناقابل اعتبار اور قرآن شریف کے خلاف ہیں ان میں اگر صحیح حدیث ہے تو یہی ہے کہ

لا مھدی الا عیسٰی

اور دجال کی وہ حدیثیں جو خلاف قرآن اور شرک سے پُر ہیں یہی بتلا دیا کہ خراب اور ایمان کی برباد کرنے والی ہیں اور سراسر جھوٹی ہیں۔ والسلام۔

۲۲ر جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

کیا گولڑہ والے بھاگے

پیر صاحب گولڑی نے حضرت سید محمد احسن صاحب فاضل امروہہ کے اس دعوت مناظرہ سے گریز کیا جو ہم نے الحکم نمبر ۲۵ میں شائع کی تھی یہ انکار مولوی غازی کے اشتہار کے ذریعہ کیا گیا ہے مگر کہیں پیر صاحب گولڑی کی اشتہار میں بھی وُہی تصنیف اور تالیف کا سر مکتوم نہ ہو اس لئے ہم اس اشتہار کو اس وقت تک قابل تسلیم قرار نہیں دے سکتے جب تک خود پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے ہاتھ سے شائع نہ کریں۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

طیار ہے۔ کیا خوب ہو کہ صاحب وسعت دس بیس بیس خرید کر لوگوں کو فائدہ پہونچاویں قیمت ۲ر محصول ۱ر۔ سراج الحق از دارالامان

حضرت حکیم الامۃ کے الفاظ

النصح للہ وللرسول

النصح للہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے پر کامل ایمان ہو ہر قسم کے شرک سے بیزار ہو اللہ تعالیٰ کے اسماءِ گرامی میں کسی قسم کا الحاد اور انکی بے عزتی نہ کرے بلکہ جیسا کہ اللہ تعالے کو تمام نقائص سے منزہ یقین کرے اور تمام صفات کاملہ سے موصوف مانے۔ اُن کی فرمانبرداری میں فرضی ہو یا نفلی اعتقادی ہو یا عملی قولی ہو یا فعلی سب میں چست و چالاک ہو اور اُن کی نافرمانیوں سے بچتا رہے۔ اپنی جان مال اولاد دوستوں کے ساتھ اگر محبت ہو تو خدا ہی کے لئے ہو۔ اور اگر بغض ہو تو اسی ہی کے لئے ہو۔ جناب الٰہی کے فرمانبرداروں سے محبت اور نافرمانوں سے عداوت ہو منکروں کے ساتھ جہاد جو ضرورت وقت کے لحاظ سے مناسب ہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار اور اُن کی قدر کرے اور تمام نیکیوں کو اخلاص سے بجا لاوے تمام بھلی باتوں کی طرف لوگوں کو بلاوے ترغیب دے اور باریک سے باریک تر اس معاملہ میں کوشش کرے۔

اور

النصح للرسول سے یہ مراد ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے ہیں اُن سب پر ایمان لاوے آپ کے احکام کی فرمانبرداری جن باتوں سے آپ نے منع فرمایا ہی اُن سے رُک جاوے آپ کی زندگی کے وقت اور موت کے بعد نصرت اور حمایت کرنا۔ آپ کے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن ہو آپ کی تعلیم اور مطالب کو زندہ کرکے ان کی اشاعت کرنا آپ کی محنت فی اللہ کی داد دینا یعنی آپ کی کامیابیوں کے لئے درود شریف پڑھنا آپ سے اتہام کو دور کرنا اپنے کاموں میں ان کے علوم سے مشورہ لینا آپ کے علوم کے معانی میں توجہ رکھنا ان کا پڑھنا پڑھانا اُن کی بزرگی سمجھنا۔ آپ کے آداب سے متادب ہونا۔ آپ کے اہلبیت سے محبت رکھنا۔ آپ کے صحابہ سے تعلق رکھنا۔ آپ کے ساتھیوں ناصروں اور آپ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرنا۔

الہام الٰہی کی ضرورت پر ایک بات

بارہا نیچر کے قدر نہ کرنے والے برہمو مزاج لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ جب کہ قانون قدرت عقل اور وجدان موجود ہے۔ اور ان سے انسان راستی اور صداقت کو پا لیتا ہے تو الہام الٰہی کی کیا ضرورت ہی مگر میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ آنکھ بند کرکے نظارہ قدرت کو کیوں دیکھتے ہیں دیکھو دنیا میں گھاس پھوس سب کچھ موجود ہے مگر جب تک آسمان سے بارش نہ برسے تو وہ گھاس پھوس ہرگز نشو و نما نہیں پا سکتے بلکہ زمینی کنووں کا پانی تک خشک ہو جاتا ہی اسی طرح پر اگر الہام الٰہی کی بارش نہ ہو تو عقل اور وجدان اُسی گھاس کی طرح سوکھ جاوے جب کہ جسمانی نشو و نما آسمانی بارش کے بدون نہیں ہو سکتا تو روحانی نشو و نما کلام الٰہی کے بغیر کیونکر ہو سکتا ہے؟ پس یہ کیسی آسان دلیل ضرورت الہام اور ضرورت نبوت پر ہے۔

لائق توجہ ناظرین اخبار

ہماری بیماری کی وجہ سے اس ہفتہ کا اخبار اپنے معمولی حجم پر شائع ہوا ہی اور چونکہ بعض وجوہات اور مشکلات نے اخبار کے بر وقت شائع ہونے میں ایک روک پیدا کر رکھی ہے اس لئے سر دست ہم نے اس کو باقاعدہ بنانے کے واسطے یہ انتظام کیا ہے کہ ۹ر اگست سنہ ۱۹۱۰ء کا نمبر اپنے وقت پر انشاء اللہ تعالی شائع ہو اور گو بلحاظ صفحات معترزہ ہم ناظرین کو پورا حق دے چکے ہیں تاہم اس ایک نمبر ۴۸ کی کمی کی تلافی آیندہ ہمیشہ کے لئے اخبار کو ۱۲ صفحہ تک بڑھا دینے سے کرتے ہیں۔ باایں ہمہ مشکلات مالی ہم اخبار کا حجم بڑھاتے ہیں اور اسکو دلچسپ اور مفید بنانے کی سعی کرتے ہیں امید ہی ناظرین اپنے فرائض کو نہ بھولیں گے جن لوگوں نے اب تک قیمت نہیں دی وہ خود بھیج دیں ورنہ ہم بروقت بذریعہ وی پی وصول کرنے کے مجاز ہیں پھر شکایت نہ کریں کیونکہ سال رواں سے سات ماہ گذر چکے۔ مہربانی فرما کر جلد قیمت عنایت کریں تا کہ مشکلات دور ہوں جلد قیمت ادا کرنے میں دونو طرف کا فائدہ ہے۔

محبت کا بیرونی اظہار

اس عنوان سے جالندہری پرچارک نے ایک نوٹ لکھا ہے اور شہر شکاگو (امریکہ) کے ایک گرجا کی خوبصورتی کا ذکر کرتے ہوئے اُس نے بتلایا ہے کہ اگرہ کی موتی مسجد کو دیکھ کر کہ دل میں حیرت پیدا ہوئی تھی کہ ایسے شفاف سنگ مرمر کے عالی شان ستون کس محنت اور خرچ سے جوڑے گئے ہوں گے اور اس تعجب کو مغلوں کی مذہبی سپرٹ نے دور کردیا اور وہ اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ مغلوں کو اپنے مذہب کے ساتھ دلچسپی اور محبت تھی اور یہی وجہ ہے کہ ان کے مکانات میں یہ عجیب بات ہے کہ مغلوں کا کوئی بھی مکان ایسا نہیں (حتیٰ کہ جیل خانہ تک) جس میں چھوٹی سی مسجد ادائے نماز کے لئے نہ ہو۔ پرچارک جس نتیجہ پر پہونچا ہے ہم اُس کے ساتھ ہیں جس قوم کو اپنے مذہب کے ساتھ محبت ہو وہ اُس کا اظہار عملی طور پر کرکے دکھاتی ہے۔ اس وقت **منارۃ المسیح** جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی کی بنیاد پر اس زمانہ کے امام علیہ السلام کی طرف سے تعمیر ہونے والا ہے اُس کی عظمت اور شان آیندہ زمانہ میں ہماری قوم کی اُس محبت کے اظہار کا ایک کامل ذریعہ ہوگی جو اُس کو اپنے امام اور پھر اپنے سید و مولےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس اگر ہم اپنی قوم کو منارۃ المسیح کے لئے متوجہ کریں تو بجا اور درست ہے۔

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جسمیں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں ۳۰۰ زبردست دلائل قاطع دیئے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت میں آجتک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اس کی پہلی قیمت ۲۵ روپے تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اسکی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں بہت جلد خرید فرمائیں۔ کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط اور خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف (سے ر)

المشتہر کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں کی جاتی ہیں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان اُنکو پڑھکر اسلام سے متشکک اور مرتد ہوگئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُنکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایجاب سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولائت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ اسلام جو خدائی مذہب اور سچا مذہب ہے کیا اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہیے ضرور ہونی چاہیئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم یہ رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض سمجھے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۲۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصول ڈاک صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے۔ نمونہ کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے وعلاوہ اہل اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۱۲ر غیر مذاہب سے صرف ۸ر لی جاتی ہے صرف اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو خداوند تعالیٰ کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا۔

المشتہر منشی کریم بخش
مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و اکیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھائی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸؏ ممیرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ خالص ممیرا فی ماسہ ۸ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

ا- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی- ایم- بی سانگلی صاحب بہادر - ایم- بی - ایم- ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج سماۃ اتم دیوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں زرد زرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتی تھی اُس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئیں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳- میں نے ممیرے کے سرمہ کا جوکہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کران مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور درد ہند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنی اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب طبع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ایڈیٹر یعقوب علی تراب

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ہا
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی ہا

سالانہ قیمت ... پیشگی

نمبر ۲۹	دار الامان قادیان ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۶ء	جلد ۱۰

بقیہ مضمون میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

انبیاء کی تعلیم کے مہیمن قرآن کریم کے موجود ہوتے کسی خاص تعلیم کی ضرورت

مانا کہ انبیا کی تعلیم ہی قابل اتباع ہے اور وہی کافی سامان اصلاح فساد کے واسطے اپنے اندر موجود رکھتی ہے ہاں کسی نافع شے کا موجود ہونا اور بات ہے اور اس شے کا طریق استعمال کہ جس سے وہ مفید اور نفع بخش ہو اور بات ہے دوائیں تو پساریوں کے پاس ہیں مگر پساری طبیب نہیں پس طبیب درکار ہے جو اجزا مناسبہ کا وزن قائم کرکے شفابخش نسخہ لکھے اور ترکیب بتلائے جس سے فساد مزاج دور ہو کر طبیعت اصلاح پر آئے۔ مانا کہ سامان اصلاح موجود ہے مگر ترکیب استعمال بتلانے کے لئے کہ جس سے میزان عدل پھر قائم ہو کسی حکم و عدل کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ انبیا کی تعلیمات کا اپنے پاس دعوی کرنے والے بہت موجود ہیں۔ کون ہے جو اس فساد عظیم کے زمانہ میں اپنی کتاب کو خدا کی کتاب نہیں بتلاتا اس وقت کہ مذاہب مختلفہ کا ہنگامہ برپا ہو رہا ہے ہر ایک اہل مذہب یہ ہی دعوی پیش کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمانی ہدایت موجود ہے۔ پس کس طرح ثابت کیا جائے کہ کون اپنے دعوی میں سچا ہے اور کون ہے جو محض اپنی خوش اعتقادی سے ہی اپنی کتاب کو خدا کی کتاب سمجھ رہا ہے اس میدان میں کھڑا ہونا اور سب اہل مذاہب سے مقابلہ کرکے ثابت کرنا ایک ایسے مرد میدان کو چاہتا ہے کہ جو ہر پہلو سے ہر ایک مخالف مقابل کے دعوے اور دلائل کو توڑ دے اور پکار کر اس بات کا اظہار کرے کہ میں وہ شخص ہوں کہ جو ثابت کرتا ہوں کہ خدا کی کتاب ایک

کتاب ہے اور وہی ہے جو میرے پاس ہے ایسی باتیں مذہب کی سچائی میں پیش کی جاتی ہیں کہ جس کی بابت مذہب کے حامیوں کو اپنے گذشتہ بزرگوں کے عجائب کاموں کی مدمیں قصوں اور کہانیوں کے طور پر مشہور کرنے کا موقعہ ملتا ہے جنکو وہ ایسے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں کہ ہر ایک سننے والے کو انکار کرنے کا موقع ان کے سرگرم حامی نہیں ہونے دیتے مگر خصوصیت تو یہاں بھی مفقود ہے صاف بات ہے کہ کسی اہل مذہب کو ایسے واقعات پیش کرنے میں ان کی شہرت عام نے جو بلا شرکت نہیں ہے خاص ممتاز ہونے کا حق نہیں دیا اگر ایک نے دس دس کرامتیں بیان کردیں تو دوسرے نے اپنے پیشواؤں کی بیس اس کے مقابل سنا دیں - جیسی وہ شنید ویسی ہی یہ شنید - اب کر دکھانے کی طاقت نہ اس میں نہ اُس میں پس یہ معیار بھی کمزور - بات تو تب تھی کہ اپنی کتاب کی برکات موجودہ کا وجود مشاہدہ کرایا جاتا - ورنہ یہ بھی تو اُسی خوش اعتقادی کا نتیجہ ہے جو ہر ایک مذہب والا اپنے مذہب کی سچائی اور کتاب کی عظمت کی دلیل سمجھ بیٹھا ہے - سچائی کی روح جس کتاب یا جس مذہب میں ہوتی ہے اس کتاب یا مذہب کی برکات بھی ہمیشہ رہنے والے اور علی الدوام زندہ ہوتے ہیں - اور اس کتاب کے تابعداروں میں جو افراد حق الیقین کے مراتب پر پہونچے ہوئے ہوتے ہیں ان میں ان برکات کا نمونہ ہر وقت اور ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے - وہ جدید طور پر اپنی کتاب اور اپنے مذہب کے من جانب اللہ ہونے کے ثبوت پیش کرنے پر جیسا جس زمانہ کا تقاضا ہو ہر وقت طیار رہتے ہیں اس پاک جماعت اور حزب اللہ کا ہر ایک فرد صرف اسی بات پر قناعت نہیں کرتا کہ ہمارا باپ ایسا تھا اور ہمارا دادا ویسا تھا بلکہ وہ خود آگے بڑھکر بڑی طاقت سے علانیہ بولتا ہے کہ ہم ایسے ہیں اور ہمارا مذہب ایسا ہے اور ہماری کتاب ایسی ہے اور ہمارا خدا ایسا ہے وہ ہر ایک فن میں جو اس کتاب کی منجانب اللہ ثابت کرنے کے واسطے درکار ہوتا ہے آسمانی برکات کے شامل حال ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور اگر مقابلہ پڑجاے تو غالب اثر کے ساتھ سب کو مغلوب کرکے حق کا اظہار کردیتے ہیں اور پھر اس کتاب یا مذہب کی زندہ برکات کا عالم پر رعب چھا جاتا ہے - کسی کو مجال دم زدن نہیں رہتی سب کے حوصلے پست ہو جاتے اور حق غالب آجاتا ہے اس مالک حقیقی کی طرف ایک کشش شروع ہو جاتی ہے اور خدائی اقتدار کے نشان محسوس ہونے لگتے ہیں اور ہر ایک فساد طبائع انسانی سے خود بخود دور ہونے لگتا ہے - زمانہ میں ایسی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے کہ جو اس آتش کو جو طبائع انسانی میں اس جادہ اعتدال سے منحرف ہونے کے سبب پیدا ہو جاتی ہے افسردہ کردیتی اور پھر انسانی جماعتیں مرکز اعتدال پر آجاتی ہیں - ہر طرف صلح و امن کی کارروائی شروع ہو جاتی ہے - جس زمانہ میں وہ میزان عدل جس پر انسانی جماعتوں کی فلاح اور نجات منحصر ہے قائم نہ رہے اور الٰہی ہدایت نامہ سے روگردانی شروع ہو جاے تو یہ برابر ہوتا چلا آیا ہے کہ میزان عدل کے قیام کا بندوبست کیا جاتا ہے اور ان تغیرات کو جو مزاج عالم میں نمودار ہوگئے ہوں دور کیا جاتا ہے اور جو تازہ فساد طبائع میں پیدا ہو جاتا ہے اس کے اخراج کی توجہ کی جاتی ہے اسی علاج کا نام اصلاح ہے اور اسی مصلح کا نام مجدد - یہی وجہ ہے کہ باوجود تکمیل شریعت تکمیل کتاب - تکمیل دین کے اور الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین پر سچا اور کامل ایمان رکھنے کے پھر بھی اس پر حکمت کلام پر یقین کرنا پڑتا ہے اور ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ عن ابی ھریرۃ قال فیما اعلم عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا رواہ ابو داؤد ادنی غور سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے اور پھر زمانہ کی نیرنگیاں خود اس کو منوائے بغیر نہیں چھوڑ تیں اور نہ چھوڑا ہے کہ تکمیل کتاب کے بعد تکمیل انسان کی ضرورت ہے تعلیم بجائے خود کس قدر کامل ہو مگر معلم کامل کے بغیر شاگرد کامل نہیں ہو سکتا - قرآن مجید بے شک کامل مکمل ہدایت الی النہایت ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل مکمل معلم اور ہادی پیدا ہونے سے ہی شاگرد بھی کامل ہوے - تعلیم کامل اب تک موجود اور ہمیشہ رہے گی مگر معلم کامل کے بغیر ہرگز نہیں ہوسکتا کہ شاگرد کامل پیدا ہو جائیں جب زمانہ کی نیرنگیاں طبائع پر اثر انداز ہوئی ہیں اور اس زمانہ میں مزاجوں میں اختلال آگیا ہے تو صحیح سنن کی رو سے مصلح اور مجدد کا پیدا ہونا بھی ضروری ہوا اور پھر جب جناب سرور کائنات صلعم نے ہی اپنی پر حکمت کلمات یعنی احادیث میں فساد زمانہ کی تصویریں کھینچدی ہیں اور اختلال حالات سے آگاہ فرمادیا ہے اور اصلاح کے لئے بھی اسی طرح مجدد کے مبعوث ہونیکو بڑی وضاحت سے بیان کردیا ہے تو پھر معلم کامل کے وجود سے جو آسمانی نشانوں کے ساتھ مدعی اصلاح ہو انکار کرنا تکذیب اقوال

حضرت اقدس کی پاک باتیں

ایک جامع درس

حقیقی نفع رساں خدا کی ذات ہے

دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اُٹھانے کی ایک خیالی امید پر ان کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمتگاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جاوے تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقع مخصوص پر نفع پہونچنے کی امید ہو سکتی ہے اس خیالی امید پر انسان اس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامد کرتا ہے کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اُٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے مگر اس معطی حقیقی کی جس نے بدون کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہا فضل کئے ہیں ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اسکو نفع پہونچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالےٰ کے بدون پہونچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے اس سے پیشتر کہ وہ نفع اُٹھا دے نفع پہونچانے والا یا خود یہ اس دنیا سے اُٹھ جاوے یا کسی ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہو جاوے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اُس سے اُٹھا نہ سکے۔ غرض اصل بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم انسان کے شامل حال نہ ہو انسان کسی سے کوئی فائدہ اُٹھا ہی نہیں سکتا۔ پھر جبکہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے پھر کسقدر بیحیائی ہے کہ انسان غیر اللہ کے دروازہ پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خدا ترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اس کا حق نہیں ہے۔ متقی کے لئے خود اللہ تعالےٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے اُسکو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ خود اُسکا ولی اور مربی ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اُن کے ساتھ وہ رافت ومحبت کرتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے واللہ رؤف بالعباد۔

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالےٰ نے انکو دی ہے اللہ تعالیٰ کی ہی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اُسکی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک وجائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ اس للہی وقف کیطرف ایماء کر کے فرماتا ہے من اسلم وجہہ للہ فھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اسجگہ اسلم وجہہ للہ کے معنے یہی ہے کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہنکر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو، غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے۔ اور دنیا اور اُسکی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے

حصول دنیا میں مقصود بالذات دین ہو

کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے میرا یہ مطلب نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے۔ بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جسقدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس کے نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا اس کا مال وجاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسی طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری یا اور زاد وراہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہونچنا ہوتا ہے نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ

اللہ تعالےٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے لیکن کس دنیا کو؟ حسنۃ الدنیا کو جو آخرت میں حسنات کی موجب ہو جاوے

اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں اُن تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آگیا ہے جو ایک سچے مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہیئں دنیا کو ایسے طریق سے حاصل کرو ۔ جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو ۔ نہ وہ طریق کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسانی کا موجب ہو نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث ۔ ایسی دنیا بے شک حسنۃ الآخرۃ کا موجب ہوگی پس یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ بیدست و پا ہو جاتا ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا

حدیث میں عمارہ بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا تو میرے باپ نے جواب دیا کہ میں بڈھا ہوں کل مر جاؤنگا پس اُسکو حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھ پر ضروری ہے کہ درخت لگاوے پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عجز اور کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت نے نہ اللہ تعالے نے حصول دنیا سے منع نہیں فرمایا بلکہ حسنۃ الدنیا کی دعا تعلیم فرماتا ہے اللہ تعالے نہیں چاہتا کہ انسان بیدست و پا ہو کر بیٹھ رہے بلکہ اُس نے صاف فرمایا ہے وَلَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ اس لئے مومن کو چاہیئے کہ وہ جد و جہد سے کام کرے لیکن جسقدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا

کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو دین کو مقصود بالذات ٹھیراؤ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب کے ہو ۔ دولتمندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اول نے جو بڑے ملک التجار تھے مسلمان ہو کر لا نظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفہ اول ہوے

حضرت ابو بکر صدیق کا مسلمان ہونا۔

لکھا ہے جب آپ تجارت سے واپس آئے تھے اور ابھی مکہ میں نہ پہونچے تھے ۔ کہ راستہ میں ہی ایک شخص ملا ۔ اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ ۔ اُس نے کہا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہارے دوست نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے ابو بکر نے وہیں کھڑے ہو کر کہا کہ اگر اُس نے یہ دعوی کیا ہے تو سچا ہے چنانچہ جب مکہ میں پہونچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے واقعی پیغمبری کا دعوی کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں اُسی وقت مشرف باسلام ہو گئے

باقی آئندہ

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس کی پاک حالات زندگی جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے تحریر فرمائی ہیں قابل دید کتاب ہے ۔
قیمت صرف ۸؍

خطبہ الجمعۃ

جو حضرت حکیم الامت جناب مولانا مولوی **نور الدین** صاحب سلمہ ربہ نے ۲۲؍ اپریل ۱۹۱۰ء کو بروز جمعہ پڑھا ۔ (ایڈیٹر)

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ الی الآخر

قرآن کریم سے بڑھکر دنیا کے لئے کوئی نور شفا رحمت فضل الدرجات نہیں ہے ۔ اور قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی مجموعہ سچی باتوں کا نہیں ہے یہ سچ اور بالکل سچ ہے اصدق الحدیث کتاب اللہ ۔
اس قرآن کی ایک مختصر سی سورۃ میں اس جمعہ میں سنانے کو کھڑا ہوا ہوں ذرا سی صورت ہے ایک سطر میں تمام ہو گئی ہے لیکن اگر اسی ذرا سی سورۃ کو انسان اپنا دستور العمل بنالے تو کوئی چیز اس سے باہر نہیں رہ جاتی ۔
اس سورۃ کو مولی کریم نے عصر کے لفظ سے شروع فرمایا ہے انسان کے واسطے دن معاش کا ذریعہ اور رات آرام کا وقت بنایا ہے اور فرمایا وجعلنا النهار معاشا ۔ سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بارک اللہ فی بکورها فرمایا کس قسم کی معاش ؟ دنیوی معاش اخروی معاش کے لئے یہ جگہ ہے الدنیا مزرعة الآخرة جیسا بیج بوگے انجام کار ویسا پھل پاؤ گے کون اسباب کو نہیں جانتا کہ جو کے بونے والے کو آخر جو کاٹنے پڑینگے اس دن میں آخری حصہ کا نام عصر ہوتا ہے ۔ عصر کے بعد کوئی وقت فرضی نماز کی ذریعہ رضا الٰہی کے حصول کے لئے باقی نہیں رہتا دن کی نمازوں کی انتہا عصر کی نماز ہے جو عصر کی نماز ترک کرتا ہے

اسے اب دن نہیں ملتا - اسی طرح جسکو عصر کے وقت تک مزدوری نہیں ملی اب اُسکا دن ضایع گیا اور اُسے مزدوری نہیں مل سکتی۔

اسیطرح پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ عصر کا زمانہ ہی ایک حدیث میں تصریح آئی ہے کہ بعض تو میں صبح سے دوپہر تک مزدور بنائے گئے ہیں اور بعض دوپہر سے عصر تک مزدور بنائے گئے - اور ایک قوم عصر سے غروب آفتاب تک ٹھیکہ دار ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات کا عصر سے مناسبت رکھتا ہے جیسے قرآن کریم کے بعد اور کوئی کتاب نہیں اور شرائع الٰہیہ کے بعد اور شرع نہیں عصر کے بعد کسی نماز کا وقت نہیں پس اس عصر کی نماز کے لئے بہت تاکیدیں فرمائی ہیں جو عصر کی نماز چھوڑتا ہے اسکا اہل و مال کاٹا گیا اسی نماز کے لئے فرمایا کہ یہ نماز منافق کی تمیز کا نشان ہے۔ جو سورج کے غروب کیوقت چار ایک چونچیں سی لگا دیتا ہے امت محمدیہ میں آنے والے لوگوں کے لئے ہی عصر کا نمونہ ہے ہم کھلے طور پر مدلل برہن دکھا سکتے ہیں حجت ملزمہ کیطرح یقین دلانے کو طیار ہیں اگر فطرت سلیم ہو یہ حقیقی وقت ہے کہ کوئی کا سر صلیب نامی ہونے والا ہو - پس یہ عصر کا وقت ہے اسکو غنیمت جانو جب سایہ زرد ہوتا ہے اور آفتاب غروب ہونے کو ہوتا ہے مفید وقت جاتا رہتا ہے اُسیوقت منافق کی نماز کا وقت ہوتا ہے - ایسا ہی جو قوم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرف بہ اسلام نہ ہوئی وہ آخر خلفا کے زمانہ میں مسلمان تو ہوے مگر وہ عزت اور شوکت اُنکی نہ رہی رعب کے نیچے آکر کثرۃ کو دیکھکر بہت سے لوگ ایک جماعت میں شامل ہوسکتے ہیں - مگر ابتلا کے وقت مخلص ہی شامل ہوتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن - ساحر مفتری مجنون کہا جاتا تھا اسوقت جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آکر ملے اور آپ کی دعوت کو قبول کیا ان کے ساتھ پیچھے آنے والے کب مل سکتے ہیں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر احد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرو تو بھی سابقین کے ایک مٹھی جو کے برابر قدر نہیں ہوسکتی یہی وہ سر عظیم تھا جسکو پہونچکر صحابہ نے ابو بکر صدیق کو حضور علیہ السلام کا جانشین بنایا غار ثور میں جب آپ تشریف رکھتے تھے اُس تیرہ و تار غار میں ساتھ جانے والا جو کچھ لے گیا ہے وہ دوسروں کو نصیب نہیں ہے غرض عصر کے وقت کو غنیمت سمجھو - اس عصر کیوقت میں کیا کرسکتے ہو چار کاموں کے لئے ارشاد فرمایا۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

ساری مخلوق گھاٹے میں ہے انسان گویا برف کا تاجر ہے برف پر ایک وقت آئے گا کہ ساری پگھل جائے گی - اس لئے برف کے تاجر کو لازم ہے کہ بہت ہی احتیاط کرے - انسان بھی اگر غور کرے تو عمر کے لحاظ سے اسکو برف کا کارخانہ ملا ہے - ایک بچہ کی ماں اپنے بیٹے کو چاربرس کا دیکھکر خوش ہو رہی ہے لیکن حقیقت میں اسکی عمر میں سے چار برس کم ہوچکے ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر دم بدم گذرتی اور برف کیطرح پگھلتی جاتی ہے اور اُسوقت کا علم نہیں جب یہ تمام ہو اس لئے انسان کو لازم ہے کہ اپنے وقت کی قدر کرے اور عمر کو غنیمت سمجھے اور اس تھوڑے سے دنوں میں جو اسکو مل گئے ہیں مولا کریم سے ایسا معاملہ کرے کہ ان کے گذرنے پر اُسکو عظیم الشان آرامگاہ حاصل ہو - بڑے بدبخت ہیں وہ جو اپنے بیوی بچے کے آرام کے لئے دین برباد کرتے ہیں یاد رکھیں کہ مال - اسباب - عزیزوں رشتہ داروں سے برخوردار ہونا اور فائدہ اُٹھانا محض مولیٰ کریم کے فضل پر منحصر ہے -

اس سورہ شریفہ میں فرمایا کہ سب انسان گھاٹے میں پڑے ہیں مگر ایک قوم نہیں وہ کون!

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

چار باتوں کو دستور العمل بنالے تو اس عصر کے وقت سارے دن کی مزدوری سے زیادہ مزدوری مل جاوے حدیث میں لکھا ہے کہ صبح سے شام تک مزدور رکھے گئے ایک دینار سے پس صبح والے مزدوروں نے دوپہر تک کام کیا۔ انکو دو دینار مزدوری ملی۔ مگر قرآن شریف سے یہ ملتا ہے کہ جب ایک مومن عمل کرتا ہے تو اُسکو دس گنا بڑھ کر اجر ملتا ہے - غرض وہ چار باتیں کیا ہیں - جنکا اس سورہ میں ذکر ہے

اُن میں اوّل اور مقدم **ایمان** ہے یہ عظیم الشان چیز ہے بدون اسکے

کوئی عمل مقبول ہی نہیں ہوتا ہر ایک عمل میں ضروری ہے کہ ایمان اخلاص اور صواب ہو یہ پتہ لگانا کہ کسقدر جہ کا مومن ہے آسان نہیں ایک دراز تجربہ کے بعد معلوم ہو سکتا ہے شادی غمی کے موقع آتا ہے ایک طرف اللہ تعالے کی حکومت ہے اور دوسری طرف برادری کا قانون اور قومی محرکات اب اگر اللہ تعالے کی حکومت سے نہیں نکلتا اور قومی اور برادری کے اصولوں کی پرواہ نہیں کرتا تو بیشک مخلص مومن ہے۔ ایک طرف نفس کا فیصلہ ہو دوسری طرف قوم کا فیصلہ اور تیسری طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اب اگر اپنے اور قوم کے فیصلہ کی کچھ پروا نہ کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے نیچے گردن رکھدیتا ہے تو یقینا مومن ہے۔

میں دیکھتا ہوں شادیاں ہوتی ہیں تو بڑی قوم کی تلاش ہوتی ہے تقوی کی تلاش نہیں کی جاتی !!! بدمعاش آوارہ مزاج شریر ہو کچھ پروا نہیں مگر ہڈی پسلی اور خون کسی بڑی قوم کا ہو افسوس! صد افسوس!! پھر شادی کی دعوتوں میں مسکینوں کو دھکے دیکر باہر نکالا جاتا ہے لیکن شریر النفس اور بے حیا لوگوں کو بلا بلا کر بٹھایا جاتا ہے۔ جن لوگوں کے اموال کا تلف کرنا غضب الٰہی کا موجب ہے نہایت بیباکی اور شوخی کے ساتھ اسکو تباہ کیا جاتا ہے۔ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کہانے میں بیباک ہیں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر احکام الٰہی کو سنتے ہیں مگر اپنی جماعت یا سوسائٹی کے کسی معمول بہ عمل کے خلاف دیکھکر اسکے لینے میں مضائقہ کرتے ہیں

میرا تو یقین ہے کہ یہ لوگ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہی ہوتے تو آپ کی باتوں کے ماننے میں اسیطرح مضائقہ کرتے جیسا آج امام کی اتباع سے مضائقہ کرتے ہیں۔

غرض

ایمان موقوف ہے خدا کی ذات میں۔ اسماء میں افعال میں عظمت وجبروت میں دوسرے کو شریک نہ کرے خواہ فرشتہ ہو یا رسول ہو نبی ہو یا ولی ہو۔ کیسا افسوس آتا ہے کہ موحد لوگ توحید کا اقرار کرکے پھر مسیح کو خالق مخلوق اللہ اور محیی کا حیاء اللہ مانتے ہیں !!! کیا یہی توحید ہے۔ اور یہ کہنا کہ خدا کے اذن سے کرتے تھے ایک دھوکا ہے اگر کوئی کام اذن الٰہی سے بہی کیا جاوے تو کیا وہ خدا کی طرح کا کام ہو جاتا اور کرنے والے کو خدا کا شریک بنا دیتا ہے۔ ...... خالق کل شئی اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا جب اس سے پوچھا گیا کہ مسیح اور خدا تعالے کی چیڑیوں میں کچھ فرق بہی ہے تو اس نے کہا کہ رل مل گئے ہیں !!! آہ!

ایمان کی پہلی شرط ہے ایمان باللہ کہ کسی حمد فعل عبادت حسن واحسان الٰہی میں کسی غیر کو شریک نہ کرے مجھے ان لوگوں پر تعجب آیا کرتا ہے جو اپنی محرومیت کے باعث خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے سے محروم ہیں کہا کرتے ہیں کہ الہام حجت نہیں ہے وہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے کیا معنے کرتے ہیں قرآن کریم تو ہمیں اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ پہونچا ہے۔ اطیعوا اللہ کا موقع ہی کب ملتا ہے رسول کے ذریعہ ماننا اسکے بہی بعد ہے خدا تعالیٰ کی قدر کرد ایسا نہ ہو کہ ماقدروا اللہ کے نیچے آجاؤ۔ پس جب کہ اللہ تعالے کلام کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہا پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آج چپ ہو گیا؟ مجھے اس آیت پر کہ موسی علیہ السلام کے زمانہ میں جب قوم نے بچھڑہ کو خدا بنایا تو اللہ تعالے نے انکو یہ دلیل دی ہے کہ لا یرجع الیھم قولا یعنی تم دیکھتے ہو کہ تمہاری بات کا جواب نہیں دیتا یہ تفہیم ہوئی کہ جو خدا جواب نہ دے وہ بچھڑہ کا سا خدا ہوا۔ ہاں یہ بہی سچ ہے کہ سارے جگ سے بات کرنا کبھی نہیں ہوا۔ انسان اپنے اندر وہ خوبیاں اور خواص پیدا کرے جو کلام الٰہی کے لئے ضروری ہیں پھر جواب ملے گا

دوسری شرط ایمان کی اخلاص ہے یعنی خدا ہی کے لئے ہو۔ اور تیسری شرط صواب ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق عمل درآمد ہو کوئی عمل قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرتا جب تک اخلاص اور صواب سے نہ ہو۔

پھر ایمان بالملائکہ ہے ایمان بالملائکہ ایسی چیز ہے جسکی طرف سے تساہل کرکے لوگ نیکی سے محروم رہ جاتے ہیں آج کل کے لوگ سمجھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ بدون سبب کے فعل سرزد نہیں ہوتا پس بیٹھے بیٹھے جو انسان کو دفعۃً نیکی کا خیال آتا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ ایک لمۃ الملک انسان کے ساتھ ہے اس کے ذریعہ نیک خیال پیدا ہوتے ہیں اور شیطانی تعلقات سے برے خیالات اٹھتے ہیں پس انسان کو لازم ہے کہ ہر نیکی کی تحریک پر فی الفور نیکی کرے ایسا نہ ہو یحول بین المرء و قلبہ کا مصداق ہو جاوے

ایمان بالملائکہ کا یہی فائدہ ہے کہ نیکی سے تغافل نہ کرے۔

پھر اللہ کی کتابوں اُس کے رسولوں پر ایمان لاوے۔

قرآن مجید اللہ تعالے کی کتاب ہے اسکو دستور العمل بناو افسوس ہے کہ مسلمان اسکو کتاب اللہ جانکر بھی دستور العمل بنانے میں مضائقہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ کا فتوے دیتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی قرآن کریم کو کس ادب اور عظمت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ ساری حدیث کی کتابیں دیکھو جن مسائل پر قرآن کریم نے مفصل بحث فرمائی ہے۔ مثلاً ہستی باری تعالے۔ ضرورۃ نبوت مسئلہ تقدیر وغیرہ ان پر احادیث میں بحث نہیں کی گئی۔ اور نہ اتنے دلایل دئے۔ پھر تقدیر کے مسئلہ پر ایمان لاوے کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ فاسق کو نیک نتیجہ ملے۔

پھر جزاء و سزا پر ایمان لاوے اس کے بعد دوسری بات عملوا الصالحات ہے اس کا عام اصول ہے کہ ہر سنوار کا کام کرے اور اس کے معلوم کرنے کے واسطے قرآن کریم۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل درآمد معیار ہے پھر انسان سوچ لے کہ امت محمدیہ کو کنتم خیر امۃ قرار دیا ہے جس سے آدمی پھر میں کوئی بھلائی بھی نہ ہو وہ اپنی حالت پر غور کرے۔ ایسی ہی وصیت الحق ضروری ہے گو نکما شیطان بننا اچھا نہیں۔ مقابلہ میں مشکلات پیش آتی ہیں پھر کوشش کرے اور صبر و استقلال سے کام لے یہ ہیں چار دستور العمل جو اس مختصر سی سورۃ میں بیان ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں اور آپکو توفیق دے کہ قرآن ہمارا دستور العمل ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطاع ہو اور وہ زمانہ جو امن اور ایمان کیلئے ہے اسکی قدر کریں آمین

واقعات اور رائیں

جنگ چین

۲۹ر جولائی کے پائنیر میں اسحق جیکسن کی پادریوں کے جوش و خروش کی نسبت ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام خونریزیاں جو اسوقت چین میں ہورہی ہیں ان کے بانی مبانی پادری ہی ہیں ان کا مذہبی جنون حد سے تجاوز کرگیا ہے اور وہ اپنے تعصب مذہبی میں ایسے اندھے ہوگئے ہیں کہ لاکھوں بندگان خدا کا خون اُن کے ہاں کچھ ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ جیکسن صاحب تحریر کرتے ہیں۔

وہ عیسائیت کی ظالمانہ روح میں ہمیشہ سے جنون کی آمیزش رہی ہے اس کی تہ میں خام خیالیاں پوشیدہ ہیں اور خونریزیوں سے دولت پیدا ہورہی ہے وہ مذہبی معاملات کی اشاعت میں مخلوق خدا پر خرابی اور آفتوں کے سامان پیدا کرتی ہے۔ تمام تاریخی دفتر اس کے شاہد ہیں اور یہ جنگ جو چین میں ہورہی ہے اس کی تہ میں عیسائیوں کی ظالمانہ روح چھپی ہوئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ پادری اپنے خداوند مسیح کے قول پر عمل کررہے ہیں جہاں خداوند فرماتا ہے "یہ مت سمجھو کہ میں دنیا میں صلح کرانے آیا ہوں نہیں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں" یہ کل آفتیں اسی قول سے اٹھی ہیں اور یہ خونریزیاں سب اسی وجہ سے ہورہی ہیں

اخبار ڈیلی کرانکل مطبوعہ ۴ر جون (لندن) میں لارڈ سالسبری کی اسپیچ پر جو انہوں نے پادریوں کو مخاطب کرکے دی تھی حسب ذیل رائے چھپی ہے چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے "کل ہمیں پادریوں کے مسئلہ کی جانب توجہ کرنی پڑی اسلئے کہ چین میں عام طور پر آج کل اسی مسئلہ پر زور شور دکھایا جارہا ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ پادری صرف اپنے بوتے پر دور دراز کا سفر اشاعت دین مسیحی کے لئے کرتے تھے۔ اور کوئی اُن کا معاون نہ ہوتا تھا لیکن اب یہ بات نہیں ہے بلکہ ایک غیر سلطنت میں جاکر پادری اپنی گورنمنٹ کی طرف امداد کے لئے نظر کرتے ہیں کہ کوئی اگن بوٹ روانہ کی جاوے جہاں جنگی جہازوں کی امداد پہونچے دیکھنے والوں کو پورا یقین ہوگیا کہ اس ظالمانہ کارروائی کے بانی پادری ہیں۔

لارڈ سالسبری کا تے اسلام پر بحث کرتے ہوئے فرمایا وہ اے پادریو تم ایسے مذہب سے سابقہ ڈالتے ہو جو نہایت خاص ہے اگرچہ اس میں اغلاط موجود ہیں اور جو ایک وسیع مخلوق کا مذہب ہے تم انہیں کبھی عیسائی نہ بناسکوگے اور اگر تم کہیں کچھ کامیاب بھی ہوگئے ہو تو تمہاری کامیابی اس خطرہ عظیمہ کے مقابلہ میں ہیچ ہے جو اس سے بعد ازاں پیدا ہوا ہے اور جس سے خطرناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر اُس سے خونریزی ہوتی ہے اور اس خونریزی کی وجہ سے عیسائیت کی ترقی مسدود ہوجاتی ہے اور وہ خیال کہ اس کی عام طور پر منادی کی جاے مایوسی سے بدل جاتا ہے انگلستان کے اتنے جلیل القدر مدبّر کے یہ الفاظ بہت ہی اہم ہیں ایسا مدبّر جو پکا عیسائی ہے جس نے اپنی راے صاف طور پر بیان کردی کہ مشرقی ممالک میں عیسائیت کی کامیابی

عظیم خونریزی کے آگے جو اُس کی وجہ سے ہوئی ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتی - یہ دراصل ایک تجویز ہے جو پادریوں کو بہت ہی توجہ کرنی چاہیئے -

---

ڈاکٹر آر-ابن-کسٹ ایل-ایل ڈی نے برٹش انجمن میں بہ مقام ایپسوچ پادریوں کو مخاطب بناکے یہ بیان کیا تھا - " اگر غیر ممالک کے لوگ انگلستان میں چلے آئیں اور عرب مسلمان ومبسٹ منسٹر کے پاس ایک حصہ زمین پر قبضہ کرکے ایک مسجد بنالیں اور بڑے بڑے منارے بناکے "اللہ اکبر" کی صدائیں بلند کریں تو میں تم سے دریافت کرتا ہوں آیا اہل لنڈن کی کیا کیفیت ہوگی اور وہ انہیں کس نظر سے دیکھیں گے - لوگ دوڑ پڑیں گے پولس دست اندازی کرے گی کہ مہذب سرزمین میں یہ کیا غل مچایا ہے اور ان بیچاروں کا دم بھر میں تیا پانچا کردینگے - پھر اُس انگریز کا کیا علاج ہے جو چین میں جاتا ہے - عیسائیت کے پھیلانے کی تدبیریں کرتا ہے فوچو میں ایک بلند مقام پر ایک بناتا ہے اور اس مقدس زمین کو جسکو چینی پرستش کرتے ہیں ہر طرح ناپاک کرتا ہے - اگر چینی وقتاً فوقتاً فساد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی شیطانوں سے سخت خطرناک طریقہ سے انتقام لیں تو کیونکر نازیبا ہوسکتا ہے وہ دول خارجیہ کے لوگوں کی موجودگی نہیں چاہتے اور غیر ہمدرد غیر ملکیوں کو اپنے درمیان رہنے دینے کی اُنہیں مطلق ضرورت نہیں ہے

مسٹر ڈی - جے اسکاٹ نے ۲۵ جولائی کے پانیر میں اُن لوگوں کا جواب دیا تھا جو عیسائیت پر مذکورہ بالا اعتراضات کرتے ہیں اور لکھا تھا کہ عیسائیت کے ساتھہ ساتھہ تمدن اور تہذیب نے ترقی کی ہے - انجیل مقدس ہی نے رومۃ الکبریٰ کو بچادیا ہے اور یورپ میں اسی سے زندگی پیدا ہوئی ہے " اسحٰق جیکسن صاحب تحریر فرماتے ہیں جس شخص نے فاضل منصف بیکی کی "تاریخ " تاریلیس ان ڈی مڈل انجیز " اور موسشیم صاحب کی "تاریخ عیسائیت کو دیکھا ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ پادری صاحب مذکور فرماتے ہیں غلط ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ جب رومۃ الکبریٰ میں عیسائیت قائم ہوکے یورپ میں آئی ہے اسوقت اُس کی کیا کیفیت تھی - زاہدوں اور راہبوں نے تمام جنگلوں کو اپنی غلیظ صومعوں سے بھر دیا - یہ لوگ وحشی جانوروں کی طرح رہتے تھے اور ان کے بدن پر چیتھڑے لگے ہوئے تھے - ہزاروں بلکہ لاکھوں راہب کتوں کی طرح بھونکتے پھرتے تھے اور غریب رعایا کو آسمان کی بادشاہت کی بشارتیں دیتے تھے اور اُن کو برباد کررکھا تھا - اس زمانہ میں جب کہ خداوند یسوع کے سچے پیرو موجود تھے اور اُن کے پاس انجیل مقدس تھی انہوں نے تمام دنیا کو خون سے لت پت کردیا - تثلیث کے بچانے کے لئے لاکھوں آدمیوں کا صفایا ہوگیا - وہ لاکھوں آدمی شہید ہوئے جو بیچارے یہی نہیں جانتے تھے کہ خداوند مسیح کون ہے اور آسمانی بادشاہت کہتے کسے ہیں - اسی کم بخت عیسائیت نے پوری چار لاکھ عورتوں اور بچوں کو زندہ جلادیا اور اُن پر جادوگرنیوں کا الزام لگایا کیونکہ بائبل میں لکھا ہے " جادوگرنیوں کو زندہ نہ چھوڑنا "

اب ہمیں اپنے زمانہ کی کیفیت دیکھنی چاہیئے کہ موجودہ مسیحی مورخ عیسائیت کی نسبت کیا رائے دیتے ہیں اور کفر یعنی اسلام کی نسبت کیا خیال ظاہر کرتے ہیں کینن ٹیلر اسلام کی نسبت جیسے لارڈ سالسبری ایک خالص مگر الوہیت میں مغالطہ رکھنے والا مذہب ہے یہ رائے دیتا ہے - جب کہ اُسکو ایک حبشی قوم نے قبول کیا ہے - بت پرستی - جنات پرستی - مخلوق پرستی یعنی جاندار اور غیر جاندار چیزوں کی پرستش - مردم خواری - انسانی قربانی - اطفال کشی - جادوگری - فوراً دور ہو جاتی ہیں - باشندے کپڑے پہننے لگتے ہیں - نجاست کی جگہ صفائی ہو جاتی ہے - اور وہ ذاتی شرف اور سلف رسپکٹ حاصل کرلیتے ہیں - مہمان نوازی ایک مذہبی فرض ہو جاتا ہے - اور شراب خواری بہت کم رہ جاتی ہے اور جوا متروک ہو جاتا ہے - بیحیائی کے ناچ اور عورت مرد کے ناجائز میل جول بند ہو جاتے ہیں - عورتوں کی پاک دامنی - نیک خصلت خیال کی جاتی ہے - محنت کاہلی کی جگہ حاصل کرلیتی ہے - ذاتی اختیار کی جگہ قانون دخل کرلیتا ہے - انتظام اور پرہیزگاری پھیل جاتی ہے خاندانی خصومتیں اور جانوروں اور غلاموں پر بے رحمی کا امتناع ہوتا ہے - انسانیت اور مہربانی اور یگانگی کا خیال سکھلایا جاتا ہے کثرت ازدواج اور بردہ گری ٹھیک طور سے ترتیب دیجاتی ہے اور اُن کی برائیاں کم کیجاتی ہیں - کل دنیا میں اسلام سب سے زیادہ قوی گروہ شراب نہ پینے والوں کا ہے - اور بہ مقابلہ اُس کے یورپ کی ترقی سے گویا شراب خواری اور

گنہگاری کا پھیلاؤ اور اس جگہ کی قوم کا تنزل مراد ہے حالانکہ اسلام کسی کم درجہ کی تہذیب نہیں پھیلاتا جس میں پڑھنے اور لکھنے کا علم - عمدہ لباس پہنا - ذاتی صفائی - راست گوئی - اور سلف ریسپکٹ (شرف ذاتی) شامل ہیں اس کی برائی روکنی اور تہذیب پھیلانے کے اثر بے حد عجیب ہیں ۔

پرسہ ہنری نے بارڈ مقام شوسنز کی بابت یہ لکھتے ہیں - یہ شہر ایران کا ہے اور اس میں تیرہ ہزار کی آبادی ہے کل باشندے نہایت خوش و خورم اور صاف رہتے ہیں اس لکھنے کے بعد فاضل مذکور ایک خطرناک جملہ لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "چونکہ یہاں عیسائیت نہیں ہے اس لئے یہ ساری سرسبزی اور صفائی دکھائی دیتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں شراب کی دکانیں نہیں اگر عیسائیت ہوتی تو ضرور مے فروشی ہوتی جب مے فروشی ہوتی تو اس خوشنما شہر کے باشندوں کی سرسبزی مٹ جاتی - افسوس ہم انگریز نہ صرف اپنے ملک اور آبادیکو برباد کرتے ہیں بلکہ جہاں جاتے ہیں بربادی بخش عرق لعنتی کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں - یارک کا متوفی آرک بشپ لکھتا ہے ہم نے تمام دنیا کو شراب خانہ خراب سے ناپاک کر دیا ہے اور ہم نے دنیا کے بے یار و مددگار بچوں کے آگے بربادی کا ایک پہاڑ بنا کے کھڑا کر دیا ہے - انگلستان کا جن اقوام سے سابقہ پڑا ہے انہیں اس نے قعر مذلت میں پہنچا دیا ہے اور سب کو شراب کا عادی بنا دیا ہے ہم اس قومی بربادی کے الزام سے اپنے کو کبھی نہیں بچا سکتے۔

مسٹر چارلس داٹس کہتے ہیں کہ اس سے ہم نہیں انکار کرسکتے کہ پادریوں کی کوشش کے پیچھے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ نیکی بھی ہے اصل میں ان کا منشا زیادہ تر عیسائی بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ یہ لوگ خاص ایجنسیوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا منشا کچھ اور ہے - اور وہ صرف جہانداری کا سلسلہ ہے جو پادریوں کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے - کلیفورنیا ایک عمدہ یادگار پادریوں کی فتوحات کی موجود ہے - تمام یورپ کی پادریوں کی مشنوں کو میں تعصب - سراسر دھوکا اور جہل مرکب سے بھرا ہوا سمجھتا ہوں اُن کی تاریخ انسانی خونریزیوں سے بھری ہوئی ہے اور ساتھ ہی سراسر بدمعاشیوں سے پُر ہے - انہوں نے ہمیشہ قومی ترقی کے اقدام میں رخنہ پیدا کر دیا ہے - اور خدا کی مخلوق کے لئے ان پادریوں کی مشین زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہیں ۔

ایڈیٹوریل جملے

بضیب اعدا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی پچھلی چند روز کی علالت مزاج کے متعلق مختلف مقامات سے خطوط موصول ہوئے ہیں - جو سچی محبت اور ارادت سے لبریز تھے - ہم ان تمام دوستوں کی اطلاع کی خاطر ظاہر کرتے ہیں کہ مولانا موصوف درد گوش اور بخار سے علیل تھے اس بیماری میں بھی آپکو افاقہ ہوتا تھا تو حسب معمول دوستوں کے خطوط کے جواب لکھتے رہے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپکو کوئی شکایت بجز ضعف کے نہیں اور آپ اس پاک سلسلہ کی قلمی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں عنقریب آپ کی چٹھی بھی شائع ہوگی - جن دوستوں نے ہمارے ذریعہ یا براہ راست حضرت مولانا موصوف کی بیمار پرسی کی ہے اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے اور حضرت مولوی صاحب کو جو اپنے احباب کی اُمید گاہ ہیں ہر قسم کی روحانی جسمانی امراض سے محفوظ رکھے آمین ۔

امتحان مرگ ایک بزرگ کہتا ہے کہ دنیا کے تمام امتحانوں میں ہم پاس ہو سکتے ہیں مگر موت کا امتحان کسی سے پاس نہ ہوا - بہ نظر ظاہر یہ قول بے شک دلچسپ ہے لیکن پاک اسلام نے ایک ایسا گر بتلایا ہے کہ انسان موت پر فتح پا سکتا ہے - عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح نے موت پر فتح پائی یا کفارہ پر ایمان لا کر انسان موت کو جیت سکتا ہے ایک خیالی اور وہمی بات ہے کفارہ پر ایمان لا کر انسان امتحان مرگ میں ناکام ہوتا ہے۔ فتح موت کا گُر وہی ہے جو اسلام نے بتلایا ہے وہ کیا؟ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی تمام قوتوں کو وقف کر دے تب اسکو ایسی شجاعت دی جاوے گی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال دینے کے واسطے اس کو کوئی اُمید اور ڈر روک نہ سکے گا اور وہ اس درجہ پر پہونچ جاوے گا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھے گا یا کم از کم اپنے آپ کو اسکی نگرانی میں سمجھے گا اور اس طرح پر وہ شہید کا مرتبہ حاصل کرے گا اس جگہ پہونچکر وہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کے موافق زندہ کہلائے گا اور موت پر فتح پالے گا - پس ہر ایک جو اس مقام کو حاصل کرے امتحان مرگ میں پاس ہو سکتا ہے ۔

قدر نعمت بعد از زوال ایک فلاسفر کہتا ہے کہ اگر نظام قدرت میں انسان کے واسطے عمر کا آغاز پیرانہ سالی سے شروع ہو کر خاتمہ جوانی پر ہوتا تو بڑھاپے کی تکلیف جوانی کی پوری قدر و قیمت بتلاتیں اور انسان جوانی کی نعمت غیر مترقبہ کو بالکل مامون و مصئون پاتا۔

حقیقت میں جوانی کی بے اعتدالیاں نہ صرف جسم ہی کو کمزور کرتی ہیں بلکہ روح پر بھی سخت صدمہ پہونچاتی ہیں جوانی کی عبادت اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب ہے حضرت داوٗد فرماتے ہیں جوانی میں نیکی کر کہ تیرے بڑھاپے کے دن آرام سے گذریں جوانی کی قدر و عافیت کے معلوم کرنے کے واسطے پیری سے سلسلہ زندگی شروع ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیا ہمارے گرد و پیش جوانی کے دن پورے کر کے پیرانہ سالی کی مصیبتوں کے ہزارہا شکار پکار پکار نہیں کہتے کہ من نکردم شما حذر بکنید - بس اے نوجوانو! جوانی کے دنوں کو غنیمت سمجھو اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کی قدر کرو - آج وہ کام کرو کہ کل تمہارے کام آوے -

اخبار سنت دھرم

حلیم دل پادریوں کا تعصب

پرچارک میں یہ خبر پڑھ کر ہمیں ازحد افسوس ہوا کہ مسیح کے پہاڑی وعظ کے عملی نمونہ کے مدعی پادری صاحبان اپنے تعصب مذہبی میں حد سے بڑھ کر نکلے ملک روس کے ایک شریف کونٹ ٹالسٹائے نامی نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے تثلیث کی تردید کی ہے اور ایک خدا کی پرستش لازمی قرار دی ہے اسپر عیسائی دنیا از خود رفتہ ہوگئی اُس کے پادریوں نے ایک کمیٹی کر کے یہ پاک فتوی جاری کیا ہے - کہ کونٹ مذکور کے مرنے پر مذہبی رسوم کا ادا کرنا گناہ ہے! کیا خوب! یہ ہے ہمارے حلیم دل پادریوں کی محبت کا اظہار کہ ایک شخص کی لاش کے ساتھ بھی دشمنی کرنے کو طیار ہیں صرف اس لئے کہ وہ ایک خدا کا پرستار ہے اللہ تعالےٰ رحم کرے

اناللہ وانا الیہ راجعون

چند ماہ کا عرصہ گذرتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو الہام ہوا تھا

الامراض تشاع والنفوس تضاع

یعنی بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہونگی اس الہامی پیشگوئی کے مطابق ملک میں وبا ہیضہ وغیرہ جس شدت کے ساتھ پھیلے ہیں اور جسقدر جانیں انکی نذر ہوئی ہیں وہ کوئی مخفی امر نہیں - حضرت اقدسؑ کا یہ الہام غالباً انہیں دنوں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے کسی خطبہ میں شائع کر دیا گیا تھا اور حسب معمول مولانا ممدوح نے صدہا خطوط کے ذریعہ ہزارہا لوگوں کو خبر پہونچادی تھی - یہ الہام ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ ابھی ہیضہ وغیرہ امراض کا پنجاب میں نام و نشان نہ تھا - اسلئے یہ پیشگوئی سلیم الفطرۃ انسانوں کے لئے بصیرت اور معرفت کی زیادتی کا موجب ہے - ایسا ہی اناللہ وانا الیہ راجعون کا بھی الہام ہوا تھا جس سے حضرت اقدس کے کسی مخلص دوست کی موت کا پتہ ملتا تھا - آخر یہ ساری باتیں (جو خدائے علیم کا کلام تھا) اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور ان الہامات کے موافق ہماری جماعت کے بعض نہایت مخلص اور پر جوش دوست ہم سے علحدہ ہوے از انجملہ میاں **محمد اکبر** صاحب ٹھیکیدار ساکن بٹالہ ہیں جو اس الہام کے موافق فوت ہوئے مرحوم حضرت کا سچا عاشق اور مخلص خادم تھا اور ہمیشہ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہتا تھا - حضرت اقدس بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ بٹالہ سے تو ہمارے حصہ میں میاں محمد اکبر ہی آئے ہیں -

دارالامان قادیان سے آنے کے واسطے بٹالہ گویا دروازہ تھا اس لئے اکثر دوست آکر بٹالہ میں انکے ہی مکان پر ٹھہرا کرتے تھے - اور اپنے بھائیوں کی خدمت نہایت اخلاص سے کیا کرتے تھے - پھر حضرت اقدس اور دوسرے احباب متعینہ قادیان کی جو چٹھیاں وغیرہ باہر سے آیا کرتی تھیں وہ سب میاں محمد اکبر ہی ریلوے سٹیشن سے چھڑا کر روانہ کیا کرتے تھے - حضرت اقدس عم کے ہاں مہمانوں کی آمد و رفت کے بکثرت ہونیکی وجہ سے اور الہام وسع مکانک کے موافق سلسلہ تعمیرات شروع رہتا ہے اس کے مصالحہ وغیرہ کے بہم پہونچانے اور بھیجنے میں بڑی محنت سے کام لیتے تھے اور یہ انکا معمول تھا کہ جمعہ علی الخصوص حضرت کی ہمراہ پڑھا کرتے تھے - کوئی بڑی سے بڑی ضرورت بھی اُن کو نہ روکتی تھی - مرحوم کو درد گردہ کی شکایت تھی جس سے گردہ کے عمل میں خلل واقع ہوا اور پیشاب بند ہو گیا - پہلی مرتبہ جب اسکو یہ شکایت ہوئی تو وہ حضرت اقدس ہی کے قدموں میں آرہا - حضرت اقدس نے جس دلسوزی اور ہمدردی اور غمخواری کے ساتھ اُن کے علاج میں سعی کی ہم حلفاً اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اسقدر جوش اور غم ہم نے حقیقی والدین میں بھی محسوس نہیں کیا - ہر سہ پہر ہفتہ کے بعد خبر منگواتے اور خود بار بار اُن کے مکان پر تشریف لے جاتے - آپ کی اسقدر ہمدردی اور غمخواری ہی ایک سلیم الفطرۃ انسان کے لئے آپ کی صداقت کی دلیل ہے افسوس ہے ہم اُس جوش کو جو حضرت اقدس عم کو میاں محمد اکبر صاحب کی بیماری کے علاج میں تھا الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے - آخر آپکی پر سوز نیم شبی دعاؤں نے مسیحائی اثر دکھایا اور ایک مردہ کو زندہ کر دیا - کوئی دو مہینے کے بعد پھر یہ دورہ ہوا - مرحوم کی دلی آرزو تھی کہ میری موت حضرت اقدس کے قدموں پر ہو - اس مرتبہ حضرت اقدس ہی کے مکان میں ٹھہرا - بہت علاج کیا لیکن موت کا کیا علاج آخر ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء بروز جمعرات نماز مغرب کے بعد مرحوم نے جان دی اناللہ الخ جمعہ کی صبح کو حضرت نے جنازہ پڑھا اور دارالامان ہی میں دفن ہوا - مرحوم کی موت ہم سب کے لئے ایک رشک دلانے والی موت ہے اس سے بڑھ کر کون خوش قسمت ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس کے قدموں میں اس جہان کو رخصت ہو اور وہ امام زمان جسکی لئے خدا نے کل دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے اسی کے لئے دعاء استغفار کرے سو اس کے لئے نجات نقد موجود ہے مرحوم چھوٹے چھوٹے بچے اور دو بیویاں چھوڑ گیا ہے اللہ تعالیٰ آپ اُن کا متولی ہو اور مرحوم کو بہشت بریں میں جگہ دے - آمین -

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بد زبانیاں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرتمند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان ان کو پڑھکر متشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُنکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ پڑہاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا ثبت سارا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہوجاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایکوقت کی چار میٹھائی ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایکدفعہ کے چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی اور سچا مذہب ہے اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخبار آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۴۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک صرف ۱ عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ ۱۲ اور غیر مذاہب ۸ اس غرض سے کہ غیر مذاہب والوں کو رد ہونے کا موقع کیسے کا ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

رسالہ سراج حصہ دوم حضرت اقدس کی تازہ تصنیف طیار ہے قیمت ۲/ محصولڈاک ۱/ اسکے فروخت ہونے پر حصہ سوم [illegible] طبع ہوگا - المشتہر فاضل سراج الحق از دارالامان

براہین احمدیہ چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں ۳۰۰ زبردست دلائل قاطع دے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ وافضل ثابت کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آجتک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اس کی پہلے قیمت ۲۵ عہ تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمادیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط اور خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف (سے)

المشتہر منشی کریم بخش مالک مطبع مفید عام سیالکوٹ

عجیب وغریب مرہم

خوب ماہر کہو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں سے کسی کے علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا اور مت خریدو۔

المعروف

تمام نامی ڈاکٹر اور حکیم اس کی عمدگی اور فائدہ کو تسلیم کرتے ہیں ضرور آزماؤ۔ ضرور آزماؤ۔

مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم شلیخہ

فوراً جادو درد پر اثر کرتاہے

ہر قسم طاعون ۔ سرطان کے زخم ۔ خنازیر کنٹھ مالا گلٹیاں ۔ بدھ ۔ ہر طرح کے ناسور زخموں کے کیڑے ۔ پرانے گندے زخم پھنسی ۔ پھوڑے گھاؤ ۔ گنج خارش ۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریاں ۔ چوٹوں کے زخم ۔ موچ تلی کے ورم ۔ بواسیر کے درد ۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا ۔ کانوں سے ریم کا بہنا جانوروں کا کاٹ لینا ۔ جل جانا ۔ عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ ۸ ۔

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پرتاثیر اور نادر مرہم ہے اور اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام وانگلینڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اسکو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا ۔ حکمار یورپ بھی اس کے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں ایک دفعہ ضرور آزمایش کیجئے ۔

کارخانہ مرہم المعروف

مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سُرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و الیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض کے ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲؎ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرا فی ماشہ ۸؎ مصری سرمہ فی تولہ ۴؎ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت خبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر - ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر - ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی بنسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے اُسکی انکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں کمزور بہت اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری جنرل ہند

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے -

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۸

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۰ دار الامان قادیان ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۶ء جلد ۱۰

بقیہ مضمون سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

زمانہ موجودہ میں فساد اور اسکا مرکز اعتدال پر قائم نہ رہنا

(3)

اس زمانہ کا فتنہ و فساد میں مبتلا ہونا کچھ انوکھی بات نہیں۔ کیا تغیرات عالم کا اصول اس پر عائد نہیں ہوتا۔ کیا اس زمانہ کے انسانوں کا اسی میزان عدل پر قیام ہے جو ان کی فلاح اور بہبودی کی اصل اور بنیاد ہے۔ کیا ان نیرنگیوں نے طبایع پر اثر نہیں کیا۔ اور کیا یہاں ابھی تک وہ مواد جمع نہیں ہوئے کہ جنہوں نے مزاجوں میں اختلال پیدا کرکے ان کو اصلاح کا محتاج نہ کر دیا ہو۔ اسد اللہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دیکھتے سنتے اور سمجھتے ہوئے پھر مجدد کی ضرورت کو محسوس نہ کیا جاوے۔ وہ پاک مقصد جس کے لئے **ایک لاکھ چوبیس ہزار** پیغمبر مبعوث ہوئے اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کی پاک مرضی بجا لانے کی خاطر کیا کیا محنتیں گوارا کیں اور کیسی جانفشانی سے وہ اس مالک حقیقی کے نام کی منادی کرنے کرانے میں مصروف رہے کیا اس مقصد پاک کی اس زمانہ میں وہی قدر اور عزت طبایع میں جاگزیں ہے جو ان اخیار سابقین کا منشا تھا اگر طبیعتوں میں فساد نہیں ہے تو کیا قرآنی سطوت اور آسمانی بادشاہت کا دلوں پر رعب نہیں ہے اعمال و کردار کیا نمونہ دکھلاتے ہیں جن کی نگاہیں اس زمانہ کے تغیرات پر پڑی ہیں اس نے اسی الٰہی قانون کی پابندی سے زمانہ موجودہ کے مفاسد کو جانچا ہے اور ہر ایک پہلو سے اندرونی اور بیرونی فسادوں کا مشاہدہ کیا ہے اور وہی ہے جو اس وقت زمانہ کی محتاجی کو قابل اصلاح سمجھتا ہے۔ انبیا کا وہ پاک مقصد جس کے واسطے اس پاک جماعت کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا انسان کو اس مرکز اعتدال پر قائم رکھنا تھا

جب سے اس خاکی نژاد کا اس چند روزہ دائرہ عالم میں مسافرانہ زندگی بسر کرنا موجب برکات اور منتج حسنات ہو۔ اس مجموعۃ القویٰ ہستی کی ساری قوتیں اسی مرکز اعتدال پر اپنا کام کریں کہ جس سے انسانی شجرہ کی ساری شاخیں لہلہائیں اور بار آور ہوں۔ یہ ہے وہ مسلک مستقیم اور وہ صراط مستقیم ہے جس پر سب پاک تعلیموں کی جامع کتاب قرآن کریم نے۔ جناب ہادی پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کافۃ الناس کو ہدایت کرنے کا ارادہ فرمایا اور اسی پاک کتاب نے انسانی جماعتوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے پورا پورا واقف کیا اور طبقات انسانی کی اصلاح و تہذیب کا مدار وہی قرار پائی سب مرسلان الٰہی کے منشا کو اسی کامل کتاب مبین نے ہمیشہ تک پورا کرتے رہنے کا بار اٹھالیا اور انبیاء گزشتہ کے جمیع کتب اور صحف کی سچائی کا معیار بھی یہی پاک اور روشن کتاب ٹھیرائی گئی۔ انسانی شجرہ کی ہر ایک شاخ کی پرورش کے قواعد مرتب کئے گئے اور اللہ تعالےٰ کی ذات اور اُسکی صفات کا آسمانی پانی اس کی سیراب کرنے کے لئے اس میں جمع کیا گیا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن طریق سے قائم کردے گئے اور میزان عدل پر رکھ کر ان کو وزن کیا گیا اور خدا کے پاک منشا کی زمین پر اشاعت کی گئی۔ اور جب ہی کہ ان قواعد کے خلاف ورزی زمین پر پھیلی تب ہی آسمان و زمین کے مالک نے اپنی مرضی کے قیام کی طرف توجہ کی۔ پس جب کہ اب اس زمانہ میں بھی ان قواعد پاک کے خلاف ورزی شروع ہوگئی ہے اور طرح طرح کے مفاسد

وقت انسانی جماعتوں میں مختلف رنگوں میں راہ پاگئے ہیں یہ زمانہ جادۂ سلامتی سے اسی قدر پیچھے ہٹ گیا ہے جسقدر کہ وہ زمینی ترقیات کے اسباب میں بڑھ گیا ہے۔ اس زمانہ کی نیرنگیوں نے انسانی طبائع پر ایسا غالبانہ اثر کیا ہے کہ خدا کی مرضی اور اُس کے پاک مقصد کا اول تو احساس نہیں اور اگر کم و بیش ہے تو بیرونی ہوا رخنک سے ایسا متاثر ہے کہ اُس میں روحانیت اور سچی پاکیزگی کی تراوت نہیں۔

خدا کی پاک ذات
اور مسیح کی خدائی۔

کفارہ و تثلیث میں جس فساد عظیم نے دخل پالیا ہے وہ ایسا ظلم صریح ہے کہ جس کی اشاعت نے انسانی جماعت کو اللہ کی شان عظیم کی وہ قدر کرنے سے جیسا کہ حق قدر کرنے کا ہے بہت دور پھینک دیا ہے۔ اس شرک یا ظلم عظیم کی ابتدا مسئلہ تثلیث اور کفارہ اور مسیح کا ولد رحمٰن ہونے اور خود خدا ہونے کے اعتقاد سے ہوئی ہے۔ ایک اللہ کا رسول اللہ کی عبودیت کا طریق دنیا پر قائم کرنے کے واسطے بھیجا گیا جس کے پہلے بہت سے اُس کی جنس سے رسول اسی غرض کے واسطے بھیجے گئے تھے خدا کی آسمانی بادشاہت کا زمین پر اُس نے وعظ کیا اور بندوں کو اُسی ایک ذات کی شناخت کرانا چاہا اور اُسی کی پاک مرضی کے بجالانے کے واسطے اس آدم کے بیٹے نے اپنے وقت کے منکروں سے کیا کیا ایذائیں اور تکلیفیں برداشت کیں آخر کار وہ خاکی نژاد خود خدا تسلیم کیا گیا یہ ظلم صریح بڑھتا بڑھتا یہانتک آپہونچا کہ اب ۱۹ طاقتیں آسمان کے نیچے اس زمین پر اس اعتقاد کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہی ہیں۔ اور وہ

ابن مریم جو ایلی ایلی لما سبقتنی کہتا ہوا اور اپنے خالق و مالک حقیقی کے آگے عجز و نیاز کرتا ہوا اس دارنا پائدار سے گذر گیا۔ اس کے ماننے والے نئی روشنی کے دلدادہ قومیں خدا کی طرح اُسکو زندہ اور حی و قیوم مان رہی ہیں۔ اور اپنے نفس پرستی کی دُہن میں ایسی محو ہوئی ہیں کہ اپنے خدا کو صلیب پر۔ تین دن دوزخ کی سیر کرا کر پھر ایسا ویسا بے عیب خدا قدوس جانتی ہیں۔ اس اعتقاد کی اشاعت میں جو سرگرمی اور جوش یہ قومیں دکھاتی ہیں وہ انکی مختلف تدابیر سے عیاں ہے ہر صورت سے جسطرح بن پڑے اس اعتقاد کو اطراف عالم میں پہونچایا جاتا ہے کوئی گوشہ زمین کا ابن آدم کی خدائی کی پکار سے خالی نہیں۔ کتابوں پر کتابیں اس ظلم عظیم کی تائید میں لکھی گئیں اور لکھی جاتی ہیں۔ اخباروں کے کاغذی گھوڑے میدان میں بڑی آب و تاب سے دوڑائے جاتے ہیں۔ جو رونق اور ترقی اس صلیبی مذہب کو اب نظر آتی ہے اور جس قسم کی وسائل اب اختیار کئے گئے ہیں ابتدائی دنوں میں ایسا نہ تھا۔ اس مذہب نے اپنے زعم میں اب ایک علمی رنگ اختیار کیا ہے اس کے حامی قوموں کے مفسروں اور فلاسفروں نے انسان کی خدائی کے لئے بہت زور لگایا ہے اور ہر طرح سے کوشش کی ہے کہ ابن مریم کو برائے نام درمیان رکھ کر ایک فرضی اور خیالی بت خدا کا طیار کریں اور اس تصویر کو ایسی آب و تاب سے چمکائیں کہ حقیقی معبود اور سچے پروردگار کا خیال دلوں سے دور کر دیویں۔ باپ کو نجات انسانی کے لئے کمزور معذور بنا کر بیٹے کو ایک مستعد من چلا نوجوان مریم کے بیٹے کا

حضرت اقدس علیہ السلام کی پاک باتیں

(ایک جامع درس)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم ۱۴ اگست ۱۹۰۸ء

اعجاز کی حاجت کیوں ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول اسلام کے لئے کسی اعجاز کی ضرورت نہ پڑی اعجاز بینی کے خواہشمند وہ لوگ ہوتے ہیں جنکو تعارف ذاتی نہیں ہوتا۔ لیکن جنکو تعارف ذاتی ہو جاوے اُسے اعجاز کی ضرورت اور خواہش ہونی ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے معجزہ نہیں مانگا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے خوب واقف تھے اور خوب جانتے تھے کہ وہ راستباز۔ اور امین ہیں۔ جھوٹا اور مفتری نہیں۔ جب کہ کسی انسان پر کبھی افترا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتا۔ پس یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ نشان صرف اسلئے مانگا جاتا ہے کہ اسبات کے امکان کا اندیشہ گذرتا ہو کہ شاید جھوٹا نہ ہو مگر جب یہ بات اچھی طرح پر معلوم ہو کہ مدعی صادق اور امین ہے پھر نشان بینی کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں ایسے لوگ راسخ الایمان نہیں ہو سکتے بلکہ ہر وقت خطرہ کے محل میں رہتے ہیں۔ ایمان بالغیب کے ثمرات ان کو نہیں ملتے کیونکہ ایمان بالغیب کے اندر ایک فعل نیکی کا حسن ظن بھی ہے جس سے وہ جلد باز بے نصیب رہ جاتا ہے جو نشان دیکھنے کے لئے جلدی کرتا اور زور دیتا ہے مسیح علیہ السلام کی حواریوں نے نزول مائدہ کے لئے زور دیا تو خدا تعالیٰ نے ان کو زجر بھی کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تو مائدہ نازل کریں گے لیکن بعد نزول مائدہ جو انکار کرے گا اس پر سخت عذاب نازل ہو گا۔ قرآن شریف میں اس قصہ کے ذکر سے یہ فائدہ ہے کہ تا بتلایا جاوے کہ بہترین ایمان کونسا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات یوں تو اجلی بدیہیات سے ہوتے ہیں لیکن ان کے ساتھ ایک طرف اتمام حجت منظور ہوتا ہے اور دوسری طرف ابتلائے امت اس لئے بعض امور فیصلہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ساتھ ایک ابتلا رکھتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ نشان مانگنے والے لوگ مستعجل اور حسن ظن سے حصہ رکھنے والے ہوتے ہیں اور انکی طبیعت میں ایک احتمال اور شک پیدا کرنیکا مادہ ہوتا ہے تب ہی تو وہ نشان مانگتے ہیں۔ اس لئے جب نشان دیکھتے ہیں تو پھر بہیوہ طور پر اس کی تاویلیں کرنی شروع کر دیتے ہیں اور اسکو کبھی سحر کہتے ہیں کبھی کچھ نام رکھتے ہیں۔ غرض وہ وہم پیدا کرنے والی طبیعت ان کو امر حق سے دور لے جاتی ہے۔ اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم وہ ایمان پیدا کرو جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کا ایمان تھا رضی اللہ عنہم۔ کیونکہ اس میں حسن ظن اور صبر ہے اور وہ بہت سے برکات اور ثمرات کا منبع ہے۔ اور نشان دیکھکر ماننا اور ایمان لانا اپنے ایمان کو مشروط بنانا ہے یہ کمزور ہوتا ہے اور ثمر دار بارور نہیں ہوتا۔ ہاں جب انسان حسن ظن کے ساتھ ایمان لاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو وہ نشان دکھاتا ہے جو اُس کے ازدیاد ایمان کا موجب اور انشراح صدر کا باعث ہوتے ہیں خود اُنکو نشان اور آیات اللہ بنا دیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اقتراحی نشان کسی نبی نے نہیں دکھلائے۔ مومن صادق کو چاہیئے کہ کبھی اپنے ایمان کو نشان بینی پر مبنی نہ کرے۔

مال اور دولت دین کا خادم ہو تو متقی کی ایک صفت ہے

میں پھر اصل بات کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ دولتمند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں اسی لیے خدا تعالیٰ نے مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ پس مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے دینی خدمات کے لئے متمول لوگوں کو بڑے موقع ملجاتے ہیں ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کا کل اثاث البیت لیکر حاضر ہو گئے آپ نے پوچھا ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب میں کہا کہ اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف لے آئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا

عمر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب دیا کہ نصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر کے قولوں میں جو فرق ہے وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔

دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرویا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقا اور ایمان کے حصول کے لیے فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدون ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہونچا سکتا ہے دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شئے ہے اور اس آیت میں لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لیکر حاضر ہو گئے۔

انبیاء علیہم السلام کو ضرورتیں کیوں لاحق ہوتی ہیں۔؟

میں یہاں ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو ضرورتیں کیوں لاحق ہوتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ اسباب پر قادر ہے کہ ان کو کوئی ضرورت پیش نہ آوے۔ مگر یہ ضرورتیں اس لئے لاحق ہوتی ہیں تاکہ للّٰہی وقف کے نمونے مثال کے طور قائم ہوں اور ابوبکر رضی کی زندگی کا وقف ثابت ہو اور دنیا میں خدائے مقتدر کی ہستی پر ایمان پیدا ہو اور ایسے للّٰہی وقف کرنیوالے دنیا کے لئے بطور آیات اللہ کے ٹھیریں۔ اور اس مخفی محبت اور لذت پر دنیا کو اطلاع ملے جس کے سامنے مال و دولت جیسی محبوب و مرغوب شئے بھی آسانی اور خوشی کے ساتھ قربان ہو سکتی ہے اور پھر مال و دولت کے خرچ کے بعد للّٰہی وقف کو مکمل کرنے کے واسطے وہ قوت اور شجاعت ملے کہ انسان جان جیسی شئے کو بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں دینے میں دریغ نہ کرے۔

غرض انبیاء علیہم السلام کی ضرورتوں کی اصل غرض دنیا کی چھوٹی محبتوں اور فانی چیزوں سے منہ موڑنے کی تعلیم دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا کرنے اور ابنائے جنس کی بہتری اور خیر خواہی کے لئے ایثار کی قوت پیدا کرنے کے واسطے ہوتا ہے ورنہ یہ پاک گروہ خزائن السموات والارض کے مالک کی نظر میں چلا ہے ان کو کسی چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے تو وہ ضرور تیں تعلیم کو کامل اور انسان کے اخلاق اور ایمان کے رسوخ کے لئے پیش آتی ہیں۔

باقی آئندہ انشاء اللہ

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

انسان کے پاک ارادے ملائکہ میں جلوہ گری کرتے ہیں اور ملائکہ کے پاک ارادے پاک لوگوں میں جلوہ گری کرتے ہیں اس لئے پاک لوگوں کے ارادے ملائکہ کی تحریک ہوتے ہیں۔ پس جو لوگ پاک لوگوں کے فیض صحبت سے حصہ لیتے ہیں وہ ملائکہ کی پاک تحریکوں سے حصہ لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا حکم دیا ہے۔ صادقوں کی صحبت انسان کے دلی زنگ اور باطنی سیاہی کو دور کرنے میں مددگار ہوتی ہے کیونکہ انسان صحبت کے اثروں سے اثر پذیر ہوتا ہے پس صادق کی صحبت صدق و اخلاص کے رنگ سے اسکو رنگین کرے گی۔

شیطان کی تحریک گندے آدمیوں میں جلوہ گری کرتی ہے۔ آگ کا اندرونی حصہ جیسے ظلمت ہے ایسا ہی شیطان کا مظہر بھی باہر سے روشن ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام شیطانی کرتوتیں بظاہر خوبصورت اور محظوظ کرنے والی معلوم دیتی ہیں مگر یہ دھوکا ہے اسکے اندر تاریکی کا جن ہے۔

یاد رکھو نور اور ظلمت اللہ تعالیٰ کی دو جداگانہ مخلوق ہیں نور سے ملائکہ اور ظلمت سے شیاطین پیدا ہوتے ہیں اور ان کا ظہور بروزی طور پر ہوتا ہے۔

میں نے مخالف لوگوں کی کتابوں میں ایک حدیث پڑھی ہے جس نے مجھے بڑے

غور کا موقع دیا اور وہ حدیث مجھے بڑی ہی دلچسپ معلوم ہوئی (اگر ہے) اس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ کھجور کا درخت اس بقیہ مٹی سے بنایا گیا جس سے حضرت آدم علیہ السلام بنائے گئے تھے اور اس لئے وہ مسلمان کی پھوپھی ہے۔ بڑے غور اور فکر کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ فقرہ نبوت کے چشمہ سے ضرور نکلا ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے رنج بھی ہوا۔ ایک اور حدیث کا مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا کہ ایک درخت ہے کہ وہ مومن کی مثال ہے اور پھر آپ ہی فرمایا کہ وہ کھجور ہے۔ اس میں سر کیا تھا؟ کھجور کے درخت میں چند خصوصیتیں ہوتی ہیں

(۱) کھجور کا پھل روٹی کا قائمقام ہوتا ہے۔

(۲) روٹی کے ساتھ سالن کا بھی کام دیتا ہے۔

(۳) پھل کا پھل بھی ہے۔

(۴) شربت کا کام بھی دیتا ہے۔

(۵) اس کے پتے ہوا کے شدید سے شدید جھوکوں سے بھی نہیں گرتے ہیں۔

(۶) پھر پتوں کے پنکھے چٹائیاں بنتی ہیں۔

(۷) تنے کی رسیاں بنتی ہیں۔

(۸) ریشوں سے تکیے بنتے ہیں

(۹) لکڑی کام آتی ہے۔

(۱۰) کھجور کی گٹھلی سے جانوروں کے لیے عمدہ غذا بنتی ہے۔

(۱۱) شاخوں کے سرے اسکے درمیان کی گری مقوی ہوتی ہے۔

غرض کھجور ایک ایسا درخت ہے کہ اس کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں جو مفید اور نفع رساں نہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کی مثال سے یہ بتلایا ہے کہ مسلمان کو بڑا ہی نفع رساں ہونا چاہئے۔ اور ایسا ثابت قدم اور مستقل مزاج ہو کہ کوئی ابتلا اس پر اثر نہ کر سکے۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا کہ آج مسلمانوں کی یہ حالت نہیں رہی۔

خشیۃ املاق کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا منع ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جان سے مار ڈالنا منع ہے مگر میرے نزدیک جو لوگ اپنی اولاد کو علوم دینیہ سے اس لئے محروم رکھتے ہیں کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے وہ بھی قتل اولاد کرتے ہیں۔ دنیا کے کام پر اس لئے لگا دیتے ہیں کہ کما کر ہمیں آرام پہونچاوے ناعاقبت اندیش اتنا نہیں سمجھتے کہ علوم دینیہ سے بے خبر رکھ کر ان کو ابدی جہنم کے لائق بنا دیا۔ اور ان کی نیکی کی قوتوں کو کچل ڈالا۔

دوزخ انسان کے لئے وارم باتھ ہے یہ انسان کی اصلاح کرتا ہے۔ جیسے گرم حمام بعض بیماروں کے علاج اور اصلاح کا موجب ہوتے ہیں اور ایسا ہی بعض گرم دوائیں ایسا ہی دوزخ بھی ذریعہ اصلاح ہے میں نے قرآن کریم سے آتشک کے مریض کا علاج تجویز کیا ہے اور پھر مجھے اس میں کامیابی ہوئی ہے ایسے مریض کے لئے میں نے شجر زقوم دودھ کی کابلی جو کے ساتھ گولیاں بنوا کر دیں۔ اور پھر جب پیاس لگتی تھی تو گرم گرم پانی پلاتا تھا آخر اس مریض کو بفضلہ تعالیٰ آرام ہو گیا۔ اور تصدیق ہو گئی کہ دوزخ اصلاح ہی کا ذریعہ ہے۔

انسان کے نطفہ میں عادات۔ اخلاق کمالات کا اصل ہوتا ہے۔ والدین کے ایک ایک برس کے خیالات کا اثر ان کی اولاد پر پڑتا ہے۔ جتنی بداخلاقیاں بچوں میں ہوتی ہیں۔ وہ والدین کا اثر ہوتا ہے پس خود نیک بنو۔ اخلاق فاضلہ حاصل کرو۔ تا تمہاری اولاد نیک ہو۔ الولد سر لابیہ میں یہی بھید ہے۔ اولاد۔ والدین کے اخلاق اعمال عقائد کا آئینہ ہوتی ہے۔

رسالہ گورنمنٹ او جہاد

مسئلہ جہاد کی حقیقت اور ان نامعقول اعتراضوں کے استیصال کے لئے جو نادان مسئلہ جہاد پر کرتے ہیں حضرت اقدس نے حال میں ایک پمفلٹ انگریزی اور اردو میں شائع کیا ہے۔ ہمکو یہ معلوم کر کے اور بھی خوشی ہوئی ہے کہ گورنمنٹ کے ذمہ دار ممبر اور صائب الرائے عہدہ داروں نے اس رسالہ کی اشاعت پر اظہار مسرت کیا ہے منجملہ ان کے صاحب کمشنر بہادر قسمت پشاور ہیں۔ صاحب موصوف نے اس رسالہ کو پڑھکر جو قابل قدر رائے اپنی انگریزی چٹھی کے ذریعہ ظاہر کی ہے ہم اسکو کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ترجمہ کر کے چھاپ دیں گے۔ سردست ہمکو اتنا ہی کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر گورنمنٹ اس رسالہ کی اشاعت میں مدد دے تو حضرت اقدس اپنے خرچ سے اسکی اسقدر کاپیاں جتنی کہ گورنمنٹ طلب کرے سرحد کے لوگوں میں شائع کرنے کے مشتاق ہیں اور نہ کسی معاوضہ یا صلہ کی اُمید پر بلکہ آپ نے فرمایا کہ میں اسکو اپنا مذہبی اور منصبی فرض سمجھتا ہوں کہ ایسی غلطیوں کی اصلاح کروں۔ اور لوگوں میں صلح اور امن کے خیالات کو پھیلاؤں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس رسالہ پر مفصل ریویو لکھیں۔

کم از کم تین مرتبہ اس کو ضرور پڑھو اور اگر ہر روز نہیں تو ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کرو

خطبہ الجمعہ

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ نے ۱۷ اگست ۱۹۰۰ء کو پڑھا۔ یہ خطبہ اس قابل ہے کہ اگر ہر روز نہیں تو ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھ لیا جایا کرے کیونکہ اس سے وہ معرفت اور نور ملتا ہے جس کے لئے یہ چودھویں صدی مبارک اور مخصوص کی گئی ہے ہمارے اپنے الفاظ اس خطبہ کی حقیقت اور حقیقت کے بیان کرنے سے قاصر رہ گئے ہیں جب کہ خود حضرت امام ہمام حجۃ اللہ فی الارض جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس کی تعریف فرمائی ہے جیساکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے گا ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ ایمان بالرسل جس کی حقیقت اس خطبہ کی جان ہے ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو نصیب ہو

امین

(ایڈیٹر)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ الی الآیہ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کر دیں کہتے ہیں کہ بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس کے اندر اندر ایک راہ بنا لیں وہ یقیناً کافر ہیں۔

اللہ جل شانہ کے ماننے کے بعد **رسولوں پر ایمان لانے کا** مسئلہ درحقیقت ایک نازک مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں سلئے کہ یہ مسئلہ بھی ایمانیات کی قسم سے ہے اور وہی مشکلات اس کے چاروں طرف محیط ہیں جو مسئلہ الوہیت اور ملائکہ اور کتب پر ایمان لانے کی نسبت ہیں۔ اور علاوہ بریں رسول کا جنس انسان سے ہونا ان مشکلات کی تاریکی کو اور بھی زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوا۔ رسول کی جامع تعریف کیا ہے؟ اس کی شناخت کی علامات کیا ہیں؟ پھر اس پر کس درجہ کا ایمان چاہیئے؟ اس کے اقوال و افعال یعنی اس کی سنت کی اتباع میں کس حد تک رنگین ہونا چاہیئے۔ غرض کیونکر اس میں سرتاپا کھوئے جائیں؟ یہ باتیں ہیں جن کا حل کسی زمانہ میں بہت آسانی سے نہیں ہوا اور توقع کے موافق گرد و غبار سے مطلع صاف نہیں ہوا۔ درحقیقت آفتاب صداقت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد عادتاً اس ضروری و اہم مسئلہ کی راہ میں بیشمار روکیں پیدا ہو گئیں اور کج اعوج نے تو مکڑی کی طرح اس کے اردگرد جالوں کے انبار تن دئے اور آخر بجز رسم و عادت کی پیروی اور افراط تفریط کے اور کچھ نہ رہا الا ماشاء اللہ۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ان امور کی نسبت نہ تو کوئی اضطراب ہے اور نہ حیرت مذموم لاحق ہے۔ زمانہ کے سیکڑوں ہزار چکروں اور صدیوں کے انتظاروں کے بعد خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں نبوت اور رسالت کے منہاج پر ایک سلسلہ کھڑا کیا ہے جس نے رسالت اور نبوۃ کو بڑی صفائی سے ہم پر منکشف کر دیا ہے اور رسالت کا چہرہ جو صدیوں کی شکوک و وساوس کے بادلوں میں چھپ گیا تھا اصلی روشنی کے ساتھ ہم پر جلوہ گر کیا گیا ہے۔ اس مبارک ظل نے نہ صرف ایک اصل کو بلکہ ساری نبوتوں اور رسالتوں کو نئے سرے زندہ کر دیا ہے۔

(رسالت کی حقیقت کا نمونہ)

درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور خاص فضل ہم پر ہے کہ ہمیں خیالی اور قیاسی باتوں سے دل بہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم میں خاص اسی رنگ اور اسی نمونہ پر ایک فرستادہ ربانی اور مرسل یزدانی موجود ہے۔ اس مبارک الشان کے وجود نے اپنے فعل اور قول اور علامات صدق سے وہ ساری راہیں صاف کر دی ہیں جو مدتوں مسدود رہیں اور کسی رہرو کا نقش پا ان کھنڈیوں پر نہ ملتا تھا اور ہم نے اسی شرح صدر اور ذوق سے۔ ان ہی دلائل اور حجج سے۔ ان ہی علامات صدق سے اسے پہچانا جن کے وسیلہ سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے نور محمدی کو (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) پہچانا تھا۔ قسم اس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہر وقت اس مصفا آئینہ میں تمام نبیوں اور مرسلوں اور اہل اللہ کا صاف صاف چہرہ دیکھتا ہوں و للہ الحمد۔ الغرض اس وقت خدا کے فضل سے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہمارا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے پتہ مل گیا ہے کہ خدا کے

(ایمان بالرسول کی حقیقت)

فرستادے کیسے ہوتے تھے اور کن علامات سے وہ شناخت کئے جاتے تھے - مبارک ہو اس آنے والے کو جس نے تمام آچکے ہوؤں کی لاج رکھ لی اور دین حق کو جو افسانوں کے رنگ میں ہو چکا تھا پھر اپنے انفاسِ مسیحی سے بحال کیا - اور مبارک ہو اُس قوم کو جنکو اس پر آشوب وقت میں عنایتِ ازلی کا بدرقہ سیدھا قادیان کی دارالامان میں لے آیا اور اُن کا ہاتھ خدا کی ہاتھ میں دیدیا - اب بڑی بات جسپر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کسقدر جہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نسبت رکھنا چاہیئے - میں صاف صاف کہتا ہوں اور بصیرت اور شرحِ صدر سے کہتا ہوں کہ اُسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت چاہا گیا ہے - جبکہ یہ مرسل اُسی رنگ اور اُسی منہاج اور اُسی قدم پر ہے - اس لیئے کہ اُسی ایمان کو اُن ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اُتارنے کے لیئے آیا ہے جو قرآن کریم نے دنیا کو بخشا بخاعرض جبکہ چشمہ ایک ہی ہے اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کے پورا کرنے کو یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرسلانِ الٰہی میں تفریق روا رکھی جائے - بخدائے عظیم مجھے تو ذرا بھی تردد نہیں اس بات کے کہنے میں کہ ہمو قدنہ متفرقانہ وہی لوگ ہیں جو بعض کو مانتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں - اب اس بات کی تشریح اور صفائی کے لئے کہ وہ کیسا ایمان ہونا چاہیئے یا وہ کیسا ایمان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قوم سے طلب کیا گیا میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں اس میں ہماری جماعت کو ہمیشہ غور کرنا چاہیئے - اور چاہیئے کہ کبھی بھی ایمانوں پر مطمئن نہ ہوں اور نہ کید نفس سے ایمن ہوں اور وساوس کے ورطہ میں مبتلا ہو جانے سے ہرگز نڈر نہ ہوں جب تک دامان دل میں اس جنس کے ایمان کا موتی ڈال نہ لیں جو اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے اور وہ آیت یہ ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا - یعنی تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک تجھے اپنے تمام جھگڑے کی باتوں میں حکم نہ بنائیں - پھر اس کے بعد یہ کریں کہ تیرے فیصلہ سے کوئی اٹک اپنے دلوں میں نہ پائیں اور اُس کے آگے سرِتسلیم خم کردیں مجھے یاد ہے کہ اس آیۂ شریفہ پر پہلے بھی الحکم کے کسی پرچہ میں کچھ لکھ چکا ہوں - اب بھی کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں - اس آیت میں ایمان بالرسول کے لئے یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ ہر اختلاف باہمی کے وقت رسول حَکَم ہو - اُسکا فیصلہ ناطق اور قطعی ہو - اُس کے فیصلہ پر زبانیں ہی نہیں دل بھی شرح و ذوق سے راضی ہو جائیں - اور بالآخر اُس کے موافق عمل در آمد کرکے بھی دکھا دیں - ایک صاحبِ دل جو اس تلاش میں کھپتا رہتا ہے کہ قوم بنانے کے اور قوم کو سنوارنے کے اصول اور قواعد پیدا کرے وہ اس حکیم آیت کی قدر کر سکتا ہے کہ اس نے قوم بنانے اور پھر اسکی اصلاح کا کیسا اچھوتا گُر بتایا ہے - دنیا میں ایسے افراد ہیں اور عام کاروبار کی ہر ایک شعبہ میں لازماً ہوا کرتے ہیں جنکی رائوں اور امروں کا اتباع ایک کثیر گروہ کو فوراً آنکھ بند کرکے کرنا پڑتا ہے - میدانِ جنگ میں بیشمار جانیں اور دل کٹھ پتلی کی طرح ایک سرلشکر کے اشاروں پر کھیلتی ہیں اور کھیلنا پڑتا ہے علی ہٰذا القیاس اس سے اور بہت سی مثالیں پیدا کرلو - اب یہ بات تو کوئی قابل نزاع نہیں رہی کہ نظام قدرت ہیئت اجتماعی کے قائم رکھنے کے لیئے اس امر کو چاہتا ہے کہ ایک متبوع اور مقتدا ہوں جنکی اطاعت اس درجہ کی ہو - مگر نظارۂ قدرت کا تجزیہ اور ان افراد کا استقراء کشاں کشاں اسطرف لاتا ہے کہ تمام افراد اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کی اتباع آخرکار لازماً فلاح اور فوز اور سعادت کا نتیجہ دے اور کبھی بھی ہلاکت اُس سے پیش نہ آوے - مثلاً ممکن ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فوج نے سرلشکر کا امر اتباع کے پورے معنوں میں مانا ہے اور کبھی فوج اور کبھی دونو آمر و مامور ہلاک ہوگئے ہیں یہ خوف جو اس تجربہ کا سچا نتیجہ ہے تنبیہ کرتا ہے کہ ہر ہاتھ میں ہاتھ دینا روا نہیں - ادھر ایک اور شخص آزادی رائے اور قوت خود اختیاری کی حمایت میں آستین کس کر کھڑا ہوتا ہے کہ ایک فرد خاص کی اطاعت و اتباع اس درجہ کی جو تمہارا مطلوب ہے قری و ل یعنی قوت اختیار کا خون کرنا ہے - علاوہ براں عقل کیونکر تسکین پا جاوے اس بات سے کہ ایک ایسے شخص کی اتباع اور تحکیم فرض قرار دیدی جائے ایسی قوموں پر جو ہر قسم کے تجربوں اور دانشوں اور فراستوں کے جامع فردوں سے مرکب ہوں - ان ملمع کار باتوں کی بظاہر سطحی خیال لوگوں پر ہیبت پڑ سکتی تھی - ان تمام اعتراضوں کے کافی جواب کو مدنظر رکھکر اور برقرار قلوب کو پوری تسکین دینے کے لئے خدای حکیم نے اپنا کلام اس طرح پر شروع کیا - فَلَا وَرَبِّكَ - ربِّک اس راز کی کلید ہے - یعنی قانون قدرت اور اصول فطرت کے موافق

ہم نے اس انسان کو اپنے دبستان میں تربیت کر کے بھیجا ہے اور کیا کبھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا تربیت کردہ جسے ہم نے اصلاح خلق کے مناسب حال قوی عنایت کئے ہیں کسی امر میں غلطی کھا جائے اور اُسکے اتباع و تحکیم کا نتیجہ کبھی ہلاکت اور تباہی ہو سکتی ہے؟ حقیقت میں انسان کی بفزار طبیعت کے اغراض کی حقیقت اور خدا تعالیٰ کے شافی جواب کی ماہیت ایک سلیم الفطرۃ کے سوا دوسرا کم سمجھ سکتا ہے۔ لاانتہا دوروں کے لاانتہا سائلوں۔ دنیا کے دانشمندوں۔ فلسفیوں اور عقل و فہم پر ناز کرنے والوں کو خواہ کسی ملک و ملت کے ہوں ایک ہی جواب دیا گیا ہے اور حکیم قرآن نے اسے کافی و وافی سمجھا ہے۔ اور ایک قادر مطلق قہار آواز سے حکم دیا ہے کہ ایک انسان کی جو خدا کا شاگرد ہے تحکیم اور اتباع اختیار کرو۔ عزیزو! کوئی ہے جو اس جواب کو ناکافی کہے اور اس دلیل کو جو اتباع کے لئے دی گئی ہے کمزور کہے۔ ہاں ممکن تو ہے کہ ناعاقبت اندیش جلد باز کسی طرح بھی بول اُٹھے کہ یہ محض تحکم اور زور آور ہے کیونکر ممکن ہے کہ ایک ایسے شخص کے پاؤں میں تمام تجربہ کار عقلیں اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں جسنے زمانہ کے نشیب و فراز سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اور عمر کا کثیر حصہ پہاڑ کے غاروں اور گھر کے تاریک گوشوں میں بسر کیا۔ اور زمانہ کی کسی شوخ اور واقف کار سوسائٹی کی دہلیز کے اندر قدم نہیں رکھا۔ کسی ملکی اور سیاسی مدرسہ میں کبھی تعلیم نہیں پائی۔ کسی مذہبی معلم کی شاگردی کا فخر حاصل نہیں کیا۔ اللہ اللہ ایسے شخص کے مقابل چاہا جاتا ہے کہ صیقل یافتہ اور مہذب عقلیں اور تعلیم و تربیت کی معراج پر پہونچی ہوئی دانشیں اپنے سارے اندوختوں کو خاکستر کردیں۔ اس اعتراض کے جواب کی لئے پہلے سے بھی زیادہ صاف راہ کھلی ہوئی ہے۔ یعنی یہ کہ جس قوم نے کامل اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اور آپ کی پیروی میں سراسر کھوئے گئے۔ اور کوئی اپنا ارادہ اور تجربہ اور علم اور فہم اُس کے امر کے آگے کچھ بھی نہ سمجھا۔ آپ کے اوامر کی پیروی تو ایک طرف آپ کے عادات اور ذاتیات کی پیروی کو بھی اپنا فخر سمجھا۔ اُس قوم کا کیا حال ہوا؟ کیا اس اتباع اور تحکیم نے اُنھیں کوئی نقصان پہونچایا؟ یا تاریکی کے رہنے والوں کو نور کے فرشتے بنا دیا۔ صحابہ کی ابتدائی حالتیں یا دنیا کی اُس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کتاب اللہ نے دکھایا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی یہ رسول ایسے وقت میں آیا جبکہ اہل کتاب اور امی سب بگڑ چکے تھے۔ اور اس رسول کا کام ان لفظوں میں بتایا اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اب خدا چاہتا ہے کہ اس رسول کے واسطہ سے اُن دلوں کو جو مر چکے تھے پھر زندہ کرے اور پھر رسول کی پیروی کا یہ نتیجہ بتایا فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ یعنی میری پیروی کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔ محبوب اللہ ہونا قرآن کریم کی اصطلاح میں جو زندہ اور بابرکت کتاب ہے یہ ہے کہ تم انسانی ترقیات اور مدارج عالیہ کے کمال تک پہونچ جاؤ گے اور بالآخر قدرت اور شوکت تمہارے حصہ میں آئے گی۔ بے برکت اور اپھل اور بے ثبوت کتابوں کے خلاف جو نظیریں اور آریوں کے ہاتھ میں ہیں قرآن کریم کوئی ایسا دعوی نہیں کرتا جس کا ثبوت موت کے بعد دوسرے عالم پر جا پڑے کیونکہ اس طرح تو کوئی مذہب باطل نہیں اور سب کے اپنے منہ کے دعوی اور دل خوش کن باتیں سچی ہیں۔ مثلاً وید کی رچائیں یعنی دعائیں جب ساری کی ساری ناکام رہیں تو کیا اُمید ہوسکتی ہے اُس کے پیرو کو کہ وہ اُس کے اتباع کے ساتھ باوجود یہاں کی نامرادی اور ناکامی کے دوسرے جہان میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور انجیل نے جبکہ ایک سخت ناکام اور گھاٹا پانے والا آدمی پیش کیا جسکو سامنے یہاں قدم قدم پر نامرادی پیش آئی۔ بلکہ عیسائیوں کے قول کے موافق اُسکی وہ دعا بھی نہ سنی گئی جو شدۃ اضطراب و اضطرار کے وقت اُسنے مانگی تھی اور بڑی منت و سماجت و زاری کے بعد بھی موت کا پیالہ اُس کے مُنہ سے ٹل نہ سکا تو کیا اُمید ہو سکتی ہے اور کیا ثبوت اور عقلی ثبوت ہے کہ ایسے شخص کی آیندہ کی زندگی کے وعدے سچے ہو سکتے ہیں اور اُسکا پیرو دوسری زندگی میں کامیاب ہوگا۔ جہاں تک میں غور کرتا ہوں اور خدا تعالے کے لئے غور کرتا ہوں مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں انجیل کے ناکام اور پورے معنوں میں ناکام اور ضعیف ترین ہیرو اور وید کے موہوم رشیوں کو مانا جاوے۔ تمام نبیوں نے خصوصاً حضرت موسیٰ نے بڑا بھاری نشان من جانب اللہ نبیاں کا یہ بتایا تھا کہ اُس کے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی۔ اور حقیقت میں ہے بھی یوں ہی۔ یہ دنیا ایک سٹیج ہے جسکا ایکٹ اسپر بموجب ایکٹر کی دعووں اور تحدیوں کے اور بموجب منشا اسکی دعوت و رسالت کے کامیابی اور مراد کے ساتھ پورا ہوگیا اسی کی نسبت دعوی کیا جا سکتا ہے یا وہ دعوی کر سکتا ہے کہ وہ دوسرے جہان کا شفیع بھی ہوگا۔ اور اسکی ہدایتیں اُس عالم میں فلاح اور سعادت کے موجب ہوں گی۔ ورنہ خدا کے لئے بتاؤ کہ ایک بھنگڑ فقیر اور درویش اپنے اس دعوے میں کیونکر کاذب کہا جائے گا کہ میری پیروی کرو تم موت

(دوسرا حصہ جواب کا یعنی انجیل اور وید اور قرآن کے حامل (رسول علیہ السلام) کی اتباع کا نتیجہ بلحاظ نتیجہ و ثمرات)

(تیسرا حصہ جواب کا)

(مندرجہ بالا اعتراض کے جواب کا پہلا حصہ منجملہ دو اقسام)

(مسیح کی نامرادیاں ابطال الوہیت کی بین دلیل ہیں)

کے بعد بڑے آرام پاؤ گے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ انجیل کے ہیرو سے پھر گئے جب اُنھوں نے دیکھا کہ اس کے دل خوش کن وعدوں پر عزت کی جگہ ذلت اور ادبار پڑا۔ یہ بڑی آسان اور ظلم کی بات ہے کہ صریح نامرادیوں کے بعد یہ عذر تراش لیا جاوے کہ اُس ناکام انسان کی بادشاہت آسمان کی بادشاہت تھی۔ کس نشان پر اُسے خدا مانا جاتا ہے؟ کون سے عملی نمونے اُس سے سرزد ہوئے جو عام انسانوں سے بڑھ کر تھے۔ یا اقلاً اپنیا توریت کی برابر تھے مجرد دعوےٰ محض فضول ہیں۔ الفاظ سے خدائی نکالنا اگر ہوں بھی بے ثبوت بات ہے ہزاروں صوفی درویش اور وحدۃ وجود نے خدا کہلائے اور کہلاتے ہیں۔ ایک نصرانی اُن کی عملی تکذیب کس دلیل سے کر سکتا ہے۔ آج تک یہودیوں کے مقابل کوئی مضبوط دلیل اور عملی دلیل یسوع کی صداقت پر نصرانیوں سے بن نہیں پڑی۔

انصاف کرو ایک شخص جس کا سارا بدن نامرادی اور ناکامی کے گہرے زخموں سے چھلنی ہو گیا ہے اور آخری پیالہ بھی ناکامی کا پی کر دنیا سے رخصت ہوا۔ وہ کونسا تسلی بخش نمونہ مضطرب اور اعمال ہیں اور اعمال سے نتائج کو دیکھنے والی طبیعتوں کے لئے چھوڑ گیا ہے کہ طبیعتیں خود بہ خود اُس کے اتباع کی طرف کھنچی چلی جائیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ عملی نتائج کے دکھانے کے لحاظ سے یسوع میں اور عام پتھر اور مٹی کے بتوں میں کوئی فرق نہیں جسکو چاہو پوچھ لو آخر اُس دوسرے جہان میں حسرت اور ناکامی ہو گی اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ دوسری زندگی بھی یسوع کی اس زندگی کا ہی ظل ہو۔

اے یسوع کی پرستار قوم موت کو سامنے رکھکر سوچ اور اس پاک سبق میں غور کر جو میں تجھے دیتا ہوں۔

الغرض ایک ہی انسان کامل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکے مُنہ کی پاک باتیں اس زندگی میں آپ کے دوستوں اور دشمنوں کے حق میں پوری ہو کر اُس دوسرے عالم کے لئے بطور توطیہ اور تمہید کے بنگئیں۔

اس راز کے سمجھانے کے لئے قرآن حکیم نے تمام وعدہ وعید ملا کر بیان کئے۔ آپ کے دشمن آپ کے دیکھتے دیکھتے بموجب اُن دعووں اور تحدیوں کے جو قبل از وقت کی گئیں نہیں ہلاک ہو گئے اور اُن ہی وعدوں کے بموجب آپ کے پیرو اسی عالم میں پوری کامیاب ہو گئے یہاں کی **نار** میں آپ کے دشمن جلے اور آخرۃ کی **نار** کا ثبوت ٹھہر گئے اور آپ کے دوست یہاں کی **جنات** اور ممالک کے مالک ہو کر آخرۃ کی **جنات** کے وعدوں کے صدق کے نمونے ثابت ہو گئے **ایک ہی انسان ہے** جسنے اپنی زندگی میں **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** کی آواز سن لی اور **یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا** کا نظارہ دیکھ لیا اور حجتہ الوداع میں لاکھ سے زیادہ آدمیوں کو آخری تبلیغ فرما کر اور اُن سے اپنی تبلیغ کی گواہی لے کر کس کامیابی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اُترا۔ **اللّٰھم صل علی محمد و علی ال محمد**

آپ کو ابتدا ہی میں یہ دعا سکھائی گئی تھی **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** تاریخ اور واقعات عالم گواہ ہیں کہ کامیابیوں کی کیسی صراط مستقیم آپ کو ملی اور وہ ساری کامیابیاں اکمل صورت میں آپ کو عطا ہوئیں جو آپ سے پہلے **منعم علیہم** کو ہوئی تھیں۔ دعا اسکو کہتے ہیں اور دعا کے قبول ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ اس دعا میں شروع ہی میں یہ پیشگوئی اور جلالی پیشگوئی تھی کہ داعی اگلے راستبازوں کیطرح انعامات الٰہی اور کامیابیوں کا مورد ہو گا اور اس کے اعدا جو اس کی مخالفت میں سیدھی راہ سے بہکے ہوئے ہیں خدا کے **غضب** کے نیچے آئیں گے۔ سوچو کس **ضعف** کے وقت سے یہ دعا شروع ہوئی اور کیونکر اس کے الفاظ کا مفہوم حرفاً حرفاً پورا ہوا اس کا نمونہ انجیل اور ویدوں کی دعاؤں سے کوئی نکالکر تو دیتا ہے۔ انجیل میں کیسے خوفناک پیرایہ میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت یسوع ساری رات دعا مانگتے رہے اور ناک رگڑ رگڑ کر چلاتے رہے کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھسے ٹل جاوے پر نہ ٹلا۔ عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق یہ پہلی دعا ہے جو ایک برگزیدہ کے مُنہ سے نکلی اور نامراد رہی۔ اسکی ہزاروں تاویلیں یہ لوگ کریں۔ مگر اسبات کے تسلیم کرنے سے تو چارہ نہیں کہ رد کا داغ تو ضرور اسکی پیشانی پر لگا ہوا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی خوفناک معصیتوں کو جائز سمجھنے کے باعث اس قوم کے دل اور دماغ کی ترکیب ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ الٰہیات کی پاک اور نازک باتوں سے ان لوگوں کو مناسبت ہی نہیں۔ ان کو **کفارہ** بنانے کے منصوبہ نے اس طرف دھیان کرنے ہی نہیں دیا کہ یہ رد داغ جو یسوع کے ماتھے پر لگاتے ہیں کہ وہ **لعنتی** ہوا اور اُسکی دعا مردود ہوئی ان کا کس قدر بدمفہوم اور افسوسناک انجام ہو گا۔ کاش اب بھی کوئی سمجھے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے **اتباع و تحکیم** کی خوبی ثابت کرنے کے لئے اس عجیب دعوے کے ساتھ یہ عملی دلائل لگا دئے ہیں۔

اور لفظ **سرا پکٹ** ہزار زبان سے بولتا ہے کہ باقی تمام انسانوں سے اس تربیت الٰہی کے سبب سے اس انسان کامل کو امتیاز خاص حاصل ہے ۔ سچی بات یہ ہے کہ ماموریں ومرسلین ایسے قوی لے کر آتے ہیں جنھیں پر علم اور پر قدرت اور پر حکمت ہاتھ نے پیش نہاد ارادوں کے پورا کرنے کے لئے شروع ہی میں خصوصیت اور امتیاز کی ترکیب دی ہوتی ہے بجز **اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** کے اشتراک اور بیرونی مشابہت کے اور اُن کی بات عام مخلوق سے ملتی نہیں ۔ یہ ممکن ہی نہیں یا یوں کہو کہ ایسی کوئی قوت اُن میں رکھی ہی نہیں جاتی جس سے ایسی حرکات لامحالہ سرزد ہوں جو قوم کی تباہی کی موجب ہوں ۔ اور عملاً بھی اس کے ثبوت وقوع میں آچکے ہیں ۔ ورنہ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب میں جس نے اخلاق کے علوم کو زندہ کرنے کا ذمہ اٹھایا ہے یہ بات جو بظاہر بڑے تحکم کی بات ہے کبھی درج نہ ہوتی اور یہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مخلوق کو لاانتہا سرگردانیوں اور سردردیوں سے مخلصی دلادی اور انہیں ایک انسان کے ماتحت کر دیا ۔

(مامور من اللہ اور عوام میں مابہ الامتیاز)

اس بڑے بھاری مرحلہ کے طے کرنے کے بعد اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں ۔ میری اصل غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہئے جیسے کہ قرآن کریم کی اس آیہ شریفہ کا مفہوم ہے جو میں بیان کر چکا ہوں ۔ اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائے گی اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ اتنا ہی نفاق کے برص کا داغ ہوگا جو یا تو کہیں دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہو جاوے گا یا اُس کا بد نتیجہ آخرۃ کی نابینائی ہوگی ۔

(مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیسا ایمان ہو)

اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو تب بھی مامور ومرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی ۔ جس سے خدا کا منشا ہے جو ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے وہی یہاں بھی مطلوب ہے ۔ میں اپنی فراست سے دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں اور خاص غرض سے یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے مُنہ میں ڈالا ۔ من جملہ اُن کے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اُس کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت دغدغے اور وسوسے پڑیں گے اور اُن کے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا کام بہت بڑا اور نازک ہوگا ۔ مسیح موعود کو ایسی قوموں سے واسطہ پڑے گا جو اپنے زعموں میں علوم وفنون کی اعلیٰ معراج پر پہونچی ہوں گی ۔ بات بھی یوں ہی ہے غیر قوموں کو چھوڑو اندرونی قوموں کے حال پر غور کرو جن کی اصلاح کے لئے حضرت مہدی موعود تشریف لائے ہیں اور جن سے چاہا گیا ہے کہ وہ ایسا ایمان آپ پر لائیں اُن میں ہزاروں بڑے بڑے صوفی اور درویش جن کے پاس اُن کے مانے ہوئے بزرگوں کے انبار در انبار تالیفات اور ملفوظات ۔ بڑے بڑے بھاری علما اور مولوی اور مجتہد جو رات دن احادیث اور تفاسیر اور علوم آلیہ کی درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں ۔ جن کے دماغ میں ان خشک لفظوں کے رات دن پڑھنے سے یہ کیڑا پیدا ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ پیدا ہو کہ وہ خود مکتب خداوندی کے یگانہ شاگرد اور مجتہد مطلق ہیں وہ بات بات کے لئے اپنے زعم میں اُن الفاظ کی ایک میزان ہاتھ میں رکھتے ہیں وہ کسی کی بات مان سکتے ہی نہیں جب تک اُس موضوع میزان میں اُسے تول نہ لیں ۔ حقیقت میں خوب غور کرو ہمارے امام مسیح موعود کو کن لوگوں سے پالا پڑا ہے اور کتنا بڑا نازک کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے ۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر (واللہ اعلم بمرادہ وعلمہ اتم واحکم) خدائے علیم حکیم نے یہ الہام اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انباروں کو رکھ کر کے اور اپنے استنباطوں اور اجتہادوں اور دانشوں اور فہموں کو خیرباد کہہ کر اُن سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپ کے پیچھے نہ ہولیں گے جب تک مومن ہی نہ ہوں گے اور کبھی اُن برکتوں کے وارث نہ ہوں گے جو ایسا ایمان رکھنے والے اصحاب کو ملیں ۔

غور کرو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھیرایا گیا تو صحابہ کا سا ایمان اُن سے کیوں مطلوب نہ ہوگا ۔ ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال واعمال وافعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھیں ۔ اسلئے کہ وہ برکات جو صحابہ کو ملیں وہی

سے وعدہ کیا گیا ہے۔ کیا ہم
میں اس وقت تنازع نہیں۔ کیا
عرب جاہلیت کی ساری بداخلاقیاں
اور بے اندامیاں ہم میں نہیں۔
کیا وہی باہمی جنگیں اور فساد اور
کینے ہم میں نہیں۔ کیا اسوقت
بات بات پر ادنی ادنی اختلاف
پر اسی طرح ہم زبان کی تلوار نہیں
نکالتے۔ غرض اب کونسی بات باقی
رہ گئی ہے جو ان لوگوں میں تھی
اور ہم میں نہیں۔ بدقسمتی سے
جو لوگ ہم میں حدیث اور تفسیریں
پڑھ چکے ہیں اور وہ جو اردو ترجموں
کے ذریعے کتابوں پر واقف ہو
چکے ہیں اور کورنجتی سے وہ جو
دہلی کے اُس خشک الفاظ یاد
کرادینے والی مکتب کو چھو کر
آتے ہیں وہ اپنی رائے میں۔ فہم
میں۔ اجتہاد میں۔ استنباط میں۔
عملاً مستقل شارع اور رسول بن
بیٹھے ہیں۔ اُنھیں سرخ موت کی
برابر ہے کہ کسی کی بات پر سرخم
کریں۔ غرض اسوقت بھی اُسی
قسم کے ایمان کے دواعی موجود
ہیں بلکہ بدرجہا زیادہ ہیں جو عرب
میں موجود تھے۔ اگر اس ایمان
میں ضعف اور کمی رہ گئی تو وہ
برکات کبھی ملنے کے ہی نہیں۔ مگر
میں بصیرت سے ایمان رکھتا ہوں
کہ خدا تعالیٰ اپنے مسیح کے لئے بھی
ایسی جماعت تیار کرے گا جنکا
ایمان صحابہ کے ایمان کے ہم پلہ ہوگا
اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ برکتیں
پھر نازل ہوں جو پہلے نازل ہوئیں
اور اس لئے کہ رسالت محمدیہ
(علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ)
پھر دنیا میں اپنی پہلی آب وتاب
کے ساتھ جلوہ گر ہو۔
میں نے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ
بعض خط پڑھے ہیں جن سے ایک
قابل افسوس تنازع کی خبر ملی جو بعض
ناواقف اور جلد باز اور ناتجربہ کار

لوگوں کی طرف سے برپا ہوا۔ بعض
غلط کاروں نے ناواجب جوش کی
تاب مقاومت نہ لاکر مُنہ سے کہدیا
کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں
کو مانیں۔ ہم خود دیکھ لیں گے
اگر امام کی بات قرآن وحدیث
کے موافق ہوگی تو مان لیں گے
ورنہ اس کی طرف التفات نہ کریں
گے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ
مرض بعض ان لوگوں میں ہے
جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے
ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کے مصفا
آئینہ کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے
کی توفیق نہیں پا سکے کہ ان کے
علوم وفہم کی بدصورتی ان پر کھل
جاتی۔ افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے
کہ اس کے سننے سے عرش الٰہی
کانپ اُٹھتا ہے۔ کاش وہ حقیقت
بیعت میں غور کرتے اور پھر سوچتے
کہ انھوں نے باوجود بیع کے پھر
اپنا بیچا کیا ہے۔ یہ استکبار
وانانیت جو ایک ہی بربادی کی مشتر
متاع ہے جسکا بیج ڈالن اور
گھر کے صندوق سے جلدی نکالڈالنا
ازبس ضروری تھا۔ یہ تو انھوں
نے سنبھال اور اطلس کے غلافوں
میں لپیٹ کر اپنے اپنے صندوقوں
میں رکھ لی۔ پھر میں پوچھتا ہوں
اُنھوں نے بیعت کیا کی۔ وہ تو آخر
کار اپنے اوپر ایمان لانے والے
یا یوں کہو کہ اپنے ہی اجتہاد اور
حدیث دانی اور قرآن دانی پر
ایمان لانے والے نکلے۔ وہ حضرت
حکم اللہ پر ایمان کیا لائے وہ
تو اُس حکم کے بھی حکم بن بیٹھے
کیونکہ جب **امام حکم**
کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن وحدیث
سے استنباط ہوکر شائع ہوگا اس
کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے
علوم اور اجتہاد کی توتوں کو جو شاید
کہیں کہیں چلی گئی ہوں جمع کریں
اور خوب غور کریں کہ امام صاحب

کا یہ استنباط صحیح ہے یا ناہی ہے۔
پھر اگر ان کی استنباط و اجتہاد کی
میزان میں پورا اُترا تو قبول ورنہ
مردود۔ اللہ اکبر سوچو اور
خدا کے لئے غور کرو یہ کتنا بڑا بول
ہے **کبرت کلمۃ تخرج من افواھم
ان یقولون الا کذبا**۔ خدا تعالیٰ
کا موعود حکم اسی لئے تو آیا اور
ایسے وقت میں آیا کہ تمھارے
مغز خدا کی باتوں کی سمجھنے کے لائق
نہ رہے تھے۔ اور تمھیں ہر نیک
بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع
ہوگئی تھیں۔ ورنہ لفظ حکم کی اور
حقیقت کیا ہے۔ جب اُس کے
آنے پر بھی وہی سردردی باقی رہی
کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی
مشینیں بھی ویسی ہی دن رات چلتی
رہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اسلئے
کہ حضرت امام کے منہ سے آئے دن
ایک نئی بات اور اچھوتی بات نکلتی
ہے جو بظاہر قرآن وحدیث کے خلاف
معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت ایک
نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے
اور ہمیں یہ مصیبت پڑ گئی کہ ہم
اپنی اپنی جگہ اسکو پرکھتے رہیں کہ
آیا امام کا یہ استنباط صحیح ہے یا نا
درست اور تحریف اور تاویل ہے
تو بتاؤ کہ ہم تو اس امام حکم کے
آنے پر وبال اور نکال میں پڑ گئے۔
ہمارا کام تو اتنا بڑھ گیا کہ خدا کی
پناہ۔ یہ ہمارے لئے رحمت اور
فضل کیا آیا ہم پر تو زحمت کے پہاڑ
ٹوٹ پڑے۔ یہی باتیں تو وہ لوگ
کہتے ہیں جو اس نور سے مستفید
نہ ہوسکے وہ بھی تو یہی کہتے اور
اپنے تئیں اس کہنے میں حق پر سمجھتے
ہیں کہ ہم اس شخص (مسیح موعود)
. . . . کی باتوں کو کیونکر
قبول کریں جب تک قرآن وحدیث
کے موافق نہ پائیں۔ اور درحقیقت
یہ وہی شبہ ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں
نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا۔

وہ بھی یہی کہتے تھے کہ توریت اور انجیل کے نصوص کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں پھر ہم اسے کیونکر قبول کریں۔

مامور اور مرسل کی حقیقت پر ان لوگوں کو کبھی غور کرنی نصیب نہیں ہوئی۔ نادانو اگر تمہارے عقول اور فہم اور تجربوں پر ماموروں و مرسلوں کے انتخاب کی بنا ہو تو وہ خدا کا مرسل اور موعود کیوں ہو۔ تم تو نصوص الہیہ کے فہم کے لحاظ سے غلطیوں میں پڑ چکے اور ناپاک اور مزخرف اعتقادوں پر جمے ہوتے ہو جب وہ مامور موعود آتا ہے اور تمہاری انہی غلطیوں اور نصوص الہیہ میں بیجا دست اندازیوں کا تو وہ حکم بنکر آتا کہ پھر تمہاری بات کیونکر اسوقت چلے وہ خدائے حکیم علیم کا سکھایا ہوا۔ اس کے قویٰ ازلًا ان کاموں کے سزاوار جن کے پورا کرنے کو وہ آتا ہے۔ وہ سنور۔ وہ آسمانی نشانوں سے اپنے دعووں پر تائید یافتہ۔ وہ تبلیغ اور استنباط میں ملائکہ الٰہی کے حفظ کے قلعہ میں جاگزین۔ تم گرے ہوئے۔ پست ہمت۔ اور شہوات کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں بیٹھے ہوئے۔ تنکے کی طرح جھونکوں کے ساتھ ہر طرف کو جھک جانے والے تمہاری کیا بساط اور کیا زہرہ ہے کہ تم اس کے حکم بنو اور اس کا کلام اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے موافق نہ ہو درست ہی نہ ہو۔ اس سے زیادہ میں اس وقت نہیں کہتا اگر خدا نے چاہا تو کسی وقت اس پر مفصل چٹھی لکھوں گا۔ آہ اسوقت مجھے کتنا درد ہے کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہو کر ہیں۔ آہ اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے وعدہ دیا گیا تھا۔ یہ یقینًا وہی ہے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔ اے میری قوم چھوڑ مکذبوں اور منکروں اور خدا اور رسل انبیاء سے جاہل لوگوں کو۔ چھوڑ دے انہیں کہ انکا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی اپنا رنگ لاوے تو اٹھ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے۔ تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھ اسکی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکھا جو صحابہ نے دکھائے تو کہ تو ان تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انہیں ملیں۔

ناعاقبت اندیش جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کھانے والوں سے تیرا کیا کام تجھے وہ ایمان مبارک ہو جو خدا کی حکیم کتاب کی اس آیت نے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور پھر خدا تعالیٰ کے الہام نے اس آیت کے واسطہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تقاضا فرمایا ہے میں اس وقت حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور ناانصافی کی طرف جاری ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اسوقت کھول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بصیرۃ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میری روح امام کے علوم کے چشمہ سے سرشار ہو کر یہ پاک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقینًا جانتا ہوں کہ میں اسوقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔

اور آخر میں میں حضرت امام سے جسے میں نے اپنے والدین سے بھی زیادہ رحیم کریم پایا ہے بمنت عرض کرتا ہوں کہ وہ نماز میں رکوع و سجود کے اندر میرے لئے اور میرے مخلص احباب کے لئے خصوصًا اور ہماری جماعت کے لئے عمومًا دعا کریں کہ ہمیشہ ہماری زبان اور ہمارا دل اس ایمان پر متفق رہیں۔ اور ہماری زندگی۔ ہمارا مرنا اور ہمارا جی اٹھنا آپ کے ساتھ ہو

آمین

تنبیہ

میں نے اس خطبہ کو دوبارہ اپنے قلم سے لکھا ہے میری روح میں بڑا جوش پیدا ہوا کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میری یہ دل کی باتیں قبول کا شرف پائیں گی۔ کل صبح کی اذان سے قبل میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری داہنی کان کے ساتھ بہت سی ٹیلیفون لگی ہوئی اور مختلف شہروں سے مختلف دوستوں کی طرف سے آوازیں آ رہی ہیں وہ کہ جو کچھ آپ ہمارے مسیح موعود کی نسبت کہتے ہیں ہم اسکو خوب سمجھتے ہیں" مجھے خیال پڑتا ہے کہ کسی نے یہ بھی کہا کہ "ہم اسکا اعتراف کرتے ہیں" اس بشری سے مجھے یقین ہو گیا کہ میرے دوست میری ان باتوں کی قدر کریں گے اور انشاء اللہ اسسے مستفید ہوں گے۔ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر میں یہ بھی لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعد نماز جمعہ کو حضرت اقدس سے کچھ عرض کرنے کیلئے اندر گیا بعد ادھر ادھر کے ذکر کے میرے خطبہ کی نسبت آپ نے بوجھل فرمایا " یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا" اور فرمایا " یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔ اور یہی اسی قسم کی تجلی فرمائی وذلک فضل اللہ الخ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کیطرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں کی جاتی ہیں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر متشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ پست کرے۔ یہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سارو پیہ ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایکوقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایکدفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شایع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب ہے اُس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونے چاہیئے ضرور ہونی چاہیئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہی کہ ہم یہ رسالہ **انوار الاسلام** ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جس میں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کی تمام اعتراضات کی مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۳۲ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصول ڈاک عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے نمونہ کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ۱۲ غیر مذاہب سے صرف ۸ اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو خدا کی یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

براہین احمدیہ چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دئے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ سب مذاہب کے اعلیٰ و افضل ثابت کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آجتک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلے قیمت ۲۵ روپیہ تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع سے ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقعہ ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط اور خوش نما قیمت نہایت ہی کم صرف (سے)۔

المشتہر منشی کریم بخش مالک مطبع مفید عام سیالکوٹ

عجیب و غریب مرہم

المعروف

بمرہم عیسی و بمرہم رسل و بمرہم شلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پر تاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑی خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اس کو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا۔ حکما یورپ بھی اس کے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں ایکدفعہ ضرور آزمایش کرے۔

فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے

ہر قسم طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیاں۔ بدء ہر طرح کے ناسور زخموں کے کیڑے۔ پرانے گندے زخم۔ پھنسی۔ پھوڑے۔ گھاؤ گنج۔ خارش طرح طرح کی جلدی بیماریاں سرطان رحم۔ چوٹوں کے زخم موچ۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ کانوں سے ریم کا بہنا۔ جانوروں کا کاٹ لینا۔ جل جانا۔ عورات کی خطرناک بیماریاں وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ عہ

کارخانہ مرہم المعروف بمرہم عیسی حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ ۸؍ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہئے۔ المشتہر پروپرائٹر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہنا جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اگر ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب ایم۔ بی ایم بیں سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ نہم دیوی عمر ۵ ۹ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پر وسکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تیز روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خاں ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ڈیشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے نو مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ھ

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۱ | دار الامان قادیان ۳۱ اگست سنہ ۱۹ء | جلد ۴

بقیہ مضمون پیر جماعت شاہ صاحب سیالکوٹی

(۱۱)

مرد تو مرد عورتیں بھی اسی فسوں سازی کے لئے اپنے نازک دماغوں اور عورتانہ ناز و انداز کو ساتھ لئے ہوئے نکل کھڑی ہوئی ہیں - چنانچہ جہاں مردوں کا گذر دشوار ہے وہاں یہ نازک اندام چرب زبان طائفہ خانہ نشین بھولی بھالی مستورات کو اپنی شریلی آواز سے گیت سنا سنا کر اور جسمانی زیب وزینت کے سامان پیش نظر رکھ کر فریفتہ کرنے میں قابو پاتا ہے - کوئی گانوں - کوئی قصبہ - کوئی جزیرہ - کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں اس شرک عظیم میں پھنسانے کے لئے طیاریاں نہیں ہوئیں - واعظوں کے ذریعہ سے گھروں میں خاموش بیٹھنے والے لوگوں کو مسیح کی خدائی - اور تثلیث اور کفارہ کا سبق دیا جاتا ہے اپنی دولتیں اور خزانے ان لوگوں نے اس کی اشاعت کے واسطے وقف کر دئے ہیں اور اپنے ذخائر اور متاعوں کو پانی کی طرح بہا دیا ہے - پادری لوگ گرجاوں سے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور صلیب کا بت گلے میں لٹکائے ہوئے ہر جگہ پہونچتے ہیں - ان کے ساتھ حسن پر فریفتہ کرنے والی نگاہیں لوگوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں اور گنہگاری کے دام میں پھنسانا ایک ہنر سمجھا جاتا ہے صلیب کی ہمدردی میں نازک وجود قربان ہوتے ہیں - بھڑکدار لباس پہنکر اور ناز و نیاز دکھا کر دلوں کو مسیح کی خدائی کی طرف لے جاتے اور کفارہ جیسی آزادی کی راہ دکھاتے ہیں ہر حاجت براری کا سامان طیار رہتا ہے - خرچ و خوراک اور پوشاک سے بھی دریغ نہیں - یہ غلو صلیب کے حامیوں کا پہلے زمانوں میں کم نظر آتا ہے - اس رنگ سے اور ایسی آزادی سے اور اس عملی طریق سے **توحید** اور **تثلیث** کا مقابلہ کبھی پڑا ہے اور وہ اعتقاد جسکی نسبت قرآن کریم ایک پر ہیبت اور خوفناک الفاظ میں فرماتا ہے تکاد السموات یتفطرن وتنشق الارض وتخر الجبال ان دعوا للرحمٰن ولدا ٥ کب اس کثرت اور زور سے ظاہر ہوا ہے - اور اس فساد عظیم کا رخ زیادہ تر توحید قرآن کے ہی مقابل ہے جس نے اس شرک سے اسلام اور مسلمانوں کو خوفناک طریقوں کے ساتھ اور پر ہیبت ہدایتوں کے ذریعہ سے بیزار کر کے اس شرک کے مقابلہ پر آمادہ کر دیا ہے اور خالص توحید کو حضرت ابراہیم حنیف کی ملت قرار

دیگر مسلمانوں کی نجات کا اصول قرار دیا ہے۔ اور یہ کفارہ اور تثلیث اور مسیح کی خدائی کا یت جب اپنے پورے زور میں رونما ہوتا ہے تو اسلامی توحید کا حربہ ہی ہے جو اس کے پاش پاش کرنے کے واسطے اٹھانا پڑتا ہے۔ بس اس ف دعظیم کی اشاعت گویا صرف توحید اسلامی کی بیج متزلزل کرنے کے لئے ایک سخت نقصان رساں صورت میں فی زمانہ ظہور پذیر ہے اور اب کون ہے جو سوائے آسمانی طاقتوں کے اسکو توڑ سکے اور اسکو مغلوب کر سکے۔

(صفات میں دخل)

خدا کی بادشاہت میں اس کی ذات واحد کے ساتھ اس ظلم صریح کو روا رکھ کر اس فساد کبیر کے برپا کرنے والی قوم کے سوا بعض ہوا پرست قوموں نے صفات الٰہیہ میں بھی دست اندازی کی اور جیسا کہ اس کی ذات کی شناخت کا حق ادا نہیں ہوا تھا ویسا ہی صفات کی شناخت میں بھی وہ دست اندازی کی گئی کہ الامان ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے ماننے والی بت پرستوں سے دو قومیں اسلامی توحید سے مرعوب ہو کر ایسی پیدا ہوئیں کہ جنھوں نے اپنی نفس پرستی اور خود ستائی کی دھن میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کے وجود سے ہی انکار کیا اور اپنے خطرناک خیالات کو مدنظر رکھکر صفات باری میں ہی شبہات پیدا کر دئے۔

(برہمو)

برہموں نے اللہ تعالے کے پاک سلسلہ نبوت سے انکار کیا اور انبیا کی راستباز اور پاک جماعت کی نسبت ایسے بیہودہ اور باطل خیالات پھیلا کر ان کی پاک تعلیمات کا اعتبار دلوں سے جاتا رہا۔ اور وحی و الہام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت تکلم کو ناممکن قرار دیا گیا اور کسی فرد کامل پر اس کا پاک کلام نازل ہونا محال اور ممتنع سمجھا۔ ہر آسمانی کتابوں کو محض انسانی خیالات کا ایک دفتر بتلایا اور ان پر ایمان لانا۔ اور ان کی تابعداری پر نجات کا مدار رکھنا فضول قرار دیا۔ اپنے کانشنس یا ضمیر کے ہر آن میں پلٹنے والے بے نظیر و بے ثبات خیالات کو ہادی مانا۔ اور محض عقل کو بغیر سہارے اور امداد آسمانی قوت کے بالکل خطا و غلطی سے باوجود صدہا ٹھوکروں اور غلطیوں کے مبرا سمجھا۔ استعدادات عقلیہ کی فطری کمی بیشی کا فیصلہ کئے بغیر اسکو راہ بر کامل قرار دے لیا۔ اور ہر ایک ہدایت کو جو انسانی عقل تجویز کرے بلا غور اس امر کے کہ اس عقل کے خالق نے اسکی نسبت کیا حکم لگایا ہے نجات انسانی کے واسطے کافی ٹھہرا دیا۔ اور بجائے اس کے کہ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو ترک کر کے خدا پرست اور سچے موحد مسلمان قرآن کے پیرو ہو جاتے خود پرستی کے چکر میں پھنسکر ان خیالات کی اشاعت سے ایک طوفان بے تمیزی اور بد اعتقادی برپا کر دیا۔ اور ناروا آزادی کا سبق دیگر مخلوق الٰہی کی تباہی کی درپے ہوئے اپنے ملمع کئے ہوئے خیالات کو ایک آزادی بخش سلطنت کے دامن میں آرام پا کر خوب چمکایا اور خام اور بیہودہ راہیں پیش کر کے آب و تاب کے ساتھ انکو شائع کیا۔

(آریا)

دوسری طرف آریہ ظلم و فساد کی آری ہاتھ میں لے کر اٹھ نکلے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات تکلم کے دوام کو معطل کر دیا اور صرف آریہ ورت کی چار دیواری میں محدود کر کے یہ اعتقاد ظاہر کیا کہ کسی لامعلوم وقت میں جسکا ہمکو بھی پتہ نہیں چند نامعلوم الاسم لوگوں کے ساتھ جنکا حسب نسب ہم خود نہیں جانتے خدا ایک دفعہ بولا تھا اور اسکا کلام سنسکرت زبان میں نازل ہوا تھا اور وہ بید ہے۔ جس کا پورا علم و فہم اب ہمکو بھی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ معمولی صحیح ترجمہ بھی ہم نہیں جانتے۔ بعد از ان خدا ایسا خاموش ہوا کہ گو صدہا فساد اطراف عالم میں پھیلے اور سخت آندھیاں چلیں مگر چار دیواری ہندوستان سے اس نے قدم باہر نہیں رکھا اور اگرچہ بہت ہی اس کے عاشق و شیدا۔ اس کے پاک کلام کے مشتاق اسکی طرف دوڑے مگر اس نے ان کی طرف ذرہ بھی توجہ نہیں کی اور اطراف عالم میں اگرچہ اسکی ہدایت پاک کی ضرورت سخت پڑتی رہی مگر پھر اس نے آنکھ اٹھا کر بھی اسطرف نہیں دیکھا اور نہ کچھ منہ سے بولا۔ ایسی مہر لگی کہ گویا ایک دفعہ بول کر پھر بھول گیا کہ کیا بولا تھا۔ اس کے بعد نہ کسی انسانی ہدایت کے نازل کرنے کی ضرورت اسکو معلوم ہوئی اور نہ کوئی آسمانی کتاب نازل ہوئی اور نہ ہم ہی یہ پتہ دے سکتے ہیں کہ بید بے ثمر کی کوئی شاخ کسی دوسرے ملک تک بھی پہونچی۔ یا کسی نے اسکی تعلیم کو سوائے ہندوستان کے ... اور جگہ پھیلایا۔ مگر پھر بھی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ سوائے ہندوستان کے اور جن ملکوں میں کتاب آسمانی کے دعویدار پیدا ہوئے ہیں سب وہ جھوٹے اور مفتری ہیں۔ اگرچہ ان کی تعلیمات کیسی ہی مفید اور انسانی جماعتوں کی راہبری میں کیسی ہی کارآمد ثابت ہو چکی ہوں مگر وہ خدا کا کلام نہیں۔ انہی جنگلی اور برکتوں میں سے ایک پاک برکت نیوگ کی تعلیم بھی ہے جو اس کے خدا کا کلام ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ دوسری طرف اس قوم نے اللہ تعالیٰ کو صفت خلق سے محروم کر دیا ہے اور یہ اعتقاد ظاہر کر دیا ہے کہ وہ مادہ اور ارواح بھی خدا کی طرح انادی اور قدیم سے چلے آتے ہیں نہ مادہ کو خدا نے بنایا نہ ارواح کو بلکہ ان کے جوڑ جاڑ سے انسان کو خلق کیا اور نیز کل اشیاء عالم کو بنایا۔ اور وہ کسی چیز کو نیست سے ہست کرنے پر قادر نہیں ہے۔ جیسا کوئی پیشہ ور کسی آلہ کے ذریعہ سے موجود

حضرت اقدس کی پاک باتیں

(ایک جامع درس)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ میں ایک نکتہ معرفت

مفسر کہتے ہیں کہ یقین سے مراد موت ہے مگر موت روحانی مراد ہے اور یہ ظاہری بات ہے کہ اس کا مقصود بالذات کیا ہو؟ جسکی تلاش کرنے کے لئے یہاں ایما اور اشارہ ہے۔

مگر میں کہتا ہوں کہ وہ روحانی موت ہو یا تمہاری زندگی خدا ہی کی راہ میں وقف ہو۔ مومن کو لازم ہے کہ اس وقت تک عبادت سے نہ تھکے اور سست نہ ہو جب تک یہ جھوٹی زندگی بھسم نہ ہو جاوے اور اسکی جگہ نئی زندگی جو ابدی اور راحت بخش زندگی ہے اسکا سلسلہ شروع نہ ہو جاوے اور جب تک اسی عارضی حیات دنیا کی سوزش اور جلن دور ہو کر ایمان میں ایک لذت اور روح میں ایک سکینت اور انشراح پیدا نہ ہو۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک انسان اس حالت تک نہ پہونچے ایمان کامل اور ٹھیک نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے کہ تو عبادت کرتا رہ جب تک کہ تجھے یقین کامل کا مرتبہ حاصل نہ ہو۔ اور تمام حجاب اور ظلماتی پردے دور ہو کر یہ سمجھ میں آجاوے کہ اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا بلکہ اب تو نیا ملک نئی زمین نیا آسمان ہے اور میں بھی کوئی نئی مخلوق ہوں یہ حیاۃ ثانی وہی ہے جسکو صوفی بقا کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جب انسان اس درجہ پر پہونچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی روح کا نفخ اس میں ہوتا ہے۔ ملائکہ کا اس پر نزول ہوتا ہے۔ یہی وہ راز تھا جس پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ مردہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو وہ ابو بکر کو دیکھے اور ابو بکر کا درجہ اس کے ظاہری اعمال سے ہی نہیں بلکہ اس بات سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔

یاد رکھو ایمان

ایمان ایک راز ہے

ایک راز ہوتا ہے جو مومن اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے اور جسکو مخلوق میں سے اُس مومن کے سوا دوسرا نہیں جان سکتا ان عند ظن عبدی بی کی حقیقت یہی ہے بعض اوقات وہ لوگ جو علوم حقہ اور معارف الٰہیہ سے بہرہ ور نہیں ہوتے کسی مومن کے اُن تعلقات کے عدم علم کیوجہ سے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُسکو ہوتے ہیں اُسکی بعض حالتوں مثلاً معاملات رزق دعا پر حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہیں اور کبھی یہ تعجب انکو بدظنی اور گمراہی تک لے جاتا ہے اس لئے کہ اُنکی نظر اپنے ہی محدود اسباب تک ہوتی ہے اور وہ اس راز اور سر سے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ رکھتا ہے ناواقف ہوتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے اس راز کو ایسا بنائیں جو صحابہ کرام کا تھا۔

غرض یہ ہے کہ انسان کو

وقف زندگی

ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔

مینے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دیدی ہے مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو اُنکو معلوم ہو کہ کسطرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تہیں۔

یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر انکو اطلاع ملتی۔ جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسایش چاہتا ہے۔ اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواہشگار نجات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب اُسکو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اسپر توجہ ہی نہ کرے کیا للّٰہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرام اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے انکو ملجاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔

اپنا ذاتی تجربہ اور وصیت

میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ نے

کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اُٹھایا کہ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہو گا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رُک نہیں سکتا۔ اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی میری موت میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اسکی روح بول اُٹھے اسلمت لرب العالمین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ذیل میں ہم ایک نوٹ درج کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **معراج** کی حقیقت سمجھنے کے واسطے بطور کلید ہے ہمارا ایمان اسپر ہے کہ معراج شریف کی اصل حقیقت اور وہ صورت ہے جسپر بڑے سے بڑے مخالف کو بھی اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ اور معراج کیا ہے؟ درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کی ایک تصویر ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین جسقدر وسیع غور کریں گے اُسی قدر حظ اور ذوق ایمانی اُٹھائیں گے۔

(ایڈیٹر)

یہ امر یاد رہنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری ترقیوں کی ابتدا آپ کی ہجرت تھی اور **معراج** کے تمام واقعات آپ کی آنے والی زندگی کے حالات کی پیشگوئی ہے۔

لوگ سوال کرتے ہیں کہ معراج جسم سے ہوئی یا روح سے؟ کوئی راحت کوئی علم انسان کو بدون جسم کے ہوتا ہی نہیں جسم اور روح آپس میں لازم ملزوم ہیں یہانتک جسم کا روح کے ساتھ تعلق ہے کہ بعض نادان فلسفیوں کو دھوکا لگا ہے کہ وہ روح کا انکار ہی کر بیٹھے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ روح کوئی چیز نہیں جسم ہی جسم ہے مگر سُن رکھو

ہمارا ایمان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کا نظارہ روح معہ جسم تھا ہاں اسی جسم کے ساتھ تھا جو لوگ کہتے ہیں کہ مرزا ئی معراج جسمانی کے قائل نہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ کے معراج کا ثبوت مشاہدہ صحیحہ ہے۔ میں توکل دنیا کو منوا سکتا ہوں کہ آپ کا معراج ایک صحیح واقعہ ہے۔ گیا معنے کہ ہر ایک اعتراض کرنے والے کو بند کر سکتا ہوں انشاء اللہ

واقعات معراج کی حقیقت

معراج میں جو واقعات پیش آئے تھے اُن کے معانی اور مطالب کے سمجھنے کے واسطے ہمکو ضرور ہے کہ اس زبان کی لغات کو دیکھیں اسلئے اُن تمام واقعات کے معانی اگر اس لغت کی رو سے معلوم ہو جائیں تو پھر معراج کی حقیقت کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں تھا۔

(۱) سینہ چاک کر کے دھونا (جس شخص کے ساتھ یہ واقعہ پیش آوے وہ شخص یقیناً یقیناً عملی طور پر ایماندار ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی ایمانی حالت پر غور کرو۔)

(۲) (قلب کا دھویا جانا۔) جس کا قلب دھویا جاوے اسکی عقل بڑھ جاوے گی اور بڑی سالم اور سلیم ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاقبت اندیشی اور کمال عقل کو دیکھو۔

(۳) (براق پر سوار ہونا) اسکو ایک سفر پیش آوے گا۔ مرتبہ بلند ہو گا۔ عافیت۔ عزت کامیابی شامل ہو گی آپ کی زندگی پر نظر کرو

(۴) (بیت المقدس کو جانا) علوم انبیاء کا وارث ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ علوم عطا ہوئے کہ کمالات نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔

(۵) (آسمان اول پر جانا) بہت بوڑھا نہیں ہو گا۔ متوسط عمر کا ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معراج کے بعد بارہ برس ہی زندہ رہے

(۶) دوسرے آسمان پر جانا۔
علم اور حکمت کی ترقی حاصل ہوتی ہے
(۷) تیسرے آسمان پر جانا۔
عزت اقبال کی ترقی ہوتی ہے۔
(۸) چوتھے آسمان پر جانا۔
سلطنت کا مالک ہو جاتا ہے۔
(۹) پانچویں آسمان پر جانا۔
اسکو کچھہ مشکلات جزع فزع ضرور پیش آتے ہیں۔
(۱۰) چھٹے آسمان پر جانا۔
سعادت و جاہ اس کو حاصل ہوگی۔
(۱۱) ساتویں آسمان پر جانا۔
اس کے مراتب اور پایہ کا کوئی آدمی نہیں ہوتا۔ مگر آسمان کی طرف جانے والے کے ساتھ جھگڑے بہت ہوتی ہیں۔
(۱۲) جبرئیل کو دیکھے۔
دشمنوں پر فتح پاوے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بہت بڑا پابند ہو۔
(۱۳) میکائیل کو دیکھے۔
مال اور شرف پاتا ہے۔
(۱۵) سدرۃ المنتہی۔
وہ اپنے سارے مطالب میں کامیاب ہوتا ہے۔
(۱۶) آسمان کے دروازوں کا کھلنا
اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
(۱۷) لوح محفوظ۔
مقبول الکلام ہوتا ہے۔
(۱۸) اللہ کو دیکھے۔
اس کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ اور معزز قوی ہوتا ہے۔

واقعات معراج کی یہ لغت ہے اب ان لغت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں معائنہ کرو۔ اور دیکھو۔ کہ یہ واقعہ معراج کیسا سچا اور صحیح واقعہ ہے۔

صبر دو قسم کا ہوتا ہے صبر علی الطاعت۔ اور صبر عن المعاصی

صبر علی الطاعت تو یہ ہے کہ نیکیوں پر ہمیشگی اور دوام کرے اور نیکیوں پر صبر یہ ہے کہ خوب سنوار سنوار کر کرے نماز پڑھے تو اسکو سمجھہ سمجھکر پڑھے اور عین وقت مقررہ پر پڑھے اور باجماعت پڑھے۔

صبر عن المعاصی یہ ہے کہ بدیوں سے بچتا رہے مثلاً غضب آجاوے تو حلم کو برتے۔ شہوت آئے تو عفت سے کام لے۔ مشکلات میں بلند حوصلگی اختیار کرے حرص کے وقت قناعت اور کسی مشکل وقت میں شجاعت ہنر سے کام لے۔

شیطان کبھی کبھی نیکی کے رنگ میں بھی انسان کو ہلاکت میں ڈالدیتا ہے ایسے اوراد اور وظائف بتلائے جاتے ہیں کہ انسان باجماعت نماز سے رہ جاتا ہے۔ پس انسان کو اپنی خود تراشیدہ نیکیوں کا گمان اور غرور نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالے نے انسان کو مختلف قویٰ دیئے ہیں اس لئے جو بات اسکو نہیں دی گئی اسکو دوسرے سے کیا فائدہ اُٹھاوے۔

نفس کچھ چاہتا ہے دوستی اور دیگر تعلقات کچھ چاہتے ہیں پس ایسے مقامات پر اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

اشتہار

اکثر بیمار دل کے خطوط جناب مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں آتے ہیں اور وہ اپنی بیماریوں کیلئے درخواست کرتے ہیں کہ ہم جنگل میں یا گانوں میں یا دوا سازی سے ناواقف ہیں یا دوا تنہا سے معذور ہیں یا انگریزی دوائی عموماً یہاں نہیں مل سکتی لہذا آپ دوا بنا کر ہمارے نام وی پی بھیجدیں اور مولوی صاحب کو بسبب کثرت اشغال اسکی فرصت نہیں لہذا عام فائدہ کے لئے یہ عاجز بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیتا ہے کہ جس صاحب کو بنی بنائی دوا منگوانی منظور ہو وہ عاجز کو اطلاع دیں کہ انکو دوا بنا کر بھیجدی جاوے یا لاہور امرتسر کلکتہ سے منگوا کر بنائی جایا کرے۔

خاکسار فضل دین قادیانی

پیر مہر علی شاہ صاحب

پر اتمام حجت

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی کے مقابلہ تفسیر نویسی سے انکار و فرار کے متعلق اشتہار نور الابصار کے بعد جو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی نے شائع کیا تھا کچھہ ضرورت نہ تھی کہ کچھ اور بھی لکھا جاتا اور رہی سہی ضرورت کو حضرت اقدس سید الانام امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کے رسالہ **تحفہ گولڑویہ** نے ہمیشہ کے لئے پورا کر دیا ہے اس کی اشاعت پر پیر صاحب کو تو کیا سلیم الفطرت لوگوں کو جو حق کے جویاں ہیں معلوم ہو جاویگا کہ پیر صاحب نے کہاں تک انصاف اور خدا ترسی کی راہ کو چھوڑ کر الباطل کی حمایت کی ہے۔ پیر صاحب کی شرم ناک شکست کا حال خصوصیت کے ساتھہ لاہور کی سنجیدہ پبلک پر اور بھی کھل گیا ہے جب کہ اُس نے دیکھا کہ پیر جی تو چپ شاہ کا روزہ رکھے ہوئے بیٹھے ہیں اور اُن کے مریدین و معاونین علماء کا سارا زور بیان گندی گالیوں اور دریدہ دہنوں پر خرچ ہو رہا ہے پیر جی کی ایسی حرکات پر کہ انھوں نے جلسہ تفسیر نویسی سے گریز کیا اور پبلک کو اشتعال دلا کر ناگوار واقعات کے پیش آجانے کا خطرہ محسوس کر دیا ہم اسوقت کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ اس مختصر سے نوٹ میں ہم کو صرف یہ کہنا منظور ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے فطرتی رحم سے جو ایسے لوگوں کو خدا کی طرف سے ملتا ہے مخلوقات الٰہی پر رحم کرکے ایک اور اشتہار شائع کیا ہے جس میں پھر پیر صاحب کو تفسیر نویسی کی دعوت کی ہے اور نہایت ہی نرم اور مبنی بر انصاف شرائط پیش

کرکے چاہا ہے کہ یہ فیصلہ ہو جائے اور اگر وہ تفسیر نویسی سے عجز ظاہر کریں تو پھر تین تین گھنٹہ تک تقریر کرنے کی دعوت کی ہے یعنی اول حضرت اقدس تین گھنٹہ تک اپنے دعاوی اور دلائل بیان کریں گے پھر پیر صاحب اسکی تردید کے لئے تین گھنٹے برابر تقریر کریں ۔ چونکہ پیر صاحب کی پشت سرحدی لوگوں کی ایک جماعت ہے اس لئے قیام امن کے لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ لاہور کے تین بڑے رؤسا کے دستخط پیر صاحب کی درخواست پر ہوں اور وہ امن و انتظام کے ذمہ وار ہوں ۔ پیر صاحب نے اگر واقعی حمایت حق کا جوش ہے اور وہ روح القدس سے تائید یافتہ ہیں تو اس میدان میں ضرور نکلیں گے مفصل چونکہ اشتہار حضرت اقدس کی طرف سے شائع ہوچکا ہے اس لئے سردست لکھنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے ۔

اربعین

بعض احباب کے اصرار اور درخواستوں پر حضرت اقدس ؑ سے اجازت لیکر یہ انتظام کیا ہے کہ اربعین کی جسقدر تعداد حضرت اقدس ؑ چھاپ کر مفت تقسیم فرماتے ہیں اس کے علاوہ اس کی کچھ زائد کاپیاں بطور خود چھپوا کر ان دوستوں کو بہم پہونچائی جاویں جنکو کسی وجہ سے نہیں ملی ۔ اس لئے ہر ایک نمبر جو ایک جزو سے زیادہ نہ ہوگا (۱ر) قیمت بلا محصول ڈاک پر دفتر اخبار الحکم قادیان سے ملے گا ۔ خریداری کی درخواست اخبار الحکم میں بھیجی جاوے درخواستوں کی تعمیل بصیغہ وی پی ہوگی ۔ المشتہر خلیفہ نور الدین والعدونا ساکن جموں ۔

اشتہار

شعر

اک نظر پھر کے ادھر بھی تو خدارا دیکھو
ہے کوئی حق کی طرف تم کو بلاتا دیکھو

شہادت آسمانی

اس میں قرآن کریم ۔ انجیل شریف اور احادیث نبوی سے اسبات کو ثابت کیا ہے کہ عیسی علیہ السلام رحلت کے وقت تک دنیا ہی میں رہے اور تا دم مرگ اپنی قوم کو توحید اور اطاعت الٰہی کی طرف دعوت کرکے تقوی اور پرہیزگاری کا حکم دیتے رہے اور اس بات کو بھی بدلائل موتیہ ثابت کیا ہے کہ اسلام بزور شمشیر ہرگز پھیلایا نہیں گیا اسلام اپنی ترقی کے لئے کسی تلوار کا محتاج نہیں اور اسلامی جہاد کی حقیقت اور نیز اس کتاب میں ان تمام اعتراضوں کے بھی جواب میں جو قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر پولیس لدھیانہ نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی (جس کتاب کو اکثر علماء نے لاثانی بیان کیا ہے) میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مرزا غلام احمد علیہ الصلوۃ والسلام پر کئے ہیں اور مخالفوں کے رویائے صادقہ کی حقیقت اور ان کی تعبیریں بیان کی ہیں ۔ قیمت ۵ر محصولڈاک ۱ر

شہادۃ آسمانی حصہ دوم

حصہ دوم اس میں قرآن کریم اور حضرت عیسی اور یسعیاہ نبی علیہما السلام کی ان عظیم الشان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر اور ثبوت ہے جو مسیح موعود آخر الزمان اور آپ کے اصحاب کی مبارک جماعت کی بابت قرآن کریم انجیل اور یسعیاہ نبی کی کتاب میں درج ہیں نیز اس بات کا ثبوت ہے کہ کسوف و خسوف مہدی کی تصدیق کا نشان ہے پیدائش کا ہرگز نہیں اور بعض ان اعتراضوں کے جواب میں جو کلمہ فضل رحمانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے گئے ہیں قیمت ۲ر محصولڈاک ۱ر

شمس بازغہ

پیر جی مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایت کا جواب حضرت مولانا و بالفضل اولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے معارضہ بالغلب کے طور پر لکھا ہے درحقیقت رسالہ شمس بازغہ شمس بازغہ ہی ہے اس کی تعریف میں زیادہ لکھنے کی سوا اس کے ضرورت نہیں کہ ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب بڑی آب و تاب اور شوکت سے طلوع ہوگا مولانا موصوف نے اس رسالہ میں عجیب کمال یہ کیا ہے کہ پیر صاحب کے مسلمات سے ہی جواب دیا ہے اور نہ ایک جواب پر اکتفا کیا ہے بلکہ ایک ایک بات کے کئی کئی جواب عقلی و نقلی طور سے دئے ہیں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی سرپرستی میں طبع ہو رہا ہے اور بہت جلد اس کی اشاعت کی امید کی جاتی ہے انشاءاللہ اس کے شائع ہونے پر مخالف اس شعر کے مصداق ہوں گے

بہت روئیں گے سر پر ہاتھ دھر کر
ہنسا کرتے ہیں جو ہر ہر سخن سے

چونکہ پیر جی مہر شاہ صاحب کی کتاب کثرت سے پھیلائی گئی ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس رسالہ کا بہت کثرت سے شائع ہونا ضروری ہے ۔ فی الحال علے بہا کم قیمت رکھی ہے کمی بیشی کا بعد طبع کتاب لحاظ رکھا جاوے گا تمام درخواستیں شمس بازغہ کی حکیم فضل الدین صاحب قادیانی کے نام آنی چاہئیں ۔

(ایڈیٹر)

سخت نہیں **افسوس** کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنہیں دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بد زبانیاں کی جاتی ہیں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرتمند مسلمان کا بدن تھرا اُٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر مشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کے دنداں شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ بھی اسی ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایکوقت کی چار میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایکدفعہ کے چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب اور سچا ہے اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم یہ رسالہ **انوار الاسلام** ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۴۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۱۲ اور غیر مذاہب سے صرف ۸ اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو خدا کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ **انوار الاسلام** نہیں دیکھا

المشتہر
منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

براہین احمدیہ چار جلد کامل

یہ وہ نادر بے نظیر کتاب ہے جسمیں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دئے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل ثابت کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آجتک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلے قیمت ۲۵ عہ تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوش خط اور خوش نما قیمت نہایت ہی کم صرف ے ر

المشتہر منشی کریم بخش مالک مطبع مفید عام سیالکوٹ پنجاب

عجیب و غریب مرہم

المشتہر

مرہم عیسی و مرہم رسل و مرہم شلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پر تاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں ان کا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑی خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اس کو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اس کی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا حکما یورپ بھی اس کے عجیب خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمایش کریں۔

ہر قسم طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیاں - بدھ ہر طرح کے ناسور - زخموں کے کیڑے - پرانے گندے زخم - پھنسی - پھوڑے گھاؤ - گنج - خارش - طرح طرح کی جلد کی بیماریاں - سرطان رحم - چوٹوں کے زخم - موچ - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کانوں سے ریم کا بہنا جانوروں کا کاٹ لینا - جل جانا - عورات کی خطرناک بیماریاں وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج قیمت فی ڈبیہ عہ فوراً جاتے درد پر اثر کرتا ہے۔

کارخانہ مرہم المعروف بمرہم عیسی حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ ... ہر خریدار ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ ماہرا اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور مفید ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگی صاحب ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج سماۃ ... دیوی بعمر ۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھی اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اسکو تین گز کے فاصلہ سے رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خانصاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمد قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ایڈیٹر یعقوب علی تراب

الحکم اخبار

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۸ دار الامان قادیان ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء جلد ۱۰

ضرورۃ الامام

اس عنوان کے تحت میں ہم سلسلہ وار اُن مضامین کو کلاً یا جزءً شائع کرینگے جو حضرت امام الزمان ایدہ الرحمن کے ارشاد کے بموجب اس زمانہ میں مجدد کی کیا ضرورت ہے؟ کے سوال کے جواب میں لکھے گئے آج ہم مکرمی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ کے مضمون کو شروع کرتے ہیں یہ مضمون بہت دلچسپ اور لطیف ہے اور حضرت اقدس نے بہت پسند فرمایا تھا اس لئے یہ کل درج ہو گا چونکہ یہ مضمون لمبا ہے اسلئے تھوڑا تھوڑا درج کیا جاوے گا۔ ایڈیٹر

انسانی جماعتوں میں اصلاح کی ضرورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

جب سے اس کائنات کے خالق نے بے بس اور نیاز مند انسانی جماعت کو اس خاکدان عالم میں بسایا ہے تب سے ہی ترکیب انسانی نے کچھ ایسے تقاضے پیش کئے ہیں کہ جنہوں نے اصلاح انسانی کا تعلق بجے خلافت انسانی کے نظم ونسق کے لئے ذات انسانی کے ساتھ ضروری قرار دیا ہے۔ خود فطرت انسانی نے ہی ایسے اسباب پیدا کر دئے کہ اس خاکدان عالم میں آباد ہونے والے جماعت کو ان واقعات کے پیش کرنے کے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا جنکے وجود نے اس کے لئے اصلاح کے قائم ہونے کا اس کو محل بنایا جب ہی کہ انسان اس مکان میں نازل ہوا تب ہی اس نے اپنے گرد و پیش ایسے اسباب مہیا دیکھے کہ جو اس کی فطرتی تقاضاؤں کی تکمیل میں پورا دخل رکھتے تھے۔ ہر ایک قوت جو اس کے اندر موجود ہے۔ اور جس کیلئے

وہ بیرونی تحریکات کو ممد و معاون پاتا تھا - خواستہ ناخواستہ کشاں کشاں اُس کو اسباب کی طرف لے جاتی تھی جن کے خلق کی علت غائی انسانی شجرہ کی پرورش کرتا تھا - پس یہ مجموعۃ القویٰ ہستی بیرونی تحریکات سے ان اسباب کی طرف جھکے - اور مفر و مفید اشیار جو اُس کے گرد و پیش کثرت سے پڑی ہوئی تھیں ان کے استعمال کی اضطراری ضرورت نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانے کی اس کو جرأت دلائی - مگر خواص اشیار اپنی شناخت کے لیے ایک علم چاہتی تھیں - اور اس نسیان مجسّم خاکی نژاد میں وہ روشنی اگرچہ موجود تھی مگر چمکتی نہ تھی اس کے خالق کو اس کی جمیع قوتوں کو بار آمد کرنا تھا اس کش مکش میں حیران ہو کر بیٹھنے سے اس کے نسیانی عصیان پر اس کو آگاہ کیا گیا یہ چونکا اور سنبھلا تو ساتھ ہی اُس کے علم کی روشنی اس کے سامنے نمودار ہو گئی - یہ اس تیرہ و تار مکان میں اُتر پڑا اور اپنے خالق کی طرف سے خلافت کا منصب لے کر اس خاکدان عالم میں ذمہ دار وجود قرار دیا گیا -

اصلاح کا طبعی خیال

پیارے باپ آدم خلیفہ اول کے عزیز بچے ایک گھر میں سما نہ سکے - ایک گھر سے کئی گھر - گھروں کا محلہ - محلہ کا گاؤں - گاؤں سے قصبے - قصبوں سے شہر - شہروں سے ملک - ملکوں سے براعظم آباد ہو گئے - کثرت و انتشار کے ساتھ ہی ساتھ ضروریات بھی بڑھتی چلی گئیں - اغراض مختلفہ نے جو استعدادات متفرقہ کا لازمی نتیجہ تھیں ایک ہنگامہ برپا کر دیا - اور طبعی طور پر بعض افراد کو انسانی فطرت کے اس اعتدال کا الہام ہوا جس پر انسان مفطور ہوا تھا اور جس پر قائم رہنے سے اسکی بہتری اور فلاح کا مدار تھا مختلف طبقوں میں سے ایسے افراد نکل کھڑے ہوئے جنہوں نے انسانی جماعت کے نظم و نسق میں اس طبعی الہام کی پیروی کی اور میزان عدل پر قائم رکھنے کی تدابیر سوچیں اور مختلف ذریعوں سے اسکی اصلاح کی قواعد مرتب کئے اور انسانی ضروریات کے شعبے قائم ہو گئے اور اسطرح ان کی غور و پرداخت شروع ہوئی۔

خالق حقیقی کی طرف سے انسانی اصلاح کا انتظام

اُس علیم حکیم ذات نے انسان کی کمزوری اور نسیانی حالت پر رحم فرمایا ابتدار خلافت کے ساتھ ہی نبوت کا شرف بخش کر خود اپنی طرف سے اسوقت کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایک ہدایت نامہ عنایت کیا - انسان اس خاکدان عالم میں مسافرانہ وارد ہوا تھا اور کثرت احتیاجات میں مضر و مفید کا سمجھنا اپنے بس میں نہ تھا ادہر اسکے سامنے اسباب گوناں گوں کا ایک عالم تھا نہ جانتا تھا کہ مالک کی مرضی کس طرح بجا لائے پس نبوت کے شرف نے اس کی اس مشکل کو آسان کر دیا - انسان کی غفلت اسباب عالم کے دام میں اسکو گرفتار کرکے اس روح اعظم کو جو اس عالم کی کل چلا رہی ہے فراموش کرا دینے میں دخل انداز ہونے والی تھی لہذا انبیار کی پاک جماعت نے خدا تعالیٰ سے پاک الہام پاکر اور آسمانی وحی کے نور سے روشنی حاصل کرکے حقیقی مالک کی پاک مرضی پر انسانی جماعت کو قائم کیا - اسی لئے یہ سلسلۂ نبوت بھی اُس وقت سے کہ انسان کی ہستی کا ظہور ہوا ساتھ ساتھ قائم ہو گیا - یہ پاک جماعت ابتدا ہی سے برابر انسان کے بیجا جوشوں اور غلط کاریوں کا علاج کرتی رہی اور خود خدا پاک نے اپنے زبردست ہاتھ کے ذریعہ سے اس کو قائم کیا اور اپنی کلام پاک کے واسطہ سے اپنی مرضی کو ہر زمانہ میں ان پر ظاہر کیا - لاکھوں انسان ان کے وسیلہ سے ہلاکت کی راہوں سے دور رہ کر سلامتی اور حقیقی خوشی کے پر فضا اور دائمی بہشتوں میں جا داخل ہوئے - ان پاک انبیار علیہم السلام کے جو لوگ سچے تابعدار جاں نثار رہے ان کو بھی الٰہی نعمتوں نے سرفراز کیا - وہ نبوت کے حقیقی وارث اور سچے حقدار بنائے گئے - انہوں نے بھی نبوت کے قدم بہ قدم چلکر انبیار صادقین علیہم السلام کی تعلیم کے ذریعہ سے خدائی قدوس کی پاک مرضی کا لوگوں کو پابند کیا اور ہر طرح کے فسادوں کو جو انسانی فلاح و بہبودی کے سدّ راہ ہوئے دور کیا مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں انبیار کی پاک تعلیم کی اشاعت ہوئی آسمانی ہدایت کے منادی انسانی جماعتوں میں پھیل پڑے اور زندہ خدا کی طرف سے حقیقی زندگی کا پتہ دیا

اصلاح - فساد - مصلح - مجدد کی قدامت

پس اب اس بات کے یقین کرنے میں کہ اصلاح - فساد - مصلح - مجدد کوئی ایسے الفاظ نہیں کہ جن کے مفہوم کا قدیم سے پتہ نہ ملتا ہو کیا شک باقی رہا - ان کا وجود حقیقی طور پر وجود انسانی کے ساتھ ہی ابتدار آفرینش سے تسلیم کیا گیا ہے اور آئندہ بھی جب تک انسان موجود ہے تب تک ان الفاظ کا مفہوم بھی موجود ہے اگر فساد ہے تو اصلاح کا ہونا ضرور - اور جب اصلاح کا ہونا ضرور تو مصلح اور مجدد کا وجود لازم - انسانی ضروریات اور اغراض مختلفہ کے دوروں نے اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ انسان اس میزان عدل پر جو اسکی فلاح و بہبودی

کی بنیاد ہے اکثر قائم نہیں رہا اور نہیں رہے گا۔ پس جب لا تطغو فی المیزان کی نہی کا نزول اس کے انحراف میزان عدل کو ثابت کرتا ہے تو پھر اس میزان عدل پر قیام کے واسطے الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان کا مفہوم ہی پورا ہونا چاہئے۔

حضرت اقدس کی پاک باتیں

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی ملاقات پر جو کچھ فرمایا

اور اکتوبر ۱۹۰۶ء کو لالہ کیشوداس صاحب تحصیلدار بٹالہ اتفاق حسنہ سے دار الامان میں وارد ہوئے اور انہوں نے حضرت اقدس سے ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی جس سے تحصیلدار صاحب موصوف کی وسیع اخلاقی اور بے تعصبی کا پتہ لگتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے (جیسا کہ خود تحصیلدار صاحب نے عند الملاقات ظاہر فرمایا) کہ آپ کو اہل دل لوگوں سے ملنے کا شوق ہے۔

بہر حال حضرت اقدس نے حسب معمول بعد نماز مغرب ملاقات کرنے کا ارشاد فرمایا چونکہ جمعہ کا دن تھا تحصیلدار صاحب نے جمعہ کے وعظ میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی اور اجازت لے کر بطیب خاطر جامع مسجد میں آئے اور اختتام خطبہ تک نہایت توجہ کے ساتھ سنتے رہے خطبہ میں مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے سورۃ الدہر کے پہلے رکوع کی تفسیر فرمائی جو ابھی دونوں الحکم میں شائع کر دی گئی تھی۔ تحصیلدار صاحب نماز کے وقت تشریف لے گئے اور حسب وعدہ شام کو آپ چھوٹی مسجد میں تشریف لائے اور بہت رات تک حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض اٹھاتے رہے اس موقع پر حضرت اقدس نے جو کچھ ارشاد فرمایا آج ہم اس کو درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سلسلہ تقریر یہاں سے شروع ہوا جو تحصیلدار صاحب نے فرمایا کہ مجھے فقرا سے ملنے کا کمال شوق ہے اور اسی شوق کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔

بیشک۔ اگر آپ کے دل میں اہل دل لوگوں کے ساتھ محبت نہ ہوتی تو آپ ہمارے پاس کیوں آتے اور ایک دنیا دار کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ایک دنیا سے الگ گوشہ نشین کے پاس جاوے مناسبت ایک ضروری شے ہے اور اصل تو یہ ہے کہ جب کہ انسان ایک فنا ہونے والی ہستی ہے اور موت کا کچھ بھی پتہ نہیں کہ کب آجاوے اور عمر ایک ناپائیدار شے ہے پھر کس قدر ضروری ہے کہ اپنی اصلاح اور فلاح کے فکر میں لگ جاوے مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اپنی دھن میں ایسی لگی ہے کہ اس کو آخرت کا کچھ فکر اور خیال ہی نہیں خدا تعالیٰ سے ایسے لاپروا ہو رہے ہیں گویا وہ کوئی ہستی ہی نہیں ایسی حالت میں جب کہ دنیا کی ایمانی حالت اس حد تک کمزور ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے تاکہ میں زندہ ایمان زندہ خدا پر پیدا کرنے کی راہ بتلاؤں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا عام قانون ہے بہت لوگوں نے۔ جو سعادت اور رشد سے حصہ نہ رکھتے تھے خدا ترسی اور انصاف سے بے بہرہ تھے مجھے جھوٹا اور مفتری کہا اور ہر پہلو سے مجھے دکھ دینے اور تکلیف پہنچانے کی کوشش کی۔ کفر کے فتوے دے کر مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہا۔ اور خلاف واقعہ امور کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کر کے اس کو بھڑکانے کی کوشش کی۔ جھوٹے مقدمات بنائے گالیاں دیں۔ قتل کرنے کے منصوبے کئے غرض کون سا امر تھا جو انہوں نے نہیں کیا مگر میرا خدا ہر وقت میرے ساتھ ہے اس نے مجھے ان کی ہر شرارت سے پہلے ان کے فتنہ اور اس کے انجام کی خبر دی اور آخر وہی ہوا جو اس نے ایک عرصہ پہلے مجھے بتلایا تھا۔ اور کچھ وہ لوگ بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے سعادت۔ خدا ترسی۔ اور نور ایمان سے حصہ دیا ہے جنہوں نے مجھے پہچانا اور اس نور کے لینے کے واسطے میرے گرد جمع ہو گئے جو مجھے خدا تعالیٰ نے اپنی بصیرت اور معرفت بخشی ہے۔ ان لوگوں میں بڑے بڑے عالم ہیں۔ گریجوایٹ ہیں وکیل اور ڈاکٹر ہیں معزز عہدہ داران گورنمنٹ ہیں تاجر اور زمیندار ہیں اور عام لوگ بھی ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ نا اہل مخالف اتنا بھی تو نہیں کرتے کہ ایک حق بات جو ہم پیش کرتے ہیں اس کو آرام سے سن ہی لیں۔ ان میں ایسے اخلاق فاضلہ کہاں۔؟ ورنہ حق پرستی کا تقاضا تو یہ ہے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت ست پند بر دیوار

اس زمانہ میں مذہب کے نام سے بڑی نفرت ظاہر کی جاتی ہے اور مذہب حقہ کی طرف آنا تو گویا موت

کے منہ میں جاتا ہے۔ مذہب حق وہ ہے جس پر باطنی شریعت بھی شہادت دے اٹھے مثلاً ہم اسلام کے اصول توحید کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی حقانی تعلیم ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں توحید کی تعلیم ہے اور نظارۂ قدرت بھی اس پر شہادت دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو متفرق پیدا کر کے وحدت ہی کی طرف کھینچا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحدت ہی منظور تھی۔ پانی کا ایک قطرہ اگر چھوڑیں تو وہ گول ہوگا۔ چاند سورج سب اجرام فلکی گول ہیں اور کرویت وحدت کو چاہتی ہے ہم اسوقت بے انتہا خداؤں کا ذکر چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہ تو ہے ہی ایک بیہودہ اور بے معنی اعتقاد اور بے شمار خدا ماننے سے امان اٹھ جاتا ہے مگر ہم تثلیث کا ذکر کرتے ہیں ہم نے جیساکہ قدرت کے نظائر سے ثابت کیا ہے کہ خدا ایک ہی ہے اسطرح پر اگر خدا معاذ اللہ تین ہوتے جیساکہ عیسائی کہتے ہیں تو چاہیے کہ تھا کہ پانی آگ کے شعلے اور زمین آسمان کے اجرام سب کے سب سہ گوشہ ہوتے تاکہ تثلیث پر گواہی ہوتی اور نہ انسانی نور قلب کبھی تثلیث پر گواہی دیتا ہے پادریوں سے پوچھا ہے کہ جہاں انجیل نہیں گئی وہاں تثلیث کا سوال ہوگا یا توحید کا تو انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ توحید کا۔ بلکہ ڈاکٹر فنڈر نے اپنی تصنیف میں یہ اقرار درج کر دیا ہے۔ اب ایسی کھلی شہادت کے ہوتے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ تثلیث کا عقیدہ کیوں پیش کر دیا جاتا ہے پھر یہ سہ گوشہ خدا بھی

عجیب ہیں ہر ایک کے کام الگ الگ ہیں گویا ہر ایک بجائے خود ناقص اور ناتمام ہے اور ایک دوسرے کا متمم ہے۔

اور مسیح جس کو خدا بنایا جاتا ہے اس کا تو کچھ پوچھو ہی نہیں ساری عمر پکڑ دھکڑ میں گذری اور ابن آدم کو سر دھرنے کو جگہ ہی نہ ملی اخلاق کا کوئی کامل نمونہ ہی موجود نہیں۔ تعلیم ایسی ادھوری اور غیر مکتفی کہ اس پر عمل کر کے انسان بہت نیچے جا گرتا ہے۔

وہ کسی دوسرے کو اقتدار اور عزت کیا دے سکتا ہے جو اپنی بے بسی کا خود شاکی ہے اوروں کی دعاؤں کو کیا سن سکتا ہے جس کی اپنی ساری رات کی گریہ وزاری اکارت گئی اور چلا چلا کر **ایلی ایلی لما سبقتانی** بھی کہا مگر شنوائی ہی نہ ہوئی۔ اور پھر اس پر طرہ یہ کہ آخر یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا اور اپنے اعتقاد کے موافق ملعون قرار دیا خود عیسائیوں نے لعنتی مانا مگر یہ کہدیا کہ ہمارے لئے لعنتی ہوا۔ حالانکہ لعنت ایک ایسی چیز ہے کہ انسان اس سے سیاہ باطن ہو جاتا ہے اور وہ خدا سے دور اور خدا اس سے دور ہو جاتا ہے گویا خدا سے اسکو کچھ تعلق ہی نہیں رہتا اس لئے ملعون شیطان کا نام بھی ہے۔

اب اس لعنت کو مان کر اور مسیح کو ملعون قرار دیکر عیسائیوں کے پاس کیا رہ جاتا ہے سچ تو یہ ہے کہ

لعنت نال گلکھ نہیں رہندا

گلے پڑا ڈھول ہے جو یہ لوگ بجا رہے ہیں غرض ان لوگوں کے عقائد کا کہاں تک ذکر کیا جاوے۔ حقیقت وہی ہے جو اسلام لے کر آیا اور خدا تعالیٰ

نے مجھے مامور کیا کہ میں اس نور کو جو اسلام میں ملتا ہے ان کو جو حقیقت کے جویاں ہوں دکھاؤں سچ یہی ہے کہ خدا ہے اور ایک ہے اور میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر انجیل اور قرآن کریم اور تمام صحف انبیاء بھی دنیا میں نہ ہوتے تو بھی خدا تعالیٰ کی توحید ثابت تھی۔ کیونکہ اس کے نقوش فطرت انسانی میں موجود ہیں۔

خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا گویا خدا تعالیٰ کی موت کا یقین کرنا ہے کیونکہ بیٹا تو اس لئے ہوتا ہے کہ وہ یادگار رہو۔ اب اگر مسیح خدا کا بیٹا ہے تو پھر سوال ہوگا کہ کیا خدا کو مرنا ہے؟ مختصر یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے عقائد میں نہ خدا کی عظمت کا لحاظ رکھا اور نہ قوائے انسانی کی قدر کی ہے۔ اور ایسی باتوں کو مان رکھا ہے کہ جنکے ساتھ آسمانی روشنی کی تائید نہیں ہے ایک بھی عیسائی ایسا نظر نہ آیا جو خوارق دکھا سکے اور اپنی ایمان کی ان نشانات سے ثابت کر سکے جو مومن کے ہوتے ہیں یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے کہ ہر زمانہ میں تائیدی نشان اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا نے محروم نہیں رکھا۔ مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے کہ ان تائیدی نشانوں سے جو اسلام کا خاصہ ہے اس زمانہ میں اسلام کی صداقت دنیا پر ظاہر کروں مبارک وہ جو ایک سلیم دل لیکر میرے پاس حق لینے کے لئے آتا ہے اور پھر مبارک وہ جو حق دیکھ کر اس کو قبول کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے نماز کے اختتام پر ایک چھوٹی سی تقریر تھوڑے وقفہ کے بعد فرمائی۔ اور پھر مولوی صاحب کے خطبہ پر ریویو کیا وہ انشاء اللہ دوسرے وقت درج کریں گے۔ (ایڈیٹر)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان سے دو امان نازل ہوئے تھے ایک تو اُٹھ گیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود مگر دوسری امان قیامت تک باقی ہے اور وہ استغفار ہے ماکان لیعذبہم وہم یستغفرون پس استغفار کرتے رہا کرو۔ کہ پچھلی برائیوں کے بد نتائج سے بچے رہو اور آیندہ بدیوں کے ارتکاب سے

خدا باپ۔ یہ لفظ اب تین قومیں استعمال کرتی ہیں۔ عیسائی یہودی آریا۔ برہمو اللہ تعالے کو ماں کہتے ہیں مگر مسلمان ہیں کہ وہ ربّ کہہ کر پکارتے ہیں۔ ربّ اسکو کہتے ہیں جو ہر وقت اور ہر حال میں ہر قسم کی مخلوق کی پرورش کرتا اور تکمیل تک پہونچاتا ہے۔ اور اسکا فیضان بہت وسیع ہے۔ برخلاف اس کے آب (باپ) کا تعلق ابن ہی ابن سے اور وہ بھی خاص وقت اور خاص حد تک پس بندہ ہر آن ربّ العلمین ہی کا محتاج ہے کوئی کام نہیں آتا مگر ربّ جو خدا کو باپ یا ماں پکارتے ہیں نہ انہوں نے خدا کی ہستی کو سمجھا ہے اور نہ اپنے آپ کو پہچانا ہے۔

اسلام میں یہ ایک خصوصیت ہے کہ انسان کو غمگین ہونے نہیں دیتا۔ مسلمان اگر بنیں تو انہیں کیا غم مگر وہ بنیں بھی۔

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ایسی صاف اور سادی ہوتی ہے جو ہر طبقہ کے لوگ ادنیٰ۔ اوسط اعلیٰ۔ سب سمجھ سکتے ہیں۔ عیسائیوں کی طرح راز کی باتیں اور گورکھ دھندے نہیں ہوتے جو کسی کی سمجھ میں ہی نہ آدیں۔ میں نے ایک عیسائی سے پوچھا کہ کیا ہر مذہب میں کوئی سرّ بھی ہوتا ہے اُس نے جواب دیا ہاں پھر میں نے کہا سب مذہب سچے ہیں تمہارے اعتراض فضول اور لغو ہیں اس لئے کہ تم جو اعتراض کرتے ہو اُس مذہب کا ماننے والا اُسے سرّ ہی مانتا ہے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔

مسلمان کے معنے ہیں مہذب۔ آراستہ و پیراستہ نیک نمونہ ہر عیب سے بچا ہوا۔ ہر عیب سے دوسرے کو بچانے والا صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنے والا آپ خوبصورت دوسرے کے لئے خوبصورتی کا موجب جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ ہوں۔ خدا تعالےٰ کا فرماں بردار۔

انسان دھوکے کہا سکتا ہے جب تک اپنے اندر پاک تبدیلی نہیں کرتا اور ایک نئے دل اور نئی روح کو محسوس نہیں کرتا۔ جب اس کے اندر نئی زندگی آجاتی ہے تو وہ شیطانی تسلط سے نکل جاتا ہے ایک صوفی کہتا کہ شیطان کو دیکھا کہ بہت بڑی داڑھی تھی اُس کو زور سے پکڑ کر کھینچا تو معلوم ہوا کہ اپنی ہی داڑھی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک انسان بری خواہشوں کا اسیر اور خدا تعالےٰ کی فرماں برداری اور اطاعت کے حلقہ سے باہر رہتا ہے شیطانیت اس میں اپنا گھر بناتی ہے لیکن جب وہ خدا کا تابع فرمان ہو جاتا ہے تو شیطان کی تحت حکومت سے نکل جاتا ہے

لوگ حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن بار بار قصص کیوں بیان کرتا ہے؟ مگر مجھے ان کے اس اعتراض پر تعجب آتا ہے دنیا میں کوئی مصقلہ ایسا نہیں ہے جو ایک ہی بار صیقل کر دے۔ جسمانی غذا بھی ایک بار کہا کر مستغنی نہیں کر دیتی۔ جب یہ نظارہ اپنے جسم میں دیکھتے ہیں پھر روح کے لئے ایسا قانون پاکر ہم کو تعجب کیوں ہو؟ قصص قرآنی میں بہت سے اسرار ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انبیاء علیہم السلام کی تمام صفات کے جامع تھے گویا قصص قرآنی آپ کے آنے والی واقعات کا ایک رنگ میں ذکر ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان تمام نبیوں کے ملک فتح کئے ہیں جنکا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے

ہماری شریعت۔ اعتقادات صحیحہ۔ اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کا مجموعہ ہے اور پھر ایسی آسان کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا مگر نادان اور ناواقف عیسائیوں نے محض ظلم و زور کی راہ سے اتنی شریعت کو جو خدا کے راستباز موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ تورات کی صورت میں آئی لعنت قرار دیا اور بتلایا

کہ نزول توارت سے صرف یہ غرض تھی کہ دنیا پر ظاہر کیا جاوے کہ شریعت کوئی بجا ہی نہیں لا سکتا آہ ! ان نا اہلوں نے خدائے قدوس کی ذات پاک پر کیسا اعتراض تراش لیا۔ !!!

خیالی ایمان انسان کا صرف خیالات ہی سے وابستہ ہے مگر جب تک عملی ایمان نہ ہو خیالی ایمان کچھ معنی نہیں رکھتا۔ بات تب ہی بنتی ہے کہ انسان کرکے دکھلاوے۔

بجلی کے ذریعہ مینھہ برسانا

ہمکو کسقدر خوشی ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس ایجادات کے زمانہ میں آئے دن نئی ایجادیں ہوکر قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کی پیشگوئی کی صداقت ثابت کرتی ہیں مینھہ برسانے کے متعلق کئی قسم کی کوششیں پہلے بھی کی جا چکی ہیں جنہیں کسیقدر کامیابی بھی ہوئی حال میں امریکہ میں ایک نئی ایجاد کی گئی ہے پروفیسر ایلمر گیسین نامی نے اپنے تجربہ کی بنا پر لکھدیا ہے کہ بجلی کے ذریعہ بارش ہوسکتی ہے اور یہ خیال مشاہدہ سے پیدا ہوا کہ بارش سے پہلے بجلی کوندتی اور کڑکتی ہے اور بادلوں کی باہم رگڑ سے دو قسم کی بجلی پیدا ہوتی ہے جنکے باہمی اتصال سے بارش ہوتی ہے اسپر پروفیسر مذکور نے ہوا کے ایک مرطوب حصہ کو جو ان کے دریچہ میں داخل ہوا تھا پہلے منفی بجلی کا صدمہ پہونچایا اور پھر دوسری طرف سے بجلی کی مثبت رو اسپر ڈالی اور وہ ابر سا ہوکر چھوٹی چھوٹی بوندیاں پڑنے لگیں۔ بہرحال یہ ایجاد ملک کو کسقدر نفع پہونچا سکے گی اور کیسی ہوگی ہمکو اسپر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہمکو صرف یہ دکھانا تھا کہ دجال کی قوتیں جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں ان کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اور وہ ظاہر ہو رہی ہیں پر تعجب ہے کہ لوگ مسیح موعود کی آواز پر متوجہ ہونے میں سستی کرتے ؟ ؟ ؟ ۔

دو ملے ہوئے زمانے

حضرت مولانا مولوی
عبدالکریم صاحب
سلمہ ربہ سیالکوٹی کے
ایک خطبہ کا اختصار

سورہ جمعہ کی پہلی آیتوں میں اللہ تعالے نے فضل عظیم کے دو زمانوں کا ذکر فرمایا ہے ایک وہ عظیم الشان فضل جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تاریک دنیا پر ہوا۔

اور دوسرا وہ فضل جو مسیح موعود علیہ السلام کے پاک وجود سے نازل ہوا ان دونو فضلوں کی تمہید اللہ تعالے نے یوں اٹھائی ہے **یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم ایته و یزکیهم و یعلمهم الکتب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔ و اخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم**

ان آیتوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور قوت علمی کس قدر عظیم الشان تھی ؟ اور آپ کی تعلیم کیسی کامل اور حکیم تھی پھر آپ کی عدیم المثل کامیابی کا پتہ لگتا ہے اور اسی رنگ میں اس شاگرد کامل (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آئے گا)

کے وقت اسکی تعلیم اسکی کامیابی اور برکت کا اظہار ہے۔

خدا تعالے ان دونو فضل کے زمانوں کی تمہید جیسا مینے ابھی کہا یوں اٹھاتا ہے۔ **یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض** اللہ تعالے کی تسبیح کرتے ہیں آسمان وزمین کے رہنے والے۔ وہ بادشاہ قدوس ہے عزیز ہے حکیم ہے۔

تسبیح کے معنے کیا ہیں ؟ اللہ تعالے کو ان ناموں سے یاد کرنا جو اسکی صفت کے لائق ہیں۔ ہر عیب ونقص سے منزہ بیان کرنا ان خیالات و اوہام سے جو لوگوں نے اپنے ذہن سے تراش لئے ہیں بیزاری ظاہر کرنا مثلاً جیسے عیسائیوں نے خوفناک بات تراشی کہ وہ بچہ بنکر معاذاللہ مریم کے پیٹ میں گھسا اور پھر دودھ پیتا رہا اور پھر ان تمام بیماریوں اور تکلیفوں میں جو بچوں کو آتی ہیں مبتلا رہا اور آخر یہودیوں کے ہاتھوں ذلیل ہوکر مار کھا کر مصلوب ہوکر ملعون بنکر تین دن ہاویہ میں رہا۔ یہ تصویر جو عیسائیوں نے خدا کی کھینچی ہے اس سے منزہ مقدس ماننا تسبیح ہے یا جیسے ہندوؤں نے بیہودہ صفات اور نام تجویز کئے ہیں کہ وہ پیدا نہیں کرسکتا نجات نہیں دے سکتا وغیرہ وغیرہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس قسم کی حالت ہوجاوے تو کوئی مطہر اور مزکی القلب انسان اس قوت قدسیہ کا پیدا ہو کہ نہ صرف خود خدا کی تسبیح و تنزیہ کرے بلکہ دوسروں کو قوت قدسیہ سے اس قابل بناوے۔

اس سورہ شریفہ کو یسبح للہ کے لفظ سے شروع کرنے سے

صاف معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ خدا کی تسبیح سے زمین و آسمان بھر جاویں دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ اُس رسول کی بعثت کا وقت آگیا جو محمد و احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور یہ جو فرمایا **الملک القدوس** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم کی شان کیسی معزز اور بلند ہے کیونکہ رسالت چاہتی ہے کہ رسول میں ایک عزت و اقتدار ہو ورنہ ایک مسکین جو کسی قسم کی عزت و شوکت نہ رکھتا ہو لوگ اسکی پرواہ کیا کر سکتے ہیں خدا تعالے نے خوب جانا تھا کہ کس قسم کی ضرورت رسول کو ہو گی اور کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ ان ساری باتوں میں آپ کے کام رکاوٹوں ۔ دکھوں اور ان کی تدبیروں کو ان اسماء نے ظاہر کر دیا ہے۔

الملک (بادشاہ جلیل القدر) بادشاہ رعایا کی خبر لیتا ہے اسلئے اس صفت نے تقاضا کیا کہ مخلوق کی گری ہوئی حالت کی اصلاح کے واسطے ایک رسول کو مبعوث فرمایا چنانچہ اس کے تحت میں فرمایا **ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ** بعث کا لفظ قانونی لفظ ہے اس نے تقاضا کیا کہ ایک رسول بھیجوں ممکن ہے ایلچی اپنی طرف سے بات بناوے یا تقریر میں لغزش ہو یا فرض منصبی کے ادا کرنے میں نقص ہو ان ساری عیوب کو دور کرنے کے واسطے **القدوس** فرمایا۔ خدا تعالے کے لاانتہا ناموں میں سے اس نام کا یہاں رکھنا اس ستر کو ظاہر کرتا ہے کہ رسول بھی قدوس خدا کا مظہر ہو گا۔ چال چلن کا پاک ۔ تعلیم کا پاک نامراد اور ناکام ہونے سے پاک ہے ہر قسم کی قدوسیت کا مظہر اور ظل ہو گا جو اُس کی فطرت نے تقاضا کیا ہے۔ پھر ایسا ہوتا کہ وہ قوم جس کی طرف مبعوث ہو کر آئے مخالفت کے لئے اُٹھتے اور آپ کو ناکام بنانے کی سعی کرتی خدا تعالی نے فرمایا **العزیز** خدا کا مرسل ہے العزیز یعنی الغالب عزت والا خدا ہوں ہتک پسند نہیں کرتا اس لئے یہ پیشگوئی ہے کہ میرا رسول معزز و مقتدر رہے گا اور وہ عزت و حرمت کے ساتھ کامیاب ہو گا ۔ پھر فرمایا کہ **الحکیم** یعنی جو پیغام آپ لائے ہیں وہ خوب مضبوط بر محل ہے اور الحکیم خدا کا مظہر ہے اس نے کبھی بھی متبدل نہیں ہونا ان ساری صفات کے بعد فرمایا

ھو الذی بعث۔ یعنے جو الملک ۔ القدوس العزیز ۔ الحکیم ۔ خدا ہوں ایک عظیم الشان رسول امیوں میں بھیجا ہے اُس کا کام کیا ہے **یتلو علیھم** الی الآیۃ **اُمیین** کے لفظ میں ظاہر کیا کہ آپ کی بڑی عظمت ظاہر ہو جتنا کمال عربوں میں پیدا ہوا۔ کوئی نہ کہے کہ اُن کی ذاتی خوبیاں نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور قرآن کریم کے فیضان سے پیدا ہوے۔ ایک بصیرت رکھنے والا انسان جسقدر عربوں کے اخلاقی ۔ تقدسی ۔ عملی علمی ۔ کمال پر نظر کرے گا اسی قدر عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی اُسکے دل میں بیٹھے گی

اُمی عرب جو نہ تسبیح الٰہی جانتے تھے نہ اُن میں تقدیس تھی نہ آیات اللہ اور حکمتیں تھیں نہ تزکیہ نہ کوئی پاکیزگی اور صفائی باطن تھی ۔ حکمت کی پاک باتیں نہ تھیں یہودیوں اور عیسائیوں کا کچھ بھی اثر نہ پڑا تھا ۔ ایک ایسی اُجڈ وحشی قوم کو ایسا بنا دیا کہ وہ مزکے ہو گئے ۔ حکیم ہو گئے آیات اللہ بن گئے نہ کسی اپنی خوبی سے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ۔ آپ کی دعاؤں عقد ہمت اور تزکیہ سے ۔

ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ کسی قوم میں ایسی پاکیزگی کی نظیر نہیں ہمارے پاس بہت سی صحابہ کی تاریخ موجود ہے ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ تھے جنہوں نے آپ سے فیض صحبت حاصل کیا۔ قرآن کریم کے خلاف عمداً ثابت نہیں جسقدر صحابہ ہیں ایمنں نماز کا ترک نہیں میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اُنہیں جھوٹ بولنے والے ۔ فسق اور نواہی کے مرتکب سابقون اولون مہاجرین اور انصار میں جو پروانہ کی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے گرد نثار ہوتے نہ تھے ۔ اکروہ مروجہ حرام کاریوں سے بچہ کی طرح معصوم تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی قوت قدسیہ اور عقد ہمت کسی اعلی درجہ کی تھی کہ اُمی ضلال مبین میں جو قوم تھی اسکو ۔ مزکی ۔ مطہر ۔ معلم حکیم ۔ بنا دیا ۔ دنیا میں معلم الخیر بنا دینے کی کوئی ایسی نظیر بتلا سکتا ہے کبھی نہیں ۔ یہ تو اس زمانہ اول کی بات ہے اب اللہ تعالے اس مقدس زمانہ کو آخری زمانہ سے ملاتا ہے ۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہوے جس زمانہ میں ہوے اور جس قسم کی تعلیم آپ نے دی اور جس قوم کو

تعلیم دی اور ایسا مزکی بنایا اسی طرح پر تیرہ سو برس کے بعد ایک زمانہ آئے گا اور ایک ایسا معلم پیدا ہوگا جو بلا واسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائے گا اسوقت بھی

یسبح للہ ما فی السموات و ما فی الارض کا وقت ہوگا۔

اب وہ وقت آگیا ہے مخلوق پرستی کی کوئی حد نہیں رہی یہاں تک کہ عورت مرد کے اعضاء مخصوصہ کی پرستش ہونے لگی۔ حلال وحرام میں تمیز اُٹھادی گئی۔ اور سب سے زیادہ نصاریٰ نے ظلم عظیم اُٹھایا کہ مریم کے بیٹے کو خدا اور اُس کا بیٹا قرار دیا۔ اب غیرت الٰہی پھر اُسی قدوسیت کو پھیلانا چاہتی ہے اور اُسی **الملک القدوس العزیز الحکیم** خدانے اُسی قوت قدسیہ کے ساتھ

غلام احمد

(اللہ کی نصرتیں اور تائیدیں اُس کے ساتھ ہوں)

کو بھیجا تا وہ خدا کے جلال اور اُس کی تسبیح سے زمین و آسمان کو بھردے۔

میرے عزیزو! یہ تکلف کی باتیں نہیں ہیں صاف غور سے پتہ لگتا ہے کہ اب وہی وقت ہے یاد رکھو کہ کوئی قوم نہیں بنتی جب تک اپنے پیشوا کے چلن کو پورے طور پر اختیار نہ کرے اور چونکہ تم صحابہ کرام کے عہد سے ملنے والے ہو پس اُسی قسم کا طرز اور چلن اختیار کرو۔ وہ عشق اور محبت اپنے امام سے پیدا کرو جو صحابہ نے پیدا کی

یہاں تک کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جو سُنت رسول کا عاشق ہے اُس مقام پر پہنچے ضرور ٹھوکر کھا کر اُسی قدر جھکتا تھا جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتفاق سے وہاں ٹھوکر لگی تھی۔ غرض یہ ہے وہ ایمان وہ محبت پیدا کرو جو ابن عمر ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تھی۔ خدا چاہتا ہے کہ صحابہ کرام کی طرح تمہیں سب نجاستوں سے پاک کرے اور مسیح موعود کی قوت قدسی اور عقدہمت سے تمہیں ایک برگزیدہ قوم بناوے پس اپنے چال چلن میں تم اُس فیض کے لینے کی قابلیت پیدا کرو۔ خدا کرے کہ ہمارا چال چلن وہ ہو جو صحابہ کرام کا تھا

آمین

معنی خیز جملے

اصول سائنس کی رو سے جسکا دل حرکت نہ کرے وہ مُردہ ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ جس دل میں سینس (امتیز) نہ ہو اُس کو کیوں زندہ کہا جاوے۔

ظاہری خوبصورتی اکثر اوقات دھوکہ کی ٹٹی ثابت ہوئی ہے پس تم کیوں آگ جیسی گرم ریت میں جل مرتے ہو۔

انسان کا دل بیداری اور خواب میں حرکت کرتا رہتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ خواب میں تمیز کا تعلق نہیں رہتا پس جو بیداری میں بھی نیک و بد میں تمیز نہیں کرتے یا ہیل

کرنا چاہتے انکو کیوں خواب غفلت کے شکار نہ کہا جاوے؟۔

گلاب کے پھول کو دیکھ کر ہماری آنکھیں خوش ہوتی ہیں لیکن اگر خوشبو نہ ہو تو صرف خوبصورتی واجب القدر قرار نہیں دی جاسکتی اسیطرح انسان گو کیسا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو لیکن سیرت عمدہ نہ ہو تو واجب الاحترام نہیں ہوسکتا۔

آنکھ کا ضعف عقل کے ضعف کے مقابلہ میں ہیچ ہے ضعف بصارت سے صرف ایک عضو نکما ہوجاتا ہے مگر عقل کے ضعف سے انسانیت کافور ہوجاتی ہے۔

چاندی اور سونے کا زیور انسان کے لئے اس قدر زیبا معلوم نہیں دیتا اور نہ اس سے اسقدر فائدہ انسان کو پہنچ سکتا ہے جسقدر اخلاق فاضلہ سے معدنیات کے زیورات بسا اوقات ہلاکت جان کا موجب ہوتے ہیں لیکن اخلاق فاضلہ عزت و حفاظت کا باعث ہیں

مقتدر لوگوں کا سب سے پہلے یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ مذہبی فرائض کو ادا کریں جس قوم یا گروہ کے عمائد دیندار ہوں وہ قوم بہت جلد ترقی کرتی ہے ہاں اگر عمائد دیندار ہوں وہ قوم بہت جلد ترقی کرتی ہے اور اگر عمائد فسق و فجور کو مقدم قرار دیلیں تو پھر عذاب الٰہی قریب تر سمجھو

سراج الحق

یہ رسالہ حضرت اقدس کی تائید میں ہے قیمت ۲ آنہ ہے کیا اچھا ہو کہ صاحب وسعت دس دس بیس جلد خرید کر لوگوں میں تقسیم کریں اور نیز حصہ سوم کے لیے ناصر و مددگار

اربعین

نمبر اوّل

نصیحت - وہ تمام دوست جنکے پاس وقتاً فوقتاً یہ نمبر پہونچتے جائیں چاہیئے کہ وہ ان کو جمع کرتے جائیں اور پھر ترتیب وار ایک رسالہ کی صورت میں بنالیں اور اس رسالہ کا نام ہوگا اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی

آج میں نے اتمام حجت کے لئے یہ ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور منکرین کی دعوت میں چالیس اشتہار شائع کروں*

تا قیامت کو میری طرف سے حضرت احدیت میں یہ حجت ہو کہ میں جس امر کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو میں نے پورا کیا۔ سو اب میں بہ کمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان و ہندوان و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے انہیں معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔ میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہوسکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دور کردوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف ان کو بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھکر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اسقدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھکے سونا اور چاندی ہے وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا پس اسقدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھسے ہرگز نہیں ہوگا میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھکر کباب ہوجاتا ہے ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنی نوع سے محبت کرتی ہے یہانتک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اسلئے

* اس اشتہار کے بعد انشاء اللہ ہر ایک اشتہار پندرہ پندرہ دن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجائے نکلا کرے گا جب تک کہ چالیس اشتہار پورے ہوجائیں یا جب تک کہ کوئی مخالف صحیح نیت کے ساتھ بغیر گندی حجت بازی کے جس کی بدبو ہر ایک کو آسکتی ہے میدان میں آکر میری طرح کوئی نشان دکھلاسکے۔ مگر یاد رہے کہ اس مقابلہ میں کسی شخص سے کوئی مباہلہ مقصود نہیں ہے اور نہ کسی مخالف کی ذات کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے بلکہ صرف یہ مقابلہ ہوگا کہ کس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ غیب کی باتیں اور خوارق ظاہر کرتا ہے اور دعائیں قبول فرماتا ہے اور ذاتیات اور مباہلہ اور ملاعنہ یہ دونوں امر مستثنیٰ میں داخل رہیں گے اور ہر ایک ایسی پیشگوئی سے اجتناب ہوگا

کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھی ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکہ کا نشان ہے یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں۔

مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل التعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلاف کا حَکَم ہوں یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانہ کی موجودہ حالت نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض ان میرے ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا

خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتی ہیں انمیں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا و سید الوریٰ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خارق عادت ظہور میں نہیں آیا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ فضیلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہو اور وہ لوگ کہاں ہیں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی روح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے

جو زندہ مذہب ہو اور زندگی کی روح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو اور میں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں مجھ پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے پس یہ اسلامی حقیت اور میری حقانیت پر ایک زندہ دلیل ہے

ختم ہوا پہلا نمبر اربعین کا

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

المشتہر

مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

وفات حسرت آیات

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حضور قیصرہ ہند کے فرزند دلبند ڈیوک آف کوبرگ اینڈ گوتھا فوت ہوگئے تمام ملک میں ماتمی جلسے منعقد ہو رہے ہیں تمام رعایا کو اپنی قیصرہ ہند کے ساتھ اس اندوہناک موقعہ پر دلی ہمدردی ہے

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں کی جاتی ہیں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اُٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر متشکک اور مرتد ہوگئے ہیں ہندوستان میں چھہ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کو دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کی گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب ہے اُس کی لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم یہ رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جس میں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۴۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۱۲ اور غیر مذاہب سے صرف ۸ لی جاتی ہے صرف اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو حذا الغرض کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

براھین احمدیہ چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جسمیں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں ۳۰۰ زبردست دلائل قاطع دیئے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل ثابت کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں آج تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اس کی پہلے قیمت ۲۵ للعہ تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور طباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقعہ ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط اور عمدہ نہایت نہایت ہی کم صرف (ع)

المشتہر منشی کریم بخش مالک مطبع مفید عام پوسٹ سیالکوٹ

سرمہ جواھر نہایت مقوی بصر نور افزا آنکھوں کو طراوت بخشتا اور انہیں روشنی میں چندھیانے سے محفوظ رکھتا ہے تاریکی چشم اور دھند اور شب کوری پڑوال سبل ناخنہ ڈھلکا ابتدائے موتیا بند وغیرہ امراض کے لئے نہایت اکسیر ہے فی تولہ ۸ر

نہایت مبارک

عجیب وغریب مرہم

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں سے کسی کے مبتلے کی ضرورت ہے تو اس مرہم کے سوا اور مت خریدو۔

تمام نامی ڈاکٹر اور حکیم اس کی عمدگی اور فائدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ ضرور آزماؤ

المعروف

بمرہم عیسی و بمرہم رسل و بمرہم شلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پرتاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہنچانے میں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادرالحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے۔ ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں۔ اس کو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اس کی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی اس کے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص نسخہ صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ

فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے

ہر قسم طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر (کنٹھہ مالا) گلٹیاں۔ بدھر۔ ہر طرح کے ناسور زخموں کے کیڑے۔ پرانے گندے زخم۔ یعنی پھوڑے گھاؤ۔ گنج۔ خارش۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریاں۔ چوٹوں کے زخم۔ موچ۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ کانوں سے ریم کا بہنا۔ جانوروں کا کاٹ لینا۔ جل جانا۔ عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ ۱۲ عمر

کارخانہ مرہم المعروف بمرہم عیسی حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ خالص ممیرا فی ماشہ ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی کاسٹک نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے قصبات میں جہاں لائق ڈاکٹر و نکا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم پی سایم سانگی صاحب۔ ایم۔ بی ایم۔ ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ انم دیوی بعمرہ ۴ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں زرد زرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر محمد حسین خاں ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۱۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

جلد ۱۰	دار الامان قادیان ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء	نمبر ۳۲

بقیہ مضمون سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

اس اعتقاد سے پھر یہ نتیجہ نکلا کہ اسی لئے نجات دائمی بھی خدا کے اختیار میں نہیں ارواح کو اواگون کے چکر سے چھٹکارا نہیں کوئی کیسا ہی خدا کی مرضی پر کاربند ہو کیسی ہی خلوص سے اس کی پرستش کرے یا عبادت بجالاوے اور اسکی ملاقات کی آرزو میں اپنے آپ کو فنا بھی کر دے مگر نہ وہ نجات دے سکتا ہے اور نہ دے گا۔ تناسخ کی پھندہ سے نکلنا ہی ناممکن ہے۔ اگر چند روز کوئی جان بے حس و حرکت نجات خانہ میں مکتی پا کر رہی بھی تو پھر چار ناچار دھرم راج اسکو وہاں سے خارج کرکے پھر اس عملدہ میں پہونچا دیتے ہیں۔ اس قوم نے بھی جہاں تک ہو سکا اپنے ان اعتقادوں کو تقریرات اور تحریرات کے ذریعہ سے عام طور پر پھیلایا اور کتابوں کے وسیلہ سے پبلک کے روبرو پیش کیا پیچدار عبارت لکھ کر مخلوق خدا کو اس دام میں پھنسا کر تباہ کرنے کی کوشش کی اور کئے جاتے ہیں۔ چھاپہ خانہ کے ایجاد نے۔ اور کسی مذہب کے خیالات میں دخل نہ دینے والی پر امن سلطنت کے عہد نے ان قوموں کو آزاد طور پر تحریر و تقریر کا خوب موقعہ دیا سماج۔ اور سبھائیں قائم ہو کر جلسے ہونے اور بڑے دھڑلے سے یہ خیالات علمی رنگ میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔

ان مفاسد کا اثر اسلام اور اسکے معتقدین پر

جب خدا تعالی کی پاکذات وصفات کی نسبت ایسے مشرکانہ اعتقاد شائع ہوں اور اس ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ مبرا از نقص وعیب کے حق میں ایسی پر فساد رائیں قائم کی جائیں تو پھر اللہ تعالے کی صفات کا یقین اور واقعی طور پر اس مقتدر ذات کی ہیبت کسطرح دلوں میں قائم رہ سکتی ہے۔ اور وہ سچا ایمان جو حق اللہ کی بجا آوری پر پابند کرے کب پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکر قلوب میں عظمت الٰہی باقی رہے۔ کیوں اخلاص سے عبادت بجالاے۔ وہ جوش محبت کہاں ہو کہ جس سے اسکی ستائش اور حمد کا غلغلہ بلند ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی قوم اس مرکز اعتدال پر قائم نہیں رہی۔ اور خدا کے آسمان و زمین کی حکومت پورے طور پر تسلیم نہیں کی گئی۔ ہر ایک نے خدا کو چھوڑ کر اپنے خیالات کی پیروی اختیار کر لی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ضرورۃ - سیرت اور تجدید کے لئے سیرۃ مسیح ضرور پڑھو جو دفتر الحکم سے ۸ر قیمت بلا محصول

اور انبیاء کا پاک مقصد فراموش کر دیا گیا ہے ان کی پاک ہدایتوں سے انحراف اختیار کیا گیا ہے - اور اس راستباز عاشق خدا جماعت کی مفید اور عملی تعلیم کی بیہودگی گراں معلوم ہونے لگی ہے ان بیرونی فسادوں نے جس شدت کے ساتھ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے مخالف اپنا زور دکھلایا ہے - اور جس تیزی اور بیباکانہ حملوں سے قرآن مجید کی پاک تعلیم اور اس کے لانے والے مقدس اور مطہر انسان عاشق توحید پر وار کئے ہیں ان کا بیان کرنا ہر ایک ایسے دل خراش اور پرسوز کہانی کا چھیڑنا ہے کہ جس کا نتیجہ سوا اس کے کہ آدمی ایک ناقابل برداشت غم وغصہ سے بھر جائے اور کیا ہو سکتا ہے ان ہوا پرست اور خود پسند قوموں کا رخ کیوں اسلام اور اس کے بانی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف ہوا وجہ اس کی یہ ہے کہ جملہ صداقتوں اور تمام پاک اعتقادوں کا مجموعہ جو کل انبیاء صادقین علیہم الصلوۃ والسلام کی تعلیمات میں داخل ہیں صرف مذہب اسلام ہی ہے اور اسی پاک طریق میں مرسلان خدا کے پاک قدموں کا نشان ملتا ہے - خدائے حکیم نے نبیوں کی تکمیل تعلیم کا مدار اسی تعلیم کو ٹھیرا دیا ہے اور صرف جناب محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی وہ خاتم النبیین اور کامل نبی ہیں کہ جن کی تعلیم کل انبیاء صادقین کے مکارم اخلاق کا پاک مجموعہ ہے - جس سے انسان کامل طور پر تہذیب نفس کر کے خدا تعالیٰ کی ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ کی نسبت صحیح اور سچا اور خالص ایمان پیدا کر سکتا ہے اور قرآن مجید ہی وہ ادب سکھلانے والی اور انسان کو متخلق باخلاق اللہ کرنے والی اور محبت مرسلان الٰہی کی عزت اور حرمت اور پاکی اسی کو دلوں میں راسخ کرنے والی مکمل کتاب ہے جس کے ذریعہ سے وہ نورانی ایمان مل سکتا ہے جس سے انسان ہر قسم کے فساد - کذب افترا - اور شرک کی ظلمتوں سے باہر نکل سکتا ہے - پس جب ان فساد کے بانیوں اور فتنہ انگیزوں نے ان پاک صداقتوں سے جو کل برگزیدگان الٰہی کی تعلیمات کا واقعی نتیجہ تھیں انکار کیا تو پھر سوا اس کے کہ وہ بے باکانہ طور پر اسلام کے معاند ہو جانے اور اپنے سب باطل ہتھیاروں کو لے کر اسی کامل حق پر جو سب حقانیتوں کی پناہ اور رجائے امن تھا ٹوٹ پڑتے اور کدھر جاتے ان ناپاک خیالات کی سدراہ ہونیوالی بعد ان کی بیخ کنی کرنے والی یہی قرآنی تعلیم تھی اور ہے - پس جب کبھی ان بد اعتقادیوں نے اپنا پاؤں باہر نکالا تب ہی اسلام کی پاک توحید انکی سرکوبی کے واسطے طیار ہو گئی اب اس پرامن سلطنت کے زمانہ میں جبر آزادی اور بے باکی کے ساتھ یہ باطل کی فوج علمی لباس پہنکر اور قلم کے نیزے ہاتھ میں لے کر سائینس سائینس کے نعرے مارتے ہوئے حملہ آور ہوئی ہے یہ ایک ایسی خطرناک آمد ہے کہ جس کی رزم میں آ کر خود مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں - اور سیدان ہندوستان میں ایک زلزلہ پڑ گیا ہے۔ ان بیرونی حملوں نے اسلامیوں کی اندرونی حالت پر وہ بد اثر کیا ہے کہ سچائی کی روح بالکل نیست و نابود ہو گئی ہے - کوئی ہو گا جو اس مرکز اعتدال پر قائم رہا ہو - اسلامی توحید کے نام لیووں میں عام اس سے کہ وہ خواندہ یا ناخواندہ عالم ہوں یا جاہل ان بیہودہ خیالات نے ایسا فساد برپا کیا ہے کہ ایمان جیسی دولت برابر ان کے گھروں سے غارت ہوتی چلی جاتی ہے - اعتقادی حالت متزلزل ہو گئی ہے ان قوموں کی موانست اور مجالست سے ان کے کفریات کا رنگ یہاں بھی آ گیا ہے - توحید کا قائل صفات کا معتقد - عبادات اسلامی کا پابند اگر کوئی ہے بھی تو رسمی طور پر - دلوں میں عظمت نہیں سب اخلاق و عادات بوی مفقود ہیں - بلکہ تعلیم یافتہ جماعت کے افراد ہی ایسے بے بس ہوئے ہیں کہ ان اخلاق پر جو تہذیب اسلام کی بنا ہیں ان کو کوئی بالنظر نگاہ نہیں - خدا تعالیٰ کی صفات کے تسلیم کرنے میں ان کو بھی صدہا اعتراضات ہیں مروجہ آزادی کی بد روح ان پر بھی ایسا مستولی ہوئی ہے کہ بیکھر دیتی وقت انہیں خود اپنے پاک بزرگوں کے طریق پر ہی اعتراض کرنے کا فخر حاصل ہوتا ہے - قوانین نیچر کے دلدادہ جماعت تو ان پابندیوں کے توڑنے میں سب سے زیادہ آزادی حاصل کرتی ہے نفس کی ڈیوٹی کے دلدادہ اور فرائض الٰہی سے بے پرواہوں کی جلسوں اور کانگرسیوں میں کیا کیا پھبتیاں نہیں اڑاتی ہیں - مذہبی پاک اعمال کی بجا آوری میں وہ بے رغبتی ہے کہ کہ پوست بے مغز کی مثال شاید یہیں صادق آتی ہے اتفاق سے مسلمان باپ دادا کے گھر پیدا ہو گئے مسلمان کہلاتے ہیں - قرآن مجید کی پاک تعلیم کو مہیا قرار دیکر اگر موجودہ اسلامیوں کا امتحان کیا جاوے تو شاید صد حال و قال میں کوئی برابر اترے - یہ بھی تو اس زمانہ کی بد مولودون کا اثر ہے جس کی خبر سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشتر سے دیدی ہوئی ہے - وہ نشانات اور علامات جو صدہا سال پیشتر صادق امین صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمائے اب انکا مشاہدہ ہوتے ہوئے بھی انکے وقوع کا یقین نہیں آتا - اور باوجود ایسے بدیہی نظاروں کے جو قوم کی حالات کو دستاویز کرار ہے ہیں اور علاوہ ان بیرونی پرشر و فساد حملوں کے قوم کے اندرونی فساد بھی آزادی سے پھیل رہے کیا کسی مجدد آسمانی کے مبعوث ہونے کی پھر ضرورت کا احساس نہیں ہوتا - قوم کے ہر ایک طبقہ میں فساد نے راہ پائی ہے اور اعتدال مزاج بگڑ گیا ہے - باقی آئندہ

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول قیمت ۴ر

تصویر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

شفاء مرض کی نسبت سے علاج کے درپے ہونا ۔ تشخیص مرض کا موقع طبیب کو دینا ۔ اس کی جمیع تدابیر کو صائب یقین کرنا ۔ ہر طرح سے جسم کو اُس کے حوالہ کر دینا ۔ ہر ایک افراط اور تزاد مرض کے موقع پر طریق علاج کے تغیر اور دوا کے تبدیل کا اختیار اُس کے حوالہ کرنا ۔ ہر ایک بدظنی سے اپنے خیال کو پاک رکھنا ۔ ایک ایسے مریض کے لئے جس کو واقعی طور پر اپنے وجود میں بیماری کے موجود ہونے کا یقین ہو چکا ہو ضروری ہے ۔ ایک وہ نہ ہب طبیب کی حذاقت تسلیم ہو چکی ہے ۔ اور اس کی شرح صدر سے اس کے کمال ہونے کا گہرا نقش لوح دل پر قائم ہو چکا ہے تو پھر ہر ایک موقعہ پر اس کے حکیمانہ طریق عمل پر گو بظاہر اپنے فہم سے باہر ہو اندرونی فساد کی ترقی کا موجب سمجھنا اور بغیر استقلال درد وہم کی بلا میں مبتلا ہو جانا اس اعتقاد یقین اور کامل بصیرت کے منافی ہے جو پہلے کسی علم کی بنا پر قائم ہو چکی ہے ۔ مریض اگر اپنے تجربہ کار معالج کے طریق کار میں اس طرح کی دخل اندازی کے درپے ہو تو وہ اپنے مرض کا خود آپ ہی معالج ہے اور تجربہ کار معالج کے حسن تدابیر کا قائل نہیں ۔ اگر کوئی مریض اس مرض کے اندر ہے تو وہ بجائے اس کے کہ صحت کے قریب ہو علاج کے نتیجہ خیر سے بہت ہی بعید ہے ۔

تصویر اور اسکی پرستش

قرآن مجید میں ایک زبردست آواز ہے وما یبدئ الباطل وما یعید الباطل وہی باطل ہے جس کی نسبت ارشاد حق ہے جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا وہی باطل جس کی باطل کرتے وقت ماحی کفر و شرک ہادی عرب نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمی کعبہ کے اندر تشریف فرما ہوتے اس آیت کو پڑھا تھا اسی باطل کی نسبت قرآن حکیم ارشاد ہے کہ دنیاء اسلام میں اس ہیئت سے جو اس کی پہلی ہیئت تھی وہ کبھی پھر آنا نہ کرے گا اور نہ کبھی پھر اسی ہیئت پر عود کرے گا ۔ یہ پیشگوئی جو الباطل کی نسبت ہوئی آج تک پوری ... اس ... ایک ... عرب میں حضور تھا اور دنیاء اسلام میں خلوص لفظاً و معناً پوری ہوئی ... کوئی ایسا مسلمان ثابت نہ ہوا گو وہ باقی قرائن میں قائل ہو مگر ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی مورت یا تصویر کے آگے ہاتھ جوڑ کر اس کو خدائی طاقتوں کا مالک سمجھ کر ایک بت پرست کی طرح گڑگڑا کر اپنا سر اس کے آگے ماتھا ٹیکا ہو ۔ مانا کہ ادنیٰ طبقہ کے مسلمانوں میں قبر پرستی اور پیر پرستی کے خیال سے ایک حد تک پیدا ہو گئے ہوئے بزرگ کی نسبت ... بڑھایا اور ان کی نسبت ... ان کے بعض افعال غیر واجبی کے ارتکاب پر مائل کیا ۔ مگر یا ایں ہمہ یہ کبھی نہیں ہوا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے کسی بزرگ کی کوئی تصویر اس قسم کی بنائی ہو یا کوئی پتھر کی مورت اپنے ہاتھ سے بنا کر اس میں اس بزرگ کی ... کا دخل سمجھ کر اس کے آگے ہاتھ جوڑے ہوں یا اس مورت یا تصویر کی پرستش شروع کر دی ہو یا کسی پتھر کی حاجت روا مانا ہو ۔ جب سے یہ الباطل نیست و نابود ہوا تب سے پھر اس شکل و ہیئت پر دنیاء اسلام میں نہ شروع ہوا اور نہ اس نے عود کیا ۔

ادنیٰ طبقہ کے مسلمان خیالی طور پر سوائے خدا کے کسی بزرگ یا پیر یا ولی یا شہید کے سامنے اعتقاد رکھ کر پوجتے ہوں مگر اس بیہودہ قومی اور ذلیل وحشیانہ حرکت کے ہرگز مرتکب نہ ہوئے اور نہ ہوں گے کیوں نہ ہو قرآن حکیم کی زبردست پیشگوئی اس کا فیصلہ کر چکی ہے ۔ مانا کہ ظاہری اور باطنی بتوں کے شوق میں یعنی ہوا و نفس کی تابعداری میں خلاف ہدایات قرآن حکیم اصلی مقصد اور نجات حقیقی کے اعلیٰ طریق سے روگردانی ہوئی مگر کیا اس کے موجود ہوتے کبھی مورتی پوجن کا بھی رواج ہوا ہے پس اب مسلمانوں کی نسبت یہ وہم کرنا کہ وہ کسی وقت ایسی مورتی پوجن کے مرتکب ہوا چاہتے ہیں اس پیشگوئی کے منافی ہے بلکہ اسلامی توحید کے زبردست اثر سے خود بت پرست قوموں کے خیالات و اعتقادیات کو ایسا درہم برہم کیا ہے کہ برہمو اور آریہ بھی کبھی منتر بازی کو چھوڑ کر مورتی پوجن کے ایسے دشمن ہوئے ہیں کہ ان کی آئے دن کی مزاحمتوں اور مخالفتوں سے سناتن دھرمیوں کو بے چین کر دیا ہے ۔ ٹھاکر دواروں کی اندرونی کارروائیوں کو وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بتوں کی نجاست کے دور کرنے میں وہ مجسمہ شکن کی روح کو خوش کر رہے ہیں گو بظاہر قومی اتفاق کے خیال اور قومیت کے لحاظ سے سونے کے بتوں کے پوجنے والے کو اپنی تحریر و تقریر میں غیر مہذبانہ پیرایہ میں یاد کرتے ہوں ۔

عکسی تصویر اور بت میں فرق

قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن الحکیم ۔ ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ۔ صورکم فاحسن صورکم ۔ یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم الذی خلقک فسوٰک فعدلک فی ای صورۃ

۱۹۰۹ء کے عظیم الشان جلسہ کی سالانہ رپورٹ جس میں حضرت اقدس کی تین اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی دو تقریریں اور حضرت حکیم الامت کی ایک تقریر درج ہے قیمت ۸ / ۔

ما شاء بنا ئیگ - اصل میں مصور حقیقی تو وہی ذات پاک بے مثل و بے مانند ہے جو بے شبیہ اور بے نمونہ ہے اور بے چون و بے چگون ہے کہ جسنے زمین و آسمان کو طرح طرح کی نقوش و تصاویر سے آراستہ کیا ہے اور رنگ رنگ کی تشبیہات سے اس عالم کو سجاکر ایک مرقع تصاویر بنا دیا ہے حسن صورت اور حسن معنے کے دہرے دہرے لباس اس نے پہنائے ہیں اور قلم قدرت سے کیا کیا نقوش جمائے ہیں اس صانع حقیقی کے فعل میں ذاتی طور پر کسی کو اشتراک نہیں جمیع صور عالم اسی کے ید قدرت کی کاری گریاں ہیں سب تو سب اُس کی ایک صورت گری کو تو دیکھو جو اُس نے بیقرار آب کے قطرہ پر کی ہے اور جسکو ان مندرجہ بالا آیات میں مثالاً بیان فرمایا ہے - جو احسن تقویم پر خلق ہوکر اپنے کمالات کے سبب سے جو عطاء رب ہے سب انواع مخلوق پر مکرم و ممتاز ہے -

وہی ہے جو رحموں میں تمہاریں تصویریں جیسی چاہتا ہے بناتا ہے - اس نے تمھاری تصویریں بنائی ہیں اور کیا خوب بنائی ہیں - اے انسان تجھ کو اپنے رب کریم کے بارہ میں کیوں دہوکا لگ گیا - جس نے تجھے بنایا - پھر تجھکو ٹھیک ٹھاک کیا - پھر تجھکو برابر کیا - پھر تجکو جس صورت میں چاہا ترکیب دیدیا وہ مصور حقیقی کہ جس کی صورت گری کے نمونے اس عالم میں موجود ہیں اور جسکی گوناگوں تصویرات سے یہ عالم آراستہ ہو رہا ہے ان آیات میں انسان کو یقین دلاتا ہے کہ وہی وہ یگانہ فرد ہے کہ جس کی صورت گری کے مقابل کسی اور کی صورت سازی یا مصوری کسی انسان کے دھوکے کا باعث نہیں ہو سکتی - اس جیسی خلق کے ظاہر کرنے میں یا اُس جیسی صورت کے بنانے میں کسی کو دخل نہیں - وہ خواص یا صفات جو اس کی بنائی ہوئی کاری گریوں میں موجود ہیں کسی انسان کی بنائی ہوئی مورت یا صورت میں قرار دینا یا کسی انسان کو ایسا سمجھنا گو وہ نبی ہی ہو یا قرآن کا ابن مریم اور عیسائیوں کا خدا مسیح ہی ہو کہ وہ بھی خدا جیسی خلق کر سکتا ہے یا اُس جیسی صورت بنا سکتا ہے شرک عظیم ہے جب سے بُت پرستی کے متعلق تاریخی طور پر بحث کو اُٹھایا گیا ہے اس کو شرک عظیم قرار دینے کی نسبت یہ بھی بیان کیا گیا ہے - کہ بت پرستوں بت گروں . اور بت تراشوں نے - اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی پتھروں کی مورتوں کو اپنے خیالی اعتقاد میں ان کمالات اور صفات کا مالک مانا جو محض خدا تعالی کی ذات کا خاصہ ہیں -

صورت اوّل

ابتدا میں جب انسان ظلمت کے گڑھے میں گرے اور قوار عالم کی غالبانہ طاقتوں کا مشاہدہ کیا تو ہر ایک واقعہ پر دہشت زدہ ہوکر اپنے خیالی اور ذہنی مغلوبیت کی وجہ سے ان قوار موجودات کو بالاستقلال اپنے اوپر قابض اور متصرف مانا اور ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھا ڈر کر خوف کہاکر دہشت زدہ ہوکر کبھی آتش کو پوجا - کبھی ہوا کے آگے دعائیں مانگیں - کبھی پانی کو دیوتا قرار دیا کبھی آفتاب کے آگے ہاتھ جوڑے کبھی ماہتاب کی مہمان شروع کر دی اس شرک عظیم کا نمونہ آریہ ورت کی آسمانی کتاب (بزعم خود) ویدوں* میں بہت کچھ ملے گا - ان بزدل دہشت زدہ انسانوں نے بالا تر ہستی کا علم نہ پاکر اپنے گردوپیش کے آسمانی اور زمینی قوار اور اشیا کو جو مخلوق ہوکر اپنی خدمات مفوضہ کی ڈیوٹیاں بجالا رہی تہیں حاجت روا مانا اور اپنے غریب ہی اپنے ٹہاکر تجویز کرکے ہر ایک مصیبت پیش آمدہ کے دفع کرانے کے واسطے ان بے جان قوا سے ملتجی ہوئے - اجرام فلکی کے بت تراشے ان کی تصاویر اپنے اپنے دہشت زدہ تصورات کی بنا پر وضع کیں اور ان کو آگے رکھ کر ان عجیب عجیب بے ہنگم بتوں کو اپنی امیدوں کا مرجع و مآب ٹھیرایا -

ان وحشیوں اور دشت نوردوں کو قوار عالم کے گوناگوں ظہورات نے گھبرا دیا خوف زدہ ہوکر اپنے تصور میں کیا کیا مورتیں وضع کیں اور ان کو کامل متصرف اور غیر متغیر ہستی مانکر انکی پرستش کا طریق پیدا کیا -

دوسری صورت

دنیا میں بعض افراد انسانی مختلف طبقات میں با اقبال اور کامیاب ہوے کوئی زمینی بادشاہوں اور راجوں کی صورت میں - کوئی میدان نبرد کی فوجی خدمات میں - کوئی کسی علمی کمال میں کوئی کسی خاص فن میں - اسطرح کے مختلف کمالات والے انسان اپنے اپنے زمانہ میں ممتازانہ حالت کے ساتھ نمودار ہوے ان کی اس شہرت نے انسانی جماعتوں میں ایک وقعت پیدا کی - خدائی صفات کی عدم شناخت کے سبب سے انکی پرستش شروع ہوگئی - عالم فنا کے جانے کے بعد ان کے بت تراشے گئے ان کے سوانگ اور بہروپ بنائے گئے ان کی تصویروں کو مکانوں کی دیواروں پر اندر باہر کھینچا گیا - اپنی ان دست کاریوں کے لئے خود ہی وہ باتیں پیدا کیں جو ان کا حق نہ تہا - ان مردہ وجودوں کو الٰہی صفات کا مالک مانکر خدا کرکے ان کو پوجا گیا - پتھروں کو تراش کر اور ان کے ناک کان اور اعضاء

---

* نقد نقد نمونہ دیکہنا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی براہین احمدیہ میں ملے گا - منہ

نماز کی حقیقت پر حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی ایک تقریر اور وحدۃ الوجود کی حقیقت پر ایک خط قیمت ۲ر

خود بنا کر صانع حقیقی کی کاریگری کے مقابل اپنی کاریگری کو خدای جلال کی زندگی بخش دی اور پھر خود ہی اُن کی حضور میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے عمدہ عمدہ زیور اور لباس سے ان کو سجایا - اور لاکھوں کروڑوں دیویاں دیوتے بنا ڈالے جنکو خدای کارخانہ کا مالک قرار دیدیا - کرشن - رامچندر مہادیو - پاربتی وغیرہ کی تماثیل اس نظارہ کی شاہد ہیں - وما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون کے مضمون کی تصدیق کر رہے ہیں -

تیسری صورت

انبیاء مقدسین - اور بعض ان کے پاک جانشینوں کی نسبت غلو کرنے والے لوگوں نے اپنی خوش اعتقادی کو بہت دور تک پہونچایا - گذشتہ امتوں میں سے قبل از ظہور اسلام خدا بنانے کی جرات جس امت نے دکھلائی نمونہ کے طور پر نصاری موجود ہیں - انہوں نے بھی مشرکانہ طور پر تصاویر کے ذریعہ سے اعتقاد شرک کو مسیح کی نسبت پھیلایا - گونا گوں تصویرات میں وہ وہ صفات دکھلائیں کہ جو خود اس پاک نبی کی پاک اور سچی تعلیم کے برخلاف تھیں اور جب تک وہ دنیا میں رہے اُن کی پاک زندگی اس پر شاہد ہے نہیں تھی اس زمانہ میں سب سے عظیم بت اور بڑے بھاری شرک کا مجسمہ حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود ہے بھلا جس دانشمند قوم نے ان کو ابن خدا اور خدا مانا اس نے تو ایک خلاف حقیقت اور غیر واقعہ امر کے پیچھے پڑ کر گمگشتگی میں کیا کیا کچھ نہیں کہا اور کیا کیا کچھ نہیں کیا - مگر جنہوں نے اس مقدس کو نبی مانا وہ بھی ابن مریم کو خدائی صفات کا مالک قرار دینے میں پیچھے نہیں رہے یوں تو معمولی تصویر سازی کو جس میں ممکن ہے کہ کسی کی نیت ہرگز ہرگز اس ارتکاب شرک کی نہ ہو جس غرض کے واسطے شریعت حقہ اسلام نے اس کی نسبت فتوی ناجوازی دیا ہے پھر جہاں کر پیچھے پڑ جاتے ہیں مگر نہیں دیکھتے اور نہیں سمجھتے اور نہیں غور کرتے تو اس شرک عظیم کی طرف کہ جسکو قرآنی توحید علانیہ دھکے دیتی اور خوف ناک وعید سے اس بد اعتقادی کے ارتکاب سے منع کرتی ہے حي قیوم محی موتی - خالق الطیر عالم الغیب کیا کیا اعتقاد جا رہے - یہ پیغمبری اور رسالت نرالی دیکھی کسی گذشتہ نبی میں تو خدا کی یہ سنت نہ پائی گئی کہ اس نے خود کسی کو شریک صفات ٹھیرا کر اپنی بعض صفات کا حصہ دار بنا دیا ہو - یہ بات ابن مریم ہی کی پیدائش کے وقت سوجھی کہ اپنے ماتحت زمین و آسمان کے مالک نے عاجز اور بیبس مخلوق کو خدائی اقتدار بخشا -

یہ ہیں وہ بت اور الہ جس کے نیست و نابود کرنے کے واسطے خدائے زمین و آسمان اور خالق انس و جان نے قرآن حکیم جیسی پاک کتاب اور نورانی کتاب اتاری - اور **محمد** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مطہر اور غیور انسان کے ہاتھ خالص توحید کا آسمانی حربہ دیکر ان بتوں کا چکنا چور کرنے کے واسطے دنیا میں بھیجا - اور اپنی سچی اور باعزت تعلیم سے اس عزت مند رسول نے ایسے پاک اور غیور جانشین چھوڑے کہ جو ہر زمانہ میں باطل کا سر کچلتے رہے اور زمانہ موجودہ کے ظلم عظیم یعنی مسیح کی خدائی کو نیست و نابود کرنے کے واسطے اور اس کذب صریح کے بت کو فنا کرنے کے لئے ایک اعلی درجہ کے عزت مند مجدد کو مسیح کے رنگ میں مبعوث کر کے بھیج دیا جس نے صرف قرآنی توحید کا حربہ ہاتھ میں لے کر اس بت کو چکنا چور کرنا اور صلیب کو توڑنا شروع کیا ہوا ہے - اسلام اور بانئے اسلام علیہ الصلوات والسلام نے اور قرآن اور خدای قرآن نے - ان بتوں اور ایسی مورتوں اور اس قسم کے تصاویر کو اور ان افعال کو جو مشرک لوگ ان کے ساتھ بجا لاتے ہیں رد فرمایا ہے اور ایسی بتوں اور ایسی تصاویر کے رکھنے سے خواہ وہ پتھر کی مورت ہو یا کاغذ پر صورت ہو یا کپڑہ پر چھاپہ شدہ ہو حضور قلب کے منافی سمجھکر اور نماز میں خلل انداز پاکر منع کیا ہے -

قرآن اور اُس کی توحید پر جان قربان کرنے والے اسلام کے چشم و چراغ مومن موحدین کب ایسی بتوں اور ان کے رجس اور ناپاکی کے نزدیک جا سکتے ہیں - اب یہ گندگی اور نجاست ان کی آلودگی کا ہرگز باعث نہیں ہو سکتی یہ پر نفرت اور حقیر بت پرستی تو در کنار وہ تو اسباب پر آمادہ ہیں کہ جہالت اور نادانی سے بعض بے سمجھ لوگوں سے جو خدا تعالے پاک صفات میں کسی نبی یا ولی شہید کی نسبت یہ اشتراک جائز رکھا ہے اسکو مٹاویں ان کے سطہر قلوب میں یہ ناپاک اعتقاد ایک منٹ کے واسطے بھی ٹھہر نہیں سکتا - اس کا خیال ہی کرنے سے وہ کانپ جاتے ہیں - کیا کامل موحد نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو اور حقیقی تابعدار اور غلام انہی لات وعزی کی سی بت پرستی - آب پرستی - سورج پرستی - چاند پرستی اور اندر پرستی کی ان کی نگاہوں میں کچھ وقعت پیدا ہو سکتی ہے حاشا و کلا - کیا قرآن حکیم کے نور سے منور ہو کر وہ اس ظلمت شرک میں مبتلا ہو سکتے ہیں - کہ جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے صرف مسیح کو خدای صفات میں شریک مانیں - کہ ادہر خدا خالق الطیر - ادہر مسیح خالق الطیر ادہر خدا حي و قیوم - ادہر مسیح حي و قیوم - ادہر خدا عالم الغیب - ادہر مسیح عالم الغیب - وہ ہرگز ہرگز نہیں مان سکتے اور نہ سمجھ ہی سکتے ہیں کہ خدا تعالی نے کبھی یہ سنت ہی قائم کی ہو کہ وہ صفات خدائی کو جو اسکی

ذات کا خاصہ ہیں اپنے اذن سے کسی نبی کے حوالہ کرکے اس کے ہاتھ سے خدائی کام کرالے۔

وہ خدا کو بہ صفات موصوف غیر متغیر خدا مانتے ہیں اور نبی کو بندہ بہ صفت عبودیت بندہ مانتے ہیں جس کے جسم پر ہر آن میں زوال اور فنا کی حالتیں طاری ہوتی ہیں اور جسکو موت کا پیالہ پینا پڑتا ہے۔

اُن کو رحم آتا ہے اپنے کامل ہادی کے امت کے بھولے بھالے لوگوں پر کہ جو باوجود قرآن حکیم جیسی کتاب اپنے پاس رکھنے کے پھر ان مشرکانہ اعتقادوں کے پابند اور ہوا کی تصویر کے شیدا ہو رہے ہیں۔ وہ دن رات زبان سے۔ قلم سے۔ تقریر سے۔ تحریر سے۔ اس بات کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو اس بلائے شرک سے نجات دیں اور ان کو اس بت خانہ سے باہر نکالیں۔ اور خدا کے فضل سے اور صرف اُسی کی مہربانی سے وہ اس کار خیر میں کامیاب بھی ہوئے ہیں اور بہت سی جانوں کو اس گرداب ہلاکت سے انہوں نے نکالا ہے اور قرآن مجید کی پر فضا توحید کے سبزہ زار کی ان کو سیر کرائی ہے۔

عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ اس بھولی بھالی امت کو آنے والے کا انتظار تھکا دے گا۔ اور آخر کار وہ غم و غصہ کھا کر جلد و ناچار اُن مشرکانہ تعلیمات سے دست بردار ہوں گے اور جو فرضی دجال خدائی صفات کا مالک العیاذ باللہ انہوں نے مان رکھا ہے اور احادیث صحیحہ کے واقعی مفہوم سے وہ دور پڑے ہیں مسیح کی خدائی صفات والے مجسمہ کے ریزہ ریزہ ہونے کے ساتھ ہی وہ بھی ان کی یاد سے اُتر جائے گا اور اس وہمی مسیح اور فرضی دجال کا وہ پھر کبھی نام نہ لیں گے۔

اب رہی یہ بات کہ وہ احادیث جو تصاویر کے بارہ میں صحاح میں موجود ہیں ان کا کیا مطلب ہے بات صاف ہے خود ان احادیث کے مضمون سے ہی ان کی غرض معلوم ہو جاتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے دروازہ کے پردہ کے تر سول نما نقوش کے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں مشغول کر لیا آپ نے وہ پردہ سامنے سے اُتروا دیا۔ اور ابو جہم کی منقش کملی پر نماز پڑھنے کی بھی یہ ہی وجہ بیان فرمائی کہ مجکو اس کملی نے نماز سے غافل کر دیا تھا۔ بس یہ تو بات ہی جدا ہے کتے اور پردہ کے جیسے تصاویر تھیں حضرت جبرئیل کو داخل بیت ہونے سے روک دیا اس کی بھی اصل وہی مشرک نما تصاویر اور کتے کی نجاست مانع تھی۔ اس سے یہ تو ثابت نہ ہوا کہ ہر ایک ایسی تصویر جس میں ان ہر سہ صورت ہائے بینہ میں سے کسی ایک کا موجود ہونا اُسی بت پرستی اور شرک کے خیالات کی بنا پر نہ ہو اور جسکی نیت ہی جداگانہ ہو ایسی احادیث کے مفہوم میں داخل ہے الاعمال بالنیات کی حدیث بہت عالی حدیث ہے۔ انسان کے فعل کی بنا اسکی نیت پر ہوتی ہے۔ ایسی احادیث کو موجودہ زمانہ کے فن تصاویر کے مقابل پیش کرنا یا عکسی تصاویر کو جنمیں وہ شرک شامل نہیں ہوتا جو ہر سہ اقسام مذکورہ بالا میں موجود ہے اور وہ اغراض مشرکانہ ہرگز ثابت نہیں اور نہ مشہور ہیں ایسا سمجھنا وضع الشئ فی غیر محلہ ہے۔ اُسی زمانہ میں نبوت کے گھرانہ میں۔ حضرت عائشہ کا گڑیوں سے کھیلنا جو بالاتفاق مانا گیا ہے کہ اسی طرح کی گڑیاں تھیں جیسی کہ اب موجود ہیں اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا انکو دیکھنا اور اُن میں ایک پر دار گھوڑا بھی پاکر حضرت عائشہ صدیقہ رض سے پروں کا سوال کرنا اور آپ کا اُن سے یہ جواب پاکر کہ حضرت سلیمان کے وقت میں گھوڑے کے پر ہوتے تھے تبسم فرمانا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ کونسی تصویریں ہیں جنکا گھر میں ہونا جائز اور کسی قسم کا ناجائز ہے عکسی تصویر تو ہو بہو خدا کی بنائی ہوئی تصویر کی نقل ہوتی ہے نہ انسانی ہاتھوں کی ساخت جیسا شیشہ میں اپنی شبیہ کو دیکھ لیا ویسا اپنے عکس کو کاغذ پر مشاہدہ کر لیا اس میں وہ صورت جو ناجوازی کے واسطے شرط ہے کہاں پائی گئی۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ مجکو عائشہ کی شبیہ حریر کے کپڑے پر دکھلائی گئی ہے کہ یہ عورت تیرے نکاح میں آئے گی اگر اس سے واقعی عائشہ ہی مراد ہے تو یوں ہو رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ بس عکسی تصویر میں جو ہو بہو اللہ تعالیٰ کی اپنی بنائی ہوئی تصویر کی نقل ہوتی ہے کیا قباحت ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جسکا ذکر قرآن حکیم نے ۲۲ پارہ سورہ سبا میں فرمایا ہے اور سلیمان ع کے انعامات کا جو اس واہب العطایا نے اس مقدس پر فرمائے شمار کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ یعملون له ما يشاء من محاريب و تماثيل الخ تماثیل کے معنی یہ ہی ترجمہ میں لکھے ہیں کہ تصویریں اور ما یشاء کا لفظ ان کو اور بھی عام کرتا ہے کہ جس قسم کی تصویریں وہ چاہتے تھے بنواتے تھے۔ حضرت سلیمان جیسے مقدس نبی کا فعل شرک تو نہیں ہو سکتا۔ مانا کہ ہماری شریعت کسی سابقہ شریعت سے کسی فعل کی جوازی یا ناجوازی کا سکہ لگانے کی محتاج نہیں مگر نبی کا فعل پھر قرآن حکیم میں اس کا ذکر اور تعمار کے سلسلہ میں

کیا یہ شرک کا ارتکاب تھا حاشا وکلا ثم حاشا وکلا ہرگز نہیں بات صاف ہے کہ یہ تماثیل ان ہر سہ اقسام شرک و بت پرستی سے نہ تھیں جنکی نہی احادیث میں وارد ہے یا جو زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بسبب کثرت اور اشاعت بت پرستی کے رائج تھیں۔ نماز میں کسی چیز کا منع ہونا یہ ایک خاص وقت اور خلوص عمل کے لئے ہے اور اس کے لئے صرف تصویر ہی کی قید نہیں اعلام کا لفظ حدیث میں صاف ہے اور اسمیں عام منقش کپڑہ بھی داخل ہے حضور قلب اور خشوع نماز میں دور ہو جانا بہت سے اسباب سے پیدا ہوتا ہے اسمیں مسجد کی دیوارونکے نقش ونگار بھی داخل ہیں اس سے صرف تصاویر کی خصوصیت نکال لینا گو اور بھی بہت سی خارج ہوتے ہوں جنکو نماز پڑھنے والے کا دل بھی جذب محسوس کرتا ہے۔ تحکم اور زبردستی کی راہ ہے عکسی تصویر حضرت امام صادق پر اعتراض کرنے کے بجائے پہلے اپنی نمازوں میں ایسی خلوص اور تادب کا جھگڑا ہی فیصلہ کیا ہوتا۔

جس زمانہ میں حضور ہادی علیہ الصلوۃ والسلام ماحی کفروشرک مبعوث ہوئے وہ زمانہ کعبہ ایسی ہی گندگیوں اور نجاستوں سے بھرا ہوا تھا اور گھر گھر میں بٹھا کر اور بت اپنی مشرکانہ اعتقادوں کی بنا پر رکھے ہوئے ہے۔ اگر کوئی گھڑی ہوئی صورت ہوتی تھی تو اسی اعتقاد کی بنا پر۔ یا کاغذ پر۔ دیوار پر۔ کپڑہ پر۔ کوئی صورت ہوتی تھی تو اسی مشرکانہ نیت کو لئے ہوئے اور عظمت ماسوی اللہ کا عقیدہ برابر ہر ایک ایسی تصویر کی نسبت پایا جاتا تھا چونکہ یہ مشرکانہ تعلیم اور اس کی اشاعت پاک توحید کے مقابل نہیں ٹھہر سکتی تھی اسلئے

اس غیرت مند موحد فخر الاولین والآخرین نے (صلعم) ابتدائی زمانہ میں اسپر خاص زور دیا اور ہر ایک چیز یا علامت کو بھی جو اس مشرکانہ اعتقاد کی طرف میلان کرنے والے تھے رد کر دیا۔ اور بے شک ایسا کپڑہ پہننا یا بچھانا یا دیواروں پر ایسی تصویریں بنانا یا کاغذ پر ایسے شرک کے بھرے ہوئے بت کی شبیہ ڈالنا توحید اسلام کے منافی ہے اور مومن کو نماز میں حرج ڈالنے والا ہے۔ اور کون مسلمان ہے جو ان اقسام بت پرستی میں مبتلا ہو یا کسی ایسی چیز کو جس میں ایسے شرک عظیم کا ذرا سہ بھی ہو روا رکھے

موجودہ فن تصویر

ہاں موجودہ فن تصویر کو جو علمی فوائد کی تعلیم کی غرض سے اختیار کیا گیا ہے زبردستی اور تحکم سے خواہ مخواہ ان اقسام بت پرستی اور شرک میں شامل کرنا گویا اصل مقصد سے بہت دور چلا جانا ہے۔ اور ان فوائد سے جو اس فن کے ترقی سے پیدا ہوئے ہیں ناحق چشم پوشی کرنا ہے۔

(۱) مثلاً غور کرنا چاہئیے کہ آج کل بچوں کے سلسلہ تعلیم میں اردو کی پہلی کتاب سے اس طریق کو اختیار کیا گیا ہے کہ جس چیز کے متعلق بچہ کو سبق دیا جائے اسکی تصویر بھی اس کے ساتھ ایسی طرز پر رکھدی جائے کہ ادھر بچہ سبق پڑھتا جائے اور ادھر تصویر میں وہ عالم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا جائے۔ وہ خواص یا صفات جو خدا تعالی صانع حقیقی نے اس چیز میں ودیعت رکھے ہیں خواہ وہ چیز از قسم جمادات ہو نباتات ہو حیوانات ہو اس کا عینی مشاہدہ ساتھ ہی ساتھ ہونا چاہئیے تاکہ بچہ کا ذہن آسانی سے عالم موجودات کا ایک صحیح علم پیدا کرے اور اس سے اس کے قلب پر اس چیز کے

فوائد کا گہرا نقش پیدا ہو۔ ڈاکٹروں اور طبیبوں نے تشریح اعضا انسانی کی متعلق بھی یہ ہی طریق اختیار کیا ہے اور انسان کے قابل ستر اعضا کو جنکو شریعت ڈھانپنے کا حکم نافذ فرماتی ہے کھول کھول کر بتلایا ہے اب بتلائیے کیا یہ بت پرستی ہے اور وہ بت پرستی ہے جس سے کامل انسان ہادی الانس والجان صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس کی ناجوازی کا فتوی اگر موجود ہے تو مسلمانوں کے ایمان داد بنانے کے لئے ضرور دینا چاہئیے۔

(۲) اور لیجئے۔ ایک شخص نے علم نباتات یا جمادات یا حیوانات کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے اب وہ اس کتاب میں ان خواص اور تغیرات کے ظاہر کرنے کے واسطے ہر موقع پر نہایت خوشنما تصویریں دیتا جاتا ہے اور ان کے خواص اور تغیرات بیان کرتا جاتا ہے اور پڑھنے والا اور اس میں تصویریں بنانے والا بت گر یا بت ستان ہے یا بت فروش ہے اور پڑھنے والا بت پرست ہے اور وہ تصویریں واقعی وہ بت ہیں جنکی منا ہی احادیث میں وارد ہے اور جنکو قرآن کریم جیسے حکیم کتاب نے نیست و نابود کرنے کا منصب اپنے ہاتھ میں لیا ہے اگر واقعی شریعت حقہ اسلام اسکی ناجوازی کا فتوی دیتی ہے تو پھر اس زمانہ میں ایمان بڑی خطرناک حالت میں ہے

(۳) اور سنئے کسی ملک میں ہم سے دور ایک جنگ ہو رہی ہے عکسی آئینہ کے ذریعہ سے وقت وقت کی لڑائی کے نظارہ اور مردان کارزار کی دلاورانہ کارروائیوں کا فوٹو لیا گیا ہے اور میدان جنگ کا سارا سماں ہو بہو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم اخبار میں وہ چیزیں

پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ہی مقامات جنگ کے نقشہ جات دیکھتے جاتے ہیں کیا ہم بُت پرست ہیں یا فوٹو گرافر بت گر ہے اور اخبار چھاپکر شائع کرنے والے بت فروش ہیں اور اخبار کا دیکھنے والا بت پرست ہے اور یہ ہی وہ بت پرستی ہے جو اسلام جیسے معقول مذہب نے منع فرمایا ہے اگر اسکی لئے بھی علماء کے پاس فتوی ناجوازی موجود ہے تو پھر اس زمانہ میں کسیکو توحید کا واقعی قائل قرار دینا سخت مشکل ہے۔

(۴) اور غور فرمائے۔ ایک شخص نے اپنی کتاب کے سرورق پر اپنی شناسائی کے واسطے اپنی عکسی تصویر کا فوٹو لگا دیا ہے وہ کتاب دور دور ملکوں میں شہر بشہر پہیلی ہے مطالعہ کرنے والے اوّل بار اس کی تصنیف دیکھتے ہیں اور ساتھ ہی مصنف کے فوٹو پر نگاہ ڈالتے ہیں اُسکے خط و خال پر غور کرتے ہیں اُسکی وضع استقامت ملاحظہ کرتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا علمی نکات مشاہدہ کرتے ہیں کیا وہ تصویر وہی بُت ہے جسکو شریعت حقہ نے پاس رکہنا یا گہر میں رکہنا حرام قرار دیا ہے اور اس تصویر کا اس کتاب میں دینے والا بت گر ہے اور کیا مطالعہ کرنے والا بت پرستی کرتا ہے اور یہ ہی وہ بت پرستی ہے جسکی ناجوازی کا شرع اسلام فتوی دیتی ہے۔

(۵) ذرہ اور تامل کیجئے ایک شخص نے اپنے کسی عزیز یا کسی بزرگ کی تصویر عکسی کا فوٹو لیا ہے اور وہ یقین کرتا ہے اور اسکو اس پر سچی بصیرت ہے کہ یہ تصویر عکسی نہ کسی کے ہاتھ کی بنائی مورت ہے اور نہ کسی کے ہاتھ کی وضعی اور جعلی کہچی ہوئی صورت ہے خود خدا نے جس طرح اور جس وضع اور ہیئت پر اس انسان کو بنایا ہے اُسی وضع اور ہیئت پر آئینہ نے اپنے اندر اس کو لے لیا ہے اور فوٹو گرافر نے اسکو کاغذ پر چھاپا ہے اور واقعی یہ وہی شخص ہے جو اس مصور حقیقی کی اپنے ہاتھ کی کاریگری ہے کوئی تغیر تبدل اسکی اصلی صورت یا ہیئت میں نہیں ہے اور یہ ایک خدا کا بندہ اور احمد کا عاجز غلام ہے اور اپنے اعمال و کردار میں بھی اپنے آپ کو ایک عاجز اور خدا کا بندہ اور احمد کا غلام ہی ظاہر کرتا ہے اور وہ بار بار کہتا ہے کہ احمد کی غلامی سے ہی اُس نے یہ رتبہ پایا ہے کہ خدا نے اسکو اس زمانہ میں دین اسلام کی تائید اور حمایت کے واسطے بہیجا ہے اور وہ زمانہ موجودہ کے فسادات کی اصلاح کے واسطے دنیا میں آیا ہے اور مسیح کو جو خدائی صفات دئے گئے ہیں اور محض ان کمالات کے سبب سے جو عبودیت کاملہ کے اُسمیں پیدا ہوجانے سے اس کو خدا تعالے کے جناب سے جو اپنی ذات و صفات میں یگانہ ہے عطا ہوئے ہیں ناحق اُسکو خدا بنایا جاوے میں اس ظلم عظیم کو دلائل اور براہین سے نیست و نابود کرنے کے واسطے آیا ہوں اور میں اس لئے آیا ہوں کہ لوگوں کو حقیقی اور سچے خدا کا پرستار بناؤں۔ اور ان کو اس پیارے کا چہرہ دکہاؤں جو سب محبوبوں سے زیادہ محبوب اور سب مطلوبوں سے اعلیٰ مطلوب اور ایک سچا معبود ہے اور جو شرک انسانوں کی نسبت ان میں پیدا ہوگئے ہیں اُن کو دور کروں اور ان میں توحید حقیقی کا نور بہر دوں اور ان کے مشرکانہ اعتقادوں کو جو خدائی صفات کے تقسیم کرنے میں انہوں نے مان رکہے ہیں کہ کبھی مسیح جیسا مقبول بندہ کو خدائی جلال تعظیم عنایت کرتے ہیں اور کبھی دجال جیسے مردود الٰہی کو واقعی طور پر خدائی صفات کا مالک قرار دیتے ہیں صاف کروں اور اس کی تصنیف کی صفحہ صفحہ میں بلکہ سطر سطر میں ہاں لفظ لفظ میں اس کے مجاب الله ہونے کے نشان ملتے ہیں اس نے زمانہ موجودہ میں اپنی پاک نیت سے فن تصویر کی موجودہ علمی طریق سے محدود طور پر فائدہ اٹھایا اور اپنی شناسائی کے لئے یہ راہ اختیار کی اور ایسی قوموں تک جو اس کی قول و دماغ کے انسان کو اپنے زمانہ میں پیدا ہوا ہو سنتے اور اسکی تصانیف کو دیکھتے ہیں اس ذریعہ سے اپنے وجود کو پہونچایا۔ تا کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کے دعاوی کو تو بہت سنا ہے اور اس کی کتابوں کو دیکہا ہے مگر اس کی زیارت نہیں کی وہ اسکی اس خداداد پاک صورت اور مبارک ہیئت کو ملاحظہ کریں اور اس کے فوٹو کو زیر نظر لاکر غور کریں کہ کیا اس خط و خال اور اس پاک تمثال کا انسان جس کے چہرہ پر نور کے آثار نمایاں ہیں اور جسکی کشادہ پیشانی آفتاب کی طرح چمکتی ہے اور جسکی وضع استقامت اس کے باطنی کمالات باریک بین نگاہوں کو عجیب عجیب سبق دیتی ہیں اس علمی زمانہ میں ایسی ہیبت اور شوکت سے میدان میں نکلنے والا پہلوان اور ایسے زور اور طاقت سے بولنے والا انسان جسکی یہ شبیہ ہمارے ہاتھوں میں اور ہمارے زیر نظر ہے اور جس کا نام **غلام احمد** ہے واقعی صادق ہے یا کاذب اب فرمائے کہ کیا اس قسم کا انسان بت پرستی کے رائج کرنے والا ہوسکتا ہے اور کیا اس کی کارروائی پر یہ شک پڑ سکتا ہے کہ وہ مشرکانہ تعلیم کا باعث ہوگی۔ اگر ایسی پاک

در مقدس انسان کی کارروائی میں بت پرستی اور شرک نہیں تو پھر منصفانہ نگاہوں کا تلاش کرنا ہی عبث ہے -

بہت عزیزوں نے اپنے عزیزوں کی عکسی تصویریں بنوائیں اور بہت دوستوں کے پاس تحفۃً کسی عزیز کی یادگاری کے نشان میں بھیجیں مگر کسی نے کوئی ایسی حرکت آج تک ظاہر نہیں کی کہ جس میں پرانی بت پرستی اور شرک کا واہمہ بھی پیدا ہوا ہو ہاں مکانات کی آرائش میں نئی تہذیب نے تصویریں دیواروں پر لٹکانا زینت کا جزو قرار دیا مگر یہ اسراف ہے اور وہی اسراف ہے جس کی نسبت قرآن حکیم فرماتا ہے ان اللہ لا یحب المسرفین - پھر یہ اسراف صرف تصویر پر محدود نہیں ہر ایک قسم کا اسراف ایسا ہی مذموم ہے - باوجود اس مسرفانہ حرکت کے کسی مہذب نئی روشنی کے دلدادہ نے اس شرک اور بت پرستی کی حرکت کا تو ارتکاب پھر بھی نہیں کیا کہ جس کا ڈر ہمارے مہربان ناصحوں کو ہے - زمانہ نواب ان حرکات پر ٹھٹھا کرتا اور اسکو دور ہی سے دھکے دیتا ہے - علمی مذاق نے آجکل تصویر کا مفہوم ہی بدل لیا ہے پس ایسی صورت میں کب یہ خیال ہو سکتا ہے کہ بعض وقت کسی خاص نیت سے ایک فائدہ مند امر کے واسطے عکسی تصویر کا کھچوانا یا اس کا شائع کرنا موجب بت پرستی ہوگا - قرآن حکیم کی زبردست پیشگوئی ہمیشہ کے واسطے ایسی صورت میں بت پرستی کو اسلامی دنیا میں عود کرنے سے روک رہی ہے -

خدا جانے یہ بھولے بھالے از خود غافل امت عکسی تصویر کے پیچھے کیوں پڑ گئی جو نہ خود تراشیدہ بت نہ کسی کے ہاتھ کی مورت نہ کوئی جعلی یا وضعی صورت بلکہ خود مصور حقیقی کے اپنے ہاتھ کی بنائی کاریگری کی ہو بہو نقل اور اسی آئینہ کا عکس جس میں بروز اپنی صورت دیکھتے ہیں - مگر نہ سوچا

کہ ہم اپنے عقائد میں کیسے کیسے مشرکانہ باتوں کے پابند ہو رہے ہیں - یہ کوشش تو نہیں کرتے کہ اپنے اندرونی بتوں کو دور کریں اور ہوا کے ٹھاکروں کو چکنا چور کریں تاکہ خدا تعالے ان کو وہ نور بخشے کہ جس سے وہ حق و باطل میں تمیز کر سکیں اور خدا ان کو وہ سچا فرقان عنایت کرے جس سے نجات کی راہیں ان پر کھل جاویں اور جس کی ان کی روح کو واقعی ضرورت ہے -

اے امت **احمد** صلے اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو دھوکا نہ دے اور اپنی رفتار سے خود ہی چاہ ہلاکت کی طرف نہ جا تو اپنے افعال پر خود نظر ڈال اور اس پاک **غلام احمد** پر طعنہ زنی سے باز آ جا - ابھی وقت ہے سلامتی کے طرق پر چل اس کجروی کو چھوڑ دے سمجھ نہ سمجھ تیری مرضی مگر ہم پہلے کی کہتے ہیں اور پہلی طرح کہتے ہیں -

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار حامد شاہ از سیالکوٹ

۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

ریمارک

جزاك اللہ خوب لکھا ہے ع

ہر گلے را رنگ و بوی دیگر ست

عبد الکریم از قادیان ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

مرحبا

ماشاء اللہ رحمك اللہ یا حامد وغفر لك - راہ صدق او حقیقت الامر کی تصویر کھینچدی - جمالی و نعمانی قادیانی

رسالہ سراج الحق

حصہ دوم حضرت اقدس امام الزمان کی تائید و تصدیق میں تیار ہے - قیمت ۸ محصولڈاک ۲ /

المشتہر سراج الحق مہاجر از قادیان شریف

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

تصحیح اور توضیح ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کے آشو میں حضرت حکیم الامت کے ارشادات کے تحت میں پہلے ہی فقرہ میں جہاں انسان کے پاک ارادے لکھا ہے وہاں اللہ تعالے کے پاک ارادے درست ہے

اور

۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں معراج شریف کی حقیقت کے لئے جس لغت کا ذکر کیا گیا ہے اس سے تعبیر الرویا کی لغت مراد ہے -

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

کی امداد کے لئے عالیجناب **نواب محمد علی خان صاحب** رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے سردست ایک ہزار روپیہ سالانہ کی امداد منظور فرمائی ہے جسکو وہ بارہ سو تک بڑھا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ امداد مدرسہ کی پابجائی کے لئے مردے از غیب بروں آید و کارے بکند کے مصداق ہے اللہم زد فزد -

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بی اے

کی تبدیلی حال میں فاضلکا سے جہلم میں ہوئی ہے - ہمارے ناظرین ڈاکٹر صاحب سے ناآشنا نہیں ہیں وہ ہماری جماعت کے ایک درخشندہ نمونہ ہیں - ڈاکٹر صاحب کی تبدیلی کے متعلق فاضلکا سے کسی نامہ نگار نے سراج الاخبار جہلم میں سند جہ ذیل مضمون درج کرایا ہے -

اور ان کے بعد جو مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن تشریف لائے جنکو تقریباً

اعلام - گذشتہ ہفتہ میں جو اعلان شہادت آسمانی کا کیا گیا ہے - وہ خورشید اسلام پریس دہلی سے مل سکتی ہے

ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا - افسوس اب یہ بھی جہلم کو تبدیل ہو گئے ہیں مرزا صاحب نے اس تھوڑے عرصہ میں

اپنی خدا داد لیاقت اور اخلاق حمیدہ اور شبانہ روز محنت سے جو کچھ ہر دل عزیزی اور محنت یہاں کے لوگوں میں حاصل کی قلم کو کہاں طاقت جو اسکو ظاہر کر سکے آپکا ہر ایک غریب و امیر کے ساتھ یکساں سلوک تھا نہایت توجہ اور تندہی سے معالجہ فرماتے تھے بلکہ غریبوں کا علاج خاص ہمدردی سے کرتے تھے لالچ آپکے پاس نہ تھا غربا اور احبا کے مکانوں پر بڑی خوشی سے بے فیس تشریف لیجاتے تھے

اگرچہ آپ کی تبدیلی کی خبر سننے پر یہاں کے لوگوں نے اس کے التوا کی غرض سے ایک عرضی بھی بہ ثبت دستخط تمام باشندگان شہر صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پنجاب کی خدمت میں بھیجنی چاہی تھی مگر سول سرجن صاحب فیروزپور نے یہیں حکم واپس کر دی کہ ڈاکٹر صاحب کی خدمات کی ہم بھی قدر کرتے ہیں اور ان کی کارگذاریوں کو جانتے ہیں لیکن چونکہ اس تبدیلی میں ڈاکٹر صاحب کا فائدہ ہے اس لیے ہم آپ صاحبان کی درخواست کو صاحب انسپکٹر جنرل بہادر کی خدمت میں نہیں بھیج سکتے -

مندرجہ بالا تحریر کے شائع کرنے سے ہماری غرض ایک طرف اپنی جماعت کے سامنے ڈاکٹر صاحب کا نمونہ پیش کرنے کی ہے اور دوسری طرف مخالفین کو ڈاکٹر صاحب کے نمونہ سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس قسم کے لوگ حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض صحبت سے طیار ہوئے ہیں اب وہ سوچکر بتلائیں - کہ اس قسم کا اثر کب ہو سکتا ہے - جبکہ خود تقدس کمالات میں انسان بڑھا ہوا نہ ہو - ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا جب ڈاکٹر صاحب وزیرآباد میں تھے اُس وقت بھی آپ کی تبدیلی پر وہاں کے باشندوں کو سخت افسوس ہوا تھا اور انہوں نے بھی ایک میموریل طیار کیا تھا - ہم ڈاکٹر صاحب کی اس روحانی ترقی پر ان کو مبارک باد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اپنے مدارج میں ترقی کریں اور دوسروں کے لئے مؤثر نمونہ بنیں - آمین -

---

دارالامان کی خبریں

حضرت اقدس بفضلہ تعالےٰ مع جمیع خدام والا و ممبران خاندان تندرست ہیں اور **تحفہ گولڑویہ** کی تصنیف کے کام میں مصروف ہیں تحفہ مذکور ۶۴ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے اور دیکھئے کہاں تک یہ رسالہ طویل ہوتا ہے اس رسالہ میں عجیب عجیب نکات و اسرار لکھے جا رہے ہیں اور اس تحفہ کی نسبت یہ وحی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہو چکی ہے کہ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا -

---

تحفہ غزنویہ

جو عبدالحق غزنوی امرتسری کے اشتہار کے جواب میں لکھا گیا ہے ایک لانظیر رسالہ ہوگا اس رسالہ کا بھی بہت بڑا حصہ طبع ہو چکا ہے -

---

اربعین نمبر ۲

امید کے خلاف بہت بڑا ہو گیا ہے دو جزو تک طبع ہو چکا ابھی معلوم نہیں کہاں تک جاوے مگر یہ نمبر بہت ہی لذیذ اور لطیف ہوگا دوستوں کے ایمان کے بڑھانے اور مخالفوں کی کمر توڑنے والا ہوگا -

---

شمس بازغہ

جو مہر علی شاہ گولڑوی کے رسالہ شمس الہدایت کا جواب اور فاضل امروہی حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب کی تصنیف ہے ساڑھے نو جز و تک طبع ہو چکا ہے ابھی نصف سے زیادہ باقی ہوگا - عجیب طرز کا لاجواب رسالہ ہے انشاء اللہ عنقریب شائع ہونیوالا ہے

جناب مولوی میر محمد سعید صاحب حیدرآباد سے حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض حاصل کرنے کے واسطے چھ ماہ کی رخصت لے کر آئے ہوئے ہیں خدا تعالیٰ ان کو اس میں کامیاب کرے -

---

۱۶ ستمبر سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے متعلق خاص دینیات کی جدید شاخ کھولی گئی ہے جس کے مدرس مولوی عبداللہ صاحب کشمیری معزز ہوئے ہیں -

اسی تاریخ سے مدرسہ بھی ایک ہفتہ کی رخصتوں کے بعد کھل جائے گا۔

---

۱۰ تاریخ کو قدرے بارش ہوگئی۔ بادل ہر روز گھرے رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ قادیان میں وبائی امراض سے امن ہے۔
الحمد للہ علی ذالک

اس ہفتہ میں تصویر والے مضمون کی وجہ سے ہم حضرت اقدس کی پاک باتیں اور حضرت حکیم الامت کے ارشادات نہیں لکھ سکے۔ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ تعالیٰ لکھیں گے۔

الحکم کی خوبیوں کے اعتراف اور شکریہ میں جسقدر خطوط موصول ہوتے ہیں ہم نے انمیں سے شاید کبھی ایک آدھ درج کیا ہو تو کیا ہو ورنہ ہم کو ہمیشہ اسبات سے نفرت رہی ہے کہ ایسے خطوط درج کریں۔ لیکن آج ایک کارڈ کے چند فقرے محض اس لئے درج کئے جاتے ہیں کہ ہمکو شدید قسم کے ساتھ مجبور کیا گیا ہے۔ اس سے ناظرین کو معلوم ہو جاوے گا کہ الحکم بفضلہ تعالیٰ قوم کی کتنی بڑی خدمت کر سکتا ہے۔ وھو ہذا۔

آج عزیز الحکم پہونچا میں خدا کو حاظر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ ۱۷ اگست نے خطبہ نے ایک نیا ایمان بخشا ہے الحکم ہماری جماعت کے لئے ایک الٰہی مکتب کا نسخہ ہے اور ایک دن ضرور آئے گا کہ تمام دنیا اس کی راہ میں آنکھیں بچھائے گی اور آپ کی سعی کی قدر کرے گی میں تو جب الحکم آتا ہے ایک الگ جگہ بیٹھ جاتا ہوں کیونکہ اس کے الفاظ ایسے دردناک ہوتے ہیں کہ رُلا دیتے ہیں خدا جانے مخالف کس قدر شقی القلب ہوگئے ہیں کہ اُن کے کانوں پر جوں نہیں چلتی میں صدق دل سے حضرت اقدس پر قربان ہوں اور دنیا میں حضرت سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں ہے یہ سچ کچھ مجھکو ملا ہے آپ کی مہربانی ہے بخدا میں قیامت تک آپ کا شکر گذار رہوں گا جو احسان آپ نے بندہ پر کیا ہے یہ مبالغہ نہیں ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ملک کی بادشاہت بھی مجھکو مل جاتی تو اس کے آگے ہیچ تھی۔

اس سے پہلے میں ایک بیچری دہریہ تھا خدا و رسول کے ملکوں کو ایک قصہ کہانی جانا کرتا تھا آپ کے طفیل دین کا سید ہا راستہ ملا الخ۔

محمد سلیمان مدرس بہادلہ

ہم بصدق دل یقین رکھتے ہیں کہ ہم کیا اور ہماری ناچیز کوشش کیا۔ الحکم میں فی نفسہ کوئی خوبی ہماری اپنی ذات سے نہیں ہے بلکہ اس میں جو کچھ خوبی ہے وہ اس مقدس انسان کے پاک نام کی وجہ سے ہے جو آج دنیا کی اصلاح کے لئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آیا ہے اور پھر یہ اثر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی الٰہی خدمت کا ہے جو وہ الحکم کے لئے مضامین دینے میں کرتے ہیں جب کہ نہایت خلوص اور دردانگی درد دل سے اصلاح اور صرف اصلاح کے لئے جو کچھ کہا جاوے اور ایسے دل سے کہا جاوے جو کہنا اور کرنا دونو جانتا ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اثر پذیر نہو۔

بہر حال ہمارے لئے فخر اور شکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سنت ایک ثواب کا حقدار ٹھیرانا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم مولانا موصوف نے جس قدر قلمی امداد الحکم کو دی ہے اُس کے مقابلہ میں کوئی مالی امداد نہیں ہو سکتی۔ قوم بھر میں آپ کی شکر گزاری کا شور بلند ہے ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ہر قسم کی جسمانی اور روحانی بیماری سے محفوظ رکھے آمین

انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین اگلی اشاعت میں ایک اور لذیذ خطبہ پڑھیں گے۔

سفید جھوٹ

پیر مہر شاہ گولڑوی لاہور سے ناکام اور نامراد واپس گئے ان کا اور تو کچھ بس نہ چلا ان کے ایک مرید نے جو مدعی تقوٰی و طہارت ہے اور تزکیہ اور تصفیہ کا دم بھرتا ہے میری نسبت جھوٹھ سراسر بالکل جھوٹھ یہ اڑایا کہ سید سرور شاہ نعوذ باللہ حضرت اقدس سے منحرف ہوگیا اور لڑ بھڑ گیا قادیان سے چلا گیا اس بات پر کہ جب مہر شاہ لاہور آئے تو حضرت اقدس کیوں لاہور میں مقابلہ کے لئے نہ گئے کیونکہ مہر شاہ صاحب نے تمام شرطیں متعلق تفسیر نویسی قبول کرلی تھیں۔ سو میں سوا اس کے اور کچھ نہیں کہتا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہ مہر شاہ نے حضرت اقدس کی شرائط قبول کیں اور نہ حضرت اقدس لاہور تشریف لے گئے میں اب قادیان میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوں اور حضرت اقدس پر میرا وہ ایمان فضل خدا سے ہے کہ جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہونا چاہیئے اور میں کہتا ہوں کہ کسی انسان کا ایمان قبول ہی نہ ہوگا جب تک کہ حضرت اقدس پر ایمان نہ لاوے۔ مہر شاہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجزیہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دُھند جالا پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں کو برابر اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ ہر خریدار خرید ذرہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں حلیت کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی - ایم بی - ایم سانگلی صاحب - ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجزیہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ ام دیوی بعمر ۵۰ سال پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں عرصہ دراز سے دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر محمد حسین خان - ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دُھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل آف

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم ہونے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

KADIAN

DIALPUR B.O. 27 SE 00 JULLUNDUR

إنّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بأنفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ھ

چہ گویم با تو کز آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۳ — دار الامان قادیان ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء — جلد ۴

پیر گولڑی

کی گداگری پر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی چٹھی ایک سائل کے جواب میں

شیخصاحب ماسٹر صاحب ۔ السلام علیکم
میں آپ کا خط پڑھ کر بہت متعجب ہوا کہ آپ زمانہ کے کیداڑ مریز سے واقف بالمقابل اشتہاروں سے اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ ہماری طرف سے پیر مہر شاہ کے مقابل گریز ثابت ہوئی ۔

اول میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے حضرت امام زمان مہدی موعود علیہ السلام کا اشتہار پڑھا ہے جو عربی فصیح بلیغ تفسیر لکھنے کے متعلق آپ نے مہر شاہ کے مقابل شائع کیا تھا ۔ پھر اس پر آپ نے مہر شاہ کا جواب پڑھا اور پھر ان دونوں کو مقابل رکھ کر آپ کی دانش اس نتیجہ کے نکالنے پر مجبور ہوئی جس پر آپ آخر کار پہنچے ۔ آپ کے فہم کی نسبت نیک گمان مجھے اس امر کو ماننے نہیں دیتا کہ آپ نے دونوں اشتہاروں کو مقابلۃً پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا ہو ۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اڑتی ہوئی افواہ آپ کے دل میں سرایت کر گئی اور عادۃً چونکہ اس طرف حسن ظن کما ینبغی نہیں آپ فوراً عوام الناس کے رنگ میں رنگین ہو گئے ۔

مکرم ماسٹر صاحب غور کریں حضرت نے کیا لکھا تھا اور کیوں ایسا لکھا تھا ۔ حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا کہ پیر مہر شاہ صاحب میرے ساتھ عربی فصیح زبان میں قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کا مقابلہ کر لیں جس میں خدا تعالیٰ کے کلام کے نکات غریبہ اور حقائق عجیبہ ہوں ۔ اس مقابلہ کی ضرورت فیصلہ نزاع کے لئے اس جہت سے پڑی ۔ کہ مباحثات بہت کچھ ہو گئے اور حضرت نے اپنے عقائد ۔ دعاوی اور اور دلائل پر کتابیں ۔ رسالے اور اشتہار بھی بہت نکالے مگر مخالفین ان سے مستفید نہ ہوئے اور ان کے انکار اور استہزا میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی الا ماشاء اللہ ۔ اس لئے چار برس اس سے قبل انجام آتھم میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر حضرت مرسل اللہ نے یہ اشتہار شائع کیا کہ آئندہ ان لوگوں سے اس جنس کے بحث

نہیں کرینگے الہام یہ تھا یَا عَلِیُّ دَعْهُمْ وَ اَنْصَارَهُمْ۔ نیز اس نے بھی جانب کی طرف سے توجہ ہٹائی گئی کہ مباحثات آخر کار نظری امور سے زیادہ باتیں تو پیش نہیں کر سکتے۔ اب مہر شاہ صوفی اور درویش اور سجادہ نشین کے مقابل حضرت امام ع نے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے رنگ میں ایک بدیہی امر یا خارق عادت امر پیش کرنا چاہا جو بہت جلد ایک حصہ مخلوق کو یقین دلا سکتا کہ خدا تعالے قادر و قاہر کی تائید کس قوم کے ساتھ ہے اس لئے کہ قرآن کریم خدا تعالے کا حریم ہے اور حریم میں محرم کے سوا کوئی جا سکتا ہی نہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

اور پھر آخر میں حضرت نے صاف لکھدیا تھا کہ مینے دعا کی ہے کہ خدا تعالے مجھکو اعلیٰ سے اعلیٰ نکات اور فصاحت و بلاغت پر قدرت دے اور اس نے میری دعا منظور کرلی اور ساتھ ہی مینے یہ بھی دعا کی کہ مہر شاہ کی ساری قدرتیں اور قوتیں عربی میں تفسیر لکھنے سے سلب ہو جائیں یہ میری دعا بھی منظور ہوگئی اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ مہر شاہ میرے مقابل نہایت شرمساری کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوگا اور وہ ایک سطر بھی لکھنے پر قادر نہ ہوگا۔

یہ تحدی اور معجزہ نمائی قول فیصل قرار دی گئی تھی ان تمام نزاعوں میں اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں اس یگانہ فیصلہ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورۃ حضرت مرسل اللہ کو پڑی۔ اس کے لئے حکم اور منصف بھی مولوی محمد حسین بٹالوی اور دو اور اسی جوہر و فطرۃ کے مولوی مقرر کئے تھے۔ چونکہ یہ خدائی فیصلہ تھا اور خدائے متصرف علی القلوب کی رہنمائی سے حضرت امام زمان نے شائع کیا تھا حضرت کو یقین دلایا گیا بلکہ بتلایا گیا تھا کہ تلخ ترین دشمن مولوی بٹالوی خدا تعالے کے تصرف عجیب سے مجبور کیا جاویگا اسبات پر کہ حق کی گواہی دے اس لئے کہ وہ شہادت اس کی حقیقت ایک بدیہی محسوس امر کی نسبت شہادت ہوگی اور وہ بین حق کے اخفا پر قادر نہو سکیگا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ آپ میں تصوف سے مزہ لینے کی روح ہے اور آپ اہل اللہ اور درویشوں کے مذاق کو شناخت کر سکتے ہیں۔ اب آپ سوچیں کہ یہ قوۃ اور تحدی کسی بیرونی اور بالائی امداد و تائید کے بغیر کسی کی زبان و قلم سے ترشح ہو سکتی ہے۔

پیر مہر شاہ صاحب نے اس کے مقابل کیا کیا۔ یہ اشتہار دیا کہ آپ کی تمام شرائط منظور ہیں۔ مگر پہلے آپ اپنے دعوے مسیحیت پر اٹھکر کلام کریں اور پھر میں اس کا رد کروں اور مولوی محمد حسین منصف اگر فیصلہ کردے کہ حق میری طرف ہے تو اسی وقت اسی جلسہ میں آپ کو میری بیعت کرنی ہوگی۔ مجھے توقع کرنی چاہیئے کہ آپ اس دجل اور تزویر کو خود ہی سمجھ سکتے ہیں جو اس گدی نشین کے جواب میں ہے۔ ان ہی مباحثات کو بے سود سمجھکر تو یہ تدبیر کی گئی تھی کہ اب آسمانی نصرت اور خدا تعالے کے ہاتھ کی توسط سے فیصلہ ہوجاوے اور لوگ بالبداہت سمجھ لیں کہ حریم قدس میں باریاب کون ہے اور اس جناب والا سے مطرود و مخذول کون ہے۔ اور علاوہ براں اب کون سی نئی دلیل اور نیا دعوی تھا جو حضرت اقدس کو اس مجلس میں پیش کرنا اور اس پر مہر شاہ کو جرح و قدح کرنا تھا۔ کتابوں پر کتابیں ان دعاوی و دلائل پر لکھی گئیں اور ان صوفیوں اور مولویوں نے جہاں تک ان سے بن پڑا ان کی تردید میں قلم فرسائی کی۔ کیا وہی پھر دہرائی جاتیں اور ان کے رد میں پیر مہر شاہ اسی اپنے شمس الہدایہ کا مفصل درس سنا دیتے یا اور کچھ کار گزاری دکھاتے۔ یہ تو سب کچھ ہو ہوا لیا تھا اور ان کارروائیوں کا جو نتیجہ نکلنا تھا نکل چکا تھا۔ تو کیا پھر بھی حضرت مرزا صاحب نے تحصیل حاصل کر کے پیر مہر شاہ کو دعوت کی اور مہر شاہ نے اسی گزشتہ کار گذاری کی تجدید کے لئے یہ دعوت قبول کی۔ خدا کے لئے آپ غور فرماویں اور زندہ دل کے ساتھ سوچیں کہ پیر صاحب نے کہاں تک اس کارروائی میں دیانت کی راہ پر قدم مارا ہے پھر لکھا ہے کہ بعد فیصلہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے اسی جلسہ میں میری بیعت کرلیں۔ آپ جانتے ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی کی رائے حضرت کے عقائد و ابحاث کی نسبت کیا ہے۔ یہ شخص بدقسمتی سے تلخ ترین دشمن اس راستباز کا ہے جو عورت کے پیٹ سے نکلے ہیں۔ ناکامی پر ناکامی اٹھاکر اس کی تلخی میں اور بھی مرارت بڑھ گئی ہے اور ایک غریق کی طرح تنکوں کو پنجہ مارتا پھرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح اپنے دل کی آگ کو بجھائے جو ہر وقت اشتعال والتہاب میں رہتی ہے۔ سوچیئے۔ حضرت مرزا صاحب کے عقائد دعاوی اور دلائل پر مباحثہ ہو اور مولوی محمد حسین منصف ہو تو کیا یہ مولوی اس سے زیادہ یا کم کوئی اور فیصلہ دے گا جو وہ اس سے پیشتر اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں دے چکا ہے اور جس کی بناپر وہ حضرت مرزا صاحب کو کافر و دجال قرار دے چکا ہے اسکی وجہ میں لکھ آیا ہوں کہ کیوں حضرت نے اسے حکم قرار دیا تھا اور یوں مہر شاہ کی طرح پر اسے منصف قرار دینا کس قدر حق اور دیانت کا خون کرنا ہے۔ اب یہ تو مسلم ہوگیا کہ مولوی محمد حسین نے فیصلہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف دینا تھا سو دیدیا اور بموجب شرط قرار داد کے حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر شاہ سے بیعت کرلی

تو اب خدا را انصافاً فرمائیے کہ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا موقعہ کہاں رہا۔ کیا پیر مہر شاہ صاحب سے بیعت کرنے کے بعد حضرت مرزا صاحب ایسی جرأت کریں گے کہ مرشد سے بزور آزمائی کریں میں پھر آپ کو اور ہر خدا ترس سلیم الفطرت کو جو میرا نیاز نامہ پڑھے توجہ دلاتا ہوں کہ موت کو یاد کر کے سوچیں کہ وہ معیار جو آخر کار بعد لمبے دراز کے تجربوں کے حق و باطل اور نصرت و خذلان کے امتیاز کے لئے تجویز کیا گیا تھا اس کی نوبت کب آئی اگر حضرت اقدس مرزا صاحب نے کھڑے ہو کر اپنے وہی عقائد اور دلائل سنائے جو ازالہ اوہام اور دیگر کتابوں میں آپ لکھ چکے ہیں اور پیر مہر شاہ نے وہی تردید پڑھ دی جو شمس الہدایہ میں آپ قلم بند فرما چکے ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی نے عادۃً وہی فیصلہ دیا جو وہ مدتوں سے مشتہر فرما چکے ہیں اور حضرت مرزا صاحب نے لازماً اسی جلسہ میں پیر مہر شاہ سے بیعت کر لی تو اب بتاؤ اس خرق عادت امر یا معجزہ یا کرامت کا موقعہ کونسا دیا گیا جو ان ظلمتوں سے نور کی طرف لے جانے کا ایک ہی ذریعہ پیش کیا گیا تھا۔ اے خدا کے بندے اور بندہ خدا کے لئے غور کرو۔ کس طرح پیر مہر شاہ نے موت کا پیالہ منہ سے ٹال دیا ہے۔ کس حیلہ گری کا بہروپ بدل کر سٹیج پر کھڑا ہوا ہے اور ہنوز لوگ اس سوانگ کے انگیزوں اور اندازوں سے تاڑ نہیں گئے کہ ایک ملمع کار شعبدہ ہے۔ اللہ اللہ کس جرأت اور خیرگی سے لکھا ہے کہ آپ کی ساری شرطیں منظور ہیں۔ اے خدا ناترس۔ ایک ہی شرط اور ایک ہی یگانہ ذریعہ تو تھا جو حق و باطل میں صاف تمحیص کر ڈالتا جسے تو نے موت احمر کا پیالہ سمجھ کر سخت ہاتھ پاؤں مار کر اپنے منہ کے آگے سے ٹال دیا اور شرطیں ہی کونسی نہیں جسے تو نے منظور کیا۔ اسی ایک ہی معیار سے صاف کھل جاتا کہ تو نہ تو مستجاب الدعوات ہے اور نہ خدا کے کلام کی حریم قدس میں تجھے باریابی کا شرف حاصل ہے اور نہ تجھ تصوف و حقیقت و معرفت کے کوچہ سے ذرا بھی آشنائی ہے۔

حضرت مسلم اللہ جری اللہ کی یہ تحدی کہ میں نے دعا کی ہے کہ مہر شاہ سخت شرمسار ہو کر اٹھے گا اور گویا سفید کاغذ کے سوا اس کے ہاتھ سے کچھ نہ لیا جاوے گا اور حضرت ایک وسیع مضمون تفسیر عجیب پر لکھ چکے ہوں گے۔ ہاں حضرت مرسل یزدانی کی یہ تحدی اس قابل تھی کہ اگر مہر شاہ میں غیرت ہوتی تو اس کے توڑنے کی کوشش اسی راہ سے داخل ہو کر کرتا جس راہ سے یہ تحدی کی گئی تھی۔

اب آپ سوچیں اور خدا کی مخلوق غور کرے کہ اس نے لاہور میں آ کر کیا ہی کیا ہے یہی کہ عوام کو مغالطہ کے تاریک کنوئیں میں گرا کر نور حق کی شناخت سے بے بہرہ کر دیا ہے۔ اس کالانعام گروہ کی وقعت و قدر راستبازوں کے نزدیک کس زمانہ میں ہوئی ہے جو اب ان کے شور و غوغا کی کوئی قیمت ڈالی جائے۔ ان بدقسمتوں نے ہمیشہ راستبازوں سے ایسا ہی برتاؤ کیا ہے۔ یاد رکھو یہ عوعو اور شور و غل اسی طرح فنا کی ہوا میں پیوست ہو جائیں گے جس طرح مشرک عرب کے ناپاک اشعار جو سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو و ذم میں کہے تھے نیست و نابود ہو گئے۔ یہ گندے اشتہار اور ناپاک کاغذ جو ناعاقبت اندیش دست و قلم کا موذی نتیجہ ہیں پاخانہ کے بھنبھوتی کیڑوں کی نذر ہو جائیں گے اور کوئی تھوڑے وقت کے بعد بڑی تفتیش سے بھی ان کا کھوج لگا نہ سکے گا۔

بڑا سوال یہ ہے کہ مہر شاہ نے ہمارے پاک سلسلہ کی علمی تردید میں کیا کیا کیا وہ اخرس ابکم لاہور میں مدت قیام کے اندر کبھی ایسے لطیف نکتے بولا جو ہماری تردید میں ابدی اثر دلوں میں کرتے اور فہیم و سلیم فطرتوں میں جاگزین ہو کر ان سے ضرورۃً کہلواتے کہ حضرت مرزا صاحب کی زبان و قلم کے مقابل ایک ہی معجز بیان مرد میدان پیدا ہوا ہے ایک نقاب میں سرنگوں رہنے والا رنگین پوش اور زلف مشکین اور طرۂ عنبریں کے دام میں پھنسانے والا وجود اور اس کے سوا اور صفات مردانہ سے عاری کس مردی کا دکھانے والا ثابت ہوا کہ ہم ڈریں کہ سلسلہ حق کو اس سے صدمہ پہنچے گا۔ عوام کی تو عادت ہی قبروں پر سرنگوں نہ ہوئے ان قبر پرستوں کے پاؤں پر گر پڑے۔ اب آپ بتائیں وہ کونسی کارروائی ہے جو پیر مہر شاہ نے کی جس سے اس کا نام بلند ہو گیا۔

کاش کوئی ہمارے اشتہاروں اور مضمونوں کو بھی ان لوگوں کے اشتہاروں سے مقابلہ کر کے دیکھے کہ کس قدر نور اور ہدایت ہمارے اشتہاروں میں ہے اور کس قدر تعفن سب و شتم کا ان لوگوں کے سیاہ کاغذوں میں ہے۔ یہ لوگ ہماری تردید کرتے اور مباحثہ کرتے مگر کبھی خدا کے کلام کے حقائق بھی تو بیان کر جاتے تاکہ نرے کاغذوں کے منہ کالے کرنے والے نہ ٹھہرتے۔ یاد رکھیے اور پھر یاد رکھیے کہ شاہ جی اور اس کے معاونوں نے بجز تردید اور سب و شتم کے ہمارے مقابل کچھ نہیں کیا اور یوں ہمارے سلسلہ کی صداقت پر اپنے ہاتھوں سے آپ مہر لگا دی ہے کیونکہ لکھا تھا کہ مہدی موعود کی علمائے وقت تکفیر کریں گے اور اس کو فاسق اور دجال اور دین میں تحریف کرنے والا کہیں گے

سو پیاری باتیں انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے حق میں پوری کردیں و للہ الحمد

اب میں یقین کرتا ہوں کہ سینے آپ کے غور اور نتیجہ حقہ پر پہنچنے کے لئے مختصر سی باتیں آپ کے آگے پیش کردی ہیں اگر میں چاہتا تو بحول اللہ اسے اور بھی لمبا کرتا مگر دانش مند کے لئے اتنا کافی ہے کل میں نے اپنی کتاب سیرۃ مسیح موعود خدمت میں ہدیۃً بھیجی ہے۔ میں نے محض اللہ تعالےٰ کے لئے اس کتاب میں اپنے پرانے تجربے اور مشاہدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک سیرۃ کے متعلق قلم بند کئے ہیں واقعات کے سوا اور کچھ نہیں لکھا۔ اُمید ہے کہ آپ اس سے عمدہ نتیجہ پر پہونچیں گے و باللہ التوفیق

دمشق مکہ ریلوے — دمشق مکہ ریلوے سرعت کی ساتھ طیار ہورہی ہے۔ دینوی طور پر اس ریلوے سے کیا مفاد پہونچیں گے اُسپر ہم اسوقت بحث نہیں کرتے ہم صرف یہ دکھاتے ہیں کہ اس ریلوے کی طیاری سی اسلام کی عالمگیر فتح ہوتی ہی اور وہ اسطرح پر کہ آج سی تیرہ سو سال پیشتر جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بترک القلاص کی پیشگوئی فرمائی تھی اور قرآن کریم نے العشار عطلت فرمایا تھا وہ ٹھیک اپنے الفاظ کیموافق پوری ہوئی والحمد للہ۔

اس پیشگوئی کے متعلق تفصیلی بحث ہمارے سید و مولی امام اعلیٰ نے تحفہ گولڑویہ میں کی ہے ہم صرف اسی قدر لکھنا چاہتے ہیں کہ اس ریلوے کے افتتاح سے لذت اُٹھانے والے کون ہیں؟ وہی جنکو رسول اللہ صلعم کی پاک باتوں کے پورا ہونے میں ایمان تازہ ہوتا اور آپ کی صداقت کے لئے ایک زندہ نشان ملتا ہے۔ مگر ان نشانات کے دیکھنے کی آنکھ تب عطا ہوتی ہے جب کہ اُس پاک وجود پر ایمان ہو جسکے زمانہ کے یہ نشانات ہیں وہ کون؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

ایڈیٹوریل

وبائی دن اور قرآنی حفظ ما تقدم

پنجاب کے مختلف اضلاع اور شہروں میں ہیضہ اور موسمی بخار اس کثرت کے ساتھ پھوٹ رہا ہے کہ طاعون سے کم خطرہ پیدا نہیں ہوا۔ سنت اللہ سے ناواقف پیشگوئیوں کے علوم سے نابلد اور نادان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس پیشگوئی پر جو طاعون کے متعلق تھی اپنی کم فہمی اور کوتاہ اندیشی کیوجہ سے خواہ کچھ ہی کہیں مگر ہمارے نزدیک نہیں نہیں الہیات کی رو سے آپ کا کشف اپنے پورے معنوں میں پورا ہوا اور ابھی ہورہا ہے۔ اور قحط۔ ہیضہ۔ طاعون وغیرہ اسباب کثرت موت سب لفظ طاعون میں علم تعبیر الرویا کے لغت میں داخل ہیں۔

ہمکو نہایت افسوس اور دلی قلق ہوتا ہے جب کہ ملک میں استہزا۔ آیات اللہ سے روگردانی معاصی۔ اور منہیات الٰہیہ میں مشغولی دیکھی جاتی ہے۔ ان لوگوں اور ان قوموں کو کسی حد تک ہم معذور بھی سمجھتے ہیں جو موجودہ زمانہ کی زہریلی ملحدانہ ہوا کے اثر سے متاثر ہیں اور مذہب اور ملت ان کے نزدیک یورپ کی تقلید سے بڑھکر اپنے معنے نہیں رکھتا لیکن وہ لوگ اور وہ قوم جو کتاب اللہ پر ایمان رکھتی اور خدا تعالیٰ کی پیغمبروں اور جزا و سزا کے دن کو مانتی ہے اسپر افسوس آتا ہے کہ جب کہ وہ قرآن کریم پر ایمان رکھتی ہے پھر قرآن کو جب پیش کیا جاتا ہے تو اُس سے انحراف کیوں کرتی ہے۔ عمل کرنا ایک دوسری بات ہے جو ایمان کے بعد پیدا ہوتی ہے لیکن کم از کم اعراض عن ذکر اللہ تو مومن کا کام نہیں ہونا چاہیے مگر یہاں تو پورا اعراض کیا گیا ہے اور مسلمانوں کی نکبت فلاکت بے سروسامانی ناداری اور پریشانی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ انہوں نے اعراض کیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے اس فتوے کے نیچے آچکے ہیں ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ یعنی جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا اس کا نتیجہ یقینی یہی ہے کہ اُس کی معیشت تنگ ہوگی اور ہم قیامت کو اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔

ہم آیت پر انشاء اللہ تعالےٰ کسی دوسرے وقت بحث کریں گے سردست اسکو یہیں چھوڑتے ہیں۔

غرض مسلمانوں کے ادبار اور زوال کی وجہ اور ضروری وجہ اعراض عن ذکر اللہ ہے جو بدقسمتی سے کوئی وجہ نہیں سمجھی گئی اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت روبہ ترقی نہیں ہوتی۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ علی گڑھ کالج والے ہوں یا انجمن حمایت اسلام والے جب تک مسلمانوں کے مرض کا علاج طب قرآنی سے نہ کرینگے یہ مریض اچھا ہونے سے رہا۔

بہرحال ہمارا مطلب اس مضمون میں یہ ہے کہ ہماری شامت اعمال اعراض عن ذکر اللہ ہر قسم کی مصیبتیں ہم پر لا رہا ہے مگر ہم ہیں کہ کروٹ تک نہیں بدلتے۔

قرآن کریم میں یہ ایک اصول بتلایا گیا ہے کہ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون کہ مامور من اللہ کے ساتھ امراض اور قحط سالیاں بھی آیا کرتی ہیں۔ اب ضروری تو یہ تھا کہ ان مصیبتوں کو دیکھکر اس مامور من اللہ کی

کی جاتی - لیکن جب قرآن ہی ہاتھ سے نکل چکا ہے تو توجہ کہاں رہتی - مگر سب کے سب ایسے نہیں ہیں ایک حصہ اُن سعید الفطرت لوگوں کا بھی ہے جنھوں نے خدا تعالے کے فضل سے اس زمانہ کے امام کو شناخت کیا ہے - پس اس مضمون میں ہمارے مخاطب اولاً وہی لوگ ہیں اور پھر جو چاہے فائدہ اٹھاوے ایسی حالت میں کہ ملک میں امراض وبائیہ نے تحفظ کے نا تمام اہتمام لیا ہے درانحالیکہ وہ ابھی پورے طور پر دور نہیں ہوا ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی قوم کی خدمت میں بعض ضروری امور اس سے پیشتر کہ مشکلات ایسی جو آجکل کی موسم کے لحاظ سے ہیں پیش کریں شاید کسی کے لئے بہتری کا موجب ہو سکیں - قرآن کریم انسان کی ہر قسم کی ضرورتوں کا کفیل ہے بشرطیکہ ہر ضرورت قرآن ہی پر عرض کی جاوے اور اُس کا ہی مجوزہ علاج کیا جاوے ایسی صورت میں فائدہ یقینی ہے -

شریعت اسلام ہی ایک ایسی شریعت ہے جو انسان کے لئے سُکھ یہاں دائمی سُکھ کی گارنٹی دینے کو طیار ہے چنانچہ قرآن کریم کی علت غائی ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اور شریعت اسلامیہ کی بجا آوری کا نتیجہ ہے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ پس ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے بچنے کے واسطے خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی قرآنی احکام کی فرمان برداری ضروری ہے -

آج کل کے امراض وبائیہ خصوصًا ہیضہ وغیرہ کے متعلق علمی اسباب اور علمی تحقیقات پر اگر بحث کا سلسلہ شروع کریں تو یہ آرٹیکل اس کا متحمل نہیں ہو سکتا - اس لئے ہم ان امور پر مختصر بحث کریں گے جن پر عمل کرنا اگر خدا تعالے کی مرضی اور مشیت کے موافق ہو اس سے بچا سکتا ہے اور اسکی ضد گویا مبتلا کر سکتی ہے اس ایک طریق پر اسباب اور علاج دونوں پر بحث ہو جاوے گی - اس لئے ذیل میں نمبروار بیان کرتے ہیں

قرآن کریم نے ہر ایک قسم کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے بچنے کیلئے بہت بڑی ہدایت فرمائی ہے اور نہایت تاکید کے ساتھ صفائی کا تقید کیا ہے

(۱) اس کی وجہ یہی ہے کہ انسان حفظ صحت کے اسباب کی رعایت رکھ کر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے محفوظ رکھے گویا پہلا اور ضروری امر جو حفظ ما تقدم کے طرز پر ہمارے زیر عمل آنا چاہئے وہ ہر قسم کی صفائی ہے چنانچہ قرآن کریم حکم دیتا ہے **وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ** یعنی ہر ایک قسم کی پلیدی سے دور رہو اس سے قرآنی احکام - غسل - وضو - اور طہارت کے دیگر مسائل مسواک - خوشبو لگانا وغیرہ کی حقیقت خوب سمجھ میں آسکتی ہے -

پس مناسب ہے کہ ہر قسم کی پلیدی اور گندگی سے پرہیز ہو - مکان صاف ہو - بستر صاف ہو - کسی قسم کی گندگی مکان میں رہنے نہ پاوے -

(۲) کھانے پینے میں احتیاط شرط ہے - خدا تعالے نے صاف فرمایا ہے **کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا** یعنی کھاؤ پیو بے شک کیونکہ قیام زندگی کے لئے کھانا پینا ضروری شئے ہے مگر کھانے پینے میں بیجا طور پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرو اسراف بیمحل خرچ کرنے کا نام ہے اس لئے ایسی چیزیں کھاؤ پیو جو موسم کے لحاظ سے اصول طب کے لحاظ سے مناسب ہوں - چنانچہ دوسری جگہ **کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ** لکھ کر اور بھی صراحت کر دی ہے - یعنی صاف اور ستھری چیزیں کھاؤ - طیبات کئی قسم کے ہوتے ہیں اول وہ چیزیں طیب ہیں جو شریعت کے نزدیک طیب ہیں اور دوسری وہ جو طبیب کے نزدیک اور یہی طیب کے اقسام ہیں مگر ہم یہاں صرف دو ہی کو ملحوظ رکھیں گے پس حلال صاف اور ستھری چیزیں کھاؤ - اور وہ کھاؤ جو موسم کے لحاظ سے مناسب ہیں - مثلاً آج کل سرکہ چٹنی پیاز کھانا اور ہلکی اور مقوی معدہ غذا کھانی مناسب ہے - اور ایسا ہی پانی پکا کر پینا چاہیئے - یعنی پانی کو خوب جوش دیکر اور ٹھنڈا کر کے استعمال کریں - اس طرح پر اس میں جو کیڑے سمیت رکھنے والے ہوتے ہیں ہلاک ہو جاتے ہیں یا اس میں سلفورک ایسڈ کے چند قطرے ڈالدئے جاویں - کافور کا عرق بھی مفید شئے ہے - اور آج کل کے پھل اور کچی ترکاریاں ہرگز استعمال نہ کریں - گوشت بھی کم کھایا جاوے یہ دو بڑے ضروری امر ہیں جنکی آج کل بلحاظ عام امور صحت بطریق حفظ ما تقدم رعایت رکھنی چاہیئے - اور آخر میں ایک ضروری اور سب سے ضروری امر **دعا** اور **استغفار** ہے کیونکہ ہر ایک بات اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے اور ید قدرت میں ہے -

اس لئے قرآن کریم نے جہاں ان امور کی جو انسان کی جسمانی صحت اور رعایت کے لئے ضروری ہیں صراحت کی ہے وہاں باطنی پاکیزگی اور طہارت پر بھی بڑا زور دیا ہے چنانچہ اسی آیت میں **کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا** یعنی طیب چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اعملوا صالحا کا لفظ صاف طور پر روحانی صلاحیت کیلئے ہے کیونکہ ہلاکت صرف اسباب ظاہری ہی کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ اندرونی اسباب بھی ہوتے ہیں اگر اندرونہ غلیظ اور ناپاک ہے تو خارجی طہارت پورا اثر نہیں کر سکتی چونکہ ہم کو وہ اندازہ اور مقدار معلوم نہیں جو ہمارے اندرونی ناپاکی کی وجہ سے سمیت اور ہلاکت کے درجہ پر پہونچ جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ غفلت اور لاپروائی سے زندگی بسر نہ کریں اور دعا میں لگے رہیں اور اُس کے فضل کو مانگتے رہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے نیچے آکر ہر طرح پر راحت اور سکون حاصل کر سکیں گے - اب ہم اس مضمون کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور آخر میں پھر ایک بار اپنے ناظرین کی

خدمت میں عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ طہارت ظاہری کا لحاظ رکھتے ہوئے باطنی طہارت اور پاکیزگی کا لحاظ بھی ضرور رکھیں کیونکہ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین خدا تعالےٰ کا پاک ارشاد ہے یہ دن وبا اور بیماری کے دن ہیں معلوم نہیں کس وقت کس کو موت کا پیغام آ پہونچے۔ اس لئے غفلت اور لاپروائی کو چھوڑ کر جہاں حفظ صحت کے اصولوں کی رعایت کریں وہاں استغفار اور دعا کو ہاتھ سے نہ دیں کیونکہ دعا ایک ایسی چیز ہے جو فضل الٰہی کو جذب کرلیتی ہے۔

پیر گولڑی کے مباحثہ کی حقیقت

گو یہ امر بخوبی طشت از بام ہو چکا ہے کہ پیر گولڑی نے محض بے جا حجت اور قابل تفہیم عذر کے ساتھ جلسہ تفسیر نویسی سے گریز کیا ہے لیکن عوام کو جس قدر مغالطہ دیا گیا ہے اس کے رفع کرنے کی خاطر ہمارے مکرم و معظم بھائی مفتی محمد صادق صاحب لاہوری نے ان کے لاہور آنے کی کل کارروائی کو ایک مختصر سی رپورٹ کی شکل میں مرتب کیا ہے مفتی صاحب کی یہ خدمت بہت ہی کچھ قابل وقعت ہے یہ رپورٹ لاہور کی جماعت اپنے خرچ سے چھپوا کر مفت تقسیم کرے گی۔ جو لوگ اس رپورٹ کو لینا چاہیں وہ صرف آدہ آنہ کا ٹکٹ مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدیں۔

لاہور۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی

امید ہے کہ یہ رپورٹ پیر صاحب کے لاہوری قیام کی حقیقت کو پبلک کے سامنے اصلی صورت میں پیش کرنے کا موجب ہوگی خدا قبول فرمادے

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

حضرت اقدس کی تائید میں طیار ہو گیا ہے۔ المشتہر سراج الحق نعمانی از دار الامان قادیان

حضرت اقدس علیہ السلام کی پاک باتیں

ایک جامع درس

سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۳۱ ـ ۳۱ اگست ۱۹۰۰ء

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ الآیہ

انسان اگر اللہ تعالےٰ کے لئے زندگی وقف نہیں کرتا تو وہ یاد رکھے کہ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے اس آیت سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ بعض خام خیال کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہر ایک آدمی کو جہنم میں ضرور جانا ہوگا یہ غلط ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ تھوڑے ہیں جو جہنم کی سزا سے بالکل محفوظ ہیں اور یہ تعجب کی بات نہیں خدا تعالےٰ فرماتا ہے قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ جہنم

جہنم کیا ہے کیا چیز ہے؟ ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے وعدہ دیا ہے اور دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالےٰ کے لئے نہ ہو تو جہنم ہی ہے اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لئے متولی نہیں ہوتا۔ یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہری دولت یا حکومت یا مال وعزت اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت یا اطمینان اور سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دم نقد بہشت میں ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں وہ اطمینان اور وہ تسلی اور وہ تسکین جو بہشت کے انعامات میں سے ہے۔ ان باتوں سے نہیں ملتی وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے۔ جس کے لئے انبیاء علیہم السلام خصوصاً ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی یہی وصیت تھی کہ لَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم

مسلمون۔

لذات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں استسقا کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بیجا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے۔ جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اسکو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطاں پیچاں رکھتی ہے اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشہ میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالےٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے۔ ان سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ طیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے اور اس طرح پر یہ بات کہ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ۔ منقولی رنگ ہی میں نہیں رہتا بلکہ معقولی شکل اختیار کرلیتا ہے پس یہ آگ جو انسانی دل کو جلا کر کباب کر دیتی اور ایک جلے ہوئے کوئلہ سے بھی سیاہ اور تاریک بنا دیتی ہے یہ وہی غیر اللہ کی محبت ہے

دو چیزوں کے باہم تعلق اور رگڑ سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر انسان کی محبت اور دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت کے رگڑ سے الٰہی محبت جل جاتی ہے اور دل تاریک ہو کر خدا سے دور ہو جاتا اور ہر قسم کی بیقراری کا شکار ہو جاتا ہے لیکن جب کہ دنیا کی چیزوں سے جو تعلق ہو وہ خدا میں ہو کر ایک تعلق ہو اور انکی محبت خدا کی محبت میں ہو کر ہو اُس وقت باہمی رگڑ سے غیر اللہ کی محبت جل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک روشنی اور نور بھر جاتا ہے کہ پھر خدا کی رضا اسکی رضا اور اسکی رضا خدا

کا منشا ہو جاتا ہے۔ اس حالت پر پہونچکر خدا کی محبت اس کے لئے بمنزلہ جان ہوتی ہے اور جس طرح زندگی کے واسطے لوازم زندگی ہیں اس کی زندگی کے واسطے خدا اور صرف خدا ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتی ہیں کہ اسکی خوشی اور راحت خدا ہی میں ہوتی ہے۔ پھر دنیا داروں کے نزدیک اگر اسے کوئی رنج اور کرب پہونچے تو پہونچے لیکن اصل یہی بات ہے کہ اس ہم دغم میں بھی وہ اطمینان اور سکینت سے ایسی لذت لیتا ہے جو کسی دنیا دار کی نظر کے بڑے سے بڑے فارغ البال کو بھی نصیب نہیں۔

برخلاف اس کے جو کچھ حالت انسان کی ہے وہ جہنم ہے گویا خدا تعالےٰ کے سوا زندگی بسر کرنا یہ بھی جہنم ہے۔

پھر حدیث شریف سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ تپ بھی حرارت جہنم ہی ہے۔ امراض اور مصائب جو مختلف قسم کے انسان کو لاحق حال ہوتے ہیں یہ بھی جہنم ہی کا نمونہ ہیں اور یہ اس لیے کہ تا دوسرے عالم پر گواہ ہوں۔ اور جزاء و سزا کے مسئلہ کی حقیقت پر دلیل ہوں اور کفارہ کے لغو مسئلہ کی تردید کریں۔ مثلاً جذام ہی کو دیکھو کہ اعضا گر گئے ہیں اور رقیق مادہ اعضا سے جاری ہے آواز بیٹھ گئی ہے ایک تو یہ بجائے خود جہنم ہے پھر لوگ نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں عزیز سے عزیز بیوی فرزند ماں باپ تک کنارہ کش ہو جاتے ہیں بعض اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں بعض اور خطرناک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پتھریاں ہو جاتی ہیں۔ اندر پیٹ میں رسولیاں ہو جاتی ہیں یہ ساری بلائیں اس لئے انسان پر آتی ہیں کہ وہ خدا سے دور ہو کر زندگی بسر کرتا ہے اور اس کے حضور شوخی اور گستاخی کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی باتوں کی عزت اور پرواہ نہیں کرتا ہے اس وقت ایک جہنم پیدا ہو جاتا ہے۔

اب میں پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ خدا

رجوع الی المقصد الاصلی

تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جہنم کے لئے اکثر انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جہنم انہوں نے خود ہی بنا لیا ہے انکو جنت کیطرف بلایا جاتا ہے۔ پاک دل پاکیزگی سے باتیں سنتا ہے اور ناپاک خیال انسان اپنی کورانہ عقل پر عمل کر لیتا ہے۔ پس آخرت کا جہنم یہی ہوگا اور دنیا کے جہنم سے بھی مخلصی اور رہائی نہ ہوگی کیونکہ دنیا کا جہنم تو اس جہنم کے لئے بطور دلیل اور ثبوت کے ہے۔

باقی آئندہ

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

لوگوں نے مسلمانوں کے کسل کے اسباب پر بڑی بڑی بحثیں کی ہیں میں نے بھی اپنی جگہ اس مضمون پر بہت غور کی ہے اور بڑے غور و فکر کے بعد جو اسباب مسلمانوں کی سستی کے مجھے معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں

اول

علماء اور مشائخ جو گویا دینی امام اور رہبر تھے اعمال میں سست ہیں اور وہ قرآنی احکام کے موافق نمونہ نہیں ان کے بد نمونہ کا برا اثر قوم پر پڑا۔

دوم

دوسرے درجہ پر جن لوگوں کا اثر قوم پر پڑتا ہے وہ امرا ہیں انکی حالت بجائے خود ناگفتہ بہ ہے۔ وہ یورپ کے فیشن کے دلدادہ اور مغربی نمائشی تہذیب کے گرویدہ ہیں انکی عملی اخلاقی۔ مجلسی حالت کا اثر جو مسلمانوں پر پڑا اس سے بھی قوم کو نقصان پہونچایا

سوم

عام اختلاف جو مسلمانوں میں پڑ رہا ہے اس نے لوگوں کو حیران اور بالکل نکما کر دیا ہے۔ امر حق پہونچنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہے۔

چہارم

ہر شخص کے دماغ میں یہ بات سما گئی ہے کہ جو کچھ اس نے سمجھا اور سوچا ہے وہی کافی ہے اس کی تحقیقات کے سامنے کسی دوسرے کی تحقیقات ہیچ اور ناقص ہے اس خیال نے قومی ترقی کی راہ میں جو استفادہ اور استفاضہ سے ہو سکتی ہے ایک بڑی روک پیدا کر دی ہے۔

پنجم

ان ساری آفتوں پر ایک یہ بڑی آفت پیدا ہوئی ہے کہ مذہب کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔

ششم

اگر کوئی ضرورت مذہب کی سمجھی بھی جاتی ہے تو عوام کے لئے اور پھر مذہب کو چند مصالح قومی کا نام دیا جاتا ہے۔

ہفتم

مذہب پر یقین تام ہی نہیں

ہشتم

اولڈ فیشن ایام جاہلیت کا نمونہ نئی روشنی سے محروم ہیں۔ ایک لیکچرار نے اپنے لیکچر میں کہا کہ تعدد ازدواج ہی اختلاف کا موجب ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ قبیح اور بد رسم ہے اور نہ سوچا کہ اس کا اثر کیا ہوگا اور کہاں ہوگا

نہم

سزا کی پروا نہیں کہتے ہیں نجات ضرور ہوگی غیر منقطع سزا نہیں ہوگی۔

دہم

مزاح و عادت میں شرارت ہے

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

شہوت کے مقابلہ میں اگر انسان عفت سے کام نہ لے تو مندرجہ ذیل گناہوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

(۱) بدنظری - ۲ - خیانۃ العین - ۳ - زنا البصر - ۴ - زنا اللسان ۵ - زنا الاذن - ۶ - زنا الاعضاء جس میں جلق - لواطت - زنا شامل ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شہوت پرست انسان جریان - ضعف قوت نفسانیہ حیوانیہ - طبعیہ کا شکار ہو جاتا ہے پھر رنج غم کم ہمتی کم حوصلگی پھر سوزاک - آتشک - موت اولاد جذام اور پھر قتل اسکے نتائج ہیں اور **جعلنا عالیھا سافلھا** کا بڑا بھاری موجب بھی ہوتا ہے -

ان ہی بدنظری کے سوشل بد نتائج نکاح بلاوکی اسراف بدنامی اولاد پر بداثر اسقاط بھی ہوتے ہیں جب یہ حال ہے تو پھر میری سنو

فلا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا۔

ایک ضروری سوال کا جواب

اکثر لوگ جو متعارف سلسلوں کی زنجیر میں پابند ہیں یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے چونکہ کسی سلسلہ اربعہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ میں سے کسی کی بیعت نہیں کی ہوئی ہے اس لیے وہ واصل باللہ اور سالک کامل نہیں ہو سکتے؟

ان کا اس قسم کا سوال کنوئیں کے مینڈک سے بڑھکر نہیں جو اپنی پانچ چھ فیٹ کی وسیع دنیا سے اور کسی دنیا کو خیال میں بھی نہیں لاتا یہی حال ان کا ہے جو ہر قسم کے کمالات اپنے ہی چند خیالی وظائف و اوراد کے اندر ختم کر بیٹھے ہیں اور ان کی بیعت کے بدوں اور کوئی طریق ختم سلوک کا نہیں ہے یہ سوال عام ہے اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سے اسکا جواب ہمارے ایک دوست نے عرصہ ہوا طلب کیا تھا عام فائدہ کے لئے ہم اسکو یہاں درج کرتے ہیں جس میں بتلایا گیا ہے کہ کس قدر بزرگ دنیا میں گذرے ہیں جو ان چار خاندانوں میں کسی اور سلسلہ میں بیعت نہیں تھے - اور انہوں نے کمال حاصل کیا اور وہ عارف باللہ ہوئے اور تمام وکمال سلوک کی راہوں کو طے کیا ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جن لوگوں نے ظاہری بیعت کسی سے نہیں کی وہ ہزاروں ہیں - ان میں سرتاج اولیا حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور خاتم الانبیاء حضرت سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم -

عام اولیا میں (۱) حضرت اویس قرنی سید التابعین اور رئیس اولیا معاصرین ہیں

(۲) عامر بن عبد اللہ بن تیمی جنکا حال طبقات کبریٰ امام شعرانی میں بصفحہ نمبر ۲۷ مندرج ہے -

(۳) مسروق بن عبد الرحیم

(۴) علقمہ بن قیس ان سب کا حال طبقات میں ہے -

بلکہ امام ابو حنیفہ امام احمد حنبل امام بخاری امام شافعی بھی ایسے ہی ہیں -

جامع اصول الاولیا مطبوعہ مصر صفحہ سطر ۳ و ۴ میں لکھا ہے کہ الشیخ السید عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں اب میں نبوۃ اور فتوۃ کے دریاؤں سے پانی پیتا ہوں کیا معنی کہ سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرتضیٰ سے فیض لیتا ہے -

اور امام ابو الحسن الشاذلی صاحب حذب البحر نے فرمایا ہے میں دس سمندروں سے پانی پیتا ہوں انہیں سے پانچ سمند آسمانی ہیں اور پانچ زمینی ہیں -

آسمانی پانچ یہ ہیں
جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل روح

زمینی پانچ یہ ہیں
ابو بکر عمر عثمان علی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

اور پھر بصفحہ نمبر ۲۴ جامع اصول الاولیا مطبوعہ مصر سطر نمبر ۲۷ میں ہے - سالک کے لئے ضرور ہے کہ اس کا کوئی مرشد ہو ظاہری مرشد ہو یا باطنی - باطنی مرشد الہام ہے اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ - اجماع امت جسکو خوب غور سمجھ سے حاصل کیا ہو

پھر صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے
کہ یا اللہ تعالے سالک کو ان سب باتوں سے بے پروا کر دیتا ہے اور محض اپنے فضل سے اپنے جذب سے بغیر مشقت کے واصل بنا دیتا ہے - والسلام

نور الدین از قادیان

ہماری قومی مجلسوں کیلئے

ہم نے بارہا اعلان کیا ہے کہ جبکہ اللہ تعالی کے فضل سے ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اور مختلف شہروں میں باقاعدہ انجمنیں اپنے دوستوں کی قائم ہو چکی ہیں تو پھر کیوں ہر شہر کی انجمن ہفتہ وار اپنے مختصر کوائف سے ہمکو اطلاع نہیں دیتی ہم چاہتے ہیں کہ ان تمام مختصر کوائف کو اخبار میں درج کر دیا کریں اسلئے ہم پھر اپنی تمام شہروں کی انجمنوں سکرٹری صاحبان کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اپنی انجمن کی ضروری روئداد ہفتہ وار اور ایک کاپی ہر اشتہار مخالف یا موافق کی جو ان کے شہر میں تقسیم ہو بشرطیکہ وہ دارالامان سے شائع نہ ہو دفتر اخبار الحکم قادیان میں ضرور بھیجدیا کریں -

ہم تاکید کرتے ہیں کہ آیندہ تساہل سے کام نہ لیا جاوے گا - لاہور - راولپنڈی - پشاور - جہلم - ملتان - ڈیرہ غازیخاں - امرتسر - کپورتھلہ - وزیر آباد - جالندھر لودہیانہ - الہ آباد - حیدر آباد دکن - منی پور کی

جماعت کی خدمت میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی سکرٹری کی درخواست

اس وقت مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا ماہوار خرچ دوسو روپیہ ہے۔ اور بہت جلد اس سے بھی زیادہ ہوتا نظر آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے بھائی ایسے ہیں جنہیں مخصوصاً اسطرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ شاید ان کی فکر اور رویت نے اسکو زیادہ گرانقدر اور اہم نہیں سمجھا۔ اگر کوئی یہاں حضرت اقدس عم کی صحبت میں چند روز بسر کرے تو جسطرح اسکو یقین ہوگا کہ اس اور اس امر کی طرف حضرت اقدس ع کی خاص توجہ معطوف ہے اسے معاً یہ بھی یقین ہو جاوے گا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو حضرت اقدس بہت ضروری اور اپنی غرض اور بعثت کی مہمات میں سے سمجھتے ہیں۔

جہاں تک میں غور کرتا ہوں اسوقت تک اسکی بقا محض حضرت اقدس کی دعاؤں پر منحصر رہی ہے ورنہ ہمارے بھائیوں کی غفلت نے اسکو ضعف پہونچانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ہر مہینہ میں ہمیں دل دوز فکر لگتی ہے کہ استادوں کی تنخواہ کہاں سے بہم پہونچائیں۔ حضرت اقدس آجکل بہت بڑے کاموں میں مصروف ہیں۔ آپ کا ایک ایک لمحہ ایک عظیم الشان پہاڑ کے پاش پاش کرنے میں مصروف ہو ایسے وقت میں انکی اوقات گرامی میں تشویش ڈالنا ایک عادت خادم کو سخت گران معلوم ہوتا ہے باایں ہمہ سکول کی حالت نے کئی دفعہ مجھے اور برادر مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو مضطر کردیا ہے کہ ہم حضرت کی اوقات گرامی میں خلل انداز ہوں اور مدرسہ کی زار حالت کا نقشہ انکی خدمت میں پیش کریں۔ حضرت اقدس نے آخر ایک تدبیر سوچی ہے جسکی نسبت عنقریب اشتہار دیں گے اور نیز حضرت کی دعا سے ایک اور تجویز پیدا ہوگئی ہے یعنی خان محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے مدرسہ کو ایک ہزار روپیہ سالانہ دینا کیا ہے جسکے کچھ اوپر اسی روپے ماہوار ہوتے ہیں مگر نواب صاحب نے یہ سوچکر کہ مدرسہ کی اخراجات کے لئے یہ رقم بہت ناکافی ہے اپنی نکتہ رس تیز فہم طبیعت سے کمیٹی کو یہ مدد دی کہ ٹرسٹیوں کے مقرر کرنے کی تجویز نکالی۔ یعنی جو شخص ۵ روپیہ ماہوار چندہ دے وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کا ٹرسٹی قرار دیا جاوے اگرچہ اس سے پہلے بھی چند دوست ایسے ہیں جو پانچروپیہ ماہوار یا اس سے بھی زیادہ چندہ دیتے ہیں جیسے شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر پشاور اور حضرت مولوی نور الدین صاحب دس روپے ماہوار دیتے ہیں اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پانچ روپیہ ماہوار دیتے مگر یہ تعداد یہیں تک محدود ہے۔ کمیٹی نے حسن ظن اور وثوق کی بنا پر بعض مخلص دوستوں کے نام انتخاب کئے ہیں جنسے چاہا ہے کہ وہ ازراہ کرم ٹرسٹی بننا منظور کریں۔ مگر وہ تعداد بھی ناکافی ہے کمیٹی کو امید ہے کہ بہت سے احباب جلد از جلد خوشی سے ٹرسٹی بننے کے لئے درخواستیں بھیجیں گے۔ اور حضرت اقدس کے منشا کو پورا کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کریں گے۔

اسوقت بھائیوں کو توجہ دلانے اور تحریک عام کی غرض سے یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم مدرسہ کی اور بھی ضرورتوں کو بیان کردیں جنکے انصرام کے لئے ہمیں جانکاہ فکر لگی ہوئی ہے۔ مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارت بالکل ناکافی ہے اور مدرسہ کے مقصد کو ہرگز پورا نہیں کرتی۔ انکی توسیع کی ازبس ضرورت ہے۔ خصوصاً بورڈنگ کی توسیع بہت جلد اور سب سے زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ مدرسہ کی ترقی بیرونی طلبا کے اجتماع پر موقوف ہے اور با سامان اور موزوں بورڈنگ ہی ایک ایسی جگہ ہے جو انکو اکٹھا کرسکتی ہے۔ سو ہماری بے سامانی کا یہ حال ہے کہ عجالۃً ہم نے ایک کچا بورڈنگ قریباً بارہ سو روپیہ کے خرچ سے طیار کیا تھا جسے برسات کی غیر مترقب بارشوں نے خصوصاً سخت صدمہ پہونچایا ہے اور اب بہت سا حصہ از سر نو بنانے اور بعض حصہ ترمیم کے قابل ہو گیا ہے قادیان میں کوئی ایسا مکان بھی نہیں ملتا جسکو کرایہ پر لیکر بورڈنگ قرار دیا جاسکے علاوہ بریں مدرسہ میں مدرسہ کی تعلیمی ضروریات کے متعلق بھی ہنوز کوئی سامان نہیں ہے۔ نیز کمیٹی نے بہت سے مسکین طالب علموں کا خرچ اپنے ذمہ لے رکھا ہے جنکے لئے بھی اسے اپنے بھائیوں کی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ غرضیکہ یہ زار نالے قوم کی خدمت میں عرض کرکے التماس کیا جاتا ہے کہ ہر ایک بھائی اللہ تعالیٰ کے لئے اسکے مسیح کے لئے اور قوم کے لئے مدرسہ کی تائید کی فکر کرے اور مستقل فنڈ کے بہم پہونچانے کے لئے اپنی اپنی جگہ میں ایک عام تحریک کرے جو بھائی ٹرسٹی بننے کا مقدور رکھتا ہے وہ بلا تذبذب ٹرسٹی بنے اور جو یکمشت ایک کافی رقم بھی پیشکش کر سکتا ہو وہ اس سے بھی دریغ نہ کرے غرض ہر ایک اپنی اپنی استعداد کے موافق جوانمردی دکھائے و باللہ التوفیق +

نوٹ۔ اس مہینہ میں تنخواہ دینے کے لئے ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے منہ

جالندھری پرچارک کی خباثت

ہنوے وقت ترک سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

ہمارا اعتقاد ہے کہ خبیث روح جو خدا کی دور اور ہلاکت کا گیرا ہوتی ہے اپنا کوئی نہ کوئی مظہر ضرور رکھتی ہے اور ایسے مظہر اپنی کرتوتوں سے شناخت ہو سکتے ہیں نیوگ جیسے حیا سوز مسئلہ کا حامی اور ایک جیتے جاگتے دیگر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل خاوند کی موجودگی میں بیوی کو سنتان اتپتی کے لئے ایک سے لے کر گیارہ غیر مردوں تک کے ساتھ بشرط ضرورت ہم بستری کی اجازت کا مجوز جالندھری پرچارک اپنے ۱۴ ستمبر والے اشاعت میں پھر بنی نوع انسان

کے حقیقی محب اور برگزیدہ

انسان کی شان میں شوخیاں کرتا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ پرچارک کی بدزبانی اور دریدہ دہنی کا جو ویدک تہذیب کا نمونہ ہے اسی طرز میں جواب دیں البتہ جن امور پر اس نے بحث کی ہے اس پر چند ریمارک کرنی ضروری ہیں۔

پرچارک نے نمبر اول اربعین کو پیش نظر رکھکر اعتراض کئے ہیں ہمارے ناظرین جانتے ہیں کہ حضرت اقدس نے اربعین کے نمبر اول میں یہ دعوے کیا ہے کہ "میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا پر بھیجا گیا ہوں" اس پر پرچارک کہتا ہے کہ اخلاقی سدھار کے لئے مرزا صاحب کی تحریریں پڑھ جائے ان میں مخالفوں کے لئے گندے الفاظ استعمال کئے ہیں ایمانی و اعتقادی اصلاح پر آپ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

مگر مہاتما صاحب! ہم آپ کو بتلال کراتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کیا اصلاح کی؟ آپ کو شاید حضرت مرزا صاحب کی اخلاقی ایمانی اعتقادی اصلاح کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہوگی آپ کے اعتراضوں کا جواب تو ہم ذرا ٹھہر کر دیں گے۔ مگر یہ تو بتلائے کہ یہ اصلاح کس نے کی؟ کہ آریہ سماج اور وید جو ایک خاوند والی عورت کو محض اس امر پر کہ اولاد نہیں ہوتی غیروں کے سپرد کرتے ہیں یہ عظیم الشان اخلاقی گناہ اور بےحیائی ہے۔ انسانی غیرت کا خون کرنا اور انسانی قویٰ کی بےحرمتی کرنا ہے۔ کیوں صاحب آپ کے دیانند صاحب اور آپ کو تو یا اصلاح سوجھی کہ ہاں آریہ سماج میں کثرت کے ساتھ نیوگ ہو اور سنتان اتپتی ہو۔ آپکی اس عیب کو بتلانے والا اور دنیا کو غیرت دلانے والا کیا مرزا صاحب ہی تھے یا کوئی اور؟ اخلاقی کمزوری اور غلطی کو ویدک مت نے پھیلانا چاہا۔ مگر اس اخلاقی کمزوریوں کے مصلح نے اس کے عیوب کو طشت از بام کر دیا۔ یہ امر دیگر ہے کہ آریہ سماج کو یہ طریق پسند ہے اور انکا مذہبی اعتقاد ہے اور وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتے یا چھوڑنا نہیں چاہتے ہم اس میں کوئی دخل نہیں دیتے مگر ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ اس عیب اور بد اخلاقی کمزوری کو مرزا صاحب نے کھول کر ضرور بتلا دیا چونکہ ہم آریہ سماج کو جواب دیتے ہیں دوسری قوموں کی اخلاقی اصلاحوں پر بحث نہ کریں گے۔

پھر اسے نیوگ کو مان کر پونر ناگی اور غیرت کے دیوتا صاحب! اس بودے اور بیہودہ اعتقاد کی کمزوری کس نے دنیا پر ظاہر کی کہ تناسخ ایک ایسا اداگون مسئلہ ہے جسکو مان کر کسی زمانہ میں اگر کوئی آریہ ماں بہن سے بھی بیاہ کرلے تو اس کو پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ کوئی ایسی فہرست تناسخ کے ماننے والوں کے ہاتھ میں نہیں ہے جس سے وہ شناخت کرلیں۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنے بد اعمالیوں کی وجہ سے کسی زمانہ میں کتا بن جاوے اور اس کی ماں یا بہن یا بیٹی اپنی بد عملی کی وجہ سے کتیا کے جنم میں اٹھے اور پھر ان دونو کے تعلق سے اولاد پیدا ہو جاوے تو دونو اپنے سابقہ تعلقات سے بےخبر ضرور ہیں۔ اور اس طرح پر اخلاق کا وہ ستیاناس ہوتا ہے جس کی حد نہیں۔ اب بتلائیے کہ اس اعتقادی بیہودگی کا اظہار کس نے کیا؟ اور پھر یہ کس نے بتلایا کہ تناسخ کو مان کر آریہ سماج کو خدا کو بدی کا بانی اور ظالم قرار دینا پڑیگا! اور یہ ایمانی کمزوری کس روحانی مصلح نے بتلائی کہ آریہ سماج خدا کی توہین کرنے والا فرقہ ہے جبکہ وہ یہ کہتا ہے کہ وہ خالق نہیں ہر ایک ذرہ ذرہ اپنے وجود میں قائم بالذات ہے اور خدا جوڑنے جاڑنے والی کوئی ہستی ہے چونکہ پیدا کرنے والا نہیں اس لئے مالک۔ خالق رازق کچھ بھی نہیں۔ نہ وہ دعائیں سنتا ہے نہ رحیم ہے نہ رحمان ہے کیونکہ جو کچھ دنیا میں ملتا ہے سابقہ عملوں ہی کا ذریعہ ہے۔ اب ایسی بیہودہ عقائد کی قلعی مرزا صاحب کے سوا کس نے کھولی۔؟

آپ بتلائیں تو سہی؟

یہ ایمانی کمزوریاں کس نے دور کیں کیا دیانند جی نے جنہوں نے اس پاکھنڈ کو پھیلایا ہے۔

کیا یہ وید کی تعلیم نہیں؟

کیا کسی دانشمند کے نزدیک یہ امور ما نے کے قابل ہیں؟ پھر بھی آپکو مرزا صاحب کی اخلاقی اور ایمانی اور اعتقادی کمزوریوں کی اصلاح کا اعتقاد نہ ہو تو تعجب کی بات ہے۔

اب رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو گندے الفاظ سے یاد کیا ہے مہاتما صاحب! یہ آپ کی اندرونی گندگی کا اظہار ہے حضرت مرزا صاحب کی نسبت ایسا خیال چاند پر تھوکنا اور اپنے منہ پر لینا ہے۔ مگر ذرا انصاف سے اتنا تو بتلائے۔ کہ آپکے دھرم ویر لیکھرام کی تحریروں میں جو ویدک شانتی اور متانت ہے اسکو بھی آپنے پڑھا ہے یا نہیں۔ اور کیا آپ نے اپنے پرچارک کو نہ دیکھ لیا مگر سچ ہے۔

اے ریاکار تجھے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا دکھائی دیتا ہے،

اگر آپ میں انصاف پسندی ہو تو یہ اعتراض نہ کرتے۔ اور اعتقادی اصلاح پر یہ کہنا کہ مسلمانوں نے مرزا صاحب پر کفر کا فتوی دیا ہے آپ کی دانشمندی کی دلیل ہے بھلا صاحب سناتن دھرم والے پنڈت دیانند کی نسبت کیا کہتے ہیں؟ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ انکو کن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پنڈت شونراین اگنی ہوتری نے دیانند کی لائف کو کسطرح پر دکھایا ہے؟ اور کیا آپ کو یاد ہے کہ اندرمن مراد آبادی نے اپنے اشتہاروں میں کا ٹھیا واڑ کے سیناسی کی حقیقت کو کیسے کھولا ہے؟ اور باایں ہمہ بھی کیا آپ کے نزدیک دیانند جی ہندو مت کے یا آپ کے الفاظ میں ویدک مت کی اصلاح کے لئے نہ آئے تھے؟ جس نے نیوگ تک تعلیم اور کیا کیا پھیلایا وہ تو قوم کی طرف سے مردود اور متروک ہونے کے باوجود بھی اور اپنی قابل شرم تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی مصلح ہی رہے۔ مگر مرزا صاحب جنہوں نے حقیقت میں آپ لوگوں پر احسان کر کے آپ کی اخلاقی کمزوریوں اور ایمانی اور اعتقادی غلطیوں کو بتلایا وہ محض اس لیئے کہ

نا عاقبت اندیش قوم

نے ان پر سنت اللہ کے موافق کفر کا فتوی دیا مورد اعتراض ہوئے۔ لالہ جی کچھ تو شرم چاہیئے۔

آپ نے اسی تاریخ کے پرچارک میں صفحہ ۱۰ پر تسلیم کیا ہے کہ دیانند جی کا کیسے مضحکہ اڑایا گیا اور بذریعہ اعلان دیانند پر الزام لگایا گیا کہ وہ چاہتا ہے کہ استریاں مردوں کے سامنے جا کر اور انہیں پسند کر کے بیاہ کریں اور نہ معلوم کیا کیا الزام لگائے وغیرہ وغیرہ۔ (یہ نہ معلوم والے الزام وہی نیوگ کی قباحتوں کے الزام ہوں گے اوڈیٹر) پھر جب یہ بات ہے کہ قوم مصلح کی ضرور مخالفت کرتی ہے تو مرزا صاحب کی مخالفت تو آپ ہی کی دلیل کے موافق

انکے مصلح ہونے کی دلیل ہے

ذرا غور سے سوچو۔ لالہ جی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کی بیجا مخالفت نے آپ کے دماغ کو تاریک کر دیا ہے ورنہ یوں بے کہلائے ہوئے بے سروپا نہ لکھتے دیانند کا زمانہ تو جانے دیجئے اب آپ ہی بتلائیے کہ لالہ منشی رام کی نسبت کلچرڈ پارٹی میں کیا خیالات ہیں وہ ان پر کیا فتوی دیتے ہیں۔ مہاتما صاحب! پہلے اپنے گھر کی خبر لیں پھر دوسروں کے کفر پر خیال کریں

اس وقت تک ہم نے آپکے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے اور دوسرے نمبر میں باقی اعتراضوں کا جواب آپ کی نذر کیا جائے گا۔ انشاء اللہ ہم نے ہمیشہ آپ کی تحریروں سے اعراض کیا ہے اور اسکو ناقابل خطاب سمجھکر ردی میں ڈالا ہے۔ کیونکہ ہم گالیوں کا جواب گالیوں سے دینے میں بے شک عاجز ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ نے ہماری خاموشی کو اپنی شوخی کے بڑھانے کا ذریعہ سمجھا اس لئے ہم کو ضرور ہوا کہ آپ کی کسی قدر خدمت ضرورگی جاوے۔

آپ کی انصاف پسندی کا مقتضا تو یہ ہے کہ اس مضمون کو آپ ستیارتھ گتی کے عنوان کے نیچے پرچارک میں چھاپ دیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

ٹرسٹیوں کے نام

سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا صاحب	مدراس
سیٹھ دالجی لالجی صاحب	"
سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ	حیدر آباد دکن
میر مردان علی صاحب	"
ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	جہلم
منشی تاج الدین صاحب	لاہور
ڈاکٹر سید رحمت علی صاحب	افریقہ
بابو عبدالرحمن صاحب	"
میاں نبی بخش صاحب	"
شیخ محمد جان صاحب	وزیر آباد
میاں اللہ دتا صاحب	سیالکوٹ
شیخ عطا محمد صاحب وارث سینڈیمان بلوچستان	
خواجہ جمال الدین صاحب بی۔ اے سرینگر کشمیر	
مرزا افضل بیگ صاحب مختار	بٹالہ
شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے	ملتان
مولوی عزیز بخش صاحب بی اے	ڈیرہ غازیخان
خلیفہ نورالدین صاحب	جموں
ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب	پٹیالہ
حکیم فضل الدین صاحب	قادیان

سیرت مسیح موعود قیمت ۸/ بلا محصول ڈاک دفتر الحکم سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ ۱ور خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کونسی معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ سی۔ ایم۔ سانگی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس سرمہ کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی کا بعمر ۴ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑنے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کی فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اُسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے تاریخ ۹ ستمبر میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجب ۱۳۱۱ (۲۴
مرکز ڈاکو
مانند فتح الدین
Jeus

رجسٹرڈ ایل ۲۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۴ دار الامان قادیان ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء جلد ۵

چٹھی

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اپنی معمولی ڈاک میں جناب میر حامد شاہ صاحب کو سیالکوٹ لکھی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ برادر شیخ مولا بخش کے فرزند اور بیوی کی عافیت سے کس قدر خوشی ہوئی کہ بار بار رکوع سجود اور قیام میں باری تعالے کا شکر ادا کیا جس نے ہماری اضطراری دعاؤں کو سُنکر مجیب المضطر ہونے کا ثبوت دیا آج رات میں بے خوابی کے سبب سے بہت بیتاب رہا صبح اُٹھا تو اندر اندر سرور اور ایک کیفیت محسوس کرتا تھا آخر کریدنے سے معلوم ہوا کہ اس خوشخبری کی خوشی ہے جو اندر سرایت کر گئی ہے اور بے اختیار دل کو مسرور کر رہی ہے خدا تعالے کا شکر ہے جس نے ہمارے عزیز بھائی کو ابتلا سے بچالیا۔ میر صاحب ابتلا ایک میدان ہے مرد آزما بڑے بڑے مردان کاری جو آسایش کے وقت دعووں میں گردن کی رگیں پھلاتے ہیں اسمیں پاؤں رکھتے ہی پھسل جاتے ہیں آہ با فدائے کسی کہ در شدہ در حماد عمر و بیمار آں جان جاں در سازد و در ہر حال نرد سازگاری با آں یار بیازد۔ حقیقت میں اپنی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ابتلاؤں کے آئینہ میں مُنہ دیکھنے کے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ اسلام کی اصل غایت یہی ہے کہ خدا تعالے کی قضا و قدر سے صلح کی جاوے۔ الوہیت کا جوڑ عبودیت سے کبھی ہو سکتا ہی نہیں جب تک یہ آشتی درمیان نہو۔ اس صلح کا پورا نمونہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنی مکی اور مدنی زندگی دونو میں یکساں الحمد للہ کہکر کھلا کھلا ثبوت دیا ہے کہ آپ کو اپنے رب کریم کی قضا و قدر سے کسقدر صلح ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں ایسی صلح کی نظیر نہیں ملے گی جو کتاب اللہ میں الحمد للہ کے توسط سے ظاہر کی گئی ہے بلکہ سات نمازوں میں ہر رکعت کا افتتاح الحمد للہ سے کرنا بتاتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

آسمان کے حوادث اور نوازل کو بہ نیت ازدوست پیوستہ نیکوست کے رنگ میں دیکھا ہے۔ کی زندگی جو تلخ ترین مصائب سے لبریز ہے اور پھر ہری رہتی جو نوں امادت کامیابیوں اور نصرتوں کا عجائب خانہ ہے دونوں زندگیاں اسی ایک جام سے سرشار ہو کر صاف دکھاتی ہیں کہ نہ مصیبتوں نے آپ کے دل پر کوئی برا اثر ڈالا اور نہ کامیابی اور فتح کی شادمانی نے آپ کو از خود رفتہ کیا۔ ہر حال میں ایک ہی آواز الحمد للہ ہے جو آپ کے اندر سے نکلتی ہے اللہ اللہ کس قدر معرفت رب جلیل کی اور اس کی صفات کی آپ کو ہے جو اس عالم میں اپنا کام کر رہی ہیں اسقدر مسالمت اور مصالحت خدا میں بالکل پیوست ہو جانے کے سوا ممکن ہی نہیں۔

رات دن میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک نماز آ جاتی ہے ان وقتوں میں ممکن ہے کہ نمازی کسی حادثہ کا آماج گاہ بنا ہو ممکن ہے اسکا کھونا بیٹا مر گیا ہو جس کے آیندہ کی نشو و نما پر اس کی جان پرور امیدیں منحصر تھیں ممکن ہے اس کے سارے اندوختہ کو چور لے گئے ہوں غرض سخت حادثہ واقع ہو جو جہان کو اس کی آنکھوں میں تیرہ و تار کر دے مگر نماز میں کھڑے ہوتے ہی پہلا کلمہ جو اس کے منہ سے نکلے گا الحمد للہ ہوگا یعنی ہر حال میں اللہ تعالے حمد کا حقدار ہے اسلئے کہ وہ رب العلمین الرحمن الرحیم اور مالک یوم الدین ہے یہ تعلیم جو اسلام کی ابتدائی تعلیم ہے اور جو درحقیقت کل سالکان راہ حق کی آخری اور انتہائی معراج ہے یہ تعلیم تمام اخلاق فاضلہ کی جامع ہے اسی مقام پر پہونچکر انسان ابنیاء کا نمونہ اور انکا اوتار بنتا ہے۔

ایک مصیبت زدہ شخص جو ابھی کسی تازہ رنج میں مبتلا ہوا ہے اور نماز میں کھڑا ہوا ہے اور اسے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کہنا پڑا ہے اور اس کی زبان اس کے دل سے گواہی نہیں دیتی تو سخت افسوس اس کے لئے شرمندگی کا مقام ہے بلکہ ہو سکتا ہے بلکہ نہایت قریب ہے کہ وہ منافقوں میں لکھا جاوے دل تو اس کا آسمان و زمین کے حکیم و مدبر کو ظالم کہہ رہا ہے کہ اس کی تقدیر کی تیز تلوار نے اس کے پارہ جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اسکی فضا سے مبرم کی آتشین برق نے اس کے خرمن کو جلا کر راکھ کر ڈالا اور زبان خوش آوازی سے پڑھ رہی ہے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم غرض یہ پاک تعلیم جو اسلام کی یگانہ خصوصیت اور مابہ ناز تعلیم ہر درسے ٹھیرتی ہی نہیں جب تک نمازی کو سچا اور پکا رنگ مومن نہ بنا دے اس دارالکدورت میں ہر شخص کو راحت اور طمانینت کی تلاش ہے کسی نے اس تلاش میں کسی چیز سے پنجہ مارا ہے کسی نے کسی شئے سے بڑی بڑے فلاسفروں نے اسپر خامہ فرسائی کی ہے اور وہ باتیں زور طبع سے بنائی ہیں جنپر عمل کرنے سے خوشحالی ہو سکتی ہے مگر عبث اور بے سود۔ بہتیرے ان راندہ لوگوں میں ایسے ہوئے ہیں جو بڑی تلخ کامی کے ساتھ اس دنیا سے اٹھے۔ بعضوں نے خودکشی کا کڑوا پیالہ پیا اور بہتوں کی زندگی کے مختلف لمحے اضطراب اور جزع فزع سے معمور نظر آتے ہیں۔

حقیقت میں ایک ہی چیز ہے اور صرف ایک ہی چیز ہے جو زندگی کے کٹھن مرحلوں میں پوری استقامت اور سکینت اور طمانینت بخش سکتی ہے وہ ہے خدا تعالے اور اسکی صفات پر کامل اور لذیذ ایمان اور اسی ایمان عرفان انگیز کا عملی اظہار ہے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین

قرآن کریم کی اس آیت سے واخر دعوىهم ان الحمد لله رب العلمين سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت میں یعنی جب سارے مرور کے عالم میں جا کر سارے کدورتیں اور حجاب ساقط اور ختم ہو جائیں گی اور سبھی راستوں کے خوشنما چہرے بے حجاب نظر آ جائیں گے بہشتی جوش سے آخری آواز یہ نکالیں گے کہ الحمد للہ رب العلمین چونکہ اس دنیا میں اشتباہ اور التباس کے سبب سے مجازی اور بے حقیقت چیزیں بھی محمود بنکر خدا تعالے کے یگانہ استحقاق حمد میں شریک ٹھیرائی جاتی ہیں اور ربوبیت۔ رحمانیت رحیمیت کا بہت تھوڑا ذخیرہ جو ابتلا کے رنگ میں انکو مرحمت کیا گیا ہے ایک کوتاہ نظر کو اسطرف مائل کر دیتا ہے کہ نظام عالم میں ان آلات و ادوات کو بھی کچھ دخل ہے اس لئے ہر شخص کو اس غبار آمیز جہان میں ایسی صاف آنکھ نہیں مل سکتی جو ان سارے کثیف اور تہ بتہ حجابوں کو چیر کر اس غیب الغیب لاشریک ہستی کو یگانہ بازیگر دیکھ لے مگر اس عالم میں جب کہ لمن الملك اليوم لله الواحد القهار کی اغیار کو جلا دینے والی بجلی اپنی تجلی دکھائے گی اور مطلع شرکا کے گرد و غبار سے صاف نظر آ جائے گا تب ساری حمدوں کا حقیقی سزاوار آشکارا طور پر وہ واحد حقیقی نظر آ جائے گا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بالغ نظری اس سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے اس دار الکدورۃ اور پر حجاب عالم میں باری تعالی عز اسمہ کی وہ ساری حمدیں کی ہیں جو لا انتہا منازل کے طے کرنے اور چشم معرفت کے وا ہونے کے بعد بہشتیوں کی زبان

سے تعلیم کی اللھم صل علی محمد وسلم و بارک

غرض یہ پاک تعلیم مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے یہ تعلیم جو دعا کے رنگ میں سکھائی گئی ہے نہ انجیل میں ہے اور نہ کسی اور کتاب میں ہے مردہ پرست یا مردار پرست نصرانیوں نے بے فائدہ کوشش کی ہے کہ اس لا یعنی اور بیہودہ دعا کو جو انجیل میں روز کی روٹی مانگنے کی دعا ہے اس کے مقابل لاویں اگر وہ اس نکتہ معرفت تک پہونچ جاتے جو اس دعا میں ہے تو اس مقابلہ میں اپنی ذلت اور شرمساری کے آپ ہی گواہ ٹھیر لیتے۔

افسوس ان پر جو نماز کی عادت نہیں رکھتے جن میں ایسی دعا کی روزانہ مشق ہے جو اس جہان میں بھی خوشحالی حاصل کرنے کا یگانہ وسیلہ ہے اور پھر افسوس ان پر جو رسمی نماز میں برسوں سے مصروف ہیں مگر ہنوز اس دعا کی حقیقت تک نہیں پہونچے کہ وہ ہر روز باری تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہو کر منہ سے کیا کہہ رہے ہیں جس سے ان کے دلوں کو ذرا بھی اتفاق نہیں وہ کبھی پروا نہیں کرتے کہ نفاق کا زنگ ان کے دل کے سارے سطح پر محیط ہو گیا ہے اور قریب ہے کہ مسلول کے شش کی طرح دل ایک دفعہ ہی گل سڑ کر فنا ہو جاوے۔ اس دعا کے وسیلہ مسلمان زمین پر اسی طرح بسر کر سکتے ہیں جس طرح فرشتے آسمان پر۔ یہی دعا ہے جس سے زمین پر صلح کاری اور طہارت اور سچی راستبازی پھیل سکتی ہے۔ یہی دعا ہے جس کی پاک تاثیر سے شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پانی پی سکتے ہیں اور بالآخر یہی دعا ہے جو خدا تعالیٰ کے دربار میں سرفراز ہونے کے قابل بنا سکتی ہے

مبارک ان مصلیوں کو جنہوں نے اس دعا کے گر کو سمجھا۔

میری طرف سے آپ شیخ صاحب کو مبارکباد دیں اور تاکید کریں کہ بہت سا وقت استغفار اور لا حول پڑھنے میں بسر کریں لا حول تسلیم توکل اور رضا بقضا کے اظہار اور حصول کا کامل نسخہ اور ذریعہ ہے ہمارے سردار عمر فاروق صلوات اللہ علیہ جہاں اپنے فوجی افسروں کو اور حکام اور وزراء میں بھیجا کرتے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کرتے کہ اکثروا من قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ طبری کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کارزار کے مختلف اور خطرناک موقعوں میں افواج اسلامی نے اس نسخہ کو بہت مفید پایا۔

بے جا ہنسی اور فضول باتیں جو ابنائے دنیا کے نزدیک آج محفلوں کی زیب و زینت اور زندہ دلی یا مردہ دلی کا ثبوت ہیں یک قلم ترک کر دیں شیخ صاحب خصوصاً اور ہمارے کل سب دوست عموماً اس طرف ہمت کو مصروف کریں کہ اس دعا شبت کے وقتوں میں خدا تعالیٰ کے خوف و خشیت کی وہ گدگدی دلوں میں محسوس ہو جو ان ایام میں مہینہ کے محسوس ہو رہی ہے جب گستاخی اور خیرگی دلوں کی حد سے بڑھ جاتی ہے اور دل ہنسی اور استہزا سے بالب ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے خوف کی کپکپی اٹھ جاتی ہے تب غیرۃ الٰہیہ اشتعال میں آتی اور الوہیت اپنی ہستی یوں منوا لیتی ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ سیالکوٹ کے بازاروں کی ان دکانوں پر جہاں خدا ناترس بیباک آدھی آدھی رات تک مجمع لگا کر بیٹھتے اور ناپاک یا فضول باتیں کرتے تھے آج ان تلاشوں سے ایک متنفس بھی نظر نہیں آتا۔ کاش ان کے ایام میں بھی یہی خوف دلوں میں جاگزین رہتے۔

یاد رکھو یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون قدرت ہے کہ امن میں ڈرنے والوں اور عین عافیت اور راحت میں خشوع و خضوع کرنے والوں کو پیار کرتا اور ان کی جان و مال کی بہت پروا کرتا ہے ورنہ جب قضا و قدر نازل ہو جاوے تو پھر ہزار دعائیں کرو وہ اپنا کام کر ہی کے رہتی ہے

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو دعا مانگنے کی اٹکل سکھا دے اور اس کی لذت سے ان کے دلوں کو مسرور کرے ان کے دلوں میں وہ خوف و خشیت ہو کہ آسمان گواہی دے اٹھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خدام زمین کے فرشتے اور نور ہیں

والسلام

معلومات

شٹل ٹرین۔ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے سفر کے واسطے جو خاص گاڑی طیار رہتی ہے اس میں پلنگ کے قریب ایک دستہ لگا ہوا ہے جس کو ذرا سا گھمانے سے تمام ٹرین ٹھیر جاتی ہے

قیمتی کلاک۔ نمایش پیرس میں سفید سنگ مرمر کی ایک کلاک بھیجی گئی ہے جس کی قیمت آٹھ لاکھ روپیہ مالک کو ملتی تھی مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا ہے

ڈاکٹر کی فیس۔ چین میں ڈاکٹر کی فیس ۱ سے لے کر ۱۲ تک مقرر کی گئی ہے۔

عجیب نام نیو ساؤتھ ویلز میں ایک ریلوے اسٹیشن کا نام "تھوڑی دیر ٹھیرو" تھا کمپنی نے اس نام کے تبدیل کرنے کے واسطے ہر چند کوشش کی مگر عام رائے کی مخالفت کی وجہ سے ناکام رہی۔ (رفیق ہند)

حضرت اقدس کی پاک باتیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نااہل پلید لوگ سچی اور حق و حکمت کی بات سُن ہی نہیں سکتے اور جب کبھی کوئی بات معرفت اور حکمت کی اُن کے سامنے پیش کی جاوے تو وہ اُسپر توجہ نہیں کرتے بلکہ لاپرداہی سے ٹال دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ جو حق کہیں وہ بہی تہوڑے ہیں محض اللہ تعالے کے لئے کسی کو حق کہنے والے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے گویا ہے ہی نہیں۔ علی العموم واعظ وعظ کہتے ہیں لیکن ان کی اصل غرض اور مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں سے کچھ وصول کریں اور دنیا کمادیں۔ یہ غرض جب اس کی باتوں کے ساتھ ملتی ہے تو حقانیت اور للہیت کو اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے اور وہ لذت اور معرفت کی خوشبو جو کلام الٰہی کے سُننے سے دل و دماغ میں پہونچتی اور روح کو معطر کردیتی ہے وہ خود غرضی اور دنیا پرستی کے تعفن میں دبکر رہ جاتی ہے۔ اور یہی مجلس وعظ میں اکثر لوگ کہہ اُٹھتے ہیں میاں یہ ساری باتیں ٹکڑا کمانے کی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اکثر لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ذریعہ معاش قرار دیا ہے لیکن ہر ایک ایسا نہیں ہے ایسے پاک دل انسان بہی ہوتے ہیں جو صرف اس لیے کہ خدا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں لوگوں تک پہونچاتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے وہ مامور ہیں اور اُسکو فرض سمجھتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح پر اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کریں۔ وعظ کا منصب ایک اعلیٰ درجہ کا منصب ہے اور وہ گویا شان نبوت اپنے اندر رکہتا ہے بشرطیکہ خدا ترسی کو کام میں لایا جاوے

وعظ کہنے والا اپنے اندر خاص قسم کی اصلاح کا موقع پالیتا ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم از کم اپنے عمل سے بہی اُن باتوں کو کرکے دکہا دے جو وہ کہتا ہے

بہرحال اگر ایک آدمی اپنی ہی غرض و منشا کے لئے کوئی بہلی بات کہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس سے اس لئے اعراض کیا جاوے کہ وہ اپنے کسی ذاتی غرض کی بنا پر کہہ رہا ہے۔ وہ بات جو کہتا ہے وہ تو بجائے خود ایک عمدہ بات ہے نیکدل انسان کو لازم ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے جو وہ کہہ رہا ہے یہ ضروری نہیں کہ اُن اغراض و مقاصد پر بحث کرتا رہے جنکو ملحوظ رکہکر واعظ کہہ رہا ہے سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

یہ بالکل سچی بات ہے کہ قول کیطرف دیکھو۔ قائل کیطرف مت خیال کرو۔ اسطرح پر انسان سچائی کے لینے سے محروم رہ سکتا ہے اور اندر ہی اندر ایک عجب و نخوت کا بیج پرورش پاجاتا ہے۔ کیونکہ یہ اگر صرف سچائی اور صداقت کا طالب ہے تو پہر دوسروں کی عیب شماری سے اس کو کیا غرض۔

واعظ اپنے لئے کوئی اکیا بہت نکال لے مگر تم کو اس سے کیا غرض تمہارا مقصود اصلی تو طلب حق ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ بموقع بے محل بے ربط بات شروع کردیتے ہیں اور پند و نصیحت کرتے وقت امور مقتضائے وقت کا ذکر نہیں کرتے۔ اور نہ اُن امراض کا لحاظ رکہتے ہیں جنمیں مخاطب مبتلا ہوتے ہیں بلکہ اپنے سوال کو ہی مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز بیان کو اگر غور سے دیکہتے تو اُن کو وعظ کہنے کا بہی ڈھنگ آجاتا۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہے اور پوچہتا ہے کہ سب سے بہتر نیکی کونسی ہے آپ اُسکو جواب دیتے ہیں کہ سخاوت دوسرا آکر یہی سوال کرتا ہے تو اُس کو جواب ملتا ہے ماں باپ کی خدمت تیسرا آتا ہے اُسکو جواب کچھ اور ملتا ہے سوال ایک ہی ہوتا ہے جواب مختلف۔ اکثر لوگوں نے یہاں پہونچکر ٹہوکر کہائی ہے اور عیسائیوں نے بہی ایسی حدیثوں پر بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں مگر احمقوں نے رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مفید اور مبارک طرز جواب پر غور نہیں کی۔

اس میں سِر یہی تہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جس قسم کا مریض آتا تہا۔ اُس کے حسب حال نسخہ شفا بتلادیتے تہے جس میں مثلاً بخل کی عادت تہی اُس کے لئے بہترین نیکی یہی ہوسکتی تہی کہ اس کو ترک کرے جو ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا تہا بلکہ اُن سے سختی کے ساتھ پیش آتا تہا اسکو اسی قسم کی تعلیم کی ضرورت تہی کہ وہ ماں باپ کی خدمت کرے۔

طبیب کے لئے جیسا ضروری ہے کہ تشخیص عمدہ طور پر کرے اسی طرح پر واعظ کے منصب کا یہ فرض ہے کہ وعظ و پند سے پہلے اُن لوگوں کے امراض کو مدنظر رکہے جنمیں وہ مبتلا ہیں۔

مگر

مشکل تو یہی ہے کہ یہ فراست اور یہ معرفت حقانی واعظ کے سوا دوسرے کو ملتی ہی کم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں باوجودیکہ سیکڑوں ہزاروں واعظ پہرتے ہیں لیکن عملی حالت ملک کی دن بدن پستی کیطرف جارہی ہے ہر قسم کی اعتقادی ایمانی اخلاقی غلطیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کرتی جاتی ہیں۔

یہ اس لئے کہ وہ مغفول ہیں حقانیت نہیں رجوع نہیں۔ یہ سب کچھ ہے مگر میں اس وقت اپنے دوستوں کو پھر یہی بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے انکے دلوں میں طلب حق کی پیاس کو محسوس کیا ہے وہ راستی اور صداقت کے لینے میں مضائقہ نہ کریں۔ گو واعظ مختلف رنگوں اور پیرایوں میں اپنا سوال ہی پیش کرے مگر تم کو نہیں چاہیئے کہ صرف اس اکو جہ سے اصل حکمت کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ جو ان کے سوال کو سنکر ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ بھی تو غلطی پر ہے۔ کیا کسی لعل اور گوہر نایاب کو محض اس لئے پھینک دیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی بدبودار اور میلی کچیلی ٹلی (دھجی کپڑے کی) میں بندھا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں اس کے سوا اگر واعظ سوال کرتا ہے تو کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ اور سائل خواہ گھوڑے پر ہی سوار ہو کر آیا ہے پھر بھی واجب نہیں کہ اسکو رد کیا جاوے۔ تیرے لئے یہ حکم ہے کہ تو اسکو جھڑک نہیں ہاں خدا نے اسکو بھی حکم دیا ہے کہ وہ سوال نہ کرے وہ اپنی خلاف ورزی کی خود سزا پا لے گا لیکن تمہیں یہ مناسب نہیں کہ تم خدا تعالےٰ کے ایک واجب العزت حکم کی نافرمانی کرو غرض اسکو کچھ دیدینا چاہیئے۔ اگر پاس ہو اور اگر پاس کچھ نہیں تو نرم الفاظ سے اسکو سمجھا دو۔

باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ

سیرۃ مسیح موعود

۸ ر بلا محصول ڈاک مینجر الحکم سے طلب کرو۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں چرانے پر بعض نادان اعتراض کرتے ہیں وہ اس سر الٰہی سے ناواقف ہیں جو بکریاں چرانے میں رکھا گیا ہے یاد رکھو بکریاں چرانے والا بڑا محتاط اور ہوشیار ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ ذرا سی غفلت بھی کرے تو تو اسکی بکریوں کو درندوں سے نقصان پہونچے۔

پھر بکریاں چرانے والے کو درندوں کے مقابلہ کے واسطے ایک بڑا لٹھہ ہاتھ میں رکھنا ضروری ہے اسی لٹھہ کے ساتھ وہ درندوں کا مقابلہ کرتا ہے اور اسی کے ساتھ بکریوں کو مارتا ہے مگر وہ دونو حالتوں میں ایک صریح امتیاز رکھتا ہے۔ اس طرح پر اسکو حلم اور غضب کو فی محلہ خرچ کرنے کی تعلیم دیجاتی ہے۔

مومن جب اپنے گھر میں یا کنبے میں کوئی غلطی دیکھے۔ وہ بلا خوف لومۃ لائم ان کو ڈرا دے۔ ہر ایک قوم کا واعظ اپنی قوم کے لئے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اپنے دوست احباب۔ گھر والوں اور جن کے حالات سے تم خوب واقف ہو اور اپنے تمام رشتہ داروں کو انکی غلطیوں سے آگاہ کرو۔ اور ان کو امر بالمعروف کرو۔ اور نہی عن المنکر یہ اللہ تعالےٰ کا منشا ہے اور یہی طریق ہے حضرت ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام کا۔ اس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور شجاعت پیدا ہوتی ہے۔

اپنے اعمال کو سیدھا کرو۔ یاد رکھو کہ کوئی تمہارا علم۔ آبرو۔ دولت طاقت کام نہ آوے گی۔ مگر کام آنے والی ایک اور صرف ایک ہی چیز ہے جسکو اعمال صالحہ کہتے ہیں۔

اعمال صالحہ اپنی ہی تجویز اور خیال پر اعمال صالحہ نہیں ہو سکتے جنمیں اخلاص ہو۔ اور صواب ہو۔ کیا معنے خدا ہی کے لئے ہوں اور خدا ہی میں ہو کر ہوں یعنی اللہ تعالےٰ کے فرمودہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق ہوں۔ پس

حاسبوا قبل ان تحاسبوا

اس سے پہلے اپنا حساب کر لو جبکہ تمہارا حساب کیا جاوے اور

وازنوا قبل ان توازنوا

اس سے پیشتر کہ تم تولے جاؤ خود اپنے آپ کو تول لو۔

ہر روز سستی اور گناہوں کے دور کرنے کی کوشش کرو۔ باریک در باریک اعمال پر خوب غور کرو۔ میں سچ کہتا ہوں وہ شخص بڑے ہی گھاٹے میں ہے جس کے دو دن برابر گذرے۔

ساری خوبیاں۔ آرام اور سکھ انسان کو حاصل ہو جاتے ہیں جب کہ وہ خدا کا بن جاتا ہے بڑے بدبخت ہیں وہ لوگ جو قرآن شریف سے لذت نہیں اٹھاتے۔ یاد رکھو انسان کو تین زبانیں ضرور سیکھنی چاہئیں۔

اول مذہب کی زبان۔

دوم بادشاہ کی زبان۔

سوم ملک کی زبان۔

اور اب موجودہ حالت میں گویا عربی انگریزی۔ اردو۔ یہ زبانیں اعلیٰ درجہ کی حاصل کرو۔

قرآن کی زبان شرافت عزت بڑھانے کا موجب ہے۔ عرب پہلے کیا تھے؟ کچھ بھی نہ تھے قرآن

کے بعد تمام دنیا کے فاتح اور امام کہلائے۔

اب عرب نے قرآن چھوڑ دیا دیکھو بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔

قرآن شریف انسان کو شریف اور تاریکی انسان بنا دیتا ہے پس اگر شریف اور تاریکی انسان بننا چاہتے ہو تو قرآن کو پکڑو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ جب مجھ کوئی دُکھ آتا ہے تو مجھے تین خوشیاں ہوتی ہیں اول بڑے دُکھ سے بچنا دویم گناہوں کا کفارہ۔ سوم دنیا کی مصیبت ہے نہ دین کی۔ مگر جب مجھ کو تکلیف پہونچتی ہے تو مجھے ایک چوتھی راحت بھی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ دعاؤں کا موقع ملتا ہے اور یہ ایمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالے اس تکلیف کے بعد بہتر راحت دے گا

قرآن شریف میں دو قسم کے گروہوں کا ذکر ہوا ہے فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ اور فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ۔

پس قرآن پڑھو تو یہ ضرور سوچو کہ تم کس فریق میں ہو آدم ہو یا ابلیس نوح ہو یا قوم نوح عادی ہو یا ہود ثمودی ہو یا صالح موسی ہو یا فرعون محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو یا ابوجہل اور مشرکان مکہ۔ یہ ایک طریق ہے اپنی روحانی بیماریوں کے علاج کا اور میں نے اس طرز پر اپنا علاج کرکے فائدہ اٹھایا ہے۔

قرآن شریف پڑھو مگر دستورالعمل بنا کر۔

مومن وہ ہوتا ہے جو اپنی جان کو ظلم اور رب انی ظلمت نفسی کہہ اُٹھے۔ یاد رکھو جب تک تین قسم کے امتحان میں پاس نہ ہوے مومن کامل نہیں ہو سکتے۔

اول آدمی کے اندر کچھ نہ کچھ بیماریاں ضرور ہوتی ہیں۔ از انجملہ ظلمت العادات بہت بڑی تاریکی ہے کوئی نہ کوئی برائی یا عیب جو انسان میں ہوتا ہے جب اُسکو چھوڑنا چاہتا ہے تو پہلے اس کے تکالیف اور ظلم ضرور سہنے پڑتے ہیں۔

پھر اقتصاد کی حالت ہوتی کسی وقت نیکی کا خیال کرتا ہے اور بدی کا خیال بھی کر بیٹھتا ہے اس کے بعد آخری حالت فاغفرلی ذنوبی کی ہوتی ہے جس میں گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس اپنی بدعادتوں کو چھوڑو۔ ہر قسم کی ظلمت سے نکلنے کے لئے مجاہدہ کرو۔ اور استغفار پڑھو تا کہ گناہوں سے محفوظ ہو جاؤ۔

عذر

اس نمبر کی اشاعت بوجہ بیماری کاتب دیر ہوگئی ہے ورنہ اور کوئی باعث عدم اشاعت نہیں ہوا۔ اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ ہم اپنی طرف سے وقت پر شائع کرنے میں کبھی دیر اور تساہل نہیں کرتے۔ ایڈیٹر

رسالہ **سراج الحق** حصہ دوم

چھپکر طیار ہے جو حضرت اقدس کی تائید میں ہے قیمت ۸ر محصولڈاک ۲ر

راقم سراج الحق از دارالامان

ایڈیٹوریل

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

یہ ایک دعا ہے جو ہماری اس بیعت توبہ کا انتہا ہوتی ہے جو ہم اپنے صادق اور مقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر کرتے ہیں اور وہ سب جنھوں نے بیعت کا فضل حاصل کیا ہے اس بات سے آگاہ ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس دعا کے وہ معنی و مطلب جو ہم نے سمجھا ہے اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کریں شاید کوئی ہو جسے فائدہ پہونچ جائے۔

دعا کا مضمون ایک نازک اور دقیق مضمون ہے جس پر بحث کرنا ہمارے اس آرٹکل کا منشا نہیں۔ اسلئے اس پر گفتگو کرنے کی یہاں ضرورت نہیں اسجگہ اصلی مقصود اس دعا کی حقیقت ہے۔

قرآن کریم کی دعاؤں پر غائر نظر کرنے سے یہ پتہ لگتا ہے کہ عموما اور کثرت کے ساتھ دعاؤں کو اللہ تعالے کے صفاتی نام اور دنیا پر اپنا پرتو ڈالنے والی پہلی صفت ربّ کے تحت میں رکھا ہے بلکہ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً یعنی اپنے رب سے تضرع اور خوف کے ساتھ دعا مانگا کرو کہہ کر اس امر کی اور بھی صراحت کر دی ہے کہ دعاؤں کو ربوبیت کے ساتھ خاص تعلق ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی سب سے پہلی دعا جو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے الفاظ میں عبادت الٰہی کی حقیقت کو

جنکا اصلی مرکز ہے وہ بھی ربّ العالمین ہی کی صفت کے تحت میں ہے - اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سرچشمہ ربوبیت ہے جو فیضان الٰہی کا عام بلکہ اعم چشمہ ہے ہم مدد طلب کرتے ہیں کیونکہ بغیر خدا تعالیٰ کے فیض ربوبیت کے ظاہری یا باطنی طور پر نشوونما پانا یا کوئی پاک تبدیلی کرنا اور روحانی پیدایش سے حصہ لینا امر محال ہے -

اور ربوبیت کے منشاء میں کمال کی آخری انتہا تک پہونچانے کا مفہوم داخل ہے - اس لئے دعا کے واسطے اسی صفت کو اول مخصوص فرمایا ہے تاکہ داعی کے دل میں یہ امید پیدا ہو کہ وہ ربّ العالمین جس نے محض اپنے فضل سے ایک نابود شے کو وجود بخشا اور اسکی تربیت کے سامان بدون کسی مشقت و محنت اور طلب و دعا کے عطا فرمائے تو دعا پر تو اس سے بھی زیادہ فیضان کرے گا -

پھر ربوبیت کے مقابل دعا کے رکھنے میں ایک یہ بھی سر معلوم ہوتا ہے کہ ربوبیت اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کی خواہشمند رہتی ہے اس لئے داعی کو اس میں دعا مانگنے کا ایک طریق بتلا دیا گیا ہے کہ وہ نیستی اور نیستی ہو کر نہایت تذلل کے ساتھ آستانہ ربوبیت پر گرے - اور یہ کوئی خیالی بات بھی امر نہیں بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر بتلایا ہے قرآن کریم میں صاف طور پر لکھا ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یعنی اپنے رب سے تضرع اور خوف کے ساتھ دعا مانگا کرو - گویا قبولیت دعا کے دیگر اسباب کے علاوہ تضرع یعنی گڑگڑانا اپنی عاجزی اور کمزوری کا اظہار کرنا اور خدا تعالیٰ کے اقتدار جبروت - اور جلال کو دیکھ کر اپنے گناہوں اور شامت اعمال کو سامنے رکھکر خوف سے بھر جانا یہ لازمی امر ہیں - جسقدر داعی ان دونوں اسباب سے دور ہوگا اُسیقدر دعا قبولیت سے مہجور رہے گی - پس ربوبیت کو دعاؤں کے ساتھ مخصوص کرنے میں یہ بھی ایک سر ہمکو معلوم ہوتا ہے -

پھر ربّ کی صفت کو دعاؤں کے لئے مخصوص کرنے میں ایک سر یہ بھی معلوم دیتا ہے - کہ اس عالم اسباب میں چونکہ ہر کام اسباب سے تعلق رکھتا ہے اور خلق اسباب اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور خالقیت کی صفت ربوبیت کے تحت میں کام کرتی ہے جیساکہ اس آیۃ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جسنے تم کو پیدا کیا -

گویا دعا میں ایک طرح سے خلق اسباب ہی کی دعا ہوتی ہے - اور خلق کی صفت ربوبیت سے فیض پاتی ہے اس لئے دعاؤں کو ربوبیت کے تحت میں رکھا - یہ چند اسرار ہم کو اس میں معلوم ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے منشا اور مراد کو بہتر جانتا ہے -

اب اس کے بعد ہم دوسرے فقرہ انی ظلمت نفسی کی مختصر حقیقت بیان کرنا چاہتے ہیں اسکے معنے تو یہی ہیں کہ بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا - یاد رہے کہ قرآن کریم سے چار قسم کے ظلم کا پتہ لگتا ہے جسمیں سے تین قسم کے ظلم مذموم اور موجب ہلاکت ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو انسان کی بھلائی کیلئے ہے اور وہ ممدوح ہے - ظلم مذموم یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسیکو شریک بنانا آیات اللہ کا انکار کرنا جسمیں انبیاء علیہم السلام اور انکی نشانات دونوں شامل ہیں یا جانکے متعلق یا آبرو کے متعلق - اس دعا کو مانگتے وقت گویا انسان کو لازم ہے کہ اپنی تمام بدکاریوں کو اپنے دل میں ایسی طور سے جمع کرے کہ انکا ایک نقشہ کھینچکر سامنے آجاوے اور اپنی زندگی کی بھیانک اور خوفناک گھڑیاں مجسم ہوکر آکھڑی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی جبروت اور جلال پر نظر ہو - ان دو نظاروں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دلمیں رقت اور روح میں ایک گدازش ہوکر وہ مرتبہ حاصل ہو جاویگا جو ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ میں قبولیت دعا کیلئے ضروری ٹھہرایا گیا ہے - اسحالت میں روح پانی ہوکر بہہ نکلے گی اور ایک لذت کے ساتھ ربوبیت کے فیض سے حصہ لیگی - غرض - اس فقرہ میں یہ تعلیم ہے - پھر معاً ساتھ ہی چونکہ اصلاح چاہتا ہے یہ امر بھی ملحوظ رکھ لینا چاہئیے کہ اب میں اپنی جانکو ظلم میں ڈالا یعنی اس ظلم میں جو محمود ہے - اور محل مدح میں ہے - جسکی مختصر حقیقت یہ ہے کہ ہر نیکی کرنے کیواسطے اولاً انسان کو اپنی جان پر ایک ظلم کرنا پڑتا ہے مثلاً جو شخص نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا عادی ہے یا شراب پینے کا عادی ہے اسکو اپنی بری عادتوں کے چھوڑنے کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ کچھ تکالیف برداشت کرے ورنہ ان مذموم عادتوں سے رہائی نہیں پاسکتا - الٰہی اسدعا میں گویا یہ تعلیم بھی ساتھ ہی رکھی ہوئی ہے کہ اب نیکیوں کے کرنے کیلئے اپنی جان پر ظلم کرنا پڑیگا اور اس میدان میں پورا اترنا خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے - پھر تیسرا فقرہ واعترفت بذنبی ہے یعنی اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں یہ صاف ظاہر ہے کہ اقراری مجرم کو سزا ملتی یقینی ہوتی ہے اس سے داعی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے اقرار سے اپنی سزا کا تصور کرکے کانپ اٹھتا ہے اور خدا کے جلال سے ڈرجاتا ہے اور یوں اسکو تضرع اور ابتہال کی حالت عطا ہو جاتی ہے اسدعا کے اس حصہ میں اسحالت کے پیدا کرنیکی ایک ذریعہ کو رکھا ہے جو واعترفت بذنبی کے الفاظ سے پورا ہوا ہے - چونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جبتک کوئی شئے معروف نہ ہو اُسکے مضار و منافع سے انسان واقف نہیں ہو سکتا اسلئے اعترفت کے لفظ سے ظاہر کیا یعنی پورے شعور کے ساتھ اپنے گناہوں کو شناخت کرے - پھر چوتھا حصہ فاغفرلی ذنوبی یعنی پس تو میرے گناہ بخش چونکہ گناہوں کا اعتراف کیا ہے اور اپنے جرم کا اقرار کر لیا ہے اسلئے اب سزا سے بچنے کیواسطے یہ دعا ضروری ہوئی فاغفرلی ذنوبی - ہر کام کا ایک نتیجہ ضرور ہوتا ہے اسلئے فاغفرلی ذنوبی کی دعا میں گویا یہ مطلوب ہوگا کہ میرے گناہ بخش بری نتائج سے مجھے محفوظ رکھ اور آئندہ کیلئے گناہوں سے محفوظ رکھ - یعنی اسقدر نیکیوں کی توفیق دے کہ وہ ان گناہوں کے اثر کو زائل کردیں - چونکہ یہ مضمون معمولی حد سے بڑھ گیا ہے اسلئے پوری طور پر استغفار کی کیفیت ہم یہاں نہیں لکھ سکتے اسقدر پر کفایت کرتے ہیں سوچنے والی طبیعتیں آگے بڑھ سکتی ہیں - پھر آخری فقرہ یہ ہے فانہ لایغفر الذنوب الا انت واقعی تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں - دعا کے اس فقرہ میں الفاظ کی ترتیب میں جو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معززانگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردہ ناخنہ پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ عہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے سرموں کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام ٹانڈہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب ایم۔ بی۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۰ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں موزہ موزہ وانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتے تھے اور وہ اُن اشیا کو جو اُس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر بر جلال تیوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۸۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۸

چہ گویم باتو گرائی چاہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد | دار الامان قادیان یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء | نمبر ۳۵

ضروری باتیں

اخبار الحکم کو موقت الشیوع اور مفید پرچہ بنانے کے لئے اکثر احباب کے مشورہ سے یہ قرار پایا ہے - کہ آئندہ کے لئے اس قاعدہ پر خصوصیت کے ساتھ عمل کیا جاوے کہ بدون **وصول قیمت** کسی کے نام اخبار جاری نہ ہو اور چونکہ موجودہ حجم کافی نہیں اس لئے یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء سے بفضلہ تعالیٰ اسکا حجم سردست ۱۶ صفحہ اور اس کے بعد موقع مناسب پر ۲۰ اور پھر ۲۴ صفحہ تک بڑھا دیا جاوے - حضرت مولانا **مولوی عبدالکریم صاحب نے** ہفتہ وار مضمون عطا فرمانیکا بھی وعدہ فرمایا ہے

اس قسم کی تغیر و تبدیل سے چونکہ قیمت دینے والے احباب کی تعداد بہت ہی کم رہ جاوے گی جیسا کہ اسوقت بھی کوئی ایک ہزار روپیہ سے زاید بقایا بتلاتا ہے اور اخراجات بڑھ جاوینگے مشار الیہ احباب کے ہی مشورہ اور تحریک سے شروع سال سے اخبار الحکم کی قیمت میں بھی تبدیلی کی گئی ہے اور یہ قیمتیں ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک وصول ہونی چاہییں تاکہ آیندہ کے لئے کاغذ وغیرہ ضروری چیزوں کا اکٹھا ذخیرہ بہم پہونچایا جاوے -

شرح پیشگی قیمت اخبار الحکم بابت سنہ ۱۹۰۱ء

پچاس روپیہ سے زائد آمدنی والے احباب
عہ سالانہ
پچاس روپیے اور پچاس سے کم
مہ سالانہ

یاد رہے کہ بدون وصول قیمت ہرگز ہرگز اخبار جاری نہ ہوگا -
اس تجویز کے متعلق ایک ضروری چٹھی عنقریب ناظرین اخبار کی خدمت میں پہونچے گی -

حضرت اقدس کی پاک باتیں

گذشتہ اشاعت سے آگے

فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنون فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے اگر نیک ظن کرے تو پھر کچھ دینے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ جب پہلی ہی منزل پر خطا کی تو پھر منزل مقصود پر پہنچنا مشکل ہے بدظنی بہت بری چیز ہے انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہانتک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے۔

اپنے تائیدی نشانوں پر گفتگو

اگر بدظنی کا مرض نہ بڑھ گیا ہوتا تو بتلاؤ کہ ان مولویوں کو جنہوں نے میری تکفیر اور ایذا دہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی کونسی وجوہ کفر کی اور میری تکذیب کی نظر آئی تھی جس سے پکار پکار کر اور خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ میں مسلمان ہوں قرآن کریم کو خاتم الکتب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں۔ اور اسلام کو ایک زندہ مذہب اور حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہوں خدا تعالےٰ کی مقادیر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہوں۔ اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں اتنی ہی نمازیں پڑھتا ہوں رمضان کے پورے روزے رکھتا ہوں پھر وہ کونسی نرالی بات تھی جو انھوں نے میرے کفر کے لئے ضروری سمجھی

[؟] تے۔ وہ اپنے گندے اعمال اور زندگی کو نہیں دیکھتے۔ وہ زمین اور آسمان پر غور اور تدبر کر کے یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ان مصنوعات کا خالق ہے

لیکھرام کے نشان سے مولویوں نے کیا فائدہ اٹھایا؟ پھر آتھم کی پیشگوئی سے کیا فائدہ حاصل کیا۔ اللہ اللہ کیسی صاف نکلی بلکہ اسکو مشکوک کرنے کی سعی کی حالانکہ اس میں اگر کوئی الزام باقی ہے تو آتھم پر جسنے اپنی خاموشی اور ہمارے مطالبات کئے جواب ندینے سے اُس کی سچائی پر مہر کر دی۔ جبکہ اُس میں صریح شرط موجود تھی پھر ایک قانونی طبیعت کا آدمی بھی اس کے دو ہی معنے کرے گا ایک یہ کہ اگر شرط کی رعایت کرے تو بچ رہے ورنہ مر جاوے بھر بچ جانے کی صورت میں **مومن** کو چاہئے تھا کہ وہ اس امر کو تنقیح طلب قرار دیتا کہ آیا اس نے رعایت کی یا نہیں؟۔

یاد رکھو یہاں تو صریح اور صاف شرط موجود تھی کہ **بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے** لیکن بعض انذاری پیشگوئیاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ بظاہر اُن میں کوئی شرط نہیں ہوتی اور حقیقت میں وہ مشروط ہوتی ہیں **یونس** نبی کا قصہ صاف موجود ہے تفسیر دُر منثور میں دیکھ لو کیا لکھا ہوا ہے باوصفیکہ ایک ایسی نظیر قرآن شریف اور تمام کتب سابقہ میں موجود ہے لیکن ہمارے معاملہ میں اسی بدظنی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے ایک مقررہ قانون کی بھی پروا نہیں کرتے حالانکہ آتھم میں صریح شرط موجود ہے اور اس کا زندہ رہنا اور بچ جانا اس امر کی دلیل ہے کہ اس نے اس شرط سے فائدہ اٹھایا۔ مگر اس شرط سے فائدہ اٹھانے کی ہمارے پاس تو اس سے بھی بڑھ کر دلائل ہیں۔ جو ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے ہماری طرف سے متواتر اشتہار پر اشتہار جاری ہوئے اور اس کو دعوت کی گئی کہ تم **قسم** کھاؤ اور اگر جھوٹی قسم کی پاداش میں ایک سال کے اندر ہلاک نہ ہو جاؤ تو میں اپنے آپکو جھوٹا قرار دونگا اور اس قسم کیلئے **چار ہزار روپے** تک انعام بھی دینا چاہا۔ اور یہ بھی ثابت کر کے دکھلا دیا کہ **بائبل** سے ایسی **قسم** کا کھانا گناہ نہیں بلکہ انکار کرنا گناہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر نالش کرو۔ پادریوں نے بھی اُسکو اکسایا اور ترغیب دی کہ تم نالش کرو۔ لیکن اسقدر کوششوں پر بھی وہ میدان میں نہ آیا۔ اور اپنی خاموشی اور اسلام پر نکتہ چینی اور اس کے خلاف تحریر و لسانی اشاعت سے رک کر اس نے بتلا دیا کہ حقیقت میں پیشگوئی کے موافق اُس نے شرط سے فائدہ اٹھایا۔

پیشگوئی میں شرط کا موجود ہونا خود ایک پیشگوئی ہے۔ اگر اس نے شرط سے فائدہ نہیں اٹھانا تھا تو اسکو مشروط کرنے کے معنی ہی کیا ہوے۔

اب ایک متدین اور خدا ترس کو چاہیئے کہ سوچے کہ آیا آتھم نے رجوع الی الحق کی شرط سے فائدہ اٹھایا ہے یا نہیں اور قسم کھانا اگر خلاف شرع تھا تو کلارک اور ربیلارس وغیرہ عیسائیوں نے قسم کھائی تھی یا نہیں علاوہ ازیں ہم نے تو ثابت کر کے دکھا دیا تھا کہ فیصلہ صحیحہ کے لئے قسم کھانا عیسائی پر واجب ہے۔

غرض یہ پیشگوئی مشروط تھی وہ سراسیمہ رہا۔ شہر بشہر پھرتا رہا اگر اسکا اعتقاد تثلیث پر پورا یقین اور پھر وسا ہوتا پھر اسقدر گھبراہٹ کے کیا معنے؟ لیکن ساتھ ہی جب اُس نے اخفاء حق کیا اور ایک دنیا کو گمراہ کرنا چاہا کیونکر اظہار حق بعض ناواقفوں کی راہ میں ٹھوکر کا پتھر ہو سکتا تھا تو اللہ تعالےٰ نے اپنے صادق وعدہ کے موافق ہمارے آخری اشتہار کے ساتھ ہی

کے اندر اسکو دنیا سے اٹھا لیا۔ اور جس موت سے وہ ڈرتا اور بھاگتا پھرتا تھا اُس نے اُسکو آلیا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آتھم کے معاملہ میں لوگوں کو کیا مشکل پیش آسکتی ہے اس قدر قوی قرائن موجود ہیں اور پھر انکار!!! قرائن قویہ سے تو عدالتیں مجرم کو پھانسی دے دیتی ہیں غرض یہ آتھم کا ایک بڑا نشان تھا جو **براہین احمدیہ** میں اس نشان کیطرف صاف اور واضح لفظوں میں **الہام** درج ہو چکا ہے۔

پھر **جلسہ مذاہب** کا نشان ایک بڑا نشان ہے خواجہ کمال الدین صاحب اور بہت سے دوست اسبات کے گواہ ہیں اور وہ قسم کھا کر بتلا سکتے ہیں کہ قبل از وقت اُنکو بتلا دیا گیا تھا اور اشتہار چھاپکر شائع کر دیا گیا تھا کہ **ہمارا مضمون بالا رہا**

اور ٹھیک اسی **الہام** کے موافق یہ نشان ہزارہا انسانوں کے روبرو پورا ہوا اور اردو انگریزی اخبارات نے متفق اللفظ ہوکر اقرار کیا کہ ہمارا مضمون سب سے بڑھکر رہا۔

پھر جو **مقدمہ اقدام قتل عمد** کا قائم ہوا جس میں ڈاکٹر کلارک جیسے لوگ شامل تھے اور مولوی محمد حسین نے بھی جاکر گواہی دی اور رام بھجدت وکیل مشہور آریہ بھی پیروی مقدمہ کے لئے آیا۔ کئی سو آدمی اس امر کے گواہ موجود ہیں۔ کہ کسطرح پر قبل از وقت اس مقدمہ کی ساری کیفیت اور صورت سے اطلاع دی گئی اور آخر **بریت** کی بھی اطلاع دیدی جو اللہ تعالیٰ نے **ابرار** (بے قصور ٹھیرانا) کے الہام سے خبر دی تھی۔

یہ خدا کے غیب کی باتیں ہیں کیا انسانی طاقت میں ہے کہ اس طرح پر پیشگوئی کر سکے اور ایسی وقت میں کہ ابھی مقدمہ کا نام و نشان بھی نہیں اسکا سارا نقشہ کھینچکر دکھلا یا جاوے

پھر **لیکھرام** کا نشان ایک شمشیر برہنہ کی طرح تھا پانچسال پیشتر بذریعہ اشتہارات فریقین کیطرف سے یہ پیشگوئی شائع کی گئی۔ اور خود لیکھرام جہاں جاتا اس پیشگوئی کو سناتا۔ اس میں کوئی غلط نہ تھی۔ اور وہ صاف تھی۔ اگر وہ زندہ رہتا۔ تو بے شک قیامت برپا ہو جاتی۔ لیکن یہ بیت ہوتا اگر خدا تعالیٰ کی باتیں نہ ہوتیں بے شک پھر انجام رسوائی کے ساتھ ہوتا کیا محمد حسین چپ رہتا؟ اب بھی جب کہ یہ نشان پورا ہوگیا اور لاکھوں انسانوں نے اس پیشگوئی کی صداقت کو تسلیم کر لیا وہ کہتا ہے کہ جماعت کے کسی آدمی نے قتل کر دیا ہوگا افسوس یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ وہ مرید کیسا خوش اعتقاد ہوگا جو ایسے پیر پر کبھی اعتقاد رکھ سکتا ہے جو اُسے قتل کی ترغیب دے اور اپنی پیشگوئیوں کو اپنی صداقت کا معیار قائم کرے اور پھر ان کے پورا کرنے کے لئے مریدوں کو ناجائز وسائل اختیار کرنے کی تعلیم دے؟ شرم ہے ایسے خیالات پر۔

جو لوگ اس قسم کا خیال رکھتے ہیں وہ گویا ہماری **نیک نہاد۔ انصاف پرور** اور ہوشیار **گورنمنٹ** کو بھی بد نام کرنا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکھرام کے قتل کے متعلق اُس نے پوری سرگرمی سے تحقیقات کی لیکن **ہمارا اور ہماری جماعت کا دامن اس خون سے**

بالکل پاک صاف ثابت ہوا

افسوس یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ کیا لیکھرام نے میرے کسی باپ اور دادا کو قتل کر دیا تھا؟ اُس نے میری ذات کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اور ایذا نہیں دی۔ ہاں اُس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر وہ گستاخانہ حملے کئے اور وہ بے ادبیاں کیں کہ میرا دل کانپ اُٹھا اور میرا جگر پارہ پارہ ہوگیا تو میں نے اُسکی بے ادبیوں اور شوخیوں کو ٹکڑے ہوئے دل کے ساتھ خدا کے حضور پیش کیا۔ اس نے اُن شوخیوں اور گستاخیوں کے عوض میں اسکی لعنت مجھے یہ پیشگوئی عطا فرمائی پھر اسی پیشگوئی میں اسکی موت وقت موت صورت موت وغیرہ امور کو بخوبی بتلا یا گیا تھا۔ ہاتھ کا قتل بنایا جانا اور **بخرس از نسخ برائن محمد** کہنا یہ سب امور واضح طور پر درج ہیں۔ اب کوئی بتلاوے کہ کیا اسوقت جبکہ وہ ابھی چوبیس پچیس برس کا نوجوان تھا۔ پانچ سال پیشتر اس قسم کی اطلاع دینا انسانی منصوبہ اور دخل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے انسانی طاقت انسانی فہم و فراست سے بالا تر اور بالا تر ہے۔

باقی آئندہ

پیر گولڑی

کے متعلق جو **رپورٹ مفتی محمد صادق صاحب** نے لکھی ہے، اور جو عنقریب چھپکر شائع ہونے والی ہے اس کے متعلق درخواستیں مع آدھ آنہ کارخانہ رفیق الصحت حویلی کابلی مل حکیم محمد حسین صاحب قریشی کے پتہ سے آنی چاہئیں۔

مراسلت

جائنٹ سکرٹری صاحب انجمن فرقانیہ لاہور مندرجہ ذیل سطور بغرض اندراج الحکم ارسال کرتے ہیں۔
ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ

جب خدا تعالیٰ کسی مقدس بشر کو اصلاح خلق کے لئے مامور فرماتا ہے تو وہ بے باک گروہ جن پر شیطان نے تسلط کیا ہوتا ہے جب چاروں طرف سے اپنے زور کو خرچ کرکے اُس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ جاتی ہیں تو آخر یہ حیلہ کرتے ہیں کہ اُنھیں عبادتگاہوں سے اپنے مولائے پاک کے آگے سربسجود ہونے سے روکدیا جائے۔ کہیں یہ حجتیں پیش کی جاتی ہیں کہ یہ معبد ہماری قوم کا ہے کہیں یہ کہ ہم اس کے بوجہ قرب سکونت حقدار ہیں اور کہیں یہ کہ معابد ہمارے موروثی ہیں۔ غرض کچھ نہ کچھ حیلہ بہانہ بناکر وہ یہ کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے اس قوم کا رشتہ ٹوٹ جائے۔ کیونکہ مقدس مصلح جو خدا سے ٹوٹے ہوئے پیوند کو جوڑنے کے لئے آتا ہے اُسکی مخالفت کا بیڑا اُٹھانیوالے اُسی وقت حق مخالفت ادا ہوا سمجھتے ہیں جب وہ اُن خدا پرستوں کا خدا سے پیوند ٹوٹا ہوا دیکھیں۔ اور اسی لئے وہ ہر طرح سے خدا کے ساتھ پیوند توڑنے کا سامان بہم پہونچاتے رہتے ہیں۔ مکہ معظمہ کے سردار کائنات کو نکالا تو اسی لئے اور اسی دعوے سے یہی سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس مقدس خلیفہ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاکسار جماعت لاہور کے ساتھ پوری ہوئی۔

پبلک اس بات کو خوب جانتی ہے کہ مسجد گمٹی کے متولی اور امام **مولوی غلام حسین** صاحب ہیں اور اس تولیت پر وہ کئی پشت سے قائم ہیں اور سنہ ۱۸۹۱ء سے حضرت اقدس مرزا صاحب کے مرید اس مسجد میں مولوی صاحب کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور ہفتہ وار جلسہ قرآن شریف کرتے ہیں۔ اب سائیں مہر شاہ کے لاہور آنے سے مخالفین کی آتش حسد مشتعل ہوئی اور اُنھوں نے نادان اہل محلہ کو اُکسایا کہ تم ان کو امام مسجد سے نکالدو چنانچہ انکو ترغیب دیکر جمعہ کے روز مسجد کو تالا لگوا دیا نمازوں سے روکنے کے لئے جماعت کے وقت مسجد میں مجمع کرنا شروع کردیا اور جلسہ کے دن شام سے آ کر مولود پڑھنا شروع کر رکھا۔ لیکن یہ خدا کا فضل ہے کہ اُنکے تمام منصوبے دل کے دل ہی میں رہے اور خدا نے اپنے فضل سے اس غریب جماعت کی خاکساری پر نظر رحمت فرماکر دستگیری کی اور فیصلہ ہوگیا کہ آیندہ مخالفین نمازوں سے ہمیں نہ روکیں گے اور اپنا امام اُٹھا لیں گے۔ صرف ایک درخواست اُنھوں نے کی کہ مولوی صاحب اکثر وقت مسجد میں رہا کریں الحمد للہ علی ذٰلک۔

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن کا کام جو درمیان میں بعض مشکلات اور رکاوٹوں کیوجہ سے بند ہوگیا تھا اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء سے پھر شروع کردیا گیا ہے جن لوگوں نے پیشگی قیمت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا وہ اپنے وعدے پورے کرکے خاکسار مینجر کو مدد دیں اور آخر اکتوبر تک اپنی قیمتیں بھیجدیں ورنہ اس کے بعد قیمت مابعد کے حساب سے دینی ہوگی اور پیشگی قیمت دینے والوں کے حقوق حاصل نہ ہوں گے۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم

عیسائیوں کیلئے

چونکہ حضرت اقدس **مسیح موعود** ادام اللہ فیوضہم نے جو **صلیب** پرستی اور مردہ پرستی کو پاش پاش کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں **عیسائیوں** کی حالت زار پر رحم کرکے ارادہ فرمایا ہے کہ وقتاً فوقتاً اُن سوالات کا ایک سلسلہ شائع فرمائیں جو عیسائی مذہب پر وارد ہوتے ہیں اور اُن سے جواب کا مطالبہ کریں اسلئے ہم بھی بقدر امکان اس سلسلہ کو شروع کرتے ہیں اُمید ہے کہ ہمارے عیسائی ہمعصر تحقیقی جواب سے مشکور فرمایا کریں گے اور جواب دیتے وقت ہمارے پورے مضمون کو درج کیا کریں گے کیونکہ اس طریق پر احقاق حق اچھی طرح پر ہوجاتا ہے اور اگر وہ بجائے سلامت روی کے گالیوں پر اُتر آئیں تو ہم انکو معذور سمجھکر مخاطب بھی نہ کریں گے ہمارا ارادہ ہے کہ اسطرح پر اناجیل کی پڑتال کریں۔ (ایڈیٹر)

لطائف الاناجیل

نمبر اول

متی باب اول

لطیفہ (۱)

مسیح ابن داؤد ابن ابراہام کا نسب نامہ عیسائی اپنے اعتقادات کے لحاظ سے تو مسیح کو ابن خدا بلکہ خدا کہدیتے ہیں اور اسکو انبیاء سابق سے بالکل نرالی مخلوق تصور کرتے ہیں مگر چونکہ بغیر تعلق انبیاء سابق پر مسیح کا نبی ثابت ہونا محال ہے جس کا ثبوت خود یہ نسب نامہ ہی۔ اسواسطے مصنف نے نسب نامہ میں مسیح ابن داؤد ابن ابراہام کی سرخی دیدی ہے۔ اسسے اہل بصیرت کو

مولا
غلام

مصنف کے اعتقاد کا پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ مسیح کو خدا یا ابن خدا نہیں مانتا تھا ورنہ ایسے وجود کے واسطے جو غیر مخلوق ہو۔ نسب نامہ تجویز کرنا چہ معنی دارد۔ مگر اس میں ایک عجیب بات اور ہے کہ مسیح کو ابن داؤد ہونے سے انکار ہے بلکہ عار ہے دیکھو

متی کی انجیل باب ۲۲۔ آیت ۴۱۔ مسیح نے فریسیوں سے پوچھا۔ مسیح کے حق میں تمہارا کیا گمان ہے۔ وہ کس کا بیٹا ہے۔ وے بولے داؤد کا۔ اس نے انہیں کہا پھر داؤد روح کے بتانے سے کیونکر اسے خداوند کہتا ہے تو وہ اسکا بیٹا کیونکر ٹھہرا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسیح ابن داؤد غلط ہے بلکہ داؤد ابن مسیح چاہئے تھا۔

لطیفہ (۲)

اسی نسب نامہ میں مسیح کے بزرگان میں سے ایک صاحب یہودا نامی ہیں جنکو ابن یعقوب ابن اسحاق لکھا ہے گویا حضرت یوسف کے بھائی ہیں۔

بائبل میں لکھا ہے کہ ان حضرت کے تین صاحبزادے تھے۔ عیر۔ اونان سیلہ بڑے صاحبزادہ کی ایک بیوی تھی تمر نام جب عیر مرگیا تو یہودا نے اونان کو کہا کہ تو تمر کے پاس جا اور اپنے بھائی عیر مرحوم مغفور کی نسل چلا۔ اس نے اس سودے میں اپنا نقصان سمجھا سچ بھی ہے کام کسی کا نام کسی کا۔ یہ صاحب اپنا نطفہ زمین پر گرا دیتے تھے جس کی سزا میں خدا نے انکو ہلاک کر دیا۔ بیچاری تمر کو یہودا نے کہا کہ جب تک میرا تیسرا بیٹا سیلہ تیرے لائق نہ ہو جاوے۔ تو صبر کر یہ بات اسکو ناگوار ہوئی۔ اور وہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی یہودا صاحب کا ایک بھیڑ بکریوں کا گلہ کسی شہر تمنت نام میں تھا وہاں پشم کترنے کو تشریف لے گئے بی تمر صاحبہ نے بھی کہیں سے سن لیا جھٹ بیوگی کے کپڑے اتار دئے اور رنڈیا لباس جوڑا۔ زیور پہن برقع اوڑھ اپنے سسرے سے بھی پہلے تمنت کے رستہ پر جا بیٹھی۔ یہودا صاحب سمجھے کہ کوئی کسبی ہے۔ منہ میں پانی بھر آیا انہوں سے درخواست کی کہ چلئے مجھ سے خلوت کیجئے۔

تمر ہوں۔ خلوت کیجئے۔ پہلے بتلائیے تو دیجئے گا کیا؟

یہودا۔ گلہ سے ایک بکری کا بچہ بھیجدوں گا

تمر۔ مجھے تمہاری بات پر اعتبار نہیں پہلے یہاں بطور گرو کے کچھ رکھہ جاؤ

یہودا۔ فرمائیے کیا رکھوں۔

تمر۔ یہ اپنی چھاپ بازو بند اور لاٹھی۔

یہودا۔ لیجئے حاضر ہے۔

اس کے بعد اپنی بہو سے منہ کالا کیا اور اسی کے حمل سے دو توام بیٹے پیدا ہوئے جنمیں سے ایک کا نام پھارس ہے اور اسی کی نسل سے یسوع صاحب بھی عالم شہود میں آئے (مفصل دیکھو پیدائش ۳۸ باب)

لطیفہ (۳)

اس نسب نامہ میں داؤد کی بابت لکھا ہے کہ ان سے سلیمان اس عورت کے شکم سے جسکا نام بنت سبع ہے جو پہلے حتی اوریاہ نام ایک وفادار سپاہی کی بیاہتی بیوی تھی۔ جو داؤد کی فوج شاہی میں ملازم تھا۔ اس بنت سبع کا قصہ بھی نہایت عجیب اور دردناک ہے۔ خداوند کریم نے داؤد کو ایک عظیم الشان سلطنت کا بادشاہ بنایا تھا اور تمام سامان عیش و آرام کے عطا فرمائے تھے آپ کے حرم سرا میں (۹۹) بیویاں تھیں تس پر بھی سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۲ میں لکھا ہے کہ ایک شام کو آپ بادشاہی محل کی چھت پر ٹہل رہے تھے کہ دور سے ایک خوب صورت خوش اندام عورت کو ننگی نہاتے ہوئے دیکھ لیا۔ بس اور کیا تھا لٹو ہو گئے لگے قاصد پر قاصد دوڑانے جوں توں کر کے اسی شام کو اسکو محل شاہی میں منگایا اور اس سے ہم بستری کی۔ جب حضرت کو کہیں چین پڑا اسی پر بس نہیں کیا اس کے خاوند کو بھی اپنے سپہ سالار یواب نام کی معرفت قصداً مروا ڈالا۔

بائبل میں بحوالہ مذکور اس عورت کی بیکسی اس کے خاندان کی وفاداری۔ تس پر حضرت داؤد کی یہ حرکت دیکھکر ایک خدا ترس۔ حق شناس انسانکو رونا آجاتا ہے۔

کیا خوب ہوتا اگر حضرت متی ایسی نسب ناموں سے جو مثل آدہ کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے کے مطابق ہیں مسیح کو معذور رکھتے۔ اور اسکو ابن خدا ہی لکھدینے پر اکتفا کرتے۔ سبحان اللہ خداوند کریم دانا و بینا نے مخالف اسلام و بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی سزا میں امت مسیح کے اپنے ہی ہاتھوں سے یہ سارے ندامت کے سامان مہیا کر دئے ہیں۔ ورنہ کیا انبیاء سابق اور کیا مسیح علیہ الصلوۃ والسلام ان کی ذات ان اتہامات اور افتراؤں سے مبرا اور منزہ ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

نئی تالیف

ایک آریہ نے اسلام پر عقلی نظر کے عنوان سے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں اسلام کے اصول توحید پر نکتہ چینی کی ہے اس ٹریکٹ کا جواب حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی نگرانی اور اصلاح سے خاکسار ایڈیٹر الحکم نے لکھا ہے اور طبع ہو رہا ہے انشاء اللہ دیدہ رسالہ ہذا ۱۵ اکتوبر سے شائع ہو جاوے گا اہل دول متعدد جلدیں خرید کر شائع کریں قیمت ۱۰/ فی جلد علاوہ محصولڈاک

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا دنیا پر کسی نے یہ احسان نہیں کیا کہ **شراب** کو جو جماع الاثم یعنی ساری بدیوں کی جامع ہے حرام فرمایا۔

ہر بد اخلاقی شراب سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے اسبات پر سوال کیا ہے کہ قرآن شریف سے صراحتہً شراب کی حرمت کہاں سے ثابت ہے؟ میرے نزدیک تین زبردست وجوہ حرمت شراب کے ہیں۔

اول یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم **استدلال بالاولی** سے زیادہ کام لیتا ہے۔ قرآن کریم نے ہر اثم کو حرام فرمایا ہے اور شراب کو اثم کبیر قرار دیا ہے پس شراب بطریق اولے حرام ہوئی۔

دوم - عام دربار سلطانی میں جہاں سب کو جانے کی اجازت ہوتی ہے اگر کسی شخص کو روکا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بہت ہی زیر عتاب ہے۔ جب کہ عام دربار میں جانے سے روکا گیا انسان بہت ہی ذلیل ہوتا ہے پھر شرابی کو دیکھو حکم ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ مسجد کے قریب نہ جانے پائے جو چیز اسقدر ذلیل کر دیتی ہے اسکا جواز کہاں سے ثابت ہوا۔

سوم - شراب تمام قویٰ انسانی کو ایک زبردست تحریک کرتی ہے اور اپنا مطلوب چاہتی ہے ایک عورت کا مطلوب بہم پہنچانا محال ہے اس لیے شراب کی حرمت صاف ہے۔

جز دل ایمان - نماز اور نیک کاموں سے

خطہ نہیں اٹھاتا وہ اپنا علاج کرے کیونکہ وہ بیمار ہے جیسے بیمار کو عمدہ سے عمدہ اشیاء بھی اچھی نہیں لگتی ہیں اسی طرح پر وہ دل روحانی بیماریوں میں مبتلا ہے جب کوئی کام کرنے لگو تو چار کی ضرور صلاح لینی چاہیئے۔ **اللہ** تعالیٰ کی اجازت **رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت **اولوالامر** کی اجازت **اپنے وجدان** - فطرۃ اور عقل کی اجازت

مشرک آدمی سچے اسباب تلاش نہیں کرتا اور نہ سچے نتائج حاصل کر سکتا ہے مشرک جہالت ہی میں پھنسا رہتا ہے۔ شرک سے اختلافات اور منافرات اور نفاق پیدا ہوتے ہیں۔

نماز ایک قسم کا معاہدہ اور حضور الٰہی میں دعا کرنے کا موقع ہے وضو کی حقیقت یہ ہے کہ جب انسان پہلے ہاتھ دھوتا ہے تو اس سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں تمام گناہوں سے ہاتھ دھوتا ہوں خصوصاً ان گناہوں سے جو ہاتھ سے سرزد ہوتے ہیں۔ پھر منہ میں پانی ڈالکر کُلی کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں ان تمام فضول اور واہیات باتوں سے جو منہ سے کی ہیں توبہ کرتا ہوں اور جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو ان جھوٹھی شیخیوں اور عزتوں کو جو ظاہر داری اور تصنع کے لیے کرتا ہے چھوڑتا ہے۔ اور جب منہ کو دھوتا ہے تو وہ بد فعلیاں اور بد نظریاں کی تھیں اسنے اپنی آنکھوں اور چہرہ کو جنپر ایک خاص اثر دیکھنے سے پڑتا ہے پاک کرتا ہے اور جب اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو جتنے ظلم ہاتھوں سے کیے تھے اور جسقدر بدکاریاں ہاتھوں سے ظہور پذیر ہوئی تھیں ان سب سے دست بردار ہوتا ہے اور جب کانوں اور سر پر مسح کرتا ہے تو جتنی بدعملی یا بدکاری کی باتیں سنی تھیں اور انکو اپنے سر میں جگہ دی تھی ان سب کو چھوڑ کر رجوع الی اللہ کرتا ہے اور جب پانوں دھوتا ہے تو پانوں کے گناہوں سے توبہ کرتا ہے

ایڈیٹوریل

ہماری جماعت کے واعظ ورہیں

ہم نے بارہا حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ اسوقت تک قریباً ہر ایک کام ہمکو خود کرنا پڑتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے سوالات جو ذرا سے تدبر اور غور کے بعد حل ہو سکتے ہیں بعض لوگ ہمارے دوستوں میں سے لکھکر بھیجدیتے ہیں۔ اور گھبرا جاتے ہیں۔ اور پھر انکا جواب ہمیں ہی دینا پڑتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست اس کام میں ہمارے مددگار ہوں اور ہاتھ بٹائیں پھر چند روز کا ذکر ہے آپ نے بڑی خواہش اس امر کی ظاہر کی کہ ہماری جماعت کے واعظ دور دراز ملکوں میں پہونچیں اور کلام حق کی تبلیغ کریں یہ ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کسطرح دور دراز ملکوں میں پھیل گئے تھے۔

یہ ارادہ منشا حضور علیہ السلام نے کچھ ایسے لب ولہجہ میں بیان فرمایا کہ اسی وقت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے عرض کی کہ اگر حضور اجازت دیں تو میں اور حضرت

مولوی نورالدین صاحب شہر بشہر پھریں اور آجکل کے کالجوں کی پیدا شدہ مخلوق میں وعظ کریں۔ حکیم فضل الدین صاحب نے بھی عرض کی کہ مجھے بھی اجازت ہو۔

غرض حضرت اقدس کا منشا ہے کہ متدین اور باعمل واعظ ہماری جماعت میں پیدا ہوں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کا یہ ارادہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر پورا ہوگا اور ضرور پورا ہوگا۔

مگر

ہم چاہتے ہیں کہ اپنی جماعت کو اس عظیم الشان ضرورت کیطرف توجہ دلائیں۔

چند مہینوں کا ذکر ہے کہ ہم نے اخبار الحکم میں دینیات کی شاخ کے متعلق ایک ضروری مضمون لکھا تھا۔ اور عید [illegible] کی تقریب پر جو جلسہ ہوا تھا اس [illegible] لتشحیذ الاذہان کے جلسہ میں [illegible] تقریر [illegible] بھی اس مضمون پر زور دیا [illegible] مگر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے [illegible] توجہ نہیں کی گئی

حضرت اقدس کا منشا [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کا منشا [illegible] ارادہ ہے کیونکہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے پاک ارادے ملائکہ ہیں اور ملائکہ [illegible] پاک ارادے [illegible] پاک لوگوں میں جذب [illegible] [illegible] قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون یعنی

(اے اسلام والو! تم میں سے ایک گروہ ہو) [illegible] بھلائی کی طرف بلاوے اور ہر ایک پسندیدہ بات کا حکم کریں اور ہر ایک برائی سے روکیں اور وہی لوگ مظفر و منصور ہونگے)

اب یہ آیت صریح طور پر اسلامی واعظوں کی ضرورت بتلاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایک گروہ اس قسم کا طیار ہو۔

موجودہ زمانہ کے واعظوں نے جو ظلم ڈھایا ہے اور اسلام کو جو صدمہ پہونچایا ہے وہ اس قابل نہیں کہ زبان قلم اسکو بیان کرسکے مہدی معہود اور مسیح موعود کو برحق سمجھنے والو بتلاؤ تو سہی کہ تم نے مسلمانوں کو ان واعظوں کے ہاتھوں سے بچانیکا کیا انتظام کیا ہے؟ کیا اس آیت کی رو سے تمہارا فرض نہیں ہے کہ تم ایک جماعت ایسے واعظوں کی طیار کرو؟ کیا اسوجہ سے بھی مناسب نہیں کہ امام ہمام کا منشا اور دلی آرزو ہی ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ ملک بملک پھیلیں اور جہاں ایکطرف اپنے عملی پاک نمونوں سے اسلام کی عزت اور اپنے سلسلہ کی عظمت کو قائم کریں وہاں دوسری طرف اپنی طلاقت لسانی اور مدلل اور معقول تقریر سے قرآن کریم کے معارف اور حقائق کو دنیا پر روشن کریں اور یوں اللہ تعالیٰ کے جلال رسول کریم کی عزت قرآن حکیم کی عظمت اور خاتم الاولیاء و افضل المجددین حضرت مسیح موعود کی نصرت کرنیوالے ٹھیریں۔

کیا تیس ہزار ۳۰۰۰۰ جاں نثار مریدوں میں سے صرف دو یا تین یا چار آدمی ہی ایسے ہوسکتے ہیں جو اپنی زندگی کو اس راہ میں قربان کریں؟

جبکہ واعظوں کی ضرورت ہو جو اسلام کی دعظ دنیا کی اصلاح کریں اور اس پاک سلسلہ کی بشارت دنیا کے کناروں تک پہونچانے والے ٹھیریں۔ تو پھر سوال یہ ہوگا کہ یہ جماعت طیار کسطرح پر ہو؟

سنو! ہم اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں؟ واعظ مفید واعظ نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک صحبت میں کچھ عرصہ تک رہکر ان فیوضات سے بہرہ ور نہ ہوں جو اس مقدس انسان کے ذریعہ ملتے ہیں اور حسب الارشاد الٰہی کونوا مع الصادقین جو تقویٰ اللہ کے مدارج کی ایک ہی کلید ہے۔ پہلی کرنے کا مضمون حسب کہ واعظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ متقی ہو اور تقوی کے حصول کیلئے صادق اور راستبازوں کی معیت اور صحبت از بس لازمی تو چاہیے کہ ایسے لوگ دارالامان میں آکر امام علیہ السلام سے وہ باتیں سیکھیں جن کو وہ مامور ہوکر آیا ہے۔ پھر یہاں آکر وہ حضرت حکیم الامت کے درس قرآن میں وہ تفسیر سنیں جسکے لئے کہا ہے امام فرماتے

اشتہار
سررشتہ میونسپل

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۱۷ اکتوبر سنہ۱۹۰۶ء سے شروع ہوکر ۲۶ اکتوبر سنہ۱۹۰۶ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لیے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپے مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاویگا۔ اور مبلغ پانسو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا۔ اگر کسیکو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوالے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی ۲۱-۲۲-۲۳- اکتوبر سنہ۱۹۰۶ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہکر وزن کیا جاوے گا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور سابق اسموقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فی صدی محصول لیا جاوے گا۔ واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مالکے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کے رہے گی۔

دستخط

المشتہر

مسٹر جے۔ جی۔ ایف صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۵ ستمبر سنہ۱۹۰۶ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال جنور پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں ۔قیمت فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضروری ہیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے ۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ بال اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسمیں پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیا وی شئے نہیں ہے اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے ۔

راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم ساگی صاحب ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم ۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں ورم و درد ہوتی تھی لگے ہوئے تھے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہندوستان

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ استعمال مفید ہے ۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ۔ ایم ۔ ایس ۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۹۵ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع ضیاء الاسلام احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

سنہ ۱۳۱۸

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۶ دار الامان قادیان ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء جلد ۴

بقیہ مضمون سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

دیکھو نمبر ۳۲ - الحکم

(۴) امرا

امرا کو فیشنل لائف کے خیال نے ایسا محو کیا ہے کہ طرز معاشرت زمانہ کی بلا انکا پیچھا نہیں چھوڑتی سر و سامان زندگی کی بہم رسانی کی آفات سے رہائی مشکل ہو گئی - رات دن انہیں دھندے سے فرصت نہیں ملتی - کہیں مکانوں کی آرایش کہیں لباس کی زیبایش - کہیں سیر و شکار کی طیاری - کہیں جلسے عیش و نشاط کی باری - پس انہیں مشغول میں ان کی عمر بسر ہوتی ہے انکو تو بھولے بھی دین اور اُسکی پابندی کی طرف توجہ نہیں ہوتی - مال و جان اور ساتھ ہی ایمان تباہ ہو جائے مگر انکا مذاق اور فیشن پورا ہو - سادگی سے زندگی بسر کرنا ہی عیب ہے عقائد اسلامی اور احکام شریعت پر اندر ہی اندر شبہات پیدا ہو رہے ہیں - اس طبقہ میں کوئی خدا کا بندہ ہو گا جسکو فرائض اسلامی کی بجا آوری کی فکر ہو جس اولاد کے یہ بزرگ باپ ہوں اُس اولاد کا کیا حال بس خدا ہی حافظ ہے

تمام پیشہ ور اور کاروباری لوگ

ان سے نیچے کا طبقہ کے لوگ جن شغلوں میں پڑے ہیں زمانہ کی رفتار کے اثر سے وہ بھی محفوظ نہیں - ان کی نظریں اپنی محنت کا اجر لینے کے واسطے ہی اعلیٰ طبقہ کی طرف دوڑتے ہیں اسکے لئے ساز و سامان کی بہم رسانی اور انکی خواہشات کے مطابق انکی شغولی انکو سرگرداں کر رہی ہے - اگر ان شغلوں سے فراغت مل گئی تو باہمی بداندیشیاں اور منصوبہ بازیاں شروع ہوئیں کوئی ہو گا جو اپنی کارسازی میں جائز ناجائز کا لحاظ رکھتا ہو - کوئی قانون دانوں کے بس میں - کوئی مقدمہ کرتا ہے کوئی کراتا ہے - اسی طرح ہر پیشہ اور ہر کام میں ایک غضب کا اندھیر مچا ہوا ہے - وہ سلامتی - اتقا - اور خشیت

کسی کے قول اور فعل میں کہاں۔ اگر کوئی سلیم الطبع ایسا ہے بھی تو اُس کے تجربہ کار ہوشیار دوست اور مُشیر کب اسکو سچائی پر قائم رہنے دیتے ہیں۔ کثرت ضروریات زمانہ نے کاروبار کا دامن یہانتک لمبا کردیا ہے کہ انکا سرانجام ہی ایک بلا ہی دِہاں نظر آتا ہے۔ وہ مشغولی اور مصروفیت ہے کہ فرائض کی بجا آوری کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ ادھر دوسری قوموں کے ساتھہ مقابلہ لگا ہوا ہے۔ ہائے وہ دنیا میں بڑھہ گئیں۔ انکی ترقی ایک الگ آفت ڈھا رہی ہے۔ خدا کی پناہ یہ بے سروپائی اور یہ کثرت اشغال۔ دنیا بھی بڑی آب وتاب سے سامنے آتی اور دلوں کو للچاتی ہے۔ ایسے نظاروں اور شغلوں کے ہوتے ہوئے۔ دنیا سے وحشت اور بے رغبتی کا سبق کون دے۔

مدرسوں اور کالجوں کی مخلوق

کالجوں اور مدرسوں کے طالب علم میاں کہ وہ بیچارے الگ ہی ڈیڑھہ اینٹ کی مسجد بنارہے ہیں۔ سائنس اور فلاسفی کی گرفت اُنکو دم نہیں لینے دیتی۔ اسلامی صداقتوں پر کچھہ تو دبی دبی چنگاریاں چھوڑتے ہیں اور کچھہ علانیہ آتش افشانیاں کرتے ہیں اُن علوم حقہ کی جسکو ایمان کے قیام اور خدای پاک کی عظمت اور رسولی تعلیم کی عزت افزائی اور قدر شناسی میں دخل ہے ان نوجوانوں کی آنکھہ میں کچھہ قدر ہی نہیں۔ کالج کے احاطہ اور مدرسوں کی دیواروں کے اندر کوئی ایسا مسکین دل ہوگا جسکو فرائض اسلامی کی پابندی بھلی معلوم ہوتی ہوگی۔ تعلیم کے طوفان میں ایسے چکر کھارہے ہیں کہ تعلیمی کامیابی کی سرگردانی انکو سب فرائض اسلامی سے محروم رکھتی چلی جاتی ہے۔ کالج سے باہر نکلتے ہی۔ جو زہر وہ اُگلتے ہیں وہ انکی فلاسفر اور بالغ العلوم اور مالک العلوم ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے

پہلے تو وہ متعلم تھے اب معلم بنے۔ اکسٹرا اسسٹنٹ بنے۔ بلیڈر بنے۔ ڈاکٹر بنے۔ خدا جانے کیا کیا بنے۔ مگر اسلام اور تعلیم اسلام کے ہمدرد اور معاون کم کم بنے۔

اس فساد عظیم میں اب تک جو کارروائی اصلاح کے لئے کی گئی وہ بھی مختلف المذاق انسانی مشغلوں کا نتیجہ تھی فساد کے سارے شعبوں پر نظر ڈالکر نہ کسی نے اس کام کو اُٹھایا اور نہ پورا استقلال دکھلایا۔ کسی کا مذاق یہ ہے کہ قوم یورپین وضع کے جنٹلمین دکھلائی دے۔ جاگنا۔ سونا۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ کھانا۔ پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ رہنا سہنا۔ سب یورپ ہی یورپ ہو۔ کسی کا یہ مذاق ہے کہ پُرانی رسوم جو آباء و اجداد سے چلی آتی ہیں خواہ وہ کیسی ہی نقصان دہ ہوں انھی کی پابندی سے ترقی کی جاوے پُرانے ہی طریق جو اوقات مختلفہ میں محدود ترقی کے دلو میں بھرنے تھے ان کو جاری کیا جاوے اس کش مکش نے جو محض انسانی عقلوں اور خیالات نفسانی کی پیروی میں ہوتی رہے کچھہ نتیجہ پیدا نہ کیا اور قوم میں وہ روح اور زندگی جو تعلیم قرآنی کا پاک منشا ہے اور جسکی پابندی ہی باعث ترقی اور باعث نجات ہے پیدا نہیں ہوئی۔

مولویوں کا طبقہ

مولویوں کا طبقہ قوم کی نگاہوں سے کچھہ ایسا گرا ہے کہ ان کا کچھہ اعتبار ہی قوم کے لائق اور زمانہ شناس افراد نہیں کرتے اس طبقہ کا کثیر حصہ اپنی مفلسی اور محتاجی اور کمی معاش کے سبب سے حقیر ہوگیا ہے اور اس پست حالت نے انکی عقلوں۔ ارادوں۔ ہمتوں کو اور پست کردیا ہے اور ان پر یہ مثل صادق آتی ہے

کو خویشتن گم است کرا رہبری کند

اگر زیادہ کمال اس فرقہ میں ہے تو صرف یہ کہ کسی پر کفر کا فتویٰ لگا کر اور قوم کو جھوٹھی اور بے ٹھکانے باتیں سنا کر ایک دوسرے کو آپس میں بیزار کرادیویں اور اگر ہوسکے تو کشت و خون تک نوبت پہونچادیں فتوے طیار کراتے پھریں اور ذرا ذراسی بات پر مہریں لگوائیں اور اس کارروائی میں اپنا حلوا مانڈا بھی کھاتے جاویں۔ خواہ مردہ دوزخ میں جاوے یا بہشت میں۔ اس فرقہ نے تو واقعی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اقوال یعنی احادیث کے لفظ لفظ کو پورا کر دیا ہے۔ بڑی ہمت انھوں نے کی ہے تو ان پیشگوئیوں کے پورا کردینے میں جو صد ہا سال پیشتر کی گئیں۔

آخری نتیجہ

اب ان اندرونی اور بیرونی فسادات کی تفصیل اور تحقق وجود کے بعد بھی سچے مصلح کی تلاش نہ کرنا اور حقیقی مجدد کو نہ پہچاننا بجائے خود ایک فساد ہے کہ جو آخر کار قوم پر وہ فتویٰ لگا دیگا جو خود مجدد اور امام وقت کی عدم معرفت کے سبب سے امت کے ہادی صادق امین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے لگا دیا ہے من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ

اس مجدد اور امام کی شناخت کے واسطے اب کچھہ زیادہ تلاش کی ضرورت نہیں ان فتن و فسادات پر جو زمانہ میں محیط ہورہے ہیں علم پا جانے کے بعد اگر برمحل غور کیجاوے تو اس مجدد اور امام وقت کی شناخت خود بخود ہو جاتی ہے۔

حضرت اقدس کی پاک باتیں

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب بتلاؤ کہ کیا یہ نشانات اپنی صداقت اور ثبوت میں کسی اور خارجی دلیل کے محتاج ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ معجزات میں سے ایک ہی کافی ہے چنانچہ جب اُن سے معجزہ مانگا گیا ہے تو یہی کہتے رہے کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دیا جاوے گا۔

میں نے پہلے بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اندرونی حالات سے واقف ہوتے ہیں اُن کے لئے نشانات کی بڑی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ صرف رحم کر کے اُن کے مزید اطمینان اور اپنی ہستی منوانے کے لئے نشانات ظاہر فرماتا ہے۔ مجھکو تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت ہوتی ہے کہ لوگ اولیاء اللہ کے معجزات کے قائل ہیں اور ایسے ایسے خوارق اُن کے بیان کرتے ہیں جنکے لئے نہ کوئی دلیل ہے نہ عقلی یا نقلی ثبوت ہے اور وہ بطور قصّہ اور کہانی کے ان کی زمانہ کے بہت عرصہ بعد لوگوں میں مشہور ہوئے ہیں۔ مثلاً شیعہ ہی سے اگر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معجزات مانگو تو وہ اسقدر بیان کرینگے کہ گنتے گنتے تھک جائیں مگر جب ثبوت مانگیں تو کچھ بھی نہیں۔ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خوارق بکثرت بیان کئے جاتے ہیں مگر انکی کسی کتاب میں منقول نہیں ہیں اب لوگ خدا سے ڈریں اور سوچکر جواب دیں کہ جو باتیں صدہا سال بعد لکھی گئی ہیں انکی تو تصدیق کی جاتی ہے لیکن جو آنکھوں سے دیکھے گئے ہیں اُن کی تکذیب کی جاتی ہے **افسوس** یہ لوگ اتنا بھی تو نہیں سوچتے کہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہوتی سنی ہوئی بات کسی واقعہ صحیحہ کی برابری نہیں کر سکتی۔ اب میرے نشانات دیکھکر جو ان نشانوں کی تکذیب کی جاتی ہے یہ میری تکذیب نہیں یہ واقعات صحیحہ کی تکذیب ہے نہیں بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کی تکذیب ہے یہ یاد رکھو کہ یہ مصیبت اس لئے آئی ہے کہ تقویٰ اور طہارت اُٹھ گیا اور قانون الٰہی یہی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کا خوف اور خشیت اُٹھ جاتی ہے اور دلوں میں رقت اور روحوں میں گداز ش نہیں رہتی اُس وقت **منذر نشان** پیدا ہوتے ہیں یہ مقام تو ڈرنے کا تھا۔ مگر افسوس ان لوگوں نے اندھے اور بہرے ہو کر ان نشانات الٰہیہ کو (جو تضرع اور ابتہال پیدا کر سکتے تھے ایمان میں ایک نئی زندگی بخش سکتے تھے) چھوڑ دیا اور صم بکم ہو کر گذر گئے ایسے لوگوں کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں ایسے لوگوں پر خدا کا فتویٰ لگ چکا ہے **صم بکم عمی فھم لا یرجعون**

ہماری جماعت کا فرض

مگر ہماری جماعت جس نے مجھے پہچانا ہے کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دے اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ انکو بتلاوے جو غائب ہیں تاکہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ **پیرایہ** سے سجا سجا کر پیش کریں یاد رکھو خدا کے دلائل اور براہین کو جو غور سے نہیں دیکھتے وہ اندھے ہوتے ہیں اور حق کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور اُنکے سُننے کے کان نہیں ہوتے۔ یہ لوگ چارپائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہوتے ہیں اور خدا اُن کی زندگی کا متکفل نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ متقی اور مومن کی زندگی کا ذمہ دار ہے **ھو یتولی الصّٰلحین** اور وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کی راہ سے دور اور جو پالول کے مثابہ ہیں انکی زندگی کا کفیل نہیں بھلا بتلاؤ تو سہی کہ کوئی آدمی ذبح ہوتے ہوئے بکروں کے سر پر بھی بیٹھکر روتا ہے۔؟ پھر جو لوگ بکروں سے بھی گئے گذرے ہیں انکی زندگی کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔

جانوروں کی زندگی دیکھلو کہ محنتیں اُن سے لی جاتی ہیں اور انکو ذبح کیا جاتا ہے۔ پس جو انسان خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرتا ہے اسکی زندگی کی ضمانت نہیں رہتی۔ چنانچہ فرمایا **قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم** یعنی اگر تم اللہ کو نہ پکارو تو میرا رب تمھاری پرواہ ہی کیا رکھتا ہے

یاد رکھو جو دنیا کے لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں یا اُس سے تعلق نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ انکی کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

جن لوگوں کے ذمہ اخبار کا چندہ باقی ہے بہت جلد بھیجکر کارخانہ کی امداد فرماویں۔

چودھویں صدی کے عظیم الشان مجدد مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ضرورت۔ تبیرۃ او تجدید دین کے متعلق سیرۃ مسیح موعود لیکر پڑھو جو دفتر اخبار الحکم سے ۸/ کو بلا محصول ڈاک ملے گی۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں عجیب وغریب رسالہ طیار ہے قیمت ۸/ محصول ۱/ المشتہر خاکسار سراج الحق نعمانی از قادیان دار الامان۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

الحکم کا آئیندہ رنگ

الحکم کے متعلق جو ضروری اصلاح اور ترمیم شروع سال سے اسکے زیادہ مفید اور کار آمد ہونے کے لئے ضروری ہے وہ ہم نے گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - ایل - ایل - بی - کے ایما سے شائع کر دی ہے اور نہ کہ مذکورۃ الصدر بزرگوں ہی کی تجویز اور تحریک سے بلکہ انجمن فرقانیہ لاہور کے سکرٹری منشی تاج الدین صاحب اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی دارالامان کی موجودگی ہی میں یہ تجویز پاس ہوئی تھی جس کے متعلق آج ایک کھلی چٹھی بطور ضمیمہ الحکم شائع کی جاتی ہے یہ چٹھی بھی مذکورۃ الصدر بزرگوں کی صلاح اور مشورہ کے بعد شائع ہوئی ہے اب وہ وقت ہے کہ ہمارے احباب ہماری ہمت بندھائیں اور پورے معاون بنیں تاکہ الحکم زیادہ مفید زیادہ کار آمد ثابت ہو سکے اور اسکی موجودہ اشاعت کے نقائص کی اصلاح ہو جاوے - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ۳۰۰۰۰ سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کا کم از کم ایک اخبار سے تو ایسا ہونا چاہیئے جسکو اپنی قدر دانو کی طرف سے کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے اور اگر دس ۳۰۰۰۰ ہزار نہیں تو کم از کم ۳۰۰۰ یعنی تین ہزار ہی شائع ہو ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد منظوری کے فارم ہمارے پاس پہونچیں گے -

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیت

الفاروق کے مرتب نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیات کو ایک جگہ تحریر کیا ہے جس کا اقتباس ہمارے معزز ہمعصر نیر آصفی نے بھی کیا ہے - ہماری رائے میں ایک اہم اور بہت بڑی بات جو حضرت ابوبکر صدیق رض کی سب سے نمایاں اور روشن تر کارگذاریوں میں داخل ہے اور جسکو انہوں نے مسند نبوت اور سجادہ خلافت پر رونق افروز ہوتے ہی اول حق خلافت ادا کیا وہ رہ گئی ہے گو اس کا ذکر ایک معمولی واقعہ کے رنگ میں الفاروق کے دوسرے مقام پر کیا گیا ہے - مگر جس وضاحت اور خصوصیت اور عظمت شان کے ساتھ چاہیئے تھا نہیں وہ بات کیا ہے ؟

مسیح بن مریم کی وفات پر اجماع

سب سے پہلا اجماع امت جس مسئلہ پر ہوا - اور سب سے پہلی کارروائی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوئی اور سب سے پہلی بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے نکلی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ہی تھی - اور یہی وہ نمایاں کارگذاری اور معرفت اور بصیرت اور استقلال اور اخلاقی جرأت تھی جسنے ثابت کر دیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق ہی وہ شخص تھا جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد بلا فصل خلیفہ ہونے کا مستحق ہے -

خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا وصال پا جانا ہی ایک ایسا واقعہ تھا کہ جس نے صحابہ کرام کو ایک نا قابل برداشت صدمہ سے حیران کر دیا - اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ جناب **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ نے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر کہا کہ میں اُس شخص کا سر اُڑا دونگا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وفات پانے کا نام لے گا - ذرا اس واقعہ کی صورت کا تصور اپنے ذہن میں جماؤ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ کیسی آفت اسلام پر آنے کو تھی - **فاروق اعظم** جیسا مقتدر بارعب بہادر انسان شمشیر برہنہ کھڑا ہے اور کسیکو جرأت نہیں ہو سکتی کہ انکی مخالفت کرے - اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور بآواز بلند صحابہ کی بیشمار تعداد کے درمیان خطبہ پڑھکر کہتے ہیں کہ **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** تو وفات پا گئے اور اسپر دلیل یہ پیش کرتے ہیں **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** آہ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہی ہیں اور ان سے پیشتر جسقدر رسول آئے ہیں سب وفات پا چکے ہیں اس خطبہ کو سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار میان کر لی اور یوں حضرت صدیق نے (خدا کی بے انتہا رحمتیں اُس پر ہوں) امت محمدیہ کو ایک فتنہ عظیم سے بچا لیا -

اب اس خطبہ سے جو بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلا خطبہ کئی ہزار صحابہ کی موجودگی میں پڑھا گیا صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا یہی مذہب تھا کہ مسیح بن مریم وفات پا گئے - ورنہ اگر صحابہ میں سے کوئی فرد بشر ایسا بھی تھا کہ جو مسیح کو زندہ سمجھتا تھا تو بتلانا چاہیئے کہ اُس نے حضرت

ابوبکر کے اس استدلال پر جرح کی ہو کیونکہ اگر کوئی رسول آپ سے پیشتر بھی زندہ تھا تو **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** کا استدلال صحیح کیونکر ہو سکتا تھا؟ غرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کی یہ پہلی کارروائی بالاتفاق مسلمانوں کے نزدیک مسلّم اور صحیح ہے پھر یہ کہنا کہ مسیح کی وفات پر اجماع نہیں ہوا؟ سخت حماقت اور بے دینی ہے۔ صحابہ اکرام کا اجماع تو صاف ثابت ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب بھی یہی ہے کیونکہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی فرمایا ہوتا کہ مسیح ابن مریم زندہ ہے تو اس موقع پر کوئی صحابی اس روایت کو پیش کرتا۔ اس واقعہ سے اس قول کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو **ان عیسی لم یمت** کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔

فی الجملہ حضرت صدیق اکبر کو یہ بہت بڑی خصوصیت ہے اور امت پر آپ کا عظیم الشان احسان ہے

آریوں نے عیسائیوں کے ہاتھ کا کھایا۔

اخبار تحفہ ہند سے معلوم ہوا کہ آریہ سماج کے نویں سالانہ جلسہ کی تقریب پر آریہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سکرٹری ماسٹر آتما رام اور کچھ اور آریہ سماجیوں نے ڈاکٹر بیتل کے گوشت چھوڑ دینے کے اقرار کرنے پر ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔ آتما عیسائی ڈاکٹر نے گوندھا اور خود ہی ہاتھ دھولے۔ اور عیسائی ڈاکٹر نے ہی لاکر رکھا۔ اور ان کے ساتھ بیٹھکر ہی کھایا۔ دیکھیں آریہ پرتی ندھی سبھا اس عمل کو کہاں تک جائز قرار دیتی ہے اور آریہ سماج کے دوسرے ممبر کہاں تک اسکی تقلید کرتے ہیں۔ ماسٹر آتما رام نے صاف جواب دیا ہے کہ آریہ مذہب کے رو سے اس شخص کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے جو گوشت نہ کھاتا ہو شراب نہ پیتا ہو اور صاف اور ستھرا رہتا ہو اس سے تو معلوم ہوا کہ اگر ایک بھنگی بھی ایسا کرے تو آریہ سماج کو اس کے ساتھ ضرور کھا لینا چاہیئے۔ چوہڑوں اور چماروں کو خوش ہونا چاہیئے کہ ایک دن آریہ سماج ان کے ساتھ بھی بشرطیکہ وہ صاف اور ستھرے رہیں اور شراب اور ماس چھوڑ دیں کھانے کو طیار ہو جاوے گی۔

انی مھین من اراد اھانتک

یہ ایک سچی بات ہے **لا تبدیل لکلمات اللہ** اللہ تعالے کی پیشگوئیاں پوری ہو کر ہی رہتی ہیں۔ حضرت حجت اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کو عرصہ دراز ہوا جب کہ یہ الہام ہوا تھا۔ جن لوگوں نے اس مقدس انسان کی توہین کا بیڑا اٹھایا وہ ناکام۔ نامراد۔ ذلیل اور خوار ہو کر یا تو دنیا سے چلے گئے یا غم و غصہ کی آگ کا مزہ چکھنے اور اپنی ذلت دیکھنے کے لئے ابھی تک موجود ہیں۔ ملانوں نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مبارک آج آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں اس پاک انسان کی توہین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ خدا کی شان ہے کہ خود حضرت اقدس کے مخالف لوگوں ہی میں انکی شرارتوں اور خباثتوں کو طشت از بام کرنیکے لئے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ **کرزن گزٹ** دہلی میں ہر ہفتہ ان ملانوں کی جن پیٹ الفاظ میں قلعی کھولی جاتی ہے وہ کچھ ان کا ہی دل جانتا ہوگا۔ اسقدر الفاظ انھوں نے شاید خدا کے راستباز کے حق میں نہ بولے ہوں گے جو یہ آج سن رہے ہیں۔

کرزن گزٹ نے اس بات کا بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ ان ملانوں سے مسلمانوں کو رہائی دلائے۔

گو ملانوں نے ہندوستان کے مختلف اطراف میں منصوبہ کر کے اسپر نالش کرنی چاہی اور دھمکیاں بھی دیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کرزن گزٹ کے قلم میں زور اور جوش آ رہا ہے۔

اے ناحق شناش لوگو! سوچو اور غور کرو کہ کیا اب بھی خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کا یہ الہام کہ **انی مھین من اراد اھانتک** پورا نہیں ہوا؟؟؟

اعلان

حضرت مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ کا لکچر **گناہ** اکثر احباب کی درخواستوں پر ہم نے نہایت خوشخط اور خوب صورت چھاپنا شروع کیا ہے اور اس مہینہ کے اخیر تک انشاء اللہ بالکل طیار ہو جاوے گا۔ گناہ کی حقیقت کفارہ اور تناسخ کا ابطال اور اسلامی طریق نجات پر قرآنی فلسفہ سے بحث کی گئی ہے۔ صرف چارسو جلد طبع ہونگی قیمت فی جلد ۲ر معہ محصولڈاک۔

(مینجر الحکم)

ایڈیٹوریل

وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

اہل اسلام کے ایمانیات میں سے یہ بھی ایک ضروری مسئلہ ہے کہ وہ اسبات پر ایمان لاتے ہیں کہ ہر شئے کی بھلائی اور برائی کا اندازہ اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہے مسئلہ تقدیر تمام بلندپروازیوں کا چشمہ اور ہر قسم کی ترقیوں کی ابتدا ہے۔ لیکن علوم حقہ سے ناواقف اور نا آشنا معترضوں کے نزدیک اسپر بھی اعتراض ہو سکتا ہے۔

ہمارے سید و مولے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا فرمایا کرتے ہیں کہ اسلام کے جن مسائل پر اور قرآن کریم کی جس آیت پر بد اندیش مخالف اعتراض کرتے ہیں اسی جگہ ایک عجیب و غریب نکتہ معرفت کا مرکوز ہوتا ہے حقیقت میں حضور اقدس کا یہ ارشاد آب زر سے جواہر کی تختی پر لکھنے کے قابل ہے۔

تقدیر کے مسئلہ پر جسقدر اعتراض کئے گئے ہیں وہ قلت تدبر کا نتیجہ ہیں ورنہ یہ مسئلہ ایسا صاف اور سلیس ہے کہ تھوڑی سی غور کے بعد سمجھ میں آجاتا ہے تقدیر کے معنے اندازہ کرنیکے ہیں ہم خواص الاشیاء کا دوسرا نام بھی تقدیر رکھ سکتے ہیں۔ مثلاً آنکھ کا کام ہے دیکھنا اور آنکھ سننے کا کام نہیں دے سکتی جو کان کا کام ہے۔ پس آنکھ کی تقدیر یہی ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے یہی معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خواص اور اندازہ کا عالم کل ہے۔ اسرا تقدیر کا ایک نام قرآن کریم میں ہدایت بھی ہے۔ کیونکہ ہدایت خواص طبعی کا نام بھی ہے۔ اب اسقدر بیان کے بعد تقدیر کا مفہوم سمجھ لینے میں کوئی وقت پیش نہیں آسکتی۔ اب ہم تقدیر کے اس پہلو پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جو کوتاہ نظر مخالفوں کی نظر میں تاریک پہلو ہے اور وہ یہ ہے کہ گویا مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ کسی آدمی کا نیک ہونا یا بد ہونا ازل سے ٹھہرایا گیا ہے جسکو نیک ہونا ہے وہی نیک ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ انسان مجبور ہے۔ کسی نیکی یا بدی کرنے میں اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے اور پھر ایسی صورت میں کسی بدی پر سزا دینے کے کیا معنے ہیں۔

یہ اعتراض ہے جو مسئلہ تقدیر پر کیا جاتا ہے اگرچہ اس اعتراض کی کوئی حقیقت نہیں رہتی جب کہ تقدیر کے معنے سمجھ لئے جاویں اور خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا پر غور کی جاوے۔ تاہم مغالطہ رفع کرنے کے لئے ہم اس کی اور بھی تصریح کر دیتے ہیں۔ اس اعتراض کے کرنے والے یورپی فلسفہ کے پجاری نئی روشنی کے فرزند ہیں۔ اور وہ مانتے ہیں کہ انسان مختار مطلق ہے جو چاہے سو کرے ہمکو سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسے دانشمند اتنا نہیں سوچتے کہ جبکہ انسان مختار مطلق ہے اور جو چاہے سو کر سکتا ہے پھر اسکو اعمال بد کی سزا دینا خواہ وہ تناسخ کا گورکھ دھندا یا دنیوی مصائب اور تکالیف کا جال ہی کیوں نہ ہو کیونکر انصاف ہو سکتا ہے؟ جیسے ایک مجبور مطلق کو سزا دینا انصاف کے خلاف ہے ویسے ہی ایک مختار مطلق کو سزا دینا بھی درست نہیں ہے

پس

یہ مسئلہ اسی ہیئت اور حیثیت میں درست اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے جو اسلام نے بیان فرمائی ہے یعنی اسلام نے انسانکو مجبور مطلق قرار دیا ہے اور نہ مختار محض بلکہ انسان کی فطرت اس قسم کی بنائی ہے کہ بعض افعال ایسے ہیں جو انسانی طاقت کے اندر ہیں جیسے زبان سے بولنا۔ آنکھ سے دیکھنا ہاتھ سے کام لینا وغیرہ وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہیں جو اس کے قبضہ اقتدار و اختیار سے باہر ہیں جیسے زبان کی قوت ذائقہ یا جوارح انسانی کا نشو و نما۔

اب

جو قوی ایسے ہیں کہ حواس کے تابع امر ہیں انپر احکام اسلامی اور شریعت کا فتویٰ ہے اور جو اسکے حیطہ اقتدار سے باہر ہیں انپر کوئی فتویٰ نہیں مثلاً اگر ایک شخص خواب میں کسی غیر عورت سے مباشرت کرے تو اسلام کی رو سے اسپر زنا کی حد قائم نہوگی کیوں؟ یہ امر اسکے حیطہ اقتدار سے باہر تھا ہاں اگر دیدہ و دانستہ زنا کرے تو وہ سزا یاب ہوگا

پس

انصاف کرکے بتلاؤ کہ کیا مقدس اسلام کی اس تعلیم پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ہدایت نامہ میں جو القرآن ہے جبر اور اختیار کا کوئی لفظ استعمال ہی نہیں کیا گیا کہ۔ اور اسبات کو کھول کھول کر بتلا یا ہے کہ انسان جو دکھ اٹھاتا ہے اپنی خطاری اور کرتوتوں کیوجہ سے یہ امر قرآن کریم میں ایسا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہم کو کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ ابو ملت اسلام کا باپ ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کہتا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے فی الجملہ تقدیر کا مسئلہ تمام پروازیوں کی جڑ ہے اور یہ اسلام کا فخر ہے کہ اسی نے تقدیر کا مسئلہ بیان کرکے ترقی کی راہ کھولدی کیونکہ جب نقصان رساں چیزوں اور نفع بخش اشیاء کے اندازے اور علم کا نام تقدیر ہے تو جیسا کرے گا ویسا پائے گا کا اصول مد نظر رہ کر انسان نیکی کی طرف توجہ کرے گا۔ یہ ہے تقدیر کی حقیقت جو ہم سمجھے ہیں۔

بیعت جدید

مولوی بدر الدین صاحب زمیندار ویرپٹی قادر آباد۔ امرتسر
امام الدین صاحب کپور تھلہ
عبد الحکیم صاحب ۔ طالب علم ۔ ہوشیارپور
چھجو خان صاحب نمبردار ۔ راجیوال ضلع لدھیانہ
شمس الدین خان صاحب " "
چھجوے شاہ صاحب " "
منشی نور الدین صاحب ۔ حاجی پورہ ریاست کپور تھلہ
منشی غلام حسین صاحب " "
قاسم بیگ صاحب ۔ بڈھا گھورایا ضلع سیالکوٹ ۔
اللہ بخش صاحب ۔ کالا خطائی " "
مبارک خان صاحب ۔ فیض پور ۔ لاہور
ہزار خان صاحب ۔ بھوپڑہ ۔ ضلع گوجرانوالہ
منشی محمد صاحب مکی ۔ پشاور
کرم الہی صاحب گھڑی ساز لاہور لاہوری دروازہ
حاکم خان صاحب ۔ کرہی ۔ حال جمعدار کپور تھلہ
عبد الرحمن صاحب عرائض نویس ۔ دہرہ دون
مولوی عبد الرحیم صاحب ۔ کرنول ۔ حیدر آباد دکن
محمد ظہیر الدین خان صاحب ۔ گوڑیانی ضلع رہتک
عبید اللہ صاحب ۔ تارا گڑھ ۔ گورداسپور
محمد الدین صاحب نو مسلم ۔ جمشید جوزد ۔ لاہور

میاں نتھو صاحب ۔ بار نمبر ۱۰۲ ضلع جھنگ
مولا بخش صاحب چونڈا ضلع سیالکوٹ
محمد راتر صاحب نمبردار ۔ ماری انگام ۔ کشمیر
پیر بخش صاحب ۔ پھلور ۔ جالندھر
محمد بخش صاحب ۔ ٹرانہ ۔ جھنگ
نظام الدین صاحب سٹیشن ماسٹر پٹی ۔ لاہور ۔
غلام دستگیر صاحب ۔ مدراس ۔
غیاث الدین صاحب ہیڈ کلرک ڈویژن نہر جہلم
حسین بخش صاحب ۔ شہر انبالہ
شیخ غلام حسین صاحب ۔ بدوملی ۔ سیالکوٹ
کرم الدین صاحب افریقہ ۔ جمعدار
عبد الکریم صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
میر مراد علی صاحب کٹک ۔
محی الدین صاحب ۔ " میر فقیر احمد صاحب " عبید الغنی صاحب
میاں قادر بخش صاحب ۔ چک سکندر ۔ امرتسر
سردار محمد صاحب ۔ چک نمبر دار ۴۰۳ لائل پور
شیخ غلام محی الدین صاحب بزاز ۔ پالم پور کانگڑہ
احمد خان صاحب ۔ بازار کوتوالی دہرم سال خاص
منشی حیات محمد صاحب ۔ چکوال ۔
عبید الغنی صاحب ریاست پٹیالہ

عجیب و غریب مرہم

المعروف

مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم سلیخہ

معزز بھائیو ! یہ ایک نہایت ہی پرانا تیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اسکے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑی خرچ کے ساتھ اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اسکو ہر ایک زمانہ کے طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا ۔ حکمار یورپ بھی اس کے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی اسکو طیار کرتے ہیں ایک دفعہ ضرور آزمایش کرے

فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے

ہر قسم طاعون ۔ سرطان کے زخم خنازیر ۔ (کنٹھ مالا) گلٹیاں ۔ بدھ ہر طرح کے ناسور ۔ زخم و بخو کبر ۔ پرانے گندے زخم ۔ پھنسی ۔ پھوڑے گھاؤ ۔ گنج ۔ خارش ۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریاں چوٹوں کے زخم ۔ موچ تلی کے ورم ۔ بواسیر کے درد ۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا ۔ کانوں سے ریم کا بہنا جانوروں کا کاٹ لینا ۔ جل جانا ۔ عورات کی خطرناک بیماریاں ۔ سرطان رحم وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے

قیمت فی ڈبیہ ۸ ؏

کارخانہ مرہم عیسیٰ المعروف بمرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

اشتہار

سر رشتہ میونسپل

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء سے شروع ہوکر ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپے مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ پانسو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسیکو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء دو وقت صبح اور شام دودھ دوہکر وزن کیا جاویگا ورنیز میلہ اسپان بھی حسب دستور سابق اس موقعہ پر ہوگا ۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جانے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کے رہے گی ۔

دستخط

المشتہر

مسٹر ۔ جے ۔ جی ۔ اکسب صاحب

بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں نیز اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کی اشتہار دیکر ضرور بچنا چاہیے۔ المشتہر پروپرائیٹر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جیلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگی صاحب - ایم - بی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی -

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ ایتم دیوی بعمر ۴۰ سال پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑنے سے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھیں امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر محمد حسین خاں - ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ - میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برجیلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اُسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

غلام مولا

رجسٹرڈ ایل ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۸

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۷ دار الامان قادیان ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء جلد ۴

چٹھی حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب

منشی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالے کے فضل وکرم سے کل سے ہمارے حضرت پوری صحت سے ہیں۔ پرسوں عصر کے وقت آئے فرمایا طبیعت بہت علیل ہے۔ دعا کرنی چاہیئے مجھے اس لفظ سے رقت ہوئی میں نے عرض کیا کہ آپ وہ ہیں جنکی نسبت خدا تعالے کہہ چکا ہے انت المسیح الذی لا یضاع وقتہ میں اُمید کرتا ہوں کہ خدا تعالے کو آپکے درجات کی ترقی بہت ہی منظور ہے کہ ایک طرف تو آپ کے سپرد اس کثرت سی کام کر دئے ہیں کہ اُن کے تصور سے قوی سے قوی زہرہ آدمی کی پیٹھ ٹوٹ جاتی ہے اور اُسپر اسقدر بیماری کا ہجوم مسکرا کر فرمایا ہاں یہ تو ہمیں یقین ہے کہ اسمیں اللہ تعالی کے بہت سے مصالح ملحوظ ہیں۔

رات اُس فضول مضمون کا تذکرہ ہوا جو کسی امام دین لاہوری نے اخبار عام میں ابھی شائع کیا ہے کہ اُس نے احمد بیگ والی پیشگوئی پر اعتراض کیا ہے۔ فرمایا اگر کوئی شخص خدا تعالی کے خوف سے غور کرے کہ چار شخصوں کی موت کی نسبت ہماری پیشگوئی تھی جنمیں سے تین ہلاک ہو چکے اور ایک (داماد) باقی ہے تو اُسکی روح کانپ جائے گی کہ کس دلیری سے اور کیوں وہ اعتراض کر سکتا ہے۔ اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ خدا تعالے کے مصالح اسمیں ہیں۔

پھر فرمایا خدا تعالی کی عادت ہے کہ راستبازوں کے مخالفوں کی عمریں بھی اُن کے کارخانہ کی رونق کے لئے لمبی کر دیتا ہے۔ خدا تعالے قادر تھا کہ ابوجہل اور اُس کے امثال پر مکہ معظمہ میں بیٹھا اور ناگہاں بجلی پڑ جاتی اور بہت بڑی ایذا پہونچانے سے قبل اُنکا استیصال ہو جاتا مگر اُنکا تار و پود درہم برہم نہ ہوا جب تک بدر کا یوم نہ آیا اگر ایسی ایسی کارروائیاں جلد جلد پوری ہو جائیں تو نبی بہت جلد ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جائے اور وہ گرمی ہنگامہ کیونکر رنگ آرائے چہرۂ ہستی ہو جسکے قیام کے بغیر طرح طرح کے علوم و حکمتیں بر روئے کار نہیں آسکتیں۔ فرمایا خدا تعالے صادق کو نہیں اُٹھاتا جب تک اُسکا صادق ہونا آشکار نہ کردے اور اُن الزاموں سے اُسکی تطہیر نہ کردے جو ناعاقبت اندیش اُسپر لگاتے ہیں۔

اسپر پھر آپ نے کل کی ابنا رؤیا سنائی فرمایا کیا دیکھتا ہوں کہ محمود کی والدہ آئی ہیں اور اُن کے ہاتھ میں ایک جوتی ہے اور مجھسے کہتی ہیں یہ نئی جوتی آپ پہن لیں اور پھر میرے ہاتھ میں دیکر کہا یہ جوتی آپ کے لئے ہے پہن لیجئے دشمن زیر ہے۔

مفتی صاحب کی معرفت کوئی خط آپ کو پہنچا۔ اُسمیں کئی مطالب چیزیں نہیں۔ [illegible] کی نسبت کیا تجویز ہوئی۔ میاں [illegible] صاحب کا ظہر کے وقت یہاں سے [illegible] بیقرار ہو کر چلدیئے کہ میرا حضرت جی کے بغیر یہاں ٹھہر نہیں سکتا۔ میں نے بڑی منت اور دلائل سے اُنکو سمجھایا کہ یہاں ٹھہرنا آپ کا آپکے لئے بہت مبارک ہے اگرچہ حضرت تشریف نہیں لائے میں نے اپنے تجربے بتائے کہ کسطرح ان مکانوں میں خدا کی برکت برستی ہے اور اندر ہی اندر پاکیزگی کیطرف بڑھنے اور معاصی سے بچنے کی توفیق ملتی ہے جس طرح حرامکاری کے مکانوں میں بود و باش کرنے سے دلوں میں خود بخود ایک فساد اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اور صفائی باطن منکدر ہو جاتی اور پاک توفیق چھین جاتی ہے اسی طریق پر اُن مکانوں میں جہاں مہبط انوار الٰہی اور مورد نزول ملائکہ ہوتا ہے سکونت اختیار کرنے سے دل قدرتی کشش سے نورانی ہوتے اور تقوی طہارت کی زینتوں سے آراستہ ہوتے رہتے ہیں۔ اسی سر کیطرف اشارہ کرنے کے لئے ہادی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غضب کی سرزمینوں کے پاس سے استغفار کرتے ہوئے اور دوڑ کر گذر جایا کرو۔ اور یہی سر ہے اُس کا جو فرمایا کہ مسجد نبوی اور مسجد حرام کی نماز اور مواضع کی نمازوں سے بدرجہا افضل ہے۔ میں نے یقین دلانیکی بہت کوشش کی کہ میں انوار الٰہی کو اُترتے دیکھتا ہوں اور میں یہاں رہنے سے

پاتا ہوں کہ بہت سے ایسے گناہوں پر موت وارد ہونے کے آثار نظر آرہے ہیں جنکی دوسرے مقامات میں باوجود تضرعات اور ابتہالات کے آبیاری ہوتی تھی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اس راہ کے لئے دو بدرقے لازم ہیں صبر اور حسن ظن۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ شہر کے رہنے والوں کو جو رانڈں کی چہل پہل اور طمع مشاغل سے دل بستہ ہوتے ہیں، روکھے سوکھے گاؤں میں بسر کرنا دشوار ہوتا ہے مگر خدا نے ایسا ہی چاہا کہ اُسکا نور ویرانہ میں ہی جاگزین ہو گیا ہی سچ ہے کہ گنج در ویرانہ ہا می باشد۔

اگر کوئی میرے جیسا دل رکھتا ہو تو باسانی اس بات کو سمجھ لے کہ ایک منزل جو آج شہر میں ہزاروں مجاہدوں سے طے نہیں ہوتی وہ آج ایسے ویرانوں میں ایک چشم زدن میں طے ہو جاتی ہے اللہ اکبر شہر وہی ہوا جسمیں اقسام فسق و فجور کے تعفنات اور سمیات ملی ہوئی ہیں کیا مناسبت رکھتی ہے ویرانوں کی پاک ہوا سے جو ایسی لوثوں سے قطعًا مصفا اور مطہر ہے خدا کی قدرت دیکھو شام کو حضرت نور اللہ علیہ السلام تشریف لائے۔ خدا جزائے خیر دے پیر سراج الحق نعمانی کو حضور کو دیکھتے ہی فرط مسرت اور جوش عشق سے کیسا پیارا جملہ مُنہ سے نکالا آپ پہلے جناب پاک کے مُنہ کی طرف دیکھتے ہیں اور پھر میری طرف دیکھکر فرماتے ہیں دیکھو کیسا پیارا اور پر نور چہرہ ہے کہ دیکھنے کے ساتھ غم و اندوہ کی ظلمتیں پاش پاش ہو جاتی اور دل ابتہاج اور مسرت سے بھر جاتا ہے مجھے پیر صاحب ممدوح کے اس فقرہ سے اُن کا کمال عشق حضرت موعود علیہ السلام سے محسوس کر کے ازبس لذت پیدا ہوئی جزاہ اللہ عنی و عن الاسلام خیرا

غرض رات کو حسب معمول مجلس خوب گرم ہوئی اور جو کچھ خدا تعالے نے چاہا بیان ہوا۔ آج رات کو بیٹھتے ہی بات اس سے شروع کی کہ میں آج

کنز العمال کو دیکھ رہا تھا مہدی اور دجال کی نسبت ۸۵ حدیثیں اسمیں جمع کی گئیں ہیں۔ سب حدیثوں میں یہی ہے کہ وہ آتے ہی یوں خونریزی کرے گا اور یوں خلق خدا کے خون سے روئے زمین کو رنگین کرے گا۔ خدا جانے ان لوگوں کو جو ان احادیث کے وضاع تھے سفاکی کی کسقدر پیاس اور خلق خدا کی جان لینے کی کتنی بھوک تھی۔ اور اُسوقت عقلیں کسقدر موٹی اور سطحی ہو گئی تھیں۔ یہ بات انکی سمجھ ہی میں نہ آئی کہ اصول تبلیغ اور ماموریت کے قطعًا خلاف ہے کہ کوئی مامور آتے ہی بلا اتمام حجت کے تیغ زنی شروع کر دے تعجب کی بات ہے ایکطرف تو آخری زمانہ کو حضرت خیر الانام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اتنا دور قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جتنا بعد زمانہ نبوت سے ہو گا اُتنی ہی غفلت اور کسل اور اعراض عن اللہ کا مرض شدید ہو گا باایں ہمہ آخری زمانہ کا مصلح اور مامور ایسا شخص قرار دیا ہے جو آتے ہی تلوار سے کام لے اور اتمام حجت کا ایک لفظ بھی مُنہ پر نہ لاوے۔ وہ مصلح کیا ہوا وہ خونریز مفسد ہوا۔ فرمایا افسوس آتا ہے کہ اسقدر تناقضات کا مجموعہ وہ حدیثیں ہیں کہ اس سے زیادہ ہفوات اور لغویات میں بھی تناقض ممکن نہیں مگر ان لوگوں کی دانشیں انکی بیہودگی تک نہ جا سکیں۔

فرمایا میں ان [illegible] کو پڑھکر کانپ اُٹھا اور [illegible] درد کے ساتھ [illegible] تعالے خبر نہ لیتا اور یہ سلسلہ قائم نہ کرتا جس نے اصل حقیقت سے خبر دینے کا ذمہ اُٹھایا ہے تو یہ مجموعہ حدیثوں کا اور تھوڑے عرصہ کے بعد بیشمار مخلوق کو مرتد کر دیتا

ان حدیثوں نے تو اسلام کی بیخکنی اور خطرناک ارتداد کی بنیاد رکھدی ہوئی ہے۔ فرمایا جبکہ حدیثیں یوں ہی نامراد رہتیں اور انکی بے بنیاد پیشگوئیاں جو محض دروغ بیفروغ اور باطل افسانے ہیں اور کچھ مدت کے بعد آنیوالی نسلوں کے سامنے اسطرح نامراد پیش ہوتیں تو صاف شک پڑجاتا کہ اسلام بھی اور جھوٹے مہا بھارتی مذہبوں کیطرح انکتھوں پر مبنی اور بیسروپا مذہب ہے اور آیندہ نسلیں سخت ہنسی اور استہزا سے اسبات کے کہنے کا بڑی دلیری سے موقعہ پائیں کہ دجال کو خدا بنانے والا اور خدا کی صفات کاملہ مستجمعہ میں پورا حصہ دینے والا مذہب بھی کبھی مذہب حق اور مذہب توحید کہلانے کا استحقاق رکھ سکتا ہے۔ اسبات کو بار بار اور بڑے جوش سے فرماتے تھے کہ میری جان پر اس تصور سے لرزہ پڑ پڑ جاتا تھا کہ خدا تعالے کے سچے اور پاک اور ابدی مذہب اسلام کے ساتھ کسقدر دشمنی کی گئی ہے اور کس قدر یکبارگی اسکی صف لپیٹنے کا سامان ان حدیثوں کے راہ سے کیا گیا ہے۔ خدا تعالے کا کسقدر شکر ہے کہ اُس نے وقت پر اسلام کی خبر لی اور اپنے مامور موعود کی معرفت ثابت کر دکھایا کہ یہ مجموعے محض باطل اور نکمے خیالات اور بعض قوموں کی خود غرضیوں اور نفسانیتوں اور ذاتی کدو کاوش کے مجموعے ہیں۔ یہاں پہونچے تھے کہ مجھے سخت رقت پیدا ہوئی اور اپنے پیارے محبوب امام کی محبت کا استیلا دل پر ہوا میلنے جوش سے کہا کہ میری طرف پاؤں کیجئے کہ میں چوم لوں مبارکی ہو تجھے کہ تو وقت پر آیا۔ تو نے اسلام کی لاج رکھلی تو نے اسلام کے مُنہ کو جسپر مہدی

اور دجال کی ناپاک خدائی اور بھیانک خونریز مورت نے "تاریک پردے ڈالدیئے تھے پھر اصلی صورت میں چمکا کر دکھایا۔ واقعی بات ہے اگر حضور والا تشریف نہ لاتے تو ایک زمانہ کے بعد بلکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد مسلمان مرتد ہوجاتے اسلئے کہ یہ جھوٹی باتیں کیوں پوری ہوتیں۔ اس کے بعد سینے کہا اور بڑے جوش اور تشکر کے لہجہ میں کہا کہ اب **شیعہ مذہب** پر بھی موت آگئی اور یقیناً آگئی۔ اب یہ دجل بھی نصرانی دجل کے ساتھ ہی خاک مذلت میں دفن ہو گیا انکی وہ فضول داستانیں جو انھوں نے اُس خونی موعود منتظر کی نسبت وضع کر رکھی ہیں اپنی نامرادی اور ناکامی اور خذلان پر آپ گواہ ہوکر اس مذہب پر یکدفعہ موت وارد کردیں گی۔ درحقیقت کیسے بد قسمت اور بے بنیاد وہ مذہب ہیں جنکی بنیاد افسانوں اور مادی امروں پر رکھی گئی ہو۔ اگر حضرت مسیح کی قبر یقیناً ثابت ہوجائے جیسا کہ اُنکی موت قطعی دلائل سے ثابت ہوگئی ہے اور نصرانیت کے شہتیر کو اس راہ سے گھن تو لگ گیا ہے اب اگر قبر بھی صاف صاف عیاں ہوجائے جیسے کہ قرائن تو بہ پیدا ہو گئے ہیں تو یہ بدقسمت مذہب اُسی وقت اُس مردہ کے ساتھ ہی اُسی گڑھے میں سو گیا اور ایسا ہی بدقسمت شیعیت بھی ان جھوٹے افسانوں کے ساتھ فنا کی ہوا میں پیوست ہوجاویگی اور اسی طرح یادوں سے مٹ جاویگی جیسے موقت الشیوع گیت ایک وقت جوش سے زبانوں پر چڑھتے اور دلوں کو اپنی طرف یکبارگی مائل کرلیتے اور پھر نابود ہو جاتے ہیں اور کوئی اُنھیں زبان پر نہیں لاتا۔ ابھی دو تین روز ہوئے ہیں

لاہور کے مطبع شمس الہند میں جو شمس الدین شائق کے اہتمام میں ہے ہمارے پاس ایک کتاب آئی ہے جسکا نام غایتہ المقصود ہے اور جسے مولوی ابو القاسم شیعہ مجتہد کے بیٹے نے تالیف کیا ہے۔ اسکے مصنف علی حائری نے اس جلد میں اور اسکی پہلی جلد میں پادر ہوا افسانوں کی بنا پر اس جھوٹے ناول یا بے مغز افسانے مہدی منتظر کی ضرورت اور انتظار پر بہت خامہ فرسائی کی ہے۔ اور خدا تعالے کے واقعی اور حقیقی اور سچے مہدی موعود و مسیح موعود حضرت میرزا

غلام احمد قادیانی

کے وجود باجود کا انکار کیا ہے۔

اس قوم کی تباہ حالت پر اللہ تعالے بہتر جانتا ہے مجھے کسقدر افسوس اور رحم آیا۔ کہ کیسی ابلہ قوم ہے کہ واقعات پر انکی نظر کبھی نہیں جاتی ان کا عجیب طریق ہے جسکی ابتدا بھی غلط اور انتہا بھی غلط اور درمیاں بھی غلط خود غلط اندر غلط۔

خدا تعالی کے وعدوں کے موافق واقعات عالم کے شہادت کے موافق۔ خدا کے کلام کی شہادت کے موافق ایک مقدس انسان ابو بکر صدیق خلیفہ بلا فصل کے ہونے کس جرءت کے ساتھ جو دروغگویم بر روئے تو کا مصداق ہے دریدہ دہنی سے کہے جاتے ہیں کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل تھے۔ اور درمیانی سلسلہ کو جنکا نام آئمہ اور اوصیا رکھا ہے نامرادی پر نامرادی اور ناکامی پر ناکامی پیش آتے دیکھکر پھر بھی کہے جاتے اور ملانے چلے جاتے ہیں کہ وہ سب انبیائے معصومین کے ہم پلہ تھے اور انبیا کیطرح خدا کے موعود اور منتظر خلیفے تھے۔ آخر میں سرمن رای کے سرداب میں ہلاک ہوجانے والے

یا غائب کئے گئے ننھے بچہ کو آخر زمانہ کا سلطان قاہر اور ختم الفضند قرار دے رہے ہیں اور اُس کی وہ صفات اور علامات اور کارگذاریاں مقرر کر رکھی ہیں جو نہ کسی نبی کے وجود میں پائی گئیں اور نہ پائی جانی ممکن ہیں۔ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ۲۳ سال کے عرصہ میں وہ کام نہ ہوا جو اس سے ہویدا ہونا مانا گیا ہے۔ اس موہوم اور نابود شئے کے انتظار میں آنکھیں سفید کر رہے ہیں درد ناک شعر اُسکے فراق میں پڑھی جاتی ہیں۔ اُسکے ظہور کے لیئے وظیفے پڑھی جاتے ہیں۔ اُسکی تکلیفوں اور مصیبتوں کے رفع کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ افسوس نادان لوگ کس ضلالت کے ورطہ میں غوطے کھا رہے ہیں۔ ان باطل افسانوں کی پیروی نے انکی عقلوں کو کیسا بیکار کر دیا ہے۔ زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اسلام کی تباہی حد سے بڑھ گئی۔ فتنوں اور ارتداد کی ظلمت نے چاروں طرف احاطہ کر لیا۔ خدا اور رسول اور قرآن کی حد سے زیادہ بے ادبی کی گئی اب مصلح کے ظہور کا وقت ہے اب منتظر موعود کا وقت ہے کہ تباہ شدوں کی خبر لے اور ڈوبتے بیڑے کو طوفان سے بچائے اس حال میں ایک شخص نے دعوی بھی کر دیا ہے کہ میں وہی موعود مہدی منتظر علیہ السلام ہوں جو سنۃ اللہ کے موافق انبیاء کے حلّہ میں آیا ہوں اور میرے ساتھ وہ تمام علامات اور صفات اور معجزات ہیں جو تمام راستبازوں کے ساتھ تھے اُس نے نہ صرف دلائل اور بینات اور حجج سے اپنے دعوے کو ثابت کر دیا ہے بلکہ اپنے کاموں نے دکھا دیا ہے کہ وہ واقعی وہی موعود ہے جسکی خبر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اُس نے اپنے اعمال سے۔ اسلام کی عزت رکھکر قرآن کی عزت رکھکر۔ ایک رسول کی نہیں سارے رسولوں کی عزت رکھکر۔ معجزات اور خرق عادات اور دعا کے مسئلہ کو جو مر چکا تھا پھر اپنے کاموں سے زندہ کر کر دکھا دیا ہے کہ وہ وہی موعود ہے جو حسب بشارات الٰہیہ آنے والا تھا۔

غرضیکہ ایک واقعی اور حقیقی موعود مہدی جو تمام ہدایات کا مجموعہ ہے موجود ہے اور یہ افسانہ گو افسانوں کے شیدا ایک فرضی خیالی مہدی منتظر کے فراق میں جان کھپا رہے ہیں۔ افسوس کبھی یہ نہیں سوچا کہ اول کس تباہی کی پیشگوئی کی گئی تھی جو اسلام پر آنے والی تھی اور پھر کس قوم کی نسبت پیشگوئی تھی جس کے ظالم ہاتھوں سے وہ تباہی اسلام پر آنے والی تھی اور پھر کس موعود کی خبر دی گئی تھی جو اس قوم تباہ کن کے بیداد کے ہاتھ سے اسلام کو بچانے کے لئے آنا موعود تھا قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ آخری زمانہ میں نصاری کا فتنہ ہو گا اُس قوم کا فتنہ ہوگا جو خدا کے ایک بندہ کو خدا کا بیٹا بنائیں گے اور کفارہ کے قائم کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے تمام راستبازوں کو سخت بدی سے یاد کرینگے۔ اسلام پر اُن کے ہاتھ سے سخت تباہی آئے گی۔ اب اُس وعدہ اور خبر کے موافق وہ محیط اور عالمگیر فتنہ پڑا۔ اتنے میں ایک شخص نے دعوی کیا اور گر فتاران تباہی کو للکار کر کہا کہ تسلی رکھو گھبراؤ نہیں میں آگیا ہوں۔ میں نوح ہوں جسکا وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ کے طوفان ضلالت کے وقت آویگا۔ میں مہدی ہوں جسکی بشارت تھی کہ وہ اُسوقت آوے گا جب کہ دنیا ضلالت سے بھر جاوے گی اور ہدایت اور ایمان ثریا پر اُٹھ جائیں گے میں خدا تعالےٰ کے دبستان سے سیکھکر اور اُسی ہادی سے ہدایت یافتہ ہوکر آیا ہوں۔ میں محمد اور احمد ہوں جو ضروری تھا کہ اسوقت ظاہر ہوتا۔ اس لیئے کہ جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے دو بعثتیں مقدر تھیں ایک بعثت تکمیل ہدایت کیلئے دوسری تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔ پہلی بعثت ہو چکی کہ دین آپ کے وقت میں کامل ہو چکا اور اکملت لکم دینکم نے اسپر مہر صداقت کر دی۔ دوسری بعثت اشاعت ہدایت کامل طور پر جو اس دعوے سے سمجھی جاتی تھی انی رسول اللہ الیکم جمیعًا اس امر کی مقتضی تھی کہ ساری دنیا پر آپ کی ہدایت پہونچ جاوے اب خدا تعالےٰ نے حسب وعدہ لیظھرہ علی الدین کلہ مجھے پیدا کیا ہے اب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ بروز یا بعثت ہوں جسکے ذریعہ سے مقدر تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت ہو۔ تمہارے مفسرین بھی اس آیت کے لیظھرہ علی الدین کلہ یہی معنے کرتے چلے آئے ہیں کہ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اس کے وقت میں ہی ہدایت کامل طور پر شائع ہو گی اور اسلام کا اظہار کل دینوں پر ہوگا۔ غرض ایک شخص نے دعوی کیا اور نصاری کے فتنوں کا پورا مقابلہ اور ان موذی اصولوں کا پورا استیصال کر کے ثابت کر دیا کہ وہ درحقیقت وہی ہے جو ایسے وقت میں آنے والا تھا۔ معلوم نہیں شیعوں نے اس افسانہ کے تراشنے کے وقت کبھی ان پہلوؤں پر

بھی غور کی۔ کس طرح غور کرتے اور پھر جھوٹ کسطرح کھلتا۔ افسوس اُس قوم پر جو نابیناؤں کیطرح ٹھوکر کھاتی چلی جاتی ہو اور کوئی جادۂ مستقیم اس کے آگے نہ ہو اور نہ رفتار کی کوئی غرض و غایت ہو۔

غایت المقصود کو پڑھتے ہوئے مجھے ایک مقام پر پہونچکر سخت افسوس آیا اور رحم بھی شیعوں کے حال پر آیا کہ کس انتظار و شوق سے اُس **موہوم منتظر** کو پکار رہے ہیں اُس نادان یورپین بچہ کیطرح جو جہاز کے ایک کنارہ پر اپنے باپ کے حکم سے کھڑا ہوا تھا اور اُس جہاز کو آگ لگ گئی اور پہلے وہ حصہ جلکر راکھ ہوگیا جسپر اُسکا باپ متعین تھا۔ پھر آگ کے بھوکے شعلے اُس حصہ کی طرف لپکے جسپر وہ لڑکا کھڑا تھا وہ اپنے باپ کو پکارتا اور جوں جوں شعلے نزدیک ہوتے چیخ چیخ کر پکارتا کہ اے باپ کیا میں کھڑا رہوں آخر مردہ باپ کیطرف سے کوئی جواب نہ پاکر اُن ظالم شعلوں کا طعمہ بنگیا۔ اسی طرح یہ لوگ اُس سرداب کے جاگزین کو چیخ چیخ کر پکار رہے ہیں۔ کاش یہ لوگ پکارتے جاتے اور روتے جھینکتے رہتے ہمارا کیا حرج تھا اگر کوئی مضرت اور بد نتیجہ اس سے پیدا نہ ہوتا تو ہماری بلا سے اپنی قسمت کو رویا کرتے۔ مگر غضب تو یہ ہے کہ اسکا بد نتیجہ آخر کار یہ ہوتا کہ یکدفعہ ساری قوم اسلام کو رسول کو انبیاء کو آئمہ کو اوصیاء کو اور سارے ہی مذہب کو خیرباد کہکر دہریہ ہوجاتی دوستوں کو خوشوقت کرنے یا اس باطل پر ہنسانے اور باطل کو رُلانے کے لئے دو ایک سطریں اُس قابل تاسف مقام کی لکھدیتا ہوں۔ **قال الحائری المتحیر**

از جملہ تکالیف عباد در زمانہ غیبت امام حجۃ اللہ الاکبر المہدی المنتظر علیہ السلام دعا کردن ست برائے **حفظ** وجود مبارک آنجناب علیہ السلام از شرور شیاطین انس و جان و دعا برائے تعجیل

قیام و خروج و ظہور موفور السرور

آنحضرت الخ اور عجیب دعائیں اور شعریں رات دن اس انتظار جانکاہ میں پڑھتے ہیں۔ میری غرض اس سے صرف اتنی ہے کہ وقت موجود ہے اور داعی مدعی موجود ہے اور خدا تعالےٰ نے مومنوں کو انتظار کی کشاکش سے بچانے کے لئے اپنا موعود مبعوث بھی فرمادیا ہے مگر یہ لوگ ہنوز خبط عشوا سے باز نہیں آتے اور موہوم اُمیدوں میں وقت ضائع کررہے ہیں۔ خدا تعالےٰ انپر رحم کرے کہ حقیقی **علی** اور **مہدی منتظر** کو حضرت مرزا

غلام احمد ع م

کی پاک شبیہ میں شناخت کرلیں اور ناجائز تمناؤں کے وسیلہ سے اسلام کی عزت کو اپنے ہاتھ سے خاک میں ملانے والے نہ ٹھیریں۔ غرض حدیثوں کے مجموعہ پر تاسف کرتے کرتے قرآن کریم کے محامد اور تمجید کی طرف متوجہ ہوگئے۔ فرمایا اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے مُنہ بھی نہ دکھا سکتے۔ فرمایا میںنے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھپر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اسکے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اُس وقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ اور فرمایا **فرقان** کے بھی یہی معنے ہیں یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھیرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔

فرمایا اور بڑے جوش اور تاکید سے فرمایا کہ اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو اور فرمایا بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کیطرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ فرمایا ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہوجائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کردیں۔ فرمایا بڑے تاسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ فرمایا اسوقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھیر نہ سکے گی۔ میں کہتا ہوں درحقیقت یہی ایک ہتھیار ہے جواب بھی کارگر ہے اور ہمیشہ کے لئے کارگر ہوگا اور پہلے بھی قرن اول میں یہی ایک حربہ تھا جو خود حضور سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کے ہاتھ میں تھا۔ مبارکی اور صد ہزار مبارکی ہے اُس قوم کو جو اسکے اختیار کرے اور اسی یگانہ کتاب کو اپنا مایہ ایمان قرار دینے میں ذرا بھی تردد اور تذبذب میں نہیں پڑی بڑے جوش اور خوشی سے آگے

بڑھکر اس فرقان اور نور کو لبیک کہا
اے مسیح موعود کی برگزیدہ جماعت
خدا تعالےٰ کی صلوات اور سلام تجھپر
ہوں اس زمانہ میں تمہارے سوا
کوئی قوم نہیں ہرگز ہرگز کوئی قوم
نہیں جسکو قرآن شریف کے
لاشریک ماننے میں اور ایمان
و اعتقاد کو اس کے غیر پر موقوف
و منحصر نہ ماننے میں ذرا بھی پس
و پیش ہو۔ تم پوری دلی قوت اور
شرح صدر سے اسکو قبول کرسکتی
ہو اور قبول کرلیا ہے اس لئے
کہ تمہارے عقیدہ کی بنیاد انسانو
پر نہیں رکھی گئی جنکی تائید میں مختلف
رنگوں کے افسانوں کی احتیاج ہو
وانت پیسنے اور رونے کا محل
شیعوں اور ان کے مثیلوں کے
لئے ہے جنھوں نے پہلے خونی
مسیح تراشے۔ ناپاک اسنحوس
زمین و آسمان کے مالک دجّال
تراشے اور ڈان کوکزوٹ
کی طرح موہوم موعود مہدی یا جیلی
نائٹ وضع کئے جنکی تائید نہ
آسمان کرسکتا ہے اور نہ ان کے
بار وجود کو زمین کی پیٹھ اٹھا سکتی
ہے۔ ان طریقوں پر واویلا جو
قرآن کریم کی راہ میں روک ہوں کہ
ان مذہبوں کو ہشیار کیا جاوے
تو قرآن باطل اور بے سود اور
غیر ضروری ٹھہر جائے۔ حدیثوں
کے مجموعے نہ رہیں نہ رہیں
مہدی اور جھوٹے خدا دجّال
کی حدیثیں برباد ہوں برباد ہوں
اس سے ضرر ہے تو باطل فرقوں کو
قرآن ہی رہا اور قرآن ہی رہیگا
اور قرآن ہی کا جلال ظاہر ہوگا
اسلئے کہ یہی ایک کتاب ہے جسکی
شان میں ہے انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحافظون
مبارک اس پاک انسان کو جسنے
قرآن کی سلطنت پھر دنیا میں بحال
کردی اسی طرح جیسے پہلے تھی بعد اسکے
کہ بیداد گر غاصبوں نے اسکی جگہ انسانی
ہاتھوں کی کاریگریوں (حدیثوں)
کو بٹھا دیا۔ اور مبارک صد ہزار
مبارک ان لوگوں کو جنھوں نے
اس جری اللہ غیرۃ اللہ کو
قبول کیا۔

اللھم صل علی محمد و ال محمد

۱۵ اکتوبر ۱۹۰۹ء

مدرسہ کیلئے اپنے بھائیوں کی خدمت میں ایکدفعہ پھر التماس

الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں مخدومنا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے ایک چٹھی اپنے بھائیوں کے نام شائع ہوئی تھی جسمیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی چند در چند ضروریات کا ذکر کرکے اور مدرسہ کے فنڈ کے غیر مستقل حالت کی طرف توجہ دلاکر مولانا صاحب موصوف نے مجلس منتظمہ مدرسہ کی طرف سے ایک درخواست اپنے بعض مخلص اور ذی ثروت بھائیوں کی خدمت میں پیش کی تھی کہ وہ کونسل ٹرسٹیان مدرسہ ہذا کے ممبر ہونا منظور فرماویں تا اس سے دوہرا فائدہ حاصل ہو۔

اول۔ اہم معاملات مدرسہ اور مدرسہ کی بہتری کی تجاویز میں کمیٹی انکی رائے سے فائدہ اٹھاسکے۔

دوئم اس چندہ سے جو ٹرسٹیان بحساب پانچروپے ماہوار فنڈ مدرسہ میں عنایت فرماوینگے مدرسہ کی آمدنی کی صورت مستقل ہوجاوے گی اور بہت ساری مالی مشکلات جو کمیٹی کی تشویش کا موجب ہو رہی ہیں دور ہوکر انتظام مدرسہ کی بہتری کا باعث ہونگے۔ اس وقت ۱۹ صاحبوں کے نام تجویز کئے گئے تھے اور اگرچہ ہم اپنے ان مخلص بھائیوں کی خاموشی سے یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ انھوں نے ٹرسٹی ہونا منظور فرمالیا ہے۔ مگر باضابطہ کارروائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب صاحب باضابطہ طور پر اپنی منظوری سے سکرٹری مجلس یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دیویں اور نیز زرچندہ ماہوار یا ششماہی یا سال تمام کا ارسال فرماکر مجلس کے مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اور یہ کارروائی اب بہت جلد ہونی ضروری ہے تاکہ کونسل ٹرسٹیان کی سکرٹری پریزیڈنٹ وغیرہ تجویز ہو جاویں۔ نیز پہلے اخبار میں چند بھائیوں کے نام رہ گئے تھے۔ لہذا اب انکی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اس کار ثواب میں بہت جلد شریک ہو[illegible]سٹی ہونا منظور فرماویں۔ ان احباب کے نام ذیل میں درج ہیں۔

راجہ شیر محمد خاں صاحب۔ بی۔ اے۔ جموں
بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک۔ انبالہ چھاونی
بابو نبی بخش صاحب سٹورکیپر شملہ
میاں خدا بخش صاحب شملہ صوفی کرم الٰہی صاحب

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ یہ مدرسہ صرف اپنے بھائیوں کے چندہ پر ہی چلتا ہے لہذا ہمارے بھائیوں کو اسطرف بہت توجہ چاہئے۔ کیا ہی خوب ہو کہ ہر ایک شہر میں اعانت مدرسہ کے لئے کمیٹی کرکے ہمارے تمام بھائی تھوڑا تھوڑا ماہوار چندہ اپنے ذمہ ڈالیں جو مہینہ بھر ایک امین کے پاس جمع ہوتا رہے اور ہر ماہ کے اخیر میں فنڈ مدرسہ میں پہونچ جایا کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس التماس پر ہمارے بھائی ضرور توجہ فرماوینگے مگر صرف اتنی توجہ نہو کہ اس عرضداشت کے ختم ہونے تک وہ بھی ختم ہوجاوے بلکہ اسقدر درکار ہے کہ اسکا کچھ عملی نتیجہ بھی ظہور میں آوے۔ عمارت مدرسہ ہائی سکول اور بورڈنگ کی ضرورتوں کیلئے پہلے ہی ناکافی تھی اسپر غیر متوقع زور کی بارشوں نے نو تعمیر شدہ حصہ عمارت کو جو پانی کے کنارہ پر تھا گرادیا اسلئے اب اسکی مرمت کیلئے اور عمارت کو بڑھانے کے لئے سخت ضرورت روپیہ کی درپیش ہے۔ کمیٹی نے ارادہ کیا ہے اور حضرت اقدس نے اس تجویز کو منظور فرمایا ہے کہ ہمارے معزز بھائی مرزا خدا بخش صاحب پنجاب کے چند شہروں میں دورہ کرکے اپنے بھائیوں کو ان ضروریات

بیعت

محمد عالم صاحب - افریقہ
حافظ فدا حسین صاحب داروغہ - سنگرور
عبد الشکور صاحب - امام و محلہ گاڈی پورہ
میاں دائم صاحب دریائم کملانہ ضلع جھنگ
میاں ماچیا صاحب ״
ملند خاں صاحب - قلعہ دیدار سنگھ
غلام غوث صاحب - کنجاہ - ضلع گجرات
حافظ ہدایت اللہ صاحب ״ ״
عبد الرحمٰن صاحب - ڈیرہ غازی خان
فضل الرحمٰن صاحب ہیلان ضلع گجرات
عبد العزیز صاحب ״ ״
احمد دین صاحب جلہ جاہ ضلع ملتان
محمد سلطان صاحب - رنگڑہ - گوجرانوالہ
خدا بخش صاحب برجہا اٹارا - ملتان
نور محمد صاحب ״ ״
غلام محمد صاحب - کالہ - جہلم
میاں شہادت صاحب - بستی دریائم کملانہ جھنگ
میاں اعظم صاحب ״ ״
غلام مرتضیٰ صاحب امرپور ملتان
میاں زمان صاحب ״ ״
نور احمد صاحب ״ ״

محمد خان صاحب - جلال الدین صاحب
محمد عبد اللہ خانصاحب طالب علم
محمد افضل صاحب موذن مسجد
شجاعت علی صاحب جھنبل ضلع جہلم
غلام محمد صاحب - افریقہ
رولیجاں - لدھیانہ -
محمد مراد صاحب - ڈب کلاں - جھنگ
قاضی غلام حسین صاحب - جٹال راولپنڈی
میاں عبد اللہ صاحب نومسلم - لدھیانہ
محمد اسمعیل صاحب - ״
مفتی نور احمد صاحب شادیوال - گجرات
فتح شاہ صاحب بخش اللہ صاحب
دولت خاں صاحب - قلات - محرر پولیٹیکل محکمہ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ
عبد الرحمٰن صاحب سیالکوٹ سب پوسٹ ماسٹر لنڈی کوتل
حسام الدین صاحب - قادوراتی - ملتان
قاضی حبیب اللہ صاحب چھاونی سیپائیر پلٹن ۲۳
محمد برکت علی صاحب سیالکوٹ
غلام محمد صاحب لالیاں - جھنگ
غوث محمد صاحب - رانسو ضلع گوجرانوالہ حال افریقہ
فضل حسن صاحب لاہور بازار حکیماں
عبد الاکبر - خزانہ -

اشتہار
سررشتہ میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹ء سے شروع ہو کر ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اسلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاویگا اور مبلغ پانسو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا۔

اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونی چاہیے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنی ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہکر وزن کیا جاوے گا۔ اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور سابق اسی موقعہ پر ہو گا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مالک کو دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کے رہے گی۔

دستخط
المشتہر
مسٹر - جے جی - ایس صاحب بہادر
سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر
۱۰ ؍ ستمبر سنہ ۱۹ء

عجیب و غریب مرہم
المعروف
مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم شلیجہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پرتاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنیمیں سب سے بڑی مشکل تو اسکے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑی خرچ کیسا نخہ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں۔ اور اسکو ہر ایک زمانہ کی فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف تسلیم کیا۔ حکما یورپ بھی اسکی عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں ایکدفعہ ضرور آزماؤ۔

فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے

ہر قسم طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیاں - بدحہ - ہر طرح کے ناسور - زخموں کی کیڑے - پرانے گندے زخم - پھنسیاں پھوڑے - گہاؤ - گنج - خارش - ہر طرح کی جلد کی بیماریاں - چوٹوں کے زخم - موچ - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کانوں سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جلجانا - عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ ۱؎

کارخانہ مرہم عیسیٰ المعروف مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسن بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پربال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اوراودیہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸ مبیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲ خالص ممیرا فی ماسہ ۵ مصری سرمہ فی تولہ ۱ محصولڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئی نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے
راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ امّم ربوی بعمر ۴۰ سال پر کیا ہے مریضہ مذکورکی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پربال پڑنے سے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پروپرائٹر کی سعی و اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۸ | دار الامان قادیان مہ ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

کی

سائیں مہر علی شاہ صاحب گولڑی کے

متعلق

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

از حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
ایدہ اللہ

شعر

بگرائے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانیست کبیر

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کے اخبار عام میں ایک امرتسری نے میری چٹھی پر جو ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کے الحکم میں شائع ہوئی تھی چند اعتراض کئے ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ اپنی توقع کے خلاف صاف اور واضح امور کو بھی اعتراض اور نکتہ چینی کا تختہ مشق دیکھا مجھے کامل وثوق تھا کہ اب یہ راہ خس وخاشاک اور ہر قسم کی رکاوٹوں سے پاک ہو گئی تھی اور راہ چلنے والوں کو غرض وغایت تک پہنچنے کیلئے کافی روشنی اور بدرقہ مل گیا ہے۔ مگر اس معترض نے ثابت کر دیا ہے کہ بیداد گر خردہ گیری کیلئے اسوقت تک جولانگاہ باقی ہے۔ کاش! ایک اطمینان طلب جویائے حق کی نکتہ چینی ہوتی! جسکی کارروائی صاف راہ نمائی کرتی کہ اسکے زعم میں ایک معرض بحث اور متنازع فیہ امر کی نسبت مزید توضیح کیلئے کوشش کیگئی ہے اور ایک پاک مگر ناواقف حقیقت دل آمادہ ہے کہ کسیطرح یہ الجھن سلجھنے میں آجائے۔ مگر ہمارے امرتسری دوست معترض کے کمزور اور غیر موزوں اعتراضوں سے صاف ہوا ہے کہ

کہ بیجا تعصب کی موٹی دیواریں اُنکے آگے حائل کھڑی ہیں جو اُنھیں محاذ کی خوبصورت روشنی کو دیکھنے نہیں دیتیں۔

اصل واقعہ جو کئی دفعہ اسی قابل قدر پرچہ میں شائع ہو چکا ہے نہایت صاف اور وہ یوں ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو دعوت کی تھی کہ میں اور آپ عربی زبان میں نہایت درجہ کے فصیح بلیغ عبارت میں قرآن کریم کی تفسیر لکھیں اور اس تفسیر میں وہ حقائق ومعارف اور نکات و دقائق ہوں جو اگلی تفسیروں میں مذکور نہ ہوں اور اُن سے کتاب اللہ کی فوق العادۃ عظمت اور جلال ظاہر ہو۔ یہی مجھمیں اور آپ میں فیصلہ کن معیار ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے دربار عالی میں مجھے باریابی فخر حاصل ہے یا آپکو؟ اسلئے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب جلیل نے یہ بلند دعویٰ کیا ہے کہ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ یعنی قرآن کریم کے حقائق ومعارف کے بیان کرنے پر

وہی قادر ہو سکتے اور اسکے پاک حریم میں باریاب ہونے کا وہی شرف حاصل کر سکتے ہیں جنھیں خدا نے دست خاص سے پاک صاف فرمایا ہوتا ہے اور آسمان کی پانیکی طرح پاک ہوتے اور آسمان سے اُنھیں خاص نسبت ہوتی ہے - یہ قرآن کریم کا دعوی اور پُر زور تحدی ہے جو خدای علیم کیطرف سے آئندہ پیدا ہونیوالی نزاعوں میں جو امت محمدیہ کے درمیان واقع ہوں بین حکم اور ممیز ٹھرایا ہے - اور ضروری تھا کہ اس قسم کا فیصلہ اور معیار بھی قرآن کریم میں ہوتا - اسلئے کہ قرآن کریم جیسا دوسرے مذاہب کے اختلافات میں حکم بننے کا دعوی کرتا ہے اور فیصلہ کے اصول اور قواعد بھی منضبط فرمائے ہیں اور اس حکومت میں کامیابی کا زریں تاج اس کتاب مجید کے سر پر رکھا گیا ہے اسی طرح از بس ضروری تھا کہ اندرونی اختلافوں اور نزاعوں کے فیصلہ کیلئے بھی اصول اور قواعد مستحکم کرتا - چونکہ قانون قدرت کی مقتضیات سے ضروری تھا کہ اندرونی اختلافات اور تنازعات بھی برپا ہوں اور نزاعوں کے سبب سے حق و باطل متشابہ اور ملتبس ہو جائیں اور بہت سے مدعیوں میں سے جنمیں سے ہر ایک اپنے دعوی کو سچا سمجھتا ہو ایک ہی حق پر ہو اور دوسرے صریح بطلان پر ہوں اسلئے واجب تھا کہ کامل کتاب میں جو تمام حقہ صداقتوں اور ضروریات دینیہ پر حاوی و مہیمن ہو تے اور قیامت تک کافی ہونے کا دعوی کرتی ہے ایسا قاعدہ اور محکم اصل بھی ہو جو ایسے تاریک وقتوں میں حق کا روشن اور چمکتا ہوا چہرہ دکھاوے - سو اس آیت لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ نے اس قسم کے نزاعوں کا قیامت تک فیصلہ کر دیا ہے اسوقت ایک نزاع تھی - اسلام کے میدان میں دو دعویداروں نے علم دعوی بلند کیا -

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوی کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس زمانہ کیلئے میں مہدی اور مسیح ہو کر آیا ہوں - پیر

مہر علی شاہ صاحب نے اسکا سخت انکار کیا - اور اپنی مسند مشیخت وارشاد پر جلوس فرما ہوتے اور پیروں کے وجود سے ظاہر کیا کہ میں خدا سے تعلق رکھتا ہوں اور اُن کے خدام و اتباع نے بھی

اعلان فرمایا کہ قطب وقت - کہف زماں اور ملجاء و ماوای انس و جان یہی ہیں حضرت مرزا صاحب کی فراک سے وابستہ ہزار وں آدمی ہیں جو اپنا سب کچھ آپکے ہاتھیں دیچکے ہیں - پیر صاحب سے منسوب بھی بہت لوگ ہیں جو انکی مریدی پر ناز کرتی ہیں - میں خدا ترس و اہل دل مسلمانوں کی مشترق ہو اسلامبر کے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے مشتبہ وقت میں ضرور ت .... تھا کہ ہم لوگ بھی نصارا کیطرح ناقص اور سخت ناکافی انجیل کے سبب سے سراسیمہ اور سرگردان ہوتے اور کتاب اللہ میں کوئی نور جو اس پیش آمدہ ظلمت کو پاش پاش کرتا نہ پاتے اور خود اپنی ہی تجویزوں اور اندیشوں سے کوئی جعلی اور مصنوعی ناکافی راہ پیدا کرتے - مگر ہتیں نہیں - خدا تعالی نے ہمیں اسلئے کہ ہم امت مرحومہ تھے ایسی زحمتوں اور کشاکشوں سے محفوظ رکھا اور خود ہی اپنے علم سابق سے ان سب باتوں کا پورا انتظام کر دیا -

پیر - صوفی - قطب - غوث - ولی اللہ - درویش اور مسند الوقت مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس نزاع کے وقت وہی طریق فیصلہ پیش کیا جو خداوند علیم حکیم نے ایسے اوقات میں ایسے اشخاص کے نزاعوں اور اختلافوں کی حکومت کی غرض سے مقرر کر رکھا تھا -

اے قرآن کریم کو کامل اور مہیمن کتاب ماننے والو اور ظلمات کے اوقات میں اسے یگانہ نور تسلیم کرنے والو اپنی جانوں پر ترس کھا کر خدا تعالی کے لئے بتاؤ کہ کوئی اور راہ بھی تھی جو اس سے بہتر تھی - اس راہ کے پیش کرنے سے معاً دو باتیں حاصل ہوتیں ایک تو قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوتی اور اُس کا خدا کا کلام ہونا اور علوم غیب اور غیب کے دعووں پر مشتمل ہونا ثابت ہو جاتا اور دوسری بات ایک شخص کا مجاب اللہ ہونا اور مقرب اور مطہر ہونا ثابت ہو جاتا - اب خدارا فرمائے کہ کیا حضرت مرزا صاحب پیر صوفی اہل اللہ مہر شاہ صاحب کو مولویانہ دعوت کیطرف بلاتے اور یہ کہتے کہ آؤ ہم تم مولویانہ لفظی بحث کر لیں اور ہمارے پر فیصلہ ہو جائے گا کہ راستی کسکی طرف ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسلئے کہ زمانہ کی ضروریات کے جامع اور رسمی اور روحانی علوم سب کے مستجمع ہو کر آئے ہیں اور خدا تعالی جانتا تھا کہ علمائے خشک اُن کے مقابل اپنی سونڈیں لمبی کرینگے اور علوم رسمی کے مباحثہ کیطرف بھی

بلائیں گے اور اُن ہی منطقی اور خشک مباحثات کو حق و باطل کا معیار ٹھرائیں گے اسلئے بنا بر حضرت مرزا صاحب نے علمای ظاہری سے علوم ظاہر اور رسمی کی بنا پر بہت مباحثات کئے اور خدا تعالی کے اذن و حول سے انکی لمبی خرطوموں کو گرم ہتھیاروں سے خوب داغ لگائے - اور آخر دیکھکر کہ مباحثات نظری امور ہوتے ہیں اور فیصلہ کی کھلی اور روشن راہ ان سے پیدا نہیں ہوتی ایک عرصہ تک اپنی قدرت اور طاقت کے جلوہ نمائی کے بعد ان سے پہلوتہی کی اور آسمان کی طرف توجہ کی تب خداوند علیم نے ایک بین اور بدیہی راہ دکھائی جسکی وضاحت کے بعد کسی شخصکو شک و تردد کا موقع مل ہی نہیں سکتا -

اب اگر قوم انصاف نہیں کرتی تو دوسری قوموں کے منصف نیک دل لوگ انصاف کریں کہ حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو جو یہ دعوت کی ہے تو کیا ناروا حرکت کی ہے کیا یہی دعوت اُنکی شان کے شایاں تھی - کیا وہ ولی اللہ نہیں ! کیا وہ مطہر نہیں - ! کیا اُنھیں خدا کے حریم قدس میں باریابی کا شرف حاصل نہیں ! کیا وہ زبان عربی سے واقف نہیں ! کیا وہ قرآن کریم کے معارف سے مس نہیں رکھتے ! ہاں تو کیا اُنکی شان کے لائق تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی گدی پر اُنھیں بٹھایا جاتا اور انسے استنجا اور قلتین اور بیع وشرا کے مسائل پر بحث کی جاتی یا رفع یدین آمین بالجہر کے نزاعوں کا فیصلہ کیا جاتا - انکو لفظی بحثوں اور ظاہری علوم کی بحثوں کیطرف بلانا یقینا انکی کسر شان تھی - حضرت مرزا صاحب نے اُنکا وہ پاس کیا اور اُن کے حق کی وہ رعایت کی جسکے وہ درحقیقت مستحق تھے - لیکن افسوس صد افسوس پیر صاحب نے اس دعوت کو رد کیا اور بری طرح رد کیا اور سخت ناقابل عفو حیلوں سے رد کیا - پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے جواب میں یہ لکھا کہ اول مرزا صاحب اپنے دلائل پر کھڑے ہو کر تقریر کریں اور اُن ہی منطقی اور علمی باتوں کو پھر دوہرائیں اور عوام و خواص کے مخلوط مجمع میں دوہرائیں جو وہ سالہا سال سے اپنی کتابوں اور رسالوں اور اشتہاروں میں لکھ رہے ہیں اور وہ وہی باتیں ہیں جنپر علمای قوم

اعتراض اور رد لکھ چکے ہیں اور خود پیر صاحب یا اُنکے مرید غاز یصاحب بھی اُنکی نسبت خامہ فرسائی کر چکے ہیں اور وہ وہ باتیں ہیں جو نظری ہونیکی باعث ہنوز زیر بحث ہیں۔ غرض مرزا صاحب اُن دلائل کو بیان کریں۔ اسکے بعد پیر مہر علیشاہ صاحب اُٹھکر اُنکا رد کریں۔ اور اُنکی باتیں بھی اُسی رنگ کی نظری اور خفا اپنے اندر رکھنے والی ہوں۔ اور پھر مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبد اللہ ٹونکی صاحب کھڑے ہو کر شہادت دیں کہ پیر صاحب کا رد درست اور مرزا صاحب کا دعوی اور دلائل صحیح نہیں تب مرزا صاحب اُسیوقت اُسی مجمع میں پیر صاحب سے بیعت کرلیں۔ یہ ہے جواب پیر صاحب کا اُس دعوۃ کے مقابلہ میں جو حضرت مرزا صاحب نے اُنکی خدمت میں پیش کی۔ اب ناظرین انصاف کریں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرطوں کو منظور فرمایا اور کیا پیر صاحب نے قوم کے نزاعوں کے فیصلہ کیلئے جائز طریق ایجاد کیا؟ اور کیا قوم کی ڈوبتی کشتی کو ورطہ ضلال و اوہام سے نکالنے کیلئے بجا ناخدائی کی؟ سوچو! اور خدا کیلئے سوچو!! غضب اور تعصب سے بھری ہوئی جاہلانہ روح اور ہر ایک ایک طرف کو سخت منہ چڑھے بچڑا ہو۔ یہانتک کہ شدۃ غضب و تعصب اپنے حریف کے الفاظ کو بھی یوں سنتے ہوں جیسے کانوں میں پگھلی ہوئی رانگ ڈالی جاتی ہے پھر مباحثات علمی اور لفظی ہوں جیسیوں نکات اور دلائل مخفی در مخفی اور کنایات اور استعارات اور علوم کے حجب میں مخفی ہوں غرض سب امور نظری پر نظری ہوں۔ اور اسپر طرفہ یہ کہ ایک شخص کو قبل از وقت دجال کذاب اور محرف دین اللہ اور مفتری اور کیا کیا بانہ چکے اور اُسپر سخت حکم چکے ہوں اور اُسکی اہانت کیلئے موقعے تلاش کرتے ہیں جابجا پھر رہے ہوں اُسپر یہ توقع کہ اس تدبیر سے کوئی فیصلہ ہو جاتا اور قوم کے دل صلحکاری کا سبق سیکھ لیتی اور ایک صاف اور مستوی سطح پر سب بیٹھ جاتے قطعاً محال تھا کیا ب اب تک اس راز کو سمجھے نہیں گئے اور کیا ہم کی سلامت فکرت اور جودۃ طبیعت سے عنت یوس ہو کر بیٹھ رہنا چاہیئے کہ پیر صاحب نے ان بالکل جدید شرطوں سے کیا مد نظر رکھ لیا ہے کیا یہ بالکل صاف بات نہیں کہ انھوں نے اپنی دعوی ولایت اور فقر کے برخلاف دنیا داروں کی طرح پر مکر صاف

فاش ہو جانیوالی چال اختیار کی۔ اگر راستی مطلوب ہوتی اور خدا کے دین کی حفاظت مقصود ہوتی تو کوئی امر اپنی طرف سے ایزاد نہ کرتے اور اسمیں بھی وہ جو اُنکی شان اُنکی مسند اور اُنکی ولایت کو داغ لگا نیوالا تھا۔ جس صورت میں حضرت مرزا صاحب کی دعوت اور معیار فیصلہ وہی تھا جو خود کتاب اللہ نے مقرر کر رکھا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی من عند النفس کوئی تجویز نہ تھی پھر اسکے ٹالدینے اور بالکل خاک میں ملادینے کی کیوں کوشش کی گئی۔ امرتسری صاحب فرماتے ہیں کہ "پیر صاحب نے ایک شرط بڑھائی ہے"۔ افسوس تعصب روشنی سے کسقدر دشمنی رکھتا اور کبھی اُس کے جوار میں بھی رہنا پسند نہیں کرتا۔ پیر صاحب نے شرط بڑھائی نہیں بلکہ ایک ایسی تجویز پیش کی جس نے حضرت مرزا صاحب کی ساری شرطوں کو رد اور منسوخ کر دیا خدا کیلئے سوچو تفسیر قرآن سے قبل مرزا صاحب اپنے دلائل پیش کریں پھر پیر صاحب کھڑے ہو کر ان کا رد کریں۔ بعد ازاں مولوی بٹالوی صاحب اور ٹونکی صاحب مرزا صاحب کے خلاف اور پیر صاحب کے موافق شہادت دیں اور پھر مرزا صاحب پیر صاحب کی بیعت کرلیں۔ میں پھر کہتا ہوں سوچو کہ وہ اصل بات تفسیر نویسی کی کہاں رہی۔ کیا اسمیں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے عجیب علمی اور نظری دلائل بیان فرماتے اور پیر صاحب اُن کا وہی مولویانہ رد کرتے۔ تو عوام کالانعام اور اُن کے بیشمار موٹی طبیعت والے متعلقین اور سبھی جذبات سے لبریز خدام پیر کی کافی سمجھکر اُسکی تائید نہ کرتے اور بعد ازاں مسلم و مقبول معاند مولوی بٹالوی صاحب اور دوسرے صاحب لا لحب علی بل ببغض معاویہ پیر صاحب کے حق میں ڈگری نہ کرتے۔ سوچو اور خدا کیلئے سوچو کہ حضرت اقدس کے دلائل شمس نصف النہار سے بھی زیادہ روشن اور مشہور ہیں۔ پردہ نشین عورتوں تک وہ پاک اور آسمانی باتیں پہونچ چکی ہیں۔ ان لوگوں نے اس سے پہلے کیا فائدہ اُسی اُٹھایا ہے جو اسوقت اُن ہی کے تکرار سے بھی اُٹھاتے۔ کیا اُنکی قوت غضبی کا اشتعال کچھ بھی اب تک فرو ہو چکا تھا۔ اسوقت تک اُنکی بیشمار خط ناگفتنی اور ناشنیدنی گالیوں سے بھرے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی طرف آرہے تھے۔ خدا کیلئے کوئی تو بتاؤ اور خدا لگتی کہو کہ کیا پیر صاحب نے یہ راہ مخلوق خدا کی بہتری کی سوچی اور کیا یہ اُنہیں حق کی سوجھی اور کیا اُنھوں نے سادگی اور حق پسندی اور حق طلبی سے ایک اور شرط بڑھائی۔

یا حق و باطل میں شبہ ڈالنے کی ایک راہ نکالی۔ جب مرزا صاحب کی دلائل کا پیر صاحب کی طرف سے رد ہو گیا اور بے لوث مقدس گواہوں کی گواہی فیصلہ پیر صاحب کے حق میں دیچکی اور مرزا صاحب وہیں بیعت کر لینگے تو پھر کیا تفسیر قرآن بیعت ہو کر اور مرید بنکر لکھتے۔ اسمیں دو ایک باتیں ہی تنقیح طلب ہیں پھر راستے لگانیکے لئے راہ صاف نکل آتی ہے۔ کیا پیر صاحب نے اسے صاف منظور کیا یا کسی پیچ کے ساتھ بھی منظور کر لیا اور کیا درحقیقت ایسے نزاعوں میں جو امت محمدیہ میں واقع ہوتی ہیں اور جو نظری امور یعنی مباحثوں اور تکراروں سے فیصل ہو نہیں نہیں آتیں وہ طریق فیصلہ کا جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا اعلی درجہ کا طریق اور کتاب اللہ کے منطوق کے موافق طریق ہے یا نہیں۔ اور کیا اس طریق سے جو بسبب خرق عادت اور کرامت نمایاں ہونیکے بدیہی طریق اور واضح امام ہو جاتا اور کوئی بہتر طریق ہو سکتا ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کی حجت بازی کیا راستبازوں اور راست کیشوں کی اطمینان قلب کا موجب ہو سکتی ہے

میں سمجھ نہیں سکتا کہ کوئی سلیم الفطرۃ ان بیان صاف نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے خدا تعالی کی قوت و قدرت پر اعتماد نہ کرکے اور اپنے حریف کی قوت و شوکت سے مرعوب ہو کر اُس دعوت کے قبول کرنے سے گریز کیا مگر افسوس ایسی باریک چادر میں اپنا سر مسکا اور کھسیانا مُنہ چھپایا جسکے اندر سے اُنکی انفعالات نفسانیہ ہر ایک ناظر کو صاف صاف نظر آ گئے۔ کون دانشمند سمجھ نہیں سکتا کہ کتاب اللہ کے پر معارف تفسیر عربی زبان میں لکھنا انکو موت احمر نظر آئی جس سے بھاگ کر انھوں نے پھوس کی ٹٹیوں میں پناہ لی۔ افسوس پیر صاحب نے اس دنیا کی شرمساری اور پردہ دری سے بہت خوف کیا اور حطام دنیا کی تلاش اور ابنائے دنیا کی دلجوئی نے انھیں پردہ کی اوٹ سے مُنہ باہر نکالنے نہ دیا مگر اُس ہولناک یوم کا ڈر کا دلکو نہ لگا جسدن باطن کا باطن بھی طشت از بام کیا جاویگا اور یوں ہوگا کہ۔ زر اندود گان را بآتش برند پدید آید آنگہ کہ مس یا زر اند۔ جب اُنکا دل احساس کرتا تھا اور ضمیر پورے شعور و تنبیہ سے اُنھیں چلا چلا کر کہتا تھا کہ قرآن کریم کے حریم قدس میں تمھیں شرف باریابی حاصل نہیں اور یہ کام درحقیقت مطہروں۔ آسمانیوں انبیاء علیہم السلام کے ظلوں کا ہے اور پیر صاحب ایک شخص کو ایسا دعوی

(پیر مہر علی شاہ صاحب ... باقی)

کرتے اور ہر روز تحدی کرتے دیکھ چکے تھے اور یہ ایک تحدی ہی اُنکے لئے اگر وہ صاف قلب ہوتے تو کافی آگاہ کرنیوالی دلیل تھی تحدی کرنیوالے کی فوق العادہ دعوی اور قدرت نمائی پر۔ اسلئے کہ وہ اپنے اندر جھانک کر اپنی جیب کو اس گراں قدر نقد سے خالی پاتے تھے اور اسی افلاس نے انھیں تفسیر کو ٹالدینے کیلئے حیلہ جوئی پر آمادہ کیا۔ غرض جب پیر صاحب خوب جانتے تھے کہ وہ اس میدان کی مرد نہیں تو کیوں گذشتہ راستبازوں کیطرح صاف صاف اپنے عجز کا اقرار نہ کرلیا۔ کہ اعتراف بعجز انکی شان کو بڑھاتا مگر افسوس انھوں نے روباہ بازی اختیار کی اور اپنے نکلنے کے لئے ایک اور چور سوراخ نکال لی۔ کاش وہ چور سوراخ ہوتی۔ اب میں پھر امرتسری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرط تفسیر نویسی کو منظور کرلیا تھا اور بقول آپکے صرف ایک شرط اور بڑھائی تھی سوچو اور خدا کے لئے سوچو۔

ان سب باتوں کے بعد جو میں بیان کرچکا ہوں ایک دانشمند بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مستجاب الدعوات ثابت ہوگئے۔ اور آپکی تحدی نے جسکا مقابلہ کرکے اُسے توڑا نہیں گیا صاف ثابت کردیا کہ وہ مطہر ہیں وہ آسمانی ہیں اور قرآن کریم کے معارف کے بیان کرنے میں جو خدا تعالی کا حریم قدس ہے وہ لانظیر اور یگانہ ہیں۔ ایکبات ثابت ہوئی۔ دوسری بات اس سے بھی زیادہ زبردست بات جو علم غیب کی شوکت اپنے اندر رکھتی تھی اسکے ساتھ وہ بھی روز روشن کیطرح پوری ہوگئی۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تفسیر نویسی کی دعوت میں ساتھ یہ دعوی بھی کیا تھا کہ پیر صاحب میرے مقابل ہرگز قادر نہونگے آپکے الفاظ یہ ہیں " میں مکرر کہتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اُسی صورت میں متصور ہوگا جبکہ مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جسپر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کریگا۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں " ۔ ایسی صاف اور یکی بات کی نسبت قوی اُمید کی جاسکتی تھی کہ بہت سی گردنیں اسکے مقابل خدا کے خوف سے جھک جائینگی اور اس روشنی سے ایک مرد خدا کا پتہ لوگوں کو لگ جائیگا۔ مگر امرتسری صاحب ظاہر کرتے ہیں کہ ہنوز بدقسمتی لوگوں کا پیچھا چھوڑنے میں نہیں آتی۔ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ اسکی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ تفسیر لکھنے کا اور قبول دعا کا تو موقعہ ملا ہی نہیں اور استہزا سے فرماتے ہیں کہ کیوں عالم الغیب خدا نے انھیں صاف بتا نہ دیا کہ تفسیر نویسی کی نوبت ہی نہیں آوے گی اور کیسا خدا ہے کہ وعدہ تو یہ کیا کہ مرزا صاحب تفسیر لکھ لیں گے اور پیر صاحب کا کاغذ سادہ کا سادہ رہجاویگا اور خلاف وعدہ مرزا صاحب کو وقت پر قادیان ہی رکھ رکھا۔ افسوس یہ لوگ خدا تعالی کی سنتوں اور انبیاء علیہم السلام کے منہاجوں سے کسقدر دور جا پڑے ہیں۔ کوئی تیر اپنے ترکش سے نکالکر حضرت مرزا صاحب کی طرف نہیں چلاتے جو سیدنا خاتم الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سینہ میں جاکر پیوست نہ ہوجاتا ہو تاکہ ثابت ہوجائے کہ ظل اور اصل میں پوری مناسبت اور اتحاد ہے۔ امرتسری صاحب کیا اسے ضروری قرار دیتے ہیں کہ پیشگوئی اُسی صورت میں پوری ہوتی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ کرتے اور مقابلہ میں عجز اور خذلان آنکو چار دانگ گھیر لیتا اور دیگر کوئی صورت پیشگوئی کے پورا ہونے کی نہ تھی۔ بہت خوب تو بتاؤ کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ - وَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا الآیہ اور قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْإِنسُ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یہ زبردست تحدیاں پیشگوئی کے رنگ میں ہیں یا نہیں اور یہ پورے معنوں میں پوری ہوئیں یا نہیں۔ کیا کسی تاریخ اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی کتاب عرب کے فصحا قرآن کے مقابل بناکر لائے۔ کیا کبھی جن وانس کی کمیٹی کہیں بیٹھی اور وہ اجتماعی مشورہ اور طاقت سے قرآن کے مقابل کوئی سورت تیار کرکے لائے اور بالآخر مقابلہ اور موازنہ سے واضح ہوا کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ یاد رکھو مقابلہ کرکے ذلیل اور رسوا ہونا یا خود مقابلہ ہی میں نہ آکر داغ عار جبین مردی پر لگانا ایک ہی بات ہے۔ ان دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ مردی اور حمیت اور ناک بہرصورت اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ حریف مدعی سے جو ہر طرح کی ہتک کر رہا ہے مقابلہ کیا جاوے۔ باایں ہمہ صرف الوجوہ اگر شکست اور خذلان کی دلیل نہیں تو اور کسکی ہے۔

مباہلہ کا واقعہ بڑا عظیم الشان واقعہ ہے اور اس بات کی قوی سے قوی دلیل ہے کہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیت اور منجانب اللہ ہونے کا کسقدر واثق یقین اور کامل شعور تھا اور آخرکار نصرانیت کے مقابل یہ فیصلہ بھی کامل دلیل ٹھہر گیا اس بات کی کہ اسلام منصور اور مؤید مذہب اور نصرانیت مخذول طریق تھا اور اسکے حامیوں کو آسمان سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ مگر کیا مباہلہ واقع ہوا۔ کیا اُن نصرانیوں کا حق کی پرشوکت اور زہرہ گداز آواز سے مرعوب ہونا اور جی چھوڑ دینا ہی آخری فیصلہ اسلام کے حق میں ٹھہر نہیں گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ امرتسری صاحب اور آپ کے مثیل وہم مشرب پیشگوئی کے سائنس سے واقف نہیں۔ پیشگوئی جو ایک صادق کامل بصیرۃ مدعی کی طرف سے ہوتی ہے اُسکے مُنہ سے نکلتے ہی اپنے ساتھ ساتھ ایک لشکر جرار ملائکہ اور سماوی طاقتوں کا لاتی ہے اور ادھر اُدھر اور آگے پیچھے سے ہر قسم کی رکاوٹوں اور دراندازوں کو ہٹاتی ہوئی اور پامال کرتی ہوئی سیدھی اپنی غرضوں اور ہدفوں پر جالگتی ہے۔ جسطرح بجلیاں ہوا کو صاف کرتیں اور زہریلے مواد کو جلا دیتی ہیں پیشگوئی کے الفاظ جنمیں رعد و برق کی خبر مرکب ہوتی ہے حریف کے مصنوعی زور اور قوۃ قلبی کو کچل ڈالتی ہیں۔ وہ جو پہلے اپنی قوم میں مرد کہلاتا اور لاف و طامات میں گردن بلند کرتا تھا اُس ہیبت ناک گرج کے بعد بزدل اور پورا نامرد بنجاتا ہے اور وہ جو اپنی حلقہ میں بڑا لسان منطیق اور المعی لوذعی کہلاتا تھا اُس آتشیں تلوار کی ایک ہی چمک سے اسکی زبان میں سینکڑوں پیچ پڑجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان قرآنی تحدیوں کا اگرچہ معارضہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے کہ اندر ہی اندر بہتوں نے منصوبے کئے ہوں اور صادق مدعی کے دعوی کو توڑنے کی انتھک کوشش کی ہو ممکن ہے کہ نا سکھائے ہوئے دشمنوں کی اولاد بھی گذشتہ ذلتوں اور نامرادیوں کا انتقام لینے کیلئے اب بھی اندر ہی اندر تیار ہوں مگر باایں ہمہ یہ تحدیاں اسلام کی صدق پر براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ ٹھہر گئیں۔ اسی طرح اور ٹھیک اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے

تفسیر نویسی کی دعوت کی ساتھ تھا بالفعل یہ تحدی بھی کردی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور سخت ذلت کی مار اُنپر پڑیگی۔ حضرت مرزا صاحب بشریت محض کے لحاظ سے ضعیف القوی اور محدود العلم انسان اور نیچر کے پُر زور انقلابات کے احاطہ میں اور لوگوں کیطرح محصور محاط ہیں۔ یہ شوکت اور صولت جو اُنکے الفاظ میں ہے اور یہ غیب کی پرسطوت آواز جو اُنکے منہ سے نکلی ہے اگر کسی واسع علیم اور قادر مطلق اور مدبر متصرف ہستی کی آواز اور الفاظ نہیں تو کیوں عادتًا ان سے اُسی جنس کے رعب اور زلزلہ کی بارش برس رہی ہے جیسے اس قسم کی تحدی کرنے والی انوکھی زبان والفاظ سے واقع ہوتی رہی ہے اور کیوں اس آواز نے آتشیں گولے کیطرح حریف کا کام تمام کردیا اور حرکت مذبوحی تک بھی تو اس سے ظاہر نہ ہوئی۔ اس موقعہ پر تو ایک منٹر ملسٹ اور فری تھنکر بھی ٹھہر جاتا اور تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ اس جنس کی ایک قوم جو نامعلوم قدامت سے چلی آتی اور اسی قسم کی یکساں الفاظ بولتے اور ان تحدیوں میں ہر زمانہ میں یکساں اپنے حریفوں پر منصور ومظفر ہوتی رہی ہے اور اپنی اس فوق العادہ قدرت اور جلال کو ہمیشہ فاطر السما والارض کی ہمہ طاقت ذات سے منسوب کرتی رہی ہے اور کبھی بھی اُنکے مخاطب اُنکی ان تحدیوں کے مقابلہ سے عہدہ برآ نہیں ہوسکے اور ہر عصر میں علی اختلاف ملل ومشارب یکساں مخذول ومطرود ہوتے رہے ہیں۔ غرض اس قسم کی پرہیبت قوم لاریب عام انسانی سطح سے بہت اونچی ہے اور انکا بیّن وجود کسی عنیب الغیب وجود کی آشکار دلیل ہے۔ حاصل یہ کہ ایک دہریہ بھی کم سے کم ایسی عظیم الشان دعووں کے سننے پر حیرت میں ضرور پڑ جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ذریت کہلانے والے جن کے پاس نمونے موجود ہیں اور ایسے امور کو کتاب اللہ کے وجود میں تسلیم کرچکے ہیں۔ اس زمانہ کے برکت وخیر اور اسوقت کے فضل ورحم حضرت مرزا صاحب کی اس تحدی اور پیشگوئی سے انکار کرتے ہیں اور ساتھ ہی دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہی نہیں۔

میں پوچھتا ہوں کیا اُن لات وعزیٰ کے حامیوں کا فرض نہ تھا جنکے معبودوں اور ہمہ قدرت معبودوں کو ذلیل اور حصب جہنم کہا گیا تھا اور اُنکے بطلان وخذلان کی یہ دلیل پیش کی گئی تھی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا اُن متکبر بومبار بونکا فرض نہ تھا جنکو دل دکھا دینے والی تعریض سے اور کیسے جگر سے پار ہو جانے والے نشتر زا الفاظ میں کہا گیا اِنْ ھِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ ہاں کیا انکا بڑا بھاری فرض اور اہم ترین فرض تھا کہ ہر راہ سے آکر اس تحدی کا مقابلہ کرتے اور عابد ومعبود دونوں ابدی عار وشنار سے بچ جاتے۔ اسیطرح اور ٹھیک اسی نمونہ پر حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب صوفی ولی اللہ کے مقابل تحدی کی یعنی جسطرح فرقان حمید نے مشرکان عرب کو وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہا اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ کو وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہا کوئی مرد خدا ان دونوں میں کوئی ذرا سا تفاوت بھی تو بتادے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی بھی اسیطرح حرفًا حرفًا پوری ہوئی جسطرح قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور دونوں پیشگوئیوں کے مدعوں پر یکساں بلا تفاوت موت سکوت اور صرف الوجوہ کی موت طاری ہوئی۔ یا اینہمہ کسقدر جرات اور خدا ناترسی سے کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ای امرتسری اکمل اسلئے ہم منشر تو تمہاری ضمیر تھیں اور تمہار ساتھ ہی مہر شاہ کو ملزم نہیں کرتے اور تم سے اندر ہی اندر دست وگریباں ہو کر یہ سوال نہیں کرتے کہ کیوں پیر مہر علیشاہ صاحب نے دعوت کو قبول نہ کیا جس سے دو باتیں فورًا ثابت ہو جاتیں (۱) مستجاب الدعوات ہونا اور (۲) کلام اللہ کے معارف وحقائق کا یگانہ عارف اور اسلئے خدا تعالیٰ کا مقرب خاص ہونا۔ کیوں پہلے کٹ حجت اور بات کو ٹلا دینے والے مولویوں کی طرح پیر صاحب نے ایک صاف پاک بات کو بگاڑنے کے لئے ایک نئی راہ نکالی۔ مولوی محمد حسین صاحب اور اُنکے امثال مباحثوں میں یا اپنی روحانی کشتیوں میں حضرت مرزا صاحب کے مقابل ایسی ایچا پیچی کرتے اور حیلہ وحوالہ میں کسقدر معذور بھی تھے اسلئے کہ وہ آسمان کے فرزند نہ تھے وہ تو زمین پر جھکے ہوئے اور آسمان سے کٹے ہوئے اور خالص زمین کے فرزند تھے مگر ولی اللہ پیر مہر شاہ صاحب نے کیوں ایسی باتو ٹالدیا جسے خدا کی کتاب مجید نے عباد الرحمن اور عباد الشیطان میں فرق کا معیار ٹھہرایا ہے حق تو یہ تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی کلام میں ایچ پیچ اور تہ در تہ شرطیں بھی ہوتیں مگر کسی قرینہ سے سمجھ میں آسکتا کہ آپ کلام اللہ کی تفسیر نویسی کو معیار حق وباطل ٹھہراتے ہیں جب بھی پیر صاحب آگے بڑھکر اسی پکڑتے اور پیچھا ہی نہ چھوڑتے جب تک فیصلہ صاف صاف منوا نہ لیتے اسلئے کہ خود اُنکے خدا تعالیٰ کا یہ ٹھہرایا ہوا معیار تھا جسکے مقرب بنکر ارشاد کی مسند پر وہ بیٹھے ہیں اور رات دن مخلوق کو زمین کے تاریک گڑھوں سے نکالکر آسمان کی طرف پہونچا رہے ہیں۔ مگر یہاں تو صاف اور واضح دعوت تھی اور منتعمد کذاب یا آسان گرفتار ہو سکتا تھا پھر کس بات نے پیر صاحبکو مجبور کیا کہ اُنھوں نے ایک غیر متعلق اور قطعًا بے محل بات پیدا کرکے اُس میدان میں آنے سے اپنے تئیں بچا لیا۔ اب بتاؤ کیا پیشگوئی بڑی وضاحت کے ساتھ پوری نہیں ہوگئی اور بتاؤ کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کا استخفاف قرآن کی ویسی ہی پیشگوئیوں سے استہزا نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی غیر حاضری لاہور میں پیر صاحب کے لئے ازلس مفید تھی اور درحقیقت اگر راستی اُنکی مساعد ہوتی تو مرزا صاحب کا حضور وعدم حضور لاہور میں دونوں ہی اُنکے لئے کار آمد تھے۔ پیر صاحب کو مباحثہ یا رد دلائل کے بعد تفسیر قرآن کریم لکھنی ہی تھی۔ لفظی مباحثہ ہی تو مرزا صاحب کے نہ آنے سے ضائع گیا۔ ضائع ہوا ہی۔ ایک رنگ میں اُس قسم کی کارروائی تو پیر صاحب کرچکے ہوئے ہیں جبکہ آپ نے شمس الہدایت حضرت مرزا صاحب کی تردید میں شائع کیا۔ قیام لاہور کے اثنا میں پیر صاحب کو کیسا وسیع اور بے روک موقعہ ملا تھا

رسول کریم صلعم کے معجزہ بیان کے رنگ میں حضور کے معجزہ کا اعجاز

کہ آپ قرآن کریم کے کسی حصہ کی تفسیر کر کے اپنی رطب اللسانی اور عرفان مآلی کا یقین ایک عالم کو دلا دیتے۔ تفسیر نویسی کو معیار ٹھہرانے پر استہزا کرنا اور امرتسر کے صاحب کا توجہ۔ یا جلوہ زلف عنبریں اور چشم سرمگین کو کافی دلیل پیر صاحب کے منجانب اللہ ہونیکی ٹھہرانا خدا کے کلام کے مقرر کئے ہوئے معیار کی بیجرمتی کرنا ہے یہ کسقدر غلط بات ہے کہ اولیاء اللہ تقریریں نہیں کیا کرتے وہ صرف توجہ سے کام لیا کرتے ہیں۔ امرتسری صاحب کو معلوم نہیں کہ لبسا اوقات حضرت امام الاولیاء خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم دن دن بھر کھڑے ہو کر تقریر کرتے اور ہر پیش آمدہ واقعہ پر منبر پر کھڑے ہو کر لوگونکو مخاطب کرتے۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ان سب کا یہی طریق تھا کہ ہر قسم کے مشکلات کے حل کرنیکے لئے بڑی بڑی تقریریں کیا کرتے تھے تقریر تو اہل اسلام اور اولیاء اللہ کا خاصہ ہے جسمیں انکا غیر شریک نہیں چنانچہ خدا کی کتاب فرماتی ہے **خلق الانسان علمہ البیان**۔ یعنی انسان کامل **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کو پیدا کر کے حسن تقریر کا آپکو معجزہ عطا فرمایا اور اس صفت میں آپکو سب عالم پر ممتاز کیا۔ اور اسلئے کہ یہ معجزہ بابرکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابدی اور زندہ معجزہ ہو اور زمانہ کے صفحوں پر قائم اور درخشاں رہے خدائتعالی نے آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز اور بعثت ثانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کو ظلی طور پر وہی معجزہ عنایت کیا۔ آپ نے زمانہ کے فصحا و بلغا کو نثر اور نظم اور بیان حقائق و معارف قرآن میں دعوت کی۔ اور یہ دعوت اپنی ہی قوم تک مقصور نہیں رکھی بلکہ اُن نصرانیوں کو بھی بلایا جو قرآن کریم پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور آخر سب کو اسطرح ساکت اور ملزم کیا جس طرح ولن تفعلوا کی پہلی آواز نے بنکے مُنہ بند کر دئے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا پیر صاحب پہلی دفعہ بیجا شرط لگا کر اور دوسری دفعہ لاہور میں اتنے دن گنگ محض رہ کر حق بجانب ہیں اور انکی حمایت و دفاع میں کوئی حجت جو دیانت و امانت پر مبنی ہو کسی صورتمیں بھی پیدا ہو سکتی ہے؟۔ اسکا سچا اور صاف جواب یہی ہے کہ وہ اس ساری کارروائیمیں سرتاپا ملزم ہیں۔ اس حیلہ اور سکوت سے انھوں نے حق اللہ اور حق العباد دونو کا خون کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حق یہ تھا کہ وہ اپنے طریق سے خدا تعالیٰ کے کلام کے اُس پُر شوکت اور علم غیب پر مشتمل معیار **لا یمسہ الا المطھرون** کی عزت اور تعظیم کرتے اور ایمانداری اور فراخ حوصلگی سے لوگوں کو موقعہ دیتے کہ وہ اس معیار کی ابدی صداقت کو دیکھ لیتے خواہ آخرکار نتیجہ متخاصمین سے کسی کے حق میں ہوتا۔ حق العباد پر انھوں نے یہ ظلم کیا کہ انکی اُمیدوں اور لمبی انتظاروں پر پانی پھیر دیا اب جسقدر لوگ اُنکی جنبہ داری کرتے ہیں کورانہ تقلید یا حضرت اقدس سے بغض رکھنے کے سبب کرتے ہیں۔ کوئی بین شہادت اُنکے ہاتھ میں نہیں جو مشعل کیطرح پیر صاحب کی راستی صدق اُنھیں دکھاسکے۔ ایک عالم دشمن و دوست دیکھ چکا تجربہ کر چکا اور سُن چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب۔ اُن تمام امور میں جنکی تنقیح ہوئی الماس ثابت ہو چکے ہیں اور بارہا ہو چکی ہیں جو آپکے اسی بلند اور مقدس دعوی کے شایان شان ہیں۔ لاہور میں منشی پیرانبخش صاحب کی کوٹھی میں آپ ایک دفعہ کئی گھنٹہ تک پُر معارف تقریر کر چکے ہیں اور حضار کو یقین دلا چکے ہیں کہ خدا تعالی کیطرف سے اُنکو قلم اور لسان دونوں یکساں ملے ہیں۔ جلسہ مذاہب میں آپکی تحریر تمام مضامین پر بالا رہکر اور حسب آپکی پیشگوئی کے جو ایک عرصہ قبل از انعقاد جلسہ کیگئی تھی بالا رہکر سب لوگونکو منوا کر رہی کہ آپکا کلام لاریب آسمانی قدرت اور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ آپکی فصاحت و بلاغت سے لبالب کتابیں جو متواتر عربی زبانمیں لکھی گئی ہیں عارفانہ مذاق کو عرب عرباکا عہد سعادت مہد یاد دلا چکی ہیں۔ چنانچہ جن دنوںمیں تبلیغ نکلی ہے جسکا ترجمہ آئینہ میں کیا تھا اُسکی نسبت حیدرآباد دکن سے ایک نکتہ دان فاضل عرب نے لکھا کہ تبلیغ کو پڑھکر مجھے ایسا وجد ہوا کہ جیکے جسمیں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان تک آؤں۔ غرض حضرت مرزا صاحب کی تحریر و تقریر دونوں قلوب پر لرزہ ڈال سکہ بٹھا چکی ہیں اور تلخ سے تلخ دشمن بھی اعتراف کر رہے ہیں کہ آپ واقعی سلطان القلم ہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کیا یہ ملاحظات تقاضا نہیں کرتے تھے کہ پیر صاحب اپنے دربے دھڑکے کی تقریریں کرتے اور لوگونکو یقین دلا دیتے کہ وہ واقعی اپنے کام اور کلام سے زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکنے والے اور ایک مشہور مدعی سے افضل یا اقلاً ہم پلہ ہیں اور وہ یگانہ خصوصیتیں جو اُس مدعی کی مایہ ناز ہیں اور جنھیں ہاتھوں پر اُٹھا کر وہ ایک عالم پر سرمباہات بلند کر رہا ہے پیر صاحب کی اس کارروائی سے مشترک اور آخرکار معمولی اور لغو ٹھہر جائیں۔ سکوت پیر صاحب کا اُسوقت قابل عذر تھا کہ نہ تقریر کیلئے کوئی اُسوہ قرن اول اور سلف صالحین میں ہوتا اور نہ طبائع میں پر زور فطری میلان اسکی طرف ہوتا۔ بڑی بڑے خدا ترس درویشوں نے جنہوں نے دنیا میں اسلام کی تبلیغ کی خدائی معارف کی تقریروں سے غیر قوموں کو شیدا و والہ بنایا اور اُس مقدس وادی میں ابتک اُنکے زندہ آثار موجود ہیں۔ امرتسری صاحب کس قدر ناانصافی اور حق پوشی کی راہ سے کہتے ہیں کہ پیر صاحب نے توجہ سے کام لیا اُنکو تقریر کی حاجت ہی کیا تھی در اصل ہر ایک ذی فہم زیرک سمجھ سکتا ہے کہ وہ اُس کچی دیوار کو بہا لیجانیوالی پر زور رو کے مقابل اس عذر خام سے پشتہ لگاتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ سب طبائع اُن ہی کے جیسے مخمر نہیں کی گئیں بہت جلد زمانہ کے پر تلاطم موجوں کے تھپیڑوں سے یہ پشتہ ٹوٹ جائیگا اور دیوار اور صاحب دیوار نسیان کے خون آشام موجوں کا طعمہ بنجائیں گے۔

اب میں امرتسری صاحب کی خدمت میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ اگر وہ واقعی حق طلب ہیں اور تعصب کا جن اُنکے سر پر سوار نہیں تو ایمانداری سے اسکا جواب دینگے اور کوئی تصنع نہیں کرینگے خواہ اُنھیں ضد و تعصب ہی مانی ہر طرف چھوڑنی ہی پڑے۔ سنئے لاہور میں عام لوگوں نے بلکہ خود پیر صاحب کے مخلص مرید نے بار بار اصرار اور الحاح سے اُنکی خدمت میں گذارش کی کہ آپ تقریر کریں اور اس عجیب خدا داد موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں مگر پیر صاحب نے نہ مانا۔ منشی نظام الدین صاحب فنانشل سکرٹری انجمن حمایت اسلام۔

منشی اللہ بخش صاحب۔ غلام محمد صاحب فرخیاص پیر صاحب حکیم محمد یسین صاحب۔ ان لوگوں نے جو معززعہدوں پر ممتاز اور صاحب فہم ہیں منشی غلام محمد صاحب مرید خاص کی معرفت تحریری عرضی پیر صاحب کی خدمت میں بھیجی۔ ملک محمد دین کتب فروش نے پیر صاحب کی طرف سے جواب لکھا کہ ان سب لوگوں کو لیکر حاضر ہو جاؤ پیر صاحب سب کی تسلی کر دینگے۔ سائلین اس نامراد اور قطعاً مہمل جواب سے مایوس ہو گئے مگر منشی نظام الدین صاحب پیر صاحب کے پاس گئے۔ اور بڑی شد و مد سے ظاہر کیا کہ آپکو پبلک جلسہ کر کے ضرور تقریر کرنی چاہیئے اور مصلحت اور امیدیں اس امر کی مقتضی ہیں کہ آپ ضرور کچھ فرمائیں اور اس جلسہ کے اخراجات کے متکفل ہم ہونگے مگر باوجود اسکے پیر صاحب نے ایک ہی "لا" زبان مبینت نشان پر جاری رکھا اور فرمایا میری آواز دھیمی ہے میں ممبر پر کھڑا ہو کر تقریر کرنیکے قابل نہیں۔ اسپر بھی لوگ اصرار کرتے رہے اور آپ کے حاضرین مرید اصرار کرنیوالوں سے دل و زبان سے متفق تھے۔ پھر بادشاہی مسجد میں بھی پیر صاحب کے آگے لوگوں نے ہاتھ جوڑے مگر آپنے نقاب سے منہ باہر کرنا گوارا نہ کیا اسلئے کہ دلی شعور انکو یقین دلاتا تھا کہ سخن گفت و دشمن بدانست و دوست۔ کہ در مصر ناداں ترازوی ہم اوست۔

اب میں امرتسری صاحب سے اگر کچھ بھی دیانت انمیں ہے پوچھتا ہوں کہ کیا لوگوں نے توجہ پر اکتفا کیا اور انکی روحوں میں وہ سچا میلان تقریر سننے کا پیدا نہ ہوا جو بمقتضائے قانون فطرت انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے سچی یہ بات کہ ایسی نامرادی اور خذلان اور صاف فرار دیکھکر اور الٰہی نسبتوں سے قطعاً مہجور پا کر بھی کیوں لوگ پیر صاحب کے پیچھے چلتے رہے اور بعض لوگ ابتک انکا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کی سنن اور ابتلاؤں اور امتحانوں کے اسرار سے ہے اسلئے کہ ایک عرصہ تک ناراستی کا حامی اور راستی کا مؤید دونوں آزمائے جائیں اور آخر راستی سے طبعاً بغض رکھنے والے نہ کسی دلیل و بینہ سے بلکہ اپنی کجی فطرۃ کے سبب سے ممیز ہو جائیں یاد رکھو تھوڑے عرصہ تک بغض و تعصب کی کالی گھٹا محیط رہ کر لوگوں کو قمر اسلام کے دیکھنے سے روک رکھیگی مگر آخر مقدر ہے کہ یہ مکدر جو صاف ہو جاویگی اور راستی اپنی سچی آب و تاب کے ساتھ نظر آجاویگی۔ امرتسری صاحب خوب غور کریں اور ایک جہان بفضل خدا عنقریب سمجھ لے گا کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کہ وہ میرے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکیگا بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ اور لاہور میں رہکر انکا آخر میں ابکم ہو جانا اُس ذو الجلال خدا کے اُن کے منہ پر مہر لگانے کی وجہ سے تھا جس نے

اپنے برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی سے اپنا جلال ظاہر کرنیکے لئے یہ پیشگوئی کروائی تھی کہ پیر مہر شاہ اُن کے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکے گا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی مستمرہ سنت اسیطرح دکھائی ہے کہ اپنی مامورین کی تحدیوں کے مقابل معاندین کے منہ پھیر دیئے ہیں اور باوجود طرح طرح کی تحریکات کے اُن کے مفاصل کے پیچ ونکو کس لیا کہ برگزیدوں کے سامنے انکی انمیں حرکت ہی نہ رکھی اسلئے کہ روبرو ہو کر بھی ضروری تھا کہ وہ بیداد گر دشمن ذلیل و رسوا ہوتے مگر دار الامتحان اور دار ایمان بالغیب علانیہ دار الشہود بنجاتا اور یوں پاک طبع دانشمند شناخت کرنیوالوں اور بہائم فطرۃ عوام میں بلحاظ تسلیم و اعتراف امور حق کی کوئی مابہ الامتیاز نہ رہجاتا قرآن کریم سے اور گذشتہ انبیاء کی سنن سے ایسا ہی پایا جاتا ہے اب بتاؤ کیا اس سے بڑھ کر ضروری نہ تھا کہ حضرت اقدس **امام الزمان** مرزا صاحب کی پیشگوئی اسیطرح پوری ہوتی سو وہ خدا کے فضل سے پوری ہوئی اور بہر طرح پوری ہوئی۔ *

میں اس مقام تک پہونچا تھا جو **چودھویں صدی** کا پرچہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۱ء مجھے ملا۔ اسمیں مضمون۔ "مرزا قادیانی اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب"۔ پڑھکر مجھے وہی تعجب اور معاً رنج ہوا جو اُن ستمگر معتدی مخالفوں کی تحریروں سے ہوا کرتا ہے جو اسلام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات اور ذاتیات پر حملہ کرنیکی غرض سے شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مجھے دلی تاسف اور جان گزا اندوہ سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں گجرات کے مدرس کی فطرت میں اور **پیسہ** کلکتہ کے اڈیٹر کی فطرت میں کچھ بھی تفریق نہ کر سکا۔ مجھے جب سے خدا تعالیٰ کی کتاب مجید کو سمجھنے اور جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی ضرورت اور آپکی کارگذاریوں کے فہم کا ملکہ بخشا گیا ہے سخت افسوس اور دلی رنج ہے کہ میں نے علی الاتصال ظالم اور معتدی پایا ہے اُن معترضوں کو جو قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ میں اُن نکتہ چینوں میں ہمیشہ دو صاف ظلم پاتا ہوں (۱) عمداً خلاف حق کرنا اور (۲) جہالت سے کارروائی کرنا۔ پہلی شق کی توضیح یہ ہے کہ انھوں نے ہمارے نبی کریم صلعم کی لائف کے اُس حصہ پر اور فرقان حمید کی اُس تعلیم پر اعتراض کئے ہیں اور شد و مد سے کئے ہیں جو انکی مسلمہ مقبولہ کتابوں میں موجود ہے اور اُن صحیفوں کے لانے والوں کی پاک زندگی کا طریق عمل رہی۔ اور وہ طرز زندگی انکی زریں زندگی اور قابل فخر زندگی تھی جسپر قدم مار کر آسمانی نصرتیں اور خدا تعالیٰ

کی تائیدیں اُنکے شامل حال ہوئیں اور اُسکے دعووں کے نہ ماننے والے اور اُن سے مقابلہ کرنیوالے کاٹ ڈالے گئے اور وہ وہ تعلیم اور وہ طریق عمل ہے جسکی تائید میں قانون قدرت میں صاف صاف شہادتیں پائی جاتی ہیں۔ دوسرا ظلم یہ ہے کہ وہ اُن حقیقی راہوں سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہی نہیں یا سادگی سے ناواقف ہیں جو قرآن کریم کے حقائق معارف اور مہبط قرآن کی ذات کے شناخت کیلئے ازبس ضروری ہیں۔ یہی حال اس گجراتی مدرس معترض کا ہے جو انقلاب قسمت یا شقاوۃ ازل کے وبا دست گجرات کو تاریخ کی شکل میں مقلوب کر کے اپنے بہروپ کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا۔ میں بہت خوش ہوتا اگر اسکے اعتراضوں میں کچھ بھی بو انصاف اور خدا ترسی کی آتی۔ میں ایک شخص ہوں جو خدا کیلئے اور خدا میں ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعوی میں علی وجہ البصیرت صادق ہوں کہ اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کر کے رب عرش عظیم کی بہیبت قسم دلائی جاوے تو بھی میں بلند آواز سے کہونگا کہ میں نے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری زندگی اور بیرونی واقفیت سے حضرت مرزا صاحب کو ویسا ہی اور اسیطرح صادق منجانب اللہ پایا ہے جسطرح اور جس تجربہ سے اور رات دن کی گفتار و کردار کے مشاہدہ سے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر اس استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا۔ شروع دعوی میں کوئی نشان نہ تھا۔ کوئی جبروت یوم النبی والی تعلیم نہ تھی۔ اور عقل و فطرۃ کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پر فصاحت سورہ نازل ہو چکی اور پڑھی جا چکی نہ تھی جب راہ ہی میں مسکر امام الصادقین والصدیقین مرسل اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کر اٹھا اس راز کی کلید بجز اسکے اور کیا ہے کہ ابو بکر صدیق کو راتدن کی صحبت کی سبب سے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک ایک ادا صدق و حق کی سمجھ میں آگئی تھی۔ اسیطرح میں کہونگا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہری تجربہ سے حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق اُن دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے انکی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ میں ہر بات کو خدا کیلئے سنتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کیلئے نکتہ چینوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کے آواز کی طرف بہرے کان کر دوں۔ مگر افسوس ہر ایک مستعجل معترض میں عادۃً دو صریح ظلم پا کر یقین اور بصیرت میں کل یوم ھو فی شان

(باقی آئندہ) [illegible]

* چودھویں صدی کے جواب میں جو حصہ ہے وہ کم از کم تین مرتبہ پڑھا جاوے ہمیں یقین ہے کہ انکی شقاوت اور تاریک (ظلمت زمانی) کے فرزند کیلئے نور ہے۔ ایڈیٹر

نمایاں ترقی کرتا ہوں کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستبازوں کی زبان پر اور آخری زمانہ میں خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر موعود ہوئے ہیں۔

افسوس ظلم اور اعتساف میں اس معترض کو اُسکے گزشتہ بزرگوں سے جو اس نادرفن میں زندہ نشان چھوڑ گئے ہیں بہت بڑھکر پینے پایا ہے۔ خداترسی اور تقویٰ اس امر کو چاہتا تھا کہ اعتراض کرنے سے پہلے معترض صاحب دھیان کرتے کہ اُنکے یہی چھوڑے ہوئے تیر کہیں قرآن کے نازک ورقوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو تو نہ چھید ڈالیں گے۔ اور حق تھا کہ کچھ عرصہ تو ایسے شخص کی صحبت میں رہکر حسن ظن اور صبر سے اُسکو حالات کو دیکھتے اور اس کے مختلف متعلقات سے اندازہ لگاتے اتنا بڑا دعویٰ یعنی زمانہ کا مسیح و مصلح ہونا خدا تعالیٰ کا مرسل و مامور ہونا۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بروزوں محمد و احمد کا جامع اور محل ہونا۔ آدم کہلانا۔ نوح کہلانا۔ ابراہیم کہلانا۔ موسیٰ کہلانا یوسف کہلانا۔ عیسیٰ کہلانا۔ اور بالآخر محمد و احمد کہلانا۔ غرض اتنا بڑا دعویٰ کیا ایک اہل دل خداترس کے کانوں میں پڑکر کم سے کم اُسے توقف کرجانے اور ماننا نہ سہی مگر غور کرنے پر بھی آمادہ نہیں کرتا۔؟

پھر دس سال کی پوری استقامت کے ساتھ جسمیں زمانہ کے اقسام اقسام کے انقلابات اور طرح طرح کی ترہیب و ترغیب سے ذرا بھی جنبش نہیں آئی۔ رسول کریم صلعم کی طرح آفتاب و ماہتاب کا اسکے داہنے بائیں ہاتھ میں رکھا جانا اس پرزور آواز کو ایک لحظہ کیلئے بھی پست نہیں کرسکا۔ بیشمار کتابیں عربی میں۔ فارسی میں۔ اردو میں انگریزی میں اور ہزارہا اشتہاران دعوؤں اور دلائل پر لکھے گئے۔ دنیا کے سلاطین کو۔ قیصرہ ہند کو۔ نواب و رؤسا کو۔ ہر مذہب و ملت کو ہر طبقہ کے لوگوں کو۔ بڑی نخوت سے یہ دعوت پہنچائی گئی پھر تیس ہزار آدمیوں سے زیادہ کا اس دعوت کو قبول کرنا اور جان سے مال سے عزت سے آبرو سے اسکی ویسی عزت اور حمایت و تائید کرنا جو صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظاہر کی اور بعض خداشناس اور زندہ دل رکنوں کا تو ستور روپیہ ماہانہ کو بالتعین دینا اور بعض کا یکمشت ہزاروں تک نثار کردینا اور سیکڑوں کا دائمی سرستہ رقمیں معین طور پر ارسال کرتے رہنا۔ اور پھر فضلا اور علما اور زہاد اور اتقیا کا اس سلسلہ میں داخل ہونا بڑے بڑے کابر اور شائخ کا تسلیم کرنا الغرض یہ سارے نشان جو پہلے راستبازوں کی مانند نشان ہیں اور اتنا بڑا دعویٰ

کیا حق نہیں رکھتا اور ایک طالب حق کے دلمیں اتنا بھی میلان پیدا نہیں کرسکتا کہ وہ ایک عرصہ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا اختیار کرے۔ خود دیکھے۔ خود پرکھے خود چکھے۔ اور شنید پر انحصار نہ رکھے۔

معترض نے (جس ظلم سے اپنا نام مبصر رکھا ہی) تمہید میں ایمان اور ضمیر کے خلاف یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ ہم دونوں بزرگوں میں سے نہ کسی کے مرید ہیں نہ کسی کے طرفدار کہ ہم اسبارہ میں کچھ لکھنے کی کوشش کرنے اب دوستوں کے مجبور کرنے پر چند کلمات جو ہمارے نزدیک راست ہیں بطور رائے پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں (یہ اوپر کے خط میری کھینچے ہوئے ہیں اس لئے کہ خداترس دانشمند غور کریں کہ ذو وجہین معترض نے ان باتوں کا اپنے مضمون میں کہانتک پاس کیا ہے) مگر ان دو چار سطروں کے بعد فوراً قلبی عناد اور بغض اور حسد کی وہ زہر اگلی ہے جو صاف بتاتی ہے کہ ایک دیرینہ حاسد کی تحریر ہے جو مدتوں سے کڑھتا اور دکھتا اور سر دھنتا اور اس پاک سلسلہ کی ترقی اور عظمت کو دیکھ دیکھ کر دق کے مہلک روگ میں گرفتار ہے اور بارہا اس سے پہلے اس پرچہ میں اپنی اندرونی زہر ونکو اُگل چکا ہی اور اب بھی مقتضائے طبیعت کی وجہ سے مہر علیشاہ کے واقعہ کو ایک تقریب بنا کر دلکی بھڑاس نکالتی کا موقعہ پایا ہے۔ ناز حق صاحب سنیئے اور متوجہ ہوکر سنیئے صفائی بیان اور توضیح مطلب کیلئے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ قولہ اقول میں اس مضمون کو تقسیم کیا جائے۔

قولہ مرزا صاحبکی مالی حالت جو ابتدا میں سنی جاتی تھی اور جس افلاس میں وہ جکڑی ہوئے تھے وہ اکثر احباب و اہل اسلام سے پوشیدہ نہیں۔

اقول مرزا صاحب ابتدا میں اُسیطرح مال و زر کے لحاظ سے ناتوان اور مسکین تھے جسطرح عبد اللہ کا بیٹا اور آمنہ کا جایا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) جسکی نسبت کتاب اللہ نے بڑے فخر سے شہادت دی ہے وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ اب بتائے اس سے مرزا صاحب کی کونسی کسر شان یا انکی آیندہ دعووں کی ہتک لازم آئی۔ کیا ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہر ایک برگزیدہ ابتدا میں پوری معنوں میں ناتوان ہو اور اُس ناتوانی کی حالت میں آیندہ آنیوالی عظیم الشان حالت کی نسبت پیشگوئیاں اُسکے منہ سے نکلیں اور رفتہ رفتہ پوری ہوکر خدا تعالیٰ کی ہستی کی علامت اور اُسکے منجانب اللہ ہونیکا نشان ٹھہر جائیں اسی سنت کے موافق خدا کے برگزیدہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زمانہ میں اپنے پہلے نمونوں کے طرز پر مالی حالت میں سخت کمزور اور کس مپرس تھے اسی عرصہ میں

خدا تعالیٰ کیطرف سے آپکو الہام ہوا أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ یہ الہام آج سے تیس سال کی مدت کا ہے یہ پاک اور علوم غیب بلکہ حضرت مرزا صاحب کی آیندہ کی ساری زندگی پر مشتمل الہام اُسدن سے آپکی انگشتری میں کندہ ہے۔ اس الہام کو اُنھی دنوں سے قادیان کے متعصب آریے نخالف اور شرمپت اور بہت سے ہندو جانتے ہیں۔ اگر کوئی اور دلیل حضرت مرزا صاحب کے صدق پر نہ بھی ہوتی جب بھی یہ پرزور الہام کافی گواہی تھی۔ اس پیشگوئی نے اپنا کام کس حیرت انگیز طریق سے کیا اور اس لمبی رفتار میں کیا کیا کرشمے دکھائے۔ مہجور و متروک مرزا غلام احمد لوگونکے مرجع و مآب اور ملجاء و ماوای بنگئے۔ ہزاروں لاکھوں نے انھیں شناخت کیا اور بیشمار راستبازوں نے آپکو قبول کیا۔ تاجروں۔ ملازموں۔ حرفے والوں۔ اور زمانہ کے تعلیم یافتوں کے عدد کثیر نے اپنے اندوختے آپکے پاؤں میں لاکر اسطرح رکھدے جسطرح جیش العسرت کیوقت حضرت ذی النورین نے اپنا سب کچھ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر کردیا تھا۔ براہین احمدیہ میں آج سے بیس سال کا یہ الہام موجود ہے كُنتُ كَنزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ۔ اور فحان ان تعان و تعرف بین الناس۔ یعنی وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاویگی اور تو لوگوں میں معروف ہوگا یعنی قومیں تجھے شناخت کرینگی۔ یہ الہامات اور اس قسم کے بہت سے الہامات جو براہین احمدیہ میں ایک دراز عرصہ کے بعد خدا تعالیٰ کی قوتوں اور قوت نمائیوں سے اس زمانہ میں اگر پورے ہوئے اُسیطرح جسطرح مکی آیات کی پیشگوئیاں ایک دراز عرصہ کے بعد پوری ہوئیں کوئی وجہ نہیں کہ قرآن کریم کی مکی اور مدنی آیات یا رسول کریم کی مکی اور مدنی زندگی کی تقسیم کی اسرار کو جاننے والے کیوں براہین احمدیہ کی لگاتار الہاموں میں اُسیطرح غور و تدبر نہ کریں جسطرح مکی آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آیندہ کی بلکہ قیامت تک کی زندگی کی پیشگوئیاں ہیں اور مدینہ میں جاکر ایکمدت کے بعد اُنکے ظہور کا سلسلہ شروع ہوا اسطرح براہین احمدیہ کے الہامات ہیں جو پوری مطابقت اور مشابہت سے آج خدا تعالیٰ کے فضل سے پورے ہورہے ہیں۔ میں خداترس تقویٰ شعار لوگونکو توجہ دلاتا ہوں کہ براہین احمدیہ کو ضرور غور سے پڑھیں اور اُسے تدبر اور روشنی میں پڑھیں جسطرح فرقان حمید کی مکی سورتوں کو پڑھتے ہیں اور دیکھتے جائیں کہ کسطرح وہ ساری باتیں کچھ تو پوری ہوچکی ہیں اور بعض کے پورا ہونیکی ہوائیں چل رہی ہیں۔ اگرچہ جلد باز ناعاقبت اندیش ابا اور استکبار کی

پرانی راہ پر چلکر قبول حق سے اعراض کر چکی ہیں تو اب وہ اس منہاج پر چلنے کیلئے خدا سے توفیق مانگیں۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ میں غور کرو اگر اس الہام نے ملہم کو وہی تسلی نہیں دی جو اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی نے جناب موسیٰ اور ہارون کو دی تھی اور اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ نے پرفتن دور کے آغاز ہی میں جناب رسول کریم کو دی تھی تو پھر کس جرأت اور شعور نے حضرت مرزا صاحب کو ترغیب دی کہ آپ نے معاً اس بشارت کو نگینہ میں کندہ کرالیا اور ان زرین دنوں کی انتظار میں رہے یہانتک کہ خدا کا وعدہ حرفاً حرفاً پورا ہوگیا اسیطرح اللہ تعالیٰ نے کفایت کے لفظ سے جسطرح حضرت مرزا صاحب کو یہ تسلی دی کہ میں تیری مہمات کا جو وقتاً فوقتاً تجھے پیش آئینگی متکفل ہونگا اسکی ضمن میں یہ بھی بتایا کہ تیری جان اور آبرو اور مال پر بہت سے خطرناک حملے ہونگے اور میں تجھے اپنی الوہیت کے اقتدار سے بچاؤنگا۔ اُسیطرح جسطرح وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کی دھمکیوں کی خبر دیکر جو لوگوں کی طرفسے مقدر تھیں معاً حفظ و عصمت کی بشارت دی۔ اب اس پاک بشارۃ کے بعد کیا ضروری نہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب غنی ہوجاتے اور اس زمانہ کی غنیمت اور فتح آپکے پاؤں میں جمع ہوتیں۔ راستی چاہتی تھی کہ آپ پہلے بے زر اور نادار ہوتے اور پھر الہمدت کے بعد خدا تعالیٰ کے تکفل سے غنی ہوجاتے سو ایسا ہی ہوا۔ افسوس اسپر ایک مسلمانوں کی ذریت کہلانیوالا اعتراض کرتا ہے کہ کیوں حضرت مرزا صاحب پہلے مالی حالت میں کمزور تھے۔ لیکن وہ یہ بتائے کہ کیا وہ ایمان لے آتا یا اقلاً اعتراض نہ کرتا اگر حضرت مرزا صاحب متمول با ثروت ہوتے۔ مگر قریب بھی نہ کہ اُسوقت وہ چلاکر بول اُٹھتا کہ مرزا صاحب اپنی دولت اور جاہ اور تمول اور دنیوی شوکت کی پشت و پناہ سے زمانہ میں کامیابی حاصل کر رہے ہیں جیسے وہ اُسوقت تنگ ظرفی یا سنت انبیاء کی ناواقفیت سے خدام کی امداد سے مالدار ہو جانیکو آپکے مورد طعن ٹھہراتا ہے اُسوقت آپکا ذاتی تمول اسکے اعتراض کا ہدف بنتا۔ افسوس یہ ساری باتیں اس سے پیدا ہوئی ہیں کہ قوم نے کتاب مجید کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور منہاج نبوت سے سخت روگردانی کرلی ہے۔ کچھ تو یہود کیطرح آپس کے حسد اور بغض اور لفظی الجھیڑوں میں راتدن گرفتار ہیں۔ چنانچہ کل ہی حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں مولوی تلطف حسین دہلوی شاگرد خاص اور منظور نظر شیخ الکل فی الکل علی الکل نذیر حسین دہلوی کیطرفسے ایک خط آیا کہ دہلی میں فتنہ کی ایک آگ لگ رہی ہے اور نزاع دور تک پہونچگئی ہے اور نزاع یہ ہے کہ آیا مردہ عورت کے سر پر جو چھپٹیوں کا جھبہ بنایا جاتا ہے اور اس صورتمیں قبرستان کی طرف لیجائی جاتی ہے یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور ہمارے مولوی صاحب سے اس مسئلہ میں استمداد کی ہے۔ اسی طرح بعض شہر و ملک آمین بالجہر اور رفع یدین اور قرأۃ خلف الامام کے جھگڑوں میں مبتلا اور عدالتوں تک مقدمات لیجا رہے ہیں۔ اور کچھ صد و فتنوں کی طرح ایک غلط کار مضل مقلد یورپ مصنوعی ریفارمر کی پیروی کے سبب سے خدا تعالیٰ کی شرائع۔ وحی۔ الہام۔ مکاشفہ۔ رؤیا دعا اور ان تمام امور حقہ سے منکر ہوگئے ہیں جو اسلام کا یگانہ خاصہ اور مایۂ ناز ہیں ایسی حالت میں کس طرح توقع نہ ہوتی کہ اسطریق کا انکار نہ کیا جاوے گا جو اس آخر کا زمانہ میں اُسی منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

قولہ ۔ مولوی **محمد حسین** بٹالوی نے قریب میں آگ جو غضب ڈھایا چار متواتر آرٹیکل اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھے جو نہایت طول طویل تھے اور جنمیں انھوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ یہ شخص اولیاء اللہ سے غوث ہے۔ قطب ہے۔ وغیرہ وغیرہ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب جو فرش زمین پر جوتیاں رگڑتے تھے عرش بریں کی سیر کرنے لگے۔

اقول ای دانشمند دیکھ تیری منطق تجھے کہاں لیے جاتی اور تیرا ڈاہ تجھے کس کنوئیں میں جھکا رہا ہے مولوی محمد حسین کیا اور براہین احمدیہ پر اُسکا ریویو کیا اُس ریویو کو تو چند شخصوں کے سوا کسی نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ براہین احمدیہ اپنی جلالی خوبیوں اور ذاتی کمالات کے سبب سے زمانہ میں پھیلی اور اُس پرانے زمانہ سے ابتک ہندوستان کے دور دست کناروں سے اسکی طلب میں متواتر خطوط آتے ہیں۔ مولوی بٹالوی کی خوش قسمتی تھی کہ اُسے اس مبارک کتاب کا ایک ادنا خادم بننے کا شرف حاصل ہوا تھا اور اُسکی بڑی خوش قسمتی ہوتی جو اپنی ہی مُنہ کی باتوں پر استقامت اختیار کرتا اور دنیا کی غرضیں عادتاً اُسے ٹیڑھی راہ پر نہ لیجاتیں۔ اگر مولوی محمد حسین نے پہلے قریب میں آکر ریویو لکھا اور اس ریویو کیوجہ سے حضرت مرزا صاحب کی شہرت ہوئی تو کیا ہوا تھیں آکر اسی مولوی محمد حسین نے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر اور تفسیق اور تذلیل میں کوئی کمی کی۔ اس نے تکفیر کا فتویٰ شیخ الکل کے نام سے تیار کیا اور شیخ الکل کی بزرگی اور مانی ہوئی شہرت نے اسکو یقین دلایا کہ اب زمانہ کے صفحوں سے اس پاک سلسلہ کا نام ونشان مٹادیگا۔ اس تکبر اور نفوق کے جوش میں آکر تکفیر کے فتوے میں یہ فقرہ لکھا کہ ہم نے ہی اس شخص کو اونچا کیا تھا اور ہم ہی اب اسے گرائینگے غلط۔ اس نامۂ اعمال کو سیاہ کرنا تھو نہیں بلکہ وہ شہر بشہر پھرا قوم کے مشہور علمانے اسپر اپنی طرفسے قوم کو بیزار کرنے والے الفاظ بھی لکھے اور مہریں بھی کیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اصول اور تعلیمات کو ایسی بُری بُری اور محرف پیرایوں میں قوم کے آگے پیش کیا کہ یہود کے کان بھی کتر ڈالے۔ اس فتویٰ تکفیر کی شہرت اس قدر ہوئی کہ ہندوستان اور پنجاب کا کوئی قطعہ ایسا نہ رہا جسمیں یہ بھیانک آواز نہ پہونچی ہو اگر وہ گمنام اور بیسود ریویو حضرت مرزا صاحب کی عظمت اور شہرت کا باعث تھا تو ضروری تھا کہ اُسی مستقل آدمی کا فتویٰ تکفیر مرزا صاحب کے دعووں کا استیصال کر دیتا۔ جسقدر زور و شور سے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر ہوئی ہے اور جسقدر قوت کے ساتھ آپکے تباہ کرنے کے منصوبے باندھے گئے ہیں مقدس تاریخیں اسکی کوئی نظیر باقی نہیں جاتی۔ یہی مولوی بٹالوی چلا چلا کر گورنمنٹ کو ہدایت کرتا رہا کہ یہ شخص (حضرت مرزا صاحب) گورنمنٹ کے حقمیں بڑا خطرناک ہے اور اسکے دعوے پولیٹیکلی سخت اندیشہ ناک ہیں اور یہ سلطنت کا دعویٰ کرتا ہے اور مرزا صاحب کی نسبت بدسگالیوں اور چالبازیوں میں سیکڑوں راتوں کو دن کر دیا مگر خدا تعالیٰ کی لگائی ہوئے پیڑ کی ایک شاخ بھی نہ توڑ سکا۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ خدا تعالیٰ کے منہ کی باتیں پوری ہوں جو براہین احمدیہ میں ان فتنوں سے سالہا سال پہلے لکھی گئی تھیں تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ مَا کَانَ لَہٗ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْہَا اِلَّا خَائِفًا یعنی پُر غضب و مشتعل آدمی کے ہاتھ کٹ جائیں اور وہ ناکام ہو جاوے اُسکے ہاتھوں نے کیسی بری کارروائی کی کہ خدا کے مرسل اور جری پر تکفیر کا فتویٰ لگایا۔ اُسے مناسب یہ تھا کہ ڈرتا ڈرتا اس کام میں ہاتھ ڈالتا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ بدقسمت نیچری یا مٹیریلیسٹ خدا تعالیٰ کو مدبر بالارادہ اور ہر آنمیں ذرات کائنات پر متصرف اور اپنی مشیتوں اور ارادوں کے موافق ہر آنمیں قانون قدرت کا چلانیوالا نہیں مانتے۔ ہندوستان کے جاہل بھٹیاروں کی طرح خدا تعالیٰ کو اتفاق سے ایک مادہ پاکر اور اُسے جوڑ جاڑ کر عالم کو بنانیوالا اور پھر ہاتھ دھر کر معطل بیٹھ رہنے والا اور قانون قدرت کے تغیر سے کچھ بھی سروکار نہ رکھنے والا یا رکھ نہ سکنے والا یقین کرتے ہیں۔ یہ خبیث مرض ایک عالم میں سرایت کر گیا ہے اور زمانۂ دراز سے اسکی آثار

قوموں کے عقائد میں ملتے ہیں - یہ موذی مرض اُن لوگوں میں پھیلا جنھوں نے اپنا نام شیعۂ علی رکھا وہ اسی جہل بصفات اللہ کے سبب سے اُسوقت بھی چلاتے تھے اور ابتک چلا رہے ہیں کہ خلیفہ بلا فصل علی رضی اللہ عنہ تھے - خدا تعالیٰ عرش پر پہلے ارادہ کر چکا تھا - لوح محفوظ پر لکھ چکا تھا - اور فرشتے پڑھ چکے تھے - اور جبرئیل بار ہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کر چکا تھا - اور سربمہر صحیفہ بھی آپکو سپرد کر چکا تھا اور آپ بھی مُنہ پھاڑ پھاڑ کر اُمت کو وصیت کر چکے تھے - اور مختلف موقعوں پر کھول کھولکر یہ تبلیغ کر دی تھی کہ حضرت علی بعد آپکے خلیفہ بلا فصل ہونگے مگر یہ سارا تار و پود ٹوٹ گیا اور اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ بلا فصل ہو گئے - اسلئے کہ مہاجرین کی کثرت اور انصار کی عظیم جماعت اُنکی طرف ہو گئی اور حضرت علی ایک کس مپرس کیطرح متروک ہو گئے - اس بدعقیدہ سے کسقدر خرابیاں نکلتی ہیں گویا خدا تعالیٰ کچھ بھی نہیں اور اُسکی مرضی کوئی شئے نہیں اور نیچر اور نیچر کے عوارض اپنی ہی قوت اور میلان سے جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں - خدا تعالیٰ کو یہ قدرت نہیں کہ متحدد حکم اور مصالح کی بنا پر ہر زمانہ میں اور ہر آن میں اُن حکمتوں اور مصلحتوں کیموافق نئے نئے تغیرات پیدا کرتا اور قانون قدرت کو کٹھ پُتلی کیطرح اپنی قاہر انگلیوں پر نچاتا رہے - ایک مرسل برگزیدہ کیخاطر اچھی ہوا کو بری اور رد یکو صالح بنا دے - ایک مامور کی حجت پوری کرنیکے بعد پیشگوئیوں اور وعیدوں کیموافق اسکے دشمنوں کے استیصال کیلئے پہاڑ و نکو اُنپر گرا دے خونخوار سمندروں کو اُن کی قبریں بنا دے - اُن کے نام و نشان تیز آندھیوں سے مٹا دے - اُنھیں آتشیں تلواروں اور بانوں کی آگ میں بھسم کر دے - اور اُن برگزیدوں کی جماعتوں کو وعدہ کیموافق اس عالم میں جنت تجری من تحتہا الانہار کے وارث بنائے بعد اس کے کہ وہ گمنام ننگے بھوکے اور ریگستان کی آتشیں لووں سے دُکھ اُٹھاتے ہوں - علیگڈھ کالج کے بانی نے اس بدعقیدہ سے متاثر ہوکر اور پُرانے اور حال کے نیچریوں دہریوں کی چال پکڑکر اپنی تفسیر میں صاف لکھا کہ قوموں کی تباہی قدرتی اسباب سے تھی گناہوں کی سزا اور اُنکا نتیجہ نہ تھی - پہاڑ کو زلزلہ آیا اور وہ قوم اُسکے نیچے اتفاقاً دب گئی - فرعون اور اُسکا لشکر اتفاقات سے سمندر میں ڈوب گیا اور اُن سب عذابوں کو جو خدا تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کیموافق اُسکے ارادوں سے ناپاک اور سرکش قوموں پر واقع ہوئے قانون قدرت کی اپنی ذاتی تحریک سے مانا ہے

نوح علیہ السلام کا طوفان بھی اتفاقی تھا اور سب ایسے واقعات اتفاقی تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اتفاق سے بدر اور احزاب اور دیگر غزوات میں داخل جہنم ہوئے - ان تباہیوں کیوقت اگر راستباز بھی ہوتے تو وہ بھی اُسی ذلت اور لعنت کا مزہ چکھتے افسوس خدا تعالیٰ کی ہستی کے یگانہ ثبوتوں اور پیشگوئیوں کے پورا ہونیکو خدا تعالیٰ کی سُنن سے جاہل انسان نے کس قدر استخفاف سے دیکھا ہے اور یہ سب بلا اُسی اس سبب سے پیش آئی کہ اُسنے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان صفات کے مسئلہ کو یورپ کے میٹریلسٹوں اور معتزلہ کے طرز پر دیکھا اور پھر قرآن کریم کی اُن تعلیمات پر یورپ کے فلاسفروں کے اعتراضوں اور جواب کے عدم قدرت نے اُسے اور بھی اس بدعقیدہ پر مجبور کیا - وہ نہ سمجھ سکا کہ گناہ میں اور طوفانوں میں مثلاً اور موسیٰ کی نافرمانی میں اور غرق فرعون میں دریا کے اندر اور ثمود اور عاد اور قوم لوط کی گناہوں میں اور اُن بستیوں کی تباہی میں ریح اور رجز السماء کی ساتھ کونسا مربوط رشتہ ہے جو علت و معلول کے اندر ہوا کرتا ہے - اسی جہالت نے اُسے دعا کی قادرانہ تاثیر اور خدا تعالیٰ کی یقینی وسائط یعنی ملائکہ کے انکار پر آمادہ کیا اتنی بات تو خدا تعالیٰ کی کتاب میں عیاں تھی کہ راستبازوں نے منکروں اور معاندوں کے مقابل پر تحدی پیشگوئیاں کیں وہ اس انکار و استکبار کے سبب سے خدا تعالیٰ کے آسمانی اور زمینی عذابوں سے ہلاک کئے گئے اور ان الفاظ میں وہ شوکت اور سطوت تھی جو کسی معمولی انسانی آواز میں کبھی نہیں ہوئی - یہ پیشگوئیاں تمام راستبازوں کی اپنے اپنے وقتوں میں حرفاً حرفاً پوری ہوئیں اُس سنت الٰہیہ کیموافق اس آخری زمانہ میں بھی وہ دیکھ چکا تھا کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خدا کے دشمن - رسول کے دشمن - قرآن کے دشمن - قوم اسلام کے دشمن - لیکھرام کے متعلق ایک قہری پیشگوئی کی جسکے پُرصولت الفاظ سے خون ٹپکتا تھا اور جنکی شوکت دکھاتی تھی کہ وہ خدائے قادر منتقم رقاہر کا کلام تھا - ضعیف انسان ایسے ترکیب پر کبھی قادر نہیں ہو سکتا - اور اُس کے مضمون دعا کی جواب میں قبول دعا کے نمونہ کیطور پر وہ پیشگوئی اُس کے آگے رکھی گئی تھی اور اُسکا پورا ہونا بھی اُسنے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا تھا - غرض قرآن کریم میں یہ باتیں موجود تھیں پھر اس زمانہ میں مجدد دین قرآن کریم نے اُنھیں زندہ اور تازہ کر دکھایا تاکہ منکروں پر حجت قائم ہو اور اعتزال اور شیعیت اور یورپ کے میٹریلیزم اور دہریت اور نصرانیت کی اصولوں کا استیصال ہو اور خدا کی عزت اور قرآن کی عزت اور قرآن کریم کی

پیشگوئیوں کی عزت دنیا پر ظاہر ہو - اور گناہ اور اُسکی سزا کی حقیقت دنیا پر آشکار ہو اور ثابت ہو جائے کہ خدا تعالیٰ اب بھی قانون قدرت پر ویسا ہی حکمران اور متصرف ہے اور ہمیشہ رہیگا جیساکہ وہ اُسکی خلق کے وقت تھا - اور اُسکے مقدس اور مقتدر ہاتھ کبھی بھی تصریف اور تصرف سے مغلول نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے - یہ احسان اسلام پر ایسے زمانہ میں عالیجناب حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا جبکہ اسلام کی نادان دوست اُسکی یگانہ خوبیوں اور خصوصیتوں پر پانی پھیر چکے تھے - اور یوں مسلمانوں میں دہریت اور مادہ پرستی کا خوفناک طاعون پیدا کر چکے تھے

اللھم صل علی محمد وال محمد -

الحاصل گذشتہ نمونے اور موجودہ نمونہ دیکھکر اگر علیگڈھ کالج کے بنانیوالے کو پھر بھی الوہیت کا یہ راز سمجھ میں نہیں آیا تھا اور تکبر نے اُسے اجازت نہ دی کہ مرسل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور خدا تعالیٰ کے راز کو خدا تعالیٰ کے حریم قدس کی باریابی سے ہی حل کرواتا تو کم سے کم تفویض الی اللہ ہی کرتا اُس نے ناروا جرأت سے خدا کے کلام کی تحریف اور تسویل کی اور اپنے نزدیک اسلام کیطرف سے جواب دیا مگر درحقیقت اسلام کو جواب دیا -

اُسی بدعقیدہ اور بدتعلیم کا اثر ہے کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مرزا صاحبکو اونچا کیا - اسکے یہ معنے ہوئے کہ ایک شخص کی عظمت اور عزت اگرچہ مصالحہ الٰہیہ کے خلاف تھی اور خدا تعالیٰ آسمان سے دیکھ چکا تھا کہ اسکی ترقی درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خانہ برانداز ہوگی مگر پھر بھی اُس نے ایسا ہونے دیا یا قانون قدرت میں جکڑ بند ہو جانیکی وجہ سے اُسکی مرضی کے خلاف ایسا ہو گیا - سوچو اور خوب سوچو کہ ایسا اعتقاد خدا تعالیٰ کی ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ کے کسقدر خلاف ہے اور کیا درحقیقت ایسی عقیدہ سے دہریت کی بدبو نہیں آتی اور کیا یہ اُن لوگوں کا عقیدہ نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایک فوق سے فوق قوت کا نام ہے مگر عالم کے تغیر و تصریف سے اُسکا کوئی سروکار نہیں -

آج سے پینتیس سال پہلے سے حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی ہمکلامی اور مورد الہامات الٰہیہ ہونے کا دعوی کیا - اور اسیطرح اپنی الہامات کو تدوین اور مشتہر کیا جسطرح قرآن کریم مدون و مرتب اور مشتہر ہوا - پھر خدا تعالیٰ کی وہ باتیں جو اُس نے

(صفحہ ۹ سے خطاب اور خلیفہ بلا فصل کے عقیدہ کی حقیقت)

اپنی بندہ غلام احمدؑ کے مُنہ میں ڈالیں اُسی طرح پوری ہوئیں جسطرح اُسکی وہ باتیں آخر کار پوری ہوئیں جو اُس نے اپنے بندہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ میں ڈالی تھیں۔ جسطرح قرآن کریم کی مکی آیتوں میں کے وعدے اپنی منطوق و مفہوم کے موافق پورے ہوکر اس امر کا قطعی یقینی ثبوت ٹھہر گئے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اسی نمونہ پر براھین احمدیہ کے مندرجہ الہامات اپنے منطوق و مفہوم کے مطابق بنتیجہ صادق نکلکر اسبات کا یقینی قطعی ثبوت ٹھہرگئے کہ لاریب وہ بھی اُسیطرح خدا تعالیٰ کا کلام ہیں۔ یہی ایکبات تھی یعنی قرآن کریم کی زندگی کے نمونے جو مسلمانوں کی جائے فخر تھے اور اسبات کی کمی نے دوسرے مذاہب کو مردہ ہونیکا داغ لگا یا تھا مگر افسوس ایسے نادانوں نے انکار کیا اور اس زندہ ایمان کو اور اُسکے مُحیی کو کفر سمجھا۔ خدا اور خدا کا کلام اور وحی۔ اور مکاشفہ غرض تمام لوازم نبوت اس زمانہ میں زمانہ کے عقلا کے نزدیک مضحکہ اور تمسخرہ ٹھہر چکے تھے۔ اور ان باتوں کو انھوں نے وسواس اور توہم اور جنون کے مد میں داخل کر رکھا تھا۔ اسلئے کہ اُنکے پاس انکا زندہ اور قاہر نمونہ نتھا۔ اور قانون قدرت کا استقرا اُنکو مجبور کرتا تھا کہ کسی شئے کو نظیر کے بغیر تسلیم نکریں اور جس مذہب کو انھوں نے اُسکے وکلا اور شفعا کی پر زور وکالت کے زور سے مروج دیکھا تھا اُسمیں اور اُسکے وکیلوں میں بھی کوئی زندہ نمونہ موجود نتھا۔ دانشمند سُنتے تھے اور بڑی زور سے سُنتے تھے کہ آغاز مذہب میں اسکے بانی اور اُسکے ساتھیوں نے یہ اقتداری نشان دکھائے مگر یہ شنید اور دعوی آخرکار دانشمندوں کے دلمیں ایک حقارت آمیز اور نفرت انگیز تصور بنجاتا جبکہ وہ اس سوال کا جواب حامیان مذہب سے نہ پاتے کہ کیوں اسوقت اُن باتوں کا کوئی زندہ نمونہ نہیں۔ درحقیقت یورپ کی خوفناک آزادی۔ دہریت۔ فلسفیت اور میٹریلزم کی جڑ نصرانیت کے مردہ مذہب ہی سے قائم ہوئی کہ اُسنے خدا وہ پیش کیا جو عجز و ناتوانی اور بیکسی اور ناعاقبت اندیشی کا پورا نمونہ تھا۔ اور معجزات وہ پیش کئے جو اُس زمانہ میں مرگئے اور اُسوقت کی قبروں میں سونے والوں کے ساتھ ابدی تاریک گڑھوں میں گم ہوگئے۔ اور آئندہ کو کوئی نمونہ اُنکا دکھانیکی اور کوئی نہ ہوا جو خدا تعالےٰ کے اقتداری نشانوں سے اُن پہلی باتوں کو از سرنو بحال اور زندہ کردیتا۔ قرآن کریم نے ایک ہی مقتدر معجزہ پر اپنے صدق کا سارا مدار رکھا یعنی پیشگوئیوں پر۔ اسلئے کہ توریت میں بڑی زور سے یہی لکھا تھا کہ سچے نبی کی نشانی یہی ہوگی کہ جو کچھ وہ کہیگا وہ پورا ہوجائیگا۔ قرآن کریم میں اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین اور اس آیت میں ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ اس بنا پر قرآن کریم کا لفظ لفظ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اور ایک جلال اور قہاریت کی روح اپنے اندر رکھتا اور تاریکی روح پر رعب اور ذلت معًا ایک ہی وقت میں نازل کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو از بسکہ علم تھا کہ مرور زمانہ کے بعد انسانی طبیعتوں پر غفلت مستولی ہوجاتی اور اثبات کی ضرورت پڑتی ہے کہ پھر اُسی رنگ کے زندہ نمونے اُنکی تذکیر کے باعث ہوں اور پاک باتوں کو اس الزام سے بچالیں کہ وہ اساطیر الاولین ہیں اسکے بموجب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون قرآن کریم میں یہ برکت اور تاثیر رکھدی کہ اُسکے اتباع سے اُسکے اتباع ہمیشہ ہر زمانہ میں قرآن کے دعاوی اور دلائل اور برکات کو زندہ کرتے ہیں۔ اور اُن ساری باتوں کے نمونے ہمیشہ دنیا میں موجود رہیں جو قرآن کریم میں از قبیل وحی مکاشفہ اور رؤیا بیان کی گئی ہیں۔ اس ہمارے زمانہ میں جبکہ اندر خدا تعالیٰ کی کتابوں اور باتوں پر سب زمانوں سے زیادہ ہنسی کی گئی اور رسولوں اور وحی اور مکاشفات اور رؤیا کی سخت توہین اور تذلیل اور تضحیک کیگئی اور جبکہ بعض نادان دوستوں نے اسلام کی حمایت میں کھڑے ہوکر یہ اعتراف کیا کہ درحقیقت اسلام بھی ایک مردہ مذہب ہے اور اُسمیں اقتداری نشان دکھانے اور وحی اور مکاشفہ کے کوئی زندہ نمونے موجود نہیں اور جبکہ مایہ ناز باتوں کے انکار کو فخر اور ناز کا ذریعہ سمجھا گیا اور جبکہ استجابت دعا کے انکار سے ثابت دکھایا گیا کہ اسلام میں بھی کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کے دربار میں شرف باریابی رکھتا ہو۔ غرض اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے خیرخواہوں نے یورپ کے آزاد مشنریوں سے نیچے اُتر کر اور پگڑی اُتار کر صلح کرلی اور اسلام اور قرآن کی عزت خاک میں ملا دی اور ایک بولنے والا مولوی بٹالوی کی شکل میں جانبہ غائب کی اندر بول اُٹھا کہ اسوقت مسلمانوں میں کوئی نہیں جو نشان الٰہی دکھا سکے اور یوں اُسنے اسلام کا جنازہ اُسی قطار میں رکھدیا جہاں دوسرے مذاہب باطلہ کی نعشیں دھری تھیں تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اپنے وعدہ کیموافق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی میں آثار دھارا اور آپکے ہاتھ پر اور آپکے مُنہ میں وہ باتیں ڈالکر اور اقتداری نشان ظاہر کرکر اپنی ہستی کو۔ کل انبیاء کے وجود کو۔ پاک کتابوں کو۔ اور جملہ لوازم نبوت کو از نو زندہ کردکھایا۔ یہ ہے عظیم الشان کام جو حضرت میرزا غلام احمد قادیانی سے ظہور میں آیا اور اس کام کے پورا کرنیکے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ آپ کو وجاہت اور عزت دیتا آپکو یتیم پاکر اپنی ہاں ٹھکانا دیتا اور آپکو تنگدست اور کس مپرس پاکر خود غنی کرتا اور قوم کے عشق میں سرگرداں و شیفتہ پاکر کامیابی کی ساری راہیں آپکو دکھاتا۔ حق یہ تھا کہ مسلمان آپکی خاک آستان کو آنکھوں کا سرمہ بناتے اور سب سے زیادہ زمانہ کے ادا فہموں یا ادا فہمی کے مدعیوں کے ذمہ تھا کہ وہ آپکی وہ قدر و منزلت کرتے جو ایک مہجور عاشق مدت دراز کے ہجر کے بعد معشوق کی قدر کرتا ہے۔ مگر افسوس بعض میں فریسیت کی روح جوش زن تھی اور بعض پر صدوقیت کا خمیر ملا یا گیا تھا اسلئے ضروری تھا کہ آنیوالے مقدس مسیح کا انکار کیا جاتا تاکہ وہ باتیں پوری ہوں جو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں کہ تم یہود کی راہوں پر چلنے لگ جاؤ گے یہانتک کہ اگر کوئی یہود سوسمار کے سوراخ میں گھسے گا تو تم بھی وہیں گھس جاؤ گے۔ سوآج مسلمانی کے مدعیوں نے وہ تمام اعتراض مسیح موعود پر کرکے جو حضرت مسیح اسرائیلی پر کئے گئے تھے اور اُسی طرح اُسکی تذلیل اور تضحیک اور تحقیر کرکے جو اُس پہلے برگزیدہ کی کی گئی اور حکام وقت کی عدالتوں میں اُسیطرح پہنچا کر جسطرح وہ خدا کا عاجز بندہ پیلاطوس کی عدالت میں کھینچا گیا تھا اپنے ہاتھوں سے ثابت کردیا کہ وہ اُس خوفناک پیشگوئی کے مصداق بنگئے ہیں جو مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلی تھی۔ کاش یہ لوگ سورۂ فاتحہ کی آخری آیت غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں

غور کرنے جو ایپر ہر نماز میں پڑھنی فرض کی گئی ہے امام ہو یا ماموم ہوں کہ کیوں یہود و نصاریٰ کی راہوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک مقدر تھا کہ آئندہ ایک وقت نصاریٰ کا فتنہ برپا ہوگا اور انکی جہت سے اسلام پر خطرناک حملے ہوں گے پھر ایسے وقت میں مسیح موعود اندرونی اور بیرونی اصلاح کیلئے آئے گا اور قوم اُس سے ویسا ہی سلوک کریگی جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے کرکے مورد غضب الٰہی ہوئی۔ غرض اگر خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ مسلمانوں کو ایسے فتنہ میں یہود کی چال اور نصاریٰ کے فتنوں سے ڈرائے تو پاک کتاب اور مقدس دعا میں یہ آئتیں کس حکمت سے رکھدی ہیں سوچو اور غور کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنی مخالف شہادت پر مہر نہ لگاؤ۔

قولہ ان ہی ایام میں چند اک پردار مچھلیاں اور سونیکے انڈے دینے والی مرغیاں بھی انکی دام کے لپیٹ میں آچکی تھیں۔

اقول یہ وہی مچھلیاں اور سونیکے انڈے دینے والی مرغیاں ہیں جو ایک زمانہ میں حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) اور ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شکل میں پہلے داعی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دام میں آئی تھیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جا بجا اعتراف کہ حضرت خدیجہ کے مال نے انھیں مدد دی۔ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں چالیس ہزار روپیہ آپ پر خرچ کیا اور یوں اس مرد اور عورت نے آپکے کارخانہ کو رونق دی۔ کیا تم وہی نہ تھا کہ ان ناعاقبت اندیش مخالفوں کے نمونے تمھاری شکل میں ہوتے جنھوں نے کہا تھا **الا شئ یراد** اور **ان ھذا الا اختلاق**

ای ناعاقبت اندیش جلد بازو تمھیں اتنی مدت کے بعد کسنے یاد دلایا کہ تم انہی گندے ہوئی۔ انہی کے دشمنوں کے جائز فرزند ہو اور یہ کہ تمھاری رگوں میں وہی خون حمیت جوش زن ہی کہ تم اندیشیدہ اور نااندیشیدہ وہی باتیں زبان پر لانے ہو جو اُنھوں **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے خلاف کہی تھیں۔ تمھیں کس چیز نے یقین دلایا کہ آنیوالے غضب سے ان باتوں کے ساتھ بچ جاؤ گے جبکہ تمھاری آنکھیں دیکھ چکی ہیں کہ تمھارے باپ دادی ان باتوں کے ساتھ خدا کے قہر کی بجلی سے بھسم ہو گئے اور **مغضوب علیہم** کہلائے۔

غضب کی راہ کو چھوڑ و اور **منعم علیہم** کی راہ اختیار کرو کہ تمھارا بھلا ہو۔ کیا خدا تعالیٰ کے ماموروں کی ساتھ معاونوں اور مخلصوں کا ہونا ضروری نہیں۔ کیا اس عالم اسباب میں آسمانی امدادیں اور تائیدیں ان ہی متعارف اور معہود راہوں سے نہیں آیا کرتیں۔ کیا کوئی تمھاری بولی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر حضرت ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیش العسرۃ میں وہ قابل قدر مدد نہ کرتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کارخانہ سخت صدمہ اُٹھاتا۔ نادانو خدا تعالیٰ کے منصور اور اسکے مخذول و مطرود میں یہی تو فرق ہے کہ آخر معہود اسباب میں ہو کر نصرت الٰہی اسکی دستگیری کرتی ہے اور مخذول کے سارے اسباب جلجاتے ہیں۔ الگرچہ منصور کی پہلی حالت کیسی ہی ضعیف اور کس مپرسی ہو اور مخذول کی ابتدا کیسی ہی پُرشوکت ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدام و انصار سے جو مدد اور تائید ملی وہ اسی وعدہ کا اثر تھا جو پہلے سے خداوند عالم کہہ چکا تھا **اقرأ وربک الاکرم** یعنی تو رب اکرم کا مربوب ہے اور ضرور ہے کہ دنیا و آخرۃ میں مکرم و محترم ہو۔

اسی طرح حضرت مرزا **غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام** کو جو انصار و اعوان ملے وہ خدا تعالیٰ کے اُس پاک وعدہ کا نتیجہ اور اثر ہیں جو وہ آج سے سالہا سال پہلے فرما چکا تھا کہ **الیس اللہ بکاف عبدہ**

تم ان باتوں سے اُن واجب التعظیم ناصروں کی جو علم میں۔ زہد میں۔ تقوی میں۔ اور خدا ترسی۔ اور خداشناسی۔ کے جمیع لوازم میں۔ نمونہ ہیں اسی طرح ہتک کرتے ہو جسطرح حجاز کے شیاطین ان کے پہلے نمونوں کو سفہا کہتے تھے اور دلوں میں یقین کرتے تھے کہ **محمد بن عبداللہ** (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دوکانداری کے دام میں پھنس گئے ہیں۔

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفسیر القرآن

کا کام شروع اس کے چھاپنے اور شائع کرنے میں بڑی کوشش ہو رہی ہے عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہوکر شائع ہوگی۔

الحکم کے قدردان

۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کے اخبار کے ہمراہ جو کھلی چٹھی شائع کی گئی تھی اسکا جو نتیجہ اتنک ہوا ہی اسکو میں بڑے فخر اور خوشی کے ساتھ ذیل میں درج کرتا ہوں اور آئندہ سلسلہ وار انشاء اللہ تعالیٰ درج کرتا رہونگا۔ جو لوگ قیمتیں بھیج رہے ہیں انکی رسید اخبار میں دوسری جگہ درج ہو اور درج ہوتی رہیگی۔

(۱) منشی **حبیب الرحمن** صاحب نمبردار حاجی پور۔ الحکم کی ترقی دلکو فرحت بخشتی ہے مگر ۱۶ صفحہ تک ترقی کچھ ترقی نہیں اور وہ بھی ہفتہ وار۔ خدا تعالیٰ وہ دن قریب کری اور ہماری زندگی میں وہ دن آوے۔ کہ الحکم روزمرہ کی ڈاک میں ہماری آنکھوں سے گذرے سو آپ اسبات کے واسطے کوشش کریں کہ الحکم یومیہ شائع ہو۔

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کیا بعید ہے۔

(۲) منشی **ولی محمد خاں** صاحب۔ موجودہ ترقی حجم و بیشی قیمت کی منظوری کے بعد لکھتے ہیں کہ اخبار الحکم روزانہ جاری کیا جاوے ۱۲ عـــہ تک سالانہ قیمت دینی کو تیار ہوں۔

(۳) قاضی **نظر حسین** صاحب سررشتہ دار پولیٹیکل ایڈوائزر کوئٹہ۔ پہلا پرچہ وی پی کرکے قیمت منگوالیں۔

(۴) شیخ **غلام حسین** صاحب سیالکوٹ ۲۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک قیمت سنہ ۱۹۰۱ء پہونچ جاوے گی انشاء اللہ۔

(۵) منشی **عنایت اللہ** صاحب مدرس سنت پورہ پیشگی قیمت سنہ ۱۹۰۱ء دینے کو بڑی خوشی سے طیار ہیں۔

(۶) چودھری **محمد حسین** صاحب گرداور قانونگو چونڈہ ۱۵۔ دسمبر سے پیشتر قیمت وصول کر لینے کا اختیار دیتے ہیں۔

(۷) بابو **محمد** صاحب ہیڈ کلرک دفتر انبالہ۔ مبلغ مـــہ قیمت پیشگی بھیجے ہیں۔

(۸) منشی **محمد سلیمان** صاحب مدرس بہادر

مندرجہ ذیل مضمون بھیجکر پُر زور درخواست کرتے ہیں کہ اسکو شائع کیا جاوے۔ بنا رعلیہ اُس مضمون کو درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکی کھلی چٹھی پڑھکر میرا دل پانی پانی ہوگیا اور بدن لرزنے لگا۔ کیونکہ الحکم سے بڑھکر میرا کوئی غمگسار اسجگہ اور کوئی نہیں ہے۔

آہ آہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت (جسکا درجہ خود خدا تعالی نے اصحاب کرام کی مثل فرمایا ہے) کا اخبار اور اسکی یہ حالت حضرت والا میں تو یہ سمجھتا تھا کہ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام الحکم پر اسطرح گرتے ہونگے جسطرح شمع پر پروانے۔ مگر

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مانا کہ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت چندے دینے پڑتے ہیں مگر کیا آج زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اس مقدس جماعت سے بڑھکر اور بھی ہے جسکا من۔ دھن۔ تن۔ نصرت احیاء دین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ہو۔ کیا **اخرین منہم لما یلحقوا بہم** کے مصداق یہ جماعت نہیں ہے۔؟

اے پیارے بھائیو اے مسیح درحتی کے فرزندو اے دم عیسی کے جلائے ہوئے بزرگو آپکی نسبت تو یہ معلوم ہوچکا ہے کہ آپکا سب خرچہ واپس دلایا جاویگا۔ اور آپکو ایسے باغ میں بسایا جاویگا جنکے تلے (تحت حکومت) نہریں بہ رہی ہونگی پھر نامعلوم ایکہزار روپیہ حق الخدمت سے بھی کیوں دریغ؟

یعنی اخبار الحکم جو ۳۰۰۰ تیس ہزار معزز افراد خادمان حضرت اقدس سلمہ ربہ کا وکیل ہے اسپر ایسا ظلم صریح۔

برادران! یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ قوم کی زندگی اور ترقی اور شائستگی کیلئے اخبار کا ہونا اس پُر امن عہد سرکار انگلشیہ میں ضروری امر ہے اور خاصکر حضرت اقدس سلمہ ربہ کی جماعت کیلئے جسکا مقابلہ جہاں کے شقی اور شریر فرزند ولیسے ہیں پھر نہ معلوم۔ برادر شیخ یعقوب علی صاحب کئی سال سے چلا چلاکر ضرورت اخبار کو بتلا رہے ہیں اور جان توڑ کوشش سے باوجود روپیہ کی قلت کے خدا پر بھروسا کرکے اخبار چلارہے ہیں اور کئی دفعہ مختلف عنوانوں سے مضامین لکھکر آپکو حالت اخبار سنا چکے ہیں مگر آپ کیطرف سے کوئی تسلی بخش صدا نہ نکلی۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

معزز بھائیو! میں خدا کو حاضر ناظر جانکر عرض کرتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر اگر نور ایمان کے بخشنے والا اور مردہ روحوں کو زندہ کرنیوالا اور خدا کریم کا مقدس چہرہ روز روشن کیطرح دکھلانیوالا اور جہان کی تاریکیوں کو مٹانیوالا۔ اور اسلام کو زندہ کر دکھلانیوالا کوئی مرد ہے تو وہی ہے

جو قادیان میں اترا ہے

اور پھر خدا کو حاضر ناظر جانکر گذارش کرتا ہوں کہ اس مقدس انسان کے کلمات طیبات اور اسکے فاضل مریدین کی تقریر وں کی اشاعت کرنیوالا اور مخالفین کے مونہہ بند کرنے والا اگر کوئی اخبار ہے تو صرف

اخبار الحکم

ہے جو قادیان سے جاری ہوا ہے۔ عربی اخبار ہو یا رومی۔ عجمی ہو یا ہندی۔ کس کا زہرہ ہے کہ اسکی برابری کرے جو چشمہ نور سے نکلتا ہے۔

رستہ بیدار ہو جایئے۔ اور الحکم کو آنکھوں سے لگایئے۔

شیخصاحب! مجھہ عاجز کا نام بزمرہ خادمان الحکم درج رکھیں میں تو گھر کا اثاثہ فروخت کرکے بھی خریداری الحکم کو خوش قسمتی اور روز آخرت میں خوشحالی تصور کرتا ہوں۔ والسلام

آپ کا خادم
عاجز محمد سلیمان مدرس بھادلہ۔ ضلع لدہیانہ

مدرسہ

میں بڑی خوشی سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ ذیل اصحاب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا ٹرسٹی ہونا منظور فرمایا ہے بابو محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازیخان۔ مولوی خدا بخش صاحب شملہ۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے کشمیر۔ راجہ شیر محمد خان صاحب تفصیلدار جموں جزاہم اللہ احسن الجزا میں اپنی ان سب مکرم بھائیوں کیطرف مدرسہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں امید ہے کہ باقی بہی خواہان مدرسہ بھی جنکی خدمت میں درخواست کی گئی تھی یا دوسرے اصحاب

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری
اور
ہمارا امتیازی نام

چونکہ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے اسلئے حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے دینی مصالح کی بنا پر یہ تجویز فرمائی ہے کہ اس مردم شماری میں ہماری جماعت کے لوگ اپنے تیئں

مسلمان فرقہ احمدی

کے نام سے لکھائے۔ یعنی خانہ مذہب میں **مسلمان** اور خانہ فرقہ مذہب میں **احمدی**۔ اس کے متعلق ایک ضروری اشتہار شائع کیا گیا ہے جسکو ہم اسجگہ درج نہیں کرسکتے تاہم اپنی **قوم** اور **گورنمنٹ** کی اطلاع کیلئے اتنا درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ **قوم** جو مسلمان ہے اور جسکا **پیشوا** اور **امام** گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار اور فرمانبردار خاندان جناب **مرزا غلام مرتضی** صاحب مرحوم مغفور (جنہوں نے غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی امداد کرکے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا تھا) کے یادگار

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں

فرقہ **احمدی** کے نام سے موسوم ہے اور یہ نام کسی دوسرے نام۔ مالکی۔ حنفی شافعی۔ حنبلی یا چشتی قادری سہروردی نقشبندی سنی شیعہ وغیرہ کیطرح ایسا نام نہیں ہے جسکا تعلق اسلام سے ظاہر نہ ہوتا ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دو نام تھے ایک **محمد** اور دوسرا **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) محمدی نام کا اظہار آپ کی زندگی میں جلالی طور پر ہوا[*]۔ اور احمدی نام کا بروز اس زمانہ میں ہوا جو جمالی خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ پس یہ قوم احمدی فرقہ کے مسلمان کہلاتی ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق انکا ایمان ہے

---

[*] نوٹ ۱۳ برس مکی زندگی میں حضرت خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم احمدؐ جلوہ گر تھا جس سے خاصتہً بردباری اور ایذا پر شکیبائی ظاہر ہوتی تھی اور مدینہ میں شریروں کو سزا دینے کے لئے خدا کی غیرت اسم محمدؐ کی وردی میں آشکار ہوئی مگر وعدہ دیا گیا تہا کہ آخری زمانہ میں پھر کامل طور پر اسم احمدؐ کا ظہور ہوگا جبکہ ضروری ہوگا کہ جو دسراہن کے ساتھہ عالم پر اسلام کی حجت قائم کی جائے۔ کہ

کہ مسیح موعود کا زمانہ سیف کا زمانہ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ انکے نزدیک جہاد بالسیف حرام ہے جسکا اعلان مسیح موعود کر چکا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کے نائی اہتمام پسند مردم شماری کے اعلیٰ افسروں کو خصوصیت کیساتھ اس امر کی طرف توجہ دلائینگی کہ وہ اس فرقہ کے لوگوں کے نام کے آگے جیسا وہ ظاہر کرینگے **احمدی** درج کرنے کی اپنی ماتحت لوگوں کو ہدایت فرمائیں گے اور ان لوگوں کو جو حضرت مرزا صاحب سے تعلق رکھتی ہیں یہ ضروری یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی امتیاز کے لیے **احمدی فرقہ کے مسلمان** لکھوائیں۔

مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والو تمہیں مبارک ہو کہ خدا نے تمکو چن لیا اور خبیث اور طیب کی امتیاز کی ایک گھڑی آ پہونچی پس اسوقت کو غنیمت سمجھو۔ دیکھو مردم شماری کا دوسرا زمانہ آپ جیسے دس سال بعد ہوگا نہیں معلوم اس عرصہ میں کون زندہ رہے اور کون اس دنیا سے چلدے پس وہ لوگ مبارک ہی ہونگے جو عملی طور پر اسموقعہ پر **فرقہ احمدی** میں درج ہو جاوینگے۔ اسلئے حضرت اقدس نے محض شفقت کی راہ سے اپنی اعلان میں ان لوگوں کو بھی اجازت دیدی ہے کہ جو اس فرقہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنے آپکو **احمدی** لکھا ئیں اور بعد میں بیعت کی اطلاع دیدیں۔ یعنی جنکو ابتک بیعت کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر دل سے اسی سلسلہ میں ہیں انکو بھی اجازت ہے۔

اے احمدی قوم تجھے مبارک ہو آج سے تو احمدی کہلائیگی

اور فیوضات و برکات احمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوکر واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی مصداق ہوگی۔

اب وہ وقت آگیا کہ محمد و احمد کا بروز مہدی معہود تمہیں بلاتا ہے۔ مبارک ہو۔

اللھم اجعلنا و ذریتنا منھم۔ آمین

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پیر گولڑی اور ہمارے بعض ہمعصر

یہ امر ہر بالغ خرد و بینا سے پوشیدہ نہیں رہا کہ پیر گولڑی نے ایک ناقابل عفو اور شرمناک حیلہ سے بلا لحاظ اپنی منصب مشیخت کے حضرت اقدس امام علیہ السلام کی دعوت تفسیر نویسی سے گریز اور انکار کیا ہے ہمارے اخبار میں اسکے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے چنانچہ اس نمبر میں بھی ایک فیصلہ کن تحریر شائع کی جاتی ہے ہمکو اسجگہ ان معاصرین پر ریویو کرنا ہے جنھوں نے گولڑی اور حضرت اقدس کے متعلق ایڈیٹوریل یا مراسلات شائع کئے ہیں۔

سب سے اول ہم لاہور کے سربرآوردہ اور معزز ہمعصر اخبار عام کا ذکر کرتے ہیں۔ اخبار عام نے اسمعاملہ میں جس عالی ظرفی اور بلند خیالی سے کام لیا ہے وہ بجائے خود باوجود ایک ہندو اخبار ہونیکے بہت ہی کچھ قابل شکرگذاری ہے۔ اخبار عام نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک آزاد اور مستقل رو پرچہ ہے اُسنے بلا لحاظ مخالف و موافق اگر پیر گولڑی کی حمائتیوں کے مضامین کو جگہ دی ہے تو اس سے زیادہ انشراح صدر اور فراخدلی سے حضرت مرزا صاحب کی تائید میں لکھنے والوں کو موقع دیا ہے۔ بہرحال انھوں نے اپنی دونو آنکھوں کو مستقل رکھا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔

اب مسلمان اخبار نویس کو لیجئے۔ ہمی لاہور سے پیسہ اخبار بھی شائع ہوتا ہے جو خدا جانے اپنی آپکو کیا سمجھتا ہے اور اب ولایتی رنگ چڑھنے سے کیا سمجھنے لگا ہے۔ اسنے اپنی ایڈیٹوریل میں محض خلاف واقعہ ایک ایسا نوٹ شائع کیا جسکی صحت اور تصدیق کا وہ ذمہ وار ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کو جو وہم نے اور ہمارے بعض دوستوں نے اس نوٹ کی غلط بیانی پر اطلاع دی اور اسکی اصلاح چاہی تو انکار کر دیا۔ اور ایسی بیہودہ عذر پیش کیا جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے ہم پیسہ اخبار کی اس اخلاقی کمزوری نہیں بلکہ اخلاقی بزدلی کو کسی دوسرے موقع پر شائع کرینگے۔ ورنہ پیسہ اخبار سے جو مسلمانوں کا اخبار کہلاتا تھا اور جو اپنی غرض و غایت عام صلح کاری بتلاتا ہے اُمید تھی کہ وہ فراخدلی کے ساتھ ایک منصف ایڈیٹر کیطرح ہر ایک ایسی بات کے اندراج سے نہ رکے گا جو اپنی اندر معقولیت رکھتی ہو خواہ وہ اسکی کسی اپنی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مگر افسوس صد افسوس کہ وہ اپنی رائے کے خلاف سُننے کی جرات نہ رکھ سکا۔ ہاں اگر کوئی امر ایسا تھا کہ وہ مراسلہ نویس کے کسی حصہ سے مخالف الرائے تھا اسکو اختیار تھا کہ اپنا مناسب نکتہ چینی کرتا۔ کیا پیسہ اخبار کوشش کریگا کہ وہ اس داغ ندامت کو اپنی چہرہ سے دور کرے۔؟

تیسرے ہمارے معزز ہمعصر چودھویں صدی راولپنڈی ہیں انھوں نے بھی ایک مراسلت اپنی اخبار میں شائع اور اس سے پہلے جواب تک بھی کسی ایسی بزرگ کی مراسلت شائع کی ہے جسکو جہانتک ہمارا علم حضرت اقدس سے بیعت کا تعلق نہیں لیکن تاہم چودھویں صدی نے بیشک اخلاقی جرأت سے کام لیا اور اپنی فرض منصبی کو ادا کرنے کی سعی کی ہے اور منصف مزاج ناظرین کو وہ مراسلت ایک حدتک پیر گولڑی کے اندرونی طرفدار ہمعصر کی حقیقت سے آگاہ کریگی۔ لیکن تاہم پوری حقیقت کے انکشاف اور اصل واقعہ کے اظہار کیلئے مراسلت چودھویں صدی کے دفتر میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی نے قادیان سے بھیجی ہے اور جس کے اندراج کی ہم جلد کوشش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

چودھویں صدی کی اسوقت تک کی آزادانہ پولیسی سے جو اسمعاملہ میں ظاہر ہوئی ہے اُمید کیجاتی ہے کہ وہ مراسلت درج ہوگی پھر اس مراسلت کے اندراج کے بعد ہم پوری رائے ظاہر کرسکیں گے۔

اسکے سوا جن اخباروں نے اسمعاملہ پر ادھر اُدھر کی کوئی خبر لکھی ہے وہ قابل التفات نہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس بحمد اللہ بخیریت ہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی طبیعت پچھلے چند دنوں سے بوجہ درد شکم کچھ ناساز رہی ہے مگر بفضلہ تعالیٰ اب چنداں شکایت نہیں ہے باایں ہمہ آپنے اپنی درس قرآنی اور ملاحظہ بیماران میں تساہل نہیں فرمایا جزاہ اللہ خیر الجزا۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت چند روز سے بوجہ زکام ناساز ہے۔ تاہم بوجہ شدت زکام آپ کا قلم نہیں رکا اور ایک زبردست آرٹیکل آج کے الحکم کی روح (جو نہایت ہی لیجان لکھا گیا ہے اور معمولی قلم اور خط سے کوئی چار جزو سے کم کا مضمون نہیں ہے) آپنے لکھا ہے۔ اب کسی قدر رو بہ افاقہ ہیں۔

(۲) تحفہ گولڑویہ عنقریب طیار ہوا چاہتا ہے آج خاتمہ لکھا جا رہا ہے۔ اُمید کیجاتی ہے ۱۵ نومبر تک ختم ہوکر شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳) شمس بازغہ بجواب پیر گولڑی ۲۰۰ صفحہ چھپ گیا ہے اور ۲۱۶ صفحہ تک پریس میں ہے۔

(۴) اصلاح النظر ایک بہار ٹریکٹ ایک آریہ کے جواب میں طیار ہوکر شائع ہو گیا ہے قیمت ۲ر مینیجر اخبار الحکم سے طلب کریں۔

بیعت

سبحان علی صاحب - سرہالی کلاں ضلع امرتسر
محمد علی صاحب - شاہ کوٹ ضلع ہزارہ
غلام محمد خانصاحب - بستی شیخ درویش - جالندھر
ہیڈ کلرک بارگماستری لنڈی کوتل علاقہ خیبر
ولایت اللہ صاحب - ریاست گوالیار ریذیڈنسی
کیمپ انسپکٹر ٹھگی و ڈکیتی - پولیس -
عالم شاہ صاحب نالالی - گورداسپور
سید حاکم علی شاہ صاحب - نادون - کانگڑہ
سکینڈ ماسٹر مڈل سکول -
احمد حسن صاحب - ہٹور - بجنور - حال کہوٹہ جہلم
حافظ فتح محمد صاحب - پٹیالہ - امام مسجد
حافظ امام الدین صاحب " " ڈوگرا
محمد طفیل صاحب پنشنر - بٹالہ - گورداسپور
میراں بخش صاحب وزیرآباد
میراں بخش صاحب سیالکوٹ بروبر اکسٹرا اسسٹنٹ
بہادر شاہ صاحب - ارکھوال - ضلع انبالہ
شیخ برکت اللہ صاحب لکھوالی "
سید وہاب حسین صاحب - میلاپور مدراس
قاضی نظیر حسین صاحب - قلات بلوچستان
سررشتہ دار محکمہ صاحب پولیٹیکل اڈوائزر
عبید اللہ صاحب - دیولی - جالندھر
سمیع اللہ صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان
منظور الحق صاحب " " "
فضل الدین صاحب - قادیان
میاں حبیب صاحب - مردال - شاہ پور
سلطان بخش صاحب بھگوان - گورداسپور
شہاب الدین صاحب - راگور "
عبد اللہ صاحب " "
خدا بخش صاحب - گلانوالی "
مولوی بدر الدین صاحب - سیدوالہ ضلع گوجرانوالہ
حافظ کرم الٰہی صاحب - کولوتارڑ "
پیر بخش صاحب " الہ دین صاحب " "
علی محمد صاحب - بدوملی - سیالکوٹ
نظام الدین صاحب - بیٹی - لاہور ورزش
ماسٹر ریج ہائی میونسپل بورڈ اسکول
شیخ فرید الدین صاحب منتزلا -
عبد العزیز صاحب - سیالکوٹ حال لاہور
مولا بخش صاحب نمبردار خانپور - پٹیالہ
امیر بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر پنشنر - بٹالہ
الہداد صاحب - بھائو گھسیٹ پور گوجرانوالہ
دیوان علی صاحب - لورنگ - گجرات

رسید زر

خاکسار ایڈیٹر نہایت شکرگذاری کے ساتھ مندرجہ ذیل احباب کی شکریہ کے ساتھ رسید دیتا ہے امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اپنے حساب کو بیباق کرکے مجھے مشکور کرینگے۔

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک انبالہ ۱۹۰۸ء عہ
چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۵ء
بابو الٰہی بخش صاحب سب اوورسیر معرفت چودھری رستم علی صاحب بقایا سابقہ منجملہ ۱۹۰۸ء ؏

خاکسار ایڈیٹر

اشتہار

ہر قسم ریشمی ازار بند - سبج بند - پراندے وغیرہ شیخ غلام غوث فضل الٰہی کلانور ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

سرکاری خبر

نمبر ۱۰۳۹ ایکٹ ۱۰ اشتہار - بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع عام کیلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ حکام سلطنت روم نے جو ۱۹۰۷ء میں اہل تشیعہ اور لاشوں کے ہندوستان سے عراق (میسوپوٹیمیا) میں داخل ہونیکی ممانعت کی تھی وہ ابھی تک جاری ہے اس سے اشتہار نمبر ۵۸۸ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۰۸ء کو منسوخ کیا گیا ہے۔

دستخط - ایچ - اے کیمس -
جوڈیشل و جنرل سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب -

ڈومیسٹک

۱۳ اکتوبر سنہ رواں کو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا - سید محمد یوسف نام رکھا گیا اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو اپنے بزرگوار والا کی طرح دین کا خادم بنا دے اور دینی دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرکے قوم کے لئے مفید ثابت کرے - آمین -

از جمالی مبارک باد - واتین

عجیب وغریب مرہم

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں سے کسی کے علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا مت خریدو۔

تمام نامی ڈاکٹر اور حکیم اسکی عمدگی اور فائدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

ضرور آزماؤ

المعروف

مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم شلیخہ

فوراً جائے درد پر کرتا ہے

ہر قسم طاعون - سرطان کے زخم - خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیاں - بدھ - ہر طرح کے ناسور - زخموں کے کیڑے - پرانے گندے زخم - پھنسی - پھوڑے گھاؤ - گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں چوٹوں کے زخم - موچ - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کانوں سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جلجانا عورات کی خطرناک بیماریاں - سرطان رحم وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ عہ - ۴ر

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پرتاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں - اسکو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا - حکما یورپ بھی اس کی عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں - ایک دفعہ ضرور آزمائش کریئے -

کارخانہ مرہم عیسیٰ المعروف مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

میمیرے کا سرمہ

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میمیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ؎ خالص میمیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میمیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ - بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال معین ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میمیرے کا سرمہ ضروری ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم - بی - ایم سانگلی صاحب - ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

۲ میں بڑی خوشی سے میمیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس سرمہ کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ امتہ دیوی بعمر پینتالیس سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُن میں کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُسکے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر محمد حسین خان بہادر - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ میں نے میمیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دُھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے میمیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میمیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

D.P.O. JULLUNDUR

رجسٹرڈ ایل ۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۸

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی نجات و الاماں بینی

نمبر ۴۲ | دار الامان قادیان ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

سالانہ قیمت [illegible]

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی [illegible]

نظم

جناب سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

خدا کے ذکر سے ملتی دلوں کو شادمانی ہے
جو کہتا ہوں یہ ہے بھی صدائے آسمانی ہے
قلوب مطمئن اس سے ہی اطمینان پاتے ہیں
جنہیں راحت نہیں اس سے انہیں مرض نہانی ہے
[illegible] آتی ہے [illegible] کی بات مانی ہے
خدا کی یاد میں [illegible] کرتا ہے
انہوں نے یاد کر کے ہیں وہ [illegible] خدا کی مہربانی ہے
[illegible]

جنہیں اخلاص ہے وہ ہی اُسے بھی پیارے ہیں
خدا کے نام لیوا ان کی وہاں ہی قدر دانی ہے
[illegible] ان کی ستائش اُس کی ہو ہر دم
خدا کی حمد و استغفار ان کی زندگانی ہے
[illegible] چین سے اُن بن وہ [illegible] کی پرواہ
وہ اس کے یار جانی ہیں وہ ان کا یار جانی ہے
کرو ذکر خدا جاری یہ دجالی زمانہ ہے
یہ وقت [illegible] آیا جو مرد آسمانی ہے
معلم بن کے آیا ہے علوم آسمانی کا
دلوں پر ہیبت حق اب تو اُس نے ہی بٹھانی ہے
مرے عیسیٰ مرے عیسیٰ ہی چرچا پڑا [illegible]
ہوئے کشمیر میں مدفون یہ کیا راز نہانی ہے

مسیحا نے پکارا [illegible]

عیسیٰ المصنوع والمسموم [illegible]

[illegible] فنا و یاں آ کر
مسیح کا [illegible] جانا یہ سب جھوٹی کہانی ہے
[illegible] احمد کا رکھا خاص اب اس کی نشانی ہے
[illegible] عیسیٰ بالکل فراغت ہے
چڑھا یا ہے تمہیں کیا [illegible] نامعقول بانی ہے
مسلمانوں تمہارے زندوں سے ابتک [illegible] والی ہے
[illegible] انبیاء زندگی پر [illegible] انبیاء سارے
مرے ہیں [illegible] قابل قدر آئے [illegible] مانی ہے
بہت [illegible] خدا کے [illegible] ان کا ہوتا ہے
نشان زندگی عیسیٰ کی ہیں خدا بھی [illegible]
[illegible] جو کہ ہوئے ہیں خدا [illegible] والی ہے
خدا کے پاک بندوں کو حیات جاودانی ہے

غلام مولا

خدا کی راہ میں مرنا دائما زندہ ہونا ہے
دنا یوں مرکے دیکھو زندگی گر نمنی مانی ہے
بہت آسان راہ یہ سی خدا نے تمکو سمجھایا
پڑے ہو خواب غفلت میں یہ کیسی سرگرانی ہے
نہیں عزت اگر قرآن کی منظور یوں کہدو
کلام پاک قرآن پر یہ کیسی بدگمانی ہے
خدا جانے تمھیں اس جسم خاکی سی ہے کیوں الفت
بنی جو شئے ہے مٹی سے وہ مٹی میں ہی جانی ہے
بھلا اس جسم خاکی کو تعلق آسماں سے کیا
وہاں جانے سے اسکو روکتی اسکی گرانی ہے
زمیں کا جو کہ حصہ ہے زمیں وہ چھوڑتی کب ہے
وہی بر آسماں جاتی ہے جو شئے آسمانی ہے
نہیں گر چھوڑتے تم ضد تو پھر اچھا مبارک ہو
خرد مندی اگر تم نے یہیں اپنی دکھانی ہے
ہمارا کام سمجھانا ہے بس لطف و محبت سے
نہ کرنا ناز اس جینے پہ یہ جینا تو فانی ہے
خدا جانے یہ کج رائی نتیجہ کیا دکھائیگی
عزیزو وقت ہے سمجھو کوئی دن زندگانی ہے
مسیح ناصری کی زندگی بھی تم سمجھ لوگے
کہ جب سمجھوگے کیا کہتا مسیح قادیانی ہے
لحد میں جبکہ لیٹوگے سو مٹی کے تم نیچے
بہت حسرت سے دیکھوگے کہ کیا کیا خاک چھانی ہے
مقام قرب حق کی زندگی پانیکا وقت آیا
اٹھو دار الاماں پہنچو کہ وقت کامرانی ہے
یہی وہ زندگی سچی ہے جو عیسی نے پائی تھی
یہی انجیل میں قول مسیح آنجہانی ہے
وہی محروم و بدقسمت ہے دور اس آب حیواں سے
کہ جسکو رائگاں یہ زندگی اپنی گنوانی ہے
مرو گے جب تو خود یاد آئیگا اسوقت کا کہنا
دکھائیں کیا تمھیں وہ بات جو حق نے دکھانی ہے

مسیحا احمد گر آئے نہ ہوتے
تو قرآن کے جلوے دکھلائے نہ ہوتے
بدلتے نہ پہلو غلط کاریوں کے
جو اسرار قرآن وہ لائے نہ ہوتے
دلوں میں خدا کی سمائی نہ ہوتی
خدائی جو حربے چلائے نہ ہوتے
نہ باطل کی گردن کبھی ٹوٹتی یوں
اگر مبحث حق دکھائے نہ ہوتے
جو دعوی نہ کرتے مسیحا و مہدی
تو بگڑے ہوئے دل بنائے نہ ہوتے
نہ چلہ پہ گر آسماں ان کے ہوتا
نشان پیشگوئیوں دکھائے نہ ہوتے
نہ آتھم کبھی اسکے کہنے سے مرتا
اسے ہاویہ میں گرائے نہ ہوتے
غضب کی چھری بیٹ پر گر نہ گھستی
تو یوں لیکھرامی ہرائے نہ ہوتے
خدا انکی باتیں جو پوری نہ کرتا
انھوں نے قدم یوں جمائے نہ ہوتے
محمد کی مسند پہ کیوں بیٹھ جاتے
خدا سے جو تائید پائے نہ ہوتے
صداقت کبھی انکی ظاہر نہ ہوتی
یہ فتوی جو اُن پر لگائے نہ ہوتے
دراز اسقدر انکو مہلت نہ ملتی
خدا کے جو بھیجے بھجائے نہ ہوتے
جو ہوتا یہ خود ساختہ کارخانہ
تو پھر یوں وہ اسکے بنائے نہ ہوتے
کلام خدا انپہ نازل نہ ہوتا
تو بار گراں یہ اٹھائے نہ ہوتے
نہ پاتے اگر خلعت انبیائی
تو جرأت وہ ایسی دکھائے نہ ہوتے
نہ ہوتے اگر مرسل حق مسیحا
کلام ایسے منہ پر وہ لائے نہ ہوتے
چمکتا نہ نور خدا ان کے منہ پر
اگر وہ خدا کے سجائے نہ ہوتے
نہ ہیبت نہ شوکت نہ قدرت یہ ہوتی
جو مامور حق نے بنائے نہ ہوتے
دم انکا نہ ہوتا اگر روح پرور
تو مردہ دلونکو جلائے نہ ہوتے
اگر جذب حق انمیں پیدا نہ ہوتا
دلونمیں وہ ہرگز سمائے نہ ہوتے
نہ اسلام کی راہ یوں صاف ہوتی
جو شرک خفی کو مٹائے نہ ہوتے
مسیحا مرے اور مری عیسویت
نہ مرتے اگر آپ آئے نہ ہوتے
کبھی نور قرآن ظاہر نہ ہوتا
اگر وہ زمیں پر گرائے نہ ہوتے
یونہی آسماں پر بٹھائے گئے تھے
انھیں کیوں لحد میں سلائے نہ ہوتے
سری نگر میں جبکہ مرقد ملا ہے
تو کیوں اسکا نقشہ دکھائے نہ ہوتے
مسلمان قرآن میں غور کرتے
تو ناحق انھیں وہ بچائے نہ ہوتے
مسلماں اگر ترک قرآن نہ کرتے
تو الزام ثابت کرائے نہ ہوتے

مریں ہائے سرور رہنے زندہ عیسی
غضب ہا کہ ایسی تو ڈھائی نہ ہوتے
کسیکو اگر پاس قرآن نہ ہوتا
تو ایسے عقیدے بنائے نہ ہوتے
گئی گذری اب غیرت دین ان سے
اگر ہوتی یوں مار کھائے نہ ہوتے
ڈبو کر رہے تھے یہ کشتی اسلام
جو مہدی بھی تشریف لائے نہ ہوتے
نہ موعود آتا نہ جھگڑے اٹھاتا
نہ اپنے بھی دن یہ بھلائے ہوتے
خدا جانے بنتی تھی کیا گت ہماری
جو تو نے مسیحا چھڑائے نہ ہوتے

بڑھا جاتا تھا دنیا میں ترا انکار یا اللہ
برائے نام تھا توحید کا اقرار یا اللہ
ترے بندے سے پری جاتے تھے اب تیری اطاعت سے
سیاہ کاری سے بھولے تھے تری سرکار یا اللہ
مٹی جاتی تھی تیرے گلشن اسلام کی رونق
بنا جاتا تھا وہ اک دشت پر از خار یا اللہ
بڑھائی تھی بہت غارتگروں نے ہاتھ بڑھ بڑھ کر
کہ ہو ویراں پھلا پھولا ترا گلزار یا اللہ
مکیں غارتگروں کے خوف سے گھبرا گئے ایسے
کہ لٹوانے لگے تھے اپنا سب گھربار یا اللہ
جمائے تھے قدم اپنے مگر رہتے نہ پا بر جا
زمانہ نے کچھ ایسی بدلی تھی رفتار یا اللہ
ہوئی وہ کثرت آفات دجالی زمانہ میں
کہ امت کی بگاڑے جسنے سب اطوار یا اللہ
مٹی وہ سادگی اسلام کی جس پر تھا ناز اسکو
خلاف دین و پیغمبر ہوئے کردار یا اللہ
بہت سی ظلمتوں نے کر دیا روئے زمیں کالا
نہ قائم رہ سکے ایمان کے انوار یا اللہ
پلائی حب دنیا نے کچھ ایسے جام بھر بھر کر
بھلایا دل سے تیرا آخری دربار یا اللہ
کلام پاک قرآن سے نہ رکھی کچھ غرض باقی
ہوئے پابندی اسلام سے بیزار یا اللہ
بہت راہیں ہوئیں پیدا پھر انمیں ترک قرآن سے
پس پشت اسکو ڈالا ان کیوں ہر بار یا اللہ
امام و رہنما و مقتدا گر مانتے اس کو
تو بیشک وہ سمجھ لیتے ترے اسرار یا اللہ
بجائے خود سمجھ بیٹھا ہر اک جو کچھ سمجھ بیٹھا
نہ آزادی میں کچھ سوچی مآل کار یا اللہ
وہ عملی زندگی اسلام کی جاتی رہی ان سے
فرائض کا بجالانا ہوا دشوار یا اللہ

رسالہ سراج الحق حصہ دوم عجیب وغریب جسکو منکر سے منکر بھی دیکھکر سہم جائے حضرت امام ہمام علیہ السلام کی تائید و تصدیق میں طیار ہے قیمت ۔ محصول / المشتہر سراج الحق از دار الامان

خلاف دین سے رکھی نکچھ پروا عزیزوں نے
بڑھا بد قسمتی سے کبر و استکبار یا اللہ
بھری بغض و عداوت سے مسلمانوں کے دل ایسے
کہ آپس میں بنے وہ دشمن خونخوار یا اللہ
بہت راہوں سے امت میں فساد آکر ہوئے داخل
بگڑنے سے طبائع کے بڑھا تکرار یا اللہ
زمیں والوں میں جب دیکھا نہ کوئی دین کا حامی
اُتارا آسماں سے تو نے مرد کار یا اللہ
وہی آیا وہی آیا کہ جو امت میں آنا تھا
جسے بتلا چکا تھا دین کا سردار یا اللہ
وہی ہے ابن مریم اور مسیحا کی صفت والا
کہ شدت سے کیا ہے دین کا اظہار یا اللہ
وہی مہدی وہی ہادی وہی ہے نائب احمد کا
ہے ہمیں آسمانی نور کی چمکار یا اللہ
غلام احمد کو کیوں ملتا نہ رتبہ آپ کی خلافت کا
محمد کی محبت میں وہ ہے سرشار یا اللہ
ترقی اسکو ہے منظور تیرے دین برحق کی
کتابوں میں بھری ہے اس نے تیری الوار یا اللہ
اسے بخشا ہے تو نے زور جو دکسر صلیبا کا
کلام اسکا ہے تیرے دین کی تلوار یا اللہ
تری درگاہ سے اسکو ملا نفس مسیحائی
کہ مرتا جس سے ہے دجال آخر کار یا اللہ
نکالے اس نے وہ ہتھیار اپنے کارخانہ سے
کہ دجالی کے منصوبے ہوئے بیکار یا اللہ
خبر لی تو نے آخر وقت میں اس بگڑی امت کی
ادا کرتے ہیں تیرا شکر سو سو بار یا اللہ
دکھایا گلشن اسلام بے رونق زمانہ کو
کہ بن بیٹھے تھے وارث اس کے غفلت کار یا اللہ
معطل کر دیا تو نے مگر غفلت شعاروں کو
وراثت تو نے دی اسکو جو تھا حقدار یا اللہ
دکھائیگا بہار اسکی تو اب سارے زمانہ کو
وہ تیرے فضل سے لائیگا برگ و بار یا اللہ
ہوا ہے قادیاں میں فیض کا چشمہ تیرا جاری
وہاں برسا ہے تیرا ابر گوہر بار یا اللہ
وہاں نکلی ہیں مشرق سے تیری انوار رحمت کے
دکھائیگا وہاں سے اپنی تو چمکار یا اللہ
نظر آئیگی دنیا کو تیرے اسلام کی رفعت
مسیحا کا بنے گا جب وہاں **مینار** یا اللہ
عجب ہیں کام تیرے تو خدا ذوالعجائب ہے
ہے تیری حکمتوں سے کون واقفکار یا اللہ
نوازے جسکو تو کوئی اسکو گرا سکتا نہیں کوئی
خلاف اسکے ہو دنیا ساری گو طیار یا اللہ

ہمیں لازم ہے اب تحدیث نعمت تیری اے منعم
تری نعمت کو دیکھیں ہم نے ہیں آثار یا اللہ
بہت افسوس ہے امت کی اس غفلت شعاری پہ
کہ اس نعمت کا اس نے کر دیا انکار یا اللہ
خدا کے حکم سے آیا تھا امت میں مسیحا جب
تو بیہودہ تھا پھر امت کا یہ اصرار یا اللہ
خلاف حق نہیں کیا کیا منہ سے وہ بکواس کرتے ہیں
ہوئے گندہ دہانی سے ہیں بد گفتار یا اللہ
ہیں انکے مولوی خوش انکے ان بخشار دو منکر یہ
تو ہی جانے کہاں تک انکے ہیں پندار یا اللہ
مشائخ اور پیر انکی تلکی ہیں شرد ابلیہ
شرارت اور بدی کے انکے ہیں اوکار یا اللہ
مناسب تھا کہ وہ صدق قدم کچھ آکے دکھلاتے
بڑھا یا حیلہ سازی سے مگر تکرار یا اللہ
مدار فیصلہ ٹھہرا تھا جب تفسیر قرآن پہ
تو ثابت کرتے ہیں منجملہ اظہار یا اللہ
اگر نیت صفا ہوتی فضولی بحث کی کیا تھی
کہ جس سے فیصلہ ہوتا تھا اب دشوار یا اللہ
اگر میدان میں آئے تھے کچھ اسرار فرماتے
مگر بیہودہ گوئی کی ہوئی بھرمار یا اللہ
نہیں ہے قدر رکھتی جاہلوں کی عزت افزائی
لگا تھا پیش و پس اک جمع اشرار یا اللہ
اگرچہ ہر دکھاتے تھے کچھ ایسی بد کلامی سے
تو گھر بیٹھے ہی ہو سکتی تھی یہ گفتار یا اللہ
خدایا یہ نمونے ہیں تری امت کے پیروں کے
حضور میں تیری کیا حاجت اظہار یا اللہ
تو خود دانا و بینا ہے یہ کیا طوفان بکتے ہیں
جو ایسے ہیں تیرے یہ قوم ناہنجار یا اللہ
ترے اک پاک بندہ کو ستایا کذب و بہتاں سے
وہ راست بر آنے سے ہیں بیزار یا اللہ
الجھنا بد معاشوں سے شریفوں کا نہیں شیوہ
انھیں کافی ہے بس تیری ہی اک تلوار یا اللہ

(تمام شد)

تحفہ گولڑویہ

طیار ہو رہا ہے عنقریب شائع ہو جاتا ہے۔ خاتمہ لکھا گیا چھپ بھی چکا اب صرف ضمیمہ لکھا جا رہا ہے۔

حضرت اقدس کی پاک باتیں

۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کی صبحکو حضرت اقدس علیہ السلام حسب معمول سیر کو تشریف لیگئے راہ میں فرمانے لگے کہ دو بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک بات بتلاتے ہیں میں اسکو سنتا ہوں مگر آپ کی صورت نہیں دیکھتا ہوں غرض یہ اک حالت ہوتی ہے جو بین الکشف والالہام ہوتی ہے۔ رات کو آپ نے مسیح موعود کے متعلق یہ فرمایا ہے **یَضَعُ الْحَرْبَ وَیُصَالِحُ النَّاسَ** یعنی ایکطرف تو جنگ و جدال اور حرب کو اٹھا دیگا دوسری طرف اندرونی طور پر مصالحت کرا دیگا۔ گویا مسیح موعود کے لئے دو نشان ہوں گے اول بیرونی نشان کہ حرب نہ ہوگی دوسرا اندرونی نشان کہ باہم مصالحت ہو جاوےگی پھر اس کے بعد فرمایا **سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ** ۔ سلمان یعنی دو صلحیں اور پھر فرمایا **عَلٰی مَشْرَبِ الْحَسَنِ** یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں بھی دو ہی صلحیں تھیں ایک صلح تو انھوں نے حضرت معاویہ کے ساتھ کرلی اور دوسری صحابہ کی باہم صلح کرا دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود حسنی المشرب ہے۔ اور حجج الکرامہ میں نواب صدیق الحسن خاں نے لکھا بھی ہے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مہدی حسنی ہوگا اس کے بعد فرمایا کہ **حسن کا دودھ** پیئےگا الخ

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ مہدی آپ کی آل میں سے ہوگا یہ مسئلہ اس الہام سے حل ہوگیا اور مسیح موعود کا جو مہدی بھی ہے کام بھی معلوم ہوگیا۔ پس وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ آتے ہی تلوار چلائےگا اور کافروں کو قتل کریگا جھوٹے ہیں اصل بات یہی ہے جو اس الہام میں بتلائی گئی ہے کہ وہ دو صلحوں کا وارث ہوگا یعنی بیرونی طور پر بھی صلح کریگا اور اندرونی طور پر بھی مصالحت ہی کرا دیگا۔ اور آل کا لفظ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آل چونکہ وارث ہوتی ہے اسلئے انبیاء علیہم السلام کے وارث یا آل

وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کے علوم کے روحانی وارث ہوں اسی واسطے کہا گیا ہے کہ کلّ نقی و تقی الی۔

اس کے بعد پھر مولوی جمال الدین صاحب ساکن سید والہ نے قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر پوچھی مَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ الآیہ۔ ایڈیٹر

اس کے جواب میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ بعض نابکار قومیں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بُت پرست کہتی ہیں اللہ تعالیٰ اس آیت میں اُنکی تردید کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف واقعات پر بحث کرتا ہے اور قرآن کُل دنیا کی صدا قتوں کا مجموعہ ہے اور سب دین کی کتابوں کا فخر ہے جیسے فرمایا ہے فیہا کتب قیمۃ۔ اور یتلوا علیھم صحفا مطھرۃ پس قرآن کریم کے معنے کرنے وقت خارجی فضول کو تو نہیں بلکہ واقعات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ مثلاً قرآن کریم نے جو سورہ فاتحہ کو الحمد للہ رب العلمین الرحمن۔ الرحیم۔ ملک یوم الدین سے شروع کیا تو اسمیں کیا راز تھا۔ چونکہ بعض قومیں اللہ تعالیٰ کی ہستی پھر اسکی صفات رب۔ رحیم۔ ملک یوم الدین سے مُنکر تھیں اسلئے اس طرز کو لیا۔ یہ یاد رکھو کہ جسنے قرآن کریم کے الفاظ اور فقرات کو جو قانونی ہیں ہاتھ میں نہیں لیا اُس نے قرآن کا قدر نہیں سمجھا۔

اب دیکھو یہاں خالق العلمین* نہیں فرمایا بلکہ رب العلمین فرمایا اسلئے کہ بعض قومیں ربوبیت کی منکر ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمکو جو کچھ ملتا ہے ہمارے عملوں کے سبب سے ہی ملتا ہے مثلاً اگر دودھ ملتا ہے تو اگر ہم کوئی گناہ کر کے گائے یا بھینس وغیرہ کے جون میں نہ جاتے تو دودھ ہی نہ ہوتا اور خلق چونکہ قطع بُرید کرنے کا نام ہے اس لئے اسموقعہ پر رب العلمین کو جو اس سے افضل تھا بیان فرمایا اسی طرح پر رحمانیت۔ رحیمیت کے منکر دنیا میں موجود ہیں۔

غرض قرآن کریم مذاہب باطلہ کے عقائد فاسدہ کو مد نظر رکھکر ایک سلسلہ شروع فرماتا ہے اسی طرح پر اس قصہ میں حضرت سُلیمٰن علیہ السلام کی بریّت منظور ہے اور انکو اس ناپاک الزام سے بری کرنا مقصود ہے جو انپر لگایا جاتا ہے کہ وہ بت پرست تھے خدا نے فرمایا مَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ سلیمان نے کفر نہیں کیا۔

---

* نوٹ یہاں یہ بھی فرمایا کہ رب العلمین اس لئے بھی فرمایا تاکہ یہ ثابت کریں کہ وہ بسائط اور عالم امر کا بھی رب ہے۔ کیونکہ بسیط چیزیں امر سے ہیں اور مرکب خلق سے۔ منہ

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی دار الامان کو آ رہے ہیں۔ امرتسر میں حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار کے ایما سے ٹھہرے ہیں کہ اُن کے شکوک دور کریں خدا کرے کہ حافظ صاحب کے شکوک و شبہات دور ہوں مگر افسوس حافظ صاحب کو خدا کی بات پر اعتبار نہ آیا۔ جو انھوں نے راہ راست اس سے سُنا۔

سنا جاتا ہے کہ لاہوری ملہم پارٹی جس کے سرگروہ منشی الٰہی صاحب اکونٹنٹ ہیں کی کتاب ضرورۃ الامام کے جواب میں طیار ہو چکی ہے اور اسکا نام کہتے ہیں عصای موسیٰ یا دین محمدی رکھا ہے کتاب بالکل طیار ہے مگر اسکی اشاعت کا ملہم پارٹی کو ابھی حوصلہ نہیں مگر ہم حیران ہیں کہ اب تذبذب کیسا پبلک کے سامنے پیش کریں چھپنے کیلئے تو نہیں چھپوائی یہ مصنف بلکہ مصنفین کو بھی اسپر ریویو پڑھکر مزہ آجائے گا اور کتاب کے نام سے ہی اپنی قابلیت کا پتہ لگ جاویگا۔ اگر یہ کتاب حق اور حکمت اور منشی صاحب نے اپنے معاونین کی مدد سے بلکہ خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر لکھی ہے تو پھر ڈر کس بات کا ہے۔ سعدی کہتا ہے

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامہ ناپاک گا ذراں بر سنگ

قرآن شریف میں کوئی کراہ کرنیوالا حکم نہیں

قرآن شریف سراسر حقائق و معارف سے بھرا پڑا ہے اسمیں کوئی حکم ایسا نہیں جس پر ذرا بھی گرفت ہو سکے اور جو لوگ اسپر اعتراض کرتے ہیں بجز اپنی خوش فہمی اور حماقت کے اور کچھ نہیں دکھلاتے۔ قرآن شریف میں ہرگز حکم نہیں۔ کہ دنیا میں خونریزی کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم صاف ہے۔ والذین لا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق اور خدا کے بندے وہ ہیں جو کسی جانکو بجز حق واجب (قصاص) کے قتل نہیں کرتے ولا یزنون اور نہ زنا ہی کرتے ہیں۔ اسلام کا لفظ ہی سلم سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں خدا اور لوگوں سے صلح اور موافقت۔ رضائے مولیٰ پر صابر و شاکر رہنا۔ دنیا سے مصالحت برتنا۔ گردن خم تسلیم کرنا۔ پس ایسا مذہب خونریز کیسے ہو سکتا ہے؟ جہاد محض دینی آزادی کے حصول اور ڈیفنس اور فتنہ و فساد کے دفعیہ کا نام ہے جو ہر ایک مذہب میں روا ہے۔ کسی مخالف مذہب کو بوجہ اس کے کہ وہ اسلام کا مخالف ہے۔ قرآن شریف میں ہرگز قتل کرنے کا حکم نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا صاف ارشاد ہے لا اکراہ فی الدین دین میں زبردستی نہیں وما انت علیھم بجبار۔ تو ان پر جبر کرنے والا نہیں لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین (ممتحنہ) خدا تمکو منع نہیں کرتا۔ ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے جو تمھارے ساتھ دین کے معاملہ میں لڑتے نہیں اور نہ تمکو تمھارے وطن سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ کو انصاف کرنے والے پسند آتے ہیں۔ خدا تمکو صرف انھیں لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے معاملہ میں لڑے اور تمکو تمھارے گھر و بستی نکال دیا اور تمھاری جلا وطنی پر ایک دوسرے کی مدد کی۔ اور جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھے وہ واقعی بے انصاف ہیں + اور یہ بالکل فطرت الٰہی اور نیچر کیمطابق حکم ہے

ہاں البتہ **وید میں خونریزی** ضرور موجود ہے جسمیں صاف لکھا ہے کہ جو شخص دھرم چھوڑ ادھرم کرے اسکو بلا تامل مار دینا چاہیے یعنی مفسد کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۶) اب اگر اس جنرل آرڈر کی تعمیل کی جائے تو دو ہی دنوں میں دنیا کی صفائی ہو سکتی ہے چونکہ دنیا میں ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب دوسرے کو بیدین اور مفسد اور ظالم خیال کرتا ہے۔ اس لئے اگر اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ تو سوائے چند آریوں کے اور کوئی باقی نہیں رہ سکتا۔

تعجب کی بات ہے کہ آریہ لوگ اسلامی جہاد پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ جسکا جواز اسلام نے قانون فطرت کے موافق حفاظت خود اختیاری اور بعض خطرناک شردوں کی مدافعت کے لئے قائم رکھا ہے۔ اور با ایں ہمہ بوڑھوں۔ بچوں۔ عبادت گاہوں کے مکینوں۔ بلا آزار لوگوں کیلئے طرح طرح کی رعایتیں ملحوظ رکھی ہیں۔ اور وید کے اس حکم کیطرف خیال نہیں کرتے جو سوامی صاحب نے بحوالہ وید ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے ایسا ہی وید میں لڑائی کی بابت دعائیں اور متفرق ہدایات موجود ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ جب **معلوم ہو جاوے کہ اب ضرور شکست ہوگی اور کسی دوسرے وقت فتح ہو جاوے گی۔ تو جس طرح ہو سکے دشمن کو رضا مند کر کے صلح کر لینی اور موقع کا انتظار کرنا چاہیے جب دشمن کمزور اور بےفکر ہو جائے تو اس پر حملہ کرنا چاہیے۔** دیکھو کمزوری کی حالت میں دشمن سے صلح کر کے جان بچا لینا۔ اور قوت پانے پر تمام عہد و پیمان پر خاک ڈالکر حملہ آور ہونا نہایت ہی ناپاک اور گندہ ترین دغابازی ہے

پھر پنڈت صاحب لکھتے ہیں۔ جنگ میں رتھ۔ گھوڑے۔ ہاتھی چھتر رسد۔ گائے وغیرہ چوپائے رکھی نے چھینے۔ عورتیں جس جس سپاہی و عہدہ دار کو لوٹ میں ملجاویں۔ اُس کا سولھواں حصہ راجہ کو دیدیویں۔ اور راجہ بھی غنیمت کا سولھواں حصہ سپاہیوں کو دیدے۔ گھی۔ رتھ وغیرہ کا تو سولھواں حصہ ممکن ہے عورت کی سولھواں حصہ نہیں معلوم۔ کیونکر کیا جائیگا شاید ہر ایک بذریعہ نیوگ اُس سے کام چلا جاسکیگا۔ اور باری باری پانچوں پنڈوں کے نمونہ کی تقلید کرے گا۔

ناظرین مذکورہ مضمون پڑھکر غور کر سکتے ہیں۔ کہ خونریزی کی ہدایات وید میں ہیں یا قرآن شریف میں۔

اربعین نمبر ۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اربعین نمبر ۳ لکھ رہے ہیں اربعین کا تیسرا نمبر ایک عظیم الشان حجت ہے جو الباطل کو چکنا چور کرے گا اور جھوٹے مدعیوں اور مفتریوں کی حقیقت کو طشت ازبام کر کے راستباز اور صادق مسیح موعود کی حقانیت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی اس دلیل کو قائم کریگا جو خود خدا تعالیٰ نے دنیا کے نور اور مکہ کے فرزند (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے پیش کی تھی۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کا وہ مضمون جو الحکم میں ابھی ۲۴ اکتوبر کو شائع ہو چکا ہے عنقریب لاہور کے معزز اخبار عام میں شائع ہوگا

گولڑوی کی آمد لاہور کی جو روئیداد گولڑوی جماعت نے شائع کی ہے اسپر ہمارے مخدوم مولوی عبدالکریم صاحب انشاءاللہ عنقریب ریویو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں

حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب دارالامان میں ہیں پچھلے چند دنوں سے گو ضعف کے سبب طبیعت کسی قدر ناساز اور کمزور رہی ہے مگر قرآن کریم کے درسمیں اور مریضوں کی علاج جمعہ میں اسی طرح مصروف ہیں جیسی پوری صحت کے دنوں میں۔ اللہ تعالیٰ ایسے خیر مجسم انسان کو ہر تکلیف سے محفوظ رکھے آمین

مرض طاعون کی بابت اہل یورپ اور امریکہ کے خیالات

۲۰ اکتوبر کے پیسہ اخبار کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موسم سرما کی آمد آمد سے طاعون نے پھر ہاتھ پاؤں نکالنے شروع کر دئے ہیں اور ضلع جالندھر کے بعض دیہات میں اسکا ایک آدھ کیس وقوع میں آنے سے از سر نو تشویش پیدا ہو گئی ہے جسکی تحقیق کیلئے ڈپٹی سنٹری کمشنر صاحب سگو والی تشریف لے گئے ہیں ۱۱ اس خوفناک وبا کی بابت حال میں جو اہل امریکہ اور یورپ نے اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں اور اضلاع متحدہ کے مشہور و معروف اخبار سائنٹفک امریکن نمبر ۱۷ ۱۲ صفحہ ۹، ۲۰۳ میں چھپے ہیں ناظرین اخبار الحکم کی واقفیت کے لئے ہم ذیل میں خلاصہ کر کے لکھتے ہیں۔ اہل امریکہ نے جہاں تک پتہ لگایا ہے مرض طاعون کے وجود کا حضرت مسیح سے ۳۰۰ برس پیشتر تک کا پتہ لگا ہے لیکن ڈاکٹر ایف ٹڈسول اور جے اے ڈک کی بیان کے موافق جو ۲۲ مارچ کے نیچر میں شائع ہوئی ہے اور جو انھوں نے نیوسوتھ ویلز کی رائل سوسائٹی کے سامنے پیش کئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس خوفناک مرض کے ابتدا کا جہاں تک پتہ لگا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ۱۱۴۱ برس پہلے ہی یہ مرض واقع ہو چکا ہے۔ چنانچہ جس وبا کا ذکر اسموئیل کی پہلی کتاب کے ۴ - ۵ اور ۶ باب میں ہوا ہے وہ وہی مرض طاعون ہی تھا لکھا ہے کہ جب فلسطی لوگوں نے خداوند کے عہد کے صندوق کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور شدود میں لیگئے تو سخت وبا پھیل گئی اور شدود اور اسکی نواحی کے لوگ سخت وبا میں گرفتار ہو گئے $\frac{5}{10-12}$ غرض اسموئیل کے ان تین بابوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت طاعون کے واقع ہونیکا بڑا بھاری سبب روحانی کمزوری تھی جسنے دنوں کی دبار معصیت میں زیادتی کر دی تھی جو اس تمام تباہی کا سبب ہوئی جو اسوقت واقع ہوئی تھی ڈاکٹر ڈک لکھتے ہیں کہ اسموئیل کے موجودہ

ترجموں میں سے بعض میں وبا کو لکھا کر لیکن فدیمی نسخو ں میں طاعون کی گلٹیوں کا ذکر لکھا ہے اور جس زمانہ میں وہ وبا پھیلی تھی وہ ٹھیک وہی موسم تھا جسمیں عموماً طاعون کا زور زیادہ ہوا کرتا ہے اور اسی کتاب کے ابتدای بابوں میں چوہوں کا بھی ذکر ہے جس سے اس بیان کی اور بھی تقویت ہوتی ہے کیونکہ حال کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ بعض جگہ طاعون کا سبب ہی چوہے ہوے ہیں ڈاکٹر موصوف اس زمانہ کے طاعون کے سبب کی بابت بیان کرتے ہیں کہ اسکا سبب وہی تھا جو سموئیل کے ۳ باب میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ یرمیاہ ۴۹ باب میں لکھا ہے کہ اسدن میں سب کچھ لاؤں گا جتنا میں نے اسکے گھرانے کے حق میں کہا ہے - کیونکہ میں نے اسے کہا کہ میں اسکی بدکاری کے سبب اس کے گھرانے سے انتقام لوں گا . . . . الخ

یہ مذکورہ بالا اس مضمون کا خلاصہ ہے جسکو ہم نے بہت سے زائد عبارتوں کے حذف کرنے کے بعد بیان کیا ہے ہم اسپر فی الحال اپنی طرف سے کوئی ریمارک نہیں کرنا چاہتے صرف ناظرین کی توجہ حضرت اقدس کے اس اشتہار کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں جو غالباً ۲ فروری ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا تھا اور جسمیں اس خوفناک مرض کے اسباب و علاج پر بحث کی گئی ہے اور پھر جو بعض اخبارات نے اسپر نکتہ چینیاں کیں ہیں انکا جواب الحکم میں غالباً ۲۰ فروری کے پرچہ کے ذریعہ دیا گیا تھا ہمارے دل پر اس بحث کو پڑھکر نہایت ہی اثر اسوجہ سے ہوا کہ وہ قومیں جو الہیات سے بالکل بیخبر ہیں انمیں صداقت کے حاصل کرنے کا مادہ حکیم حمید نے کسقدر رکھا ہوا ہے جسکی ہمارے اہل ملک میں سے اکثر کو ٹر مغزوں کو ہوا تک بھی نہیں لگی جیسا کہ اس مذکورہ بالا مضمون سے اور اپنے اہل ملک کے اعتراضوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اور امید ہوتی ہے کہ حضرت اقدس کے ارشاد کیموافق عنقریب آفتاب مغرب سے نہایت آب و تاب سے چمکنے لگے گا۔

جسکی ہمیں بڑی بھاری آرزو ہے - خدا کرے یہ جلدی ہو آمین ثم آمین -

عبد العزیز گلی مسجد تھور خان دہلی -

ایک نیا اخبار (پرانے قلم کا)

ہمکو یہ معلوم کرکے بیشک خوشی ہوئی ہے کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب سابق ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر شروع جنوری ۱۹۱۱ء سے اپنے احباب کے اصرار پر " وطن " کے نام سے ایک جدید اخبار جاری کرنیوالے ہیں جسکا روزانہ یا ہفتہ وار جاری ہونا صرف پبلک کی قدردانی پر منحصر ہے - مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب نے گذشتہ پانچسال تک جس قابلیت اور محنت کے ساتھ اخبار وکیل کو ایڈٹ کیا ہے اس نے انکو خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوا خباری دنیا میں ایک ایسا ایڈیٹر ثابت کردیا ہے جو اپنے فرائض منصبی کو سمجھ سکتا ہے - ہمکو اور خود مولویصاحب موصوف کو بھی اس امر کا افسوس ہے کہ وہ آیندہ اخبار وکیل کے ساتھ ملکر کام نہیں کرسکتے - اور یہ بات ہمکو کھٹکتی ہے کہ جب کہ دو ایسے شخص جو بجائے خود مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی کے خواہشمند ہونے کا کم از کم دعوی کرتے ہیں باہم ملکر کام نہیں کرسکتے تو پھر یہ خیر خواہی اور بہبودی قوم کی خواہش کا دعوی نرا دعوی ہی نہ ہو اور عملی کمزوری اصل حقیقت کو کھولکر قوم میں ایک قسم کی ظنی پیدا نہ کردے - اسلئے مولوی صاحب نے اپنے پراسپکٹس میں کوشش کی ہے کہ اس الزام کو اپنے اوپر سے اٹھادیں اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک حد تک اپنی پریت میں کامیاب ہوتے دکھائی دیتے ہیں جبکہ انھوں نے ایک ایسی طرز کا اخبار قوم کے سامنے پیش کرنے کا اعلان کیا ہے جو اخبار وکیل کے اغراض کو اپنے اندر رکھتا ہوا بھی اس سے بالکل الگ اور ممتاز ہے - اخبار وطن جیسا کہ اسکے پراسپکٹس سے معلوم ہوتا ہے روزانہ جاری ہو سکتا ہے بشرطیکہ پانچسو درخواستیں معہ چندہ سالانہ یا باجازت وی پی بحساب عہ ۵ مع محصول ڈاک اور نمونہ طلب کرنے والے بلا محصول ڈاک چار دسمبر تک مولویصاحب کے پاس آجاویں اور ہفتہ وار جاری ہوگا اگر ایکہزار درخواستیں (والیان ریاست سے فی سے ۱۰ روپیہ سالانہ لیے - عام لوگوں سے للعہ طلبا سے ۲) معہ چندہ یا باجازت وی پی اس تاریخ تک آجاویں - اخبار وطن میں علاوہ معمولی باتوں کے جو ایک اخبار میں ہونی چاہئیں مندرجہ ذیل تین ضروری مضامین درج ہوا کرینگے (۱) قومی معاملات پر بحث (۲) فن زراعت کے متعلق مفید معلومات اور زمینداروں کی وکالت (۳) اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کو صنعت و حرفت کیطرف توجہ دلانا

الغرض مولویصاحب ممدوح نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اخبار کو ایک عمدہ اخبار بنانیکے لئے ضروری کوشش کرینگے - مگر اصل یہ ہے کہ ساری باتیں پبلک کی قدردانی پر منحصر ہیں پبلک نے اگر ان کے حوصلہ افزائی کی تو کچھ شک نہیں کہ وہ اپنی محنت سے پبلک کی خدمت میں ایک دلچسپ اخبار پیش کرسکیں گے ہم اپنے اس آنیوالے ہمعصر کا خیر مقدم کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداتعالے اسکو قوم کی بہتری اور بہبودی کے اصل ذریعہ کے شناخت کی توفیق دے اور اسکو ملک اور قوم کے لئے مفید ثابت کرے - ہماری یہ خوشی بہت ہی بڑی خوشی ہوتی اگر **وطن** کا روزانہ ایڈیشن ہفتہ وار وکیل کے دفتر سے جاری ہوتا -

اصل پراسپکٹس اور اخبار کیلئے درخواست حمیدیہ ایجنسی کشمیری بازار لاہور کے پتہ سے ہو -

---

ضروری اعلان

گذشتہ نمبر پر جو ۱ صفحوں پر شائع کردیا ہے اگرچہ میرا کوئی ارادہ نہ تھا کہ اس نمبر کو دو نمبروں کا قائمقام قرار دوں مگر بعض ایسی مجبوریوں کیوجہ سے جسکا اظہار ضروری نہیں میں اسکو دو نمبروں کا قائمقام قرار دیتا ہوں اور ہمیں بجائے خود ناظرین کی کوئی حق تلفی نہیں کی کیونکہ درآورد کی اور گنجان تحریر کے باعث یہ ۲۴ صفحہ کا نمبر [illegible] صفحہ ۱۱ [illegible] ایڈیٹر

عجیب خبریں

[illegible]

شاہزادی کی لخت جگر۔ جسکا انتقال ہو گیا اُنکی عمر سوا برس کی تھی۔ شہر سوال میں وبائی تپ کے نذر ہوئے۔

لاہور کی شاہی مسجد اور وزیر خان کی مسجد کے لئے حضور وائسرائے نے جو تحائف بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ طیار ہو گئے ہیں

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام عنقریب دار الامان قادیان میں شروع ہونیوالا ہے نقشہ طیار ہو گیا ہے جو لائق اور تجربہ کار کاریگروں کے پاس بغرض مشورہ بھیجا جائے گا۔

اسی موسم سرما میں زرعتی بنک کی سکیم سوچنے کے واسطے ایک کمیٹی کلکتہ میں قائم ہوگی۔

پچھلے دنوں پیرس میں ایک غبارہ پیمانہ لگا کر آسمان کی طرف چھوڑا گیا تھا جو صحیح و سالم اُتر آیا پیمانہ سے معلوم ہوا کہ یہ ساڑھے دس میل کی بلندی پر پہونچا تھا جہاں مقیاس الحرارت غبارہ کے باہر ایک سو دو درجوں پر تھا۔

افسوسناک خبر ہے کہ ضلع گورداسپور کی تحصیل شکر گڑھ میں طاعون پھوٹ نکلا ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع معہ دیگر افسران موقعہ پر انتظام کر رہے ہیں اللہ رحم کرے۔

احمد آباد میں ڈیڑھ ہزار یتیم بچے جو بالکل لاوارث ہیں پادریوں کے زیر پرورش ہیں مسلمانوں کی انجمنیں کیا کرتی ہیں۔

ولایت کے بعض اخباروں اور رسالوں سے معلوم ہوا کہ بہت سی نیک دل منصف مزاج انگریز اس امر کے قائل ہیں کہ مسیح ابن مریم صلیب پر نہیں مرے بلکہ صلیب سے زندہ اُتر آئے صرف غشی کیسی حالت تھی + کسر صلیب کیلئے یہ بڑا بھاری حربہ ہے کفارہ کا طلسم ٹوٹ جائیگا اور رنشیلے لکھو قرآنی عظمت کے اظہار کا وقت آ پہونچا مسلمانو مبارک ہو۔

بیعت

کمال شاہ صاحب درویش ساکن صورت*
غلام محمد صاحب کلرک محکمہ بندوبست ساکن بھیرہ شاہپور
میاں نور احمد صاحب ساکن بھڈیار ضلع امرتسر
مائی [illegible] صاحبہ [illegible] " "
میاں مہتاب الدین صاحب " میاں امام الدین صاحب "
میاں حاکم الدین صاحب " میاں محمد الدین صاحب "
میاں باغ الدین صاحب " میاں جان محمد صاحب "
میاں نور محمد صاحب " منشی کرم الدین صاحب "
میاں احمد الدین صاحب " امام بی بی صاحبہ "
حشمت بی بی صاحبہ " جان بی بی صاحبہ "
امیر بی بی صاحبہ " " "
شیخ غلام جیلانی صاحب فانونگو ساکن گھومن کلاں ضلع گورداسپور
کرم الٰہی صاحب۔ جہلم۔ حال راولپنڈی۔
احمد اللہ صاحب۔ بہور ملکیانہ ضلع کانپور۔ حال الہ آباد کچہری کلکٹری
روشن دین صاحب غلام حسین صاحب ساکنان سیالکوٹ
مولوی بدر الدین صاحب۔ سیدوالہ ضلع گوجرانوالہ۔
حافظ کرم الٰہی صاحب۔ والد مولوی سید احمد صاحب۔ کولوتارڑ "
مولوی سید احمد صاحب " پیر بخش صاحب " اللہ دین صاحب "

رحمت اللہ صاحب ساکن داتہ ضلع ہزارہ۔
وزیر علی صاحب یا نذا۔ موہرانہ۔ پٹیالہ
حافظ مولوی عبد الحلیم صاحب۔ بندہ پورہ۔ کشمیر
مرزا محمد بیگ صاحب۔ سیالکوٹ۔
سلطان محمود صاحب۔ کنڈان۔ شاہپور
میاں غلام احمد صاحب۔ لدھیانہ
محمد عبد القادر صاحب۔ کولار
شیخ نور الدین صاحب۔ دھرم کوٹ رندھاوا۔ گورداسپور
قاضی عبد الرؤف صاحب۔ کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ
چراغ الدین صاحب۔ اودھووال "
میاں رمضان صاحب۔ سیدوالہ ضلع منٹگمری
الٰہ بخش صاحب " کبیر بیگ صاحب " نور الٰہی صاحب "
مولوی عبد الحق صاحب ساکن مالکہ حاجی " "
غلام محمد صاحب " عبد الرحمن صاحب وجہل "
مولوی خیر الدین صاحب۔ سیدوالہ محمد وزیر صاحب "
امام الدین صاحب " نصیر الدین صاحب "
قاضی تونگر علی صاحب۔ علی پور کھیڑہ ضلع مین پوری
شیخ احمد حسن صاحب قصبہ نیٹور ضلع بجنور۔ حال کپور تھلہ
محافظ کوٹھی مہاراجہ صاحب کپور تھلہ۔

نہایت مبارک
عجیب وغریب مرہم
المعروف
بمرہم عیسیٰ و بمرہم رسل و بمرہم شلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پر تاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں۔ اسکو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا حکما یورپ بھی اسکے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش کرے اور اسکی اعجازی تاثیر دیکھیے۔

فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے

ہر قسم طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیاں۔ بدگمہ۔ ہر طرح کے ناسور۔ زخموں کی بو پرانے گند کے زخم۔ پھنسی۔ پھوڑے۔ گھاؤ۔ گنج خارش۔ ہر طرح کی جلد کی بیماریاں۔ چوٹوں کے زخم موچ۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ کانوں سے ریم کا بہنا۔ جانوروں کا کاٹ لینا۔ جل جانا۔ عورت کی خطرناک بیماریاں۔ سرطان رحم وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۴ر

کارخانہ مرہم عیسیٰ المعروف بہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین
بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

شاہ محمد سلیمان صاحب مرحوم تونسوی کے خاندان کے صاحب ارشاد ہیں بڑی معرفت تھے انھوں نے دو ماہ تک دار الامان میں رہکر حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام کے فیض صحبت اور آپکے انفاس طیبات سے برکت حاصل کرتے رہے خوب جانچ پڑتال کے بعد اپنے پہلے سلسلہ اور طریق حالات سب کو اپنا رکو خیر باد کہکر حضرت امام ہمام کی بیعت سے مشرف ہوے اور اپنے تمام مرید ونکو بھی اسطرف توجہ دلائی کہ واقعی حضرت مسیح موعود آ گئے اور مسیح غیر موعود جو موعود سمجھے جاتے تھے فوت ہو گئے۔ راقم سراج الحق نعمانی احمدی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص میرانی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ۔ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اسی لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس سرمہ کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۰ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جو ز دو ز دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھیں انمیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اُسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیا کو جو اُسکے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان بہادر۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر جلال گھوس رائے بہادر

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

الحکم

سنہ ۱۳۱۸

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۱	دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ / نومبر سنہ ۱۹۰۰ء	جلد ۴

باجلاس بابو تریخنداس صاحب منصف درجہ دوم بٹالہ

بنام روڑا ولد میر ذات جٹ ساکن نارووال مشموہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

کچھمن داس ولد کاشی رام قوم برہمن ساکن چیتور گڈہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

دعویٰ ضمانہ

چونکہ بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ عمداً روپوش ہوجاتا ہے اور تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے لہذا یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ ۳۰ / نومبر سنہ ۱۹۰۰ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کی نہ کرے گا تو اس کی نسبت یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی۔ ۱۵ - ۱۱/۱۷

دستخط عدالت

حضرت اقدس کی پاک باتیں

۱۵ / نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

خیانت اور ریاکاری دو ایسی چیزیں ہیں کہ کہ انکی رفتار بہت ہی سست اور وہمی ہے مگر کسی زاہد کو فاسق کہدیا جاوے تو اسے ایک لذت آجائے گی اسواسطے کہ وہ راز جو اس کے اور اس کے محبوب و مولیٰ کے درمیان ہے وہ مخفی معلوم دیگا صوفی کہتے ہیں کہ خالص مومن جب کہ عین عبادت میں مصروف ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو پوشیدہ کرکے کسی حجرہ یا کوٹھڑی کے دروازے بند کرکے بیٹھا ہو۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص اوپر چلا جاوے تو وہ ایسی طرح شرمندہ ہوجاویگا جیسے ایک بدکار اپنی بدکاری کو چھپاتا ہے جیسی کہ اس قسم کے مومن کو کسی کے فاسق کہنے سے ایک لذت آتی ہے اسی طرح دیانت دار کو کسی کے بددیانت کہنے سے جوش میں نہیں آنا چاہیے۔

ہاں

انبیاء میں ایک قسم کا تشتی ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ اپنی عبادت اور افعال کو چھپائیں تو دنیا ہلاک ہوجاوے مثلاً اگر نبی نے نماز پڑھ لی ہو۔ اور کوئی کہے کہ دیکھو اس نے نماز نہیں پڑھی تو اسکو چپ رہنا مناسب نہیں ہوتا اسکو بتلانا پڑتا ہے کہ تم غلط کہتے ہو میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اسلئے کہ اگر وہ نہ کہے دوسرے لوگ دھوکہ میں پڑ کر ہلاک ہوسکتے ہیں پس نبیوں کو ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادات کا ایک حصہ

ظاہر طور پر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے تاکہ انکو سکھاویں یہ ریا نہیں ہوتی

اگر کوئی کہے کہ حضرت نے ایسے کام کیوں کیئے جنمیں شریعت کی خلاف ورزی کا مظنہ تھا؟ تو اسکا جواب یہی ہے کہ خضر صاحب شریعت نہ تھا ولی تھا انبیاء علیہم السلام کیلئے دونو حصے ہوتے ہیں اسلئے انکو سرًا و علانیۃً نیکی کرنے کا حکم ہوتا ہے۔

ایک شیعہ صاحب سے مخاطبہ

میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے بلکہ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں ایک دم میں طے ہو سکتی ہیں جو خدا کیطرف سے مامور ہو کر حکم بنکر آیا ہے جو معنی قرآن شریف کے وہ کریگا وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دیگا وہی صحیح حدیث ہوگی۔

ورنہ شیعہ سنی کے جھگڑے آجتک دیکھو کب طے ہونے میں آتے ہیں شیعہ اگر تبرا کرتے ہیں تو بعض ایسے بھی ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت کہتے ہیں۔

برخلافت دلش بسے مائل
لیک بوبکر شد درمیاں حائل

مگر میں کہتا ہوں کہ جب تک یہ اپنا طریق چھوڑ کر مجھ میں ہو کر نہیں دیکھتے یہ حق پر ہرگز نہیں پہونچ سکتے۔ اگر ان لوگوں کو اور یقین نہیں تو اتنا تو ہونا چاہیئے کہ آخر مرنا ہے اور مرنے کے بعد گند سے توکبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ سب وشتم جب ایک شریف آدمی کے نزدیک پسندیدہ چیز نہیں ہے تو پھر خدائے قدوس کے حضور عبادت کب ہو سکتی ہے؟ ۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ میرے پاس آؤ میری سنو تاکہ تمھیں حق نظر آوے میں تو سارا ہی چولا اتار نا چاہتا ہوں۔ سچی توبہ کرکے مومن بنجاؤ پھر جس امام کے تم منتظر ہو میں کہتا ہوں وہ میں ہوں اسکا ثبوت مجھ سے لو۔ اسلئے میں نے اس خلیفہ بلا فصل کے سوال کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ میں ایسے گندی سوالکو کیا کروں گا تمھیں گند و نکو نکالنے کے واسطے تو خدا نے مجھے بھیجا ہے۔

دیکھو سنی انکی حدیثوں کو لغو ٹھیراتے ہیں یہ اپنی حدیثوں کو مرفوع متصل اور آئمہ سے مروی قرار دیتے ہیں ہم کہتے ہیں یہ سب جھگڑے فضول ہیں۔ اب مردہ باتوں کو چھوڑو۔ اور ایک **زندہ امام** کو شناخت کرو کہ تمھیں زندگی کی روح ملے۔ اگر تمھیں خدا کی تلاش ہے تو اسکو ڈھونڈو جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اگر کوئی شخص خبث کو نہیں چھوڑتا۔ تو کیا ہم اندھے ہیں منافق کے دل کی بدبو نہیں سونگھ سکتے؟ ہم انسان کو فوراً تاڑ جاتے ہیں کہ اسکی بات کس بنا پر ہے پس یاد رکھو۔

خدا نے یہی راہ پسند کی ہے جو میں بتاتا ہوں

اور یہ اقرب راہ اسی نے نکالی ہے۔ دیکھو جو ریل جیسی آرام دہ سواری کو چھوڑ کر ایک لنگڑی مریل ٹٹو پر سوار ہوتا ہے۔ وہ منزل پر نہیں پہونچ سکتا۔ افسوس یہ لوگ خدا کی باتوں کو چھوڑ کر زید بکر کی باتوں پر مرتے ہیں انسے پوچھو کہ وہ حدیثیں کس نے دی ہیں۔

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سر سے مسلمان بنو پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھولدے گا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جنکے ساتھ یہ اسقدر محبت کا غلو کرتے ہیں زندہ ہوں تو انسے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا جسکا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں ہمکو تو وہ کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔

اسلئے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو **اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی** تم میں موجود ہے اسکو چھوڑتے ہو اور مردہ **علی** کی تلاش کرتے ہو۔

باقی آیندہ انشاء اللہ تعالے

سلک گہر

ذیل میں ہم ایک نظم درج کرتے ہیں اس نظم کو ہم بہ حیثیت ایک نظم کے درج نہیں کرتے بلکہ اس کے اندراج سے ایک عظیم الشان امر کا ہمیں اظہار مقصود ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص کی زندگی کے حالات معلوم کرنے کے لئے اُسکے کلام کا پڑھنا یا اس کے ہم نشینوں کا معلوم کرنا ہی کافی ہے۔ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے بارہا اس امر کا تذکرہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی ایک بڑی زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ جیسے خود آنحضرت صلعم کو علیٰ وجہ البصیرۃ اپنی رسالت پر ایمان تھا اُسی طرح آپ کے بے تکلف احباب کو بھی آپ کی ماموریت کا یقین کامل تھا اور میاں بیوی سے بڑھکر کوئی کسی کا بے تکلف دوست نہیں ہوتا۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا آپ پر ایمان لانا حضور صلعم کی اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کا ثبوت ہے اور اسکے ساتھ ہی امہات المومنین کی مطہر زندگیوں کی دلیل ہے۔ رسول کریم صلعم کی مطہر اور مزکی زندگی اسی امر کی دلیل ہے کہ آپ کے صحابہ آپ کی ازواج مطہرات روئے زمین پر اسوقت پاک سے پاک انسان تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے

الطیبات للطیبین۔

الغرض یہ ایک مسلّم اور معقول مسئلہ ہے۔ اس زمانہ کے نور اور امام کی صداقت پر بھی ہم اس دلیل کو منجملہ اور بے انتہا دلائل کے پیش کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اسی طرح آپ پر ایمان لاتی ہیں اور آپ کے مامور من اللہ ہونے پر یقین رکھتی ہیں جیسے خود حضرت اقدس مسیح موعود کو اپنی ماموریت پر ایمان ہے۔

یہ نظم جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں یہ ہماری مادر مہربان **ام المومنین**

رضی اللہ عنہا کے خیالات کا نتیجہ ہے اس کے پڑھنے سے حضرت اقدس کی اعلیٰ وارفع زندگی کا ایک بین ثبوت ملے گا۔ اور حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی پاک اور مطہر خیالات کے اندازہ کرنے کا موقع۔

ان اشعار کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ دنیا میں کیا مقصود ہے؟ یاد رکھو کسی شخص کے اخلاق عادات کا اندازہ کرنے میں اسکی دعاؤں اور آرزوؤں کو اگر پیش نظر رکھو تو بہت آسانی کے ساتھ اسکی زندگی کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اعتراض کرنے والے نا اہل آپ کی دعاؤں کو پڑھتے تو انکو معلوم ہوتا کہ یہ انسان کس پایہ کا انسان ہے۔

دعا میں انسان اپنی محبوب چیزوں کی خواہش کرتا اور ضرر رسانی سے بچنے کی آرزو کرتا ہے۔ پس کسی کی دعا ہی اس کی زندگی کے حالات معلوم کرنے کا بہتر ذریعہ ہے۔

فی الجملہ ہم اب اس نظم کو درج کرتے ہیں ہمکو امید ہے کہ یہ نظم ہمارے امام ہمام حضرت مسیح موعود (اذاتم اللہ فیوضہ) کی صداقت اور پاک و مطہر زندگی کی ایک لانظیر سند ہوگی۔ کیونکہ ایسی اعلیٰ درجہ کے پاکیزہ خیالات جنہیں خدا ہی مقصود اور مطلوب ہے) والا انسان جسکا رفیق ہو وہ بدرجہ اولیٰ مطہر اور مزکی ہوگا۔ ایڈیٹر

وہ نظم یہ ہے

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا
کسطرح شکر کروں اے میرے سلطان تیرا
ایک ذرہ بھی نہیں تونے کیا مجھسے فرق
میرے اس جسم کا ہر ذرہ ہو قرباں تیرا
سر سے پا تک ہیں الٰہی ترے احساں مجھپر
مجھپہ برسا ہی سدا فضل کا باراں تیرا
تونے اس عاجزہ کو چار دیئے ہیں لڑکے
تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا
پہلا فرزند ہے محمود مبارک چوتھا
دونوں کے بیچ بشیر اور شریفاں تیرا
تونے ان چاروں کی پہلے سے بشارت دی تھی
تو وہ حاکم ہے کہ ٹلتا نہیں فرماں تیرا
تیرے احسانوں کا کیونکر ہو بیاں اے پیارے
مجھپہ بیحد ہے کرم اے مرے جاناں تیرا
تخت پر شاہی کے ہے مجھکو بٹھایا تونے
دین و دنیا میں ہوا مجھپہ ہے احساں تیرا
کس زباں سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا
مجھپہ وہ لطف کئے تونے جو برتر ز خیال
ذات برتر ہے تری پاک ہے ایواں تیرا

چن لیا تونے مجھے اپنے مسیحا کے لئے

سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا
کس کے دل میں یہ ارادہ تھا یہ تھی کسکو خبر
کون کہتا تھا کہ یہ بخت ہے رخشاں تیرا
پر مرے پیارے یہی کام ترے ہوتے ہیں
ہے یہی فضل تری شان کے شایاں تیرا
فضل سے اپنے بچا مجھکو ہر اک آفت سے
صدق سے ہمنے لیا ہاتھ میں داماں تیرا
کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندہ فرماں تیرا
جس نے دل تجھکو دیا ہوگیا سب کچھ اسکا
سب ثنا کرتے ہیں جب ہوئے ثنا خواں تیرا
اس جہاں میں ہی وہ جنت میں ہے بے ریب و گماں
جو اک بخت توکل سے ہے مہماں تیرا
میری اولاد کو تو ایسی ہی کردے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرہ نمایاں تیرا
عمر دے رزق دے اور عافیت و صحت بھی
سب سے بڑھکر یہ کہ پا جائیں وہ عرفاں تیرا
اب مجھے زندگی میں انکی مصیبت نہ دکھا
بخشدے میرے گناہ اور جو عصیاں تیرا
اس جہاں کے نہ بنیں کیڑے یہ کر فضل اپنا
ہر کوئی انمیں سے کہلائے مسلماں تیرا
غیر ممکن ہے کہ تدبیر سے پاؤں یہ مراد
بات جب بنتی ہے جب سارا ہو ساماں تیرا
بادشاہی ہے تری ارض و سما و تو نہیں
حکم چلتا ہے ہر اک ذرہ پہ ہر آں تیرا
میرے پیارے مجھے ہر درد و مصیبت سے بچا
تو ہے غفار یہی کہتا ہے قرآں تیرا
صبر جو پہلے تھا اب مجھمیں نہیں ہے پیارے
دکھ سے اب مجھکو بچا نام ہے رحماں تیرا
ہر مصیبت سے بچا اے میرے آقا ہر دم
حکم لیتا ہے زمیں تیری ہے دوراں تیرا

الحکم کے قدردان

نہایت مسرت کے ساتھ یہ امر ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہماری کھلی چٹھی پر ناظرین الحکم نے نمایاں توجہ فرمائی ہے۔ اور امید سے بڑھکر انھوں نے ہماری حوصلہ افزائی کرنی چاہی ہے۔ ذیل میں چند اور دوستوں کے نام درج کرکے آیندہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۰ ر دسمبر ۱۹۰۰ء کا پہلا پرچہ ۱۹۰۱ء کی قیمتیں وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جاوے گا۔ اور ان دوستوں کو چھپے ہوئے کارڈوں کے ذریعہ اطلاع دیجاوے گی اور ۱۹۰۰ء تک کے بقایا کے لئے وی پی کا سلسلہ پہلے سے جاری ہے۔ ان دوستوں کا شکریہ ہے جنھوں نے اپنے اپنے حساب بیباق کردئے ہیں اور انکو متوجہ کیا جاتا ہے جو اب تک نہیں کرسکے۔

ہاں

ایک ضروری امر کا اظہار ہمیں لازم ہے کہ ان کثرت سے وصول شدہ خطوط میں سے جو ۱۹۰۱ء کی خریداری کے متعلق وصول ہوئے ہیں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ قیمت اخبار کی وصولی تین قسطوں پر منحصر رکھی جاوے اس لئے ہم اپنے قدر دان ناظرین کی بہتری اور آسانی کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں کہ ہم چار مختلف تاریخوں پر جو تین تین مہینے کے وقفہ سے ہونگی قیمت وصول کرینگے اسلئے ہر خریدار کو ضروری ہے کہ وہ ہمیں اطلاع دیدے کہ وہ کس تاریخ پر قیمت دینے کیلئے آمادہ ہوں گے تاریخیں یہ ہوں گی۔

۱۰ ر دسمبر ۱۹۰۰ء و ۱۰ ر مارچ ۱۹۰۱ء
۱۰ ر جون ۱۹۰۱ء و ۱۰ ر اگست ۱۹۰۱ء

چند احباب کے خطوط کا خلاصہ

(۱) دسمبر میں قیمت پیشگی وصول کرلیویں بذریعہ وی پی۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب راولپنڈی
(۲) اخبار الحکم کی خریداری عہ سالانہ پر منظور ہے روزانہ ہو تو ۹ؔ دینے کو طیار ہوں

(۳) میرے نام الحکم جاری کیجئے۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجدوں گا۔ حاجی سید یوسف صاحب مترجم۔ حیدر آباد دکن۔

(۴) بذریعہ وی پی سنہ ۱۹۰۱ء کی قیمت وصول کرلیں خریداری منظور ہے۔
منشی عزیز اللہ صاحب سرہندی

(۵) ایک طویل خط الحکم کی مشکوری اور احسانات کا لکھکر خریداری منظور کرتے ہیں۔ منشی غلام مرتضی صاحب مدرس

(۶) بذریعہ وی پی قیمت وصول کرلیں
شیخ کرم الٰہی صاحب ڈپٹی انسپکٹر

(۷) آپکا اخبار الحکم ویلوپی ایبل کرکے روانہ فرمانا اور شنز یونمیں شمار کرنا لطف سے خالی نہیں۔ یوسف خان صاحب کنٹراکٹر سنگور

(۸) نومبر کا پہلا پرچہ ہی وی پی کرکے منگالیں۔ خان بہادر میر دوراں خاں صاحب بہادر۔

یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ لیکن اب ضرورت نہیں سمجھی جاتی کہ اسکو بدستور جاری کیا جاوے۔ بعض احباب نے محض خیر خواہی کی بناپر یہ صلاح دی ہے کہ مجوزہ قیمت زیادہ ہے خصوصاً عہ کی شرح انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ عام خریدار وہمیں اور عہ سے زائد آمدنی والوںمیں کوئی امتیاز نہ رکھا جاوے ہمارا صرف اتنا ہی جواب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے عہدہ اور اعزاز میں ایک نمایاں امتیاز رکھدیا ہے۔ پھر اگر ہم انکو عام لوگوں میں ملا ئیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔

سیرۃ مسیح موعود

یا حضرت اقدس کی مقدس زندگی کے حالات جو اس قابل ہیں کہ ہمارا دستور العمل ہوں۔ یہ کتاب ہمارے ہر ایک دوست کے پاس ہونی چاہیئے جسمیں نہایت لطیف طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اول بتایا ہے کہ زمانہ میں کسی مصلح کی ضرورت ہے یا نہیں۔ دوم جو شخص مصلح ہونے کا دعوی کرتا ہے اسکی سیرۃ سے دکھایا ہے کہ کیا ایسا شخص ہی نہیں ہونا چاہیے جو اصلاح کرے۔ سوم یہ دکھایا ہے کہ اس نے اپنے دعوے کیموافق کیا کام کیا ہے۔
سیکرٹری اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔ قیمت صرف ۸؍

حجاز ریلوے

چودھویں صدی ہجری ان واقعات کے لحاظ سے جو اسمیں ہوے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام گذشتہ صدیوں سے بڑھکر اپنی قدر و منزلت رکھتی ہے۔ مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نزول اسی مبارک صدی میں ہوا۔ اور یہ سب سے پہلی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جو اس صدی پر پوری ہوئی۔ پھر جسقدر اور پیشگوئیاں پوری ہورہی ہیں وہ اسی مرد خدا کی تائید میں ہیں۔ منجملہ اور نشانوں کے جو اس موعود کے ہاتھ پر صادر ہوئے ہیں دو بڑے عظیم الشان نشان ہیں جنمیں سے ایک نشان سماوی ہے جو کسوف خسوف کی شکل میں رمضان میں ہوا۔ اور دوسرا ارضی نشان ہے جسکا ذکر ہم اس نوٹ میں کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے ناظرین اس امر سے واقف ہیں کہ سلطان معظم کی سعی سے مکہ دمشق ریلوے کی طیاری کا کام بڑی سرعت کے ساتھ ہو رہا ہے اور روئے زمین کے مسلمانوں نے نہایت فراخدلی کے ساتھ اس کار خیر میں حصہ لیا ہے مسلمانوں کی دلچسپی جو انھوں نے اس ریلوے کی تعمیر میں لی ہے یا لے رہے ہیں چودھویں صدی کی عظیم الشان یادگار ہوگی۔

اس ریلوے کی تعمیر میں گو دنیوی مفاد اور ملکی مصالح کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر ہم اسکو ایک اور صرف ایک نظر سے دیکھتے ہیں جو بجائے خود بڑی عظیم الشان بات ہے وہ کیا؟ قرآن کریم کی پیشگوئی **واذا العشار عطلت** اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی ہوئی پیاری بات **لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا** پوری ہوئی ہے۔ مسلمان نہایت فخر و ناز کے ساتھ ان پیشگوئیوں کو دنیا کے سامنے پیش کرکے شریر لیٹ کا منہ بھی بند کرسکتے ہیں کہ کیا یہ انسانی طاقت میں ہوسکتا ہے کہ تیرہ سو برس بعد آنیوالے واقعات کی اطلاع دیدے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور صفائی قلب کا پتہ لگتا ہے۔

اور آپ کی عظمت اور بزرگی کا اعتراف ایک دہریہ کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ **اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک وسلم**

پس مسلمان اس کار خیر میں جسقدر حصہ لیں انکی سعادت کا موجب ہے۔ ہم اس امر کو دیکھکر بہت خوش ہوے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی حجاز ریلوے کے لئے چندہ کرنے کی تحریکیں ہورہی ہیں خصوصاً ہمارا معزز ہمعصر اخبار وکیل اس امر میں پوری سرگرمی کے ساتھ کام کر رہا ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو آگاہ کرنے پر مفید اور ضروری کوشش کو ناخفہ سے دیتا ہے خدا کرے کہ اسکی سعی بارور ہو۔ اور مسلمانوں کو اپنے نبی کریم کی پاک پیشگوئی کی عظمت کا خیال پیدا ہو۔ اور جہاں ایکطرف وہ اس کام میں محض اسلئے شریک ہوں کہ یہ ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی ہے وہاں وہ اس پیشگوئی کے اس حصہ پر نگاہ کریں جسکے لئے یہ بطور نشان ہے وہ کون؟ وہ خدا کا برگزیدہ خدا کا فرستادہ **جری اللہ فی حلل الانبیاء** حضرت مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم۔

اس ریلوے کی تعمیر اسلامی دنیا پر ایک حجت ہے کیونکہ یہ نشان مسیح موعود کا ٹھیرایا گیا تھا کہ **لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا**۔

بہرحال ہم امید کرتے ہیں کہ مسلمان پوری توجہ کے ساتھ اس نشان کو دیکھنے کی سعی کرینگے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے پورا کرنیکے لئے پوری مدد دینگے۔ کیا اچھا ہو کہ مسلمانوں کی انجمنیں اس کام کو اپنے ذمہ لیں۔

اصلاح النظر

کرپا رام آریہ کے ایک گمراہ کرنیوالے ٹریکٹ کا معقول جواب آدم علیہ السلام کے قصہ پر اعتراضوں کی حقیقت کثرت کے ساتھ شائع ہونا چاہیئے
دفتر اخبار الحکم سے صرف ۱؍ کو ملیگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام

اس سے پیشتر ہمارے مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ (سیکرٹری) مدرسہ تعلیم الاسلام اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب۔ ایم اے ایل۔ ایل۔ بی۔ انسپکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام اپنی دو مختلف چٹھیوں میں قوم کو مدرسہ کی ضروریات سے پوری اطلاع دے چکے ہیں اور خود ہم نے بھی وقتاً فوقتاً اس پہلو کو نظر انداز ہونے نہیں دیا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی اس سے بڑھکر اور کیا وقعت ہو سکتی ہے کہ وہ اس عظیم الشان انسان کی قائم کردہ درسگاہ ہے جو اس صدی کا مجدد اور مسیح موعود ہے (علیہ الصلوۃ والسلام)

خدا تعالے کے برگزیدہ بندہ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ یقیناً سرسبز ہوگا اور خوش ذائقہ پھلوں کے دینے والا ہوگا (انشاء اللہ العزیز)

مگر جو لوگ آج اسکی آبیاری میں حصہ لیتے ہیں وہی ہوں گے جو اسکے پھلوں سے حصہ لیں گے مدرسہ کی ضروریات (محض اسوجہ سے کہ اسکے عمدہ ترین اور مفید ترین درسگاہ بنانے کے واسطے ہر ضروری امر کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔) آئے دن بڑھ رہی ہیں۔ اور آمدنی کا ذریعہ صرف ایک محدود قوم کے چندہ پر ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام امدادی سکول کی حیثیت میں چلایا جا سکتا ہے لیکن گورنمنٹ کی امداد لینے سے گورنمنٹ کے ضابطہ تعلیم کے موافق ضروری ہوگا کہ عمل درآمد کیا جائے جس سے ہمارے اغراض ومقاصد کو صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے پس ہر حال میں قوم ہی کی امداد کیطرف نظر کرنی پڑتی ہے۔ مدرسہ کے استحکام کی صورت یہی تجویز ہوئی ہے کہ کم از کم ہم ٹرسٹی مقرر کئے جاویں جو پانچ روپیہ ماہوار چندہ دیں اس سے مدرسہ کی موجودہ ماہواری اخراجات چل سکتے ہیں اور عمارت اور سامان مدرسہ اور دیگر ضروریات کیلئے ماہواری چندہ کفایت کرے گا۔ اور جوں جوں جماعت بڑھے گی اور مدرسہ کیحالت میں ترقی کے ساتھ اخراجات بڑھیں گے اللہ تعالیٰ مفید راہیں امداد کی نکالدیگا۔ ۱۴ ر اکتوبر کے الحکم میں آپ لوگ پڑھ چکے ہیں کہ قوم کے چند برگزیدہ احباب نے مدرسہ کا ٹرسٹی ہونا منظور کر لیا ہے جنکی تعداد پانچ تک ہے اور اس ہفتہ کی ڈاک سے جناب مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد نے بھی ٹرسٹی ہونے کی اطلاع بھیجدی ہے۔

۱۰ ر ستمبر ۱۹۰۸ء کے الحکم میں جن احباب کے نام ٹرسٹیوں کے ذیل میں درج کئے گئے تھے انہیں سے مندرجہ ذیل احباب کی اطلاعیں باقی ہیں۔

سیٹھ عبد الرحمن صاحب۔ سیٹھ والجی لالجی صاحب
میر مردان علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب
منشی تاجدین صاحب۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب۔
بابو عبد الرحمن صاحب۔ میاں نبی بخش صاحب
شیخ محمد جان صاحب۔ شیخ عطا محمد صاحب
مرزا افضل بیگ صاحب۔ شیخ عبد الرحمن صاحب ملتانی
ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب

ان (۱۴) بزرگواروں سمیت ابھی تک تعداد بیس تک پہونچی ہے اور کم از کم بیس کی اور ضرورت ہے۔

کمیٹی کو مندرجہ بالا احباب کی دینی خدمتوں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے نے یقین دلایا ہوا ہے کہ یہ بزرگ تو یقیناً ٹرسٹی ہیں لیکن اب سوال یہ ہے کہ اور بیس کی تعداد کیونکر پوری ہو۔ ہمارے خیال میں کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام کو مناسب ہے کہ وہ اس تجویز کو کمیٹی کیطرف سے شائع کرنے کے لئے انتظام کرے۔ سر دست ہم اپنی طرف سے یہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ یہ بزرگ ٹرسٹی قوم میں مقتدر بارسوخ معزز افراد میں سے ہیں اس لیے وہ اپنا ذمہ لیں کہ کم از کم ایک ایسا ہمدرد مدرسہ پیدا کریں جو دو روپیہ ماہوار چندہ دے اور کمیٹی اپنی طرف سے ایسی تجویز بھی شائع کرکے فی الفور ایک ایسے چندہ دینے والے کو معاون مدرسہ قرار دے جو دو روپیہ ماہوار چندہ دے اگر دو روپیہ ماہوار چندہ دینے والوں کی تعداد پچاس تک ہو پہنچ جاوے تو مدرسہ کی ماہواری اخراجات کیلئے ایک سہل راہ نکل سکتی ہے۔

مدرسہ کی کمیٹی کیطرف سے حضرت مرزا خدا بخش صاحب کے سفیر ہو کر جانے کی اطلاع دی جا چکی ہے امید ہے کہ جہاں جہاں وہ جائیں گے ہماری قومیں انجمنیں انکو پوری مدد دیں گی۔

قرآن کریم کے علمی مضامین کا سلسلہ

ہمارے معزز و مکرم بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بی۔ اے۔ اسسٹنٹ سرجن گجرات نے ایک مضمون بغرض اندراج الحکم ارسال فرمایا ہے ہم اسکی تمہید کو چھوڑ کر اصل مضمون کو ذیل میں درج کرتے ہیں امید ہے کہ علم دوست ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا

(ایڈیٹر)

علوم القرآن کے متعلق پہلے مضمون کے لئے جو آیت کہ میں نے تجویز کی ہے وہ ذیل میں بیان کی جاوے گی یہ آیت خدا تعالیٰ کے لا انتہا اور لامحدود علوم کیطرف دلالت کرتی ہے اور انسان کے لئے ضروری ہے کہ اس سے کامل محبت پیدا کرنے کے لئے اور اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں کو صرف اسکی رضا کے ماتحت کرنے کے لئے۔ اسکے قدرت اور علوم حقائق اشیاء سے پوری ماہیت حاصل کرے۔ اور اپنی فوق الفوق ترقی کرے۔ تاکہ اسکی صفات اور اسکی قدرت کا اسکو کما حقہ علم حاصل ہو۔ اور یہ کہ سب علوم کا مبدأ وہی ذات واحد لاشریک ہے اور اسکو پانے کے لئے جتنا کہ کوئی ان علوم میں ترقی کرے گا اتنی ہی اسکی معرفت بڑھے گی اور وہ اتنا ہی اسکے قریب ہو جائے گا اور جیسے کہ خدا کے علم اور عجائبات لامحدود ہیں ایسے ہی انسان اپنی لامحدود ترقی بھی کر سکتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت

کلمت اللہ ان اللہ عزیز حکیم اگر زمین کے تمام درخت قلمیں ہوجائیں اور رسالوں سمندر سیاہی بنجائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات (علوم حقائق اشیاء وغیرہ) ختم نہ ہوں خدا تعالیٰ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ بڑی حکمتوں والا ہے۔

عجائبات قدرت جو کہ خدا تعالیٰ کے فعل میں نظر آتے ہیں انکی تہ تک کوئی نہیں پہونچ سکتا ہے راز حقائق اشیاء میں عجیب عجیب اور نئی سے نئی معلومات پیدا ہوتی ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ انسان جنگلی جانوروں کا تعاقب کرکے انکو اپنے ہاتھوں سے پکڑتا اور اپنے دانتوں سے کھاتا تھا پھر تیر وکمان ایجاد ہوئے اس کے بعد چقماق کی بندوقیں پھر توڑہ دار بندوقیں ان کے بعد ٹوپی والی بندوقیں جو آگے سے بھری جاتی ہیں پھر کارتوس والی بریچ لوڈر بندوقیں جنسے ایک منٹ میں بلا توقف کئی فائر کرسکتا ہے سا اب ایسی بندوقیں بھی ایجاد ہوگئی ہیں جو شکار کو مار لیتی ہیں مگر آواز بالکل نہیں ہوتی۔ کسقدر شکار کے لئے سہولت ہوگئی ہے اگر سامان جنگ کیطرف غور کرو تو پہلے ایک ایک پہلوان دونوں طرف سے میدان میں نکل کر ایک دوسرے سے کشتی کرتا جو گرالیتا تھا وہ فاتح کہلاتا مگر اب تو ایک فائر توپ سے ہزاروں آدمی ایک ہی وقت میں تلف کئے جاتے ہیں اور جہاں پر صرف مغلوب کرنا ہی مدنظر ہوتا ہے اور دشمن کا مارنا مقصود نہیں ہوتا تو ایسا بارود استعمال کیا جاتا ہے کہ جو کوئی اسکے دھوئیں کو سونگھتا ہے وہیں بیہوش ہوجاتا ہے اور دشمن اُسکے اوپر غالب آجاتا ہے اور قابو پالیتا ہے۔ اگر سواری کی طرف غور کی جائے تو کہاں وہ پرانے زمانہ کی چھکڑے کہ چیں چیں کرتے تھوڑے سے سفر پر کئی دن اور راتیں لگا دیں اس کے بعد بہلیاں ہیں اس کے بعد چھکڑے پھر بگھی بگیوں کے بعد طرح طرح کی گاڑیاں اور ان سب کے بعد ریل کی عظیم الشان سواری کہ ہندوستان میں ہم اسکو ۳۰-۴۰ میل فی گھنٹہ چلتے دیکھتے ہیں ولایت میں تو قریباً ساٹھ میل فی گھنٹہ رفتار ہے اور امریکہ میں ریل ایجاد ہوئی ہے بجلی کے زور سے چلتی ہے اور اسکی رفتار قریباً فی گھنٹہ ۱۰۰ میل سے اوپر ہے۔ غرضیکہ یہ ایسی سواری ہے کہ ایکدن میں مشرق سے مغرب کو لے جاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں کسی جگہ کوئی خط بھیجنا ہوتا تھا تو ایک شہر سے دوسرے شہر تک ایک خاص آدمی خط لے کر جاتا تھا اور معمولی میعاد ایک خط کی رسید اور جواب آنے کی تین مہینے تھے یا چھ مہینے تھے اب ایک پیسہ خرچ کرنے سے ہفتہ کے اندر اندر ہندوستان بھر میں جہاں چاہو خط بھیجکر جواب منگالو اور تار برقی کے ذریعہ سے نقوش ایسے ملے ہیں کہ ہم ہندوستان میں بیٹھے لندن کے لوگوں سے باتیں کرسکتے ہیں۔ ہم جو ہندوستان میں ٹیلیگراف دیکھتے ہیں اسکا تعلق ایک جگہ سے دوسری جگہ تک برابر تار سے ہے مگر اب ولایت میں ٹیلیگراف نکلی ہے جو تار کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ خبر پہونچاتی ہے۔ غرضیکہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کی خاصیتیں اور کیفیتیں اور خوبیاں آئے دن بیشمار معلوم ہوتی ہیں اور جوں جوں کہ انسان انکی جستجو میں کوشش کرتا ہے خدا تعالیٰ اسکی سعی میں برکت ڈالدیتا ہے اور جو انسان کہ اپنے ہاتھ پاؤں دل اور دماغ اور تمام توجہ کے ساتھ کسی امر کی بابت دریافت کرنیکے پیچھے پڑتا ہے تو اس کے دل میں ایک خاص تڑپ پیدا ہوتی ہے گویا وہ اسمیں مستغرق ہوجاتا ہے ایک مومن کا استغراق تو ابتدا سے لیکر انتہا تک خدا تعالیٰ کے حضور میں ہوتا ہے اور وہ اپنی کوششوں میں اس سے مدد مانگتا ہے مگر جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین نہیں رکھتا اور دہریہ منش ہے۔ وہ بھی مستغرق ہوتا ہے مگر اسکا استغراق اس خاص دنیاوی مقصود تک محدود ہوتا ہے۔ تو برکت دونوں کی کوششوں پر ڈالی جاتی ہے اور عجائبات قدرت دونوں پر کھولے جاتے ہیں۔ مگر جسکا مرجع خدا ہوتا ہے اسکا سینہ معرفت سے بھر دیا جاتا ہے اور اسپر ایک آنیوالے عالم کے بھی عجائبات کھولے جاتے ہیں کیونکہ وہ دنیا و آخرت دونوں کے لئے کوشاں ہوتا ہے مگر جو شخص کہ صرف دنیا کے لئے کوشش کرتا ہے اسکو دنیا ہی کا علم عطا ہوتا ہے من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا وھو مؤمن فاولئک کان سعیھم مشکورا۔ کل نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا۔ ہر ایک زمانہ کی معلومات اور علم حقائق اشیاء اسقدر بڑھا ہوا ہوتا ہے کہ اس کے ماقبل زمانہ کے لوگوں کو چاہے اپنے وقت میں کتنے ہی ذی علم اور عقیل ہوں اپنی زبان سے اپنی کم مائیگی کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ دنیاوی علوم میں جسقدر کہ وکٹورین پیریڈ یعنی ہماری محسنہ عادلہ حضور ملکہ معظمہ کے زمانہ میں ترقی ہوئی ہے اسکے پہلے زمانوں میں نظیر نہیں جو آج کل بیس سال کے عرصہ کے اندر ترقی ہوتی ہے وہ پہلے زمانوں کو سو برس میں بھی نصیب نہیں ہوتی تھی اور سچ یہ وہی زمانہ ہے کہ اس میں زمین نے ہر ایک قسم کے خزانے اُگلدیئے ہیں۔ علوم۔ فنون۔ صنعت۔ حرفت وغیرہ وغیرہ سب کچھ۔ اور ہر ایک چیز کے خواص اسقدر اس زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں کہ ادنےٰ ادنےٰ چیزوں کی کیفیات پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں دوربین سے اگر دور دور کی اشیاء کی ماہیت دریافت ہوئی تو خوردبین سے اشیاء کے باریک درباریک اجزا کی کیفیت معلوم ہوئی ہے اور علم کیمیائی نے اسقدر ترقی کی ہے کہ بانت اشیاء کے اجزا در اجزا جنکے پیوست سے وہ چیز پیدا ہتی ہیں دریافت ہوگئی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلا۔ یعنی جو لوگ

اسلامی خبریں

(جزیرہ سائپرس)

جب سے یہ جزیرہ انگریزوں کے قبضہ میں آیا ہے بلحاظ آمدنی - آبادی اور تجارت کے اس نے کچھ بھی ترقی نہیں کی - لندن کے کارخانے اس ملک میں کوئی ٹھیکہ نہیں لینا چاہتے انھیں یقین ہے کہ یہ جلد یا بدیر جزیرہ کی عملداری میں شریک ہو جائیگا - مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جزیرہ کی مختصر تاریخ سے ناظرین کو آگاہ کیا جائے -

(سائپرس)

سائپرس اکیونتیس میل لمبا اور پچاس میل چوڑا ہے - اس جزیرہ میں عموماً بہا جونکا بہت کم گذر ہوتا ہے اور اسوجہ سے اس کی حالات بہت کم ہوتے ہیں - یہاں ایک عظیم پہاڑی سلسلہ ہے - میدان ہے اور طرز و انداز ہندوستان سے بہت ملتا ہے - بازار و میں اونٹ دکھائی دینگے جنکے گلو میں گھنٹی پڑی ہوئی ہوگی سڑکوں پر خاک اڑتی رہتی ہے اور ہر طرف جھونپڑے اور مٹی کے مکان نظر آئینگے ہر مقام پر خشک کنوئیں ملینگے - درخت کا چاروں طرف نام و نشان نہیں صرف سرو شمشاد دکھائی دینگے جنمیں کبھی پھل نہیں لگتا اور نہ سایہ ہوتا ہے - پانی کی بہت تکلیف ہے اور روہی نہیں ملتا - یہاں ایک لاکھ چھتیس ہزار ترک سویور لی اور ایک کمیٹی گورنمنٹ کی رہتی ہے یونانی بہت ہی خوبصورت ہوتے ہیں - اور سائپرسی ترک مغرور اور وجیہ ہوتا ہے -

(ترکی رجمنٹیں)

انگریزوں نے دو ترکی رجمنٹیں بھی بھرتی کیں جنمیں انگریزی وضع کی قواعد سکھائی گئی ہے یہ فیصلہ کرنا قبل از وقت ہے کہ ترکوں سے آئندہ نتیجہ کیا ہو - پولیس میں بھی زیادہ ترک ہی بھرتی ہیں اور سرکار انگریزی انکی شجاعت اور اطاعت کی بہت ہی مداح ہے سرکار کے خیال میں یہ شبہ نہیں کرنا چاہئے کہ ان ترکوں کو کوئی سیاسی مشکل نہ پیدا ہو جائیگی اول تو انکی تعداد اتنی زیادہ نہیں دوسرے ترکی گورنمنٹ سے انگلستان کا اتحاد ہے اور ہمیشہ رہیگا اسصورت سے کسی قسم کا بھی اندیشہ ترکی رجمنٹوں سے نہیں ہو سکتا -

بیعت

مولوی میر محمد سعید صاحب حیدرآباد دکن - گھانسی بازار مولوی میر عبدالرحیم صاحب مولوی محمد سید رضوی صاحب مولوی قاری اشرف علی صاحب - شراج الدین خان صاحب عبدالقادر صاحب محمد عبدالخالق صاحب عطار اللہ صاحب مدرس محمد عبدالرحمن صاحب ترک مدرس محمد عبدالرحیم صاحب عبدالکریم عرف غلام رسول صاحب صدر محاسب دفتر کمیشن قرضہ دریائے باید اود و بائیدگر محمد عبداللہ صاحب عطار لعل محمد صاحب محمد قاسم صاحب مدرس دوم انگریزی گورنمنٹ سکول منشی محمد ابراہیم صاحب منشی محمد عبدالقادر صاحب نواب حسن الدین خان صاحب زادہ نبیرہ معلی جاہ صاحب جاگیردار نواب میر بہادر الدین علی صاحب - جاگیردار شیخ محمد صاحب مڈل سند یافتہ عبدالقادر صاحب ایف اے پاس فتح مولوی محمد فاخر صاحب مولوی سید امین اللہ صاحب محمد محبوب علی صاحب محمد عبدالرشید صاحب - محمد حسن صاحب چپراسی سید عثمان صاحب صیغہ دار ٹپہ خانہ سرکار عالی محمد غوث الدین صاحب نائب قاضی میر دلاور علی صاحب میر عسکر علی صاحب محمد اسمعیل صاحب طالب علم - وزیر صاحب محمد شمس الدین صاحب عطار مولوی محمد ابراہیم صاحب شریف وکیل ہائی کورٹ مولوی سید عبدالحق صاحب مرزا محمود علی بیگ صاحب وکیل ہائیکورٹ ملا علی صاحب حیدر اللہ صاحب طالب علم عربی جماعت مدرسہ امدادیہ -

محمد لطف اللہ صاحب محمد خضر حسین صاحب عبدالمنان صاحب طالب علم غلام محی الدین صاحب منشی - محمد حیات صاحب منشی صدر ٹپہ خانہ سرکار عالی - احمد علی صاحب محمد نظام الدین صاحب - شجاع الدین صاحب سپاہی - منشی شیخ داؤد صاحب محمد محبوب علی صاحب مدرس مدرسہ عزبار محمد حمزہ صاحب محمد ابراہیم صاحب سابق کھتری - مولوی میر محمد سعید صاحب موصوف کی تحریک سے مسلمان ہو کر داخل بیعت امام آخرالزمان ہوئے معہ اہل و عیال - ارکس غلام علی صاحب زوجہ شجاع الدین صاحب والدہ ایشان سلطان بی زوجہ سلطان صاحب فاطمۃ النساء صاحبہ کلثوم بی بی زوجہ محمد افضل صاحب ڈاکٹر - اہلیہ محمد ابراہیم صاحب جدہ و والدہ محمد غوث الدین صاحب اسمٰعیل بی زینب بی زوجہ بھیکن خان صاحب اہلیہ عبدالرحمن ترک اہلیہ مولوی میر محمد سعید صاحب

نمبر ۲ عیسائی تھا حضرت اقدس کی برکت اور مولوی میر محمد سعید صاحب کی صحبت سے مشرف باسلام ہوا کل ایک فہرست سو شخصوں کی ملک میسور سے آئی جنھوں نے بڑے خلوص اور اعتقاد سے حضرت اقدس کی بیعت قبول کی ہے - الحمد للہ علی ذلک

(سراج الحق نعمانی احمدی)

عجیب و غریب مرہم

مرہم عیسی و مرہم المعروف مرہم رسل و مرہم شلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پر تاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنیمیں سب سے بڑی مشکل تو اسکی اجزا بہم پہنچانیمیں ہے کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑی خرچ سے سا تھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اسکو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا حکما یورپ اسکے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کیسا تحفہ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں - ایکدفعہ ضرور آزماؤ -

فوراً جانیئے درد پر اثر کرتا ہے

ہر قسم طاعون سرطان کے زخم خنازیر (کنٹھ مالا) گلبنال بدھ مرطرحکے ناسور زخمونکے کیڑے پرانے گندے زخم پھنسی پھوڑے کھاؤ کھجلی خارش ہر طرحکے جلد کے مرض چوٹونکے زخم - موچ تلی کے ورم ہونیکے درد ہاتھونکا سردیسی پھٹ جانا کانونسے ریم کا بہنا جانوروں کا کاٹ لینا جلجانا عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے

قیمت فی ڈبیہ عہ - لہر

کارخانہ مرہم علیسی المعروف مرہم عیسی

حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو۔

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پربال غبار پھولا ابتدائی سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی ہی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سالہا سال کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ خالص میرا فی ماشہ عہ مصری کا سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کی تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کے سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ یا ابراعہ رانذر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی ایم۔ سانگلی صاحب ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی آنکھوں کی پلکوں میں جوڑ جوڑ واسطے نکلے ہوئے تھے اور پربال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں آنکھیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

ہم ہیں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے ہیں بینائی کو قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپے انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

اخبار الحکم

سنہ ۱۳۱۸ھ

قیمت سالانہ پیشگی ۳/

چہ گویم باتو گر آئی بدار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۲ | دار الامان قادیان ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء | جلد ۱۸

باجلاس بابو بزنجبداس صاحب منصف درجہ دوم بٹالہ

نچھمن داس ولد کاشی رام ذات برہمن ساکن جتور گڈھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپورہ	بنام رڈڑا ولد ہیلر ذات جٹ ساکن برنا نوالہ مشمولہ فتحگڈھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

دعویٰ ۱۵ صمہ

چونکہ بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ عمداً روپوش ہو جاتا ہے اور تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے لہذا یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کی نہ کریگا تو اُس کی نسبت یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی ۱۵ $\frac{11}{14}$

دستخط عدالت

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی بہتری و مفید بہت ہی تجویز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کی تکمیل چاہنے والے اصحاب اسے بغور پڑھیں

برادر عزیز مولوی محمد علی صاحب ایم اے ال ال بی ازبسکہ مجھے دلی الفت ہے اُنھیں ذرا سا رنج ہو تو مجھے پہاڑ سا محسوس ہوتا ہے۔ میں بہت دنوں سے دیکھتا تھا کہ وہ مدرسہ کے قلت فنڈ کیوجہ سے بہت دردمند ہیں اور رات دن اسی اُدھیڑبن میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کیا تدبیر کریں کس بہی خواہ قوم کی جیب پر ہاتھ ماریں۔ اس تپش کی تسکین کے لئے آپ نے یہ تدبیر سوچی کہ مرزا خدابخش صاحب کو کمیٹی کیطرف سے مختلف شہروں میں چندہ اکٹھا کرنے اور سوتوں کو جگانے کے لئے ایک ہفتہ کر روانہ کیا گیا۔ میں برادر ممدوح کے اس فکر اور گدازش کو دیکھتا اور خدا تعالیٰ کیطرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر سوا کوئی چارہ سمجھ میں نہ آتا۔ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہو میرے عزیز بھائی ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔اے۔ ٹیچر امریکن مشن سکول سیالکوٹ پہ کہ انکی ایک تجویز نے ہم دو غمخواروں دل فگاروں کے بوجھ کو ہلکا کر دیا۔ میں بہتر سمجھتا ہوں کہ اپنے مکرم دوست میر حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سیالکوٹ کا گرامی نامہ جو اس تجویز کے بارہ میں میری طرف آیا ہے الحکم میں درج کر دوں۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اپنی طرف سے اسپر حواشی چڑھاؤں۔ یہ عملی تجویز

...رک تدبیر اپنے حسن و کمال کی آپ گواہ ہے ۔ خدا تعالےٰ اس تجویز کی ابتدا کرنے والے کو اور پھر اسے معاً قبول کرنے والوں اور فوراً عملاً کاربند ہو جانے والوں کو برکت دے اور ہر حال میں اُن کے ساتھ ہو اور ہماری جماعت کے دلوں میں الہام کرے کہ وہ سب کے سب اس تجویز پر عمل کریں اور یہ عید الفطر اس عمل خیر کیوجہ سے ایک خاص یادگار ہو جائے ۔ عاجز عبد الکریم از قادیان

۱۲ر نومبر ۱۹۰۶ء

اور وہ مبارک خطبہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

حضرت مولانا المکرم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ میں پہلے خدمت میں ایک کارڈ ارسال کر چکا ہوں جناب کا ایک دو ورقہ لاہور سے ہوتا ہوا سیالکوٹ میں پہونچا ۔ نماز مغرب کے بعد اسی دن احباب کو سنایا گیا ۔ اس لطیف نکتہ پر جو حضور مسیح موعود نے دربارہ تکمیل پیشگوئی فرمایا بعض احباب کو وجد ہو گیا بہت ہی محظوظ ہوئے سبحان اللہ خدا تعالےٰ اس مقدس انسان کے ہر ایک لفظ میں ایسا نور بھر دیتا ہے کہ دلوں کی تاریکیاں دور کرنے میں ایک عجیب اثر رکھتا ہے خدا تعالےٰ آپکی صحت کو درست رکھے کہ آپ ایسے لطائف سے اپنے مہجور بھائیوں کو مسرور الوقت فرماتے رہتے ہیں ہماری سیالکوٹی جماعت خدا کے فضل سے اور محض اُسی کی تائید پاک سے اپنی حالت میں اور اس سلسلہ پاک کی امداد میں حصہ لینے کیواسطے ایک خاص ترقی پیدا کرتی جاتی ہے ۔ ماسٹر غلام محمد صاحب ایسی تجاویز کے سوچنے اور جلسہ میں پیش کرنے میں جو احباب جلسہ کو امداد کیطرف خاص توجہ دلا دیں بہت حصہ لیتے ہیں اتوار کو ہر ایک برادر سلسلہ کا آٹا رومال میں اُٹھائے ہوئے آنا اور مسجد کے صحن میں چادر پہ ڈالتے جانا ایک عجیب نظارہ ہوتا ہے ۔ یہ تجویز بھی ماسٹر صاحب کے ہی فائدہ بخش تحریکوں میں سے ہے ۔ امید کی جاتی ہے کہ اگر سلسلہ وار یہ عملدرآمد رہا تو کسی دن کو ہماری جماعت کے پاس کافی سرمایہ ہوگا ۔ اور ہم لوگ اس سرمایہ کو ماسٹر صاحب کی عملی تجاویز سے نفع پر چڑھا کر بہت زیادہ کر لینے کا موقعہ پالیں گے ۔ ایسی کارآمد اور مفید تجاویز سے ہماری سیالکوٹی جماعت اگر خدا تعالیٰ کی مرضی ہے تو کارہائے خیر کی امداد میں ترقی کر جائیگی آج کے جلسہ میں جو ایک مفید تجویز مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت میں ترقی کی ماسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر پیش کی ہے اور جسکو ساری جماعت نے جلسہ میں بڑی خوشی اور فراخدلی سے تسلیم کر لیا ہے یہ ہے ...... کہ ماسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر سیدھی پنجابی زبان میں مدرسہ کی مالی حالت کے قابل امداد ہونیکا ذکر کیا اور برادران کو آئے دن کی تاکید ولکی طرف جو کارکنان مدرسہ کیطرف سے شروع ہو رہے ہیں توجہ دلائی اور حضور مقدس مسیح موعود کے زیر سایہ اس پاک تعلیم گاہ کے قائم ہونے اور اپنے بچوں کے وہاں تعلیم پانے کے فوائد کیطرف اشارہ کیا اور یہ جتلایا کہ جب حضور امام صادق کی خاص توجہ اس تعلیم گاہ کیطرف ہے تو گو ہمکو یہ خطرہ دامنگیر نہیں ہو سکتا کہ یہ مدرسہ تعلیم الاسلام اپنی پاک اغراض کو جنھیں وہ اپنی عزیز روں کے لئے ان کی دین و دنیا کے واسطے مفید پاتا ہے معرض التوا میں ڈالنے پر مجبور ہوگا اور موجودہ مالی حالت کا قابل امداد ہونا انسداد تعلیم کا باعث ہوگا مگر ہم لوگ جو آسمانی مسیح کی جماعت کہلاتے ہیں ہمارے لئے یہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات ہے کہ ہم ایسے وقت میں کہ جب اتفاقیہ طور پر بعض واقعات ناگہانی کے پیش آجانے سے مدرسہ کی عمارت اور دیگر ضروریات کے متعلق روپیہ کی ضرورت پڑ گئی ہے امداد میں ثواب حاصل کرنے سے پہلوتہی کریں اور اپنی ہمتوں کو قاصر سمجھکر ایسی عجیب وقت میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم الشان نعمت سے سرفراز کیا ہے اور اس نعمت کی ترقی میں ساعی ہونے کے لئے ہمکو لایا جاتا ہے ہم اپنے ہی فائدہ کی باتوں میں تہ دل سے شریک ہونیکی طرف راغب نہ ہوں ۔ مسیح موعود علیہ السلام کے ماتحت سب کام آسمانی کام ہیں یہ مدرسہ تو چلے گا اور ضرور چلے گا اور ہرگز یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنی پیارے اور صادق مرسل کے زیر سایہ پناہ گیروں اور ان کی نفع بخش کارروائیوں کو اللہ تعالےٰ یوں ہی رہنے دے گا مگر احباب کیواسطے پھر بار بار یہ امداد کے موقعے کہاں نصیب ہوں گے اور ہم غریب لوگ جنکی کوڑیاں بھی اسوقت بڑے قدر سے قبول ہو جاتی ہیں یہ عزت حاصل کرنے کے کب قابل ہوں گے تو بس اسوقت ہماری جماعت کو قدم صدق دکھلانا چاہیئے اور مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے لئے معقول امداد دینے کیطرف مائل ہونا چاہیئے ۔ ضرورت متقاضی ہے کہ اسطرف پوری توجہ کی جائے کارکنان مدرسہ کیطرف سے سنا جاتا ہے کہ میرزا خدابخش صاحب بغرض تحریک امداد بعض شہروں کا دورہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ ارادہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی برادران کو مدرسہ کی پاک اغراض کی مدد میں مصروف ہونیکی طرف جوش دلائیں وہ عنقریب شاید سیالکوٹ میں بھی آویں ۔ مگر میں تھوڑے دنوں سے اپنے خیال میں سردست امداد کا ایک پہلو سوچ چکا ہے اور میں جہانتک ہمکو سوچتا ہوں عملی رنگ میں ایک بہت مفید تجویز پاتا ہوں ۔ اور وہ یہ ہے کہ اب چونکہ عید الفطر قریب آنیوالی ہے اور ماہ مبارک رمضان کے بعد بشرط زندگی ہمکو اس عید کی خوشی کا موقع ملتا ہے ۔ میں جانتا ہوں اور میرے سب احباب برادران سلسلہ جو اسوقت یہاں موجود ہیں اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ اس مبارک دن میں کوئی مسلمان بھی خواہ وہ کیسا ہی غریب ہو کچھ نہ کچھ اپنے بال بچوں کو بھی اور کھانے پینے اور زائد از مصارف روزمرہ خرچ کرنے کیطرف بالطبع مائل ہوتا ہے ۔ اور حسب توفیق محض اپنی کنبہ میں اپنی خوشی کے سامان کرتا ہے اور اپنے بچوں کو اور اپنے عزیزوں کے بچوں کو خوش کرنے کا جوش پاتا ہے بس اسی وقت اور ایسی خوشی اور جوش طرب کی حالت میں اگر تعلیم الاسلام قادیان کے مدرسہ کے بچوں کو وہ یاد کرے اور انکو اپنے اس عید کی خوشی کا حصہ دے تو کسقدر انسانی محبت اور ہمدردی کا ثابت کرنیوالا ہوگا جہاں ہم اپنے بچوں کو اُسدن کھلانے پلانے اور پہنانے اور روپیہ پیسہ خرچ کرنیکو دیتے ہیں تو کیا ہمارا ایک بھائی بڑی خوشی سے اس بات کو

* ۲۰ نومبر کو آپ انبالہ میں تھے ۔ ع

پسند نہیں کریگا کہ ہم اپنے مسیح موعود کے عاطفت میں آئے ہوئے تعلیم الاسلام کی درسگاہ کے اندر تعلیم پانیوالے برادران کے بچوں کو کچھ تحفہ بھیجدیں اور اپنے عزیز بچوں کی خوشی کے ساتھ انکی خوشی بھی ملالیں۔ پس میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک ایسا شخص جسکا نام سلسلہ مریدین میں ہماری انجمن کے رجسٹر میں درج ہے وہ ایک ایک روپیہ عید کے دن اپنی طرف سے درسگاہ قادیان کے بچوں کی خاطر نکالے اور چونکہ ہماری جماعت عید کی نماز ایک ہی جگہ ملکر ادا کریگی پس ہر ایک بھائی ایک ایک روپیہ لیکر مسجد میں قدم رکھے اور اس رقم کو جمع کرکے بذریعہ منی آڈر قادیان میں بھیجدیا جاوے اور گذارش کیا جائے کہ یہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو ہماری طرف سے عید مبارک کی خوشی میں ایک نذر دی گئی ہے اسے قبول کیا جائے۔ ماسٹر صاحب کی اس تجویز کو سب دوستوں نے بہت پسند کیا اور سب نے اس عطیہ پر آمادگی ظاہر کی۔ چونکہ یہ تجویز ایک بڑی ہی مفید تجویز ہے اور اس سے ایک کثیر سرمایہ امداد مدرسہ کے لئے بہم پہنچ جاتا ہے اور ایک کافی فنڈ جمع ہوسکتا ہے اور ایک ہی وقت میں یہ مجموعی امداد مدرسہ کے لئے حاصل ہوسکتی ہے اسلئے ماسٹر صاحب کا اور کل جماعت سیالکوٹ کا یہ منشا ہے کہ اس تجویز کو ابھی سے اخبار الحکم میں احباب سیالکوٹ کی ایک مفید تجویز کے عنوان سے شائع کیا جائے اور ہر ایک شہر میں جہاں جہاں اس سلسلہ پاک کے برادران موجود ہوں انکو اس مفید تجویز سے آگاہی دیجاوے اور انکی خدمت میں عرض کیجاوے کہ وہ اس کارآمد تجویز کو عملی صورت میں لائیں اور رستے عید کے دوسرے دن ہی ایک کافی رقم امداد مدرسہ کے کارکنان مدرسہ کے ہاتھوں ہاتھ دیدیجاوے۔ ۳۰۰۰۰ تعداد میں سے پوری نہ سہی نصف ہو نصف نہ سہی ثلث ہو پھر بھی دس ہزار روپے کی ایک آن واحد میں دار الامان میں پہنچ سکتا ہے اور سال میں دو عیدین پر اس تجویز کا احباب کی طرف سے عمل میں لانا ۲۰۰۰۰ ہزار کی رقم کو ایکدفعہ ہی قادیان میں پہونچا دینا ہے

ہماری عاجز خادمان سیالکوٹ کی جماعت بہت ہی مشکور ہوگی اگر اس تجویز کو ایک عہد اور مؤکد بقسم عہد کے ساتھ ہمارے کل برادران جہاں اور جس شہر میں ہوں اور جن تک یہ اخبار الحکم پہونچتا ہو اس تجویز کو عملدرآمد میں لانیکی کوشش کرینگے ہماری جماعت سیالکوٹ نے تو انشاء اللہ اسی طرح کا پکا عہد باندھ لیا ہے کہ وہ اس عید الفطر کے موقع پر اس تجویز کا عملی نمونہ پیش کردے گی۔ اور اس شہر سے ۵۰ یا ۶۰ کی رقم حسب التعداد مریدان فی الفور بعد عید دار الامان میں ارسال ہوگی۔ اور آئندہ بشرط زندگی اس عہد کی پابندی سال میں دو دفعہ موقعہ حاصل کیا جائے گا اور ہم خدا کی توفیق سے اس اپنی تجویز میں کامیاب ہونیکی امید کرتے ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالے ہمارے باقی سب برادران سلسلہ کو بھی اسکی طرف توفیق دیوے اور ابھی سے ہر ایک شہر میں اس تجویز کے متعلق عہد لے لئے جاویں اور سب قوم ملکر سطرح اسی سال میں عیدین کے دونو مبارک موقعوں پر کئی ہزار کی رقم فی الفور دار الامان میں پہونچا دیں۔ اسے خدا تو ہماری اس التماس کو برادران کے دلوں میں جگہ دے اور ان کے دلونکو اسطرف مائل کر کہ وہ تمام تر ہمت سے اس تجویز کو عملدرآمد میں لانے کے لئے یکدم اُٹھ کھڑے ہوں اور اسی پہلے سال میں عیدین کے دونو مبارک موقعوں پر اسپر کاربند ہوکر مدرسہ تعلیم الاسلام کے سچے حامی اور ہمدرد ثابت ہوں اور سال بسال اسی تجویز کو عملی صورت میں ترقی دے اور تو خود بخود اپنی آسمانی مدد سے اور اپنے پیارے مسیح کی دعاؤں کی توجہ سے اسمیں برکت ڈالدے۔ ہماری سیالکوٹ کی جماعت ایسی ہی مفید تجویزیں سوچنے میں مصروف ہے اور ہر ایک موقعہ پر اس پاک سلسلہ کی امداد میں موقع حاصل ہونے پر ایسی تجاویز سے بذریعہ اخبار الحکم اپنے برادران سلسلۂ احمدی کو آگاہی دینے میں انشاء اللہ تعالے دریغ نہ کرے گی۔ فقط

ضروری اطلاع

الحکم کے متعلق جو نئی تجویز شائع ہوچکی ہے اور اکثر احباب کی طرف سے جو ہمیشہ سے الحکم کے قدردان اور اسکی ضرورت اور قیمت کو سمجھنے والے ہیں منظوری کی درخواستیں آچکی ہیں اور آرہی ہیں۔ جنکو ہم آئندہ حسب اطلاع سابق اب درج نہ کریں گے) اسپر انشاء اللہ تعالی جنوری ۱۹۱۱ء سے عمل درآمد کیا جاوے گا۔ چونکہ یہ فیصلہ ہو جانا ضروری ہے کہ کون کون صاحب واقعی طور پر اخبار کی ضرورت محسوس کرکے اس کو پیشگی قیمت پر لینا چاہتے ہیں اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۱۰ء تک

صرف وہ احباب جو اخبار کو مجوزہ قیمت اور مجوزہ صورت پر لینا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیدیں

تاکہ شروع جنوری سے اُن کے نام اخبار بند کیا جاوے ورنہ انکا اطلاع نہ دینا اس امر کی دلیل ہوگا کہ وہ اخبار الحکم کی پیشگی مجوزہ قیمت ہر وقت دینے کو طیار ہیں اور ان سے مطبع جنوری ۱۹۱۱ء کا پہلا پرچہ وی پی کرکے قیمت وصول کرلے گا۔

یہ اطلاع برابر اخیر دسمبر ۱۹۱۰ء تک ہم ہر اشاعت میں ناظرین کی آگاہی کے لئے برابر چھاپتے رہیں گے۔

خاکسار ایڈیٹر و مینیجر اخبار الحکم قادیان

لاہوری بشپ

دہلی کے اخبار کرزن گزٹ سے معلوم ہوا ہے کہ لاہوری بشپ لیفرائے صاحب نے گورنمنٹ میں ایک عرضداشت اس مضمون کی گذرانی تھی کہ وہ خلیج فارس کے ساحل کی سیر کرنا چاہتے ہیں گورنمنٹ ہند نے اجازت دیدی ہے علاوہ اور مقاصد کے بشپ صاحب کی یہ بھی غرض ہے کہ بشپ فرنچ کی قبر کو مسقط میں جاکے دیکھیں کہ آیا انکی حالت درست ہی یا کچھ شکستہ ہوگئی ہے۔

ہمکو افسوس اور سخت افسوس ہے کہ بشپ لیفرائی صاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود عم کے بالمقابل مذہبی مناظرہ کیلئے تو انکی فرصت نہتی اور ان کو

دار الامان کا ہفتہ

(۱)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ مع جمیع ممبران خاندان تندرست ہیں اور اپنے فیوضات و برکات سے اس خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں جسکے لئے اللہ کریم نے اس زمانہ کے لئے آپ کو مامور فرمایا ہے۔

(۲)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی طبیعت کسیقدر کمزور رہی ہے مگر آپ اپنے درس قرآنی سے ہر روز بلا ناغہ روحانی امراض کے بیماروں کو اور جسمانی امراض کے مبتلا لوگوں کا علاج کرتے رہے ہیں۔ اب آپ کی طبیعت خدا کا شکر ہے بہت کچھ سنبھل چلی ہے خطوط کا جواب بھی خود لکھتے ہیں۔

(۳)

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی طبیعت بھی موسمی تبدیلی کی وجہ سے کسی قدر ناساز رہی ہے لیکن آپنے ان دینی خدمتوں کے سرانجام دینے کے لئے کبھی تساہل نہیں فرمایا۔ حضرت اقدس ع کے خطوط کا بدستور جواب دیتے رہے ہیں۔ اور الحکم کے کسی آنیوالے نمبر میں عنقریب آپکے قلم کا لکھا ہوا مضمون بھی انشاء اللہ تعالےٰ شائع ہو گا۔

(۴)

تحفہ گولڑویہ کا ضمیمہ چھپ رہا ہے چند روز تک حضرت اقدس نے اسلئے التوا فرمایا کہ خبر پہونچی تھی کہ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری کی کتاب شائع ہو چکی ہے اور حضرت اقدس ع نے ارادہ فرمایا تھا کہ اس کتاب پر بھی کچھ مختصر طور پر اسی تحفہ میں لکھدیا جاوے مگر ابھی تک تو وہ اس کتاب کو اسی طرح چھپاتے ہیں جیسے مستورات ... چھپائی ہیں۔

(۵)

اربعین نمبر ۳ طبع ہو رہا ہے ۱۶ صفحہ تک چھپ چکا ہے حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار اور ان کے دوستوں کو خوشخبری ہو کہ اس کے ساتھ پانچسو روپے کا انعام بھی ہے حافظ صاحب اور ان کے دوست ۲۳ سال تک زندہ رہنے والے مفتری علی اللہ کا ثبوت دیکر انعام بھی لیں اور ہمکو بھی ساتھ ملالیں ورنہ اگر دل میں انصاف اور خدا کا خوف ہے تو ضد کو چھوڑ کر اہل حق کے ساتھ ملیں اور امام کے پیچھے ہولیں۔

(۶)

آج دیوار والے مقدمہ کی پیشی ہے۔ ناظرین کو خوب معلوم ہے کہ چھوٹی مسجد اور بازار اور بڑی مسجد کو جانے کے لئے جو راستہ حضرت اقدس کی چھوٹی مسجد کے نیچے سے جاتا تھا وہ ہمارے مخالفوں نے بند کر دیا تھا۔ اس کے لئے اب عدالت دیوانی میں چارہ جوئی کی گئی ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر اس مقدمہ کی پیروی کے لئے تشریف لے گئے۔ خواجہ صاحب محض اسی غرض کے لئے پشاور سے تشریف لائے۔ فریق ثانی کی طرف سے مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین پیش ہوئے۔ مقدمہ ۷ جنوری پر ملتوی ہوا۔

مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سفیر

جناب مرزا خدابخش صاحب جو مدرسہ کی امداد کے لئے چندہ وصول کرنے کے واسطے مختلف شہروں میں پھر رہے ہیں آجکل دہلی میں ہونگے اور پھر وہ عنقریب دہلی سے پٹیالہ۔ سنگرور مالیر کوٹلہ فیروزپور قصور کے راستہ لاہور ہوتے ہوئے وزیرآباد سیالکوٹ جہلم۔ راولپنڈی پشاور جائیں گے۔ مرزا صاحب موصوف واپس آکر اپنا مختصر سا سفرنامہ شائع کرینگے۔

پاسٹر انسٹیٹوٹ یعنی کتوں کے کاٹے ہوئے مریضوں کا شفا خانہ ترکی میں بھی کھل گیا ہے اسی کی ابتدا مصطفی بے انسپکٹر حفظان صحت ولایت جنیانی کی ہے

حضرت اقدسؑ کی پاک باتیں

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حسب معمول حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کو تشریف لے گئے راستہ میں آپنے فرمایا کہ میرے دعوی کا فہم کلید ہے نبوت اور قرآن شریف کی۔ جو شخص میرے دعوی کو سمجھ لیگا نبوت کی حقیقت اور قرآن شریف کے فہم پر اسکو اطلاع دیجاویگی۔ اور جو میرے دعوی کو نہیں سمجھتا اسکو قرآن شریف پر اور رسالت پر پورا یقین نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے انظر الی الابل کیف خلقت یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کیواسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے ابل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اسمیں کیا سر ہے ؟ کیوں الی الجمل بھی تو ہو سکتا تھا ؟۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور ابل اسم جمع ہے یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجتماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اس لئے ابل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کسطرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں۔ اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں۔ اور انمیں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے اللہ تعالیٰ نے [illegible] الی الابل کہکر اس مجموعی حالت [illegible]

اشارہ کیا ہے جیسے کہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں - اسی طرح ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔*

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کیوقت ہوتی ہے - پس دنیا کے سفر کو قطع کرنیکے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے -

پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے -

پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے غافل نہیں ہوتا - پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے طیار اور محتاط رہنا چاہیے اور بہترین زادراہ تقوی ہے
فان خیر الزاد التقوی انظر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کیطرح دیکھنا نہیں ہے بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے - کہ جسطرح پر اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور انہیں اتباع امام کی قوت ہے اسیطرح پر انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام اپنا شعار بنا وے - کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں انہیں بھی یہ مادہ موجود ہے +

کیف خلقت میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو ابل کی مجموعی حالت سے پہونچتے ہیں -

پھر آپ نے مختلف باتوں کے سلسلہ میں فرمایا کہ

تناسخ کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی سخت توہین کا باعث ہے اور اخلاقی قوتوں کو خاک میں ملا دینے والا ہے - کیونکہ جب یہ مان لیا گیا کہ دنیا میں جو کچھ ملتا ہے وہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے تو پھر یہ بھی ساتھ ہی ماننا پڑے گا کہ معاذ اللہ خدا بالکل معطل پڑا ہوا ہے - کیونکہ خالق کے متعلق یہ مان لیا گیا ہے کہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا + اور ایک ذرہ کا بھی وہ خالق نہیں - اور ادھر یہ مانا گیا کہ دنیا میں جو کچھ ملتا ہے وہ اپنے ہی عملوں سے ملتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص ایسے برے عمل کرے کہ وہ گائے یا بھینس کی جونیں جاوے یا بھیڑ بکری بنے تو پھر دودھ ہی نہ ملے اور اسی طرح پر کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ پھر ایسا خدا + جو نہ کچھ پیدا کرتا ہے اور نہ کسیکو کچھ دیتا ہے وہ ایک معطل خدا نہ ہوا تو اور کیا ہوا - پھر اس تناسخ کے مسئلہ سے اخلاقی قوتوں پر یہ بڑی زد پڑتی ہے کہ انسان میں جو غیرت کی قوت رکھی گئی ہے اسکا ستیاناس ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی ایسی فہرست وید نے نہیں دی کہ فلاں شخص فلاں جون میں چلا گیا ہے تو یہ کیوں ممکن نہیں کہ ایک آدمی کسی وقت اور کسی جون میں اپنی ماں بہن سے بھی شادی کرکے بچے پیدا کرے یا باپ گھوڑا بنجاوے اور بیٹا اسپر سوار ہوکر چابکوں سے اسکی خبر لے غرض کہ یہ مسئلہ بہت ہی برے اور ناپاک نتیجوں کے پیدا کرنے والا ہے تناسخ ہی کیا کم تھا جو آریوں نے نیوگ بھی وید میں سے نکال لیا۔

* فٹ نوٹ

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے اور بہت دفعہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے بھی بیان فرمایا ہے کہ حیوانات چرند پرند وغیرہ دراصل انسانی اخلاق اور انسانی قوتوں کی تصویریں ہیں - مثلاً خود پسندی کو طاؤس کی شکل میں دیکھ سکتے ہیں اور خود غرضی اور بے حیائی کو کتے کی شکل میں - قس علے ہذا - (ایڈیٹر -)

سیرۃ مسیح موعود

ہر ایک ایسی کتاب جو انسان کو اللہ تعالے سے سچا تعلق پیدا کرنے کی راہوں پر عملی نمونہ پیش کرکے اطلاع دیتی ہے -

دفتر اخبار الحکم سے صرف ۸ر قیمت پر ملتی ہے

پاک شاعری

از منشی غلام مرتضیٰ صاحب مدرس

ہادی راہ ہدایت واقف راہ خدا
خادم دین محمد مہدی صدق و صفا
مردہ جاناں را مسیحا بیکساں را مہرباں
کور چشماں را چراغے گمرہاں را رہنما
کشتگاں را جان جانے مخلصاں را راحتے
واصلاں را نور جان عشاق را فضل خدا
دشمناں را تیغ براں حاسداں را تیغ تیز
دوستاں را داروی جاں بخش جاں بر تو فدا
تشنگاں را آب شیریں گرسنہ را لذتے
مردگاں را زندگانی ہم مریضاں را شفا
بے پسر را دلنوازی بے پدر را جاں نواز
بیوگاں را مہرباں محتاج را حاجت روا
آنکہ را تو مہربانے حق برو شد مہرباں
وانکہ را از در براندی راندہ شد از کبریا
ہر کہ از تو میگریزد حق برو نفریں کناں
ہر کہ بر تو جاں دہد یابد حیاتے از خدا
مہبط روح الامیں شد درگہ تو ای امیں
خاک پاکت توتیا شد بہر ہر شاہ و گدا
زندہ کردی دین احمد بلکہ احمد مصطفےؐ
زندہ کردی نور قرآں بلکہ جملہ انبیاؑ
زندگی دادی ہمہ اقطاب را ابدال را
مرحبا ای سید کونین جاں بر تو فدا
زیں سبب کردند نام تو مسیحائے زماں
مرحبا صل علے صل علے
السلام ای مہدی موعود الحق آمدی
والصلوۃ ای ہادی کونین بر تو دائما
چیز از بہر شفاعت ما گنہگاراں وقت
دست در دست محمد دادہ وقت دعا
اے خدا از ما رساں صدہا درود و صد سلام
بر محمد بر غلامش نیز اصحاب صفا - آمین
رحمت حق نام تو کردند ای خیر الامم
رحم کن بر حال ایں عاجز غلام مرتضیٰ

رسالہ سراج الحق حصہ ۲

حضرت اقدس کی تائید میں عجیب و غریب طبع ہے
قیمت ۸ر علاوہ محصول ڈاک -
الراقم سراج الحق نعمانی احمدی از دارالامان

بیعت

اسماء مبائعین جدید - شہر مالور
دسٹرکٹ کولار ملک
میسور

عبد القادر صاحب عاطر ہیڈ ماسٹر ہندوستانی مڈل اسکول مالور ضلع کولار ملک میسور خلف حافظ محمد عثمان صاحب کولاری مالک و منیجر کارخانہ عاطر - محمد علی صاحب - محمد حسن رضا صاحب - شیخ حیدر حسین صاحب مدیر محمد رضا صاحب - محمد اسمٰعیل صاحب - محمد یعقوب صاحب - محمد غوث صاحب - محمد پاچھا صاحب - حافظ محمد غوث صاحب - زین العابدین صاحب خلف - محمد قاسم صاحب - شیخ ابراہیم صاحب - جعفر خاں صاحب - سید محی الدین صاحب - محمد عبد القادر صاحب خلف محمد امام صاحب - سید عثمان صاحب - سلیمان صاحب - محمد حنیف صاحب - شیخ حسین صاحب منڈری - محمد عمر صاحب - سید جہانگیر صاحب کولاری - محمد امام صاحب چنتامنی - برہان الدین صاحب ہوسکوٹی - توکل مستان خان صاحب مالوری - ناصر خاں صاحب چوپن ہلی - سید علی صاحب بنگلوری - عبد القادر صاحب خلف امام صاحب کولاری - محمد سعید صاحب - حسین خاں صاحب ہسوری - عبد الرحیم صاحب کولاری - عبد القادر صاحب - عبد العزیز صاحب کولاری - عبد الجلیل صاحب - عبد الرزاق صاحب کیوار - حیات خاں صاحب - عبد الکریم صاحب مالوری - میر شاہ صاحب کولاری - محمد قاسم صاحب - محمد حبیب صاحب - محمد توکل صاحب بنگلوری - سید اکبر صاحب مالوری - سید سردار الدین صاحب - میر محی الدین صاحب حسنپور - رحمان حسین صاحب کولاری - سید قادر محی الدین صاحب مالوری - بیگم کن شریف صاحب خلف آدم شریف صاحب - سید رضا حسین صاحب - قاسم شریف صاحب - محی الدین حسین صاحب کولاری - حسن بیگ صاحب سندر - شیخ عبد اللہ صاحب بنگلوری - محمد عبد الرحمن صاحب تنوری - محمد کریم بخش صاحب کولاری - شمشیر بیگ صاحب چن سندر - حیدر حسین صاحب کولاری - محمد رحمٰن صاحب - عبد الخالق صاحب مالوری -

بقیہ مضمون ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

کہ آسمان اور زمین کی مخلوق چیزوں پر غور و فکر کرتے ہیں وہ ضرور اس نتیجہ پر پہونچ جاتے ہیں کہ انکو خالق خالق کہکے پکارنا پڑتا ہے کہ اے معبود ہمیں سے تو تونے کوئی چیز بھی عبث پیدا نہیں کی ہر ایک چیز کی پیدائش کسی نہ کسی حکمت پر مبنی ہے - مثلاً دیکھو کہ سورج ہماری زمین سے ۱۲۵۰۰۰۰ گنا بڑا ہے اور ہماری زمین ۷۹۱۲ میل قطر رکھتی ہے اور اگر خط استوا پر زمین کے بیچوں بیچ میں ایک خط کھینچا جائے تو ۲۴۸۵۶ میل ہوگا اب دوربین سے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ باریک باریک ستارے جو رات کو آسمان پر نظر آتے ہیں اور اکثر انہیں سے چمکتے ہوئے نقطے معلوم ہوتے ہیں وہ سب سورج بلکہ سورج سے بھی بڑے ہیں - چنانچہ وہ سفید راستہ جو آسمان پر رات کو دکھائی دیتا ہے وہ اس قسم کے بے انداز ستاروں سے جڑاؤ ہے - اب اگر ہم اپنے سورج کیطرف غور کریں تو آجتک سات سیارے دریافت ہوئے ہیں جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں - انہیں سے ایک زمین بھی ہے - اور زمین کے ساتوں سمندر اور ساتوں بڑے بڑے قطعات خشکی اور انکی آبادیکا حال تو میرے اس مضمون کو پڑھنے والوں میں سے اکثر کو معلوم ہوگا اب رات کیوقت جبکہ سورج کی عالمگیر روشنی سے محرومی ہوتی ہے تو ہماری زمین کو چاند سے روشنی پہنچتی ہے مگر ہمارے سورج کے دیگر چھ سیاروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کے گرد سات چاند رات کو منور ہوتے ہیں اور ایک ایسا ہے کہ اس کے گرد رات کو ایک نور کا حلقہ ہوتا ہے - اب جن سیاروں کو کہ رات کیوقت منور کرنیکے ہماری زمین سے اسقدر بڑھ چڑھ کے سامان میسر ہے تو وہاں پر جو مخلوق ہوگی اسکی شان کا اندازہ اس حساب سے لگ سکتا ہے - اب جبکہ ایک سورج کے گرد سات سیارے ہیں اور انکی گرد مختلف چاند وغیرہ - اور ہم دیکھتے ہیں کہ چاند زمین کے گرد پھرتا ہے اور زمین سورج کی گرد اور یہ ہمارا سورج ایک جگہ قائم نہیں یہ بھی ایک گردش میں کہیں کا کہیں پھر رہا ہے اور اب تک یہ دریافت نہیں ہوا کہ یہ خود اور کس بڑے سورج کا زوار ہے - یہ سب گردش کرتے ہیں اور ایک ہی مرکز سورج کے گرد ملکر مگر ایک دوسرے سے ٹکراتے نہیں - اسطرح سے وہ بعید اور ان گنت سورج جو رات کو آسمان کی زینت نظر آتے ہیں انکے گرد کتنے بے انت در بے انت اور بعید در بعید سیارے اور پھر ان سے چھوٹے سیارے ہونگے جو سب کے سب اپنے محوروں کی گردش میں اور سب کے سب اس خلا میں ہیں جو لا انتہا دور تک زمین سے اوپر ہے جسکو سماء (فوق) یا آسمان کہتے ہیں مگر کوئی ایک دوسرے سے ٹکر نہیں کھاتا اور اسکو اب ان گنت زمانہ ہوچکا ہے کہ وہ اپنا اپنا فعل کر رہے ہیں -

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیزیں کہ سواری والی یا چلنے والی یا گھومنے والی انسان نے بنائی ہیں وہ ایک دوسرے سے کسی نہ کسی وقت ٹکر کھاتی ہیں اور بگڑ جاتی ہیں - مثلاً بچے جو لٹو پھراتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں چھکڑے آپسمیں ایکدوسرے سے ٹکر کھاتے ہیں گاڑیاں آپسمیں بھڑتی ہیں گھوڑے گھوڑوں سے اور گدھے گدھوں سے یہانتک کہ ریلیں آپسمیں ٹکر کھا جاتی ہیں اور جہاز آپسمیں ٹکراتے ہیں - حالانکہ ان کے لئے انسان کیطرف سے بڑا بھاری انتظام اور اہتمام ہوتا ہے کہ ایسا حادثہ درپیش نہ آئے مگر ایسا واقعہ ہو ہی جاتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد ان سب کے پرزے اور جوڑ گھسکر گھسے اور بیکار ہوجاتے ہیں اگر ان سب سواری چیزوں کو بلا ارادہ ہی چھوڑ دیا جائے تو اول تو ان کا چلنا ہی دشکل اور بفرض محال اگر چلیں بھی تو بچنا محال ایک دوسری سے ٹکرا کر سب فنا ہوجائیں - تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ عظیم الشان اجرام جو آسمان میں حرکت کرتے ہیں اور پھرتے ہیں یہ بغیر کسی ارادہ کے اتفاق سے تو نہیں ؟ اگر ایسا ہوتا ہے تو اول تو اجرام ہی نہ ہوتے بفرض محال اگر یہ ہوتے بھی تو ایک آن کی آن میں درہم برہم ہو جاتے پس معلوم ہوا کہ بڑی عظیم الشان اور فوق الفوق طاقت ہے جسکی قوت ارادی کا یہ سب ظہور ہے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ انسانکی کاریگری کی گاڑیاں زمین کے سہارے پر چلکر بھی ٹھوکریں کھاتی ہیں اور ایک ادنیٰ سی لوہے مٹی یا سیسہ کی گولی بھی بغیر کسی سہارے کے

الله

خوب یاد رکھو! اگر خدانخواستہ ذیل بیماریوں میں سے کسی کے علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے بھروسا سے امراض سے نجات حاصل کریں

تمام نامی حکیم اور ڈاکٹر اس کی عمدگی اور فائدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ آج تک کوئی ایسا مرہم ایجاد نہیں ہوا۔ یہہ خود ہی اپنی نظیر ہے

یاقوت مرجان مشک مروارید

مفرح مقوی قوائے رئیسہ و دافع امراض

انسان کی صحت اور قوت کی حفاظت اور مرض دفع کرنے کو یہہ ایک اکسیر گولیاں ہیں۔ ہر ایک مزاج سے بہت ہی مناسبت رکھتی ہیں۔ دل دماغ جگر۔ پھیپھڑہ۔ گردہ معدہ کی تقویت کرتی ہیں۔ ضعف یا طاقتی سستی کو دور کرکے جسمی اور روحانی قوت قائم رکھنے کو دائمی اکسیر ہیں۔ زکام بخار اعضا شکنی۔ اسہال غشی ہول دل کثرت سیلان خون۔ ذیابیطس کمزوری مثانہ۔ متعدی اور زہریلے بخارات میں یہہ گولیاں کثیر النفع اور قوی التاثیر ہیں۔

قیمت ڈبیہ چار روپئے (للعہ)

روغن عجیبہ

دافع سنگریزہ در گردہ و ریگ مثانہ

یہہ روغن ریگ گردہ اور مثانہ اور چھوٹے چھوٹے سنگریزوں کو نہایت سہولت سے دفع کرتا ہے اور لطف یہہ کہ قوت بڑھاتا اور ریگ کی آئندہ پیدائش روکتا ہے درد گردہ کی نوبت پھر نہیں ہوتی۔ قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ (عہ)

حلوائے بیضۂ مرغ

لذیذ۔ مقوی۔ مولد خون صالح مفرح مصلح مادۂ تولید۔ مسمن بدن

یہہ حلوا نہایت لذیذ اعلیٰ درجہ کا مقوی ہے۔ اسکے کھانے سے نظام عصبی و شریانی و عضلاتی کو بجید طاقت و تحریک ہوتی ہے۔ بدن مضبوط توانا چست جسم منی حرارت غریزی بڑھجاتی ہے۔ خون صالح و جید گہری سرخ رنگ بکثرت ہوتی۔ قوت رجولیت زیادہ گردہ قوی۔ کمر میں انتہا کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ قیمت فی ڈبیہ (عا)

عجیب و غریب مرہم

المعروف بہ

مرہم عیسیٰ مرہم رسل و مرہم سلیخہ

معزز بھائیو! یہہ ایک نہایت ہی پر تاثیر اور نادر مرہم ہے۔ اس مرہم کے تیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اسکی اجزا بہم پہنچانے میں ہے۔ کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں اُن کا ملنا ... ہے۔ ہم ... کے ساتھ ... تیار کرتے ہیں۔ اسکو ہر زمانہ کے طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیر کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی اس عجیبہ اثر کے قائل ہیں۔ خالص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک ... کے ساتھ ہم ہی یہہ مرہم تیار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش کیجئے ضرور

یہہ بے نظیر مرہم فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے۔ چوٹ۔ ہر ایک زخم۔ جراحات۔ ہر قسم کے خراب پھوڑے طاعون سرطان۔ خنازیر ہر طرح کا ناسور۔ بواسیر خارش گنج بثورات طرح طرح کی جلدی بیماریاں ہاتھوں کا سڑ کے پھٹ جانا جانور کا کاٹ لینا جل جانا۔ عورات کی خطرناک بیماریاں مثلاً رحم وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے

قیمت ڈبیہ ایک روپیہ چار آنے

کحل الجواہر یا سرمۂ جواہر

سرمہ اصفہانی۔ ممیران چینی۔ مروارید۔ مشک و ورق طلا وغیرہ مقوی بصارت

اس کحل الجواہر کے قیمتی اجزا کی خداداد تاثیر اور قدرتی خواص نے ثابت کردیا ہے کہ یہہ سرمہ فی الحقیقت امراض چشم کیلئے بے نظیر ہے۔ بصارت کو بڑھاتا آنکھوں کو طراوت بخشتا اور بہت روشنی میں چندھیانے سے محفوظ رکھتا۔ تاریکی چشم دھند۔ غبار سرخی پڑوال سبل۔ جالا۔ ناخنہ۔ ڈھلکہ خارش۔ ابتدائے موتیا بند وغیرہ امراض کا مجرب علاج ہے بچے سے لیکر بوڑھے تک مفید۔ اسکا دائمی استعمال امراض چشم سے محفوظ اور بڑھاپے تک نظر کو قائم رکھتا ہے۔

قیمت فی تولہ تین روپے (سہ)

حب شفاء الحدید کی گولیاں

مقوی خون مقوی جگر و گردہ و مقوی قلب دھڑکہ۔ کمی خون۔ کمزوری ... ضعف جگر۔ بواسیر۔ کثرت سیلان ... جریان ضعف طحال وغیرہ کیلئے عجیب و غریب گولیاں ہیں۔ قیمت ...

درد سر کا فوری علاج

ہر قسم کے درد سر کیلئے یہہ ایک اکسیر دوا ہے

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

روح عشبہ و چوب چینی

فسادات خون پھوڑا پھنسی۔ خارش ناسور۔ آتشک۔ قروح خبیثہ گٹھیا۔ درد اعضا۔ شدید امراض جلدی خنازیر ابتدائے جذام سفید داغ چنبل۔ خون کی صحت اور سوزش کیلئے تریاق ہے۔ قیمت ...

بال اڑانے کی بے نظیر دوائی

خواہ کیسی ہی نازک جگہ کیوں نہ ہو اسکے لگانے سے بال فوراً اڑ جائینگے اور جلد پر داغ نہ پڑیگا۔ قیمت (عہ)

مرض اٹھرا کی بے نظیر دوائی

جسکے اولاد زندہ نہ رہتی ہو یا بچہ سوکھ جاتا ہو یا حمل قبل از تکمیل خلقت ساقط ہو جاتا ہو تو یہہ دوائی قیام اولاد کیلئے بے نظیر ہے۔ قیمت ...

دوائے مجلل یا معین حمل

رحم کی خرابیاں اور بیماریاں دور کرکے حمل قائم کرتی ہے ... بانجھ کیوں ہو بار بار بچے ہو جاتے ہیں۔ قیمت (عہ)

نوٹ!- فرمائشات کی تعمیل عموماً ساتھ ہوتی ہے۔ درخواست کنندہ کو پتہ و نشان و مقام سکونت معہ تصریح ضلع و ڈاکخانہ و اپنا نام صاف اور واضح لکھنا چاہئے۔ جواب کیلئے کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔ ایک دوا کے ہمراہ ایک درجن کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین ایڈ لالہ ہو بھائی روانہ ... طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پرڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ ؏ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرا فی ماشہ ؏ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱)

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جنکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُنسے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲)

میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑتے تھے اُنکی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُنکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اشیاء کو جو اُس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ۔ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳)

میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنمنٹ جنرل ہند

(۴)

میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار انعام دیا جاے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۸

چہ گویم با تو کز کی جا دفادیاں ہیں دوا ہیں شفا ہیں غرض دار الاماں ہیں

نمبر ۴۴ | دار الامان قادیان ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۰ عیسوی | جلد ۴

خوشخبری

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کا نام احمدی فرقہ کے مسلمان یا مسلمان فرقہ احمدیہ قرار دیا ہے جسکے متعلق ایک مفصل اشتہار حضرت اقدس کا پہلے سے شائع ہو چکا ہے اور ہم نے بھی اپنے اخبار میں اعلان اس مبارک نام کا کر دیا ہے لیکن اس خیال سے کہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہونچ جائے جو اس مبارک قوم میں داخل ہیں یا دل سے ارادہ رکھتے ہیں لیکن ابھی بیعت کا موقع نہیں ملا ہم اسکو جنوری سنہ ۱۹۰۱ء تک انشاء اللہ تعالیٰ چھاپتے رہینگے پس ہر ایک شخص جو اسکو پڑھے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے ان تمام دوستوں کو جنسے وہ واقف ہے اور جانتا ہے یا سماعت کے ذریعہ سے اسکو معلوم ہو کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ پیغام پہونچا دے کہ وہ مردم شماری کے کاغذات میں جسکا کام اب شروع ہے اپنے آپکو مسلمان فرقہ احمدیہ لکھائے یعنی خانہ مذہب میں مسلمان اور خانہ فرقہ مذہب میں احمدیہ — یہ مبارک موقعہ ہاتھ سے جانے نہ پاوے کیونکہ آئندہ مردم شماری دس برس بعد ہوگی اور کسکو معلوم ہے کہ وہ اسوقت تک زندہ رہیگا پس اسوقت کو غنیمت سمجھو مفصل اشتہار کی اگر کسیکو ضرورت ہو تو وہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے قادیان سے منگوالیں۔

اسے بھی ضرور پڑھیے

انشاء اللہ تعالیٰ اخبار الحکم کا حجم شروع جنوری سنہ ۱۹۰۱ء سے ۱۶ صفحہ کا ہوگا اور قیمت عوام کیلئے ۳ سالانہ اور ۵ ماہوار سے زائد آمدنی والوں سے ۵ سالانہ مقرر ہو چکی ہے صرف وہ صاحب اطلاع دیں جو آئندہ اس حجم اور قیمت پر اخبار لینا نہیں چاہتے۔ جو صاحب آئندہ نامنظوری کی اطلاع نہ دینگے وہ خریدار منظور ہونگے اور انسے بذریعہ وی پی قیمت وصول ہوگی۔ پس جو صاحب اسطرح پر قیمت دینا نہ چاہیں وہ براہ کرم آخر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک اطلاع دیدیں۔ ایسا نہ ہو کہ پھر رکیک عذر پر وی پی واپس کر کے الٹا نقصان پہونچا دیں۔

کوئی صاحب بذریعہ منی آرڈر قیمت سال نہ کریں ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کا پرچہ سنہ ۱۹۰۱ء کی قیمتوں کیلئے وی پی بھیجا جائیگا۔ اور ان صاحبوں کو ایکہفتہ پیشتر مطبوعہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی جاویگی۔ اور آئندہ کیلئے قیمت وصول کرنیکے واسطے ہم وی پی ہی بھیجا کرینگے۔

مینیجر اخبار الحکم قادیان دار الامان

مدرسہ تعلیم الاسلام کی بہتری چاہنے والے

ذرا

ادہر بھی نظر کریں الحکم میں سیالکوٹ کی باہمت و اخلاص مجسم جماعت کی اس تجویز کو شائع کر دیا ہے جو انہوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی بہتری چاہنے والوں اور مخلص دوستوں کیلئے بغرض امداد پیش کی ہے۔ احتمال ہے کہ اس تجویز سے پوری اطلاع ہو جاوے اور اتمام حجت ہو ہم سیالکوٹ کی جماعت (جو اسوقت تک حضرت اقدس کے مبارک سلسلہ کی تائید میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو میں بڑھی ہوئی ہے اللھم زد فزد آمین) کے منشا کے موافق اس تجویز کو عید الفطر تک مشتہر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ وہ تجویز یہ ہے

تجویز برائے آمد مدرسہ

ہر ایک شخص جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرید ہے عید کے دن عید کی خوشی میں ایک روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد میں دے اور جہاں کل بھائی نماز ملکر پڑھتے ہیں اس جگہ ہی یہ رقم جمع کر کے دوسرے دن روانہ کیجاوے

اسپر

ایڈیٹر الحکم اتنا اور ازدیاد کرنا چاہتا ہے کہ جسقدر صدقہ عید الفطر ہو وہ بھی وہاں ہی جمع کر کے اسی روپیہ کے ساتھ مدرسہ کی امداد کیلئے بھیجا جاوے۔

بقیہ مضمون ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

انسان خلا میں (زمین سے اوپر) قائم نہیں رکھ سکتا چہ جائیکہ وہ حرکت میں ہو تو اس سے اس صانع حقیقی کی قدرت کا اندازہ لگ سکتا ہے کہ کسطرح سے اُس نے بلا کسی سہارے کے (بغیر عمد) ان اجرام سماوی کو انکے پیچ در پیچ حرکتوں کے باوجود بغیر کسی حادثہ کے ہونیکے مقام رکھا ہے۔ ایسا ہی خوردبین کے ذریعہ سے جو انکشافات ہوئے ہیں انہیں سے ایک یہ ہے کہ ہوا میں جو مختلف قسم کے بے شمار ذرات ہیں جب بارِ سی کسی سوراخ میں سے ہو کر دھوپ میں کمرہ کے اندر پڑتی ہے تو بہت سے ذرے اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مٹی کے ذرات ہیں جو اُڑتے پھرتے ہیں مگر ان ذرات کو خوردبین کے نیچے ... سے معلوم ہوا ہے کہ وہ قریبا سب جاندار ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کی ننھی مخلوق ہے جو ہر سانس کے ساتھ ہمارے معلوم کئے بغیر ہمارے اندر جاتی اور باہر آتے رہتے ہیں۔ انہیں سے بعض ایسے ہیں جو مختلف بیماریوں کو پیدا کرتے ہیں اور اتنی ننھی سی جان بڑے بھاری موٹے تازے اکڑنے والے انسان پر مسلط ہو جاتی ہے۔ مگر بعض ایسے ہیں کہ ان زہریلے مادے والے ذرات کو کھا جاتے اور بھسم کر جاتے ہیں اور جسم کو توانائی اور تندرستی بخشتے ہیں اور ان چھوٹے چھوٹے ذرات کا بھی بنا ہوا ہے اور معدہ بھی اور دیگر اعضا ہوتے ہیں اور انسانی صنعت ایک حد تک محدود ہے جو کسی قدرتی چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتی یہانتک کہ انسان ایک گھاس کا تنکا بھی نہیں بنا سکتا۔ اب جب کہ کوئی چیز خود بخود نہیں ہوتی بلکہ صناع کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ لطیف اجسام بھی کسیکی مخلوق ضرور ہیں خود بخود نہیں ہو گئے اور ان پر حکمرانی بھی کسی فوق الفوق اور ماوراء طاقت کی ہے۔

علم کیمیا۔ جبکہ ہندوستان میں بدھ مذہب کا آغاز ہوا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے قریبًا ۵۰۰ سو سال پہلے تو یونان میں صحیفۂ قدرت کا مطالعہ کرنے کی کوشش ہونے لگی اور اشیا کی ماہیت دریافت کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ اس زمانہ میں پہلے پہل یہ مانا گیا کہ اصل میں دو عناصر ہیں یعنی آگ اور مٹی انکی باہمی ترکیب سے سب اشیا پیدا ہوتی ہیں اور اس زمانہ میں یہ بھی خیال کیا کہ جب ہوا رقیق ہو جاتی ہے تو وہ آگ بنجاتی ہے اور جب منجمد ہوتی ہے تو پانی بنجاتی ہے اور منجمد ہونا یا رقیق ہونا گرمی کی کمی بیشی پر منحصر ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد دو عناصر کے بجائے آگ مٹی پانی ہوا مگر آج وہ زمانہ ہے کہ یہ چاروں عناصر بھی عناصر نہیں رہے بلکہ انہیں سے ہر ایک مرکب ثابت ہوا ہے مثلاً دو مختلف ہواؤں یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ملنے سے پانی پیدا ہوتا ہے اور پانی کے اجزا جدا جدا کرنے سے یہ دونوں ہوائیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آج کل عناصر کی تعداد قریبا سو کے پہونچ گئی ہے۔ ایک پانی کا قطرہ بنانے کے لئے ۱۷۰۰ گلاس دونوں ہواؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک بڑی بھاری طاقت بجلی اور بڑے عظیم الشان سامان کی ضرورت ہے جبپر کہ ہزارہا روپیہ خرچ ہو جائے اور پھر ایک پانی کا گلاس میسر آئے۔ اور جہانتک کہ میری معلومات ہیں آجتک کسی شخص نے اتنی کامیابی حاصل نہیں کی کہ ایک گلاس پانی کا بنا لیا ہو۔

اب جبکہ پانی مرکب ہی اور اسقدر انسانی محنت سے بنتا ہے کہ پہلے اتنی کثیر مقدار دونوں ہواؤں کی خرچ کی جائے۔ اس کے بعد اُن کو بند کرنے کے لئے بہت بڑا آلہ چاہئے اور پھر بڑی بھاری طاقت بجلی کی درکار ہے۔ تو یہ پانی جو بے انداز مقدار میں دریاؤں جھیلوں سمندروں میں موجود پایا جاتا ہے یہ اتفاق سے تو نہیں بنگیا۔ آخر اس کے بنانے والے جب کہ انسان اسبات سے عاجز ہے کہ ایک گھڑا یا ایک گلاس پانی کا بنا سکے تو اسکے مقابل میں کتنی ذی حکمت و ذی قدرت و ذی شعور وہ ذات ہے کہ جس نے یہ دریا اور سمندر کا پانی بنایا۔ جبکہ انسان اور کل جاندار کی ہستی کا

اب میں اپنے اصل مضمون کیطرف عود کرتا ہوں یعنی یہ کہ اگر زمین کے تمام درخت قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندر سیاہی بنجائیں تب بھی اللہ تعالےٰ کے کلمات (علوم و فنون و حقائق اشیا وغیرہ) ختم نہ ہوں۔ پانی کی نسبت میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ وہ کسطرح بنتا ہے اور کیا اس کی ترکیب ہے اب اگر اس کے فوائد و استعمال کیطرف غور کریں کہ وہ کتنے اور کیا ہیں۔ مثلاً یہ کہ پانی پر کل جانداروں کی زندگی ہے۔ انسان ہو یا حیوان کیڑا ہو یا مکوڑا یا باریک سی باریک مخلوق ان سب کو پانی کی ضرورت ہے۔ اور اگر پانی نہ ہو تو کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے پانی سے زمین سیراب ہوتی ہے۔ زمین پر سبزہ اور روئیدگی ہوتی ہے۔ اگر آسمان سے پانی نہ برسے یا دریاؤں میں پانی نہ ہو اور اگر ہو بھی تو اسمیں نشیب کیطرف جانے کا خاصہ نہ ہو تب بھی نہ پرندوں کو دانہ ملے نہ چرندوں کو چارہ ملے اور نہ انسانوں کو خوراک میسر ہو۔ خود پانی میں لاکھوں کروڑوں من انسان کے کھانے کے لئے تازہ بتازہ گوشت مچھلی کا میسر ہو جاتا ہے اور کئی بیماریوں کے علاج کے لئے مختلف قسم کی مچھلیاں و دیگر جانور و مرجان وغیرہ پانی سے ملتے ہیں۔ بڑے بڑے بیش بہا موتی جنسے کہ انسان کے لئے اعلیٰ ترین آرائش و زیبائش کا سامان مہیا ہوتا ہے پانی اس کے لئے اپنی فیاضی سے باہر پھینکدیتا ہے جب آسمان سے پانی برستا ہے تو بہت سی زہریلی ہواؤں اور بہت سے زہریلے مادوں کا کرہ ہوا سے صاف کر دیتا ہے۔ اکثر ہوتا ہے کہ ایک دفعہ کے باران رحمت کے ساتھ بعض بیماری جو مدت سے کسی سرزمین پر مستولی ہوتی ہے دور ہو جاتی ہے۔ اور جہاں پر کہ ہزارہا میل تک پانی ہی پانی ہوتا ہے اسجگہ کی ہوا میں کوئی زہریلہ مادہ نہیں ہوتا وہ ہوا زہر کش ہوتی ہے چنانچہ بہت سی مہلک بیماریوں سے بیمار لوگ سمندر کی ہوا سے حصہ لینے سے بیماری کے پنجہ سے نجات پاتے ہیں جیسے کہ کئی تپ دق کے بیمار اچھے ہوئے ہیں یہاں تک

جنہیں سے بعض کے پھیپھڑہ کو بیماری نے کہا لیا تہا اور پھیپھڑہ میں غار پڑ گئے تھے پانی کے اوپر کشتیاں اور جہاز چلتے ہیں اور ایک دنیا کے لوگوں کو دوسری دنیا کی لوگوں سے جو ہزارہا میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں ملا دیتی ہیں - اگر یہ ایسکی قوت پانی میں ودیعت نہ ہوتی تو ان سمندروں کو وار پار ہونا ناممکن ہوتا اور جو ترقی کہ سائنس کو اور تجارت کو اسکی بدولت آج دنیا میں ہوئی ہے اس کا ہزارواں حصہ بھی نصیب نہ ہوتا - پانی سے ہزارہا قسم کی کلیں اور کارخانے چلتے ہیں - ریل اور اگنبوٹ بھی اس کا ایک کرشمہ ہے - پانی کے فوائد اور اس کے خواص کو کہاں تک بیان کیا جاے وہ سیکڑوں اور ہزاروں ہی ہیں اب اگر پانی کے ایک قطرہ کو خوردبین کے نیچے رکہکر دیکہیں تو اسمیں ایک نئی دنیا معلوم ہوتی ہے - اسمیں کئی طرح کے کیڑے اور جاندار دکہائی دینگے غرضیکہ اگر ایک قطرہ پانی کی بناوٹ - ماہیت اور خواص وغیرہ لکہے جائیں تو ایک قطرہ سے زیادہ سیاہی خرچ ہوتی ہے - اسی طرح سے اگر ان سب قطروں کے خواص اور ماہیت لکہی جاویں جنسے کہ ساتوں سمندر بنتے ہیں تو ساتوں سمندروں کی برابر سیاہی خرچ ہو جاویگی اب اگر ہم کسی درخت کی ٹہنی کی نسبت مفصل لکہیں کہ کسطرح سے اسکی بناوٹ ہے کیا کیا اسمیں پردے اور ریشے ہیں کیا کیا اسمیں پرورش کا سامان ہے - اسمیں بھی ندیاں - نالیاں ہیں جیسے کہ انسان میں شریانیں اور وریدیں ہوتی ہیں اور یہ کس طرح سے وہ زمین سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے - اور کس منہ سے وہ ہوا سے غذا لیتی ہے اور کس پھیپھڑہ سے وہ اس غذا اور رطوبت کو پاک صاف کرلی ہے اور پھر کس طرح سے وہ اوپر سے ہری ہو جاتی ہے اور کسطرح سے سرخ و سفید و نیلگوں و زرد رنگ کے پہول لگتے ہیں اور اسکے پتوں اور پہولوں پر وہ خوشنما خط اور خال کیا مطلب رکہتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہنیت لکہتے لکہتے وہ قلم اتنی گھس جاے کہ ٹہنی خرچ ہو جائے - اسی طرح سے اگر ان سب

ٹلوں کی ماہیت و بناوٹ وغیرہ لکہی جاے کہ جو زمین کے درختوں سے بنیں تو لازم ہے کہ وہ سب درخت خرچ ہو جائیں پہلے اسکے کہ اس کے خواص ختم ہوں - غرض

پھر ان بجاند ہر کو دربین آفتکار کرنیکا معاملہ ہے

اب جب کہ یہ حال ہے کہ صرف زمین کے درختوں کی اور سمندروں کی ذاتی ماہیت و خواص کے لکہنے میں - ان درختوں کے برابر قلمیں اور سمندروں کی برابر سیاہی خرچ ہو جاے - تو پھر مختلف اجرام ارضی و سماوی جس میں لا انتہا ستارے اور سیارے چرند پرند حیوانات معدنیات وغیرہ وغیرہ شامل ہیں انکی کیفیت اور اصل ماہیت لکہنے کے لئے جسقدر کہ قلمیں اور سیاہی درکار ہو اسکا کیا ہی اندازہ ہے اور اسکی اپنی ذات کا علم و معرفت کا پانا اور بھی انتہا ہے کہ غرضیکہ اس کے کلمات ایسے ہیں کہ جو کسی وقت اور کسی زمانہ میں بھی ختم نہیں ہوسکتے - اور کل کائنات اسکی غالب قدرت کی گواہی دی رہی ہے کہ باوجود انسان کے اس قدر موجودہ علمی ترقی کی اسکی مخلوق کہ وہ اشیا میں سے کسی ایک ادنا سی چیز کی مثل نہیں بنا سکتا - اگر چاہے کہ ایک پاؤں کیڑے کا ہی بناوے تو وہ ناممکن ہے اسکی مخلوق کہ وہ اشیا ہیں اسکی صنعت کو ہی دیکہکر معلوم ہو جاتا ہے کہ اسکی حکمتیں سب سے اعلے ہیں اور اسکا علم سب سی برتر ہے اور ہر ایک حکمت کا مخزن وہی ہے اور سب علوم و فنون اسیکے کرشمۂ فیض کا ظہور ہیں - اور حکیم مطلق ہونا بھی اسی کی شان ہے اسلیے ہر ایک شخص کو جو عقل سلیم سے بہرہ ور ہے آخر کار اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ عزیز حکیم وہی ہے اور اسکے سوا کوئی نہیں -

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بی اے ایل ایم ایس نے مدرسہ کا ٹرسٹی ہونا منظور فرمایا

سب سے پہلے جس نے مدرسہ کا ٹرسٹی ہونا منظور فرمایا وہ منشی محمد بخش صاحب رئیس کڑیا نوالہ ہیں جنکا نام غلطی سے نہیں لکہا گیا -

پیسہ اخبار کی اخلاقی کمزوری

اخبار نویس کے لئے یہ امر سخت مذموم اور نامناسب ہے کہ وہ اغراض کو مدنظر رکھکر خیالی نقشے جما کر فرضی نتائج نکالے اور ایسا ہی یہ امر اسکی اخلاقی کمزوری میں داخل ہے کہ وہ اپنی ہی رائے اور فہم کو کالوحی من السمار قرار دے اور اپنی کسی غلط سے غلط رائے کی تردید بھی اپنے اخبار میں نہ کرسکے جسکی غلطی واقعات صحیحہ کے رو سے اور دلائل بینہ کی بنا پر ظاہر کی جاوے اس قسم کی اخلاقی کمزوری لاہوری پیسہ اخبار نے ظاہر کی ہے - حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت تفسیر نویسی پیر گولڑوی وغیرہ پر اسنے جو ریمارک اپنے و مختلف اخباروں میں کیا تہا وہ سراسر غلط تہا اس پر خود بہی پیسہ اخبار کو اسکی تردید میں ایک مراسلت بھیجی جو اس نے شائع نہ کی اور مجبورًا ہمکو اخبار عام میں شائع کرنی پڑی - پہر حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر نے ایک مراسلت بھیجی اسکو بھی شائع نہ کیا - ہم اس مراسلت کو ذیل میں درج کرتے ہیں اور پبلک کو دکہاتے ہیں کہ یہیں ہمارے ملک کی اخبار نویسی کی ہٹ اور راہٹ سے بھی بڑھی ہوئی ہے ہم کو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ جب کہ پیسہ اخبار کا یہ دعوی ہے کہ وہ کسی فریق کا طرفدار نہیں ہے تو پہر ان مضامین کے شائع کرنے سے اسکو کیا عذر ہوسکتا تہا جو خود اسکی ہی غلطی کی اصلاح میں لکہے گئے تہاں اگر یہ مضامین کسی غیر معقول اور غیر معزز آدمی کے لکہے ہوے نہ ہوتے یا طرز تحریر مہذبانہ اور معقول نہ ہوتا تو البتہ کوئی جگہ اعتراض کی ہوسکتی تہی لیکن جبکہ لکہنے والا ایک اعلی درجہ کا تعلیم یافتہ ایم اے اور قانونی حیثیت سے وکیل اور اپنی قوم میں سربرآوردہ تہا اور اسکا طرز کلام نہایت متین معقول اور مہذب ہے جیسا کہ اسکے پڑہنے والے معلوم کرلیں گے پہر اس کے چہاپنے سے انکار کرنا بجز اس کے نہیں کہ پیسہ اخبار کو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے خاص عناد اور عداوت ہے [illegible]

جناب ایڈیٹر صاحب - تسلیم - کچھ عرصہ ہوا آپ نے اپنے اخبار میں ایڈیٹوریل نوٹ دیا تہا کہ جناب مرزا صاحب نے جو پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے نام تفسیر قرآن بالمقابل لکھنے کے لیئے ایک اشتہار دیا تہا اسکی سب شرائط کو پیر صاحب نے منظور کرکے اور صرف ایک شرط اپنی طرف سے بڑہا کر اشتہار بہی دیا اور خود لاہور تشریف بہی لائے مگر مرزا صاحب مقابلہ کے لیئے نہ نکلے - میں اسوقت تمام بحث کو چھوڑ کر اس کے ہر ایک پہلو پر چند باتیں لکہتا ہوں - آپ اس مضمون کو جو میں نیچے آپ کے اخبار میں درج کرنیکے لیئے ارسال کرتا ہوں غور سے پڑھ لیں اور اگر آپ کی رائے میں اسمیں کوئی رعایت کسی فریق کی معلوم ہو تو بیشک آپ میرے مضمون کو درج کرکے اسپر اپنی رائے لگا دیں - میں یہ مضمون اس لیئے لکہتا ہوں کہ آپ کے گذشتہ ریمارک نے بہت لوگوں کو دھوکہ میں ڈالا ہے - اگر آپ کے اخبار کے ذریعہ اس غلط خبر کی تردید بہی ہو جائے تو آپ عنداللہ ماجور بہی ہونگے اور آپ کے ناظرین آپ کے شکر گذار ہونگے اور اخبار بہی اپنے فرض منصبی کو ٹہیک طور سے ادا کرنے والا ٹہیرے گا - میں دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ نے غلطی کہائی ہے اور اسکی تردید صرف اسیطرح ہو سکتی ہے کہ اسی اخبار میں یہ مضمون بہی شائع ہو جائے - اور بیشک آپ اس مضمون پر جو رائے چاہیں اخبار میں درج کریں لیکن حق پسندی کا طریق اور ایڈیٹری کا فرض چاہتا ہے کہ اگر کسی شخص کی نسبت کوئی غلط بیانی ہو جائے تو اسکی تردید بہی ہونی چاہیئے - کیونکہ اخبار کے ریمارکوں کو جو ایڈیٹر کی طرف سے ہوں - لوگ عموماً وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں - اور اگر آپ کسی طرح سے اس مضمون کو درج کرنا پسند نہیں کرتے تو کم از کم مجھے ہی اسکا مختصر سا جواب عطا فرماویں تا مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ کے پاس ان باتوں کا جو مجھے نہایت صاف اور سچی معلوم ہوتی ہیں کیا جواب ہے اور اگر آپ نے ہر دو طریق سے کوئی بھی اختیار نہ کیا تو صاف معلوم ہوگا کہ آپ حق کی اشاعت نہیں چاہتے بلکہ تعصب سے خلاف واقعہ باتیں شائع کرکے انکی تردید بہی نہیں کر سکتے - آپ نے ایک ایسے معزز اور بزرگ کی نسبت خلاف واقعہ خبر درج کی ہے جس کے خادموں میں بہت بڑے بڑے معزز اور گورنمنٹ کے اعلے عہدہ دار موجود ہیں - آپ کے خبر کے ذریعہ سے ہزارہا لوگوں کو دھوکا لگا ہے اور وہ مضمون یہ ہے

پیر مہر شاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا ایسے اخبار میں ایک نوٹ ان پیر صاحب کے متعلق شائع ہوا تہا - جسمیں یہ لکہا تہا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے جو پیر صاحب کو یہ دعوت کی تہی کہ وہ ان کے مقابلہ پر تفسیر قرآن اعلے درجہ کی فصیح اور بلیغ عربی میں جو معارف آلہیہ کے نکات سے پر ہو لکہیں تا اس سے معلوم ہو جائے کہ مرزا صاحب خدا سے تعلق رکہنے والے ہیں اور اپنے دعوی مسیح اور مہدی ہونے میں صادق ہیں یا کاذب اور نیز ان کے مخالفوں کا حق یا باطل پر ہونا کھل جائے پیر صاحب نے اس دعوت کی تمام شرائط کو منظور کرلیا ہے اور صرف ایک شرط اپنی طرف سے بڑہائی مگر مرزا صاحب مقابلہ میں نہ آئے اور گریز اختیار کی - دراصل یہ بات غلط ہے جیسا کہ میں پیر صاحب کا اصل جواب نقل کرکے دکہاتا ہوں - مرزا صاحب کے اس اشتہار کے جواب میں جس میں انہوں نے پیر صاحب کو فصیح بلیغ عربی تفسیر قرآن لکہنے کے لئے بلایا تہا پیر صاحب نے یہ جواب دیا - مجہکو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرایط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بہی میری ایک ہی گذارش کو بدل و جان شرایط مجوزہ کے منسلک فرمادیں گے وہ یہ ہے کہ پہلے مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعوے کو بپایہ ثبوت پہونچا دیگا پہر لکہتے ہیں بعد ظہور اسکے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے کو بپایہ ثبوت نہیں پہونچا سکے مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنی ہوگی ,, اور پہر کہتے ہیں کہ اسکے بعد مرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریری کی دیجاویگی یعنی تفسیر قرآن کی - اب آخر یہ لفظ یونانی زبان کے تو نہیں ہر ایک شخص جو معمولی اردو سمجہہ سکتا ہے ان الفاظ کا مطلب سمجہہ لے گا - شروع میں تو پیر صاحب مرزا صاحب کی پیش کردہ تجویز کو معہ اسکی شرائط کے منظور کرتے ہیں پہر اگلے فقرے میں لکہتے ہیں کہ اسکی طرف سے بہی ایک شرط بڑہائی جاوے وہ شرط یہ ہے کہ اس تجویز پر عملدرآمد ہونے سے پہلے مرزا صاحب اپنی دعاوی کو ایک جلسہ میں لسانی تقریر سے ثابت کرکے دکہا دیں - اور جب وہ اپنی دعاوی کو ثابت کر چکیں اور حاضرین کو اور پیر صاحب کو قائل کر چکیں کہ واقعی وہ اپنے دعوی مسیحیت و مہدویت میں سچے ہیں اور جو شخص انکی مخالفت کرتا ہے وہ جہوٹا ہے تو پہر پیر صاحب تفسیر قرآن مرزا صاحب کے مقابلہ میں لکہیں گے کس غرض سے اور کس فائدہ کے لیئے اسکے سمجہنے سے ہمارے فہم قاصر ہیں - کیونکہ جب یہ فیصلہ ہو چکا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے ہیں اور پیر صاحب اور حضار جلسہ نے اسکو تسلیم بہی کرلیا اور کوئی شک مرزا صاحب کی صداقت میں باقی نہ رہ گیا تو پہر تفسیر نویسی کا موقعہ ہی کونسا رہا - بلکہ جس مقصد کے لئے تفسیر لکہنی تہی وہ تفسیر لکہنے سے پہلے ایک اور طریق سے پورا ہو چکا - تعجب ہے اس شرط پر جو اصل تجویز کو توڑ رہی ہے اور پہر اسی تجویز کی شرط بہی ہے - پہلے تو حضرت مرزا صاحب زبانی تقریر سے حضار جلسہ اور پیر صاحب پر اپنا سچا ہونا ثابت کردیں اور حاضرین اور پیر صاحب کو قائل کردیں کہ واقعی انکا دعوی سچا ہے - اور وہ تسلیم بہی کرلیں کہ واقعی مرزا صاحب حق پر ہیں پہر جب پیر صاحب انکی سچائی کے قائل ہو جائیں گے تو ان کے مقابل پر تفسیر قرآن لکہیں گے - کیا پیر صاحب قائل ہوکر پہر منکر ہو جاویں گے اور کسوجہ سے مجہے سمجہہ نہیں آتا کہ جب متنازعہ فیہ امر کا فیصلہ ہو گیا یعنی حضرت مرزا صاحب نے اپنا سچا ہونا ثابت کردیا اور پیر صاحب قائل ہوگئے کہ مرزا صاحب سچے ہیں

تو پھر تفسیر لکھنے کے لئے کون سے محرکات ہوں گے اور اسکی غرض کیا ہوگی - جس امر کے لئے تفسیر کا لکھنا ضروری تھا اس کا فیصلہ تو تفسیر لکھنے سے پہلے ہی ہوگیا پھر تفسیر نویسی کا موقعہ کون سا رہا - اچھا یہ کوئی خیال کرے کہ پیر صاحب کی ثبوت سے یہ مراد نہ ہو جو عرف عام کے مطابق ہے تو انکے اگلے الفاظ پڑھنے چاہئیں کہ اگر مرزا صاحب اپنی دعوی کو بپایہ ثبوت نہ پہونچا سکے تو انکو اسی وقت بیعت توبہ کرنی ہوگی یعنی اگر دعوی ثابت کردیا تو پیر صاحب قائل ہوکر حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرلیں گے اور اگر ثابت نہ کیا تو مرزا صاحب قائل ہوکر پیر جی کی بیعت کریں - اب پیر صاحب کی ایزاد کردہ تجویز کا اثر تو یہ ہوا کہ ایک فریق نے دوسرے کی بیعت کرلی اور امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ ہوگیا اور حضرت مرزا صاحب کی تجویز نہ عمل در آمد میں آئی اور نہ اس کے عمل در آمد میں آنے کا کوئی موقعہ باقی رہا - خواہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوی کو زبانی تقریر سے ثابت کرسکیں یا نہ کرسکیں - ایک فریق نے دوسرے کی بیعت تو کرلی - بالمقابل تفسیر لکھنے کا نہ کوئی محرک نہ اس سے کوئی فائدہ نہ اسکی کوئی غرض - بلکہ مرید مرشد کا مقابلہ کرے - یہ فعل مجنونانہ بلکہ سخت گستاخانہ ہے اب کوئی خدا کا خوف کرکے یہ بات بتائے کہ پیر صاحب نے کہاں حضرت مرزا صاحب کی تجویز کو منظور کیا مدار فیصلہ تو انہوں نے اپنی تجویز پر رکھا جو ایک بالکل نئی تجویز ہے اور مرزا صاحب کی پیش کردہ تجویز کی نقیض ہے کیونکہ اسکو عملدر آمد میں آنے سے روکتی ہے - جب زبانی مباحثہ درمیان فریقین کے ہولیا اور اس کے بعد ایک فریق نے دوسرے کی بیعت کرلی - تو پھر تفسیر نویسی کہاں ہوگی اور کیوں ہوگی اور اسکی غرض و غایت کیا ہوگی - کیا بیعت کرنے کے بعد مرید مرشد کو یہ کہے گا کہ تمہارا خدا سے تعلق نہیں ہے تم جھوٹے ہو - آؤ مجھ سے تفسیر نویسی میں مقابلہ کرلو - حضرت مرزا صاحب نے تو بیعت کے فیصلہ کے لئے تفسیر نویسی کا معیار پیش کیا تھا - اور پیر صاحب نے زبانی تقریر پر بیعت کی شرط لگا دی پھر کیا پیر صاحب کی تجویز مرزا صاحب کی تجویز کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے - کیا یہ مرزا صاحب کی تجویز کے متعلق ایک شرط کہلا سکتی ہے جبکہ اصل تجویز کو ہی رد کرتی ہے پھر دونوں جمع کیونکر ہوں - شرط کی ایزادی یا تبدیلی اس صورت میں ہوتی جب مثلاً پیر صاحب کہتے کہ مرزا صاحب نے سات گھنٹے تفسیر لکھنے کو کہا ہے ہم چار گھنٹے لکھیں گے یا مثلاً مرزا صاحب نے ۲۰ صفحے لکھنے کو کہا ہے ہم ۱۰ صفحے منظور کرتے ہیں - یا مثلاً مرزا صاحب نے اسکی شرط جہر کی فصیح بلیغ عربی تفسیر لکھنے کی شرط لگائی ہے ہم اردو لکھیں گے یا مثلاً مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ کوئی کتاب پاس نہ ہو کسی سے مدد نہ لی جائے ہم کہتے ہیں کہ ایک دو لغت کی کتابیں اور کچھ تفسیریں بھی پاس ہوں اور چند مدد دینے والے ہر فریق کے بھی موجود ہوں - یہ سب تو شرطوں کی زیادتی یا تبدیلی ہوتی مگر فی الحال تو سوال یہ ہے کہ وہ نئی تجویز جسمیں خالی مباحثہ پر بیعت کی شرط لگائی ہے وہ تو تفسیر کی تجویز کے ساتھ جمع ہی نہیں ہوسکتی بیعت تو ایک ہی دفعہ ہوگی سو اگر مباحثہ کے بعد ہوگئی تو تفسیر نویسی ایک لغو فعل ہوگا - کیونکہ اسکا نتیجہ کچھ بھی نہیں - اسکی مثال ایسی ہے جیسا ایک پہلوان دوسرے پہلوان کو چیلنج کرے کہ تم میرے ساتھ کشتی کرلو اور جو پچھاڑا جائے اسکا سر کاٹ لیا جاویگا - اور دوسرا پہلوان کہے کہ ہاں یہ تجویز مجھے بسر و چشم منظور ہے مگر ایک شرط میری بھی منظور کرلو کہ پہلے تم سیدھے لیٹ جاؤ اور میں تلوار سے تمہارا سر کاٹ لوں پھر اسکے بعد کشتی کرلینگے - اب یہ کسقدر ہنسی کی بات ہے - ہاں یہ تو ہنسی کی بات ہے مگر وہ جو پیر صاحب نے کہی وہ رونے کی بات ہے کہ قوم کے پیشوا کہلا کر ایسی باتیں کیں جنسے اخفاء حق ہو اور لوگ دھوکہ میں پڑیں - مختصر الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کی تجویز یہ تھی کہ بیعت نہ ہوگی جب تک تفسیر نویسی میں مقابلہ نہ ہولے اور پیر صاحب کا جواب یہ تھا کہ یہ تجویز منظور ہے کہ بیعت تفسیر لکھنے کے بعد ہی ہو مگر شرط یہ ہے کہ جب تک بیعت نہ ہولے تب تک تفسیر نہ لکھیں گے - یہ پیر صاحب کی منظوری کی اصل حقیقت ہے -

خاکسار محمد علی ایم - اے - وکیل از قادیان

اطلاع

۱۰ ار دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کا اخبار ان دوستوں کی خدمت میں جو اطلاع دیچکے ہیں یا جنکے پاس مطبوعہ اطلاعی کارڈ بھیجے گئے ہیں سالانہ قیمت کے لئے وی پی کیا جاویگا تاکہ ہم کاغذ ٹکٹوں اور دیگر سامان پریس وغیرہ کا کم از کم ایک سہ ماہی کے لئے پورا ذخیرہ جمع کرلیں اللہ تعالے اپنے فضل سے ہماری تائید کرے اور ہمارے دوستوں کو توفیق دے کہ وہ الحکم کے اغراض و غایت کو سمجھ کر اسکی ضروریات پر غور کریں اور اسکی امداد کے لئے طیار ہوں -

خاکسار ایڈیٹر -

تفسیر القرآن

کا کام بدستور شروع ہے ۴۴ صفحے تک جو اخبار کے سائز کے ہیں پریس میں پہونچ چکے ہیں اور ابھی تک چوتھا رکوع شروع ہوا ہے چونکہ یہ چوتھا مسودہ ہوتا ہے جو حضرت مولوی نور الدین صاحب کی اصلاح کے بعد طبع ہوتا ہے اور پہلے مسودہ کی نسبت بہت سی نئی باتیں لکھی جاتی ہیں - اسلئے مجھے امید پڑتی ہے کہ نمونہ حجم ۸ جزو میں یہ سیپارہ بہت بڑھ جاویگا اور کچھ تعجب نہیں جو ۱۶ جزو تک پہونچے واللہ اعلم بالصواب بہر حال ہم سست نہیں - (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱)

حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء مع اہلبیت بفضلہ تعالےٰ خوش وخرم ہیں اور خدمت ونصرت دین میں شب وروز مصروف ۔ اللھم انصر من دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم ۔ آمین ۔

۲۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت الحمدللہ اب بالکل تندرست ہیں درس قرآن مجید یوں تو آپ نے بیماری اور اسکے نتائج ضعف ونقاہت میں بھی نہ چھوڑا تھا مگر آج کل درس قرآنی کا رنگ ہی اور ہے اور پورے زور اور جوش سے ایک لذت وانبساط کے ملا ہوا ہوتا ہے معارف قرآنی بیان فرماتے ہیں

۳۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی خدا کے احسان وفضل سے اب پہلے سے بھی زیادہ جوش داخلی کے ساتھ خدمت دین کے لئے کمربستہ ہیں اللھم زد فزد ۔

۴۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی علماء انتشر کو شکست فاش دیکر اور گہری نیند سونیوالے غافلوں کو بیدار کرکے دارالامان میں آپہنچے ہیں امرتسر کی بعض جلسوں کی روئداد الفاظ الحکم کے نام سے شیخ ... ہے ۔ اور اب رسالہ شمس بازغہ کو ختم کرنے والے ہیں جو پیر گولڑوی کی ... الہامات کی حقیقت طشت از بام کردیگا ۔

۵۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی ۔ کی دینی خدمت قابل رشک ہے آپ قریباً دوسال سے دارالامان میں ... ہوئے خدمت دین میں مصروف ہیں دو تین سال کے اندر جو عمدہ انگریزی اشتہارات اور کتابیں شائع ہوئی ہیں یہ سب مولوی صاحب موصوف کی للّٰہی خدمت کا نتیجہ ہیں آجکل دجّال کے متعلق ایک انگریزی کتاب حضرت اقدس کو سنا رہے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جرمنی زبان کو پورے طور پر حاصل کرکے تبلیغ کے کام کو وسیع کریں اللہ تعالیٰ انکو روح القدس سے مدد دے باوجود اس قدر مصروفیت کے آپ نے گولڑوی کے مقابل اخبار عام اور چودھویں صدی میں بڑے بڑے زبردست آرٹیکل لکھے ۔ اور کلکتہ کے ایپیفنی عیسائی اخبار میں انگریزی میں لطیف مضامین لکھ رہے ہیں جن کو انشاء اللہ تعالےٰ سلسلہ وار ہم بھی سلسلہ میں شائع کرینگے ۔

اور مڈل کا سالانہ امتحان قریب ہے انکی وجہ سے آپنے اپنے گرامی اوقات کا ایک حصہ آجکل مدرسہ میں محض قومی خیر خواہی اور مرضات اللہ کے حصول اور امام الزمان کی خوشنودی کیلئے دے رکھا ہے ۔

۶۔ تحفہ گولڑویہ بہت تمام چھپ رہا ہے ۔ اور الیقین ... جو سو سطور ... ایمان کے ترقی اور نخالفوں کی ذلت کا موجب رسول کریم ص کی زندگی ۔ اسلام کی زندگی قرآن کریم کی زندگی اور اصل تو یوں ہے کہ خدا کے حی وقیوم کی زندگی کا لا نظیر ثبوت اپنے اندر رکھتا ہے چھپ رہا ہے ۳۲ صفحہ پریس میں جا چکا ہے ۔

شمس بازغہ ۲۱۶ صفحہ تک چھپ چکا ہے جلد ختم ہو جاویگا ۔

۷۔ ۳۰ نومبر ۱۹۱۰ء کے جمعہ میں مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک لطیف خطبہ پڑھا اور احمدی قوم کی حقیقت بیان فرمائی ۔

۸۔ الہامات الحکم حضرت اقدس کے دعاوی کی تفسیر ... ہیں مولوی عبدالرحیم صاحب حیدرآبادی نے سوال جواب کے طور پر ... ہے قابل دید اور لائق نظارہ ہے جو ہمارے مطبع میں چھپ رہی ہے امید کیجاتی ہے کہ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۰ء تک طیار ہو جاوے گی انشاء اللہ تعالیٰ ۔

ایڈیٹر ۔

بیعت

عبدالرحمن صاحب قریشی ساکن ویلن پور ریاست ...
حکیم محمد حسین صاحب ۔ بلب گڑھ ضلع دہلی
حکیم مشتاق احمد صاحب چھاونی کاملپور ضلع ہزارہ
محمد عزیز الدین صاحب ۔ سوجانپور ۔ کانگڑہ
اہلیہ ۔ و ہمشیرہ شیخ عبدالرشید صاحب کیمپ میرٹھ صدر بازار ۔
بشیر احمد صاحب کیمپ " "
حاجی رحمن بخش صاحب " "
شیخ پیر بخش صاحب ۔ سیالکوٹ
پیران بخش صاحب رنگریز " فیروز الدین صاحب "
عبدالعزیز صاحب رنگریز "
سید حفیظ اللہ صاحب ۔ ... دارالامان
مولوی عنایت اللہ صاحب ۔ سہاری ۔ جالندھر
مولا بخش صاحب ۔ امرتسر
حکیم ابوالحسن صاحب ۔ کٹڑہ بگیاں
اکبر محمد صاحب " "
غلام مصطفی صاحب " پیادہ دیوانی
شیخ مہر دین صاحب "
مبارک علی صاحب قدیم علیگڈہ حال پیادہ دیوانی "
محمد طفیل صاحب "
ملک الیاس صاحب ۔ کولو ضلع گوجرانوالہ
منشی میر محبوب علی صاحب ۔ حیدرآباد دکن
سید محمد یوسف صاحب " اہلیہ صاحب موصوف "
شیخ چاند صاحب " اہلیہ شیخ صاحب "
اہلیہ غلام رسول صاحب " دختر و اہلیہ ڈاکٹر
محمد افضل صاحب " منور حسین صاحب
محمد حبیب صاحب " نظام الدین صاحب
اہلیہ صاحب موصوف " محمد غوث صاحب
... صاحب ۔ ... ضلع شاہ پور
منشی محمد صاحب " "
سلطان احمد صاحب " "
دختر مولوی شیر محمد صاحب " "
شمس الدین صاحب " تاج الدین صاحب
حکیم بخش صاحب " ... بخش الدین صاحب
محمد صاحب لدھیانہ قاسم علی صاحب
محرر تھانہ قلعہ دیدار سنگھ ۔ گوجرانوالہ
حیدر علی صاحب گوڈور ... ضلع ...
محبوب علی صاحب " غلام رسول صاحب ...
جام پور ضلع ڈیرہ غازیخان ۔

* ۔ ... ابھی طیار ہو گیا ہے ۔ اور عنقریب ... ہی شایع ہونگے ۔ ایڈیٹر

الله

هو الشافی

حبوب یاقوت مرجان مشک و دیگر

مفرح مقوی قوائے رئیسہ

انسان کی صحت اور قوت کی حفاظت اور مرض دفع کرنے کیلئے یہہ ایک اکسیر گولیان ہیں۔ حرارت غریزی سے بہت ہی مناسبت رکھتی ہیں۔ دل دماغ جگر پھیپھڑہ گردہ معدہ کی تقویت کرتی ہیں ضعف باطنی سستی کو دور کرکے جسمی اور روحانی قوت قائم رکھنے کو واقعی اکسیر ہیں۔ زکام بخار اعضا شکنی۔ اسہال غشی۔ ہول دل کثرت سیلان خون۔ ذیابطیس کمزوری مثانہ۔ متعدی اور زہریلے بخارات میں یہہ گولیاں کثیر النفع اور قوی التاثیر ہیں۔

قیمت ڈبیہ چار روپے (للعہ)

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں کسی کے علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا دوسرا مرہم مت خریدو۔

تمام نامی حکیم اور ڈاکٹر اس کی عمدگی اور فائدہ کو تسلیم کرتے ہیں آج تک کوئی ایسا مرہم ایجاد نہیں ہوا۔ یہہ دوا اپنی نظیر ہے۔

عجیب و غریب مرہم

المعروف بہ

مرہم عیسی مرہم رسل مرہم سلیخہ

یہہ بینظیر مرہم فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے۔ چوٹ۔ ۔۔۔۔ کے

معزز بھائیو! یہہ ایک نہایت ہی پر تاثیر اور نادر مرہم ہے۔ اس مرہم کے تیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اسکی اجزا بہم پہنچانے ۔۔۔ المفصولہ ۔۔۔ ورقیات ناقل ہے۔ ہم بڑی محنت کے ساتھ اس مرہم کو تیار کرتے ہیں۔ اسکو ہر زمانہ کے حکیموں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا۔ حکما یورپ بھی اس کے عجیبہ مرہم کے قائل ہیں خالص حقیقی بیج اور آلائش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہہ مرہم تیار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش کریں ضرور

۔۔۔ حب ۔ رجان ۔ ختنازیر ہر طرح کی ناسور بواسیر خارش۔ رگنج ۔ بثورات طرح طرح کی جلدی بیماریاں ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ جانوروں کا کاٹ لینا جل جانا عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے

قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنے

کحل الجواہر یا سرمہ جواہر

سرمہ سر اصفہانی مامیران چینی مروارید ناسفتہ مشک زعفران وغیرہ مقوی بصر ادویہ سے تیار ہوا

اس کحل الجواہر کے قیمتی اجزا کی خداداد تاثیر اور قدرتی خواص نے ثابت کر دیا ہے کہ یہہ سرمہ فی الحقیقت امراض چشم کیلئے بینظیر ہے۔ بصارت کو بڑھاتا آنکھوں کو طراوت بخشتا اور نہیں روشنی میں چندھیانے سے محفوظ رکھتا تاریکی چشم دھند غبار سرخی پڑوال تیل جالا۔ ناخنہ۔ ڈھلکہ۔ خارش۔ ابتدا موتیا بند وغیرہ امراض کا حکمی علاج ہے بچے سے لیکر بوڑھے تک کو مفید۔ اسکا دائمی استعمال امراض چشم سے محفوظ اور بڑھاپے تک نظر کو قرار رکھتا ہے

قیمت فی تولہ تین روپے (للعہ)

روغن عجیبہ

دافع سنگریزہ و درد گردہ و دیگر مثانہ

یہہ روغن ریگ گردہ اور مثانہ اور چھوٹے چھوٹے سنگریزوں کو نہایت سہولت سے دفع کرتا ہے اور لطف یہہ کہ قوت کو بڑھاتا اور ریگ کی آئندہ پیدائش کو روکتا ہے درد گردہ کی نوبت پھر نہیں ہوتی۔ قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ (عہ)

حب شفاء الحدید کی گولیان

مقوی قلب مقوی معدہ جگر و گردہ

وغیرہ۔ کمی خون۔ کمزوری پٹھوں۔ ضعف جگر۔ بواسیر۔ کثرت سیلان خون حیض۔ ضعف طحال وغیرہ کیلئے عجیب و غریب گولیاں ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ (عہ)

درد سر کا فوری علاج

ہر قسم کے درد سر کیلئے یہہ ایک اکسیر دوا ہے

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

حلوائے بیضہ مرغ

لذیذ۔ مقوی۔ مولد خون صالح۔ مفرح مصلح مادہ تولید۔ مسمن بدن

یہہ حلوا نہایت لذیذ اعلی درجہ کا مقوی ہے اسکے کھانے سے نظام عصبی شریانی و عضلاتی کو بیحد طاقت و تحریک ہوتی ہے۔ بدن مضبوط توانا۔ چست۔ جسم و نفسی حرارت غریزی بڑھجاتی ہے۔ خون صالح جدید گہری سرخ رنگ کی تولید بکثرت دلی قوت بہت زیادہ گردہ قوی۔ عمر میں انتہا کی طاقت پیدا ہوتی ہے قیمت فی ڈبیہ (عا)

روح عشبہ و حب چینی

فسادات خون پھوڑا پھنسی۔ خارش۔ ناسور۔ آتشک۔ قروح خبیثہ گٹھیا۔ درد اعضا۔ شدید امراض جلدی خنازیر ابتدا جذام۔ سفید داغ جنباخ۔ خون کی صحت اور سوزش کیلئے تریاق مانا گیا ہے قیمت (عہ)

مرض اٹھرا کی بینظیر دوائی

جسکے اولاد زندہ نہ رہتی یا بچہ سوکھ جاتا ہو یا قبل از تکمیل خلقت ساقط ہو جاتا ہو تو یہہ دوائی قیام اولاد کیلئے بینظیر ہے قیمت (عہ)

بال اڑانے کی مجرب دوائی

خواہ کیسی ہی نازک جگہ کیوں نہ ہو اسکے لگانے سے بال فوراً اڑ جائینگے اور جلد پر نشان نہ پڑیگا قیمت فی ڈبیہ (عہ)

دوائے مجبل یا معین حمل

جن عورتوں کے حمل نہیں ٹھہرتا اس دوا کے استعمال سے خواہ کیسی ہی بانجھ کیوں نہ ہو بار ور ہو جاتی ہے قیمت (عا)

ضروری اطلاع: فرمائشات کی تعمیل بذریعہ ویلیو پے ایبل ہوتی ہے۔ درخواست کنندہ کو پتہ و نشان و مقام سکونت مع ضلع و محلہ اپنا نام صاف اور واضح لکھنا چاہئے۔ جواب کیلئے کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔ ایک دوا کے منگانے والے کو ۔۔۔ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف

کارخانہ مرہم عیسی حکیم محمد حسین ۔۔۔ اڈا لاہور بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اوراد ویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱)

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بہت [illegible] بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بہتر اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی ، ایم - ایس سانگلی صاحب - ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲)

میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھیں جنکی پلکوں میں خورد خورد وانے نکلے ہوئے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں آنکھیں سے نہیں پڑھ سکتی تھی اور وہ ان اشتہار [illegible] اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پنشنر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳)

میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے ہیں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندا اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنمنٹ جنرل مینٹ

(۴)

میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے بنک میں اسی مطلب کے لئے [illegible] میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی احمدی کے اہتمام سے چھپا

تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے پس **سبحان ربی العظیم** زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔

یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا پھر تیسرا قول ہے **سبحان ربی الاعلیٰ** اعلیٰ افعل التفضیل ہے یہ بالذات سجدہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرے گا۔ اور اس اقرار مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کرلی۔

اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں ایک تصویر اسکے آگے پیش کی ہے ہر ایک قسم کا قیام بھی کرتا ہے زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے اس نے بھی کہا اور وہ شامل ہوگئی۔

تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہو تو نماز نہیں ہوتی وہ کیا ہے؟ وہ **قلب** ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو اور اللہ تعالیٰ اسپر نظر کرکے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے۔ اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے اسکی علو شان کو ملاحظہ میں لاکر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گرا ہوا ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہولے اس وقت تک مطمئن نہو کیونکہ **یقیمون الصلوٰۃ** کے یہی معنے ہیں اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو؟ تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جاوے اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہو ابتدائی حالت میں شکوک و شبہات سے ایک جنگ ضرور ہوتی ہے اسکا علاج یہی ہے کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جسکا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

یہ تقویٰ عملی کا ایک جزو ہے اور دوسری جزو اسکی **ومما رزقناھم ینفقون** ہے جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں عام لوگ رزق سے مراد اشیاء خوردنی لیتے ہیں یہ غلط ہے جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے علوم و فنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔

رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاق فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنے روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہو جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضایقہ کرے۔ محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نکرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جائے گی یا آمدنی میں فرق آجائے گا **شرک** ہے کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاق فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں بلکہ شجاعت۔ مروت۔ عفت جسقدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں انکا برمحل استعمال کرنا ہی انکو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے ایک موقع مناسب پر غضب کا استعمال بھی اخلاقی رنگ حاصل کرلیتا ہے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی تعلیم کی طرح ایک ہی پہلو اپنے اندر رکھتی ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری پھیر دو۔ یہ اخلاق نہیں ہے اور نہ یہ تعلیم حکمت کے اصولوں پر مبنی ہو سکتی۔ اگر ایسا ہو تو تمام فوجوں کا موقوف کر دینا اور ہر قسم کے آلات حرب کو توڑ دینا لازم آئے گا اور مسیحی دنیا کو بطور ایک خادم کے رہنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر کوئی کرتہ مانگے تو چغہ بھی دینا پڑیگا ایک کوس بیگار لے جانا چاہے تو دو کوس جانے کا حکم ہے۔ پھر عیسائی لوگوں کو کس قدر مشکلات پیش آئیں اگر اس تعلیم پر عمل کریں نہ انکے پاس ضروریات زندگی بسر کرنے کو کچھ رہے اور نہ کوئی آرام کی صورت کیونکہ جو کچھ انکے پاس ہو کوئی مانگ لے تو پھر ان کے پاس خاک رہ جاوے۔ اگر محنت مزدوری سے کمانا چاہیں تو کوئی بیگار میں لگا دے غرض اس تعلیم پر زور تو بہت دیا گیا ہے اور پادریوں کو دیکھا ہے کہ وہ بازاروں میں اس تعلیم کی بڑے شد و مد سے تعریف کرکے وعظ کرتے ہیں لیکن جب عمل پوچھو تو کچھ نہیں ہے گویا بگفتن ہی سب کچھ ہے کرنے کے واسطے کچھ نہیں۔ اس لئے اُسکا نام اخلاق نہیں ہے۔ اخلاق یہ ہے کہ تمام قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے دئے ہیں۔ برمحل استعمال کیا جاوے۔ مثلاً عقل دی گئی ہے اور کوئی دوسرا شخص جسکو کسی امر میں واقفیت نہیں اس کے مشورہ کا محتاج ہے اور یہ

اسکی نسبت پوری واقفیت رکھاہی تو اخلاق کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ اپنی عقل سلیم سے اسکو پوری مدد دے اور اسکو سچا مشورہ دے۔ لوگ ان باتوں کو معمولی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ ہمارا کیا بگڑتا ہے اسکو خراب ہونے دو۔ یہہ شیطانی فعل ہے۔ انسانیت سے بعید ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بگڑتا دیکھے اور اسکی مدد کے لیئے طیار نہو۔ نہیں بلکہ چاہیئے کہ نہایت توجہ اور دلدہی سے اس کی بات سنے اور اپنی عقل و سمجھہ سے اسکو ضروری مدد دے۔

لیکن اگر کوئی یہاں یہ اعتراض کرے کہ مما رزقناھم کیوں فرمایا مما کے لفظ سے بخل کی بو آتی ہے۔ چاہیئے تھا کہ

ہرچہ داری خرج کن در راہ او۔

اصل بات یہ ہے کہ اس سے بخل ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن شریف خدائے حکیم کا کلام ہے۔ حکمت کے معنے ہیں شئے را برمحل داشتن پس مما رزقناھم میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ محل اور موقع کو دیکھہ کر خرچ کرو۔ جہاں تھوڑا خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں تھوڑا خرچ کرو اور جہاں بہت خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں بہت خرچ کرو۔

اب مثلاً عفو ہی ایک اخلاقی قوت ہے اس کے لیئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا عفو کے لایق ہے یا نہیں مجرم دو قسم کے ہوتے ہیں بعض تو اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہوجاتی ہے جو غصہ تو لاتی ہے لیکن وہ معافی کے قابل ہوتے ہیں اور ایسے ہوتے ہیں کہ اگر انکی کسی شرارت پر چشم پوشی کیجاوے اور اُنکو معاف کردیا جاوے تو وہ زیادہ دلیر ہوکر مزید نقصان کا باعث بنتا ہے مثلاً ایک خدمتگار ہے جو بڑا نیک اور فرمانبردار ہے وہ چاء لایا اتفاق سے اسکو ٹھوکر لگی۔ اور چاء کی پیالی گرکر ٹوٹ گئی اور چاء بھی مالک پر گرگئی اگر اسکو مارنے کے لیئے اٹھہ کھڑا ہو اور تیز و تند ہوکر اس پر جا پڑے تو یہ سفاہت ہوگی۔ یہ عفو کا مقام ہے کیونکہ اس نے عمداً شرارت نہیں کی ہے۔ اور عفو اسکو زیادہ شرمندہ کرنا اور آیندہ کے لیئے محتاط بناتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا شریر ہے کہ وہ ہر روز توڑتا ہے اور یوں نقصان پہونچاتا ہے اس پر رحم یہی ہوگا کہ اس کو سزا دیجاوے۔ پس یہی حکمت ہے مما رزقناھم ینفقون میں۔ ہر ایک مومن اپنے نفس کا مجتہد ہوتا ہے وہ محل اور موقع کی شناخت کرے اور جسقدر مناسب ہو خرچ کرے میں ابھی بتا چکا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکھتی ہے اس کے بالمقابل انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری پھیر دے وغیرہ وغیرہ کیسی قابل اعتراض ہے کہ اسکی پردہ پوشی نہیں ہوسکتی اور اس کی تدنی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑا نرم خو اور تقدس مآب پادری بھی اس تعلیم پر عمل نہیں کرسکتا اگر کوئی انجیل کی اس تعلیم کا عملی ثبوت لینے کے لیئے کسی پادری صاحب کے مُنہ پر طمانچہ مارے تو وہ بجائے اس کے کہ دوسری گال پھیرے پولیس کے پاس دوڑا جاوے گا اور اس کو حکام کے سپرد کرادے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجیل معطل پڑی ہے اور قرآن شریف پر عمل ہو رہا ہے۔ ایک مفلس اور نادار بوڑھیا بھی جسکے پاس ایک جَو کی روٹی کا ٹکڑا ہے اس ٹکڑے میں سے ایک حصہ دیکر مما رزقناھم میں داخل ہوسکتی ہے لیکن انجیل کے طمانچہ کھاکر گال پھیرنے کی تعلیم میں مقدس سے مقدس پادری بھی شامل نہیں ہوسکتا۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

انجیل تو اس پہلو میں یہاں تک گری ہوئی ثابت ہوتی ہے کہ اور تو اور خود حضرت مسیح بھی اس پر پورا عمل نہ دکھا سکے اور وہ تعلیم جو خود پیش کی تھی عملی پہلو میں انہوں نے ثابت کردیا کہ وہ کہنے ہی کے لیئے ہے۔ ورنہ چاہیئے تھا کہ اس سے پیشتر کہ وہ گرفتار ہوتے خود اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کردیتے۔ اور دعائیں مانگنے اور اضطراب ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا کہ وہ جو کچھہ کہتے ہیں کرکے بھی دکھاتے ہیں بلکہ یہ بھی ثابت ہوجاتا کہ وہ کفارہ ہی کے لیئے آئے ہیں کیونکہ اگر ان کی زندگی کا یہی کام تھا کہ وہ خودکشی کے طریق سے دنیا کو نجات دیں اور بقول عیسائیوں کے خدا بجز اس صورت کے نجات دے ہی نہیں سکتا تھا۔ تو انکو چاہیئے تھا کہ جس کام کے لیئے وہ بھیجے گئے تھے وہ تو یہی تھا پھر وعظ اور تبلیغ کی ضرورت ہی کیا تھی کیوں نہ آتے ہی یہ کہدیا کہ مجھے پکڑو اور پھانسی دیدو تاکہ دنیا کی رستگاری ہو۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

ایک حق جو اور حضرت اقدس

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ جلد ۵)

آپ خدا جوئی کے طالب ہیں آپ کے لئے عمدہ طریق یہی ہے کہ آپ پہلے تصحیح عقاید کریں جس سے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ وہ خدا جسکی تلاش اور جستجو آپ کو ہے ہے کیا چیز؟ اس سے آپ کی معرفت کو ترقی ملے گی اور معرفت میں جو قوت جذب محبت کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک محبت پیدا کرنے کا موجب ہوگی بدوں اس کے محبت کا دعوےٰ سنبیر و بیل کی طرح ہے جو چند روز کے بعد زایل ہو جاتا ہے۔

یہ آپ یاد رکھیں اور ہمارا مذہب یہی ہے کہ کسی شخص پر خدا کا نور نہیں چمک سکتا جب تک آسمان سے وہ نور نازل نہو۔ یہ سچی بات ہے کہ فضل آسمان سے آتا ہے جب تک خود خدا اپنی روشنی اپنے طلبگار پر ظاہر نکرے اسکی رفتار ایک کیڑی کی مانند ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے کیونکہ وہ قسم قسم کی ظلمتوں اور تاریکیوں اور راستہ کی مشکلات میں پھنسا ہوا ہوتا ہے لیکن جب اسکی روشنی اس پر چمکتی ہے تو اسکا دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے پھر وہ نور سے معمور کر برق کی رفتار سے خدا کی طرف چلتا ہے۔

حق جو۔ حضور میں مذہب کا پابند نہیں ہوں۔

حضرت اقدس۔ اگر کوئی اپنی جگہ یہ فیصلہ کرکے آ دے کہ میں نے کچھ ماننا ہی نہیں تو اسکو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور کہیں ہی کیا لیکن اگر کوئی عقل رکھتا ہے تو اضطراراً اسکو ایک راہ پیدا کرنی پڑتی ہے۔ مذہب کیا ہے؟ وہی راہ ہے جسکو وہ اپنے لئے اختیار کرتا ہے مذہب تو ہر شخص کو رکھنا پڑتا ہے لا مذہب انسان جو خدا کو نہیں مانتا اسکو بھی ایک راہ اختیار کرنی لازمی ہے اور وہی مذہب ہے مگر قابل غور طلب یہ ہونا چاہیئے کہ جس راہ کو اختیار کیا ہے کیا وہ راہ وہی ہے جس پر چل کر اس کو سچی استقامت اور دائمی راحت اور خوشی اور ختم نہونے والا اطمینان مل سکتا ہے؟

دیکھو مذہب تو ایک عام لفظ ہے اس کے معنے چلنے کی جگہ یعنے راہ کے ہیں اور یہ دین کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ہر قسم کے علوم و فنون طبقات الارض۔ طبعی۔ طبابت۔ ہیئت وغیرہ میں بھی ان علوم کے ماہرین کا ایک مذہب ہوتا ہے۔ اس سے کسیکو چارہ ہو سکتا ہی نہیں یہ تو انسان کے لئے لازمی امر ہے اس سے باہر ہو نہیں سکتا۔ پس جیسے انسان کی روح جسم کو چاہتی ہے معانی الفاظ اور پیرایہ کو چاہتے ہیں اسی طرح انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔

ہماری یہ غرض نہیں ہے اور نہ ہم یہ بحث کرتے ہیں کہ کوئی اللہ کہے یا گاڈ کہے یا پرمیشر ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ جسکو وہ پکارتا ہے اسنے اسکو سمجھا کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ کوئی نام لو مگر یہ بتاؤ کہ تم اسے کہتے کیا ہو؟ اس کے صفات تم نے کیا قایم کئے ہیں؟ صفات الٰہی کا مسئلہ ہی تو بڑا مسئلہ ہے جس پر غور کرنا چاہئیے۔

حق جو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذہب کا کام فطرت کو درست کرنا ہے۔

حضرت اقدس۔ اس وقت کوئی بادشاہ ہے مثلاً شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہے اب اگر کسی اور کو کہیں بھی تو تکلفات سے کہیں گے مگر ہو نہیں سکتا۔ ہم یہی تو چاہتے ہیں کہ اس حقیقی خدا کو شناخت کیا جاوے اور باقی سب تکلفات چھوڑ دئے جائیں۔ اس کا نام فطرت کی درستی ہے۔ اسلام ہے کیا؟ اسلام کا تو نام ہی اللہ تعالیٰ نے فطرت اللہ رکھا ہے۔ فطرتی مذہب اسلام ہی ہے۔

مگر ان باتوں کی حقیقت کب کھلتی ہے جب انسان صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ کسی پاک صحبت میں رہے۔ ثابت قدمی میں بڑی برکتیں ہوتی ہیں شہد کی مکھی کو دیکھو کہ جب وہ ثابت قدمی اور محنت کے ساتھ اپنے کام میں لگتی ہے تو شہد جیسی نفیس اور کارآمد شے طیار کر لیتی ہے

اسی طرح پر جو خدا کی تلاش میں استقلال سے لگتا ہے وہ اسکو پا لیتا ہے نہ صرف پا لیتا بلکہ میرا تو یہ ایمان ہے کہ وہ اسکو دیکھ لیتا ہے

ارضی علوم کی تحصیل میں کس قدر وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے یہ علوم روحانی علوم کی تحصیل کے قواعد کو صاف طور پر بتا رہے ہیں ہمارا مذہب جو روحانی علوم کے متبدی کے لئے ہونا چاہیئے یہ ہے کہ وہ پہلے خدا کی ہستی پھر اس کے صفات کی واقفیت پیدا کرے۔ ایسی واقفیت جو یقین کے درجہ تک پہونچ جاوے تب اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کاملہ پر اسکو اطلاع مل جاویگی اور اسکی روح اندر سے بول اٹھیگی کہ پورے اطمینان کے ساتھ اس نے خدا کو پا لیا ہے۔

جب اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایسا ایمان پیدا ہو جاوے کہ وہ یقین کے درجہ تک پہونچ جاوے اور انسان محسوس کر لے کہ اس نے گویا خدا کو دیکھ لیا ہے اور اسکی صفات سے واقفیت ہو جاوے تو گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت جو پہلے گناہ کی طرف جھکتی تھی اب ادھر سے ہٹتی اور نفرت کرتی ہے۔ اور یہی توبہ ہے۔

اور یہ بات کہ اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان کے بعد طبیعت گناہ سے

متنفر ہوجاتی ہے یہ بات آسانی اور صفائی سے سمجھ میں آسکتی ہے دیکھو سنکھیا ہے یا اور زہریں ہیں یا بعض زہریلے جانور ہیں - انسان ان سے کیوں ڈرتا ہے؟ صرف اس لئے کہ تجربہ نے بتادیا ہے - کہ اس درجہ پر یہ زہر ہلاک کر دیتے ہیں بہتوں کو زہر کہاکر ہلاک ہوتے دیکھا ہے اسی لئے طبیعت اس طرف جانہیں سکتی بلکہ ڈرتی ہے-

جبکہ یہ بات ہے پہر کیا وجہ ہے کہ قسم قسم کے گناہ سرزد ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر راستہ میں ایک پیسہ پڑا ہوا ہو تو جہک کر اس کو اٹہالے گا - حالانکہ تہوڑے سے اعلان سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ پیسہ کس کا ہے دیکہا ہے کہ بارہ بارہ آنہ پر معصوم بچوں کی جانیں لی جاتی ہیں - عدالتوں میں جاکر دیکہو کسقدر خوفناک اور تاریک نظارہ نظر آوے گا - تہوڑی تہوڑی بات پر جہوٹ بولا جاتا ہے - فسق و فجور کا ایک دریا بہ رہا ہے - یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں ہے سانپوں اور زہروں سے ڈرتے ہیں اس لئے کہ انکو مہلک مانتے ہیں اور انکے خطرناک ہونے پر ایمان ہے - اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہو تو میں نہیں سمجہتا کہ کیوں گناہ سے نفرت پیدا نہو-

انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے- اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ترک شر دوسرا افاضہ خیر- ترک شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کے ساتہہ افاضہ خیر نہو یعنے دوسروں کو نفع بہی پہونچائے - اس سے پتہ لگتا ہے - کہ کس قدر تبدیلی کی ہے -

اور یہ مدارج تب حاصل ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ہو اور انکا علم ہو - جب تک یہ بات نہو انسان بدیوں سے بہی بچ نہیں سکتا دوسروں کو نفع پہونچانا تو بڑی بات ہے - بادشاہوں کے رعب اور تعزیرات ہند سے بہی تو ایک حد تک ڈرتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو قانون کے خلاف ورزی نہیں کرتے- پہر کیوں احکم الحاکمین کے قوانین کی خلاف ورزی میں دلیری پیدا ہوتی ہے کیا اسکی کوئی اور وجہ ہے بجز اسکے کہ اس پر ایمان نہیں ہے؟ یہی ایک باعث ہے -

الغرض بدیوں سے بچنے کا مرحلہ تب طے ہوتا ہے جب خدا پر ایمان ہو پہر دوسرا مرحلہ یہ ہونا چاہیئے کہ ان راہوں کی تلاش کرے جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں نے اختیار کیں - وہ ایک ہی راہ ہے جس پر جسقدر راستباز اور برگزیدہ انسان دنیا میں چل کر خدا تعالیٰ کے فیض سے فیض یاب ہوئے اس راہ کا پتہ یوں لگتا ہے کہ انسان معلوم کرے کہ خدا تعالیٰ نے انکے ساتہہ کیا معاملہ کیا؟ پہلا مرحلہ بدیوں سے بچنے کا تو خدا تعالیٰ کی جلالی صفات کی تجلی سے حاصل ہوتا ہے کہ وہ بدکاروں کا دشمن ہے -

اور دوسرا مرتبہ خدا تعالیٰ کی جمالی تجلی سے ملتا ہے اور آخر یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت اور طاقت نہ ملے جسکو اسلامی اصطلاح کے موافق روح القدس کہتے ہیں کچہہ بہی نہیں ہوتا ہے یہ ایک قوت ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملتی ہے اس کے نزول کے ساتہہ ہی دل میں ایک سکینت آتی ہے اور طبیعت میں نیکی کے ساتہہ ایک محبت اور پیار پیدا ہوجاتا ہے -

جس نیکی کو دوسرے لوگ بڑی مشقت اور بوجہہ سمجہہ کر کرتے ہیں یہ ایک لذت اور سرور کے ساتہہ اس کو کرنے کی طرف دوڑتا ہے - جیسے لذیذ چیز بچہ بہی شوق سے کہالیتا ہے -

اسی طرح جب خدا تعالیٰ سے تعلق ہوجاتا ہے اور اس کی پاک روح اس پر اُترتی ہے - پہر نیکیاں ایک لذیذ اور خوشبودار شربت کی طرح ہوتی ہیں وہ خوبصورتی جو نیکیوں کے اندر موجود ہے اسکو نظر آنے لگتی ہے اور بے اختیار ہو ہوکر انکی طرف دوڑتا ہے بدی کے تصور سے ہی اسکو روح کانپ جاتی ہے یہ امور اس قسم کے ہیں کہ ہم ان کو الفاظ کے پیرایہ میں پورے طور سے ادا نہیں کر سکتے کیونکہ یہ قلب کی حالتیں ہوتی ہیں جو محسوس کرنے سے ہی انکا ٹہیک پتہ لگتا ہے - اسوقت تازہ بتازہ انوار اسکو ملتے ہیں - (باقی آئندہ)

مندرجہ ذیل اطلاع گورنمنٹ پنجاب نے بغرض اندراج الحکم ارسال کی ہے

چونکہ موضع گہرولا تحصیل شکرگڑہ ضلع گورداسپور کے لوگوں نے جہاں افسوس کی بات ہے کہ آجکل وبا پہیلی ہوئی ہے یہ مشہور کر رکہا ہے کہ ٹیکا لگانیکی وجہ سے انہیں وبا پہیل گئی ہے - اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعات مشتہر کرائے جائیں - گہرولہ کے ۱۳۸۶ آدمیوں کو اس امید پر کہ وہ وبا کی غارت گری سے محفوظ رہیں - ٹیکہ لگانیکی صلاح دیگئی - ۷۸۱ آدمیوں نے ٹیکہ لگوانا منظور کیا اور ۱۱ و ۱۳ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو ٹیکہ کا عمل کیا گیا - منجملہ ان اشخاص کے ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے ۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۰۱ء تک ۸ - اموات ہوئیں اُن اشخاص میں سے جنہوں نے ٹیکہ نہیں لگوایا اور جنکی تعداد ۶۰۵ ہے - ۷۶ اموات عرصہ مذکور میں ہوئیں - لہذا جن لوگوں نے ٹیکہ نہیں لگوایا انہیں ۱۲½ آدمیوں میں ۱ شخص اور جنہوں نے ٹیکہ لگوایا ہے انہیں ۸۵ اشخاص میں ۱ شخص مرا ہے - یا بحساب فیصدی ٹیکہ نہ لگوانے والوں میں ۸ شخص اور ٹیکہ لگوانے والوں میں ۱.۷ مرے ہیں - ان نتائج سے ظاہر ہے کہ ٹیکہ لگانا مفید ہے اور یہ کہ پیش بندی کا ایک عمدہ طریقہ ہے -

حکیم الامت کے ارشادات

بقیہ خطبہ عید اضحیٰ

وہ علم جو خشیۃ اللہ کا موجب ہوتا ہرگز نہیں رہا۔ رہی نری زباندانی جس پر کوئی یونیورسٹی فخر کر سکتی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ان لوگوں کے کلام ہیں جو شراب خور۔ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ناآشنا تھے۔

عربی زبان کے متعلق مجھ سے لوگوں نے پوچھا ہے اور میں نے بجائے خود بھی غور کیا ہے چار قسم کی زبان ہے اول اللہ کی زبان جو قرآن شریف میں موجود ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اس سے اتر کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبان ان تین قسم کی پاک زبانوں سے پوری محرومی ہے چوتھا درجہ وہی ہے جسکا میں نے ابھی ذکر کیا وہ جاہلیت کے شعرا کی زبان جن کے اخلاق وعادات ایسے تھے کہ ان کا ذکر بھی مجھے اچھا نہیں معلوم دیتا۔

یہ ایک باریک علم ہے جسکی لوگوں کو بہت کم اطلاع ہے زبان اندر ہی اندر انسان کے روحانی اور اخلاقی قویٰ پر ایک زبردست اثر کرتی ہے۔ بہت سی کتابیں اس قسم کی موجود ہیں جنکو پڑھ پڑھ کر دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ فسق وفجور میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا ہے۔ استادوں اور کتابوں کا اثر بہت آہستہ دیرپا ہوتا ہے اسی لئے یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ استادوں کے تقرر اور تعلیمی کتابوں کے انتخاب میں بڑی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ انکا اثر اندر ہی اندر چلتا ہے۔

اب دیکھ لو کہ اللہ کی زبان اس کے کامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صحابہ کرام کی زبان کیطرف مطلق توجہ نہیں کی یونیورسٹی نے اگر کوئی حصہ لیا تو وہ بھی ان لوگوں کا جنکے کلام کا اثر اخلاق اور عادات پر اچھا نہیں پڑ سکتا۔

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ تو سہی کہ تم نے کسقدر روپیہ کس قدر وقت اور محنت اس پر کی؟ جواب یہی ہوگا کہ کچھ نہیں۔ میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ جب انکو کہا گیا کہ قرآن شریف ہی پڑھا کرو۔ تو انہوں نے آخر کہا تو یہی کہا کہ کوئی بہت ہی خوبصورت عمدہ سا قرآن دو۔ اور وہ بھی مفت۔ اللہ اللہ! ناولوں اور انگریزی کتابوں کی خرید میں جسقدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اسکا سواں حصہ بھی قرآن شریف کے لئے خرچ نہیں کر سکتے چاہیئے تو یہ تھا کہ ساری توجہ اسی کی طرف ہوتی مگر ساری چھوڑ ادھوری بھی نہیں مجھے اسوقت ایک متمول کی بات یاد آگئی ہے میں نے اس کو کہا کہ قرآن شریف پڑھو اس نے کہا کہ کوئی اعلیٰ درجہ کا خوبصورت قرآن ہو تو دو۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ!!! یہ شخص اپنے کوٹ پتلون کے لئے تو اس قدر روپیہ خرچ کر سکتا ہے اور نہیں لے سکتا تو قرآن نہیں لے سکتا۔

یہ بناوٹی بات نہیں ہے خود سوچکر دیکھ لو جسقدر جیب خرچ کے واسطے دیتے ہو۔ دین پڑھانے کے لئے اتنا نہیں دیتے ہو۔

توحید کا تذکرہ میں نے اس لئے نہیں کیا کہ مسلمان جو سامنے ہیں کفار نہیں نبوت کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ برہمو نہیں ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے میرے سامنے ہیں۔

انتخاب کا ذکر کیا تھا اسکی ایک ضرورت تھی اس میں بات چل پڑی کہ کیسی ضرورت ہے کہ قرآن کریم کی طرف توجہ دلاؤں۔ دنیا کی لعنت ملامت طعن وتشنیع سب کچھ سنا پھر بھی ٹٹول کر دیکھو کہ خود قرآن دانی قرآن فہمی کے لئے کیا کیا۔ کتنی کوشش کی؟ جواب یہی ہے کہ کچھ بھی نہیں ہرگز نہیں قطعاً نہیں کی۔ حضرت امام نے طاعون کے اشتہار دیئے تم ہی بتاؤ کہ تبدیلی کی تو کیا کی غرض کیسے کیسے مشکلات ہیں رہنمائی کے لئے صرف ایک ہی چیز تھی جس کا نام شفا اور نور ہے۔ اسکو سمجھنے کے لئے آپ نے کیا فکر کی ہے؟ اندرونی یہ آفت اور بیرونی وہ مشکلات

بعض لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہم میں موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے اور کسی کی کیا ضرورت ہے میں کہتا ہوں کہ اس کتاب ہی کو اگر پڑھتے تو یہ سوال ہرگز نہ کرتے کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے۔ ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہ۔

کتاب چاہیئے کتاب کا پڑھنے والا بھی تو ضروری ہے۔ اور اس کے پڑھانے والا ایسا ہو جو مزکی النفس اور مطہر القلب ہو۔ محمد رسول اللہ ایکم نہیں بلکہ سراً وجہراً خرچ کرنے والا امر بالمعروف کرنے والا خود محبوب ہو کر دوسروں کو محبوب بنانے والا۔

اسی طرح کتاب اللہ سکھ دینے والی ہے مگر اس کے لئے مزکی معلم کی ضرورت ہے بدون اس کے وہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہ ضرورت ہے مامور من اللہ کی۔

میں بھی اپنی جگہ درس دے لیا کرتا ہوں اور گھر میں اور باہر آکر بھی قرآن پڑھتا رہتا ہوں مگر کیا مزکی ہوں؟ نہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔ تاکہ میں اپنے عمل درآمد کے رنگ میں دوسرے کو دکھا سکوں۔ مسیح مر گئے مسیح مر گئے حضرت اقدس نے اس مسئلہ کی انتہا کر دی اور قرآن شریف سے اس کو ایسا ثابت کر دیا کہ اب دوسرا کیا لکھے گا اور کیا لکھے گا۔ روایت کشتی میں مرزا

خدا بخش صاحب نے حد کر دی ہے میں سوچنے لگا کہ مجھے کوئی نئی دلیل اس کے متعلق سمجھ میں آ سکتی ہے۔ قرآن کو اٹھاتے ہی یہ بات ذہن میں آئی ان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم ـــــ قال لہ کن فیکون جہاں جہاں اسکو دیکھا تو مردوں ہی کے جی اُٹھنے پر آیا ہے۔

پھر آدم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کی وفات کا تذکرہ نہیں مگر مسیح کی وفات کا تذکرہ ہے پھر مشکلات ہیں تو کیا ہیں جواب ہر دو ہی اندرونی اور بیرونی مشکلات جو ابھی کہہ چکا ہوں کل بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا کہ ایسا نہو عید تجھکو پڑھانی پڑے جیسے مجددوں کی ضرورت ہے اس لئے عید کے متعلق تیرے دل میں نئی نئی بات کیا آتی ہے۔ اسی دہن میں کبھی فقہ کی کتابیں پڑہتا کبھی احادیث کو دیکھتا کبھی مختصرات پر نظر کرتا آخر میرے جی میں آیا کہ ان لوگوں کی کتابوں کو دیکھوں جو اخلاق اور ضروریات کو بیان کر سکتے ہیں اس مطلب کے لئے مینے ایک کتاب لی ۲۴ صفحوں میں اور وہ بھی بہت باریک سطروں میں عید کا ذکر تہا۔ میں اسے پڑہنے لگا تو دیکھا کہ لمبے مباحثات ہیں جنکا کچھ پتہ نہ چلتا تہا آخر میں نے کہا کہ چہوڑ دوں پھر کہا شاید کچھ آگے لکھا ہو۔ اسی طرح پر ساری کتاب کو ختم کیا۔ آخر مجھے افسوس ہی ہوا۔ کہ کس قدر وقت ضایع کیا لیکن میری نیت چونکہ بخیر تہی اس لئے وہ افسوس جاتا رہا۔ لیکن مجھے یہ حیران کر دینے والا خیال پیدا ہوا کہ کس قدر مشکلات اس ایک عید کے معاملے میں ہیں کوئی کہتا ہے کہ کس وقت نماز پڑہی جاوے ایک رمحہ سورج نکل آیا ہو کس وقت اس عشرہ میں تحمید تکبیر۔ تقدیس تسبیح اللہ کو پسند ہے اور ہر وقت خدا کی یاد کی جاوے پھر یہ کہ دو رکعت نماز پڑہ لو۔ پھر بحث شروع کی کہ فرض عین ہے یا نہیں مستحب ہے یا کیا تکبیریں کتنی پڑہنی چاہئیں وغیرہ کپڑوں۔ خطبوں کے متعلق کیا احکام ہے غرض ایک لمبا سلسلہ تہا مجھے اس پر غور کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ وہ مقدس دین جسکو اللہ تعالٰے نے بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو پہونچایا اسکا خلاصہ تو یہ تہا کہ اللہ تعالٰی پر ایمان ہو ملائکہ پر ایمان ہو اس کے رسولوں پر ایمان ہو۔ اسکی کتابوں پر ایمان ہو۔ تقدیر پر ایمان ہو۔ ختم نبوت اور قیامت پر ایمان ہو۔ اور ضرورت ہے کہ اس میں کچھ بھی کمی بیشی نہو لیکن یہ ایذا دینے کی ہی بات تہی جو ۲۴ صفحے لکھدئے اب اس کے حل کرنے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیئے۔

ایک شیعہ نے مجھے خط لکھا کہ تم جو دین کی طرف متوجہ ہو یہ تو بتاؤ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے دلایل جو آجتک سُنیوں نے دئے ہیں کیا ہیں اور ان پر شیعوں نے جو اعتراض کئے ہیں اور پھر انکا جو جواب سنیوں نے دیا ہے اور ان سب پر اپنا فیصلہ لکھدو تم سمجھ سکتے ہو کہ ساڑھے تیرہ سو برس کا جھگڑا اور پھر خوارج بھی ساتھ۔ اعتراض اور جرح الگ ان سب پر نظر۔ لکھنا آسان بات نہ تہی۔ مینے کہا مولی کریم تو نے اپنے فضل و کرم سے ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے کہ حکم عدل تو موجود ہی ہے کوئی راہ اس کے پر تو سے کھول دے۔ آخر میں نے یہ لکھدیا کہ ہمارا انتخاب آخر غلط ہوتا ہے اس کو معزول کرنا پڑتا ہے زندگی اور موت ہی ہمارے اختیار میں میں نہیں ہے ممکن ہے کہ ایک کو منتخب کریں اور رات کو اسکی جان نکل جاوے میرے استاد کہتے تھے سعادت علی خان نے لئی کروڑ روپیہ ہند کے واسطے انگریزوں کو دیا کہ اسنے دیدیں کہتے ہیں جب عمل درآمد کے لئے کاغذ پہونچے تو رات کو جان نکل گئی یہ مشکلات ہیں جو ہمارے انتخاب درست نہیں ہو سکتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعد اللہ الذین آمنوا منکم الا یہ خدا ہی کا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے۔ پس کسی دلیل کی حاجت نہیں تم سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم نے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہوئی خدا نے جسکو بنانا تہا اسکو بنا دیا۔ (باقی آئندہ)

اطلاع

متعلق ووڈمنز ڈولنڈا

بجواب استفسار متعلقہ ووڈمنز ڈولنڈا برنٹ فورڈ لنڈن جسکے اشتہار مختلف ہندوستانی دیسی زبانوں کے اخبارات میں شایع ہوئے ہیں سکاٹلنڈ یارڈ کے حکام پولیس حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

یہ کاروبار ایک شخص مسمی جے۔ ایچ نکلسن کے ہاتھ میں ہے۔ نامبردہ کے متعلق بہت سی شکایتیں میٹروپولٹین پولس (پولس دار الخلافہ) کے پاس پہونچی ہیں لیکن بباعث مختلف وجوہات اُس کے برخلاف فوجداری کاروائی نہیں ہو سکی۔ شخص مذکور کا شکار بالخصوص وہ لوگ ہیں جو غیر ممالک میں سکونت پذیر ہیں۔ میری رائے میں مناسب ہوگا کہ موجودہ صورت میں اُن اخبارات کے ایڈیٹران کو جو اشتہارات مذکور شایع کرتے ہیں اس امر کی اطلاع کر دی جائے۔

مذکورہ بالا اطلاع عام کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔

دستخط

فقیر سید افتخار الدین میر منشی گورنمنٹ پنجاب

کیا ہمارے مخالف الرائے علماء بدزبانی نہیں چھوڑ سکتے؟

ای قوم من بگفته مت تنگدل مباش
زاول چنین مجوش بہ بین تا بہ آخرم

یہ امر پبلک پر بخوبی روشن ہوچکا ہے کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کو "الصلح خیر" کے عنوان سے ایک اشتہار بایں مراد شایع کیا تھا کہ ہمارے مخالف الرائے علماء اپنی زبانوں کو بدگوئی اور سخت کلامی سے روک لیں۔ امید کی جاتی تھی کہ علماء کا گروہ جو اپنے آپ کو خادم دین اور مصلح قوم سمجھتا ہے اس اشتہار پر نہایت فراخدلی اور وسیع الاخلاقی کے ساتھ آگے بڑھ کر اپنی سعادت مندی اور تقویٰ شعاری کا ثبوت دیگا۔ اور ملک کے ہر حصہ سے اس قسم کے اشتہار شایع ہوں گے جن میں یہ لوگ آیندہ کے لیئے اپنی زبانوں اور قلموں کو اعتدال پر لانے کا سچا عہد کر لیں گے۔ مگر ہم نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ خلاف امید علماء نے اس بہترین طریق مصالحت پر التفات نہیں کیا۔ ہاں امرتسر سے ایک اشتہار شایع کیا گیا ہے جس پر امرتسر کے کسی نامی مولوی کے دستخط نہیں ہیں اور جب [illegible] اشتہار شایع کیا ہے دستخط کرنے والوں نے [illegible]

[illegible]

اس قابل نہیں ہے کہ ہم [illegible] مگر اس سے پیشتر ہم علماء سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ اے ہمارے مخالف الرائے مولوی صاحبان [illegible] نشینان وغیرہ وغیرہ آپ کی اس خاموشی کو ہم کس پر محمول کریں؟ کیا اس پر کہ آپ لوگوں کی حکومت اپنے قلم اور زبان پر نہیں ہے؟ اور آپ بدگوئی اور سخت کلامی سے محترز نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ سمجھیں کہ آپ آیندہ کے لیئے ہم سے صلح کا عہد باندھتے ہیں؟ یہ عقدہ تو اسوقت تک نہ کھلے گا جب تک آپ اپنی مہر سکوت کو نہ توڑیں گے۔

اب ہم مختصراً اس اشتہار پر ریویو کرتے ہیں جو منشی غلام احمد امرتسری کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس اشتہار کو ہم علماء کا جواب قرار نہیں دیتے اس لیئے کہ کم از کم امرتسر کے ان علماء کے تو اس پر دستخط ہوتے جو عام طور پر علماء قرار دیئے جاتے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ ہیں یا نہیں مثلاً مولوی احمد اللہ صاحب مولوی عبد الجبار غزنوی [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible] دستخط نہیں [illegible] اور ایسا ہی مولوی رسل بابا [illegible] دستخط نہیں [illegible]

[illegible]

اس اشتہار [illegible] طریق اختیار کیا [illegible]

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بدزبانی کی ابتدا کا الزام لگانا دیانت داری

[illegible] کاش دل لوگوں [illegible] مولوی محمد حسین بٹالوی [illegible] مضامین اشاعۃ السنہ میں [illegible] عدالت نے [illegible] سخت تنفر ظاہر کیا اس قسم کے مضامین کبھی حضرت اقدس کی طرف سے یا آپ کے مریدوں میں سے کسی نے شایع کئے ہرگز نہیں۔

پھر اس شرط کا پیش کرنا کہ ہم مرزا جی کو (معاذ اللہ) کذاب یا دجال سمجھتے ہیں اس واقعی بات کا اظہار کس طرح کریں سخت دل آزار بات ہے الصلح خیر میں یہ بات لکھدی گئی تھی کہ سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے مگر یہ کہنا اس بیان میں داخل نہ ہوگا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی ہے یا مخطی ہے سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔ ان کلمات کے روکنے ہی کے لیئے تو الصلح خیر کا اشتہار جاری کیا جاتا ہے ورنہ اس سے بڑھ کر اور کونسے الفاظ ہیں جو تم بول سکتے ہو قانون خود اسکی تدبیر کیلے گا۔ یہ کام گورنمنٹ کے انتظام میں داخل ہے کہ وہ فحش [illegible] سے منع کرے اس کے لیئے تو کسی عہد نامہ کی بھی ضرورت نہیں مگر اگر ان الفاظ کو تم نہیں چھوڑ سکتے تو اور تم سے کیا امید ہو سکتی ہے خود حضرت اقدس نے الصلح خیر میں [illegible] دیا ہے کہ اظہار اخلاق کا وقت تو یہی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ احمدی فرقہ دنیا کے کروڑوں انسانوں میں پھیل جاوے گا۔

اور پھر دوسری شرط یہ پیش کی ہے کہ پچھلی کتابوں کو جلا دیا جاوے اور انہیں سے انجام آتھم کا نام بھی لیا ہے یہ کس قدر تقویٰ کے خلاف بات ہے کہ حضرت اقدس کی کتب کا تو نام لے دیا مگر اپنی طرف سے کسی کتاب یا اشتہار کا نام تک نہیں لیا۔ اگر انصاف پر دھیان [illegible]

خوف ہوتا تو کم از کم جعفر زٹلی کے اشتہاروں میاں غلام احمد کے اشتہارات اور مولوی محمد حسین صاحب کے رسالجات اشاعۃ السنہ اور کفرنامہ ہونہار نومسلم سعد اللہ کے گندے رسالجات کے چلانے کا بھی ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی گالی ایسی نہیں ہے جو ان اشتہارات و رسالجات میں نہیں دی گئی ہم کہتے ہیں گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط پچھلی باتوں کو چھوڑو۔ آگے ہی کے لئے انتظام کرو اور حتی وعدہ تہذیب اور شایستگی کا کرو۔

پھر یہ بھی کہا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جو کبھی متنازعہ فیہ تحریر کی نسبت مہذب یا غیر مہذب ہونے کا فیصلہ دے۔ ہماری رائے میں یہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اسکی ضرورت ہی کیا ہے کیا آپ لوگوں کا منشا یہی ہے کہ آپ بد تہذیبی کریں۔ اور جب آپ بد تہذیبی چھوڑنے کے لئے سچے دل سے مستعد ہو جائیں گے پھر اس خیال یا وہم کا تو شائبہ بھی نہیں رہ سکتا۔

آخر میں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک نیت پر یہ کہہ کر حملہ کیا ہے کہ "مرزا کی نیت بخیر نہیں" یہ حملہ ایک متقی اور خوف الٰہی سے لرزاں عالم کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی کی نیت پر مجرمانہ حملہ کریں اور بدظنی کرکے قرآن کریم کے اس حکم کو توڑیں کہ مومنوں کو آپس میں نیک گمان کرنا چاہئے۔ آپ کی حسن ظنی کا تو یہ منشا رہونا چاہئے تھا کہ آپ بلا چون و چرا مان لیتے مگر افسوس ہے کہ حسن ظن ہی تو نہیں رہا

یہ بات کہدینا کہ یہ فرقہ بھی ایک دن مٹ جائے گا
نری منہ کی لاف گزاف ہے۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ نور اللہ تو کامل ہوکر رہے گا کسی کے کہنے سے مٹ چکا! ہلاکت اور زندگی اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اور اسکا معیار یہ ہے کہ

لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ

یعنے ہلاک تو وہی ہوتا ہے جو بینہ سے ہلاک ہو اور زندگی بھی وہی پاتا ہے جو بینہ سے زندہ ہو پس آپ لوگ غور کرکے دیکھ لیں کہ نیست و نابود ہونے کے کس کے آثار ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ باطل اپنی نحوستوں سمیت اب بھاگ جاوے گا۔ کیونکہ بینہ کے ذریعہ سے حجت پوری ہو چکی ہے قرآن شریف مستقل طور پر حضرت اقدس کے دعاوی کی تائید سے بھرا پڑا ہے ارضی اور سماوی نشانات آپکی تصدیق کر رہے ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی بتا رہی ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے آپ لوگوں کے پاس اگر کوئی دلیل قوی ہوتی تو اسے پیش کرتے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق نہ بنتے اگر حجت اور برہان ہوتی سچائی کا نور ہوتا تو گالیوں کا کیا کام تھا بد تہذیبی اور سخت کلامی سے وہی کام لیتا ہے جس کے پاس دانشمندی اور ہدایت کی بات نہ ہو کیا خوب کہا ہے سعدی نے

چو حجت نماند جفاجوئے را
بہ پیکار آخر کشد روئے را

غرض احمدی قوم کے مٹ جانے یا بڑھ جانے کا تو آپ فکر ہی نہ کریں یہ تو آپ کے کہنے سے رک ہی نہیں سکتی اسکا زیادہ صحیح اندازہ کرانا ہو تو ہر سال گورنمنٹ سے مردم شماری کرا لیا کرو۔ تاکہ پتہ لگتا جاوے کہ بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے۔ اور نہیں تو الحکم کے کالم بیعت ہی کا مطالعہ کر لیا کرو۔

باقی باتیں کہ ملوک اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور یہ خیالی منصوبے ہیں اسکا ہم کو کچھ افسوس اور رنج نہیں ہے ابتداً ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ مکہ والے کب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو مانتے تھے۔ یہی تو بات ہے کہ تم لوگ ایک بھی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو۔

بالآخر ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ افسوس ان علماء نے اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی بدتہذیبی اور سخت کلامی تو بجائے خود ایک ایسا امر ہے کہ اخلاق اجازت نہیں دیتا کہ اسکو اختیار کیا جاوے ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے جراً اختیار کیا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

آخر میں ہم ان لوگوں کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے مخاطب کرکے جواب پوچھتے ہیں۔

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہوگے ضد و تعصب میں ڈوبتے؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کروگے رد جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب؟
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

کیا آپ نے اب تک شمس بازغہ نہیں پڑھی ہے؟ اگر نہیں تو ضرور پڑھیئے۔ آپ کو پیر گولڑوی کی حقیقت معلوم ہو جاویگی اور حضرت اقدس پر اعتراضوں کے جوابات کا علم آئیگا۔ صرف عہ بلا محصول ڈاک پر۔

مذہبی دنیا

غلامان مسیح۔ سائبیریا میں اس نام کا ایک عجیب مسیحی فرقہ ہے وہ زمین کو ہموار اور مسطح مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تین مچھلیوں کے سر پر قائم ہے۔ ریلوے۔ ٹیلگراف اور ٹیلیفون کو **دجالی** صفات قرار دیتے ہیں جب کوئی مرجاتا ہے پادری اس کے سرہانے کہتا ہے کہ آتش کا دریا مغرب سے مشرق کو یہ نکلا ہے۔ وغیرہ وغیرہ پھر اس کے کان میں یہ کہہ کر کہ تم بہت سے خط اٹھاؤ اور صبر کو ہلا کر دفن کے لئے لے جاتے ہیں۔

تثلیث کا لطیفہ

پادری۔ خدا تین ہیں باپ بیٹا روح القدس

ایک۔ نہیں جناب دو کیونکہ بیٹا تو مارا گیا باقی روح القدس اور باپ ہی رہ گئے۔

دوسرا۔ نہیں جناب ایک ہی ہے۔ کیونکہ روح القدس کبوتر کی شکل میں بیٹے پر اترا۔ اور بیٹا مارا گیا تو گویا بیٹا اور روح القدس مارے گئے۔ باقی ایک باپ ہی رہا۔

تیسرا۔ نہیں صاحب۔ تثلیث مان کر ایک بھی نہیں رہتا اس لئے کہ باپ بیٹا روح القدس متحد فی الذات مانے گئے ہیں جب بیٹا مارا گیا تو سب ہی کا کام تمام ہوا۔

نیوگ کا اشتہار۔ آریوں کو نصیحت

بحوالہ سناتن دھرم گزٹ معلوم ہوا ہے کہ مراد آباد کے اخبار آریہ مترمورخہ ۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک عجیب اشتہار شایع ہوا ہے اشتہار دینے والے مہاشے مسمی جینی لال گپت ضلع بلند شہر کے ہیں اور وہ اشتہار میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔

میں کسی ایسی عورت سے نیوگ کرنا چاہتا ہوں جسکی عمر ۱۶ اور ۲۰ برس کے درمیان ہو خاندانی اور لایق بھی ہو اگر وال دیش میری عمر ۲۷ برس کے لگ بھگ ہے۔

ویدک تہذیب کے لئے یہ اشتہار کافی ہے اس سے پیشتر **کالو رام** کا اشتہار ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ لیکن بھئی دیانندیو یہ کیا بات ہے۔ اس نیوگی نے تو کوئی وجہ بھی نیوگ کی نہیں لکھی۔ اور نہ کنواری یا بیوہ یا نامرد مرد کی بیوی وغیرہ کسی قسم کی تشریح ہے۔

شاید اصل اشتہار میں ہو۔ کیا دیانندی پنتھ کی کوئی خاندانی اور لایق استری ویدک آگیا پالن کرنے کو طیار ہو گی؟ اور اسکے رشتہ دار اسکو خلاف شرم وحیا نہ سمجھیں گے؟

افسوس۔

مہدی سومالی کی بھی قلعی کھل گئی۔

یوگنڈا مہدی کا جو حشر ہوا ہمارے ناظرین اسے پڑھ چکے اب سومالی مہدی کی ملمع سازی بھی طشت از بام ہو گئی ہے سومالی مہدی کی نسبت فرانسیسی اخباروں نے غلط اور متعصبانہ مضامین شائع کر کے درپردہ اسلام پر حملہ کیا تھا۔ اور لوگوں کو دھوکے میں ڈالدیا تھا۔

مصری روزانہ اخبار اللورسے معلوم ہوا کہ یہ شخص دراصل مسلمان نہیں ہے وہ آسٹریا فوج کا ایک سپہ سالار ہے جس کا نام تھا کارل ریجر افریقی علاقہ میں جاکر اس نے عربی زبان سیکھی اور دعوے کرنے لگا کہ ماں کی جہت سے ترکی اور باپ کی طرف سے عربی ہوں بظاہر ورد و وظایف اور صوم وصلوٰۃ کو اختیار کر کے چند مسلمانوں کو اپنا فریفتہ کر لیا اور جنوبی جہت میں جاکر پہاڑ کے جاہلوں کو بہکانے لگا کہ میں مہدی موعود ہوں یہانتک کہ اسی ہزار آدمی اسکے ساتھ ہو گئے اور نجاشی کے ساتھ مقابلے بھی ہوتے رہے۔ اب ثابت ہوا کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے ایک فتنہ پرداز مکار ہے۔ دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ امر حق مشتبہ نہیں ہونے دیتا۔ مہدی موعود حضرت حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کی صداقت کیسے زور سے ثابت ہوتی ہے کہ ہر کاذب مدعی کی حقیقت معاً کھلتی جاتی ہے تعجب ہے اس پر بھی دنیا نہیں دیکھتی۔

انسانوں کو زندہ درگور کرنا۔

چند سال گذرے ہیں کہ روس میں ایک ایسے مذہبی فرقہ کا پتہ ملا تھا۔ جسکے ممبر زندہ دفن کئے جاتے تھے۔ اس فرقہ کا نام بجیگنی تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اس فرقہ کے سرگروہ کوالیوسکی اور اس کے مرید و نیز ستغاثہ دائر کیا گیا تھا۔ مگر ان دنوں یہ راز نہیں کھلا تھا کہ اس فرقہ کی اصلیت کیا ہے۔ صرف اسقدر معلوم ہوا تھا کہ اس فرقہ کے ممبر آزادی سے اپنی جانیں دیتے ہیں اس مقدمہ میں ملزم پر یہ الزام عاید کیا گیا تھا کہ اس نے بیس آدمی ہلاک کئے تھے۔ بلکہ زندہ دفن کر دئے تھے۔ کوالیوسکی اس جرم میں قید کیا گیا تھا۔ حال میں قصبہ ٹیراسپول واقعہ جنوبی روس میں بجیگنی کے مکانات کے قریب اور زندہ دفن کئے ہوئے آدمیوں کی اٹھائیس لاشیں برآمد ہوئی ہیں جنکے ساتھ بجیگنی کی مقدس تحریریں اور تصویریں شامل ہیں۔ یہ اس فرقہ کے مذہبی اسرار سمجھنے کیواسطے مذہبی پیشواؤں کے حوالہ کی گئی ہیں اور کوالیوسکی جسنے اُسوقت بیان کیا تھا کہ میں نے ان آدمیوں کو دنیا کیواسطے

مختلف واقعات

عمدہ نظیر - حیدرآباد دکن میں طبابت پیشہ لوگوں کے متعلق ایک ضروری قانون پاس کیا گیا ہے جسکی تمام اخبارات ہند عرصہ دراز سے تحریک کر رہے تھے بیدار مغز حکام حیدرآباد نے ایک قابل تقلید نظیر قایم کی ہے۔ اس قانون کے رو سے حکم ہے کہ کوئی شخص محکمہ عالیہ معتمدی سرکار سے سند حاصل کرنے کی بغیر نہ تو طبابت ہی کر سکے گا۔ اور نہ ادویہ فروخت کرنے کا مجاز ہوگا طبابت پیشہ کو اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کیواسطے پانسو روپیہ جرمانہ اور عطار کو دوسو روپیہ جرمانہ کیا جائے گا۔

انگلستان میں نیا خطرہ - انگلستان کے مشہور ڈاکٹر پیٹرسن کہتے ہیں کہ اہل انگلستان کو اپنے دماغوں کا علاج کرنا چاہیئے۔ انکی دماغی قوت بہت کمزور ہوگئی ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ اہل انگلستان کمزور دماغ قوموں کے ساتھ شادی کر لیتے ہیں۔ اس لئے کمزور دماغ نسلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ممالک مفتوحہ میں نوجوان انگریز وہاں کی دیسی عورتوں کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتے ہیں جنہیں دماغی قوت کا کوئی تناسب نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال کوئی نیا نہیں ہے۔ اہل ہنود اور اہل اسلام میں پہلے ہی سے ایک محدود دائرہ کے اندر شادیاں کرنیکا دستور صدیوں سے چلا آتا ہے۔

رسم تاج پوشی - شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی رسم تاج پوشی سال آیندہ میں ماہ جون ہوگی۔ جس کے واسطے بہت عرصہ پہلے تیاریاں شروع ہو جائیں گی۔ انکا اہتمام ارل مارشل دابرنش صاحب بہادر اور مسٹر چیمبرلین صاحب کو تفویض ہوگا۔ اس ساعت سعید میں کئی شاہان یورپ و انڈیا۔ اور رئیس والیان ریاستہا ہند لندن میں رونق افروز ہونگی۔

والدین محتاط رہیں - ڈاکٹر ھال صاحب انسپکٹر جنرل ہسپتالات کی ایک چٹھی اخبار پایونیر میں شایع ہوئی ہے جس میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ کئی سٹیشنوں پر ایسی کھلونے بکتے ہیں جن پر زہریلے رنگ لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور وہ ذرا سی نم پہونچنے سے کھلونے سے اترنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے بچوں کے والدینوں کو لازم ہے کہ وہ اس قسم کی زہریلی اشیاء کبھی اپنے بچوں کے ہاتھوں میں آنے کا موقع نہ دیں۔ والدینوں کو سمجھانے سے بہتر ہے کہ گورنمنٹ ایسی اشیاء کی فروخت حکماً بند کر دے۔

پرانے انصاف کی نظیر - جاپان میں دو ایسی عورتیں ایک بچہ کی نسبت دعویدار ہوئیں۔ جو بلحاظ ایسی سچی معلوم ہوتی تھیں کہ حاکم کو ایک یا دوسری کے حق میں فیصلہ دینا دشوار ہو گیا۔ آخرکار حاکم نے اپنی بیوی سے جو مشہور دانشمند تھی مشورہ لیا۔ بیوی نے جھٹ ایک زندہ مچھلی منگا کر لڑکے کو اندر بلوا کر اسکے کپڑے مچھلی کے گرد لپیٹ دیئے اور نوکر کو حکم دیا کہ دونو دعویدار عورتوں کے روبرو اس کو دریا میں پھینک دو۔ جسکے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی جب مچھلی کپڑوں کو اتارنے کے واسطے تڑپی تو ایک عورت بچہ کو نکالنے کے واسطے دریا میں کود پڑی ملازموں نے جھٹ اس عورت کو پانی سے نکال لیا۔ اور حاکم کی بیوی کے پیش کیا۔ اسنے بچہ کو عمدہ کپڑے پہنا کر اسکی ماں کے حوالہ کر دیا۔ اور دوسری عورت نادم ہو کر راہی ہوئی۔

برقی طاقت - سے کام ہندوستان کی تمام جنگی بارکوں میں برقی روشنی کی جائیگی۔ اور نیز [illegible] پنکھے بھی برقی طاقت سے [illegible] تاکہ پنکھا قلیوں کی ہلاکت کے مقدمات میں اضافہ ہو۔

بغاوت - سنا گیا ہے کہ جنوبی افریقن رجمنٹ کے تین سو سپاہی باغی ہوئے ہیں اس آتش فساد کو فرو کرنے کے لئے فوج کو روانہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس ملک کے موجودہ سپاہی میعاد معہودہ کے ختم ہونے پر وہاں سے تبدیل نہیں کئے گئے تھے۔

افسوس ہے - شمال ومغربی صوبجات کے چھ اضلاع میں استادہ فصل کو ژالہ باری۔ مینہ اور زنگ سے بہت بھاری نقصان پہونچا ہے۔

کمی محصول - بعض اخبارات لکھتے ہیں کہ سررشتہ ڈاکخانجات ہند میں پارسلوں کے محصول میں کمی ہونیوالی ہے۔ جس سے اس محکمہ کی آیندہ سالانہ آمدنی میں قریباً چھ لاکھ کی ہوگی۔

برف کی طاقت - دو انچ برف کی تہ کے اوپر سے پیدل فوج اور چار انچ موٹی برف کی تہ کے اوپر سے سوار۔ اور سبک توپیں۔ اور چھ انچ موٹی تہ کے اوپر سے [illegible] پونڈ گولہ والی توپیں اور آٹھ انچ موٹی تہ کے اوپر سے [illegible] کی باقاعدہ گاڑیاں گھوڑوں سمیت گذر سکتی ہیں۔ اور [illegible] انچ موٹی تہ سے بڑی [illegible] گذر سکتا ہے۔ اور دو فیٹ کی تہ پر سنگین مال سے لدی ہوئی گاڑیاں جا سکتی ہیں۔

خوف ہوتا تو کم از کم جعفر زٹلی کے اشتہاروں میاں غلام احمد کے اشتہارات اور مولوی محمد حسین صاحب کے رسالجات اشاعۃ السنہ اور کفرنامہ ہوونانوی نو مسلم سعد اللہ کے گندے رسالجات کے جلانے کا ہی ذکر کیا جاتا- کیونکہ کوئی گالی ایسی نہیں ہے جو ان اشتہارات و رسالجات میں نہیں دی گئی ہم کہتے ہیں گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط پچھلی باتوں کو چھوڑو- آگے ہی کے لئے انتظام کرو اور حتی دعدہ تہذیب اور شایستگی کا کرو-

پھر یہ بھی کہا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جو کبھی متنازعہ فیہ تحریر کی نسبت مہذب یا غیر مہذب ہونے کا فیصلہ دے- ہماری رائے میں یہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اسکی ضرورت ہی کیا ہے کیا آپ لوگوں کا منشا یہی ہے کہ آپ بد تہذیبی کریں- اور جب آپ بد تہذیبی چھوڑنے کے لئے سچے دل سے مستعد ہو جائیں گے پھر اس خیال یا وہم کا تو شائبہ بھی نہیں رہ سکتا-

آخر میں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک نیت پر یہ کہہ کر حملہ کیا ہے کہ "مرزا کی نیت بخیر نہیں" یہ حملہ ایک متقی اور خوف الہی سے لرزاں عالم کے منہ سے نہیں نکل سکتا- ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی کی نیت پر مجرمانہ حملہ کریں اور بدظنی کرکے قرآن کریم کے اس حکم کو توڑیں کہ مومنوں کو آپس میں نیک گمان کرنا چاہیئے- آپ کی حسن ظنی کا تو یہ منشا ہونا چاہیئے تھا کہ آپ بلا چون و چرا مان لیتے مگر افسوس ہے کہ حسن ظن ہی تو نہیں رہا

یہ بات کہدینا کہ یہ فرقہ بھی ایک دن مٹ جائے گا نری منہ کی لاف گزاف ہے-

یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون- یہ نور اللہ تو کامل ہوکر رہے گا کسی کے کہنے سے مٹ چکا! ہلاکت اور زندگی اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اور اسکا معیار یہ ہے کہ

لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیٰ من حیّ عن بینۃ

یعنے ہلاک تو وہی ہوتا ہے جو بینہ سے ہلاک ہو اور زندگی بھی وہی پاتا ہے جو بینہ سے زندہ ہو پس آپ لوگ غور کرکے دیکھ لیں کہ نیست و نابود ہونے کے کس کے آثار ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ باطل اپنی نحوستوں سمیت اب بھاگ جاوے گا- کیونکہ بینہ کے ذریعہ سے حجت پوری ہو چکی ہے قرآن شریف مستقل طور پر حضرت اقدس کے دعاوی کی تائید سے بھرا پڑا ہے ارضی اور سماوی نشانات آپکی تصدیق کر رہے ہیں- جماعت کی روز افزوں ترقی بتا رہی ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے آپ لوگوں کے پاس اگر کوئی دلیل قوی ہوتی تو اُسے پیش کرتے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق نہ بنتے اگر حجت اور برہان ہوتی سچائی کا نور ہوتا تو گالیوں کا کیا کام تھا بد تہذیبی اور سخت کلامی سے وہی کام لیتا ہے جس کے پاس دانشمندی اور ہدایت کی بات نہو کیا خوب کہا ہے سعدی نے

چو حجت نماند جفا جوے را
بہ پیکار آخر کشد روئے را

غرض احمدی قوم کے مٹ جانے یا بڑھ جانے کا تو آپ فکر ہی نکریں یہ تو آپ کے کہنے سے رک ہی نہیں سکتی اسکا زیادہ صحیح اندازہ کرانا ہو تو ہر سال گورنمنٹ سے مردم شماری کرالیا کرو- تاکہ پتہ لگتا جاوے کہ بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے- اور نہیں تو الحکم کے کالم بیعت ہی کا مطالعہ کر لیا کرو-

باقی باتیں کہ ملوک اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور یہ خیالی منصوبے ہیں اسکا ہم کو کچھ افسوس اور رنج نہیں ہے ابتداً ایسا ہی کہا کرتے ہیں- مکہ والے کب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو مانتے تھے- یہی تو بات ہے کہ تم لوگ ایک بھی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو-

بالآخر ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ افسوس ان علماء نے اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی بد تہذیبی اور سخت کلامی تو بجائے خود ایک ایسا امر ہے کہ اخلاق اجازت نہیں دیتا کہ اسکو اختیار کیا جاوے ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے جوابًا اختیار کیا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ ہے-

آخر میں ہم ان لوگوں کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے مخاطب کرکے جواب پوچھتے ہیں-

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

کیا آپنے ابتک شمس بازغہ نہیں پڑھی ہے؟ اگر نہیں تو ضرور پڑھیئے- آپ کو پیر گولڑوی کی حقیقت معلوم ہو جائیگی اور حضرت اقدس پر اعتراضوں کے جوابات کا علم آئیگا- صرف عمہ بلا محصول ڈاک پر..

بقیہ مضمون ایڈریس

نمبر ۸۔ ممباسہ میں جو علمائے عرب ہیں ان کو عربی کتب مؤلفہ حضرت اقدس دکھائی گئیں اور حسب استعداد اہل زبان میں مختلف مسائل بیان کئے گئے مگر چونکہ کسی کو ہم میں سے زبان کی کامل مہارت نہ تھی اس لئے اصل حق اشاعت پورے طور پر ادا نہ ہوا۔

ممباسہ میں جو کرسچین مشنری سوسائٹیاں ہیں اور جو بشپ وغیرہ یہاں رہتے ہیں ان سے بھی انگریزی میں گفتگوئیں ہوئیں اور حضرت مسیح موعود کی بعثت اور اسرائیلی مسیح کی وفات کی خبر ابلاغ کی گئی۔

حضرت اقدس نے ایک انگریزی اشتہار اپنے سلسلہ اور خدام کے وغیرہ کے بارہ میں گورنمنٹ ہند کو پیش کیا تھا اس کی نقل یہاں کے انگریزی اخبار **یوگنڈا میل** میں دے گئے اور اس طرح افریقہ میں انگریزی دنیا کو مسیح موعود کی اطلاع دی گئی۔

ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور راقم الحروف نے اپنے اپنے جہازی سفروں میں بذریعہ کتب و کلام وغیرہ مسافران جہاز کو جو کہ مختلف بلاد و امصار کے تھے تبلیغ کی۔

نمبر ۹ ہفتہ وار جلسہ کلنڈنی ہسپتال میں زیر اہتمام ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہوتا رہا جس میں قرآن کریم سنایا جاتا اور حضرت اقدس کی تصنیفات پڑھی جاتیں اور مسئلہ حیات و وفات مسیح کے مضامین کے متعلق تقریریں ہوتی رہتیں۔

ہم افسوس سے بیان کرتے ہیں کہ جب سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب نیروبی تشریف لائے ہیں یہ اہتمام ٹوٹ گیا ہے امید ہے کہ دیگر ممبران اس شاخ تبلیغ کی طرف توجہ کریں گے۔

حضرت اقدس کی مقدس تصانیف بندرگاہ ممباسہ سے لے کر اہل ہند تک ہمیشہ اشاعت پاتی رہیں اور مختلف طبائع پر اپنا اثر کرتی رہیں۔

نمبر ۱۰۔ اس عرصہ میں تخمیناً ۵۰ اشخاص سے زیادہ حضرت مسیح موعود ؑ کی بیعت سے مشرف ہوئے جن کے اسمائے گرامی ہم اس مضمون کے اختتام پر درج کریں گے اور علاوہ اس کے ایک کثیر تعداد مردمان کو حضرت اقدس سے ایک خاص عقیدت ہو گئی اور نوجوان فلسفی مزاج اہل اسلام کو اس جماعت کے ممبروں سے واسطہ اتحاد بڑھتا جاتا ہے۔

چند ایک اشخاص نو داخل شدہ ممبران کو بوجہ کمزوری طبع اور نہ میسر ہونے صحبت مخلصان کے لغزش بھی ہوئی اور بیعت میں داخل ہونے کے بعد انھوں نے اس رشتہ کو توڑا مگر پھر جب ان کو اس جماعت پر گذرنے کا اتفاق ہوا تو انھوں نے اپنی اس لغزش پر سخت ندامت کی اور بعض نے رجوع بھی کیا۔ خدا تعالیٰ انکو استقامت عطا کرے۔

نمبر ۱۱۔ آج تک تخمیناً چھ ہزار سے زیادہ روپیہ افریقہ کی جماعت کی طرف سے اشاعت سلسلہ۔ محکمہ تعلیم۔ عمارات و فنڈ مساکین وغیرہ میں مختلف طور پر قادیان کی طرف روانہ کیا جا چکا ہے اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہیں جو کہ خاص افریقہ میں اشاعت سلسلہ کے متعلق کئے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ کوئی باقاعدہ رجسٹر نہیں رکھا گیا جس میں پورے طور پر تعداد روپیہ اور دیگر کارروائی سلسلہ کی رکھی جاتی مگر انشاء اللہ آیندہ اس کا پورا پورا انتظام کیا جائیگا

اس مذکورہ بالا رقم میں بھاری بھاری رقمیں ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب سیٹھ احمد الدین صاحب اور محمد ابراہیم و محمد افضل ٹھیکیداران کی ہیں۔

جناب بابو نور احمد صاحب نے باوجود جمعداری کے عہدہ پر ہونے کے اور تھوڑی تنخواہ پانے کے اپنی تین سالہ ملازمت میں چار سو روپیہ روانہ کیا۔

اور ایک صاحب میاں مصاحب دین کمپونڈر نے جو کہ ابھی تک اگرچہ جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہوئے اور صرف حسن ظن رکھتے ہیں اور جو کہ اپنی تین سالہ ملازمت کا بقیہ اندوختہ لے کر ہندوستان رخصت پر اپنے گھر جانے والے تھے ایک دفعہ صرف یہ خبر سنکر کہ حضرت مرزا صاحب کو خدمت دینی کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے بڑی عالی ہمتی اور دریا دلی سے اپنی رخصت کو منسوخ کرا دیا اور کل اندوختہ روپیہ دینی خدمت کے لئے چندہ میں دیدیا خدا تعالیٰ ان کو اس نیک عمل کی جزائے خیر دیوے اور جلد تر اس پاک سلسلہ میں داخل کرے

نمبر ۱۲۔ حضرت اقدس کے دو خادم افریقہ میں فوت ہوئے اور ایک سخت مخالف مکذب بھی فوت ہوا دونوں کے انجام کا مقابلہ کرنے سے اہل بصیرت کو ایک عجیب سبق حاصل ہوتا ہے۔

خدام میں سے ایک صاحب مولوی ضیاء الدین صاحب ساکن گجرات تھے جو کہ بزمرہ خلاصیان ملازم ہو کر آئے تھے اور کراچی سے بیعت کا خط لکھا تھا ملازمت سے شاید دوسرے سال کلینڈنی ہسپتال میں فوت ہوئے اور بہت عمدہ طور سے ان کی تجہیز و تکفین کی گئی نماز جنازہ پر ۳۰ سے زیادہ آدمی موجود تھے۔

دوسرے صاحب بابو محمد دین صاحب ولد پیر بخش ویٹرنری اسسٹنٹ محکمہ یوگنڈا ترنیپورٹ ہیں جو حال ہی میں مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء کو کلنڈنی ہسپتال میں فوت ہوئے ہم انکی مختصر سوانح اور حالات وفات اس مضمون کے ساتھ الگ اختتام پر

وسج کرتے ہیں اور ان کی وصیت بھی شائع کرتے ہیں کہ وہ بہ درستی ہوش و حواس و ثبات عقل قبل از انتقال خود کر گئے۔

ان دونوں موتوں کے بالمقابل ایک سخت منکر مکذب کی بھی موت ہے جنکا نام عبدالعزیز صاحب سگنیلر ہے یہ صاحب امرتسر میں کسی پٹولی صاحب کے صاحبزادہ ہیں جو کہ ماہ اگست یا ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء میں خودکشی کر کے مر گئے اور نماز جنازہ بھی نصیب نہ ہوئی خودکشی کی وجہ ان کی قرضداری ہے باوجود معقول تنخواہ پانے کے بوجہ اسراف کے یہ بہت مقروض ہو گئے ہوئے تھے۔ فقط

خاکسار محمد افضل خادم حضرت مسیح موعودؑ از افریقہ نیروبی۔

تفصیل بیعت کنندگان جنھوں نے افریقہ میں حضرت اقدس سے بیعت کی

ڈاکٹر رحمت علی صاحب ضلع گجرات
ٹھیکیدار محمد ابراہیم صاحب ساکن پھیرو
فرزند علی صاحب سوداگر " "
سیٹھ احمد دین صاحب جہلم
میاں جواہر صاحب زرگر " "
میاں اللہ دتا صاحب " "
محمد عالم صاحب کلرک سٹور " "
میاں بھولا صاحب
نبی بخش صاحب مستری سیادہ " "
غلام محمد صاحب ٹھیکیدار " "
حافظ محمد صاحب " "
محمد حفیظ صاحب " "
سید محمد صاحب کلرک سٹور۔
بابو غلام غوث شاہ صاحب ویزیری اسسٹنٹ یوگنڈا ریلوے
بابو محمد شاہ یداللہ صاحب سٹیشن ماسٹر

منشی امیر خانصاحب ہسپتال ریلوے
بابو محمد الدین صاحب مرحوم ویزیری اسسٹنٹ نزجالندھر۔
بابو مولا بخش صاحب ویزیری اسسٹنٹ "
بابو سلطان علی صاحب کمپونڈر سر
بابو احمد دین شاہ صاحب کمپونڈر۔
خواجہ احمد صاحب داروغہ ضلع گجرات
غلام قادر صاحب ڈریسر گجرات
فتح الدین صاحب جمعدار "
عظیم شاہ صاحب باورچی ہسپتال
منشی علی محمد صاحب۔
محمد اسمٰعیل صاحب ساکن کڑیانوالہ گجرات
برکت علی صاحب نوشاہی گجرات
دولت علی صاحب " "
عبداللہ صاحب کمپونڈر "
بابو غلام نبی صاحب اورسیر ہشیارپور
رحیم بخش صاحب مستری گجرات
عبدالعزیز صاحب جمعدار "
جان محمد صاحب ڈریسر "
مولوی فضل الرحمن صاحب کمپونڈر "
نادر خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر۔
بابو علی اظفر صاحب کمپونڈر امرتسر
بابو مظہر علی صاحب کلرک امرتسر۔
بابو فیض علی صاحب کمپونڈر امرتسر
سید کرم حسین صاحب کلرک ساکن لاہوگ بھونڈپورہ
علی احمد شاہ صاحب لاہور۔
غلام حیدر صاحب سوداگر "
غلام علی صاحب گھڑی ساز "
بابو الہداد خاں صاحب گارڈ "
بابو محمد عالم صاحب سگنلر "
مستری کریم بخش صاحب ٹھیکیدار "
عالم شیر صاحب سپاہی گنمنٹ۔
عظیم خانصاحب دفتری یوگنڈا ریلوے دہلی۔
حسن دین صاحب فائرمین۔ لاہور

فہرست دیگر ممبران جماعت جو کہ ہندوستان میں بیعت کر کے افریقہ میں آئے

محمد افضل ٹھیکیدار۔ لاہور
محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب۔ گوڑیانی
شیخ نور احمد صاحب ٹائم کیپر۔ حال کلرک ہسپتال۔ جالندھر
شیخ حامد علی صاحب جمعدار قادیان
برادر شیخ " "
حافظ محمد اسحاق صاحب اورسیر بھیرہ
قطب الدین صاحب مستری " "
بابو نبی بخش صاحب کلرک اکونٹ آفس لاہور
بابو عبدالرحمن صاحب کلرک لوکو آفس "
چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب جمعدار جھانزادار سیالکوٹ۔
غلام محمد صاحب کمپونڈر۔ جالندھر

مختصر سوانح بابو محمد الدین صاحب مرحوم

واضح ہو کہ بابو صاحب مرحوم سے ہماری ملاقات اپریل ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔ جب کہ بابو صاحب علاقہ یوگنڈا یا ویکٹوریہ سے کسی سرکاری ڈیوٹی پر ممباسہ تشریف لائے ہوئے تھے اور اخویم جواہر زرگر کی دکان پر حالت بخار میں بیٹھے تھے کیونکہ ہسپتال کلنڈنی سے بازار میں آیا اور اسی دوکان پر بذریعہ السلام علیکم تعارف ہوا اثنای گفتگو میں اخویم مرحوم کے ساتھ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ذکر چل پڑا جب ان کو اس بات کا علم ہوا کہ یہاں مرزا صاحب کے بہت سے خادم ہیں تو ان کو اس بات کا کمال اشتیاق ہوا کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے مکان پر ان تصانیف کا مجموعہ موجود ہے تو اسی حالت بخار میں کپس اوڑھ کر بور کا پہنچے ہوئے افتاں و خیزاں ہسپتال پہنچے اور جس قدر تصانیف ان کو مل سکیں اسی وقت لے آئے اور تمام رات انکو مطالعہ کرتے رہے اک

دوسرے دن ۱۲ بجے تک کل کتب واپس کردیں جس سے ثابت ہوا کہ اخویم مرحوم کو تلاش حق کی کسقدر تڑپ تھی اسی طرح اُن سے چند یوم ملاقات رہی اور آخرکار ایک دن اخویم مرحوم نے حضرت مرزا صاحب کو بیعت کا خط لکھکر دیگر خدام مرزا صاحب کو اطلاع دی اور غسل وغیرہ کرکے کپڑے بدل کر اُسی دن نماز شروع کی۔ تیسرے دن اُنھوں نے ایک خط اپنے گھر لکھا جس میں اس اپنی بیعت کی اطلاع دی اور اپنی اہلیہ کو بڑی تاکید نماز کی لکھی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اگر وہ پابندی نماز میں تساہل برتے گی تو اُنکا اور اُسکا تعلق ایک دن ٹوٹ جاوے گا بیعت کے چند یوم بعد اُنھوں نے ایک بڑا مبشر خواب دیکھا جس میں حضرت مرزا صاحب نے اُن کو ایک جبہ عطا کیا۔ افسوس ہے کہ اس خواب کی زیادہ تفصیل یاد نہیں رہی۔ جتنی دیر وہ ممباسہ میں رہے ہمیشہ ہفتہ وار جلسہ میں شامل ہوتے رہے اور چندہ دیتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنی ملازمت پر چلے گئے اور خطوط کے ذریعہ سے اُن کے حالات معلوم ہوتے رہے۔ پھر دوبارہ کلنڈنی میں ہمارے اخویم مرحوم ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو وارد ہوئے اور اخویم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر فروکش ہوئے جہاں اتفاق سے بندہ بھی آیا ہوا تھا اُس وقت بابو صاحب کا حلیہ بدلا ہوا تھا مونچھیں کتری ہوئیں الحمد للہ ڈاڑھی بڑھی ہوئی تھی تین چار دن کے بعد عصر کے بعد بابو صاحب کو بخار سردی سے چڑھا جو پھر نہ اُترا۔ دوسرے دن بابو صاحب نے اپنی حالت کا خود اندازہ کرکے کہا کہ جلد تر ڈاکٹر انگریز کو بلاؤ چنانچہ اُسی وقت ریلوے ہسپتال میں سے ایک اسسٹنٹ سرجن صاحب کو بلایا گیا۔ چونکہ بابو صاحب نے اپنے

کامل تجربہ سے معلوم کرلیا تھا کہ بخار مہلک ہے اس لئے ڈاکٹر صاحب کی تالیف قلوب کے واسطے اُسے معقول فیس دے کہ وہ توجہ سے علاج کرے۔ ڈاکٹر صاحب بہت تندہی سے علاج کرتے رہے مگر دو دن تک کوئی افاقہ نہ ہوا دوسرے دن بھی ڈاکٹر صاحب کو فیس دے گئے اور ایک رات نصف شب تک برابر بیٹھے رہے مگر مرض کو افاقہ نہ ہوا اور بابو صاحب بیہوش پڑے رہے۔ آخر اُن کی حالت نازک دیکھکر نادر خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر کی معرفت پولیس سپرنٹنڈنٹ اور محکمہ ترنسپورٹ میں اطلاع دی گئی جہاں سے ریلوے ڈاکٹروں کو بہت تاکید علاج معالجہ کے واسطے لکھی گئی اور کہا گیا کہ اُن کو خاص ہسپتال میں رکھو ڈاکٹر صاحب عوضاً آکر اُس رات بابو صاحب کو ہسپتال میں لے گئے اور ایک الگ کمرہ میں رکھا دو تین آدمی خدمت کے واسطے چھوڑے۔ موت سے ایک دو یوم پیشتر مرض کو افاقہ معلوم ہوا اور سب کو خوشی ہوئی۔ سوموار ۲۹ اکتوبر کو اخویم مرحوم نے ایک شخص ملا محمد دین ڈریسر کو جو کہ اُنکی خدمت کے واسطے متعینات تھے محمد ابراہیم صاحب کے پاس روانہ کیا کہ اُن کو بلالاؤ۔ محمد دین ڈریسر بازار میں آکر ہم سب کو بلا کر لے گئے آگے جاکر دیکھا تو اخویم مرحوم نے ایک شخص کو اپنی پائینتی بٹھایا ہوا تھا اور سورہ یٰسین سُن رہے تھے جب ہم سب پہونچے تو السلام علیکم کے بعد بابو عمرالدین نے کہا کہ میرا وقت آخری ہے تمکو بلایا ہے وصیت نامہ لکھلو۔ ہم سب نے تسلی دی مگر اُنھوں نے کہا کہ نہیں مجھکو اپنی زندگی کی اُمید نہیں ہے میرے پاؤں سوج گئے ہیں زبان سیاہ ہوگئی ہے چہرہ پر بھی ورم ہے میں نے ابھی آئینہ سے اپنی زبان کو دیکھا ہے تم بہرحال وصیت لکھلو کہ آئندہ کام آوے۔ حفظ ماتقدم کے لحاظ سے ہم سب

وصیت لکھنے بیٹھ گئے اُسوقت ذیل کے اشخاص موجود تھے۔ نادر خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس۔ بابو رستم علی صاحب راشن سٹور کلرک محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار یوگنڈا ریلوے محمد افضل ٹھیکیدار یوگنڈا ریلوے محمد دین ڈریسر ہسپتال ایک اور ملازم ہسپتال سب نے محمد افضل صاحب کو کہا کہ آپ لکھتے جاویں اُنھوں نے وصیت لکھنی شروع کی جس کی نقل اس مضمون کے ساتھ اشاعت کی جاتی ہے لڑکی اور ہمشیرہ کے الفاظ پر مرحوم کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے مگر عجیب ضبط کا آدمی تھا پھر اپنی آواز کو کھڑا کیا اور بہت صفائی سے وصیت لکھوائی۔ جب اُنھوں نے پانسو روپیہ اشاعت اسلام کے لئے لکھوایا تو محمد ابراہیم صاحب نے دریافت کیا کہ پنجاب میں مختلف انجمن اشاعت اسلام کی ہیں کہاں روپیہ صرف ہو تب مرحوم نے کہا کہ حضرت میرزا **غلام احمد صاحب** کی طرف سے اشاعت اسلام میں صرف ہو۔ اور لڑکی وغیرہ کا جب ذکر آیا تو محمد ابراہیم نے کہا کہ والدہ وغیرہ دیگر اقارب کا بھی حق ہے تو مرحوم نے جواب دیا کہ زوجہ کے لئے زیور کافی ہے اور والدہ اور والد کے پاس کافی جائداد اور سرمایہ ہے مگر لوگ لڑکیوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرتے اس لئے میں لڑکی کو سب دینا چاہتا ہوں ابھی وہ بہت چھوٹی ہے۔ اس کے بعد کل وصیت تحریر ہوئی اور اُسکو دوبارہ سُناکر عمرالدین صاحب کے دستخط ثبت کردئے گئے۔ اور اُنھوں نے محمد بخش صاحب پر اپنا اعتبار بہت ظاہر کیا کہ وہ ہر ایک معاملہ کو دیانتداری سے سرانجام دیں گے بعد ازاں اُنھوں نے بہت اصرار کیا کہ مجھے بازار میں لے چلو یہاں میری طبیعت بہت گھبراتی ہے" تمت

اس لیئے انکو باز ارمیں نہ لائے کیونکہ بغیر اجازت ڈاکٹر یہ امر مناسب خیال نہ کیا گیا۔ اور اُن کو تسلی اور تشفی دیکر آ گیئے۔ یہ سب کارروائی ۲ بجے بوقت نماز ظہر کے ہوئی بوقت ۵ بجے نماز عصر ملاں محمد دین ڈریسر بازار میں آئے اور سب کو اطلاع دی کہ بابو عمر الدین نے ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ جان دی ہے اور اُنکی وفات کی کیفیت یہ ہے۔

موت سے نصف گھنٹہ

پیشتر کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا اور پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھوائی ڈاکٹر نے کہا کہ کیا حال ہے جواب دیا کہ اب تو جان نکل رہی ہے۔ صاحب نے کہا کہ شامپین لاؤ اور وہ شامپین جب اُس کے سامنے کی گئی تو جواب دیا کہ یہ ناپاک چیز مجھکو نہیں چاہیئے مجھے لا اله الا الله محمد رسول الله کافی ہے تین دفعہ صاحب نے اصرار کیا اُس نے یہی جواب دیا پھر بولا میرے پاؤں کو سیدھا کرو جب سیدھا کیا تو پھر کلمہ پڑھنا شروع کیا۔ بعد ازاں ہاتھ کی مٹھی بند کی اور جان دیدی۔

انا لله وانا الیه راجعون

سب برادران طریقت اُسی وقت اُٹھے اور تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے جسم مرحوم کا آخر وقت دفنانے تک مثل ریشم کے تھا کپڑے وغیرہ اُتارنے میں کوئی پارچہ چاک نہیں کرنا پڑا۔ قریباً سات بجے شب کو قبرستان میں لے گئے قبر نامکمل تھی اس لیئے کلمہ خوانی بڑی کثرت سے بلند آواز جنازہ پر ہوتی رہی قریباً ۳۰ مردمان کے موجود تھے نماز جنازہ بہت عمدہ طور پر ادا ہوئی ۸ بجے کے قریب دفن کرکے سب واپس آ گئے مرحوم کی یہ بھی وصیت تھی کہ مجھے عمدہ قبرستان میں دفن کیا جاوے اور پختہ قبر بنواکر اسپر نام کندہ کروا دینا کہ کوئی رشتہ دار کبھی ادھر گذرے تو دعائے خیر سے یاد کرے اس کے بعد محمد ابراہیم صاحب نے صدقہ خیرات وغیرہ اُن کے روپیہ میں سے حسب اُنکی وصیت کے کیا مگر ابھی قبر پختہ اور نام کندہ نہیں ہوا وہ کہتے ہیں کہ چند دن میں کرا دیا جائے گا۔

خاکسار محمد افضل از نیروبی
مشرقی افریقہ ۳ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

نقل وصیت نامہ بابو عمر الدین مرحوم

وصیت نامہ منجانب بابو عمر الدین ولد پیر بخش ویٹرنری اسسٹنٹ ساکن محلہ عالی شہر جالندھر پنجاب حال وارد افریقہ ہسپتال کانیڈو لی

(۱) یہ کہ میری کل جائیداد سے جوکہ میری پیدا کردہ ہے اُسمیں سے مبلغ پانچ صد روپیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی طرف سے اشاعت میں صرف کیا جاوے اور مبلغ ایک صد روپیہ میری ہمشیروں کو تقسیم کیا جاوے۔ (۲) اور بقایا جائیداد اور روپیہ جسقدر ہے وہ میری لڑکی بنام عزیز بی بی جس کی نسبت بھائی محمد بخش کے لڑکے سے ہو چکی ہے اس کے نام کر دیجاوے (۳) جسقدر زیور میری زوجہ کے پاس ہے وہ اُسکا مال ہے کیونکہ اُس میں تعرض کرنیکا استحقاق نہیں ہے (۴) جسقدر روپیہ و سامان میرا یہاں ہے۔ وہ محمد بخش صاحب کے نام پنجاب روانہ کیا جاوے جسکی تفصیل یہ ہے۔

نقد محمد ابراہیم ٹھیکیدار کے پاس ۔

جس سے انہوں نے بیماری پر صرف کیا ہے وہ منہا کرکے باقی روپیہ۔

ایک ہنڈوی علی دین ولبرام جوکہ چمڑہ کے چک میں ہے تعدادی ۵۱۰ اگر اُس نے یکصد روپیہ کمیشن گھر روانہ کر دیا ہوا ہو تو بقایا قابل وصول ورنہ تمام۔

ایک چک بنام ھینک کمپنی تعدادی ۱۵۰ جوکہ کمپنی نے ادا کرنے سے انکار کیا ہے اسکا روپیہ نور بخش صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ یہ چک دیکر وصول کرنا ہے۔

یوگنڈا ٹرینسپورٹ کیطرف جسقدر میرا روپیہ ملازمت نکلتا ہے وہ کل۔

(۵) مذکورہ بالا جسقدر میرا روپیہ ہے اُسمیں سے ذیل کی ادائیگی کرنیکے بعد وہ روپیہ پنجاب روانہ کیا جاوے بابو محمد بخش صاحب کلرک ڈپٹی کورٹ جالندھر شہر کے نام پہ مولوی قمر الدین ملازم ہسپتال حق الخدمت ۵ مسمی بابو رحمت اللہ ویٹرنری اسسٹنٹ کو ادا کرنا جوکہ اُس نے واسطے دینے کہہ دیئے تھے۔ مابعد اخراجات تجہیز و تکفین عمدہ طور پر جسقدر ہوں معہ خیرات ایک گھوڑی رسٹر سواری کے مروقت والپسی گم ہوگئی اُسکی قیمت بابو رحمت اللہ صاحب ادا کردیں گے (۶) جسقدر روپیہ بمبئی لوگوں سے وصول کرنا ہے اور انہیں سے بعض کی رسیدیں میرے پاس نہیں وہ کل بعد وصولیت میری لڑکی عزیز بی بی کا حق ہے (۷) جو حساب کتاب میرا یوگنڈا ٹرینسپورٹ کے ساتھ ہے اُسکے وصول کرنے اور تصفیہ کرنے کے لئے میں بابو رحمت اللہ صاحب کو مقرر کرتا ہوں جوکہ بعد تصفیہ کل روپیہ میرے مکرم بھائی محمد بخش صاحب کے پاس بطور امانت پہونچا دیں اور حسب وصیت چندا خرچ کریں اور علی دین ولبرام کمپنی سے جو روپیہ ہنڈوی وغیرہ وصول کرنا ہے اور یہاں افریقہ میں جس کسی سے لینا ہے اس کے وصول کرنیکے لیئے بابو رحمت اللہ صاحب مختار ہیں اور اگر میرا کوئی اور قرضہ میرے نام نکلے جسکی مجھکو اسوقت یاد نہیں تو بعد کامل تحقیق کے بابو رحمت اللہ صاحب اُسے ادا کر سکتے ہیں (۸) اگر میں اس وصیت کے بعد فوت افریقہ میں ہوں تو میری تجہیز و تکفین وغیرہ کے مہتمم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار بشمولیت دیگر برادران جماعت حضرت مرزا صاحب ہیں وہ ادا کریں گے اور نیز ایک خط بخدمت حضرت مرزا صاحب برائے دعائے مغفرت و نماز جنازہ قادیان روانہ کیا جاوے اور جو یکصد روپیہ میں نے تجہیز و تکفین کیلئے مقرر کیا ہے وہ محمد ابراہیم ہی صرف کریں۔

(نوٹ) بھائی محمد بخش صاحب کو تاکید ہے کہ وہ حسب وصیت نامہ ہر ایک وصیت پر خدا کو حاضر ناظر جانکر عمل کریں۔ دستخط متوفی عمر الدین

یہ وصیت نامہ ہم لوگوں کے روبرو بدرستی ہوش و حواس بابو عمر الدین صاحب نے تحریر کرا کر ہمارے سامنے دستخط کئے۔ فقط

اور تاکید کیجاتی ہے کہ وصیت نامہ بابو رحمت اللہ صاحب کو جب وہ آویں تو دیدیا جاوے وہ گھر روانہ کر دیں فقط

گواہ شد محمد رستم علی کمسریٹ کلارک جالندھری

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ ہجری

چہ گویم با تو گر آئی بجہا در قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۱۴ | دار الامن والامان قادیان - ۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۳ جلد ۵

غرض قرآن شریف کی تعلیم ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور ذرہ ذرہ اس کے آگے ہے اور اسنے ایسی تعلیم دی ہے جو انسانی قوٰے کی تکمیل کرتی ہے اور عفو اور انتقام کو محل اور موقع پر رکھنے کیواسطے اس سے بڑہکر تعلیم نظر نہیں آئے گی۔ اگر کوئی اس تعلیم کے خلاف اور کچھہ پیش کرتا ہے تو وہ گویا قانون الٰہی کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے بعض طبائع طبعاً عفو چاہتی ہیں اور بعض مار کھانے کے قابل ہوتی ہیں۔ سب عدالتیں قرآن شریف کی تعلیم کے موافق کھلی رہ سکتی ہیں اگر انجیل کے مطابق کریں تو آج ہی سب کچھہ بند کرنا پڑے اور پہر دیکھو کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے انسان انجیلی تعلیم پر عمل نہیں کر سکتا۔ پس دو نمونے علمی اور عملی تقوے کے ہوتے ہیں لیکن اس کے سوا تیسری قسم تقویٰ کی ہے **یؤمنون بما انزل الیک** انسان قوت شہادت کا محتاج ہے ایسی راہ اختیار نکرے کہ پاک شہادتوں سے دور رہو۔ وہ راہ خطرناک راہ ہے جسمیں راستبازوں کی شہادتیں موجود نہیں ہیں تقویٰ کی راہ یہی ہے کہ جس میں زبردست شہادتیں ہر زمانہ میں زندہ موجود ہوں مثلاً تم نے راہ پوچھا کسی نے کچھہ کہا کہ یہ راہ فلاں طرف جاتا ہے مگر دس کہتے ہیں کہ نہیں یہ تو فلاں طرف جاتا ہے تو اب تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اُن بہلے مانس آدمیوں کی بات مان لو یاد رکہو کہ شہادت پاکبازوں کی ہی مقبول اور موزون ہوتی ہے۔ بدمعاشوں کی شہادت کبھی مقبول نہیں ہو سکتی یہ تیسری قسم تقویٰ کی ہے جو **یؤمنون بما انزل الیک** میں بیان ہوئی ہے اس کو چھوڑکر بھی لوگ بہت خراب ہوتے ہیں ہمارے ساتہہ جو لوگوں نے مخالفت کی ہے تو اسی وجہ سے کہ اُنہوں نے تقویٰ کی اس قسم کو چھوڑدیا ہے خدا تعالیٰ کا کلام تیس آیتوں میں ہمارا موید ہے کبھی وہ **یا عیسٰے انی متوفیک** کہہ کر کبھی **فلما توفیتنی** کہہ کر کبھی **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** کہہ کر غرض کبھی کسی پیرایہ میں کبھی کسی صورت میں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہی راہ سچی ہے جس پر ہم بفضلہ تعالےٰ قایم ہیں اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح کو حضرت یحیٰ کے ساتہہ معراج میں دیکہتے ہیں اور یہ پکی بات ہے کہ ان دونوں میں کوئی خاص فرق جو زندوں اور مردوں میں ہونا چاہیئے۔ نہیں بتایا کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی عمر بتا کر یہ شہادت دیتے ہیں کہ وہ مرگیا اور کبھی آنے والے مسیح موعود اور اسرائیلی مسیح کا حلیہ جدا جدا بتا کر سمجہاتے ہیں کہ وہ مرگیا یہ شہادتیں تو حدیث اور قرآن کی ہیں اسکے علاوہ تمام صحابہ کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہی پر یہ ہوئی ہے کہ سب نبی مرگئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ ابہی نہیں مرے اور تلوار کہینچ کر کہڑے ہو جاتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہڑے ہوکر یہ خطبہ پڑہتے کہ ما محمد

الا رسول قد خلت من قبله الرسل

اب اس موقع پر جو ایک قیامت ہی کا میدان تہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور کل صحابہ جمع ہیں یہاں تک کہ اسامہ کا لشکر ہی روانہ نہیں ہوا۔

حضرت عمر رضؓ کے کہنے پر حضرت ابو بکر رضؓ باواز بلند کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اس پر استدلال کرتے ہیں **ما محمد الا رسول** سے اب اگر صحابہ کے وہم وگمان میں بہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہوتی تو ضرور بول اُٹہتے مگر سب خاموش ہو گئے اور بازاروں میں یہ آیت پڑہتے تہے اور کہتے تہے کہ گویا یہ آیت آج اُتری ہے۔

معاذ اللہ صحابہ منافق نہ تہے جو وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے رعب میں آکر خاموش ہو رہے۔ اور حضرت ابو بکر رضؓ کی تردید نہ کی۔ نہیں اصل بات یہی تہی جو حضرت ابو بکر رضؓ نے بیان کی اس لئے سب نے گردن جہکا لی۔ یہ اجماع صحابہ کا۔ حضرت عمر رضؓ بہی تو یہی کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر آئیں گے اگر یہ استدلال کامل نہوتا (اور کامل تب ہی ہوتا کہ کسی قسم کا استثنا نہ ہوتا کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے تہے اور اُنہوں نے پہر آنا تہا تو پہر یہ استدلال کیا یہ تو ایک مسخری ہوتی۔) تو خود حضرت عمر رضؓ ہی تردید کرتے۔

جب کہ آیت میں استثنا نہ تہا اور امر واقعی یہی تہا اس لئے سب صحابہ نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا۔ اور حضرت ابو بکر رضؓ جنکو قرآن شریف کا یہ فہم ملا تہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی** پڑہی تو حضرت ابو بکر رضؓ رو پڑے کسی نے پوچہا کہ یہ بڈہا کیوں روتا ہے تو آپ نے کہا کہ مجہے اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے انبیاء علیہم السلام بطور حکام کے ہوتے ہیں جیسے بندوبست کا ملازم جب اپنا کام کر چکتا ہے تو وہاں سے چل دیتا ہے اسیطرح انبیاء علیہم السلام جس کام کے واسطے دنیا میں آتے ہیں جب اسکو کر لیتے ہیں تو پہر وہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں بس جب **اکملت لکم دینکم** کی صدا پہونچی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجہ لیا کہ یہ آخری صدا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضؓ کا فہم بہت بڑہا ہوا تہا۔ اور یہ جو احادیث میں آیا ہے کہ مسجد کی طرف سب کہڑکیاں بند کی جاویں مگر ابو بکر رضؓ کی کہڑکی مسجد کی طرف کہلی رہے گی اس میں یہی ستر ہے کہ مسجد چونکہ مظہر اسرار الٰہی ہوتی ہے اس لئے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف یہ دروازہ بند نہیں ہو گا۔ انبیاء علیہم السلام استعارات اور مجازات سے کام لیتے ہیں۔ جو شخص خشک ملاؤں کی طرح یہ کہتا ہے کہ نہیں ظاہر ہی ظاہر ہوتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو کہنا کہ یہ دہلیز بدل دے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے کے کڑے دیکہنا وغیرہ امور اپنے ظاہری معنوں پر نہیں تہے بلکہ استعارہ اور مجاز کے طور پر تہے انکی اندر ایک اور حقیقت تہی۔

غرض

مدعا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضؓ کو فہم قرآن سب سے زیادہ دیا گیا تہا اب جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ استدلال کیا میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر یہ معنے بظاہر معارض ہی ہوتے تب ہی تقویٰ اور دیانت داری کا تقاضا تو یہ تہا کہ ابو بکر رضؓ ہی کی مانتے مگر یہاں تو ایک ہی لفظ قرآن شریف میں ایسا نہیں ہے جو حضرت ابو بکر رضؓ کے معنوں کا معارض ہو۔

اب مولویوں سے پوچہو کہ ابو بکر رضؓ دانشمند تہا یا نہیں؟ کیا یہ وہ ابو بکر رضؓ نہیں جو صدیق کہلایا؟ کیا یہی وہ شخص نہیں جو سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنا۔

جس نے **اسلام** کی بہت بڑی خدمت کی کہ خطرناک ارتداد کی وبا کو روک دیا۔ اچہا اور باتیں جانے دو یہی بتاؤ کہ ابو بکر رضؓ کو ممبر پر چڑہنے کی کیا ضرورت پیش آئی تہی؟ پہر تقویٰ سے یہ بتاؤ کہ اُنہوں نے جو **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** پڑہا تو اس سے استدلال تام کرنا تہا یا ایسا ناقص کہ ایک بچہ بہی کہہ سکتا کہ عیسیٰ کو موتیٰ سمجہنے والا کافر ہوتا ہے۔

افسوس! ان مخالفوں نے میری مخالفت اور عداوت میں یہی نہیں کہ قرآن کو چہوڑا بلکہ میری عداوت نے انکی یہاں تک نوبت پہونچائی ہے کہ صحابہ کی کل جماعت پر انہوں نے اپنے طریق عمل سے کفر کا فتویٰ دیدیا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق کے استدلال کو استخفاف کی نظر سے دیکہا۔

سارا قرآن شریف ہمارے ساتہ ہے تیس آیات مخصوصاً مسیح علیہ السلام کی وفات پر گواہ ہیں معراج کی رات۔ ابو بکر صدیق رضؓ کی تقریر اور صحابہ کا اجماع شاہد ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اجماع کے خلاف ایک بات کہی یہ جہوٹ بولتے ہیں اجماع انکے ساتہ ہرگز نہیں ہے اول تو اجماع صحابہ ہی تک ہے اور ہم نے ابہی بتایا ہے کہ صحابہ کا اجماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مسیح کی وفات پر ہو چکا ہے۔ امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ صحابہ کے بعد اجماع کا دعویٰ جہوٹا ہے۔ ماسوائے اسکے بہی بہت سے لوگ انکے خلاف اور ہماری ساتہ ہیں معتزلہ مسیح کے آسمان پر زندہ اُٹہائے جانے کے قائل نہیں ہیں صوفیوں کا یہی مذہب ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد بروزی ہے۔ **وقال مالك مات** امام مالک موت ہی کے قائل ہیں ابن حزم کا بہی یہی مذہب ہے اب مالکی ابن حزم کے ماننے والے اور معتزلہ اس مسئلہ میں ہمارے ساتہ ہیں لیکن پہر بہی علی سبیل تنزل اگر ہم مان لیں کہ کوئی بہی ہمارے ساتہ اتنے نہیں تو بہی ہم تو یہ کہتے ہیں کہ قرون ثلاثہ کے بعد زمانہ کا نام **فیج اعوج** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکہا ہے یعنے ایک ٹیڑہا گروہ اور انکی نسبت [illegible] لیسوا منی ولست منہم [illegible] (باقی آئندہ)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

بقیہ خطبہ عید الضحےٰ

(سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۳ جلد ۵)

اسی امت سے خلیفہ ہونا اور خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اور اگر خلیفہ بننا بہت کتابوں کے پڑھ لینے پر ہوتا تو چاہیئے تھا کہ میں ہوتا میں نے بہت کتابیں پڑھی ہیں اور کثیر التعداد میرے کتب خانہ میں ہیں مگر میں تو ایک آدمی پر بھی اپنا اثر نہیں ڈال سکتا غرض خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے کون منتخب ہوتا ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالۃ

جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہی اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اسوقت ہرگز نہیں ہوتا کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جسکو چاہے مصلح مقرر کردے۔ پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔ دیکھو انسان عبث پیدا نہیں کیا گیا

افحسبتم انما خلقناکم عبثاً۔

کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے ایسا خیال تمہارا غلط ہوگا ہمارے حضور تم کو آنا ہوگا۔ جب تم عبث نہیں بنائے گئے تو پھر سوچو کہ تم کیوں بنائے گئے ہو

یا ایہا الناس اعبدوا ربکم

لوگو اپنے رب کے فرمانبردار بن جاؤ۔ فرمانبرداری ضروری ہے مگر کوئی فرمانبرداری بدون فرمان کے نہیں ہو سکتی اور کوئی فرمان اس وقت تک عمل کے نیچے نہیں آتا جب تک کہ اسکی سمجھ نہو۔ پھر اس فرمان کے سمجھنے کے لئے کسی معلم کی ضرورت ہے اور الٰہی فرمان کی سمجھ بدون کسی مزکی اور مطہر القلب کے کسی کو نہیں آتی کیونکہ

لا یمسہ الا المطہرون

خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ پس کیسی ضرورت ہے امام کی کسی مزکی کی۔ میں تمہیں اپنی بات سناؤں تمہارا کنبہ ہے میرا بھی ہے تمہیں ضرورتیں ہیں مجھے بھی آئے دن اور ضرورتوں کے علاوہ کتابوں کا جنون لگا رہتا ہے۔ مگر اس پر بھی تم کو وقت نہیں ملتا کہ یہاں آؤ۔ موقع نہیں ملتا کہ پاس بیٹھنے سے کیا انوار ملتے ہیں فرصت نہیں رخصت نہیں۔ سنو تم سب سے زیادہ کمانیکا ڈھب بھی مجھے آتا ہے شہروں میں رہوں تو بہت سا روپیہ کما سکتا ہوں مگر ضرورت محسوس ہوتی ہے بیمار کو ظہر الفساد فی البر والبحر کا زمانہ ہے میرے لئے تو یہاں سے ایک دم بھی باہر جانا موت کے برابر معلوم ہوتا ہے تم شاید دیکھتے ہوگے کہ یہاں کھیت لہلہا رہے ہیں دنیا اپنے کاروبار میں اسی طرح مصروف ہے مگر میرا ایک دوست لکھتا ہے کہ وبا کے باعث گاؤں کے گاؤں خالی ہو گئے ہیں۔

بے فکر ہو کر مت بیٹھو۔ خدا کے دردناک عذاب کا پتہ نہیں کس وقت آپکڑے۔ غرض تو اسوقت سخت ضرورت ہے اس امر کی کہ تم اس شخص پاس بار بار آؤ جو دنیا کی اصلاح کے واسطے آیا ہے۔

تم نے دیکھ لیا ہے کہ جو شخص اس زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا ہے وہ ابکم نہیں ہے بلکہ علیٰ وجہ البصیرۃ تمہیں بلاتا ہے تم چاہتے ہو کہ اشتہاروں اور کتابوں ہی سکو پڑھ کر فایدہ اٹھالو۔ اور انہیں ہی کافی سمجھو۔ میں سچ کہتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں ؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بیفایدہ اپنے وطنوں اور عزیز واقارب کو چھوڑا تھا۔ پھر تم کیوں اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ کیا تم ہمکو نادان سمجھتے ہو جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کیا ہماری ضرورتیں نہیں ؟ کیا ہم کو روپیہ کمانا نہیں آتا۔

پھر یہاں سے ایک گھنٹہ غیر حاضری بھی کیوں موت معلوم ہوتی ہے شاید اسلئے کہ میری بیماری بڑھی ہوئی ہو۔ دعاؤں سے فایدہ پہونچ جاوے تو پہونچ جاوے مگر صحبت میں نہ رہنے سے تو کچھ فایدہ نہیں ہو سکتا۔

مختلف اوقات میں آنا چاہیئے۔ بعض دن ہنسی ہی میں گذر جاتا ہے اس لئے وہ شخص جو اسی دن آکر چلا گیا وہ کیا فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عورتوں میں بیٹھے ہوئے قصہ کر رہے ہوں گے اسوقت جو عورت آئی ہوگی تو حیران ہی ہو کر گئی ہوگی۔ غرض میرا مقصد یہ ہے کہ میں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم یہاں بار بار آؤ اور مختلف اوقات میں آؤ۔

میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ انسان عبث نہیں بنایا گیا اور اسکو خدا تعالیٰ کے حضور ضرور حاضر ہونا ہے۔ اور پھر یہ بھی بتایا ہے کہ انسان کی اصل غرض پیدا کرنے کی یہ ہے کہ وہ خدا کی عبادت کرے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہو۔ فرمانبرداری فرمان کے بغیر نہیں ہوتی اور فرمان کی تعمیل جب تک فرمان کی سمجھ نہو ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان قرآن شریف ہے اور اسکی زبان عربی ہے پس عربی زبان سے واقفیت پیدا کرو۔ پھر امام کی صحبت میں آکر رہو کیونکہ وہ مطہر القلب ہے۔ قرآن شریف کا علم لیکر آیا ہے ایک اور بات ہے جو انسان کو سچائی کے قبول کرنے سے روک دیتی ہے اور وہ تکبر ہے خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ متکبروں کو خدا تعالیٰ کی آیتیں نہیں مل سکتیں۔

کیونکہ تکبر کی وجہ سے انسان تکذیب کرتا ہے اور جھٹلانے کے بعد صداقت کی راہ نہیں ملتی ہے۔ پہلے تکذیب کر چکتا ہے پھر انکار کرتا ہے۔ یاد رکھو مفتری کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتا ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔

پس اپنے اندر دیکھو کہ کہیں ایسا مادہ نہ ہو کبھی کبھی انسان کی ایک بدعملی دوسری بدعملی کے لئے طیار کر دیتی ہے خدا تعالیٰ سے بہت وعدہ کرکے خلاف کرنے والا منافق مرتا ہے امام کے ہاتھ پر بڑا زبردست اور عظیم الشان وعدہ کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔

اب سوچ کر دیکھو کہ کہاں تک اس وعدہ کی رعایت کرتے ہو۔ اور دین کو مقدم کرتے ہو۔

جب قرآن شریف دیکھا ہے تو انبیاء علیہم السلام کی اجماعی تعلیم استغفار ہے اس کے معنے ہیں اپنی غلطیوں اور انکے بدنتائج سے بچنے کے لئے دعا کرنا۔ پہلے استغفار ہے گذشتہ گناہوں کے بدنتائج اور آیندہ ان سے بچنے کی دعا اس کے ذنوب سے بچنے کے لئے سعی اور مجاہدہ کرنا۔ اور پھر امر الٰہی کی تعظیم کرنا اور نواہی سے اللہ تعالےٰ کے جلال کو دیکھ کر ہٹ جانا اور ڈر جانا ہے۔ قرآن شریف میں مطالعہ کرو کہ نابکار خدا تعالےٰ سے نہ ڈرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کرنے والے شریروں کا انجام کیا ہوا۔ کس طرح وہ ذلت کی مار سے ہلاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں پر۔ ختم نبوت پر تقدیر پر مسئلہ جزا و سزا پر ان سب کے بعد رزائل سے بچنے اور فضائل کو حاصل کرنے کی بے تعداد ضرورت ہے۔ اور یہ بات حاصل ہوتی ہے کسی برگزیدہ انسان کی صحبت میں رہنے سے جس کو خدا نے اس ہی کام کے لئے مقرر کیا ہے۔

مشکلات آتی ہیں اور ضرور آتی ہیں مگر مومن کا کام ہے کہ وہ خدا تعالیٰ پر کبھی بدظن اور اس سے مایوس نہیں ہوتا مجھے اس آیت نے بڑا ہی مزا دیا ہے انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون (۱۲) پس مجھے دیکھو کہ کتنی دیر سے کس استقلال اور ہمت سے محض خدا کو راضی کرنے کے واسطے یہاں بیٹھا ہوں۔ مجھے بھی مشکلات ہیں بعض دوست کہتے ہیں کہ تم الٹی ترقی کرتے ہو پر میں خود بھی سمجھتا ہوں کہ میری مرض گھٹ رہی ہے یا بڑھ رہی ہے۔

مشکلات ضرور ہوتے ہیں تمہیں بھی آئیں گی مگر اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ہم نے جس کو امام مامور من اللہ مانا ہے اور خدا کے فضل سے علیٰ وجہ البصیرۃ مانا ہے اس کو خدا کے لئے مانا ہے۔

پس ہم کو تو اپنی فکر کرنے کی ضرورت ہے یاد رکھو کہ مزکی کے پاس رہنے کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی علوم میں سے ہمیں ضرورت ہے اس بات کی کہ اسماء اللہ معلوم ہوں خدا تعالیٰ کے افعال کا علم ہو۔ ایمان کے معنے معلوم ہوں۔ کفر اور نفاق کی حقیقت معلوم کریں ایک میرے بڑے پڑھے لکھے دوست نے کئی بار مجھ سے پوچھا ہے کہ عبادت کیا چیز ہے؟

پس جب اتنے بڑے علم کے بعد بھی ان کو مشکل پیش آئی تو وائے ان لوگوں پر جو مطلق بے خبر اور ناواقف ہیں۔

پرسوں یا اترسوں میں ما احل لغیر اللہ بہ پر کچھ کہہ رہا تھا کہ ایک بول اٹھا کہ تمہارے نزدیک سارے کافر ہو جاتے ہیں۔

پہلا الہام جو ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا وہ بھی اقرأ باسم ربک ہی تھا۔ اور پھر رب زدنی علما کی دعا تعلیم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علم کی کس قدر ضرورت ہے سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے تو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے تقوی اللہ سے مامور من اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی سلامتی۔ صدق نیت۔ شفقت علی خلق اللہ غایت البعد عن الاغنیاء۔ آسانی۔ جودت طبع۔ سادگی۔ دوربینی کی صفات سے فایدہ پہونچاتے ہیں۔

ایک اثر میں میں نے پڑھا ہے کہ نماز کی نسبت خطبہ چھوٹا ہو اس لئے اب میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

اولاد کے لئے ایسی تربیت کی کوشش کرو کہ ان میں باہم اخوۃ۔ اتحاد۔ جرأت۔ شجاعت۔ خودداری۔ شریفانہ آزادی پیدا ہو۔ ایک طرف انسان بناؤ دوسری طرف مسلمان۔

(خطبہ کو یہاں ختم کرکے مولانا صاحب نے دینیات کی تعلیم کی ضرورت ابناء السبیل کی امداد کی ضرورت اور اس سلسلہ عالیہ کی بعض ضروریات کی طرف توجہ دلائی۔ اور پورے معنوں میں خطبہ کو ختم کر دیا ایڈیٹر)

بشارت

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ مطبع میں بغرض طبع بھیجا جانا شروع کر دیا گیا ہے پہلا پارہ جسقدر قبولیت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اسنے میرے حوصلہ اور ہمت کو بڑھا دیا ہے یہ پارہ پہلے پارہ کی نسبت بہت سے حقایق اور معارف کا مجموعہ ہوگا کیونکہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی اصلاح کے علاوہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے بھی اصلاح کی ہے۔ اب اسمیں جو کچھ لکھا جاتیگا وہ ایک کامل تحقیق کا عطر ہوگا۔ درخواستیں دفتر الحکم کے پتہ سے آنی چاہئیں

انجمن اشاعت اسلام

اور

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی بنیاد

برادران - السلام علیکم - آپ کی آنکھیں نہایت اشتیاق سے اس کارروائی کے دیکھنے کی منتظر ہوں گی - جو مجوزہ رسالہ انگریزی کے متعلق عید اضحی کے موقعہ پر ہونے والی تھی - سو خدا تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کارروائی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام پائی - اور ہمارے دوستوں نے متفق اللفظ ہو کر رسالہ انگریزی اور اس کے مستقل سرمایہ کی ضرورت کو تسلیم کر کے ایک مستقل فنڈ کی بنیاد رکھی - مختلف تحریکیں جو اس موقعہ پر دوستوں نے کیں اُن سے اس امر کی ضرورت ثابت ہے کہ بجائے ایک انگریزی رسالہ شائع کرنے کے ایک مستقل انجمن بسرپرستی حضرت اقدس قائم کی جائے جس کی غرض اسلامی تعلیم کو بذریعہ زبان انگریزی اشاعت دینا ہو - اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے نہ صرف ایک میعادی رسالہ پر کوششوں کو محدود کر دیا جاوے - بلکہ اور تصانیف بھی وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے وقت زبان انگریزی میں بسرپرستی انجمن شائع ہوا کریں - البتہ اشاعت رسالہ ان اغراض کے پورا کرنے کا مستقل ذریعہ ہوگا - چنانچہ باتفاق رائے حاضرین جلسہ ایک انجمن موسوم بہ انجمن اشاعت اسلام قرار دی گئی - اور اس کا افتتاحی اجلاس ۳۰ مارچ ۱۹۰۱ء کو بعد از نماز ظہر مسجد اقصیٰ یعنی جامع مسجد قادیان میں منعقد ہوا - اور اس موقعہ پر حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی -

تقریر حضرت اقدس ؑ

سب صاحب اس بات کو سُن لیں کہ چونکہ ہماری یہ سب کارروائی خدا ہی کے لئے ہے وہ اس غفلت کے زمانہ میں اپنی حجت پوری کرنی چاہتا، جیسے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ہوتا رہا ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ زمین پر تاریکی پھیل گئی ہے تو وہ تقاضا کرتا ہے کہ لوگوں کو سمجھاوے اور قانون کے موافق حجت پوری کرے - اس لئے زمانہ میں جب حالات بدل جاتے ہیں اور خدا سے تعلق نہیں رہتا - سمجھ کم ہو جاتی ہے اُس وقت خدا تعالے اپنے کسی بندہ کو مامور کر دیتا ہے تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو سمجھائے اور یہی بڑا نشان اس کے مامور ہونے پر ہوتا ہے کہ وہ لغو طور پر نہیں آتا ہے بلکہ تمام ضرورتیں اس کے وجود پر شہادت دیتی ہیں جیسے ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا - اعتقادی اور عملی حالت بالکل خراب ہو گئی تھی اور نہ صرف عرب کی بلکہ کل دنیا کی حالت بگڑ چکی تھی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ظهر الفساد فی البر والبحر - اس فساد عظیم کے وقت خدا تعالے نے اپنے کامل اور پاک بندہ کو مامور کر کے بھیجا جس کے سبب سے تھوڑی ہی مدت میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہو گئی - مخلوق پرستی کے بجائے **خدا تعالے پوجا گیا** بد اعمالیوں کے بجائے اعمال صالحہ نظر آنے لگے -

ایسا ہی اس زمانہ میں بھی دنیا کی اعتقادی اور عملی حالت بگڑ گئی ہے اور اندرونی اور بیرونی حالت انتہا تک خطرناک ہو گئی ہے - اندرونی حالت ایسی خراب ہو گئی ہے کہ قرآن تو پڑھتے ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ کیا پڑھتے ہیں - اعتقاد بھی کتاب اللہ کے برخلاف ہو گئے ہیں اور اعمال بھی -

مولوی بھی قرآن کو پڑھتے ہیں اور عوام بھی مگر تدبر نہ کرنے میں دونوں برابر ہیں اگر غور کرتے تو بات کیسی صاف تھی قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے مثیل موسیٰ پیدا کیا ہے بات یہ ہے کہ اللہ تعالے ایک سلسلہ پیدا کرتا ہے پھر جب اس سلسلہ پر ایک دراز عرصہ گذرنے کے بعد ایک قسم کا پردہ سا چھا جاتا ہے تو اللہ تعالے اُس کے پہلے میں اور سلسلہ اُسی رنگ میں قائم کرتا ہے قرآن شریف سے دو سلسلوں کا پتہ لگتا ہے اوّل بنی اسرائیل کا سلسلہ جو موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا چونکہ یہود کی بداعمالیاں حد تک پہونچ گئی تھیں اور اُن میں یہاں تک شقاوت اور سنگدلی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ انبیا کے قتل تک مستعد ہوئے - اس لئے اللہ تعالے نے غضب کی راہ سے اس سلسلہ کو جس میں ملوک اور انبیاء تھے حضرت عیسیٰ پر ختم کر دیا میں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بے باپ پیدا ہوئے تھے اور ان کا بے باپ پیدا ہونا ایک نشان تھا اس بات پر کہ اب بنی اسرائیل کے خاندان میں نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے - کیونکہ ان کے ساتھ وعدہ تھا کہ بشرط تقوی نبوت بنی اسرائیل کے گھرانے سے ہوگی لیکن جب تقوی نہ رہا - تو یہ نشان دیا گیا تاکہ دانشمند سمجھ لیں کہ اب آیندہ اس سلسلہ کا انقطاع

ہوگا۔ غرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنی اسرائیل کی نبوت کا خاتمہ ہوگیا پہلی کتابوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ بنی اسمٰعیل میں بھی ایک سلسلہ اسی سلسلہ کا ہمرنگ پیدا ہوگا۔ اور اس کے امام و پیشوا اور سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے توریت میں بھی یہ خبر دی گئی تھی قرآن شریف نے بھی فرمایا کَمَا اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ جیسے توریت میں مانند کا لفظ تھا قرآن شریف میں کَمَا کا لفظ موجود ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق مثیل موسیٰ ہیں سورۂ نور میں بھی ذکر فرمایا گیا ہے کہ سلسلہ محمدیہ موسویہ سلسلہ کا مثیل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی انبیاء کا ذکر قرآن شریف نے نہیں کیا لَنَقُصَّ کہہ دیا یہاں بھی سلسلہ محمدیہ میں درمیانی خلفا کا نام نہیں لیا جیسے وہاں ابتدا اور انتہا بتائی یہاں بھی یہ بتا دیا کہ ابتدا مثیل موسیٰ سے ہوگی اور انتہا مثیل عیسیٰ پر۔ گویا خاتم الخلفاء وہی ہے جسکو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں۔ **موعود** اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا وعدہ کیا گیا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیہ۔ خلفاء کے تقرر کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اسی وعدہ میں وہ خاتم الخلفاء بھی شامل ہے۔ الغرض نص قرآنی سے ثابت ہوا کہ وہ موعود ہی جو خط ایک نقطہ سے شروع ہوگا وہ ختم بھی نقطہ پر ہی ہوگا پس جیسے وہاں خاتم مسیح ہے یہاں بھی وہ خاتم خلفاء ہے۔ اس لئے یہ اعتقاد اسی قسم کا ہے کہ اگر کوئی انکار کرے کہ اس امت میں مسیح موعود نہ ہوگا وہ قرآن سے انکار کرتا ہے اور اس کا ایمان جاتا رہے گا۔ اور یہ بالکل واضح بات ہے اس میں تکلف اور تصنع اور بناوٹ کا نام نہیں ہے پھر جو شک و شبہ کرے وہ قرآن شریف کو چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو کئی سورتوں میں بیان کر دیا ہے اول تو یہی سورۂ نور دوسری سورۂ فاتحہ جس کو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اس سورہ میں تین گذشتہ فرقے پیش کئے ہیں ایک وہ جو **اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ** کے مصداق ہیں دوسرے مغضوب تیسرے ضالین۔

مغضوب سے یہ مخصوصاً مراد نہیں کہ قیامت میں ہی غضب ہوگا کیونکہ جو کتاب اللہ کو چھوڑتا اور احکام الٰہی کے خلاف ورزی کرتا ہے ان سب پر غضب ہوگا مغضوب سے مراد بالاتفاق یہود ہیں اور الضالین سے نصاریٰ اب اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ منعم علیہ فرقہ میں داخل ہونے اور باقی دو سے بچنے کے لئے دعا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ٹھہری ہوئی ہے جب سے نبوت کی بنیاد ڈالی گئی ہے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ جب وہ کسی قوم کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتا ہے تو بعض اس کی تعمیل کرنے والے اور بعض خلاف ورزی کرنے والے ضرور ہوتے ہیں پس بعض منعم علیہ بعض مغضوب اور بعض ضالین ضرور ہوں گے۔

اب زمانہ باآواز بلند کہتا ہے کہ اس سورہ شریف کے موافق ترتیب آخر سے شروع ہوگئی ہے آخری فرقہ نصاریٰ کا رکھا ہے اب دیکھو کہ اس میں کس قدر لوگ داخل ہوگئے ہیں ایک بشپ نے اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے کہ ۔۔۔۔۲۰ میلان مرتد ہو چکے ہیں اور یہ قوم جس زور شور کے ساتھ نکلی ہے اور جو جو طریق اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے اختیار کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی عظیم الشان فتنہ نہیں ہے اب دیکھو کہ تین باتوں میں سے ایک تو ظاہر ہوگئی پھر دوسری قوم مغضوب ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت بھی آگیا اور وہ بھی پورا ہو رہا ہے یہودیوں پر غضب الٰہی اس دنیا میں بھی بھڑکا اور طاعون نے انکو تباہ کیا۔ اب اپنی بدکاریوں اور فسق و فجور کی وجہ سے طاعون بکثرت پھیل رہی ہے۔ کتمان حق سے وہ لوگ جو عالم کہلاتے ہیں نہیں ڈرتے۔ اب ان دونوں کے پورا ہونے سے تیسرے کا پتہ صاف ملتا ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ جب چار میں سے تین معلوم ہوں تو چوتھی سے معلوم کر لیتا ہے اور اسپر اسکو امید ہو جاتی ہے نصاریٰ میں لاکھوں داخل ہوگئے مغضوب میں داخل ہوتے جاتے ہیں **منعم علیہم** کا نمونہ بھی اب خدا دکھانا چاہتا ہے جب کہ سورہ فاتحہ میں دعا تھی اور سورہ نور میں وعدہ کیا گیا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور میں دعا قبول ہوگئی ہے۔ غرض اب تیسرا حصہ منعم علیہ کا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اسکو روشن طور پر ظاہر کرے گا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے جو ہو کر رہے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ انسان کو ثواب میں داخل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ استحقاق جنت کا ثابت کریں۔ جیسا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ وہ صحابہ کے بدوں ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی فتوحات عطا فرماتا۔ مگر نہیں خدا نے

صحابہ کو شامل کر لیا تا کہ وہ مقبول ٹھیریں اس سنت کے موافق یہ بات ہماری جماعت کو پیش آگئی ہے کہ بار بار تکلیف دی جاتی ہے اور چندے مانگے جاتے ہیں اس وقت ہمارے **دو بڑے ضروری کام ہیں** ایک یہ کہ **عرب** میں اشاعت ہو دوسرے **یورپ** پر اتمام حجت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ہیں ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہوگا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ خدا نے کوئی **سلسلہ** قائم کیا ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ انکو پہنچاویں اور اگر نہ پہنچاویں تو معصیت ہوگی۔ ایسا ہی **یورپ** والے حق رکھتے ہیں کہ ان کی غلطیاں ظاہر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بنا کر خدا سے دور جا پڑے ہیں یورپ کا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ واقعی اخلد الی الارض کا مصداق ہو گیا ہے۔ طرح طرح کی ایجادیں صنعتیں ہوتی رہتی ہیں اس سے تعجب مت کرو کہ یورپ ارضی علوم و فنون میں ترقی کر رہا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آسمانی علوم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو پھر زمین ہی کی باتیں سوجھا کرتی ہیں۔ یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ نبی بھی کلیں بنایا کرتے تھے یا اُن کی ساری کوششیں اور ہمتیں ارضی ایجادات کی انتہا ہوتی تھیں۔ آج جو اخرجت الارض اثقالہا کا زمانہ ہے یہ مسیح موعود ہی کے وقت کے لئے مخصوص تھا چنانچہ اب دیکھو کس قدر ایجادیں اور نئی کانیں نکل رہی ہیں ان کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی ہے۔ میرے نزدیک طاعون بھی اسی میں داخل ہے اس کی جڑ زمین میں ہے پہلا اثر چوہوں پر پڑتا ہے

غرض اس وقت جبکہ زمینی علوم کمال تک پہنچ رہے ہیں توہین اسلام کی حد ہو چکی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اس پچاس ساٹھ سال میں جس قدر کتابیں۔ اخبار۔ رسالے توہین اسلام میں شائع ہوئے ہیں کبھی ہوئے تھے۔ پس جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے تو کوئی مومن نہیں بنتا جب تک کہ اس کے دل میں غیرت نہ ہو۔ بے غیرت آدمی دیوث ہوتا ہے اگر اسلام کی عزت کے لئے دل میں محبت نہیں ہے تو عبادت بھی بے سود ہے کیونکہ **عبادت محبت** ہی کا نام ہے وہ تمام لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ایسی چیز کی عبادت کرتے جس پر کوئی سلطان نازل نہیں ہوا وہ سب مشرک ہیں سلطان تسلط سے لیا گیا ہے جو دل پر تسلط کرے اس لئے یہاں دلیل کا لفظ نہیں لکھا ہے **عبادت** کہا ہے جب انتہا درجہ کی **محبت** کرتا ہے جب انتہا درجہ کی امید ہو۔ انتہا درجہ کا خوف ہو یہ سب عبادت میں داخل ہے۔ غیر اللہ کی عبادت کا اتنا ہی مفہوم نہیں ہے کہ سجدہ نہ کیا جاوے نہیں بلکہ اس کے مختلف مراتب ہیں اگر کوئی مال سے انتہا درجہ کی محبت کرتا ہے تو وہ اُس کا بندہ ہوتا ہے خدا کا بندہ وہ ہے جو خدا کے سوا اور چیزوں کی حد اعتدال تک رعایت کرتا ہے اسلام میں محبت اُمید منع نہیں ہے مگر ایک حد تک۔

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ جو خدا سے محبت کرتے ہیں اسی سے ڈرتے اُسی سے اُمید رکھتے ہیں وہ ایک سلطان رکھتے ہیں لیکن جو نفس کے تابع ہوتے ہیں اُن کے پاس کوئی سلطان نہیں ہے جو محکم طور پر دل کو پکڑے غرض انسان کا کوئی فعل اور قول ہو جب تک وہ خدا کی سلطان کا پیرو نہ ہو شرک کرتا ہے۔ پس ہم جو اپنی اس کارروائی کی دو طور پر اشاعت چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس سے بڑھکر کوئی شاہد نہیں ہو سکتا کہ کس قدر سچے جوش اور خالصۃً للہ اسکو پیش کرتے ہیں۔ ہمیں اتفاق نہیں ہوا کہ انگریزی میں لکھ پڑھ سکتے اگر ایسا ہوتا تو ہم کبھی بھی اپنے دوستوں کو تکلیف نہ دیتے مگر اس میں مصلحت یہ تھی کہ تا دوسروں کو ثواب کے لئے بلائیں۔ ورنہ میری طبیعت تو ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو کام میں خود کر سکتا ہوں اُس کے لئے کسی دوسرے کو کبھی کہتا ہی نہیں۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور چار برس زندگی پاتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو جاتے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ فتح عظیم جس کا آپ سے ساتھ وعدہ تھا حاصل کر چکے تھے رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا دیکھ چکے تھے الیوم اکملت لکم ہو چکا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ ان کو محروم رکھے بلکہ یہی چاہا کہ ان کو بھی ثواب میں داخل کرے۔

اسی طرح پر اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم کو اسقدر خزانے دیدیتا کہ ہم کو پروا بھی نہ رہتی مگر خدا ثواب میں داخل کرتا ہے جسکو وہ چاہتا ہے یہ سب جو بیٹھے ہیں یہ قبر ہی سمجھو کیونکہ آخر مرنا ہے پس ثواب حاصل کرنے کا وقت یہی ہے ان باتوں کو جو خدا نے میرے دل پر ڈالی ہیں سادہ اور صاف الفاظ میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ثواب کے لئے مستعد ہو جاؤ اور یہ بھی مت سمجھو کہ اگر اس راہ میں خرچ کریں گے تو کچھ کم ہو جائیگا خدا تعالیٰ کی بارش کیطرح سب کمیاں پُر ہو جائیں گی [illegible]

یاد رکھو خدا کی توفیق کے بغیر دین کی خدمت نہیں ہوسکتی جو شخص دین کی خدمت کے واسطے نیت صحیح سے اُٹھتا ہے خدا اس کو ضائع نہیں کرتا غرض خلاصہ یہ ہے کہ ایک پہلو تو میں کر رہا ہوں دوسرے پہلو کو ہماری انگریزی خواں جماعت نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے انھوں نے یہ تجویز کی ہے کہ **تجارت** کے طریق پر یہ کام جاری ہو جائے دین کی اشاعت ہو جائے گی اور ان کا کوئی حرج نہ ہوگا۔ اُمید ہے کہ خدا اس کا اجر دے گا۔

میں یہ صرف اپنی جماعت کے ارادوں کا ترجمہ کرتا ہوں۔ یہ منشا تو اسی حد تک ہے کہ کسی طرح عرب اور دوسرے ملکوں میں تبلیغ ہو جائے۔ یہ انھوں نے اپنی دانست میں اسہل طریق مقرر کیا ہے جسکو تجارتی طریق پر سمجھ لیا جائے تجارت کے امور ظن غالب ہی پر چلتے ہیں۔ بہر حال یہ انکا ارادہ ہے میرے نزدیک جہاں تک یہ امر مذہب سے تعلق رکھتا ہے تو میں اس کی حمایت کرتا ہوں اگر یہ تجویز عمل میں نہ بھی آئے تب بھی یہ کام تو ہو جائے گا بہرحال آپ غور کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے۔

فقط

حضرت اقدس کی تقریر ختم ہونے پر راقم الحروف نے برعایت اختصار اپنی گذشتہ دو ماہ کی کارروائی کی رپورٹ پیش کی جو تجویز رسالہ کے متعلق بذریعہ خط و کتابت راقم الحروف اور دیگر برادران طریقت میں ہو چکی تھی سرمایہ رسالہ کے متعلق راقم الحروف نے بیان کیا کہ اگرچہ سرمایہ کو تاجرانہ اصول پر جمع کرنا عام طور سے پسند کیا گیا ہے۔ لیکن بعض ذی ہمت احباب یہ بھی پسند کرتے ہیں کہ یہ سرمایہ تاجرانہ طور سے نذر ہے بلکہ خیرات کے طور پر ہو اور اس کی آمد جو کچھ رہے وہ بطرز تجارت تقسیم نہ ہو بلکہ سرمایہ رسالہ میں جمع کی جائے۔ یہ تجویز واقعی نہایت احسن خیال کی گئی اور اس کی تائید میں شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی ہوس اور قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار لودھیانہ نے پرزور تقریریں کیں چنانچہ ان کی تقریروں پر کئی سو حصص کے قریب بہم پہونچانا حاضرین مجلس نے محض للہ قبول کیا۔ بہرحال اس تجویز کو غور ثانی کے لئے آئندہ اجلاس پر رکھا گیا جو دوسری شام کو منعقد ہونا تھا حسب رائے جلسہ مولوی محمد علی صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب مولوی عبد الکریم صاحب اور راقم الحروف انجمن کے قواعد اور ضوابط تجویز کرنے کے لئے مقرر کئے گئے۔

چنانچہ یکم اپریل کو بعد از نماز مغرب دوسرا اجلاس حضرت اقدس کی مسجد میں ہوا اور قواعد انجمن جو مذکورہ بالا اصحاب نے بطور سب کمیٹی مرتب کئے تھے وہ منظور کئے گئے۔ ان قواعد کی کاپی الگ طبع ہو کر ممبران انجمن کی خدمت میں پہونچے گی۔ اور ایسا ہی دیگر احباب بھی مولوی محمد علی صاحب ساکن قادیان کو ایک آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں۔ حضرت اقدس نے بعد از منظوری قواعد و ضوابط و تقرر عہدہ داران ایک لطیف تقریر کرنے کے بعد فرمایا کہ اُن کی رائے ہیں تاجرانہ اصول کا لحاظ رکھنا بھی موجودہ حالات کے ماتحت ضروریات سے ہے۔ کیونکہ بعض وقت چندوں کی نہایت موجب ابتلا ہو جاتی ہے چنانچہ اس امر کے متعلق مفصل بحث ہوئی اور یہ باتفاق رائے قرار دیا گیا کہ اس رسالہ کا سرمایہ اُس طرح بہم پہونچایا جائے جس طرح پہلے پہلے تجویز کیا تھا۔ یعنی کل سرمایہ رسالہ دس ہزار روپیہ تجویز ہوا اور اس کو ہزار حصص میں تقسیم کیا جائے فی حصہ دس روپیہ۔ اگر جو احباب اس کا سرمایہ بہم پہونچانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ کم از کم ایک حصہ خریدیں تین سال تک ان کا سرمایہ انجمن کے ہاتھ میں رہے گا۔ جس کے بعد ہر ایک شخص جو تاجرانہ طور سے حصص خریدے گا وہ اپنے حصص واپس لینے کا مجاز ہوگا اور نفع کی تقسیم سالانہ ہوگی البتہ وہ احباب جو بطور خیرات حصص لیں گے ان کے حصص بطور سرمایہ مستقل رسالہ سمجھے جاویں گے اور انکا منافع اس مستقل سرمایہ رسالہ میں سالانہ جمع ہو جایا کریگا انجمن کا نظم و نسق **تین مجالس** کے ہاتھ میں رکھا گیا۔

(۱) مجلس عامہ۔

(۲) بورڈ آف ڈائرکٹرز۔

(۳) مجلس کارکن۔

مجلس عامہ کا اجلاس تو سال میں ایک دفعہ عید اضحی کے موقعہ پر رکھا گیا۔ البتہ اس انجمن کے کل انتظام کے لئے بورڈ آف ڈائرکٹرز مقرر ہوا جن کی ہدایات کے مطابق مجلس کارکن ہمیشہ کارروائی کیا کرے گی۔ سر دست انجمن کے عہدہ داران حسب ذیل مقرر ہوئے

سرپرست اعلیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

پریسیڈنٹ حکیم مولوی نور الدین صاحب۔

وائس پریذیڈنٹ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔

سکرٹری خواجہ کمال الدین وکیل

اسسٹنٹ سکرٹری مولوی محمد علی صاحب

فنانشل سکرٹری شیخ رحمت اللہ صاحب

تاجر بمبئی ہوس۔

محاسب میاں تاج الدین صاحب لاہوری۔

بورڈ آف ڈائرکٹرز کے ممبریں مقرر کئے گئے۔ اور یہ ممبر ان ممبران انجمن میں سے انتخاب کئے جاویں گے جو کم از کم دس حصص خریدیں گے فی الحال اصحاب ذیل ممبران بورڈ تجویز ہوئے ہیں

حکیم نور الدین صاحب۔
نواب محمد علی خاں صاحب
مولوی محمد علی صاحب۔
مولوی عبد الکریم صاحب۔
شیخ رحمت اللہ صاحب۔
خواجہ کمال الدین صاحب۔
میاں تاج الدین صاحب لاہوری
مرزا افضل بیگ صاحب قصور۔
ڈاکٹر رحمت علی صاحب
خلیفہ رشید الدین صاحب
خواجہ جمال الدین صاحب
حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
میر حامد شاہ صاحب۔
سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراس
مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں
ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب
منشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار

علاوہ ان عہدہ داران کے جو شخص پچاس حصے خریدے وہ وہ اس انجمن کا مربی متصور ہوگا۔

چنانچہ چودہری محمد سلطان صاحب بیرسٹر و شیخ رحمت اللہ و مولوی نور الدین صاحب و حکیم فضل الدین صاحب مربی مقرر کئے گئے۔

بورڈ آف ڈائرکٹرز کا پہلا اجلاس یکم اپریل کو بمقام قادیان ہوا اور انھوں نے حسب ذیل امور فیصلہ کئے۔

رسالہ کا نام

ریویو آف ریلجنز۔ یعنی کل مذاہب دنیا پر تحقیقی نظر کرنیکا رسالہ

رسالہ کی اشاعت گاہ

اس کی اشاعت گاہ لاہور قرار دیگئی اور اسکا دفتر بھی لاہور میں رہیگا

رسالہ کے ایڈیٹر

اس کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب مقرر کئے گئے

سرمایہ رسالہ

سرمایہ رسالہ کا بہم پہونچانا خریداری حصص پر منحصر رہا البتہ وصولی حصص کے لئے حسب ذیل قواعد تجویز کئے گئے۔

(۱) جو شخص ایک حصہ خرید کرے وہ فی الفور دو روپے بھیجدے اور بقیہ رقم جون سنہ ۱۹۰۱ء تک بھیجے

(۲) ایک سے زیادہ پانچ حصص تک مبلغ ۲ فی الفور۔ اور بقیہ رقم باحتیاط یکم اگست سنہ ۱۹۰۱ء

(۳) پانچ سے زیادہ دس حصص تک۔ فی حصہ ایک روپیہ فی الفور بقیہ میں سے پانچ حصص یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء تک۔ اور جو باقی رہے نصف یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ تک باقی نصف یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ تک

(۴) دس سے زیادہ ۲۵ حصص تک۔ دس فیصدی فی الفور بقیہ میں سے ۲/۵ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ تک ۲/۵ یکم اپریل ۱۹۰۲ اور ۱/۵ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۲ تک

(۵) ۲۵ سے اوپر دس فیصدی فی الفور اور یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ تک دس حصص پورے کرے باقی میں سے آٹھ حصص ہر سہ ماہی پر۔ بشرطیکہ کل روپیہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۳ سے پہلے پہلے ادا ہو جائیگا

یہ فیصلہ ہوا کہ سردست کوئی پریس اپنا نہ کھولا جاوے۔ پریس کے متعلق

اب میں ذیل میں ان احباب کے اسماء گرامی معہ تعداد حصص لکھتا ہوں جنھوں نے ان حصص کے مطابق انجمن کا سرمایہ بہم پہنچانے کا وعدہ کیا ہے انمیں سے بعض احباب نے تو مجھے اطلاع دیدی ہے کہ اُن کے حصص خیراتی سمجھے جاویں یا نا جرانہ باقی احباب جو آئندہ حصص خریدیں یا وہ احباب جنھوں نے جلسہ عید اضحی سے پہلے خریداری حصص منظور فرمائی تھی وہ بھی مجھے اطلاع بخشیں کہ اُن کے حصص کس مد میں لکھے جائیں کیونکہ خیراتی تجویز بعد کی ہے۔ ان احباب کے نام حسب ذیل ہیں۔

اسماء	حصص
حکیم نور الدین صاحب و حکیم فضل الدین صاحب مشترک	190
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور۔	50
خواجہ عزیز الدین معہ فرزندان (خواجہ جمال الدین صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب)	40
خلیفہ رشید الدین صاحب میڈیکل آفیسر ریاست رام پور۔	40
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں	5
مولوی عبد الکریم صاحب	2
نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر	5
میر حسام الدین صاحب و میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ	10
چراغ دین صاحب امرتسر	ایک
ڈاکٹر عباد اللہ صاحب ؍؍	2
شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم قادیان	2
ڈاکٹر رحمت علی صاحب	15
مولوی محمد اکرم صاحب مالیر کوٹلہ	2
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب امرتسر	ایک
میر عنایت علی صاحب لدھیانہ	3
پیر سراج الحق صاحب نعمانی	2
امیر الدین صاحب گجرات	ایک
محمد خانصاحب کپور تھلہ	5
منشی عزیز الرحمٰن صاحب ؍؍	2
ڈاکٹر فیض قادر صاحب ؍؍	2
عبد الرحمٰن صاحب ؍؍	2
عبد الرحیم صاحب ؍؍	ایک
منشی اروڑا صاحب ؍؍	2
میاں سوبا صاحب ؍؍	ایک
ظفر احمد صاحب ؍؍	ایک
عالم خاں صاحب ؍؍	ایک

سردار خاں صاحب 〃	ایک
مولوی عبدالقادر صاحب 〃	〃
احمد حسن صاحب 〃	〃
مولوی محمد حسین صاحب نمبردار پرم جیت پورہ ریاست کپورتھلہ	۲
شیخ عطا محمد صاحب ملٹری ورکس گورنمنٹ سنڈیمن	۱۰
خدا بخش صاحب سملہ۔	۵
بابو برکت علی صاحب 〃	〃
ڈاکٹر فیض احمد صاحب علاقہ گھکھڑ	۲
مہردین و کرم الٰہی صاحبان لالہ موسیٰ	۲
چودھری رستم علی صاحب انبالہ	۱۰
بابو محمد صاحب 〃	〃
بابو محمد معقول صاحب میر منشی 〃	۵
محمد سرافراز و کرم الٰہی صاحبان بدوملی	۱۲
حاکم علی صاحب۔	ایک
محی الدین صاحب سیالکوٹ	۲
مولوی عبدالرحیم صاحب 〃	〃
فضل محمد صاحب۔ ہرسیاں	ایک
منشی تاج الدین صاحب لاہور	۱۰
غلام محمد صاحب 〃	ایک
میر ناصر نواب صاحب	۳
ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر	۲
ڈاکٹر محبوب عالم صاحب سانبھر	۲
سلطان محمد صاحب سیالکوٹ	ایک
امیر علی شاہ صاحب 〃	۵
غلام غوث صاحب	۱۰
حکیم محمد حسین صاحب مہتمم مرہم عیسیٰ لاہور	۲
قطب الدین صاحب جہلم	ایک
برکت علی صاحب وزیر آباد	۳
غلام حسین صاحب ٹونگہ	ایک
حکیم فضل الدین صاحب محلہ ملتان	۲
مرزا غلام حیدر صاحب بیٹی	۱۰
مرزا افضل بیگ صاحب قصور۔	۲۵
علی بخش صاحب مستری بیٹی۔	۵
جمال الدین صاحب معہ برادران سیکھواں	۶
شاہدین صاحب فیض اللہ چک	ایک
چودھری فضل الٰہی صاحب 〃	〃
شیخ غلام علی صاحب 〃	〃
... الدین صاحب 〃	〃

قاضی محمد یوسف علی صاحب نعمانی تشامی سررشتہ دار اکزیکیٹو کمیٹی سنگرور ریاست جیند۔	۵
حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور	۲
ڈاکٹر نور محمد صاحب 〃	۱۰
منشی اسمٰعیل صاحب ہیڈ ارہی سائن لسانوالہ۔	ایک
ماسٹر قادر بخش صاحب لدھیانہ	ایک
امام الدین صاحب پٹواری اوجیپ گورداس پور	〃
عبدالحمید صاحب محرر جیسٹری ملنکر گڑھ معہ گورداسپور	۲
حافظ عبدالرحمٰن صاحب بٹالہ	ایک
مستری مولا بخش صاحب لدھیانہ	〃
اکبر خانصاحب سنور پٹیالہ حال قادیان۔	〃
عبدالصمد صاحب سنور	〃
کرم علی صاحب سنگساز قادیان	〃
قدرت اللہ خانصاحب 〃	〃
مہر عبداللہ صاحب ارائیں سیکھواں	〃
محمد صدیق صاحب 〃	〃
قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانہ	۲
منشی جلال الدین صاحب بلانی	۲
میر مدثر شاہ صاحب پشاور	۲
مولوی سید سرور شاہ صاحب	ایک
مولوی غلام حسن صاحب پشاور	۲
مرزا غلام صمدانی صاحب 〃	ایک
شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم قادیان	〃
حسین بخش صاحب درزی 〃	〃
حاجی محمد صاحب بسنتی مدرسہ ہام جھنگ	۲
شیخ عبدالرحیم صاحب مدرس قادیان	۲
مولوی سلطان حامد صاحب قتال پور ملتان	ایک
صاحب دین صاحب۔ طہال	〃
فضل الدین صاحب عطار گوجرانوالہ	〃
مولوی نور احمد صاحب بسنتی مدرسہ ہام	〃
چودھری محمد خانصاحب جنتر علاقہ امرتسر	〃
شمس الدین صاحب سملہ	۵
اہلیہ 〃 〃	〃
مولوی محمد علی صاحب ایم اے	۱۰
مفتی محمد صادق صاحب	۵
مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں	۱۰

ڈاکٹر عبداللہ صاحب کمپونڈر	۲
مولوی محمد یحییٰ صاحب دیگران	ایک
چودھری اسمٰعیل صاحب جہاراں والہ سیالکوٹ	۴
شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم	۱۰
مولوی غلام علی صاحب رہتاس	۵
پیر بخش صاحب لدھیانہ	ایک
محمد حسن صاحب عطار 〃	〃
حکیم فضل الٰہی صاحب لاہور	۲
ماسٹر شیر علی صاحب	۳
ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اول	۲
ڈاکٹر محمد شریف صاحب قلات	ایک
قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ جان محمد	〃
قاضی محمد یوسف صاحب 〃	〃
قاضی میر محمد صاحب کوٹ کیلاں گوجرانوالہ۔	〃
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب گڑھ شنکر۔	۱۰
حکیم مولوی نور محمد صاحب مالک شفاخانہ نوری ہوٹل لاہور	۵
حافظ محمد اسحاق صاحب ہیڈری سب اورسیر	۱۰
مولوی فضل الدین صاحب احمد آبادی	۲
حافظ محمد عیسیٰ صاحب بھیرہ	ایک
خلیفہ عطا محمد صاحب گڑھ شنکر	〃
محمد جان صاحب محرر جیل راولپنڈی	۶
روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر	۲
بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر مردان۔	۴
امام الدین صاحب سب اوورسیر راولپنڈی	۱۰
احمد جان صاحب پولیس کانسٹیبل	ایک
مولوی عنایت اللہ صاحب سدنت پورہ	〃
منشی گلاب خانصاحب ڈکشانی	۵
محمد نواب خاں صاحب جہلم تحصیلدار	۱۰
چودھری محمد سلطان خانصاحب بیرسٹر ایٹ لا جہلم	۵۰
مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر 〃	۱۲

محمد شفیع ولد عبدالعزیز صاحب پٹواری ایک حصہ
قاضی ظفر حسین صاحب قلات ۱۰
منشی محمد بخش صاحب قلات ۵

اسی طرح کل تعداد کی حصص کی (۷۷۵) ہوگئی ہے قریباً (۲۲۵) حصص کی خریداری باقی ہے۔ اب برادران طریقت سے استدعا ہے کہ ایک بار کوشش فرما کر تعداد ہزار حصص کی بہت جلد پوری فرما دیں۔ امر دوم یہ ہے کہ اگرچہ روپیہ بہم پہونچانے میں سہولت دی گئی ہے لیکن جہاں تک ممکن ہوسکے بہت جلد ہمارے دوست اپنا وعدہ کردہ حصہ بہم پہونچا دیں۔ منی آرڈر براہ راست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس انارکلی لاہور کے نام بھیجدیں اور مجھے اطلاعی کارڈ لکھیں۔ رسید باضابطہ شیخ رحمت اللہ صاحب دیں گے۔

نیز ہر ایک حصہ دار سے التجا ہے کہ وہ دوبارہ غور فرما کر مجھے اطلاع بخشیں کہ ان کے حصص خیراتی ہوں گے یا تجارتی نیز بعض احباب کا پتہ ہمارے کاغذات میں نہیں انکی بھی مہربانی ہوگی اگر وہ مفصل پتہ سے اطلاع دیں۔

یہ امر ذکر کرنا ضروری ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے یکم اپریل ۱۹۰۱ء سے ایڈیٹری کا کام شروع کر دیا ہے اور رسالہ یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء کو شائع کیا جائے گا سردست وہ چھ ماہ متواتر مضامین طیار کرتے رہیں گے۔ رسالہ کے حجم اور قیمت کے متعلق بھی آئیندہ اطلاع دیجاویگی۔

نوٹ۔ ہر ایک منی آرڈر کے ساتھ شیخ رحمت اللہ صاحب کو اطلاع دی جاوے کہ روپیہ سرمایہ تجارتی کی مد میں جائیگا یا خیراتی چندہ کے۔ جو اصحاب روپیہ بھیج چکے ہیں وہ بھی اس امر سے شیخ صاحب کو اطلاع دیں۔

کمال الدین وکیل پشاور

ایک خط جواب حضرت اقدس

علیہ الصلوٰۃ والسلام

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۱۳ جلد ۵

انسان صرف اس بات پر ہی ناز نہ کرے اور اپنی ترقی کی انتہا اسی کو نہ سمجھ لے کہ کبھی کبھی اس کے اندر رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ رقت عارضی ہوتی ہے۔ انسان اکثر دفعہ ناول پڑھتا ہے اور اس کے درد انگیز حصہ پر پہونچکر بے اختیار رو پڑتا ہے حالانکہ وہ صاف جانتا ہے کہ یہ ایک جھوٹی اور فرضی کہانی ہے۔ پس اگر محض رو پڑنا یا رقت کا پیدا ہو جانا ہی حقیقی سرور اور لذت کی جڑ ہوتی ہے تو آج یورپ سے بڑھ کر کوئی بھی روحانی لذت حاصل کرنے والا نہ ہوتا۔ کیونکہ ہزارہا ناول شائع ہوتے اور لاکھوں کروڑوں انسان پڑھ کر روتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں ایک بات موجود ہے کہ ہنسی کے مقام پر ہنس پڑتا ہے اور رونے کے مقام پر رو بھی پڑتا ہے اور ان سے مناسب موقع ایک لذت بھی اٹھاتا ہے مگر یہ کوئی لذت روحانی فیصلہ نہیں کرسکتی ہیں۔ کوئی کسی عورت پر عاشق ہو جاتا ہے اور اپنے فسق ہی میں اس کے ہجر کے شعر بنا بنا کر خوش ہوتا ہے اور روتا ہے انسان کے اندر ایک طاقت ہے خواہ اس کو محل پر استعمال کرے یا بے محل پس اس طاقت پر ہی بھروسہ کرکے نہ بیٹھ رہے اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت اس لئے رکھی ہے کہ سچے سالک محروم نہ ہوں اور جب یہ برمحل استعمال ہو تو ان کے لئے آنے والے روحانی مدارج کا ایک مقدمہ ہو۔ اور یہ موتی کا کام دے

غرضیکہ امور کہ کبھی رو پڑتا اور کبھی دنیا کی دوسری چیزوں اور تعلقات سے انقطاع کرنا یہ عارضی ہوتی ہیں ان پر اعتبار کرکے بیدست و پا نہ بیٹھے وہ امور جنپر سچی معرفت کی بنا ہے یہ ہیں کہ وہ خدا کی راہ میں اگر بار بار آزمایا جائے اور مصائب اور مشکلات کے دریا میں ڈالا جاوے تب بھی ہرگز نہ گھبراوے اور قدم آگے ہی بڑھاوے۔ اس کے بعد اس کی معرفت کا انکشاف ہوتا ہے اور یہی سچی نعمت حقیقی راحت ہوتی ہے۔ اس وقت دل میں ایک رقت پیدا ہوتی ہے مگر یہ رقت عارضی نہیں ہوتی بلکہ سرور اور لذت سے بھری ہوئی ہوتی ہے روح پانی کے ایک مصفا چشمہ کی طرح خدا کی طرف بہتی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ سمندر کے پہلے ایک سراب آتا ہے وہ بھی سمندر ہی نظر آتا ہے جو سراب کو دھوکا سمجھکر آگے چلنے سے رہجاتا اور مایوس ہوکر بیٹھ جاتا ہے وہ ناکام اور نامراد رہتا ہے لیکن جو ہمت نہیں ہارتا اور قدم آگے بڑھاتا ہے وہ منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مختلف کیفیتیں انسانی روح کے اندر رکھی ہوئی ہیں ان میں سے اس رقت کی بھی ایک کیفیت ہے کوئی حفظ شعر خوانی یا خوش الحانی ہی سے متاثر ہو جاتا ہے کوئی آگے چلتا ہے اور اپنر قانع نہ ہوکر صبر کے ساتھ اصل مرحلہ تک پہونچتا ہے یہ یاد رکھو کہ سچائی کے طالب کے واسطے یہ شرط ہے کہ جہاں سے اسے سچائی ملے لے لے یہ ایک **نور** ہے جو اس کی رہبری کرتا ہے۔ اس وقت دنیا میں ایک کشاکش شروع ہے آریہ اپنی طرف کھینچتا چلے جاتے ہیں برہمو الگ بلاتے ہیں دیو سماج والے اپنی ہی طرف دعوت کرتے ہیں عیسائی ہیں وہ عیسائیت ہی کو پیش کرتے ہیں۔

غرض ہر قوم اپنی طرف کھینچتی ہے ان کے درمیان اختلاف کا دائرہ بہت ہی وسیع ہوتا جاتا ہے مگر ہم

جس بات کی دعوت کرتے ہیں اور جو سچی سچائی کے طلبگار کو بتلا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ خدا کی تلاش کرے۔

مثلاً آریہ ہیں وہ تمام قدوسوں اور راستبازوں کو گالیاں دیتے ہیں ان کے نزدیک سچے سے سچا پریمی اور بھگت بھی کبھی نجات نہیں پا سکتا۔ ان کے اصول کے موافق خدا نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اب بتاؤ کہ ایسے پرمیشر پر جو وہ پیش کرتے ہیں کسی سچے طالب کی امید کیونکر وسیع ہو سکتی ہے اور کیونکر خدا کا جلال اور شوکت اس کی روح پر ایک رقت پیدا کر کے گناہ کی طرف چلنے سے بچا سکتی ہے جب وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے تو میرے وجود کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا۔ پھر جب یہ مانا گیا کہ وید کے سوا خدا نے کسی اور ملک کو اپنے کلام سے فیض ہی نہیں بخشا تو کس قدر مایوسی پیدا ہوتی ہے۔

الغرض ہماری نصیحت تو یہی ہے کہ جو سچائی کی تلاش میں قدم رکھتا ہے اس کی غرض اور غایت **خدا کی تلاش ہو** پھر معارف اور حقائق کا دریا نکلتا ہے جب اسکو سچے خدا پر جو ایک ہی خدا ہے سچا ایمان پیدا ہو جائے۔

یاد رکھو حقائق اور معارف کا تعلق علوم سے ہے جسقدر معرفت وسیع ہو گی حقائق کھلتے جائیں گے پس تحقیقات کرتے وقت دل کو بالکل پاک اور صاف کر کے کہ جسقدر دل تعصب اور خود غرضی سے پاک ہو گا اسی قدر جلد اصل مطلب سمجھ میں آ جائے گا نور اور ظلمت میں جو فرق ہے اسے ایک جاہل سے جاہل انسان بھی جانتا ہے یہی اور صحیح بات ایک ہی ہوتی ہے پس دو لفظوں میں میری ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ سب کا

حظ دو لفظوں میں ایک ہی ہوتا ہے

یہ امور ہیں جو قابل غور ہیں۔

آپ یہاں رہیں اور صبر و استقلال سے ٹھیریں خدا کے فضل سے کچھ بعید نہیں ہے کہ آپ کو اس راہ کا پتہ ملے جو کروڑ ہا مقدس انسانوں کا تجربہ شدہ ہے۔ اور اب بھی جس کے تجربہ کار موجود ہیں۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تقریر کو یہاں ختم کیا۔ حق جو صاحب کچھ عرصہ تک قادیان میں رہے انہوں نے حضرت اقدس کی صحبت میں رہ کر جو فائدہ اٹھایا اس کے اظہار کے لئے ہم ان کے ایک خط کو جو انھوں نے لاہور سے ہمارے نام بھیجا ہے یہاں درج کرتے ہیں۔

مکرمی جناب شیخصاحب۔ تسلیم

(۱) میری بے ادبی معاف فرماویں میں قادیان سے اچانک کچھ وجوہات رکھنے پر چلا آیا۔ میں اب یہاں سوچوں گا کہ مجھے اپنی زندگی پھونک کے لئے کس پہلو میں گذارنی ہے میں آپ کی جماعت کی جدائی سے تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔

(۲) میں حضرت جی کے اخلاص کا حد درجہ مشکور ہوں اور جو کچھ روحانی دان مجھے نصیب ہوا اور جو کچھ مجھ پر ظاہر ہوا اس کے لئے نہایت ہی مشکور ہو رہا ہوں۔

مگر افسوس ہے دنیا میں سخت اندھکار ہے اور میں ایک ایک قدم پر گر رہا ہوں سوائے صحبت کے اس حالت کو قائم رکھنا میرے لئے بہت کٹھن (دشوار) ہے۔

(۳) اس بات پر میرا یقین ہے کہ بے شک حضرت صاحب روحانی بھلائی کے طالبوں کے لئے اعلے نمونہ ہیں اور ان کی صحبت میں مستقل طور پر رہنا بڑا ضروری ہے۔

دنیا کی حالت ایسی ہے کہ موتیوں کو کیچڑ میں پھینکتے ہیں اور کوڑیاں جمع کرتے ہیں اور جو شخص موتی پھینکانے لگے اس کے سر پر مٹی پھینکا کرتے ہیں ہائے افسوس کہ وہ کوڑیوں کو بھی موتی سمجھے بیٹھے ہیں۔

میں سخت گھبرایا ہوا ہوں نہ میں کیا کروں اور کدھر جاؤں میری حالت بہت بری ہے۔ تمام جماعت کی خدمت میں آداب خصوصاً حضرت صاحب کی خدمت میں مودبانہ آداب عرض فرماویں اور میرے لئے حضرت صاحب اور تمام جماعت سے دعا کرا دیں۔

آپ کا نیاز مند ورنیر سنگھ۔

یہ خط حضرت اقدس کے حضور پڑھ کر سنا دیا گیا۔ آنحضرت علیہ السلام نے ایڈیٹر الحکم کو مندرجہ ذیل جواب لکھنے کا حکم دیا۔

"صبر اور استقلال کے ساتھ
جب تک کوئی ہماری صحبت میں
نہ رہے وہ فائدہ نہیں
اٹھا سکتا۔ اس کو چاہئے
کہ وہ یہاں آ جائیں
اور ایک عرصہ تک
ہماری پاس
رہیں۔

مختصر نوٹ اور خبریں

مامورمن اللہ کی طرف سے جب تحدی کی جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ مخالفوں کی طاقتوں کو سلب کرلیتا ہے میرا ایمان ہے کہ مخالف اس تحدی کے مقابل کچھ بول سکتے ہی نہیں یہ کیوں ہوتا ہے؟ اس لیئے کہ اگر وہ اس تحدی کا مقابلہ کریں تو کم ازکم ایک امر مشتبہ ہوسکتا ہے اس لئے وہ اس میدان میں بالکل عاری ثابت ہوتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس نے جو تحدی اعجاز المسیح کے مقابل کی تھی کیا ممکن نہ تھا کہ یہ لوگ کچھ اوٹ پٹانگ کسی زبان ہی میں کچھ نہ کچھ لکھکر پیش کردیتے مگر نہیں ان کو یہ طاقت نہیں ملی اور خدا تعالیٰ نے ان کو بالکل تہیدست ثابت کیا یہ ایک زبردست ثبوت ہے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مامورمن اللہ ہونے کا۔

(مولانا عبدالکریم)

میں بارہا سوچا کرتا ہوں کہ وہ کیابات ہے جو انسان کو گناہ کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔ مختلف اسباب اور عوارض ہوتے ہیں مگر ایک بڑا بھاری باعث یہ ہے کہ جب انسان پست ہمت ہوجاتا ہے تو گناہ کی طرف جھکتا ہے مثلاً ہم تم بازار میں چلتے ہوئے اگر ایک پیسہ پڑا پائیں تو اس کے اٹھانے کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتے اس لیئے کہ نظر اس پیسہ پر نہیں ٹھیرتی ہے۔ اسی طرح جب اگر انسان کی نظر میں خدا تعالیٰ مطلوب ہو اور اہم مقصد بلند ہی ہو تو ممکن نہیں ہے کہ وہ پست ہمتی کی طرف جاسکے پس ہمیشہ ہمت بلند رکھو اگر چاہتے ہو کہ گناہ سے بچو اپنا مقصود خدا بنالو۔ (ایضاً)

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز اپنی اور سلسلہ عالیہ کے خاص دوستوں کی زیادتی عمر کے لئے دعا کی تو یہ مبشر الہام ہوا ربّ زدفی عمری وفی عمر زوجی زیادۃ خارق العادۃ۔ یعنی اے میرے رب میری عمر میں اور میرے ساتھی کی عمر میں خارق عادت زیادت فرما۔

(ایڈیٹر)

ایک اور والنٹیر

شملہ سے ہمارے عزیز بھائی منشی غلام دستگیر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے چندہ جمع کرنے کے واسطے اپنے آپ کو ایک سال کے لئے والنٹیر قرار دیتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء

رفع وہم

پچھلے آنشو میں جو چند نسخوں کے عنوان سے اعلان کیا گیا تھا کہ فتح اسلام اور توضیح مرام جو حضرت اقدس امام علیہ السلام کے دعوی کی پہلی کتابیں ہیں چند نسخے پہلے ایڈیشن کے جناب حکیم فضل الدین صاحب بھیروی مہتمم کتب خانہ مدرسہ قادیان کے پاس نو ودختی موجود ہیں انہیں سے ہر ایک کی قیمت ۴ر فی جلد یعنی دونوں جلدوں کے ۸ر جو پہلی قیمت عہ کے مقابلہ میں نصف ہے نہایت خوشخط عمدہ کاغذ اور موزوں تقطیع پر طبع ہوئی ہیں جو صاحب چاہیں حکیم صاحب موصوف سے منگوالیں۔

شکریہ

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے جو سرکلر سیکرٹری حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے بھیجی گئی تھی الحمدللہ احباب نے اسپر پوری توجہ کی ہر طرف سے عید فنڈ اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ آرہا ہے ہم ایسے تمام احباب کے شکرگذار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولی کریم انھیں جزاء خیر دے۔ آمین

حضرت اقدس امام

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری توجہ اس طرف مبذول ہورہی ہے کہ جس طرح ممکن ہو صلیبی سحر کو اعجازی رنگ میں باطل کیا جائے چنانچہ ایک روز فرمانے لگے کہ میں تو یہی سوچتا رہتا ہوں کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جس سے ہم صلیب پرستی کے باطل کو مٹا سکیں کیونکہ ہماری زندگی کی یہی غرض ہے اور یہی کام ہے جس کے لئے ہم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ فرمایا بعض اوقات سوچتے سوچتے اس قدر فکر کا غلبہ ہوجاتا ہے کہ برد اطراف اور دوران سر شروع ہوجاتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ حربہ جو ہمارے ہاتھ میں ہے صلیب کو بالکل توڑ ڈالے گا جو یوز آسف کا ہے۔ کیونکہ خود عیسائیوں نے اس کو مانا ہے اور اس کا تعلق انھوں نے مسیح کے ساتھ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ایک حواری تھا اور اٹلی میں اس کا گرجا بنایا جس پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے اور ہرسال میلا ہوتا ہے اب اتنا تو انھوں نے خود مان لیا ہے اس لیئے ثبوت ان کے ذمہ ہی رہا کہ وہ ثابت کریں کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شاہزادہ نبی بھی ہے۔ آخر ثابت یہی ہوگا اور یہی سچ ہے کہ وہ **مسیح ہی کی قبر ہے**

کسر صلیب کی حقیقت

بتاتے ہوئے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صلیب توڑتا پھرے

عبدالرب

اس کو روحانیت سے تعلق کیا اور اس کا فائدہ کیا؟ فرض کرو اگر صلیب توڑ دے تو کیا اور نہیں بن سکتیں علاوہ ازیں صلیب توڑنے میں بعض مسلمان بادشاہ بھی شریک ہیں جیسے مثلاً صلاح الدین تو مسیح موعود کی خصوصیت کیا ہوئی۔ بات اصل میں یہ ہے کہ کسر صلیب سے یہ مراد ہے کہ وہ صلیب کی اس حقیقت کو کھولکر دکھا دے گا پھر اس کا زور ٹوٹ جائے گا۔

پنجاب میں طاعون

اس موسم میں خلاف معمول خطرناک طور پر پھیل رہا ہے نت نئے و بازدہ دیہات کی خبریں آ رہی ہیں اللہ تعالے اپنی مخلوق پر رحم فرماوے۔ افسوس کی بات ہے کہ حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام نے طاعون کے متعلق جو اشتہار شائع کیا تھا اسکو بجز چند اخباروں کے کسی نے شائع نہیں کیا۔ یہ وقت ہے کہ پبلک کو ہمدردی کے طریق پر ان باتوں سے اطلاع دیجاوے جو اس مرض کے دور کرنے کے لئے خدا نے مقرر کر رکھے ہیں + یہ سچی بات ہے کہ جب تک ایک پاک تبدیلی نہ کریں گے اس وبا کا دور ہونا مشکل ہے یہ دن ہیں کہ خدا سے صلح کی جائے اور اس کے مامور کی ہدایتوں پر کار بند ہوں۔

تفسیر القرآن کا پہلا پارہ شائع ہو گیا ہے

قیمت عہ بلا محصول ڈاک

ڈائری

حضرت امام ہمام علیہ السلام

ایک عزیز بھائی کی شادی کی تقریب پر عورتوں کے درمیان جہیز اور داج وغیرہ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ (عورتوں کو جو سامان والدین سے ملتا ہے اس کو جہیز کہتے ہیں ایسا ہی مردہ کے لئے جو سامان دفن کیا جاتا ہے اس کو تجہیز و تکفین کہتے ہیں۔ ان دونو کی حالت میں ایک مناسبت ہے لڑکی شادی کے وقت اپنے گھر سے گویا ہمیشہ کے لئے علحدہ ہو جاتی ہے۔ عورت میں ایک جوہر قابل رکھا گیا ہے کہ اس سے اولاد پیدا ہو اور اس جوہر کے سبب اس کو لامحالہ اپنے گھر سے وداع ہونا پڑتا ہے۔ ایسا ہی انسان میں دیدار الٰہی کے حصول کا جوہر قابل رکھا گیا ہے۔ مگر دیدار الٰہی اس دنیا میں حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ آیت لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار سے ظاہر ہے پس حصول الٰہی کے جوہر قابل کی وجہ سے بالضرور انسان کو اس عالم سے علحدہ ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑتا ہے)۔

۱۲ر مارچ ۱۹۰۱ء

فرمایا (بعض انسانوں کو دیکھو گے کہ کافیاں اور شعر سنکر وجد و طرب میں آ جاتے ہیں۔ مگر جب مثلاً ان کو کسی شہادت کے لئے بلایا جائے تو عذر کریں گے کہ ہمیں معاف رکھو ہمیں تو فریقین سے تعلق ہے ہمیں اس معاملہ میں داخل نہ کرو۔ پس سچائی کا اظہار نہ کریں گے۔ ایسے لوگوں کے وجد و سرور سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ جب کسی ابتلا میں آ جاتے ہیں تو اپنی صداقت کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ ان کا سرور و وجد قابل تعریف نہیں یہ سرور و وجد ایک عارضی چیز اور طبعی امر ہے۔ بعض منکرین اسلام جنکو تمام پاکبازوں سے دلی عداوت ہے وہ بھی اس سرور سے حصہ لیتے ہیں ایک متعصب ہندو مثنوی مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ پڑھکر سرور حاصل کرتا تھا حالانکہ وہ دشمن اسلام تھا۔ کیا تم سانپ کو پاکباز مانوگے جو بانسری سنکر سرور میں آ جاتا ہے یا اونٹ کو خدا رسیدہ قرار دوگے جو خوش الحانی سے نشہ میں آ جاتا ہے۔ سچائی کا کمال جس سے خدا خوش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالے کے ساتھ اپنی وفاداری دکھائے ایسے انسان کا تھوڑا عمل بھی دوسرے کے بہت عمل سے بہتر ہے۔ مثلاً ایک شخص کے دو نوکر ہیں ایک نوکر دن میں کئی دفعہ اپنے مالک کی خدمت میں آکر سلام کرتا ہے اور ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتا ہے۔ دوسرا اس کے پاس بہت کم آتا ہے۔ مگر مالک پہلے کو بہت قلیل تنخواہ دیتا ہے اور دوسرے کو بہت زیادہ۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ دوسرا ضرورت کے وقت اس پر جان بھی دینے کے لئے طیار ہے اور وفادار ہے اور پہلا کسی کے بہکانے سے مجھے قتل کرنے پر بھی آمادہ ہو جائے گا یا کم از کم مجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کی ملازمت اختیار کرلے گا اسی طرح اگر کوئی شخص خدا تعالی سے وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا مگر پنجوقتہ نماز ادا کرتا ہے اور اشراق تک بھی پڑھتا ہے بلکہ کئی ایک اور اوراد بھی تجویز کئے ہوئے ہیں تو وہ خدا تعالی کی نظر میں ایک وفادار انسان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا کیونکہ خدا تعالے

جانتا ہے کہ ابتلا کے وقت وفاداری نہیں دکھلائے گا۔ جب انسان وفاداری اختیار کرے گا تو سرور لازمی طور پر اسکو حاصل ہو جائے گا جیسا کہ کھانا آتا ہے تو دستر خوان بھی ساتھ آجاتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ کاملوں میں بھی بعض قبض کے وقت آجاتے ہیں کیونکہ قبض کے وقت انسان کو سرور کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور اسکو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا (انسان دوسرے شخص کی دل کی ماہیت معلوم نہیں کر سکتا۔ اور اس کے قلب کی مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہونچ سکتی۔ اس لئے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے۔ بلکہ صبر سے انتظار کرے ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھوں گا اور کسی کو اپنے سے کمتر خیال نہیں کروں گا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دن اس نے ایک دریا کے پل کے پاس جہاں سے بہت آدمی گذر رہے تھے ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک بوتل اس شخص کے ہاتھ میں تھی آپ پیتا تھا اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا اس نے اسپر بدظنی کی اور خیال کیا کہ میں اس سے تو ضرور بہتر ہوں اتنے میں ایک کشتی آئی معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا اور اس بدظن سے کہا تو مجھپر بدظنی کرتا تھا سب کو میں نکال لایا ہوں ایک کو تو نکال لا خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا اور تیرے دل کے ارادہ سے مجھے اطلاع دی یہ عورت میری والدہ ہے اور بوتل میں شراب نہیں دریا کا پانی ہے۔ غرض انسان دوسرے کی نسبت جلدی سے رائے نہ لگائے۔ (محمد صادق)

اعلان ضرورت شادی

ہمارے برادر طریقت احمدی مذہب توحید گیلانی سید جنکی عمر ۲۲ سے ۲۵ سال تک ہے شادی کرنا چاہتے ہیں حسین وجمیل ہیں پہلی بیوی انکی فوت ہو گئی ہے بچہ کوئی نہیں نیک خصلت صاحب جائیداد اور ہوشیار اپیل نویس اپنے فن ہیں اس شہر کے اور لوگوں سے ممتاز ہیں وہ اپنی جماعت احمدی میں شادی کرنا چاہتے ہیں انکو یہ ضرورت نہیں کہ طرف ثانی سید ہوں اور نہ یہ ضروری ہے کہ لڑکی اعلیٰ اور اکمل درجہ کی حسینہ وجمیلہ ہو بلکہ یہ مدنظر ہے کہ اگر اعلیٰ درجہ نہ ہو تو ادنیٰ بھی نہ ہو بلکہ متوسط درجہ ہو پڑھی لکھی ہوئی ہو تو بہتر ہے ورنہ اسکی بھی شرط نہیں ہے ہاں جوان ہو بدصورت نہ ہو نیک اور صالحہ ہو۔ باقی گفتگو خط وکتابت سے ہو سکتی ہے یہاں مختصر نوٹ اطلاع کے لئے بطور اعلان لکھا گیا جس بھائی کو اپنی دختر کی شادی منظور ہو اور بیعت کی ہو اور حالات دریافت کرتے ہوں وہ خاکسار سے خط وکتابت سے دریافت کر سکتے ہیں۔

مشتہر سراج الحق نعمانی از قادیان

جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہم نہایت خوشی سے اس خبر کو درج کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم ومعزز بھائی قاضی نظیر حسین احمد صاحب نے جو تجویز امداد مدرسہ کے لئے دو الینیٹر ہونے کی پیش کی تھی وہ عملی رنگ اختیار کر رہی ہے چنانچہ جن بھائیوں نے والنیٹر ہونا منظور کر لیا ہے ان کی اطلاع بذریعہ الحکم شائع ہوتی رہی ہے مگر اب یہ تجویز عملی رنگ سے بڑھکر کامیابی کی شکل میں نمودار ہوئی ہے چنانچہ قاضی صاحب موصوف نے ۱۲ اور ڈاکٹر نعمت خانصاحب نے ۱۰ جمع کر کے علی الترتیب بھیجدیئے ہیں جو کمیٹی کو وصول ہو گئے ہیں خدا کرے کہ انکو اس سے بھی بڑھکر کامیابی ہو اور دوسرے احباب کو بھی توجہ۔ فقط

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید میں ہے۔ ۲ کو مل سکتا ہے

(سراج الحق از قادیان شریف)

بیعت

۱ محمد حسن صاحب خلف شیخ محمد فاضل صاحب ساکن نہٹور ضلع بجنور حال ملازم شیشہ کوٹھی مہاراجہ کپورتھلہ

۲ بابو عبد الرحیم صاحب خلف شیخ مولا بخش صاحب ساکن آگرہ محلہ کچیان حال ملازم ؍؍

خط بیعت ... ہکس سف

ہادی بادیہ ضلالت مورد برکات ورحمت قاتل کفار از قرآن ناسخ ادیان باطلہ ادیان عادل ومنصف وحکم غازی وفاتح از علم قلم معدن جود وسخا واقف اسرار خدا حضرت مہدی وعیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ مسکین معدن الرذائل وفارسی موضع کبرنگ سید رسول بخش ابن سید محمد بخش متوطن موضع پیر لوبیا گاؤں پرگنہ سوہانگ ضلع کٹک بنگال عرض بخدمت فیضدرجت می رساند و کتاب مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی دریا پوری مصنف الدلیل المحکم علی وفات عیسیٰ بن مریم برادر خالہ زادہ ایں فدوی کہ بیشو ند زہی نصیب ما منتظران مہدی موعود بودیم موصوف احوال ظہور وہدایت آنجناب اقدس اکثر کتابہا دریں دیار ما شائع فرمودند ما آں کتبہا را از ابتدا وعلم وعقل بمطالعہ آوردہ معہ حدیث کہ در بارہ فاطمی مرقومہ شدہ از موضوعات دانستہ از عنایت وامداد خدای عزوجل مہدی ومثیل مسیح آنجناب اقدس را دانستہ ما چند کساں تخمیناً ۲۰۰ در ۱۹۰۱ء از تاریکی وکج فہمی بدر آمدہ ایم من بعد بالفعل ذکر آں جناب اقدس در افواہ خواص وعوام ایں سمت افتادہ است بہر عنقریب از امداد الٰہی اکثر براہ راست خواہند آمد چگونہ نیاہند کہ حق بطرف ماست فدوی از عرصہ سہ وچہارم سال دریں مقام کبرنگ قلعہ خردہ ضلع پوری بنگال بکار معلمی سفر بیت دو در پنجاہ سہ صد وپنجاہ خانہ خانہ مسلمانان خواہد شد فی الحال بفضلہ تعالیٰ چند کس بیعت کردہ اند نام اوشاں در ذیل مرقوم اند برای مہربانی در خدمت مریدان خود قبول فرمودہ در الحکم نام ایشاں معہ مضمون عریضہ فدوی درج فرمایند۔

نسیم خانصاحب۔ داد بخش خانصاحب۔ عرفان خانصاحب۔ مسعود خانصاحب۔ صاحب خانصاحب۔ یوسف خانصاحب۔ اہلیہ نسیم خانصاحب۔ برادران نسیم خانصاحب۔ نجیب خانصاحب۔ مہر خانصاحب۔ عبد العزیز خانصاحب۔ ارشاد خانصاحب۔ عنایت خانصاحب۔ حمید خانصاحب۔ شیخ محمد حسن صاحب۔ فیض محمد صاحب۔ شیخ جعفر صاحب۔ عظمت خانصاحب۔ ارشاد علی صاحب۔ شیخ عبد الرحیم صاحب

(محمد سراج الحق نعمانی)

روزنامچہ آمد بابت ماہ مارچ ۱۹۰۱ء مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

نام چندہ دہندگان	رقوم اغراض مدرسہ	مساکین	کتب فنڈ
قیمت محیط اعظم و خزائن الملوک بابت محمد زمان صاحب	عہ	+	
سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن	ہ	+	
قیمت کتب کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام	۵ عہ	+	
مولوی عبد الحق صاحب پٹیالہ	۸ر	+	
قاضی غلام حسین صاحب لاہور	عہ	+	
فیروز الدین صاحب "	عہ	+	
صوفی محمد عظیم صاحب کلرک "	۴ر	۵	
صدر الدین صاحب شاہ پور	ہ	+	
بدر الدین صاحب "	عہ	عہ	
پیر بخش صاحب "	۱۲ر	۴ر	
چودھری کرم بخش صاحب "	عہ	+	
میاں نور الدین عہ مستری غلام الٰہی ۲ر غلام رسول ۲ر غلام احمد ۲ر فضل الٰہی ۱ر حاجی نور احمد ۲ر مولا بخش ۲ر عبد الغفور ۱ر محمد دین ۱ر صاحبان	عا ر	+	
میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر	۵ عہ	+	
میر عنایت علی صاحب مالیر کوٹلہ عہ / اہلیہ " " عہ / خواہر " " عہ	سے		۴ر
مولوی محمد اکرم صاحب اتالیق "	عہ	۴ر	
شیخ مہربان علی صاحب ٥ر / فتح محمد صاحب ۲ر / عنایت خان صاحب عہ / الٰہی بخش صاحب ۱ر / شیخ غلام محی الدین صاحب ۸ر / نعمت علی شاہ صاحب ۴ر / محمد نواب خان صاحب عہ / مرزا صفدر علی بیگ صاحب ۸ر / عبد اللہ خان صاحب طالب علم ۲ر / منشی منصب الدین صاحب عہ / شیر شاہ صاحب ۱ر / چانن شاہ صاحب خنسر ۴ر / صوفی صاحب —	ہ ۳ر	+	
فیض احمد صاحب لنگیاں والہ [illegible] ۱۰ر		+	
حافظ تاج محمد صاحب فیض اللہ چک —			

[illegible]

نام چندہ دہندگان	رقوم اغراض مدرسہ	مساکین	کتب فنڈ
عبد المجید خان صاحب قادیان	عہ	+	
خیر الدین صاحب سیکھواں	عہ	+	
محمد بخش صاحب کڑیانوالہ گجرات	ہر	+	
غلام نبی صاحب راولپنڈی	عہ	عہ	
ماسٹر شیر علی صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر قادیان	عا	+	
مفتی محمد صادق صاحب سیکنڈ ماسٹر "	عہ	+	
عبد الرحمن صاحب تھرڈ ماسٹر "	۴ عہ	+	
قاضی امیر حسین صاحب مدرس دینیات۔ قادیان	۱۲ر	+	
شیخ عبد الرحیم صاحب "	۴ عہ	+	
شیخ عبد الرحمن صاحب "	۴ر	+	
منشی عبد الرؤف صاحب "	۶ر	+	
فیس و جرمانہ مدرسہ "	۵ عہ ۱۵ر	+	
مولوی عبد اللہ صاحب "	۴ر	+	
مولوی فتح محمد صاحب مدرس "	۸ر	+	
محمد خان صاحب۔ کپور تھلہ	عا	+	
معرفت جناب نظیر حسین صاحب قلات	۱۲	+	
مستری محمد صاحب پشاور	+	عہ	
قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ	+	۸ر	
فیس بورڈنگ ہاؤس بابت ماہ فروری ۱۹۰۱ء	۵ عہ ۸ر	+	۴ر
محمد رحیم الدین صاحب منڈی راجپورہ	سے		
...... صاحب پتہ نامعلوم	+	۲ر	
فیض علی صاحب امرتسر	+	عا	
قیمت محیط اعظم مرزا خدا بخش صاحب قادیان۔	ہ	+	
منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس جہلم	۴ر	+	
منشی جلال الدین صاحب۔ بلانی	عہر	+	
محمد الدین صاحب پٹواری "	+	۶ر	
اکبر علی صاحب "	عہ	+	
احمد دین صاحب "	۳ر	+	
مرزا سلطان احمد صاحب ڈپٹی [illegible]	۵ عہ	+	
فضل دین ملازم مرزا صاحب "	عہ	+	
عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازی خان۔	ہر	+	
عبد اللہ صاحب "	۶ر	+	
عبد الرحمن صاحب "	۸ر	+	

نام چندہ دہندگان	رقوم اغراض مدرسہ	مساکین	کتب فنڈ
محمد ابراہیم صاحب [illegible] افریقہ	۵ عہ	+	
محمد افضل صاحب "	۵ عہ	+	
سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن۔	ہ	+	
مولوی محمد اکرم صاحب مالیر کوٹلہ	سے	+	
معرفت مولوی " عید فنڈ	۴ عہ	+	
عید فنڈ کپور تھلہ	سے	+	
خواجہ کمال الدین صاحب وکیل پشاور	۵ عہ	+	
قیمت چوڑیاں معرفت محمد خان صاحب	۵ عہ	+	
حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک	+	عہ	
نبی بخش صاحب بانڈہ بٹالہ	۸ر	+	
چندہ عید الاضحی قادیان	۵ عہ ۱ر	+	
مولوی غلام الٰہی صاحب جہلم	ہ	+	
عید فنڈ مساکین کے لئے قادیان	+	سے	
مولوی عنایت اللہ صاحب سٹ پور	عہ	+	
ماسٹر خادم حسین صاحب۔ زیارت	عہ	+	
شیخ دین صاحب نوبد کلرک تھانہ نور پور۔ کانگڑہ	عہ	+	
مولوی علی احمد صاحب بی اے پلیڈر بھاگلپور۔	۸ر	+	
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہاؤس۔ لاہور	+	۴ عہ	
چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔	عا	+	
محمد سلیمان صاحب مدرس بہادلہ ضلع لودھیانہ۔	عہ	+	
عطا محمد صاحب۔ [illegible] جہلم	عہ	۴ر	
شیخ دین صاحب عہ احمد علی صاحب ا / نبی بخش صاحب عہ امیر الدین صاحب ۸ر / غلام محمد صاحب ۸ر	للعہ ۱۴ر		
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن عا / مولوی میر محمد سعید صاحب عا مولوی ابو سعید عرب صاحب عا / میر مردان علی صاحب عا عبد الرحمن صاحب عہ مولوی [illegible] / حسین صاحب عا سید امیر حسین صاحب عہ	۵ عہ ۴ر	+	
محمد اسحٰق صاحب اوورسیر شاہ پور	سے	عا	

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہادر قادیان بینی ✦ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۱۵ دار الامن و الامان قادیان - ۲۴- اپریل سنہ ۱۹۰۱ء جلد ۵

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

کلماتِ طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۴ جلد ۵)

صحابہ کے وارث ہم قرآن اور حدیث کے مغز کے وارث تو ہم ہی ٹھہرے۔

باقی رہی یہ بات کہ لکھا ہوا ہے کہ مسیح نازل ہوگا پس یاد رہے کہ نزول کا لفظ کسقدر وسیع ہے۔ نزیل مسافر کو بھی کہتے ہیں ماسوا اس کے اصل بات یہ ہے جس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری زمانہ کا علم دیا گیا تھا۔ آپ نے اس علم کے موافق دو بروز نزول کی خبر دی تھی اہل اللہ اس بات کے قایل ہیں کہ مراتب وجود دوری ہیں میں اس کو مانتا ہوں قرآن شریف سے یہی مستنبط ہوتا ہے صوفیائے کرام اس کو مانتے ہیں کہ کسی گذرے ہوئے انسان کی طبیعت خو۔ اخلاق ایک اور میں آتے ہیں انکی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں کہ فلان شخص قدم آدم پر ہے یا قدم نوح پر ہے اس کو بعض بروز نہی بولتے ہیں انکا مذہب یہ ہے کہ ہر زمانے کے لیئے بروز ہے جیسے ہابیل کا بروز شیث علیہ السلام تھے اور یہ پہلا بروز تھا۔ ہبل نوحہ کو کہتے ہیں خدا نے شیث کو یہ بروز دیا پھر یہ سلسلہ برابر چلا گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسی لئے **علی ملۃ ابراھیم حنیفا** فرمایا اس میں یہی سر ہے دو اڑہائی ہزار سال کے بعد عبد اللہ کے گھر میں ظاہر ہوا۔

غرض بروز کا مذہب ایک متفق علیہ مسئلہ ظہورات کا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے واسطے خبر دی تھی کہ اسوقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے ایک اندرونی دوسرا بیرونی اندرونی فتنہ یہ ہوگا کہ سچی ہدایت پر قایم نہ رہیں گے اور شیطانی عمل دخل کے نیچے آجائیں گے۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ شراب خوری اور ہر قسم کے فسق وفجور میں مبتلا ہو کر حدود اللہ سے نکل جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نواہی کی پرواہ نکریں گے۔ صوم وصلوٰۃ کو ترک کر دیں گے اور امر الہی کی بے حرمتی کی جائے گی اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا بیرونی فتنہ یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر افترا کئے جائیں گے اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جاوے گی۔ مسیح کی خدائی کو منوانے کے لئے اور اسکی صلیبی لعنت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاویں گی۔ غرض ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اطلاع کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپکی امت

میں سے مبعوث کیا جاوے گا جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھا دینے اور صلیب کو توڑ دینے والا ہوگا اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا۔ اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دور کرکے ہدایت کی سچی راہ پر قایم کرے گا اس لئے مہدی کہلائے گا۔ اسی بشارت کی طرف وآخرین منہم میں بھی اشارہ ہے۔

جب کہ یہ دونوں فتنے ہوں گے ان فتنوں کی بنیاد دو خبیث چیزوں پر ہوگی ایک فرقہ ہوگا جو الدجّال کہلائیگا اور ایک الحاجوج سے الدجال۔ دجل یہ ہے کہ اندر ناقص چیز ہو اور اوپر کوئی صاف چیز ہو۔ مثلاً اوپر سونے کا ملمع ہو اور اندر تانبا ہو۔ یہ دجل ابتدائے دنیا سے چلا آتا ہے مکر و فریب سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا۔ زرگر کیا کرتے ہیں جیسے دنیا کے کاموں میں دجل ہے ویسے ہی روحانی کاموں میں بھی دجل ہوتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ بھی دجل ہی ہے۔ جو یا عیسٰے انی متوفیک کو الٹاتے ہیں یہ بھی دجل ہے۔ مگر آخری زمانہ کا دجل عظیم الشان دجل ہوگا گویا دجالیت کا ایک دریا بہ نکلے گا۔ الدجال پر ال استغراق کا ہے۔ پس الدجال دجاجلہ مختلفہ کا بروز ہے یعنے پہلے جس قدر مختلف اور متفرق کید، حیلے، ضلالت اور کفر تھے کسی زمانہ میں نابکار لوگوں نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ متفرق طور پر جس قدر اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے۔ مگر وہ ایک حد تک تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ اسوقت اعتراضات کا ایک دریا بہ نکلے گا جیسے چھوٹی چھوٹی نہریں اور ندیاں ملکر ایک دریا بن جاتا ہے اسی طرح کل دجل ملکر ایک بڑا دجل ہوگا۔

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھہ لو کہ کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے ہر طرف سے اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کئے جاتے ہیں اور عیسائیوں نے تو حد کر دی ہے یعنے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں انکی تعداد تین ہزار تک پہونچی ہے اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شایع ہوتے ہیں انکی تعداد چھ کروڑ تک پہونچ چکی ہے۔

گویا ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔

پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے۔ اور الدجال کا بروز ہے۔ ایسا ہی یاجوج۔ یہ لفظ اجیج سے مشتق ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آتشی کاموں کے ساتھ انکا بہت بڑا تعلق ہوگا۔ اور وہ آگ سے کام لینے میں بہت مہارت رکھیں گے گویا آگ انکے قابو میں ہوگی اور دوسرے لوگ اس آتشی مقابلہ میں ان سے عاجز رہ جائیں گے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے دیکھہ لو کہ آگ کے ساتھ اس قوم کو کسقدر تعلق ہے۔

کلیں کسقدر جاری ہیں اور دن بدن آگ سے کام لینے میں ترقی کر رہے ہیں۔

یہ دونوں بروز ہیں اور یہ دونوں کیفیتیں جو متفرق طور پر تھیں ایک میں آگئی ہیں ایسا ہی ماجوج میں اور یہ ایک پکی بات ہے کہ الناس علی دین ملوکہم

انسان پر ملوک کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ ملوک تو ملوک ہوتے ہیں ادنیٰ درجہ کے نمبرداروں تک کا اثر پڑتا ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں بہت سے لوگوں نے کیس رکھہ لئے تھے اور کچھہ پہن لئے تھے ایک شخص ہمارے قریب ایک گاؤں میں بھی رہتا تھا اس کا نام خدا بخش تھا اس نے اپنا نام خدا سنگھ رکھہ لیا تھا۔

موضع ڈلہ میں گلاب شاہ اور مہتاب شاہ دو بھائی تھے وہ گرنتھ ہی پڑھا کرتے تھے اور یہ معمولی بات ہے ملوک کے خیالات کا مذہب طرز لباس وغیرہ ہر قسم کے امور کا خواہ اخلاقی ہوں یا مذہبی بہت بڑا اثر رعایا پر پڑتا ہے۔ جیسے ذکور کا اثر اناث پر پڑتا ہے اس لئے فرمایا گیا ہے

الرجال قوامون علی النساء

اسی طرح پر رعایا پر ملوک کا اثر ضروری ہے سکھوں کی عملداری میں دو پگڑیاں باندھا کرتے تھے اور اب تک بھی ریاستوں میں اسکا بقیہ چلا جاتا ہے اور جب ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے تو سب ایک ہی لفظ بولا کرتے تھے سکھہ ہے؟

ایسا ہی اب اس عملداری میں سلطنت کا اثر رعایا پر پڑا ہے۔ طرز لباس ہی کو دیکھو کہ ہر ایک شخص انگریزی لباس کوٹ پتلون کو پہن کر فخر کرتا ہے۔ اور بعض ایسے ہی ہیں جو انگریزی ٹوپیاں بھی پہنتے ہیں سلطنت کی طرف سے کسی قسم کی ترتیب نہیں دی جاتی کوئی حکم جاری نہیں کیا جاتا کہ لوگ اس قسم کا پہنیں۔ مگر خود بخود طبائع میں ایک شوق دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ باوجودیکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اس لباس کی تبدیلی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور اپنی جگہ سعی بھی کرتے ہیں کہ یہ طریق ترقی نہ پکڑے۔ مگر نہیں یہ ایک دریا ہے جو بہتا چلا جاتا ہے اور رک نہیں سکتا۔ انگریزی تعلیم کے ساتھہ ساتھہ انگریزی طرز لباس ترقی پر ہے۔ یہاں تک کہ حجامت بنوانے میں بھی انگریزی طرز اور فیشن کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ الناس علی دین ملوکہم یہ مت سمجھو کہ طرز لباس ہی نے ترقی کی ہو نہیں یہ طرز بجائے خود ایک خطرناک ترغیب ہے اور بہت سی باتوں کے لئے۔

انگریزی لباس کے بعد انگریزی طرز کی

مجلسوں کا مذاق ترقی کرے گا اور کر رہا ہے۔ عیسائیت نے خمر کو حرام نہیں کیا اس میں پردہ بھی ضروری نہیں۔ قمار بازی بھی ممنوع نہیں ہے پھر کھانے میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں۔ پس اس آزادی کا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ مذہب حقیقی جو انسان کو ایک حد بندی کے درمیان رکھنا چاہتا ہے اس سے لوگوں نے تجاوز شروع کیا۔ انگریزی مجلسی مذاق میں شراب کا پینا لازمی امر ہے۔ جس محفل میں شراب نہ ہو وہ گویا مجلس ہی قابل نفرت ہے۔

پس وہ لوگ جو انگریزی طرز اور فیشن کے دلدادہ ہیں وہ کب دین کی حدود کے اندر آنے لگے اور مذہب کی طرف بلانے والوں کی طرف انکو رغبت ہو تو کس طرح۔

میں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں نے اس امر پر غور نہیں کی ہے کہ عیسائیت کیونکر اندر ہی اندر سرایت کر رہی ہے۔ میں نے اس پر بہت غور کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک اس وقت عیسائیت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ ان پادریوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ بھی اس کے پھیلانے میں فروگذاشت نہیں کیا ہر قسم کے طریق اشاعت کو انہوں نے اختیار کیا ہے قطع نظر اسکے کہ وہ جایز ہے یا ناجایز یہہ انگریزی فیشن ہی کا اثر ہے کہ اب علانیہ شراب پی جاتی ہے۔ زناکاری کے لیے کوئی امر مانع نہیں ہے بلکہ اسکی ممد اور معاون امور پیدا ہوتے جاتے ہیں قمار بازی گو قانونًا جرم ہو مگر اسکی بعض ایسی صورتیں پیدا کرلی گئی ہیں کہ وہ قانونًا جایز ہی قرار دی گئی ہیں۔ عیسائی عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور عام طور پر غیر مردوں سے ملنا جلنا اس نے ایسا خطرناک اثر کیا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو عورتوں کو بے پردہ سیر کرانا پسند کرتے ہیں۔

اور مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ عورت اور مرد کے حقوق مساوی ہیں انکو پردہ میں رکھا جاوے یہہ ظلم ہے۔

اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا انکی جہالت ہے اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غض بصر کریں جب ایک دوسرے کو دیکھیں ہی گی نہیں تو محفوظ رہیں گی۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھہ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں انکو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے یہہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیلخانہ کی طرح بند رکھی جاوی قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے انکو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔

مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ انکو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نکریں اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بنا کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ کتوں اور کتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ ۳ میل تک شراب کی دوکانیں چلی گئی ہیں۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کیا پردہ داری کا یا پردہ دری کا؟

اسلام کی بات کو بگاڑنا اور اندھا دھند اعتراض کرنا ظلم ہے اسلام تقویٰ سکھانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے۔

میں یہ بیان کر رہا تھا کہ لوگ ملوک کے دین پر ہوتے ہیں اور میں نے مختلف مثالوں کے ذریعہ اس امر کو بیان کردیا ہے۔ اب دیکھہ لو کہ جو حالات ابتر اس ملک میں ہوتے ہیں وہ کسی اور ملک میں نہیں ہیں یہاں تک کہ مکہ مدینہ میں بھی نہیں ہوئے۔ ایسی آزادی اور اباحت جو یہاں ہے اسکی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہ ملے گی اور ان ملکوں میں چونکہ اس قسم کے محرکات پیش نہیں آئے اس لئے وہاں خیالات بھی بہت ابتر نہیں ہوئے۔ اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں میں نے یہ بیان کیا ہے کہ دو بروز ہیں ایک الدجال کا دوسرا یاجوج ماجوج کا۔

الدجال کا بروز وہ ہے جو آدم علیہ السلام سے لیکر ایک سلسلہ چلا جاتا تھا جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں۔ مختلف طور پر مختلف وقتوں میں ظاہر ہوئیں آج ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اور ایک عجیب نظارہ قدرت دکھایا ہے چونکہ اب انسانی عمروں کا خاتمہ ہے اس لئے خاتمہ پر ایک بدیوں کا اور ایک نیکیوں کا بروز بھی دکھایا۔

بدیوں کا بروز وہی ہے جسکو مسیح الدجال کہا ہے تمام مکاید اور شرارتوں کا وہ مجموعہ ہے اس آخری زمانہ میں ایک گروہ کو سفلی عقل اسقدر دی گئی ہے کہ تمام چھپی ہوئی چیزیں پیدا ہو گئی ہیں اس نے دو قسم کا دجل دکھایا ایک قسم کا حملہ نبوت پر کیا اور ایک خدا پر۔

نبوت پر تو یہ حملہ تھا کہ منشاء الٰہی کو بگاڑا۔ اور دماغی طاقتوں کو انتہائی مدارج پر پہونچا کر الوہیت پر تصرف کرنے کے لئے خدا پر حملہ کیا۔ امراض مزمنہ کے علاج کی طرف توجہ اور ایک کا نطفہ لیکر رحم میں بذریعہ کل ڈالنا بارش برسانے کے آلات کا ایجاد کرنا وغیرہ

وغیرہ یہہ سب امور اسی قسم کے ہیں جنسے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ الوہیت پر تصرف کرنا چاہتے ہیں یہ گروہ خود خدا بن رہا ہے اور دوسرا گروہ کسی اور انسان کو خدا بنا تا ہے جو کچھ آجکل یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے اسکی غرض کیا ہے؟ یہی کہ ایک آزادی اور حرص جو پیدا ہو گئی ہے اس کو پورے طور پر کام میں لاکر ربوبیت کے بھیدوں کو معلوم کرکے خدا سے آزاد ہو جاویں۔

غرض جان ڈالنے کے مردوں کو زندہ کرنے کے بارش برسانے کے تجربے کرتے ہیں۔ یہانتک ہی محدود نہیں بلکہ اُنکی تو کوشش یہہ ہو رہی ہے کہ جو کچھہ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب ہمارے ہی قبضہ میں آجاوے۔

اگرچہ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ تدبیر کرنا منع نہیں ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ گناہ ہمیشہ افراط یا تفریط سے پیدا ہوتا ہے مثلاً اگر انسان کو صرف ہاتھہ لگادو۔ تو گناہ نہیں ہے لیکن اگر اسکو ایک مکا مار دو تو یہ گناہ ہے۔ یہہ افراط ہے اور تفریط یہ ہے کہ اگر کسی کو ایک پیالہ پانی دینے کی ضرورت ہو مگر وہ اسکو ایک قطرہ دے۔

غرض موجودہ زمانہ میں دجال کا بروز ایک معجون مرکب ہے، ایک حملہ خدا پر ہو رہا ہے اور ایک نبوّت پر ایک خدا کو انسان بناتا ہے دوسرا آپ ہی خدا بنتا ہے کیا یہہ بات سچ نہیں ہے۔ کتابیں دیکھو اخبارات پڑہو تو پتہ لگے گا کہ کسقدر فساد برپا ہو رہا ہے اور یہہ دور نگی ظلم ڈہا رہی ہے۔

یاجوج ماجوج کے فساد کی نسبت میں نے بتا دیا ہے کہ اسکا اثر دلپر پڑتا ہی اسکو شوکت ہی۔ خدا کی طرف رجوع کرنا امانت دیانت کا اختیار کرنا شراب۔ زنا بدنظری قمار بازی سے بچنا مشکل ہو رہا ہے بہت ہی تہوڑے شاید ایک آدمی فی ہزار ہو تو ہو جو بچتے ہوں گے اب یہہ بات کیسی صاف ہے کہ جبکہ بدی کے دو بروز تھے ایسا ہی نیکی کے بھی دو بروز بدی کے مقابل ضروری تھے چنانچہ دو بروز نیکی کے بھی رکھے دراصل وہ بھی ایک ہی چیز ہے جسکے دو نام ہیں جیسے ایک ہی حالت میں مجسٹریٹ اور کلکٹر دو جدا گانہ عہدے ہوتے ہیں۔

وہ نیکی کے بروز یہہ ہیں کہ ایک تو اندرونی لحاظ سے ہے اور دوسرا بیرونی لحاظ سے

اندرونی لحاظ سے وہ مہدی ہے اور بیرونی لحاظ سے مسیح ابن مریم بیرونی طور پر مسیح کا کام کیا ہے؟ جو اس کا یہ نام رکھا۔ مسیح ابن مریم کا کام دفع شر ہوگا اور مہدی کا کام کسب خیر چنانچہ غور کرو کہ مسیح کا کام یقتل الخنزیر اور یکسر الصلیب بتایا ہے یہی دفع شر ہے۔ لیکن ہمارا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے کہ وہ دفع شر کے لئے تیغ و سنان لیکر جنگ کے واسطے نکلے گا۔

علماء جو یہ کہتے ہیں کہ وہ جنگ کریگا یہ صحیح نہیں بلکہ بالکل غلط ہے یہ کیا اصلاح ہوئی کہ ابھی آپ آئے اور آتے ہی تلوار پکڑ کر لڑائی کے واسطے میدان میں نکل آئے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ صحیح اور سچی بات وہی ہے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر کھولی جو احادیث کے منشاء کے موافق ہے۔ کہ مسیح کوئی خونی جنگ نکریگا اور نہ تلوار پکڑ کر لڑنا اس کا منصب ہے بلکہ وہ تو اصلاح کے لئے آئیگا ہاں یہ ہم مانتے ہیں کہ اس کا کام دفع شر ہے اور وہ حجج اور براہین سے کریگا۔

اور مہدی کا کام کسب خیر ہے یعنے جو بدعادات اور فسق و فجور پہیلا ہوا ہوگا وہ اس کو ہدایت سے بدل دے گا۔ عیسیٰ کا لفظ عوس سے لیا ہے جو دفع شر کی طرف ایما ہے ان ہر دو بروزوں میں سر یہ ہے کہ مہدی کا بروز اکمل ہے کیونکہ اسکا کام ہے افاضہ خیر اور افاضہ خیر دفع شر کی نسبت اکمل بات ہے ایک شخص ہے جو کسی کی راہ سے صرف کانٹے اٹھا دے یہ بیشک بڑا کام ہی لیکن جو اس کو سواری دے اور اپنے گھر لے جا کر روٹی بھی کھلائے یہ اس سے بھی بڑہ کر ہے۔ پس مہدی اکمل ہے اسی لئے وہ خلیفۃ اللہ ہے عیسیٰ ابن مریم جو مہدی خلیفۃ اللہ کی بیعت کرے گا اس میں یہی سر ہے اور مہدی کا بروز یوں بھی اکمل ہے کہ وہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اور آپ خاتم الانبیاء تھے اور اکمل الانبیاء اس لئے اس کا بروز بھی اکمل ہی ہوگا۔

یہہ دو بروز تھے علماء نے کیسا ظلم کیا کہ ایک بروز کو تو انہوں نے مان لیا کہ مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق اور نام پر ہوگا لیکن عیسےٰ ابن مریم کی نسبت یہی تجویز کیا کہ وہی آسمان سے اتر کر آئے گا۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ کیسے ذہن متنزل ہو گئے ہیں جو تناقض پیدا کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے۔ ایک جگہ تو بروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مان لیا اس کا قائمقام خلیفۃ اللہ بنگیا مگر پہر یہ کیا ہوا کہ جو چھوٹا تھا اسے خود کیوں آنا پڑا؟ وہ مہدی جس کو افاضہ خیر دیا گیا ہے اور جو اکمل ہے اسکو بروزی رنگ میں لاتے اور مسیح ابن مریم کو اسکی بیعت کرانے کے واسطے خود اتارتے ہو۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جب ان سے پوچھا جاوے کہ تم ایک نبی کو اتار کر جو اسکی بیعت مہدی کے ہاتھہ پر کراتے ہو یہ کیا بات ہی؟ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا کیا جاوے حدیث میں آیا ہے الائمۃ من القریش ہم کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث کے وہی معنے ہوں جو تم قرار دیتے ہو تو چاہیئے تہا کہ سلطنت روم کے سب باغی ہوتے۔

اگر پیشگوئی کے طور پر ہی نہ سمجھا جاوے پہر جو سلطان روم کو خلیفۃ المسلمین قرار دیتے ہیں اس کے کیا معنے ہوئے؟

اصل بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی طور پر دکھایا گیا تھا کہ خلیفہ قریش سے ہوں گے خواہ حقیقی طور پر یا بروزی طور پر جیسے دجال کا بروز بتایا- اسی طرح پر سلاطین مغلیہ وغیرہ بروزی طور پر قریش ہی ہیں خدا نے جو عہدہ انکو دیا وہ اس کے متکفل رہے جب تک خدا نے چاہا وہ سلطنت کرتے رہے جب تک کوئی بروز کے مسئلہ کو نہیں سمجھتا اس پیشگوئی کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا- اور آخر اس کو اس پیشگوئی کو جھٹلانا پڑے گا-

جب اصل قریش میں استعداد نہ رہی اور اس قوم میں وہ استعداد پائی گئی تو خدا نے وہ عہدہ اس کے حوالہ کیا یہی وجہ ہے کہ طبعاً سلطان روم کی متابعت اختیار کی اور سچی محبت سے اسکو قبول کیا یہ تصنع اور بناوٹ سے نہیں ہوا بلکہ دلوں نے فتویٰ دیا کہ وہ خادم حرمین الشریفین ہے- ازلالی امور ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہوں گے یہ معنے ہیں الائمۃ من القریش کے

غرض یہ دو نام ایک ہی شخص کے تھے ایک کو افاضہ خیر کا درجہ ملا- دوسرے کو دفع شر

افاضہ خیر چونکہ بڑھ کر ہے اس کو دفع شر پر بزرگی دی جاتی ہے اس لئے اس حیثیت سے وہ خلیفۃ اللہ کہلایا-

پس جیسے مقابل پر دو خبیث بروز تھے یہ خیر کے بروز تھے-

اب اس کے متعلق میں ایک اور نکتہ بیان کرکے اس بیان کو ختم کرنا چاہتا ہوں عیسےٰ کے نام میں دفع شر کا مفہوم پایا جاتا ہے اور احمد یا محمدؐ کے نام میں افاضہ خیر کا مفہوم ہے نہایت ہی تعریف کیا گیا تعریف اس نام پر ہوتی ہے جسکو خیر پہونچاؤ گے وہ بے اختیار تعریف کرے گا حمد کرنے کے ساتھ لازمی طور پر منعم علیہ ہوتا ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ اس لئے ہی تھا کہ وہ افاضہ خیر کرتے ہیں جو خلق کی طرف کرتا ہے- احمدؐ منعم ہے اور محمدؐ منعم علیہ ہے اور عیسیٰ کے معنے ہیں بچایا گیا ہے یہ دفع شر کی طرف اشارہ ہے یہی وجہ ہے کہ خدا نے وہ قصہ یاد دلایا اذ قال ربك للملائكة انی جاعل فی الارض خلیفہ- اس قصہ میں پیشگوئی ہوتی ہے- اب میں اسکا بیان لمبا کرنا نہیں چاہتا بس اسی پر ختم کرتا ہوں کہ مسیح اور مہدی دراصل ایک ہی شخص کے دو نام ہیں جو اسکی دو مختلف حیثیتوں کو ظاہر کرتے ہیں جو دفع شر اور افاضہ خیر ہیں- افسوس ان علماء پر کہ انہوں نے افاضہ خیر کے بروز کو مانا اور دفع شر کے بروز سے انکار کیا!!!

لاہور کے معزز اخبار رفیق ہند نے ابن یمین کے مندرجہ ذیل اشعار کو شائع کیا ہے ہم بھی اپنے ناظرین کے فائدے کے لئے ان کو اخبار مذکور سے لیکر شایع کرتے ہیں- (ایڈیٹر)

چوں جامہ چرمی شمرم صحبت ناداں
زیرا کہ گراں باشد و تن گرم ندارد
از صحبت نادان بتر نیز بگویم
خویشے کہ توانگر شد و آزرم ندارد
زیں ہر دو بتر داں تو شہر اکہ اقلیم
با خنجر خوں ریز- دل نرم ندارد
زیں ہر سہ بتر نیز بگیم کہ چہ باشد
پیرے کہ جوائی کند و شرم ندارد

سیرۃ مسیح موعود کے لئے تمام درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ مدرسہ کے نام بمقام قادیان آنی چاہئیں-

---

خطبہ

جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

(ایڈیٹر الحکم کے اپنے الفاظ میں)

وتوکل علی العزیز الرحیم-
(سورۃ الشعرا کا آخری رکوع)

اور تو اس العزیز الرحیم خدا پر بھروسہ کر جو تجھے دیکھتا ہے اس وقت جب تو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں تو بڑے بڑے سجدہ اور دعائیں کرتا ہے کیا میں تم کو بتاؤں کہ کس شخص پر شیطان اترا کرتے ہیں وہ اترا کرتے ہیں ہر بدکار شریر پر اور انہیں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں آج اس آیت شریف پر غور کرنے سے میری طبیعت پر بڑی ہی رقت طاری ہوئی اور ایک محبت ذوق اور حظ آیا اسکی اظہار کے لئے میں اسکو پڑھتا ہوں تاکہ رشید اور سعید انسان اس سے وہ ذوق اور لطف لے جو میں نے لیا ہے-

میں اس رکوع کو پڑھتا تھا اور بہت غور کرتا تھا جب میں آخری مقطع پر سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پر پہونچا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اسکی امتیازی حکومت کا نقش میرے دل پر کھچ گیا کہ کس طرح پر خدا تعالےٰ صادقوں اور کاذبوں کے درمیان فیصلہ کی ایک روشن اور بین راہ پیش کرتا ہے- مجھے حیرت ہوتی اور بسا اوقات فکر کرتے کرتے میرا دل ڈوب جاتا کہ یہ لوگ جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں اٹھتے ہیں کیوں قرآن شریف پر تدبر نہیں کرتے-

ایک طرف خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ خدا کا راستباز خدا کا مامور غالب ہو جائے گا- اور افک وافترا کا بت

کذب و شرارت کا مجسمہ جکنا چور اور پاش پاش ہو جائیگا۔ ایک بامراد منظفر و منصور ہے گا دوسرا ناکام ونامراد ہو کر ہلاک ہوگا۔

میری روح جو ہمیشہ قرآن کریم کے الفاظ اور ترتیب پر غور کرنے کی عادی اور اس سے ایک لطف اور ذوق لیا کرتی ہے اس ترتیب پر غور کرتی رہی کہ یہ جو خدا نے فرمایا کہ توکل علی العزیز الرحیم پر توکل کر اور اس کے بعد فرمایا الذی یرٰنک حین تقوم اس میں باہم کیا تعلق ہے۔ میرے دل میں بجلی کی طرح یہ بات ڈالی گئی ہے کہ ان الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ تو العزیز الرحیم خدا پر توکل کریگا یقین کرلے کہ تو مظفر و منصور ہوگا اور اسکے ساتھ ہی کامیابی کی کلید اور اصول کو بتایا ہے وہ کیا؟ یرٰنک حین تقوم و تقلبك فی السجدین تو جو ہمارے حضور کھڑا ہوتا ہے اور ہمارے ہی آستانہ پر ناک رگڑتا رہتا ہے دعائیں کرتا رہتا ہے ہر موقع پر ہم کو ہی پکارتا ہے تیری یہ حالت اور یکسوئی جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ دنیا اور اس کے مادی اسباب تیری نظر میں ایک مرے ہوئے کیڑے کے برابر وقعت نہیں رکھتے تو کھڑا ہوتا ہے تو ہمارے حضور سجدہ کرتا ہے تو ہمارے حضور تیری یہ عبودیت تیرا یہ توکل خدا تعالیٰ کی نصرت کا جاذب ہے تیرے اس اخلاص میں ایک کشش ہے جو السمیع العلیم خدا کی نصرتوں کو کھینچ رہی ہے۔ اور کامل یقین سمجھ کہ تو کامیاب ہو جائے گا۔ مگر وہ بدمعاش جو ٹوہ لگاتے ہیں اس لئے نہیں کہ حق و حکمت کی باتیں کان میں پڑیں بلکہ کذب و افترا اور شرارت اور شیطنت کے لئے وہ یاد رکھیں کہ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

مجھے رقت کیا ہوئی اور لطف کیا آیا۔ بات یہ ہے کہ اس آیت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کا نقشہ کھینچکر میرے سامنے رکھدیا کسقدر بار اس مقدس ذات پر پڑا ہے کسقدر کشتگی اور فنا باری تعالیٰ کے آستانہ پر سرمہ کی طرح پس جانا پڑا ہے تب کامیابی کا تاج پہنا ہے۔ تقلبك فی السجدین میں تقلبک کا لفظ اس عالی تبار انسان کی حالت کو دکھاتا ہے۔ کہ کیسی بے قراری و اضطرار روح میں ہے اس آیت سے لطف اٹھاتے اٹھاتے مجھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ یاد آگیا کہ ایک بار ایک شخص نے درخواست کی کہ حضور میرے لئے دعا کریں آپ نے فرمایا کہ دعا کرنا آسان نہیں ہے دعا مانگنا تو مر رہنا ہے۔

جب یہ نقشہ میرے سامنے آیا تو بے اختیار ہو ہو کر میں الہم صل علی محمد پڑھتا تھا۔ کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان کامیابیاں جنکی کوئی حد و غایت نہیں ہے اور جو ابتک چلی آتی ہیں ابتک ہی کیا ابد الآباد تک ہی جنکا سلسلہ ختم نہیں ہوتا یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اب غور تو کرو کہ کس قدر موتیں آپ پر آئی ہونگی کتنی مرتبہ فناطاری ہوتی ہوگی۔

الہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم وہ کیا روح تھی؟ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں نثار اور فدا ہونے ہی میں زندگی اور لذت پاتی تھی۔

میرے دوستو! اس لذت اور لطف کا اظہار الفاظ میں نہیں ہوسکتا جو اللہ تعالیٰ میں مر کر روح حاصل کرتی ہے۔ اور یہ مرتبہ مل نہیں سکتا جبتک خدا تعالیٰ اور اس کی صفات پر ایک ایمان مشاہدہ کے رنگ میں پیدا نہ ہولے۔ دنیا کی کوئی چیز محبوب۔ مطلوب اور مقصود نہ رہے ہر حالت اور ہیئت میں محبوب مقصود مطلوب حقیقی خدا ہو تب ایک ذوق کی حالت شروع ہوتی ہے اور روح میں گداز پیدا ہو کر وہ الوہیت کے سرچشمہ سے سرشار ہو کر تسلی اور اطمینان کے لذیذ شربت کا حظ اٹھانے لگتی ہے۔

بعض آدمی لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی مرتبہ اتنے مہینے اتنے سال دعا کی مگر سنی نہ گئی حقیقت میں اس قسم کے لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے جو دعا کی قبولیت میں ہوتا ہے۔ اس راز کو صرف وہ لوگ سمجھتے ہیں جنکی طبیعت دعا کی لذت سے بھر گئی ہے ورنہ ہزاروں ہزار آدمی ہیں کہ وہ دعا کی توفیق ہی نہیں پاتے۔ غرض حضرت نے فرمایا کہ

دعا کرنا تو مر رہنا ہے

اس سے میری روح میں عجیب عجیب باتیں پیدا ہوئیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر استقلال اور بلند ہمت رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی جناب میں وہ خشوع خضوع عبادت تبتل تام۔ دعا مانگنے۔ رحمتوں اور کامیابیوں کو لینے کا نمونہ بنتے ہیں اور اس پر کسقدر قوت اور شوکت دیکھی ہے کہ ایک طرف تو اسقدر دعا کرتے ہیں کہ آپ کے پاؤں کھڑے کھڑے ورم کر جاتے تھے دوسری طرف دن کو میدان کارزار میں کھڑے ہوئے کام کر رہے ہیں اور وہ قوت ہے کہ کوئی قوی سے قوی آدمی بھی مقابلہ میں آکر نہیں ٹھہر سکتا۔

ایک طرف یہ حال ہے کہ خود اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں تو کس طرح سجود میں گرا ہوا ہے پھر دوسری طرف فوج کے افسر بھی آپ ہی ہیں دشمنان دین کا مقابلہ بھی ایسا کرتے ہیں کہ بہادر سے بہادر بھی آپ کی بہادری کا اقرار کرنے سے نہیں رہ سکا۔ اس پر دوستوں میں

بیٹھتے ہیں ایسے خوش و خرم ایسے بشاش بشاش کہ غمگین اور محزون آپ کی اس بشاشت کو دیکھ کر اپنے غم و ہم بھول جاتے ہیں۔ ورنہ ورد و وظائف کرنے والے دیکھے ہیں کہ ایسے سڑیل اور تندخو ترش رو ہوتے ہیں کہ بات کرتے ہیں تو ڈر لگتا ہے کہ پاگل کتوں کی طرح کاٹ نہ کھائیں۔

قاضی آئی وان والی ایک گدی مشہور ہے وہ ہمارے شہر سے کوئی آدھ میل کے فاصلہ پر اترا ہوا تھا اس کے دیکھنے کے واسطے گئے دیکھا کہ ایک گھونگٹ منہ پر ڈالے ہوئے کچھ پڑھ رہا ہے ہم السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے کچھ عرصے بعد وہ گھونگٹ کھولا تو بڑی ترش روئی سے کہا کیوں جی! کیوں آئے ہیں چہرہ ایسا خشک کہ میری طبیعت نے تو زیادہ دیر ٹھہرنا گوارا ہی نہ کیا میرے دل میں یہ اصول مدت سے ہے اور ایک لذت کے ساتھ پیدا ہوا ہوا ہے کہ جن لوگوں نے خدا کو پا لیا ہے اور جن کو وہ انی معک انی معک کہتا ہے انکے چہروں پر بشاشت ہوتی ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ اگر کوئی شخص بادشاہ سے ملکر آئے تو اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے۔ پھر اللہ تعالےٰ جو تمام جمیلوں کا جمیل اور تمام شاہنشہوں کا شاہنشہ ہے اسکے ملنے والے کو کیسی فرحت اور فخر ہوگا۔

اللہ تعالےٰ گواہ ہے اس کا کلام میرے ہاتھ میں ہے ہزار ہا مرتبہ اپنے دوستوں سے کہہ چکا ہوں کہ اس مقدس چہرہ کو دیکھو کہ کیسا گلستان خندہ ہے باوجود قوم کی ان ناشکر گزاریوں اور تلخ اشامیوں کے کیا تم میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ کبھی تم میں بیٹھا ہو یا باہر سیر کو گیا ہو اور چہرہ سے چڑچڑا پن اور مزاج میں کاٹ کھانے کا نشان تمہیں یقین دلاتا ہو۔ اور جن کو پاس بیٹھنے کا موقع ملا ہے انہوں نے دیکھا ہے کہ کوئی وقت امام پر ایسا نہیں آیا کہ کسی کو اس نے مخاطب کیا ہو اور لب و لہجہ اس قسم کا ہو جیسے کسی جلے بھنے انسان کا ہوتا ہے میں کئی مرتبہ اپنی مراقی طبیعت اور اس ضعف کی وجہ سے جو آئے دن کی بیماریوں کی وجہ سے ہو جاتا ہے بسا اوقات دکھوں اور غموں سے نڈھال ہو کر آیا ہوں لیکن میں سچ کہتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ جب اس کے بشاش چہرہ کو دیکھتا ہوں تو بے اختیار ہو کر طبیعت نشاط سے بھر جاتی ہے۔

میں بار بار کہتا ہوں اور دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جو شخص کہتا ہے کہ مجھے خدا کے حریم میں باریابی ہے اگر اسکا چہرہ گلستان خنداں ہے اور اس نباتات کی طرح جس پر بہار کی اوس پڑی ہوئی ہو وہ درخشاں ہو تو یقین جانو کہ وہ سچا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ خدا مجھے کہتا ہے کہ انی معک انی معک بالکل حق ہے۔

جیسے اربعین میں لکھا ہے کہ کوئی رات مجھ پر ایسی نہیں گذرتی کہ خدا کی طرف سے یہ آواز نہ آتی ہو کہ میں تیرے ساتھ ہوں اسی طرح اس آواز کو ہم اس کے چہرہ پر دیکھتے ہیں یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں بلکہ ایک زبردست دلیل ہے کہ اس دنیا کی پُر کدورت زندگی میں بھی آپکو خوش و خرم پاتے ہیں۔

غرض میرے دل میں ایک عجیب قسم کی عزت و جلال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیدا ہوا کہ ایک طرف خدا شہادت دیتا ہے کہ ہمارے آستانہ پر پس گیا ہے دوسری طرف ایسے قوی ہیں کہ کوئی معلوم نہیں کر سکتا کہ رات کو کس قدر جلتا ہے۔

ان آیتوں میں میرا مدعا یہ ہے کہ اسی طرح پر ہم اپنے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پہ نظر کریں۔

اس عورت کی طرح جو بچہ جننے کے لئے چلاتی ہے یہ خدا کے حضور قوم کے درد سے چلاتا ہے اور دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔

سردرد اور دیگر اطراف کے حملے ہوتے رہتے ہیں۔ تم جانتے ہو کیوں؟ تمہارے ہی غم اور فکر میں آہ! وہ لوگ اسکی کیفیت کو کیا جانتے ہیں جو انکی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہا ہے۔ یقیناً سمجھو تم آرام سے سوتے ہو اور یہ تمہارے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کرتا ہے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے جوں جوں دوستوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے ہمارے ہموم و غموم میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہے کیونکہ کسی نہ کسی دوست کو کوئی نہ کوئی فکر ہر وقت ضرور ہوتی ہے اور اس کا فکر مجھے ضرور ہوتا ہے۔

پس یہ رات دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دعاؤں میں لگا ہوا ہے اگر مخالفین کو اس بات کا پتہ لگتا پتہ سے میری مراد یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حربہ سے آگاہ ہوتے جو دعاؤں کی صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا تھا اور پھر سمجھتے کہ وہی حربہ اسکو ملا ہے تو شاید ڈر جاتے۔ مگر بدگمانوں کو اپنے نفس پر خیال کر کے اس کا یقین نہیں ہے۔

ایک نادان سنت اللہ سے جاہل عصائے موسیٰ میں کہتا ہے کہ عبادت کا موقع ہی کب ملتا ہے آہ! کاش وہ سمجھتا کہ عبادت کیا چیز ہے ایک شخص کی عمر دانہ ہائے تسبیح میں گذر گئی اس کو وہ قرب نہیں ہے جو ایک سوختہ دل کو ہے۔

خدا تعالیٰ دل کے ایک باریک نقطہ پر نظر کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس برگزیدہ کے دل میں جو معرفت ہے اسکا ذوق اور لذت اور دل کا رجوع ہی عبادت ہے انکو کس طرح بتایا جاوے

مکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو کس قدر دُکھ اٹھانے پڑے کتنی دفعہ طایف کو گئے لڑائیوں اور ہنگاموں میں گئے یہ عبادت تھی یا کیا ایک فضول کام تھا؟ معاذ اللہ یہ لوگ عبادت کے مفہوم سے محض ناواقف خشک مزاج۔ حقایق سے نابلد قرآن کریم کے معارف سے محض جاہل تسبیح کی دانہ شماری ہی کو عبادت سمجھتے ہیں۔

میرا ایمان ہے کہ رسول کریم کا دوستوں میں بیٹھنا بیویوں کے پاس رہنا لڑائیوں میں جانا عبادت ہی ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ ولی اللہ کی ہر ادا عبادت ہوتی ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیویوں کے پاس بیٹھنا۔ نماز میں بچوں کو اُٹھانا تلوار پکڑ کر نکلنا عبادت ہی ہے۔ اسی طرح اس شخص کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نمونہ پر آیا ہے۔ ہر فعل عبادت ہے میرا ایمان تو یہی ہے کہ اس کا کھانا۔ پینا۔ بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ دوستوں سے ملنا۔ کتابیں لکھنا غرض ہر فعل ہر قول عبادت ہی ہے کیونکہ اپنے لئے نہیں بلکہ اسکا مقصود خدا ہے اس کے سامنے ہمیشہ اللہ تعالےٰ کا محبوب چہرہ رہتا ہے۔

ایک دن فرماتے تھے کہ مجھ پر اُمیت بہت غالب ہے میں کچھ نہیں جانتا ایک ایک لفظ کے لئے دعا کرتا ہوں تب آتا ہے اب دیکھو کہ کسقدر لفظ اس کے مُنہ اور قلم سے نکلے ہیں اور یہ بھی دعاؤں کے نتیجے ہیں اندازہ تو کرو کسقدر دعائیں قبول ہوئیں پھر احمق کہتا ہے کہ عبادت کا موقع ہی کب ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے لڑنے والے ظالمو! کیا تمہیں خبر نہیں قرآن شریف کیا فیصلہ کرتا ہے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ ان نکتہ چین ظالمونکو پتہ لگ جائیگا کہ انکا انجام کیا ہوتا ہے اللہ تعالےٰ ہمکو اور ہمارے سب دوستونکو توفیق دے کہ اپنے چال چلن میں ایک خاص امتیاز پیدا کریں۔ آمین

کسر صلیب

حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی بعث کی بہت بڑی غرض کسر صلیب ہے اور اندرونی غلطیوں کی اصلاح اسی لئے آپ دو ناموں سے موسوم ہو کر تشریف لائے ہیں یعنے مسیح موعود اور مہدی مسعود الحکم کے مضامین میں اسوقت تک مہدی مسعود کے فرض کی طرف بہت بڑی توجہ رہی ہے اس لئے ہم آئندہ کے لئے یہ ہی مناسب سمجھتے ہیں کہ کسر صلیب کا عنوان قایم کرکے اس کے ضمن میں ان مضامین کو شائع کیا جاوے جو عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے لکھے جاویں۔

یہ مضامین کبھی بطریق سوالات ہوا کریں گے اور کبھی عام مضامین کی شکل میں سردست ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مستقل طور پر ہر ہفتہ اس عنوان کے تحت میں کچھ نہ کچھ لکھا جاوے گا یا بغیر مستقل طور پر کبھی کبھی یہ سب توفیقیں اللہ کریم کے ہاتھ میں ہیں لیکن چونکہ حضرت حجۃ اللہ کو کسر صلیب کی بیقرار کر دینے والی فکر لگی ہوئی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک جو کچھ لکھ سکتا ہو یا بول سکتا ہے اپنی تمام طاقتوں کو اس طرف لگانے کی فکر میں ہو جاوے۔ آج ہم اس سلسلہ کو حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے مضمون خدا کی لعنت اور کسر صلیب سے تیمناً و تفاؤلاً شروع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

خدا کی لعنت اور کسر صلیب

چونکہ عیسائیوں کا یہ ایک متفق علیہ عقیدہ ہے کہ یسوع مصلوب ہو کر تین دن کے لئے لعنتی ہو گیا تھا۔ اور تمام مدار نجات کا انکے نزدیک اسی لعنت پر ہے۔ تو اس لعنت کے مفہوم کی رو سے ایک ایسا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جس سے تمام عقیدہ تثلیث اور کفارہ اور نیز گناہوں کی معافی کا مسئلہ کالعدم ہو کر اُسکا باطل ہونا بدیہی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو اس مذہب کی حمایت منظور ہے تو جلد جواب دے ورنہ دیکھو یہ ساری عمارت گر گئی۔ اور اس کا گرنا ایسا سخت ہوا کہ سب عیسائی عقیدے اُس کے نیچے کچلے گئے۔ نہ تثلیث رہی نہ کفارہ نہ گناہوں کی معافی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ کیسا کسر صلیب ہوا!!!

اب ہم صفائی اعتراض کیلئے پہلے لُغت کی رو سے لعنت کے لفظ کے معنی کرتے ہیں اور پھر اعتراض کو بیان کر دیں گے۔ سو جاننا چاہیئے کہ لسان العرب میں کہ جو لُغت کی ایک پورانی کتاب اسلامی تالیفات میں سے ہے اور ایسا ہی قطر المحیط اور اقرب الموارد میں جو دو عیسائیوں کی تالیفات ہیں جو حال میں بمقام بیروت چھپکر شائع ہوئی ہیں اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابوں میں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں لعنت کے معنے یہ لکھے ہیں۔ اللعن الابعاد والطرد من الخیر ومن اللہ ومن الخلق ومن ابعدہ اللہ لم تلحقہ رحمتہ وخلد فی العذاب واللعین الشیطان والممسوخ۔ وقال الشماخ مقام الذئب کالرجل اللعین× یعنی لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ لعنتی اسکو کہتے ہیں جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑے یعنی اُسکا دل بکلی سیاہ ہو جائے اور بڑی نیکی سے لیکر چھوٹی نیکی تک کوئی خیر کی بات اسکے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بنجائے اور اُسکا اندر مسخ ہو جائے۔ یعنی کتوں اور سوروں کی خاصیت اُس کے نفس میں پیدا ہو جائے اور شماخ نے ایک شعر میں لعنتی انسان کا نام بھیڑیا رکھا ہے۔ اس مشابہت سے کہ لعنتی کا باطن مسخ ہو جاتا ہے تم کلامہم۔ ایسا ہی عرف عام میں بھی جب یہ بولا جاتا ہے کہ فلاں

شخص پر خدا کی لعنت ہو تو ہر یک ادنیٰ اعلیٰ یہی سمجھتا ہے کہ وہ شخص خدا کی نظر میں واقعی طور پر پلید باطن اور بے ایمان اور شیطان ہے اور خدا اُس سے بیزار اور وہ خدا سے روگردان ہے۔

اب اعتراض یہ ہے کہ جس حالتمیں لعنت کی حقیقت یہ ہوئی کہ ملعون ہونیکی حالتمیں شیطان کے تمام تعلقات اختیار کرتا ہے اور اسمیں اور شیطان میں ذرہ فرق نہیں رہتا۔ تو اسوقت ہم حضرات پادری صاحبوں سے بکمال ادب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ درحقیقت یہ لعنت اپنے تمام لوازم کے ساتھ جیساکہ ذکر کیا گیا یسوع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے پڑ گئی تھی اور وہ خدا کی لعنت اور غضب کے نیچے آکر سیاہ دل اور خدا سے روگردان ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک تو ایسا شخص خود لعنتی ہے کہ ایسے برگزیدہ کا نام لعنتی رکھتا ہے جو دوسرے لفظوں میں سیاہ دل اور خدا سے برگشتہ اور شیطان سیرت کہنا چاہیئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسا پیارا درحقیقت اس لعنت کے نیچے آگیا تھا جو پوری پوری خدا کی دشمنی کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی کیونکہ لعنت کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ خدا لعنتی انسان کا واقعی طور پر دشمن ہو جائے اور ایسا ہی لعنتی انسان خدا کا دشمن ہو جائے۔ اور اس دشمنی کی وجہ سے بندروں اور سوروں اور کتوں سے بدتر ہو جائے کیونکہ بندر وغیرہ خدا کے دشمن نہیں ہیں۔ لیکن لعنتی انسان خدا تعالیٰ کا دشمن ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی لفظ اپنے لوازم سے الگ نہیں ہو سکتا جب ہم ایک کو سیاہ دل اور شیطان یا بندر اور کتا کہیں گے تو تبھی کہیں گے کہ جب شیطان اور بندروں اور کتوں کے صفات اس میں موجود ہو جائیں۔ پس جبکہ تمام دنیا کے اتفاق سے لعنت کا یہی مفہوم ہے تو یہ دو باتیں ایک وقت میں کب جمع ہو سکتی ہیں کہ ایک شخص بمقتضای مفہوم لعنت خدا سے برگشتہ بھی ہو اور با خدا بھی اور خدا کا دشمن بھی ہو اور دوست بھی اور منکر بھی ہو اور اقراری بھی۔ محبت کا تعلق لعنت کے مفہوم کو منافی ہے جبھی ایک پر لعنت پڑ گئی اسی وقت خدا سے جتنے قرب اور محبت اور رحم کے تعلقات تھے تمام ٹوٹ گئے۔ اور ایسا شخص شیطان ہو گیا اور سیاہ دل اور خدا کا منکر بنگیا۔ اب اگر خدا نخواستہ کچھ دنوں تک یسوع پر لعنت پڑ گئی تھی تو اُس وقت اُس کا خدا تعالیٰ سے ابنیت کا علاقہ اور پیارا بیٹا ہونے کا لقب کیونکر باقی رہ سکتا تھا۔ کیونکہ بیٹا ہوتا تو یکطرف خود پیارا ہوتا لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے۔ خدا کے کسی پیارے کو ایکدم کے لئے بھی شیطان کہنا کسی شیطان کا کام ہے نہ انسان کا۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شریف آدمی ایک سیکنڈ کے لئے بھی یسوع کے لئے یہ تمام نام جائز رکھے جو لعنت کی حقیقت اور روح ہیں۔ پس اگر جائز نہیں تو دیکھو کہ کفارہ کی تمام عمارت گر گئی اور تثلیثی مذہب ہلاک ہو گیا اور صلیب ٹوٹ گیا۔ کیا کوئی دنیا میں ہے جو اس کا جواب دے؟

راقم غلام احمد قادیانی

۲۷ مارچ ۱۹۰۱ء

اس بیدینی کی بھی حد ہے!

مصری اخبار اللوا کے مراسلہ سے معلوم ہوا کہ جزیرہ طور سینا کے عرب فریومیں دین کے نام سے ایسے امور مروج ہیں جو دراصل بے دینی کے کام ہیں مثلاً دو سگی بہنیں ایک شخص کے نکاح میں جمع کی جاتی ہیں اور لڑکیاں باپ کی میراث سے مطلقاً محروم ہوتی ہیں مطلقہ کے لئے عدت نہیں سورہ فاتحہ کو یوں پڑھتے ہیں

الحمد لاٹ یا رب العالمین رحمانك الرحیم اهدنا وا فدنا صراطك المستقیم ولا الضالین آمین

ایسے وقتمیں بھی لوگ کہتے ہیں کسی مہدی کی ضرورت نہیں ؟

قرآن کریم کی تعلیم کامل ہے

مذہبی دنیا میں قرآن کریم کے سوا دوسری کسی کتاب کو یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے کامل ہونے کا دعویٰ کرے۔ علاوہ ازیں یہ امتیاز بھی قرآن کریم ہی کو حاصل ہے کہ جو دعویٰ کیا جاتا ہے اس کے دلایل اور براہین بھی وہ خود ہی پیش کرتا ہے کیونکہ یہ بات حقیقت میں ایک سچی اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے کہ اسکی وکالت اپنے ساختہ پرداختہ سے کوئی دوسرا شخص کرے اور وہ کتاب بکلی خاموش اور ساکت ہو۔ اس امر کا بیان کر دینا اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے اس حسن کا اظہار چودہ سو برس کے اندر کوئی انسان نہیں کر سکا بجز اُس کے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ فخر تجویز کر رکھا تھا وہ کون؟ چودہویں صدی کا مجدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارا ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر اور بہت نشانات کو ہم نہ بھی دیکھتے تو بھی آپکی مسیحیت کے اثبات کے لئے یہ تجدید علم کلام ہی ایک قوی دلیل تھی مگر ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تشدد و تعصب کی خطرناک ہوا نے ہمارے مخالفوں کے حواس کو ٹھکانے نہیں رہنے دیا ورنہ قرآن کریم کی جو عظمت اور جلال اس مقدس انسان نے دنیا پر ظاہر کیا ہے بجز الا ابدال آج سے پیشتر اس چودہ سو سال کے اندر نہیں ہوا۔

یہ بات کہ قرآن شریف جو دعویٰ پیش کرتا ہے اس کے دلایل بھی خود ہی دیتا ہے کوئی چھوٹی سی بات نہیں مگر دیکھنے کے لئے آنکھیں اور غور کرنے کے لئے دل مطلوب ہے اور افسوس وہ آج نہیں ہے الا ما شاء اللہ غرض ہمارا منشاء اس مضمون میں یہ دکھانے کا ہے کہ قرآن کریم ہی ایک اکمل کتاب ہے۔

ہم اس دعویٰ کو اور اس کے دلائل کو قرآن شریف ہی سے پیش کریں گے چنانچہ فرمایا

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الایۃ

یعنے آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کیا اور اپنی نعمت یعنی قرآنی تعلیم کو تم پر پورا کیا۔

اور ایک دوسرے محل میں اس اکمال کی تشریح کے لئے کہ اکمال کس کو کہتے ہیں فرماتا ہے

الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ن اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ ویضل اللہ الظالمین یعنے

کیا تو نے نہیں دیکھا کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنے مثال دین کامل کی کہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑ ثابت ہو اور شاخیں اسکی آسمان میں ہوں اور وہ ہر ایک وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہو اور یہ مثالیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تا لوگ ان کو یاد کرلیں اور نصیحت پکڑ لیں اور ناپاک کلمہ کی مثال اس ناپاک درخت کی ہے جو زمین پر سے اکھڑا ہوا ہے اور اسکو قرار و ثبات نہیں سو اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت سے یعنے جو قول ثابت شدہ اور مدلل ہے اس دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم کرتا ہے اور جو لوگ ظلم اختیار کرتے ہیں انکو گمراہ کرتا ہے یعنے ظالم خدا تعالیٰ سے ہدایت کی مدد نہیں پاتا جب تک ہدایت کا طالب نہو۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کلام پاک اور مقدس کا کمال تین باتوں پر موقوف ٹھہراتا ہے اول یہ کہ

اصلھا ثابت

یعنے اصول ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق ہوں اور فی حد ذاتہ یقین کامل کے درجے پر پہونچے ہوئے ہوں اور فطرت انسانی اسکو قبول کرے کیونکہ ارض کے لفظ سے اس جگہہ فطرۃ انسانی مراد ہے جیسا کہ من فوق الارض کا لفظ صاف بیان کر رہا ہے۔

پھر دوسری نشانی کمال کی یہ فرماتا ہے کہ فرعھا فی السماء یعنے اسکی شاخیں آسمان پر ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں یعنے صحیفہ قدرت کو غور کی نگاہ سے مطالعہ کریں تو اسکی صداقت انپر کھل جاوے اور دوسرے یہ کہ وہ تعلیم یعنے فروعات اس تعلیم کے جیسے اعمال کا بیان احکام کا بیان اخلاق کا بیان یہ کمال درجہ پر پہونچے ہوئے ہیں جس پر کوئی زیادتی متصور نہو جیسا کہ ایک چیز جب زمین سے شروع ہو کر آسمان تک پہونچ جاوے تو اسپر کوئی زیادۃ متصور نہیں۔

پھر تیسری نشانی کمال کی یہ فرمائی توتی اکلھا کل حین ہر ایک وقت اور ہمیشہ کے لئے وہ اپنا پھل دیتا رہے ایسا نہو کہ کسی وقت خشک درخت کی طرح ہو جاوے جو پھل پھول سے بالکل خالی ہے۔

اب دیکھہ لو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فرمودہ الیوم اکملت لکم دینکم کی تشریح آپ ہی فرمادی کہ اسمیں تین نشانیوں کا ہونا از بس ضروری ہے سو جیسا کہ اس نے یہ تین نشانیاں بیان کی ہیں اس نے انکو ثابت کرکے بھی دکھایا ہے اب دیکھہ لو کہ اصول ایمانیات میں سے جو پہلا اصل لا الہ الا اللہ ہے اور جس سے مراد کلمہ ہے اس کو اس قدر بسط کے ساتھہ قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر وہ تمام دلایل جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہیں یہاں لکھے جاویں تو وہ سما نہ سکیں۔ مگر تاہم ہم تھوڑا سا نمونہ کے طور پر ذیل میں لکھتے ہیں جیسا کہ ایک جگہ یعنے دوسرے سپارہ میں فرماتا ہے

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیی بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔

یعنے تحقیق آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے اختلاف اور ان کشتیوں کے چلنے میں جو دریا میں لوگوں کے نفع کے لئے چلتی ہیں اور جو کچھہ خدا نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اور زمین میں ہر ایک قسم کے جانور بکھیر دئے اور ہواؤں کو پھیرا اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں مسخر کیا یہ سب خدا تعالےٰ کے وجود اور اسکی توحید اور اس کے الہام اور اس کے مدبر بالارادہ ہونے پر نشانات ہیں۔

اب دیکھئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس اصول ایمان پر کیسا استدلال اپنے اس قانون قدرت سے کرتا ہے یعنے اپنے ان مصنوعات سے جو زمین و آسمان میں پائی جاتی ہیں جنکے دیکھنے سے مطابق منشاء اس آیت کریمہ کے صاف صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بے شک اس عالم کا ایک صانع قدیم اور کامل اور وحدہ لاشریک اور مدبر بالارادہ اور رسولوں کو دنیا میں بھیجنے والا ہے وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی یہہ تمام مصنوعات اور یہ سلسلہ نظام عالم کا جو ہماری نظر کے سامنے موجود ہے یہ صاف طور پر بتا رہا ہے کہ یہ عالم خود بخود نہیں ہے۔ بلکہ اسکا ایک موجد اور صانع ہے جس کے لئے یہ ضروری صفات ہیں کہ وہ رحمان بھی ہو اور رحیم بھی ہو اور قادر مطلق بھی ہو اور وحدہ لاشریک بھی ہو اور

ازلی ابدی بھی۔ اور مدبّر بالارادہ بھی ہو۔ اور مستجمع جمیع صفات کاملہ بھی ہو اور وحی کو نازل کرنے والا بھی ہو۔

دوسری نشانی یعنے فرعها فی السماء جس کے معنے یہ ہیں کہ آسمان تک اسکی شاخیں پہونچی ہوئی ہیں اور آسمان پر نظر ڈالنے والے یعنے قانون قدرت کے مشاہدہ کرنیوالے اسکو دیکھہ سکیں اور نیز وہ انتہائی درجہ کی تعلیم ثابت ہو۔ اس کے ثبوت کا ایک حصہ تو اسی آیت موصوفہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب کہ اللہ جلشانہ نے مثلاً قرآن کریم میں یہ تعلیم بیان فرمائی ہے کہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین جسکے یہ معنے ہیں کہ اللہ جلشانہ تمام عالموں کا رب ہے یعنے علة العلل ہر ایک ربوبیت کا وہی ہے دوسرے یہ کہ وہ رحمان بھی ہے یعنے بغیر ضرورت کسی عمل کے اپنی ذات سے طرح طرح کے الاء اور نعماء شامل حال اپنی مخلوق کے رکھتا ہے۔

اور رحیم بھی ہے کہ اعمال صالحہ کے بجا لانے والوں کا مددگار ہوتا ہے اور ان کے مقاصد کو کمال تک پہونچاتا ہے اور مالک یوم الدین بھی ہے کہ ہر ایک جزا سزا اس کے ہاتھہ میں ہے جس طرح پر چاہے اپنے بندہ سے معاملہ کرے چاہے تو اس کو ایک عمل بد کے عوض میں وہ سزا دے جو اس عمل بد کے مناسب حال ہے اور چاہے تو اسکی مغفرت کے سامان میسر کر دے یہ تمام امور اللہ جلشانہ کے اس نظام کو دیکھہ کر صاف ثابت ہوتے ہیں۔

پھر تیسری نشانی جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی تؤتی اکلها کل حین یعنے کامل کتاب کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ جس پہل کا وہ وعدہ کرتی ہے وہ صرف وعدہ ہی وعدہ نہو بلکہ وہ پہل ہمیشہ اور ہر وقت میں دیتی رہی اور پہل سے مراد اللہ جلشانہ نے اپنا لقا مع اس کے تمام لوازم کے جو برکات سماوی اور مکالمات الٰہیہ اور ہر ایک قسم کی قبولیتیں اور خوارق ہیں رکھی ہیں جیسا کہ خود فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الآیة وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر انہوں نے استقامت اختیار کی یعنے اپنی بات سے نہ پہری اور طرح طرح کے زلازل انپر آئے مگر انہوں نے ثابت قدمی کو ہاتہہ سے نہ دیا ان پر فرشتے اترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ تم کچھہ خوف نکرو۔ اور نہ کچھہ حزن اور اس بہشت سے خوش ہو جسکا تم وعدہ دئے گئے تہے۔ یعنے اب وہ بہشت تم کو مل گیا اور بہشتی زندگی اب شروع ہو گئی کسطرح شروع ہو گئی نحن اولیاؤکم اس طرح کہ ہم تمہارے متولی اور متکفل ہو گئے اس دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے اس بہشتی زندگی میں جو کچھہ تم مانگو وہی موجود ہے یہہ غفور الرحیم کی طرف سے مہمانی ہے مہمانی کے لفظ سے اس پہل کی طرف اشارہ ہے جو آیت تؤتی اکلها کل حین میں فرمایا گیا تہا اور آیت فرعها فی السماء کے متعلق ایک بات ذکر کرنے سے رہ گئی ہے کہ کمال اس تعلیم کا باعتبار اس کے انتہائی درجہ ترقی کیونکر ہے اسکی تفصیل یہہ ہے کہ قرآن شریف سے پہلے جس قدر تعلیمیں آئی تھیں وہ درحقیقت ایک قانون مختص القوم یا مختص الزمان کی طرح تہیں اور عام افادہ کی قوت ان میں نہیں پائی جاتی تہی لیکن قرآن شریف تمام قوموں اور تمام زمانوں کی تعلیم اور تکمیل کے لئے آیا ہے مثلاً نظیر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں بڑا زور سزا دہی اور انتقام میں پایا جاتا ہے جیسا کہ دانت کے عوض دانت اور آنکھ کے عوض آنکھہ کے فقروں سے معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم میں بڑا زور عفو اور درگذر پر پایا جاتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ دونوں تعلیمیں ناقص ہیں نہ ہمیشہ انتقام سے کام چلتا ہے اور نہ ہمیشہ عفو سے بلکہ اپنے اپنے موقع پر نرمی اور درشتی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس لئے قرآن شریف نے یہ تعلیم دی کہ

جزاء سیئة سیئة مثلها ومن عفا واصلح فاجره علی الله

یعنے اصل بات تو یہ ہے کہ بدی کا عوض تو اسی قدر بدی ہے جو پہونچ گئی ہے لیکن جو شخص عفو کرے اور عفو کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو نہ کہ کوئی فساد یعنے عفو اپنے محل پر ہو نہ کہ غیر محل پر پس اجر اس کا اللہ پر ہے یعنے یہ نہایت احسن طریق ہے۔

اب جائے غور ہے کہ اس سے بہتر اور کونسی تعلیم ہوگی۔

غرض یہ ہے مختصر سا نمونہ قرآن کریم کی تعلیم کے کامل ہونے کا دانشمند دل غور کریں اور فائدہ اٹھائیں۔

تفسیر القرآن کا پہلا پارہ

اگر آپکو قرآن کریم کے ساتھہ عشق اور محبت ہے تو اسکو بھی منگوا کر پڑہیں انشاءاللہ آپکے لئے مفید ثابت ہوگا لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی عمدہ کاغذ پر چھپایا گیا ہے۔

زمانہ کی ضرورت کے موافق قرآن کریم کی شان اور عظمت کا پتہ لگتا ہے

قیمت صرف عہ بلا محصول ڈاک

دفتر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔

سکندر شاہ آتشی کا کھیل بگڑ گیا

ہمہ کارش زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہمارے ناظرین نے سکندر شاہ کا نام سنا ہو گا جو آگ میں غسل کرنے کے جا بجا اشتہار دیا کرتا ہے اور تھیٹریکل کمپنیوں کی طرح اس تماشے کے دیکھنے والوں سے کچھ پیسے بھی وصول کر لیتا ہے۔ ہم کو ایسے بہان متی کے سے تماشے دکھانے والوں کے افعال پر کچھ بحث کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہ ہوتی اگر اس کی یہ کارروائی آگ میں غسل کرنے کی (ربنا وقنا عذاب النار قرآن شریف ربنا وقنا عذاب النار کی دعا سکھاتا ہے) صرف پیٹ کا دوزخ ہی بھرنے تک محدود ہوتی مگر اس نے پیٹ کے دوزخ کے پر کرنے کے لیے (جو اس کا اصل منشاء اور موضوع اس آگ کے غسل سے ہے) اس کھیل کو اپنی کرامت اور سادات بننے کا سارٹیفکٹ قرار دیا ہے اور لطف یہ ہے کہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دعوت کی ہے کہ وہ بھی اس قسم کی شعبدہ بازی دکھائیں۔ یہ آگ میں پڑنا اور اس میں غسل کرنے اسی کو مبارک رہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے عبد الدراہم لوگوں کی باتوں کی طرف کب توجہ کرنے لگے اور نہ اس سائینس کی روشنی کے زمانہ میں ان باتوں کی کچھ وقعت ہو سکتی ہے۔

یہ کام اخبارات کا تھا کہ ایسے لوگوں کے ہتکھنڈوں سے پبلک کو آگاہ کریں مگر ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اخبار وکیل امرتسر کے علاوہ کسی اور نے اس طرف توجہ نہیں کی اخبار وکیل نے انہیں دنوں میں اسکی کرامت نمائی کی حقیقت کھول دی تھی۔

بہرحال یہ تو کوئی دانشمند قبول کر ہی نہیں سکتا کہ اس قسم کی شعبدہ بازی بھی کوئی کرامت ہو سکتی ہے ورنہ آج کل یورپ اور امریکہ میں اس قسم کے حیرت انگیز تماشے دکھائے جاتے ہیں کہ ہزاروں سکندر شاہ کے خواب و خیال میں بھی نہ ہوں گے۔ اور نہ انکی تفصیل کی اس جگہ ہمیں ضرورت ہے۔

مسلمان علماء اور عوام اہل اسلام کا ہی اس موقع پر یہ کام ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس شعبدہ باز کے خلاف عام نفرت کا اظہار کرتے کیونکہ اس کا یہ فعل (گو کیمسٹری کے معمولی اصول کے موافق ہی ہو) لیکن نام کرامت رکھنا اسلام کا استخفاف ہے کیا اسلام اس قسم کی کرامتیں ہی اپنے اندر رکھتا ہے؟ کچھ شرم کرو۔ مگر علماء اور عوام کیوں خاموش رہے؟ اسکا راز یہ ہے کہ اس نے حضرت اقدس کا نام جو اشتہار میں لکھدیا تھا

افسوس! ایک مامور من اللہ کی عداوت سے انکی نوبت کہاں تک پہونچی اسبات کی پرواہ نہیں کہ اسلام کی توہین ہوتی ہے مگر یہ آرزو ہے کہ کسی طرح خدا کے راستباز کی توہین کی فکر ہو نادانو! اسکی توہین کون کر سکتا ہے جو خدا کی طرف سے معزز ہو کر آیا ہو اور جو **انی مھین من اراد اھانتک** کی صدا سن چکا ہو۔

بہرحال یہ شخص مختلف مقامات پر گیا اور بہان متی کا کھیل دکھانے کے اشتہار دیتا رہا چونکہ خدا کے مامور کی توہین کرتا تھا اس لئے غیور خدا کب پسند کر سکتا تھا کہ اسکی پردہ دری نہ کرے چنانچہ کپورتھلہ میں اسکی کاٹھ کی ہنڈیا اسی آگ میں جل گئی اور آپ جلا گیا جیسا کہ ہم اس واقعہ کو اخبار عام سے اگلے اشتو میں نقل کریں گے کہ کس طرح پر اس کی پردہ دری ہوئی۔ لوگ اسکو کچھ سمجھیں مگر ہمارا ایمان ہے کہ اس کی یہ ذلت اور خواری محض اسوجہ سے ہوئی ہے کہ وہ خدا کے راستباز کی ذلت چاہتا تھا کیونکہ کئی سال سے اس نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا تھا مگر اس کی پردہ دری نہ ہوئی تھی اس نے حضرت امام موعود کی توہین چاہی اس لئے خدا کا وعدہ (انی مھین من اراد اھانتک) پورا ہوا۔ (باقی آئندہ)

نوٹس

کتب خانہ اور مطبع کا انتظام

مدت سے یہ سلسلہ بے ترتیب اور بے ضبط چلا آتا تھا۔ کتابوں پر جو کچھ خرچ ہوتا اس کا عشر عشیر بھی وصول نہ ہوتا۔ چھاپہ خانہ پر سو روپیہ ماہوار خرچ ہوتا۔ جناب امام علیہ السلام نے بارہا ایما فرمایا کہ اس مد کا انتظام احسن طور پر کیا جائے مگر ہر امر اپنے وقت پر موقوف ہوتا ہے۔ اب اس کارخانہ کا انتظام بالکلیہ حضرت اقدس نے حکیم فضل الدین صاحب کے اہتمام میں دیا ہے۔ امید ہے کہ حکیم صاحب موصوف اپنی معرفت و خبرداری اور تجربہ کاری کو اللہ تعالیٰ کی تائید کے ساتھ کام میں لا کر ایسا انتظام کریں گے کہ یہ سلسلہ جو درحقیقت روحانی جنگ کا میگزین ہے بے کسی روک کے پیش آ جانے کے اپنا خرچ اپنے اندر سے ہی نکال کر بڑی عمدگی سے ہوگا اور حضرت اقدس ہر روز کی مانگ کی توجہ سے سبکدوش ہو جائینگے۔ تمام بھائیوں کو چاہیئے کہ حضرت موعود علیہ السلام کی تصانیف کے متعلق خط و کتابت حکیم صاحب موصوف سے کیا کریں اور اس بارہ میں آئندہ حضرت کو تکلیف نہ دیں اور جس جس صاحب کے ذمہ کتابوں کے معاملہ میں کچھ باقی ہو

عاجز عبد الکریم از قادیان ۔ ۲۴ اپریل ۱۹۰۱ء

مختلف واقعات

حاجیوں کی دستگیری۔ وسط ایشیا ایران۔ ترکستان۔ اور روس سے جسقدر مفلس حاجی براہ تفلس باطوم و فارص۔ قسطنطینہ پہونچے وہ سب حسب الحکم حضرت سلطان المعظم ترکی جہازوں پر بلاکرایہ جدہ پہنچائے گئے انکو زادراہ بھی تقسیم کیا گیا تھا۔

ریلوے کے واسطے چندہ کوہ قاف کے مسلمانوں نے سلطنت عثمانیہ کو مطلع کیا ہے انھوں نے دمشق و مکہ ریلوے کے واسطے چار لاکھ فرنک چندہ جمع کرکے روسی سفارت کی وساطت سے ٹرکش وزیر معاملات خارجیہ کو روانہ کیا ہے۔

رسم تاج پوشی آیندہ موسم سرما میں شہنشاہ ہند کی رسم تاج پوشی ادا کی جائے گی جس کا انتظام پریوی کونسل کی کمیٹی کو سپرد کیا گیا ہے جس میں کیبنٹ کے ممبر ڈیوک آف کارنوالس و یارک۔ پرنس کرسچن ڈیوک آف نارفوک۔ آرک بشپ کنٹربری۔ لارڈ سپنسر۔ لارڈ کنزنگٹن۔ سرولیم ہارکوٹ۔ سر ہنری کیمبل بنیرمین اور بشپ صاحب لندن شامل ہوں گے۔

وارث تاج روس زار روس کے کوئی نرینہ اولاد موجود نہیں ہے اسلئے وہ اپنی شاہزادیوں میں سے کسی کو وارث قرار دیں گے

انفرادی سکہ۔ ہندوستان میں اب انفرادی سکہ کی ٹکسالیں صرف برٹش ہند میں رہ گئی ہیں اور دیسی ریاستوں میں بالکل بند کردی گئی ہیں۔ کیونکہ مختلف قیمتوں کے روپیوں سے تجارت کو نقصان پہونچتا تھا۔ ایک دار الضرب کلکتہ میں اور دوسرا بمبئی میں ہے۔ سال گذشتہ میں ان ٹکسالوں میں پندرہ سولہ کروڑ روپے مضروب ہوئے تھے۔ جنمیں سے تین کروڑ پینتیس لاکھ دیسی ریاستوں کے واسطے تھے۔ آیندہ سکوں پر شاہ ایڈورڈ ہفتم کی شبیہ ہوگی جسکے سانچے طیار ہو رہے ہیں۔

سندھورجاترا۔ یہ رسم نیپال میں وزارت کی تبدیلی کے وقت ادا کی جاتی ہے ۲۲ ماہ گذشتہ کو مہاراجہ دیب شمشیر جنگ رانا بہادر جدید وزیر اعظم نیپال کے اختیارات حاصل کرنے پر ادا کی گئی۔ وزیر اعظم صاحب مع اپنے مصاحبوں اور اردلی کے تمام شہر کے کوچوں کے بیچ سے گذرے اور لوگوں نے ہر موقع اور قدم قدم پر اُن پر گل افشانی کی اور سندھورا اور سرخ رنگ اُن پر ڈالا جو رعایا کی طرف سے تابعداری و فاداری اور جان نثاری کی علامت سمجھا جاتا ہے وزیر صاحب کے مصاحب اور باڈی گارڈ کے سپاہی جنگی وردیوں اور اسلحہ سے سجے ہوئے تھے۔ ہز ہائینس شاہ نیپال پرانے شاہی محل میں ان کا انتظار کر رہے تھے۔ بادشاہ کی نذریں پیش کرنے کے بعد وزیر اعظم مع خاندان شمشیر محل سے واپس آئے محل کے باہر عالیشان عماریوں والے ہاتھی ان کی سواری کے واسطے موجود تھے جنپر سوار ہوکر جلوس واپس گیا۔

اصلاح پولیس آخرکار گورنمنٹ ہند اصلاح پولیس کی طرف متوجہ ہوئی ہے جس کے واسطے ساڑھے ستر لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے۔

روم اور اس کے دشمن بلگیریا کی جو مفسد کمیٹیاں مقدونیہ اور البانیا میں فساد برپا کرنے پر تلی ہوئی ہیں ان کی نسبت روسی وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ روسی ان مفسدوں کو کبھی اپنے وکیل ارادے پورے کرنے نہیں کر دیں گے ان کی نیتوں کے نتائج بدان کے خوب ذہن نشین کئے گئے ہیں عام خیال ہے کہ شاہ فرڈیننڈ بھی ان باتوں کو ناپسند کرتا ہوگا بلکہ سنا گیا ہے کہ اس نے ان لوگوں کی سرکوبی کا حکم دے دیا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ ترکوں سے مطلق نہیں ڈرتے۔ ملکی اور فوجی افسران کے ہم راز ہیں اور ترکوں کی ہر ایک کارروائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اگر یہ لوگ کھل کھیلیں تو سلطنت عثمانیہ کو ہمیشہ کے لئے ان کی گوشمالی کا موقع ملجائے۔ کیونکہ سلطنت موصوف ان کی حرکتوں سے غافل نہیں ہے اور گو اس نے کافی فوج پہلے ہی ان کی سرکوبی کے لئے وہاں رکھی ہوئی تھی تاہم بنظر احتیاط اور پچاس ہزار جوان اس طرف روانہ کئے ہیں۔

محکمہ ڈاک کی آمدنی پچھلے سال محکمہ ڈاک کی آمدنی دو کروڑ تین لاکھ روپیہ تھی۔ اور ایک کروڑ اکہتر لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔

رہن تاج انگلستان میں تاج شاہی ہنری سوم۔ ہنری پنجم۔ ایڈورڈ سوم اور رچرڈ ثانی کے عہد میں گرو رکھکر قرضہ لیا گیا تھا۔ ایک دفعہ فلانڈر کے سوداگروں نے دو ہزار پونڈ کو قرد حنت کیا تھا۔ اسی طرح چارلس ثانی نے بھی اس کی کفالت پر قرضہ لیا تھا۔

کتب لٹریچر۔ اندنوں مستند مصنفوں کی تصنیفیں چار آنہ کو مل سکتی ہیں حالانکہ ایک ہزار برس پہلے کونٹس انڈرونز لٹریچر کی ایک جلد کے واسطے دو سو بھیڑیں۔ ایک بوجھہ گیہوں کا۔ ایک بوجھہ رائی کا۔ اور ایک بوجھہ جوار کا دیا تھا۔

زمین کی قدر۔ لندن میں زمین کی قیمت انتہا درجہ تک بڑھ گئی ہے جسکی نظیر یہ ہے کہ آمینیم کلب کے پٹہ کی میعاد ختم ہونے پر ... پونڈ سالانہ سے ۱۸۰۰ پونڈ سالانہ تک منظور جب ادا کر دیجائیگی اور ریفارم کلب کے متعلق زمین کا پٹہ ۴۲ سالوں کے بعد ۵۰۰ پونڈ سے ... پونڈ تک بڑھایا جائے گا۔

مختصر نوٹ اور خبریں

انگریزی میگزین گذشتہ اشاعت میں انگریزی ماہواری رسالہ کے متعلق ایک مفصل تحریر ہم شائع کر چکے ہیں۔ ہمارے ناظرین کو اگر یہ علم ہو گیا ہو تا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کسر صلیب کے لئے کس قدر فکرمند اور بیقرار ہیں تو اب تک وہ اس رسالہ کے اجرا کے لئے پوری سعی کر چکے ہوتے۔ تاہم آٹھسو ۸۰۰ کے قریب حصص کا بہم پہنچ جانا بڑی خوشی کی بات ہے۔ اب جو امر ہم پیش کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو سرمایہ جمع ہو جائے اور اس کی اشاعت شروع ہو۔ اگرچہ رسالہ کا اجرا اکتوبر ۱۹۰۱ء سے قرار دیا گیا ہے لیکن اگر سرمایہ اس سے بھی پہلے جمع ہو سکے تو پہلے بھی ممکن ہے سب سے پہلا مضمون جو میگزین میں نکلے گا انشاء اللہ العزیز یورپ کی علمی اور مذہبی دنیا میں ایک شور اور تزلزل ڈالنے والا ہوگا۔ مضمون **یوز آسف** کے متعلق لکھا جائے گا۔ حضرت اقدس **امام علیہ الصلوٰۃ والسلام** اس مضمون کی ترتیب اور تقسیم پر غور فرما رہے ہیں اور انگریزی کتب سے ضروری نوٹ اقتباس کئے جا رہے ہیں۔ اب ضرورت ہے تو اس امر کی کہ بہت جلد سرمایہ جمع کرنے کی فکر کی جائے۔ دوستو۔ بھائیو! **خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا یہی وقت ہے دین کی خدمت جسقدر ہو سکے کر لو پھر یہ مبارک ایام نہ ملیں گے۔**

خدا کے راستباز کی کامیابی۔

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ اس کے مخالف اب براہین قاطعہ اور سلطان مبین سے مقابلہ کرنے سے ہار کر گندی گالیوں اور بیہودہ تحریروں اور اپنی موروثی سفاہت پر اتر آئے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے **تحفۂ ہند** کے ضمیمے پڑھے ہوں گے وہ خوب اندازہ کر سکتے ہیں کہ مخالفوں کے پاس اب کیا ہے ہم کو حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ اس قسم کے ناپاک اور غلیظ گالیوں سے بھرے ہوئے کاغذوں کے شائع کرانے میں وہ لوگ معاون و مددگار ہیں جو اپنے تقدس و اتقا کی لاف زنیوں پر بس نہ کر کے الہام اور خواب بھی بنا کرتے ہیں آہ! ان لوگوں کے اندرونے کیسے سیاہ ہو گئے ہیں کہ وہ نہیں سمجھتے ہم کیا کر رہے ہیں کیا وہ ہمیں کوئی ایسی نظیر بتا سکتے ہیں کہ اس قسم کی گالیوں سے کوئی مامور من اللہ بھی فتح پا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ تو پھر اپنے آپ کو انسان ہی سمجھتے ہوں گے ہم کہتے ہیں کہ **مامور من اللہ** کی مخالفت میں **شیطان** جیسی خبیث روح بھی آخر تھک کر ہلاک ہو جاتی ہے۔

حضرت **امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی مخالفت میں پہلوں نے کیا کر لیا وہ دن کی لینے والے وہ کہ ہم نے ہی اس کو اونچا کیا ہم ہی اسکو گرا دیں گے "آخر خود گر گئے"۔ اور جس کو گرانا چاہتے تھے وہ **رفعنالک** ذکرک کے وعدہ کے موافق معزز و مکرم ہی ہوتا گیا۔ پس نابکار مخالف یاد رکھیں کہ **خدا کا برگزیدہ** مہدی معہود **مسیح موعود جیت گیا ہے** اس کی نصرت کا ثبوت مخالفوں کی گندی تحریریں ہیں کیوں؟ اگر ان کے پاس معقول دلائل ہوتے اگر حجج بینہ ہوتے۔ ان کے منہ میں خدا کی زبان ہوتی۔ قرآن کریم کے معارف اور حقائق بیان کرنے کی قوت ملتی۔ کوئی فوق العادت نشان دکھا سکتے اس کے تحدیانہ مقابلہ میں آتے تو ہم سمجھ لیتے کہ ان کے پاس کچھ ہے۔

مگر اب تو ثابت ہو گیا کہ زبان عربی سے یہ جاہل اس لئے قرآن کریم کے حقائق و معارف سے بے نصیب۔ پیشگوئیاں اور آسمانی نشان تو بہت بڑا مرتبہ رکھتے ہیں وہ انہیں کہاں نصیب ہونے لگا۔ ان کی فحش اور گندی تحریروں نے بتا دیا ہے کہ انہیں حقائق سے مس نہیں ہے حضرت اقدس انسان کامل امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان ناپاک تحریروں کا ذکر سنکر فرمایا۔ "کچھ ضرورت نہیں ہے کہ ایسی گندی اور ناپاک تحریروں کا جواب دیا جائے سفیہ اور رذیل آدمیوں کا جواب وہی دے جو سفیہ اور رذیل بن جائے ہمکو ضرورت ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط کریں اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں۔"

الغرض

مخالفوں کی مخالفت کے طرز نے اعلان کر دیا ہے کہ خدا تعالےٰ کا **قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ جیت گیا اور مخالف سرنگوں ہو کر گھٹنوں کے بل گرے۔ الحمد للہ**

خدا سے کچھ تو ڈرو پیسہ اخبار باوجود اپنے ادعائی وقار اور متانت کے نہیں معلوم کیوں ایسی بے سر و پا

باتیں اخبار میں درج کر دینا ہے جنکو پڑھکر اس کی خفت اور سبکی ہو اپنی ۲۰ اپریل کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھتا ہے کہ جسکا مطلب یہ ہے کہ

مرزا صاحب قادیانی اور ان کی جماعت کے لوگ بعض علماء سنت وجماعت سے عصاء موسیٰ کے مصنف کے خلاف فتویٰ حاصل کرنیمیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

عصاء موسیٰ کے مصنف پر حضرت اقدس اور آپ کی جماعت کو فتویٰ لینے کی کیا ضرورت اور اس فتویٰ سے حضرت اقدس کو کیا فائدہ؟ آگے حضرت اقدس کے خلاف مقلد غیر مقلدونکے بنائی ہوئے کافر اور غیر مقلد مقلدونکے بنائے ہوئے کافر موجود نہیں اگر عصاء موسیٰ کا مصنف علماء کے نزدیک اپنے اقوال کی وجہ سے کافر قرار پاگیا تو کیا؟ مگر ہم کو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار نے اس پر عمل کیا کہ گھر سے آیا ہے بعثتر تائی اتنا نہیں سوچا کہ اس خبر کی تحقیق کرلیں۔

اصل یہ ہے کہ عصاء موسیٰ کے مصنف نے بعض الہام جیسا ہمارا خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی بزرگی ثابت کرتا ہے شائع کئی ہیں۔ علماء کے نزدیک یہ قابل غور ہیں اس لئے ہم نے سنا ہے کہ انجمن منتشار العلماء غور کر رہی ہے کہ ان پر فتویٰ تجویز کیا جائے اور اپنی طرف سے مصنف عصاء موسیٰ اینڈ کو بھی تگ ودو میں لگی ہوئی ہے کہ اپنی ممکنہ کوششوں سے علماء کو باز رکھیں۔ اسپر پارٹی مذکور نے اپنے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کا یہ شرمناک طریق اختیار کیا ہے کہ چلو اس فتویٰ کے محرک حضرت مرزا صاحب ہی کو قرار دیدیں شاید علماء اس وجہ سے ہی کچھ اعراض کر جائیں مگر وہ یاد رکھیں کہ اگر علماء کے سامنے یہ بحث آچکی ہے تو وہ ان چالوں سے باز آنے سے رہے۔ بہر حال ہم پیسہ اخبار کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسی خبروں کی تحقیق تو کر لیا کرے۔ خدا سے ڈر کر لکھا کرے۔ رہا یہ امر کہ سلسلہ مرزا صاحب کی طرف سے اس کتاب کے معقول جواب کا انتظار کر رہی ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے اس نامعقول کتاب کا جواب دینے کی تو کچھ بھی ضرورت نہیں ہے ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر ہی سے پوچھتے ہیں کہ اگر وہ بیجا عداوت ہمارے سلسلہ سے نہیں رکھتا تو وہ عصاء موسیٰ میں سے کوئی ایسا اعتراض پیش کرے جو مستورات اسپر نگر یا تھیوڈور نولدیکی یا ٹھاکر داس یا لیکھرام وغیرہ مخالفین اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ کیا ہو؟ اگر عصاء موسیٰ کے ایسے ہی اعتراض ہوئے جو ان لوگوں نے کئے ہیں تو وہ سمجھے کہ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ جو محض افترا بہتان ہوں

المعترض

ہم کو سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ مخالفت بیجا میں اقتدر اندھے ہو گئے ہیں کہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے۔

اے زمین و آسمان کے خدا تو ان لوگوں کی آنکھوں کو کھول تا یہ اس نور کو جو محض تیرے فضل سے ہم پر چمکا ہے دیکھ سکیں۔

گلدستہ اخبار

ہندوستان

گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ بوئر قیدیوں میں سے جو ۳۰ اپریل تک احمد نگر پہونچنے والے ہیں اگر کوئی فرار ہو جائے تو جو کوئی اسکو پکڑے گا ۵۰ روپیہ انعام پائے گا۔

قیصر ہند نے لارڈ کرزن کو پریوی کونسل کے زمرہ میں شامل ہونے کا اعزاز بخشا

مردم شماری کے کاغذ و غیں آٹھ ہزار ایکسو بیس من کاغذ صرف ہوا۔

کلکتہ میں الیکٹریکل انجینیرز انسٹیٹیوشن کے اجلاس میں بیان کیا گیا کہ عنقریب جزیرہ ساگر اور لینڈز ہیڈز کے درمیان دریای ہگلی کے دہانہ پر عنقریب بلا تار پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہو جائیگا ہائیکورٹ کی ایک شاخ لکھنؤ میں کھولنے کی تجویز ہے جسپر بہت جلد عملدرآمد ہو گیا۔

پنجاب اور سرحد

گورنمنٹ پنجاب کے دفاتر ۵ مئی کو لاہور میں بند ہو کر ۲۰ کو شملہ میں کھلیں گے

امید کی جاتی ہے کہ جدید سرحدی ایجنسی کا انتظام یکم ستمبر سے شروع ہو گا۔

دہلی میں برقی ٹریمیے بنانے اور برقی روشنی کرنے کی تجویز ہو رہی ہے

لودھیانہ کے معزز اخبار سول ملٹری نیوز کے مالک ماسٹر غلام محی الدین صاحب کو پنجاب گورنمنٹ نے انکی قیمتی خدمات کے صلہ میں اعزاز کرسی نشینی عطا فرمایا۔ مبارک۔

تجویز ہے کہ چھاؤنی کی پڑیاں بھی ڈاک خانوں کی معرفت فروخت ہوں ڈاک خانہ نہ ہوئے پنساری کی دکان ہو گی۔

محسود وزیریوں نے ۴۸ ہزار روپیہ جرمانہ کا ادا کر دیا ہے لیکن ناکہ بندی پر سخت زور دیا جائے گا جب تک وہ ایک لاکھ کی پوری رقم ادا نہ کر دیں اور غالباً ستمبر یا اگست سے پہلے سارا جرمانہ وہ ادا نکر سکیں گے۔

طاعون سیالکوٹ کی تحصیل رعیہ میں بھی

روزنامچہ آمد بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین / کیپٹل فنڈ
مولوی فضل الٰہی صاحب عہ بھیسکھیہ ؍؍ عبد الرحمٰن صاحب عہ فضل الٰہی صاحب عہ سردار خانصاحب عہ مستری محمد بخش صاحب عہ	ـہ	+
سید مہر شاہ صاحب پشاوری	عہ	+
رحیم بخش صاحب عدلے والہ ضلع امرتسر	عہ	۸ر
معرفت محمد بخش صاحب کڑیانوالہ ضلع گجرات	عـہ	+
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لکھنؤ	عـہ	عا
رکن الدین احمد صاحب	+	۴ر
گلاب خانصاحب اوورسیر	للعہ	عہ
محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلیگراف ماسٹر	ـہ	+
نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر	عا	عہ
قیمت کتب کمیٹی معرفت حکیم فضل الدین صاحب قادیان	عـہ ۵ر	+
معرفت نور الدین صاحب نقشہ نویس گوجرانوالہ	عـہ ۲ر	+
معرفت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب	عہ	+
معرفت مولوی میر محمد سعید صاحب	عـہ	+
نعمت خانصاحب اوورسیر اسسٹنٹ پلٹن ۲۴ کیمپ لاہور	عہ	
مولوی عنایت اللہ صاحب سیت پورہ	عہ	۲ر
غلام محی الدین صاحب پنشنر گورنمنٹ از لاہور	عہ	+
مولوی غلام قادر صاحب مدرس بنگا ضلع جالندھر	عہ	عہ
عطا محمد صاحب اوورسیر	عمارت فنڈ	+
شیخ عبد الرشید صاحب کیمپ میرٹھ	+	۲ر

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین / کیپٹل فنڈ
سید محمد علی شاہ صاحب قادیان	عا	+
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی	عـہ عمارت فنڈ	۲
کرم دین صاحب کلرک پلٹن ۲۲	عہ	+
غلام حسین صاحب سپاہی ؍؍	۸ر	+
خدا بخش صاحب قصاب ؍؍	۴ر	+
محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس دہلی	ـے	+
مولوی عزیز الدین صاحب سبحان پور	+	عہ
برکت اللہ صاحب انبالہ	عہ	+
جان محمد صاحب پولیس انبالہ شہر	عہ	+
چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	عا	عا
معرفت حکیم محمد حسین صاحب بلیب گڑھ ضلع دہلی	۴ر	+
سید عبد الہادی صاحب اوورسیر سیالکوٹ	+	عا
منشی محمد خانصاحب کپورتھلہ	+	عا
میاں بوٹا صاحب ؍؍	+	عہ
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رامپور	عـہ عمارت فنڈ	+
زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی	عہ	عہ
شمس الدین محمد ابراہیم صاحب	عہ	۸ر
محمد اسمٰعیل صاحب ہمشیرہ زادہ زین الدین ابراہیم صاحب	عہ	۴ر
سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب ؍؍	عہ	۱۲ر
معرفت ؍؍ ؍؍	+	عہ
قادر بخش صاحب و الٰہی بخش صاحب امرتسر ہاتھی دروازہ	للعہ	+

نام چندہ دہندگان	اغراض مدرسہ	مساکین / کیپٹل فنڈ
معرفت شاہ دین صاحب پٹواری فیض اللہ چک	+	عـہ
احمد دین صاحب بھیرہ	+	ـے
شاہ دین صاحب از مردان	لعہ	عہ
سید محمد جون علی صاحب وسید فرزند حسین صاحب	ـے	عا
غلام محی الدین صاحب گوڈس کلرک پھلور	عہ	عہ
مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور ملک آسام	ـہ	+
معرفت نذیر حسین صاحب	عـہ	+
عالم شیر صاحب ملازم پلٹن ۱۲۷ بمبئی	عہ	+

کتاب عسل مصفّٰی کے شائقین کو خوشخبری

کتاب عسل مصفّٰی بالکل تیار ہوچکی ہے ۵۴۸ صفحہ تک مطبع میں چھپ چکی ہے شاید چند صفحے اور بھی ہوں۔ اسمیں مسیح علیہ السلام نبی ناصری کی وفات اور مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی کا اثبات بدلائل عقلیہ ونقلیہ بوضاحت تمام کیا گیا ہے۔ اور جہانتک ممکن تھا ایک ایک مسئلہ کو ایک ہی جگہ بیان کرکے اس ضرورت کو پورا کر دیا گیا ہے جو ہماری جماعت کے لوگوں کو محسوس ہوتی تھی۔ مثلاً اگر لفظ توفی کی بحث ہوئی ہے تو وہی برابر چلی گئی ہے اور اگر رفع کی بحث ہوئی ہے تو وہی چلی گئی ہے غرضیکہ جسقدر مسائل قرآن واحادیث واقوال ائمہ میں آئے تھے وہ سب الگ الگ

گذارش ہے کہ بہت صاف پتہ لکھکر جلد مطلع کریں کہ کس قدر نسخے کتاب مذکورہ وی پی کرکے روانہ کیے جائیں ایک ہفتہ تک تو مجھے لاہور اردو بازار کے پتہ پر اور بعد ازاں تحصیل دروازہ خیوبولا کے پتہ پر خطوط لکھیں تاکہ میں جھنگ کی واپسی پر لاہور واپس آکر سب احباب کو یکلخت کتابیں روانہ کرسکوں۔ والسلام خاکسار مرزا خدا بخش عفا عنہ لاہور بارود خانہ۔

رجسٹرڈ ایل ۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ
محرم الحرام

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۶ | دار الامان حضرت قادیان ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان

سلمہ اللہ الرحمن

اکثر لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے ہم سے یہ سوال کیا اور ہم اس کا جواب نہ دے سکے ایسی حالت میں انسان کچھہ مذبذب اور کمزور ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو آئے دن وساوس میں پڑنا ناقص معرفت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ معرفت اور بصیرت تو ایسی شے ہے کہ انسان فرشتوں سے مصافحہ کر لیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ معرفت جیسی کوئی طاقت نہیں ہے پرندے کہاں تک اڑ کر جاتے ہیں لیکن معرفت الانسان ان سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور بہت دور پہونچ جاتا ہے۔ پس اصل مدعا یہی ہے کہ ہمیں وہ یقین حاصل کرنا چاہیئے جو اطمینان کے درجہ پر پہونچا دیتا ہے بدون اس کے انسان بالکل ادھورا اور ناقص ہے اور اس کی ترقی کے دروازے بند ہیں۔

ہماری جماعت کے لیئے یہ امر ضروری پڑا ہوا ہے کہ وہ اپنی وقتوں میں کچھہ وقت نکال کر آئیں اور یہاں صحبت میں رہ کر اس غفلت کی تلافی کریں جو غیبت کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے اور ان شبہات کو دور کریں جو اس غفلت کا باعث ہوے ہیں ان کا حق ہے کہ وہ انکو پیش کریں اور ان کا جواب ہم سے سنیں۔

بھلا اگر کمزور بچہ جو ابھی دودہ پیتے اور ماں کی کنار عاطفت کا محتاج ہے اس سے الگ کر دیا جائے تو تم امید کر سکتے ہو کہ وہ بچ رہیگا کبھی نہیں اسی طرح بلوغ سے پیشتر کے کمال اور معرفت کا حال ہے انسان کمزور بچہ کی طرح ہوتا ہے مامور من اللہ کی صحبت اس کے لئے ضروری ہوتی ہے اگر وہ اس سے الگ ہو جائے تو اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ ایک بہت ہی ضروری امر ہے اگر خدا تعالیٰ کسیکو توفیق دے اور وہ اس کو سمجھ لے کہ بار بار آنے کی کس قدر ضرورت ہے اسے یہی ہوگا کہ وہ اپنے نفس کے لیئے فائدہ پہونچاوے گا۔ بلکہ بہتوں کو فائدہ پہونچا سکے گا۔ کیونکہ جب تک خود ایک معرفت اور بصیرت پیدا نہ ہو وہ دوسروں کو کیا راہ بتلائے گا۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ بعض شریر الطبع لوگ ایسے آدمیوں کو جنکو بار بار آنیکی عادت نہیں کوئی سوال کرتے ہیں چونکہ انھوں نے جوابات سنے ہوئے نہیں ہوتے اور ساکت ہو کر نہ خود خفت اٹھاتے ہیں بلکہ دوسروں کے لیئے بھی جو دیکھنے سننے والے ہوتے ہیں ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس خفت اور سکوت سے ایمان پر ایک زد پڑتی ہے اور اس میں کمزوری شروع ہوتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان مغلوب ہو جاتا ہے

تو وہ غالب کے اثر سے بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اس کے دل کو وہ اثر سیاہ کر دیتا ہے اور پھر قاعدہ کے موافق وہ تاریکی بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ اگر اسی میں اس کو موت آ جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوا۔

ان ساری باتوں پر غور کر کے ایک دانشمند اس نتیجہ پر ضرور پہنچے گا کہ اس بات کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان زہروں کے دور کرنے کے واسطے جو روح کو تباہ کرتی ہیں کسی تریاقی صحبت کی ضرورت ہے جہاں رہ کر انسان مہلکات کا علم بھی حاصل کرتا ہے اور نجات دینے والی چیزوں کی معرفت بھی کر لیتا ہے۔ اسی واسطے ایک عرصہ سے میرے دل میں یہ بات ہے اور میں سوچتا رہتا ہوں کہ اپنی جماعت کا امتحان سوالات کے ذریعہ سے لوں۔ چنانچہ میں نے اس تجویز کا کئی بار ذکر بھی کیا ہے اگرچہ ابھی مجھے موقع نہیں ملا لیکن یہ بات میرے دل میں ہمیشہ رہتی ہے کہ ایک بار سوالات کے ذریعہ آزما کر دیکھوں کہ جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں اس کے متعلق ان کو کہاں تک علم ہے اور انہوں نے ہمارے مقاصد اور اغراض کو کہاں تک سمجھا ہے اور جو اعتراض اندرونی یا بیرونی طور پر کئے جاتے ہیں ان کی مدافعت کہاں تک کر سکتے ہیں۔ اگر ۱۲ آدمی بھی ایسے نکل آویں جن کے نفس منور ہو جائیں اور پوری بصیرت اور معرفت کی روشنی انہیں مل جائے تو وہ بہت کچھ فائدہ پہنچا سکیں۔

میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا رہا ہوں اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا رہا ہوں میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہونچی ہوئی ہے۔ لیکن جب میں ان لوگوں کے اعتراضوں کو پڑھتا ہوں جو میری ذات کی نسبت کرتے ہیں تو میں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ ابھی ان اعتراضوں میں پورا کمال نہیں ہوا کیونکہ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جب اس قدر اعتراض کئے گئے ہیں تو ہم مخالفوں کا منہ کیونکر بند کر سکتے ہیں پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر اعتراض کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا اعتراض نہیں ہے جو اولوالعزم انبیاء علیہم السلام پر نہ کیا گیا ہو۔ اگر کسی کو اس میں شک ہو تو وہ میری ذات پر کوئی اعتراض کر کے دکھلائے جو کسی پہلے نبی پر نہ کیا گیا ہو مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جس قسم کا اعتراض مجھ پر کیا جائے گا یا جو اب تک ہوئے ہیں اسی قسم کے اعتراض انبیاء پر ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے اس لئے اس سلسلہ کی سچائی کے لئے وہی معیار ہے جو انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے لئے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور اس سے بڑھ کر ہم کس کو شہادت میں پیش کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے سولہ یا سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا رہا ہوں مگر ایک طرفۃ العین کے لئے بھی ان اعتراضوں نے میرے دل کو نہ مذبذب یا متاثر نہیں کیا اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں جوں جوں ان کے اعتراضوں کو پڑھتا جاتا تھا اسی قدر ان اعتراضوں کی ذلت میرے دل میں سماتی جاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت سے دل عطر کے شیشہ کی طرح نظر آتا۔ میں نے یہ بھی غور کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس پاک فعل پر یا قرآن شریف کی جس آیت پر مخالفوں نے اعتراض کیا ہے وہاں ہی حقائق اور حکم کا ایک خزانہ نظر آیا ہے جو کہ ان بدباطن اور خبیث طینت مخالفوں کو عیب نظر آیا ہے۔ سنو! انسان کامل مومن اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کفار کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کرے۔ اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اس شخص کی صحبت میں نہ رہے جو گمشدہ متاع کو واپس دلانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک کوئی اس متاع کو نہ لے اور اس قابل نہ ہو جائے کہ مخالف باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو **اس وقت تک اس پر حرام ہے کہ اس صحبت سے الگ ہو** کیونکہ وہ اس بچہ کی مانند ہے جو ابھی ماں کی گود میں ہے اور صرف دودھ ہی پر اس کی پرورش ہوتا ہے پس اگر وہ بچہ ماں سے الگ ہو جاوے تو فی الفور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے اسی طرح اگر وہ صحبت سے علیحدہ ہوتا ہے تو خطرناک حالت میں جا پڑتا ہے پس بجائے اس کے کہ دوسروں کو درست کرنے کے لئے کوشش کر سکتا ہو خود الٹا متاثر ہو جاتا ہے اور اوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بنتا ہے **اس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس یہی ہے** کہ لوگ بار بار یہاں آئیں اور دیر تک صحبت میں رہیں۔ انسان کامل ہونے کی حالت میں اگر ملاقات کم کر دے اور تجربہ سے دیکھ لے کہ قوی ہو گیا ہوں تو اس وقت اسے جائز ہو سکتا ہے کہ ملاقات کم کرے کیونکہ بعید ہو کر بھی قریب ہی ہوتا ہے لیکن جب تک کمزوری ہے وہ خطرناک حالت میں ہے۔ دیکھو اس قدر لوگ جو عیسائی

ہو گئے جن کی تعداد ۲۰ لاکھ تک پہونچی ہے میں نے ایک بشپ کے لیکچر کا خلاصہ پڑھا تھا اُس نے بیان کیا ہے کہ ہم ۲۰ لاکھ عیسائی کر چکے ہیں تو یہ لوگ اس قسم کے تھے جو دوسروں کے اعتراضات سے متاثر ہو گئے اور ایمان کمزور ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے مذہب کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے اور عیسائیت کو قبول کر لیا **سراج الدین** عیسائی بھی ایسے ہی آدمیوں میں سے تھا یہ لوگ کسی صادق کی صحبت میں کامل زمانہ نہیں گذارتے اور طرح طرح کی خواہشوں کے اسیر اور پابند ہو کر اپنے مذہب و ایمان جیسی قیمتی چیز کے بدلے خرید لیتے ہیں۔

غرض میرے دشمنوں اور مخالفوں کی تعداد ابھی ایسی خطرناک نہیں ہوئی جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اسلام میں سے نکل کر پیدا ہو گئے ہیں۔ **صفدر علی** اور **عماد الدین** وغیرہ نے کون سی کسر باقی رکھی ہے اور میں تو سچ کہتا ہوں اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ مجھے اپنی دشمنی اور اپنی توہین یا عزت اور تعظیم کا تو کچھ بھی خیال نہیں ہے میرے لئے جو امر سخت ناگوار ہے اور ملال خاطر کا موجب ہمیشہ رہا ہے وہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے کامل اور پاک انسان کی توہین کی جاتی ہے اس صادقوں کے سردار سراسر صدق کو کاذب کہا جاتا ہے یہ امر ہے جو میرے لئے ہمیشہ غم کا باعث رہا ہے۔ اس لئے میں اسی فکر میں رہتا ہوں کہ اس مردہ پرست قوم کے دجل اور مکر کو کھول کر ایسا دکھا دیا جائے کہ سب کھلا کھلا دیکھ لیں۔

کل مجھے خیال آیا کہ مسیح موعود کے کام میں **یکسر الصلیب** تو آیا ہے پر **یقتل الخنزیر** کیوں آیا ہے تو یہی سمجھ میں آیا کہ یہ تفنن عبارت کے طور پر آیا ہے وہ لوگ جو مرتد ہوئے ہیں اُن کے مادے چونکہ خراب تھے اس لئے ایسے بد اتفاق بھی اُن کو پیش آتے گئے یہاں تک کہ آخر مرتد ہو گئے اور صرف اپنے نفس کے غلام ہو کر زندگی بسر کرنے لگے۔

وہ آدمی جو کسی تریاقی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی یا آسمانی کتابوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے یہ بہت صاف امر ہے۔ دیکھو آنکھ میں بھی ایک روشنی اور نور ہے لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر دیکھ نہیں سکتی آنکھ خدا نے دی ہے ساتھ ہی دوسری روشنی بھی پیدا کر دی ہے کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے اسی طرح اپنی عقل جب تک آسمانی نور اور بصیرت اس کے ساتھ نہ ہو کچھ کام نہیں دے سکتی نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم مجرد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو طریق مقرر کیا ہے اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بہت سی اسرار اور امور ہیں جو مجھ پر کھولے گئے ہیں اگر میں اُن کو بیان کروں تو خاص آدمیوں کے سوا جو صحبت میں رہتے ہیں باقی حیران رہ جائیں پس ان لوگوں کو دیکھ کر حیرت اور رونا آتا ہے جو کسی صادق کی پاک صحبت میں نہیں رہے ان لوگوں کو جو ذاتیات پر اعتراض کرتے ہیں ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ کوئی ایک اعتراض تو دکھائیں جو پہلے کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو اعتراض آریوں نے کئے ہیں کیا وہ ان اعتراضوں سے جو مجھ پر ہوئے بڑھے ہوئے نہیں ہیں یا حضرت مسیح پر یہودیوں نے جس قدر اعتراض کئے ہیں یا آریوں نے کئے ہیں وہ دیکھو کس قدر ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جس قدر الزام لگائے جاتے ہیں ان کا شمار تو کرو۔ ہاں منہاج نبوت پر جو سلسلہ قائم ہوگا ضرور ہے کہ اُس پر ایسے الزام لگائے جاویں مگر آخر خدا تعالے اپنے مامور معقول اور مطہر کی تطہیر کر دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے کہ وہ ان الزاموں سے بالکل پاک ہے معترض کی آنکھ اور دل نے دھوکا کھایا ہے۔

یہ لوگ جو اصل مقصد کو چھوڑ کر ذاتیات پر اعتراض کرنے لگے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ خدا کا فرستادہ اپنے ساتھ دلائل اور براہین پر زور رکھتا ہے اس کی ہر ایک بات پکی اور محکم ہوتی ہے اور ایسی تائیدی نشان اس کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرے اُن سے عاجز آ جاتے ہیں اس لئے مخالف جب کوئی راہ گریز نہیں پاتے تو رکیک عذر کرنے لگتے ہیں اور بیہودہ نکتہ چینیاں شروع کرتے ہیں جن میں سے اکثر تو افترا ہوتے ہیں اور بعض ایسے امور اور معاملات ہوتے ہیں جو کہ ان کے قصور فہم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح پر جب ہمارے مخالفوں نے دیکھا کہ جو بات ہے وہ معقول ہے اور دلائل اور براہین کے ساتھ موکد کی جاتی ہے۔ پھر قرآن شریف ہمارے ساتھ ہے احادیث ہمارے ساتھ ہیں عقل اور قانون قدرت ہماری تائید کرتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر ہزاروں آسمانی نشان ہماری تائید میں ظاہر ہوئے وہ نشانات بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی بیان فرمائے تھے

پورے ہوئے اور ان کے علاوہ اور صدہا نشانات خود ہمارے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ اب جب کہ یہ چاروں طرف سے گھر گئے یعنی زمانہ شہادت دے اٹھا کہ اس وقت مامور من اللہ کی ضرورت ہے اور ضرورت وقت اور واقعات پیش آمدہ نے بتا دیا کہ یہ زمانہ مسیح موعود ہی کا ہے اور اس کی تائید بزرگان ملت کے کشوف رؤیا اور الہامات سے بھی ہو گئی۔ اور قرآن شریف ہماری ہی تائید میں ثابت ہوا۔ اور دن بدن اس سلسلہ کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے تب ان مخالفوں نے یہ چال بدلی کیونکہ اور تو کہیں ہاتھ پڑنے کی جگہ باقی نہیں رہی ذاتیات پر ہی گفتگو شروع کر دی اس خیال سے کہ انسان جلد تر اس طرز سے متاثر ہو جاتا ہے۔ مگر کیا ان احمقوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عیسائی بھی ایسے ہی اعتراض کرتے ہیں آریوں کی ایک چھوٹی سی کتاب میں نے دیکھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق انھوں نے لکھی ہے انھوں نے اس میں بہت سے اعتراض کیے ہیں کہ بہت سے بچے انھوں نے قتل کرا دیئے مصریوں کا مال لے گئے وعدہ خلافی کی جھوٹ بولا۔ معاذ اللہ غرض بڑے سے بڑا گناہ نہیں جو ان کے ذمہ نہ لگایا گیا ہو۔ گویا وہ ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔

میں کہہ چکا ہوں کہ جب یہ لوگ نبوت کے طریق پر کامیاب نہیں ہوتے اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تو یہ ایسے ہی اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو کتاب یہاں چھپی گئی تھی اس نے کوئی کسر باقی رکھی ہے اور ایسا ہی وہ اخبار جو آزاد خیال لوگوں کا یہاں آتا ہے وہ کس قدر ہنسی اڑاتا ہے قاعدہ کی بات ہے کہ صدق اور سچائی کے شعلے دم لینے نہیں دیتے تو نوری عقل والوں کو یہ لوگ یوں دھوکا دینے لگتے ہیں اور اپنے خیال میں ایک حد تک یہ لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جس قدر عیسائی ہوتے ہیں اس کا یہی باعث ہے جب تک انسان کو ان علوم پر اطلاع نہ ہو جو تسلی اور اطمینان کا موجب ہوتے ہیں اور انسان کو یقین کی حد تک پہونچاتے ہیں ایسے خطرات اور توہمات کے پیش آنے کا اندیشہ ہی اندیشہ ہے۔

دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک جسمانی تعلقات جیسے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے تعلقات دوسرے روحانی اور دینی تعلقات۔ یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر کامل ہو جائیں تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھکر ہوتے ہیں اور یہ اپنے کمال کو تب پہونچتے ہیں جب ایک عرصہ تک صحبت میں رہے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو جماعت صحابہ کی تھی اس کے یہ تعلقات ہی کمال کو پہونچے ہوئے تھے جو انھوں نے نہ وطن کی پرواہ کی اور نہ اپنے مال و املاک کی اور نہ عزیز و اقارب کی یہاں تک کہ اگر ضرورت پڑی تو انھوں نے بھیڑ بکری کی طرح اپنے سر خدا کی راہ میں رکھ دیئے۔ وہ شدائد و مصائب جو ان کو پہونچ رہے تھے ان کے برداشت کرنے کی قوت اور طاقت ان کو کیونکر ملی اس میں یہی سر تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات بہت گہرے ہو گئے تھے انھوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا جو آپ لیکر آئے تھے اور پھر دنیا اور اس کی ہر ایک چیز ان کی نگاہ میں خدا تعالیٰ کے لقا کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت رکھتی ہی نہیں تھی۔

یاد رکھو کہ جب سچائی پورے طور پر اپنا اثر پیدا کر لیتی ہے تو وہ ایک نور ہو جاتی ہے جو کہ ہر تاریکی میں اس کے اختیار کرنے والے کے لئے رہنما ہوتا ہے اور ہر مشکل میں بچاتا ہے۔

ذاتی حملوں کا جو بغض اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں اور سچائی کے مقابلہ سے عاجز آکر کینہ اور سفیہ لوگ کرتے ہیں ان پر بھی اثر ہوتا ہے جنھوں نے سچائی کی حقیقت کو نہیں سمجھا ہوتا اور سچائی نے ان کے دل کو منور نہیں کیا ہوتا۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اس حد تک تیرہ و مردہ ہوتا ہے جب تک سچائی کو سمجھا ہوا نہیں جوں جوں وہ اسے سمجھتا جاتا ہے اس میں ایک تازگی اور شگفتگی آتی جاتی ہے اور روشنی کی طرف آجاتا ہے یہاں تک کہ جب بالکل سمجھ لیتا ہے پھر تاریکی اس کے پاس نہیں آتی ہے تاریکی تاریکی کو پیدا کرتی ہے اور نورانی روشنی اور روشنی کو لاتی ہے اسی واسطے تاریکی کو شیطان سے تشبیہ دی ہے اور روشنی روح القدس سے مشابہ ہے اسی طرح معرفت اور یقین کی روشنی جہاں قائم ہو جاتی ہے وہاں تاریکی نہیں رہتی اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر کبھی یہاں آؤ۔ ملک کی حالت خطرناک ہو رہی ہے طاعون بڑے زور کے ساتھ پھیلتی جاتی ہے اور اس کے دورے بعض اوقات ساٹھ ساٹھ ستر ستر برس تک ہوتے رہتے ہیں اور شہروں کے شہر تباہ کر دیتی ہے مولوی صاحب کے پاس ہی ایک خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گاؤں بالکل خالی ہو گئے ہیں۔ پس سمجھو کہ ایک دو سال میں رخصت

ہو جاوے کی یہ اپنا اثر کرکے جاتی ہے پھر ہمارے تو ملک سے دور نہیں۔ اس وقت پانچ ضلع مبتلا ہو رہے ہیں پس بے خوف ہو کر مت رہو **استغفار اور دعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔ اب غفلت کا وقت نہیں رہا** ذرا ان کو نفس جھوٹی تسلی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہوگی موت کو قریب سمجھو۔

خدا کا وجود برحق ہے

جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق دوسروں کو دیتا ہے وہ ذلت کی موت دیکھے گا۔ اب جیسا کہ سورۃ **فاتحہ میں تین گروہ کا ذکر ہے** ان تینوں کا ہی مزہ چکھا دے گا۔ اس میں جو آخر تھے وہ مقدم ہوگئے یعنی **ضالین**۔ اسلام وہ تھا کہ ایک شخص مرتد ہو جاتا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی مگر اب بیس لاکھ عیسائی ہو چکے ہیں اور خود ناپاک ہو کر پاک وجود کو گالیاں دی جاتی ہیں۔

پھر **مغضوب** کا نمونہ **طاعون** سے دکھلایا جا رہا ہے اس کے بعد **انعمت علیہم** کا گروہ ہوگا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے اور خدا کی قدیم سے سنت چلی آتی ہے کہ جب تو کسی قوم کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ یہ کام نہ کرنا تو اس قوم میں سے ایک گروہ ضرور خدا کی خلاف ورزی کرتا ہے کوئی قوم بھی دکھاؤ کہ جس کو کہا گیا کہ تم یہ کام نہ کرنا اور اس نے نہ کیا ہو۔ خدا نے یہودیوں کو کہا کہ تحریف نہ کرو انھوں نے تحریف کی قرآن کی نسبت یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون**

غرض دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ انعمت علیہم کے گروہ میں داخل کرے۔

الحق

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ترجمہ

وہ حق آگیا اور ہر قسم کا باطل دور ہو گیا۔ کیونکہ اس حق کی آمد پر باطل کا دور ہونا ہی مقدر رہتا۔

وہ حق کون ہے؟ وہی جناب مسیح کا "فارقلیط" اور وہ "روح حق" جناب داؤد کا "پہلوان" جناب سلیمان کا "محمدیم" آل عدنان کا "فخر" اور بنی آدم کے حق میں "رحمت" - محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے وجود باجود سے توریت اور انجیل کی محتاج تکمیل پیشگوئیوں کی تکمیل اور تصدیق ہو گئی۔ قرآن کریم کا عجیب اسلوب ہے کہ ہر ایک دعوی کے ساتھ اس کی دلیل واضح اور قطعی کو بیان کرنا اس کا لازمی خاصہ ہے اور درحقیقت یہ اسی نفس کتاب کا خاصہ ہے۔ دوسری تمام کتابیں جنھیں الہامی مانا گیا ہے ایسی بلا دلیل دعوی سے خاموش ہیں۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دعوی پیش کیا کہ وہ مرسل اللہ ہیں۔ لیکن چونکہ مجرد دعوی بلا دلیل سماعت اور قبولیت کے قابل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسلئے اس دعوے پر عجیب دلیل پیش کی **و یقول الذین کفروا لست مرسلا۔ قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتب** اور منکر کہتے ہیں تو مرسل نہیں۔ تو اس کے جواب میں کہہ۔ میں یقیناً مرسل ہوں۔ اور میں اپنی رسالت کے ثبوت میں دو گواہ پیش کرتا ہوں۔ ایک اللہ۔ دوسرا وہ جو الہامی کتابوں کا علم رکھتا ہے مطلب یہ کہ میری رسالت حقہ پر دو مستند گواہ موجود ہیں۔ ایک تو خود اللہ تعالیٰ۔ اور اس کی گواہی یہ ہے کہ وہ اپنی زبردست تائیدی فوق العادۃ تصرفوں سے میرے جیسے بظاہر ضعیف۔ مسکین۔ بے زور بے جاہ و حشم۔ متروک القوم اور مبغوض خویش و بیگانہ کی ایسی باجلال شان اور عظمت ظاہر کرے گا۔ کہ دشمنان حق کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی وہ میرے ساتھ ہو کر میرے مقابل پر ہر متکبر اور صاحب نخوت کا سر توڑ دے گا اور تمام مغرور اور گردن کش دنیا کی متفق مخالفانہ کوششوں کے خلاف وہ میرے وجود میں اپنا خدا ہونا ثابت کر دے گا۔ اور دکھلائے گا۔ کہ کیونکر وہ ایک چھوڑے ہوئے بچہ کو خود اپنی تربیت کی گود میں لیتا۔ اور کیونکر وہ ایک سرگرداں کو جو دنیا کے زور اور قوت کی امداد سے مایوس ہو چکا تھا۔ کامیابی کا زریں تاج پہناتا ہے۔ اور ایک تنگدست بےکس و بے یار کو کیسا غنی اور لاتعداد عیال کا خداوند بناتا ہے۔

اور عالم الکتاب کی گواہی یہ ہے کہ وہ بول اٹھے کہ یہ دعوی رسالت بلا تفاوت انبیاء سابقین کے دعاوی کا ہم رنگ اور اسی قسم کے ثبوتوں سے مؤکد اور مزین ہے جو ان راستبازوں کی نبوت کے ثبوت میں دیے گئے ہیں۔

قرآن شریف میں خداوند حکیم نے آنحضرت کی اثبات نبوت کے لئے علاوہ اور بہت سے ثبوت کے طریقوں کے دو نہایت عجیب اور زبردست طریق اختیار کئے ہیں۔ اور ان پر مفصل اور مبسوط

کلام کیا ہے۔ پہلا طریق یہ کہ انسان کامل (جو بظاہر اشد ضعیف ہے اور بالفعل اُس کی کامیابی اور غلبہ پر کوئی قرینہ اور قیافہ حکم نہیں لگا سکتا) ضرور ضرور کامیاب ہوگا۔ اور یہ پتھر جواب حقارت سے روندا جارہا ہے ضرور کونے کا سر ہوگا چنانچہ جو اس پر پڑا ضرور چور چور ہو جائیگا۔ اور جس پر یہ گرا اُسے پیس ڈالے گا۔ فرمایا یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم ویأبى الله الا ان يتم نوره ولو كره الكفرون وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ قطعی فیصلہ کر چکا ہے کہ وہ ضرور ضرور اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ تمام راستی کے دشمن اس کی خلاف زور لگا دیں۔ نور اللہ سے مراد آں جناب پاک کی ذات مقدس ہے۔ اس کلمہ میں خود زبردست پیشگوئی مرکوز ہے۔ کہ یہ انسان دوسرے ہادی۔ ضعیف انسانوں کی طرح نہیں جن کی ہیئت کذائی اور ترکیب نوعی اس بات کی ممکن صلاحیت رکھتی ہے کہ ہلاکت کا عرضہ اور ہر قسم کی تباہی کا مورد بن سکے۔ بلکہ یہ قادر مطلق خدا خالق ارض و سما کا نور ہے یعنی یہ کوئی مادی اور ارضی چراغ نہیں جس کی کمزور روشنی کو ہوا کا ذرا سا جھونکا بجھا سکے۔

دوسرا طریق قرآن نے یہ اختیار کیا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے قصص کے بیان کا التزام فرمایا ہے اس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُن تمام راستبازوں اور نبیوں کا کامل نمونہ اور مکمل مظہر ہیں جن پر الہام اور الہامی کتب کے ماننے والے ایمان لا چکے۔ اور اُن کی نبوت اور اُن کے افعال و اقوال کو کسی دوسرے مدعی نبوت کے لئے میزان و محک قرار دے چکے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

انا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح والنبيين من بعده

یعنی ہم تیرے ساتھ اسی طرح ہم کلام ہوئے ہیں جیسے نوح اور اُس کے پیچھے آنے والے نبیوں سے ہوئے۔ مطلب یہ کہ تیری سیرت اور دوسرے نبیوں کی سیرت بالکل ہمرنگ ہے تیری نبوت کے انکار سے دوسرے انبیا کی نبوت کا انکار اور تیری سیرت پر اعتراض کرنے سے دوسرے راستبازوں کی سیرت پر اعتراض لازم آئے گا۔

اس امر کی تائید کے لیئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود پاک اور قرآن کریم کو مصدق بھی کہا ہے جس سے یہ غرض ہے کہ انبیائے سابقین کی نبوتیں اور تعلیمات تکمیل و تصدیق کی محتاج تھیں اور وہ تقاضا کرتی تھیں۔ کہ اُن کی سچی تاویل اور حقیقی مظہر دنیا میں ظاہر ہو۔ چنانچہ فاران کی تجلی اور سعیر کی روشنی کے سچے مصداق ہمارے ہادی و مولا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور نے اُن کا واقعی اور سچا ہونا ایک عالم کو دکھا دیا۔

ہمارے اس بیان مذکور کے پڑھنے سے ایک سرسری نگاہ سے دیکھنے والا شاید اس وہم میں پڑ سکتا ہے کہ ہم نے اپنے پیشوا اور مسلم کتاب سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کے حق میں لاحاصل اور غیر ضروری ثبوت دئے ہیں۔ در حقیقت ہماری غرض اس مضمون سے یہ نہیں کہ ہم خارجی دلائل سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ ہماری غرض اسوقت یہی ہے کہ جیسے ہماری مقدس کتاب نے اپنے حامل کی نبوت کے ثبوت میں قوت شجاعت۔ طمانیت۔ سکینت اور استقامت سے بھری ہوئے

دعوے کئے ہیں ایسے کسی اور ملہم الہامی کتاب نے نہیں کئے حالانکہ خود الہامی کتاب کا فرض ہوتا ہے کہ وہ خاموشی کی مہر کو توڑ کر اپنے زور بیان اور تیغ زبان سے اپنا منزل من اللہ ہوتا اور اپنے منسوب الیہ کا ملہم و مکلم اللہ ہونا ثابت کرے۔ اور درحقیقت اگر بڑی غور و انصاف سے سوچا جائے تو یہ قوت یقین اور شجاعانہ دعوی اور تمام مخالفان حق کے مقابلہ پر بے نظیر جرأت سے یہ اظہار کرنا کہ تمام انبیاء کی نبوت اور خود کی خدائی بھری راستی اور صدق دعوی کی گواہ ہے۔ یہ زور قلب مدعی کی صداقت کی ایسی بڑی زبردست دلیل ہے۔ کہ کوئی فلسفی اور منطقی اسکا ہم پلہ نہیں ہوسکتی۔

ایک دل کا بودا جس کو اپنی ناتوانی اور بے سروسامانی کا پورا شعور اور بصیرت ہے۔ ایک متعمد کذاب جس کا سارا تاروپود محض دھوکا اور بناوٹ ہے۔ ہرگز اس کے لب ولہجہ میں اس کے اقوال میں۔ اس کے افعال و حرکات میں۔ اس کے اعضا کے تحرکات میں وہ قوت وہ طلاقت وہ دقار وہ خودداری اور استقامت نہیں ہو سکتی۔ جو ایک سچے راستباز میں ہو سکتی ہے۔ جسے کامل وثوق ہے کہ اس کا سکہ کھوٹا نہیں۔ اور اس لئے اُسے ذرا بھی ہراس نہیں کہ وہ پوری دلیری سے صرافوں کے بازار میں کھڑا ہو کر اُس کے کامل العیار ہونے کا دعوی کرے۔

سب سے بڑا دعوی اور درحقیقت کپکپا دینے والا دعوی۔ ایک عالم میں زلزلہ ڈالنے والا دعوی تمام حکما و علما کو جو کیفیات قلب اور اُس کے پُرشور جذبات و ارادات کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں نہایت پر زور کشش سے اپنی طرف متوجہ

کرنے والا وہ دعویٰ ہے جو ہماری اس آیت شریفہ پر مشتمل ہے۔ جسے ہم نے زیب عنوان کیا ہے جاء الحق و زھق الباطل الآیہ یعنی وہ عظیم الشان حق جس کی تمام انبیا خبر دیتے چلے آتے تھے۔ وہ باجلال و باکمال حق جو تمام حقوں اور صداقتوں کا مجموعہ ہے آگیا اور اس کے آنے پر الباطل یعنی عظیم الشان باطل۔ شرک معہ اپنے سارے اقسام کے نیست و نابود ہوگیا۔ اور اس عالمگیر باطل کے حق میں فتویٰ ازلی لگ چکا تھا کہ اس زور آور حق کے آنے پر اسکا خاتمہ ہوجائے گا۔

اس موقعہ پر ہم تھوڑی دیر کے لئے توقف کرتے اور ایک طالب حق اور لقاء اللہ کے امیدوار کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس دعوے کے لہجے اور اس کے گنبد عالم میں گونجنے والی صدا پر کان لگائے اور پھر دل کو ہر قسم کے بخار تعصب سے خالی کرکے تامل کرے۔ کہ اس دعویٰ میں کس قدر شان وار قوت بھری ہوئی ہے اور دعویٰ کرنے والا کس قلبی اعتماد اور زلزلہ کھانے والی جرأت سے مقابلہ کے میدان میں اپنے تئیں کھڑا کرتا ہے۔ یہ بالکل الگ بحث ہے کہ آیا ایسے زبردست دعویٰ کے شایان و مناسب حال ایسا ہی درخشاں اور تسکین بخش ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے کم سے کم اتنا تو ہر عالم کتب مقدسہ کو غور کرنا چاہئیے کہ کسی الہامی کتاب میں اس قسم کے جلیل دعویٰ کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے یا نہیں۔ دست دعویٰ وہ جدا بحث ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے اور ہمارا دعویٰ بھی کورانہ نہیں بلکہ علیٰ بصیرۃ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ حقاً و صدقاً لانظیر و لاعدیل دعویٰ ہے۔ اور پھر ہم اس بات کا دعویٰ کرنے سے بھی مطلق ہراساں و پشیمان نہیں کہ جیسے ہماری مقدس محفوظ و معصوم کتاب کا یہ دعویٰ اپنے لانے والے کی نسبت بے نظیر ہے ویسے ہی ہمارے سید و مولا۔ رحمت عالم و عالمیان کی عملی زندگی۔ آپ کی حیرت انگیز کارروائیاں بھی قاطع ثبوتوں اور رہبری بخش حجتوں کے حیرت انگیز کے ساتھ لانظیر و لاسہیم ہیں۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں ہوسکتا۔ کہ جس طرح قرآن کریم آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعاوی نبوت۔ نصرت و تائیدات الٰہیہ کے پرزور بیانات سے بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح آپ کے سچے واقعات زندگی۔ آپ کی بلاکم و کاست سوانح عمری جو احادیث کے دواوین میں مسطور ہیں اُن دعاوی کا عملی ثبوت دینے کو ہر وقت تیار کھڑی ہیں۔

اور فی الحقیقت کون شخص اس بات سے انکار کرسکتا ہے۔ سوائے ایسے شخص کے جس کی تاریخ عالم پر کبھی کبھی ہی نظر نہیں پڑی کہ مصلحان عالم میں سے جنھیں تاریخ کے دفتروں میں جگہ ملی ہے۔ سوائے بنی عرب۔ مصلح بنی نوع انسان کے (صلے اللہ علیہ وسلم) کوئی بھی ایسا نبی اور مصلح ہوا ہے۔ جس کے واقعات زندگی پر کچھ بھی یقینی روشنی پڑ سکے۔ بنی اسرائیل کا وہ صاحب عزم نبی۔ متکبر مصری کا سر توڑنے والا بے مثل پہلوان جس کے قومی کارنامے اجمالی طور پر توریت سے ملتے ہیں۔ کوئی دلیری اور قطعیت سے دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس کے تمام واقعات زندگی جزءً و کلاً و کمّاً و کیفاً منضبط ہو گئے ہیں۔ تعجب اور نہایت تعجب کی بات ہے۔ کہ اتنی بڑی قوم دنیا میں باقی رہ جائے۔ جس کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ اُس کی فوق العوق تعظیم کرنیوالی ہے۔ اور کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ کبھی نہ تھکنے والا ابن عمران (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آخر اس دنیا کی مرحلہ پیمائی سے تھک کر ہمیشہ کے لئے کہاں سویا۔ وہ اُس ملعون و مغضوب قوم ناشکر گذار قوم کے افتراؤں اور بہتانوں کا ہدف۔ عاجز اور مسکین ابن آدم جسے مادہ پرست نادان دوستوں نے بزور خدائی کی گدی پر بٹھانے کی کوشش کی حیرت پر حیرت ہے کہ کوئی بھی تین برس سے (اور وہ بھی ظنی) واقعات زندگی کے سوا اس کی ابتدائی کارروائی کا کچھ بھی بین ثبوت نہیں دے سکتا علیٰ ہذا سب مصلحان سلف کی واقف خواہ وہ صادقین کے زمرہ میں مانی گئی ہوں۔ خواہ کسی قوم نے انھیں کاذب کہا ہو۔ بالکل دھندلی اور تاریک ہے۔ یورپ کے بعض فاضل جنکی آنکھیں تعصب کے غبار سے کسی قدر صاف ہوئی ہیں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح عمری ہی ایسی ہے جسے منضبط اور مدون اور سچی تاریخ کہنا بالکل سچ اور حق ہے باقی سب گذشتہ نبیوں اور ریفارمروں کی زندگی کے واقعات دیو و پری کے افسانوں کے ہم رنگ ہوگئے ہیں۔

غرض یہ دعویٰ کہ حضور مقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) **الحق** ہیں۔ یعنی عظیم الشان حق۔ اور ہر قسم کے حق و صدق اور جمیع انواع تعلیمات حقہ کا مجموعہ اور مظہر تام اور وہ وہ حق لے کر اور اُس حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ جو نہ یہودیت میں باقی رہا تھا نہ عیسائیت میں۔ نہ صابئین اس کے متکفل رہے تھے۔ نہ زردشتی۔ نہ ویدوں کے دفتروں میں مسطور و مذکور تھا نہ پورانوں میں یہ ایسا دعویٰ ہے کہ بالبداہت سننے والے کے دل میں ندرت پسندی اور تحقیق کا اشتعال

پیدا کرنے کا قوی مادہ رکھتا ہے اس دعوی الحق کی قدر وقیمت اسوقت معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم اُس ہمہ تن معجزہ اور سراسر اعجوبہ انسان اور نادرہ روزگار آدم کو دیکھتے ہیں کہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے مدینہ طیبہ سے نکلا ہے اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں بڑے باجلال فاتح کی صورت میں اُس مقدس سرزمین میں داخل ہوتا ہے جس کا اُسے بموجب اس صادق پیشگوئی کے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد ہر وقت اُمید آمیز انتظار لگا رہتا تھا اور بیت اللہ کے آستانہ پر کھڑے ہوکر کس زور اور کامیابی کے لہجہ میں اس آیہ کو پڑھتا ہے جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اور زھق الباطل پڑھتے وقت اُن مختلف معبودوں اور پرستش کے نشانوں کی طرف اشارہ فرماتا ہے جو مختلف اقوام کی امید و بیم کے مرجع و ماوی تھے۔ کتب سیر کے جاننے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ جہاں مشرکان عرب کے مسلم معبودوں کے نمونے اس بیت ایل میں تھے۔ اُس کے ساتھ یہودیوں اور عیسائیوں دیگر اقوام کے مشرکانہ عقائد کے مظاہر اور نمونے بھی وہاں موجود تھے سو الحق کی تشریف آوری کے ساتھ یہودیت اور عیسائیت اور بت پرستی کے منحوس اور ناپاک عقیدے اور ان کے مظاہر نہ صرف ہمیشہ کے لئے اُس پاک سرزمین ہی سے جلاوطن ہوگئے۔ بلکہ اُس نور اللہ کے تجلی فرما ہونے پر تمام عالم کی آنکھوں میں ان کی ہیبت اور زشت صورتیں آشکار ہوگئیں۔ اور ایک عالم کے دل میں ان جہنمی زنجیروں اور دہکتی آگ سے مخلصی پانے کا مضطربانہ جوش پیدا ہوگیا اور بموجب اس زبردست پیشگوئی کے وما یبدء الباطل وما یعید یعنی اس الحق کے حریف و دشمن الباطل کو اس کے بعد پھر عود اور پہلا زور نصیب نہ ہوگا۔ ہم صاف صاف دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے نزول اور سید ولد آدم محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مبعوث ہونے کے بعد پھر شرک کے اقسام کو خواہ وہ عیسیٰ پرستی کی صورت میں ہوں خواہ وہ اگنی اور وایو کی پوجا کی شکل میں وہ قوت اور سطوت نصیب نہیں ہوئی۔ جو اس سے پہلے تھی کیونکہ اس سے پہلے اس کا کوئی ایسا مسلم عدو اور جانستاں دشمن پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور نہ کوئی ایسا علمی اور عملی آتش ریز زبان نکلا تھا۔ جو مختلف پیرایوں میں اس کے عیوب و قبائح کو دنیا پر واضح کرتا۔ اور قانون قدرت میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی امر کے خلاف کوئی جوش اور اشتعال پیدا ہو جائے اور وہ امر ہو بھی اپنی ذات میں بودا اور کمزور تو پھر اُس کی وہ پہلے کی سی قوت و جبروت باقی نہیں رہتی۔ اسلام نے جس قدر سرتوڑ کوششیں اس ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی الوہیت مسیح کے ابطال میں ہر زمانہ کے اندر کی ہیں وہ ایسی بارآور اور سرسبز ہوئی ہیں کہ اسبات کا مشہودی ثبوت دینے میں ہمیں کوئی بھی دقت معلوم نہیں ہوتی۔ اگرچہ انسان پرست نصرانی دنیا نے بڑی جد و جہد سے اُس ناشنیدنی گردن زدنی عقیدہ کے ارد گرد گھاس پھونس کی ٹٹیاں کھڑی کر کے اُسے قلعبند اور متحصن بنایا۔ مگر بقول کارلائل صاحب کے اسلام کیا تھا ایک چنگاری تھی۔ جو آسمان سے اُتری جس نے عرب کی زمین کو جو بارود کی طرح تھی آناً فاناً مشتعل کر دیا۔ میں کہتا ہوں اصلاً و اولاً عرب کو اور ثانیاً مشرکان عرب کے کل ملتوں کے عقائد باطلہ کے خار و خس کو جلا کر راکھ کر ڈالا وہ چنگاری جو اسلام کی باطل سوز آگ سے اڑی۔ آج اپنی آنکھوں سے دیکھو کیسی عیسائیت کے قلب و جگر پر پڑی ہے اور پورے بھروسہ سے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ عیسائی دنیا میں بہت جلد مذہبی انقلاب واقع ہونیوالا ہے۔

الغرض اُس ذوالجلال الحق کے ناقابل دفعہ حملوں کی زد سے بچنے کے لئے نہ صرف عیسائی بلکہ اُنکے حقیقی بھائی آریہ ورتہ کے زنار بند ضعیف القلب مادہ پرست ابنائے دنیا بھی پکار اُٹھے کہ وہ مشرک نہیں ہیں۔ اب ہر ایک خداترس منصف سوچے اور دیکھے کہ اس حیرت انگیز کامیابی کی کوئی نظیر بھی دنیا میں پائی جاتی ہے جو ذوالقوۃ الحق کو نصیب ہوئی درحقیقت ایک ہی مبارک اور مقدس کامل انسان ہوا ہے جس نے پوری کامیابی کا تاج سر پر رکھا۔ اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے کا اپنے جیتے جی پھل بھی کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور وہ الحق بشیر و نذیر۔ سراج منیر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہی۔ اے میرے خدا۔ میرے مولا۔ مجھے اور میرے تمام احباب کو توفیق عنایت فرما کہ اس الحق کے اتباع کے رنگ میں رنگین ہوکر باطل کے مرجوم لشکر کے مقابلہ میں ثابت قدم اور مستقیم ہو جائیں۔ آمین

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی

منشی الٰہی بخش صاحب اور رفیق ہیں اور ہم میں ایک کھلے فیصلہ کی راہ نکل آئی

✻

خدا تعالیٰ کی لاتبدیل سنت ہے کہ اس کے **موعود** مامور ضرورت کے وقت آتے اور ضرورت حقہ کے سارے سامان کو ساتھ لاتے ہیں۔ وہ اس ابر بہاری کی مانند ہوتے ہیں جو زمین کی سخت پیاس اور خوفناک خشکی اور حد سے زیادہ مانگ کے وقت، نمودار ہوتا اور پھر نہیں ٹلتا اور بس نہیں کرتا جب تک اسے پوری طرح سیراب نہ کرلے۔ **خدا کے مامور** اس وقت آتے ہیں جب دلوں میں خدا کی محبت اور خشیت کی تری نہیں رہتی۔ اس کے پاک دین اور محبوب کتاب اور مقبول رسول کو استخفاف اور تحقیر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے احکام و حدود کی کچھ پروا نہیں رہتی۔ منہ سے ایمان کا اقرار کرنے والے اپنی بد عملی اور سیاہ کاری اور اعراض سے اس کی اہانت کرتے ہیں اور کھلے دشمن اعتراضوں اور نکتہ چینیوں سے اسے استہزا اور بے عزتی کا ہدف بناتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا کے **مرسل** اور ان کے مرسل ہونے کی یہی سچی علامت ہے کہ وہ دونوں قسموں کے **ہتھیاروں** سے مسلح ہو کر آتے اور اندرونی اور بیرونی دونوں باطلوں اور ضلالتوں سے جنگ کرتے ہیں اور نہیں تھکتے اور کبھی ماندے نہیں ہوتے اور نہ ہی اس عالم سے اٹھتے ہیں جب تک راستی کو قائم اور ناراستی کا استیصال نہ کرلیں۔ خدا تعالیٰ کے اس استمراری قانون کے موافق اس **چودھویں صدی** میں

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کی طرف سے موعود مامور ہونے کا دعویٰ کیا اور خدا کے اذن اور تفہیم سے اپنے فرائض منصبی کا اظہار اپنے دو ناموں **مہدی** اور **مسیح** سے کیا۔ جیسے پہلے مبارک نام کو اپنی قوم یعنی اندرونی مفاسد اور ضلالت کی اصلاح سے تعلق ہے دوسرے بزرگ نام کو اسلام کے مخالفوں یعنی بیرونی قوموں کے حملوں کے دفاع اور ان کی خرابیوں کی اصلاح سے علاقہ ہے۔

یہ دونوں نام مہدی اور مسیح جیسا اپنا اپنا کام کر رہے ہیں ایک عالم عملی طور پر ان کی کارروائیوں کے صدق کی نسبت گواہی دے اٹھا ہے۔ ہزاروں نام کے مسلمان جو دجال کی خدائی طاقتوں کے قائل تھے اور حضرت مسیح کو خالق اور محیی اور شافی اور عالم الغیب اور زندہ جاوید مانتے تھے اور اس مشرکانہ اعتقاد سے قرآن کریم کا ابطال کرتے اور مشرکین نصاریٰ کو فوقیت دیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن کریم کی تکذیب میں نصاریٰ کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ اب اس **مہدی موعود علیہ السلام** کے ارشاد و ہدایت سے مہتدین میں داخل ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نئے نئے اور **اقتداری نشانوں** کو دیکھ کر جو حضرت موعود کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے خدا تعالیٰ پر ان کو نیا ایمان حاصل ہوا۔ انہیں اس ذریعہ سے وہ گناہ سوز فطرت اور حسنات میں مسابقت کرنے والی طبیعت ملی جو بوسیدہ اور مشرکانہ ایمان سے ہرگز مل نہ سکتی تھی۔

مسیح کے زبردست حربہ نے نصرانیت کے بطلان کا ایسا سر کچلا ہے کہ اب اس میں زہر کی بھری ہوئی کچلیاں ہی نہیں رہیں۔ نصرانیت اب اس مسیحی سلسلہ کا مقابلہ کرنے سے کوسوں بھاگتی ہے۔ **مسیح کی موت اور قبر** اور **مرہم عیسیٰ** کے زہرہ گداز حربہ نے ان کو کاری زخم لگائے ہیں۔ ابھی تین ہی ہفتوں کا ذکر ہے کہ لاہور کے فورمن مشن کالج کے دو امریکن مشنری قادیان میں آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے۔ ان کے سوال پر حضرت نے اپنا دعویٰ اور اس کے دلائل بڑی وضاحت سے بیان کئے اور بڑی قوت اور تحدی سے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ سب انعامات اور طاقتیں لایا ہوں جو پہلے بزرگ نبیوں کو ملی تھیں اور پھر مسیح علیہ السلام کی موت بڑے شد و مد سے بروئے انجیل و قرآن ثابت کی اور آخر میں آپ کی قبر کی نسبت گفتگو کی جو کشمیر میں واقع ہے۔

از بسکہ ان باتوں سے عیسوی مذہب کی عمارت کا شہتیر ٹوٹتا اور ساری چھت زیر و زبر ہوتی تھی غیرتمند حامیان مذہب کا فرض تھا کہ پوری قوت سے حضرت اقدس کے بیان کی تردید کرتے مگر نہیں سچائی کی قوت قدسی نے بطلان پرستوں کو سرنگوں اور مبہوت کر دیا۔ غرض مسیح موعود نے اسلام کے دشمنوں آریہ برہمو سکھ اور فلسفی کی تلواریں کند کر دی ہیں اور ثابت کر دیا ہے کہ خدا کا یہ قول **لیظہرہ علی الدین کلہ** اس کے حق میں پورا اترا۔ غرض یہ **خدا کا موعود۔ صحف انبیا کا موعود۔ قرآن کا موعود** اور **رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا موعود**

تو ٹھیک اپنے وقت پر آیا اور احکام کو تا بڑ توڑ اور بڑی خوبی سے کر رہا ہے جو اس کے ناموں کے لحاظ سے اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ میاں الٰہی بخش صاحب جنہوں نے اپنا نام موسیٰ رکھا ہے کیا کام کر رہے ہیں۔ پہلا سوال جو اسلامی لحاظ اور نگاہ سے ان کی نسبت ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا وہ خدا تعالیٰ اور انبیا اور قرآن اور حدیث کے کس نص اور خبر اور اثر کے موعود ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کس ضرورت کے وقت آپ تشریف لائے ہیں اور اس ضرورت کے پورا ہونے کا کونسا سامان اور مواد ساتھ لائے ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب میں اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اسلام میں کوئی فتنہ نہیں اور نہ کسی نئے مصلح کی ضرورت ہے جس طرح بات مخلوط اور گومگو چلی آتی ہے سراسر درست ہے اور اسلام کو کسی بیرونی حملہ آور کا خوف ہے اور نہ اس کے حملہ کے دفاع کی ضرورت ہے۔

اس اعتراف سے ان کی صاف ثابت ہو گیا کہ میاں الٰہی بخش صاحب کا وجود بے ضرورت اور بے مصرف محض ہے۔ یا یوں کہو کہ زمانہ کی کوئی ضرورت نہ انھیں بلاتی ہے اور نہ انھیں کسی مسند پر جگہ دیتی ہے۔ وہ اس بے بہار بادل کی طرح ہیں جس میں مفسدہ اور خرابی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

پھر انھوں نے آپ سے آپ خدا کے بلائے اور ماموریت کے بغیر کام کیا اور ایک عرصہ سے جب سے آپ کو خواب بینی کا دعویٰ ہی قوم اور اسلام کو کیا فائدہ پہونچایا اس کا جواب ہمارے نزدیک اور اسلام کے سچے ہمدرد کے نزدیک اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ کا وجود محض بے سود ہے اور آپ نے اب تک کچھ بھی نہیں کیا۔

ہاں ممکن ہے کہ **منشی عبد الحق صاحب** اور **حافظ محمد یوسف صاحب** اور خان بہادر **فتح علی شاہ صاحب** اور بالآخر **منشی مہتاب دین صاحب سوپر وائزر** یہ جواب دیں کہ انھوں نے بڑی بھاری کتاب **عصائے موسیٰ** لکھی ہے۔ بہت اچھا۔ تو سنو پہلے ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ کیسی کتاب ہے اور اس میں کیا لکھا ہے اور قوم اور اسلام کو اس سے کیا فائدہ یا نقصان پہونچا ہے اور غیر قوموں پر اس نے کونسی حجت پوری کی اور کس قسم کا رعب ان پر ڈالا ہے۔ پھر اس کے مصنف صاحب اور اس کے مداح بیان فرمائیں اور ہماری غلطی یا بیداد کی اصلاح فرمائیں۔

سنو یہ کتاب محض لغو اور نکمی اور ایسی بیہودہ باتوں کا مجموعہ ہے جنھیں سچی تہذیب اور اصلاح خلق سے کوئی تعلق نہیں۔ بہت سا حصہ اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات کی نکتہ چینی پر وقف کیا گیا ہے۔ اور ذاتی نکتہ چینی کا مادہ اور مضمون تیار کرنے کے لئے ان ہی باتوں کو اختیار کیا گیا ہے جو یہودیوں۔ نصرانیوں۔ آریوں۔ اور دیگر مشرکوں نے اولوالعزم نبیوں کی ذوات پاک پر نکتہ چینی کرتے وقت اختیار کیں۔ اور حضرت موعود علیہ السلام پر وہی غیر موزوں ناسزا الفاظ اطلاق کئے ہیں جو بے باک یہودیوں نے حضرت مسیح کی نسبت اور دریدہ دہن نصرانیوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور کمینہ فطرت آریوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بولے۔ اس کے سوا قرآن کریم کے کوئی حقائق اور معارف اور نکات بیان نہیں کئے جو ایک طالب حق کے دل کو سیراب کر سکیں۔ اپنی طرف سے نئی بات اور اپنے ساتھ مخصوص بات اپنے کچھ الہامات پیش کئے ہیں جو اپنے الفاظ میں صداقت اور اخرس ہیں مگر ان کی تفسیر کے وقت ملہم صاحب زور سے اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے ان کی تفہیم پر کوئی وثوق ہی نہیں۔ یوں آپ اپنے ہاتھ سے اپنی ساری کارروائی کی مٹی پلید کرتے اور اپنا ساختہ پرداختہ سارے کا سارا برباد کرتے ہیں۔ اسلام اور قوم کو اس سے یہ نقصان پہونچا ہے کہ اگر اس کی کوئی قبولیت ہوتی اور قلوب میں اس کا کوئی وزن ہوتا مگر تجربہ بتا رہا ہے کہ یہ کتاب ایک بے حیثیت محض ثابت ہوئی ہے اسلئے اس کا عدم وجود برابر ہی کہ ایک عظیم الشان طریق کے خلاف چلتی اور اس حق کی نسبت کفر بکتی ہے جو خدا نے صدیوں کے بعد اسلام اور مسلمانان کے لئے تیار کیا۔ اور جس پر آج ان کے دین و دنیا کی فلاح و صلاح موقوف ہے اور پھر اس طریق کا انکار کر کے خود اپنی طرف سے کوئی راہ ان کے لئے تیار نہیں کرتی بلکہ اسی مشرکانہ اور مبتدعانہ راہ کی طرف بلاتی ہے جسے درمیانی زمانہ میں سلف صالحین کے خلاف **فیج اعوج** نے تیار کیا یعنی دجال کو خدائی طاقتیں دینا اور خونی مہدی اور یاجوج ماجوج کے متعلق علم صحیح اور تجربہ حقہ اور کلام اللہ کے خلاف تمام بے سر و پا قصوں اور افسانوں پر ایمان لانا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر ماننا اور ان کو خالق اور محی اور شافی اور عالم الغیب ماننا اور اس طرح ظلم عظیم یعنی نصرانیت کو مدد اور تقویت دینا اور ثابت کرنا کہ اسلام میں کوئی قوت قدسی نہیں اور دوسرے مذاہب میں اور اس میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ جیسے خشک الفاظ اور دعوے دوسرے باطل مذہبوں میں ہیں ویسے ہی اسلام میں ہیں۔ اس وقت

کوئی مقتدر ہاتھ اس کا محافظ نہیں جو حجت بالغہ سے تمام دینوں پر اس کا غلبہ ثابت کرے وغیرہ وغیرہ اس طرح اس ناشدنی کتاب نے مسلمانوں کو نقصان پہونچایا اور معًا غیر قوموں کو دلیر کیا۔ اس لئے کہ نصرانیوں کو ان کے کفر میں مدد دی اور انھیں اس گستاخی اور بدزبانی میں جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتے ہیں خوب دلیر کیا۔ ان کے اس اعتقاد کو کہ **مسیح زندہ رسول اور زندہ خدا ہے** وہ خالق اور شافی اور عالم الغیب ہے اور یہ سب کچھ قرآن سے ثابت ہے الٰہی بخش کی کتاب **عصائے موسیٰ** نے **تقویت دی**۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ رسول کہنے میں اور بھی دلیر ہوگئے ان کے نزدیک ان کے کفریات کی تردید میں اسلام کے پاس کوئی حربہ نہ رہا۔ **تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض** غرض اس کتاب نے یہ کچھ ہے اور بے فائدہ اس سے قوم کو پہونچا ہے اب اگر یہ بیان حق نہیں تو مصنف صاحب اور ان کے اعوان دلائل سے اس کی تردید کریں اور اس کی خوبیوں کے بیان کرنے میں ایمان اور علم کے جوہر دکھائیں۔ ہتوں اس پر فخر کیا جاتا ہے کہ اس کتاب نے خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے قائم کیے ہوئے سلسلہ کو نقصان پہونچایا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ کونسا علمی سلسلہ پیش کیا ہے ضرورت حقہ اور وقت کی مانگ کے پورا کرنے کے لئے کون سے سامان پیش کیے ہیں جنکی خوبصورتی اور کمال کو دیکھکر لوگ بول اٹھے ہیں کہ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کارگذاری اور خدمات دین سے یہ باتیں بڑھکر ہیں۔ کوئی خدا ترس طالب حق خوب چھان بین کرکے دیکھ لے ایک ہی سب سے بڑا مضمون اس میں نکلے گا اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں اور وہ ہے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتیات پر نکتہ چینی۔ اس کی نسبت ہم نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی جیسا کہ عنوان میں اشارہ کیا گیا ہے ایک بات لکھتے ہیں جو ہم میں اور عصائے موسیٰ کی قوم میں حَکَم اور قول فیصل ہوگی اور امید ہے کہ اس کے بعد یقینا آگے اور ہماری نزاع مٹ جائے گی اور وہ یہ ہے **منشی الٰہی بخش صاحب** اور ان کے **رفیق حضرت مسیح** موعود علیہ السلام کی ذاتیات کی نسبت سب سے بڑا اور اہم اور ان کے نزدیک ناقابل جواب اعتراض انتخاب کریں اور اسے مشتہر کریں ہم خدا تعالیٰ کے فضل پر دعویٰ کرتے ہیں کہ وہی اعتراض بلا کم وکاست ان معترضوں کی فہرست میں دکھا دیں گے جنھوں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اولوالعزم نبیوں کی ذاتیات پر نکتہ چینی کی ہے۔ آہمی کہ علی وجہ البصیرۃ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی برگزیدہ جماعت کے ایک کامل فرد ہیں بنا بریں ضروری ہے کہ ان کی ذات کی نسبت بھی وہی نکتہ چینی اور اعتراض ہوں جو ان برگزیدوں کی نسبت ہوئے تاکہ سارے خدائی سلسلوں میں پوری مطابقت اور مشابہت ثابت ہو جائے۔ اور کوئی بھی ایسا اعتراض ہمارے امام کی ذات پر نہیں جو کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم خدا کے حاضر و ناظر کو گواہ رکھکر کہتے ہیں کہ ہم ایمان اور بصیرت سے اس پر قائم ہیں۔ اب اس ہمارے دعوے کو توڑ دینا گویا ہمارے اعتقاد اور ہمارے سلسلہ کی بنیاد میں پانی پھیر دینا ہے۔ اس سلسلہ کے دشمنوں کے لئے اب میدان صاف ہوگیا ہے اور جس ہتھیار پر وہ ہمیشہ ناز کرتے تھے ہم نے خود اسکے صفائی سے چلانے کا موقعہ دیدیا ہے۔ اب اگر خدا کا خوف اور حقوق خلق کا پاس ہے تو اٹھیں اور اس بات میں ہم سے فیصلہ کرلیں۔ اور اگر اب نہ اٹھیں اور کوئی بڑا اعتراض پیش نہ کریں اور اس کو مدار فیصلہ نہ ٹھہرائیں تو ہماری طرف سے حجت ان پر پوری ہوگئی خدا ترس دیکھ لیں گے کہ کہاں تک یہ لوگ راستی پر ہیں اور انھیں حق سے کہانتک سروکار ہے۔ یقینا یاد رکھو کہ حق غالب ہوگا اور مسیح موعود جیت جائے گا۔ **یہ خدا کا مرسل ضرورت کے وقت اور ضرورت حقہ کے سامانوں کے ساتھ آیا ہے یہ اس دنیا سے نہیں اٹھے گا جب تک راستی اپنے پیروں پر آپ چلنے نہ لگ جائے گی۔ دشمنوں کی نکتہ چینیاں عبث اور ان کی کوششیں رائگاں ہیں اس کا غیور خدا ہردم اس کے ساتھ ہے جس نے اسے بھیجا ہے۔**

فالحمد للہ رب العلمین

عاجز عبد الکریم از قادیان ۲۰ اپریل ۱۹۰۱ء

فٹ نوٹ۔ عصائے موسیٰ کے نادان مصنف نے جو اعتراضات حضرت اقدس حجۃ اللہ پر کئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں یا تو ایسے ہیں کہ اپنی کم بصیرت اور جہالت کی وجہ سے انکو سمجھ ہی میں نہیں آیا اور یا محض افترا اور بہتان اور یا ایسے ذاتی اعتراض ہیں جو پہلے اولوالعزم نبیوں پر کئے گئے ہیں منہ

غلطی کی اصلاح

الحکم نمبر ۱۵ جلد ۵ - ۲۴ - اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۲ میں جو نوٹس بعنوان - کتب خانہ اور مطبع کا انتظام دیا گیا اُس میں غلطی واقع ہو گئی جس کی اصلاح کرنی بعد تنبیہ کے میرا فرض ہے - اُس کا یہ فقرہ "دو کتابوں پر جو کچھ خرچ ہوتا اُس کا عشر عشیر بھی وصول نہ ہوتا تھا" میرے مکرم قابل تعظیم امین صادق اور متقی دوستوں صاحبزادہ منظور محمد صاحب اور صاحبزادہ سراج الحق صاحب کی دل آزاری کا موجب ہوا - اس لئے کہ اس سے قبل کتب خانہ کا اہتمام منظور محمد صاحب کی تفویض میں تھا اور علالت کی وجہ سے انھوں نے تھوڑی مدت سے پیر سراج الحق صاحب کو بارشاد حضرت اقدس سپرد کر دیا تھا اور اس فقرہ سے ناخواستہ گویا یہ مترشح ہو سکتا تھا یا سمجھا جا سکتا تھا کہ ان دونوں صاحبوں نے نعوذ باللہ کتب خانہ کے معاملہ میں کوئی تفریط کی جس کی وجہ سے اس کا اہتمام اُن سے لیا گیا - میرا مطلب اس فقرہ سے صرف اتنا تھا کہ کتابوں پر جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس کی بنسبت وصول کم ہوتا ہے اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب بوجہ اپنی سخت علالت اور نیز دیگر مصروفیتوں کے وجہ سے اور پیر سراج الحق صاحب بھی عدیم الفرصتی کے سبب سے اس بوجھ سے سبکدوش ہوتے ہیں - اس لئے اب حضرت نے یہ انتظام حکیم فضل الدین صاحب کے سپرد کیا ہے جو بسبب فراغت کے بالکلیہ اسی طرف متوجہ رہیں گے - میں سچے دل سے یقین رکھتا ہوں کہ پیر سراج الحق صاحب اور پیر منظور محمد صاحب پورے درجہ کے امین اور راست کار اور ہر طرح کے وہم اور مظنہ سے پاک ہیں واللہ حسیبہما - مجھے افسوس ہے کہ میری لغزش قلم ان دو بزرگوں کی دل آزاری کی موجب ہوئی میں خدا کے غضب سے جو دل کی شرارتوں اور بیجا نکتہ چینیوں اور مخلوق کی ناروا دل آزاریوں اور ناحق کی اشتعالکو سے پیدا ہوتا ہے اور اپنے ہم جنسوں کے غلبہ اور تغلیط اور صولت سے اسی رکن شدید کی پناہ میں بھاگتا ہوں - وہ غفار میری پردہ پوشی کرے اور اپنی ستاری سے میرے اندرونی کوڑھوں کو ابنائے جنس کی آنکھوں میں طشت از بام ہونے سے روک دے - آمین

عاجز عبد الکریم از قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۰۱ء

طاعون
اور
اُس کا علاج

طاعون پنجاب کے مختلف اضلاع میں بکثرت پھیل رہا ہے اس موسم میں اس کی کثرت اور شدت نے ایک غیر معمولی خوف دلا دیا ہے مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ لوگوں کو اگر خوف اور فکر پیدا ہوا ہے تو وہ صرف اپنی جان اور ان خطرات کا ہے جو اس سے پیدا ہوتے ہیں ورنہ چاہیئے تو یہ تھا کہ جیسا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متنبہ کیا تھا یہ لوگ ایک پاک تبدیلی کرتے + ہم نے حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کا وہ اعلان جو حال میں شائع کیا گیا ہے الحکم میں شائع کر کے اپنے معاصرین سے درخواست کی تھی کہ وہ بھی خلق اللہ کی ہمدردی کی بنا پر اسکو شائع کردیں تا ایسی سلیم الفطرۃ سعید کو فائدہ پہونچ جاوے - مگر افسوس ہے کہ بجز دو چار معاصرین کے جنھوں نے ہمدردی خلق کے لئے دل میں بڑ محسوس کیا دوسروں نے عدم توجہی سے ہی کام لیا - آج ہم طاعون کے علاج کے متعلق اس حصہ کو درج کرتے ہیں جو تریاق الٰہی کے اعلان میں شائع کیا گیا تھا حضرت حجۃ اللہ نے تریاق الٰہی نام جو دوا طاعون کے لئے اڑھائی ہزار روپیہ کے صرف سے طیار کی تھی اور مفت تقسیم کی تھی وہ تو چونکہ اب باقی نہیں رہی اسلئے حضور نے اسی اشتہار میں اس دوائی کے نہ ملنے کی صورت میں جو کچھ علاج لکھا تھا اسے درج کرتے ہیں اور معاصرین سے امید کرتے ہیں کہ وہ پبلک کی خیرخواہی کے لئے اسکو شائع کردیں گے

علاج یہ ہے

عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیس کر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو رتی چھوٹوں کے واسطے گولیاں بنائیں اور صبح و شام اس دوا کے ساتھ کھائیں۔

کیمفر کو ۱۵ قطرہ وائینم اپیکاک ۹ قطرہ سپرٹ کلورا فارم ۱۵ قطرہ عرق کیوڑہ ۵ تولہ عرق سلطان الاشجار یعنی سرس ۵ تولہ باہم ملا کر اور تین چار تولہ پانی ڈال کر گولی کھانے کے بعد پی لیں - اور یہ خوراک اول حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ۹۰ بوند تک اور وائینم اپیکاک ۴۰ بوند تک اور سپرٹ کلورا فارم ۶۰ بوند تک اور عرق کیوڑہ ۲۰ تولہ تک اور عرق سرس یعنی سلطان الاشجار ۲۵ تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے۔

بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ بتحمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھانے چاہئیں کہ ناپورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار میں دینا چاہیئے۔

حتی المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدررو میں گندگی نہ ہونے دیں اور مکان کے اوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدبو کی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہانتک ممکن ہو گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلائیں اور گھر میں بہت سے اپلے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہے اور درونج عقربی کے ہار پرو کر دروازوں پر لٹکا دیں اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں دلکو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہوں استغفار بہت پڑھیں۔

اس کے علاوہ حضرت اقدس نے اسی اعلان میں **مرہم عیسیٰ** کے استعمال کو بھی علاج میں داخل فرمایا ہے یہ وہ مرہم ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان چوٹوں کے لئے بنائی گئی تھی جب کہ نااہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا اور آپ بفضلہ تعالیٰ اس پر سے زندہ بچ گئے تھے یہی مرہم مبارک چالیس دن تک آپ کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی گویا دوبارہ زندگی ہوئی یہ مرہم طاعون کی سب قسموں کے لئے فائدہ مند ہے جب یہ مرض نعوذ باللہ نمودار ہو تو اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کر کے ایسے طور پر پھوڑ دیتی ہے کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن کی طرف پھیلتی ہے

الغرض

مراد ما نصیحت بود کردیم

واقعاتِ صحیحہ

یعنی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا حضرت امام ہمام خیر الانام مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کے بالمقابل تفسیر القرآن سے انکار و فرار اور اس کے لاہور کی آمد و رفت کا سچا فوٹو اور اسکا ضمیمہ یہ دونوں رسالے انجمن فرقانیہ لاہور نے چند رسائل جو بعد تقسیم کے اس کے پاس تھے مدرسہ کے لئے بھیجے ہیں سو کمیٹی نے تمام واقعات صحیحہ معہ ضمیمہ کے قیمت ۴؍ اور بلا ضمیمہ ۲؍ مقرر کر دی ہے درخواستیں پاس **حکیم فضل دین** مہتمم **کتب خانہ حضرت** آنی چاہئیں

جس طرح سورج کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتا اسی طرح صدق اپنی چمکار دکھانے سے کب رک سکتا ہے۔

ڈائری

حضرت امام ہمام علیہ السلام

منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہ لوگوں کی اپنی بعض حالتوں سے دھوکا کھا جانے کی نسبت گفتگو تھی اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

(عام طور رویا اور کشف اور الہام ابتدائی حالت میں ہر ایک کو ہوتے ہیں۔ مگر اس سے انسانکو یہ دھوکا نہیں کھانا چاہیئے کہ وہ منزل مقصود کو پہونچ گیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ فطرت انسانی میں یہ قوت رکھی گئی ہے کہ ہر ایک شخص کو کوئی خواب یا کشف یا الہام ہو سکے۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ بعض دفعہ کفار ہنود اور بعض فاسق فاجر لوگوں کو بھی خوابیں آتی ہیں اور بعض دفعہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود ان لوگوں کے درمیان اس حالت کا کچھ نمونہ رکھدیا ہے جو کہ اولیا اللہ اور انبیاء اللہ میں کامل طور پر ہوتا ہے تاکہ یہ لوگ انبیا کا صاف انکار نہ کر بیٹھیں کہ ہم اس علم سے بے خبر ہیں۔ اتمام حجت کے طور پر یہ بات ان لوگوں کو دی گئی ہے تاکہ انبیا کے دعاوی کو سنکر حریف اقرار کرے کہ ایسا ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس بات سے انسان بالکل ناآشنا ہوتا ہے اس کا وہ جلدی انکار کر دیتا ہے۔ مثنوی رومی میں ایک اندھے کا ذکر ہے کہ اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ آفتاب دراصل کوئی شئے نہیں لوگ جھوٹھ بولتے ہیں اگر آفتاب ہوتا تو کبھی میں بھی دیکھتا۔ آفتاب بولا کہ اے

رسالہ سراج الحق حصہ دوم مصنفہ حضرت امام الزمان [illegible] قیمت [illegible] طالب ہوں [illegible] از دارالامان قادیان

اندھے تو میرے وجود کا ثبوت مانگتا ہے تو پہلے خدا سے دعا کر کہ وہ تجھے آنکھیں بخشے۔ اللہ تعالےٰ رحیم و کریم ہے۔ اگر وہ انسان کی فطرت میں یہ بات نہ رکھدیتا تو نبوۃ کا مسئلہ لوگوں کو کیونکر سمجھ میں آتا ابتدائی رویا یا الہام کے ذریعہ سے خدا بندہ کو بلانا چاہتا ہے مگر وہ اُس کے واسطے کوئی حالت قابل تشفی نہیں ہوتی۔ چنانچہ بلعم کو الہامات ہوتے تھے مگر اللہ تعالےٰ کے اس فرمان سے کہ لو شئنا لرفعناہ ثابت ہوتا ہے کہ اُسکا رفع نہیں ہوا تھا یعنی اللہ تعالےٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان الہامات وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا۔ انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضہ بشریت سے وہ نکل نہ آئے۔ اس راہ میں قدم مارنے والے انسان تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دین العجائز رکھتے ہیں یعنی بڑھیا عورتوں کا سا مذہب۔ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور توبہ و استغفار کر لیتے ہیں۔ انھوں نے تقلیدی امر کو مضبوط پکڑا ہے اور اسی پر قائم ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اس سے آگے بڑھکر معرفت کو چاہتے ہیں اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھاتے ہیں اور اپنی معرفت میں انتہائی درجہ کو پہنچ جاتے ہیں اور کامیاب اور بامراد ہو جاتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جنھوں نے دین العجائز کی حالت میں رہنا پسند نہ کیا اور اس سے آگے بڑھے اور معرفت میں قدم رکھا مگر اس منزل کو تمام نہ کر سکے اور راہ ہی میں ٹھوکر کھا کر گر گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ ان لوگوں کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے جسکو پیاس لگی ہوئی تھی اور اُس کے پاس کچھ پانی تھا پر وہ پانی گدلا تھا تاہم وہ پی لیتا تو مرنے سے بچ جاتا کسی نے اسکو خبر دی کہ پانچ سات کوس کے فاصلہ پر ایک چشمہ صاف ہے پس اُس نے وہ پانی جو اُس کے پاس تھا پھینک دیا اور وہ صاف چشمہ کے واسطے آگے بڑھا پر اپنی بیصبری اور بدبختی اور ضلالت کے سبب وہاں نہ پہنچ سکا دیکھو اُس کا کیا حال ہوا وہ ہلاک ہو گیا اور اُس کی ہلاکت نہایت ہولناک ہوئی۔ یا ان حالتوں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک کنواں کھودا جا رہا ہے پہلے تو وہ صرف ایک گڑھا ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ آنے جانے والوں کے واسطے اُس میں گر کر تکلیف اُٹھانے کا خطرہ ہے پھر وہ اور کھودا گیا یہاں تک کہ کیچڑ اور خراب پانی تک وہ پہونچا پر وہ کچھ فائدہ مند نہیں۔ پھر جب وہ کامل ہوا اور اُس کا پانی صفا ہو گیا تو وہ ہزاروں کے واسطے زندگی کا موجب ہو گیا۔ یہ جو فقیر اور گدی نشین بنے بیٹھے ہیں یہ سب لوگ ناقص حالت میں ہیں۔ انبیاء مصفا پانی کے مالک ہو کر آتے ہیں جب تک خدا کی طرف سے کوئی کچھ لے کر آوے تب تک بیسود ہے۔ الٰہی بخش صاحب اگر موسیٰ بنتے ہیں تو ان سے پوچھنا چاہیئے کہ اُنکے موسیٰ بننے کی علت غائی کیا ہے جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ مزدور کی طرح ہوتے ہیں اور لوگوں کو نفع پہونچانے کے لئے قدم آگے بڑھاتے ہیں اور علوم پھیلاتے ہیں اور کبھی تنگی نہیں کرتے اور سست اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھتے۔

(محمد صادق)

بیعت

محمد سعید اللہ صاحب۔ منگلور۔ ہزارہ
مولوی غلام نظیر صاحب مدرس۔ ملکانہ ضلع
عبد العزیز صاحب ولد غلام محی الدین صاحب عرائض نویس جہلم
پیر مبارک شاہ صاحب۔ تلوک۔ شاہ پور ڈاک خانہ کہٹہ۔
حافظ فتح محمد صاحب " قاضی دین محمد صاحب "
عبد اللہ صاحب " حافظ رمضان صاحب "
کرم الدین صاحب کشمیری۔ مراد پور سیالکوٹ حال راولپنڈی۔
محمد بخش صاحب ارائیں۔ دچاہ شیخزادہ والہ ملتان تحصیل لودھران۔
ارشاد احمد صاحب۔ لدھیانہ متصل اسٹیشن نئی منڈی۔ طالب العلم
اہلیہ و دختران و ہمشیرہ مولوی محمد اکرم صاحب ملازم نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ
ملازم مراد صاحب۔ پسرور۔ سیالکوٹ
مولوی جمال الدین صاحب " اہلیہ "
محمد صادق صاحب " محمد سعید صاحب "
اہلیہ مولوی نظام الدین صاحب "
محمد احمد صاحب برادر زادہ " "
مولوی نصیر الدین صاحب " "
اہلیہ " فرزند " دختر " "
دختران دیگر برادران مولوی صاحب "
خدا بخش صاحب نیا نام ہنود نو مسلم نیٹری تلونڈی یانڈی لگور و اہپور۔ حال پیدا والی سیالکوٹ
محمد مراد صاحب۔ قتال پور۔ ملتان ڈاک خانہ سرائے سدہو تحصیل کبیر والہ
اہلیہ مولوی سلطان حامد صاحب "
عبد الحق صاحب ولد " "
سعید اللہ صاحب ولد " " دختر "
والدہ " "
سلطان صاحب ولد عنایت صاحب نو مسلم "
زوجہ شاہ حامد صاحب "
غلام مصطفیٰ صاحب امیر پور " "
پیر بخش صاحب " "
عبد المجید خان صاحب۔ بالم پور کانگڑہ دفتری دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کانگڑہ۔ دھرم سالی کوتوالی بازار۔

مختلف واقعات

آتشزدگی بمبئی سے خبر آئی ہے کہ گذشتہ جمعرات کو خام گاؤں کے کوٹن پریس اور مینوفیکچرنگ کمپنی کے احاطہ میں آگ لگی۔ کارخانہ کے نقصان عظیم کے علاوہ ۱۱ آدمی ضائع ہوئے ۶۰ جاں بلب ہیں آگ لگنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شئے روئی کے ساتھ لگئی اور رگڑ کھا گئی پھر اس سے شعلہ پیدا ہوا چار گھنٹے میں بمشکل تمام آگ فرو ہوئی۔ نقصان کا اندازہ ۵۰ ہزار روپیہ کے قریب بمقام شیگم میں بھی آگ لگنے سے ½ لاکھ روپیہ کی لاگت کا نقصان ہوا۔ اور بھساول کے متصل مقام ساندا میں کوٹن پریس کے جل جانے سے ۷ ہزار کا نقصان ہوا۔

پنجاب میں طاعون۔ دیگر صوبجات میں دبا کمی پر ہے مگر پنجاب میں پھیلتی جاتی ہے ۲۴۰ ۔ اپریل کو تحصیل نوشہرہ کے ۴ اور تحصیل پہلور کے ۴ دیہات اور آلودہ ہوئے ہیں جن میں ۱۴ کیس شمار کئے گئے ضلع جالندھر کے دیہات میں ۲۱ اپریل کو کل ۸۲ کیس ہوئے تھے ۲۲ اپریل کو تحصیل پہلور میں ۴ اور تحصیل گڑھ شنکر میں اور نواںشہر میں ایک ایک گاؤں اور آلودہ ہوا اسی تاریخ کو ریاست کپورتھلہ میں ۲۴ کیس تازہ ہوئے ۲۴ اپریل کو ضلع جالندھر کے دیہات میں ۴۴ کیس ہوئے۔

قصبہ موگا ضلع فیروزپور میں نیومونک پلیگ (الٹی قسم کا طاعون) کے ۲ کیس ہوئے۔

ریاست پٹیالہ کے موضع کھمانان کلاں میں طاعون سے ۲۰ موتیں ہوئی ہیں موضع مذکورہ سرہند سے ۱۰ میل پر ہے میجر ہینڈلی صاحب پولیٹکل آفیسر پٹیالہ انتظام میں مصروف ہیں۔

ضلع جالندھر کی تحصیل ہائے پہلور اور نواںشہر کے ۳ دیہات اور آلودہ ہوئے ۲۵ تاریخ کو سابق کے طاعون زدہ دیہات میں ۵۱ کیس ہوئے۔ اسی تاریخ کو تحصیل گڑھ شنکر کے موضع جات میں ۶ تازہ کیس ہوئے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۳ اپریل کی طاعونی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ بعض جگہ کمی ہے مگر تمام صوبہ میں بہ ہیئت مجموعی دبا مائل بہ کمی ہے اگرچہ نئے نئے مقامات آلودہ ہو رہے ہیں تحصیل ہائے نواںشہر اور پہلور کے ۱۷ دیہات میں ۴۲ کیس اور ۵ موتیں ہوئیں جب کہ ہفتہ ماسبق میں ۹۵ کیس اور ۳۲ موتیں ۲۶ دیہات میں واقع ہوئیں تھیں

ضلع ہوشیارپور میں تحصیل اونہ بھی لپیٹ میں آئی ضلع مذکور کے ۱۴ دیہات میں ۳۰ کیس اور ۲۹ موتیں واقع ہوئیں۔

تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور کے ۲۲ دیہات میں ۱۳۶ کیس اور ۵۸ موتیں ہوئیں جبکہ ہفتہ ماسبق میں ۲۰۳ کیس ۲۱۷ موتیں ہوئیں تھیں۔ گویا تمام صوبہ کے ۵۸ دیہات میں کل ۴۰۴ کیس اور ۲۹۷ موتیں ایک ہفتہ کے اندر ہوئیں۔

ریاست کپورتھلہ کے ۴ دیہات میں ۱۳۰ کیس اور ۸۸ موتیں ہوئیں

طاعونی بلوہ۔ سیالکوٹ سے افسوسناک خبر آئی کہ وہاں سے ۲۰ میل پر موضع شہزادی میں گذشتہ جمعرات کو ہنگامہ و فساد ہوا سنا ہے کہ وہاں اسوجہ سے سخت ناراضی تھی کہ ایک نیٹو ڈاکٹر معائنہ مریضان کے لئے تعینات کیا گیا تھا اور عورتوں کا معائنہ بھی وہی کرتا تھا کوئی دائی یا لیڈی ڈاکٹر نہ تھی۔ آخر یہاں تک نوبت پہونچی مسٹر ہوبل اسسٹنٹ کمشنر پر حملہ کیا گیا اور صاحب موصوف کو اپنی مدد کے لئے پولیس کو طلب کرنا پڑا چنانچہ مسٹر میکفرسن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دستہ پولیس کے ساتھ گاؤں میں گئے۔ اہل دیہ بڑی تعداد میں مقابلہ کو آئے اور پولیس والوں پر حملہ کیا مسٹر ٹولسٹن صاحب ڈپٹی کمشنر بھی موقع واردات پر پہونچے بعد آپ نے یہ دیکھکر کہ پولیس والوں کی نسبت اہل دیہ کی جمعیت کثیر ہے اور وہ جامہ سے باہر مرنے مارنے کو تیار ہیں صاحب آفیسر کمانڈنگ سیالکوٹ سے فوجی امداد طلب کی اور ۲ سکواڈرن رسالہ کے منگائے۔ کرنل منی صاحب بہادر بذات خود رسالہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور ۲۰ میل کی مسافت ۲ گھنٹہ میں طے کی۔ غرضکہ ۱۱ بجے قبل دوپہر رسالہ جا پہونچا لیکن اس عرصہ میں اہل دیہ کا جوش ٹھنڈا ہو گیا تھا اور امن قائم ہو چکا تھا فساد کے سرغنہ گرفتار ہو کر سیالکوٹ میں لائے گئے ہیں ان پر مقدمے قائم ہوں گے طاعون کی وجہ سے سیالکوٹ میں محرم کا میلہ روک دیا گیا ہے اور گرد و نواح کے لوگوں کو عشرہ کے روز آنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

وکیلوں کا لشکر۔ پنجاب گزٹ میں وکلا کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صوبہ پنجاب میں ۱۳۰۶ ایڈووکیٹ ہیں جن میں سے ۲۰ یوروپین ہیں اول درجہ کے پلیڈر ۱۹۸۔ اول درجہ کے مختار ۸۔ دوم درجہ پلیڈر ۹۳۰۔ اور درجہ دوم کے مختار ۴۶۰۔ نمبر الکل ۹۲۲ یعنی اچھا خاصی ایک پلٹن کی جمعیت ہے۔ اگر ہمارے پاس شدگان کے اضافہ کی رفتار

ریویو

افسوس کی بات ہے کہ دیسی اخبارات کی اصطلاح میں ریویو سے مراد صرف چند تعریفی سطریں ہوتی ہیں درانحالیکہ ریویو کی فلاسفی اس سے بلند تر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جہاں ریویو نویس کا یہ فرض ہے کہ مصنف کی کمزوریوں اور کمیوں کی تکمیل کرے وہاں اسکو ان عجیب اور عمدہ باتوں کا اظہار بھی ضروری ہے جو زیر ریویو تالیف یا تصنیف میں موجود ہوں - یہی وجہ ہے کہ ہم نے علی العموم اس ریویو نویسی سے احتراز کیا ہے کیونکہ حق الامر کے سننے کی تاب زمانہ کی بیہودہ کرنے والی آزادی نے بہت کم رہنے دی ہے اور ریویو کے خواستگاروں کی غرض و غایت صرف یہ ہوتی ہے کہ جس قدر ممکن ہو تعریف لکھدی جائے۔ **اخبار رفیق ہند** میں تہذیب نسوان پر ریویو لکھکر ریویو نویسی کا ایک نمونہ دکھایا گیا تھا اور ہم کو امید ہوتی تھی کہ شاید ہمارے معاصرین اسی طرز کو اختیار کریں مگر نہیں وہی طرز اب تک چلا جاتا ہے کہ دو چار تعریف کی سطریں لکھدیں اور بس۔

ہم نے اس کام کو اپنے نزدیک بہت مشکل سمجھا ہوا ہے اس لئے ہم ان صاحبوں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں جو ریویو کے لئے کتابیں یا اور اشیا بھیجتے ہیں کہ الحکم میں ریویو نویسی کا صیغہ سردست نہیں ہے۔ ایسا ہی ہم ان معاصرین سے بھی معافی چاہتے ہیں جنکو اس امر کی شکایت ہے کہ آیا بعض معاصرین نے تنگ خیالی کی وجہ سے ریویو نہیں لکھا کسی کی نیت پر حملہ کرنا اور بدگمانی کرنا **اسلام** نے جائز نہیں رکھا پھر نہیں معلوم کہ ان کو کیوں ایسا خیال کرنا پڑا۔ ہاں یہ ہم چاہتے ہیں کہ اخبارات باہم ایک دوسرے سے اشتہار دیا کریں تو کوئی مذموم امر نہیں - اس بات کے ہم قائل ہیں کہ کیوں خواہ نخواہ ہر ایک ایسی بات کی تقلید کی جائے جو کسی کثیر الاشاعت یا بخیال خویش سربرآوردہ اخبار کے منہ سے نکلے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط۔

غرض ہمارا منشا تو اس سے یہ تھا کہ چونکہ وکیل امرتسر کے ہفتہ میں دوبارہ ہونے کا اعلان اور وکیل کی شکایت کی معذرت کردیں اگرچہ کسی ایسے اخبار کو جو قوم کی خدمت خسارہ اٹھاکر کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو کچھ ضرورت نہ تھی کہ وہ بعض معاصرین کے ریویو نہ لکھنے پر لب شکایت کھولے یا تعریف کرنے پر اظہار امتنان کے لئے قومی اخبار کا کچھ بھی حصہ لے تاہم ہم اس امر میں وکیل کی شکایت کو بجا سمجھتے ہیں کہ معاصرین نے کیوں اس کے دوبارہ ہونے کے اعلان کو بطرز خبر بھی نہ لکھا اگرچہ ایسی خواہش ظاہر کرنا بھی وکیل کے لئے اس کی اشاعت کے دائرہ پر پبلک کی نظر میں ایک اثر ڈالنے والی ہوگی اور ایسے اشتہار کا محتاج سمجھا جاوے گا - بہرحال ہم اعلان کرتے ہیں۔

کہ امرتسر کا ہفتہ وار اخبار وکیل جو گذشتہ چھ سال سے جاری ہے اپریل ۱۹۰۱ء سے ہفتہ میں دوبارہ ہوگیا ہے قیمت صرف سات روپے معہ محصولڈاک ہے درخواست بنام سپرنٹنڈنٹ اخبار وکیل امرتسر ہونی چاہیئے۔

دہلی سے فیلسوف گزٹ نام ایک نیا اخبار جاری ہوا ہے جسکا پہلا اور پھر تیسرا نمبر ہمارے پاس بھی آیا ہے جو لوگ بدقسمتی سے متین اخباروں کو پسند نہیں کرتے اور بیجا نہ طریق پسند کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک اظہار مطلب کا بہترین طریق نہیں متانت اور ظرافت میں جو امتیاز ہے وہ خود بتاتا ہے کہ متانت عمدہ جوہر ہے وہ اخبار موصوف کے نام درخواست کرکے دہلی سے منگوا سکتے ہیں قیمت ع سالانہ ہے۔

ناول میران شیخ سدو - جھوٹے فسانوں اور ناولوں کی اشاعت کو ہم اپنی جگہ ملک اور قوم کے لئے بہت مضر سمجھتے ہیں پھر اس ناول کو جو ریویو کے لئے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے کب پسند رکھتے ہیں ہم تو اپنے پڑھنے والوں کو یہی صلاح دیتے ہیں کہ وہ ان دلربا فسانوں سے دور بھاگیں یہ ایک سحر ہے جو کتاب اللہ کو چھڑا دیتا ہے اور کتاب اللہ کو ہی چھوڑنا قوم کے زوال کا موجب ہے کیا اچھا ہوتا اگر قومی حمایت کے دعویدار اخبار اس راز کو سمجھ لینے کی سعی کرتے اور ناولوں اور فسانوں کے اشتہارات اپنے اخباروں سے نکالدیتے۔

ہمارے ناظرین کراچی کے سابق ترکی قونصل **حسین کامی** کے سخت افسوسناک خیانت کے واقعہ سے ناآشنا نہیں کیونکہ اس کی یہ ذلت اور خیانت حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کی سچائی کی دلیل ہے ناظرین کو اب یہ معلوم کرکے خوشی ہوگی کہ اس ناکام و نامراد حسین کامی کی خیانت کی وجہ سے آیندہ کے لئے سلطان نے یہ حکم دیا ہے کہ آیندہ ہر قونصل سے اس کے محل تعیناتی کی اہمیت کے مطابق ضمانت لی جایا کرے جب تک ذاتی نیک چلنی اور خوش اطواری کیطرف سے کامل اطمینان نہ ہوجائے کسی شخص کو اس عہدہ پر مامور کیا جاوے۔

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

۱۳۱۹ھ

چہ گویم باتو گر آئی بجاے در قادیان بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۷ | قادیان دارالامان - ۱۰ - مئی سنہ ۱۹۰۱ عیسوی | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

۱۹ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو لاہور کے فورمن کالج امریکن مشن کے دو پادری مع ایک دیسی عیسائی کے قادیان آئے تھے وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ملے اور انہوں نے کچھہ سوالات آنحضرت سے کیے جنکا جواب حضرت اقدس دیتے رہے ہم چونکہ بعد میں پہونچے تھے اس لئے ابتدائی سوال اور اسکا جواب نہ لکھہ سکے ہمارے ایک بھائی نے اُسے لکھا تھا مگر افسوس ہے کہ وہ اُسکو محفوظ نہ رکھہ سکے اور وہ کاغذ اُنسے گم ہوگیا اگر بعد میں مل گیا تو ہم اُسے بھی درج کردیں گے سردست ہم اس مقام سے درج کرتے ہیں جہاں سے ہم نے سنا اور قلمبند کیا (ایڈیٹر)

نبیوں سے بہت نشانات مانگنے والوں نے نشان مانگے انہوں نے اُن کے جواب میں یہی کہا کہ عقلمند ایسے سوال نہیں کرتے بلکہ مسیح علیہ السلام کے الفاظ میں تو ایسے موقع پر جیسا انجیل سے پتہ لگتا ہے بہت سختی پائی جاتی ہے یہ سچی بات ہے کہ جو شخص خدا کی طرف سے آتا ہے وہ نشانات لیکر آتا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ خود ایک نشان ہوتا ہے لیکن تھوڑے ہوتے ہیں جو ان نشانات سے فائیدہ اُٹھاتے اور انکو شناخت کرتے ہیں۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دنیا دیکھہ لیتی ہے کہ وہ کیسے عظیم الشان نشانات کے ساتھہ آیا ہے یقیناً سمجھہ لیں کہ وہ نہیں مرتا جب تک دنیا پر ثابت نہ کردے کہ وہ صاحب نشانات ہے۔

سوال - آپ کی سمجھہ میں خدا کا کلام کیا ہے یعنے کیا آپ ہی کچھہ نوشتے چھوڑ جائیں گے جیسے انجیل یا توریت ہے۔

جواب حضرت اقدسؑ - بات اصل میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مامور ہوکر دنیا کی اصلاح کے واسطے آتے ہیں وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں اور ایک نئی شریعت قایم کرتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے تھے اور مامور ہوکر آئے تھے مگر انکو ایک شریعت دیگئی جسکو آپ لوگ توریت کہتے ہیں اور مانتے ہیں کہ شریعت موسیٰ کی معرفت دیگئی۔

مگر ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ سے ہمکلام تو ہوتے ہیں اور اُن صاحب شریعت نبیوں کی طرح وہ بھی اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں اور اپنے وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھہ

آتے ہیں مگر وہ صاحب شریعت نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ وہ کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے تھے بلکہ اسی موسوی شریعت کے پابند تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کوئی لغو کام نہیں کرتا جب اس کا زندہ کلام موجود ہو اور ایک مستقل شریعت وقت کی ضرورت کے موافق موجود ہو تو دوسری کوئی شریعت دی نہیں جاتی۔ لیکن ہاں اسوقت ایسا تو ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ جب اہل دنیا کے دلوں سے خدا کی محبت سرد ہو جاوے اور اعمال صالحہ کی بجائے چند رسمیں رہ جاویں تقویٰ اور اخلاق فاضلہ نہ رہیں۔

اسوقت خدا تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث کرتا ہے جو اسی شریعت پر عمل درآمد کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے عملی نمونہ سے اس شریعت حقہ کی کھوئی ہوئی عظمت اور بزرگی کو پھر لوگوں کے دلوں میں قایم کرتا ہے۔ اس کے مناسب حال اس میں سب باتیں موجود ہوتی ہیں وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتا ہے کلام الہی کا معزز سے عطا ہوتا ہے اور شریعت کے اسرار پر اسے اطلاع دی جاتی ہے وہ بہت سے خوارق اور نشان لے کر آتا ہے غرض ہر طرح سے معزز اور مکرم ہوتا ہے مگر دنیا اس کو نہیں پہچانتی جیسے جیسے کسی کو آنکھیں ملتی جاتی ہیں وہ اس کو اسی حد تک شناخت کرتا جاتا ہے۔

یہ امر انسانی عادت میں داخل ہے کہ جب کوئی نیا انسان اُس کے سامنے آتا ہے تو آنکھیں اُسکو تاڑتی ہیں کہ یہ اس کا قد ہے یہ رنگ ہے آنکھیں ایسی ہیں۔ صورت شکل ایسی ہے غرض سر سے لیکر پیر تک اسکو تاڑتا ہے۔ یہاں تک کہ نظر محدود ہو کر آخر کار اسکا رعب کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نبیوں کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ آتے ہیں تو وہ معمولی انسان ہوتے ہیں۔ تمام حوائج بشری اور ضروریات انکے ساتھ ہوتے ہیں اس لئے جو کچھ وہ فوق الفوق باتیں بتاتے ہیں دنیا کی نظر میں وہ اچنبھا ہوتی ہیں اسلئے انکار کیا جاتا ہے انکو حقیر سمجھا جاتا ہے انسے ہنسی کی جاتی ہر قسم کی تکالیف اور ایذا رسانی کا نشانہ بنایا جاتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے دل میں حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح کی ہی بڑی عزت کیوں نہ ہو لیکن جس جگہ میں بیٹھا ہوں اگر آج اسی جگہ حضرت موسیٰ یا حضرت مسیح ہوتے تو وہ بھی اسی نظر سے دیکھے جاتے جس نظر سے میں دیکھا جاتا ہوں۔

یہی بھید ہے کہ ہر نبی کو دُکھ دیا گیا اور ضروری امر ہے کہ ہر ایک جو خدا کی طرف سے مامور اور مرسل ہو کر آوے وہ اپنی قوم میں کیسا ہی معزز امین اور صادق ہو لیکن اس کے دعوے کے ساتھ ہی اسکی تکذیب شروع ہو جاتی اور اسکی تذلیل اور ہلاکت کے منصوبے ہونے لگتے ہیں۔

مگر ہاں جیسے یہ لازمی امر ہے کہ انکی تکذیب کی جاتی انکو دکھ دیا جاتا یہ بھی سچی اور یقینی بات ہے کہ ایک وقت آجاتا ہے کہ انکی جماعتیں مستحکم ہو جاتی ہیں وہ دنیا میں صداقت کو قایم کر دیتے اور راستبازی کو پھیلا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ انکے بعد ایک زمانہ آتا ہے کہ ایک دنیا انکی طرف ٹوٹ پڑتی اور انکی تعلیم کو قبول کر لیتی ہے جو وہ لے کر آتے ہیں گو اپنے زمانہ میں انکو دکھ دینے میں کوئی کسر نہ رکھی گئی ہو اور نہیں رکھی جاتی۔

ہاں سوال یہ ہوتا ہے کہ جنہوں نے رد کر دیا وہ دانشمند تھے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ صرف زمانہ کی خاصیت ہے کہ انکو دانشمند کہا جاتا جاتا ہے ورنہ ان سے بڑھ کر بے وقوف اور سطحی خیال کے اور کون لوگ ہوں گے جو حق کو جھٹلا کر دانشمند بنتے ہیں۔ یہ ایک فطرت کی کجی ہوتی ہے جو کوشش کی جاتی ہے کہ کسی طرح انکو ذلیل کیا جاوے اسی طرح خیالی طور پر اس قسم کے مجمع کہہ اُٹھتے ہیں کہ ہم جیت گئے اور خدا کے راستبازوں کے مقابلہ میں ہم کامیاب ہو گئے حالانکہ وہی ذلیل نامراد اور مغلوب ہوتے ہیں آخر انجام دکھا دیتا ہے اور ایک روشن فیصلہ نمودار ہو جاتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے راستباز کی کامیابی مخالفوں کی سفاہت اور جہالت پر مُہر کر دیتی ہے کہ وہ جسقدر اعتراض کرتے تھے اپنی نادانی سے کرتے تھے۔

میں یہ بار بار لکھ چکا ہوں کہ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں دنیا انکو کم پہچانتی ہے بجز ان لوگوں کے جو دیکھنے کی آنکھیں رکھتے ہیں ان کو دوسرے دیکھ ہی نہیں سکتے کیونکہ وہ تو انہیں ہی ایک کھاتا پیتا حوائج کے بشری رکھنے والے انسان ہوتے ہیں اور یہ بات کہ میرے نوشتے باقی رہیں گے میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آنے والے لوگوں کے دو طبقہ ہوتے ہیں ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ایک وہ جو احیاء شریعت کے لئے آتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح پر ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل شریعت لے کر آئے جو نبوت کے خاتم تھے اس لئے زمانہ کی استعدادوں اور قابلیتوں نے ختم نبوت کر دیا تھا۔ پس حضور علیہ السلام کے بعد ہم کسی دوسرے شریعت کے آنے کے قائل ہرگز نہیں ہاں جیسے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

مثیل موسیٰ تھے اسی طرح آپ کے سلسلہ کا خاتم جو خاتم الخلفاء یعنے مسیح موعود ہے ضروری تھا کہ مسیح علیہ السلام کی طرح آتا پس میں وہی خاتم الخلفاء اور مسیح موعود ہوں۔ جیسے مسیح کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ شریعت موسوی کے احیاء کے لئے آئے تھے میں کوئی جدید شریعت لے کر نہیں آیا اور میرا دل ہرگز نہیں مان سکتا کہ قرآن شریف کے بعد اب کوئی اور شریعت آ سکتی ہے کیونکہ وہ کامل شریعت اور خاتم الکتب ہے اُسی طرح خدا تعالےٰ نے مجھے شریعت محمدی کے احیاء کے لئے اس صدی میں خاتم الخلفاء کے نام سے مبعوث فرمایا ہے۔

میرے الہامات جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے ہوتے ہیں اور جو ہمیشہ لاکھوں انسانوں میں شائع کئے جاتے ہیں، اور چھاپے جاتے ہیں اور ضائع نہیں کئے جاتے۔ وہ ضائع نہ ہوں گے اور وہ قائم رہیں گے۔

سوال۔ آپ کی رائے میں مذہب کے پھیلانے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب۔ میرے نزدیک اشاعت مذہب کا بہترین طریق یہی ہے کہ وہ مذہب اپنی خوبیوں اور حسن کی وجہ سے خود ہی اندر چلا جاوے اور اس کے لئے بیرونی کوشش کرنی نہ پڑے۔ مثلاً بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اپنی روشنی کی وجہ سے خود بخود نظر آتی ہیں جیسے سورج چاند۔ ستارے وغیرہ اور ایک وہ چیزیں ہیں جو ان روشنیوں کے بغیر نظر ہی نہیں آ سکتی ہیں مثلاً چھوٹے چھوٹے ذرّات وغیرہ کو ہم نہیں دیکھ سکتے جب تک روشنی نہ آوے۔ پس سچا مذہب اپنی روشنی اور حقانیت وصداقت کے نور سے خود بخود شناخت ہو کر روحوں میں اُترتا جاتا ہے اور دلوں کو اپنی طرف کھینچتا جاتا ہے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ **تعلیم ایک بڑا نشان ہے** جس مذہب کے ساتھ تعلیم کا نشان نہیں ہوتا اس کے دوسرے نشان کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ آسمانی تعلیم اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے وہ انسانی طریقوں سے بالاتر ہوتی ہے ایک انسان جب بکلی مر جاوے اور گندی زندگی سے نکل آوے اس وقت وہ خدا میں زندگی پاتا ہے اور سچے مذہب کا نشان محسوس کرتا ہے۔ مگر خدا کے فضل کے سوا یہ کس کا کام ہے کہ گندی زندگی سے مر کر نئی زندگی پاوے۔ یہ اس خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے جس نے دنیا کو زندگی بخشی ہے وہ جس انسان کو مبعوث کرتا ہے پہلے اس کو یہ زندگی عطا کرتا ہے وہ بظاہر دنیا میں ہوتا ہے اور دنیا کے لوگوں سے ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اس دنیا کا انسان نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے ہوتا ہے پھر خدا تعالیٰ اس کے مناسب حال تعلیم اُسکو دیتا ہے جس کو اسی مناسبت کے لوگ سیکھتے ہیں۔ اس میں گند۔ نفس پرستی ظلم اور شہوانی خواہشات کو پورا نہیں کیا جاتا بلکہ وہ پاک باتیں ہوتی ہیں جو انسان پر ایک موت وارد کر کے اسکو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہیں جس سے اس کو گناہ سوز فطرت مل جاتی ہے وہ ہر ایک قسم کی ناپاکی اور گند سے نفرت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ میں زندگی بسر کرنے میں راحت اور لذت پاتا ہے پس میرے نزدیک سچا مذہب اپنی اشاعت کا آپ ہی کفیل ہے اس کے لئے کسی خارجی کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اسکی صداقت کے اظہار کا ذریعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے اسے لیکر آتے ہیں۔ مقابلہ کے وقت انکو غلبہ ملتا ہے۔ جو بطور نشان کے ہوتا ہے اُنکی آمد اسوقت ہوتی ہے جب دنیا حق اور نور کے لئے بھوکی پیاسی ہوتی ہے غرض عمدہ تعلیم اور کامل نمونہ جو اس تعلیم کی عمدگی کا زندہ ثبوت ہوتا ہے وہی اشاعت کا بہترین طریق ہے۔

سوال۔ ہم آپ کو بہت تکلیف دینا نہیں چاہتے یہ روحانی زندگی کس طرح مل سکتی ہے۔

جواب۔ خدا کے فضل سے۔

سوال۔ ہمیں کچھ کہنا چاہیئے کہ روحانی زندگی ہمکو مل جاوے۔

جواب۔ ہاں دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی نیک صحبت میں رہنا چاہیئے۔ سب تعصبوں کو چھوڑ کر گویا دنیا سے الگ ہو جاوے جیسے جہاں طاعون پڑی ہوئی ہو اور کوئی شخص وہاں سے الگ نہیں ہوتا ہے تو وہ خطرہ کی حالت میں ہے اسی طرح جو شخص اپنی حالت کو بدل نہیں ڈالتا اور اپنی زمین میں تبدیلی نہیں کرتا اور الگ ہو کر نہیں سوچتا کہ کس طرح پاک زندگی پاؤں اور خدا سے دعا نہیں مانگتا وہ خطرہ کی حالت میں ہے۔

دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی یہ دعا ایک ایسی شے ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے۔ اس راہ میں قدم رکھنا ہی مشکل ہے لیکن جو قدم رکھتا ہے پھر دعا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ ان مشکلات کو آسان اور سہل کر دیتا ہے دعا کا ایک ایسا باریک مضمون ہے کہ اس کا ادا کرنا ہی بہت ہی مشکل ہے جب تک خود انسان دعا اور اس کی کیفیتوں کا تجربہ کار نہ ہو وہ اسکو بیان نہیں کر سکتا۔ غرض جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اور ہی انسان ہو جاتا ہے اس کی روحانی کدورتیں دور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے اور ہر قسم کے تعصب اور ریاکاری سے الگ ہو کر وہ تمام مشکلات کو جو اس کی راہ میں پیدا ہوں برداشت کر لیتا ہے خدا کے لئے ان سختیوں کو جو دوسرے

برداشت نہیں کرنے اور نہیں کرسکتی صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ راضی ہوجاوے برداشت کرتا ہے تب خدا تعالیٰ جو رحمٰن رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اس پر نظر کرتا ہے اور اس کی ساری کلفتوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے۔

زبان سے دعویٰ کرنا کہ میں نجات پاگیا ہوں یا خدا تعالیٰ سے قوی رشتہ پیدا ہوگیا ہے آسان ہے لیکن خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ وہ کہاں تک ان تمام باتوں سے الگ ہوگیا ہے جن سے الگ ہونا ضروری ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے وہ پالیتا ہے سچے دل سے قدم رکھنے والے کامیاب ہوجاتے ہیں اور منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہیں جب انسان کچھ دین کا اور کچھ دنیا کا ہوتا ہے آخرکار دین سے الگ ہوکر دنیا ہی کا ہوجاتا ہے۔

اگر انسان ربانی نظر سے مذہب کو تلاش کرے تو تفرقہ کا فیصلہ بہت جلد ہوجاوے۔ مگر نہیں یہاں مقصود اور غرض یہ ہوتی ہے کہ میری بات رہ جاوے۔ دو آدمی اگر بات کرتے ہیں تو ہر ایک انھیں سے یہی چاہتا ہے کہ دوسرے کو گراوے اس وقت تو چیونٹی کیطرح تعصب۔ ہٹ دھرمی اور ضد کی بلائیں لگی ہوئی ہیں۔ غرض میں آپ کو کہاں تک سمجھاؤں بات بہت باریک ہے اور دنیا اس سے بے خبر ہے اور یہ صرف خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

میرا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا جسکو ہم دکھانا چاہتے ہیں وہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور دنیا اس سے غافل ہے اس نے مجھ پر اپنا جلوہ دکھایا ہے جو دیکھنے کی آنکھ رکھتا ہو دیکھے

دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو خدا کو مانتے ہیں اور دوسرے وہ جو نہیں مانتے اور دہریہ کہلاتے ہیں۔ جو مانتے ہیں انہیں بھی دہریت کی ایک رگ ہے کیونکہ اگر وہ خدا کو کامل یقین کے ساتھ مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس قدر فسق و فجور اور بے حیائی میں ترقی ہو رہی ہے۔ ایک انسان کو مثلاً سنکھیا یا سٹرکینا دیا جاوے جبکہ اس کو اسبات کا علم ہے کہ یہ زہر قاتل ہے تو وہ اس کو کبھی نہیں کھائے گا خواہ اس کے ساتھ تم اسے کسقدر ہی لالچ روپیہ کا دو۔ اسلیئے کہ اس کو اسبات کا یقین ہے کہ میں نے اسکو کھایا اور ہلاک ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے اور پھر بھی اس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ زنا کرتے ہیں۔ دکھ دینے کو طیار ہوجاتے ہیں بارہ بارہ آنہ یا ایک روپیہ کے زیور پر معصوم بچوں کو مار ڈالتے ہیں۔ اسقدر بے باکی اور شرارت و شوخی کا پیدا ہونا سچے علم اور پورے یقین کے بعد تو ممکن نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کو یہ ہرگز معلوم نہیں کہ یہ بدی کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا یا سٹرکینا کے زہر سے بھی بڑھ کر ہے اگر انکا ایمان اس بات پر ہوتا کہ خدا ہے اور وہ بدی سے ناراض ہوتا ہے اور اسکی پاداش میں سخت سزا ملتی ہے تو گناہ سے بیزاری ظاہر کرتے اور بدیوں سے ہٹ جاتے۔

لیکن چونکہ گناہ کی زندگی عام ہوتی جاتی ہے اور بدی اور فسق و فجور سے نفرت کی بجائے محبت بڑھتی جاتی ہے اس لیئے میں یہی کہوں گا اور یہی سچ ہے کہ آجکل دہریت پھیلا ہوا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک گروہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا ہے مگر مانتا نہیں اور دوسرا گروہ صاف انکار کرتا ہے۔ حقیقت میں دونوں ملے ہوئے ہیں۔

اسلیئے میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اسکی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے اسپر موت وارد ہوکر ایک نئی زندگی اسکو ملے گناہ سے لذت پانے کی بجائے اسکے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جسکی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہونچا وے اور یہ فطرت انہیں پیدا کرے ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کرسکتے یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانیسے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملایکہ کا مسجود ہوتا ہے نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تیرہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دئے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ اسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دیکر مامور فرماتا ہے اس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اسکو ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہوجاتا اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا۔ کوئی گالی نہیں جو ہمکو نہیں دیگئی کوئی صورت ایذارسانی کی نہیں جو ہمارے لیئے نہیں نکالی گئی مگر ہم ان ساری بدزبانیوں کو سنتے ہیں اور ان ساری تکلیفوں کے برداشت کرنیکو ہر وقت آمادہ ہیں خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ بناوٹ سے نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ سنیں کیونکہ جس مسند پر ہمیں بٹھایا گیا ہے اسپر بیٹھنے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔

الباطل کی بڑی قسم مذہب عیسوی کا بُرا انجام

یا

عبد اللہ کوئلم کا مضمون

"فلاسفی مذہب میں"

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ

شاید اس بات کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس پر جوش یورپین مسلمان کی بابت ہم بڑے بڑے موٹے اور پُرزینت الفاظ میں کچھ کہیں کہ وہ الحق کی روح سے قوت پاکر اس وقت کیا کچھ کر رہا ہے۔ کیونکہ بہت ہی تھوڑے ایسے تعلیم یافتہ مسلمان ہوں گے جو اس سعادت مند کے حال اور اس کی کار روائیوں سے ناواقف ہیں۔ آج ہم اس جوانمرد باہمت کے ماہواری رسالہ "اسلامک ورلڈ" سے اس کے ایک بڑے طویل مضمون کے ایک حصہ کا ترجمہ ناظرین کے پیش کرتے ہیں جو انھوں نے لورپول کے اسلامی مجمع میں پڑھا تھا۔ اس مضمون کی بزرگ شان اس کی پُرجوش ادا اور معانی کی قوت و صداقت کی نسبت تعریف نہ کرسکنے کا اعتراف کرنا درحقیقت اس کی بڑی تعریف کرنا ہے۔ جو جوش صادقین سابقین کو مذہب حق کے آغاز ظہور و شیوع میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملتا رہا ہے عبد اللہ کوئلم اس سے محروم نہیں رہا۔ یہ عزم اب اکیلا نہیں بلکہ مخلصین کی ایک جماعت انکے ساتھ ہوگئی ہے۔ اور اسے دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔

ہم اصل مضمون کو شروع کرنے سے پہلے کسی قدر نصرانیت کی بدقسمتی پر لکھنا چاہتے ہیں۔ درحقیقت عیسائی مذہب کے لئے سخت زار نالی اور نوحہ کرنے کا مقام ہے کہ اس کے لئے اسکی بغل ہی سے خون آشام دشمن پیدا ہوگئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب سے یورپ میں علوم کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ اسی وقت سے عیسویت کے بخت پر نحوست طاری ہونی شروع ہوئی ہے۔ بڑے بڑے فلسفہ دانوں نے زبردست فلسفہ اور علوم حقہ کے زور بازو سے اس مخالف عقل اور دشمن فطرت صحیحہ مذہب کو گرانے کی کوشش کی۔ مگر وہ الٰہی ہتھیار اور آسمانی حربہ اُن کے پاس نہ تھا جو اب اسلام کے سلاح خانہ سے نومسلم یورپین کو ملا ہے۔ ایک عقلمند کے دل میں بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنی دراز صدیوں سے جس مذہب کی جڑ اس زمین میں مضبوط لگی ہوئی چلی آتی ہے۔ آج اس زمانہ میں اُسے زلزلہ پر زلزلہ آنے لگا ہے۔ سو یہ بات گذشتہ قوموں کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے بہت صاف ہوجاتی ہے۔ جس زمانہ میں عیسائی مذہب یورپ میں داخل کیا گیا ہے۔ یورپ کی تمام قومیں انسانیت اور تمدن کی برکتوں سے محروم اور جہالت اور بدتہذیبی کے لازمی نتائج اشیائے مادیہ کی پرستش میں مبتلا تھیں۔ ایسے وقت میں اُن کے سامنے عیسائی مذہب پیش کیا گیا۔ اسے نعم البدل کہو یا بئس البدل جو کچھ کہو مگر اس میں شک نہیں کہ ایک اور بھیس میں اُن کی بُت پرستی کے بعض اقسام کا پورا ہمرنگ اور قائم مقام تھا۔ ایک ایسی مذہب کو جو درحقیقت مذہبی حیثیت کی کوئی بھی رنگ و بو اپنے اندر نہ رکھتا تھا جس میں امر و نہی اور اعمال و فرائض کا کوئی بھی بالبداہت سوچ میں ڈالنے والا اور نزد و بخش قانون نہ تھا۔ ایسے خدائی اعتقاد کو جو اپنے سچے نتیجہ میں دہریت کا حقیقی ہمشکل تھا۔ ایسی قوم یا قوموں کی آنکھ میں مزین و مقبول بنا دینا جو اس قسم کے معتقدات میں پہلے گرفتار اور اسپر فریفتہ تھیں کوئی بڑا بھاری کام نہ تھا۔ روسیوں میں جب ایک زمانہ میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ انھیں مذاہب عالم میں سے ایک مشہور مذہب انتخاب کرکے بطور شاہی مذہب کے اختیار کرنا چاہیئے۔ شاہ روس کی طرف سے چیدہ لوگ مکہ معظمہ میں مذہب اسلام کی تحقیقات کے لئے آئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ دن بھر میں پانچ وقت نماز کے لئے بڑی تاکید اور تشدد سے بلایا جاتا ہے اور بے نماز کی سزا دہی کے لئے مسجد حرام میں ایک ہیبت ناک درّہ رکھا رہتا ہے۔ غرض اصول پنجگانہ اسلام کے سوا انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مذہب اسلام کس طرح انسان کے ہر ایک عضو کو ایک خاص ڈیوٹی تفویض کرتا ہے اور یہ مذہب کس قدر فواحش اور منکرات کا دشمن اور بیجا اور نامعقول آزادی کا مخالف اور بیحیائی اور بیغیرتی کی تمام قسموں کا جو بت پرستی کا اصل خاصہ ہوتی ہیں نہایت ہی مہلک عدو ہے۔ اس نتیجہ پر پہونچنے سے روسی مسافر جو بیقیدی کے دلدادہ اور آزادی کے اسیر تھے بہت گھبرائے اور یہاں سے ملول ہوکر قسطنطنیہ میں جو ان دنوں گریک چرچ کا بڑا بھاری مرکز و ماویٰ تھا آئے۔ وہاں جو کچھ تھا اس کی نسبت زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بہت ہی خفیف تغیر کے ساتھ بلکہ موبمو وہی کلیسیائی ہیئت اس زمانہ تک موجود ہے۔ غرض وہاں کچھ ہی تھا اور وہی تھا جس سے آج نامی عقلا تنفر کے ساتھ کنارہ کر رہے ہیں۔ مگر اُن سفیروں کو وہ طریقہ پسند آگیا اور یوں وہ شرک عظیم بدقسمت روسیوں کے حصہ میں آیا۔

اب تعجب اور نہایت تعجب کی یہ بات ہے اور ہر ایک منصف مزاج شخص کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنی چاہیئے کہ اسلام جہاں جہاں گیا اور جاتا ہے۔ وہاں پہلی عیسویت یہودیت برہمیت بت پرستی اور مجوسیت کے عقائد و مذہب پوری قوت اور عظمت میں تھے اس آسمانی پہلوان نے بڑی قوت و شجاعت سے اُن غیر مستحق غاصبوں کا مقابلہ کیا اور اُن کے مکروہ وجود سے اُن میدانوں کو پاک و صاف کیا۔ عیسائیوں کی بستیوں کی بستیاں بڑھ بڑھ کر اس عزیز مہمان کے استقبال کو آئیں اور شہروں کے شہر تثلیث اور کفارہ سے بیزار ہوکر ابو الانبیاء ابراہیم حنیف (علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام) کی ملت مذہب اسلام کے پیرو بن گئے۔ افریقہ میں اسلام اور عیسویت کا جو دنگل برسوں سے لگ رہا ہے۔ اور جس میں بالآخر ہر موقعہ پر اسلام کی جیت رہتی ہے۔ اس سے کون واقف نہیں ہے۔

ابھی تھوڑے دن کا ذکر ہے مشرقی افریقہ میں ایک بڑا شہر جس میں ۱۴ ہزار کی آبادی تھی سب کا سب مشرف باسلام ہوا۔ ریورنڈ باسورتھ د محمڈ اینڈ محمڈنزم میں اپنی قوم کی آگے با دل بریاں اور چشم گریاں شکایت کرتے ہیں کہ افریقہ میں ۱۵ ہزار آدمیوں کی ایک بستی جو برسوں کی جان توڑ محنت اور کروڑوں روپیوں کی لاگت سے عیسائی کی گئی تھی۔ مسلمان مشنریوں نے جن کے ہاتھ میں سوائے قرآن کے اور کچھ نہ تھا۔ پانچ برس میں اُس کو مسلمان کر لیا۔ صاحب موصوف جہاں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی کامیابی کے وجوہ و اسباب پر بحث کرتے ہیں۔ وہاں منجملہ اور اسباب کے نہایت قابل غور سبب عیسائیت کی شکست کا بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جہاں جہاں عیسائی مذہب پھیلا وہاں زنا شراب خواری قمار بازی اور کئی ایک رذالتیں اُس کے ساتھ ساتھ پھیلیں۔ ایک محقق لکھتا ہے کہ پرتگیزوں نے پانسو سال کی راہ و رسم اور اختلاط میں مشرقی افریقہ کے حبشیوں کو سوائے شراب کشی کے عجیب عجیب طریقوں کے اور کچھ نہیں سکھایا۔ برخلاف اسکے انھی لوگوں میں سے جب افراد یا قومیں مسلمان ہوئیں اُن میں اعتدال پرہیزگاری خدا ترسی اور ہر قسم کی اخلاقی فضیلتیں پیدا ہوگئیں۔

فی الحقیقت باسورتھ صاحب کی یہ وجہ بہت موجہ اور مستند ہے یوروپ کو جانے دو جو ان رذائل کا زاد بوم اور مربی ہے۔ اسی ملک ہند پر نگاہ دوڑا کر دیکھلو اس کفارہ کے کھلے بندوں آزاد کر دینے والے مسئلہ پر ایمان لانے والی قوم کی عنایت سے ان خانہ برانداز وباؤں کو کسقدر روز افزوں ترقی ہے۔

سچ پوچھو تو جہاں عیسویت کو شکست ہوئی ہے انھی عیوب اور قباحتوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آجکل یورپ میں بھی ان زہرہ گداز بدکاریوں سے تنگ آکر اور عیسویت کو اُنکے انسداد سے عاجز یا خاموش یا ناقابل دیکھکر اکثر صحیح الفطرت محققین کو جو شوق پیدا ہوا کہ کسی ایسے تریاق کو ڈھونڈیں جو ان زہروں کے لئے کافی ہو تو انھیں تقویٰ اللہ کے حامی صفات کاملہ باری کی اشاعت کرنے والے مذہب اسلام کے سوا کوئی کارگر آلہ نظر نہ آیا۔ چنانچہ جو شخص محمد رسل ویب کے ماہواری برگزیدہ اخبار مسلم ورلڈ اور عبد اللہ کوئلم کے ماہوار رسالے اسلامک ورلڈ اور اُن کے ہفتہ وار پرچے کریسنٹ کا مطالعہ کرتا ہے وہ بڑی مسرت سے ان پرچوں میں دیکھتا ہے کہ اُن کی کوششیں کن وجوہ سے اور کیونکر سرسبزی اور کامیابی کی اُمید دلا رہی ہیں۔

الغرض عیسویت کے حامیوں کے لئے سخت ماتم اور شیون کرنے کی جگہ ہے۔ کہ ایسے زمانہ میں اسی کے بیٹوں میں سے اس کے مہلک اعدا نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

حالانکہ اس وقت جب کہ علوم جدیدہ کا آفتاب سمت الراس پر پہنچ گیا تھا۔ اور مذہبی علما نے بڑی بڑی ضخیم کتابیں مذہب اور عقل اور سائنس کے درمیان تطبیق و توفیق دینے میں لکھیں۔ موقعہ تھا کہ اگر اس کلیسیائی مخترع مذہب میں کوئی صداقت ہوتی یا اس میں علوم کے مقابلہ کا کوئی زور ہوتا تو ان شاندار ایام میں اسے یہ بُرے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے اس سے بڑھکر اس مذہب کی بدقسمتی کیا ہوسکتی ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ علم و عقل کی مقتدر ملکہ غیر متزلزل کوہ وقار تخت پر جلوس فرما رہی ہے اس بداختر کو دربار سلطانی سے دھکے مل رہے ہیں تعجب کی بات تو یہ ہے کہ پادری صاحبان تو فلسفہ اور مذہب میں تطبیق دینے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اور فلاسفہ اور سائنس کے ماہرین عیسویت سے بہزار جان بیزار ہو رہے ہیں۔ اصلی اور سچی بات یہی ہے۔ کہ جس مذہب کی بنا قانون قدرت کے سچے اصولوں اور انسانی فطرت کے صحیح اور حقیقی میلانوں کی مضبوط چٹان پر نہ ہو وہ ان دنوں میں قائم رہ ہی نہیں سکتا۔ اور عیسویت اس کے سخت برخلاف ہے سو اب اس کے لئے مقدر ہوچکا ہے کہ اس کو ضعف نصیب ہو طامس پین اپنی سرگذشت میں جہاں بیان کرتا ہے کہ وہ

کیونکہ آٹھ برس کی عمر میں جب کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ اتوار کے دن گرجے میں گیا۔ واعظ کے منہ سے خدا کے اپنا اکلوتا بیٹا پھانسی چڑھا دینے کی خوفناک نظیر کو سنکر اس مذہب کے اصولوں سے متنفر ہوگیا۔ جس میں اسکے اپنے باپ دادا چلے آتے تھے ایک عجیب آب زر سے لکھنے کے قابل فقرہ نکلتا ہے۔ کہ وہ مذہب ہرگز سچا اور خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا جس کے اصول کے سننے سے سادہ مزاج معصوم بچہ بھی تھرا اٹھے اب غیور لم یلد ولم یولد خداوند تعالیٰ شانہ کی مرضی ہے کہ توحید کی جڑ دنیا میں لگے۔ اور شرک و تثلیث کو ذلت اور رسوائی نصیب ہو۔ اس نے سخت مہلک اور کاری حربہ یعنی مسیح موعود کو بھی آسمان سے نازل کردیا ہے جس کے نفخ صور سے بہت جلد وہ وقت آتا ہے کہ دجال کے ہلاک کیے ہوئے مردے لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے قبروں سے جی اٹھیں گے۔ اب ہم کوئلم صاحب کے مضمون کا ترجمہ شروع کرتے ہیں۔

"فلاسفی مذہب میں"

اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو نہ جنتا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا ہے۔ مگر عیسویت پرستش کے لئے ایسے معبود کو پیش کرتی ہے جو صاحب اولاد ہے۔ یعنی اس کا ایک بیٹا ہے۔ لیکن یہ اضطراب انگیز مسئلہ یہیں تک نہیں ٹھیرتا بلکہ اس گورکھ دھندے کی اور بھی لاحل کڑیاں ہیں۔ چنانچہ اسی پر بس نہیں کی گئی کہ خدا کو ایک بچہ دیا گیا ہے۔ بلکہ ایک قسم کا پوتا (روح القدس) بھی اسکی نذر کیا گیا ہے جس کا تولد باپ اور بیٹے سے ہوا ہے مگر یہی معاملہ یہیں تک ختم نہیں ہوتا اس سے آگے اس بات کے ماننے کے لیے زور دیا گیا ہے "اس لیئے کہ جو ایمان نہ لاوے اسپر فتویٰ لگ چکا" یوحنا باب ۳ - آیت ۱۸ - پہلے تو ہوا باپ پھر بیٹا۔ اور سب سے پیچھے روح القدس جو باقاعدہ طور پر ایک دونوں سے برآمد ہوے۔ اب ایک شخص منطقی طور پر اس بات کو خیال کرسکتا ہے کہ باپ بیٹے سے ضرور بڑا ہوگا۔ اور بیٹا روح کی نسبت زیادہ سال خوردہ ہونا چاہیئے بات تو درست ہے مگر عیسویت اس کے مخالف ہے۔ عیسویت کا یہ اعتقاد ہے کہ تینوں کی ہستی ایک ہی وقت سے شروع ہوئی باپ بھی ازلی ابدی۔ بیٹا بھی ازلی ابدی۔ روح بھی ازلی ابدی۔ یعنی بیٹے کا وجود بھی اسی وقت جلوہ افروز ہوا جب والد صاحب کے نشو و نما کا آغاز ہوا اور پوتا جی (مخفی روح) بھی ان بزرگوں کی دوش بدوش ہی بزم ہستی کے رونق افروز ہوے۔

میں خود بھی باپ ہوں۔ اور بہت سے والدین سے مجھے سابقہ بھی ہے مگر ایسا کوئی بچہ بھی اب تک میں نے نہیں دیکھا جو اپنے والدین کا ہمسن و ہمعصر ہو۔ رہی روح سو وہ ایسی راز سربستہ کی ہمکنار مخلوق ہے کہ میری استطاعت میں نہیں کہ اسکی نسبت کچھ کہہ سکوں اسلئے کہ باپ میں نے دیکھے ہیں اور بچوں کو میں جانتا ہوں مگر روحوں سے اب تک میری واقفیت نہیں ہوئی یہ اعجوبہ روح تو گرگٹ سے بھی چار قدم آگے ہے۔ کیونکہ وہ جانور تو صرف رنگ ہی بدل سکتا ہے مگر یہ بھوت تو جب وقت چاہے اپنی ساری ہیئت ہی بدل لیتا ہے کبھی اس کا ظہور کبوتر کی شکل میں ہوا۔ اور دوسرے وقت آتشیں زبان کی صورت میں (خواہ وہ کچھ ہی ہو) اس نے جھلک دکھائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہابہ کی قسم کی کوئی چیز ہے جو نہ تو کسی کے ہاتھ آتا ہے اور نہ کسی کی تحقیق میں آیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ ایسا خیال نہ کریں گے کہ میں اس مضمون کو ناروا ہزل کی صورت میں بیان کررہا ہوں۔ فی الحقیقت میرا ایسا خیال یا منشا نہیں۔ بلکہ میں اپنی مقدور بھر بڑی صفائی سے اور واقفیت سے عیسویت کے اس خیال کو جو خدا کی نسبت ہی بیان کرنے کی کوشش کررہا ہوں۔ اب اگر آپ لوگوں کو یہ مضحکہ اور لغو مضمون معلوم ہو تو میری اس میں کیا پیش جا سکتی ہے کیونکہ میں اس مجمع اضداد اصول کا بانی نہیں ہوں۔ میں تو صرف اس کا شارح ہوں۔ چھٹی صدی تک عیسائی علما اسپر بالکل اتفاق رکھتے تھے۔ کہ یہ ناقابل فہم لغویات کا مجموعہ حق اور صدق ہے اور اس لئے جو شخص اسپر ایمان نہ لاتا اسے عیسویت کی لازم حال فراخ حوصلگی کی راہ سے ابدی جہنمی قرار دیتے پہلے زمانہ کے اسقف مسیحیت کی کامل رعایت سے جو ان کا امتیازی خاصہ تھا اس بے مثل سبق اور بے نظیر مضمون کو سینٹ اتھانیسیس کی ایجاد مانتے تھے۔ جو اس تاریخ سے تین سو برس پہلے مرچکا تھا شاید اس سینٹ کی طرف اس کے منسوب کرنیکی وجہ انکی سادگی ایمان ہو۔ یا انھیں شرم آتی تھی کہ اس اعجوبہ تحریر کے بانی وہ اپنے تئیں قرار دیں۔ مگر اس تحریر کو سینٹ اتھانیسیس کا وہی تعلق ہو سکتا ہے جو کرسٹوفر کولمبس کا ممکن ہے۔

دسویں صدی میں عام لاطینی عیسائی اس عقیدہ کو اپنا دین و ایمان سمجھتے تھے۔ اور اس بڑے انقلاب

و اصلاح کے زمانہ میں پروٹسٹنٹوں نے بھی اسے تعلیم کیا اور آج انگلستانی گرجے کی تمام دعاؤں کی کتاب میں سے بڑا اعلیٰ رتبہ اور مقام حاصل ہے۔ اس کتاب کا ایک مقدمہ اور دو مقامے ہیں جن کے ساتھ ثبوت اور استنباطات اور نتائج بھی ملحق ہیں۔ مقدمہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی نجات کا خواستگار ہے اس کے لئے عالمگیر مذہب (یعنی عیسویت) اختیار کرنا ضروری ہے جس کے تمام و کمال اور بے عیب طور پر اختیار کئے بغیر کوئی شخص بھی ابدی ہلاکت سے بچ نہ سکے گا۔ پھر پہلے مقامہ میں لکھا ہے " عالمگیر مذہب یہ ہے کہ ہم ایک خدا کو تثلیث میں اور تثلیث کو توحید میں مانیں۔ اس طرح پر کہ نہ تو اشخاص کو باہم خلط ملط کر دیں۔ نہ انکو منقسم الاجزا تسلیم کریں کیونکہ باپ کا ایک اقنوم ہے۔ پھر بیٹے کا اور پھر روح قدس کا۔ مگر الوہیت میں باپ بیٹا اور روح تینوں ایک او شریک ہیں۔ اور ویسے ہی وہ جلال اور ابدیت میں بھی ہم پہلو ہیں" مختصراً اس مقامہ کا بقیہ یہ ہے کہ باپ بیٹا اور روح غیر مخلوق نا قابل فہم (اس صفت کا تو میں بہت جلد قائل ہونے کو تیار ہوں) ابدی اور قادر مطلق ہیں مگر باہمہ نہ تین ہیں بلکہ ایک ہیں۔ چنانچہ باپ نہ مصنوع ہے نہ مخلوق ہے نہ متولد ہوا ہے۔ بیٹا صرف باپ سے ہے مگر نہ مصنوع ہے نہ مخلوق ہے۔ بلکہ متولد ہے۔ اور روح باپ اور بیٹے دونوں سے ہے مگر نہ مصنوع ہے نہ مخلوق ہے اور نہ متولد ہے بلکہ ان سے نکلی ہے اور اس تثلیث میں کوئی ایک بھی نہ مقدم ہے نہ مؤخر نہ کوئی کسی سے بڑا نہ چھوٹا بلکہ تینوں اقنوم باہم ابدی اور مساوی ہیں۔ " جس شخص کو نجات مطلوب ہو اسے تثلیث کی نسبت ایسا خیال رکھنا چاہیئے۔" اب ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ اسقدر ہی معقول آدمی کے لئے بے ڈکار لئے چڑھا جانا کافی ہے۔ مگر یہ خوراک ابھی پوری نہیں ہے۔ بلکہ اگر کسی کو بچنا منظور ہے تو اسے نہایت ضروری ہے کہ اس لگصنوی بدمزہ دوا کو اسکی تلچھٹ تک پی جاوے۔

دوسرے مقامہ میں خدا کے مسیح کے اندر حلول کرنے کی نسبت بحث ہے یعنی نجات کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اسبات پر ایمان ہو کہ مسیح مجسم خدا ہے۔ " سچا ایمان اور اعتقاد یہ ہے کہ وہ خدا کا بیٹا خدا بشکل انسان۔ کامل خدا اور کامل انسان ہے۔ جو ذی عقل روح اور انسانی گوشت سے مرکب ہے وہ اگرچہ خدا اور آدمی دونو ہے تسپر بھی دو نہیں۔ مگر ایک ہی مسیح ہے" پھر بعد اس کے اسی طرح کے عقلمندانہ نتائج استخراج کرنے کے بعد آخر میں یہ لکھا ہے۔ " یہ ایسا اعتقاد ہے کہ جب تک اسے صدق دل سے کوئی یقین نہ کرے اس کی نجات ہو ہی نہیں سکتی۔" اب بعد اس کے کہ مذہب عیسوی کا یہ اصول بڑی صفائی اور وضاحت سے سطرح جیسے کلیسا کے مقدس بانیوں نے بیان کیا ہے۔ آپ لوگوں کے سامنے ذکر کیا گیا ہے۔ میں آپ کی معقول پسند فطرۃ سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ بغور انصاف سے دیکھے کہ کونسا مذہب عقل اور سچی فطرت کی موافق ہے۔ اسلام جس کے اصول نہایت سادے اور صاف ہیں یا عیسویت جس کے پیچ در پیچ فقرے مبہم جملے اور ناقابل حل بیانات ہیں۔

ابھی مجھے ایک اور مضمون بیان کرنا ہے جس کی طرف میں نے ایک اشارہ تک نہیں کیا۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ ہر شخص بذاتہٖ اپنے اعمال کا [illegible] اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہر شخص سے اس کے نیک و بد عمل کی بابت بازپرس ہوگی جسپر اسے ثواب یا عقاب ملیگا غرض بموجب انگریزی مثل کے ہر ٹب کو اپنے ہی پیندے پر کھڑا ہونا پڑے گا۔ مگر عیسویت تعلیم دیتی ہے کہ نجات ایمان پر موقوف ہے اور گناہ کفارۂ مسیح کے ذریعہ دور ہوتے ہیں۔ سو اس موقعہ پر بھی ہم اسے منطقی میزان میں تولتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ انسانی ہستی الٰہی مخلوق ہے۔ اور خدا نے اسے نیک و بد میں تمیز کرنے کیلئے لئے اور اک اور فہم عنایت کیا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ خود بدکردار کو اس کی بدی اور خود نیکوکار کو اسکی نیکی کی سزا جزا دی جاوے یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ مگر عیسائی متکلمین کہتے ہیں ایسا ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ تو باہم انسان کا انسان کے ساتھ معاملہ ہوسکتا ہے لیکن خدا کا یہ طریق نہیں۔ وہ اپنے عجائبات نہایت مخفی طریقوں سے دکھاتا اور اس کی کارروائیاں عقل میں آ نہیں سکتیں"۔ نیک اعمال۔ پاک خیالات۔ فیاضانہ افعال یہ سب بغیر ایمان کے لاحاصل ہیں۔ " تمھاری راستبازی گندے ناپاک چیتھڑوں سے زیادہ نہیں" تمھیں ایمان رکھنا چاہیئے۔ مگر ایمان بھی بہت بڑا ایمان ہونا چاہیئے جو پہاڑوں کو جگہ سے ہلا دے چونکہ ہمیں دو ہی چیزیں ایسی نظر آتی ہیں جنسے پہاڑ ہل جاتے ہیں۔ آتش افشاں صدمہ یا زلزلہ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ جس ایمان کی ایک عیسائی کو ضرورت ہے وہ بڑا ہی تند و تیز ہونا چاہیئے اور اس ایمان کی جو تمھیں رکھنا ہے یہ خاصیت اور حیثیت ہونی چاہیئے کہ وہ نہ صرف تثلیث کے ایسے مخبط کر ڈالنے والے مسئلہ پر یقین رکھے جسکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں بلکہ اس پر بھی

پختہ وثوق رکھے۔ کہ مسیح کے ہی لہو سے روح کی نجات ہوسکتی ہے بلفظ دیگر مجھیں یہ ماننا ضروری ہے کہ عیسائیوں کا خدا ایک ہی وقت میں بڑا بھاری بھوت۔ ضعیف متلون مزاج محدود طاقت کا مخلوق ہے۔ شاید کوئی مجھپر الزام لگائے کہ میں بڑے سخت زبان استعمال کررہا ہوں۔ مگر جو غور کرو تو اس کیفیت کے واقعات کے متعلق ابھی یہ کچھ بھی سخت زبانی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان عیسوی اصول کو ناقابل تبدیل منطقی اصولوں سے جانچوں۔

مغلوب الغضب "پرجوش خدا" جو ہر روز شریر پر ناراض ہوتا ہے تمام انسانوں کو جنہیں خود اُس نے پیدا کیا ہے۔ ابدی سزا کا فتوی دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلتے رہیں۔ اس کی نسبت تو میں کہتا ہوں کہ یہ کام خدا کا کام نہیں یہ تو بھوت کا کام ہے۔ مگر بھوت کو اس خطرناک ارادہ سے باز رکھنے کے لئے اُس کا ایک بیٹا جو باپ کے ساتھ ابدی اور ہم سن ہے۔ اُس کے حضور میں بے بس انسانوں کا شفیع ہوتا ہے۔ مگر وہ بجز ایک شرط کے اپنے ارادہ سے باز نہیں آنا چاہتا۔ کہ تو جو میرا بیٹا ابدی ہے تو انسان بن اور مارا جا۔ جب میں جو تیرا مساوی ابدی متحد اور مثلث بھوت ہوں خوش ہوں گا۔ بیٹا جواب میں کہتا ہے بہت اچھا منظور۔ اس کے بعد وہ نکلتا اور بچہ بنتا ہے جو دایہ کی گود میں روتا چلاتا بلبلاتا اور پسورتا تھا" وہ اصطبل کے درمیان ایک غیر معروف گاؤں اور چھوٹی سی سلطنت میں پیدا ہوتا ہے۔ بڑھتا اور سن بلوغ کو پہونچتا ہے۔ اور تب اپنی بیجا بیوقوفی کے معاملہ سے پشیمان ہوکر بہوت سے گڑگڑا کر التجا کرتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو وہ پیالہ اُس سے ہٹالے مگر نمبر اول بھوت انکار کرتا ہے اور دوسرا خدا فدیہ ہو جاتا ہے۔ یوں بھوت کی ذری تسکین ہو جاتی ہے۔ مگر اس فدیہ کے پورے ہونے کے بعد نجات کو اس شرط سے وابستہ کرتا ہے۔ کہ تم نجات بخش خون سے فیض حاصل کرنے سے پیشتر ضرور ہے کہ اس لغویات اور اباطیل کی ساری داستان پر پختہ اعتقاد کرو۔ فی الحقیقت ایسا معبود بھوت ہی نہیں بلکہ ضعیف متغیر المزاج مخلوق ہے جو قابل تعظیم و عبادت تو کیا بلکہ نفرت و حقارت اور رد کردینے کی چیز ہے۔ لیکن با ایںہمہ پاگل خانوں سے باہر ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو ایسی فضول اور لچر بات پر اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کی سمجھ میں نہیں آسکتا کہ کیونکر تعلیم یافتہ انگریز اسلام کو جو غیر قوموں کا مذہب ہے اختیار کرسکتے ہیں"

میں پھر آپ لوگوں سے جو بفضل خدا عقیل اور فہیم ہیں پوچھتا ہوں کیا ایسا مذہب منطق کے موافق ہوسکتا ہے ؟۔ اسلام کی یہ تعلیم کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا "۔ فلاسفی۔ رحم۔ انصاف اور عقل کے ساتھ بہت زیادہ قریب ہے۔

میرا خیال ہے کہ عیسائی بھی اس بات کو تسلیم کریں گے۔ کہ گو میں گنہگار ہوں اور میرا یقین ہے کہ میرے مسلمان ہونے کو تو وہ میرے حق میں ایک عظیم الشان گناہ سمجھتے ہوں گے۔ اس پر طرہ یہ کہ میں دوسروں کو چاہتا ہوں کہ میرے نقش قدم پہ چلیں اور عیسویت سے دست بردار ہوں مگر با ایںہمہ وہ ضرور اس امر کو تسلیم کریں گے کہ میں بھی منجملہ مخلوق الٰہی کے ایک مخلوق ہوں جسے اسی کی مہربانی سے جامہ وجود عطا ہوا ہے۔ خدا تعالی نے مجھے مغز و فہم زینت کے لئے نہیں بلکہ برتنے کے لئے مرحمت فرمایا ہے۔ میں نے اُسے برتنے کی کوشش کی۔ سو اُس خداداد عقل نے مجھے بتایا کہ وہ بھوت نہیں ہے۔ وہ جیسا کہ عیسائی لوگ اس کی تصویر کھینچتے ہیں۔ ضعیف مخلوق نہیں۔ میں ہرگز اس بیہودہ بات پر یقین نہیں لاسکتا جسکو وہ چاہتے ہیں کہ کوشش کرکے میرے مُنہ میں ٹھونس دیں۔ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ مذہب کو ایک گولی کی طرح بناؤں اور مُنہ کھول کر مگر آنکھ بند کرکے اسے نگل جاؤں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ وہ گولی میرے اندرونی قوی کو اضطراب میں ڈالے۔ اس کے اجزا کو بخوبی دریافت کرلوں۔ مجھسے کورانہ تقلید دینی نہ بن پڑے گی۔ مجھے جب تک میری عقل جو عطیہ خداوندی ہے یقین نہ دلائے۔ کہ فلاں چیز معقول ہے۔ میں اُسے قبول نہیں کرسکتا تو پھر کیا میں ابدی سزا کا مستحق ہوں اسلئے کہ وہ عقل و فہم جو اللہ تعالی حکیم کی طرف سے مجھے عطا ہوئی ہیں وہ ایسی چیز کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ جسکو وہ محض لغو اور پوچ خیال کرتے ہیں۔ مگر جو مسیحی اعتقاد سچ ہے تو میرے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ کیونکہ جب تک ایمان نہ لاؤں۔ میں سزا سے بری نہیں ہوسکتا۔ اور چونکہ میں اسے نہیں مانتا اس لئے بالیقین مجھے سزا اُٹھانی پڑے گی۔

بس یہی ہے صاف اور غیر متبدل نتیجہ سو اب اس بنا پر میرے عیسائی دوستو تمکو خوب یاد رہے کہ تم جب تک میری تقریر سُنتے رہو گے۔ گویا ایک ملعون مستوجب سزا کے الفاظ آپ کے کان میں پڑتے رہیں گے۔ جب آپ مجھسے گفتگو کریں آپ کا خطاب ایسے شخص سے ہوگا جو اب سے ہمیشہ کی دُکھ درد میں اسیر رہے گا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا ہرگز خیال نہ کرتے ہوں گے۔ بہتیرے تم میں سے ایسے ہیں جو مجھے بچپنے سے جانتے ہیں۔ بعض میرے ہم مکتب اور ابتدائی ایام کے آشنا اور بعض ایام شباب کی دوست

اور تنا سا ہیں - میرا پختہ خیال ہے - کہ آپ ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکیں گے کہ میرے لئے ایسا خوفناک انجام اور وبال مقدر ہے - مگر اس لئے کہ آپ عیسائی ہیں - آپ پر لازم و واجب ہے کہ آپ ایسا خیال کریں - اگر آپ کا یہ خیال اور اعتقاد نہ ہو تو پھر آپ صدق دل سے عیسوی اعتقاد کے بڑے بھاری اصول کے قائل نہیں ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ شک کرنا دغابازی اور ننانوے میں پڑنا سیاہ کاری ہے " سو میرے دوستو خبردار احتیاط سے کام لو - دیکھو ایسا نہ ہو کہ تمھاری محبت اور مہربانی کو مجھسے ہمدردی پیدا ہو جائے اور میری بدقسمتی پر تمھیں ترس آ جائے - خوب غور کرو اور ٹھہر ٹھہر کر سوچو کیونکہ اگر تمھیں میرے انجام بد اور مصائب کے بارہ میں کوئی شک ہے تو پھر تم بھی خطرناک حالت میں ہو بلکہ تم بھی ابھی سے سزا کے قابل ٹھہر چکے (یوحنا باب ۳ - ۱۸) تمھارا مذہب ایسا کہتا ہے - اب یا تو تمھارا مذہب سچا ہے یا جھوٹا - اگر وہ سچا ہے - تو میرا کوئی ٹھکانا نہیں - اگر وہ جھوٹا ہے تو تم کس قسم کے لوگ ہو جو اسے اب تک مانتے رہے ہو - ؟

اب اسلام کے ہمہ رحم اور ہمہ کرم اصول سے اس کا مقابلہ کرو " اگر مجھسے کوئی قصور سرزد ہو - تو اس کا نتیجہ میری اپنی جان کو بھگتنا پڑے گا - اور اگر میں راہ راست پر قدم ماروں اور مجھسے نیکی سرزد ہو تو یہ خدا تعالیٰ کے القا اور فضل سے ہے کیونکہ وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے " (سورہ ۳۴ - ۳ السبا) " خدا کے اس رحم و فضل کو جو وہ انسانوں پر کرتا ہے کوئی روکنے والا نہیں جو اس کی مرضی کے خلاف اس سے اسکو واپس لے دے - اور وہ حکمت والا قدرت والا ہے " (سورہ - ۳۵ - الفاطر) " جو گناہ کا کام کرتا ہے - اُسے اُس کا بدلا ملیگا -

ہر جو نیکی کرتا ہے مرد ہو یا عورت اُسے جنت میں جگہ ملے گی - اور ان کے حقوق میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا "

روایت ہے کہ حضور مقدس رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) جب سخت بیمار ہوئے لوگوں نے آپ سے عرض کیا - شاید حضور اس عالم سے رحلت فرمانے والے ہیں - پھر ہمیں ارشاد فرمائیے کہ ہم کیا کریں ؟ اُس مقدس نبی نے جواب میں کہا - " تمھارے پاس کتاب (قرآن) ہے اُسے پڑھو - اور اسپر عمل کرو " - پھر اُنھوں نے عرض کیا کہ جناب کے ہوتے ہوئے بہت سے ایسے نئے واقعات پیش آئے - کہ ان میں ہمیں - حضور سے استفسار کرنا پڑا - آپ نے فرمایا " اچھا تو جو کچھ میں نے کیا ہے اُسے خوب مضبوط پکڑو - اور اس کے موافق عملدرآمد کرو " پھر انھوں نے عرض کی - اے نبی اللہ ممکن ہے آپ کے بعد ایسے واقعات نئے پیش آ جاویں جو حضور کی زندگی میں پیش نہیں آئے - پھر ہم کیا کریں - ؟ اسپر جناب نبوت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) اُٹھکر بیٹھ گئے - اور ایسی صاف و شفاف آواز سے جو خوبصورت بنسری کی آواز سے بھی کانوں کو بھلی لگتی تھی - ارشاد فرمایا - " اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر ایک کو عقل اور ادراک عنایت کیا ہے سو اگر کسی معاملہ میں اضطراب اور تردد واقع ہو تو پھر جو تمھاری عقل سلیم کہے - کہ یہ اچھا اور یہ بُرا ہے اُس پر عمل کرو - یقیناً وہ اللہ تعالیٰ ہی کی آواز ہوگی - جو تم میں اُس وقت بات کرے گی -

اب عزیز و آج رات میں بھی آپ سے یہی وصیت کرتا ہوں کہ آپ ان دونوں مذہبوں کو عقل سلیم اور ذہن مستقیم کی محک پر

دیکھنا ایسا نہ ہو - کہ آپ بھی تو میری باتوں سے متاثر ہو کر کوئی نتیجہ نکالیں - یا اپنی پہلی تعلیم کی وجہ سے تعصب کو اپنے دل میں جگہ دیں - خود اپنے لئے مدلل طور پر اس امر کا فیصلہ کرو - کیونکہ آپ ہی ہیں - جنھیں اپنے لئے فیصلہ کرنا ہے - اور خود آپ ہی کو اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں جوابدہی کرنی پڑے گی -

اگر تم سمجھ چکے ہو کہ اسلام عیسویت سے زیادہ معقول مذہب ہے - تو پھر اس کے قبول کرنے میں دیر کا ہے کی ہے ؟ اور اگر آپ اپنے عقیدہ پر قناعت کرتے ہیں - تو خیر آپ کی مرضی - کیونکہ اسلام کا یہ اصول نہیں - کہ کسیکو اکراہ اور جبر سے منوائے - وہ سب کے سامنے اپنے تئیں پیش کرتا ہے ہر شخص قبول و رد میں پورا مختار ہے قرآن شریف میں حق تعالیٰ فرماتا ہے الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی حق تمھارے رب کی طرف سے ہے اب ہر ایک کا اختیار ہے چاہے ماننے چاہے نہ مانے والسلام

الحق کے مضامین کی تجدید

ہمارے ناظرین میں سے اکثر شاید واقف ہوں گے کہ حضرت اقدس امام علیہ السلام کے سلسلہ عالیہ کی تائید میں سیالکوٹ سے ایک رسالہ الحق کے نام سے جاری کیا گیا تھا جس کے پریکٹیکلی ایڈیٹر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ تھے - الحق کچھ عرصہ کے بعد بند ہو گیا کیونکہ خدا کی مرضی یوں ہی تھی اور اس کے بند ہونے کے ساتھ ہی وہ بالکل نایاب بھی ہو گیا حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے جو مضامین الحق میں لکھے تھے ہم نے ضروری سمجھا کہ ان کو الحکم کے ذریعہ پھر ایک بار شائع کر دیا جائے تاکہ وہ مفید مضامین از سرنو زندہ ہو جائیں - چنانچہ پہلے

خُطبہ

جو ۳ رمئی ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اپنے الفاظ میں لکھا۔

رفاہِ عام اور حقیقی نیکی

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوٗن عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین ۔ الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون ـــ ان اللہ عندہٗ اجر عظیم ۔

کیا تم لوگ سمجھ بیٹھے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی عمارت بنانا اس کا درجہ اور ثواب اور عزت اس شخص کے برابر ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جسنے بڑی سعی کی (یاد رکھو) یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو جو انکو برابر سمجھتے ہیں کامیاب نہیں کرتا۔ سنو! جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی لوگ سچے کامیاب اور مرادوں کو پانے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔ کہ ان کے لیے بڑے بڑے بہشت ہیں اور ہمیشہ کے آرام ہیں بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے بڑے بڑے درجے ہیں۔

یہ آیتیں ہر زمانہ میں ہم مسلمانوں کے لئے بڑے غور کے قابل ہیں ان میں بڑے بڑے اخلاقی اور ایمانی سبق ملتے ہیں۔ ہر شخص کو جو چاہتا ہے کہ اسکو اللہ تعالیٰ کی رضا کا بشری ملے ضروری ہے کہ ان پر غور کرے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ حاجیوں کو پانی پلانا چھوٹا کام ہے ایسا ہی مسجد حرام کی تعمیر بھی کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے لیکن میرے عزیزو! میرے دوستو! سوچو تو سہی کہ اللہ تعالیٰ ان آیات میں ایک اور چیز کو اس کے مقابل رکھتا ہے جو اپنی قدر و قیمت میں اس سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے وہ کیا ہے؟

حقیقی ایمان ہجرۃ ۔ جہاد فی سبیل اللہ

حقیقت میں یہ تینوں چیزیں ایسی گرانمایہ اور بیش قیمت ہیں کہ ان کے مقابلہ میں کوئی دوسری شے نہیں ہے ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ لوگ **رفاہ عام** کے کام کرتے ہیں پل بناتے ہیں کنوئیں اور سرائے تعمیر کراتے ہیں اور اپنی جگہ ان کو بڑی ثواب اور درجہ کی باتیں یا نیکیاں قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں ان آیتوں کو پڑھ کر جس نتیجہ پر پہونچا ہوں وہ یہ ہے کہ جب تک انسانی افعال کا صدور خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک لذیذ ایمان کی تحریک سے نہ ہو وہ ایک خیالی اور فرضی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جب ایمان ہو اور اس کی لذت سے سرشار ہو کر جو تحریک پیدا ہوتی ہے اور جو نہریں معرفت الٰہی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کی پھوٹتی ہیں وہ ان کنوؤں اور نہروں سے بدرجہا بڑھکر ہوتی ہیں جب میں سیالکوٹ میں تھا تو ایک شخص نے مجھے منشی اشیاء کے استعمال سے روکنے کے لئے ایک تقریر کرنے کو کہا۔ آپ لوگ واقف ہوں گے کہ اس قسم کی سوسٹیاں ایک انگریز کی تحریک سے قریبًا ہر ایک بڑے شہروں میں بنی ہوئی ہیں غرض میں نے تسلیم کیا اور اس سوسائٹی میں اس مضمون پر لیکچر دینے کا ارادہ کیا پھر اس کے دل میں یہ خیال آیا اس لئے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ چونکہ میری فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی گناہ سمجھتا ہوں جس میں قرآن کریم کی عظمت اور حقانیت کا ذکر نہ ہو۔ اس لئے مجھ سے پوچھا کہ کیا تقریر کروگے میں نے کہا خلاصہ یہ ہوگا کہ کوئی انسان بدی سے کبھی بچ نہیں سکتا جب تک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ ہو زندگی کے ہر خطرہ اور جوش کے وقت اللہ تعالیٰ کے ایمان کے بدون کوئی قائم نہیں رہ سکتا یہ میرا ایمان ہے اور میری روح ایسی ہی بنی ہے بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ طبعی طور پر گوشت نہیں کھاتے۔ شراب نہیں پیتے زنا بھی نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے منہیات سے رکنا اور چیز ہے اس نے کہا مقصود تو بچنا ہی ہے اخلاق تو اچھے ہو گئے پھر خدا کی ہستی کو کیوں درمیان لاتے ہو۔ میں نے کہا طبعی اخلاق اور ہوتے ہیں اور خدا کو مان کر اور۔

جو شخص طبعی طور پر شراب نہیں پیتا اسکی طبیعت میں دوسرے کی خوارکہ نفرت پیدا نہیں ہوسکتی۔ عام مجلسوں میں جہاں بدکار ممبر ہوں وہ سب کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا دینے پر تیار ہوتا ہے یہ لوگ دنیا کی اصلاح کے نمک نہیں ہو سکتے خدا کے لئے کسی بات سے رکنا ایک نئی فطرت پیدا کرتا ہے جس میں ایک غیرت اور حمیت بھی ساتھ ہوتی ہے۔

اس کا ثبوت عملی طور پر خدا کی کتاب نے یہ دیا کہ عرب کے لوگ حاجیوں کو پانی پلایا کرتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں کسی کے سپرد دربانی کی خدمت سپرد تھی کسیکو مہمانی کی

سبیلیں پانی پلانے کے اور کوئی بیت اللہ کی مرمت کرتا تھا کیونکہ اسکی عظمت کے سب قائل تھے لیکن ایک قوم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی اُس کے اعمال میں اور اُن لوگوں کے اعمال میں جو مندرجہ بالا کام کیا کرتے تھے کوئی فرق ہے یا نہیں ؟ ہم اگر اس کے لئے گہرے اور دقیق اور باریک ثبوت نہ بھی دیں اور نہ کچھ ضرورت ہی کیونکہ خدا کی کامل کتاب نے بے نیاز کر دیا ہے طبعزاد تقریروں سے خود وہ کتاب اپنے دعاوی کو دلائل کے ساتھ آراستہ کرتی ہے چنانچہ جہاں یہ دعوی کیا کہ ان میں فرق عظیم ہے وہاں عملی ثبوت بطور دلیل کے پیش کیا یعنی جب وہ اللہ تعالے پر ایمان لائے تو ان میں ایک ایسی فطرت گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کی طرف بڑھنے کی پیدا ہو گئی کہ انھوں نے ہزاروں ہزار حقوق العباد کے کام کئے۔ اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ خدا کی رضا کے واسطے انھوں نے اپنے عزیز وطنوں کو چھوڑ دیا اپنے عزیز و اقربا کو چھوڑا اور جان و مال کی کچھ پروا نہ کی۔

تم نے دیکھا ہو گا کہ بٹالہ میں سٹیشن کے متصل دو سرائیں مسافروں کے آرام کے واسطے بنائی گئی ہیں ایسا ہی قادیان کے راستہ میں بھی ایک سفید سا کنواں بنا ہوا نظر آئے گا۔ لیکن ایک طرف تو یہ سرائیں ہیں اور دوسری طرف یہی لوگ سود در سود لیکر کتنوں کا خون پی لیتے ہیں حقوق پر چھری چلا دیتے ہیں اسی بنا پر میں کہتا ہوں **حقیقی نیکی** وہی ہو سکتی ہے جو اللہ تعالی کی رضا جوئی کی تحریک سے شروع ہو وہ لوگ جو مومن باللہ ہوتے ہیں وہ کبھی کسی خیانت اور بد دیانتی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ یہ نونہ اور یہ قوت جو خدا تعالے کیطرف قدم اٹھانے سے انکو ملتی ہے یہ ایک نرالی قوت ہوتی ہے جو دوسرے کو نہیں ملتی۔

یاد رکھو کوئی نیکی نہ تو دائمی ہو سکتی ہے اور نہ سچا ثمر دے سکتی ہے جب تک اللہ تعالی کے **امر** کو مدنظر رکھکر نہ ہو ایسی نیکیاں جو محض کسی جوش یا طبعی تقاضے کی بنا پر ہوں وہ اس انجن کیطرح ہیں جسکی سٹیم ایک جگہ جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ ہم حقیقی نیکی کا نمونہ اسوقت اپنے **امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام** میں پاتے ہیں ۱۳ سو برس یا ۱۳ سو برس یا اس سے بھی پیشتر غرض جب سے اللہ تعالی نے آپ کے مقدس ہاتھوں میں **قلم** دیا اسوقت سے اس سکینڈ تک وہی نور اور وہی قوت کام کر رہی ہے ہاں یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ اُسوقت اگرچہ چنے کی برابر زور تھا تو آج پہاڑ کی برابر ہے اس کے مقابل میں سقدر بڑے بڑے دعوے کرکے اٹھے لیکن کیسے اوندھے ہو کر گرے کہ پھر اٹھنے کا نام بھی نہ لے سکے اس لئے کہ وہ خدا کے بلائے نہ بولے تھے وہ محض اپنے جذبات کی تحریک سے اٹھے تھے ورنہ کوئی مامور آج تک نہ کبھی تھکا نہ ہارا نہ درماندہ ہوا

سنو! ایمان باللہ یہ کوئی خیالی اور وہمی بات نہیں ہے یہ ایک عملی قوت ہے اسی وقت میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے مومن باللہ کے لئے اللہ تعالی نے **ہجرت** بھی لازمی رکھی ہوئی ہے ہمکو کسی اور نبی کا حال معلوم ہو یا نہ ہو اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چال چلن میں معلوم کر سکتے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کے لئے ہجرت فرض کی گئی۔ ہاں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مومن باللہ کے لئے ہجرت ضروری شئے ہے کوئی قوم قوم نہیں بنتی جب تک کہ وہ ہجرت نہ کرے چنانچہ خدا تعالی نے فیصلہ کر دیا کہ جن لوگوں نے ہجرت نہیں کی اُن کے ساتھ تمھارا تعلق نہیں ہے اس سے میرے دل میں آیا کہ ایک ہجرت تو یہ ہے کہ جہاں امام ہو اُس کے رنج و راحت میں شامل ہو سکنے کے لئے اور اُس کے فرائض میں حصہ لینے کے واسطے اپنے تعلقات اور وطنوں کو چھوڑ کر آ جائیں

دوسری ہجرت یہ ہے کہ اپنی کیچلی اتار دے۔ یعنی روحانی طور پر گندے وطن کو چھوڑ دے۔ پس کبھی کوئی ہجرت پوری نہیں ہوتی جب تک تبدیلی نہ ہو **مہاجر** کے جو معنی میں نے اس وقت کئے ہیں یہ خیالی اور وہمی اور نرے خوش کن ہی نہیں ہیں نہیں نہیں میں ایک سکینڈ کے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ قرآن کریم کے الفاظ میں سے کوئی ایسی بات نکالی جاوے جس میں تکلف اور بناوٹ ہو۔ مہاجر کے معنے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا **المہاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ** یعنی مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالی کی منہیات کو چھوڑ دے۔ پس یہ کیسی سچی بات ہے کہ جب تک انسان سانپ کیطرح اپنی کیچلی نہ اتار دے اور گناہ کی زندگی سے نہ نکل آوے کامل مومن نہیں ہوتا۔ میرے دل میں بار بار خیال آتا ہے اور آج کل بڑے زور سے رہتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے فخر کے ساتھ اپنی طیار کردہ جماعت کو دنیا کے سامنے پیش کیا اس پاک جماعت کی تبدیلی نے بتا دیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کس اعلی درجہ کی قوت قدسی رکھنے والے انسان تھے قرآن کریم نے اس جماعت کو کہیں **والذین امنوا اشد حبا للہ** کے الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش کیا کہ اے دنیا کی گندی خواہشوں سے تعلق رکھنے والو! دنیا اور اس کی جھوٹی محبتوں پر مرنے والو! دیکھو مومنوں کے اپنے سارے تعلقات میں خدا ہی سے بڑھکر محبت ہی میرے دوستو! ہم دنیا کی ساری قوموں کے سامنے صحابہ کرام کی پاک جماعت کو حجت کے طور پر پیش کرتے ہیں اور دعوی سے کہتے ہیں کہ جیت گیا ہمارا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

جس نے ایسی قوم طیار کی جو اپنے سارے تعلقات میں خدا ہی کو سب سے زیادہ محبت کرنے والے تہے دنیا اور اس کے جوشوں اسکی تحریکات اسکی خوبصورتی پر نگاہ ڈالو پہر ان سے نکلنے کی مشقت پر نگاہ ڈالو۔ مگر وہ کیسی قوم ہے جو اس کامل انسان صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی ایک طرف تو یہ دعوے تہا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور دوسری طرف اس دعوے کو یوں ثابت کرکے دکہا دیا کہ قرآن ہی نے شہادت دی والذین امنوا اشد حبا للہ۔

اللہ اللہ کیسی کامل تاثیر قوت قدسیہ کی ہے۔ افسوس اور واویلا ناعاقبت اندیش سیہ باطن مخالفوں پر جو اعتراض کرتے ہیں وہ دیکہیں اور دکہائیں کہ ایسی پاک تبدیلی دنیا میں کس نے کرکے دکہائی؟ کیا ایک ضعیفہ عورت کے بچے نے جس کو خواہ نخواہ خدا کی کرسی پر بیٹھایا جاتا ہے؟ کیا اس کی پاک جماعت کا یہ نمونہ نہ تہا کہ خاص حواریوں ہی میں سے یہودا اسکریوطی نے چند کہوٹے درہم لیکر گرفتار کرا دیا؟ کیا پطرس اسی پاک جماعت میں سے تہا جس نے تین بار لعنت کی؟ اے مردہ پرست قوم کچھ تو خدا کا خوف کر۔ دیکھ ایک طرف مسیح ہے جسے تو الفا اومیگا قادر مطلق خدا کہتی ہے (حالانکہ وہ حوائج بشری کا اسی طرح محتاج تہا جیسے ایک معمولی آدمی ہوتا ہے وہ بے اقتداری اور قدسی قوت کا کوئی ہی اعلیٰ نمونہ دنیا میں نہ دکہا سکا۔ ہمیشہ اپنے عجز و درماندگی کا معترف رہا۔) ایک جماعت طیار کی جسکا وہ حال ہوا جو ابہی بیان کیا ہے ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت بنائی جنہوں نے حضور کے لیے اپنے جان و مال کی پروا نہیں کی اپنے عزیز و اقارب اور اوطان کو چہوڑ دینا کوئی بڑی بات نہیں سمجہا انہیں تجارت ہی کرتے تہے انصار زمینوں اور زراعتوں کے مالک تہے مگر ان تعلقات نے ان کو اپنا محبوس اور اسیر نکر رکہا تہا بلکہ باایں ہمہ انہیں ایسی قوت قدسی پہونکی گئی تہی کہ اشد حبا للہ کے مصداق تہے۔

پہر کہیں انکی شان میں کہا گیا من خشیۃ ربھم مشفقون الآیۃ کہیں یہ کہا گیا عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا۔ کہیں یبیتون لربھم سجدا وقیاما انکی شان بتائی۔

غرض جہاں ایک طرف انہوں نے خدا کے لئے ہاں صرف خدا کے لیے اپنے وطن عزیز و اقارب اور ہر قسم کی آرام و آسائش کو چہوڑا اس کے ساتہہ ہی وہ گناہ کی کورانہ زیست سے بہی نکل آئے۔ تب خدا نے انکو اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم اور عزت کے لئے بطور نمونہ پیش کیا مگر

میرے دوستو! یہ سلسلہ یہیں تک ختم نہیں ہو گیا اس کا دامن دراز ہے اور قرآن کریم نے ایک اور قوم کو بہی انکے ساتہہ ملایا ہے واخرین منھم لما یلحقوا بھم قرآن شریف نے دو ہی زمانوں کا ذکر فرمایا ہے ایک وہ جس میں خود وہ کامل انسان مطہر اور مزکی معلم موجود تہے اور بلا واسطہ ایک جماعت کو طیار کیا دوسرا وہ زمانہ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود کے توسط سے ایک جماعت کے معلم ہوں گے قرآن شریف پر غور سے نگاہ کرو۔ درمیانی سلسلوں کا کوئی ذکر نہیں کیا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت مسیح علیہ السلام کے درمیانی سلسلوں کا کوئی ذکر نہیں کیا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر خاتم الخلفاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیانی زمانہ کا کوئی ذکر نہیں بلکہ خاتم الخلفاء ہی کا حضور کے بعد ذکر کیا ہے پس جبکہ یہ بات ہے تو میرے دوستو! میں تمہیں اس لحاظ سے مبارکباد دیتا ہوں کہ اس سلسلہ عالیہ میں تم شامل ہو جو آخرین منھم لما یلحقوا بھم کا موعود اور مصداق ہے۔ مگر یہ کہہ کر تمہیں متوجہ کرتا ہوں کہ صرف برائے نام شمولیت کوئی فائدہ نہیں رکہتی بلکہ خطرناک ہے جب تک ایک پاک تبدیلی تم میں پیدا نہو کیونکہ جیسے رسول کریم کی کامیابی کا عظیم الشان راز آپ کی جماعت کی پاک تبدیلی اور کامل نمونہ تہا مسیح موعود کی غرض و غایت بہی یہی تبدیلی ہے وہ دنیا میں آیا ہے صرف اس لیے کہ روحانی امراض اور گندگیوں کو صاف کرکے انکو زندگی کی روح بخشے چنانچہ اس کے ہاتہہ پر ہزاروں مردے جی اٹھے اور ہزاروں اندہے بینا ہوئے مگر افسوس آنکہہ رکہتے ہوئے اندہوں نے انکو مشاہدہ نہیں کیا۔ غرض میرے دوستو! اب وقت ہے کہ تم اپنے چال چلن اور پاک نمونوں سے دنیا پر حجت پوری کرو۔ تم دنیا کی اصلاح کے لئے بطور نمک کے ہو جاؤ۔ تاکہ تم مہاجر اور مجاہد کہلا سکو۔

میرے دوستو! تم جو اس نجات کی کشتی میں سوار ہوئے ہو خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاؤ اور ڈرتے رہو کہ اگر تم نے اسکی قدر نکی اور اپنے عمل اور نمونہ سے صحابہ کا ہمرنگ ہونا نہ دکہایا تو اندیشہ ہے کہ تم کشتی سے گرا دئے جاؤ اور ہلاک ہو۔ میرا ایمان ہے اور میں جانتا ہوں کہ ہر ایک تم میں سے یہی ایمان رکھتا ہے کہ خاتم الخلفاء

اسلامی خبریں

سلطانی سفارت کی روانگی

بہت سے عربی اخبارات میں غلط چھپا تھا کہ سلطانی سفارت بھی چین روانہ ہو جائیگی مگر یہ ساری خبریں چونکہ ادھر ادھر سے بیان کی جاتی تھیں اس لئے انکی تصدیق یا تکذیب پر کوئی انقطاعی رائے قائم نہیں ہو سکتی تھی۔ کبھی یہ لکھا جاتا تھا کہ جرمنی نے سفارت بھیجنے کی تحریک کی ہے کبھی یہ لکھا جاتا تھا کہ جرمنی نے سفارت کے لئے ایک جہاز بھی دیا ہے پھر یہ لکھا گیا کہ جرمنی نے منع کر دیا کہ کوئی سفارت نہ بھیجے وہاں سخت کشمکش پیدا ہو جائیگی پھر یہ خبر آئی کہ سلطان کے پاس روپیہ کہاں ہے کہ سفارت بھیجیں پھر یہ لکھا گیا کہ سلطان نے خود کہہ دیا کہ فی الحال ہم سفارت نہیں بھیج سکتے کسی آیندہ موقع پر دیکھا جائیگا۔ اصل میں یہ ساری باتیں چانڈو خانہ کی گپ سی زیادہ وقعت نہیں رکھتی تھیں اور ہم ابتدا سے سمجھے بیٹھے تھے کہ سوائے اس کے کہ سفارت کے جانے کی تیاری تو ہو رہی ہے باقی جتنی خبریں اس کے متعلق تراشی گئی ہیں وہ سب غلط اور مہمل ہیں۔ سلطان المعظم نے بڑے اہتمام کے بعد اس بات کا اظہار کیا کہ میں ایک سفارت مسلمانان چین کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں۔ روسیہ نے یہ سنتے ہی سخت مخالفت کی۔ سفیر روسیہ نے طرح طرح سے اس کے نقصانات سلطان المعظم کو بتائے یہانتک کہ شہنشاہ روسیہ نے ایک

دھمکی خط

بھی سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجا اور یہ لکھا کہ ترکی سفارت سے مسلمان بوربلی دولی پر شیر ہو جائیں گے اور پھر ترکی طرف سے جنگ کا دروازہ کھل جائیگا مگر سلطان المعظم نہایت عقلمندی سے سب باتوں کا جواب دیتے رہے اور اسی اثنا میں سلطان المعظم نے شہنشاہ جرمنی کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا جرمنی کو ایک فوجی قوت کی ضرورت ہے جس کی مدد سے وہ روسیہ کو پیچھے رکھے سے غالب رہے چنانچہ جرمنی کے لئے یہ موقع اچھا ہوا اور اس نے سلطان المعظم کی خدمت میں لکھا کہ میں یورپی کی رائے سے بالکل متفق ہوں ضرور ایک سفارت چین بھیجی جائے۔ روسیہ سے جہاں تک ہو سکا وہ برابر مخالفت کرتا رہا آخر اس کی مخالفت نے کوئی کام نہ دیا اور ترکی مشن ہو گئی کو روانہ چین ہو گئی بڑی دھوم سے

سفارت رخصت کی گئی

بڑے بڑے جنگی اور بحری افسر سفارت کو رخصت کرنے کے لئے بندر پر جمع ہوئے تھے سفارت کے لوگوں کا جام صحت پیا گیا اور بڑے طمطراق سے سفارتی جہاز نے قسطنطنیہ سے لنگر اٹھایا سفارت کے سرگروہ آنندہ انور پاشا ہیں جو ایک اعلیٰ درجہ کا فوجی اور ملکی افسر ہے اور ساتھ ہی زبانیں بھی کئی جانتا ہے۔ بہت سے بحری افسر اور علما بھی اس سفارت میں شریک ہیں۔ سلطان المعظم کی طرف سے سفارت کو ہدایت کی گئی ہے کہ براہ راست چینی مسلمانوں سے تعلق رکھنا اور ان ہی سے ہر معاملہ میں گفتگو کرنا گورنمنٹ چین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ابھی تک نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سفارت کیوں بھیجی گئی ہے اور اس کا اصلی منشا کیا ہے بظاہر تو یہ مشہور ہوا ہے کہ پند و نصائح کے لئے بھیجی جاتی ہے لیکن ہمارے خیال میں چینی مسلمانوں کو پند و نصائح کی ایسی مانگ اوقات میں کیا ضرورت ہے جبکہ ان کا ملک غیر قوموں برباد کئے ڈالتی ہیں اللہ لہ اور ادھر ادھر پریشان بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں اس سفارت کا کوئی بڑا سیاسی راز ہے جس کی تہ تک پہنچنا فی الحال مشکل ہے ترکی سلطنت کا یہ پہلا سلطان ہے جس نے چین کی طرف بھی آنکھیں اٹھائیں اور وہاں کے مسلمانوں سے بھی رابطہ اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ترکی میں تو یہ بالکل ایک جدید باب کا آغاز ہوا ہے لیکن اسلامی لحاظ سے یہ ساتویں سفارت ہے جو چین بھیجی جاتی ہے سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ محمود و مسعود میں ایک سفارت چین بھیجی گئی تھی مگر جب وہ کامیاب ہو کے مدینہ منورہ میں واپس آئی تو حضور انور کا وصل یاری ہو چکا تھا۔ وہ جلیل القدر صحابی جو سرگروہ سفارت تھے مدینہ سے چین روانہ ہو گئے دو کنٹن میں انہوں نے قیام فرمایا۔ چنانچہ ابھی تک آپ کا مزار وہاں موجود ہے۔ پھر

دوسری سفارت

ہشام خلیفہ مروانی کے زمانہ خلافت میں چین بھیجی گئی تھی جسکا منشا یہ تھا کہ فغفور چین سرزمین چین میں قرآنی وعظ کی اجازت دیدے یہ سفارت حسب منشا کامیاب ہوئی اور وہاں قرآنی وعظ کی اجازت ملگئی خلیفہ نے دمشق کے بہت سے واعظ روانہ کئے اور اب کنٹن میں لوگ مسلمان ہونے شروع ہو گئے مسلمانوں نے بہت سے قطعات زمین پر بھی قبضہ کر لیا اور بتدریج اپنے قدم آگے بڑھانے لگے۔ اس کے بعد

تیسری سفارت

بنو عباسی خلیفہ نے دس ہزار فوج کی ساتھ بھیجی جس کی وجہ یہ تھی کہ چینی خاندان شاہی میں تخت پر جھگڑا ہوا۔ ایک غیر مستحق شخص چیرہ دست ہوا۔ ہزیمت خوردہ خاقان نے عربوں کی مدد مانگی یہاں سے دس ہزار فوج گئی اس نے جاتے ہی ایک ہی میدان میں مخالف کو شکست دی اور مزیادی شاہ کو تخت پر بٹھا دیا

جب یہ کل جھگڑا طے ہوگیا تو شہنشاہ چین نے ان عربوں کو رخصت کرنا چاہا مگر انھوں نے چین سے واپس چلے جانے سے انکار کیا شاہ نے جب باصرار کہا کہ تمہیں اپنے وطن چلا جانا چاہیئے تو ان عربوں نے خاقان چین کے محل کا محاصرہ کرکے اُسے دھمکی دی کہ تجھے قید کردیا جائیگا اور تیری جگہ دوسرا خاقان تخت نشین کردیا جائے گا۔ خاقان نے سخت پریشان ہوکے عربوں کو چین میں رہنے کی اجازت دی اور گویا اُس سے اسلام کی بنیاد چین میں قائم ہوگئی اُنہیں گورنمنٹ چین کی طرف سے زمینیں دی گئیں اور ان کے حقوق تسلیم کئے گئے۔ پھر

چوتھی سفارت

بنی فاطمہ کے وقت میں روانہ ہوئی لیکن اس کی کامیابی اور غیر کامیابی کی بابت کوئی مہلک اطلاع کسی اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کے بعد

پانچویں سفارت

دہلی کے شہنشاہ نے روانہ چین کی تھی خدا معلوم وہ سفارت پہونچی بھی یا نہیں غالباً سفارت کو ناکامی ہوئی تھی کیونکہ چین پر حملہ کرنے کی غرض سے شہنشاہ دہلی بذات خود ایک لاکھ فوج کے ساتھ روانہ ہوا تھا مگر ہمالیہ کے دامن میں اس کی تمام فوجیں موسم کی سختی کی وجہ سے برباد ہوگئیں تھیں۔ پھر

چھٹی سفارت

تیمور شہنشاہ مغلیہ نے روانہ کی تھی چونکہ وہ چین کو خراجگزار ریاست بنانا چاہتا تھا خاقان چین نے اس درخواست کو نفرت کی نظر سے دیکھا اسپر تیمور کو غصہ آیا اور وہ اپنی کل خونخوار فوج کے ساتھ چین کو زیر و زبر کرنے کے لئے روانہ ہوا اگر رستہ میں اُسے بخار نہ چڑھتا اور اسی بخار میں پیغام اجل نہ آجاتا تو آج چین ایک اسلامی سلطنت ہوتی۔

اب آل عثمان کی طرف سے یہ

ساتویں سفارت

روانہ چین ہوئی ہے اُمید تو کہ بہت بڑی کامیابی ہو اور مسلمان چین چینی حکومت سے بالکل آزاد کر لئے جائیں۔ سلطان المعظم کا یہ کام بڑی بڑے معاملات سیاسی پر مبنی ہے اور آیندہ اس سفارت سے بہت کچھ نیک نتائج پیدا ہونے کی امیدیں کی جاسکتی ہیں۔

کرزن گزٹ۔

اطلاع

خاکسار ایڈیٹر چند روز سے بیمار ہے اس لئے اگر وہ احباب کے خطوط کی تعمیل نہ کرسکے تو اُسے معذور سمجھا جاوے

شکریہ

نہایت شکر گذاری کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اخبار الحکم کی توسیع اشاعت کی طرف بعض احباب خصوصیت کے ساتھ متوجہ ہیں جیسا ہم نے اپنی کھلی چٹھی میں ظاہر کیا تھا اگر ہر ایک خریدار کم از کم چار خریدار پیدا کردے تو اس سال کے اخیر پر الحکم کی اشاعت ایک معقول اشاعت ہوسکتی ہے ہمکو امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس سے بیخبر نہ ہوں گے انکی یاددہانی کے لئے ہم عنقریب ایک اور چٹھی شائع کریں گے سردست ہم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب گوڑیانی اسسٹنٹ سرجن اور منشی نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم کے شکر گذار ہیں جنہوں نے اس ہفتہ میں تین تین جدید خریدار کے نام بھیجے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

پتہ

اکثر احباب مندرجہ ذیل احباب کا پتہ پوچھتے ہیں عام اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب اسسٹنٹ سرجن درجہ اول گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ۱۱ بنگال لانسرز میاں میر چھاونی لاہور

بیعت

عبدالمجید خانصاحب ولد ڈاکٹر رمضان خان صاحب۔ پالم پور۔ ضلع کانگڑہ
غلام حسین صاحب ولد نتھو نمبردار۔ سیالکوٹ
میاں نتھو صاحب نمبردار۔ "
تفضل الدین صاحب عطار گوجرانوالہ متصل پھوہارہ والی مسجد گوجرانوالہ۔
غلام حسن صاحب ولد میاں نتھو صاحب نمبردار۔ سیالکوٹ
غلام علی صاحب " "
برکت علیصاحب ولد غلام علی صاحب " "
محمد علی صاحب " "
عبدالغفور صاحب " "
مولا بخش صاحب حسینی مہاساں۔ جموں
میاں نتھو صاحب نمبردار " "
میاں ہوشیار صاحب " "
میاں کشمیری صاحب " "
میاں نواب صاحب " "
میاں مہیا صاحب " "
میاں لعل دین صاحب " "
میاں علم دین صاحب " "
میاں جی نبی بخش صاحب امام مسجد رتن پور
محمد الدین صاحب۔ چک علی۔ گجرات امام مسجد۔
فتح محمد صاحب ولد غلام محمد صاحب مسند شاہ پور
الہداد صاحب شاہ عالم خانصاحب "
شیخ غلام صاحب دیندار۔ "
خدا بخش صاحب ولد امام بخش صاحب "
میاں بارو صاحب ولد سلیدار صاحب "
شیر محمد صاحب اعوان "
الٰہی بخش صاحب دوکاندار چک نمبر ۱۴ بار۔ لائلپور
سردار خان صاحب کالوٹہ والی سرلدخان ضلع شاہ پور۔
محمد برکت علی صاحب گوجرانوالہ کوچہ کلارک صاحب دروازہ کھائی۔
میاں مصاحب خان صاحب ہیڈ محرر انسپکٹر بہرام۔ جالندھر۔ ڈاکخانہ مہرالہال
یوگنڈا ریلوے افریقہ نیرولی ہسپتال افریقہ۔
غلام رسول صاحب ولد میاں صاحب تیماپور ریاست حیدرآباد دکن متعلق شورہ ایصہ

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی ساتویں تقریر جو اعجاز المسیح اور پیر گولڑوی کے متعلق لکھی گئی تھی حضرت اقدس حجتہ اللہ کے امر سے باضافہ مضامین مفیدہ جلی قلم سے ۳۸ صفحوں پر کتاب کی صورت میں طبع ہوئی ہے جو صاحب چاہیں ایک آنہ کا ٹکٹ حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ قادیان کے نام بھیجکر منگوا لیں۔

سٹیشن بیاس پر بدمعاشی

ہمارے ناظرین ناواقف نہیں ہوں گے کہ سٹیشن بیاس پر ایک کیمپ ان مسافروں کی پڑتال کے لئے بنایا گیا ہے جو ضلع جالندہر اور ہوشیارپور سے لودہانہ اور کرتارپور کے درمیانی سٹیشنوں سے سوار ہوتے ہیں ۸ رمئی کی شام کو جب جالندہر سے آنے والی گاڑی سٹیشن پر پہونچی تو ایک عورت مسماۃ بیگی کو لیڈی ڈاکٹر متعینہ سٹیشن مذکور نے بعد ملاحظہ جانے کی اجازت دی مگر وہ بدقسمتی سے سوار نہو سکی اور اسکو مجبوراً سٹیشن پر ٹہیرنا پڑا۔ مسماۃ مذکور کا بیان ہے کہ

"بیاس سٹیشن پر متعینہ کومس صاحبہ نے ملاحظہ کیا اس نے اجازت آگے جانے کی دے دی مگر گاڑی روانہ ہو گئی اور میں سوار نہو سکی اور سٹیشن پر ٹھہر گئی پہر دائی آئی اس نے بھی دیکھ کر کچھ نہیں کہا منظورہ سٹیشن پر جس جگہ اور مستورات بیٹھی ہوئی تہیں بیٹھ گئی ملزم اس کا نام نواب خاں ہے کنسٹبل نمبر ۱۲۰ ضلع جالندہر کی پولیس میں ملازم ہے اور فی الحال پلیگ ڈیوٹی پر سٹیشن بیاس پر متعین تہا میرے پاس آیا اور کہا کہ تم کو دائی بلاتی ہے میں نے کہا کہ وہ ملاحظہ کر گئی ہے اب کیا کہتی ہے میرے اس انکار پر ملزم نے کہا کہ اگر نہ چلوگی تو تم کو یہاں دس روز ٹہیرایا جاویگا چنانچہ مستورات نے بھی مجھے اس جگہ بیٹھنے نہ دیا کہا کہ دائی کے پاس ہو آؤ پہر میں ملزم کے ساتھ روانہ ہو گئی راستہ میں جب پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو اور آدمی میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں ملزم میرے آگے آگے تہا جب میں سرائے کی طرف بڑہنے لگی تو پچھلے آدمیوں نے روک لیا کہ ٹہیر جاؤ۔ دم بھر میں ملزم اندر سے ایک دری لے کر آ گیا اور مجھ کو سڑک سے دس کرم کے فاصلہ پر نیچے لے گیا۔ ملزم نے دری بچھائی اور بیٹھ گیا اور مجھے بیٹھنے کو کہا مگر میں نصف گز کے فاصلہ پر زمین پر بیٹھ گئی اور جو دو آدمی تہے دور فاصلہ پر بیٹھ گئے اور ملزم انکی طرف دیکھ کر رفوچکر ہو گیا پہلے جو دو آدمی فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تہے وہ بھی بھاگ گئے میں انکے ساتھ جو اس وقت آئے تہے سٹیشن پر آ گئی انکا نام جو غلطہ کلنے والا اور دین محمد جمعدار ہے"

زیر دفعہ ۳۵۴ تعزیرات ہند (عورت کی عفت میں خلل ڈالنے کی نیت سے حملہ کرنے کے جرم میں) ڈپٹی انسپکٹر تہانہ وزیر بھلر نے ملزم کو گرفتار کرکے عدالت میں چالان کیا ہے مزید کیفیت آئندہ ہدیہ ناظرین کی جاوے گی۔ (پبلک گزٹ)

انسداد طاعون کے متعلق تجاویز و تدابیر پر رعایا کو ایسے ہی واقعات کی بنا پر نکتہ چینی اور جوش کا موقع مل جاتا ہے درحقیقت ان وحشت افزا بلووں کی تہ میں ایسی ہی حیوانی تحریکوں اور نفسانی جذبات کا مادہ ہوتا ہے جو مختلف اوقات میں اس طاعون کے انسداد کے متعلق سنے جاتے ہیں اور رعایا کو الگ اور گورنمنٹ کو الگ خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔

ہم خوب جانتے ہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ برٹش رول نے ہمارے لئے ابر رحمت کا کام کیا ہے۔ اگر برٹش گورنمنٹ کی خوبیوں اور برکات کا ہم مشاہدہ نہ بھی کرتے تو بھی ہمارے پاس ایک زبردست برہان اس سلطنت کے باامن اور عادل سلطنت ہونیکی تھی کہ اللہ تعالے نے مسیح موعود کو اسی کے راج میں پیدا کیا خاتم الخلفاء مسیح موعود نے گورنمنٹ انگلشیہ کی فرمانبرداری اور وفاداری کو مذہب کا ایک جزو قرار دیا ہے۔

طاعون کے متعلق جس قدر فکر گورنمنٹ کو ہو رہا ہے اس کا اندازہ ہم لوگ کر ہی نہیں سکتے مگر افسوس اور سخت افسوس کی بات ہے کہ ایسے واقعات نے جو ان محسن کش مردم آزار عہدہ داران کی طرف سے ہوتے ہیں رعایا پر بہت برا اثر ڈالنے کی عملی سعی کی ہے وہ لوگ جو بدذاری کرتے اور گورنمنٹ کے احکام اور قانون کی بے حرمتی کرتے ہیں اس قابل ہیں کہ انکو سخت سے سخت عبرتناک سزا دی جاوے۔ طاعونی قواعد میں گورنمنٹ کو جہاں جہاں تک رعایا کے جذبات خیالات اور معتقدات کا علم ہوتا گیا ہے اسی قدر سہولت اور رعایت اس نے ملحوظ رکھی ہے مگر آہ!

ہرکس از دست غیر نالہ کناں
سعدی از دست خویشتن فریاد۔

امید ہے کہ گورنمنٹ پلیگ ڈیوٹی پر متعین ہونے والے عمّال کے اخلاق عادات کا پورا لحاظ رکھے گی اور جہاں کسی عہدہ دار کی کوئی بدعنوانی ثابت ہو جاوے اُسے نہایت عبرتناک سزا دیجاوے اور طاعون زدہ علاقہ کے لوگوں کو کہلے طور پر اجازت دیجاوے کہ وہ اپنی شکایات کو بلاروک ٹوک بیان کریں۔ بہرحال بیاس

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہار رفادیان بینی ٭ دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۸ قادیان دار الامان - ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۰۱ عیسوی جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۶ جلد ۵

غرض اس سلسلہ کو قایم ہوئے پچیس سے زیادہ سال گذر گئے یہ بہت بڑا حصہ زندگی کا ہے اس عرصہ میں ایک بچہ پیدا ہو کر بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے عین وقت پر ہماری دستگیری کی اور مخلوق پر رحم فرمایا چونکہ خود اس نے ایک غیر معمولی ہمت اور استقلال ہم کو دیا ہے جو اپنے ماموروں کو ہمیشہ دیا کرتا ہے اسی لئے اسی قوت اور طاقت کی وجہ سے ہم نہیں تھکتے اور یہ ساری مخالفتیں جو اس وقت کی جاتی ہیں ایک وقت آتا ہے کہ انکا نام و نشان مٹ جاوے گا اور ہم امید وار ہیں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسوقت آسمان باتیں کر رہا ہے خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی ہو جسطرح سے ہر ایک بادشاہ طبعاً چاہتا ہے کہ اسکا جلال ظاہر ہو اسی طرح منشاء الہی اسوقت یوں ہی ہو رہا ہے کہ اُسکی عظمت و جبروت کا اہل دنیا کو علم ہو اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دنیا پر اپنا ظہور دکھاوے۔ اس لئے اس نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے تاکہ دنیا کا جذام جاتا رہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے آکر کیا بنایا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے دنیا کو خود معلوم ہو جاوے گا کہ کیا بنایا ہاں اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ لوگ آکر ہمارے پاس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں انہیں انکسار و فروتنی پیدا ہوتی ہے اور رزایل دور ہو کر اخلاق فاضلہ آنے لگتے ہیں اور سبزہ کی طرح آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اور اپنے اخلاق اور عادات میں ترقی کرنے لگتے ہیں۔ انسان ایک دم میں ہی ترقی نہیں کر لیتا۔ بلکہ دنیا میں قانون قدرت یہی ہے کہ ہر شے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے اس سلسلہ سے باہر کوئی شے ہو نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچائی پھیلے گی اور پاک تبدیلی ہو گی۔ یہ میرا کام نہیں ہے بلکہ خدا کا کام ہے اس نے ارادہ کیا ہے کہ پاکیزگی پھیلے۔ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی ہے اور اسے ایک کیڑا لگا ہوا ہے۔ پوست ہی پوست باقی ہے مغز نہیں رہا۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ انسان پاک ہو جاوے اور اس پر کوئی داغ نہ ہے اسی واسطے اس نے محض اپنے فضل سے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔

سوال۔ آپ کی کتابوں کے موافق آپکا لقب مسیح موعود ہے اس کے ٹھیک معنے کیا ہوتے ہیں؟

جواب۔ اس راز کو سمجھنے کیواسطے یہ جاننا ضروری ہے کہ خدا تعالے نے جس نے نبوتوں کی بنیاد ڈالی ہے نبوت کا ایک سلسلہ پہلے قایم کیا تھا اس سلسلے کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی سے ڈالی تھی ان سے پیشتر جو نبی دنیا میں گذرے تھے انکے آثار رہ رہے تھے حضرت موسیٰ ہی تھے جنکی کتاب میں نوح کا آدم کا اور بعض دیگر انبیاء علیہ السلام کا ذکر کیا گیا۔

[illegible] جیسے کسی خاندان کا مورث اعلیٰ ہوتا ہے اسی طرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خاندانِ نبوت کا مورث اعلیٰ ٹھہرایا اور توریت کے ذریعہ انکو اپنی شریعت دی موسیٰ مرد خدا کے انتقال کے بعد اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے [illegible] میں زوال نہ ہو اور نبی بھیجتا رہا۔ جو اس سلسلہ موسویہ کے خادم ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودہویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جس کو آپ لوگ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ موسویہ کا مؤید بنا کر بھیجا وہ اس سلسلہ موسویہ کی آخری اینٹ تھے جیسے آخری اینٹ مکان کو ختم کر دیتی ہے اسیطرح حضرت مسیح پر سلسلہ موسویہ کا خاتمہ ہوگیا اور اس سلسلہ کو خدا نے پورا کیا اور ایک نئے سلسلے کی بنیاد رکھی جو اسمٰعیل کی نسل سے قایم ہوا اور سلسلہ محمدیہ کہلایا۔ جیسا کہ خود اسمٰعیل کے لفظ سے ہی معلوم ہوتا ہے اور جیسا خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی معرفت خبر دے دی تھی کہ بنی اسماعیل میں ایک سلسلہ موسویہ سلسلہ کی طرح قائم کیا جاوے گا۔

چونکہ بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے نہ اول کے ساتھ جو موسیٰ علیہ السلام تھے اچھا سلوک کیا اور نہ آخری کے ساتھ جو مسیح تھا اچھا سلوک اور ایسا ہی نہ درمیانی نبیوں سے اچھا سلوک کیا یہ قوم ایسی سنگدل اور بیباک تھی کہ صفحہ روزگار میں اس کی نظیر نہ ملے گی نبیوں کی تکذیب اور ایذا رسانی میں اس قوم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ [illegible] خدا کے [illegible] کی قدر نہیں کی [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible] سلسلہ [illegible] ختم کر دیا۔ یہ ختم رضامندی کی وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ ناراضگی کی وجہ سے تھا خود حضرت مسیح کی پیدائش بطور نشان کے تھی یعنے وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے چونکہ نسل باپ سے جاری ہوتی ہے اسلئے حضرت عیسیٰ کو بن باپ پیدا کر کے خدا نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ تمہاری شامت اعمال کیوجہ سے اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ دو باتوں کا خود تم لوگوں نے اعتراف کیا ہے اول یہ کہ خدا نے ان کو بدون باپ پیدا کیا جو یہ کہتا ہے کہ انکا باپ تھے وہ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کی جو انکی پیدایش میں رکھا ہوا تھا بے حرمتی کرتا ہے۔

دوسری بات جسکا تم کو اعتراف ہے یہ ہے کہ وہ آخری اینٹ تھے اس کی مثال انجیل میں باغ والی تمثیل میں بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص نے باغ لگایا اس کے طیار ہونے پر نوکر کو بھیجا وغیرہ آخر تک اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی نظر مہر اور نظر رحم یہود پر نہ رہی تھی۔ پھر تیسری نشانی اس امر پر کہ سلسلہ موسویہ کا خاتمہ مسیح پر ہوگیا یہ ہے کہ انکا ملک بھی چھن گیا۔

غرض مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا بطور ایک نشان کے تھا۔ اسی خاندان میں سے جو ایک ہی جز رکھتا تھا اور جس میں آجتک نبی آتے رہے تھے خدا نے ایک اور شاخ پیدا کر دی اور ایک دوسری بنیاد بنی اسماعیل میں سے ڈالی۔ یہود کی حکومت کی تباہی کا ذکر ہینے اس لئے کیا ہے کہ نبوت اور حکومت خدا نے اس قوم میں رکھدی تھی لیکن مسیح کو جبکہ بن باپ پیدا کر کے یہ بتایا کہ تمہاری بداعمالیاں اور شوخیاں نبیوں کی تکذیب اور خدا تعالیٰ کے ماموروں سے عداوت اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ اب تم بجائے منعم علیہم ہونے کے مغضوب ہوگئے ہو اور نبوت کے خاندان کے انقطاع کیلئے یہ نشان انکو دیا گیا کہ بنی اسرائیل میں سے مسیح کا کوئی باپ نہ ہوا۔ یعنے اس کو بن باپ پیدا کر کے بتایا کہ آئندہ نبوت تم میں سے گئی۔

اور یہ انتقال نبوت چونکہ خدا کے غضب کے سبب سے ہوا تھا اسلئے حکومت جو نبوت کے ساتھ دوسرا فضل اس قوم کو ملا ہوا تھا وہ بھی جاتا رہا۔ میرا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ایک وہ سلسلہ تھا جو سلسلہ موسویہ کہلاتا ہے اور جسکی آخری اینٹ مسیح ابن مریم تھے۔

جنکی بن باپ پیدایش نے اس سلسلہ کے خاتمہ کی خبر دی۔ اور خدا نے بنی اسماعیل میں اپنے وعدہ کے موافق ایک اور عظیم الشان سلسلہ موسوی سلسلہ کے ہمرنگ پیدا کیا چنانچہ ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کے بانی ہوئے۔ اور اسی طرح پر مثیل موسیٰ قرار پائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جیسے ایک سلسلے کے بانی تھے اسی طرح ہمارے نبی کریم بھی ایک سلسلے کے بانی قرار پائے۔ اور اس طرح پر بھی کہ جیسے فرعون پر موسیٰ علیہ السلام کو فتح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آخر میں پوری کامیابی عطا ہوئی اور ابوجہل جو اس امت کا فرعون تھا ہلاک ہوا۔ اور بھی بہت سے وجوہ مماثلت کے ہیں جنکو ہم اس وقت بیان نہیں کرتے۔ کیونکہ اصل مطلب تو یہ بتانا ہے کہ یہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے کا مثیل ہے۔ پس جسطرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ حضرت

مسیح پر آکر ختم ہوا یہاں بھی ضرور تہا کہ خاتم الخلفاء مسیح موعود ہی ہوتا۔

اور جیسے حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بعد چودہویں صدی میں آئے تہے اسی طرح پر ضرور تہا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والے مسیح موعود کا زمانہ بہی چودہویں صدی ہی ہوتا تاکہ مشابہت پوری ہو۔ وہ وقت اور یہہ وقت دونوں مل گئے۔

اور ایسا ہی خدا نے یہ بہی مقرر کر رکھا تہا کہ جیسے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بہت ہی بگڑ گئے تہے اور انکی اخلاقی ایمانی حالتیں مسخ ہو گئی تہیں۔ اور حقیقت باقی نہ رہی تہی ایسے وقت میں انجیل انکو حقیقت دکہانے کے لیے آئی تہی اور پاک باطنی اور اخلاقی قانون سے باخبر کرنے آئی تہی جس سے وہ لوگ بالکل بے خبر ہو چکے تہے اسی طرح اس وقت زمانہ کا حال ہو رہا ہے۔ فسق و فجور کا ایک دریا بہ رہا ہے۔ یورپ کی نمایشی تہذیب نے اخلاق کے تمام اعلیٰ اصولوں پر پانی پہیر دیا ہے اور دہریت کو پہیلا دیا ہے۔ مذہب جس شے کا نام تہا اس کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔

یورپ کی قوموں کا ہی اگر یہ حال ہوتا تب بہی ضرور تہا کہ کوئی روحانی معلم آتا مگر مسلمانوں کی حالت بہی بگڑ گئی۔ انکی ایمانیات اخلاق و عادات میں ایک عظیم زلزلہ آیا ہے۔ وہ اسلام کے صرف نام سے آشنا ہیں اسکی حقیقت اور مغز سے بے خبر ہو رہے ہیں انکی عملی اور علمی قوتیں کمزور ہو گئی ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر قوموں نے انکے مذہب اور ایمان پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ جب ایسی حالت ہو گئی تو خدا نے اپنے وعدے کے موافق اور اس مشابہت اور مماثلت کے لحاظ سے جو سلسلہ محمدیہؐ کو سلسلہ موسویہ سے ہے اس چودہویں صدی کے سر پر مجہے مسیح موعود کے نام سے بہیجا۔ قرآن کریم میں خاتم الخلفاء کی پیشگوئی تہی اور یہی ذکر تہا کہ ایک مسیح اس امت میں آئے گا اور انجیل میں مسیح نے کہا کہ آخری زمانہ میں میں آؤنگا وہ میں ہی ہوں اور اسکا راز خدا نے مجہہ پر یہ کہولا ہے کہ جو لوگ یہاں سے چلے جاتے ہیں انکی خو خصلت اور اخلاق پر ایک اور شخص آتا ہے اور اس کا آنا گویا اسی شخص کا آنا ہوتا ہے اور یہ بات بے معنی اور بے سند ہی نہیں ہے خود انجیل نے اس عقدہ کو حل کیا ہے یہود جو مسیح بن مریم سے پیشتر ایلیا نبی کے آنے کے منتظر تہے اور ملاکی نبی کی کتاب کے وعدہ کے موافق انکا حق تہا کہ وہ انتظار کرتے لیکن وہ چونکہ ظاہر بین اور الفاظ پرست تہے اس لئے وہ حقیقت سے آشنا نہ ہوئے۔ اور ایلیا ہی کا انتظار کرتے رہے جیسا کہ توریت اور نبیوں کی کتابوں میں لکہا تہا۔ جو وعدہ پڑا آتا ہے وہی موعود ہو انکو یہ غلطی لگی کہ مسیح موعود سے پہلے ایلیا آئے گا انکی نظر چونکہ موٹی تہی وہ انتظار کرتے رہے کہ ایلیا پہلے آئے۔ چنانچہ ایک بار وہ مسیح کے پاس گئے اور انہوں نے یہ سوال کیا آپ نے یہی جواب دیا کہ ایلیا تو آگیا اور وہ یہی یوحنا ہے پہر وہ یوحنا کے پاس گئے اس سے پوچہا انہوں نے کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں چونکہ انکے دل پاک نہ تہے اس لئے اسکو تناقض پر محمول کیا اور اس سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ مسیح سچا مسیح نہیں ہے حالانکہ مسیح علیہ السلام نے جو کچھہ کہا وہ بالکل درست تہا اور اس میں کوئی تناقض نہ تہا مسیح کا مطلب صرف یہ تہا کہ یہ یوحنا جسکو مسلمان لوگ یحییٰ کہتے ہیں ایلیا کی خو اور طبیعت اور قوت پر آیا ہے۔ مگر انہوں نے یہ سمجہا کہ سچ مچ وہی ایلیا جو ایک بار پہلے آچکا تہا پہر آگیا ہے حالانکہ خدا تعالےٰ کے قانون مقررہ کے یہ خلاف ہے۔ اس کا قانون یہی ہے کہ جو لوگ ایک بار اس دنیا سے اٹہائے جاتے ہیں پہر وہ نہیں آتے ہاں خدا تعالےٰ چاہے تو انکی خو اور طبیعت پر کسی دوسرے بندے کو بہیجدیتا ہے اور شدت مناسبت کے لحاظ سے وہ دونوں دو جدا جدا انسان نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی ہوتے ہیں غرض حضرت مسیح نے اپنے آنے سے پیشتر ایلیا کے آنے کے وعدہ اور عقدہ کو اس طرح پر حل کرکے ایک فیصلہ ہمارے ہاتہہ میں دیدیا ہے یہہ وہ فیصلہ ہے جو خود مسیح نے اپنی عدالت میں اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنے سے پہلے ایک نبی کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے۔ کہ کسی کے دوبارہ آنے سے مراد اس کی خو اور طبیعت پر آنے والے سے ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ ایلیا تو یوں آیا یعنے یوحنا ہی اسکی خو اور طبیعت پر آگیا۔ لیکن میں خود ہی آؤنگا۔ اگر اس قسم کی صراحت انہوں نے کہیں انجیل میں کی ہے تو وہ بتانی چاہیے مگر ایک بہی ایسا مقام نہیں ہے جہاں انہوں نے اپنی آمد اور ایلیا کی آمد میں تفریق کی ہو بلکہ ایلیا کے قصہ کا فیصلہ کرکے اپنی آمد ثانی کے مسئلہ کو بہی حل کر دیا۔

پس ایسی صورت میں ہر ایک طالب حق کے لئے ضرور ہے کہ وہ

اس فیصلہ کے بعد چون چرا نہ کرے اور کوئی ایسی بحث نکرے جسمیں وقت ضائع ہو۔ کیونکہ یہ تو بالکل ایک سیدھی سی بات ہے مثلاً ایک آدمی کہے کہ ہر انسان کی دو ہی آنکھیں ہوتی ہیں اور وہ دس بیس انسان کیا ہر سامنے آنے والے انسان کو دکھا دے۔ مگر ایک اور ہو جو کہے کہ نہیں دو نہیں پچاس آنکھیں ہوتی ہیں لیکن وہ کسی کی پچاس آنکھیں دکھا دے نہیں تو کون صرف اسکے کہنے ہی پر مان لے گا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیا کے رنگ میں نہیں ہے انکی مثال اس آدمی کی سی ہی ہے جو پچاس آنکھیں بتاتا ہے۔

سچی بات یہی ہے کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیا ہی کے رنگ میں ہے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں تناسخ کے مسئلہ کو نہیں مانتا میرا آنا ایلیا کے رنگ پر ہے خدا نے مجھے مسیح کے رنگ پر بھیجا ہے اور اصلاح اخلاق کے لئے بھیجا ہے ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ جہاد کے ذریعہ اسلام پھیلایا جاتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اسلام کی کامل تعلیم خود اس کی اشاعت کا موجب ہے نفس اسلام کے لئے ہرگز کسی تلوار یا بندوق کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی گذشتہ لڑائیاں وہ دفاعی لڑائیاں تھیں انہوں نے غلطی اور سخت غلطی کھائی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ جبراً مسلمان بنانے کے واسطے تھیں۔ غرض میرا ایمان ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پھیلایا جاتا۔ بلکہ اس کی تعلیم جو اپنے ساتھ اعجازی نشان رکھتی ہے خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے میری کتابوں کو پڑھا ہے اور میری کارروائی کو دیکھا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ساری کارروائی مسیح کے رنگ میں ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اخلاقی قوتوں کی تربیت کروں چونکہ یہ سارا سلسلہ اور ساری کارروائی مسیحی رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔

اب جب کہ میں نے اس حد تک بات کو پہونچایا ہے تو میں جانتا ہوں کہ مسیحی بھی کیونکر میرے مخالف ہوں گے۔ لیکن میں کسی کی مخالفت سے کب ڈر سکتا ہوں جب کہ خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ اگر یہ دعوے میری اپنی بناوٹ سے اٹھی ہوئی بات ہوتی تو مجھے ایک ادنیٰ سی مخالفت بھی تھکا کر بٹھا دیتی مگر یہ میرے اپنے اختیار کی بات نہیں ہے ہر سلیم الفطرت کو جسطرح وہ چاہے سمجھانے کے لئے میں طیار ہوں اور اس کی تسلی کے لئے ہر جائز اور مسنون راہ میں اختیار کر سکتا ہوں میں سچ کہتا ہوں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے مسلمان اپنے اعتقاد کے موافق اور عیسائی اپنے خیال پر منتظر تھے یہی وہ وقت تھا جسکا وعدہ تھا۔

اب آنے والا آگیا خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے خدا تعالےٰ اپنے بھیجے ہوئے لوگوں کی تائید میں زبردست نشان ظاہر کیا کرتا ہے اور دلوں کو منوا دیتا ہے جو کچھ مسیح موعود کے لئے مقدر تھا وہ ہو گیا اب کوئی مانے نہ مانے مسیح موعود آگیا اور وہ میں ہوں

سوال۔ اور کیا مشابہت ہے

جواب۔ تعلیم میں مشابہت ہے۔

سوال۔ آپ کی رسالت کا نتیجہ کیا ہوگا

جواب۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ جو رابطہ کم ہو گیا ہے اور دنیا کی محبت غالب آگئی ہے اور پاکیزگی کم ہو گئی ہے۔ خدا تعالےٰ اس رشتہ کو جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے پھر مستحکم کرے گا۔ اور گم شدہ پاکیزگی کو پھر لائے گا دنیا کی محبت سرد ہو جائے گی۔

سوال۔ جب کہ مختلف مذاہب ہیں پھر کسطرح پہچانیں کہ سچا مذہب خدا کی طرف سے کون ہے؟

جواب۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے دنیا میں ہر کھوٹے اور کھرے کے درمیان ایک امتیاز ہے رات اور دن میں صریح فرق ہے پھر سچا مذہب بھی کبھی مخفی رہ سکتا ہے خدا پاک ہے اور وہ محبت رحمت کرنے والا ہے اور وہ نفسانی امور جو گناہ کے کام ہیں بدکاری۔ تعصب تکبر اور تمام گناہ جو دل میں جمع ہوتے ہیں پھر آنکھوں کے ذریعہ یا اور ذریعوں سے صدور پاتے ہیں ان سے ناراض ہوتا ہے پھر یہ کیونکر مشکل ہو سکتا ہے کہ انسان یہ تمیز نکر سکے کہ خدا انسانوں کو پاک بنانا چاہتا ہے اور وہ انسے گناہ کے صدور کو پسند نہیں کرتا۔ پس جس مذہب کی تعلیم عملی طور پر ایسی فطرت عطا کرتی ہو کہ انسان خدا سے ڈر کر اسکی صفات کے نیچے رہ کر پاکیزگی اور محبت میں ترقی کرے اور گناہ سے بچے وہی مذہب خدا کی طرف سے ہوگا۔ خدا کی مذہب کے ساتھ اسکی صداقت کے زندہ نشان ہوتے ہیں جو ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

کسر صلیب

عیسوی منطق اور علم اخلاق

جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

یہ مضمون ترجمہ ہے ایک آرٹیکل کا جو اسلامک ورلڈ جلد اول بنرسانت میں شائع ہوا ہے۔ راقم مضمون نے بڑے دردمند دل سے عیسائی دنیا کی اس دجل آمیز و مغالطہ آمیز کارروائی کا عمدہ بسط اور وضاحت سے ذکر کیا ہے جو عادۃً حق کو چھپا لینے کے لئے اس قوم سے سرزد ہوتی ہے۔

درحقیقت یہ نزدیں صداقت ہے۔ کہ اگر عیسویت کے حامی خود تراشیدہ حواشی اور انبیا اور نوشتوں پر تطاول کرنا چھوڑ دیں اور خود اپنے لئے نبوت کی گدی تجویز نہ کریں تو اس پولوسی نصرانیت کا منتفرق الاجزا ابت جو ایسی ہی بودی تاروں اور کیل پیروں سے کھڑا کیا گیا ہے۔ دفعۃً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر آ رہے۔ عقل حیران ہوتی ہے کہ اس قوم کا قلب کیسا مسخ ہو گیا ہے۔ اور انکا ضمیر کسقدر تاریک اور مکدر ہو گیا ہے کہ اس صاف اور روشن بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے کہ عقیدہ جیسا اہتم بالشان امر جس پر نجات اُخروی کا انحصار رکھا جائے ایسے صاف اور واضح الفاظ میں اس کا بیان ہونا چاہیئے کہ اس میں کسی قسم کا ایہام نہ ابہام نہ ہو۔ یا الٰہیات کی اصطلاح میں اسے یوں تعبیر کر لو کہ عقائد مہمہ اور اصول ایمانیہ کی بنا نصوص صریحہ بینہ پر ہونی لازم ہے جو اپنے مفہوم و مراد میں قطعی الدلالت ہوں اور دیگر معانی اور مقاصد کے احتمالات کا اس میں امکان تک نہ ہو۔ اس معیار کو مدنظر رکھ کر جب اس کلیسائی مذہب کے اصول کو پرکھا جائے سراسر لغو اور کھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ تمام انبیا (علیہم السلام) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک ہی اصل اور ضروری اصل کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دنیا میں آئے جسے انھوں نے مختلف الفاظ مگر متحد معنوں میں ادا کیا۔ کہ خداوند قادر مطلق واحد لاشریک ہے نہ صرف ذات میں بلکہ صفات اور استحقاق عبادت میں بھی اگرچہ اُس مقدس جماعت نے مختلف زمانوں اور مختلف آب و ہوا کے بلاد میں نشو و نما پایا۔ مگر باوجود ان اختلافات کے اپنے امر رسالت کی علت غائی کی تبلیغ و تاکید میں وہ ایسے متفق و متحد اور یک زبان نظر آتے ہیں کہ کسی ایک کے اُس توحید نما وعظ و پند کے صاف صاف طور پر دوسرے معنی ہو نہیں سکتے۔ بلکہ ہر ایک نے یکساں طور پر اپنی رسالت کی ساری کارروائی میں توحید باری تعالیٰ پر صریح اور بیّن نصوص سے دلیل و برہان قائم کی۔ اس باریک راز توحید کی اشاعت کی کامل متکفل کتاب قرآن کریم نے سورۂ آل عمران میں عجیب اسلوب سے بیان کیا ہے۔ اس سورہ شریفہ میں علاوہ یہود کو سخت ملزم کرنے کے کہ اب ان کے پاس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کامیابی اور حضرت کی کھلی نشانی کے بعد جو فتح بدر کی صورت میں آپ کی نبوت اور سچائی کی ایک زبردست علامت ہو گئی۔ کوئی عذر اور حیلہ نہیں رہا کہ وہ کیوں اس معصوم و محفوظ نبی کو قبول نکریں۔ جس کی نسبت توارت کی پیشگوئی باآواز بلند مہر لگا چکی تھی۔ کہ فیداری کی حشمت اُس کے مقابلہ میں ٹوٹ جائیگی۔ نبوت کا عظیم الشان راز اُنہیں سمجھایا گیا کہ اگر تمہیں اپنے زور اور اپنے نیل پر کچھ فخر اور ناز ہے اور تم اپنے قلعوں کو ممتنع المغلوبیت سمجھتے ہو تو سن لو قد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا۔ مطلب یہ کہ جسطرح یہ انسان کامل جو ایک یتیم بے سروسامان اور بے جاہ و حشم تھا اور ظاہری اسباب پر نظر کر کے ہر وقت یہی یقین ہوتا تھا کہ زور آور دشمن اسے اُچک لے جائے گا۔ اور بہت جلد کچل ڈالے گا۔ مگر آخر رفتہ رفتہ آسمانی تائیدوں اور بالائی تدبیروں کے زور سے ان پیشگوئیوں کے موافق جو دس سال اسواقعہ سے پہلے کی گئی تھیں وہ با سامان اور جنگ آزما قوم پر غالب آیا اور ایک قلیل جماعت کی امداد سے غالب آیا اسی طرح تم بھی اس عظیم الشان چٹان سے ٹکر لگا کر پاش ہو جاؤ گے۔ غرض ان ناعاقبت اندیش یہود کو ملزم کرنے کے علاوہ عیسوی عقائد کا ابطال بھی منظور تھا اسی غرض سے براعت استہلال کے طور پر آغاز سورہ میں اسم ذات اللہ کے بعد اسمائے صفات الحی القیوم بیان فرمائے ہیں جس سے اس راز کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ مسیح کسی طرح بھی الوہیت کے تخت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اُس تعظیم و تکریم کا مستوجب ٹھہر سکتا ہے۔ جو خالق زمین و آسمان کا خاصہ ہے۔ اسلئے کہ وہ الحی القیوم نہیں ہے۔ ایسا شخص جو موت کے خونخوار اژدہا کا لقمہ بن گیا۔ اور جس پر الام و اسقام کے حوادث اور عوارض طاری ہوئے اور جسے صفت خالقیت سے کچھ بھی حصہ نہیں۔ کیونکر اور کس دلیل سے الوہیت کا حقدار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ افسوس ان بےخبر اسلام کے ناداں دوستوں پر جو حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد رکھکر اللہ جل شانہ کے منشا کے خلاف ایک شرک عظیم اور ظلم جسیم کی تائید کر رہے ہیں۔ افسوس ان غافلوں اور راستی کے مخالفوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ عزت مند ازلی ابدی اللہ تعالیٰ نے جس قدر غضب اور ناراضگی عیسویت کے مفرّ اور منفرد عقیدے اور اس پولوسی مذہب کے مشرکانہ اصول الوہیت مسیح پر ظاہر کی ہے ایسی کسی چیز پر نہیں کی۔ مشرکان عرب جو سخت گھنونی بت پرستی میں مبتلا اور سخت قابل الزام بدعات میں گرفتار تھے۔ ایسے خطرناک الفاظ تو ان کے عقائد کی نسبت بھی نہیں بولے گئے تکاد السمٰوات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا

ان دعوا للرحمٰن ولدا ہ قریب ہے کہ آسمان پاش پاش ہو جاویں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر جائیں۔ کہ نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے اور اُسے الوہیت کا اقنوم ثانی مانتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ الوہیت مسیح کا اعتقاد کوئی چھوٹی سی اور قابل التفات بات نہیں ہے بلکہ آسمان و زمین میں زلزلہ ڈالنے والی بات ہے۔ تمدن۔ معاشرت یا بلفظ دیگر نظام کائنات میں سخت خلل انداز بات یا دوسری لفظوں میں خدا کی قدوس کی ذات پاک کو سخت داغ لگانے والی اور اس کے منشا کو درہم برہم کر دینے والی بات ہے جس پر غیور خدا ایسی کپکپا دینے والے الفاظ میں غصہ ظاہر کرتا ہے۔ درحقیقت الوہیت مسیح کا اعتقاد اور اُس کا لازمہ غیر منفک اعتقاد کفارہ تمام قسم کی بدکاریوں، منکرات اور فواحش کا سرچشمہ۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تلف کرنے کا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ دنیا کی تمام متمدن مسیحی بستیوں۔ پر حلقوں اور شہروں اور ان کے لوازم و نتائج کو یکجا جمع کر کے دیکھا جائے تو جس قدر گندی بدکاری۔ زناکاری۔ شراب خواری۔ بے حیائی۔ دیوثی۔ سخت ناروا آزادی اور ہر قسم کی خلاف حق کارروائی یہاں ہموس کے عقیدہ کی اشاعت سے عالم کی مختلف قوموں میں پھیلی ہے۔ اس کی کوئی نظیر بھی ان میں پائی نہیں جاتی۔ اللہ تعالیٰ کا خوف۔ طہارت۔ تورع تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت دلوں کا رقیق ہونا۔ آنکھوں کا اس کی یاد میں آنسو برسانا۔ یہ سب باتیں جو انبیاء کی تعلیم کی اصلی غرض تھیں۔ اور الہامی کتابوں نے خصوصاً قرآن شریف نے انہی کو ایمان باللہ کی علامت ٹھیرایا ہے ان کا نام و نشان نہیں ملا۔ اس عیسویت کی وجہ سے قوم کے جنیعہ و تقاسمے نہ صرف اسی کی ہم عقیدہ قوموں اور ملکوں میں بلکہ دوسری تمام قوموں میں جو پائی جاتی

قساوت راہ پا گئی ہے۔ اور اس روحانی شر و فساد سے زمانہ کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ خدا ترسوں اور پاکبازوں کو زندگی بسر کرنی مشکل ہو گئی ہے۔ الغرض الوہیت مسیح کا عقیدہ سخت خطرناک عقیدہ ہے جس کی پرزور شیوع سے کسی وقت اس زمین کی پشت پر ایک دل بھی ایسا نہ رہے گا جس میں توحید الٰہی یا لا الٰہ الا اللہ کے مفہوم کا کوئی شمہ باقی ہو۔ اور پھر وہ وہی شرار الناس ہوں گے۔ جن پر خدا کے غضب کی قہری تجلی جسے الہامی اصطلاح میں قیامت کبریٰ کہا گیا ہے۔ وارد ہو گی۔ چنانچہ حقائق قرآنی کے جاننے والے اور سمجھنے والے جانتے ہیں کہ وہ زہرہ گداز آیہ شریفہ ایک خاص اسلوب سے اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آخر کار نظام سماوی اور ارضی کا اختلال اسی عظیم الشان شر یعنی اعتقاد الوہیت مسیح کی وجہ سے ہو گا۔ اس راز کو سمجھ کر کون خدا ترس عقلمند انسان گمان کر سکتا ہے کہ یہ مذہب عیسوی اور اس کا یہ عقیدہ ایک معمولی سی بات ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کی تردید کی طرف التفات کیا جاوے۔ اس زمانہ کے بعض ننگ اسلام۔ داغ سیرت اسلاف کرام جو ایک آزاد ریفارمر کی ناجائز حریت بخشنے والی تعلیمات کی وجہ سے اسلام کے پاک اصول امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قطعاً فراموش کر بیٹھے ہیں۔ اور فاصلہ ہما تو ہو کے جلیل امر کو سخت حقارت سے یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ کسی کے ذاتی افعال اور مشرب و مذہب سے ہمیں تعرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ اس عظیم و جلیل انسان مرسل اللہ اور مامور حق کی اس نشیبہ صدف کی بڑی بھاری لگاتار کارروائی کو جو وہ اس عقیدہ باطلہ یعنی الوہیت مسیح کے استیصال میں کر رہا ہے۔ نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک پہلوان رب جلیل امام

زمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اوقات ضائع کرتے ہیں۔ جو رات دن مسیح کی موت کے اثبات کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ انہیں خوب توجہ رکھنا چاہیئے۔ کہ منزدگی شناخت اور تمیز کے لئے ناقۃ اللہ چھوڑی گئی ہے۔ سخت شقی ہوگا۔ تمام قوم سے بڑھ کر اس کی کوچیں کاٹنے کے لئے باہر نکلے گا۔ ہو کردن کا آنا ضروری ہے پر افسوس ان پر جن کے سبب سے وہ آویں۔ الغرض عیسائیوں کو الحی القیوم کے الفاظ سے عجیب الزام دیکر تھوڑی دور آگے چل کر عجیب علمی اور عقلی اور نقلی دلیل سے اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت خاصہ غیر مشترکہ کو ثابت فرماتا ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة و اولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم۔ یعنی خود خدا اور اس کے فرشتے اور تمام راستباز جنہیں خدا کا علم حاصل ہوا ہے پوری بصیرت اور سچی انصاف سے گواہی دیتے ہیں۔ کہ الوہیت کا مستحق سوائے اللہ کے جو صفات کاملہ کا جامع ہے اور کوئی نہیں مسیح ہو یا اور کوئی ہو۔ کیونکہ وہ سب کے سب حدوث اور عوارض اور ہر طرح کے ضعفوں اور احتیاجوں کے نقصوں کے سبب سے داغ دار ہیں اور تینوں شاہدان عدل کی شہادت کا خلاصہ اور اصل غرض یہ ہے ان الدين عند الله الاسلام وما اختلف الذين اوتوا الكتب الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم۔ یعنی اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور حسب مرضی دین اسلام ہی ہے (اور تمام انبیاء [illegible] توریت بھی بالاتفاق اسی کی تعلیم دیتے آئے ہیں اور توریت اور انجیل کی کوئی تعلیم بھی محض صریح اس مذہب توحید یعنی اسلام کے خلاف نہیں) اور [illegible] اہل کتاب کا اُس سے اختلاف کرنا

دیدہ و دانستہ ہے۔ ڈاہ اور حسد کے روگ نے انہیں اس قبول حق سے باز رکھا ہے مگر اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ توریت و انجیل کی کسی آیت میں صراحۃً اور منطوقاً کوئی ایسی بات پائی نہیں جاتی جس سے وہ اپنے موجودہ عقائد کی جو اسلام کے خلاف ہیں تائید پیدا کر سکیں۔ ہمارے اس تمام بیان سے مقصود یہ ہے کہ مقدس جماعت نبیوں کی جنپر بظاہر اہل کتاب کا اعتماد ہے اور وہ پاک کتابیں جنہیں وہ اپنے زعم میں عقائد فاسدہ کا ماخذ ٹھیراتے ہیں بڑی صراحت اور وضاحت سے ان مروجہ عقائد کا ابطال کرتے ہیں جنکی ترویج میں عیسائی ایسی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ با انصاف عقلمند جو صادقوں اور کاذبوں کے لہجے کے پہچاننے کا مادہ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کے اس بلند اور پر جرأت دعویٰ پر غور کریں کہ کس طرح تمام مختلف العقائد مگر درحقیقت ایک ہی رنگ کی مشرک اور بدعتی دنیا کے سامنے وہ اس بات کو بلا تذبذب ظاہر کرتا ہے کہ تمام مقدس صادقین اور برگزیدہ راستباز اسی طریق حق کی دعوت کرتے چلے آئے ہیں جسے اب اس نے پھر زندہ اور خوبصورت الفاظ میں پیش کیا ہے اور جس کا نام اسلام ہے۔ اتنے بڑے پر حوصلہ دعویٰ کی تردید کرنے کے لئے عیسائیوں کا ضروری فرض ہے کہ وہ انبیائے توریت کے صریح کلام اور منطوق سے یا خود جناب مسیح علیہ السلام کے ملفوظات سے دکھاویں کہ ان کے عقائد اور اصول کا یہ کلام اور ملفوظ صاف صاف ماخذ ہے مگر ہم بڑی دلیری سے دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ الوہیت اور کفارہ کی کوئی صاف اصل کسی آیت محکمہ میں ہرگز نہ پائیں گے۔

پھر کسی ایسی آیت کو جو بہت سے معانی اور مطلب کا جائز احتمال رکھتی ہو اور کسی ایسے لفظ کو جو مختلف مرادوں کے لحاظ سے کثیر موقعوں میں اشتراک اور استعمال رکھتا ہو ایمانی عقیدہ کی بنا قرار دینا خدا ترسی اور نیک نیتی پرہیزگاری سے بعید ہے۔ تعجب ہے کہ توحید کی تعلیم تو تمام نوشتوں سے نہایت کھلے کھلے اور تسلی بخش طریق سے ثابت ہو جائے۔ اور اسے عالم جاہل شہری اور دہقانی پوری کشادہ دلی اور ادراک کی صفائی سے بے تردد قبول کر لیں۔ مگر اتنے بڑے زبردست اصول کے لئے جو عیسائیوں کے نزدیک سارے جہان کی نجات کا تنہا ذریعہ ہے۔ اسقدر ایچا پیچی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ درحقیقت الوہیت مسیح اور کفارہ کا فسانہ ایجاد کرنیوالے سے سخت فاش غلطی اور ناقابل ترمیم خطا ہوئی کہ اس نے ان نامعقول اور غیر موزون اور نفس کے تراشی اصول کو انبیائے بنی اسرائیل اور ان کے پاک صحیفوں کی طرف منسوب کیا۔ وہ نا عاقبت اندیش مکار سمجھا کہ وہ انبیا پر سخت الزام وارد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ وہ جوش جنون سے ایک ہی وقت میں متناقض اقوال اور متضاد الفاظ کہہ جاتے تھے۔ یعنی ایک ہی وقت میں توحید اور شرک دونوں کی تعلیم دیتے تھے۔ اگر یہ کلیسیائی مذہب بالکل الگ اور مستقل طور پر قائم کیا جاتا اور موحدین انبیا کی پاک تعلیمات کو اسکا مدار مطلق اور تنہا آسرا قرار نہ دیا جاتا تو یہ جھوٹا بودا بے بنیاد اور عقل کا دشمن اور مورث الشر جو کچھ تھا۔ عام بت پرستوں اور بدعتیوں کے مذاہب کی طرح اس کی طرف بھی کوئی پُرزور توجہ نہ کی جاتی۔ اور نہ اس کے استیصال کی اسقدر کوشش ہوتی اور نہ درحقیقت اسکی بیخ کنی کا اتنا بڑا سامان ملتا جو انبیا کی تعلیم کی طرف توجہ کرنے سے بخلاف

ہر ایک مبارز کو مل جاتا ہے۔ بہر حال اب وقت آ پہونچا ہے کہ اس شر اور خبث کی طاقت کمزور ہو جائے۔ اور اس مغوی ابلیس کی رسیاں ٹوٹ جائیں۔ خود عیسائی ملکوں میں عیسائیوں کے قلم و زبان سے عیسویت پر پُرزور نکتہ چینی شروع ہو گئی ہے اور بیشمار دل اندر ہی اندر اس کی تاریک اور عقل برہمزن باتوں سے مضطرب ہو گئے ہیں۔ اس خانہ برانداز طوفان کے مقابلہ میں سادہ دل متعصب عیسائی آیات کی جھوٹی تاویلوں اور دور از کار سن گھڑتوں سے عیسویت کو بربادی سے بچا لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سخت آزادی کے زمانہ میں زمینی علوم کی شیدا دنیا اسی بات میں متردد ہو رہی ہے کہ انہیں اس ہمہ قدرت اور عوارض حدوث و امکان سے منزہ خدا کا کوئی تسکین بخش ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ نادان ایک عاجز ضعیف اور بے پر و بال انسان کو خدا بنانے اور ثابت کرنیکی فکر میں لگے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آجکل اس قوم کی جھوٹی منطق اور انکی سرشت کی قلعی کھلنی شروع ہو گئی ہے۔ انہی پچھلے دنوں میں امرتسر کے مشہور مباحثہ میں اس آسمانی حربہ اور خدائی تیز ہتھیار حضرت مسیح موعود نے جو کاری زخم عیسویت کے مقتل پر لگایا ہے۔ اب عیسائیوں کے مکر و فریب کی کوئی زنگاری مرہم اُسے مندمل نہ کر سکے گی۔ درحقیقت اُس بالکل جدید کلام اور اسی عجیب و غریب شرط کے مقابلہ میں جو ہمارے برگزیدہ امام نے پیش کی۔ کہ ہر ایک فریق (مسلمان و عیسائی) دعویٰ بھی اپنی مسلم الہامی کتاب سے پیش کرے اور دلیل بھی اسی سے لاوے۔ عیسائیوں سے سوائے جھوٹی منطق۔ بیجا تحریفوں ناروا کھینچا تانیوں اور قابل افسوس رکیک بازیوں کے اور کچھ بن نہیں پڑا۔

کاش کوئی حذاترس ان میں سمجھے اور غور کرے۔ اب ہم اس دلچسپ مضمون کا ترجمہ دیتے ہیں جو ہمارے سرگرم دوست عبد اللہ کنلف کے آتشیں قلم سے نکلا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اُسے بھولے ہوئے عیسائیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

عیسوی منطق اور علم اخلاق

مطبع جب اپنا کام دیانت۔ سچائی اور انصاف سے کرے وہ لاریب نیکی اور راستی کی اشاعت کا بڑا زبردست آلہ اور قیمتی ذریعہ ہے لیکن اگر اُسے صداقت کے دبانے۔ واقعات پر پردہ ڈالنے اور جھوٹ اور مغالطات کے پھیلانے کا واسطہ بنایا جاوے تو دنیا کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی لعنت نہیں ہوسکتی۔ مگر بایںہمہ اس کی کارروائیوں میں گوکتنا ہی مکر وفریب کو دخل کا موقعہ مل گیا ہو۔ جھوٹے اور مکار اور فریبی آدمیوں کی خانہ ساز باتوں اور سادہ دل اور بے وقوف زود اعتقادوں کے ناپاک اعتقادوں کے اندر اس کے ذریعے سے کبھی کبھی اور کہیں کہیں حق اور راستی کا پیارا چہرہ ضرور نظر آجاتا ہے۔ چنانچہ غیر معتبر واقعات کے ڈھیروں اور مذہبی اور ملکی غلطیوں کے انباروں اور جعلی اور بناوٹی اصولوں کے درمیان جنہیں پادریوں کی چالاک عقل نے گھڑا ہے کہیں نہ کہیں ایسی تحریریں بھی نظر آجاتی ہیں جن کو ایک باریک بیں اور تجربہ کار سوچنے والا اعلیٰ درجہ کے حقائق کا پتہ لگاسکتا ہے۔ خواہ وہ کیسی ہی بیہودہ کیوں نہ ہوں اور کیسی ہی حواشی اُن پر کیوں نہ چڑھا دیئے گئے ہوں۔ اسی طرح عیسویت کی اُن غلطیوں میں جو زمانہ دراز سے اُس کے مذہب کا جزو اعظم بن گئی ہیں۔ اور ان بیوقوفی کی باتوں اور مزخرفات میں جو عیسائی اخباروں۔ کتابوں اور رسالوں کے اندر اپنا بدنما چہرہ دکھاتی ہیں کچھ کچھ راستی کی شعاعیں بھی نظر آجاتی ہیں اور گو یہ کیسی ہی ناقابل التفات اور ناچیز کیوں نہ ہوں مگر کم سے کم اُن سے اتنا پتہ لگ جاتا ہے کہ راستی کی رفتار کا رخ کس طرف ہے۔ اس طرح کی بظاہر حقیر اور ناچیز باتیں ایک باریک بیں اور عمیق النظر آدمی کے دل میں زیادہ تحقیق وتفتیش کا میلان پیدا کرتی ہیں جس کا نتیجہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ علوم طبیعی اور فلسفہ میں نئی نئی ایجادات اور اختراعات ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے صابروں مجاہدوں اور با استقامت ڈھونڈنے والوں پر علم وقدرت کے واقعات اور علوم طبعی اور تاریخ کے حقائق ومعارف کھولدیئے ہیں جنھوں نے انسانی علوم اور کاروبار میں بڑے انقلاب پیدا کئے ہیں اور جو سوسائٹی اور قوموں کے حق میں بڑی برکت کا باعث ہوئی ہیں۔ اسی طرح علم تدبیر منزل۔ سیاست مدن۔ علم مذہب اور علم اخلاق پر بھی بڑی روشنی پڑی ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ وہ باتیں جدید اور وہ اصول آج کل کے نو ایجاد نہیں ہیں۔ بلکہ وہی باتیں اور وہی اصول ہیں جو اگرچہ اس سے پہلے نامعلوم تھے مگر حقیقتاً انسان کی ہستی اور ظہور کی تاریخ کے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں۔ زود اعتقادی کے کمزور جالے اور فریبی آدمیوں کے مکر اور دھوکے بازیاں جنہیں علم اور دولت اور طاقت سے تائید وتقویت پہونچائی ہے۔ سچائی اور راستی کے روشن چہرہ کو کبھی چھپا نہیں سکتیں۔ ان تمام جعلی باتوں اور مصنوعی علم الاخلاق کے بارکیچہ پردوں کی سوراخوں میں سے ایک طالب حق جسے خدا نے دوربین عقل عطا کی ہے صداقت اور حقانیت کا نورانی چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ جھوٹ اور افترا کی بودی دیوار کے پیچھے سچائی کی ملکہ جلوہ افروز ہے جس کے دیدار سے راستی کا شیدا ضرور مشرف ہوسکتا ہے۔ یہ سب راستیاں نئی نہیں ہیں بلکہ پرانی ہیں۔ ہاں پہلے جھوٹ کی اوٹ میں نہاں تھیں۔ اب حقیقی علم کا لباس پہنے آشکارا ہیں۔ افسوس جاہل وہم پرستوں اور مغرور متعصبوں کے کانوں تک ان سب حقائق کی صدا پہونچتی ہے مگر اُن کی دل اُسے محسوس نہیں کرتے۔ اس میں شک نہیں کہ کورانہ تعصب اور زمانہ دراز کی راسخ غلطیاں جو دلوں میں میخ فولادی کی طرح جگہ پکڑ گئی ہیں اور ایسی کفریات جو فطری تو نہ تھے مگر اب جزو فطرت بن گئے ہیں۔ قبول حق سے ہمیشہ مانع ہوئے ہیں۔ مغرور عیسائی دنیا کا دل اب ایسا نرم نہیں رہا کہ سچ اور حقانیت کے اثر کو بہت جلدی قبول کرسکے کیونکہ کفر کا کیڑا آکر جڑوں تک کھا گیا ہے۔ اور اس میں راست پسندی کی حس تک بھی نہیں رہی۔

پچھلے چند ہفتوں میں ہمیں ایسی تحریروں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جن سے ہماری مذکورۃ الصدر بیانات کی صداقت کی شہادت ملتی ہے۔ منجملہ ان کے ایک ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔ کیونکہ اسلام اور جھوٹی عیسویت کے ساتھ اس کا بڑا بھاری تعلق ہے۔ لنڈن کے روزانہ اخبار "دی ایکو" میں ایک مضمون نکلا ہے جو کیمبرج یونیورسٹی کے ایک ایم۔اے کی نکتہ آفریں طبع

نتیجہ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ مضمون [illegible] دکھاتا ہے کہ عیسائیوں کے دین پر جھوٹی تعلیمات کو مرکوز کرنے اور ایک ایسی کھونٹی ہاتھ میں لانے کے لئے جس پر ان کے باطل عقائد لٹکائے جائیں انجیل کی آیات کی کیسی تحریف اور تحمیل تفسیر کی جاتی ہے۔ ایم۔ اے صاحب لکھتے ہیں۔ یسعیا کی کتاب (باب ۴۳ ورس ۱۱) میں لکھا ہے۔ سوائے خدا کے کوئی نجات دہندہ نہیں۔ کیونکہ مسیح خدا ہے۔ اور اس نے خدائی کا دعوی کیا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ پچھلی بات جو آیت شریف کے ساتھ خواہ نخواہ کا نتھی کی گئی ہے۔ کیسی بے بنیاد ہے جس کا کوئی ثبوت بھی لکھنے والے کے پاس نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ امر دیانت اور امانت سے کس قدر بعید ہے اور صاف دل عیسائیوں کو کس قدر ورطہ گمراہی میں ڈالنے والا ہے۔ راقم مضمون نے اپنے بیان کا ذرا بھی ثبوت نہیں دیا۔ اور اگر دیتا بھی تو بجز اس کے اور کیا ہوتا کہ الفاظ۔ معانی اور واقعات کو محرف مبدل کر کے موقع محل سے اٹھا کر اپنے مطلب کے موافق بنا لیتا۔

پھر آگے چلکر لکھتا ہے۔ مرقس [illegible] میں لکھا ہے تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی نیک نہیں ہے سوائے خدا کے۔ اسکو ہم منطقی شکل میں یوں لکھتے ہیں۔ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی (مطلق) نیک نہیں سوائے خدا کے۔ میں نیک ہوں لہذا میں خدا ہوں۔ بہت لوگ اسکو اس طرح کہیں گے۔ میں خدا نہیں اس لئے میں نیک بھی نہیں۔ اسے یونیٹیرین بھی تسلیم کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ اسی ہی تو یونیٹیرین مذہب منطقی میزان میں پورا نہیں اترتا۔ اب ہم اس کیمبرج کے ڈگری یافتہ کے دلائل پر ذرا سی غور کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ اس نے انجیل کی آیات پر کیسے بیجا حواشی چڑھائے اور کیا کیا افترا باندھے ہیں۔ اول تو اس نے انسانی اور الٰہی نیکی کے مراتب کو بالکل نظرانداز کر دیا ہے اور جا بجا کی اور جاہلیت سے کامل اور مطلق نیکی کو جو ذات باری تعالی کا خاصہ ہے۔ اور ناقص اور عارضی نیکی کو جو انسان کا خاصہ ہے اور جس کے کئی مدارج ہیں قطعاً فراموش کر ڈالا ہے۔ اور محض اپنا مطلب نکالنے کے لئے ان میں کوئی مابہ الامتیاز قائم نہیں کیا۔ اور اسی اس برائے نام منطقی شکل میں جس میں یقینی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے قضایا کا درست ہونا لازمی امر ہے۔ اپنے بے سروپا قضیوں میں کچھ بھی غور نہیں کی۔ بلکہ تمام پیدا شدہ مشکلات اور بھاری مغالطات سے کود پھاند کر مسیح کو نیک بنا ڈالا ہے۔ اور یوں کھینچ تان کر اسے خدائی کا حصہ دار ٹھہرا دیا ہے۔ وہ مسیح کی انسانیت میں کوئی انسانی خوبی اور نیکی بھی نہیں دیکھتا۔ اگر اس پر بھی اس کے مفید مطلب یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ قادر مطلق یا علم خدا کی غیر محدود نیکی نے مسیح کی انسانیت میں حلول کیا ہے۔ گویا یہ فرض کرتا ہے کہ غیر محدود محدود میں اور جز و کل میں سما سکتا ہے۔ مگر ایک چھوٹی سی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایک مکعب میل ایک مکعب انچ میں سما نہیں سکتا اور تمام وسیع دنیا ایک چھوٹے سے پیالے میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح مسیح کے ناقص اور ضعیف وجود میں خدائے قدوس کی ذات جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے ہرگز سما نہیں سکتی۔ افسوس جب ایک عیسائی عیسویت کے اصول کی حمایت پر کھڑا ہوتا ہے معاً منطق۔ علم اخلاق۔ عقل سلیم اصول حقہ اور عام میزان سب کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے اور منطق اور انسان کی علامت تمائی کو جو مافی الضمیر کے سچے اظہار سے وابستہ ہے بالکل چھوڑ کر اسے عیسائیت کی چالاکیوں اور مغالطہ دہی کا آلہ بناتا ہے اور اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ طریق ایمان داری کی منزل سے کس قدر منحرف اور الگ پڑا ہے۔ اس موجودہ انجیل کی زیر بحث آیۃ (خواہ یہ انجیل محرف ہو خواہ صحیح ہو) میں مسیح نے ہرگز ہرگز مطلق نیک یا خدا ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ خدائی کا دعوی تو برکنار یہ لفظ صاف بتا رہے ہیں کہ وہ اپنے نقص یا کمزوری سے خوب واقف تھا اور وہ بڑے جوش سے اس شخص کو جس نے اسے نیک کہا تھا ملامت کرتا ہے۔

اب باوجود اس کے کہ عقل صاف دلالت کرتی ہے کہ اس آیت کے یہی معنی کئے جاویں مگر ایم۔ اے صاحب اپنی فرضی منطق کی شکل میں یوں دلیل دیتے ہیں "مسیح انسانی نیکی کے مراتب کاملہ تک پہنچا ہوا تھا۔ اس لئے اس میں کامل نیکی تھی۔ اور وہ خدا تھا۔" ناظرین خوب دیکھ سکتے ہیں کہ یہ کیسی لغو منطق اور بیہودہ دلیل ہے۔ ایک مسلمان اور یونیٹیرین یوں منطقی شکل پیش کرتا ہے "خدا کامل مطلق ہے اور اس کی ذات پاک صفات کاملہ کی جامع ہے۔ مسیح نیک تھا اور خدا کا بندہ اور رسول تھا مگر اس میں مطلق کامل نیکی اور صفات الٰہیہ کا حصہ نہ تھا اس لئے مسیح خدا نہ تھا۔" اس شکل میں یونیٹیرین اور موحد کی برہان کی صفائی اور سچائی صاف ظاہر ہے اور ہم متدین عقلمند اور غیر متعصب ناظرین پر اس امر کا فیصلہ چھوڑتے ہیں کہ خلاف منطق جہالت اور بے ایمانی کس طرف ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ یہ ایک معمولی نمونہ جھوٹی عیسائی منطق اور کمزور علم اخلاق کا ہے جسے عیسائی ایمانی اصول [illegible] صداقت الٰہیہ کے مباحثہ کے وقت ظاہر کرتے ہیں۔

پھر آگے چلکر ایم۔ اے صاحب [illegible]

سکتی ہیں " اس زمانہ کے بڑے بھاری نکتہ چین اپنی ذاتی ظاہر کر رہے ہیں اور وہ انجیل کو کوئی صدمہ نہیں پہونچا سکتے۔ ایم۔ اے صاحب کی خود یہ نکتہ چینی حماقت اور نادانی کی آمیزش سے خالی نہیں کیونکہ آپ کسی دلیل اور برہان سے ان معترضوں کی نکتہ چینیوں کو نہیں توڑ سکتا اور یہ بھی واضح رہے کہ ان اعلیٰ نکتہ چینیوں میں بہت سے عیسائی پادری اور اسقف ہیں جو علم و فضل میں مشہور آفاق ہیں اور ان کے عقائد اور جو وہ گرجوں کے منصب پر فائز ہونے کے پورے مستحق ہیں اور علاوہ براں کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں کی بڑی بڑی ممتاز سندوں سے بہرہ یاب ہیں وہ اپنے مضامین میں ہمارے ایم۔ اے صاحب سے زیادہ برجستہ طریق سے بحث کرتے اور اپنی باتوں کے ثبوت اور ذلیل و متنزل عیسویت کے موضوع اور نادرست اصولوں کے قائم رکھنے کے لئے بالکل لایعنی تقریریں اور جھوٹی شہادتیں نہیں لاتے۔ ہم حیران ہیں کہ ایسے مذہب اور اس کے حامیوں کی نسبت ہم کیا رائے قائم کریں۔ شخص اپنے عقائد باطلہ کے قائم رکھنے اور عیسویت کی بوسیدہ چھت کو سہارا دینے کے لئے واقعات حقہ کو دبانے کی سخت ضرورت پڑتی ہے اور انہیں مجبور ہونا پڑتا ہے۔ کہ آیات کے الفاظ اور معانی کو بالکل مسخ کر کے ان کا ایسا مفہوم ظاہر کریں۔ جو سیاق سباق۔ ادب اور معانی کے بالکل خلاف ہوتا ہے اور یہ سب اسلئے کہ ان کے سسکتے ہوئے اور نیم جان اصول کو کچھ رتہ کی کے نشان دکھا سکیں۔ مگر وہ کریں تو کیا کریں ان کا طریق استدلال اور مسلک مناظرہ ہی ایسا ہے۔ اور یہی ان کا علم منطق اور علم الاصول ہے جس کی بنا پر ساری جدید عیسویت کی عمارت

کھڑی کی گئی ہے اور مشنین کونسل نے بھی ایسی ہی خانہ ساز اور مفتریانہ اصولوں کی آبیاری سے اس تلخ پھل والے درخت کو قائم رکھا تھا۔ اگر ان سوفسطائی خیالوں اور بناوٹی دلیلوں کو وہ نکال ڈالیں تو دیکھیں کہ جھوٹی منودی عیسویت کا ڈھیر کس طرح پاش پاش ہو کر زمین پر گرتا ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ ان خطرناک لعنتوں کو یا تو بھول گئے ہیں یا ان کی کچھ پروا نہیں کرتے جو عیسوی انجیل کے آخر میں ملحق کی گئی ہیں " اگر کوئی شخص ان باتوں میں کچھ بڑھاوے گا۔ تو خدا اس پر وہ بلائیں اور وبائیں نازل کرے گا جو اس کتاب میں لکھی گئی ہیں "۔ مکاشفات باب ۲۲ ورس ۱۹-۱۸۔) اسی ایکو کے کسی پچھلے نمبر میں ایک اور مضمون نگار انجیل کی اعلیٰ نکتہ چینیوں کے بارہ میں کچھ بیش قیمت ریمارک کرتا ہے جس میں سے ہم کچھ لکھتے ہیں :- فرانس۔ ہالینڈ۔ جرمنی اور انگلستان میں انجیل پر بڑی سخت نکتہ چینی ہو رہی ہے۔ انجیل کے نوشتوں کا یہ حال ہے۔ کہ جتنی ان کی چھان بین زیادہ کی جاتی ہے اتنی ہی مشکلات اور اختلافات زیادہ اس میں نظر آتے ہیں "۔ " پادری چارلس گور لکس منڈی کا ایڈیٹر اور پروفیسر برس کتاب پیدائش کے افسانہ کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ابراہام علیہ السلام) سے پہلے کے تمام انبیاء وہمی اور فرضی اشخاص ہیں۔ وہ اسی بات سے انکار کرتے ہیں کہ موسیٰ نے کوئی تورات لکھی ہے "۔ سلیمان کے غزل الغزلات کو وہ ناٹک سمجھتے ہیں " ایوب۔ یونس اور دانیال کی کتابیں بھی ان کے نزدیک ناٹک کی قسم سے ہیں "۔ کینن ڈرایور یونس کے تاریخی ہونے کا

انکار کرتا ہے "۔ کینن چین کی تحقیقات میں وہ استعارہ اورنٹیل کی قسم کا ایک افسانہ ہے "۔ کتاب امثال رفتہ رفتہ مدون ہوئی۔ اور کتاب تاریخ اور غزل الغزلات کی طرح سلیمان کی تالیف نہیں "۔ " زبور داؤد کی تالیف نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں مختلف لوگوں اور متفرق زمانوں کی قومی معاشرت کے کارنامے پائے جاتے ہیں "۔ عیسائی کلیسیا پرانے عہد نامے کو آہستہ آہستہ ترک کرتی چلی جاتی ہے "۔ وحشیوں اور ناتربیت یافتہ آدمیوں نے اسے لکھا اور پھر بہت جلد قوم یہود کی ملک خاص بن جاتا "۔ سر ڈبلیو ڈرسنڈ لکھتے ہیں کوئی دو عبرانی فاضل جھ آیتوں کا یکساں اور متفق ترجمہ نہیں کرتے "۔ الغرض اسی طرح ہم بہت سے عیسائی علماء کے اقوال نقل کر سکتے ہیں مگر مضمون طویل ہو جاتا ہے۔ اس تمام بیان سے بصفائی ثابت ہوتا ہے کہ مذہب عیسوی اپنی موجودہ صورت اور بائبل کی اس گرگٹ رنگ ہیئت میں اپنی تردید و تکذیب کے لئے آپ ہی بس ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس مضمون کو ختم کریں اخبار ایکو سے ایک اور اقتباس یہاں نقل کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ گیبن لکھتا ہے کہ علمائے قدیم جو اپنے تئیں علماء ربانی کے نام سے نامزد کرتے ان کی یہ عادت تھی کہ مختلف نوشتے اور مقدس تحریریں وضع کرتے اور ان تحریروں کو اسلاف کبار نصاریٰ کے نام سے موسوم کرتے۔ چنانچہ اتھانیسیس اور اگسٹن کی تصانیف و حالات وجلس اور اس کے شاگردوں کی شکل میں دکھائی گئی ہیں۔ اور مشہور اعتقاد یعنی تثلیث اور حلول کا حیرت انگیز معما الیفرقن سکول کی تعلیمات کا

نتیجہ ہے۔ (۱) سینٹ اتھانسیس ہرگز اس طریق کا بانی نہیں ہے جو کہ ہمارے گرجوں میں مروج ہے۔ (۲) اس طریق کی نسبت پختہ طور پر ثابت ہوا ہے کہ اس کی وفات کے ایک سو سال بعد اختراع ہوا۔ (۳) ابتدا میں وہ لاطینی زبان میں تالیف ہوا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مغربی ممالک میں وضع کیا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس وقت یہ تالیف جناڈیس قسطنطنیہ کے پوپ کی نگاہ سے گذری وہ اسے پڑھکر ایسا حیران ہوا کہ اس نے بڑی صفائی سے یہ بیان کیا کہ یہ کسی منواے مخبط الحواس کی تالیف ہے۔ اُن دغاباعوں کے ناپاک ہاتھوں نے پاک نوشتوں کو بھی تو نہیں چھوڑا۔ مثلاً یہ آیت تین ہیں جو آسمان میں گواہی دیتی ہیں (یوحنا باب ۱ ورس ۷-۵) اس کی وضعیت اور افترا ہونے کی یہ کافی دلیل ہے کہ پرانے ترجمے۔ صحیح قلمی نسخے اور اسلاف اس سے بالکل خاموش اور بے خبر ہیں۔

الحاصل یہاں تک تو یہ معاملہ خود عیسائیوں کے اقرار صالح سے ثابت ہے مگر جو اصلی سچی بات اور واقعی حقیقت ہے اس کا کھلا کھلا اور پورا اعتراف نہیں کیا گیا کیونکہ بیشمار واقعات ابھی اس پردہ کے پیچھے ہیں جو باتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ موجودہ عیسائی انجیل قطعاً موضوع غیر مستند۔ ناقابل وثوق اور یقیناً غیر الہامی ہے مگر خداوند حکیم کا شکر ہے کہ قرآن کریم اور فرقان مجید کے حصن حصین میں اس قسم کے شکوک و وساوس اور بے اعتباریوں کو ہرگز راہ نہیں۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

(حکیم الامۃ کی بیاض سے)

(۳ر مئی ۱۸۹۹ء کو یہ چند تفہیمات ہوئیں)

طمع سے سرقہ پیدا ہوتا ہے طامع کا پہلے تو اشیاء صغیرہ پر ہاتھ پڑتا ہے پھر قطع ید تک اسکی نوبت پہونچتی ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فیقطع یدہ

پھر محسنوں پر تعدی کرتا ہے پھر اقرب الاقارب اخوان پر پھر قابل اساتذہ و احباب پر

طمع کی اولاد میں طول امل ہے۔ اور اس کے احفاد میں ہے تولی عن ذکر اللہ تولی عن کتاب اللہ انظروا۔ واتبعوا ماتتلوا الشیطین علی ملک سلیمن اشتغال باللعب۔ اسی طمع کی نسل ہے

طمع کا نتیجہ

ناکامی۔ سوء ظن علی اللہ۔ حسن ظن علی النفس بداخلاقی طامع اخوان و احباب سے کیونکہ جس عزت فتح و نصرت فضل کا امید وار ہوتا ہے وہ کامل طور پر نصیب نہیں ہوتے۔ تو کبھی مولی کریم رب العالمین رحمن رحیم اور اس کی تقدیر پر نعوذ باللہ تبرے بول اٹھتا ہے اور کبھی احباب و انصار کو ہدف ملامت بناکر اپنا دشمن بنا لیتا ہے کیس فعل ما قدر کو جانتا ہی نہیں کہ کس مامور کا ارشاد ہے صلی اللہ علیہ وسلم وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون اور اعجبتکم کثرتکم واقعات صحیح ہیں کہ نہیں اسی واسطے اعلی طبقہ مہاجر و انصار نے کبھی نہ چاہا کہ مجھے فلاں حکومت میں حصہ ملے اور فلاں تحصیل اموال میں مجھے بھیجا جاوے

فضل۔ اور عبد المطلب بن حارث کے والدین نے ارادہ کیا اور ابو الائمۃ بعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ابو الحسن علیہ السلام کی مخالفت اس امر میں ابو موسی کے ساتھیوں کا مال طلب کرنا سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کو محروم کرنا ابو موسی اشعری کا عذر شواہد عدل ہیں

بل

اس پر اگر زیادہ غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کبھی ادنی معاملات کے لئے دعا بھی نہ منگوائی کہ میرے اولاد ہو میرا مال بڑھے تجارت میں نفع ہو جیسے آج کل امتحانات کی کامیابی۔ ترقی تنخواہ۔ اولاد۔ دفائن خزائن پر اطلاع۔ واقعات کے قبل از وقت اطلاع کی خواہشیں نظر آرہی ہیں ہاں امور الہیہ میں نظرہ کے نیچے رہ کر تقاضائے فطرت کو پورا کرنا ضروری ہے بشرطیکہ ہوا خواہان تجربہ کار سے مشورہ نظر بر تال اور دوربینی کی جاوے امرھم شوری بینھم و شاورھم فی الامر پھر عزم تام۔ پھر تدابیر کاملہ۔ پھر شجاعت اور ہمت بلند اور استقلال و صبر آخر میں حزم و احتیاط تام سے کام لے اعوان و انصار بل اعدا کے ساتھ بھی لطف۔ نرمی۔ تجاہل اغماض سے کام لے۔

تعداد ازواج کی ضرورت

التقوی۔ حفظ القوی

(۱) عدم موافقت ہے اور طلاق کا موقع نہیں (۲) عقم (۳) حمل اور اسپر ارضاع کی مدت دراز اور علاوہ براں مرد تناسلی مزاج ہے (۴) کثرت تولد بنات بعض بلاد و خاندانوں پر

(۵) پولیٹکل مصالح اور سیاست کی ضرورت (۶) عورتیں غالباً پچاس برس کے بعد قابل نسل نہیں رہتیں بخلاف مردوں کے کہ وہ نوے برس تک ہمارے ملک میں قابل ہیں (۷) قدرتاً عورت مرد انسانی نسل میں جوڑہ پیدا نہیں ہوتے (۸) مشاہدہ کثرت زنا جن بلاد میں تعدد ازدواج جائز نہیں (۹) وقوع قتل ازدواج ایسے بلاد میں بضرورت تحت کسی اور یہی (۱۰) عورتوں کو ممکن نہیں کہ ایک سال میں مرد کے لیے کئی لڑکے جن دیں اور مردوں کو ممکن۔ (۱۱) قدرت نے توالد تناسل میں عورت کو بہ نسبت مرد کے بہت بوجھ رکھا ہے اور اولاد کے منافع میں قریباً دونوں شریک ہیں۔

مندرجہ بالا اسباب ہیں جو تعدد ازواج کی ضرورت کو بیان کرتے ہیں۔

غور طلب

عالم کا ہر ایک واقعہ نصیحتوں کی کتاب۔ اور خود انسان کا نفس عبرتوں کا دفتر ہے قرآن مجید ان تمام نصیحتوں اور عبرتوں کی یاد دہانی سے بھرا ہوا ہے پر کوئی کچھ نہیں سمجھتی چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون** ۔ زمین میں اہل حق کے واسطے نشانات ہیں اور تمہارے نفوس میں بھی کیا تم نہیں دیکھتے؟ پس کیا عالم و افعات اور اپنے نفس سے تم کو کچھ نہیں ہوتی کہ احکام خداوندی کی نافرمانی سے ظاہر میں کیا حال ہوگا اور نفس کیسے خراب ہو گئے تو پھر ابھی اذکار قرآنی سے متنفر ہی رہو گے

ڈائری

امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

خطبہ الہامیہ اور تفسیر سورۃ الحمد جو ان دنوں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھ رہے ہیں اس کے متعلق فرمایا

(اب ہم اس طرح قلم برداشتہ لکھتے جاتے ہیں کہ گویا ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کیا لکھ رہے ہیں۔ یہ بھی ایک سلسلہ الہام کا معلوم ہوتا ہے کہ بے تکلف مضامین اور الفاظ آتے جاتے ہیں۔

۱۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ نے ایک **الہام** سنایا تھا (**سال دیگر را کہ می داند حساب تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار**)

۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ نے یہ الہام سنایا (**آج سے بہ شرف دکھائیں گے ہم**)

اس بات کا ذکر آیا کہ آج کل لوگ بغیر سچے علم اور واقفیت کے تفسیریں لکھنے بیٹھ جاتے ہیں اس پر فرمایا

(تفسیر قرآن میں دخل دینا بہت نازک امر ہے۔ مبارک اور سچا دخل اسی کا ہے جو خدا کے روح القدس سے مدد لے کر دخل دے ورنہ علوم مروجہ کی شیخی پر لکھنا دنیا داروں کی چالاکیاں ہیں)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ میں اس کی قبر پکی بناؤں یا نہ بناؤں **فرمایا** (اگر نمود اور دکھلاوے کے واسطے پکی قبریں اور نقش و نگار اور گنبد بنائے جائیں تو یہ حرام ہے لیکن اگر خشک ملا کی طرح یہ کہا جائے کہ ہر حالت اور ہر مقام میں پکی ہی اینٹ لگائی جائے تو یہ بھی حرام ہے **انما الاعمال بالنیات** عمل نیت پر موقوف ہے ہمارے نزدیک بعض وجوہ میں پکی کرنا درست ہے۔ مثلاً بعض جگہ سیلاب آتا ہے بعض جگہ قبر میں سے میت کو کتے اور بجو وغیرہ نکال لے جاتے ہیں مردے کے لئے بھی ایک عزت ہوتی ہے۔ اگر ایسے وجوہ پیش آ جائیں تو اس حد تک نمود اور شان نہ ہو بلکہ صدمہ سے بچانے کے واسطے قبر کا پکا کرنا جائز ہے اللہ اور رسول نے مومن کی لاش کے واسطے بھی عزت رکھی ہے ورنہ عزت ضروری نہیں تو غسل دینے کفن دینے خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے مجوسیوں کی طرح جانوروں کے آگے پھینک دو مومن اپنے لئے ذلت نہیں چاہتا حفاظت ضروری ہے۔ جہاں تک نیت صحیح ہے خدا تعالےٰ مواخذہ نہیں کرتا۔ دیکھو مصلحت الٰہی نے یہی چاہا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کا پختہ گنبد ہو اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں مثلاً نظام الدین فرید الدین قطب الدین معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صلحا تھے۔)

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم کے دنوں امامین کی روح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا (عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ شرک کی رسومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح سوانگ کا کرنا ناجائز ہے)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر آپ کو ہر طرح سے [illegible] مانا جائے اور آپ [illegible]

اور اخلاص ہو مگر آپ کی صحبت میں انسان شامل نہ ہووے تو اس میں کیا حرج ہے فرمایا کہ صحبت کے معنے میں اپنے تئیں سمجھ لینا۔ اور یہ ایک کیفیت ہے جسکو قلب محسوس کرتا ہی جب کہ انسان اپنے صدق اور اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ جاتاہے کہ اُس میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو وہ صحبت کے لئے خود بخود مجبور ہو جاتا ہے۔ اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جاوے تو انسان سمجھ لے کہ ابھی اُس کے صدق اور اخلاص میں کمی ہے)

اس بات کا ذکر آیا کہ لاہوری علماء نے الٰہی بخش ملہم سے یہ سوال کیا کہ آیا تمہارا الہام تلبیس ابلیس سے معصوم ہے یا نہیں جس کے جواب میں الٰہی بخش نے کہا کہ میرا الہام دخل شیطان سے پاک نہیں اس پر حضرت اقدس امام معصوم نے فرمایا کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس میں کیا ستر ہے۔ اور کسی کا الہام یا کشف شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک ہوتا ہے۔ انسان کے اندر دو قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن سے انسان خدا کی نافرمانی دیدۂ دانستہ کرتاہے اور بے باکی سے گناہ کرتا ہے ایسے لوگ مجرم کہلاتے ہیں یعنی خدا سے اُن کا بالکل قطع تعلق ہو جاتاہے اور وہ شیطان کے ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو ہر چند بدی سے بچتے ہیں مگر بعض دفعہ بسبب کمزوری کے کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ سو جسقدر انسان گناہوں کو چھوڑتا اور خدا کی طرف آتاہے اسیقدر اُس کی خواب اور کشف دخل شیطانی سے پاک ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ان تمام دروازوں کو بند کر دیتا ہے جو شیطان کے اندر آنے کے ہیں تب اُس میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں آتا۔

جب تم سنو کہ کسی کو الہام ہوتا ہے تو پہلے اُس کے الہامات کیطرف مت جاؤ۔ الہام کچھ شے نہیں جب تک کہ انسان اپنے تئیں شیطان کے دخل سے پاک نہ کرلے اور بیجا تعصبوں اور کینوں اور حسدوں سے اور ہر ایک خدا کو ناراض کرنیوالی بات سے اپنے آپ کو صاف نہ کرلے دیکھو اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک حوض ہے اور اُس میں بہت سی نالیاں پانی کی گرتی ہیں۔ پھر اُن نالیوں میں سے ایک کا پانی گندہ ہے تو کیا وہ سارے پانی کو گندہ نہ کردے گا یہی راز ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا گیا کہ **ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی**۔ ہاں انسان کو ان کمزوریوں کے دور کرنے کے واسطے استغفار بہت پڑھنا چاہیئے۔ گناہ کے عذاب سے بچنے کے واسطے استغفار ایسا ہے جیسا کہ ایک قیدی جرمانہ دیکر اپنے تئیں قید سے آزاد کرالیتا ہے۔ مگر استغفار سے خدا اُسکو نیچے دبا دیتا ہے۔

ضروری اعلان

سب احباب توجہ سے پڑھیں

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے چندہ کا روپیہ اب تک مختلف بزرگان قوم کے نام آتا رہاہے۔ اور بڑا حصہ اس کا عموماً حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام آتاہے نہ چندہ بھیجنے والوں کو عموماً یہ فکر ہوتا ہی کہ وصولی روپیہ کی رسید انکو ملے۔ پہلے اس کا کوئی مطلقاً انتظام نہ تھا سوائے اس کے کہ پرائیوٹ خطوط میں کبھی رسید دیدی جاتی۔ چندماہ سے یہ التزام کیا گیا تھا کہ ہر مہینہ کا وصول شدہ چندہ بذریعہ الحکم شائع کردیا جایا کرے۔ لیکن اس طریق میں ایک تو یہ نقص رہا کہ ایک ماہ یا اس سے بھی زیادہ دیر کے بعد احباب کو وصولی چندہ کی اطلاع پہونچتی اور درمیانی وقفہ میں انکو فکر رہتا اور دوسری ہر جگہ اخبار پہنچ بھی نہ سکتا تھا۔ اور چندہ بھیجنے والے عموماً رسیدیں طلب کرتے تھے۔ لہذا مجلس منتظم مدرسہ نے تجویز کیا ہے کہ آئندہ ہر ایک چندہ بھیجنے والے کو باضابطہ رسید دی جایا کرے جسپر مدرسہ کی مہر اور چندہ وصول کرنے والے عہدہ دار کے دستخط ہوں۔ مدرسہ کے اخراجات اور آمدنی کے بڑھ جانے کے باعث یہ کام کسیقدر وقت چاہتاہے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب یا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی اوقات گرامی اس بوجھ کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ ہر ایک چندہ بھیجنے والے کو باضابطہ رسیدیں۔ لہذا مجلس منتظمہ نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ مدرسہ کا کل روپیہ خواہ وہ چندہ عام اغراض فنڈ یا عمارت فنڈ یا مساکین فنڈ یا عید فنڈ کا ہو سکرٹری مجلس منتظمہ کے نام آیا کرے جو بعد روپیہ کو امین صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب) کے پاس جمع کراکر بھیجنے والے کو باضابطہ رسید دیا کریں گے۔

لہذا تمام احباب کی خدمت میں جو کسی قسم کا چندہ مدرسہ کے لئے ارسال فرماویں یہ التماس ہے کہ وہ خاکسار سکرٹری کے نام روپیہ بھیجیں اور اپنا پورا پتہ منی آرڈر کے کوپن پر جو اسی غرض کے لئے ہوتا ہی درج فرمایا کریں تا بلا توقف باضابطہ رسید زر چندہ کی انکی خدمت میں بھیجی جاوے۔

المشتہر خاکسار محمد علی ایم۔ اے۔ سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

بیعت

۱ ماہم دین صاحب۔ دیگران ضلع ہزارہ تحصیل و ڈاک خانہ مانسہرہ
غلام حسن صاحب ۔ عبدالرحیم صاحب
گل حسن صاحب ۔ سلطان محمد صاحب
غلام محی الدین صاحب اتالیق پیران
خان بہادر ملک شیر محمد خان صاحب تُورتہ
محمد شاہ پور۔
نور محمد صاحب۔ ٹھاریاں۔ ضلع گجرات
کرم دین صاحب ۔ محمد حیات صاحب ۔
غلام قادر۔ محمد صاحب۔ احمد صاحب ۔
فضل الٰہی صاحب ۔ محمد دین صاحب۔ آڑہ
مفصل کہاریاں ۔ ۔
حسن محمد صاحب کہاریاں ۔
شیخ محمد الدین صاحب نائب شرف ولدہ
ساکن سیالکوٹ ۔
محمد بیگ صاحب۔ سیالکوٹ چھتی سیاں
سعید احمد صاحب۔ دیگران۔ ہزارہ
ہمشیرہ ۔ والدہ ۔
جان محمد صاحب معہ اہلبیت۔ سرگیاں
تحصیل سیالکوٹ حال مدرس اول مدرسہ ڈسکہ
ضلع سیالکوٹ رحمت اللہ صاحب ۔
عنایت اللہ صاحب ۔
مسماۃ حبیب النسا صاحبہ دختر سید
اصغر حسین صاحب۔ اوریت ضلع مونگیر
ڈاک خانہ کھرا۔ ملک اودھ
ماسٹر سید ظہور احمد صاحب گیلانی۔
متقدارہ ضلع الہ آباد۔ نواب گنج ڈاک
خانہ خاص سندارہ
الہ دین صاحب دانہ ضلع ہزارہ
عنایت اللہ صاحب جمعدار ۔
نور محمد صاحب ۔ ادرحمہ ضلع شاہ پور
سید احمد صاحب حیدر آباد دکن۔ اہلیہ بی
صاحبہ بنفشہ۔ بیگم صاحبہ محمد عبدالرحیم صاحب
سیدہ عبدالقادر صاحب مریم بی بی صاحبہ
کلثوم بی بی صاحبہ قمر النسا بیگم صاحبہ
ظہیر النسا بیگم صاحبہ شمس النسا بیگم
صاحبہ فاطمہ بی بی صاحبہ زینب بی بی
صاحبہ عائشہ بی بی صاحبہ۔ معرفت سید
سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ

سیرۃ مسیح موعود

کی بسنت ایک تجویز اور احباب سے اُس پر عمل کرنے کی درخواست

کبھی انسان کی کوشش میں برکت ڈالنا اور اُس کی ناچیز مزدوری کو قبول کرلینا خدا کے فضل پر موقوف ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کے معلوم کرنے اور اظہار کرنے سے بڑی خوشی ہے کہ میری یہ کتاب خدا تعالیٰ کے اذن سے ویسی ہی مقبول ہوئی جیسی مجھے توقع تھی۔ بہت سے اپنے اور محض بے تعلق لوگوں نے مجھے لکھا کہ اس کتاب نے اضطراب کی تاریک گھڑیوں میں حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت میں مشعل کا کام دیا ہے۔ آج کل کے بامذاق تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس سے خصوصاً بہت فائدہ حاصل ہوا۔ درحقیقت دور دراز جگہوں میں رہنے والوں کے دل میں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا اور روحیں اس کے جواب کے لئے تڑپتی تھیں کہ اتنے بڑے دعوے کرنیوالے کی جس کی تعلیمات نے دوست و دشمن میں ایک شورش پیدا کردی ہے عملی زندگی اور اخلاقی حالت کیسی ہے۔ اور وہ خدا اور خلق کے حقوق کے ادا کرنے سے کیونکر عملاً عہدہ برآ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مختصر مگر اصول کے لحاظ سے عظیم الشان کتاب ان امور کی حیثیت سے خلیفۃ اللہ کی سچی تصویر جہان کو دکھانے کی خوب متکفل ہوئی۔ حقیقت میں تعجب ہے کہ اس چھوٹے سے شیشہ میں کیونکر اتنے بڑے

قد و قامت کی جو آدم۔ نوح۔ ابراہیم موسیٰ۔ یوسف عیسیٰ۔ محمد احمد (علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے اعضا و اجزا سے مرکب اور مجتمع ہے پوری ہو بہو تصویر دکھائی۔

کوئی چھ سال سے میرے دل میں یہ ارادہ مخفی تھا۔ اس کی تحریک کی جڑ وہی حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ اور اسکی تاثیر دل میں تھی۔ میں آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ طیبہ کو پڑھکر بارہا محسوس کر چکا تھا کہ عشاق کے قلوب کے خرمن میں محبت کی چنگاری ڈالتی ہیں اس کو کس قدر تاثیر اور قوت ہے اور محبت ہی ایک سیڑھی ہے جسکے ذریعہ اتباع کے رفیع ایوان میں پہونچنا ممکن ہے۔

اس بنا پر مجھے بہت ضروری معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود کی سیرۃ کی ہیئت میں اپنے محبوب و مولیٰ سید الاصفیا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی دلربا تصویر نئے سر سے دکھاؤں جسکی خوبصورتی پر بیداد گر متعصب عدوان اور جاہل ملحدوں نے کثیف پردہ ڈال کر اس کے شمائل اور خط و خال ایسے کر ڈالے تھے کہ ان کی مخصوص دل ربائی اور شان اور ادا بالکل جاتی رہی تھی۔ میں سچ سچ اور صاف صاف اعتراف کرتا ہوں کہ میرا اصل مقصد ہر رنگ اور طرز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو کھینچنا اور آپ ہی کی محبت کے وسائل ایجاد کرنا ہے۔ میری بصیرۃ اور ایمان اور علم صحیح اور تجربہ وسیعہ کے نزدیک اسوقت حضرت مسیح موعود کی سیرت کا لکھنا اور ناواقف لوگوں کو خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ کی خصوصیات زندگی کے اسرار پر مطلع کرنا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ تصویر اور ہو بہو تصویر دکھانا تھا۔ میں ایک بھید کی طرف خود خداوند

حکیم علیم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشارہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے پیشگوئیوں میں اور رؤیا کشفی طور پر بھی آپ کا نام **احمد** رکھکر صاف سمجھا دیا کہ ایک زمانہ میں وہی احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پھر بروزی طور پر احمد قادیانی کی شکل میں جلوہ گر ہو گا جب کہ پہلی خوبصورت تصویر کو نکتہ چینیوں اور بدعتوں کے دست درازیاں قطعاً ناقابل شناخت کر دینگی اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ اس کا نام میرا نام ہو گا پردہ ہی کھول دیا کہ وہ درحقیقت میں ہی ہوں گا۔ اسی راز کی طرف یہ آیۃ اشارہ کرتی اور سب سے زیادہ صاف زبان میں اس اہم مطلب پر بولتی ہے **وآخرین منھم لما یلحقوا بھم**۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ **آخرین** کے معلم بھی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور اس گروہ کی تربیت بلا واسطہ اسی طرح کریں گے جیسے صحابہ کی تربیت کی۔ اور یہ قطعاً فیصلہ ہو چکا ہے کہ **آخرین منھم** مسیح موعود علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت ہے۔ اس سے صاف کھل گیا کہ **احمد قادیانی** درحقیقت وہی احمد عربی ہے یا یوں کہلو کہ احمد عربی اب احمد قادیانی بنکر آگئے ہیں۔

غرض خدا نے ہی میرے دل میں ارادہ ڈالا تھا اور اسی نے اسکی تکمیل کے لئے اسباب اور وسائط بھی مہیا کر دیئے۔ اگر وہ ارادہ اس کی طرف سے نہ ہوتا تو میں عام لوگوں اور مہمانوں کی طرح مہمان خانہ کی مقررہ کوٹھریوں میں معمولاً رہتا اور میں ہمیشہ انہی میں بلا امتیاز اور خصوصیت کے رہا کرتا تھا۔ قائد توفیق نے مجھے نیچے سے اوپر کھینچا اور بعد کو قرب سے اور عمومیت کو خصوصیت اور بین امتیاز سے بدلا اور یوں آپ کی اندرونی اور بیرونی سیرۃ پر اطلاع پانے کے وہ سامان اور مواد میسر آئے جو کسی اور صورت میں اور غیر کو میسر نہیں آسکتے تھے۔ **فللہ الحمد فی الاولیٰ و الآخرۃ**۔

راستبازی کی بڑی پہچان یہ ہے کہ ہر طرف سے اس کو نصرت ملتی ہے۔ منہاج نبوت پر جس میزان میں چاہو اسے تولو اور جس محک پر اسے چاہو کسو وہ ہر طرح پورا اور کھرا ہی نکلے گا۔ میں نے سادہ طور پر روزمرہ کے واقعات جمع کئے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی آمیزش کے بغیر سچے حالات مرتب کئے مگر جب ان رنگوں اور اجزا اور مواد کی تصویر تیار کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو بہو تصویر ہے۔ یہ خدا کا فضل تھا اور اسی کا ارادہ تھا جو تکمیل کو پہونچا۔ ممکن تھا کہ ایسے رنگ جمع ہوتے کہ ان کی تصویر آخر کسی اور معمولی آدمی کی تصویر ثابت ہوتی مگر خدا کی قدرت جب بن بنا کر مجسمہ تیار ہوا تو شکل و شمائل میں حرکات و سکون میں۔ نطق و سکوت میں غرض ہر ادا میں احمد عربی تھا علیہ افضل الصلوات والتسلیمات۔ خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ اس میں میرا قصد ہا و نفس اور ہاتھ شامل نہیں۔ یہ تقدیر ازلی تھی جو آخر جلوہ گر ہوئی۔ گر تو نمی پسندی تغییر کن قضارا۔

میں صدق دل سے اعتقاد رکھتا ہوں کہ کسی مفتری اور کذاب یا غیر مامور اور مرسل کے یہ لائف ہرگز نہیں ہو سکتی جو سیرۃ مسیح موعود نے دکھائی ہے۔ اور اس لئے تحدی اور دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص کسی کا کیسا ہی **رفیق** اور حامی کیوں نہ ہو اور کوئی مرید آج کسی گدی نشین اور پیر طریقت کی ایمان اور بصیرت اور علم اور دانش سے ایسی تصویر نہیں دکھا سکتا جس کی اسارید وجہ مثال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد دلاوے دنیا میں صرف ایک ہی **امنہ** ہے جو رسول نما اور خدا نما ہے۔ ایک ہی انسان کامل ہے جو تمام نبیوں کی تصاویر کا زندہ البم (مرقع) ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی طرز زندگی کا آئینہ۔ ان کے مقتدرانہ معجزات و آیات کے ثبوت کا ذریعہ غرض ہر قسم کے کمالات نبوت کا ظلی طور پر زندہ نمونہ اور ثبوت ایک ہی برگزیدہ ہے جس کا نام ہے

مرزا غلام احمد قادیانی

باقی تمام نام اور گدیاں اپنے اعمال کی شامت سے بتیں کے ساتھ ہلاک ہو چکے ہیں **قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء**۔

غرض اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ یہ کتاب خدا کے فضل سے بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔ ایک بات افسوس کے قابل ضرور ہے کہ اشاعت بہت کم ہوئی۔ شیخ **یعقوب علی** صاحب نے اپنی لاگت سے سات سو جلدیں چھپوائی تھیں اور ۸ر قیمت رکھی تھی۔ کچھ حصہ لوگوں نے خریدا اور دو سو کے قریب جلدیں عاشق مسیح اہل ہمت دوستوں نے خرید کر مفت تقسیم کرنے کو مجھے دیدیں جنھیں میں نے اطراف و اکناف میں مفت بھیجا۔ اور یوں غریب مگر اہل دل لوگوں کو بہت نفع پہونچا۔ اب شیخ صاحب موصوف سے باقی ماندہ ۳۵۰ جلدیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی کمیٹی نے یکمشت خرید کر لی ہیں۔

اس طرح کمیٹی نے حضرت مسیح موعود کی دعوت کو دنیا میں پھیلانے کا عشق رکھنے والے دوستوں کو دہرا ثواب حاصل کرنے کا موقعہ دیا ہے کہ ہر ایک باہمت دوست کم سے کم چھ جلدیں خریدیں اور مفت تقسیم کریں اور بہا تھ احباب کو خریدار پیدا ہوں تو ساری جلدیں ایک دفعہ ہی نکل جاتی ہیں اسطرح ایک ہی وقت میں تبلیغ بھی ہو جاتی اور مدرسہ کو بھی امداد ملجاتی ہے مجھے قوی اُمید ہے کہ میرے پیارے اور مکرم دوست میری اس درخواست کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور بہت جلد اس کار خیر میں حصہ دار ہوں گے۔ اس کے سوا ایک اور کتاب

مسک العارف جناب مولانا مولوی **سید محمد احسن** امروہی کی تالیف مدرسہ کی ملک ہے۔ اس کی ۷۰۰ جلدیں اب تک موجود ہیں یہ کتاب بھی ہماری جماعت کے لئے مفید اور نافع ہے پہلے اسکی قیمت چار آنے تھی مگر اب کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام نے یکمشت ساری خرید کر اس کی قیمت ڈیڑھ آنہ مقرر کر دی ہے۔ آرزو تھی کہ یہ کتاب مفت ہوتی اور ایسا ہی سیرۃ المسیح بھی مفت ہوتی اور ہزاروں جلدیں مفت تقسیم ہوتیں اس لیئے کہ ملک میں ہنوز ایسی قدر دانی کا مادہ پیدا نہیں ہوا کہ ایسی کتابوں کو قیمتاً خرید کر پڑھیں۔ اور ابتدا کے ایام اس امر کی اجازت نہیں دیتے اللہ تعالی سے اُمید ہے کہ وہ ایسی اہل ثروت و فتوت انصار پیدا کرے گا جو ہماری اس دیرینہ آرزو کو پوری کر دیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز بھائیوں کو چاہئے کہ بہت جلد اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر اپنے شہروں میں تقسیم کریں [illegible]

مختلف خبریں

ٹرکی کے قصبہ برغاص میں ایک عیسائی نے رات کے وقت نشہ شراب میں اپنے والدین اور ایک بیٹی کو قتل کر دیا جب نشہ اترا تو اپنی ناشائستہ حرکت پر نادم ہو کر خودکشی کر لی۔

میدان عرفات میں امسال حج کے موقع پر ۳ لاکھ حاجی جمع ہوئے۔

رنگون میں ۸ مئی کو مٹی کے تیل کے ایک حوض میں آگ لگی ایک یورپین اور ۱۴ آدمی دیسی اس حادثہ سے ہلاک ہوئے۔

پورٹ ایلزبتھ میں بھی طاعون کی ایک واردات ہوئی۔

خلیج فارس میں سخت طوفان آیا انڈو یورپین ٹیلگراف کی بحری تار کی لائنیں ٹوٹ گئی ہیں۔

ڈاک کی پارسلوں کے محصول کی تخفیف منظور کی گئی ۲۰ تولہ تک ۲ / ۴۰ تولہ تک ۴ / اور اس سے اوپر ۲۴۰ تولہ تک ہر چالیس تولہ یا اس کے جزو کے لئے ۲ / محصول ہوگا۔ تاریخ عملدرآمد ابھی مقرر نہیں ہوئی۔

قسطنطنیہ کے عجائب خانہ کی عمارت ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے بڑھائی جا رہی ہے بغداد کے قریب دریائے دجلہ سے عباسیہ عہد کی جو تیس ہزار اشرفیاں ملی ہیں وہ عجائب خانہ میں رکھی جائیں گی۔

زوریچ (واقع سوئٹزرلینڈ) کے ایک فوٹوگرافر نے اپنی تازہ ایجاد کی مدد سے سو میل کے فاصلہ سے فوٹو لیا۔

واقعات صحیحہ

کی قیمت جو گذشتہ نمبر میں درج کی ہے وہ علاوہ محصولڈاک ہے یعنی ا / قیمت علاوہ محصولڈاک اور ۱۰ / مع محصولڈاک مع ضمیمہ ۱ / علاوہ محصول اور ۲ / مع محصولڈاک

حیدرآبادی مہمان

اس ہفتہ دارالامان میں علاوہ اور بہت سے مہمانوں کے حیدرآباد دکن سے ہمارے مکرم احباب جناب سید **محمد رضوی** صاحب وکیل ہائیکورٹ اور جناب مولانا مولوی **میر محمد سعید** صاحب صدر مدرس اور جناب **نواب باقر نواز خان صاحب بہادر** مع چند رفقا کے تشریف لائے سید صاحب موصوف ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو واپس حیدرآباد جائیں گے آپ دارالامان کی مسجد بیت الذکر کے لیئے دریوں کا عمدہ فرش لائے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء

امیر صاحب کابل نے ایک بینظیر **کلام اللہ** شاہ ایران کو تحفتاً ارسال کیا۔ اس کی جلد مرصع کار طلائی ہے۔ اور صرف جلد کی لاگت ساڑھے چار لاکھ روپے اندازہ کی گئی ہے۔ جلد خالص سونے کی ہے۔ اور پونے تین انچ موٹی ہے اور اس پر ۱۶۷ موتی اور ۱۲۴ لعل اور ۱۰۹ الماس نہایت بیش بہا خوبصورتی سے جڑے ہوئے ہیں۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید میں۔ قیمت [illegible] کو مل سکتا ہے - سراج الحق نعمانی از دارالامان قادیان

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

صفر سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک

نمبر ۱۴ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان

(سلمہ الرحمن)

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۱۸ جلد ۵ -

سوال آپ کا خیال مسیح کی صلیب کی نسبت کیا ہے۔

جواب میں اسکو نہیں مانتا کہ وہ صلیب پر مرے ہوں بلکہ میری تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور خود مسیح علیہ السلام بھی میری رائے کے ساتھ متفق ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کا بڑا معجزہ یہی تھا کہ وہ صلیب پر نہیں مریں گے۔ کیونکہ یونس نبی کے نشان کا انھوں نے وعدہ کیا تھا۔ اب اگر یہ مان لیا جائے جیسا کہ عیسائیوں نے غلطی سے مان رکھا ہے کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے تو پھر یہ نشان کہاں گیا۔؟

اور یونس نبی کے ساتھ مماثلت کیسی ہوگی۔ یہ کہنا کہ وہ قبر میں داخل ہو کر تین دن کے بعد زندہ ہوئے بہت بیہودہ بات ہے اس لیئے کہ یونس تو زندہ مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوئے تھے نہ مر کر۔ یہ نبی کی بے ادبی ہے اگر ہم اسکی تاویل کرنے لگیں اصل بات یہی ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے۔ ہر ایک سلیم الفطرۃ انسان کو واجب ہے کہ جو کچھ مسیح نے صاف لفظوں میں کہا اسکو محکم طور پر پکڑیں حضرت عیسی پر ایک غشی کی حالت تھی۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اور اسباب اور واقعات بھی اس قسم کے پیش آ گئے تھے کہ وہ صلیب کی موت سے بچ جائیں چنانچہ سبت کے شروع ہونے کا خیال۔ حاکم کا مسیح کے خون سے ہاتھ دھونا اس کی بیوی کا خواب دیکھنا وغیرہ خدا تعالی نے ہمکو سمجھا دیا ہے اور ایک بہت بڑا ذخیرہ دلائل اور براہین کا دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے صلیب پر سے زندہ اتر آئے غشی کی حالت بجائے خود موت ہوتی ہے کیونکہ سکتہ کی حالت میں نہ نبض رہتی ہے نہ دل کا

مقام حرکت کرتا ہے بالکل مردہ ہی ہوتا ہے مگر پھر وہ زندہ ہو جاتا ہے + مسیح کے بچنے کے دو بڑے زبردست گواہ ہیں اول تو یہ ہے کہ یہ ایک نشان اور معجزہ تھا ہم نہیں چاہتے کہ اس کی کسر شان کی جاوے اور وہ آدمی سخت حقارت اور نفرت کے لائق ہے جو اللہ تعالی کے نشانات کو حقیر سمجھ لیتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہیں کرتے کہ وہ صلیب پر مرے ہیں بلکہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر اپنی طبعی موت سے مرنے کی تصدیق فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اگر انجیل کی ساری باتوں کو جو اس واقعہ صلیب کے متعلق ہیں یکجائی نظر سے دیکھیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر مرے ہوں۔ حواریوں کو ملنا۔ زخم دکھانا کباب کھانا۔ سفر کرنا یہ سب امور ہیں جو اس بات کی نفی کرتے ہیں اگرچہ خوش اعتقادی سے ان واقعات کی کچھ بھی تاویل کیوں نہ کی جاوے لیکن ایک منصف مزاج کہہ اٹھیگا

کہ زخم لگے رہے اور کھانے کے محتاج رہے یہ زندہ آدمی کے واقعات ہیں۔ یہ واقعات اور صلیب کے بعد کے دوسرے واقعات گواہی دیتے ہیں اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ دو تین گھنٹہ سے زیادہ صلیب پر نہیں رہے اور وہ صلیب اس قسم کی نہ تھی جیسے آج کل کی پھانسی ہوتی ہے جس پر لٹکاتے ہی دو تین منٹ کے اندر ہی کام تمام ہو جاتا ہے بلکہ اس میں تو کیل وغیرہ ٹھونک دیا کرتے تھے اور کئی دن رہ کر انسان بھوکا پیاسا مرجاتا تھا۔ مسیح کے لئے اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آیا وہ صرف دو تین گھنٹہ کے اندر ہی صلیب سے اتار لئے گئے یہ تو وہ واقعات ہیں جو انجیل میں موجود ہیں جو مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کے لئے زبردست گواہ ہیں۔

پھر ایک اور بڑی شہادت ہے جو اس کی تائید میں ہے وہ **مرہم عیسی** ہے جو طب کی ہزار ہا کتابوں میں برابر درج ہے اور اس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ مرہم مسیح کے زخموں کے واسطے حواریوں نے طیار کی تھی اور یہودیوں۔ عیسائیوں کی طبی کتابوں میں اس مرہم کا ذکر موجود ہے۔ پھر کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ صلیب پر مرگئے تھے۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور امر پیدا ہو گیا ہے جس نے قطعی طور سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے اور وہ ہے

مسیح کی قبر

مسیح کی قبر سری نگر خانیار کے محلہ میں ثابت ہو گئی ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جو دنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دیگی کیونکہ اگر مسیح صلیب پر مری تھے تو یہ قبر کہاں سے آگئی۔؟

سوال آپ نے خود دیکھا ہے۔؟

جواب میں خود وہاں نہیں گیا لیکن میں نے اپنا ایک مخلص ثقہ مرید وہاں بھیجا تھا۔ وہ وہاں ایک عرصہ تک رہا اور اس نے پوری تحقیقات کر کے پانسو معتبر آدمیوں کے دستخط کرائے جنھوں نے اس قبر کی تصدیق کی۔ وہ لوگ اس کو **شاہزادہ نبی** کہتے ہیں اور **عیسی صاحب** کی قبر کے نام سے بھی پکارتے ہیں آج سے گیارہ سو سال پہلے **اکمال الدین** نام ایک کتاب چھپی ہے وہ بعینہ انجیل ہے وہ کتاب **یوز آسف** کی طرف منسوب ہے اس نے اس کا نام **بشریٰ** یعنی انجیل رکھا ہے۔ یہی تمثیلیں۔ یہی قصے۔ یہی اخلاقی باتیں جو انجیل میں ہیں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات عبارتوں کی عبارتیں انجیل سے ملتی ہیں۔ اب یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یوز آسف کی قبر ہے یوز آسف وہی ہے جسکو **یسوع** کہتے ہیں اور آسف کے معنی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہل کشمیر بہ اتفاق اہل تحقیق بنی اسرائیل ہی ہیں اس لئے ان کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود **یوز آسف** کا قصہ یورپ میں مشہور ہے بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے + اب اسقدر صرف کثیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا اور پھر ہر سال اسپر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ **یوز آسف** مسیح کا حواری تھا۔ ہم کہتے ہیں یہ بات سچی نہیں ہے **یوز آسف** خود ہی مسیح تھا اگر وہ حواری ہے تو یہ تمھارا فرض ہے کہ **تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی ہو**۔

یہ ایسی باتیں ہیں جو صلیب کے واقعہ کا سارا پردہ ان سے کھل جاتا ہے۔ ہاں اگر مسیحی اسباب کے قائل نہ ہوتے تو البتہ بحث بند ہو جاتی لیکن جب کہ انھوں نے قبول کر لیا ہے۔ کہ **یوز آسف** ایک شخص ہوا ہے اور اسکی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے اور اس نے بھی اپنی کتاب کا نام انجیل ہی رکھ لیا ہے اور جس طرح پر شہزادہ نبی مسیح کا نام ہے اس کو بھی شہزادہ نبی کہتے ہیں اب عذر کرنے کے قابل بات ہے کہ اگر یہ خود مسیح ہی نہیں تو اور کون ہے۔؟ خدا کے لئے سوچو جو شخص دنیا سے دل نہیں لگاتا اور سچائی سے پیار کرتا ہے اسکو تو ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب مان لیا کہ **یوز آسف** واقعی ایک شخص تھا جس کا مسیح سے تعلق تھا اور پھر اٹلی میں اس کا گرجا بھی بنا دیا اور ہر سال وہاں میلہ بھی ہوتا ہے اور پھر یہ بھی اقرار کر لیا کہ اس کی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے پھر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ خود مسیح نہیں ہے۔؟ یہ چار باتیں جب تسلیم کر لیں تو میں ایک خبر لیکر آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ آپ جو کہتے ہیں کہ وہ حواری تھا ثابت کر کے دکھاؤ کہ **یوز آسف** کسی حواری کا بھی نام تھا اور یوز آسف تو یسوع سے بگڑا ہوا ہے اب ایک ہی بات سے فیصلہ ہوتا ہے اگر یہ ثابت کر کے دکھایا جاوے کہ مسیح کے کسی حواری کا نام **یوز آسف شہزادہ نبی** اور **عیسی صاحب** ہے تو بے شک یہ قبر کسی حواری کی قبر ہوگی اگر یہ ثابت نہ ہو اور ہرگز ہرگز ثابت نہ ہوگا تو پھر میری بات کو مان لو کہ اس **قبر میں** خود **حضرت مسیح** ہی سوتے ہیں۔

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ بردباری کے ساتھ سنتے ہیں جو بردباری سے سنتا ہے وہ تحقیق کر سکتا ہے جس قدر باتیں آپ نے سنی ہیں دوسرے کم سنتے ہیں آپ خدا کے لئے غور کریں کہ جس حالت میں یہ قصہ مشترک ہوگیا ہے کہ وہ حواریوں میں سے تھا بہر حال تعلق تو مانا گیا اور پھر گرجا بنا دیا اور ہر سال میلہ ہونے لگا تو اب آپ بتائیں کہ یہ ثبوت کس کے ذمہ ہے؟ اگر مسیحی تعلق نہ مان لیتے تو بار ثبوت بے شک میرے ذمہ ہوتا لیکن جب آپ لوگوں نے خود اس کو مان لیا ہے تو میں آپ سے ثبوت مانگتا ہوں کہ کسی ایسے حواری کا پتہ دیں جو شاہزادہ نبی کہلاتا ہو۔

پادری صاحب ہم آپ کی مہربانی اور خاطر داری کے لئے بہت مشکور ہیں۔

حضرت اقدس یہ تو ہمارا فرض منصبی ہے۔ جس کام کے لیے خدا تعالیٰ نے ہم کو بھیجا ہے اسکو کرنا ضروری ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ کی یہ تقریر سنکر **مسٹر فضل** نے (جو غالباً لاہور کی بک سوسائٹی میں ملازم ہیں) اپنی قابلیت کے اظہار کے لئے زبان کھولی لیکن اس سے بہتر ہوتا کہ وہ خاموش رہتے اور ان کی دانش اور غور طلب طبیعت کا راز نہ کھلتا حضرت اقدس نے اسقدر طویل طویل تقریر یوزآسف کے متعلق فرمائی اور اسکو تاریخی شہادتوں کے ساتھ مؤکد فرمایا مگر مسٹر فضل کے سوال پر نگاہ کی جائے کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

مسٹر فضل قبر کے متعلق کوئی تاریخی ثبوت ملا ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا کہ گیارہ سو برس کی کتاب موجود ہے۔ خود عیسائیوں میں اس کا گرجا موجود ہے وہاں میلہ ہوتا ہے اور ابھی آپ تاریخی ثبوت ہی پوچھتے ہیں یہ کیا ہے؟ یہ تاریخی ثبوت نہیں تو کیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ صرف دھوکا دینا چاہتے ہو۔ میں ہر ایک انسان کو یہی وصیت کرتا ہوں کہ وہ پاک دل بنے ریاکاری اور تعصب سے اپنے دل کو صاف کرے اور جہاں سے صداقت اور حکمت کی بات ملے اسکو نہایت فراخدلی کے ساتھ قبول کرے۔ میں ہر وقت سننے کو طیار ہوں اگر آپ صفائی سے جواب دیں کہ مسیح کے اس حواری کو اسوجہ سے شہزادہ نبی کہتے ہیں اور اگر آپ کوئی جواب نہ دیں اور جواب ہے بھی نہیں اور صرف اعتقادی طور پر بتائیں کہ ہم ایسا مانتے ہیں تو یہ ایسی بات ہے جیسے کسی ہندو سے پوچھیں کہ تم جو کہتے ہو کہ گنگا مہادیو کی جٹوں سے نکلتی ہے یا اس میں ست ہے اور وہ اس کے جواب میں صرف یہی کہے کہ میں اس کے دلائل تو نہیں دے سکتا مگر ضروری مانتا ہوں کہ اس میں ست ہے تو یہ معقول بات نہ ہوگی۔ غرض میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے نہ اعتقاد کے طور پر بلکہ تحقیقات سے ثابت کر لیا ہے کہ یہ قبر واقعی حضرت مسیح ہی کی قبر ہے۔ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تاریخ اسکی شہادت دیتی ہے۔ جرمن میں ایسے مسیحی بھی ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے یہ بات بہت صاف ہے اور غور کرنے کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

سوال

آپ کی سمجھ میں عیسائیوں کا فرض کیا ہے

جواب

ہر ایک انسان کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ حق کی تلاش کرے اور حق جہاں اسے ملے اسکو فوراً لے لے۔ عیسائیوں کی کوئی خصوصیت نہیں ہے

اس کے بعد پادریوں نے مکرر حضرت اقدس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دفتر اخبار الحکم سے کچھ کتابیں لیں اور واپس چلے گئے۔

ہمارا ایمان ہے کہ دوزخ میں ایک حصہ تک آدمی رہے گا پھر نکل آوے گا گویا جنکی اصلاح نبوت سے نہیں ہوسکی ان کی اصلاح دوزخ کرے گی حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ اس میں ایک آدمی بھی باقی نہ رہے گا اور نسیم صبا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائے گی اس کے علاوہ قرآن شریف نے بہشت کے انعامات کا تذکرہ کرکے عطاء غیر مجذوذ کہدیا ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو امید نہ رہتی اور مایوسی پیدا ہوتی بہشت کے انعامات کی بے انتہا درازی کو دیکھکر مسرت بڑھتی ہے اور دوزخ کے ایک متعین عرصہ تک ہونے سے خدا تعالیٰ کے فضل پر امید پیدا ہوتی ہے ایک شاعر نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔ ؎

گویند کہ بحشر جستجو خواہد بود
واں یار عزیز تند خو خواہد بود
از خیر محض شرے نیاید ہرگز
خوش باش کہ انجام بخیر خواہد بود

(۲۴ مئی)

توجہ اور انبیا علیہم السلام کی دعائیں

عظیم الشان فرق ہوتا ہے وہ توجہ جو مسمریزم والے کرتے ہیں وہ ایک کسب ہے اور وہ توجہ جو **دعا** سے پیدا ہوتی ہے ایک **موہبت الٰہی** ہے۔ یعنی جب کہ بنی نوع کی ہمدردی سے متاثر ہوجاتا ہے تو خدا تعالے اُس کی فطرت کو ہمہ توجہ بنا دیتا ہے اور اُس میں قبولیت کا نفخ رکھ دیتا ہے۔ (۱۹ ۲۴)

آں خدائے کہ ازو اہل جہاں بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

یہ تو ہر ایک قوم کا دعوی ہے کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالی سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ **خدا تعالے بھی اُن سے محبت رکھتا ہے یا نہیں** اور خدا تعالے کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو اُن دلوں پر سے پردہ اُٹھا دے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالی کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اُسکے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی **صورت** سے میسر نہیں آسکتا ہے انسان **حقیقی معرفت** کے چشمہ میں اسدن غوطہ مارتا ہے جبدن خدا تعالے اسکو مخاطب کرکے **انا الموجود** کی اسکو آپ بشارت دیتا ہے تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلہ یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالی سے ایسا قریب ہوجاتا ہے کہ گویا اُسکو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالی پر **کامل ایمان** اسی دن اُسکو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جل شانہ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے اور پھر دوسری علامت خدا تعالی کی **محبت** کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُن کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے **الہام اور کلام** کے ذریعہ سے اُن کو اطلاع دیتا ہے تب ان کے دل تسلی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات دیتا ہے **اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے** اور خدا تعالے کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے یہ خدا تعالی کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں سے ہوتا ہے اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالے اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اُسپر تجلی فرماتا ہے اور اپنی **روح** اُسپر نازل کرتا ہے اور اپنی **محبت** سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اسکو قبول دعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اُس کو **نبی یا محدث** کہتے ہیں اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے ہیں جو **محدث** کے درجہ تک پہنچ جائیں جنسے خدا تعالی آمنے سامنے کلام کرے **اور اسلام کی حقیت اور حقانیت کی اول نشانی یہی ہے** کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالی ہم کلام ہو پیدا ہوتے ہیں۔ **تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا۔** سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ **نور صرف صرف اسلام** میں ہے دوسرے مذاہب اس روشنی سے بے نصیب ہیں۔ اور ان مذاہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلیل سے بڑھکر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اُتر سکتا ہے۔ ونعم ماقیل

شعر

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محبت سے ہی کھایا ہم نے

یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ تمام مذہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالی کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے

میرے دلمیں یہ بات آئی ہے کہ **الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین** سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان ان صفات کو اپنے اندر لے یعنی اللہ تعالی کے لئے ہی ساری صفتیں سزاوار ہیں جو **رب العلمین** ہے یعنی ہر عالم میں نطفہ میں مضغہ وغیرہ سارے عالموں میں غرض ہر عالم میں پھر **رحمٰن** ہے پھر **رحیم** ہے اور **ملک یوم الدین** ہے۔ اب ایاک نعبد جو کہتا ہے تو گویا اس عبادت میں وہی ربوبیت رحمانیت رحیمیت مالکیت **صفات** کا پرتو

ثبوت نبوت بیدائی طریق سے

قُلْ یٰاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اے نبی لوگوں سے کہدے کہ میں تم سب کی طرف ایسے بادشاہ کی جانب سے رسول آیا ہوں جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ انسان کی عادت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ بادشاہوں نوابوں کے قاصدوں اور ایلچیوں کی طرف عظمت کی نگاہ سے دیکھتا اور ان کی رسالت کا واجب احترام کرتا ہے اور ان کی یہ اطاعت اور تعظیم بہ تفاوت مراتب ہر بادشاہ اور نواب کی وسعت ملک اور اس کی عظمت وجلالت پر موقوف ہوتی ہے۔ اسی معتاد ومتعارف دستور کے موافق جناب ہادی کامل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اتنا بڑا جلیل الشان دعوی کیا کہ میں کل دنیا کے انسانوں کی طرف رسول بنکر آیا ہوں۔ کسی چھوٹی سی بستی کے مالک نواب یا معمولی محدود الاختیار بادشاہ کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے جو زمین و آسمان کا مالک الکل شہنشاہ ہے۔ پھر فرمایا فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین اٰمنوا قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم اٰیات اللہ مبینات لیخرج الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات من الظلمات الی النور۔ یعنی اے دانشمند وجن میں ایمان کا بیج ہے۔ اللہ تعالے سے ڈرو۔ اس نے تمہاری طرف تمہیں بھولی بسری ہوئی تعلیم حق یاد دلانیوالا رسول بھیجا ہے جو اللہ تعالی کی واضح آیتیں اور حق کی کھلی کھلی تعلیم تمہارے سامنے پیش کرتا ہے (یعنی انسان پرست نصارا کے عقیدہ تثلیث و کفارہ کی طرح نا قابل فہم اور عقل پر بار کوئی بات نہیں۔ بلکہ سچائی صفائی اور وضاحت میں یہ تعلیم اپنی صداقت کی آپ گواہ ہے) اور اس تعلیم کی علت غائی یہ ہے کہ راستباز اور نیکوکار مومنوں کو ہر طرح کے شک وتردد اور خلاف حق عقائد کی تاریکیوں سے نکال کر اس حقیقی **نور** کی راہ دکھائے جو تمام نوروں کا سرچشمہ اور تمام راحتوں اور نعمتوں کا منبع ہے۔ پھر فرمایا یا ایہا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا۔ یعنی اے نبی ہمنے تجھے بھیجا ہے دنیا کے لئے ایک گواہ۔ اور بشارت دہندہ اور آنے والے خطرہ سے ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اسی کی مرضی سے دعوت کرنے والا اور روشن چراغ جو خود بھی روشن ہے اور دوسرے بھی اس سے ایمان کے چراغوں کو روشن کر سکیں۔

وہ لوگ جن کے اندر رشد وہدایت کا مادہ ہوتا اور سعادت ان کی مددگار ہوتی ہے۔ ان دعووں کو سنکر خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایک باغرض مکار اور متعمد کاذب کی یہ بساط نہیں ہو سکتی۔ کہ ایسا طمانینت۔ وقار اور دلی جرأت سے بھرا ہوا دعوی کرے اور جب یہ دیکھا جائے۔ کہ کس استقامت اور استقلال سے برابر تیئیس برس دعوی کرنے والے نے اس بلند دعوے کو نبھایا۔ کس قدر خطرات مصائب۔ زلازل اور زہرہ گداز آفتیں اس کے سامنے آئیں۔ کسقدر تحریکات و ترغیبات دلفریب صورتوں اور ہوش ربا بھیسوں میں اس کے روبرو جلوہ نما ہوئیں کہ وہ اس دعوے سے دست بردار ہو جائے۔ مگر اس نے نہ تو ترہیب کی پروا کی اور نہ ترغیب کی طرف التفات کیا اور برابر اپنے دعوے پر قائم رہا۔ ان حالات کو دیکھکر سلیم عقل اور خدا ترس دل کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔ کہ ایسے دعوی کرنے والے کی نسبت حقیقت وحقیر رائے قایم کرے۔ بہت سے دل کے کچے۔ اپنی اندرونی مایہ سے واقف اور باشعور کاذب بھی کبھی کبھی بلند دعوے کر بیٹھتے ہیں۔ مگر جلد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مختلف تحریکوں۔ ترغیبوں اور تہدیدوں کے زور آور صدمہ کے مقابل ان کے پاؤں بہت دیر تک جم نہیں سکتے۔ ادنی ادنی سی تحریک سے ان کے ارادوں میں فرق آجاتا ہے اور خفیف سی جان ستاں دھمکی انکے بہروپ کا تار وپود ادھیڑ کر رکھدیتی ہے۔ نہایت حیرت انگیز امر ہے کہ ایک شخص چالیس برس کی عمر میں اتنی بڑی دعاوی کو شروع کرتا ہے۔ اور تریسٹھ برس کی عمر تک باوجود ہزاروں انقلاب اور صدمات کے پیش آنے کے اسے پوری طرح نبھاتا ہے۔ اس کی زندگی بالکل دو متضاد باتوں اور سخت متناقض حالتوں کا سچا اور صحیح نمونہ ہے۔ ایک عرصہ دراز تک وہ بے بس۔ مظلوم اور قوم کے لاانتہا ظلم وشر کا ہدف ہے۔ اور پورے معنوں میں بے کس صابر درویش ہے۔ اور دوسرے وقت میں ایک زبردست بری اور جان نثار قوم کا مالک الرقاب مقتدر مطلق بادشاہ ہے مگر ان دونوں حالتوں میں رفتار۔ گفتار۔ حرکات۔ سکنات اور ہر طرح کے معاملات میں کامل انسانیت فوق العادہ مروت وفتوت اور الٰہی اخلاق و خصائل کا قابل اقتدا نمونہ ہے۔ نہ تو ظلم وفتن کی ہیبت ناک صورت نے اُسے بودا [illegible]

گیا۔ بے صبر اور جزع فزع کرنیوالا اور اپنے امر مفوضہ سے دست بردار ہو جانے والا ثابت کیا۔ نہ کامیابی کی فوق الفوق خوشی اور شہنشاہی اور اقتدار مطلق کے سنہری تاج نے اسبات کی دکھانے کا موقعہ پایا کہ وہ متکبر۔ اترانیوالا قابو پاکر دشمنوں سے انتقام لینے والا اور ایک بے قابو مغلوب نفس انسان ہے۔ بلکہ دونوں حالتوں میں درویشی۔ نفس کشی تواضع۔ حلم۔ رعایت حقوق عباد اور ایثار کی صفت اُس کے پاک وجود میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے۔ نبوت سے پہلی حالت جس میں وہ عام سوسائٹی کا بظاہر شریک تھا اور ہر طرح جائز طور پر بلاخوف ملامت ان کے متعارف عیوب اور ناسزا کاموں سے حصہ لے سکتا تھا۔ اس کی نسبت وہ کس دلی شوق سے دعوی کرتا ہے۔ **وقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ**۔ یعنی میں اس دعوی نبوت سے پہلے عمر کا بہت بڑا حصہ تم میں بسر کر چکا ہوں۔ تم میں کوئی ہے کہ مجھ میں کوئی افترا اور جھوٹ کی صفت۔ خیانت اور بد دیانتی کی صفت۔ بداخلاقی اور بدمعاملگی کی صفت ثابت کر سکے۔ سیرت کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ دشمنوں کے سر اس توبیخ آمیز دعوی کے سامنے نیچے ہو گئے۔ وہ جرات نہ کر سکے کہ اس چال چلن کی صفائی پر کوئی دھبہ لگا سکیں۔ کیونکہ وہ بہت مدت اس سے پہلے اُس صادق ذی عزم کو **الامین والمامون** تسلیم کر چکے تھے۔ اور در حقیقت کس کا حوصلہ ہے۔ کہ وہ جس کا نام عرش عظیم پر **محمد** رکھا گیا ہے اُس کا نام مذمم رکھے۔

الغرض جناب ہادی کامل (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پاک زندگی ایسا زبردست معجزہ ہے۔ جو تنہا آپ ہی کا حصہ ہے اور یہ غیر فانی اور ہر زمانہ میں کام آنے والا کامل معجزہ آغاز آفرینش سے کسی نبی کو بھی نہیں دیا گیا۔ آپ نے جس قسم کا دعوی کیا خود اُس کا غیر متبدل پاک نمونہ دیا اور اپنے پر اثر نمونہ سے ایک عظیم و کثیر قوم ایسی تیار کر دی جو تمام قوموں مذہبوں کے لئے بطور نمونہ اور گواہ کے ٹھہر گئے اور انھوں نے اپنی مقدس زندگیوں سے ثابت کر دیا۔ کہ کامل اُستاد کے ہوشیار شاگرد ایسے ہوتے ہیں۔ وہ کس مپرس امی لوگ رومیوں اور ایرانیوں کی نگاہ میں حقیر یہود و نصارا کے نزدیک ذلیل تھے۔ اُس رسول کی پیروی تھی جس نے شہنشاہ زمین و آسمان کی طرف سے ہونے کا دعوی کیا۔ دنیا کی قوموں اور ملکوں کے مقتدر مالک اور متصرف بن گئے اور اس **نور اللہ** اور **سراج منیر** کی تائید و امداد سے کفر اور گمراہی کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکل کر شہرت عام اور بقائے دوام کے نورانی میدان میں آ گئے۔ **اللھم صل علیہ وعلی الہ الاف الاف تحیات وصلوات امین**

عیسائی لوگ توجہ کریں

نومبر کے پرچہ میں بدر الدین عیسائی کا کشف ناظرین کی نظر سے گذرا ہوگا۔ ہم بہت مدت سے بدل اس بات کے منتظر تھے کہ غیر قوموں سے کوئی باحوصلہ جوان مرد میدان میں نکلے جو آسمانی ہتھیاروں سے حضرت امام زمان کے ساتھ مقابلہ کرنے کا نشان کھڑا کرے۔ کیونکہ یہ بڑی پختہ بات ہے کہ مقابلہ ہی سے سچ اور جھوٹ کا پوری طرح امتیاز ہوتا ہے۔ اور مقابلہ سے عظیم الشان فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ عام کی آنکھیں بے اختیار مبارزین کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں اور یوں آخری فاصلہ عادۂ خفیف اور ناقابل التفات امر نہیں رہتا بلکہ بارعب مؤثر اور قبول عام کا مستحق ہو جاتا ہے۔ نیز اس صورت میں کہ حضرت امام زمان کا یہ دعوی ہے کہ نصرت الٰہیہ کی خبر دینے والی پیشگوئی ہی زندہ اور سچے مذہب کی صحیح علامت ہے۔ اور مذاہب عالم میں سے وہ مذہب جسے یہ خوارق العادہ قوت اور الٰہی تائید کا امتیازی حصہ ملا ہے صرف مذہب **اسلام** ہے اور اس معیار کی بنا پر دوسرے تمام مذہب جھوٹے اور کھوٹے اور بودے ٹھہر گئے ہیں۔ اس صورت میں ہر غیرت مند حامی مذہب پر بڑا بھاری فرض ہے کہ وہ اپنے مسلم مذہب کو اس نقص اور عار کے سفید دھبے سے بچانے کے لئے مسلح ہو جائے عیسائیوں کی گردن پر تو دراز مدت سے اسلام کا یہ واجب الادا فرضہ چلا آتا ہے جس کی نسبت **اہم نشر** کے مقام میں وارث اسلام امام زمان نے اپنے جائز حق ارث کی بنا پر اُن سے بلاسود مطالبہ کیا کہ وہ زندہ مذہب اور صادق ایمان کے نشان دکھائیں۔ مگر افسوس بے باک عیسائیوں نے اس تقاضائے شدید کی مطلق پروانہ کی اور اسکا بھی ذرا دھیان نہ کیا کہ واجب قرضہ ایسا بھاری بوجھ ہے کہ ادا کئے بغیر وہ اس سے کبھی رہا نہ ہو سکیں گے۔ آخر آسمانی

عدالت عالیہ میں اس کی نالش ہوئی
اور جناب وارث اسلام امام زمان
کے حق میں اُس منصف عدالت
سے ڈگری ہوئی عبداللہ آتھم
کی نسبت ہلاکت کی پیشگوئی ایسی
نہیں کہ اُسے ایک معمولی واقعہ
کی خبر یا زڈکیل کی سالانہ جنتری
کی پیشگوئیوں کی جنس سے سمجھا
جائے۔ عبداللہ اُس وقت
عیسائیت کا زعیم اور اس بلند
دعویٰ کا حامی عظیم تھا کہ مسیح
درحقیقت زندہ اور سچا خدا ہے
درحقیقت عیسویت اپنی سارے
زور۔ اپنی ساری جان۔ اپنے
پورے ہتھیاروں کے ساتھ
عبداللہ کی شکل میں مجسم ہو کر آئی
تھی۔ ادھر قدرت اپنی تمام زندہ
طاقت۔ حی قیوم خالق زمین و
آسمان ابدی۔ ازلی اور غیر فانی
خدا کی یگانہ الوہیت کو سارے
زوروں۔ الوہیت مسیح کے ابطال
اور کسر صلیب کے مناسب حال
تیز ہتھیاروں کے ساتھ مرزا
غلام احمد کی صورت میں ظاہر
ہوا۔ بے شک یہ ایسا مقابلہ
تھا جس کی نظیر ان دونوں مذہبوں
کے آغاز ظہور سے کسی دن میں
بھی پائی نہیں جاتی۔ حضرت
مرزا صاحب کی پیشگوئی
کی اصل اور مقصد غائی یہ ہے
اسلام زندہ مذہب ہے۔ اور محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
اللہ تعالیٰ کا صادق رسول ہے
اسلام کا خدا لم یلد ولم یولد ہے
مسیح ہرگز خدا تعالیٰ کا بیٹا نہیں
اس لئے عیسوی مذہب جو الوہیت
مسیح کا مدعی ہے سراسر دروغ
بے فروغ ہے۔ اور اسبات کا
کھلا کھلا اور محکمی ثبوت جو سارے
جہان کی آنکھ میں بلا ریب ناطق
فیصلہ ثابت ہو جائے۔ کہ عیسائیت
بالکل جھوٹا اور بے بنیاد مذہب ہے

اور مذہب اسلام سچا اور زندہ
مذہب ہے یہ ہے کہ اسلام کا
دشمن عیسویت کا مجسمہ۔ نصرانیت
کا صنم اور طلسم عظیم کی مہیب
مورت عبداللہ آتھم ضرور ضرور
پندرہ مہینے کے عرصہ میں ہلاک
ہو جائیگا بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے یہ فتویٰ ہے
اسلام کے زندہ خدا کا۔ اب
اگر بزعم نصاریٰ مسیح زندہ خدا ہے
اور قادر مطلق ہے تو وہ خدائے
اسلام کے مقابلہ میں اپنی الوہیت
کا کرشمہ یوں دکھلائے۔ کہ اپنی
الوہیت کے حامی آتھم کو
ہلاکت سے
محفوظ رکھے۔ ورنہ عیسائی مذہب
جھوٹا اور الوہیت مسیح کا اعتقاد
سست بیہودہ اور لغو ثابت ہوگا
اور بالعکس اسلام کی صداقت
روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی
اس پر ہیبت دعوے کو
دیکھکر کس خدا ترس با انصاف
کا دل گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اس
پیشگوئی اور پیشگو کو خفیف نا
قابل التفات سمجھے۔ اس میں
شک نہیں کہ یہ حق اور کذب
کے فیصلہ کا زبردست بنیادی
پتھر ہے جس پر بہت جلد دور دور
سے نظر آنے والی عالی شان عمارت
بننے والی ہے۔
بہرحال بدر الدین عیسائی نے اُس
آنے والے سیلاب کا جو عیسویت
کی دیواروں کو جڑ سے ڈھا دینے
کی دھمکی دے رہا ہے۔ صحیح
اندازہ کرکے پہلوان اسلام دشمن
نصرانیت مرزا غلام احمد قادیانی
کی نسبت بھی ویسی ہی پیشگوئی
کی ہے اور یوں آپ نے تمام
خائف ترسندار اور خاموش ہم
مذہبیوں کی طرف سے اپنے
تئیں فدیہ یا اُس قرضہ کا کفیل
ثابت کیا ہے۔ اب بات ہلکی
اور چھوٹی سی نہیں رہی۔ بلکہ واقعات

نے بڑے بھاری قابل یادگار پلٹا
کھانے کا میلان ظاہر کیا ہے۔
دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو بدر الدین
صاحب کا کہنا سچا ثابت ہوا
محض بے اصل اور لغو ثابت ہو
اور یہی آخری شق ہمارا پکا سچا اور
منفصل یقین ہے۔ ہم صاحب
موز افشاں سے خصوصاً اور تمام
عیسائیوں سے عموماً یہ پوچھنا
چاہتے ہیں اور اُمید کرتے
ہیں کہ وہ اسبات کا جواب دینا فرض
عین سمجھیں گے۔ کہ وہ اپنے ہم
جوائنٹ کی نسبت کیا اعتقاد
ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اس امر کی کیا
وجہ رکھتے ہیں۔ کہ کیوں وہ اسے
آگے بڑھکر مبارک باد نہ کہیں
اور کس دلیل پر اُسے مسیحیت کی
حفاظت کا دلیر وکیل تسلیم نکریں
اور بعداً اس بات کے دریافت
کرنے کے بھی بشوق دل خواستگار ہیں
کہ تمام صورت واقعہ کو مدنظر رکھکر
اور سارے استقبالی خطرات
کو خوب سوچکر وہ عبداللہ آتھم
والی پیشگوئی کے انجام کی نسبت
کیوں خفیف رائے رکھتے
ہیں۔ اور ایک پر زور فیصلہ کی
طرف متوجہ نہیں ہوتے بیشک
تمام عیسائی دنیا کو اپنے سارے
مال۔ زر۔ خدا قت۔ طبابت۔
اور ہر طرح کی تدابیر سے متفق
کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اپنے
پہلوان ذلت اور بہبوت کے پیالہ کو
ٹالدیں۔ ورنہ ان کے دین۔ ان
کے مذہب۔ بلکہ فرضی خدا
یسوع مسیح کے لئے ایک دفعہ
پھر وہی موت کا پیالہ مقدر ہے
جو پہلے بھی با وجود ہزار دن منتوں
اور سماجتوں کے اس کی قسمت
سے نہ ٹلا تھا۔ اور سر دست اور
کچھ نہیں تو زور آور دعوت
اتنا ہی شائع کر دیں۔ کہ مرزا صاحب
کی پیشگوئی عبداللہ آتھم کی نسبت

ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی اور وہ اس معینہ عرصہ کے بعد بھی ویسا ہی زندہ اور اسلام کا دشمن اور بدزبان رہیگا۔ جس طرح ہم پورے زور اور کامل ایمان اور خوارق العادہ تحدی سے دعوی کرتے ہیں کہ بدر الدین کا کشف محض جھوٹا اور لغو اور اسی کو آخر کار رسوا کرنے والا ثابت ہوگا۔ اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس کشف کے سچا نکلنے پر ہم عیسائیوں کی ہر قسم کی شرط کو قبول کرنے پر طیار ہیں۔ جان کو۔ مال کو اور ہر عزیز شے کو بھی فدیہ دینے کے لئے حاضر ہیں۔ مگر ایک دفعہ پھر باواز بلند کہے دیتے ہیں کہ اس عیسائی کی بات ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی۔ اسی طرح صاحب نورافشاں سے ہم چاہتے ہیں کہ وہ بڑے زور سے دعوی کریں کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہ ہوگی۔ اور اگر پوری ہو جائے تو وہ بصدق دل مذہب عیسوی یا شرک عظیم سے توبہ کرکے حضرت ابراہیم حنیف کی ملت مذہب اسلام کو اختیار کریں گے اور اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے پر جو شرط چاہیں ہم سے بھی منوالیں ٭٭

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

ڈائری

امام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

سوال ہوا کیا آپ دوسرے صوفیا اور مشائخ کی طرح عام طور بیعت لیتے ہیں یا بیعت لینے کے لئے آپ کو اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہے فرمایا (ہم تو امر الہی سے بیعت کرتے ہیں جیسا کہ ہم اشتہار میں بھی یہ الہام لکھ چکے ہیں کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الخ۔)

فرمایا (جذبات اور گناہ سے چھوٹ جانے کے لئے خدا تعالے کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہیئے۔ جب سب سے زیادہ خدا کی عظمت اور جبروت دل میں بیٹھ جائے تو گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کے خوف دلانے سے بسا اوقات لوگوں کے دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ مر جاتے ہیں۔ تو پھر خوف الہی کا اثر کیونکر نہ ہو۔ چاہیئے کہ اپنی عمر کا حساب کرتے رہیں۔ اُن دوستوں کو اور رشتہ داروں کو یاد کریں جو اُمحفیں میں سے نکل کر چلے گئے۔ لوگوں کی صحت کے ایام یونہی غفلت میں گذر جاتے ہیں۔ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ خوف الہی دل پر غالب رہے۔ جب تک انسان طول امل کو چھوڑ کر اپنے پر موت وارد نہ کرے تب تک اُس کی غفلت دور نہیں ہوتی۔ چاہیئے کہ انسان دعا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اپنے فضل سے نور نازل کر دے۔ جو یندہ یابندہ۔)

فرمایا (حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیح آوے اُسکو میرا سلام کہنا اس حدیث کے مطلب میں غور کرنا چاہیئے۔ اگر مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود تھے تو وجود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی ملاقات معراج میں کی تھی اور نیز حضرت جبرئیل ہر وقت وہاں سے آتے تھے کیوں نہ اُنکو ذریعہ سے اپنا سلام پہونچایا اور پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعد از وفات آسمان پر ہی گئے تھے اور وہاں ہی حضرت مسیح بھی ہیں اور حضرت مسیح کو تو خود رسول کریم کے پاس سے ہو کر زمین پر اُترنا تھا تو پھر اس کے کیا معنے ہوئے کہ زمین والے اُمتی کو آنحضرت کا سلام پہونچائیں کیا اس صورت میں حضرت عیسی اُنکو یہ جواب نہ دیں گے کہ میں تو خود اُن کے پاس سے آتا ہوں تو تم یہ سلام کیسا دیتے ہو۔ یہ تو مثال ہوئی کہ گھر سے میں آؤں اور خبریں تم دو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم اور آپ کے اصحاب کا یہی عقیدہ اور مذہب تھا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے اور آنے والا مسیح اسی اُمت میں سے بروزی رنگ میں ہوگا۔)

اللھم ایدہ و انصرہ واخذل اعداءہ امین۔

سوال

ہوا کہ فواحشات کی طرف لوگ جلد جھک جاتے ہیں اور اُن سے لذت اُٹھاتے ہیں جس سے خیال ہو سکتا ہے کہ ان میں بھی ایک تاثیر ہے فرمایا (بعض اشیا میں نہاں در نہاں ایک ظل اصلی شے کا آجاتا ہے وہ شے طفیلی طور پر کچھ حاصل کر لیتی ہے مثلاً راگ اور خوش الحانی۔ لیکن دراصل سچی لذت اللہ تعالے کی محبت کے سوا اور کسی شے میں نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ دوسری چیزوں سے محبت کرنے والے آخر اپنی حالت سے

٭- یہ شخص آخر مسلمان ہوگیا اور پھر کمزور حالت کیوجہ سے خوفناک مصائب کا ہدف بنکر مرگیا۔
٭٭- افسوس خدا کے اس قابل قدر نشان پر نصرانی فطرت یہود سیرت اب تک اعتراض کرتے ہیں مگر یہ نہیں دکھا سکتے کہ دو پہلوانوں میں سے تحدی کی تلوار سے کون ہلاک ہوا اور وہ اب کہاں ہے۔

توبہ کرلے اور گھبرا لے اور اضطراب دکھاتے ہیں۔ مثلاً ہر ایک فاسق اور بدکار سزا کے وقت اور پھانسی کے وقت اپنے فعل سے پشیمانی ظاہر کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کو ایسی استقامت عطا ہوتی ہے کہ وہ ہزار ایذائیں دئے جائیں مارے جائیں قتل کئے جائیں وہ ذرہ جنبش نہیں کھاتے اگر وہ شے جو انھوں نے حاصل کی ہے اصل نہ ہوتی اور فطرت انسانی کے ٹھیک مناسب نہ ہوتی تو کروڑوں مونوں کے سامنے ایسے استقلال کے ساتھ وہ اپنی بات پر قائم نہ رہ سکتے۔ یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ فطرۃ انسانی کے نہایت ہی قریب یہی بات ہے جو ان لوگوں نے اختیار کی ہے اور کم از کم بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں نے اپنے سوانح سے اس بات کی صداقت پر مہر لگا دی ہے)

فرمایا۔ (آیندہ زندگی میں مومن کے واسطے بڑی تجلی کے ساتھ ایک بہشت ہے لیکن اس دنیا میں بھی اُسکو ایک مخفی جنت ملتی ہے یہ جو کہا گیا ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن یعنی قید خانہ ہے اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ ابتدائی حالت میں جب کہ ایک انسان اپنے آپ کو شریعت کی حدود کے اندر ڈالدیتا ہے اور وہ اچھی طرح اُس کا عادی نہیں ہوتا تو وہ وقت اُس کے لئے تکلیف کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ لامذہبی کی بے قیدی سے نکل کر نفس کے مخالف اپنے آپ کو احکام الٰہی کی قید میں ڈالدیتا ہے مگر رفتہ رفتہ وہ اُس سے ایسا اُنس پکڑتا ہے کہ وہی مقام اُس کے لئے بہشت ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو قید خانہ میں کسی پر عاشق ہو گیا ہو پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ قید خانہ سے نکلنا پسند کرے گا۔)

سوال ہوا کہ آیا نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنا جائز ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ (کہ سب زبانیں خدا نے بنائی ہیں چاہیئے کہ اپنی زبان میں جسکو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے نماز کے اندر دعائیں مانگے کیونکہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ تاکہ عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ کلام الٰہی کو ضرور عربی میں پڑھو اور اس کے معنی یاد رکھو اور دعا بے شک اپنی زبان میں مانگو۔ جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے۔ نماز میں بہت دعائیں مانگو۔)

۱۸ر مئی ۱۹۰۱ء

فرمایا (اگر حاکم ظالم ہو تو اُسکو بُرا نہ کہتے پھرو۔ بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اُسکو بدل دے گا یا اُسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔)

۲۰ر مئی ۱۹۰۱ء

کہیں سے[*] خط آیا کہ ہم ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں اور تبرکاً آپ سے بھی چندہ چاہتے ہیں حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ (ہم تو دے سکتے ہیں اور یہ کچھ بڑی بات نہیں مگر جب کہ خود ہمارے ہاں بڑے بڑے اہم اور ضروری سلسلے خرچ کے موجود ہیں جن کے مقابل میں اس قسم کے خرچوں میں شامل ہونا اسراف معلوم ہوتا ہے تو ہم کس طرح سے شامل ہوں۔ یہاں جو مسجد خدا بنا رہا ہے اور وہی مسجد اقصیٰ ہے وہ سب سے مقدم ہے اب لوگوں کو چاہیئے کہ اس کے واسطے روپیہ بھیجکر ثواب میں شامل ہوں۔ ہمارا دوست وہ ہے جو ہماری بات کو مانے نہ وہ کہ جو اپنی بات کو مقدم رکھے

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا کہ ہم ایک مسجد بنانے لگے ہیں آپ بھی اُس میں کچھ چندہ دیں اُنھوں نے عذر کیا کہ میں اس میں کچھ دے نہیں سکتا حالانکہ وہ چاہتے تو بہت کچھ دیتے اُس شخص نے کہا کہ ہم آپ سے بہت نہیں مانگتے صرف تبرکاً کچھ دیدیجیے آخر انھوں نے ایک دوانی کے قریب سکہ دیا۔ شام کے وقت وہ شخص دوانی لے کر واپس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ تو کھوٹی نکلی ہے وہ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا خوب ہوا دراصل میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ میں کچھ دوں مسجدیں بہت ہیں اور مجھے اس میں اسراف معلوم ہوتا ہے۔)

اطلاع

۱۰ر جون ۱۹۰۱ء کا اخبار اُن خریداروں کے نام وی پی کیا جاویگا جنکو ایک ہفتہ پیشتر بذریعہ کارڈ اطلاع دی جاویگی افسوس کی بات ہو کہ بعض آدمی باوجودیکہ اُنکو قبل از وقت اطلاع دیجاتی ہے۔ پھر بھی بدوں کسی قسم کا جواب دینے کے وی پی واپس کر کے مطبع کو نقصان پہونچاتے ہیں اس لئے اطلاعاً لکھا جاتا ہے کہ جو بقایا دار اس تاریخ پر قیمت دینے کے لئے طیار نہوں وہ ہم کو اطلاع دیں تاکہ سخت نقصان کا زیربار ہونا پڑے۔

(خاکسار ایڈیٹر)

[*] امید کیجاتی ہے کہ امرتسر کی جماعت احمدیہ بھی اس پر توجہ کرے گی (ایڈیٹر)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ایڈیٹر الحکم کے اپنے الفاظ میں
۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کا

خطبہ

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ الخ

ہر ایک سلیم الفطرۃ انسان کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ ایک بات جبلت کے طور پر رکھدی ہے کہ وہ ایک مجمع کے درمیان معزز ہو جاوے گھر میں اپنے بزرگوں کی کوئی خلاف ورزی اس لئے نہیں کی جاتی کہ گھر میں ذلیل نہ ہوں۔ ہر ایک دنیا دار کو دیکھتے ہیں کہ محلہ داری میں ایسے کام کرتا ہے جن سے وہ با وقعت انسان سمجھا جاوے۔ شہروں کے رہنے والے بھی ہتک اور ذلت نہیں چاہتے پھر اس مجمع میں جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے اس مقام پر جہاں انبیا و اولیا موجود ہوں گے وہاں کی ذلت کون عاقبت اندیش سلیم الفطرۃ گوارا کر سکتا ہے کیونکہ عزت و وقعت کی ایک خواہش ہے جو انسان کی فطرۃ میں موجود ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک نظیر کے ساتھ اس خواہش اور اس قاعدہ کو جس کے ذریعہ انسان معزز ہو سکتا ہے بیان کرتا ہے۔ نظیر کے طور پر جس شخص کا ذکر بیان کیا گیا ہے اس کا نام ہے **ابراھیم** (علیہ السلام)

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو کیسی عزت دی یہ اس نظارہ سے معلوم ہوتا ہے جو خدا نے فرمایا **ولقد اصطفینٰه فی الدنیا وانه فی الاخرة لمن الصالحین**۔ ہم نے اسکو برگزیدہ کیا دنیا میں اور آخرۃ میں بھی سنوار والوں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے مکالمات کا شرف رکھنے والے۔ شریعت کے لانے والے ہادی و رہبر۔ بادشاہ اور اس قسم کے عظیم الشان لوگ ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوئے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے لئے نتیجہ دکھایا ہے حضرت **موسیٰ**۔ حضرت داؤد۔ حضرت مسیح علیہ السلام سب حضرت ابراہیم کی نسل سے تھے اور حضرت اسماعیل اور ہمارے سید و مولیٰ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی اولاد سے ہیں۔

ایک اور جگہ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابراہیم اور اسکی اولاد کو بہت بڑا ملک دیا مگر غور طلب امر یہ ہے کہ جڑ اسباب کی کیا ہے؟ یعنی وہ کیا بات ہے جس سے وہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور برگزیدہ ہوا اور معزز ٹھیرایا گیا۔ قرآن کریم میں اسباب کا ذکر ملتا ہے جہاں فرمایا ہے **اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمین**۔ جب ابراہیم کے رب نے اسکو حکم دیا کہ **تو فرمانبردار بن جا** تو حضرت ابراہیم عرض کرتے ہیں میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا۔ تو نے حکم نہیں پوچھا کہ کس کا حکم فرماتے ہو کسی قسم کا تامل نہیں کیا فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ ہی معاً بول اٹھے کہ فرمانبردار ہوگیا۔ ذرا بھی مضائقہ نہیں کیا اور نہیں خیال کیا کہ عزت پر یا مال پر صدمہ اٹھانا پڑے گا یا احباب کے تکالیف دیکھنی پڑیں گی۔ کچھ بھی نہ پوچھا۔ فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ اقرار کرلیا کہ **اسلمت لرب العلمین**۔ یہ ہے وہ اصل جو انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور برگزیدہ اور معزز بنا دیتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا **سچا فرمانبردار ہو جاوے**۔

فرمانبرداری کا معیار کیا ہے

ایک طرف انسان کے نفسانی خیالات کچھ چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احکام کچھ اور اب دیکھیں کہ آیا خدا تعالیٰ کے احکام کو انسان مقدم کرتا ہے یا اپنے نفسانی اغراض کو۔ اسی طرح رسم و رواج۔ عادات کسی کا دباؤ۔ حب جاہ و رعایت قانون قومی ایک طرف کھینچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایک طرف اسوقت دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی طرف جھکتا ہے یا اسپر دوسرے امور کو ترجیح دیتا ہے اب اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کی قدر کرتا اور ان کو مقدم کر لیتا ہے تو یہی خدا کی فرمانبرداری ہے۔

وہ لوگ جو اولو الامر کہلاتے ہیں اور جنکی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ان کے لئے بھی ارشاد الٰہی یوں ہے **فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول** یعنی اگر تم میں کسی امر کی نسبت تنازع ہو تو اس کا آخری فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کی اتباع سے کر لو۔ یہی ایک سیدھی راہ ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اہل حق کے انکار کا مدار تکبر پر ہوتا ہے اسلئے اس سے دور رہو۔ ورنہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ فرماتے ہیں کہ **ما کنت بدعا من الرسل** میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ آدم سے لے کر اب تک جو رسول آئے ہیں ان کو پہچانو۔ ان کی معاشرت۔ تمدن۔ اور سیاست کیسی تھی اور ان کا انجام کیا ہوا۔ ان کی صداقت کے کیا اسباب تھے۔ ان کی تعلیم کیا تھی ان کے اصحاب نے ان کو پہلے پہل کس طرح مانا اور مخالفوں اور منکروں کا چال چلن کیسا تھا اور ان کا انجام کیا ہوا؟ یہ ایک ایسا اصل تھا کہ اگر اس وقت کے لوگ اس معیار پر غور کرتے تو انکو ذرا سی دقت پیش نہ آتی

اور ایک مجدد۔ مہدی۔ مسیح مرسل من اللہ کے ماننے میں ذرا بھی اشکال نہ ہوتا مگر اپنے خیالات ملکی اور قومی رسوم بزرگوں کے عادات کے ماننے میں تو بہت بڑی وسعت سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اس کے احکام کے لئے خدا کے علم اور حکمت کے پیمانہ کو اپنی ہی چھوٹی سی کھوپری سے ناپنا چاہتے ہیں ہر ایک امام کی شناخت کے لئے یہ عام قاعدہ کافی ہے کہ کیا یہ کوئی نئی بات لیکر آیا ہے اگر اسپر غور کرے تو تعجب کی بات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اصل حقیقت کو اسپر کھولدے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھے اور تکبر نہ کرے ورنہ تکبر کا انجام یہی ہے کہ محروم رہے۔

پس انسان خدا کے غضب سے بچنے کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے وہ دعا جس کے پڑھنے کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے۔ وہ ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ یعنی ہم کو صراط مستقیم دکھا جو ان لوگوں کی راہ ہے جنپر تیرا انعام ہوا ان لوگوں کی راہ سے بچا جنپر تیرا غضب ہوا اور جو حق سے بیجا عداوت کرنیوالے ہیں اور نہ ان لوگوں کی راہ جو گمراہ ہوگئے ہیں منعم علیہ گروہ کی شناخت کے لئے ایک آسان اور سہل راہ ہے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات۔ احکام۔ اور عملدرآمد اور ان کی زندگی کو ان کے ثبوتوں اور آخر انجام کو دیکھو پھر ان کے حالات پر نظر کرو جنہوں نے مخالفت کی۔ غرض مامور من اللہ لوگوں کا گروہ ایک نمونہ ہوتا ہے اس خواہش کے پورا کرنے کے لئے جو

بتانے کے لئے جو ہر انسان میں لطوبہ تحت رکھی گئی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ معزز ہو۔ خدا تعالیٰ کے حضور معزز وہی ہو سکتا ہے جو رب العالمین کا فرمانبردار ہو یہ ایک دائمی سنت ہے جس میں تخلف نہیں ہوسکتا۔

اب ہم لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ ہم غور کرکے دیکھیں کہ ہم لباس۔ عادات۔ عداوت دوستی۔ دشمنی غرض ہر ایک حرکت و سکون میں کس پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ کیا فرمانبرداری کی راہ ہے یا نفس پرستی کی۔

عام مسلمانوں اور عام غیر مذہب کے لوگوں کو دیکھو کہ اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں تو کیا مسلمان ہوکر ایک مسلمان جھوٹ سے محفوظ ہے۔ غیر مذہب والے اگر نفس پرستیاں اور شہوت پرستیاں کرتے ہیں تو کیا مسلمانوں میں ایسے کام نہیں کرتے؟ اگر ان میں باہم تباغض اور تحاسد ہے تو کیا ہم میں نہیں۔؟ اگر ان حالات میں ہم ان ہی کے مشابہ ہیں اور کوئی فرق اور امتیاز ہم میں اور ان میں نہیں ہے تو بڑی خطرناک بات ہے فکر کرو!!!

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

یاد رکھو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان میں تبدیلی اسی وقت ہوسکتی ہے اور ہوتی ہے جب انسان خود اپنے اندر تبدیلی کرے اگر ہم وہی ہیں جو سال گذشتہ اور پیوستہ امیں تھے تو پھر انعامات بھی وہی ہوں گے لیکن اگر چاہتے ہو کہ ہم پر نئے نئے انعامات ہوں تو نئے نئے طریق پر تبدیلی کرو۔

خدا کی کتاب نے تصریح کردی ہے کہ کفر کیا ہوتا ہے کیونکر پیدا ہوتا ہے اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ ایمان کیا ہوتا ہے؟ اس کے نشان اور انجام کیا ہیں؟ منافق اور کفر کے انجام اور نشان کو بتا دیا ہے پھر امام اور راستباز کی شناخت میں کیا دقت ہوسکتی ہے؟

آدم ؑ سے لے کر اسوقت تک ہزاروں ہزار مامور آئے ہیں سب کے واقعات ایک ہی طرز اور رنگ کے ہیں اگر تم اپنے آپ کو تکبر سے محفوظ کرلو۔ تو شیطانی عمل دخل سے پاک ہوکر خدا کے فیضان کو لے سکوگے۔

غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود بھی خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور انہی باتوں کی وصیت اپنی اولاد کو بھی کی اور یعقوبؑ نے بھی یہی وصیت کی۔ کہ اے میری اولاد اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک عجیب دین کو پسند کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت فرمانبرداری میں گذارو۔ چونکہ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے اس لئے ہر وقت فرمانبردار رہو تاکہ ایسی حالت میں موت آوے کہ تم فرمانبردار ہو۔ میری تحقیقات میں یہی بات آئی ہے کہ سچی تبدیلی کرکے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ ایک پاک تبدیلی کریں۔

آمین

تصحیح

گذشتہ نمبروں میں مندرجہ ذیل کتابوں کی قیمت کے متعلق غلط اندراج ہوئے ہیں اس لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتب کی اصل قیمت وہی ہے جو انکے ساتھ اب درج کی جاتی ہے یہ یاد رہے کہ یہ قیمت علاوہ محصول ڈاک ہے درخواستیں حکیم فضل دین صاحب مہتمم کتب خانہ کے نام آنی چاہئیں۔

تحفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ۱/
[illegible] ۱/
اتفاقات [illegible] ۲/

چودھویں صدی کا حاشر

یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۰ مئی ۱۹۰۱ء کو پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے الفاظ میں اسکو لکھا

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا ما شاء الله ثم نفخ فیه اخری فاذا هم قیام ینظرون۔ (آخر رکوع تک سورہ زمر کا آخری رکوع)

میرے دل میں آج پڑا کہ یہ آیتیں جو میں نے پڑھی ہیں ان میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی نسبت پیشگوئی ہے یا یوں کہو کہ مسیح موعود کا زمانہ ہمیں عجیب طور پر دکھایا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کا زمانہ اس کی تمہید ہے وہ ابتدا ہے یہ انتہا ہے۔

ونفخ فی الصور اور صور میں پھونکا گیا اسوقت ایسا ہوا کہ آسمان اور زمین کے رہنے والے بیہوش ہوگئے بجز ان لوگوں کے جنکو خدا نے چاہا کہ بچ رہیں پھر دوسری مرتبہ پھونکا گیا تو کھڑے ہوگئے اور دیکھنے لگے۔

ان ساری آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ دو دفعہ نفخ صور ہوتا ہے ایک میں لوگ بیہوش کئے جاتے ہیں دوسرے میں سب کے سب کھڑے ہوجاتے ہیں اور ہوش آنے کے بعد ان کی تقسیم دو قسم کی ہوتی ہے ایک دوزخی دوسرے جنتی۔

ہمارا ایمان ہے کہ قیامت کو اسی طرح پر ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم اپنے ساتھ زندہ نشانات رکھتا ہے اور اپنے سارے وعدوں کے لئے اس دنیا میں بھی ایک ظل اس کا موجود ہے اور وہ گویا زندہ ثبوت اور بین شہادتیں ہیں ان وعدوں کے لئے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کیونکہ اگر نرے وعدے ہی وعدے ہوتے اور ان کا یہاں کچھ بھی ثبوت نہ ہوتا تو پھر خدا تعالےٰ کے پاک کلام اور انسانی تراشیدہ خیالات میں کچھ فرق ہوتا؟؟؟

اس لئے ہم ان آیتوں میں اس نظارہ کو دکھانا چاہتے ہیں جو اس شہودی عالم میں دیکھتے ہیں۔

یہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہئیے کہ خدا تعالےٰ کے مامور بھی **حاشر** ہوتے ہیں ان کے قدموں پر ایک حشر ہوا کرتا ہے اس حشر کا کامل اور اکمل نمونہ ہمارے سید و مولیٰ سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ **انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی**۔ اور پھر اس بات کو بھی بھولنا نہیں چاہئیے کہ **مامور من اللہ** ایک عجیب تحریک اپنے ساتھ لاتے ہیں

ان سے پہلے دنیا ایک سکون اور سکر کی حالت میں ہوتی ہے ملائکہ بھی اور ارضی باشندے بھی سکون میں ہوتے ہیں لیکن جب خدا کی حجت تام الزام دینے والی اور بشارت دینے والی حجت کا نفخ فی الصور ہوتا ہے تو زمین و آسمان میں ایک شور مچ جاتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے رات کے اختتام پر اور صبح صادق کے طلوع پر چرند پرند حیوانات غرض تمام مخلوقات میں ایک عجیب شور ہوتا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر عالم پر ایک ظلمت چھائی ہوئی تھی اور اس رات کی تاریکی میں کوئی تحریک نہ تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالےٰ نے فرمایا **جعل اللیل سکنا**۔ کسیکو کچھ معلوم نہ تھا کہ کسمیں جوہر قابل کیا ہے اور ان میں کیا کیا فائدے مخلوق کو پہنچا سکتا ہے

لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ تو عالم میں شور مچ گیا اور وہ جو سکون اور خواب غفلت تھی وہ عالمگیر تحریک اور پکار سے بدل گئی۔ حقیقت میں جب دن چڑھتا ہے قیام اسی وقت ہوتا ہے اور نور ہی کے وقت یہ تقسیم ہوتی ہے سوئے ہوئے آدمی کوئی کام نہیں کرسکتے اور نہیں معلوم ہوتا کہ فلاں صناع ہے یا پہلوان ہے یا کیا اپنے افعال یا تدابیر سے کوئی مفید یا مضر جماعت انسانی کے لئے معلوم نہیں ہوسکتا۔ لیکن روشنی کے وقت ہر قسم کی امتیاز ہوجاتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم **نور** ہوکر **سراج منیر** ہوکر تمام نبیوں کا بھیس بدلکر آئے اس لئے ہر ایک فریق میں جس جس قسم کی طاقتیں اور قوتیں اور مخفی در مخفی جوہر تھے وہ سب ظاہر ہوگئے۔ اور اتمام حجت ملزمہ قائم ہوگئی۔

اللہ جل شانہ نے نبی کریم کو تمام نبیوں۔ شہیدوں۔ صالحین کا عطر مجموعہ بناکر مبعوث فرمایا تھا اس لئے آپ کیوقت میں ہر قسم کے لوگ موجود تھے یہودی۔ عیسائی۔ ستارہ پرست۔ اور اور قسم کے مشرک۔ برہمو۔ دہریہ سب تھے اور ہر نبی کے زمانہ میں جس جس قسم کے شریر تھے ان سب کے مظہر بھی موجود تھے ایسا ہی ہر قسم کے جوہر قابل کے مظہر بھی تھے۔ غرض جب حضور **علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے ظہور فرمایا تو **اشرقت الارض بنور ربہا** زمین چمک اٹھی اور خوب فیصلہ ہوگیا ایک گروہ **ابو جہلی** قرار پایا جو بدر کے جہنم میں گرایا گیا اور دوسرا **صدیقی** گروہ الحمد للہ کہتا ہوا مکہ میں مدینہ پر جہاں چاہے داخل ہوا۔

شاید یہ مضمون ناقص رہ جاوے اگر یہ بیان نہ کیا جاوے کہ انجیلی یسوع نے بھی بقول اناجیل وجود اس قسم کا دعویٰ کیا کہ قیامت اور زندگی میں ہوں ایک سچے نبی اور خدا کے مامور کے لئے اس قسم کا دعویٰ کرنا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ اور ایسے دعویٰ کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے لیکن انجیلی یسوع کے لئے یہ دعویٰ ہرگز ہرگز سزاوار نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جس قدر انجیلی یسوع الٰہی صداقت اور ایمانی توحید کے پھیلانے سے ناکام رہے شاید اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات میں ہرگز نہ ملے گی۔ یہاں تک کہ خود بڑے بڑے پادری صاحبان کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ ان کی تعلیم خود ان کے شاگردوں کی پست خیالی۔ کم فہمی اور دنیا طلبی کو دور نہیں کر سکی اور خود یسوع کی گرفتاری کے وقت جو کچھ بزدلی اور بد اعتقادی اور بیوفائی انھوں نے دکھلائی بلکہ بعض اعظم الحواریین کی زبان پر اس آخری گھڑی میں لعن طعن اپنے استاد کی نسبت جاری ہوا یہ ایسی بات ہے جسکو بڑے بڑے اور اعلیٰ درجہ کے فاضل مسیحیوں نے بھی مسیحیوں کے لئے سخت قابل شرم قرار دیا ہے پھر یہ کہنا کہ یسوع صاحب قیامت تھے اور ان میں داخل ہو کر روحانی مردے جی اٹھے ایک خیالی اور وہمی بات ہے جس کا کوئی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ انجیل کے پر غور مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ خود یسوع صاحب بھی انکو سست اعتقاد اور اور سخت الفاظ سے یاد کرتے ہیں جو روحانیت میں زندگی بسر کرنے والے لوگوں کے لئے سزاوار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایک بھی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو دنیا اور نفس کی قبر سے نکل کر زندگی کی قیامت میں برانگیختہ ہو گیا ہو وہ جانتے بھی نہیں کہ خدا کون ہے اور اس کی عظمت اور قدرت کیا شے ہے اور کیونکر وہ پاک دلوں کو زندگی بخشتا ہے اور ان سے قریب ہو جاتا ہے وہ تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور بیوجہ اپنے دوسروں کے گناہوں کا بوجھ لاد کر خوش ہو رہے ہیں۔ غفلت گناہ کفر اور شرک کی موت اس وقت عیسائی مذہب میں موجود ہے انکی تمام قوتوں کا دنیا اور اسکی آرائش اور جمعیتوں کے لئے خرچ ہونا کیا غفلت کی موت نہیں ہے؟ اور کیا یورپ کی حالت گناہ کی موت کا بھیانک نظارہ نہیں ہے؟ وہاں جا کر دیکھو کسقدر عفت پاکدامنی اور پرہیزگاری باقی ہے اور کیا ایک عاجز انسان کو خدا بنا دینا شرک کی موت نہیں ہے اور سچے رسولوں کا انکار کفر کی موت نہیں ہے تو کیا ہے؟ غرض انجیلی یسوع کی نسبت یہ دعویٰ سراسر خیال محال اور بے دلیل ہے۔ بلکہ یہ کامل اور اکمل نمونہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اس ذات کامل الصفات نے دکھایا جس کا نام نامی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

دنیا کی تاریخ اور واقعات عالم کے اوراق میں اس بات کی شہادت موجود ہے کہ یہ رسول اس وقت مبعوث ہوا جب دنیا کی ساری قومیں روح میں مر چکی تھیں اور روحانی فساد نے بحر و بر کو ہلاک کر دیا تھا تب اس حاشر نے از سر نو سر سے دنیا کو زندہ کیا اور توحید کا دریا چلا دیا۔ پھر جو قوم اس نے طیار کی اس نے اپنی صدق۔ وفاداری تقویٰ۔ طہارت اور جاں نثاری سے دکھا دیا کہ وہ لوگ سچ مچ موت کے گڑھے سے نکل کر حیات طیبہ کے بلند منارہ پر کھڑے ہو گئے تھے اور ہر ایک نے ایک تازہ زندگی پائی تھی سو درحقیقت ایک ہی کامل انسان دنیا میں آیا جس نے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ روحانی قیامت دکھائی۔ اور ایک زمانہ دراز کے مردوں کو اور ہزاروں برس کی عظم رمیم کو زندہ کر دکھایا اس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی اور اس نے ثابت کر دکھایا کہ وہی حاشر اور وہی روحانی قیامت ہے جسکے قدموں پر ایک عالم قبروں سے نکل آیا۔

مگر

میرے دوستو! میں ابھی تمہیں ایک اور عظیم الشان حاشر کا پتہ دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تکمیل ہدایت کے لئے تشریف لائے تھے وہاں تکمیل اشاعت ہدایت بھی آپ کا کام تھا قرآن کریم پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تکمیل ہدایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ہوئی اور باتفاق تمام مفسرین تکمیل اشاعت ہدایت کا وقت مسیح موعود کا زمانہ ہے چنانچہ آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله اس کی تائید کرتی ہے اس کی تفسیر میں سب نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔

علاوہ بریں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات کا زندہ رکھنا اللہ تعالیٰ کو ابد الآباد کے لئے منظور تھا اور آپ کے دوسرے منصب کی تکمیل کو مسیح موعود کے زمانہ سے مخصوص فرمایا گیا تھا اس لئے مسیح موعود کے زمانہ میں پھر اس قیامت کا نمونہ دکھایا جانا ضروری تھا

پس مسیح موعود جو خاتم الخلفا بھی کہلاتا ہے اور محمد مہدی بھی جس کا سارک نام ہی چودھویں صدی کا حاشر بھی نہیں ہے کیونکہ خدا تعالے نے وعدہ کیا تھا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اُس کامل انسانؑ کے صحابہ کو دیا گیا تھا آنے والے صادق اخلاص اور متبعین لوگوں کو بھی ملے گا۔ جیسا کہ آیت هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ میں لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ سے یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جو آخری زمانہ میں ہوں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی بھی تربیت صحابہ کی طرح فرمائینگے یہ تو ظاہر ہے کہ وہ گروہ مسیح موعودؑ کے فیض تربیت سے بہرہ ور ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر فرمایا ہے دراصل یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ مسیح موعود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے رنگ اور لباس میں ہوگا۔ آفتاب وہی ہوگا لیکن اُس کا مطلع اور ہوگا شمع وہی ہوگی صرف فانوس دوسرا ہوگا۔ یہ کمال اتحاد فی الذات کیطرف اشارہ ہے۔ مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے یہی وہ راز ہے جو خاتم الخلفا کے حاشر ہونے میں ہے۔

میرے دوستو! جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دنیا کی حالت تھی اسیطرح اب بھی مسیح موعود سے پہلے آسمان کے دروازے بند تھے یہ نرا دعوی ہی دعوی نہیں آج سے ساٹھ سال پیچھے چلو اور دیکھو دنیا کی کیا حالت تھی مشاہدہ خود تمھیں پتہ دیگا۔ خود خدا تعالیٰ نے اس امر کی شہادت دی ہے اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا زمین و آسمان گرہ بستہ تھے ہم نے انکو کھولدیا۔ میں سچ کہتا ہوں آسمان کے دروازے بند تھے کیا کوئی تھا جو پیشگوئی کرتا؟ کیا کوئی تھا جو خدا کو کشف ساق کر کے دکھا دیتا؟ ایک بھی نہ تھا ہر ایک سویا ہوا تھا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بھیجا اور نفخ صور ہوا اور دنیا میں ایک شور مچ گیا خواب گراں میں سونے والے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور ہر ایک اپنے اپنے جوہر دکھانے لگا۔ کسی میں اغوا کا جوہر تھا وہ مغوی بنا کوئی ابلیس ٹھیرا۔ گندے اور ناپاک آدمیوں کا گند بدعقیدوں کا شرک غرض ہر شخص کا جوہر رنگ لایا۔ اور وہ جو سعادت مند اور پاکیزہ فطرت تھے وہ اس غفلت کی موت سے جی اُٹھے مسیح موعود کے ہاتھ پر انھوں نے نئی زندگی پائی اور الحمد للہ رب العلمین کہتے ہوئے جنت میں داخل ہوئے۔

الغرض میرا ایمان اور اعتقاد ہے کہ مسیح موعود نے اسی طرح مُردوں کو زندہ کیا ہے جس طرح احمد مکی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پس

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ۔ مبارک ہو ان زندگی پانے والوں کو جنھوں نے اس کے ہاتھ پر توبہ کر کے حیات طیبہ حاصل کی کیونکہ وہ جنت کے وارث ٹھیرے اور واویلا اُن پر جنھوں نے مخالفت کی راہ اختیار کی۔

اللہ تعالے ہم کو اس نور اور زندگی سے حصہ دے جو یہ امور لے کر آیا ہے اور ہر ایک ابتلا اور مغوی کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

لائبریری

اس مد میں مفصلہ ذیل رقوم اب تک وصول ہو چکی ہیں۔

منشی عبد العزیز صاحب پٹواری	عہ
منشی گلاب خانصاحب سب اورسیر ڈکشائی۔	عسه
بابو محمد صاحب انبالہ چھاونی	عسه
بابو عطا محمد صاحب سب اورسیر فورٹ سنڈیمان	عسه
منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹھ۔	سه
منشی محمد دین صاحب تحصیلدار ڈیرہ اسمعیل خاں۔	عسه
راجہ شیر محمد خانصاحب بی اے جیولوجی	عسه
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔	عسه
شیخ عبد الرشید صاحب سوداگر میرٹھ	عسه
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن رام پور	عسه
شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد	عسه
منشی محبوب عالم صاحب تحصیلدار پنڈی گھیب	عسه
منشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم۔	عسه

ان کے علاوہ خان صاحب نواب محمد علی خانصاحب نے انسکلو پیڈیا بریٹینکا لائبریری کو عطا فرمایا ہے جو قریباً سو تین سو روپے کی قیمت کی کتاب ہے خدا تعالیٰ ان سارے احباب کو جزائے خیر دے۔ چونکہ میگزین کے متعلق بھی ایک لائبریری کی ضرورت

تھی اور میگزین اور لائبریری ایک ہی سلسلہ کے متعلق اور ایک ہی قوم کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے میگزین کی لائبریری اور یہ لائبریری اکٹھی رہیں گی۔ اور جو جو چندے احباب نے لائبریری کی مد میں ارسال فرمائے ہیں وہ دہ میگزین کے متعلق خیراتی چندے تصور کئے جاویں گے۔ لیکن یہ روپیہ صرف لائبریری پر ہی صرف ہوگا کیونکہ اسی مطلب کے لئے قوم سے مانگا گیا تھا۔ اطلاعاً بذریعہ اخبار اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس اعلان کے بعد پندرہ روز تک انتظار کر کے مذکورہ بالا روپیہ فنانشل سکرٹری انجمن اشاعت اسلام کے نام باضابطہ منتقل کر دیا جائے گا۔ آخر میں یہ التماس ہے کہ روپیہ صرف اسی کام پر ہوگا جس کے لئے وصول لیا گیا تھا اور رہے گا بھی مد خیرات میں صرف اسکا حساب و کتاب باضابطہ انجمن مذکورہ بالا کے منتظم رکھیں گے۔ اگر کسی صاحب کو اعتراض ہو تو مشتہر کو اطلاع دیں۔ ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

خاکسار محمد علی۔

منارۃ المسیح

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے چنانچہ اینٹوں کی پتھائی شروع ہے اور اُن کے پکانے کے لئے بھٹے میں اینٹیں چڑھائی جا رہی ہیں لکڑی آ رہی ہے قریباً ایکسو روپیہ یومیہ کا خرچ ہو رہا ہے اس لئے منارۃ المسیح کے انصار بہت جلد توجہ کریں۔ اور روپیہ بھیجکر اس کار خیر میں شریک ہوں وقتاً فوقتاً روپیہ کی ضرورت زیادہ ہوتی جاتی ہے

انگریزی رسالہ اور احباب کی توجہ

ہمارے مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب نے پشاور سے ایک مختصر سا مضمون فراہمی سرمایہ کے لئے حال میں الحکم میں درج کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ صلاح الدین صاحب (جو الحکم کے کاتب ہیں) کے ہاں وہ مضمون بچوں نے ادھر ادھر کر دیا بہر حال ہم اس خط کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

میگزین کے لئے جو ایک ہزار حصوں کی فراہمی کی ضرورت تھی خدا کا شکر ہے کہ قوم نے اس ضرورت کو محسوس کر کے بہت بڑی تعداد پوری کر دی ہے اور اب صرف دوسو کے قریب حصے باقی رہ گئے ہیں جن کے پورا ہونے کی بہت جلد امید کیجاتی ہے لیکن اس وقت جو سوال ضروری قابل لحاظ ہے **وہ سرمایہ کا بہم پہونچانا ہے**۔ قواعد فراہمی سرمایہ الحکم میں شائع ہو چکے ہیں اور الگ بھی بصورت رسالہ حصہ داروں کے پاس پہونچ گئے ہیں اور خدا کا احسان ہے کہ احباب نے توجہ کر کے روپیہ بھیجنا شروع کر دیا ہے۔ چونکہ رسالہ کا پہلا نمبر اکتوبر میں شائع ہو جانا ضروری ہے جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے اس لئے اکتوبر سے پہلے پہلے ایک سال کا خرچ تین ہزار روپیہ جمع ہونا ازبس ضروری ہے کیونکہ علاوہ دوسرے اخراجات کے کئی قسم کے ابتدائی اخراجات ہوتے ہیں۔ اور ازاں بعد ایک مستقل ماہواری خرچ رہجائیگا۔

یورپ اور مغربی قوموں پر حضرت اقدس کی تبلیغ جسقدر ضروری ہے اس کے بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہیں کیونکہ ہمارے ناظرین اس امر کو خوب سمجھتے ہیں مسیح موعود کا فرض کسر صلیب ٹھیرایا گیا ہے اور اس فتنہ صلیب کا سیلاب کی رو یورپ سے آ رہی ہے اس لئے یورپ پر اتمام حجت کی بہت بڑی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور یہ ممکن نہیں جب تک انگریزی زبان میں ہم ان قوموں پر اتمام حجت نکریں۔ علاوہ بریں وہ پادری جو کچھ دن ہوئے دارالامان آئے تھے جنکے مفصل حالات الحکم میں شائع ہو چکے ہیں سنا گیا ہے حضرت اقدس کے متعلق کوئی کتاب لکھ رہے ہیں یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے کہ خود ایک تحریک شروع ہو گئی ہے۔ بہرحال اسوقت ضرورت ہے اس امر کی کہ اس سے پیشتر کہ اکتوبر کا نمبر شائع ہو کم از کم تین ہزار روپیہ فنانشل سکرٹری کے پاس ہونا چاہیئے ہم اپنے احباب کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ جو یکمشت روپیہ دے سکتے ہیں وہ اقساط کی ضرورت نہ سمجھیں اور بہت جلد کل روپیہ بھیجدیں اور جو اقساط سے ہی دے سکتے ہیں وہ اپنی اپنی قسط کا روپیہ شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس کے نام جو آج کل دارالامان میں مقیم ہیں بھیجدیں۔

چونکہ میگزین کے پہلے رسالہ کا مضمون حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کر دیا ہے اس لئے اب دیر کو کام میں نہ لایا جائے اور جلد روپیہ بھیجا جاوے

بالآخر ہم اپنے ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں کہ خلوص کی خریداری سے بھی بڑھ کر جو امر ہے وہ سرمایہ کی فراہمی ہے اس لئے بہت جلد روپیہ بھیجنا چاہیئے یاد رکھو یہ وقت ہی حصول ثواب کا ہے یورپ جسطرح اپنے قلمی میگزین کو لیکر اسلام پر حملہ کیا ہے اسی طرح ہمارا فرض ہے کہ اسکا جواب قلم سے دو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ کی مرضی یونہی ہے کہ یورپ پر حجت پوری ہو کر رہے گی

سعادت این اجر نصرت را دہند اے اخی + ورنہ قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا +

خلاصۂ خبریں

قحط کے امدادی کاموں پر اس وقت چار لاکھ آٹھ ہزار مزدور ہوگئے ہیں بمقابلہ ہفتہ ماسبق ان کی تعداد میں ۲۵ ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔

مہاراجہ بڑودہ شادی بیوگان کے جواز کے متعلق قانون نافذ کرنیوالے ہیں۔

سلہٹ میں سیاہ بخار پھیلا ہوا ہے جو مہلک ہے مریض کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔

بمبئی میں دنبالہ دار ستارہ کو دیکھکر لوگ متحیر ہیں اور عجیب عجیب قسم کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔

پارسلوں کی محصولڈاک کی رعایتی شرح پر سکیم جولائی سے عملدرآمد ہوگا۔

ہز آنر تحصر مرزا محمد یحیی صاحب چیف جسٹس الہ آباد کا ہیکورٹ شملہ پر فوت ہوئے ان کی لاش جلائی جائے گی اور راکھ ولایت روانہ کی جائے گی۔

۹ ارمئی کا **سورج گرہن** پنجاب میں نظر نہ آیا نجومی اسکو منحوس بتاتے ہیں۔

لکھنؤ میں دکٹوریا میموریل فنڈ کا جلسہ ہوکر تجویز ہوا کہ یادگار رفاہ عام کی صورت میں ہونہ نمائیشی۔

شروع جولائی میں مدراس سے ایک انگریزی رسالہ موسومہ انڈین لیڈیز میگزین شائع ہوا کریگا اسکی ایڈیٹرس وہ مشہور ہندی خاتون ہونگی جنہوں نے حال میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔

انڈین ٹی ایسوسی ایشن نے حال ہی میں چاء تقسیم کرنیوالی ایک ایجنسی قائم کی ہے بدیں غرض کہ ہندوستان کے باشندوں میں چاء نوشی کا رواج بڑھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز باوصفیکہ کئی مہینوں سے حضور کو کمی اشتہا کی ازحد شکایت ہے پوری ہمت اور مستعدی کے ساتھ خطبہ الہامیہ کے حصہ ثانیہ کی تصنیف میں مصروف ہیں جو اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں لکھا جا رہا ہے قرآن کریم کے حقائق اور معارف کا ایک دریا بہ رہا ہے باایں مصروفیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ میگزین کے لئے پہلا آرٹیکل جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی سوانح اور دعاوی اور اس بات کے ظاہر کرنے کی نسبت کہ اب دنیا میں کونسا مذہب باقی رہ سکتا ہے اور دنیا کس مذہب کو چاہتی ہے اور وہ مذہب اسلام ہے جو ہر ایک داغ دھبہ سے صاف اور ہر قسم کی شرک اور بدعات کی نجاست سے پاک اور عین فطرۃ کے مطابق ہے لکھنے کے لئے طیار ہوگئے ہیں۔

ہمارے مکرم **شیخ رحمت اللہ** صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس لاہور جو انجمن اشاعت اسلام کے فنانشل سکرٹری ہیں آج کل دارالامان میں ہیں

آج بیادگار حضور قیصرہ عام تعطیل ہے قلوں کے جھنڈے بطور علامت غم سرنگوں ہیں یہ غلط ہے کہ آج قیصر ایڈورڈ ہفتم کی سالگرہ منائی جاوے گی۔

بغداد میں بھی طاعون نمودار ہوگیا ہے اس لیئے قرنطینہ کے علاوہ لاشوں کا کربلا بھیجنا بھی بند کردیا گیا ہے۔

لودھیانہ میں ہر بھجن سنگھ بیرسٹر ایٹ لا مسلمان ہوئے ہیں۔

باب عالی نے آخر دول خارجہ کے ڈاکخانوں کے متعلق اپنی تجویز کو واپس لے لیا اور ایک اعلیٰ عہدہ دار کو ڈاک کے ٹکٹ چھپنے کے متعلق معاملات کے لئے بھیجا۔

بیعت

نواب باقر نواز خانصاحب بہادر حیدرآباد دکن بیرون دبیرپورہ۔
مرزا محمود علی بیگ صاحب حیدرآباد دکن محلہ مغلپورہ۔
میاں عبد الکریم صاحب 〃
سید عبد الحکیم صاحب۔ اٹاوہ محلہ شاہ گد اعلی۔
حافظ محمد رمضان صاحب۔ جرگ بیالہ ڈاکخانہ وتحصیل پیل۔
غلام رسول صاحب ولد چراغدین صاحب گوجرانوالہ
میراں بخش صاحب ولد شرف دین صاحب
سردار شاہ صاحب لاہور۔
زوجہ محمد بخش صاحب چھاپہ گر۔ ملتان متصل مسجد نواب علی محمد خان۔
محمد خانصاحب۔ جہلم۔ حال کوئٹہ بلوچستان کانسٹیبل پولیس قلات سیٹ وارڈ کوئٹہ بلوچستان
منصب دار صاحب اوڑا صاحب
امام الدین صاحب زوجہ اوڑا صاحب
دختر 〃 دختر ثانیہ 〃 ساکنان سیالکوٹ۔
دختر چودہری فتح خانصاحب رسولپور
سید حیدر علی شاہ صاحب۔ گوئیند کے 〃
اہلیہ 〃 〃 〃
سردار علی صاحب 〃 〃
اہلیہ 〃 〃 〃
سید امیر علی شاہ صاحب 〃 〃
سید محمد شریف صاحب 〃 〃
اہلیہ سید امیر علی شاہ صاحب 〃
محمد حبیب صاحب 〃 〃
مرزا حکیم فضل احمد صاحب سوہدری۔ گجرات ڈاکخانہ بنبیہ تحصیل کھاریاں
حبیب اللہ صاحب خیاط بھیرہ
الہی بخش صاحب معرفت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی
غلام محمد صاحب۔ منڈ بابہ وڈاکخانہ گوجرانوالہ مدرس اول۔

محمد سراج الحق نعمانی جمالی

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید میں ۔ ... ہوگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

صفر سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
کہ وہ ابینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۵ | دار الامن و الامان قادیان ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک تقریر جو حضور علیہ السلام نے ۱۳ رفروری سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز فجر بیان کی

(ایڈیٹر)

یاد رکھو کہ فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں مومن کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے **اخلاق** کو اس درجہ پر پہنچائے کہ وہ متعدی ہو جائیں کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابل پذیرائی اور رواج التعمیل نہیں ہو سکتی جب تک اسکے اندر ایک چمک اور جذبہ نہ ہو اس کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجہ کی خوبیاں خود بخود دوسرے کو عمل کیطرف توجہ دلاتی ہیں + دیکھو حاتم کا نیک نام ہونا سخاوت کے باعث مشہور ہے گو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خلوص سے تھی ایسا ہی رستم و اسفندیار کی بہادری کے فسانے عام زبان زد ہیں اگرچہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ خلوص سے تھے +

میرا ایمان اور مذہب یہ ہے کہ جبتک انسان **سچا مومن** نہیں بنتا اسکی نیکی کے کام خواہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں لیکن وہ ریاکاری کے ملمع سے خالی نہیں ہوتے لیکن چونکہ ان میں نیکی کی اصل موجود ہوتی ہے اور یہ وہ قابل قدر جوہر ہے جو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس لئے باایں ہمہ ملمع سازی و ریاکاری وہ عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے میرے پاس ایک نقل بیان کی تھی اور خود میں نے بھی اس قصہ کو پڑھا ہے کہ سر فلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ ذلفن ملک ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا تو اسوقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کے وقت جب اس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا مہیا کیا گیا تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو نہایت پیاسا تھا وہ سر فلپ سڈنی کی طرف حسرت اور طمع کے ساتھ دیکھنے لگا۔ سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھکر وہ پانی کا پیالہ خود نہ پیا بلکہ بطور ایثار یہ کہہ کر اس سپاہی کو دیدیا کہ تیری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے ۱۱۔ مرنے کے وقت بھی لوگ ریاکاری سے نہیں رکتے۔ ایسے کام اکثر ریاکاروں سے ہو جاتے ہیں جو اپنے آپ کو خلق فاضلہ والے انسان ثابت کرنا یا دکھانا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ اس کی ساری باتیں بری حالت کی اچھی ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ انسان اچھی باتوں کی کیوں پیروی نہیں کرتے۔ میں اس کے جواب میں یہی کہوں گا کہ اصل بات یہ ہے کہ انسان فطرۃً کسی بات کی پیروی نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کمال کی مہک نہ ہو۔ اور یہی ایک سر ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیشہ **انبیاء علیہم السلام** کو مبعوث کرتا رہا ہے اور خاتم النبین صلعم کے بعد مجددین کے سلسلہ کو جاری رکھا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی قوت رکھتے ہیں

اور نیکیوں کا کمال اُن کے وجود میں نظر آتا ہے اس لیے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی۔

لیکن یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام اور خداتعالیٰ کے ماموروں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ اور ان کی تعلیم کی طرف عدم توجہی کیوں کی جاتی ہے۔ اس کا باعث زمانہ کی وہ حالت ہوتی ہے جو ان پاک وجودوں کی بعثت کا موجب ہوتی ہے۔ زمانہ میں فسق و فجور کا ایک دریا رواں ہوتا ہے اور ہر قسم کی بدکاریاں اور برائیاں خداتعالیٰ سے بُعد اور حرمان اس نیک عمدہ مادے کو اپنے نیچے دبا لیتا ہے چونکہ بدکاریوں کے کمال کا ظہور ہوا ہوا ہوتا ہے اس لیے طبیعت کا یہ مادہ کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے اس طرف رجوع کر گیا ہوتا ہے اور یہی وہ سر ہوتا ہے کہ ابتداءً انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کی مخالفت اور ان کی تعلیم سے بے پروائی ظاہر کی جاتی ہے آخر ایک وقت آ جاتا ہے۔ کہ اس نیکی کے بروز اور کمال کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ **والعاقبة عند ربك للمتقين**۔

غرض انسانی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتی ہے۔ دیکھو انگریزوں کی نئی ایجادات سوئے چاقو وغیرہ تک کی کسقدر عزت کی جاتی ہے اور دیسی اشیاء کے مقابلہ میں ان کو کسقدر پسند کیا جاتا ہے حالانکہ ان میں بعض اشیاء نہیں بلکہ اکثر ملمع کی ہوئی ہوتی ہیں۔ مگر ظاہری چمک دمک ایسی ہوتی ہے کہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے اور اس کی روشنی ایک کشش کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ یہ جھوٹی زیور جو ملمع کئے ہوئے بکتے ہیں انکی تجارت کیسی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اصلی اشیاء کے مقابلہ میں انکو رکھکر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اصلی نقلی معلوم ہوتا ہے اور نقلی اصلی۔ ان اشیاء کی ظاہری چمک دمک میں ایک روشنی ہے جو ہمارے دیسی صناع اسکو دکھا نہیں سکتے۔ اسلئے باوجودیکہ لوگ صاف جانتے ہیں کہ یہ اشیاء ملمع شدہ ہیں لیکن اس دجل کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ ہر ایک چیز ان کی دیکھو۔ دیسی کپڑے دیسی جوتے جنٹلمین تعلیم یافتہ ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ انگریزی اشیاء میں ایک خاص قسم کی نفاست اور عمدگی ہوتی ہے۔ یہ لوگ چمڑے کو ایسا کماتے ہیں کہ اس میں نرمی اور چمک پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ کیا ہر ایک ادنیٰ سی چیز کو دیکھو ایک تاگے ہی کو دیکھو کیسا خوبصورت ہوتا ہے۔ غرض ہر ایک دیسی چیز کو بالمقابل نکما کر دیا ہے بلکہ میں نے تو سنا ہے کہ بعض دنیوی رئیس دیسی چیزوں سے یہاں تک متنفر ہیں کہ ان کے کپڑے بھی پیرس سے دُھل کر آتے ہیں اور پینے کا پانی بھی ولایت سے منگواتے ہیں۔

اس خریداری کا سر کیا ہے۔ انہوں نے ظاہری خوبصورتی اور چمک اور خوشنمائی رکھدی ہے اس لئے لوگ ادھر جھک گئے ہیں جب یہ حالت ہے کہ دیانتدار آدمی بھی ہیں اور کفار کا گروہ بھی ہے لیکن کفار کی طرف رجوع ان کی نفاست اور چمک کی وجہ سے ہے یہی حال **اخلاق** اور **اعمال** کا ہے پس جب تک انکی چمک دمک یہانتک نہ پہنچائی جاوے نوع انسان پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ جو لوگ خود کمزور ہوتے ہیں وہ دوسرے کمزوروں کو جذب نہیں کر سکتے خداتعالیٰ فرماتا ہے **والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر** قسم ہے اس زمانہ کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ کی۔ آج کل ہمارے زمانہ کے کوتاہ اندیش مخالف یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں مخلوق کی قسمیں کیوں کھائی گئی ہیں حالانکہ دوسروں کو منع کیا ہے اور کہیں انجیر کی قسم ہے کہیں دن اور رات کی اور کہیں زمین کی اور کہیں نفس کی؟

اس قسم کے اعتراضوں کا بہت برا اثر پڑتا ہے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام سنت اور عادت الٰہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و احقاق کے لئے کسی ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر بیّن اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں پس انکی قسم کھانا ان کو بطور دلیل اور نظیر کے پیش کرنا ہوتا ہے ہم اس اعتراض کا واضح جواب دینے سے پیشتر ایک ضروری امر اور بیان کرنا چاہتے ہیں ہر ایک مسلمان کو یاد رہے کہ ہم **بلحاظ گورنمنٹ کے ہندوستان کو دارالحرب نہیں کہتے اور یہی ہمارا مذہب ہے** اگرچہ اس مسئلہ میں علماء مخالفین نے ہم سے سخت اختلاف کیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ہم کو تکلیف دہی کا انہوں نے باقی نہیں رکھا مگر ہم **ان عارضی تکالیف اور آنی ضرر رسانیوں کے خوف سے حق کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں**۔ ہم اس بات پر **ایمان** رکھتے ہیں کہ حکومت کے لحاظ سے ہندوستان ہرگز ہرگز **دارالحرب** نہیں ہے ہمارا مقدمہ ہی دیکھلو۔ اگر یہی مقدمہ سکھوں کے عہد حکومت میں ہوتا اور دوسری طرف ان کا

کوئی گرو یا برہمن ہوتا تو بدون کسی قسم کی تحقیق و تفتیش کے ہمکو پھانسی دیدینا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر انگریزوں کی سلطنت اور عہد حکومت ہی کی یہ خوبی ہے کہ بمقابل میں ایک ڈاکٹر اور پھر مشہور پادری ہے لیکن تحقیقات اور عدالت کی کارروائی میں کوئی سختی کا برتاؤ نہیں کیا جاتا کپتان ڈگلس نے اسبات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ پادری صاحب کی ذاتی وجاہت یا ان کے اپنے عہدہ اور درجہ کا لحاظ کیا جاوے۔ چنانچہ انھوں نے لیمارچنڈ صاحب سے جو پولیس+ گورداسپور کے اعلیٰ افسر ہیں یہی کہا کہ ہمارا دل تسلی نہیں پکڑتا پھر عبد الحمید سے دریافت کیا جاوے آخرکار انصاف کی رو سے ہم کو اس نے بری ٹھیرایا۔ پھر یہ لوگ ہم کو ارکان مذہب کی بجا آوری سے نہیں روکتے بلکہ بہت سے برکات اپنے ساتھ لیکر آئے جسکی وجہ سے ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت کا خاطر خواہ موقع ملا اور اس قسم کا امن اور آرام نصیب ہوا کہ پہلی حکومتوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی پھر یہ صریح ظلم اور اسلامی تعلیم اور اخلاق سے بعید ہے کہ ہم ان کے شکر گذار نہ ہوں۔ یاد رکھو انسان جو اپنے جیسے انسان کی نیکیوں کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا تعالےٰ کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا حالانکہ وہ اسے دیکھتا ہے تو عیب الغیب ہستی کے انعامات کا شکر گذار کیونکر ہوگا جسکو وہ دیکھتا بھی نہیں۔

+ [illegible] صاحب مراد ہیں

اس لیے محض حکومت کے لحاظ سے ہم اس کو دار الحرب نہیں کہتے ہاں ہمارے نزدیک ہندوستان دار الحرب ہے بلحاظ قلم کے پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لے کر نکلے ہیں نہ سنان و تفنگ لے کر اس لئے اس میدان میں ہم کو جو ہتھیار لیکر نکلنا چاہیئے وہ قلم اور صرف قلم ہے ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو جاوے اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا امہات المومنین یا دربار مصطفائی کے اسرار جیسی گندی کتاب دیکھکر ہم آرام کر سکتے ہیں جسکا نام ہی اس طرز پر رکھا گیا ہے جیسے ناپاک ناولوں کے نام ہوتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ دربار لنڈن کے اسرار جیسی کتابیں تو گورنمنٹ کے اپنے علم میں بھی اس قابل ہوں کہ اس کی اشاعت بند کی جائے مگر آٹھ کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری کرنے والی کتاب کو نہ روکا جائے۔ ہم خود گورنمنٹ سے اس قسم کی درخواست کرنا ہرگز ہرگز نہیں چاہتے بلکہ اس کو بہت ہی نامناسب خیال کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے اپنے میموریل کے ذریعہ سے واضح کر دیا تھا۔ لیکن یہ بات ہم نے محض اس بنا پر کہی ہے کہ بجائے خود گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسی تحریروں کا خیال رکھے بہرحال گورنمنٹ نے عام آزادی دے رکھی ہے کہ اگر عیسائی ایک کتاب اسلام پر اعتراض کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں تو مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اس کا جواب لکھنے اور عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھنے کا اختیار ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ جب کوئی ایسی کتاب نظر پڑتی ہے تو دنیا اور ما فیہا ایک مکھی کے برابر نظر نہیں آتا میں پوچھتا ہوں کہ جسکو وقت پر جوش نہیں آتا کیا وہ مسلمان ٹھیر سکتا ہے کسی کے باپ کو برا بھلا کہا جائے تو وہ مرنے مارنے کو طیار ہو جاتا ہے لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیجائیں تو اس کی رگ حمیت میں جنبش بھی نہ آوے اور پرواہ بھی نہ کرے یہ کیا ایمان ہے؟ پھر کس منہ سے مر کر خدا کے پاس جائیں گے۔ اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھو جنھوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں کی اللہ اور اس کے رسول کی رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا جو سارا قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رضی اللہ عنہم کا تمغہ ان کو مل گیا۔ پس جب تک تم اپنے اندر وہ امتیاز وہ جوش اور حمیت اسلام کے لئے محسوس نہ کر لو ہرگز اپنے آپ کو کامل نہ سمجھلو۔

ہماری جماعت یاد رکھے کہ ہم ہندوستان کو بلحاظ حکومت ہرگز ہرگز دار الحرب قرار نہیں دیتے بلکہ اس امن اور برکات کی وجہ سے جو اس حکومت میں ہم کو ملی ہیں اور اس آزادی کو جو اپنے مذہب کے ارکان کی بجا آوری اور اس کی اشاعت کے لئے گورنمنٹ نے ہم کو دے رکھی ہے ہمارا دل عطر کے

شیشہ کی طرح وفاداری اور شکرگذاری کے جوش سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن پادریوں کی وجہ سے ہم اسکو دار الحرب قرار دیتے ہیں پادریوں نے چھ کروڑ کے قریب کتابیں اسلام کے خلاف شائع کی ہیں میرے نزدیک وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں جو ان حملوں کو دیکھیں اور سنیں اور اپنے ہی ہم و غم میں مبتلا رہیں۔ اسوقت جو کچھ کسی سے ممکن ہو وہ اسلام کی تائید کے لئے کرے اور اس **قلمی جنگ** میں اپنی وفاداری دکھلاوے۔ جبکہ خود عادل گورنمنٹ نے ہمکو منع نہیں کیا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تائید اور غیر قوموں کے اعتراضوں کی تردید میں کتابیں شائع کریں بلکہ پریس ڈاک خانے اور اشاعت کے دوسرے ذریعوں سے مدد دی ہے تو ایسے وقت میں خاموش رہنا سخت گناہ ہے۔ ہاں ضرورت ہے اس امر کی کہ جو بات پیش کی جاوے وہ **معقول ہو اس کی غرض دل آزاری نہ ہو۔** جو اسلام کے لئے سینہ بریاں اور چشم گریاں نہیں رکھتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالےٰ ایسے انسان کا ذمہ وار نہیں ہوتا ہے اسکو سوچنا چاہیئے کہ جسقدر خیالات اپنی کامیابی کے آتے ہیں اور جتنی تدابیر اپنی دنیوی اغراض کے لئے کرتا ہے اسی سوزش اور جلن اور درد دل کے ساتھ کبھی یہ خیال بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے ہو رہے ہیں میں ان کے دفاع کی بھی سعی کروں اور اگر کچھ اور نہیں ہو سکتا تو کم از کم پرسوز دل کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حضور دعا کروں اگر اس قسم کی جلن اور درد دل میں ہو تو ممکن نہیں کہ سچی محبت کے آثار ظاہر نہ ہوں اگر ٹوپی یا پگڑی بھی چرائی جاوے تو پھر بھی رنج ہوتا ہی ہے یہانتک کہ ایک سوئی کے گم ہو جانے پر بھی افسوس ہوتا ہی

پھر یہ کیسا ایمان اور اسلام ہے کہ اس تو فتنہ زمانہ میں کہ اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے امن اور آرام کے ساتھ خواب راحت میں سو رہے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہفتہ وار اور ماہواری اخباروں اور رسالوں کے علاوہ ہر روز وہ کس قدر دو ورقہ اشتہار اور چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کرتے ہیں جن کی تعداد پچاس پچاس ہزار اور بعض وقت لاکھوں تک ہوتی ہے اور کئی کئی مرتبہ انکو شائع کرنے میں کروڑہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے یہ خوب یاد رکھو کہ پادریوں کے ذہن اور تصور میں ہندو کچھ چیز نہیں ہیں اور نہ دوسرے مذاہب وغیرہ کی انکو چنداں پرواہ ہے چنانچہ کبھی نہیں سنا ہوگا کہ جسقدر کتب اسلام کی تردید میں یہ لوگ شائع کرتے ہیں اس کے مقابلہ میں آدھی بھی ہندو مذہب کے خلاف لکھتی ہوں یہ لوگ دوسرے مذاہب سے چنداں غرض نہیں رکھتے اس لئے کہ ان میں بجائے خود کوئی حقانیت اور صداقت کی روح نہیں ہے وہ عیسویت کی طرح خود مردہ مذاہب ہیں لیکن **اسلام جو ایک زندہ مذہب ہے** جو سچی **قیوم** خدا کی طرف سے ہے اس کے خلاف یہ سر توڑ کوشش کر کے اس کو بھی مردہ ملت بنانا چاہتے ہیں چنانچہ میں نے ان کے اعتراضوں کو ایک وقت شمار کیا تھا ان کی تعداد تین ہزار تک پہونچ چکی ہے اور اب تو اس میں اور بھی اضافہ ہوا ہوگا۔

یاد رکھو مفتری انسان وہ ہوتے ہیں جن کا چونکہ اس میں صدق عفت راستبازی نہیں ہوتی اس لئے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں **امرتسری افغانوں کا بالیقین** ہے کہ یہ لوگ تارک الصلوٰۃ ہیں اور شراب پیتے ہیں جب دوسروں کی

سامنے وہ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ نا دم ہیں کیا جھوٹ بولیں گے ؟ اس سے وہ وسوسہ میں پڑتے ہیں اور مان لیتے ہیں کہ ہاں سچ یہی ہے اسی طرح یہ لوگ ریشہ دوانیاں کرتے ہیں غرض ایک تو پادری ہیں جو کھلے طور پر اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے اور شائع کرتے ہیں دوسرے انگریزی طرز تعلیم اور کتابوں میں بھی پوشیدہ طور پر زہریلا مادہ رکھا ہوا ہے فلسفی اپنے طرز پر اور مورخ اپنے رنگ میں واقعات کو بری صورت میں پیش کر کے اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسوقت دو ہی قسم کے حملے ہوتے ہیں ایک پادریوں کے اور دوسرے فلسفیوں کے پس اسوقت اپنے اسلام کو ٹٹولنا چاہیئے۔

میں پھر اصل کلام کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی قسموں پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے بڑے غور اور فکر کے بعد یہ راز ہم پر کھلا ہے کہ قرآن شریف کی جس جس مقام پر کوتاہ اندیشوں نے اعتراض کئے ہیں اسی مقام پر اعلیٰ درجہ کی صداقتوں اور معارف کا ایک ذخیرہ موجود ہے جسپر انکو اسوجہ سے اطلاع نہیں ملی کہ وہ حق کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اور قرآن شریف کو محض اسلئے پڑھتے ہیں کہ اسپر نکتہ چینی اور اعتراض کریں۔ یاد رکھو قرآن شریف کی دو حصے نہیں بلکہ تین ایک تو وہ حصہ جسکو ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی جو امی ہوتے ہیں سمجھ سکتے ہیں اور دوسرا وہ حصہ ہے جو اوسط درجہ کے لوگوں پر کھلتا ہے اگرچہ وہ پورے طور پر امی نہیں ہوتے لیکن بہت بڑی تعداد علوم کی بھی نہیں رکھتے اور تیسرا حصہ ان لوگوں کیلئے ہے جو اعلیٰ درجہ کے علوم سے بہرہ ور ہیں اور فلاسفر کہلاتے ہیں یہ قرآن شریف ہی کا خاصہ ہے کہ وہ تینوں قسم کے آدمیوں کو یکساں تعلیم دیتا ہے۔ ایک ہی بات ہے جو امی اور اوسط درجہ کے آدمی اور اعلیٰ درجہ کے فلاسفر کو تعلیم دی جاتی ہے۔ قرآن شریف کا ہی فخر ہے کہ ہر طبقہ اپنی استعداد اور درجہ کے موافق فیض پاتا ہے۔ الغرض جو قرآن شریف کی قسم پر اعتراض کیا جاتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ قسم ایک ایسی شئے ہے جسکو ایک شاہد کے مفقود ہونے کے بجای دوسرا شاہد قرار دیا جاتا ہے قانوناً شرعاً عرفاً یہ عام مسلم

قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت

جناب مولانا مولوی عبدالکریم
صاحب سیالکوٹی

الٓمٓ۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین۔ للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غفلون ۰۔

ترجمہ میں جو غیب داں خدا ہوں مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اُن کے دشمنوں کی نسبت ایک پیشگوئی سناتا ہوں۔ سنو اور کان رکھو۔ رومی اپنی سرحد میں اہل فارس کے ہاتھ سے مغلوب ہوگئے ہیں لیکن وہ بہت جلد چند ہی سال میں یقیناً غالب ہونے والے ہیں۔ پہلے اور آئندہ آنے والے واقعات تمام مصالح اور حکم پر مبنی ہیں اور اُن کے اسباب اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہی ہیں۔ اور اُسدن جب رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے ایسا ہوگا کہ یہ دبے ہوئے اور ضعیف مسلمان بھی مشرکین کی بھاری جماعتوں پر غالب آئیں گے اور یاد رکھو کہ مشیت خداوندی اپنے برگزیدوں کے لئے نصرت کا پکا ارادہ کرچکی ہے۔ اور اس نصرت وتائید کو جو مسلمانوں کے حق میں نازل ہونے والی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت وقوت روک نہیں سکتی۔ اس لئے مجھ خداوند کا نام العزیز (غالب ومقتدر) ہے اور پیروان نبی عرب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حق میں میرا رحم جوش زن ہے اب اس پیشگوئی میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجایش نہیں۔ اسلئے کہ اللہ کا وعدہ ہے جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا کیونکہ یہ بات اسکی صفات کاملہ کے مخالف ہے۔ مگر بہتیرے لوگ اسوقت اس پیشگوئی کے سمجھنے اور اسپر یقین لانے سے قاصر رہیں گے اس لئے کہ ان کی کوتاہ نگاہیں اور محدود علم واقعات زندگی کے ظاہری اسباب سے باہر تجاوز نہیں کرسکتے اور وہ فقط موجودہ صورتوں اور سببوں ہی کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور آنے والے مخفی واقعات کی نسبت اُنھیں کوئی بھی آگاہی نہیں اور نہ ہی وہ دھیان کرتے ہیں۔

یہ پیشگوئی کب ہوئی ایسے وقت میں جسے قرآن کی اصطلاح میں فتن کے دن کہا جاتا ہے اور جبکہ یہی کھٹکا لگا رہتا تھا کہ مسلمانوں کی بہت چھوٹی اور ضعیف جماعت نیست ونابود ہو جاوے گی پیشگوئی کی گئی۔ جو لوگ اسباب سے واقف ہیں کہ جناب ہادی کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حالت مکہ معظمہ میں کیسی تھی وہ اس امر کے تسلیم کرنے سے کوئی وجہ انکار کی نہیں رکھتے کہ بلاشبہ پیشگوئی محدود العلم اور ضعیف القویٰ انسان کی قدرت وعلم سے باہر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محض تہیدست وپا اور بیکس وسامان تھے اپنے پرائے سب دشمن تھے۔ رفیقوں کا کوئی ایسا گروہ جس کی جمعیت اور قوت سے استدلال ہوسکے کہ آئیندہ آپ کی حالت میں بہت جلد کوئی بہتر انقلاب آنے والا ہے موجود نہ تھا۔ آپ کے پاس کوئی دنیوی جائیداد اور مال ومتاع نہ تھا جسپر کسی طامع اور حریص طالب دنیا لشکر کے اکٹھا ہونے کی توقع ہوسکے۔ غرض ہر طرف سے اُمیدیں قطعاً معدوم وموہوم اور خطرات یقینی بالفعل اور معلوم۔ کیونکر کوئی شخص اتنا گمان کرنے کی بھی جرأت کرسکتا ہے کہ ایسا انسان جس کی حالت مذکور ہوچکی ہے ایسی قطعی یقینی خبر دے۔

اس پیشگوئی کے خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل خدا ترس منصف اس پیشگوئی کے اسباب وبواعث اور اس کے پیرواز میں غور کریں۔ اس کی تحریک یوں ہوئی کہ انہی دنوں میں جب مسلمان کفار مکہ سے دکھ پر دکھ اُٹھا رہے تھے۔ اور مشرکین بڑی گستاخی اور بیباکی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے کہ تم اگر اپنے دعوی منجانب اللہ ہونے میں صادق ہو تو کیا وجہ ہے کہ تمہارا خدا تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کرسکتا۔ اسقدر مصیبتوں اور آفتوں میں تم مبتلا ہو اور تمھاری نہیں سُنتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تم اپنے دعوی میں کاذب ہو۔ ہمارے معبود جنکی تم بے ادبی کرتے ہو یقیناً سچے اور قادر ہیں۔ اور یہ انھی کی مہربانی سے ہے کہ ہم اموال واولاد اور بہت بڑی جمعیتیں اپنے پاس رکھتے ہیں جنکی قوت ووساطت سے یقیناً تم کو آخر ایک دن پیس ڈالیں گے۔

درحقیقت اسباب پرست مشرکین جن کی آنکھیں موجودہ اسباب کے دائرہ سے باہر نہیں دیکھ سکتی تھیں اور جنکا ہرگز یہ یقین نہ تھا کہ قادر مطلق حکیم خدا کے امور محدود العلم انسان کے حدبست اور مفروضہ اسباب پیچر سے ورا الورا ہیں سخت تعجب اور حیرت سے دیکھتے تھے جب ایک ظاہر میں بالکل بے سروسامان اور بے جاہ وحشم

انسان کے منہ سے باہر ہو کبھی سنتے
فقد کذبوا بالحق لما جاءھم فسوف یاتیھم انباء ما کانوا بہ یستھزؤن۔ الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنٰھم فی الارض ما لم نمکن لکم وارسلنا السماء علیھم مدرارا وجعلنا الانھار تجری من تحتھم فاھلکناھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا اٰخرین۔ وکذب بہ قومک وھو الحق۔ قل لست علیکم بوکیل۔ لکل نباء مستقر وسوف تعلمون۔ قال قد وقع علیکم رجس وغضب۔ اتجادلوننی فی اسماء سمیتموھا انتم واٰباءکم ما نزل اللہ بھا من سلطان۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ فانجینٰہ والذین معہ برحمۃ منا وقطعنا دابر الذین کذبوا باٰیاتنا وما کانوا مؤمنین۔ ان للذین ظلموا ذنوبا مثل ذنوب اصحابھم فلا یستعجلون۔ فویل للذین کفروا من یومھم الذی یوعدون۔ ولقد جاء اٰل فرعون النذر۔ کذبوا باٰیاتنا کلھا فاخذنٰھم اخذ عزیز مقتدر۔ اکفارکم خیر من اولٰئکم ام لکم براءۃ فی الزبر۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھٰی وامر۔ **ترجمہ** وہ اس حق کی جب اُن کے پاس آیا تکذیب تو کر ہی چکے ہیں سو انھیں جلد پتہ لگ جائے گا کہ اُن کی ہنسی اور تمسخر اُن کے لئے کیا رنگ لاتے ہیں۔ خوب سوچو اور غور کرو تم سے پہلے ہم نے بہت سے قوموں کو ہلاک کیا۔ انھیں ہم نے دنیا میں وہ ساز و سامان دے رکھا تھا جو تمھیں نہیں دیا چنانچہ اُن کی خاطر ہم نے عین موقعوں پر بارش برسائی اور اُن کے ملکوں میں نہریں اور دریا چلائے جس سے انکو کھیت اور باغات سدا ہرے بھرے رہتے تھے۔ اسپر بھی جب انھوں نے بدکاریاں اختیار کیں تب ہم نے نیست و نابود کر دیا۔ اور پھر اُن کی جگہ اور قوم پیدا کی۔ تیری قوم اس کی تکذیب کرتی ہے اور فی الحقیقت یہ ہے سچ۔ ان سے کہدو کہ میں اس آنے والے عذاب کو ہاتھ پر لئے کر کھڑا نہیں ہوں۔ ہر پیشگوئی کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ عذاب تم سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ وہ بولا اے منکرو تم پر قہر اور غضب یقیناً نازل ہونے والا ہے۔ تم مجھ سے ایسے معبودوں کے متعلق جھگڑے کرتے ہو جنکے نام ہی نام ہیں اور اُن کے حقائق کچھ بھی نہیں۔ اور یہ نام تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے خود ہی تراش لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے لئے کوئی الہامی سند نہیں۔ سو اس صدق و کذب کا عنقریب فیصلہ ہونے والا ہے تم میری ہلاکت کی (اگر میں کاذب ہوں) راہ دیکھو میں تمھاری ہلاکت کی دیکھتا ہوں سو آخر کار اُس صادق کو اور اُس کے ساتھیوں کو ہم نے اپنی رحمت سے بچا لیا اور اُن سب کا استیصال کر دیا جو ہمارے نشانوں کی تکذیب کرتے اور اُن پر قبل از وقوع حسن ظن سے ایمان نہ لاتے تھے۔ ان راستی کے مخالفوں کی ویسی ہی تباہی کی باری آنے والی ہے جیسے اُنھی کی قسم کے گزشتہ ظالموں کی آئی تھی سو اس کے لئے ایسی جلدی نہ کریں۔ ان ناعاقبت اندیشوں کو خبر نہیں کہ وہ وقت جس کی نسبت انھیں ڈرایا جا رہا ہے اُن کے لئے سخت تباہی اور ہلاکت کا وقت ہے۔ فرعون کے لوگوں کے پاس بھی ڈر سنانیوالے گئے اور صداقت کے نشان پر نشان اُنہیں دکھائے مگر انھوں نے ہمارے اُن سب نشانوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے انھیں ایسا پکڑا جیسا ایک با اقتدار اور زبردست پکڑ سکتا ہے۔ پس اے مشرکان عرب تم جو اس مثیل موسیٰ سے خلاف کر رہے ہو تم ان فرعونیوں سے بڑھکر نہیں ہو سو تمھیں بھی وہی روز بد پیش آنے والا ہے۔ ہاں تو کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ تمھاری نسبت پہلے نوشتوں میں بچاؤ کی خبر آ چکی ہے۔ ہاں تو کیا ان کا یہ گمان ہے کہ وہ کامیاب ہونیوالی انتقام کش جماعت ہیں۔ سُن لو بہت جلد وقت آنیوالا ہے کہ یہ سارے مخالفوں کے لشکر اس انسان سے جو بالفعل کوئی سامان نہیں رکھتا اور پورے معنوں میں ظاہر بیکس ہے شکست فاش کھائیں گے سو ان کی تباہی کے لئے ایک وقت قطعاً مقرر ہو چکا ہے اور وہ وقت سخت پر مایوسی آلود اور شاق گذرنے والا ہو گا۔

غرض اس قسم کی قاہرانہ پیشگوئیاں اور ایسے پرزور دل ہلا دینے والے دعوے جب ایک ضعیف البنیان انسان کے منہ سے نکلیں اور انسان بھی وہ جو ضعیف و ناتوانی کی واقعی حالت میں اپنی نظیر آپ ہو تندخو مادہ پرست قوم کی نگاہ میں ضرور ہے کہ استخفاف کی آنکھ سے دیکھی جائیں اور درحقیقت ہر زمانہ میں ظاہری اسباب تک محدود رہنے والوں کے ایسے ہی خیالات ہوتے ہیں وہ خدا کو تو مانتے ہیں مگر وہ انکے کمزور ذہنوں اور محدود تصورات کا تراشا ہوا ایک نام ہے جو جماد کی طرح معطل محض اور مسلوب القوی ہے نہ وہ اللہ جو جامع جمیع صفات کاملہ اور تمام صفات ناقصہ سے منزہ ہے جسکا ذرات کائنات پر ہر آن و ہر لحظہ میں تصرف

عمرالدین

و اختیار حکمران ہے بل یداہ مبسوطتٰن ینفقہا کیف یشاء۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کو پوری قدرت اور آزادی ہے اللہ کائنات پر سے اقتدار مطلق حاصل ہے جسطرح چاہے ذرات عالم سے کام لے۔

الحاصل یہ قادرانہ دھمکیاں بھی یکے بعد دیگرے جاری تھیں۔ اور مشرکین ضد اور بغض سے بھر کر ایذا و اضرار میں نمایاں ترقی کرتے جاتے تھے۔ اگر کوئی ایک آدھ آدمی مسلمان بھی ہوتا تو وہ طرح طرح کے ظلم و ستم سے ہلاک کیا جاتا۔ اللہ کی حکمت عجیب قسم کا ابتلا اور امتحان تھا۔ انھی وقتوں میں بت پرست پارسیوں سے اہل کتاب رومی شکست کھا گئے۔ اس فتح سے بت پرست فارسی اہل کتاب رومیوں پر غالب آ گئے ہیں اسی طرح مسلمان بھی جو اہل کتاب ہونے کے مدعی ہیں ہمارے ہاتھوں سے جو بت پرستی کے حامی ہیں ہلاک ہو جائیں گے۔ اب وہ بڑی سرگرمی اور پختہ شوق سے دین جدید کی بیخ کنی میں جان توڑ کر کوشش کرنے لگے۔ اور بے شک بالعقل ظاہری التظارہ ان کی تائید میں تھا۔ فرقہ جدیدہ کا بانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو بے لشکر و بے سامان قوت نمائی کا اپنے پاس رکھتا تھا وہ یہ الفاظ تھے جو دشمنوں کے نزدیک ہلاک دھمکیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔ وہ اپنے پیروؤں کو جب وہ ظالم کفار کے ہاتھوں اس کے پاس آکر شکوہ کرتے تھے ایسی بڑے مضبوط ناقابل شکست قلعہ کا پتہ دیتا والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔ یعنی آخر راستبازوں کی جیت ہو جائیگی اور یہ حصن حصین اگر نظر آ سکتا تھا تو صرف انھیں کو جنھیں ایمان بالغیب اور حسن ظن بقدرۃ قادر سے پورا حصہ ملا تھا۔ ناخدا ترسوں کے نزدیک تو مضحکہ آمیز کارروائی سے زیادہ نہ تھا۔ قادر مطلق حکیم اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اسکی پیشگوئی ایسی جنس سے ہوتی ہے کہ فریق مخالف کے تصورات ذہنیہ اور ان کے معہودات خارجیہ پر تعلق قریب کی وجہ سے اسکا پورا اثر پڑ سکے سو جس چیز کو مشرکین نے اپنے زعم میں بڑا عظیم الشان سمجھا اور حضرات محمد و ابراہیم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کے ضعف و بیچارگی پر اُس سے استدلال کرنے کا موقعہ پایا اُسی سے اس کی عبرت انگیز حکمت نے تقاضا کیا کہ اپنے ستائے ہوئے اور جھٹلائے ہوئے رسول کی صداقت دعاوی کے لئے گردنیں جھکا دینے والا نشان قائم کرے۔ اور اس بھاری غرض کے لئے کہ بدظن ناقدرشناس سبب پرست دنیا اس نشان کی عظمت اور جلالت شان کی نظر سے مقر ہو جاوے اور کسی قیافہ۔ کہانت

کیوں اسے قیافہ وغیرہ کی قسم سے نہ سمجھا جائے

تنجیم۔ رمالی اور واقفیت فنون حربیہ پر اُسے کسی طرح بھی حمل کرنیکی راہ نہ نکال سکے اس نشان کو **دوہرا** اور یوں اور بھی پُر ہیبت اور فوق العادہ بنا دیا۔

اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت ہادی عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اشوفتہ کی خستہ و شکستہ حالت کسی صورت میں دل خوش کن امید نہیں دلا سکتی تھی بلکہ جیسا قرآن کریم کی اس آیت سے عیاں ہوتا ہے تخافون ان یتخطفکم الناس یعنی تمھیں ہر وقت یہی ڈر لگا رہتا تھا کہ تم نیست و نابود کر ڈالے جاؤ گے ہر ایک قرینہ قریبہ و بعیدہ ان تمام ناکامیابی کی خبر دینے والی پیشگوئیوں کے بصراحت تمام مخالف پڑا ہوا تھا۔ اس حالت میں رومی غلبہ کی پیشگوئی کے ساتھ یہ بھی اضافہ کر دیا کہ عین اُسی وقت اور ٹھیک اُسی تاریخ جبکہ مغرور آتش پرستوں پر شکستہ دل رومی غالب آ جائیں گے یہ ضعیف۔ خستہ۔ کوفتہ بالکل بے سامان اور مٹھی اور مٹھی کی نشانہ جماعت مومنین کی بھی اپنی سرکش گھمنڈی جمعیت کثیرہ پر اترانے والے اور خدائے عظیم کی عقل خیرہ کن قدرتوں پر توجہ نکرنے والے دشمنوں پر غالب آ جائیں گے یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ یعنی اُسدن یہ عاجز مسلمان بھی اپنی فتح اور کامیابی کی خوشیاں منائیں گے اس مبارک اضافہ سے جس نے اس پیشگوئی کو دوہرا کر دیا ایسی دل کو کپکپا دینے والی ہیبت اور رعب الٰہی ظاہر ہوتا ہے کہ اسباب عالم اور ان کے مسببات باعلل و نتائج کے ظاہری لاینفک تعلقات کے نقل و سواسی میں مبتلا عقل اس کے سامنے اپنی قصور فہم کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا یہی عجیب سلسلہ ہے جس سے اس کی فوق العقول قدرتوں بلکہ خود اس کے وجود کا عین الیقین ہو سکتا ہے۔ دہریہ یا میٹریلسٹ بھی اگر اس پر حکمت سلسلہ میں ذکی صفائی سے غور کرے تو اُسے

ایسی پیشگوئی دہریہ پر زبردست حجت ہے

بے اختیار ہمہ قدرت دائم التصرف خدا کے وجود کا اقرار کرنا پڑے جسے مصنوعات سے صانع عالم کے وجود پر استدلال یا نیچر کے تناسبات ہندسیہ سے ایک مدبر مہندس بود لابد پر لے جانے کا طریق ایسا موثر ثابت نہیں ہوا کہ اُس نے ہرزہ درآ

منکرین کی گردنیں اپنے ثبوتوں کے آگے خم کر دی ہوں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ اگر کچھ حاصل ہو سکتا ہے تو صرف اتنا کہ ظن کے طور پر عقل اقرار کر لیتی ہے۔ کہ ایک صانع اس منتظم کارخانہ کا ضرور ہونا چاہیئے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں بالخصوص یہ غلبہ روم کی نادر الوقوع پیشگوئی ناقابل چون و چرا ثبوت سے لذت بخش یقین دلاتی ہے کہ واقعی ایک قادر مطلق۔ ہمہ علم متصرف بالارادہ اور اپنی لاانتہا اور ہر آن میں جدید در جدید مرضیوں اور ارادوں کے پورا کرنے پر مقتدر ہستی موجود ہے اور یقیناً ہے۔ محدود العلم اور ناطاقت انسان کے منصوبے اس کے غیر مغلوب ارادوں کو شکست نہیں دے سکتے اور تمام عالم کی متحدہ دانائیاں اور متفق طاقتیں جب اس کی مرضی اور مشیت کا قوی تعلق اور قطعی فتویٰ ہو جائے ایک یتیم بے زور و بے سامان اور اُمّی کے علم و طاقت کے مقابل پر سراسر بے وقوفیاں اور کمزوریاں ہیں۔ پس ایسی واضح صداقت کو قیافہ اور اٹکل کہنا یا پولیٹیکل پیشگوئی اس کا نام رکھنا اور یہ ظاہر کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں طاقتوں کا

پیشگوئی کیوں اور کب حجۃ اللہ ہو سکتی ہے

حال معلوم تھا اور اس لئے وہ جانتے تھے کہ آخر رومی غالب ہو جائیں گے تمام مخفی صداقتوں کا خون کرنا اور گردن زدنی تعصب اور جہل کا ثبوت دینا ہے۔ اس بات کا ثبوت دینے کی یقیناً کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع اور حالت کیسی تھی۔ اور ممالک غیر کے ملکی معاملات اور پیچ در پیچ تعلقات سے آپ کو کہاں تک دلچسپی تھی۔ یہ مانی ہوئی اور بالکل صاف بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرصہ دراز سے پہلے گوشہ نشین درویشوں کی طرح تنہائی کی زندگی بسر کرتے اور کاروبار عالم کی گرم بازاری کے نظارہ سے قطعاً منقطعانہ اوقات گذارتے تھے۔ غار حرا کا کنج تنہائی تھا اور آپ تھے۔ ہفتوں ہفتوں کی قوت لایموت گھر سے لیجا کر رات دن وہیں رہتے۔ اسی حال میں رب کریم نے آپ کو یاد فرمایا اور رسالت کا عظیم الشان منصب آپ کو عطا کیا۔ اب سے پبلک لائف کی بنیاد پڑی۔ اس وقت پیغام الٰہی پہونچانے میں آپ ایسے سرگرم نظر آتے ہیں کہ اُسی ایک دھن کے سوا اور دوسرا کوئی امر پیش نہاد خاطر معلوم ہی نہیں ہوتا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب اس سرگرمی میں اور بھی حرارت پیدا ہوئی تو ایام الفتن اور اوقات المحن کا دور شروع ہو گیا اور ایسی مصائب کا سامنا ہوا کہ ہر وقت جان کے لالے پڑے رہتے۔ اسوقت کے حالات کو دیکھکر کیونکر ایک با بصیرت انسان کو مان سکتا ہے کہ آپ ایک فارغ دل بے کار مشغلہ پسند انسان کی طرح جسے کوئی ذاتی شغل اور تصرف نہ ہو بالکل اجنبی قوموں اور اُن کے دقیق ملکی انقلابات کے علل اور اسباب پر سوچتے رہتے تھے اور علاوہ بریں آج کل کی طرح تار ریل اور ڈاک کے سامان بھی نہ تھے اصل بات یہ ہے کہ جسمانی اور روحانی واقعات میں تشابہ ضرور ہے۔ یعنی اس سے چارہ نہیں کہ ایک ملکی دقیقہ شناس اور ایک محض روح حق سے

پولیٹیشن اور نبی کی پیشگوئی میں فرق

نبوت کرنے والے کی آیندہ کی خبر یا پیشگوئی کا مآل واحد ہو جاتا ہے مگر اس ظاہری تشابہ کی ہرگز یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ ان دو شخصوں کے امتیاز حال میں مغالطہ آمیز التباس واقع کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسا کھلا کھلا امتیاز رکھا ہے کہ اس میں کسی طرح بھی شک و تردد کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ہم پہلے مکرر اپنا کر چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی دوہری پیشگوئی ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی ظالم گستاخ جرأت کرکے پہلی شق کی نسبت جو بظاہر کل پولیٹیکل کا شبہ ڈال سکتی ہے اپنے تئیں کامیاب نکتہ چیں تصور کرنے پر خوش ہونے لگے تو اس کی دوسری شق جو بہمہ وجوہ فوق العادہ امور پر مبنی اور محض روحانی ہے اُسے پاؤں رکھنے کی ذرا بھی جگہ نہیں دیتی۔ کیونکہ جسطرح پہلی دو طاقتیں (فارس و روم) متقابلاً اسباب عادیہ رکھتی ہیں۔ اور ہر ایک کے پاس کم و بیش ایسے آلات حرب اور افواج موجود ہیں جو لازماً ایک مدبر ملکی کو بالموازنت ایک نتیجہ پر پہونچانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ بالعکس دوسرے دو حریف اس سے بالکل متغائر پڑے ہوئے ہیں۔ ایک طرف ایک قوم اور قوم کثیر ہے جو پہلے ہی سے تندخو، سفاک اور انتقام کش ہے۔ اور ہر ایک ادنیٰ سبب سے اس کی قوت غضبی مشتعل ہو جاتی ہے۔ مگر اب مذہبی اشتعال نے اُسے اور بھی ایک کریلا اور پھر نیم چڑھا بنا رکھا ہے۔ اُس قوم کا مسلم اصول ہے کہ خفیف سی اہانت اور ہتک پر کٹ مرنا انکا عین ایمان ہے مگر اب ایک شخص اور بالکل بے سامان شخص کے مُنہ سے وہ بار بار یہ سُن رہے ہیں انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لھا واردون۔ لو کان ھؤلاء الھۃ ما وردوھا وکل فیھا خٰلدون یعنی تم اور تمہارے معبود جو اللہ سے سوا ہیں دوزخ کے ایندھن ہیں تمہیں اُس دہکتی آگ میں ضرور ضرور وارد ہونا پڑے گا ....

تقریر

(جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو بیان فرمائی)

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم هو الذی ارسل رسولہ بالهدی ودین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسی نے اپنا رسول بھیجا ہے۔ ہدایت اور دین الحق کے ساتھہ تاکہ کل دینوں پر اُسکو غالب کرے اگرچہ کافروں کو یہ بات بہت بری لگتی ہے کہ یہ دین یہ رسول غالب آجاوے۔

اس آیت شریف کے متعلق میں کچھہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ لوگ غور سے سُنیں گے۔

میرا اعتقاد ہے کہ محبت کے بدون انسان کو کسی کے اتباع کی توفیق نہیں ملتی۔ قرآن کریم میں جس شخص کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اُسکے اتباع کی صورت یہی ہے کہ اُسکی ایسی پیروی کی جاوے کہ اپنا ارادہ ہوائے نفس باقی نہ رہے۔ اپنے سارے تجربے۔ مدتہائے دراز کی سیکھی ہوئی باتیں اُسکے حکم کے آگے یوں چھوڑ دی جاویں کہ گویا وہ کچھہ حقیقت ہی نہ رکھتی تہیں۔ اس قسم کا اتباع وہ اتباع ہے جس کے لئے مینے کہا ہے کہ وہ سچی محبت اور کامل اخلاص کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ جبکہ یہ امر واقعی اور بجا ہے کہ اتباع کامل محبت کامل کا نتیجہ ہے تو سوال یہ ہوگا کہ وہ اسباب کیا ہیں؟ جنکا نتیجہ محبت ہو یا مختصر طور پر یوں کہو کہ محبت کیونکر پیدا ہوسکتی ہے؟

میرا اعتقاد ہے کہ جب تک کسی شخص کا پورا حسن اور کامل احسان اپنی پوری کیفیت کے ساتھہ دل میں نہ کھب جاوے محبت پیدا نہیں ہوسکتی۔ ارادی طور پر محبت پیدا ہونے کے لئے ان ہر دو اُمور پر کامل اطلاع ضروری ہے۔

مینے یہ مختصر سی تمہید اس لئے پیش کی ہے کہ ہم کو بھی ایک امام کی پیروی کی طرف دعوت کی گئی ہے۔ ایک شخص کے اتباع کو ہم پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اب ہم اُس حکم اطاعت کو کامل طور پر کیونکر بجا لاویں جب تک کہ شخص متبوع کے ساتھہ پوری محبت نہو۔ اور میں ابھی بتلا چکا ہوں کہ پوری محبت کیونکر ہو جب تک صفات سے پوری واقفیت نہو۔ پس میں کوشش کروں گا کہ میں آپ کو دکھاؤں کہ وہ شخص جسکی اطاعت اور پیروی کے لئے آپ کو حکم دیا گیا ہے کیسا ہے؟

میری روح میں یہ بڑی تڑپ رہی ہے (اور جسکو میرا بنانے والا میرا مولا کریم خوب جانتا ہے) کہ اپنے دوستوں کو خصوصًا اور عام لوگوں کو عمومًا اُن اُمور سے آگاہ کروں جنہوں نے میرے قلب کو فنا نہونے والی محبت دی ہے۔ اگرچہ اپنے اپنے ادراک اور فہم کے مطابق ہر ایک شخص کو امام کی پاک صحبت سے لطف اور مزا حاصل ہوتا ہی مگر میں ساتھہ ہی یہ کہتا ہوں کہ تھوڑی ہیں جنکو مجھہ سے زیادہ مزا آتا ہے اسی لئے میں ہمیشہ اس فکر میں لگا رہتا ہوں کہ اپنی حیثیت علمی کے موافق دوستوں کو اُس سے آگاہ کروں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اس آیت کو اپنے آج کے بیان کیواسطے منتخب کیا ہے۔

میرے دوستو! تمام مفسرین نے اس آیت کو جو میں نے ابھی پڑھی ہے یعنے هو الذی ارسل رسولہ بالهدی ودین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ۔ بالاتفاق مانا ہے کہ وہ آنے والے مسیح موعود کے حق میں ہے۔ یعنی تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ واضح حجت کے ساتھہ ہاں ایسے طور پر کہ دنیا بول اُٹھے کہ واقعی اسلام کے دلایل کو کھلا غلبہ مل گیا اسوقت ہوگا جب کہ مسیح موعود آئیگا۔ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیس میں مسیح موعود کے حق میں ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود نے بھی اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے۔ یعنے جیساکہ مفسرین نے اقرار کیا ہے کہ یہ آنے والے مسیح موعود سے تعلق رکھتی ہے اسی طرح اُس انسان نے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے پوری بصیرۃ اور کامل شعور کے ساتھہ خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کی بنا پر اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے۔ اور یہ الہام پچیس برس پہلے سے براہین احمدیہ میں موجود ہے اب میں یہ دیکھنا یا دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا مرزا صاحب کا وجود واقعی اس آیت کا مصداق ہے؟ اور کیا مرزا صاحب کے ہاتہہ پر اسلام کو وہ غلبہ حاصل ہوا جو اس آیت کا مدعا ہے؟

حضرت مرزا صاحب نے دو دعوے کئے ہیں ایک یہ کہ میرا نام مہدی ہے دوسرا یہ کہ میرا نام مسیح موعود ہے۔ ان دعووں کے دو رخ ہیں ایک اندر کیطرف دوسرا باہر کیطرف یعنے ایک اپنی قوم کی طرف توجہ ہے اور دوسرا بیرونی اقوام سے متعلق ہے۔ اندرونی فسادوں کے لحاظ سے مہدی کا دعویٰ کیا ہے اور اُن تفرقوں اور فسادوں کو روبہ اصلاح کرنے کے لئے جو قوم کے مختلف افراد میں پھیل رہے ہیں۔ اور جنہوں نے

اسلام کو بجائے خود پاش پاش کردینے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا مہدویت کام کرے گی اس لفظ سے یہ ہی پایا جاتا ہے جبکہ باریک بین نگاہ کے ساتھ مہدی کے لفظ کی تہ میں ڈوب کر غور کرو کہ جب مہدی کا ظہور ہوگا اُسوقت ہدایت راشدہ کا نام مٹ گیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا مہدی کی شکل میں بیان کیا گیا ہے

غرض مہدی کا دعویٰ اندرونی فسادات اور اختلافات کے مٹانے اور ہدایت کی گم شدہ راہوں کو از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُسکے مقابل پر پورے منشاء کیموافق ہدایت اور توحید اُٹھ گئی ہوگی اور مسیح موعود کا دعویٰ بلحاظ زمانے کی بیرونی خرابیوں اور مفاسد کے ہے۔ یعنے اُن دشمنوں کے حملوں کے رد کرنے اور طرح طرح کی خرابیوں اور اُنکے پیدا کردہ فسادوں کے ازالہ کے لئے ہے جو اخلاق فاضلہ کی تباہی کا موجب ہوتے ہیں۔ ایسے حملوں کے دفعیہ اور اسلام کو پُرزور اور قوی ثابت کرنے کی غرض اور اقتضائے زمانہ سے مسیح موعود خدا نے نام رکھا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں بڑی بھاری قوم غلبہ قوت زبان درازی رکھنے والی اور ہر قسم کے خیال میں آنے والے حملے اسلام پر کرنے والی نصاریٰ کی قوم ہے اس لئے اُنکے زور زبان درازی کو اپنی زور قلم سے توڑ کر دکھا دینے والا دشمن کی مناسبت کے لحاظ سے اس منصب پر سرفراز ہوا۔ میں اسوقت اُن مفاسد اور مکاید کا ذکر نہ کروں گا جو اس گروہ نے پھیلائے ہیں کیونکہ ہمارے دوست جنہوں نے حضرت اقدس کی تصانیف کو پڑھا ہے یا کم از کم [illegible] کی حالت پر غور کرنیکا موقع پایا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس قوم کیوجہ سے کیا کیا تباہیاں آئی ہیں۔ غرض مسیح موعود کا لفظ بتلا رہا ہے کہ ایسی عظیم الشان پُرشوکت پُرزور قوم کے حملوں کے دفاع کے لئے۔ اور اسلام کو غالب اور حق ثابت کرنے کیواسطے خدا نے وقت پر ایک کاری حربہ بھیجا ہے اس کو ایک خوبصورت اور مگا ڈرا دینے والے پرشوکت معنی خیز لفظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ کسر صلیب کے لئے مناسب ہتھیار تیار کیا ہے۔

یہ مذہب نصاریٰ کا جو دلایل دیتا ہے اور جو اخلاقی خوبیاں۔ اور استقبال بیان کرتا ہے مدار اعلیٰ میں اس سارے مجموعہ کا نام صلیب ہے۔ اور غور سے دیکھو تو موجودہ عیسویت کی بنا ایک لکڑی پر ہے۔ جو بجائے خود لعنت کی لکڑی ہے

بہر حال

مسیح موعود کا نام بتلاتا ہے کہ اُس کو توڑنے کو لئے آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ امر بخوبی آپ کے ذہن نشین ہوگیا ہوگا کہ حضرت صاحب کا کیا دعویٰ ہے اور وہ اپنے اندر کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اب میں اسبات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اپنی پوری بصیرۃ اور پورے شعور اور ایمان سے ہے جس سے مجھے ایسا لطف اور سرشاری حاصل ہے کہ قریب ہے کہ میرے بال بال سے ذوق پھوٹ پڑے یہ بات بتلاتا ہوں کہ یہ دونوں دعوے ٹھیک ٹھیک اور حق حضرت صاحب کے لئے ہیں۔ جسکو میں کسیقدر وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کرونگا۔

قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ہم سب مسلمان بالاتفاق اس کو مانتے ہیں مگر ختم نبوت کے معنوں میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ خدا نے جیسا چاہا کردیا صاف لفظوں میں یوں کہو کہ دھکے سے نبوت ختم کردی مگر ہم یہ کہتے ہیں اور یہ حق ہے کہ نبوت بلکہ طبعی طور پر ختم ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہوگئے۔ قرآن کریم سے باہر کوئی سچائی اور راستی نہیں ہے اس لئے طبعی طور پر تقاضاء کیموافق ختم نبوت ہوا۔ جیسے دو اور دو چار کے بعد کچھ نہیں اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود میں جمیع کمالات نبوت کا جمع ہونا ہے۔ کیا سچ ہے **فماذا بعد الحق الا الضلال** میں بہت دفعہ سوچا کرتا ہوں جیسے امر و نہی کی تکمیل قرآن نے کی ہے کیا اُسکے بعد کوئی اور صورت بھی ممکن ہے؟ میں جو اپنی جگہ پر بہت سوچنے والا ہوں حیران ہو ہو گیا ہوں کہ کوئی صورت نکلے یا کوئی پیش کرکے دکھا دے مگر میں خدا تعالیٰ کے گھر میں کہتا ہوں کہ وہم و گمان میں بھی کوئی صورت نہیں آسکتی۔ میں یہ بات بطور درمیانی دلیل کے لایا ہوں۔ غرض یہ ہے جس طرح پر سب مسلمان مان چکے ہیں کہ سلسلہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا اسی طرح طبعی اور فطرتی طور پر تجدید دین کا سلسلہ مسیح موعود پر ختم ہوا۔ اب اگر یہ بات ثابت کردی جاوے اور لوگوں کے دلوں میں ایک لذت اور سرور کے ساتھ یہ امر بیٹھ جاوے تو کیسا رعب جاگزین ہوسکتا ہے اور ساتھ ہی کیسی محبت بلکہ اور لذت آسکتی ہے۔ چنانچہ اب میں اسی سلسلے کے درپے ہوں بلحاظ مہدی ہونے کے جو اصلاح کی ہے وہ کامل اصلاح ہے یا نہیں؟ اور بلحاظ مسیح کے جو تجدید کی ہے وہ کامل ہے یا نہیں؟

یاد رکھنا چاہیئے کہ اندرونی

مفاسد۔ بد اخلاقیاں۔ ہر قسم کی کمزوریاں ان سب کی جڑ خدا کی ہستی پر ایمان کی کمزوری ہے یعنی مدتوں غور کر لینے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے اور یہ تجربہ صحیحہ سے بالکل حق پایا گیا ہے کہ کوئی مفسدہ پیدا نہیں ہوتا جسکی جڑ خدا پر عدم ایمان ہو۔ کوئی شخص ارتکاب بدی کا ارتکاب کیوں کر سکتا ہے؟ صرف اسی لئے کہ وہ اس امر پر ایمان نہیں رکھتا کہ ھو یتولی الصالحین یا اسکو عام طور پر ہم یوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی صفات کے سامنے حیا پیدا ہو جائے اور آن پر ایمان ہو۔ تو کبھی نا روا افعال سرزد نہوں مگر اُس کی بدکرتوت اُس کی بے ایمانی کا بدیہی ثبوت ہے یہی راز اور حقیقت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس پاک قول کی کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اُس سے جدا ہو جاتا ہے خدا پر ایمان اُسکی صفات پر ایمان ہو ہاں کامل ایمان ہو اور پھر مفاسد پیدا ہوں؟ کبھی نہیں۔

قرآن کریم نے ایک مثال پیش کی ہے وہ مثال یوسف صدیق کی مثال ہے۔ ایک باشوکت حسین بادولت عورت خلوت کے مکان میں عوام الناس کی آنکھوں سے پوشیدہ ایک نوجوان لڑکے کو جس کے قویٰ میں پوری طاقت ہے اپنی خواہش کے موافق چلانا چاہتی ہے۔ مگر وہ کیونکر بچتا ہے؟ اُسکا ایمان ہے کہ انہ لا یفلح الظالمون خدا تعالیٰ ظالموں کو بامراد نہیں کرتا۔ یہ ایک بات ہے جو اُسکو اُس سخت ابتلا میں سے بچا لاتی ہے۔ غرض ہر مفسدہ کی جڑ خدا پر ایمان کی کمزوری ہے۔

خدا تعالیٰ پر ایمان کیونکر پیدا ہو؟ اس کے لئے بڑے بڑے اسباب اور مشکلات ہیں۔ سب سے بڑی بات جو خدا تعالیٰ پر ایمان کو پختہ کرتی ہے زندہ نشان اور خارق عادت معجزات ہیں جن سے ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ شخص جس کے ہاتھ پر وہ نشانات صادر ہوئے ہیں خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اُن نشانات میں ایک ایسی قوت اور شوکت ہوتی ہے کہ غور کرنے والی روح کو خدا تعالیٰ پر ایک نیا یقین پیدا ہوتا ہے۔ کہ واقعی ارادہ کرنے والا اور اپنے امر رکھنے والا مقتدر خدا ہے۔ اور امر کی بجا آوری پر خوش ہوتا ہے اور نہی کے ارتکاب پر ناراض ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ واقعی جنت اور جہنم کا مالک ہے۔ غرض باشعور اور لذیذ ایمان ہستی الٰہی پر ہو اور جیسے با اقتدار حاکم کو پہچانکر اور اس کے احکام و پروانجات کی تعمیل میں ہم تن مستعدی ظاہر کیجاتی ہے اُس سے کہیں بڑھ کر خدا تعالیٰ کی مقتدر و قادر مطلق ہستی پر ایمان ہو تو تب گناہ پر موت آتی ہے

عزیزو! یاد رکھو خدا پر لذیذ ایمان کا پیدا ہونا بڑی بات ہے۔ ایک وراء الورا ہستی جسکا کلام ہر انسان نہیں سُن سکتا برخلاف اُس کے حاکموں کو دیکھا ہے اُن کے طرز عمل کو دیکھا ہے۔ مجسٹریٹوں۔ ججوں اور اُن کے قائم کردہ حوالات اور جیلخانجات کو دیکھا ہے اسی لئے ان کے احکام کی تعمیل میں جلدی کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کو دیکھا نہیں جسنے دعوے کیا ہے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں وہ اُسکی اپنی صنعت سے ہے۔ اب کونسی چیز ہے جو اُس پر غلبہ اور رعب ڈالے۔ کہ قادر۔ مقتدر۔ خدا کی طرف سے ایسا مدعی ہے۔ اسی لئے

خداوند کریم نے ہر زمانہ میں مامور پیدا کئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے وسیع علم۔ وسیع ارادہ اور وسیع در وسیع قدرتوں کا عملی نمونے سے ثبوت دیں۔

ایسے ہی زندہ نمونے دیکھکر صحابہ نے وہ کارنامے اور اخلاق دکھائے کہ کوئی تاریخ ایسے پاک انسان دنیا کو دکھا نہیں سکتی اس امر کے ثبوت کے لئے اس رکوع کو توجہ سے پڑھو جہاں عباد الرحمٰن کے صفات بیان فرمائے ہیں وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا الآیۃ اور یبیتون لربھم سجدا (؟) ویزیدھم خشوعا کو پڑھو اور پھر ان آیتوں کو پڑھو یفعلون ما یؤمرون اور یسبحون اللیل والنہار وغیرہ آیات پر غور کرو۔

اُن کا دن اسلام کی دوستی اور دشمنوں کے مقابلہ میں اور رات اُٹھنے اور خدا تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع کے ساتھ گریہ و زاری میں کٹتی تھی۔ اس قسم کی قوت اور عزیمت کا پیدا ہونا کوئی آسان امر نہ تھا۔ پھر گداز کرنے والی باتوں کو (جنپر میںنے پہروں سوچا ہے) میں نے بہت دفعہ دیکھا ہے کہ موسم گرما کی صبح کو کشتی شروع ہوتی ہے۔ نیچے سے زمین جلتی ہے اوپر سے آفتاب کی گرمی جلاتی ہے۔ کسی درخت کا سایہ نہیں مگر دیکھنے والے برابر کھڑے ہیں اور شام تک اپنی جگہ سے نہیں ٹلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بہیمی قوت سے بھی ایک طرف دلچسپی ہو تو دھوپ کی جلن پیاس کی تکلیف کارگر نہیں ہو سکتی۔ ہمارے شہر سیالکوٹ میں ایک جگہ شام کے وقت چند آدمی شطرنج کھیلنے بیٹھے۔ رات گذر گئی پھر دن بھی گذرا اور دوسری رات تک اُسی طرح بیٹھے رہے

([illegible])

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفٰے

اما بعد بخدمت مخدومی مکرمی اخویم محمد ولی اللہ صاحب - بعد سلام مسنون گذارش آنکہ - آپکا عنایت نامہ مرقومہ ۱۱ ر ذیقعد جس کے لفافہ پر اس عاجز کا نام لکھا ہوا تھا پہونچا - معلوم ہوتا ہے کہ سلطان احمد اس عاجز کے بیٹے نے آپکی خدمت میں کوئی خط بھیجا تھا جسکی اس عاجز کو کچھ اطلاع نہیں ہے - مگر میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ اگر اُس نے آپکی طرف کسی چندہ کے بارہ میں لکھا ہے تو ناحق آپکو تکلیف دی وہ اسوقت یہاں قادیاں میں موجود نہیں ہے - گورداسپور میں گیا ہوا ہے - بہرحال اب باعث تحریر ان چند سطور کا صرف برادرانہ نصیحت ہے کہ الدین النصیحۃ اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ جیسا آپکا خط پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو ایسے امور میں وساوس پکڑ رہے ہیں کہ جنپر سوء ظن مضر ایمان ہے - اور نعوذ باللہ رفتہ رفتہ سلب ایمان کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک ادنےٰ امر دینی کے انکار سے ایمان ہاتھ سے جاتا رہتا ہے - پھر اس صورت میں ایمان کا کیا حال ہوگا کہ ایک بڑے اصول دینی کا انکار کیا جائے اور وہ اصول یہ ہے کہ پہلی امتوں میں دین کے قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک نبی کے بعد بوقت ضرورت دوسرا نبی آتا تھا پھر جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور فرما ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ہم و غم رہتا تھا کہ مجھ سے پہلے دین کے قائم رکھنے کے لئے ہزارہا نبیوں کی ضرورت ہوئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جس سے روحانی طور پر تسلی حاصل ہو اور اس حالت میں فساد امت کا اندیشہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بہت دعائیں کیں تب خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک مجدد پیدا ہوتا رہے گا جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ دین کی تجدید کرے گا اور فرمایا **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** - یعنی ہم آپ قرآن کی حفاظت کریں گے اور اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو بھیجتے رہیں گے کہ جو کمالات نبوت پاکر اور حق جل و علیٰ اور اُس کے بندوں میں واسطہ بنکر راہ راست کی لوگوں کو ہدایت کریں گے اور حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ جو شخص اپنے وقت کے امام کو شناخت نہیں کرتا اسکی موت جاہلوں کی سی موت ہوگی اور حقانی معرفت اور حقیقی ایمان سے بے نصیب رہیگا اب آپ ناراض نہوں آپکے دونوں خطوں سے سخت بدگمانی کی بو آتی ہے جس حالت میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر یک صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی خبر دیدی ہے تو آپ قطعاً اس خبر کا انکار کرکے کس طرف بھاگ سکتے ہیں یا کیونکر اس بات کو چھپا سکتے ہیں کہ بلاشبہ صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے جبتک آپکو اس بات کی اطلاع ندیجاتی کہ اس خبر کا فلاں کس مصداق ہے تب تک آپکا یہ قول ہونا چاہیئے تھا کہ ہم مجملاً ایمان لاتے ہیں کہ بر طبق پیشگوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مجدد صدی کے سر پر ہوگیا ہے جسکی ہم کو آج تک خبر نہیں اور جب آپکو ایک شخص نے اطلاع دیدی کہ وہ مجدد میں ہوں اور بہت سے انوار و برکات ظاہر کرنے سے خدا تعالیٰ نے اسکی مجددی ثابت کی تو پھر آپ کو اگر کچھ شک تھا تو آپ جیفہ دنیا سے چندروز فراغت کرکے اُسکی خدمت میں دوڑتے اور اس سے تسلی اور تشفی کر لیتے اے عزیز دنیا روزے چند آخر کار با خداوند - خدا تعالیٰ کی جناب میں کسی کا تکبر پیش نہیں جاتا جیسے رسول کے انکار سے کفر لازم آتا ہے ایسا ہی امام وقت کے انکار سے اسقدر ضعیف ایمان ہوجاتا ہے کہ آخر سلب ایمان تک نوبت پہونچتی ہے علمی بحثیں اسجگہ پیش نہیں جاتیں ایمان حقیقی اور یقین کامل وہ نعمت ہے کہ بجز التزام **کونوا مع الصادقین** کبھی ہاتھ نہیں آتا اور لاف و گزاف اس جناب میں پیش نہیں جاتی اور اگر اس عاجز نے کسی کو مدد کے لئے کہا تو برعایت ظاہر اسباب کہا ورنہ یہ عاجز مخلوق کو ہیچ اور لاشی سمجھتا ہے - **وللہ خزائن السمٰوات والارض ولکن المنافقین لا یفقہون** - خدا کرے کہ آپ ان خیالات سے توبہ کریں کہ مرگ نزدیک ہے اور اگر دل میں وساوس ہوں تو بکثرت ملاقات کریں تا اگر خدا چاہے تو ایمان سلامت لے جائیں - **فتوبوا ثم توبوا ثم توبوا** - والسلام **علی من اتبع الہدیٰ** - دو اشتہار بھیجے جاتے ہیں انکو غور سے پڑھیں -

غلام احمد عفی عنہ (دسمبر ۱۸۸۴ء)

تفسیر القرآن کا پہلا پارہ جلد خریدلو

قیمت صرف ۸؍ علاوہ محصول ڈاک

غور طلب باتیں

۱- جو شخص تذکرہ قرآنی اور آیات الٰہی سے منہ پھیرتا ہے وہ بڑا ظالم اور خدا کا مجرم ہے اللہ تعالےٰ اُسکو دنیا میں ذلیل وخوار کرتا ہے اور آخرت میں بھی کریگا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربه فاعرض عنها انا من المجرمین منتقمون اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو اُسکے رب کی آیتوں کے یاددہانی کرائی گئی پھر اُس نے منہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیمة اعمیٰ "اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا پس تحقیق اُس کے واسطے گذران تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اُسکو اندھا اُٹھاویں گے"۔ پس اے مسلمانوں کیا تذکرۂ قرآنی سے آپ اعراض کرتے رہو گے اور تائب نہ ہوگے۔ کیا اسکی ابھی تک اشد ضرورت نہیں ہے کیا تذکرۂ قرآنی سے اعراض رکھنے کی حالت میں دنیاوی یا دینی فلاح کی امید رکھ سکتے ہو کیا یہ آیات آپ کی نظروں میں سرسری اور لغو ہیں

۲ غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بےخبر بدمست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضون لوگوں کے واسطے اُن کا حساب قریب ہوگیا پر وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں یا ویلنا قد کنا فی غفلة من هذا بل کنا ظالمین ہائے ہماری کمبختی کہ ہم تو حقیقت میں اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے پس اے مسلمانوں کب تک غفلت میں بےخبر اور بدمست بنے رہوگے اور اذکار قرآنی کیطرف رجوع نکروگے

۳ غفلت سے انسان حیوان لایعقل بن جاتا اور ایسی حالت کو پہونچ جاتا ہے کہ اُسکی اصلاح غیر ممکن ہو جاتی اور سمجھ اور صلاحیت کے قویٰ مارے جاتے ہیں بلکہ نصیحت کی بات اور ذکر الٰہی سے بدکتا اور متنفر رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ارایت من اتخذ الٰهه هواه افانت تکون علیه وکیلا ام تحسب ان اکثرهم یسمعون او یعقلون ان هم الا کالانعام بل هم اضل سبیلا "کیا تو نے اُس شخص کو دیکھا جسنے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا کیا تو اُسکی وکالت کر سکتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر اُنمیں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ نہیں نہیں وہ تو چوپایوں کے مشابہ ہیں بلکہ اُنسے بھی زیادہ بے راہ فما لهم عن التذکرة معرضین کانهم حمر مستنفرة فرت من قسورة "پس انکو کیا ہوا کہ تذکرہ قرآنی سے منہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدہے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں"۔ پس کب تک قرآنی اذکار سے دور اور متنفر ہو کر اللہ کریم کے ان قوانین سے بےخوف بنے رہو گے کیا غفلت کی کوئی انتہا باقی ہے یا الفاظ ربانی میں کوئی مبالغہ یا لغو ہے جس کو سرسری سمجھتے رہو گے

۴ غفلت بدفہمی بے ایمانی دنیا پرستی اور استغنا عن اللہ کا نتیجہ ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا "کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے والذین کفروا عما انذروا معرضون مگر کفار کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ تنبیہ اور نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں۔ پس کہاں تک غفلت کو اختیار کروگے اور اُس سے باہر آنے کی کوشش نکروگے۔

۵ غفلت میں انسان کا دل غیر مستقل رہتا اور آخرکار دینی و دنیاوی خرابیوں کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ومن الناس من یعبد اللہ علیٰ حرف فان اصابه خیر اطمأن به وان اصابته فتنة انقلب علیٰ وجهه خسر الدنیا والآخرة ذالك هو الخسران المبین "لوگوں میں سے ایک ایسا ہے کہ ایک کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتا ہے پس اگر بھلائی اُس کو پہونچے تو اُس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہونچے تو جدھر سے آیا تہا اُلٹا اُدھر کو ہی لوٹ جاتا ہے دنیا کا بھی خسارہ اور آخرت کا بھی یہی تو صریح بربادی ہے پس کیا اسواسطے غافل ہو کہ خسر الدنیا والآخرة میں پھنسے رہو کیا یہ الفاظ خداوندی سرسری ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں

۶ واہیات قصہ انسان کو نامعلوم طور پر ایسا بیدین بنا دیتے ہیں کہ وہ آیات الٰہی کو ہنسی سمجھنے لگتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهین "اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو واہیات قصے مول لیتا ہے تاکہ بے سمجھے بوجھے راہ خدا سے

بہکاوے اور آیات الٰہی کی ہنسی بناوے ایسے لوگوں کے واسطے رسوا کرنے والا عذاب ہے پس کہاں تک واہیات قصوں اور ناولوں کے مشتاق اور قرآنی اذکار سے متنفر رہو گے کیا بیہودہ قصوں کے رواج سے چاہتے ہو کہ آیات الٰہی کی ہنسی ہو اور راستبازی سے دور جا پڑو- اور عذاب مہین میں گرفتار ہو جاؤ-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

اپنی بساط سے بڑھکر پاؤں پھیلانے والے خلاف واقع بول بولنے والیکو اللہ تعالےٰ کامیاب نہیں کرتا-

توریت میں صادق کے صدق کا نشان اس کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا قرار دیا گیا ہے- متکبر مصریوں کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کے منجی اولوالعزم ابن عمران کے لیئے بھی قرآن کریم میں یہی علامۃ الصدق ٹھہرائی گئی قال اللہ تعالےٰ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب- یعنی اگر یہ کاذب ہے تو اس کذب کا وبال اسپر پڑے گا اور اگر سچا ہے تو اسکی پیشگوئیوں کا کچھہ حصہ جو تمہاری بابت ہے ضرور پورا ہو رہے گا- اور یاد رکھو یہ عادۃ اللہ ہے کہ جھوٹے مفتری کبھی پھولتے پھلتے نہیں- اس منجیٔ عالم فخر بنی آدم مثیل موسیٰ (علیہ وعلی المبشر بہ الصلوٰۃ والسلام) کی صداقت کی بڑی بھاری دلیل معجز کتاب قرآن کریم نے فوق العادہ نصرت الٰہیہ اور آپکی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو ٹھہرایا ہے- غرض منصف اور خدا ترس اہل کتاب اور اہل اسلام میں یہ مسلمہ صداقت ہے کہ کاذب کی ایسی پیشگوئی جس میں اپنی نصرت اور کامیابی اور من جانب اللہ ہونے اور حریف مکذب کی ذلت و رسوائی اور خذلان کی نسبت پر زور تحدی اور جسارت سے بھرا ہوا دعوےٰ ہو- ہرگز ہرگز پوری نہیں ہو سکتی- ورنہ کوئی صداقت صداقت نہیں ٹھہر سکتی اور امر حق مخلوقات پر بالکل مشتبہ ہو جائے-

اسوقت اس سنت اللہ یا یوں کہو صادقوں کے مقرر دستور کے موافق حضرت امام زمان مسیح موعود نے خدا کی طرف سے ہونے کا دعوےٰ کیا اور اس دعوے کی صداقت کے ثبوت میں جہاں بہت سی قاطع اور بیّن علمی دلیلیں بیان فرمائیں- وہاں اپنے حق میں آسمانی تائید اور اپنے دشمنوں کے بارے میں وبال و نکال کی پیشگوئیاں بھی کیں- اور ہر ایک پیشگوئی کے خاتمہ میں صاف لفظوں میں اعتراف کر دیا کہ اگر وہ اپنے معہود وقت پر پوری نہو تو سمجھو کہ دنیا میں ایک ملعون- کذاب اور مفتری نے جھوٹا دعوےٰ کیا تھا اور اس کا پورا نہ ہونا ہی اس کی دائمی ذلت اور ہلاکت کے لیئے کافی ہوگا-

اب عادتًا دو قسم کے لوگ ہیں- ایک وہ صادق الایمان سلف کے نقش قدم پر چلکر اول ہی میں اُنپر ایمان لاتے اور پورا ہونے سے پہلے ہی انہیں پورا ہو چکا ہوا یقین کرتے ہیں- اور انشاء اللہ جب وہ ظاہری طور پر پوری ہو جائیں گی بڑی خوشی اور جوش سے کہیں گے- ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ الآیہ- یعنی یہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا- اور اُنکا وعدہ اب سچا ثابت ہوا- دوسرے وہ لوگ ہیں جنکی ندرت پسند نگاہیں حیرت اور استعجاب یا امید و بیم سے انجام کی طرف لگی ہیں- اور قبول حق کا اتنا تخم انہیں ہے کہ آخر کار وہ راستی کے نمایاں ظہور پر فرستادہ حق کی آستان پر سر جھکائیں گے- ہاں ایک تیسری جنس کے بھی لوگ ہیں جنکی قساوت یہودیت اور سنگدلی یہاں تک پہونچ گئی ہے- کہ وہ وعدوں کے پورا ہونے کو علامت صدق نہیں مانتے اور بڑی بیباکی اور جرأت سے کہتے ہیں کہ اگرچہ ایسے ہزاروں نشان پورے بھی ہو جائیں پھر بھی وہ اپنے انکار پر مصر رہیں گے- شائد یہ اُنہی بزرگوں کی زندہ یادگاریں ہیں جنکی نسبت قرآن کریم میں یہہ شہادت موجود ہے ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال او کلم بہ الموتی الآیہ مگر اس قسم کے ضدی ناحق شناس تھوڑے ہیں- کثرت اُنہی دوسری قسم کے لوگوں کی ہے- بہرحال ضدی اور حاسد گروہ کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ چونکہ انکی فطرت میں مادۂ تسلیم تو ہوتا نہیں اس لیئے وہ رات دن راستبازوں کی تخریب میں لگے رہتے اور نور اللہ کو بجھانے کے لیئے طرح طرح کے منصوبے باندھا کرتے ہیں- قال اللہ تعالےٰ وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ- یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا جسکے پاک ارادوں اور سچی آرزوؤں کی راہ میں شریروں نے روکیں پیدا نہ کیں ہوں- مگر ہماری یہ عادت ہے کہ ہم شریروں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں اور اپنے نشانوں یعنے رسولوں اور نبیوں کے سلسلے کی جڑھ قائم کر دیتے ہیں اور در حقیقت

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اینٹوں کی پتھائی اور بھٹے میں چنائی کے علاوہ اینٹوں کی پکائی کا کام بھی شروع ہو گیا ہے چنانچہ بھٹے کو آگ دیدی گئی ہے اور اینٹیں پکنی شروع ہو گئی ہیں منارۃ المسیح کے انصار جسقدر جلد ممکن ہو روپیہ بھیجنا شروع کریں۔

میگزین کے پہلے اشو میں ایک لطیف اور عظیم الشان مضمون حضرت اقدس کی قلم سے بیسویں صدی کا مذہب کے عنوان سے شائع ہوگا۔ میگزین کے حصہ دار اپنے حصوں کا روپیہ یکمشت یا بہ اقساط جیسا کہ قواعد میں شرائط مقرر کئے گئے ہیں شیخ رحمت اللہ صاحب فنانشل سکرٹری کے نام بمقام قادیان دارالامان جلد بھیجیں۔ رسالہ کی ترتیب کا کام شروع ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ سرمایہ جلد جمع ہو تاکہ عین وقت پر اس کی اشاعت ہو۔

ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ لاہور اور پٹیالہ میں احمدیہ قوم نے اپنی باقاعدہ انجمن بنالی ہیں اور عملی طور پر کام شروع ہو گیا ہے لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے تحریک کر کے مستقل چندہ کی بنیاد رکھی ہے جس میں سے لنگر اور مدرسہ کے لئے مستقل طور پر چندہ بھیجا جایا کریگا۔ پٹیالہ سے بھی اسی تقسیم کے ساتھ چندہ آنا شروع ہو گیا ہے۔ دوسرے شہروں کی جماعتوں کی طرف سے ہمیں امید ہے کہ وہ بھی باقاعدہ کارروائی شروع کریں گے یہی وقت ہے کہ امداد دین کے لئے جس طرح ممکن ہو طیار رہوں۔

سیرۃ مسیح موعود کی اشاعت کے متعلق جو تجویز حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے گزشتہ اشاعت میں شائع کی ہے اس پر سب سے پہلے عمل درآمد کرنے والے ہمارے مکرم بھائی بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر ہیں۔ جنہوں نے ۴ جلدوں کے لئے درخواست بھیجی۔ احمدی قوم! ہم صرف تجھ میں سے ساٹھ اولوالعزم چاہتے ہیں جو چھ چھ جلدیں سیرۃ مسیح کی خرید کر مفت تقسیم کریں۔ سیرۃ مسیح موعود سے لاریب بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہے کیا ہم اگلی اشاعت تک کئی بزرگوں کے نام شائع کرنے کے قابل ہو سکیں گے؟

شکریہ

ہم اپنے مکرم بھائی بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر کے شکرگذار ہیں جنہوں نے مردان جیسے مقام پر عہد کیا ہے کہ کم از کم الحکم کے دس پرچے جاری کرائیں گے خاص مردان میں وہ دو پرچے جاری کرا چکے ہیں زیادہ تر انکا یہ عہد اور عزم اس لئے بھی قابل تذکرہ ہے کہ جو خریدار انہوں نے پیدا کئے ہیں انہیں سے منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس بھی اسی سپرٹ کے معلوم ہوتے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ کسقدر خریدار پیدا کرنے کا عزم کر چکے مگر ہمیں شک نہیں کہ پوری سرگرمی سے مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جزائے خیر دے۔ بابو شاہ دین صاحب نے اپنے اخلاق اور چال چلن کا مردان میں ایسا اچھا نمونہ دکھایا ہے کہ انہوں نے اکثر لوگوں کو اپنا گرویدہ اور اس سلسلہ عالیہ کا عاشق زار بنا لیا ہے حقیقت میں نمونہ سے بڑھ کر کوئی ذریعہ اشاعت حق کا نہیں ہے۔ الحکم کی اشاعت کے متعلق اگر ہم کل خریداروں میں سے سو بزرگ بھی ایسے باہمت پالیں جن سے ہر ایک دس دس خریدار پیدا کرنے کا عزم کرے تو اس سال کے آخیر تک ہم الحکم کی اشاعت میں معتدبہ ترقی کر سکتے ہیں امید ہے کہ توجہ کیجاوے گی۔

پیاس

گرمی کے موسم میں ہر چھوٹے بڑے چرند و پرند کی پیاس زیادہ ہو جاتی ہے۔ بار بار گرمی سے منہ سوکھتا ہے۔ اور ٹھنڈا پانی پینے کو جی چاہتا ہے۔ اگر اتفاقاً کھانے میں کوئی گرم کھانا پک گیا یا ہنڈیا میں نمک مرچ زیادہ ہو گئی تو پیاس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ بار بار منہ خشک ہوا جاتا ہے۔ جی یہی چاہتا ہے کہ گھڑوں پانی پیٹ میں انڈیل لیں۔ پانی پی پی کر پیٹ مشک بن جاتا ہے۔ مگر دل نہیں بھرتا پر نہیں بھرتا۔

معصوم بچوں کی پیاس اس سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔ ان کے ننھے ننھے نازک ہونٹ پھولوں کی کلیوں کی طرح مرجھائے جاتے ہیں۔ پانی پینے کے برتن کو دیکھ کر ماں کی گود سے گرے پڑتے ہیں۔ زبان نہیں کہ اپنی پیاس کی بے قراری ظاہر کریں۔ مگر ان کی ظاہری حالت بتائے دیتی ہے کہ ان کا ننھا سا دل پانی کے لئے تڑپ رہا ہے۔ ؎

بچوں کا ہے پیاس سے یہ عالم
پانی کو ہیں دیکھ کرتے مُم مُم

ایسی حالت کے واسطے ایک بی بی یہ آسان تدبیر بتلاتی ہیں۔ کہ ڈبل روٹی کا ایک توس کاٹ کر خوب اچھی طرح سینک لیا جائے کہ وہ کسی قدر سیاہی مائل ہو جائے پھر سیر بھر پانی کسی کوری ٹھلیا میں ڈال کر اس میں اس توس کے دو چار ٹکڑے کر کے ڈال دو اور آدھ گھنٹے کے بعد اس پانی کو نتھار کر ایک ایک گھونٹ کئی مرتبہ پلاتے رہو۔ اس سے پیاس کی بے قراری اور تکلیف جاتی رہتی ہے اور پیاس بہت کم ہو جاتی ہے۔ (تہذیب نسواں)

مختلف واقعات

غسل آتشین کا انجام:- مندرجہ ذیل سطور کے اندراج سے پبلک کو آتشین شعبدہ دکھلانے والوں کے ہتھکنڈوں سے ہمیشہ کیلئے بچا دینا ہے۔ سید حسین شاہ پچھلے ہفتے گوجرانوالہ میں آیا شاہ صاحب موصوف جو اپنے آپ کو اپر برہما کا رہنے والا بیان کرتے ہیں۔ چند روز سے مولوی عبد الحق صاحب وکیل کے مکان پر اترے ہوئے تھے ۲۲ مئی کو گوجرانوالہ کی سرائے میں جو لاہوری دروازے کے قریب ریلوے لائن کے پاس ہے سر شام چار پانچ من لکڑیاں جلائی گئیں۔ جو قریباً ڈیڑھ دو گز لمبی۔ ایک فیٹ یا کچھ زیادہ گہری خندق میں ڈالی ہوئی تھیں۔ لکڑیاں پانچ چھ بجے سے جل رہی تھیں۔ جب دو تین سو تماشائی جمع ہو گئے۔ تو اُن کے کہنے سننے سے سید حسین نے اپنے شعبدہ کی تیاری شروع کی۔ وہ ایک کرسی پر کھڑا ہوتا تھا۔ اور کچھ دیر کھڑے رہ کر تقریر کرتا رہتا تھا۔ اسطرح اس نے کم از کم چار پانچ دفعہ تقریر کی۔ آخر اس نے جلتے ہوئے کوئلوں کی ایک لمبے بانس سے خوب ٹھونک کر تہ جما دی۔ اور پھر آخری تقریر کی۔ جس میں دس پندرہ منٹ اور صرف ہو گئے اتنے میں کوئلوں پر کچھ راکھ تہ چڑھ گئی۔ سید صاحب گڑھے کے قریب گئے۔ اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے جوش میں آگئے اور پاس کے لوگوں کو بھی جوش دلانا شروع کیا۔ پہلے ایک مرتبہ آگ پر پاؤں رکھکر عرض کی سمت میں خود آگ سے گذر گئے۔ اور پھر ایک بہشتی کو زبردستی اوپر سے اُتار دیا۔ غرض دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی گذرنے لگے۔ یہ صاحب کھڑے کہہ رہے تھے کلمہ شریف پڑھو اور بلا خوف و خطر گذر جاؤ۔ میرے دوست مسٹر عبد العزیز صاحب مختار بھی گذرے۔ اُنکا پاؤں جل گیا۔ اور اُنہوں نے باآواز بلند اس کی شکایت کی۔ سید صاحب کہنے لگے۔ تم نے کلمہ شریف نہیں پڑھا۔ مینے خود دیکھا ہے کہ اسی طرح اور لوگوں کے پاؤں پر بھی پھپھولے پڑ گئے۔ بعضوں کے پاؤں جھلس ہو گئے۔ بعض کو صرف حرارت محسوس ہوئی۔ دوسرے روز تھوڑے سے کوئلوں کے ساتھ مشن سکول کے طلباء نے بھی تجربہ کیا۔ لیکن چونکہ کوئلے تھوڑے تھے اور طالبعلم بالکل بالکل آہستہ آہستہ گذرتے تھے۔ اُن میں سے کسی کا پاؤں نہ جلا۔ اس صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے کوئی عمل نہ کیا تھا اور نہ اُنکو آگ پہ کوئی فوق العادت طاقت حاصل تھی اور نہ حسب وعدہ اُنہوں نے غسل آتشین کر کے دکھایا۔ صرف خود ایک پاؤں رکھکر آگ کے پار چلے گئے۔ اور دوسرے لوگوں کے پاؤں جلوا دئے۔ مگر گوجرانوالہ میں بعض سادہ لوح ایسے بھی ہیں۔ جو سید صاحب کے حائل کامل ہونے پر لٹو ہو رہے ہیں۔ اور باوجودیکہ اُنکی کمزوری الم نشرح از بام ہو گئی ہے۔ وہ اب بھی اُنکو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں (ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول گوجرانوالہ)

انگریزوں میں بے پردگی:- ایک انشاپرداز لیڈی مس مو ہونے ولایت کے رسالہ نائنٹینتھ سنچری میں انگریز عورتوں کی بے پردگی پر نہایت افسوس ظاہر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ انگریزوں کی سوسائٹی میں یہ قریباً انتہا درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ چنانچہ تھیٹروں میں تماشا کرنے والی عورتیں اس حد تک کپڑے اُتار دیتی ہیں کہ انکے بالکل برہنہ ہونے میں صرف اُنیس بیس کا فرق رہجاتا ہے۔ تعجب ہے کہ جو لیڈیاں تماشا گاہوں میں جاتی ہیں اس بے حیائی کو دور کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ اس قسم کے نظاروں کے وقت صرف گردن نیچی کر کے ہنس دیتی ہیں مس صاحبہ نے تھیٹروں پارٹیوں اور ناچ وغیرہ کے موقعوں پر عورتوں کے لباس کی اصلاح کی طرف زور سے توجہ دلائی ہے۔

تحاریر اخبار کا اثر:- ہز ہائینس امیر علی خان صاحب کی واپسی پر جن تین فوجوں نے اپنے کئی ہم مذہبوں کو قتل کیا تھا۔ پھانسی پانے کے وقت اپنے جرائم کا اعتراف کیا۔ بلکہ خداوند کریم سے عفو کے خواستگار ہوئے۔ ان میں سے ایک نے صفائی سے کہا کہ "مجھے ایک اخبار کی تحریر کو پڑھنے سے اشتعال پیدا ہوا تھا"

ایک اعلیٰ افسر پر الزام:- مسٹر ایونس سپرنٹنڈنٹ محکمہ سکرٹریٹ برما پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ صاحب مذکور دیہات میں جا کر اپنے آپ کو چیف سکرٹری ظاہر کیا کرتے تھے اور لگان کم کرانے کا وعدہ کر کے لوگوں سے روپیہ چھٹکارتے تھے۔ ان کا ایک رازدار مسمی بڑھی گونی اس کارروائی میں ان کے ساتھ شریک تھا۔

ڈومیسٹک

الحمد للہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کی صبح کو قبل نماز فجر خاکسار ایڈیٹر الحکم کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس عزیزہ کو سعید اور دیندار بناوے جو میرے اور متعلقین کے لئے قرۃ العین ہو آمین ......

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک مطبع کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

چہ گویم باتو گر آئی چہ ہا در قادیاں بینی ۰ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان - ۱۰ - جون سنہ ۱۹۰۱ عیسوی | جلد ۵

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۲۰ جلد ۵

تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں یہ طرز اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ نظری امور کے اثبات کے لئے امور بدیہی کو بطور شواہد پیش کرتا ہے اور یہ پیش کرنا قسموں کے رنگ میں ہے اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہیئے کہ اللہ جلشانہ کی قسموں کو انسانی قسموں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا تو اس کا سبب یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے اسکو ایک ایسے گواہ رویت کا قائمقام ٹھہراوے کہ جو اپنے ذاتی علم سے اس کے بیان کی تصدیق یا تکذیب کر سکتا ہے۔ کیونکہ اگر سوچکر دیکھا جاوے تو قسم کا اصل مفہوم جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا تھا شہادت ہی ہوتا ہے جب انسان معمولی شاہدوں کے پیش کرنے سے عاجز آجاتا ہے۔ تو پھر قسم کا محتاج ہوتا ہے تا اس سے وہ فائدہ اٹھاوے جو ایک شاہد رویت کی شہادت سے اٹھانا چاہتا ہے لیکن ایسا تجویز کرنا یا اعتقاد رکھنا کہ بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور بھی حاضر ناظر ہے اور تصدیق یا تکذیب یا سزا دہی یا کسی اور امر پر قادر ہے صریح کلمہ کفر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں میں انسان کو یہی ہدایت فرمائی ہے کہ غیر اللہ کی ہرگز قسم نہ کھاوے۔

اب اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا قسم کھانا کوئی اور رنگ اور شان رکھتا ہے اور غرض اس سے یہی ہے کہ تا صحیفہ قدرت کے بدیہات کو شریعت کے اسرار دقیقہ کے حل و انکشاف کے لئے بطور شاہد پیش کرے۔ اور چونکہ اس مدعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کھانے والا جب مثلاً خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اُسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس واقعہ پر گواہ ہے اسی طرح اور ٹھیک اسی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے بعض ظاہر در ظاہر افعال نہاں در نہاں اسرار اور افعال پر بطور گواہ ہیں۔ اسلئے اس نے قسم کے رنگ میں اپنے افعال بدیہیہ کو اپنے افعال نظریہ کے ثبوت میں جابجا قرآن شریف میں پیش کیا اور یہ کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی قسم کھائی کیونکہ اللہ تعالیٰ درحقیقت اپنے افعال کی قسم کھاتا ہے نہ کسی غیر کی اور اس کے افعال اس کے غیر نہیں ہیں مثلاً اس کا آسمان یا ستارہ کی قسم کھانا اس قصد سے نہیں ہے کہ وہ کسی غیر کی قسم ہے بلکہ اس منشاء سے ہے کہ جو کچھ اس کے ہاتھوں کی صنعت اور حکمت آسمان اور ستاروں میں موجود ہے اس کی شہادت بعض اپنے افعال مخفیہ کے سمجھانے کے لئے پیش کرے۔

غرض خدا تعالےٰ کی قسمیں اپنے اندر لا محدود اسرار معرفت کے رکھتی ہیں جنکو اہل بصیرت ہی دیکھ سکتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ قسم کے لباس میں اپنے قانون قدرت کے بدیہات کی شہادت اپنی شریعت کے بعض دقایق حل کرنے کے لئے پیش کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب (قانون قدرت) اسکی قولی کتاب (قرآن شریف) پر شاہد ہوجاوے اور اس کے قول اور فعل میں باہم مطابقت ہوکر طالب صادق کے لئے مزید معرفت اور سکینت اور یقین کا موجب ہو۔ اور یہ طریق قرآن شریف میں عام ہے مثلاً خدا تعالیٰ دہریوں اور الہام کے منکروں پر یوں اتمام حجت کرتا ہے

والسماء ذات الرجع قسم ہے بادلوں کی جن سے مینہ برستا ہے۔ رجع بارش کو بھی کہتے ہیں بارش کا بھی ایک مستقل نظام ہے جیسے نظام شمسی ہے رات اور دن کا اور کسوف خسوف کا بجائے خود ایک ایک نظام ہے۔ مرض کا بھی ایک نظام ہوتا ہے طبیب اس نظام کے موافق کہہ سکتا ہے کہ فلاں دن بحران ہوگا۔ غرض یہ نظام ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قانون قدرت اپنے اندر ایک ترتیب اور کامل نظام رکھتا ہے اور کوئی فعل اس کا ایسا نہیں ہے جو نظام اور ترتیب سے باہر ہو۔

اللہ تعالےٰ جیسے یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ڈریں ویسے ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں میں علوم کی روشنی پیدا ہووے اور اس سے وہ معرفت کی منزلوں کو طے کر جاویں۔ کیونکہ علوم حقہ سے واقفیت جہاں ایک طرف سچی خشیت پیدا کرتی ہے۔ وہاں دوسری طرف ان علوم سے خدا پرستی پیدا ہوتی ہے۔ بعض بدقسمت ایسے ہی ہیں جو علوم میں منہمک ہوکر قضا و قدر سے دور جا پڑتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے وجود پر ہی شکوک پیدا کر بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو قضا و قدر کے قایل ہوکر علوم ہی سے دستبردار ہوجاتے ہیں مگر قرآن شریف نے دونوں تعلیمیں دی ہیں اور کامل طور پر دی ہیں۔ قرآن شریف علوم حقہ سے اس لئے واقف کرنا چاہتا ہے اور اس لئے ادہر انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کی معرفت میں جوں جوں ترقی ہوتی ہے اسی قدر خدا تعالےٰ کی عظمت اور اس سے محبت پیدا ہوتی جاتی ہے اور انسان کو قضا و قدر کے نیچے رہنے کی اس لئے تعلیم دیتا ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی ذات پر توکل اور بھروسہ کی صفت پیدا ہو اور وہ راضی بہ رضا رہنے کی حقیقت سے آشنا ہوکر وہ سچی سکینت اور اطمینان جو نجات کا اصل مقصد اور منشا ہے حاصل کرے۔

ابھی جو مثال میں نے قرآن شریف سے قسم کے متعلق دی ہے کہ والسماء ذات الرجع یعنی قسم ہے آسمان کی جس میں اللہ تعالیٰ نے رجع کو رکھا ہے۔ سماء کا لفظ فضا اور جو اور بارش اور بلندی کے معنوں میں بولا جاتا ہے رجع بار بار وقت پر آنے والی چیز کو کہتے ہیں بارش برسات میں بار بار آتی ہے اس لئے اس کا نام بھی رجع ہے۔ اسی طرح آسمانی بارش بھی اپنے وقتوں پر آتی ہے **والارض ذات الصدع** اور قسم ہے زمین کی کہ وہ ان وقتوں میں پھوٹ نکلتی ہے اور سبزہ نکالتی ہے بارش کی جڑھ زمین ہے زمین کا پانی جو بخارات بنکر اوپر اُڑ جاتا ہے وہ کرہ زمہریہ میں پہونچکر بارش بن کر واپس آتا ہے اور اس صورت میں چونکہ وہ آسمان سے آتا ہے اس لئے آسمانی کہلاتا ہے پھر بارش کی ضرورت کے لئے ایک اور وقت خاص ہے جب مزارعین کو ضرورت ہوتی ہے اگر بیائی کے بعد پڑے تو کچھ ہی نرہے اور پھر بعض اوقات نشو و نما کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ غرض بارش اور مینہ کی ضرورت اور اس کے مفاد اور اس کے آسمان سے آنے کا نظارہ بالکل بدیہی ہے اور ایک ادنےٰ درجہ کی عقل رکھنے والا گنوار دہقان بھی جانتا ہے علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر آسمانی بارش نہو تو زمینی پانی بھی خشک ہونے لگتے ہیں چنانچہ امساک باران کے دنوں میں بہت سے کنوئیں خشک ہوجاتے ہیں اور اکثروں میں پانی بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ لیکن جب آسمان سے بارش آتی ہے تو زمینی پانیوں میں بھی ایک جوش اور تموج پیدا ہونے لگتا ہے۔ میرا مطلب اس مقام پر اس مثال کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان قسموں کو ایک اور امر کے لئے بطور شاہد قرار دیا ہے کیونکہ ان نظاروں سے تو ایک معمولی زمیندار بھی واقف ہی ہے اور وہ امر جو ان کے ذریعہ ثابت کیا ہے وہ یہ ہے۔

انه لقول فصل وما هو بالهزل

بے شک یہ خدا کا کلام ہے اور قول فصل ہے۔ اور وہ عین وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ اور حق و حکمت کیساتھ آیا ہے

بیہودہ طور پر نہیں آیا۔

اب دیکھ لو کہ قرآن شریف جس وقت نازل ہوا ہے کیا اس وقت نظام روحانی یہ نہیں چاہتا تھا کہ خدا کا کلام نازل ہو۔ اور کوئی مردِ آسمانی آوے جو اس گم شدہ متاع کو واپس دلائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کی تاریخ پڑھو تو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کی کیا حالت تھی خدا تعالیٰ کی پرستش دنیا سے اٹھ گئی تھی اور توحید کا نقش پامٹ چکا تھا باطل پرستی اور معبودان باطلہ کی پرستش نے اللہ جلشانہ کی جگہ لے رکھی تھی۔ دنیا پر جہالت اور ظلمت کا ایک خوفناک پردہ چھایا ہوا تھا۔ دنیا کے تختہ پر کوئی ملک کوئی قطعہ کوئی سرزمین ایسی نہ رہ گئی تھی جہاں خدائے واحد ہاں حیّ و قیوم خدا کی پرستش ہوتی ہو۔ عیسائیوں کی مردہ پرست قوم تثلیث کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی اور یہودیوں میں توحید کا بے جا دعوےٰ کرنے والے ہندوستان کے رہنے والے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے پوجاری تھے غرض خود خدا تعالیٰ نے جو نقشہ اس وقت کی حالت کا ان الفاظ میں کھینچا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یہ بالکل سچا ہے اور اس سے بہتر انسانی زبان اور قلم اس حالت کو بیان نہیں کر سکتی۔ اب دیکھو کہ جیسے خدا تعالیٰ کا قانون عام ہے کہ عین امساک بارش کے وقت آخر اس کا فضل ہوتا ہی اور باران رحمت برس کر شادابی بخشتا ہے اسی طرح پر ایسے وقت میں ضرور تھا کہ خدا کا کلام آسمان سے نازل ہوتا۔ گویا ان جسمانی بارش کے نظام کو دکھا کر روحانی بارش کے نظام کی طرف رہبری کی ہے اب اس سے کون انکار کرے گا کہ بارش ہمارے مقاصد کے موافق ہوتی ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ نظام رکھا ہی اسی طرح دوسری بارشوں کے لئے وقت رکھے ہیں اب دیکھ لو کہ کیا یہ بارش روحانی کا ذکر نہ تھا۔ کس قدر جھگڑی تم لوگوں میں برپا تھے اعمال گندے اور ایمان بھی گندے تھے اور دنیا ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والی تھی پھر وہ کیونکر اپنے فضل کا مینہ نہ برساتا۔ جس نے جسم فانی کی حفاظت کے لئے ایک خاص نظام رکھا ہے پھر روحانی نظام کو کیونکر چھوڑتا۔ اس لئے بارش کے نظام کو بطور شاہد پیش کر کے قسم کے رنگ میں استعمال کیا کیونکہ امر نبوت ایک روحانی اور نظری امر تھا اور کفار عرب اس نظام کو نہ سمجھ سکتے تھے اس لئے وہ پہلا نظام پیش کر کے انکو سمجھا دیا۔

غرض یہ ایک سر ہے جسکو جاہلوں نے سمجھا نہیں اور اپنی نادانی اور عناد حق کی بنا پر اعتراض کر دیا ہے اصل مفہوم کو جو اللہ تعالیٰ نے اس میں مقصود رکھا تھا چھوڑ دیا اسی طرح پر ایک نادان کہتا ہے کہ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا (کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے) اسکا مفہوم یہ ہے کہ گویا معاذ اللہ خدا بھوکا ہے احمق نہیں سمجھتا کہ اس سے بھوکا ہونا کہاں سے نکلتا ہے یہاں قرض کا مفہوم اصل تو یہ ہے کہ ایسی چیزیں جن کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کے ساتھ افلاس اپنی طرف سے لگا لیتا ہے۔ یہاں قرض سے مراد یہ ہے کہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے اللہ تعالیٰ انکی جزا اسے کئی گنا کر کے دیتا ہے یہ خدا کی شان کے لائق ہے جو سلسلہ عبودیت کا ربوبیت کے ساتھ ہے اسپر غور کرنے سے اس کا یہ مفہوم صاف سمجھ میں آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بدون کسی نیکی۔ دعا۔ و التجا اور بدون تفرقہ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے اور اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہونچا رہا ہے پھر وہ کسی کی نیکیوں کو کب ضائع کرے گا۔ اسکی شان تو یہ ہے مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ جو ذرہ بھی نیکی کرے اس کا بھی اجر دیتا ہے اور جو ذرہ بدی کرے گا اس کی پاداش بھی ملے گی۔ یہ ہے قرض کا اصل مفہوم جو اس آیت سے پایا جاتا ہے چونکہ اصل مفہوم قرض کا اس سے پایا جاتا تھا اس لئے یہی کہدیا مَن يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا اور اسکی تفسیر اس آیت میں موجود ہے مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ۔ جاہل عیسائی جنھوں نے ایک عاجز اور ناتوان انسان کو خدا بنا لیا ہے اور اپنی بدکاریوں اور گناہوں کی گٹھڑی اس کے سر پر رکھدی ہے اور اسے ملعون تسلیم کیا ہے باوجودیکہ ان کے پاس لعنت کے سوا کچھ بھی نہیں دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں چونکہ خدا تعالیٰ کی پاک شریعت کو کفارہ کی بنا پر رد کر چکے ہیں اعمال صالحہ میں جو ایک لذت اور سرور ہوتا ہے وہ انھیں حاصل نہیں رہا۔ اور خدا تعالیٰ کے سارے راستبازوں کو بٹ مار اور ڈاکو قرار دینے کی وجہ سے ان پر وہ لعنت پڑی ہے۔ اسلئے یہ بات کبھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے راستبازوں کا انکار اور تکذیب ایک ایسی شئے ہے جو انسانکو ہلاک کر دیتی ہے اور اسکی روحانی طاقتوں اور قوتوں کے لیے زہر قاتل کا کام کرتی ہے ۔ جو صادق کی نسبت سوء ظن کرتا ہے اور اسکی بے ادبی کرتا ہے وہ حقائق اور معارف سے

بے نصیب کر دیا جاتا ہے یہ لعنت عیسائیوں پر پڑی ہے کہ انھوں نے سارے راستبازوں کو خطا کار ٹھیرایا

غرض اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ بارشوں کا جسمانی طور پر ایک نظام ہے لوگ جانتے ہیں کہ اب بارش کے دن قریب ہیں مثلاً یہ جانتے ہیں کہ پوہ اور ماگھ کے دنوں میں بارش ہوتی ہے اور ساون اور بھادوں کے دنوں میں ہوتی ہے۔ پھر ایک یہ راز ہے کہ بارش بیہودہ کبھی نہیں ہوتی درحقیقت وہی اوقات بارش کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر روحانی بارشوں کا سلسلہ چلتا ہے یہ ایک نظری بحث ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے موٹی موٹی باتوں کو بطور شواہد کے پیش کیا ہے اور **قسم** کا لفظ **شاہد** کے قائم مقام بیان فرمایا۔ اس لفظ کو اسی طرح بیان کیا ہے جسطرح پر قرض کے لفظ کو جسے میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔

اب ایک بات اور قابل غور ہے کہ ایک بارش تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے اور پھر ایک بارش اس تخم کے نشو ونما اور سرسبزی کے لئے ہوتی ہے اسی طرح پر نبوت کی بارش تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے۔ اور محدثین اور مجددین کی بارش جو **نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون** کے ضمن میں داخل ہیں اس تخم کے بارور کرنے اور نشو ونما دینے کے لئے۔ میں نے بارہا اس امر کا ذکر کیا ہے کہ نبوت الوہیت کے لئے بطور میخ کے ہوتی ہے جو شخص نبوت کا انکار کرتا ہے رفتہ رفتہ وہ الوہیت کے انکار تک پہونچ جاتا ہے اور نبوت کے لئے ولایت بطور میخ کے ہوتی ہے ولی کے انکار سے رفتہ رفتہ سلب ایمان ہو جاتا ہے۔

اسوقت دیکھو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو برس سے زائد عرصہ گذر گیا اگر خدا تعالیٰ اسوقت تک بالکل خاموش رہتا اور اپنی تجلی نہ فرماتا تو اسلام ایک قصہ اور کہانی سے بڑھکر کوئی وقعت نہ رکھتا اور اسکو دوسرے مذاہب پر کوئی خصوصیت اور فضیلت نہ ہوتی جیسے ہندو اپنی بزرگوں سے منسوب خوارق کو پرانوں اور شاستروں میں لکھا ہوا بیان کرتے ہیں اور دکھا کچھ نہیں سکتے اسی طرح پر اسلام کے اعجازی نشانوں کا ذکر مسلمانوں کی کتابوں ہی میں بتاتے اور دکھا کچھ نہ سکتے تو دوسرے مذاہب پر اسکو کیا فضیلت رہتی۔ اور انسان کی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اگر اسے دوسرے پر کوئی فضیلت نظر نہ آئے تو اس سے بے رغبتی اور بے دلی ظاہر کرتا ہے اسطرح پر گویا اسلام سے ایک قسم کا ضعف ایمان پیدا ہوتا... کیونکہ بدون فضیلت کے ایمان قوی رہ سکتا ہی نہیں اس لئے نبوت کی زراعت کے واسطے **ولایت** ایک باڑ لگا دی گئی ہے پس غور کر کے دیکھو کہ قسم پر اعتراض کرنے والوں کا جواب کیسا صاف اور لطیف ہے۔

اس مضمون کو دیکھکر انسان کس قدر انشراح کے ساتھ قبول کر سکتا ہے کہ قرآن کریم کسقدر عالی مضامین کو کیسے انداز اور طرز سے بیان کرتا ہے پھر قرآن شریف میں ایک مقام پر رات کی قسم کھائی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ اسوقت کی قسم ہے جب وحی کا سلسلہ بند تھا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک مقام ہے جو ان لوگوں کے لئے جو سلسلہ وحی سے افاضہ حاصل کرتے ہیں آتا ہے۔ وحی کے سلسلہ سے شوق اور محبت بڑھتی ہے لیکن **مفارقت** میں بھی ایک کشش ہوتی ہے جو محبت کے مدارج عالیہ پر پہونچاتی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو بھی ایک ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے قلق اور کرب میں ترقی ہوتی ہے اور روح میں ایک بیقراری اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے وہ دعاؤں کی روح اس میں نفخ کی جاتی ہے کہ وہ آستانۂ الوہیت پر یا رب یا رب کہکر اور بڑے جوش اور شوق اور جذبہ کے ساتھ دوڑتی ہے جیسا کہ ایک بچہ جو تھوڑی دیر کے لئے ماں کی چھاتیوں سے الگ رکھا گیا ہو بے اختیار ہو ہو کر ماں کی طرف دوڑتا اور چلاتا ہے اسی طرح پر بلکہ اس سے بھی بے حد اضطراب کے ساتھ روح اللہ کی طرف دوڑتی ہے اور اس دوڑ دھوپ اور قلق وکرب میں وہ لذت اور سرور ہوتا ہے جسکو ہم بیان نہیں کر سکتے + یاد رکھو روح میں جسقدر اضطراب اور بیقراری خدا تعالیٰ کے لئے ہوگی اسی قدر دعاؤں کی توفیق ملے گی اور ان میں قبولیت کا نفخ ہوگا۔

غرض یہ ایک زمانہ ماموروں اور مرسلوں اور ان لوگوں پر جن کے ساتھ مکالمات الٰہیہ کا ایک تعلق ہوتا ہے آتا ہے اور اس سے غرض اللہ تعالیٰ کی یہ ہوتی ہے کہ تا ان کو محبت کی چاشنی اور قبولیت دعا کے ذوق سے حصہ دے اور ان کو اعلیٰ مدارج پر پہونچا دے۔ تو یہاں جو **ضحی** اور **لیل** کی قسم کھائی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ اور مراتب محبت کا اظہار ہے اور آگے پیغمبر خدا کا ابرا کیا کہ دیکھو دن اور رات جو بنائے ہیں انہیں کسقدر وقفہ ایک دوسرے میں ڈالدیا ہے **ضحی** کا وقت بھی دیکھو اور تاریکی کا وقت بھی خیال کرو **ما ودعك ربك** خدا تعالیٰ نے تجھے رخصت نہیں کر دیا اس نے تجھسے کینہ نہیں کیا بلکہ ہمارا یہ ایک قانون ہے جیسے رات اور دن کو بنایا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی ایک قانون ہے کہ بعض وقت وحی کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ انہیں دعاؤں کے لئے زیادہ جوش

بقیہ مضمون

قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۰ جلد ۱۴

ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ کہاں تک وہ جوش میں ہوں گے۔ اور اُن کے پاس اسباب ظاہری اور سامان دنیوی کسقدر ہے کہ ایک بیکس تنہا شخص کو اس کے کردار کی سزا دے سکیں۔ اور آپ کے ساتھ انہیں یہ کہکر بار بار جوش دلایا جاتا ہے و اللہ یعصمك من الناس۔ یعنی ان ناپاک مشرکین کے ہاتھ سے خدا تجھے کوئی گزند پہونچنے نہ دے گا۔ اس لفظ **اللہ** میں نگاہ عمیق کرنے سے

نبوت کا قطعی ثبوت

یہ سر نظر آتا ہے کہ گو ان اعدا کے پاس ظاہری اسباب کی کوئی کمی نہیں اور اس لئے اقرب الی القیاس یہی ہو سکتا ہے کہ ایک اکیلا اور بے سامان شخص ہلاک ہو جائے۔ مگر عنقریب ایسے اسباب جمع ہو جائیں گے جو ظاہر بین انسانوں سے بالکل مخفی ہیں اور جو اپنے ظہور و بروز کے وقت ثابت کر دیں گے کہ واقعی یہ انسان ایسی ہستی کے بلائے بولتا اور ایسی قوی پناہ کی حوصلہ پہ اکیلا میدان میں نکل نکل پڑتا تھا جو ابنائے عالم کے گمانوں کے خلاف دن رات عالم پر محیط اور ان کے باریک رابطہ علل و نتائج سے واقف ہے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں کتاب حکیم یوں بیان کرتی ہے سنریهم فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق اولم یکف بربك انه علی کل شئ شهید

یعنی بہت جلد ہم بیرونی اور اندرونی نشانوں اور شہادتوں سے ثابت کر دینگے کہ یہ حق اور صدق ہے۔ کیا یہ بات اس دعوی جلیل کی تقویت کے لئے کافی نہیں کہ وہ جس نے تجھے (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پالا پوسا اور اپنا قائمقام کر کے دنیا میں بھیجا ہے اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ تجھے ہلاکت کا عرضہ نہ ہونے دے ہاں تو کیا تیری تسلی کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ تیرا مربی ہر ایک شے کا نگران ہے۔ مطلب یہ کہ تمام ذرات کائنات پر اُس کا تصرف دائما جاری ہے اور جبکہ ذرات عالم اور واقعات ارضی و سماوی اور ان سے جو جو نتائج و حوادث پیدا ہوتے ہیں محیط خداوند خدا کی قبضہ قدرت میں ہیں جو ناگہاں ایسے خلاف اُمید منتظر پیدا کر دیتا ہوں جنکی طرف انسانی ذہن ہرگز انتقال نہیں کر سکتے تھے اور با ایں ہمہ جب میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تیرے مخالفین کو ہر طرح کے نشانوں سے عاجز و مغلوب کر دوں گا تجھے کسقدر مطمئن رہنا چاہیئے۔

الغرض نتیجہ کا مشترک اور واحد نکلنا اس خصوص میں قابل التفات امر نہیں۔ بڑا اعتباری قابل لحاظ امر مقدمات اور مبادی امور ہیں جو تمام دنیا جہان کی نظروں میں بالکل ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔ یہ ہے ایک بڑا کھلا فرق جس سے منجانب اللہ خبر دہندہ کی پیشگوئی اور ایک پولیٹیشن کی پولیٹیکل خبر میں امتیاز کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں۔ اور یہ ناواجب بہتان لگایا جا سکتا ہے کہ وہ پیشگوئی قیافہ اور نجوم کی بنا پر ہے۔ مگر ایک اور ظاہری فرق بھی ہے جو اس سے قوی تر اور لذت بخش ہے اور وہ یہ ہے کہ آسمانی انسان کے الفاظ اور دعاوی میں بہت

اس پیشگوئی کے الفاظ کا حیرت انگیز زور

سخت اور تحدی اور زور ہونے اس کے الفاظ ناقابل شک تسلی اور کامل وثوق اور غیر متزلزل طمانیت اور وقار کی مؤثر حرارت لئے ہوئے اس کے جذر قلب سے نکلتے ہیں۔ وہ اپنی کہی ہوئی بات اور غیبی خبر کے بعد مستقیم الاحوال اور بالکل غیر متبدل رہتا ہے اور ہراس اور پشیمانی یا تردد و حیرانی کا کوئی کوئی نشان اُس کی صورت حال پر نمایاں نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس کا یہ دعوی ہوتا ہے کہ اگر اس کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ بلند دعووں میں سراسر کاذب اور مفتری ثابت ہوگا اور نہ صرف یہی بلکہ سخت سے سخت قتل و ہلاکت کا مستوجب ہوگا تو بھی وہ ایسی حالت میں پیشگوئی کر کے جبکہ کوئی ظاہری سامان اس کے دعوے کی تائید میں موجود نہ ہو زندگی کے کسی وقت خلوت و جلوت میں ہراساں و پشیماں نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے مادہ پرست دنیوی لوگوں کا ہرگز یہ حال نہیں۔ اُن کی اٹکل کے ساتھ پوری طمانیت اور کوہ وقاری ہرگز رفیق نہیں ہوتی۔ اُن کے دعاوی تحدی آمیز اور عدم وفا کی صورت میں شدید مذلت اور ہلاکت کے ذمہ دار نہیں ہوتے اس مدعا کے اثبات کے لئے اس پیشگوئی کے الفاظ میں غور کرنا ضروری ہے۔ اس کے آغاز ہی میں لفظ **الم** ہے جس کے معنی ہیں **انا اللہ اعلم** یعنی میں جو تمام علموں کا جامع خدا ہوں اور جسے تمام غیوب پر اطلاع ہے یہ پیشگوئی اپنے علم محیط سے کرتا ہوں کہ یہ بات ضرور ضرور پوری ہوگی یا اسکو انسانی طرز عبارت میں یوں سمجھو کہ حضور ہادی عالم (علیہ الصلوۃ والسلام) بڑے پُر زور دعوے سے کہتے ہیں کہ عالم الغیب خدا سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ واقعہ یوں ہی ہو کر رہے گا۔ اور عالم الغیب خدا کے لفظ میں یہ دقیقہ ہے کہ اس موجودہ صورت میں اسکی کوئی صورت بھی نہیں کہ ہمارا دعوی بیجا ہو کر اور کسی طرح بھی گنجایش نہیں کہ اس

پیشگوئی کو کوئی جلد باز ظالم نجوم قیافہ اور ملکی دقیقہ شناسی کی طرف منسوب کر سکے۔ لہٰذا جب یہ پوری ہو جائیگی تو صاف ثابت ہو جائے گا کہ یہ انسان کا کام نہیں بلکہ عالم الغیب خدا کا کلام ہے۔ دوسرا لفظ للہ الامر من قبل ومن بعد ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ پہلے وقت میں جب رومی مغلوب ہو گئے اور اسی طرح مسلمان بھی سخت مظلوم اور مغلوب ہیں جب بھی تمام امور کی باگ اللہ کے ہاتھ میں تھی یعنی یہ ایک ابتلا اور امتحان تھا اور ہے جو اللہ تعالیٰ کی باریک مصلحتوں اور اسرار مالکیت پر مبنی ہے اور جسے متعدد مواضع میں قرآن کریم نے بتصریح بیان کیا ہے۔ اور اب آئندہ کو بھی کائنات کے تمام امور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ ضرور نصرت اور فتح اپنے وعدہ الستہ کے موافق نازل کرے گا۔ تیسرا لفظ یومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ یعنی اسی دن جب یہ واقعہ وقوع میں آئیگا۔ جو بطور آفاقی دلیل (اکسٹرنل ایویڈنس) کے ہے ان مغلوب اور ضعیف مسلمانوں کی بھی فتح ہوگی جو بطور انفسی دلیل (انٹرنل ایویڈنس) کے ہیں۔ نصر اللہ میں اللہ کا لفظ وہی معنی اور زور رکھتا ہے جو للہ الامر من قبل ومن بعد میں بھی اللہ کا لفظ رکھتا ہے۔ یعنی یہ سب واقعات ایسے وجود کے علم سے بتائے جاتے اور ایسی ذات کے ہاتھ سے وقوع میں آنے والے ہیں جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی قطعاً اور حتماً پوری ہو رہے گی۔ چوتھا لفظ وھو العزیز الرحیم ہے۔ العزیز کے معنے ہیں ایسا غالب و قاہر کہ کوئی زور اور طاقت اسکا مقابلہ نہ کر سکے۔ قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ جہاں جہاں خدا کو اپنا منشاء المقاومہ زور یا بلفظ دیگر رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نسبت فتح و نصرت کی پیشگوئی کا کرنا منظور ہوا۔ یا عاصیوں اور باغیوں کو کیفر کردار پر پہنچانے کی قدرت تامہ کا ظاہر کرنا مقصود ہوا وہاں آیۃ کی آخر میں العزیز کو مقطع میں وارد کیا ہے۔ اسجگہ بھی یہ پاک اسم اسی یقینی نصرت کے مفہوم کو ہمکنار لیکر آیا ہے۔ الرحیم کے یہ اشارہ ہے کہ اب اس کی رحمت نے مغلوب جماعت کے زار نالے سن لیے اور آئندہ کو وہ انھیں خونخوار دشمنوں کا لقمہ نہ بننے دے گا۔ پانچواں وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ہے یعنی یہ اللہ کا وعدہ ہی اور اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ یاد رہے اس جملہ میں بھی وہی لفظ اللہ ہے جو برابر ان موتیوں کی لڑی میں درخشاں شاہوار موتی ہے۔ اس میں ایسی بڑی بھاری تحدی اور دلی اطمینان اور سکون بھرا ہوا ہے کہ کوئی حق شناس منصف اس کے سرچشمہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ انسان ضعیف اور کم علم کا کہاں یارا اور کیا حوصلہ ہے کہ ایسی بیچارگی کی صورت میں جیسی اس وقت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تھی اتنا بڑا دعویٰ کر سکے کہ خود عالم الغیب خدا کا یہ وعدہ ہے اور اس کا خلاف ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔ چھٹا بقیہ آیت ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ گو اس وقت کوئی سامان ان دعاوی کے پورا ہونے کا مؤید نہیں۔ اور سب میٹیریلسٹ (اسباب پرست) متفق ہیں۔ کہ یہ دوہری پیشگوئی ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی مگر یہ بات الٰہی ضرور ضرور پوری ہوگی۔

الغرض اس بات میں اب کوئی شبہ باقی نہ رہا کہ آسمانی انسانوں اور زمینیوں کی پیشگوئی میں صداقت اور مدعی میں فرق ہے اور یہ امر بھی بخوبی طے ہو گیا کہ پیشگوئی کیوں اور کب حجۃ اللہ ہو سکتی ہے۔ دنیا میں ایسے آدمی بھی گذرے ہیں جو سخت گمنامی اور بینوائی کے تاریک گوشہ سے نکل کر حیرت انگیز تغیرات و انقلابات کو دکھاتے ہوئے شہرت کی چمکدار مسند پر بیٹھے ہیں۔

نری کامیابی شرط نہیں بلکہ تحدی کا ہونا ضروری ہے

مگر غار حرا کے خلوت گزین خدا پرست کی خارق العادہ عظمت کو اس قسم کی کوئی نظیر ایک لحظہ کے لئے بھی کمزور نہیں کر سکتی۔ ہم بتلا چکے ہیں کہ اول با تحدی دعویٰ کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ امر واجبات سے ہے کہ دعویٰ کرنے والا مخالفین کی بھاری جمعیتوں کے مقابل پر باوجود ہر طرح کی بے سامانی کے اپنے دعویٰ منجانب اللہ ہونے کی صداقت کا مدار عظیم اسی کو ٹھہرائے کہ وہ انجام کار ضرور ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ ابتدائی اور درمیانی زمانوں میں گو خدا تعالیٰ کی باریک حکمتوں کی بنا پر اسے ناکامیاں پیش آئیں مگر آخر کار میدان اُسی کے ہاتھ رہیگا۔ چنانچہ آیت والعاقبۃ للمتقین اور اسی کے ہم معنی کئی آیتیں اسی مدعا کے اثبات کے لئے وارد ہوئیں کہ یہ راستباز آخر کار اپنے دعویٰ کے موافق ضرور کامیاب ہوگا۔ خدائے ابراہیم و اسمٰعیل (علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام) کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے آخری نبی کو (اللھم صل علیہ وسلم الاف صلوات وتسلیمات واحیتی علی حبہ واملتنی علی حبہ!) احسن نے

فی زمرة محبیه) اُس صداقت اور حق کا جسے تمام انبیا (علیہم السلام) سکھاتے آئے ہیں ایسا کامل و مکمل نمونہ بنایا ہے کہ تمام گستاخ معترضوں اور خردہ گیروں کے تیر اُس چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اور حقیقی مسلمان آج بھی جیسے کہ ہمیشہ سے اسبات کا دعوی کرسکتے اور کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود باجود نہ ہوتا تو نہ صرف گذشتہ راستبازوں کی راستبازی اور اُن کے دعاوی مشتبہ اور ضعیف الثبوت رہ جاتے بلکہ خود خداوند عالم و عالمیان (جل شانہ وعز اسمہ) کے غیب الغیب وجود کا یقینی اور قطعی اور شہودی ثبوت عالم کو نہ ملتا۔ اسی باریک نکتہ کی طرف یہ آیۃ شریفہ جو ضرورت وجود قرآن کا دعوی کرتی ہے اشارہ کرتی ہے۔ وھذا کتاب انزلنہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ ولتنذر ام القری ومن حولھا۔

پیشگوئی زندہ مذہب کا پھل اور نشان ہے اور ضرورت قرآنی کا ثبوت۔

اور اس عظیم کتاب کو جسے نازل کیا۔ اسکی ایک بڑی صفت یہ ہے کہ یہ **مبارک** ہے یعنی اس کے ثمرات اور برکتیں جو زندہ مذہب کی نشانیاں ہیں سدا جاری رہنے والی ہیں۔ توارات و انجیل کی روشنی اور ہدایت اس قابل نہ رہی کہ اس سے آئندہ کو لوگ اپنے چراغ روشن کرسکیں اور نہ اُن کے پیرووں میں زندہ مذہب کے کوئی نشان باقی رہے اسلئے ضرور ہوا کہ ایسی علمی و عملی علامات سے بھری ہوئی کتاب دنیا میں نازل ہو جو ہر زمانہ میں اپنی زندہ برکتوں اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنے منجانب اللہ ہونے کے دعوی کا ثبوت دے سکے۔ اور اس کے پیرووں میں بھی وہ برکات وثمرات تازہ بتازہ نظر آتے رہیں جن کا کل راستباز دعوی کرتے چلے آئے ہیں سو اگلی کتابوں کی تعلیم و تاثیر کے مردہ ہو جانے سے ہی اس **مبارک** کتاب (قرآن) کی شدید ضرورت ثابت ہوئی۔ ثمرات وبرکات اور زندہ نشانوں سے مطلب یہ ہے کہ تین بڑی اصلیں جو الٰہی کتاب کی تعلیم کی علت غائی ہیں یعنی ثبوت توحید ثبوت نبوت اور ثبوت معاد ہر زمانہ میں وہ کتاب اپنی پاک تاثیر سے اپنے پیرووں کے ذریعہ سے ان کا اس طرح ثبوت دے سکے کہ منکران وجود باری تعالی۔ وجود انبیاء (علیہم السلام) اور منکرات قیامت اس کے قاطع ثبوت کے سامنے کسی طرح بھی دم نہ مار سکیں۔ اور یہ بات پیشگوئیوں سے جو عالم الغیب۔ قادر مطلق اور مدبر بالارادہ خدا کا مسکت ثبوت دیتی ہیں پوری طرح حاصل ہوسکتی ہے اور یہ برکت صرف قرآن کریم میں ہے اسی بناپر اسکو اللہ تعالی نے جو اسکا نازل کرنے والا ہے **مبارک** فرمایا ہے۔ دوسری صفت اسکی **مصدق** ہے یعنی تورات و انجیل کے انبیا کی ناتمام پیشگوئیوں اور ناقص تعلیمات کی تصدیق و تکمیل کے لئے ایک کتاب کے نزول کی شدید ضرورت تھی جسے قرآن کریم نے پورا کیا ہے قرآن کے اس دعوے کا ثبوت ایک الگ وسیع مضمون چاہتا ہے جس کی اس مضمون میں گنجایش نہیں۔ اگر اللہ تعالی نے توفیق دی تو کسی وقت اسپر لکھا جائے گا۔ تیسری صفت اسکی یہ ہے کہ یہ کتاب ام القری اور اس کے بعد تمام دنیا کے لئے نذیر ہے۔ یہ بات بھی بڑی تفصیل و بسط چاہتی ہے کہ کس طرح توارات و انجیل اہل عرب پر خصوصاً باوجودیکہ ان کے حامی بڑی مدتوں سے اہل عرب کے ہمسائے تھے اپنی تاثیر پہونچانے سے قاصر رہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے فضلا کا اعتراف ہے کہ بیبل شرک وکفر کا مقابلہ کرنے اور اُس کے استیصال سے ہرگز عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اور آج کل یورپ کی سیاہ بدکاری نے جو وبائے عالمگیر کی طرح اسپر محیط ہو رہی ہے بہت سے خداترس علما کو اسبات کا اقرار کرنے پر اضطراراً مجبور کردیا ہے کہ بیبل میں انسداد جرائم کی ہرگز طاقت نہیں اور اکثر تو صاف صاف لکھنے لگ گئے ہیں کہ قرآن کی حکومت کو سرپر اُٹھانے کے سوا یورپ زنا شراب خواری اور جوئے کے خونخوار ابلیس کی غلامی سے نجات پا نہیں سکتا۔ اور درحقیقت عقیدہ کفارہ جو عیسویت کا ستون اور ہر طرح کی ناجائز آزادی کا پرداز ہی اور بت پرستی تناسخ برہمویت وغیرہ تمام شنیع قباحتیں ان تمام مفاسد کے ازالہ کیلئے قرآن کریم کے سوا کوئی کاری حربہ نہیں والحمد للہ علی ذلک۔

قرآن کریم کے کتاب مبارک ہونے کا ثبوت اس زمانہ میں صرف امام زمان مرزا غلام احمد قادیانی نے دیا ہے

اب قرآن کریم کے اس دعوے کا ثبوت کہ زندہ برکتیں اور ہر زمانہ کے لئے تازہ خدائی نشان صرف اسی کے پیرووں میں

پائے جاتے ہیں۔ بحث طلب امر ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہ بحث بہت جلد بڑی صفائی سے طے ہو جاتی ہے اس زمانہ میں جو مغربی علوم اور دیگر مختلف تقاضاؤں سے ایسی آزادی پھیلی ہے کہ ہر طرف سے قرآن کریم کی صداقتوں پر حملے شروع ہوئے اور وہ نبیوں اصول جنکی تعلیم و اشاعت کے لئے نبیوں کی پاک جماعت اس دنیا میں مبعوث ہوئی احمقوں اور سادہ دلوں کے نزدیک دل خوش کن موضوعہ کہانیاں تصور کیے جانے لگے تو خدائے غیور نے (جس کا پاک قول ہے وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا یعنی اسی نے رات (کفر) اور دن (نور نبوت) کی فطرت میں اس قسم کا نوبتی دورہ اور تداول چکر رکھا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ کفر و بدعت کی مہیب تاریکی اور جاں گزا آفت کے بعد حق و صدق کی درخشاں روشنی کی حق کے بھوکے اور پیاسے پوری قدر کریں اور ان تاریکیوں کے دل دوز واقعات سے عبرت پکڑیں) حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد الوقت۔ امام زمان اور مسیح موعود کرکے مبعوث فرمایا کہ ہر قسم کے معترضوں اور منکروں پر اسکی غالب و بالغ حجت پوری ہو جائے۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس زمانہ میں دہریت اور میٹیریلزم عام طور پر پھیل گئی ہے۔ نہ صرف یورپ کو ہی اباحت پر ناز ہے کہ اس نے علوم جدیدہ کی اشاعت عامہ کے ذریعہ اپنے تمام بچوں کو مذہب کے فضول اشغال اور اللہ تعالیٰ کے وجود کے اقرار اور اُس کی مخلصانہ عبادت۔ یوم الجزا کے بکھیڑوں اور جنت اور جہنم کے وعد و وعید کے بندھنوں سے آزاد کر دیا ہے بلکہ ہندوستان کی حالت بھی ویسا ہی افسوسناک نقشہ دکھاتی ہے کہیں تو صاف اور سیدھے طور پر اللہ تعالیٰ کا انکار ہو رہا ہے اور کہیں عملی طور پر (اور یہی عام ہے) دکھایا جاتا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ دنیا اسباب کی دیوی کی پوجا میں ایسی منہمک ہو رہی ہے کہ مسبب حقیقی پر توکل کرنا جس کے معنے ہیں اسباب عادیہ حسیہ مشہودہ سے ورا ایسی مخفی اور غیر مرئی اسباب پر اعتقاد لانا جنکے اظہار پر اور ان سے بالکل غیر مترقبہ نتائج کے پیدا کرنے پر وہ مدبر بالارادہ متصرف الاشیاء خدائے قدوس قادر ہے ضعف دل اور جہل کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے باری تعالیٰ کی ذات پاک اور اُسکی صفات کاملہ کی نسبت واثق یقین اور لذت بخش اعتقاد دلوں سے بالکل اُٹھ گیا ہے۔ انشاء اللہ اس مضمون پر پوری بحث حضرت مسیح زمان کی سوانح عمری میں کی جائیگی۔ غرض عام طور پر علمی اور عملی دہریت پھیل گئی ہے۔ ایسی حالت میں عیسائی تو کیا ان فسادات کے انسداد و اصلاح کی تدبیر کر سکتے کیونکہ انھی کی سرزمینیں اولاً و بالذات ان قباحتوں کا منبع و مخرج ہیں اور اُنکی مسلمہ کتابیں اس بڑے مقابلہ یعنی علم و مذہب کی جنگ میں مردہ ثابت ہو چکی ہیں۔ خود اس مبارک کتاب اور زندہ نوشتہ (قرآن کریم) کے ماننے والے بھی زہریلی ہوا سے متاثر ہو کر اس مقابلہ کے میدان میں نکلنے سے جی چرانے لگے اور لگے اس نامی پہلوان (یورپین علوم) کے پاس پیغام صلح پہونچانے۔ چنانچہ برکات قرآنیہ کے انکار (انکار تاثیر دعا انکار صداقت رویا۔ کشف۔ الہام۔ انکار تکلم باری تعالیٰ۔ اقرار انقطاع فیوض انبیاء علیہم السلام انکار بعثت مجددان ملت۔ وغیرہ وغیرہ) سے اُنھوں نے ثابت کر دیا کہ اُن کے ہاتھوں میں بھی سوائے مردہ اور منقولی مذہب اور افسانوں کے اور کچھ نہیں۔ غرض جب خدای علیم و حکیم نے آسمان سے زمین پر نگاہ کی کہ دیکھے اُن میں ایک بھی ایسا ہے جو اُسکے ازلی ابدی متکلم قادر مطلق۔ عالم الکلیات والجزئیات اور کل یوم ھو فی شان ہونے کا ثبوت دے سکے۔ اور کوئی ایک بھی ہے جو اُنمیں سے اُس کی صفات کاملہ کا (کہ منجملہ اُنکے انبیا کا ارسال کرنا معہ اُن کے تمام خواص غیر منفکہ کے ...... اور ملائکہ کا اسی عالم میں برگزیدہ بندوں پر بھیجنا ہے) بے ریب یقین لوگوں کو دلا سکے تب اُس نے ایک حقیر اور گمنام گاؤں (قادیان) سے ایک شخص کو اجتبا و اصطفا کی مبارک خلعت پہنائی اور اس امر کے لئے کہ سارے جہان کو اپنی فوق العوق قدرتوں۔ اپنی ہمہ علمی اور اپنے صادق مواعید کا ناقابل نقض یقین دلائے ایسے انسان کو چنا جو درحقیقت اپنے آقا و مخدوم اپنے محبوب و مرشد نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح بے کس بے بس۔ مہجور و متروک خویش و بیگانہ۔ ہر قسم کے علمی سرمایہ سے بے بضاعت۔ گمنام۔ گوشہ گزین کنج ارو مرنیم عالم سے محض ناواقف غرض سیدھا سادھا پاک دل نوٹ انسان تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تعلیم کی حقیقت یا یوں کہو قرآن کی حقیقت اور

حضرت امام زمان کی پیشگوئی آتھم کے بارہ میں نصارا پر زواج کی بارہ میں مسلمانوں پر لیکھرام کے بارہ میں ہندوؤں پر قاطع حجت اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا بھاری نشان ہے

ڈائری امام علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دین کی تائید میں عجیب در عجیب پر زور مضامین کے لکھے جانے پر گفتگو تھی فرمایا۔ (مہوتسو کے جلسہ اعظم مذاہب کے واسطے جب ہم نے مضمون لکھا تو طبیعت بہت علیل تھی اور وقت نہایت تنگ تھا اور ہم نے مضمون جلدی کے ساتھ اُسی تکلیف کی حالت میں لیٹے ہوئے لکھا یا اُسکو سنکر احباب میں سے ایک نے کچھ ناپسندیدگی کا منہ بنایا اور پسند نہ کیا کہ مذاہب کے اتنے بڑے عظیم الشان جلسہ میں وہ مضمون پڑھا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو اُس مضمون کے غالب رہنے کی خبر دی گئی اور بالآخر جب وہ مضمون پڑھا گیا تو مخالفین نے بھی اُسی جلسہ میں اقرار کیا کہ اسلام کی فتح ہو گئی۔ شروع میں اُس مضمون پر راضی نہ ہونے والے دوست کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جسکو ایک دفعہ دہلی جانے کا اتفاق ہوا تو اُسے کہا گیا کہ واپس ہوتے ہوئے ہمارے واسطے فلاں عطار کی دوکان سے عطر کی ایک شیشی لیتے آنا۔ جب وہ شخص دہلی میں اُس عطار کی دوکان پر پہونچا تو اُس نے دیکھا کہ قسم قسم کے عطر نہایت خوبصورت شیشوں میں بھرے پڑے ہیں اور دوکان خوشبو سے مہک رہی ہے اور لوگ اپنی اپنی ضرورت کے موافق عطر خرید رہے ہیں۔ پس اُس نے بھی فرمائش کے مطابق ایک شیشی عطر کی خریدی پر اسقدر خوشبودار عطروں کے پاس ہونے کے سبب اُسکو اپنی خریدی ہوئی شیشی چنداں خوشبودار معلوم نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ اُس نے جرأت کر کے عطار کو شکایت کے طور پر کہا کہ یہ شیشی عطر کی تو مجھکو بہت دور لے جانی ہے اور لوگ شوق سے آکر اسکو دیکھیں گے کہ یہ مشہور دوکان سے آئی ہے پر افسوس کہ تو نے اپنے نام کی عزت کے لائق مجھے عطر نہیں دیا جو بہت خوشبودار اور لطیف ہوتا۔ عطار نے جواب دیا کہ تو اسکو لے جا اور ایسا نہ سمجھ کہ یہ ادنیٰ عطر ہے باہر جا کر تو اس کی قدر و قیمت کو معلوم کرے گا۔ پس وہ وہاں سے چل پڑا اور اپنے وطن کا راہ لیا اور اُس شیشی کو اپنے ساتھ رکھا وہ جس راہ سے گذرتا تھا اُس راہ پر پیچھے سے آنے والے اُس عطر کی خوشبو کو پاتے اور آپس میں کہتے کہ یہاں سے کوئی شخص نہایت خوشبودار عطر لیکر گذرا ہے۔)

یہ بات پیش ہوئی کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور کے اس الہام (وحی) میں کہ انا انزلنٰہ قریبا من القادیان لفظ قادیان پر ال کیوں آیا ہے حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ (اول تو اور بھی کئی ایک گاؤں کا نام قادیان ہے اس واسطے ال آیا ہے اور دویم یہ کہ یہ لفظ اصل میں قاضیان تھا یعنی اس گاؤں کا پہلا نام قاضیان تھا اور اس نام میں خدا تعالیٰ نے ایک پیشگوئی رکھی ہوئی تھی کہ اس جگہ وہ شخص پیدا ہو گا جو حکماً عدلاً ہو گا اس لئے ایک وصفی مادہ کے محفوظ رکھنے کے واسطے اس لفظ پر ال لایا گیا۔)

۲۳ جون سنہ ۱۹۰۱ء

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی تعریف میں جو فرمایا ہے لو انزلنا ھٰذا القراٰن علٰی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اُترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔ جب جمادات پر اُسکی ایسی تاثیر ہے تو بڑے ہی بے وقوف وہ لوگ ہیں جو اُسکی تاثیر سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں اول تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کرے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اُس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعا ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نارضامندی کے تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔)

فرمایا

(حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم* کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور اُن کے طرح طرح کے بد اور جانستاں منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہیگا اور کامیاب ہوگا ہم کبھی اس بات پر یقین اور اعتقاد نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمولی طور سے سلام فرمایا آنحضرت کے لفظ لفظ میں معارف و اسرار ہیں۔)

مفتی محمد صادق

* فٹ نوٹ۔ خود حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام ہوا تھا۔ سلامت بر تو اے مرد سلامت۔ اس الہام کی تصدیق مقدمات میں سے بری ہونے پر بھی ہوئی۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ بخار آیا۔ تو الہام ہوا السلام علیکم چنانچہ اس کے بعد بہت جلد تندرست ہو گئے۔ ان الہامات سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے

بقیہ تقریر

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲ جلد ۵

ان باتوں سے پتہ ملتا ہے کہ فطرت انسانی میں ہٹ تو ہو اگر دلچسپی نہو۔ میں ان مشاہدات اور واقعات پر مدتوں غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ایمان جس کا ذکل خدا کی صفات ہے جسکو اس کا ہی لطف اور ذوق ہے۔ وہ سارے دکھ نکو جھیل سکتا اور ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کرسکتا ہے۔ صحابہ کرام کی تاریخیں پڑھکر جہالت کے زمانہ میں خیال آتا تھا کہ یہ وہی باتیں ہیں مگر زمانہ نے اس راز سربستہ کو کھول دیا ہے کہ یہ واقعی بات ہے ایک قوم نے کرکے دکھا دیا ہے۔ خدا تعالی نے واقعی طور پر دکھا دیا کہ صحابہ کرام واقعی اس امانت کو اٹھانے والے تھے پھر زمانہ کی رفتار نے اسکو کم کردیا۔ اب مسلمانوں کی موجودہ حالت کی طرف غور کرو اور دیکھو کہ انکا کیا حال ہے۔ مجھے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر نوحہ سرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ ملک بھر میں شور مچا ہوا ہے اور واقعی شور ہے کہ مسلمان ہر حیثیت اور ہر پہلو سے تنزل کی حالت میں ہیں اور اس تنزل کے وجوہات بھی ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ اور خیال کے موافق بیان کئے ہیں مگر میرے نزدیک مسلمانوں کے تنزل کی یہی وجہ ہے جو خود قرآن کریم کی پرغور مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے وہ کیا؟ مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ ان میں وہ خشیۃ اللہ نہ رہی جو علماء ربانی کی شان ہے۔ معاملہ کی درستی ان میں نہیں جنوب اور شمال کی طرف جاؤ۔ مغرب اور مشرق میں نکل جاؤ۔ جہاں جاؤ گے ان مسلمانوں کی پست حالت ہی کا نقشہ نظر آئیگا مگر اب وہ کون ہے؟ جس نے قرآن کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہاں بالکل اسی رنگ ڈھنگ میں خدائے قادر۔ قریب متصرف کا پتہ دیا ہو؟ وہ وہی شخص ہے جس نے دعوی کیا کہ اس زمانہ کا **امام** میں ہوں اسی نے کہا کہ میں قوت ایمان کو ترقی دینے کے لئے آیا ہوں۔ اپنے **الہام** اور **پیشگوئیوں** کے ذریعہ سے جن میں ایک مقتدرانہ قوت اور رعب ہوتا ہے۔ اس نے دوبارہ مردہ ایمان کو زندہ کیا۔ بیکسی۔ بے زوری کے وقت میں ناتوانی کے عالم میں جبکہ تمام منصوبے اس کے خلاف ہورہے ہوں خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اس وقت بظاہر کوئی امید اس کے پورا ہونے کی ایک بادی عقل کے فرزند کے نزدیک نہیں ہوتی لیکن وہ نہایت صفائی اور درستی کے ساتھ پورا ہوتا ہے کیا کوئی پیشگوئی ہے جو امام کے منہ سے نکلی ہو اور پوری نہ ہوئی ہو؟ ایک بھی نہیں ایک بھی نہیں!! ہاں وہی انکار کرے گا جو قرآن کریم سے منکر ہے اور سنت اللہ سے ناواقف ہے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ کم از کم ان لوگوں کے لئے جو مان چکے ہیں یہ ہے کہ ان کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ شرح صدر کے ساتھ اس بات کے ماننے کے قابل ہوجاتے ہیں کہ خدا بولتا ہے اپنی مرضی بتلاتا ہے اور وہ متصرف۔ قادر خدا ہے جو ایک انگلی کے اشارہ سے جو چاہے کرسکتا ہے اب یہ ساری باتیں اس امام کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہیں یا نہیں؟ یقیناً ہوئی ہیں۔

میرے دوستو! مہدی ہونے کے لئے اور کیا لوازم تھے بڑی بھاری خوبی عارف کی یہی ہے کہ خدا کو پہچانے اس عارف باللہ امام نے گویا خدا کو پکڑ کر دکھا دیا ہے۔ اب بتلاؤ اور کیا چاہیے تھا میں اپنے اس مضمون میں دکھانا چاہتا ہوں کہ جیسے طبعی طور پر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی ہے اسی طرح سے ولایت طبعی طور پر اس امام پر ختم ہوچکی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن رنگوں اور جن طریقوں سے خدا دکھایا تھا اسی طرح حضرت امام نے اسی رنگ میں خدا کی مقتدر ہستی کا پتہ دیا ہے۔ اب اس کے خلاف کیا رنگ ہوگا۔ یہ بڑی بھاری تجدید ہے۔ جو مہدی ہونیکی حیثیت سے آپ نے کی ہے۔ جب خدا تعالی پر یقین پیدا ہو تو یوم الآخرۃ پر بھی ایمان ہوسکتا ہے ایک ہی بات ہے جو کل راستباز بتلاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

خدا ہے اور یوم الآخرۃ ہے

یہ بیحیائی اور گستاخی کہ گناہوں کو ایسی جرأت اور دلیری سے کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک بچہ دودھ پی جاتا ہے خدا تعالی کی ہستی پر یقین ہونے کے بعد نہیں ہوسکتی۔ ہم اپنی روحوں میں اس بات کا کرشمہ دیکھتے ہیں میں خود اپنی جان میں محسوس کرتا ہوں کہ امام کی صحبت میں رہ کر اور ان فوق العادت نشانات کو دیکھکر ایک ایسا لذیذ ایمان پیدا ہوا ہے اور میری روح میں ایسی خشیت اور خوف ہے کہ عمداً بدی کی طرف طبیعت نہیں جاتی وہ فطرت جسے گناہ سوز فطرت کہتے ہیں پیدا ہوچلی ہے اور یہ کس طرح؟ صرف اسی ایکبات سے کہ میخ فولاد کی طرح طبیعت میں یہ بات بیٹھ گئی ہے اور وہ بھی اوپر ظنی طور پر نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی طور پر کہ خدا تعالی ہے اور وہ بازپرس کرنے والی مقتدر ہستی ہے۔ اور یہ خدا جو ہم نے مانا ہے آج دنیا پر

حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوا۔ جس نے خود پکار کر کہا کہ

آں خدائے کہ از و اہل جہاں بیخبر اند
بر من او جلوہ نمودست گر اہلی بپذیر

غرض پہلی اور ضروری اور بہت ضروری بات یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لذیذ ایمان پیدا ہو جو اس امام کے ذریعہ سے ہوا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قوم میں وحدت کی روح پھونکنے کے واسطے اور سب کو ایک ہی مرکز پر لانے کے واسطے ضروری امر تھا کہ دعوت کی جاتی مگر نری دعوت سے کام نہیں چل سکتا جب تک کہ لوگوں کو منجانب اللہ ہونے کا یقین کامل نہ ہو۔ اور بدوں اس کے دعوت دعوت کامل نہیں ہوتی اور وہ تفرقہ جس کا مٹانا ضروری ہے مٹ نہیں سکتا۔ اس زمانہ میں کسی ایک راہ کی صحت و صداقت کا یقین کامل ہونا بہت مشکل امر ہو گیا ہے کیونکہ سیکڑوں **گدیاں** ہیں اور ہر ایک **گدی نشین** اپنے مقرب اللہ ہونے کا مدعی ہے اور اس کے مرید اس کی مدح و ثنا میں یہانتک مبالغہ کرتے ہیں کہ خدا سے جا بھڑاتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب راستی پر ہوں کیونکہ اگر سب خدا کی طرف سے خدا نما گدیاں ہوتیں یا ہوں تو پھر اسلام کی سچی تصویر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی تصویر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تصویر کیوں انکی اقوال و اعمال سے نظر نہیں آتی یہ صوم و صلوٰۃ کے تارک شعائر اسلامی کی بیحرمتی کرنیوالے گروہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتے ہیں؟ اس قوم کی کسی جماعت کی طرف دیکھو حبشی غلاموں کی طرح اخلاق بگڑے ہوئے ہیں پھر کیونکر مان لیں کہ یہ خدا سے ہیں اور خدا میں ہو کر بولتے ہیں۔ اسلام کی کشتی اسوقت سخت دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔ بیرونی اقوام۔ آریہ عیسائی۔ برہمو۔ فلاسفر وغیرہ کے آئے دن کے حملے نازک حالت تک پہونچا رہے ہیں اگر یہ لوگ خدا سے ہیں اور خدا کے دین قویم کے محافظ ہیں تو ان کی دعاؤں کا اثر تو بید میں دیکھا جاوے انکی غیرت اور حمیت اسلامی کہاں گئی دیکھو کہ کہاں گئی یہ لوگ تو جنین کی طرح اپنے حجروں اور ڈیروں میں پڑے ہوئے ہیں اسلام۔ بانی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قرآن کریم پر دل کو پاش پاش کرنیوالے اور غیور مسلمان کا دل ہلا دینے والے حملے ہو رہے ہیں مگر یہ پروا تک بھی نہیں کرتے۔ پھر کیونکر مانا جائے کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں۔

بہرحال یہ ایک مشکل امر ہے کہ تمیز کی جائے کہ ایک مدعی راستی پر ہے اور دوسرے جو اس کے مقابل میں ہیں وہ حق پر نہیں یہ راز بھی اسی مہدی نے کھولا اور بتلا دیا کہ خدا کی طرف سے وہی ہو سکتا ہے اور خدا سے شدید واسطہ اسی کا ہو سکتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کے کلام سے پورا تعلق ہو۔ اس لئے کہ **لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ** خدا تعالیٰ کی کتاب کہتی ہے آسمانی الاصل لوگوں کے سوا کوئی دوسرا معارف قرآنی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایک راست باز اور صدیق کا نشان ہے کہ اس کو علوم قرآنی عطا ہوں۔ کیونکہ یہ تمام صداقتوں کا مجموعہ اور مجسم صداقت ہے۔ چونکہ قلعہ قرآن کے دروازوں کے کھولنے کے لئے تطہیر ہی ایک کلید ہے اور مزکی القلب انسان اسکو کھول سکتا ہے پس یہ ایک آسان اور سیدھی راہ ہے اس سے آسمانی اور زمینی سلسلوں کا فیصلہ کر لو۔ یہ ایک معیار ہے کہ کبھی خطا ہی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس معیار کو آگے رکھکر ہندوستان و پنجاب کے تمام صوفیوں گدی نشینوں سجادہ نشینوں پیرزادوں اور مولویوں کو دعوت کی گئی کہ آؤ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تمھاری تعلقات ہیں اور تم اسی میں ہو کر بولتے ہو تو قرآن کریم کے معارف و اسرار کے اظہار کے لئے قلم اٹھاؤ مگر ایک بھی نہ ہوا جو مقابلہ میں آتا اور دنیا کو دکھاتا کہ بیشک وہ مزکی القلب اور مطہر الشان ہے۔ میرے دوستو بار بار سوچو ایسا نہ ہو کہ سرسری طور پر گذرنے والے ثابت ہو۔ یہ وہ حربہ ہے جس نے تمام صوفیوں اور مدعیوں کو نیچا دکھایا۔ واللہ باللہ ثم باللہ تمام باطلوں کو یہ حق نگل گیا ہے اور آج ایک بھی نہیں جو سامنے آ سکتا ہو میں پھر کہتا ہوں کہ ہاں ایک بھی نہیں جو اس میدان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جرنل کے سامنے ایک منٹ بھی کھڑا ہو سکے۔

یہ ایک دھوکا اور وہم ہے کہ فلاں شخص بے جوڑ فقرے اور ٹکڑے یا چند خوابیں سناتا ہے اور انکو الہامی بتاتا ہے۔ میرے عزیزو! یاد رکھو نرے فقرے سنانے سے کوئی شخص وہ عزت اور بزرگی نہیں پا سکتا جو ایک **مامور من اللہ صادق** کو دی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ایک قحبہ اور سیاہ کار عورت کو بھی کوئی نہ کوئی سچی خواب آ سکتی ہے اور آ جاتی ہے یا ایک جاہل محض اور بیدین کی زبان پر بھی چند فقرے جاری ہو سکتے ہیں تو نفس فقروں سے یا سچی خواب سے وہ عظمت کا مستحق نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ چیز جو کسی صادق کو منجانب اللہ اور معزز انسان بناتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات ہیں جو اسکو دئے جاتے ہیں

اگر یہ اسکو حاصل نہیں تو سمجھو کہ وہ کوئی **خدا نما** اور قائم خدا کا موید خلیفہ نہیں جس چیز کی دنیا کو حقیقتاً ضرورت ہی وہ یہ ہے کہ انسان کو خدا سے ملا دیا جاوے اور اسکو اس کی کھوئی جگہ پر پہونچایا جاوے اس لئے وہ چیز جو انسان کے لئے اس راہ میں پوری معنوں میں مفید ثابت ہوئی ہے وہ **صرف قرآن کریم ہے** اور اُس کے حقائق اور معارف کو بیان کرنے والا مظہر اور مزکی القلب انسان جو خدا کے قاہرانہ نشانات اپنے ساتھ رکھتا ہے وہی ہے جسے **خدا نما** انسان کہتے ہیں۔ اب غور کرو کہ یہ بات کیا ہے؟ کہ انڈیا بھر کے آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے اور تمام اسلامی دنیا کے رہنے والے کئی کروڑ نفوس میں سے ایک مدعی بھی اس قسم کا پیدا نہیں ہوا جو قرآن کریم کی عظمت و جلال کو دنیا پر ظاہر کرنے کا مدعی ہو اور نہ صرف مدعی بلکہ اُس نے اپنے طرز عمل سے قرآن کریم کی **واجب العمل تعلیم** کو اور پھر اپنے نشانات سے اُس پاک تعلیم کے ثمرات کو اور اپنی پاس بیٹھنے والوں کی پاک تبدیلی سے اپنے اثر کو دکھایا ہو۔ ؟؟؟ یہ بات صرف صرف آج دنیا میں کسکو حاصل ہے؟ اُسی کو جو **احمد کا غلام** ہو کر آیا ہے!!!

مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس جن دنوں سیالکوٹ تشریف فرما تھے ایک روز میر حکیم حسام الدین صاحب کے مکان کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے میں بھی پیچھے تھا آپ ٹھہر گئے اور پیچھے مڑ کر مجھے کہا کہ **مولوی صاحب! میرے ساتھ چلو میں خدا دکھا دونگا** یہ زبردست الفاظ اور وہ پاک صدا اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے اور میرے دل پر اب تک اسکا گہرا اثر باقی ہے

...... میں خدا تعالیٰ کے اس گھر میں کھڑا ہوا شہادت دیتا ہوں کہ بیشک میں نے **میرزا غلام احمد** کے ذریعہ خدا کی نصرتیں اور ملائکہ کا سلام (اُسپر ہو) **خدا کو دیکھا**! یقیناً خدا کو دیکھا!!۔

اندرونی طور پر جس بڑی بھاری اصلاح کی ضرورت تھی وہ مہدی ہونے کی حیثیت سے اس امام نے کی۔ جو لوگ کہتے تھے ہائے کیا کریں اختلافات باہمی نے ناک میں دم کر رکھا ہے کوئی صوفی اپنی طرف کھینچتا ہے دوسرا سجادہ نشین اپنی طرف مائل کرتا ہے ایک مولوی ہے جو تقلید پر مرتا ہے دوسرا ہے جو مقلدین پر لعنت کرتا ہے حق مخفی ہو گیا ہے کدھر جائیں کیا کریں کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ وہ آج دیکھیں کہ اختلافات کو اس نے کیسا بھسم کر دیا ہے۔ اختلافات کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک منور اور امتیاز کر دینے والی روشنی ہے۔ جس حق و حکمت کو لے کر حضرت مرزا صاحب میدان میں نکلے ہیں دوسرا سامنے آ نہیں سکتا گویا ان سب نے عملی طور پر مان لیا ہے کہ حق اسی تلوار اور لمبے سایہ کے نیچے آ گیا ہے اور جب بات یہ ہے تو پھر طبعی اور فطرتی طور پر مرزا صاحب کو خاتم ولایت ماننا پڑے گا۔

الغرض علما کے مقابلہ میں زہاد اور گوشہ نشین صوفیوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے مدعیان کرامت گدی نشینوں کے مقابلہ میں یہ حربہ ایسا کارگر ثابت ہوا ہے کہ آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذروں سے بھی زیادہ معانی ہو سکتے ہیں۔ اب میں کہہ سکتا ہوں کہ الحمد للہ جیسا میں نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کو حقیقی استحقاق پہونچتا ہے کہ ختم ولایت کا دعویٰ کرے اسکو میں نے ثابت کر دیا ہے لیکن میں اسی پر بس نہیں کرتا کسی قدر اور بسط سے اسپر بحث کرتا ہوں۔

اندرونی اختلافات کی جڑیں اس نے بتلائی ہیں اور پھر اُن کے دور کرنے کی راہیں دکھائی ہیں۔ اولاً یہ کہ خدا پر ایمان کیونکر ہو اُس کے لئے اپنی بیشمار نشانات پیش کئے اور ایسی نشانات کہ جنکی گواہ ایک بڑی مخلوق ہے کہ کیونکر قبل از وقت واقعات کی خبر دی گئی اور وہ پوری ہوئے۔ اس معاملہ میں میں کسی اور کی شہادت دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا خود میں ایک گواہ موجود ہوں۔ میں نے صدہا خطوط ایسی پیشگوئیوں کے جو قبل از وقت بتلائی گئیں اپنے دوستوں کو لکھے ہیں کیونکہ خطوط کی روانگی اور ڈاک کا جواب دینے کی خدمت میرے سپرد ہے اور پھر وہ عین وقت پر منشاء الٰہی کے موافق پوری ہوئی ہیں۔ **دوم تفرقہ باہمی** اس کے دور کرنے کا معیار میں نے ابھی بتلایا ہے کہ قرآن کریم کے حقائق اور معارف کے بیان کرنے کی تحدی کی جس سے ہر قسم کے لوگ عاجز آ گئے اور مستعد طبیعت لوگوں نے اس کے ساتھ پیوند لگا کر ایک وحدت کا سبق سیکھا۔

پھر **تیسری** ایک اور عظیم الشان بات ہے جو گو اختلاف باہمی کی مد میں آ سکتی ہے مگر حقیقت میں وہ جدا امر ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک عالم کی ایک رائے ہے دوسرے کی اور۔ ایک حدیث پیش کرتا ہے دوسرا اسکو ضعیف قرار دیتا ہے شیعہ اپنی طرز کی حدیث پیش کرتا ہے اور سنی اپنے رنگ کی۔ اس طرح پر یہ ایک عظیم الشان اختلاف تھا نہ دلائل سے کام چل سکتا تھا اور نہ کسی اور طرح فیصلہ ہوتا تھا۔ اس میں اس مجدد نے جو تجدید کی وہ اُسی رنگ کی تجدید ہے جیسے محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

نرالی بدعت قرآن کریم اردو میں۔ **مسلمانوں کی بدقسمتی سے قرآن کریم** کا پڑھنا پڑھانا بھی ان کا کم ہو چکا تھا اس پر عمل کرنا تو ایک بڑی بات ہے اور اسلام کے کمزور کرنے کے لئے بیرونی آفتوں اور دجالی فتنوں کے علاوہ خود مسلمانوں کی ضعیف الایمانی بداعتقادی اور دور از قیاس قصص کا قرآنی اعجاز میں دخل پانا ہے سرو پا تفسیروں کا رواج۔ مردہ اور صلیب کے پجاریوں کو مدد دینے کے لئے مسیح کی نسبت خلاف قرآن عقائد کا تجویز کرنا ہی کم نہ تھا جو جہلم کے ایک وکیل صاحب کو قرآن کریم کے اردو **زبان میں** کرنے کی **بدعت** کا خیال آیا۔ ہم کو نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ **چودھویں صدی** راولپنڈی نے اس تجویز کو شائع کرتے ہوئے دوسرے اسلامی اخباروں کو بخیال خویش (اور ہمارے خیال میں سخت قابل نفرت) اہم اور مفید تحریک کے لئے قدم قوم کو متوجہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے + اور اس طرح اس تجویز کی اہمیت اور خوبی کا اعتراف کیا ہے + ہم چودھویں صدی اور قرآن کریم کو محض اردو میں کرنے والے مجوز وکیل صاحب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ **بغیر** مسلمانوں کو ایسی معنید تجویز وں (جو اسلام کی بیخکنی کرنے والی ہیں) معاف ہی رکھیں۔ کیا انھیں نہیں معلوم کہ ترجمہ صرف مترجم کے ذاتی خیالات ہوتے ہیں اصل زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں جن کتابوں نے (بائبل) رواج پایا اسکا حشر کیا ہوا + بجز تراجم کے عیسائیوں کے پاس کچھ بھی نہیں رہا اور اصل زبان کا پتہ تک نہیں ملتا + اسی بدعت کا خبط کوئی تیرہ سال پیشتر **محمد حسین** شیشن ماسٹر علاقہ برہما کو بھی پیدا ہوا تھا چونکہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم کا حافظ و ناصر ہے اسلئے پھر اس شخص کے رسائل کا نام تک نہ سنا گیا۔

مشہور معاند اسلام پادری عماد الدین امرتسری نے عملی طور پر اس حیلہ سے اسلام پر خطرناک حملہ کیا ہے اُسنے اردو زبان میں اپنا ایک ترجمہ قرآن کریم کا شائع کیا ہے جس کے لفظ لفظ سے شرارت اور خباثت کی بو آتی ہے۔ بالغرض قرآن کریم کے اصل متن کو چھوڑ کر نرے تراجم شائع کرنا اور اسکو قوم کی بہبودی کا ذریعہ قرار دینا نادان دوستوں کا کام ہے جو مسلمان رہ کر اور مسلمان کہلا کر اس قسم کی جرأت کرتے ہیں قرآن کریم کی زبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان خدا تعالیٰ کے پاک الفاظ اور پاک کلام کو چھوڑ کر انسانی خیالات کو ترجیح دینا یہ کیا دانشمندی ہے۔

چودھویں صدی کے ایڈیٹر کو مناسب ہے کہ وہ بہت جلد اس بیہودہ خیال اور خطرناک بدعت کے رد کرنے کی تجویز کرے۔ ورنہ اس قسم کے مضامین کی اشاعت سچے مسلمانوں کے معتقدات کو صدمہ پہنچانے والی ہے اور ایک رنگ میں یہ قرآن کریم کی بےحرمتی ہے۔ سردست ہم اس مختصر سے نوٹ پر اکتفا کرتے ہیں کسی دوسری اشاعت میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس تجویز کے بودا پن اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس کے مضر ہونے کے پہلوؤں پر بشرط ضرورت بحث کریں گے۔

خواب حیرت اور اسلام پر اسکا اثر۔ **ایڈیٹر کرزن گزٹ کو کوئی سوا دو مہینے سے** ایک خواب آرہا ہے جو کرزن گزٹ کے ایڈیٹوریل کالم میں شائع ہوا کرتا ہے۔ خواب کیا ہے اچھی خاصی **الف لیلہ** ہے اور وہ بھی دنیا زاد ہمکو اس سے بحث نہیں کہ انکو ایسا خواب آیا یا آرہا ہے یا ان کی اس میں ابتدائے آفرینش سے لیکر اب تک کے کل واقعات انکو دکھلائے گئے + بلکہ ہمکو صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس **خواب کا** اثر اسلام پر کیا پڑے گا۔ ہم اس کے بہت بڑے حصہ کو سردست چھوڑ کر **خواب نمبر ۹** پر مختصر سا ریمارک کرنا چاہتے ہیں خواب کے اس حصہ میں حیرت صاحب نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی کہانی حضرت مسیح کی زبانی (معاذ اللہ) بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ خود مسیح کے بیان سے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ **یوسف نجار کے بیٹے تھے**۔ ہم بڑے زور کے ساتھ اس بیہودہ خیال کی تردید کرتے ہیں قرآن کریم کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے۔ ہمارا ایمان **ہے کہ مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے** اور ان کی یہ پیدائش بنی اسرائیل میں آئندہ کے لئے سلسلہ نبوت کے انقطاع پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ اور قرآن کریم کے کسی مقام سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کے نزدیک مسلم ہے اور یہ امر قانون قدرت کے ہرگز منافی نہیں ہے ان کے لئے باپ تجویز کرنا اس آیت اور نشان الٰہی کی بےحرمتی کرنا ہے جو انکی پیدائش میں رکھا گیا تھا۔ اور یہ نشان صرف اسلئے تھا کہ وہ بنی اسمٰعیل میں خاندان نبوت کو منتقل کرنے والا ٹھیرا بلکہ اس نشان کی تہ میں وہ سر بھی تھا جو مثیل موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

[illegible]

واسلام کے چودھویں خلیفہ مسیح موعود کے متعلق تھا۔ تاکہ الائمۃ من القریش کے الفاظ پر مرمٹنے والوں کو پتہ لگ جائے کہ اسی مماثلت کے لحاظ سے ضرور تھا کہ آنے والا مسیح موعود قریش میں سے نہ ہوگا اسی طرح جیسے **مسیح بن مریم** کے بن باپ پیدا ہونے میں اس امر کی طرف صریح اشارہ تھا کہ آیندہ کے لئے بنی اسرائیل کے گھرانے سے نبوت کا خاتمہ ہوا۔

یہ کوئی مشکل امر نہیں اس راز کو ہمارے **سید و مولیٰ امام** نے اپنی جدید تصانیف میں نہایت بسط کے ساتھ لکھ لا ہے۔ بہرحال ہمارا منشا اس نوٹ میں اس امر کے اظہار کا ہے کہ حیرت صاحب کے خواب کا یہ حصہ ہرگز ہرگز اسلام کے منشا اور قرآن کریم کے مدعا کے موافق نہیں ہے اور یہ کبھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح کا کوئی باپ بھی تھا۔ پس ایسے امور کی اشاعت سے حیرت صاحب اسلام کو صدمہ پہونچانے کی کوشش نہ کریں جو قرآن کریم سے ثابت نہیں ہے۔ امید ہے کہ وہ اپنے اس خواب کی اصلاح کرنے کی فکر کریں گے اور کسی قسم کے تذبذب اور حیرت میں نہ پڑیں گے۔ ہم ان کی صرف ان باتوں کی طرف بشرط ضرورت توجہ کریں گے جو معقول تہذیب اور متانت سے وہ پیش کرینگے ورنہ ہم پہلے سے کہے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس بے سود طویل تحریروں کے جواب دینے کی گنجایش نہیں ہے۔

نیر اعظم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

مراد آباد کے اخبار نیر اعظم میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ذیل کا نوٹ شائع کیا گیا ہے۔

ہم عرصہ دراز سے مرزا صاحب کی تصانیف اور ان کے عجیب دعووں کی نسبت خیال کر رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ اس صدی ہجری میں یہ نیا فرقہ اسلامی اصلیت کو کسی زبردست مصیبت میں پھنسانا چاہتا ہے مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں نبوت کا دعوی کر دیا ہے وہ اپنے آپ کو مثیل مسیح علیہ السلام کہتے ہیں اور مہدی موعود ہونے کا دعوی کرتے ہیں افسوس ہے کہ اس دین اختراعی میں مسلمانان پنجاب کا ایک گروہ کثیر شامل ہوتا چلا جاتا ہے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر یہی حالت رہی تو ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہب کو سید احمد خاں کے آزادانہ خیالات سے اسقدر صدمہ نہیں پہونچا تھا جتنا اندیشہ مرزا صاحب قادیانی اور انکے مریدوں سے ہونا چاہیئے ہم علماء ہند سے خاصکر اس بات امید کرتے ہیں کہ براے خدا و رسول جہاں تک جلد ممکن ہو اس فتنۂ جدید کی جو مرزا صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوتا چلا ہے خبر لیں ورنہ پھر حالت لا علاج ہو جائے گی اور ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہب جو دشمنوں کے نزدیک ہمیشہ روحانیت کی کنجی رہا مرزا صاحب کی تعلیمات سے بالکل مٹی کے ایک ٹوٹے پیالہ کی طرح ہو جائے گا

تم کلامہ

یہ تو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کو ہرگز نہیں پڑھا ورنہ ان کو یہ کہتے ہوے شرم آجاتی کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ حضرت اقدس نے صاف کہدیا ہے بلکہ موٹے حرفوں میں لکھدیا ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم ہستم و ز خدا وندم منذرم

نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادعائے نبوت کی یہ دلیل دی ہے کہ انھوں نے مثیل مسیح اور مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ آجتک کسی مسلمان کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہے کہ وہ مہدی موعود کو نبی مانتا ہو یا مسیح موعود کی نسبت یہ نہ مانتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب جس مسیح اور مہدی کے منتظر ہیں کیا وہ نبی ہوں گے؟ اگر نبی ہونگے تو لا نبی بعدی کے کیا معنے ہوں گے۔؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **خاتم النبیین** ہونے کے کیا معنی ہوں گے؟ یہی تو بات ہے جسکو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں ہو سکتا اس مضمون پر حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں بہت بڑا زور دیا ہے۔ افسوس تو یہی ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے ان کتابوں کو پڑھا نہیں۔

ہاں یہ سچ ہے کہ مسلمانان پنجاب کا ایک گروہ کثیر اس سلسلہ عالیہ میں شامل ہو گیا ہے اور روز بروز شامل ہوتا جاتا ہے اور پنجاب ہی پر خصوصیت نہیں ہندوستان میں بھی کوئی ضلع اور شہر اس سلسلہ سے

خالی نہیں اور ما سوا اس کے اکناف و اطراف عالم میں اس سلسلہ مبارکہ کی دھوم ہے اور ہر ایک بلاد اور امصار و دیار سے لوگ فوج در فوج متوجہ ہو رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے کسی کے روکنے رک نہیں سکتا۔

جن علما کو آپ اس نور اللہ کے بجھانے کے لئے اُبھارتے ہیں وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں نور کے آگے ظلمت ٹھہر سکتی ہے اگر انہیں الٰہی روشنی ہوتی تو دنیا میں اندھیر کیوں پڑتا اس جری اللہ کے مقابلہ میں انھوں نے پہلے ہی ہتھیار ڈالدئے اور یہ کہنا کہ مسلمانوں کی مذہب کو صدمہ پہونچے گا صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ بیشک سچ ہے کہ موجودہ مسلمانوں نے جو قرآن کریم کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منشا کے خلاف عیسائیوں کیسے عقائد بنا رکھے ہیں کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اُٹھایا گیا اور افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور زمین کے نیچے دفن ہوگئے اور یہ کہ مسیح کی زندگی پر زمانہ نے کوئی اثر نہیں کیا۔ باوجودیکہ وہ انسان کھانے پینے اور ہگنے موتنے کا محتاج مگر اب حی و قیوم کی طرح تمام لوازمات اور حوائج انسانی سے بے نیاز ہے اور وہ عالم الغیب اور محیی او ممیت اور خالق بھی ہے یہ تمام فاسد عقائد بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے دور کئے جائیں گے اگر روایات اور تودۂ طوفان کے دور کرنے سے نقصان پہونچتا ہے تو پہونچا کرے۔ اب وہ وقت آتا ہے کہ ابراہیم حنیف اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے گا جو قرآن کریم دین قویم کے نام سے لیکر آیا تھا۔ یہ فرضی ڈھکلے اور بناوٹی کہانیاں تقویم پارینہ دیوار کا غذ بنا کر دکھادئے جائیں گے زندہ نشانات اور روحانی برکات کے ساتھ اسلام کا غلبہ کرکے دکھایا جاتا ہے۔ اور خود اس سلسلہ عالیہ کی آسمانی تائیدات ہیں جو ایک عالم کو اپنی طرف کھینچتے رہتی ہیں۔

اب علماء ہند کو ملاخ کے لئے پکارنا ایڈیٹر صاحب کی غفلت کی اور بھی دلیل ہے کیا انھیں معلوم نہیں کہ ہند و پنجاب کے علما نے اپنی متفق اور متحد کوششوں سے مقابلہ کرکے دیکھ لیا کہ ان کے ہاتھوں میں سکت اور ان کے دلوں میں وہ قوت نہیں ہے جو اس سلطان القلم کے مقابلہ میں ٹھہر سکیں اگر کسی میں کوئی قوت اور طاقت تھی تو اُنھوں نے کیوں حضرت اقدس کی دعوت کے مقابلہ میں سکوت کیا جب کہ اُن کو بُلایا گیا کہ آؤ قرآن کریم کے حقائق اور معارف کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کرلو۔ قرآن کریم کی فصیح و بلیغ عربی میں تفسیر لکھکر مقابلہ کرلو قبولیت دعا کا دعویٰ ہے تو آؤ اسی میں مقابلہ کرلو۔ خدا تعالیٰ سے تعلق اور قرب کا دعویٰ ہے تو آؤ پیشگوئیوں میں مقابلہ کرلو۔ ایک بھی مرد میدان نہ ہوا اور نہ ہوگا کیوں؟ اسکے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید ہے یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور اُن میں یہ بات نہیں ہے۔ ہم نیر اعظم کے ایڈیٹر کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اگر وہ حضرت اقدس کی تصنیفات کو انصاف کے ساتھ پڑھے گا تو اسکو معلوم ہو جاوے گا کہ اسلام کو جس روحانیت کی کلید رکھنے کا فخر ہے وہ کلید اسوقت

مرزا غلام احمد قادیانی

کے پاس ہے اور اس کے مخالف مسلمانوں کے ہاتھ میں مٹی کا ایک ٹوٹا ہوا پیالہ ہے جس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے۔

ست بچن آریہ دھرم

یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے سکھ قوم پر اسلام کی طرف سے اتمام حجت کی ہے اس کتاب کی قبولیت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ تھوڑے ہی عرصہ میں فروخت ہوگیا اور زیادہ تر سکھ قوم ہی نے اسکو خریدا ہے بعد میں کثرت سے درخواستیں آئی ہیں چونکہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتب خانہ میں جدید در جدید اور نئی سے نئی کتابیں شائع ہوتی ہیں اور نہ وہ کتابیں تجارتی اصول پر شائع کی جاتی ہیں اس لئے دوبارہ کسی کتاب کے طبع ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ اس لحاظ سے ان درخواستوں کا کوئی لحاظ نہ کیا گیا۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ست بچن آریہ دھرم کی ڈیڑھ سو درخواستیں وی پی روانہ کرنے کی وصول ہو جائیں تو اس کتاب کو دوبارہ چھاپ دوں اسلئے ہر ایک شخص جو ست بچن آریہ دھرم کا مشتاق ہو اپنی درخواست میرے پاس بھیجدے۔

(ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان)

خطبۃ الہامیہ

حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اعجازی الہامی خطبہ عنقریب طبع ہوکر شائع ہونے والا ہے اس کے دوسرے حصہ میں حضرت اقدس نے سورہ فاتحہ اور قرآن کریم کے اکثر مقامات کی نہایت لطیف افصح و ابلغ عربی

ہیں تفسیر کی ہے۔ اور بڑے واضح اور روشن دلائل قرآنی کے ساتھ اپنے دعاوی کا ثبوت دیا ہے۔ کتاب حق کے طالبوں کے لئے خضر راہ ہوگی درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

طاعون کی دوائی

اخبار الحکم میں جو طاعون کا علاج حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار میں سے اقتباس کرکے دیا گیا تھا اس کے موافق ہمارے عزیز مخلص بھائی ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب منصرم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے جدوار کی گولیاں اور عرق طیار کیا ہے۔ اس لئے اطلاع دی جاتی ہے کہ جو صاحب چاہیں شیخ عبداللہ صاحب منصرم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام لاہور سے طلب کریں قیمت فی ڈبیہ جس میں (۱۰۰) گولیاں ہونگی علاوہ محصولڈاک ۱۲؍ اور جس میں دوسو گولیاں ہوں گی عہ اور جس میں چارسو گولیاں ہوں گی عا۔ مفصل حالات شیخ صاحب موصوف سے بذریعہ خطوط معلوم ہوسکتی ہیں۔

مختلف واقعات

کپتان آر ایم لوئیس صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کپتان ڈگلس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ۳ مہینے کی چھٹی پر جائیں گے۔

نواب صاحب والی بہاولپور کی شادی کتخدائی ۱۱؍ جولائی ۱۹۰۱ء بروز پنجشنبہ شب جمعہ کو ہوگی۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ آئندہ کوئی مسلمان شہروں میں آوارہ پھرنے اور بھیکھ نہ مانگنے پائے ایسے تمام لوگ رجسٹر میں درج کئے جائیں جو کام کرنے کے بالکل قابل نہ ہوں انکو محتاج خانہ میں رکھا جائے۔ جو جوان ہوں مرد ہونے کی صورت میں انکو توپخانہ عامرہ اور دیگر کارخانوں میں اور رسائل عورتونکو اُن کارخانوں میں جہاں عورتیں کام کرتی ہیں بھیجدیا جائے۔ اور لڑکونکو اُن کارخانوں کے متعلقہ مدارس میں کہ پڑھیں بھی اور کام بھی سیکھیں۔

ہندی مہم کی فوجوں کے واپس آنے پر چین میں تاہم ۱۲ ہزار فوج بروے انتظام کے باقی رہے گی۔

آسام میں بارہ روپے تنخواہ پانیوالونکو بمعاوضہ گرانی غلہ کے ایک روپیہ اضافہ ملے گا۔

ترکی کے متعلق ۳؍ مئی کے ٹائمز میں یہ بالکل بکواس تھی کہ بقایای تنخواہ سے تنگ آکر ترکی فوج کے اکثر سپاہی بھاگے جارہے ہیں اور فراری کے بعد ڈکیتی کا پیشہ اختیار کررہے ہیں در اصل اس بیان کی وہاں وہم و گمان میں بھی کوئی اصلیت نہیں۔

مسٹر آر بخفر سارٹل صاحب ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے بھی ایک رقم چندہ حجاز ریلوے میں دی ہے

روس کا نامی گرامی اخبار نوو رمیا ایک ہفتہ کے لئے اس جرم میں معطل کیا گیا کہ اس نے حال کے بلووں کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ مزدوروں کی حالت قابل رحم ہے انکی اجرت میں اضافہ ہو تو کبھی بلوہ نہو

اخبار جامع العلوم مراد آباد کے سابق مالک انبا پرشاد کی کل جائیداد جرمانہ میں نیلام ہوگئی ہے۔

کانپور کے مسٹر راف نے غلط الزام عصمت دری کے لئے اخبارات کلکتہ سے ایک لاکھ روپیہ ہرجانہ چاہا ہے۔

مخبر بیون راوی ہے کہ آنریبل مسٹر ینگ ہسبنڈ صاحب بہادر ابھی روز لفٹنٹ گورنری سے ریٹائر ہوں گے جس تاریخ سے کہ سرحدی صوبہ کا انتظام ہوگا +

بیعت

شیخ غلام عباس صاحب امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ
امام الدین صاحب معمار سیالکوٹ محلہ خسرے والہ
سید حسین صاحب۔ بھوگام ضلع میں پوری
والدہ " "
شیخ محمد الدین صاحب۔ بڈھا گھرایا ضلع سیالکوٹ
منشی حسین بخش صاحب۔ دھون "
عبد الرحمن خانصاحب خانساماں۔ بارہ مولہ ڈاک بنگلہ علاقہ کشمیر
کریم بخش صاحب سوداگر لنگی۔ لودھیانہ
محمد عبد الوہاب صاحب حیدرآباد دکن
والدہ و ہمشیرہ و اہلیہ " "
سید اکبر شاہ صاحب حسن پور دوان پور متصل آروپی۔ کشمیر تحصیل ہری پور
میاں اللہ دتا صاحب۔ کروڑ ضلع ملتان
نور محمد صاحب۔ وزیر چک ضلع گوجرانوالہ حال خانوادی گوشہ نشین پٹواری سرکت
بابو موتی رام صاحب سٹیشن ماسٹر خانی
شیخ فتح محمد صاحب۔ سید کھیڑی ریاست پٹیالہ علاقہ راجپورہ۔
عطاء اللہ صاحب۔ درگا نوالی۔
عنایت اللہ صاحب " عبد اللہ صاحب "
عبد الکریم صاحب " عبد الرحمن صاحب "
عبد الحکیم صاحب " حاکم الدین صاحب "
دختر حاکم الدین صاحب " دختر ثانی " "
زوجہ " زوجہ ثانی " "
زوجہ عطاء اللہ صاحب " دختر "
اسمٰعیل صاحب " زوجہ غلام حسین صاحب "
محمد شفیع صاحب سب پوسٹماسٹر جگادھری ضلع انبالہ۔
عطا محمد صاحب سیالکوٹ۔
دلاور ملک صاحب۔ جہورہ ضلع مظفر آباد ڈاکخانہ رام پور تحصیل اوڑی۔
خدا بخش صاحب کپور تھلہ
کرم دین صاحب۔ چک سکندر ضلع گجرات
نیک عالم صاحب " "
مستری فضل الٰہی صاحب جہلم۔
علی احمد صاحب نوشاہی۔ رنمل گجرات ڈاکخانہ ہنڈی کالو تحصیل پھالیہ
جمال الدین صاحب۔ ہیڈ کاتب مطبع پنجاب گزٹ سیالکوٹ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان بہ اہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

صفر ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲	دار الامن والامان قادیان ۱۷ جون ۱۹۰۱ء	جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۱ جلد ۵

جوش پیدا ہو اور صحیح اور لیں کو اسلئے بطور شاہد بیان فرمایا تا آپ کی امید وسیع ہو اور تسلی اور اطمینان پیدا ہو۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان قسموں کے بیان کرنے سے اصل مدعا یہ رکھا ہے کہ تا بدیہیات کو نظریات کے ذریعہ سمجھا وے اب سوچکر دیکھو کہ کیا پر حکمت مسئلہ تھا مگر ان بدبختوں نے اسپر بھی اعتراض کیا

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

ان قسموں میں ایسا فلسفہ بھرا ہوا ہے کہ حکمت کے ابواب کھلتے ہیں۔ غرض یہ **حرب** ہمارا کام ہے جس کی آج ضرورت ہے۔ اس سے علوم کے دروازے بھی کھلتے ہیں اور مخالف بھی حجت اور بینہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ پنجاب کے لوگ جن معارف اور حقائق سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں بلاد شام اور دیگر ممالک اسلامیہ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ہے اس لئے کہ ہم پر تو یہ مصیبت آچکی ہے ہر طرف سے حملہ پر حملہ ہو رہا ہے اس لئے ہم کو قوت متفکرہ سے کام لینا پڑتا ہے اور دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے حضور ان مشکلات کو پیش کرنا پڑتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری فرماتا ہے۔ اور اپنی پاک کتاب کے حقائق اور معارف سے اطلاع دیتا ہے۔ حکما کہتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس دن استعمال نہ کیا جائے وہ بیکار ہو جاتی ہے ہمارے ایک ماموں صاحب تھے وہ پاگل ہو گئے انکی فصد لی گئی اور انکو تاکید کی گئی کہ ہاتھ نہ ہلائیں انھوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہو گیا + غرض یہ ہے کہ جس عضو سے کام نہ لیا جائے وہ بیکار ہو جاتا ہے۔

ہندوؤں میں جوگی اور ایسا ہی راہب وغیرہ جو عورتوں کے قابل نہیں رہتے اس کے دو ہی سبب ہوتے ہیں یا تو بد معاشیوں کی کثرت کی وجہ سے یا انقطاع کلی کے بعد + اور اس امر کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ جن اعضا کو بیکار چھوڑا گیا وہ آخر بالکل نکمے ہو گئے۔

اس وقت جو ہمپر قلم کی تلواریں چلائی جاتی ہیں اور اعتراضوں کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوتوں کو بیکار نہ کریں اور خدا کے پاک دین اور اس کے برگزیدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کے لئے اپنے قلموں کے نیزوں کو تیز کریں خصوصاً ایسی حالت میں کہ اللہ

تعالیٰ نے سب سے بڑھکر ہمکو یہ موقع دیا کہ اسنے سلطنت انگریزی میں ہمکو پیدا کیا

محسن کے احسانات کی شکر گذاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ

تفسیر القرآن کا پہلا پارہ قیمت ۴ عہ۔ دفتر الحکم سے ملے گا۔

کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کشی اور غداری کا ناپاک مادہ اس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اسکو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اسنے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پرجفا زمانہ سے نجات دلانے کے لئے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیجدیا۔

اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس قسم کے اعتراضوں کی بابت ذرا بھی سوچ نہ سکتے چہ جائیکہ ہم انکا جواب دے سکتے۔

اب ہم ان اعتراضوں کا جواب بڑی آزادی سے دے سکتے ہیں پھر اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور ناشکر گذار ہوں گے۔ ہم کو غور اور فکر کا موقع ملا۔ دعاؤں کا موقع ملا۔ اور اس طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ابواب ہم پر کھولے۔ اگرچہ مبدء فیض وہی ہے لیکن انسان اپنے میں ایک سنے قابل بنا تا ہے اسپر لحاظ اسکے استعداد اور ظرف کے فیض ملتا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس تقریب کی وجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے رہنے والے جوہر قابل بن رہے ہیں اور انکی علمی طاقتیں بھی ترقی کر رہی ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ مقام دارالحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں اس لئے ہمکو چاہیئے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب ان کے ہمرنگ ہو جس قسم کے ہتھیار لیکر میدان میں وہ آئے ہیں اسی طرز کے ہتھیار ہمکو لیکر نکلنا چاہیئے اور وہ ہتھیار ہے

قلم

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام

سلطان القلم

رکھا اور میرے قلم کو

ذوالفقار علیؑ

فرمایا۔ اس میں یہی سِر ہے کہ یہ زمانہ جنگ وجدل کا نہیں ہے بلکہ

قلم کا زمانہ ہے

پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی اسلئے

تقویٰ اختیار کرو

کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ اور میں گن نہیں سکتا کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔ اگر ہم نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں تو یاد رکھو کچھ فائدہ نہیں ہے فتح کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح چاہتے ہو تو متقی بنو

میں ہندوؤں اور عیسائیوں میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں بھی بہت بڑی جائیدادیں اور روپیہ اس کام کے لئے وصیت کر جاتے ہیں۔ آج کل کے مسلمانوں میں اس قسم کی نظیر نہیں ملتی ہے ہمارے لئے جو بڑی سے بڑی مشکل ہے وہ

اشاعت کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے۔ یہ تو تم یاد رکھو کہ آخر خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے اور خود اپنے ہاتھ سے اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے وہ خود ہی اس کا حامی و ناصر ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو ثواب کا مستحق بناوے اس لئے نبیوں کو مالی امداد کی ضرورت ظاہر کرنی پڑتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد مانگی اور اسی طرز پر جو منہاج نبوت کی طرز ہے ہم بھی اپنے دوستوں کو سلسلہ کی ضروریات سے اطلاع دیا کرتے ہیں۔ مگر میں پھر یہی کہونگا کہ اگر ہم کچھ روپیہ بھی اشاعت کے لئے جمع کر لیں تو یہ تو ظاہر بات ہے کہ اسقدر نہیں کر سکتے جسقدر پادریوں کے پاس ہے اگر اتنا بھی کر لیں تو بھی میرا ایمان یہی ہے کہ فتح اسی کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو

اس لئے ضروری امر یہ ہے

ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں تاکہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے

پھر خدا کی مدد کو لے کر ہمارا فرض ہو اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہو اسکو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کے جواب دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرے ہاں جواب دیتے وقت نیت یہی ہو کہ

خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو

مکتوب حضرت امام آخر الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

بخدمت اخویم عزیزی خانصاحب محمد علی خان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ متضمن بہ دخول در سلسلہ بیعت ایں عاجز موصول ہؤا دعا ثبات و استقامت درحق آں عزیز کی گئی۔ ثبتکم علی التقوی والایمان وفتح لکم ابواب الخلوص والمحبۃ والعرفان آمین ثم آمین۔ اشتہار شرائط بیعت بھیجا جاتا ہے۔ جہاں تک وسعت و طاقت ہو اسپر پابند ہوں اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہتے رہیں۔ اپنے رب کریم سے مناجات خلوت کی مداومت رکھیں اور ہمیشہ طلب قوت کرتے رہیں۔ جسدن کا آنا نہایت ضروری اور جس گھڑی کا وارد ہوجانا نہایت یقینی ہے اسکو فراموش مت کرو اور ہر وقت ایسے رہو کہ گویا طیار ہو کیونکہ نہیں معلوم کہ وہ دن اور وہ گھڑی کسوقت آجائے گی۔ سو اپنے وقتوں کی محافظت کرو۔ اور اس سے ڈرتے رہو جس کے تصرف میں سب کچھ ہے جو شخص قبل از بلا ڈرتا رہتا ہے اسکو امن دیا جائے گا مگر جو شخص بلا سے پہلے دنیا کی خوشیوں میں مست ہو رہا ہے وہ ہمیشہ کے دکھوں میں ڈالا جائے گا۔ جو شخص اس قادر سے ڈرتا ہے۔ وہ اس کے حکموں کی عزت کرتا ہے۔ پس اسکو عزت دی جائے گی مگر جو شخص نہیں ڈرتا اسکو ذلیل کیا جائیگا دنیا بہت ہی تھوڑا وقت ہے بیوفا ہے وہ شخص جو اس سے دل لگا دے اور نادان ہے وہ آدمی جو اس کے لئے اپنے رب کریم کو ناراض کرے سو ہوشیار ہو جاؤ۔ تا غیب سے قوت پاؤ۔ دعا بہت کرتے رہو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے یہ کچھ بھی چیز نہیں اس میں ہرگز زندگی کی روح نہیں جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فریضہ کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ اور اپنی ہی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو کہ اے رب العلمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کرسکتا تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کی اس بیعت کی کسیکو خبر نہیں دی گئی اور بغیر آپ کی اجازت کے نہیں دیجائے گی لیکن مناسب ہے کہ اس اخفا کو صرف اسی وقت تک رکھیں کہ جب تک کوئی اشد مصلحت درپیش ہو۔ کیونکہ اخفا میں ایک قسم کا ضعف ہے اور نیز اظہار سے گویا فعلاً نصیحت للخلق ہے آپ کے اظہار سے ایک گروہ کو فائدہ دین پہونچتا ہے اور رغبت الی الخیر پیدا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کام میں مددگار ہو بغیر اسکی مدد انسانی طاقتیں ہیچ ہیں۔ والسلام۔

ڈائری حضرت امام صادق علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب سلمہ

عدالتوں کا ذکر اور عدالتوں میں گواہوں وکلا اور حکام کے رعب میں آجانے کا کچھ ذکر ہو رہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (عدالتوں میں اکثر گواہوں پر حاکموں اور وکیلوں کا ایسا رعب پڑجاتا ہے کہ وہ انسانوں کے حقوق کو محفوظ نہیں رکھ سکتے اور کچھ نہ کچھ بیجا اور غلط بات منہ سے نکال دیتے ہیں جس سے ظلم پیدا ہوتا ہے عدالتوں کا رعب بھی ایک شرک ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)

فرمایا (بعض انگریز مقدمات کے فیصلہ کرنے میں بہت چھان بین کرتے اور غور سے سوچ سوچ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ قدرت کی بات ہے کہ میں مرزا صاحب (والد صاحب) کے وقت میں زمینداروں کے ساتھ ایک مقدمہ برمن ایک بین کمشنر کی عدالت میں تھا۔ فیصلہ سے ایکدن پہلے کمشنر زمینداروں کی نہایت رعایت کرتا ہوا اور ان کی شرارتوں کی پرواہ نہ کرکے عدالت میں کہتا تھا کہ یہ غریب لوگ ہیں تم ان پر ظلم کرتے ہو۔ اس رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ انگریز ایک چھوٹے سے بچہ کی شکل میں میرے پاس کھڑا ہے اور میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔ صبح کو جب ہم عدالت میں گئے تو اس کی حالت ایسی بدلی ہوئی تھی کہ گویا وہ پہلا انگریز ہی نہ تھا۔ اس نے زمینداروں کو بہت ہی ڈانٹا اور مقدمہ ہمارے حق میں فیصلہ کیا اور ہمارا سارا خرچہ بھی ان سے دلایا۔

فرمایا (حاکم کے لئے دین کا

ایک حصہ یہ ہے کہ وہ مقدمات میں اچھی طرح غور کرے تاکہ کسی کا حق تلف نہ ہو جائے)

فرمایا (دیکھو جب تک انسان مستقل مزاج اور ٹھنڈی طبیعت کا نہ ہو تو ان زمینی حاکموں کے سامنے کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے تو کیا حال ہوگا اُس وقت جبکہ احکم الحاکمین کے سامنے کھڑے کئے جاوینگے۔)

فرمایا (توریت کی رو سے جو زنا کا نطفہ ہو وہ ملعون ہوتا ہے اور جو صلیب دیا جائے وہ بھی ملعون ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ عیسائیوں نے اپنی نجات کے واسطے کفارہ کا مسئلہ گھڑنے کے واسطے یہ تسلیم کر لیا کہ یسوع صلیب پر جاکر ملعون ہو گیا جب ایک لعنت کو انہوں نے یسوع کے واسطے روا رکھا ہے تو پھر دوسری لعنت کو بھی کیوں روا نہیں رکھ لیتے تاکہ کفارہ زیادہ پختہ ہو جائے۔ جب لعنت کا لفظ آ گیا تو پھر کیا ایک اور کیا دو۔ مگر قرآن شریف نے ان دونو لعنتوں کا رد کیا ہے اور دونوں کا جواب دیا ہے کہ ان کی پیدایش بھی پاک تھی اور انکا مرنا عام لوگوں کی طرح تھا صلیب پر نہ تھا۔)

فرمایا (متقی خدا کی طرف جاتا ہے اور دنیا اُس کے پیچھے خود بخود آتی ہے پر دنیا دار دنیا کی خاطر رنج اور تکلیف اُٹھاتا ہے پھر بھی اُسے دنیا سے آرام نہیں ملتا۔ دیکھو صحابہ نے دنیا کو ترک کیا اور وہ دنیا میں بھی بڑے مالدار ہوئے اور عاقبت کا بھی پھل کھایا۔)

سوال ہوا کہ بعض مخالف بھی الہامات کا دعویٰ کرتے ہیں تو صادق اور کاذب میں کیا شناخت ہوئی

فرمایا۔ (یہ بہت آسان ہے وہ ہمارے مقابل میں آکر یہ دعویٰ شائع کریں کہ اگر ہم سچے ہیں تو ہمارا مخالف ہم سے پہلے مرجائیگا۔ تو ہمیں پختہ یقین ہے

خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے کہ اگر ایک دس برس کا بچہ جس کے واسطے زندگی کے تمام سامان موجود ہوں اور کثیر حصہ اس کی عمر کا باقی ہو وہ یہ دعویٰ کرکے ہمارے برخلاف کھڑا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے ہم سے پہلے موت دیگا۔)

ملفوظات احمدیہ

لوگوں کو لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھیں عذاب سے پہلے ڈرنا چاہیئے۔ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔ دیکھو لوط وغیرہ قوموں کا انجام کیا ہوا۔ ہر ایک کو لازم ہے کہ دل اگر سخت بھی ہو تو اُسکو ملامت کرکے خشوع و خضوع کا سبق دے۔ ہماری جماعت کے لئے سب سے ضروری ہے کیونکہ انکو تازہ معرفت ملتی ہے۔ اگر کوئی دعویٰ تو معرفت کا کرے مگر اُسپر چلے نہیں تو یہ لاف و گذاف ہی ہے اس لئے ہماری جماعت دوسروں کی غفلت سے خود غافل نہ رہے اور ان کی محبت کو سرد دیکھکر اپنی محبت کو ٹھنڈی نہ کریں۔ انسان بہت تمنا ئیں رکھتا ہے غیب کی قضاء و قدر کی کسکو خبر ہے آرزوں کے موافق زندگی کبھی نہیں چلتی ہے آرزوں کا سلسلہ اور ہے اور قضاء و قدر کا سلسلہ اور ہے اور یہی سلسلہ سچا ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں اسے کیا معلوم ہے کہ اس میں کیا کیا لکھا ہے اس لئے دل کو جگا جگا کر متوجہ کرنا چاہیئے۔

۱۴ ۱/۹۸

افسوس کی بات ہے کہ عام طور پر مصائب کے آنیکی وجہ سے لوگوں کا عجب و نخوت دور نہیں ہوا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ دور نہ ہونگی جب تک لوگوں کی ضد اور اکڑ دور نہ ہوگی۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ خدا تعالیٰ سے پوری مصالحت کے لئے طیار نہیں ہیں خنکے

دوران میں لوگوں نے محسوس نہیں کیا ابتدا میں مکہ و مدینہ کا فتویٰ بھی ڈرا دیا کرتا تھا جب کبھی کوئی کہتا کہ مکہ معظمہ سے یہ فتویٰ آیا ہے تو لوگ ڈر جاتے تھے لیکن اب ان مصائب کو دیکھکر بھی لوگ نہیں ڈرتے۔ میری رائے ہے کہ جب تک کہ لوگ کامل طور پر رجوع نہ کریں تقدیر نہ بدلے گی۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

۱۴ ۱/۹۸

شیعہ مذہب اسلام کا سخت مخالف ہے۔ اول شیعہ کا اعتقاد ہے کہ جبرئیل وحی لانے میں غلطی کھا گیا ہے۔ دوم صحابہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے بعد حاصل ہوکر تھے ان کے نزدیک معاذ اللہ مسلمان نہ تھے سوم قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب ہے اور جسکی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے شیعہ کے اعتقاد کے موافق قرآن شریف اصلی نہیں ہے امام مہدی اصل قرآن غار میں لیکے جا کر چھپ رہے۔ چہارم بارہ اماموں تک ولایت ختم ہو چکی باقی قیامت تک آدمی وحشیوں کی طرح رہے اور خدا کو ان سے محبت نہیں۔ پنجم خدا تعالیٰ کے حبیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں دینا درود شریف کے پڑھنے سے بھی زیادہ ثواب سمجھتے ہیں ششم کسی اکابر اہل اللہ کو نیک نہیں سمجھتے میں نے اپنے استاد سے حضرت سید عبد القادر جیلانی رض کی نسبت سنا ہے کہ وہ گالیاں دیتے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ بدنام یزید ہے اگر اسکی شراکت سے امام حسین رض کی شہادت ہوئی تو برا کیا لیکن آج کل کے شیعہ بھی ملکر وہ ہی کام نہیں کر سکتے جو اُس نے کیا۔

اہل کتاب کے کھانا کھانے پر بابو محمد افضل صاحب کے سوال پر جواب دیا کہ تمدن کے طور پر ہندوں کی چیز بھی کھا لیتے ہیں اسی طرح عیسائیوں کا کھانا بھی درست ہے مگر باینہمہ یہ خیال ضروری ہے کہ برتن پاک ہوں کوئی ناپاک چیز نہ ہو۔ ۱۵ ۱/۹۸

(ایڈیٹر)

تفسیر القرآن کا پہلا پارہ ضرور پڑھیں اگر قرآن کریم کے معارف سے محبت ہے قیمت صرف ۸ دفتر اخبار الحکم قادیان سے منگواؤ۔

بقیہ مضمون
قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقیقت کو اسی قسم کے نشانات اور تحدی آمیز دعووں کی بنیاد پر شروع کیا ہے جس کا خود قرآن کریم نے دعوی کیا اور اپنے حامل مبعوث کے لئے بڑے زور شور سے اس کا وعدہ کیا حضرت مرزا صاحب کی کرامت نمائی اور غیب گوئی کے دعاوی نے قرآن کریم کے دعوی مبارکیت اور حیّ دائم ہونے کی ویسی ہی درخشاں حمایت کی ہے۔ جیسی قرآن کریم نے الکتاب کی تصدیق و تکمیل میں اس کے انبیا کی سیرت و تعلیم پر سے بہت سے داغ اور نقص دور کرنے میں کی اپنے پیشگوئیوں سے موجودہ عظیم الشان مذاہب کے حامیوں پر کامل الصفات خدا کی غالب حجت ثابت کر دی ہے میں اُن تین پیشگوئیوں میں سے صرف ایک ہی کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں جو اسوقت قریب الوقوع اور ایک ذی شان قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ باقی دو کی نسبت پھر کبھی بحث کروں گا۔

عبد اللہ آتھم (عیسائی) والی پیشگوئی کی نسبت میں

آتھم والی پیشگوئی بالکل قرآنی پیشگوئی کے ہم رنگ اور ہم شکل ہے۔

پرچہ الحق میں دکھا چکا ہوں کہ وہ کیسی بارعب اور باشان ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص اس کے سارے پہلوؤں پر نظر کر کے اس اعتراف سے کوئی چارہ دیکھے کہ وہ یقیناً زندہ خدا کی طرف سے ہے لیکن اسوقت مزید اظہار حق کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُسے باللفظ نقل کیا جائے۔ اور دکھایا جائے کہ وہ اپنی زور۔ قوت۔ وقار۔ طمانیت۔ اور علم غیب کے اشتمال میں بالکل قرآن کی اس پیشگوئی کے ہمرنگ ہے جس کی میں نے تفسیر کی ہے۔

آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اُس نے مجھے یہ **نشان** بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو **فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے** اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی **فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا** اور اُس کو سخت ذلت پہونچے گی **بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے** اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اُس کی اس سے **عزت** ظاہر ہوگی اور اسوقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سوجاکھے کیے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سُننے لگیں گے **میں اس وقت اقرار کرتا ہوں** کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے **تو میں ہر ایک سزا کے اُٹھانے کے لئے طیار ہوں** مجھکو ذلیل کیا جاوے۔ رو سیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسّا ڈال دیا جاوے مجھکو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ **اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جاتیں پر اُسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔**

میں ہرگز نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی سمجھدار بابصیرت آدمی اسے پڑھکر اور مخلوط فقرات کی ماہیت میں غور کر کر اس بات سے انکار سکے کہ یہ زبردست رو جو اس زور شور کے ساتھ پہاڑوں کے دامنوں پر سے ٹکراتی ہوئی چلی آتی ہے لاریب اُسی منبع سے ہے جس کا نام قادر مطلق خدا ہے۔ اور میرے دل کی سی فطرت کے دل تو اسے خیال میں بھی نہیں لا سکتا کہ نصاریٰ جو توریت پر ایمان لانا ضروری سمجھتے ہیں اور بیبل کے نبیوں کی پیشگوئیوں (بروفیسر) کی صداقت میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے ہیں اس واضح اور پرزور پیشگوئی کے الہامی الاصل ماننے میں کیوں متردد ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایسی صاف۔ متعین۔ موقت۔ اور ہر ایک پیشگوئی حضرت مسیح تک کی خبروں اور پیشگوئیوں میں بھی دکھا نہیں سکتے خصوصاً مسلمانوں کے پاس تو اس قسم کی پیشگوئی کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے جنکی الٰہی

کتاب ایسے صدہا دعووں سے پُر نہیں مگر افسوس عوام تو کیا اکثر خواص بھی پیشگوئیوں کے وجود سے انکار کرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگرچہ وہ نفس پیشگوئی کے تو قائل ہیں مگر مخصوصاً اس پیشگوئی کو جو اُن کے زمانہ میں ہوئی مدعی کی حقیت کا ثبوت نہیں مانتے انہیں اسبات کا تو اقرار ہے کہ قرون سابقہ میں ایسے مؤیدین اور منصورین ضرور کیا تھے اور موجود ہوتے تھے مگر وہ اپنے اس زمانہ میں گوارا نہیں کر سکتے کہ کوئی تائید یافتہ شخص قرآن کریم کے ابدی دعوے کو پھر ویسا ہی مصدق اور زندہ کر دکھائے گو اسوقت عاجز اور ساکت کر دینے والی آیات و علامات کی از حد ضرورت ہے مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس پیشگوئی کی حقیقت میں شک کرنا اور پیشگو کو اُسکے دعاوی میں صادق نہ ماننا نہ صرف باریتعالیٰ کا کفران نعمت ہے بلکہ قرآن کریم کے دعوی مبارکیت کی تکذیب و تخفیف کرنا ہے۔ پیشگوئی کرنے والے کے بلند دعووں کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک لفظ میں کہدینا کافی ہے کہ اس کا دعوی ہے کہ میں اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر آیا ہوں۔ یہ دعویٰ اتنا بڑا ہے کہ اس سے پرے اور کوئی دعوی نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء**۔ یعنی بہت بڑا ظالم وہ شخص ہے جو اللہ پر ناحق کے افترا کرتا یا اسبات کا دعویٰ کرتا ہے کہ مجھپر وحی ہوتی ہے حالانکہ اس سے بالکل بے بہرہ ہوتا ہے اس دعوی نے سارے جہان میں شور ڈال رکھا ہے۔ سب قومیں ان کے عام و خاص الاماشاء اللہ اس فکر میں ہیں کہ اس پکارنے والے کو

بیخ و بنیاد سے نیست و نابود کر ڈالیں۔ جو جو جس کے پاس ہتھیار ہے فضول و لاطائل مباحثہ کا۔ تکفیر کا۔ نارواطعن و تشنیع اور بے اصل بہتانوں کا وہ اُسے چلا رہا ہے۔ تو کیا ایسے وقت میں جبکہ منکرین اسکی ہلاکت و تکذیب کے بدل خواستگار ہیں اور اس حسرت سے اُن کے دل خون ہوئے جاتے ہیں کہ وہ مغضوب و مسلوب الاختیار قوم ہونے کی وجہ سے سیف و سنان کو استعمال نہیں کر سکتے اور کیا ایسی وقت میں جبکہ دعوی کرنے والے کو ہر طرح منظور ہے کہ وہ اپنے دعاوی میں صادق اور کامیاب ثابت ہو دشمنوں کے لئے یہ کافی اور خوشی منانیکی جگہ نہیں کہ اس دعوی کرنے والے کے صدہا دیگر ثبوت صداقت و حقیت کے اسکی نظر ہیں۔ اس کے اور نشانات خود اس کے قول کے بموجب خاک میں ملجائینگے اگر اسکی یہ پر زور تحدی والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ یہ لوگ روز روز کی سردردیوں۔ سینہ سوزیوں اور جان کینوں سے چھوٹے اور قضیہ سہل پاک ہو گیا۔ یہ صاف بات ہے کہ جتنی بلندی سے کوئی شخص گرے اُتنا ہی صدمہ اُسے پہونچتا ہے۔ مباحثے اور محاربے تو ہوا ہی کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی مباحثہ کیا۔ دلائل جو اللہ تعالیٰ نے انھیں بتائے دیئے۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اسپر بھی مکذبین و مصدقین یا مادحین و متمکین کے دو گروہ عادتاً پیدا ہونے ممکن تھے۔ فریق ثانی نے بھی جو کچھ اُس سے بن پڑا کیا اس کے حامیہ داروں نے بھی اپنی جگہ تسویلات کر کے اپنے دلونکو خوش کر لیا کہ وہ مسلمانوں سے مغلوب نہیں ہوئے۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کو اس بالکل جدید اور غیر مترقب بات پیشگوئی پر کس نے مجبور کیا۔ اگر کسی بڑی کامل طاقت۔ عالم الغیب ہستی۔ متصرف الکل ہستی نے اسے خبر نہیں دی اور جو مدد نہیں دلایا

تو اس کا دل گردہ نہ اس چھوٹے سے حجرہ کو مکان میں بلکہ دنیا بھر کے عظیم الشان میدان میں کیونکر اس کا محرک ہوا کہ وہ ایسا بڑا بول بولے جو اس کی ساری بنی بنائی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دے۔ کیا اُسے اپنی زیست اور حریف کی موت پر اختیار تھا۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ بظاہر اکیلا یتیم۔ بے سامان اور پوری معنوں میں عاجز ہے۔ پھر یہ دل۔ یہ اطمینان یہ فوق العادہ جرأت کہ میں **اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کریگا ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اُسکی باتیں نہ ٹلیں گی**۔ کس ذریعہ سے اُسے پیدا ہوئی۔ یہ حیرت انگیز معما بصفائی تمام اس کلید سے حل ہو جاتا ہے کہ اُسی قادر مطلق خدا نے جسکا دائمی وعدہ ہے **انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا** الآیہ۔ یعنی ہم اپنے فرستادوں اور اُن کے متبعین کی دنیا کی زندگی میں ضرور مدد کریں گے۔ اُسی عالم الغیب خدا نے جس نے **الم** یا **انا اللہ اعلم** اپنی یا جلال صفت بتائی ہے اپنے وقت پر بھیجے ہوئے بندہ حضرت مرزا کو بھی خبر دی کہ وہ ایسی وقت میں کہ اس کی ہمہ قدرتی کا انکار اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہو رہی ہے ایسی قوم کے مقابل ایک نشان کھڑا کرے جو اسباب پرستی۔ اور شان و شوکت میں اور عصیان اور طغیان میں حد سے بڑھ گئی ہے

اللہ اللہ عجیب مقابلہ ہے۔ جسمانی زور۔ امدادی اسباب وسامان کی لاانتہا کثرت۔ علوم۔ فنون۔ طبابت حذاقت غرض تمام منع ودفع کی اسباب ایک طرف۔ اور بالکل اس کے برعکس دوسری طرف۔ کیا یہ وہی رسول عرب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بیکسی اور مظلومیت اور محض بے سروسامانی اور مخالف اقوام کی کثرت ورزور والا معاملہ نہیں بے شک ہی۔ لاریب سارے پہلوؤں سے ہے۔ پھر جب کہ یہ پیشگوئی پوری پوری قرآنی پیشگوئی کے ہمرنگ۔ ہم معنی اور ہموزن ہے بجائے اس کے کہ ہماری قوم قرآن کریم کی تصدیق اور رجال القرآن صلعم کی تائید کو ثابت ہوتے دیکھکر خوشیاں منائے۔ شکر کے سجدات بجالائے اسے تکذیب کی مصیبت میں وبزات جان کھوتے ہوئے کیوں دیکھا جاتا ہے۔ پورا ہونے سے پہلے اس کا ماننا قبل از وقت ماننا نہیں ہے جب تم نے اسے خوب پرکھ لیا اور بخوبی ثابت کر دیا کہ یہ قرآن کریم کی پیشگوئی کے بالکل ہمرنگ ہی تو تم کیوں صحابہ کرام کے نمونہ پر قبل از وقوع اسے بصدق دل قبل وقوع اعتقاد نہیں کرتے۔ مبارک وہی ہیں جو صادقین کی صداقت کو امتحان کی بھٹی میں ڈالنے کی فکر میں لگے نہیں رہتے بلکہ فوراً قرائن مرجحہ کی امداد سے انکی باتوں کو قبول کرتے اور سابقین مخلصین کے زمرہ میں داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسی کے نمایاں طور پر شکیوں اور مکذبوں کے حصہ میں سوائے رونے اور دانت پیسنے کے اور کچھ نہیں آتا۔ نہایت افسوس سے سنا گیا ہے کہ آج کل جو تازہ کارروائی بڑی حسرت محنت سے شیخ بٹالوی صاحب کر رہے ہیں وہ اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے

مختلف معبودوں اور مواد سے مدد لینا ہے۔ انھیں کبھی تو یہ ثابت کرنے کا حوصلہ دکھانا پڑتا ہے کہ یہ ہرگز پوری نہ ہوگی۔ مگر پھر معاً ایک بودے۔ بددل۔ اور ضعیف الاعتقاد کی طرح انھیں یہ فکر لگ جاتی ہے کہ شاید یہ پوری ہو جائے کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ میں زور اور ہیبت ہی ایسی ہے کہ منکر کا دل بھی اندر ہی اندر متاثر ہو جائے بغیر رہ نہیں سکتا۔ کبھی تو وہ صفحوں کے صفحے جوگیوں اور جوتشیوں سے نظیریں لانے میں سیاہ کرتے ہیں اور کبھی اس سے بھی زیادہ قابل استہزا باتیں اس کے کمزور کرنے میں کرتے ہیں۔ افسوس اگر وہ ذرا بھی قرآن کریم میں تدبر کرنے کا مادہ رکھتے تو اس صداقت کو کب سے سمجھ چکے ہوتے کہ ملاء اعلیٰ کی کارروائی میں جو صفات الٰہی کا دربار ہے مرحوم جوگیوں اور جوتشیوں کو ہرگز دخل نہیں۔ اور ملاء اعلیٰ کی کارروائی سے مراد ان امور کلیہ کی تدبیر واجرا اور تقدیر وقضا ہے جو باری تعالیٰ کی تنہا مشیت اور قطعی ارادہ کے ساتھ عالم روحانی وجسمانی کے سرانجام کے لئے انفصال پاتے ہیں۔ اس دربار کے ارکان

جوگی پیشگوئی کرنے پر قادر نہیں

ووسائط اس عالم کے درباروں اور ان کے اعضائے شوری سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے کہ ان سے مہمات میں صلاح ومشورہ لیا جاتا ہے بلکہ ان کی نسبت پاک کتاب خبر دیتی ہے لایسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون یعنی انکی جبلت وفطرت ایسی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے علاوہ اور بڑھکر اپنی فطرۃ سے کچھ کہیں بلکہ انکا نیچر ایسا ہے

کہ باری تعالیٰ کا جیسا امر ہو وہ اس پر عمل کرتے ہیں یعنی وہ نے کی طرح محض وسائط ہیں جس طرح کا امر الٰہی ان میں نفخ ہو وہی آواز لامحالہ نکلتی ہے اور یہی درحقیقت ملائکہ کی حقیقت ہے بہر حال یہ نہایت پختہ اور طے شدہ بات ہی کہ قرآن کریم اس اعتقاد کی سخت تردید کرتا اور اسے اعتقاد کفر قرار دیتا ہے کہ مرسلات الٰہی کے ایسے امور کو کوئی جوگیوں اور جوتشیوں سے منسوب کرے۔ چنانچہ فرماتا ہی لایسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحورا ولھم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شھاب ثاقب یعنی کاہن اور جوتشی گروہ کو یہ قدرت نہیں کہ باری تعالیٰ کی ان غیب الغیب تدبیروں کو جو کائنات میں مختلف تصرف کرنے کے لئے اپنے خاص دربار میں جو انسان ضعیف کی قوائے جسمانی وروحانی سے اعلیٰ وبرتر ہے انہیں اصدا فرماتا ہے کسی طرح بھی سن سکیں۔ بلکہ انہیں تو ہر طرف سے دھکے ملتے ہیں۔ اور انہیں یہ جانکاہ صدمہ عذاب لازم کی طرح دامنگیر رہتا ہے کہ نبی امی کی جلالی پیشگوئیوں کے سامنے انکی صدیوں کی ساری گرم بازاری ٹھنڈی پڑ گئی۔ اور قرآن مجید نے ان کے پستکوں کو جھوٹ اور بہتان کے گندے تودے ثابت کر دیا۔ اور اگر کوئی سارے علمی زور لگا کر اور تمام قلبی طاقتوں کو خرچ کرکے کچھ اخذ بھی کرنا چاہتا ہے تو امور آسمانی کا جلال ان کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیتا ہے اسلئے کسی صورت میں بھی نبی کی درخشاں صداقت کا ان کی حق وباطل سے ملی ہوئی بات مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بلکہ حقیقت اس سے بڑھکر کیا بے انصافی ہوگی کہ خدا کی اپنی مخصوص اسرار کی باتوں میں کلاب الدنیا کو بھی حصہ دار سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول فانه یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصداً لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربهم یعنی وہ عالم الغیب ہے اور اس علم کو اپنا ہی خاصہ رکھا ہے اسلئے اسکی قدوسیت اور غیرت نہیں چاہتی کہ کسی دوسرے کو غیب گوئی کی باتوں میں حصہ دار کرے بجز اس شخص کے جسے وہ اپنی مرضی سے اپنے ارادوں کے پورا کرنے کے لئے برگزیدہ فرماتا ہے اور اسکی صفائی فطرت اور امانت جبلت پر اُسے پورا بھروسا اور علم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ناپاک ملونی سے محفوظ رکھے گا اسپر بھی وہ اپنے علم محیط کے پہرے چوکی اسکے گرد و پیش لگائے رہتا ہے کہ نہ تو وہ خود اسمیں کم و بیش کر سکے اور نہ ناپاک مکذبین اُسے خلق پر مشتبہ کر سکیں جب تک اس کا علم گواہی دے اُٹھتا ہے کہ وہ برگزیدہ اپنے مربی اور آقا کے پیغام کو پوری ایمانداری سے بلا مزاحمت ادا کر چکے ہیں۔

بٹالوی صاحب نے کس نے اس تردید میں کن سے سبق لیا۔

یہ اسی جنس کے اعتراضات ہیں جو بعض مفسرین قرآن کریم کے امور غیبیہ پر کرتے اور انہیں بزرگوں سے سیکھکر عیسائیوں نے بھی اس راہ پر قدم مارا اور آخر کار مجدد زمان کی تکذیب کے لئے اشاعت کے ایڈیٹر شیخ بٹالوی نے بھی انہیں اُستادوں کو اپنا ہادی و مقتدا بنایا۔ اور آتھم والی پیشگوئی پر کلام کرنے میں نصارا اور مفسرین سے جو کچھ سیکھا تھا حرف حرف ادا کر دیا۔ تعجب پر تعجب آتا ہے کہ مرزا صاحب ہی کو اس جہان کا سارا اختیار دیدیا گیا ہے۔ فصاحت و بلاغت ہو تو انہی کے پاس۔ انشاپردازی ہے تو انہی کے پاس۔ کتاب پر کتاب لکھنے کی حیرت انگیز قدرت ہو تو انہی کے پاس۔ ایک عالم کے مقابل تحدی اور دعوی ہیں تو انہی کے پاس۔ قرآن کی معجزانہ تفسیر کے دعوی ہیں تو انہی کے پاس۔ اور بالآخر علم نجوم۔ رمل۔ قیافہ کہانت اور کیا کیا اور کیا کیا اور کیا ہیں تو انہی کے پاس۔ الغرض ساری اجناس جنات بھی انہی کے تابع ہیں یہانتک کہ ملک الموت بھی انہی کی انگلی کے اشارہ پر چلتا ہے۔ اللہ اللہ عجیب معاملہ ہے۔ کوئی ان دانشمندوں سے پوچھے کہ پھر تم کیا ہو اور تمھارے لشکر کیا ہیں گویا حق سے بھی تم محروم اور جھوٹ بھی تمھارے پاس نہیں پھر تم کس شیخی پر سرسوں سے بھری توپیں لئے مقابلہ کرتے ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام پر جب اسی طرح ہار کھائے ہوئے یہودی عالموں نے اعتراض کیا کہ تو بعل زبول کی مدد سے ایسے اسرار دکھاتا ہے سبحان اللہ اس برگزیدہ موعود (علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام) نے کیا خوب جواب دیا ”کیا بعل زبول اپنے کارخانہ کو آپ تباہ کرنا چاہتا ہے“ مطلب یہی ہے شاید الفاظ اور ہوں غرض تمھیں کیا اندھیر پڑ گیا۔ تم ایسے اپاہج کیوں ہو گئے۔ تم بھی اپنے سارے معبودوں۔ جوگیوں۔ جوتشیوں رمالوں وغیرہ سے مدد لو۔ قد استکثرتم من الانس۔ کثرت تمھاری طرف ہے۔ ایک جہان سے تنہا آدمی کا کوئی انتقام نہیں ہو سکتا۔ اور یاد رکھو تم کسی ہتھیار سے اسکا مقابلہ نہ کرسکوگے اور ہرگز نہ کرسکوگے۔ اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کا زبردست نشان ہے۔ وللہ الحمد۔

اب میں انکی اس ناکامیاب کوشش کی بابت کہ وہ کہاں تک لغو اور بیہود اور قرآن کریم سے کسقدر انکی نا واقفیت پر دلالت کرتی ہے اور زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اسی قدر سے جو لکھا گیا ہے ہر متقی کا ڈھونڈنے والا پورا مطلب پا سکتا ہے اور بڑی صفائی سے سمجھ سکتا ہے کہ بد دل ناپاک تشیوں اور جبری و قومی آسمانی آدمیوں میں کیا فرق ہے۔ شیخ صاحب کچھ

ہمنے اتنا زور اس مضمون پر کیوں دیا

اسی لکھیں اور کچھ ہی کہیں۔ مگر افسوس ہے تو صرف اسی کا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کے فکر میں قرآن کریم کے بیّنہ اصول کی تردید کی بھی پروا نہیں کرتے ہمیں اسیات کا ذرا بھی خوف نہیں کہ اس مسکین کی تحریریں کچھ وزن و وقعت رکھتی ہیں۔ کیونکہ اس کے نیچے سے بھرے ہوئے کفرنامہ کی ارمان بھری ناکامی یا دشمن کامی نے ثابت کر دیا ہے کہ عباد اللہ پر اسے کوئی سلطان نہیں ہے۔ ہماری غرض اس مضمون سے صرف اتنی ہے کہ وہ جو ازلی سعید ہیں وقت سے پہلے اس ندا کو سنیں اور قبول کریں۔ اور وہ نیک فطرت جو بالقوہ مادۂ قبول رکھتے ہیں مگر درمیان میں شیطانوں اور مغویوں کے اغوا و اضلال سے شک و تردد کی ظلمت میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اپنے دلوں میں یہ ٹھانے ہوئے ہیں کہ وہ انجام کار جب یہ خبر پوری ہو جائیگی بڑی خوشی سے قبول کرینگے وہ ایک صادق کی صداقت کو قبل از ظہور محض حسن ظن سے مان لیں۔ ورنہ بالکل پکی اور سچی بات ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا دنیا نے اُسے قبول نہ کیا پر خدا اُسے قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ سو اب وہ وقت آگیا ہے کہ زور آور حملوں سے جو ایسی ہی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے مراد ہیں اسکی صداقت ظاہر ہو۔ والعاقبۃ

عبدالرب الشفیق

بقیہ مضمون تقریر

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۱ جلد ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے سامنے یہ دعوی بڑے زور اور قوت سے پیش کیا کہ میں مثیل موسی ہوں اور فرمایا کہ جس نبی کا تورات میں وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ مگر یہود نے اپنی شقاوت اور تکذیب الرسل کی عادت کی بنا پر کہا کہ نہیں مثیل موسی کی بشارت کے وہ معنی ہرگز نہیں جو آپ نے قرار دئے ہیں وہ نبی موعود اسرائیل ہی کے خاندان اور نسل سے ہوگا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوی کو نہیں چھوڑا اور یہی فرماتے رہے کہ تم غلطی پر ہو وہ نبی موعود میں ہی ہوں اور وہ اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہی ہونا ضروری ہے اور یہی خدا تعالے کا منشا اس بشارت میں ہے۔

تورات کا کلام درحقیقت ذوالوجوہ تھا مگر محمد موعود صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں نے کن قرائن مرجحہ کو دیکھا تھا جو آپ کے اس دعوی مثلیت کو سنتے ہی ایمان لائے اور بانشراح صدر کے ساتھ بول اٹھے کہ وہ موعود جو موسے کی مانند مثیل آنے والا تھا وہ تو ہی ہے میں تمھیں بتاتا ہوں کہ وہ قرائن مرجحہ کیا تھے؟ وہ **صرف تائیدات الٰہیہ تھیں** جنکو انھوں نے دیکھا تھا۔ احبار یہود اس موید من اللہ کے سامنے شرمندہ ہوئے اور مقابلہ میں مخذول ہوئے۔

اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے مقابلہ میں **فارقلیط** ہونیکا دعوی کیا مگر عیسائیوں نے کہا کہ فارقلیط سے مراد **روح حق** ہے اور انھوں نے اصرار کیا کہ آپ فارقلیط کے مصداق نہیں ہیں۔ بیشک فارقلیط ایک ایسا لفظ تھا جو اعراب کے پس وپیش ہونے سے مختلف معنوں میں مستعمل ہو سکتا تھا اور اس طرح پر کم از کم ایک لفظ متنازعہ فیہ ہو سکتا تھا مگر آپ نے پوری بصیرت اور تحدی کے ساتھ ہی کہا کہ نہیں **فارقلیط کے وعدہ میں اللہ تعالی نے مجھی کو موعود ٹھیرایا ہے** آخر ہزاروں طرار طبعوں نے فوق الفوق تائیدات کو دیکھکر تسلیم کیا کہ بے شک فارقلیط آپ ہی ہیں۔

اسی طرح پر **اس صدی کے امام نے** پوری بصیرت اور شوکت اور جلال کے ساتھ یہ دعوی کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس **مسیح** اور **مھدی** کا وعدہ کیا تھا کہ اصلاح امت کے لئے آئے گا **وہ میں ہوں ہاں** وہ مسیح جو صلیب کو پاش کرنے اور دجال کے قتل کے لئے آئے گا **وہ میں ہوں** اسپر علماء اسلام نے اسی طرح پر جیسے یہود کے احبار اور عیسائیوں کے راہبوں نے ایک شور محشر برپا کیا تھا۔ شور مچایا کہ نواس بن سمعان کی حدیث میں یوں لکھا ہے اور نزول کے یہ معنی ہیں اور توفی کی بحث یوں ہے غرض ایک لمبا سلسلہ الفاظ پرستی اور صرف ونحو کے گورکھ دھندوں کا سامنے رکھدیا۔ لیکن اس امام نے اپنے متبوع صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلکر بڑے زور اور تحدی کے ساتھ یہی فیصلہ کیا کہ

وہ موعود میں ہوں

اور امور متنازعہ کے متعلق ایسا لطیف مدلل **ججمنٹ** دیا کہ کسی سلیم الفطرت نیک طینت انسان کو ماننے کے سوا چارہ ہی نہیں رہ سکتا۔ احادیث کے متعلق ایک قول فیصل اور گر بتایا کہ جو احادیث سلسلہ تعامل کے نیچے نہیں ہیں انکی صحت کے لئے کبھی خطا نہ کرنے والا معیار **قرآن شریف ہے**۔ جو حدیث قرآن شریف کے منافی نہیں وہ قرآن کی خاطر ماننے کے قابل ہے۔ اور اگر قرآن کے خلاف کوئی راہ نکالتی ہے۔ تو ہم بڑی قوت سے اس کو کوڑے میں پھینک دیں گے۔ کیونکہ قرآن شریف وہ مقدس اور محفوظ کتاب ہے جسکو انسانی ہاتھوں نے نہیں چھوا اور احادیث بہرحال انسانی ہاتھوں کے نیچے آ گئی ہیں اور باقی موت توفی اور نزول کے الفاظ پر بحث کرنیکے بعد مختلف اقوال اور احادیث پر یہ فیصلہ دیا کہ صحیح معنے وہی ہوں گے جو مؤید من اللہ کرے اور اسی کا فہم صحیح اور درست ہوگا جو روح القدس سے فیض یافتہ اور خدا تعالی کی تائیدات سے حصہ وافر رکھتا ہو حدیث اور قرآن کے سمجھنے میں جو بلا واسطہ خدا تعالی سے تعلق رکھتا ہو وہ **حکم** سمجھا جاوے گا اور یہ امر کہ مؤید بروح القدس کون ہوگا اس طرح فیصل کیا۔ کہ خدا تعالی کی یہ سنت استمراری ہے کہ وہ اپنے ماموروں اور مرسلوں کو تین قسم کے بڑے بڑے بین نشان دیا کرتا ہے

اول مغز شریعت اور اسرار کتاب اللہ کو انپر کھولا جاتا ہے پس میرے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھلو جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو وسعت کے ساتھ فصیح و بلیغ زبان میں بیان کرنے پر قادر ہو سکے گا وہی خدا کی پاک روح سے تائید یافتہ ہوگا یہ تحدی بڑے زور وشور کے ساتھ ہندوستان و پنجاب کے تمام گوشوں میں کی گئی کوئی بھی ایسا مرد نہ اٹھا جس نے اس دعوی کو توڑنے کے لئے اعلان کیا ہو۔ اور پھر سب سے بڑھکر قدرت خداوندی کا نمونہ ہے کہ **اس مرد خدا نے** اس تحدی کے ساتھ ہی دوسری تحدی بھی کردی تھی کہ تم میں سے کوئی بھی نہ ہوگا جو انفراداً یا اجتماعاً میرے مقابلہ پر قرآن کریم کے معارف بیان کرنے کے لئے کھڑا ہو سکے۔ ایک

سلیم الفطرت انسان کے سامنے یہ عظیم الشان تحدی بہت بڑی وقعت رکھتی ہے کہ کبھی کوئی معمولی طاقت معمولی دل و دماغ کا انسان جو تمام انسانی کمزوریوں کا اسی طرح آماجگاہ ہے جسطرح دوسرے ہیں۔ ایسی بلند پروازی نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ فوق الفوق قوت کے اثر سے متاثر نہو۔ ورنہ بات کیا ہے کہ ایک بھی عالم۔ فاضل قرآن داں اس کے مقابلہ میں نہیں نکلتا اور کچھ بھی بھلا برا نہیں لکھ سکتا میرے دوستو! آپ اس باریک سر میں جسقدر غور کریں گے اسی قدر لطف اٹھائیں گے کہ کس طرح اللہ تعالے اپنے منصور و مظفر مامور کی تحدی کے وقت دوسروں کی قوتوں اور طاقتوں کو سلب کر لیتا ہے بات اصل میں یہ ہے کہ اگر تحدی کے وقت دوسرے کچھ بھی بھلا یا برا اناپ شناپ معارضہ کر سکیں تو کم از کم وہ تحدی ملتبس ہو سکتی ہے لیکن خدا تعالی کی **امتیازی حکومت اور امتیازی غیرت** کبھی پسند نہیں کرتی کہ یہ التباس ہو اس لئے اس تحدی کرنے والے کے مقابلہ میں جو خدا تعالی کی پاک روح کی تائید سے بولتا ہے مخالفوں کی ساری طاقتیں سلب کر لی جاتی ہیں۔ یہ ایک نشان ہوتا ہے جو دیکھنے والے کی آنکھوں میں بصیرت کا موجب ہوتا ہے۔

غرض بات اپنے مقصد سے نکلی جاتی ہے اور یہ ایک ایسا لذیذ اور لمبا سلسلہ ہے کہ اگر میں اسی پر بولتا جاؤں تو خدا کو علم ہے کہ سلسلہ کلام کہاں تک طول پکڑ جائے اسلئے پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔

دوسرا دعاؤں کی قبولیت کی **شناخت** کا ایک نشان ہوتا ہے چنانچہ اس بات کی نسبت آپ کی تحدی ہے کہ جو خدا کی طرف سے مامور و مؤید ہے وہ دعاؤں کی قبولیت میں میرا مقابلہ کرے اس دعوی کے مقابلہ میں بھی کوئی **صوفی سجادہ نشین** پیرزادہ نہ ہوا جو مقابلہ کرکے دکھا دیتا کہ خدا کے ہاں کس کی دعاؤں کو پایہ پایہ کا شرف حاصل ہے۔

تیسرا اور **عظیم الشان نشان** غیب کی پیشگوئیاں ہیں جو اللہ تعالے اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے چنانچہ آپ لوگ اور ایک عالم گواہ ہے کہ کسقدر پیشگوئیاں اس **جری اللہ فی حلل الانبیا** کی پوری ہوئیں **الحاصل** اس دعوے کے ساتھ جو ایک قوت اور بصیرت کی بنا پر پیش کیا گیا تو پھر کس کا دل گردہ تھا کہ خم ٹھونک کر اس کے بالمقابل میدان میں نکلتا۔

یہ تین قسم کی اصلاحیں ہیں جنھوں نے اسکو **خاتم ولایت کا تاج** پہنایا ہے۔ اور طبعی اور فطرتی طور پر اسکو حق پہونچتا ہے کہ وہ یہ دعوی کرے کہ میں **خاتم الخلفا ہوں** اور میرے بعد جو آئیں گے اور ضرور آئیں گے اور قیامت تک آئیں گے وہ اسی سلسلہ کو زندہ کرنیوالے ہوں گے۔

اسوقت تک مینے جو کچھ بیان کیا ہے یہ ہے جو اندرونی مفاسد کی اصلاح کے لئے اس نے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ مختصر طور پر ان امور کا ذکر کروں جو بیرونی مفاسد کی اصلاح کے لئے اس امام نے کئے ہیں یاد رکھنا چاہیے کہ بیرونی مفاسد کی اصل الاصول تین قومیں ہیں اور باقی سب ان کے فروع ہیں سب سے بڑی اور عظیم الشان قوم جسکے دجل نے سمندر کو پی لیا ہے اور زمین کو بھی لپیٹ لیا ہے جیسے منشی کاغذ کو لپیٹ لیتا ہے **اور جو دجل** مختلف رنگوں میں سینوں میں گھس گیا ہے **وہ پادریوں کا فرقہ ہے** ان کی تردید میں جب سے مسلمان دنیا میں ہوئے ہیں بڑے بڑے علما اٹھے ہیں۔ **شکر اللہ سعیہم** انھوں نے اپنے ایمان کے موافق اپنے فہم اور علم کے موافق بڑی کوششیں کی ہیں۔ مولانا **رحمت اللہ** صاحب ڈاکٹر وزیر خان صاحب حافظ ولی اللہ صاحب اور مولوی **آل حسن صاحب** وغیرہم نے (خدا ان سے راضی ہو) ان لوگوں کے مقابلہ میں قلم اٹھائے ہیں لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس دجل کو روز افزوں ترقی ہوتی گئی ہے اور یہ کفر و تاریکی کا مجسمہ دن بدن زیادہ خطرناک اور بھیانک ہوتا گیا ہے اسپر کسی تحریر اور قلم کا رعب نہیں پڑا۔ کیونکہ اگر کسی نے پچاس صفحہ کی کتاب لکھی تو انھوں نے ۵۰۰ صفحہ کی کتاب لکھدی اور اصل تو یہ ہے کہ ان کی شوکت جمعیت دولت اور ہر قسم کی پر زور اور پر دجل کارروائی کے آگے بے زر۔ بے کس منتشر مسلمان کر ہی کیا سکتے ہیں۔ مینے جہانتک بار بار مباحثے پڑھے ہیں کسی مباحثہ کا رعب دل کو چیر کر نکل جانے والا ان پر نہیں پڑا۔ جو انکو شرمندہ کرتا اور منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑتا۔ مگر اب **مسیح موعود کسر صلیب** کا مدعی آیا جسنے ان کے **سحر** کو توڑا اور انکے دجل کو جو **باطل** اور تاریکی کا مجسمہ **تھا** چکنا چور کر دیا اسلئے اسے زیبا ہے کہ اپنا نام **مسیح موعود** رکھے ہاں اسی سے اور ہے کہ وہ اپنا نام **کاسر الصلیب** رکھے۔

میں مختصر طور پر دکھاتا ہوں کہ اس نے اس صلیبی مجسمہ کے توڑنے کیلئے کیا کیا ہے اس نے تین حربے اس باطل کا سر توڑنے کے واسطے نکالے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

باقی آیندہ

انسان اپنے کھوئے ہوئے نور ہدایت کو کسطرح پا سکتا ہی

وہ انسان جو نور قلب کی ہدایت کی برخلاف کرنے سے حالت طفلی کی مسرت کو کھو بیٹھا اور فطرت اسلامی کی خوبیوں سے برکنار ہوگیا ہے جو عصیان و انحراف کے دور دراز ملک میں بھٹک گیا ہے شیطان کے فریب سے درجہ انسانیت سے گر کر حیوانات کے حضیض اسفل السافلین کو پہونچ گیا ہے۔

اس نور کے پھر پانے اور کھوئی ہوئی دولت کو مکرر حاصل کرنے کی اُس کے لیے ایک ہی ترکیب ہے جو فطرۃ اللہ کے موافق اسلام نے بیان کی۔ وہ کیا ہی سچی توبہ۔ انابت۔ استغفار۔ اللہ تعالی قرآن شریف میں فرماتا ہے تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ اے مومنو! تم سب کے سب اللہ ہی کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح حاصل کرو۔

پس توبہ کیا ہے ؟ خدا سے پکا عہد و پیمان کہ اب پھر بری راہ پر نہ چلوں گا اور نور ہدایت کے خلاف نہ کروں گا خدا تعالی بڑا غفور رحیم اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور اس کی رحمت عظیم ہے۔ سچی توبہ پر جھٹ ماضی سے درگذر کرتا اور سب کھوئی ہوئی نعمتیں یکے بعد دیگرے عطا فرماتا ہے بھٹکے ہوئے انسان کے لئے سوائے رونے اور چلانے کے اور کوئی علاج نہیں۔ جسطرح پانی سے بدن کا میل دور ہوتا ہے اسی طرح پانی ہی سے روح کی کثافت بھی دور ہوتی ہے آب طہور کا چشمہ بھی دونوں آنکھیں ہیں۔ جب تک انسان اپنے گناہوں سے سخت نادم ہوکر خدا سے مغفرت کے لئے دعا نہ مانگے گا گناہوں سے آزاد نہ ہوگا۔

نورالدین

لیکن دعا کیا ہے۔ کیا چند عربی فقرات جو بے سوچے سمجھے منہ سے کہدیے جائیں۔ نہیں۔ دعا دل کی آواز ہے جو دعا دل سے نہیں ہوتی۔ خدا تک نہیں پہنچتی۔ صرف لفظوں سے ہم خدا کو ٹھگ نہیں سکتے وہ ہمارے دلوں کا دیکھنے والا ہے۔ جب تک ہمارے دلوں میں سچی ندامت اور افسوس نہیں تب تک صرف لفظوں کے بکنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اصلی دعا جسکی شان حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادة یعنی دعا عبادت کا مغز اور خلاصہ ہی اور ایک روحانی تضرع ہے۔ جب انسان پورا نادم ہوکر اپنی روحانی آنکھ کو خدا کی طرف مدد کے لئے پھیرتا ہے اُسی کا نام دعا ہے۔ جب انسان خدا کی طرف مدد کے لئے رجوع ہوگیا تو گو اُس نے زبان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ لیکن اُس نے دعا مانگی اللہ تعالی کا جو وعدہ ہے کہ ادعونی استجب لکم دعا مانگو میں قبول کرونگا وہ اسی سچی دعا کے لئے فرمایا ہے زبانی بک بک صرف لفظ ہے۔ وہ زبان ہے دعا نہیں ہے۔ زبانی دعا جب تک دل سے نہ ہو۔ محض بیہودہ ہے

سچی توبہ کیا ہے آیندہ کے لئے قصد مصمم کرنا کہ میں یہ گناہ پھر نہیں کروں گا۔ ورنہ جو شخص منہ سے تو توبہ کرتا جاوے اور برابر گناہ پر اصرار کئے رہے اس توبہ کا کچھ اعتبار نہیں حدیث میں ہے کہ المستغفر من الذنب وهو مقيم عليه كالمستهزئ بربه گناہ سے توبہ اور استغفار کرنے والا جب اپنے گناہ پر قائم رہے اور چھوڑے نہیں ایسا ہے جیسے (معاذاللہ) اپنے رب کے ساتھ ہنسی کرتا ہے۔ اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ارحموا ترحموا واغفروا يغفر لكم ويل لاقماع القول ويل للمصرين الذين يصرون على ما فعلوا وهم يعلمون - تم رحم کرو تم پر رحم تم لوگوں کے گناہ بخشو تمہارے گناہ معاف کیے جائیں گے۔ اس شخص پر افسوس جو قول و فعل کا سچا نہیں۔ اچھی بات کہتا تو ہے پر خود اسپر عمل نہیں۔ گناہ پر اصرار کرنے والے لوگوں پر افسوس جو بد اعمالیوں پر عمداً اصرار کرتے ہیں

پس انسان کو وہ توبہ کرنی چاہیئے جس کی شان میں یہ حدیث ہی کہ التائب من الذنب كمن لا ذنب له یعنی توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو

نیک صحبت بھی برائیوں سے بچنے اور کھوئی ہوئی فطری حالت کے حاصل کرنے کے لئے اکسیر ہے۔ توبہ کرنیوالے انسان پر لازم ہے کہ طبیعت پر جبر کرکے بھی نیکوں کی صحبت اختیار کرے اور بروں کی صحبت سے بھاگے۔ برُے سے بھاگنا ہی بڑی جوانمردی ہے۔ بری صحبت سے اسطرح بھاگنا چاہیئے جس طرح انسان زہریلے اور درندے جانوروں سے بھاگتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر۔ زہریلے جانور کے زہر سے انسان کا صرف جسم مرتا ہے مگر بدکار کی صحبت سے ہمیشہ کے لئے روح ہلاکت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ انسان کا برسوں جیلخانہ میں قید رہنا اُس سے بدرجہا بہتر ہے کہ کسی برے آدمی کی صحبت اختیار کرے۔

خدا کی کتاب اور اخلاق کی کتابوں کا مطالعہ بھی کھوئے ہوئے نور فطری کے حاصل کرنے کے لئے کبریت احمر ہے۔ قرآن شریف کو باآداب تدبر و تفکر کے ساتھ مطالعہ کرنا۔ موت کو ہر وقت زیر نظر رکھنا۔ انجام کو یاد کرنا خدا کو حاضر و ناظر گننا۔ قرآن شریف کی آیات کو پڑھ پڑھکر رونا اور ان پر غور کرنا وغیرہ افعال بھی نہایت مفید ہیں

ایڈیٹوریل نوٹس

عیسائی ۔ عیسائیت اور شراب

۲۰ جون سنہ رواں کو شملہ میں آرمی ٹمپرنس سوسائٹی کے اجلاس میں عالی جناب لارڈ کرزن بہادر نائب السلطنت ہند نے پر زور الفاظ میں مے نوشی کے نقصانات پر ایک طویل تقریر فرمائی اور ٹمپرنس سوسائٹی کی مساعی کو نہایت مبارک بتایا اور وعدہ کیا کہ اسی ملک میں نہیں بلکہ انگلستان جاکر کسی منصب جلیلہ پر ممتاز ہونے کی صورت میں بھی وہ اس مقصد کی تائید کرتے رہیں گے اور یہ مضمون انکے پیش نظر رہے گا ۔

اس میں شک نہیں کہ شراب ام الجرائم اور ام الخبائث ہے ۔ لیکن جس پہلو پر ہم اس وقت روشنی ڈالنا چاہتے ہیں وہ ہمارے اس نوٹ کی عنوان سے مترشح ہوتا ہے ۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ایک طرف **حضرت مسیح** کے معجزات میں پانی کا شراب بنانا پادری بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں اور جب تک موجودہ اناجیل کا مجموعہ موجود ہے وہ ان آیتوں کو نکال نہیں سکتے جنمیں مسیح کا شراب بنانا لکھا ہوا موجود ہے ۔ بلکہ اسی شراب کے معجزہ پر بیچاری مریم کو اپنے نونہال سے وہ کچھہ سننا پڑا جو بعض عیسائی مفسروں کے نزدیک بھی سخت بیحرمتی کا کلمہ قرار دیا گیا ہے اسکو بھی چھوڑ دو ۔ ہم کہتے ہیں جبتک **عشاء ربانی میں شراب** کا استعمال ہوتا ہے اور یہ ترک نہیں ہو سکتا اسوقت تک شراب کی ممانعت اس کے مضار پر کسی عیسائی کا بحث کرنا ہم نہیں سمجھتے کہاں تک مفید اور مفید ہو سکتا ہے ۔ ہم نے اپنی جگہ بہت غور کی اور بہت سوچا کہ کیا ایک سچا عیسائی رہ کر شراب کی مذمت کر سکتا ہے یا اسکو چھوڑ سکتا ہے اگر شراب حقیقت میں عیسائی کے نزدیک بری ہے تو وہ ان معجزات کی نسبت کیا رائے رکھتا ہے جو مسیح کے شراب بنانے کے متعلق انجیل میں مرقوم ہیں ۔ اور **عشاء ربانی** میں شراب کے استعمال کی نسبت جو مسیح کی سنت اور مسیح کی مقرر کردہ ہے ۔ کیا کہیں گے ؟ یہ عقدہ کسی دانشمند عیسائی کے حل کرنے کے قابل ہے ۔

ہماری رائے میں تو عیسائی عیسائی رہ کر شراب کو برا نہیں کہہ سکتا ۔ بہرحال ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ عیسائی مذہب گو شراب کی مخالفت نہیں کرتا لیکن موجودہ زمانہ کے بڑے بڑے اہل الرای لوگوں نے یہ سمجھہ لیا ہے کہ یورپ کو کسی آنے والے خطرہ کی دھمکی دیتی ہے وہ کثرت شراب کی ہے اور اس کی برائیوں کو بھی بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ **اسلام** ہی ایک ایسا پاک مذہب ہے جس نے شراب جیسی چیز کو حرام کیا ہم یہ بھی دعوی سے کہتے ہیں کہ **اسلام** اور صرف اسلام ہی ہے جسکی رو سے شراب کا پینا حرام ہے ۔ اس قسم کی عملی کارروائیوں سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آخر اسلام ہی ایک مذہب ہو سکتا ہے ۔ جو مذہب کی حیثیت سے عالمگیر مذہب ہے اسی لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے **یامر بالمعروف وینھی عن المنکر** ۔ بھلی بات کا حکم دیتا ہے اور بری بات سے روکتا ہے ۔ مبارک وہ جو ایک سلیم فطرت لیکر اسلام کے مقدس اصولوں پر غور کرتے ہیں

ہندوستان میں شراب کی رو ۔

ہم کو یہ معلوم کرکے ازبس افسوس ہوا ہے کہ ہندوستان میں سیلاب شراب بہت بری طرح پر طوفان لا رہا ہے چنانچہ اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۷۰ء میں سرکار کو آبکاری کے محاصل سے ۱۷ لاکھہ ۵۵ ہزار پونڈ کی اور ۱۸۹۹ء میں باوجودیکہ ملک میں عالمگیر قحط پڑا ہوا تھا ۴۱ لاکھہ ۱۷ ہزار پونڈ کی آمدنی ہوئی ولائت کی ٹمپرنس سوسائٹی نے گورنمنٹ ہند کو اسطرف توجہ دلائی ہے ہمارے خیال میں لاٹ کرزن کے سامنے یہ بھی ایک مشکل سوال ہے جس کا حل کرنا آسان نہیں ہے ایک طرف تو سرکاری آمدنی کا سوال ہے دوسری طرف شراب کے ان نقصانات کا اندیشہ ہے جسکو ابھی ابھی انھوں نے شملہ کی آرمی ٹمپرنس سوسائٹی کے اجلاس میں بیان کیا ہے ۔ لیکن کیا اچھا ہو اگر لاٹ کرزن گورنمنٹ کی کمی آمدنی کا کچھہ بھی خیال نہ کرکے قول مرداں جان دارد پر عمل کریں اور منشی اشیا کے استعمال کو نہیں تو کم از کم اس کی کثرت کو سخت قوانین کے ساتھہ روکدیں ۔

یہ کیوں ؟

رانی کھیت میں گورنمنٹ نے پراٹسٹنٹ فرقہ کے ایک خاص گروہ کے لئے ایک عظیم الشان گرجا بنانے کی تجویز کی ہے ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا گورنمنٹ نے اسی اصول کے موافق مسلمانوں کے لئے کوئی عظیم الشان مسجد یا ہندوؤں کیلئے کوئی مندر بھی تعمیر کیا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر یہ گرجا سرکاری روپیہ سے کیوں بنایا جاتا ہے جب کہ اس ملکی روپیہ کے خرچ کرنے کے لئے اس سے بہتر مصرف موجود نہیں ۔

غالبًا یہ سوال ایسی گورنمنٹ کے نزدیک جس کے عہد میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں اور حکومت کا طرز مذہبی حیثیت نہیں رکھتا سرسری نظر سے دیکھے جانے کے قابل نہیں۔

ٹرکی اور اس کے عمائد اور ہمارے حضرت علیہ السلام
(حسین کامی وائس قونصل ترکی کے متعلق)

ہمارے حضرت سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود نے جو اعلان شائع کیا تھا اس میں آپ نے اُس فراست حقہ کے ذریعہ جسکی شان یہ ہے کہ **اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله** ترکی کے عمائد اور ارکین کے متعلق بھی رائے ظاہر کی تھی۔ اور حسین کامی کے متعلق گویا ایک پیشگوئی کی تھی جو بعد میں اس کی خیانت۔ گرفتاری۔ معزولی۔ اور عتاب کے رنگ میں پوری ہوگئی۔ حال میں اخبارات کے ذریعہ ایک اور رنگ میں بعض عمائد ترکی کی اندرونی حالت کا پتہ لگا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حال میں ایک خطرناک سازش کا افشا ہوا ہے جس میں سلطان المعظم کا چھوٹا بھائی رشید آفندی ولی عہد سلطنت اور جنرل عثمان پاشا کا خلف الرشید موجودہ عثمان پاشا اور فوج کے بعض اکابر عہدہ دار اس میں شریک تھے۔ عزت بے پرائیویٹ سکرٹری سلطان المعظم کے ذریعہ عین وقت پر یہ راز کھل گیا اکثر سازشی بھاگ گئے بعض نے خودکشی کرلی دوسو عہدہ دار گرفتار ہوئے ہیں جن میں بارہ شخص بہت معزز مناصب پر ممتاز تھے۔ ہمکو سخت افسوس ہے کہ ٹرکی کے موجودہ سلطان اپنے اندرونی دشمنوں سے بھی مطمئن نہیں۔ اور اسطرح پر ایک اسلامی سلطنت جو پہلے ہی بتیس دانتوں میں ایک زبان ہو رہی ہے اندرونی سازشوں کے نرغہ میں مبتلا ہے کیا ہمارے مخالف الرائے مسلمان اب بھی حضرت اقدس کے اس اشتہار کے موافق نہ مانیں گے کہ ٹرکی کے عمائد اور ارکین کی حالت اچھی نہیں ہے۔

ہمارے ریفارمر
(پچھلے دنوں لاٹ کرزن)

علیگڈھ تشریف لے گئے تھے اس تقریب پر علیگڑھ کالج کے ٹرسٹی پنجاب سے بھی تشریف لے گئے تھے۔ لاٹ کرزن نے اس ایڈریس کے جواب میں جو ٹرسٹیان علیگڈھ کالج نے آپ کو دیا تھا ان کو مذہبی **تعلیم** کی طرف بھی مؤثر اور زوردار الفاظ میں بہت بڑی توجہ دلائی۔ ہمکو امید تھی کہ لاٹ صاحب کی اس نصیحت پر عملی کارروائی بہت جلد شروع ہوجائیگی لیکن ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجائے اس کے کہ مذہبی تعلیم کا سوال بڑے جوش اور زور کے ساتھ اٹھایا جاتا۔ بعض مسلمان اخبارات کا مشغلہ صرف وائسرای کے ساتھ دعوت میں شریک ہونے یا نہ ہونے کے سوال ہی کا رہ گیا اور اگر کسی نے کچھ اور زیادتی کی تو سید محمود کے حقوق متعلقہ کالج اور ان کی صحت کے سوال کو بھی ساتھ رکھ لیا! افسوس! کیا مسلمانوں کی ہمدردی اور بہی خواہی کا معیار اور معراج یہی ہے کہ زید کو وائسرای کے ساتھ ایک میز پر کھانے کا شرف کیوں نہیں دیا گیا اور بکر کو مدعو کیا اس میں زید کی توہین ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے نزدیک یہ ریفارمیشن نہیں اور سچے ریفارمر کی شان ہی یہ بعید ہے کہ وہ ان دنیوی باتوں پر جاوے حقیقی ریفارمروں کا شیوہ تو یہ ہوتا ہے۔

نمی باید مرا یک ذرہ عزّ و جاہ این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ سمجھ سکیں کہ حقیقی اصلاح کیا ہوتی ہے؟ یاد رکھو دنیا میں اصلاح کا ایک ہی طریق ہے جو خدا تعالیٰ نے جب سے ابن آدم دنیا پر آیا ہے تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے ضرورت حقہ کے موافق **خلفاء ربانی** کا پیدا کرنا۔ اگر انسان کی اپنی تجویز اور دانش سے اصلاح ممکن ہوتی تو پھر **نبوت** اور **منہاج نبوت** کی کیا ضرورت پڑتی یہ ایک قسم کا برا وہم ہے کہ اپنی ہی دانش اور تجویز کو حقیقی ریفارم قرار دیا جاوے۔ اسوقت بھی جب کہ **ظهر الفساد فی البر والبحر** کا ہنگامہ برپا ہے خدا تعالیٰ نے ایک **آسمانی ریفارمر** کو پیدا کیا جو اسی طریق اصلاح کو لے کر آیا ہے جو دنیا کے عظیم الشان مصلح **سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** لے کر آئے تھے مبارک وہ جو اسکو شناخت کرتے ہیں اور افسوس انپر جو اس سے دور بھاگتے ہیں۔

اسلام کی فلاسفی
حضرت اقدس علیہ السلام کا وہ عظیم الشان لیکچر جو جلسہ دھرم مہوتسو میں پڑھا گیا جس نے اسلام کو کل مذاہب پر ترجیح دی چھوٹی تقطیع پر خوبصورت چھپا یا گیا ہے قیمت پہلے ۸ر اب ۳ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔

خطبہ الہامیہ

جس کا اعلان گذشتہ اشاعت میں کیا گیا ہے اُس کے ساتھ فارسی اور اردو دو ترجمے بھی ہیں عنقریب طیار ہو کر شائع ہونیوالا ہی تمام درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ کے نام ہوا

مختلف واقعات

شہر میں مصفا ہوا سائینسدانوں نے دریافت کیا ہے کہ شہر میں مصفا ہوا پچیس فیٹ کی بلندی پر ہوتی ہے۔ لہذا تیسری منزل کے مکانوں کی صحت اچھی ہوتی ہے۔

ٹیلیفون دنیا میں یورپ کو سب سے بڑی ٹیلیفون لین رکھنے کا فخر حاصل ہے۔ یہ برلن اور برڈوگ کے مابین بارہ سو میل لمبی ہے۔

ہیروں کی یافت لنڈ ۱۹۰۱ء سے لے کر کمبرلے کی مشہور کانوں سے ساڑھے پانچ ٹن ہیرے برآمد ہوئے جن کی قیمت تین چار لاکھ پونڈ ہے۔

بڑا باغیچہ۔ مسٹر موریلی سابق گورنر کنساس ایک بہت بڑا باغیچہ تیار کرا رہے ہیں جس میں چونسٹھ ہزار سیب کے درخت ہوں گے۔ اور یہ باغیچہ آٹھ سو اسی ایکڑ اراضی پر ہوگا۔

بہت بڑی روٹیاں سب سے بڑی روٹیاں فرانس اور اٹلی میں تیار کی جاتی ہیں۔ اٹلی کی روٹیاں دو تین فیٹ لمبی ہوتی ہیں حالانکہ فرانس میں پانچ چھ فیٹ لمبی تیار کیجاتی ہیں

پوسٹ کارڈ کا سفر لندن کے ایک اخبار کے پاس پوسٹ کارڈ پہونچا جو ۸ فروری کو لندن سے ہانگ کانگ کو روانہ کیا گیا تھا اور ۱۳ مارچ کو وہاں پہونچا اور اسی روز پھر لندن کو واپس بھیجا گیا تھا۔ اور چونکہ یہ واپسی ونکوور کی راہ سے کی گئی تھی لہذا اس کارڈ نے چونسٹھ یوم کے اندر تمام دنیا کا سفر کیا۔

ٹیلیفون کا انبار تقریباً ایک کروڑ فٹ گیلیاں بحر الکاہل میں ڈالی جائینگی۔ چند سال گذرے ہیں کہ اسی قسم کا تجربہ ایک دفعہ بحر اٹلانٹک میں کیا گیا تھا جس میں بہت بھاری کامیابی ہوئی تھی۔ اور اس طرح بہت آسانی کے ساتھ لکڑی منزل مقصود پر پہونچائی گئی تھی۔ ایکٹر ارٹن سے اوپر وزنی زنجیراں گیلیوں کا جہاز تیار کرنے میں استعمال کیا جائے گا

مجلس محافظ خاوند لندن میں ایسوسی ایشن یا انجمن کے بغیر کوئی کام نہیں چلتا۔ وہاں بچوں کی حفاظت کے واسطے نوجوانوں کو بیویاں بہم پہونچانے اور بیویوں کی محافظت وغیرہ کیواسطے ایسوسی ایشنز قائم تو ہیں صرف خاوندوں کی حفاظت کے واسطے ایک انجمن قائم کرنے کی ضرورت تھی جو کسر حال میں نکالی گئی ہے۔ کیونکہ بیویوں کے ہاتھوں سے ستائے ہوئے خاوندوں کو بھی بچانا ضروری محسوس ہوا ہے۔ بدمزاج اور سخت مے خوار بیویوں نے اس شہر میں اپنی خاوندوں کا دم ناک میں کر دیا ہے۔ ماہ گذشتہ میں سنٹ جارج ہال میں بڑی بڑے اہل الرائے اور زبردست مدبر اس امر پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے کہ ایسی نابکار عورتوں سے بیچارے خاوندوں کو مامن رکھنے کے لئے کوئی قانون نافذ ہونے ضروری ہیں صاحب پریسیڈنٹ جلسہ نے بیان کیا کہ مجھے بیس سال شادی کئے ہوئے گذرے ہیں جس عرصہ میں چار دفعہ مجھے مرہم پٹی کی ضرورت ہوئی۔ اسی طرح کئی دیگر حاضرین نے قابل رنج تجربے بیان کئے۔ اور اتفاق رائے حاضرین سے اس قسم کی ایسوسی ایشن قائم کرنا ضروری سمجھی گئی۔ کیونکہ اگر بیویاں بدمزاج اور شراب خوار خاوندوں کے ظلم سے مخلصی پانے کی مستحق ہیں تو خاوند بھی اس قسم کی بیویوں سے علحدہ گی اختیار کرنے کے حقدار ہیں۔

گھڑی کا سالانہ کام گھڑی کا سب سے بڑا پہیہ سال میں چودہ سو ساٹھ دفعہ اپنے محور پر گھومتا ہے اور دوسرا یا مرکز کا پہیہ آٹھ ہزار سات سو آٹھ دفعہ تیسرا ستر ہزار اسی دفعہ چوتھا پانچ لاکھ چھبیس ہزار چھ سو دفعہ اور پانچواں جسکو اصطلاع میں سکریپ ویل کہتے ہیں سینتالیس لاکھ اکتیس ہزار دفعہ گھومتا ہے اور گھڑی سال میں سوا چودہ کروڑ دفعہ جیب میں ٹک ٹک کرتی ہے

ہوا کے رخ کا معیار۔ اگر کبھی دن میں ہوا کا رخ معلوم کرنا ضروری ہو تو پانی انگلی میں ڈبو کر ہوا میں رکھو جس طرف سردی محسوس ہو سمجھلو کہ اسی طرف سے ہوا آتی ہے

اعداد طاق کی فضیلت۔ سیام میں تمام مکانوں کے کمرے کھڑکیاں دروازے اور سیڑھیاں تعداد میں طاق ہوتی ہیں۔ اہل سیام خیال کرتے ہیں کہ جس مکان میں یہ امر ملحوظ نہ رہے وہ گھر بہت جلد تباہ ہوجاتا ہے

نہانا قومی تہوار ہے جس طرح کہ اہل ہنود گنگا وغیرہ میں نہانا اپنا فرض خیال کرتے ہیں اسیطرح ملکسیکو میں ۲۴ جون غسل کے واسطے ایک قومی فرض قرار دیا گیا ہے اس روز پریسیڈنٹ سے لے کر ادنی گوں تک ضرور غسل کرتے ہیں حتی کہ ایسے کاہل الوجود بھی ہیں جنہوں نے سال بھر تک پانی بدن سے چھوا تک نہ ہو اسدن تولیہ کو پانی میں تر کر کے اپنے جسم کے تمام اجزا پر ملتے ہیں۔ جو لوگ پیدل چلتے ہیں وہ نالابوں اور دریاؤ میں غسل کرتے ہیں۔ داناؤں نے کاہل الوجودوں کے واسطے یہ مذہبی فرض قرار دیدیا ہے کہ کم سے کم اسدن تو ضرور نہائینگے

شراب کا خرچ ڈاکٹر ڈاسن لکھتے ہیں کہ بروئے حساب اہل انگلستان کو بتایا گیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ء میں سلطنت متحدہ میں سولہ کروڑ آٹھ لاکھ اکانوے ہزار سات سو اٹھارہ پونڈ کی شراب لوگوں نے پی۔ بقول ڈاکٹر صاحب مذکور اس قدر

رسالہ سراج الحق حصہ ۴ حضرت اقدس کی تائید و تصدیق میں تیار ہے ۔ مفت کو ملتا ہے ۔ الراقم محمد سراج الحق جمالی و نعمانی از دارالامان

روپیہ ایکسال کے عرصہ میں جنگ ٹرانسوال پر بھی خرچ نہیں ہوا تھا تمام انگریزی قوم کے لباس کا خرچ بھی اس رقم سے بہت کم تھا۔ اور نہ ہی اسقدر روپیہ خوراک میں صرف ہوا۔ برطانیہ اعظم کے مکانات کھیتوں کے کرایہ اور رقم لگان سے بھی یہ رقم زیادہ ہے۔ اس طرح اگر برٹش قوم ایک شلنگ خیرات اور مذہبی ترقی کے واسطے دیتی ہے تو سات شلنگ شراب میں خرچ کرتی ہے۔ اخبار سکاچمین کا بیان ہے کہ سال گذشتہ میں یہ خرچ سال ماسبق کی نسبت ساڑھے بارہ لاکھ پونڈ کم تھا۔ مگر اسکی یہ نہیں ہے کہ ٹمپرنس سوسائٹی کے وعظ اور نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ یہ ہے کہ دو لاکھ سے زیادہ جوان جنوبی افریقہ کو روانہ کیئے گئے تھے بلحاظ شرابخواری ہندوستان کی حالت بمقابلہ انگلستان بدرجہا بہتر ہے

ماہ مارچ میں تاریخی واقعات

شاہ عالم پناہ کی شادی ۱۰ مارچ ۱۸۶۳ء کو پرنسس لوئس کی ۲۱ مارچ ۱۸۷۱ء کو ہوئی۔ ڈیوک آف کیمبرج ۲۶ مارچ ۱۸۱۹ء کو تولد ہوئے ڈیوک آف البنی ۲۸ مارچ ۱۸۸۴ء کو فوت ہوئے اور ہز میجسٹی شاہ ایڈورڈ کی نانی ڈچس آف کینٹ نے ۱۶ مارچ ۱۸۶۱ء میں قضا کی۔

حجاز ریلوے

یکم مئی تک قسطنطنیہ کی کمیٹی کے پاس اس ریلوے کے واسطے دو کروڑ چونتیس لاکھ قرش چندہ جمع ہو چکا تھا اور عیدین کی قربانی کی کھالوں کی دو لاکھ قرش وصول ہوئے اگر اس رقم کو متوسط خیال کیا جائے تو تمام قلمرو عثمانیہ میں ساٹھ لاکھ قرش وصول ہونیکی امید ہے۔

کمال کیا

امریکہ کے جنوبی حصہ کیلیفورنیا میں اراضی کے ایسے وسیع قطعے پڑے ہیں کہ نہر

کاشت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پانی اسقدر گہرا اور کمیاب ہے کہ بجز انجنوں کی امداد کے بغیر نہیں نکل سکتا بعض امریکن موجدوں نے حد آفتاب کی کرنیں ایک مرکز میں لاکر پندرہ گھوڑوں کی طاقت والا ایک انجن چلایا ہے۔ جسمیں کوئلہ یا لکڑی سے مطلق کام نہیں لیا گیا اور اس کی امداد سے اس علاقہ میں کنوؤں سے پانی بہت آسانی کے ساتھ نکالا ہے۔ اس کامیابی سے حوصلہ پاکر دخانی طاقت مذکور بڑھانے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ پنڈت سرکشن صاحب جوشی انسپکٹر آف اریونیو الہ آباد نے بھی آفتاب کی کرنوں سے نہ صرف کھانا پکانے بلکہ بڑی بڑی کلیں چلانے کا ڈھنگ سوچا ہے۔ جسکو یہ بوجہ عدیم الفرصتی مکمل نہیں کر سکے۔ تاہم گاہے گاہے اس کے شعبدے اپنے دوستوں کو دکھا دیا کرتے ہیں۔ اہل کیلیفورنیا تو اس دریافت سے بے انتہا دولت کمائیں گے مگر ہمارے پنڈت صاحب کی دماغی طاقت کا نتیجہ انھیں کے ساتھ یہ معدوم ہو جائے گا۔

آلات شیشہ

ہندوستان کے تجارتی نقشجات بابت سال ۱۹۰۰ء کو دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ چھپن لاکھ پچاس ہزار روپیہ کی آلات شیشہ سال مذکور میں ممالک غیر سے ہندوستان میں آئے جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ مسٹر ونگل کے واسطے جو انگلستان میں بہت سختیاں جھیلنے کے بعد فن شیشہ گری سیکھکر آئے ہیں۔ اس ملک میں اس تجارت کا بہت بڑا میدان کھلا ہے۔ مگر شیشہ تیار کرنیوالی ریگ اس ملک میں کمیاب ہی کہتے ہیں کہ ہندوستان کے دریاؤں میں بالو کے ذخائر تو موجود ہیں مگر انکا شیشہ روزمرہ استعمال کے لائق نہیں ہوتا۔

بیعت

سید احمد صاحب۔ بٹر ضلع گجرات ڈاک خانہ پنڈی تحصیل پھالیہ۔
محمد صادق صاحب ،،
قاسم علی صاحب معمار۔ شاہجہان پور ہند محلہ بازید خیل متصل مکان شیخ منشی محمد صاحب
ابو الحسن خان صاحب۔
عبد العزیز صاحب چٹھی رساں۔ درگاہی والہ ضلع گوجرانوالہ خال مانا نوالہ۔
دختر منشی جلال الدین صاحب پنشنر۔ بلانی
زوجہ محمد الدین صاحب پٹواری ،،
ہمشیرہ عبد الرحمن صاحب بھیرہ۔ شاہپور
سید حسن صاحب ولد سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار۔ اٹاوہ ضلع مین پوری محلہ پوستی خانہ۔
والدہ سید حسن صاحب ،،
راجہ سید ناظم علی صاحب زمیندار و رئیس سامہور کرم ڈیرا پور ضلع کانپور
تصدیق احمد صاحب ولد مولوی فرخ حسین صاحب۔ اٹاوہ ضلع مین پوری
میاں اسمعیل صاحب پشاور محلہ الکمایچ پراں۔
خداداد خاں صاحب محرر مولوی صادق حسین صاحب مختار عدالت۔ اٹاوہ محلہ شاہ گنج۔
فیروز علی صاحب۔ روتاس۔ جہلم حال سکھر ریلوے اسسٹنٹ پولیس
منشی ہدایت اللہ صاحب۔ حیدرآباد دکن۔ محلہ جلوخانہ نواب سالار جنگ بہادر مکان مولوی عبد الغفار صاحب وکیل۔
مولوی محمد شاہ صاحب۔ شہر ڈھاکا ملک بنگال بازار چوک۔
کرامت اللہ صاحب۔ سوہا دا۔ راولپنڈی ڈاک خانہ رواٹ
حیات اللہ صاحب ،، زمان صاحب ،، فتح صاحب ،، وارث صاحب ،، شاہ ہولی صاحب ،، جمال الدین صاحب ،، جلال صاحب ،، سلطان صاحب ،، نور علی صاحب ،، گلاب صاحب اہلیہ کرامت اللہ صاحب ،، زینب بی صاحبہ ،، سہاگ بھری صاحبہ ،، احمدو صاحبہ ،،
شمسو صاحبہ ،، جیلانی صاحبہ ،، حسن بی صاحبہ ،، بہاو صاحبہ ،، باسو صاحبہ ،، سید اللہ صاحب اہلیہ سید اللہ صاحب ابراہیم صاحب اسماعیل صاحب غلام حسین صاحب ،، حسن بی صاحبہ ساکن ڈھوک عبد اللہ خان ضلع ،، فقیر محمد صاحب ،، ۔

الراقم محمد سراج الحق جمالی و نعمانی۔ دار الامان قادیان۔

روزنامچہ آمد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

نام چندہ دہندگان	عام اغراض	مد آمد مساکین فنڈ
معرفت محمد اسحٰق صاحب (مولوی فضل الٰہی صاحب ٹھیکیدار عہ عبد الرحمٰن صاحب عہ فضل الٰہی صاحب عہ سردار خان صاحب عہ محمد بخش صاحب مستری عہ)	صہ	+
سید بدر شاہ صاحب اپیل نویس پشاور	عہ	+
رحیم بخش صاحب ۔ عدلیوالہ ضلع امرتسر	عہ	۸ر
معرفت محمد بخش صاحب ٹھیکیدار ۔ کڑیانوالہ ضلع گجرات ۔	عہ	+
ڈاکٹر رشید الدین صاحب ۔ لکھنؤ	عہ	عا
رکن الدین احمد صاحب	+	۱۲
گلاب خانصاحب سب اورسیر	للعہ	عہ
محمد اسماعیل صاحب ہیڈ ماسٹر میرٹھ	ہ	+
نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر ۔	۸ر	عہ
بابت قیمت کتب کمیٹی معرفت حکیم فضل الدین صاحب ۔ قادیان ۔	ہ	+
معرفت نور الدین صاحب نقشہ نویس از گوجرانوالہ	ہ ۲ر	+
معرفت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب مسٹر نعمت خانصاحب ویٹرنری اسسٹنٹ	۸ر	+
پلٹن ۱۵ کمپ جاجپور	عہ	+
غلام محی الدین صاحب پنشنر گورنمنٹ لائل پور	عہ	+
عنایت اللہ صاحب مدرس سنت پورہ	عہ	۶ر
غلام قادر صاحب مدرس بلگا ۔ جالندھر	عہ	عہ
عطا محمد صاحب سب اورسیر	ما ۔	+
نعمت اللہ خانصاحب ملازم محمد سعید خانصاحب شاہجہانپور	عہ	+
شیخ عبد الرشید صاحب کمپ میرٹھ	ا	۱۲ر
سید محمد علی شاہ صاحب ۔ قادیان	عا	+
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی	عمارت فنڈ	+
کرم الدین صاحب کلرک پلٹن ۲۲	عہ	+
غلام حسین صاحب سپاہی ۔۔	۸ر	+
خدا بخش صاحب قصاب ۔۔	۴ر	+
محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس ۔ دہلی	ے	+
وزیر الدین صاحب ۔ سجان پور	+	عہ
برکت اللہ صاحب ۔ انبالہ	عہ	+
جان محمد صاحب ۔ پولیس انبالہ شہر	عہ	+
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر ۔۔	عا	عا

نام چندہ دہندگان	عام اغراض	مد آمد مساکین فنڈ
معرفت حکیم محمد حسین صاحب بلب گڑھ دہلی	۱۲ر	+
سید عبد الہادی صاحب ۔ سیالکوٹ	+	عا ۲ر
محمد خانصاحب ۔ کپورتھلہ	+	عا
بوٹا صاحب ۔۔	+	عہ
خلیفہ رشید الدین صاحب ۔ رامپور	ہ عمارت فنڈ	+
زین الدین ابراہیم صاحب بمبئی	عہ	عہ
شمس الدین محمد ابراہیم صاحب ۔۔	عہ	۸ر
محمد اسمٰعیل صاحب ۔۔	عہ	۴ر
سیٹھ اسماعیل آدم صاحب ۔۔	عہ	۱۲ر
معرفت ۔۔ ۔۔ متفرق	۔	۱۲ر
قادر بخش و الٰہی بخش صاحبان امرتسر الٰہی دروازہ	للعہ	+
معرفت شاہ دین صاحب سپاہی فیصل الدین چک	+	ہ ۲ر
احمد الدین صاحب بھیرہ	+	ے ر
شاہ دین صاحب ۔ مردان	۱۲ر	۱۲ر
محمد جیون علی صاحب و سید فرزند حسین صاحب	ے	عا
غلام محی الدین صاحب گوڈس کلرک پھلور	عہ	عہ
مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور ملک آسام ۔	ہ	+
معرفت نذیر حسین صاحب ۔۔	ہ	+
عالم شیر صاحب ملازم پلٹن ۱۲۷ بمبئی	عہ	+
جماعت سیالکوٹ	ہ	ہ ۱۵ر
۔۔ ۔۔ ۔۔	ہ	+
نیاز احمد صاحب وزیر آباد	ہ	+
غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر مظفر گڑھ	عہ	۱۳ر
معرفت نبی بخش صاحب بابو برکت علی صاحب ۔ شملہ گورنمنٹ پریس	۱۲ر	+
غلام دستگیر صاحب شملہ	عہ ۔	+
عبد العزیز صاحب ۔۔	۸ر	+
زین الدین صاحب خانپور علاقہ سرہند	عہ	عہ
گلاب دین صاحب مدرس رہتاس	عہ	+
علی بخش صاحب ۔۔	۴ر	+
ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب قادیان	۸ر	+
ماسٹر شیر علی صاحب ۔۔	عہ	+
مفتی محمد صادق صاحب ۔۔	عہ	+
بابو نذیر الدین صاحب ایجنٹ بھاموملک برہما ۔	عہ	للعہ

کتاب ایک عمدہ رفیق ہے

اگر آپ کتاب کے فواید سے واقف ہیں تو پھر مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ضرور خرید کر پڑہیو۔

سیرۃ مسیح موعود۔ اس کتاب کے مضمون کے لئے تو اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی سیرۃ ہے اور اسکی ضرورت حقہ پر بحث کی گئی ہے آخر میں دکہایا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آکر کیا تجدید کی؟ اور باقی خوبیوں کے لئے اتنا کہدینا ہی بس ہے کہ یہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی تصنیف ہے۔ قیمت ۸ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء جس میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تین تقریریں حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی تقریروں کے علاوہ درج ہیں۔ قران کریم کے حقایق ومعارف کے سننے اور پڑہنے کا جسے شوق ہے اسکو ہی پڑہ دیکھے قیمت عصر

الانذار جلسہ طاعون کی روئداد حضرت اقدس کی تقریر اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تقریر کے علاوہ ایک عجیب نظم میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی درج ہے اور طاعون کے متعلق کل کارروائی حضرت اقدس کا مجموعہ ہے قیمت صرف ۴ر

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط — نماز۔ دعا کی حقیقت اور مسئلہ وحدت وجود کی اصلیت بتلائی گئی ہے۔ قیمت ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں — تناسخ۔ مقابلہ وید وقرآن۔ اور الہام کی حقیقت پر زبردست مضامین قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب — اسلام کی عظمت کا اظہار اور عیسائی دین کی غلطی کو کہول دکہایا ہے قیمت ۲ر

الدلیل المحکم علی وفات المسیح ابن مریم — مضمون نام سے ظاہر ہے سوال وجواب کے طور پر حضرت اقدس کے دعاوی اور دلایل کو بیان کرکے مخالفون کے اعتراضون

کا رفع کیا ہے۔ قیمت ۳ر

جنگ مقدس بکسر صلیب کی ابتدا یعنی وہ مباحثہ جو بمقام امرتسر حضرت اقدس مسیح موعود اور عبداللہ اتہم عیسائی کے درمیان ہوا۔ قیمت ۸ر

پکار حق۔ ایک پنجابی رسالہ جسمیں حضرت اقدس کے دعاوی اور دلایل کو بیان کیا ہے قیمت ۲ر

کتاب اللہ کی حقیقت۔ اناجیل اربعہ کی حقیقت کو کہولا ہے قیمت ۲ر

تعلیم جمعہ لڑکیوں کے پڑہنے کیلئے ایک سلسلہ قیمت ار

اصلاح النظر حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ پر ایک آریہ کے اعتراضوں کے لطیف جواب قیمت ۲ر

شمس بازغہ۔ پیر گولڑوی کی علمیت کی پردہ دار کتاب عصر

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اخلاقی وعلمی کتابیں بھی دفتر الحکم میں موجود ہیں۔

رفیق نوجوانان ۲ر — ناصح حصہ دوم ۶ر

سوانح عمری امام ربانی مجدد الف ثانی ۴ر

الطاف رحمانی ترجمہ اردو مکتوبات امام ربانی ۸ر

گلدستہ فلاح ۴ر — گلدستہ تمیز (علم معاشرت میں) عمر کی ۴ ر صفحہ کا رسالہ ہے عصر

مجموعہ تعزیرات ہند ۱۹۰۱ء تک کی ترمیمات واصلاحات کے ساتھہ عصر

العمر رضہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک شیعہ کے مطاعن کا جواب) ۲ر

الملوک (جلد چہارم تاریخ الہند) عصر

الہنود (حصہ سوم التثلیث) عصر

التثلیث عصر ۴ر — المجوس عصر

شالا مار باغ لاہور کے تاریخی حالات ۲ر

درخواستین دفتر اخبار الحکم قادیان کے نام ہون

تفسیر القرآن

پہلا پارہ

ملگذار ورد شنوی و شغل غزل و شعر
این خود چہ چیز نیست اگر قدر آن نماند

اگر آپ نے اس راز کو سمجھہ لیا ہے کہ مسلمانون کے ادبار اور زوال کا اصلی باعث اور حقیقی راز قرآن کریم کا علمی اور عملی ترک ہے؟ اگر آپ نے مسلمانون کے اس نقصان پر کبھی غور کی ہے جو فیج اعوج کے زمانہ کی تفسیرون نے انکو پہونچایا ہے؟ پہر اگر آپ کو قرآنکریم سے محبت ہے اور عشق ہے؟ اگر آپ قرآنکریم کے حقایق اور معارف کے خواہشمند ہین تو آپ تفسیر القرآن کا پہلا پارہ ضرور منگوا کر خود پڑہین اپنے دوستونکو پڑہنے کی سفارش کرین اور آئیندہ وقتاً فوقتاً جب اس سلسلہ کے پارہ شایع ہوتے رہین۔ اسکو پڑہین آپ اس تفسیر القرآن کو رکیک بیانات اور دور از فکر تاویلات اور خیالی قصون اور فرضی فسانون سے انشاءاللہ پاک پاینگے اسمین آپ قرآن کریم کی مستقل مسلسل حقایق کو دیکہینگے قیمت صرف عصر فی پارہ علاوہ محصولڈاک

درخواستین بنام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان دارالامان

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے ولایتی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف۔ بصارت۔ تاریکی چشم دھند جالا پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے **قیمت** اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲؎ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲؎ خالص ممیرا فی ماشہ ۲؎ مصری سرمہ فی تولہ ۳؎ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے ترکیب استعمال) سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دفعہ دن میں استعمال کرنا چاہیے کھانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں برائے دفع امراض چشم دن میں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی نشہ دینے والی اشیاء اور گرم مصالحہ جات اور اشیاء ترش سے پرہیز لازمی ہے جہانتک ہو سکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے ترکیب استعمال ممیرہ بحساب ایک رتی خالص ممیرہ دو تولہ مصری عمدہ قسم کے سرمہ میں حل کر کے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں (نوٹ) اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہو سکے تو اس کارخانہ سے بحساب ۳؎ فی تولہ منگوا سکتے ہیں۔ (پرہیز) ترش گرم اور نفشی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے۔

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ مشفقم سردار صاحب۔ بعد ما وجب کچھ عرصہ گذرا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا گیا تھا وہ متفرق طور سے خرچ ہوا۔ لوگوں نے فائدہ بیان کیا اب میرے گھر میں چند عوارض یعنی کدورت نظر اور پانی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو یہ پہلا موقع ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں آپ برائے مہربانی ایک تولہ سرمہ بذریعہ ویلیو پی ایبل ارسال فرمادیں

(راقم دستخط)

مرزا غلام احمد۔ قادیان ضلع گورداسپور

۲۔ جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط۔

بعد تسلیم واضح رائے شریف ہو کہ میں نے جناب سے سرمہ سفید ممیرہ کا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا کئی آدمیوں کے پھولے دور ہوگئے خود مجھکو پڑوال پیدائشی تھے وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے اور کارنیاں (آنکھ کا ڈیلا) بالکل خراب ہو گیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے میں دور کے آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اب دور کی چیز اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہوں اور اخبار بھی بخوبی پڑھ سکتا ہوں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک تولہ سفید سرمہ ممیرہ کا بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال کر دیں۔ ۲ مارچ ۱۹۰۱ء

راقم ڈاکٹر ہیرا سنگھ پنشنر مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے پنجاب بنک میں اس مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی کی اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۳ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ جون ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء کو خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ کے ایل ایل بی کے امتحان میں کامیاب ہونے کی خبر آئی فجر کی نماز کے بعد حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام بیٹھ گئے اور مندرجہ ذیل مختصر سی تقریر فرمائی۔ **ایڈیٹر**

انسان کو ہر قسم کی کامیابی کے موقع پر ایک خوشی ہوتی ہے۔ قرآن شریف سے تین قسم کی خوشیاں لہو لعب تفاخر معلوم ہوتی ہیں۔ لہو میں اشیا خوردنی شامل ہیں اور لعب میں شادی وغیرہ کی خوشیاں اور تفاخر میں مال وغیرہ کی خوشیاں یہ تین قسم کی خوشیاں ہیں ان سے باہر کوئی خوشی نہیں ہے مگر یاد رکھو کہ کامیابیاں اور یہ خوشیاں دائمی نہیں ہوتی ہیں بلکہ ان کے ساتھ دل لگاؤ گے تو سخت حرج ہوگا اور رفتہ رفتہ ایک وقت آتا جاتا ہے کہ ان خوشیوں کا زمانہ تلخیوں سے بدلنے لگتا ہے۔

دنیا کی کامیابیاں ابتلا سے خالی نہیں ہوتی ہیں قرآن شریف میں آیا ہے **خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ** یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائیں۔ کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے جب کسیکو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو اسمیں جان پڑ جاتی ہے۔ اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آجائے تو زندہ ہی مر جاتا ہے اور بسا اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے لیکن جہنمی زندگی اور موت دشوار ترین چیز ہے **سعید** آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھجاتا ہے اسکو ایک مزہ آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ **میرا خدا کیسا ہے**۔ اور دنیا کی ...ابی خداشناسی کا ایک بہانا ہو جاتا ہے ایسے آدمیوں کے لیئے یہ دنیوی کامیابیاں حقیقی کامیابی کا (جسکو اسلام کی اصطلاح میں **فلاح** کہتے ہیں) ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی خوشحالی سچی راحت دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تمام شعبے دیکھکر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کر سکتا۔ تم دیکھتے ہو کہ دولت مند زیادہ مال و دولت رکھنے والے ہر وقت خنداں رہتے ہیں مگر ان کی حالت جرب یعنی خارش کے مریض کی سی ہوتی ہے جسکو کھجلانے سے راحت ملتی ہے لیکن اس خارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ خون نکل آتا ہے۔ پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اسقدر خوش مت ہو کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ۔ بلکہ ان کامیابیوں کو خداشناسی کا ایک ذریعہ قرار دو۔ اپنی ہمت اور کوشش پر نازمت کرو اور مت سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت

اور محنت کا نتیجہ ہے بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے ہماری محنت کو بارور کیا۔ ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ صدہا طالب علم آئے دن امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں کیا وہ سب کے سب محنت نہ کرنے والے اور بالکل غبی اور بلید ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ بعض ایسے ذکی اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ پاس ہونے والوں میں سے اکثر کے مقابلہ میں ہشیار ہوتے ہیں۔ اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالےٰ کے حضور سجدات شکر بجالائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کروگے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا اور اگر کفران نعمت کروگے تو یاد رکھو عذاب سخت میں گرفتار ہوگے۔

اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم ہو کر انعام پاتا ہے۔ بظاہر ایک ہندو اور مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مشابہ ہوتی ہے لیکن یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے کافر کی کامیابی اسلئے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ اپنی محنت دانش اور قابلیت کو خدا بنا لیتا ہے مگر مومن خدا کی طرف رجوع کرکے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں تقویٰ کا لفظ بہت مرتبہ آیا ہے اس کے معنے پہلے لفظ سے کئے جاتے ہیں یہاں **مَعَ** کا لفظ آیا ہے یعنی جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اسکو مقدم رکھتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے میرا ایمان یہی ہے کہ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور سختی سے بچنا چاہے تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ **متقی** بن جائے پھر اسکو کسی چیز کی کمی نہیں پس مومن کی کامیابی اسکو آگے لے جاتی ہیں اور وہ وہیں ہی نہیں ٹھہر جاتا۔

اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں کہ اوائل میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے لیکن انھوں نے کوئی دعا کی اور وہ دعا قبول ہوگئی اس کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی۔ اس لئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو۔ قاعدہ ہی کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلہ میں ایک نئی زندگی آجاتی ہے اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اس سے اللہ تعالےٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ کی بات جو کام آنے والی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

بہت تنگدستی بھی انسان کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے اسلئے حدیث میں آیا ہے **اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ**۔ ایسے لوگ جو مینے دیکھے ہیں جو اپنی تنگدستیوں کی وجہ سے دہریہ ہوگئے ہیں مگر مومن کسی تنگی پر بھی خدا سے بدگمان نہیں ہوتا بلکہ اسکو اپنی غلطیوں کا نتیجہ قرار دیکر اس سے رحم اور فضل کی درخواست کرتا ہے۔ اور جب وہ زمانہ گزر جاتا ہے اور اس کی دعائیں بارور ہوتی ہیں تو وہ اس عاجزی کے زمانہ کو بھولتا نہیں بلکہ اسے یاد رکھتا ہے غرض اگر اسیر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کام پڑتا ہے تو تقویٰ کا طریق اختیار کرو۔ مبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کرے اور بدقسمت وہ ہے جو ٹھوکر کھا کر اس کی طرف نہ جھکے

فٹ نوٹ

اس امر کا اظہار غالباً بے محل نہ ہوگا کہ **خواجہ صاحب** کے امتحان کے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے بھی معمول کے موافق (جیسا کہ دوسرے احباب نے خواجہ صاحب کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں) دعا کی تو اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت اس دعا کی قبولیت سے اطلاع بخشی چنانچہ بعد از دعا یہ جواب ملا **کمال بے زوال پورا چاند** اسی وقت یہ خواب حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بہت سے احباب کی موجودگی میں سنایا گیا خواجہ صاحب بھی موجود تھے۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل فضل و کرم سے اسکو پورا کرکے دکھایا اور اسطرح میرے ایمان کی ترقی کی ایک راہ نکالی گئی۔

(ایڈیٹر)

رسالہ سراج الحق حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و تصدیق میں ۲ کی قیمت پر ملتا ہے۔

الراقم خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی از دار الامان۔

مکتوب حضرت امام آخرالزمان علیہ السلام

یہ ایک پرانا خط ہے جو **پادری سوفٹ صاحب** کے نام لکھا گیا تھا۔ یہ پادری صاحب گوجرانوالہ میں متعین تھے۔ انھیں عام پادریوں کی نسبت عیسوی عقیدہ یا لوحی کا بڑا دعوی تھا۔ افسوس اس خط کے نقل کرنے والے نے تاریخ و سنہ کے لکھنے سے جو سخت ضروری بات تھی تساہل کیا۔ بہرحال اٹھارہ برس سے کم عرصہ کا یہ خط نہیں۔ اس سے بڑا بھاری فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ حضرت امام زمان اپنے دعاوی کے صادقانہ لہجہ میں برابر مستقیم اور غیر متبدل چلے آتے ہیں۔ اور یہ افترا و اختلاق کے رد کی بڑی بھاری دلیل ہے و الحمد للہ علی ذلک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد ما وجب۔ آپ کا عنایت نامہ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں بذریعہ ڈاک مجھکو ملا آپ نے پہلے تو بے تعلق اپنے خط میں قصہ چھیڑ دیا ہے کہ حقیقت میں خدائے قادر مطلق خالق و مالک ارض و سما مسیح ہے اور وہی نجات دہندہ ہے لیکن میں سوچیں ہوں کہ آپ صاحبوں کی طبیعت کیونکر گوارا کر لیتی ہے کہ ایک آدم زاد خاکی نہاد عاجز بندہ کی نسبت آپ لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہی ہمارا پیدا کنندہ اور رب العالمین ہے۔ یہ خیال آپ کا حضرت مسیح کی نسبت ایسا ہی ہے جیسے ہندو لوگ راجہ رامچندر کی نسبت رکھتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ہندو لوگ کشلیا کے بیٹے کو اپنا پرمیشر بنا رہے ہیں اور آپ حضرت مریم صدیقہ کے صاحبزادہ کو۔ نہ ہندووں نے کبھی یہ ثابت کر دکھایا کہ زمین و آسمان میں سے کوئی ٹکڑہ کسی مخلوق کا رامچندر یا کرشن نے پیدا کیا ہے اور نہ آجتک آپ لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت کچھ ایسا ثبوت دیا افسوس کہ جو قوتیں عقل اور ادراک اور فہم و قیاس کے آپ صاحبوں کی فطرت کو عطا کی گئیں تھیں آپ لوگوں نے ایک ذرہ اُن کا قدر نہیں کیا اور علوم طبعی اور فلسفی کو پڑھ پڑھا کر ڈبو دیا اور عقلی علوم کی روشنی آپ لوگوں کے دل پر ایک ذرہ نہ پڑی سادگی اور ناسمجھی کے زمانہ میں جو کچھ گھڑا گیا انھیں باتوں کو آپ لوگوں نے اب تک اپنا دستور العمل بنا رکھا ہے **کاش اس زمانہ میں دو چار دن کے لئے حضرت مسیح اور راجہ رامچندر اور کرشن و بدھ وغیرہ کہ جنکو مخلوق پرستوں نے خدا بنایا ہوا ہے پھر دنیا میں اپنا اپنا درشن کرا جاتے** تا خود ان لوگوں کا انصاف دلی ان کو ملزم کرتا کہ کیا ان آدم زادوں کو خدا خدا کر کے پکارنا چاہیئے اور تعجب تو یہ ہے کہ باوجود ان تمام رسوائیوں کے جو آپ لوگوں کے عقائد میں پائی جاتی ہیں پھر آپ لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے عقائد عقل کے موافق ہیں میں حیران ہوں کہ عین لوگوں کے یہ عقائد ہیں کہ خدا تعالے نے اپنا قدیمی اور غیر متغیر جلال چھوڑ کر ایک عورت کے پیٹ میں حلول کیا اور ناپاک راہ سے تولد پایا اور دکھ اور تکلیف اُٹھاتا رہا اور مصلوب ہو کر مر گیا اور پھر یہ کہ وہ تین بھی ہے اور ایک بھی اور انسان کامل بھی ہے اور خدای کامل بھی وہ ایسے عقائد کو کیونکر عقل کے مطابق کر سکتے ہیں اور ایسی نئی فلسفی کونسی ہے جس کے ذریعہ سے یہ لغویات معقول ٹہر سکتی ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب آپ لوگ معقول طور پر اپنے خوش عقیدہ کی سچائی ثابت نہیں کر سکتے تو پھر لاچار ہو کر نقل کی طرف بھاگتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں ہم نے پہلی کتابوں میں یعنی بیبل میں دیکھی ہیں اسی وجہ سے ہم انکو مانتے ہیں لیکن یہ جواب بھی سراسر ہیچ اور بیمعنی ہے کیونکہ ان کتابوں میں ہرگز یہ بات درج نہیں ہے کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے یا خود رب العلمین ہیں اور دوسرے لوگ خدا کے بندے ہیں بلکہ بائبل پر غور کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا کر کے کسیکو پکارنا یہ اُن کتابوں کا عام محاورہ ہے بلکہ بعض جگہ خدا کی بیٹیاں بھی لکھی ہیں اور ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ تم سب خدا ہو تو پھر اس حالت میں حضرت مسیح کی کیا خصوصیت رہی ماسوا اس کے ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ منقولات اور اخبار میں صدق اور کذب اور تغیر اور تبدل کا احتمال ہے خصوصاً جو جو صدمات عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں کو پہنچے ہیں اور جن خیانتوں اور تحریفوں کا انھوں نے آپ اقرار کر لیا ہے ان وجوہ سے یہ احتمال زیادہ تر قوی ہوتا جاتا ہے اور یہ بھی آپ کو سوچنا چاہیئے کہ اگر ہر ایک تحریر بغیر ثبوت باضابطہ کے قابل اعتبار ٹہر سکتی ہے تو پھر آپ لوگ اُن قصوں کو کیوں معتبر نہیں سمجھتے کہ جو ہندووں کے پستکوں میں رامچندر اور کرشن اور برہما اور بشن وغیرہ کے معجزات کی نسبت اور اُن کے بڑے بڑے کاموں کے بارہ میں اب تک لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں جیسے مہادیو کی لٹوں سے گنگا کا نکلنا اور مہادیو کا پہاڑ کو اُٹھا لینا اور ایسا ہی ارجن کے بھائی راجہ بھیم کے مقابل پر مہادیو کا کشتی کے لئے آنا جس کی پرانوں میں یہ کتھا لکھی ہے کہ مہادیو جی پلہتنی کا روپ دھار کر راجہ بھیم کے سامنے آ کھڑے ہوئے بھیم نے چاہا کہ ان سے لڑے مہادیو جی بھاگ نکلے بھیم نے ان کا پیچھا کیا تب وہ زمین میں گھس گئے بھیم نے

یہ دیکھکر بڑے زور سے انکی پونچھ پکڑ لی
اور کہا کہ اب میں نہ جانے دوں گا سو
پونچھ اور پچھلا دھڑ تو بھیم کے
ہاتھ میں رہ گیا اور منہ بنیاں کے
پہاڑ میں جا نکلا اسی وجہ سے منہ کی پوجا
نیپال میں ہوتی ہے اور پونچھ اور پچھلے
دھڑ کی کدار ناتھ میں۔ اب دیکھیے
کہ جو کچھ آپ نے عقیدہ بنا رکھا ہے
کہ گویا خدا تعالے کی روح حضرت مریم
کے رحم میں گھس گئی اور گھسنے کے بعد
اس نے ایک نیا روپ دھار لیا جس
جس سے وہ کامل خدا بھی بنے رہے
اور کامل انسان بھی ہو گئے کیا یہ قصہ
بھیم اور مہادیو کے قصہ سے کچھ کم
ہے پھر آپ یہ بھی دعوی کرتے ہیں
کہ ہم کو مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے
نجات حاصل ہو گئی ہے مگر میں آپ
لوگوں میں نجات کی کوئی علامت نہیں
دیکھتا اور اگر میں غلطی پر ہوں تو آپ
مجھکو بتلائیں کہ وہ کون سے انوار
و برکات اور قبولیت الٰہی کے نشان
آپ لوگوں میں پائے جاتے ہیں جنسے
دوسرے لوگ محروم رہے ہوئے
ہیں میں اسبات کو مانتا ہوں کہ ایمان
داروں اور بے ایمانوں اور ناجیوں
اور غیر ناجیوں میں ضرور مابہ الامتیاز
ہونا چاہیئے مگر پادری صاحب آپ
ناراض نہ ہوں وہ علامات جو ایمان
داروں میں ہوتی ہیں اور ہونی چاہئیں
جنکو حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی
دو تین جگہ انجیل میں لکھا ہے وہ آپ
لوگوں میں مجھکو نظر نہیں آتیں بلکہ
بلکہ وہ نشان سچے مسلمانوں میں پائے
جاتے ہیں اور انھیں میں ہمیشہ پائے
گئے ہیں اور انہیں نشانوں کے ظاہر
کرنے کے لئے **اس عاجز** نے آپ
صاحبوں کی خدمت میں رجسٹری کرا کر
خط بھیجے اور **بیس ہزار** اشتہار
تقسیم کیا اور کوئی دقیقہ ابلاغ اور اتمام
حجت کا باقی نہ رکھا تا خدا کرے کہ
آپ لوگوں کو حق دیکھنے کے لئے شوق
پیدا ہو اور جو مقبول اور مردود میں

فرق ہونا چاہیئے وہ آپ بچشم خود دیکھ لیں
اور اچھے درختوں کے اچھے پھل اور اچھے
پھول بذات خود ملاحظہ کر لیں مگر افسوس
کہ میری اسقدر سعی اور کوشش سے ابتک
آپ لوگوں میں سے کوئی صاحب میدان
میں نہیں آئے۔ اب آپ نے یہ خط
لکھا ہے مگر دیکھیے کہ اس کا انجام کیا ہوتا
ہے۔ آپ نے اپنے خط میں تین شرطیں
لکھی ہیں پہلے آپ لکھتے ہیں کہ چھ سو روپیہ
یعنی تین ماہ کی تنخواہ بطور پیشگی ہمارے
پاس گوجرانوالہ میں بھیجا جاوے اور نیز
مکان وغیرہ کا انتظام اس عاجز کے
ذمہ رہے اور اگر کسی نوع کی دقت
پیش آئے تو فوراً آپ گوجرانوالہ میں
واپس آ جائیں گے اور جو روپیہ آپ
کو مل چکا ہو اسکو واپس لینے کا استحقاق
اس عاجز کو نہیں رہے گا یہ پہلی شرط ہے
جو آپ نے تحریر فرمائی ہے لیکن گذارش
خدمت کیا جاتا ہے کہ روپیہ کسی حالت
میں قبل از انفصال امر کے جس کیلئے
بحالت مغلوب ہونے کے روپیہ دینے
کا اقرار ہے آپ کو نہیں مل سکتا ہاں
البتہ یہ روپیہ آپ کی تسلی اور اطمینان قلبی
کے لئے کسی بنک سرکاری میں جمع ہو سکتا
ہے یا کسی مہاجن کے پاس رکھا جا سکتا ہے
غرض جسطرح چاہیں روپیہ کی بابت
ہم آپ کی تسلی کر سکتے ہیں لیکن آپ کے
ہاتھ میں نہیں دے سکتے اور یہ بات
سچ اور قریب انصاف بھی ہے کہ جب
تک فریقین میں جو امر متنازعہ فیہ ہے
وہ تصفیہ نہ پایا جائے تب تک
روپیہ کسی ثالث کے ہاتھ میں رہنا چاہئے
اُمید ہے کہ آپ جو طالب حق ہیں اس
بات کو سمجھ جائیں گے اور اس کے
برخلاف اصرار نہیں کریں گے اور جو
اسی شرط کے دوسرے حصہ میں آپ نے
یہ لکھا ہے کہ اگر مکان وغیرہ کے بارے میں
کسی نوع کی ہم کو دقت پہونچی تو ہم
فوراً واپس گوجرانوالہ میں آ دیں گے اور
جو روپیہ جمع کرایا گیا ہے وہ ہمارا ہو
جائے گا۔ یہ شرط آپ کی بھی ایسی وسیع
الذیل ہے کہ ایک بہانہ جو آدمی کو

اس سے بہت کچھ گنجایش مل سکتی ہے
کیونکہ مکان بلکہ ہر ایک چیز میں نکتہ
چینی کرنا بہت آسان ہے آپ کہہ
سکتے ہیں کہ اسجگہ کی آب و ہوا ہمکو مخالف
ہے۔ ہم بیمار ہو گئے۔ مکان میں بہت
گرمی ہے۔ فلاں چیز ہم کو وقت پر
نہیں ملتی۔ فلاں فلاں ضروری چیزوں
سے مکان خالی ہے۔ وغیرہ وغیرہ
اب ایسی ایسی نکتہ چینیوں کا کہانتک
تدارک کیا جائے گا سو اسبات کا
انتظام اسطرح پر ہو سکتا ہے کہ آپ
ایک دو دن کے لئے خود قادیان میں
آکر مکان کو دیکھ بھال لیں اور اپنی
ضروریات کا بالمواجہ تذکرہ اور تصفیہ
کر لیں تا جہانتک مجھ سے بن پڑے
آپ کی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے
کوشش کروں اور پھر بعد میں نکتہ چینی
کی گنجایش نہ رہے ماسوا اس کے
یہ عاجز تو اسبات کا ہرگز دعوی
نہیں کرتا کہ کسیکو اپنے مکان میں
فرد کش کر کے جو کچھ نفس امارہ اسکا
اسباب عیش و تنعم مانگتا جائے وہ سب
اس کے لئے مہیا کرتا جاؤں گا بلکہ
اس خاکسار کا یہ عہد و اقرار ہے کہ
جو صاحب اس عاجز کے پاس آئیں
اُن کو اپنے مکانات میں سے اچھا
مکان اور اپنی خوراک کے موافق
خوراک دی جائے گی اور جس طرح
ایک عزیز اور پیارے مہمان کی حتی
الوسع دلجوئی و خدمت و تواضع کرنی
چاہیئے اسی طرح انکی بھی کی جائے گی
اپنی طاقت اور استطاعت کے موافق
برتاؤ اور معاملہ ہو گا اور اپنے نفس
سے زیادہ نزاکل و شرب میں انکی
رعایت رکھی جائے گی۔ ہاں اگر کوئی
اس قسم کی تکلیف ہو جسکو اس گاؤں
میں ہم لوگ خود اُٹھاتے ہیں اور اس کا
دفع اور ازالہ ہماری طاقت اور
استطاعت سے باہر ہے اس میں
ہمارے مہمان ہماری حالت کے
شریک رہیں گے اور اسبات کو
آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر ہر ایک منصف

سمجھ سکتا ہے کہ جس حالت میں ہم نے دوسو روپیہ ماہواری دینا قبول کیا اور اس کے لئے ہر طرح تسلی بھی کر دی تو ہم نے اپنے فرض کو ادا کر دیا کہ جو کسی کا پورا پورا خرچ دینے کے لئے ہمارے سر پر تھا۔ رہا تجویز مکان و دیگر لوازم مہمانداری سو یہ زوائد ہیں جنکو ہم نے حسن اخلاق کے طور پر اپنے ذمہ آپ لے لیا ہے ورنہ ہر ایک باانصاف آدمی جانتا ہے کہ جس شخص کو پورا پورا خرچ اسکی حیثیت کے موافق بلکہ اس سے بڑھکر دیا جاوے تو پھر اور کوئی مطالبہ اس کا بیجا ہے اُسکو تو خود مناسب ہے کہ اگر زیادہ تر آرام پسند اور آسائش دوست ہے تو اپنی آسائش کے لئے آپ بندوبست کرے جیسا اُس حالت میں بندوبست کرتا کہ جب وہ دوسو روپیہ نقد کسی اور جگہ سے بطور نوکری پاتا غرض جسقدر علاوہ اداے خرچ کے ہم سے کسی کی خدمت ہو جائے اُس میں تو ہمارا ممنون ہونا چاہیئے کہ ہم نے علاوہ اصل شرط کے بطور مہمانوں کے اسکو رکھا نہ کہ اُلٹی نکتہ چینی کیجاوے کیونکہ یہ تو تہذیب اور اخلاق اور انصاف سے بہت بعید ہے اور اس مقام میں مجھکو ایک سخت تعجب یہ ہے کہ اگر ایسی شرائط جو آپ نے پیش کیں کوئی اور شخص کسی فرقہ مخالف کا پیش کرتا تو کچھ بعید نہ تھا مگر آپ لوگ تو حضرت مسیح علیہ السلام کے خادم اور تابع کہلاتے ہیں اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کا دم مارتے ہیں سو یہ کیسی بھول کی بات ہے کہ آپ حضرت مسیح کی سیرت کو چھوڑتے جاتے ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت مسیح ایک درویش طبع آدمی تھے جنھوں نے اپنی تمام زندگی میں کوئی اپنا گھر نہ بنایا اور کسی نوع کا اسباب عیش و عشرت اپنے لئے مہیا نہ کیا تو پھر آپ فرماویں کہ آپ کو اُنکی پیروی کرنا لازم ہے یا نہیں جب تک آپکی زندگی مسیح کی زندگی کا نمونہ نہ بنے تب تک آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح کے سچے پیرو ہیں سو اب آپ غور کرلیں کہ یہ کسقدر ناز یبا بات ہے کہ جو آپ پہلے ہی اپنی عیش و عشرت کے لئے مجھسے شرطیں کر رہے ہیں آپ پر واضح ہو کہ یہ عاجز مسیح کی زندگی کے نمونہ پر چلتا ہے کسی باغ میں کوئی امیرانہ کوٹھی نہیں رکھتا اور اس عاجز کا گھر اس قسم کی عیش و نشاط کا گھر نہیں ہو سکتا جس کی طرف دنیا پرستوں کی طبیعتیں راغب اور مائل ہیں ہاں اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق مہمانوں کے لئے خالصاً للہ مکانات بنا رکھے ہیں اور جہانتک بس چل سکتا ہے انکی خدمت کے لئے آمادہ و حاضر ہوں سو اگر آپ ایسے مکانات میں گذارہ کرنا چاہیں تو بہتر ہے کہ اول آکر انکو دیکھ لیں لیکن اگر آپ تنعم پسند لوگوں کی طرح مجھسے یہ درخواست کریں کہ میرے لئے ایک ایسا شیش محل چاہیئے جو ہر ایک طرح کی فرش و فروش سے آراستہ ہو جا بجا تصویریں لگی ہوئی اور مکان سجا ہوا اور بوتلوں میں مست اور متوالا کرنے والی چیز بھری ہوئی رکھی ہوں اور اردگرد مکان کے ایک خوشنما باغ اور چاروں طرف اس کے نہریں جاری ہوں اور دس بیس خدمتگذار غلاموں کی طرح حاضر ہوں تو ایسا مکان پیش کرنے سے مجبور و معذور ہوں بلکہ ایک سادہ مکان جو ان تکلفات سے خالی لیکن معمولی طور پر گذارہ کرنیکا مکان ہو موجود اور حاضر ہے اور مکرر کہتا ہوں کہ آپ کو پر تکلف مکانات اور دوسرے لوازم سے گریز کرنا چاہیئے تا آپ میں مسیح کی زندگی کے علامات ظاہر ہو جائیں اور میں ہرگز خیال نہیں کرتا کہ یہ مکان آپ کو کچھ تکلیف دہ ہوگا بلکہ مجھے کامل تسلی ہے کہ ایک شکر گذار آدمی ایسے مکان میں رہ کر کوئی کلمہ شکوہ شکایت کا مُنہ پر نہیں لائے گا کیونکہ مکان وسیع موجود ہے اور گذارہ کرنے کے لئے سب کچھ مل سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر آپ بعد ملاحظہ مکان چند معمولی اور جائز باتوں میں جو ہماری طاقت میں ہوں فرمائش کریں تو وہ بھی بفضلہ تعالےٰ میسر آسکتی ہیں مگر بہرحال پہلے آپکا تشریف لانا ازبس ضروری ہے۔

پھر آپ دوسری شرط میں یہ لکھتے ہیں کہ الہام اور معجزہ کا ثبوت ایسا چاہیئے جیسے کتاب اقلیدس میں ثبوت درج ہیں جس سے ہمارے دل قائل ہو جائیں اس میں اول آپ اس عاجز کی اسبات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ معجزہ کا لفظ صرف اُسی محل میں بولا کرتے ہیں جب کوئی خارق عادت کسی نبی یا رسول کیطرف منسوب ہو لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اُسی رسول مقبول کی برکت متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں سو اسجگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزہ کا اور ایسا ہی ہم لوگوں کی بول چال میں آتا ہے اور جو آپ اقلیدس کی طرح ثبوت مانگتے ہیں اس میں یہ عرض ہے کہ جسقدر بفضلہ تعالیٰ روشن نشان آپ کو دکھلائے جائیں گے بمقابلہ ان کے ثبوت اقلیدس کا جو اکثر دوائر موہومہ پر مبنی ہے ناکارہ اور ہیچ ہے۔ اقلیدس کے ثبوتوں میں کئی محل گرفت کی جگہ ہیں اور ان ثبوتوں کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ اگر اول آپ بلا دلیل کسی ایک چارپایہ کی نسبت یہ مان لیجئے کہ یہ چارپایہ نجاست کھا لیتا ہے اور زمین میں گرتا ہے اور بدن پر اُس کے اون ہے تو ہم ثابت کر دیں گے کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے ایسا ہی اقلیدس کی بنیادات

میں اکثر جگہ تناقض ہے جیسے اول وہ آپ ہی لکھتا ہے کہ نقطہ وہ شے ہے جس کی کوئی جزنہ ہو یعنی بالکل قابل انقسام نہ ہو پھر دوسری جگہ آپ ہی تجویز کرتا ہے کہ ہر یک خط کے دو ایسے ٹکڑے ہو سکتے ہیں کہ دونوں اپنے مقدار میں برابر ہوں اب فرض کرو کہ ایک خط مستقیم ایسا ہے جو نو ۹ نقطوں سے مرکب ہے اور بموجب دعوی اقلیدس کے ہم چاہتے ہیں جو اس کے دو ٹکڑے مساوی کریں تو اس صورت میں یا تو یہ امر خلاف قرارداد پیش آئے گا کہ ایک نقطہ کے دو ٹکڑے ہو جائیں اور یا یہ دعوی اقلیدس کا کہ ہر ایک خط مستقیم دو ٹکڑے مساوی ہو سکتا ہے غلط ٹھیرے گا۔ غرض اقلیدس میں بہت سی وہمی اور بے ثبوت باتیں بھری ہوئی ہیں جنکو جاننے والے خوب جانتے ہیں مگر آسمانی نشان تو وہ چیز ہے کہ وہ خود منکر کی ذات پر ہی وارد ہو کر حق الیقین تک اسکو پہونچا سکتا ہے اور انسان کو بجز اس کے ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا سو آپ تسلی رکھیں کہ اقلیدس کے ناچیز خیالات کو ان عالی مرتبہ نشانوں سے کچھ نسبت نہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اور یہ نہیں کہ صرف اس عاجز کے بیان پر ہی حصر رہیگا بلکہ یہ فیصلہ بذریعہ ثالثوں کے ہو جائے گا اور جب تک ثالث لوگ جو فریقین کے مذہب سے الگ ہوں گے یہ شہادت نہ دیں کہ فی الحقیقت یہ خوارق اور پیشگوئیاں انسانی طاقت سے باہر ہیں تب تک آپ غالب اور یہ عاجز مغلوب سمجھا جائے گا لیکن در صورت ملجانے ایسی گواہیوں کے جو ان خوارق اور پیشگوئیوں کو انسانی طاقت سے بالاتر قرار دیتی ہوں تو آپ مغلوب اور ہم بفضلہ تعالیٰ غالب

ہوں گا اور اسی وقت آپ پر لازم ہوگا کہ اسی جگہ قادیان میں بشرف اسلام مشرف ہو جائیں۔ پھر آپ اپنے خط کے اخیر پر یہ لکھتے ہیں کہ اگر شرائط مذکورہ بالا کو قبول نہیں فرماؤ گے تو آپ کا حال اور یہ شرائط چند اخبار ہند میں شائع کیجائینگی۔ سو مشفق من جو کچھ حق حقا آپ کی خدمت میں لکھدیا گیا ہے اور یہ عاجز آپ کے حالات شائع کرانے سے ہرگز نہیں ڈرتا بلکہ خدا جانے آپ کب اور کسوقت اپنی طرف سے اخباروں میں یہ مضمون درج کرائیں گے مگر یہ خاکسار تو آج ہی کی تاریخیں ایک نقل اس خطکی بعض اخباروں میں درج کرنے کے لئے روانہ کرتا ہے اور آپ کو یہ خوشخبری پہلے سے سنا دیتا ہے تا آپ کی تکلیف کشی کی حاجت نہ رہے اور بعد جو کچھ آپ کی طرف سے ظہور میں آئے گا وہ بھی بیس روز تک انتظار کر کے چند اخبار میں چھپوا دیا جائے گا اور اگر آپ کچھ غیرت کو کام میں لا کر قادیان میں آ گئے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ خداوند کریم کس کے ساتھ ہے اور کس کی حمایت اور نصرت کرتا ہے اور پھر اسوقت آپ پر یہ بھی کھل جائے گا کہ کیا سچا اور حقیقی خدا جو خالق و مالک ارض و سما ہے وہ حقیقت میں ابن مریم ہے یا وہ خدا ازلی و ابدی وغیر متغیر و قدوس جس پر ہم لوگ ایمان لائے ہیں سو میں اسی خدائے کامل اور صادق کی آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ ضرور تشریف لائیں ضرور لائیں اگر وہ قسم آپ کے دل پر مؤثر نہیں تو پھر اتمام الزام کی نیت سے آپ کو حضرت مسیح کی قسم ہے کہ آپ آنے میں ذرا توقف نہ کریں تا حق و باطل میں جو فرق ہے وہ آپ پر کھل جائے

اور جو صداقتوں اور کاذبوں میں مابہ الامتیاز ہے وہ آپ پر روشن ہو جائے۔ **والسلام علی من اتبع الهدى۔**

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور
من ایستادہ ام اینک تو ہم بیا بشتاب
کہ تا سیاہ شود روئے کاذب مغرور

الراقم

خاکسار آپ کا خیر خواہ مرزا غلام احمد
از قادیان ضلع گورداسپور

ذکر الٰہی

ذکر الٰہی سے دل مطمئن ہوتے بلائیں دور ہوتیں اور کشایش کی راہیں کھلتی ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** آگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں **امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون** بھلا وہ کون ہے جو مضطر کو اسکی پکار کے وقت جواب دیتا ہے اور اسکی مشکل آسان کر دیتا ہے اور کون ہے جو تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے مگر تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو کیا یہ تمام کلمات لغو اور سرسری ہیں کیا ذکر الٰہی اور قرآنی اذکار سے دل اداس اور غمناک ہوتے ہیں جو اسقدر زور پا گئے اور لا پروائی کرتے ہو کیا خدا کو چھوڑ کر اور اسکے کلام کو سرسری سمجھکر دنیا و آخرت میں سرسبز ہو سکتے ہو کیا خدا اور اسکے احکام کو چھوڑ کر اپنے کسی اور کو رازق اور مالک سمجھ لیا

شہادات اسلام

یہ مضمون ترجمہ ہے ایک انگریزی مضمون کا جو نومبر کے مسلم ورلڈ میں طبع ہوا ہے۔ صاحب مضمون جناب حاجی براؤن نے قابل داد لیاقت سے اس مضمون کو لکھا ہے مگر باوجود بے شمار خوبیوں کے اس میں ایک کمی یہی ہے کہ حاجی صاحب نے قرآن کریم کی تعلیمات کی صداقت و افضلیت کے دعاوی تو بیشک بہت کئے اور بجا کئے مگر خود اندرونہ قرآن سے اپنے دعاوی کے اثبات پر سندیں لانے میں تساہل کیا۔ اگر وہ اپنے ہر ایک دعوی اور عنوان کے متعلق قرآن کریم کی آیات لکھتے اور ان کے حسب موقعہ دلچسپ تفسیر بھی کر جاتے تو عام یورپ کی نگاہ میں مضمون پر رعب اور موثر ہو جاتا۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ درحقیقت یہ ایک بڑا نقص ہے جس سے بہت سے مضامین کسی آسمانی کتاب کی حمایت میں لکھے ہوئے لکھنے والوں کی طبعزاد نکتہ سنجیاں تصور ہوئے اور اس لئے غیر مؤثر اور بے قدر سمجھے گئے ہیں۔ دوسری قوموں کو بے بضاعتی نے جو انکی مسلمہ کتابوں کی خود تہیدستی کے سبب سے انکے حصہ میں آئی ہے اسپر مجبور کیا کہ وہ اپنی زبان درازیوں کو اُن گنگی کتابوں کی پردہ پوشی کا چالاک وکیل بنائیں۔ مگر قرآن کریم کے حامی اس فضول تکلیف سے سبکدوش کئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن کا دعوی ہے کہ **وہ کتاب ناطق ہے**۔ یعنی اسے اپنے ہر ایک دعوی کے ثبوت و حمایت میں کسی اور گو یا وکیل کی حاجت نہیں بلکہ وہ خود اپنے پر فصاحت اور بلیغ ثبوت اور شہادتوں سے سامعین پر اپنی صداقت ثابت کر دینے کو کافی ہے۔ اور قرآن کا یہ دعوی بھی ہے کہ وہ ہر بات کے لئے **تبیان** ہے یعنی اس نے ہر ایک مقدمہ کو من کل الوجوہ پوری وضاحت اور صراحت سے بیان فرمایا ہے۔ اب وقت آیا ہے کہ ہر شخص جو قرآن کریم کی حمایت میں مضمون لکھنا چاہے وہ اسی نمونہ کو اپنا مقتدا بنائے۔ نری خشک لفاظیوں اور مسلسل فقرہ بندیوں سے جو مخالفین کا ساتھ دینے کو بھی ویسی ہی تیار کھڑی ہیں اپنے آپ کو حق مضمون سے عہدہ بر آنہ سمجھیں۔ اس میں بہت بڑے نقص ہیں جو عنقریب اسی مضمون میں بیان کئے جائیں گے غرض میں نے اس مضمون کو بہت لطیف پاکر چاہا کہ اسے ترجمہ کر کے شائع کروں مگر اس کی کمی کو پورا کرنے کے بعد جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس غرض سے میں نے حاجی صاحب کے کلام کے بعد مناسب موقعوں میں اپنی شرح بھی اضافہ کر دی جسکو نشان **ف** اس متن میں سے جدا کرتا ہے۔

شہادات صداقت اسلام

مسلمانوں کا مذہب صاف صاف اللہ تعالی کی طرف سے ہے

اسلام اس بارے میں دوسرے تمام مذاہب سے **کلی امتیاز رکھتا ہے** اسلام میں نجات حاصل کرنے کے لئے ایمان نہایت ضروری ہے۔ مگر ایمان بھی ایسا کہ قوای عقلیہ اور ادراک کی آزادانہ رسائی سے باہر نہ ہو۔ اسلام لوگوں سے استدعا کرتا اور اس امر کا استحقاق جتاتا ہے کہ اُسے قبول کریں نہ اس لحاظ سے کہ وہ منقول و مروی ہے بلکہ وہ مخاطبوں کے سامنے بالکل صاف صاف۔ مشاہدہ میں آجانے والے اور ناقابل چون و چرا دلائل پیش کرتا ہے۔ اس خاص خصوصیت کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام مشنریانہ مذہب نہیں یعنی پادریوں کے من گھڑت مذہب عیسوی کی طرح نہیں۔ کیونکہ جس حال میں اسلام کے قبول کرنے کے لئے اخلاص رضا و رغبت اور بالکل صاف پاک دل ہونا نہایت ضروری ہے تو کسی صورت میں بھی روا نہیں کہ کوئی مسلمان کسی قسم کی ترغیب یا ترہیب یا تحریک یا تحریص سے کسی کو اس کے قبول لینے پر مجبور کرے۔ اس لئے کہ مسیحین چرچ کی یہ اصل کہ اجبارًا کسیکو مذہب میں داخل کر لیا جاوے منشائے اسلام سے بالکل مخالف ہے۔ مگر ایک اور معنی کے لحاظ سے اسلام مشنری مذہب یعنی رسالتی مذہب ہے کیونکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ راہ حق کی طرف لوگوں کو دعوت کریں۔ اور اس دعوت کا صاف منشا یہ ہے کہ لوگ اس میں پوری غور اور تامل کریں۔ چنانچہ مسلمان مبلغ کا فرض ہے کہ پوری راستی اور بے لوث غرض سے طالب حق کو اصول کے سمجھنے کا خوب موقعہ دے اور اس کا معاملہ بالکل اللہ تعالے پر چھوڑ دے خواہ وہ اُسے قبول کرے یا اُسے رد کرے۔

ف اس میں شک نہیں کہ اسلام میں ایمان نجات کی ضروری شرط ہے مگر مجرد ایمان کو اسلام کچھ بھی قابل اعتبار نہیں سمجھتا یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں آیا ہے **ان الذین امنوا** اسی کے ساتھ یہ بھی آیا ہے **وعملوا الصلحت** یعنی جو لوگ ایمان بھی لائے اور اس کے مناسب انھوں نے اعمال بھی کئے جو درحقیقت ایمان کا پھل ہیں۔ قرآن کریم میں ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی تاکید بہت جگہ آئی ہے

یہ شدید" کید اور اس کا بار بار اعادہ صاف بتاتا ہے کہ اس سے غرض کسی ایسے خطرناک شائع اعتقاد کی بیخکنی کرنا ہے جسنے محض ایمان کی خوبصورت لفظ کی اوٹ میں عمل صالح کی ضرورت کو کمزور بلکہ معدوم کر دیا ہوگا۔ اور وہ اعتقاد بجز اس زہریلے اعتقاد کفارہ کے اور کیا ہو سکتا ہے جس کی تائید میں ممبران کلیسا کو یہ ضرورت پڑی کہ تمام مقدس نبیوں کو غیر معصوم اور بدکار خواہش پرست اور گنہگار ٹھیرایا۔ اور اس لئے کہ اعمال صالحہ کی قیدسے بالکل آزاد ہو کر بہایم وار زندگی بسر کرنے کے لئے حجت پیدا کر سکیں الٰہی شریعتوں کو لعنت کا موجب قرار دیا اور کیا ہی موزون فقرہ گھڑ لیا۔ نجات اگر فضل الٰہی سے ہے اعمال سے نہیں ورنہ فضل فضل نہ رہے گا اور اگر اعمال سے تو پھر فضل کچھ نہیں تو عمل عمل نہ رہے گا (روم ۱۱: ۶) اگر اس فقرہ کے وہ برے معنی نہ لئے جائیں جن کی بنیاد پر کفارہ تسلیم کیا گیا ہے جس سے کسی طرح بھی انسانی فطرت کی سچی فلاسفی اور خدا تعالےٰ کی راستی و عدل کو لازوال دھبہ لگانے کے سوا اور کچھ ثابت نہیں ہوتا تو یہ فقرہ اسلامی تعلیم کے موافق ہے۔ عیسائیوں نے سخت نادانی سے یہ اعتراض کیا ہے کہ اسلام انسان کو اعمال صالحہ پر ناز کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جو لوگ قرآن کریم کے اس عجیب راز سے واقف ہیں کہ کیوں اس ساری مقدس کتاب میں باری تعالیٰ نے فقط اپنی ذات کو قوائے انسانی کے مبادی ظہورات اور ان کے جذبات و میلانات کا مبدء اول یا علت العلل ہونے پر زور دیا ہے وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ جوارح جسمانی اور قوائے روحانی کا عطا کرنا اور ان میں اپنی مرضی کے موافق اعمال صالحہ کی صلاحیت پیدا کرنا یہی اُس کا عین فضل اور عظیم فضل ہے ایمان اور اعمال صالحہ طبعاً کوئی دو متغائر چیزیں نہیں ہیں بلکہ بالکل ایک ہی ہیں۔ یہ بالکل صاف بات ہے کہ کسی چیز کی نسبت علم کا ہونا اُس علم کے حسب حال انسان کو کسی حرکت پر جسے عمل یا فعل یا ترک عمل یا ترک فعل کہہ سکتے ہیں مجبور کرتا ہے۔ مثلاً سم الفار اور سانپ اور دیگر تمام موذیات کا علم جس کی نسبت انسان ایمان لا چکا ہے کہ اس کی محبوب ترین اشیاء (صفت بقا) کے وہ مخالف ہیں اُسے اضطراراً اجتنابی حرکت یعنی ترک عمل پر مجبور کرتا ہے اور منفعت بخش اشیا کی صورت انکی نسبت پہلے ایمان اور اعتقاد بالخیر کی وجہ سے اُسے عمل اور اختیار پر مائل کرتی ہے۔ اور سب امور بالکل فطری اور جبلی ہیں۔ جیسے اعضاو جوارح اور قویٰ اور مدرکات میں تالم اور تنعم کے حواس محض وہبی ہیں اکتسابی ہرگز نہیں ویسے ہی تمام موذیات و منافع اشیا محض باری تعالیٰ کے خلق و امر سے ہیں کسی مخلوق کی صناعت و تصنع کو ہمیں دخل کا امکان نہیں۔ انسان کو آیندہ آنے والے نفع اور غائب ضرر کا کچھ بھی علم نہیں دیا گیا۔ بنا بران مضار و موذیات سے محفوظ رکھنا اور معینات و منافع سے متمتع کرنا محض اس کے فضل سے ہے۔ اسی واسطے صادق کتاب (قرآن) نے جو انسانی بناوٹ اور اس کے میلان کو بخوبی سمجھتی ہے کیونکہ خالق انسان کی طرف سے ہے انسان کو ایمان اور عمل کی سچی فلاسفی کی تعلیم دیتے ہوئے سکھایا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین۔ یعنی جہاں انسان کو یہ سکھایا ہے کہ وہ اُسی کی فرمانبرداری کا اقرار کرے اور اپنی عبودیت کو عملی طور پر ثابت کرے اور اس لئے ان لفظوں سے اقرار کرے کہ "ہم تیری ہی اطاعت کرتے ہیں"۔ ساتھ ہی دوسرا نہایت ضروری جملہ تلقین کیا ہے" اور اس عہد کے قائم رکھنے اور اس اقرار کے ایفا پر ہم ہر طرح کی مدد بھی تجھ سے ہی مانگتے ہیں۔ ما یعنی ہم اتنے بڑے ہیبت ناک اقرار عبودیت پر جو تیری عظمت الوہیت کے شایاں ہو باایں ہمہ ضعف و نقص بشریت کیونکر قادر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے قویٰ میں اسیر ایسی پر زور جذبات۔ لگام شکن میلان بھی ہیں جنھیں ہم عدم علم اور عدم قوت مقابلہ کی وجہ سے تیری پوری مرضیوں اور سچی خواہشوں کے قالب میں ڈھال نہیں سکتے اور نیز اپنی محیط قدرتوں اور باریک حکمتوں کے تقاضا سے اگر وہ قویٰ ہی ہم سے چھین لے جو تیری عبادت اور تعظیم و اجلال کے اختیار کرنے سے مسرور و متمتع ہو سکتے ہیں تو ہم علاوہ عدم ایفاء اقرار کسی جماد یا نبات سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا ان سب امور کے سرانجام کے لئے تیرے فضل سے التجا کرتے ہیں کہ توفیق بھی تیری ہی طرف سے نازل ہو۔ اس دوسرے جملے سے انسان کے ہر طرح کے غرور و فخر اور گھمنڈ کو جو وہ عبادات الٰہی کی بجا آوری اور اعمال صالح کے اظہار پر کر سکتا تھا خاک میں ملا دیا ہے۔ اور عین فطرت انسانی کے موافق ثابت کر دیا ہے کہ ایمان اور اُس کا پھل یعنی عمل صالح دونوں عطائے ربانی اور اس کے فضل سے ہیں۔ پھر اس کے بعد سکھایا اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہمیں سیدھی راہ بتا جس سے مراد وہ اعمال صالحہ ہیں جو انسان کی اس جہان کی زندگی میں آنے والی زندگی کے لئے

میگزین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

اخوانی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ میگزین اب بالکل مرتب ہو چکا ہے تین نمبروں کے لئے خود حضرت اقدس علیہ السلام نے مضمون لکھا ہے اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے انگریزی میں اس کا ترجمہ بھی کر چکے ہیں۔ پہلے سوچا گیا تھا کہ پہلا نمبر اکتوبر میں شائع ہو مگر حضرت اقدس امام علیہ السلام کے مبارک قلم سے ایک عظیم الشان مضمون کا نکلنا اس امر کا محرک ہوا کہ اکتوبر والی تدبیر کو بہت نزدیک کی تاریخ اشاعت سے بدلا جائے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مشتاق بھائیوں کی دلچسپی کے لئے چند لفظوں میں لکھ دوں کہ ان دو تین نمبروں کا مضمون کیا ہوگا۔ وہ ہوگا "بیسویں صدی کا مذہب" یعنی یہ صدی جس میں اب ہم ہیں اپنے قرائن اور محرکات اور اسباب موجودہ کے لحاظ سے کس مذہب کو چاہتی ہے اور کون سے بدقسمت مذہب ہیں جن کے لئے یادفنا گھات میں بیٹھی ہے اور ان کے وہ کون سے اجزا ہیں جو علوم کے صدمات کی تاب نہ لا کر عنقریب پاش پاش ہونیوالے ہیں۔

ان مذاہب باطلہ میں سے مخصوصاً **نصرانیت** کو بحث اور تفتیش کا آماجگاہ اور جولانگاہ بنایا گیا ہے۔ **عیسویت** کی سارے ستونوں یسوع کی خدائی **کفارہ۔ تثلیث۔ معصومیت** اور **معجزات** کی نسبت لمبی بحث کی گئی ہے کہ اس سے پہلے جب سے مباحثات کا باب کھلا ہے کبھی نہیں ہوئی۔ ان ستونوں کو گرا کر چھت کو زیر و زبر کر دیا گیا ہے پر **قرآن کریم** نے **اور انجیل** کی **تحریف** ایسا بین استدلال اور حملہ کیا گیا ہے کہ اس میدان کے پہلے نبرد آزماؤں سے کسی کے دل میں کبھی نہیں گذرا۔ پھر **قرآن کریم کی تعلیم** اور **انجیل کی تعلیم کا مقابلہ** اور جناب یسوع کے اخلاق اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مقابلہ و موازنہ سیر کن بسط سے کیا گیا ہے اور بڑی صفائی سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کے جوہر میں بقا کا مادہ رکھا گیا ہے اور یہی ایک روشن طریق ہے جس کے قبول کرنے کے لئے نظر تو میں میلان ہو رہا ہے اور اسباب اس کی مساعدت کر رہے ہیں۔

غرض یہ ایسا مضمون ہے کہ انگریزی زبان میں اس کے شائع ہونے کی ضرورت مدت سے محسوس ہو تی تھی اور اب اس کا وقت آگیا ہے۔ یہ اس آخری آدم کی طرف سے جو آدم اول کے موذی دشمن سانپ کا سر کچلنے کے لئے ازلاً مقدر و موعود تھا کاری حربہ رونما ہے۔ حق کو اس سے وہی قوت حاصل ہوگی جو

لیظھرہ علی الدین کلہ

میں اس آخری زمانہ میں اس کے لئے وعدہ کی گئی تھی۔ اب دین اسلام غریب نہیں رہے گا اب جھیڑیئے اور جنگلی کتے پہلے کی طرح اس پر شیر نہیں ہو سکیں گے۔ وہ کس مپرس اور متروک یتیم نہ رہے گا۔ اس کی سچائی کی قوت اور دلائل کا زور باطل کے دانت کھٹے کر دے گا۔ کوبرا زہریلی جیبھہ منہ سے نکال نہیں سکے گا اور نہ ہی ڈسنے کے لئے لپکنے کا میلان دل میں پائے گا اس لئے کہ اس کی زہریلی کچلیاں نکال ڈالی جائینگی۔ اب سے دو زبان دراز حملہ آور نہیں رہے گا۔ بلکہ وہ زشت رو گندہ دہن پیرہ زال کی طرح گھونگٹ میں منہ چھپائے رکھنے کو غنیمت سمجھے گا۔ دجل اور ملمع کاری کی آب جاتی رہے گی اور اصلی نمی دھات باقی رہ جائے گی اور ایک جہان پر پوری بینائی سے کھل جائیگا کہ اس مزور دغا باز **شیطان** نے کب سے **آدم** کی نسل کو دھوکے جال میں پھنسا رکھا تھا **محمد** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی **عزت** ظاہر ہوگی۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ سچی **عصمت** اور **کامل نبوت** اور زندہ نشان اور زندہ برکات آپ ہی کی ذات پاک میں ہیں۔ قرآن کریم چمکتا ہوا نور اور ہر قسم کی بیماروں کی شفا ثابت ہوگا اور آخر میں وہی **احد لم یلد و لم یولد** خدا معبود اور الہ مانا جائیگا جس کی طرف قرآن کریم نے رہنمائی کی ہے۔

عیسائیوں سے مباحثہ کرنے والوں کے ہاتھ میں اب سے یہی ایک مضمون ہوگا جس کے سہارے اور تقویت سے ان کے دل گردے اور زبانوں میں حوصلہ اور یارا پیدا ہوگا۔ اور یوں اسلام کی یہ جلیل خدمت آخرکار دانشمند و نکو یقین دلانے گی کہ وہ انسان کامل لاریب خدا کی طرف سے اور اپنے سارے دعووں میں صادق ہے جو ساری اسلامی دنیا میں اکیلا حق کی طرف سے

دیکھو صفحہ ۱۰

* اس مضمون کی عزت اور شان اور بھی بڑھ جائیگی جب دنیا کو معلوم ہوگا۔ کہ اس مضمون کے آخر میں اس مشہور فتنہ انگیز کتاب امہات المومنین کا جواب بھی شامل کیا گیا ہے۔ منہ

خاتم النبیین تھے صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے آنحضرت ؐ پر کمالات نبوت ختم ہوئے۔ کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم نبوت ہوا۔ جو خدا تعالےٰ کو راضی کرنا چاہے اور معجزات دیکھنا چاہے اور خارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اسکو چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنالے۔ دیکھو امتحان دینے والے محنتیں کرنے کرتے مدقوق کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں پس تقویٰ کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اُٹھانے کے لئے طیار ہو جاؤ۔ جب انسان اس راہ پر قدم اُٹھاتا ہے تو شیطان اُسپر بڑے بڑے حملے کرتا ہے لیکن ایک حد پر پہونچکر آخر شیطان ٹھر جاتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آکر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے۔ وہ مظہر الٰہی اور **خلیفۃ اللہ** ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگادے

حضرت مسیح کے بے باپ پیدا ہونے کے متعلق ذکر تھا

فرمایا

(ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے اور اللہ تعالےٰ کو سب طاقتیں ہیں نیچری جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ اُن کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ایسے لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی * جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کسیکو بے باپ پیدا نہیں کرسکتا ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو یہ دکھانا چاہتا تھا کہ تمھاری حالتیں ایسی ردی ہوگئی ہیں کہ اب تم میں کوئی اس قابل نہیں جو نبی ہو سکے یا اس کی اولاد میں سے کوئی نبی ہو سکے اسی واسطے آخری خلیفہ موسوی کو اللہ تعالیٰ نے بے باپ پیدا کیا اور اُنکو سمجھایا کہ اب شریعت تمھارے خاندان سے گئی اسی کی مثل خدا تعالیٰ نے آج یہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ آخری خلیفہ محمدی یعنی مہدی و مسیح کو سیدوں میں سے نہیں بنایا بلکہ فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک کو خلیفہ بنایا تاکہ یہ نشان ہو کہ نبوت محمدی کی گدی کے دعویداروں کی حالت تقوی اب کیسی ہے۔)

فرمایا

انبیا کا قاعدہ ہے کہ شخصی تدبیر نہیں کرتے نوع کے پیچھے پڑتے ہیں۔ جہاں شخصی تدبیر آئی وہاں چنداں کامیابی نہ آئی۔ چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ یہ حال ہوا)

مدت کی بات ہے کہ ایکدفعہ حضرت مولوی **نور الدین** صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ سلسلہ میں کوئی مجاہدہ مجھے بتلائے

آپ نے فرمایا

کہ عیسائیت کے رد میں کوئی کتاب لکھو

تب حضرت مولوی نور الدین صاحب نے کتاب فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب دو جلدیں لکھیں

پھر ایک دفعہ ایسا ہی مولوی صاحب نے حضرت اقدس سے سوال کیا۔ حضرت نے

فرمایا

آریوں کے رد میں کتاب لکھو۔

تب مولوی صاحب نے **تصدیق براھین احمدیہ** لکھی۔ اور فرمایا کہ ان ہر دو مجاہدوں میں مجھے بڑے بڑے فائدے ہوئے۔

---

* **نوٹ** شاید نیچریوں نے اسی لحاظ سے کہ وہ مردہ اور کمزور خدا ہے دعا اور استجابت دعا سے انکار کردیا ہے

سراج الحق نعمانی

بقیہ مضمون تقریر

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۲ جلد ۵

اُس نے تین حربے نکالے ہیں **پہلا حربہ** وہ تھا جو عیسائیوں کے مباحثہ میں (جو بمقام امرتسر سنہ ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا) نکالا۔ کہ ہر ایک الہامی اور آسمانی کتاب کی یہ نشانی ہے کہ وہ دعوی اور دلیل اپنے اندر سے بیان کرے ہم جو دعوی قرآن کریم کی صداقت۔ اسلام کی حقانیت۔ الوہیت مسیح کی تردید وغیرہ وغیرہ قرآن کریم ہی سے پیش کریں گے اور ان کے ثبوت میں دلائل بھی قرآن کریم سے دینگے ایسا ہی آپ اپنے دعاوی اناجیل سے پیش کریں اور اُن کا ثبوت بھی اناجیل ہی سے دکھلائیں۔ اس کارگر حربہ نے **عیسائیت کی ہیکل** کو ہیں چکنا چور کر دیا۔ اور انجیل کی بے بسی کی تصویر مجسم ہو کر سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اب اگر کوئی **میرا دل** لے کر سوچے تو اُسکو معلوم ہو گا کہ اُس دن سے اس اصول کی عظمت ایک دم کے لئے بھی میرے دل سے محو نہیں ہوئی۔ یہ وہ اصول ہے جس نے قرآن کریم کے جلال کو پھر دنیا میں قائم کردیا + میرے دوستو اناجیل میں غور کرو۔ اپنے بستروں پر تنہائی کی گھڑیوں میں سوچو کہ یہ کیسا عظیم الشان اصول ہے۔ مبارکی ہو **اے مسیح تیرے لئے** فرشتوں اور مومنوں کے برکات تیرا امداد کے لئے ہاں خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کسقدر باتیں تو نے اپنی روح میں ترتیب دی ہونگی جنکا یہ **عطر** پیش کیا۔ سب سے پہلے تو اسکو (مسیح موعود علیہ السلام) یہ شعور ہوا کہ یہ فیضان قرآن کریم کا ہوا

دنیا کی اور کسی کتاب میں نہیں۔ اور پھر غور اور بعد کے فکر کے ساتھ دیکھا کہ قرآن کریم اپنے دعاوی کے دلائل کی ترتیب کیسی رکھتا ہے ان سب امور پر ایک غائر نظر کر لینے کے بعد یہ اصول پیش کیا گیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیسا صاف اصول ہے دیکھو قرآن کریم دعویٰ کرتا ہے کہ خدا ہے اور پھر اس کا ثبوت دیا۔ پھر کہا کہ خدا ایک ہے نہ دو ہے نہ تین ہے اس کا ثبوت دیا ثبوت ضروری ہے اس کے ثبوت دئے جزا و سزا۔ موت کے بعد دوسرا عالم ہے اس کے ثبوت دئے۔ یہ امر میں نے بطور نمونہ بیان کیا ہے ورنہ میری روح اس اصول پر غور کر کے پہروں لذت اٹھایا کرتی ہے۔ اور جب کبھی کوئی باریک سی باریک بات علوم روحانی کے متعلق میں معلوم کرتا ہوں اور پھر قرآن کریم میں اس کا بیان پاتا ہوں تو میری روح ذوق سے سرشار ہو جاتی ہے اور میں وجد کر اٹھتا ہوں۔ غرض ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ کیسی باریک نگاہ ہمارے امام کی ہے۔ اس جلسہ مباحثہ میں حضرت مولانا مولوی **نور الدین** صاحب بار بار مجھے کہتے تھے کہ مرزا صاحب کیا پیش کریں گے مگر جب انھوں نے یہ اصول سنا چونکہ آپ فہیم اور قرآن کریم پر خوب غور کرنے والے تھے ان پر وجد کیسی حالت طاری ہوگئی۔ اور فرمانے لگے کہ کیا کہوں آب زر سے یا کس چیز سے لکھنے کے قابل یہ اصول ہے۔ عزیز خدا کا مسیح موعود اس نتیجہ پر پہونچ چکا تھا کہ عیسائی جو مسیح کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ الٰہ اور بیٹا قادر مطلق خدا ہے یہ صرف ان کی زبانی لن ترانی ہے ورنہ انجیل میں تو خاک بھی نہیں نہ یہ دعویٰ اور نہ اس کے ثبوت میں دلائل یہ اصول سنکر نصاریٰ ظلم عظیم کے حامی کیا ہو کچھ بھی نہیں اے ظلم عظیم کے حامیو! کچھ تو بولتے !!!۔

دوسرا حربہ جس نے اس نادان قوم کو سخت زخم لگایا ہے وہ **لعنت کا حربہ** ہے انھوں نے اپنی دور اندیشی اور بڑی بڑی کیٹیوں کے بعد ایک بات اپنے مذہب کی تائید میں بنا رکھی تھی خدا کی قدرت خدا کے اس برگزیدہ مسیح نے اسی بات کو ان پر دے مارا۔ وہ سمجھ بیٹھے تھے کہ خدا ہمارے گناہوں کے بدلے ملعون ہو گیا ہے اب ہم آزاد اور سزائے خداوندی سے بری ہیں۔ مگر حقیقت سے ناآشنا اس کی فلاسفی پر غور نہ کر سکے کیونکہ باطل پرست کی نگاہ تیز اور دوربین نہیں ہوتی۔ حضرت اقدس نے اس راز سربستہ کو ایسا کھولا اور ان کی جوتی اور انھیں کا سر ایسا اس مسئلہ کو ان کے منہ پر مارا کہ آج تک اس زخم سے چلاتے ہیں۔ اور کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بتلایا کہ لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ ملعون خدا سے بیزار اور خدا اس سے بیزار اس کا دل شیطان کے وساوس کا نشیمن ہو۔ یا یوں کہو کہ لعین شیطان کا مترادف ہے۔ پس جب مسیح بقول تمہارے ملعون ہو چکا تو گویا وہ خدا سے دور ہو کر مخذول اور مردود ہو گیا جب خود اس کی یہ حالت ہے تو وہ کسی دوسرے کی اصلاح کیا کرے گا؟۔

اس حربہ نے مردہ پرست قوم میں تہلکہ مچا دیا اور وہ ایسے حواس باختہ ہوئے ہیں کہ آج تک کوئی جواب نہیں بن سکا۔ اور ملعون خدا کے پجاری ملعون ہی رہے۔

تیسرا حربہ جس کے کاری زخم نے ایسا درد اس باطل پرست قوم کو پہونچایا ہے کہ جسکی ٹیس سے یہ آج تک ہائے ہائے پکار رہے ہیں اور جس نے ایسا دکھ پہونچایا ہے کہ کبھی نہ پہونچا ہو یہاں تک کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کے مدعی اور خدا کے لیے بے عزت سمجھنے ہونے کا دعویٰ کرنے والے کراہنے لگے وہ جو بلند دعوے کرتے تھے کہ ہم نرم خو ہیں اور خدا تعالیٰ کی سچی تعلیم قوای انسانی کی آبیاری کرنے والی مقدس تعلیم کو ظالمانہ اور جہاد کی تعلیم ظلم کی راہ سے کہتے تھے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کینہ ور اور بے رحم کہا اپنے انتقام کے لئے ہتھیار رکھنے کی طرف اپیل کرنے والا کہا یہ مسیح کے لیے آج درد سے چلا رہے ہیں اور خطرناک رعب کے نیچے آ گئے ہیں **وہ مسیح کی موت کا حربہ ہے** جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود نے ان تمام تکلیفوں کا جو ان مسیح کے بزرگوں نے ہمکو پہونچائی تھیں انتقام لیا۔ مسیح کی موت کے مسئلہ نے نصاریٰ کے گھر میں ماتم ڈالدیا اور وہ موت جو ان کے لئے خوشی کا موجب تھی غم کا باعث ہوگئی۔

شاید بعض لوگ کہیں کہ عیسائی تو پہلے ہی مسیح کی موت کے قائل ہیں اور اسکو اپنی نجات کا موجب قرار دیتے ہیں پھر اس میں انکو غمناک بنانیوالی بات کیا تھی؟ یاد رکھو عیسائی مسیح کی صلیبی موت کے قائل ہیں مگر حضرت مسیح موعود نے یہ ثابت کیا کہ

مسیح صلیب پر سے زندہ اُتر آیا اور اُس نے مرہم عیسیٰ کے ذریعہ شفا پائی اور پھر اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آکر مر گیا جہاں اب تک اُس کی قبر خان یار کے محلہ سری نگر شہر میں موجود ہے۔

باقی آیندہ

باطل کر رہا ہے والحمد للہ رب العلمین۔

ازبسکہ اب فیصلہ ہوگیا ہے کہ میگزین متواتر نکلنا شروع ہو جائے گا لہذا اُن بھائیوں کی خدمت میں التماس کیا جاتا ہے جو اس کے لئے چندہ لکھوا چکے ہیں کہ وہ جلد اپنا اپنا چندہ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوس لاہور کی خدمت میں ارسال کردیں اور توقف نہ کریں۔ اور جو بھائی ہنوز شامل نہیں ہوئے وہ اپنی شمولی سے اُس کمی کو پورا کریں جو چندہ دہندوں کی کمی تعداد کی وجہ سے رہ گئی ہے۔

خداوند کریم عزاسمہ ہمارے بھائیوں کو اپنے نیک کاموں کی روزہ افزوں توفیق بخشے اور بصیر بصیرت اور شرح صدر سے علم ہوجائے کہ آج وہی ایک قوم ہے جس کا روپیہ ٹھیک ٹھیک خدا کے دین کے اعلا میں خرچ ہو رہا ہے اور یہی وہ انفاق ہے جسکی نسبت خداوند کریم نے وعدہ فرمایا ہے کہ اُسے بیشمار سود کے ساتھ انھیں واپس دے گا۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ الامین والہ اجمعین

عاجز عبد الکریم از قادیان

فٹ نوٹ

میگزین میں جس قدر مضامین حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اور بزرگان ملت کے قلم سے نکلیں گے انشاءاللہ تعالے اردو داں پبلک کے لئے الحکم اس لعنت کو پیش کرتا رہیگا۔

ایڈیٹر

ڈائری

اما مہما علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

فرمایا

۱ تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلی ہوتی ہے وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ **تقویٰ** خالص ہو اور اُس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو۔ ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے **پیاروں** کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہوجاوے تو انکو ایک ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے ہیں اسواسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکالیف اُٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں ورنہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھکر تردد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اُس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دُکھ دیے جاتے ہیں اور اس میں خود اُن کے لیئے نیکی ہے کیونکہ اُن کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کے لیئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلت ہورہی ہے جس میں اللہ تعالے کے عذاب اور اُس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خدا تعالے کو اسلام کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی مگر دیکھو جنگ حد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے اس میں یہی بھید تھا کہ آنحضرتؐ کی شجاعت ظاہر ہو۔ جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہوگئے کہ میں اللہ تعالے کا رسول ہوں۔ ایسا نمونہ دکھلانے کا کسی نبی کو موقعہ نہیں ملا۔

ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہوجائے کہ ہم نماز روزہ کرتے ہیں یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ **تقویٰ** کا مضمون باریک ہے اُسکو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی **ریاکاری** ہو خدا اُس کے عمل کو واپس اُلٹا کر اُس کے مُنہ پر مارتا ہے۔ **متقی** ہونا مشکل ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تو نے قلم چرایا ہے تو تو کیوں غصہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لیئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہوا کہ روبحق نہ تھا جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ **متقی** نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی **تقویٰ** کی فرع ہیں۔ اصل **تقویٰ** ہے۔ اس واسطے تم الہامات اور رویا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول **تقویٰ** کے پیچھے لگو جو **متقی** ہے اُسی کے الہامات بھی صحیح ہیں۔ اور اگر **تقویٰ** نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں اُن میں شیطان کا حصہ ہوسکتا ہے کسی کے **تقویٰ** کو اُس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اُس کے الہاموں کو اُس کی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کرکے پہلے **تقویٰ** کے منازل کو طے کرو۔ انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو جتنے **نبیؑ** آئے سب کا مدعا یہی تھا کہ **تقویٰ** کی راہ سکھلائیں ان

اولیاءه الا المتقون۔ مگر قرآن شریف نے تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے کمال نبی کا کمال اُمت کو چاہتا ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

دلچسپ واقعات

مردم خواری کا مقدمہ - جنوبی سربیا میں جو ڈیشل تحقیقات سے مردم خواری کے ہیبت ناک مقدمہ کا پتہ لگا ہے - موضع ہمر اسبرگ متصل مار گبرگ میاں بیوی اس جرم میں ماخوذ ہیں کہ انھوں نے اپنی ایک بائیس سالہ دختر کو ہلاک کیا - ملزموں نے اپنی بیٹی کو ہلاک کرکے اُس کے تمام جسم کو کھانے کی نسبت اقبال کیا اور بیان کیا کہ اس امر کو مخفی کرنے کے لئے اسکی ہڈیاں جلا دی گئیں -

لارڈ پادری لندن - بشپ آف لندن کی تنخواہ دس ہزار پونڈ سالانہ ہے جسپر ٹکس شرح بیمہ وغیرہ جو بندرہ فیصدی سے کم ہونگے منہا کرنے سے ساڑھے آٹھ ہزار پونڈ باقی رہتے ہیں - لارڈ بشپ کا جو سالانہ خرچ ہوتا ہے - اس سے بہت کم لوگ واقف ہونگے فیسوں اور محل کے اثاث کے مصارف ادا کرنے کے بعد بشپ صاحب کے دیگر مصارف کے واسطے بہت کچھ کم باقی رہتا ہے -

ملکی فوج - یہ فوج بستا ئیس مختلف زبانوں میں بولتے ہیں -

معمر شخص - لزائی رو ڈ آسی رئیس ماسکو دنیا میں سب سے معمر شخص ہے اسوقت اس کی عمر اکیسو بتیس برس کی ہے -

برف کی پایداری - بحر اٹلانٹک میں برف کے پہاڑ بسا اوقات دو دو سال تک قائم رہتی ہیں -

لاوارث مال لندن میں ہر سال کرایہ کی گاڑیوں میں تقریبا اکیس ہزار پونڈ کا مال لوگ بھولجاتے ہیں

کلب الکلب - افسوس ہے کہ ہائیڈرو فوبیا یعنی کلب الکلب کی بیماری کراچی میں وبائی صورت میں نمودار ہوئی ہے - شدت گرما کے باعث انسان اور کتے یکساں پاگل ہو رہے ہیں - مسٹر ملکسیلے کمشنر کرجمیر کو ان کے کتے نے کاٹا جو بعد میں پاگل ثابت ہوا - لہذا صاحب مذکور علاج کے واسطے کسولی گئے ہیں

معلق پل - شملہ سے آگے رامپور میں دریائے ستلج پر ایک معلق پل تیار کیا جائے گا جسکی لاگت کا تخمینہ تیرہ ہزار روپیہ کیا گیا ہے - یہ رقم لوکل گورنمنٹ اور راجہ صاحب بشہر بہم پہونچائیں گے -

آہنی قلم - یہ قلم سب سے پہلے ۱۸۰۳ء میں پیری صاحب کے کارخانہ واقعہ برمنگہم میں تیار کئے گئے تھے اور بحساب دو روپیہ فی نب بکے تھے اب شہر مذکور میں ہفتہ وار دو لاکھ نب تیار ہوتے ہیں - اور کارخانہ مذکور میں اس قدر نب تیار ہوتے ہیں کہ انپر ہفتہ وار آٹھ ٹن لوہا صرف ہوتا ہے -

بھوکھ کا اثر عرصہ تک بھوکا رہنے سے حیوانوں کا وزن ضرور ہی کم ہو جاتا ہے یہ رفتار پہلے بہت جلد شروع ہوتی ہے مگر بعد میں دھیمی پڑ جاتی ہے اس طرح موت واقعہ ہونے کا عرصہ مختلف انسانوں میں ان کے وزن کے مقدار پر منحصر ہوتا ہے - انجام کے وقت فربہ حیوانوں کا وزن نصف اور لاغر آدمیوں کا ⅖ حصہ باقی رہ جاتا ہے - اس واسطے سے ایک سو پینتالیس پونڈ گھٹ جاتا ہے - تندرست آدمیوں نے پچاس یوم تک کھانے کے بغیر پانی پر گذارہ کیا ہے - ایک جرمن حکیم نے ایک عورت کا تذکرہ کیا ہے جو پینتالیس یوم بھوکی رہی اور اسکا وزن ۱۴۵ پونڈ میں سے ۴۲ پونڈ گھٹ گیا تھا -

جگر میں زخم کے بعد زندگی جگر میں جن لوگوں کو زخم کاری لگے ان کے اس صدمہ کے بعد زندہ رہنے کی نظیریں موجود ہیں - بہت عرصہ نہیں گذرا کہ ایک شخص جس کا دل باجہ کی طرح سُریلا تھا سیر نگصنیڈ جیسا چوسٹر کے ہسپتال میں زیر علاج تھا اس کے دل کی ہر ایک حرکت پر سارنگی کی طرح صدا نکلتی تھی اس شخص کو ایک روسی کاسک نے جگر میں خنجر مارا تھا - جس سے یہ سُر پیدا ہو گئے - کینیڈا کے ایک افسر مسمی لفٹننٹ المسمی نے دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں رپورٹ کی کہ اسکو جگر میں زخم مہلک لگا تھا - اب پریٹوریا کے ہسپتال میں صحت یاب ہو رہا ہے حالانکہ اس کے جینے کی کوئی توقع نہیں تھی - یہ جنگ جنوبی افریقہ کا نار تجربہ واقعہ ہے -

درختوں پر سُروں کا اثر ایک باجہ نواز کا بیان ہے کہ جب میں ہارمونیم بجاتا ہوں میرا عقلمند پودہ پھولتا پھلتا ہے - اور مست نظر آتا ہے اور جب میں یہ کام بند کرتا ہوں پودہ مذکور کا پتلا ہے - جس سے اس امر کا پتہ ملتا ہے کہ گانے کی سریں صرف حیوانوں پر ہی اثر نہیں کرتیں بلکہ پودوں پر بھی اثر کرتی ہیں -

عجب سکہ ایڈورڈ اول کے عہد میں ایک سکہ اطریفل کی شکل کا تھا جسمیں سرخ رنگ کا ایک پتھر جڑا ہوا تھا اسکی نسبت روایت ہے کہ اگر مویشیوں میں وبا پھیلے تو اس پتھر کو پانی میں دھو کر مویشیوں کو پلاتے ہیں -

گلاب کا پھول - کالیفورنیا میں گلاب کا ایک درخت پچیس برس سے بویا گیا ہے اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے - اسکے تنہ کا محیط دو فٹ نو انچ ہے اور اسکی بڑی بڑی شاخوں کا گھیرا اس سے کم نہیں ہے جنوبی افریقہ میں کثرت سے ایسے گلاب کے پودے ہیں کہ جنمیں دس دس اور پندرہ پندرہ ہزار پھول لگتے ہیں اور ستونلن واقع ہالینڈ میں گلاب کے ایک ایک درخت سے ایک ایک وقت میں چھ چھ ہزار پھول پیدا ہوتے ہیں -

دنیا کا ہفتہ

(مذہبی دنیا)

پوپ آف روم نے ایک مضمون شایع کیا ہے کہ عیسائیت زوال پر ہے اس کے ثبوت مین طاقتوں کی فوجون کے مظالم پیش کئے۔ جو چین میں کئے گئے ہیں۔ (ایڈیٹر) سچ ہے کہ صلیب کے لئے مسیح موعود جو آگیا پہر عیسائیت کا زوال کیوں نہو؟

مکتی فوج اس وقت ۴۷ مختلف ممالک میں اپنا کام کر رہی ہے اس کے ۵۵ اخبار اور رسالے ۱۲ زبانوں میں شایع ہوتے ہیں۔ (ایڈیٹر) اب وقت آگیا ہے کہ **قلم** کے ذریعہ اس سحر فرنگ کے مقابل ایک معجزہ ظاہر ہو اس لئے ضرورت ہے کہ ہمارے ناظرین الحکم کی توسیع اشاعت میں سعی کریں اور **میگزین** کے لئے پورے طور پر معاون ہوں۔

ولایت کے ایک عیسائی اخبار مین شایع ہوا ہے کہ امریکہ کے ایک عیسائی فرقہ مور اکو نام کا عقیدہ ہے کہ بن بیاہی عورت کو بہشت نصیب نہیں ہوتا اس خیال سے وہان ایک عیسائی عورت نے بستر مرگ پر شادی کی۔

غازیپور کے ایک پیر صاحب کی عشقبازی کی کہانی اسطرح پر بیان کی جاتی ہے کہ آپ ایک مرید کی جورو پر عاشق ہوئے مرید کی رقابت کو گوارا نکر سکے معشوقہ کے خاوند اور اس کے ایک دوست کو بلاکر شربت مین سنکھیا دیدی جس سے دونوں مرگئے پیر صاحب کو مقدمہ میں حبس دوام کی سزا ہوئی۔ (ایڈیٹر) افسوس ان پیرزادوں کی ایسی حالت ہو رہی ہے اسپر بھی نادان کہتے ہیں کہ کسی مامور من اللہ کی ضرورت نہین

ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کرنل ییٹ نے زیارت مین تعمیر مسجد کے لئے قطعہ اراضی عطا کرنیکے علاوہ ۱۵۰ ایکسو روپیہ چندہ بھی مرحمت کیا۔

لاہور سے عنقریب ایک انگریزی ماہواری رسالہ شایع ہونیوالا ہے جسکا نام ہوگا **ریویو آف ریلیجنز** جس مین بڑے بڑے زبردست معقول۔ مدلل اور مہذب مضامین **عیسائیت** اور **اسلام** پر شائع ہوں گے جن مین اکثر حصہ چودہوین صدی کے عظیم الشان انسان **مسیح موعود و مہدی معہود** کے قلم سے لکھے ہوئے ہوں گے۔

اسلامی دنیا

دہلی مین مسٹر ویلس نام ایک انگریز نے اسلام قبول کیا۔ جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا۔

اخبار الشام دمشق لکھتا ہے کہ بعلبک مین جرمن انجنیر ایک قلعہ کھود رہے تھے کہ وہان سے کئی ہزار نقرائی سکہ برامد ہوا جسپر سنہ ۱۳۰ ھ لکہا ہوا ہے

قلمروئے عثمانیہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ کوئی سرکاری عہدہ دار دانہ گہاس یا اور کوئی چیز غریب لوگون سے جبراً بلا قیمت نہ لے ورنہ سزا ملے گی۔

فرانس کے دولتمندوں سے ایک شخص مسمی بہ جوزف بلاتتونی اسلام بول مین اپنے کنبہ سمیت مسلمان ہو گیا اسکا نام احمد شریف رکہا گیا۔ اس کی بیوی کا نام خاتم شریفہ بڑی لڑکی کا نام عمر شریفہ اور چہوٹی کا امین شریفہ۔

امیر کابل نے شاہ ایران کو ایک مطلا قلمی قران شریف ہدیۃً ارسال کیا ہے۔ جس کی جلد مین ۱۲۷ موتی اور ۲۴ یاقوت رمانی اور ۱۰۹ الماس جڑے ہوئے ہین ان کل جواہرات کی قیمت ساڑھے چار لاکہ روپیہ ہے (ایڈیٹر) افسوس ہے کہ یہ ہدیہ اصل **تحفہ** کو بھی بیکار کر دے گا۔

قرآن کریم کی اصل غرض جیساکہ اس کے نام سے معلوم ہوتا ہے **پڑہنا** اور اسپر عمل کرنا چاہیے مگر یہہ گران بہا پتھر اس کو نہایت حفاظت کے ساتھہ کسی خزانے کے تہ خانے مین رکہوا دین گے۔

حجاز ریلوے پر کام کرنیوالوں کے لئے سلطان المعظم نے بہت جلد ایک سفری شفا خانہ طیار ہونے کا حکم دیا ہے

قونیہ کے مسلمانوں نے باہم چندہ کر کے پچاس ہزار پونڈ کی لاگت سے ماہ اپریل مین ایک عالی شان صنعتی کالج قایم کیا ہے۔

حرمین شریفین کے ان خاص مذہبی مصارف کے لئے جو وہاں پچہلے دنوں خرچ کرنے پڑے وزیر اعظم کے حکم سے ان ملازموں سے جو ڈہائی ہزار ماہواری اس سے زیادہ تنخواہ پاتے ہین مارچ کی تنخواہ مین سے دسوان حصہ بطور چندہ لیا گیا۔

ہندوستان

بدہ مندر گیا کی مرمت گورنمنٹ نے ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ کے صرف سے کرائی ہے لکہا جاتا ہے مارچ ۱۹۰۲ء مین لارڈ کیرزن ہندوستان کے عہد کا تذکرہ کا اہتمام لین گے۔

آگرہ میں روضہ تاج محل کے متصل افتادہ زمین پر باغ لگایا جاوے گا۔

ہندوستانی ٹکسالوں میں دیسی ریاستوں کے سوا سرکاری روپیہ کا مسکوک کرنا بند کر دیا

ہمعصر بنگالی نے ایک سرکلر کا پتہ لگایا ہے جس میں انسپکٹر جنرل پولیس بنگال ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹوں کے نام حکم بھیجتے ہیں کہ یوروپین اور یوریشین اس میں خاص طور پر بھرتی کئے جاوین۔

مردم شماری کے نقشہ جات مین اب کے اس خاص امر کا لحاظ کیا جاوے گا کہ ہندوستان میں کم سنی کی شادی کی رسم کہانتک جاری ہے

بہاری لال سٹیشن ماسٹر ہردوئی کو ایک سال کی سزا اس علت میں عدالت سٹی مجسٹریٹ سے ہوئی کہ اس نے ایک مسافر کو ۵۰ روپیہ لینے کی غرض سے سٹیشن پیرات کو روک رکہا

چہاونی کانپور سے گاڑی ٹیکس اور میر ٹہہ سے صفائی ٹیکس گورنمنٹ ہند نے معاف کر دیا

صاحب ڈائرکٹر جنرل ہندوستان نے حکم دیا ہے کہ عدالتوں کے سمن اور دیگر اس قسم کی دستاویزون پر اگر ڈاک کی معرفت روانہ ہون وہ محصول لیا جاوے جو چہٹی کے لئے مقرر ہے

سنہ ۱۹۰۰ء مین ہندوستانی زمینوں سے ۱۷ ½ کڑور روپیہ کی آمدنی ہوئی سال مذکور مین ۱۳۰۰ میل جدید ریلوے افتتاح ہوئی۔

کلکتہ سٹی مین انجمن ہمدردی حیوانات نے ایک سو بیس زخمی مویشیوں کے مالکون کو ۹۷۵ روپیہ جرمانہ کی سزا دلوائی۔

مسٹر رسلی کمشنر مردم شماری نے کہتریون کو ایک ادنی قوم ظاہر کیا ہے جس کی تردید کے لئے ۲۹ ؍ جون کو بریلی مین کہتری کانفرس ہونیوالی ہے

ہندوستانی قحط فنڈ میں ایک کروڑ ۵۴ لاکہہ روپیہ وصول ہو چکا ہے اب فنڈ کو بند کر دیا گیا ہے۔

پنجاب اور سرحد

دہلی کے لال قلعہ کے دروازہ میں ایک گورہ لو لگنے سے ہلاک ہوا۔

جلالپور میں ایک یورپین ٹکٹ کلکٹر زنا بالجبر کے الزام میں زیر مواخذہ ہے

شملہ سے موضع رامپور کے قریب ایک اویزان پل تعمیر ہونے والا ہے مصارف طیاری کا اندازہ ۱۳ ہزار روپیہ ہے

سرحدی چوکی مارن (بنوں) پر ۱۸ رجون کی دوپہر کو لوٹیرے آپڑے ۱۲ رفلین لوٹ کرے گئے۔

راولپنڈی کے مشہور رئیس سردار سوجان سنگھ آنجہانی کے بیٹوں کا باہم مقدمہ چل رہا ہے۔ اب ۶ جولائی امور تنقیح کے لئے مقرر ہوئی ہے۔

چکدرہ مین سوات ندی پر مستقل پل بنانے کا حکم دیا گیا ہے اکتوبر مین کام شروع ہوگا اویزان پل نہ رہے گا۔

شہر لودہانہ اور ہوشیارپور کی تحصیل دنہ کو طاعون سے پاک قرار دیا گیا۔

میرانشاہ (ٹوچی) میں ۵ رجون کو ایک سکھ سپاہی اوگنڈ نامی گاؤں میں گیا وہان اس نے تلوار سے ایک لڑکے اور لڑکی کو قتل کر ڈالا گاؤں کے لوگ پیچھے دوڑے آخر گرفتار ہو کر میران شاہ حاضر کیا گیا۔ قاتل کا بیان ہے کہ بہنگ کے نشہ میں مدہوش تہا۔

پنجاب بنکنگ کمپنی کا ارادہ ہے کہ اپنا ایک برانچ آفس جالندہر میں بہی کھولے۔

قلعہ لوئہارٹ۔ گلستان۔ دہار۔ سنگار ۔ دالیفہ دار اور شنواری کی چوکیون کے لئے جن مین سمانہ رائفلز فوج قلعہ نشین کی گئی ہے ۱۰ ہزار روپیہ ابتدائی مصارف کیواسطے اور ۱۰ ہزار سات سو روپیہ سالانہ اخراجات کے لئے منظور ہوئے ہیں۔ ان چوکیون میں پانی پکہالون مین بہر کر خچرون پر پہونچایا جاوے گا۔

ہز آونر لفٹننٹ گورنر بہادر صوبہ پنجاب نے منظوری دی ہے کہ عیسیٰ خیل کی تعزیری پولیس اور ایک سال تک رکہی جاوے اور نیز ضلع بنوں کے بعض دیہات میں بہی۔

معلومات اور نئی باتین

ترک اور پارسی دنیا بہر کی باقی تمام اقوام سے زیادہ تنباکو پینے والے ہیں۔ چین میں مرد اور عورتیں اوایل عمری سے اس کے عادی ہو جاتے ہیں

انگلستان میں ہرسال پانچسو آدمی بہوک سے مرجاتے ہیں انہین سے سو تو خاص لنڈن کے ہوتے ہیں۔ باقی تمام برطانیہ کلان کے۔

ہند مین جب سے نمک کا محصول بڑہایا گیا ہے اس وقت سے یہان نمک کا خرچ ۶ کروڑ سیر کے قریب کم ہو گیا ہے۔

ولایت کا ایک اخبار اس امر پر زور دیتا ہے کہ تندرستی اور خوشی وخورمی کے لئے سادہ زندگی اور سادہ اور کم خوراک کہانا مفید ہے اسکی رائے ہے کہ زیادہ اعلیٰ درجہ کی چیزین کہانا اور بہت کہانا ایسا ہے۔ جیسے سٹیم انجن مین کوئلے کی بجائے جواہرات بہردے۔

سائینس والون نے دریافت کیا ہے کہ شہرون میں مصفا ہوا ۲۵ فیٹ کی بلندی پر ہوتی ہے لہذا تیسری منزل کے مکانوں کی صحت اچہی ہوتی ہے۔

ولایت میں لکڑی کے برادہ کو چینی مین تبدیل کرنے کا ڈہنگ نکالا گیا ہے برادہ کو سلفیورک ایسڈ میں ڈالکر خمیر اٹہاتے ہیں۔ اور پہر اسکو گرم پانی ڈالکر چینی کی ہیئت میں تبدیل کرتے ہیں۔

ایک سکاچ ڈاکٹر ڈیوڈسن نے ایک ایسی آڑنے کی کل ایجاد کی ہے جو پرند کی شکل سے مشابہ ہے اور پرندہ کے پروں کے اصولوں پر انہوں نے اس کو بنایا ہے۔ آہین پچاس یا ساٹہہ ادمی اکٹہے بیٹہکر بلا خوف وخطر اوپر کے طبقہ ہوائی کی سیر کر سکتے ہیں۔ اترتے وقت بہی کوئی ایذا نہیں پہنچتی

اگر کبہی دن میں ہوا کا رخ معلوم کرنا ہو تو انگلی پانی میں ڈبوکر ہوا میں رکہو جس طرف سردی محسوس ہو سمجہہ لو اس طرف سے ہوا آتی ہے

تفسیر القرآن قیمت عہ درخواست کرنے پر دفتر الحکم سے ملسکتی ہے

عسل مصفی

مندرجہ عنوان کتاب جس کا اعلان چند ہفتہ پیشتر الحکم میں شایع ہوا تہا۔ ۵۲ جزو طبع ہو کر شایع ہو گئی ہے جناب میرزا خدابخش صاحب نے جو اس کتاب کے مولف ہیں حقیقت میں قوم کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس کتاب کا مضمون حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات ہے لیکن جس خوبی اور صفائی کے ساتہہ مضامین کی تقسیم کی گئی ہے اور پہر ان کو ترتیب دی گئی ہے وہ اس سے پیشتر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید میں لکہنے والون کی کسی کتاب مین نہیں ہے منقولی طور پر مرزا صاحب موصوف نے تمام مباحث کو ختم کر دیا ہے اور اس کتاب کے بعد منقولی مباحث کے لئے کسی دوسری کتاب کی حاجت اور ضرورت نہ پڑیگی۔

ہم اس مختصر نوٹ میں اس کتاب کی خوبیوں پر پورے طور پر ریمارک نہیں کر سکتے۔ مختصر الفاظ میں یہہ کہ کتاب کیا ہے حضرت اقدس کے دعاوی اور دلایل کا انسایکلوپیڈیا ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کے پاس ہو خصوصاً ان لوگون کے پاس ہونا اسکا اشد ضروری ہے جن کو آئے دن ظاہر پرست ملالون سے بات چیت کا موقع ملتا ہے۔

ہم کسی آئندہ اشاعت میں اس پر مفصل لکہنا چاہتے ہیں۔ سردست ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ کہ یہہ ضروری اور اپنی طرز کی پہلی کتاب اس قابل ہے۔ کہ اسکی بہت بڑی اشاعت ہو باوجودانکہ حجم ۵۲ جزو کا ہے اور کاغذ اور چہپائی بہی اعلیٰ درجہ کی ہے پہر بہی قیمت صرف ۱عہ ہے یہہ کتاب دفتر اخبار الحکم سے یا جناب میرزا خدابخش صاحب سے جو آجکل قادیان میں ہیں۔ درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں۔ درخواستون کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔

خطبہ الہامیہ عنقریب شایع ہونیوالا ہے

روزنامچہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اپریل ۱۹۰۱ء

نام چندہ دہندگان — عام — اغراض مساکین فنڈ

			منشی سراج دین صاحب ۲ر فضل محمد صاحب ۲ر منشی عبد	۲ر ۸ر
امام الدین صاحب گڈس کلرک ۔ بہاؤالدین	عا	۲	الخالق صاحب ۲ر الہ داد صاحب ۲ر چودہری	
محمد مقبول صاحب ۔ سیتا پورہ	عہ	۲	سکندر شاہ صاحب ۲ر	
مولوی غلام نبی صاحب پوسٹ ماسٹر ۔ بہاء الدین ۔	عہ	۲	گہنا سنگہ صاحب صیقل گر ۲ر مستری جیون سنگہ صاحب ۲ر گنیا سنگہ صاحب ۲ر مکین صاحب ۲ر گور سنگہ صاحب ۲ر رام دیال ۲ر	۱۲ر ۲
بابو جمال الدین صاحب سٹیشن ماسٹر باغانوالہ	عہ ۲ر	۲	او نکار صاحب ۲ر شو نراین صاحب ۲ر الف خان صاحب ۲ر	۱۲ر ۲
			دین محمد صاحب ۲ر رضا خان صاحب ۲ر نکو صاحب ۲ر	
بابو خیر الدین صاحب گارڈ ۔ بہر تپور	عا	۲	الہ دین صاحب ۲ر صادق حسین صاحب ۲ر نیک محمد خان صاحب ۲ر	۵ر ۷ر
معرفت نعمت خاں صاحب ڈپٹی انسپکٹر ٹانک ٹرسپورٹ لائن ڈیرہ اسمٰعیل خان ۔	۵ عہ	عہ	محمد حسین خان صاحب ۲ر الہ بخش صاحب ۲ر رحیم خان صاحب ۲ر	
			محمد خان صاحب ڈرایور ۲ر ورد خان صاحب ۲ر نورا	۱۰ر ۲
بابو بندہ نبی بخش صاحب ۔ بٹالہ	۳ر	۲	خان صاحب ۲ر نیر محمد خان صاحب ۲ر پنجہ خان صاحب ۲ر	
منشی عبد الرؤف صاحب مدرس قادیان	۲ر	۲	موجا صاحب ۲ر جمانہ صاحب ۲ر پیر بخش صاحب ۲ر	۸ر ۱۲
جلال الدین صاحب مدرس	عہ	۲	عبد الرحیم صاحب نور محمد خان صاحب ۲ر زمان خان صاحب ۲ر	
بابت جرمانہ طلبا مدرسہ تعلیم الاسلام	عہ ۵ر	۲	عبد الخالق صاحب ۲ر نبی بخش صاحب ۲ر شاہ ولی	۱۲ر ۲
فیس مدرسہ "	۵ ۱۵ر	۲	صاحب ۲ر زبیر سدن صاحب ۲ر عزیز صاحب ۲ر	
فیس بورڈنگ ہاؤس "	۹ ۳ر	۲	الٰہی صاحب ۲ر	
حاجی الٰہی بخش صاحب ۔ ملتان	عا	۲	مرید صاحب ۲ر محمد حسین صاحب ۲ر نواب صاحب ۲ر	۱ر ۲
سلطان محمود صاحب "	عا		فضل صاحب ار بندائی صاحب ار فضل الٰہی	
جماعت ملتان	۵	۲	صاحب ار	
محمد امیر خان صاحب بنوں	عا	۲	کرم شاہ صاحب ار قائم الدین صاحب ار غلام محمد صاحب ار	۶ر ۲
			امام الدین صاحب ار اکبر خان صاحب ار بخش محمد صاحب ار	
			قائم الدین صاحب ار شمس الدین صاحب ار نظام الدین صاحب ار	

تفصیل عہ معرفت نعمت خان صاحب ضلع اسمٰعیل خان

نعمت خان صاحب عہ محمد خان صاحب جمعدار عہ	عا	۲	نور محمد صاحب ار نواب خان صاحب ار بندہ خان صاحب ار	۶ر ۲
دسن خان صاحب جمعدار عہ کریم بخش صاحب جمعدار عہ	عا	۲	مونی صاحب ار نور محمد صاحب ار سلطان علی صاحب ار سید شاہ صاحب ار	
باز خان صاحب جمعدار عہ فقیر محمد صاحب دفعدار ۴ر	۸عہ	۲	عبد الشکور صاحب ار الہ داد خان صاحب ار سید محمد خان	
گنجو سنگہ صاحب دفعدار ۸ر مستری عبد اللہ صاحب ۸ر	عہ	۲	صاحب ار سید کرم شاہ صاحب ار نتھو خان صاحب ار گلاب خان صاحب ار ابراہیم خان صاحب ار	
مستری احمد دین صاحب ۸ر میراں بخش صاحب ڈرایور ۸ر	عہ	۲	کالا خان صاحب ار اجر خان صاحب ار گودر خان صاحب ار کندر خان صاحب ار بھو خان	
سید محمد حسین صاحب دفعدار رسالہ ۲ر	۶ر	۲	صاحب ار دار دفعدار صاحب ار بدھ سنگہ صاحب ار بیار سنگہ صاحب ار	
مولانا بابو عبد الحمید خان صاحب ۴ر	۴ر	۲	بہادر بیگ صاحب ار نادر بیگ صاحب ار دین محمد صاحب ار منیر محمد خان صاحب ار غفور بخش صاحب ار عالم شیر صاحب ار	
چراغ دین صاحب ۴ر سنت سنگہ صاحب دفعدار ۲ر	۸ر	۲	بابو لال صاحب ار علم دین صاحب ار داد الدین صاحب ار لکھا صاحب ار اندر جی ار دل بیگ صاحب ار	
کالو صاحب نفر ۴ر للو دہوبی ۴ر	۸ر	۲	محمد وصاحب ار مالد صاحب ار گلاب خان صاحب ار نتھا صاحب ار محمد صاحب ار نواب ار قادر بخش ار	
حمایت علی خان صاحب جمعدار ۴ر رحیم علی صاحب ۴ر	۸ر	۲	نبی بخش ار گہیا ار فضل ار شمس الدین ار سہاول ار دبا ار کالا ار فیروز ار علی ار گل شیر ار	
بابو محمد اسحٰق صاحب ۴ر مظہر علی خان صاحب جمعدار ۴ر	۸ر	۲	محمد اسار ار مرزا ار سجاول صاحب ار مولا بخش ار رام لال ار گل شیر ار بہولا ار	
جوگ سنگہ صاحب دفعدار ۴ر سدہ سنگہ صاحب جمعدار ۴ر	۸ر	۲	فتح علی ار فقیر محمد ار نواب ار غلام محمد ار راج ولی ار مغل ار منصب ار ام ار بدر الدین ار	
محمد دسن خان صاحب ۴ر فضل الٰہی صاحب ۸ر	۱۲ر	۲	حشمت علی ار احمد بخش ار موتی ار قاسم علی ار مہر عالم ار محمد حسین ار قاسم ار مولا ار	
خدا بخش صاحب دفعدار ۴ر گلاب خان صاحب دفعدار ۴ر	۸ر	۲	بدر الدین ار فرمانا ار جیسرا ار موجد ار سہوانی ار میراں بخش ار دین محمد ار غلام محمد ار	
سردار خان صاحب ۴ر محمد بخش صاحب دفعدار ۴ر	۸ر	۲	فیروز ار مونم ار مورباز ار بہرت ار فضل الٰہی ار فتا ار رشند علی خان ار علی بخش ار	
ڈاکٹر عبد القادر صاحب نانک ۸ر احمد خان صاحب دفعدار ۳ر	۱۱ر	۲	برخوردار ار رشد اللہ ار مستری بخش ار مولا بخش ار گل شیر خان صاحبان ار دانا رام ار	
نور احمد صاحب ڈرایور ۳ر بابو غلام عباس شاہ صاحب ۲ر	۵ر	۲	قائم الدین ار جیمہ ار احمد خان ار قائم ار رحیم بخش صاحبان ار	

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامان ۳۰ جون ۱۹۰۱ سنہ عیسوی | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

حضرت اقدس کی ایک تقریر

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ جب تم دنیا سے بالکل انقطاع کرکے اسکی طرف آجاؤگے وہ خود تمہارا متولی اور متکفل ہوجائیگا جو آدمی تبتل تام نہیں کرتا بلکہ کچھ رو بدنیا رہتا ہے اور کسی قدر رو بہ خدا بھی رہتا ہے وہ کبھی بھی مقصود اصلی کو حاصل نہیں کرسکتا اسے نہ دین کی عزت مل سکتی ہے نہ دنیا کی" خدا تعالیٰ تم سے یہ چاہتا ہے کہ تم پورے **مسلمان** بنو۔ مسلمان کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ انقطاع کلی ہو اللہ تعالے نے مسلمان کو مسلمان پیدا کرکے لاانتہا فضل کئے ہیں۔ بشرطیکہ وہ غور کرے اور سمجھے ایک ہندو سے رام چندر کے خدا ہونے یا خدا تعالے کے خالق ہونے پر بحث کرو اس وقت تمہیں ایک لذت اور سرور آئیگا کہ تمہارا خدا کیسا قادر مطلق۔ محی۔ ممیت۔ خالق کل شئی خدا ہے اور برخلاف اس کے جنہوں نے رام چندر جیسے کھانے پینے کے محتاج انسان کو خدا بنایا ہے جب یہ کہیں گے کہ اس کی **بیوی** کو راون نکال کرلے گیا تو کس قدر شرم اس خدا کے ماننے والوں کو دامنگیر ہوگی کہ عجیب خدا ہے جو اپنی بیوی کی بھی حفاظت نہیں کرسکا ایسا ہی آریا جب اپنے خدا کی یہ صفت مخالف سے سنیگا کہ اس نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ اپنے کسی بڑے سے بڑے پریمی اور بھگت کو بھی کبھی نجات نہیں دے سکتا یا اس نے ایسی شریعت انسانوں کے لئے بنائی کہ ایک مرد اپنی بیوی کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسرے مرد سے اولاد پیدا کرانے کیواسطے ہم بستری کی اجازت دے سکتا ہے تو اسے کیا شرمندہ ہونا پڑے گا اگر اس میں غیرت۔ اور حیا کا کوئی مادہ باقی ہو۔ لیکن مسلمان کیسا خوش ہوگا اور اسکی امیدیں کیسی وسیع ہوں گی جب اپنے **خالق کل شئے**۔ اور قدوس۔ سبحان خدا کو پیش کرتا ہے۔

پس یاد رکھو۔ کہ خدا تعالے اپنے برگزیدہ بندوں کو کبھی ضایع نہیں کرتا۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ **ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین** اخیار اور ابرار کا نام ابد الآباد تک زندہ رہتا ہے گذشتہ زمانے کے بادشاہوں یہانتک کہ قیصر و کسریٰ کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ برخلاف اس کے خدا تعالے کے راستبازوں اور برگزیدوں کی دنیا مداح ہے۔

دیکھو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کسقدر عظمت دنیا میں قایم ہے۔ ۴۰ کروڑ مسلمان آپ کے نام لینے والے موجود ہیں جو ہر وقت آپ پر درود پڑہتے ہیں۔ کیا کوئی قیصر و کسریٰ پر بھی درود پڑہتا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کسقدر عظمت ہورہی ہے یہاں تک کہ نادانوں نے اپنی جہالت اور کم مائگی کی وجہ سے انکو خدا بنا رکھا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ رسولوں کا طبقہ مصائب اٹھاکر دنیا سے گذر گیا مگر انکا خدا کے لئے دنیا کے عیش و آرام کو چھوڑکر طرح طرح کے آلام و مصائب کے بار کو اٹھا لینا انکی عظمت کا باعث ہوگیا یہہ بات نہیں ہے کہ خدا کے محبوبوں کو تکالیف

آتی ہیں۔ ان کی تکالیف میں ایک لطیف سر ہوتا ہے انپر اسلئے سب سے زیادہ تکالیف اور مصائب نہیں آتی ہیں کہ تباہ ہوجائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پہل اور پہول مین ترقی کرین۔ دیکہو دنیا میں ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون ٹہیرایا ہے کہ اول وہ صدمات کا تختہ مشق بنایا جاتا ہے کسان زمین مین ہل چلاکر اسکا جگر پہاڑتا ہے اور اس مٹی کو باریک کرتا ہے یہانتک کہ ہوا کے جہونکے اُسے اِدہر اُدہر اڑاے لئے پہرتے ہین۔ نادان خیال کرے گا کہ زمیندار نے بڑی غلطی کی جو اچھی بہلی زمین کو خراب کردیا۔ مگر عقلمند خوب سمجہتا ہے کہ جب تک زمین کو اس درجہ تک نہ پہونچایا جاوے وہ پہل پہول پیدا کرنے کی قابلیت کے جوہر نہیں دکہا سکتی۔ اسیطرح اس زمین مین بیج ڈالدیا جاتا ہے۔ جو خاک مین ملکر بالکل مٹی کے قریب قریب ہوجاتا ہے۔ لیکن کیا وُہ دانے اس لئے مٹی میں ڈالے جاتے ہیں کہ زمیندار ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکہتا ہے؟ نہیں نہیں وہ دانے اسکی نگاہ میں بہت ہی بیش قیمت ہیں۔ اسکی غرض ان کو مٹی میں گرانے سے صرف یہہ ہے کہ وہ پہلیں اور پہولیں اور ایک ایک کی بجاے ہزار ہزار ہوکر نکلیں۔

جبکہ ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون رکہا ہے وہ اپنے خاص بندون کو مٹی مین پہینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اوپر چلتی ہیں۔ اور پیرون کے نیچے کچلتے ہیں۔ مگر کچہہ وقت نہین گذرتا کہ وہ اس سبزہ کیطرح (جو خس وخاشاک میں دبے ہوئے دانے سے نکلتا ہے) نکلتے ہین۔ اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتہہ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکہنے والا تعجب کرتا ہے یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتہہ سنت اللہ ہے۔ کہ وہ ورطہ عظیمہ میں ڈالتے جاتے ہیں۔ لیکن نہ اس لئے کہ غرق کئے جاوین بلکہ اس لئے کہ ان موتیوں کے وارث ہوں۔ جو دریاے وحدت کی تہ مین ہیں۔ وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں نہ اس لئے کہ جلائے جائیں۔ بلکہ اس غرض کے لئے کہ خدا تعالے کی قدرت کا تماشہ دکہایا جاوے۔ غرض اُنسے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور ہنسی کی جاتی ہے ان پر لعنت کرنا ثواب کا کام سمجہا جاتا ہے یہانتک کہ خدا تعالیٰ اپنا جلوہ دکہاتا ہے اور اپنی نصرت کی چمکار دکہاتا ہے۔ اس وقت دنیا کو ثابت ہوجاتا ہے۔ اور غیرت الہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی مین اعدا کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور آخر میں اسکی باری آتی ہے اس کی طرف خدا تعالے نے اشارہ فرمایا ہے **والعاقبۃ عند ربک للمتقین**

پہر خدا تعالے کے مامورون پر مصائب اور مشکلات کے آنیکا ایک یہہ بھی سر ہوتا ہے تا انکے اخلاق کے نمونے دنیا کو دکہائے جاوین۔ اور اس عظیم الشان بات کو دکہائے جو ایک معجزہ کے طور پر انمیں ہوتی ہے۔ وہ کیا؟

استقامت

استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ کہتے ہیں۔ **الاستقامۃ فوق الکرامۃ**۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہہ استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر حالانکہ خواب کی تعبیر اور تاویل بہی ہو سکتی تہی مگر خدا تعالے پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت اور ایسی استقامت ہے کہ پہر حکم پاتے ہی معاً تعمیل کے واسطے طیار ہوگئے اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آجکل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مرجاوے۔ تو خدا تعالے کی نسبت ہزار شکوک پیدا ہوجاتے ہیں۔ اور شکوہ وشکایت کے لئے زبان کہولتے ہیں۔ لیکن ایک ابراہیم ہے کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا اور اپنے ہاتہہ سے ذبح کرنے کو طیار ہوگیا ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو خدا تعالے کبہی ضائع نہیں کرتا ایسے آدمیوں کے کلمات طیبات قرار دے جاتے ہیں۔ اور ان کو ذریعہ دعا ان کے کپڑوں کو متبرک قرار دیا جاتا ہے یاد رکہو مومنوں کا ایلام برنگ انعام ہوجاتا ہے اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری اس میں جسقدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں۔ ہم تو ان کا اندازہ بہی نہیں کرسکتے دل کانپ اٹہتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی **فراخدلی** استقلال اور **عزم** واستقامت کا پتہ ملتا ہے کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں۔ مگر اس کو ذرا بہی جنبش نہیں دے سکتے وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا وہ مشکلات اسکے ارادے کو تبدیل نہیں کرسکتیں۔ بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اٹہتے ہیں۔ کہ آپ تو خدا کے حبیب مصطفیٰ اور مجتبیٰ تہے پہر یہہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جب تک زمین کو کہودا نہ جاوے اس کا جگر پہاڑا نہ جاوے وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے ہی گز گہرا زمین کو کہودتے چلے جائیں۔ تب کہیں جاکر خوشگوار پانی نکلتا ہے جو مایہ حیات ہوتا ہے اسیطرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم کے دکہانے سے نہیں ملتی جب تک ان مشکلات اور مصائب مین سے ہوکر انسان نہ گذرے وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں۔ وہ ان مصائب کی لذت سے کب آشنا ہو سکتے ہیں۔ اور کب اسے محسوس کر سکتے ہین۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ جب **آپ کو کوئی تکلیف پہونچتی تہی اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پہوٹ نکلتا تہا**۔ خدا تعالے پر توکل اسکی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تہا۔

محبت ایک ایسی شئے ہے کہ وہ سب کچہہ کرا دیتی ہے ایک شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق کے لئے کیا کچہہ نہیں کرگذرتا ایک عورت کسی پہ عاشق تہی اس کو کہینچ کہینچ کراتے تہے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تہے ماریں کہاتی تہی مگر وہ کہتی تہی کہ وہ مجہے لذت ملتی ہے (باقی آئندہ)

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشفقی پادری جوالا سنگھ صاحب

بعد ما وجب چند روز ہوئے کہ آپ کا ایک طول طویل خط پہونچا۔ مگر میں بہ باعث اپنے ضروری کاموں کے جواب نہ لکھہ سکا مجھے افسوس ہے کہ آپ نے کس قدر جلدی اپنے پہلے خط کے مضمون کے مخالف یہہ خط لکھدیا آپکا خط موجود ہے جس میں آپنے دعویٰ کیا تھا۔ کہ جو نشان چاہو میں دکھلا سکتا ہوں اور خداوند مسیح میری آواز سنتا ہے اسی بنا پر مینے جواب لکھا تہا کہ مجھے ضرور نہیں کہ میں اپنی طرف سے درخواست کروں۔ کہ ایسا نشان دکھلاؤ۔ بلکہ واجب ہے کہ ان نشانوں کے موافق دکھلاؤ۔ جو خود آپکے خداوند نے آپ کی ایمانداری کی نشانیاں قرار دی ہیں اور اگر ایسا نشان دکھلا نہ سکو تو دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑے گی۔ یا تو یہہ کہ آپ ایماندار نہیں اور یا یہہ کہ جس نے ایسی نشانیاں قرار دی ہیں۔ وہ کذاب اور دروغ گو ہے جو جھوٹے وعدوں کی بنا پر اپنے مذہب کو چلانا چاہتا ہے اب میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے میرے اس سوال کا کیا جواب دیا کیا یہہ سچ نہیں۔ کہ آپنے اپنے خط میں ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ میں جو نشان چاہو دکھلا سکتا ہوں اور خداوند مسیح میری آواز سنتا ہے اور اگر یہہ سچ ہے۔ تو اب آپکو اس خداوند مسیح کے نسبت اتنی جلدی کیوں شک پڑ گیا۔ اور آپکا اپنے دوسرے خط میں یہہ جواب لکھنا کہ پہلے آپ نشان دکھلاؤ پھر اس قسم کا نشان میں دکھاؤں گا۔ یہہ صریح وعدہ شکنی ہے۔ دعویٰ کر کے پھر اس دعویٰ سے منہ پھیر لینا کیا حق کے طالبوں کی نشانی ہے۔ جو شخص کسے نشان دکھلانے کے لئے توفیق دیا گیا ہے وہ پہلے بھی دکھلا سکتا ہے۔ اور بعد بھی۔ اچھا ہم یہہ بھی مانتے ہیں۔ کہ آپ نشان دیکھنے کے بعد ہی نشان دکھلاویں لیکن آپ صاف طور پر اپنا اقرار تحریری لکھہ بھیجیں کہ کسی نشان کے دیکھنے کے بعد یا تو میں اسکے مقابل یہہ نشان دکھلاؤں گا۔ اور یا بلا توقف مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور اگر ایسا نہ کروں تو خدا تعالیٰ کی لعنت میرے پر ہو پہر اس تحریر کے بعد ہم آپکی پہلی تحریر کا آپ سے مواخذہ کریں گے اور یہہ آپ کا لکھنا کہ ہم کسی کوٹھری میں بیٹھ جائیں اور اس میں نشان دکھلاویں گے یہہ قرآن کریم کی تعلیم نہیں اور انجیل میں بھی پائی نہیں جاتی شاید کوٹھریوں کا پورانا خیال ہندوؤں کی تعلیم سے آپ کے دل میں باقی رہا ہو۔ ہم لوگ اپنے رب کریم کی تعلیم سے قدم باہر نہیں رکھہ سکتے ہمیں یہہ حکم ہے کہ میدانوں میں آؤ۔ اور میدانوں میں اپنے دشمنوں کو ملزم کرو۔ سو ہم اپنے روغن چراغ کو کسی کوٹھری کے اندر چھپا نہیں سکتے بلکہ میدان کی اس اونچی جگہ پر رکھیں گے جس سے دور دور تک روشنی جائے۔ اور پہر آپ لکھتے ہیں کہ ان خطوط کی دوسرے کو خبر نہ ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ قول کس تعلیم کی بنا پر ہے ہم کسی کام میں مخلوق سے نہیں ڈرتے اگر یہ ثابت ہو کہ در حقیقت ابن مریم خدا ہے تو سب سے پہلے ہم اسپر ایمان لاویں اور کسی بے عزتی اور مرنے سے نہ ڈریں۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ عاجز انسان ہے اور ہم میں سے ایک ہے جو کسی کی آواز نہیں سن سکتا اور پہر آپ اگر طالب حق ہیں۔ تو اس بحث کو کیوں چھپاتے ہیں)۔ کیا یہہ اندیشہ ہے کہ اگر پادریوں کو خبر ہوگئی تو آپ نوکری سے برخاست کئے جائیں گے یا کوئی وظیفہ بند کیا جائے گا۔ چھپ چھپ کر بحث کرنا ایمانداروں کا کام نہیں۔ اور پہر آپ کا یہہ فرمانا کہ قرآن مسیح کے معجزات کا مصدق ہے کسقدر آپ کی بے خبری ثابت کرتا ہے قرآن تو یہہ کہتا ہے کہ مسیح ایک عاجز بندہ تہا کبھی اس نے خدائی کا دعویٰ نہ کیا۔ اور اگر خدائی کا دعویٰ کرتا تو میں اسے جہنم میں ڈالتا اور پہر قرآن کہتا ہے کہ مسیح کو جو کچھہ بزرگی ملی وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملی کیونکہ مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خبر دی گئی اور مسیح آنجناب پر ایمان لایا اور بوجہ اس ایمان کے مسیح نے نجات پائی پس قرآن کے رو سے مسیح کے منجی پاک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور پہر قرآن نے ایسے مسیح کی تصدیق کہاں کی جو اپنے تئیں خدا ٹھہراتا ہے بلکہ اس مسیح کی تصدیق کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ پر ایمان لایا۔ اور ایک عاجز بندہ کہلایا یہ سچ ہے کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم سے جو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا ہے بعض معجزات بھی صادر ہوئے ہیں مگر کیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ مسیح کی وہی تعلیم تھی جس پر آپ لوگ اصرار کر رہے ہیں۔ اور کیا اس سے یہ ثابت جائے گا۔ کہ جس ایمان کی طرف مسیح نے آپکو بلایا تہا وہ ایمان آپ کو حاصل ہے۔ اے عزیز ہرگز ثابت نہیں ہوگا ہرگز ثابت نہیں ہوگا۔ جب تک مسیح کے قول کے موافق آپ میں ایمانداروں کی نشانیاں پائی نہ جائیں۔ اور اگر آپ قرآن کریم کی اس تصدیق سے کچھہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ اس نے مسیح کو صاحب معجزہ قرار دیا ہے اور اس تصدیق سے مسلمانوں پر اپنی حجت قایم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اول لازم ہے کہ مسیح کی شرط کیموافق اپنے تئیں ایماندار ثابت کریں مسیح تو ایکسطور پر آپ لوگوں کو بے ایمان کہہ چکا ہے۔ گویا کہہ چکا ہے کہ ان لوگوں سے دور رہو کہ یہہ مجھہ میں سے نہیں ہیں تو اس صورت میں آپ کو مسیح سے تعلق کیا اور مسیح کو آپسے کیا اور آپ کو مسلمانوں سے بحث کرنے کا حق نہیں پہونچتا جب تک کہ انجیل کے رو سے اپنے تئیں سچا مسیحی ثابت نکریں۔ مجھے یاد ہے تہوڑے دن ہوئے ہیں کہ پادری ڈاکٹر وایٹ بریخٹ صاحب جو مشن بٹالہ میں متعین ہیں ملاقات کیلئے معہ ایک دیسی عیسائی کے میرے مکان پر آئے تو میں نے کہا کہ پادری صاحب سچ کہیں کہ اسوقت کے عیسائی انجیل کے علامات کے رو سے سچے عیسائی کہلا سکتے ہیں تو پادری صاحب کے منہ سے صاف یہی نکل گیا۔ کہ نہیں۔ پادری صاحب بٹالہ میں موجود ہیں۔ دریافت کر لیں کہ آیا یہہ میرا بیان صحیح ہے یا نہیں پہر اگر قرآن نے مسیح کی تصدیق کی تو آپ لوگوں کو اس تصدیق سے کیا فائدہ جب تک انجیل کے علامات کی رو سے اپنے تئیں ایماندار ثابت نکریں اور یاد رکھیں کہ یہہ ہرگز ممکن نہیں تمام باتیں ایکی دروغ اور لاف ہے انسان کا پرستار آسمان سے مدد

نہیں ہو سکتا۔ جواب سے جلدی مسرور فرماویں اور بعض الفاظ اگر تلخ ہوں تو معاف فرماویں کیونکہ راست گوئی کو تلخی لازم پڑی ہوئی ہے

خاکسار

غلام احمد از قادیان ۳۱ر جون ۱۹۹۳ء

نیکی کی طاقت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو نیکی کی طاقت کا ایک دل چسپ قصہ یوں سنایا کہ تین شخص کسی جنگل میں چلے جاتے تھے۔ راہ میں سخت بارش آگئی۔ وہ تینوں مسافر پہاڑ کی ایک کھوہ میں پناہ کے لئے گھس گئے اتفاق سے پہاڑ پر سے ایک بڑا بھاری پتھر پھسل کر اس غار کے منہ پر گر گیا۔ جس سے ان کے نکلنے کی راہ بالکل بند ہوگئی اور وہ مسافر زندگی سے مایوس ہوگئے جب کوئی تدبیر مخلصی کی نہ دیکھی تو انہوں نے کہا کہ آؤ اگر ہم نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہے تو اس کے وسیلے سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کریں۔ کہ وہ اس مصیبت کے پہاڑ کو ہمارے سر سے اٹھائے ؛

ان میں سے ایک نے کہا یا الٰہی! میرے ماں باپ بہت بڈھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شام کو ان بکریوں کا دودھ دوہتا تھا مگر بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے میں اپنے ماں باپ کو دودھ پلاتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن میں بہت رات گئے جنگل سے آیا میرے ماں باپ اس وقت سو گئے تھے میں نے دودھ کا کٹورہ بھرا اور ماں باپ کے سرہانے آکر کھڑا ہوگیا مجھکو اندیشہ ہوا کہ شاید جگانے سے میرے ماں باپ کو تکلیف ہو۔ مگر میں ان کو دودھ پلانے کے بغیر اپنے بچوں کو بھی دودھ پلانا اچھا نہیں سمجھتا تھا وہ بچے بہت روتے اور چلاتے رہے۔ مگر میں صبح تک ہاتھ میں کٹورا لئے اسی طرح کھڑا رہا۔ یا الٰہی اگر تو نے میرا یہہ کام جو تیری رضامندی کے لئے کیا گیا تھا پسند فرمایا ہو تو اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹادے کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس مسافر کی دعا کو قبول فرمایا اور غار کے منہ سے کسی قدر پتھر سرک گیا

پھر دوسرے شخص نے کہا کہ یا الٰہی میں نے ایک دفعہ اپنے کسی کام پر مزدور لگایا اور اس کو کچھ غلہ دینا کیا۔ کسی وجہ سے وہ شخص بے مزدوری لئے چلا گیا۔ اور اس کا غلہ میرے پاس رہ گیا۔ زراعت کا وقت قریب تھا۔ میں نے وہ غلہ بودیا خدا کے فضل سے مجھے اس زراعت سے بہت فائدہ ہوا۔ اور میں نے اس آمدنی سے چند بیل اور غلام خریدے مدت کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا اور اپنا حق طلب کیا میں نے وہ سب مال مویشی اس مزدور کے حوالے کئے اس نے سمجھا کہ میں شاید ہنسی کرتا ہوں مگر میں نے اس کو یقین دلایا کہ وہ سب اسی کا مال ہے یا الٰہی اگر تو نے میرا یہہ کام جو تیری رضامندی کے لئے کیا گیا تھا پسند فرمایا ہو تو تو اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹادے۔ اللہ تعالےٰ نے اس دعا پر وہ پتھر تھوڑا سا اور سرکا دیا۔

اسیطرح تیسرے مسافر نے اپنا قصہ سنایا کہ وہ کسی سخت گناہ میں گرفتار ہونے کو تھا کہ اس کو فوراً اس حالت میں خدا کا خوف آیا۔ اور وہ گناہ سے باز رہا۔ اس نے وہ قصہ سنا کر اللہ تعالےٰ کے حضور میں عرض کیا کہ یا الٰہی اگر یہہ کام جو میں نے تیری رضامندی کے لئے کیا تو نے پسند فرمایا ہو تو اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹادے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور وہ پتھر غار کے منہ سے بالکل ہٹ گیا اور وہ تینوں نیک بندے اپنی نیکیوں کی بدولت اس مصیبت سے بخیر نکل گئے۔

تہذیب نسوان

غور طلب باتیں

اپنے نفس اور زمانہ کے حالات کو سوچنا اور خدا کا ذکر کرنا تزکیہ نفس اور ترقیات روحانی کے واسطے ضروری ہیں اس کے بغیر انسان حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ تحقیق اللہ کے نزدیک بدترین حیوانات وہ گونگے اور بہرے ہیں۔ جو اپنی عقلوں کو کام میں نہیں لاتے وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ اور اللہ شرک کی نجاست لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں نہیں لاتے پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ تم مجھکو یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور کفر مت کرو پس کیا قرآن کا کبھی ذکر نہیں کرو گے اور اس میں فکر کرنا چھوڑ رکھو گے کیا شر الدواب کا خطاب جناب الٰہی سے لیکر ہی رہو گے ؛

یہہ سخت نادانی اور بد فہمی ہے کہ بے علمی اور بے عقلی اور رسم پرستی کو کافی سمجھکر ترقی کیواسطے کوئی آرزو اور کوئی کوشش نہ کیجاوے نہ اصل حقیقت کیطرف نظر ہو اور نہ نتائج کیطرف غور کیا جاوے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ کیا اندھا اور سوجاکھا برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے پس کیا یہی چاہتے ہو کہ قرآن کیطرف سے اندھے نے بہرے رہو۔ اور کبھی اوسکے نصایح پر غور و فکر نہ کرو اور نہ عبرت پکڑو اور جو اسکے احکام کی یاد دہانی کرتا ہے اسکی ایک نہ سنو۔

بے سمجھے کا کام محض حیوانی فعل ہوتا ہے اس سے انسانی قلب کچھ روشنی حاصل نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید مثال کے طور پر فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا تحقیق جن لوگوں سے توریت اٹھوائی گئی۔ پھر اوسکو انہوں نے نہیں اٹھایا وہ اس گدہے کی مثال ہیں۔ جو کتابیں اٹھاتا ہو۔ پس کیا یہودیوں کی طرح حمال الکتب بننا چاہتے ہو۔ اور غور و فکر سے بھاگتے ہو۔ کیا قرآن کریم سمجھنے کی چیز نہیں کیا بلا سوچے سمجھے کوئی روحانی اور اخلاقی اصلاح ہوسکتی ہے کیا ایسا انسان جو قرآن کو پڑھے پر سمجھے نہیں وہ توریت والوں کی طرح کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا میں داخل نہوگا۔

بقیہ مضمون شہادات اسلام

اس میں بھی عجیب بات یہی ہے کہ یہ درخواست بھی اللہ تعالیٰ ہی کے عرش عظیم کے آگے پیش کی گئی ہے۔ جس میں یہ غرض ہے کہ صراط مستقیم کی ہدایت جس کا دوسرا نام **ایمان** ہے اور اس پر چلنے کی توفیق دینا جس کا دوسرا نام **اعمال صالحہ** ہیں محض اسی کی طرف سے ہے اور یہی **فضل** کی حقیقی فلاسفی ہے **صراط الذین انعمت علیھم** یعنی وہ سیدھی راہ جس پر وہ برگزیدہ راہ رو جن پر تیرا فضل ہوا چلکر اپنے افعال و اعمال سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ راہ درحقیقت سیدھی اور تیری مرضی کی راہ ہے۔ اس جملہ میں بھی **انعمت علیھم** سے یہ دکھانا منظور ہے کہ وہ صدیق۔ نبی۔ صالح۔ اور شہید جو دنیا کے لئے بطور نمونے کے ٹھہرے ہیں ان کی کسی کوشش اور عمل کے نتیجہ سے نہیں بلکہ تیرے ہی **فضل** سے انھیں سب کچھ ملا۔ یہانتک تو مفید اور منفعت بخش اشیا کا مذکور تھا جو انسان کے حق میں فائدہ مند ہیں اور یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ ان پاک نہروں کا منبع اصلی اللہ تعالیٰ نے اپنی ہی ذات پاک کو ٹھہرایا ہے۔

اب آیندہ ان موذی اور زہریلی اشیاء کا ذکر ہے جن سے محفوظ رہنا انسان کے بس میں نہیں بلکہ محض اس کے **فضل و کرم** سے ہے چنانچہ فرمایا **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین**۔ ان لوگوں کی راہ پر چلنے سے تو ہی ہمیں باز رکھ جنہیں ان مسلم راستوں اور مقدس راستبازوں کی تکذیب کے سبب سے تیرا غضب نازل ہوا اور ان کی راہ سے بھی تو ہی ہمیں بچا جو ہوا پرستی اور مخلوق پرستی کے سبب سیدھی راہ سے بالکل دور پڑ گئے۔ یعنی جیسے مفیدات و منافع سے جلب منفعت پر تو ہی اپنے فضل سے قادر کرتا ہے سو اس راہ حق کی درمیانی ٹھوکروں کے دفع مضرت پر بھی تو ہی ہمیں اپنے فضل سے قدرت عطا فرما۔ سبحان اللہ سورہ فاتحہ بھی ہر طرح کے حقائق و معارف کا زخار سمندر ہے جس محقق صداقت کو ڈھونڈو اس میں باحسن وجہ موجود ہے۔ میں فضل اور ایمان اور اعمال صالحہ کی باریک فلاسفی کے حل کرنے کے لئے قرآن کریم کی طرف متوجہ تھا کیونکہ ہمارے پاک سلسلہ کا التزام تقاضا کرتا ہے کہ ہر ایک دعویٰ اور دلیل کا ثبوت قرآن کریم ہی سے ہونا چاہیئے۔ اتنے میں یہ سورہ مقدسہ ایک جلیل نور کے ساتھ میرے سامنے جلوہ گر ہوئی جس کی روشنی میں میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مقصود کو پالیا جسکے لئے مجھے سخت اضطراب لگا ہوا تھا۔

الغرض قرآن کریم کا یہ دعویٰ کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے اور بے اس کے نجات ہو نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل۔ رحم۔ عدل اور راستی کے ہرگز منافی نہیں اسلئے کہ قرآن کریم کا یہ مذہب ہے کہ توفیق ایمان اور توفیق عمل صالح محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس عیسائیوں کا (پادری ٹھاکر داس کی تنقیح مباحثہ مندرجہ نور افشاں) قابل عفو غلطی سے یہ کہنا کہ قرآن نے انسان کے لئے کوئی نجات کی راہ تیار نہیں کی اور اس کی راہ وہی پرانی راہ ہے جسے دوسرے تمام انبیا سمجھاتے رہے ہے۔ خدا کے قول اور فعل سے سخت ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے یہ پچھلا جملہ بھی اگرچہ حسب عادت طنز سے کہا گیا ہے مگر ہمیں اس سے دلی اتفاق ہے کیونکہ قرآن کریم کا سارا فخر اور بالکل بجا فخر اسی پر ہے کہ وہ وہی سچی تعلیم لایا ہے جسے جناب آدم سے لے کر جناب مسیح تک (علیہم السلام) تمام راستباز دیتے آئے۔ مگر افسوس منحوس کفارہ کی شامت نے نصاریٰ کو اس پیاری صداقت کے سمجھنے سے اندھا کر دیا ہے۔ قرآن کریم کی نجات کی اس فلاسفی کے سمجھنے اور کفارہ کی لاجواب تردید کے لئے خداترسی اور حق جوئی سے حضرت حزقیل کی کتاب باب ۸ کا پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اب جائے غور ہے کہ جب انسان کی فطرت مشاہدہ نظام عالم۔ معاشرت تمدن۔ سیاست۔ تمام انبیا کی تعلیم اور باری تعالیٰ کے عام و وسیع فضل کا نظارہ قرآن کریم کی تعلیم ایمان اور عمل صالح کے مؤید ہیں تو اس سے زیادہ اس کے حق اور اس کے مخالف کے بطلان کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے یہی وہ **ایمان** ہے جو قوائے عقلیہ کی رسائی سے اندر ہے نہ عقل اور ادراک کا رہزن اور گردن کش مسئلہ کفارہ و تثلیث جس کی نسبت اس کے بڑے سرگرم حامیوں کا اقرار ہے کہ اس کی حل سے وہ عاجز ان کا خدا عاجز۔ (دیکھو مباحثہ امرتسر)

قرآن کریم کی تین بڑی بھاری خصوصیتیں ہیں جو اسے اس بڑے دعوے کے غیر مشترک فخر کا سچا استحقاق دیتی ہیں کہ وہ فطری یا **عقلی** مذہب ہے۔ قانون قدرت کا عام نظارہ۔ انسانی فطرت کا اندرونی نظارہ۔ تاریخی قوموں کے واقعات کا نظارہ۔ قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ اس میں ان تین بڑی اصلوں اثبات توحید۔ اثبات نبوت۔ اثبات معاد کے لئے پروردگار عالم نے انہی تین نظاروں سے جابجا استدلال کیا ہے۔ یہ بات واضح اور مسلم ہے۔ اس کے اثبات

کے لئے قرآن کریم سے نظائر و شواہد لانے کے بخوف تطویل مضمون کے جو طول ممل کی حد تک پہونچ جانیکا احتمال رکھتا ہے اور کوئی ضرورت نہیں۔ ہر ایک اہم مسئلہ کے بیان کرنے کے بعد قرآن کریم کی یہ استمراری عادت ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یعلمون اور کہیں یفقہون کہیں یتفکرون۔ کہیں یذکرون کہیں فرماتا ہے افلا یسمعون کسی جگہ تنبیہ کرتا ہے افلا یبصرون کسی جگہ یہ تازیانہ لگاتا ہے افلا یتدبرون۔ افلا یرون غرض اپنی ہر قسم کی تعلیمات میں جابجا انسان کے قوائے عقلیہ سے اپیل کرتا ہے اور ایک جگہ بھی یہ تحکم نہیں دکھاتا کہ "یہ چونکہ لاحل راز (مسٹری) ہے جو صرف قیامت کو کھلے گا اسوقت اسے آنکھ بند کر کے مان لو۔ یا یہ اسی طرح بزرگ کلیسیا سے منقول و مروی چلا آیا ہے اس میں چون و چرا مت کرو۔ یا بزرگ اتھناسیس کا یہ مسلم عقیدہ ہے یا کونسل نیس نے اسکی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ یا بادشاہ اڈورڈ یا کوئین الزبتھ کے عہد میں بزرگوں نے اسے تسلیم کر لیا ہے۔ بنا برآں اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو"۔ چنانچہ ایک بزرگ لکھتا ہے "دین مسیحی محض عقلی مذہب نہیں جس کو انسانی عقل اُن سامانوں سے جو موجودات میں اُس کے سامنے ہیں ایجاد کر سکے۔ لیکن بخلاف اس کے وہ ایسا مذہب ہے جو بلند تر طبقہ خلقت سے گرتا ہے"۔ پھر آگے چلکر لکھتا ہے "ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی بنیاد بعض بڑی فوق الخلقت حقیقتوں میں رکھتا ہے جیسے مسیح کا تجسم۔ زندگی۔ عمل۔ موت۔ قیامت صعود۔ لیکن یہ حقیقتیں اگرچہ فوق الخلقت ہیں تاہم اس وجہ سے کہ وہ گذشتہ ماجرے ہیں ہمکو صرف بذریعہ کتاب بائبل کی روایت کے تواریخی شہادت سے معلوم ہو سکتے ہیں"۔

سبحان اللہ چالاک جعلسازوں نے جب اس مدعی دین کی (موجودہ کلیسیائی مذہب) کی بنیاد رکھنی چاہی جس کے ثبوت میں وہ جناب مسیح کے اپنے کلمات سے کوئی نظیر لا نہیں سکتے تھے اور جیسے بالکل فرضی ناموں۔ نوشتوں اور مکتوبوں کے حوالوں سے زینت دی۔ کسقدر دور اندیشی سے عقل انسانی کے پرپرزے اکھاڑ دیئے اور لفظ راز (مسٹری) کی آڑ میں عقلی دخل کا فیصلہ ہی کر دیا۔ درحقیقت ایسے مذہب جو رقیق دل عورتوں کی مدد سے چلتے ہیں۔ جیسے مذہب بت پرستی اور دین عیسوی اس کے سوا اُن کی کوئی کل سیدھی بیٹھ نہیں سکتی کہ اُن کے حامی اُن کی نسبت صریح اعتراف کریں کہ وہ یونہی اسلاف سے منقول و مروی ہیں۔ وہ چالاک خوب جانتے ہیں دلوتمیں بخوبی سمجھتے ہیں کہ خدائے قدوس کا عاجز انسان بننا ماریں کھاتا اور علی رغم انف ناگفتنی ذلتوں کا نشانہ بننا اور اُس کا جہان کی خاطر مارا جانا یہ ایسی باتیں ہیں کہ نرم دل عورتوں کے سوا مانی نہیں جا سکتیں۔ اور جہاں علم و عقل کی میزان میں تولی گئیں سارا تار و پود اُدھڑ جائے گا۔ اگر اُن میں کوئی صداقت اور جرأت تھی تو کیوں عقلی تدبر اور تفکر کا ایک حوالہ بھی انکی تحریروں میں پایا نہیں جاتا ہمارے ان اعتراضوں کے جواب سے عیسائی اسی صورت میں سبکدوش ہو سکتے ہیں کہ وہ بزعم خود کامل مکمل مسیح کی کامل مکمل تعلیم و اقوال سے قرآن کریم کی عقلی اور نظری طرز تعلیم کا مقابلہ کریں۔ جعلی نوشتوں اور لغو مکتوبوں سے جو مجہول الکنہ اشخاص سے منسوب ہیں ایسی مہمل اور دشمن عقل تعلیم (کفارہ۔ تثلیث۔) کی سند لانا جس کی کوئی بھی صریح اصل جناب مسیح اور دیگر انبیا علیہم السلام کے اقوال سے پائی نہیں جاتی سخت ناانصافی اور ناخدا ترسی ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ ہرگز مقابلہ نکر سکیں گے

۲۔ "اسلام کی اسی خاصیت و خصوصیت نے جو مذکور ہوئی مجھے توجہ دلائی کہ میں ایسی شہادتوں کے بیان کرنے کی کوشش کروں جو لوگوں کو یقین دلا سکیں کہ اسلام واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے افسوس جہاں تک مجھے علم ہے اب تک کوئی ایسی کتاب نہیں تصنیف ہوئی جس میں حال کی ضرورتوں کے موافق شہادات اسلام قلمبند ہوں۔ مجھے اپنے مطالعہ کیوقت اس کی سخت ضرورت محسوس ہوئی اور اب جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ مختصر سی نوٹ ہیں جو میں وقتاً فوقتاً اس نقصان کی تلافی کے لیے کرتا رہا۔ مجھے دلی افسوس سے اس کا اعتراف ہے کہ میں اس مضمون پر قلم اُٹھانے کے قابل نہیں۔ اس لئے کہ ایسے وسیع اور دقیق مضمون کے سارے پہلوؤں سے کماحقہٗ بحث کرنا برسوں کا مطالعہ اور کامل تبحر چاہتا ہے جو میری استطاعت سے خارج ہے۔ مگر بہرحال چونکہ میں نے محض اخلاص سے اظہار حق کی خاطر یہ سعی کی ہے مجھے پوری اُمید ہے کہ میری یہ حقیر کوشش اللہ تعالیٰ کے جلال اور بنی آدم کی سعادت مندی کا موجب ہوگی۔"

ف بے شک یہ بات نہایت رنجدہ ہے کہ اب تک انگریزی زبان میں مسلمانوں کی طرف سے کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں مصنف نے قرآن کریم کو بحیثیت قرآن خدا کا کلام ثابت کیا ہو۔

اس طرح پر کہ کسی امر کے احقاق یا ابطال کے لئے دعاوی اور دلائل دونوں قرآن میں سے قرآن کی آیات کے حوالہ سے بیان کئے ہوں۔ وہ ایک کتابیں جو لکھی گئی ہیں وہ باوجود معتبر مسلمانوں کے قلم کا نتیجہ ہونے کے اس سے زیادہ قابل داد نہیں ہیں کہ انھیں جان ڈیون پورٹ گاڈ فری ہگنس۔ یا سورتھ کی بعض تحریرات اور طامس کارلائل کے مضامین کے ہم پلہ اور ہم معنی کہا جاسکے۔ ہاں ان یورپین مصنفوں کی طرز تحریر سے اُن کتابوں میں کسی قدر ادب اور لحاظ کا فرق ضرور ہے جو صرف اسی قدر اُن کے مسلمان ہونے کی سفارش کرتا ہے۔

درحقیقت علوم کی امداد اور ذہن کی جودت سے کسی امر کی تحسین و تقبیح کرنا اور ہے اور کسی کتاب کی نفس الامری تعلیم سے خود اُس کے دعاوی اور بینات سے اُس کے امور پیش کردہ کا ثبوت دینا اور...... یورپ کی پادریوں نے فلسفیوں کے پُرزور حملوں کے مقابل بڑی کوشش کی کہ سائنس کے ساتھ بائبل کی تعلیمات کی مصالحت کرادیں۔ اس غرض سے اُنھوں نے سائنس کے مختلف ڈیپارٹمنٹوں کو لے کر بیبل کی تعلیمات سے توفیق و تطبیق دینے کی کوشش کی مگر ان غیر مؤثر کوششوں نے مخالف فریقوں سے ایسی کتابیں لکھوائیں جن کا نام اُنھوں نے بالصندیہ رکھا ”ہسٹری آف دی کونفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن“ یعنی تاریخ محاربۂ علم و مذہب۔ چنانچہ ڈریپر صاحب جو اس نامی تاریخ کے مصنف ہیں بیبل کی اُس تعلیم کا جس پر نصاریٰ کو ناز ہے علوم صحیحہ کے مقابلہ میں ایسا ذلیل اور شکست خوردہ حال ثابت کرتے ہیں کہ دشمن کو بھی اس کی ذلت و رسوائی پر رونا آتا ہے۔

اس کا سبب بجز اس کے نہیں کہ علوم و فنون طبعی اور قوی النفس کی ترقی نے انسان کو معقول پسند یا مذہب عقلی اور فطری (ریزن ایبل ریلیجن) کی تلاش کے لئے مضطر کیا۔ اور بیبل کے مذہب میں جو اُنکے آبا کا مقبول طریق تھا اُنھیں کوئی معقول دعویٰ اور اس کی معقول دلیل خود اسی کے اندر سے نظر نہ آئی۔ اور اُس کے حامیوں کی تحریریں اپنی صفائی ذہنی اور ذکاوت فکر کے تراشے ہوئے خوابی اور بالکل بالائی اور بیرونی من گھڑت ثبوتوں سے زیادہ نہ تھیں۔ اور کتاب کی طرف اُنھوں نے دیکھا تو وہ مارے حیا کے خاموش اور گھونگٹ نکالے بیٹھی تھی۔ نہ تو اُس نے کہیں خود ڈیرکٹ دعویٰ کیا ہے کہ میں کتاب اللہ ہوں۔ اور نہ دعاوی کے لئے اُس کے اندر انفسی اور آفاقی دلائل ہیں جنکی نسبت خود وہی کتاب بصراحت دعویٰ کرتی ہےکہ میری دعاوی پر یہ بینات و براہین ہیں۔ ہاں اگر کچھ بات ہی تو یہ ہے کہ وہ تو پس پردہ بت کی طرح بیٹھی ہے اور بت پرست اسکی حمایت میں عارضی ہتھیاروں سے لڑ رہے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کا عموم خواندہ گروہ جس نے علوم جدیدہ محققہ سے روشنی حاصل کی بیبل کی تعلیموں سے بیزار ہو گیا اور اسی کے ساتھ نہایت افسوسناک واقعہ یہ بھی ہوا کہ اکثر اور بیشتر اُس فرضی خدا کی شامت اعمال کی وجہ سے جسے بیبل نے انسان کے تمام لوازم سے آراستہ کیا۔ اُسے مولود۔ مخلوق۔ ہگتا۔ موتتا۔ کھاتا پیتا۔ مار پیٹ کھاتا۔ ذلتیں اُٹھاتا۔ اور بالآخر ناکام مرجانا بتایا۔ غرض بہتیرے اس نکمے بیبل کے بت کی وجہ سے اُس حی قیوم۔ لم یلد و لم یولد۔ ازلی ابدی اور کامل الصفات خدا کے بھی منکر ہو گئے۔ جو انبیاء و صادقین کا اکیلا زندہ اور سچا خدا تھا۔

یہی حال اُن ایک دو مسلمانوں کا ہے جنھوں نے اسلام کی حمایت میں انگریزی زبان میں کتابیں لکھی ہیں اور جو ایک بزرگ نے اردو زبان میں تفسیر بھی لکھی ہے وہ بھی پہلو سے انہی کے ہم رنگ اور ہم ہی عقیدہ دھبہ رکھتی ہے۔ میں دعویٰ سے مگر افسوس سے کہتا ہوں کہ ان کتابوں میں ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں مثلاً اثبات نبوت میں انھوں نے یہ دکھایا ہو کہ اولاً قرآن نے فلسفیوں اور برہموؤں کے مقابل جو ضرورت انبیاء کے قائل نہیں ہیں یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبوت کی ضرورت ہے اور اس دعوے کو اپنے ہی الفاظ میں خود ہی دکھایا ہے اور پھر اس پر خود ہی دلائل بھی اپنے اندر سے ہی بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح ضرورت وجود باری اور اسکے دلائل۔ اس کے کامل الذات و کامل الصفات ہونیکی ضرورت اور اس کے دلائل۔ انسان کی روح کی بقا اور اس لئے اس کا مستوجب و مستحق جزا و سزا ہونا اور اس کے دلائل اور ضرورت حشر و بعث اور اسکی دلائل وغیرہ کا خود بینات قرآنیہ اور اسی کے شواہد سے ذکر کیا ہو* انہیں بھی کمزور اور دل میں ہار کھائے ہوئے غیر قوموں کی طرح کچھ یورپین علوم اور کچھ اپنے بلند پرواز ذہن کی مدد سے اوپری اوپری باتیں ہیں جن سے ناظرین یہ پتہ نہیں لگا سکتے کہ خود اسلام کی اصلیت کیا ہے اور حیرت سے پوچھتے ہیں کہ خود قرآن کی فلاں بارہ میں کیا تعلیم ہے اس کا خطرناک نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ معاذ اللہ خود قرآن کے اندر کچھ نہیں جو کچھ ہے

*علم کلام کے اس جدید اور قابل قدر مسئلہ کی ایجاد کا فخر صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہے۔ کہ الہامی کتاب کا فرض ہے کہ دعویٰ بھی خود کرے۔ اور اس کی دلیل بھی خود ہی دے۔ منہ

ان حضرات کی بد ذلالی طبع کا نتیجہ ہے اور اس کار روائی کو ایک اور زہر یلا پھل یہ بھی لگا کہ ہندوستان کے اکثر انگریزی خواندہ مسلمان جنہوں نے ان کتابوں کو ارادت سے پڑھا اور خود جناب مصنفین بھی اسلام کے اُس منشا سے دور جا پڑے جسکے لئے حضرت ہادی کامل علیہ افضل الصلوات والتسلیمات نے ۲۳ برس تک فوق العادہ دُکھہ درد اُٹھایا اور ہزاروں صحابہ کے خون اسدرخت کی آبیاری کے لئے پانی کی طرح بہ گئے یعنی محافظت صوم و صلوٰۃ اتباع سنن نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیہ) اور جمیع احکام قرآنیہ کی پرخشیت اطاعت ان سے چھوٹ گئی الا من عصمہ اللہ

اللہ تعالے کی صفات کاملہ سے ایک یہ بھی صفت ہے کہ وہ کسی لحاظ سے بھی مخلوق کا مرہون احسان نہیں۔ اسی لئے جہاں اُس نے قرآن کریم میں انسان کا محض عدم سے وجود میں لانا اور اس کے لئے تمام ضروری لوازمات معاش کا بہم پہونچانا یعنی آسمان و زمین اور جمیع ما فیہما کو اسی کی خاطر پیدا کرنا اپنی صفت **رحمانیت** کے تقاضا سے بیان فرمایا ہے۔ وہاں انسان کے روحانی تقاضاؤں یعنی اس کی روحانی اصلاح۔ اپنی ذات کی معرفت۔ ارسال رسل اور تنزیل کتب کو بھی صفت رحمانیت کا تقاضا ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے **الرحمن علم القرآن** اور اس سے یہ بھی مقصود ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالی کی سچی رحمانیت و رحمت کی بشارت لیکر دنیا میں آیا ہے۔ اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہ تھا اور نہ ہے جس سے اللہ تعالے کی رحمت عامہ۔ قدوسیت اور راستی ظاہر ہوتی ہو۔

الحاصل قرآن کریم نے اسبات کی ضرورت ہی نہیں رکھی کہ کوئی دوسرا اس کے اغراض و مقاصد کی احقاقی یا اس کے اعدا کے حملوں اور اعتراضوں کے دفاع و ابطال کے لئے اپنے خود تراشیدہ اور بیرونی دلائل سے اس کے سر پر احسان چڑہائے اس کا پرزور دعوی ہے **قل فللہ الحجۃ البالغۃ** یعنی ہر حال میں ہر پہلو سے غلبہ اللہ جل شانہ کو ہے قرآن کا دعوی ہے کہ اُس ازلی ابدی متکلم نے خود اپنی ذات کا اپنی کلام ہی انسان کو پتا دیا۔ اور اب بھی دنیا کو براہین جنہیں اُس نے خاص کر لیا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ** ایسا نہیں کہ خود تو وہ کہیں چھپا چھپایا بیٹھا تھا اور بالکل معطل اندر ساکت زندگی بسر کرتا تھا اور انسان نے مصنوعات کی سیڑھی لگا کر آخر اوپر سے اُسے پکڑ ہی لیا تعالی شانہ و **حاشا جنابہ عن ذلک**

اب بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی کتاب بھی ہے جس نے ان تمام مدارج مذکورہ کا التزام کیا ہے اور دنیا میں اس بجا خوبی کے لحاظ سے اپنے تئیں قرآن کے بعد قرآن کی نسبت میں بے نظیر اور محبوب کتاب ثابت کیا ہے۔ ہاں ہے اور یقیناً ہے وہی جسکا نام ہے

البراہین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

اس عجیب کتاب میں قرآن کریم کے دعاوی اور دلائل کو اسی اسلوب سے بیان کیا ہے جو اس کتاب مجید کے نازل کرنے والے کا منشا ہے اور پہلی تصنیفوں کی ان تمام کمیوں اور نقصوں کی کما حقہ تلافی کی ہے جسکی ضرورت کو افسوسناک لفظوں میں حاجی بروں صاحب نے بیان کیا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ باوجود قلیل ضخامت اور ہنوز ابتدائی تمہید ہونے کے اس میں تخم کے طور پر قرآن مجید[1] کے تمام دعاوی کے متعلق روشن دلائل موجود ہیں۔ اور میں اپنی قلیل بضاعت کے موافق اس سے زیادہ اس کی تعریف کرنے کی مقدرت نہیں رکھتا کہ اس کتاب نے آیندہ کسی مصنف کے لئے اثبات قرآن اور حقیت نبوت پر لکھنے کو کوئی نیا مضمون باقی نہیں رکھا۔ اور میں حیران ہوں کہ براہین کے پانچویں حصہ میں جس میں ضرورت قرآن پر لکھا جائے گا حضرت امام زمان مسیح موعود کیا لکھیں گے۔ اگرچہ مجھے کامل یقین ہے کہ قرآن کریم کے پاک متن کے عجائبات کی طرح حضرت اقدس کی تفسیر کے عجائبات بھی غیر محدود ہیں میں اللہ تعالے کو گواہ کر کے بالکل صاف دل اور بے تعصب دل سے اقرار کرتا ہوں کہ صفات باری تعالی کا نہایت مشکل مسئلہ جس کے سلجھانے کے لئے قرآن شریف دنیا میں آیا ہے میں نے اسی کتاب کے مطالعہ سے پوری طرح سمجھا۔ اور یہی ایک مسئلہ ہے جسکی نہ سمجھی سے کہیں تکلم باری کا انکار ہو رہا ہے اور کہیں قبول دعا کا اور کہیں ملائکۃ اللہ کو قوائے عالم سے تعبیر کیا جا رہا ہے میں ہر ایک طالب حق سے جسکا یہ دلی ارادہ ہو کہ قرآن اور حامل قرآن علیہ صلوٰت الرحمن سے اُسے سچا اور پکا تعلق اور رابطہ ہو جائے۔ یہ سفارش کرتا ہوں کہ وہ ضرور اسکو پڑھے۔ مگر افسوس حاجی بروں صاحب کے افسوس کا تو پھر بھی تدارک نہ ہوا۔ خدا کرے کوئی باہمت مسلمان براہین کو انگریزی میں ترجمہ کرے پھر دیکھے کہ یورپ پر اسکا کیا اثر ہوتا ہے اور کس خوشی سے یورپ اسے آگے بڑھکر لبیک کہتا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد اللہ تعالے اپنے وقت پر بھیجی ہوئی بندہ کی توجہ اسطرف مائل کریگا۔ کہ وہ یورپ کے لئے اسوقت کی شدید ضرورت کے موافق کوئی ضخیم کتاب لکھے یا اقلاً براہین ہی ترجمہ

[1] الحمدللہ کہ اب میری اس آرزو کے پورا ہونے کے دن آگئے ہیں۔ منہ

ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور وکیل نذیر احمد صاحب کی خط و کتابت پر ایک نظر

راولپنڈی کے اخبار چودھویں صدی کے پرچہ ۲۲۔ اپریل میں ان دو نہایت قریبی رشتہ داروں کی خط و کتابت چھپی ہے۔ برادر عزیز ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے اس کامل مومن اور عاشق صادق کی طرح اپنے ماموں صاحب کو تبلیغ کی اور اربعین بھیجی کہ جس کے نزدیک اُس کا اپنا وجدان اور شعور اور احساس ہی براہین قاطعہ کے قائم مقام معلوم ہوتا اور وہ اپنے محبوب و معشوق کی ہر ادا اور آن میں نا منظر حسن اور لاشریک یکتائی کے غیر منتہی متائل اور دلائل دیکھتا ہے اور اپنی پیارے کا منہ دیکھتے ہی چلا اُٹھتا اور دوسروں کو اُس کی طرف رہنمون کر کے کہتا ہے تو گو بتاؤ تو کیا یہ منہ جھوٹے کا منہ ہو سکتا ہے۔ میرے عزیز بھائی ڈاکٹر صاحب نے جس نگاہ سے اربعین کو دیکھا ہے اُس کا اندازہ ہر اہل قلب کر سکتا ہے جب یہ تحلی ہے میں کہتا تھا اب کوئی شقی ہی ہوگا جس کے قلب پر ان پر شوکت اور دل سے نکلے ہوئے الفاظ کا نہ اثر رعب نہ پڑے گا۔ میں ہزاروں قاطع دلیلوں کی شکل میں اُس پر شوکت تحدی اور دل کی تہ سے نکلے ہوئے دعووں کو سمجھتا تھا جو خدا کے برگزیدے کی طرف سے اربعین میں مذکور و مسطور ہوئے ہیں۔ میرا قلب اس تصور سے بھی تھرا اُٹھتا کہ کوئی متعمد کذاب اور مزور مفتری ایسے پر تحدی الفاظ اور دعووں کو زبان پر لانے اور اسوقت اور سالہا سال سے علمی دنیا میں اُنھیں شائع کرنے کی جسارت اور جرأت کر سکتا ہے۔ میرے عزیز بھائی نے حسن ظن کی وجہ سے جو اُنھیں اپنے ماموں صاحب کی نسبت تھا اور جس کا اربعین کے ارسال سے پہلے میرے سامنے بھی ذکر آ چکے تھے اور اپنے گمان میں اپنے مخاطب کے دل کو تیار شدہ یا سریع الانفعال دل سمجھتے تھے اپنی فراست میں خطا کی اور محل کے فہم میں غلطی کی اور علم طبابت کے خلاف معاً ایسے شخص کو مقوی نسخہ یا تقویتی کے استعمال کرنے کی ہدایت کی جو فساد ہضم یا سوء القنیہ کی وجہ سے چاہتا تھا کہ اس کی امعا کا اولاً بڑا زبردست تنقیہ اور تصفیہ کیا جائے۔

حق یہ تھا کہ نذیر احمد صاحب کو پہلے ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام مع التبلیغ اور حمامۃ البشریٰ کے مطالعہ کی طرف متوجہ فرماتے۔ ان کو پڑھنے کے بعد اُن کی طبیعت کوئی رنگ اختیار کر لیتی اور کسی ایک پہلو کی جنبہ داری میں پختہ ہو جاتی پھر اربعین کا پڑھنا ارادت اور حسن ظن کے ازدیاد کا موجب ہوتا یا اتمام حجت کا ذریعہ بنجاتا۔ مگر با اینہمہ میں اس اعتراف سے چارہ نہیں دیکھتا کہ وکیل صاحب نے پرغضب چڑچڑی معاند کی طرح جو پہلے ہی اپنی جگہ ایک امر کا فیصلہ کر چکا ہوتا ہے قلم نہیں اُٹھایا۔ انھوں نے اپنا انداز تحریر نرم رکھا ہے اور جا بجا اپنے تئیں ارشاد اور اصلاح کے لیے مستعد ظاہر کیا اور اظہار رائے میں کمزوری اور غلطی کے بہت زیادہ امکان کا اعتراف کیا ہے اگرچہ ان کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدت سے اس سلسلہ کی نسبت اپنے زعم میں فیصلہ کر چکے ہوئے ہیں کہ یہ غیر ضروری سلسلہ ہے مگر اُن کی ساری تحریر سادہ جہل اور لاعلمی سے بھری ہوئی ہے اور درحقیقت صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُنھیں واقعی ماخذوں اور اصلی چشموں یا صاف لفظوں میں یوں سمجھو کہ مشکوٰۃ نبوت سے استدلال کرنے یا اخذ کرنے کا وقت اور موقعہ نہیں ملا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر اُن کی تحریر میں مکابرہ اور مجادلہ کی بدبو ملی ہوتی اور ایک مغرور متکبر کا انداز اُس پر غالب ہوتا تو میں اُس پر لکھنے کے لیے متوجہ نہ ہوتا۔ میرے قلم کو بھی اُن کی ناتجربہ کاری اور ناواقفیت اور انداز استرشاد نے تحریک دلائی ہے ورنہ اگر ایک معاند حق اور مجادل کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس تحریر میں ایک بات بھی توجہ کے قابل نہیں۔ بہرحال خدا تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے کہ ان چند سطروں میں وہی پاک تاثیر رکھ دے جو راستی کے حامی و مخلصوں کی تحریر میں پائی جاتی ہے اور وکیل صاحب کو توفیق دے کہ بغور اور صاف دل سے انھیں پڑھیں۔

ناظرین کی دلچسپی کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ڈاکٹر صاحب کا خط درج کیا جائے پھر دیکھا جائے کہ وکیل صاحب نے اُس کا کیا جواب لکھا ہے۔ اور بہت قریب کرنے کے لیے میں اتنا کروں گا کہ وکیل صاحب کی تحریر پر لفظ **قولہ** رکھ دوں گا اور اپنے بیان کو لفظ **اقول** سے شروع کروں گا۔

ڈاکٹر صاحب کا خط وکیل صاحب کے نام جسے خلاصہ کر کے وکیل صاحب نے اپنے جواب کے ضمن میں درج کیا ہے۔

عزیز من ارشدک اللہ تعالیٰ

آپ کا خط مورخہ ۲۲ مارچ معہ کتاب اربعین مصنفہ جناب مرزا غلام احمد صاحب پہنچا آپ نے اس میں مندرجہ ذیل الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ "اگرچہ آپ کو اس دنیا سے بہت کم فرصت ہوگی مگر صرف خدا کے لیے کچھ وقت

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید و تصدیق میں — خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی

دیگر آپ ان دو رسالوں کو (غالبًا دوسرا رسالہ سیرۃ مسیح موعود تھا۔ عبد الکریم) جو میں آپ کو بھیجتا ہوں ضرور پڑھئے مگر غور سے۔ یہ ہمارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے نشانات اور طریق فیصلہ پر مبنی ہیں۔ آپ خدا کے لئے تھوڑا وقت نکال کر انکو پڑھیں۔ دنیا کے دھندے ہوتے ہی رہیں گے اور جاتی دفعہ سب کے سب یہیں رہ جائیں گے مگر یہ الٰہی تجارت ابدی شکھ کا باعث ہوگی،، وکیل صاحب اسپر یوں قلم اٹھاتے ہیں۔

قولہ۔ جو سچی خیر خواہی اور دلی ہمدردی آپ کے خط کے الفاظ سے مترشح ہوتی ہے اسکی وجہ سے بنئے آپ کے خط کو اس مرتبہ ایک غیر معمولی وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ گو بقول آپ کے مجھکو امور دنیا میں ایک حد تک توغل ہے اور میرے خیال میں ہر ایک مسلمان کو دنیا میں کسی قدر توغل رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ دنیا میں رہ کر دنیا سے پرہیز کرنا ایک ایسا امر ہے جس کے محال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ دنیا اور دین دو مختلف امور نہیں ہیں یا یوں کہو کہ دو متضاد چیزیں نہیں۔۔۔ اور نہ اسلام کا کبھی یہ منشا تھا کہ مسلمان دنیا سے تارک ہوکر دنیاوی کامیابی سے علحدگی اختیار کریں۔

اقول بظاہر ناظرین خصوصًا میرے دوست تعجب کریں گے کہ میںنے وکیل صاحب کا یہ قول کیوں نقل کیا ہے اور اسے ہمارے سلسلہ سے کیا تعلق ہے جس کا جواب دینا ہمپر فرض ہے مگر وکیل صاحب کی سچی خیر خواہی اللہ آگاہی کے لئے میںنے ضروری سمجھا ہے کہ اسپر بھی کچھ لکھوں۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا ڈاکٹر صاحب نے ترک دنیا اور رہبانیت اور بن باس لینے کی ہدایت وکیل صاحب کو کی تھی جس کا یہ جواب انھوں نے دیا ہے ڈاکٹر صاحب اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ گیارھویں رسالہ میں جو اس وقت میاں میر میں ہے ملازم ہیں تھوڑے ہی دن ہوے برٹش ایسٹ افریقہ میں ملازمت کا سہ سالہ اگریمنٹ پورا کرکے پنجاب میں واپس آئے ہیں۔ پھر وکیل صاحب کو انھوں نے یہ کیا لکھا "اگرچہ آپ کو اس دنیا سے بہت کم فرصت ہوگی مگر صرف خدا کے لئے کچھ وقت دیکر الخ" کیا ڈاکٹر صاحب نے یہ ارادہ کیا کہ **یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون** کا تازیانہ انھیں لگے اور کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے بزرگ ماموں صاحب خوب جانتے ہیں کہ وہ خود دنیا کے علائق میں مبتلا ہیں۔ پھر غور کے قابل یہ بات ہے کہ وکیل صاحب نے کس مصلحت کو مد نظر رکھکر اور کس شعور سے یہ جواب دیا۔ دین و دنیا کے باہمی تعلق اور ربط کا فلسفہ چھیڑ دیا حالانکہ اتنا ہی کافی تھا۔ اگر ڈاکٹر صاحب اوراسی مذہب کے اشاعت کنندہ ہوتے۔ کہ تم خود دنیا میں ایسے مشتغل اور منہمک ہو جیسے میں ہوں۔

اگر ڈاکٹر صاحب کے اس فقرہ کے جو انھوں نے درد دل سے اپنے مکرم ماموں صاحب کو لکھا ہی کوئی واقعی معنے نہیں تو انھوں نے ایک فضول بات منہ سے نکالی اور انکا یہ فعل حکیمانہ فعل نہیں ہوگا میں ڈاکٹر صاحب کو خوب جانتا ہوں۔ وہ دانشمندی کی طبع بات کی تہ کو پہونچنے والے۔ اور موقعہ شناس نوجوان ہیں۔ وہ پابند شرع۔ نمازوں کو ٹھیک درست رکھنے والے اور خدا کے تمام احکام کی استطاعت کے موافق تعمیل کرنے والے ہیں میرا ذاتی تجربہ مجھے اس سے روکتا ہے کہ میں اُن کی طرف کسی فضول بات اور عبث حرکت کو نسبت کروں مجھے اُن کے اس فقرہ سے صاف بو آتی ہے اور بموجب اس مشہور مثل کے کہ **صاحب البیت ادری بما فی البیت** صاف سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اپنے بزرگ وکیل صاحب کو ان دردناک الفاظ کے ذریعہ پہلے تو بیدار کرنا چاہتے ہیں اُس خواب گراں سے جس میں وہ دیگر ہمعصر اور ہم پیشہ طالبان دنیا کی طرح بنگ پی کر اینڈے پڑے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ دین کو دنیا پر مقدم ٹھیر یا دونوں کے حقوق برابر ہی رکھیں فانی مطالب اور مادی مشاغل کی طلب اور انجام میں سرگرداں رہتے ہیں۔ بلکہ ان فقروں سے صاف بو آتی ہے کہ وکیل صاحب کم فرصتی اور کثرت مشاغل ضروری کی وجہ سے نماز پنجگانہ کے ادا کرنے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔ اب جب کہ ڈاکٹر صاحب کے ان فقرات کا یہ مطلب اور یہی مطلب ہو ورنہ اُن کے قلم کو بیجا جرأت اور بے ادبی اور ناموزوں حرکت کا داعذار لکھنا پڑے گا تو پھر وکیل صاحب کے اس جواب کی کیا توجیہ کی جائے جس سے اُن کی بلند شان اور ایڈیٹری اور گریجوایٹ ہونے کی رفعت اور متانت کو فضول گوئی کا داغ نہ لگے۔ یہ تو بالبداہت اور مسلم معروض کے طور پر وکیل صاحب کو پہلے ہی دل میں پختہ کرلینا چاہئے تھا کہ ان کے واقف حال خانہ زاد عزیز کا یہ منشا نہیں کہ اُن کو زنانہ کے تارک الدنیا درویشوں کے رنگ میں کلاہ چار ترک پہننے اور کچکول ہاتھ میں لینے کی ہدایت کریں

اور ارشاد فرمائیں کہ راولپنڈی جیسے عمدہ سٹیشن کی پلیڈری کو چھوڑ کر وزیر آباد میں چشمن برنج کی ندی کے کنارہ کٹیا ڈال لیں۔ پھر اُن کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ اُنھیں کم سے کم دین پاک کی سادہ اور مسلّم راہ پر چلنے کے لئے مہمیز لگاتے ہیں کہ افسوس میں اپنے تئیں قاصر دیکھتا ہوں کہ وکیل صاحب کے اس جواب کی کوئی ایسی توجیہہ کرسکوں جس سے وہ برمحل اور سچی ضمیر کا نتیجہ قرار پاسکے۔ اگر وہ واقعی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور خدا کے احکام کی بجا آوری اور اشاعت دین کے لئے دنیا کے مشاغل سے ایک حصہ وقت کا غصب کرکے نکالا کرتے تھے اور یوں سچے دیندار اور حقیقی دنیا دار تھے یا دین و دنیا میں ایک قابل نمونہ برزخ تھے تو اپنے بے ادب عزیز کو زور سے تازیانہ لگاتے کہ تمھاری تعریض اور ایما کا مطلب یہ ہے کہ میں شعائر اللہ کا پابند اور ادب کرنے والا نہیں اور سراسر جیفہ دنیا کے پیچھے پڑا ہوا ہوں یہ محض غلط اور ناروا جرئت ہے، اور تم خوب جانتے ہو اور قوم جانتی ہے کہ میں خدا کے احکام کی پابندی میں قوم کے درمیان نمونہ ہوں۔ اگر وکیل صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے فقرہ کی واقعی چوٹ کو محسوس کرلیا اور اپنی بے ستری اور کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے بے محل جواب کی طرف توجہ کردی جب بھی سچی ضمیر کے خلاف کام کیا اور اگر اس تعریض کو سرے سے سمجھا ہی نہیں اور وہ جواب دیا جو غائب بھی بڑی موٹی عقل اور سطحی سمجھ کا ثبوت دیا۔ وہ غلط خود ملازم اور ظاہری معنوں میں دنیا دار تھا اگر اس کے فقرہ کا وہی سطحی مطلب ہوتا تو وکیل صاحب اتنا ہی جواب دیکر حق نصح سے عہدہ برآ ہوسکتے تھے کہ تم خود سہند کی مکھی کی طرح دنیا میں پھنسے ہوئے ہو مجھے یہ کیا کہتے ہو کہ وہ آپ خدا کے لئے تھوڑا وقت نکال کرلیا۔

میں نے اس مقام پر محض خدا کے لئے اور مخلوق اور خصوصاً نذیر احمد صاحب کی نصیحت کے لئے اتنا بسط کیا ہے۔ میری غرض اس سے یہ ہے کہ اگر وکیل صاحب کا دل خود اُن کو بتاتا اور ملزم کرتا ہے کہ وہ پابند دین ہرگز نہیں بلکہ نماز پنجگانہ کے بھی پابند نہیں تو کیوں ایمان اور ضمیر کے خلاف وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جنکا منہ سے نکالنا خدا کے رسول عظیم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا حق تھا اور اب اُن کی امثال اور خدام کا حق ہے۔ دین پر بھی پورا چلنا اور دنیا کے امور کی بھی رعایت کرنا اور ان دونوں سلسلوں کی مخالفت کی تطبیق اور توفیق میں سعی کرنا اور اپنے عمل سے اُن کا نباہ دیتا ناسمجھی دیندار صحابہ کی مثال مسلمانوں کا کام اور حق ہے۔ نہ اُن کا جنھوں نے بدقسمتی سے آجکل لیکچر بازی اور لفاظی سیکھ لی۔ خدا کے دین اور تقویٰ اور طہارت سے کوئی سروکار نہیں کفار فرنگ کی طرح کھاتے کماتے اور سوتے جاگتے اور کام کرتے اور کھیلتے کودتے ہیں مگر جب قلم پکڑتے ہیں یا لیکچر کی سٹیج پر کھڑے ہوتے ہیں تو اسلام کی کمزوری پر نوحہ کرتے اور مسلمانوں کی گذشتہ شوکت کے گیت گاتے اور کبھی کبھی نماز کی اور اسلام کی خوبیوں پر بھی لیکچر دیجاتے ہیں۔ اُن میں سے بہتوں کے ہونٹوں پر آب آتش کی حرارت سے تبخالے پڑے ہوتے اور اُن کے اعضا آتشیں فعل سے گلے سڑے ہوتے ہیں اور شکل صورت اور سیرت میں پورے ملحد اور دہریے یا فریلسٹ اور فزی منفکر ہوتے ہیں مگر نفاق اور زور سے قوم قوم کہو چلاتے ہیں

اب میں وکیل صاحب کی ضمیر ہی کے آگے اپیل کرتا ہوں وہ خود اُس سے مشورہ کرکے صاف صاف کہدیں کہ کیا یہ بحث یعنی دین و دنیا باہم متحد اور متوافق ہیں آپ نے ایسے مخلص کے رنگ میں چھیڑی ہے جو کہتا وہی ہے جو خود کرتا ہے اور کیا اِس پرشغب دنیا میں جس میں ہر روز ایک تھیٹر کی طرح نئے نئے ایجٹ ہوتے اور جذبات کو مسحور کرنے والے سین دکھائے جاتے ہیں آپ دین کے لئے بھی دل کا کوئی گوشہ خالی پاتے ہیں۔ اور جس طرح وقت مقرر پر ایک کورٹ میں حاضر ہونے کو اضطراب دل کے اطراف پر محیط ہو جاتا ہے اسی طرح مقرر وقت پر نماز کے ادا کرنے کے لئے دل میں اضطراری کشش پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک خوف اور خشیت کے قشعریرہ اور پھر محبت اور اخلاص کے احساس کے ساتھ دل میں تصور آتا ہے کہ ایک خدا ہے جس نے ہماری ہدایت اور فلاح کے لئے قرآن کریم جیسی نورانی فضل کتاب بھیجی اور یہ حکم ہے کہ پانچوقت نماز کی اقامت کرو اور اگر یہ بات نہیں اور یقیناً نہیں سلئے کہ عملی زندگی نے اسکی شہادت دیدی ہے تو اس سے کیا حاصل کہ دوسروں کو اور خود اپنے نفس کو بھی مغالطہ کے اتھاہ غار میں ڈالا جائے۔ ایک راستی کے خلاف کمر باندھکر اُٹھنا اور ایک قوم کے مسلم مشرب کے خلاف بیبا کانہ ننگی تلوار لیکر میدان میں نکلنا یعنی خدا اور اس کے برگزیدوں سے کشتی کا دنگل لگانا اور اسپر نہ ابھی نہ دیکھنا کہ آیا بھی کامیابی اور حقیقی نصرت کا سامنا اور سوا میرے ہاتھ میں بھی ہے اور کیا میری ایسی حیثیت ہے کہ میں علیم بذات الصدور کے حضور میں سرخرو ٹھہر سکتا ہوں اور کیا میرے اعمال ایسے ہیں جو ایک ہولناک محشر میں داغ

تشویر اور خجالت کی روسیاہ کن ذلت سے بچالیں گے اور کیا خود ویسے ہاتھ پاؤں ہی تو میرے خلاف اٹھے نہ کھڑے ہوں گے۔

"دین و دنیا ایک ہی چیز ہے اور ان دونوں میں تخالف نہیں۔" یعنی ایک ہی وقت میں ایک شخص پورے معنی میں یا اس زمانہ کے عرف اور اصطلاح میں دنیادار بھی ہے اور معاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معنوں میں ۔صحابہ کے معنوں میں۔ اور قرآن کریم کے معنوں میں دیندار بھی ہے یا اور بھی اسے صاف کرکے یوں کہو کہ ایک شخص ایڈیٹر بھی اور علیگڈھ کالج کا گریجوایٹ بھی اور بیرسٹر، ہولیس اور کس کس مسٹر زورس کا دست گرفتہ اور تربیت یافتہ بھی ہے اور ان عرفی کامیابیوں اور مسلم معراجوں کی اوپر کی چوٹی پر بھی پہونچا ہوا ہے اور پھر ابوبکر و عمر کی طرح دیندار بھی ہے۔ یہ ایک غور طلب مسئلہ ہے اگرچہ لفاظی اور لستانی کو محرروں اور لکچراروں کی عملی زندگی نے سیاہ جھوٹ اور نفاق کا الزام لگاکر اس کا سچا فیصلہ کردیا ہے مگر تاہم نہایت افسوس اور رنج سے دیکھا جاتا ہے کہ زبان اور قلم کی شوخی اور بیباکی میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوئی۔ اور عموماً یہ حاسہ ہی مرگئی ہے کہ آیا ایک شخص **درد دل** اپنا لقب رکھنے والا وہ درد اپنے اندر رکھتا ہے جو خدا کے راستباز قوم کی نسبت رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔ اور کبھی کسی نے یہ تنقیح بھی لگائی کہ اس درد دل صاحب کو خود اپنی ذات کا درد بھی ہے اور اسلئے اس نے درد دل سے کہاں تک کوشش کی ہے کہ اپنے تئیں اس بہرہ گداز کی سزا سے بچائے جہاں یورپ کا ناپاک فلسفہ اور زبان گوشتین کی چرب زبانی کچھ کام نہ دے گی۔ اور اگر اس کی عملی زندگی فرنچ ناولوں کی طرح مضحکہ آمیز اور جذبات انگیز انگیزوں اور آن بان کی

بھری ہوئی ہے تو کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی بنائی ہوئی اور عذاب شامت اعمال کے سبب بگڑی ہوئی قوم کو پھر اُس کی اسی اوج پر جو اس کے بانی کے معہود فی الذہن تھی اور جسے وہ پیار سے اپنی امت کہا کرتا تھا یہ مخلص مصلح پھر راہ پر لے آئینگے اور کیا یہی ہیں جو آج ابوبکر و عمر کا بروز بنکر ہمارا کھویا ہوا اور چھینا ہوا مال ہمیں واپس دلادیں گے۔

افسوس یہ باتیں بہت جلد لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ مذاق بگڑے ہوئے ہیں اور تجملات اور سیدانوں میں ترکتاز کررہی ہیں مگر وہ وقت دور نہیں کہ ان گلٹ کی چیزوں اور جرمن سلوروں اور اس زور اور دجل سے سعید طبیعتیں بیزار ہوجائیں گی اور بہت سی سعادتمند سمجھیں اور نہ تدبرہ عقد اکو پہچان لیں گے اور نہ اسکی اتنی ہی قدر اور عزت ہوگی جتنی اب بیغیرتی ہورہی ہے۔ تھوڑے دن ہوئے ہیں ایک الحکم میں بہت سے لفاظوں نے اس مضمون پر طبع آزمائی کی اور زور الفاظ سے ثابت کیا کہ دین و دنیا دو متغائر چیزیں نہیں بلکہ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ مگر افسوس کسی نے اپنے تئیں بطور نمونہ کے پیش نہیں کیا اور دعوی اور تحدی سے یہ نہ کہا کہ ان دو ضدوں کا جامع خود ہمارا وجود ہے اور ہمارا ایمان اور مسلم ایمان اور عمل اور مسلم عمل عالم کے روبرو بطور اسوۂ حسنہ کے ہے۔ اگر یہ مسئلہ پہلے گورکھ دھندا تھا اور پرانے مسلمان اس راز کی کلید اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور اسلئے جہالت اور ذلت کی پستی میں اندھے گرے ہوئے تھے تو اب ہمیں زندہ نمونے دیکھ لیں ہم ایک ہی وقت میں دین دار متبع سنت ہیں اور معاً پورے

معنوں میں دنیادار بھی ہیں۔ اور ہمارا ثبوت کی ضرورت بھی تھی اور بڑا لطیف اور موزوں موقعہ قوم کی سچی اصلاح اور ارشاد کا پیدا بھی ہوگیا تھا اور ہمارا ایک لستان لفاظ نے یہی کہا کہ دیکھو صحابہ نے دنیا بھی پوری پوری کمائی اور دین کو نہ چھوڑا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی نظیر پیش کرنے سے آخر ان لفاظوں کا اور کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ ضمناً اپنے تئیں ان کے نمونے یا ان اسلاف کے اخلاف ٹھہراتے ہیں اور یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ دین و دنیا کے توافق اور مصالحت کا مسئلہ خیالی مسئلہ نہیں بلکہ عملی مسئلہ ہے اور جیسے اس سے قبل ایک قوم نے عملی صورت میں اسے دکھایا ہم بھی دکھاتے ہیں یا کم سے کم یہ کہ ہمیں بھی دکھانا چاہیئے۔

یہ سید اور گرمعندی زبان کی قوت اور تحریر کے زور سے یہ دکھاتے اور ثابت کرتے ہیں کہ لفظ دنیا اور دین کا یہی سچا مفہوم تھا جو انہوں نے سمجھا اور جو ان کے طریق عمل سے ظاہر ہے اور اسوقت قوم کی زندگی اور ترقی کا سارا مدار ان ہی کا قابل اقتدا نمونہ ہے۔

اگر ان لوگوں کی ضمیریں اغراض اور جذبات کی وجہ سے مرگئی ہیں تو اور کوئی خداترس دل ہی سوچے اور بتائے کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے اسی قسم اور ہیئت کا دین اختیار کر رکھا تھا جو ان مصلحوں نے اختیار کر رکھا ہے اور کیا ان کی کوششیں ایسی ہی دنیا کے کمانے اور اسی طرح کمانے اور ان مستلذات اور شہوات سے اسی طرح متمتع ہونے میں منہمک تھیں۔ اور کیا وہ دین اور ملت اور دین کے اتحاد اور اتفاق کے لئے اسی طرح صرف اسمار پر کفایت اور قناعت کرتے تھے اور بڑی لذت اور خوشی سے اسی کو کافی سمجھتے تھے کہ

ذکاء الدین اور اقبال الدین اور مہدی الدین اور عبد القدیر اور شہنشاہ الدین اور نذیر محمد وغیرہم تمام ہوں باقی اعمال اور افعال سے کوئی پرسش اور حساب کتاب نہیں۔ اور کیا فرنگیوں کی طرح ان کی بھی یہی چال تھی کہ کسی کے مذہب میں مداخلت کرنا اور کسی کے اعمال اور افعال سے تعرض کرنا حرام ہے اور سوسائٹی کی نگہداشت کے لئے ضروری ہے کہ امر معروف اور نہی منکر کا باب قطعاً مسدود کر ڈال جائے اگر کوئی کسادبار اور شقاوت ازلی کیوجہ سے فلسفی یا دہریہ ہے تو بلا سے۔ اگر ام الخبائث سے فعل شنیع کا ارتکاب کر کے سٹیج پر قومی ترقی اور اخلاق پر لیکچر دے رہا ہے تو مضائقہ نہیں۔ اگر کوئی صاف نقطوں میں نماز کو وحشیانہ حرکت اور شعائر اللہ کو جاہلیت کے وقتوں کے مشغلے کہتا ہے تو کچھ پرواہ نہیں۔ نام مسلمان کا ہو اور ایسوسی ایشن کا ممبر ہو۔ بس اتنا کافی ہے اور قوم بننے کے لئے اور مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عزت اور شوکت واپس لے لینے کے لئے یہی کارآمد تدبیر ہے۔

صحابہ کرام (علیہم الصلوۃ والسلام) کے اعمال صاف بتلاتے ہیں کہ اس جیفہ متعفنہ پر وہ کبھی سرنگوں نہیں ہوئے اور ان کے مقاصد میں ان معنوں میں اور اس شکل کی دنیا کا حاصل کرنا کبھی داخل نہ تھا۔ ان کے ایک ایک عمل اور قدم سے پایا جاتا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور دین میں ہو کر دین کی اشاعت و ابقا اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ساری کوشش مبذول فرماتے تھے۔ ان کی بزم آرائیوں اور رزم پیرائیوں اور خلوت گاہوں میں عسر میں یسر میں غرض زندگی کی ہر حالت میں دین ہی کے جوہر نظر آتے ہیں ورنہ ان سب فتوحات کے بعد جبکہ قیصر و کسریٰ کے تختوں کو فرش خاک

کی برابر کر دیا تھا اور متکبر متمولوں کے خزانے ان کے پاؤں کے آگے ڈھیر ہو گئے تھے غرض پوری شاد کامی کے بعد کس چیز نے ان کو سچی معصومیت اور سادگی پر قائم رکھا۔ ممکن تھا بلکہ حق تھا کہ شرابیں پیتے۔ تھیٹر بناتے۔ ناچ گھر قائم کرتے۔ لان ٹینس اور کرکٹ کے لئے ٹیمیں بناتی اور یورپین پر بہار زندگی کے پہلے نمونے بنتے اور اس وقت کی مقلد یورپ نسل کے لئے اس مادہ میں بھی قابل فخر پیشوا ٹھہرتے۔ اگر آج کل کے مصلحوں اور لفاظ لکچراروں کے نزدیک وہ زاہد خشک تھے اور تقشف اور تارک وقتوں کے میلان نے انھیں خوشنما زندگی بسر کرنے سے روکا اور سادہ بدوی عادتیں ان پر غالب رہیں اور یہ زہد اور تورع ان کی اسلام کا سچا مفہوم سمجھ لینے اور اپنے نبی متبوع علیہ الصلوۃ والسلام کے بالطرف اقتدا کی بنا پر نہ تھا بلکہ رہبانیت ممنوعہ کی پابندی سے پیدا ہوا تھا تو کیوں آج کسی مسئلہ کی گرم بازاری اور سٹیج کی زینت کے لئے ان کو قوم کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے اور لکچرار اور مصلحان قوم اپنے ذہن میں کیا ٹھہراتے اور ان کے ایمان اور کانشنس ان کو اندر ہی اندر کیا گدگدی کرتے ہیں کہ کس نیت اور کس غرض سے ان کو اس وقت کی اصلاح کے لئے بطور نمونہ کے پیش کیا جائے۔

ایک طرف ان مصلحوں کے باوا آدم صاحب بڑے جوش اور پورے خلوص سے فرماتے ہیں کہ یورپ ہی تمھارے اوپر اور یورپ ہی تمھاری نیچے ہو اور یورپ ہی دائیں ہو اور یورپ ہی بائیں ہو غرض تم سارے کے سارے یورپ بن جاؤ تو تب قوم اور مہذب اور خوش حال قوم ہو گے پھر کچھ سوچ کر تدارک فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنا فرق ضرور ہو کہ دل میں

تمھارے مسلمانی اور اسلام ہو۔ تعجب اور غضب کی بات ہے کہ عملی زندگی اور مرئی اور محسوس اور محبوب زندگی کے سارے خانوں پر تو یورپ نے قبضہ کر لیا وہ دل کونسا خانہ ہے جو ان سب بردوں سے محفوظ رہ کر اسلام کے لئے خالی رہا۔ افسوس جیفہ دنیا پر مرمٹی ہوئی اور کٹ مرنے والی قوم کی عیاشانہ اور کامیاب زندگی کے چمک دمک نے اس بوڑھے مصلح کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا اور مسلمانوں کی رفتار کے لئے اس نے وہی لائن نکالی ہے۔ جو زندہ خدا سے قطعاً غافل یا مردہ خدا کی پرستار قوم نے تیار کی تھی۔ اس راہ کے تیار کرنے کے بعد نتائج اور اعقاب کے لحاظ سے جو نامرادی اور تلخ کامی اسے پیش آئی وہ کافی عبرت اور خون رلا دینے والا سبق تھی ان پچھلے لفاظوں کے لئے جو اس کی ہم آہنگی کو فخر سے دیکھتے اور اس کی راہ پر چلتے اور چلانا چاہتے ہیں۔

متکلمین اپنے اصول کے اثبات اور دلائل کے لئے شواہد اور مابہ الاستظہار پیش نظر رکھ لیتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں وکیل نذیر احمد صاحب نے اور ان کے امثال دوسرے متکلموں نے

دین و دنیا کے توافق کے مسئلہ کے لئے کونسی علمی سند پیش نظر رکھی ہے۔ اگر صحابہ کی نظیر پیش کر کے کامیاب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ بات سراسر غلط ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں کہ مغالطہ کھاتے ہیں اور دوسروں کو دیتے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ قطعاً ان کے ڈھب کے لوگ نہ تھے وہ تو ان کی سچی ضمیر کی آواز کے مطابق تاریک زمانوں کے نیم مہذب لوگ تھے۔ اور ان کا طرز عمل کسی صورت میں بھی انکے خیالات اور حالات کے قالب میں ڈھل نہیں سکتا۔ اگر ان کو ایک لحظہ کے لئے بھی ان کی طرز زندگی کے اتباع پر مجبور کیا جائے تو نفریں کرتے ہوئے بھاگ جائیں۔ اور اگر ان کے ذہنوں پر یورپ اور اس کی کامیابی ہے تو اور بھی

سخت افسوس کی جگہ ہے۔ یورپین ایک قوم ہیں جنکا قبلہ ہمت محض مردار دنیا ہے۔ یہ ناپاک اور نجس دنیا کو اپنی ساری جان اور سارے دل اور ساری قوتوں سے اُسی طرح پوجتے ہیں جسطرح راستبازوں نے خدائے ذو الجلال کی پرستش کی۔ ان کے دن کے اطراف اور رات کی گھڑیاں اسی فکر میں مصروف رہتی ہیں کہ کیونکر انہیں دنیا مل جائے کہ ان کی دو شہوتوں شہوت بطن اور شہوت فرج کے مقاصد کو پوری کرسکے۔ انھوں نے اس ناپاک چیز کی گرد آوری کے لئے ان اسباب سے بھی تمسک کرنا کبھی عار اور گناہ نہیں سمجھا جنھیں خدا کے تمام قدسی اور پاک صحیفے حرام قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مذہب کو بالکلیہ بالکل الگ کردیا یا یوں کہو کہ اس مصری عورت کی طرح جس نے خدا کے ایک صدیق سے ناجائز حرکت کا ارادہ کرتے وقت اپنے بُت پر چادر ڈالدی تھی کہ وہ اس کی بیحیائی پر جو اضطراراً اس سے سرزد ہوگی مطلع نہ ہو ان لوگوں نے سفلی اور مادی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے مذہب کو اصلاً ان امور سے بے تعلق کردیا جن کی ان جذبات کے استیفا کے اسباب کا حاصل ہونا ممکن تھا۔ اور اگر یہی نمونے ان کے ذہن میں ہیں اور واقعی یہی ہیں اور وہ ان ہی یورپین نمونوں کی شکلوں میں یہ دکھانا چاہتے ہیں اور ثابت شدہ حقیقت کی طرح قوم کو بتاتے ہیں کہ دین و دنیا دو . . . . . . دو متغایر چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی وقت میں ایک شخص میں یہ دو چیزیں جمع ہوسکتی ہیں۔ یعنی ایک قوم دیندار اور دنیادار ایک ہی وقت میں ہوسکتی ہے چنانچہ یورپینوں کو دیکھلو کہ کیسی پاکباز متقی۔ تقوی طہارت اور خدا ترسی اور اتباع سنن انبیا میں قابل اقتدا نمونے اور منعم علیہم کے سچے وارث اور مغضوب علیہم اور ضالین کی راہوں سے صاف بچے ہوئے اور ہر حال میں سچے پابند شرع اور مسلمانوں کے لئے پیروی کے قابل نمونے ہیں۔ اور اہل یورپ نے دین و دنیا کو کیسا نباہا اور کس طرح ان دو ضدوں کو جمع کرکے دکھایا ہے اب اسلام اور مسلمان اسی صورت میں بچ سکتے اور صفحہ روزگار پر یادگار رہ سکتے ہیں کہ ان ہی کیسی دنیا اور ان ہی کا سا دین اختیار کریں اور یوں خوش حال اور مہذب زندگی بسر کریں۔

پھر میں **وکیل نذیر احمد صاحب** سے جو مہذب کالج کے بغل پروردہ بچہ ہیں اور اس کے فیض تعلیم سے پاک منطق کی شکلوں سے خدا کے سلسلہ کے ابطال کیلئے خوب نتائج نکالتے ہیں صاف دل متنفر کی طرح درخواست کرتا ہوں کہ آپ نے اس **تھیوری** کو پر تکمیل دکھانے اور ثابت کرنے کے لئے کس نمونہ کو پیش نظر رکھا ہے اور اپنے عزیز بھائی اور قوم کو کس قوم کیسے دین و دنیا کے حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور خود آپ کے زندہ اور روشن ایمان اور مبارک عمل نے آپ کو یقین دلایا ہے کہ آپ نے اپنی ذات میں (کسی حد تک ہی) دین و دنیا کو جمع کرلیا ہے اور اب آپ اپنے خاندان کے نونہالوں نوجوانوں کے لئے اس امر میں زندہ نمونہ ٹھہر گئے ہیں۔ آپ کے نزدیک کس قوم نے دکھایا اور کسطرح دکھایا کہ دین و دنیا دو متغایر اور متخالف چیزیں نہیں اور وہ عملاً جمع ہوسکتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے یا انگریزوں نے۔ اور آپ اس ہنگامہ عالم کے عظیم الشان کالج کے قابل اور لائق پرنسپل کیطرح کس قوم کے سچے اور پورے چال چلن سے مسلمانوں کے لئے تعلیمی کورس تیار کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بڑی خوشی سے اپنی اس چٹھی میں فرماتے ہیں کہ قومی ترقی کی ایک ہی سبیل ہے جو مصلحان قوم نے باہمی مشورہ سے تیار کی ہے یعنی تعلیم اور انھوں نے سمجھا ہے کہ تعلیمی افلاس ہی مسلمانوں کی تباہی کی بنیاد ہے۔ اور اس سبیل کے مقابل اور اس کی خوبی کے زعم میں آپ خدا کے قدوس حکیم کے بزرگ سلسلہ اور راستبازی اور اسلام کو قائم کرنے والے مرسل مامور کے وجود کو بے مصرف سمجھتے ہیں۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ آپ ہنوز سادہ نوجوان ہیں۔ زندگی کے بڑے بھاری حصہ کو پر فتنہ اور دین پر رہزن جگہ میں کاٹنے کے بعد معًا اس سے بھی زیادہ پر شغب اور پر امتحان زندگی کے مشغلوں میں پھنس گئے۔ اس لئے بہت کم موقعہ آپ کو ملا کہ آپ بھی نجات اور راستی کی تلاش کرسکتے۔

"بہر حال آپ کے زعم میں وہ کونسے مصلحان قوم ہیں اور قوم کی اصلاح کے لئے انھوں نے عملی رنگ میں کیا کر دکھایا ہے۔ پھر میں صاف لفظوں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ وہ کس قسم کی قوم مسلمانوں کو بنانا چاہتے ہیں اور دین و دنیا کی ترفیق و تطبیق کے لئے کون سی راہ ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہی صحابہ اور سلف صالحین کی یا فرنگیوں کی یا ان دونوں قوموں کے اصولوں سے ملی جلی۔ اور ان کے تعلیمی کورس نے کوئی قوم بھی تیار کرلی ہے اور وہ کس رنگ اور وضع کی قوم ہے۔ صحابہ کی وضع کی یا فرنگیوں کے وضع کی۔ اور کیا اس شجرہ طیبہ کی ہی شاخیں ہیں

محدث بنگ من الیوسی ایتین اور اس
کے بانی اور اُس کی مثل یا وہ کوئی اور
صحابہ کی مثال قوم ہے کہ جہاں کسی
اور پرے ملک میں جا نکلے بزرگ
اسلاف کی طرح اپنے پاک نمونہ سے
ہزاروں دلوں کو اسلام کی طرف
کھینچ لیں گے۔ میں بار دیگر سوز دل
اور سچی نصح سے آپ کو آگاہ کرتا ہوں
اور یقین دلاتا ہوں کہ سید مرحوم نے
قومی ترقی کے سکیم تیار کرنے میں
سخت غلطی کھائی۔ اُن کے ابجکٹ
لسٹ کا مادہ یورپ کی سیرت و
شمائل تھا۔ مرض قوم کی تشخیص
کے بعد ایک نتیجہ پر پہونچکر انھوں
نے بدقسمتی سے قوم کے علاج
کے لئے یورپ کی سیرت کے مطب
سے نسخہ مانگا اور بلا تبدیل اس
کے وہی اجزا قائم رکھے جو یورپ
کے منکران خدا دنیا پرست طبیبوں
نے یورپ کے مزاج کے مناسب
تجویز کئے تھے۔ پھر اس مکروہ
نسخہ کے قوم کے گلے سے نیچے
اُتارنے کے لئے ایسی ایسی فریب
باتیں ایجاد کیں جو نفس اجزائے
نسخہ سے مہلک تر تھیں۔ مادہ
تو قدرتی طور پر پہلے تیار ہی
ہو چکا تھا اور خود ایک رو بدنیا
بات دنیا کی سچی پرستار قوم کی
حکومت کی پرشوکت روشنی
طبائع کو تقلید کیطرف بلا رہی تھی۔
آپ نے سمند ناز کو ایک اور
تازیانہ لگایا اور واعظ ناصح بنکر
قوم سے خطاب کرنا شروع کیا
کہ لوگو تم ہلاک ہوتے ہو اور عنقریب
حرف غلط کی طرح مٹائے جاؤ گے
یا مٹ جاؤ گے اگر میری نصیحت پر
عمل نہ کرو گے۔ وہ میری خدا
اور رسول اور خلق کے لئے نصیحت
یہ ہے کہ یورپ تمھارے اوپر
ہو اور یورپ تمھارے پیچھے
ہو دائیں بھی یورپ ہو اور بائیں
بھی یورپ ہو گویا ہمہ تن یورپ

ہی یورپ بن جاؤ۔ ہاں اسلام کو
دل میں باقی رکھو۔ مسلمانوں میں
قرآن کریم کے چھوٹ جانے اور
تقویٰ اور طہارت کے جاتے رہنے
سے مادہ پرستی اور حب دنیا کی
زہر اضطراراً اثر کر ہی رہی تھی
اس پر آپ کی مذہبی تحریروں نے
اور بھی سونے پر سہاگے کا کام کیا۔
بیباکانہ زندگی اور ناجائز حریت اور
نیچریزم کو آپ کی تحریروں سے
تقویت اور سند مل گئی۔ بدقسمت
سامعین اصلی یورپین تو کیا بن سکتے
تھے اچھے نقلی مسخرے یورپین بنگئے
اور آدم اول و الا وہی زہریلا سانپ
طاؤس بنکر اس طرح اُن کے آگے
اور پیچھے اور دائیں اور بائیں جلوہ
آرا ہوا کہ اُسی کے ہو گئے اور ناصح
کی اُس آواز کو جو اوپری بچپر کیطرح
اُس کی نصیحت سے چپٹی ہوئی
تھی بھول گئے اور اس کے بھلا دینے
میں وہ درحقیقت معذور تھے
اس لئے کہ ناصح کی وہ آواز دل
کی پوری قوت کی شرکت اور عقد
ہمت کا نتیجہ نہ تھی۔ اور نہ اُس کی
تزمین اور تائید اور تقویت کے
لئے ناصح مشفق نے قول اور عمل
سے وہ سامان بہم پہونچائے تھے
جو وعظ کے پہلے مقصود بالذات
حصہ کی تائید و ترویج میں مہیا
کئے تھے۔

حق تو یہ ہے کہ یا تو یہ آپکے
مصلح صاف صاف فیصلہ کر دیں
کہ یہ صفات جو مسلمانوں کی قرآن
کریم میں مذکور ہوئی ہیں۔ کہ خدا
کی تحمید و تسبیح سے رات دن اور
میں تھکتے نہیں۔ نمازوں کو درست
رکھتے ہیں۔ زنا سے بلکہ آنکھ
کی چوری یعنی بدنظری سے بھی
بچتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق
العباد کو بجا لاتے ہیں۔ حرامکاری
کے گرد نہیں جاتے۔ ایسی مجلسوں
میں جہاں خدا کے جلال اور عظمت کا

مذکور نہ ہو حاضر نہیں ہوتے۔ وہ
ان مجلسوں سے کنارہ کرتے ہیں جہاں
خدا کے نشانوں اور حکموں کی توہین
ہوتی ہے۔ وہ مقام الرب سے
ڈرتے ہیں اور قیامت اور عقاب
الٰہی کا ہول ان کے دل پر مستولی
رہتا ہے۔ وہ دین کو دنیا پر مقدم
کرتے ہیں۔ خدا کی آیات کو سنکر منہ
کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور
خدا کے تمام وعدوں کی تصدیق
کرتے ہیں اور امر الٰہی کی اطاعت میں
اپنے ارادے اور ہوا اور جذبات
کی کینچلی اُتار پھینکتے ہیں۔ اس دنیا
کی زندگی کو کھیل اور تماشا اور فانی
اور ایک سرائے کی طرح یقین
کرتے ہیں اور آخرت کو ہی دار
الحیات سمجھتے ہیں۔ اور آمادہ رہتے
ہیں کہ اس پل سے جلد گذر کر حقیقی
مقصود کو پالیں۔ وہ چارپایوں کی
طرح فرج اور بطن کی شہوت کے
بندے نہیں ہوتے۔ وہ صائم اور
قانت اور صادق اور مصدق اور
خاشع اور خاشی ہوتے ہیں۔ غرض
یا تو یہ مصلح علانیہ کہدیں کہ یہ باتیں پچھلے
زمانوں کے حسب حال تھیں یا سادہ
دلوں کے لئے خوب دل خوش کن مشغلہ
اور حال تھیں اب اس زمانہ میں جبکہ
گریجوایٹ بننا ضروری ہے اور اس
کے لئے خوفناک محنت اور ساری فرصت
جتنی نیچر کے تقاضاؤں سے بزور
غصب کر کے مل سکتی ہے درکار ہے
اور پھر کمپیٹیشن کی بلا سر پر۔ اور
کبھی سول سروس کے لئے تیاری کرنا
لازمی ہے اور دنیا کمانے یا معزز
مکرم بننے کے لئے کیا کیا بکھیڑے کرنے
پڑتے ہیں اور یہی مقصود بالذات
ہیں غرض اس زمانہ کے مناسب حال
یہ معتقدات اور دین نہیں۔ اور مشکل
ہے کہ ان گھاٹیوں سے ہی سلامت
اور کامیاب اُتریں اور دین کو بھی کندھے
پر اُٹھا رکھیں۔ خدا کی محبت میں
سینہ بریاں اور چشم گریاں رہنا اور

تہجدات اور نوافل میں اوقات کو تضرع اور ابتہال کی دعاؤں سے معمور کرنا یہ تو بڑی بات ہے جو اس شوخ اور بیباک اور آزاد اور چلبلی طبیعت سے کوسوں دور پڑ گئی یا جا پڑی ہے جو ان دنوں حکومت کے اثر اور یورپ کی تقلید اور بے قید تعلیم کی وجہ سے نوجوانوں کو ملی ہے ظاہری فرضوں کو بھی مقبوضہ اوقات سے کوئی وقت دینا سخت گراں ہے یہ مصلح دبی زبان سے اور علانیہ اپنے عملی نمونوں سے تو دکھاتے اور بتاتے ہیں کہ اسلام کے شعائر کی پابندی قومی ترقی یا یورپین مشرب کی ترقی کی راہ میں سخت روک ہے اور بعضوں کو بڑے جوش سے کہنا پڑا کہ عربی زبان کی تعلیم و تعلم سے اسوقت مسلمانوں کا وقت اور وقت ضائع ہوتا ہے جو مغربی تعلیم کے حصول میں بالمرہ مصروف ہونا چاہئے تھا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ کیوں یہ مصلح ایک طرف نہیں ہو جاتے اور ایک خوش قسمت یا بد قسمت تعداد مزوران کا ساتھ دے گی جن کے دلوں میں اس جنس کا مادہ خمیر کیا گیا ہے۔ یہ کیسا مسخرا پن ہے کہ ساتھ ساتھ اسلام کو بھی رکھا جاتا اور صحابہ کے نمونوں کی طرف بھی بلایا جاتا ہے۔ کیا انسان کی فطرۃ ایسی بنائی گئی ہے۔ یہ لوگ تو رموز نیچر کے عرفان کا سب سے زیادہ دعویٰ کرتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا انسان میں ایسے قوے رکھے گئے ہیں کہ سادگی اور پوری غفلت کی حالت میں شیطان کی ساری زینت اور مزخرفات اس کے آگے جلوہ گر کی جائیں اور پھر اسے کہا جائے اور یوں ہی مسکرا کر اور پیار دلا سے سے اور ایسی ادا سے جس میں زجر اور منع کی کوئی تیوری اور خشمناکی کی کوئی وضع ملی ہوئی نہ ہو کہ دیکھنا ان محسوس لذتوں

اور مالوف مزوں میں پڑ کر اس غیر مرئی غیر مالوف۔ غیر مشاہد اور غیب الغیب شے خدا یا اسلام کو بھول نہ جانا۔ اسی کے ہم پلہ ہے سید صاحب کا وہ فرمانا کہ ہمہ تن یورپ بن جاؤ مگر اسلام کو باقی رکھو میں پوری قوت اور کامل بصیرت سے پکار کر کہتا ہوں کہ

یورپین مفہوم کی دنیا اور دین اور اسلام دو متغائر چیزیں اور دو سخت ضدیں اور دو طبعی اور فطری دشمن ہیں جن کا اجتماع قیامت تک محال ہے۔

اور حضرت سلیمان کے محکمہ عدالت کے ان دو فریقوں کی طرح ایک آیا اور دوسرا رفو چکر ہوا۔ ممکن نہیں کہ ایک وقت میں دونوں ایک جگہ اکٹھے ہوں۔ وہ دنیا جو دین سے متفق یا منقلب ہو کر آخر دین ہی بن جاتی ہے وہ وہی دنیا ہے جسے سچے راست بازوں نے یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی صورت عمل نے دکھایا۔ انھوں نے دنیا کو دین کا خادم بنا رکھا تھا۔ ان کا اصول تھا دین کو دنیا پر ہر حال میں مقدم رکھنا۔ اس لئے خدائے علیم نے ان کی نسبت کہا کہ ان میرے بندوں پر شیطان کا غلبہ نہیں اور ان کے امثال بھی ہمیشہ شیطان کی غلامی سے آزاد رہیں گے۔ جھوٹا ہے جس نے کہا اور غلط ہے جو کچھ کہا

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

کسی بیباک رند اور فاسق بے قید کا یہ شعر ہے جس نے خدائے قدوس حکیم کی صفات کو نہیں سمجھا اور نہ ہی جذبات اور شہوات کی قید سے آزاد اور تقویٰ طہارت سکھانے والی شریعت کی پابندی کو گراں خیال کیا اور مغالطۃ النفس کے طور پر اپنے نفس خرون کے لئے دل بہلانے والا عذر تراش لیا۔

قرآن کریم کو دیکھتے ہو حلال اور حرام اور امر اور نہی اور منجیات اور مہلکات کے سب اسباب اس میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس کتاب نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کی ساری تعلیم عمل میں آجانے کے قابل تعلیم ہے۔ خیالی اور ناقابل عمل نہیں۔ پھر ایک قوم کو اپنی تعلیم و تربیت سے اس نے تیار کرکے بطور نمونہ کے پیش کیا۔ اس قوم نے امتحان میں پورے نمبر لئے اور تعریف کے ساتھ پاس ہونے کی سند ان کو ان لفظوں میں ملی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ انھوں نے سمجھا کہ دنیا خدا کی مختلف صفتوں کا منظر ہے اور ضرور ہے کہ مختلف صفات کے مظاہر اور مجالی اس پر ہنگامہ مستی میں ہوں۔ ضرور ہے کہ اس میں سانپ اور بچھو اور گرگ و پلنگ بھی ہوں۔ زہریلی جڑی بوٹیاں اور کانٹے بھی ہوں اور لذیذ شہد اور مقوی ثمر اور فواکہ بھی ہوں۔ ان کے سامنے مغضوب علیھم اور ضالین اور منعم علیھم کی راہیں واضح کی گئیں۔ وہ خدا کے فضل اور توفیق یعنی قرآن کریم کی دستگیری سے تمام مہلکات سے بچے اور ہر قسم کے انعام کے مورد ہوئے اگر وہ شعر صحیح ہے تو امر و نہی اور ابتلائے الٰہی باطل ہے۔ مگر اس سے زیادہ خدا کی کتاب کی تعلیم کی حقیقت اور صداقت کی اور کونسی

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی - دوا شفا غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر پہلا

جب کہ جہوٹی محبتوں فسق و فجور کے رنگ میں جلوہ گر ہونے والے عشق میں مصائب اور مشکلات کے برداشت کرنے میں ایک لذت ملتی ہے تو خیال کرو کہ وہ جو خدا تعالےٰ کا عاشق زار اسکے آستانہ الوہیت پر نثار ہونے کا خواہشمند ہو وہ مصائب و مشکلات میں کسقدر لذت پا سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھو مکہ میں ان کو کیا کیا تکلیفیں پہنچیں بعض ان میں سے پکڑے گئے قسم قسم کی تکلیفوں اور عقوبتوں میں گرفتار ہوئے مرد تو مرد بعض مسلمان عورتوں پر اسقدر سختیاں کی گئیں - کہ ان کے تصور سے بدن کانپ اٹھتا ہے - اگر وہ مکہ والوں سے مل جاتے تو اسوقت بظاہر وہ ان کی بڑی عزت کرتے کیونکہ وہ ان کی برادری ہی تو تھے مگر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو مصائب اور مشکلات کے طوفان میں بھی حق پر قایم رکھا وہ وہی لذت اور سرور کا چشمہ تھا - جو حق کی پیاس کی وجہ سے ان کے سینوں سے پہوٹ نکلتا تھا۔

ایک صحابی کی بابت لکھا ہے کہ جب اس کے ہاتھ کاٹے گئے تو اس نے کہا کہ میں وضو کرتا ہوں - آخر لکھا کہ سر کاٹو تو سجدہ کرتا ہے سو مر گیا - اس وقت اس نے دعا کی کہ یا اللہ حضرت کو خبر پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ تھے جبرئیل نے جاکر السلام علیکم کہا اور آپ نے علیکم السلام کہا اور اس واقعہ پر اطلاع ملی - غرض اس لذت کے بعد جو خدا تعالےٰ میں ملتی ہے ایک کیڑے کیطرح کچل کر مر جانا منظور ہوتا ہے اور مومن کو سخت سے سخت تکالیف بھی آسان ہی ہوتی ہیں - سچ پوچھو تو مومن کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ مقتول ہونے کے لئے طیار رہتا ہے - اسیطرح اگر کسی شخص کو کہدیا جاوے کہ یا نصرانی ہو جا یا قتل کر دیا جائیگا اس وقت دیکھنا چاہیئے کہ اس کے نفس سے کیا آواز آتی ہے - آیا وہ مرنے کے لئے سر رکھدیتا ہے یا نصرانی ہونے کو ترجیح دیتا ہے اگر مرنے کو ترجیح دیتا ہے تو وہ مومن حقیقی ہے - ورنہ کافر ہے - غرض ان مصائب میں جو مومنوں پر آتے ہیں - اندر ہی اندر ایک لذت ہوتی ہے - بہلا سوچو تو سہی کہ اگر یہہ مصائب لذت نہوتے - تو انبیاء علیہم السلام ان مصائب کا ایک دراز سلسلہ کیونکر گذارتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے - اور ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گذری - جنگ احد میں آپ اکیلے ہی تھے لڑائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی نسبت رسول اللہ ظاہر کرنا آپ کی کس درجہ کی شوکت جرأت اور استقامت کو بتاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ انسان جب تک اس کوچہ میں داخل نہ ہو اُسے لذت ہی نہیں آتی یہہ ایک ایسی لذت ہے جسکی طرف خدا تعالےٰ ہر مومن کو بلاتا ہے جسطرح اور اور لذتوں کا مزا چکہتے ہو اس کا بھی مزا چکہو - اور تلاش کرنیوالے پا لیتے ہیں - اسطرف سے اگر تکاہل اور تساہل ہوگا - تو ادھر سے بھی حرکت نہ ہوگی - ادھر سے مجاہدہ ہوگا - تو ادہر سے بھی حرکت ہوگی - مجاہدہ ایک ایسی شے ہے کہ اس کے بدون انسان کسی ترقی کے بلند مقام کو پا نہیں سکتا - خدا تعالےٰ نے

قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہم میں ہوکر مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

غرض مجاہدہ کرو۔ اور خدا میں ہوکر کرو تا کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں اور ان راہوں پر چل کر تم اس لذت کو حاصل کرسکو جو خدا میں ملتی ہے۔ اس مقام پر مصائب اور مشکلات کی کچھ حقیقت نہیں رہتی یہ وہ مقام ہے جس کو قرآن شریف کی اصطلاح میں شہید کہتے ہیں۔ لوگوں نے شہید کے معنے صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ کسی کافر غیر مسلم کے ساتھ جنگ کی اور اس میں مارے گئے **تو بس شہید ہو گئے** اگر اتنے ہی معنے شہید کے لئے جاویں تو پھر مخالفوں کو بہت بڑی گنجایش اعتراض کی رہتی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے **اسلام** کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلنے والا مذہب قرار دیا ہے اگرچہ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے کہ وہ بدون دریافت کئے اصل منشاء کے اعتراض کر دیتے ہیں۔ مگر ہم کو ان مولویوں پر بھی افسوس ہے جنہوں نے قرآن شریف کے حقایق کو پیش نہیں کیا اور خیالی اور فرضی تفسیریں اور مصنوعی قصے بیان کرکے اسلام کے پاک اور خوشنما چہرہ پر ایک پردہ ڈال دیا ہے مگر خدا تعالیٰ جو خود اسلام کا محافظ اور ناصر ہے وہ اب **چاہتا ہے** کہ اسلام کا پاک اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے چنانچہ **یہہ سلسلہ** جو اس نے اپنے ہاتھ سے قایم کیا ہے اسی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی نصرت کا وقت آپہونچا۔ اور اسلام کی عزت اور جلال کے دن آگئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں **اور نصرتیں جو ہمارے شامل حال ہیں یہہ آج کسی مذہب کے پیرو کو نصیب نہیں اور ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ کیا کوئی اہل مذہب ہے جو اسلام کے سوا اپنے مذہب کی حقانیت پر تائیدی اور سماوی نشان پیش کر سکے**

خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو قایم کیا ہے یہہ اس حفاظت وعدہ کے موافق ہے جو اس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں کیا ہے۔

میرا مطلب یہہ تھا کہ شہید کے معنے صرف یہی نہیں کہ غیر مسلم کے ساتھ جنگ کرکے مرجانے والا شہید ہوتا ہے ان معنوں نے ہی اسلام کو بدنام کیا اور اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ **اکثر سرحدی نادان مسلمان بے گناہ انگریزوں کو قتل کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں چنانچہ ابھی دن ایسی وارداتیں سننے میں آئی ہیں پچھلے دنوں کسی سرحدی نے لاہور میں ایک میم کو قتل کر دیا تھا ان احمقوں کو اتنا معلوم نہیں کہ یہہ شہادت نہیں بلکہ قتل بے گناہ ہے۔**

اسلام کا یہہ منشاء نہیں ہے کہ وہ فتنہ و فساد برپا کرے بلکہ **اسلام** کا مفہوم ہی صلح اور آشتی کو چاہتا ہے اسلامی جنگوں پر اعتراض کرنے والے اگر یہہ دیکھ لیتے کہ ان میں کیسے احکام جاری ہوتے تھے تو وہ حیران رہ جاتے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ جزیہ دینے والوں کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور ان جنگوں کی بنا دفاعی اصول پر تھی

ہمارے نزدیک جو جاہل پٹھان اسطرح پر بے گناہ انگریزوں پر پڑتے ہیں اور ان کو قتل کرتے ہیں وہ ہرگز شہادت کا درجہ نہیں حاصل کرتے بلکہ وہ قاتل ہیں۔ اور ان کے ساتھ قاتلوں کا سا سلوک ہونا چاہیے؟

تو شہید کے معنے یہہ ہیں۔ کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ ایک خاص قسم کی استقامت مومن کو عطا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت اور تکلیف کو ایک لذت کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں منعم علیہ گروہ میں سے شہیدوں کا گروہ بھی ہے اور اس سے یہی مراد ہے کہ استقامت عطا ہو۔ جو جان تک دینے میں بھی قدم کو ہلنے نہ دے۔

مٹھائیوں کی ممانعت

برٹش ساخت کی مٹھائیوں کے قسطنطینہ میں داخل ہونے کی ممانعت کی گئی ہے ترکش ڈاکٹروں نے ان کو زہریلی قرار دیا ہے

شکریہ و شکایت

ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ ۱۰ جون کا الحکم قیمت وصول کرنے کے لئے اُن احباب کے نام وی پی کیا جاوے گا جنکو مطبوعہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی جاوے گی چنانچہ ایسے بزرگواروں کی خدمت میں مطبوعہ کارڈ ارسال کئے گئے۔ جن میں سے اکثر نے وی پی پیکٹ وصول کر کے کارخانہ کی اعانت فرمائی اور بعض احباب نے واپس کر کے اس ہمدردی کا ثبوت دیا جو اُن کو الحکم کے ساتھ ہے۔ اگرچہ وہ احباب جنھوں نے اعانت فرمائی ہم سے کسی شکریہ کے اُمیدوار نہیں کیونکہ انھوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے لیکن ہمارا فرض ہے کہ اُن کی بروقت امداد کا شکر ادا کریں جو ان الفاظ میں کیا جاتا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا

اور جن مہربانوں نے پیکٹ واپس کئے ہیں اُن سے سخت شکایت ہے کہ جب کہ اُن کو کافی وقت اطلاع کے لئے دیا گیا تھا اگر وہ پیکٹ کی قیمت دینے کو طیار نہ تھے اطلاع دیتے تاکہ مفت میں ایک دینی خادم کو نقصان اُٹھانا نہ پڑتا چونکہ انھوں نے ہمکو کوئی اطلاع نہیں دی اس لئے جسقدر حرجانہ ہوا ہے اُن کے حساب میں درج کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ وہ توجہ فرما کر خود ہی قیمت بھیجدیں گے یا اخبار بند کرنے کی اطلاع دیں تاکہ پھر اُن کو نہ کہنا پڑے کہ ہم پر بدظنی کی۔ ابھی تک بہت سے ایسے احباب بھی ہیں جنکے ذمہ اجرائے اخبار کے دن سے آج تک کا چندہ باقی ہے۔ خدا اُن کو توفیق دے کہ بروقت چندہ ادا کیا کریں۔

اعلان

الحکم کی اشاعت میں جو تعویق اعجاز المسیح کی اشاعت پر کارپرداز ان الحکم کی مصروفیت کی وجہ سے ہوگئی تھی اور جس کا ذکر ہم نے اسی وقت الحکم میں کر بھی دیا تھا ابھی تک اس تعویق کی تلافی نہیں ہوئی۔ جس پر بسا اوقات ہمارے ناظرین میں ایک شور قیامت بپا ہو جاتا ہے۔ ناظرین کا اضطراب بتاتا ہے کہ الحکم کے ساتھ ان کو کس قدر محبت ہے اور الحکم نے ان کی سنتہ منوریہ کو واقعی سچیرا بنا دیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس تعویق کی وجہ پر باوجود مطلع ہونے کے مجھے معذور سمجھتے تو شاید اس سے بھی بہتر ہوتا۔ اعجاز المسیح کی اشاعت پر جیسے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں اس مبارک نشان کی ظہور کی تقریب پر رخصت دی گئی تھی اگر الحکم بھی ایک اشاعت تعطیل میں گذار دیتا تو بھی سزاوار تھا مگر اس نے پسند نہیں کیا۔ میں نے اس توقف کی تلافی کے لئے یہ ضروری سمجھا ہے کہ ۱۰ جولائی کا الحکم پورے آٹھ صفحوں پر شائع کر دیا اور آئندہ کی اشاعتوں میں ان آٹھ صفحہ کی کمی کو وقتاً فوقتاً پورا کر دیا جائے۔

وحشیانہ رسم ۔ افریقہ کی ننگو قوم میں شادی ہوتے ہی عورت کے نچلے لب میں چھید کر کے اس کے ارد گرد لکڑی کا ایک السا آلہ لگا دیتے ہیں جس سے چند ہی روز میں لب لمبا ہو کر لٹکنے لگ جاتا ہے شادی کے وقت دلہن کی قیمت دولہا کو ادا کرنی پڑتی ہے۔

بیعت

رمضان الدین صاحب ۔ قتال پور ۔ ملتان
والدہ " " "
سلطان صاحب " "
غلام احمد صاحب " "
غلام محمد صاحب " "
ہر دو ہمشیرہ صاحبان مذکور "
غلام سرور صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان معرفت تحصیلدار صاحب بندوبست
عبد اللہ شاہ صاحب ۔ روڑکی ۔ سہارنپور متصل مکان سونی رام ڈپٹی۔
حافظ رکن الدین صاحب ۔ صوفیاں امرتسر ۔ حال اخالہ ۔ وزیر آباد۔
محمد الدین صاحب کاتب ۔ قوال سیٹھ متصل اکبر آباد ۔ سیالکوٹ حال سیالکوٹ کاتب مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ
قاسم خان صاحب ۔ ہرکہ ۔ راولپنڈی ڈاکخانہ روات تحصیل راولپنڈی حال مردان ریلوے سٹیشن ۔ ضلع پشاور۔
محمد اسمعیل صاحب ۔ سوجانپور ۔ کانگڑہ پوسماسٹر ڈاکخانہ "
قاضی شمس الدین صاحب ۔ بایاں مغربی ملازم ریلوے پولیس ۔
برکت علی صاحب گوجروالیہ ۔ لودھیانہ
محمد اسمعیل صاحب " "
صدیق اکبر صاحب " "
فتح محمد خانصاحب " "
محمد عبد اللہ خانصاحب ۔ گلگت۔
محمد سلطان صاحب چیاولی مرزا پشاور
مولوی غلام محمد صاحب چاہ گھلوہ تلہ ملتان ڈاکخانہ دنیاپور تحصیل لودھراں۔
کرم الٰہی صاحب ۔ نگواڑہ ۔ سیالکوٹ ڈاکخانہ بدوملی تحصیل رعیہ ۔
والدہ " "
قاضی محمد سراج الدین صاحب ۔ تالیکوٹ حیدر آباد دکن ۔
سید محمد حسین صاحب ۔ شہر سیالکوٹ
ظہور الحسن صاحب کوہ شملہ گورنمنٹ پریس

الراقم محمد سراج الحق جمالی نعمانی

شمس الدین

غور طلب باتیں

۱۔ جو لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہیں۔ وہ خود عذاب شدید کے مستحق اور دوسروں کی گمراہی کا موجب بنتے ہیں۔ وہ شیطان کے بندہ اور شیطانی گروہ میں شامل اور دنیا اور آخرت میں برباد ہونے والے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ۔ فَوَیْلٌ لِّلْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ط در تحقیق جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکانے والے ہیں ان کے واسطے عذاب شدید ہے کیونکہ انہوں نے زمانہ حساب کو بھلا دیا اور ان لوگوں پر جن کے دل ذکر الٰہی کی طرف سے سخت ہو گئے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ شیطان نے ان پر قابو پالیا۔ پس ان کو اللہ کے ذکر سے غافل بنا دیا یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ خبردار رہو۔ تحقیق شیطانی گروہ برباد ہونے والا ہے وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ۔ جو شخص ذکر رحمان سے غافل ہوتا ہے ہم اوس پر شیطان کو قابض کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ پس کیا غافل رہ کر دن رات یہی چاہتے ہو۔ کہ شیطانی گروہ میں شامل ہو جاؤ نعوذ باللہ کذاب مفتری اور بے ایمان بنے رہو۔ اور حق و سعادت کے راستوں سے دور جا پڑو۔

۲۔ غفلت سے سوئے ہوئے لوگ اٹکل بازیوں سے لعنت الٰہی کے نیچے آجاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ غَمْرَۃٍ سَاھُوْنَ اٹکل باز لوگ ہلاک ہوں جو غفلت میں بیخبر ہیں۔ پس کیا غفلت میں اٹکل بازیوں سے بیباک زندگی بسر کرو گے اور تذکرۃ القرآن کیطرف کبھی بھی نہ جھکو گے نصیحت اور یاد دہانی مومنوں اور خدا ترسوں کے واسطے مفید ہے مگر جہنمیوں کیواسطے غیر موثر ہوتی ہے۔ پس سعید و شقی اور جنتی و جہنمی کی یہی شناخت ہے۔ کہ وہ نصیحت کو سنتا ہے یا نہیں تنذیر سے عبرت زدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ اور ذکر الٰہی کو چاہتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی وَیَتَجَنَّبُھَا الْاَشْقَی الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی۔ پس تو نصیحت کر جہاں تک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جائیگا مگر وہ بدبخت گریز کرے گا۔ جو بڑی آگ میں داخل ہونے والا ہے وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور تو نصیحت کر پس تحقیق مومنوں کو نصیحت سود مند ہوتی ہے پس کیا نصیحت کی بات سنو گے یا اس سے ضد اور نفرت رکھو گے کیا سعادت کی حجت اپنے نفس پر قائم کرو گے یا شقاوت کی جنت کی یا جہنم کی نجات کی یا ہلاکت کی۔

جب قساوت قلبی و بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے تب سنت اللہ یہ ہے کہ رحمت اور ہدایت کے سامان پیدا ہوا کرتے ہیں۔ جتنے لوگ ہیں از سر نو زندہ ہو جاتے ہیں مگر بدبخت لوگ سرکشی او مخالفت کی وجہ سے اور زیادہ برباد ہو جاتے ہیں۔ اس کی حقیقت بعینہ ایسی ہے جیسے کہ خشک موسم کے بعد جبکہ زمین مردہ پڑ جاتی ہے بارش ضرور آتی ہے اور صحیح تخموں اور جڑوں کو نشو و نما دیکر سر سبز کرتی ہے مگر گلے ہوئے تخم اور جلدی گل سڑ جاتے ہیں اب چونکہ غفلت کی وجہ سے قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ چکی ہے اس لئے سنت اللہ کے مطابق رحمت و ہدایت کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ کیا مسلمانوں کے واسطے وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے لئے ان کے دل گداز ہوں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنکو پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک مدت دراز گذر گئی۔ اور ان کے دل سخت ہو گئے اور اکثر ان میں سے فاسق ہو گئے۔ لوگو جانو۔ کہ اللہ زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا کرتا ہے ہم نے آیتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو پس کیا مسلمانوں کے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کیواسطے ان کے دل گداز ہوں اور زیادہ غفلت سے روز بروز سیاہ باطن ہوتے جائیں اور فاسقوں کی کثرت ہو جائے۔

قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا ہے اور خود سراسر وعظ و نصیحت ہے سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے انسان کو بیدار اور خبردار کرنا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی زندگی بخشنی چاہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ یہ تمام جہانوں کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے پھر فرماتا ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے پس کیا اس نصیحت کو سننا اور سمجھنا نہیں چاہتے ہو۔ کیا سوائے پند اور نصیحت کے اس کا کوئی اور کام یا مقصود ہے۔

ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور وکیل نذیر احمد صاحب کی خط و کتابت پر ایک نظر۔

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۲۴ جلد ۵

دلیل ہو سکتی ہے کہ ایک گروہ کثیر نے اُسے دستور العمل بنایا اور اس ذریعہ سے تمام گذشتہ کامیابوں اور منعم علیہم کی کامیابیوں اور انعاموں کے وارث ہوئے۔ غرض غلطی وہ شعر جسے وکیل صاحب استشہاد میں لائے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کی تہ میں نہیں پہونچے۔ میرے دوست وکیل صاحب ان میری باتوں میں خوب غور کریں اور سمجھ لیں کہ جس منطق اور علم پر وہ ناز کرتے ہیں اور اس کی ایک میزان بنا کر ہمارے سلسلہ کو کم وزن ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ پیٹ پلسٹوں اور جیفہ خواران دنیا کی جھوٹی منطق اور خشک علم ہے۔ اس منطق اور خشک علم سے صرف یہ فانی دنیا کمائی جاتی ہے جو تو اسے بہیمی کی غذا اور مویشیوں کا چارا ہے۔ یہ منطق اور علم بنیوں اور بقالوں اور دو ڑوں کراڑوں کے پاس بھی ہے۔ زندہ علم اور سچی منطق قرآن کے چشمہ کے متقی اور صادقوں کی معیت اختیار کرنے سے اس میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ راست بازی فراست میں نور اور ذہنی قوی میں ذکاوت بخشتی ہے۔ راست باز کی کلام کی حفاظت کے لئے خدا کے ملائکہ چاروں طرف متعین ہو جاتے ہیں اور اُسے غلطیوں اور خطاؤں کی اس رسوائی سے بچا لیتے ہیں جسمیں اغیار مبتلا ہوتے ہیں۔ آپ کا یہ کلام مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ نہ تھا اسلئے فراست اور حقیقی منطق نے اس کا ساتھ نہ دیا اور کسی قدر بودا اور فضول ثابت ہوا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی۔ غرض صحابہ نے اس دنیا میں رہ کر اور اسے برت کر دکھایا کہ وہ اس دنیا کے فرزند نہیں۔ دنیا اُن کا قبلہ ہمت اور مطمح نظر نہ تھی ہی لیکن تبعاً اور طبعاً اُس راہ میں آ پڑی جس پر وہ اصلی مقصود کے حاصل کرنے کو چلے۔ یا یوں کہو کہ دنیا خود اُن کے پیچھے آئی اور یہی فطرۃ میں یہ مادہ رکھا گیا ہے کہ راست بازوں کی خدمت کے لئے اُن کے پیچھے ہو لے۔ کیا کوئی دل خیال کر سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شان و شوکت اور قیصر و کسریٰ کے املاک پر قبضہ مقصود بالذات بننے کی طرح مدنظر تھا اُس وقت جب کہ پوری بے سامانی میں رب العرش کے نام کی تبلیغ شروع کی۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ ساتھ یہ آرزو بھی دل میں گدگدی کرتی تھی کہ جسمانی کامرانیوں اور عیشوں کے لئے دنیوی پادشاہی بھی مل جائے اور کیا آپ کے خلفائے راشدین کا بھی وہی قبلہ اور مقصود تھا۔ اگر ظالم نکتہ چین نصرانی اُنھیں دنیا پرست اور قطاع الطریق اور عیاش کہنے سے شرم نہیں کرتا اور باز نہیں آتا تو کیوں اُنکی ساری منصور و مظفر زندگی میں ایک بھی نظیر نہیں دکھا تا جس سے اُن کے رو بدنیا ہونے اور یورپ کیسی عیاشی کا ثبوت ملے۔ کیوں ایسا دیکھا جاتا ہے کہ کھردرے کپڑے کی نہایت ہی سادہ پوشاک وہ پہنتے اور بیت المال سے اتنی تنخواہ پر گزارہ کرتے ہیں جسے آج معمولی سپاہی بھی بلند نظری سے قبول کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔ بولیٹکس اور صادقین بظاہر پرواز اور جسیت قدمی اور عزم کے ابتدا میں ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں لیکن درمیانی کارروائیاں اور آخری نتائج اُن میں فارق اور فاصل ہو جاتے ہیں۔ فریق اول کا سچا مقصود سفلی زندگی کے مایہ الالتذاذ کا حصول اور خاک و خون ہوتا ہے جبکہ صالحین علیہم السلام کا نصب العین صرف خدا ہوتا ہے۔ وہ عالی عزم بلند نظر لوگ کبھی زمین پر سرنگوں نہیں ہوتے اُن کا قبلہ آسمان میں ہوتا ہے اس لئے اُن کی نگاہ ہر وقت آسمان پر ہوتی ہے۔ زمین پر نگاہ اور ناک کا رکھنا کتوں کا کام ہوتا ہے جو طالبان دنیا کی پروزی شکل اور اعتبار اور حقائق اشیاء کے سچے اظہار کے لئے خدائے حکیم کی طرف سے مخلوق ہوئے ہیں۔ غرض نبوت کی پرواز اور لوازم کا انجام لامحالہ ملک گیری اور سلطنت کا زیر نگین آجانا ہی ٹھہرتا ہے مگر برتاؤ اور عمل سے دونوں کی زندگیوں اور مقاصد میں صاف فرق نظر آتا ہے۔

اب عیسائیوں کی ناپاک نکتہ چینی کے بعد مقدس اصحاب پر یہ دوسرا ظلم ہے جس کی تحریک مسلمانوں کی ذریت کی طرف سے شروع ہوئی ہے کہ اُنھیں یورپ کی شکل اور طریق میں دنیا کو کمانے اور برتنے والا کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کو یورپ کا مقتدی بنانے کے لئے اُن کے نمونوں کو گواہ اور سند کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ نصرانیوں اور رافضیوں کے بعد یہ تیسری قوم نیچریوں یا میٹر یلسٹوں کی پیدا ہوئی ہے جنہوں نے خدا کے قدوسیوں کی بے ادبی کرنے کی جرأت کی ہے۔ فَلْیَبْکِ عَلَی الْاِسْلَامِ مَنْ کَانَ بَاکِیًا۔

یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانی فطرۃ میں وہ کونسی کیفیت پیدا ہو جاتی اور کس ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اس دنیا میں رہ کر پھر خدا کا ہو رہتا ہے اور پوری کامیابی اور بامرادی میں تمام سفلی اور بہیمی ترغیبات سے صاف بچ جاتا ہے اس لئے کہ یورپ کے نصرانی جو آج آنکھوں کے سامنے دنیوی کامیابی کا ایک ہی نمونہ ہیں اس خیال کے امکان تک کو بھی فرض کرنے نہیں دیتے کہ دنیا اپنی زیب و زینت کے ساتھ آنکھ

اُٹھا کر ایک جلوہ ہی دکھائے اور پھر کتوں کی طرح اُس کے پیچھے ہی نہ ہو جائیں۔ اور تقویٰ طہارت اور خشیت اور تعبدی راہوں کو یک قلم خیرباد نہ کہدیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مسلّم اور واضح ہو چکا ہے کہ صحابہ لاریب واقعی اور نفس الامر میں موجود فی الخارج ایک قوم تھی جنہوں نے آج کل کے سگان دنیا کے خلاف دنیا میں رہ کر اور پھر اس دلدل سے پاک صاف نکل کر اتنا تو ثابت کر دیا کہ انسانی فطرت میں یہ مادہ ضرور ہے کہ اس زندگی کی ساری راہوں میں اپنے جذبات اور مشتہیات پر خدا کو ایثار کر سکتا ہے۔ اب یہی بات کہ وہ کیفیت کیا شئے ہے اور کیونکر وہ جوہر مل سکتا ہے کہ آب و آتش کے جمع کرنے پر قدرت حاصل ہو سکے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کیفیت نام ہے زندہ ایمان کا اور وہ حاصل ہوتا ہے زندہ خدا کے زندہ اور تازہ بتازہ نشانوں کے دیکھنے سے۔ اس سفلی زندگی کے جذبات اور شہوات پر کبھی موت وارد نہیں ہو سکتی اور گناہوں کی غلامی سے نجات کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا پر زندہ ایمان نہ ہو۔ جس خدا کو دوسرے لوگ باپ دادوں کے ناولوں اور فسانوں کا نائٹ یا ہیرو سمجھ کر مانتے ہیں یا کتابوں کے ورقوں پر اُس کے نام کو دیکھا ہوا پاکر اسکی تعظیم کرتے ہیں۔ یہ اُسے بلاواسطہ متکلم مدبّر متصرف اور مالک یقین کرے۔ اس کے کانوں میں بلاواسطہ اسکی گرجیلی اور سریلی آواز آجائے کہ اِنّنی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا۔ انی انا ربک اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر خود بلاواسطہ اس موہبت کا مورد نہیں تو مہبط وحی کی معیت اسے نصیب ہو۔ تیسری صورت کوئی بھی نہیں کہ اس عالم کی مادی کامیابیوں کے کیچڑ میں کوئی پھنسی اور پھر صاف پاک کپڑے لیکر نکل آوے۔ خدا نے حریص طالب دنیا کی روحانی اور مثالی صورت کے اظہار کے لئے پلید کتے کے بعد جس کی ناک زمین پر رہتی ہے خواہ یورپ کا خوبصورت شریف کتا کیوں نہ ہو۔ مکھی کو عبرت اور نمونے اور سبق کے لئے بنایا ہے مکھی شہد پر پڑتی اور صبر نہیں کر سکتی کہ تھوڑی سی مقدار پر کسی قدر لے کر آزادانہ اُڑ جائے۔ شدت حرص سے اُس میں ڈوب ہی جانے کی کوشش کرتی ہے کہ لوٹتی ہوئی کافی ذخیرہ ساتھ لے جائے مگر ہلاک ہو جاتی ہے۔ اب خواہ یہ کہو کہ مکھی میں کمزوری تھی اس لئے وہ شہد کی پر زور کشش سے دامن چھڑا نہ سکی یا شہد کی فطرۃ ہی ایسی بنا لی گئی تھی کہ کسی نے اُسے چھوا اور پکڑا گیا۔ یورپ پر اس قدر فسق و فجور اور عیاشی کیوں غالب آگئی۔ اور اُس کے فرزندوں کا خیال رات اور دن بجز اس کے کچھ نہیں کہ تھیئٹروں اور رقص خانوں اور لہو و لعب کی جگہوں کی گرم بازاری ہو۔ جسمانی صحت یا شہوات کی صحت و عافیت کا ذریعہ اسے ہی سمجھا گیا ہے کہ ایسی ہی چہل پہل کی زندگی ہو۔ اس کی وجہ سوا اس کے نہیں کہ مردہ ایمان اور مردہ خدا پیش کیا گیا اور اٹھارہ سو برس میں اس کی آواز نہ کسی نے بلاواسطہ سنی اور نہ ہی کسی بلاواسطہ سننے والی کی صحبت اُن کو میسر آئی بلکہ قوم کو یہ یقین اور اعتقاد دلایا گیا۔ کہ اب خدا کے تکلم یعنی زندہ نشانوں کی کوئی صورت ممکن ہی نہیں۔ اس دنیا میں بالمقابل دو گروہ ایسے نظر آتے ہیں کہ بجز نوعی صورت میں تشابہ واقع ہونے کے دونوں کے اقوال و اعمال حیرت انگیز اور نمایاں فرق ایک دوسرے سے دکھاتے ہیں۔ جب سے تاریخ عالم اور تمدن کے آثار نشان دے سکتے ہیں مرسلوں اور نبیوں کا گروہ ایک بال بھر کے فرق کے بغیر مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں اور مختلف بولیوں میں ایک ہی وضع کا اور ایک ہی صوت و لہجہ میں بولنے والا اور ایک ہی مرکز پر ٹھہرے ہونے والا نظر آتا ہے۔ ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اے قوم یہ زندگی دنیا کی کھیل اور تماشا ہے اور آنے والا جہان دارالقرار ہے۔ اور کہیں اس جہان کی طمع اور کھوٹی چیزیں کہا اور طرح طرح کے پیرایوں میں یہ دکھایا کہ اس زندگی کی لذتیں زہر سے ملی ہوئی اور ابدی ہلاکت کی سزا میں . . . . گرفتار کرانے والی ہیں۔ اور سب نے اپنے عمل سے اسبات کا ثبوت دیا کہ اس جہان کی چیزوں کو بقدر ضرورت کے برتتے ہیں۔ اور جیسے ایک سوار گھوڑا رکھتا اور اس کی غور و پرداخت کرتا ہے مگر نہ گھوڑے کے لئے اور نہ اُسے مقصود بالذات سمجھکر بلکہ اس لئے اُس کی نگہداشت کرتا ہے کہ وہ مطلوب تک پہنچانے کا ذریعہ اور محبوب کے ایوان رفیع تک پہنچنے کی نردبان ہے اسی طرح اور اسی حد تک انھوں نے دنیوی اشیا کی طرف توجہ کی۔ بے حیا نکتہ چینوں اور نکتوں کی تلاش میں جان کھپا دینے کے ساتھ ہی دشمن نے یہ الزام اُن پر لگا کر ثبوت نہیں دیا کہ وہ دوسرے دنیا پرستوں کی طرح تنعم اور عیش میں زندگی بسر کرتے تھے

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر کوئی اور بڑا مقصد اُن کے پیش نظر نہیں تھا جس کے حاصل کرنیکی تدبیر ٹھیر یہ بتائی گئی تھی کہ اس دنیا کی لذات سے اجتناب کرنے کے سوا اُس گوہر مقصد کا کنار میں آنا محال ہے اور اگر ان لذات

اور تمتعات اور شہوات کو اس راہ کا رہزن انھوں نے نہیں سمجھا تھا تو پھر کس چیز نے ان کو اس زاہدانہ اور بظاہر خشک اور پھیکی زندگی کے اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ایک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو بعثت کے زمانہ سے قبل عین اٹھتی ہوئی جوانی کے جوشوں اور قوی کے جذبات کی عمر میں مکّہ کی پر تعیش اور چہل پہل کی زندگی سے مُنہ پھیر کر اور اپنی بڑی ہی خوبصورت بڑی ہی وفادار غمگسار بیوی کو چھوڑ کر ہفتوں ہفتوں تک سنسان جنگل کے غار حرا میں بسر کرتے اور کسی غیب الغیب اور غیر مرئی ذات کی لذت میں مالوف اور محسوس لذتو کی پروا نہ کرتے۔ لاکھوں لاکھہ راستبازوں کی طرز زندگی کا نمونہ آپ کے اس طرز عمل کو سمجھو۔

حضرت موسی علیہ السلام بھی جو شاہ مصر کے پر رونق محلات میں پڑھے اور بڑھے تھے کثرت سے بھاگ کر طور کے غاروں میں چلہ گزینی کرتے ہمارے زمانہ میں بھی ان مقدس راستبازوں کے زندہ نمونے اور ان کی عملی زندگی کے سچے اظہار اور ثبوت حضرت امام زمان علیہ السلام نے عین آغاز شباب میں یہی نمونہ دکھایا۔ آپ بیس سال سے زائد ایک کوٹھڑی میں جاگزیں رہے اور دنیا کے ہنگاموں اور کثرت کے مشغلوں سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ اب وہی سوال ویسا ہی عود کرتا ہے کہ کیا یہ راستباز مجنون تھے یا سڑی تھے جو چڑچڑاپن اور خشک مزاجی کی وجہ سے لوگوں سے اختلاط کرنا اور ان کی بزم عیش اور رسوم میں شامل ہونا پسند نہیں کرتے تھے اور ابنائے دنیا کے خلاف اپنے رشتہ داروں سے بڑی بیزاری کے ساتھ قطع تعلق کرتے تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ انھوں نے دیکھا اور ان کو ایسا ہی دکھایا گیا اور واقعی یونہی تھا کہ قدوس خدا کی مرضیوں کے پانے اور اس کی رضا کے حاصل کرنے میں اور اس جہان کی لذات اور تمتعات سے بہرہ مند ہونے میں تغائر کلی اور بون بائن ہے اور دین اور دنیا دونوں ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ان خدا کے برگزیدوں نے خدا کے اعلام سے سمجھا کہ یہ جہان سیڑھی ہے دوسرے عالم کی۔ اور یہاں ان کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ دوسرے جہان کے ابدی سکھ اور سرمدی سکونت کے لئے تیاری کریں۔ خدا تعالی کی حکیمانہ صفات نے لذیذ اشیا کو اس جہان میں ابتلا اور امتحان کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور وہ حکیم ایسا نہ کرتا تو کوئی امتحان نہ ہوتا اور امتحان کے بغیر راستبازوں اس کے لئے محبوبات کو چھوڑنے والوں سب سے اسی اکیلے کو اختیار کرنیوالوں اور دل کے کچوں اور مکھی اور کتے اور چیونٹی کی طرح اس سے ہٹ کر لذات میں پھنس جانے والوں اور لذات اور شہوات کی تلاش میں ناک رگڑنے والوں اور مرمٹنے والوں میں کوئی مابہ الامتیاز نہ ہوتا۔ خدا تعالی کا سچا منشا ہرگز نہیں کہ لذات کو اختیار کیا جاوے ورنہ سب مذاہب سے کامیاب اور سچا مذہب مزدک یا بام مارگیوں کا مذہب ہوتا اور شراب اور زنا ایسی چیزیں ہوتیں کہ ان سے بہرہ مند ہونے کے لئے تمام آسمانی صحیفوں میں امر پر امر اور تاکید پر تاکید ہوتی۔

الحاصل ایک طرف تو یہ قوم اس صورت اور وضع کی نظر آتی ہے۔ دوسری طرف ایک قوم ہے کہ جن کے مبادی اور مقاصد قطعاً پہلی قوم سے مخالف پڑے ہوئے ہیں۔ اس دوسری دنیا پرست دنیا کی زندگی کی لذات پر مکھی کی طرح مر مٹنے والی قوم کا نمونہ ہیں یورپ کے فرزند۔ جس قدر دنیا کے کمانے کے ذریعے اور اسباب خدائے حکیم نے ابتلا کے طور پر اس قوم کے ہاتھ میں دئے ہیں ابتدائے دنیا سے آج تک اور کسی قوم کو نہیں دئے۔ اگر زمین کے خزانوں کی چابیاں ان کے ہاتھوں میں آ جانا خدا کی طرف سے ابتلا کے طور پر نہیں بلکہ اصطفا کی غرض سے ہے جیسی بد قسمت نیچریوں یا مسٹر بلیسٹوں کا گمان بلکہ ایمان ہے تو اس تنزل اور تعیش سے لا نظیر فسق و فجور کیوں پیدا ہوا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سچو لاشریک خدا پر ایمان کی دولت اور اعمال صالحہ کی توفیق ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ خون رونے کی جگہ ہے کہ مسلمانوں کو اس قوم کی دنیا کی تقلید پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس منحوس تقلید کی ترویج اور جواز کے لئے تہذیب اخلاق کے نام سے رسالے جاری کئے جاتے ہیں۔ ان ناعاقبت اندیش اسلام کے نادان دوست مصلحوں کی تاریک پالیسی کا بدنتیجہ یہ ہوا کہ ہوا پرستوں کو شریعت پر تمسخر کرنے اور بیقیدی کے لئے تمسکات ہاتھ میں آ گئے۔ اور شریعت حقہ کے سچے فرمانبرداروں اور متقی اور مطہر ناصحوں کی تبلیغ کے مقابلے ان بیباک نوجوانوں نے دروازے بند کر لئے۔

اگرچہ یہ مضمون ہنوز بسط چاہتا ہے اور میری طبیعت بھی ابھی سیر نہیں ہوئی مگر ضرورتاً اتنے پر کفایت کرتا ہوں مگر آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے نامی اخبار اللوا سے دو ایک یا تین نقل کر کے دکھاؤں کہ ہمارے ملک کے نوجوانوں کا گروہ اپنے خیالات میں کس قدر غلطی پر ہے۔ زمانہ کی رفتار یا یورپ کے بد اثر سے

آج کل مصر میں بھی ایک نوجوان گروہ پیدا ہوا ہے جنہوں نے عورتوں کے پردہ کے خلاف کتابیں اور رسالے لکھنے اور قوم کو شائق یورپ کی تقلید کی طرف بلانا شروع کیا ہے۔ اور یورپ کی مزخرف دنیا نے ان کو ایسا شیفتہ اور شیدا بنا لیا ہے کہ قریب ہے کہ اس گردن زدنی عزّی کے آگے سربسجود ہو جائیں۔

چونکہ وہ نوجوان اور ہمارے ملک کے ینگ مین ایک ہی پاک مشرب سے پانی پیتے ہیں ان کی لفاظیوں اور ان کی منطقوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اس ناتجربہ کار پرجوش گروہ کو اللوا نے جن لفظوں میں ہدایت کی ہے وہ ہمارے نوجوانوں کے غور کے قابل ہیں۔

اللّوا

نقول اننا نخالف حضرته فی هذه النقطة کل المخالفة فاننا لسنا فی طریق اوربا ولم یظهر منا ما یشیر الی ذلك مطلقا وان اقل نظرة علی هیئتنا وهیئتهم الاجتماعیتین ترینا لاول وهلة ان الفرق بعید بین اصولنا الحیویة واصولهم وعواملنا العمرانیة وعواملهم نحن امة احکمت روابطنا اصول دینیة ورسخ فی اذهاننا اننا لم نهبط عن عرش عزنا الا لترك تلك الاصول الموصلة لسعادة الحیاتین وتلك الامم ربطت احادها روابط الجنسیة او الوطنیة ورسخ فی اذهانها انها لم ترتق الا بترك التعالیم الدینیة هذه النظرة البسیطة تکفی لان تقنعنا باننا لا نستطیع ان نحذو حذو اوربا فی شؤنها الا اذا حلت عندنا محل الرابطة الدینیة رابطة وطنیة او جنسیة ومحی من اذهاننا ان رقیتنا لاوج السعادة لا تاتی الا بترك الديانة الاسلامية وهل یمکن حدوث هذا التحول الذریع ما دام التعلیم التجریبی یریناکل یوم ان دیننا هو اکسیر شفائنا ومرهم سائر جراحنا وهو الامر الذی ادرکه مثلنا کثیر من مشاهیر علماء الغرب۔ اللوا ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء

ترجمہ ہم اس نقطہ میں آپ سے پورے مخالف ہیں اس لئے کہ ہماری راہ یورپ کی راہ نہیں اور نہ کبھی ہم سے ایسی بات ظاہر ہوئی ہے جس سے اس کی بو بھی آوے۔ یورپ کی اور ہماری ہیئت اجتماعی پر ایک نظر ڈالنے سے معاً صاف پتا لگ جاتا ہے کہ ہمارے تمدنی اور زندگی کے اصول اور عوامل ہیں اور ان میں بڑا بھاری فرق ہے۔ ہم ایک قوم ہیں کہ ہمارے آپس کے روابط اور تعلقات کو دینی اصول نے مضبوط کر رکھا ہے اور ہمارے ذہنوں میں یہ بات پختہ کی گئی ہے کہ ہم عرش عزت سے اسی وجہ سے نیچے گرے ہیں کہ ہم نے ان اصولوں کو جن کے اختیار کرنے سے دونوں زندگیوں کی سعادت ملتی تھی چھوڑ دیا ہے۔ اور یورپین وہ قوم ہیں کہ ان کے افراد کو جنسیت اور وطنیت کے روابط نے پیوند دے رکھا ہے۔ اور ان کے ذہنوں میں یہ بات جم گئی ہے کہ یہ ترقی انہیں دینی تعلیموں کو پس پشت پھینک دینے سے حاصل ہوئی ہے جب ہم اپنے عموم اجتماعی اصولوں پر سرسری نگاہ ڈالتے ہیں ہمیں صاف یقین ہو جاتا ہے کہ ہم میں یورپ کے قدم بقدم چلنے کی ہرگز قدرت نہیں۔ ہاں یہ بات اس صورت میں ممکن ہے کہ ہمارے نزدیک بھی وطنی یا جنسی رابطہ (نیشنلٹی) دینی رابطہ کی جگہ لے لے اور ہمارے ذہنوں میں یہ بات ڈالدی جائے کہ ہم سعادت کے اوج پر پہونچ نہیں سکتے جب تک مذہب اسلام کو نہ چھوڑیں اور یہ تبدیل کبھی ممکن ہو سکتی ہے جب تک تجربہ یہ ہمیں ہر روز یہی دکھا رہا ہے کہ ہمارا دین ہی ہماری شفا کی اکسیر اور ہمارے سارے زخموں کی مرہم ہے اور ہماری طرح بہت سے مشہور مغربی علما بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

غرض ان برگزیدوں نے زندہ خدا کو دیکھا اور خود اپنے کانوں سے انا الموجود کی آواز سنی اس لئے اس دنیا کی لذات اور شان شوکت کی طرف پیٹھ پھیر دی۔ اس وقت بھی جبکہ عیش و عشرت اور فسق و فجور نے پاک سادہ زندگی اور تقوی طہارت کی جگہ لے لی اور خدا کی ہستی سے یا تو تصریحاً انکار کیا گیا یا ایک مجرد عن الصفات معطل قوت اسکو سمجھا گیا اور وہ تمام عزت اور تکریم جو خدا اور اس کے رسول اور اس کی سنت کو دینی چاہیئے تھی کفر اور باطل کی سیرت کو دی گئی خدا نے استمراری عادت کے موافق **حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا۔ حضرت ممدوح نے (ایدہ اللہ) انبیاء علیہم السلام کے منہاج پر خدا کو دکھلایا اور اپنی مقتدرانہ اور قاہرانہ پیشگوئیوں اور روشن علوم اور خدا کی ہم کلامی کے ثبوتوں سے وہی زندہ ایمان دلوں میں پیدا کیا جس کے ساتھ گناہ سوز فطرت ملتی ہے۔ باقی آیندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کی اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۱۹۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۶ | دار الامن و الامان قادیان ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء بعد مغرب)

عیسائیوں کا فتنہ **امّ الفتن** ہے اس لئے چودھویں صدی کے **مجدد** کا کام **یکسر الصلیب** ہے۔ پھر جو علامت اس پر صادق آئی اس لئے چودھویں صدی کا مجدد **مسیح موعود** قرار پایا کیونکہ احادیث سے مسیح موعود کا کام یکسر الصلیب ثابت ہوتا ہے اب جبکہ ہمارے مخالفوں کو بھی ماننا پڑتا ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کام یکسر الصلیب ہی ہونا چاہیئے کیونکہ اس کے سامنے یہی مصیبت ہے۔ پھر انکار کے لئے کون سی گنجائش ہے کہ **مسیح موعود** چودھویں صدی کا مجدد ہی ہوگا۔ ہماری توجہ اُن لوگوں کی طرف ہے جنکو حق کی پیاس ہے لیکن جو حق کی تلاش ہی نہیں چاہتے جنکی طبیعتیں معکوس ہیں وہ ہم سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں یاد رکھو ہدایت تو اُن کو ہوتی ہے جو تعصب سے کام نہیں لیتے وہ لوگ فائدہ نہیں اُٹھاتے جو تدبر نہیں کرتے۔

پس طالب ہدایت سمجھ لے کہ موجودہ حالتوں میں چودھویں صدی کے مجدد کا یہ کام ہے کہ کسر صلیب کرے کیونکہ صلیبی فتنہ خطرناک پھیلا ہوا ہے

اسلام ایسا دین تھا کہ اگر ایک بھی اس سے مرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی لیکن اب کسقدر افسوس ہے کہ مرتد ہونیوالوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے اب **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** جیسے کامل انسان کی نسبت جسکی پاک باطنی کی کوئی نظیر دنیا میں موجود نہیں قسم قسم کے دل آزار بہتان لگا رہے ہیں کروڑوں کتابیں اس **سید المعصومین** کی تکذیب میں اس گروہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں بہت سے مستقل ہفتہ وار اور ماہوار اخبار اور رسالے اس غرض کے لئے جاری کر رکھے ہیں پھر کیا **ایسی حالت میں خدا تعالےٰ کوئی مجدد نہ بھیجتا؟ اور پھر اگر کوئی مجدد آتا تو تم ہی خدا کے واسطے سوچکر بتاؤ کہ کیا اس کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ وہ رفع یدین کے جھگڑے کرے یا آمین بالجہر پر لڑتا مرتا پھرے؟**

غور تو کرو جو مرض وبا کی طرح پھیل رہا ہے طبیب اس کا علاج کرے گا نہ کسی اور مرض کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی حد ہو چکی لکھا ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اپنی ماں سے سُنکر اُسکو مار دیا تھا یہ غیرت اور حمیت تھی مسلمانوں کی مگر آج یہ حال ہو گیا ہے کہ توہین کی کتابیں پڑھتے اور سُنتے ہیں غیرت نہیں آتی اور اتنا نہیں ہو سکتا کہ ان سے نفرت ہی کریں بلکہ اُلٹا جو شخص **خدا نے خاص اس فتنہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

کی عزت اور جلال کیلئے خاص قسم کی غیرت لیکر آیا ہے اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اُس پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں خدا تعالیٰ ہی ان لوگوں کو بصیرت کی آنکھ دے آمین

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک سورۃ بھیجکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے اور وہ سورۃ ہے **الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل**۔ یہ سورۃ اس حالت کی ہے کہ جب سرور کائنات **صلی اللہ علیہ وسلم** مصائب اور دُکھہ اُٹھا رہے تھے خدا تعالیٰ اس حالت میں آپ کو تسلی دیتا ہے کہ میں تیرا مؤید و ناصر ہوں۔

اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیری رب نے **اصحاب الفیل** کے ساتھ کیا کیا یعنی اُن کا مکر اُلٹا کر اُن پر ہی مارا اور چھوٹے چھوٹے جانور اُن کے مارنے کے لئے بھیجدیئے ان جانوروں کے ہاتھوں میں کوئی بندوقیں نہ تھیں بلکہ مٹی تھی۔ سجّیل بھیگی ہوئی مٹی کو کو کہتے ہیں۔ اس سورہ شریفہ میں خدا تعالیٰ نے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کو **خانہ کعبہ** قرار دیا ہے اور اصحاب الفیل کے واقعہ کو پیش کر کے آپ کی کامیابی اور تائید و نصرت کی پیشگوئی کی ہے۔

یعنی آپ کی ساری کارروائی کو برباد کرنے کے لئے جو سامان کرتے ہیں اور جو تدابیر عمل میں لاتے ہیں ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اُنکی ہی تدبیروں کو اور کوششوں کو اُلٹا کر دیتا ہے کسی بڑے سامان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے ہاتھی والوں کو چڑیوں نے تباہ کر دیا ایسا ہی یہ پیشگوئی قیامت تک جائے گی جب کبھی کوئی **اصحاب الفیل** پیدا ہوگا تب ہی اللہ تعالیٰ اُن کے تباہ کرنے کے لئے اُن کی کوششوں کو خاک میں ملا دینے کے سامان کر دیتا ہے۔

پادریوں کا اصول یہی ہے ان کی چھاتی پر اسلام ہی پتھر ہے ورنہ باقی تمام مذاہب ان کے نزدیک نامرد ہیں ہندو بھی عیسائی ہو کر اسلام کے ہی رد میں کتابیں لکھتے ہیں **رام چندر** اور **ٹھاکر داس** نے اسلام کی تردید میں اپنا سارا زور لگا کر کتابیں لکھی ہیں بات یہ ہے کہ ان کا کانشنس کہتا ہے کہ انکی ہلاکت اسلام ہی سے ہے۔ طبعی طور پر خوف اُن کا ہی پڑتا ہے جسکے ذریعہ ہلاکت ہوتی ہے۔ ایک مرغی کا بچہ بلی کو دیکھتے ہی چلانے لگتا ہے۔ اسی طرح مختلف مذہب کے پیرو عموماً اور پادری خصوصاً جو اسلام کی تردید میں زور لگا رہے ہیں یہ اسی لئے ہے کہ ان کو یقین ہے اندر ہی اندر ان کا دل ان کو بتاتا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ملل باطلہ کو پیس ڈالے گا۔

اس وقت **اصحاب الفیل** کی شکل میں اسلام پر حملہ کیا گیا ہے مسلمانوں کی حالت میں بہت کمزوریاں ہیں اسلام غریب ہے اور اصحاب فیل زور میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ وہی نمونہ پھر دکھانا چاہتا ہے چڑیوں سے وہی کام لے گا۔ ہماری جماعت ان کے مقابلہ میں کیا ہے انکے اتفاق اور طاقت اور دولت کے سامنے نام بھی نہیں رکھتے لیکن ہم اصحاب الفیل کا سا واقعہ سامنے دیکھتے ہیں کہ کیسی تسلی کی آیات نازل فرمائی ہیں۔

مجھے بھی یہی **الہام** ہوا ہے جس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اپنا کام کر کے رہے گی ہاں اسپر وہی یقین رکھتے ہیں جنکو قرآن سے محبت ہے اگر قرآن سے محبت نہیں اسلام سے الفت نہیں وہ ان باتوں کی کب پرواہ رکھتا ہے اسلام اور ایمان یہی ہے کہ خدا سکے رائے سے رائے ملائے۔ جو اسلام کی عزت اور غیرت نہیں کرتا خواہ وہ کوئی ہو خدا کو اُس کی عزت اور غیرت کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ دیندار مسلمان نہیں۔ خدا کی باتوں کو حقیر مت سمجھو اور اُن لوگوں کو قابل رحم سمجھو جنہوں نے تعصب کی وجہ سے حق کا انکار کر دیا اور کہدیا کہ اس کے زمانہ میں کسی کے آنے کیا ضرورت ہے افسوس ان پر وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام کسطرح دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا ہے چاروں طرف سے اسپر حملہ پر حملہ ہو رہا ہے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی توہین کی جاتی ہے پھر بھی کہتے ہیں کہ کسی کی ضرورت نہیں۔

قانون سڈیشن ہمارے لئے بہت مفید ہے صرف ہم ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں دوسرے مذہبوں کو ہلاک کرنے کے لئے یہ بھی ایک ذریعہ ہوگا کیونکہ ہمارے پاس تو حقائق اور معارف کے خزانے ہیں ہم ان کا ایک ایسا سلسلہ جاری رکھیں گے جو کبھی ختم نہ ہوگا مگر آریہ یا پادری کون سے معارف پیش کریں گے پادریوں نے گذشتہ پچاس سال کے اندر کیا دکھایا ہے کیا گالیوں کے سوا وہ اور کچھہ پیش کر سکتے ہیں؟ جو آیندہ کریں گے ہندوؤں کے ہاتھوں میں بھی اعتراضوں کے سوا اور کچھہ نہیں ہے

ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اگر کسی آریہ یا پادری کو اپنے مذہب کے کمالات اور خوبیاں بیان کرنیکے لئے بلایا جاوے تو وہ ہمارے مقابلہ میں ایکساعت بھی نہ ٹھہر سکے۔

بن عمرالد

بقیہ تقریر

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۲۳ جلد ۵

میرے دوستو! اس بات پر یقین رکھو وہ وقت قریب ہے کہ دنیا دوپہر کی توپ کی طرح معلوم کرلے گی کہ کسر صلیب ہوگیا۔ اس حربہ سے نہ صرف یہ ہوا کہ عیسائی مذہب کی بنیاد ہی کھوکھلی ہوگئی بلکہ قرآن شریف کی آب و عزت اور سچائی بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہونے لگی وہ حقیقت جو **مطهرك من الذين كفروا** میں اللہ تعالےٰ نے رکھی تھی وہ اسی امام کے ہاتھ سے اپنے وقت پر کھلی۔ مسیح علیہ السلام کو لعنت سے بچانے والا اور اسکو پاک کرکے دکھانے والا کون ہے؟ یہی **مرزا غلام احمد** (خدا کی بے انتہا نصرتیں اس کے شامل حال ہوں) کیا عیسائی مسیح کو اپنی لعنت کے بدلے شریعت کی لعنت سے چھڑانے والا نہیں لاتے؟ کیا یہودیوں نے صلیب پر چڑھا کر اُسے ملعون بنانا نہیں چاہا؟ پھر کسی نے اسکو نبی صادق ثابت کیا؟ یہ قرآن کریم کا احسان ہے مسیح علیہ السلام پر اور پھر میں تو بلا خوف تردید یہ کہتا ہوں کہ یہ احسان اللہ تعالےٰ نے مرزا غلام احمد کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جس نے آکر پورے طور پر اس کی تطہیر کی۔

میرے دوستو! ابھی تک کسر صلیب کے متعلق جو حربے ہیں علمی رنگ میں ہیں مگر وہ وقت دور نہیں کہ انکا ظہور عملی رنگ میں ہو اس وقت جہالت اور طمع سازی کھل جاوے گی اور اس کفر اور مکاری کے پوجاری گستاخ اور ڈھیٹھ لوگوں کی طرح زندگی بسر کریں گے

اب دیکھو یہ تین اصول میں نے بیان کئے ہیں ایک یہ کہ خدا کا کلام اپنی اندر سے دعوی اور دلیل پیش کرے۔ دوسرا لعنت کا مفہوم۔ تیسرا مسیح علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اُتر آنے اور مرہم عیسیٰ کے ذریعہ شفا پانے اور اپنی طبعی موت سے مرنے کے متعلق۔ ان تین کی بہت سی فرعیں نکل سکتی ہیں۔ ان کے بعد اللہ کے لئے بتاؤ کہ اور کسی اصلاح کی ضرورت ہے جو ان سوختنی اعتقادوں کو تباہ کرے۔ للہ انصاف سے بتاؤ جس نے اتنی بڑے اصلاح کا بنیادی پتھر رکھا ہو اور اس پر عمارت بنا رہا ہو کیا اس کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ

مسیح موعود ہو

فماذا بعد الحق الا الضلال

اللہ اللہ اب اگر کوئی تم میں سے دنیا کے حالات سے واقفیت رکھتا ہو اور پادریوں کی پہلی حرکت اور آج کی حرکت سے واقف ہو وہ پکار کر کہہ اُٹھے گا کہ ان حربوں سے ایک خطرناک نوحہ سرائی صلیب کے پرستار کلیساؤں میں ہو رہی ہے۔ قریب ہے کہ خدا کا انتقام اس دجل کو پاش پاش کرے۔

پھر ایک اور قوم ہے جو ان کی تربیت سے طیار ہوئی ہے وہ آریہ قوم ہے پرانے زمانہ کے ہندو لوگ وید کو مانتے تھے لیکن وید ایک عروس نا کتخدا کی طرح ہمیشہ گھونگٹ میں رہا اگر گھونگٹ کھولدو تو حد سے زیادہ نفرت اس سے پیدا ہو مگر دیانند کی تعلیم کے سبب سے اس آریہ فرقہ نے شور مچانا شروع کیا کہ وید خدا کا کلام ہے پرانے زمانہ میں کسیکو وید کی طرف توجہ ہی نہیں ہوئی تھی کہ اس کی قلعی کھولے بلکہ ہندوؤں کے بیانات پر یا بعض ایسے ہی اسباب بعض صوفی مزاج (سادہ لوح) لوگوں نے وید کو خدا کا کلام کہدیا۔ اسنے بھی مسلمانوں کو دھوکا دیا ہوا تھا کیونکہ صوفیوں نے وید اور اپنشدوں میں فرق نہیں کیا تھا۔ داراشکوہ اور بعض علما کے طفیل سے اپنشدوں کے کچھ ترجمے بھی ہوئے تھے۔ ہمارے حضرت کو اس طرف بھی توجہ ہوئی اور آپ نے اس کے متعلق وہ کاری زخم آریہ قوم کو پہنچایا ہے کہ وہ اسے مدت العمر بھول نہ سکیں گے وہ کیا؟ وہ یہ کہ وید نے ایسا خدا پیش کیا ہے جو نہ کچھ بنا سکتا ہے اور نہ کسی اپنے پریمی (عاشق و شیدا) اور بھگت (عابد) کو نجات دے سکتا ہے۔ پھر کون عقل سلیم رکھنے والا انسان ہے جو اسکو خدا مان لے۔ چنانچہ اسی اصول پر جب ہمارے بھائی شیخ عبد العزیز نومسلم نے حلوائی کی دوکان پر یہ کہا کہ وید کا خدا اس سے بڑھکر کیا وقعت رکھتا ہے کہ جیسے تم نے کھانڈ اور دودھ سے مٹھائیاں بنا لیں اُس نے روح اور مادہ سے انسان بنا دئیے۔ جب اس عقیدہ کو علمی رنگ میں پیش کیا جاوے تو بتاؤ یہ مذہب کیسا گھٹونا اور متعفن معلوم ہوگا پھر عملی طور پر اس مذہب کو یوں ہیچ ثابت کیا کہ دشمن بھی اس کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔

نیوگ کا مسئلہ

یعنی ایک عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اگر وہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو کسی دوسرے سے ہمبستر ہوکر اولاد پیدا کرے۔ ایسی حالت میں کون غیور طبیعت ہے جو اس مسئلہ کے ماننے کے لئے طیار ہو اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا مسیح موعود کو یہ استحقاق ہے یا نہیں

اور **لیظهره علی الدین کله** اس نے کیا یا نہیں کیا ؟

پھر **سکھ** لوگ یہ ایک گمنام قوم تھی گورنمنٹ انگریزی کے طفیل سے ان میں حرکت اور قوت آگئی تھی۔ اُن کی بڑی بھاری کتاب (جس سے میں تو شاید بس جاؤں) پر کس نے بحث پوری کی کوئی صوفی سجادہ نشین اور مولوی نہ ہوا جو گرنتھ کے ماننے والی قوم پر حجت پوری کرتے مگر یہ فخر بھی اسی

لیظهره علی الدین کله

کے مصداق کو حاصل ہوا اس لئے ایک ہی مسئلہ سے کہ **باوا**

نانک صاحب مسلمان تھے

گرنتھ کی ساری حقیقت کھول دی اور سکھ مذہب کی موجودہ عمارت کو گرا دیا۔ پھر یہ بات نرا دعویٰ ہی دعویٰ نہ تھا۔ بلکہ ایک زبردست دلیل دی باوا نانک صاحب کا **چولا** پیش کیا جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکا۔ میں بارہا سوچتا ہوں کہ سارے فرشتوں میں ہل چل مچی ہوئی ہے جب سے مرزا صاحب نے تجدید دین کا بیڑا اُٹھایا ہے جہاں جہاں اہل اللہ ہیں اس کے لئے دعائیں مانگتے ہیں چنانچہ الہام بھی ہوا ہے **یصلون علیک ابدال الشام** شام کے بزرگ تجھ پر درود بھیجتے ہیں

حقیقت میں سوچو کہ وہ رات دن میں کیا کر رہا ہے میتے ایکدن پوچھا کہ یہ بیماری کیوں ہوتی ہے اب تو ہر دوسرے دن بلکہ ہر روز بیماری کا دورہ ہوتا ہے فرمایا بوجھ بڑھ گیا ہے اور دعاؤں کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ قویٰ عاجز آجاتے ہیں۔

میں تمھیں سچ کہتا ہوں تم آرام سے سوتے ہو وہ پہرا دیتا ہے دشمن تیر برساتے ہیں اور وہ ڈھال ہو رہا ہے کون اس کی قدر کر سکتا ہے ؟ بجز خدا تعالیٰ کے۔

میں پوچھتا ہوں دوستوں نے بھی کیا قدر کی واللہ العزیز ہم سے کچھ قدر نہیں ہوئی۔ قدر ہو نہیں سکتی جب تک محبت نہ ہو اور محبت پیدا نہیں ہوتی جبتک اس کے حسن اور احسان کی واقفیت نہ ہو۔ اب میں کہتا ہوں اصل محبوب کیا ہے ؟ خدا۔ قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

قرآن کریم کی خدمت دو ہی طرح پر ہو اس کی خوبیوں کا اظہار ہو اور حملوں کا اندفاع ہو یہ خدمت کس نے کی ؟

چونکہ دو ہی قسم کی خدمت تھی اس لئے دو ہی قسم کی اصلاح لیکر یہ **امام** آیا خوبیوں کا اظہار مہدویت نے کیا اور حملوں کا اندفاع **مسیحیت** نے کیا۔

پھر اور کس حسن و احسان کی توقع کرتے ہیں میں دلیری سے کہتا ہوں کہ اگر تم ان خوبیوں کا مطالعہ کرتے رہوگے تو فائدہ اُٹھاؤ گے۔ ہمارے دوست جو یہاں موجود ہیں وہ سُن لیں اور جو غائب ہیں وہ سننے والوں سے سُن لیں کہ وہ ان آیات اور نشانات کو جو آج اسلام کی عزت اور جلال کے لئے ظاہر ہو رہے ہیں ترتیل کے ساتھ پڑھیں اور ان پر فکر کریں آخر میں میں ایک آہ مار کر کہتا ہوں کہ میں کمزور آدمی ہوں میں بھی دنیا میں تعلقات رکھتا ہوں لیکن اس محبوب کے پاس سے جدا ہونا بخدا مرنے سے بڑھکر سمجھتا ہوں موت میرے لئے آسان چیز ہے مگر مشکل اگر معلوم ہوتا ہے تو اس کے پاس سے الگ ہونا۔

مجھے اپنے بعض دوستوں کا جو اس مجمع میں نہیں ہیں تصور کرکے بہت افسوس ہوا ہے میں تصور نہیں سُنتا ہے کہ سوہنی اپنے عاشق کو دریا چیر کر ملا کرتی ایک کچے گھڑے پر سوار ہو کر آخر اسی احرام عشق میں اُس نے جان دی + مگر کیا خدا کے **موعود** - خلیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم کی محبت اور اس کا عشق تقاضا نہیں کرتا کہ دیوانہ وار دوڑے آؤ۔ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اگر عشق پورا ہے تو کیوں اُن زنجیروں کو توڑ کر نہیں آتے جو عذر کا ذریعہ ہیں میتے یہ الفاظ اس لئے کہے ہیں کہ مجھے اُمید ہے کہ یہ الفاظ کسی تحریر کے ذریعہ سے انکو پہنچیں گے اور ان کو تحریک کریں گے اب میں اسپر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالے ہم کو اعمال صالحہ کی توفیق دے اور اس **محبوب** کی محبت میں ترقی بخشے آمین

آتشزدگی کا علاج - تازہ شیریں پانی کی نسبت نمکین پانی آتشزدگی کے فرو کرنے میں مفید ثابت ہوا ہے۔

یورپ میں ہر قسم کی دو کروڑ ساٹھ لاکھ گھڑیاں سالانہ طیار اور فروخت ہوتی ہیں۔

اہل لندن ہر سال ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ پھولوں کی خرید پر صرف کرتے ہیں۔

جبرالٹر کے پوسٹ آفس میں دس سال سے ایک عورت پوسٹماسٹر جنرل کے عہدہ پر مامور ہے جسکو نو ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔

ایک برٹش سپاہی کا خرچ اوسط قریباً سات سو روپیہ سالانہ ہے حالانکہ سوئٹزرلینڈ کے ایک سپاہی کے رکھنے پر قریباً دو سو دس روپیہ صرف ہوتے ہیں۔

بقیہ مضمون

نذیر احمد صاحب وکیل اور ڈاکٹر رحمت علی صاحب کی خط و کتابت

آپ کے وجود سے ثابت ہوا کہ وہ خدا جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ہم کلام ہوا اور جو ساعیر پر چمکا اور جس نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اصطفا اور اجتبا کی خلعت پہنائی اور اپنا کامل زندہ کلام آپ پر اُتارا وہ اب بھی ویسا ہی کلام کرتا ہے۔ وہ دوست اور دشمن اور راستباز اور کاذب کے فیصلہ کے لئے اب بھی ویسی ہی بائینز گورنمنٹ رکھتا ہے۔ وہ ازل سے ابد تک تمام کائنات پر متصرف اور مدبر بالارادہ خدا ہے۔ وہ نیچریوں یا نیچرلسٹوں یا میٹرلسٹوں کے فرضی بت کی طرح بے کار اور ضعیف خدا نہیں۔ آج آسمان کے نیچے زمین کے اوپر ایک ہی ہے جس پر ایمان لانے سے رستباز زندگی ملتی اور کفر کی غلامی سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

الحمد اللہ تو ان نوجوانوں کو شعور ہے کہ جلد اس غلطی پر متنبہ ہو جائیں جس میں بدقسمتی سے پڑے ہوئے ہیں اور انھیں سمجھا کہ یہ احمدی سلسلہ اس زمانہ میں مخصوصاً ان لوگوں کے لئے قائم ہوا ہے۔

میں یہاں تک پہونچا تھا کہ کسی شدید ضرورت نے اور طرف متوجہ کر دیا اور یوں اس حصہ کا پورا ہونا دوسرے دن پر موقوف ہوگیا۔ شام کو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام معمولاً نماز کے بعد بیٹھے ایک بزرگ خادم نے عرض کی کہ ہر روز نئے نئے آدمی آتے ہیں اور بعضے تو ایک دو روز ہی ٹھہر کر واپس چلے جاتے ہیں۔ اگر جناب والا کبھی کبھی زبانی بھی اپنے اغراض و مقاصد بیان فرمایا کریں کہ ہم اپنی جماعت کو یہ بنانا چاہتے ہیں تو بہت فائدہ ہو۔ اس کے جواب میں جو کچھ حضرت مامور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ گویا میرے اسی مضمون کا تکملہ تھا میں چاہتا ہوں کہ ان پاک باتوں کو لکھ کر اس حصہ کو ختم کر دوں۔ فرمایا ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس دنیا کی محبت اور طلب کی آگ جو لگ رہی ہے وہ ٹھنڈی ہو جائے۔ اور دین کو ہر معاملہ میں دنیا پر مقدم رکھیں جیسے کہ ہم بیعت میں بھی ہر ایک سے یہی اقرار لیتے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اور ہماری بڑی آرزو یہ ہے کہ خدا کی سچی محبت اور عزت دلوں میں قائم ہو جائے ہم یہ نہیں کہتے اور نہ اس سے منع کرتے ہیں کہ لوگ طیبات سے بہرہ مند نہ ہوں اور کار و روزگار نہ کریں ہمارا مطلب یہ ہے گو ہم لفظوں میں بھی ادا نہ کر سکیں کہ دنیا میں بالکل منہمک ہو جانا اور اسی جانب کا ہو رہنا اور خدا تعالیٰ کو اصلی مقصود نہ سمجھنا اس بلا سے لوگ بچ جائیں۔ فرمایا اگر کوئی شخص اپنے دل میں ایک حصہ خدا کا رکھے اور ایک حصہ غیر کا تو خدا غضب اور استغنا سے فرماتا ہے جا سارا ہی غیر کو دے مجھے تیرے اس حصہ کی کوئی پروا نہیں میں چاہتا ہوں کہ دلوں کا سارا حصہ اور تمام اطراف خدا کے لئے ہو جائیں اور کسی غیر کے لئے کوئی جگہ کسی گوشہ میں نہ رہے۔ فرمایا یہی ہمارا مقصد ہے اور یہی بڑی آرزو ہے اور اس کے لئے بہت بہت دعا بھی مانگی جاتی ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کر دے گا۔

قولہ علاوہ ازیں جیسا کہ آپ کے خط اور نیز ان رسالجات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا صاحب نے اپنے دعوے کو اور اس کے ثبوت کو تفصیل کے ساتھ ان میں بیان کیا ہے اس لئے بھی مرزا صاحب موصوف کے مشن اور ان کے اغراض اور ان کے دلائل کو سمجھنے اور موازنہ کرنے کے لئے ان رسالجات کا بنظر غائر پڑھنا ضروری تھا۔

اقول - یہ صحیح نہیں۔ اگر ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے **اربعین** کی نسبت آپ کو ایسا لکھا ہے کہ حضرت موعود علیہ السلام نے اس میں اپنے دعویٰ اور دلائل کو بسط اور تفصیل کے ساتھ کہا ہے حالانکہ مجھے شک ہے کہ ایسا کہا ہو تو وہ جوش عشق اور فرط محبت کی وجہ سے معذور ہیں۔ وہ اس رسالہ سے قبل بیشمار قاطع دلائل اور قوی قرائن سے حضرت موعود علیہ السلام کو مامور اور منجانب اللہ مان چکے ہوئے ہیں اور ان کا وجدان اور ایمان آپ کی ہر ادا پر یہ کہتا ہے۔

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ایسے صدیق کے نزدیک لازماً ضروری ہے کہ **اربعین** کا ایک ایک حرف درخشاں دلائل کے قائم مقام ہو۔ یہی فطرت کا سچا تقاضا ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری اور اس کی ہر بات دلکش معلوم ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے بھی جو صحیفہ فطرت کی آوازوں کا سچا فونوگراف ہے یہی فرمایا ہے کہ مامور کے نشان اور دن بدن جدید معجزات ان لوگوں کو ہی فائدہ دیتے ہیں جو پہلے ایمان لا چکے ہوتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ چونکہ لوگ پہلے ایک دفعہ تکذیب کر چکے تھے اسلئے ان کو سچے نشانوں نے کوئی فائدہ نہ بخشا۔ محبت اور بغض دونوں حیرت

انجبر مسئلے ہیں اور کبھی کبھی ایسی الجھن کی بات ہو جاتے ہیں کہ عقلمندوں کے ناخن فہم ان کی گرہ کو کھول نہیں سکتے۔ کبھی ایک بطلان سے محبت تعلق پیدا کر لیتی ہے اور بغض ایک راستی سے منہ پھیر لیتا ہے اس لئے ان کو کسی امر کے صدق و کذب کا معیار ٹھہرانا آسان بات نہیں۔ مگر آخر کار بھی اور یکی بات یہی ہے کہ محبت نے اگر کبھی راستی اور حق کا دامن پکڑا ہے یا یوں کہو کہ محبوب سچا راست باز اور من جانب اللہ نکل آیا ہے تو یہ تو کبھی نہیں ہوا کہ محبت نے پہلے ایک نکتہ چیں متجسس کا جامہ پہنکر ادھر ادھر سے قرائن مرجحہ یا دلائل قاطعہ کا انبار جمع کیا ہو اور پھر آخر کار بہت سی چھان بین کے بعد اُس منقصدِ تلاش و تحقیق کو محبوب اور مرجع ایمان قرار دیا ہو۔ خدا جانے محبوب کی ادائیں اور کس ادا میں اور مومن محب کے دل میں کب سے اور کونسی مناسبت ہوتی ہے جو ایک ہی نگاہ میں کام کر جاتی ہے ایمان اور محبت کے پہلے نمونے جناب ابوبکر صدیق علیہ السلام کی زندگی اس امر کی گواہ ہے۔ اتنے بلند دعووں کو جو آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک کسی کے منہ سے نہیں نکلے تھے آغاز میں اسطرح قبول کیا اور ایمان کے ثبوت میں ابتدا ہی میں ایسے اعمال دکھائے کہ گویا آپ نے ابتدا ہی میں انتہا کو دیکھ لیا تھا۔ بدر میں جب کفر کا سردار ابوجہل کاری زخم کھا کر خاک و خون میں لوٹ رہا تھا اُس وقت اُسکے سر پر ایک مسلم نے کھڑے ہو کر کہا اب بتا اب تو محمدؐ اپنی باتوں اور دعووں میں سچے ثابت ہوئے یا نہیں؟ اُس نے کہا اب بھی میں اُسے ویسا ہی سمجھتا ہوں جیسے پہلے سمجھتا تھا۔ اللہ اللہ وہ مسلم محب خدا کی باتوں کو پوری ہوتی دیکھکر جو کئی سال اس سے پیشتر کہی گئی تھیں کس جوش محبت اور ایمان سے بھر کر بغض کے پاس گیا اور یقین کرتا تھا اور اپنے ایمان پر یا واقعات پر نگاہ کر کے اُسے پورا وثوق تھا کہ مطلب کے موافق جواب سنے گا مگر بغض کی اٹل ثابت قدمی نے اُسے کیسا مایوس کیا۔

غرض اگر ڈاکٹر صاحب نے ایسا لکھا تھا تو وہ معذور تھے مگر کیا کہیں اربعین میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ کتاب ہمارے دعویٰ اور دلائل پر مفصل اور مبسوط کتاب ہے۔ یہ چھوٹا سا رسالہ جیسا کہ اس نام اربعین لاتمام

الحجۃ علی المخالفین

سے صاف ظاہر ہے اُن مخالفوں پر اتمام حجت ہے جو مدت سے اس الٰہی سلسلہ سے جنگ کر رہی ہیں اور اُن بے شمار دلائل قاطعہ کے بعد جو اُن کو ضخیم اور مبسوط کتابوں میں سنائی گئیں یہ رسالہ خطابیات کی قسم سے بطور اتمام حجت کے ہے۔ صادق مامور نے اپنی بصیرت اور خود اپنی صداقت اور حقیت پر ایمان رکھنے کی بنا پر اور گذشتہ دلائل کو کافی اور مغنی سمجھکر اس میں اپنے الہامات اور ڈرا دینے والی پر شوکت اور تحدی آمیز الفاظ میں دعاوی درج کئے ہیں جو در حقیقت خدا دانوں اور خدا بینوں اور خدا جویوں کے نزدیک تفاصیل اور دلائل سے بے پروا کر دینے والے ہیں۔ یہ کبھی بھی تجویز نہیں کیا گیا اور نہ کبھی حضرت مامور کے دل میں گذرا ہے کہ اُن کے عظیم الشان دعوے کے دلائل کے ثبوت میں یہ ابتدائی اور کافی عظیم الشان کتاب ہے۔ افسوس وکیل صاحب آپ نے جلد بازی اور نا عاقبت اندیشی سے کام لیا اور نوعمری کے جذبات کو دبا نہ سکے۔ مجھے ڈر ہے کہ مقدمات میں بھی یہی جلد باز تیز طبیعت کام نہ کرتی ہو۔ اب چونکہ آپ کے دعویٰ کی بنا ہی غلط ہے آپ کو مناسب ہے اور خدا کے لئے ضروری ہے کہ اُس جھوٹی منطق کو جس کی زشت اور منحوس شکل کو آئینہ میں آپ نے خدا کے سلسلہ کو دیکھا ہے یک لخت چھوڑیں اور صاف اور پاک دل سے ازالۂ اوہام۔ ائینہ کمالات اسلام مع تبلیغ اور حمامۃ البشریٰ اور شہادت القرآن اور نور الحق حصہ اول اور دوم اور براہین احمدیہ ہر چہار جلد پڑھیں۔ اور پھر اگر خدا آپ کو توفیق دے تو خطبہ الہامیہ مع ضمیمہ جو عنقریب شائع ہوتا ہے اور تحفہ گولڑوی اور ایک دو کتابیں اور جو انشاء اللہ تعالیٰ جلد شائع ہونیوالی ہیں غور سے پڑھیں یہ معاملہ ہے دین و ایمان کا سعادت مند اور رشید کا کام ایسے امور میں جلد بازی اور سبک سری ظاہر کرنا نہیں ہوتا۔ دانشمند اور زمانہ کے مزاج شناسوں اور نیچر کے سکہ اور ٹکسال کے خوب واقفوں اور خدا کے لئے اور اُسکو راضی کرنے کی غرض سے ماننے والوں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والوں کی بڑی بھاری جماعت اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانتی اور اس زمانہ کے لئے ضروری یقین کرتی ہے۔ اگرچہ اس برگزیدہ قوم کا مان لینا آپ پر آپ کے زعم میں حجت یا دلیل نہو مگر کم سے کم اس قابل اعتماد کثیر گروہ کا وجود اتنا بوجھ تو آپ پر ڈالنے کا استحقاق رکھتا ہے کہ آپ اپنی تحقیق کی میعاد اور فرصت میں توسیع دیں اور تنگ دلی کو فراخ حوصلگی سے بدلیں اور سعید و رشید نوجوان

بنیں۔ ان کتابوں کو پورے غور سے پڑھیں۔ نمازوں کے اندر رکوع و سجود میں بعد مسنونہ تسبیحات کے اپنی زبان میں یہ دعا مانگا کریں کہ الٰہی میں تیرا ناتوان اور ناقص علم اور ضعیف عقل بندہ ہوں۔ تیرے وسیع علم کو میری محدود دغل کا پیمانہ اپنے اندر کیونکر لے سکتا ہے۔ یہ مسیح موعود کا سلسلہ اگر تیری طرف سے ہے تو میرے سینہ کو اس کے قبول کرنے کے لئے کھولدے۔ ایسا نہ ہو کہ بیجا نکتہ چینیوں اور گردن کشی میں جہالت کی موت مرجاؤں۔ اس طرح اپنے لفظوں میں تضرع اور ابتہال سے آستانہ الوہیت پر گریں اور صبر اور نیک گمان سے اسپر کاربند ہوں۔ اور چند روز کی فرصت نکال کر قادیان میں قیام فرمائیں اگر آپ میں رشد و سعادت ہے اور تحقیق کا سچا مادہ ہے تو پھر اُس کی تسہید تھی اور مسلم راہ یہی ہے۔ ورنہ جھوٹا تکبر اور خود ستائی ہے والعاقبۃ عند اللہ للمتقین۔

قولہ۔ امور مذہبی میں میرا مسلک ہمیشہ مرنج مرنجاں رہا ہے۔

اقول انسان کے لئے بڑا فخر اور در حقیقت انسانیت کا کمال اور زیور یہی ہے کہ اس کا کلام حکمت کے اجزا سے مرکب ہو۔ جہاں تک اسکا تجزیہ کیا جائے یہاں تک کہ کوئی جزء اُس کی لایتجزی رہ جائے جب بھی اُس سے حکمت اور حق کی خوشبو آوے۔ راست بازوں کی باتیں جنھیں جوامع الکلم کہا جاتا ہے اور جو مختلف ملکوں اور زمانوں اور زمانوں میں متمدن بنی آدم کا دستور العمل رہی ہیں اس لئے قابل قدر اور ایمان اور ایقان کی دست آویز ٹھہر گئی ہیں کہ وہ اصل ترکیب میں حق و حکمت کے اصول پر مبنی ہیں۔ زمانہ کی کسی وقت کی آتشین طبیعتوں کی سرگرم اور پر جوش تحقیق اور امتحان اُن میں کوئی دغل اور کھوٹ ثابت نہیں کر سکے۔

مگر بطلان کی پیروی اور باطل سے محبت ذہنوں میں تیرگی اور مدرکات میں کودنی اور نارسائی پیدا کرتی ہے۔ اس لئے باطل کے پرستاروں کے ساتھ ہمیشہ یہ نحوست اور شامت چمٹی رہی ہے کہ اُن کے کلام پر کبھی حکمت اور راستی کا رنگ نہیں چڑھتا جیسے راست بازوں کے کلام اور کام میں طبعی اتحاد اور تطابق رہتا ہے ویسے ہی باطل کے حامیوں کی کردار و گفتار میں ہمیشہ مباینت اور تناقض رہتا ہے۔ ازبسکہ برگزیدوں کا کلام فطرت کے خالق کی طرف سے استعدادوں اور قابلیتوں کے مقتضا کے موافق ہوتا اور درحقیقت تمام عملی قوتوں کا سرچشمہ یا آئینہ ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ سچی اور پکی ضرب المثل اور محکم دستور العمل اور واقعی اور عملی کلام ہو۔ مگر خدا کی صفات سے جاہل اور مخذول کا کلام اس مبارک شرف سے برہنہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ بہیمی یا سبعی قوتوں کا ایک عارضی جوش ہوتا اور نور اور فراست کی رفاقت سے قطعاً متروک اور مہجور ہوتا ہے۔

درحقیقت وہ بڑے ہی بدقسمت اور سیہ بخت لوگ ہیں جنھیں زبان دی گئی ہے پر دل نہیں بخشا گیا کہ وہ کسی بات کو زبان سے نکالتے وقت دل سے مشورہ کر لیتے اور بازار دہر کے نقادوں اور صرافوں کے بازار میں نقد کلام کو لانے سے قبل قلب منور کے محک پر کس لیتے۔ نذیر احمد بی اے ال ال بی اپنے موکل کی حمایت میں جج کے سامنے کھڑے ہوکر جانچ تول کر بولیں اور پھونک پھونک کر قدم رکھیں کہ کہیں کوئی کمزور بات مُنہ سے نہ نکل جائے اور اُس مخمور پلیڈر کی طرح کہیں غفلت میں فریق مخالف کے حق میں ہی نہ بول دیں اُسی نذیر احمد کے مُنہ سے احکم الحاکمین کی کچہری میں حق اور حکمت کے مقدمہ میں ایسی کچی اور بودی اور قابل شرم بات نکل جائے۔ دو مخبول اور قابل شرم مقولے "صلح کل" اور "مرنج و مرنجاں" ایک خاص فطرت کی قوم کی زبان پر چڑھ جانے کب سے مگر تھوڑے برسوں سے تو بڑے شد و مد سے جاری ہیں مگر میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ان سخن سنجوں نے کبھی اپنی جگہ پر سوچا ہو کہ زندگی کی کسی گھڑی میں۔ خلوت میں۔ جلوت میں سیاست میں۔ تمدن میں۔ معاشرت میں اور تعبدی اخلاق میں ان پر خود انھوں نے بھی کبھی عمل کیا ہے۔ مجھے دلی شوق ہے کہ کوئی ایسا مجموعہ یا قوم دیکھوں جنھوں نے ان مقولوں کو دستور العمل بنا کر قوموں میں ممتاز اور مبارک اور سرسبز زندگی حاصل کی ہو۔ مجھے خوف ہے کہ کوئی جلد باز میری مخالفت کے جوش میں اس استقرا کو توڑنے کے لئے کنجروں یا دفتے شاہیوں یا مزدکی مشرب لوگوں کو پیش نہ کردے مگر مجھے یقین اور تسلی ہے کہ کوئی راست باز غیور ایسی جرأت نہیں کر سکے گا۔ ان متکلموں کے نزدیک جب قومی ترقی اور تہذیب کی نسبت کلام کا سلسلہ چھڑتا ہے تو علیگڈھ کالج اور اُس کے خالق یا مخلوق ہی ان کے ذہنوں میں معہود ہوتے ہیں۔ یہ لوگ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اس کے بنانے والے اور جنھیں اُس نے بنایا ہے یہی لوگ ہیں جن کی باتیں اور کام زندگی کی لمبی یا چھوٹی رفتار میں اتباع کے قابل ہیں۔ مگر افسوس ان بدقسمت

مقتولوں کو ایسی آزاد سکول سے بھی مدد اور قوت نہیں ملتی ۔ سید مرحوم نے کبھی "مرنج مرنجاں" پالیسی پر عمل نہیں کیا ۔ سید محمود بالقابہ کی خلافت کے ابداع اور استحکام کے وقت ایک فریق کی ایذا یا ناراضگی کی کچھ بھی پروا نہ کی اور یا آن کی سختی اور متانت اور وقار سچائی کی حمایت میں سر آشفتہ اور از خود رفتہ ہو کر حریف کو فرانس میں چل کر ڈوئل لڑنے کے لئے چیلنج کیا ۔ اور ابطال باطل کے جوش میں محو ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ سامعین اسے فضول اور خیالی بات یا مجنونانہ بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دیں گے ۔ پھر نیشنل کانگرس کے خلاف انیٹی کانفرس بنائی اور ذرا بھی لحاظ نہ کیا کہ ایک بڑی اور امیدوں سے بھری ہوئی نئی اٹھتی ہوئی قوم کی اس سے دل آزاری ہو گی تفسیر لکھنے اور تہذیب الاخلاق میں مذہبی مضامین دینے سے بہتوں کا دل دکھایا اور نور الآفاق اور کیا کیا رسالے رد میں جاری کرلئے مگر کچھ بھی التفات ان باتوں کی طرف نہ کیا ۔ میں اتنا تو مانتا ہوں کہ سید مرحوم نے بے شک مذہب کے معاملات میں مداہنہ یا مرنجان پالیسی سے کام لیا اور راست بازی اور حق کی اشاعت میں انبیاء کی استقامت اور جوش اور فاصدع بما تؤمر کا کبھی نمونہ نہیں دکھایا ۔ اپنے ایک خیال کی تائید یا بنا پر تفسیر یا مذہبی مضامین لکھے مگر پھر ان کی ترویج اور تائید اور اشاعت میں برگزیدوں کی طرح دھت باندھکر اور جان توڑ کر نہیں کھڑے ہو گئے ۔ حضرت عیسی (علیہ السلام) کی وفات پر فلسفیانہ رنگ میں اور نہایت نرم پیرایہ میں ایک بات لکھدی مگر اس مسئلہ کو یعنی مسیح کی زندگی کو دجال اور باطل کا ایک حربہ اور تمام مفاسد اور قوم کے تنزل اور تباہی اور اسلام کے خوفناک ضعف کا قوی موجب سمجھکر اس کی تردید

نہیں کی اور ہرگز اس تصور سے مسیح کی موت پر قلم نہیں اٹھایا کہ مسیح کی موت کے ساتھ ہی وہ مذہب بھی مرجائیگا جس نے خدا اور رسول اور قرآن کی عزت کو مٹی میں دفن کر دینے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور جن کی شرارت اور خطرناک عقیدہ پر خداوند غیور فرماتا ہے تکاد السموات یتفطرن منہ و تنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا۔ میں کامل وثوق اور شواہد حال کی بناپر کہتا ہوں کہ اس آیت کے ہولناک رعب سے کبھی ان کا دل نہیں لرزا اور ان کی رگ حمیت میں جوش نہیں آیا اور اس سے متاثر ہو کر بطلان کی تصویر کے مٹانے کو وہ نہیں اٹھے ۔ مگر ذاتی معاملات یا دنیوی معاملات میں انھوں نے مرنج و مرنجاں پالیسی کو کبھی نہیں برتا ۔ اور نہ کوئی برت سکتا اور برت کر دکھا سکتا ہے ۔ کاش نذیر احمد بی اے ال ال بی اتنا ہی کہدینے پر اکتفا کرتے کہ میرا مسلک ہمیشہ "مرنج مرنجاں" رہا ہے اس سے اگرچہ ان کی عقل و دانش اور معاملہ فہم اور زندگی کی رفتار میں چراغ ہدایت ہاتھ میں دینے والی قوت پر یہ داغ تو لگا رہتا کہ انھوں نے ناقابل عمل محض خیالی بات کہدی یا مجنونوں کیسی ہانک لگادی ہے مگر آدم سے لے کر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک کل راست بازوں کی ہتک اور بے ادبی کرنے کا الزام تو ان پر عائد نہ ہوتا ۔ یہ پاک مسلک جو آپ کے زعم میں دنیا میں امن اور آشتی کو پھیلانیوالا اور اتفاق و اتحاد کی جڑ ہے خدا کے برگزیدوں کی سمجھ اور حصہ میں نہیں آیا ۔ انھوں نے (نعوذ باللہ) آپ کی نزدیک جنگ اور نا اتفاقی کی عظیم الشان کالج کا پہلا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا جبکہ مذہب کے معاملات میں "مرنج مرنجاں" مسلک پر قدم نہ مارا ۔ مکہ کے اندر قریش کس مزہ میں زندگی بسر کرتے تھے اور سارے یہودی قبیلے

بھی اپنے اپنے سادہ شغلوں میں مسرور تھے اتنے میں ایک دراز نے مرنج مرنجاں مسلک کی خلاف قدم اٹھایا ۔ اور قوم کے مذہبی امور میں بیجا مداخلت شروع کر دی یہاں تک کہ ان کے پیارے معبودوں کو ہیزم دوزخ کہہ کر ان کے تن من میں آگ لگا دی ان کی سرور کو تلخ کامی سے اور ان کی بزم کو رزم سے بدل دیا ۔ وہ بار بار کبھی دھمکی سے اور اکثر منت سے ہی درخواست کرتے تھے کہ تم اپنے لئے جو طریق چاہو اختیار کرلو مگر ہمارے مذہب میں دراندازی نہ کرو ۔ وہ آج کل کی یورپین تہذیب اور علیگڈھ سکول کی تعلیم سے زیادہ اور اس کے خلاف اس پر جوش واعظ سے درخواست نہیں کرتے تھے ۔ ان کا مقصد یہی تھا اور یہی آج کل کی سچی تہذیب کا خلاصہ ہے کہ تم اپنی ذات کے لئے کچھ ہی پسند کرلو اور جس رنگ میں چاہو جلوہ گر ہو مگر دوسروں کے مذہبی فیلنگ سے تعرض نہ کرو ۔ اس سے سوسائٹی میں خلل آتا اور نظام قوم بگڑتا ہے ۔ اور قومی ترقی کی راہ میں مذہبی چھیڑ چھاڑ اور خدا کا تذکرہ سخت روک ہے ۔ تم غار حرا میں یا اپنے گھر کے گوشہ میں بیٹھے اللہ اللہ کرو نمازیں پڑھو مگر کیا ضرور ہے کہ دوسروں پر بھی دباؤ ڈالو ۔ مگر کیا اس ہادی اور واعظ نے قوم کی دردناک فریاد پر کان لگایا ۔ اور ان کی انجام بینی اور پیشگوئی کی کچھ بھی پروا کی ۔ وہ نہ ٹلا اور نہ گھبرایا جب تک اپنا کام پورا نہ کرلیا ۔ بھائی سے بھائی الگ ہوا ۔ خاوند سے جورو چھوٹی ۔ بچوں کی ندیاں بہ نکلیں ۔ ایک عرصہ تک مکہ کی تجارتیں اور بازار بند اور سرد پڑ گئے اور خوفناک تغیر برپا ہوئی ۔ مگر اس آپ کے پاک مسلک مرنج مرنجاں پر بھی عمل نہ کیا ۔ مکہ سے بھاگ کر مدینہ میں پناہ گزیں ہوا ۔

باقی آئندہ

حضرت اقدس گورداسپور میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۵ر جولائی ۱۹۰۱ء کو اس مقدمہ میں جو میرزا نظام الدین وغیرہ پر مسجد کا راستہ جو شارع عام ہے بند کرنے کی وجہ سے کیا گیا ہے فریق ثانی کی درخواست پر بغرض ادائے شہادت جانا پڑا۔ دیگر احباب کے ہمراہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی ہمرکاب جانے کا فخر حاصل تھا۔ اس لئے جو کیفیت اس سفر میں اس نے اپنی آنکھ سے دیکھی اس کا لطف ناظرین الحکم کو دکھانا بھی ضروری سمجھا اگرچہ وہ کیفیت جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے کسیطرح پر بھی زبان قلم سے ادا نہیں ہو سکتی۔ لیکن تاہم جسقدر ممکن ہے بیان کرنا ضروری ہے اس لئے مختصر طور پر عرض کی جاتی ہے۔

دارالامان سے روانگی

۱۵ر جولائی کی صبح کو حضرت اقدس نے دارالامان سے روانہ ہونیکا حکم دیا چنانچہ حضور کے لئے فینس کی سواری طیار کی گئی اور احباب کے لئے یکے کئے گئے۔ دارالامان سے حضرت اقدس مع زمرہ خدام قریباً ۷ بجے روانہ ہوئے اور کوئی پا میل تک پیدل تشریف لے گئے۔ حضور کی روانگی کا یہہ نظارہ بھی قابل دید تھا ایک گروہ کثیر خدام کا آپ کو حلقہ میں لئے ہوئے جا رہا تھا جس سے اس محبت اور عشق اور ارادت کا پتہ ملتا تھا جو آپکے مریدوں کو آپ سے ہے چونکہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کو کچھہ دیر لگی اس لئے حضور آپکے انتظار کے لئے ٹھہر گئے آخر مولوی صاحب کے پونچنے پر احباب یکوں میں اور حضور فینس میں سوار ہو کر رخصت ہوئے۔

مجمع البحرین پر قیام

گورداسپور کو جاتے ہوئے راستہ میں ایک بہت بڑی نہر آتی ہے اور ایک مقام پر وہ نہر دو بڑے شعبوں میں منقسم ہو کر بہتی ہے اس مقام کا نظارہ بھی قابل دید ہے اور مومن وہاں پر ۲ البحر بحرت پر غور کر کے مسیح موعود کے مبارک زمانہ کا نقشہ اپنے سامنے دیکھتا ہے کہ کسیطرح پر قرآن کریم کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔

غرض اس مقام کا نام ہم نے اپنے اس سفرنامہ میں مجمع البحرین رکھا ہے جو احباب یکوں پر سوار گئے تھے۔ وہ وہاں پہلے پونچے اس لئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ چنانچہ کوئی آدھ گھنٹہ کے انتظار کے بعد حضرت اقدس کی سواری آپونچی حضرت اقدس نے کھانا کھانیکا حکم دیا۔ دسترخوان بچھایا گیا احباب نے کھانا کھایا اس وقت کچھہ باتوں کا سلسلہ چل پڑا حضرت اقدس نے فرمایا۔

"متقی کی تائید خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے مومن کی تو شان ہی کے خلاف ہے کہ وہ منصوبہ کرے"

اس اثنا میں نہر کی کوٹھی کے ہندو مسلمان ملازم آنحضرت کی زیارت کے لئے آ گئے اور وہ کچھہ عرصہ تک بیٹھے ہوئے آپ کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوئے۔

فریق مخالف کی گاڑی

غالباً ہم قصور کریں گے اگر ساتھہ ساتھہ اس نظارہ کو نہ دکھائیں جو فریق مخالف کا ہم دیکھتے جاتے تھے ابھی ہم بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ فریق مخالف کے لوگ بھی ایک بہلی میں سوار آپونچے ان میں سے بعض جو اترنے سے مجبور تھے اس میں پردہ ڈالے ہوئے بیٹھے رہے اور بعض اتر کر نہر کی کوٹھی کی طرف سے ہوتے ہوئے جیسے کوئی روپوش ہوا چاہتا ہے اور شرمسار ہوتا ہے گذر گئے۔

وہاں سے روانگی

کھانا کھا چکنے کے بعد پھر احباب اور حضور اقدس روانہ ہوئے اور کوئی ڈیڑھ بجے کے قریب قریب گورداسپور جا پونچے فینس کے کہاروں نے راستہ میں کھانا پکانا تھا اس لئے حضرت اقدس کوئی تین بجے کے قریب گورداسپور پہونچے۔

احباب کا مجمع

اگرچہ حضرت اقدس کی دارالامان سے روانگی محض پرائیویٹ تھی اور احباب کے طبقہ میں کوئی اطلاع اور خبر نہ تھی مگر کسی نہ کسی طرح جہاں جہاں احباب کو خبر پہونچی وہاں سے حضرت اقدس کے خدام مشتاق زیارت دوڑے آئے چنانچہ کپورتھلہ۔ امرتسر کے احباب جمع ہو گئے اور وہ دیوانہ وار حضرت اقدس کے استقبال کے لئے کوئی دو میل تک دو دفعہ آگے گئے اور آئے اور پھر گئے۔ کپورتھلہ کے احباب کو چونکہ ۱۵ر جولائی تاریخ مقدمہ کی غلط اطلاع ملی تھی اس لئے ان کو بصد حسرت و افسوس ۱۵ ہی کی شام کو واپس ہونا پڑا۔

گورداسپور کا قیام

گورداسپور میں حضرت اقدس نے مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تجویز کے موافق ان کے خسر شیخ نبی بخش صاحب رئیس گورداسپور کے عالیشان مکان میں قیام فرمایا۔ مقدمہ کے متعلق باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور کسی کے یہہ کہنے پر کہ فریق مخالف نے بہت بیہودہ جرح کرنیکا ارادہ کیا ہوا ہے آپ نے فرمایا "میں اس بات کی کچھہ پرواہ نہیں کرتا مومن کا ہاتھہ اوپر ہی پڑتا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کافروں کی تدبیریں ہمیشہ الٹی ہو کر ان پر ہی پڑا کرتی ہیں مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ میں یہہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان لوگوں کو میرے ساتھہ ذاتی عداوت اور بغض ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ میں ملل باطلہ کے رد اور ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور میں اس میں ہرگز مبالغہ نہیں کرتا۔ کہ ملل باطلہ کے رد کرنے کے لئے جسقدر جوش مجھے دیا گیا ہے میرا قلب فتویٰ دیتا ہے کہ اس تردید و ابطال ملل باطلہ کے لئے اگر تمام روئے زمین کے مسلمان ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جاویں اور میں اکیلا ایکطرف تو میرا پلہ ہی وزن دار ہوگا۔ آریہ عیسائی اور دوسرے باطل ملتوں کے ابطال کے لئے جب میرا جوش اسقدر ہے پھر اگر ان لوگوں کو میرے ساتھہ بغض نہ ہو تو اور کس کے ساتھہ ہو۔ ان کا بغض اسی قسم کا ہے جیسے جانوروں کا ہوتا ہے تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔ افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں

اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے اسکے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے۔ پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں جب تک مقابل کیطرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی۔"

اس کے بعد مقدمہ کے متعلق کچھ اور باتیں ہوتی رہیں لیکن بیچ میں کچھ نصیحتیں اور تقویٰ کی ترغیب اور اس کے خلاف کی ترہیب بھی ہوتی رہتی تھیں۔ شام کو حضرت اقدس سیر کو تشریف لے گئے اور وہ رات اسی طرح مقدمہ کے متعلق بعض امور دریافت طلب اور بحث طلب میں مع الخیر گذر گئی۔ رات کو خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے تشریف لے آئے

۱۶ر جولائے ۱۹۰۱ء

آج دس بجے کے بعد حضرت اقدس کو شہادت میں پیش ہونا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد کچھ دن چڑھے پھر احباب کا مجمع ہو گیا اور مقدمہ ہی کے متعلق ذکر شروع ہوا۔ کوئی آٹھ اور نو بجے کے درمیان حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ہمارے عزیز بھائی ڈاکٹر فیض قادر صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کپورتھلہ کے بھائی منشی فیض رحمن صاحب ٹریژری کلارک گورداسپور کے مقدمہ کے لئے دعا کے واسطے عرض کی گئی۔ حضرت اقدس نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

" میرا مذہب تو یہ ہے کہ جسکو بلا سے بچنا ہو وہ پوشیدہ طور پر خدا سے صلح کرلے۔ اور ایسی تبدیلی کرلے کہ خود اسے محسوس ہو جاوے کہ میں وہ نہیں ہوں خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ سچے مذہب کی جڑ خدا پر ایمان ہے اور خدا پر ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیزگاری ہو خدا کا خوف ہو تقویٰ والے کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں اس سے بڑھکر کیا ہو گا کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کرے اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی نارضامندی کا موجب ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جاویگا ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں ہی پر ہے یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جائے تو سارا جہان اپنی مخالفت سے کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ جسکو خدا محفوظ رکھنا چاہے اسکو گزند پہونچانیوالا کون ہو سکتا ہے۔

پس خدا پر بھروسا کرنا ضروری ہے اور یہ بھروسہ ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر ایک شے سے کلی یاس ہو۔ اسباب ضروری ہیں مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ اور یہ بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہیئے اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنی چاہیئے یہ یاد رکھو عزیز بھی ایسے دوست نہیں ہوتے جیسے خدا عزیز ہوتا ہے وہ راضی ہو تو کل جہان راضی ہو جاتا ہے اگر وہ کسی پر رضامندی ظاہر کرے تو الٹے اسباب کو سیدھا کر دیتا ہے مضر کو مفید بنا دیتا ہے یہی تو اس کی خدائی ہے۔

ہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اسکو ضروری ہے کہ خود اپنی صلاحیت میں مشغول رہے اگر وہ کسی اور پہلو سے خدا کو ناراض کر دیتا ہے تو وہ دعا کے اثر کو روکنے والا ٹھہرتا ہے۔ مسنون طریق پر اسباب سے مدد لینا گناہ نہیں ہے مگر مقدم خدا کو رکھے اور ایسے اسباب اختیار کرے جو خدا تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہوں۔

میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ دعا کرونگا تم خود اپنی صلاحیت میں مشغول ہو اور خدا تعالیٰ سے صلح کرو۔ کہ وہی کارساز ہے"

باقی آئندہ

مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا

یہ ایک چھوٹا سا عجیب وغریب رسالہ ہے جس میں قرآن کریم کی اکثر دعاؤں کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر دلچسپ بحث ہے ہر ایک مسلمان کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت صرف ۲ر علاوہ محصولڈاک۔ دفتر اخبار الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے طلب کرو

اطلاع ضروری

۱- میں دیوار والے مقدمہ کی تاریخ پر روئداد لکھنے کے لئے حضرت اقدس کی ہمراہ گورداسپور گیا تھا اس لئے ۱۷ر جولائے کا الحکم ۲۰ر کو اشاعت پذیر ہوتا ہے۔ کیا یہ عذر قابل تسلیم نہیں؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ یہ دوروزہ تعویق ناظرین کی سامنے ایک بیش قیمت مضمون لیکر آئی ہے

ایڈیٹر

---

(۲)

میگزین کے متعلق اکثر ناظرین ایڈیٹر الحکم سے خط وکتابت کرتے ہیں اس لئے عام اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ میگزین کے متعلق خط وکتابت مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام ہونی چاہیئے اور حصص کا روپیہ شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی ہوس انار کلی لاہور کے پتہ سے۔

ایڈیٹر

اسلامی خبریں

یورپ کی اس ہفتہ کی ڈاک میں ایک وحشت ناک خبر مراکو کی نسبت آئی ہے کہ برٹن اعظم - جرمنی - اٹالیہ اور روسیہ نے فرانس کو اجازت دیدی ہے کہ وہ مراکو کو اپنی سرپرستی میں لے لے اور ان چاروں دول نے متفق اللفظ یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم تیرے معاملہ میں دست اندازی نہیں کرنے کے۔ ہاں اسپین اس معاملہ میں مخالفت کر رہا ہے مگر اسکی مخالفت کا فرانس پر شاید کوئی اثر نہ پڑے۔ ادھر یہ بھی سنا جاتا ہے کہ سلطان مراکو فرانس کی سرپرستی میں آنا قبول کرتے ہیں۔ مگر ہمیں ایسی خبروں پر اعتماد نہیں ہے کیونکہ ابھی چند مہینے ہوئے ریوٹر کی تار برقی سے معلوم ہوا تھا کہ گورنمنٹ مراکو نے دول یورپ کو لکھا تھا کہ فرانس میرے ملک پر بڑھا چلا آتا ہے مجھے اس کے تشدد سے نجات دی جائے کیا تو یہ مخالفت تھی یا اب سلطان مراکو خود فرانس کی حلقہ بگوشی منظور کرتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

عیسائی مشنیں ہندوستان میں

ایک راست گو عیسائی مسٹر جکسن نے ۵ ماہ حال کے پائنیر میں ایک خط شائع کرایا ہے جس کا خلاصہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا چنانچہ وہ لکھتا ہے مشنری (یعنی پادریوں کا کام) کام کا یہاں ہندوستان میں کیا نتیجہ ہوا۔ مشنری ایجنٹ بیشمار ہیں خرچ خوب دھڑلے سے کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی بڑے فائدہ کی ہے کہ گورنمنٹ عیسائی ہے جس سے انھیں برابر تائید ملتی رہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان تمام باتوں پر نتیجہ کیا ہے وہی ڈھاک کے تین پات سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ کرسٹان کتنے ہوتے ہیں اور پھر ان نئے کرسٹانوں کی تعداد سے اخراجات کثیر کا مقابلہ کر لیا جائے گا۔ اور مارچ سنہ ۱۹۰۸ء تک چرچ مشنری سوسائٹی کے ہاں ۳۳۲۴ - ایجنٹ ۴۰۶ یورپین اور تین ہزار اٹھارہ دیسی کام کر رہے ہیں ایک سال میں انگلستان سے جو روپیہ آیا اس کی تعداد ایک لاکھ تیرہ ہزار چھ سو اکتیس پونڈ ہے مشن کی رپورٹ میں سال کے بپتسمہ پانیوالوں کی تعداد ۸۴۲۳ لکھی ہے مگر اس تعداد میں ۵۹،۸ بچے ہیں لیکن رپورٹ میں یہ نہیں بتایا گیا آیا یہ بچے موجودہ عیسائیوں کے ہیں یا کہاں سے آئے ہیں۔ کرسٹانوں کی بڑی تعداد کنواروں کی ہے پھر یہ بچے کیونکر پیدا ہو گئے۔ لامحالہ یہی ماننا پڑے گا کہ جنہیں پادریوں نے ان بے ماں باپ کے بچوں کو کیونکر بہم پہونچایا اور کس آزادی سے ان نا سمجھوں کو بپتسمہ دیدیا ان بچوں کے حاصل کرنے میں طرح طرح کے شبہے پیدا ہوتے ہیں۔ ان بچوں کے معاملہ کو بالائے طاق رکھ کے جب ہم دیکھتے ہیں تو مشنری سوسائٹی نے اپنی سالانہ کارگذاری کا رپورٹ میں اسطرح اظہار کیا ہے کہ ۲۴۴۵ بالغ اس نے سال بھر میں نئے عیسائی بنائے لیکن رپورٹ میں یہ نہیں دکھایا کہ کتنے لوگ عیسائی مذہب کے دائرہ سے نکل گئے۔ حساب سے معلوم ہوا کہ ۶۵۸۷ عیسائی نکل گئے تو کس قدر نیا عیسائی ہوا اس پر ساٹھ پونڈ کا خرچہ بیٹھا اعمل میں دیکھا جائے تو ان مشنوں کا کچھ بھی اثر ہندوستانیوں پر نہیں ہوا۔

متفرقات

بیروت سے خبر آئی ہے کہ یہاں ایک انگریز اسٹیمر جس میں ۱۱۰۰ ٹن مال لدا ہوا ہے آگیا ہے۔ اسمیں حجازی ریلوے کی تیاری کے بہت سے آلے اور سامان لائے گئے ہیں۔

دمشق سے خبر آئی ہے کہ گذشتہ مئی سنہ ۱۹۰۸ء تک ۸۰۰ ۴ میٹر ریل کی پٹری تیار ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے جو پہلے تیار ہو چکی تھی اور آگے ۹۲ میٹر کے لیئے ترکی جوانوں نے پتھر کے روڑی بچھائے ہیں۔

مکہ میں عید الضحیٰ کے موقعہ پر جو جانور حلال کئے گئے اور ان کے چمڑے فروخت ہوئے۔ ان کا مجموعی روپیہ حجازی ریلوے میں دیدیا گیا۔ اس کی تعداد ترکی پونڈ کے حساب سے ایکہزار ہے۔

حاکم موصل نے سلطان المعظم کے حضور میں یہ بات پیش کی ہے کہ سلطنت عثمانیہ میں عربی گھوڑوں کی نسل روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اس لیئے غیر ممالک کو عربی نسل گھوڑوں کی آمد و رفت بند کردی جائے۔

کربلا کا طوفان

نامہ نگار حبل المتین لکھتا ہے کہ ۲۰ ذی الحجہ کو کربلا میں طوفان آیا جو پشتہا پشت سے کبھی دیکھا نہ سنا یکایک آسمان کا رنگ قرمزی ہو گیا اور پھر تاریک۔ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہ دیتا تھا لوگوں نے ڈر کے مارے دکانیں بند کردیں اور گھروں میں چراغ روشن ہو گئے آہ و زاری کی آوازیں چاروں طرف سے اٹھیں اور ہر جگہ ایک کہرام برپا ہو گیا بارے خدا خدا کر کے طوفان کم ہوا۔ اور لوگوں کی جان میں جان آئی۔ غلہ کی بہت سی کشتیاں پانی میں ڈوب گئیں۔ اور بکثرت درخت زمین سے اکھڑ کے جا پڑے رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔

دار الامان میں موسم برسات شروع ہو گیا ہے۔ خاطر خواہ بارش ہو گئی۔ ابھی آسمان مطلع آلود ہے اور بارش ہو رہی ہے۔ الحمد للہ

دلچسپ واقعات

چینی سالار - افواج چین کا مشہور سپہ سالار منسی اٹنگ فوسیانگ ان دنوں چینی دربار میں نہیں ہے سُنا گیا ہے کہ تہوڑی سی فوج کے ساتھ سرحدی صوبہ کانسو میں ہے اس کی نسبت عام خیال تھا کہ فغفور چین کو بُرے مشورے دیتا ہے اور شرائط مصالحت منظور کرنے سے روکتا ہے۔

کاشتکاران چائے پر آفت - ٹراونکور کے دو یورپین کاشتکاران چائے اس جرم میں ہائی کورٹ کے زیر تجویز ہیں کہ انہوں نے ایک قلی کو سخت مار پیٹ کر ایک درخت کے ساتھ لٹکا دیا تھا اور صبح اس کی لاش اتار کر جلانے کے واسطے دو میلوں کے فاصلے پر بہیجدی مقتول کی عورت کے واویلا کرنے پر ملزم مع دو ملازموں کے گرفتار کئے گئے ایک ملزم دیوانہ وار حرکتیں کرتا ہے مقامی کاشتکاروں نے پندرہ ہزار روپیہ اپنے بچاؤ کے واسطے چندہ جمع کیا ہے۔

انتقال وظیفہ - امیر صاحب کابل کے جو چچازاد برادر سردار محمد خاں مقیم دمشق حال میں فوت ہوئے ہیں - وہ ہزہائنس کے وظیفہ خوار تھے جس پران کے خاندان کی پرورش موقوف تھی - لہذا چھتیس قرش ماہوار کا وظیفہ مذکور آیندہ سردار مرحوم کے خاندان کو منتقل کیا گیا ہے۔

دنیا میں متمول قوم گو امریکہ کو دنیا میں سب سے متمول شخص رکھنے کا فخر حاصل ہے مگر متمول قوم رکھنے کا اعزاز نصیب نہیں ہے اور نہ ہی یہ وقار انگلستان کو حاصل ہے یہ عزت صرف آسٹریلیا کے حصے آئی ہے گو آسٹریلیا ایک جزیرہ ہے مگر اسپر ہمیشہ براعظم کا اطلاق کیا جاتا ہے اس ملک کی بہترین آبادی اور صنعت اور حرفت کو فروغ دینے کیواسطے نہایت موزون ہے اس کی قدرتی شادابی صرف ایک پیداوار پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر ایک ضرورت کو رفع کرنے کے واسطے کسی چیز کی کمی نہیں ہے - ہر قسم کی سہولتیں نصیب ہوتی ہیں اس لئے وہاں ہر قسم کے کارخانے بلا تکلف کہولے جارہے ہیں - جن کے واسطے کافی وافی سامان مطلوبہ میسر آرہے ہیں پچھلے سال آسٹریلیا کی نوآبادیوں کی مجموعی آمدنی گیارہ کروڑ پونڈ تھی - جنمیں سے تین کروڑ پونڈ محض چراگاہوں سے دو کروڑ اسی لاکھہ پونڈ زرعی پیداوار سے دو کروڑ پونڈ معدنی پیداوار سے اور باقی تین کروڑ بیس لاکھہ پونڈ کارخانجات صنعت وحرفت کی آمدنی سے وصول ہوئے سال ۱۹۰۰ء میں بیس لاکھہ بھیڑوں کی اون کے فروخت کرنے سے دو کروڑ پونڈ پیدا ہوئے تھے گذشتہ اڑتالیس سالوں کے عرصہ میں آسٹریلیا کی معدنوں سے تین کروڑ ساٹھہ لاکھہ پونڈ کا سونا برآمد ہوا تہا اگر وہاں ایک ضلع میں الماس نکلتے ہیں - تو دوسرے میں یاقوت برآمد ہوتے ہیں - اور نیو ساؤتھ ویلز میں زمرد کی ایک کان بھی موجود ہے کوینز لینڈ میں ایک قسم کا دودھیا قیمتی پتھر بھی برآمد ہوتا ہے شمال ومغربی ساحل میں موتیوں کی کوئی کمی نہیں آسٹریلیا ایک صدی سے انگریزوں کے قبضہ میں ہے مگر تمام قوموں کی آنکھوں میں خار رشک کھٹک رہا ہے

نئی آبنائے - انجنیروں نے روسی وزیر مال کی خدمت میں بحیرہ اسود اور بحیرہ کسپین کو بذریعہ نہر آپس میں ملانے کے متعلق نقشے پیش کئے ہیں اس نہر کی لمبائی ساٹہہ پانچسو ورشٹ ہوگی جس کی لاگت کا تخمینہ تیس کروڑ روبل کیا گیا ہے (ایک ورشٹ پینتیس سو فیٹ کے مساوی ہوتا ہے۔

سرحدی صوبہ - ہمعصر پاوینر کو معلوم ہوا ہے کہ سرحدی صوبہ کا نام "شمالی ومغربی صوبہ ہوگا" اس کی جنوبی حد مقام ویہودا اقرار دیگئی ہے جو ڈیرہ اسمعیل خان اور ڈیرہ غازیخان کے عین وسط میں ہے - بلوچ قوم کے باشندے عین ویہودا کے نیچے رہتے ہیں گورنمنٹ کو اس جدید انتظام سے صرف پٹہان قوموں کے ساتھہ برتاؤ کرنا مدنظر ہے -

پولیس کو اکھیلی - اس پولیس کی کارروائیوں کی تحقیقات کے واسطے جو کمیشن قایم ہوا تہا وہ اپنی کارروائی ختم کرچکا ہے مگر معلوم نہیں کہ کارروائی مذکور شایع کیجائیگی یا نہیں -

قحط کمیٹی - ولایت میں ہندوستان کے متواتر قحطوں کی وجہ دریافت کرنے کے لئے عالی وقار اور تجربہ کار صاحبوں کی ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جسمیں لارڈ رپن سابق وائسرائے ہند سر اکلنڈ کالون : اور سر ولیم میور سابق لفٹننٹ گورنران ممالک مغربی وشمالی سر ولیم ویڈربرن سابق چیف سکرٹری گورنمنٹ بمبئی لارڈ ہوب ہوس کر سٹر کیٹ منڈا سٹین ممبر پارلیمنٹ مسٹر تہاربرن سابق فنانشل کمشنر پنجاب مسٹر لیونارڈ کوارٹنی سر ایم بھونگری ممبر پارلیمنٹ مسٹر رومیش چندردت اور مسٹر دادا بھائی نوروجی وغیرہ وغیرہ شامل ہیں یہ کمیٹی گورنمنٹ ہند پر اعتراض نہیں کرے گی - بلکہ اس کو مدد دیگی -

نمایش گلاسگو - اس نمایش میں خاص دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ہندوستانی معاملات پر لکچر دینے کا انتظام کیا گیا ہے جس کے واسطے بالو رومیش چندر صاحب دت منتخب کئے گئے ہیں - اور گلاسگو یونیورسٹی کے پروفیسر مسٹر زیدیس جو ہندوستان کے بہی خواہوں میں سے ہیں اس کام میں ان کا ہاتہہ بٹائینگے ان لکچروں کے سلسلہ کا آغاز سرجان جارڈین کی تقریر سے کیا جائیگا -

حسب ذیل مضامین منتخب کئے گئے ہیں - ہندوستان اور اس کی آبادی برٹش صوبجات اور دیسی ریاستیں جوڈیشل انتظام حکومت پریس ...

مکتوب حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

سید مظہر حسین الہ آبادی سے خط و کتابت

نقل عرضی سید مظہر حسین صاحب الہ آبادی

جناب مولوی صاحب مجمع کمالات ظاہری و باطنی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب کارڈ سے آج سرفرازی حاصل ہوئی کچھ رنج اور کچھ خوشی ہوئی خوشی تو اس لئے کہ آپ کی خیریت سے مطلع ہوا اور رنج اس لئے کہ میرے پہلے عریضہ کے گم ہو جانے سے رحم؟ با صواب نہ پہونچا جیسی مشیت ایزدی میں کسیکو کچھ دخل نہیں کچھ اس میں بہتری ہو گی۔ پھر اپنا حال لکھتا ہوں اور جواب کے واسطے لفافہ بھی رکھتا ہوں خدا کرے پہونچے اور آپ جواب با صواب سے مطلع فرماویں تاکہ مجھے اپنا پتہ ملے - حضرت میری حالت ہے کہ لا اله الا الله کے شغل سے انا محبوب(؟) کی صدا دل گم گشتہ سے سنتا ہوں اور ہمہ اوست کا جلوہ آنکھوں سے دیکھتا ہوں کثرت میں وحدت اور وحدت میں کثرت معلوم ہوتی ہے متکلمین لائے نفی جنس کی خبر ما محذوف کرتے ہیں اور الہ کو بمعنی معبود برحق کے کہتے ہیں یہ معنے مجھے تاویلی معلوم ہوتے ہیں صوفیا لائے نفی کی خبر غیر اللہ محذوف کرتے ہیں اور الہ بمعنی مطلق معبود کے کہتے ہیں یہ معنی ہمہ اوست کو ثابت کرتے ہیں اور مطابق قرآن اور حدیث معلوم ہوتے ہیں۔ هو الاول والاخر والظاهر والباطن سے بھی ہمہ اوست کی تصدیق ہوتی ہے اور آیت اجعل الالهة الها واحدا ان هذا لشیء عجاب بھی اسکو ثابت کرتی ہے پنجگانہ نماز میں ہم لا اله غیرک کہتے ہیں اور ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھتے ہیں یہ سب آیتیں اور حدیثیں صاف صاف کہتی ہیں کہ مجبوروں پر احکام تکلیفی صادر ہوتے ہیں غایت درجہ یہ ہے کہ مومنین بجا آوری احکام پر مجبور ہیں اور کفار و مشرکین عدم تعمیل احکام پر مجبور کئے گئے ہیں کسیکو ذرا بھی اختیار نہیں۔ وما من دابة الا هو اخذ بناصيتها بھی اسی کا شاہد ہے جب میں بیخودی کے عالم میں ان مطالب و دلائل کو مسلمانوں سے بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ قرآن اور حدیث پر عقیدہ رکھکر عمل کرو تو اللہ پاک مقبول کرے گا اور سینہ کھول دیگا متکلمین کی انگلیں ہیں اور تاویلیں ہیں ان سے کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا تو مجھے کافر و مجنون و زندیق کہتے ہیں میں خدا کا شکر کرتا ہوں اور ان کی مسلمانوں پر سخت افسوس ہے کرتا ہوں جب میں بھی مثل ان کے اندھا تھا تو مجھے سچا مسلمان جانتے تھے - جب اللہ پاک نے روشنی دی تو مجھے زندیق کہتے ہیں بہر حال میں خوش ہوں اللہ پاک مجھ سے راضی ہے خدا جانے یہ آپ کی دعا کا اثر ہے یا پیرو مرشد برحق کی توجہ کا باعث جو مجھے یہ حالت ہے جو عرض کی اس مرتبہ حضرت مرشد برحق نے بعد سننے حال کے حصن حصین پڑھنے اور عمل کرنے کی بھی اجازت فرما دی ہے فقیر پابند ہے آپ کی زیارت کا اشتیاق بھی ترقی پر ہے دیکھئے یہ دولت کب نصیب ہو - دعا کیجئے کہ جلدی اس دولت کے حصول کے اسباب مہیا ہو جاویں جواب سے جلدی سرفراز فرماویں کہ یہ حالت اچھی ہے یا بری - ۱۱ر اگست ۱۸۹۹ع

جواب

مکرمی اخویم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ نے جو کچھ خط میں لکھا ہے اگر خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کا علم قطعی اور یقینی بخشا ہے جس میں شک اور شبہ کو راہ نہیں تو یہ حالت آپ کے لئے اچھی ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر دعوی بیدلیل سے بچنا چاہیئے - لا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا - قرآن شریف کی بعض عبارات ذو الوجوہ (ذو المعارف) ہیں اور بعض آیات بینات سریع الفہم اور متبادر الفہم - آیات جو بینات میں داخل ہیں وہی ہیں جو جا بجا خالق اور مخلوق کا فرق کرتی ہیں یہانتک کہ قرآن سے ثابت ہے کہ یہ ابدی فرق ہے یہ تو سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے ساتھ تمام وجود ایسے ہی ہیں کہ گویا کچھ بھی نہیں اور ہر ایک جگہ وہی طاقت عظمی کر رہی ہے مگر جو بظاہر اجسام اور ارواح نظر آ رہے ہیں ان کو ہیچ اور کالعدم کہو تو کہو مگر ان کو خدا تو نہیں کہہ سکتے یہ سب ہیچ اور کالعدم ہیں اور خدا عزوجل ہیچ اور کالعدم نہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدى - ۱۴ر اگست ۱۸۹۹ع

سید مظہر حسین صاحب الہ آبادی

جناب مولوی صاحب مخدوم و مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - سرفراز نامہ شرف صدور لایا کاشف مندرجہ مضمون ہوا۔ دفعۃً دیکھنے سے مجھے ایسا معلوم ہوا

کہ آپ مقلد متکلمین ہیں لیکن بعد غور کامل کے ایسا دریافت ہوا کہ اگر آپ مقلد متکلمین ہوتے تو میری حالت کو اچھا نہ کہتے اور صاف صاف زندیق و ملحد فرما دیتے شاید آپ نے میرا امتحان لیا ہے جو خالق مخلوق کے فرق کی دلیل فرمائی ہے۔ فقیر ان وجودیوں کو گمراہ جانتا ہے جو خالق مخلوق میں فرق نہیں کرتے۔ میرے نزدیک بلکہ محققین کے نزدیک وجود کے مراتب ہیں اور ہر مرتبہ کے احکام جداگانہ ہیں۔ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد۔ گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں انسان تین قسم کے فرمائے ہیں۔ فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات میں ان وجودیوں کا معتقد ہوں جو سابق بالخیرات کے زمرہ میں ہیں ورکبھی مقام نہیں کرتے اور رات دن ان کے دل سے رب زدنی علماً کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اولیاءی تحت قبائی لا یعرفهم غیری۔ انکی شان میں آیا ہے جو لوگ وحدۃ الوجود ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ جہانتک میری تحقیق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ خالق مخلوق میں تغائر اعتباری ہے نفس الامر میں ایک چیز ہے ایک اعتبار سے اسی چیز کو خالق کہتے ہیں دوسر اعتبار سے مخلوق لیکن یہ بات عقل کے سمجھنے سے پاک ہے عقل اسکو ہرگز دریافت نہیں کر سکتی عشق کی حالت میں انسان اس کو سمجھ جاتا ہے۔ یعنی جب انسان انانیت کو دور کرے اور فنا کا مقام حاصل کرے اُس وقت اُس کو کامل یقین ہو جاتا ہے کہ ہمہ اوست ٹھیک ہے۔ ان کا قول ہے الله محسوس والخلق معقول اور یہ مرتبہ کامل یقین کا ہرگز اُس شخص کو نہیں حاصل ہوتا جو اتباع سنت میں ناقص ہے

البتہ یہ بات ہر شخص کو عقل سلیم سے دریافت ہو جاتی ہے جو قرآن و حدیث کے مطالب پر غور کرے کہ اللہ پاک نے ہمہ اوست کے اعتقاد کو سب احکام پر مقدم رکھا ہے چاہے سمجھ میں نہ آوے اسکو ایمان بالغیب کہتے ہیں اور اس اعتقاد کے صحیح ہونے پر جابجا قرآن میں اور حدیثوں میں دلائل فرمائی ہیں منجملہ ان آیات کے جن سے ہمہ اوست ثابت ہے لا الہ الا اللہ ہے جس کی صحت کی دلیل لو کان فيهما الهة الا الله لفسدتا ہے اب اس کا ثبوت چاہیئے کہ لا الہ الا اللہ سے ہمہ اوست کیسے ثابت ہے سو اس کے بہت دلائل ہیں منجملہ ان دلیلوں کے ایک دلیل یہ ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ صاحب کشاف نے شان نزول آیت اجعل الالهة الها واحدا کی یہ لکھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نبی و رسول ہونے کا اعلان کیا اور چند لوگ مثل ابوبکر صدیق و حمزہ و علی و عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین ایمان لائے اور آنحضرت نے بتوں کو ناپاک فرمایا تو کفار قریش نے مسلمانوں کو تکلیف دینا شروع کیا ایک روز صنادید قریش ابو طالب کے پاس آئے اور کہا تم سردار ہو اپنے برادرزادہ محمد کو سمجھا دو (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ ہمارے معبودوں کو برا نہ کہے ہم ان کو اور ان کے ساتھیوں کو تکلیف دیں گے ابو طالب نے آنحضرت کو طلب کیا اور کہا یہ تمہاری قوم تم سے کچھ درخواست کرتی ہے امید ہے کہ تم قبول کروگے آنحضرت قوم کیطرف متوجہ ہوئے کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو انھوں نے کہا آپنے فرمایا کہ تم میرا ایک کلمہ مان لو تو

میں بھی تمہاری بات مان لوں گا انھوں نے کہا ہم مان لیں گے آپ نے فرمایا قولوا لا الہ الا اللہ پس وہ لوگ آنحضرت کے پاس سے متحیر اور متعجب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اجعل الالهة الها واحدا ان هذا لشئ عجاب پس یہ بات سب پر روشن ہے کہ رسول عربی ہیں اور وہ لوگ بھی اہل عرب آنحضرت کی برادری تھی وہ انکی کلام کا مطلب سمجھتے تھے پس جب لا الہ الا اللہ کے نہ ماننے کی وجہ انہوں نے یہ کیا اللہ کثیرہ کا الہ واحد گردانا تعجب کی بات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ لا الہ الا اللہ کے معنے یہی ہیں یعنے کئی معبودوں کو ایک گردانا اور ظاہر ہے کہ تعجب اسی چیز پر ہوتا ہے کہ جس کا بھید مخفی ہو اور عقل میں نہ آوے اور جعل سے جعل فعلی مراد نہیں ہو سکتی جعل عقلی مراد ہے اور یہی معنے ہمہ اوست کے ہیں۔ کہ جو چیزیں بچشم ظاہر کثیر معلوم ہوتی ہیں وہ بچشم باطن ایک مانی جاویں اور دیکھی جاویں اور یہ معنے جب ہی صحیح ہو سکتے ہیں کہ اللہ بمعنے مطلق معبود کے جیسا کہ لغت سے ثابت ہے اور قرآن کی جابجا آیتوں سے ثابت ہے کہا جاوے اور مانا جاوے اور خبر لا کی غیر اللہ محذوف کیجاوے پس معنے یہ ہوں گے کہ نہیں ہے کوئی معبود باطل یا مستحق العبادت غیر اللہ کے مگر اللہ ہی ہے پس جب کوئی غیر اللہ نہیں ہے تو عین اللہ ہے ورنہ ارتفاع نقیضین محال آوے گا اور معبودان کفار ممکنات ہیں جب وہ غیر اللہ نہ ہوئے تو جملہ ممکنات غیر معبودان بھی غیر اللہ نہ ہوئے کیونکہ ترجیح بلا مرجح ہے کہ بعض ممکنات عین اللہ ہوں اور بعض غیر اللہ انتہی تقریرہٗ۔ پس علم یقینی اور قطعی سے

آپ کی یہہ مراد ہے کہ دلائل حقہ سے یقین ہو گیا ہو تو بیشک اللہ پاک نے مجھے یقین عنایت کیا ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ فنا کا مقام حاصل ہونے سے جو علم ہوتا ہے جس کو الہام کہتے ہین تو یہہ مرتبہ ابھی تک نہیں حاصل ہوا اس کی طلب سے اللہ پاک نے آپکو صاحب الہام کیا ہے جیسا کہ آپ اپنی کتاب میں اعلان دے چکے ہیں۔ اگر آپ کو الہام کے ذریعہ سے یہہ معلوم ہو جاوے کہ مجھے یہ مرتبہ آپ کی حضور میں حاصل ہو سکتا ہے تو برا ہے خدا مجھے طلب فرمائے۔ دیانند کو جو ایک کافر تھا آپ نے ضروری اخراجات دینے کا وعدہ لکھا تھا مین آپ سے کچھہ روپیہ پیسہ نہیں لینا چاہتا اور مسلمان ہون وہ اپنی شقاوت ازلی کے سبب محروم رہا مین انشا اللہ تعالے حاضر ہوں گا۔ جواب باصواب سے سرفراز فرمائے۔ ۱۹ر اگست ۹۸ء

جواب

مکرمی اخوی۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا مجھکو بباعث شدت کم فرصتی زیادہ گفتگو کی فرصت نہیں۔ مین ہرگز سمجھہ نہیں سکتا کہ مخلوق باوجود اپنے ضعف و ناتوانی و جہل و نادانی و حیرت و سرگردانی اور ہر ایک قسم کے نقصانوں اور عیبوں کے کہ جو اس کی فطرت کو لگی ہوئی ہین کیونکہ دراصل اپنی ماہیت مین عین خالق ہو سکتا ہے اگر انسان عین خالق ہوتا تو الوہیت کی تمام صفات بلاشبہ اس مین پائی جاتین لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انسان دنیا میں آکر بہت سے غم و ہم اٹھاتا ہے اور بہت کچھہ اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے مگر ملتا نہیں بارہا اپنے مطالب سے ناکام اور نامراد رہتا ہے اگر اس کو خدائی مین کچھہ حصہ ہوتا تو یہہ عجز اور نامرادی کی حالتین کیوں اس کو پیش آتین انسان کی مخلوقیت تو ایک یقینی امر ہے جس کے لوازم ہر وقت ہماری آنکھون کے سامنے ہیں اور جس کا خمیازہ ہر ایک شخص اٹھا رہا ہے مگر اس کے خالق ہونے کی علامات کہان ہیں انسان کیسے کیسے لا علاج مصیبتوں اور دردوں اور دکھون میں پڑتا ہے اور فاقہ اور محتاجی میں کباب ہوتا اور جلتا ہے اور پھر ہر ایک قسم کی معصیت اور کبائر اور صغائر مین بھی مبتلا ہوتا ہے اب کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ یہہ تمام نقصان خدا تعالے پر عائد ہو سکتے ہیں۔ لا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا

آپ کا یہہ قول کہ آیات قرآنیہ سے ہمکو یہہ یقین حاصل ہے نہایت تعجب کی جگہ ہے قرآن شریف مین متشابہات بھی ہین اور بینات بھی اور بلاشبہ بینات قرآنی آپ کے اس مطلب کے مخالف ہین اور اگر بفرض محال قرآن شریف میں بتصریح لکھا ہوتا کہ تم سب خدا ہو تب بھی اس کی کوئی تاویل کرنی پڑتی کیونکہ ہم بخوبی جانتے اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہم نہایت عاجز اور ذلیل ہیں کسیطرح خدا نہیں بن سکتے اور ہمارے اس یقین کو تاویلات رکیکہ اٹھا نہیں سکتین۔ لوہے کو لوہا توڑ سکتا ہے نہ خس و خاشاک جنہوں نے خدائی کا دعوے کیا وہ آخر نہایت ذلیل ہو کر مرے ہیں غرض خدا بننے کے لئے اپنی خدائی کا کچھہ ثبوت بھی تو دینا چاہیئے ورنہ دعوے بلا دلیل صرف ایک معصیت ہے جس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ والسلام علے من اتبع الہدے

۲۳ر اگست ۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرم۔ میرزا خدا بخش صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مین نے آپکی کتاب "عسل مصفٰی" پوری پڑھی ہی تھی تو یہ تھا کہ مین اسپر ریویو کرتا اور ان خصوصیات پر مفصل اور واضح گفتگو کرتا جو آپکی کتاب سے خاص ہین مگر اسوقت بعض موانع در پیش ہیں کہ ہیں اس ہماری فرض کو ادا نہیں کر سکتا پہلے آپکی کتاب کو اول نظر میں سنگ راہ سے اٹھایا اور غیر ملتفت دل سے دیکھا مگر مین صاف اقرار کرتا ہون کہ اس کتاب نے بڑی قوت اور پورے رعب سے تجلی اور تکریم مجھسے حاصل کی میرا خیال غلط نکلا جو میرے دل میں تھا کہ ایک معمولی مجموعہ ہوگا جسکی ہمارے سلسلہ کو چندان ضرورت نہ ہوگی مین سچے دل اور بصیرت سے کہتا ہون کہ آپ نے میرے خیال اور گمان سے بہت ہی بڑھکر کام کیا ہے آپنے اس کتاب سے اس شدید ضرورت کو پورا کیا ہے جسکو مختلف شہروں میں ہمارے بھائی محسوس کرتے تھے۔ آپنے ہر ایک احمدی کے ہاتھہ میں گو وہ اُمّی ہی ہو ایسا سامان دیدیا ہے کہ کبھی کسی بھیس مین شیطان اسپر غالب نہیں آسکیگا۔ حضرت کے نام مختلف شہروں سے ہمارے غریب اور سادی دوستوں کے پے در پے خط آتے تھے کہ فلان اعتراض جو مخالف کرتے ہیں۔ اسکا کیا جواب دیا جائے ایسے خطوط اس کثرت سے آتے تھے کہ جواب لکھنا دشوار ہو جاتا اور درحقیقت ہر فرد کو وہی باتیں اور مفصل باتیں تحریر کرنی جو کتابون مین بارہا لکھی جا چکی ہیں بڑا مشکل امر ہو جاتا آپنے اس مشکل کو رفع کر دیا آپنے ایسا کافی مجموعہ تیار کر دیا ہے کہ اس سلسلہ عالیہ کی نسبت ہر قسم کے اعتراض کا جواب اس سے مل سکتا ہے جزاک اللہ عنی و عن الاسلام خیر الجزاء جسقدر محنت آپنے اس کتاب کی تالیف میں کی ہے خدا ہی اسکی جزا ہو گئی سو کتابون کا پڑھنا اور ان کے حوالے دینا۔ اور سندون اور شاہدون سے طالب طبیعتون کو سیر کر دینا یہ آپ ہی کا حصہ ہے ایک خصوصیت جس نے میرے دل کو زیادہ اپنی طرف مائل کیا اس کتاب میں یہ ہے کہ اس مین معقول اور منقول دونوں پیرایون کو حسن طور پر اختیار کیا گیا ہے ایک ہی وقت مین جیسے ایک مولوی اور صوفی اور کوئی اور منقولی مشرب کو پسند

قوت سی بھر جائیگا کہ اب معترض و نکتہ چین کا کیا خوف ہی میرے پاس آج کافی سامان موجود ہے خدا تعالیٰ اسے قبول کرے اور اس نور اور حق کی اشاعت کا کامل ذریعہ اسے بنائے جسکی تائید کیلئے یہ لکھی گئی ہے پہر ایکدفعہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین آپکو مبارکباد دون کہ آپکے ہاتھہ سے خدا تعالیٰ نے بڑا مفید کام لیا ہے آپنے احمدی جماعت پر بڑا احسان کیا ہے خدا تعالیٰ آپکے ساتھہ احسان کرے۔ عاجز عبد الکریم از قادیان ۱۵ر جولائی

روزنامچہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اپریل ۱۹۰۱ء

نام چندہ دہندگان عام اغراض مساکین فنڈ

تفصیل مبلغ لعہ آمدہ از نظیر صاحب قلات

ببر عالم صاحب تہانہ دار صہ
میر ولی محمد خان صاحب کورد عا
میر عیسیٰ خان صاحب قبوئی للعہ
میر اعتبار خان صاحب نائب ڈپٹی دہر عا
میر کرم خانصاحب تہانہ دار ندیلے ے
قاضی نظیر حسین صاحب عصہ
منشی دولت خان صاحب ۲ر
سید غلام حسین صاحب چشتی سہر
سنتو مستر ۸ر
اللہ رکہا صاحب سہر منشی الٰہ بخش صاحب ۸ر
منشی الٰہ داد خان صاحب ۔ ار
محمد خانصاحب ار منشی نیک محمد پ
لالہ بالک رام صاحب عصہ
منشی وزیر علی صاحب ۸ر
سید سلطان شاہ صاحب سہر
میر مبارک خان صاحب ۲ر
میر رحیم خان صاحب ۸ر

بابت ماہ مئی ۱۹۰۱ء

نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ ×
منشی تاجدین صاحب از لاہور ۱۰ر
سید سعید الدین صاحب از سونگرا ڈاکخانہ کینڈو وٹہنا ضلع کٹک ×
مولوی جان محمد صاحب مدرس اٹنگہ سکول عا
معرفت محمد جان صاحب چندہ عید الاضحی للعہ از وزیر آباد
〃 محمد جان صاحب از وزیر آباد لعہ
میاں سلطان موچی صاحب معرفت نور الدین از ٹانگ گلوی بٹالین ملٹری پولیس عصہ
میاں علم الدین صاحب بہائی 〃 〃 〃 عصہ
نور الدین صاحب از ٹانگ گلوی بٹالین ملٹری پولیس عصہ
ضیاء الدین صاحب از قاضی کوٹ ×
قاضی محمد یوسف صاحب معرفت قاضی ضیاء الدین ×
مولوی سید احمد صاحب ساکن کولوتارڑ تحصیل حافظ آباد ×

معرفت اللہ دتا صاحب مولوی غلام محی الدین صاحب محرر کمیٹی قلعہ دیدار سنگہ ۸ر خود اللہ دتا ۱۵ر 〃 〃
فیروز الدین صاحب طالب علم مڈل سکول قلعہ دیدار سنگہ سہر متفرق ۱۵ر ×
عبد الرحمٰن صاحب اہلمد از کپورتہلہ ے ×
قیمت کتب حکیم فضل الدین صاحب کتب کمیٹی از قادیان ×
عبد الرحیم از قادیان بابت قیمت محیط اعظم ۱۵ر ×
قیمت لکڑی کمیٹی خرید کردہ از نہر نواب صاحب ×
محمد بخش صاحب از کڑیانوالہ تحصیل صہ ×
محمد شریف صاحب اسسٹنٹ سارجن قلات صہ ×
منجانب زوجہ عزیز اللہ صاحب ×
سریکر پوسماسٹر از نادون ×
سید مختار احمد صاحب عصہ ×
معرفت خلیفہ نور الدین صاحب از جموں ×
〃 خلیفہ نور الدین 〃 〃 ×
ضیاء الحق صاحب از کٹک عا ×
مولوی قطب الدین صاحب از قادیان ×
منجملہ قیمت محیط اعظم تعدادی صہ سہر ×
از جماعت افریقہ معرفت محمد ابراہیم و محمد افضل و فرزند علی و بالو بی بخش صاحب وغیرہ ×
محمد موسےٰ رضا صاحب کین وجینٹ فیکچی کال سٹریٹ سی اینڈ ام شٹین بنگلور ے ×
معراجدین صاحب از لاہور عصہ ×
شیخ کرم الٰہی صاحب گڑی ساز لاہور عصہ ×
شیخ عبد الرشید صاحب از میرٹھ ×
علی گوہر صاحب ٹرنسپورٹ لائن وٹنری اسسٹنٹ ٹرنسپورٹ لائن میرٹھ عا ×
زین الدین محمد ابراہیم صاحب از بمبئی صہ ×
محمد کرم الٰہی صاحب احمدی از لدہیانہ عصہ عا
امام الدین احمدی عصہ
مولوی غلام علی صاحب از جہلم ۸ر ×
مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری سابق مدرس قادیان بابت قیمت محیط اعظم ۸ر عصہ
کلرک نور الدین احمدی پلٹن نمبر ۲۲ پنجاب راولپنڈی ۵ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سالانہ قیمت پیشگی عہ
مساکین اور غرباء سے ؏

الحکم

ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۷ | دارالامان قادیان ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخرالزمان علیہ السلام الرحمن

۲۱ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء

"اپنی جماعت کو کچھ نصیحتیں"

بجائے خود مرض طاعون عذاب شدید ہے دوسرا قانون اس پر سخت ہے* جو دوسرا عذاب ہے اور مرض سے بھی بڑھکر ہے عورت ہو یا بچہ ہو الگ کیا جاتا ہے اور گھر کو خالی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس مرض اور اس کے قانون پر غور کرکے میرے دل میں ایک درد پیدا ہوا اور میں نے تہجد میں اس کے متعلق دعا کی تو **الہام** ہوا۔ **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم** اب خیال ہوتا ہے کہ وہ الہام جو ہوا تھا کہ **کون کہہ سکتا ہے اے بجلی آسمان سے مت گر** شاید اسی سے متعلق ہو میں تمھیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالے ان پر رحم کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے ان کو بچالیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو میں نصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو۔ اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ **استغفار** عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالے فرماتا ہے **ما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون** اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔

گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ مبتلا شدہ کو علحدہ رکھا جائے گویا وہ لوگ جو علحدہ کیئے جاویں گے قبروں ہی میں ہوں گے امیر و غریب مرد و عورت بوڑھے جوان کا کوئی لحاظ نہ کیا جاویگا اس لئے خدانخواستہ اگر کسی ایسی جگہ طاعون پھیلے جہاں تم میں سے کوئی ہو تو میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں کہ

گورنمنٹ کے قوانین کی سب سے پہلے اطاعت کرنے والے تم ہو۔

اکثر مقامات میں سنا گیا ہے کہ پولیس والوں سے مقابلہ ہوا۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کے قوانین کے خلاف کرنا بغاوت ہے جو خطرناک جرم ہے ہاں گورنمنٹ کا بے شک یہ فرض ہے کہ وہ ایسے افسر مقرر کرے جو خوش اخلاق۔ متدین اور ملک کے رسم و رواج اور مذہبی پابندیوں سے آگاہ ہوں۔ غرض تم خود ان قوانین پر عمل کرو۔ اور اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو ان قوانین کے فوائد سے آگاہ کرو۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ دعاؤں کا وقت یہی ہے معلوم ہوتا ہے اس وبا نے پنجاب کا رخ کرلیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک متنبہ اور بیدار ہوکر دعا کرے اور توبہ کرے قرآن شریف کا منشا یہ ہے

---

* یہ قانون اب نہیں رہا بلکہ اس میں ترمیم ہو چکی ہے۔ ایڈیٹر

کہ جب عذاب سر پر آپڑے پھر توبہ عذاب سے نہیں چھڑا سکتی اس لئے اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آکر توبہ کا دروازہ بند کر دے توبہ کرو۔ جب کہ دنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آپڑے تو پھر اس کا مزہ چکھنا ہی پڑتا ہے چاہیئے کہ ہر ایک شخص تہجد میں اُٹھنے کی کوشش کرے اور پانچوقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک قسم کی خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کریں توبہ سے یہ مراد ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضا مندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں اخلاق کی تہذیب کریں اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو تواضع اور انکسار اس کی جگہ لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ يطعمون الطعام علىٰ حبه مسكينا ويتيما واسيرا یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔

قصہ مختصر دعا سے توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تاکہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل اور کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔

اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اسکو برا نہ معلوم نہ ہو کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھا جاوے دل شکنی نہ کی جاوے جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بیجا فخر کرکے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ان اكرمكم عند الله اتقاكم دوسروں کے ساتھ بھی پوری اخلاق سے کام لینا چاہیئے جو بد اخلاقی کا نمونہ ہوتا ہے وہ بھی اچھا نہیں ہماری جماعت کے ساتھ لوگ مقدمہ بازی کا صرف بہانہ ہی ڈھونڈتے ہیں لوگوں کے لئے ایک طاعون ہے ہماری جماعت کے لیئے دو طاعون ہیں اگر کوئی جماعت میں سے ایک شخص بُرائی کرے گا تو اس ایک سے ساری جماعت پر حرف آئے گا دانشمندی۔ حلم اور درگذر کے ملکہ کو بڑھاؤ۔ نادان کسی نادان کی باتوں کا جواب بھی متانت اور سلامت روی سے دو۔ یاوہ گوئی کا جواب یاوہ گوئی نہ ہو میں جانتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں بھی کچھ ایسی ہی حکمت عملی تھی کہ اگر ایسا نہ کرتے تو روز ماریں کھاتے پھرتے۔ رومیوں کی سلطنت تھی یہود کے فقیہ اور فریسی اس کے مقرب تھے اسوقت اگر وہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال نہ پھیرتے تو روز ماریں کھایا کرتے اور روز مقدمے ہوتے باوجودیکہ وہ ایسی نرم تعلیم دیتے تھے پھر بھی یہود اُنھیں دم نہ لیتے دیتے تھے۔ اُسوقت کی موجودہ حالت انجیل کی تعلیم ہی کو چاہتی ہوگی اسوقت ہماری جماعت کی حالت بھی قریبًا ویسی ہی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ مارٹن کلارک عیسائی کے مقدمہ میں محمد حسین نے بھی اُسی کی گواہی دی اب سمجھ لو کہ قوم سے بھی کوئی امید نہیں ہے رہی گورنمنٹ اسکو بھی بدظن کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ کسی حد تک معذور بھی ہے اگر خدا نخواستہ وہ بدظن ہو کیونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہے۔ اس لئے ہم کو اکثر مرتبہ گورنمنٹ کے حضور خاص طور پر میموریل بھیجنے پڑے اور اپنے حالات سے خود اسکو مطلع کرنا پڑا۔ تاکہ اسکو صحیح اور سچے واقعات کا علم ہو مناسب ہے کہ ان ابتلا کے دنوں میں اپنے نفس کو مار کر تقویٰ اختیار کریں۔ میری غرض ان باتوں سے یہی ہے کہ تم نصیحت اور عبرت پکڑو۔

دنیا فنا کا مقام ہے آخر مرنا ہے خوشی دین ہی کی باتوں میں ہے اصل مقصد تو دین ہی ہے

رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالےٰ کے احکام کے لیئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش ملکر رمضان ہوا اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے رمض اُس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔

تفسیر القرآن

کا پہلا پارہ ۱۲/ قیمت پر دفتر الحکم قادیان سے ملتا ہے۔

خط

جو

حضرت اقدس جناب مسیح موعود کے حکم سے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے مولوی عبد الرحمن صاحب عرف محی الدین لکھو کے والے کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
اما بعد سلام علی من اتبع الہدیٰ

آپ کا کارڈ وصول ہوا۔ سر الخلافہ کے مقابلہ کی میعاد کی نسبت حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ آپ جس قدر چاہیں اس کی توسیع ہو سکتی ہے کیونکہ ان کو کامل وثوق ہے۔ اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے وہ مکرر الہام پا چکے ہیں۔ کہ کوئی ان کا مخالف اس کے مثل لانے سے عہدہ برآ نہ ہو سکے گا کاش اس وقت جو ایک عالم میں نزاع عظیم اور تشاجر عمیم واقع ہو رہا ہے۔ آپ جو بڑے ملہم اور مستجاب الدعوات کر کے مشہور ہیں۔ نہ صرف مسلمانوں پر بلکہ تمام دنیا پر بڑا بھاری احسان کریں۔ کہ سر الخلافہ کا مقابلہ کر کے حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کو ہی جھوٹا ثابت کریں۔ صرف اسی کی تکذیب پر جو آپ کے نزدیک کوئی متعسر امر نہیں جناب مرزا صاحب اپنے باقی تمام بڑے اور عظیم دعاوی اور بین دلائل اور مبرہن ثبوت چھوڑ دینے پر طوعاً راضی ہیں۔ سو اگر آپ دینی غیرت اور صوفیانہ حمیت کو کام میں لا کر اس مقابلہ اور مقادمہ کے متکفل ہو جائیں اور کافۂ اہل اسلام کو عموماً اور تمام مولویوں صوفیوں اور ملہموں کو خصوصاً اس داغ رسوائی اور فضیحت و تشویر سے مخلصی دلائیں تو آپ کا یہ کارنامہ صفحات دہر پر ہمیشہ کے لیے یادگار رہ جائے گا۔ اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب نے سخت سے سخت غیرت دلانے والے الفاظ اور خطرناک تحدی آمیز دعووں سے آپ کے نظیر علماء و فضلا پر پردہ در حجت ثابت کی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ ہر قسم کی مقابلہ میں فصاحت و بلاغت کا باب ہو۔ یا تحریر دقائق و حقائق تفاسیر قرآن شریف کا یا استجابت دعوات کا ہر باب میں اللہ تعالیٰ مخصوصاً آپ .... کا ناصر و مولیٰ ہے۔ اور دوسرے تمام صوفی۔ ملہم۔ درویش۔ محدث۔ فقیہ مقلد۔ غیر مقلد۔ مخذول۔ و مطرود ہیں اور کوئی ان کا مولیٰ نہیں۔ چنانچہ اس غرض سے فیصلہ آسمانی اور دیگر متعدد کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور ہر پہلو سے اپنے منکروں کو ملزم اور ساکت کیا۔ کیا آپ پر یہ واجب الادا دین نہیں کہ آپ اپنے دعوی ملہمیت کی قوت و استظہار سے اپنے تئیں تمام ہندیوں پنجابیوں اور غزنویوں کی طرف سے فدیہ ادا کرنے والا ثابت کریں۔ مولوی صاحب قسم بخدائے لایزال آپ کے علماء اور آپ کے ملہمین مخذول و مہجور ٹھہر گئے ہیں۔ اور اس وقت سب آپ کے منہ کیطرف دیکھ رہے ہیں کہ آپ کب اس خوفناک دھبہ کو دھونے کے لئے مرد میدان بن کر نکلتے ہیں

۲۔ آپ لکھتے ہیں حضرت مرزا صاحب کی نسبت آپ کو الہام ہوا۔ اِن مَّا **فرعون وھامان** اور اسی رنگ کے بعض الہامات ابتدائی وقتوں میں بھی آپ نے بعض لوگوں کو لکھے ہیں افسوس اگر آپ تقویٰ و طہارت کو مدنظر رکھ کر غور کریں تو آپ پر کھل جائے کہ یہ سب الہامات ابتلا کے رنگ میں خود آپ اور آپ کے مثیلوں پر الٹ کر پڑتے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کا قلیل گروہ تو اسوقت مستضعفین کی ایک جماعت ہے۔ جو ہر طرح کے استہزاء لعن طعن اور تکفیر و تحقیر کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اور فرعون اور ہامان ان کے مخالفین ہیں۔ جو رعونت نخوت تجبر اور تکبر سے تکفیر استیصال و ہلاکت کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور درحقیقت اب تک فرعونی تعلّی اور استکبار کا کوئی دقیقہ تو اٹھا نہیں رکھا۔ چنانچہ ان سب کے اُستاد کا اُس مصری متکبر والا وہ فقرہ جو اس نے تھوڑا عرصہ ہوا۔ اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں لکھا تھا۔ اس کے قدیمی مصری بزرگ کو بھی پیچھے ڈالتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ۔ " ہم ہی نے اس کو (مرزا صاحب کو) اونچا کیا تھا۔ اور ہم ہی اس کو نیچے گرائیں گے۔" اور درحقیقت جو لوگ مبعوث و مامور ہو کر دنیا میں آتے ہیں۔ وہ تو ہمیشہ حسب عادت اللہ جناب **موسیٰ و ہارون علیہما السلام** کی طرح ضعیفوں اور متروکوں کے رنگ میں آتے ہیں۔ فرعون و ہامان کا لقب ہمیشہ سے ان کے مخالفوں کو ملتا رہا ہے۔ افسوس آپ نے کبھی اس امر میں غور نہ کی۔ کہ جس قدر الہامات آپ کو اس بارہ میں ہو چکے ہیں وہ سب محتمل المعانی ہیں۔ شاید وہ آپ کے لئے ایک ابتلا و امتحان کے رنگ میں ہوں کیونکہ کبھی آپ کے الہام رساں نے حضرت مرزا صاحب کا نام لے کر تو آپ کو الہام نہیں کیا۔ اور جیسا اب تک آپ کے تحریر شدہ الہاموں سے ظاہر ہے۔ مرزا صاحب کے نام کو فقرہ الہام میں داخل کر کے تو آپ کو الہام نہیں دیا گیا۔ اور میں اس وقت یہ بڑی بھاری اطلاع آپ کو دیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب بڑے زور سے دعویٰ کر کے کہتے ہیں۔ کہ ان کا نام لے کر یا ان کے نام

کی طرف اشارہ کرکے ہرگز ہرگز آپ کو الہام نہ بخشا جائے گا۔

اور اگر آپ ایسا کریں گے ۔ تو آپ مفتری اور منقول ٹھریں گے ۔ اور بہت جلد آپ کا* وہ تدارک ہوگا جو کاذبوں اور مفتریوں کا ہوا کرتا ہے ۔

لیجئے ایک اور فیصلہ کی راہ نکل آئی ۔ اور آسانی سے تصفیہ پاک ہوگیا ۔ اب آپ کو قسم ہے اللہ جل شانہ کی جو آپ اس طرف توجہ نکریں اگر آپ صادق ملہم ہیں تو دنیائے اسلام کو اپنے الہام کی صداقت دکھائیں اور ایک عالم کو فتن محیط سے نجات دلائیں ۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے ۔ کہ آج سے تیرہ برس پہلے **براہین احمدیہ** میں حضرت مرزا صاحب نے کئی ایک ایسے الہامات مشتہر کئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ان کا نام موسیٰ اور ان کے مخالفین کا نام فرعون وہامان رکھا ہے چنانچہ لکھا ہے **انت منی بمنزلۃ موسی ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون** ۔ پھر آئینہ کمالات اسلام میں آپ کا یہ الہام درج ہے کہ کوئی فرعون آپ کی نسبت کہتا ہے **ذرونی اقتل موسیٰ** ۔ پھر تحفہ بغداد میں صفحہ ۱۷ میں آپ کا یہ الہام درج ہے ۔ **انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ فاصبر علی جور الجائرین** ۔

آپ اب خدا کے لئے غور کریں یہ سب الہامات آپ کے الہامات سے بہت پہلے مشتہر ہو چکے ہیں ۔ ان سے کس کا موسیٰ اور کس کا فرعون ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ کیا اللہ تعالے کے الہامات اور کلام میں تضاد اور تناقض جائز ہے ۔ اور کیا وہ اپنی مرضی سے چاہتا ہے ۔ کہ حق وباطل کو ملتبس اور مختلط کردے کہ ایک طرف تو برسوں پہلے حضرت مرزا صاحب کو جناب موسیٰ کے نام اور اُن کے لوازمات سے موسوم وموصوف کرے اور دوسری طرف آپ کو انگیخت کرے کہ تم انھیں فرعون وہامان کا خطاب دو ۔

درحقیقت موسیٰ وہی ہے جسے برسوں ہوگئے ۔ کہ اللہ تعالے نے اس خلعت اصطفا سے مشرف فرمایا ۔ اب ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ۔ کہ اللہ تعالے اپنے عطاکردہ عہدہ سے پشیمان ہوکر اور اس سے اُسے معزول کرکر پھر ایک ناعاقبت اندیش جلد باز کی طرح اُسی کو فرعون وہامان کہنے لگے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ۔ کہ فرعون وہامان اس موسیٰ کے اعدا ومنکر ہیں ۔ جو اس وقت تمام فرعونی حیل اور مکائد اور جنود مجندہ کی امداد سے اس ضعیف وقلیل جماعت کے نیست ونابود کرنے کے درپے ہورہے ہیں اور زور زور سے دعوی کرتے ہیں کہ بہت جلد اُن ضعفا کو معدوم کردیں گے افسوس اگر آپ براہین احمدیہ کے تمام مختلف الہامات کو مجموعی نظر سے مطالعہ کرتے تو یقیناً آپ پر واضح ہوجاتا کہ اللہ تعالے کے نزدیک حضرت مرزا صاحب اُن تمام اوصاف ومحامد کے پورے مستحق ومستوجب ہیں جنکا اب انھوں نے مجددًا بلکہ برنگ دیگر دعوی کیا ہے ۔ اور آپ کانپ اُٹھتے اور آپ کا دل دہل جاتا ۔ اپنے ناسزا فتاوے کے لگانے سے جو آپ اُن کی نسبت لگا رہے ہیں اور ایسے ناپاک ناموں کو اُن کی طرف منسوب کرنے سے جو بڑی جسارت سے آپ اُن پر اطلاق کررہے ہیں مگر رونا تو اسی بات کا ہے کہ ناحق تو آپ ایسے خطرناک اور زہرہ گداز کام میں ڈال دیں اور بڑی جرأت سے امام الکفر بنیں ۔ ۔ ۔ مگر ایک متقی عفت شعار کی طرح یہ نہ سوچیں کہ حضرت مرزا صاحب کی تصانیف جدیدہ وقدیمہ کو بھی ایک دفعہ بغور نظر دیکھ لیں ۔

مولوی صاحب ۔ صوفی صاحب ۔ ملہم صاحب ۔ معاملہ دین وایمان کا کوئی بازیچہ طفلاں نہیں ہے ۔ کہ جو کچھ منہ میں آئے بیساختہ کہدیا جائے ۔ ہر ایک شخص اپنے منہ کی باتوں سے پکڑا جائے گا ۔ مسلمانوں کا کثیر گروہ اس طرف بھی روز بروز متوجہ ہورہا ہے ۔ بنگال ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ برھما ۔ حیدرآباد ۔ رنگون ۔ اور بنگلور اور پنجاب مصر ۔ مدینہ منورہ ۔ مکہ معظمہ ۔ طائف طرابلس الشام سے صدہا خداترس مسلمان بے تابانہ شوق سے اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہورہے ہیں ۔ اور جو جس کی استطاعت ووسعت اور اختیار میں ہے مال سے ۔ جان سے ۔ قلم سے اس کارخانہ کی تقویت وتائید میں خرچ کررہا ہے ۔

ہزاروں روپیوں کا ماہانہ وسالانہ خرچ ان ہی جاں نثاروں اور عشاق کی امداد کی بنا پر چل رہا ہے اور دوسری طرف ایک وہ گروہ ہے جس کے چشم دید اور آپ قابل فخر سرغنہ ہیں ۔ وہ اس تمام گروہ پر خلود فی النار کا فتوی لگاتا ہے ۔ اور خود حضرت مرزا صاحب بھی کتاب تبلیغ میں فرماتے ہیں ۔ کہ میں لوگوں کے سامنے دو چیزیں پیش کرتا ہوں ایک لعنت اور دوسری برکت ۔ لعنت ان لوگوں کے لئے جو سوء ظن اور عجلت کی راہ سے میرا انکار کریں ۔ اور تکفیر اور تذلیل کا قصد کریں ۔ اور برکت اُن کے لئے جو پیروی کریں ۔ ان حیرت انگیز امور کو دیکھکر اور ان جانفزا تہدیدات کو سنکر ایک خداترس طالب حق کا فرض ہے کہ ان معاملات میں بڑے ٹھنڈے دل سے غور کرے نہ یہ کہ جلد بازی اور بے التفاتی سے بالکل ٹال ہی دے ۔ یا اناپ شناپ جو کچھ منہ میں آئے کہدے ۔

آپ کا فرض ہے ۔ اور قسم ہے آپ کو اللہ تعالی کی جو آپ اس فرض کو ادا نہ کریں ۔ کہ آپ خلقت کو اگر یہ لعنت ہے تو اس سے بچانے کی

*نوٹ ناظرین الحکم کو معلوم رہے کہ یہ شخص اس خط کے لکھے جانے کے بعد بہت جلد مرگیا ۔ اور راستبازوں پر اسکا مفتری علی اللہ ہونا ثابت ہوگیا ۔ فتدبروا ۔ ۔ ۔

کوشش نہ کریں۔ اور اگر یہ برکت ہے تو خود بھی اس سے برکت ڈھونڈیں اور دوسروں کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند کرنے کی کوشش کریں۔ اخیر میں میں چاہتا ہوں کہ کچھ الہامات حضرت مرزا صاحب کے آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ اور اس سے میری غرض یہ ہے کہ آپ خائف و متقی دل لے کر ان پر غور کریں۔ اور اپنے ملہم سے دریافت کریں کہ ایسے الہامات حضرت مرزا صاحب کو کرنے سے اس کا کیا مطلب ہے یا اقلاً یہ کہ آیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یا نہیں۔

انی سامیتك برکة واجلی انوارها حتی یتبرك بثیابك الملوك والسلاطین۔ یا احمد بارك الله فیك ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی لتنذر قوما ما انذر اباءهم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل ان افتریته فعلی اجرامی ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله لا مبدل لکلمت الله یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتك بیدی۔ الحمد لله الذی جعلك المسیح ابن مریم قل هذا فضل ربی وانی اجرد نفسی من ضروب الخطاب وانی احد من المسلمین۔ نرید ان ننزل علیك ایات من السماء ونمزق الاعداء کل ممزق حکم الله الرحمن لخلیفة السلطان فتوکل علی الله واصنع الفلك باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم۔ شانك عجیب واجرك قریب ومعك جند من السموات والارضین۔ انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس انت وجیه فی حضرتی اخترتك لنفسی وانت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق۔ یا عبد القادر انی معك اسمع واری غرست لك بیدی رحمتی وقدرتی وانك الیوم لدینا مکین امین فضل الله عبده وبراه مما قالوا وکان عند الله وجیها ولنجعله ایة للناس ورحمة منا ولنعطیه مجدا من لدنا وکذلك نجزی المحسنین انت معی وانا معك سرك سری لا تخاط اسرار الاولیاء انك علی حق مبین۔

غرض اس قسم کے سیکڑوں الہامات ہیں جو اس امام کی جلالت شان اور قبولیت عظمیٰ پر حضرت باری عز اسمہ کی جناب میں دلالت کرتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان پر غور کریں گے اور ایک فیصلہ کرنے والی کارروائی کرنے پر صدق دل سے آمادہ ہوں گے۔ میں ہوں آپ کے جواب کا منتظر

عاجز عبد الکریم از قادیان ۱۴ اگست ۱۸۹۴ء

اس خط سے پہلے مولوی قطب الدین صاحب ساکن بدوملی نے بھی قریباً اسی مضمون کا ایک خط مولوی عبد الرحمن مذکور کی خدمت میں لکھا تھا اور حضرت اقدس امام علیہ السلام کی خدمت عالی میں پیش کر کے بھیجا تھا حضرت اقدس نے مکرر سکرر بڑے وثوق سے فرمایا کہ بیشک خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو کوئی تیرا نام لے کر تیری مخالف میری طرف سے الہام بیان کرے گا وہ سراسر مفتری اور کاذب ہوگا اور میں اسکو سزا دیے بغیر نہ چھوڑوں گا اور یہ فرمایا کہ جیسے آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ و مسیح اور محمد علیہم الصلوٰۃ و السلام کے مخالفوں اور دشمنوں کا حال ہوا ہے وہ تیرے دشمنوں کا کروں گا۔

یہ الفاظ اور اسی کے مشابہ اور لفظ تھے جو حضرت امام کئی روز تک بڑے جوش سے فرماتے رہے مولوی عبد الرحمن صاحب نے باوجودیکہ بالصراحت حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور جناب مولوی قطب الدین صاحب اپنے خطوط میں لکھ چکے تھے کچھ بھی التفات نہ کیا اور جواب میں ایک کارڈ لکھا کہ ان دو خطوں کے وصول ہونے کے بعد مجھے یہ الہام ہوا کہ

مرزا صاحب فرعون

اللہ اللہ اس کارڈ اور اس الہام کے بعد جو الفاظ حضرت امام موعود علیہ السلام نے فرمائے وہ میری طاقت تحریر سے باہر ہیں جو اُس وقت موجود تھا اُس کا بدن خوف خدا سے کانپتا تھا اور میرا تو کچھ عجیب حال تھا اور میں اُس وقت سے گھڑی گھڑی گنتا تھا کہ کب یہ نادان اور فرعون صفت مولوی ہٹ پڑ میدان میں غرق ہوتا ہے۔ اس کارڈ کے بعد جس میں یہ الہام تھا کہ مرزا صاحب فرعون ٹھیک چوتھے مہینہ ذی الحجہ کی چار تاریخ کو حج کو جاتے ہوئے راستہ میں فوت ہوگیا اور ایک سال بھی نہ گذرا۔ اسی الہام نے اسکو جتا بھی دیا کہ مرزا صاحب فرعون نہیں ہیں فرعون تو وہ ہے جو موسیٰ کے مقابلہ میں موسیٰ کے سامنے مر جائے گا اس الہام کے معنے خدا نے ہی کھول دیے۔

حضرت امام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی شناخت کے لیے یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جس کو خدا نے قلب سلیم دیا ہے وہ اس میں غور کرے اور سوچے یہ مولوی کچھ بوڑھا تھا اور یا دائم المرض بھی نہ تھا بلکہ جوان اور اور مضبوط اور موٹا تازہ انسان تھا جس کی عمر ۴۰ یا ۴۲ برس کی تھی۔ وہی جو پہاڑ سے اپنا سر ٹکراتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

خاکسار محمد سراج الحق نعمانی جمالی ۲۰ جولائی ۱۹۰۱ء

ڈائری

حضرت اقدس امام علیہ السلام

مرتبہ جناب مفتی محمد صادق صاحب

تمہید

۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کی رات کو حضرت اقدس مقدسہ دیوار پر گوبر داس پور گئے ہوئے تھے جس کی کیفیت ایڈیٹر صاحب ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ اس رات کو گرمی کی شدت تھی اکثر لوگ بیخوابی سے پریشان ہو رہے تھے۔ آدھی رات کا وقت تھا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو جماعت انبیاء کی طرح فطرتاً آگ سے پناہ چاہنے والے اور برد میں سلامتی چاہنے والے ہیں اپنے بالا خانہ پر ٹہل رہے تھے کہ آپ کو ٹھنڈے پانی کی خواہش ہوئی۔ کوچہ میں چند نوجوان احتیاطاً حفاظت کے لئے پہرہ دے رہے تھے اللہ تعالے ان کو جزائے خیر دے مولوی صاحب نے ان کو فرمایا کہ کوئی ایسا باہمت تم میں ہے جو تازہ ٹھنڈا پانی کنوئیں سے لائے ایک جوان حصول ثواب کا خواہشمند دوڑا ہوا گیا اور پانی لے آیا مگر مولوی صاحب تیسری چھت پر اور دروازے بند ناچار مولوی صاحب نے اوپر سے کپڑا لٹکایا اور پانی اوپر کھینچا مولوی صاحب نے پانی پیا اور فرمایا کہ اتنی دیر میں پانی کی آب جاتی رہی ہے۔ یہ سارا قصہ صرف اس آخری فقرہ کی خاطر میں نے بیان کیا ہے جو حضرت مولوی صاحب کے منہ سے نکلا ہے اللہ اللہ اگر تم چشمہ کے سر پر بیٹھ کر چشمہ کا پانی پیو تو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور اگر اس پانی کو دور لے جاؤ اور اس پر بہت زمانہ گذر جائے تو پھر رفتہ رفتہ اس کی کیا حالت ہو جاتی ہے شریعت کی مثال بھی عالم کشف میں پانی کے ساتھ ہے۔ دیکھو یہود کا حضرت عیسی کے زمانہ تک کیا حال ہوا اور پھر نصارا و یہود نے آنحضرت ؐ کے وقت کیا کیا کرتوتیں دکھائیں۔ دور کیوں جاؤ اس زمانہ میں مسلمانوں نے حضرت امام مہدی کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ یہ لوگ چشمہ ہدایت سے ایسے نفرت کرنیوالے اور دور بھاگنے والے ہوئے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے ان کے پاس کوئی قرآن نہیں اور نور کے ہونے ہوئے ان کے درمیان کوئی نور نہیں۔ یہ سب اسوجہ سے ہے کہ یہ لوگ اس چشمہ سے دور جا پڑے ہیں ورنہ شریعت کا پانی ابتک ویساہی صاف اور پاک ہے جیسا کہ پہلے تھا جس کا جی چاہے مسیح موعود کے قدموں میں رہ کر اس بات کو آزمالے صدق اور اخلاص کے ساتھ اس پاک امام کی صحبت انسان کو کیا کچھ انعام کا مستحق کرتی ہے۔ اس پاک اور خدا نما مجلس کی گفتگو کا ایک ادنی سا نمونہ تم اس ڈائری میں دیکھتے ہو اور اسکی مثال بھی اسی پانی کی سی ہے جو چشمہ سے دور کسی کے واسطہ بھیجا جائے اول تو سب باتوں اور کیفیتوں اور حالات کو انسان لکھ ہی کیا سکتا ہے پھر اگر لکھا بھی جاتا ہے تو اصل الفاظ سارے کے سارے بعینہ کہاں محفوظ رہتے ہیں بعض دفعہ حضرت اقدس کی بات کا صرف مطلب ہی مجھے یاد رہتا ہے جو میں اپنے لفظوں میں لکھ لیتا ہوں اور بعض دفعہ حضرت کے الفاظ بعینہ یاد بھی رہتے ہیں یا اکثر ساتھ ساتھ لکھ لئے جاتے ہیں مگر پھر وہ بات کہاں جو موجودگی میں حاصل ہوتی ہے۔ حاضر و غائب کیونکر یکساں ہو سکتے ہیں۔ اپنا حرج کر کے امام کی خدمت میں اکثر آنے والے اور اپنے دنیوی فوائد کو مقدم رکھکر گھر میں بیٹھے رہنے والے کیونکر برابر ہو سکتے ہیں۔ میرے دوستو اٹھو کمر ہمت چست کرو دنیا کے خیالات کو لات مارو۔ دعا مانگو کہ امام کی خدمت میں اکثر رہنے کی تمھیں توفیق حاصل ہو۔ اب میں ڈائری شروع کرتا ہوں۔

ڈائری

۱۹ جولائے سنہ ۱۹۰۱ء۔ حافظ محمد یوسف صاحب کا ذکر آیا کہ بعض باتوں پر اعتراض کرتے تھے فرمایا کہ ان کو تو سرے سے سب باتوں پر انکار ہے۔ جبکہ قرآن شریف نے صداقت نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں لو تقول والی دلیل پیش کی ہے اور حافظ صاحب اس سے انکار کرتے ہیں تو پھر کیا اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تو اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر لوگوں کو سنائے اور اسکو میری طرف منسوب کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے حالانکہ وہ خدا کا کلام نہ ہو تو تو ہلاک ہو جائے گا۔ یہی دلیل صداقت نبوۃ محمدیہ مولوی آل حسن صاحب اور مولوی رحمت اللہ صاحب نے نصاریٰ کے سامنے پیش کی تھی جو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے اور اب یہی دلیل قرآنی ہم اپنے دعوی کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ حافظ صاحب اور ان کے ساتھی اکبر بادشاہ کا نام لیتے ہیں مگر یہ ان کی سراسر غلطی ہے تقول کے معنے ہیں کہ جھوٹھا کلام پیش کرنا اگر اکبر بادشاہ نے ایسا دعوی کیا تھا تو اس کا کلام پیش کریں جس میں اس نے کہا ہو کہ مجھے خدا کی طرف سے یہ یہ الہامات ہوئے ہیں۔ ایسا ہی روشن دین جالندھری اور دوسرے لوگوں کا نام لیتے ہیں مگر کسی کے متعلق یہ نہیں پیش کر سکتے کہ اس نے کونسے جھوٹے الہامات شائع کئے ہیں۔ اگر کسیکے متعلق ثابت شدہ معتبر شہادت کے ساتھ حافظ صاحب یا ان کے ساتھی یہ ثابت کر دیں کہ اس نے جھوٹھا کلام خدا پر لگایا حالانکہ خدا کی طرف سے

وہ کلام نہ ہو اور پھر ایسا کرنے پر اس نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی برابر عمر پائی ہو یعنی ایسے دعوے پر وہ ۲۳ سال زندہ رہا ہو تو ہم اپنی ساری کتابیں جلادیں گے۔ ہمارے ساتھ کینہ کرنے میں ان لوگوں نے ایسا غلو کیا ہے کہ اسلام پر ہنسی کرتے ہیں اور خدا کے کلام کے مخالف بات کرتے ہیں۔ گو ان کی ایسی بات کرنے سے قرآن جھوٹا ہوتا ہو پھر بھی ہم کو جھٹلاتے ہیں۔ مگر تعصب بُرا ہے۔ ایسی بات بولتے ہیں جس سے قرآن شریف پر زد ہو۔ ہمارا تو کلیجہ کانپتا ہے کہ مسلمان ہو کر ایسا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ مسلمان تھے کہ بظاہر ضعیف حدیث میں بھی اگر سچائی پاتے تو اسکو قبول کرتے اور مخالفوں پر حجت میں پیش کرتے اور ایک یہ ہیں کہ قرآن کی دلیل کو نہیں مانتے۔ ہم تو حافظ صاحب کو بلاتے ہیں کہ شائستگی سے خلق و محبت سے چند دن یہاں آکر رہیں ہم اُن کا حرجانہ دینے کو طیار ہیں نرمی سے ہمارے دلائل کو سنیں اور پھر اپنا اعتراض کریں مولوی احمد اللہ صاحب کو بھی بیشک اپنے ساتھ لائیں)

بابو محمد صاحب نے عرض کی کہ حافظ محمد یوسف صاحب اعتراض کرتے تھے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے الحکم میں یہ کفر لکھا ہے کہ یہ وہ احمد عربی ہے فرمایا۔

(حافظ صاحب سے پوچھو کہ براہین احمدیہ میں جو میرا نام محمد لکھا ہے اور مسیح بھی لکھا ہے اور تم لوگ اسکو پڑھتے رہے اور اُس کتاب کی تعریف کرتے رہے اور اُس کے ریویو میں لمبی چوڑی تحریریں کرتے رہے تو اُس کے بعد کون سی نئی بات ہوئی ہے۔ مولوی نذیر حسین دہلوی نے اُس کتاب کے متعلق خود میرے سامنے کہا تھا کہ اسلام کی تائید میں جیسی عمدہ یہ کتاب لکھی گئی ہے ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اُسوقت منشی عبدالحق صاحب بھی موجود تھے اور بابو محمد صاحب بھی موجود تھے۔ یہ وہ زمانہ براہین کا تھا جب کہ تم خود تسلیم کرتے تھے کہ اس میں کوئی بناوٹ وغیرہ نہیں اگر یہ خدا کا کلام نہ ہوتا تو کیا انسان کے لئے ممکن تھا کہ اتنی مدت پہلے سے اپنی پٹڑی جمائے اور ایسا لمبا منصوبہ سوچے۔ اب چاہیئے کہ یہ لوگ اس نفاق کا جواب دیں کہ اُس وقت کیوں ان لوگوں کو یہی باتیں اچھی معلوم ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے اُس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام اور اُس کی ماں کا نام میری ماں کا نام ہوگا اور وہ میرے خلق پر ہوگا۔ اس سے آنحضرت صلعم کا یہی مطلب تھا کہ وہ میرا مظہر ہوگا جیسا کہ ایلیا نبی کا مظہر یوحنا نبی تھا۔ اسکو صوفی بروز کہتے ہیں کہ فلاں شخص موسیٰ کا مظہر اور فلاں عیسیٰ کا مظہر ہے۔ نواب صدیق حسن خاں نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ **اٰخرین منھم** سے وہ لوگ مراد ہیں جو مہدی کے ساتھ ہوں گے اور وہ لوگ قائم مقام صحابہ کے ہوں گے اور ان کا امام یعنی مہدی قائم مقام حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوگا)

فقط

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا

ایک

مختصر سا لطیف رسالہ ہے۔ جو ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے۔

قیمت صرف ۲ ؍

دفتر الحکم قادیان سے لو۔

غور طلب باتیں

انبیاء علیہم السلام اس بات پر بہت حریص ہوتے ہیں کہ ہر ایک نیکی اور تقوی کے کام کو عملی نمونہ کے پیرایہ میں لوگوں کے دلوں میں بٹھادیں پس بسا اوقات وہ تنزل کے طور پر کوئی ایسا نیکی اور تقوی کا کام بھی کرتے ہیں جس میں محض عملی نمونہ دکھانا منظور ہوتا ہے اور ان کے نفس کو اس کی کچھ بھی حاجت نہیں ہوتی جیسا کہ ہم **قانون قدرت** کے آئینہ میں یہ بات حیوانات میں بھی پاتے ہیں مثلاً ایک مرغی صرف مصنوعی طور پر اپنی منقار دانہ پر اس غرض سے مارتی ہے کہ اپنے بچوں کو سکھاوے کہ اسطرح دانہ زمین پر سے اٹھانا چاہیئے۔ سو عملی نمونہ دکھانا کامل معلم کے لئے ضروری ہوتا ہے اور ہر ایک فعل معلم کا اس کے دل کی حالت کا معیار نہیں ہوتا۔

محبت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ محبوب کے رنگ سے رنگین ہو جاوے یاد رکھو محبت بجز خدا تعالیٰ اور صلحا کے جائز نہیں ہے بلکہ سخت حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **والذین امنوا اشد حبا للہ** قرآن شریف کی تو یہ تعلیم ہے **یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم** یعنی یہود و نصاریٰ اور ہر ایک ایسے شخص سے جو مومن اور صالح نہیں محبت مت کرو۔ مگر انجیل نے یہ تعلیم دی ہے جس پر عیسائی ناز کیا کرتے ہیں کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو۔ جبکہ محبت اور پیار کی حقیقت یہ ہے کہ محبوب کے قول اور فعل اور عادت اور خلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اسپر خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈالیں اور ایسا ہونا مومن

عمرالدین

سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہیں ہاں مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقائق ہمدردی بجا لائے گا اور اس کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ تم عام لوگوں سے ہمدردی کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو۔ اور عدل سے بڑھکر یہ کہ احسان کرو غرض انجیل اور قرآن کی تعلیم میں یہ بیّن امتیاز ہے کہ انجیل اپنے دشمنوں کے ساتھ محبت کا حکم دیتی ہے جس کا مفہوم محبوب کے اوضاع اور اطوار کو اختیار کرلینا ہے اور قرآن مودت کا جس کا مطلب ہے خیرخواہی اور ہمدردی

مسیح کے آخری الفاظ جو انجیل سے ثابت ہوتے ہیں یہ ہیں ایلی ایلی لما سبقتانی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھکو کیوں چھوڑ دیا اور انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موت سے بچنے کے لئے ساری رات دعا کرتا رہا ہے اور اوروں کو بھی دعا کرنے کے واسطے کہا گویا چند روزہ زندگی سے ایسا پیار کیا کہ ساری رات زندہ رہنے کے لئے اور موت کا پیالہ ٹل جانے کے واسطے دعائیں مانگتا رہا بلکہ سولی پر بھی رضا اور تسلیم کا کلمہ منہ سے نہ نکلا۔ برخلاف اسکے ہمارے سید و مولےٰ نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم نے تو آپ دنیا سے جانے کے لئے دعا کی کہ الحقنی بالرفیق الاعلےٰ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب میں اس جگہ رہنا نہیں چاہتا میں اپنے خدا کے پاس جانا چاہتا ہوں اب مسیح کے آخری الفاظ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ کا موازنہ کرو !!! اول الذکر خدا کا شکوہ کرتا ہے دوسرا اللہ تعالےٰ کے حضور جانے کا آرزومند ہے

فری تھنکر کہتا ہے کہ اگر خدا کو دنیا میں جسم ہی لینا منظور تھا تو اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ وہ عورت کے پیٹ سے ہی پیدا ہوتا؟ کیونکہ گو وہ بن باپ ہی پیدا ہوا ہو لیکن عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے کی وجہ سے کم از کم باپ کے ہونے کا احتمال تو ہو سکتا ہے اس لئے چاہیئے تھا کہ وہ مرد ہی کے پیٹ سے نکلتا تا کہ اس قسم کا احتمال بھی نہ ہو سکتا۔ کیا عیسائی جو خدا کو یسوع کے جسم میں حلول کرنے والا مانتے ہیں اس خیال کی کوئی لطیف توجیہ کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ مومن اور کافر کے مقابلہ میں ہمیشہ مومن ہی کو فتح دیتا ہے اور اسی کی ہی نصرت فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وکان حقا علینا نصر المومنین مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے پھر تعجب کی بات ہے کہ جبکہ امام الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی معہود نے اپنے مخالفوں کو للکار کر اپنے مقابلہ کیلئے بلایا ہے پھر وہ اگر اپنے آپکو کامل مومن سمجھتے ہیں اور انکو خدا تعالیٰ کی کامل کتاب پر ایمان ہے تو انھوں نے کیوں حضرت اقدس کی ہر دعوت پر لبیک نہیں کہا ان کا لبیک نہ کہنا اور میدان میں نہ آنا صاف اس امر کی دلیل ہے کہ حق حضرت اقدس مسیح موعود کے ساتھ ہے اور تائیدات الٰہیہ اس کے شامل حال ہیں۔

مصر کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں بھی واقعات پیش آمدہ کے لحاظ سے اس ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

مگر کیا انھیں معلوم نہیں ہے کہ پنجاب میں ایک شخص میرزا غلام احمد قادیانی (ایدہ اللہ بنصرہ) نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر مسیح موعود اور مہدی معہود کا دعویٰ کیا ہے تیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے اسکو قبول کیا ہے جس میں بڑے بڑے عالم فاضل فقرا مشائخ گریجوایٹ وکیل گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار رئیس نواب تاجر اور عوام شامل ہیں جسکی تائید میں ہزاروں نشانات ظاہر ہو چکے ہیں جس کی صدہا پیش گوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ مخالف الرائے علما سے فیصلہ کرنے کے لئے اس نے یہ طریق مقرر کیئے کہ آؤ قرآن کریم کی اعلےٰ درجہ کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں تفسیر لکھ لو + قبولیت دعا میں مقابلہ کرلو۔ پیش گوئیوں میں مقابلہ کرو میرے لئے بددعائیں کرکے دیکھ لو۔ کسی شخص کو جرأت نہیں ہوئی کہ مقابلہ کے لئے میدان میں نکلتا غالباً اہل مصر اس خوشخبری کو سنکر بہت جلد متوجہ ہوں گے۔ اس نے عربی زبان میں نور الحق سر الخلافہ۔ تحفہ بغداد حمامۃ البشریٰ لاہل مکۃ و صلحاء ام القریٰ۔ اعجاز المسیح۔ کرامات الصادقین التبلیغ المکتوب وغیرہ عجیب کتابیں لکھی ہیں۔ اس کا پورا پتہ یہ ہے

قادیان۔ گورداسپور پنجاب۔ ہند۔

میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود۔

بقیہ مضمون

نذیر احمد صاحب وکیل اور ڈاکٹر رحمت علی صاحب کی خط و کتابت پر ایک نظر

اب موقع تھا کہ آپ کے مسلک پر کاربند ہو جاتا اس لیے کہ اس پالیسی (مرنج مرنجاں) کی خلاف ورزی مکہ میں کافی سبق پڑھا چکی تھی۔ مگر یہاں بھی اہل کتاب کے مذہب میں مداخلت شروع کر دی کبھی سورہ بقرہ میں یہود کے معائب مذکور ہونے شروع ہوئے۔ کبھی تثلیث اور کفارہ اور الوہیت مسیح کے بطلان پر خوفناک حربے چلنے لگے۔ مدینہ کے یہود الگ ناراض ہوئے شام اور روم کے عیسائیوں میں الگ خوفناک جوش پھیلا۔ فارس کے اہرمن اور یزداں یا نور و ظلمت کے پرستاروں کے خرمن میں الگ آگ لگا دی۔ غرض مدینہ میں پہونچکر تو ساری دنیا کی بھڑوں کے چھتوں کو چھیڑ دیا۔

فرمائیے وکیل صاحب بی اے صاحب پورے جنٹلمین صاحب۔ اس واعظ کو اور اس کی جنس کے لاکھوں کو آپ کیا کہتے ہیں۔ صاف صاف فرمائیے کیا انھوں نے زندگی کی کسی گھڑی میں اس آپ کے پسندیدہ مسلک "مرنج مرنجاں" پر کبھی عمل کیا۔ کیا کسی راست باز نے قوم کو خطاب کر کے یہ کہا کہ مذہبی معاملہ میں میرا مسلک مرنج مرنجاں ہے ہاں دنیوی اور ذاتی معاملوں میں کسی اپنے بیگانہ کے حقوق کی میں پرواہ نہیں کرتا۔ اور کیا انکا وہ طریق عمل جائز اور پسندیدہ تھا۔ اس زمانہ کی جدید روشنی اور سویلزیشن ایسی پر جوشش اور انتفاق برہمن اور مذہبی معاملات میں دراندازی کرنے والوں کے حق میں کیا فتویٰ دیتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مسلک بے غیرتوں اور بے باکوں کا مذہب ہے جنھیں خدا اور رسول اور دین حق کی بعزتی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی ایک چپہ زمین کی خاطر جانیں لڑا دیں اور جذبات اور شہوات کے خلاف کرنے والے پر ازالہ حیثیت عرفی کے مقدمات کھڑے کر دیں مگر خدا اور رسول کی سخت سے سخت بعزتی اور بے ادبی دیکھکر یوں کان بند کر لیں اور آنکھیں میچ لیں کہ گویا مردے ہیں ان میں کوئی حس و حرکت ہی نہیں۔ خدا نے قرآن کریم میں یہود کے زوال کے اسباب یعنی انکی بغاوت اور حسد اور قتل انبیا اور سیاہ بدکاری کی جڑ اسی بات کو قرار دیا ہے کہ انھوں نے اپنی سوسائیٹیوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیا اور چھوٹے بڑے سب کے سب ایک دوسرے کے ناپاک اعمال پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ فرماتا ہے کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یصنعون اور یہود کی تباہی اور نکال سے عبرت کا سبق لیکر مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ ولتکن منکم امۃ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ جب تک اس مسلک پر جو مرنج مرنجاں مسلک کا گردن زن مسلک تھا مسلمانوں کا عمل رہا تباہی کے وہ اسباب پیدا نہ ہوئے جو ہمیشہ سے قوموں کی ہلاکت اور بربادی کا یگانہ اور کلی سبب ہوئے ہیں یعنی فسق و فجور۔ آج بدقسمتی سے کثیر گروہ اس قسم کے مصلحوں کا نمودار ہو گیا ہے جو اس نابکار مسلک کو قومی ترقی اور فلاح کی اصل قرار دیتے ہیں۔ سب سے پہلے (میرے خیال میں) یہ مزدکی اصطلاح (مرنج مرنجاں) اسی چودھویں صدی میں میاں ا۔ د گجراتی کے صلح کل قلم سے نکلی۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تعریف میں سخن آرائی کرتے ہوئے آپ نے یہ جامع مانع اور قل و دل فقرہ آپ کے حق میں فرمایا کہ پیر صاحب کا مشرب ہمیشہ مرنج مرنجاں رہا ہے۔ مجھے اسوقت یہ فقرہ پڑھکر افسوس ہوا کہ پیر صاحب کو بدقسمتی سے ایسے نادان دوست ملے ہیں جو مدح کے پیرایہ میں ان کی وہ ہجو کر جاتے ہیں جو قادح منتری کی وسعت میں بھی نہیں ہوتی۔ ایک واقف کار مادح کی مدح کو سنکر مجھے اس نتیجہ پر پہونچنے میں ذرا بھی تردد نہ رہا کہ پیر صاحب کی زندگی کی رفتار صلحا اور اتقیا کے منہاج پر نہیں۔ یا بہت صاف طور پر یوں سمجھو کہ خداوند حکیم کی سنت کے قطعاً خلاف ہے۔ خدا نے خود انبیاء کی بعثت اور ان کے منہ میں اپنا کلام دینے کی بنیاد ڈالی۔ اسی سے امر معروف اور نہی منکر کا طریق نکلا۔ اس سے لوگوں کے خیالات اور رسوم اور مذاہب اور مشارب میں چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ اور پھر اس سے کشت و خون کے وہ ہنگامے اور حشر برپا ہوئے جنکی نظیر وہ کارنامے خود آپ ہی ہیں۔ راست باز درویش اور صوفی ہمیشہ اسی چشمہ صافی سے سیراب ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ یہ بات مسلم ہے کہ ہندوستان اور شمالی جبلی ملکوں میں اسلام کی اشاعت صرف درویشوں اور صوفیوں کی تبلیغی دعوۃ سے ہوئی۔ اسلام کا بارآور درخت ہند کی سرزمین میں انہی لوگوں کی دست سعی کا لگایا ہوا اور انہی پاک نفس راست بازوں کے آب دیدہ اور نور قلب اور حرارت توجہ اور عقد ہمت سے تربیت یافتہ ہے جو لاہور اور ملتان اور اجمیر اور دیگر بلاد میں خدا کے رضوان کے روضوں میں آرام گزیں ہیں پھر یہ کیسے ان بزرگوں کے نام لیوا اور ان کے سجادوں پر بیٹھنے والے ہیں جنھوں نے سناتن دھرم اور دیے شاہیوں اور مزدکیوں کے مشرب کو اختیار کر لیا ہے اور اپنے اعمال اور اقوال (مرنج مرنجاں) سے ان برگزیدوں کے ایمان اور عمل کی

تکذیب و تقبیح کرتے ہیں۔ خدا کے تمام برگزیدوں کی اصطلاح میں بڑا بدبخت اور شقی ہے وہ شخص جس کی سب لوگوں سے موافقت ہو اور اہل ملل و نحل متفقاً اُس کی تعریف و تمجید میں رطب اللسان ہوں۔ خدا کا ایک مشہور ولی ایک دفعہ کسی نیک مرد کے جنازہ پر حاضر ہوا جس کی نسبت نیک تعریفیں اُس کے کان تک پہونچی تھیں۔ وہاں پہنچکر دیکھا کہ سب لوگ اُسے نیک یاد کر رہے ہیں۔ نصرانی بھی مدح کرتے ہیں اور مجوسی بھی یہی کہتے ہیں کہ خوب آدمی تھا۔ کیسا صلح کل اور مرنج مرنجاں مشرب کا شخص تھا۔ یہ ولی جس کا قدم منہاج نبوۃ پر تھا بڑی نفرت اور افسوس کے ساتھ وہاں سے الٹا پھر آیا اور کہا اگر میں جانتا کہ اس شخص نے نفاق اور مداہنت سے زندگی بسر کی ہے تو میں اس کی موت کی خبر سنکر گھر سے باہر قدم نہ رکھتا۔

غرض یہ ہے راہ تمام راست بازوں کی جنھیں خدا کے کلام نے نبی اور صدیق اور شہید اور صالح فرمایا ہے۔ ممکن ہے کہ اس زمانہ کے آتشیں طبع (مگر دین میں سرد اور بے جوش) جلد باز حقیقت ناشناس نوجوان جنھوں نے نفاق اور زور اور دجل کا نام پالیسی اور نیشنلٹی رکھا ہوا ہے اس بات کو سُنکر گھبرا اُٹھیں مگر حق اور حقیقت یہی ہے۔ اور تمام متمدن دنیا کا اضطراراً یا اختیاراً مسلک اور مشرب یہی ہے اور کبھی کوئی نیشن نیشن نہیں بنتی جب تک انبیا کی متعصب اور بہ حمیت پالیسی پر عمل نہیں کیا گیا۔ اس مسلک (مرنج مرنجاں) کی خرابی اور خذلان کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ کبھی یہ دستور العمل بن نہیں سکا۔ ودوں نے بے سوچے اس فقرہ کو تراشا ہے اور زبانوں نے اس کا مزہ لیا ہے پر عمل اور برتاؤ کا شرف اسے کبھی نہیں ملا۔ اس وقت ہمارے سامنے دو ہی شخص ہیں جنکے صدف دہن سے یہ گراں بہا موتی نکلے ہیں۔ کیا خود ان ثلا سفروں نے اس فلسفی مقولہ پر کبھی عمل کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کم سے کم ان بزرگوں سے تو ایسی توقع ہونی چاہیئے تھی۔ ان ہی عالی ہمتوں نے نوشیروان کے بیداد کے تخمیر لاغر مزدک کی مردہ سنت کو صدیوں کے بعد دوبارہ زندہ کیا تھا۔ یہ اس سنت کے پیغمبر اور مزدک کی طرف سے اولوالعزم مرسل تھے۔ انھیں ضرور اس امر کا پاس مناسب تھا کہ خود عملی رنگ میں اس مقولہ کو دکھاتے۔ مگر وہ اس ناشدنی بات کو مُنہ سے نکالتے اور سفید کاغذ کے مُنہ پر تھوکتے وقت بھول گئے۔ سچ ہے ناراستی اور نافرجامی اور ناعاقبت اندیشی ساتھ ساتھ جاتی ہیں۔ راستی کا دشمن اور ورع کا دوست بہت جلد اپنی مُنہ کی بات سے پکڑا جاتا ہے۔ یہ میاں ا د گجراتی جنھیں اس سنت سیئہ کے دوبارہ زندہ کرنے کا فخر حاصل ہے وہ ہیں جنکی کوششوں سے سخنہ ہند کے ضمیمہ کو وہ عزت ملی ہے کہ اشاعت سنہ بٹالہ اور جعفر زٹلی لاہور اُس چلتے پرزہ پرچہ میں اِن کو پورسٹ (منضم) ہوگئے ہیں۔ جناب مرنج مرنجاں صاحب کبھی تو چودھویں صدی میں خدا کے مسیح موعود (علیہ سلام اللہ والملائکۃ والمومنین) کی نسبت خوب پیٹ بھر کر گالیاں نکالتے ہیں اور کچھہ اُس مواد کا بقیہ جو انتڑیوں میں رہ جاتا ہے تو اُسے ضمیمہ سخنہ ہند میرٹھ کے کالم میں الٹ دیتے ہیں۔ ایک باولے مخلوق کی طرح بیتاب اور سر آشفتہ اور سراسیمہ وار اسی دھن میں بل کھاتے رہتے ہیں کہ کسی طرح زبان اور قلم سے خدا کے مسیح اور اُسکے انصار کو رنج پہونچائیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ تو مرنج مرنجاں ریفارمیشن کے پہلے محرک تھے اُن کے مُنہ پر کس نے چھینٹے مارے تھے کہ چونک کر یوں بڑبڑانے اور پھر اناپ شناپ مُنہ سے نکالنے لگ گئے۔ اگر وہ عذر میں یہ پیش کریں کہ انھوں نے اپنے کسی پیشوا کی بے عزتی اور تردید دیکھہ کر بے صبری سے ایسا کیا اور انتقام لیا ہے تو انھوں نے صاف صاف اپنی تکذیب آپ کردی اور بلاشبہ ثابت کردیا کہ وہ نابکار فقرہ قطعاً ناقابل عمل ہے۔ پھر افسوس اور ہزار افسوس اس اصول کی عزت اور قبول کو نظر میں رکھہ کر خدا کے برگزیدہ مسیح موعود پر حملہ کرتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں کہ کیوں اُس نے ثبوت کے منہاج پہ تبلیغی دعوت کی بنیاد ڈالی اور کیوں باطل مذہبوں کو اُن کے اصول کی کمزوری اور عیوب پر آگاہ کیا اور کیوں باطل کا شیرازہ کھول کر رکھدیا۔ اگر خدا کی عادت اور انبیا کی سُنت اور صلحائے امت کی سیرت پر عبور اور ایمان ہوتا تو آج اس مداہنہ اور نفاق کے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی حقیت اور مستجاب اللہ ہونے کے شناخت کسقدر آسان تھی۔ دیکھا جاتا اور بڑی صفائی سے پتہ لگ جاتا کہ ایک ہی شخص ہے۔ آسمان کے نیچے زمین کے اوپر اسلام کے ربع مسکوں میں ایک ہی شخص ہے جو اولوالعزم نبیوں اور مرسلوں کی طرح پھاڑ پھاڑ کر حق اور حقیقت کو بیان کرتا اور تمام ملل باطلہ پر اسلام کی حجت پوری کرتا اور بطلان کو حق کے مقابلہ میں سرنگوں کر رہا ہے۔ اس راہ میں کسی ترہیب اور ترغیب نے اس کے قدم میں جنبش پیدا نہیں کی۔ لاگوں نے بار بار منت سے درخواست کی کہ اگر وہ چاہے تو سورج کو اُس کے دائیں ہاتھہ میں اور چاند کو بائیں ہاتھہ میں رکھدیں مگر اُس نے خدا کے امر کی تبلیغ میں سُستی اور مداہنہ پسند نہ کیا۔ اُس کی

جان پر۔ آبرو پر۔ مال پر۔ تباہی اور مقدمے برپا کیے گئے مگر اس کے بل میں کوئی کمی نہ آئی۔ آہ آہ کس قدر کھلی بات تھی اور ایمان لانے کی راہ کیسی صاف تھی مگر مداہنت اور نفاق کی بری پالیسی کے اتباع نے دلوں پر ایسا قابو رکھا کہ حق کے نور کو ان میں داخل نہ ہونے دیا۔ فالی اللہ المشتکی۔

دوسرے جواں مرد میاں نذیر احمد پلیڈر ہیں جنہوں نے اس مسلک کی پرزور حمایت کی ہے اور بڑے فخر سے فرمایا ہے کہ مذہب کے معاملہ میں میرا مسلک ہمیشہ مرنجاں مرنج رہا ہے۔ کوئی تو خدا کے لئے غور کرے اور اس جنٹلمین بی اے ال ال بی سے پوچھے کہ پیارے بھانجے نے جوش محبت سے یا بچپن کے جذبہ اور جلدی سے آپ کو پرائیویٹ طور پر ایک بات کہی تھی اور کتاب بھیجی تھی۔ یہ کیا آپ کو سوجھی اور کس غرض کو آپ نے مدنظر رکھ لیا کہ چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعود کے دلائل اور دعووں کا رد چھاپ کر اپنے منہ بولی مرنج مرنجاں پالیسی پر خاک ڈالکر ایک معزز اور گرامی اور کثیر جماعت کو رنج پہونچایا۔ اور جوش اور اشتعال کی رَو کی زد سے تنکے کی طرح بہ نکل کر جھوٹی منطق اور زشت شکلیں ایجاد کیں اور خدا کے مرسل و مامور کی آسمانی باتوں پر نکتہ چینی کی*۔ سوچو اور غور کرو تم نے اپنے خلاف آپ گواہی دی اور خدا کی حجت تم پر پوری ہو گئی۔ خدا نے تمہارے اس عمل اور قول سے کھولدیا کہ تمہاری عقل کا پیمانہ بہت چھوٹا ہے۔ ڈرو اور خدا کی باتوں اور آسمانی بادشاہت کو اس میں مت ناپو۔ یورپ کی حکمت اور ہے اور ایمانی حکمت اور ہے یورپ کا دین و دنیا کو اور خدا کی راستبازوں کا دین و دنیا اور۔ چند چنداں حکمت یونانیاں۔ حکمت ایمانیاں را ہم بدان۔

باقی آیندہ

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۶ جلد ۵

مسیح موعود اور یسوع انجیلی کے شاگرد

اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسیح موعود کے خدام اور یسوع انجیلی کے شاگردوں پر بھی ایک نظر کریں۔

یسوع صاحب کا گرفتار کرانے والا یہودا اسکریوطی یسوع صاحب کا خاص حواری اور خزانچی تھا۔ پطرس جو اعظم الحوارین کہلاتا ہے اس نے خود یسوع صاحب کے سامنے عدالت میں تین بار انکار کیا اور لعنت کی۔ بائیبل کی نسبت انجیل میں لکھا ہے کہ یسوع انکو لے کر گتسمنی نام ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جاکر دعا مانگوں اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو لے کر غمگین اور بے قرار ہونے لگا۔ اس وقت اس نے انسے کہا۔ میری جان نہایت غمگین ہے یہانتک کہ مرنے کی نوبت پہونچ گئی ہے تم یہاں ٹھیرو اور **میرے ساتھ جاگتے رہو**۔ اور پھر تھوڑا آگے بڑھکر منہ کے بل گرا اور یہ دعا مانگی کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھسے ٹل جاوے تاہم میری نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو پھر شاگردوں کے پاس آکر **انھیں سوتے پایا** اور پطرس سے کہا کیوں تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے جاگو اور دعا مانگو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو...... پھر دوبارہ اس نے جاکر یہ دعا مانگی...... اور آکر انھیں پھر سوتے پایا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یسوع صاحب بار بار شاگردوں کو جاگتے رہنے کی تاکید کرتے ہیں مگر جب آکر دیکھتے ہیں تو انھیں سوتے ہی پاتے ہیں گویا آپ کے حکم کی کوئی تعمیل نہیں کی جاتی آخر تیسری مرتبہ یسوع انھیں سوتا ہی چھوڑ کر چلا گیا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ **مسیح موعود** کے خدام نے کیا نمونہ دکھایا۔ اور جذبات کو چھوڑ کر ہم اس مقدمہ ہی کے متعلق اس سونے کے رنگ کے واقعہ کو دکھانا چاہتے ہیں اگرچہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے رحیم و کریم ہیں کہ اپنے خدام کیا کسی شخص کو بھی کبھی کوئی تکلیف اپنی آسایش اور آرام کے لئے دینا نہیں چاہتے بلکہ خود اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے دوسروں کو آرام پہونچانا چاہتے ہیں چنانچہ **سیرت مسیح موعود** کے پڑھنے والے اسبات سے بیخبر نہیں ہوں گے۔ محمد حسین والے مقدمہ میں بمقام پٹھانکوٹ جبکہ خاکسار ایڈیٹر الحکم رات کو بیمار ہو گیا تو حضرت اقدس نے آدھی رات کو اٹھکر اسے دوائی عنایت فرمائی تھی۔ **جزاھم اللہ احسن الجزاء**

جس روز رات کو گورداسپور پہونچے تھے حضرت اقدس کی طبیعت کسی قدر ناساز تھی باایں ہمہ حضرت اقدس نے تمام احباب کو جو ساتھ تھے آرام کرنے اور سو جانے کی ہدایت فرمائی تھی چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے متفرق مقامات پر احباب جاکر سو رہے۔ برادرم **عبد العزیز** صاحب اور دو تین اور دوست اس مکان میں رہے جہاں حضرت اقدس آرام کرتے تھے ساری رات حضرت اقدس ناسازی طبیعت۔ اور شدت حرارت کیوجہ سے سو نہ سکے + چونکہ بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اس لئے

* حق تو یہ تھا کہ آپ اسیطرح رشید بھانجے کے جواب میں پرائیویٹ خط پر اکتفا کرتے۔ منہ۔

بار بار ... اُٹھتے تھے۔ حضرت اقدس ارشاد فرماتے تھے کہ میں حیران ہوں منشی عبد العزیز صاحب ساری رات یا تو سوئے ہی نہیں اور یا اس قدر ہوشیاری سے پڑے رہے کہ ادھر میں سر اُٹھاتا تھا اُدھر منشی صاحب فوراً اُٹھ کر اور لوٹا لیکر حاضر ہو جاتے تھے۔ گویا ساری رات یہ بندہ خدا جاگتا ہی رہا۔ اور ایسا ہی دوسری رات بھی ..... پھر فرمایا کہ درحقیقت ادب مرشد اور خدمت گذاری ایسی شے ہے جو مرید و مرشد میں ایک گہرا رابطہ پیدا کرکے وصول الی اللہ اور حصول مرام کا نتیجہ پیدا کرتی ہے اس خلوص اور اخلاص کو جو منشی صاحب میں ہے ہماری جماعت کے ہر فرد کو حاصل کرنا چاہیئے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ وہ کیا بات ہے جس نے اس قسم کی جاں نثاری اور عشق آپ کے مریدوں میں پیدا کر دیا ہے جو یسوع صاحب کو نصیب نہ ہوا۔ وہ ہے جناب مسیح موعود کی قوت قدسی اور انفاس طیبہ کا اثر۔ ہم نے یسوع ناصری کے شاگردوں اور مسیح موعود کے خدام کا ایک ہی واقعہ پیش کر دیا ہے اب ناظرین خود اندازہ لگا لیں گے کہ کون زیادہ کامیاب ہوا۔ ہم کو حیرت اور تعجب ہوا کرتا ہے جب ہم پادریوں کو یسوع صاحب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا کرتے ہیں۔ یسوع صاحب تو مقابلہ میں مسیح موعود کے بھی برابر نہیں اتر سکے چنانچہ یہ بیّن ثبوت ہے جو ہم نے پیش کیا ہے۔

عدالت کو تشریف لے چلتے ہیں۔

جب دس بج چکے تو حضرت اقدس نے کچہری کو چلنے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد عالی سُنتے ہی خدام اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح پر کوئی چالیس آدمیوں کے حلقہ میں خدا کا برگزیدہ ادائے شہادت کے لئے چلا۔ راستہ میں لوگ دوڑ دوڑ کر زیارت کرتے تھے آخر ضلع کی کچہری آ گئی اور کچہری کے سامنے جو پختہ تالاب ہے اُس کے جنوب اور شرقی گوشہ پر دری بچھائی گئی اور حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے۔ حضور کا تشریف رکھنا ہی تھا کہ ساری کچہری اُمنڈ آئی اور اُس دری کے گرد ایک دیوار بنگئی زائرین کا ہجوم دمبدم بڑھتا جاتا تھا ایک آتا تھا دوسرا جاتا تھا۔ چونکہ تیسری یا چوتھی دفعہ تھی جو حضور گورداسپور کی کچہری میں رونق بخش ہوئے پہلے اور طرف بیٹھا کرتے تھے اس طرف بیٹھنے کے لئے یہ پہلی مرتبہ تھی آپ نے فرمایا یہ جگہ باقی رہ گئی تھی۔

اسی عرصہ میں ایک شخص معزز حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے تپاک اور خندہ پیشانی سے حضرت سے مصافحہ کیا اور کچھ باتیں کرتے رہے اور اپنے لڑکے کے لئے جو بیمار تھا دعا کے لئے عرض کی آپ نے دعا کا وعدہ فرمایا پھر اُس نے عرض کی کہ جناب ہمارے لئے ہی یہاں تشریف لائے ہیں اور خدا تعالی نے ہمارے واسطے ہی آپ کی تشریف آوری کی سبیل پیدا کی ہے کہ ہم مشتاقوں کو بھی آپ کی زیارت سے سعادت مند وبہرہ ور فرمائے۔ حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا ہاں ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالے اُن لوگوں کو بھی جو قادیان میں کسی وجہ سے نہیں آ سکتے اور اپنے اندر اخلاص رکھتے ہیں ہماری ملاقات سے محروم نہ رکھے۔ فرمایا لکھا ہے کہ دو بزرگ ایک حضرت سید عبد القادر جیلانی کے مرشد حضرت ابو سعید اور ایک اور بزرگ ایک مقام میں جمع ہوئے اور گفتگو یہ ہوئی کہ حضرت اقدس واکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ میں ہجرت کرا کر کیوں خدا تعالی لے گیا۔ اُن دونو بزرگوں میں سے ایک نے فرمایا کہ مصلحت و حکمت الہی اس بات کی مقتضی تھی کہ جو مراتب اور علو درجات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرنے تھے وہ اس ہجرت اور سفر اور مصائب و تکالیف شدیدہ کے برداشت کرنے سے آپ کو عنایت فرمائے۔ دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ مدینہ میں بہت سی ایسی روحیں پرجوش اور اخلاص اور خدا تعالی کی طرف دوڑنے والی تھیں جو ایک ذریعہ عظیمہ اور سبب کبری کو چاہتی تھیں اور وہ باعث کسی سبب یا بیدست و پا ہونے کے کہیں جا نہیں سکتی تھیں سو اُن کے تکمیل کے لئے خدا وند جل شانہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں پہونچایا غرض اُن بزرگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق یہ دو باتیں بیان کیں اور دونوں ہی باتیں سچی تھیں۔ سو خدا تعالے جو ہمیں گورداسپور لایا اور وہ اپنی مرضی اور حکمت کے رو سے لایا نہ ہم خود اپنی مرضی اور خواہش سے آئے خدا ہی جانے اس میں کیا اُس کی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں اور ہمارے ذریعہ یا ہمارے وجود سے حق کی کیا کیا تبلیغ اور سچائی کی کیا حجتیں پوری ہوں گی اور خدا کے علم میں اور کیا کیا باتیں ہیں جو ہمیں معلوم نہیں خدا تعالے اپنی حکمتوں سے خوب واقف ہے۔ پھر آپ نے چند نصیحتیں کئی پیرایوں میں تقوی و طہارت اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے اور صدق اور راستی کے قبول کرنے کی نسبت بیان فرمائیں۔

غرض یہاں بیٹھے ہوئے ابھی چند منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ مقدمہ پیش ہو گیا۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ال ال بی پلیڈر پیروی مقدمہ کے لئے اندر تشریف لے گئے ایڈیٹر الحکم بھی روئداد کو قلمبند کرنے کیلئے داخل کمرہ ڈسٹرکٹ جج ہوا۔ باقی آئندہ

اسلامی دنیا کی خبریں

افریقہ کی اسلامی ریاست ودوائی میں چند ماہ سے خانہ جنگی شروع ہے ۱۹۰۸ء میں سلطان یوسف کے فوت ہونے پر ایک فریق نے مستحق تخت کے بجائے ایک اور امیر مسمی ابراہیم کو تخت پر بٹھا دیا تھا مگر گذشتہ مارچ میں اصلی وارث مسمی احمد نے ابراہیم غاصب کو تخت سے محروم کرکے فرانسیسی علاقہ کی طرف بھگا دیا اور خود مسند شاہی پر متمکن ہوا۔ بادشاہ احمد سنوسی طریقہ کا پیرو ہے اور جس فریق نے ابراہیم غاصب کو تخت دلوایا تھا وہ سنوسی طریقہ کا مخالف تھا۔

سلطان المعظم نے اپنی سلطنت میں تمام ممالک غیر کے وکلا اور عیسائی ججوں کو کام کرنے کی ممانعت کردی ہے اور حکم دیا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص عثمانی ڈپلوما حاصل کرنے کے بغیر کام نہ کرسکے۔

سلطان مالدیپ حج بیت اللہ سے بخیریت تمام اپنے پایہ تخت میں واپس آئے۔ رعایا نے کئی دن تک خوشی کے جلسے دھوم دھام سے کئے۔

خدیو مصر کے قسطنطنیہ جانے کی وجہ ٹائمز یہ بیان کرتا ہے کہ سلطان المعظم مصر کے نوجوان ترک پارٹی کے متعلق حالات خدیو سے دریافت کرنا چاہتے ہیں

گورنمنٹ مصر نے عربی پاشا اور انکے ہمراہیوں کا خرچ واپسی مصر تک ادا کرنا منظور کیا ہے جنکو لنکا میں جلاوطنی سے رہائی دی گئی ہے ان کے ماہ نومبر میں اس ملک سے روانہ ہونیکی امید ہے۔

جو پیغامات تاربرقی سے سفیر انگریزی متعینہ قسطنطنیہ کے پاس حضور وائسرائے بہادر کی خدمت میں آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۔ جولائے کو قسطنطنیہ میں پلیگ کے دو مشتبہ کیس ہوئے اور ۸ جولائے کو دو نئے کیس اور ہوئے یہی وجہ تھی کہ حال میں ڈاک اور نیٹ ایکسپریس چند روز کے واسطے بند کردی گئی تھی۔

ایک شاہی فرمان میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ تین ترکی ڈاکٹر پلیگ کی نسبت تحقیقات کرنے اور اس کی اصلیت وغیرہ سمجھنے اور ان شخصوں کو نوکر رکھنے کے واسطے جو اس باب میں خاص تجربہ اور واقفیت رکھتے ہوں ہندوستان کو بھیجے گئے ہیں۔

دلچسپ باتیں۔

انڈوں کے چھلکے جو اس ملک میں بیکار سمجھکر پھینکدے جاتے ہیں یورپین علمانے ان سے بھی مفید کام لینا شروع کردیا ہے چھلکے کیمیائی امتحان سے بچھڑوں اور چوزوں کے واسطے بہت مفید پائے گئے ہیں اس لیے ان کا سفوف طیار کرکے انکو کھلاتے ہیں جس کی تاثیر سے یہ بہت طاقتور ہوجاتے ہیں ان چھلکوں میں کاربونیٹ اور فاسفیٹ آف لائم کا مفید جزو پایا جاتا ہے۔

مسٹر مارکونی کو سلسلہ تار کے بغیر دو سو میل تک دور خبریں پہنچانیمیں کامیابی ہوئی ہی

قطب شمالی کا سیاح۔ اب کی قطب شمالی کی سیاحت کے لئے ایک امریکن مسمی ایومن اے بالڈون طیار ہورہا ہے یہ شخص اندنوں یورپ میں اپنی مہم کے واسطے سامان فراہم کررہا ہے مگر منزل مقصود پر پہونچنے کا راستہ ظاہر کرنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ اسکو خوف ہے کہ مبادا کوئی دوسرا شخص اس راز سے واقف ہوکر پہلے وہاں پہونچ جاوے صرف اسقدر کہتا ہے کہ مختلف ممالک سے جو لوگ طیار ہورہے ہیں ان سے سب سے پہلے وہاں موجود ہوگا اور اثنائے سفر میں پیچھے رسل ورسائل بھی جاری رکھے گا۔ اور اس مہم عظیم سے جس میں پہلے کبھی کسی کو کامیابی نہیں ہوئی واپس آنے تک راز ظاہر نہ کریگا امریکہ کے ایک کروڑپتی مسمی ولیم زیگر نے اسکو بڑے پیمانہ پہ امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

ہوائی جہاز۔ اس جہاز کی نسبت جسکو طیار ہونیکی خبر مشہور ہوچکی تھی ولایت سے بذریعہ تار خبر آئی ہے کہ اس کے چلانے میں کامیابی ہوئی ہے پیرس کے ایک فرانسیسی انجنیئر مسمی رہونٹ نے طیار کیا ہے جو سینٹ کلوڈ سے سوار ہوکر ایفل ٹاور کے گرد جو ایک ہزار فیٹ بلند ہے چکر لگا کر صحیح وسالم سینٹ کلوڈ کو واپس آیا۔

کہتے ہیں دنیا میں سب سے پرانا فن برتن سازی کا ہے سب سے پہلے اسکے موجد مصری تھے وہاں دو ہزار برس کی پرانی عمارتوں پر عموماً کمہار کی تصویریں نظر آتی ہیں جو تیپہیہ کی مدد سے آبنوسی کا مٹکا یا پیالہ بنا رہا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۲۲ جولائے سنہ۱۹۱۰ء کی صبحکو میاں حسن احمد صاحب جو ڈاکٹر فیض احمد صاحب ولیبی ٹیوٹر ساکن لنگیا نوالی ضلع گوجرانوالہ کے بڑے بھائی تھے خاص دارالامان میں اس دنیا ناپائدار سے انتقال کرگئے مرحوم کو حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خاص محبت تھی اور نہایت اخلاص تھا۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھے اور اس بیماری کی حالت میں دارالامان میں [illegible]

اظہار رائے

ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار لاہور نے مندرجہ ذیل دو کتابیں اظہار رائے کے لئے دفتر الحکم میں بھیجی ہیں ہم شکریہ سے ان کی رسید دیتے ہیں اور مختصر الفاظ میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔

ضروری انگریزی الفاظ مع معانی و تشریح الفاظ و اصطلاحات قصہ طلب یہ ۴۶ صفحہ کا رسالہ ہے جسکی قیمت ۲ر فی جلد ہے۔ اگرچہ اس میں کل انگریزی الفاظ (جو آج کل کی اخباری دنیا میں استعمال کئے جاتے ہیں) درج نہیں ہوئے لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ بہت بڑی تعداد ایسے الفاظ کی درج کی گئی ہے جو اردو دان اخبار نویسوں اور اخبار بینوں کو مشکلات میں ڈالتے تھے یہ تمام الفاظ حروف تہجی کی ترتیب سے درج کئے گئے ہیں۔ منشی محبوب عالم صاحب کی یہ کوشش قابل قدر ہے اس سے پیشتر اس قسم کی کوئی کتاب اردو زبان میں موجود نہیں ہے اخبار بینی کا مذاق رکھنے والوں کو ضرور ہے کہ اسکی کاپی اپنے پاس رکھیں۔ دفتر اخبار پیسہ اخبار لاہور سے مل سکتی ہے۔

دوسری کتاب **سیاہ سفید** نام ایک ڈیٹیکٹو ناول ہے جس کو لالہ دینا ناتھ حافظ آبادی نے لکھا ہے اور کارخانہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے الحکم کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ہم ناول نویسی اور ناول خوانی کے خلاف ہیں کیونکہ ناولوں کا اچھا اثر ملک کے نوجوانوں کی حالت پر نہیں پڑا۔ اور یہ ایک سحر ہے جس سے انسان کتاب اللہ سے دور جا پڑتا ہے بلکہ ہماری ذاتی رائے ہے کہ جھوٹے فسانے اور جھوٹی کہانیوں کے پڑھنے کے ساتھ ہی جھوٹ کی تعلیم اور تربیت ہوتی ہے۔ جیسے یہ خیال صحیح ہے کہ ہمارے ملک میں عورتیں بچوں کو دودھ کے ساتھ جھوٹ پلاتی ہیں ویسے ہی ہماری یہ رائے ہے کہ ناولوں کے ساتھ جھوٹ سے محبت بڑھتی ہے۔ اس لئے ہم اس کتاب کو دیکھ کر پڑھنا تو کیا خوش نہیں ہو سکتے اور اس کتاب کے مصنف کی خدمت کو قابل قدر نہیں سمجھتے اچھا ہوتا اگر اس کتاب کے بجائے وہ کوئی تاریخی رسالہ شائع کرتے۔ اس کتاب میں کوئی معنوی حسن تو نہیں ہے البتہ اس کی ظاہری حالت میں نام کے لحاظ سے ایک جدت ضرور ہے یعنی ایک ورق سفید اور ایک نیلگوں چھاپا گیا ہے اور ٹائٹل پیج نصف سیاہ اور نصف سفید ہے قیمت ۶ر کارخانہ لاہور سے ملتی ہے کاش ہمارے ملک کے ناول نویس اپنے ملک پر رحم کریں۔

افریقہ کی جماعت احمدیہ کی خدمت میں التماس۔

ذیل میں افریقہ کی جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک عرض کے عنوان سے برادرم حبیب الرحمن صاحب نمبردار حاجی پور کا ایک خط درج کیا جاتا ہے امید ہے کہ ہمارے احباب خصوصاً کلنڈنی میں رہنے والے بھائی اسکا مفصل اور صحیح جواب لکھ کر منشی حبیب الرحمن صاحب کے پاس بھیجدیں گے۔ میاں احمد دین صاحب مرحوم الحکم کے خریدار تھے لیکن جب ان کا اخبار واپس آیا اور راقم سے کھول کریم نے دیکھا تو واپسی کی وجہ یہی لکھی ہوئی تھی کہ مکتوب الیہ فوت ہو گیا۔ غرض یہ یقینی امر ہے کہ مرحوم کا انتقال ہو چکا ہے۔ باقی امور کے متعلق برادران معظم افریقہ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ جلد جواب دیں گے وہ خط منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس و نمبردار حاجی پور کا یہ ہے

افریقہ کی دوستوں کی خدمت میں ایک عرض

برادران سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کو ایک ضروری کام کے واسطے تکلیف دی جاتی ہے براہ مہربانی جواب سے مشکور فرماویں۔

میاں احمد دین ولد وزیر احمد، ساکن بہرام تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر شاید تین سال ہوئے کہ افریقہ گیا تھا اور بزمرہ کمپونڈران ملازم رہا افریقہ پہونچکر وہ حضرت امام الزمان سے بیعت ہوا اب ایک تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا انتقال ہو گیا اُس کا بھائی اور والدہ موجود ہے متوفیٰ کا روپیہ اور اسباب وہاں موجود ہے اگر یہاں آجاوے تو اُس کے پس ماندگان کے کام آجاوے براہ مہربانی آپ کوشش کریں اگر اس کے متعلق اگر کسی مختار نامہ وغیرہ کی ضرورت ہو تو بذریعہ خط مجھے اطلاع دیں کہ میں یہاں سے بھیجدونگا والسلام

راقم حبیب الرحمن احمدی از موضع حاجی پور ڈاک خانہ بھگواڑہ ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر ملک پنجاب۔

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے متعلق

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس ۲۳ جولائی ۱۹۱۱ء کو دارالامان وارد ہوئے آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ ۲۴ جولائی کو لاہور سے ولایت کے سفر کے ارادہ سے مع الخیر روانہ ہوں گے امید کی جاتی ہے کہ وہ انشاء اللہ تعالے ۲۷ جولائی ۱۹۱۱ء کو جہاز پر سوار ہو جائیں گے اور اوائل اکتوبر میں واپس آجائیں گے۔

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی۔

جناب خانصاحب منشی نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم بھی ۲۳ کو دارالامان تشریف لائے۔ خانصاحب موصوف جہلم سے تبدیل ہو کر گجرات جاتے ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول موسمی تعطیلات کے لئے غالباً ستمبر میں ایک مہینہ کے لئے بند کیا جاوے گا اسوقت درج رجسٹر طلبا کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے جن میں سے پچاس کے قریب بورڈر ہیں۔ جو گجرات۔ پشاور۔ ہوشیارپور۔ لاہور گورداسپور لدھیانہ وغیرہ کے اضلاع کے رہنے والے ہیں۔

جناب میرزا خدابخش صاحب آجکل خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب رئیس اعظم مالیرکوٹلہ کی ریاست کے ناظم ہو کر مالیرکوٹلہ میں تشریف فرما ہیں اس لئے کتاب عسل مصفا کے لئے مرزا صاحب موصوف کے نام مالیرکوٹلہ کے پتہ سے ہونی چاہئیں

بیعت

نظام الدین صاحب۔ حاجی وہ بہنی نادار گنج ضلع ملتان تحصیل کرم پور ڈاکخانہ میلسی
زوجہ ” دختر ” اہلیہ ثانیہ ”
محمد حسن صاحب۔ محمد حسین صاحب ”
جمال الدین صاحب ڈاکٹر ہاسپٹل اسسٹنٹ۔ ویلور۔
دیوان شاہ صاحب۔ بٹہ سیالکوٹ
کل خاندان عزیز الرحمن صاحب ولد حبیب الرحمن صاحب۔ بریلی۔
حبیب الرحمن صاحب ”
عبد المجید صاحب۔ گجرات حال سیالکوٹ
نبی بخش خانصاحب۔ مہرایہ۔ ہوشیارپور
خدا بخش خانصاحب ”
شیر محمد خانصاحب ” ”
فضل محمد خانصاحب ” ”
ملا شیخ امام الدین صاحب امام مسجد۔ دوبرجی۔ گوجرانوالہ۔ ڈاکخانہ ”
سید حسن علی شاہ صاحب۔ داعی و الٰہ سیدان ضلع سیالکوٹ تحصیل و ڈاکخانہ رعیئہ
مرزا مہتاب بیگ صاحب۔ سیالکوٹ
ماسٹر ہدایت اللہ صاحب۔ گجرات حال جہلم ماسٹر ایم بی ہائی سکول جہلم۔
محمد یوسف صاحب ” ”
ولی داد صاحب۔ بستی دریام کملانہ ضلع جھنگ تحصیل شورکوٹ۔
غلام محمد صاحب ” ” ”
عبد اللہ صاحب۔ شکار۔ گورداسپور۔ بٹالہ ڈاکخانہ ڈیرہ نانک
مہر شاہ صاحب ” اللہ رکھا صاحب ”
اللہ دین صاحب ” اکرام الدین صاحب ”
غلام محمد صاحب ” گلاب صاحب ”
غلام محمد صاحب نمبردار۔ بلوخیل۔ فو میانوالی تحصیل و ڈاکخانہ ایضاً۔
ہیڈ ماسٹر سٹی سکول بنوں۔
سید سلامت علی صاحب۔ بریلی۔ قلعہ خال
عبد اللطیف صاحب رفوگر
میاں نادر صاحب۔ سیدوالہ۔ منٹگمری

الراقم محمد سراج الحق نعمانی

متفرق خبریں

قسطنطنیہ میں حجاموں کو حکم ہوا ہے کہ حجامت سے پہلے اپنے ہاتھ صابون سے اور آلات سو گرم کئے ہوئے پانی سے صاف کر لیا کریں تاکہ جلدی امراض ایک دوسرے سے نہ لگ سکیں اور چونکہ ہاتھی دانت اور سینگ کے دستے دھونے میں دقت ہوتی ہے اس وجہ سے آئندہ فولادی دستوں کے اُسترے رکھیں۔

لودہیانہ کے مقدمہ جس بیجا میں بجائے ایک کے دو ڈپٹی انسپکٹر پولیس ملوث ہو گئے ہیں۔ آئندہ ۲۴ تاریخ کو ہے۔

ڈاکٹر پالمچل مشہور فرانسیسی حکیم نے ایک نئی مشین نکالی ہے جس سے زخم سی سکتے ہیں انسان کے جسم پر یا جانور کے بدن پر کوئی زخم ہو تو اس مشین سے بہت جلد بغیر درد اور تکلیف کے سیا جا سکتا ہے۔

بقول ایک عالم علم ہیئت امسال غیر معمولی گرمی اسوجہ سے ہے کہ آفتاب کا ایک داغ جس کا ۲۲ کروڑ مربع میل ہے کرہ ارض کے محاذ میں آگیا ہے۔

جاپان میں تین روسی افسر بندرگاہ کی قلعہ بندی کے نقشے اُتارتے ہوئے گرفتار ہوئے اور چھ ماہ قید کی سزا ملی۔

ضروری نوٹس

جن خریداران اخبار کے ذمہ بقایا سابق اور قیمت سال حال ہے وہ براہ کرم جلد قیمت بھیجدیں سال رواں میں سے سات ماہ گذرنے کو آئے + جن احباب نے پچھلے

روزنامچہ آمد مدرسہ تعلیم الاسلام مئی و جون سنہ ۱۹۰۱ء

نام چندہ دہندگان	مد آمد عام اغراض	مد آمد مساکین فنڈ
غلام حسین صاحب احمدی راولپنڈی	۳ر	+
نبی بخش صاحب "	۲ر	+
گلاب دین صاحب رہتاس جہلم	۴ر	+
مولوی سید محمد رضوی صاحب حیدرآباد دکن	[illegible]	+
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب - رامپور	ہ	+
سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار مین پوری معرفت غلام دستگیر صاحب	+	ہ
مولوی خدا بخش صاحب عہ بابو برکت علی صاحب عہ مولوی خدا بخش صاحب ہ	معہ	+
کارڈ چھپوائی ۱۲ر چھپوائی اشتہارات وغیرہ معرفت شیخ یعقوب علی صاحب معہ	معہ ۱۴	+
سراج الدین صاحب صدر قانونگو گلگت	عہ	+
معرفت روشن دین صاحب اسٹیشن ماسٹر	[illegible]	[illegible]
مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم	۵	+
فیس مدرسہ ماہ اپریل سنہ مدرسہ	[illegible]	+
" بورڈنگ ہاؤس "	[illegible]	+
منجملہ مبلغ معہ مبلغ للعہ واپس کیے گئے بابت قیمت کاغذ وغیرہ	للعہ	+
محمد عظیم صاحب کلرک - لاہور	۶ر	+
کریم بخش صاحب رفوگر "	۱۰ر	+
ماسٹر شیر علی صاحب ہیڈماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان	عہ	+
شیخ عبد الرحیم صاحب مدرس "	۸ر	+
شیخ عبد الرحمن صاحب " "	۴ر	+
منشی عبد الرؤف صاحب " "	۲ر	+
مخفی	للعہ	+
علی بخش صاحب سب اوورسیر ہنرگنگ	۶	[illegible]
معرفت حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کمیٹی فروخت کتب	[illegible]	
شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم	+	عہ
حبیب الرحمن صاحب [illegible] حاجی پورہ کپورتھلہ	+	ہ
عبد الصمد صاحب مہتمم مدرسہ بنیاد العلوم پٹیالہ	[illegible]	+
محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ - گجرات	ہ	+
معرفت حامد شاہ صاحب بقایا عید فنڈ سیالکوٹ	للعہ	+

نام چندہ دہندگان	مد آمد عام اغراض	مد آمد مساکین فنڈ
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رامپور	ہر	+
شیخ کرم الٰہی صاحب معرفت عبد الصمد صاحب پٹیالہ	۶	+
شیخ عباد اللہ صاحب " "	۸ر	+
حافظ نور محمد صاحب "	۴ر	+
منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور	عہ	[illegible]
راجہ شیر محمد صاحب بی اے - جموں	عہ	+
علی احمد صاحب نمبردار چک باریہ	+	۸ر
عبد الرحیم صاحب مدرس قادیان	۸ر	+
مفتی محمد صادق صاحب سیکنڈ ماسٹر "	۶	+
مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر "	عہ	+
مولوی مبارک علی صاحب ۴ محمد حبیب صاحب ۴	۶ر	+
قاضی امیر حسین صاحب مدرس قادیان	عہ	+
معرفت حکیم محمد حسین صاحب - جماعت لاہور	سے	+
منشی عبد الرؤف صاحب قادیان	۲ر	+
عزیز بخش صاحب ۶ عبد الرحمن صاحب ۶	۶	۶
حافظ دل احمد صاحب - ڈیرہ غازیخان	عہ	+
عزیز بخش صاحب [illegible] عبد الرحمن صاحب [illegible] ڈیرہ غازیخاں	[illegible]	+
عبد اللہ صاحب "	[illegible]	+
چراغ دین صاحب - امرتسر	[illegible]	+
فیس مدرسہ و جرمانہ	[illegible]	+
حبیب الرحمن صاحب و اہلیہ صاحبہ موصوف حاجی پورہ کپورتھلہ	+	عہ - عہ
ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب	۶	+
ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جہلم	ہ	
حکیم فضل الدین صاحب قادیان فروخت کتب	[illegible]	
معرفت بابو غلام دستگیر صاحب شملہ	+	للعہ
بابو برکت علی صاحب "	عہ	+
فیس بورڈنگ ہاؤس قادیان	[illegible]	+
منشی گلاب دین صاحب رہتاس	۴ر	+
ڈاکٹر عباد اللہ صاحب - امرتسر	+	[illegible]
منشی عبد العزیز صاحب دہلی	+	عہ
قاضی نعمت خان صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ٹرانسپورٹ	ہ	+

رسالہ سراج الحق حضرت امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ تصنیف

رجسٹرڈ ایل ۱۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۸ | دار الامان قادیان ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

۱۹ جنوری سنہ ۹۸ء

مذہب کی اول اینٹ خدا شناسی ہے جب تک وہ درست نہ ہو دوسرے اعمال کیونکر پاک ہو سکتے ہیں۔ عیسائی دوسروں کی پاک باطنی پر بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں اور کفارہ کا اخلاق سوز مسئلہ مان کر اعتراض کرتے ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب کفارہ کا عقیدہ ہو تو اللہ تعالےٰ کے مواخذہ کا خوف رہ کیونکر سکتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے گناہوں کے بدلے مسیح پر سب کچھ وارد ہو گیا یہاں تک کہ ہی ملعون قرار دیا اور تین دن ہاویہ میں رکھا۔ ایسی حالت میں اگر گناہوں کے بدلے سزا ہو تو پھر کفارہ کا کیا فائدہ ہوا۔ اصول کفارہ ہی چاہتا ہے کہ گناہ کیا جاوے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اصول کا اثر بہت پڑتا ہے دیکھو ہندوؤں کے نزدیک گائے بہت پوتر اور قابل تعظیم ہے۔ اور اس کا اثر ان میں اس حد تک ہے کہ اس کا پیشاب اور گوبر بھی پوتر اور پوتر کرنے والا ہی قرار دیا گیا ہے اور گائے کے متعلق جس قدر جوش ان میں ہے جس کی کچھ بھی حد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امر ان میں بطور اصول داخل کیا گیا ہے یاد رکھو اصول بطور ماں کے ہوتے ہیں اور اعمال بطور اولاد کے۔ جب مسیح کفارہ ہو گیا ہے اور اس نے تمام گناہ ایمان لانے والوں کے اٹھا لئے پھر کیا وجہ ہے کہ گناہ نہ کیئے جاویں * تعجب کی بات ہے کہ عیسائی جب کفارہ کا اصول بیان کیا کرتے ہیں تو اپنی تقریر کو خدا تعالیٰ کے رحم اور عدل سے شروع کیا کرتے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ جب زید کے بدلے پھانسی بکر کو ملی تو یہ کون سا انصاف اور رحم ہے۔

جب یہ اصول قرار دیا کہ سب گناہ اس نے اٹھا لئے اور بدون پیدا ہونے کے بھی گناہ اٹھا لئے پھر گناہ نہ کرنے کے لئے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے۔ اگر یہ ہدایت ہوتی کہ اسوقت کے عیسائیوں کے لئے کفارہ ہوئے ہیں تو یہ اور بات تھی مگر جب یہ مان لیا گیا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والوں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع اٹھا کر لے گیا اور اس نے سزا بھی اٹھا لی۔ پھر گنہگار کو پکڑنا کس قدر ظلم ہے۔ اول ظلم تو بے گناہ کو گنہگار کے بدلے سزا دینا بھی ظلم ہے اور پھر دوسرا ظلم یہ ہے کہ اول گنہگاروں کو گناہوں کی گٹھڑی یسوع کے سر پر رکھدی اور گنہگاروں کو مژدہ سنا دیا کہ تمہارے گناہ اس نے اٹھا لئے اور پھر وہ گناہ کریں تو پکڑے جاویں یہ عجیب دھوکا ہے۔ جس کا جواب عیسائی کبھی کچھ نہیں دے سکیں گے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ کفارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہ کی زندگی سے نجات پا سکتا ہے۔ اور گناہ کی قوت اس میں نہیں رہتی تو یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اصول ہی اپنی جڑ میں گناہ رکھتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے مواخذہ الٰہی کے خوف سے لیکن مواخذہ

کا خوف کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ ہمارے گناہ یسوع نے اٹھا لئے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ایسے اصول کا انسان کبھی متقی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کام کو جس کی بنا تقوی کے اصولوں پر ہو ضروری نہ سمجھے گا۔ یہ خوب یاد رکھو کہ پاک باطنی ہمیشہ اصولوں ہی سے شروع ہوتی ہے ورنہ

خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفارہ کا مسئلہ ماننے والوں نے .... پاک باطنی کی عملی نظیریں کیا قائم کی ہیں؟ یورپ کی بد اعمالیاں سب کو معلوم ہیں۔ شراب جو ام الجرائم اور ام الخبائث ہے اس کی یورپ میں اسقدر کثرت ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اگر لنڈن کی شراب کی دوکانوں کو ایک لائن میں رکھا جائے تو پچھتر میل تک چلی جاویں۔ جس حالت میں ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی معافی کا سرٹیفکٹ دیا گیا ہے اور جس قدر گناہ کوئی کرے وہ معاف ہیں اب سوچکر عیسائی ہم کو جواب دیں کہ اس کا اثر کیا پڑے گا۔ اگر نعوذ باللہ ہمارا یہ اصول ہوتا تو پھر اس کا کتنا برا اثر پڑتا۔ نفس امارہ تو سہارا ہی تلاش کرتا ہے۔ جیسے شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سہارا لے لیا اور تقیہ کی آڑ میں جو کچھ کہہ لیں سو تھوڑا ہے۔ میں اسی تقیہ اور امام حسین کے فدیہ کے اصول کی بنا پر دلیری سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں متقی کم نکلیں گے۔ خلیفہ محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ فدیناہ بذبح عظیم سے جو قرآن میں آیا ہے امام حسین کا شہید ہونا نکلتا ہے اور اس نکتہ پر بہت خوش ہوئے ہیں کہ گویا قرآن شریف کے مغز کو پہنچ گئے ہیں ان کی اس نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا اور اس میں سوراخ تھا جب رفع حاجت کو جاتا اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کرے سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کر لیا کریں۔ اور اپنی اس تجویز پر بہت ہی خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے جو فدیناہ بذبح عظیم سے امام حسین کی شہادت نکالتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کی مسجدیں تک تو صاف نہیں رہ سکتی ہیں ہم ایک شیعہ استادسے پڑھا کرتے تھے۔ اور وہاں کتے پیشاب و پاخانہ پھر جاتے تھے اور مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو۔ شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امام حسین اور اہل بیت شہید ہو چکے ہیں ان کے غم میں رو لینا اور ماتم کر لینا بس یہی کافی ہے جنت کے لئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت نہیں اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے کافی ہوا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تمھارے گناہوں پر بھی باز پرس ہوتی ہے اور تمھیں بھی انکی سزا بھگتنی ہے تو پھر یہ نجات کیسی ہے۔ ؟۔

اس اصول کا اثر درحقیقت بہت برا پڑا ہے اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق و فجور نہ ہوتا اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرستیں جنکی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے شائع ہوتی ہیں۔

ہم تو اصول ہی کو دیکھیں گے ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے کہ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ۔ اب اس کا اثر تم خود سوچ لوگے کیا پڑے گا یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پا سکتا۔ تو یہ اصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کر دے گا۔ اور اسکو بالکل مایوس کر کے بیدست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصول انسانی قویٰ کی بھی بے حرمتی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ اسکو ترقی سے روکتا ہے۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالات آزادی اور بے قیدی کو جو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں پس ہمکو صرف قیل و قال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اعمال ساتھ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے قانون قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں مثلاً بھوک لگتی ہے تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھا لے اور زید کی بھوک جاتی رہے اگر قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی تو شاید کفارہ کا مسئلہ ماننے کی گنجائش رکھتا لیکن جب قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر ماننے کا عادی ہے اسے کیونکر تسلیم کر سکتا ہے۔ عام قانون انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو اور خالد کو پھانسی ملی ہو۔ غرض یہ ایک ایسا اصول ہے جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں ہے

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی خدا تعالی کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں

یصعد الیه کلمة الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے اسوقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کان حقا علینا نصر المؤمنین مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اسلئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو نرے لکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے انھوں نے تقویٰ اختیار کیا خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آئیگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی اب ہم کو کوئی بتاوے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے اور صرف تقویٰ محبت الٰہی کو جذب نہیں کرتا والذین هم محسنون بھی ہوں۔ متقی کے معنے ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے اور ایک افاضۂ خیر۔ متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپ کے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھپر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میں نے احسان کیا ہے۔ کیونکہ جسوقت تم مصروف تھے میں نے تمہارے مکان کو آگ نہیں لگا دی۔ اگر میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا۔ غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے جسکو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے پورا راست باز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کرکے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کون سی کی ہے؟

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی آپ نے تکلیف محسوس کرکے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا غلام نے آہستہ سے پڑھا الکاظمین الغیظ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کظمت غلام نے پھر کہا والعافین عن الناس۔ کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے آپ نے کہا کہ میں نے عفو کیا پھر پڑھا والله یحب المحسنین محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا۔ راست بازوں کے نمونے ایسے ہیں کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب بتاؤ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاستقم کما امرت یعنی سیدھا ہو جا کسی قسم کی بد اعمالی کی کجی نہ رہے پھر اصنی ہوں گا آپ بھی سیدھا ہو جا اور دوسروں کو بھی کر عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا

باقی آئندہ

ڈائری

امام ہمام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب بھیروی

۲۰ر جولائی ۱۹۰۵ء

منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے رفیق اور ان کی تصنیف عصائے موسیٰ کا کچھ ذکر تھا۔ کسی نے کہا کہ فلاں شخص ان لوگوں کی چال چلن کی نسبت ایسی بات کہتا تھا۔ فرمایا۔ (ہم اس میں نہیں پڑتے اور نہ ہم اس طرح ذاتیات میں دخل دیتے ہیں۔ یہ بات تقویٰ کے برخلاف ہے۔)

بابو محمد صاحب نے ذکر کیا کہ انھوں نے عصائے موسیٰ میں کئی باتیں واقعات کے برخلاف لکھی ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ (ہم نے ضرورۃ الامام میں یہ ظاہر کیا تھا کہ ہمیں ان پر حسن ظن ہے مگر افسوس کہ انھوں نے اس طرح واقعات کے برخلاف امور لکھکر ہمارے اس حسن ظن کو دور کر دیا ہے کسی دوسرے شخص کی عبارت نقل کرکے الٰہی بخش صاحب نے میری نسبت اور میرے والد صاحب کی نسبت ہتک کے لفظ استعمال کرنے میں کہ وہ ایسے مفلس تھے تقویٰ کا خاصہ نہیں ہے کہ محض جھوٹھ نقل کرے۔ ناقل بھی تو ذمہ وار ہوتا ہے۔ اگر الٰہی بخش صاحب کے ساتھ ہمارے تعلقات ایسے پرانے نہ ہوتے اور وہ ہماری خاندان کے حالات سے واقفیت نہ رکھتے اور کسی دور علاقہ کے رہنے والے ہوتے اور سر لیپل گریفن کی کتاب رؤسار پنجاب میں میرے والد صاحب کا ذکر نہ پڑھا ہوتا اور غدر میں سرکار انگریزی کو پچاس سواروں کی مدد کے حال سے وہ ناواقف ہوتے تو میں اُن کو معذور

سمجھتا۔ مگر اب تو اُن کے تقوی کا خوب اندازہ ہو گیا۔)

فرمایا (ساری کل انسان کی صحت اور ایمان کی خدا کے ہاتھ میں ہے)

کسی نے ذکر کیا کہ کوئی اعتراض کرتا تھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریر میں سختی ہوئی ہے۔ فرمایا

(ہر ایک امر کے لئے موقع ہوتا ہے۔ ایک مولوی کو عین مسجد میں بدکاری کرتے ہوئے دیکھے تو دیکھنے والا ضرور کہیگا کہ یہ بدذات ہے دین کی بےعزتی کرتا ہے۔ مگر جو شخص نہیں جانتا کہ محل اور موقع کون سا ہے وہ دھوکا کھاتا ہے۔ ایک شخص خواہ مخواہ افترا کرتا ہے۔ بہتان باندھتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے۔ ایک نہ دو نہ تین بلکہ سینکڑوں تک نوبت پہونچاتا ہے۔ خواہ مخواہ کہا جائے گا کہ یہ بیجا ہے جو شخص قرآن شریف کے لئے غیرت نہیں رکھتا وہ کیا ہے۔ غصہ خدا نے بیجا نہیں بنایا اُسکا خراب استعمال بیجا ہے۔

کسی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کفر کے وقت تم بڑے غصہ والے تھے اب غصہ کا کیا حال ہے۔ فرمایا غصہ تو اب بھی وہی ہے مگر پہلے اُس کا استعمال بیجا تھا اب ٹھکانہ پر لگ گیا ہے۔ یہ اعتراض تو صانع پر ہوتا ہے کہ اُس نے غصہ کی قوت کیوں بنائی۔ دراصل کوئی بھی قوت بری نہیں۔ بد استعمالی بری ہے۔ قرآن شریف میں انجیل کی طرح یہ حکم نہیں دیتا کہ خواہ مخواہ مار کھاتے رہو۔ ساری شریعت کا یہ حکم ہے کہ موقع دیکھو۔ اگر نرمی کی ضرورت ہے خاک سے مل جاؤ۔ اگر سختی کی ضرورت ہے سختی کرو۔ جہاں عفو سے صلاحیت پیدا ہوتی ہو وہاں عفو سے کام لو۔ نیک اور باحیا خدمتگار اگر قصور کرے تو بخشدو مگر بعض ایسے خیرہ طبع ہوتے ہیں کہ ایک دن بخشو تو دوسرے دن دگنا بگاڑ کرتے ہیں وہاں سزا ضروری ہے۔ اور عملی طور پر انجیل میں سختی دکھائی گئی ہے جہاں حضرت مسیح نے مخالفین کو بے ایمانوں اور سانپوں اور سانپوں کے بچے کہا ہے۔ خدا نے بھی جھوٹے پر لعنت کی ہے اور دیگر اس قسم کے لفظ استعمال فرمائے ہیں۔)

فرمایا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ایک مثال فرعون کی عورت سے ہے جو کہ اس قسم کے خاوند سے خدا کی پناہ چاہتی ہے یہ اُن مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر گر جاتے ہیں اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں پر پچھتاتے ہیں متوبہ کرتے ہیں۔ خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ اُن کا نفس فرعون سے خاوند کی طرح اُن کو تنگ کرتا رہتا ہے۔ وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں۔ بدی سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں ۔ دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلی درجہ رکھتے ہیں۔ وہ صرف بدیوں سے ہی نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں اُن کی مثال اللہ تعالی نے حضرت مریم سے دی ہے **احصنت فرجها فنفخنا فيها من روحنا۔** ہر ایک مومن جو تقوی و طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا اُس میں اپنی روح پھونکدیتا ہے جو کہ ابن مریم بنجاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں کہ یہ آیت عام ہے۔ اور اگر یہ معنی نہ کئے جاویں تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مریم اور ابن مریم کے سوا مس شیطان سے کوئی محفوظ نہیں اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام انبیا پر شیطان کا دخل تھا۔ پس دراصل اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہونچائے خدا کی روح اُس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابن مریم بنجاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس اُمت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔ تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمد اور عیسی اور موسی اور یعقوب اور اسحاق اور اسمعیل اور ابراہیم رکھ لیتے ہیں اور اسکو جائز جانتے ہیں پر خدا کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسی یا ابن مریم رکھدے)

× کسی کے سوال پر فرمایا

(مخالف کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی۔ پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھنے سے آدمی بخشا جاتا ہے۔ نماز تو تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز میں دعا قبول ہوتی ہے۔ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے اُسکا اپنا دل سیاہ ہو تو پھر وہ دوسروں کو کیا برکت دیگا) ×

فرمایا۔ (یہود کہا کرتے ہیں کہ ہم تو قیامت کے دن خدا کے آگے ملاکی نبی کی کتاب رکھدینگے اور کہدینگے کہ اس کتاب میں تو نے فرمایا تھا کہ مسیح کے پہلے الیاس نبی آئیگا۔ اور تو نے یہ نہیں کہا کہ مثیل الیاس یا اُسکا بروز یوحنا کی شکل میں آئیگا۔ اب اگر یہ مسیح سچا ہے اور ہم نے اسکو نہیں مانا تو ہمارا کیا قصور۔ یہی حال آج کل کے علما کا ہے جو مسیح کے منتظر ہیں +

اسبات کا ذکر آیا کہ حضرت مسیح نے جب یہود کو کہا کہ یوحنا ہی الیاس ہے تو وہ یوحنا کے پاس گئے اور معلوم نہیں کن الفاظ میں اُن سے پوچھا کہ تو الیاس ہے تو یوحنا نے انکار کیا کہ میں الیاس نہیں ہوں۔ اور اسطرح حضرت مسیح کی تکذیب ہوئی۔ اسپر فرمایا کہ (معلوم نہیں کہ یہودیوں نے کسطرح سے دھوکے کی گفتگو کی ہوگی۔ یوحنا کو کیا خبر تھی کہ یہ کیا شرارت کرتے ہیں۔ یہ دعوی غلط ہے کہ پیغمبر خدا کی طرح ہر وقت حاضر ناظر ہوتے ہیں اگر یہ بات سچی ہوتی تو آنحضرت صلعم کو حضرت عائشہ کے متعلق کیوں گھبراہٹ ہوتی یہانتک کہ خدا تعالی نے آیت نازل فرمائی۔ سعدی نے خوب لکھا ہے

کسی پرسید زان پیر خردمند
کہ ای روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوے پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان است
دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلے نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

فرمایا (موجودہ اناجیل کے جعلی ہونے کے لئے ایک بڑی بھاری دلیل یہ ہے کہ

غور طلب باتیں

مکالماتِ الٰہیہ جس کا شرف اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو ملتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرح اُس شخص کو جو **فنا فی النبی** ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف عطا فرماتا ہے اس مکالمہ میں وہ بندہ جو **کلیم اللہ** ہو خدا تعالیٰ سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے وہ سوال کرتا ہے خدا اُس کا جواب دیتا ہے گو ایسا سوال خواہ پچاس مرتبہ ہو یا اس سے زیادہ بھی خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ تین نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔

اوّل اُس کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔

دوم اُس کو خدا تعالیٰ بہت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔

سوم اُس پر قرآن شریف کے بہت سے علومِ حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔

جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے مگر اعمال سے کام نہیں لیتا اور اپنی اصلاح نہیں کرتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے دعا سے پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اور اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے ذریعہ سے کرتا ہے وہ کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیتا ہے جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے نادان نیچری سنت اللہ سے ناآشنا کہہ اُٹھتا ہے کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے اس نادان کو اتنا علم نہیں کہ دعا بجائے خود ایک سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں امر میں دعا کی گئی وہ قبول نہیں ہوئی وہ اللہ تعالیٰ پر بدظنی کرتے ہیں مومن کی ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے دو نام ہیں **عزیز** اور **حکیم** عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا اور حکیم یہ ہے کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزون کر دینا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ **علیم** بھی ہے بعض وقت ہم اپنی نادانی سے کیونکہ ہم عالم کل نہیں عواقب الامور سے آگاہ نہیں ایسے امور میں دعا کر بیٹھتے ہیں جنکا نتیجہ ہمارے لئے مفید نہیں ہوتا پس اللہ تعالیٰ اس دعا کو تو قبول فرما لیتا ہے اور اسکی صورت وہی ہوتی ہے کہ کوئی امر مفید پیدا کر دیتا ہے۔ احمق سمجھتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ اسوقت قبولیت دعا وہی تھی۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کو روشن چیز دیکھ کر مانگے مگر ماں بجائے آگ کے اسکو خوبصورت نرم نرم مٹھائی دیدے اب بتاؤ اسکو آگ دینا اسکی درخواست کی قبولیت تھی یا مٹھائی کا دینا۔ یہی سِر ہوتا ہے اُن بعض دعاؤں میں۔

بسا اوقات الٰہیات سے ناواقف جاہلوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ انذاری پیشگوئیوں کے عذاب کی بعض اوقات میعاد کیوں ٹل جاتی ہے اور وہ کسی دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے اصل بات یہ ہے کہ کسی کو سزا دینا دراصل اللہ تعالیٰ کے ذاتی ارادہ میں داخل نہیں ہے اس کے صفاتی نام جو تمام صفاتی ناموں کے اصل الاصول ہیں چار ہیں اور چاروں جود و کرم پر مشتمل ہیں یعنی **ربّ العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین**۔ ان صفات اربعہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے سراسر نیکی کا ارادہ فرمایا ہے یعنی ربوبیت بے استحقاق آرام کے اسباب مہیا کرنا جس کا نام رحمانیت ہے اور تقویٰ اور خدا ترسی اور ایمان پر انسان کے لئے وہ اسباب مہیا کرنا اور آئندہ دکھ اور مصیبت سے محفوظ رکھنا جس کا نام رحیمیت ہے اور اعمال صالحہ کے بجا لانے پر جو عبادت اور صوم اور صلوٰۃ اور بنی نوع کی ہمدردی صدقہ اور ایثار وغیرہ ہے وہ مقام صالح عطا کرنا جو دائمی سرور اور راحت اور خوشحالی کا مقام ہے لیکن جو شخص اپنی بدیوں اور بے اعتدالیوں سے ان صفات کے پرتو کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کر لے اور فطرت کو بدل ڈالے اُس کے حق میں اُسی کی شامت اعمال کی وجہ سے وہ صفات بجائے خیر کے شر کا حکم پیدا کر لیتی ہیں۔ غرض انسان کی اپنی تبدیلی ان صفات الٰہیہ میں تبدیلی کا موجب ہوتی ہے پس چونکہ سزا دینا یا سزا کا وعدہ کرنا خدا تعالیٰ کی ان صفات میں داخل نہیں ہے جو ام الصفات ہیں کیونکہ اُس نے انسان کے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے اسلئے خدا کا وعید بھی جب تک انسان زندہ ہے اور اپنی تبدیلی کرنے پر قادر ہے فیصلہ ناطقہ نہیں ہے لہٰذا اس کے خلاف کرنا کذب یا عہد شکنی میں داخل نہیں ہوتا۔

اُس مذہب کی بھی کوئی حقیقت ہو سکتی ہے جس کی بنا ایک لکڑی پر ہو جیسا کہ عیسائی مذہب ہے اس کا سارا مدار **صلیب** پر ہے لیکن جب واقعات صحیحہ اور دلائل قویہ کی رو سے ثابت کر دیا گیا کہ مسیح **صلیب** پر نہیں مرا بلکہ اُس پر سے زندہ اُتر آیا اور پھر اپنی طبعی موت سے ۱۲۰ برس کی عمر پا کر کشمیر میں آ مرا تو بتاؤ کہ صلیبی مذہب کا کیا باقی رہ گیا؟ کچھ بھی نہیں۔

شمس الدین

عیسائی مذہب کے پاش پاش کرنیکے لئے مباحثہ اور مناظرہ کا اب وہی طریق کار آمد اور مفید ثابت ہوا ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ و السلام کو دیا ہے۔ کیونکہ اس کا کام ہی **کسر صلیب** قرار دیا گیا ہے پھر اس سے بہتر راہ اب کون نکال سکتا ہے

جھوٹا دعویٰ کوئی چیز نہیں سچے مومن بنو اور عملاً راستی اور عدالت سے اسکی سچائی ظاہر کرو۔ پھر دیکھو کہ قدرت الٰہی کس طرح مدد کرتی ہے اور بے ایمانوں کے مقابلہ پر تمہارا کیسا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک میزان ہے جس میں تمام شخصوں اور قوموں کے ایمان اور اعمال کا موازنہ ہوتا رہتا ہے اور ان اعمال کے مطابق ہی قومیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں چنانچہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنے نفس میں تبدیلی نہ کرے یہی آیت ہے جو ہمارے اخبار کا موٹو ہے یہی آیت ہے جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی الہام ہو چکی ہے۔ پس ضرورت ہے تبدیلی کی

مصر میں آجکل عجیب شور بپا ہے جو ہمارے ناظرین کے لئے بھی قابل غور ہے چونکہ کل دنیا کے مسلمانوں نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ مسلمانوں کی حالت دن بدن زوال اور ادبار کی طرف جا رہی ہے اور یہ بات بھی عام طور پر مان لی گئی ہے کہ مسلمانوں کی تباہ حالت کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ اپنے دین پر ثابت قدم نہیں ہیں اور دینی ہدایتوں پر عمل نہیں کرتے ہیں اس لئے مصر میں بھی یہ سوال پیدا ہوا ہے اور جیسا کہ وہاں کی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے اس مضمون پر بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جاتے ہیں اس سوال کے ساتھ ہی مسلمانوں کی دو گروہ

بھی حد تک محسوس کیا ہے خدا کرے کہ وہ جلد امام الزمان سلمہ الرحمن کے وجود باجود سے اطلاع پائیں اور دینی اور دنیوی فائدہ اٹھائیں۔

حضرت اقدسؑ گورداسپور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۷ جلد ۵

عدالت کا کمرہ

اگرچہ بحیثیت اخبار نویس ہمارا فرض ہے کہ ہم ڈسٹرکٹ جج صاحب کے اس کریکٹر پر جس کا اثر برا یا بھلا پبلک پر پڑتا ہے کوئی ریمارک کریں مگر ہم اسکو سر دست اس لئے چھوڑتے ہیں کہ اگر کوئی ایک پہلو بھی ہم اختیار کریں گے ہم کو خوشامد یا بصورت دیگر اپنی اثر اندازی کی سعی کا الزام دیا جائے گا چونکہ ہم صرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کو پیش کرنا چاہتے ہیں اس لئے بوڑ سنگھ اور سنت سنگھ گواہان مدعا علیہ کے بیان کو بھی چھوڑتے ہیں۔

حضرت اقدس بطور گواہ پیش ہوتے ہیں

مندرجہ بالا دو گواہوں کے بیانات ختم ہونے پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور گواہ مدعا علیہ بلایا گیا اس سے پیشتر کہ ہم حضرت اقدس کی شہادت کو قلم بند کریں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مدعا علیہ نے (جنکو حضرت اقدس کے ساتھ خاص خصومت اور عداوت ہے) عام طور پر مشہور کرنے کی کوشش کی تھی کہ بڑی لمبی چوڑی جرح کی جاوے گی اور یوں ہوگا اور دوں ہوگا اس لئے عام آدمیوں کا بھی اچھا خاصہ مجمع ہو گیا تھا۔ مگر خود حضرت اقدس کا وجود اور آپ کے عظیم الشان دعاوی بجائے خود اس قسم کے ہیں جس نے خواص اور معزز لوگوں کی توجہ کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور ان لوگوں کی ایک بڑی تعداد محض اس خیال سے کہ ایسا بڑا مدعی جس کے متبعین میں بڑے بڑے معزز۔ فاضل۔ عالم۔ تعلیم یافتہ۔ مشائخ بڑے بڑے عہدہ دار۔ اور باکمال ہیں) کم از کم دیکھنے کے قابل ضرور ہے جمع ہو گئے تھے چنانچہ رائے گنگا رام صاحب اور مرزا ظفر اللہ خاں صاحب اور منشی عبد الشکور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران بھی حضرت اقدس کے پیش ہونے پر عدالت میں آ گئے تھے۔ آخر خدا کا برگزیدہ جس کے چہرہ سے جلال الٰہی ظاہر ہوتا تھا دنیوی عدالت کے سامنے بطور گواہ پیش ہوا۔

ازالۂ افترا

ہمارے نزدیک اس افترا کا ازالہ بھی ضروری ہے جو فریق مخالف نے افترا باندھا ہے کہ حضرت اقدس کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے کرسی بچھا دی اور عدالت نے اٹھا دی۔ یا امام الدین (مدعا علیہ) نے عذر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ کو عدالت میں کرسی نہ دی جائے وغیرہ وغیرہ اس قسم کی بیہودہ گوئیاں کی گئی ہیں ہم جو عدالت میں موجود تھے ان سب واقعات کو از سر تا پا غلط قرار دیتے ہیں اور افترا اور بہتان میں شمار کرتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام دنیوی عزت و نمود پر ہمیشہ سے لات مارے ہوئے ہیں مگر چونکہ فَاِنَّ الۡعِزَّۃَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوۡلِہٖ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ دنیا میں سب سے زیادہ معزز اور مکرم ہیں اس سے بڑھکر اور عزت کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کا وہ **مامور** ہے خدا اس سے **کلام** کرتا ہے اور دنیوی طور پر جو لوگ بڑے بڑے معزز اور مفتخر ہیں وہ آپ کی کفش برداری پر ناز اور فخر کرتے ہیں۔ اس کے سوا حضرت کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کی نظروں میں ہمیشہ معزز اور محترم رہا ہے اور لاٹ صاحب کے دربار میں وہ کرسی نشین تھے

اور ہیں کیا ان تنگ ظرفوں کو معلوم نہیں کہ **قتل عمد** کے مقدمہ میں جہاں آپ کو بحیثیت ملزم پیش کیا تھا ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور نے آپ کو کرسی دی تھی حالانکہ آپ نے اُسوقت کرسی کی درخواست کی تھی اور نہ اسوقت بلکہ آپ کا شعار تو یہ ہے۔

نمی باید مرا یک ذرہ عز وجاہ این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

غرض یہ دنیا کے فرزندوں کی تنگ نظر کی انتہا ہوتی ہے کہ وہ کرسی پر بیٹھیں یا فلاں سلام کرے ان کو تو نہ کسی کے سلام کی پروا اور نہ کسی کی کرسی کی غرض القصہ حضرت اقدس عدالت میں شہادت کے لئے پیش ہوئے اور آپ نے اپنا بیان دینا شروع کیا۔

بیان حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالی حاضر ہے میں سچ کہوں گا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے مرزا غلام جیلانی ہمارے .. جدیوں میں سے تھا۔ اب تو اس کا کوئی گھر نہیں۔ دوران مقدمہ مذاہین مجھے معلوم ہوا کہ غلام جیلانی نے امام الدین اور میرے والد صاحب پر مقدمہ کیا تھا۔ پہلے صرف امام الدین کا نام تھا پھر مرمت سوال سے میرے والد صاحب کا نام بھی لکھا گیا یہ بات ہمارے مختاروں نے جنھوں نے اب مثل دیکھی ہے بتائی ہے۔ مینے سنا ہے کہ اس مثل میں کوئی نقشہ بھی ہے۔

ایک چاہ پڑا ہے جو سلطان احمد بسرم کے مکان کے دروازہ کے آگے ہے چھ سات سال سے مینے ایک چاہ اپنے زنانخانہ میں سہولت زنانخانہ کے لئے بنایا ہے سقہ بہت سا پانی نہیں دے سکتا اسوقت بھی اندر زنانخانہ میں پچاس ساٹھ عورتیں ہیں۔ جو چاہ متصل دروازہ مکان سلطان احمد کے ہے عرصہ سے ہمارے مصرف میں نہیں آتا۔ ہمارے آدمی پانی لینے جاویں تو سلطان احمد کے آدمی روکتے ہیں۔ سلطان احمد کا خاص کوئی آدمی نہیں ہے اس کی پہلی بیوی مرگئی ہے اب امام الدین مدعاعلیہ کی بیٹی اس کی بیوی ہے اور امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے جو میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی ہے روکنے والی وہی امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے وہ بسازش امام الدین روکتی ہے۔ مینے اپنے کانوں سے ممانعت سنی ہے مینے خود امام الدین کی ہمشیرہ کی زبانی سنا ہے۔ کہ یہ لوگ میرے بھائی امام الدین و نظام الدین کے دشمن ہیں اور میرا رشتہ بھائیوں سے ہے میں نہیں چاہتی کہ یہ اس چاہ سے پانی بھریں ان کو روک دو۔ مینے اس کو بہت دفعہ کہتے سنا ہے۔ سلطان احمد مجھ سے مخالفت رکھتا ہے ایک وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ مرزا غلام قادر کا متبنی بنایا گیا تھا اور میری نصف جائداد کا شریک کیا گیا تھا۔ اب وہ اسی میں اپنی مصلحت دیکھتا ہے کہ تائی کے ساتھ موافقت رکھے یہ اشتہار جو مدعاعلیہ دکھاتا ہے۔ مطبوعہ ۲ر مئی سنہ ۱۸۹۱ء میرا ہے۔ زنانخانہ کا چاہ مردانہ کی ضرورتوں کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے وہ صرف زنانخانہ کی سہولت کے لئے بنایا گیا ہے۔ امام الدین کے چاہ سے ہمارا سقہ بغیر ہمارے علم کے پانی لاتا ہوگا کھلے طور پر ہم وہاں سے پانی نہیں لے سکتے کیونکہ دشنام دہی ہوتی ہے

جب سے دیوار بنی ہے تب سے زیادہ روکدیا ہے۔ دیوار جدید بنائی جانے کے بعد تجویز تعمیر چاہ جدید کی ہوئی پانچ چھ ماہ ہوئے کہ چاہ جدید کا پانی استعمال میں آیا ہے اس سے پہلے بڑی مسجد میں بھی پانی لینے جاتے تھے جس جگہ چاہ جدید بنا ہے وہ احاطہ ہے۔ چھاپہ خانہ اور بورڈنگ ہوس بھی اسی احاطہ میں ہے مدرسہ اور بورڈنگ ہوس میں ڈیڑھ سو آدمی ہوتا ہوگا اور دس پندرہ ملازم چھاپہ خانہ کے۔ اور کبھی ستر کبھی اسی کبھی سو مہمان روزانہ اور مجمع میں جو سال میں تین چار مرتبہ ہوتا ہے تین سو یا چارسو یا پانسو مہمان بھی آجاتے ہیں۔ بورڈنگ ہوس تین یا چار سال سے بنا ہے جس کا مجھے علم ہے۔ لڑکوں اور مسافروں کے لئے پانی بھرنے کا سامان موجود ہے بورڈنگ ہوس کا سقہ کوئی خاص نہیں۔ بورڈنگ ہوس کے کئی ملازمین وگھڑا صراحی وغیرہ برتن بھر لیتے ہیں۔ میں یقینا نہیں کہہ سکتا اگر دور سے پانی لانا پڑے تو خرچ زیادہ پڑے۔ گول کمرہ مینے بنایا ہے میرے بھائی نے نہیں بنایا مینے خود بحیات برادر خود بنایا ہے جب کہ وہ سخت بیمار تھے اور اس مرض میں کہ اس سے جانبر نہ ہو سکے تھے۔ گول کمرہ کے سامنے چار دیواری چار برس سے بنائی گئی تھی۔ تخمیناً ڈیڑھ سال ہوا چھوٹے بوہڑ والا مکان بنایا تھا۔ چھ سات ماہ پہلے وہی بوہڑ والا مکان بنانا چاہا تھا امام الدین بلوہ کرنے کے لئے آگیا چونکہ ہم احتیاط کیا کرتے ہیں ہم نے چھوڑ دیا دوسری مرتبہ پھر ہم نے ارادہ تعمیر کا کیا کہ پھر مدعاعلیہ بلوہ کرنے آگیا پھر چھوڑ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ہم کو معلوم ہوا کہ مدعاعلیہم کا منشا صرف شرارت کا تھا ورنہ اصل مکان میں ان کا

الدین

کوئی حق نہ تھا عورتوں نے کہا ہمنے سُنا ہے انھوں نے چھوڑ دیا فساد سے باز آگئے اور کہیں چلے گئے ہیں واسطے ہم نے مکان بنالیا۔ پولیس والا آدمی آیا تھا ہم نے کہا کہ ہمارا ارادہ بلوہ کرنے کا نہیں اگر زیادہ روکا جاوے گا تو دیوانی سے فیصلہ کرالیں گے چونکہ انھوں نے دست برداری کی ہم نے مکان بنا لیا۔ یہ جگہ جہاں دیوار بنائی گئی ہے تخمیناً ۲۶ سال یا دو تین سال کم و بیش سے شارع عام ہے گول کمرہ میں سے ایک دروازہ ہے جہاں سے میں بڑی مسجد کو جا سکتا ہوں۔ چھوٹی مسجد تو ہمارے گھر کا ایک حصہ ہے زنانخانہ میں جو دروازہ ہے اُس میں سے گذر کر اگر بڑی مسجد کو جانا چاہوں تو پہلے کوٹھی پر چڑھنا پڑتا ہے پھر دوسری طرف سے اُتر کر بڑی مسجد کو جا سکتا ہوں اگر میں اوپر نہ چڑھوں تو کوئی راستہ نہیں ہے دیوار حائل ہے۔

اس دیوار کے بننے سے مجھے بڑی ذاتی تکلیف ہوئی ہے ذاتی تکلیف سے یہ مراد ہے کہ مالی تکلیف ہوئی ہے کہ کنواں بنانا پڑا اور چھاپہ خانہ کا بہت بڑا حرج ہوا مسافر اور میرے ملاقاتی جو بڑے معزز اور شریف آدمی ہوتے ہیں وہ ملاقات کے لئے ترستے رہتے ہیں میں اوپر ہوتا ہوں اور وہ نیچے میں الفاظ میں نہیں بیان کر سکتا کہ مجھے اس سے کسقدر درد پہونچتا ہے آٹھ نو ماہ ہوئے ایک شریف عرب مجھے ملنے آیا اُسکو چوٹیں لگیں کیونکہ راستہ چکر دار ہے وہ بہت خراب ہے اور پتھریلا ہے برسات میں خصوصاً چلنے کے قابل نہیں ہوتا۔ دیوار بنتا نہر کے نیچے کوئی فرش نہیں لگا دیکھا بازار میں پکا فرش ہے ہماری گلیوں میں پکا فرش نہیں ہے مجھے خبر نہیں کہ اور گلیوں میں ہے یا نہیں۔

باقی آیندہ

(ایک خط)

سید وزارت حسین صاحب ساکن مونگیر کے نام

معترضوں کے اعتراضات پر قول فیصل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان تمام سوالات پر جو آپ نے لکھے ہیں کلام کلّی کے طور پر چند ہی باتیں کافی ہیں۔ ان سوالات کا پیش کرنے والا خدا کی کتاب اور سنت صحیحہ سے قطعاً واقف نہیں وہ اُنھیں باتوں پر قناعت کرکے بیٹھا ہوا ہے جو کہانیوں اور قصوں کے رنگ میں قوم کے درمیان مشہور ہیں۔

مسیح موعود کی آمد ثانی اور علامات اور وقت کی نسبت جس قدر روایتیں اور خیالات ہیں اگر ان میں سے ایک ٹانگ بھی ٹوٹ جاوے تو وہ فرض کیا ہوا سارا کارخانہ درہم برہم ہوجاتا ہے۔ پہلے جو بات تنقیح طلب ہے یہ ہے کہ آنے والا مسیح کون ہے؟۔ آیا وہی اسرائیلی حضرت عیسیٰ ابن مریم؟ یہ تو ناقابل عفو غلطی ہے جس میں بد قسمتی سے مسلمان نصاریٰ کی تقلید سے مبتلا ہو گئے۔ قرآن کریم صریح طور پر اُس کی وفات بیان کرتا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جبکہ بعض بزرگ صحابیوں نے جوش سے کہا کہ آنحضرت فوت نہیں ہوئے وہ شریروں کو سزا دینے کے لئے عنقریب آتے ہیں اور یہ کہا کہ جو شخص آنحضرت کو فوت شدہ کہے گا تلوار سے کاٹا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کے مجمع میں اس آیت شریفہ کو پڑھا

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الآیہ

اس سے سب کے جوش سرد ہوگئے اور سب نے یقین کرلیا کہ رسول کریم کی وفات اوپری وفات نہیں آپ نے وہی پیالہ پیا جو سب انبیا نے پیا۔ خدا کے لئے سوچنا چاہیئے کہ اگر اُس مجمع میں ابوبکر صدیق کا استدلال اس آیت سے کل انبیا کی موت پر نہیں تو وہ بات کیا تھی جس سے صحابہ نے اُسوقت تسلی پالی اور اپنے محبوب و مولی کے فقدان پر جس کے فراق میں وہ تڑپ رہے تھے خدا کی تقدیر سے راضی ہوگئے۔ صاف ظاہر ہے کہ اُس عام خیال کے سبب سے جو نصاریٰ کے اعتقاد کی زہریلی ہوا سے مدینہ کے اندر باہر پھیلا ہوا تھا اور یوں بھی میل ملاقات کی وجہ سے عربوں میں دائر سائر ہو رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں صحابہ کو یہ خیال آیا کہ جب حضرت عیسیٰ جیسا شخص اب تک زندہ ہے تو پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء ہیں بطریق اولیٰ زندہ رہنے چاہیئے۔ اسلئے کہ آپ کی زندگی تمام زندگیوں سے زیادہ ضروری ہے۔ اس تصور اور اعتقاد نے اُنھیں جوش دلایا اور وہ برداشت نہیں کرسکتے تھے کہ کسی مُنہ سے آپ کی وفات کا لفظ سُنیں۔ آخر حضرت ابوبکر نے قرآن کی وہ آیت سُنا کر فیصلہ کردیا کہ ہمارے نبی کوئی انوکھے فوت نہیں ہوئے بلکہ سارے نبی ہی پہلے اوپر سے گذرے ہیں۔ یہ پہلا اجماع ہے جو تمام مقدس اصحاب کا ایک بات پر ہوا اور وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات۔ اس مبارک اجماع کے بعد جس نے اسلام کو دوبارہ زندگی عطا کی کسی غیرت مند مسلمان کی روح روا رکھ سکتی ہے کہ وہ اپنے نبی کریم خاتم النبیین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو تو مردہ

اعتقاد کیسے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر ماننے اور اس اعتقاد بد سے کافر نصرانیوں کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطرناک گالیاں دیتے اور بدترین خلق جانتے ہیں (لعنہم اللہ) پوری پوری مدد دے۔ آج ظالم نصرانیوں کے ہاتھ میں مسیح کی زندگی کا اعتقاد بڑی تیز چھری ہے جس سے وہ مسلمانوں کو ذبح کرتے ہیں چنانچہ لاہور میں لاٹ پادری نے مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں بڑے زور سے یہ کہا کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح زندہ آسمانوں پر ہے اور تمھارا نبی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مردہ زمین میں پڑا ہوا ہے اب تم بتاؤ افضل انمیں سے کون ہے۔ تمام علما اس کے جواب سے ساکت رہ گئے اور درحقیقت وہ ظالم جو خود مسیح کو زندہ مانتے ہیں اس ناپاک بات کا جو ظالم نصرانی نے پیش کی کیا جواب دے سکتے تھے۔

آخر ہماری جماعت میں سے مفتی محمد صادق صاحب نے بڑی قوت اور جرأت سے مسیح کی وفات قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کی اس پر وہ مشرک بہت دیر تک مبہوت اور ساکت ہو گیا اور کہا یہ نئی باتیں ہیں ہم نے اس سے پہلے مسلمانوں سے نہیں سنیں اور کچھ تردید نہ کر سکا۔ اس سے اس مجمع پر بڑا نیک اثر پڑا ورنہ ارتداد کا دروازہ کھل جاتا۔ آخر اس پادری نے یہ معلوم کرکے کہ محمد صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہیں اُن سے مباحثہ کرنے سے قطعًا انکار کر دیا اور پھر حضرت مرزا صاحب نے بھی جب اُسے مباحثہ کے لئے دعوت کی تو صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں آپ سے بحث نہیں کرتا۔ میں تو عام مسلمانوں کو خطاب کرتا ہوں۔ اب آپ ہی سوچیں کہ وہ کون قوم ہے جسکے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے اور وہ کون عباد ہیں جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے قطعی خبر دیدی کہ اُن پر شیطان کو کبھی غلبہ نہ ہوگا چنانچہ فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ کیسے بد قسمت ہیں مسیح کی زندگی کا اعتقاد رکھنے والے کہ ظالم شیطان کے دانت اُن کے ایمان پر تیز رہتے ہیں اور اُسے قوی امید رہتی ہے کہ وہ آخر اُن کے قلعہ کی دیواروں کو توڑ کر اندر گھس جائے گا۔ اگر کوئی خدا کی عزت کو۔ نبی کریم کی عزت کو نگاہ رکھنے والا ہو اور مسلمانوں کو اُن بھیڑیوں کے تیز چنگال سے جو یسوع کی بھیڑیں کہلاتی ہیں چھڑانے کی سچی تڑپ رکھنے والا ہو تو یہی بات ہر کے لئے صاف سڑک تیار کر دیتی ہے حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود کی ضرورت کے تسلیم کرنے کی۔ وہ صفائی سے سمجھ سکتا ہے کہ ایک ہی شخص ہے جس نے ان دریدہ دہن دشمنان خدا اور رسول کے منہ میں کانٹے دار لگام دی ہے۔ اور اس سید المعصومین محبوب رب العلمین (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بے آبروئی اور ہتک کا ان ظالم مشرکوں سے خوب ہی انتقام لیا ہے۔

العرض بات لمبی ہو گئی تمام باتوں کا نچوڑ یہی ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام وفات شدہ ثابت ہو گئے تو معًا وہ سارے لمبے چوڑے افسانے بھی خاک میں مل گئے جو اُن کی زندگی کے تسلیم کے فرض پر لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔

اور پھر جب اس پہلو میں غور کیجائے کہ قرآن کریم موسوی اور محمدی خلفا کے سلسلوں کی مطابقت اور مماثلت سے خوشخبری دیتا اور ڈنکے کی چوٹ سے پکار کر کہتا ہے کہ محمدی خلافت کے سلسلہ کو بھی ایک مسیح موعود پر اُسی طرح ختم ہونا ضروری ہے جسطرح موسوی خلافت کا سلسلہ حضرت مسیح پر ختم ہوا۔ اس لئے کہ ایک طرف قرآن فرماتا ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ اس میں خدائے علیم حکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیتا ہے۔ اور پھر۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ میں بشارت دیتا ہے کہ ملت محمدیہ میں بھی اُسی طرح خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا جس طرح موسوی ملت میں ہوا اور ان دونوں مقاموں میں کَمَا کا لفظ مشترک رکھکر موسوی اور محمدی سلسلوں کی پوری مطابقت اور مماثلت کی طرف اشارہ کر دیا۔ غرض ایک طرف قرآن کریم صاف صاف خبر دیتا ہے کہ مسیح موعود کا چودھویں صدی میں بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسی طرح آنا ضروری ہے جس طرح موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے جو موسوی شریعت کے متمم اور مصدق تھے اور اپنی طرف سے کچھ بھی شریعت دینے والے نہ تھے۔ اور دوسری طرف حدیثیں بھی خبر دیتی ہیں کہ مسیح موعود کا آنا ضروری ہے اور قومی تواتر اور مسلّم بات بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ آنے والے ہیں۔ اور معًا یہ بات کہ وہ حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم صاحب انجیل قرآن کریم کی نصوص صریحہ کی بنا پر کل صحابہ کے اجماع کی بنا پر فوت ہو چکے ہیں حیرت میں ڈالتی ہے کہ معاملہ کیا ہے۔ مگر یہ حیرانی دور تک قائم نہیں رہتی۔ دانشمند طبیعت بہت جلد تاریکی سے نکل کر اس نور تک پہنچ جاتی ہے کہ خدا تعالے کی استمراری اور جاری سنت کے موافق یعنی خلافت کے معروف اور مسلّم سلسلوں کے موافق ضروری ہے کہ سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ مسیح موعود اُمت ہی میں سے ہو۔ باہر سے کسیکو بلانا ہزاروں مفاسد کو ساتھ لاتا ہے اور درحقیقت جب قرآن کریم کی صریح نص اور اُمت محمدیہ کے آدم ثانی خلیفہ بلا فصل اسد اللہ الغالب علی کل غالب جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کا فہم قرآن اور تمام برگزیدوں کا اجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر متفق ہیں تو پھر اُن کے بلانے یا آنے کی نسبت گفتگو ہی عبث ہے۔ مگر آسمان اور زمین کی شدید پکار یعنی کل مقدس صحیفوں اور قرآن کریم کا مسیح موعود کی نسبت خبر دینا اور قرآن

کریم کا محمدی اور موسوی سلسلوں کو آغاز سے انتہا تک مطابق قرار دینا ایک متدبر سلیم الفطرت کو یہ امور ثلج قلب اور شرح صدر سے یقین دلا دیتے ہیں کہ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات حق ہے ویسے ہی اُن کی آمد ثانی بھی حق ہے اور وہ آمد ثانی ویسی ہی ہے جیسے کہ خود حضرت مسیح کے زمانہ میں یہود کی بڑی بھاری نزاع کے وقت فیصلہ پا چکی ہے اور وہ ہے حضرت ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شکل میں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فیصلہ حق نہ تھا اور خدا کی وحی اور سنّت کے مطابق نہ تھا تو پھر ظالم یہودیوں کی جاں خراش نکتہ چینیاں آپ کی پاک ذات کی نسبت حق ہیں۔ اب یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صادق رسول مانو یا یہود کو راستی پر مانو اور اُن کی تکفیر اور تکذیب کرو۔ تعجب کی بات ہے اور علمائے اُمت پر افسوس آتا ہے کہ ایک مقدمہ کی جو اس وقت پیش آیا ہے سابق کتابوں اور پہلی اُمت میں نظیر موجود ہے اور خدا کے برگزیدہ نبی کی عدالت کا ناطق فیصلہ موجود ہے پھر بھی غور نہیں کرتے اور نہیں سوچتے کہ اس انکار اور اصرار سے کس قوم سے مشابہ ہو رہے ہیں۔ آج اس مسیح موعود کے وقت میں اس کے ساتھ جو نزاع اختلاف پیش آئی کہ یہی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل کے ساتھ یہودیوں کو پیش آئی تھی۔ سو کس قدر ضروری ہے کہ ہمارے بھائی اس فیصلہ کے آگے گردنیں جھکا دیں جو اس راستباز نبی نے یہود کے دعوی کے متعلق کیا۔ یہود کے مولوی بھی تو گھبرا گئے ہوں گے اور گردن کی رگیں پھول پھول کر اس منصوبہ کو بھی کہتے تھے کہ تو کیونکر صادق ٹھہر سکتا ہے جب کہ ہنوز ایلیا عنصری جسد کے ساتھ جیسے قبل آسمان سے نازل نہیں ہوا جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب کی نص صریح سے ثابت ہے مگر حضرت عیسیٰ نے انھیں یہی جواب دیا کہ ایلیا تو آگیا اور وہ یوحنا (یحییٰ) ہے چاہو تو قبول کرو۔ بدقسمت ظاہر پرست الفاظ پر مرمٹنے والے یہود کے مولوی اس تاویل پر راضی نہ ہوئے۔ اسی کتاب اللہ کی نص کی تحریف قرار دیا اور خدا کے سچے نبی کی تکذیب اور تکفیر کی اور خدا کی لعنت اور ابدی غضب کا استحقاق پیدا کر لیا۔ آج بھی یہودی یہی کہتے ہیں (چنانچہ ہمارے پاس بمبی کے ایک فاضل یہودی کی تحریر موجود ہے) کہ اگر خدا ہمیں مسیح ابن مریم کی تکذیب پر گرفت کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب اس کے آگے رکھدیں گے اور رورو کر عرض کریں گے کہ خدایا تو ہی انصاف کر اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ایلیا کا مثیل آئے گا بلکہ اس میں تو صاف لکھا ہی کہ وہی ایلیا آئے گا۔ کیا بگڑتا تھا اگر تو اپنے نبی سے اتنا لکھوا دیتا کہ مثیل ایلیا آئے گا پھر تو ہم بڑی آسانی سے قبول کر لیتے اور تیرے غضب اور لعنت کی سزا میں گرفتار نہ ہوتے۔ افسوس یہی چال ہے جو آج ہمارے مولویوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ یہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ابن مریم کا لفظ صاف صاف کیوں ہے۔ کیوں ابن مریم کا آنا لکھا ہے کیوں حدیثوں میں یہ نہیں آیا کہ مثیل ابن مریم یا مثیل مسیح آئے گا۔ مگر انھوں نے خدا کے اس فضل اور انعام کی قدر نہیں کی جو اس اُمت پر مخصوصاً ہوا کہ تمام واقع ہونے والی باتوں کی نظیریں اُمم سابقہ میں رحیم خدا نے قائم کر دیں۔ اور اپنی کتاب پاک میں اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے صاف کہا کہ

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

آج پہلا موقعہ اور ایک عظیم الشان موقعہ ہم مسلمانوں کو ملا تھا۔ جب سے یہ امر الٰہی کتاب مجید میں وارد ہوا ہے اس کی تعمیل کا موقعہ اور اس کی اطاعت کے ثواب کا وقت قوم کو ایسا نہیں ملا۔ ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ علما نے اس پر اعتراض کیا کہ مسیح موعود آسمان سے جسد عنصری کے ساتھ نازل ہونا ضروری ہے اُس نے اپنے صادق ہونے کی نظیر گذشتہ صحیفوں اور اہل الذکر کی کتابوں سے پیش کی اور ایک راست باز نبی کورٹ کا فیصلہ بھی دکھایا۔ اب حق تھا کہ ہمارے علما اہل الذکر سے پوچھتے اور اُن کے صحیفوں اور واقعات کی طرف رجوع لاتے اور پہلے فیصلہ کو قبول کرتے۔ مگر ان بدقسمتوں نے دیکھ بھال کر اور ایک قوم کو لعنت کی آگ میں جلتا دیکھکر اُنھی کی سوراخ میں گھسنا پسند کیا اور اُنھی کی زبان اور قلم اور دل کو اختیار کیا۔ اس نظیر کے علاوہ خدا کی محفوظ کتاب نے جو دعا سکھائی تھی اور جسے یہ لوگ پانچوں نمازوں میں فرض مانکر پڑھتے ہیں یعنی سورہ فاتحہ اس میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ ایک وقت اس اُمت پر بھی ایسا آئے گا کہ مسیح موعود کی تکذیب سے یہود کی طرح مغضوب ہوں گے۔ چنانچہ غیر المغضوب علیهم کا فقرہ اس پر شاہد ناطق ہے۔ اب غور کرو اور بتاؤ کہ اگر یہ معنی نہیں کہ تم ہمیشہ اُن یہود کی سیرت سے پناہ مانگو جو حضرت مسیح کی تکذیب کی وجہ سے مورد غضب الٰہی ہوئے تو اور اس کے کیا معنے ہیں۔ اور اگر مقدر نہیں تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے فتنہ کے وقت اسی اُمت میں سے سُنۃ اللہ کے موافق ایک مسیح موعود ضرور آئے گا تو اُس کی تکذیب سے اور اسکی تکذیب کے باعث غضب الٰہی سے ڈرایا گیا۔

غرض حضرت مسیح کی وفات کے ثابت ہو جانے اور حضرت مسیح موعود کے اس اُمت سے آنیکے ساتھ ہی اُن حدیثوں کا سارا تانا بانا ٹوٹ گیا جنمیں مہدی اور مسیح خونی کے خوفناک جنگوں کے قصے اور یاجوج ماجوج کے انوکھے افسانے تراشے گئے ہیں۔

علاوہ بریں یہ آپ کا لکھنا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی ایسا اور ویسا ہے۔ ناواقفیت پر مبنی ہے۔ مہدی کی حدیثوں کو احادیث صحیحہ کہنا سخت غلطی ہے علمائے محققین ان کو موضوع قرار دے چکے ہیں اور ان کے مفاسد اور ضعیت کے اسباب کھول کھول کر بیان کیئے ہیں۔ وہی حدیث ابن ماجہ کی صحیح نکلی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی اور مہدی ایک ہی شخص ہیں اور درحقیقت اس پرفتن وقت میں مسیح موعود سے زیادہ مہدی اور کون ہوسکتا ہے جب کہ ساری دنیا ضالین کے فتن سے ضلالت کے پنجہ میں گرفتار ہوچکی ہوگی اور وہ حدیث ماجہ کی ہے

لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی

اس حدیث کو خدا کے کلام نے اور کام نے دونوں نے سچا کردیا۔ کلام نے حضرت عیسی کو متوفی دکھا دیا تھا اور کام نے عملی طور پر ایک شخص کو امت سے مسیح موعود بنا کر دکھا دیا اب ظالم ہے جو اس سچائی کو چھوڑ کر جھوٹے افسانوں کی طرف جائے اور ان حدیثوں کو پکڑے جو خدا کے زندہ کلام اور مضبوط کام دونوں کو خاک میں ملانے کی کوشش کرتی ہیں۔

خدا کے کلام قرآن کریم کی عزت اسی میں ہے کہ آج اس شخص کو سچا مان لیا جائے جس نے عیسی موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اور ان معنوں کو صحیح تسلیم کیا جائے جو خدا کے کلام اور سنت صحیحہ کے وہ کرتا ہے۔ دجال اور یاجوج ماجوج اور ابن مریم اور مہدی کی وہی سچی حقیقت ہے جو اس نے بیان کی ہے۔ وہ معجزات دکھا رہا ہے اسی طرح جس طرح خدا کے کلام سے انبیا کی سنت ثابت ہوتی ہے۔

اس کی سچائی کے وہ تمام ثبوت موجود ہیں جو اگلے راستبازوں کی حقیقت کے ثبوت میں خدا نے دیئے۔ اس نے اپنے فرض منصبی کو (لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ کُلِّهٖ) یعنی اسلام کے اظہار کو ملل باطلہ پر بڑی عمدگی سے پورا کیا ہے۔ اسکی صداقت کے ثبوتوں اور معجزات کے منکر اپنے انکار کی تائید میں وہی باتیں پیش کرتے ہیں جو پہلے راستبازوں کے منکر پیش کرتے تھے۔ ہمیں مدت سے دلی شوق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علمائے وقت سے کوئی ایسا نیا اعتراض سنیں جو یہودیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام پر اور نصرانیوں نے . . . . ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام پر ان سے پہلے ان ہی لفظوں میں نہ کیا ہو۔ خدا خدا کرکے لاہور سے ایک نئی کتاب عصائے موسی نکلی تھی۔ مگر افسوس اس کے مؤلف یا مؤلفوں نے بھی وہی چال چلنی پسند کی جو یہودیوں اور نصرانیوں نے یادگار چھوڑی تھی۔ یہ غلط ہے کہ سید احمد خاں کی تردید آپ نے نہیں کی معلوم ہوتا ہے کہ معترض سخت ناواقف ہی اور اس نے امام علیہ السلام کی کتابوں کو نہیں پڑھا۔

جس قدر اس سیاہ باطل کا ابطال حضرت مہدی علیہ السلام نے کیا اور جس دہریت کا استیصال کیا ہے اس کی نظیر نہیں۔ آئینہ کمالات اسلام میں ایک چٹھی۔ اور برکات الدعا خوفناک حربہ ہی علیگڈھ سکول کے اصول پر۔ اور اس کے سوا حضرت کے دعوی اور وجود باجود خود ایک تیز درانتی ہے جس سے ان عقائد کی ناسزا بیلیں جو پاک پیڑوں کو خشک کر ڈالنے کے لئے بڑھ رہی تھیں کٹ رہی ہیں۔ جن راستیوں یا اسلام کی سچی اور یگانہ خصوصیتوں پر سید کے عقائد نے پانی پھیرا یعنی ملائکہ کے اس رنگ کی وجود سے انکار کیا جیسے انبیا علیہم السلام نے مانا تھا

وحی اور جبرئیل کی حقیقت سے انکار کیا اور اسے منجملہ اور قوای انسانی کے ایک قوت مانا۔ اور دعا کا انکار کیا۔ یعنی منجملہ اسباب عادیہ کے کہ مادی اسباب کی طرح نتائج کے پیدا کرنے میں وہ بھی ایک قوی اور موثر سبب ہے دعا کو سبب قرار نہیں دیا بلکہ یوں ہی ایک دل خوش کن اکہ تصور کیا۔ غرض ان سچائیوں کی تائید اور تقویت قول اور فعل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب ہے۔ آپ نے بہت سی سعید روحوں کو اس زندہ متکلم خدا کا اس کے تازہ زندہ کلام سے اور پاک وحی اور معجزات سے لازوال یقین ولایا ہے جو ان مادہ پرستوں کے نزدیک معطل اور خاموش اور بے تصرف بت کی طرح آسمان کے کسی گوشہ میں ہاتھ پر ہاتھ دہر کر بیٹھا ہوا تھا۔

خداتعالی آپ کو توفیق دے کہ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرمائیں اور علوم صحیحہ اور عقائد حقہ آپ کو حاصل ہوجائیں۔ اور مہمات کے لئے شرح صدر مل جائے۔ بے اس کے بات مشکل ہے۔ والسلام

عاجز عبدالکریم ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا

ایک قابل دید مختصر سا رسالہ قیمت صرف ۲/

دفتر الحکم اور حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے طلب کرو۔

نصف نوٹ

مفصلہ ذیل نمبروں کے تین نصف نوٹ ہر ایک قیمتی سو روپیہ ایک سال کے اندر اندر حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں چندہ منارہ میں بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کے باقی نصف حضور اقدس کو ابھی تک نہیں پہونچے اسلئے تمام بھائیوں سے درخواست ہے کہ جس صاحب نے یہ نوٹ بھیجے ہوں وہ اپنے نام اور پتہ سے بہت جلد ہی اطلاع دیں یا اگر کسی صاحب کو بھیجنے والے کا نام اور پتہ معلوم ہو تو چاہیئے کہ وہ اطلاع دیں تاکہ اگر نصف باقی بہ سبیل ڈاک خانہ آنے ہیں گم ہوے ہوں تو وصول روپیہ کا انتظام کیا جاوے نوٹوں کے نمبر یہ ہیں۔

-۵۰۸۶۷ E/A 15

۶۰۸۶۷ E/A 15

۷۰۸۶۷ E/A 15

ان کے علاوہ دو چھوٹے چھوٹے نوٹ اور بھی ان کے ساتھ ہیں جنکے نمبر اور قیمت حسب ذیل ہے یعنی

-۱۲۶ E/A 1 قیمتی دس۱۰ روپے اور

۶۵۹۸۳ E/A قیمتی پانچ روپے

خاکسار محمد علی از قادیان

مسدس

در شکر نعمت باری تعالیٰ عزاسمہ

از سید مہدی حسین صاحب

یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین

خدایا شکر ہے تیرا کہ مجکو قادیاں لایا
مسیحائے زماں مہدی دوراں تو نے دکھلایا
بچھایا ہی جو یاں خوان کرم وہ میں بھی کھایا
تڑپتا تھا میں جس کے واسطے آخر اسے پایا
مری مولا مرے سر پہ تری بندہ نوازی ہے
جو مانگا تھا وہ بخشا کسقدر یہ سرفرازی ہے

وہ دیکھا میں نے احمد جسکی سب تعریف کرتے ہیں
بشر تو کیا ملائک جسکی دم الفت کا بھرتے ہیں
وہ عیسیٰ ہے کہ کافر جسکے دم سی جلد مرتے ہیں
دعا سے جسکے مردے جیتے ہیں بگڑے سنورتے ہیں
مبارک اسکی صورت مخلصوں کو ایسی بھاتی ہے
جدھر جاتے ہیں حضرت ساتھ انکی جان جاتی ہے

عجب نظارۂ قدرت ہی لوگو اسطرف دیکھو
امام وقت بیٹھا ہے مجبو اسطرف دیکھو
جھکا تھا چرخ فلک ای سونیوالو اسطرف دیکھو
ہوئی دنیا میں رونق دیں پر سنو اسطرف دیکھو
محمد نے خبر دی تھی اسی مہدی کے آنے کی
یہ باتیں یاد رکھنے کی نہیں ہیں بھولجانے کی

کروں کس منہ سی تیری حمد میں ہر بار یا اللہ
نہیں طاقت زبانکو ہو چلی بے کار یا اللہ
ترا فضل و کرم ہے ہر گھڑی درکار یا اللہ
میسر مجکو حضرت کا ہے دیدار یا اللہ
نہ اب ہی جنت الفردوس سے باہر مجھے کیجو
ہوں عاجز آدمی زادہ مری ہردم خبر لیجو

کیا وعدہ وفا ای میرے داور میں تری قرباں
دعائیں کیں قبول اور پھر دکھایا لطف اور احساں
دیا بیمار کو عیسیٰ کرے تا درد کا درماں
چمن میں بلبلیں چہکیں پھر آئی موسم باراں
گئے سختی کے دن اب تو تری رحمت کی باری ہی
گھٹا گھنگھور آئی کیا ہی خوش قسمت ہماری ہی

الٰہی ہمکو قوت دی کہ بہرہ اس سی ہم پائیں
ترے اکرام سے غنچے دلوں کی کھلکھلا جائیں
ہوں سرسبز ایسی اور شاداب دشمن دیکھ شرمائیں
ہوں بنزرہیں شجر ایسے کہ بدبیں دیکھ بل کھاجائیں
تیری ہی دست قدرت نے ہمیں پوسا ہی پالا ہی
نگہباں ہی تو ہی گرتے ہوی تو نے سنبھالا ہی

محمد مصطفیٰ دنیا میں آئی عزت و شاں سے
کیا سیراب ہمکو خضر رہ نے آب حیواں سے
کیا آگاہ عیسیٰ نے رموز اہل عرفاں سے
جہاں سب بھر گیا مہدی کی آئی دین فا بماں سے
براہیم آگیا ای مشرکو کعبہ کرو خالی
کوئی دم میں مٹا جاتا ہے اب افسون دجالی

غنیمت ہی یہ موقعہ یا الٰہی فضل کر اپنا
بجز تیرے کرم کے کوئی بھی مجھکو نہیں لیتا
کسی لائق نہیں میں مجھسی کچھ بھی ہو نہیں سکتا
جو تو چاہی تو پھر سب کچھ ہی الٹا بھی ہو سیدھا
سمجھتی ہیں جو دلمیں مجکو یاں مجنون و سودائی
انھیں بھی تیرے بندہ کے لئے حاصل ہو بینائی

مسیحائے زماں میری طرف بھی اک نظر کیجے
غلام بیدرم ہوں کوئی خدمت مجھسی لیجے
پھر دیکھیں گر حضرت کی مجھی اس میں مدد دیجے
زیادہ گر نہیں پانی ہی میری ناخفہ سے پیجے
وگرنہ خاکروبی آستان پاک کی دیدو
گدائے در ہوں میں مجھکو تو مٹھی خاک کی دیدو

دل بیمار ہر دم میرے سینہ میں تڑپتا ہے
کلیجہ ہر گھڑی مجمر پہ بیتابی کی تپتا ہے
رگوں کا خوں اکٹھا ہوکے سب اسطرح کھپتا ہے
کہ جیسے برہمن جو کے اندر رام جپتا ہے
لگی ہے آگ پہلو میں ادھر مالا کھڑکتی ہے
دو جانب کے جلن سی پیٹ میں انتڑی پھڑکتی ہے

خدائے دوجہاں قدرت تری ہراک نرالی ہو
ہر اک کیسو اسطرح تو نے کو بصورت نکالی ہو
تجھی پر مدا ہنیں کچہ بھی تری سرکار عالی ہو
تری رحمت سرا ہر بنا پتنا ڈالی ڈالی ہو
تری حکمت سی دنیا میں نہیں اک چیز بھی خالی
ہی ظاہر تجہپہ ہر چھوٹے بڑے کی مضطر الحالی

سہارے پر تری دنیا کا ہراک کام ہوتا ہے
معاون تو نہ ہو تو کوہے والا بھی رتا ہے
عبث فکروں میں شاہ وقت اپنی جان کہوتا ہے
مگر جیسکا تو ہوجائے وہ سکھ کی نیند سوتا ہے
غرض ہر ذرہ کو تیری مدد کی انتظاری ہے
ہنوز جس کا حامی کار جینا اسکو بھاری ہے

الٰہی میں تری رحمت کی ہردم آس کرتا ہوں
ترے دربار کو تعویذ شر الناس کرتا ہوں
میں سچ کہتا ہوں اور یا یہ کہ کچہہ بکو ہن کرتا ہوں
بڑے گندی جو ہیں کچہہ اُن سی بھی دو دو ہاکرتا ہوں
الٰہی مہدی آخر زماں کا مجہپہ ہو سایہ
مرا کنبہ بھی یہاں آکر بسے سب کا بڑھی پایہ

کدھر ہو اے عزیزو جلد دوڑو اسطرف آؤ
محمد کی زیارت کا شرف آکر یہاں پاؤ
علی کو دیکھنا گر چاہتے ہو تو بھی آجاؤ
نہ غفلت میں رہو مہدی کے آگے سر کو نیوڑاؤ
کرو تم اتباع احمد مختار کو حاصل
کرنا اعمال احمد سے ملے درجہ بنو واصل

اگر یہ وقت ہاتھو سی دیا پھر تمہ حسرت ہے
امام وقت سی غافل ہو یہ کتنی جہالت ہے
جدا احمد سے ہوکر تم رہو کیسی یہ حالت ہے
دنا کیشونکی حق میں اک گھڑی اکدم غنیمت ہے
وہ دن آتے میں ہو گا محلسو نہیں بار بھی مشکل
یہ صحبت پھر کہاں ہو گا کھقبین دیدار بھی مشکل

نخصین دقمہ کہانی ہی نہ حاصل کچہہ کبھی ہوگا
وہ ہو گا خود پشیماں جو کہ دور از ہستی ہوگا
نجات اسکے لئے ہے جو قرین آشتی ہوگا
امام آخری کہتا ہی جو آخر وہی ہوگا
مسلمانو تمھارے گھر یہ آج اسلام آیا ہے
کرو اس کی مدد یہ بھی تمھارے کام آیا ہے

یہ وہ اسلام ہی جسکو محمد نے چلایا تھا
اسی کے عشق نے یوسف کو زنداں میں پھنسایا تھا
خلیل اللہ کو گلزار اسی نے جا دکھایا تھا
اسی مہماں کو یعقوب نے کھانا کھلایا تھا
یہ موسیٰ کو گیا لے دشت آتش زار پر یار و
یہی عیسیٰ کا تھا ہمراز و محرم دار پر یارو

مدد سی اسکی عیسیٰ پھر سلامت دار سے اُترے
اسی ہمراہ لے کر سب نبی اس دار سے گذرے
حسین ابن علی بھی کربلا میں اسکے یاور تھے
جناب عابد بیمار تھے کانٹو نہ ساتھ اسکے
یہ مہماں پھر ہوا ہے اب تمھارا تو خبر اس کی
نہ دو یہ وقت ہاتھوں سی اگر ایماں ہی کچھ باقی

اُٹھو دنیا کے پابند و نہ عمر اپنی گنواؤ تم
ہراک جانب سی دل دنیا میں اپنا مت پھنساؤ تم
یہودی مت بنو انکی طرح ٹھوکر نہ کھاؤ تم
یہ قول سید خیر البشر خاطر میں لاؤ تم
بوقت آمد عیسیٰ بہت ایسے بھی ہوں انساں
نہ ہو کچہہ فکر دیں ان کو یہودی سیرت حیواں

یہ ہندیہ امام مرسلاں عبرت کے قابل ہے
ولے اسکو سمجھتا ہے وہی جو مرد عاقل ہے
مسلماں وہ نہیں جو دین سے یک لحظہ غافل ہے
جو ایمن موت کے پنجہ سی ہے وہ سخت جاہل ہے
چہ گویم با تو گر آئی چہا در فتادیاں بینی
دو ابینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

دعائے موج ہی یارب کہ تیرا فضل ہو جائے
تو یہ نالائق وعاصی رضا کا کچہہ مزہ پائے
نہ ہو کچہہ خرخشہ دل میں نہ کوئی بد خیال آئے
اسی دنیا میں تمغہ مغفرت کا مجھکو مل جائے
ہراک حالت میں تو میرا مددگار اور حامی ہو
مرے سب کام پختہ ہوں کسی میں کچہہ نہ خامی ہو

شرائط بیعت

اور تکمیل تبلیغ حضرت اقدس کے کتب خانہ میں عرصے سے ختم ہوچکا تھا اب اسکو مع الفاظ بیعت دوبارہ طبع کیا گیا ہے۔ دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت سے ۔ رقمیت پر طلب کرو۔

مختلف واقعات

روسی فرمان۔ گورنمنٹ روس نے منچوریا کے لوگوں کے نام فرمان جاری کیا ہے کہ زمیندار اور کاشتکار اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوجائیں اور جو روسی یا چینی کسی شخص کو ہلاک کرے گا یا لوٹے گا اسکو بہت سنگین سزا ملے گی۔

کوئن کی یادگار۔ بقول ایک انگریزی اخبار کے حضور لارڈ کرزن صاحب بہادر وائسرائے ہند نے انگلستان کے ان تمام لوگوں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے جنکو انتظام سلطنت کے ساتھ تعلق رہا۔ اور وہ اس یادگار کے واسطے حضور محتشم الیہا کی نادرات جو ان کے پاس موجود ہوں بہم پہونچا سکیں۔

مذہبی تعلیم۔ واقعی گورنمنٹ ہند نے اہل ہنود امراء اہل اسلام کو مدارس اور کالجوں میں مذہبی تعلیم دینے کی مصلحت کے متعلق ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ مگر اس سرکلر میں سرکاری مدارس اور کالجوں میں انجیل کی تعلیم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ٹیڑھی دل۔ تعجب ہے کہ ہندوستان مصر۔ جنوبی چین اور جزائر فلپائن میں ایک ہی وقت میں بہت بھاری ٹیڑھی دل آیا۔

ترکی اخبار۔ بعض نوجوان ترکوں نے جنیوا میں اخبار جاری کیا ہے جس میں ہز مجسٹی سلطان المعظم پر حملے کئے گئے ہیں۔ ترکی کونسل استنبول برن نے سوس گورنمنٹ کو ہز مجسٹی کی نسبت بے ادبی کی طرف توجہ دلا کر سزا دلانے کی تحریک کی ہے جسکی تعمیل کے واسطے گورنمنٹ نے تحقیقات کرنے کا حکم دیا ہے بالعموم خیال کیا جاتا ہے کہ اس پردہ نگاری بعض انگریز متعلق

کی

خلو مصر کا سوال - اٹلی کے سرکاری سرکلوں میں مشہور ہوا ہے کہ روسی اور فرانسیسی ملک مصر کو خالی کرنے کی نسبت گورنمنٹ انگلستان کے ساتھ بحث کرنا چاہتے ہیں پچھلے دنوں جب ایم ڈلکیسی فرانسیسی فارن وزیر نے سنٹ پیٹرسبرگ میں زار روس سے ملاقات کی تھی تو سولت اس بارہ میں اس کے ساتھ تذکرہ کیا تھا - اٹلی کے ایک اخبار نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا ہے کہ مصر کا تمام یورپ کے زیر حفاظت رہنا مناسب ہے -

غضبناک بارش - دہلی سے پانچ میل کے فاصلہ پر موضع بہادر گڑھ میں ایک عجیب واقعہ ہوا - ۱۹ - ماہ حال کو اسطرف نہایت ہی سیاہ بادل نمودار ہوے - اور اس طرح مینہ برسنے لگا کہ گویا فوارے جاری ہو گئے ہیں اور آناً فاناً کمر تک جل تھل ہو گیا - تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ اس علاقہ میں کہیں بارش بیس انچ سے کم نہیں ہوئی - تمام کھیتوں کی تخم ریزی بہ گئی -

مسلمانان ہند کی نسبت ایک جرمن کی بکواس - جرمنی کے ایک کونٹ نے جو ہندوستان میں دو سال رہا ہے - اپنے وطن میں پہنچکر مسلمانان ہند اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جسمیں مسلمانوں کی وفاداری اور عقیدتمندی کی نسبت بہت کچھ بے بنیاد اور جھوٹی بکواس کی ہے حتیٰ کہ " انگریزوں کو اپنی اسلامی رعایا پر مطلق اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ میں نے ایک مسلمان کی گھر ایک تصویر آویزاں دیکھی جسمیں ایک طرف سلطان المعظم اور دوسری قیصر جرمنی بیٹھے تھے " - اس عقل کے اندھے مصنف نے اپنے " پیمانہ کے مطابق ہندوستانیوں کا اندازہ کیا ہے " کہ یہ برٹش راج کی سخت مخالف ہیں جو اپنے گھروں میں اس قسم کی تصویریں رکھتے ہیں - اور آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ " اگر روسی کے پنجاب پر حملہ کرتے ہیں ہندوستان کے تمام مسلمان یک دل ہو کر ان سے جا ملیں گے " - ہندوستان کے تمام لوگ بلا کسی استثنا کے اس قسم کے مصنف اور اس کی تصنیف کو جو از سر تا پا جھوٹ سے پُر ہے نہایت ہی مذموم خیال کریں گے - بلکہ اسکی مؤثر طور پر تکذیب کرنے کی کوشش کریں گے جو دنیا میں نہایت ہی مضر غلط فہمی پھیلانے والی ہے - پھر مصنف مذکور لکھتا ہے کہ " جب میں حیدر آباد دکن میں سیاحت کر رہا تھا تو اس ریاست کے ایک مسلمان عہدہ دار نے روسی رعایا ہونے کی خوشی ظاہر کی تھی " - مصنف مذکور کا یہ کہنا مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ہندوستان میں کوئی سلیم العقل شخص اس امر کو باور نہیں کر سکتا - اگر مصنف کو ذرا بھی اصلیت سے آگاہی ہوتی تو اس قسم کی مضحکہ آمیز تحریر نہ کرتا جس کے واسطے کوئی بھی دلیل نہیں دی گئی -

شرمناک مقدمہ صاحب اخبار شرق رقمطراز ہیں کہ " انگلستان کی ایک عدالت میں نہایت شرمناک مقدمہ طلاق فیصل ہوا ہے - جس سے خرچ انگلستان کا وقار ثابت ہوتا ہے جسکو ہر حال میں صداقت کا قائم رکھنا مدنظر ہے ریورنڈ جیمس ٹامسن جسکی بیوی کو طلاق کی ڈگری دی گئی ہے - ایک لڑکی کے ساتھ مُنہ کالا کرنے کے جرم میں بارہ ماہ کی قید بامشقت بھگت رہا ہے - یہ جرم اس سے اُسوقت سرزد ہوا تھا جب یہ سوہمٹن کے قریب مقام بپولوں میں کیورٹ یعنی نائب پادری تھا - دوران تحقیقات میں ثابت ہوا کہ ملزم پہلے فوج میں ملازم تھا - لیکن میخوار اور رند تھا - اس لئے اس کے افسروں نے اسکو بحالت مخموری پریڈ میں شامل ہونے کے جرم میں سروس سے علحدہ کر دیا تھا تاہم چونکہ یہ ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اسکو اس کو گرجا میں ملازمت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی - کچھ عرصہ سے نائب پادریوں کے عہدہ کے واسطے لائق آدمی میسر نہیں ہوتے - اسلئے مجبوراً اس شخص کو عہدہ مذکور پر مامور کرنا پڑا تھا -

رسم تاج پوشی سوال کیا جاتا ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم کو کون شخص تاج پہنائے گا ؟ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ " آرک بشپ آف کنٹربری " یہ رسم ادا کرینگے - مگر اس عہدہ کا تقرر شہنشاہ کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے گذشتہ دو صدیوں سے یہ رسم جاری ہے - مگر اس سے پہلے شہنشاہ کسی آدمی کو اس کام کے لئے منتخب کر لیا کرتے تھے لیکن چونکہ یہ حق ابتک زائل نہیں ہوا اس لئے ممکن ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم اسکو عمل میں لائیں - اور بشپ آف ونچسٹر کو اس غرض کے واسطے منتخب کریں - ڈاکٹر رنڈل ڈیوڈسن بھی شاہی خاندان کی مقربین میں سے ہیں - انکا منتخب ہونا بھی ممکنات میں سے ہے -

خوش الحان جانور پرندے کنیری مشہور گانے والا پرندہ ہے جس کے جرمن لوگ نہایت مشتاق ہیں - اس ملک میں یہ ہر سال دو لاکھ پچاس ہزار سدھائے جاتے ہیں - جنمیں سے ایک لاکھ امریکہ کو اور پچاس ہزار انگلستان کو بھیجے جاتے ہیں اور ایک لاکھ جرمنی میں رہتے ہیں -

گیس سے چوہوں کی تباہی - جہازوں پر چوہوں کو تباہ کرنے کا یہ ڈھنگ نکالا گیا ہے کہ تختۂ جہاز پر گندھک اور آکسیجن کا مرکب جلا دیتے ہیں - چوہے اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں - مگر سانس لیتے ہی بیجس ہو جاتے ہیں - ایک جہاز " گور کھا " نام پر اس طرح ایک منٹ میں کئی سو چوہے ہلاک کئے گئے تھے - اس مصالح سے مسافروں کو مطلق نقصان نہیں پہنچا -

قانون انتقال اراضی پنجاب

اس ایکٹ کے متعلق زراعت پیشہ لوگوں کی جو فہرست شائع کی گئی ہے اس سے بالعموم لوگوں کا اطمینان نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ غیر مکمل بیان کی جاتی ہے اس لئے جن لوگوں کی حق تلفی ہوئی ہے وہ میٹنگ منعقد کرکے مؤدبانہ استدعائیں گورنمنٹ کی خدمت میں اپنی حق رسی کے واسطے کرنا چاہتے ہیں۔

دختر کشی

اموات و پیدائش پنجاب کی سالانہ رپورٹ حضور سر میکورتھ ینگ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ریمارک فرمایا ہے کہ اضلاع امرتسر جالندھر اور ہوشیارپور میں جہاں سکھوں کی آبادی زیادہ ہے لڑکیاں زیادہ مری ہیں سال ماسبق میں بھی اسی قسم کی شکایت ہوئی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اضلاع میں ابھی دختر کشی کی رسم برجاری ہے امسال ضلع ہوشیارپور کی اعداد میں بھی اضافہ پایا گیا ہے۔ قحط نے بھی غربا کی ہلاکت میں بہت کچھ امداد دی جس کی عموماً سندھ و آبادی میں بہت بھاری شکایت تھی۔ مگر اس رپورٹ میں طاعون کا مطلق ذکر نہیں ہے غالباً اس کی نسبت علٰحدہ کیفیت شائع ہوئی ہوگی۔

خیوا میں اہل ہند کے ترکہ کی حالت

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ گورنمنٹ بمبئی نے انڈیا آفس لنڈن سے استصواب کیا تھا کہ جو ہندوستانی خیوا میں فوت ہوں ان کے ترکہ کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لمبی چوڑی خط و کتابت کے بعد فارن آفس روس نے جواب دیا ہے کہ اس ملک میں اہل ہند کے ترکہ کی وہی حالت ہوگی۔ جو رعایائے خیوا کے دیگر فرقہ کے لوگوں کے ورثہ کی ہوتی ہے یعنی اگر متوفی کا وارث موجود ہو تو اس کی جائداد قاضی کی منظوری سے اس کے حوالہ کی جاتی ہے۔ ورنہ ایک سال تک بجد امانت رہتی ہے۔ اگر اس عرصہ میں کوئی دعویدار پیدا نہ ہو تو یہ خیرات میں صرف کی جاتی ہے۔ شخص متوفی کے وارث ممالک غیر میں رہتے ہوں وہ روسی سفیر کی مصدقہ شہادت و سارٹیفکٹ و اسناد وراثت پیش کرنے سے جائیداد مذکور لے سکتے ہیں۔ اخیر میں درج ہے کہ خیوا میں کوئی ہندوستانی موجود نہیں ہے اور نہ ہی کبھی کوئی وہاں آباد ہوا ہے۔ مگر یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ خط و کتابت مذکور کا اقتباس ہندوستان کی تمام عدالتوں اور نجروں کی آگاہی کے واسطے مشتہر کیا گیا ہے۔ بخارا اور تاشقند میں شکارپور سندھ کے بہت مہاجن موجود ہیں۔

دریائے کابل پر پل

نوشہرہ میں دریائے کابل پر فی الحال عارضی پل تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوگیا ہے جو آہنی پیپوں پر تیار کیا جائے گا تاہم وہاں ایک پختہ پل ریلوے بنانیکی ضرورت محسوس ہوئی ہے جسکی لاگت کا تخمینہ پانچ لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔

شہنشاہ چین کا فرمان

شہنشاہ چین نے اہل بنت کو دیسی عیسائیوں کے مال و جان کی حفاظت کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سرحد میں کچھ آثار بےچینی نمودار ہیں۔

عجیب بات ہے

مونگیر سے یہ عجیب خبر سنی ہے کہ وہاں ایک عورت بچہ کو اٹھائے ہوئے اناج کے کھیت سے گذر رہی تھی کہ ٹڈیوں کے ایک بڑے ہجوم نے اس پر حملہ کیا جس سے یہ ڈر کر بچہ کو پھینک کر بھاگ گئی اور چند منٹوں کے بعد جب واپس آئی تو یہ دیکھکر سخت متحیر ہوئی کہ اس معصوم بچہ کا تمام گوشت ٹڈیاں کھا گئیں تھیں صرف ہڈیوں کا پنجر باقی رہ گیا تھا۔

جدید کمشنری۔ ملتان کی جدید کمشنری میں اضلاع جھنگ۔ ملتان۔ مظفرگڑھ ڈیرہ غازیخاں۔ اور میانوالی شامل ہونگے مقام مؤخر الذکر میں جدید ضلع قائم کیا جائے گا۔

جدید ضلع قسمت راولپنڈی میں بھی ایک نیا ضلع قائم کیا جائے گا جسمیں تحصیلات اٹک۔ فتح جنگ۔ پنڈی گھیب و تلہ گنگ شامل ہونگی

قسمت لاہور۔ اس قسمت سے اضلاع جھنگ و ملتان نکال کر اس میں اضلاع سیالکوٹ اور گوجرانوالہ شامل کیے جائیں گے۔

جدید مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ ضابطہ ماہ اکتوبر میں سپریم لیجسلیٹو کونسل ہند کے پیش ہوگا۔

بدمعاش کابلی۔ علی پور میں ایک بدمعاش کابلی فرضی قرضہ وصول کرنے کے بہانہ سے ایک مسلمان کے گھر میں گھس گیا اور مستورات کی بےحرمتی کرنے لگا۔ اسکو صاحب مجسٹریٹ کی اجلاس سے ایک ماہ قید اور پچاس روپیہ جرمانہ ہوا۔

بوئر بھاگ گیا۔ بیاری کے بوئر قیدیوں میں سے ایک شخص بھاگ گیا ہے پولیس اس کے درپے ہے۔

پیغامات مبارکبادی۔ شاہ اٹلی کے ایوان شاہی میں شہزادے کے تولد ہونے سے دو تین روز پیچھے چھبیس ہزار پیغامات مبارکبادی بذریعہ تار پہنچے اور اس موقعہ کی یادگار میں بیس ہزار درخواستیں مختلف اغراض کے واسطے بطلب نقدی گذریں

تعجب ہے۔ ایک امریکن۔ بہرے۔ گونگے۔ اندھے کے کان حال میں کھل گئے ہیں۔ اور ایک مکینیکل طریق سے صاف بولنے بھی لگ گیا ہے۔ اور اعلے درجہ کا ٹائپ رائٹر ہے۔

شرف قبولیت

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ادام اللہ فیوضہ کا جو خط سید ودارت حسین صاحب احمدی کے نام اسی نمبر میں دوسری جگہ چھاپا گیا ہے وہ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور بھی پڑھا گیا حضرت اقدس اسکو سنکر ازبس محظوظ ہوئے اور مولوی صاحب کو جزاک اللہ فرمایا اور فرمایا کہ آپ کے جس قدر مضامین اخبار الحکم میں نکلا کریں آپ اشاعت سے پہلے یہاں کی دوستوں کو بھی سنایا کریں ان سے بہت فائدہ پہونچتا ہے + خط کے مضمون پر مختصراً فرمایا کہ مہدی کے بارہ میں جو حدیثیں ہیں وہ علما کے نزدیک سب کی سب قریباً مجروح ضرور ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ حقیقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ایک ایسا ناطق فیصلہ ہے کہ اس کے بعد مسیح کی وفات اور نزول کے متعلق کسی بحث کی ان مخالفوں کو کوئی گنجایش نہیں رہتی - ہم کو تو تعجب ہی کہ آپ کیوں شور مچاتے ہیں اگر واقعی مسیح نے ہی اترنا تھا اور وہ زندہ آسمان پر بیٹھا ہوا تھا تو انکو اسوقت رونا چاہیئے تھا جبکہ حضرت ابوبکر نے ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل پڑھا تھا کیونکہ اگر صحابہ اور ابوبکر کے ایمان کے مطابق مسیح نے ہی اترنا تھا تو اس آیت کے پڑھنے سے کیا غرض ہو سکتی تھی انھوں نے تو یہ آیت پڑھ کر قصہ ہی چکا دیا تھا کہ مسیح مر چکا ہے اور اب اس کے آنیکی کچھ اُمید نہ رکھو بلکہ آنے والا اسی اُمت میں سے ہوگا + اصل یہ ہے کہ جو خلیفۃ اللہ ہوتا ہے اُسکو آسمان سے فراست دیجاتی ہے حضرت ابوبکر نے اسی فراست سے اس جھگڑے کو منفصل کر دیا - اب ان کا رونا اور چلانا بیفائدہ ہے -

خیال زلف دوتا میں نصیر پیٹا کر
نکل گیا ہی وہ سانپ اب لکیر پیٹا کر

(ایڈیٹر)

بیعت

خدا داد صاحب - گھوگھیاٹ - شاہ پور ڈاک خانہ لون میانی -
محمد الخالق صاحب معہ زوجہ " "
مولی داد صاحب سہارنپور محلہ کٹہڑہ حال راجپورہ ضلع ڈیرہ دون
چراغ محمد صاحب - امرتسر کٹڑہ جیل سنگھ
نور حسین بیگ صاحب قلعہ پھلور ساکن موضع ضلع جہلم نزدیک رہتاس
شہاب الدین صاحب بھیں
حکیم غلام محمد صاحب نیروبی ہسپتال ریلوے یوگنڈا افریقہ مشرقی
مولوی عبد الدیان صاحب - ساکن زیارت کاکا صاحب حال وارد پشاور مردان مکان بابو شاہ دین صاحب
مہران بخش صاحب خانساماں سیالکوٹ
کرم الٰہی صاحب مدرس بدو کی بہاول بخش والے ضلع و ڈاکخانہ سیالکوٹ
پیر محمد صاحب اینڈ کو - سیالکوٹ شہر بازار راجہ
عبد العزیز صاحب معرفت اللہ دتا صاحب نائب مدرس مدرسہ قلعہ دیدار سنگھ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
فیروز الدین صاحب "
عیسی صاحب معہ اہلیہ بھاگووالہ ضلع گورداسپور -
نظام الدین صاحب معہ اہلیہ "
غلام محمد عرف کاکا صاحب "
اکبر علی صاحب لاہور کوچہ سید مبارک مکان رائے موہن لال سنگی -

غلام احمد صاحب - سندو کو ہو بودہ متصل نوشہرہ ضلع شاہپور ڈاک خانہ "
ولد حکیم عبد السبحان صاحب -
پیر برکت علی صاحب - سیالکوٹ
عبد الاکبر صاحب - خزانہ - پشاور
غلام دین صاحب کھوکھو والی نمبر چک ۲۷۶ ضلع جھنگ ڈاک خانہ گوجرا تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ -
عنایت اللہ صاحب مدرس ہیچر ان نارووال ضلع سیالکوٹ
اللہ داد صاحب - ممکا گوجران ڈاکخانہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور حال نائب مدرس مدرسہ وڈالہ باگیر ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور
ولایتی صاحب نان پز باورچی خانہ جناب نواب محمد علیخان صاحب مالیرکوٹلہ
نبی بخش صاحب مکان منشی غلام الدین صاحب ایجنٹ نقول صدر دہرسال ضلع کانگڑہ
منشی نواب شاہ صاحب - مستی وارہ ضلع لودھیانہ حال معلم سرکار کاکا ہردم سنگھ موضع کامتہ گرکلاں ریاست پٹیالہ ضلع برنالہ ڈاک خانہ بیر پٹہ -
منشی محمد صادق صاحب ولد شیخ علیم صاحب بٹالہ - گورداسپور - حال قلات معرفت ڈاکٹر محمد شریف خانصاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن قلات
محمد حسین صاحب - شہر کراچی بندر صدر بازار کوچہ نعلبندان معرفت جناب حافظ ورس مدرس
محمد عبد الحفیظ صاحب معسکر بنگلور محلہ بلاک پلی نوا استریٹ نمبر مکان ۴۰ زمرہ احمدیہ المعروف وکیل اسلام
محمود صاحب خیاط - گلیانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات -
محمد جہانگیر خان صاحب نائب مدرس فارسی مشن سکول ہونگام ضلع مین پوری
عبد الحمید صاحب -

الراقم سراج الحق

رجسٹرڈ ایل ۸۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام ۵/
خواص او معاونین ۱۲/
بیرون ہندوستان ۸/

الحکم

ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۹ ۔ | دار الامان قادیان ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۸ جلد ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا۔ کیونکہ اس حکم کے رو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری جہانتک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے ممکن ہے کہ وہ اسکو پورا کرے لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپنے اس حکم کی کیسی تعمیل کی صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت طیار کی کہ انکو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہا گیا اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی آواز انکو آگئی۔ آپ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ کو ہوئی کہ اسکی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالےٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل وقال ہی تک بات نہ رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر نرے قیل وقال اور ریا کاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا۔ اور دوسروں پر کیا شرف؟ تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ۔ اور اسمیں ایسی چمک ہو کہ دوسرے اسکو قبول کر لیں کیونکہ جب تک اسمیں چمک نہ ہو کوئی اسکو قبول نہیں کرتا۔ کیا کوئی انسان میلی کچیلی چیز پسند کر سکتا ہے؟ جب تک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جبتک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی کوئی خریدار نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکوگے

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مومنوں کی زندگی کے نمونے بتائے ہیں کفار کی زندگی بالکل چارپایوں کی سی زندگی ہوتی ہے جنکو کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ۔ مگر دیکھو اگر ایک بیل چارہ تو کھالے لیکن ہل چلانے کے وقت بیٹھ جائے اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہی ہوگا کہ زمیندار اُسے بوچڑخانہ میں جاکر بیچ دے گا۔ اسیطرح ان لوگوں کی نسبت (جو خدا تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنی زندگی فسق وفجور میں گذارتے ہیں) فرماتا ہے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی میرا رب تمھاری کیا پرواہ کرتا ہے اگر تم اُس کی عبادت نہ کرو۔ یاد رکھو ہر مومن کو دل یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت کے

عرفانی

لئے محبت کی ضرورت ہے اور محبت دو قسم کی ہوتی ہے ایک محبت تو ذاتی ہوتی ہے اور ایک اغراض سے وابستہ ہوتی ہے یعنی اسکا باعث صرف چند عارضی باتیں ہوتی ہیں جن کے دور ہونے ہی وہ محبت سرد ہو کر رنج اور غم کا باعث ہو جاتی ہے مگر ذاتی محبت سچی راحت پیدا کرتی ہے چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدایش کی اصلی غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور انکی زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا ہو جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہتی وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے موت کا اعتبار نہیں ہے۔

سعدی کا شعر سچا ہے

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازی روزگار

عمر ناپائدار پر بھروسا کرنا دانشمند کا کام نہیں ہے موت یونہی آ کر دبا لیتی ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ جب کہ انسان اس طرح پر موت کے پنجہ میں گرفتار ہے پھر اس کی زندگی کا خدا تعالیٰ کے سوا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے اگر زندگی خدا کے لئے ہو تو وہ اُس کی حفاظت کرے گا بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے محبت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اس کے اعضا ہو جاتا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اُس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتی کہ اُس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہو جاتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک فعل خدا کے منشا کے موافق ہوتا ہے اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ اسے اپنا فعل ہی قرار دیتا ہے یہ ایک مقام ہے قرب الٰہی کا جہاں پہونچ کر سلوک کی منزلوں کو پورے طور پر طے نہ کرنے والوں نے یا تو ٹھوکر کھائی ہے یا الٰہیات سے ناواقف اور قرب الٰہی کے مفہوم کو نہ سمجھنے والوں نے غلط فہمی سے کام لیا ہے اور وحدۃ وجود کا مسئلہ گھڑ لیا ہے۔ اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہیئے کہ جہاں انسان ابتلا میں پڑتا ہے وہ فعل خدا کے ارادہ سے موافق نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کی رضا اس کے خلاف ہوتی ہے ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے ہوتا ہے نہ کہ منشاء الٰہی کے ماتحت۔ لیکن وہ انسان جو اللہ کا ولی کہلاتا ہے اور خدا جس کی زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے وہ وہ ہوتا ہے جس کی کوئی حرکت و سکون بلا استصواب کتاب الٰہی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی ہر بات اور ارادہ پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے۔

پھر آگے کہا ہے کہ اس کی جان نکالنے میں اللہ تعالیٰ کو بڑا تردد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تردد سے پاک ہے مطلب یہ ہے کہ ایک مصلحت کے لئے اسکو موت دیجاتی ہے اور ایک عظیم مصلحت کے لئے اسکو دوسرے جہان میں لیجایا جاتا ہے۔ نہیں تو اسکی بقا خدا کو بڑی پیاری لگتی ہے پس اگر انسان کی ایسی زندگی نہیں کہ خدا تعالیٰ کو اس کی جان لینے میں بھی تردد ہو تو وہ حیوانات سے بھی بدتر ہے ایک بکری سے بہت سے آدمی گذارہ کر سکتے ہیں اور اس کا چمڑہ بھی کام آ سکتا ہے اور انسان کسی حالت میں کیا مر کر بھی کام نہیں آتا۔ مگر صالح آدمی کا اثر اُس کی ذریت پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے اصل یہ ہے کہ درحقیقت وہ مرتا ہی نہیں۔ مرنے پر بھی اس کو ایک نئی زندگی دی جاتی ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں بچہ تھا بوڑھا ہوا میں نے کسی خدا پرست کو ذلیل حالت میں نہیں دیکھا اور نہ اُس کے لڑکوں کو دیکھا کہ وہ ٹکڑے مانگتے ہوں۔ گویا متقی کی اولاد کا بھی خدا تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے لیکن حدیث میں آیا ہے کہ ظالم اپنے اہل و عیال پر بھی ظلم کرتا ہے کیونکہ اُن پر بھی اس کا بداثر پڑتا ہے۔

پس کسقدر ضرورت ہے کہ تم اسبات کو سمجھ لو کہ تمھارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اُس کی عبادت کرو۔ اور اس کیلئے بنجاؤ۔ دنیا تمھاری مقصود بالذات نہو۔ میں اسلئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جسکے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اسکو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشا نہیں اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جد و جہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اسکا تردد نکرے تو اُس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جاوے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اسکی

ڈائری

امامنا علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ

مفتی محمد صادق صاحب

از ۲۶ جولائی تا یکم اگست ۱۹۰۱ء

کسی مقام پر ایسی کثرت بارش کا ذکر تھا جس سے بہت نقصان کا اندیشہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا (جیسا لوگ احکام الٰہی کے معاملہ میں افراط و تفریط کرتے ہیں اُس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی اُن کو ساتھ افراط و تفریط کا معاملہ کرتا ہے۔)

ایک شخص نے پوچھا کہ میں کیا وظیفہ پڑھا کروں فرمایا (استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے اور یا اللہ تعالیٰ اُس گناہ کے بد انجام سے بچا لے۔ سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گذشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچا لے۔ مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہیے۔ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو یہ ضروری ہے۔)

فرمایا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اسکو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اُس سے بھی کنارہ کرے۔

فرمایا دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جنکو سُوا کہتے ہیں یا راجباہا کہتے ہیں۔ دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ مثلاً زبان وغیرہ اگر چھوٹی نہر یعنی سوئے کا پانی خراب اور گندہ اور میلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔ پس اگر کسیکو دیکھو کہ اُس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے تو سمجھو کہ اُسکا دل بھی ایسا ہی ہے۔

اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ذکر تھا فرمایا صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر اُن میں رلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اُس میں ترقی ہوتی ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی بابت کسی نے سوال کیا فرمایا سب حق ہے۔ معراج ہوئی تھی مگر یہ فانی بیداری اور فانی اشیاء کے ساتھ نہ تھی بلکہ وہ اور رنگ تھا۔ جبرئیل بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور نیچے اُترتا تھا۔ جس رنگ میں اُس کا اُترنا تھا اُسی رنگ میں آنحضرت کا چڑھنا ہوا تھا۔ نہ اُترنے والا کسیکو اُترتا نظر آتا تھا اور نہ چڑھنے والا کوئی چڑھتا ہوا دیکھ سکتا تھا۔ حدیث شریف میں جو بخاری میں آیا ہے کہ ثم استیقظ یعنی پھر جاگ اُٹھے۔

حضرت نوح کی کشتی کا ذکر تھا فرمایا بائیبل اور سائنس کی آپس میں ایسی عداوت ہے جیسی کہ دو سوکنیں ہوتی ہیں۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ وہ طوفان ساری دنیا میں آیا اور کشتی تین سو ہاتھ لمبی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی اور اُس میں حضرت نوح نے ہر قسم کے پاک جانوروں میں سے سات جوڑے اور ناپاک میں سے دو جوڑے ہر قسم کے کشتی میں چڑھائے۔ حالانکہ یہ دونو باتیں غلط ہیں۔ اول تو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کیا جب تک پہلے رسول کے ذریعہ سے اُسکو تبلیغ نہ کی ہو اور حضرت نوح کی تبلیغ ساری دنیا کی قوموں پر کہاں پہنچی تھی جو سب غرق ہو جاتے۔ دوم اتنی چھوٹی سی کشتی میں جو صرف ۳۰۰ ہاتھ لمبی اور ۵۰ ہاتھ چوڑی ہو ساری دنیا کے جانور بہائم چرند پرند سات سات جوڑے یا دو دو جوڑے کیونکر سما سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب میں تحریف ہے۔ اور اس میں بہت سی غلطیاں داخل ہو گئی ہیں۔ تعجب ہے کہ بعض سادہ لوح علماء اسلام نے بھی ان باتوں کو اپنی کتابوں میں درج کر لیا ہے مگر قرآن شریف ان معنی باتوں سے پاک ہے اُس پر ایسے اعتراض وارد نہیں ہو سکتے۔ اُس میں نہ تو کشتی کی لمبائی چوڑائی کا ذکر ہے اور نہ ساری دنیا پر طوفان آنے کا ذکر ہے بلکہ صرف الارض یعنی وہ زمین جس میں نوح نے تبلیغ کی صرف اُسکا ذکر ہے۔ لفظ ارارات جس پر نوح کی کشتی ٹھیری اصل ارا ریت ہے جس کے معنے ہیں میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں۔ ریت پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے لفظ جودی رکھا ہے جس کے معنے ہیں میرا جود و کرم یعنی وہ کشتی میرے جود و کرم پر ٹھیری۔

فرمایا نادان مولوی ذرا ذرا بات پر جہاد کا فتویٰ دیتے ہیں۔ حالانکہ جہاد تو آخر الحیل تھا۔ یہ اُسکو اول الحیل بناتے ہیں۔ کوئی بد ذات کسی طرح بھی باز نہ آوے تب حکم تھا کہ تلوار چلاؤ۔ اب یہ بات صاف ہے کہ جب تمام مسائل سُنائے جائیں روشن دلائل دئے جائیں تب بھی خدا کا نمک حرام خدا کی

نشانات کا نمک حرام باز نہ آوے اور دین میں سد راہ بنے تو ایسی کے لئے کس کم جہاں پاک کہنا بیجا نہیں پیغمبر خدا نے صلی اللہ علیہ وسلم خود تلوار نہیں اُٹھائی صرف مدافعت کے لئے ایسا کیا گیا۔ اور سچ یہ ہے کہ پہلے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر اُنھوں نے تلوار اُٹھائی آخر وہ تلوار اُنھیں کی اُن پر پڑی۔

ایک شخص نے کہلا بھیجا کہ میں ہندوستان سے کوئی مولوی اپنے ساتھ لاؤں گا جو آپ کے ساتھ گفتگو کرے مگر مولوی لوگ قادیان آنا پسند نہیں کرتے آپ بٹالہ میں آجاویں۔ فرمایا قادیان سے وہ لوگ اسی واسطہ نفرت رکھتے ہیں کہ میں قادیان میں ہوں پھر اگر میں بٹالہ میں ہوا تو بٹالہ اُن کے لئے نفرت کا مقام بنجاویگا۔ قادیان میں وہ ہمارے پاس نہ ٹھیریں کسی اور کے پاس جہاں چاہیں قیام کریں یہاں دہریے موجود ہیں ان کے پاس ٹھیریں۔ ہم بحث کرنا نہیں چاہتے ہمارا مطلب صرف سمجھا دینا ہے اگر ایک دفعہ اُن کو تسلی نہ ہووے تو پھر سنیں پھر سنیں۔

فرمایا اس دنیا سے اُس جہان میں جانیکے لئے مُردوں کیواسطے تو ایک راہ بنا ہوا ہے اور مُردے ہمیشہ جایا کرتے ہیں مگر اس کے سوا اور کوئی دوسری سڑک نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح بھی اسی مُردوں والی سڑک کی راہ گئے جو مُردوں میں جا بیٹھے ورنہ حضرت یحییٰ کے پاس کیونکر جا بیٹھے۔

فرمایا تقویٰ کا اثر اسی دنیا میں متقی پر شروع ہو جاتا ہے یہ صرف اودھار نہیں۔ نقد ہے بلکہ جس طرح زہر کا اثر اور تریاق کا اثر فوراً بدن پر ہوتا ہے اسی طرح تقویٰ کا اثر بھی ہوتا ہے

مختصر نوٹ اور جملے

کفارہ اور تثلیث کی تعلیم جسکا ایک نام صلیبی فتنہ ہے الٰہی تعلیم کے سخت مخالف ہے اور جبکہ یہ زمانہ صلیبی فتنہ کے عروج اور طوفان کا زمانہ ہے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ارادہ کیا ہے کہ اس فتنہ کو پارہ پارہ کرے اور یہ بات تیرہ سو سال پیشتر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بتا دی تھی کہ جس شخص کی ہمت دعا اور قوت بیان اور تاثیر کلام اور انفاس کا فرکش سے یہ فتنہ فرو ہوگا اُسی کا نام مسیح موعود ہوگا۔ پھر کیا شک ہے ماننے میں مخفیں اس مسیح کے جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا

مسیح موعود اور عام مخالف الرای مسلمانوں میں بڑا فرق ہے؟ مسیح موعود جو عام مخالف الرائے مسلمانوں کے ذہن میں ہے وہ خونی مسیح ہوگا اور خونی مہدی اُس کے ساتھ ہوگا۔ اُن کا خیال ہے کہ وہ آکر تلوار اور تفنگ سے کام لیگا۔ مگر مسیح موعود کسی خونی مسیح اور خونی مہدی کے آنے کی تعلیم نہیں دیتا وہ دنیا کی حکومت اور ریاست کا خواستگار نہیں وہ بغاوت کو سخت بد ذاتی اور جہاد بالسیف کو اس وقت حرام قرار دیتا ہے۔ وہ صلحکاری سے حق کو پھیلانا چاہتا ہے اور ان تمام باتوں سے بیزاری کی تعلیم دیتا ہے جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جوش دلانے والے منصوبے ہوں جہاد کی ممانعت کا فتویٰ کس نے جاری کیا؟ مسیح موعود نے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا

نظم

تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہی پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

مسلمانو! تمھاری دینی حرارت اور ایمانی غیرت کہاں گئی؟ جبکہ تم میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ ایک صاعقہ ہے جو ہمیشہ جھوٹے ملہموں اور مفتریوں کو بھسم کر جاتی ہے اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کو صادق کی شناخت اور صداقت کا ایک معیار مقرر کیا ہے) کبھی کبھی بعض جھوٹے مفتریوں کو بھی ۲۳ سال تک کی مہلت دیدیتا ہے کیا اس کے مفہوم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت حقہ پر زد نہیں پڑتی؟ کیا اس سے قرآن کریم پر حرف نہیں آتا؟ افسوس تمھاری دینداری اور اتقا کا یہ حال ہے تم نہیں سوچتے کہ خدا کے ایک راست باز کی مخالفت اور انکار نے تمھاری کہاں تک نوبت پہونچا دی دیکھو یہی سچ ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ تم کبھی کسی ایسے مفتری علی اللہ کی نظیر نہیں دکھا سکو گے۔ جس نے یہ کہا ہو کہ فلاں فلاں الہام مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے حالانکہ کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ ایسا مفتری تمہارے قادر وغیور کے غضب سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ ہو جب تک کوئی ایسا مفتری پیش نہ کیا جاوے جس نے ایسے الہامات افترا کرکے پیش کئے ہوں یہ دعویٰ کرنا کہ مفتری علی اللہ ۲۳ سال تک زندہ رہ سکتا ہے قرآن کریم کی بے حرمتی کرنا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت حقہ کو باطل سے ملتبس کرنا۔ اتقوا اللہ اتقوا اللہ!! اتقوا اللہ!!! یاد رکھو!

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنی پاک بندوں کو

ہمارا مذہب یہ ہے کہ نبوت کی حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی **نیا نبی** آسکتا ہے اور نہ **پرانا** اور قرآن شریف ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت کے دروازے بکلی بند ہیں مگر خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر یہ مانتے ہیں کہ نہیں مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کی واپسی کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ جب اُن کا یہ اعتقاد ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ انصاف کر کے بتاؤ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبی آگیا اور خاتم الکتب قرآن کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوگیا **تو ختم نبوت کیونکر ہوا**؟ کیا نبی کی وحی وحی نبوت ہوگی یا کچھ اور یا مسیح منصب نبوت سے معزول ہو کر آئے گا؟ سلیم الفطرۃ ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو **خاتم النبیین** احمدی قوم مانتی ہے یا وہ جو اس زمرہ سے خارج ہے ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہنا دوسری طرف ایک اسرائیلی نبی کی آمد کا منتظر رہنا۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جب کہا جاتا ہے کہ **توبہ** اور **دعا** عذاب کے وقت مفید ہے اور اس سے آنے والا عذاب ٹل جاتا ہے تو دہریت کے رنگ سے رنگین فلسفی مزاج کہہ اُٹھتے ہیں کہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیوں اس طبعی رجحان اور فطرتی میلان کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ جب شدت سے وبا کی آگ بھڑکتی ہے تو طبعًا دنیا کی تمام قومیں دعا اور توبہ اور استغفار اور صدقہ اور خیرات کی طرف مشغول ہو جاتی ہیں اور رجوع الی اللہ کیلئے ایک طبعی حرکت اور قدرتی توجہ نظر آتی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ نزول عذاب کے وقت طبائع انسانیہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ایک طبعی امر ہے اور یہ ایک علاج ہے اُس مصیبت کا جو آسمان سے آنے والی ہوتی ہے۔ ولنعم ما قیل

بتر سید از خدائے بے نیاز و سخت قہاری
نمی بینم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکاری

یہ سچی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا اور اُس کے وجود کے زندہ براہین اور آیات بینات میں سے زبردست دلیل وہ **وجود** ہوتا ہے جو اُس کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدیم سنت کے موافق (جیساکہ وہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور ہمیشہ سے زمین کو تاریک پاکر روشن کرتا رہتا ہے) اس زمانہ کو بھی اپنے فیض اور نور سے محروم نہیں رکھا بلکہ اُس نے دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پاکر . . . . . چاہا کہ دنیا کو ایک نئی معرفت سے منور کرے اور نئے نئے نشان دکھلائے چنانچہ اُس نے **امام ربانی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی** علیہ الصلوۃ والسلام) کو چودھویں صدی کا **بدر** بنا کر **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کے نام سے بھیجا جس نے آکر کہا۔

چوں مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
می درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند
آسماں بارد نشان الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بتیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے اس آواز کو سنا اور **امنا واکتبنا مع الشاھدین** کہہ کر اس کے پیچھے ہو لئے مگر ابھی بہت سے بدقسمت ہیں جو تاریکی میں پڑے ہوئے بھٹکتے ہوئے پھرتے ہیں وہ اسکو شناخت کرنے کے قابل ہو سکیں اگر وہ اسکو اسکے کاموں سے پہچانیں وہ دیکھیں گے کہ اس سے ان کاموں کا صدور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ انسان کے سوا کوئی نہیں کرسکتا ہم یقینًا کہتے ہیں کہ اگر وہ روح اور راستی سے بدظنی اور بدگمانی چھوڑ کر صبر اور استقلال سے اسکی **خدا نما مجلس** میں بیٹھیں گے تو خود اُن کے دل اُن سے پوچھیں گے

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد
مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر این صد

جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے راستہ میں خود محنت اُٹھاتا ہے اور خود غرضی اور نفسانیت کو چھوڑ کر کلیتًا اُس کی طرف جھکتا ہے اور اپنے جان و مال کو اُس کی راہ میں فدا کرنے لگتا ہے تو اسکو رسمی ایمان میں جو آباء و اجداد سے اسکو وراثتًہ پایا ہوا ہے ایک قسم کا اطمینان پیدا ہوتا ہے اس کے بعد وہ اس درجہ میں پہونچتا ہے جہاں ان امور کی (جنکو محض ایمانی یا اعتقادی طور پر مانتا تھا) اصل حقیقت کو دیکھنے لگتا ہے یا محسوس کرنے لگتا ہے۔ پھر آخری درجہ میں قرآن کریم کی اصطلاح میں فلاح کا درجہ ہے اللہ تعالےٰ اس کا رفیق ہادی اور محافظ ہو جاتا ہے اور اسپر تائیدات غیبیہ رویائے صادقہ۔ مکاشفات۔ مکالمات الٰہیہ۔ اور تفہیم ربانی کے دروازے کھل جاتے اور انعامات الٰہیہ بارش کیطرح اُسپر برستے ہیں اسوقت اس کا وجود آیت اللہ کہلاتا ہے یا خدا نما ہوتا ہے اس زمانہ میں خدائے زمین و آسمان نے یہ شرف اپنے بندہ

میرزا غلام احمد قادیانی

علیہ الصلوۃ والسلام

کو دیا ہے جس نے پکار کر کہا ہے

آں خدائے کہ از و اہل جہاں بے خبر اند
برمن او جلوہ نمودست گر اہلی بپذیر

اے خدا اے چشمۂ نور ہدیٰ
از کرم ہا چشم ایں امت کشا۔

یکم اگست ۱۹۰۱ء کی شام

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جناب مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ایک شخص کو پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ شخص بہت سی گدیوں میں پھرا ہے اور بہت سے پیروں اور مشائخ کے پاس ہو آیا ہے حضرت اقدس نے شخص مذکور کو مخاطب کرکے فرمایا اچھا کہو کیا کہتے ہو۔

شخص - حضور میں بہت سی پیروں کے پاس گیا ہوں مجھ میں بعض عیب ہیں اوّل - میں جس بزرگ کے پاس جاتا ہوں تھوڑے دن رہ کر پھر چلا آتا ہوں اور طبیعت اُس سے بد اعتقاد ہو جاتی ہے۔

دوم - مجھ میں غیبت کرنے کا عیب ہے سوم عبادت میں دل نہیں لگتا۔ اور بھی بہت سے عیب ہیں۔

حضرت اقدس - میں نے سمجھ لیا ہے اصل مرض تمہارا بے صبری کا ہے باقی جو کچھ ہے اس کے عوارض ہیں۔ دیکھو انسان اپنے دنیا کے معاملات میں جبکہ بے صبر نہیں ہوتا اور صبر و استقلال سے انجام کا انتظار کرتا ہے پھر خدا کے حضور بے صبری لے کر کیوں جاتا ہے کیا ایک زمیندار ایک ہی دن میں کھیت میں بیج ڈال کر اسکے پھل کاٹنے کے فکر میں ہو جاتا ہے یا ایک بچہ کے پیدا ہوتے ہی کہتا ہے کہ یہ اسی وقت جوان ہو کر میری مدد کرے۔ خدا تعالےٰ کے قانون قدرت میں اس قسم کی عجلت اور جلد بازی کی نظیر یں اور نمونے نہیں ہیں وہ سخت نادان ہے جو اس قسم کی جلد بازی سے کام لینا چاہتا ہے اُس شخص کو بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنا چاہیئے جس کو اپنے عیب عیب کی شکل میں نظر آ جاویں ورنہ شیطان بد کاریوں اور بد اعمالیوں کو خوش رنگ اور خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے - پس تم اپنی بے صبری کو چھوڑ کر صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالےٰ سے توفیق چاہو اور اپنی گناہوں کی معافی مانگو بغیر اس کے کچھ نہیں ہے۔ جو شخص اہل اللہ کے پاس اس غرض سے آتا ہے کہ وہ پھونک مار کر اصلاح کر دیں۔ وہ خدا پر حکومت کرنی چاہتا ہے یہاں تو محکوم ہو کر آنا چاہیئے ساری حکومتوں کو جب تک چھوڑتا نہیں کچھ بھی نہیں بنتا۔

جب بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے تو وہ اپنی بہت سی شکایتیں بیان کرتا ہے مگر طبیب شناخت اور تشخیص کے بعد معلوم کر لیتا ہے کہ اصل میں فلاں مرض ہے وہ اسکا علاج شروع کر دیتا ہے - اسی طرح سے تمہاری بیماری صرف بے صبری کی ہے اگر تم اس کا علاج کرو تو دوسری بیماریاں بھی خدا چاہے تو دفع ہو جائینگی - ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہو اور اسوقت تک طلب میں لگا رہے جب تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے جب تک اپنی طلب اور صبر کو اس حد تک نہیں پہونچاتا انسان بامراد نہیں ہو سکتا۔ اور یوں خدا تعالےٰ قادر ہے وہ چاہے تو ایک دم میں بامراد کر دے مگر عشق صادق کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے - کہ وہ راہ طلب میں پویاں رہے۔

سعدی نے کہا ہے

گر نیا ید بدست رہ بردن
شرط عشق ست در طلب مردن

مرض دو قسم کے ہوتے ہیں

ایک مرض مستوی اور ایک مرض مختلف مرض مستوی وہ ہوتا ہے* جس کا درد وغیرہ محسوس ہوتا ہے اس کے علاج کا تو انسان فکر کرتا ہے اور مرض مستوی کی چنداں پرواہ نہیں کرتا - اسی طرح سے بعض گناہ تو محسوس ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان انکو محسوس بھی نہیں کرتا اس لئے ضرورت ہے کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے۔ قبروں پر جانے سے کیا فائدہ خدا تعالیٰ نے تو اصلاح کے لئے قرآن شریف بھیجا ہے اگر پھونک مار کر اصلاح کر دینا خدا تعالیٰ کا قانون ہوتا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک مکہ میں کیوں تکلیفیں اٹھاتے ابو جہل وغیرہ پر اثر کیوں نہ ڈالدیتے ابو جہل کو جانے دو ابو طالب کو تو آپ سے بھی محبت تھی غرض بے صبری اچھی نہیں ہوتی اس کا نتیجہ ہلاکت تک پہونچاتا ہے۔

عسل مصفیٰ

یہ عجیب و غریب کتاب میری نظر سے گذری ہے فی الواقع یہ اسم بامسمی اور اپنے برکات کے لحاظ سے اپنی آپ ہی نظیر ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی حقہ کے اثبات کے لئے اس میں اسقدر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ موجود ہیں کہ گویا یہ کتاب ادلہ کاملہ کا ایک بحر ذخار یا محیط بے کنار ہے - لاریب یہ کتاب اہل حق کے لئے ایک نشان ممتاز اور مایہ فخر و ناز ہے اور طالبانِ حق کے لئے سرمایہ ہدایت و رشد۔ اور واعظین اور مناظرین سلسلہ کے لئے مجموعہ دلائل عقلیہ و نقلیہ - ہر ایک طالب اس کتاب کی نادر ترتیب کی پیروی اور تتبع سے یقیناً کامیابی کی راہ حاصل کرتا اور منزل مقصود تک پہونچ سکتا ہے۔

اس کے مکرم مؤلف اخویم میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا کی قابلیت اور باریک بینی اور دقت فہم اور وسیع النظری اور بلند پروازی اس کتاب کی بتویب اور دقیق و دقیق استدلالات سے ظاہر ہے جو کچھ آپ نے اس تالیف میں اپنی عزیز اوقات کو صرف فرماکر اپنی قوم اور نیز دیگر حق پسندوں کو فائدہ پہونچایا ہے وہ قابل قدر اور موجب شکریہ ہے - شکر اللہ

*جس کا درد وغیرہ محسوس نہیں ہوتا جیسے برص وغیرہ مرض مختلف وہ ہے۔

دارالامان میں دوسری اگست

آج جمعہ کا دن ہے صبح آٹھ بجے کے قریب ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چھاؤنی میانمیر تشریف لائے۔ جمعہ کی نماز چھوٹی اور بڑی دونوں مسجد دونوں میں ادا ہوئی - صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ تعالے کی طبیعت آج بحمد اللہ نسبتاً بہت اچھی رہی - مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس ایدہ اللہ بنصرہ حسب معمول نماز بیٹھے رہے - ایک+ شخص نے جو کئی دن سے دارالامان میں آیا ہوا تھا ایک عجیب حرکت کی اس نے قرآن شریف کو ہاتھ میں لیکر کہا کہ یا امام پاک! یہ خدا کا کلام ہے میں اسکو پیش کرتا ہوں اور تین سو روپیہ آپ سے مانگتا ہوں اور قرآن شریف کو بار بار حضرت اقدس کے ہاتھ میں دیتا اور اصرار کرتا تھا کہ آپ اسکو رکھیں - حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم قرآن شریف ہی کی تعلیم دینے کو آئے ہیں - خدا تعالی نے قرآن شریف تو اسلئے بھیجا ہے کہ اسپر عمل کیا جاوے اس میں کہیں نہیں لکھا کہ خدا کسی کو مجبور کرتا ہے (یعنی قرآن شریف کی تعلیم تو صاف ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا - ایڈیٹر) انسان کی ہر حالت خواہ وہ آرام کی ہو یا تکلیف کی گذر ہی جاتی ہے کیونکہ وقت تو اسکی پروا نہیں کرتا - چنانچہ کسی نے کہا ہے - شب تنور گذشت و شب سمور گذشت + پھر انسان کیونکر اس کام کو مقدم نہ کرے جو اس کا اصل فرض ہے ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج اسلام کی زندگی کی ہے - اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدم نہیں کر سکتے خدا تعالے نے جو یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے ہم معصیت سمجھتے ہیں کہ اس کام کو چھوڑ دیں دو بیمار ہوتے ہیں ایک ان میں سے اگر مرجاوے تو کچھ حرج نہیں ہوتا لیکن ایک ایسا ہوتا ہے اگر وہ مرجاوے تو دنیا تاریک ہو جاتی ہے پس یہی حالت اسلام کی ہو رہی ہے آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بن پڑے اسلام کی خدمت کی جاوے جسقدر روپیہ ہو وہ اسلام کی احیا میں خرچ کیا جاوے - میں اب تمھارے اسطرح پر قرآن شریف پیش کرنے کو کیا کروں میں تمھارا فکر کروں یا قرآن شریف کا فکر کروں میرے لئے تو قرآن ہی کا فکر مقدم پڑا ہوا ہے اور جو کام خدا نے میرے سپرد کیا ہے اسے میں کیونکر چھوڑ دوں - تمھیں معلوم نہیں کہ اسلام کا کیسا حال ہو گیا ہے؟ کوئی ناجائز کام کسی تاویل اور پناہ لینے سے روا نہیں ہو جاتا تمھاری یہ قسم در اصل ناجائز ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص قتل کا مستوجب تھا وہ بیت الحرام میں داخل ہو گیا صرف اس خیال سے کہ اسکی شان میں آیا ہے مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسکو وہیں قتل کیا جاوے اس طرح اگر کوئی لوگوں کو قسمیں دیکر اپنے اغراض کو پورا کرنے پر مجبور کرے تو وہ ساری دنیا کا کام آج تمام کر دیتا اور خدا کے احکام سے امان اٹھ جاتا ہے اور ایسے طریقوں اور حیلوں سے تو آج اسلام کی یہ حالت ہوگئی ہے+ ہمارا یہ مذہب نہیں ہے کہ دینی حالت کا لحاظ نہ کریں اور اسکی پروا نہ ہو - نہیں بلکہ ہمارے نزدیک وہ سب سے مقدم ہے تم نے جو طریق اختیار کیا ہوا ہے اسکو خدا تعالی جائز نہیں رکھتا -

اس کے بعد ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا کہ کسی نے اعتراض کیا کہ مسیح کی نسبت آیا ہے وہ بہت مال دے گا میں نے اسکو کہا کہ کس قدر مال اسنے دیا ہے کوئی لینے والا بھی ہو دس ہزار ایک کتاب کے ساتھ ہے پانچسو ایک کی ساتھ ہے وغیرہ حضرت اقدس نے فرمایا ہاں درست ہے مگر قرآن شریف کو خدا تعالی نے خیر کہا ہے چنانچہ فرمایا مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا - پس قرآن شریف معارف اور علوم کے مال کا خزانہ ہے خدا تعالی نے قرآنی معارف اور علوم کا نام بھی مال رکھا ہے. دنیا کی برکتیں بھی اسی کے ساتھ آتی ہیں - زاں بعد پھر اسی قرآن فروش نے کہا کہ یا امام پاک نبیوں نے تو خدا کے کلام کو واپس نہیں کیا آپ تو امام پاک ہیں آپ کیوں واپس کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا تم نے نبیوں کو کہاں دیکھا ہے اس نے کہا کہ یا حضرت آپ کو تو دیکھا ہے فرمایا تم نے ہمکو بھی نہیں دیکھا اگر تم دیکھتے تو ایسی بیجا حرکت نہ کرتے -

تھوڑی دیر کے بعد وہ چلا گیا - پھر ڈاکٹر رحمت علی صاحب کچھ اپنی مقامی حالات سناتے رہے اور گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت کی برکات کا ذکر کرتے رہے کہ اس نے فوجوں میں نماز اور اپنے مذہب کی پابندیوں کے لئے پورا وقت اور فرصت دی رکھی ہے بشرطیکہ کوئی کرنے والا ہو - ہر مذہب کے لوگوں کے لئے ایک ایک مذہبی پیشوا مقرر کر رکھا ہے اور نماز کی اوقات میں کوئی کام نہیں رکھا + ہاں جمعہ کی تکلیف ہے - حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ تکلیف بھی جاتی رہتی اگر سب مسلمان ملکر درخواست کرتے مگر ان مجنونوں نے تو ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر جمعہ کی فرضیت کو ہی اڑانا چاہا ہے افسوس! -

پھر اس شخص نے جس کا ذکر یکم اگست کی غلام میں آیا ہے سوال کیا کہ حضرت احتیاطی نماز کے لئے کیا حکم ہے فرمایا احتیاطی نماز کیا ہوتی ہے جمعہ کے تو دو ہی فرض ہیں احتیاطی فرض کچھ چیز نہیں - فرمایا لدھیانہ میں ایک بار میاں شہاب الدین بڑے پکے موحد نے جمعہ کے بعد احتیاطی نماز پڑھی - میں نے ناراض ہو کر کہا کہ یہ تم نے کیا کیا تم تو بڑے پکے موحد تھے اس نے کہا کہ مینے جمعہ کی احتیاطی نہیں پڑھی بلکہ مینے مار کھائی کی احتیاطی پڑھی ہے -

+ اس شخص کا نام منصور علی ہے اور وہ محکمہ پولیس میں ملازم ہے اور قادیان میں کسی خاص ڈیوٹی پر آیا تھا - ایڈیٹر

اس کے بعد مولوی بہار الدین صاحب احمد آبادی نے پوچھا کہ مکتوبات امام ربانی میں مسیح موعود کی نسبت لکھا ہے کہ وہ حنفی مذہب پر ہوگا اس کا کیا مطلب ہے فرمایا اس سے یہ مراد ہے کہ جیسے حضرت امام اعظم قرآن شریف ہی سے استدلال کرتے تھے اور قرآن شریف ہی کو مقدم رکھتے تھے اسی طرح مسیح موعود بھی قرآن شریف ہی کے علوم اور حقائق کو لیکر آئے گا - چنانچہ اپنے مکتوبات میں دوسری جگہ انھوں نے اس راز کو کھول بھی دیا ہے اور خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ مسیح موعود کو قرآنی حقائق کا علم دیا جاوے گا۔

پھر حکیم اکست والے سائل نے کہا کہ مہدی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ خون کرے گا وغیرہ - حضرت نے فرمایا میں نے تمھارا مطلب سمجھ لیا ہے یاد رکھو مہدی کی نسبت جو حدیثیں ہیں جن میں لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا اور خون ریزی کرے گا۔ ان کی نسبت خود ان مولویوں نے لکھ دیا ہے کہ بہت سی حدیثیں ان میں موضوع ہیں اور قریباً سب کی سب مجروح ہیں ہمارا یہ مذہب نہیں ہے کہ مہدی آئے گا تو خون کرتا پھرے گا بھلا وہ دین کیا ہوا جس میں سوائے جنگ اور جدال کے اور کچھ نہ ہو - جہاد کے مسئلہ کو بھی ان نادانوں نے نہیں سمجھا - قرآن شریف تو کہتا ہے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ تو کیا اگر مہدی آکر لڑائیاں کرے گا تو اکراہ فی الدین جائز ہوگا اور قرآن شریف کے اس حکم کی بےحرمتی ہوگی - اس کے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ وہ اسلام کو زندہ کرے یا یہ کہ اس کی توہین کرے - اگر دین میں لڑائیاں ہی ضروری ہوتی ہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ برس تک مکہ میں رہ کر کیوں نہ لڑے ہر قسم کی تکلیف اٹھاتے رہے اور پھر بھی آپ نے ابتدا نہیں کی اور ہمارا مذہب ہے کہ جبراً مسلمان کرنے کے واسطے لڑائیاں ہرگز نہیں کی ہیں بلکہ وہ لڑائیاں خدا تعالیٰ کا ایک عذاب تھا ان لوگوں کے لئے جنھوں نے آپکو سخت تکالیف دی تھیں اور مسلمانوں کا تعاقب کیا اور ان کو تنگ کیا تھا - پس یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار دکھاتا ہے اسلام تو قرآن اور ہدایت پیش کرتا ہے - وہ صلح اور امن لے کر آیا ہے اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو اسلام کی طرح صلح پھیلاتا ہو - پس یہ غلط ہے کہ مہدی جنگ کرے گا ہمارا یہ مذہب ہرگز نہیں بھلا اگر تلوار مار کر لوگوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے املاک لوٹ لئے تو اس سے فائدہ کیا ہوا - جس مہدی ہونے کا ہمارا دعویٰ ہے یہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے جیسے موسوی سلسلہ مسیح پر آکر ختم ہوا اسی طرح خدا تعالیٰ نے ایک خاص مناسبت کی وجہ سے اس سلسلہ کو بھی ایک محمدی مسیح پر ختم کیا ہے اور مہدی نام اس کا اس لئے رکھا ہے کہ وہ براہ راست خدا تعالیٰ سے ہدایت پائیگا اور ایسے وقت میں آئے گا جب کہ دنیا سے نور ہدایت اٹھ گئے ہونگے - پھر ایک لطیف نکات ان دونوں سلسلوں کی مماثلت میں یہ ہے کہ جیسے مسیح موسوی موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی آیا تھا یہاں بھی مسیح محمدی کی بعثت کا زمانہ چودھویں صدی ہے اور جیسے مسیح موسوی یہود کی سلطنت نہیں بلکہ رومیوں کی سلطنت میں پیدا ہوا تھا اسی طرح محمدی مسیح بھی مسلمانوں کی سلطنت میں نہیں بلکہ انگلش گورنمنٹ کی سلطنت میں پیدا ہوا ہے - غرض ہمارا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ مہدی آکر لڑائیاں کرتا پھرے گا اور خون ریزی اس کا کام ہو گا -

---

نصف نوٹ

مفصلہ ذیل نمبروں کے تین نصف نوٹ ہر ایک قیمتی سو روپیہ ایک سال کے اندر اندر حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں چندہ منارہ میں بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کے نصف نوٹ حضور کو ابھی تک نہیں پہنچے اسلئے تمام بھائیوں سے درخواست ہے کہ جس صاحب نے یہ نوٹ بھیجے ہوں وہ اپنے نام اور پتہ سے بہت جلد ہی اطلاع دیں یا اگر کسی صاحب کو بھیجنے والے کا نام اور پتہ ہو تو چاہیئے کہ وہ اطلاع دیں تاکہ اگر باقی نصف بہ سبیل ڈاکخانہ آنے میں گم ہوے ہوں تو وصولی روپے کا انتظام کیا جاوے نوٹوں کے نمبر یہ ہیں

E A/10 ۷۶۸۰۵

E A/10 ۷۶۸۰۶

E A/10 ۷۶۸۰۷

ان کے علاوہ دو چھوٹے چھوٹے نوٹ اور بھی ان کے ساتھ ہیں جنکی نمبر اور قیمت حسب ذیل ہے

E A/13 ۶۳۲۱۵

قیمتی دس روپے

E A/5 ۷۸۹۰۶

قیمتی پانچ روپے

خاکسار محمد علی از قادیان

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں تیار ہے قیمت ۱ / الراقم سراج الحق جمالی نعمانی [illegible] - ادور [illegible]

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۳ و ۱۴ فروری ۱۸۹۸ء کی گذشتہ رات میں مجھے آپ کی نسبت دو ہولناک خوابیں آئیں تھیں جنسے ایک سخت ہم و غم و مصیبت معلوم ہوتی تھی۔ میں نہایت وحشت اور تردد میں تھا کہ یہ کیا بات ہے اور غنودگی میں ایک الہام بھی ہوا کہ جو مجھے بالکل یاد نہیں رہا چنانچہ کل سندر داس کی وفات اور انتقال کا خط پہونچگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی غم تھا جس کی طرف اشارہ تھا خدا تعالےٰ آپ کو صبر بخشنے۔

ترا با ہر کہ روئے آشنائی ست
قرار کارت آخر بر جدائی ست
ز فرزند بر دلے بارے نباشد
کہ با میر ندہ اش کارے نباشد

مجھے کبھی ایسا موقعہ چند مخلصانہ نصائح کا آپ کے لئے نہیں ملا جیسا آج ہے سمجھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی۔ ایمان جو ہمیں سب سے زیادہ پیارا ہے وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں اللہ جل شانہ مومن کی یہ علامت فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ یعنی جو مومن ہیں وہ خدا سے بڑھکر کسی سے دل نہیں لگاتے محبت ایک خاص حق اللہ جل شانہ کا ہے جو شخص اس کا حق دوسرے کو دیگا وہ تباہ ہوگا۔ تمام برکتیں جو مردان خدا کو ملتی ہیں اور تمام قبولیتیں جو انکو حاصل ہوتی ہیں کیا وہ معمولی وظائف سے یا معمولی نماز و روزہ سے ملتی ہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ توحید فی المحبت سے ملتی ہیں جو اسی کے ہو جاتے ہیں اسی کے ہو رہتے ہیں اپنے ہاتھ سے دوسروں کو اُس کی راہ میں قربان کرتے ہیں۔ میں خوب اُس درد کی حقیقت کو پہنچتا ہوں جو ایسے شخص کو ہوتا ہے کہ یکدفعہ وہ ایسے شخص سے جدا کیا جاتا ہے جسکو وہ اپنے قالب کی گویا جان جانتا تھا۔ لیکن مجھے غیرت اس بات میں ہے کہ ہمارے حقیقی پیارے کے مقابل پر کوئی اور نہ ہونا چاہیے۔ ہمیشہ سے میرا دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ غیر سے مستقل محبت کرنا جس سے الٰہی محبت باہر ہو خواہ وہ بیٹا ہو یا دوست کوئی ہو ایک قسم کا کفر اور کبیرہ گناہ ہے جس سے اگر نعمت اور رحمت الٰہی تدارک نہ کرے تو سلب ایمان کا خطرہ ہے۔ سو آپ یہ اللہ جل شانہ کا احسان سمجھیں کہ اپنی محبت کی طرف آپ کو بلایا ہے۔ عَسٰۤی اَنْ تَکْرَہُوْا شَیْئًا وَّہُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّہُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور نیز ایک جگہ فرماتا ہے مَاۤ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰہِ یَہْدِ قَلْبَہٗ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ یعنی کوئی مصیبت بغیر اذن اور ارادہ الٰہی کے نہیں پہونچتی اور جو شخص ایمان پر قائم ہوا خدا اسکے دلکو ہدایت دیتا ہے یعنی صبر بخشتا ہے اور اس مصیبت میں جو مصلحت و حکمت تھی وہ اُسے سمجھا دیتا ہے اور خدا کو ہر ایک چیز معلوم ہے۔ میں آپکے لئے انشاء اللہ دعا کروں گا اور اب بھی کئی دفعہ کی ہے۔ چاہیئے کہ سجدہ میں ہر روز دن رات میں کئی مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

یا من ہو احب من کل محبوب اغفر لی وتب علی وادخلنی فی عبادک المخلصین۔ امین

۱۵ر فروری ۱۸۹۸ء

مدرسہ تعلیم الاسلام کے والنٹیر

جناب قاضی نظیر حسین احمد سرشتہ دار کوئٹہ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے ایک تجویز پیش کی تھی کہ کم از کم سو آدمی ایک سال کے لئے اپنے آپ کو مدرسہ کی امداد کے لئے والنٹیر بنائیں اور ماہوار چندہ جمع کرکے بھیجیں اس طرح پر اگر فی کس ایک روپیہ بھی بھیج سکتا تو ایک سو روپیہ ماہوار کی آمدنی کی شکل نکل آتی اس تجویز پر دو چار احباب نے اپنے آپ کو والنٹیر بنانا چاہا مگر ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ بجز قاضی صاحب موصوف اور ڈاکٹر نعمت خاں صاحب کے باقی احباب نے اپنے کام کو باقاعدہ جاری نہیں رکھا ان دو بزرگوں کے ماہوار چندے آتے ہیں چنانچہ ذیل میں ہم قاضی نظیر حسین صاحب کے بھیجے ہوئے روپیے کی رسید دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ان کے ارادوں اور ہمت میں برکت بخشے اور ان رؤسا کے بھی شکر گذار ہیں جنھوں نے ایک دینی مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کرکے اپنے مالوں سے ایک حصہ نکال کر ان کو مزکی بنالیا۔ خدا تعالےٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرماوے آمین

رسید زر

معرفت قاضی نظیر حسین احمد صاحب۔ لعہ ۲۹/ ۱۲ ار
بدیں تفصیل
عالیجاہ وڈیرہ سردار خانصاحب جت آف رند سعہ
میر سزار خاں صاحب محمد شاہی حمہ
قاضی نظیر حسین صاحب ہے
منشی دولت خانصاحب احمدی ۱ے ر
شیخ محمد بخش صاحب احمدی ۱ے ر
میر علم خانصاحب کلوی عہ

مختلف واقعات

پرانا گورستان۔ جزائر سنوا کے ایک گرجا میں روس کے شہنشاہ پیٹر اعظم کے زمانہ سے لے کر بہت لوگ دفن ہو چکے ہیں جنکی قبریں یکساں صورت کی ہیں اور ان سب پر سفید سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ اور کسی قسم کی نقاشی یا گلکاری نہیں ہے۔ اور بجز ناموں کے جو ان پر لکھے ہوئے ہیں انہیں مطلق تمیز نہیں ہوسکتی۔

بھیکڑ میں بندشیں۔ آسٹریا کے بھیکڑ دن میں کسی ایسے شخص کو ایسا یونیفارم پہنکر جانے کا اجازت نہیں ہے جو فوجیں استعمال کیا جاتا ہے۔

جعلی سکے۔ گذشتہ چودہ سالوں کے عرصہ میں جو جعلی سکے پولیس لندن کے ہاتھ آئے یہ سب رائل لیبوریٹری ولیوچ میں پگلائے گئے ہیں۔ انکا وزن چار ہنڈ ورڈ ویٹ تھا۔ اور کئی سو پونڈ مروجہ سکوں کی قلبیں تھے۔

کفن خوبصورت مخملی پال جو حضور ملکہ معظمہ کے کفن پر تھا۔ فراگمور میں کفن کے ساتھ ہی دفن کیا گیا تھا۔ اور اس پر زردوزی کا کام آرٹ سکول کی چھبیس لڑکیوں نے لگاتار اکتیس گھنٹوں میں کام کرنے سے طیار کیا تھا۔

تعجب ہے فرانسیسی ڈاکخانوں کو یہ تازہ فخر حاصل ہوا ہے کہ وہاں ایک نئی مشین ایجاد ہوئی ہے۔ جو چٹھیوں اور پارسلوں کا ٹھیک وزن ہی نہیں کرتی بلکہ ان کے ایک کونہ پر مطلوبہ سٹمپ کی تعداد بھی لکھدیتی ہے۔

مصنوعی سالمن مچھلی۔ امریکہ کی ایک مچھلی فروش کمپنی نے مغربی صوبجات میں ایک ایسی کل ایجاد کی ہے جس سے دریائی مسی سپی سے بلی کے قسم کی پکڑی ہوئی مچھلیاں کی بہت بھاری مقدار میں کیمیائی حکمت سے ایسا مادہ داخل کردیا جاتا ہے کہ اس مچھلی کا ذائقہ بعینہ سالمن مچھلی جیسا ہوجاتا ہے اب تک کسی نے اس میں تمیز نہیں کی۔

تیل کا نیا استعمال۔ سمندر کی طوفان کو رفع کرنے میں تو تیل بہت مفید ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اب خاک وصول والی سڑکوں کے واسطے بھی عمدہ پایا گیا ہے۔ اس کا تجربہ کیلیفورنیا میں کامیابی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہ سڑکوں کو محفوظ کرتا ہے۔ اور بگڑنے نہیں دیتا۔ یہ تیل معدنوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مٹی میں جذب ہوکر اُسکو سخت کردیتا ہے اسطرح سڑک کے کمزور حصے سخت ہو جاتے ہیں۔ اور پانی کی طرح مطلق اثر نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اسیر کیچڑ ہونے دیتا ہے کیلیفورنیا میں پہلے سال تین دفعہ چھڑکا جاتا ہے۔ دوسرے سال دو دفعہ اور اس کے بعد سال میں ایکدفعہ پھیلایا جاتا ہے۔

بارش کا وقت۔ مینہ دن کے دیگر حصوں کی نسبت صبح کے تین اور آٹھ بجے کے ما بین زیادہ تر برستا ہے۔

بڑے بڑے پمپ سب سے بڑے پمپ اُسوقت تیار کئے گئے تھے جب کہ ہالینڈ میں جھیل ہارلم کو خالی کرنا مطلوب تھا۔ یہ گیارہ سال متواتر چار لاکھ ٹن پانی روزانہ نکالتے رہے۔

داڑھی رکھنے کی اجازت رہی ملیٹری جوانوں کو مونچھیں اور داڑھی رکھنی کی اجازت دیگئی ہے۔ ان کے بحری عصر صرف مونچھیں رکھ سکتے ہیں اور ان کو داڑھیاں جبراً منڈانا پڑتی ہیں۔

متمول ڈاکٹر بنارس کے مشہور ڈاکٹر جے لازرس پندرہ لاکھ روپیہ چھوڑ مرے

متبرک آب۔ ایک ذہین امریکن نے بحر گلیل کے قریب دریائے جارڈن کے کنارہ پر ایک پمپ لگایا ہے جس سے پانی بوتلوں میں بھر کر عیسائی لوگوں کے اصطباغ کے واسطے دنیا کے مختلف حصوں کو بھیجا جاتا ہے۔

دو ووٹوں کا حق بلجئن کے قانون سے ان مجردوں کو جنکی عمر پچیس برس کی ہو ایک ہی ووٹ دینے کا حق ہے۔ شادی شدہ اور رنڈوے جنکا کنبہ موجود ہو دو ووٹ اور مذہبی پیشوا اور سفیدار اور تعلیم یافتہ تین ووٹ دیسکتے ہیں اور جو اشخاص بالکل ووٹ نہ دیں وہ مختلف سزاؤں کے مستوجب ہوتے ہیں۔

علم نجوم کا خاصہ۔ ایک فرانسیسی نجومی مسکنی الیم فلیمارلن کی رائے ہے کہ علم نجوم کی تعلیم سے انسان طویل العمر ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام انسانی جوش سرد پڑجاتے ہیں۔ اپنے اس قول کی تصدیق میں بیان کرتا ہے کہ فرانسیسی نجومی سوسائٹی کے قریباً پچیس ہزار ممبر ہیں ان میں ایک کی عمر سوا سو برس کی اور بیالیس کی نوے نوے برسوں سے اوپر اور ایک بڑی تعداد کی اسی برس کی ہے۔

سریلی مچھلیاں۔ کئی قسم کی مچھلیاں باجہ کی سی سُر نکالتی ہیں۔ ایک قسم کی مچھلیاں جسکو شرگلا ماہی کہتے ہیں لمبی تان کھینچتی ہیں۔ دو قسم کی مچھلیاں ایک چھوٹی حرکت کرنیوالی ہڈی رکھتی ہیں۔ جس سے تیز جھنکار پیدا ہوتی ہے۔ اور امبر یناس قسم کی مچھلیاں ایسی ڈھل کی آواز نکالتی ہیں کہ یہ تیس فتھم گہرے پانی سے سنائی دے سکتی ہے۔

پرنس آف ویلز شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم رسم تاج پوشی ادا ہونے کے بعد ڈیوک آف کارنوالس اور ایرل پرنس آف ویلز کئے جاویں گے۔ اس رسم کی تفصیل اسطرح بیان کی گئی ہے کہ پرنس شاہانہ لباس میں بادشاہ کے پیش کئے جاتے ہیں۔ چو۔ ایک "تلوار" کا گاتر ان کے گلے میں اور ان کے ایک ٹوپی سر پر اور ان کے درمیانی انگلی میں انگشتری پہناتے ہیں اور ایک طلائی عصا ان کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ اور ان کی سند کی چٹھیات پڑھے جانے کے بعد ان کے حوالہ کی جاتی ہیں۔

فونوگراف کا نیا استعمال۔ اب طوطوں کو بذریعہ فونوگراف بولنا سکھلانے

لگے ہیں۔ لنڈن کے ایک شخصکو جو پرندوں کے پالنے کا بہت ہی مشتاق ہے۔ اس کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اور اس نے اس فن میں اس قدر مہارت پیدا کرلی ہے کہ ایک ماہ کے عرصہ میں بم جانور تیار کرلیتا ہے۔ پرندوں کی جماعت والے کمروں کے دو حصے کئے گئے ہیں جن میں کسی طرف سے روشنی نہیں پڑتی ہر ایک پرندہ علحدہ علحدہ حصہ میں رکھا جاتا ہے۔ اور دن میں دو تین دفعہ فونوگراف اس کے پاس چھوڑا جاتا ہے جس سے گھنٹوں تک نہایت ہی صاف آواز نکلتی رہتی ہے جس کی طوطی اس تاریکی میں نقلید کرنا سیکھ جاتے ہیں۔

ہندوستانی اور مشرقی ہمسائے

ہمعصر انڈین مرر لکھتا ہے کہ۔ ہم یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے ہیں کہ ہندوستانی نوجوانوں کی جو تعداد صنعتی تعلیم کے واسطے جاپان کو جانے لگی ہے اس میں ہر سال ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جب پاس ہی خزانہ موجود ہو تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں نوجوان ہندوستانی دور انگلستان کو جانے کی زیر باریاں اور تکلیفیں اٹھائیں بہتر ہے کہ چین اور جاپان جیسے ایشیائی ممالک کی طرف رخ کیا جائے جاپان کی خوش نصیبی نے اس ملک کو یورپین ممالک کے مساوی درجہ بخشا ہے۔ اب چین کی قسمت نے بھی پلٹا کھایا ہے۔ اور جلد اس کی حالت سدھرنے کی اُمید ہوگئی ہے۔ بہتر ہے کہ جاپان کے دارالخلافہ ٹوکیو میں ہندوستانیوں کی ایک بستی قائم کی جائے۔ اور دیگر ترقی یافتہ ایشیائی ممالک کے ساتھ تعلقات زیادہ تر مضبوط و مربوط کئے جائیں۔"

مسٹر کروگر کی گاڑی معلوم نہیں لنڈن کے اخبار ٹ بٹ کو مسٹر کروگر کے ساتھ کیا عناد ہے اخبار مذکور میں جہاں شاہان اور مشاہیر زمانہ کی گاڑیوں کی تعریف کی گئی ہے وہاں مسٹر کروگر سابق پریسیڈنٹ ٹرانسوال کی گاڑی کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ اس بیش بہا گاڑی میں یہ بیٹھا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا جواہرات کے صندوق میں مینڈک ہے۔

امریکہ میں موسم امریکہ میں گرمی اور امساک باراں کا ابھی بہت زور ہے جبکی وسطی اور مغربی صوبجات میں زیادہ تر شکایت ہے جس سے اشوا۔ مسوری۔ نیبر اسکا اور کنساس میں تین سو بارہ بشل گیہوں کا نقصان ہوگا۔

تازہ ہلاکت بھٹنڈہ میں مسٹر الی برادر زادہ کے ایجنٹ پنڈت تمسلم کو اس کے ایک تحصہ دست نے ہلاک کیا۔ ملزم نے اسکی چھاتی اور رانوں پر ایسے زخم کاری لگائے کہ وہ جانبر نہ ہوسکا مسٹر وار برٹن صاحب انسپکٹر جنرل پٹیالہ پولیس نے یہ خبر سنتے ہی صاحب سپرنٹنڈنٹ برنالہ کو تحقیقات کے واسطے تعینات فرمایا۔

عمدہ خیال ہے امریکہ کے کروڑ پتی مسٹر جان راکفیلر صرف روپیہ پیدا کرنا ہی نہیں جانتے بلکہ اُسکو عمدہ طور پر خرچ کرنا بھی جانتے ہیں یہ اکثر کہا کرتے ہیں کہ۔ اگر کنوئیں سے پانی کا نکلنا بند کیا جائے تو وہ سڑ جاتا ہے۔

گرمائی تعطیلیں ۔ چیف کورٹ پنجاب بوجہ گرمائی تعطیلوں کے ۱۸ اگست ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء تک بند رہے گا اسی اثنا میں بجز اتواروں اور تعطیلوں کے اُن اشخاص کی درخواستیں برابر لی جائینگی جو پیش کرنا چاہیں۔ مگر جن درخواستوں اور متفرق کارروائی کا دفعتاً فیصلہ ہونا ناممکن ہوگا وہ کورٹ کے مکرر کھلنے تک ملتوی کی جائینگی۔

جدید تشخیص ۔ ضلع جھنگ میں بجز اس رقبہ کے جو نہر چناب کی آبادی کی حدود میں واقعہ ہے۔ مالیہ اراضی کی مکرر تشخیص ہونیوالی ہے۔

طغیانی ۔ ڈیرہ غازیخاں کی خبر سے واضح ہوا ہے کہ دریائے سندھ میں طغیانی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اگر پہلے بمبئی گرینیڈیر دستہ کو وہاں سے ہٹانا ضروری معلوم ہوا تو یہ پونہ کو روانہ کیا جائے گا نہ کہ بہج کو۔

برٹش ریلوے ۔ برٹش کالانیا بلحاظ رقبہ صوبجات متحدہ امریکہ کی نسبت آٹھ گونہ زیادہ ریلوے ہے۔

پہاڑی مقام ۔ اخبار پائونیر کو معلوم ہوا ہے کہ حضور ویسرائے کے دورہ پر روانہ ہونے سے پہلے گورنمنٹ پنجاب کے گرمائی سٹیشن کا فیصلہ کیا جائے گا۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔ گو یہ مجموعہ غالباً اس موسم میں وائسرائیگل لیجس لیٹو کونسل کے پیش ہو جائے گا مگر اُمید نہیں کہ قبل ۱۹۰۲ء سنہ پاس ہو سکے۔ یہ کچھ عرصے سے لیجس لیٹو ڈیپارٹمنٹ میں تیار ہو رہا ہے۔ مگر لوکل گورنمنٹوں اور پبلک جماعات نے ابھی اسپر غور کرنا ہے جس کے واسطے بہت عرصہ درکار ہوگا۔

کیا عمدہ نسبت ہے ۔ کینیڈا کے ایک اخبار میں درج ہے کہ وہاں ایک اٹھارہ سالہ لڑکی پچانوے برس کے بوڑھے کے ساتھ بیاہی گئی ہے پہلے اس پیر نابالغ کی نوجوان عروس کی پردادی کے ساتھ نسبت ہوئی تھی۔

صحت یابی بڑی مسرت کی بات ہے کہ گدی اودیپور کے ولیعہد جنکی صحت پچھلے دنوں مایوسی دلا رہی تھی۔ اب بخوبی صحت یاب ہو رہے ہیں۔ ہز ہائنس کلکتہ کے مشہور کبیراج دوار کا ناتھ کے زیر علاج ہیں۔

اخلاص فی الدین

یہ ایک مضمون ہے جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے ایک خطبہ سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا۔

مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

اس آیت پر غور کرتے ہوئے اور سوچتے ہوئے مجھے بڑا لطف آیا۔ اس حصہ آیت پر اگر انسان دل سے کر سوچے تو صاف طور پر اس کی روح شہادت دے گی کہ یہ انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے کیونکہ اخلاص کا حکم دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے حقیقت میں یہ بڑی بھاری بات ہے خالق فطرت قویٰ کے جذبات کا علیم ہی یہ حکم دیسکتا ہے کہ ہر کام کی بنا اخلاص پر ہو۔ کسی قسم کی ریا اس میں نہ ہو اسلئے کہ بادی النظر میں تو ایک فاحشہ عورت یا ایک سفاک قزاق یا ڈاکو بھی نماز پڑھتے ہیں اور ایک پاکباز اور خداشناس بھی نماز پڑھتا ہے ان میں امتیاز کیا ہوتا اس ظاہری شکل میں ارکان کی بجا آوری میں تینوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے ممکن تھا یہ کہا جاتا کہ امتیاز کی ضرورت نہیں مگر ایک نماز ہی شکل کر زنا میں مصروف ہو جاتی ہے اور دوسرا ڈاکہ زنی میں لگ جاتا ہے اور تیسرا خدا کے عزت کے کاموں میں لگ گیا یہ بجائے خود ایک قسم کا امتیاز ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہستی نیاز مندیوں کی پڑتال کرنیوالی ہے حقیقت میں اس عظیم الشان بات نے خوف اور اُمید کو پیدا کیا ہے۔ اگر اخلاص نہ ہوتا تو درجات نہ ہوتے اور خدا کی حکومت ممیز حکومت نہ ہوتی ایک گداختہ دل شخص ہے جو سوتا ہے تو اللہ کے لئے اُٹھتا ہے تو اسی کے لئے اس کا چلنا پھرنا کھانا پینا جو کچھ ہے اس سے بجز اس کے اور کچھ مقصود ہی نہیں کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت و جبروت کا اظہار ہو اور ایک شخص ہے از دنیا کا کیڑا ابھی رسم و عادت کے طور پر نماز پڑھتا ہے اور مسلمان کہلاتا ہے مگر ایک کے کام میں اخلاص اور دوسرے کے کاموں میں ظاہرداری ہے تو پھر **اخلاص** کی قید کیوں ضروری نہ ہوتی اخلاص سے جن کے دل موم کی طرح پگھلتے ہیں اُن کیلئے اُمیدوں کا میدان وسیع ہو جاتا ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک دانا بینا وجود ہی جو انکو دیکھتا ہے کہ وہ قوم کے درد اسلام کی عزت اور عزت کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر جب کہ مخلوق الٰہی آرام کرتی اور سوتی ہے اُس عورت کی طرح چلاتے ہیں جو دردزہ سے بیقرار اور مضطرب الحال ہو اگر کوئی اس جوف اللیل میں دیکھنے اور سننے والا نہیں تو یہ کیوں چلاتے ہیں نہیں وہ اُس دیکھنے والے کو دیکھتے ہیں کہ وہ اُن کی زاریوں پر نگاہ کرتا اور سنتا ہے۔ غرض اس اخلاص کی شرط نے سچے عاشقوں اور راستبازوں کے لئے ایک میدان کھولدیا ہے کہ وہ مسابقت الی الخیرات کریں جیسے گھڑ دوڑ میں سوار کو فکر ہوتا ہی کہ وہ میدان میں سب سے آگے نکل جاوے اسی طرح جب سے راستبازوں نے سنا ہے ہاں اُسی کی مُنہ سے سُنا ہے کہ وہ سرالاسرار سے واقف ہستی ہے ان کی اُمیدیں بڑھ گئی ہیں مگر اس کے ساتھ ہی بیم بھی ہے کہ اگر یہ ساری سعی اور جہاد اللہ کے لئے نہ ہو تو زر دادن و درد سر خریدن والا معاملہ ہی ہے۔ یہ نمازیں صرف ٹکریں مارنا ہوگا روزے نرے بھوکے مرنا ہوگا حقیقت میں

اعبدوا اللہ مخلصین اس عبادت میں اخلاص ہو اللہ کی رضا کی سوا کسی دوسرے کو خوش کرنا یا کسی کی ناراضی سے ڈرنا مقصود نہ ہو بڑی عظیم الشان بات ہے۔

میں اس آیت پر غور کرتے کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند فطرت اور پاکیزہ سیرت پر سوچنے لگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب پاک اخلاص کے رنگ سے کیسا رنگین ہے اور یہ نقش آپ کے لوح دل پر کیسا کندہ ہے کیونکہ یہ تجلی اور عکس تو اسی قلب کا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ اخلاص کے کس اعلےٰ منزل پر پہونچے ہوئے تھے۔ اخلاص کا اس دنیا میں حاصل ہونا ہزاروں ہزار آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر نکلنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے ایک طرف تو یہ خدا کے راستباز دنیا کی گردشوں اور چکیوں میں یوں رہتے ہیں جیسے دانہ چکی کے دو پاٹوں میں دوسری طرف انکی روح پورے شعور اور بصیرۃ کے ساتھ یہ جانتی ہے کہ ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اسیر وہ خدا کی محبت میں باوجود ان گردشوں اور مشکلوں کے ترقی کرتے ہیں غرض ان باتوں پر غور کرتے کرتے میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیونکر معلوم کریں کہ فلاں شخص آج ایسا اخلاص رکھنے والا موجود ہے۔ "تاثیرات اسی لئے اُٹھ گئی ہیں کہ روحوں میں اخلاص نہیں رہا وہ حرارت جو دل کو گرم کرتی اور دوسروں کو بھی حصہ دیتی ہے نہیں رہی ہے اس لئے جیسے ایک گرم انجن پوری سٹیم اور قوت کا دوسری گاڑیوں کو کھینچنے کے واسطے مطلوب ہے اسی طرح ایک پہونچا ہوا بندہ بھی مطلوب ہے جو اپنی حرارت اور قوت سے روحوں کو کھینچکر خدا تک پہونچا دے۔

اسی طرح سوچتے سوچتے میری روح نے سچے یقین اور بصیرۃ سے کہا کہ اس اخلاص کا کامل نمونہ اس وقت ہمارا **امام** ہے کیا میں خواہ مخوا

تعریف کرتا ہوں؟ ایسے شخص کو خدا کبھی پسند نہیں کرتا جو بے ایمانی سے تعریف کرے اسی طرح جیسے شرارت سے ہجو کرنے والے کو لعنت بھیجتا ہے ویسا ہی تعریف کرنے والا جو منافق ہے خدا کے حضور مردود ہے

پس

مخلص فی الدین امام صادق ہی

پوچھو کس طرح سے؟ دنیا بھر میں پھر کر دیکھو اور مقابلہ کرو اخلاص کیا ہے؟ یہ کہ اللہ کے لئے ہو جائے اللہ کے لئے ہونے کا فلسفہ کیا ہے؟ دنیا کی کوئی امید و بیم نہ رہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر حال اور ہر رنگ اور ہر کام میں وہ اپنے اس فرض منصبی کے ادا کرتے ہیں جو لیکر آیا ہے

مستقل مزاج ہو اب استقلال کی جو معراج انکو ملی ہے کوئی ہے کہ اس کی نظیر دکھا سکے؟ میں نے بڑے بڑے مدبروں اور ریفارمروں کے حالات پڑھے ہیں اور بہت سی ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ ادنیٰ ادنیٰ فکر نے ان کو اپنے کاموں سے ہٹا دیا ہے ادنیٰ ادنیٰ تغیر مزاج نے اپنے اصولوں سے برگشتہ کر دیا ہے مگر دیکھو کہ خدا کا فضل آپ کے شامل حال کس طرح ہے کسی آندھی اور آفت نے آپ کے قدم کو نہیں جنبش دی یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ یہ جو کچھ کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے ورنہ اگر دنیا کے لئے کرتا تو کیا یہ تکفیر کا فتوی دینے والے ناخدا ترس ملانوں سے صلح نہ کر لیتا ان کی ہاں میں ہاں نہ ملا دیتا۔ کافر نعمت قوم نے کوئی دقیقہ اس کی ایذا دہی کا اُٹھا نہیں رکھا ایک رحیم باپ کی بابت میں نے سنا ہے کہ بیٹے کو سمجھاتے سمجھاتے جب تھک گیا تو آخر کہا کہ جہنم میں چلا جا میں تجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا پھر اس نے ایسا قطع تعلق کیا کہ اس کے نزع پر بھی نہیں گیا۔

مگر اسکو دیکھو ناشکر گزار قوم نے کیسے قدر ہتک کی قتل کے منصوبے کیئے فتوے دیئے مقدمات میں پھنسانا چاہا تکفیر کا فتوی دیکر گندی . . . گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شائع کیئے غرض جسطرح ممکن ہوا اور جو پڑا انھوں نے اس کی ہتک کرنے اور ایذا دہی میں فروگذاشت نہیں کی مگر یہ ان کی ہر نئی تکلیف اور دکھ پر آگے ہی بڑھا ہے اور نئے پیرایوں میں انکو سمجھانا چاہا ہے اس مہینہ میں خدا کے کلام کی تفسیر کے لئے آدھی آدھی رات کو اُٹھکر بیٹھتا ہے دن کو کئی کئی بتیاں جلا کر دروازے بند کر کے بیٹھتا ہے اور اس قدر محنت کرتا ہے کہ بیمار پڑ پڑ جاتا ہے خطرناک امراض آئے دن حملہ کرتے ہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ کچھ بھی کام نہ کرے تو کوئی بھی بدظن نہیں ہو سکتا پھر کونسی بات ہے کہ پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ مگر یہ اس تیز اور تند آندھی اور تاریکی میں دل کے اندھوں کی راہوں کو صاف کر رہا ہے اور ایک شمع لیکر ان کو راہ دکھاتا ہے۔ آج ساری دنیا میں پھر کر دیکھلو کہ کون ہے جو اس **اخلاص** کے رنگ میں رنگین ہو عصائے موسیٰ کے ترشہ و مصنف ہی کو دیکھلو ایک سکینڈ کے لئے بھی اس کے پاس بیٹھکر کوئی خوش نہیں ہو سکتا مگر یہ ہے کہ جب باہر نکلتا ہے سارے دوست دیکھکر خوش ہو جاتے ہیں چونکہ خود خوش ہے دوسرے غمگینوں کو بھی مسرور کر دیتا ہے لیکن جس کی طوطہ چشم آنکھوں سے خود ہی غیظ و غضب اور غصہ و رنج کی تصویر عیاں ہے وہ دوسروں کو کیا خوش کریگا اس لئے کہ خود اس میں کوئی سکینت نہیں مگر اس برگزیدہ کا اُٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ ہر ایک کام خدا کے لئے ہے اور اسکی اپنے اعمال کے نتیجے صاف شہادت دے رہے ہیں۔

غرض

میرے عزیزو! اس آیت نے امید اور بیم کے دو میدان کھول دیئے ہیں برکت ان پر جو اپنے ہر ایک کام میں اخلاص رکھتے ہیں اور جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ مقصود نہیں ان کیلئے خوف کا مقام ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو اخلاص نصیب کرے امام کے ساتھ سچی محبت ہو۔ مگر زور عہد شکنی کی بلاؤں سے محفوظ رکھے اللہ تعالےٰ اسلام کی اسی طرح ترقی کرے جس طرح پر وہ کرتا رہا اور اس صادق امام کی نصرت فرماوے کیونکہ یہی آج اخلاص فی الدین کا نمونہ ہے اسکا وہی ولی نصیر اور وکیل ہو آمین

زمرہ احمدیہ بنگلور میں

بنگلور سے مندرجہ ذیل احباب کے نام داخل رجسٹر مبایعین و نیز الحکم ہونے کیلئے آئے ہیں۔

حاجی علی محمد صاحب سیٹھ اللہ رکھا معسکر بنگلور
مولوی عبد الرحیم صاحب ملسور بنگلور تمبو لوک
مولوی محمد برہان الدین صاحب معسکر بنگلور تمبو رو لگ پیٹ
محمد عبد الرحیم صاحب کنٹراکٹ دار معسکر بنگلور تمبو رو لگ پیٹ۔
محمد ابراہیم صاحب چرم فروش بازار معسکر بنگلور
سید محمد عبد الحی صاحب فرنیچر ؍؍
محمد عبد الحفیظ صاحب چرم فروش محلہ بلاک پلی معسکر بنگلور۔
شیخ محمد صاحب گھڑیال ساز ؍؍
خلیفہ محمد عبد اللہ صاحب ؍؍
خلیفہ محمد یوسف صاحب ؍؍
محمد عبد الجبار صاحب عطار نارائن پلی ؍؍
محمد عبد الرزاق صاحب ببو بازار ؍؍
محمد عبد الرحمن صاحب بلاک پلی ؍؍
مرزا محمد یوسف بیگ صاحب ملسور بنگلور۔
محمد موسیٰ رضا صاحب۔ بلاک پلی ؍؍
محمد عبد العزیز صاحب ؍؍
محمد عبد اللہ شریف صاحب تصدیق منیو بار ؍؍
محمد اسمٰعیل صاحب اخبار باد صبا۔ بلاک پلی ؍؍
محمد غوث صاحب معروف بابا میاں تخلص بہ جادو نارائن پلی اسٹریٹ معسکر ؍؍
محمد عبد الوہاب خانصاحب محلہ جالی گہر ؍؍
محمد عبد الحمید صاحب کنٹر پیٹ معسکر ؍؍
محمد حسین صاحب ملیش۔ بلاک پلی ؍؍

+ فروری ۱۹۰۱ء کے مہینے سے مراد ہے۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۸ جلد ۵

مدعی کے سوال پر بیان کیا۔ چکر دار رستہ پتھریلا ہے جہاں انسان مشکل سے گذرتا ہے۔ اگر مدعا علیہ کے مکان کے چاہ سے ہمارے ہاں چھوٹی مسجد میں پانی سقہ لادے تو دیوار متنازعہ کے راستہ آوے گا۔ ہمارا اور مدعا علیہ کا سقہ جدی سقہ ہے ان کا تعلق ہے اس چاہ سے پانی لاتا ہے ہمارے مہمانوں کے یکے اس میدان میں کھڑے ہوتے ہیں سال میں تیس ہزار کے قریب مہمان آتے جاتے ہیں ان کے یکے اسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں اور گرمی کے دنوں میں اس میدان میں سوتے ہیں۔

اگر چاہ جدید سے سقہ چھوٹی مسجد کو لادے گا تب بھی وہ اس دیوار کے راستہ سے آوے گا اس دیوار بننے سے پیشتر مہمان دونوں وقت میرے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اور تعلیمی باتیں سنتے تھے جن کے لئے میں خدا کی طرف سے آیا ہوں اب اگر اوپر آتے ہیں تو بڑی تکلیف سے چکر کھا کر آتے ہیں اور صبح اور عشا کی نماز میں ضعیف اور کمزور آدمی میرے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے ان مہمانوں کی غرض جو میرے پاس آتے ہیں دین سیکھنے کی ہوتی ہے لیکن جب اس دیوار کی وجہ سے ان کو تکلیف پہونچتی ہے تو مجھے ان تمام تکالیف کا صدمہ ہوتا ہے۔ جو کام میں کرنا چاہتا ہوں اس میں وقت پیدا ہوتی ہے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جن میں میں ان تکالیف کو بیان کر سکوں مہمان کہیں ہوتے ہیں اور میں کہیں۔ وہ اسباب سے محروم رہتے ہیں جس کے لئے آتے ہیں اور میں اپنا کام نہیں کر سکتا جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں برسات میں تو راستہ گذرنے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔

مطبع کے پروف اور کاپیاں میں خود ہی دیکھتا ہوں۔ کارپردازوں کو دن میں چار پانچ مرتبہ میرے پاس آنا پڑتا ہے اس دیوار کی وجہ سے پابندی نہیں ہو سکتی جس سے حرج ہوتا ہے کام میں توقف ہوتا ہے۔ میرے لنگر خانہ کا خرچ کبھی ہزار کبھی پندرہ سو اور کبھی دو ہزار روپیہ ماہانہ ہوتا ہے اور مطبع کا مستقل خرچ اڑھائی سو روپیہ ماہوار ہے۔

قبل از تعمیر دیوار میرے باہر جانیکا راستہ اسی طرف سے تھا جہاں دیوار ہے میں زنانخانہ سے عموماً نہیں گذرتا ہوں کیونکہ وہاں مہمان عورتیں موجود ہوتی ہیں اس لحاظ سے کہ ممکن ہے عورتیں کسی حال میں ہوں ہمیشہ اوپر سے ہی آتا تھا۔

مدعا علیہم کو میرے ساتھ قریباً انیس بیس سال سے عداوت ہے عداوت کی ایک وجہ یہ ہے کہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ مرزا اعظم بیگ کے لڑکے مرزا اکبر بیگ سے بیاہی گئی تھی اور مرزا اعظم بیگ قادیان کی اراضی کا خریدار ہوا تھا اس نے ان لوگوں کے حصے خرید ے جو بیدخل تھے۔

ایک وجہ عداوت کی یہ بھی ہے جو بڑی وجہ ہے کہ مرزا امام الدین خدا اور رسول کے خلاف کتابیں لکھتا ہے۔ چنانچہ دید حق۔ قصہ ہردو کا فر جس میں مجھکو اور محمد حسین بٹالوی دونوں کو کافر قرار دیا ہے۔ اور گل شگفت وغیرہ کتابیں اس نے لکھی ہیں۔

میں نے جو کتاب براہین احمدیہ لکھی ہے اس میں چھوٹی مسجد کا ذکر ہے اس لئے حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ میں اسی مسجد کا ذکر ہے یہ کتاب ۱۸۸۰ء میں لکھی تھی شحنہ حق بھی میری کتاب ہے آریوں کے خلاف ہے۔ ست بچن اور آریہ دھرم میری تصنیف ہے۔

یہ اشتہار مورخہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میرا ہی ہے جو مرزا نظام الدین کے خلاف ہے یہ اشتہار ۴ مئی ۱۸۹۸ء امہات المؤمنین کے متعلق میں نے گورنمنٹ میں بھیجا تھا اور شائع کیا تھا۔

مکرر سوال مدعا علیہ پر کہا۔

کبھی سیر کو جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا۔ عموماً صبح کے وقت جاتا ہوں شام کو کبھی شاذ و نادر ہی جاتا ہوں میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردہ کا پورا التزام ہوتا ہے۔ خادم عورتوں سے مراد خدمتگار عورتیں ہیں۔ پندرہ سولہ عورتیں ہیں چند فارغ خدمتگاروں کو ساتھ لے لیتی ہیں۔ یہ بات عام نہیں ہے بلکہ علاج کے طور پر ہے برس میں دو چار مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کبھی کوئی اور ضعیفہ عورتیں بھی ساتھ چلی جاتی ہیں تو ہم مانع نہیں ہوتے۔ ہم باغ میں عورات کو نہیں لے جاتے جہاں حلوائیوں کے لڑکوں کو حکم دیں کہ وہ مٹھائیاں لے جاویں۔ ہم باغ تک جاتے ہیں اور پھر واپس آ جاتے ہیں۔

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیشگوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیشگوئی میں تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت

میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے ہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ پیشگوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیشگوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جاوے گی اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے بعد چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیشگوئی کی دوسری جز پوری ہو گئی۔ اس کا خوف اس کی خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیشگوئی کا ایک جز تھا انھوں نے توبہ کی چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لئے خدا تعالے نے اسکو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔ انجام ذیل کی نسبت موت کا الہام تھا عبد اللہ آتھم۔ لیکھرام۔ احمد بیگ سلطان محمد۔ ان میں سے اب صرف سلطان محمد زندہ ہے عبد اللہ آتھم اگرچہ ظاہری نگاہ میں میعاد کے اندر نہیں مرا مگر اس کی نسبت شرطیہ الہام تھا چونکہ اس نے ظاہری میعاد کے اندر توبہ کر لی اسکو مہلت دی گئی اس کے بعد اس نے اخفاء حق کیا پھر میرے اشتہار کے بعد وہ بہت جلد مر گیا اب آتھم کہاں ہے اسے لاؤ۔ احمد بیگ اپنی میعاد کے اندر مر گیا۔ لیکھرام بھی میعاد کے اندر مر گیا۔ مینے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھا دیا تھا کہ آئندہ کسیکی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لیوے۔ دو آریہ جنکا نام میرے اشتہار میں متعلقہ پیشگوئی مرزا نظام الدین درج ہے ان کا نام یاد نہیں ہے ایک شاید بشنداس ہے دوسرے کا نام شاید بھارامل ہے + بعض علماء نے میری نسبت کفر کا فتویٰ دیا ہے اور بہتوں نے مجھے قبول کیا ہے اور ان میں سے بھی جنھوں نے کفر کا فتویٰ دیا تھا بعض توبہ کر کے میرے پاس آتے جاتے ہیں تم کلامہ

حضرت اقدس کے بیان میں وہ زور اور جوش تھا کہ ہم الفاظ میں اسکو ادا نہیں کر سکتے۔ الفاظ کے ادا سے ایک خاص قسم کا رعب اور ہیبت ٹپکتی تھی۔ چنانچہ جسوقت آپ نے یہ فرمایا کہ ابھی عدالت میں جہاں ان باتوں پر ہنسی کی جاتی ہے الاخرہ فرمایا تو خصوصیت کے ساتھ ناظرین میں سے ہمارے اکسٹرا اسسٹنٹوں پر بہت بڑا اثر پڑا وہ بڑی حیرت کے ساتھ آپکے چہرہ کی طرف دیکھتے تھے ایسا ہی جب ڈسٹرکٹ جج صاحب نے یہ سوال کیا کہ کیا امید ہے کہ وہ پھر آپ کے نکاح میں آئے اس کے جواب میں حضرت اقدس نے جس لب ولہجہ میں یہ فرمایا کہ امید کیا ہوتی ہے یقین کامل ہے کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی تو اس کا بھی ایک خاص اثر پڑا۔ غرض اس انداز کو ہم بیان نہیں کر سکتے اور اس اثر اور جوش کی تصویر نہیں دکھا سکتے جو اسوقت ظاہر ہو رہا تھا۔ مرزا امام الدین با اینکہ یہ سارا بیان اس کا ہی پردہ در تھا موقع بموقع اپنی نوک ٹوک سے باز نہ آتا تھا باوصفیکہ عدالت کی طرف سے متواتر اسکو تنبیہ کی گئی کہ وہ خاموش رہے غرض اسطرح پر حضرت اقدس کا بیان ختم ہوا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام ایک مجمع کثیر کے ساتھ عدالت کے کمرہ سے باہر آئے۔ آپ اس قدر خوش تھے جس کی کوئی حد و پایان نہیں۔ فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ آ گیا اگر ہم ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے اور آرزو رکھتے کہ یہ عدالت کے کاغذات میں درج ہو جاوے اور اسطرح پر تین ڈپٹی گواہ ہو جاویں تو کبھی یہ نہ ہوتا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اسکی باتیں عجیب ہوتی ہیں اب عدالت کے کاغذات سے کون اسکو مٹا سکے گا۔ جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی کیا ان ڈپٹیوں پر اس کا اثر نہ پڑے گا ضرور ہی پڑے گا۔ جیسے لیکھرام کی پیشگوئی کی بہت شہرت ہوئی تھی اسی طرح اس کی شہرت ہو گئی ہے اور یہ بہت ہی اچھا ہوا کہ عدالت کی کاغذات میں درج ہو گئی۔ اس کے بعد ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھی گئی اور اس خوشی کے متعلق بار بار حضرت ذکر کرتے رہے + پھر فرودگاہ پر واپس آئے شام کو حسب معمول سیر کو تشریف لیگئے راستہ میں ڈاکٹر فیض قادر صاحب نے عرض کیا کہ حضور! مہدی حسن تحصیلدار اور ان کے چند دوست چاہتے ہیں کہ آپ سے کچھ دریافت کریں اگر حضور اجازت دیں تو ان کو شام کو لے آئیں۔ فرمایا ہاں بے شک ان کو بلا لو + ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں واپس آ کر مغرب اور عشا دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھیں اور پھر وہ مہدی حسن صاحب مع صاحب مرزا سررشتہ دار ڈسٹرکٹ جج اور فیض الرحمن صاحب ٹرشری کلارک اور ایک دو آدمیوں کے ساتھ آ گئے۔ اس جلسہ کی کیفیت ہم آئندہ ہدیہ ناظرین کریں گے۔ انشاء اللہ تعالے۔

نوٹ حضرت اقدس کے بیان کی وقت عدالت میں بہت بڑا ہجوم تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ڈپٹی گنگا رام صاحب۔ مرزا ظفر اللہ خان صاحب

بیعت

کریم بخش صاحب فراش جناب نواب محمد علی خانصاحب مالیر کوٹلہ
بشیر احمد صاحب - ہوتی مردان - پشاور
عبد الصمد نویس - زمیندار -
شریف اللہ صاحب معہ اہل بیت
جان محمد صاحب - سیدوالہ - منٹگمری
عبد اللہ صاحب - حاجی گنج دار تعلق سنوراپور ضلع لنگسگور علاقہ حیدرآباد دکن
حکیم میر گل محمد صاحب انور معسکر بنگلور متصل سلام ہوس مالک کارخانہ دار الشفا یونانی -
رحیم بخش صاحب - بہاولپور قریب جامع مسجد محلہ مولوی صاحبان ٹوکی حال لاہور موتی بازار قریب مندر ہنومان ملازم مولوی فصیح الدین عوزی
عبد الغنی صاحب -
عبد الرحمن صاحب - کپورتھلہ حال کوہ منصوری محلہ شانو متصل کتاب گھر ملازم ٹرسبورٹ
مولوی مرزا مغل بیگ صاحب - ٹبا گھرایا سیالکوٹ - امام مسجد بنوا کوٹھا
حافظ عیسی صاحب " "
حکیم فتح محمد صاحب - سیالکوٹ دوکان بازار دو دروازہ - حکیم صاحب پہلے شیعہ تھے -
حکیم علی گوہر صاحب - تیرہ کلاں -
عبد الکریم صاحب - مرادپور - سیالکوٹ
شوق محمد صاحب - شہر جالندھر دروازہ محلہ رستہ پہگواڑہ -
عبد الغفور خانصاحب - سٹیشن ماسٹر نوشہرہ ریلوے پشاور سگنیلر بلوتے
شرافت حسین صاحب - شہر بھاگل پور
واپرہ پور -
شاہ عالم صاحب - جہلم
میاں حسین پنچہ بند - دار ریاست نابھہ
محمد منظور صاحب - خانپور سرہند
محمد اسمعیل صاحب " "

الراقم سراج الحق

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ دار الامان میں یہ ہفتہ برساتی ہفتہ کہنا چاہیئے بارش خاطر خواہ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو رہی ہے دار الامان اچھا خاصہ جزیرہ بنا ہوا ہے چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے

۲۔ اس ہفتہ میں ڈاکٹر رحمت علی صاحب تشریف لائے ڈاکٹر صاحب ہماری جماعت میں ایک قابل قدر نمونہ ہیں باوصفیکہ ڈاکٹر صاحب کو دو تین دن کی رخصت تھی اور گھر میں کئی ایک ضروری امور انکی حاضری اور شراکت چاہتے تھے کسی عزیز کی شادی کا ہونا اور خود ڈاکٹر صاحب کے گھر میں دختر کا پیدا ہونا مگر ڈاکٹر صاحب نے ان سارے امور پر دار الامان کی حاضری کو ترجیح دی جزاہ اللہ احسن الجزاء حقیقت میں جبتک ہمارے احباب بار بار قادیان نہ آئیں گے وہ اس مقصد کو صرف تحریروں سے حاصل نہ کر سکیں گے جسکے لئے خدا کا برگزیدہ مامور ہو کر مبعوث ہوا ہے -

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۱ء سے موسمی تعطیلات کے لیئے ایک مہینہ کے واسطے بند کیا جائے گا - ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو پھر کھلے گا -

۴۔ **خطبہ الہامیہ** معہ ترجمہ فارسی و اردو الحکم کی دوسری اشاعت تک انشاء اللہ تعالے شائع ہو جائے گا ۲۰۴ بڑے صفحوں پر ختم ہوا ہے قابل دید کتاب ہے قرآن کریم کا جلال اس سے ظاہر ہوگا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے پوری اتمام حجت ہوگی اس کتاب کے بعد منکروں کے لئے اس کے سوا اور کیا کہیں

فماذا بعد الحق الا الضلال

نوٹس

اُن خریداران الحکم کو بذریعہ ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ جن کے ذمہ کئی سال سے الحکم کا چندہ بقایا چلا آتا ہے اور باوجود مختلف اوقات میں یاد دہانیوں کے انھوں نے ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں کی کہ اگر ۱۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء تک وہ اپنے اپنے حساب کو بیباق نکریں گے تو ہم ۲۴۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کے اخبار میں اُن کے اسماء گرامی معہ رقم مطلوبہ درج اخبار کر کے اپنے احباب کو توجہ دلائیں گے کہ وہ اُن سے روپیہ وصول کرنے میں ہمیں مدد دیں - یہ نوٹس بمجبوری شائع کیا جاتا ہے - پس اگر وہ نہیں چاہتے کہ نا دہندوں کی فہرست میں ان کے نام شائع ہوں تو اپنا حساب بیباق کریں -

وہ خریداران اخبار اس نوٹس کے مخاطب نہیں ہیں جنکے ذمہ سنہ ۱۹۰۱ء کا ہی چندہ بقایا ہے کیونکہ ان سے باقساط وصول ہو رہا ہے چنانچہ ۱۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کا الحکم اُن صاحبوں کے نام وی پی کیا جاویگا ان میں سے اگر کوئی صاحب وی پی پہونچنے پر چندہ ادا کرنے کے ناقابل ہوں تو وہ ۱۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے مطبع کو اطلاع دیں تاکہ ان کے نام پر دوسرے وقت وی پی روانہ ہو -

خاکسار ایڈیٹر و مینجر الحکم

(مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا)

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

الحکم

ربیع الثانی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر و پروپرائٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ پیشگی ... عام ... [illegible]
خواص اور امرا ... [illegible]
ہندوستان سے باہر ... [illegible]

جلد ۹ | دار الامان قادیان ۱۷ اگست سنہ ۱۹۰۵ء | نمبر ۳۰

کلماتِ طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۹ جلد ۹

پس اگر انسان کی زندگی کا مدعا یہ ہو جاوے کہ وہ صرف تنعم ہی میں زندگی بسر کرے اور اس کی ساری کامیابیوں کی انتہا خورد و نوش اور لباس و خواب ہی ہو اور خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ اس کے دل میں باقی نہ رہے تو یہ یاد رکھو ایسا شخص فطرۃ اللہ کا مقلب ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے قویٰ کو بیکار کرے گا یہ صاف بات ہے کہ جس مطلب کے لئے کوئی چیز ہم لیتے ہیں اگر وہ وہی کام نہ دے تو اسے بیکار قرار دیتے ہیں مثلاً ایک لکڑی کرسی یا میز بنانے کے واسطے لیں اور وہ اس کام کے ناقابل ثابت ہو تو ہم اُسے ایندھن ہی بنالیں گے اسی طرح پر انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادت الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کرکے بیکار کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ میں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ میں نے ایک رویا میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے ہاتھ میں چھری ہے جو انھوں نے ان کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف منہ کیا ہوا ہے میں ان کے پاس ٹہل رہا ہوں میں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں تو میں نے یہی آیت پڑھی قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلا دیں اور یہ کہا کہ تم ہو کیا آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو

غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پروا کرتا ہے اور اسکی بقا کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جو اسکی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پروا نہیں کرتا اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے اس لئے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلورا فارم نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے اور اسے غفلت کی نیند سلاتا ہے اور اسی میں اس کو ہلاک کر دیتا ہے

میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ سورہ والعصر میں دو سلسلوں کا ذکر فرمایا ہے ایک ابرار و اخیار کا سلسلہ ہے اور دوسرا کفار اور فجار کا۔ کفار اور فجار کے سلسلہ کا ذکر یوں فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اور دوسرے سلسلہ کو اسطرح پر الگ کیا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی ایک وہ ہیں جو خسران میں ہیں مگر خسران میں مومن اور عمل صالح کرنیوالے

نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خسران میں وہ ہیں جو مومن اور عمل صالح کرنے والے نہیں ہیں یاد رکھو کہ صلاح کا لفظ وہاں آتا ہے جہاں فساد کا بالکل نام و نشان نہ رہے انسان کبھی صالح نہیں کہلا سکتا جب تک وہ عقاید ردیہ اور فاسدہ سے خالی نہ ہو۔ اور پھر اعمال بھی فساد سے خالی ہو جائیں متقی کا لفظ باب افتعال سے آتا ہے اور یہ باب تصنع کے لئے آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ متقی کو بڑا مجاہدہ اور کوشش کرنی پڑتی ہے اور اس حالت میں وہ نفس لوامہ کے نیچے ہوتا ہے اور جب حیوانی زندگی بسر کرتا ہے اس وقت امارہ کے نیچے ہوتا ہے اور مجاہدہ کی حالت سے نکل کر جب غالب آجاتا ہے تو مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے متقی نفس امارہ کی حالت سے نکل کر آتا ہے اور لوامہ کے نیچے ہوتا ہے اسی لئے متقی کی شان میں آیا ہے کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں گویا اس میں بھی ایک قسم کی لڑائی ہی کی حالت ہوتی ہے۔ وساوس اور اوہام آکر حیران کرتے ہیں مگر وہ گھبراتا نہیں اور یہ وساوس اس کو درماندہ نہیں کر سکتی وہ بار بار خدا تعالیٰ کی استغاثت چاہتا ہے اور خدا کے حضور چلاتا اور روتا ہے یہاں تک کہ غالب آجاتا ہے۔ ایسا ہی مال کے خرچ کرنے میں بھی شیطان اسکو روکتا ہے اور اسراف اور انفاق فی سبیل اللہ کو یکساں دکھاتا ہے حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسراف کرنے والا اپنے مال کو ضائع کرتا ہے مگر فی سبیل اللہ خرچ کرنے والا اس کو پھر پاتا ہے اور خرچ سے زیادہ پاتا ہے اس لئے ہی مما رزقنھم ینفقون فرمایا ہے۔

بات یہ ہے کہ صلاح کی حالت میں انسان کو ضروری ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کے فساد سے خواہ وہ عقائد کے متعلق ہو یا اعمال کے متعلق پاک ہو جیسے انسان کا بدن صلاحیت کی حالت اس وقت رکھتا ہے جبکہ سب اخلاط اعتدال کی حالت پر ہوں اور کوئی کم زیادہ نہ ہو لیکن اگر کوئی ایک خلط بھی بڑھ جائے تو جسم بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح پر روح کی صلاحیت کا مدار بھی اعتدال پر ہے اسی کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں صراط مستقیم ہے صلاح کی حالت میں انسان محض خدا کا ہو جاتا ہے جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت تھی اور رفتہ رفتہ صالح انسان ترقی کرتا ہوا مطمئنہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور یہاں ہی اس کا انشراح صدر ہوتا ہے جیسے رسول اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ہم انشراح صدر کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔

یہ بات بحضور دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجر اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بت رکھدیے تھے ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا مگر نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلب انسانی بھی حجر اسود کی طرح ہے اور اسکا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے ماسوی اللہ کے خیالات وہ بت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع و قمع اس وقت ہوا تھا جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح پر ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یفعلون ما یؤمرون اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکم انسانی کے نیچے ہیں پس ماسوی اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح سے چڑھائی کی جاوے۔ یہ لشکر تزکیہ نفس سے طیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ جس قدر اعضا ہیں وہ دراصل قلب کے ہی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں ایک خیال آتا ہے پھر وہ جس اعضا کے متعلق ہو وہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ غرض اس خانہ خدا کو بتوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کروگے تو ان بتوں کو توڑ ڈالوگے اور یہ راہ میں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں بتاؤں اور وہ راہ کیا ہے؟

میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ

یہ آواز نئی آواز نہیں ہے مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی کہا تھا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کروگے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤگے۔ اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا پڑا ہے

قصیدہ عربی

حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود و مہدی معہود نے (علیہ السلام) اپنے خطبہ الہامیہ کے آخر میں عموماً دنیا کی حالت اور خصوصاً مسلمانوں کی کیفیت اور اپنے دعاوی کے متعلق تصنیف فرمایا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

القصیدۃ

لکلّ قریحۃ سعیدۃ

اری سیل آفات قضاہا المقدر
وفی الخلق سیآت تذاع وتنشر
وفی کل طرف نار شرّ تاججت
وفی کل قلب قد تزاء التحجر
وقد زلزلت من ہذہ الریح دوحۃ
تظل بظل ذی شفاء وتثمر
اری کل محجوب لدنیاہ باکیا
فمن ذا الذی یبکی لدین یحقر
وللدین اطلال اراہا کلاہف
ودمعی بذکر قصورہ یتحدر
تراءت غوایات کریح مجیحۃ
وارخی سدیل الغی لیل مکدر
اری ظلمات لیتنی مت قبلہا
وذقت کئوس الموت او کنت انصر
تہب ریاح عاصفات کانہا
سباع بارض الہند تعوی وتزئر
اری الفاسقین المفسدین وزمرہم
وقل صلاح الناس والغی یکثر
اری عین دین اللہ منہم تکدرت
بہا العین والآرام تمشی وتعبر۔

اری الدین کالمرضیٰ علی الارض راغما
وکل جہول فی الہویٰ یتبختر
وما ہمہم الا لحظ نفوسہم
وما جہدہم الا لعیش یوفر
نسوا نہج دین اللہ خبثا وغفلۃ
وقد سرہم بغی وفسق ومیسر
فلما طغی الفسق المبید بسیلہ
تمنیت لو کان الوباء المتبر
فان ہلاک الناس عند اولی النہی
احب واولی من ضلال یدمّر
صبرنا علی ظلم الخلائق کلہم
ولکن علی سبل الشقا لا نصبر
وقد ذاب قلبی من مصائب دیننا
واعلم ما لا تعلمون وابصر
وبثی وحزنی قد تجاوز حدہ
ولولا من الرحمن فضل اتبّر
وعندی دموع قد طلعن الماقیا
وعندی صراخ لا یراہ المکفر
ولی دعوات یصعدن الی السما
ولی کلمات فی الصلابۃ تقعر
واعطیت تاثیرا من اللہ خالقی
فتاوی الی قولی جنان مطہر
وان جنانی جاذب بصفائہ
وان بیانی فی الصخور یؤثر
حفرت جبال النفس من قوۃ العلی
فصار فؤادی مثل نہر تفجر
واعطیت رعبا عند صمتی من السما
وقولی سنان او حسام مشہر
ہذا ہو الامر الذی سرّ مالکی
وارسلنی صدقا وحقا فانذر
اذا اکذبتنی زمرا عداء ملتی
فقلت اخسأوا ان الخفایا ستظہر
فریق من الاحرار لا ینکروننی
وحزب من الاشرار ذوا وانکروا
وقد زاحموا فی کل امر اردتہ
فایدنی ربی فہزوا وادبروا
وکیف عصوا واللہ لم یدر سرّہا
وکان سنا صدقی من الشمس اظہر
لزمت اصطبارا عند جور لئامہم
وکان الاقارب کالعقارب تابر
وہذا علی الاسلام احدی المصائب
یکذب مثلی بالہوی ویکفر

فاقسمت باللہ الذی جل شانہ
علی انہ یخزی العدا واعزر
وللغی آثار وللرشد مثلہا
فقوموا لتفتیش العلامات وانظروا
تظنون انی قد تقولت عامدا
بمکر وبعض الظن اثم ومنکر
وکیف وان اللہ ابدی برائتی
وجاء بآیات تلوح وتظہر
ویاتیک وعد اللہ من حیث لا تری
فتعرفہ عین تحد وتبصر
ولیس لعضب الحق فی الدہر کاسرا
ومن قام للتکسیر یخذل ویکسر
ومن ذا ابعاد دینی وربی یجیبنی
ومن ذا یرا دینی اذا اللہ ینصر
ویعلم ربی سرّ قلبی وسرہم
وکل خفی عندہ متحضّر
ولو کنت مردود الملیک لضرّنی
عداوۃ قوم کذبونی وحقروا
ولکننی صافیت ربی فجاءنی
من اللہ آیات کما انت تنظر
وما کان جور الخلق مستحدثا لنا
فان اذا ہم سنۃ لا تغیر
اذا قیل انک مرسل خلت اننی
دعیت الی امر علی الخلق تعسر
امکفر مہلا بعض ہذا التحکم
وخف قہر رب قال لا تقف فاحذر
واذا قلت انی مسلم قلت کافر
فاین التقی یا ایہا المتہور
وان کنت لا تخشی فہل لست مؤمنا
ویاتی زمان تسئلن وتخبر
وانی ترکت النفس والخلق والہوی
فلا السب یؤذینی ولا المدح یبطر
وکم من عدو بعد ما اکمل الاذی
اتانی فلم اصعر وما کنت اصعر
اری الظلم یبقی فی الخراطیم وسمہ
واما علامات الاذی فتغیّر
وواللہ انی قد تبعت محمدا
وفی کل آن من سناہ انور
عجبت لعمی لا یلاوی عیونہم
ومنا یجور الجہل یلوی ویسخر
اتنی بخاسات رضیت باکلہا
وہم یہتانا بریا وتنکر

شمس الدین

اذا قلّ علم المرء قلّ اتقاءہ
فیسعی الی طرق الشقا و یزوّر
وما انا ممن یمنع السیف قصدہ
فیکف یخوّفنی بشتم مکفّر
لنا کلّ یوم نصرۃ بعد نصرۃ
فمت ایھا النادی بنار تسعّر
وعدنا من الرحمٰن عزا و سوددا
فقم وامح ھذا النقش ان کنت تقدر
الا انما الایام رجعت الی الھدیٰ
ھنیئاً لکم بعثی فبشوا و ابشروا
دعوا غیر امر اللّٰہ واسعوا لامرہ
ھو اللّٰہ مولٰنا اطیعوہ واحضروا
الا لیس غیر اللّٰہ فی الدھر باقیا
وکل جلیس ما خلا اللّٰہ یھجر

تمت

خدا تعالیٰ کا کلام

اس ہفتہ حضرت اقدس امام علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا کلام یوں نازل ہوا۔

ایام غضب اللّٰہ

فرمایا جب یہ وحی ہوئی تو میں غضب الٰہی سے ڈر گیا اور میں نے دعا کی تب یہ وحی ہوئی

غضبت غضبا شدیدا

پھر دعا کی تو یہ وحی نازل ہوئی

انہ ینجّی اھل السعادۃ

اس کے بعد یہ وحی ہوئی

انی انجی الصادقین

ہمارے ناظرین کو لازم ہے کہ وہ استغفار اور تہجد کی نماز کی مداومت اختیار کریں اور خدا تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگیں سورۃ فاتحہ کو بار بار پڑھیں اور اہل سعادت اور صادق بننے کیلئے دعا کریں کیونکہ سعادت اور صدق کا حاصل ہونا محض اسی کے فضل پر موقوف ہے۔

عسل مصفّٰی ۸۴۴ صفحہ کی کتاب مصنفہ مولوی غلام الکریم صاحب و مولوی مبارک علی صاحب۔ عجیب غریب تصنیف ہے قاضی ضیاء الدین صاحب قادیان سے طلب کرو۔

مقدمہ دیوار کا فیصلہ

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

غالباً ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ۱۶ جولائی کے بعد مقدمہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء پر ملتوی کیا گیا تھا چنانچہ ۱۰ اگست کو مدعا علیہم کے باقی گواہ پیش ہوئے عدالت میں ثابت کیا گیا کہ ان گواہوں میں سے دو گواہ سزا یافتہ بھی تھے جو قید بھگت چکے ہیں ہمیں کچھ ضرور نہیں کہ گواہوں کی حیثیت یا چال چلن پر بحث کریں جبکہ خود ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ میں اس امر پر روشنی ڈالی ہے بہر حال ۱۰ اگست کو شہادت مدعا علیہ ختم ہو کر وکلا کی بحث بھی ہو گئی۔ ہمارے مکرم مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر نے جس زور و شور اور فصاحت و بلاغت کے مراتب سے اپنی تقریر پیش کی اس نے گورداسپور میں ایک عام تعریف حاصل کر لی ہے یہانتک کہ خود ڈسٹرکٹ جج صاحب نے بھی تقریر کے مدلل و معقول اور فصیح ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوگیا ہے کہ خواجہ صاحب اسوقت روح القدس کی تائید سے بول رہے تھے ان کی تقریر میں خاص قسم کی روانی اور فصاحت و بلاغت اور معقولیت تھی اور قانونی نظائر اور وجوہات نے اسکو اور بھی بے نظیر کر دیا تھا اگر ممکن ہوا تو ہم خواجہ صاحب سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنی اس تقریر کو قلم بند کر کے الحکم میں طبع ہونے کے لئے بھیجدیں۔ اس کے جواب میں وکیل مدعا علیہ نے کیا کہا؟ اس کا جواب ہم بجز اس کے نہیں دے سکتے کہ اس نے مدعی کی اعلیٰ حیثیت کا اعتراف کر کے اپنے موکل کی تائید محض رحم دلانے والے الفاظ سے کی۔ واقعات اور وجوہات کا جواب کچھ نہیں دیا گیا آخر حکم سنانے کے لئے ۱۲ اگست ۱۹۰۱ء مقرر ہوئی جس میں ڈسٹرکٹ جج صاحب نے

دیوار گرانے اور سفید میدان میں کسی جدید تعمیر نہ کرنے کا دوامی حکم دیا اور ایک سو روپیہ بطور ہرجانہ مدعی کو علاوہ اخراجات مقدمہ کے دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا

الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک

دار الامان میں یہ خبر ۱۲ اگست کی شام کو پہنچی جس سے احمدی قوم کو از بس مسرت ہوئی اور فریق مخالف الہام شاھت الوجوہ کا مصداق ہوگیا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ گویا ایک سال آٹھواں کا رمضان تھا جس کی آج عید ہوئی مقدمہ کے متعلق حضرت اقدس شام کو حالات سنتے رہے۔ جناب مولوی عبد الکریم صاحب نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو مومن کا یہ خاصہ ہے کہ خدا کے کسی انعام اور فضل کو پا کر اسکی حیا بڑھ جاتی ہے پس خدا کے حضور سجدات شکر بجا لاؤ چاہیئے کہ تمھاری حیا میں ترقی ہو۔

اسدن کا نظارہ ہم الفاظ میں ناظرین کو دکھا نہیں سکتے حضرت اقدس علیہ السلام کے در و دیوار سے یوں تو ہمیشہ ہی ایک خوشی اور مسرت نمایاں ہوتی ہے مگر وہ دن خاص قسم کی خوشی کے ظہور کا تھا باہر کے احباب کے زمرہ میں بھی یہ خوشی محسوس کی گئی ہے جہاں انھوں نے سجدات شکر باری تعالیٰ عز اسمہ ادا کئے چنانچہ ذیل میں ہم ایک خط اپنے مخدوم منشی شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر کا درج کرتے ہیں جو سلسلہ عالیہ کے

ایک معزز اور مخلص رکن ہیں۔

الغرض یہانتک تو مقدمہ کی کارروائی ختم ہوئی آیندہ جوکچھ ہوگا اس کے حالات سے وقتاً فوقتاً ناظرین کو اطلاع دیں گے انشاءاللہ۔ سنا جاتا ہے فریق مخالف کا منشاء ہے کہ وہ اپیل کرے۔ ہماری نظر انجام پر ہونی چاہیئے والعاقبۃ عند ربك للمتقين۔ ہمارا دلی یقین ہے اور ایمان ہے کہ آخر خداتعالےٰ اپنے برگزیدہ کی نصرت فرمائے گا اس لئے درمیانی امور پر مومن کی نظر کبھی نہیں ہوتی وہ انجام کو مدنظر رکھتا ہے اب ہم ذیل میں وہ خط درج کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحضور اقدس امام حجت الاسلام مسیح موعود ومہدی مسعود ادام اللہ برکاتکم۔

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الامین۔

امابعد احقر العباد شاہدین بعد از الصلوۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ. نہایت ادب سے عرض پرداز ہے۔ کہ آج علی الصبح خبر فرحت اثر پہونچی کہ برادرم خواجہ کمال الدینصاحب دارالامان سے واپس تشریف لائے ہیں اور خدا کے فضل سے مقدمہ دیوار میں کامیابی ہوگئی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ بد اندیش موذیوں کی ایذارسانی بارے خاتمہ پر پہونچی۔ اور الٰہی نصرت نے آخرالامر دشمنان دین کو ذلیل اور روسیاہ کیا۔ اور نقارہ کی چوٹ سے تبارک وتعالی کا وعدہ حقہ سچا ثابت ہوا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یہاں کی جماعت احمدی صدق دل سے اس کامیابی پر حضور کو مبارکباد دیتی ہے۔

کل ایک غیر معمولی طور پر اخبار الحکم کا انتظار تھا۔ چنانچہ بعد دوپہر وہ ان کو ملا۔ اور وہ سب حسب معمول شام کو میرے مکان پر جمع ہوئے اور بعد نماز مغرب حبی فی اللہ میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس مضامین مندرہ اخبار الحکم بھائیوں کو سنانے لگے چنانچہ جب واقعات مقدمہ گورداسپور پڑھنے لگے تو حاضرین کے دلوں پر ایک خارق عادت اثر محسوس ہوا۔ اور مدعا علیہم کی جرح کے جواب میں حضورؑ کا پرشوکت استقلال اور رعبناک تحدی دیکھکر بے اختیار دلوں سے نکلا کہ اے خدا کے برگزیدہ مسیح تجھپر اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمت ہو لاریب یہ صرف تیرا ہی کام تھا کہ انوار وبرکات کو جو مرور زمانہ سے فسانہ کے رنگ میں ہوچلے تھے اپنی قوت قدسیہ سے ازسرنو تازہ کردیا۔ غرض ساڑھے گیارہ بجے رات تک پیشگوئی منتظرہ کے بارہ میں احباب میں باتیں ہوتی رہیں اور نماز عشا کے بعد سب احباب بشاش حالت میں رخصت ہوئے۔

میرے نائب بابو فیروز علی سابق ہرید گولڑی جو حضور سے بیعت کرلینے کے بعد عارضی طور پر سکھر چلے گئے تھے اب پھر خدا کے فضل سے میرے پاس واپس آگئے۔ اور ماشاءاللہ دینی امورات اور اتقا میں ترقی کر رہے ہیں دعا فرماویں کہ حق سبحانہ وتعالےٰ انھیں استقامت بخشے۔

برادرم محمد یوسف صاحب اپیل نویس نے تو اس سلسلہ حقہ میں ایک خارق عادت تبدیلی کی ہے چنانچہ ہرروز قریب شام غریب خانہ پر دیوانہ وار آرہتے ہیں اور ایک آدھ گھنٹہ حضور کی باتوں میں گذر جاتا ہے۔ انکی موجودگی اس خاکسار کی بڑی تسکین کا باعث ہے۔

راجہ قاسم خانصاحب سب اورسیر ریلوے جو اپنے سابقہ بیعت میں عجیبی ذطیفہ خوانی کی وجہ سے ضعف قلب کے شکار ہوچکے تھے اب حضور کی توجہ سے تبدیلی کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کے قلب اور دماغ کو ایسا صدمہ پہونچا ہوا ہے کہ ادھر حضور کی کتابوں کو پڑھتے ہیں ادھر بھول جاتے ہیں۔ براہ شفقت ان کے حق میں دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ انھیں اس مرض سے شفا بخشے۔ اور انشراح صدر عطا فرماوے۔

ملک پیربخش صاحب اپیل نویس صوابی اگرچہ کسی قدر فاصلہ پر ہیں تاہم ان کی خط وکتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان میں بھی ایک نمایاں تبدیلی پیدا کردی ہے اور وہاں پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ انکی طرف حضور کی تصنیفات کی ایک ایک کاپی دارالامان سے منگا کر بھیجی گئی ہے۔

باقی برادرم غلام محمد صاحب و مرزا میر احمد صاحب عرائض نویس یہ سب بھائی اپنی اپنی جگہ اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالی اس مبارک جماعت میں دن بدن ترقی کرے۔ اور بداندیشوں کی ایذارسانی سے محفوظ رکھے۔ ان سب بھائیوں کا ارادہ ہے کہ عنقریب اس غلام کے ہمراہ حضور کے اقدام میمنت التزام میں حاضر ہوکر حضور کے برکات سے حصہ لیں۔

چونکہ یہ عریضہ حضور کی خدمت میں بطور مبارکبادی فتح مقدمہ جماعت احمدی کی طرف سے بھیجا جاتا ہے۔ اس لئے سب بھائیوں نے اپنے اپنے دستخط نیچے قلم بند کردئے ہیں۔ اور ملتجی ہیں کہ ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی جاوے والسلام ۱۳؍ اگست ۱۹۰۱ء

کمترین شاہدین احمدی سٹیشن ماسٹر مردان اسٹیشن ضلع پشاور علاقہ یوسف زئی۔

سبحان اللہ سچ ہے لن یجعل اللہ

سکافرین علی المؤمنین سبیلاً
خاکسار نیاز آگین محمد یوسف اپیل نویس مردان۔
خاکسار فیروز علی احمدی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر مردان۔
راجہ قاسم خاں سب اوورسیر اسٹیشن مردان۔
نیاز مند غلام محمد ملازم مولوی سعدالدین صاحب منصف مردان۔
میرزا میر احمد عرائض نویس مردان۔

لو مُردہ زندہ ہو گیا

احمدی قوم کے لئے یہ امر ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود و امام اللہ فیوضہم کے ہاتھ پر ۳۱ جولائی ۱۹۰۱ء کو ایک مردہ زندہ ہو گیا تفصیلی طور پر اس کے حالات ناظرین کو کسی دوسرے وقت پر معلوم ہوں گے مختصر یہ ہے کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو حضرت اقدس کے چھوٹے صاحبزادہ حضرت مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد یکایک سخت بیمار ہو گئے اور چند بار غش آیا یہاں تک کہ آخری مرتبہ ایسا ہوا کہ غش کے ساتھ ہی بدن بے حس و حرکت اور سرد ہو گیا نبض چھوٹ گئی سب عورتوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ دیا۔ حضرت اقدس اسوقت دعا کرتے تھے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں لڑکا فوت ہو چکا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ دیا ہے با ایں ہمہ آپ دعا کرتے ہوئے عرق گلاب لینے گئے اور اگر صاحبزادہ کے منہ پر چھینٹے دئے پہلے کچھ حرکت ہوئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ صاحبزادہ صاحب ہوش میں آ گئے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ کے حضور میں عرض کی کہ میں ہزار قسم کھانے کو تیار ہوں کہ احیاء موتی اسی کو کہتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ دنیا کے فرزند اور اس ورلی زندگی کے دلبند سنت اللہ سے ناآشنا اور تاریکی کے جن ان باتوں کو ہنسی کی نگاہ سے دیکھیں گے مگر حقیقت یہی ہے کہ یہ عظیم الشان معجزہ ہے **جو احیاء موتی** کا ہمارے سید و مولیٰ امام ہمام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے ظہور میں آیا الحمد للہ علی ذلک اس سے حضرت مسیح کے معجزات احیاء موتی کی ایک تفسیر ہو گئی ہے۔ حضرت اقدس نے باہر آ کر فرمایا کہ لڑکے کی نبض مفقود ہو چکی تھی اور علامات موت بالکل ظاہر ہو چکی تھیں آنکھیں پتھرا گئی تھیں میں نے عرق گلاب چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی زیادہ خوف شماتت اعدا کا ہے اس سے بچ جائیں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کو مردہ حالت سے زندہ کیا یہ بھی فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ علماء یہود کی برکت جاتی رہی تھی اور موٹے موٹے خیال کے لوگ تھے کسی مرگی والے کو شفا ہوئی ہوگی۔ انھوں نے یہی سمجھ لیا غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی احیاء موتی یہی ہے الحمد للہ اب صاحبزادہ صاحب تندرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی عمر میں برکت دے آمین۔ ثم آمین۔

خطبۂ الہامیہ

بالکل طیار ہے جو چاہیں منگا لیں
قیمت۔ عہ ۔ ۸ر

بیعت

محمد اسمٰعیل صاحب۔ خانپور۔ پٹیالہ کی ریاست
عبد العزیز صاحب صدیقی۔ گجرات حال کنجاہ متصل مڈل سکول ضلع گجرات۔
نواب خانصاحب۔ رسول نگر محلہ قریشاں ضلع گوجرانوالہ معہ والدہ و زوجہ و ہمشیرہ
مرزا امام بیگ صاحب نقشہ نویس چھاؤنی شاہ پور نہر جہلم کنال ڈویژن دوم
فضل کریم صاحب معمار سیالکوٹ
غلام حسین صاحب رنگریز امرتسر کوچہ بھائی لدہا سیں آریہ سماج مکان قاری عبد اللطیف صاحب۔
محمد اسمٰعیل صاحب۔ نارووال سیالکوٹ
مولوی الٰہی بخش صاحب۔ بھٹی۔ ساکن ملک ہانس منٹگمری۔ امام مسجد و معلم تفسیر و حدیث و منطق و معانی و اصول فقہ
فتح دین صاحب۔ پوچھ۔ سیالکوٹ طالب علم ہائی سکول کلاس فیسر درجہ ؎
عبد اللہ صاحب جماعت اول ؎
محمد یوسف صاحب۔ مدہ بھیلو والا امرتسر حال مردان پشاور۔ اپیل نویس سابق مرید نوسوی سلسلہ۔
ملا محمد نظام الدین احمد۔ مدرس حال حیدر آباد دکن آصف نگر
محمد عبد الجبار صاحب۔ چھاؤنی بنگلور
پیر بخش صاحب معہ اہلبیت۔ صوابی پشاور۔ عرضی نویس۔
محمد عبد الغنی صاحب ؎ عبد العزیز عفا ؎
ڈاکٹر محمد عبد الغفور صاحب معہ اہلیہ
مدرس پیر میور شولہ نمبر ۱ یوسف ؎
محمد عبد الوہاب صاحب معہ فرزندان و اہلیہ
محمد محی الدین حسین صاحب ؎
محمد عبد العزیز صاحب کاتب ؎

الراقم محمد سراج الحق جمالی نعمانی

رسالہ سراج الحق حصہ دوم قیمت ۲ ہے ۵۰۰ میں سے کل ڈیڑھ سو باقی ہے اگر احباب اسطرف توجہ فرما دیں تو کچھ بڑی بات نہیں

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا
بمنہ و کرمہ و بفضلہ تعالیٰ

پاک کرنے کے لائق ہو جاؤ گے۔ تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ اور نفی اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے بلکہ ان کے پاس ایک اور ہی چیز تھی وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے جو نور آپ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہ کے قلب پر گرتا تھا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا تاریکی کے بجائے ان سینوں میں نور بھرا جاتا تھا اسوقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا۔ تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے۔ وہاں بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بت ہیں وہ توڑے جائیں اور اللہ ہی اللہ رہ جائے حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ میرے صحابہ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ انسان وحدت وجود کے مسئلہ پر عمل کرے اور پھر کتے اور گدھے کو معاذ اللہ خدا قرار دے بیٹھے۔ نہیں نہیں اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو اس میں مقصود فی الذات اللہ تعالےٰ ہی کی رضا ہو اور نہ کچھ اور اور یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالےٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔

با کریماں کارہا دشوار نیست

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

مختصر نوٹ اور جملے

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ اگر مان بھی لیں تو اس سے اسلام کو کیا فائدہ؟ ہم جواباً کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کی وفات اسلام کی زندگی اور عیسائیت کی موت کو مستلزم ہے پھر کیا تم نہیں چاہتے کہ دنیا میں مردہ پرستی کا ملت ہلاک ہو اور حی قیوم خدا کی عبادت ہونے لگے۔؟

مسیح موعود دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ تمدنی طور پر امن اور صلحکاری مجلسی لحاظ سے پسندیدہ اخلاق باہم رفق وملاطفت وشفقت وہمدردی سیاسی حیثیت سے حاکم اور محکوم کے تعلقات میں مضبوطی حکام سے عدل و انصاف اور رعایا پروری رعایا سے فرمان پذیری اور وفاداری مذہبی طور پر ایک خدا کی عبادت۔ سچی دینداری اور تقوی مختصر الفاظ میں یوں کہو کہ وہ دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرنے کا طریق پھیلانا چاہتا ہے

آج کل کے فلسفہ دانوں کے نزدیک ہمدردی خلق جو قومی حمایت کے رنگ میں ہو اعلیٰ درجہ کی خوبی ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ قرآن شریف یا اسلام ایسی قومی حمایت اور پاسداری کو اخلاق فاضلہ میں داخل نہیں کرتا جو صرف طبعی جوش کی بنا پر عدل اور انصاف کے اصولوں کو بھی کچل ڈالتی ہے۔ اسلام اس کا نام طبعی جوش رکھتا ہے جو کوؤں میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کے مرنے پر ہزاروں جمع ہو جاتے ہیں پھر انسان کی کیا خوبی ہوئی لیکن وہ ہمدردی خلق (جسکو اس نے اخلاق فاضلہ کی ذیل میں داخل کیا ہے اور جس کے فلسفہ تک کوئی مذہب اور ملت نہیں پہونچ سکتا بجز اسلام کے) وہ ہے جو عدل اور انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو محل اور موقعہ کی مناسب ہو۔ عربی زبان میں یہ مواسات کہلاتا ہے چنانچہ اس تعلیم کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ قومی ہمدردی اور اعانت تم نیکی اور تقوی کے کاموں میں کرنی چاہیئے گناہ اور ظلم اور زیادتی کے کاموں میں ان کی اعانت مت کرو۔

وجود الٰہی کے اقرار و تسلیم کی بنا اس ایک اصل پر بھی منجملہ اور اصولوں کے ہے کہ ناقص شئے سے کامل شئے کی طرف پے لے جائیں اور محدود چیز سے غیر محدود چیز کا سراغ لگائیں لیکن جب عیسائیوں کے نزدیک مسیح علیہ السلام جن کا محدود وجود اظہر من الشمس ہے اور اس میں انسانیت کے نقص و عیوب و احتیاجات کھانا پینا سونا مرنا وغیرہ بھی ثابت ہیں بجائے خود واجب بالذات ہیں تو عیسائی مذہب کے رو سے خدا کی ہستی پر کیا دلیل رہی اور اسکو ماننے کی ہی کیا ضرورت رہی جب ناقص اور محدود ہستی واجب اور خود بخود ٹھہر گئی تو پھر خدا کے ناقص اور محدود ماننے سے ان کو کونسی دلیل روک سکتی ہے؟؟؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائی مذہب کی یہ اصل کہ مسیح ہی خدا ہے دہریت کی مہیا اور ممد و معاون ہے نہ خدا پرستی کی۔

انسانی روح میں ہم یہ طلب اور پیاس محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک برتر اپنی ذات میں کامل ترین غیر محدود ہستی کی طرف طبعی میلان رکھتی ہے اگر یہ طبعی میلان اسی ہستی کیطرف نہ ہوتا تو دنیا میں عبادت کا مسئلہ ہی نہ ہوتا۔ یہ امر دیگر ہے کہ بت پرستی ہوتی ہے یا کیا مگر یہ بات بطور اصول سب کو ماننی پڑے گی کہ کسی کامل الصفات ہستی کیطرف روح کا رجحان ضرور ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ روح آپ سے آپ اور قدیم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ خود بخود ہوتی تو یہ طبعی میلان اللہ تعالیٰ کی طرف ہرگز نہ ہوتا کیا آریہ غور کر سکتا ہے۔ ؟؟؟

قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جو تمام صحف مطہرہ اور کتب الہامی کی جامع اور خاتم ہے فیہا کتب قیمۃ اس کی ہی شان ہے چونکہ وہ تبیانا لکل شئ ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں ہے اس لئے اب کسی اور کتاب کی ضرورت مطلق نہیں رہی لیکن ہاں ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مجدد ضرور پیدا ہو جاتا ہے جو اسلام کو نئی زندگی عطا فرماتا ہے اور مردہ روحوں کو زندگی کی روح بخشتا ہے۔ قرآن کریم کے بالمقابل دنیا کی کوئی مذہبی کتاب نہیں ٹھہر سکتی کیا انجیل ؟ جس کا اتنا بھی پتہ نہیں کہ وہ کس زبان میں نازل ہوئی تھی باوجودیکہ مسیح کی زبان عبرانی تھی لیکن عیسائی اب تک یونانی ہی کو اصل قرار دیتے ہیں پھر جس کتاب کا یہ حال ہو وہ قرآن شریف کا کیا مقابلہ کرے کیا وید ؟ جو صرف دقیانوسی خیالات کا ذخیرہ ہے اور پرانے زمانہ کی بددعاؤں کا ایک مجموعہ جس کے کلام الٰہی ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ کس پر وہ نازل ہوئے تھے جس کی زبان مردہ زبان ہے جواب کسی قوم اور ملک کی زبان نہیں۔ اس میں کوئی صداقت بجز ان باتوں کے نہیں ہے کہ خدا کی خدائی جوڑنے جاڑنے پر منحصر ہے اپنے کسی رشی منی اور پرمی بھگت کو بھی وہ سور اور سیفدر اور بلا اور کتا کیڑا مکوڑا بنانی سے نجات نہیں دے سکتا۔ اور کوئی چیز کسیکو اپنی عطا اور مہربانی سے نہیں دے سکتا۔ اولاد ہونے پر نیوگ کی تعلیم دیتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ فخر صرف قرآن مجید ہی کو ہے کہ وہ کل صداقتوں کا مجموعہ ہے ہر بھلی بات کی ہدایت اور ہر بری بات سے منع کرتا ہے قرآن کریم کی یہ عظمت اور بزرگی اسوقت بھی ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کا مامور اسکو زندہ کلام ثابت کرنے کے لئے موجود ہے۔

جیساکہ ایک بند ٹوٹنے سے تیز دار دریا کا پانی اردگرد کے دیہات کو تباہ کر جاتا ہے ایسا ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کا حال ہوتا ہے جبکہ عیسائیوں کے اصول کے موافق (معاذ اللہ) اُن نبیوں کو جن کے پاس فرشتہ آتا تھا یسوع کے کفارہ کا ایمان بدکاریوں سے نہ روک سکا۔ تو پھر کیونکر تاجروں اور پیشہ وروں اور رنشنگ پادریوں کو جو اپنا درجہ بہر حال ان نبیوں سے کم ہی مانتے ہوں گے ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے ؟ پھر کفارہ پر ایمان دنیا میں روح اور راستی سے خدا کی عبادت اور خدا سے محبت کی تعلیم عملی رنگ میں کیونکر قائم کر سکتا ہے ؟ دانشمند غور کریں ورنہ عیسائیوں سے تو ہم کو امید نہیں کہ وہ اسپر غور کریں۔

تقویٰ کے ذریعہ سے ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے جو انسان کی ہر اندرونی طاقت و قوت پر غلبہ پائے ہوئے ہوتے ہیں یاد رہے کہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں شیطان کے پاس ہیں انسان کے اندر ہوتی ہیں اگر ان پر حکومت نہ کی جاویگی تو وہ انسان کو اپنا محکوم اور غلام بنا لیں گی۔ علم و عقل جو عمدہ جوہر ہیں وہ بھی بد استعمالی کی حالت میں شیطان کے رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں پس متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور کل قویٰ کی تعدیل کرنا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اس امر کا محاسبہ کریں کہ آیا ہم اپنے قویٰ قانون تعدیل کے نیچے لا رہے ہیں یا اس سے باہر جا رہے ہیں۔

مردہ پرست قومیں لکڑی کے پرستار پادری کہا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا اصل بات یہ ہے کہ باطل پرستی انسان کو علوم حقہ سے محروم کر دیتی ہے مردہ کے پجاریوں میں زندگی کی روح کا نفخ ہو تو کیونکر ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خوارق کو اگر الگ بھی کر دیں اور صرف آپکی اصلاح ہی کو پیش کریں تو اس کے مقابلہ میں کوئی قوم دنیا میں آنے والے کسی راستباز کا معجزہ پیش نہیں کر سکتی اگر کوئی اس حالت پر غور کرے جب آپ تشریف لائے پھر اس حالت کو دیکھے جب آپ دنیا سے اٹھے تو ماننا پڑیگا کہ یہ اثر بذات خود لانظیر اعجاز ہے یسوع کے ان معجزوں کی جو انجیل میں لکھی ہیں کیا حقیقت رہ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مصیبت اور گرفتاری کی گھڑی میں گرفتار کرانے والے اور لعنت بھیجنے والے ان کے مخلص احباب ہی تھے اور بالمقابل

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح پر انھوں نے حضور کی راہ اور اطاعت میں اپنے جان اموال و انفاس و اوطان کو قربان کر دیا۔ کیا اور گیتی ایسی نظیر کبھی پیدا کر سکی ہے؟ ہرگز نہیں اسپر بھی یہ کہنے کا حوصلہ کہ کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا بے شرمی اور بے حیائی میں داخل ہے۔ اسکو بھی جانے دو۔ رسول کریم کے اعجاز کا میدان قیامت تک وسیع ہے۔ ہر زمانہ میں ایک کامل انسان موجود ہوتا ہے جو زندہ شہادت ان خوارق کی دنیا سے چنانچہ اسوقت بھی کاسر الصلیب مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اپنے زندہ نشانات اور خوارق کے ساتھ افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ثابت کر رہا ہے اور مردہ پرست قوم دم نہیں مار سکتی۔

گناہ کا سچا کفارہ کیا ہے؟

توبہ! توبہ کیا ہے؟ اپنی غلطی پر اطلاع پاکر اس سے صواب کی جانب رجوع کرنا اور پھر اصلاح کے لئے درست اسباب کو اختیار کرنا۔ قرآن کریم نے اس میں فطرۃ انسانی کے اعمال اور آثار کی سچی تصویر کھینچدی ہے انسان سے قصور ہو جانا اور لغزشوں کا واقع ہو جانا اس لئے ہے کہ تا یہ اپنے عجز عبودیت اور عظمت الوہیت کو بھول نہ جاوے خطا کے بعد خشوع و خضوع اور دلی ندامت اسکو پیدا ہوتی ہے تو اس سے حق تعالیٰ کی عظمت کا جدید انکشاف اسکو حاصل ہوتا ہے پس یہی منشاء ربانی توبہ سے ہے اور انسان کی انابت و رجوع کو قبول کرنا فضل رحمانی ہے جس سے آریہ اور دیگر مذاہب محروم ہیں انھوں نے توبہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور اس لئے فائدہ نہیں اٹھایا۔

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۹ جلد ۵

تبلیغ حق اور اتمام حجت

یہ امر ہمارے ناظرین سے مخفی نہیں ہے کہ تبلیغ حق کے لئے حضرۃ اقدس ایدہ اللہ بنصرہ کی روح میں کس قدر تڑپ ہے کہ باوجودیکہ حضرت اقدس گورداسپور میں اس سفر کی کوفت اور تکان اور اسہال اور پیچش کی وجہ سے بہت نحیف کمزور ہو رہے تھے پھر مہدی حسن صاحب تحصیلدار رخصتی اور انکے دوستوں سے بات چیت کرنے کی اجازت ڈاکٹر فیض قادر صاحب کو حضور نے دیدی تھی چنانچہ بعد نماز مغرب وہ لوگ آ پہونچے جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں ہم ذکر کر آئے ہیں حضرت اقدس نے اس سے پہلے کہ اپنے دعوی کے متعلق کوئی کلام کریں فرمایا۔ دو دن سے مجھے بہت تکلیف ہے پیچش کی وجہ سے اگرچہ میں اس قابل نہ تھا کہ کوئی گفتگو کر سکوں مگر زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اپنے شبہات دور کرنے میں مدد دوں اور وہ بات آپ تک پہونچا دوں جو میں لیکر آیا ہوں۔ اس قدر مختصر سی تمہید کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کلام اسطرح شروع فرمایا۔

اصل میں بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو ہر روز لوگوں کی نظر میں ہوتے ہیں اور جنکو وہ دیکھتے ہیں اور دوسری ایک اور قسم بھی خدا تعالیٰ کے کاموں کی ہے جو کبھی کبھی ظاہر ہوتی ہے چونکہ وہ کبھی کبھی ہوتی ہیں اس لئے لوگوں کی نظروں میں عجیب ہوتے ہیں اور انکا سمجھنا ان کے لئے مشکل نظر آتا ہے مگر سمجھدار آدمی تعصب سے خالی ہو کر ان پر غور کرتے ہیں تو خدا تعالے بھی ان کے لئے ایک راہ پیدا کر دیتا ہے اور وہ اُن کو سمجھ لیتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں مگر نا اہل ضدی اور متعصب اپنر توجہ نہیں کرتے اور خدا تعالے کے خوف کو مدنظر رکھکر اپنر فکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ان عجیب در عجیب کاموں سے سب سے بڑا کام اس کے نبیوں رسولوں اور ماموروں کا آنا ہے۔ یہ لوگ اسی زمین پر چلتے پھرتے ہیں اور عام آدمیوں کی طرح بشری حوائج اور کمزوریوں سے مستثنیٰ نہیں ہوتے کوئی اوپری اور انوکھی بات ان میں ایک خاص زمانہ تک پائی نہیں جاتی اس لئے جب وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا تعالے ہم سے کلام کرتا ہے یا وہ واقعات آئندہ کے متعلق خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کچھ بولتے ہیں تو لوگ ان کی ان باتوں پر تعجب کرتے ہیں سعادت مند اور رشید لوگ تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے انکی طرف رجوع کرتے ہیں مگر متکبر ضدی انکار کرتے اور انکی باتوں کو ٹھٹھے اور ہنسی میں اڑاتے ہیں پس جب کہ یہ خدا تعالے کا ایک **قانون** ہے جسکو ہم انبیاء اور مرسلین کی زندگی میں جاری پاتے ہیں تو ہمارے لئے یہ امر کبھی بھی ناخوش یا رنج دلانے والا نہیں ہو سکتا مجھپر اگر ہنسی یا ٹھٹھا کیا جاتا ہے یا کیا جاوے تو مجھے اس کی پروا نہیں اس لئے کہ خدا تعالے کا یہی قانون ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں دنیا کے لوگ جو تاریکی میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں ایسے ہی سلوک کرتے ہیں۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے

کہ یہ امر مشکل ہے کہ دنیا کا ایک ہی مذہب ہو جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ بھی اپنا ایک قانون مقرر فرما دیا ہے کہ قیامت تک دنیا میں تفرقہ ضرور رہے گا چنانچہ قرآن شریف میں یہ امر بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ قرآن کریم سے بڑھکر اور کوئی تعلیم کامل کیا ہو گی اس میں سب سے بڑھکر آیات اور برکات رکھتے ہوئے ہیں جو ہر زمانہ میں تازہ اور زندہ ہیں پھر اگر یہ قانون الٰہی نہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ دنیا کی کُل قومیں اسکو قبول کرلیتیں مگر خاص زمانۂ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی دوسرا فرقہ موجود تھا۔ جیسا نبی کامل تھا ویسی ہی کتاب کامل تھی لیکن ابو جہل اور ابو لہب وغیرہ نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ وہ یہی کہتے رہے ان ھذا لشیء یراد میاں یہ تو دوکانداری ہے اور خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ اللہ تعالےٰ نے جو اس میں مَا کے ساتھ حصر کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو سچا ہے اُس کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا ضرور کیا جاتا ہے اگر یہ نکیا جاوے تو خدا کا کلام صادق نہیں ٹھہرتا۔ صادق کی یہ بھی ایک نشانی ٹھہری۔ ✠

کہ دنیا کے سطحی خیال کے لوگ ان سے ہنسی ٹھٹھا کریں ✠ جیسا آدمؑ کے ساتھ کیا گیا نوح کے ساتھ کیا گیا موسیٰ اور مسیح کے ساتھ کیا گیا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وعلیہم وسلم سے کیا گیا ایسا ہی مجھ سے بھی کیا جانا ضروری تھا ✠ تو میری غرض اس بیان سے یہ تھی کہ میرے دعوی کو بھی اسی طرح تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جیسے پہلے ماموروں کی دعاوی کو دیکھا گیا اور جو کچھ اُن کے ساتھ مخلوق پرستوں نے سلوک کیا ضرور تھا کہ میرے ساتھ بھی کیا جاتا کیونکہ قانون الٰہی اسی طرح پر ہے۔ آپ لوگ آگئے ہیں چونکہ عمر کا کچھ اعتبار نہیں ہے کوئی احمق ہوگا جو عمر کا اعتبار کرتا ہو اور موت سے بے فکر رہے۔ اس لئے مجھے تبلیغ حق کے لئے کہنا پڑتا ہے مجھے اس بات کی کچھ پروا نہیں کہ کوئی مانتا ہے یا نہیں میری غرض صرف پہونچا دینا ہے کیونکہ میں تبلیغ ہی کے لئے مامور ہوا ہوں۔

یاد رکھو کہ اتمام حجت کے لئے انبیا علیہم السلام کے آدم سے لے کر اسوقت تک تین طریقے ہیں۔

اول **نصوص کتابیہ** یعنی خدا تعالےٰ کی کتاب کی کھلی کھلی سہتا دلیں دوم نصوص عقلیہ جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی کہیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یعنی اگر ہم نبیوں کے کلام کو سنتے یا عقل رکھتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے۔

عقل ناقص جہالت سے بڑھ کر نقصان رساں ہے مثل مشہور ہے نیم ملا خطرہ ایمان۔ ناقص عقل تکذیب اور توہین کی طرف جلدی کرتی ہے غرض دوسرا نشان عقل رکھا ہے تیسرا نشان جو خدا نے مقرر کیا ہے وہ تائیدات سماویہ ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے اُس کے ساتھ ضروری ہوتا ہے کہ تائیدات سماویہ بھی ہوں اس کے اور اس کے غیر میں ایک فرقان ہوتا ہے جس سے غیر کو شناخت کر سکتے ہیں کیونکہ جو خدا کی طرف سے مامور ہوکر نہیں آتا اور جس کا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ نہیں ہے اسکو وہ نور اور فرقان نہیں دیا جاتا اس فرقان میں ظاہر اور باطن کے برکات ہوتے ہیں۔ اور دانشمند انسان قوت شامہ سے تمیز کرلیتا ہے کہ اس کے ساتھ تائیدات سماویہ ہیں اب میں ہر ایک صاحب سے یہی کہتا ہوں کہ میں اپنی ساتھ

✠ **نوٹ** امتا بذلک وصدقنا بہ درحقیقت صادق کے صدق کی یہ نشانی ہے کہ صادق کی تکذیب کی جاوے تحقیر کی جاوے تحقیر اور توہین کی جاوے اُس سے ہنسی اور ٹھٹھے اور تمسخر کئے جائیں اور کاذب کی تصدیق اور تکریم کی جاوے اُس کی ہر ادا پسند کی جاوے اُسکی تعریف میں مُنہ سوکھ جائیں۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کی دربار شاہی میں کسقدر بےعزتی کی گئی سخت سپرد کئے گئے ایک عدالت سے دوسری عدالت میں پابجولاں چالان کیا گیا برخلاف آپ کے کذاب ناپاک بد باطن روسیاہ

بقیہ نوٹ قیصر کے دربار میں کرسی نشین سمجھے جو فاضل وقت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو راس المرسلین اور خاتم النبین تھے کسقدر توہین اور ملامت کا نشانہ بنے طائف کے لچوں کا واقعہ اور نیز ہجرت کے وقت مکہ کے لعنتوں کا قصہ اور آپ کے غار ثور میں رہنے کا بیان لوگوں پر پوشیدہ نہیں اسی طرح حضرت ابراہیم اور لوط موسیٰ اور نوح علیہم السلام کے حالات مخفی نہیں کہ کس کس طرح کی ایذائیں اُن کو پہنچیں اور کیسے کیسے تمسخر اور ٹھٹھے کئے گئے علیٰ ہذا القیاس اس چودھویں صدی کا

بقیہ نوٹ بدر تمام انبیاء کا بروز اور کل رسولوں کا وارث امام ہمام مسیح موعود جس کی اللہ تعالیٰ عرش سے حمد کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسکو سلام پہونچاتا ہے جب مبعوث ہوا تو اسی سنت اللہ کے مطابق اس کے ساتھ بھی وہی ہوا جو اس سے پہلے صادقوں اور راستبازوں کے ساتھ ہوا۔ یہ تازی بات ہے کہ جب اس مثیل مرسلین و محدث اللہ نے دہلی میں قدم رنجہ فرمایا تو طائف کے اوباشوں اور مسخروں کی طرح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے تھے دہلی کے

یہ تینوں قسم کے ثبوت لے کر آیا ہوں اور خوب سمجھنے اور سوچنے والے کے لیئے کافی ہیں لیکن اگر خواہ نہ خواہ تکذیب ہی کرنی ہے تو یہ امر دیگر ہے اس کے سامنے تو جیکہ تطرصات نہیں ہے فرشتہ بھی دیو سے بدتر ہے اس لئے ایسے لوگ ہمارے مخاطب نہیں ہوسکتے جو سراسر ضد اور تعصب سے بھرے ہوئے ہیں ہماری کلام سے وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور تعصب سے خالی ہیں ان کو یقین ہے کہ ایک دن ہم کو مر کر خدا کے حضور جانا ہی ایسے لوگوں کو ان باتوں میں جو خدا تعالیٰ کے روح کے فیض کا نتیجہ ہیں ایک چمک اور روشنی مل جاتی ہے جس سے وہ تعصب اور ضد کے تاریک غاروں سے بچکر نکل آتے ہیں +

بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ یا تو اُن کو تعصب آتا ہی نہیں اور یا جیسے زرداب پانی پر آجاتا ہی اور پھر ہٹ جاتا ہے کبھی نفسانی باتیں بھی آجاتی ہیں مگر نفس لوامہ کی تحریک سے بچ جاتے ہیں بعض شخص مینے دیکھے ہیں کہ ابھی ہنستے تھے اور اسی وقت روتے ہیں علیگڈھ میں مینے ایک تحصیلدار کو دیکھا کہ پہلے وہ ہنستا تھا لیکن کچھ رقت کی باتیں سنکر اسقدر رویا کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہوگئی۔ یہ سچ ہے۔

حضرت انساں کہ حد مشترک ست
میتواند شد مسیحا می تواند شد خرے

اصل بات یہی ہے کہ جب خدا کا نور چمک اٹھتا ہے تو پتہ نہیں لگتا کہ نار اور ظلمت کا مادہ کہاں گیا جو لوگ معصیت۔ ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں وہ کبھی اُمید نہیں رکھتے ہونگے کہ یہ عادت ان سے دور ہوگی۔ لیکن اگر انسان میں حیا ہو اور تقویٰ اور مآل بینی سے کام لے تو کچھہ مشکل نہیں کہ خدا تعالیٰ اُس کی دستگیری کرے آپ کو معلوم نہیں میرا کیا حال ہے اور میں آپ کے حالات سے واقف نہیں میرا یا آپ کا کوئی حق نہیں ہوسکتا کہ ایک دوسرے کی نسبت کوئی رائے قائم کریں خدا تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم ہمارا یہ مقدمہ ہی دیکھلو ڈیڑہ برس سے چلتا ہے اب* معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے فیصلہ کی راہ نکال دی ہے پھر دین کے معاملہ میں بھی جو اخفیٰ ہے آخر ایک راہ نکل آتی ہے۔

غرض میں مختصر طور پر کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ کے دلائل اور ثبوت وہی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے لئے ہیں۔ یہ سلسلہ جو خدا نے قائم کیا ہی یہ منہاج نبوۃ ہی پر واقعہ ہوا ہے لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ اسکو کسی اور معیار کے ساتھہ جانچنا چاہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اسکو اسی معیار پر کسو جس پر انبیاء علیہم السلام کو پرکھا ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس معیار پر یہ پورا اترے گا۔

میرا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جو آج سے قریباً انیس سو سال پیشتر ناصرہ کی بستی میں پیدا ہوا تھا وہ اپنی طبعی موت سے مرگیا اور مسیح موعود جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا وہ میں ہوں میرے مخالفوں کا یہ خیال ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور انسان ہوکر بھی وہ وہاں حوائج بشری سے بے نیاز ہوگیا ہے اور کسی دوسرے وقت وہی آسمان سے فرشتوں کے کندھے پر ہاتھہ رکھے ہوئے نازل ہوگا۔

خدا تعالیٰ اسکو قبول نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فعل اور اپنی تائیدوں سے ثابت کردیا ہے کہ یہ دعویٰ ایک خیالی اور وہمی دعویٰ ہے خدا کے پاک کلام میں اس کا اظہار نہیں ہوا۔ اور نہ اس دعویٰ کے کرنے والوں کو خدا نے میرے مقابل پر سماوی تائیدوں سے کامیاب کیا اور نہ عقل صحیح نے انکا ساتھہ دیا۔

بات یہ ہے کہ یہ قصہ اسرائیلی روایتوں سے ہمارے مخالفوں نے لیا ہے ورنہ ہمارا دستور العمل تو

بقیہ نوٹ صٹ سفلوں نے اسی طرح شور و غل مچایا یہاں تک کہ ناعاقبت اندیش ٹھٹھا کرنے والے نے مسیح بنکر ایک اشتہار دیا کہ میں ابھی آسمان سے فتح گڑھہ منارہ پر نازل ہوا ہوں اس سیاہ جھوٹ کے تمام مولوی صوفی درویش حامی ہوئے اور سب اس کی پیٹھہ ٹھونکنے لگ گئے کہ شاباش تونے خوب کام کیا۔ اللہ اللہ وہ بھی ایک صدق وکذب کا نظارہ تھا کسی کے جھوٹے منہ سے نہ نکلا کہ او مفتری تونے یہ کیا ناشائستہ کام کیا ایک روز خدا کے عرش کے آگے کھڑا ہونا ہے خدا سے ڈر وہ لمبی چوڑی مہروں والے مولوی اس فعل قبیح سے ایسے خوش تھے جیسے محرم کے چاند سے تعزیہ داروں کو خوشی ہوتی ہے۔ ایک میرٹھی رامپوری سیاہ شحنا مجسم جھوٹ کا پتلا الد الخصام اور...... ......نے بھی کبھی اپنے شحنہ میں یہ تذکرہ نہ کیا کہ اسکا نبی کی یہ کاروائی کیسی بیہودہ تھی اس بات کو یہ شحنا رحق ایسی ہضم کرگیا جیسے حلال خور ایک مردار کو ہضم کرجاتا ہے۔ مینے چاہا تھا کہ اس کے ضمیمہ شحنار کا وہ دندان شکن جواب دوں کہ جس سے اس کی چوکڑی بھی بھولجائے مگر ہمارے امام و مرسل اللہ نے فرمایا کہ اس کذاب کو خدا پر چھوڑو کہ وہ منتقم حقیقی ہے اور اسی سے انتقام چاہو اس لئے مینے اس بے ادب کے جواب سے اپنے قلم کو

---

* اس فقرہ پر غور کرنے والی طبیعتیں اب مزا لیں گی۔ جبکہ انہیں معلوم ہو جائیگا کہ اس کلام کے فرمانے کے ۲۶ روز بعد مقدمہ فتح ہو گیا۔ ایڈیٹر

کتاب اللہ ہے جسکو خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وہ قول فیصل ہے وہ **میزان ہے** وہ بتیا نا نکل سکتے ہے۔ اور ہمارا ہادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اب اول سے آخر تک جو شخص قرآن کریم کو دیکھے گا کہ کہیں متوفی کا لفظ مُردوں ہی پر بولا گیا ہے اور یہی لفظ مسیح ابن مریم کی نسبت کہا گیا ہے۔ یہ لفظ مُردہ کے معنوں میں ایسا عام ہے کہ بیڈاری تک بھی جانتے ہیں کہ اس کے معنے بجز مرنے کے اور کچھ نہیں ہیں حدیث کو پڑھو تو وہاں بھی یہ لفظ موت ہی کے معنوں میں آیا ہے۔ غرض قرآن شریف کو اگر غور سے پڑھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم مر چکا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ قرآن شریف کے کسی ایک مقام ہی سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے بلکہ قرآن شریف کی تیس آیتوں سے واضح طور پر مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور ایسا ہی احادیث مسیح کی وفات پر شہادت دیتی ہیں۔ تاریخی طور پر صحابہ کا پہلا اجماع ہی مسیح کی وفات پر ہوا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جہان سے انتقال فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچکر کھڑے ہوگئے کہ اس شخص کو قتل کر دیا جاویگا جو آپ کو مُردہ کہے گا اور اس سے ایک عظیم شور مچگیا۔ اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور خطبہ پڑھا **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** الآیۃ اب ایک دانشمند اور سلیم الفطرۃ انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر یا کسی صحابی کے ذہن میں مسیح ابن مریم کی زندگی کا خیال تھا تو یہ استدلال تام کیونکر ہو سکتا تھا اور کیوں کسی صحابی نے نہ کہا کہ یہ آپ کیا کہتے ہیں مسیح تو ابھی زندہ ہے مگر نہیں سب خاموش ہوگئے اور حضرت عمر کی بھی تسلی ہوگئی صحابہ کی ایسی حالت ہوئی کہ بازاروں میں اس آیت کو پڑھتے تھے۔ باقی آیندہ

اخوت اور صداقت

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون

مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہو تاکہ خدا کی طرف سے تم پر رحم کیا جاوے۔

صنوان یعنی وہ دو شاخیں جو ایک درخت کی جڑ سے نکلتی ہیں وہ اس درخت کی نسبت آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوتی ہیں اسی طرح انکا پھل بھی باہم زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ چونکہ دو بھائی بھی ایسی ہی ہوتے ہیں اور اصل و پیدائش نشو و نما اور غالبا تعلیم و تربیت کے لحاظ سے مساوی ہوتے ہیں اس لئے بھائی کو چاہیئے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ اپنے ماں باپ اور جورو بچوں کی نسبت زیادہ تر مانوس ہو۔ چونکہ ماں باپ کی عظمت اور اُن کا احترام اور بچوں کی تنبیہ اور تادیب درمیان میں حائل ہوتی ہے اس لئے وہ اُن کے ساتھ پورے طور پر مانوس نہیں ہو سکتا لیکن اصل اور تربیت کے اتحاد کے لحاظ سے بھائی کا مرتبہ اس سے فائق ہے۔ کیونکہ اختلاف تربیت کو الفت نفرت اور محبت وحشت میں بہت بڑا دخل ہے۔ یہی ایک چیز ہے جس کے باعث جوروؤں اور خاوندوں میں ہمیشہ تکرار اور آئے دن جوتی پیزار رہتی ہے اور صدہا گھرانوں اور بے شمار خاندانوں کے انتظام درہم برہم ہو جاتے ہیں اور تمام قوم تباہی اور بربادی کے گڑھوں کے کنارے لگ جاتی ہیں۔

جورو یا خاوند کی نسبت بھائی کو ایک اور فضیلت ہے وہ یہ ہے کہ بھائی کی امداد اور کوشش سے دوسری جورو یا خاوند دوبارہ مل سکتا ہے لیکن جورو یا خاوند کی مدد سے دوسرا بھائی میسر نہیں آ سکتا ہے چنانچہ ایک عورت کی حکایت مشہور ہے کہ حجاج اُس کے بیٹے بھائی اور خاوند تینوں پر غضبناک ہوا اور اُن کو قتل کرنا چاہا مگر اس نے عورت سے کہا کہ ان تینوں میں سے ایک کو پسند کرے جو تیری کھلانے پلانے کا کفیل ہو اسکو چھوڑ دیا جاویگا عورت نے یہ کہکر بھائی پسند کیا کہ بیٹا اور خاوند تو اور بھی مل سکتا ہے مگر بھائی کا ملنا ناممکن ہے۔ حجاج نے اُس عورت مذکور کے عاقلانہ اور حکیمانہ قول کو نہایت پسند کیا اور اُن سب کو چھوڑ دیا۔

ہر ایک قریب اور رشتہ دار کو ایک خاص وجہ سے ایسی ہی افضلیت ہے جو دوسرے رشتہ دار کو حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ جسطرح ماں باپ کی محبت عظمت اور احترام کی وجہ سے افضل ہوتی ہے اسی طرح اولاد کی محبت رافت اور شفقت کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے مگر بھائی کے ساتھ باہمی مسرت اور مساوات اور ہمسری کی محبت ہوتی ہے۔ اسی واسطے بھائی کو شقیق کہتے ہیں گویا کہ وہ ایک چیز کے دو ٹکڑے ہیں۔ چونکہ بھائی کی محبت کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اسی لئے سچے دوست کو بھی بھائی کہتے ہیں اور اسی لئے قرآن مجید لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اور اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ وہ سب آپس میں سچے دوست اور بھائی ہو جائیں چنانچہ فرماتا ہے **انما المومنون اخوة** یعنی ایمان والے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا ہے **فاصلحوا بين اخويكم**

یعنی اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو۔ اور لفظ انّما سے حصر کرنے اور ف کے ساتھ عطف کرنے اور بجائے ضمیر کے اسم ظاہر لانے سے جس قدر اس اخوۃ کی تاکید مقصود ہے وہ ظاہر ہے۔ اس کے بعد فرمایا ہے واتقوا اللہ ۔ اللہ سے ڈرو ۔ یعنی اس اخوۃ کے تمام حقوق کو ادا کرو اس کے بعد فرمایا ہے لعلکم ترحمون ۔ تاکہ خدا کی طرف سے تم پر رحم کیا جاوے جو شخص اس صراط مستقیم پر قائم رہے وہ بے شک دنیا اور آخرت میں خدا کی رحمت کا سزاوار ہے۔

عام لوگ ہر شخص کو جس سے انکو کچھ بھی تعلق ہوتا ہے دوست یا بھائی کہدیتے ہیں حالانکہ صداقت اور اخوت ایسی عام نہیں ہے۔ اس موقعہ پر میں اس خط کا خلاصہ لکھتا ہوں جو میں نے اپنے سچے دوست کے نام لکھا تھا جسکو میں نے شام کے ایک شہر میں بھائی بنایا تھا۔ وہ یہ ہے۔ میں چاہتا ہوں اس شریف لقب (الاخ الصدیق) کی نسبت جس کا اطلاق میں نے آپ پر کیا ہے آپ کو چند کلمات لکھوں۔ عام لوگوں کی عادت ہوگئی ہے جس شخص سے انکو اجتماعی یا تمدنی تعلقات میں سے کوئی بھی تعلق ہوتا ہے اسپر اس مقدس خطاب کا اطلاق کردیتے ہیں اگرچہ وہ تعلق کیسا ہی بودا اور غیر مستحکم ہو۔ اگر کسی اجتماع کا باعث اکل و شرب لہو و لعب قیل و قال ہو تو ایسے لوگوں کو اصحاب الوجوہ کہنا چاہیئے جس قوم میں کاہلی اور سستی اور بیکاری زیادہ ہوتی ہے اس میں ایسے لوگ اور اس قسم کے مجمعے کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کے اجتماع کا سبب مالی فائدے اور تجارتی کاروبار کے شخصی تعلقات ہیں تو ایسے لوگوں کی دوستی کو تجارتی محبت کہنا چاہیئے۔

جن شہروں میں آبادی زیادہ اور تجارت وصنعت حرفت کے کاروبار بکثرت ہوتے ہیں اور تمدن کا دائرہ وسیع ہوتا ہے ان میں اس قسم کے مجمعے بہت ہوتے ہیں۔ مگر جبکہ انکے اجتماع کا باعث اتحاد خصائل اور توافق اخلاق ہو تو ایسے لوگوں کی محبت کو صداقت کہہ سکتے ہیں خصائل اور اخلاق کے اختلاف کے لحاظ سے اس کے بھی مختلف اقسام ہوسکتے ہیں۔ صداقت کا لفظ عام لوگوں کی زبانوں پر جاری ہے مگر وہ اس کے معنے نہیں سمجھ سکتے کیونکہ جس چیز پر اس کی بنیاد ہے وہ صدق ہے حاضر و غائب ظاہر و باطن قرب و بعد رنج و راحت میں۔ اور یہ کبریت احمر سے بھی زیادہ نادر الوجود اور کمیاب ہے۔ اسی لئے بعض لوگوں نے صدیق کے وجود کا انکار کیا ہے ایک شاعر کہتا ہے۔

سمعنا بالصدیق ولا نراہ
علی التحقیق یوجد فی الانام
واحسبہ محالا ونمقوہ
علی الوجہ المجاز من الکلام

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے

ایقنت ان المستحیل ثلاثۃ
الغول والعنقاء والخل الوفی

جن لوگوں کی محبت اور صداقت کی بنیاد پاکیزہ خیالات اور شریف مقاصد پر ہوگی ان کی صداقت زیادہ مستحکم اور عسیر الانحلال ہوگی۔ مگر ہاں صداقت پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا حسن خلق اور تہذیب نفس پر منحصر ہے۔ کیونکہ جن کے اخلاق فاسد ہوتے ہیں ان کے خیالات ایک حالت پر نہیں چھوڑتیں۔ ہمارے ملک میں صدہا تجارتی کمپنیاں اور صناعی کمیٹیاں قائم ہوئیں مگر فساد اخلاق نے ان کے افراد کو متفرق اور منتشر کرکے دیکھنے والوں اور غور کرنے والوں کے لئے ایک عبرت انگیز نمونہ بنادیا۔ اکثر اوقات ان میں ایسی خفیف باتوں پر تنازعہ ہوا جن کی طرف کوئی عقلمند اور مہذب آدمی ہرگز التفات بھی نہیں کرتا جیسے مجلس کے صدر مقام پر بیٹھنا یا کاغذات پر مہر لگانا یا پریسیڈنٹ اور سکرٹری کا خطاب اختیار کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہی فساد اخلاق کا سبب ہے جس سے اس وقت مشرقی یا اسلامی اقوام میں تنازعات اور خصومات برپا ہورہے ہیں اور وہ تنزل اور پستی کے انتہائی درجہ پر پہونچ گئے ہیں۔ (المنار)

ستائی ہوئی خاوندوں کی ایسوسی ایشن

ولایت میں ان خاوندوں نے ایک ایسوسی ایشن قائم کی ہے جو اپنی بیویوں کے ہاتھوں سے سخت بیزار ہیں اور ان سے اپنی مخلصی چاہتے ہیں۔ ایسے خاوند پارلیمنٹ سے حسب ذیل قانون پاس کرانا چاہتے ہیں (۱) وہ آسانیاں دور کی جائیں جس سے شراب خوار بیویاں اپنے خاوندوں کی جائیدادیں رہن رکھکر روپیہ حاصل کرلیتی ہیں۔ (۲) خاوندوں کو اختیار دیا جائے کہ جب بیوی مکان کے اندر بیہوش ہو تو اسکو فوراً قید کرلیں اور اس سے اسی وجہ پر علیحدگی حاصل کرسکیں (۳) تجربہ کار انسپکٹروں کو اختیار دیا جائے کہ جب خاوند اپنی بیوی کی نسبت بدمستی کی رپورٹ کرے تو مکان میں داخل ہوکر اسکی بابت دریافت کرے۔ (۴) بچوں کی عدم نگرانی اور تعلیم وغیرہ سے غفلت کے بارہ میں جو مقدمات قائم ہوں بیوی کے قابل الزام ہونیکی صورت میں خاوند ان سے بری کیا جائے (۵) جب یہ ثابت ہو کہ لڑکی ماں کی بدمستی کے باعث اسکول نہیں جاتی تو اسکی ماں مستوجب سزاوار قرار دیجائے (۶) شراب خوار بیوی کے بچوں کی پرورش کے واسطے مکانات تجویز کیے جائیں جبکہ خاوند ان کی خبر لینے سے معذور ہوں۔ (۷) اس قانون کے پاس کرنے کا خرچ اس محاصل پر ڈالا جائے جو مسکرات کی فروخت سے حاصل کیا جاتا ہے ولایت میں شراب خواری کی درگت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے جس بدیکی ہماری مہذب لوگ خوشی اور فخر کے ساتھ تقلید کرتے ہیں۔

مراسلت

جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ اس مضمون کو اپنے اخبار مدافعت اظہار کے کالم میں جگہ دیکر ممنون فرمائیں۔ یہ مضمون یہاں کے بڑے پادری رورنڈ میچل صاحب کو میں نے حسب فرمایش اُن کے بھیجا ہے تاکہ وہ جواب دیں اور تقریب اس مضمون کے لکھنے کی یہ ہوئی کہ یہاں کے پادری بعض مسلمانوں کو بہکایا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بائبل میں نہیں ہے - جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے ایک خط مشن میں بھجوایا کہ اگر وہ بشارت سننا چاہیں تو آئیں اور ہم سے بشارت سنیں اور اُن کو کچھ عذر ہو تو بحث کریں چنانچہ ایک پادری جون پال صاحب آئے - میں نے استثناء ۱۸ باب کی بشارت پیش کی اور اسپر ایک مختصر تقریر کر کے سمجھایا کہ وہ بشارت سوائے رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے لیئے نہیں ہو سکتی ہے - پادری صاحب پہلے تو درمیان تقریر میں کچھہ ٹوکتے ٹھٹکتے رہے لیکن جب میں نے تقریر ختم کر کے جواب طلب کیا تو بالکل خاموش رہ کر اُنھوں نے کہا کہ ہم اس کا جواب کل پادری صاحب (یعنی بڑے پادری صاحب) سے اجازت لے کر دیں گے اور یہ مناظرہ عام جلسہ میں ہونا چاہیئے - میں نے کہا اچھا آپ جایئے اور میری باتوں کو سوچتے رہیئے گا اور جواب سے جلد سرفراز فرمایئے گا آخر بہت روزوں کے بعد مجھے یہ جواب ملا کہ فلاں روز مشن اسکول واقع بڑے بازار مونگیر میں یہ مناظرہ ہوگا - چنانچہ میں نے جان پال صاحب سے ایک روز قبل مباحثہ کے شرائط مباحثہ طے کرا کر دستخط کرا لیئے - مباحثہ کے دن دونوں طرف کے لوگ جمع ہوئے اُس میں عیسائیوں کی طرف سے اس شہر کے اکثر دیسی پادری اور عیسائی اور خاص رورنڈ میچل صاحب بھی موجود تھے اور رورنڈ میچل صاحب یوروپین اس شہر کے بڑے پادری ہیں - میں نے پھر اُسی بشارت پر تقریر کرنی شروع کی لیکن بخلاف شرائط طے شدہ اور بخلاف آداب مناظرہ کے پادری میچل صاحب وغیرہ نے تقریر کو ناتمام رکھنے کو کہتے تھے اور یہ عذر پیش کیا کہ مضمون بڑا ہے آپ تقریر کو مختصر کیجیئے - اسپر میں نے کہا کہ اگرچہ یہ عذر آپ کا خلاف شرائط طے شدہ اور آداب مباحثہ کے ہے تاہم میں تقریر کو مختصر کرتا ہوں مگر اسطرح سے کہ میں کسی پوائنٹ کو ترک نہ کروں گا اسپر بھی وہ سب بلکہ اصرار کرنے لگے کہ نہیں آپ صرف دعوی بیان کیجئے اور اسپر کسی قسم کی بحث نہ کیجیئے - میں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور کوئی عقلمند اس شرط کو منظور نہیں کر سکتا ہے کیونکہ دعوی بلا دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا اگر آپ کو بحث کرنا منظور نہیں ہے تو تشریف لے جایئے - آخر بہت بق بق اور زق زق کے بعد پادری میچل صاحب نے یہ کہا کہ یہ تقریر آپ کی بہت طول ہے میں زبانی جواب نہیں دے سکتا تحریر کر کے بھیجدیں تو میں اُس کا جواب دے سکتا ہوں - اسپر یہ تحریر لکھی گئی جو ذیل میں درج ہے تھوڑا تھوڑا میں ہر ہفتہ میں آپ کے اخبار میں چھپوا تا رہوں گا اور یہ مضمون پادری میچل صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا ہے - وہو ہذا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون نمبر ا

۱۹ / جولائے ۱۹۰۱ء - از طرف امداد حسین احمدی -

بخدمت شریف جناب رورنڈ پادری میچل صاحب - تسلیم! بڑے افسوس کی بات ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم سے اور آپ لوگوں سے شرائط مباحثہ طے ہو کر دونوں فریق کے دستخط بھی ہو چکے تھے - تاہم آپ لوگوں نے اُن شرائط کی پابندی نہیں کی - اور شرائط کو توڑ کر آپ لوگوں نے یہ چاہا کہ حقانیت کو چھپائیں - دیکھیئے شرائط نمبر ۴ میں لکھا ہوا ہے کہ پہلے مسلمانوں کیطرف سے ایک شخص تقریر کرے گا کہ یہ پیشگوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ہے نہ کہ مسیح کے لیئے - اور درمیان فریق عیسائی کو کوئی حق نہیں ہوگا کہ کچھہ بول اُٹھے یا تقریر کو مختصر کرنے کے لیئے کہے - اور یہی حق عیسائیوں کو بھی اُن کی تقریر کے وقت ہونا لکھا ہے - لیکن اس کے خلاف آپ لوگوں نے تقریر میں ٹوک ٹاک کرنا شروع کیا اور یہ کہا کہ تقریر بڑی ہے ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے - اور بق بق زق زق کر کے ناحق وقت کو ضائع کیا - خیر حسب فرمایش آپ کے میں اپنا دعوی میں دلیل تحریر کر کے بھیجتا ہوں - آپ اسکو غور کر کے پڑھیں اور اگر جواب دیں تو سلسلہ وار جواب دیں اور صرف فضول کہہ کر نہ ٹالیں اور اگر فضول ہو تو اسکو فضول ثابت کر کے دکھائیں - اور جواب دینے میں ایک بات کا لحاظ رکھیں کہ جو دعوی کریں وہ اپنی کتاب سے کریں یعنی بائبل سے اور کچھہ عقلی دلائل بھی اپنی کتاب سے لائیں - یعنی بائبل سے - یہ نہیں کہ مدعی سست وگواہ چست - ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کی توضیح وتشریح اپنی طرف سے کریں اور ہمپر بھی یہی فرض ہوگا کہ اپنی کتاب قرآن وحدیث کے پابند رہیں - اور یہ بات شرائط مباحثہ میں بھی طے پا چکی ہے -

نمبر ۲ - میرا دعوی یہ ہے

کہ استثنا ۱۸: ۱۵ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰
۲۱ - ۲۲ - آیات کی پیشگوئی جن میں
ایک مثیل موسی کے آنے کی خبر ہے
ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی ہے نہ کہ مسیح کی - اور
یہی دعوی قرآن مجید میں بھی موجود
ہے جیسا انا ارسلنا الیکم
رسولا شاھدا علیکم کما
ارسلنا الی فرعون رسولا ہ
میں نے تمہاری طرف ایسا رسول تم پر
شاہد بھیجا جیسا کہ میں نے فرعون کی
طرف رسول بھیجا تھا - اب میں پوری
پیشگوئی نقل کر دیتا ہوں پھر ہر ایک
آیت پر بحث کروں گا۔

استثنا ۱۸: ۱۵ - خداوند تیرا خدا
تیرے درمیان میں سے تیرے ہی
بھائیوں میں سے تیری مانند ایک
نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف
کان دھریو - (۱۸) میں ان کے لئے
ان کے بھائیوں میں سے تجھسا ایک
نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے
منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا
وہ سب ان سے کہیگا ۱۹ اور ایسا ہوگا
کہ کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا
نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس
سے لوں گا ۲۰ لیکن وہ نبی جو ایسی
گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے
نام سے کہے گا جس کے کہنے کا میں نے
اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے
نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے
۲۱ - اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں
کیونکر جان لوں کہ یہ بات خدا کی
کہی ہوئی نہیں ۲۲ تو جان رکھ
کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ
کہے اور جو اس نے کہا ہے واقع
نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند
نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی
سے کہی تو اس سے مت ڈر۔

نمبر ۲ استثنا ۱۸:
۱۵ کا جملہ "تیرے ہی درمیان میں سے"
یہ علمائے مسیحی کہتے ہیں کہ اس سے
صاف ثابت ہے کہ وہ نبی بنی اسرائیل
میں ہوگا - کیونکہ بنی اسرائیل مخاطب
تھے - میں کہتا ہوں کہ یہ جملہ الحاقی
ہے کیونکہ اسی آیت ۱۵ کو جو پطرس
حواری نے اعمال ۳: ۲۲ میں نقل
کیا ہے تو وہاں تیرے درمیان کا
لفظ نہیں ہے " کیونکہ موسی نے
اپنے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند
جو تمھارا خدا ہے تمھارے بھائیوں
میں سے تمھارے لئے ایک
نبی میری مانند اٹھائے گا جو کچھ وہ
تمھیں کہے اس کی سب سنیو"
اور استیفان حواری نے بھی جہاں
آیت کو لکھا ہے وہاں بھی یہ جملہ
نہیں ہے (اعمال ۷: ۳۷)
اور نسخہ اسکندریہ نوس اور واتیکا
نوس اور پرانا ترجمہ یونانی سپٹواجنٹ
(جو الہامی مانا جاتا ہے) میں
بھی یہ جملہ استثنا ۱۸: ۱۵
میں نہیں ہے۔ باقی آیندہ

الراقم
ارادت حسین احمدی اوریبنی
ضلع مونگیر - بنگال

خبریں

حالات ایشیا - گورنمنٹ روس
نے سلطنت عثمانیہ کو معاملات
ایشیا کی طرف توجہ دلائی ہے اور
تاکید کی ہے کہ ضلع کلاشین میں سروین
لوگوں کے گھروں سے اسلحہ تلاش کی جاوے

پرانی یادگاریں ان یادگاروں
کی حفاظت کا مسودہ کونسل نے لیجس
لیٹو ڈپارٹمنٹ کے اونریبل ممبران
نے تیار کرایا ہے - اور اب اس پر
بحث ہو رہی ہے چونکہ یہ ایک
پیچیدہ معاملہ ہے اس لئے امید
نہیں کہ چند ماہ تک کونسل کے
پیش ہو سکے۔

مختلف واقعات

تعلیم خانہ داری - انگلستان میں
لڑکیوں کو یونانی اور لاطینی زبانوں کی
تعلیم کے ساتھ خانہ داری کی تعلیم بھی
دی جاتی ہے - بنگالی اخبار کے ایک
لنڈنی نامہ نگار نے ولایت سے تحریر
کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے ایک ممبر کی صاحب
زادی کے ساتھ اس تعلیم کے متعلق
ان کا تذکرہ آیا تو اس نے نہایت افسوس
سے بتایا کہ انگریزی اصول تو یہ ہے
کہ لڑکیوں کو اعلی تعلیم مدارس میں دی
جائے - مگر یہ گھروں میں بہت بری
تعلیم پا رہی ہیں - جس سے یہ ایسی
نازک مزاج بنتی جاتی ہیں کہ ذرا بھی بار
برداشت کرنے کے قابل نہیں رہیں - انکو
ہر وقت ناچ رنگ تھیٹروں اور ٹی
پارٹیوں کی دھن لگی رہتی ہے اگر یہ گھر
کیطرف متوجہ ہوں تو جلسوں کو کون
رونق دے ؟ بیچارے خاوندوں کو
اپنی ہڈیاں توڑنی پڑتی ہیں - ایک دفعہ
ایک مسخرے اخبار نے لکھا تھا کہ
ایسی عورتیں اپنے بچوں کی پرورش ہی
سے نفرت نہیں کرتیں بلکہ یہ چاہتی
ہیں کہ بچے جننے کے کام میں بھی اپنے
خاوندوں کو شریک کیا کریں - تاہم اسکاٹ
لینڈ میں یہ کیفیت ہے کہ ایک دفعہ
پرتھ سکول بورڈ کے افسروں نے
تجویز کی تھی کہ لڑکیوں کو چھری کانٹے
چمچے وغیرہ صاف کرنے کپڑے دھونے
اور گوناگوں کھانے پکانے کی ترکیبوں
پر لیکچر دئے جائیں - اور انھیں واقف
کیا جائے کہ کس کس موسم میں کون
کون سی چیز کس کس قیمت پر دستیاب
ہو سکتی ہے - اور ان چیزوں کو آپس
میں ملانے سے کیسے کیسے لذیذ کھانے
تیار کئے جا سکتے ہیں - بڑی خوشی کی
بات ہے کہ وہاں کثرت رائے سے
یہ تجویز منظور ہو گئی - اسپر نامہ نگار مذکور

کہتا ہے کہ اب سر فرینس جنسو صاحب کو بہت کم مقدمات طلاق سننے کا اتفاق ہوگا۔ کیونکہ یہ بات ظاہر کر چکے ہیں کہ جو مقدمات طلاق ان کے اجلاس میں پیش ہو چکے ہیں۔ ان میں بڑی تعداد ایسے مقدمات کی تھی جن میں میاں اور بیوی کے مابین باورچیخانہ کے متعلق تخالف پیدا ہو گیا تھا۔

عیسائی عورتوں کی ترقی پہلے تو یہ عورتیں صرف کلکتہ کے تجارتی اور پارچہ دوزی کے کارخانوں میں ملازم رکھی جاتی تھیں۔ مگر اب دیگر سررشتوں میں بھی انھوں نے دخل پا لیا ہے جب سے دفتروں میں ٹائپ رائٹری کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس کام میں عورتوں سے بخوبی امداد لی گئی ہے۔ پوسٹ آفس کلکتہ میں کئی نوجوان لیڈیاں ٹائپ رائٹری اور نقل نویسی کے کام پر مامور ہیں۔ اور اب سرکاری چھاپہ خانہ میں بھی کئی یورشین اور ایسٹ انڈین لڑکیاں کمپازیٹری۔ پروف ریڈری۔ اور کاپی ہولڈری کا کام کر رہی ہیں۔ سیکرٹریٹ پریس بنگال میں قریبًا درجن لڑکیاں پروف ریڈر اور کاپی ہولڈر موجود ہیں۔

پرندوں کی حفاظت انگلستان میں خوبصورتی کے واسطے پرندوں کے پر لباسوں اور پوشاکوں میں لگانے کا دستور یہانتک بڑھ گیا ہے کہ جو پرندے اس ملک میں اپنی کافی تعداد میں نہیں ملتے ان کی بڑی تعداد دیگر ممالک سے منگائی جاتی ہے یہ حال دیکھکر بعض خوبصورت پرندوں کی نسلیں غائب ہونے کا یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے انکی حفاظت کیواسطے پارلیمنٹ میں قانون کا ایک مسودہ پیش کیا گیا ہے اور اس میں پرندوں کی فہرست دی گئی ہے جنکی نسلوں کو سردست بچانا مقصود ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ اس قسم کے پرندوں کے پر جس شخص کی پوشاک میں لگے ہوں گے وہ مستوجب جرمانہ ہوگا۔ لیڈیوں نے اس امر کی خبر پا کر قانون مذکور کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ انسانوں کے بھی عجیب خیال ہیں کہ اپنے دل کو خوش کرنے کے واسطے بیزبانوں کی جانیں لینے تک فرق نہیں کرتے۔ بعض بعض مقامات میں اس غرض سے بندروں کی صفائی ہو رہی ہے کہ ان کی کھالوں کی قیمتی کوٹ لیڈیوں کے واسطے تیار کیئے جاتے ہیں۔

کاشت افیون سے انکار غازیپور کے کاشتکاروں نے افیون کی کاشت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسمیں یہ لوگ اپنا کوئی منافع خیال نہیں کرتے حالانکہ سرکار ایک سو روپیہ خرچ کر کے دو سو روپیہ وصول کرتی ہے افسران محکمہ افیون نہایت ہی بے بس ہیں۔ کیونکہ یہ اندیشہ ہے کہ کہیں پٹنہ وغیرہ علاقوں میں بھی ایسا ہی خشک جواب نہ ملے

تنباکو نوشی کی ممانعت۔ امریکہ میں یکے بعد دیگرے دیہات میں تمباکو نوشی کی ممانعت ہونے لگی ہے شگیگو میں کوئی شخص بلا حصول لائسنس تمباکو اور سگار فروخت نہیں کر سکتا مغربی صوبجات میں ڈاکٹروں کی سندوں کے بغیر سگار بیچنے کی ممانعت کی گئی ہے اور حکم ہے کہ پندرہ برس سے کم عمر کے بچوں کے پاس تمباکو کو کسی شکل میں فروخت نہ کیا جائے جس کے خلاف ارتکاب کرنے والا دس پونڈ سے لے کر چالیس پونڈ تک مستوجب جرمانہ خیال کیا جاتا ہے۔ شرابخواری کی طرح تنباکو نوشی کی علت بھی ترقی پذیر ہو رہی ہے۔ حتی کہ طفلان مکتب بغل میں کتابیں دبائے منہ سے دھوئیں کے غبار نکالتے جاتے ہیں۔

عمدہ قواعد گورنمنٹ پنجاب نے حکم دیا ہے کہ جو فوجی افسر بلا تحریری اجازت مالک کے گاڑیاں چھاونی کی حدود سے باہر لے جائیں۔ انھیں دُگنا کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔ ملیٹری افسران کو لازم ہے کہ اپنی ضروریات کی اطلاع سول افسران کو دیں۔ ورنہ اس کا خمیازہ اٹھانے کے لئے تیار رہیں۔ سول افسران دیکھیں کہ آیا گاڑی والے کو پورا کرایہ ملا ہے یا نہیں۔ اور اگر ملیٹری افسر اس کے ادا کرنے میں چون وچرا کریں تو اپنی پاس سے ادا کر کے اعلیٰ فوجی افسروں سے بل بھیجکر منگا لیا کریں۔ یہ قواعد بہت معقول ہیں۔ اگر اسی قسم کے قواعد رسد کی نسبت بھی جاری کیئے جائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ دوکاندار بھی ان کے تشدد سے محفوظ رہیں۔

بندر کی یادگار۔ چمپانزی ایک بڑا طاقتور اور قد آور بندر ہوتا ہے جس کے ہاتھوں میں اسقدر قوت بیان کی جاتی ہے کہ وہ بندوق کی نالی کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے چند برس ہوئے فرانسیسی قصبہ گری نوبل کی مینو سپل کونسل نے اس کے مرنے پر اس کی یادگار میں بہت بڑی صرف سے اس کا ایک مسی بت استادہ کرایا تھا اس بندر کا نام شارلمین تھا نو برس ہوئے اسکو ایک فریقہ کا سیاح لایا تھا۔ اس بندر کو تمام شہر میں گشت کرنے کی پوری آزادی اور اجازت حاصل تھی۔ اسکو اختیار تھا کہ جس گھر میں چاہتا گھس جاتا اور جو چیز چاہتا کھا لیتا اس بندر کی توقیر کا باعث یہ تھا کہ پانچ برس ہوئے یہ ایک بچہ کو کنوئیں میں گرتے دیکھکر ایک بڑی اونچی دیوار سے کود پڑا اور اس رسی کے ذریعے جو پانی بھرنے کے کام میں لائی جاتی تھی کنوئیں میں اُتر گیا اور بچہ کو لئے ہوئے اُسی رسی سے اوپر چڑھ آیا۔

اس بندر کو انسان خصوصًا صغیر سن انسان سے بڑی ہمدردی تھی وہ گھنٹوں بچوں کے ہسپتال میں بیٹھا ہوا بچوں سے کھیلا اور انکا دل بہلایا کرتا تھا۔ بچوں سے اسکو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

عوام سے سالانہ خواص اور معاونین سے ہندوستان سے باہر کے

ایڈیٹر یعقوب علی تراب .... احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۲	دار الامان قادیان ۲۴ اگست ۱۹۰۱ء	جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان مسیح الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۵

سورۃ الفاتحہ جو **قرآن** شریف کا باریک نقشہ ہے اور ام الکتاب بھی جس کا نام ہے خوب غور کرو کہ اس اجمال کے ساتھ قرآن کریم کے تمام معارف درج ہیں چنانچہ **الحمد للہ** سے اس کو شروع کیا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام محامد اللہ ہی کے لیے ہیں اس میں یہ تعلیم ہے کہ تمام منافع اور تمدنی زندگی کی ساری بہبودگیاں اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں کیونکہ ہر قسم کی ستائش کا سزاوار جب کہ وہی ہے تو معطی حقیقی بھی وہی ہو سکتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ کسی قسم کی تعریف و ستائش کا مستحق وہ نہیں بھی ہے۔ جو کفر کی بات ہے۔

الحمد للہ میں کیسی توحید کی جامع تعلیم پائی جاتی ہے جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں کی عبودیت اور بالذات نفع رساں ہونے کی طرف سے جاتی ہے اور واضح اور بیّن طور پر یہ ذہن نشین کرتی ہے کہ ہر نفع اور سود حقیقی اور ذاتی طور پر خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے کیونکہ تمام محامد اسی کے لئے سزاوار ہیں۔ پس ہر نفع اور سود میں خدا تعالیٰ ہی کو مقدم کرو۔ اس کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی **رضا** کے اگر خلاف ہو تو اولاد بھی دشمن ہو سکتی ہے اور ہو جاتی ہے پھر اسی **سورہ فاتحہ** میں اس **خدا کا** نقشہ دکھایا گیا ہے جو قرآن شریف منوانا چاہتا ہے اور جس کو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی **چار صفات** کو ترتیب وار بیان کیا ہے جو **امہات الصفات** کہلاتی ہیں جیسے سورہ فاتحہ ام الکتاب ہے ویسے ہی جو صفات اللہ تعالیٰ کی اس میں بیان کی گئی ہیں وہ بھی ام الصفات ہی ہیں اور وہ یہ ہیں

ربّ العالمین

الرحمٰن الرحیم

مالک یوم الدین

ان صفات اربعہ پر غور کرنے سے خدا تعالیٰ کا گویا چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ **ربوبیت** کا فیضان بہت ہی وسیع اور عام ہے اور ہمیں کل مخلوق کی کل حالتوں میں تربیت اور اس کی تکمیل کے تکفل کی طرف اشارہ ہے۔ غور تو کرو جب انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر سوچتا ہے تو اس کی امید کس قدر وسیع ہو جاتی ہے اور پھر **رحمانیت** یہ ہے کہ بدون کسی عمل عامل کے ان اسباب کو مہیا کرتا ہے جو بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں دیکھو چاند سورج ہوا پانی وغیرہ بدون ہماری دعا اور التجا کے اور بغیر ہمارے کسی عمل اور فعل کے اس نے ہمارے وجود کی بقا کے لئے کام میں لگا رکھے ہیں اور پھر **رحیمیت** یہ ہے کہ اعمال کو ضائع نہ کرے۔ اور **مالک یوم الدین** کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کر دے جیسے ایک شخص امتحان کے لئے

بہت محنت سے طیاری کرتا ہے مگر امتحان میں دو چار نمبروں کی کمی رہجاتی ہے تو دنیوی نظام اور سلسلہ میں تو اس کا لحاظ نہیں کرتے اور اس کو گرا دیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی **رحیمیت** اس کی پردہ پوشی فرماتی ہے اور اسکو پاس کرا دیتی ہے۔ **رحیمیت** میں ایک قسم کی پردہ پوشی بھی ہوتی ہے **عیسائیوں** کا **خدا** ذرا بھی پردہ پوش نہیں ہے ورنہ **کفارہ** کی کیا ضرورت رہتی ایسا ہی **آریوں** کا **خدا** نہ ربّ ہے نہ رحمان ہے کیونکہ وہ تو بلا مزد اور بلا عمل کچھ بھی کسیکو عطا نہیں کر سکتا۔ یہانتک کہ **ویدوں** کے اصول کے موافق گناہ کرنا بھی ضروری معلوم دیتا ہے مثلاً ایک شخص کو اگر کسی اُس کے عمل کے معاوضہ میں گائے کا دودھ دینا مطلوب ہے تو بالمقابل یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی برہمنی (اگر یہ روایت صحیح ہو) زنا کرے تاکہ اس فسق و فحش کے بدلہ میں وہ گائے کی جون میں جائے اور اس عامل کو دودھ پلائے خواہ وہ اُس کا خاوند ہی کیوں نہ ہو۔ غرض جب تک ایسا سلسلہ نہ ہو گا کوئی عامل اپنے عمل کی جزا ویک ایشر کے خزانہ سے پا نہیں سکتا کیونکہ اس کا سارا سلسلہ جوڑ توڑ ہی سے چلتا ہے مگر **اسلام** نے وہ **خدا** پیش کیا ہے جو جمیع محامد کا سزا وار ہے اس لئے معطی حقیقی ہے۔ وہ **رحمٰن** ہے بدون عمل عامل کے اپنا فضل کرتا ہے پھر **مالکیت** یوم الدین جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے **بامراد** کرتی ہے دنیا کی گورنمنٹ کبھی اس امر کا ٹھیکہ نہیں لے سکتی کہ ہر ایک بی اے پاس کرنیوالے کو ضرور نوکری دے گی۔ مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ کامل گورنمنٹ اور لا انتہا خزائن کی مالک ہے اُس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ کوئی عمل کرنے والا ہو وہ سب کو قائز المرام کرتا ہے۔ اور نیکیوں اور حسنات کے مقابلہ میں بعض ضعفوں اور سُستیوں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے۔ وہ **توّاب** بھی ہے اور **مستحی** بھی ہے اللہ تعالیٰ کو ہزار ہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں مگر وہ ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں ایک **وقت** ایسا آجاتا ہے کہ بیباک ہو کر انسان اپنے عیبوں میں ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حیا اور پردہ پوشی سے نفع نہیں اُٹھاتا بلکہ دہریت کی رگ اُس میں زور پکڑتی جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اس بیباک کو چھوڑا جاوے اس لئے وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔ **مولوی عبد اللہ** صاحب غزنوی کو **محمد حسین** کی نسبت **الہام** ہوا کہ اس میں کوئی عیب ہے اُس نے چاہا کہ وہ ظاہر کر دیں مگر انھوں نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حیا مانع ہے۔ پھر انھوں نے اس کی نسبت ایک **رویا** میں دیکھا کہ اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں چنانچہ اب وہ رویا پوری ہو گئی۔

غرض میرا مطلب تو صرف یہ تھا کہ رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جاوے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اُسکی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا مگر رحیمیت میں فعل و عمل کو دخل ہے لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے اسی طرح مالک یوم الدین وہ ہے کہ اصل مقصد کو پورا کرے۔ خوب یاد رکھو کہ یہ **امہات الصفات** ذاتی طور پر

خدا نما تصویر ہیں

انپر غور کرتے ہی معاً خدا سامنے ہو جاتا ہے

اور **روح** ایک لذت کے ساتھ اُچھل کر اُس کے سامنے سربسجود ہو جاتی ہے چنانچہ

الحمد للہ

سے جو شروع کیا گیا تھا تو غائب کی صورت میں ذکر کیا ہے لیکن ان صفات اربعہ کے بیان کے بعد معاً صورت بیان تبدیل ہو گئی ہے کیونکہ ان صفات نے خدا کو سامنے حاضر کر دیا ہے اس لئے حق تھا اور فصاحت کا تقاضا تھا کہ اب غائب نہ رہے بلکہ حاضر کی صورت اختیار کی جاوے پس اس دائرہ کی تکمیل کے تقاضا نے مخاطب کی طرف منہ پھیرا اور

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا

یاد رکھنا چاہیئے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے ہاں اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں ایک قسم کا تقدم زمانی ہے کیونکہ جس حال میں محض اپنی رحمانیت سے بغیر ہماری **دعا** اور درخواست کے ہمیں انسان بنایا اور انواع و اقسام کی قوتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں اسوقت ہماری دعا نہ تھی بلکہ محض اُسکا فضل ہمارے شامل حال تھا۔ اور یہی تقدم ہے۔ میں پھر بیان کرتا ہوں اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے اوّل **رحمانیت** دوسرا **رحیمیت** کے نام سے موسوم ہے رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے شروع ہوا مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہمارے وجود سے پیشتر ہی زمین و آسمان چاند و سورج اور دیگر اشیا ارضی و سماوی پیدا کی ہیں جو سب کی سب ہمارے کام آنے والی ہیں اور کام آتی ہیں دوسرے حیوانات بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں مگر وہ جب کہ بجائے خود انسان ہی کے لئے مفید ہیں اور انسان ہی کے کام آتے ہیں تو گویا مجموعی طور پر انسان ہی ان سے فائدہ اُٹھانیوالا ٹھیرا۔ دیکھو جسمانی امور میں کیسی اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھاتا ہے اعلیٰ درجہ کا گوشت انسان کیلئے ہے

ٹکڑے اور ہڈیاں کتوں کے واسطے جسمانی طور پر تو کسی حد تک حیوان بھی شریک ہیں مگر روحانی لذات میں جانور شریک نہیں ہیں۔ پس یہ دو قسم کی رحمتیں ہیں ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے ہی عطا ہوئی ہیں اور دوسری وہ جو رحیمیت کی شان کے ہوتے ہیں اور وہ **دعا** کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور ان میں ایک فعل کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو بیان کر دیا جائے کہ قانون قدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے آج کل کے **نیچری** طبع لوگ جو علوم حقہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں اور ان کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کے طرز معاشرت کی نقل اُتارنا ہے **دعا** کو ایک بدعت سمجھتے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ **دعا** کے تعلق پر کچھ مختصر سی بحث کی جاوے۔

دیکھو ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب اور بے قرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لاتی ہیں یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہونچی فوراً دودھ اُتر آیا ہے جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اُس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اسکو کھینچ لاتی ہے اور **میں اپنے تجربہ کی بنا پر** **کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔** ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اسکو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں **تو یہ صداقت دنیا سے اُٹھ نہیں سکتی** اور خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ **میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت طیار ہوں**

(باقی آئیندہ)

خدا
کی باتیں ہی سچی ہوتی ہیں

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب یوسف نامی ایک شخص میرٹھ کا پٹھان عیسائی ہوا تھا اس وقت حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود نے ایک اشتہار کے ذریعہ ظاہر کیا تھا جو **خشک ٹہنیاں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جاویں گی** خدا کے برگزیدہ کے مُنہ سے نکلی ہوئی باتیں جو آسمانی اشارہ سے اُس نے لکھی تھیں بہرحال پوری ہونی ہی تھیں مگر افسوس اور واویلا اُس پر جو اس کا مصداق ہوا۔ کسی کا ہدایت کے بعد گمراہ ہونا بہت بڑی شقاوت کا نشان اور اہل نظر کے لئے عبرت اور خوف کا مقام ہے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

چنانچہ ہم ناظرین کی اطلاع کے لئے شائع کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے موافق **نبی بخش** نمبردار بٹالہ حضرت اقدس کے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عضو ماؤف کی طرح الگ کیا گیا ہے اب یہ شخص اپنے دوسرے غزنوی یا بوپڑی بھائیوں کی طرح اس سلسلہ حقہ کا دشمن اور مخالف ہے اس لئے ایسے کذاب اور مفتری کے ساتھ **احمدی قوم** کا کوئی ممبر تعلق نہ رکھے اور اس کی منافقانہ چالوں سے آگاہ رہے یہ چند سطریں صرف اعلان عام کے لئے لکھی جاتی ہیں اور عنقریب ایک مفصل مضمون اس کے شائع کردہ شریر رسالوں پر شائع کیا جائیگا اگرچہ یہ شخص اور اس کے رسائل اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر التفات کی جاوے مگر محض خلق اللہ پر ترحم کر کے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کے ایماء سے ارادہ فرمایا ہے کہ اسکی حقیقت کو طشت از بام کیا جاوے بہرحال اسوقت اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس اور آپ کی جماعت سے اس شخص کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ مفتری علی اللہ احمدی قوم کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنے کے قابل نہیں ہے لہذا احمدی قوم آگاہ رہے اس سے درحقیقت ہمارے سلسلہ عالیہ کو کوئی مضرت نہیں پہنچ سکتی بلکہ انبیاء علیہم السلام کی تمام سنتیں اسکے حق میں پوری ہو کر اسکی راستی پر مہر کرتی ہیں۔ یہ خدا کی مستمرہ عادت رہی ہے کہ دل کے ناپاک ایکوقت میں راستبازوں سے الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ **وَكَانَ وَعْدُ رَبِّنَا مَفْعُوْلًا۔**

بقیہ مضمون

مراسلت

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۵

نمبر ۹ تیسرے موسیٰ نے خدا کے واحد کی پرستش کی تعلیم فرمائی (استثنا ۵: ۶ سے ۹ تک اور استثنا ۶: ۴) میرے آگے تیرا کوئی دوسرا خدا نہ ہو الخ سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے"۔ بخلاف مسیح کے کہ انہوں نے (بقول آپ کے) تثلیث بنائی۔ اور استثنا ۱۳ باب میں سوائے اس خدا کے جسکو یہودیوں نے جانا دوسرے کی پرستش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جسطرح خدا کو یہودیوں نے جانا اس میں تثلیث نہیں تھی۔ مسٹر گلبرٹ اتنالیس اور ٹیکل کی شرح کے صفحہ ۴۲ و ۴۳ میں فرماتے ہیں۔ تثلیث کو عقلی دلائل سے ثابت کرنا محض بیفائدہ کوشش ہے۔ اسیلئے ہم قبول کرتے ہیں کہ اسبات کا ہمکو خیال ہرگز نہیں ہوتا اگر انجیل ہم پر ظاہر نہیں کرتی۔ الغرض موسیٰ نے خدا کے واحد کی پرستش کی تعلیم فرمائی اور بھی جتنے نبی آتے گئے سب خدا کو واحد ہی بتاتے رہے بخلاف مسیح کے کہ انہوں نے تثلیث کی تعلیم فرمائی۔ پس مسیح موسیٰ کے مثیل نہیں ہو سکتے۔

نمبر ۱۰۔ چوتھے مسیح تو بیع موسیٰ کے تھے (متی ۲۳: ۲) فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ (۳) اسلئے وہ جو تمہیں ملنے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں۔ دیکھئے جسطرح اور نبی جو موسیٰ کے بعد آئے توریت پر عمل کرنے کو کہتے رہے اور توریت کے تابع رہنے کو تاکید کرتے رہے اسی طرح مسیح نے کہا۔ پس بطبع اچھے سلطان کا مثیل اور برابر نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۱۱۔ اب میں اسبات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ اس مماثلت کی تردید کروں جو علمائے مسیحی یسوع اور موسیٰ میں بیان کرتے ہیں۔

(۱) موسیٰ کلیم اللہ تھا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ عیسائی علما کلیم اللہ اور کلمۃ اللہ میں کس سے مماثلت سمجھتے ہیں؟ کلمہ کے معنے جیسا آپ لوگ بیان کرتے ہیں) اگر خدا کے ہیں تو کیا خدا اور موسیٰ مثیل ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ کلمہ کے معنے خدا کے آپ زبردستی بیان کرتے ہیں۔ اور یوحنا باب اول میں جو کلمہ کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد کلام الٰہی ہے یعنی انجیل وغیرہ۔

(۲) "موسیٰ خدا اور انسان کا درمیانی ہے اور ایسا ہی مسیح"۔ خوب! ایسی ہی مماثلت ہے تو دہ مثیل ثابت ہو گئے۔ لیکن آخر کیا کریں جب کوئی دلیل نہیں ملتی تو ادھر ادھر بھٹکے پھرتے ہیں۔ خدا اور بندہ کا درمیانی تو ہر ایک نبی ہوا کرتا ہے۔ اس میں مسیح کی کیا خصوصیت ہے۔ اور وہ تو خود خدا ہے پھر درمیانی کیا۔؟

(۳) موسیٰ نے بنی اسرائیل کو زمین مصر سے نکالا اور انکو فرعون کی غلامی سے آزاد کیا۔ مسیح ایمانداروں کو ابلیس کی غلامی سے آزاد کرتا اور گناہوں کے مصر سے نکال کر حیات اور راحت اور اطمینان قلب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ صرف اعتقادی بات پیش کر دی گئی یسوع ہی کب شیطان کی غلامی سے آزاد ہوئے۔ شیطان کے کہے پر شیطان کے ساتھ چلے گئے۔ حواری بھی مسیح سے لعنت ملامت سنتے رہے۔ پولوس نے پطرس پر لعنت کی۔ پولوس کو بھی شیطان رھکے رہا۔ لوتھر مقدس کو شیطان تنگ کرتا رہا اور کتھرائن بی بی سے بھی زیادہ جھگڑتا رہا۔ کل عیسائیوں کو رومن کیتھلک بنا کر نیت پچھتاتا رہا۔ موسیٰ نے جسمانی طور پر خدا کے دشمنوں فرعون اور فرعون کی ہمراہیوں کو غارت کر کے مظفر و منصور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا نہ کہ صرف خیالی طور پر۔

(۴) موسیٰ بنی اسرائیل کو کوہ سینا کے بیابان میں لے گئے تاکہ ان کو زمین موعود تک پہونچا دیں۔ مسیح ایمانداروں کو اس جہان کے جنگل سے لیجاتا ہے تاکہ اس اعلیٰ درجہ کی چراگاہ تک پہونچا دے۔ یہاں بھی وہی اعتقادی بات ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسطرح موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو کوہ سینا کی بیابان میں لے گئے تھے تاکہ زمین موعود تک پہونچا دیا آخر ان کے خلیفہ نے زمین موعود تک پہنچایا اسی طرح اپنے صحابہ کو مکہ (فاران) سے مدینہ (راہ) کے بیابان میں لایا اور زمین موعود تک پہنچا دیا ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ (زبور ۳۷) ایسا ہی ان کے خلیفہ نے زمین موعود یعنی شام میں پہونچایا اور قرآن اور زبور کا وعدہ پورا ہوا اور اب تک پورا ہوتا آیا اور پورا ہوتا رہیگا

(۵) موسیٰ اور اس کا گروہ خدا کے دشمنوں سے لڑا اور پھر جب مسیح آئیگا تو ایسا ہی کریگا ابھی تک آپ لوگ مسیح کی انتظاری میں ہیں اور معلوم نہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی بھی ہو چکی۔ کیونکہ مسیح نے اپنی نسبت وعدہ کیا تھا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب ہو نہ لے یہ نسبت کبھی نہ گذریگی (لوقا ۲۱: ۳۲) چنانچہ کل حواریوں نے یہی سمجھ لیا کہ مسیح اتنی جلد آئیگا کہ ہم سب اسکو دیکھ لیں گے۔ تو یہ کیسا جھوٹ ہوا۔ علاوہ اس کے مکاشفات ۲: ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ منہ کی دو دھاری تلوار سے لڑیں گے یہ عجیب مماثلت ہے۔

نمبر ۱۲ اب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت بیان کرتا ہوں۔

(۱) موسیٰ علیہ السلام کسی نبی کے ماتحت نہ تھے ویسے ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے۔ فاحکم بینھم بما انزل اللہ و لا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق پس حکم کر ان میں جو کچھ اتارا اللہ نے اور مت پیروی کر ان کی خواہش کی چھوڑ کر راہ حق کو جو تیرے پاس آئی ہے۔ بخلاف مسیح کے کہ وہ ماتحت تھے (متی ۲۳: ۲ و ۳)

(۲) موسیٰ کی شریعت میں ظاہری اور باطنی دونوں احکام ہیں ویسا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں۔ باقی آئندہ

(امانت حسین احمدی اوریئی)

بقیہ مضمون

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۵

سچ تو یہ ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ گمراہ کرے اُسکو کون ہدایت دیوے اگر میاں فضل الرحمٰن میں کچھ قبولیت اور برکت ہے تو وہ کیوں مقابلہ کے لئے میدان میں نہیں آتے بہر حال جب اشتہار وجودیوں کے نام چھپیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک پرچہ فضل الرحمٰن کے نام بھی روانہ کیا جائیگا وجودی بُرا مانیں یا بھلا مانیں ہمارا منشا ہے کہ ان کو چاہ ضلالت سے باہر نکالیں اور جس خدا کو ابھی انھوں نے شناخت نہیں کیا اُس کی طرف رجوع دلادیں ان ھؤلاء متبر ما ھم فیہ و باطل ما کانوا یعملون۔

قولہ کیوں صاحب دیانند میں کیا مناسبت تھی جسکو آپ خرچ دیکر بلانے تھے۔

اقول وائے بریں عقل و دانش کیا دیانند کو کسی فیض حاصل کرنے کے لئے بُلایا گیا تھا اسپر اتمام حجت منظور تھی مگر آپ کے پہلے طمع اور منافقانہ خطوں سے فیض پانے کی درخواست پائی جاتی تھی سو اُسپر لکھا گیا تھا کہ تم میں مرض الحاد و زندقہ لگا ہوا ہے فیض پانے کی تم میں مناسبت نہیں ہے لیکن اب ہم نے آپکو دوسری صورت پر پاکر اور دیانند کا قائمقام سمجھکر آپ کی درخواست کو قبول کرلیا ہے اب دیکھتے ہیں کہ آپ آجاتے ہیں یا وجودیکی روباہ بازی آپ پر غالب آکر اس ارادہ سے آپ کو باز رکھتی ہے اور نیز یاد رہے کہ دیانند اگرچہ کافر تھا مگر آپ کے الحاد سے ایک گونہ اُس کا کفر جزو فضیلت کی رکھتا تھا کیوں کہ وجودی نہیں تھا اور اور اپنی قوم کے وجودیوں کو نہایت نابکار اور پلید فرقہ خیال کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر انسان پرمیشر ہے تو تعجب ہے کہ وہی پرمیشر پاپ کرے اور سزا پاوے دیکھو ستیارتھ پرکاش۔

قولہ سننے سُنتا ہے کہ دیانند گئے تھے اُسنے بھی حیلہ کردیا تھا اور کچھہ نہ دکھایا تھا جھوٹ کتاب میں لکھدیا کہ دیانند کو خرچ دینے کا وعدہ بھی کیا مگر وہ نہ آیا۔

اقول لعنۃ اللہ علی الکذبین اگر آپ ایسے ایسے افترا نہ کریں تو کیونکر ثابت ہو کہ وجودی درپردہ دشمن خدا اور رسول ہیں کیوں صاحب اگر آپ اس دعوی میں جھوٹے نکلے تو آپ کو کیا سزا دینی چاہیئے۔ میری پاس دیانند کا دستخطی انکاری خط اب تک موجود ہے جو صندوق میں بحفاظت رکھا ہوا ہے اور قادیان کے آریوں سے بھی آپ حلفا دریافت کرسکتے ہیں اگرچہ وہ آپ کیطرح دشمن دین ہیں مگر دشمن راستی کو کہاں تک چھپائے گا۔ قادیان کے وجودی خدا اور رسول کو علانیہ گالیاں دیتے ہیں اور قرآن شریف سے ٹھٹھا کرتے ہیں مگر آپ نے ابھی ابجد شروع کی ہے کیوں نہ ہو وجودی جو ہوئے وجودی شتر پروں کے اندر شناخت کیا جاتا ہے۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون

قولہ کیوں ایسا کہا جس کا ثابت کرنا اپنے اختیار میں نہیں۔

اقول اے بے شرم ایسا دعوی کس نے کیا جس کا ثبوت اختیار سے باہر ہو ہم نے تو وہ دعوی کیا جو آفتاب کی طرح روشنی دکھلا رہا ہے محبان خدا اور رسول کبھی ذلیل نہیں ہوتی اور نہ وہ جھوٹے دعوے کرتے ہیں وہی ختم فتح پاتے ہیں کیونکہ ہر میدان میں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھہ ہوتا ہے۔ ان حزب اللہ ھم الغالبون

قولہ آنزا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

اقول قال اللہ تعالیٰ۔ الشعراء یتبعھم الغاوون اس زمانہ کے جاہل یہ خیال کرتے ہیں کہ اپنے تئیں ظاہر کرنا منافی شان ولایت ہے ان کے نزدیک ولی وہی ہے کہ جو خبرش باز نیامد کا مصداق ہو۔ لیکن اصل حقیقت وہ ہے جو ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ مردان کامل پر لازم و واجب کیا جاتا ہے کہ اپنے تئیں ظاہر کریں۔ وہ اظہار کے لئے مامور ہوتے ہیں جیسے دوسرے اخفا کے لئے اسی وجہ سے انبیا و رسول اپنے تئیں ظاہر کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ بوجہ عظمت قربت نبیوں اور رسولوں کے حکم میں اور انھیں کے قائم مقام اور انھیں کی قوتیں اپنے اندر رکھتے ہیں وہ عورتوں کی طرح چھُپکر نہیں رہتے کیونکہ وہ روحانی طور پر جنگی مرد ہیں ہاں جو ایسے عابد اور زاہد ہیں جو مخنث کے حکم میں ہیں اُن کو چاہیئے کہ برقعہ پہنکر بیٹھیں اور نہ یاد رکھیں کہ ولایت سلب ہوجائیگی اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضرت شیخ سعدی کے مصراع مذکورہ بالا سے مطلب ہی اور ہے جسکو نادان وجودی نہیں سمجھتے اور وہ یہ ہے کہ جو باطنی تعلقات اولیاء اللہ کو اللہ جل شانہ سے ہوتے ہیں اُن تعلقات سے کسیکو کچھہ خبر نہیں ہوتی وہ اپنے رب جلیل سے ایک ایسی نسبت رکھتے ہیں کہ انسان تو کیا فرشتوں کو بھی اسپر اطلاع نہیں ہوتی ہاں ہر ایک صاحب بصیرت حسب استعداد خود انکی ظاہری استقامت و برکات سے انکی عظمت کا قائل ہوتا ہے مگر وہ لوگ بوجہ اُس راز دقیق کے جو انکو خدا تعالیٰ کے ساتھہ ہوتا ہے گم کے حکم میں ہیں۔ تحسبھم ایقاظا وھم رقود وہ خلق اللہ سے ہر وقت دور ہوتے ہیں اسی وجہ سے انکی اندرونی حالت میں تصرف کرنا اور اُن کے اخلاق اور افعال اور اطوار کی نسبت کوئی رائے لگانا ہر ایک معمولی حالت کے انسان کا کام نہیں ورنہ ہلاک ہوجائے گا۔ چو بیت المقدس درون پر ز تاب رہا کردہ دیوار بیرون خراب +

قولہ آپ لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر گو ہیر میرے کتر ہیں اور قدم میں مناسبت ہے مگر یہ بھی مثل دعوے مجددیت و الہامیت دعوی بے دلیل ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک +

اقول میں [illegible] یہی خط میں واضح کرچکا ہوں کہ مجددیت اور الہامیت کا دعوی بے دلیل نہیں۔ بلکہ میں نے اتمام حجت کو اس کمال تک پہونچا دیا ہے کہ اسکی نظیر ملنا

عمر الدین

مشکل ہے کوئی سال ایسا نہیں گذرا تا کہ جس میں کوئی الہامی پیشگوئی پوری ہو کر مخالفوں پر حجت نہ ہو دشمن بھاگتے چلے جاتے ہیں مخالفوں پر سخت رعب پڑ رہا ہے اور انوار الٰہی دن رات بلکہ ہر طرفۃ العین میں برابر نازل ہو رہے ہیں مگر جو دل کے اندھے اور ختم اللّٰہ علٰی قلوبھم کے مصداق ہیں وہ کیونکر اُن نوروں کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ان شر الدواب عند اللّٰہ الصم البکم الذین لا یعقلون لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اولٰئک ھم الغٰفلون۔

رہا آپ کا قول کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ سچ تو یہ ہے کہ میں اور میرا برادر صالح شیخ عبد القادر ہم دونوں خاک ہی ہیں مگر الحمد للہ و المنۃ کہ تجلیات الٰہیہ نے اس مشت خاک پر بڑے بڑے کام کیے ہیں اب اگر ایک وجود ی نادان ان تجلیات کو نہ سمجھ سکے تو کیا حرج اور کیا نقصان۔ قال اللّٰہ تعالٰی و تقدس ینظرون الیک و ھم لا یبصرون۔ بہرحال ہم کو ایسے اقوال پر اختلال سے کچھ رنج نہیں عوام الناس جو تکلف کے طور پر اولیاء اور صلحا کی تعظیم کرتے ہیں نہ تحقیق کے طور پر وہ ہمیشہ سے اور قدیم سے ایسے ایسے الفاظ جدید الظہور اولیا اور انبیا کی نسبت کہتے چلے آئے ہیں جیسا کہ قرآن شریف ان کے خیالات و مقالات کا شاہد ہے وما ظلمونا و لکن کانوا انفسھم یظلمون۔

قولہ حضرت غوث الثقلین کے دعویٰ کو کل اولیا اللہ نے مان لیا تھا مگر آپ کے دعوے کو تو کوئی نہیں مانتا۔

اقول اے بے خبر مجھ پر بھی ظاہر ہوا ہے کہ صفحہ زمین کے کل اولیاء اللہ نے مجھے مان لیا ہے ہاں خبیثوں اور بے ایمانوں نے نہیں مانا ولا تعنی

الایات والنذر عن قوم لا یؤمنون۔ اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ یصلون علیک صلحاء العرب و ابدال الشام وتصلی علیک الارض والسماء ویحمدک اللّٰہ عن عرشہ۔ بہتا غوث اور قطب وقت میرے پر مکشوف کیے گئے ہیں جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں اور لائیں گے اور مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے اس الہام سے خبر دی ہے کہ انی رافعک الیّ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیمۃ اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے اور مجھے خداوند کریم سے وہ نسبت ہے کہ اگر مجھ پر کامل طور پر کھل جاتا کہ یہی وجہ کی نسبت شیخ عبد القادر کو بھی حاصل ہے تو میں اُن کی تعظیم کرتا اور اب بھی کرتا ہوں کیونکہ اجمالی طور پر کتنے اپنے درجے اُن کی مناسبت پائی ہے۔ وقد استخلفنی اللّٰہ کما استخلف الذین من قبلی و قال انی جاعلک للناس اماما۔ و قال انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی وقال انت منی و انا منک سرک سری و قال انت معی و انا معک اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ وقال انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق وقال انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی و کلمنی و ناجانی و ذکرنی فی کتابہ و فی حدیث رسولہ و اتانی مالم یؤت احدا من العٰلمین۔

قولہ حضرت غوث پاک کے وعظ میں کثرت سے لوگ مسلمان ہوتے تھے آپ نے کتنوں کو مسلمان کیا۔

اقول اے قصے کہانیوں پر بھروسہ کرنے والے اور افسانوں پر ناز کرنے والے کیا تجھے ایک بزرگ رسول کی نسبت یہ آیت یاد نہیں وما اٰمن معہ الا قلیل اور کیا تجھے یہ آیۃ یاد نہیں یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ماسوا اس کے اس عاجز کے پاس تھوڑے سے عرصہ میں ستر ہزار کے قریب ایسے لوگوں کے خط پہونچ جنھوں نے اس عاجز کی تالیفات سے فیض اٹھانے کی شہادت دی اور ہدایت پانے کی گواہی دی اور ابھی یہ سلسلہ کب ختم ہو گیا ہے اوائل میں نبیوں اور رسولوں کا کام بھی دشواری سے چلا ہے مگر پیچھے سے یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا کا بزرگ نشان ظاہر ہو گیا ہے۔ سنت نبویہ اس عاجز کے ساتھ جاری کی گئی ہے اور اس بارہ میں براہین احمدیہ میں ایک الہام بھی چھپ چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ جاء نصر اللّٰہ والفتح و تمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون تبت یدا ابی لھب و تب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا۔ دیکھو حصہ چہارم براہین احمدیہ۔

قولہ پائے استدلالیان چوبیں بود

اقول قال اللّٰہ تعالٰی و تقدس الشعراء یتبعھم الغاوون۔ و قال عز و جل یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ وقال اللّٰہ تعالٰی مخبرا من اھل النار وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

وقال عز وجل ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب پس ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ نے عقل کو معطل کرنا نہیں چاہا اور انسان مکلف بوجہ عقل ہی ہوتے ہیں اور صاحب کمال حال بھی مگر وجودیوں میں ایسا کون ہے کسی آدھ کا نشان تو دو وہ یقولون ما لا یفعلون کے مصداق ہو رہے ہیں بمقابل ان کے شکر کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے جسقدر تحصیل علم و عقل کے لئے معارف و حقائق و دقائق قرآن شریف کے کھولے ہیں وہ ایک ہی امر طالب حق کے لئے خارق عادت ہے۔ آپ نے تو اس عاجز کی نسبت بلا تحقیق رومی صاحب کا یہ شعر پڑھا۔

ای بسا ابلیس آدم روئے ہست +
پس بہر دستے نباید داد دست +

اور اپنے مرشد فضل الرحمن کو فرشتہ بنایا لیکن اگر یہ رائے ایمان بالقسط پر مبنی ہوتی تو اس تبرکے لئے کہ ان دونوں میں ابلیس کون ہے آیہ کریمہ لا یمسہ الا المطہرون کو محک امتحان بنایا جاتا یعنی ایک مجلس میں ایک دو آیت قرآن شریف کی پیش کرکے اس عاجز اور میاں فضل الرحمن سے دقائق اور معارف اس آیت کے پوچھے جاتے تا دیکھا جاتا کہ کس کو خدا تعالیٰ نے علم اسرار قرآن میں بسطت و وسعت دی ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء سمجھنا چاہیئے کہ ولایت وارث الانبیاء ہونے کا دعویٰ ہے سو نبی اپنی وفات کے بعد اپنا ترکہ دینار و درہم تو نہیں چھوڑتے ہیں پس جس نے علوم اور برکات کو کامل طور پر پایا وہی کامل طور پر ان کا وارث ہے اور اگر یہ امتحان کافی نہیں تو لازم تھا کہ دوسرا امتحان جو لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا کے متعلق ہے کیا جاتا وقال اللہ تعالیٰ عز وجل مخبرا عن الغامہ علی عبد صالح اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔

قولہ شیخ صنعان جس نے حضرت شیخ کا انکار کیا تھا ان کا جو حال ہوا مشہور ہے۔

اقول یاد رہے کہ یہ بات بالکل باطل ہے کہ جو شخص انبیا یا اولیا کا انکار کرے اسکو اسی دنیا میں جھٹ پٹ سزا ملجاتی ہے یہ تو وجودیوں کا ناقص خیال ہے جیسی ان کی عقل کچی ہے۔ ایسا ہی ان کا خیال بھی کچا ہے اس فیصلہ اور تصفیہ کے لئے کامل طور پر عدالت کا دن نزدیک ہے و قال اللہ تعالیٰ وتقدس یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا وقال عز وجل من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدا فیہا۔ ذلک الخزی العظیم۔

قولہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے ایک بھائی اپنے آپ کو صاحب الہام اور لال بیگ کا چیلہ بتلاتے ہیں۔

اقول الہام کی بات آپ نے خوب کہی وجودیت کی رگ کیا کیا افترا آپ کے منہ سے نکالتی ہے نہ معلوم وجودیوں کو ناحق جھوٹ بولنے سے کیا مزہ آتا ہے۔ اس کا یہی باعث ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولا پھر اس کا اوروں کے لئے منہ کھل جاتا ہے اب واضح ہو کہ یہ شخص اپنے تئیں ملہم نہیں کہلاتا بلکہ اس خدائے عز وجل کا قائل ہی نہیں جو اپنے نیک بندوں کو الہام دیتا ہے۔ ہاں لال بیگ کا جھنڈا کھڑا کیا ہوا ہے بات یہ ہے کہ دراصل وہ آپ کی طرح غلو وجودی تھا پھر جیسا کہ وجودی ترقی کرکے دہریہ بنتے ہیں اور انکار صانع تک نوبت پہونچاتے ہیں اس بیچارہ کی بھی وجودیت کی شامت سے اسی حد تک نوبت پہونچی یہاں تک کہ وجودیت کے جن نے اللہ اور رسول کی نسبت بھی زبان درازیاں کرائیں اب اسی جن کی ترغیب سے بقول آپ کی بھنگیوں کے چیلہ کرنے کا ڈھنگ نکالا ہے مگر حضرت یہ آپ کا بھائی برا نہیں اور نہ آپ برے ہیں بلکہ دراصل یہ وجودی مذہب ہی برا ہے جس کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے آپ کے اس بھائی کا حقیقی بھائی بھی وجودی ہے اور مرشد اس کا گلاب شاہ نام ایک بھاری وجودی ہے اور یہ اور رسول سے بالکل روگرداں ہے قرآن شریف کی نسبت وہ کہتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بنا لیا تھا جیسا کہ اکثر وجودیوں کا یہی اعتقاد ہے اس پر دلیل پیدا کرنے کے لئے وجودی مذہب سے اس نے یہ نکتہ لیا ہے کہ جس حالت میں مخلوق حقیقت میں خدا ہی ہے تو پھر اور خدا کون ہے جو قرآن کو نازل کرتا یہ شخص یہ بھی کہتا ہے کہ باوا نانک کا گرنتھ قرآن شریف سے اچھا ہے اور بھنگ چرس وشراب وغیرہ کو حلال جانتا ہے غرض یہ لوگ تو آپ کے ہی بھائی ہیں میرا بھائی تو ان میں سے کوئی نہیں میرا ایک بھائی تھا مدت ہوئی وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں فتدبروا وتندموا۔

قولہ ان کو دنیا کمانے کی غرض یہ سوجھی

اقول ہاں وہ آپ کے بھائی صاحب وجودی جو ہوئے وجودیوں سے بڑھکر دنیا کے مکر و فریب اور کسکو یاد ہوں گے۔

قولہ جیسے آپ اپنے دعووں سے دولت مند ہو گئے

اقول انما یفتری الذین لا یومنون بآیات اللہ واولئک ہم الکذبون اولئک الذین ختم اللہ علی قلوبہم وعلی ابصارہم واولئک ہم الغفلون والذین یوذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا واسروا الندامۃ لما راوا العذاب قالوا ما لنا لا نری رجالا کنا نعدہم من الاشرار کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا وتوفی

کل نفس ما عملت وھم لا یظلمون

قولہ کوئی خدا پرست میں نے نہیں سنا کہ ایسے مزخرفات میں پھنسا ہو یعنی جس نے ایسے دعوے کیئے ہوں۔

اقول ھل تنقمون منا الا ان اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل وان اکثرکم فاسقون وقد انعم اللہ علینا بوحیہ والہامہ ودقائق معارفہ وفضلنا علی کثیر من عبادہ افلا تحدث بالآئہ ونعمائہ ایھا الجاھلون۔ دانا آدمی ہر ایک درخت کو اُس کے پھلوں سے پہچان سکتا ہے۔ کاذب آدمی اپنے دعوی کذب سے خود ہلاک ہوجاتا ہے سو اُس کی ہلاکت ہی اُسکے مفتری ہونے کی نشانی ہوتی ہے لیکن صادق کبھی ہلاک نہیں ہوتا اور نہ کبھی کاٹا نہیں جاتا اُس کے چاروں طرف رحمت ایزدی نگہبان رہتی ہے بھلا یہ کیونکر ہو کہ اپنے فدا شدہ بندوں کو خدا تعالیٰ ذلیل کرے جاہل اُنکی ذلت کے لئے کوشش کرتا ہے مگر وہ عزیز لوگ ہرگز ذلیل نہیں ہوتے خدائے عزوجل وہ وفادار اور رضا ہے کہ جو ایک قدم آگے رکھنے والی کے لئے دس قدم آگے رکھتا ہے اور میانہ چلنے والے کے لئے دوڑتا ہے اُس کا کسی سے بوجہ رشتہ نہیں اگر تو اُس کے لئے بدلے گا تو وہ تیرے لئے بدلے گا اگر تو اُس کے لئے بیدار ہوگا تو اُسے بیدار پاوے گا۔

تنبیہ

وحدت وجود کا مسئلہ

کشفی غلطیوں پر مبنی ہے یہ نہیں کہ عقلی طور پر کسی نے اس کا اثبات کیا ہے اگر اس مسئلہ کو منطقی طریق پر قواعد استدلال کی طرف رد کیا جائے تو ایسے مقدمات ہرگز چل ہی نہیں سکتے جنکو یقینی یا ظن غالب پر قرار یافتہ کہہ سکتے ہیں بلکہ **وحدت وجود** کے مسئلہ کی نسبت اُس مسئلہ کے ائمہ اور بانیوں نے آپ ہی یہ اقرار کرلیا ہے کہ یہ ایک باریک بھید خدا تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ہے جسکے کنہ تک عقل پہونچ نہیں سکتی نہ اسپر کوئی دلیل قائم کر سکتی ہے گویا عیسائیوں کی **تثلیث** کی طرح یہ بھی ایک امر لا یدرک تسلیم ہوکر وجدیوں میں مانا جاتا ہے۔ اور اس مسئلہ کے شائع ہونے کی جڑ یہ نہیں ہے کہ کسی نے قرآن شریف پر نظر غور کر کے اس مسئلہ کی طرف رجوع کیا ہے کیونکہ ایسا ہوتا تو سب سے پہلے اس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے وہ لوگ مستعد اور طیار ہوتے جنھوں نے علم تفسیر اور حدیث میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کیا ہے اور آثار نبویہ کی چاکری اور خدمت میں اپنی عمریں بسر کی ہیں اور علم ظاہری اور باطنی میں بسطت تام پیدا کی ہے حالانکہ وہ بزرگوار لوگ قدس اللہ سرہم اس مکروہ مسئلہ سے اور اسکو زبان پر لانے سے بدل متنفر اور منحنی اور گریزاں رہے ہیں بلکہ یہ مسئلہ ناتمام سالکوں کی غلط اور مغشوش کشفوں کی وجہ سے صوفیہ میں رواج پذیر ہوگیا ہے اور پھر اطراد لبعد الوقوع کے طور پر بعض لوگوں نے قرآنی دستاویز پیدا کرنے کے لئے بڑے تکلف سے چند آیات متشابہات کو کھینچ تان کر مؤید بنانا چاہا مگر درحقیقت اُنھوں نے بہت سی خفتیں اُٹھائیں اور اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکے پھر انھوں نے اسی امید پر احادیث اور اخبار نبویہ کی طرف رجوع کیا تو اس حدیث کو اپنے مطلب کے موافق بنانا چاہا کہ جب بندہ بذریعہ نوافل اللہ جل شانہ کا تقرب ڈھونڈتا ہے تو ایک دن اُسے یہ حالت نصیب ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اُس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سُنتا ہے۔ اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ چیزوں کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اور حملہ کرتا ہے۔ اُس کا پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے مگر غور کرنے کے بعد بالانصاف لوگوں پر کھل گیا کہ اس حدیث کو بھی اُن کے مدعا سے کچھ تعلق نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ انسان اپنے ارادوں سے کلّی فانی ہو کر اس درجہ تک پہونچ جاتا ہے کہ اس کی اخلاقی اور بدنی قوتوں کی تحریک اس کے نفس کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ اُس کے تمام اعضا اور قویٰ کا محرک خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو بشری ارادوں کے فنا کے بعد اُس کا قائم مقام ہوگیا ہے اس کا حلم خدا تعالیٰ کا حلم اُس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کی عداوت خدا تعالیٰ کی عداوت ہو جاتی ہے اور ہر ایک اشتعال اور ہر ایک رقت جو اس میں پیدا ہوتی ہے اور جو کارروائی سخت یا نرم اُس سے ظہور میں آتی ہے درحقیقت وہ خدا تعالیٰ کا ہی فعل ہوتا ہے کیونکہ وہ شخص تو اپنے نفس اور نفسانی جذبات کے رو سے مر چکا ہے اب جو کچھ بظاہر ریا یا حسد کی صورت میں یا غیظ اور غضب اور اشتعال کے پیرایہ میں یا شہوت اور طمع اور عیش و عشرت کے رنگ میں یا کینہ اور عناد اور انتقام کی شکل میں اُس سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا فعل ہے گو اسکو محجوب لوگ شناخت کریں یا نہ کریں وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اسی کی طرف اشارہ ہے غرض اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو وجودی سمجھ بیٹھے ہیں اگر اُس خالق کو مخلوق کا عین کہا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ مخلوقیت کے پیرایہ میں آکر وہی غیر محدود محدود ہوگیا ہے اور وہی قوی ضعیف بن گیا ہے اور وہی پاک ناپاکی میں ڈوب گیا ہے ایسا خیال کرنا کسقدر معصیت ہے۔ (باقی آیندہ۔ انشاء اللہ)

مختصر نوٹ اور لطیف نکات

محمد کے معنے میں شان محبوبیت ہوا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کبریائی اور جلال کو چاہتی ہے کیونکہ محمد کے معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ یہ معشوقانہ صفت ہے اور جلال اس کے لازم حال ہے۔ اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام میں شان عاشقیت کا ظہور نمایاں ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں نہایت تعریف کرنے والا اور یہ عاشقانہ صفت ہے جو فروتنی عجز صبر اور عفو اور درگذر کو چاہتی ہے جو جمالی صفات ہیں الغرض محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اپنے مفہوم میں جلال کی کیفیت رکھتا ہے کیونکہ جامع محامد ہونے کو جلال اور استغنا لازم ہے اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اپنے اندر عاشقانہ وصف رکھنے کی وجہ سے جمالی رنگ کا بروز ہے۔

یہ امر بھی سنت اللہ میں داخل ہے کہ جب کبھی کوئی مامور اور مرسل دنیا میں آتا ہے یا منہاج نبوۃ پر تجدید دین کے لئے کوئی سلسلہ قائم کیا جاتا ہے تو اس میں کچے اور غیر مستقل مزاج اور غدار اور مستقل مزاج پکے اور پورے وفادار دونوں قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ تمیز اور تخلیص کے لئے مختلف سامان اور اسباب پیدا کر دیتا ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کے گرد و پیش منافق بھی رہیں اور مخلص بھی ان ہی میں ملے رہیں۔ اس لئے خطرناک مصائب اور ابتلا اور واقعات سے وقتاً فوقتاً کمزور فطرت الگ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک وقت آجاتا ہے کہ بجز مخلصین کے وفادار گروہ کے اس کے گرد و پیش ایک بھی منافق نہیں رہتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے منجانب اللہ ہونے اور ان کے سلسلہ کے حقانی ہونے کے لانظیر دلائل اور شواہد میں سے یہ امر بھی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی امتیازی گورنمنٹ کے تقاضا کے موافق پست فطرت غداروں اور منافقوں کو اس سے الگ کر رہا ہے چنانچہ ہر سال کوئی نہ کوئی منافق الگ ہو جاتا ہے کوتاہ فہم مخالف سمجھتے ہیں کہ اس سے سلسلہ عالیہ پر اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ فلاں مرتد کیوں ہوا۔ مگر افسوس انہیں اتنا معلوم نہیں کہ منہاج نبوۃ پر قائم شدہ سلسلہ کے لئے ضروری ہے کہ منافق اس سے الگ ہوں اگر کسی کم ظرف کا سلسلہ عالیہ سے الگ ہو جانا اعتراض کا موجب ہے تو وہ ہمیں بتائیں کہ کیا مسلمانوں میں سے آج تک کوئی عیسائی نہیں ہوا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض بدقسمت مرتد ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کے مخلص مریدوں میں سے اس خوفناک گھڑی میں جو ثبات قدم کے اظہار اور وفاداری کے دکھلانے کا وقت تھا یہودا اسکریوطی نے آپ کو تیس کھوٹے درم لیکر گرفتار کرا دیا اور پطرس جیسے اعظم الحواریین نے لعنت کی۔ اور پھر ایک ہی دن میں قریب پانسو کے مرتد ہوگئے۔ تو یہ کوئی انوکھی اور نرالی بات نہیں ہے جو سڑے پھل تھے وہ آخر گرہی گئے۔ اس سے تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ہمارا تو ایمان بڑھتا ہے جب کوئی بدنصیب اس مبارک شجر سے کاٹا جاتا ہے کیونکہ حضرت اقدس نے اپنے بعض تحریروں اور عموماً تقریروں میں فرمایا ہے کہ میں دعا کرتا رہتا ہوں کہ جو خشک شاخیں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جائیں۔

الغرض کسی مخبوط الحواس کا کٹ جانا سلسلہ عالیہ پر کسی اعتراض کا باعث نہیں ہو سکتا۔ ؎

نہ ہو بو قہر ترک سجدہ ابلیس سوئے آدم
عدو کی سرکشی پر ذوق کب تک ہو کرم مہر

ہاں خوف کا مقام ضرور ہے ہدایت کے بعد ضلالت کے گڑھے میں گرایا جانا کسی خطرناک معصیت کا نتیجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے پڑھنے والوں کو محفوظ رکھے آمین۔ اس لئے ضرورت ہے کہ کثرت سے استغفار پڑھتے رہیں اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں کہ وہ اس نعمت عظمیٰ سے الگ نہ کرے۔ آمین۔

ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت پڑھنے کے خواہشمند ہیں ہم ایک مشورہ دینا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص کے چال چلن کے صحیح حالات اس کے خیالات اور ارادوں سے مل سکتے ہیں اور انکا اظہار اس کی دعاؤں میں ہوتا ہے پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو معلوم کرو تو آپ کی دعاؤں کو پڑھو پھر معلوم ہوگا کہ دنیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی کامل انسان دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کے خدا تعالیٰ سے ساتھ تعلقات کا پتہ ان دعاؤں سے ہی چلے گا۔ آپ کے اخلاق فاضلہ اور مدارج عالیہ پر اطلاع ملے گی۔ غور تو کرو کہ کیسا عالی مرتبہ انسان اور مطہر و مزکی وجود ہے کہ رفع حاجت تک کے وقت میں بھی اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث کی دعا تعلیم فرماتا اور بیت الخلاء سے باہر آنے کے وقت بھی غفرانک کہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ سوچو! اور پھر سوچو!!!۔

نادان کہتے ہیں کہ مسلمان پتھر کی پرستش کرتے ہیں ہم کو ایسے معترضوں پر ہمیشہ افسوس ہوا کرتا ہے جو بلا سوچے سمجھے

ایک بات مُنہ سے نکال دیتے ہیں اور اس کی معقولیت اور نتائج پر کبھی نظر نہیں کرتے۔ ایسے احمقوں کو اگر معلوم ہوتا کہ عبادت میں استتی (حمد و تعریف) اپاسنا (دھیان) پر آرتھنا یعنی دعا ضروری مدارج ہیں اور بدون ان کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی تو انھیں مسلمانوں کو پتھر پرستی کا الزام دیتے ہوئے شرم آ جاتی اور اگر وہ عبادت کے اُن ارکان ثلاثہ سے واقف ہو کر یہ اعتراض کرتے ہیں تو ذرا بتائیں تو سہی کہ مسلمان اس پتھر کی تعریف اس کا دھیان اور اس ہی دعا کب کرتے ہیں؟ کسی اسلامی عبادت میں اس پتھر کا ذکر تک نہیں پھر کھسیانے ہو کر کہتے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ لگاتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ اگر ہاتھ لگانا یا بوسہ دینا ذاتی عبادت ہے تو پھر ان معترضوں کو جواب دینے میں سخت دقت پیش آئیگی کہ کیا ان کی اولاد اور ان کی بیویاں سب کے سب خدا ہی ہیں جن سے وہ ان حرکات کو روا رکھتے ہیں اور عیسائیوں کے لئے تو اور بھی دقت ہے ان کے ہاں تو بوسہ بازی کے سلسلے ہوتے ہیں ہر وداع و رخصت کے موقع پر بوسہ لینا ضروری سمجھا جاتا ہے کچھ ہوش کر کے جواب دو۔

اصل یہ ہے کہ حجر اسود تصویری زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کا مظہر ہے کہ نبوۃ کے پاک محل سرا میں کونے کا پتھر یہاں مکہ سے نکلے گا جسکی تمثیل خود مسیح نے بھی متی ۲۱/۴۲ میں بیان کی ہے۔

لطیفہ

عیسائی صاحبان کبوتر کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں حالانکہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کا نزول کبوتر کی شکل میں ہوا تھا اس سے لو کبوتر ان کا بڑا عظیم الشان دیوتا ثابت ہوا کیا یہ اپنے دیوتا سے ایسا سلوک کرتے ہیں اس لحاظ سے تو ہندو ہی بہتر ہیں جو اپنے دیوتا بیل کو نہیں کھاتے ۔*

قرآن شریف نے محل اور موقع کے لحاظ سے انتقام اور عفو کی تعلیم دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف عدل اور رحم دونوں صفات سے کام لیتا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن شریف کا مطلب اور مقصد اس تعلیم سے یہ ہے کہ انسان صرف لکیر کا فقیر نہ بنا رہے بلکہ محل اور موقع کو دیکھ لیا کرے مگر توریت اور انجیل کا یہ مقصد نہیں توریت بہر حال عدل پر زور دیتی ہے اور انجیل عفو اور درگذر پر لیکن قرآن شریف دانائی سکھاتا ہے اور موقع شناسی کا سبق دیتا ہے + اور یہی قرآن کے علو شان کی دلیل ہے

رفع شک

ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مولوی عبد الکریم صاحب کا خط میرے نام سے جو آپ کے اخبار ۲۴ جولائی میں چھپا ہے وہ ان سوالات کا پورا جواب ہے جو میں نے ان کے پاس بھیجے تھے اور میں اسکو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور خدا کا شکر بجا لایا۔ ناظرین یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ سوالات میں نے خود بھیجے تھے بلکہ وہ سوالات یہاں کے لوگوں کی طرف سے تھے جو میرے ذریعہ سے لکھے گئے تھے۔ میں تو مسیح کی موت پر اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی امام زمان ہونے پر دلی یقین سے ایمان رکھتا ہوں اور ہمیشہ رکھونگا اور میں ان سوالوں کا خود جواب دے سکتا تھا مگر یہاں کے لوگوں کی یہی خواہش ہوئی کہ ان سوالات کی جواب قادیان ہی سے آویں اسوجہ سے میں نے مولوی عبد الکریم صاحب کی پاس بھیجے تھے جنکا انھوں نے کافی شافی جواب دیا۔ والسلام راقم عاجز وزارت حسین احمدی۔ مونگیر۔ بنگال۔

حضرت اقدس کو رداس پور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۳۰ جلد ۵

پھر جب کہ صحابہ کا اجماع اس مسئلہ پر ہو چکا اور قرآن شریف میں ایک جگہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے اور دوسری جگہ مسیح علیہ السلام خود فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کہکر اپنی موت کا اقرار کرتے ہیں اسپر بھی اگر کوئی اُنکی زندگی ہی کا اقرار کرتا رہے تو عجیب بات ہے مدعی سست گواہ چست۔ اور سب سے عجیب یہ بات ہے کہ یہی الفاظ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بولے گئے ہیں یعنی یہی لفظ توفی کا اب اگر توفی کے معنے موت کے نہیں ہیں تو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ معنے نہ کیئے جائیں غرض یہ توفی کا لفظ جو قریباً تیئیس مرتبہ قرآن شریف میں آیا ہے اور انھیں معنوں میں آیا ہے پھر اس سے انکار کرنا سعادت اور رشد کی خلاف ہے + یہ سارے شواہد مسیح علیہ السلام کی وفات پر قوی دلائل ہیں علاوہ ازیں جیسا کہ مسیح علیہ السلام اس آیت میں فلما توفیتنی میں اقرار کرتے ہیں اگر وہ نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں تو ماننا پڑے گا کہ مسیح کے پرستار قوم بھی نہیں بگڑی اور انھیں مسیح مریم کو خدا بنانی والے پیدا نہیں ہوئے۔ حالانکہ یہ واقعات صحیحہ کے خلاف ہے مسیح کے پرستار دنیا میں موجود ہیں اور مریم کو خدا بنانے والے رومن کیتھولک بھی کثرت سے ہیں اب جس کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ زندہ ہیں تو قرآن کے رو سے اسکو یہ بھی ماننا پڑیگا

---

* نہیں بلکہ اسلئے کہاتے ہیں کہ شاید اسیطرح وہ بھی روح القدس حاصل ہو جائیں۔ ورنہ اوپر کی راہیں تو انپر بند ہو چکی ہیں۔

کہ عیسائی بگڑے ہیں اور یہ مان کر پھر قرآن سے ہاتھ دھونے پڑیں گے کیونکہ اسکو واقعات صحیحہ کے خلاف ماننا پڑیگا

ونعوذ باللہ من ذلک

متوفیک کے معنے کرنے میں ہم نے ہی یہ معنے نہیں نکالے ہیں بلکہ اہل لغت نے یہی معنے کیئے ہیں امام **بخاری نے متوفیک کے معنے ممیتک** صاف کر دیئے ہیں پھر عقل بھی ہماری تائید کرتی ہے کیسیکو آج تک کبھی آسمان پر جاتے نہ دیکھا اور نہ آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا پھر عقل تو بدون نظیر کے مانتی نہیں اگر کوئی پہلے بھی ایسا واقعہ ہوا ہے تو اسکو بطور نظیر پیش کرو۔

اب رہی **تائیدات سماویہ** میں اگر یہ کہوں کہ میرے نشانات کے کروڑوں آدمی گواہ ہیں تو یہ امر مبالغہ میں داخل نہیں ہے مثلاً **لیکھرام** کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی چھ سال پیشتر اس کی **موت** صورۃ موت وغیرہ سے پوری اطلاع دی گئی اور ایسا ہی ظہور میں آیا چنانچہ بہت سے ہندوؤں نے بھی اس کی تصدیق کی یہاں تک کہ ہندوؤں کی عورتیں تک بھی گواہ ہیں کیونکہ یہ پیشگوئی بہت کثرت کے ساتھ مشتہر ہوئی تھی اور خود لیکھرام جہاں جاتا تھا اس پیشگوئی کا تذکرہ کرتا تھا بلکہ خود اس نے بھی میری نسبت ایک پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائیگا مگر اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ لیکھرام کہاں ہے؟ حالانکہ میں تو خدا کے فضل سے تین سال چھوڑ اب تک زندہ ہوں اور موجود ہوں باوجودیکہ وہ ایک قوی ہیکل تندرست نوجوان تھا اور میں ہمیشہ بیمار رہنے والا عمر میں اس سے بڑا۔ پھر یہ اگر خدا تعالیٰ کی تائید نہ تھی تو کیا تھا۔ ہاں بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جنکی فطرۃ میں کجروی ہوتی ہے وہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ جیسا کہ آج

عدالت میں **سلطان محمد** کے معاملہ کو پیش کیا گیا کہ وہ زندہ ہے میں کیا کروں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں اور کونسا طریق اختیار کروں جو انکو سمجھا سکوں یہ لوگ نہ میرے پاس آتے ہیں نہ میری باتوں کو سنتے ہیں اور نہ انکو خدا تعالیٰ کے قوانین پر اطلاع ہے اور نہ علم ہے وہ نہیں دیکھتے کہ چار شخصوں کے متعلق پیشگوئیاں تھیں جنمیں سے تین مر گئے اور اب صرف ایک باقی ہے اور وہ بھی پیشگوئی ہی کے موافق اب تک زندہ ہے اس پیشگوئی کے غلط ہونے کا اعتراض اسوقت ہو سکتا ہے جب سلطان محمد سے پہلے میں مر جاؤں یا وہ **عورت** مر جاوے لیکن جب کہ خدا تعالیٰ نے اسی طرح پر مقدر کیا ہے کہ وہ **عورت بیوہ** ہو کر میرے **نکاح** میں آئے اور یہ کبھی نہیں ٹلے گا کیونکہ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں پھر کیوں یہ لوگ صبر سے انتظار نہیں کرتے میں آپ سے سچ کہتا ہوں جیسا کہ آج میں نے خلیفہ رجب الدین صاحب [؟] کے سامنے عدالت میں کہا کہ آج مجھپر ہنسی کیجاتی ہے لیکن ایک وقت آئیگا کہ اس کا اثر پڑے گا اور وہ وقت ہنسنے والوں کے لیئے شرمندگی کا ہوگا۔ غرض خدا تعالیٰ کے نشانات بارش کیطرح ظاہر ہو رہے ہیں) نہ ایک نہ دو بلکہ میں نے

تریاق القلوب

میں ایک سو پیشگوئی لکھدی ہے جو پوری ہو چکی ہے اسپر بھی میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی اسپر صبر نہ کر سکے اور اس کی تسلی کے لئے یہ کافی نہ ہو بشرطیکہ وہ حق کا طالب ہو اور خدا تعالیٰ کا خوف اس کے دل میں ہو تو میں تو اب بھی **نشان نمائی** کے واسطے طیار ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے فضل اور موہبت کے طور پر یہ نشان دیا ہوا ہے کہ میں جب اس کے حضور دعا کروں گا وہ مجھے نشان دے گا میرا میدان تنگ نہیں ہے بلکہ بہت وسیع ہے۔ میدان تنگ رمالوں کے ہوتے ہیں مگر وہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے اس کے لیئے میدان بہت وسیع ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ کوئی راستی کا بھوکا پیاسا ہو مجھ سے خرچ لے۔ میرے پاس آوے اور بیٹھ کر نشانات کا معائنہ کرے۔ میرے مخالفوں میں سے کسیکو کوئی آمادہ کرے کہ وہ **استجابت دعا** میں میرا مقابلہ کرے اگر ایک بھی مقابلہ کے لئے آجاوے

اور میرا مقابلہ کر کے بڑھ جاوے اور میں اس کا مقابلہ نہ کر سکوں بلکہ میں تو یہاں تک مانتا ہوں کہ اگر استجابت دعا میں وہ میری برابر رہے تب بھی میں اپنا جھوٹا ہونا مان لونگا اور اپنی ساری کتابیں جلا دونگا

اب کوئی ہے تو اسے میرے مقابلہ میں لاؤ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی میرے مقابلہ میں نہیں آئے گا۔

(یہانتک حضرت اقدس نے تقریر فرمائی تھی کہ مہدی حسن صاحب نے ایک خاص ادا سے کہا کہ میں آپکو تکلیف دینے کے واسطے نہیں آیا اور نہ تقریر سننے کو بلکہ میں تو کچھ سوال کرنے کو آیا ہوں اس تقریر کی ضرورت نہیں) ایڈیٹر۔

ناظرین غور کریں حضرت اقدس کے حضور آکر سب سے بڑی اور اہم بات جو کوئی پوچھ سکتا ہے وہ یہی ہو سکتی ہے کہ آپ کا دعوی اور اس کے دلائل سنے چنانچہ اسی ضروری مضمون پر حضرت اقدس نے ایک مسلسل اور مرتب تقریر شروع کی پہلے حضرت مسیح ابن مریم کی وفات

... سے استدلال کیا جو ... دعوے کی اصل ہے تھیں ... اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا شروع کیا۔ مگر مہدی حسن صاحب کسی اور ہی خیال میں تھے اصل یہ ہے کہ جب حضرت اقدس تقریر فرما رہے تھے تو تقریر میں ایک خاص قسم کا جوش اور الٰہی رعب اور جلال پایا جاتا تھا اس نے مہدی حسن صاحب کے خیالات کو پریشان کر دیا اور وہ حوصلہ اور صبر کے ساتھ جو غور کرنے والے طبیعتوں اور حق جو انسانوں کا خاصہ ہے آپ کی تقریر نہ سن سکے اور وہ الفاظ کہے جو ہم نے اوپر نوشتہ کئے ہیں اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔

حضرت اقدس بہت اچھا میں تو ہر طرح طیار ہوں آپ سوال کریں میں اس کا جواب دوں گا مگر کیا اچھا ہوتا اگر آپ میرا سارا بیان سن لیتے اور اس کے بعد جو شبہ آپ کو رہ جاتا اسے پیش کرتے۔

مہدی حسن توفی کی بحث صرف و نحو کے بغیر نہیں آتی اور ہم یہ صرف و نحو نہیں جانتے (ایڈیٹر) ناظرین ذرا سوال کی داد دینا مہدی حسن صاحب خدا جانے اپنے آپ کو اخفش و سیبویہ کا جانشین سمجھے ہوئے تھے اور اپنے معاصرین میں جیسا کہ پیچھے معلوم ہوا اپنے علم کے لمبے چوڑے دعوی کیا کرتے تھے مگر اب یہاں واقفیت عالم بالا معلوم شد کا معاملہ ہو گیا۔ امید کی جاتی تھی کہ معقول اور لطیف اعتراض کیا جاوے گا جو آج تک سنے نہ سنا ہو مگر یہاں مہدی حسن بولے تو یہ بولے کہ توفی کی بحث صرف و نحو کے بغیر نہیں آتی اور یہ صرف و نحو نہیں جانتے میاں تم اپنی تو بنیڑ لو بیگا توفی کی تحقیق کیا پڑی۔

حضرت اقدس اگر صرف و نحو نہیں آتی تو کیا یہ میرا قصور ہے یہ تو تمہارا اپنا قصور ہے اس کے علاوہ میں قرآن کو پوتھی بنانا نہیں چاہتا قرآن شریف ایسوں کیلئے ہی یہ نازل ہوا اگر قرآن سے استدلال نہ کریں تو کیا کسی شاستر سے کریں مسلمانوں کو عربی سے ایک خاص تعلق ہے اور یہ انکی بدقسمتی ہے جو ... اسپر توجہ نہیں کرتے مگر یہ مسئلہ تو ایسا صاف ہے کہ اس پر کسی بڑے صرف و نحو کی بھی ضرورت نہیں عام آدمی بھی جانتے ہیں کہ متوفی کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ باقی آئندہ۔

احمدی قوم کی توجہ طلب ضروری بات

ہمارے پاس کبھی کبھی ایسی شکایتیں اندراج اخبار کے لئے آتی ہیں کہ فلاں شخص نے حضرت اقدس کے کسی مخلص مرید کے پاس جا کر اپنے آپ کو حضرت اقدس کے مبائعین میں سے بتایا اور زاد راہ نہ ہونے کا عذر کر کے چندہ کرایا اور پھر شہر بشہر ایسا کرتا گیا۔ یا جیسے جمال الدین یہاں قادیان میں آ کے حضرت حکیم الامت سے ۶ بطور قرض لے کر رفو چکر ہوئے اور پھر راہ میں چودھری رستم علی صاحب سے کچھ رقم لی۔ غرض ایسے یا اس کے رنگ میں اور قسم کی شکایتیں آتی ہیں چنانچہ حال میں میر سلامت علی صاحب جو بریلی کے رہنے والے دبلے پتلے لمبے قد گورے رنگ خشخشی ڈاڑھی نوجوان ہیں اور چوڑی دار پاجامہ اور سر پر ترکی ٹوپی پہنتے ہیں ان کے متعلق ایسی تحریریں اپنا لہی آئی ہیں کہ وہ امرتسر لودھیانہ مالیر کوٹلہ وغیرہ شہروں سے چندہ کراتے آئے اور انبالہ میں اپنا بے سامان ہونا ظاہر کر کے چودھری رستم علی صاحب سے کچھ لیا اور آگے چلدیئے۔ ہم کسی شخص پر تاوقتیکہ اس سے پوری غداری اور دھوکہ دہی ثابت نہ ہو بدظنی کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے تاہم ایسا طریق تقوی کے خلاف ضرور ہے اس لئے ہم احمدی قوم کو متوجہ کرتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ وہ پہلے چندہ دیکر پھر افسوس ظاہر کرتے ہیں بہتر یہ ہے کہ قادیان میں ایسی مسافروں کے لئے جو حضرت اقدس کے پاس آتے ہیں اور ان کے پاس واپسی زاد راہ نہیں ہوتا جسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ راستہ میں کہیں چوری ہو گئی ہے یا کوئی اور مصیبت پیش آئی ہو ایک فنڈ رکھا جائے جس میں سے ان کو عملی قدر ضرورت دیا جایا کرے اور پھر شہر بشہر چندہ کرنے کی ضرورت نہ رہے اس ضرورت اور ایسی ہی اور بعض ضرورتوں کی طرف مولانا مولوی نور الدین صاحب نے کئی مرتبہ احباب کو توجہ دلائی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسپر توجہ نہیں کی جاتی ہمارے نزدیک اس سے بہتر کوئی تجویز معلوم نہیں دیتی اور اگر اس سے بہتر تجویز ہو تو اسپر غور کیا جاوے بہر حال یہ ضروری امر ہے کہ اس قسم کی شکایتوں کو رفع کیا جائے۔

الحکم کے متعلق

خدا تعالے کا شکر ہے کہ الحکم کی خدمات اور اس کی خوبیوں کے اعتراف کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جاتا ہے میرے پاس جس قدر خطوط الحکم کی تعریف اور خوبیوں کے آتے ہیں وہ اسقدر ہیں کہ اگر انکا مسلسل سلسلہ بھی اخبار میں شروع کردوں تو ختم نہ ہو اسلئے میں نے ایسے خطوط کے اندراج کی طرف توجہ نہیں کی تاہم میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے میرے حوصلہ اور ہمت کو ضرور بہت کچھ بڑھایا ہے۔ اس سال میں خدا کے فضل سے عدم رسی اخبار کی شکایت بھی بہت ہی کم رہی ہے بلکہ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ قریبًا ۲ فیصدی ماہوار۔ مضامین اور ترتیب کاغذ۔ چھپائی وغیرہ جملہ مراتب باوجودیکہ پچھلے سال سے حجم دوچند ہے ہر طرح سے قابل اطمینان رہے ہیں۔

مگر میں ناظرین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا الحکم کے متعلق انکا اتنا ہی فرض ہے کہ وہ چند تعریفی الفاظ لکھکر ایڈیٹر کو خوش کرنا چاہیں؟ ہرگز نہیں انکا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت کے دائرہ کو بڑھاویں میں اس سال کے اخیر تک اگر زندہ رہوں تو **اپنے ناظرین سے ایکہزار خریدار** کی **درخواست کرتا ہوں** جسکو عنقریب ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ شائع

ڈائری

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۲۶ اگست ۱۹۰۱ء
صبح بوقت سیر

فرمایا اچھی زندگی وہ ہے جو عمدہ ہو اگرچہ تھوڑی ہو۔ حضرت نوح کے مقابلہ میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر بہت تھوڑی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر نہایت مفید تھی تھوڑی سی عرصہ میں آپ نے بڑے بڑے مفید کام کیئے۔ انبیا کے اقوال میں ایک اثر ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ قوت قدسیہ رکھتے ہیں یہ قوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ تھی دیکھو ایک آدمی کو سمجھانا اور راہ پر لانا کیسا مشکل ہوتا ہے مگر آنحضرت کے طفیل کروڑوں آدمی راہ پر آگئے۔ اسوقت دنیا میں تمام مذاہب کے مقابلہ پر سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ بعض جغرافیہ والوں نے مسلمانوں کی تعداد کم لکھی ہے مگر محققین نے بڑے بڑے ثبوت دیکر اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے کسی بات کا اثر دو طرح پر قائم رہتا ہے اعتقاداً و عملاً۔ اعتقادی طور پر ساری مسلمان کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پر قائم ہیں اور عملی طور پر مثلاً سور کا نہ کھانا تمام مسلمانوں میں خواہ وہ کسی فرقہ یا ملک کے ہوں سب میں نہایت قوت کے ساتھ اسپر عمل ہوتا ہے۔ بدی کے ارتکاب میں سے جھوٹھ بولنا سب سے زیادہ آسان اور جلدی ہو سکنے والا ہے کیونکہ زنا چوری وغیرہ کے واسطے قوت مال ہمت دلیری چاہیئے۔ مگر جھوٹھ کے واسطے کسی چیز کی ضرورت نہیں صرف زبان ہلا دینی پڑتی ہے۔ باوجود اسکے صحابہ میں جھوٹ ثابت نہیں آنحضرت کے اصحاب میں سے کسی نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔ دیکھو کتنا بڑا اثر ہے۔ لیکن اس کے مقابل حضرت عیسی کے حواریوں میں دیکھو۔ اپنے نبی کا عین اُس کی گرفتاری کے وقت انکار کر دیا ایک نے ۳۰ روپے لے کر اُسکو پکڑوا دیا۔ ایک حواری کہتا ہے کہ مسیح ایسے نشان دکھلائے کہ اگر لکھے جائیں تو دنیا میں نہ سمائیں۔ دیکھو یہ کتنا جھوٹھ ہے جو باتیں دنیا میں ہوئیں اور ہونے کے وقت سماگئیں وہ لکھے میں کیونکر نہ سما سکتیں + رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوئیں۔

فرمایا قبولیت دعا کے واسطے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے تب کسی کے واسطے دعا قبول ہوتی ہے۔

شرط اول یہ ہے کہ اتقا ہو یعنی جس سے دعا کرائی جاوے وہ دعا کرنے والا متقی ہو۔ تقوی احسن و اکمل طور پر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا تھا آپ میں کمال تقوی تھا۔ اصول تقوی کا یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا ملجاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ ملکر ایک ہو جاتے ہیں اس کے اور خدا کے درمیان کوئی شے حائل نہ رہے۔ امور تین قسم کے ہوتے ہیں ایک یقینی بدیہی یعنی ظاہر سمجھنے میں ایک بات بری یا بھلی ہے دوم یقینی نظری یعنی ویسا یقین تو نہیں مگر پھر بھی نظری طور پر سمجھنے میں وہ امر اچھا یا برا ہو سوم وہ امور مشتبہ ہوں یعنی اُن میں شبہ ہو کہ شاید یہ برے ہوں پس متقی وہ ہے کہ اس احتمال اور شبہ سے بھی بچے اور تینوں مراتب کو طے کرے۔ حضرت عمر کا قول ہے کہ شبہ اور احتمال سے بچنے کے لیئے ہم دس باتوں میں سے نو باتیں چھوڑ دیتے ہیں۔ چاہیئے کہ احتمالات کا بھی سدباب کیا جاوے دیکھو ہمارے مخالفوں نے اسقدر تائیدات اور نشانات دیکھے ہیں کہ اگر اُن میں تقوی ہوتا تو کبھی روگردانی نہ کرتے ایک **کریم بخش** کی گواہی دیکھو جس نے رو رو کر اپنے بڑھاپے کی عمر میں جب کہ اس کی موت بہت قریب تھی یہ گواہی دی کہ ایک مجذوب گلاب شاہ نے پہلے سے مجھے کہا تھا کہ عیسی قادیان میں پیدا ہو گیا ہے اور وہ لدھیانہ میں آوے گا اور تو دیکھے گا کہ مولوی اُسکی کیسی مخالفت کریں گے اُس کا نام غلام احمد ہوگا۔ دیکھو یہ کیسی صاف پیش گوئی ہے جو اس مجذوب نے کی۔ کریم بخش کے پابند صوم و صلوات ہونے اور ہمیشہ سچ بولنے پر سیکڑوں آدمیوں نے گواہی دی جیسا کہ ازالہ اوہام میں مفصل درج ہے۔ اب کیا تقوی کا یہ کام ہے کہ اس گواہی کو جھٹلایا جاوے تقوی کی مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے اُس میں ایک مصرع الہامی درج ہوا وہ شعر یہ ہے

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس میں دوسرا مصرعہ الہامی ہے جہاں تقوی نہیں وہاں حسنہ حسنہ نہیں اور کوئی نیکی نیکی نہیں۔ اللہ تعالی قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے کہ ھدی للمتقین قرآن بھی اُن لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقوی اختیار کریں۔ ابتدا میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقوی یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقوی ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں۔

دوسری شرط قبولیت دعا کے واسطے یہ ہے کہ جس کے واسطے انسان دعا کرتا ہو اُس کے لئے دل میں درد ہو امن یجیب المضطر اذا دعاہ۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وقت اصفی میسر آوے ایسا وقت کہ بندہ اور اس کے رب میں کچھ حائل نہ ہو۔ قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار

مہینوں سے بہتر ہے۔ یہاں لیلۃ القدر کے تین معنی ہیں اوّل تو یہ کہ رمضان میں ایک رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی ایک لیلۃ القدر تھا یعنی سخت جہالت اور بے ایمانی کی تاریکی کے بعد وہ زمانہ آیا جب کہ ملائکہ کا نزول ہوا کیونکہ نبی دنیا میں اکیلا نہیں آتا۔ بلکہ وہ بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں ملائکہ کا لشکر ہوتا ہے جو ملائک اپنے اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں۔

سوم لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقت اصفیٰ ہے۔ تمام وقت یکساں نہیں ہوتے۔ بعض وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ کو کہتے کہ ارحنا یا عائشہ یعنی اے عائشہ مجھکو راحت و خوشی پہونچا اور بعض وقت آپ بالکل دعا میں مصروف ہوتے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے

وقت چنیں بودے کہ بجبرئیل و میکائیل پرداختے و دیگر وقت با حفصہ و زینب در ساختے۔

جتنا جتنا انسان خدا کے قریب آتا ہے یہ وقت اُسے زیادہ میسر آتا ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ پوری مدت دعا کی حاصل ہو یہاں تک کہ خواب یا وحی سے اللہ تعالےٰ خبر دے محبت و اخلاص والے کو جلدی نہیں چاہیئے بلکہ صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیئے۔

تفسیر القرآن

کا

پہلا پارہ قیمت عہ......

محصول ڈاک ذمہ خریدار

دفتر الحکم سے ملتا ہے

مختلف واقعات

بشپ کلکتہ کا جواب ناظرین کو یاد ہوگا کہ لارڈ بشپ کلکتہ نے پچھلے دنوں اوکسفورڈ میں ایک تقریر کی تھی جس کے یہ معنے کئے گئے تھے کہ بقول ان کے عیسائیوں کے بغیر کوئی شخص برٹش گورنمنٹ کی وفادار رعایا نہیں ہو سکتا۔ یا دوسرے الفاظ میں ہندو اور مسلمان بالکل وفادار رعایا نہیں ہیں۔ سر انٹونی مکڈانل صاحب لفٹنٹ گورنر شمال و مغربی صوبجات نے اس کی تردید کی تھی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی وفاداری کو بدلائل قاطع ثابت کیا تھا۔ اس کے جواب میں بشپ صاحب کی چٹھی اخبار ٹائمز میں شائع ہوئی ہے جس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ۔ لفٹنٹ گورنر شمال و مغربی صوبجات جنکے الفاظ کا ہندوستان کے ایک پیغام تار میں حوالہ دیا گیا ہے۔ بھری اس تقریر کے انتخاب سے دھوکہ میں آئے جو میں نے ۹ جون گذشتہ کو اوکسفورڈ میں کی تھی۔ اس قسم کے انتخاب ہمیشہ تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔ شاید آپ کو یاد ہوگا کہ چند ہفتے گذرے ہیں کہ میں نے آپ کو ایک خبر کی صحت کرنے کے واسطے لکھا تھا جس میں ہیر بیطر ھنے کرسچن میڈیکل مشن بنگال کا کہیں درہ خیبر کے قریب موجود ہونا بیان کیا گیا تھا بیشک میں نے اوکسفورڈ میں یہ کہا تھا کہ ایام غدر کے نازک موقع پر ہندوستان کے دیسی عیسائی گورنمنٹ کے وفادار رعایا ثابت ہوے تھے کسی شخص کو وفادار کہنا یا یہ کہنا کہ اس کے مذہب میں وفاداری کا قدرتی مادہ ہے اس اصرار یا مفہوم کے مساوی نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا شخص وفادار نہیں ہے کہ اگر میرے کسی الفاظ کا مدعا خاصکر اس موقع پر ہندوستان کے ہندو اور مسلمان آبادی کی وفاداری پر حرف لانا سمجھا جائے تو یہ نہایت ہی میرے رنج کا باعث ہوگا کیونکہ اس بیچ میں جو میں خیال کرتا ہوں لفٹنٹ گورنر ممدوح کا مشارٌ الیہ تھی میں نے اس عجیب و غریب اظہار وفاداری اور اندوہ والم کا تذکرہ کیا تھا جس کا حضور ملکہ معظمہ انجہانی کی وفات پر تمام ہندوستان میں ثبوت ملا تھا۔

انتظام تبت تبت کی تازہ خبروں سے واضح ہوا ہے کہ لاسہ میں اندرونی کھلبلی مچ رہی ہے۔ ایک عام افواہ یہ ہے کہ آئندہ ولائی لامہ کو ملک کی حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اور یہ شخص صرف مذہبی معاملات میں اصالتاً یا وکالتاً شامل ہوا کرے گا۔ اور اس حال میں تمام دیوانی یا فوجداری امور وزیر کے اختیار میں کئے جائیں گے جو عملی طور پر ملک کا اعلیٰ حاکم ہوگا۔ اس ملک میں چینیوں کو اپنا رسوخ قائم کرنا مدنظر ہے

عجیب بات ہے انگلستان کے موضع نارتھ ویلڈ واقع ضلع سیکس سے خبر آئی ہے کہ عرصہ پانچ ہفتہ کا گذرا ہے کہ وہاں ایک عورت مسز بگہ وم کو زنبور نے بازو پر ڈسا۔ ورم ہونے کے ساتھ ساتھ درد روز بروز بڑھتا گیا حتیٰ کہ زخم کی جگہ میں آماس پیدا ہوتا گیا۔ جس سے خوف ہوا کہ تمام خون زہر آلود ہوگیا ہوگا جھٹ ڈاکٹر کو بلوا کر وہاں چیرا دیا گیا تو ایک زندہ زنبور اس کے بیچ سے برآمد ہوا جو قریباً نصف انچ لمبا تھا اب معلوم ہوتا تھا کہ بھڑ کاٹتے ہی زخم میں انڈا چھوڑ گئی ہوگی جس نے بدن کی گرمی سے اندر ہی اندر پرورش پائی ڈاکٹر فولر نے اس جانور کو احتیاطاً اپنے پاس رکھا ہوا ہے بہت ہی عجیب شکل کا ہے

زندگی حباب ہے قریباً ایک صدی گذری ہے کہ ولایت میں ایک شخص جالسن اپنا تمام اندوختہ وہاں کی ایک کمیٹی کو اس شرط پر دے گیا تھا کہ اس میں سے ایک گینی سالانہ اس شخص کو ملا کرے جو گورستان کے گرجا میں زندگی کے مثل حباب ہونے پر وعظ کیا کرے امسال یہ وعظ ہو گیا ہے اور اس فنڈ کے امینوں نے حسب معمول اس مخیر کی قبر کا معائنہ کیا۔

برٹش جزائر میں طوفان

عرصہ دراز کی گرمی اور امساک باراں کے بعد لندن میں بہت بھاری طوفان آیا میٹرو پولیٹن ریلوے کچھ دیر تک بند رہی کیونکہ تمام لین پر پانی پھر گیا تھا اور اسقدر غیر معمولی اولے برسے کہ وکٹوریہ منار یونین جیک کے جھنڈے کے پرخچے اڑ گئے۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ کے اندر اڑھائی انچ بارش ہوئی۔ جزیرہ کے دیگر حصوں میں بھی مینہ برسا۔

شاہوں کی ڈاک برلن کے ایک اخبار نے یورپ کے نامور اشخاص کی روزانہ ڈاک کا مقابلہ کیا ہے۔ جس میں پوپ کا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہے ان کے پاس ہر روز بائیس تیئیس ہزار خطوط اور اخبارات پہونچتی ہیں۔ اس کے بعد شاہ ایڈورڈ ہفتم کے پاس تین ہزار اخبار اور ایک ہزار خطوط پہونچتے ہیں۔ زار روس اور قیصر جرمنی کی روزانہ ڈاک مساوی ہے جنکو چھ سات سو خطوط ہر روز موصول ہوتے ہیں۔ پوپ صاحب کے پورے پینتیس سیکرٹری ہیں جو ڈاک کے اس انبار کا فیصلہ کرتے ہیں۔ قیصر جرمنی زیادہ تر خطوط اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔

مدرسہ تحقیقات لورپول میں کچھ عرصہ سے ایک ایسا مدرسہ قائم ہے جہاں سے طلبا مختلف امراض کی تحقیقات اور تفتیش کے واسطے گرم ممالک کو بھیجے جاتے ہیں۔ اسوقت تک سات مہمیں اس قسم کی تحقیقات کے واسطے روانہ ہو چکی ہیں اور اب آٹھویں دفعہ میجر رانلڈ راس کی سفارش سے ایک خاص افسر جزیرہ باتھرسٹ کو روانہ کیا گیا ہے جو ملیریا بخار کی ماہیت اور اس کا علاج دریافت کریگا۔ اس قسم کی تحقیقاتوں کے نتائج بذریعہ اخبارات اور رسالوں کے مشتہر کئے جاتے ہیں جنکو لوگ نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

رسم تاج پوشی - جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں یہ رسم غالباً ۲۴ جون ۱۹۰۲ء کو ادا کی جائے گی۔ اسوقت کوئی حکمران بادشاہ موجود نہ ہوگا۔ غالباً شاہان ڈنمارک یونان پرتگال اور گرینڈ ڈیوک آف ہیسی بلحاظ رشتہ داری شامل ہوں گے

ہائی سکول نسوان پچھلے سال ٹرکش ہائی سکول نسوان قسطنطنیہ کی جن لڑکیوں نے سند قابلیت حاصل کی ہے ان کی ساخت کی تصویریں قالین اور زر دوزی کام کی اشیا سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ جنکو حضور محتشم الیہا نے نہایت خوشی کے ساتھ منظور فرمایا۔

صنعتی امتحان بنارس میں شارٹ ہنڈ رائٹنگ اور تجارتی تعلیم کا ایک مدرسہ قائم ہے جس کا سالانہ امتحان ماہ حال میں اسی انسٹیٹوٹ کے مکان میں ہوگا۔ مجلس ممتحان ولایت سے سوالات تیار کر کے بھیجیں گے۔

آبپاشی مصر مصر میں آبپاشی والے تالابوں کی تعمیر نہایت سرعت کے ساتھ جاری ہے ان میں دریائے نیل کے پانی کا ذخیرہ جمع رہے گا۔ تاکہ خشک سالی میں پانی کی کمی محسوس نہ ہوا کرے۔ سال رواں میں تین لاکھ باون ہزار مکعب گز عمارت تیار کی گئی ہے چھبیس ہزار چھ سو ٹن سیمنٹ خرچ کیا گیا ہے جو سب کا سب انگلستان سے بہم پہونچایا گیا تھا۔ گذشتہ نومبر سے لے کر ہر روز سولہ ہزار آدمی کام کرتی ہیں جنمیں نوے فیصدی مصری مزدور اور باقی انگریز یا اٹیلین کاریگر ہیں۔

بہت اچھا ہوا رنگوں کیطرح کلکتہ میں بھی قطعی حکم دیا گیا ہے کہ کسی شراب خانہ یا ہوٹل میں کوئی عورت ملازم نہ رکھی جائے۔ شراب خانہ والے اور ہوٹل والے اپنی دوکان کی گرم بازاری کے واسطے اکثر حسین عورتوں کو ملازم رکھ لیا کرتے ہیں جو بعید از اخلاق ہے ہوٹل والے تو اس حکم سے سخت ناراض ہیں مگر گورنمنٹ کو بد تہذیبی کی اصلاح بہرحال منظور ہے۔

ایک تازہ رشتہ انگلستان اور جرمنی کے مابین ایک تازہ رشتہ پیدا ہونے کی صورت رونما ہے۔ لندن کے ایک پیغام تار سے واضح ہوا ہے کہ ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ کی صاحبزادی کے ساتھ ولیعہد جرمنی کے منسوب ہونے کی خبر ہے چنانچہ پچھلے دنوں ولیعہد ممدوح اسی غرض سے رونق افروز لندن ہوئے تھے اس رشتہ کے منوط و مربوط ہونے سے انگلستان اور جرمنی کے شاہی خاندانوں میں بہت بھاری قرابت اور یگانگت پیدا ہو جائیگی۔ گو یورپین سلطنتوں پر شاہی خاندانوں کے رشتوں سے چنداں اثر نہیں پڑتا تاہم خیر خواہان امن کے نزدیک اس قسم کے رشتے کچھ نہ کچھ رسوخ ضرور دکھلانے سے نہیں رک سکتے۔

توجہ کرو

حضرت مسیح موعود ؑ کے اغراض و مقاصد سے باخبر اور ان کے پورا کرنے کے لئے تن من دھن سے مدد دینے والے بزرگو! آپ کو کن الفاظ میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے متوجہ کیا جاوے۔ پچھلے دو تین مہینوں میں آمدنی اس قدر کم ہوئی ہے کہ اس کی رسید زیر طبع کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مدرسہ کے اخراجات اور اس کی ضروریات یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں اس کے مقابلہ میں چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ کی ہمتوں اور مساعی میں بھی ترقی ہوتی مگر نہیں معلوم کیوں بے پروائی کو کام میں لایا جاتا ہے۔ اس وقت ماہواری مستقل اخراجات تین سو روپے کے قریب ہو چلے ہیں اور عمارت کے اخراجات مزید براں۔ حضرات ٹرسٹیان اپنے ماہواری چندے باقاعدہ ارسال فرمائیں دوسروں کو ٹرسٹی بنانے کی کوشش کریں۔ ماہواری چندہ دینے والے حسب توفیق ان چندوں میں ایزادی کریں اور باقاعدہ ارسال کریں۔ والنیٹر اپنے فرض منصبی کی طرف متوجہ ہوں۔ ہم بڑے بڑے بیدار کرنے والے الفاظ اس تحریر میں استعمال کر سکتے تھے مگر ہمارے نزدیک حقائق پرست قوم کے سامنے زمانہ کے چکنے چپڑے الفاظ سے کام لینا مناسب نہیں سمجھا گیا بلکہ ہمیں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی یہ معرفت کا نکتہ بہت پسند آیا جو انھوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں تو یہ خیال کرنا کہ الفاظ بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں شرک سمجھتا ہوں۔ الغرض ضرورت ہے کہ مدرسہ کی امداد کی طرف پوری توجہ کی جاوے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ احمدی قوم توجہ کرے گی اور آیندہ کے لئے اپنی اس عادت کو دور کرے گی کہ بدوں توجہ دلائے وہ توجہ ہی نہ کرے۔ نہیں بلکہ مدرسہ کی ضروریات ہر آن سامنے رہنی چاہئیں اور ہر مناسب موقع اور تقریب پر اسے بھولنا نہ چاہیئے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مع جمیع ممبران خاندان بحمد للہ بخیریت اور تندرست ہیں۔

۲۔ یہ ہفتہ بھی بارش سے خالی گیا۔ ابر محیط آسمان ہے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے کیا عجب کہ باران رحمت برسکر نہال کردے۔

۳۔ اس ہفتہ دارالامان میں بہت سے لوگ آئے منجملہ اُن کے جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رام پور سے تین ماہ کی رخصت لے کر تشریف لائے آپ کے ہمراہ ایک معمر بزرگ حاجی شاہ عبدالقادر صاحب نقشبندی چشتی بھی ہیں اور لاہور سے ڈاکٹر نور محمد صاحب تشریف لائے۔ اور مرزا خدا بخش صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے چندروز رہ کر واپس چلے گئے مولوی محمد اکرم صاحب ابھی تک تشریف رکھتے ہیں۔

۴۔ خطبہ الہامیہ کا ایک حاشیہ طبع ہو رہا ہے اس کے بعد حضرت اقدس نظر ثانی فرمائیں گے اور یوں خطبہ الہامیہ کی اشاعت غالباً ایک ماہ یا ضرورت پڑی تو اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے معرض توقف میں ہے۔ اشاعت پر اعلان کر دیا جائے گا۔

۵۔ خاکسار ایڈیٹر اپنے کنبہ سمیت پچھلے کئی دنوں سے موسمی عوارض سے بیمار رہا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے احباب کی خدمتگذاری کے لئے پوری صحت عطا فرماوے۔

۶۔ دارالامان قادیان اور سری گوبند پور والی لائن پر ڈاک کچھ عرصہ سے ہمیشہ بدیر پہونچتی تھی مگر اب منشی تیج بھان قائم مقام اورسیر کی کوشش اور مستعدی سے قادیان میں ٹھیک ۱۲ بجے پہونچنے لگی ہے منشی تیج بھان ایک ہوشیار اور مستعد آدمی ہے۔ چنانچہ بٹالہ کے ڈاک خانہ کے متعلق جو منی آڈر طمعائے گئے ہیں اس مقدمہ کے برآمد کرنے میں بھی اس نے اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔ سابق اورسیر چونکہ ایک بڈھا آدمی ہے اور اس کی نظر بہت ہی کمزور ہے اس لئے وہ محنت برداشت نہیں کر سکتا کیا اچھا ہو کہ اُسکو پنشن دی جاوے اور اسکو مستقل کیا جاوے ہم آیندہ عند الضرورت محکمہ ڈاک کو اسپر توجہ دلائیں گے۔

قصبہ قادیان کی صفائی

ہم صاحب سول سرجن بہادر ضلع گورداسپور کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے ہماری چٹھی متعلقہ انتظام صفائی قصبہ قادیان پر توجہ فرما کر تحصیلدار صاحب بٹالہ کے نام مناسب احکام صادر فرمائے ہیں ہمکو معلوم ہوا ہے کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے بھی ذیلدار ڈلہ کو بنا بر صفائی حکم بھیجدیا ہے لیکن ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء تک یعنی اخبار کے ختم ہونے کیوقت تک ذیلدار مذکور کی طرف سے کسی قسم کی کارروائی جہاں تک ہمارا علم ہے نہیں کی گئی۔ ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ نہیں معلوم کیوں ایسی ضروری امر کی طرف اب تک (باوجودیکہ افسران بالادست کی طرف سے احکام صادر ہو چکے ہیں) ذیلدار مذکور نے توجہ نہیں کی ہم تحصیلدار صاحب بٹالہ کو اس معاملہ پر نوٹس لینے کی تحریک کرتے ہیں۔ بہرحال قادیان کی پبلک کو صاحب سول سرجن نے اپنی اس مہربانی سے مشکور ہونے کا موقع دیا ہے۔ لیکن اگر ہم سول سرجن صاحب

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ عہ خواص اور معاونین سے عنہ ہندوستان سے باہر لعہ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۱۹

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۳ | دار الامان قادیان ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلماتِ طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

تو غرض یہ ہے کہ قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالےٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے اسی لیے اس نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کی دعا تعلیم فرمائی ہے ۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشا اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر۔ ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے کہ صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے لیکن اس کے سر پر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں یعنی صراط مستقیم کے منازل کے لیے قویٰ سلیم سے کام لے کر استعانت الٰہی کو مانگنا چاہیے پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے جو اسکو چھوڑتا ہے وہ کافر نعمت ہے دیکھو ! یہ زبان جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور عروق و اعصاب سے اسکو بنایا ہے اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے ایسی زبان دعا کے لیے عطا کی جو قلب کے خیالات اور ارادوں تک کو ظاہر کر سکے اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو ہماری شوربختی ہے ۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو وہ یکدفعہ ہی کام چھوڑ بیٹھتی ہے یہ رحیمیت ہے ایسا ہی قلب میں خشوع و خضوع کی حالت رکھی اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں پس یاد رکھو اگر ہم ان قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے اس لیے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے پہلے اِیَّاکَ نَعْبُدُ بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنا دے ۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے جو اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے مانگنا انسانی خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالےٰ کا جو نہیں مانتا وہ ظالم ہے ۔ دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا ۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اول ضروری یہ ہے کہ اعمال صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالےٰ

کی آزمائش کرتا ہے ۔ تو بات یہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اور بھی صراحت کر دی کہ ہم اُس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے۔ اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا جن پر بد اعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آ گیا اور الضَّآلِّیْن کہکر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بدوں بھٹکتے پھریں۔ ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسجگہ لف ونشر مرتب ہے۔ اوّل اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اللہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہر ایک خوبی کو اپنے اندر رکھنے والا اور ہر ایک عیب اور نقص سے منزہ دوم رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سوم الرَّحْمٰنِ چہارم الرَّحِیْمِ پنجم مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ابکے بعد جو درخواستیں ہیں وہ ان پانچوں کے ماتحت ہیں اب سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ یہ فقرہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے مقابل ہے یعنی اے اللہ تو جو ساری صفات حمیدہ کا جامع ہے اور تمام بدیوں سے منزہ ہے تیری ہی عبادت کرتے ہیں مسلمان اُس خدا کو جانتا ہے جس میں وہ تمام خوبیاں جو انسانی ذہن میں آ سکتی ہیں موجود ہیں اور اس سے بالاتر اور بالاتر ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسانی عقل اور فکر اور ذہن خدا تعالےٰ کی صفات کا احاطہ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے ۔ ہاں تو مسلمان ایسے کامل الصفات خدا کو مانتا ہے تمام قومیں مجلسوں میں اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے شرمندہ ہو جاتی ہیں اور انھیں شرمندہ ہونا پڑتا ہے ۔ مثلاً ہندوؤں کا خدا جو انھوں نے مانا ہے اور کہا ہے کہ ویدوں سے ایسے خدا ہی کا پتہ لگتا ہے جب اُس کی نسبت وہ یہ ذکر کریں گے کہ اُسنے دنیا کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور نہ اُس نے روحوں کو پیدا کیا ہے تو کیا ایسے خدا کے ماننے والے کے لیے

کوئی مقرر رہ سکتا ہے جب اُسے کہا جائے کہ ایسا خدا اگر مر جائے تو کیا حرج ہے کیونکہ جب یہ اشیاء اپنا وجود مستقل رکھتی ہیں اور قائم بالذات ہیں پھر خدا کی زندگی کی ان کی زندگی اور بقا کے لیے کیا ضرورت ہے جیسے ایک شخص اگر تیر چلائے اور وہ تیر ابھی جا ہی رہا ہو کہ اس شخص کا دم نکل جائے تو بتاؤ کہ اس تیر کی حالت میں کیا فرق آئیگا ہاتھ سے نکلنے کے بعد وہ چلانیوالے کے وجود کا محتاج نہیں ہے ۔ اسی طرح ہندوؤں کے خدا کے لیے اگر یہ تجویز کیا جائے کہ وہ ایک وقت مر جاوے تو کوئی ہندو اُسکی موت کا نقصان نہیں بتا سکتا ۔ مگر ہم خدا کے لیے ایسا تجویز نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ کے لفظ سے ہی پایا جاتا ہے کہ اس میں کوئی نقص اور بدی نہ ہو ۔ ایسا ہی جبکہ آریہ مانتا ہے کہ اجسام اور روحیں اناد ی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں ہم کہتے ہیں کہ جب تمھارا یہ اعتقاد ہے پھر خدا کی ہستی کا ثبوت ہی کیا دے سکتے ہو؟ اگر کہو کہ اُس نے جوڑا جاڑا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب تم پرمانو اور پرکرتی کو قدیم سے مانتے ہو اور انکے وجود کو قائم بالذات کہتے ہو تو پھر جوڑنا جاڑنا تو ادنیٰ فعل ہے وہ جڑ بھی سکتے ہیں اور ایسا ہی جب وہ یہ تعلیم بتاتے ہیں کہ خدا نے وید میں مثلاً یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی عورت کے ہاں اپنے خاوند سے بچہ پیدا نہ ہو سکتا ہو تو وہ کسی دوسرے سے ہم بستر ہو کر اولاد پیدا کر لے تو بتاؤ ایسے خدا کی نسبت کیا کہا جاوے گا؟ یا مثلاً یہ تعلیم پیش کی جائے کہ خدا کسی اپنے پریمی اور بھگت کو ہمیشہ کے لیے مکتی یعنی نجات نہیں دے سکتا بلکہ مہا پرلے کے وقت اُسکو ضروری ہوتا ہے کہ مکتی یافتہ انسانوں کو پھر اسی تناسخ کے چکر میں ڈالے یا مثلاً خدا کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کسیکو اپنے فضل و کرم سے کچھ بھی عطا نہیں کر سکتا بلکہ ہر ایک شخصکو وہی ملتا ہے جو اسکے اعمال کے نتائج ہیں پھر ایسے خدا کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے غرض ایسا خدا ماننے والے کو سخت شرمندہ ہونا پڑے گا ۔ ایسا ہی عیسائی بھی جب یہ پیش کرینگے

کہ ہمارا خدا یسوع ہے اور پھر اُس کی نسبت وہ یہ بیان کریں گے کہ یہودیوں کے ہاتھوں سے اُس نے ماریں کھائیں شیطان اُسے آزماتا رہا ۔ بھوک اور پیاس کا اثر اُس پر ہوتا رہا ۔ آخر ناکامی کی حالت میں پھانسی پر چڑھایا گیا تو کون دانشمند ہوگا جو ایسے خدا کے ماننے کے لیے طیار ہوگا غرض اسی طرح پر تمام قومیں اپنے مانے ہوئے خدا کا ذکر کرتی ہوئی شرمندہ ہوتی ہیں مگر مسلمان کبھی اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہوتا کیونکہ جو خوبی اور عمدہ صفت ہے وہ اُن کے مانے ہوئے خدا میں موجود اور جو نقص اور بدی ہے اُس سے وہ منزہ ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ کو تمام صفات حمیدہ کا موصوف قرار دیا ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے مقابل میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ کو رکھا ہے اس کے بعد ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ربوبیت کا کام ہے تربیت اور تکمیل جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے اُسکو صاف کرتی ہر ہر قسم کے گند اور آلایش سے دور رکھتی ہے اور دودھ پلاتی ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ اُسکی مدد کرتی ہے اب اسکے مقابل میں یہاں اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۔ پھر الرَّحْمٰن ہے جو بغیر خواہش بدون درخواست اور بغیر اعمال کے اپنے فضل سے دیتا ہے اگر ہمارے وجود کی ساخت ایسی نہ ہوتی تو ہم سجدہ نہ کر سکتے اور رکوع نہ کر سکتے اسلیے ربوبیت کے مقابلہ میں اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ فرمایا جیسے باغ کا نشو و نما پانی کے بغیر نہیں ہوتا اسیطرح پر اگر خدا کے فیض کا پانی نہ پہنچے تو ہم نشو و نما نہیں پا سکتے درخت پانیکو چوستا ہے اسکی جڑوں میں دہانے اور سوراخ ہوتے ہیں طبعی میں یہ مسئلہ ہے کہ درخت کی شاخیں پانیکو جذب کرتی ہیں اُن میں قوت جاذبہ ہے اسی طرح پر عبودیت میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے جو خدا کے فیضان کو جذب کرتی ہے اور چوستی ہے پس الرَّحْمٰن کے بالمقابل اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہے یعنی اگر اسکی رحمت ہمارے شامل حال نہ ہوتی اگر یہ قویٰ اور طاقتیں تو نے عطا نہ کی ہوتیں تو ہم ان نعمتوں سے کیونکہ بہرہ ور ہو سکتے ۔ باقی آئندہ

طلبار مدرسہ تعلیم الاسلام سے خطاب

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنے ہفتہ وار لیکچروں کے سلسلہ میں طلبار مدرسہ تعلیم الاسلام کو مخاطب کیا تھا جسکو اپنے الفاظ میں حاصل بالمطلب کے طور پر ناظرین کی دلچسپی کے لیے درج کیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم۔ ملک یوم الدین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ

لڑکو! اصل غرض اس ہمارے مدرسہ کی جس کا نام مدرسہ تعلیم الاسلام ہے یہ ہے کہ یہاں کے طالب علم اسلام کی خوبیوں سے واقف ہوں اور دیگر مذاہب باطلہ کے بطلان پر مطلع ہو کر ان کے ان اعتراضوں اور جھوٹی تہمتوں کے جوابوں سے بخوبی واقف ہو جائیں جو وہ پاک اسلام پر کرتے ہیں اور یوں وہ سچے مسلمان بنجائیں اور اُن کا اسلام صرف رسمی اسلام نہ ہو بلکہ اُن کی دل اسلام کی سچائی کے شاہد ہو جائیں جو عملی نمونہ کے بغیر حاصل ہونا محال ہے۔

دنیا میں بہت سی سکول ہیں جن میں مشرقی اور مغربی علوم کی اعلی تعلیمیں دی جاتی ہیں اور ان علوم کے بڑے بڑے ماہر کامل پروفیسر ہوتے ہیں مختصر یہ کہ ان میں ہر ایک قسم کے مادی علوم کی تکمیل ہوتی ہے مگر وہ امر جو ہمکو اس مدرسہ کی بنا ڈالنے کا محرک ہوا ہے کہ ہم ان چھوٹی سی بستی میں قریباً بے سروسامانی کی حالت میں محض توکلاً علی اللہ ایک مدرسہ جاری کریں یہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ ان سکولوں میں اعلیٰ غرض اور مقصد صرف حصول دنیا ہے۔ اور ان کے تعلقات صرف زمین ہی سے ہیں آسمانی علوم سے جب کہ معلم ہی بے بہرہ ہوں تو طالب علم کیا سیکھ سکتے ہیں۔ غرض ہم نے ایک غائر نظر سے نگاہ کی اور دیکھا کہ یہ سکول مادی علوم اور مادی عقول کی ترقی کے گو کیسے بڑے بھاری عمدہ اور ذریعہ ہوں اور ہیں بھی مگر وہ ہمارے قرۃ العین لخت جگروں کو اس سے زیادہ کچھ نہیں بنا سکتے کہ انکو بی۔ اے یا۔ ایم۔ اے کا ڈبلوا دیکر دنیا کے کتنے دنیا کے کیڑے بنا دیں اور بالکل زمینی انسان بنا کر رکھدیں حالانکہ علوم کی غرض وغائت تو یہ ہونی چاہیئے کہ وہ انسان کو زمین سے الگ کر کے آسمان سے متعلق کر دے ہم نے دیکھا کہ ہمارے بچے ان سکولوں میں تعلیم پا کر موجودہ دجالی فتن سے نجات نہیں پا سکتے۔ اور اپنے مخلوق ہونے کی اصل غرض اور مقصد کو جو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ پورا نہیں کر سکتے لہذا انسان کو اس کی زندگی کا اصل مقصد بتانے اور نہ صرف بتانے بلکہ حاصل کرنے کی تدابیر پر عمل درآمد کرانے کی خاطر ہمکو یہ مدرسہ جس کا نام مدرسہ تعلیم الاسلام ہے جاری کرنا پڑا۔ جس میں تم آجکل تعلیم پاتے ہو۔ چونکہ دنیا جائے اسباب ہے اور قدیر خدا نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو اسباب سے آراستہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اسبات پر قادر تھا کہ جب ہمکو پیاس لگتی تو آسمان سے پانی نازل کر دیتا جو ہمارے منہ میں آجاتا یا بھوک کے وقت آسمان سے کوئی خوان نعمت اُتار دیتا مگر عزیزو اُس نے ایسا نہیں کیا اپنے پاس ہی کنوئیں کو دیکھو جو ابھی بنایا گیا ہے اسپر کتنا روپیہ خرچ ہوا ہے اور کس قدر آدمیوں نے بیلوں اور گدھوں کی طرح محنت کی تب جاکر یہ کنواں طیار ہوا۔ تاکہ ہم پانی پییں اسی طرح پر کھانے والا اناج کس محنت اور مشقت سے طیار ہوتا ہے غرض ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے موافق اسباب کا لحاظ کر کے انگریزی تعلیم دعلاوہ دینیات اور علوم آسمانی کے جو اس مدرسہ کی تعلیم کا اصل مقصد ہے) ہی ایک جزو قرار دی جو رسمی طریق کے موافق پوری پوری دی جاتی ہے۔

انگریزی تعلیم کی ضرورت اس لیے بھی تھی کہ ہمارے سرپر جس قوم کو اللہ تعالےٰ نے بادشاہ مقرر فرمایا ہے اس کی زبان انگریزی ہے اور اُس کے دفاتر وغیرہ کل امور میں اسی زبان کا استعمال ہوتا ہے لہذا ہم نے بھی اس زبان کی تعلیم کو ضروری سمجھا ورنہ اصل بات یہ ہے کہ ایک سڑا ہوا مردہ کتا جسقدر تمھاری نظر میں قابل نفرت ہوتا ہے اُس سے بھی زیادہ حقارت اور نفرت کی نگاہ سے ہم ان مادی امور کو دیکھتے ہیں یہ ساری دنیا معہ اپنے تمام لوازم کے ایک مردہ کتے سے بھی زیادہ گھنونی اور نفرت انگیز نظر آتی ہے۔

میرے عزیزو! یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک نہایت ہی پیاری اور محبوب چیز جس کے لیے اُس نے دنیا کو پیدا کیا اور لاکھوں انبیار مبعوث فرمائے وہ **اسلام** ہے یعنی اللہ ہی کی فرمانبرداری کرنا اپنے کل قوی کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سربسجود کر دینا

پس ہماری غرض یہی ہے کہ ہماری سکول کے طالب علم خدا کو جانیں اور مادی علوم اور مادی ترقیاں دین کی خدمت دین کی تکمیل کے لیے بطور خادم ہوں نہ بطور اصل مقصود۔ جیسے ایک شخص کو مثلاً امرتسر جانا ہو تو اسکو یکہ یا ریل کی سواری کرنے کی اس لیے ضرورت ہے کہ وہاں پہونچ جاوے ورنہ اصل غرض اس کی یہ سواریاں نہیں ہیں اسی طرح پر ہماری اصل غرض اسلام ہے اور باقی امور اور لوازمات بطور

اسلام کے خادم کے ہوں۔ ہاں تو ہماری دلی غرض اور اصل مدعا یہ ہے کہ ہماری سکول کے طالب علم خدا کو جانیں اور اپنے خدا کے حقوق کو پہچانیں اور اس سکول کی تعلیم سے تربیت سے ایک ایسی قوم بنجاویں کہ دنیا کے امام اور پیشوا ہوں۔ جہاں جاویں دار الامان کی تعلیم کا **نور** ان کے آگے آگے لوگوں کو بتاتا جاوے کہ یہ **دار الامان کا نمونہ** ہے تم لوگوں کے دلوں کو جو تم سے قادیان آنے کی وجہ سے متنفر ہوں اپنی نور ایمان اور اخلاق کی کمند سے اپنی طرف کھینچ لو لوگوں کی انگلیاں رستہ میں جاتی وقت بھی تمہاری طرف اٹھیں اور یہ کہیں قادیان کے پڑھے ہوئے ہیں اور لوگ شوق سے تمہاری پیروی کی خواہش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر خاص فضل کیا ہے کہ اس نے ہم میں اپنے خاص بندوں کو بھیجا اپنی کتابیں بھیجکر اپنے احکام اور اس نمونہ کو بھی دکھایا جس سے ہم کمال حاصل کر سکتے ہیں اور پھر احسان پر احسان کیا کہ ہمکو ان کتب کے علوم سے بھی بخوبی بہرہ مند کیا اور ان آسمانی علوم سے ماہر کیا اب خواہ کسی جگہ کوئی مسلمان ہو دنیا کے کسی حصہ میں ہو مگر میرے عزیزو اللہ کی پہچان کے واسطے قرآنی علوم کی شناخت کے واسطے انبیا کی پہچان کے واسطے جو فضل ہمکو دیا گیا ہے وہ کسیکو عطا نہیں کیا وہ کیا؟ یہی کہ اپنے **بندہ** کو عین وقت پر ضرورت کے مطابق حق و حکمت دیکر ہم میں بطور نمونہ بھیجا ہے جس کے وجود سے ہمنے خدا سمجھا۔ انبیا اور رستبازوں کو مانا ان کی پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھی قرآن سیکھا غرض جو ملا اسی وجود باجود ہی سے ملا۔

اب دیکھو تم پر اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل ہیں ایک تو یہ کہ ایک ایسے مدرسہ میں تم کو تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجا جس کے مقاصد اعلیٰ ہیں اور تم پر اپنا وہ **بندہ** بھی جسکو ہمارے تمہارے بزرگ انتظار کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہو گئے جس کا نام

مسیح موعود مہدی معہود امام اور خاتم الاولیا

ہے بھیجا۔ مبارک ہو تم کو مبارک ہو! آج دنیا کے پردہ پر اگر اسلام ہے اور مل سکتا ہے تو صرف اسی امام کے طفیل سے۔ ورنہ نہیں۔ زندہ اسلام صرف اسی کے پاس ہے اسکی مجلس خدا نما مجلس ہے قرآن بھی اسی کی صحبت سے آ سکتا ہے پس آج کی ہماری تقریر صرف اسی مضمون پر ہے کہ ہماری غرض اس مدرسہ کے جاری کرنے سے کیا ہے صرف یہی ہے کہ یہاں کے لڑکے خدا سے پھر حق اللہ اور حق العباد سے واقف ہوں آسمانی علوم سے آگاہ ہوں اور پھر اُن پر عمل کریں اور ایک اسوہ حسنہ بنجائیں تم دنیا کے دوسرے سکولوں کے لیے نمونہ بنو اور اُن کو دکھا دو کہ جن مدرسوں میں وہ پڑھتے ہیں وہ انسانی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔

عزیزو! بڑا افسوس ہوگا اگر یہاں کے لڑکے اور سکولوں ہی کے سے ہوں ایک داغ ہوگا اگر تم میں سے کوئی بُرا نکلے یا بد اخلاق ہو۔ وہ اپنا ہی بُرا نہیں کرتا بلکہ وہ ہماری قوم کا دشمن بنتا ہے پس تمہارا فرض ہے کہ رات دن اپنے سنوارنے کی فکر کرو۔ اور تمہارے آپس کے تعلقات گفتگو وغیرہ جہاں سے جدا گانہ ہوں تم نمک بنجاؤ تاکہ تم بغیر لوگوں کی مجلسوں کو مزہ ہی نہ آئے جسطرح کھانا بغیر نمک کے بدمزہ ہوتا ہے اسی طرح تم بن لوگوں کے جلسے اور مجلسیں بدمزہ ہوں ولتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا لوگوں کے واسطے حجت ٹھہر جاؤ تاکہ تم پر اعتراض کرنے کا کسی بدخصلت بہانہ جو کو حیلہ و حجت نہ رہے تمہارے ہمنشین تمہاری صحبت سے متاثر ہوں۔ آمین۔

دھوکا دینے والوں سے بچو

پالم پور سے ایک کارڈ ہمیں وصول ہوا ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ کوئی شخص سراج الحق نام (صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی احمدی نہیں) ڈڈوان کا باشندہ وہاں جا کر مدرسہ کے لیے چندہ وصول کرتا پھرتا ہے اس کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت اقدس کا مرید نہیں ہے جہاں تک ہمارا علم ہے اس نام کا سوائے صاحبزادہ موصوف کے کوئی حضرت اقدس کا مرید نہیں ہے اور اگر بفرض محال ہو بھی جس کا ہمکو علم نہیں تو وہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی کمیٹی منتظمہ کی طرف سے چندہ وصول کرنے کے لیے مامور نہیں ہے۔ غرض عام اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ ایسے دھوکہ دینے والوں سے بچنا چاہیے اور جب کبھی کوئی کسی قسم کا چندہ مانگنے کے لیے آئے تو اس کی اطلاع عزرا دار الامان میں ہونی چاہیے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف سے جب کبھی کوئی شخص وصولی چندہ کے لیے بھیجا جاتا ہے یا آئندہ بھیجا جائے گا اسکی باقاعدہ اطلاع اخبار میں دیجائے گی اور بدون اسکے کسی شخص کو کمیٹی کی طرف سے مامور نہ سمجھنا چاہیے سب روپیہ براہ راست مولوی محمد علی صاحب ایم اے سیکرٹری کے نام آنا چاہیے

(ایڈیٹر)

عمرالدین

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

اس جگہ ایک قرآنی نکتہ کہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو اُس کی آفتاب پرستی کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لئے صرح ممرد کی شکل میں دکھایا یاد رکھنے کے قابل ہے چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اجرام علوی و اجسام سفلی ہیں نظر آتا ہے جن میں سے بعض کی جاہل لوگ پرستش بھی کرتے ہیں تمام یہ چیزیں ہیچ اور معدوم محض ہیں پرستش کے لائق نہیں اور جو کچھ بظاہر ان میں طاقتیں نظر آتی ہیں اُن کی طرف منسوب کرنا ایک دھوکا ہے بلکہ ایک ہی طاقت عظمیٰ ان سب کے نیچے پوشیدہ ہے کہ جو درحقیقت ان سے الگ ہے اور وہی یہ سب کرشمے دکھلا رہی ہے جیسا اُس صرح ممرد کے نیچے پانی تھا اور اُس صرح کا عین نہیں تھا بلکہ اُس سے الگ تھا مگر بلقیس کی نظر سقیم میں عین دکھائی دیا تھا تب ہی اُس نے ان شیشوں کو بہتے پانی کا دریا کی طرح سمجھا اور اپنی پنڈلیوں پر سے پاجامہ اٹھا لیا یہ اُس کو ایسا ہی دھوکا لگا تھا جیسا اُسکو آفتاب پرستی میں لگا تھا کہ وہ طاقت عظمیٰ اُسکو نظر نہ آئی کہ جو در پردہ آفتاب سے عجائب کام ظہور میں لاتی۔ اور اُس سے الگ تھی اسی طرح دنیا ایک ایسے شیش محل کیطرح ہے جس کی زمین کا فرش نہایت مصفا شیشوں سے کیا گیا اور پھر اُن شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا ہے جو نہایت تیزی سے چل رہا ہے اب ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے اُن شیشوں کو بھی پانی سمجھ لیتی ہے اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیسے پانی سے حالانکہ وہ درحقیقت شیشے ہیں غرض یہ نکتہ کہ جو تمام عالم کے انکشاف حقیقت کے لئے عمدہ ترین اصول ہے اہل اللہ سے بہت مناسبت رکھتا ہے اور جس طرح اللہ جل شانہ نے بلقیس کی نسبت فرمایا ہے فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ یعنی بلقیس نے اس شیش محل کو جس کا فرش مصفا اور شفاف شیشے تھے اور نیچے اُن کے پانی بہتا تھا اپنی غلط فہمی سے بہتا پانی خیال کیا ایسا ہی اہل اللہ کی نسبت لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں یعنی وہ پانی جو اُنکی شیشوں کے فرش کے نیچے یعنی اُن کی فانی حالت کے تحت میں منجانب اللہ بہتا ہے اور کبھی اپنی سختی اور کبھی اپنی نرمی دکھاتا ہے اور کبھی تلخ اور شور اور بے مزہ کی صورت میں اور کبھی شیریں اور خوشگوار پانی کی شکل میں نظر آتا ہے اور کبھی طوفان کی طرح قوت غضبی کے زور سے بہتا ہے اور کبھی نہایت آہستگی اختیار کرتا ہے اس پانی کو جاہل خیال کرتا ہے کہ یہ نفسانی جذبات کا پانی ہے اور اہل اللہ کی شان عظیم سے منکر ہو جاتا ہے یا شک میں پڑ جاتا ہے حالانکہ ان کا نفس بہت سے صیقلوں کے شیشہ کی صفت پر آگیا ہے اور جو کچھ ایک جاہل کو پانی اور پانی کا زور نظر آتا ہے وہ الٰہی چشمہ ہے جو اس شیشہ کے نیچے بہتا ہے سو کامل انسان میں خدا تعالیٰ کے ارادے کام کرتے رہتے ہیں اور غسّال کی طرح اس میت کو کبھی اس پہلو اور کبھی دوسرے پہلو بدلتے رہتے ہیں کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کبریائی اُس میں جوش مارتی ہے اور جاہل اُس کا نام تکبر رکھتا ہے اور کبھی وہ درگذر اور خاکساری اختیار کرتا ہے اور جاہل اُسکو بزدلی سے منسوب کرتا ہے کبھی عارف خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق میں ڈوب کر ایک طرفۃ العین کے لئے اُس کے رنگ سے رنگین ہو جاتا ہے اور اس عاشقانہ بے تمیزی میں الوہیت کی چادر اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے اور بیخودی کی حالت میں اَنَا الْحَق یا سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ کے مثل الفاظ اپنے منہ سے نکالتا ہے تب جاہل یا تو اُس کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے اور یا اُس کے مستانہ قول کو فرقہ ضالہ وحدۃ الوجود کے لئے سند پکڑتا ہے۔ اگرچہ کسی اہل اللہ کے منہ سے انا الحق وغیرہ نکلنا اُس کے ضعف اور کمزوری کی نشانی ہے اور اس بات پر دال ہے کہ ابھی وہ شخص عبودیت کی اعلیٰ ترین مقام پر جو منتہائے دائرہ کمالات انسانی ہے نہیں پہنچا لیکن ایسے ایسے الفاظ میں یہ نقصان ہے کہ ان سے بہت سے لوگ فتنہ میں پڑتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں سو ذاتی اور اخلاقی لیاقت عارف کی یہی ہے کہ ایسے جوشوں کو دبا رکھے یہی وجہ ہے کہ نبیوں کے منہ سے ایسی ایسی شطحیات ہرگز نہیں نکلے لیکن ناتمام عارفوں کی مستانہ بکواس سے نادانوں کو بہت نقصان پہنچا اور جس نشہ کی ایک با افراط جوش نے اُن کے منہ سے ایسے الفاظ نکالے تھے اُس کی طرف جاہلوں کا خیال نہیں آیا اور اس شک میں پڑ گئے کہ درحقیقت مخلوق خالق کا عین ہے تب ہی تو ایسے ایسے بزرگوار عینیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور بوجہ اپنی جہالت کے انکو یہ نہ سوجھا کہ یہ سالکین کے لئے ایک درمیانی مقام ہے جس میں محویت عشقی کی ایک آندھی آتی ہے یہاں تک کہ حالت خواب اور کشف میں بھی اثر کر کے خود اُس سالک کو بڑے بڑے دھوکوں میں ڈالتی ہے بلکہ اس سے بڑھکر الہامات بھی اسی رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں چنانچہ اس جگہ اس عاجز کے پاس اپنی ذاتی تجارب اور خود گذشتہ وارداتوں کا ایک عجیب ذخیرہ ہے کہ اگر اُسکو نقل کیا جائے تو پھر یہ خط نہیں رہے گا بلکہ ایک رسالہ بنجائے گا جس کے لئے ابھی فرصت نہیں بہرحال بنیر عنایت ایزدی ہے وہ اس مقام سے آگے نکالے جاتے ہیں

اور جنکو شقاوت کا کچھ حصہ ہے وہ اس میں محصور اور اسیر رہتے ہیں اب قصہ کوتاہ بعض نادان صوفیوں نے حدیث اور آیت سے قطع امید کرکے وحدۃ وجود کے اثبات کے لئے اقوال مشائخ گذشتہ کی طرف نظر کی تو اس کوچہ میں آکر بہت دھوکے انھوں نے کھائے یہانتک کہ بعض اچھے آدمی بھی اس دھوکے میں پھنس گئے جو اقوال سلف صالحین کے توحید شہودی کے جوش میں نکلے تھے یا بعض اولیا کے ایسے شطحیات جو متشابہات میں داخل تھے انھیں کو وحدت وجود کی دلیل سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ ایک خطا فاش تھی۔ ہم مکرر لکھتے ہیں کہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عشاق الٰہی کو ان کے سلوک عاشقانہ کی حالت میں یہ امر لابدی اور لازمی اور ان کی راہ میں پڑا ہے کہ وہ ولولۂ عشق اور محبت سے مست ہو کر ایسے کلمات زبان پر لاویں جنسے ان کی اور ان کے مولا محبوب کی یگانگت مترشح ہو جیسا کہ عشاق مجازی کے منہ سے بھی اسی طور کے کلمات اکثر نکلا کرتے ہیں اور کوئی ان کو وحدت وجود کی طرف منسوب نہیں کرتا سو ان بزرگوں کے کلمات جابجا توحید شہودی کی خوشبو سے بھرے ہوئے ہیں جو حالت ذوق اور مستی میں ان کے منہ سے نکلے ہیں مگر وحدت وجودی تو عشق اور محبت کے مشرب سے مناسبت نہیں رکھتے بلکہ خود وجودیوں کی نگاہ میں ایک فلسفیانہ راہ ہے جس کے لئے کچھ ضروری نہیں کہ عشق اور محبت بھی ہو لیکن خدا تعالےٰ کی نسبت جو لا یدرک اور وراء الورا ہے ایسا ظاہر کرنا گویا یہ دعوی ہے کہ ہم نے اس کی اصل حقیقت معلوم کر لی ہے اور اس کے کنہ تک پہونچ گئے ہیں حالانکہ کلام الٰہی ایسے خیالات سے منع فرماتا ہے اور مخلوق اور خالق میں صاف امتیاز قائم کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے افمن یخلق کمن لا یخلق۔ سبحان

الله عما یصفون۔ لیس کمثلہ شئی اور قرآن شریف کے متفرق مقامات میں ذات باری کی یہ صفات قرار دی گئی ہیں کہ وہ مبدا ہے تمام فیضوں کا اور منبع ہے تمام طاقتوں کا اور مستجمع ہے جمیع کمالات کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور قیوم ہے تمام چیزوں کا اور لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور لا یدرک ہے اپنے وجود کے کنہ میں اور اپنے کاموں کے کنہ میں وہ نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے سب کے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کوئی چیز مماس ہے سب کی جان ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی چیز کا عین حقیقت ہے وہ غیر محدود ہے اور برتر ہے خیال سے اور گمان سے اور قیاس سے نظریں اس پر احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ نظروں پر محیط ہے کوئی بھی ایسی شئے نہیں کہ اسکی مانند ہو پس اس کے لئے تم مثالیں مت گھڑو۔ اب حاصل کلام کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وجود باری کو ایک ایسا برتر و لا یدرک و ممیز ذات قرار دیا ہے کہ کوئی شئے اسکی مثل و مانند نہیں ہو سکتی اور لامحدود کو محدود سے کیا مشابہت اور قوی مطلق کو ضعیف محض سے کیا نسبت سو مخلوق عین خالق کا کیونکر ہو سکے اور خدائی قوتیں کہاں سے لاوے اور وجودیوں کے ہاتھ میں اس مسئلہ کے اثبات کے لئے شرعی یا قانونی یا عقلی کوئی ثبوت بھی نہیں صرف ایک ظن فاسد ہے والظن لا یغنی من الحق شیئا۔ قال الله تقدس و تعالیٰ لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر و

الفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ جن بزرگوں کو اپنے سلوک ناتمام اور کشف خام کی وجہ سے یہ دھوکا لگا ہے وہ تو ایک وجہ سے معذور بھی تھے اسی وجہ سے ہماری تمام ملامت سے جو اس خط میں ہم نے کی ہے وہ مستثنیٰ ہیں اور باوجود اس خطا کے ہم ان کو بزرگ ہی سمجھتے ہیں کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے لطف و رحمت نے اس غلطی پر انجام کار گو قریب موت ہی ہو ان کو متنبہ کر دیا ہو گا جیسا کہ عین موت کے وقت **مجدد سرہندی** کے مرشد اس غلطی پر متنبہ کیے گئے اور اپنی آخری وقت میں انھوں نے اس غلط خیال سے توبہ کی اور لوگوں کو اس توبہ کا گواہ کیا سو ہمارا دل بڑی استحکام سے شہادت دیتا ہے کہ **محی الدین** ابن العربی صاحب نے بھی اپنے آخری وقت میں توبہ کی ہوگی اور اپنے اقوال مردودہ سے رجوع کر لیا ہو گا۔ تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ وان کنتم فی ریب مما ابانا کم برحمتہ ...... فتعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم ونساءنا و نساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ الله علی الکذبین۔ و اٰخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین۔

راست ۱۸

تفسیر القرآن

کا پہلا پارہ قیمت عہ بلا محصول

دفتر الحکم یا حکیم فضل دین

مہتمم دفتر حضرت اقدس

سے طلب کرو

خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محب محترم برادر مکرم جناب حافظ محمد یعقوب صاحب زاد عنایتہ۔

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کا عنایت نامہ صادر ہو کر باعث مشکور و مسرور ہوا۔ جو کچھ آپ نے محبت و الفت کے قدیم ربط و ضبط کے الفاظ اور پرانی صحبت کے حالات رقم فرمائے ہیں وہ دل کو ٹھنڈک اور روح کو راحت پہونچانے والے ہیں۔ واقعی اب میں اپنے تمام تعلقات خواہ وہ پیری مریدی کے متعلق تھے یا وہ جسمانی و رسمی رشتہ سے یا کسی اور تعلق سے وابستہ تھے سب کو یک قلم ترک کر کے اور الوداع کہہ کے معہ اہل و عیال قادیان میں آ گیا ہوں اور قطعی اور یقینی ہجرت کر کے ہمیشہ کے لئے اُس کے قدموں میں رہنا اختیار کیا جسکے واسطے لاکھوں اولیا رحمہ اللہ قرار نہ غوث و قطب اور بے شمار علمائے ربانی تڑپتے اور یہی خواہش رکھتے ہوئے اس جہان سے دوسرے جہان میں چل بسے کہ ہم اُس کی زیارت سے مشرف ہوں اور اُسکی بیعت سے سرفراز و ممتاز ہو کر رضاء الٰہی حاصل کریں اور یہ سچی بات ہے کہ اگر وہ یہ زمانہ پاتے اور اس شخص مبارک و موعود کو پاتے تو ضرور میری طرح وہ سب اُس کے قدموں میں اپنی زندگی بسر کرنیکو ایسا فخر سمجھتے کہ جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک میں رہنا اور اپنی جان و مال کا قربان کر دینا مایۂ فخر و ناز تھا۔ یہ وہ انسان کامل ہے جس کی خبر اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں اور نیز صحف سابقہ انبیا میں دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر ہی نہیں دی بلکہ اپنا سلام کہلا بھیجا اور اپنی اُمت کو تاکید کی کہ جو اس آسمانی مرد کو پائے **فلیقرأ منی السلام** یعنی میرا سلام اُسکو پہونچائے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ آپ جیسے رہروان طریقت بخلاف پیروان شریعت اس طرف ضرور توجہ کریں گے۔ میرا دل بہت چاہتا تھا کہ آپ کی ملاقات ہو سو خدا کا شکر ہے کہ میرے جذب قلبی نے آپ پر اثر کیا۔ آپ جو کچھ دریافت فرمائیں گے میں انشاء اللہ تعالے مفصل جواب عرض کروں گا۔ مجھے آج کل کئی ایک موانع ایسے پیش آ گئے جو جواب میں دیر ہوگئی میں اپنے دونوں رسالے حسب الطلب اور ایک کتاب اپنے مرشد و محبوب کی روانہ خدمت کرتا ہوں اسکو آپ غور سے پڑھیں اور باقی اور کتابیں حضرت اقدس کی آپ جناب مولانا مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن اندرون بلدہ سے دیکھ سکتے ہیں سید صاحب کتابوں کی دکھانے میں کبھی بھی پہلو تہی نہ کریں گے۔ حضرت مرشد کی پچاس سے زیادہ کتابیں ہیں اور اکثر ضخیم اور مبسوط ہیں اُن سب کا روانہ کرنا مشکل ہے بہتر ہے کہ آپ سید صاحب موصوف سے فی الحال مستعار دیکھ لیں۔ اور کتاب سراج النبی میرے پاس نہیں ہے آپ شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی سے براہ راست طلب کر لیں وہ بھیجدیں گے شاہ صاحب آجکل سرساوہ میں موجود ہیں۔

اب میں آپکے سوالات کا جواب مختصر طور سے عرض کرتا ہوں اور مفصل کتابوں سے آپ معلوم کر لیں گے اور وہ جواب یہ ہیں۔

سوال آپ وہاں قادیان میں کیا شغل رکھتے ہیں۔

جواب انسان کامل امام آخر الزمان مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب کی صحبت میں دینی تعلیم پاتا ہوں وہ تعلیم جو اس دنیاوی تعلیم سے برتر و اعلیٰ ہے یعنی وہ تعلیم جو خدا کی طرف سے انبیاء و رسل لائے اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے حاصل کی جس کا نام صراط مستقیم ہے اس تعلیم کا خلاصہ اس آیت میں ہے **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** یعنی کہدے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم خدا کو پیار کرنا چاہتے ہو اور خدا کے بننا چاہتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو خدا تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انسان محبوب الٰہی بنجاتا ہے۔ پس اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہیں حاصل ہے میں اسی واسطے یہاں رہتا ہوں یہی شغل ہے یہی کام ہے اور یہی مقصود ہے۔ ع

ہمیں کار ہم ہمیں بار ہم ہمیں ہم ہم ہمیں ہم ہم

سوال مینے سنا ہے کہ آپ جناب مرزا غلام احمد صاحب سے بیعت ہو گئے ہیں۔

جواب ہاں میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سے بیعت ہو گیا ہوں اور مینے خدا داد معرفت اور بصیرت سے بیعت کی ہے نہ تقلیدی طور پر اور مجھپر یہ خدا تعالے کا بڑا فضل اور احسان ہوا کہ جسقدر لوگ صاحب علم و فضل اور بزرگ اور خاص و عام وغیرہ اس آسمانی انسان سے بیعت ہوئے مجھے ان سب سے پہلے بجز دو چار کے اسکی خدمت میں پہونچایا **وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء**

سوال اور حضرت مرزا صاحب نے مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے مینے اُن کا دعوی فتح اسلام کے دوسرے حصہ توضیح مرام میں جو ایک جگہ سے یہ رسالہ دستیاب ہو گیا تھا حیدر آباد میں دیکھا اس سے مرزا صاحب کی کمال عظمت معلوم ہوتی تھی۔

جواب - یہ سچ ہے آپ کتابوں میں مفصل پڑھ کر دریافت کر لیں گے۔

عمرالدین

سوال اور یہ بھی فرمانا کہ آپ نے جو پہلے بیعت اپنے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمن صاحب سے کی تھی وہ قائم ہے یا نہیں۔

جواب اول تو مینے اپنے بڑے بھائی سے بیعت کی نہیں۔ صرف زبانی بیعت تھی جو پیرزادوں کی ہوا کرتی ہے اور جو بیعت بھی کرلیتا تب بھی وہ بیعت اب ٹوٹ جاتی۔ کیا وجہ کہ چوں آب آمد تیمم برخاست۔ اور میری بیعت کیا حافظ صاحب اب کسی کی بھی بیعت اگر سچ پوچھو تو درست نہیں رہی جب امام مہدی اور مسیح موعود تشریف لے آئے تو پھر کس کی بیعت کی ضرورت رہی۔ مثلاً جس کی ہم بیعت کریں گے اسی کی بیعت جب درست نہ رہی تو ہماری کب درست رہ سکتی ہے اور یہ تو واضح اور مشہور بلکہ مسلم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی کے وقت سب مراد اپنے مرید امام مہدی کی بیعت کریں گے

سوال اور جو مرید آپ کے سلسلہ میں آپ کے ہزار ہا تھے وہ بھی آپ کے ساتھ مرزا صاحب ممدوح سے بیعت ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے

جواب جس قدر ہزاروں میرے مرید تھے وہ مجھسے علحدہ ہو گئے ہیں صرف پانچ چھ ایسے مرید ہیں جنہوں نے میرے ساتھ حضرت امام سے بیعت کی۔ یہ سچی بات ہے کہ جسقدر لوگ کچھ مولوی اور کچھ پیرزادے اور مشائخ اور کچھ امیر اور تاجر اور عہدہ دار اور رئیس وغیرہ میرے مرید تھے وہ میرے مرید نہ تھے وہ اپنی ہوا و ہوس اور رسومات کے مرید تھے وہ مجھسے اُسوقت علحدہ نہیں ہوئے کہ جبوقت مینے حضرت امام علیہ السلام سے بیعت کی بلکہ وہ تو اسی وقت مجھسے ناراض ہوئے تھے جب مینے جے پور میں عربی پڑھنے کی طرف توجہ کی تھی۔ اور اب تو اُنھیں یہ کہنے کا بہانہ ہاتھ آگیا ہے کہ سراج الحق امام اعظم اور چار قطب التونسوی کی اولاد اور پیر سجادہ ہے اسکو کیا ضرورت پڑی کہ عالی شان پیر و مرشد بنکر اور بڑی بھاری گروہ کا مراد اور معتقد علیہ ہو کر پنجاب میں مرزا غلام احمد کا مرید ہوا۔ مینے اُن لوگوں کو اُن کی جان پر رحم کرکے نہ کسی اپنی غرض کو درمیان رکھکر بار ہا سمجھایا کہ کمبختو اور نامرادو تمھارے لئے یہ کیا تھوڑی سی بات ہے کہ تم ہزار دلیل پر اس دلیل کو ترجیح دے سکتے ہو کہ سراج الحق پڑھا لکھا اور ایک کثیر گروہ کا مرشد اور چار قطب اور امام اعظم کا پوتا جو کام کرتا ہے وہ بہتر ہی کرتا ہے اول یہ مرشد ہو کر مرید بنا ہے تو کوئی تو بات اس نے ایسی دیکھی ہے کہ جو اسے بہتر و برتر ہے سہ ترک خوبی می کناند خوب تر + اور کیا تم نہیں سمجھتے کہ جب تمام صوفیہ اور عام و خاص اہل اسلام کا مسلم عقیدہ ہے کہ جب امام مہدی آوینگے سب کے سب اُن سے مرید ہوں گے خواہ کوئی قطب زادہ ہو یا قطب جو اماہ امام زادہ ہو یا خود امام۔ تو اب میرے نزدیک اور میری تحقیق ہیں علی وجہ البصیرت امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں تو کیا مجھپر فرض نہیں ہوگیا کہ میں اُن کی بیعت کروں۔ دیکھو تمام مسلمانوں کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ اگر کوئی ایک شخص رمضان شریف کا چاند دیکھ لے اور وہ شخص دیکھنے والا ایک ہی ہو تو اسپر روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے پس خدا نے مجھے سب سے پہلے یہ چاند دکھایا اور اب تو یہ چاند چودھویں رات کا بدر ہو گیا ہے اور اس کے ہزاروں لاکھوں دیکھنے والے ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک

سوال اور کیا طریق ہے آپ کے یہاں بیعت ہونے کا۔

جواب وہی طریق ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔

سوال مرزا صاحب موصوف جو بیعت میں لوگوں کو داخل کرتے ہیں کس خاندان میں مرید کرتے ہیں اور کیا کہلاتے ہیں۔ مرید ہونے والوں سے کلمہ کسطرح کہلاتے ہیں۔

جواب جناب حضرت اقدس امام علیہ السلام اُسی خاندان میں بیعت کرتے ہیں جس خاندان میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں رسولوں نے لوگوں کو بیعت کیا اور سب کے آخر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مرید کیا یا یوں سمجھئے کہ اُسی خاندان میں حضرت امام بیعت کرتے ہیں جس خاندان میں وہ امام مہدی جو لوگوں کے خیال میں ہیں بیعت کریں گے۔ اور آپ بیعت لیتے وقت یہ کلمات زبان سے ہاتھ میں ہاتھ لے کر کہلواتے ہیں اور وہ یہ ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اے میرے رب مینے اپنی جان پر ظلم کیا میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر معہ حاضرین دعا کرتے ہیں۔ عورتوں کو بیعت کیا جاتا ہے تو دور پردہ میں بٹھا کر صرف زبان سے ان کلمات مذکورہ بالا کو کہلوایا جاتا ہے۔ اور ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیا جاتا یا کوئی اور شے مثل رومال یا جامہ نہیں پکڑائی جاتی۔ خدا ہمارے اور آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی از قادیان

مختصر قابل غور نوٹ اور نکتے

گناہ ایک ایسا زہر ہے جو اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُر جوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اُکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اُس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اُکھڑا ہوا ہوتا ہے پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طرح سے ہے **اول محبت** الٰہی **دوم استغفار** جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کے کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہی تب تک وہ سرسبزی کا اُمیدوار ہوتا ہے **تیسرا علاج** توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لیے خدا کی طرف پھرنا اور اُس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا۔ اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے آپ کو باہر نکالنا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کے ساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابل تعریف جوہر ہے اور دوسروں کے بچانے کے لیے خود تکلیف اُٹھانا لاریب بڑے بہادروں کا خاصہ ہے مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش نہ کر سکے جو عیسائی **یسوع** کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں اُس ہمدرد بنی نوع انسان کی اس حرکت پر کیا ہنسی نہ کی جائے گی جو کسی دوسرے شخص کے درد سر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مارے؟۔

استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنی پر آیا ہے اول تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالے کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اُس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو **مقربوں** کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لیے استغفار کرتے ہیں "تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جاوے تا پاک نشو و نما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا ہے **استغفار غفر** سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھانکنے کے ہیں اور دبانے کے گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اُس شخص کے گناہ جو اُس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبا رکھے اور بشریت کی جڑ ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر میں لے کر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اسکو ڈھانک دے اور اسکی برہنگی کے بد اثر سے بچائے۔

حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالے کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو **منزہ سمجھنا** اور اُس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معزّ اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا پس یہی کامل توحید ہے جو **اسلام** لے کر آیا ہے۔

قرآن شریف میں خدا تعالے کا نام السلام آیا ہے جس کے معنے ہیں کہ تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اب اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا اور اپنی آرزو میں ناکام رہتا تو پھر اس بد نمونہ کو دیکھ کر کسطرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے نجات دے گا۔ ایعیسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انھوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز و فروتنی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھ کر کیا وقعت رکھتا ہے ہے۔

اسلام ایک جلتی ہوئی آگ ہے جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے اسی چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں نشو و نما پاتی اور پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ زنجیر کے سلاسل ہوتے ہیں بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہماری اندر سے نکلتی اور ایک اوپر سے اُترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اسحالت کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں **اسلام** ہے اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے۔ اگر خدا میں زندگی مطلوب ہے تو پہلے اس موت میں مرنا ضروری ہے

وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ضروری

ڈائری

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۲۸- اگست ۱۹۰۱ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو مسلمان ملّا مولوی وغیرہ دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ ۔ دونوں ہی مخالفت میں اور اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں ۔ آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا اور الہام کی صورت پیدا ہوئی مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا ۔ انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کرینگے اور ملا مولویوں وغیرہ کے متعلق یہ تھا کہ ان میں سے اکثر کی قوت مسلوب ہو گئی ہے +

دعا کے متعلق ذکر تھا

فرمایا دعا کے لیے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے ۔ اتباع سنت ضروری ہے مگر تلاش رقت بھی اتباع سنت ہے ۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو دعا کرو تاکہ دعا میں جوش پیدا ہو ۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے حقیقت پرست بننا چاہیئے ۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لیے پڑھنا چاہیئے مگر حقیقت کو پاؤ ۔ ہاں جس کو زبان عربی سے موافقت اور فہم ہو وہ عربی میں پڑھے ۔

حقہ نوشی کے متعلق ذکر آیا

فرمایا اس کا ترک اچھا ہے ایک بدعت ہے منہ سے بو آتی ہے ۔ ہمارے والد صاحب مرحوم اس کے متعلق ایک شعر اپنا بنایا ہوا پڑھا کرتے تھے جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی ہے ۔

۲۶- یا ۲۷- اگست یا اس کے قریب ایک دن حضرت نے فرمایا ۔

ہم نے رویا میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے قے کی ہے اور اسپر کپڑا دیکر اسے چھپاتا ہے

ایک صاحب جن کے خاندان میں پیری مریدی کا سلسلہ مدت سے چلا آتا ہے اور ہزاروں ان کے مرید ہیں اور وہ خود بھی پیر تھے مگر اب ان سلسلوں کو ترک کرکے اس سلسلہ آلہیہ میں شامل ہیں انھوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ زمانہ پیری میں ہم لوگوں کی اکثر جھوٹی کرامتیں مشہور تھیں اور بہت لوگ ہمارے مرید اور معتقد تھے ۔ میں نے ایک دفعہ اپنے بھائی سے ذکر کیا اور دل میں کئی بار خطرہ گذرا کہ ہمارے والد صاحب کی جو کرامتیں مشہور ہیں وہ بھی اسی طرح کی ہونگے جس طرح کی ہماری ہیں ۔ پھر ہم نے سوچا کہ شیخ عبد القادر جیلانی اور دوسرے بزرگوں کا بھی یہی حال ہوگا غرض میں اسی خیال میں ترقی کرتا ہوا قریب تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بدگمان ہو جاتا اور معاذ اللہ خدا تعالے کا بھی انکار کرتا کہ خوش قسمتی سے مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی اور حق مل گیا ۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا ۔ بیشک ان گدی نشینوں اور اس قسم کے پیروں کے ایمان خطرہ میں ہیں لیکن اس قسم کی جھوٹی کرامتوں کے دکھلانیوالے اور جھوٹی کرامتوں کے مشہور ہونے سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ سب جھوٹے ہی ہیں اور تمام سلسلہ اولیا کا اور بزرگان دین کا سب مکاری اور فریب پر مبنی تھا بلکہ ان جھوٹے ولیوں کا وجود اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں سچے ولی بھی ضرور ہیں ۔ کیونکہ جب تک کوئی سچی بات نہ ہو تب تک جھوٹی بات نہیں بنائی جاتی ۔

مثلاً اگر دنیا میں سچا اور اصلی سونا نہ ہوتا تو کیمیاگر کبھی جھوٹا سونا نہ بناتا اگر سچے ہیرے اور موتی کانوں سے نہ نکلتے تو جھوٹے ہیرے اور موتی بنانے کا کسیکو خیال نہ پیدا ہوتا ۔ ان جھوٹوں کا ہونا خود اثبات کی دلیل ہے کہ سچے ضرور ہیں ۔

۲ ستمبر ۱۹۰۱ء

فرمایا ۔ آج ہم نے رویا میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے اور ایک مجمع ہے اور اس میں تلواروں کا ذکر ہو رہا ہے تو میں نے اللہ تعالےٰ کو مخاطب کرکے کہا کہ

سب سے بہتر اور تیز تر وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے ۔

اس کے بعد ہماری آنکھ کھل گئی اور پھر ہم نہیں سوئے کیونکہ لکھا ہے کہ جب مبشر خواب دیکھو تو اس کے بعد جہاں تک ہو سکے نہیں سونا چاہیئے اور تلوار سے مراد یہی حربہ ہے جو کہ ہم اسوقت اپنے مخالفوں پر چلا رہے ہیں ۔ جو آسمانی حربہ ہے ۔

فرمایا فلسفی اور نبی میں یہ فرق ہے کہ فلسفی کہتا ہے کہ خدا ہونا چاہیئے نبی کہتا ہے خدا ہے ۔ فلسفی کہتا ہے کہ دلائل ایسے موجود ہیں کہ خدا کا وجود ضرور ہونا چاہیئے نبی کہتا ہے کہ میں نے خود خدا سے کلام کیا ہے اور مجھے اس نے بھیجا ہے اور میں اس کیطرف سے اسکو دیکھکر آیا ہوں ۔

عسل مصفّی +

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب سے ۸/ قیمت کو ملتی ہے علاوہ محصول ڈاک +

مختصر قابلِ غور نوٹ اور نکتے

گناہ ایک ایسا زہر ہے جو اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُر جوش محبت اور محبانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اُکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اُس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اُکھڑا ہوا ہوتا ہے پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانونِ قدرت میں تین طرح سے ہے **اوّل محبتِ** الٰہی **دوم اِستغفار** جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کے کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہی تب تک وہ سرسبزی کا اُمیدوار ہوتا ہے **تیسرا علاج** توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لیے خدا کی طرف پھرنا اور اُس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا۔ اور معصیت کے حجاب سے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اپنے آپ کو باہر نکالنا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کا کمال اعمالِ صالحہ کے ساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابلِ تعریف جوہر ہے اور دوسروں کے بچانے کے لیے خود تکلیف اُٹھانا لاریب بڑے بہادروں کا خاصہ ہے مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش نہ کر سکے جو عیسائی **یسوع** کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں اُس ہمدردِ بنی نوعِ انسان کی اس حرکت پر کیا ہنسی نہ کی جائے گی جو کسی دوسرے شخص کے دردِ سر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مارے؟۔

اِستغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنی پر آیا ہے اوّل تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالےٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اُس سے مدد چاہنا یہ **استغفار** تو **مقربوں** کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لیے استغفار کرتے ہیں "تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے" اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جاوے تا پاک نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا ہے **استغفار غفر** سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھانکنے کے ہیں اور دبانے کے گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اُس شخص کے گناہ جو اُس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبا رکھے اور بشریت کی جڑھ ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر میں لے کر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے یا اگر کوئی جڑھ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اسکو ڈھانک دے اور اسکی برہنگی کے بد اثر سے بچائے۔

حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو **منزہ سمجھنا** اور اُس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا پس یہی کامل توحید ہے جو **اسلام** لے کر آیا ہے۔

قرآن شریف میں خدا تعالےٰ کا نام السلام آیا ہے جس کے معنے ہیں کہ تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اب اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا اور اپنی آرزو میں ناکام رہتا تو پھر اس بد نمونہ کو دیکھ کر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے نجات دے گا۔ اب عیسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انھوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز و فروتنی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھ کر کیا وقعت رکھتا ہے؟۔

اسلام ایک جلتی ہوئی آگ ہے جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر پیچھے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے ایسی چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں نشوونما پاتی اور پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ زنجیر کے سلاسل ہوتے ہیں بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی اور ایک اوپر سے اُترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اس حالت کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں **اسلام** ہے اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے۔ اگر خدا میں زندگی مطلوب ہے تو پہلے اس موت میں مرنا ضروری ہے

وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ضروری

ہوتی ہیں خواہ وہ وحی رسول کی ہو یا نبی کی یا محدّث کی۔

اوّل مکاشفات صحیحہ جو اخبارات اور بیانات وحی کو کشفی طور پر ظاہر کرتے ہیں گویا خبر کو معائنہ کر دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ بہشت و دوزخ دکھلایا جسکا قرآن کریم نے بیان کیا تھا۔ اور ان گذشتہ رسولوں سے ملاقات کرائی گئی جنکا قرآن حمید میں ذکر کیا گیا تھا ایسا ہی بہت سی معاد کی خبریں کشفی طور پر ظاہر کی گئیں تا وہ علم جو قرآن کے ذریعہ سے دیا گیا تھا زیادہ تر انکشاف پکڑے اور طمانیت اور سکینت کا موجب ہو جاوے۔

دوسرا دوم وحی متلو کے ساتھ رویا صالحہ دی جاتی ہے جو نبی اور رسول اور محدّث کے لیے ایک قسم کی وحی میں داخل ہوتی ہے۔ اور باوجود کشف کے رویا کی اس لیے ضرورت ہوتی ہے کہ تا علم **رویا** اور استعارات کے جو رویا پر غالب ہیں **وحی یا ب** پر کھل جاوے اور علوم تعبیر میں مہارت پیدا ہو۔ اور تا کشف اور رویا باعث تعدد طرق کے ایک دوسرے پر شاہد ہوں اور اس وجہ سے **نبی اللہ** کمالات اور معارف یقینیہ کی طرف ترقی رکھے۔

سوّم وحی متلو کے ساتھ ایک خفی وحی عنایت ہوتی ہے جو تفہیمات الٰہیہ سے نامزد ہوتی ہے یہی وحی ہے جسکو **وحی غیر متلو** کہتے ہیں اور متصوفین اس کا نام **وحی خفی** اور وحی دل بھی کہتے ہیں اس وحی سے یہ غرض ہوتی ہے کہ بعض مجملات اور اشارات وحی متلو کی منزل علیہ پر ظاہر ہوں یہ **موئدات ثلثہ** یعنی کشف۔ رویا۔ اور وحی خفی دراصل رموز زائدہ نہیں ہوتے بلکہ وحی متلو کے جو متن کی طرح ہے مفسر اور مبین ہوتے ہیں اور ہر ایک رسول اور نبی اور محدّث کو اس کی وحی کے ساتھ یہ تینوں چیزیں حسب مراتب اپنی اپنی حالت قرب کے دیجاتی ہیں۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ میں اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر **امام الزمان** ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے اسی لیے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ **انگریزوں کی بادشاہت** کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں بلکہ ہمکو ان کے وجود سے بہت آرام ملا ہے اور ہم خیانت کریں گے اگر اسبات کا اقرار نہ کریں کہ انگریزوں نے ہمارے دین کو ایک قسم کی وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آسکی کیونکہ ہندوستان کے بعض اسلامی بادشاہوں نے اپنی کوتاہ ہمتی سے صوبہ پنجاب کو چھوڑ دیا تھا اور انکی اس **غفلت سے** سکھوں کے متفرق حکومتوں کے وقت میں ہمپر اور ہمارے دین پر وہ مصیبتیں آئیں کہ مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور بلند آواز کے ساتھ اذان دینا بھی مشکل ہو گیا تھا اور پنجاب میں دین اسلام مر چکا تھا پھر **انگریز آئے** اور انگریز کیا ہمارے نیک طالع پھر ہماری طرف واپس ہوئے۔ اور انھوں نے دین اسلام کی حمایت کی اور ہمارے مذہبی فرائض میں ہمیں پوری آزادی بخشی اور ہماری مسجدیں واگذار کی گئیں اور پھر مدت دراز کے بعد پنجاب میں شعار اسلام دکھائی دینے لگا۔ پس کیا یہ احسان یاد رکھنے کے لائق نہیں؟ بلکہ سچ تو یہی ہے کہ بعض سست ہمت اسلامی بادشاہوں نے تو اپنی غفلتوں سے کفرستان میں ہمیں دھکا دیا تھا اور انگریز ہاتھ پکڑ کر پھر باہر لائے۔ پس انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہنا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے

چار سوالوں کا جواب

کسی شخص نے منشی کرم علی صاحب خوشنویس قادیان کے ذریعہ مندرجہ ذیل چار سوالوں کا جواب طلب کیا تھا۔ حضرت مولانا مولوی **نور الدین** صاحب حکیم الامت نے ان سوالوں کا مختصر مگر کافی جواب لکھدیا ہے جسکو عام فائدہ کے لئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

چار سوال

۱۔ مسیلمہ کذاب کی عمر بعد دعوی نبوت۔
۲۔ و تقتلون الانبیاء بغیر حق کا مطلب
۳ وان من اہل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کا ترجمہ۔
۴۔ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا نات بخیر منہا کا صحیح اور خلاصہ مطلب۔

جواب

۱۔ مسیلمہ نے سنہ ۱۰ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر وفات پر دعوی نبوۃ کیا اور اسی سال ۱۱ھ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوجی افسروں نے اللہ تعالیٰ کی نصرۃ و حمایت سے مسیلمہ کو ہلاک کر دیا۔ پس اسکا فساد ایک ہی سال کے اندر اندر ہے اور یہ بات تاریخ طبری کبیر سے بالکل ظاہر ہے دیکھو صفحہ ۱۹۱۶۔

۲۔ تقتلون الانبیاء بغیر حق۔ مفردات القرآن میں لفظ قتل کے نیچے لکھا ہے قتلتہ ذللتہ۔ تو اس معنی کر کے تم لوگ ذلیل کرنا چاہتے ہو انبیا کو ناحق۔ اور قتل کے معنی سخت مارنا یا مار ڈالنا بھی آیا ہے تو ایسے معنی ہوے سخت مارنا یا مار ڈالنا چاہتے ہو تقتلون مضارع کا صیغہ ہے مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذلیل کرنے یا سخت مارنے یا قتل کرنے میں تمام انبیاء کا قتل ہے اللہ تعالے فرماتا ہے من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او

اوگنڈا مہدی

ہمارے ناظرین بر اعظم افریقہ کے اس مہدی کے نام سے غالباً ناواقف نہ ہوں گے اور اُنکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس کا حشر کیا ہوا تھا۔ اب اخبارات میں اس کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ شایع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اوگنڈا میں ایک نئے مہدی نمودار ہوئے تھے ایک کسان نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے۔ اس پر فاضلوں کی کونسل میں اس مہدی کو لایا گیا قریب تھا کہ جان سے مارے جانے کا فتویٰ دیا جاوے کہ ایک عاقبت اندیش فاضل نے کہا کہ **اگر یہ سچا ہے تو اسکے قتل کا گناہ ہماری گردنوں پر ہوگا اگر جھوٹا ہے تو خود خدا اُسے سمجھ لیگا** اس نوٹ میں یہی ایک فقرہ قابل غور ہے جسکو ہم نے موٹے قلم سے لکھدیا ہے حقیقت میں سچے اور جھوٹے مدعی کے امتیاز کے لیے کیوں خدا تعالےٰ ہی کے فیصلہ پر نظر نہیں کی جاتی ہماری رائے میں جو لوگ کسی من جانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے شخص پر اپنے ہتھیاروں کو تیز کرتے ہیں وہ گویا خدا تعالےٰ کے جلال اور غیرت کی توہین کرتے ہیں دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ اپنی عمل سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی مفتری اور ظالم انسان کو مہلت دیدیتا اور حق و باطل میں التباس کو پسند کرتا ہے تعالےٰ شانہ اللہ وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں حقیقت میں وہ ثواب کے مستحق ٹھیرتے اور سعادت سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ امر متعلقہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے پس وہ حسن ظن کیوجہ سے خائب نہیں ہوتے کاش ہمارے ہندوستان کے رہنے والے مسلمان اپنے طریق عمل پر غور کریں اور ایک مدعی کی آواز کو سنکر جو اپنی صداقت پر بہت سے نشانات اور براہین رکھتی ہے اپنی زبان و قلم کے تیغ و سنان کو لیکر کود پڑنے میں تامل سے کام لیں اور اسکے انجام پر نظر کریں کیونکہ **العاقبة للمتقین** خدا کے کلام پر غور کریں۔

اینٹ اور پتھر کی یادگاریں

ہماری سمجھ میں یہ کبھی نہیں آیا کہ اینٹ اور پتھر کی یادگاروں میں یہ (بزعم خود) روشنی اور سائنس کا زمانہ کیا خوبی دیکھتا ہے؟ اخبارات کے مطالعہ کرنے والے خوب آگاہ ہیں کہ جس بڑے آدمی کی یادگار کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اس کا ایک مجسمہ یادگار کے لیے بنایا جاتا ہے گورنمنٹ ہند کے فارن سکرٹری مسٹر بارنس صاحب سابق ایجنٹ بلوچستان کی یادگار قائم کرنے کے واسطے ۳۱ ہزار روپیہ جمع کیا گیا ہے۔ کیوں اخبارات متفق اللفظ ہوکر ان یادگاری بتوں کے بجائے صنعتی سکولوں کے کھولے جانے کی تجویز پیش نہیں کرتے ہیں اور اسپر زور نہیں دیتے کیا اچھا ہو کہ یہ لوگ جنکی یادگاریں زندگی میں قائم کی جاتی ہیں وہ بجائے خود اپنی یادگاروں کو مفید اور بہتر شکل میں قائم کرنیکی رائے دیں

ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کی توجہ طلب

ہم ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کے جمیع ممبران اور ڈسٹرکٹ انجنیر کی توجہ اس سڑک کی طرف متوجہ کرانا چاہتے ہیں جو بٹالہ سے قادیان کو جاتی ہے۔ یہ سڑک جگہ جگہ سے شکستہ اور خراب و خستہ حالت میں ہے بحالیکہ اس سڑک پر یکوں کی آمد و رفت بڑھ گئی ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ڈلہ کے پل سے اُترکر جو حصہ قادیان کو آتا ہے وہ تو بہت ہی خراب حالت میں ہے۔ اگر اس سڑک کی درستی اور اصلاح کیطرف جلد توجہ نہ کی جائیگی تو اندیشہ ہوتا ہے کہ کسی جان کا نقصان نہ ہو یا کم از کم کسی یکہ کے گرنے اور اُلٹنے سے کسی سواری کو خطرناک گزند پہونچے۔ ضروری تو یہ ہے کہ یہ سڑک پختہ کی جاوے ورنہ اسکی مرمت کا ہونا بھی کم از کم اسکی کسیقدر اصلاح اور آئیوالے خطرات کو روکنے کا باعث ہو سکتی ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے بیدار مغز تحصیلدار صاحب بٹالہ جنکے علاقہ میں یہ سڑک ہے ڈسٹرکٹ انجنیر کو اسطرف متوجہ کریں گے اور ڈسٹرکٹ انجنیر صاحب کو ان امور کیطرف پوری توجہ ہے اس لیے ہم اُمید کرتے ہیں کہ جلد اس معاملہ پر نوٹس لیا جاوے گا اور ہمکو مزید توجہ دلانے کی ضرورت باقی نہ رہیگی

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور خدا تعالیٰ کے سپرد کردہ کام تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب آج کل یہاں ہی ہیں امتحان کی طیاری کر رہے ہیں۔

۳۔ اس ہفتہ کپورتھلہ سے منشی محمد خان صاحب اور منشی محمد اوڑا صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب اور بیٹالہ سے مولوی محمود حسن خانصاحب امرتسر سے شیخ فیض علی صاحب اور سیالکوٹ سے جناب سید امیر علیشاہ صاحب ملہم تشریف لائے اور ان کے علاوہ اور کبھی کئی احباب آئے اور چلے گئے چنانچہ لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب مالک کارخانہ مرہم عیسیٰ مع اپنے برادران کے آئے ہوئے ہیں۔

۴۔ بارش بالکل نہیں ہوئی آج* تاریخ سے گھٹا آسمان پر محیط ہے بادل زور سے گرج رہا ہے سرد ہوا چل رہی ہے موسم میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہیں سرما کا پچھلا حصہ خوشگوار سردی لیے ہوئے ہوتا ہے

۵۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ اس ہفتہ دارالامان آئے اور اپنے منصبی فرائض کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہوئے ایک دن رہ کر سری گوبند پور کیطرف چلے گئے آدمی خلیق متین اور محنتی ہیں شہر کی صفائی کے متعلق ہماری چٹھیوں پر پورا نوٹس لیکر عمدہ انتظام کو نیکی تجاویز کی ہیں جنکے لیے ہم اُنکے مشکور ہیں۔

۶۔ خطبہ الہامیہ کا حاشیہ طبع ہو رہا ہے جسکی بطاہر اسوقت دو کاپیاں باقی ہیں اور خطبہ کے مطبوعہ حصہ پر نظر ثانی بھی کی جا رہی ہے۔

۷۔ خاکسار ایڈیٹر اُن احباب کا شکر گذار ہے جنھوں نے بذریعہ خطوط اسکے اور اسکے متعلقین کی علالت پر اظہار ہمدردی کیا ہے۔ اب الحمد للہ بیماری کی شکایت بہت کم ہوتی جاتی ہے۔

۸۔ بٹالہ ضلع گورداسپور سے عجیب متوحش خبریں آرہی ہیں کہا جاتا ہے کہ زمین کے نیچے سے ایسی گونج اور آواز آتی ہے جیسے کوئی چیز دوڑتی یا پھیں کرتی ہے۔ اسکے متعلق جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہیں۔ بدقسمتی سے اس آواز کے قریب ایک قبر بھی ہے جسے جاہلوں کو اپنی خاص کرامت بنانیکا موقعہ دیا ہے مقامی حکام نے صرف رپورٹ کر دی ہے اور اژدہام خلائق کو روکنے کے لیے وہاں کچھ پولیس کا پہرہ بھی کھڑا کر دیا ہے تاکہ اژدہام

*کسی قدر تقاطر ہو گیا ہے۔ ایڈیٹر

مراسلت

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۰ جلد ۵

اس بات کا ثبوت تاریخوں سے صاف ملتا ہے کہ کیسے ولی صاحب کشف و کرامت ہوئے۔ یا اور ایسے حقانی علما ہوئے جو روحانیت میں اسرائیلی نبیوں سے کم نہ تھے اور ایسا ہی ہر صدی کے سر پر امام ہوتے آئے جو اسرائیلی نبی میں سے کسی ایک کے مقابل اور مثیل تھے۔ زمانہ سابق کو جانے دو آج لاکھوں گواہ مسلمان اور غیر قوم آپ کو ملیں گے جو اپنے چشم دید واقعات بیان کریں گے اور اولیاء اللہ اسلام کے تقدس اور بزرگی اور کشف اور الہام کو بیان کریں گے۔ اور ابھی حال میں ایک بڑے ولی اس ہندوستان میں گذرے ہیں جنکی ملازمت کو گورنر جنرل صاحب بہادر تشریف لے گئے اور ہزاروں ہندو وغیرہ اُن کی کشف و کرامت کے گواہ ہیں۔ وہ کون تھے؟ مولانا فضل الرحمن صاحب قدس سرہ مرادآبادی تھے۔ علاوہ اس کے ایک بہت بڑا **امام*** (جو مثیل عیسیٰ ہے) امام کا دعویٰ کرتا ہے اور بہت سے عملی ثبوت بھی اپنے دعوے پر دیچکا ہے۔ جس کسی کو شک ہو اپنا شک مٹالے۔ وہ اُس کا دعویٰ ہے کہ جس کسی کو شک ہو میرے پاس چلا آئے اور مجھے آزمائے بخلاف اس کے عیسائیوں میں ایسے لوگوں کا نشان نہیں۔

* حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود امام زمان علیہ السلام قادیانی۔

منہ

اگر ہو تو دکھلایئے۔

(۴) موسیٰ علیہ السلام نے جہاد کیا جیسا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

(۵) محمد صلے اللہ علیہ وسلم مقدمات کو فیصل کیا کرتے تھے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام (خروج ۱۸: ۱۳ سے ۲۶ تک) بخلاف مسیح کے کہ اُن کے پاس ایک زانیہ لائی گئی تو اُس کا مقدمہ فیصل نہیں کیا بلکہ ٹال دیا۔

(۶) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے

(۷) محمد صلے اللہ علیہ وسلم معراج میں خدا سے گفتگو کی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر۔

(۸) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے بحر قلزم کو شق کیا۔ اور چاند اور پانی میں جو مناسبت ہے وہ اہل علم پر واضح ہے۔

(۹) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی علی سے کہا کہ یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون یعنی علی تو میرے لئے ہارون کی جگہ پر ہے۔ کیا کسی نبی نے ایسا کہا ہے مسیح کے بھائیوں کا تو ان پر ایمان لانا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

(۱۰) حضرت نے کعبہ کے بُت پرستوں میں نشو و نما پائی۔ موسیٰ فرعون کی صحبت میں برخلاف اس کے مسیح یہودیوں میں جو بت پرست نہیں تھے۔

(۱۱) حضرت صلعم سنہ ہجری جاری ہوئے جیسے موسیٰ کے (گنتی ۳۳: ۳۸ و سلاطین ۶: ۱)

(۱۲) حضرت صلعم گلہ بانی کرتے تھے جیسے موسیٰ عم (خروج ۳: ۶)

(۱۳) حضرت صلعم نے کعبہ وغیرہ کے بتوں کو توڑا جیسے موسیٰ عم (خروج ۳۲: ۲۰ و گنتی ۳۳: ۵۲)

باقی آیندہ

راقم عاجز ارادت حسین احمدی اوریٔنی از مونگیر بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادر مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کاغذ کو ردی میں نہ پھینکیو۔ نہایت درد دل سے لکھا گیا ہے۔ مکرم الحکم کے کسی گوشہ میں درج کرکے **قوم** کے سامنے پیش فرماویں شاید مولے کریم حسب ضرورت اپنے فضل سے کوئی عمدہ نتیجہ نکال دے۔

تفسیر القرآن اور اُس کی ضرورت

عام بربادی اور تنزل کی بلا جو مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے اور چھائی جاتی ہے یہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ مسلمان علم قرآن بھلا چکے ہیں (بھلا جب علم ہی نہیں تو عمل کہاں۔ یہ تو جانتے ہی نہیں کہ عمل ہوتا کیا ہے) عام ملّانے پرانی تفاسیر کے بے سروپا قصص پر نمک مرچ لگا کر عام جہلا میں پھیلا چکے ہیں جعلی اور محض بناوٹی احادیث کے ناول بنا کر عوام سادہ مسلمانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ احوال الآخرۃ وغیرہ کتب کے دیوانے افسانہ نویس نے جہلا کو۔ مسجد کے میاںجیوں کو بالکل سناتن دھرمی بلکہ اُن سے بھی زیادہ قصص پرست بنا دیا ہے (ایک خواندہ ہندو نے کہا کہ بھلا اسلمان آپ ہمارے ہنومان اور اس کے مثل اور بزرگوں پر تو ہنسی اُڑاتے ہیں اپنے دجال وغیرہ کے افسانوں کی کہو تو میں نے کہا کہ قرآن میں یہ ذکر ہی نہیں جو یہ عام مسلمان فسانے گاتے رہتے ہیں یہ سارا طفیل ہمارے ملاؤں کا ہے

اگر یہ ایسے بے سروپا اور وہمی باتیں بیان نہ کریں کہ جن سے عقل چکر کھا جاوے تو ضیافت کون کھلاوے (جنہ یہ تو جملہ معترضہ تھا) اور پنجابی میں جو تفسیریں موجود ہیں وہ سب ان جعلی اور جھوٹے فسانوں کے ماتحت ہو کر کی گئی ہیں۔ اور قرآن کریم کو بزور کھینچ تان کر ان کہانیوں کے ماتحت کیا گیا ہے پر اور عام دلوں میں یہ قصص ایسے بٹھائے گئے ہیں کہ جہاں چند مسلمان جمع ہوے اور ملا صاحب نے نیلہ بستہ سے کتاب نکال کر یہ ناول خوش الحانی سے پڑھنے شروع کر دے۔ غرضیکہ کامل طور پر علم اُٹھ گیا اور اُسکی جگہ چند قصوں اور کہانیوں نے لی لی ہے عام ضرورت ہے کہ **تفسیر القرآن** اس ثریا سے ایمان لانے والے اور مردہ روحوں کو زندہ کرنے والے **مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے علم کلام کے موجد کے علم کے ذریعہ سے ہو کر دنیا میں پھیلے تا دنیا قرآن کریم کے روشن اور بین انوار سے نور حاصل کرے اور وہ نور۔ شفا۔ ہدایت جو بالکل اُٹھ چکا ہے دنیا پر نئے سرے سے نازل ہو اور تمام اطراف عالم اس نور سے جگمگ جگمگ کرنے لگے۔ (میرے مولا جلدی ایسا کر دے)۔ **اے احمدی قوم**۔ پہلا پارہ قرآن کریم کا تفسیر ہو کر تو پڑھ چکی ہے اور اس سے نور حاصل کر چکی ہے۔ مولا گمراہ تھے اس نور کے طلوع ہونے سے تمام چمگادڑوں کی آنکھیں چکا چوند ہو چکی ہیں اور بہت سے سیاہ پہاڑ اس سے نور حاصل کر کے چاندنی چکے ہیں ایک مبتدی اردو خواں اس کے ذریعہ سے عالم قرآن بن سکتا ہے بخدا اگر یہ تفسیر شائع نہ ہوتی یا اگر کامل شائع نہ ہوئی تو جو برادر بدقسمتی سے **دارالامان** سے دور پڑے ہیں وہ علم نہیں حاصل کر سکتے۔

برادرم شیخ صاحب ایڈیٹر الحکم نے تفسیر القرآن کے ایسے نوٹ ایجاد کیئے ہیں جس طرح کوئی سررشتہ تعلیم کا اعلےٰ پروفیسر اسباق الاشیاء پر بچوں کو سبق پڑھانے کی خاطر نوٹ طیار کرتا ہے تا وہ سبق سادہ اور کم فہم بچوں کے جلدی ذہن نشین ہو جائے خدا جھوٹ نہ بلاوے جہاں تک میرا علم ہے اس طرز پر شایدہی کوئی تفسیر ۱۳۰۰ سو برس کے عرصہ میں شائع ہوئی ہوگی۔

از حد ضرورت ہے کہ جلدی یہ تفسیر تمام ہووے کیونکہ معلوم نہیں موت کب آ جاوے اور کب چلنا ہو جاوے۔ دل کی اگر دل ہی میں رہ گئی تو سوائے افسوس کے کیا ہو سکتا ہے۔ شیخ صاحب تفسیر قرآن کے نوٹ لکھ چکے ہیں صرف **مالی** رکاوٹ کی وجہ سے وہ اسکو مرتب کر کے شائع نہیں کر سکے ورنہ اب تک دوسرا پارہ نکل گیا ہوتا۔ اے **احمدی** قوم کے سربرآوردہ **ممبرو**۔ اور اے مسیح موعود کی بہشت کے بہشتیو آپ کی خدمت مقدس میں میری التماس ہے کہ کمر ہمت باندھ کر تفسیر کے لیئے سرمایہ اتنا جمع کر دو جس سے شیخ صاحب ماہواری طور پر تفسیر شائع کرنی شروع کر دیں۔ میں درد دل سے یہ **اپیل** اے **قوم** تیری خدمت مبارک میں کرتا ہوں کہ از حد ضرورت ہے کہ جلدی یہ تفسیر ختم ہو تا اندھے سوجاکھے کیئے جاویں اور قرآن پاک پر اعتراض کرنے والے منہ کے بل گر پڑیں۔ اور نہیں تو ایک ایک پارہ کی پیشگی قیمت ہی جمع کر دیں اور جب وہ شائع ہو جاوے تو پھر دوسرے پارہ کی قیمت جمع کی جاوے اسی طرح سے تمام قرآن تمام ہو جاوے۔ اُمید ہے کہ بزرگ بھائی اپنی اپنی تجاویز سے ایڈیٹر صاحب کو مطلع کر دیں گے اور پھر ایڈیٹر صاحب عملی صورت میں بھائیوں کے آگے پیش کر دیں گے

والسلام

خادم **محمد سلیمان احمدی** از بہلولپور
ضلع لودھیانہ

ایڈیٹر

تفسیر القرآن کے نوٹ بیشک میرے پاس موجود ہیں اور اُنکو مرتب کرنا باقی ہے اگر قوم پوری توجہ کرے تو اس کا ماہوار شائع ہونا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے دوسرا پارہ طبع ہو رہا ہے گرمی کی شدت کی وجہ سے پچھلے دو تین مہینوں میں میں کام نہیں کر سکا ٭ اب انشاء اللہ تعالےٰ پھر شروع کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

کارخانہ اخبار الحکم کے لیے ایک خوشنویس کی ضرورت ہے جسکو تفسیر القرآن کا کام دیا جائے گا ٭ درخواست کنندہ کے دو نوخط عربی فارسی اعلیٰ درجہ کے ہوں اور نہ صرف خط ہی اچھا ہو بلکہ وہ اپنے اس فن کو بخوبی سمجھتا ہو قرآن خوان اور ذی علم کو ترجیح دی جاوے گی تنخواہ سردست عـہ دیجائے گی اور ترقی حسب لیاقت و کارگذاری عـہ تک مل سکے گی۔ کارگذاری ایک کاپی یومیہ ہوگی ٭ یہ ضروری ہوگا کہ تفسیر القرآن کی کتابت کے لئے درخواست کرنے والا کاتب سنگساز بھی ہو۔ کیونکہ تفسیر القرآن کی پتھر بنانا اسی کے فرض منصبی میں داخل سمجھا جاوے گا۔ تمام درخواستیں مع نمونہ جات ہر دو خط ۱۵ ستمبر ۱۹۰۱ء تک بنام ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں صرف منظور شدہ درخواست کا جواب دیا جاوے گا۔ باقی امور کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکے گا۔

مختلف واقعات

آتشزدگی سے نقصان۔ فائر بریگیڈ کلکتہ کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ پچھلے سال شہر کلکتہ میں آتشزدگی سے اٹھاسی ہزار دو سو پینسٹھ کی جائداد جل کر خاک سیاہ ہوئی۔

محکمہ تار کی جوبلی۔ امسال ہندوستان میں سررشتہ تار کی جوبلی ہوئی ہے محکمہ کو اس ملک میں قائم ہوئے پچاس سال گذر چکے ہیں۔

نومسلم۔ آسٹریلیا کے ایک شہر میں تین عورتیں اور تین مرد مشرف باسلام ہوئے عورتوں کے نام فاطمہ مقبولہ اور راضیہ۔ اور مردوں کے سلیمان۔ عبد اللہ اور محمد ادیب رکھے گئے۔

خوف زدہ ضلع۔ مشرقی بنگال بالخصوص ضلع میمن سنگھ کے لوگ تب سے نہایت ہی خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ جبکہ زلزلہ سے کئی مکان مسمار و منہدم ہوئے تھے۔ اب بھی لوگ زلزلہ محسوس ہوتے ہی گھروں سے بھاگنے کو تیار ہیں۔ انکو یقین ہو گیا ہے کہ اس مقام کے منحوس ایام عنقریب ہیں۔ اُمید ہے کہ گورنمنٹ اس ضلع کی سائنٹفک تحقیقات کا جلد حکم صادر کرے۔

زہے چہ بہتر۔ انگلستان میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ شاہ عالم پناہ موسم سرما میں ہندوستان تشریف لا کر قیصر ہند کا تاج پہنیں۔ اور اس موقع پر دہلی میں قیصری دربار منعقد کیا جائے۔ اگر اس تحریک پر عمل کیا گیا تو ہندوستان کو کئی صدیوں کے بعد اپنے پادشاہ کے قدوم میمنت لزوم سے ممتاز ہونے کا موقع ملے گا۔

صوبہ پنجاب کی آبادی۔ کاغذات مردم شماری کی دوبارہ پڑتال کرنے سے صوبہ پنجاب کی کل آبادی دو کروڑ چوبیس لاکھ پچپن ہزار نو سو اُنتیس پائی گئی ہے۔ اس میں ریاستوں کی آبادی شامل نہیں ہے جو تعداد پہلے شائع ہو چکی ہے اُس سے یہ سات ہزار دو سو بیاسی زیادہ ہے۔ اصل فرق آٹھ سو چونسٹھ کا ہے۔ کیونکہ اس میں مالاکنڈ۔ دیر۔ سوات اور چترال کی افواج شامل کی گئی ہیں۔ سال ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کی نسبت پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار نو سو بہتر کا اضافہ ہے۔ بلحاظ مذہب عیسائیوں میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے بعد ترتیب سکھ۔ مسلمان اور اخیر میں ہندو ہیں۔

مصنف شہنشاہ۔ قیصر ولیم ثانی شہنشاہ جرمنی ایک تاریخی کتاب تیار کر رہے ہیں جس میں غیر طاقتوں کے تلعجات ٹاکو واقع ساحل چین کے فتح کرنے کا تذکرہ ہوگا۔ اسکا حجم اڑھائی سو صفحوں کا ہوگا۔ پہلا حصہ بادشاہوں وزیروں اور ان فوجی کمانڈروں کے پرائیویٹ استعمال کے لئے ہوگا جو اس جنگ میں خود شامل تھے۔ اور دوسرا حصہ عام لوگوں کے لئے ہوگا۔ قیصر ولیم فن سپہ گری میں طاق ہیں۔ حالانکہ صرف ایک ہی ہاتھ سے کام لے سکتے ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں چنانچہ انکی نظمیں شائع کر چکے ہیں۔ شاہوں کو اول درجہ شاعر ہونا اب تک نصیب نہیں ہوا۔ شہنشاہ بابر سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک اس فن میں یکتا ہونے کی کوشش کرتے رہے مگر اُن کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی نواب کلب علی خاں اور واجد علی شاہ بھی صاحب دیوان گذرے ہیں مگر استادوں میں کبھی شمار نہیں کئے گئے۔

ولیعہد انگلستان۔ ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کارنوال مع ڈچز صاحبہ ۱۹ ر تاریخ کو وارد کیپ ٹون ہوئے۔ ہر فرقہ اور طبقہ کے باشندوں نے دلی تپاک سے استقبال کیا۔ ہندوستانی باشندوں نے بھی ایک سپاسنامہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ اور ڈچ لوگوں نے تو اُمید سے بڑھکر اظہار وفاداری کیا۔ لارڈ کچنر نے فوج کی طرف سے ایک الوداعی تار بھیجا۔ جس کے جواب میں ہز ہائنس نے رعایا کی نمک حلالی اور خیرخواہی پر اظہار مسرت کیا۔

اتحاد روس و فرانس۔ زار روس نے پریسیڈنٹ لوبت کا پیام دعوت قبول کر لیا۔ اور بمقام ایمنز میں فرانسیسی فوج کی جو جنگ مصنوعی ہونے والی ہے اس کا تماشا دیکھنے کے واسطے جائینگے شہنشاہ روس راستہ میں بمقام ڈنزک قیصر جرمنی کے ساتھ ملاقات کریں گے زارینہ بھی جنگ مذکور دیکھیں گی۔ مگر زار روس کے ساتھ ملکر نہیں جا سکیں گی ان کے پیچھے جائیں گی۔

پنجابیوں کی قابل رحم حالت۔ گذشتہ مردم شماری سے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے انگریزی علاقہ میں آٹھ ہزار دو سو آدمی مخبط الحواس تھے۔ جنکی تعداد سابق مردم شماری کے وقت چھ ہزار تین سو بارہ تھی اس دیوانگی کا عورتوں میں زیادہ زور ہے۔ گونگے بہرے وغیرہ سترہ ہزار ایک سو چوبیس تھے۔ ۱۸۹۱ء میں نابینوں کی تعداد تہتر ہزار بیس سو پچاس تھی۔ مگر اب اٹھاسٹھ ہزار بانوے ثابت ہوئی ہے پہلے جذامیوں کی تعداد چار ہزار تین سو اکیاون تھی جو گذشتہ مردم شماری سے دو ہزار تین سو چھیاسی ثابت ہوئی ہے۔

قدرت خدا۔ روس۔ جرمنی انگلستان اور امریکہ میں امساک باران سے قحط کا سخت اندیشہ ہے مگر کینیڈا میں غیر معمولی فصل کی اُمید ہے۔ صرف ایک ہی علاقہ موسومہ مینی ٹوبہ میں چھ کروڑ بشل گندم کی پیداوار کا تخمینہ کیا گیا ہے اور قریباً بارہ لاکھ رقبہ زمین پر اوٹ کاشت کئے ہوئے ہیں۔ شمال مغربی علاقہ میں فصل درو کرنے کے واسطے بیس ہزار مزدور درکار ہوں گے۔ جنکو پونے سات روپیہ سے لے کر ساڑھے سات روپیہ یومیہ تک تنخواہ ملتی ہے۔ وہ خوش قسمت ملک ہے اور وہاں خوش قسمت لوگ رہتے ہیں۔

خوب کہی۔ ایک دفعہ ڈیوک آف

کلیرنس جو پیچھے ولیم چہارم کے لقب سے انگلستان کے بادشاہ ہوے - مقام پورٹ سمتھ میں پلٹن نمبر ۴۰ کا معائنہ کرنے گئے - تو ایک لفٹنٹ نے جسکو مدت مدید سے ترقی نہیں ملی تھی - سلام کیواسطے ٹوپی اٹھائی - تو ڈیوک نے مسکراکر فرمایا کہ "دوست آفریں ہے کہ تمنے ملک کی خدمت میں بال بھی گنوادئے" - لفٹنٹ نے جواب دیا کہ "حضور والا میرے فرقدان پر بال اس وجہ سے موجود نہیں ہیں کہ مجھسے کم عمر اور کم درجہ والے افسر جو مجھسے پیچھے ملازم ہوے اسی کثرت کے ساتھ میرے سر پر سے گذر گئے ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ چند بال بھی میری چوٹی پر کیوں نظر آتے ہیں" ڈیوک ہنس پڑا اور تھوڑے ہی عرصہ میں لفٹنٹ مذکور کو کپتان کر دیا۔

سلطان المعظم اور شاہ ایران -

پچھلے سال شاہ ایران یورپ کی سیاحت کرتے ہوے قسطنطنیہ بھی پہونچے تھے جہاں سلطان المعظم نے نہایت تپاک کے ساتھ ان سے ملاقات کی تھی - یورپ کے اخبارات نے اسپر ریمارک کرنے شروع کیے ہیں چنانچہ سٹنڈرو کا نامہ نگار اڈویسہ سے تحریر کرتا ہے کہ اس ملاقات کا ایک تو یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا محمد خان جو کئی سالوں سے سلطنت ایران کی طرف سے باب عالی میں سفیر تھے وہ وہاں سے ہٹا لیے ہیں - جب انھوں نے رخصت لی تو سمجھ لیا گیا تھا کہ وہ واپس نہیں جائینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اب وہ گورنر کرمان مقرر کیے گئے ہیں - اور ان کے ماتحت قسطنطنیہ کے جو لوگ ایرانی سفارتخانہ میں مامور تھے - وہ سب طلب کرلیے گئے ہیں - اس تغیر وتبدل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب شاہ ایران سلطان المعظم سے قسطنطنیہ میں ملے تھے - تو شاہ ایران نے اعلیٰ حضرت کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا اسپر ٹرکش اخبارات نے بہت ہی اظہار مسرت کیا تھا - اور مشتہر کیا تھا کہ شاہ ایران نے بھی سلطان المعظم کی خلافت کو تسلیم کر لیا ہے - یا دوسرے الفاظ میں کہ شعیہ پیشوا نے سنی پیشوا کے آگے سر جھکایا اس واقعہ سے ایران میں بڑا جوش پھیل گیا تھا - جو کچھ عرصہ کے لیے شاہ مظفر الدین کے لیے خطرناک سمجھا گیا تھا - اور یہاں تک مطالبہ کیا تھا کہ اس واقعہ کی تردید کی جاوے یا مشتہر کیا جاوے اس امر کو مذہب کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے - ایک معمولی رسم کے طور پر ایسا کیا گیا تھا - تاہم ٹرکش اخبارات نے اس امر کو بڑی بھاری وقعت دی - اور مرزا محمد خان اس بات کو ٹالدیا کرتے تھے اس لیے ان کا اس ملک میں رہنا ناپسند کیا گیا تھا - اب مرزا رضا خان ان کی جگہ مامور کیے گئے ہیں۔

پارسا شہر - ممالک متحدہ امریکہ کی کونسل سڈنی کی ایک لیڈی صاحبہ مسماۃ اورینڈ ڈیکر نے تحریر کیا ہے کہ اس کے چھوٹے سے گاوں انڈیا نولاہیا جو اس کا اصلی وطن ہے اور اس میں پانچ ہزار آدمیوں کی آبادی ہے شراب کی ایک بھی دکان موجود نہیں ہے یہ شہر صرف پچاس سال سے آباد ہے - اور نہ ہی کوئی ایسا موقعہ ہے جہاں عیاش اور قمار باز لوگ جوا وغیرہ کھیل سکیں - ہاں چھ گرجے اور ایک کالج ہے - جہاں شراب کی مخالفت کی جاتی ہے - اس میں بھی چند غریب آدمی مدد کے محتاج ہیں۔

ایک روسی کمشن کی ہمت - ایک روسی کمشن نے وہاں کی گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ آیندہ شراب یا دیگر منشی اشیاء سپاہیوں کو ہرگز نہ دی جایا کریں - کیونکہ یہ ان کی فرائض ادا کرنے میں نقصان پہونچاتی ہیں - اور مدارس میں لڑکوں کو اعتدال سے شراب پینے کے جو فوائد بتائے جاتے تھے آیندہ یہ تلقین کی بند کرادی گئی ہے -

بہادر شیرف - مکبر لینڈ کے نئے بہادر شیرف نے اپنے شہر کے تمام شراب خانے بند کرادئے ہیں - جو پہلے شیرف کی سستی سے بڑھ گئے تھے اس شخص نے پینتیس ہزار ڈالر کی رقم کثیر لینے سے صرف انکار ہی نہیں کیا جو شراب فروش دینا چاہتے تھے بلکہ ان کی اس حرکت کو مشتہر کر دیا۔

یادگار حاذق الملک - اس ہفتہ ٹون حال دہلی میں بصدارت میجر ڈوگلس صاحب ڈپٹی کمشنر حکیم حاذق الملک صاحب مرحوم کی یادگار قائم کرنے کے واسطے ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں باوجود بارش کے بہت رونق تھی - قرار پایا کہ مدرسہ طبیہ دہلی کے واسطے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا جاوے۔

صلہ جسارت چین میں جو سپاہی بہادری کا کام کرتا ہے اسکو جسارت کے صلہ میں چاولوں کے بورے ملتے ہیں جسکو وہ اعلیٰ درجہ کا اعزاز خیال کرتا ہے۔

تحفہ سالگرہ شاہ ایڈورڈ ہفتم نے اپنے پوتے کو ساتویں سالگرہ کی تقریب پر ایک نہایت ہی خوبصورت بائیسیکل عطا کی ہے -

سرمائی دورہ حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب ۸ - اکتوبر کو کوہستانی ریاستوں کا دورہ شروع کریں گے - اور ۲۲ - اکتوبر کو لاہور پہونچکر ۶ - نومبر کو دلہوزی چمبہ - کانگڑہ - منڈی - ہوشیارپور اور جالندھر کا دورہ فرمائیں گے۔

جدید لفٹنٹ گورنر - افواہ ہے کہ سر جان وڈبرن صاحب بجائے سر انٹونی مکڈانل صاحب کے لفٹنٹ گورنر شمال ومغرب صوبجات ہونگے -

جنگی لاٹ صاحب - حضور کمانڈر انچیف افواج ہند شملہ سے روانہ ہو کر کشمیر کی سیر کریں گے۔

خرچ جنگ - ان دنوں جنگ ٹرنسوال کا یومیہ خرچ ساڑھے بارہ لاکھ پونڈ یعنی ایک کروڑ ستاسی لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہے -

جدید مہم - عربی افریقہ کو ایک زبردست مہم بسر کردگی کرنل مورلنڈ روانہ کی گئی ہے یہ صوبہ یو یو میں زور ڈالے گی - جو میرا وماوہ کا صدر مقام ہے - یہ ایک بردہ فروش شخص ہے - جس نے اس علاقہ

قادیان میں مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ عہ خواص اور معاونین سے ؁ ہندوستان سے باہر ۷ ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۴ | دار الامن و الامان قادیان ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

پس اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۔ الرَّحْمٰن کے بالمقابل ہے کیونکہ ہدایت پانا کسی کا حق تو نہیں ہے بلکہ محض رحمت الٰہی سے یہ فیض حاصل ہو سکتا ہے اور صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ الرَّحِيم کے بالمقابل ہے کیونکہ اس کا ورد کرنے والا رحیمیت کے چشمہ سے فیض حاصل کرتا ہے۔ اور اس کے یہ معنے ہیں کہ اے رحم خاص سے دعاؤں کے قبول کرنے والے ان رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کی راہ ہم کو دکھا جنھوں نے **دعا** اور مجاہدات میں مصروف ہو کر تجھ سے انواع و اقسام کے معارف اور حقائق اور کشوف اور الہامات کا انعام پایا اور دائمی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ سے معرفت تامہ کو پہونچے۔

رحیمیت کے مفہوم میں نقصان کا تدارک کرنا لگا ہوا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر فضل نہ ہوتا تو نجات نہ ہوتی۔ ایسا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے آپ سے سوال کیا کہ یا حضرت! کیا آپ کا بھی یہی حال ہے آپ نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ہاں۔ نادان اور احمق عیسائیوں نے اپنی نافہمی اور ناواقفی کی وجہ سے اعتراض کیے ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ یہ آپ کی کمال عبودیت کا اظہار تھا۔ جو خدا تعالی کی ربوبیت کو جذب کر رہا تھا۔ ہمنے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے اور متعدد مرتبہ آزمایا ہے بلکہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ جب انکسار اور تذلل کی حالت انتہا کو پہونچی ہے اور ہماری روح اس عبودیت اور فروتنی میں بہ نکلتی ہے اور آستانہ حضرت واہب العطایا پر پہنچ جاتی ہے تو ایک روشنی اور نور اوپر سے اترتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک نالی کے ذریعہ سے مصفا پانی دوسری نالی میں پہونچتا ہے۔ پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جس قدر بعض مقامات پر فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہونچی ہوئی نظر آتی ہے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدر آپ روح القدس کی تائید اور روشنی سے مؤید اور منور ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قولی اور فعلی حالت سے دکھایا ہے یہاں تک کہ آپ کے انوار و برکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابد الآباد تک اسی کا نمونہ اور ظل نظر آتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالی کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپ ہی کی اطاعت اور آپ ہی کے اتباع سے ملتا ہے میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالے کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف

سے بہرہ ور نہیں ہوسکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اسکا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**۔

اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کے عملی اور زندہ دلیل **میں ہوں** اُن نشانات کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کے محبوبوں اور ولیوں کے قرآن شریف میں مقرر ہیں **مجھے شناخت کرو**

غرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کمال یہاں تک ہے کہ اگر کوئی بڑھیا بھی آپ کا ہاتھ پکڑتی تھی تو آپ کھڑے ہوجاتے تھے اور اُس کی باتوں کو نہایت توجہ سے سنتے اور جب تک کہ وہ خود آپ کو نہ چھوڑتی آپ نہ چھوڑتے تھے اور پھر **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** - **ملک یوم الدین** کے بالمقابل ہے اس کا ورد کرنے والا چشمہ **ملک یوم الدین** سے فیض پاتا ہے جس کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ اے جزاء وسزا کے دن کے مالک ہمیں اس سے بچا کہ یہودیوں کی طرح جو دنیا میں طاعون وغیرہ بلاؤں کا نشانہ ہوے اور اُس کے غضب سے ہلاک ہوگئے یا نصاریٰ کی طرح نجات کی راہ کھو بیٹھیں اس میں **یہود** کا نام مغضوب اس لیے رکھا گیا ہے کہ ان کی شامت اعمال سے دنیا میں بھی اُنپر عذاب آیا کیونکہ انھوں نے خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں اور راستبازوں کی تکذیب کی اور بہت سی تکلیفیں پہونچائیں اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہاں سورہ فاتحہ میں یہودیوں کی راہ سے بچنے کی ہدایت فرمائی اور اس سورہ کو **الضالین** پر ختم کیا یعنی ان کی راہ سے بھی بچنے کی ہدایت فرمائی تو اس میں کیا سر تھا اسمیں یہی راز تھا کہ اُمت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک قسم کا زمانہ آنے والا ہے جب کہ یہود

کی تتبع کرنے والے ظاہر پرستی کرینگے اور استعارات کو حقیقت پر حمل کرکے خدا کے راستبازوں کی تکذیب کے لیے اُٹھیں گے جیساکہ یہودیوں نے مسیح ابن مریم کی تکذیب کی تھی اور انھیں یہی مصیبت پیش آئی کہ اُنھوں نے اسکی تاویل پر ٹھٹھا کیا اور کہا کہ اگر خدا کا یہی مطلب تھا کہ ایلیا کا مثیل آئیگا توکیوں خدا نے اپنی پیش گوئی میں اس کی صراحت نہ کی + غرض اسی روش اور طریق پر اسوقت ہمارے مخالفوں نے بھی قدم مارا ہے اور **میری تکذیب اور ایذا دہی** میں انھوں نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میرے قتل کے فتوے دیے اور طرح طرح حیلوں اور مکروں سے مجھے ذلیل کرنا اور نابود کرنا چاہا اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے **گورنمنٹ برطانیہ** کا اس ملک میں راج نہ ہوتا تو یہ مدت سے میرے قتل سے دل خوش کر لیتے مگر خدا تعالیٰ نے ان کو ان کی ہر مراد میں نامراد کیا اور وہ جو اُس کا وعدہ تھا کہ **واللہ یعصمک من الناس** وہ پورا ہوا

غرض اس دعا میں **غیر المغضوب** کا فرقہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی اس حالت کا پتہ دیتا ہے جو وہ **مسیح موعود** کے مقابل مخالفت اختیار کریگا۔ اور ایسا ہی **الضالین** سے **مسیح موعود** کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے کہ اس وقت **صلیبی فتنہ** کا زور اپنے انتہائی نقطہ پر پہونچ جاوے گا اسوقت خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سلسلہ قائم کیا جاوے گا وہ مسیح موعود ہی کا سلسلہ ہوگا اور اسی لیے احادیث میں مسیح موعود کا نام خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت **کاسر الصلیب** رکھا ہے کیونکہ یہ پکی بات ہے کہ ہر ایک مجدد نقش موجودہ کی اصلاح کے لیے آتا ہے اب اسوقت خدا کے لیے سوچو تو کیا معلوم نہ ہوگا کہ **صلیبی نجات** کی تائید میں قلم اور زبان سے

وہ کام لیا گیا ہے کہ اگر صفحات عالم کو ٹٹولا جائے تو باطل پرستی کی تائید کا یہ سرگرمی اور زمانہ میں ثابت نہ ہوگی اور جب کہ صلیبی فتنہ کے حامیوں کی تحریریں اپنے انتہائی نقطہ پر پہونچ چکی ہیں اور توحید حقیقی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عفت عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زور کی راہ سے حملے کیے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہیے کہ اس **کاسر الصلیب** کو اسوقت نازل کرے ؟ ؟ ؟ کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** کو بھول گیا ؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں اس نے اپنے وعدہ کے موافق

دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے دنیا نے اسکو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اسکو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ

میں خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق مسیح موعود ہوکر آیا ہوں چاہو تو قبول کرو چاہو تو رد کرو۔

مگر تمھارے رد کرنے سے کچھ نہ ہوگا خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہوکر رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں ... فرما دیا ہے -

صَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔

حضرت اقدس گورداسپور میں

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۳ جلد ۵

مہدی حسن ۔ کلام اللہ میں جب مسیح کی نسبت توفی آگیا تو مثیل مسیح کی آمد کس بنا پر ہے ؟۔

(ایڈیٹر) اس سے پیشتر کہ اس سوال کا مختصر جواب جو حضرت اقدس نے فرمایا عرض کریں اتنا بیان کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ یہی بیہودہ خیال بٹالہ کے نئے **فلاسفر نبی بخش** کو پیدا ہوا ہے اس کے رسایل پر جو ریویو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کریں گے وہ تو کسی دوسرے وقت درج ہوگا سردست اتنا کہہ دینا غالباً بے محل نہ ہوگا کہ ہمارے مخالف مسلمان یاد رکھیں کہ نبی بخش نے انکی ضیافت کے لیے جو چیز پیش کی ہے وہ وہی جیفہ ہے جو اس سے پہلے علی گڈھ کالج کا ناظم بانی سید احمد پیش کر چکا ہے نبی بخش نے مسیح موعود کے آنے سے انکار کیا ہے اسی طرح جیسے مہدی حسین کے سوال سے مترشح ہوتا ہے چنانچہ نبی بخش نے لکھا ہے کہ جب کہ مسیح مر چکا پھر اس کی آمد ثانی کیسے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ مردہ واپس نہیں آتا ۔ یہ حاصل مطلب اس نافہم نادان فلاسفر کی دلیل کا ہے۔ تعجب ہے کہ یہ خیالی فلاسفر اتنا نہیں سمجھ سکا کہ اس سے تو مسیح اسرائیلی کی آمد ثانی کا دعویٰ باطل ہوا نہ کہ مسیح موعود کی آمد کا جو ہمارے مخالف ہیں کہ وہ ان سوفسطائی خیالات کو جو بٹالوی نبی بخش نے ظاہر کیے ہیں غور سے پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جاوے گا کہ ان رسائل میں **مسیح موعود اور مہدی معہود** کے آنے کا اسی طرح انکار کیا گیا ہے جس طرح اس کے پہلے ہم جنس نے کیا تھا۔ اسے مفصل پھر دوسرے وقت لکھیں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

حضرت اقدس ۔ قرآن کی بنا پر۔

مہدی حسن ۔ اس معاملہ میں جو احادیث ہیں ان کو جناب صحیح جانتے ہیں یا موضوع ٹھیراتے ہیں۔

حضرت اقدس ہمارا اصول یہ ہے کہ جو احادیث صحیحہ قرآن کریم کی نصوص صریحہ بینہ کے موافق ہوں ان کو ہم مانتے ہیں لیکن جو احادیث قرآن کریم کے اصول کے خلاف ہوں ان کے ہم ایسے معنے کرنے کی کوشش کریں گے جو کتاب اللہ کی نص بین کے موافق اور مطابق ہوں اور اگر ہم کوئی حدیث ایسی پائیں گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی اور کسی صورت سے ہم اس کی تاویل کرنے پر قادر نہیں ہو سکیں گے تو ایسی حدیث کو ہم **موضوع** قرار دینگے اور قول مردود سمجھ کر چھوڑ دینگے۔ کیونکہ حدیث کا پایہ قرآن کریم کے مرتبہ کو نہیں پہونچتا۔

مہدی حسن بیشک یہ صحیح اصول ہے۔ مگر جو احادیث ابن مریم کے متعلق خاص ہیں اُن کو جناب نے منظور رکھا یا ساقط کر دیا ہے۔

حضرت اقدس میں نے تو کہہ دیا ہے کہ میرا اصول احادیث کے متعلق یہی ہے کہ اگر وہ قرآن کریم کے نصوص بینہ کے ہر طرح مخالف ہیں تو میں انکو کبھی تسلیم نہیں کرتا۔ پس اسی اصول کے موافق اگر کسی حدیث میں یہ لکھا ہے کہ عیسی ابن مریم اسرائیلی نبی جو ناصرہ میں پیدا ہوا تھا اور جسکو آج انیس سو برس کے قریب گذر گئے ہیں وہی آئیگا اور وہ اپنی نبوۃ کے منصب سے معزول بھی نہیں کیا جاوے گا بلکہ نبی ہی ہوگا اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں رہیں گے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں تو ایسی حدیث کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والی ہو ہرگز ہرگز نہیں مان سکتا اسکو بیشک موضوع کہوں گا ۔ اور اگر احادیث میں یہ نہیں لکھا گیا کہ وہ اسرائیلی نبی ہوگا۔ بلکہ اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح کا حلیہ بھی الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کی آمد کو قرآن شریف کے خلاف نہیں ٹھیرایا گیا تو بے شک ایسی حدیثیں ماننے کے قابل ہیں مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا دعوی جو مسیح موعود کا ہے اسکی بنا **قرآن** شریف پر ہے اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ صحیح حدیثیں جو قرآن شریف کے کبھی مخالف نہیں ہوتی ہیں میرے اس دعوے کی مصدق ہیں مگر میں اپنے دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں میرے آنے کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے ہاں یہ سچ ہے کہ حدیث میں بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی ہے۔ باقی آیندہ

فہرست

چندہ برائے مدرسہ تعلیم الاسلام ویتیم خانہ دار الامان۔

سلطان محمد موچی ٹرنسپورٹ پلٹن ۲۶ قلع دانوں علاقہ وزیرستان		۱۰ر
دتا جمعدار	"	عہ
عبد الغفور خان جمعدار	"	عہ
الف خان دفعدار	"	عہ
قائم خان دفعدار	"	۸ر
حیات علی ڈریور	"	۴ر
آنو	"	۴ر
جھنڈے شاہ دفعدار	"	۴ر
باز خان ڈریور	"	۳ر
رام کشن ڈریور	"	۴ر
کھیم سنگھ جمعدار	"	۴ر
بڈھا ڈریور	"	۱۳ر
جمن	"	۳ر
مستری فضل الدین لوہار	"	۳ر
محمد حسین بلیس بابے	"	۱۲ر
امام الدین ڈریور	"	۲ر

غلام محمد ڈربو	"	"	۲ر
میر الدین ڈربو	"	"	۲ر
فضل داد	"	"	۲ر
نور محمد	"	"	۲ر
لکھن	"	"	۲ر
اللہ بخش	"	"	۲ر
میاں ڈنا	"	"	۲ر
حیدر	"	"	۲ر
جیات	"	"	۲ر
فتح الدین	"	"	۲ر
الٰہی بخش	"	"	۲ر
فتح محمد	"	"	۲ر
جمعہ	"	"	ار
نیاز علی	"	"	ار
بوٹا	"	"	ار
پیر بخش	"	"	۱۰ر
جان محمد اسسٹنٹ ٹیلر ماسٹر بیٹیا		"	۸ر
نعمت خان ڈپٹی نرسی اسسٹنٹ		"	۱۲ر
علی محمد ڈربو صاحبان		"	ر
کھال کی قیمت سب صاحبوں کی طرف سے			۲ر

مندرجہ بالا رسید زر شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے مدرسہ کی ضروریات بوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ والنٹیر صاحبان اپنے اس عہد کی طرف توجہ کریں جو انھوں نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لینے سے کیا ہے۔ ڈاکٹر نعمت خان صاحب اور قاضی نظیر حسین صاحب کے چندے باقاعدہ آتے ہیں دوسرے والنٹیر صاحبان بھی ان کا اقتدا کریں + ایسا ہی ٹرسٹیوں کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ وہ بھی ماہ بماہ اپنے چندے بالتزام روانہ کریں غرضیکہ ہر چندہ دینے والے کو لازم ہے کہ وہ ترسیل چندہ میں بے قاعدگی کو اٹھاویں + تمام روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہیے اور اگر ان کی دستخطی رسید نہ پہونچے تو فوراً اطلاع دینی چاہیے۔ گذشتہ مہینوں کی آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام کی فہرست ہم اگلی اشاعت میں چھاپنی شروع کریں گے۔ انشاء اللہ

میگزین کے متعلق باوصفیکہ ہم ایک سے زیادہ مرتبہ لکھ چکے کہ عنقریب اس کا پراسپکٹس شائع ہوگا پھر بھی کم و بیش کوئی نہ کوئی خط میگزین کے متعلق ضروری استفسار کا آجاتا ہے۔ اس لیے ہم پھر ایک بار اطلاع دیتے ہیں کہ کوشش کی جا رہی ہے کہ میگزین کا پراسپکٹس بہت جلد شائع کیا جاوے جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی علالت اور مقدمہ دیوار کی مصروفیت بھی منجملہ دیگر موانع کے ایک مانع تھا + ایسا ہی سب سے بڑی اور اہم روک روپے کی مزاحمی ہے۔ میگزین کی مجلس منتظمہ چاہتی ہے کہ تین ہزار روپیہ جمع ہو جاوے تو پراسپکٹس جاری کیا جاوے اور اس کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو میگزین نکلنا شروع ہو جاوے اس لحاظ سے میگزین کا جلد نکلنا یا بدیر شائع ہونا قوم کے اپنے ہاتھ میں ہے قوم جس قدر جلد سرمایہ جمع کرے گی اتنی جلدی میگزین کی اشاعت کا انتظام ہو سکے گا چونکہ پچھلے چند دنوں سے میگزین کے متعلق کوئی تحریک نہیں کی گئی اس خاموشی سے فائدہ اٹھا کر (جو درحقیقت نقصان ہے) ترسیل زر میں سستی کی گئی ہے مگر ہم احمدی قوم کو بیدار کرتے ہیں کہ وہ بہت جلد اس سرمایہ کو پورا کر کے اور میگزین کے کارکنوں کو اس قابل بنانے کی سعی کرے کہ کم از کم وہ کمی سرمایہ کا عذر تو میگزین کی اشاعت میں تعویق کے لیے نہ کر سکیں + یہ بھی یاد رہے کہ میگزین کا ایڈیٹر انتخاب مضامین کے کام میں بدستور مصروف ہے اور چونکہ پہلے اشو کے ساتھ حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بھی ہوگی اس کے لیے بھی انتظام کر رہا ہے چنانچہ ولایت کے بعض کارخانہ والوں سے خط و کتابت کی جا رہی ہے اور ہندوستان کے بعض کارخانوں سے بھی خط و کتابت کی + خود جناب شیخ رحمت اللہ صاحب جو آج کل لنڈن میں مقیم ہیں اسی کام کے متعلق اور پوں جانے والے ہیں غرض کارکن بے فکر اور سست نہیں یہ صرف قوم کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جلدی شائع کرائے۔ یا ایڈیٹر

ایک ضروری امر جو قوم کی توجہ کے قابل ہے

الحکم کے کسی دوسرے حصہ میں ناظرین حافظ عبد الرحمن صاحب بٹالوی کے انتقال کی خبر پڑھیں گے اور اسی کے ضمن میں یہ تجویز بھی ان کی نظر سے گذرے گی جس کی حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواہش ظاہر کی۔ حقیقت میں قوم کو قوم بنانے کے لیے یہ امور ایسے ہیں جن پر اس توجہ کی ضرورت ہے حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب نے بھی اس سے پیشتر بذریعہ اشتہار ان ضرورتوں کو قوم کے سامنے پیش کیا تھا جو یہاں دار الامان میں پیش آتی ہیں۔ اور الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں بھی جب کہ جابجا چندہ کر کے جماعتوں کو تکلیف دینے والے اشخاص کے متعلق لکھا گیا تھا اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ قادیان میں منجملہ اور فنڈز کے ایک فنڈ ایسا ضرور ہونا چاہیے جو ضعفا اور غربا اور بے سروسامان مسافروں کی امداد میں کام آسکے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس ضروری سوال کو عملی طور پر حل کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔ اگر قوم اس قسم کے کسی فنڈ کے قائم کرنے کی فکر کرے تو ایک باقاعدہ منتظمہ کمیٹی قائم ہو سکتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ پر بزرگان ملت کی آرا کو معلوم کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نویں چٹھی

کئی دفعہ پڑھنی چاہیے

برادران ! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مجھے توفیق دی گئی ہے کہ چند مفید باتیں آپ کو سناؤں۔ میں اپنے تئیں خوش قسمت سمجھوں گا اگر میرے مطلبوں کے موافق یہ باتیں درحقیقت آپ لوگوں کے حق میں مفید اور مثمر برکات ثابت ہوئیں۔ بڑا سعید ہے وہ شخص جو اخلاص اور نصح کی بنا پر کوئی بات کہے وہ بات اُس کے حق میں باقیات صالحات میں سے ہو جاتی ہے اگر قلوب میں شجرۂ طیبہ کی شکل بنکر اُس کی جڑ لگجائے۔ مجھے اضطراری جوش بخشا گیا ہے اور میں اکثر اوقات اسی اُدھیڑ بُن میں رہتا ہوں کہ کون سے ایسے پیرائے خدا سے مانگوں اور کن اُسلوبوں میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کروں کہ میرے دوست قادیان میں رہنے کی ضرورت کو اس طرح محسوس کرلیں جیسے بقائے زندگی کے اسباب لازمہ کو ضروری سمجھتے ہیں۔ میرے دل میں تڑپ ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ بسا اوقات اسکے احساس سے میرا قرار اور آرام وحشی ہرن کی طرح میرے قابو سے رم کر جاتا ہے کہ کوئی ایسی بات میرے دوستوں کے جی میں بیٹھ جائے کہ وہ ندا کے بلائے ہوؤں کی طرح بے اختیار اسطرف کھچے چلے آئیں میں انشاء اللہ تعالیٰ اس چٹھی کے آخر میں اس بات پر کچھ لکھوں گا اسوقت وہ باتیں آپکو سناتا ہوں جن کے لکھنے اور قوم تک پہنچانے کے لیے مجھے امر ہوا ہے۔

شام کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے خدام حاضرین سے فرمایا کہ آج میں ایک نہایت ضروری بات سناتا ہوں اسکو پوری توجہ سے سب دوست سنیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کا فعل جو اُس کے نزدیک بہت سے مصالح پر مبنی ہوتا ہے اجنبی اور ناواقف نگاہ میں مورد اعتراض ٹھہر جاتا ہے خدا کے فضل سے یہاں ہر روز نئے آدمی آتے ہیں اور تھوڑے ہوتے ہیں جو ہمارے حال سے واقف ہوں اور وہ دیکھتے ہیں کہ ہم کچھ عرصہ سے لگاتار ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی کے دل میں کوئی اعتراض اور وسوسہ پیدا ہو۔ اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس بارہ میں اپنے عذر اور مصالح بیان کردیں جن کی بنا پر ہم ان نمازوں کو جمع کر رہے ہیں۔

سب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نہ ہمارا اور نہ ...... کسی فرد بشر کا مقدور اور اختیار ہے کہ شریعت کی ترمیم یا تنسیخ کرے۔ ہاں ہم شریعت کے مبارک اور باریک اشاروں سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ میری طبیعت کی اُفتاد ایسی واقع ہوئی ہے کہ جب تک پوری جمعیت حاصل نہ ہو اُس سلسلۂ مضمون کے زنجیر کی کڑیاں منتظم نہیں رہ سکتیں جو دل میں حاضر ہوا ہو۔ تشتّت اور تفرق سے اُس میں خلل آجاتا ہے۔ اور از بسکہ ضروری تھا کہ خطبۂ الہامیہ اور تحفۂ گولڑویہ اور تریاق القلوب اور دوسری چند کتابوں کو جو ایک عرصے سے معرض التوا میں پڑی ہیں پورا کیا جاتا اور ان کے مضامین کی دقت اور عظمت اس امر کی مقتضی تھی کہ سلسلۂ خیالات میں غیر منفک اتصال اور ارتباط رہے لہذا صحت نیت اور فتوائے قلب نے ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرنے کا مشورہ دیا۔ علاوہ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اسوقت روحانی جنگ میں مصروف ہیں ہماری حالت اسوقت بلا تفاوت موئے مشابہ ہے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس حالت کے جو غزوہ خندق میں آپ کی تھی جبکہ ایک شدید مصروفیت اور عذر نے آپ کے لیے پانچوں نمازوں کے جمع کرنے کی راہ کھول دی۔ چونکہ ابتدا میں مقرر ہو چکا تھا کہ مسیح موعود کی جنگ روحانی جنگ ہوگی اور اُس کے ہتھیار آسمانی ہتھیار ہوں گے اسلیے ممکن ہے کہ کسی نافہم اور سطحی خیال کے آدمی کو اس گھمسان اور خوفناک جنگ کی تصویر نظر نہ آوے مگر یہ حق اور واقعی امر ہے کہ روحانی طور پر ہمیں وہی واقعات اور مشکلات پیش آئے ہوئے ہیں جو اُس ہیبت ناک گھڑی میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں۔ بنا بر علی ہذا ہمارے سید و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فعل جو سنت صحیحہ ثابتہ کی ہمیں رخصت دیتا ہے کہ ہم صحت نیت کے ساتھ اس سے جمع صلوٰتین کا فائدہ اٹھالیں۔ اس کے سوا ہم چاہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس عظیم الشان پیشگوئی کو بھی پورا کریں جو آپنے فرمائی کہ نماز اُس کیلیے جمع کیجائیگی۔ اس پیشگوئی میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپکو خدا تعالیٰ نے یہ اطلاع دی کہ آپ کی اُمت کا آخری خلیفہ اُس سانپ یا دجّال سے جنگ کریگا جو ابتدا سے توحید کا دشمن چلا آتا ہے اور وہی اکیلا حضرت آدم کی شکست اور تمام انبیا کی ہتک کا انتقام اُس زہریلے دشمن سے لے گا۔ اور اُس آخری زمانہ میں جب کہ خدا تعالےٰ اور اُس کی پاک کتاب اور ساری نبیوں کی بے عزتی کی جاے گی وہی دین حق کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کرے گا اور اللہ تعالےٰ نے یہ بھی آپ کو دکھایا کہ اُسکی بعثت کے وقت سے آخر تک دو زرد چادریں اُسکے زیب تن رہیں گی یعنی ایک بیماری اُسکے جسم کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور ایک نیچے کے حصہ میں اس امر کے معلوم کرنے سے ضروری ہے کہ کام کی بزرگی اور مصروفیت کی شدت نے آپ کے مبارک قلب میں ترحم اور تعجب کو تحریک دی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں گذرا ہو کہ ایک طرف تو اُس کا یہ کام ہوگا کہ وہ اس جلیل ستمگر سے قتال کرے گا جسکے تصور سے آپ کا رنگ زرد ہو ہو جاتا تھا اور پھر

دو بیماریاں اور بڑی بھاری بیماریاں بھی اُس کے لازم حال رہیں گی تو اس صورت میں اتنا بڑا کام کیونکر چلے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تسلیت خاطر اور تثبیت قلب کے لیے جہاں خداوند کریم نے آپ کو مسیح موعود کی نسبت بڑی بڑی بشارتیں دیں جن کی بنا پر آپ نے کبھی اُس کے حق میں فرمایا کہ وہ بعثت کے بعد ۴۰ سال تک اپنا کام کرے گا یعنی اُس کی عمر لمبی کی جاوے گی اور کارروائی کے لیے وسیع موقعہ اُسے دیا جائے گا اور کبھی اُس کے حق میں **سلام** کہا جس سے یہ اشارہ ہے کہ وہ ایسے نازک جنگ اور خوفناک وقت میں سلامتی اور عافیت اور برکت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور اپنی مہمات کو انجام دے گا ان ہی بشارتوں کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آپکو یہ بھی اطلاع دی کہ اُس کے لیے نماز جمع کی جائے گی (**تجمع لہ الصلوٰۃ**) یہ نہیں فرمایا کہ وہ نمازوں کو جمع کرے گا بلکہ یہ فرمایا کہ اُس کے لیے یعنی اُس کے اغراض ومقاصد کے سرانجام اور سہولت کو مدنظر رکھکر اُس کے لیے نماز کی جمع کی جائے گی۔ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ پیشگوئی فرمانا کہ وہ بیمار ہوگا اور اُس کے لیے نمازیں جمع کی جائیں گی اور دوسری طرف واقع اور خارج میں بھی ایسا ہی ہونا یعنی ہمارے پیش دست بڑے بھاری کاموں کا ہونا اور عظیم الشان روحانی جنگ کا پیش آنا اور دو بیماریوں میں مبتلا ہونا اور پھر بلا تکلف شدت ضرورت کی وجہ سے اضطراراً ظہر اور عصر کو جمع کرنا۔ ان باتوں پر فی الحقیقت وہ شخص بڑا حظ اُٹھا سکتا اور خدا کی ہستی پر لذیذ اور نیا ایمان پیدا کرسکتا ہے۔ جو قلب سلیم رکھتا ہو۔ فرمایا کیا ہم نے تکلف سے یہ کوشش کی ہے کہ ان باتوں کے مصداق بنجائیں اور ان سب امور کو بناوٹ کے ساتھ اپنے اوپر جمالیں۔ پیش گوئی میں **یکسر الصلیب** کا ہونا جو بتاتا ہے کہ کتنا بڑا کام اُسے سپرد کیا جائے گا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسے دو زرد چادریں پہنی ہوئے یعنی بیمار دیکھنا اور پھر فرمانا کہ اُس کے لیے نماز جمع کی جائے گی اور پھر ہماری ذات اور ہمارے واقعات کا ٹھیک ٹھیک اور فی الواقع اُس کا مصداق ہونا کیا یہ خدا تعالیٰ کے عجائب کاموں سے نہیں۔ ممکن تھا کہ صلیب کے شدید غلبہ کا وقت ہی نہ ہوتا یا اس امر سے ہمیں مناسبت ہی نہ ہوتی اور ہماری طبیعت کا میلان کسی اور مباحثہ اور کام کی طرف ہوتا یا اس کام سے کماحقہ عہدہ برا ہم نہ ہوسکتے۔ یا بیمار نہ ہوتے کون ایسا المخلص ہے جو سالہا سال سے ہمیں جانتا ہے اور اس واقعی اور ضروری بات پر اُسے اطلاع نہیں کہ دو بیماریاں ہمیں لازما چمٹی رہتی ہیں۔ اب غور کرنا چاہیے کہ کیا کسی انسان کی قدرت میں ہے کہ تکلف اور افترا سے ان مواد اور اسباب کو اپنے حق میں جمع کرلے۔ کوئی تکلف ہی کرکے تو دکھائے۔ پہلے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے۔ اور پھر تکلف بناوٹ اور افترا سے اپنے تئیں انہی آسمانی اور زمینی باتوں کا مصداق بنانے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو یقیناً یاد رکھے کہ وہ اُن ناپاک مفتریوں کی طرح نابود ہو جائے گا جو بناوٹ کی چال اختیار کرکے خدا کے غضب کی آتش غضب کا ہیزم بنے۔

پھر فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم پیشگوئی کو اپنے ہاتھ سے کیوں پورا کرتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ کی سنتوں اور انبیا علیہم السلام کے حالات سے ناواقفوں نے اس سے پیشتر منارہ کی تعمیر کی نسبت یہی اعتراض کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ بعض باتوں کو وہ بلا توسط انسانی ہاتھوں کے خود اپنے ہاتھ سے پورا کرتا ہے جیسے اُس نے آسمان پر کسوف خسوف کی پیشگوئی کو پورا کیا اور بعض لازما انسانی واسطوں سے پوری ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا تھا کہ آپ کے اعدا شکست کھائیں گے اور ہلاک کیے جائیں گے۔ اب نادانوں کے زعم کے موافق چاہیے تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ان وعدوں صدق و وقوع پر ایمان لاکر خاموش ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہتے اور کفار کے مقابل ہتھیار نہ اُٹھاتے۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدوں کے وقوع کی کیفیت کے علم اور سنن الٰہیہ کی پوری واقفیت اور ابتلاع نے اُنکے دل میں جوش ڈالا کہ مردانہ وار اُٹھیں اور ان پیشگوئیوں کو اپنے ہاتھوں سے پورا کریں۔ اس امر کی تائید خدا تعالےٰ کے اس حکم سے ہوتی ہے۔ جو اس نے اپنے نبی کو دیا کہ یا ایہا النبی حرض المؤمنین علی القتال اسیطرح حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ جبکہ انہوں نے ایرانی لوٹ کے سونے کے کنگن اپنی نوجلے ایک مسلمان کو پہنائے اور فرمایا میں نے یہ تمھیں اس لیے پہنائے ہیں کہ وہ پیش گوئی جو کتاب اللہ میں (**اسورۃ من ذھب**) ہے پوری ہو جائے۔ اسی طرح علم تاویل الرویا میں مقدر ہو چکا ہے کہ اگر کوئی دیکھے کہ اُس نے کسی شخص کو کچھ دیا ہے یا کوئی نیکی کسی کے حق میں اُس سے وقوع میں آئی ہے تو تا بمقدور اس رویا کی بات کو پورا کردے۔ غرض کسی کا حق نہیں اور نہ مقدور ہے کہ تصنع اور افترا سے اپنے قد و قامت کو آسمانی خلعت کے حسب حال اور موزون بنائے سارے لوازم کو پورا کرنا اور مناسب اسباب کو مقاصد کی تقریب کے لیے مہیا کردینا باری تعالےٰ کا فعل ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام یہ تقریر کر چکے تو مولوی **نور الدین** صاحب نے آپکو مخاطب کرکے کہا کہ مجھ سے بھی کئی دفعہ لوگوں نے اس جمع کی نسبت سوال کیا اس کے جواب میں جو کچھ میں نے اُنھیں کہا میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں بھی گذارش کردوں۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ میری تقریر کے سمجھنے میں کسی نے خطا کی ہو اور کوئی غلط فہمی واقع ہو گئی ہو تو اب حضور کے سامنے ایک بات پوری صفائی سے کھل جائے سیدنا میں نے (مولوی صاحب نے فرمایا) اُنہیں جواب دیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں تین موقعوں پر نمازوں کو جمع کیا۔

(۱) آپ نے عرفات کو جاتے وقت ظہر اور عصر کو جمع کیا۔ اور پھر عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو جمع کیا۔

(۲) غزوۂ خندق میں آپ نے پانچوں نمازوں کو جمع کیا۔

(۳) آپ نے سفروں میں ظہر و عصر اور عشا اور مغرب کو جمع کیا۔

ان واقعات میں کبھی تو آپ نے جمع تاخیر پر عمل کیا جس کا واضح اور روشن ثبوت صحاح میں موجود ہے اور کبھی آپ نے جمع تقدیم سے کام لیا اس کے بارہ میں حسن حدیثیں موجود ہیں۔ رہی وہ جمع جو خوف اور بارش اور مرض کے وقت کی جاتی ہے یہ لوگوں کا اپنا استنباط اور استدلال ہے۔ ترمذی میں ایک حدیث جمع کی ہے جس کی نسبت ترمذی نے یہ کہا ہے کہ اس پر عمل در آمد نہیں ہوا مگر لوگوں نے اس کے اس دعویٰ اجماع پر سخت اعتراض کیے ہیں۔ بہر حال ان باتوں سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ کسی عذر قوی کی بنا پر انسان بعض نمازوں کو جمع کر سکتا ہے اس پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صحابہ معمولاً بیماریوں میں بھی مبتلا ہوتے تھے۔ ان کے وقتوں میں مینہ بھی برستے تھے عرض بارش کے موقعے ان کو بھی ملتے تھے۔ مگر یہ ثابت نہیں ہوا کہ ان کے لیے جمع کا ارشاد ہوا ہو یا اپنے طور پر کبھی انھوں نے جمع کی ہو۔ سفروں میں تو ثابت ہوتا ہے کہ بیمار کی عذر پر وہ جماعت کی نماز میں حاضر ہونے سے معاف رکھے گئے مگر حضر میں یہ فتویٰ بھی ان کے حق میں کبھی جاری نہیں ہوا۔ پھر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا یہاں تک تو میں نے انھیں مسئلہ کی اصل حقیقت اور شریعت کے امور کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ مدت ہوئی حضرت امام علیہ السلام سے جمع کی نسبت عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جمع کرنے والا اپنے نفس میں غور کر کے دیکھ لے کہ آیا وہ نفس کی شرارت اور کسل کی تحریک سے جمع کرتا ہے یا خدا کے لیے کرتا ہے۔ مجھے تو اسی وقت سے یہ جواب بڑا اچھا اور لذیذ معلوم ہوتا ہے اور میں اسے کافی اور دل تسلی بخش جواب سمجھتا ہوں۔ پھر میں نے ان لوگوں کو کہا کہ حضرت امام علیہ السلام کا معاملہ اور ہے ان کا معاملہ اور واقعہ اس وقت بالکلیہ غزوہ خندق کے معاملہ سے مشابہ ہے اس لیے حضرت امام اور آپ کے ساتھ کے لوگ تو جمع نمازیں عند اللہ معذور ہیں مگر تم لوگ جو اسے اپنے خیال کے موافق ایک سند بنا کر اپنے شہروں اور مکانوں میں جمع بین الصلوٰتین کرتے ہو تمھارے لیے ہرگز جائز نہیں اور تم دانستہ یا نادانستہ سنت کے خلاف کرتے ہو۔

مولوی صاحب کی اس تقریر کو حضرت امام علیہ السلام نے از بس پسند فرمایا اور فرمایا کہ واقعی یہی ہمارا مذہب ہے اور ہم عذر کی بنا پر اور نیز ان خصائص کی بنا پر جو مسیح موعود سے مخصوص کیے گئے ہیں جمع نماز کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ جو ہمارے اس حال اور چال کو سند بنا کر خواہ مخواہ بلا ان عذروں کے جمع کریں جو سنت صحیحہ ثابتہ سے ثابت ہیں تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوں گے۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تقریر کو اپنے طور پر ضبط کر کے الحکم میں شائع کر دو کہ غلط فہمی دور ہو جائے اور شریعت حقہ کے احکام میں خود رائی کو دخل دینے کی گنجائش کسی کو نہ رہے۔ اور فرمایا کہ اس مضمون کو تین دفع الحکم میں شائع کیا جاوے۔

۳۰۔ اگست کی شام کو حضرت اقدس نے بڑی عجیب تقریر کی جتنی حافظہ محفوظ رکھ سکا بھائیوں کی نذر ہے۔ اس کی تحریک اس طرح ہوئی کہ کسی نے حاضرین میں سے بٹالہ کے نمبردار مہر نبی بخش کا ذکر چھیڑ دیا۔ فرمایا بعض لوگوں کو [illegible] اور لسانی کے مشتاق ہو گئے ہیں لفظ یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ بھی اصلاح و فساد عالم کا کام کر سکتے ہیں۔ [illegible] گمان کر لیا کہ [illegible] اور [illegible] کی طرح اشتہار جاری کرنا اور کتابیں لکھنا ہے اور یہ کام تو وہ بھی کر سکتے ہیں مگر یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو لوگ آسمان سے [illegible] حقہ کے وقت ضرورت کے [illegible] لے کر آتے ہیں انھیں باطل سے جنگ کرنے کے لیے اور ہی ہتھیار دیے جاتے ہیں۔ انھیں اول درجہ کی صنعت تعریف دی جاتی ہے۔ وہ پورے درجہ کے مطہر و مزکی ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انھیں دنیا کی ہر قسم کی پلیدیوں اور کمزوریوں سے پاک کر کے بھیجتا ہے۔ ان کی روح کو آسمان سے اتصال بخشا جاتا ہے۔ انھیں وہ قوت قدسی اور انفاس طیبہ عطا کیے جاتے ہیں کہ پہاڑ ان کی عقد ہمت کے مقابل اس بادل کی طرح پاش پاش ہو جاتے ہیں جس پر ہوا مسلط کر دی گئی ہو۔ وہ اسباب عادیہ اور مواد مالوفہ سے تمسک کرتے ہیں نہ اس لیے کہ ان کے نزدیک ان پر کام کا مدار اور انحصار ہوتا ہے بلکہ اس لیے کہ رعایت اسباب مسبب مقتدر کے حکیمانہ فعل کی قدر کرنا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ کارخانہ جو دار ایمان و عمل اور ایمان بالغیب کا بالطبع مقتضی ہے ایک قسم کے حجاب اور استار میں مخفی رہے اور حقیقت کار سے پردہ اٹھ کر دار الشہود نہ بن جائے۔ اور اس لیے بھی کہ تیز بینوں اور بالغ خردوں اور پس دیوار حجاب دیکھ لینے والوں اور سطح کے اوپر اوپر رہنے والوں میں تمیز اور تمحیص ہو جائے۔ فرمایا کیا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے معتاد اسباب کی حمایت سے وہ کامیابی حاصل کی کہ جس کی نظیر لانے سے تاریخ عالم ساکت ہے؟ مکہ معظمہ میں جن دنوں ضعف کے پورے سامان موجود تھے اور کامیابی کے اسباب عادیہ سے ایک سبب بھی ہاتھ میں نہ تھا آپ کے منہ سے یہ نکلا سیھزم الجمع و یولون الدبر بل الساعۃ موعدھم و الساعۃ ادھی و امر کہ عنقریب ایک وقت آتا ہے کہ دشمنوں کی جمعیتیں پاش پاش کر ڈالی جائیں گی اور وہ گھڑی جو خدا کے علم میں قطعی طور پر مقرر ہو چکی ہے دشمن لشکر کے وعدہ کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی ان لوگوں کو جو آج دانشمندی اور فنون حرب کے دعوے

کرتے ہیں سراسیمہ اور حواس باختہ کردینے والی اور آخر تلخ کامی اور نامرادی کے پیالے پلانے والی ہوگی۔ اور پھر ایسے ہی وقتوں سے یہ حیرت انگیز دعویٰ کہ اس کی کنہ کو انسانی نظر تو پہونچ نہیں سکتی آپ کیطرح کیا گیا اور وہ یہ ہے **فکیدونی جمیعًا ثم لا تنظرون** ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قسم کے ہتھیار تمھارے پاس ہیں زور کرکے نہ رکھو۔ سکائد اور منصوبہ بازی کے سب کے سب حربے چلالو اور مجھے ایک لحظہ بھر کی مہلت نہ دو۔ اس قسم کی جلالی آیتوں سے مکی سورتیں بھری پڑی ہیں فرمایا ہر دانشمند کو سوچنا چاہیے کہ کیا **انبیا علیہم السلام** کو کسی دنیوی سبب پر بھروسا ہوتا ہے جس سے اُن کے دلوں میں یہ فوق العادت شوکت اور تحدی پیدا ہوتی ہے۔ نہیں یاد رکھو وہ ازل سے کامیابی کے خمیر سے ترکیب یافتہ ہوکر آتے ہیں۔ اور خدا کی انتخاب دانائی نے اُنھیں لاکھوں بندوں سے اصلاح کے کام کے لیے برگزیدہ کرلیا ہوتا ہے۔ اُن کا آنا اور کام کو شروع کرنا اپنی تجویز اور منصوبہ کی بنا پر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک زبردست طاقت کے ہاتھ میں ایک مقصود کے سرانجام کے لیے کٹھ پتلی کیطرح ہوتے اور سچا مصداق اس پاک وصف کا ہوتے ہیں **ویفعلون ما یؤمرون**۔ یہی سرّ ہے اس آیت کا جو خدا تعالیٰ کے کامل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعویٰ کو ایک رنگ میں ظاہر کرتی ہے اور وہ یہ ہے **ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی**۔ ایک نادان جس کے تمام کپڑے سفلی زندگی کے کیچڑ سے آلودہ ہیں اور تطہر اور تزکیہ اور تبتل اور فنا کے مدارج سے ایک درجہ بھی جسے نصیب نہیں ہوا دنیا کے مکار جیفہ خواروں کی تقلید میں تمنا رکھتا ہے کہ یہ معاملہ صرف زبان درازی اور منصوبہ بازی پر موقوف ہے اور راہ سے روکوں کو اُٹھانے کے لیے خدا کے وجود کی کوئی ضرورت نہیں۔ فرمایا اس راہ کے مرد کیلئے شرط لازم ہے کہ آسمانی ہو اور آسمان کیطرف ہی اُس کی نگاہ ہو اور زمین کی کسی طاقت پر اُس کا تکیہ نہ ہو۔ فوقیت اور غلبہ اور نصرت اُسی کے لیے مقدر ہے جو فوق سے آتا ہے۔ زمین کا کیڑا جو سوراخ سے اس لیے نکلا ہے کہ حرص و آز کے منہ کے لیے کوئی دانہ تلاش کرے ناگہاں کسی پاؤں کے نیچے مسل ڈالا جاتا ہے فرمایا اس شخص پر سیاہ بختی نے اسی راہ سے سایہ ڈالا ہے کہ اُسے گمان ہوگیا ہے کہ وہ بھی اشتہار شائع کرسکتا اور رسالے نکال سکتا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ اب اُسے پوری طاقت حاصل ہوگئی ہے کہ استقلال کا جھنڈا اکھاڑ کردے۔ فرمایا ہماری راستی اور سچائی پر اللہ مولے کی تائید اور نصرت کے لیے ایک عظیم الشان پاسبان مقرر کیا گیا ہے جو بداندیش چوروں کو اُس حصن حصین کے نزدیک آنے نہیں دیتا اور وہ ہے **انّی مھین من اراد اھانتک**۔ یاد رکھو جو شخص اس لیے اُٹھے گا کہ اس سلسلہ کا استخفاف کرے خدا اُسے ضرور خفیف کردے گا اور یہی بڑی بھاری علامت اس کی سچائی کی ہے کما قال عزّ من قائل **فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض**۔ یعنی وہ لوگ جو جھاگ کیطرح فضول محض ہیں پوری اکارت چلے جائیں گے پر وہ جو نافع وجود ہیں اُنھیں بقا اور استقرار بخشا جائے گا۔ فرمایا ہزاروں معجزوں کے قائمقام ہماری طرف سے یہی معجزہ ہوگا کہ

ہم جیت جائینگے

اور خدا کا وعدہ **انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد** ہمارے حق میں احسن طور پر پورا ہوگا۔ ہم بیسیوں سال سے ہر قسم کے مخالفوں کو یہی کہہ رہے ہیں چنانچہ براہین احمدیہ اور دیگر کتابوں میں ایسے جلالی الہامات شائع ہوچکے ہیں کہ **فکیدونی جمیعًا ثم لا تنظرون**۔ فرمایا کیا ہر طبقہ کے لوگوں نے اپنی اپنی کمان سے زہر آلود تیر ہماری طرف نہیں چھوڑے اور جو کچھ کسی سے ہوسکا ہمارے استیصال کی منصوبہ بازیوں میں اپنی طرف سے ذرا بھی فروگذاشت نہیں کی۔ ہماری آبرو پر۔ ہماری جان پر۔ ہمارے مال پر غرض ہمارے تعلقات پر جاں ستاں حملے کیے گئے۔ اب کیا ہمارا بچ رہنا اور اُس کام کا ہمارے ہاتھ سے پورا ہونا جس کے لیے ہمارا آنا موعود ہوا ہے اور ہمارا اس کام کو ادھورا چھوڑ کر اس دنیا سے دشمن کام نہ اُٹھ جانا طالبان حق کے لیے خدا کا بڑا بھاری نشان نہیں؟ یہی نشان ہے جو ہمارے نبی کریم سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور یہی آپ کے طفیل سے اور آپ ہی کی خدمت کے لیے ہمیں بخشا گیا ہے۔ فرمایا جب کوئی ہمارے خلاف کچھ بولتا یا قلم پکڑتا ہے تو وہ ایسا گمان کرتا ہے کہ اب وہی اکیلا زہریلا سانپ اُٹھا ہے جو ہماری ایڑی کو ڈسے گا اور اب وہ پھر اپنی تاریک سوراخ میں واپس نہ جائے گا جب تک اس کی ساری کچلیاں اپنا کام نہ کرلیں۔ مگر وہ بہت جلد اس مچھلی کی طرح جو پانی سے الگ کی جائے بیکار ہو جاتا اور اُس کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ فرمایا ایک دفعہ ان سب لوگوں کو ان کے ناثروں کو۔ ان کے شاعروں کو۔ ان کے منطقیوں کو۔ ان کے فلسفیوں کو۔ ان کے مولویوں کو ان کے سجادہ نشینوں کو۔ ان کے اخبار نویسوں کو۔ غرض ہر متکبر کو اعلان کردو کہ جتنا **زور** وہ اس **کارخانہ** کے نابود کرنے کے لیے لگا سکتے ہیں **لگالیں**۔ آرام کو اپنے اوپر حرام کردیں اور تمام طاقتوں کی تلواروں کو نئے سرے سان پر چڑھائیں پھر دیکھیں کہ وہ کیا کرسکتے ہیں اور دیکھیں کہ خدا اپنے **بھیجے** ہوئے کی کیسی **نصرت** کرتا ہے۔ فرمایا **انبیا علیہم السلام** کی نسبت خدا تعالےٰ فرماتا ہے

اولی الایدی والابصار جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ کام کرنے والے اور دیکھ بھال کر راہوں کی طرف بلاتے تھے جنہیں خدا تعالیٰ نے انہیں قائم کیا تھا اور وہ تصورات کے پیچھے لگنے والے اور خیالی آدمی نہ تھے وہ عملی آدمی تھے اور علیٰ وجہ البصیرۃ حق کی طرف بلاتے تھے۔ پھر فرمایا زمین پر کسی کو فتح نصیب نہیں ہوتی جب تک پہلے آسمان کے دفتر میں اُس کے نام نہ لکھی جاوے۔ فرمایا خوب یاد رکھو کہ فتح کی اصلی کنجی تقویٰ ہے اور تقویٰ بھی وہ جو کامل طور پر ہو۔ وہ تقویٰ جس کے کسی پہلو میں خامی ہو خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں پاتی۔ اور یہ کامل تقویٰ انہیں لوگوں کو ملتی ہے جو خدا کے مامور و مرسل ہوتے ہیں دوسروں کو وہ کامل تقویٰ جو آسمان کو اپنی طرف جھکالے میسر نہیں آتی۔ فرمایا اگر بڑے بھاری مٹکے میں بہت سے آدمیوں کے لیے شربت بنانا چاہیں اور شیرینی کے لیے ایک بتاسہ اُس میں پھینک دیں تو کیا وہ اس قابل ہوگا کہ اُسے پسند کیا جائے۔ یہی حال اُس تقویٰ کا ہے جو نہایت کمزور اور ناتمام ہوتی ہے۔ ایسی تقویٰ ہرگز اُس نصرت اور تائید کو کھینچ نہیں سکتی جو ازل سے کامل تقویٰ کے حصہ میں لکھی جا چکی ہے۔ فرمایا زمینی لوگ جو سانپ کی طرح پیٹ کے بل چلتے اور کبھی انہیں نصیب ہی نہیں ہوتا کہ مضطر ہو ہو کر آسمان کی طرف دیکھیں اور اصلاح کا بڑا تکلف سے اُٹھا لیتے ہیں جس کے لیے اُن کے قویٰ ترکیب دیئے گئے ہوتے نہیں آخر کار تھک کر رہ جاتے ہیں یا نامراد اور ناکام مر جاتے ہیں۔ فرمایا مخالفوں کی کثرت اور دشمنوں کی قوت اور شوکت سے نہ گھبراؤ اور یاس کو دل میں راہ نہ دو کیونکہ وہ کام ہو گا جس کا خدا نے ارادہ فرمایا ہے۔ کیا یہود اور نصاریٰ اور آتش پرست اور مشرک قوموں نے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کچھ تھوڑا زور لگایا تھا۔ آخر تقویٰ کے سر پر فتح کا تاج رکھا گیا۔ اب بھی ایسا ہی ہو گا۔ خدا تعالیٰ ہمارے دل کو اور دشمنوں کے دلوں کو دیکھ رہا ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہم خدا کے جلال اور اُس کے رسول اور اُس کے کلام کی عزت اور جبروت کے اظہار کے لیے کام کر رہے ہیں اس لیے یقیناً ہم منصور ہوں گے۔ اور اگر ہم دنیا کے کیڑے اور بناوٹ سے ایک کام کر رہے ہیں جس کے لیے ہمیں خدا نے ماموروں کی طرح کھڑا نہیں کیا تو ہمارے ہلاک کرنے کو وہی اکیلا غیور کافی ہے۔ زمین کے لوگ زور لگائیں یا نہ لگائیں ہمارے افترا اور ناروا جسارت کا کیڑا ہی ہمارے عصا کو کھا جائے گا۔ فرمایا یہ لوگ ناحق شور مچاتے اور منصوبہ بازی میں اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ اگر خدا کے کلام کو پڑھتے اور تدبر کرتے جہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ و ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ خدا تعالیٰ نے یہ کلام ایسے پیچیدہ معاملات اور واقعات میں بطور فیصلہ ناطق اور حکم کے نازل فرمایا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ ماموروں کا سلسلہ ہمیشہ اُس پہلی شکل میں قائم رہے گا جیسی کہ واقعات نے اس کا ثبوت دیدیا اسلیے یہ قول فصل بیان فرمایا۔ اگر کوئی واقعی حقیقت اس کے اندر نہیں یوں ہی ایک خیالی ڈھکوسلا ہے تو خدا کی بزرگ اور سدا زندہ رہنے والی کتاب کی ہتک ہو گی جس سے اُس کا دامن پاک ہے۔ لامحالہ اس کا یہی مطلب ہے کہ مفتری کو اُس کا افترا ہی ہلاک کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ فرمایا ان دشمنوں اور ان کی کثرت کا میرے دل پر کبھی کوئی اثر اور رعب نہیں پڑتا میں خیال کرتا ہوں کہ ایک ہو دو ہوں اتنے ہزاروں کا ہم اپنے جسمانی زور اور زمینی بل سے کیونکر مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان کی کثرت ہی انہیں ہمارے دل میں معدوم اور محض بیکار وجود بنا دیتی ہے۔ اس لیے کہ جس قدر اعدا کی کثرت اور شوکت اور قوت مقابلہ میں نمودار ہوتی ہے اتنی ہی خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کی خوشبو دل کو محسوس ہوتی اور اس کی معیت کے لذیذ اور متواتر پیغام آتے ہیں پھر دلیر کسی طاقت کا کیا اثر پڑ سکے۔ کیا ہزار ہا غل غپاڑہ کرنے والے کوّے اپنی کثرت سے گو وہ آسمان کی فضا کو کالا کر دیں ایک جرّہ باز کے قلب کو مضطر کر سکتے ہیں۔ آسمانی آدمی ایک قلب رکھتا ہے اور خدا کے جلال اور مقتدر ہاتھ نے اُس میں ایک کام کے لیے شجاعت اور جلادت کا مادہ مخمر کیا ہوا ہے کیونکر ممکن ہے کہ اُس میں زمین کے مردہ سانپوں اور ایسے قالبوں کا جن میں کوئی حقیقی روح نہیں ہوتی رعب دخل پا سکے۔ خدا کے نزدیک ایک آسمانی آدمی کے مقابل لاانتہا زمینیوں کی پر پشہ کی قدر نہیں ہوتی۔ وہ اپنے ایک برگزیدہ کے لیے سارے نظام کو الٹ دیتا اور ایک اُمید کے بر لانے کے لیے لاکھوں اُمیدوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ فرمایا ہزاروں دھمکیاں ہمیں دی جاتی ہیں اور وقتاً فوقتاً بہت سے سب و شتم کے خطوط آتے ہیں اور طرح طرح کے مقدمے ہم پر برپا کیے گئے اور ہنوز منصوبہ بازی اور مکاری کے قدموں میں لغزش نہیں آئی مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کبھی ایک آن کے لیے ان امور سے ہمارے بشاشت کام میں اختلال واقع نہیں ہوا۔

ایک لطیف مضمون کے تحریر کے اثنا میں اگر کوئی ایسی ناملائم بات پیش آگئی ہے جو زمینیوں کی آنکھ میں ایک جہان کو تیرہ و تار کر دے مگر بحمد اللہ ہمیں محسوس بھی نہیں ہوئی اور ہمارے قویٰ پوری صفائی اور شجاعت سے اُس میں مصروف رہے میں نے بارہا اس قسم کی استقامت کے کلمات حضرت کی زبان مبارک سے سُنے ہیں اور اپنے دراز تجربہ اور مشاہدہ سے عملی طور پر بھی حضور علیہ السلام کو ایسا ہی بلکہ ان الفاظ کے مفہوم سے بھی بڑھ کر دیکھا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ان

کلمات نے ہمیشہ میرے قلب میں میخ فولاد کی طرح آپ کا من جانب اللہ ہونا راسخ کیا ہے۔ مجھے یہ عادت پڑی ہوئی ہے اور اس میں عجیب لذت محسوس کرتا ہوں کہ جب حضرت امام علیہ السلام مجلس میں بیٹھتے ہیں تو میں آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھتا ہوں۔ اُس چہرۂ خدا نما کے خطوط کی درخشانی اور لانظیر متانت اور استغنا اور شجاعت سے بھرتی ہوئی آب اور ادا اور پر شوکت الفاظ جو بلا تصنع منہ سے نکلے چلے آتے ہیں اور وہ قوت قلب جو اُن الفاظ کے وادیوں سے پر زور رَو کی طرح موجزن ہوتی ہے اور ایک غنا اور اقتدار عجیب کے ساتھ مجلس میں کلام کرنا جس میں برگزیدہ علما اور بڑے بڑے ذی فہم ہوتے ہیں اور استغنائے کلی سے علوم الٰہی کے نکات عالیہ کو بیان فرمانا جس سے بالبداہت سمجھ میں آتا ہے کہ متکلم کے دل کو کسقدر اپنی راستی اور صدق کا شعور بخشا گیا ہے اور اس قوت کی موجودگی کی بصیرت سے اُسے اس تاثر سے بکلی بے نیاز کیا گیا ہے کہ کوئی اور طاقت بھی سامنے بیٹھی ہی۔ غرض ان اداؤں سے میرے ایمان کو کسقدر نشو و نما ہوتا اور کسقدر انشراح اور قوت پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالے کے سوا کوئی ہم جنس اس کیفیت کو سمجھ نہیں سکتا۔ اب اصل بات یہ ہے کہ میں پوری بصیرت سے اس نتیجہ تک پہنچا ہوا ہوں کہ استقامت ہی ایک چیز ہے جو اس برگزیدہ قوم کی صدق و حقیت کا کامل معیار ہے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی خوبیوں اور عجائب اسرار ہونے پر لطیف تقریر کرتے رہے اور پھر بہت زور سے فرمایا کہ ہماری جماعت کو چاہیے کہ بڑے تدبر سے قرآن کریم کو پڑھا کریں۔ اور اگر کوئی علمی نکتہ سمجھ میں نہ آوے تو جلد گھبرا نہ جاویں اور چھوڑ نہ دیں بلکہ نمازوں کے اندر دعائیں مانگیں کہ خدا تعالے اُس کی حقیقت کو کھول دے۔ فرمایا میرا تو ہمیشہ سے یہی قاعدہ ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آئی اُس آیت کو سامنے رکھ کر دعا کرتا ہوں بسا اوقات چھ ماہ تک برابر دعا کی ہے اور وہ نکتہ خدا نے کھول دیا اور فرمایا ہم کبھی کلام الٰہی کے احاطہ کا دعوی نہیں کرتے اور نہ ایسے مدعی کو پسند کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک کلام الٰہی خدا کے کام کیطرح ناپیدا کنار سمندر ہے۔ کس نے مخلوقات میں کسی شئے کے کل خواص پر احاطہ کرلیا ہے جو یہ دعوی موزون ہو سکے کہ کسی نے کلام الٰہی کے اسرار کا احاطہ کرلیا ہے اور فرمایا ہمارا تو اصول ہے کہ جتنا علم بخشا جاتا ہے اُسے لے لیتے ہیں اور باقی مجہولات کے لیے امیدوار رہتے ہیں۔

اب میں اپنے جوش اور ارادہ کے خلاف بعض رکاوٹوں کی وجہ سے اس چٹھی کو ختم کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے تئیں ناقابل محض اور قاصر پاتا ہوں اُن کلمات طیبات کو محصور کرنے اور اُس کیفیت کی تصویر دکھانے سے جو گذشتہ ہفتہ میں سُننے میں آئے اور دیکھنے میں آئی۔ اصل میں تو یہ سارا مہینہ اسی لطف میں گذرا ہے۔ اس صورت میں ایک تیز حس ہمدرد کے سوا کون محسوس کر سکتا ہے کہ کسقدر سوز اور درد اُس شخص کے دل میں ہوگا جسکی جان کو یہ تڑپ بخشی گئی ہے کہ وہ ہر ایسے موقعہ پر عین لذت کی حالت میں اس تصور کے تلخ گھونٹ پیتا ہے کہ آہ آج فلاں دوست ہوتا اور فلاں بھی ہوتا۔ میرے دوستو غفلت اور سُستی کو چھوڑ دو۔ اسوقت کو غنیمت سمجھو مغالطہ نہ کھاؤ کہ تم بڑے ذہین ہو اور کتابیں اور اشتہار اور اخبار پڑھتے ہو اور لوگوں کے ساتھ فوتی کے مسئلہ پر کامیاب بحثیں کرتے ہو اس لیے تم یہاں آنے اور رہنے سے بے نیاز ہو یاد رکھو کہ یہ کمالات تم سے زیادہ بعض لوگوں کو حاصل ہیں جو اس کوچہ میں فرش خاک پر بیٹھے ہیں۔ وہ علوم صحیحہ اور عقائد حقہ جن پر مدار ہے تزکیہ نفس اور تہذیب اخلاق کا اور جو مابعد الموت کام آنے والی چیزیں ہیں وہ حاصل نہیں ہوسکتی جب تک صادق کی صحبت اختیار نہ کی جائے۔ خدا تعالے تمھیں ایسی روح دے جو بزور کشش کی قوت سے تمھارے بھاری اور بوجھ کے تلے دبے ہوئے جسموں کو کھینچ کر یہاں لے آئے اور ایسا نور عطا کرے کہ تمھیں نظر آجائے کہ تمام عقلیں اور سمجھیں تاریکی کے غول ہیں جو اس نور سے مستفاد اور مستفید نہیں۔

آخر میں ایک بے جوڑ سی بات کہتا ہوں جو حقیقت میں ہمارے سلسلے سے عجیب جوڑ رکھتی ہے کہ **مدرسہ** کی ضروریات کی طرف توجہ کرو اور اپنے **چندے** باقاعدہ بھیجو۔ سنو اور کان کھول کر سنو کہ اب **۳۰۰** سو روپے سے زائد ماہوار خرچ ہوتا ہے۔ کیا غفلت اور بے توجہی کرنا اسصورت میں معصیت الٰہی میں داخل نہ ہوگا۔

اب میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے تمھارے ساتھ ہو اور تمھاری ہمتوں میں قوت اور برکت بخشے۔ آمین۔

عاجز عبد الکریم

کتب خانہ مدرسہ تعلیم الاسلام

احباب پر روشن ہے کہ اس مدرسہ میں عربی انگریزی وغیرہ ہر طرح کی تعلیم انٹرنس تک دیجاتی ہے اور علاوہ ازیں دینیات کی جماعت جداگانہ ہے۔ ایسے مدرسہ میں ایک کتب خانہ کا ہونا ہمیشہ ضروری ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مساکین طلبہ کو یہاں کتابیں مفت دی جاتی ہیں۔ مگر مدرسہ کا سرمایہ فی الحال اتنا نہیں کہ ایک کتب خانہ بڑا مہیا کیا جاسکے۔ اس لیے احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ اپنی نئی یا پرانی کتابیں درسی یا غیر درسی جو اُن سے ہوسکیں

انتخاب

ڈائری

حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

نبی بخش بٹالوی کا ذکر آیا ہے کہ اُس نے مصلح ہونے کا دعویٰ کیا اور ایک اخبار نکالنے کا ارادہ کیا ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے

فرمایا بعض لوگ انبیا اور مرسلین من اللہ کی کامیابیوں کو دیکھکر یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید ان لوگوں کی کامیابی بسبب ان کی لفاظیوں اور قوت بیانیوں اور فصاحتوں اور بلاغتوں کے ہے۔ آؤ ہم بھی ایساہی کریں اور اپنا سلسلہ جمالیں۔ مگر وہ لوگ غلطی کھاتے ہیں انبیا کی کامیابی بسبب اُس تعلق کے ہوتی ہے جو اُن کا خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔ آدم سے لے کر آج تک کسیکو تقویٰ کے سوا فتح نہیں ہوئی۔ فتح کی کنجی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فتح صرف اُسی کو ہوسکتی ہے جسکا بحر تقویٰ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ تقویٰ کا پودہ قائم ہوجائے تو اُس کے ساتھ زمین و آسمان اُلٹ سکتے ہیں۔

فرمایا مسلمانوں پر افسوس ہے کہ اُنھوں نے یہ تو مان لیا کہ آخری زمانہ کے یہود بھی مسلمان ہوں گے پر یہ نہ مانا کہ آخری زمانہ کا مسیح بھی انھیں میں سے ہوگا۔ گویا ان کے نزدیک امت محمدیہ میں صرف شر ہی رہ گیا ہے اور خیر کچھہ بھی نہیں۔

کسی نے ذکر کیا کہ نبی بخش بٹالوی کہتا ہے کہ مولوی عبد الکریم صاحب اپنے خطبوں میں مرزا صاحب کے متعلق بڑا غلو کرتے ہیں اور اُسی پر مرزا صاحب نے یہ سمجھہ لیا کہ ہمارا درجہ بڑا ہے۔ **فرمایا** براہین احمدیہ کے زمانہ میں مولوی عبد الکریم صاحب کہاں تھے اُس میں جو کچھہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله اور انت بمنزلۃ توحیدی وتفریدی اور۔ تیرا مخالف جہنم میں گرے گا وغیرہ مولوی عبد الکریم صاحب اُس کے مقابل میں کیا کہہ سکتے ہیں جو خدا نے کہا ہے۔

فرمایا انبیا کے کلام میں الفاظ کم ہوتے ہیں اور معانی بہت۔

فرمایا جس قدر دعائیں ہماری قبول ہوچکی ہیں وہ پانچہزار سے کسی صورت میں کم نہیں۔

فرمایا شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا اور اُس کا استیصال چاہا تھا پھر شیطان نے خدا سے مہلت چاہی اور اُسکو مہلت دی گئی الی یوم الوقت المعلوم۔ بسبب اس مہلت کے کسی نبی نے اُسکو قتل نہ کیا۔ اُس کے قتل کا وقت ایک ہی مقرر تھا کہ وہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہو۔ اب تک وہ ڈاکوؤں کیطرح پھرتا رہا۔ لیکن اب اُس کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے۔ اب تک اخیار کی قلت اور اشرار کی کثرت تھی لیکن شیطان ہلاک ہوگا اور اخیار کی کثرت ہوگی اور اشرار چوڑھے چماروں کی طرح ذلیل بطور نمونہ کے رہجائیں گے۔

فرمایا اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو بہشت و دوزخ کی اُمید و بیم سے ہوتی ہیں اور دوسرے وہ جو طبعی جوش سے ہوتے ہیں۔ دو باتیں مسلمانوں میں طبعی جوش کے طور پر اب تک موجود ہیں۔ ایک سور کے گوشت کی حرمت خواہ مسلمان کیسا ہی فاسق ہو سور کے گوشت پر ضرور غیرت دکھلائے گا اور دوسرے حرمین شریفین کی عزت یہی وجہ ہے کہ کسی قوم کو یہ جرات نہیں ہوسکتی کہ حرمین پر ہاتھ ڈالنے کی دلیری کرے۔

اس بات کا ذکر ہوا کہ نیچری لوگ شیطان کے ہونے کے منکر ہیں حضرت نے **فرمایا** انسان کو اپنی حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ احق بالامن وہی لوگ ہیں جو خدا کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُسکی ماہیت وحقیقت کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ اب دیکھو چار چیزیں غیر مرئی بیان ہوئی ہیں خدا۔ ملائک۔ ارواح شیطان۔ یہ چاروں چیزیں لا یدرک ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں سے خدا اور روح کو تو مان لیا جاوے اور ملائک اور شیطان کا انکار کیا جاوے اس انکار کا نتیجہ تو رفتہ رفتہ حشر اجساد کا انکار۔ اور الہام کا انکار اور خدا کا انکار ہوگا اور ہوتا ہے۔ بسا مرتبہ انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے مگر اُسے جذبات کہاں کے کہاں لے جاتے ہیں اور باوجود عقل اور سمجھہ کے بے اختیار سا ہوکر فسق و فجور میں گرتا ہے۔ یہ کشاکش کیا ہے خدا نے انسان کو اس مسافر خانہ میں بڑے بڑے قویٰ کے ساتھہ بھیجا ہے چاہیے کہ یہ اُن سب سے کام لے

فرمایا حشر اجساد پر جو لوگ تعجب کرتے ہیں

ان سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ پہلی پیدایش میں جب کہ اُس نے نطفہ سے انسان بنایا کونسی آسانی تھی کہ وہ تو ہوگیا اور دوسری پیدایش میں اُس کے مقابل کونسی مشکل ہوگی جو خدا نہ کرسکے گا۔

فرمایا انسان کو چاہیے کہ تمام دنیا کو کالعدم جانے نہ کسی کی تعریف سے خوش ہو اور نہ کسی کی ہجو سے غمگین ہو۔ نور کا طالب ہو۔ اور اُس کنوئیں کی طرح ہوجاوے جس میں مصفا پانی بھرا ہو۔ ایک ایسا نکتہ اُس کے دل میں آجاوے کہ سوائے خدا کے اور کوئی اُس کا نہیں ہے اُس وقت یہ جانے کہ آج میری زندگی کا پہلا دن ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت جسکا ذکر و علاوہ سورہ فاتحہ میں ہے کہ الحمد لله رب العلمین الرحمن الرحیم۔ رحمن سے مراد ہے وہ خدا جو ایسے لوگوں کو مطلب پر پہنچا دیتا ہے

جن کے لیے کوئی سبب نہ ہو۔ وہ شخص جو چاروں طرف سے بالکل ناامید ہوگیا ہے وہ جو اپنی ذمہ داریوں میں بالکل نکما نکلا ہے وہ جو بجلی پاس میں ہے اس کا کام بنانے والا رحمٰن ہے۔ وہ جس کی کشتی ٹوٹ گئی ہے اور وسط دریا میں گرا پڑا ہے اور اس کا کوئی ساتھی نہیں جو اسے بچاوے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں نہیں کہ وہ دوسرا قدم آگے کو مارے کون ہے جو اسے بچاوے۔ وہ خدا کے صرف رحمانیت کے رحم سے بچ سکتا ہے۔

فرمایا دسمبر کے آخر میں جو احباب کے واسطے امتحان تجویز ہوا ہے اسکو لوگ معمولی بات خیال نہ کریں اور کوئی اسے معمولی عذر سے نہ ٹالدے یہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے اور چاہیے کہ لوگ اس کے واسطے خاص طور پر طیاری میں لگ جائیں۔

الحکم کے متعلق

میں گذشتہ اشاعت میں ناظرین کو توجہ دلا چکا ہوں کہ وہ الحکم کی توسیع اشاعت میں سعی کریں اور کم از کم اس سال کے آخر تک ایک ہزار خریدار الحکم کے لیے بہم پہونچائے جائیں میں اپنی جماعت کے مخلص احباب میں سے صرف سو ایسے باہمت بزرگ چاہتا ہوں جن میں سے ہر واحد دس دس خریدار پیدا کرے جیسا میں نے ارادہ کیا ہے عنقریب ایک سرکلر لیٹر ایسے بزرگوں کی خدمت میں روانہ کی جاوے گی جنکی نسبت الحکم کے خاکسار ایڈیٹر کو یقین ہے کہ وہ الحکم کے سچے مدد اور معاون ہیں، فی الحال میں جناب شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیرآباد کا شکر گذار ہوں جنہوں نے پہلی ہی تحریک سے متاثر ہوکر اسوقت تک دو جدید خریداروں کے نام بھیجے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اور صاحب بھی توجہ کریں گے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ مع جمیع ممبران خاندان تندرست ہیں۔ یہ ہفتہ معارف اور حقائق کی برسات کا ہفتہ کہنا چاہیے حضرت اقدس نے کئی ایک تقریریں فرمائیں جنمیں سے بعض کا حصہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کی لکھی ہوئی ہیں اور کسی قدر خلاصہ ڈائری میں ہے اور بعض مفصل طور پر کسی دوسرے وقت الحکم میں شائع ہوں گی انشاء اللہ العزیز۔

۲۔ خطبہ الہامیہ کا حاشیہ طبع ہو رہا ہے اشاعت پر اطلاع دی جاوے گی۔

۳ اس ہفتہ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رعیہ سے مع ایک اور دوست کی تشریف لائے اور بعض احباب امرتسر اور بعض اور مقامات سے آئے۔

۴ بابو محمد افضل صاحب افریقہ سے واپس آکر قادیان میں وارد ہوئے۔ دو تین دن رہ کر سردست آٹھ نو روز کے لیے واپس لاہور گئے ہیں پھر ہفتہ عشرہ کے بعد آکر دیر تک یہاں رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں

۵ جناب سید امیر علی شاہ صاحب ہم سیالکوٹی کی ڈائری حضرت اقدس روزانہ سنتے ہیں جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر روز زیارت ہوتی ہے۔ آیندہ انکی ڈائری کا ایک بڑا حصہ الحکم میں مخالفین پر اتمام حجت کی نیت سے شائع ہوا کرے گا۔ عنقریب سید صاحب موصوف کی طرف سے ایک اعلان شائع ہونیوالا ہے۔ (ایڈیٹر)

۶ پچھلے ہفتہ اور اس ہفتہ میں جن لوگوں نے حاضر ہوکر یا تحریر کے ذریعے سے بیعت کی ہے ان کے نام درج کیے جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے جھوٹے اعتراضوں کی بنا پر ان لوگوں کے خطوط بھی بحفاظت رکھے جاتے ہیں جنہوں نے تحریری بیعت اس وقت کی ہو۔

بیعت

میاں ایاس صاحب ساکن کولو تارڑ ضلع گوجرانوالہ۔
میاں امام الدین صاحب ” میاں اللہ دتا صاحب ” مولا بخش صاحب ” روشن صاحب ” احمد الدین صاحب اللہ بخش صاحب ” محمد علی صاحب ” شمس الدین صاحب ” حیات محمد صاحب ” امام الدین صاحب ثانی ” بختاور صاحب ” جیونا صاحب ” محمد الدین صاحب ” میاں محمد صاحب ”
معرفت مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ کولو تارڑ

والدہ نواب حسین صاحب موضع جگت پورہ تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر
فرزند علی صاحب ” ”
نبی بخش صاحب ملازم پلٹن ۲۲ موضع ستنگار پورہ ” ”
معرفت نواب الدین صاحب کلرک احمدی پلٹن ۲۲ چھاؤنی راولپنڈی

زوجہ چودہری مولا بخش صاحب ساکن چونڈہ دختر چودہری مہالا صاحب اعلیٰ نمبردار موضع ملاکوٹ وال ضلع سیالکوٹ
زوجہ کرم الدین صاحب مدرس لوئر سکول ڈنگہ سردار حاکم سنگھ والا ضلع گجرات

سراج الحق نعمانی

ڈومیسٹک

ہمارے مکرم بھائی جناب بابو محمد بخش صاحب رئیس کرڑیانوالہ کے گھر میں ستمبر ۱۹۰۱ء کو لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت اقدس کے ارشاد سے بچہ کا نام رکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کی عمر میں برکت دے اور اسکو دینی اور دنیوی خوبیوں اور نعمتوں سے بہرہ ور کرے اور خادم الدین اور احمدی

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عاجز عاید باللہ غلام احمد

بخدمت اخویم مخدوم ومکرم . . . صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - بعد ہذا ان دنوں مین ایک شخص اندرمن نام جو ایک سخت مخالف اسلام ہے - اور کئی کتابین رد اسلام میں اس نے لکھی ہین - مراد آباد سے اول نابہہ مین آیا - اور راجہ صاحب نابہہ کی تحریک سے یہہ مقابلہ کے لئے لاہور مین آیا - اور لاہور مین آکر اس عاجز کے نام خط لکھا - اگر چوبیس سو روپیہ نقد میرے لئے سرکار مین جمع کرا دو - تو مین ایک سال قادیان مین ٹھیرونگا - کیونکہ خط اوس کا بعض دوستوں کی خدمت مین لاہور بھیجا گیا - سو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک دولتمند مسلمان نے ایک سال تک ادا ہو جانیکی شرط سے چوبیس سو روپیہ نقد اس عاجز کے کارپردازوں کو بطور قرضہ کے دیدیا - اور قریب دو سو مسلمانوں کے جنمیں بعض رئیس بھی تھے - جمع ہو گئے اور وہ روپیہ معہ ایک خط کے جس کی ایک کاپی آپکی خدمتمین بھیجی جاتی ہے - ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا اندرمن کے مکان پر جہاں وہ فروکش تھا - لے گئے - مگر اندرمن غالباً اس انتظام کی خبر سنکر فرید کوٹ بھاگ گیا - آخر وہ خط بطور اشتہار کے چھپوا یا گیا - اور شہر مین تقسیم کیا گیا اور وہ رجسٹری شدہ خط راجہ صاحب نابہہ اور راجہ صاحب فرید کوٹ کے پاس بھیجے گئے اور بعض آریہ سماجون مین بھی - وہ خطوط بھیج گئے - شاید اگر یہہ کسی راجہ کے کہنے کہانے سے اندرمن نے اسطرف رخ کیا - تو یہہ اطلاع دیجائیگی بالفعل اللہ تعالیٰ نے میدان مسلمانون کے ہاتھ رکھا -

فالحمد للہ علیٰ ذالک

نقل اشتہار

بنام - منشی اندرمن صاحب مراد آبادی - نے میرے اس مطبوعہ خط جسکی ایک ایک کاپی غیر مذاہب کے رؤسا و مقتداؤن کے نام خاکسار نے روانہ کئے تھے - جس کے جواب مین پہلے نابہہ سے پھر لاہور سے یہہ لکھا تھا - کہ تم ہمارے پاس آؤ - اور ہم سے مباحثہ کر لو - اور زر موعود وہ اشتہار پیشگی بنک مین داخل کرو - وغیرہ وغیرہ اس کے جواب مین خاکسار نے رقیمہ ذیل معہ دو ہزار چار سو روپیہ نقد ایک جماعت اہل اسلام کے ذریعہ سے آپ کی خدمتمین روانہ لاہور کیا - جب وہ جماعت منشی صاحب کے مکان موعود مین پونہچی - تو منشی صاحب کو وہان نہ پایا وہان سے اونکو معلوم ہوا کہ جس دن منشی صاحب نے خاکسار کے نام وہ خط روانہ کیا تھا - اسی دن سے وہ فرید کوٹ تشریف لے گئے ہوئے ہین - باوجودیکہ اس خط مین منشی صاحب نے ایک ہفتہ تک منتظر جواب رہنے کا وعدہ تحریر لکھا تھا یہہ امر نہایت تعجب اور تردد کا موجب ہوا لہذا یہہ قرار پایا - کہ اس رقیمہ کو بذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاوے - اور اسکی ایک کاپی منشی صاحب کے نام حسب نشان مکان موجودہ بذریعہ رجسٹری روانہ کی جاوے - وہ یہہ ہے ؟

مشفقی اندرمن صاحب

میرے اس خط کا جواب نہیں دیا - ایک نئی بات لکھی ہے جس کی تعمیل مجھپر اپنے عہد کے رو سے واجب نہیں ہے - میری طرف سے یہ عہد تھا کہ جو شخص میرے پاس آوے - اور صدق دل سے ایک سال میرے پاس ٹھیرے - اوسکو خدا تعالےٰ کوئی نہ کوئی آسمانی نشان مشاہدہ کرادیگا - جس سے قرآن اور دین اسلام کی صداقت ثابت ہو - آپ اس کے جواب مین اول تو مجھے اپنے پاس (نابہہ مین پھر لاہور مین) بلاتے ہیں اور خود آنیکا ارادہ ظاہر فرماتے ہین - تو مباحثہ کے لئے نہ آسمانی نشان دیکھنے کے لئے - اسپر طرفہ یہہ ہے - کہ روپیہ اشتہار پیشگی طلب فرماتے ہین - جسکا مین نے پہلے وعدہ نہیں دیا - اب آپ خیال فرما سکتے ہیں - کہ میری تحریر سے آپکا جواب کہانتک تفاوت رکھتا ہے

ببین تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا -

لہذا مین اپنے اسی پہلے اقرار کے رو سے پھر آپکو لکھتا ہون - کہ آپ ایک سال رہکر آسمانی نشانون کا مشاہدہ فرمادین - اگر بالفرض کسی آسمانی نشان کا آپ کو مشاہدہ نہ ہو - تو مین آپکو چوبیس سو روپیہ دیدونگا - اور اگر آپ کو پیشگی لینے پر اصرار ہو تو مجھے اس سے بھی دریغ و عذر نہیں بلکہ آپکے اطمینان کے لئے سردست چوبیس سو روپیہ نقد ہمراہ رقیمہ ہذا ارسال خدمت ہے - مگر چونکہ آپ نے یہہ ایک امر زاید چاہا ہے اس لئے مجھے بھی حق پیدا ہو گیا ہے - کہ میں اس امر زاید کے مقابلہ مین کچھہ شرط ایسی کروں جن کا ماننا آپ پر واجبات سے ہے - (۱) جب تک آپکا سال گذر نہ جائے - کوئی دوسرا شخص آپ کے گروہ سے زر موعود پیشگی لینے کا مطالبہ نہ کرے - کیونکہ ہر شخص کو زر پیشگی دینا سہل اور آسان نہیں ہے (۲) اگر مشاہدہ نشان آسمانی کے بعد اظہار اسلام مین توقف کرین - اور اپنے عہد کو پورا نہ کرین تو پھر حرجانہ یا جرمانہ دونوں امر سے ایک ضرور ہے - (الف) سب لوگ آپکے گروہ کے جو آپکو مقتدا جانتے ہین - یا آپکے حامی و مربی ہین - اپنا عجز اور اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کا بے دلیل ہونا تسلیم کرلین - اور وہ لوگ ابھی سے آپکو اپنا وکیل مقرر کرکے اس تحریر کا آپکو اختیار دین - پھر اسپر اپنے دستخط کرین - (ب) درصورت تخلف وعدہ جانب ثانی سے اس کا مالی جرمانہ یا معاوضہ جو آپکی اور آپکے مریدون اور حامیون اور مقتدیون کی حیثیت کے مطابق ہو - ادا کرین - تاکہ وہ اس مال سے اس وعدہ خلافی کی کوئی یادگار قایم کیجاوے - (ایک اخبار تائید الاسلام مین جاری ہو - یا کوئی مدرسہ تعلیم نومسلم اہل اسلام کے لئے قائم ہو -) آپ ان شرایط کو تسلیم نکرین - تو آپ مجھسے پیشگی روپیہ نہیں لے سکتے - اور اگر آپ آسمانی نشان کے مشاہدہ کے لئے نہیں آنا چاہتے - صرف مباحثہ کے لئے آنا چاہتے ہیں - تو اس امر کے لئے میری خصوصیت نہیں - خدا تعالیٰ کے فضل سے اس امت محمدیہ مین علماء و فضلا اور بہت ہین - جو آپسے مباحثہ کرنیکو طیار رہین - مین جس امر مین مامور ہو چکا ہون - اس سے زیادہ نہیں کرسکتا اور اگر مباحثہ بھی مجھسے منظور ہے تو آپ میری کتاب

کا جواب دین - یہہ مباحثہ کی صورت عمدہ ہے اس مین معاوضہ بھی زیادہ ہے اور بجاے چوبیس سو کے دس ہزار روپیہ ہو نئی شئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار مفید الاخیار

چونکہ یہہ ضروری سمجہا گیا ہے - کہ ہماری اس جماعت مین کم سے کم ایکسو آدمی ایسا اہل فضل اور اہل کمال ہو - کہ اس سلسلہ اور اس دعوے کے متعلق جو نشان اور دلایل اور براہین قویہ قطعیہ خداتعالے نے ظاہر فرمائے ہین - ان سب کا اُسکو علم ہو - اور مخالفین پر ہر ایک مجلس مین تو احسن اتمام حجت کر سکے اور ان کے مفتریانہ اعتراضات کا جواب دے سکے - اور خداتعالے کی حجت جو انپر وارد ہو چکی ہے بوجہ احسن اسکو سمجہا سکے اور نیز عیسائیون اور آریون کے وساوس شایع کردہ سے ہر ایک طالب حق کو نجات دے سکے - اور دین اسلام کی حقیقت اکمل اور اتم طور پر ذہن نشین کر سکے - پس ان تمام امور کے لئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اہل علم اور زیرک اور دانشمند لوگون کو اس طرف توجہ دیجاے کہ وہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۱ء تک کتابون کو دیکہکر اس امتحان کے لئے طیار ہو جاہیں اور دسمبر آیندہ کی تعطیلون پر قادیان مین پہونچکر امور متذکرہ بالا مین تحریری امتحان دین اسی غرض کے لئے تعطیلات مذکورہ مین ایک جلسہ ہوگا - اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دیئے جائیں گے ان سوالات مین وہ جماعت جو پاس نکلے گی ان کو ان خدمات کے لئے منتخب کیا جائے گا - اور وہ اس لائق ہونگے کہ انمین سے بعض دعوت حق کے لئے مناسب مقامات مین بھیجے جائیں اور اسی طرح سال بسال یہ مجمع انشاء اللہ تعالے اسی غرض سے قادیان مین ہوتا رہیگا جب تک کہ ایسے مباحثین کی ایک کثیر التعداد جماعت طیار ہو جائے مناسب ہے کہ ہمارے احباب جو زیرک اور عقلمند ہین اس امتحان کے لئے کوشش کرین اور ۲۵ - دسمبر یا ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۱ء کو بہرحال قادیان مین پہونچ جائیں - والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ۹ ستمبر ۱۹۰۱ء

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

خدا کا شکر ہے - کہ ہمارے مکرم مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی پلیڈر پشاوری جن کے اخلاص اور صدق کی خود حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعریف فرمائی اور جسکا ثبوت خود انہوں نے نقد دیوار کی پیروی مین اپنی مالی قربانی اور سفر کی تکالیف کو برداشت کر کے دیا - چنانچہ ۱۱ مرتبہ انکو پشاور سے گورداسپور آنا جانا پڑا جو گذشتہ چند دنون سے بخار اور کہانسی کے عارضہ سے شدید بیمار ہو گئے تھے - آخر حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤن سے مستفیض ہوئے اور انہون نے ان عوارض سے صحت پائی - خواجہ صاحب کی بیماری کی خبر جیسے احباب کے لئے موجب فکر تہی ویسے ہی آپ کی صحت کا مژدہ باعث راحت ہے خواجہ صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ جلد قادیان آکر کچہہ دنون حضرت امامؑ کی پاک صحبت مین رہ کر سعادت حاصل کرین -

سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب سوداگر چہتری بمبی کی اہلیہ کے انتقال کی ناگوار خبر سنکر ہمین افسوس ہوا - اس وفادار اور نیک خاتون کا جنازہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ساتہہ دارالامان مین پڑہا - سیٹھ صاحب موصوف کے خط سے معلوم ہوا - کہ جنازہ پڑہے جانے سے پیشتر انہون نے خواب مین اپنی بیوی کو دیکہا جس سے مرحومہ کی حالت کچہہ خوش کن معلوم نہ ہوئی مگر جنازہ پڑہے جانے کے بعد وہ لکہتے ہین - کہ پہر مین نے اپنی بیوی کو دیکہا تو وہ تندرست اور صحیح سلامت اور خوش نظر آئی جسپر سیٹھ صاحب کہتے ہین مجہے تعجب ہوا - اور مین نے اس سے دریافت کیا - کہ ہمنے تو تجہے قبر مین دفن کر دیا تہا اس نے کہا - ہان یہہ سچ ہے مگر ایک مرد خدا نے آکر مجہے زندہ کر دیا - اور اب مین زندہ ہون یہہ حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کا نشان ہے ۔ اس لحاظ سے کہ اس مرحومہ کا جنازہ حضرت امامؑ نے پڑہا - اور اس کی دعاؤن سے مرنے سے زندگی پائی اور مغفرت حاصل کی یہہ خبر اسقدر افسوسناک نہیں رہی آخر موت تو ایک ایسی منزل ہے کہ یہان سے سب کو گذرنا ہی ہے - مگر مبارک جو حضرت امام علیہ السلام کی پاک دعاؤن کو لیکر گذرے بہرحال سیٹھ صاحب موصوف کے ساتہہ ہم اظہار ہمدردی کرتے ہین - اور دعا کرتے ہین - کہ اللہ تعالی مرحومہ کے مدارج مین اور بہی ترقی بخشے - آمین -

بٹالہ ضلع گورداسپور سے ایک عزیز اور مخلص دوست کی رحلت کی سوگوار خبر پہونچی جسکو ہم نہایت درد اور رنج کے ساتہہ شایع کرتے ہین - حافظ عبدالرحمن صاحب سفیر انجمن حمایت الاسلام گوجرانوالہ نے ایک عرصہ کی بیماری کے بعد آخر ہفتہ زیر اشاعت مین اس دار فانی سے کوچ کیا انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم حضرت اقدس کا ایک ثابت قدم اور مخلص مرید تہا اور بہت عرصہ سے اسکو حضرت کے ساتہہ ارادتمندی کا فخر حاصل تہا - مرحوم کی وفات کے ساتہہ میان محمد اکبر مرحوم بٹالوی کا واقعہ پہر تازہ ہو گیا کیونکہ میان محمد اکبر مرحوم کے اخلاص سے اسکا اخلاص کسی صورت سے کم نہ تہا - اگرچہ حافظ صاحب کی موت ان کے یتیم بچون اور بیوہ کی حالت پر لحاظ کر کے تو سخت دردناک ہے مگر اس لحاظ سے کہ وہ مرتے دم تک حضرت اقدس کی تصدیق کرتے رہے اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا - بلکہ یہانتک کہ انہوں نے مرتے وقت کہا کہ مجہے مخالفون کے قبرستان مین دفن نہ کیا جاوے اور نہ کوئی مخالف میرا جنازہ پڑہے - چنانچہ منشی نعمت علی صاحب احمدی نے ان کا جنازہ پڑہا - باعث رشک ہے ۔ مبارک وہی ہے جسکا انجام اسی ایمان پر ہو حضرت اقدس نے حافظ صاحب مرحوم کا جنازہ دارلامان مین بھی اپنی جماعت کیساتہہ بروز جمعہ پڑہا - اور دیر تک مغفرت کی دعا کرتے

رہے۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین

حافظ صاحب کے مرنے سے بٹالہ کی احمدی جماعت کو سخت صدمہ پہونچا ہے بٹالہ مین تین لایق اور قابل قدر دوست تھے جو افسوس ہے۔ یکے بعد دیگرے اس جہان سے رخصت ہوئے۔ اب صرف میان نعمت علی صاحب اور چند دوستوں کا دم غنیمت ہے خدا تعالیٰ ان کے ساتھہ ہو۔

حافظ صاحب مرحوم چونکہ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے ہین۔ حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام نے اس موقعہ پر اہم ضرورت کو محسوس فرمایا ہے کہ کیا اچھا ہوتا اگر کوئی فنڈ ہماری جماعت ایسا قایم کرے جس سے ضعفاء اور یتامیٰ کی ضرورت کے وقت دستگیری ہو سکے۔ حقیقت مین یہہ بڑی ضرورت ہے۔ احمدی قوم کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے مدرسہ کی منیجنگ کمیٹی نے انتظام کیا ہے کہ حافظ صاحب کے ایک لڑکے کا پورا تکفل کرکے اس کی تعلیم وغیرہ کا انتظام کرے۔

اس موقع پر غالباً **انجمن حمایت الاسلام گوجرانوالہ** کو توجہ دلانا بے محل نہ ہوگا کہ حافظ صاحب نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ انجمن مذکور کی خدمت مین گذرا ہے اور دور دراز سفر کرکے انجمن کے لئے چندہ جمع کیا ہے اب جب کہ حافظ صاحب کے بچے یتیم رہ گئے ہین۔ اور ان مین ابھی تک ایک بھی ایسا نہین ہے جو ان کے کنبہ کی خبر گیری کر سکے۔

کیا یہہ ضروری نہین۔ کہ انجمن مذکور مرحوم کی بیوہ اور بچون کے ساتھہ سلوک کرے۔

۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام ایک مہینے کی موسمی تعطیلون کے بعد کھل گیا ہے

اِنِّی مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ کا نیا نظارہ

غالباً ہمارے ناظرین قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر لودہانہ کے نام سے واقف ہون گے یہہ وہی شخص ہے جس نے حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی شان مین خطرناک گستاخیان کی ہین اور اپنی دریدہ دہنی سے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے خلاف ایک ایسی کتاب شایع کی تہی جسپر اگر گورنمنٹ توجہ کرے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کے مضامین گورنمنٹ کے مقاصد کے کسقدر خلاف ہین اس کتاب مین حضرت اقدس کی توہین اور ہتک کے لئے اس ناعاقبت اندیش نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا حضرت اقدس اور آپ کے متبعین کو حق پہونچتا تہا۔ کہ وہ قانونی چارہ جوئی کرکے اس شخص کو اس کی بے باکیون اور دریدہ دہنیون کا مزا چکہاتے اور ایسا ہی قاضی فضل احمد کی تے چاٹنے والے الہی بخش لاہوری عصائے موسیٰ کے مصنف کو بھی دکہا دیتے کہ ایک مسلم معزز خاندان اور گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار اور قربان پذیر خاندان کی توہین کرنے کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے۔ مگر رحمۃ للعالمین دیوی عدالت کا دروازہ کہٹکہٹانا نہین چاہتا اس لئے اس نے ان لغویات کی کبھی پرواہ نہین کی ورنہ ابتک بہت سے دریدہ دہن اپنے کئے کی سزا پا چکتے۔ اسی لحاظ سے قاضی فضل احمد کی گالیون اور بدزبانیون کی بھی چندان پرواہ نہ کی گئی اور ان کو منتقم حقیقی ہی کے سپرد کیا گیا آخر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق جو اس نے اپنے صادق امام ہمام علیہ الصلواۃ والسلام سے مندرجہ عنوان الفاظ مین کیا تہا۔ اس شخص کو اس کی بدزبانیون کی یاداشت مین سزا دیدی چنانچہ قاضی فضل احمد کورٹ انسپکٹر کو ایک مقدمہ جس کی جا مین ایک

یوم قید اور ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ عدالت مجوز کی کارروائی انصاف اور عدل پر مبنی ہے۔ پہلے اس کے لئے یہ حکم صادر ہو چکا ہے کہ اس کی ترقی بند اور اس کا ایک درجہ گرایا جاوے بہر حال یہہ خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اس قابل نہین کہ اس کو سرسری نگاہ سے دیکہیں بلکہ یہہ ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ کاش مخالف سمجہین اور غور کرین ✽

دیکہین محکمۂ پولیس کی ہائی اتہارٹیز اس کے متعلق کیا حکم صادر کرتی ہین۔

سید میر علیشاہ صاحب ملہم کے واقعات

سید امیر علیشاہ صاحب ملہم جن کی طرف سے عنقریب ایک اعلان شایع ہونے والا ہے اور پہلی بھی ان کی طرف سے ایک دو اشتہار شایع ہو چکے ہین ایک بزرگ معمر خاندان نبوت مین سے ہین۔ جو پہلے **شیعہ** تھے اور مختلف قسم کی چلہ کشیون اور وظائف اوراد مین مشغول رہتے تھے حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام کے ہاتھہ پر بیعت توبہ کے بعد ان کی حالت یہان تک پہونچی ہے کہ ہر روز بلا ناغہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری انکو ہوتی ہے اور بڑے بڑے مکاشفات اور الہامات بہی ہوتے ہین حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام کا منشاء ہے کہ یہہ واقعات اگر مدون طریق پر چہپ جائیں۔ تو سعید اور رشید لوگون کو یقیناً اس سے فائدہ پہونچے گا۔ اور حضور نے اپنا منشاء ظاہر فرمایا تہا۔ کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم انکو چہاپ دے۔ اس لئے مین احباب کو متوجہ کرتا ہون کہ وہ خریداری کی درخواستین درج رجسٹر ہونے کے لئے بہیجدین۔ کہ ان کے اندازہ پر اس۔

مختلف دلچسپ واقعات

مکھیوں کی محنت شہد کی مکھیاں ایک پونڈ شہد تیار کرنے کے واسطے بتیس لاکھ سے زیادہ پھولوں سے رس چوستی ہیں۔

کل کے پرزے ہر ایک لوکوموٹو میں پانچہزار چارسو مختلف پرزے ہوتے ہین۔

سنہری عقاب سنہری رنگ کا عقاب بہت بڑا مضبوط ہوتا ہے یہہ نہایت آسانی سے اسّی پونڈ وزن اُٹھا کرلیجا سکتا ہے۔

سڈول ہونیکی علامت انسان کے ہر ایک عضو کے درست اور موزون ہونے کی یہہ بڑی علامت ہے کہ اس کا وزن بحساب فی فٹ قامت کے اٹھائیس پونڈ ہو

گرم ترین چشمے یورپ مین سب سے گرم چشمے نیرد واقعہ اٹلی کے غسلخانے ہین۔ جنکا پانی ایکسو بیاسی ڈگری تک ختم ہوتا ہے۔

ٹمپرنس سوسائٹیاں برٹش جزائر مین اٹھائیس ہزار آٹھ سَو چورانوے ٹمپرنس سوسائٹیاں ہین جن کے چھتیس ہزار نوجوان ممبر ہین

ہیروں کے ترازو بعض ہیرے وزن کرنے والے ترازو اسقدر درست اور ٹھیک ہوتے ہین کہ خاک کے ایک ذرّہ کا وزن بھی فوراً معلوم ہو جاتا ہے

تمباکو کا بڑا کارخانہ دنیا مین تمباکو کا سب سے بڑا کارخانہ گورنمنٹ فرانس کا ملک لیلی مین واقع ہے۔ جہاں سے پچاس ہزار ٹن سالانہ تمباکو تیار ہوکر باہر بھیجا جاتا ہے۔

علم کیقدر ڈنمارک مین انتظام تعلیم اس حد تک ہر دل عزیز اور پسندیدہ ہے کہ تمام سلطنت مین ایک بھی خاندان ناخواندہ نہیں ہے

مقیاس موسم ولایت کا ایک چھوٹا پھول موسومہ میریگولڈ موسم کی نسبت ٹھیک پیشینگوئی کرتا ہے۔ اگر مطلع صاف و شفاف رہنا ہو تو یہہ پھول پانچ چھہ بجے صبح کے کھل جاتا ہے اور اگر موسم مرطوب ہونا ہو تو یہہ بالکل نہیں کھلتا۔

عکسی انجیل قرآن شریف کی طرح روس مین لوگون نے انجیل کی بہت ہی باریک جلد گھڑیوں کے ساتھہ لاکٹ کی طرح استعمال کرنی شروع کردی ہین۔ یہہ ایک انچ لمبی پونا انچ چوڑی اور ۳/۸ انچ موٹی ہوتی ہین اور اس حجم مین نوشتوں کی پہلی پانچ کتب شامل ہوتی ہین۔ ان کی زبان ایرانی ہے اور ایک شیشہ کی مدد سے پڑہی جاسکتی ہے۔

فیشنوں کا موجد دنیا مین شہر پیرس لباس کے فیشنوں کا موجد شمار کیا جاتا ہے جہاں شہر کے پوشاک تیار کرنے والے کارخانون مین پچھتر ہزار آدمی کام کرتے ہین۔ اگر اس تعداد مین وہ لوگ بھی شامل کئے جائیں جو نئے نمونے تجویز کرتے ہین۔ اور پوشاک تیار کرنے والوں کے واسطے سامان بہم پہنچاتے ہین تو عورتوں کی پوشاک کو زینت دینے والوں کی تعداد چودہ لاکھہ اشخاص تک پہنچتی ہے۔

دستخطوں کا نمونہ صوبجات متحدہ امریکہ کے پریسیڈنٹ مسٹر ٹفٹ صاحب اپنے دستخطوں کے نمونے بہم پہنچانے کے اسقدر شایق ہین کہ بسا اوقات ایک ایک وقت مین پچاس پچاس کارڈوں پر اپنا دستخط کرجاتے ہین۔ جو انکے دستخطوں کے نمونہ کے واسطے درخواستوں کے جواب مین بھیجے جایا کرتے ہین۔

نئی دریافت ایک مشہور ڈاکٹر کی رائے ہے کہ بچوں کو ابتدا سے سخت بستر پر سونے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ کیونکہ سخت بستر پر نہایت ہی تروتازہ کرنے والی نیند پڑتی ہے۔ نرم بستر پر ہمیشہ انسان کو ناتوان کرتے ہین۔

کنیری پرندہ کی خوراک جو لوگ بہت نفیس اور زیادہ خوراک کہاتے ہیں۔ انکی اشتہا کو بعض دفعہ کنیری پرندہ سے مشابہت دیتے ہین۔ تاہم ایک محقق سائنس دان نے اس امر کی تحقیق کے واسطے ایک پرندے کا وزن دو سو سینٹیمیٹر گرین یا نصف اونس سے کچھہ اوپر وزن کیا تہا اور پہر اس پرندہ کی خوراک کو برابر وزن کرتا رہا اور اخیر مین اس کو معلوم ہوا۔ کہ یہ پرندہ ہر ماہ مین اپنے بوجھہ سے بتیس گُنہ زیادہ کہاتا ہے یا یون کہو کہ اسکی یومیہ خوراک اپنے وزن سے زیادہ ہے

بہت بڑا تالاب آبرسانی آب رسانی لنڈن کے واسطے سٹیشن واقعہ مڈلسکس مین ایک بہت بڑا تالاب تیار ہورہا ہے اور غالباً دو سال مین مکمل ہو جائیگا ان تالابون کا قطر قریباً ساڑہے چار میل ہے جسمیں قریباً تینتیس ارب گیلن پانی جمع رہیگا اور ضلع کے جس حصہ کے واسطے تیار کئے گئے ہین۔ اس کے لئے ایک سو یوم کا ذخیرہ جمع رہیگا۔ یہ تالاب دریائے ٹیمز کی طغیانی سے بہرے جائینگے۔

سادہ مزاج بادشاہ شاہ بلجیم یورپ کے تمام بادشاہوں مین سادہ مزاج کے حکمران ہین ان کا ہر ایک ذوق وشوق نہایت ہی سادہ ہر بہترین سگاروں کی نسبت معمولی پائپ کو پسند کرتے ہیں۔ ہر روز علے الصباح ناشتی کی شکل کا ایک بھدا سا پائپ ان کے پیش کیا جاتا ہے جو معمولی قسم کا انگریزی تمباکو موسومہ برڈز آئی سے بہرا جاتا ہے۔ اور تعجب ہے کہ اس ملک مین کوئی تاج نہیں ہے۔ لہذا وہان رسم تاج پوشی ادا نہیں کیجاتی اور شہنشاہ موصوف کانسٹیٹیوشن کی حفاظت کے واسطے حلف اٹہایا کرتا ہے۔

اچہا ہوا ایک بدمعاش نے جادو کے بکس کا اشتہار دیا۔ اور لکھا کہ اس مین جسقدر دانہ ڈالین اندر سے ہی چڑیا پیدا ہوکر چگ جاتی ہین۔ اگر جہوٹ تو ایک سو روپیہ جرمانہ ادا کیا جائے۔ ابلہ لوگ اس دامِ تذویر مین پہنس گئے۔ مگر جب صندوق کو کہولتے تھے تو اسمین سے ایک چٹ برآمد ہوتی تہی جس پر لکھا ہوتا تہا۔ کہ اُس کے اندر ایک زندہ چڑیا ڈال دو۔ اور پہر دیکھو کہ کس طرح ہمارا دعوٰے پورا ہوتا ہے" ایک داد خواہ نے جہٹ نالش عدالت مین دائر کر دی۔ جہاں سے ملزم کو صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس سے دو سَو روپیہ جرمانہ ہوا۔ اور صاحب جج نے دوران تحقیقات مین فرمایا "کہ ان دنوں دھوکہا باز اشتہاروں کی بدولت لوگ بہت کچھہ نقصان برداشت کررہے ہین مگر عدالت میں جانے کی تکلیف نہیں اٹہاتے

تفسیر القرآن

کا

پہلا پارہ قیمت ۸ ؎ علاوہ محصول ڈاک بر دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین مہتمم دفتر حضرت اقدس سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ عہ خواص اور معاونین سے عہ ہندوستان سے باہر ۸

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان ہینی
دوا ہینی شفا ہینی غرض دار الامان ہینی

نمبر ۳۵	دار الامن و الامان قادیان ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء	جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان علیہ الرحمٰن

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء

اسلام کی موجودہ حالت خود بتا رہی ہے کہ خدا تعالے کوئی سلسلہ ایسا قائم کرے جو اسکو ان مشکلات سے نجات دے زیرک اور دانشمند انسان کیلیے کیا یہ کافی نہیں ہے کہ جب زمین پر طیاری ہے تو آسمان پر کوئی طیاری نہ ہوگی ؟ کیا مخالفوں نے اسلام کے نیست و نابود کرنے میں کوئی کمی چھوڑی ہے ۔ پادریوں کی طرف دیکھو کہ انھوں نے کسقدر زور لگایا ہے ان لوگوں کے ارادے ہیں اور ان کے نزدیک وہ امن جسکو یہ امن قرار دیتے ہیں اسوقت قائم ہو سکتا ہے کہ اسلام کا استیصال ہو جاوے جو شخص قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالے کا سچا نبی مانتا ہے اُسے سمجھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا تھا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کیا وہ اسوقت ان بیجا حملوں کے دفاع اور رفع کرنے کے لیے اس صدی کے سر پر اپنی سنت قدیمہ کے موافق کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا ؟ ؟ ؟ اور پھر قرآن شریف میں جبکہ یہ صاف فرما دیا ہے کہ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا تو کیا ضروری نہ تھا کہ ان تنگیوں کی جنمیں آج اسلام مبتلا ہے انتہا ہوتی ؟ اور یسر کی حالت پیدا ہوتی ؟ بے شک ضرور تھا چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا ۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان پر غور کرنے سے ضروری طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ اس مصیبت اور تنگی کے وقت ضرور آسمان پر ایک سامان ہو چکا ہے ۔ اور طیاری ہو رہی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ اسلام اپنی اصلی حالت اور صورت میں نمایاں ہو اور ملل ہالکہ تباہ ہو جائیں ۔ خدا تعالے کی سنت قدیم میں سے یہ امر بھی ہے کہ وہ ظاہر نہیں فرماتا جب تک اُسکا وقت نہ آجائے مگر اسوقت ہم دیکھتے ہیں کہ تخم ریزی ہو رہی ہے ۔ اندرونی مصائب کو ہی دیکھو کہ وہ کیا رنگ لا رہے ہیں مسلمانوں میں وحدت نہیں رہی جو کامیابی کا اصل الاصول ہے خوارج ۔ شیعہ الگ ہیں حنبلی ۔ شافعی ۔ مالکی ۔ حنفی الگ ہیں صوفیوں اور مشائخ میں الگ الگ تفرقہ شروع ہے ۔ جیسا کہ چشتی ۔ نقشبندی سہروردی ۔ قادری وغیرہ فرقوں سے معلوم ہوتا ہے ۔ ہر ایک ان فرقہ والوں میں سے بجائے خود یہ خیال کرتا ہے اور کرتا ہوگا کہ اب اسی کا فرقہ کامیاب ہو جائیگا اور باقی سب کا نام و نشان مٹ جائے گا حنفی کہتے ہوں گے کہ سب حنفی ہی ہو جائینگے ۔ رافضیوں کے نزدیک ابھی رفض ہی کا زمانہ ہوگا ۔ وجودی کہتے ہوں گے کہ سب وجودی ہی ہو جائیں گے ۔ اصل میں یہ سب جھوٹے ہیں کیونکہ یہ باتیں خدا تعالیٰ سے استمزاج کرکے تو نہیں کی جاتی ہیں بلکہ اپنے ذاتی اور سطحی خیالات ہیں ۔ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے ارادہ تک نہیں پہونچا ۔ خدا تعالے

خدا کے ارادے وہی ہیں جو قرآن شریف سے ثابت ہیں جو ظلم اسوقت کتاب اللہ پر اندرونی یا بیرونی طور پر کیا گیا ہے جو **فرقہ** اس ظلم کا انتقام لینے والا اور کتاب اللہ کے جلال اور عظمت کو ظاہر کرنیوالا ہوگا وہی خدا سے تائید پائے گا اور اسی کی کامیابی خدا کے حضور سے مقدر ہے جو اس ظلم کی اصلاح کرے گا۔ خواہ اس فرقہ کا کوئی نام ہو۔ اگر وہ فرقہ دین کے لئے غیرت رکھتا اور کتاب اللہ کی عزت کے لئے اپنے ننگ و نام کو کھوتا ہی تو اسوقت تک لذت اور بصیرت کے ساتھ خود بخود روشن ہوجائے گا کہ یہی خدا تعالے سے مدد یافتہ ہے جو کچھ اس زمانہ میں پھیلا ہوا ہے اس کی بابت کچھ نہ پوچھیے بہت سے چور اور ڈاکو ملکر نقب زنی کررہے ہیں ایک ایک خطرناک سازش اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ کی خلاف کی جاتی ہے مگر یہاں کچھ فکر ہی نہیں اندرونی مفاسد نے مخالفوں کو موقعہ دیدیا ہے کہ وہ متاع اسلام کے لوٹ لینے میں دلیر ہوجائیں۔ میری رائے میں اندرونی مفاسد میں سے بہت کچھ حصہ تو **علما** کے باعث سے پیدا ہوا ہے اور کچھ حصہ اُن لوگوں کی غلطیوں کا ہے جو اپنے آپ کو موحد کہلاتی ہیں اور انھوں نے نری خشک لفاظیوں کا نام اسلام رکھ چھوڑا ہے اور ذرا بھی آگے نہیں بڑھتے انھوں نے فیصلہ کر رکھا ہے جیسا عیسائیوں یا اور باطل پرستوں نے مان رکھا ہے کہ خدا کی طاقتیں پیچھے رہ گئی ہیں اور آگے نہیں ہیں گویا جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہے وہ نرے قصے اور کہانیاں ہی ہیں جن میں حقیقت کی روح اور زندگی کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ انھوں نے اسلام کا یہ مغز اور خلاصہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ صرف قصوں کی پیروی کرو اور کچھ نہیں۔ جسقدر یہ ظلم اسلام پر کیا گیا ہے اسکی نظیر اپنے رنگ میں بہت ہی کم ملے گی کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب تھا اور ہے جو ہر زمانہ میں **زندہ مذہب** کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے نشانات مردہ مذاہب کی طرح پیچھے نہیں رہ گئے بلکہ اس کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔ مگر ان خشک موحدوں نے اسکو بھی مردہ مذاہب کے ساتھ ملانے کی کوشش کی جبکہ اس کے انوار و برکات کو ایک وقت خاص تک محدود کر دیا۔ ابتدا میں جب اس فرقہ نے سر نکالا تو بعض طبیعت رسا والے بھی ان کے پاس آتے تھے مگر کسی کو یہ خیال پیدا نہ ہوا کہ ان کا تھیلا تو پڑتال کرکے دیکھیے کہ ان کے پاس ہے کیا؟ جب خوب غور اور فکر سے انکی تلاشی لی گئی۔ تو آخر یہی نکلا۔ کہ ان کے پاس بجز رفع یدین یا آمین بالجہر یا سینہ پر ہاتھ باندھنے کے اور ایسی ہی چند جزئی باتوں کے اور کچھ نہیں اور وہ اسی پر زور دیتے رہے کہ مثلاً امام کے پیچھے فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے قطع نظر اس کے کہ اُس کے سماع پر اطلاع ہو یا نہ ہو۔ محمد حسین قریباً بیس برس تک اپنے رسائل میں انھیں مسائل پر زور دیتا رہا لیکن آخر ماحصل یہی نکلا کہ اس پر گوئی میں کوئی روحانیت نہیں ہے۔

میری رائے میں **آئمہ اربعہ** ایک برکت کا نشان تھے اور انمیں روحانیت تھی کیونکہ روحانیت تقویٰ سے شروع ہوتی ہے اور وہ لوگ درحقیقت متقی تھے اور خدا سے ڈرتے تھے اور ان کے دل کلاب الدنیا سے مناسبت نہ رکھتے تھے

یاد رکھو یہ تقوی بڑی چیز ہے خوارق کا صدور بھی تقوی ہی سے ہوتا ہے اور اگر خوارق نہ بھی ہوں پھر بھی تقوی سے عظمت ملتی ہے تقوی ایک ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالی کی محبت میں فنا ہوکر نقش وجود مٹا سکتا ہے کمال تقوی کا یہی ہے کہ اس کا اپنا وجود

ہی نہ رہے۔ اور صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند کا مصداق ہوجاوے اصل میں یہی توحید اور یہی وحدت وجود تھی جس میں لوگوں نے غلطیاں کھاکر کچھ کا کچھ بنا لیا ہے۔ یہ کیا دین اور تقوی ہے کہ ایک ضعیف انسان اور بیچارہ بندہ ہوکر خدائی کا دعوی کرے اس سے بڑھکر کیا گستاخی اور شوخی ہوسکتی ہے کہ انسان خدا بنے اور خدا کے بھید اور اسرار کا جاننے کا مدعی بنے وجودیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ڈاکٹر انسان کی تشریح کرتا ہے اور اس کے دل و گردہ و جگر کے بھید معلوم کرتا ہے اسی طرح پر وجودی نے خدا کا بھید معلوم کرلینے کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ نری غلطی اور گستاخی ہے یہ لوگ اگر خدا تعالے کی عظمت و جبروت سے ڈرنے والے ہوتے اور ان کے دل میں خدا کا خوف ہوتا تو اُن کے لیے صرف

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ

ہی کافی تھا۔ اور **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ** ہی بس تھا مگر جو شخص خدا کے وجود میں آگے سے آگے ہی چلا جاوے تو حیا کا نام نہیں ہے۔ وجودی مذہب والوں نے کیا بنایا*؟ انھوں نے کیا معلوم کیا جو ہم کو معلوم نہ تھا؟ بنی نوع کو انھوں نے کیا فائدہ پہونچایا؟ ان ساری باتوں کا جواب نفی میں دینا پڑے گا۔

---

* **نوٹ** بناتے تو کیا خاک اُلٹے خرابی میں پڑ گئے کیا اچھا ہوتا کہ اگر یہ وجودی بجائے وحدۃ وجود کے کثرت وجود کا عقیدہ رکھتے اور خدا بننے کی کوشش نہ کرتے بلکہ مسیح بننے کی کوشش کرتے تاکہ یہ شرک عظیم جو دنیا میں پھیل رہا ہے کچھ تو گھٹتا اور یہ کروڑ ہا لوگ جو نہیں بھی جو رات دن ربنا المسیح پکارتے ہیں کبھی تو آنکھ کھلتی کہ دنیا میں کتنے مسیح ہوچکے اور ہیں اور ہوں گے اور قرآن کریم نے تو اس تعلیم عظیم کے توڑنے کے لیے مسیح ابن مریم کا دروازہ کھولدیا ہے چنانچہ سورہ تحریم کی آخر کی آیات بوضاحت تمام کہہ رہی ہیں کہ پہلے زمانہ میں ایک ہی مسیح تھا مگر رسول اللہ صلے اللہ

اگر کوئی ضد اور ہٹ سے کام نہ لے تو ذرا بتائے تو سہی کہ خدا تو محبت اور اطاعت کی راہ بتاتا ہے چنانچہ خود قرآن شریف میں اس نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ۔ پھر کیا دنیا میں کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کی محبت میں فنا ہو کر خود باپ بن جاوے باپ کی محبت میں فنا تو ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ باپ ہی ہو جاوے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ فنا ر نظری ایک ایسی شے ہے جو محبت سے ضرور پیدا ہوتی ہے لیکن ایسی فنا جو در حقیقت بہانہ فنا کا ہو اور ایک جدید وجود کے پیدا کرنے کا باعث ہے کہ میں ہی ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جن لوگوں میں تقویٰ اور ادب ہے اور جنھوں نے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر قدم مارا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ وجودی نے جو قدم مارا ہے وہ حد ادب سے بڑھ کر ہے بیسیوں کتابیں ان لوگوں نے لکھی ہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی وجودی اس بات کا جواب دے سکتا ہے کہ **واقعی وجودی میں خدا ہے۔** یا تصور ہے؟ اگر خدا ہی ہے تو کیا یہ ضعف اور یہ کمزوریاں جو ہمیشہ دامنگیر حال رہتی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی صفات ہیں ذرا بچہ یا بیوی بیمار ہو جاوے تو کچھ نہیں بنتا اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے؟ مگر خدا تعالیٰ چاہے تو شفا دے سکتا ہے۔ حالانکہ وجودی کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے بعض وقت مالی ضعف اور افلاس ستاتا ہے بعض وقت گناہ اور فسق و فجور بے ذوقی اور بے شوقی کا موجب ہو جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے شامل حال بھی یہ امور ہوتے ہیں؟ اگر خدا ہے تو پھر تمام کے سارے کام کن فیکون سے ہونے چاہییں حالانکہ یہ قدم قدم پر عاجز اور محتاج ٹھوکر کھاتا ہے اور مجبوری کی حالت پر کہ

خدا بھی بنا پھر اس سے کچھ نہ ہوا

پھر عجب تر یہ ہے کہ یہ خدائی اسکو دوزخ سے نہیں بچا سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

پس جب کوئی گناہ کیا تو اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے جہنم میں جانا پڑا اور ساری خدائی باطل ہو گئی وجودی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔ جبکہ وہاں بھی انسانیت کے مجسم بنے رہے تو پھر ایسی فضول بات کی حاجت ہی کیا ہے جس کا کوئی نتیجہ اور اثر ظاہر نہ ہوا؟

غرض یہ لوگ بڑے بیباک اور دلیر ہوتے ہیں اور چونکہ اس فرقہ کا نتیجہ اباحت اور بے قیدی ہے اس لیے یہ فرقہ بڑھتا جاتا ہے۔ لاہور جالندھر اور ہوشیار پور اضلاع میں اس فرقہ نے اپنا زہر بہت پھیلایا ہے۔ غور کر کے اس کے نتائج پر نظر کرو بجز اباحت کے اور کچھ معلوم نہیں دیتا یہ لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند نہیں اور ہو بھی نہیں سکتے کیونکہ خدا سے ڈرنا جس پر نجات کا مدار اور اعمال کا انحصار ہے وہ ان میں نہیں ہے بعض بالکل دہریوں کے رنگ میں ہیں۔

غرض میں سچ کہتا ہوں کہ یہ فتنہ بھی منجملہ ان فتنوں کے جو اسوقت پھیلے ہوئے ہیں ایک سخت فتنہ ہے جس نے فسق و فجور کا دریا چلا دیا ہے اور اباحت اور دہریت کے دروازوں کو کھولدیا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسوقت زندہ ہوتے تو وہ ان کو دیکھکر حیران ہوتے کہ یہ اسلام کہاں سے آیا۔ انسان کو کسی حالت میں مناسب نہیں ہے کہ وہ انسانیت کی حدود کو توڑ کر آگے نکل جاوے۔

کیا سچ کہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

غرض یہ فرقہ دق کی طرح ہے ایک شخص الہ آباد میں تھا اس نے مجھ سے خط و کتابت کی ایک دو مرتبہ کے خطوط کی آمد و رفت کے بعد وہ گالیوں اور بدزبانیوں پر اتر آیا۔ ان لوگوں میں تزکیہ نفس تو بڑی بات ہے عام اخلاقی حالت بھی اچھی نہیں ہوتی۔

اصل یہ ہے کہ اخلاق فاضلہ اور تزکیہ نفس کا مدار ہے تقویٰ اور خدا کا خوف جو بدقسمتی سے ان لوگوں میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تو خود خدا بنے ہوئے ہوتے ہیں پس جب وہ انسانیت چھوڑ کر خدا بن گئے اور یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ وہ خدا تو بن سکتے ہی نہیں پھر باقی یہی رہا کہ انسانیت چھوڑ کر شیطان بن گئے۔ اس لیے وہ بہت جلد برافروختہ ہو جاتے ہیں اور جہانتک ان لوگوں کے حالات کی تحقیق کرو گے انہیں اسلام کی پابندی ہرگز نہ نکلے گی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان میں صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہیں ہوتی اس لیے کہ خشیت الٰہی نہیں ہوتی اور ہیبت اٹھ جاتی ہے آخرکار دہریوں کے ساتھ نشست و برخاست شروع کرتے ہیں اور حدود اللہ کو توڑ کر بے قید ہو جاتے ہیں غرض یہ بڑا ہی خطرناک زہر ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت بایزید بسطامی یا خواجہ جنید بغدادی یا سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کلمات میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جنھیں جاہل یا تو ان کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے یا ان کے اقوال کو فرقہ ضالہ وحدۃ وجود کے لیے حجت پکڑتا ہے جیسے سبحانی ما اعظم شانی اور ما فی جبتی سوی اللہ یہ ان کی غلط فہمی ہے جو وہ ان کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں اول تو یہ صحیح طور پر معلوم نہیں کہ ان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے بھی ہیں یا نہیں لیکن اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی انھوں نے ایسے الفاظ بیان فرمائے ہیں تو ایسے کلمات کا چشمہ عشق اور محبت ہے مثلاً ایک عاشق جوش محبت اور محویت عشق میں یہ کہہ سکتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

باقی آئندہ

ان شاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سچی گواہی کا ایک اشتہار اور علماء دیانت شعار سے استفسار

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ظل رحمانی کے دعوے مسیح موعود کی نسبت ان دنوں میں دو گروہ ہو رہے ہیں۔

(۱) ایک تو وہ گروہ ہے جنھوں نے سنت اللہ کے موافق آپ کے دعوے کی نسبت ثبوت دیکھکر اور کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی شہادت پاکر اور آسمانی نشانوں اور ربانی تائیدوں کو بکثرت مشاہدہ کرکے اور صدی کا سر دیکھکر اور مفاسد عظیمہ موجودہ زمانہ حال کے مقابل ایسے ایک بزرگ مصلح کی ضرورت محسوس کرکے اور سچے مومنوں کی طرح تقوی سے کام لیکر حضرت ممدوح کے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔

(۲) دوسرا وہ گروہ ہے جو بخل اور تعصب اور جہالت نے اس نعمت کے قبول کرنے سے ان کو محروم رکھا ہے جو حالات ہیں اسقدر چمکتے ہوئے ثبوتوں سے انھیں انکار ہے تو اب درحقیقت ان کے آگے کوئی اور دلیل پیش کرنا بے فائدہ ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دعوی تقوی اور خدا ترسی کے نسبت جسقدر ان کے پوشیدہ حالات تھے آج سب کھل گئے اور اب دوبارہ ان کو کوئی بات یاد دلاتا درحقیقت اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے مگر پھر بھی ایک طاقت ہمدردی بنی نوع جو فطرۃ انسان میں ودیعت ہے وہ نہیں چھوڑتی اور ہر ایک موقعہ پر جو کوئی بات ثابت ہوتی ہے وہ پیش کرنی پڑتی ہے خواہ اسکو کوئی قبول کرے یا نہ کرے سو اس خیال سے آج میں پھر ایک ایسی سرگزشت بطور شہادت پیش کرتا ہوں جو ایک خدا ترس کے لیے قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے محض فضل اور موہبت کے طور سے یہ انعام ملا ہوا ہے کہ میں ہر روز بلا ناغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم رویا میں زیارت کرتا ہوں اور آج کی تاریخ تک جو ۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء ہے **۶۳۷** چھ سو سینتیس مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے جس کا میں نے کتاب کے طور پر ایک روزنامچہ بنایا ہوا ہے۔ ان تمام رویاء صالحہ میں جنکی کئی سو مرتبہ تک نوبت پہونچ گئی ہے بار بار بلکہ صدہا بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یقین دلایا ہے کہ مرزا غلام احمد درحقیقت مسیح موعود ہے اور یہ وہی موعود ہے جن کی آخر زمانہ میں آنے کی بشارت دی گئی تھی جو شخص انکو چھوڑتا ہے وہ سچائی کو چھوڑتا ہے اور ان کے انکار کرنے والوں کا انجام انھیں لوگوں کے انجام کی مانند ہے جنھوں نے خدا کے مرسلوں اور نبیوں کا انکار کیا ہے۔ اس رویا کے سلسلہ کے ساتھ مجھے الہام بھی ہوتے ہیں جن کی ہزارہا تک نوبت پہونچی ہے۔ اگر یہ دو چار دفعہ کی بات ہوتی تو مخالف علماء کو اس بات کے کہنے کی گنجایش تھی کہ ان کے عقیدہ کے موافق رویا اور الہام ظنی ہے کیونکہ ایک دفعہ یا دو دفعہ یا تین دفعہ کی بات میں غلطی کا امکان ہے لیکن چونکہ صدہا دفعہ تک نوبت پہونچ چکی ہے اس لیے اس کو ایک ایسا تواتر حاصل ہو گیا ہے جس سے انکار کرنا تقوی سے بعید ہے دنیا کے سلسلہ کا تمام مدار نیک ظنی پر ہے اور مومن کی نسبت نیک ظنی کرنا ایک خاص حکم ہے اور اس موقعہ پر جو شخص خاندان نبوت میں سے ہو وہ اور بھی حق رکھتا ہے جو اس کی نسبت نیک ظنی کی جائے کیونکہ طینت پاک کے خمیر میں سے ہے اور پاک خون کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے اور پھر جو شخص ایسے واقعات کو حلفاً بیان کرے وہ اور بھی اس لائق ہو جاتا ہے کہ اسکے بیان کو عزت اور اعتبار سے دیکھا جائے سو صاحبو میں مسلمان ہوں اور پھر قوم کا سید اور خاندان نبوت میں سے ہوں اسلیے میں خدا تعالے کے سامنے کھڑا ہو کر حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میں نے صدہا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا ہے اور آنجناب نے بار بار بلکہ سینکڑوں دفعہ مجھکو مخاطب کرکے فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو یہ دعوی کرتا ہے کہ مسیح موعود ہوں اس دعوی میں وہ سچا ہے اور وہ درحقیقت خدا تعالے کی طرف سے ہے اور اس کے منکر بڑی غلطی کر رہے ہیں اور محل مواخذہ میں ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ تمام سعادت ان کے قبول کرنے میں ہے اور تمام شقاوت ان کے رد کرنے میں ہے۔ اب صاحبو بتاؤ کہ ان متواتر شہادتوں کو میں کیونکر قبول نہ کروں اور کونسی حجت شرعی ہے کہ اُن کے قبول کرنے سے مجھکو روک سکے۔ میں یہ بھی حلفاً کہتا ہوں کہ اس تواتر نے اور صدہا مرتبہ کی رویت نے میرے پر یہ امر یقینی کر دیا ہے اور اب یہ میرے لیے بدیہی ہے جیساکہ آفتاب۔ اب یہ اوباشانہ طرز ہوگا نہ تقوی کا کہ کوئی شخص اسقدر تواتر کا انکار کرے اور اسکو ان واقعات ظنیہ کا ہم وزن سمجھے جن کی نسبت ایک دفعہ کوئی خواب یا الہام ہو میں قبول کرتا ہوں کہ ایسے الہامی اخبار میں جو ایک دو دفعہ معلوم ہوں کوئی امر مشتبہ رہ جائے اور میں قبول کرتا ہوں کہ ایک دو مرتبہ کی رویا اگر کسی غلط تاویل کی وجہ سے صحیح نہ نکلے تو ممکن ہے اور کسی اس کی عذر خواہ ہے لیکن میں قبول نہیں کر سکتا کہ جن امور کی سچائی کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا مرتبہ رویا میں شہادت دی ہو اور مسلسل طور پر ایک زمانہ دراز تک اس قسم کی رویا اور الہامات بارش کیطرح برستے رہے ہوں وہ سب باطل ہوں ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا اور نہ کبھی ہوا اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے اور وہ طبیعت ناپاک ہے اور وہ دل لعنتی ہے جس کے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی یہ عزت ہے کہ صدہا مرتبہ کی زیارت کا حوالہ دیا جاتا ہے تب بھی وہ شیطانی توہمات میں اسکو داخل سمجھتا ہے۔

صاحبو کیا میرے مقابل پر آپ کے پاس کسی ایسے شخص کی کوئی نظیر بھی ہے جس نے میری طرح نعوذ باللہ صد ہا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ نعوذ باللہ امامنا حضرت اقدس مرزا صاحب قادیانی کاذب اور دجال اور بے ایمان ہے اگر کوئی آپ کے پاس ایسی نظیر ہے تو فیصلہ بہت سہل ہے کہ ایک جلسہ میں وہ شخص بھی میرے مقابل پر ایسی قسم کھا کر اور اپنے بیان کو مؤکد بحلف کرکے دکھلاوے۔

مصرعہ

تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز ممکن نہ ہوگا اور ایسا شخص مشرق اور مغرب تک آپ کو نہیں ملے گا یہ سچ ہے کہ رویا میں شیطانی وساوس بھی ہوتے ہیں مگر میں قبول نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا کو دوسری رویا سے مساوات ہے اور پھر جب کہ اس رویا میں تواتر بھی ہے تو اس تواتر کو رد کر دینا کسی ملعون دل کا کام ہے نہ مسلمان کا۔ گو وساوس کی آمیزش رویا میں ہو سکتی ہے لیکن کثرت رویا سے یہ شبہ صاف ہو جاتا ہے شیطانی سلسلہ لمبا نہیں ہو سکتا۔ شیطان جلد تر تھک جاتا ہے اور اپنے حیلوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے لیکن وہ پاک رویا اور پاک کشف جو کثرت سے ہوتے ہیں اور تواتر تک پہونچے ہیں اور کسی وقت اپنے سلسلہ کو ختم نہیں کرتے اور نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ اور ہزارہا دفعہ بے رخان نور کی طرح ظاہر ہو کر صاحب رویا کو تسلی اور سکینت اور اطمینان بخشتے ہیں وہ ضرور سچے ہوتے ہیں جو شہادت تواتر سے ملتی ہے وہ بلاشبہ یقینی ہوتی ہے اور میں اس رویا میں اکیلا بھی نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سلسلہ میں اور نیز خارج سلسلہ میں ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے بذریعہ رویا ہی تصدیق کی ہے جیسا کہ **گلاب شاہ** نے ضلع لودھیانہ میں ہمارے حضرت اقدس کے دعوے سے تیس برس پہلے میاں **کریم بخش** جمالپوری کے روبرو گواہی دی تھی کہ **مسیح موعود قادیان** میں پیدا ہو گیا ہے اس کا نام

غلام احمد

ہے وہ لودھیانہ میں بھی آئے گا مولوی لوگ اس کا سخت انکار کریں گے انکار تو بہت ہوگا مگر در حقیقت

مسیح موعود

وہی ہے اور

عیسیٰ نبی فوت ہو چکا ہے

غور کے لائق ہے کہ یہ کس قدر مرتبہ کی گواہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے دعوے سے

تیس برس پہلے کی ہے

ایسا ہی

پیر صاحب العلم

جس کا ایک لاکھ مرید ہے ہزارہا انسانوں کے روبرو یہی گواہی دے کر مر گئے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے ہے اور سچا ہے۔ اب اے مولوی صاحبان میری نسبت آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ کیا میرے لیے ضروری نہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ کی گواہی کو قبول کروں اگر آپ لوگ چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ جھوٹ پر انسان کبھی اسقدر اصرار نہیں کر سکتا جسقدر میں کر رہا ہوں کیا میں اس پیرانہ سالی میں کہ ساٹھ سال کے قریب پہنچا ہوں اور مدت سے امراض خطرناک دامنگیر ہیں ہر روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہوں اور کیا میں ایک لعنتی زندگی کی اس بجلی سے بیخوف اور گستاخ ہوں جو جھوٹ پر سخت اصرار کرنے سے اور بالخصوص حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنے سے ایک دروغگو کی جان اور آبرو اور اہل و عیال پر گر سکتی ہے اور کیا مسلمانوں میں اس کی کوئی نظیر ہے کہ کوئی اپنی موت کو اسحالت پیرانہ سالی اور ہجوم امراض اعراض میں فراموش کرکے ہر روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا کرے میں تو جانتا ہوں کہ اس قدر بدظنی میں بڑھا ہوا خیال انہیں لوگوں کے منہ سے نکل سکتا ہے جن کی طینت میں خبث اور فطرت میں بدگوہری ہے ورنہ دروغگو ایک حد پر آکر تھک جاتا ہے فتفکروا و تذکروا و بینوا توجروا۔

المشتہر سید امیر علی شاہ

ساکن سیدانوالی ضلع سیالکوٹ

حال وارد قادیان ضلع گورداسپور

۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء

کیا آدمی بغیر ہوا کے زندہ رہ سکتے ہیں

ایک عالم و فاضل برٹش سائنسدان کی رائے ہے کہ آیندہ پانچ صدیوں میں آکسیجن ہوا کی مقدار بالکل ختم ہو جائیگی جو انسانی زندگی کا بہت بڑا مدار ہے۔ علاوہ اسکو عام سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ہوائی کرہ میں آکسیجن کی مقدار ہر روز گھٹتی جاتی ہے۔ ہر ایک برتن اور ہر ایک دیاسلائی جو جلائی جاتی ہے وہ بلحاظ ہوا کی ایک بڑی مقدار جذب کرتی ہے جس طرح آکسیجن کم ہونے کے ساتھ ساتھ موسم گرما کی تیزی بڑھتی جائیگی اور رطوبت کیس اوپر ہوا میں پرواز کر جائیگی بخار زمین سے اٹھکر آفتاب کو ڈھانپ لیا کرینگے پودے ترچھے پھول دینگے اور درخت رات کو نشوونما پائیں گے نباتات پھر ہوا کو صاف کرینگی اور افسردہ حیوانی زندگی میں تازہ روح پھونکی جائیگی۔ مگر یہ صدیوں کے بعد انقلاب ہوگا۔ آکسیجن کی کمی کے باعث لوگوں کو بہت بھاری تکلیف ہوگی اور ما سکو بڑھانیکو سطح کی دیوانہ وار کوشش کرینگے۔ لوگوں کی طاقتوں پر اسکا بہت بھاری اثر پڑیگا کیونکہ جسمانی محنت مشقت کرنے میں آکسیجن کا بڑا حصہ خرچ ہوتا ہے بڑی بڑی لیبارٹریوں سمندر کو ہوا میں تبدیل کرنے کی کوشش کرینگے اور سمندروں کا پانی ان لوگوں کے ہجوم رہینگے جو اسکو ہوا میں تبدیل کرنیکی کوشش کرینگے۔ لوگ پشت پشت بخیف الاغر ہوتے جاینگے حتی کہ موت سی تسکین ہوگی بطاقت کے عوض ترقی بجائے صنعت اور تعلیم کی دنیاوی اوکو بچا نہیں کوئی پیشنگوئی جائیگی۔ بڑی بڑی جھیلیں سطح آب پر تو ہونگی اور بڑے بڑے دلدلوں میں پھرینگے اور تمام ادنا درجہ کی حیات انسانوں کے مرنے سے پہلے بچو پھیلیں گے سخت مزاج انسانی نسلوں کو زیادہ عرصہ تک زندہ رہینگی مگر آخری انسانی عمارات کی ایک دوسرے کو پہچان نہ سکینگے اور دھیمے تدریج کے ساتھ ختم ہو جائینگے

ڈائری

حضرت امام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

× ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء

× **سید عبد اللہ صاحب عرب** نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں اُن لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔

فرمایا مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

عرب صاحب نے عرض کیا وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور اُن کو تبلیغ نہیں ہوئی۔

فرمایا اُن کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔

عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم **شیعہ** ہے۔

فرمایا تم خدا کے بنو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اُس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے ×

فرمایا آج کل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں **عیسائی** کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں مذہب عیسوی پھیل جائے گا۔ **برہمو** کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں برہموؤں کا مذہب پھیل جائیگا اور **آریہ** کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب پر غالب آ جائے گا۔ مگر یہ سب جھوٹ کہتے ہیں خدا تعالیٰ ان میں کسی کے ساتھ نہیں اب دنیا میں **اسلام** کا مذہب پھیلے گا اور باقی سب مذاہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے۔

فرمایا جو بات ہماری سمجھ میں نہ آوے یا کوئی مشکل پیش آ وے تو ہمارا طریقہ ہے کہ ہم تمام فکر کو چھوڑ کر صرف دعا میں اور تضرع میں مصروف ہو جاتے ہیں تب وہ بات حل ہو جاتی ہے۔

فرمایا افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کیطرف توجہ نہیں کرتے۔ جیساکہ دنیا دار اپنی دنیا داری پر یا ایک شاعر اپنے اشعار پر غور کرتا ہے ویسا بھی قرآن شریف پر غور نہیں کیا جاتا۔ بٹالہ میں ایک شاعر تھا اُس کا ایک دیوان ہے اُس نے ایک دفعہ ایک مصرعہ کہا ع

صبا بشرمندہ گردد بہ روئے گل نگہ کردن

مگر دوسرا مصرعہ اُسکو نہ آیا۔ دوسرے مصرعہ کی تلاش میں برابر چھ مہینے سرگردان و حیران پھرتا رہا۔ بالآخر ایک دن ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے گیا۔ بزاز نے کئی تھان کپڑوں کے نکالے پر اسکو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر بغیر کچھ خریدنے کے جب اُٹھ کھڑا ہوا تو بزاز ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے اتنے تھان کھلوائے اور بیفائدہ تکلیف دی۔ اسپر اُسکو دوسرا مصرعہ سوجھ گیا اور اپنا شعر اسطرح سے پورا کیا۔ شعر

صبا شرمندہ می گردد بروئے گل نگہ کردن
کہ رخت غنچہ را وا کرد و نتوانست تہ کردن

جسقدر محنت اُس نے ایک مصرعہ کے لیے اُٹھائی اتنی محنت اب لوگ ایک آیت قرآنی کے سمجھنے کے لیے نہیں اُٹھاتے۔ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اُس سے بے خبر ہیں۔

جو خبر امیر کابل کی سلطان المعظم کو ایک مرصع قرآن شریف بھیجنے اور سلطان المعظم کے بیس لاکھ روپیہ عطیہ اور پھر امیر صاحب کا اسکو حجاز ریلوے میں دیدینے کے متعلق لاہور کے انگریزی اخبار سے نقل ہو کر اردو اخبارات نے شائع کی تھی وہ آخر ایک گپ ثابت ہوئی۔ کابل میں جب ان خبروں کا خلاصہ امیر صاحب کے سامنے پیش ہوا تو وہ اپنی ہنسی کو روک نہ سکے۔

مختصر نوٹ اور نکات

دہریت نما نیچریت کے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ جو شیطانی حملے الحاد کے زہر سے بھرے ہوئے علوم طبعی۔ فلسفی۔ یا ہیئت دانوں کی طرف سے اسلام پر کیے جاتے ہیں اُن کا مقابلہ کرنے کے لیے یا اُن کا جواب دینے کے واسطے اسلام اور آسمانی نور کو عاجز سمجھکر عقلی ڈھکوسلوں اور فرضی اور قیاسی دلائل کو کام میں لایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مجیب قرآن مجید کے مقاصد اور مطالب سے دور جا پڑتے ہیں اور ایک چھپا ہوا الحاد کا پردہ اپنے دل پر ڈال لیتے ہیں جو ایک وقت آ کر اگر اللہ تعالےٰ اپنا فضل نہ کرے دہریت کا لباس پہن لیتا ہے اور وہی رنگ دل کو دیدیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس آج کل کے مغربی زہروں کے بچنے کیلیے قرآن کریم بجائے خود ہی ایک تریاق ہے جو دعا۔ تقویٰ اور مجاہدہ اور کسی پاک صحبت میں رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس ہتھیار کو لے کر اگر میدان میں نکلو گے تو یقیناً فتح تمہارے شامل حال ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہمیں یہ ملتی ہے کہ جب یہ مسلم بات ہے کہ انسان کی گفتگو اگر سچے دل سے نہ ہو اور عملی اور قدسی قوت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی اور جسقدر سچائی کا نور اور عملی اور قدسی قوت کا اُس میں نور ہوگا اُسی قدر وہ موثر اور نتیجہ خیز ہوگی اب جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی ہے اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ہے۔ آپ پورے معنوں میں کامیاب اور بامراد اُٹھے ہیں بالمقابل مسیح علیہ السلام کی جسقدر ناکامیاں انجیل سے ثابت ہوتی ہیں وہ مسیح کو خدا تو در کنار

نبی ثابت کرنے کے لیے بھی کافی نہیں پھر عیسائی کس منہ سے مسیح کا مقابلہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں

پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے ایک طبعی دوسرے غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جب انسان پر نقص فی الخلق کا زمانہ واقعی آجاتا ہے جبکہ سپاہی بعد دیگرے اپنے کام سے عاری اور قریب بہ تعطل ہو جاتے ہیں اور غیر طبعی وہ ہے کہ جب انسان امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سالی کا نمونہ بنا دیں اسی طرح پھر اگر انسان اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو قسم قسم کی بد اعمالیاں اس کی روحانیت کو یوماً فیوماً کمزور کرتی چلی جاتی ہیں یہانتک کہ ہلاک کر ڈالتی ہیں۔

یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ ہر مرض کی دوا ضرور ہے لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آجاوے پھر ہلاکت ہی نتیجہ ہو گا۔ اس لیے مومن کو کبھی سست نہیں ہونا چاہیے اسے مجاہدہ اور دعا سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسھم یعنی خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلا لے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی لا تبدیل سنت ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

توبہ حصول اخلاق کے لیے بڑی محرک اور مؤید چیز ہے اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے یاد رکھنا چاہیے کہ توبہ کی تکمیل کے لیے تین شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اول اقلاع یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کرے جو خصائل ردیہ کے موجب ہیں چونکہ ہر فعل عمل میں آنے سے پیشتر ایک تصوری صورت رکھتا ہے اس لیے پہلی شرط یہی ہے کہ ان خیالات فاسدہ اور تصورات بد کو چھوڑ دے۔

(۲) دوسری شرط **ندامت** ہے یعنی گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ **عزم** ہو یعنی آیندہ کے لیے ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق دے گا۔ یہانتک کہ سیئات کی جگہ حسنات لے لیں گی۔ ہر ایک جو چاہتا ہے کہ خدا کے حضور توبہ کرے اسے چاہیے کہ ان شرائط کو مدنظر رکھے

قوم کو قوم بنانے کے واسطے شہر دلیر اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں ہوتے بلکہ ضرورت ہوتی ہے ان لوگوں کی جو تبدیل اخلاق پر قدرت رکھتے ہوں کیونکہ حقیقی قوت اور دلیری یہی ہے کہ انسان تبدیل اخلاق کر سکے اور خصائل ردیہ پر فتح پا سکے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کا پڑھ لینا اور اپنے خیال میں بعض نیکیاں کر لینی ہی تمام مدارج سعادت کے حصول کا موجب ہیں اور صادقین کی صحبت کی چنداں ضرورت نہیں ہم کہتے ہیں کہ ایسا خیال قرآن کریم کی تعلیم صریح کے مخالف ہے کیونکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کونوا مع الصادقین صادق وہ ہوتا ہے جو صدق کو علی وجہ البصیرۃ شناخت کرے اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں ہے کہ سماوی تائیدات شامل حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ یقین کا حاصل ہو۔ ان معنوں کے لحاظ سے کامل صادق انبیاء و اولیا محدث ہوتے ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔

اس حکم سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کوئی زمانہ صادق کے وجود سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ کونوا مع الصادقین کا حکم دوامی ہے جو دوام وجود صادق کو مستلزم ہے۔

یہ زمانہ (جس میں ہم ہیں) وجود صادق سے اس آیت کے اشارہ کے موافق خالی نہیں اور ہرگز نہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ اور فرستادہ بندہ کو

مسیح موعود

کے نام سے دنیا میں بھیجا تاکہ وہ حق کے طلبگاروں کو **نجات** کی راہ سے آگاہ کرے اور اپنے وجود سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر اطلاع بخشے اور اپنی نفوس قدسیہ سے ایک خارق عادت تبدیلی کر دکھائے۔

نیک ظنی انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک بدظنی کے غالب وجوہ پیدا نہ ہوں اس وقت تک اس قوت کو استعمال میں لانا انسان کا طبعی خاصہ ہونا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص بلاوجہ معقول اس قوت کو چھوڑ کر بدظنی کرنے کی عادت پکڑتا ہے تو ایسے انسان کو مجنون یا مسلوب الحواس کہنا پڑے گا۔

جبکہ یہ بات سچی ہے تو پھر ہمارے مخالف ہمیں بتائیں کہ باوجودیکہ اس فطرتی قوت کا منشا بھی حسن ظن ہی ہونا چاہیے تھا اور قرآن شریف کے حکم کے موافق بھی حسن ظن ہی ضروری تھا پھر ان کی عقل پر یہ پتھر کیا پڑے کہ انھوں نے خدا کے **مامور اور برگزیدہ** کی آواز سنتے ہی لست مؤمنا کہنا شروع کر دیا۔ اگر ان کی دانش و فراست میں فرق نہیں؟ اگر ان کی یہ قوت حسن ظن انکی اپنی ہی کرتوتوں سے ضائع اور زائل نہیں ہو چکی؟ تو چاہیے تھا کہ وہ اپنی زبانوں اور قلموں کو روکتے اور صبر اور خدا ترسی سے اس کی باتوں کو سنتے اور اس کے انجام کا انتظار کرتے چونکہ انھوں نے ایسا نہیں کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے فطری قوی جن میں نیکیوں کی قوت ودیعت رکھی گئی تھی مردہ ہو چکی ہیں

آدابُ الرّسول

یہ ایک خطبہ کا حاصل مطلب ہے جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک جمعہ میں عرصہ ہوا پڑھا تھا

(ایڈیٹر)

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا آہ

اس سورہ شریفہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کس طرح اس شخص کا ادب کرنا چاہیے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مرسل ہو کر آتا ہے۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر محفل و مجلس کے لیے کچھ آداب اور مراتب ہوتے ہیں جو شخص ان آداب اور مراتب کی نگہداشت نہیں کرتا ہے اُسکو اس مجلس سے ذلیل اور خوار ہو کر الگ ہونا پڑتا ہے یا کم از کم یہ کہ وہ ان معاد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو بصورت نگہداشت آداب ضرور یہ مل سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے علم اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں اُنھوں نے انسان کی روزمرہ کی ضروریات تک ادب لکھے ہیں اور بڑی بڑی بحثوں میں اُن پر طبع آزمائی کی ہے جیسے جسمانی نظام میں آداب اور مراتب کا ایک سلسلہ ہے اُسی طرح پر روحانی نظام بھی اس سے خالی نہیں بلکہ اسمیں بڑی وسعت اسکو دی گئی ہے اور سچ پوچھو تو

خدا تعالیٰ کا راستہ ادب ہی ادب ہے

جس نے ادب اختیار کیا اپنی جان کو مردہ کیا اور اپنے تئیں لاشئے محض سمجھا اس نے کچھ نہیں بہت کچھ پا لیا مگر جسنے اپنے تئیں سمجھا اُس نے کچھ بھی [illegible] یا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ جسقدر گھمنڈ ہو اپنی ہمہ دانی یا فقہ یا منطق یا دیگر علوم آلیہ مادیہ پر ہوگا اسیقدر حرمان نصیب ہوگا جب تک انسان اس طرح اپنے دل کو کریدے اور کھود کر نہ دیکھلے جیسے ایک کنواں کھودنے والا کئے گز وں تک نیچے کھودتا ہوا چلا جاتا ہے تب پانی دیکھتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر دل کو کھود کر اس خس و خاشاک کو دور نہیں کرتا جو تکبر اور انانیت کے رنگ میں اس پر جمع ہوئے ہیں وہ اس مصفا چشمہ کو نہیں پا سکتا جو خدا سے آتا ہے۔

غرض

بات دور چلی جاتی ہے میرا اصل مطلب اور منشا یہ ہے کہ چونکہ ہم لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ایک **مامور اور مرسل** کے حضور بیٹھنے کا شرف ملا ہے اسلیے یہ ضروری امر ہے کہ اس **خدا نما مجلس** کے آداب سے ہم اول آگاہ ہوں جب تک ان آداب اور مراتب پر ہمیں نگاہ نہ ہو ہم سچا استفادہ نہیں کر سکتے۔

چونکہ

دل کی راہ ایک ایسی باریک راہ ہے کہ اسپر ہم کوئی پل نہیں بنا سکتے ان خارجی اسباب سے مدد نہیں لے سکتے جو ارضی راہوں کے صاف کرنے کے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں جیسے انگریز دریاؤں پر پل باندھ دیتے ہیں پہاڑوں کو کھود کر راہیں نکال دیتے ہیں وغیرہ

اس لیے

یہ ضروری امر ہے کہ آداب الرسول کے متعلق ہم اپنی تراشیدہ باتوں پر ناز اور فخر نہ کریں بلکہ ہمیں وہ راہ اختیار کریں جو مولا کریم نے اپنی کتاب کے ذریعہ ہمیں بتائی ہے۔ یہ بڑی غلطی ہوگی اگر ہم اپنی محدود جگہ جگہ پر ٹھوکر کھانے والی عقل و دانش پر ناز کریں ایک طرف خدا کا مصلح ہے خدا نے جس کے سینہ کو چاک کر کے ہر ایک قسم کی آلایش سے پاک کیا اور جس کے دل کو اپنا عرش بنایا اور خود اُس میں سکونت اختیار کی دوسری طرف غلطی پر غلطی کھانے والا قدم قدم پر ٹھوکر کھانے والا پر جوش درست رائے نہ رکھنے والا انسان ان دونوں کا مقابلہ کیونکر ہو۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پھر اگر وہ اپنی عقل پر بھروسہ کر کے ایک مطہر و مزکی انسان کی کسی حرکت اور معاشرت پر مثلاً نماز میں جلدی کرنے یا دیر کرنے یا جمع کرنے یا اور اسی قسم کی کسی بات پر نکتہ چینی اور اعتراض کرے تو فی الفور مارا گیا۔

ان

ساری لغزشوں اور ٹھوکروں سے بچنے کے لیے آداب الرسول کا علم ہونا ضروری ہے۔ خدا نے بڑا فضل اور رحم کیا کہ مسلمانوں پر کہ اپنی طرف سے ان بھول پر کسی ایجاد کی ضرورت نہیں۔ یہ کامل کتاب بجائے خود تمام ضرورتوں کی کفیل ہے اس سورہ شریفہ میں جس کو میں نے ابھی پڑھا ہے اس عقیدہ کو بخوبی حل کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ہر قصر کی راہ کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی دروازہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول نمونہ ہیں اور پھر آپ کے بعد آپ کی گدی پر بیٹھنے والا خدا کا **مامور و مرسل** جری اللہ فی حلل الانبیاء کا مخاطب احمد محمد مہدی عیسیٰ موسیٰ ابراہیم داؤد کا مصداق اور انبیاء علیہم السلام کا خلاصہ

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غرض

خدا تعالیٰ ان آیات میں مومنوں کو یوں مخاطب کر کے فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ ان الذین

یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولٰئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ و اجر عظیم

ایمان والو! اللہ و رسول کے آگے مت بڑھو (تمہاری ہستی ہی کیا ہے؟ اس کا بچاؤ کرو ایسا نہ ہو غضب آجاوے) اسلیے تقوی اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اللہ سنتا اور جانتا ہے ایمان والو! نبی کی آواز پر اپنی آوازوں کو مت بڑھاؤ اور اسکو ایسے طریق اور لب و لہجہ سے نہ پکارو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (یاد رکھو جب تک ہر ایک بات میں عظمت بزرگی اور ہیبت نہ ہوگی اس کی سچی پیروی کی توفیق نہیں مل سکیگی) اور اندیشہ ہے کہ تمہارے اعمال نیست و نابود ہو جائیں اور تمہیں خبر تک بھی نہ ہو۔ وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی آوازوں کو نیچا کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالے نے تقوی کے لیے پرکھ لیا ہے اور ان کے لیے مغفرۃ اور بڑے بڑے اجر ہیں۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے ان آیات میں اللہ تعالے نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھنے والوں کو ان آداب اور مراتب سے آگاہ کیا ہے جنپر کاربند ہوکر وہ تقوی کی راہیں سیکھ سکتے ہیں قبولیت دعا کی حالت حاصل کر سکتے ہیں علوم حقہ کے وارث ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ جس سے مغفرت اور اجر عظیم حاصل ہو۔ اور اعمال حبط ہونے سے بچ جائیں۔

اور یہ بھی تعلیم دی ہے کہ اگر ان آداب اور مراتب کا لحاظ نہ رکھا جاوے تو وہ دکھ دینے والا خوفناک اثر یا نتیجہ پیدا ہوگا کہ اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

قرآن شریف نے جو یہ آداب بتائے اور یہ مقدس تعلیم پیش کی اور اسکے نتائج بتائے یہ صرف خیالی اور فرضی باتیں نہیں ہیں بلکہ یہ اصلی واقعی اور یقینی امور ہیں جو ایک تجربہ کے بعد صحیح ثابت ہو رہے ہیں۔

جو لوگ عرب اور اہل عرب کی تاریخ سے مذاق اور دلچسپی رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ جنگ جو قوم وہ کسی کی بات نہ ماننے والے صحرانشین بدوی جو کل تمدن تو موں سے الگ تھلگ رہتے تھے اور جو اپنی بات منوائے بغیر نہ ٹلتے تھے انھوں نے جب آداب اور مراتب کو ملحوظ رکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کیا ان کی حالت کیسی بدل گئی ان کی برائیاں نیکیوں سے تبدیل ہو گئیں اور وہ جو متروک اور مہجور قوم کہلاتی تھی وہ نہ صرف دنیوی طور پر تہذیب و شائستگی کی استاد مانی گئی بلکہ اس کی فتوحات نے دنیا کو گھیر لیا اس کے علوم کا سکہ ان ممالک میں بیٹھا اور ان قوموں کو اس کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا جو آج اپنے خیال میں تہذیب اور شائستگی کے اعلی مدارج پر اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔

غرض

عرب کی حالت کا بدل دینا اور وحشیوں کو انسان اور پھر با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان بنا دینا اور دنیا کا اسکو تسلیم کر لینا ایک ایسا صحیح واقعہ ہے کہ اس کے ثبوت کے لیے ہمیں زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں۔

نو

عرب کی حالت میں یہ تبدیلی محض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوئی اور ان آداب و مراتب کی نگہداشت سے جنکا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے اور جسکی تفسیر آج میں تمھیں سنا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے کے بعد انھوں نے یہاں تک ترقی کی اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور اتباع میں کچھ ایسے کھوئے گئے کہ لکھا ہے مکہ والوں کی طرف سے مدینہ منورہ میں ایک ایلچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اس نے آکر دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ آپکے اسقدر نزدیک ہیں کہ اگر کوئی چھینٹ پانی کی آپکے ہاتھ سے گرتی ہے تو اسکو زمین پر گرنے نہیں دیتے اور جب کلی یا تھوک پھینکتے ہیں تو لپک کر اسے لے لیتے ہیں اور اپنے بدن پر مل لیتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ قریب تھا کہ باہم لڑ پڑتے آپکے وضو کے پانی پر صحابہ کے دل میں آپ کی عظمت اور محبت کا یہ مشاہدہ کرکے وہ حیران رہ گیا اور واپس اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے قوم میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار بھی دیکھے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا جو حال میں نے مشاہدہ کیا ہے اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ممکن نہیں وہ کسی کے مقابلہ میں ڈر جاویں اور ہار جاویں۔

جھوٹی تہذیب اور خیالی شائستگی کے دعویدار ممکن ہے کہ صحابہ کرام کے اس فعل پر اعتراض کریں کہ تھوک کیا اور بدن پر ملنا کیا مگر بات یہ ہے کہ سطحی خیالات والے الہیات سے ناواقف اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ تو ان فدائیوں اور عاشقوں کا کام ہے جو فنا فی الرسول کا مقام حاصل کر چکے تھے وہ اس تھوک کو تھوک قرار نہیں دیتے اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کا خدا تعالی سے ایک قوی تعلق ہو جاتا ہے اور وہ خدا تعالے میں ہوکر ایک موت اور ایک نئی زندگی پا لیتے ہیں۔ اللہ تعالے ان کے نفس میں ان کے لب و لہجہ میں اور آواز میں انکی ہر ایک بات میں اور ہر ادا میں ایک خاص قسم کا اقتدار اور برکت رکھدیتا ہے یہانتک وحدت شہودی کے طور پر کہ وحدت وجودی کے طور پر یہ کہنا درست اور صحیح ہوتا ہے کہ وہ دم وہ لب و لہجہ وہ تھوک وغیرہ اسکا نہیں بلکہ خدا تعالے کا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کے بعض مقامات سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسا فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

یا

جیسے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ایسا ہی اور بہت سے مقامات سے یہ مضمون صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال

میری غرض اس بیان سے صرف یہ ہے کہ میں یہ دکھاؤں کہ آداب الرسول کی نگہداشت کرنے والوں کا عشق اور محبت اسدرجہ کمال تک پہونچگیا تھا

اور حقیقت میں یہ ہے بھی سچ کہ جب تک مومن اس درجہ کو حاصل نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی محبت کمال تک نہ پہونچے وہ ان مراتب اور مدارج کو حاصل نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سچا مومن ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس درجہ کی محبت کرے کہ نہ بیٹے کی وہ محبت باپ سے ہو اور نہ باپ کی وہ محبت بیٹے سے ہو۔

جب

مومن اس درجہ کو اپنے اندر محسوس کرے تو پھر وہ درجہ پاتا ہے جس کا نام قرآن کی اصطلاح میں

محبوب الٰہی

ہے جیسا کہ ابھی اوپر کی ایک آیت میں بیان کیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہدو کہ اگر تم محبوب الٰہی ہونا چاہتے ہو یا اللہ سے محبت کرتے ہو پس تم میری (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اطاعت کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں دوست رکھے گا۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ

میری اطاعت تمہیں محبوب الٰہی بنادیگی

اور یہ نرا دعویٰ نہیں بلکہ اس کا ثبوت عرب کی تاریخ پڑھنے والے سے مخفی نہیں۔ یہ دور کی بات ہے میں تو اسوقت بھی ایک

ایک زندہ نمونہ

تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں جس نے بڑی بڑی تحدیاں کی ہیں اور بتایا ہے کہ اس نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ محض

اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

سے حاصل کیا ہے۔ پھر چونکہ خدا تعالیٰ کے محبوب و مقرب اور مخذول و مردود الٰہی کے درمیان ایک بین فرق ہوتا ہے اس لیے وہ ان نشانات کو جو مقربان بارگاہ الٰہی کو ملتے ہیں اپنی صداقت کی دلیل ٹھیراتا ہے اور خدا کا محض فضل ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے

ان نشانات

کو دیکھا ہے اور ایک عالم نے دیکھا ہے

غرض

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع بہت ہی ضروری چیز ہے۔

مگر

میں ایک بڑی عرض گزاشت کروں گا۔ اگر یہ نہ بتاؤں کہ آپ کی اتباع کی تکمیل کیونکر ہو سکتی ہے اس کے لیے بھی خود قرآن شریف ہی نے فیصلہ کیا ہے چنانچہ اتباع کامل کے لیے خدا کی حکیم کتاب میں یوں ارشاد ہوا ہے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی تیرے رب کی قسم مومن مومن ہی نہیں ہوسکتے جب تک اپنے ہر قسم کے اخلافی امور میں تجھے حاکم نہ بنائیں اور پھر بھی نہیں بلکہ تیرے قطعی فیصلے سے کوئی گھبراہٹ اور اٹک ان کے دل میں پیدا نہ ہو اور اس کے مقابل سر تسلیم پوری طرح جھکا کر اسپر عملدرآمد کریں یہ آیت ایک عظیم الشان ذریعہ ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا۔

قومی ترقی کے دلدادوں کے لیے اس آیت میں ایک قابل غور اصل اکبر بیان کیا گیا ہے اور اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری ہے یعنی

وحدت ارادی

کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی جب تک اس میں وحدت کی روح نفخ نہ ہو اور وحدت نہیں ہوسکتی جب تک وحدت ارادی سے سب گردنیں

ایک روحانی لیڈر

کے آگے جھک نہ جائیں

باقی آیندہ

باقیات صالحات

۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

کی شام کو جب کہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر احباب کے زمرہ میں تشریف فرما ہوئے تو باتوں ہی باتوں میں کچھ طبی تحقیقاتوں کا سلسلہ چل پڑا اور ان مغربی تجارب اور تحقیقاتوں کا ذکر ہونے لگا جو عمل جراحی کے متعلق یورپ و امریکہ والوں نے کی ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص منشی عبد الحق صاحب بٹیالوی نے اپنے ہاں اولاد نرینہ ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی اسپر حضرت اقدس امام عالی مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مختصر سی لطیف تقریر فرمائی جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز میں ادا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے

انسان کو سوچنا چاہیے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اسکو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کردینا چاہیے۔ کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازہ سے گذر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشا کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھیگی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے

پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالےٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعوی ہی دعوی ہوگا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعوی میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اسکو

باقیات صالحات

کا مصداق کہیں۔

لیکن

اگر یہ خواہش صرف اس لیے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور آدمی ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔

یاد رکھو کسی نیکی کو بھی اس لیے نہیں کرنا چاہیے کہ اس نیکی کے کرنے سے ثواب یا اجر ملے گا۔ کیونکہ اگر محض اسی خیال پر نیکی کی جاوے تو وہ

ابتغاء لمرضات اللہ

نہیں ہو سکتی بلکہ اُس ثواب کی خاطر ہوگی اور اس سے اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت وہ اسے چھوڑ بیٹھے مثلاً اگر کوئی شخص ہر روز ہم سے ملنے کو آوے اور ہم اسکو ایک روپیہ دیدیا کریں تو وہ بجائے خود یہی سمجھے گا کہ میرا جانا صرف روپیہ کے لیے ہے جس دن سے روپیہ نہ ملے اُسی دن سے آنا چھوڑ دے گا۔

غرض

یہ ایک قسم کا باریک شرک ہے اس سے بچنا چاہیے نیکی کو محض اس لیے کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی رضا حاصل ہو۔ اور اُس کے حکم کی تعمیل ہو قطع نظر اس کے کہ اسپر کوئی ثواب ہو یا نہ ہو ✱

ایمان تب ہی کامل ہوتا ہے جب کہ یہ وسوسہ اور وہم درمیان سے اُٹھ جاوے اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا تعالےٰ کسیکی نیکی کو ضائع نہیں کرتا

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

مگر نیکی کرنے والے کو اجر مدنظر نہیں رکھنا چاہیے۔ دیکھو اگر کوئی مہمان یہاں محض اسلیے آتا ہے کہ وہاں آرام ملے گا۔ ٹھنڈے شربت ملیں گے یا تکلف کے کھانے ملیں گے تو وہ گویا ان اشیاء کے لیے آتا ہے۔ حالانکہ خود میزبان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ حتی المقدور ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ کرے اور اسکو آرام پہونچاوے اور وہ پہونچاتا ہے لیکن مہمان کا خود ایسا خیال کرنا اسکے لیے نقصان کا موجب ہے تو غرض مطلب یہ ہے کہ اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہیے اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔

خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دیدی تھی یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے اور نہ کبھی مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیا دار بنیں اور اعلیٰ عہدوں پر پہونچکر مامور ہوں

غرض

جو اولاد معصیت اور فسق کی زندگی بسر کرنے والی ہو اس کی نسبت تو سعدی کا یہ فتوی ہی صحیح معلوم ہوتا ہے

کہ پیش از پدر مردہ بہ ناخلف

پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور انکو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں نہ کبھی اُن کے لیے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔

میری تو اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔

بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو انکو تنبیہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنی جرائم کیوجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا اس آخری وقت میں اُس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں جب اُسکی ماں آئی تو اُس نے ماں کے پاس جا کر اسکو کہا کہ میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں جب اُس نے زبان نکالی تو اُسے کاٹ کھایا دریافت کرنے پر اُس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتے تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اسلیے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اسلیے کہ دنیا میں انکا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اسکی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کیجاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی

✱ فٹ نوٹ حضرت حجۃ اللہ نے ایک مرتبہ تقریر فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جس کام کے کرنیکا حکم دیا ہے اگر مجھے یہ بھی بتایا جاوے اور یقین کرایا جاوے کہ اس کام کے کرنے پر سخت سی سخت عذاب دیا جاویگا تب بھی میں اپنے اندر کوئی لغزش نہیں پاتا کہ وہ اس کام کو چھوڑ دے کیونکہ محض عذاب یا ثواب میرے کام کی غرض نہیں ہے مجھے تو خدا تعالیٰ نے طبعی طور پر ایک جوش فطرت عطا کیا ہے جو اس کے احکام کی تعمیل کیطرف کشاں کشاں لیے جاتا ہے۔

ایڈیٹر

اُمید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اسطرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماما یعنی خدا تعالیٰ ہمکو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شے پر مقدم کرنیوالے ہوں۔ اور آگے کھولکر کہدیا و اجعلنا للمتقین اماما اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ اُن کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔

اس مضمون کی تقریر حضرت اقدس نے بیان فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہم متقی ہوں اور پھر ہماری خواہش اولاد اس اصول پر ہو آمین

مراسلت بیعت

الحمد لکے پیارے امام زمان۔ علیک الصلوٰۃ والسلام مولوی ابو الحسن صاحب محدث کی بیعت حضور منظور فرما کر انکو مطلع فرماویں۔ یہ مولوی صاحب موصوف مولوی نذیر حسین دہلوی کے مشہور شاگرد اور پکے موحد اور ضلع ڈیرہ غازیخان کے علاقہ میں جلیل القدر عالم ہیں انھوں نے ہاتھ سے بیعت کا خط لکھکر روانہ حضور کیا ہے۔ مولوی عزیز بخش صاحب حیران ہیں اور ہمارے شہر میں دھوم مچ رہی ہے کہ مولانا مولوی ابو الحسن صاحب جیسے عالم جید اور محدث کامل بھی مرزا صاحب کے مرید ہو گئے بہت سے لوگوں کے دل ہل گئے مولوی صاحب ایسی مستعدی کیساتھ حضور سے بیعت ہوئے کہ اب صبح و شام اُنکا وعظ یہی ہے مولوی صاحب کا اصلی وطن سنگھڑ یعنی تونسہ ہے اب چند سال سے بستی رندان علاقہ گورنہ ڈاکخانہ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان میں سکونت اختیار کی اب تک مولوی نذیر حسین کا دم بھرتے رہے اور آج سے بفضلہ حضور کے متبع بنکے اور صداقت دعویٰ وفات مسیح کا ثبوت اور حیات کا رد کرتے ہیں یہاں کے مولوی ملاں سب گھبرا رہے ہیں۔

الراقم عاجز عبد اللہ

مسافر

ان کے ساتھ تین اور شخصوں نے بیعت کی ہے گو بیعت قبول ہو

مقلدوں اور غیر مقلدوں کی نسبت حضرت امام الائمہ حکم و عدل کا فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از طرف

عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایدہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکا عنایت نامہ پہونچا چونکہ حق میں تلخی کا ہونا ایک لازمی امر ہے مجھے اُمید نہیں کہ میرے اس جواب پر ہر ایک راضی ہو سکے ہمیں کیا شک ہے کہ مدار نجات و رضامندی حضرت باری عز اسمہ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الخ لیکن اس دوسری بات میں بھی کچھ شک نہیں کہ آج کل جو دو گروہ اس ملک میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے ایک گروہ اہل حدیث یا موحد کہلاتے ہیں اور دوسرے گروہ اکثر حنفی یا شافعی وغیرہ ہیں اور دونوں گروہ اپنے تئیں اہل سنت سے موسوم کرتے ہیں انمیں سے ایک گروہ نے تفریط کی راہ لی اور دوسرے گروہ نے افراط کی اور اصل منشا نبوی کو یہ دونوں گروہ اس تفریط و افراط اور غلو کی وجہ سے چھوڑ بیٹھے ہیں۔

تفریط کا طریق موحدین نے اختیار کیا ہے۔ اس گروہ نے ہر ایک طبقہ کے مسلمان اور ہر ایک مرتبہ کی عقل کو اسقدر آزادی دیدی ہے جس سے دین کو بہت نقصان پہونچ رہا ہے اور درحقیقت اسی آزادی سے فرقہ نیچریہ بھی پیدا ہو گیا ہے جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت سیدنا نبی علیہ السلام اور خدا کے پاک کلام کی باقی نہیں ہے جسحالت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطھرون اور ایسا ہی حدیث نبوی میں بھی ہے کہ تم دیکھ لیا کرو کہ اپنے دین کو کس سے لیتے ہو پس یہ کیونکر ہو سکے کہ ہر ایک شخص جسکو ایک کامل حصہ تقویٰ کا بھی حاصل نہیں اور نہ وہ بصیرت اسکو عطا کی گئی ہے جو پاک لوگوں کو دیجاتی ہے۔ وہ جسطرح چاہے قرآن کے معنی کرے اور جسطرح چاہے حدیث کے معنی کرے بلکہ وہ بلاشبہ ضلوا و اضلوا کا مصداق ہوگا۔ اگر یہی خدا تعالیٰ کا یہی منشا تھا کہ تمام لوگوں کو اسقدر آزادی دیجاوے تو پھر انبیا علیہم السلام کے بھیجنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی بلکہ خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے صرف آسمان سے بغیر توسط کسی انسان کے قرآن شریف نازل ہو سکتا تھا پس جبکہ یہ سلسلہ ہدایت الٰہی کا انسانی توسط کی شروع ہوا ہے۔ اور توسط اُن لوگوں کا جو خدا سے آنکھیں پاتے ہیں اور خدا سے دل پاتے ہیں اور خدا سے ہدایت پاتے ہیں پس اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ طریق تو قیامت تک جاری رہیگا اسی کیطرف اشارہ وہ حدیث کرتی ہے جسمیں فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک صدی کی سر پر مجدد مبعوث ہوگا۔ اور اسکی طرف یہ آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں نے دین کی محافظت اپنے ذمہ لی ہے۔ پس جبکہ خدا کے ذمہ میں دین کی محافظت ہے تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محافظت کے بارہ میں جو قدیم قانون خدا کا ہے اسی طریق و منہاج کر وہ دین اسلام کی محافظت کریگا و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور وہ طریق مجددین و مصلحین ہے۔ غرض موحدین نے توحید سے زیادہ بیقیدی اور آزادی کا راستہ کھولدیا ہے بغل میں مشکوٰۃ یا بخاری یا مسلم چاہیئے اور عربی خوانی کی استعداد۔ پھر ایسے شخص کے حسب رائے موحدین کسی امام کی ضرورت نہیں۔

اور فرقہ مقلدین اسقدر تقلید میں غرق ہیں کہ انکی تقلیدات بت پرستی کے رنگ میں ہو گئی ہے۔ غیر معصوم لوگوں کے اقوال حضرت سیدنا رسول اللہ صلعم کے قول کے برابر سمجھے جاتے ہیں صدہا بدعات کو دین میں داخل کر لیا ہے۔ قراءۃ فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر یعنی چڑھتے ہیں جس طرح ہمارے ملک کے ہندو بانگ نماز پر۔ خوب جانتے ہیں کہ لا صلوٰۃ الا بالفاتحہ حدیث صحیح ہے اور قرآن کریم فاتحہ ہی سے شروع ہوا ہے مگر پھر اپنی ضد کو نہیں چھوڑتے پس اس بارہ میں فیصلہ یہ ہے کہ اہل بصیرت اور معرفت اور تقویٰ اور طہارت کے قول اور فعل کی اس حد تک تقلید ضروری ہے جب تک کہ بدیہیت معلوم نہ ہو کہ اس شخص نے عمداً یا سہواً قرآن اور احادیث صحیحہ نبویہ کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ ہر ایک نظر دقائق دین تک پہونچ نہیں سکتی لا یمسہ الا المطھرون مطہر کا دامن پکڑنا ضروری ہے مگر ساتھ ہی یہ شرط ہے کہ وہ شخص جسکی ان مطہروں کی تقلید کیجاوے زندہ ہوتا معضلات دین جو حال کے موجودہ زمانہ کے موافق پیش آ ویں اس سے حل کر سکیں اسکی طرف اشارہ حدیث من لم یعرف امام زمانہ الخ کرتی ہے۔ ہاں حضرت ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم یا انکے شاگردوں نے دین میں کوشش کی ہے حتی المقدور ان کوششوں سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور ان بزرگوں کے اجتہادات کو نیک ظن کے ساتھ دیکھنا چاہیئے ان کا شکر کرنا چاہیئے اور تعظیم اور نیکی کے ساتھ ان کو یاد

بقیہ مضمون سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب احمدی

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۴ جلد ۵

نمبر ۱۳۔ " اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا " (استثنا ۱۸ : ۱۸) اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔ " دیکھیے ویسا ہی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں خدائے عزوجل فرماتا ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ " ترجمہ وہ نہیں بولتا ہے اپنے نفس کی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہے جو خدا کی طرف سے آئی۔ غور سے قرآن شریف کو دیکھیے کہ اُس میں سوائے خدا کے کوئی متکلم نہیں " جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔ " جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے بلغ ما انزل الیک پہونچا دے جو کچھ تیری طرف اُتارا گیا۔ اور اس کی تصدیق خدا نے اس طرح فرمائی۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کمال کو پہونچایا اور اپنا فضل و نعمت بہتر تمام کیا، اور راضی ہوا میں تمہارے لیے دین اسلام سے۔ اور فرمایا و تمت کلمت ربک صدقا و عدلا اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی راستی اور انصاف کے رو سے۔ بخلاف اس کے مسیح فرماتے ہیں (یوحنا ۱۶ : ۱۲ و ۱۳) پھر اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ سُنے گی سو کہے گی اور تمہیں آیندہ کی خبریں دیگی۔ " پس اس آیت سے بھی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں نہ کہ مسیح

نمبر ۱۴۔ (استثنا ۱۸ : ۱۹۔) ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سُنے گا تو میں اُس کا حساب اُس سے لوں گا۔ " اب یہاں ظاہر ہے کہ اس مواخذہ سے مواخذہ دنیاوی مراد ہے کیونکہ آخرت کا مواخذہ تو ہر نبی کی نافرمانوں کے لیے عام ہے دوسرے موسیٰ کی مماثلت کے لیے چاہیے کہ موسیٰ کے نافرمانوں کی طرح اُس نبی کے نافرمانوں سے بھی دنیاوی مواخذہ کیا جاوے۔ تو آپ ہی دیکھیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں سے کیسا کیسا بدلا لیا گیا اور وہ کیسے نابود کیے گئے اور جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لھم فی الدنیا خزی و لھم فی الاخرۃ عذاب الیم دنیا میں بھی اُن کے لیے خرابی ہے اور آخرت میں بھی عذاب سخت ہے۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ یہودیوں نے انھیں مار ڈالا بقول عیسائیوں کے اور اُن کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا۔ اور ایک مماثلت بھی یہاں ثابت ہوتی ہے کہ جب خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے دشمن فرعون کو ہلاک کیا تو خدا کی حمد گائی گئی (خروج ۱۵ : ۱) اسی طرح جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا فرعون جو فرعون سے بھی کہیں بڑھکر مخالفت پر کھڑا ہوا تھا جنگ بدر میں تھا تب ہی ذلیل و خوار ہو کر مارا گیا کیوں؟ اس لیے کہ اُس نے مثیل موسیٰ کی نہ سنی۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی حمد ہے کہ اس اُمت کا فرعون مقتول ہوا۔ وہ کون تھا؟ ابو جہل۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

پبلک ٹاک

برادرم بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک بٹالہ کے بیٹے کا نام جس کے پیدا ہونے کی خبر الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں درج کی تھی حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام نے محمد صدیق رکھا ہے۔ خدا اس مولود کو مسعود اور صدق و صفا کا مرتبہ عطا کرے آمین

سید محمد خلیل الحسن صاحب ضلع مونگھیر سے حضرت اقدس مسیح موعود امام علیہ السلام سے خط و کتابت کرنے کے لیے حضور کا پتہ دریافت کرتے ہیں

حضرت اقدس بفضلہ تعالے اسقدر شہرت یافتہ ہیں کہ اگر مسیح موعود بمقام قادیان بھی لکھا ہو تو خط پہونچ سکتا ہے بہت سے خطوط کے لفافوں پر صرف مسیح ہی لکھا ہوا ہوتا ہے اور قادیان نہیں ہوتا تب بھی وہ خطوط سیدھے پہونچ جاتے ہیں۔ مگر ہم مزید اطمینان کے لیے لکھتے ہیں کہ عام خطوط پر حضرت اقدس کا پتہ اس طرح سے لکھنا چاہیے۔

قادیان۔ ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ ملک پنجاب۔

حضرت اقدس میرزا غلام صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود۔

اکثر احباب ڈاکٹر رحمت علی صاحب کا پتہ پوچھتے ہیں کوئی مستقل پتہ ہم نہیں بتا سکتے ڈاکٹر صاحب نے آسن سول ریلوے سٹیشن سے ہمیں خط لکھا ہے کلکتہ پہونچکر غالباً کوئی مستقل پتہ وہ دے سکیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس مع جمیع ممبران خاندان بفضلہ تعالے تندرست ہیں۔ اور خطبہ الہامیہ کا حاشیہ لکھ رہے ہیں، جس قسم کے معارف اور حقائق آپنے دعوی کی حقیقت اور صداقت پر اس خطبہ میں لکھے جا رہے ہیں ان کی نظیر پہلی کتابوں میں نہ ملے گی، کل تائیدی ثبوت قرآن کریم سے دیے جا رہے ہیں اللھم اید امامنا و انصر امامنا

۲۔ دار الامان میں اس ہفتہ میں پشاور سے مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار اور منشی دلشاد علی صاحب

ہوشیار پور سے منشی عبد الحکیم صاحب پٹیالہ سے منشی عبد الحق صاحب لودہیانہ سے میاں شہاب الدین صاحب اور سیالکوٹ سے چودھری مولا بخش صاحب ریونیو کلرک اور منشی کریم الدین صاحب مدرس لاہور سے ڈاکٹر نور احمد صاحب اور جہلم سے مولانا مولوی برہان الدین صاحب مراد آباد سے مولوی عنایت اللہ صاحب تشریف لائے اور مولوی جان محمد صاحب ہیڈ ماسٹر ڈسکہ کئی دن تک حضرت کی صحبت میں رہ کر واپس چلے گئے۔

۳۔ حضرت اقدس جمعہ کے سوا باقی ایام ہفتہ میں برابر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں راہ میں سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کی ڈائری سنتے ہیں جن کے نام سے ہمارے ناظرین واقف ہیں اور انھیں معلوم ہے کہ ہر روز آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور حضرت اقدس کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے سید صاحب کے یہ تمام واقعات ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہونے کی تجویز کی گئی ہے جس کا اعلان الحکم میں ہو چکا ہے اس رسالہ کا نام واقعات خفیہ تجویز فرمایا ہے۔

عموماً سیر میں ان کشوف اور رویا کا ذکر ہوتا ہے حضرت اقدس نے ان کشوف کی بنا پر ... فرمایا کہ شاہ صاحب کو تو ایسے ہمارے تصدیق کے زنجیر پڑے ہوئے ہیں اور خدا کرے کہ اس قسم کے زنجیر سب کو پڑیں! ہم حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ انکا خاتمہ اسی ایمان پر ہوگا۔ غرض ان کشوف اور رویا پر بہت بڑی توجہ ہے اور ادہر حضرت اقدس کی اس توجہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بڑی مسرت کا اظہار ہوتا ہے جیسا شاہ صاحب کے تازہ کشوف سے معلوم ہوتا ہے۔

۴۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو مولوی عبد الکریم صاحب نے طلبا مدرسہ تعلیم الاسلام کو ایک عام جلسہ میں جو وعظ کے لیے ہر پیر کو مدرسہ میں منعقد ہوتا ہے، خطاب کر کے **یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون** پر ایک لطیف وعظ فرمایا۔ جس میں انسان کی اس دنیا میں آنے کی علت غائی اور اس مقصد سے ہٹکر روکنے والے محرکات اور جذبات کی تصویر مثال کے ذریعہ کھینچکر دکھائی اور بتایا کہ جسقدر انسان پاکیزگی اور روحانیت میں ترقی کرتا جاتا ہے اللہ اس میں بالغ ہوتا جاتا ہے اسی قدر یہ محرکات کم ہوتے جاتے ہیں۔ عبادت کے اصل مفہوم پر لطیف تقریر فرمائی جسکو ہم اس مقام پر افسوس ہے درج نہیں کر سکتے۔

۵۔ مولوی محمد حسین صاحب اول مدرس عربی و فارسی کے امرتسر چلے جانے کی وجہ سے ان کی جگہ مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری جو حضرت اقدس کے ارشاد سے کشمیر میں تبلیغ کے لیے گئے ہوئے ہیں مقرر ہوئے۔

نئی تالیفات

۱۔ **خطبہ الہامیہ** کا حاشیہ حسب اطلاع سابق ابھی طبع ہو رہا ہے تاریخ اشاعت کی صحیح اطلاع سردست نہیں دے سکتے۔

۲۔ کارخانہ اخبار الحکم میں ایک جدید **قاعدہ** بچوں کو آسانی کے ساتھ قرآن پڑھانے کے متعلق طبع کیا گیا ہے جو اگلی اشاعت تک بالکل تیار ہو جائیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ وہ قاعدہ ہے جس پر حضرت صاحبزادہ شریف احمد صاحب حضرت اقدس کے تیسرے صاحبزادہ کو چھ مہینے میں پورا قرآن شریف پڑھا دینے میں تجربہ کیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے ازبس مفید ہے۔

۳۔ ازالہ اوہام چونکہ بالکل ختم ہو گیا ہے اس لیے اس کے طبع ثانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کتاب کی طبع پر بہت خرچ آئے گا اس لیے سردست صرف ۲۵۰ جلدیں طبع ہوں گی جو صاحب لینا چاہیں جلد اطلاع دیدیں

۴۔ قصائد عربیہ کا مجموعہ معہ ترجمہ مدرسہ کی مینیجنگ کمیٹی طبع کرا رہی ہے

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں منشی احمد بخش صاحب محرر کوٹھہ پٹیالہ نے ایک جدید خریدار کے لیے الحکم کا کل فائل طلب کیا۔ اور دو شخص اپنی درخواستوں پر خریدار ہوئے ہم اپنے معاونوں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری معروضات پر پورا خیال کریں گے اور بہت جلد ہمکو الحکم توسیع اشاعت الحکم کے اجرا کا موقع دیں گے۔ الحکم کی مزید بہتری اور خوبی اسکی کثرت اشاعت پر موقوف ہے اور وہ خریداروں کی ہمت وسعی پر۔ خدا کرے ہر ایک خریدار بجائے خود اس امر کو سوچے

۲۔ عام اطلاع کی خاطر لکھا جاتا ہے کہ اس سال کی اب صرف ایک ہی سہ ماہی باقی رہ گئی ہے اس لیے جن خریداروں کے ذمہ الحکم کا بقایا موجود ہے اس کا وصول ہو جانا اب ازبس ضروری ہے اس لیے اگلی اشاعت سے ہم بقایا داروں کے نام وی پی بھیجکر بقایا وصول کریں گے۔ اب کسی صاحب کو واپس کرنے کا عذر باقی نہیں رہا اگر کسی کے حساب میں کوئی امر قابل عرض ہو تو وہ وی پی پیکٹ کو امانت میں رکھکر دس دن یا اس سے بھی زیادہ ایام میں صاف کر سکتے ہیں۔ یہ اطلاع ہی آیندہ کے لیے کافی سمجھی جاوے گی کسی علحدہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع نہیں دی جاوے گی۔ اس سے پہلے جو لوگ وی پی واپس کر چکے ہیں حرجانہ وی پی ان کے حساب میں درج کیا گیا ہے آیندہ وی پی میں وہ حرجانہ

مختلف واقعات

دخانی کارخانجات۔ ہندوستان میں آٹھ ہزار چھ سو ترانوے دخانی کارخانے جاری ہیں جن میں چھ لاکھ ساٹھ ہزار آدمی کام کرتے ہیں

روس میں قحط۔ روس میں پانچ لاکھ مربع میلوں میں قحط کی بہت سخت شکایت ہے۔ اس رقبہ میں ریلوے تو ہے۔ مگر قافلوں کی گذر کے قابل سڑکیں موجود نہیں ہیں لہذا قحط زدوں کو امداد پہونچنا مشکل ہے۔

مروجہ زبان۔ جزائر فلپائن میں فی الحال پانچ سال کے واسطے سرکاری ۔ عدالتوں کی زبان ہسپانوی قرار دی گئی ہے۔ فی الفور انگریزی زبان کو مروج کرنا قرین مصلحت نہیں خیال کیا گیا

معذرت چینی وزیرنے جاپان میں بھی حاضر ہوکر معذرت پیش کی ۔ ب سے گذشتہ کدورتیں دور کرنی مدنظر نہیں۔

ولیعہد مصر کی تولید خدیو مصر کی بیگم صاحبہ اندنوں قسطنطنیہ میں ہیں جہاں ولیعہد مصر تولد ہوئے ہیں۔

ڈاکو کی گرفتاری بمبئی کا مشہور ڈاکو مسمی مالبہ ولد پالیہ المعروف راجہ پرتاب پور واقعہ ضلع خاندیش میں پکڑا گیا۔

تعلیمی اصلاح۔ ٹراونکور میں تعلیمی اصلاحیں کی گئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ طلبا گیارہ سالوں کی پڑہائی کے بعد امتحان انٹرنس میں داخل ہوسکیں گے اور تعلیم بذریعہ دیسی زبان دی جائے گی۔

مقدمہ بلوہ گیا کے مقدمہ بلوہ میں جن ہئیں ملزموں کو عمر کی قید ہوئی تھی ان میں سے چار ملزم بری ہوئے چار کی سزا کم کی گئی۔ اور صرف ایک کی سزا بحال رہی۔

افسوس ہندوستان میں پانچ برس سے لے کر نوبرس کے عمر کی لاکھ سولہ ہزار سات سو اکسٹھ منکوحہ لڑکیاں ہیں جنمیں سے ایک لاکھ ستر ہزار بیوگان ہیں

ہپناٹک علاج۔ فرانس میں بعض لوگوں نے مسمریزم اور ہپناٹزم سے علاج کرنے کے مطب کھولے ہیں۔ علاج کے اس طریقہ میں بعض وقت حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ قدرت کا ایک اسرار انسان پر کھل گیا ہے۔ جس کی ایک نظیر یہ ہے کہ فرانس کے قصبہ بیوس اولکٹی میں ایک عورت چار سال سے مرض اعصاب میں مبتلا تھی جس کا اسکو بار بار دورہ ہوتا تھا حتیٰ کہ ایک سال سے صاحب فراش ہورہی تھی اور اسقدر نحیف اور لاغر ہوگئی تھی کہ اس کی شکل کو دیکھنے سے دہشت پیدا ہوتی تھی اور کہانا مطلق ہضم نہیں ہوتا تھا۔ آخر کار ڈاکٹر باریو ڈکر جو اس فن میں طاق تھے طلب کیے گیے انھوں نے ایک چمکدار گولہ اس عورت کے ہاتھ میں دیا۔ اور جب اس پر خواب کی حالت طاری ہوئی تو اسکو حسب ذیل احکام دیے۔ "میڈم تو ایک سال سے بستر سے نہیں اٹھ سکتی۔ اور نہ ہی تمکو کہانا ہضم ہوتا ہے لیکن آج میں تمکو حکم دیتا ہوں کہ دس منٹ کے اندر بستر سے اٹھ کے نیچے جاوٗ۔ نیا لباس پہنو۔ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھکر کہانا کہاوٗ۔ اور کہانے کو ہضم کرو۔ تمہارا معدہ اسکو قبول کریگا تمہاری ہمشیرہ تمہارے ساتھ ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ ریل پر سوار ہوکر اسکو ملنے جاوٗ۔ اور سٹیشن کو جاتے ہوے راستہ میں مجھے ملتے جاوٗ" یہ کہکر ڈاکٹر اور مریضہ کا شوہر باہر چلے گئے اور عورت پانچ منٹ کے بعد بستر علالت سے اٹھی اور دس منٹ میں بغیر کسی سہارے کے بالا خانہ سے نیچے اتری۔ اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ کہانے میں شریک ہوئی اور پھر ریل پر سوار ہوکر اپنی ہمشیرہ کو ملنے گئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے چوبیس مرتبہ مریضہ پر یہ عمل کیا اور وہ بالکل تندرست ہوگئی۔

رسیدی ٹکٹ۔ ہندوستان کے تجارتی حلقوں میں اسبات پر زور دیا جاتا ہے کہ آیندہ رسیدوں پر ڈاک کے ٹکٹ چسپاں کرنے کی اجازت ملنی چاہیے جو ہر جگہ بآسانی دستیاب ہوسکتے ہیں۔

دیاسلائیاں اسوقت چار ملک ہندوستان کو دیاسلائیاں بہم پہونچاتے ہیں۔ یہ جاپان سویڈن۔ بلجیم۔ سٹریٹ سیٹلمنٹ ہیں جاپان سے دس لاکھ سے لیکر چودہ لاکھ روپیہ کی۔ اور سٹریٹ سیٹلمنٹ سے دس لاکھ روپیہ کی ڈبیاں آتی ہیں۔

کھجوروں کی کاشت مسٹر سڈنی پرسٹن چیف انجینیر پنجاب نے اس صوبہ کے مختلف انہاری حصوں میں عمدہ کھجوروں کے درخت لگانے کا تجربہ کیا ہے۔ مگر نتیجہ اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا۔ کیونکہ پھل پکنے سے پہلے ہی گرپڑتا ہے۔ نہر سرہند پر یہ درخت خوب پھولے ہیں۔ اور خوش نما دکھائی دیتے ہیں۔

معدنی پیداوار پنجاب کی رپورٹ معدنیات سے واضح ہوتا ہے کہ اضلاع جہلم اور راولپنڈی میں سونا تھوڑی سی مقدار میں ملتا ہے۔ لوہا۔ ضلع شملہ میں پایا جاتا ہے پچھلے سال مٹی کا تیل اضلاع راولپنڈی اور بنوں کی کانوں سے گیارہ سو چار گیلن نکلا ضلع جہلم میں کوئلہ کی تین کانوں میں سے ایک کان واقع بہالن۔ وا بند کی گئی۔

سزاے قصاص گورہ فوج کے ایک سپاہی مسمی ڈرمنڈ کو اپنے ایک ساتھی مسمی ڈیوان کارپول کو ہلاک کرنے کے جرم میں ہائی کورٹ الہ آباد نے پھانسی کی سزا دی۔

اخبارات کو آزادی شہنشاہ روس نے ایک فرمان جاری کیا ہے جسکی رو سے اخبارات کو بہت پابندیوں سے رہائی دیگئی ہے جو شاہ انگلنڈ ایڈورڈ دوم کی ہلاکت کے وقت ان پر عاید کی گئی تہیں۔ یہ ایک بہت

بھاری ترقی ہے جس کی اس ملک میں بہت ضرورت تھی۔

وزارت میں تبدیلی۔ ایک فرانسیسی اخبار نے مشہور کیا ہے کہ ٹرکش وزیراعظم رفعت پاشا نے بوجہ پیرانہ سالی دو دفعہ سلطان المعظم کی خدمت میں استعفا بھیجا تھا جو دونوں دفعہ نا منظور ہوا تھا۔ تاہم خیال ہے کہ ٹرکش وزارت میں عنقریب انقلاب پیدا ہونیوالا ہے

چندہ حجاز ریلوے۔ حضور نظام بوجہ طاعون حسب معمول اپنے خرچ سے حاجیوں کو حج کے واسطے روانہ نکر سکے اسطرح جو رقم ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کی بچی وہ حجاز ریلوے کی فنڈ میں شامل کرنے کے واسطے چیف کمیٹی کے پاس بھیجی گئی ہے۔

جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی درخواست ارجنٹائن واقعہ جنوبی افریقہ کے ترکوں نے سلطنت عثمانیہ سے درخواست کی ہے کہ ان کے مفاد کے واسطے اس علاقہ میں ایک ٹرکش کونسل مقرر کی جائے۔

امیر صاحب کا وظیفہ۔ امیر صاحب کابل کو جو چھ بیس لاکھ سالانہ وظیفہ برٹش گورنمنٹ سے ملتا ہے۔ اس کی نسبت اخبار انگلش میں لکھتا ہے کہ ہزہائینس اس رقم کو ہمیشہ ہندوستان میں رہنے دیتے ہیں اور جو سامان ہندوستان یا ولایت سے خرید کرتے ہیں اس میں خرچ کیا جاتا ہے چنانچہ یکم اپریل سے لیکر اسوقت تک چودہ لاکھ کے چک وصول ہو چکے ہیں اب کوئی بہت بڑی رقم باقی جمع نہیں رہی

چینیوں کی حماقت رسالہ انڈین میڈیکل گزٹ میں میجر ٹامسن صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہ پیکن کے شفاخانہ میں انچارج تھے ایک قلی ہسپتال میں لایا گیا جس کا پاؤں ایک بہت بھاری شہتیر کے گرنے سے کچل گیا تھا۔ اور وہ عملی جراحی سے بڑی کامیابی کے ساتھ کاٹا گیا تھا۔ اور مریض کو بہت جلد آرام ہو رہا تھا اور عنقریب ہسپتال سے نکلنے کو تھا کہ ایک دن اتفاق سے اُس کی ماں ہسپتال میں آئی اور اُسکو ایسا کھانا کھلا گئی کہ یہ بیچارہ چند منٹوں میں چل بسا۔ بچا ہوا کھانا کتے کے آگے پھینکا گیا وہ بھی وہیں چت ہوا۔ جس سے قیاس پیدا ہوا کہ کھانے میں سنکھیا ملایا گیا ہوگا۔ اور جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے بیٹے کو اس لیے ہلاک کر گئی کہ چینیوں کے عقیدہ کے مطابق لنگڑے آدمی بہشت میں نہیں جاسکتے

خدا کی قدرت پچھلے دنوں ہانگ کانگ میں آتشزدگی سے بہت جانیں ضائع ہوئیں تھیں اور چند مکان منہدم اور مسمار کرنے پڑے تھے آخر کئی روز تک ملبہ صاف ہوتا رہا تو نیچے سے ایک چینی لڑکا برآمد ہوا جو درزیوں کے کارخانہ میں کام سیکھتا تھا۔ یہ پانچ دن اور رات مٹی میں دبا رہا اور اسکو مطلق کوئی چوٹ نہیں لگی تھی اور مارے بھوک کے سخت بیتاب تھا۔ مگر جان نہ نکلی۔ حالانکہ اس سے کچھ فاصلہ پر چند لاشیں پڑی ہیں جن کی بدبو سے کلیجہ منہ کو آتا تھا اور پاس ہی ایک گیس پائپ کے پھٹنے سے دم بند کرنے والی بھاپ نکل رہی تھی

روانگی افریقہ نعلبندیوں اور سلوتریوں کا دوسرا دستہ حال میں بمبئی سے جنوبی افریقہ کو روانہ ہوا۔ نوشہرہ جہاز میں جو اُن کو لیگیا ہے ایک کوٹ دفعدار آٹھ وٹرنری اسسٹنٹ تنیس سوار سلوتری اور پچیس شاگرد پیشہ نعلبند سوار ہیں۔

چاقو رکھنے کی ممانعت آسٹریا میں چاقو لے کر باہر نکلنا قانوناً منع ہے تمام شراب خانوں کے چاقو کند کردئیے جاتے ہیں تاکہ کوئی بحالت نشہ نقصان نہ پہنچا سکے

تمباکو کی پیداوار دنیا میں نوے لاکھ ایکڑ زمین پر تمباکو بویا جاتا ہے جس سے ہر سال ساڑھے آٹھ لاکھ ٹن تمباکو پیدا ہوتا ہے۔

توبہ۔ نیو جرسی میں ایک درزی کا ساڑھے تین سالہ بچہ ایک من سینتیس سیر وزن میں ہے۔

نئی تحقیقات بیاہے ہوئے لوگ بہ نسبت کنواروں کے زیادہ مجرم پائے جائیں گے۔

سمجھدار کتا ولایت کے وخادٹ بٹس کے نامہ نگار کا کتا نہایت ہی سمجھدار ہے یہ ہر ہفتہ اپنے مالک کے مضمون دفتر ٹٹ بٹس میں پہونچاتا ہے اور اخبار مذکور کی کاپی منہ میں دبا کر اپنے مالک کے پاس پہنچایا کرتا ہے۔ اور جب دفتر والے دل لگی سے کوئی دوسرا اخبار اُس کے منہ میں دیتے ہیں تو یہ پھینک کر اُٹھیں ہو نکلتا ہے۔

شاہی محل شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے حسب ذیل شاہی محل ہیں بکنگھم پیلس سینٹ جیمس پیلس۔ ونڈسر کیسل۔ کنسنگٹن پیلس۔ آسبورن سینڈ سکم کیسل اور ہولی روڈ پیلس۔

عظیم کارخانہ شکر فیلیڈلفیا واقعہ امریکہ میں ایک کھیتی سٹر کلاس اسپر کلس نے کارخانہ شکر قائم کیا ہوا ہے جس میں دو ہزار سے زیادہ آدمی کام کرتے ہیں

شملہ سے اُترائی حضور ویسرائے ۲۸۔ اکتوبر کو شملہ سے نہضت فرما ہوکر ۱۴ دسمبر کو رونق افروز کلکتہ ہوں گے۔

سرقہ کا پتہ لکھنؤ اور امرتسر کے مابین کیتی پارسلوں کی چوری کا پتہ مل گیا ہے۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کا ایک ملازم گرفتار کیا گیا ہے جس نے لمبی چوڑی سازشوں کا سراغ بتایا ہو زیر بحث پارسلوں سے چاندی نکالی گئی تھی۔

شکر ہے ہانگ کانگ اور قسطنطنیہ طاعون سے پاک صاف قرار دیے گئے ہیں

یادگاری فنڈ سر جسٹس رینڈے کی یادگار کے واسطے بمبئی میں جو فنڈ جمع ہو رہا ہے اب اس کی تعداد دس ہزار روپیہ سے بڑھ گئی ہے۔

قادیان مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۴/ خواص اور معاونین سے ۱۰/ ہندوستان سے باہر ۶/

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳۶ | دارالامن والامان قادیان ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۵ جلد ۵

یہ محویت اور فنا اس قسم اور رنگ کی ہے جیسے ماں کو اپنے بچہ کے ساتھ محبت کے رنگ میں ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر تھوڑی دیر تک بچہ ماں کو نہ ملے تو اس کا دل اندر ہی اندر بیٹھا جاتا ہے اور ایک اضطراب اور گھبراہٹ محسوس کرتی ہے اور جوں جوں اس میں توقف اور دیر ہوتی جاتی ہے اسی قدر اس کا اضطراب بڑھتا جاتا ہے اور اسے بیہوش کر دیتا ہے اب یہ اس کی فنا اس کے وجود سے بڑھکر ہے مگر وجودی نے فنا میں ایک وجود قائم کیا ہے۔

غرض

ان بزرگوں کے منہ سے جو الفاظ اس قسم کے نکلے ہیں جنکو وجودیوں نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ اسی قسم کی محویت اور عشق و محبت کی غلبہ تامہ کا نتیجہ ہیں جسکو ان لوگوں نے اپنی کمی فہم کے باعث کچھ کا کچھ بنا لیا ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جب عشق و محبت جوش مارتے ہیں تو اس کے عجیب عجیب اثر ظاہر ہوتے ہیں یہانتک کہ یہ اپنے آپ سے بالکل الگ ہوتا ہے استیلاء محبت میں اپنا وجود دکھائی دیتا ہی نہیں اور یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک لوہے کے ٹکڑہ کو آگ میں ڈال دیا جاوے یہاں تک کہ وہ سرخ انگار کی طرح ہو جاوے اس حالت میں ایک دیکھنے والا لوہے کا ٹکڑا قرار نہیں دے گا بلکہ وہ اس کو آگ ہی کا ایک انگارا سمجھے گا اور وہ بظاہر ہوتا بھی آگ ہی ہے اس سے جلا بھی سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ لوہا ہی ہوتا ہے۔

اسی طرح پر

آتش محبت اپنے عجائبات دکھاتی ہے۔ نادان ان عجائبات کو دیکھکر بجائے اس کے کہ ان پر غور کرے اور ان سے کوئی مفید نتیجہ حاصل کرے ایک خیالی اثر اپنے دل پر قائم کر لیتا ہے۔ اور اسی لیے یہ مشکلات ہیں کہ ہر شخص جس مذہب میں اپنی عمر کا ایک حصہ گذارتا ہے وہ اسکو چھوڑنا نہیں چاہتا مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے جہاں اور غلطیوں اور کمزوریوں کا مواخذہ ہوگا وہاں اس کا بھی مواخذہ ضرور ہوگا کیونکہ خدا تعالے نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔

لا تقف ما لیس لک بہ علم

پھر منم خدا والا کیونکر کہہ سکتا ہے کہ مجھے واقعی یقین آگیا ہے وہ اپنے اندر کونسے خواص ربانی اور صفات ربانی محسوس کرتا ہے جو یہ فضول دعوی کر بیٹھتا ہے۔ جب قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور حوائج انسانی کی زنجیر میں پابند اور جکڑا ہوا ہے پھر اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ منم خدا کہے اور کہے کہ ہاں مجھے اپنے خدا ہونے پر یقین ہو گیا ہے اگر وہ ایسا کہے تو دوسرا اسکو دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ تو کیوں فضول اتنی شیخی مارتا ہے

اپنی عاجزی اور فرومائگی کو دیکھو

قرآن شریف میں خالق اور مخلوق میں صریح امتیاز رکھا ہوا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے قرآن شریف کو شروع کیا گیا ہے اور پھر مرنے کے بعد بھی ایک مرحلہ رکھا ہوا ہے انسان جب خود اپنے حالات اور صفات کو ہی جان نہیں سکتا اور سمجھ نہیں سکتا پھر یہ خدا کیسے بن سکتا ہے۔

اسکے علم کا محدود اور ناقص ہونا ہی

اس کے مخلوق اور بندہ ہونے کی دلیل ہے اگر یہ غور کرے۔

غرض

یہ بڑا گند ہے اور لوگ جو اس مسئلہ **وحدت وجود** کو مانتے ہیں بڑے گستاخ اور متکبر ہوتے ہیں اپنی غلطیوں کو نہیں چھوڑتے اور اور غلطیوں کو چھوڑیں کیونکر جب کہ وہ اپنے آپ کو معاذ اللہ **خدا** سمجھتے ہیں + اگر خدا اور بندہ میں فرق کریں تو انکو اپنی غلطیوں کی حقیقت پر اطلاع ملے۔ وہ اپنی طفلانہ خیالات پر خوش ہیں اس لیے قرآن شریف کے حقائق سے ان کو کوئی خبر نہیں ہو سکتی۔ یہ بہت بڑی خرابی ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خرابی کب سے پیدا ہوئی کہ۔ میرے نزدیک سارے **گدی نشینوں** میں کوئی کم ہوگا جس کا یہ مذہب نہ ہو اور انھوں نے بزرگان دین کے ان اقوال کو جو انھوں نے استیلائے محبت اور جوش عشق میں فرمائے تھے فلسفہ بنا دیا ہے اس میں **فنا نظری** اور **وجودی** کے مذہب میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر فلسفہ نہیں رکھتا وہ استیلائے عشق رکھتا ہے اور دوسرا فیلسوف بنتا ہے یہ خدا کا دشمن اور منکر ہے اور اسکو خدا سے محبت نہیں کیونکہ

جیسے فلسفی مردہ کو چیر تو سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مردہ کو کھا بھی لے اسی طرح پر وحدت وجود کا قائل خدا تو بنتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکو خدا سے محبت بھی ہے

جس کسی نے بندر یا کتے کی تشریح دیکھی ہے اس کے لیے کب لازم آتا ہے کہ اس سے تعلق بھی ہو۔ یہ ایسے ہی مدعی ہیں جو خدا بنے ہوئے ہیں مگر انھوں نے ثابت نہیں کیا کہ خدا سے ان کا کوئی تعلق بھی ہے۔ اکابر کا وہ طبقہ جنھوں نے آگے قدم بڑھایا ہے وہ معقول بھی ہو گئے ہیں۔ اسلیے کہ ان پر خدا تعالی کی محبت اور عشق غالب آگیا تھا وہ قرآن شریف پر ایمان لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دریا میں تیرتے تھے **اسلام** ان کا مذہب تھا اس لیے اُن سے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ کرشمے اور عجائبات ظاہر ہوئے . . . .

. . . . . . حقیقت یہی ہے کہ جب بندہ اپنے خالق کے ساتھ محبت وعشق میں ایک شدید تعلق پیدا کر لیتا ہے اسوقت اسے خدا تعالے اپنی صفات سے ایک حظ عطا کرتا ہے۔ کیونکہ خدا نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

غرض یہ غلطیاں تو ان لوگوں کی ہیں جو خدا بنے ہیں اور انھوں نے اسلام کو سخت گزند پہنچایا ہے مخالفوں نے انکے اقوال کو لیکر اسلام پر اعتراض کیے ہیں پھر **دوسرا فتنہ** اُن لوگوں کا ہے جو اپنے آپ کو **موحد** کہتے ہیں انھوں نے الفاظ پرستی کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا۔

لاہور میں ایک شخص سے بحث ہوئی عبد الحکیم اُس کا نام تھا * اُس نے صاف کہدیا کہ حضرت عمر بھی **محدث** نہ تھے اور حدیث کے معنے یہ کیے کہ اگر محدث ہوتا تو عمر ہوتا +

یہ ترجمہ کرکے اس نے خدا پر الزام لگایا کہ اس نے اس اُمت کے گویا آنسو پونچھ دیے اور کچھ نہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ انکو اتنی سمجھ نہیں کہ کیا اس کرتوت پر وہ اس اُمت کو خیر الامم قرار دیتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک شخص بھی ایسا نہ ہوا جسکو خدا تعالے سے کلام کرنے کا شرف ملا ہو اور جو اسلام کی صداقت کے لیے ایک زندہ نمونہ ٹھہرتا۔ ان لوگوں نے عملی طور پر گویا مان لیا ہے کہ اب نہ کسی کا خدا سے تعلق ہے نہ مکالمہ الہیہ کا شرف کسی کو حاصل ہے دعاؤں کی قبولیت کا کوئی نشان موجود نہیں ہے پھر بنی اسرائیل کی تو عورتوں تک کو بھی خدا سے ہمکلام ہونے کا شرف ملتا تھا۔ کیا

اسلام میں کوئی مرد بنی اسرائیل کی عورتوں جیسا بھی نہیں بنے؟

اے اسلام کے نادان دوستو! ذرا غور تو کرو کہ اس سے اسلام پر کیسا حرف آتا ہے کیا خدا نے اسی واسطے اسلام کو تمھارے لیے پسند کیا تھا اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا تھا کہ آیندہ قیامت تک کوئی نشان انکی صداقت پر قائم نہ ہو اور زندگی کے نشان مٹائے جاتے مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب ان لوگوں کے عقائد پر نظر کرتا ہوں ان میں بجز الفاظ کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور جو کچھ انھوں نے مان رکھا ہے

نوٹ

* جب اس مولوی عبد الحکیم سے فروری سنہ ۹۲ء میں بمقام لاہور حضرت اقدس امام علیہ السلام کی بحث ہوئی تھی تو بفضلہ تعالیٰ خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی اس بحث کے موقعہ پر شامل تھا۔ یہ شخص آخر مباحثہ کے پرچے لیکر چلدیا اور پھر بیجیائی سے سنہ ۱۹۰۱ء میں بمقام قادیان آیا ہر چند اسکو سمجھایا گیا مگر راہ پر نہ آیا اور بیہودہ بکواس کرنے لگا جب اسکو لاہور والا مباحثہ یاد دلایا اور اُن کاغذات کو لے کر بھاگ جانے کا الزام اسکو دیا گیا تو پھر وعدہ کیا کہ میں اب وہ کاغذ طبع ہونیکے

بقیہ نوٹ

واسطے بھیجدوں گا ایک مہینہ کے اندر اندر ایڈیٹر الحکم کے پاس کاغذ مباحثہ پہونچ جائیں گے۔ اگر نہ بھیجوں تو مجھے کاذب سمجھا جاوے مگر اب ایک مہینہ چھوڑ ایک سال ختم ہونے کو آیا۔ آجتک اس نے وہ کاغذ نہ بھیجے۔ کاش اگر وہ کمبخت وہ پرچے بھیجدیتا تو حضرت اقدس کی تقریروں کو شائع کر سکتے۔ بہر حال یہ اس عبد الحکیم کا ذکر ہے۔ ایڈیٹر۔

اس سے مخالفوں کو بڑے بڑے اعتراض کرنے کا موقع ملا ہے چنانچہ مسیح کے متعلق ہی جو کچھ ان کے عقائد ہیں وہ پوشیدہ نہیں یہ لوگ مانتے ہیں کہ مسیح مردے زندہ کرتا تھا اور چڑیاں بھی بنایا کرتا تھا اور آج تک وہ آسمان پر بغیر کسی قسم کے زمانہ کے اثر ہونے کے بیٹھا ہوا ہے تو بتاؤ کہ اس کے خدا بنانے میں انھوں نے کیا باقی رکھ لیا ہے ایک موحد سے پوچھا کہ تم جو کہتے ہو کہ مسیح نے بھی کچھ جانور بنائے تھے اور وہ خدا کے بنائے ہوئے پرندوں میں مل جل گئے اب ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ یہ جانور مسیح کا بنایا ہوا ہے اس نے کہا کہ کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے غرض اس قسم کے ان لوگوں کے عقائد ہیں ہاں چالاکی اسے آئمہ اربعہ کو بُرا کہتے ہیں۔ مثلاً ایک امام کی بابت وہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ بڑے مالدار تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے آخر سال پر سارا مال بیوی کو دیدیتے تھے اور پھر اپنی طرف منتقل کر لیتے تھے اسطرح پر گویا اسکو زکوٰۃ کے اثر سے بچا لیتے تھے اس قسم کے بہت سے افترا کرتے ہیں۔ انھوں نے بجز خشک لفاظی کے اور کوئی فائدہ اسلام کو نہیں پہنچایا اپنے طریق عمل سے اسلام کو مردہ مذہب ثابت کرنا چاہا ہے جبکہ یہ کہدیا کہ اب کوئی ایسا مرد نہیں ہے جسکے ساتھ زندہ نشانات اسلام کی تائید میں ہوں۔

افسوس ان لوگوں کی عقلوں کو کیا ہوا یہ کیوں نہیں سمجھتے کیا قرآن میں جو اهدنا **الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** کہا گیا تھا یہ یونہی ایک بے معنی اور بے مطلب بات تھی۔

اور بھلا ایک قصہ ہی قصہ ہے؟ کیا وہ انعام کچھ نہ تھا خدا نے نرا دھوکا ہی دیا ہے؟ اور وہ اپنے سچے طالبوں اور عابدوں کو بدنصیب ہی رکھنا چاہتا ہے؟ کسقدر ظلم ہے اگر یہ خدا کی نسبت قرار دیا جاوے کہ وہ نری لفاظی ہی سے کام لیتا ہے۔

حقیقت یہ نہیں ہے یہ ان لوگوں کی اپنی خیالی باتیں ہیں قرآن شریف درحقیقت انسان کو ان مراتب اور اعلیٰ مدارج پر پہنچانا چاہتا ہے جو **انعمت علیھم** کے مصداق لوگوں کو دیے گئے تھے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوتا جب کہ خدا تعالیٰ کے کلام کے **زندہ ثبوت** موجود نہ ہوں۔ ہمارا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے کہ آریوں کی طرح کوئی خدا کا پریمی اور بھگت کتنی ہی دعائیں کرے اور رو رو کر اپنی جان کھو دے اور اُس کا کوئی نتیجہ نہ ہو **اسلام خشک مذہب نہیں ہے**۔ اسلام ہمیشہ ایک زندہ مذہب ہے اور اس کے نشانات اس کے ساتھ ہیں پیچھے رہے ہوئے نہیں ہیں۔ غرض یہ بھی ایک بدنصیب گروہ ہے یہ لوگ اپنا اصل مذہب نہیں بتاتے ہیں انکی خبر مشکل سے ہوتی ہے۔

رہے **حنفی** اُن میں بدقسمتی سے اقوال مردودہ اور بدعات نے دخل پایا ہے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اعلیٰ درجہ کے متقی تھے مگر ان کے پیرو و مومنین جب روحانیت نہ رہی تو انھوں نے اور بدعتوں کو داخل کر لیا۔ اور تقلید میں انھوں نے یہانتک غلو کیا کہ ان لوگوں کے اقوال کو جنکی عصمت کا قرآن دعویٰ نہیں کرتا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر بھی فضیلت دیدی اور اپنے اغراض اور مقاصد کو مدنظر رکھکر امام صاحب کے اقوال کی جس طرح چاہا تاویل کر لی۔

لودھیانہ میں میں ایک دفعہ تھا تو نوابوں کے خاندان میں سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور باتوں ہی باتوں میں انھوں نے کہا کہ میں پکا حنفی ہوں اور یہ بھی کہا کہ میرے چچا صاحب کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی حسن عقیدت تھی یہاں تک کہ جب انھوں نے مالا بدہ منہ میں امام صاحب کا یہ قول دیکھا کہ صرف جو اور انگور اور دو اور یعنی چار قسم کی شراب حرام ہے تو انھوں نے ولایت کی شرابیں منگوا کر اسّی ہزار روپیہ کی شراب پی تاکہ امام صاحب کی سچی پیروی ہو جاوے

استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

غرض اس قسم کی تاویلیں کر لیتے ہیں عام طور پر شکایت کی جاتی ہے کہ جس قسم کا فتویٰ کوئی چاہے ان سے لے لے۔

حلالہ کا مسئلہ بھی انھوں نے ہی نکالا ہے کہ اگر کوئی عورت کو طلاق دیدے تو پھر جائز طور پر رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے سے نکاح کرے اور وہ پھر اسکو طلاق دے حالانکہ قرآن شریف میں کہیں اس کا پتہ نہیں ملتا اور احادیث میں حلالہ کرنے والے پر لعنت آئی ہے۔

پھر ایک اور **فرقہ شافعی مذہب** والوں کا ہے وہ تو وحشیوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے ہاں ایک مقولہ ہے **شافعی سب کچھ معاف** یعنی نہ حلت و حرمت کی ضرورت ہے نہ کچھ اور چنانچہ ہمارے ملک میں خانہ بدوش لوگ جو پھرا کرتے ہیں یہ اپنے آپ کو شافعی کہتے ہیں ان کے اطوار اور چال چلن کو دیکھ لو۔

امرت سر میں ایک موحد رنڈی کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتا تھا اُس نے میرے پاس ذکر کیا کہ وہ ایک مرتبہ بمبئی چلا گیا اور اتفاق سے شافعیوں کی مسجد میں چلا گیا صبح کی نماز کا وقت تھا اُس سے جب دریافت کیا تو اُس نے کہدیا کہ میں شافعی ہوں اور جب اُنھوں نے اُسکو نماز کے لیے امام بنایا اور اُس نے شافعی مذہب کے موافق صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی تو وہ لوگ بڑے ہی برافروختہ ہوئے۔ آخر بمشکل وہاں سے بچکر نکلا۔

الغرض

مذہب اسلام میں اندرونی طور پر ایسے ایسے بہت سے فساد اور فتنے ہیں جنکی اصلاح کی ضرورت ہے

اور

بیرونی فسادوں کو آدمی دیکھے تو اور بھی حیران ہو جاتا ہے ایک پادریوں کے ہی فتنہ کو دیکھو تو گھبرا جاؤ۔

مختصر یہ کہ ان سارے فسادوں کا اجتماع بالبداہت بتا رہا ہے کہ اسوقت ایک آسمانی سلسلہ کی ضرورت تھی اور اگر خدا اسوقت کوئی سلسلہ قائم نہ کرتا تو پھر خدا پر اعتراض ہوتا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اُس نے وقت پر ہماری دستگیری کی اور اس سلسلہ

مکتوب
حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی مکرمی اخویم سید مہدی حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنمحب کے گیارہ روپے مرسلہ پہونچے مینے اپنے لنگر خانہ کے لیے اس روپے کا آٹا لیکر اس طرح سے آپ کو اس کا ثواب پہونچایا کیونکہ جو ایک گروہ محتاجوں عزیزوں حق کے طالبوں اور یتیموں اور بیوہ عورتوں کا اس لنگر خانہ سے تعلق رکھتا ہے اور روٹی کے محتاج ہیں اُن کی خبر گیری مقدم ہے۔ یہ آپ کی صدق دلی اور محبت اور اخلاص اور خدا ترسی کا تقاضا تھا جو ایسے ثواب کے موقعوں پر آپکو توجہ دلاتا ہے۔ ملاقات کے بعد جس فراست سے آپ کی نسبت رائے لگانے کا مجھے موقعہ دیا وہی فراست مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں آپ کو جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے ان امور سے اطلاع دوں جن کے لیے میں مامور ہوں اور دنیا ان کو نہیں پہچانتی کیونکہ مینے خداداد فراست سے سعادت کے نقوش آپ کے چہرہ پر مطالعہ کیے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ دینی معارف اور باریک باتوں کو بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور پھر اُن کی اشاعت کے لیے سعی اور کوشش کر سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے پاک دین کی اشاعت کے لیے ایک ارادہ فرمایا ہے جو نہایت عمیق حکمت پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ دکھلایا جائے کہ یہ دین ایسا پاک اور کامل دین ہے کہ نہ تو خدا کے حقوق بیان کرنے میں کوئی کوتاہی اور نقصان اس میں پایا جاتا ہے اور نہ بنی نوع کے حقوق قرار دینے میں کوئی کسر اسمیں ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ اس دین کے منجانب اللہ ہونے میں کسی شبہ کی جگہ ہے خدا کے حقوق اگر پورے طور پر محفوظ کیے جائیں تو اسکا نتیجہ توحید اور اطاعت اور خدا کو سب پر مقدم کر لینا ہے اور بنی نوع کے حقوق کی اگر پورے طور پر رعایت کی جائے تو اس کا نتیجہ انصاف اور احسان اور رحم اور طبعی ہمدردی ہے جس میں کوئی بناوٹ نہ ہو۔ اب ہماری قوم کا یہ حال ہے کہ ان ہر دو قسم کے حقوق کو پامال کر رہے ہیں اور دین اسلام کو بجا اسد سمجھنا بھی محض عادت اور رسم کے طور پر ہے امیروں اور دولتمندوں کو دنیا کے خرخشوں سے فرصت نہیں جبتک قبر میں داخل نہ ہو جائیں گویا اُن کے نزدیک خدا کا نام لینا بھی خلاف تہذیب ہے اور جو لوگ ادنی درجہ کے ہیں اُن کی ہمتیں نہایت پست ہیں۔ اور دنیا اور دین دونوں کھو بیٹھے ہیں۔ اور اکثر علما کی حالتیں بھی قابل شرم ہیں اور میں دن رات اس درد میں ہوں کہ کوئی مرد حقیقت کو سمجھے اور پھر دل وجان سے میرے ساتھ ہو اور چونکہ مینے آپکو دیکھا اور مجھے آپ کی صورت دیکھکر آپ پر نیک ظن پیدا ہوا اس لیے یہ میری خواہش ہے کہ جس طرح ہو سکے آپ اپنی زندگی کے دنوں میں سے کم سے کم دو ماہ تک میرے پاس رہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اس روشنی کو اپنے جوہر قابل کی قوت سے بہت جلد دیکھ لیں گے اور پھر جوانمردی کے ساتھ اس آسمانی فلسفہ کو دنیا میں پھیلائیں گے بہت باتیں ہیں جو تحریر میں نہیں آسکتیں میں انصار کا محتاج ہوں اور ہر ایک وقت میری روح میں سے مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ کی آواز نکل رہی ہے کیا تعجب کہ خدا آپکو میرے انصار میں سے بنا دے میری روح آپ کی نسبت انکار نہیں کرتی مقدمہ کے بگڑنے کی اطلاع ہوئی دعا بھی ایک ایسی چیز ہے کہ قدیم سے لوگ اسمیں مختلف رائیں رکھتے رہے ہیں بعض قطعاً دعا کی تاثیرات سے منکر ہیں اور بعض ایسا سمجھتے ہیں کہ مقبولان الٰہی کی علامت یہ ہے کہ جو دعا اُن کے منہ سے نکلے وہ فی الفور منظور ہو جائے مگر یہ دونوں گروہ غلطی پر ہیں اصل بات یہ ہے کہ دعا میں بڑی بڑی تاثیریں ہیں لیکن اسوقت کہ دعا کنندہ کو وقت ملا اور کامل درد پیدا ہو اور عقد ہمت میسر آجائے اور یہ تو ہر ایک وقت عطا نہیں ہوتا

والسلام

ایضاً

محبی مکرمی اخویم سید صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا میرے امر میں جس قدر آنمحب کو تردد اور کشاکش درپیش ہے وہ بھی نیک فطرت اور سعادت منشی کی علامت ہے کیونکہ مومن جو امر دکو قبول کرے جو کسی امر میں کوئی فیصلہ کرے اپنے ہی مختلف خیالات سے ایک لڑائی کرنی پڑتی ہے مگر چونکہ اس کا سب کام نیک نیتی سے ہوتا ہے اسلیئے اس لڑائی میں خدا تعالےٰ خود اسکو مدد دیتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ سے قوت پاکر اور ایک آسمانی روشنی حاصل کرکے ایک صحیح صحیح فیصلہ کر لیتا ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے انسان جسطرح رحم مادر میں تاریکی میں پرورش پاتا رہتا ہے اور جب تک اسکی پوری بناوٹ رحم میں نہ ہو جائے تب تک اس تاریکی سے نہیں نکلتا یہی سنت اللہ روحانی پرورش میں بھی ہے انسان روحانی طور پر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قدیم قانون کے موافق کچھ کچھ بنتا جاتا ہے مگر تاریکی بھی ساتھ ساتھ ہوتی ہے اور کبھی کبھی وہ بچہ پیدا کردیتی ہے اور ایک حرکت پیدا ہوتی ہے جسطرح رحم میں چار مہینے کے بعد بچہ میں حرکت پیدا ہوتی ہے آخر اپنی خلقت کو پورا کرکے ان تین ظلمانی حجابوں میں سے باہر نکل آتا ہے۔ ظلمات کے دن بھی ضروری ہیں جبتک کہ بناوٹ پوری ہو جاوے۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس عاجز کا یہ دعویٰ اور یہ کاروبار اس غرض سے نہیں ہے کہ مجھے ایک بت کی طرح پوجا جائے یا میری ذاتی اغراض کے لیئے کوئی مجمع اور کوئی گروہ میرا تابع ہو جائے بلکہ آسمانوں کے ذوالجبروت خدا نے محض اپنے جلال اور توحید ظاہر کرنے کے لیے اور لوگوں کی اعتقادی اور عملی حالتوں کو درست کرنے کے لیے یہ سلسلہ قائم کیا ہے ہاں قدرتی طور پر مجھکو اس کام کے لیے

واسطہ بنایا گیا ہے تا جہاں تک میرے قویٰ سے ہو سکتا ہے میں اس خدمت کو بجا لاؤں۔ مجھے اس کام میں کسی فتح یا شکست سے کام نہیں ہے میں ایک بندہ عبودیت شعار ہوں مجھے یہ جوش بخشا گیا ہے کہ میں خدا کی توحید اور جلال ظاہر کرنے کے لیے کوشش کروں۔ اگر تمام دنیا میرے مخالف ہو جائے تو میں اس سے اپنی ہمت اور استقلال کو سست نہیں کروں گا اور اگر تمام دنیا میرے ساتھ ہو جائے تو میں اس پر بھروسا نہیں کروں گا۔ بیشک میں اس کام کے لیے انصار کا محتاج ہوں مگر کوئی میرے طور پر آ نہیں سکتا جب تک میرا خدا اس کو اس طرف روانہ نہ کرے۔ تفتیش اور تحقیق کرنا عقلمندوں کا حق ہے اور ایسا ہی اُن کو کرنا چاہیے کاش اس نیک سیرت اور پاک ارادہ کے سب لوگ ہو جائیں۔ آمین۔ اور مجھے اس نیک ظن کی کشش سے جو آپ کی نسبت پیدا ہو گیا ہے بار بار یہ خیال دل میں آتا ہے کہ آپ اگر ایک مختصر بلکہ نہایت مختصر حصہ اپنی زندگی اور اپنے اوقات کا مثلاً دو مہینے تک میری صحبت میں آ کر خرچ کریں اُمید ہے کہ وہ اس ضروری سفر طے کرنے کے لیے آپ کی مستعد طبیعت کو ایک پُر زور انجن کا کام دے گا بیشک آپ ایک عجیب خاصیت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ باوجود صدہا طور کی دنیوی روکوں کے پھر بھی آپ کی روح زور کر کے روحانیت کی تلاش میں لگ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس ارادہ میں کامیاب کرے۔ آمین اگر آپ اسجگہ تشریف لاویں تو دعا کے لیے بھی خوب موقع ہو گا۔ ہر ایک چیز کے لیے ایک قانون ہے ایسا ہی دعا کے لیے بھی۔ والسّلام

تفسیر القرآن

کا

پہلا پارہ عصر قیمت علاوہ محصول ڈاک دفتر الحکم یا حکیم فضل دین صاحب مہتمم دفتر حضرت اقدس ؑ سے طلب کرو۔

بقیہ مضمون

اُدَابُ الرَّسُوْل

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۳۵ جلد ۵

الغرض وحدت کے پیدا کرنے کے واسطے ضروری امر ہے کہ ایک روحانی لیڈر کے اتباع میں فنا ہو جائیں۔ اب میں اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ ان آیات میں آداب الرسول کو مولیٰ کریم نے بیان فرمایا ہے۔

پہلی بات

یہ بتائی کہ اللہ اور رسول کے آگے سبقت نہ کرو چونکہ رسول صفات الٰہیہ کا مظہر ہوتا ہے اسلیے عام طور پر اللہ اور رسول کہکر دوسری آیت میں صرف **فوق صوت النبی** کہنا صاف طور پر اس عقدہ کو حل کر رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بڑھ بڑھ کر باتیں کرنا اور اس کی آواز کو اپنی آواز میں دبا لینا اور سبقت کرنا اپنی عقل و دانش پر ناز کرنا اور اترانا دراصل خدا تعالیٰ ہی کے حضور سمجھی جاتا ہے کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو بجائے خود **ما ینطق عن الھوی** کا مصداق ہے۔ پھر تمہاری ٹھوکریں کھانے والی عقل اور اور تمہاری دانشمندی معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی اس انسان کے حضور کیا حقیقت رکھ سکتی ہے جو

فانہ ینظر بنور اللہ

کا سچا مصداق ہے

اسلیے

مومن کو بڑا تیز بیں اور مستعد ہونا چاہیے کہ وہ عصیان اور طغیان سے بچے اور شیطان کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لیے دعاؤں میں لگا رہے کیونکہ بہت سے فروج ہیں جن کی راہ سے شیطان اندر داخل ہوتا ہے اور دلپر برص کے داغ کی طرح وہ ایک داغ چھوڑ دیتا ہے جو رفتہ رفتہ روح کو مجذوم بنا دیتا ہے

پس

جب تک اداب الرسول کو مدنظر رکھو گے ممکن نہیں کہ اس کے حضور جھککر کوئی فائدہ نہ اٹھاؤ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول یہ تھا کہ جب اُن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دریافت فرماتے تو اگر انھیں اس کا علم بھی ہوتا تب بھی اُن کا جواب یہی ہوتا کہ

اللہ و رسولہ اعلم

کسقدر ادب اور رعایت مراتب انکو ملحوظ تھی صحابہ کی سیرت کے پڑھنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیل کے پیرایہ میں ایک بات بیان فرمائی اور پھر پوچھا کہ جانتے ہو وہ کیا ہے؟ ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ تو لیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد اس سے کھجور کا درخت ہے لیکن میں پاس ادب سے نہ بول سکا اور میں نے خیال کیا کہ پوچھنے والا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اس کے حضور میرے علم کی حقیقت ہی کیا ہے۔

تو

اُداب الرسول میں سے پہلی اور ضروری بات تو یہ ہے کہ اُن کے حضور سبقت نہ کی جاوے بلکہ اپنے علوم و دانش کو بالکل معدوم سمجھ لیا جاوے۔ اور

دوسری بات

جو اس دوسری آیت میں بیان ہوئی ہے یہ ہے **صوت النبی** پر اپنی صوت کو بلند کرنے سے روکتا ہے۔ علیم خدا اپنے پاک کلام کے منشا و مدعا سے خوب واقف ہے مگر عام طور پر اس کا منشا مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آنیوالے واقعات کے متعلق بطور پیشگوئی کسی امر کا تذکرہ کریں تو اُسوقت سچے مومن کو نہیں چاہیے کہ وہ چناں و چنیں کرے چنانچہ جب ہم صحابہ کی سیرت کو پڑھتے ہیں تو یہ راز بھی ہم پر کھل جاتا ہے کہ صحابہ کرام کا پیشگوئیوں کے متعلق یہ طرز عمل تھا کہ وہ اُن پر اجمالی طور پر ایمان لاتے تھے کہ وہ منجانب اللہ ہیں اور ضرور ہی پوری ہونگی لیکن جب اپنے وقت پر وہ پوری ہوتی تھیں خواہ وہ کسی رنگ میں ہوں تو بڑھ کر تصدیق کرنے والے ہوتے۔ جو لوگ قرآن کریم کی ترتیب اور اس کے الفاظ پر غور کرکے لذت اور حظ اٹھانے کے عادی ہیں ان کو

میں ان کو اس مقام پر توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے جب **تقدموا علی الرسول** کا ذکر آیا تو **الرسول** کہا اور جب **تفوق الصوت** کا ذکر آیا تو **النبی** فرمایا النبی کے لفظ سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کے متعلق ہے۔

یہ ضروری آداب ہیں جن کا لحاظ رکھنا ہر مومن کو ضروری ہے۔

اول الذکر کی رعایت سے انسان متقی بنتا ہے اور اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ صفات **سمیع** اور **علیم** قبولیت دعا کے اثر کو اپنے اندر رکھتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے دوسرے مقامات پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اور یہ بھی قرآن شریف ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ **قبولیت دعا** کے لیے **متقی** ہونا بھی ایک ضروری امر ہے چنانچہ فرمایا

انما یتقبل اللہ من المتقین

الغرض آداب اول کی رعایت متقی بناتی ہے اور قبولیت دعا کا باعث بنتی ہے۔ اور دوسرے امر کی رعایت اعمال کو حبط ہونے سے بچاتی ہے جو عدم نگہداشت اور عدم رعایت کی حالت میں ایسے طور پر حبط ہو جاتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں لگتا ہے۔

ان آداب اور ان کے نتائج کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین یغضون اصواتہم آہ

یعنی جو لوگ **الرسول** کے حضور اپنی آوازوں کو دھیما کرتے ہیں ان کے دل تقوی کے معیار پر کامل العیار ثابت ہوئے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم رکھا ہے قرآن شریف کی علت غائی خدا نے **ھدًی للمتقین** بیان کی ہے اور ان متقیوں کا انجام **اولٓئک ھم المفلحون** بتایا ہے

پس

جو لوگ تقوی کی کسوٹی پر کھرے ثابت ہوں وہ اگر مغفرت اور اجر عظیم کے وارث نہ ہوں تو اور کون ہو اس آیت میں **یغضون** کا لفظ آیا ہے اور قرآن شریف کے دوسرے مقام پر بھی یہ لفظ آیا ہے

قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم

یعنی مومنوں کو کہہ دو کہ آنکھیں نیچی کر کے چلا کریں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں یعنی کسی کی بات کان لگا کر مت سنیں جو نہیں مخفی رکھنا چاہتا ہے یا برے قصے اور شہوت انگیز باتیں نہ سنو نامحرموں کے تذکرے نہ سنو اور کسی کی طرف بدنظری سے۔ دیکھو **فروجہم** کا لفظ بتاتا ہے کہ شیطان کے جتنے مداخل یعنی سوراخ ہیں سب کی نگہبانی کرو۔ اس میں ان کے لیے تزکیہ نفس کی ایک راہ ہے اور یہ ان کے لیے بہتر ہے غرض **یغضون اصواتہم** کی تفسیر اس آیت سے کرو۔

میں اب آپ کو قرآن شریف کے ایک اور مقام کی طرف لے جاتا ہوں جہاں فرمایا

قد افلح من زکّٰھا

مظفر و منصور ہونے والا وہی ہے جس نے تزکیہ نفس کیا۔ اور تزکیہ نفس کی سبیل اس کے اوپر والی آیت میں بتا دی ہے اور عرب کی تاریخ اس کے لیے زندہ ثبوت ہے۔

غرض

اداب **الرسول** کی نگہداشت کے یہ ثمرات اور نتائج ہیں جو میں نے بیان کیے ہیں اگر مجھے بات دراز ہونے کا فکر نہ ہوتا تو میں آپکو اور بہت سی باتیں سناتا مگر اب میں اسکو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

دوستو! خدا کے فضل سے تم نے وہ زمانہ پایا ہے کہ خدا کا

مامور و برگزیدہ

تم میں ہے تم جو اس کی مجلس میں بیٹھنے اور اس سے تعلق رکھتے ہو ان آیات کو پڑھو اور ان پر عمل کرو کیونکہ یہ **مغفرۃ و اجر عظیم** کی راہ بتاتے ہیں اور اعمال کو حبط ہونے سے بچاتی ہیں۔

خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو جو اس امام سے تعلق رکھتے ہیں توفیق دے کہ وہ ان آداب کی پوری رعایت کریں اور پھر اس رعایت کے شیریں ثمرات سے حظ اٹھائیں واخر

دعوانا ان الحمد

للہ رب

العلمین

بڑے بول کا سر نیچا

جناب شیخ صاحب دام اشفاقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہربانی کر کے ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر ممنون فرمائے

۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے اخبار چودہویں صدی راولپنڈی میں ا۔ د صاحب گجراتی کا ایک مضمون دیکھا جس کی سرخی ہے "مریخ و مرنجاں پر میاں عبد الکریم صاحب قادیانی کی غلط فہمی" اخبار کے صفحہ ۱۰ پر صاحب ممدوح حضرت اقدس مسیح موعود کی بیان کردہ روایت متعلق جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ اور ان کے غلام کے گرم آش گرا دینے اور پھر اس کے آیۃ **والکاظمین الغیظ** یاد دلانے پر امام علیہ السلام کے آزاد کر دینے کو اپنے دعوے مریخ و مرنجاں کی تائید میں لا کر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ:۔ "وہ اس آیۃ کریمہ کے زیر بیاں خود آپ کے مرزا صاحب نے اخبار الحکم مطبوعہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں رئیس الصالحین حضرت امام حسین کا عمل اور غلام کو آزاد کرنا معہ مفصل قصہ کے تحریر کر دیا ہے گو کہ اس نے ایک بھاری اور موٹی غلطی کر کے اپنی سلطان القلمی کا بیّن ثبوت دیا ہے کہ امام حسن کی جگہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھ دیا ہے۔ کاش اگر اسکو زیادہ استعداد نہ تھی تو ملا حسین واعظ کاشفی کی اخلاق محسنی ہی دیکھ لیتا جو سکولوں میں بھی مروج ہے کیا اسی قسم کے بوجھ بوجھکڑ بھی پہلے بھی سلطان القلم ہوتے رہے ہیں" واقعی حیا ایک عمدہ چیز ہے معلوم ہوتا ہے کہ ا۔ د۔ صاحب کو بحیثیت معلم سکول ہونے کے اخلاق محسنی کے درس و تدریس کا اکثر شغل رہتا ہے اور کثرت مطالعہ سے انکو اول سے آخر تک حفظ ہو گئی ہے۔ یہی باعث ہے کہ

آپ نے اس تعلی اور شیخی سے حضرت مسیح موعود کی علمیت اور سلطان القلم ہونے پر تمسخر کیا ہے ۔ لیکن حضرات ناظرین! معاملہ برعکس ہے ۔ ا ۔ د ۔ صاحب کی ہمہ دانی کی قلعی کھل گئی ہے چنانچہ علاوہ اخلاق محسنی کے علاوہ دیگر ذرائع سے بھی اس روایت کی صحت مطابق فرمودہ حضرت مسیح موعود ثابت کرکے دکھادیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ا ۔ د ۔ صاحب کو اپنے الفاظ اُلٹے اپنی ذات پر عائد کرنے پڑ گئے ۔ دراصل بات کچھ بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ اپنے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ الحق مع آل محمد کے مطابق مسیح موعود کے دشمن کے ایک سخت کینہ ور کو ایک معمولی بات میں شرمندہ کرے ۔ تاکہ آئندہ اسکو اور اُس کے دیگر ہمنواؤں کیلئے ایک عبرت ہو اور اُس کے پیارے مسیح کی جماعت کو ترقی ایمان کی ہدایت ہو ۔ اللّٰھم زد فزد +

اب ہم احباب کی تسلی اور مسرت کے واسطے اخلاق محسنی اور تفسیر حسینی کی پوری عبارات نقل کر دیتے ہیں ۔ اور مجھکو خوب یاد ہے کہ یہ روایت ملا حسین واعظ کاشفی روضۃ الشہدا میں بھی لائے ہیں ۔ اور اسی مؤخر الذکر کتاب کے مطالعہ نے مجھکو ا د صاحب کی ہمہ دانی اور دروغ بیانی کو طشت ازبام کرنیکی جراٴت دلائی ۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

عبارت اخلاق محسنی " آوردہ اند کہ روزے کہ آں نوباوۂ بوستان ولایت ناکورہ باغستان ہدایت سبط نبی ونخل ولی حسین ابن علی رضی اللہ عنہما باجمعے میہمانان از اشراف عرب بر سرخوان نشستہ بود خادمش باکاسہ آش گرم از غائت دہشت پالیش بحاشیہ بساط در آمد کاسہ از دستش بر سر شاہزادہ افتاد وآش بر رخسارۂ مبارکش فرو ریخت ۔ امام حسین از روے تادیب نہ از راہ تعذیب در وے نگریست بزبان خادم جاری شد والکاظمین الغیظ حسین گفت خشم فرو خوردم خادم گفت والعافین عن الناس حسین گفت عفوت کردم خادم تتمہ آیت برخواند واللہ یحب المحسنین گفت از مال حرّیت آزاد کردم وسونت معیشت تو بر ذمہ خود لازم گردانیدم " اخلاق محسنی باب ہفدہم در حلم مطبوعہ انوار احمدی ص ۳۹ سطر ۱۵

عبارت تفسیر حسینی

در تیسیر آوردہ کہ روزے حسین بن علی باجمعے مہمانان بر سر خوانے نشستہ بود ۔ خادمش باکاسہ آش گرم مجلس در آمد و از غایت دہشت پالیش بحاشیہ بساط در آمد بر سر امام حسین افتاد و بشکست و آش بر سر مبارکش فرو ریخت امام حسین از روے تادیب نہ از روے تعذیب در وے نگریست بر زبان خادم جاری شد والکاظمین الغیظ ۔ تفسیر حسینی پارہ ۴ رکوع ۵ مطبوعہ مطبع فتح الکریم بمبئی سنہ ۱۳۰۴ھ صفحہ ۱

حضرات ناظرین پر خوب روشن ہوگیا ہوگا کہ روایت کا تعلق امام حسین سے ہے نہ کہ امام حسن سے ۔ ا د صاحب کو اگر شرم ہو تو آئندہ کبھی مسیح موعود علیہ السلام کے برخلاف ایسی متعصبانہ تحریریں جرائد میں شائع نہ کرائیں عاقلے را اشارہ کافی ست ۔ واقعی حیا ایک عمدہ چیز ہے ۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار خادم حسین احمدی

۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

عسل مصفّٰی

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین احمد مالیر کوٹلہ میں مولوی محمد زمان سے ۸؍ قیمت علاوہ محصولڈاک ملتی ہے

حلال کا طلب کرنا

جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طلب الحلال فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ اور جب تک تو جانے گا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نہ کرسکے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہیں ۔ جو شخص اُن کے گرد ہوگا ۔ تو اس کا خوف ہے کہ حرام میں گرے ۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا ۔ یعنی اے رسولو تم جو کچھ کھاؤ اور جو کچھ کرو بندگی شائستہ کرو ۔ اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال کا طلب کرنا مسلمانوں پر فرض ہے اور فرمایا کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسے جسے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہ ہو کھاتا ہے حق تعالیٰ اس کے دل کو پرنور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اس کے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی محبت اُس کے دل سے نکال ڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو صحابہ کرام میں تھے اُنھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایسی دعا فرمایئے کہ جس بات کے واسطے میں دعا کروں میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپنے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ اُن کا کھانا کپڑا اور حرام کا ہے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں ۔ ایسی دعا کب قبول ہوگی اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس میں ہے ہر شب وہ منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائے گا حق تعالیٰ اس سے فرض قبول فرمائے گا نہ سنت اور فرمایا کہ جو شخص دس درم دیکر کوئی کپڑا مول لے اور اس میں ایک درم حرام کا ہو جب تک

وہ کپڑا اُس کے بدن پر رہے گا نماز قبول نہ ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانے سے جمے گا۔ وہ آتش دوزخ میں جلے گا۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہیں رکھتا کہ مال میں کہاں سے پیدا کرتا ہوں تو حق تعالے بھی یہ پرواہ نہ رکھے گا کہ اُسے کدھر سے دوزخ میں ڈالدے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہیں اُسمیں سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈھونڈنے ڈھونڈتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اُس کے سب کے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جب صبحکو سو اُٹھتا ہے تو حق تعالے اُس سے خوش ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ حق تعالے نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اُس سے حساب لوں اور فرمایا ہے کہ سُود کا ایک درم اُس تیس بار زنا کرنے سے سخت ہے جو مسلمانی کی حالت میں کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائے گا اگر صدقہ دے گا تو قبول نہ ہوگا۔ اور اگر رکھ چھوڑے گا تو دوزخ کے دروازہ تک وہ اُس کا زاد راہ ہوگا۔ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے دودھ کا شربت پیا۔ جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہیں ہے حلق میں انگلی ڈالکر قے کی۔ اُس کی سختی اور اذیت کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کر جانے کا خوف تھا۔ اور مناجات کی کہ بار خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اُس قدر شربت سے جو میری رگوں میں رہ گیا ہے اور قے کرنے سے نہ نکلا۔ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کیونکہ لوگوں نے دھوکہ میں صدقہ کا دودھ آپ کو پلا دیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کہ اگر تو اتنی نماز پڑھے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہو جائے تو جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے گا بہرحال نماز کچھ مفید نہ ہوگا۔ نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کے مال سے صدقہ دیتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو ناپاک کو پیشاب سے دھوتا ہے کہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے۔ حضرت یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانہ خدا ہے اُسکی کنجی دعا ہے اور لقمہ حلال اُس کنجی کے دانت ہیں۔ اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہیں پہونچتا مگر چار چیزوں کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھ ادا کرے دوسرے یہ کہ لقمہ حلال شرط زہد کے ساتھ کھائے تیسرے یہ کہ ظاہر و باطن میں سب بُرے کاموں کو چھوڑدے چوتھے یہ کہ اسی طور پر تا دم مرگ صبر کرے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو شخص ۴۰ دن شبہ کا مال کھائے گا اُس کا دل سیاہ ہو جائے گا۔ حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ شبہ کا ایکدرم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اُس کا تمام بدن گناہ میں پڑ جاتا ہے وہ چاہے خواہ نہ چاہے ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اُس کے تمام اعضا طاعت میں رہتے ہیں اور توفیق خیر ہمیشہ اُس کی یار و مددگار ہے۔ اسباب میں بہت سے اخبار و آثار وارد ہیں اسی واسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے۔ ایک اُنمیں سے وہیب بن الورد رح تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے۔ جب تک اُس کی اصل حقیقت معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ ایکدن اُسکی والدہ نے دودھ کا ایک پیالہ اُنہیں دیا پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے اور اسکی قیمت کتنے کہاں سے دی ہے اور کس سے مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہو چکا تو پوچھا کہ یہ بکری کہاں چرتی ہے۔ اور ایسی جگہ چرتی تھی جہاں مسلمانوں کا کچھ حق تھا۔ غرضکہ اُنھوں نے دودھ نہ پیا۔ اُن کی ماں نے دعا دیکر کہا بیٹا خدا تجھپر رحمت کرے بولے کہا اگرچہ رحمت کیکر میں اسکو پینا نہیں چاہتا ہوں کہ اگر پیونگا تو اگر گناہ کے ساتھ اُسکی رحمت کو پہونچونگا اور میں نہیں چاہتا۔ حضرت بشر حافی رح بڑی احتیاط کرتے تھے اُن سے لوگوں نے پوچھا تم کہاں سے کہاتے ہو کہا جہاں سے اور لوگ کہاتے ہیں لیکن اس شخص میں جو کہاتا اور روتا ہے اور اُس شخص میں جو کہاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھ بہت کوتاہ اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کچھ بھی کمی نہیں ہو جاتی ✤ ۔

خبریں

یورپ میں بھی باوجود تعلیمی روشنی کے ابتک جادوگر چالاکی کر رہے ہیں۔ فرانس کی ایک بڑھیا کو دولت کا جھکمہ دیکر ایک جادوگر نے نہ صرف لوٹ ہی لیا بلکہ اُس بیچاری سے سخت قواعدیں کرا کے آخرکار خاتمہ اُسکی ٹانگ ٹوٹنے پر کرایا تب پولیس کی کہیں خبر ہوئی

پایونیر کے حالیہ آرٹیکلوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی رائے میں جو عیسائی آجکل ہو رہے ہیں اُنمیں سے زیادہ تر مالی فائدہ کے لیے مذہب بدلتے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو محض عیسائی مذہب کی شرن میں آتے ہیں پس پایونیر لکھتے ہیں کہ کالجوں سکولوں شفا خانوں کارخانوں وغیرہ سے ملک کا فائدہ تو ہوگا۔ لیکن یہ سوال ہے کہ آیا ان ذریعوں سے جو پہنچی پہنچتے ہیں اُنکی بلحاظ مشن کے کام کے کچھ وقعت بھی ہے یا نہیں۔

۱۴ ستمبر کا پاینیر رقمطراز ہے۔ اگر رپورٹ قابل اعتبار ہے تو بنگال کے مشنریوں میں آریہ سماج کے اُس عمل پر بڑی کھلبلی مچ رہی ہے جو کہ اُسنے عیسائی شدہ ہندوؤں کو واپس لینے میں کیا ہے۔ ابھی تین برس ہی ہوئے ہیں کہ آریہ سماجیوں نے یہ پالیسی اختیار کی ہے اور رفتہ رفتہ کارخانہ کے گھڑے ہوئے عیسائی جو کہ اپنی چلن کی غلطی کو دیکھکر با قاعدہ بذریعہ شدھی کے اپنے اصلی دہرم پر واپس گئے ہیں تقریباً دو ہزار کے قریب ہیں اگر اصلی تعداد نصف یا چوتھائی بھی سمجھ لیویں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ مشنریوں کو ضرور خوف ہوا ہوگا۔ جبکہ اُن کے پیدا کیے ہوئے نتیجے اس طرح سے غائب ہو رہے ہیں۔ بیرونی دنیا کے لیے یہی تحریک اُس وشواس کی گیرائی کے ظاہر کرنیکے لیے تعلیمدہ ہوگی جس کا نتیجہ کہ ایک بنگالی مرید کا حصول ہوتا

مختصر نوادر و نکات

جیسے کوئی عمدہ درخت بغیر پانی کے نشو و نما نہیں پا سکتا اسی طرح راستباز کے کلمات طیبہ کی سرسبزی اور شادابی نہیں ہو سکتی جب تک کہ اُس کی جڑ میں استغفار کی نالی کے ذریعہ پانی نہ پہونچے۔ پس یاد رکھو کہ انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کے ذریعہ سے ابدی بقا کا چشمہ اس کی جڑوں کو تازہ رکھتا ہے اور اسکو مرنے اور مرجھانے سے بچا لیتا ہے

اس لیے

جس مذہب میں **استغفار** کوئی چیز نہیں اور جس مذہبی پیشوا نے اس کو ضروری نہیں سمجھا وہ اپنے اندر زندگی کی روح ہرگز نہیں رکھ سکتا !!!

مگر

تم جو خدا میں ایک زندگی اور بقا کے خواہشمند ہو اور **اسلام** کے ماننے والے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو **استغفار** کو اپنا شعار بناؤ اور جسقدر کثرت سے استغفار کرو گے اُسی قدر ابدی **بقا** کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہو گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آنے کی علت غائی کو کما حقہ پورا کیا۔ ایک طرف تنزیل قرآن کو کامل کیا دوسری طرف تکمیل نفوس کی۔ جیسا کہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** سے ثابت ہے مگر بالمقابل یسوع صاحب ناصری نے کیا کیا **لما سبقتانی** کہہ کر تو خود حسرت و یاس کی تصویر بنکر اس عالم کو چھوڑا + کتاب کے ادھوری اور ناکمل ہونے کا یہ حال کہ ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں جنکے بیان کرنیکا روح حق (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ وعدہ دیا۔ تکمیل نفوس کی یہ صورت کہ عین جی آخری گھڑی ہیں ان کے منہ سے لعن طعن اور انکار کی باتیں جنپر بڑا بھروسا اور ناز تھا جو بہشت کی کنجیوں کے رکھنے والے تھے

ایک دانشمند انسان ان واقعات کو دیکھکر ان نادانوں کی خوش فہمی پر ہنستا ہے جو مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پیرلل (موازنہ) کیا کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی وہ آیت (جو ابھی ہم نے پیش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بامراد اور کامیاب ہو کر اُٹھے اور تکمیل تنزیل کتاب اور تکمیل نفوس کرکے تشریف لے گئے) صاف بتا رہی ہے کہ خدا نے اسی لیے صحابہ کرام کو ہمیں مخاطب کیا ہے یہ کہکر کہ میں نے آج تمھارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو لے کر مخاطب نہیں کیا یہ اسی لیے ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ صرف قرآن شریف ہی کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل ہو گئی جنکو قرآن شریف پہونچا گیا + کیا عیسائی دنیا اس کا مقابلہ انجیل کی کسی آیت اور واقعات خارجیہ سے کر سکتی ہے ؟؟؟

ہرگز نہیں

صلیب برداروں کی دانش پر افسوس کہ وہ یسوع کو خدا کا فرزند مانتے اور بپتسمہ لیتے ہی انبیا علیہم السلام کی نسبت ایک خطرناک عقیدہ قائم کر لیتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ سب کے سب گناہ گار اور چور اور بٹمار تھے

تعجب ہے کہ مسیح کی تعلیم میں اس قسم کے متکبرانہ الفاظ کو کیسے دخل کیا جاتا ہے جو ایک عاجز متواضع حلیم اور تبتل نفس مزکیٰ کے لیے کسی سے نیک کہلوانا بھی نہیں چاہتے

پھر تعجب یہ ہے کہ جن دلوں پر خدا کا مقدس کلام نازل ہوتا ہے اگر وہ مقدس نہ تھے تو خدائے پاک کو کسی ناپاک دل سے کیا تعلق ؟ اگر عیسائیت یہی کہتی ہے تو پھر خدا پر بھی افسوس ہی کرنا پڑے گا جو نیکوں اور بدوں میں تمیز نہیں کر سکتا اور بدوں سے تعلق رکھتا ہے ؟ انسانی عقل بھی تو یہ تجویز نہیں کر سکتی کہ جو لوگ خالق اور مخلوق کے درمیان بطور واسطہ ہوتے ہیں اور انوار سماوی کو زمین پر پھیلانے میں وہ ناقص اور دغا باز ہوں بلکہ کامل اور راستباز ہونا انکا ضروری ہے کیونکہ رسالت اور پیغمبری کی اصل غرض دنیا کی اصلاح اور اسکو تقویٰ اور طہارت کی منازل طے کرانا عقائد حقہ اور اعمال صالحہ پر انکو قائم کرنا ہے اور اگر وہ خود قائم نہیں تو دنیا کب ہوگی اور پھر کیا یہ خدا کا فعل لغو نہ ہوگا معاذ اللہ سوچو !! اور غور کرو !!۔

اصل بات یہ ہے کہ الہام الٰہی اور فیضان وحی کے لیے تو یہ ضروری بات ہے کہ وہ نفس جو ان فیوضات سے بہرہ ور ہو طہارت تامہ اور قابلیت کاملہ سے بہرہ ور پہلے ہو۔ اگر تطہیر تام اور قابلیت ضروری نہ ہوتی تو پھر یہود اسکریوطی اور یسوع ناصری میں تمیز کرنا مشکل ہوتا اور ساری دنیا کو بجائے خود نبی ماننا پڑتا غرض نبی کو نبی ماننے کے ساتھ ہی یہ لازم ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کے پاک مانا جاوے کہ جس سے زیادہ تر پاکی اسوقت کے نوع انسان کیلئے متصور نہیں ہو سکتی۔

بنی نوع انسان کے ایمان کے تازہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمیشہ تازہ الہامات ہوتے رہیں اور ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا ایک ہی نشان ہو سکتا ہے اور وہ ہے **اقتداری قوت** کیونکہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی شیطان اور جن بھوت میں یہ قوت نہیں ہے۔ پس جو لوگ چاہتے ہیں کہ وہ **امام الزمان** سلمہ الرحمن کے الہامات کو شناخت کریں اُن کے لیے سب سے بڑا نشان جو ہیل کی طرح رہنمائی کرتا ہے آپ کے الہامات کا مقتدرانہ پیشگوئیوں پر مشتمل ہونا ہے

جیسے انسان ظاہری پاکیزگی اختیار کر کے دنیا کے جہنم سے جو طرح طرح کی

بیماریوں اور وباؤں کی شکل میں نمودار ہوتا ہے نجات پا لیتا ہے اسی طرح انسان باطنی پاکیزگی اختیار کرکے روحانی عذاب سے بچ جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس لیے فرمایا گیا ہے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین توابین سے وہ لوگ مراد ہیں جو باطنی پاکیزگی کے لیے کوشش کرتے ہیں اور متطہرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو جسمانی اور ظاہری پاکیزگی کے لیے جد و جہد کرتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کفر اور ایمان کا فیصلہ تو مرنے کے بعد ہوگا اور کفر اپنی سادگی کی حالت میں دنیا میں کسی عذاب کو جذب کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اس کفر کے ساتھ جب شوخی اور شرارت حد سے بڑھ جاتی ہے اور حجت ملزمہ قائم ہو جاتی ہے جو خدا کے کسی مامور کے ذریعہ ہوتی ہے اسوقت انکار اور استہزا عذاب الٰہی کو کھینچ لاتا ہے محض کفر کے سبب سے اس دنیا میں کسی پر عذاب نازل نہیں ہوتا اگر وہ غریب مزاج آہستہ رو اور ظالم نہ ہو تو اس کے کفر کا حساب قیامت کے دن ہوگا یہاں جو عذاب ہوتا ہے وہ ظلم اور بدکاری اور ہر قسم کی شوخی و شرارت کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس میں کافر اور مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں۔ اگر خدا تعالٰے کی نظر میں لوگ شوخ طبع متکبر اور ظالم اور بے خوف اور مردم آزار ہوں گے خواہ مسلمان ہوں خواہ ہندو خواہ عیسائی عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

اس لیے

ضرورت ہے اس امر کی کہ خدا سے صلح ہو اور ہر قسم کی صلاحیت مزاجوں میں پیدا ہو۔ ملکہ شرارت سے دور رہنے کی عادت پیدا کریں۔ مگر یہ ساری توفیقیں خدا کے ہاتھ میں ہیں اور انکو ملتی ہیں جو اس سے مانگتے رہیں۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب

کے سامنے کسی شخص نے ایک مخالف کا اعتراض پیش کیا کہ لوگ کہتے ہیں قادیان میں ایک قسم کا کھانا کل مہمانوں کو نہیں دیا جاتا مولوی صاحب نے فرمایا اسقدر ایسا اعتراض کرنے والا درحقیقت خدا پر اعتراض کرتا ہے جس نے اپنی انتہا قدرت اور حکمت اور مصلحت سے دنیا میں ایک تفرقہ رکھا ہے کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے کوئی بیمار ہے کوئی تندرست ہے کوئی توانا ہے پھر جب کہ خدا کے قانون قدرت میں ایک امتیاز اور فرق موجود ہے تو خدا تعالی کے مامور جو خدا تعالےٰ کی صفات کا مظہر ہوتے ہیں وہ انزلوا الناس علے منازلھم پر عمل کریں تو یہ اعتراض ان پر کیوں کیا جاوے۔ ایسے اعتراض کرنے والوں کی پست فطرتی کو دیکھنا چاہیے کہ جو روٹی کا سوال پیش کرتے ہیں۔

خدا نے جب ساری مخلوق کو ایک ہی انداز پر نہیں رکھا تو یہ لوگ اگر حفظ مراتب کریں تو کیا گناہ ہے۔ گناہ اور نتیجہ بد تو حفظ مراتب نہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ جو لوگ خدا کے فضل سے اپنی گھروں میں اعلی درجہ کے کھانے کھانے کے عادی ہوں اور نسلاً بعد نسلٍ امیر ابن امیر چلے آتے ہوں ان کی عادات اور طبیعت کی افتاد ایک خاص رنگ کی ہوگی اور ایک شخص جو روکھی سوکھی روٹی بھی مشکل سے پاتا ہے اسکی طبیعت کا اور رنگ ہوگا۔ پھر یہ دونوں ایک ہی کھانے پر کیونکر خوش ہو سکتے ہیں غرض اس قسم کے اعتراض بجز دنی الطبع پست ہمت لوگوں کے اور کوئی نہیں کرتا۔ خدا تعالی نے خود اپنے قانون میں ایک امتیاز کیا ہے اور اس کے قانون کی نگہداشت ان لوگوں کا فرض ہوتا ہے۔ پس اگر یہ کسی کی نظر میں عیب ہو تو بلا سے ہوا کرے۔

خدا کے نزدیک مکرمت اور عظمت کی ایک سبیل ہے اور وہ ہے **تقویٰ**

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یہ خوب یاد رکھو کہ معظم مکرم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی اصلی وجہ شرافت نہیں ہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے محض تعارف کے لیے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے متقی کی شان نہیں کہ وہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے جب خدا نے حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث تقوی قرار دیا ہے پھر کسی دوسرے کا کیا حق ہے کہ وہ اسکو توڑے اور اپنی رائے سے ایک نیا قانون پیدا کرے۔ ہمکو ہر حال میں وہ کرنا چاہیے جس سے ہماری فلاح ہو وہ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خالص تقوی چاہتا ہے جو تقوی اختیار کرے گا وہ اعلی مقام کو پہنچے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیم ابو الانبیاء نے وراثت سے عزت نہیں پائی اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ مشرک نہ تھے مگر اس نے نبوت تو نہیں دی یہ فضل الٰہی تھا جو ان صدقوں کے باعث آپ پر نازل ہوا جو آپ کی فطرت میں تھے۔ پورا صدق اور پوری وفا دکھلائی اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا

ان صلوتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین

پس

جو چاہتا ہے کہ خدا کے حضور مکرم و معظم بنے ضرور ہے کہ تقوی کی راہ اختیار کرے اور تقوی کی راہوں کا پتہ نہیں ملتا جب تک اس کا دستور العمل قرآن کریم نہ ہو کیونکہ اسی کی شان ہے ھدی للمتقین اور پھر قرآن کے جاننے کے لیے تقوی ہی کی ضرورت ہے اور وہ صادقوں کی صحبت میں رہنے سے ملتا ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس معہ اہلبیت الحمدللہ بخیریت ہیں

۲۔ خطبہ الہامیہ کے حاشیہ میں جو کتاب لکھا جا رہا ہے عجیب و غریب مضامین لکھے جا رہے ہیں اور قرآن شریف کی بعض مشکل آیات کی تفسیر ہو رہی ہے

۳۔ مولانا مولوی سید **محمد احسن** صاحب امروہی ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بخیریت دارالامان پہونچے اور امرت سر سے کوئی دس بارہ آدمیوں کی جماعت آئی اور ایک روز رہ کر واپس چلی گئی دو تین آدمی تھے انھوں نے حضرت اقدس سے بیعت کی۔ جن کے نام بیعت میں لکھے جائیں گے۔

۴۔ ہفتہ گذشتہ کے مہمانوں میں سے اکثر واپس گئے۔ سید **امیر علی شاہ صاحب** احمدی ڈھم سیالکوٹی بھی ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ کو واپس سیالکوٹ چلے گئے۔

۵۔ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز ظہر میاں **سراج الدین صاحب تحصیلدار** دیپال پور اور میاں جمال الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ باغبانپورہ نے حضرت اقدس کا نیاز حاصل کیا اول الذکر صاحب کسی جلدی بیماری کے علاج اور مشورہ کے لیے مولانا مولوی نورالدین صاحب کے پاس آئے تھے۔ حضرت اقدس نے بعد استفسار حالات مرض فرمایا کہ اگر عقلمند انسان ہو اور غور کرے تو یہ بیماریاں بھی در اصل مقدمات ہی ہیں بہت سے لوگ مر چکے ہیں جنکو ہم نے اپنے ہاتھ سے دفن کیا ہے بعض ایسے مرتے دیکھے ہیں کہ جنکی موت کا کوئی نشان و گمان بھی نہ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امراض جب لاحق ہوتے ہیں تو انسان کو سمجھنا چاہیے کہ اب زینہ قریب آگیا اور موت کا کوئی پتہ نہیں کہ کب آجاوے اس لیے دانشمند انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت موت کو یاد رکھے اگرچہ بہت سے دورے اور حملے امراض کے ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ان سے بچ جاتا اور اچھا ہو جاتا ہے لیکن آخر موت ان ہی میں سے نکل آتی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ طبیب تشخیص میں غلطی کھا جاتا ہے اور وقت موعود آجاتا ہے

غرض

مسلمانوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ موت کو یاد رکھیں کیونکہ اور قومیں تو پہلے ہی بت پرست ہیں اور ابھی بت پرستی میں لگی ہوئی ہیں اور ہلاک ہو رہی ہیں مسلمان جو لا الہ الا اللہ کہنے والے ہیں ان کو تو موت کا خیال ہونا چاہیے جنکو حکم ہے لا تموتن الا و انتم مسلمون موت کا کیا ہے بعض وقت یونہی آجاتی ہے مرزا اعظم بیگ کے لڑکے کو زنبور نے کاٹا اور وہ زنبور اس کے لیے موت کا موجب ثابت ہوا۔

غرض

موت کے مقدمہ میں انسان کو خطرناک شکست ہوتی ہے جس کی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی۔ افسوس یہ ہے کہ باوجودیکہ موت بڑی یقینی چیز ہے لیکن اس کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے اسکو قصہ کہانی کے رنگ میں سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ اصلاح نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ سے توفیق نہ ملے اور اس کا ذریعہ یہی ہے کہ انسان سچے دل سے

توبۃ النصوح

کرے۔ اور اس پر صدق اور استقلال کو دکھاوے اور خدا تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کی عزت کرے اور اس کے حدود کو نہ توڑے صوم و صلوۃ کا پابند ہو جاوے حق اللہ اور حق العباد میں رعایت اور احتیاط کرے

یہ خلاصہ ہے

اسلام کا

اس پر اگر قائم ہو جاوے تو امید ہے کہ خدا تعالیٰ رحم کرے گا

غرض

توبہ و استغفار کی بڑی بھاری ضرورت ہے بیماری میں تو خصوصاً بڑی ضروری شے ہے وہ توبہ جس کے لیے طبیعت بولتی ہے اور روح گواہی دیتی ہے وہ اور ہے کیونکہ وہ راستی اور صدق نیت سے پیدا ہوتی ہے اور یہی نافع ہی ہے زبان سے توبہ کر لینا بڑی بات نہیں ہے مشکلات کے وقت خدا کی طرف رجوع کرنا بھی آسان امر نہیں ہے اور اصل تو یہ ہے کہ جب انسان بیراہی اور خود روی اختیار کرتا ہے تو کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی حدیث میں آیا ہے کہ جب تک دل میں واعظ پیدا نہ ہو کچھ نہیں بنتا اس لیے ضروری ہے کہ دلمیں واعظ پیدا ہو۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتا ہے۔ ،،

اسقدر تقریر کرنے کے بعد حضرت اقدس اٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لے گئے۔ یہ مختصر الفاظ ہیں جو حضور نے فرمائے۔ یہ بات کہ اس کا کیا اثر ملنے والے رئیسوں کے دل پر ہوا وہ خود بہتر جانتے ہوں گے یا مولیٰ متعال جانتا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی چلے گئے۔

۶۔ سنگرور سے قاضی یوسف علی صاحب سررشتہ دار پریزیڈنٹ اگزیکٹو ریاست سنگرور اور شادی خان صاحب اور حافظ حسین صاحب پانی پتی اور جنید سے مستری حاجی حکیم اللہ صاحب آئے ہیں

نئی تصنیفات

وہ قاعدہ جس کا کسی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا۔ جسقدر بزرگوں نے دیکھا ہے ازبس پسند کیا ہے بلکہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اسے پسند فرمایا۔ اس قاعدہ کے ذریعہ سے پانچ برس کا بچہ چھ مہینے میں قرآن شریف بدوں کسی دقت اور تکلیف کے پڑھنے کے قابل ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہدایتوں کی پوری پابندی کی جاوے۔ بچوں کو مار کر پڑھانے کا طریق جو نہایت خطرناک ثابت ہوا ہے اس قاعدہ کے ذریعہ بند ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو جو اپنے بچوں اور بچیوں کو قرآن شریف پڑھانا چاہتے ہیں اس

قاعدہ سے خاص فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اس قاعدہ کی قیمت ۲ ؍ تجویز کی گئی تھی لیکن حسب کہ موجودہ حجم سے بہت بڑھ گیا تو قیمت میں ۔؍ کا اور اضافہ کرنا پڑا۔ اب ۲ ۔؍ قیمت پر یہ قاعدہ دفتر اخبار الحکم سے یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے ملے گا۔ آٹھ سے کم جلدوں کے لیے ٹکٹ بھیجنے چاہیئے ورنہ وی پی کے ذریعہ سے منگوانے میں زیادہ خرچ ہوگا۔

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ چکا

بہت ہی تھوڑا حصہ طبع ہوا ہے اکتوبر ۱۹۰۱ء سے باقاعدہ چھپنے لگے گا۔ انشاء اللہ تعالے۔ تفسیر القرآن کے خریدار جو پیشگی قیمت بھیجیں گے انہیں حسب دستور سابق عہ فی جلد علاوہ محصول ڈاک دیا جاوے گا۔ بعد میں خریدنے والوں سے وہی ایک روپیہ چار آنے فی جلد۔ مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی سخت روک پیش نہ آجاوے (خدا کرے نہ آئے) تو میں نومبر کے اخیر تک یہ دوسرا پارہ ضرور ناظرین کے ہاتھوں میں پہونچا دونگا انشاء اللہ العزیز۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے جیسے فرمایا ہے اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام عبد خدا نے اس لیے رکھا کہ عبودیت کا اصل خضوع اور ذُل ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور اس حالت کا صاحب اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالے کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے ایسے اہل عرب جو راہ نہایت درست اور نرم اور رسیدہ کیا جاتا ہے اس راہ کو مُور مُعَبَّد کہتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے عبد کہلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے انہیں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو مذلّل راہ کیطرح اپنی تجلیات کے گذر کے لیے نرم اور رسیدہ اور صاف کیا۔ اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے آپ میں پیدا کی پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے **ھدی** ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی **عبد** ہیں کیونکہ خدا نے اپنے ہاتھ سے ان کی روح پر وہ کام کیا جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اُس سڑک پر کیا جاتا ہے جسکو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں چونکہ

مہدی موعود کو بھی عبودیت

کا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔ اس لیے مہدی موعود میں **عبد** کے لفظ کی کیفیت **غلام** کے لفظ سے ظاہر کی گئی یعنی اُس کے نام کو

غلام احمدؐ

کرکے پکارا گیا۔ یہ غلام کا لفظ اس عبودیت کو ظاہر کرتا ہے جو ظلی طور پر مہدی موعود میں ہونی چاہیے ۔ یہی وجہ ہے کہ مہدی موعود کی علمی اور عملی تکمیل میں خدا تعالیٰ ہی متکفل رہا ہے۔

لودہانہ کے عیسائی اخبار نورافشاں کا مزاج پھر کچھ دنوں سے بگڑنے لگا ہے اس لیے اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس کی بیہودگیوں پر اسے متنبہ کیا جاوے ۔ ۲۷ ستمبر کی اشاعت میں وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعتقاد کے متعلق وفات مسیح کی نسبت ایک مغالطہ دیتا ہے اور ایک امر واقعی کو متضاد صورت میں پیش کرکے تثلیث کے گورکھ دھندے کو نہ سمجھنے والے عیسائیوں کو مشکل میں ڈالتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ

۱۔ مرزا اپنی تصنیف میں یوں تحریر کرتے ہیں کہ مجھکو خدا نے خبر دی ہے **یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی** حضرت عیسی مرچکے اب وہ واپس نہیں آئیں گے (انجام آتھم)

۲۔ یہود نے حضرت عیسی کو صلیب پر **چڑھایا** اور ان کو خفیف سی زخم لگی ہوئی تھی اس کے لیے مرہم عیسی بنائی گئی تھی جس کے استعمال سے وہ زخم بالکل دور ہوگئے اور نشان بھی مٹ گیا تھا۔ (کتاب ست بچن صفحہ ۱۶۴)

ناظرین الحکم اس نرالی لاجک کی داد دیں۔ نادان عیسائی اتنا نہیں جانتا کہ ان دو بیانوں سے تضاد کیونکر ثابت ہوا۔ کیا مسیح کے زخموں کا اچھا ہوجانا اس امر کا مثبت ہے کہ وہ مرا نہیں۔؟

اصل بات یہ ہے کہ بت پرستی خواہ وہ پتھر پرستی ہو یا مردہ پرستی ایک ایسی لعنت ہے کہ علوم حقہ سے بے نصیب کردیتی ہے عیسائی صلیب کی پرستش اور یسوع ناصری کی الوہیت کے خیال میں کچھ ایسے محو ہوئے ہیں کہ وہ حق و باطل میں امتیاز نہیں کرسکتے۔

حضرت مرزا صاحب نے کھول کھولکر اپنی تصانیف میں لکھدیا ہے اور نہ صرف دنیا عالم پر آپ کے اس اعتقاد اور تعلیم سے واقف ہے

مسیح ابن مریم صلیب پر لٹکایا ضرور گیا ہے مگر وہ صلیب پر مرا ہرگز نہیں

بلکہ صلیب پر سے بحالت غشی مشابہ بالموت ہوکر اُتارا گیا۔ اور پھر

مرہم عیسی

کے ذریعہ اُن کے زخموں کی اصلاح ہوئی۔ اور مختلف ممالک میں سیاحت کرتے ہوئے ملک کشمیر شہر سری نگر خان یار کے محلہ میں فوت ہوکر دفن ہوئے جہاں اب تک ان کی قبر موجود ہے۔

حضرت اقدس نے اپنے اس دعوی کے ثبوت میں بہت سے وہ دلائل لکھے ہیں

جسکو ضرورت ہو وہ ایام الصلح کے صفحہ ۱۳۱ کو غور سے پڑھے بات یہ ہے کہ

مسیح کا صلیب پر سے زندہ اتر آنا اور اپنی طبعی موت سے مرنا یہ

ایک ایسا عظیم الشان حربہ ہے جو صلیب کے مذہب کے ابطال کے لیے لاجواب ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ صلیب پر مرا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔

لیکن

جب یہ ثابت ہو جاوے کہ وہ صلیب پر مرا ہی نہیں تو کفارہ کا بت کیونکر رہ سکتا ہے؟؟

چونکہ اس مسئلہ کی اشاعت نے پادریوں کے دلوں کو ہلا دیا ہے اسلیے وہ سعی کرتے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے اس مسئلہ کی عظمت کو کم کریں اور اس کے واسطے یہ بھی طریق رکھا گیا ہے کہ غلط بیانی کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالیں مگر عیسائی یاد رکھیں کہ ان کی ان غلط بیانیوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہی ہوگا۔ جب وہ کتاب جسکا نام ہے

مسیح ہندوستان میں

شائع ہوگی اسوقت صلیب برداروں کو پتہ لگیگا کہ انکا مصنوعی خدا واقعی شہر سری نگر محلہ خان یار ملک کشمیر میں یوز آسف یا شہزادہ نبی کے نام سے مدفون ہے۔

نہایت افسوس سے اس خبر کو شائع کیا جاتا ہے کہ ہمارے مکرم مخدوم جناب مرزا خدا بخش صاحب کی والدہ ماجدہ نے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء کی دوپہر کو کچھ عرصہ بیمار رہ کر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت اقدس کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی چنانچہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۱ء کو بروز جمعہ حضرت اقدس نے مرحومہ کا جنازہ اپنی جماعت کیساتھ پڑھا اور دیر تک مغفرت کی دعا کرتے رہے مرحومہ پرانے زمانہ کی ایک بزرگ عورت تھیں جو اپنی قوم اور شہر میں نہایت پارسا اور صالحہ اور عابدہ مشہور تھیں انتظام خانہ داری اور گھر کے حساب و کتاب میں قابل تعریف دسترس رکھتی تھیں ہم مرحومہ کے انتقال پر جناب مرزا خدا بخش صاحب اور ان کے بھائی کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین۔

اطلاع

بہت سے خط اس امر کے دریافت کرنے کے لیے ہمارے پاس پہنچے کہ شحنہ الحق (شحنہ ہند) کے ضمیمہ میں بہت کچھ ایسے نام لکھے جاتے ہیں کہ جنھوں نے معاذ اللہ حضرت امام علیہ السلام کی بیعت سے انحراف کیا۔ اس کے جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ شحنہ ہند کا یہ ذا، فترا اور سعید مجبور ہے خدا کے فضل سے اب جماعت احمدیہ کی بکثرت روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب مخالفت گرم ہوتی ہے تو احمدی جماعت بھی ترقی کرتی ہے اتنو لوگ اسقدر فوج در فوج اس پاک جماعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں کہ ہم گنتی بھول جاتے ہیں اور اب یہ جماعت تیس ہزار سے بہت زیادہ ہو گئی ہے اب وہ زمانہ قریب آتا ہے کہ آفتاب احمدی اپنے خط استوا پر پہنچکر خفاش طینت لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیگا کوبعضا حب ان کے جیسی دھوکہ بازکے وہ پہنچے ہیں نہ آئے شیطان اب اپنا آخری زور لگا رہا ہے وہ دہنے سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے اپنے تمام حیلے اور مکر ختم کرے گا اور ادھر رحمان اپنے آدم کی حمایت کر کے الاٰخرۃ عند ربک للمتقین کا نظارہ عجیب دکھائے گا۔ (سراج الحق)

مختلف واقعات

رسم تجہیز و تکفین مسٹر مکنلی کا جنازہ ۱۹ تاریخ کو شہر کانٹن واقعہ اوہایو میں سپرد خاک کیا گیا۔ اسوقت کا نظارہ دیکھنے سے عجیب رقت پیدا ہوتی تھی۔ قریباً ساٹھ ہزار آدمی ماتمی لباسوں میں ساتھ تھے اور تمام ملک کے گرجوں میں پریسیڈنٹ متوفی کے حق میں مغفرت کے واسطے دعائیں کی گئی تھیں۔

کیا خوب ٹرنٹن واقعہ نیو جرسی میں چار سو لڑکیوں نے عہد کیا ہے کہ کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی نہیں کرینگی جو سخت پرہیزگار نہ ہو۔

الوداعی دعوت عربی پاشا کو مسلمانان کلمبو نے روانگی کا وقت ایک پر تکلف دعوت دی۔ اور اس موقع پر اس نے ایک اڈریس کے جواب میں بیان کیا کہ:۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں آپکے پاس ایک غمزدہ اجنبی کی حیثیت سے آیا لیکن میں لنکا کے لوگوں کو اپنے ہی لوگ سمجھتا رہا اور آپ کے بزرگوں کو اپنے برادروں کی طرح سمجھتا رہا اور آپ کے نوجوانوں سے بیٹوں کیطرح پیار کرتا رہا۔ آپ کی الفت اور محبت نے اسقدر رشتہ کیا کہ مجھے اپنا وطن اور اہل وطن بھول گئے۔ لہٰذا میرا فرض ہے کہ میں تمام اہل لنکا کا بلا لحاظ ان کے رنگ یا عقیدہ یا عقیدہ کے ان عنایات اور اخلاق کے واسطے شکریہ ادا کروں جو میری نسبت ملحوظ رکھتے رہے ہیں یہ سچ ہے کہ میں اپنے ملک میں اور اپنے اہل وطن اور اپنے رشتہ داروں کے پاس جاتا ہوں جس کی مجھے مسرت ہے مگر مجھے رخصت ہونے کے ساتھ ہی آپکی مفارقت کا رنج کچھ کم نہیں ہے۔ میں اپنے ملک میں اپنے اہل وطن

اور آپ کے مابین کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ میں ان لوگوں میں رہتا ہوں جو اجنبیوں کی قدر و منزلت کرتے ہیں گو میں اجنبی تھا تاہم آپ نے اپنے حلقوں میں میری عزت و توقیر کی۔ آپ کی عنایات نے مجھ پر بہت بھاری غلبہ کیا ہے۔ ہر ایک اجنبی جب تک اپنے وطن کو واپس نہ جائے خدا کا مہمان ہوتا ہے۔ پس جو شخص اجنبی کی قدر و منزلت کرتا ہے گویا خدا کی عزت کرتا ہے۔ آپ نے میری نسبت جو عمدہ خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ کو ہر دو جہان میں اجر نیک عطا کرے۔

غبارہ کی پرواز۔ رائل میٹرولوجیکل انسٹیٹیوٹ پروشیا کے ایک غبارہ نے نو ہزار دو سو میٹر کی بلندی تک پرواز کیا۔ اس میں تین مشہور غبارہ باز ہر پرسن ڈاکٹر سورنگ اور ڈاکٹر شراٹز سوار تھے۔ جنہوں نے رپورٹ کی کہ پانچ ہزار میٹروں کی بلندی پر انہیں آکسیجن ہوا سانس لینے کی ضرورت پڑی اس غبارہ کی بلند سے بلند پرواز کیواسطے انتظام کر لیا گیا تھا

قاتل پریسیڈنٹ امریکہ کے قاتل نے اپنے منہ پر مہر سکوت لگائی ہے اب یہ باضابطہ طور پر زیر تجویز ہوگا۔

ڈاک کے ٹکٹوں کی تیاری۔ برٹش ڈاک کے ٹکٹ ولایت کے ایک کارخانہ موسومہ میسرز ٹامس ڈی لارڈو میں چھپتے ہیں۔ جو نہل رو لندن میں واقع ہے سمرسٹ ہوس اور جنرل پوسٹ آفس کے بہت عہدہ داروں نے یہ اب تک چھپتے ہوئے نہیں دیکھے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ حتی الوسع اپنے راز ظاہر ہونے نہیں دیتی۔ بنک آف انگلستان کے نوٹ تیار ہوتے دیکھنا اسقدر مشکل نہیں ہے جسقدر کہ ڈاک کے ٹکٹ دیکھنے میں مشکل ہیں۔ یہ ٹکٹ چھاپنے کی ایک خاص مشین ہے جس میں کروڑوں ٹکٹ ایک وقت میں چھاپے جاتے ہیں۔ جب کبھی اس مشین کو صاف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسوقت بھی اس کے خاص خاص حصے نہایت ہی مخفی رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور ٹکٹ چھاپنے کی پلیٹیں صندوقوں میں مقفل کی جاتی ہیں اور کوئی کام انسپکٹروں کے علم کے بغیر نہیں کیا جاتا۔ سامھہ انسپکٹروں کا ایک سٹاف ہوتا ہے جو صرف یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ کوئی شخص ناجائز ٹکٹ نہ بنانے پاوے۔ کمپنی مذکور خود کاغذ نہیں بناتی بلکہ نئے بنائے تختے اسکو بہم پہونچائے جاتے ہیں جنکا شمار بنک کے نوٹوں کی طرح کیا جاتا ہے۔ ایک تختہ پر دو سو چالیس ٹکٹ چھپتے ہیں۔ اگر میسرز ڈی لاورد اتفاق سے کوئی تختہ نہ بھیجیں تو ان ٹکٹوں کے حساب سے ان سے قیمت وصول کی جاتی ہے۔ کاغذ میں بجز آبی نشان کے کوئی خصوصیت نہیں ہوتی تمام بھید ان رنگوں میں ہے جس سے یہ چھاپے جاتے ہیں۔ انہیں بڑا وصف یہ ہے کہ جب ایک دفعہ اُن پر مہر لگ جائے تو پھر یہ کبھی صاف نہیں ہوتے اور نہ ہی دوبارہ استعمال ہو سکتے ہیں جب کبھی تبدیلی کرنی منظور ہوتی ہے تو یہ ڈاک خانہ کے حکام کرتے ہیں۔ ٹکٹ بنانے والوں کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ایک خاص کمیٹی منعقد ہو کر ہزاروں نمونوں میں سے کوئی خاص نمونہ پسند کرتی ہے۔ یہ نمونہ ایسا ہوتا ہے کہ ڈاک خانہ کے ملازم ان ٹکٹوں کو بآسانی دیگر ٹکٹوں سے پہچان سکیں۔ ٹکٹ چھپنے کے بعد سمرسٹ ہوس کو بھیجے جاتے ہیں۔ جہاں اکی احتیاط سے پڑتال کی جاتی ہے۔ ڈاک خانے والے اپنی فرمائشیں سمرسٹ ہوس کو بھیجتے ہیں۔ جہاں سے ٹکٹوں کے پارسل ان کو بہم پہونچائے جاتے ہیں

ڈاکٹروں کی عظیم فیس۔ بسا اوقات ڈاکٹروں کو بڑی بڑی فیسیں ملجایا کرتی ہیں۔ ڈاکٹر شبار کو چھ راجاؤں پر عمل جراحی کرنے سے ایک ایک لاکھ روپیہ ملا تھا۔ برسٹل کے ڈاکٹر تھیل کو ایک متمول کے گھٹنے پر عمل جراحی کرنے کے معاوضہ میں آٹھ لاکھ روپیہ دیا گیا تھا۔ روس کی شہنشاہ بیگم کیتھرائن ثانی نے ڈاکٹر ڈمسڈیل کو ٹیکا کرنے کے واسطے بارہ ہزار پونڈ نقد اور پانچسو پونڈ سالانہ کا وظیفہ دیا تھا۔ شہنشاہ روس متوفی نے پروفیسر زیکرین کو دوروز کی وزٹ کے واسطے دو لاکھ پچیس ہزار روپیہ دیا تھا۔ شاہ طہران نے ڈاکٹر گیل بوسکی کو تین ماہ کے واسطے سفر خرچ اور خوراک کے علاوہ ایک لاکھ بارہ ہزار روپیہ دیا تھا۔ حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم نے جب حضور پرنس آف ویلز تھے ڈاکٹر فینبر کو علاج کرنے کے عوض میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے علاوہ بیرن کا خطاب عطا کیا تھا سر مارل مکنزی کو شہنشاہ فریڈرک پر عمل جراحی کے واسطے لاکھ روپیہ نصیب ہوا تھا۔

عنکبوت۔ کے جالے سے کام پیرس کے متصل فرانسیسی صیغہ جنگ کے ایک کارخانہ میں غبارے مکڑی کے جالے سے بنائے جاتے ہیں جس کے واسطے بے شمار مکڑیاں جمع کی جاتی ہیں۔ ایک مکڑی بیس گز سے لے کر چالیس گز تک جالا پور سکتی ہے اس کے بعد اسکو چھوڑ دیا جاتا ہے اور دوسری مکڑی سے جالا نکالا جاتا ہے تاگے کا رنگ گلابی ہوتا ہے اور آٹھ تاگے ملاکر ڈور تیار کی جاتی ہے۔ ریشم سے یہ جالا زیادہ تر ہلکا اور پائدار ہوتا ہے مگر اسمیں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

عظیم شفاخانہ مقام ماسکو واقع روس میں ایک بہت بڑا ہسپتال ہے جہاں سات ہزار مریضوں کے پلنگ ہر وقت موجود رہتے ہیں اس میں نوے ڈاکٹر اور نو سو تیماردار عورتیں ملازم ہیں۔ اور قریباً پندرہ ہزار مریضوں کا سالانہ علاج کیا جاتا ہے

نئی ساخت ولایت میں ایک کارخانہ قائم ہونے والا ہے

جو کاغذ کی بائیسکل تیار کرے گا۔

بالوں کی فروخت فرانس میں مصنوعی انسانی بال بکثرت تیار ہوتے ہیں پورے سر کے بال فی سٹ آٹھ روپیہ سے لے کر ۱۵ روپیہ تک قیمت کو فروخت ہوتے ہیں۔

ضعیف الاعتقادی جاپان کے لوگ ایسے ضعیف الاعتقاد ہیں کہ ان کو طاق سے سخت نفرت ہے اور جفت کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے مکانوں کے دروازے کھڑکیاں کمرے اور اثاث البیت کی چیزیں جفت ہوا کرتی ہیں

نئی ایجاد۔ سنٹرل ہندو کالج بنارس کے میگزین میں ایک نئی ایجاد کی خبر شائع ہوئی ہے جس کے موجد مسٹر فارسٹر ریچی بیان کیے جاتے ہیں۔ اس ایجاد کا نام ٹیلاٹوگراف رکھا گیا ہے۔ اور اس تار برقی کے ذریعہ خاص فرستندہ کا دستخطی پیغام پہونچایا جاسکتا ہے

نومسلم بیرسٹر بر ہندو بیوی کا دعویٰ! لدہیانہ میں مسماۃ کشن کنور نے جو مقدمہ اپنے خاوند سردار ہربخش سنگہ صاحب پر اپنے اور اپنی لڑکی کے گذارہ کے واسطے دائر کیا ہوا تہا اس میں دیوان ٹیک چند صاحب سی ایس ڈپٹی کمشنر نے فریقین کی مصالحت کرا دی۔ بیرسٹر صاحب نے اپنی بیوی کو بیس روپیے اور لڑکی کے گذارہ کے واسطے دس روپیہ ماہوار دینا منظور کرلیا ہے

آلہ ٹیلیفون۔ دنیا میں صرف سویڈن ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں گھر گھر ٹیلیفون سے کام لیا جاتا ہے اب ایک آٹومیٹک یعنی خودبخود کام کرنے والا آلہ ایجاد ہوا ہے جو اس ملک میں بہت جلد رائج ہو جائیگا۔

الارم بل۔ متمول لوگوں کو رات کے وقت اپنی جمع جتہا کی جو فکر رہتی ہے اسکو دور کرنے کا آلہ ایک شخص مسٹر مورے نے ایجاد کیا ہے۔ جس کو نصب کرکے دولتمند بے فکری سے سو سکتے ہیں۔ کواڑوں کے ساتہہ ایک تار لگی رہتی ہے جو دروازہ کہولنے کی کوشش کرنے کے ساتہہ بلند آوازیں نکالنا شروع کرتی ہے۔ اور اس میں سے ہوا کا سخت جہونکا پیدا ہوتا ہے اور ایک برقی لمپ جو مکان کے ایک کونہ میں رکھا ہوا ہوتا ہے خودبخود جل اُٹھتا ہے۔ اور الارم کی آواز ایسی تیز ہوتی ہے کہ اسکو کوئی شخص روک نہیں سکتا رُکتے رُکتے بہی ایک گہنٹہ صرف کر دیتی ہے اور اس عرصہ میں گرد و نواح کے لوگ اور گہر والے جاگ اُٹھتے ہیں خواہ ان کی نیند کیسی ہی گہری کیوں نہو

سٹیفن کی سیاہی اس کا آغاز سنہ ۱۸۳۲ء میں ہوا تہا مسٹر ہنری سٹین پہلے کیمیائی مرکبات سے اپنے اور اپنے دوستوں کے واسطے سیاہی بناتا رہا۔ اور آخرکار جب اس کو بازار میں لایا تو اسقدر بکری کی مطلق اُمید نہ تہی۔ مگر چونکہ پہلی سیاہی کا منجمد ہونا ایک بڑا نقص تہا جسکو مسٹر سٹیفن نے دور کیا اس لیے اس کی ساخت بہت فروخت ہونے لگی۔ حتیٰ کہ اب اسقدر وسیع کارخانہ قائم ہو گیا ہے کہ اس میں آٹھ آٹھ ہزار گیلن سیاہی والے برتن بہم پہنچائے گئے ہیں۔

کرہ ہوائی کا آواز پر اثر۔ تحقیقات سے پایا گیا ہے کہ جو لوگ سطح سمندر سے بلند طبقات پر رہتے ہیں۔ ان کی آواز کمزور باریک اور زنانہ ہوتی ہے۔ اور جو لوگ بلند مقام نہیں رہتے اور اُنہیں آکسیجن زیادہ مقدار میں دم لینے کے واسطے ملتی ہے ان کی آوازیں موٹی اور مردانہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ سطح سمندر سے دس ہزار سے لے کر چودہ ہزار فیٹ کی بلندی پر جو رہتے ہیں وہاں مردوں کی آواز عورتوں کی طرح اور عورتوں کی آواز بچوں کی طرح اور بچوں کی آواز سرگوشی کے مساوی ہوتی ہے۔ اور جب یہ لوگ گاتے ہیں تو جن اجنبیوں کے کان انکی آوازوں سے ناآشنا ہیں انہیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے مسلسل چیخیں نکل رہی ہیں۔

سر کے بال۔ جرمنی کے ایک محقق نے اپنی تحقیقات کا خلاصہ شائع کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے سر کے بالوں کا اثر بہت کچہہ چہرے کی رنگت پر موقوف ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ بال گورے آدمی کے سر پر ہوتے ہیں اس کے بعد بہورے سیاہ اور سرخ چہرہ پر ہوتے ہیں۔ مثلاً سرخ رنگ والے چہرہ کے بال نوے ہزار سیاہ رنگ کے ایک لاکہہ تین ہزار بہورے رنگ کے ایک لاکہہ نو ہزار اور گورے رنگ کے لاکہہ چالیس ہزار ہوتے ہیں۔

کہانوں کی تعداد۔ ہوس آف کامنز کی مطبخ کمیٹی نے رپورٹ کی ہے کہ ہوس کے موجودہ اجلاس میں اکیس ہزار چار سو پندرہ دفعہ ناشتے۔ سینتیس ہزار دو سو چپن دفعہ دوپہر کے کہانے۔ سات سو تریپن دفعہ شام کے کہانے۔ چالیس دفعہ چائے۔ اور چہہ ہزار دو سو چالیس دفعہ وکلا کو دعوتیں دی گئی ہیں جنکی کُل میزان ایک لاکہہ ایک ہزار سات سو تین ہوتی ہیں۔

بنک کا سرمایہ بنک انگلستان کا موجودہ سرمایہ ایک کروڑ سینتالیس لاکہہ پونڈ ہے۔ یہ سنہ ۱۶۹۴ء میں بارہ لاکہہ پونڈ تہا۔

آمدنی کا اندازہ ہر ایک ملین (دس لاکہہ) برٹش لوگوں میں سات ہزار آدمیوں کی آمدنی دو سو پونڈ سالانہ سے اوپر ہوتی ہے۔

جنگ چین کا نتیجہ اخبار جاپان میل لکہتا ہے کہ جیسا کہ ہم ایک سال پہلے لکہہ چکے ہیں یہ روس ہی ہے جو منحوس جنگ چین سے فائدہ پہونچا ہے۔

کیا خوب ۔ برنٹن واقعہ نیو جرسی میں چار سو لڑکیاں جنہوں نے عہد کیا ہے کہ یہ کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی نہیں کریں گی جو سخت پرہیزگار نہ ہو۔

ایکٹ انتقال اراضی ۔ گورنمنٹ ہند نے ایکٹ انتقال اراضی پنجاب ۱۹۰۰ء کے عملدرآمد کے نتائج کی نسبت گورنمنٹ پنجاب سے سالانہ رپورٹ طلب کی ہے۔

مسند نشینی حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب ۲۲۔ اکتوبر کو سری حضور مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو گدی نشین کرینگے۔

سرحدی صوبہ جدید سرحدی صوبہ کے قائم کرنے کی نسبت منظوری حضور سیکرٹری آف سٹیٹ ہند کے اجلاس سے آگئی ہے۔ اور سرحدی آئین و قوانین بھی منظور ہو کر گزٹ ہند میں شائع ہو گئے ہیں۔

بوئر قیدی ۔ انبالہ میں بندرہویں گورہ لانسرز کی جو بارکیں خالی پڑی ہیں ان میں ایک ہزار بوئر قیدی رکھنے کا فیصلہ ہوا ہے۔ اور پنجم ڈریگون گارڈ کا ڈیپو سیالکوٹ سے راولپنڈی تبدیل کرکے سیالکوٹ کی بارگوں میں پانچسو قیدی رکھے جائیں گے۔

ناجائز افیون ریلوے سٹیشن پھلور پر ایک پٹھان سے ایک من افیون برآمد ہوئی پٹھان نے بڑی حکمت سے مخفی رکھا ہوا تھا

اطلاع

جناب بابو محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار اور سیٹھ احمد الدین صاحب قصاب کلنڈنی ملک افریقہ مشرقی سے واپس تشریف لے آئے ہیں ان کے نام کے خط و کتابت اب بمقام پسرور ضلع سیالکوٹ کے پتہ سے ہونی چاہیے۔

بیعت

۱ فضل الہی صاحب وکیسی نیٹر پشاور دیگری گیٹ سرائے بابو ٹولا رام

غلام احمد صاحب موضع باڑی پورہ ڈاکخانہ کلگام ۔ کشمیر

کلے خانصاحب ۔ قصبہ راجپورہ ضلع وہرہ دون سابق مرید حویلی والے صاحب۔

عبد العزیز صاحب باڑی پورہ ڈاکخانہ کلگام ۔ کشمیر ملازم راجہ عطا محمد خانصاحب

بدو خانصاحب " " "

مولا بخش صاحب کلرک محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع سیالکوٹ

سلطان علی صاحب ۔ موضع بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔

محمد عزیز الدین صاحب طالب علم جماعت سوم مڈل سکول سوجان پور ضلع کانگڑہ پنجاب

عطا محمد صاحب " " " "

۹ مرزا اعباس علی ساکن جہلم محلہ گورنمنٹ سکول ۔ حال شہر راولپنڈی مکان نواب الدین صاحب کلرک پلٹن نمبر ۲۴ کالی راولپنڈی۔

سید حمید صاحب کوتوال وظیفہ خوار از جالنہ چھاونی

شیخ مدار صاحب صوبہ دار وظیفہ خوار

امام بخش صاحب دوم مدرس سکول ڈیرہ غازی خان۔

مولوی عبد الحی صاحب ساکن چنیدوری ضلع مونگیر ۔ حال بھاگلپور محلہ خلیفہ باغ راسہ حکیم عبد الغفور صاحب شیخپوری

محمد الدین صاحب امام مسجد ۔ فیروز پور پنجاب میگزین دار وارہ معہ اہلبیت واولاد۔

عنایت اللہ خانصاحب ۔ قصبہ سوتا ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب حال وارد بھوں گام مکان مولوی سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار بھونگام ۔ احمدی ضلع بن پوری ملک اودھ

محمد عثمان صاحب مدرس برانچ سکول ڈیرہ غازیخان

غلام حکیم صاحب اہلمد ساکن پسرور ضلع سیالکوٹ حال اہلمد محکمہ مشیر مال ۔ سری نگر ۔ کشمیر

۱۸ عبد الرحمن صاحب مدرس برانچ سکول نمبر ۳ ڈیرہ غازی خان۔

۱۹ میاں سبحان صاحب موضع سلی گام پرگنہ کہاور پارہ تحصیل سلام آباد۔

۲۰ عبد الرحیم صاحب گنائی ساکن فہور تحصیل " " " " " "

۲۱ علی راتر نمبردار فہور " " "

غلام احمد صاحب ۔ ساکن قصبہ ترال تحصیل اونتی پورہ ۔ ملک کشمیر

نواب خان صاحب ۔ موضع ہیجیاں ضلع امرتسر حال سپاہی کمپنی نمبر ۱ ملٹری پولیس گلو ئی ملک اپر برما

سید حسن شاہ صاحب ۔ مقام گھنڈی ضلع مظفرآباد ۔ ریاست کشمیر

عبد الحق صاحب عبد المجید صاحب و عبد الرشید صاحب و فاطمہ فتح پور۔

زوجہ جھنبو خان موضع بہورہ ڈاکخانہ بنگہ ضلع جالندھر

سید منشی علی محمد صاحب ۔ موضع بازید پور ضلع جالندھر تحصیل نواں شہر ڈاکخانہ راہوں

سید ابراہیم علی صاحب ساکن ابیٹھی جدید ڈاکخانہ فتح گڑھ ضلع فرخ آباد۔

یعقوب خانصاحب افغان ساکن شہر جہلم حال ملازم بعہدہ ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سلوتری مقام دیولالی کیمپ

محمد افضل خانصاحب نائب کلرک دفتر پولیس ڈیرہ غازیخان۔

بعض صاحب اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے ان کو مناسب ہے کہ وہ اپنا پورا پتہ معہ ولدیت اور سکونت حقیقی و علاقی اور ڈاکخانہ اور تحصیل اور ضلع اور ملک اور محلہ سب کچھ لکھا کریں

سراج الحق احمدی

پریس انوار احمدیہ بمقام قادیان شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مہتمم

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ؎ خواص اور معاونین سے عہ ہندوستان سے باہر ؎

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۷ | دار الامن والامان قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

تبتل کی حقیقت

جو ۳ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے استفسار پر بیان فرمائی۔ اُن کو اپنی کسی رویا میں ارشاد ہوا تھا۔ کہ وہ تبتل کے معنے حضرت اقدس سے دریافت کریں۔ اس بنا پر انہوں نے سوال کیا اور حضرت اقدس نے اسکی تشریح فرمائی

ایڈیٹر

میرے نزدیک رویا میں یہہ بتانا کہ تبتل کے معنے مجھہ سے دریافت کئے جاویں اس سے یہہ مراد ہے کہ جو میرا مذہب اس بارہ میں ہے۔ وہ اختیار کیا جاوے منطقیوں یا نحویوں کی طرح معنے کرنا نہیں ہوتا بلکہ حال کے موافق معنے کرنے چاہئیں ہمارے نزدیک اسوقت کسی کو متبتل کہیں گے جب وہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام اور رضا کو دنیا اور اس کی متعلقات وکروہات پر مقدم کرے۔ کوئی رسم وعادت کوئی قومی اصول اس کا رہزن نہ ہو سکے نہ نفس رہزن ہو سکے نہ بھائی نہ جورو نہ بیٹا نہ باپ غرض کوئی شے اور کوئی متنفس اسکو خدا تعالےٰ کے احکام اور رضا کے مقابلہ میں اپنے اثر کے نیچے نہ لا سکے ٭ اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ایسا اپنے آپ کو کھو دے کہ اسپر فنائے اتم طاری ہو جاوے اور اس کی ساری خواہشوں اور ارادوں پر ایک موت وارد ہو کر خدا ہی خدا رہجاوے دنیا کے تعلقات بسا اوقات خطرناک رہزن ہو جاتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی رہزن حضرت حوا ہو گئی۔

پس تبتل نام کی صورت میں یہہ ضروری امر ہے کہ ایک سکر اور فنا انسان پر وارد ہو۔ مگر نہ ایسی کہ وہ اسے خدا سے گم کرے

بلکہ خدا مین گم کرے

غرض عملی طور پر تبتل کی حقیقت تب ہی کھلتی ہے۔ جب کہ ساری روکیں دور ہو جائیں۔ اور ہر ایک قسم کے حجاب دور ہو کر محبت ذاتی تک انسان کا رابطہ پہونچ جاوے اور فناء اتم ایسی حاصل ہو جاوے قیل وقال کے طور پر سب کچھہ ہو سکتا ہے اور انسانی الفاظ اور بیان مین بہت کچھہ ظاہر کر سکتا ہے مگر مشکل ہے تو یہہ کہ

عملی طور پر اسے ادا کر بھی دے جو کچھہ وہ کہتا ہے

یون تو ہر ایک جو خدا کو ماننے والا ہے پسند ہی کرتا ہے اور کہہ بھی دیتا ہے کہ مین چاہتا ہون کہ خدا کو سب پر مقدم کرون اور مقدم کرنے کا مدعی بھی ہو سکتا ہے لیکن جب ان آثار اور علامات کا معاینہ کرنا چاہین جو خدا کو مقدم کرنے کے ساتھہ ہی عطا ہوتے ہین۔ تو ایک مشکل کا سامنا ہوگا۔ بات بات پر انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی راہ مین جب اس مال اور جان کے دینے کی ضرورت محسوس ہوتی

ہے اور خدا تعالےٰ ان سے ان کی جانوں اور مالوں یا اور عزیز ترین اشیار کی قربانی چاہتا ہے حالانکہ وہ اشیار انکی اپنی بھی نہیں ہوتی ہیں - لیکن پہر بھی وہ مضائقہ کرتے ابتداً بعض صحابہ کو اس قسم کا ابتلا پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مسجد کے واسطے زمین کی ضرورت تھی ایک شخص سے زمین مانگی تو اس نے کئی عذر کرکے بتادیا کہ مین زمین نہین دے سکتا اب وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ پر ایمان لایا تہا اور اللہ اور اس کے رسول کو سب پر مقدم کرنے کا عہد اس نے کیا تہا لیکن جب آزمایش اور امتحان کا وقت آیا تو اس کو پیچہے ہٹنا پڑا- گو آخرکار اس نے وہ قطعہ دیدیا- تو بات اصل مین یہی ہے کہ کوئی امر محض بات سے نہین ہوسکتا جب تک عمل اس کے ساتھہ نہ ہو اور عملی طور پر صحیح ثابت نہیں ہوتا-

جبتک امتحان ساتھہ نہ ہو

ہمارے ہاتھہ پر بیعت تو یہی کی جاتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا اور ایک شخص کو جسے خدا نے اپنا مامور کرکے دنیا مین بہیجا ہے اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے جس کا نام حکم اور عدل رکہا گیا ہے-) اپنا امام سمجہوں گا اس کے فیصلے پر ٹہنڈے دل اور انشراح قلب کے ساتھہ رضامند ہو جاؤں گا لیکن اگر کوئی شخص یہہ عہد اور اقرار کرنے کے بعد بھی ہمارے کسی فیصلہ پر خوشی کے ساتھہ رضامند نہیں ہوتا بلکہ اپنے سینہ مین کوئی رک اور تنگی پاتا ہے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اس نے پورا تبتل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلےٰ مقام پر نہیں پہونچا جو تبتل کا مقام کہلاتا ہے بلکہ اس کی راہ مین ہوائے نفس اور دنیوی تعلقات کی روکین اور زنجیرین باقی ہین- اور ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا- جنکو پہاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے جب تک وہ دنیا کے درخت سے کاٹا جاکر الوہیت کی شاخ کے ساتھہ ایک پیوند حاصل نہیں کرتا اُسکی سرسبزی اور شادابی محال ہے-

دیکھو جب ایک درخت کی شاخ اس سے کاٹ دیجاوے تو وہ پہل پہول نہیں دے سکتی خواہ اسے پانی کے اندر ہی کیون نہ رکہو اور ان تمام اسباب کو جو پہلی صورت مین اس کے لئے مایہ حیات تھے استعمال کرو لیکن وہ کبھی بھی بار آور نہ ہوگی اسی طرح جب تک ایک صادق کے ساتھہ انسان کا پیوند قائم نہیں ہوتا وہ روحانیت کو جذب کرنے کی قوت نہیں پاسکتا جیسے وہ شاخ تنہا اور الگ ہوکر پانی سے سرسبز نہیں ہوتی اسیطرح یہہ بے تعلق اور الگ ہوکر بار آور نہیں ہوسکتا-

پس

انسان کو متبتل ہونے کے لئے ایک قطع کی ضرورت بھی ہے اور ایک پیوند کی بھی-

خدا کے ساتھہ اسے پیوند کرنا اور دنیا اور اس کے تمام تعلقات اور جذبات سے الگ بھی ہونا پڑے گا- اس کا یہہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ بالکل دنیا سے الگ رہ کر یہہ تعلق اور پیوند حاصل کرے گا- نہیں بلکہ دنیا مین رہ کر پہر اس سے الگ رہے یہی تو مردانگی اور شجاعت ہے اور الگ ہونے سے مراد یہہ کہ دنیا کی تحریکین اور جذبات اس کو اپنا زیر اثر نہ کرلین اور وہ ان کو مقدم نہ کرے-

بلکہ خدا کو مقدم کرے

دنیا کی کوئی تحریک اور روک اس کی راہ مین نہ آوے اور اپنی طرف اسکو جذب نہ کرسکے-

مین نے ابھی کہا ہے کہ دنیا مین بہت سی روکین انسان کے لئے ہین- ایک جورو یا بیوی بھی بہت کچہہ رہزن ہوسکتی ہے خدا نے اسکا نمونہ بہی پیش کیا ہے خدا نے ایک نہی کی تعلیم دی تہی اس کا اثر پہلے عورت پر ہُوا پہر آدم پر ہُوا

غرض

تبتل کیا ہے؟ خدا کی طرف انقطاع کرکے

دوسرونکو کالمردہ سمجہہ لینا

بہت سے لوگ ہین جو ہماری باتون کو صحیح سمجہتے ہین- اور کہتے ہین کہ یہہ سب کچہہ بجا اور درست ہے مگر جب ان سے کہا جاوے کہ پہر تم اس کو قبول کیون نہیں کرتے تو وہ یہی کہینگے کہ لوگ ہم کو بُرا کہتے ہین- پس یہہ خیال کہ لوگ اس کو بُرا کہتے ہین یہی ایک رگ ہے جو خدا سے قطع کراتی ہے- کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا خوف دل مین ہو- اور اسکی عظمت اور جبروت کی حکومت کے ماتحت انسان ہو- پہر اس کو کسی دوسرے کی پروا کیا ہو سکتی ہے کہ وہ کیا کہتا ہے کیا نہیں؟

ابھی اس کے دل مین لوگون کی حکومت ہے نہ خدا کی- جب یہہ مشرکانہ خیال دل سے دور ہو جاوے پہر سب کے سب مردے اور کیڑے سے بھی کمتر اور کمزور نظر آتے ہین اگر ساری دنیا ملکر بھی مقابلہ کرنا چاہے تو ممکن نہین کہ ایسا شخص حق کو قبول کرنے سے رک جائے-

تبتل تام کا پورہ نمونہ

انبیار علیہم السلام اور خدا کے ماموروں مین مشاہدہ کرنا چاہیئے کہ وہ کسطرح دنیا داروں کی مخالفتون کی باوجود پوری بے کسی اور ناتوانی کے پروا تک نہین کرتے ان کی رفتار اور حالات سے سبق لینا چاہیے-

بعض لوگ پوچہا کرتے ہین- کہ ایسے لوگ جو بلا نہیں کہتے مگر پورے طور پر اظہار بھی نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ لوگ برا کہین گے کیا ان کے پیچہے نماز پڑہ لین مین کہتا ہوں ہرگز نہیں اس لئے کہ ابھی تک ان کے قبول حق کی راہ مین ایک ٹہوکر کا پتھر ہے اور وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ مین جسکا پہل زہریلا اور ہلاک کرنیوالا ہے اگر وہ دنیاداروں کو اپنا معبود اور قبلہ نہ سمجہتے تو ان سارے حجابون کو چیر کر باہر نکل آتے- اور کسی کے لعن طعن کی ذرا بہی پروا نہ کرتے اور کوئی خوف شماتت کا نہین دامنگیر ہوتا- بلکہ وہ خدا کی طرف دوڑتے

پس

یاد رکہو کہ تم ہر کام مین دیکہہ لو کہ اس مین

خدا راضی ہے یا مخلوق

خدا- جب تک یہ حالت نہ ہوجاوے کہ خدا کی رضا مقدم ہو جاوے اور کوئی شیطان اور رہزن نہ ہوسکے اوسوقت تک ٹہوکر کہانے کا اندیشہ ہے-

لیکن جب دنیا کی برائی بہلائی محسوس

ہی نہو بلکہ خدا کی خوشنودی اور ناراضگی اسپر اثر کرنے والی ہو یہہ وہ حالت ہوتی ہے جب انسان ہر قسم کے خوف و حزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص ہماری جماعت مین شامل ہو کر پھر اس سے نکل بھی جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کا شیطان اس لباس مین نہو اس کے ساتہہ ہوتا ہے۔

لیکن اگر وہ عزم کرلے کہ آئندہ کسی وسوسہ انداز کی بات کو سنون گا ہی نہین۔ تو خدا اسے بچا لیتا ہے۔ . . . . . .

ٹھوکر لگنے کا عموماً یہی سبب ہوتا ہے۔ لہ دوسرے تعلقات قائم تھے ان کو پرورش کے لئے ضرورت پڑی کہ اُدھر سے سست ہون سستی سے اجنبیت پیدا ہوئی پھر اس سے تکبر اور پھر انکار تک نوبت پہونچی۔

تبتل کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین نہ آپ کو کسی کی مدح کی پروا نہ ذم کی۔ کیا کیا آپ کو تکالیف پیش آئین۔ مگر کچہہ بھی پرواہ نہین کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپ کو اس کام سے نہ روک سکا جو آپ خدا کی طرف سے کرنے آئے تھے جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کرلے اور امتحان مین پاس نہ ہوے کبھی بھی

بیفکر نہ ہو پھر یہہ بات بھی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جو شخص

متبتل ہوگا متوکل بھی وہی ہوگا گویا متوکل ہونے کے واسطے متبتل ہونا شرط ہے کیونکہ جب تک اوروں کے ساتہہ تعلقات ایسے ہین کہ انپر بہروسہ اور تکیہ کرتا ہے اسوقت تک خالصتہً للہ تدبیر توکل کب ہوسکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا مین پیوند کرتا ہے۔ اور یہہ تب ہوتا ہے جب کہ **کامل توکل** ہو جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتل تھے ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم و قبائل کے سرداروں کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچہہ بھی متاثر نہوئے آپ مین ایک فوق العادت یقین خدا تعالے کی ذات پر تہا۔ اسی لئے اس قدر عظیم الشان بوجہ کو آپ نے اٹہا لیا۔ اور ساری دنیا کی مخالفت کی۔ اور ان کی کچہہ بھی ہستی نہ سمجھی یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا۔ جسکی نظیر دنیا مین نہین ملتی۔

اس لئے کہ اس مین خدا کو پسند کرکے دنیا کو مخالف بنا لیا جاتا ہے۔ مگر یہہ حالت پیدا نہین ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکہہ لے جب تک یہہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کہلنے والا ہے۔ جب یہہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزون کو خدا کی راہ مین دشمن بنا لیتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنا دے گا۔ جائداد کہو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتل ہے اور پھر

تبتل اور توکل توام ہین

تبتل کا راز ہے توکل اور توکل کی شرط ہے
تبتل یہی ہمارا مذہب اس امر مین ہے

تبتل تام کی حقیقت پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکتوب بھی ہے۔ جو ۹ ؍ اگست ۱۸۸۳ء کو حضور نے لکھا تھا ہم ہفتہ آئندہ مین انشا اللہ تعالے انہین کالمون مین اسی سلسلے کے نیچے اسے شائع کردین گے تاکہ زیادہ وضاحت سے اس کی حقیقت کہل جاوے

ایڈیٹر

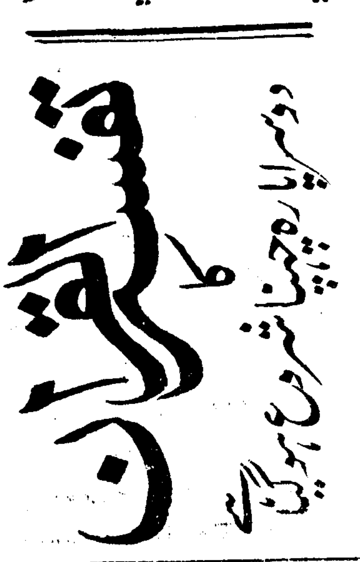

مکتوبات احمدیہ

مکتوب دربارہ ترغیب جہد و سیر تحت ولی بعض حجاج
و
تشریح خواب و کشف و فنا و بقا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالے۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خواب کے آثار یون ہی نظر آتے ہین۔ کہ انشا اللہ رویا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب حیز قوت سے حد فعل مین آوے بہت سے محنتین درکار ہین۔ خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہین۔ کہ جو ہزارون من مٹی کے نیچے زمین کی تہ مین واقعہ ہے۔ جس کے وجود مین تو کچہہ شک نہیں لیکن بہت سی جان کنی اور محنت چاہیئے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہو جاوے اور نیچے سے پانی شیرین اور مصفا نکل آوے۔

ہمت مردان مدد خدا ہے۔ صدق اور وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا

گر بسنگ موم شود در مقام صبر
آری شود ولیک بخون جگر شود
گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

آپ کی ملاقات کے واسطے مین بھی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہون۔ بیوقت حج بھی فائدہ نہیں دیتا۔ اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کے لئے جاتے ہین اور پہر دل سخت ہو کر آتے

ہین - اس کا یہی باعث ہے کہ انہون نے بیوقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھہ کے اور کچھہ نہ دیکھا - اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا - دل سخت ہوگیا علے ہذا القیاس ملاقات جسمانی مین بھی ایک قسم کے ابتلا پیش آجاتے ہین - الاماشاء اللہ

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال مین آتا ہے -

مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہہ سوال کیا ہے - کہ پورا پورا علم جیسے بیداری مین ہوتا ہے - خواب مین کیون نہین ہوتا اور خواب کے دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیون نہین سمجھتا -

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کار بار معمول سے معطل ہو جاتے ہین - پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب مین بباعث تعطل حواس نہین رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہین - تو بالضرورت اس فعل مین بھی فتور آجاتا ہے - پھر بعلت اس فتور کے انسان نہیں سمجھہ سکتا کہ مین خواب مین ہون یا بیداری مین -

لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ اور حضور اور استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس انپر وارد ہو جاتی ہے جسکا یہ باعث نہین ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو - بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے - اس حالت مین چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسیقدر بیدار رہے - خواب مین نہین اور نیز اپنے مکان اور اس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنے جس مکان مین ہے اس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے جن اردگرد کی لوگوں کی آوازین بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر بجذبہ غیبی غیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت مین اپنی رویا مین اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے - یہہ علم بذریعہ حواس نہیں - بلکہ اس علم کا منشا صرف فقط روح ہے -

دوسرا سوال آپ کا یہہ ہے کہ فناء اتم مین غایت المعراج و نہایت الوصال ہے علم خلق رہتا ہے یا نہیں -

اول سمجھنا چاہیے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہین - بلکہ امارات اور آثار وصال مین سے ہے - کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے - کہ طالب حق خلق اور ارادت نفس سے بکلی باہر ہو جاوے اور فعل اور ارادت الہی مین بکلی کھویا جاوے - یہان تک کہ اوسی کیساتھ دیکھتا ہے اور اوسی کے ساتھہ سنتا ہے - اور اوسی کے ساتھہ پکڑتا ہو اور اسی کے ساتھہ چھوڑتا ہو -

پس

یہہ تمام آثار وصال کے ہین نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جس کو اہل وصول شناخت کرتے ہین مگر بیان نہیں کر سکتے -

خلاصہ کلام یہہ ہے - کہ جب طالب کمال وصول کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اس کا اپنے لئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھہ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت مین اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے -

پس

اس حالت مین گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکھہ مین باقی نہیں رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود ہستی الہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے -

پس

یہہ مقام عبودیت اور فناء اتم ہے جو غایت سیر اولیا ہے اور اسی مقام مین بعیبہ باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے -

جیسے کوئی آگ مین جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہونچا دیتا ہے اور حالت سکر اور بیہوشی کو غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

لیکن حالت تام وہ ہے جسکی طرف اشارہ ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى یہہ حالت ہے اہل جنت کے نصیب ہوگی

پس

غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالے نے آپ اشارہ فرمایا ہے -

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

۱۸ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

اطلاع

جیساکہ پہلے بھی اطلاع دیجا چکی ہے اس سال کے اختتام مین ایک سہ ماہی سے بھی کم عرصہ رہ گیا ہے اس لئے بقایا داران سے قیمت وصول کرنے کے لئے ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ سے وی پی پیکٹون کے بھیجنے کا سلسلہ شروع ہے جن دوستوں نے حقوق العباد کی پروا کرکے پیکٹ وصول کر لئے ہیں اُن کا شکریہ ہے - ائیندہ بھی یہہ سلسلہ برابر اسوقت تک جاری رہیگا - جب تک بقایا وصول نہ ہو جاوے اور یہہ کل بقایا بہرحال آخیر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء تک وصول ہونا چاہیے کیونکہ حسب معمول ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کا اخبار سنہ ۱۹۰۲ء کی قیمتون کے لئے وی پی کیا جاویگا

(ایڈیٹر)

عام اطلاع

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے جو اشتہار بغرض **امتحان** شائع فرمایا تھا اس کے متعلق بعض ضروری امور کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ اس **امتحان** میں مندرجہ ذیل **کتابیں** بطور کورس کے ہونگی

فتح اسلام ۔ توضیح مرام۔

ازالہ اوہام ۔ انجام آتھم

ایام الصلح ۔ سرمہ چشم آریہ

حمامۃ البشریٰ خطبہ الہامیہ

سوالات عموماً ان کتابوں سے دی جاویں گے جو تحریری ہوں گے۔ یہ **امتحان** ۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء سے شروع ہوکر ۳۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ختم ہوجائیگا جو لوگ دور دراز مقامات مثلاً **حیدرآباد** یا **مدراس** یا **منی پور آسام** یا **کٹک اڑیسہ** وغیرہ سے شامل نہ ہوسکیں گے وہاں ہی پرچے روانہ کیے جائیں گے جو ایک مہتمم کی نگرانی میں بغرض جواب تقسیم ہوں گے ہر ایک شخص جو اس امتحان میں شریک ہونا چاہتا ہے وہ اپنا نام معہ مفصل پتہ کے بغرض اندراج فہرست امیدواران امتحان خاکسار ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے امتحان کے متعلق اس سے زیادہ اور کوئی امر قابل استفسار نہیں ہے

الحکم کے متعلق

ہم نہایت شکرگذاری کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے احباب کو ہماری متواتر تحریکوں پر توجہ ہو چلی ہے اور وہ اخبار الحکم کے لیے جدید خریدار بہم پہنچانے لگے ہیں چنانچہ اس ہفتہ میں برادرم بابو **شاہدین صاحب** نے جو اس سے پہلے کئی خریدار دے چکے ہیں ایک جدید خریدار کے نام اجرائے الحکم کے لیے کارڈ بھیجا ہے اور ایسا ہی **مولوی محمد یمین** صاحب کشمیری ایک اور خریدار کے نام اخبار جاری کراتے ہیں وہ بھی اس سے پہلے ایک خریدار دے چکے ہیں ڈاکٹر **نعمت خان** صاحب وٹرنری اسسٹنٹ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے وزیٹر بھی ہیں وہ بھی ایک جدید خریدار کا نام بھیجتے ہیں شیخ **محمد حسین** صاحب کلرک میاں میر چھاونی سے ایک خریدار دیتے ہیں منشی **احمد حسن** صاحب عطار دیوبند سے ایک جدید خریدار کے نام جاری کراتے ہیں اس کے علاوہ چار شخص اپنی درخواستوں پر الحکم لیتے ہیں۔ ہمارے بہت سے اہل ثروت خریدار ہیں جنکی توجہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مثلاً قاضی **نظیر حسین** صاحب۔ **حیدرآبادی جماعت** کے قریباً سب افراد۔ ڈاکٹر مرزا **یعقوب بیگ** صاحب۔ منشی **نواب خان** صاحب تحصیلدار۔ اور خواجہ **کمال الدین** صاحب پلیڈر۔ قاضی **محبوب عالم** صاحب لاہور۔ وغیرہم بہت سے احباب ہیں جو اس طرف توجہ کریں تو بہت جلد اخبار کی اشاعت **ہزار** تک پہونچ سکتی ہے ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری امید کے موافق وہ اس سال کے اخیر تک ہمیں **ایک ہزار** اشاعت تک کے قابل بنا دیں گے۔

مختصر نوٹ اور نکات

جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ کوئی ایسا فعل جو کسی قوم کے لیے بطور غرض مشترک ہوتا ہے وہ بدون اعانت باہمی پورے طور پر سرانجام نہیں پا سکتا۔ اور صرف شخص واحد ہی اس کا متحمل نہیں ہوتا اور نہ کبھی ہوا۔ یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں برعایت اسباب ظاہری **من انصاری الی اللہ** کہنا پڑتا ہے اور خدا تعالے کا قانون تشریعی **تعاونوا علی البر و التقوی** کا حکم دیتا ہے پھر اگر ہم **الحکم** امداد کے لیے اپنے ناظرین کو متوجہ کرتے رہیں تو حق بجانب ہیں اور قوم کا فرض ہے کہ وہ جدید خریدار پیدا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو۔

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں ایک **سلوک** دوسرا **جذب** ۔ سلوک وہ ہے جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچکر اللہ اور رسول کی راہ اختیار کرتے ہیں جیسے فرمایا ہے کہ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی** یعنی اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی پیروی اختیار کرو یہاں جو خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی کا حکم دیا تو متبع کا فرض ہے کہ متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر ایک نظر کرے اور پھر اس کی پیروی کرے۔ اللہ تعالے سہل انگار اور سست گذار کو کبھی پسند نہیں کرتا اور نہ یہ سلوک کی منزل طے کرنے والے کی صفت ہوسکتی ہے بلکہ وہ اتباع میں ہر پیش آنے والی منزل میں سے گذرتا ہے جہاں سے اسکا متبوع

گذرا ہے۔ ان سب منزلوں کے طے کرنیکے بعد وہ سالک ٹھیرتا ہے لیکن جب سالک کا دل مصائب اور شدائد کو اسقدر برداشت کرتا ہے کہ وہ صیقل ہوکر آئینہ صفت بنجاتا ہے پھر وہ جاذبہ ازلی سے خدا کی طرف کھچتا ہے۔ کیونکہ جیسے بونا یا شیشہ اگرچہ اپنے اندر چمک کا مادہ رکھتا ہے لیکن صیقل کے بعد ہی مجلا ہوتا ہے اسی طرح پر انسانی روح کو جب مصائب کا سامنا ہوتا ہے تو وہ ان سے فرسودہ اور تجربہ کار ہوکر چمک اٹھتی ہے۔ پس سالک کی روح میں جب

اخلاق اللہی منعکس ہوتے ہیں اس وقت اسمیں جذب کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ سالک اور مجذوب میں فرق اتنا ہوتا ہے کہ سالک والا خود صیقل کرتا ہے اپنے کام سے مصائب اٹھاتا ہے لیکن جذبہ والے کا مصقل خدا ہوتا ہے اور مصائب میں ڈالا جاتا ہے مگر مآل دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے چونکہ مومن کو صفائی اور تزکیہ کی ضرورت ہے اس لیے مصائب اور مشکلات کو وہ گھبرا دینے والی آفتیں نہ سمجھے بلکہ یہ خیال کرے کہ

ان مع العسر یسرا

آنے والی آسائشوں اور اطمینانوں کا خیر مقدم کرے۔

عیسائی کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی آدمی شریعت کی تابعداری اور خدا کے حکموں کی بجا آوری نہیں کرسکتا مگر نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ پھر خدا کو شریعت بھیجنے کی ضرورت ہی کیا پڑی تھی ان کے خیال و اعتقاد کے موافق اللہ تعالی نے نعوذ باللہ پہلے نبیوں پر شریعت نازل کرکے ایک عبث اور بیہودہ کام کیا۔ عیسائیوں کو ایسا لغو اور بیہودہ عقیدہ تراشنے کی ضرورت محض کفارہ کے لیے پیش آئی ہے مگر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انہوں نے اپنے ایک اختراعی مسئلہ کی بنیاد قائم کرنے کے لیئے ایسی بات کی بھی پروا نہیں کی کہ خدا کی ذات پر کس قسم کا حرف آتا ہے

اگر دلوں پر اثر اندازی اور تسخیر چاہتے ہو تو پہلے خود دل پیدا کرو۔ اور عملی قوت حاصل کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتی اس لیے خدا تعالے نے اپنے بندوں کی تعریف میں اولی الایدی و الابصار فرمایا ہے کہیں اولی الالسنہ نہیں کہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو وہی لوگ پسند ہیں جو بصر اور بصیرۃ سے خدا کے کام اور کلام کو دیکھتے اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ساری باتیں تجلیہ و تزکیہ نفس اور تطہیر باطن کے حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔

توریت اور قرآن میں صریح امتیاز ہے

توریت اپنے دعاوی کو دلائل سے موکد نہیں کرتی مگر قرآن شریف کوئی ایسا دعوی نہیں کرتا جس کی دلیل نہ دیتا ہو۔ پھر توریت صرف بنی اسرائیل ہی کو مخاطب کرتی ہے حالانکہ قرآن انی رسول اللہ الیکم جمیعا بتاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ توریت نے دلائل سے کام نہیں لیا کیونکہ اس کے زیر نظر کوئی فرقہ دہریہ فلسفی اور براہمہ کا نہ تھا قرآن نے چونکہ کل ملل اور فرق کو زیر نظر رکھ لیا تھا اس لیے دلائل سے کام لینا پڑا۔

بعض لوگ یہ پوچھا کرتے ہیں کہ منشی **الہی بخش** اینڈ کو کی کتاب **عصاء موسی** کا جواب اب تک کیوں نہیں دیا گیا تعجب کی بات ہے کہ اس کتاب کا جواب ایسا ہو چکا ہے جس کا جواب منشی الہی بخش اور ان کے رفیق قیامت تک نہ دے سکیں گے جو لوگ ابھی تک اس سے ناواقف ہیں وہ پھر ان سے مطالبہ کریں۔ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ منشی الہی بخش صاحب اور رفیق نے عصاء موسی میں ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

اول۔ اپنے الہامات۔ دوم۔ حضرت اقدس کی ذات پر کچھ نکتہ چینیاں الہامات کے متعلق تو خود منشی صاحب اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ وہ سب ظنیات کا مجموعہ ہے ایک بھی الہام ایسا نہیں جس پر یقین کا ایک حرف بھی زبان پر لا سکیں اس لیے وہ الہامات تو یوں جاتے رہے

باقی رہی ذاتی نکتہ چینیاں اس کے متعلق ہم اتنا پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کوئی ایسا اعتراض اور نکتہ چینی پیش کریں جو اس سے پہلے کسی اولوالعزم نبی پر نہ کی گئی ہو۔ اور اگر وہ ثابت نہ کرسکیں اور نہ کرسکیں گے لو کان **بعضهم لبعض ظهیرا** تو دانشمند خود سمجھ سکتے ہیں کہ پھر عصاء موسی میں باقی رہ کیا گیا ہے؟

خدا تعالے کی طرف سے جب کوئی مامور اور مصلح دنیا میں آتا ہے تو اسکے ساتھ ہی دلوں کو حرکت دینے والے ملائکہ بھی زمین پر نازل ہوتے ہیں اور ان کے نزول سے ایک حرکت اور تموج دلوں میں نیکی اور راہ حق کی طرف پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خیال کبھی صحیح نہیں ہوتا کہ ایسا تموج اور حرکت بدون ظہور مصلح کے بھی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ اسوقت تم دیکھلو کہ کیا لوگوں کے دلوں میں نیکی اور سعادت کی راہوں کے معلوم کرنے کی طرف تحریک نہیں ہو رہی اگر نہیں تو اسقدر شور کیوں بپا ہے قوم اخلاقی۔ علمی اور عملی حالت میں بہت کمزور ہو رہی ہے قوم کو نقص تشخیص کرنا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ روحوں میں ایک اضطراب اور

دارالامان

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خطبہ الہامیہ کا حاشیہ لکھ رہے ہیں۔ جس میں عجیب و غریب نادر اور اچھوتے مضامین ہیں

(۲) اس ہفتہ میں چودھری محمد حسین صاحب مرد اور قانون گو چونڈہ سے اور سید شاہ امیر صاحب سیالکوٹ سے بابو روشن الدین صاحب اسسٹنٹ ماسٹر اٹک سے اور کئی احباب مختلف مقامات سے تشریف لائے اور بعض کچھ دن رہ کر واپس گئے۔

(۳) ۳۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کی رات کو حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ۱۲ بجے کے قریب ایک رویا دیکھی اور آپ نے حضرت اقدس کو اسی وقت اس رویا سے اطلاع دی اور وہ یوں ہے۔

عیسیٰ کا مسئلہ حل ہو گیا

خدا کہتا ہے

میں جب عیسیٰ کو اتارتا ہوں تو پوڑی کھینچ لیتا ہوں

اس کے معنے حضرت ام المومنین کے دل میں یہ ڈالے گئے کہ

عیسیٰ کی حیات و ممات میں انسان کا دخل نہیں

یہ تو رویا کا مضمون ہے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس پر میں نے توجہ کی تو یہ القا ہوا کہ حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جو اب احیا ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہے جیسے خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا یہاں مسیح موعود کو بلا واسطہ کسی استاد یا مرشد روحانی زندگی عطا فرمائی۔ استاد بھی حقیقت میں باپ ہی ہوتا ہے بلکہ حقیقی باپ استاد ہی ہوتا ہے۔ افلاطون کہتا ہے کہ باپ تو روح کو زمین پر لاتا ہے اور استاد زمین سے آسمان پر پہنچاتا ہے غرض تو جیسے مسیح بن باپ پیدا ہوا اور اس کی اس حیات میں کسی انسان کا دخل نہ تھا ویسے ہی یہاں بدون کسی استاد یا مرشد کے خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل اور فیض سے روحانی زندگی عطا کی۔

پھر میں نے موت کے متعلق جب توجہ کی تو ذرا سی غنودگی کے بعد الہام ہوا

فریمن مسلّط نہیں کیے جائیں گے کہ اسکو ہلاک کریں

فریمن کے متعلق میرے دل میں گذرا کہ جن کے ارادے مخفی ہوں۔

پوڑی کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ ارواح کا نزول آسمان سے ہی ہوتا ہے اور صعود بھی آسمان ہی پر ہوتا ہے

غرض یہ کیسی لطیف بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی رکھدی ہے لوگ ہمارے قتل کے ارادے کرینگے مگر خدا تعالےٰ ان کو ہم پر مسلط نہیں کرے گا

---

(۴) انگریزی رسالہ کا پراسپکٹس اب بہت جلد شائع ہونے کی توقع کیجاتی ہے

(۵) جس قاعدہ کا اشتہار گذشتہ نمبروں میں دیا گیا تھا افسوس ہے کہ اس کے پورا چھپ جانیکے بعد مصنف کو اسکی ترتیب میں بعض اور ضروری امور داخل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس لئے اس کی اشاعت بند کرا دی گئی اور اب دوبارہ ترمیم اور مناسب ترتیب کے بعد طبع ہو کر شائع ہو گا

(۶) اس ہفتہ کی

بیعت

چودھری امیر بخش صاحب۔ چونڈہ سیالکوٹ
ہمشیرہ کلاں مرزا خدا بخش صاحب۔ جھنگ
میاں فتح محمد صاحب موالیہ　〃
عبد الرحمن صاحب طالب علم　〃
عبد الرزاق صاحب　〃
اہلیہ اول مرزا خدا بخش صاحب　〃
میاں رانجھا صاحب۔ امرتسر
عبد القادر صاحب۔ فتح گڈھ ضلع گورداسپور حال امرتسر
غلام محمد صاحب۔ کپور تھلہ
وزیر خاں صاحب　〃
رحیم بخش صاحب۔ چونڈہ سیالکوٹ
قاسم علی صاحب۔ گجرات
غلام احمد صاحب۔ طالب علم

علماء کشمیر کی نادانی

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ علماء کشمیر کے سامنے ایک مولوی نے استفتا پیش کیا ہے کہ یوز آسف نبی کی قبر عیسیٰ نبی کی قبر ہے یا نہیں اس نادان کو اتنی ہی خبر نہیں ہے کہ استفتا کچھ بھی حقیقت اور اثر نہیں رکھیگا کیونکہ وہ وقت قریب ہی ہے جبکہ قبر خود بول اٹھے گی بلکہ بول اٹھی ہے کہ یہ عیسیٰ نبی کی قبر ہے تاریخی واقعات اسکی تصدیق کر رہے ہیں اور کئی سو آدمیوں کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں جنہوں نے اس قبر کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ بعض اسکو عیسیٰ صاحب کی قبر کہتے ہیں۔

علاقہ شوپیاں ملک کشمیر میں حسین شاہ نامی مولوی جو حضرت اقدس کا سخت دشمن تھا مولوی عبد اللہ صاحب کے مقابلہ میں سخت شرمندہ ہوا۔ اور بر سر میدان مباحثہ سے بھاگ نکلا یہ خدا کی تائید کا زندہ نشان ہے جو کشمیر میں ظاہر ہوا مولوی عبد اللہ صاحب کی سعی اور کوشش سے

ضروری اطلاع

(گورنمنٹ اور دوسرے لوگوں کیلئے)

ہمارے پریس میں تائید الٰہی کے نام سے ایک پنجابی رسالہ طبع ہونے لگا تھا اور قریبًا طبع ہوگیا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ وہ مفید عام نہ تھا اور اس کا مضمون بہت کچھ ترمیم اور اصلاح کا محتاج تھا اس لیے ہم نے اسکو بالکل تلف کردیا۔ کیونکہ غلط اور اصلاح طلب مضامین کی اشاعت بیفائدہ ہے۔ لہٰذا ہم اطلاع دیتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب اس نام کا کوئی رسالہ مطبع انوار احمدیہ قادیان کا چھپا ہوا شائع کریں تو وہ مسروقہ سمجھا جاوے گا۔ مطبع اس کی اشاعت کا ذمہ وار نہیں کیونکہ ہم نے اُسے ہرگز شائع نہیں کیا ہے۔

پیسہ اخبار اور مہر نبی بخش بٹالوی

پیسہ اخبار لاہور نے جو حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہ کی ہر بات پر معاندانہ ریمارک کرنے کا عادی ہے باوصفیکہ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے حضرت اقدس کی کتابوں کو بھی نہیں پڑھا۔ اور لا تقف ما لیس لک بہ علم کے قرآنی ارشاد کی کچھ بھی پروا نہ کرکے رائے زنی کردیا کرتا ہے مہر نبی بخش بٹالوی کے ارتداد پر اپنے ایڈیٹوریل کالم میں ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ مہر صاحب گذشتہ پندرہ سال سے مرزا صاحب کے راسخ الاعتقاد مرید تھے بلکہ اپنا گھربار چھوڑ کر قادیان میں دو سال تک رہے

۲۔ اب انہوں نے مرزا صاحب کے عقائد فاسدہ سے توبہ کی ہے اور انکی اعتراضات لاجواب ہیں وغیرہ وغیرہ۔

کبھی راسخ الاعتقاد مرید نہ (بشرطیکہ وہ ہو بھی۔ راسخ الاعتقاد کا ارتداد ناممکن ہے کوئی شیطانی رگ باقی ہوتی ہے جو اندر ہی اندر اپنا اثر کرتی رہتی ہے) کا ارتداد اور حضرت اقدس کے دعاوی کی تکذیب کا موجب نہیں ہوسکتا جب کہ اسلام میں اب تک مرتد ہونے والے موجود ہیں۔ اور آئے دن عیسائی اخبار وں میں ایسے مرتدین کی فہرستیں دیکھی جاتی ہیں بلکہ یہ سنن الانبیاء میں سے ہے۔ اور حضرت اقدس کی بعض پیشگوئیوں کی تصدیق۔ یہ کہنا کہ منشی صاحب ثواب کے لیے گھربار چھوڑ کر قادیان آگئے تھے بالکل غلط ہے۔ منشی صاحب دراصل حضرت اقدس کے باغ کے ٹھیکہ دار کی حیثیت سے قادیان میں رہا کرتے تھے اور اسی لیے اگر وہ جھوٹ بولنا گوارا نہیں کرتے تو خود بتا سکتے ہیں کہ قادیان میں رہ کر کتنی مرتبہ وہ حضرت اقدس کے ساتھ نمازوں میں شریک ہوئے اور کتنی مرتبہ حضرت اقدس کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے وغیرہ وغیرہ حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے کا انہوں نے کوئی التزام نہیں کیا اگر وہ قادیان میں کبھی رہے بھی تو باغ ہی میں طوطا کہانی پڑھتے اور درختوں کے کلٹنے میں اور لگانے کے انتظام میں۔ ہے پس وہ قادیان میں کام کاج چھوڑ کر نہ گئے تھے بلکہ کام کاج کرنے گئے تھے۔

رہا یہ امر کہ اب انہوں نے حضرت اقدس کے معاذ اللہ عقائد فاسدہ سے توبہ کی۔ ناظرین کے لیے یہ امر غالبًا دلچسپی کا موجب ہوگا (اور ہم مشکور ہوں اگر **ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار** بھی اسکا جواب دے) کہ مہر نبی بخش صاحب نے حضرت اقدس کے کن عقائد سے توبہ کی اور اس کے بجائے کیا حاصل کیا اگر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس کے رسائل کو پڑھا ہے اور ان امور پر اسنے اپنے اخبار میں جیسا کہ ظاہر ہے روشنی نہیں ڈالی تو وہ ہمیں معاف کریں گے اگر ہم یہ کہیں کہ اُنہوں نے جان بوجھ کر امر حق کو چھپایا ہے۔ بہرحال مہر نبی بخش نے مرزا صاحب کے عقائد کو چھوڑ کر اب کیا عقیدہ اختیار کیا وہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ وہ اس کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے اور نبی بخش کے عقیدہ سے کہاں تک متفق ہے

حضرت اقدس امام علیہ السلام کا عقیدہ ہے کہ احادیث جہانتک وہ قرآن کریم سے خلاف نہوں واجب العمل ہیں

مہر نبی بخش مطلق نہیں مانتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود کے آنے کے قائل اور مدعی ہیں

مہر نبی بخش کہتا ہے کہ کوئی مسیح یا مہدی آنے والا نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔

ایسا ہی مہر نبی بخش بھی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کو مانتا ہے۔

اب ہم دانشمند ایڈیٹر پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ وہ مہر صاحب کے عقائد کے ساتھ کہاں تک متفق ہے۔ ہم اس پر مفصل انشاء اللہ تعالیٰ کسی اگلی اشاعت میں لکھیں گے۔ سردست اسی قدر کافی ہے۔

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب میرزا خدابخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیرکوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب ٹیکہ ڈینٹ کو علاوہ محصولڈاک ملتی ہے۔

ولی اور عارف مسلمان عورتیں

حضرت آسیہ خانم

یہ عابدہ اور زاہدہ خاتون طائفہ بخاری باش کی محترم عورتوں میں سے ہیں۔ انکے والد بزرگوار کا نام محمد خان عزالدینلو تھا خاقان فتح علی شاہ ایران انہیں کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ سخاوت اور خیرات میں بہت مشہور تھیں اور انہوں نے اپنی ساری عمر عبادت الٰہی اور اعمال حسنہ ہی میں گذاری تھی۔ غرہ ذی حجہ ۱۲۱۳ھ میں وہ زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوئیں اور اسی سال بعد سفر خراسان بھول سے طہران میں وفات پائی۔ انکی نعش نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

حضرت آمنہ رملیہ

یہ عارفہ اور ولی اللہ خاتون تقریباً ۲۲۰ھ ہجری میں موجود تھیں لوگ انکو صاحب مقامات اور کرامات جانتے تھے۔ کبھی کبھی وہ بشر بن حارث کی زیارت کو جایا کرتی تھیں جو اُس زمانہ کے مشہور اولیا میں سے تھے۔ ایک تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب احمد بن حنبل بشر بن حارث کی عیادت کو تشریف لائے تو وہاں انہوں نے آمنہ سے ملاقات کی اور اُن سے دعا خیر کی آرزو کی۔

حضرت اَمَتُہ الجلیل

طبقات شعرانی میں مذکور ہے کہ امتہ الجلیل عرب کی صالح اور پارسا عورتوں میں سے تھیں اور مقام ولایت پر پہونچ گئی تھیں ایکمرتبہ جب انکے زمانہ کے ارباب سلوک اور صلحا میں ولایت کے معنی اور تعریف کی نسبت اختلاف ہوا اہل تحقیق نے اس مسئلہ میں اپنی اپنی جداگانہ رائے ظاہر کی تو آخر الامر یہ قرار دیا کہ امتہ الجلیل سے اسکے معنے پوچھے جائیں۔ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ولی وہ ہے جو ہر وقت یاد خدا میں مشغول رہے اور دنیا اس کے مزخرفات سے کوئی تعلق نہ رکھے اور بغیر خدا کے ایکدم بھی کسی شئے کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ولی کے معنے سمجھانے کے بعد امتہ الجلیل نے جماعت میں ارباب سلوک کی جانب مخاطب ہو کر کہا جب کوئی تم سے کہے کہ فلاں شخص ولی ہے اور وہ یاد حق کے سوا اور کسی کام میں مشغول ہے تو اس کی ولایت کو باور نہیں کرنا چاہیے اور اُسکو جھوٹا جاننا چاہیے۔

حضرت ام حسان

یہ عارفہ اور ولی اللہ بیوی کوفہ کی رہنے والیں اور صلاح و زہد مقامات اور درجات ایقان میں مشہور و معروف تھیں۔ کتاب نفحات الانس میں لکھا ہے کہ وہ مقام ولایت تک پہونچ گئی تھیں۔ سفیان ثوری ولی اللہ انہیں کے زمانہ میں تھے جو اکثر انکی زیارت کے لیے ان کے مکان پر جایا کرتے تھے ایک روز جب سفیان ثوری ام حسان کی اثاث البیت میں داخل ہوئے تو وہاں انہوں نے ایک پرانے بوریہ کے سوا کوئی چیز نہ پائی۔ اُسوقت انہوں نے اس مقدس بیوی سے کہا تم اپنے چچا کے بیٹے کو کسی چیز کے لیے کیوں نہیں کہتیں وہ تمہاری رعایت کریگا اسکے جواب میں ام حسان نے کہا تمہاری قدر اس کلمہ نے میری نظر میں کم کر دی جب میں عالم کے مالک حقیقی سے طلب دنیا نہیں کرتی تو کسی مخلوق ضعیف سے کیونکر کر سکتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ ایک آن بھی خدا سے غافل ہوں۔

حضرت ام علی

اس عارفہ باللہ عورت کا حال جس کی ولایت کو سب نے تسلیم کیا ہے کتاب نفحات الانس میں شرح اور بسط کے ساتھ درج ہے وہ احمد خضرویہ بلخی کی بیوی تھیں۔ شیخ ابو حفص کہتے ہیں کہ جب تک میں ام علی زوجہ احمد خضرویہ کو نہ دیکھا تھا اُسوقت تک میں عورتوں کی جنس ہی کو حقیر سمجھتا تھا اور اُن سے باتیں کرنا مکروہ جانتا تھا مگر جب اس پارسا عورت سے ملاقات ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ خداوند تعالے اپنی نعمت معرفت جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے

حضرت ام ہرون

طبقات شعرانی میں لکھا ہے کہ یہ مقدس بیوی اولیاء اللہ خائفین اور ماہرین میں سے تھیں۔ وہ فقط روکھی روٹی ہی پر قناعت کرتی تھیں اور دنیا کے کسی ساز و سامان سے غرض نہ رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنے سر میں بیس برس تک کنگھی نہیں کی تھی اسپر بھی ان کے بال اور عورتوں کے بالوں سے خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جنگل میں انہیں ایک بھوکا شیر ملا۔ انہوں نے کہا کہ آ اور میرے گوشت میں سے اپنی روزی لے یعنی مجھے کھا۔ یہ سنکر شیر نے اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا اور وہ دوسری سمت چلا گیا۔

حضرت بریرہ

یہ مقدس بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں جنکا نکاح قبل از آزادی معیث نامی ایک غلام سے ہوا تھا۔ جب وہ آزاد ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اب تم خود مختار ہو چاہو غلام کے نکاح میں رہو یا اس سے خارج ہو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ حضرت بریرہ صاحب کرامات تھیں ان کی کرامت اس واقعہ سے ثابت ہے جسکو خود عبد الملک مروان نے حسب ذیل بیان کیا ہے۔

جب میں خلیفہ نہ ہوا تھا تو اُسوقت

میں مدینہ میں بریرہ کے پاس اکثر آیا جایا کرتا تھا وہ مجھسے کہا کرتی تھیں کہ اے عبد الملک میں تجھہ میں عمدہ خصلتیں دیکھتی ہوں۔ اگر تو خلیفہ ہو اور زمام امور خلائق اپنے ہاتھہ میں لے تو اچھا ہے۔ جب تو اس مرتبہ پر پہونچے تو چاہیے کہ تو انسان کا خون نہ بہائے اور خونریزی سے پرہیز کرے کیونکہ میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جس شخص نے ایک سنگی بھر بھی خون ناحق بہایا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا عبد الملک بن مروان نے حضرت بریرہ کی نصیحت کے خلاف تخت حکومت پر بیٹھتے ہی خونریزی شروع کی اور حجاج وغیرہ بندگان خدا پر ظلم کیا۔ اُسوقت حضرت بریرہ نے وہی اپنی ہدایت یاد دلاکر اسکو ظلم اور خونریزی سے منع کیا۔

حضرت بلقیس

یہ ولی اللہ بیوی محمد بن بدر الدین بن سراج الدین بلقینی کی دختر نیک اختر تھیں۔ ان کے پردادا سراج الدین ابن حجر عسقلانی کے استاد تھے۔ گو ان کے تمام خاندان کے تمام لوگ اہل علم وفضل تھے۔ مگر ان سب کی شہرت اور افتخار کا باعث یہی لائق عورت تھیں۔ وہ علم ودانش۔ زہد وصلاح میں مشہور اور معروف تھیں۔ اس دار ناپائدار میں ساٹھہ سال سے زیادہ رہکر وہ ماہ ذی قعدہ ۸۴۱ھ کو راہی جہان جاودانی ہوئیں۔ اپنی عمر کے آخری دس سال انہوں نے راہ سلوک وایقان اور طریق عرفان کے مقامات طے کرنے میں صرف کیے تھے۔ جیساکہ ابن حجر نے کہا ہے یہ مقدس بیوی مشائخ طریقت میں شمار کی جاتی ہیں۔

حضرت تحفہ عربیہ

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ یہ عارفہ اللہ عورت جنکو مقام ولایت حاصل تھا ایک آدمی کی لونڈی تھیں اور وہ عود بجاتی تھیں اور گاتی تھیں۔ وہ اس قدر عشق حقیقی میں بیخود تھیں کہ انہیں اپنے کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا دن رات وہ آہ وزاری اور نالہ اور بیقراری میں مشغول رہتی تھیں۔ جب اہل خانہ ان کے اس شور وفغاں سے تنگ ہوے تو انہوں نے انکو پاگل خانہ میں بھجوا دیا۔ یہ حال دیکھکر ایک شخص سقطی نامی نے انہیں ان کے مالک سے کچھہ روپیہ دے دلاکر خرید لیا اور مجنون خانہ سے رہائی دی تحفہ عربیہ عاشقانہ اشعار بہت کہتی تھیں

حضرت حکیمہ دمشقیہ

یہ ولی اور عارفہ بی بی ملک شام کی بزرگ عورتوں میں سے تھیں۔ حضرت رابعہ شامیہ انہیں کی شاگرد ورشید تھیں۔ کتاب نفحات الانس میں رابعہ سے منقول ہے کہ ایک دن وہ حکیمہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جو تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھیں۔ حکیمہ نے رابعہ سے مخاطب ہوکر کہا سنتی ہوں تمہارا خاوند احمد بن الحواری کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ رابعہ نے جواب دیا کہ ہاں حکیمہ نے کہا کہ کوئی عاقل آدمی تو یہ قبول نہ کرے گا کہ اپنا دل خدا سے پھیر کے دو عورتوں میں لگائے۔ پھر انہوں نے قلب سلیم کی شرح کی جس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔

حضرت خدیجہ

یہ مقدس اور پارسا بیوی عبد الوہاب بن ہبتہ اللہ صوفی کی صاحبزادی تھیں۔ وہ حقیقت اور معرفت میں صاحب مقام ہوئی ہیں۔ شیخ محی الدین نے مسامرات میں انسے بہت روایتیں نقل کی ہیں۔

حضرت رابعہ عدویہ بالصرہ

یہ ام خیر بیوی جو پہلی صدی ہجری کی مشہور ومعروف عورتوں میں تھیں اسمعیل عدویہ کی دختر نیک اختر ہیں وہ شہر بصرہ میں رہتی تھیں۔ حقائق وعرفان اور کشف وشہود میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ امام ابو القاسم القشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اکثر رابعہ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتی تھیں کہ اے خدا جو دل تجھکو دوست رکھتا ہے کیا تو اسکو آگ میں جلائیگا ایکمرتبہ ہاتف نے اس کا جواب دیا کہ بدظنی نہ کر۔ پروردگار رحیم یہ کام نہیں کرتا ہے چونکہ یہ عورت صفائی قلب اور کمالات نفسانی میں اکثر مردوں سے بڑھی ہوئی تھیں اس سے ان کا لقب تاج الرجال (مردوں کی سرتاج) ہے وہ زہد اور تقوی میں ضرب المثل ہیں۔ جس عورت کی پرہیزگاری اور تقدس کی تعریف کرنا چاہتے ہیں تو اسکو اپنے زمانہ کی رابعہ بصری کہتے ہیں ان کے مشہور ومعروف ہمعصروں میں سے ایک حسن بصری تھے جنہوں نے ان کے شوہر کی وفات کے بعد ان سے عقد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اس درخواست پر رابعہ نے بطور امتحان ان سے حقائق ومعارف کے چند مسائل دریافت کیے بعد ازاں انہیں اپنے نکاح میں قبول کرنے سے انکار کیا۔

سفیان ثوری رح بھی انہیں کے زمانہ میں تھے۔ وہ ان کی بزرگی اور حالات کو خوب جانتے تھے اور اکثر ان کی زیارت کے لیے تشریف لیجاتے تھے۔ حقیقت اور معرفت کی جو مشکلیں سفیان ثوری کو درپیش ہوتی تھیں وہ رابعہ ہی سے پوچھتے تھے جنکو وہ بآسانی حل کردیتی تھیں۔ ایک روز سفیان نے رابعہ سے پوچھا کہ خدا کے ساتھہ جو تمہارا ایمان اور عقیدہ ہے اسکو تم مجھسے بیان کرو۔ رابعہ نے جواب دیا میں خدا کو بہشت کے شوق اور دوزخ کے خوف سے

عمرالدین

نہیں پوجتی بلکہ کمال عشق اور شرائط عبودیت کی وجہ سے اسکی عبادت کرتی ہوں۔

تمام ارباب سلوک رابعہ کو اہل کرامات سے جانتے ہیں اور ان سے روایتیں نقل کرتے ہیں۔ علاوہ کشف و کرامات کے ان کو علم عروض میں بھی کمال تھا اور وہ حقانی اشعار فرماتی تھیں ۱۳۵ھ اور بقول بعض ۱۸۵ھ میں ان کی وفات ہوئی اور انکا مزار شریف اب تک اہل سلوک و عرفان کا زیارت گاہ ہے۔

رابعہ شامیّہ

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ یہ پاک اور پارسا بیوی بھی طریق عرفان کے اعلیٰ مدارج پر پہونچی ہوئی تھیں اور اُن سے بھی کشف و کرامات بھی ظاہر ہوئے تھے احیاء العلوم اور دوسری کتابوں میں درج ہے کہ رابعہ کو احمد بن ابی الحواری سے نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی جو ان کے زمانہ کے اکابر میں سے تھے اور اس میلان کو انہوں نے احمد پر ظاہر کیا۔ اس کے جواب میں احمد نے کہا میرے انتقال اہل و عیال کرنے سے مانع ہیں۔ اس کا جواب رابعہ نے یہ دیا کہ خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اپنے اشغال میں مشغول ہوں اور اس عقد سے پیروی نفس مجھے مقصود نہیں بلکہ اس سے غایت یہ ہے کہ پہلے خاوند کا جو مال مجھے ملا ہے اسکو تم لو اور صالحین اور فقرا کو بانٹ دو۔ اور میں تمہاری وجہ سے اولیاء اللہ اور دوستان خدا سے ملاقات پیدا کروں۔ جب ابن ابی الحواری نے یہ کلام سنا تو انہوں نے اپنے شیخ ابو سلیمان الدارانی سے اسبات کی اجازت لی اور رابعہ کے ساتھ نکاح کیا۔ رابعہ نے اپنے شوہر کے لیے تین عورتیں مہیا کی تھیں۔ خود احمد سے روایت ہے کہ رابعہ میرے لیے طرح طرح

کے کھانے پکاتی ہیں۔ میرے کپڑوں میں عمدہ عمدہ عطر لگاتی ہیں اور مجھسے کہتی ہیں کہ ان عورتوں کے پاس جاؤ۔

روضۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک اور عورت رابعہ فتیہ بھی مشہور عابدہ و زاہدہ گذری ہیں۔

حضرت رابعہ جیلانیہ

یہ مشہور و معروف عارف باللہ بیوی عہد سلطنت محمد شاہ قاچار میں موجود تھیں ان کا اصلی نام حاجیہ ام سلمہ خانم ہے ان کے والد ماجد حاجی میرزا محمد رشتی وزیر گیلان اور ان کے شوہر حاجی میر اسمعیل رشتی تھے جو اس ملک کے مشاہیر اعیان میں سے تھے۔ جب مرشد کامل و سالک واصل حاجی محمد جعفر کبود رآہنگی گیلان میں پہونچے تو انہوں نے وعظ و پند کی مجلسیں گرم کیں ایک مجلس میں رابعہ بھی موجود تھیں ان پر جعفر کے وعظ کا اتنا اثر ہوا کہ پھر تا بزیست وہ تصفیہ قلب اور تہذیب اخلاق ہی میں مشغول رہیں۔ عارف ربانی حکیم صمدانی حاجی مولانا رضا ہمدانی سے جو ان کے زمانہ کے ایک مشہور بزرگ تھے انہوں نے استفادہ حاصل کیا تھا اور انہیں کی صحبت میں وہ رہتی تھیں جب بادشاہ مرحوم کو رابعہ کے کشف و کرامات کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے ان کو رابعۂ ثانیہ کا خطاب عطا فرمایا اور ہزار تومان اخراجات کے لیے مقرر کیے اور انہیں کرمان جانے کی اجازت دی۔ ان کے آثار اور باقیات صالحات سے اب تک کرمان میں ایک عمارت ہے جس میں بڑے بڑے مشاہیر مشائخ اور اولیاء کرام کی قبریں ہیں۔ سنہ ۱۲۸۰ھ میں مقام قم ان کی وفات شریف واقع ہوئی (ایڈیٹر تہذیب نسواں)

کتمان شہادت

یہ خلاصہ ہے ایک خطبہ کا جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مدظلہ العالی نے ایک جمعہ میں پڑھا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے نوٹ کر کے اپنے طور پر لکھا

(ایڈیٹر)

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ الخ

گواہی کو مت چھپاؤ (کیونکہ) جو شخص گواہی کو چھپائے اُس کا دل بدکار ہو جاتا ہے۔

کتمان شہادت حقہ کا نتیجہ دل کی بدکاری سے شروع ہو کر ہلاکت تک پہونچتا ہے خدا تعالیٰ نے ہر عقلمند انسان پر یعنی جب وہ بالغ ہو کر ہوش سنبھالتا اور امتیاز کی قوت سے حصہ لیتا ہے اور مکلف بنتا ہے دو گواہیاں فرض کی ہیں۔ سب سے پہلی شہادت جو عظیم الشان شہادت ہے یہ ہے کہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

یعنی میں بڑی قوت کے ساتھ اسبات کا حق ادا کرتا ہوں کہ **خدا ایک ہے**

یہ وہ شہادت ہے کہ خدا نے اس پر مہر لگا دی اور ملائکہ اور اولوا العلم بھی بول اُٹھے

أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

حقیقت میں اگر یہ شہادت پر حکمت اور بابرکت نتائج اپنے اندر نہ رکھتی تو یہ نرا دعوی ہی

دعویٰ ہوتا مگر اس کے نتائج نے بتا دیا ہے کہ یہ عظیم الشان شہادت ہے جیسے گوشت یا پانی یا ہوا یا روشنی کو جو مفید سمجھتے ہیں وہ اسی لیے مفید کہتے ہیں کہ ان کے نتائج مفید ہیں۔ گوشت یا روٹی کھانے کے بعد ایک قوت آتی ہے پانی اور ہوا زندگی کے لیے ضروری چیزیں ہیں اگر یہ الگ ہوں تو موت کا سامنا ہوتا ہے

اسی طرح پر

خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار اور پھر اسی واحد یگانہ لاشریک خدا کا ماننا یہ روح کی زندگی کے لیے ایسا ہی ضروری اور مہتم بالشان ہے جیسے پانی اور ہوا یا دوسری اشیاء ضروریہ کی چیزیں انسان کے جسم کے لیے۔

مگر

یقیناً یاد رکھو کہ پانی کے ہوتے ہوئے پیاس کا نہ بجھنا ممکن غذا کے بعد ضعف کا ہو جانا ممکن ہوا اور روشنی کے ہوتے ہوئے مرنا یقینی ہے لیکن خدا پر ہاں وحید و فرید خدا پر ایمان لانے کے بعد کبھی

ہلاکت نہیں

موت اگر آتی ہے تو ان قوموں پر جنہوں نے صفات الٰہی کا علم نہیں پایا۔ انکی حالت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ انکے اعمال اور اخلاق سے جس قسم کی تباہی کا پتہ لگتا ہے وہ ایک زبردست شہادت اس امر کی ہے کہ انہوں نے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کی شہادت حقہ کو ادا نہیں کیا۔

یہ فسق و فجور جو ہندوستان اور یورپ اور دوسرے ملکوں میں پھیلا ہے یہ علانیہ بدکاری اور شرابخواری کا دریا جو بہ رہا ہے اسکی جڑ کیا ہے؟ کہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی شہادت اٹھ گئی ہے۔

جیسے یہ ضروری امر ہے کہ خنزیر کھانے والوں کے اخلاق پر بہت برا اثر ہوتا ہے اور انمیں غیرت کم ہو جاتی ہے یا مردار کھانے والے چوہڑے چمار

علوم حقہ سے نا زندگی بے بہرہ ہوتے ہیں اسیطرح پر شرک کی نجاست پر منہ مارنے والے کبھی بھی اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی برکات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ خدا کی توحید کا اقرار ایک ایسی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے کہ جب وہ حقیقی طور پر انسان کی روح میں پیدا ہوتا ہے تو تمام بری عادتوں اور خصلتوں کو زائل کر دیتا ہے۔ عرب کی حالت پر نظر ڈالکر دیکھو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پہلے جب لات منات اور بتوں کی پرستش ہوتی تھے اسوقت ان کے جوہر اور صفات کیا تھے لیکن جب ان کا منہ ان بتوں اور پتھروں سے موڑا گیا اور واحد یگانہ خدا کے سامنے ان سے سجدہ کرایا گیا اور لاشریک ہستی پر انہیں ایمان دلایا گیا تو ان کی حالت میں ایک عظیم الشان

انقلاب پیدا ہو گیا

یہ ایک زبردست شہادت ہے میں اسپر اس لیے زور دیتا ہوں کہ قرآن کریم میں اسپر زور دیا گیا ہے کہ اخلاق فاضلہ اور حسن معاملات کی اصل جڑ خدا کی ہستی ہے جسپر ایمان لاتا ہے جب تک لاشریک الوہیت سمجھ میں نہ آئے اسوقت تک ذوق اور لطف سے نیکی نہیں کر سکتا۔ میرا ایمان یہی ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کی صفات پر پورا ایمان ہو تو انسان ضرور بدیوں سے بچ جاوے۔ چور چوری کرتا ہے صرف اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت رازقیت پر ایمان نہیں رکھتا اگر وہ خدا تعالیٰ کو رزاق مانتا اور اسبات پر ایمان لاتا کہ

فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ

خدا کا فرمان سچ ہے تو کبھی چوری نہ کرتا جیسے ایک دولتمند کی دعوت کی آواز سنکر یقین کر بیٹھتا ہے اگر اس

آواز کو خدا کی آواز سمجھتا تو یقیناً سیہ کاری سے اسکو نجات اور مخلصی ملجاتی۔

مینے عمدہ سے عمدہ کھانے کھا کر دیکھے ہیں اور عورت و مرد کے تعلقات کی عجیب کیفیت کو بھی سمجھا ہے خدا تعالیٰ نے میرے قویٰ میں مادہ رکھا ہے کہ وہ ہر ایک فعل سے ایک کیفیت حاصل کرتے ہیں مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مینے اندازہ کیا ہے کہ جو سرور اور لطف اس ایک امر میں مینے اٹھایا ہے کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے اور وہ قرآنی صفات کا خدا ہے اس یقین کا جو لطف آتا ہے وہ کسی کھانے کا یا جماع میں نہیں آتا۔ اس سے یقین ہوتا ہے اور روح چیخ اٹھتی ہے کہ جو کچھ بدکار کرتے ہیں اور فسق و فجور میں مزہ لیتے ہیں وہ خدا کے ماننے کی لذت سے بے بہرہ ہیں کون دانشمند ہوگا جو پلاؤ کے مقابل میں ایک جلی ہوئی جو کی روٹی کو پسند کرے؟ کوئی بھی نہیں اسی طرح پر یہ مزے فسق و فجور کے مزے ہیں انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اگر یہ انکو نہیں چھوڑتا تو وہ خود اسکو چھوڑ جاتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کی محبت میں وہ قوت اور طاقت ہے کہ بڑھاپے میں بھی جوان رعنا بنا دیتی ہے۔

الغرض

یہ شہادت نہایت ہی قوی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں جس قسم کی زیادتیاں انسانوں کے حقوق میں ہوئی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ

خدا پر ایمان نہیں

مینے شروع میں کہا تھا کہ انسان پر دو گواہیاں فرض ہیں ایک یہ کہ پکار اٹھے کہ ایک ہی خدا ہے دوسری گواہی یہ ہے کہ اگر کسی ہمجنس کے حق کیلئے گواہی دینی پڑے تو اسے نہ چھپائے۔ خدا تعالیٰ نے

اپنے لیے بھی اور انسانوں کے واسطے بھی شہادت کا نقطہ رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کارخانہ عالم کے دو ہی ستون ہیں ایک یہ کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے دوسرے ہمجنسوں کے حقوق۔ دوسرے الفاظ میں اس کو۔

حقوق اللہ اور حق العباد

کہتے ہیں۔ جیسے شرک الٰہی سے زمین وآسمان پھٹ پڑتے اور پہاڑ چور ہو جاتے ہیں اسی طرح جب حقوق بنی آدم کو ضائع کیا جاتا ہے۔ ظلم۔ طغیان۔ عصیان بڑھتا ہے تو تختہ پلٹ جاتا ہے یہود پر جو تباہی اور مصیبت آئی اس کے بہت سے وجوہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ منکر پر انکار چھوٹ گیا تھا جس سے رفتہ رفتہ ان کے دل سیاہ ہو گئے اور آخر برص کی طرح وہ داغ بڑھا جس نے اُن کو ہلاک کر دیا

الغرض

یہ بڑی ضروری بات ہے کہ انسان شہادت حقہ کو ہرگز نہ چھپائے۔ مگر اس زمانہ پر سخت افسوس ہے کہ لوگوں نے اس کیفیت کو نہیں سمجھا آہ مار کر کہنا پڑتا ہے کہ گویا انہوں نے خدا کو ہی نہیں سمجھا۔ خدا کو ماننا کیا تھا؟ یہی کہ اس کی مخلوق کے حقوق کو تلف ہونے سے بچائے۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کو چار پیسے دیے جاویں تو وہ جھوٹی گواہی دینے کے واسطے طیار ہو جاوے گا میں نے سیالکوٹ میں دیکھا ہے کہ ایک مقدمہ میں جس کا وقوعہ سیالکوٹ کا تھا حیدر آباد دکن اور سورت اور آگرہ الہ آباد سے گواہ منگوائے گئے جنہوں نے اپنے خیال میں دوستی کا حق ادا کیا اور کچھ کرایہ لے کر چلے گئے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ جھوٹ کے لیے ایمان فروشی کی جاتی ہے اور سچی گواہی سے جسکا بدلہ خدا کی ذات ہے انکار کیا جاتا ہے

میرے دوستو!

نبیوں کے حالات پر غور کرو۔ اس پاک ذات کو اور اُس کے ماننے والوں پر درندوں کی طرح حملہ کیا گیا بات کیا تھی یہی کہ اُنہوں نے سچی شہادت دی تھی۔ پس سچی شہادت کو جو چھپاتا ہے وہ اپنے دل کو سیہ کار بناتا ہے۔ یہاں جسم کا معاملہ نہیں کہ جس کی انتہا ہو جائیگی۔ دل اگر بیمار ہے تو اُس کے لیے واویلا ہے کیونکہ اس کی انتہا قبر تک ہی نہیں ہے

اس زمانہ کی سچی شہادت ادا کرنے والے کی بھی ایک نظیر تمہارے پاس موجود ہے۔ ایک شخص تم میں سے ہی اُٹھا اور اُس نے کس زور و شور کے ساتھ اس شہادت حقہ کا اظہار کیا جو اس کے پاس تھی کہ مسیح ابن مریم مر گیا اور آنیوالا مسیح میں ہوں۔ اسپر جو شور قیامت برپا ہوا ہے وہ تم سے مخفی نہیں اگر وہ یہ نہ کہتا تو یقیناً آج اس کی مخالفت کرنے والے بھی اس کے غلام ہوتے مگر اسکو ذرہ بھی پروا نہ ہوئی۔ حق ادا کر دیا۔ میں خود دہلی میں موجود تھا جب ایک مولوی نے دہلی کے علما کی طرف سے وکیل ہو کر کہا کہ مثیل مسیح کا دعویٰ چھوڑ دیں میں علمائے دہلی کی طرف سے دستخط کرائے دیتا ہوں مگر خدا کے مسیح نے کہا کہ یہ خدا کا فعل اور امر ہے میں اسکو نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا مخالف ہو جاوے

پس

اس زندہ نظیر کو دیکھو اور اس سے سبق حاصل کرو کبھی اخفای حق کی کوشش نہ کرو۔ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے شہادت حقہ کے ادا کرنے میں مرد میدان بنو اور دنیا کی کسی عزت اور زید و بکر کی پروا نہ کرو۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم کتمان شہادت حقہ کے ملزم نہ ہوں کیونکہ ساری توفیق اُسی کے ہاتھ میں ہے وھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

المـــین

کتاب عسل مصفّٰی اسم بامسمّٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی نبیہ فالہ

امابعد کتاب عسل مصفی خاکسار کی حالت مرض عنب خالصہ میں پہونچی۔ اکثر ابواب و فصول اُس کے بعد افاقہ کے مطالعہ کیے گئے۔ جسقدر مسائل سلسلہ احمدیہ مندرجہ آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ سے تعلق رکھتی ہیں اُن سب کی تحقیقات عجیب و دلائل قویہ اور براہین سنیہ کے ساتھ بہ ترتیب عجیب و غریب کی گئی ہے جو طالب حق کے لیے ثبوت وفات مسیح اور اثبات دعاوی مسیح موعود میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہتا اور علاوہ اس کے حضرت خاتم النبین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کے اثبات کے لیے ایسے ایسے شواہد اس کتاب میں مندرج کیے گئے ہیں کہ مخالفین اسلام کو بھی بشرط طلب حق کے بجز تصدیق رسالت کے چارہ نہیں ہے کیونکہ جب پیشین گوئیاں خواہ مندرجہ قرآن مجید ہوں یا احادیث یا مندرج عہد عتیق اور عہد جدید ہوں جبکہ اُن کا وقوع اس قرن میں ایسا ثابت کیا جاوے کہ ہر کہ و مہ اُن کا مشاہدہ کر لیوے تو پھر امر مشاہد کا انکار کوئی کیونکر کر سکتا ہے فاضل مصنف نے اس کتاب میں صدہا پیشین گوئیاں مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی اسطرح پر معہ شرح درج فرمائی ہیں کہ ناظرین کو اُن کے وقوع کا مشاہدہ کرا دیا ہے وللہ در المصنف مسیح موعود کے زمانہ کا سنہ مع تاریخ کے چودھویں صدی میں ثابت کر دیا ہے جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء ترتیب ابواب و فصول ایسی عمدہ ہے جیسا کہ اشکال اقلیدس کی ترتیب ہوتی ہے جس سے مخالفین اندرونی کے لیے اس ترتیب کے ساتھ بجز جتوں کے

چارہ نہیں ہے۔

باب اوّل

میں تقدیم کتاب اللہ کے سائر ادلہ شرعیہ پر بیان کی ہے اگرچہ یہ مسئلہ تقدیم کتاب اللہ کا باجماع اہل اسلام مسلم ہے لیکن ابنا ر زمان نے اس مسئلہ کو پس پشت ڈالدیا تھا لہذا فاضل مصنف نے ابنا زمان کی تنبیہ کے واسطے اس مسئلہ کو بھی ادلہ مسلمہ فریقین سے ثابت کیا ہے کہ اب بجز قبول کے چارہ نہیں رہا۔

باب دوم

جو حدیث کے واجب العمل ہونے میں لکھا ہے ایک عجیب وغریب بیان ہے معہذا عرض سنت علی الکتاب کا مسئلہ جو ابنا ر زمان پر مخفی تھا اس کو بھی عمدہ طور سے بدلائل کتاب وسنت مبرہن کیا ہے جس سے صدہا نزاع واقعہ بین المسلمین کا جو متعلق احادیث ہیں فیصلہ ہو جاتا ہے۔

باب سوم

تفاسیر قرآنی کے بیان میں ہے اسباب میں قبول وعدم قبول تفاسیر کے لیے عجیب وغریب اصول ممہد کیے ہیں جن کے مرعی رکھنے سے صدہا وہ اغلاط دفع ہو جاتے ہیں جنکو ابنا ر زمان نے قرآنی تعلیم سمجھہ رکھا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء

باب چہارم

بشارات محمدیہ وعیسویہ جو آسمانی والہامی کتابوں میں مندرج ہیں تحریر کر کے یہ دکھلایا ہے کہ جبکہ یہ جملہ بشارات اور پیشگوئیاں استعارات ومجاز وتشبیہ وغیرہ پر مشتمل ہیں معہذا ابتدائے اسلام سے لیکر آجتک تمام اہل اسلام انکو استعارہ اور مجاز کے ساتھہ تسلیم کرتے چلے آئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح موعود کی پیشگوئیوں میں استعارہ اور مجاز نہ مانا جاوے کہ اس صورت میں تو اہلکتاب یہود ونصاری کی بھی انکار رسالت آنحضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں معذور قرار دیے جاوینگے ونعوذ باللہ منہ کیونکہ تمام ابواب رویا ومکاشفات کے جنہیں استعارہ اور مجاز اکثر ہوا کرتا ہی مسدود ہو جاوینگے وھو خلاف ما اجمع علیہ جمیع اھل الکتاب

باب پنجم

میں مجددین ماسبق کی تفصیل مشرح طور پر بیان کی ہے اور حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کی ایک شرح عجیب وغریب بیان کر کر ناظرین کو اسطرف متوجہ کیا ہی کہ کیا وجہ ہے جو صدی چہار دہم باوجود کثرت فتن اور حدوث شرور کثیرہ کے مجدد سے خالی جاوے حالانکہ دین اسلام کیلئے بسبب کثرت فتن عظیم کے اس صدی میں ایک عظیم الشان مجدد کی سخت ضرورت واقع ہے۔

فراموشت شد ای قوم احادیث رسول اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

باب ششم

محدث کے بیان میں ہے اسباب میں دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ اس امت مرحومہ میں واسطے اظہار ان حقائق قرآنیہ اور لطائف فرقانیہ کے جنکی اسلام کو ہر قرن میں ایک خاص ضرورت واقع ہوا کرتی ہے محدّث اور ملہم کا ہونا بھی ضروریات سے ہے جس کے ظہور سے باغ اسلام ترو تازہ رہ کر ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا کا مصداق بنا رہے۔

باب ہفتم

میں علاوہ احادیث کے مسیح موعود کے لیے اشارات لطیفہ قرآن مجید سے استنباط کیے ہیں جن کے مطالعہ سے ناظرین منصفین کو نہایت لذت روحانی حاصل ہوتی ہے وللہ درّ المؤلف الفاضل

باب ہشتم

میں مسیح کا وفات پایا جانا ایسا بیان کیا ہے کہ گو یا مشاہدہ کرا دیا ہے اور تمام مسائل متعلقہ وفات ونزول وغیرہ اس شرح اور بسط سے بیان کیے ہیں جو اور کسی کتاب میں اس شرح سے یکجائی تحریر نہیں کیے گئے۔ اس باب میں طویل الذیل بن فہرست فصول کی اول کتاب میں درج ہے ناظرین اسکو ملاحظہ فرمادیں۔ یہ باب اسقدر طویل الذیل اور کثیر الابحاث ہے کہ صفحہ ۴۹ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۴۵ پر ختم ہوا ہے مگر کاتب نے تحریر نمبر فصول وابواب میں کسیقدر سجگہ پر اور دوسرے مقام پر بھی کسیقدر نمبروں میں غلطی کی ہے جسکو ناظرین صحیح کرسکتے ہیں

باب نہم

میں بدلائل عقلیہ ونقلیہ بیان کیا ہے کہ مراد ابن مریم سے حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب ہیں اور ایسے دلائل سے اس مسئلہ کا ثبوت دیا ہے کہ مسلم و یقینی ہیں۔ اور ۲۲ وجوہ موجبہ ایسے لکھے ہیں جن سے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کو حضرت عیسی علیہ السلام سے مناسبت اور مشابہت تامہ ہے پھر کیا وجہ کہ انکو ابن مریم نہ کہا جاوے

باب دہم

میں اما مکم منکم کی ایک شرح عجیب وغریب کی گئی ہے اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا بنی اسحق سے ہونا ثابت کر کر یہ دکھلایا ہے کہ وہ کامل مجددیت جو مہدویت اور مسیحیت کی جامع ہو اور دونوں شانیں اپنے اندر جمع رکھتی ہو قریش سے منتقل ہو کر اب بنی اسحق میں آگئی ہے جس کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں جیسا کہ نبوت اور رسالت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں جو بنی اسمعیل سے ہیں جلوہ گر ہوئی تھی ہاں فرق اسقدر ہے کہ وہاں پر ختم نبوت ورسالت تھا اور یہاں پر ختم ولایت ہے۔ اس باب میں فاضل مؤلف نے ایسے دلائل لطیفہ درج کیے ہیں

جس سے ایمانی قوت ترقی پذیر ہوتی ہے اور وہ تمام توہمات جو ابنا ر زمان مہدی مسعود اور مسیح موعود کے بارہ میں رکھتے ہیں دور ہو جاتے ہیں۔

اس باب میں وجوب بیعت امام الزمان کا مسئلہ بھی بخوبی حل کر دیا گیا ہے جس سے فریقین سنی و شیعہ کو بجز قبول کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔

باب یازدہم

باب خاتم الابواب ہے اور ۲۲ فصول پر مشتمل ہے جو بہت ہی کثیر الابحاث ہے صفحہ ۴۱۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۵۱۸ پر ختم ہوا ہے میرے خیال میں وہ ہدایات اور ابحاث اس باب میں مندرج ہیں جنکو دلالات موصلہ الی المطلوب کہا جا سکتا ہے جو صاحب اس باب کو بنظر انصاف و امعان نظر مطالعہ فرماویں گے وہ بالضرور منزل مقصود کو پہونچکر خاکسار کے یہ شعر مندرجہ سرلوح اعلام الناس اول حصہ پڑھنے لگیں گے۔

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد
مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر صد
سلامی از رسول اللہ بر نوای مسیحا ہم
شدہ حاضر رسانم تا شود حاصل بنا ہم
منور کن دلم را با الٰہی از کتاب اللہ
بفیض آں امام قادیانی عارف و آگاہ

خاتمہ بالخیر

میں جو بخدمت علماء زمان اپیل کیا ہے وہ کیسا بر محل واقع ہوا ہے کہ بعد ملاحظہ وجوہ اپیل مندرجہ کتاب کے ہر ایک روح جو صدق و راستی کی طالب ہو گی خود بخود اس اپیل کو بتسلیم اور منظور کر کے ہر دو قصیدہ مدحیہ مولوی عبد اللہ صاحب وغیرہ کی پڑھنے لگیگی جو آخر میں درج ہیں اور مناجات کا ورد کریگی۔ خاکسار ہر ایک اپنی دوست کی خدمت میں تاکید عرض کرتا ہے کہ اس کتاب کو ضرور ہم ایک نسخہ ضرور اپنے مطالعہ میں رکھے۔ (سید محمد احسن امروہوی)

اہل سائنس کی بلند پروازی

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہو تیری کبریائی کی

اگرچہ علم برق ابھی ابتدائی حالت میں ہے حتیٰ کہ ابتک یہ بھی تحقیق نہیں ہوا کہ بجلی کیا چیز ہے لیکن حضرت انسان کی بلند پروازی اور اُس کے خیال کی پہنچ دیکھنی چاہیے کہ آپ کہانتک منصوبے بنا کر بیٹھے ہیں۔ بس خدائی دعوی کرنے میں کچھ یونہی سی کسر باقی ہے۔

نکولا ٹسلا امریکن ماہر علم برق کے نام سے ناظرین واقف ہیں یہ شخص جسکی عمر ۴۴ سال کی ہے ہنگری کا باشندہ ہے۔ ۱۸۸۱ء میں وہ محکمہ ٹیلیفون ہنگری میں انجنیر تھا۔ کچھہ دن پیرس میں بجلی کی روشنی کا اہتمام کرتا رہا۔ ۱۸۸۴ء سے نیویارک میں مسٹر ایڈیسن (موجد فونوگراف وغیرہ) کے کارخانہ میں ملازم رہا اور چندروز کے بعد اُس نے علم برق میں وہ کمال بہم پہنچایا کہ اب اُس کی شہرت ایڈیسن سے کچھہ کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ حال میں ایک رپورٹر اخبار نے نکولا ٹسلا سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو میں اُس نے بیان کیا کہ وہ زمانہ بہت دور نہیں ہے کہ سمندر کے پار بغیر تار برقی پیام رسانی نہایت ہی کم خرچ پر ہوا کریگی اور اُس نے یہ بھی دعوی کیا کہ میںنے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ بات بلاکسی شبہ کے عملی طور پر ممکن ہے کہ ہم بجلی کو اتنی دور بھیج سکیں کہ آسمان کے قریبی ہمسایوں یعنی عطارد اور مریخ وغیرہ

سیاروں کے باشندوں سے بات چیت

کر سکیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں تو مطلق شبہ نہیں کہ ہم سیاروں تک پیغام بھیج سکتے ہیں اور یہ امر ممکنات سے ہے (اگرچہ یقینی نہیں) کہ وہ ہمیں جواب دیں۔ وہ کہتا ہے کہ آیندہ زمانہ میں انجنیروں کا سب سے بڑا کام یہ ہوگا کہ بجلی کی طاقت ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل کیا کریں۔ دریاؤں کی آبشاروں میں بجلی کی طاقت کا غیر محدود خزانہ ہے اور یہ طاقت دنیا کے ہر حصہ میں انسان کی خدمت کے لیے منتقل ہو سکتی ہے بغیر کسی تار کے۔ بعض خوش قسمت ملکوں کے لیے جو آبشاروں کے مالک ہیں

آمدنی کا ایک نیا ذریعہ

نکل آئے گا۔ مثلاً امریکہ۔ کینیڈا۔ جنوبی و وسطی امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ سویڈن اور ہندوستان جہاں بڑے بڑے آبشار واقع ہیں جس وقت یہ کام جاری ہو گیا انسان زمین کے ہر حصہ میں بجلیاں مستفید ہو سکیں گے۔ بنجر زمینوں کو سرسبز و شاداب کرنا اور کنوؤں اور چشموں کے پانی سے آبپاشی کرنا بہت ہی آسان ہو جاوے گا۔ کیونکہ بجلی کی طاقت سے کلیں بہت تھوڑے خرچ سے چلیں گی۔ ویران اور بیابان صحرا تختۂ گلزار بنجائیں گے اور انسانی زندگی پر زیادہ پر لطف ہوگی۔

نکولا ٹسلا کا ایک اور بھی منصوبہ ہے کہ پانی اور سٹیم اور بجلی کی طرح

شعاع آفتاب سے خدمت

لی جائے۔ وہ بغیر ایندھن کے حرارت بہم پہونچانے کی تدبیر سوچ رہا ہے وہ شعاع آفتاب پر قبضہ کرنا چاہتا ہے کہ انسان کے لیے ایک اور عنصری خدمتگار ہاتھ آجائے کہ اُس کا حکم مانے اور مرضی کے موافق کام دے۔ وہ بہت بڑے بڑے آتشی شیشوں سے شعاع شمس کی حرارت ایک نقطہ پر مجتمع کرنا چاہتا ہے۔ جسوقت حرارت شمس کا بڑا ذخیرہ حاصل ہونے لگا تو بجلی کی طرح اُس کو جہاں دل چاہے منتقل کرنا آسان ہوگا اور دنیا میں کوئلہ اور لکڑی کا خرچ نہ ہوگا۔

ٹسلا کہتا ہے کہ اس طرح سے بجلی ایسی سستی ہو جائیگی کہ غریب سے غریب کارخانہ دار برائے نام خرچ پر جو سٹیم سے بہت ہی کم ہوگا استعمال کر سکے۔ تمام ریلیں اور جہاز بجلی کی طاقت سے چلیں گے اور غریب سے غریب آدمی بجلی پیدا کرنے کے نئے طریقہ سے مستفید ہوگا کیونکہ کھانا پکانے۔ روشنی

دیئے اور حرارت بہم پہونچانے کا تمام کام بجلی سے لیا جائے گا جس کی قیمت کوئلہ لکڑی اور مٹی کے تیل سے بھی کم پڑے گی۔ لیکن تمام مذکورہ بالا دعوی محض بے حقیقت اور رویے نمود نظر آتے ہیں۔ ٹسلا کے اس خواب کے سامنے کہ وہ بے شمار نئی دنیاؤں کا خفا سے ظہور میں لاتا اور اُن کا فنا کرتا قوت بشری کی دسترس کے حیطۂ امکان میں خیال کرتا ہے۔

لارڈ کیلون کی تھیوری پر ٹسلا نے اپنے خیال کی بنیاد قائم کی ہے۔ اور

اجرام فلکی پیدا کرنا

وہ انسان کے لیے ناممکن نہیں بتلاتا لارڈ کیلون کی تھیوری یہ ہے کہ تمام مادے کی اصلیت ایتھر ہے جو ہوا سے بدرجہا زیادہ لطیف اور نظر نہ آنے والی شئے ہے۔ ایتھر تمام غیر محدود خلا میں پھیلا ہوا ہے۔ دوسری چیزوں اور ایتھر کے ذروں میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ ہر وقت گردش میں رہتی ہیں، اور ایتھر کے ذرے ساکن رہتے ہیں۔ پس تمام مادہ کیا ہے؟ متحرک ایتھر ہے۔ حرکت کرنے سے ایتھر کثیف ہو جاتا ہے اور آخر بڑے بڑے اجرام فلکی اور پانی ہوا اور مٹی اور معدنیات وغیرہ اسی سے بنجاتے ہیں مادہ کی تمام مختلف شکلیں محض ایتھر کی بدلی ہوئی صورتیں ہیں جس وقت مادے کے ذروں کی حرکت بند ہو جائے تو ہر ایک چیز پھر اپنی اصلی حالت پہ آکر ایتھر بن جائے گی اور نظر سے غائب ہو جائے گی۔ پس اگر دنیا میں کسی شے کے ذرّوں کی حرکت غایت درجہ سردی سے بند کر دیجائے تو وہ ایتھر کی شکل میں منتقل ہو کر نظر سے مخفی ہو جائے گی اور بخلاف اس کے کسی اور طاقت کے ذریعہ ایتھر کو متحرک کیا جائے تو مادہ ظہور میں آئے گا یعنی بجلی یا حرارت کا کافی ذخیرہ انسان کے قبضہ میں ہو تو وہ ایتھر سے جسقدر چاہے اجرام فلکی ظہور میں لا سکتا ہے اور جب

دل میں آئے مٹی کے کھلونے کی طرح توڑ پھوڑ کر نظر سے غائب کر سکتا ہے ٹسلا نے کہا کہ یہ خیال اگرچہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے لیکن اہل سائنس کے نزدیک مادہ کے غیر فانی ہونے کے اصول کے خلاف نہیں ہے اور سائنٹفک ممکنات میں سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات ذہن میں لانے کے لیے تخیل سے زیادہ کام لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ آفتاب کی حرارت پر قبضہ کرنے کے بعد عالموں کا ظہور میں آنا اور فنا ہونا شاید انسان کی دست اندازی کے بغیر خود بخود ہوا کرے۔ اگر آدمی ایسا کر سکا تو اس کی طاقتیں فرشتوں کی سی ہونگی کیونکہ وہ ہر ایک قسم اور مقدار کا مادہ پردۂ خفا سے ظہور میں لاسکے گا اور ہر ایک نظر میں آنے والی شئے کو اسکی اصلی حالت میں منتقل کر سکے گا اس نے کہا کہ یہ انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

اگر بالفرض محال مان بھی لیں کہ نکولا ٹسلا کے واہمہ نے جہاں تک خیال دوڑایا کہ سب کچھ عملی صورت اختیار کرلے تو بھی انسان ایسا ہی محتاج اور عاجز رہیگا جیسا کہ اب ہے کیونکہ وہ ایک ذرہ کی تخلیق پر قادر نہیں ہے۔ البتہ وہ خدا کے بنائے ہوئے مادہ کی شکل بدل سکتا ہے پانی کو گیس اور گیس کو پانی بنا سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ ایتھر کو مادہ کی شکل میں منتقل کرے اور شائد خدا اس سے بھی زیادہ قدرت کے راز اپنے بندوں پر کھولدے لیکن یہ کالے سر والا اپنی ہستی کو نہ بھول جائے اس کی اس میں خیر ہے۔ پہلے سب کچھ ہو چکا ہے۔ حکماء یونان کو طلسمات اور نیرنجات میں کہاں تک دخل تھا پرانی روایتوں سے پتہ لگتا ہے جنپر اب کوئی یقین نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو کہ وہ ایتھر کو حرکت دیکر حسب دلخواہ مکانات اور باغات بنا لیتے ہوں۔ اور چشم زدن میں مٹا دیتے ہوں لیکن ان حکیموں کا اب کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے اسیکو ذات کو ہے

بے اختیار یونہیں ہے یہ آدمی کا دل
کیا جائے کیا کرے جو خدا اختیار دے

مختلف واقعات

مذہبی جنگ۔ سرحدی علاقہ تیراہ میں اورکزئیوں کے شیعہ اور سنی فرقوں میں ۲۰ تاریخکو اور ایک معرکہ ہوا۔ جس میں پینتیس آدمی کام آئے۔

افسوس ہے اٹلی کے شہر نیپلز میں بھی طاعون پھوٹ پڑا ہے وہاں کے گھاٹ پر پانچ کیس ہوئے۔

شاہی ملاقات سرکار حضور مہاراجہ نیپال جو دھیپور نے مارکٹ ہاربر میں لارڈ جارج ہملٹن صاحب سے ملاقات کی۔ اور پھر شاہ ایڈورڈ ہفتم کے ساتھ ملاقات کی جو نہایت تپاک سے پیش آئے۔

افریقہ کی نسبت امریکن پولیسی مسٹر روزویلٹ پریسیڈنٹ امریکہ نے بیان کیا کہ معاملات بوئر سے بالکل الگ تھلگ رہیں گے۔ اور کسی بوئر سفارت کے ساتھ سرکاری طور پر ملاقات نہیں کی جاوے گی

شہنشاہ روس کا ہمشکل۔ ایک روسی کونٹ بعینہ شہنشاہ روس کا ہمشکل ہے۔

بالوں کی آرائش۔ یونانی عورتیں ایک سو سینتیس قسم کے بال گندھوانی ہیں

جاپان میں مسلمان۔ جاپان میں صرف ایک ہی مسلمان طالب العلم اسوقت تک موجود ہے۔ اسکی ایک سلسلہ میں علاوہ دیگر کئی باتوں کے ایک یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے حکم دیا ہے کہ ہندوستان کا کوئی طالب علم جاپان کے کسی کالج یا یونیورسٹی میں اسوقت تک داخل نہ ہو سکے جب تک کہ اس کے پاس کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ایسا سارٹیفکٹ موجود نہو جسپر برٹش کونسل کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔ پس جاپان جانیوالے طلبا کو قبل روانگی اس سند کا بہم پہنچانا ضروری ہے۔

رجسٹرڈ ایل ۷۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت سالانہ پیشگی عوام سے ۵ر خواص اور معاونین سے عنلہ ر ہندوستان سے باہر ۷ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیان بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۳۸ | دار الامن والامان قادیان ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

تبتل کی حقیقت

گذشتہ اشاعت میں جو ہم نے وعدہ کیا تھا کہ حضرت اقدس کا ایک کرامت نامہ جو اسی مضمون پر ہے۔ انہیں کالموں میں بغرض مزید تشریح تبتل درج کریں گے اس وعدہ کے ایفاء کے لئے ذیل میں وہ کرامت نامہ درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ عین انتظاری کی حالت میں پہونچا خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہانتک شکر کروں اور کیونکر اس کی نعمتوں کا حق بجا لاؤں کہ اس پر ظلمت زمانہ میں مجھ جیسے غریب تنہا بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست اُس نے میسر کئے سو اسی سے میں یہہ دعا مانگتا ہوں کہ آپ کو اپنے الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین

اور تبتل تام کی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہیں۔ یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے جو بغیر فناء اتم کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ فی الحقیقت اسی کا نام فناء اتم ہے کہ تبتل تام حاصل ہو جائے اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے کہ جب ہر ایک حجاب کا خرق ہو کر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جائے۔

حجاب دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ اور کچھہ نظر اور فکر کی حاجت نہیں۔ جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیطرف توجہ کرنا۔ مخلوق سے مرادیں اور حاجات مانگنا۔ اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت میں مبتلا رہنا اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھہ امید رکھنا۔ اور زید عمر کے وجود کو وجود سمجھنا کسی کو کارخانہ ربوبیت کا شریک سمجھکر حق ربوبیت میں شریک ٹہرا دینا عبادات یا اعتقادات میں کسیکو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا حضرت باری کے امر اور نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہش کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا اور بندگی اور فرمانبرداری کی حد پر نہ ٹھہرنا یہ تو وہ سب حجب ہیں۔ جو بدیہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک کو سمجھہ آسکتے ہیں۔ بشرطیکہ فطرت صحیحہ میں کچھہ خلل نہو۔

دوسری قسم کے حجاب وہ ہیں جو نظری ہیں جن کے سمجھنے کے لئے کامل درجہ پر عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیے اور وہ یہہ ہے کہ اسماء اور صفات الٰہیہ تک رابطہ محدود رہے اور ذات بحت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت بغرض حصول اُس کے انعام و اکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء و صفات الٰہیہ پر نظر رکھتا ہے اور محبت ذاتی کے شربت عذب سے ابھی کچھہ اس کو نصیب نہیں اور اُسکا رابطہ معرض خطر میں ہے کیونکہ اسماء و صفات الٰہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ میں تجلی نہیں فرماتیں کبھی جلال اور کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف ہوتا ہے

غرض

ان دونوں قسموں کے حجابوں سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولٰے حقیقی سے ذاتی طور پر محبت پیدا کرے۔ اور اس محبت کی راہ میں کوئی روک نہ رہے۔ اور نہ منجملہ ....

ظاہری اور باطنی اور افاقی اور انفسی

حجابوں سے کوئی حجاب بہی نہ رہے۔ تو یہ وہ مرتبہ ہے۔ جسکو تبتل تام کہنا چاہیے اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام اور ایلام محبوب کا ایک ہی رنگ مین دکہائی دیتا ہے بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی زیادہ محبت بڑہتی ہے اور پہلی حالت سے آگے قدم بڑہتا ہے۔ بات یہہ ہے کہ جب محبت ذاتی کی موجین جوش مین آتی ہین تو **اسما** اور **صفات** پر نظر نہیں رہتی اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی کی یاد مین ہو جاتا ہے۔ اور محبت اللہ کا تعلق ذات باری کیطرح بیچون اور بیچگون ہوتا ہے اور محب صادق کسیکو اس بات کی وجہ نہین بتلا سکتا۔ کہ کیون وہ اس محبوب سے محبت رکہتا ہے۔ اور کیون اس کے لئے بدل و جان فدا ہو رہا ہے اور اس محبت اور اطاعت اور جانفشانی سے اس کی غرض کیا ہے کیونکہ وہ ایک جذبہ الہی ہے جو بطور موہبت خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے کوئی مصنوعی بات نہین جس کی وجہ بیان ہو سکے یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے اور یہی وہ موت روحانی ہے جس کی اہل اللہ کے نزدیک فنا، تعبیر کی جاتی ہے کیونکہ اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا ہے اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولے کریم کی ہر ایک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھہ اس دوست کے ہاتھہ سے پہونچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے اور اس کا قہر اور لطف سب لطف ہی دکہائی دیتا ہے اور حقیقت مین وہ سب لطف ہی ہوتا ہے۔ پہر محب صادق نہ قہر سے غرض رکہتا ہے نہ لطف سے۔

غریق در طلب بحر محبت
نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کین
بگوش عاشق از لب ہائے دلدار
چنان نفرین عزیز آید کہ تحسین

چنان بریشش خوش افتد اسیر عشق
کہ قربان میکند بر وے دل و دین
شب و روزش بدلبر کار باشد
دل و جانش شود آن یار شیرین
بسوزد ہر چہ غیر یار باشد
ہمین این عشق را رسم است و آئین

اور اس عاجز کا یہ **مصرع** --

کہ قربان میکند بر وے دل و دین

یہہ معنے رکہتا ہے کہ قبل از جذبہ عشق جو کچھہ انسان کے دل میں رسوم اور عادات بہری ہوئی ہوتی ہین۔ اور جو کچھہ جہل مرکب کی باتیں اور پہر تعصب خیالات اس کے سینہ مین جمے ہوتے ہیں۔ اصل مین وہی اس کا دین ہوتا ہے جسکو کسی حالت مین چہوڑنا نہیں چاہتا۔ اور جب جذبہ عشق اسپر غالب آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کیطرح رگ و ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہین۔ باآسانی چہوٹ جاتے ہین۔ اور پہر بعد اس کے عشق الہی ایک پاک دین کی تعلیم کرتا ہے کہ جو عادات اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے۔

پس

نافع اور مبارک دین وہی ہوتا ہے جو عشق کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات ہین۔ وہ بہت سے زہروں سے بہرے ہوئے ہوتے ہین۔ اور حقیقت میں وہ اسی لائق ہین۔ کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور ان کے عوض مین وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمہ سے نکلے ہین۔ اور جو ہر ایک تعصب اور رسم اور عادات سے منزہ ہین حاصل کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق کے ہرگز ممکن ہی نہیں۔ کہ اٹہہ سکین۔

مدار کا جذبہ عشق پر ہے جو قلب پر مستولی ہوتا ہے۔ اور جب وہ مستولی ہوتا ہے تو نفس اپنی اندرونی آلایش سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کے چہپے ہوئے جب ہی اوس سے دور ہوتے ہین۔ کہ جب عشق الہی کی بہڑکتی ہوئی آگ دل پر وارد ہوتی ہے اعمال صالحہ جنپر کشود کار موقوف ہے تب ہی سادر ہوتے ہین۔ کہ جب ان کو حرکت دینے والا عشق ہوتا ہے۔ کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی اور مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی عقدہ نہیں کہلتا بلکہ جب تک سالک رسم اور عادات کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا مورد غضب الہی رہتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی طرف سے مونہہ پہیر رہا ہے اور اس کے غیر کی طرف متوجہ ہے۔ وجہ یہ کہ رسم اور عادات بہی ماسوا اللہ ہے اور ہر یک ماسوا اللہ خدا سے دور ڈالتا ہے اور سلامتی قلب مین خلل انداز ہے۔ سو سالک کے لئے جو بات سب سے پہلے لازم ہے وہ یہی ہے کہ رسم اور عادات سے باہر ہو اور پہر خلوص نیت سے

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

عمل کرے تا اپنے مرض سے شفا پاوے اور ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے مگر افسوس کہ بہتسے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو رہے ہیں۔ کہ رسوم اور عادات کے رنگ مین ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہین اور جس حقیقت اور حق بینی سے انسان کا دل منور ہوتا ہے اور جس دولت اور سعادت سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے اس کیطرف نظر اٹہا کر بہی نہیں دیکہتے۔ کیا بدقسمتی ہے ہائے ہائے

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
عشق بازان در مقام دیگر اند
گرد لازین کوچہ بیرون نگندیم
ہم سگان کوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں۔ کہ دہوکا کہا سکے اس کی

عمرالدین

دلوں پر نظر ہے اور حقیقتوں پر نگاہ ہے وہ رسموں اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے۔

اور آفاقی اور انفسی

شرکوں سے بکلی باہر نہ آجائے تب تک الطاف الہیہ اس کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں تبھی کامل ایمان میسر آتا ہے کہ جب وہ موت کہ جسکو ابھی مین نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے انسان منظور کرلیتا ہے اور

لا یخافون لومۃ لائم کے گروہ

مین داخل ہوجاتا ہے اور حقیقت اسلام بھی تبھی اپنا چہرہ مصفا دکھلاتی ہے کہ جب یہہ موت حاصل ہوجائے حق تعالی ہمکو اور آپ کو اور ہرایک کو جو طالب ہے اس اخلاص سے بہرہ مند کرے زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے جس سے تمام کاروبار منقلب ہوا جاتا ہے۔ ہریک بات مالک حقیقی کے اختیار میں ہے ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے فتح اور شکست سے مطلب نہیں عبودیت سے مطلب ہے۔ اس راہ مین جنہوں نے بہت سی خدمتیں کیں۔ پھر بھی وہ سیر نہ ہوئے پھر ہمین کیونکر آرام ہو جنہوں نے ابتک کچھہ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم وحزن خدا کے سامنے ہے۔

ابھی یہہ حال ہے کہ صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں۔ بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملہ بھی کر رہے ہین۔ لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے وہی ایک ہے۔ جس نے اپنے عاجز مہدر ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے ماموز کیا ہے۔ اب دیکھئے کہ کب تک رب العرش تک اس عاجز کی آہین پہونچتی رہین۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ بعض احباب علما کیطرف سے یہ فتوے لائے ہین۔ کہ اتباع قال اللہ و قال الرسول اور ترجیح اس کی دوسروں لوگوں کے قولوں پر کفر ہے مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے کہ زہے سعادت کہ کسی کو یہ کفر حاصل ہو

گر این کفرم بدست آید برو قربان کنم صد دین

خداوندا امیرانم بریں کفر و برین آئیں ہو

حضرت افضل الرسل خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اس کی پاک اور کامل سنت اپنا اور خدا کا سچا نور اور بلا ریب کلام ترک کرتے پھر اور کونسی پناہ ہے جسطرف رخ کریں اور اس سے زیادہ کونسا چہرہ پیارا ہے جو ہماری دلبری کرے۔

گر مہر خویش کنم از روئے دلبرم ہو
آن مہر بر کہ افگنم آن دل کجا برم ہو

من آن نیم کہ چشم بہ بندم ز زلف دوست
در بینم این کہ تیر بیاید برا برم

آپ کسی کی بات کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور عاشق صادق کیطرح قول سے فعل سے مدح سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہوجائیں۔ کہ سب برکات اسی میں ہین۔ اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے اور بڑی بڑی زنجیریں پاؤں میں پڑی ہوئی ہین۔ اور کوئی اسطرف آ نہیں سکتا۔ مگر جسکو خدا کھینچ کر لاوے۔ سو صبر استقامت سے اُن کی جور وجفا کا تحمل کرنا چاہیے دنیا اُنہیں سے دوستی رکھتی ہے جو دنیا سے مشابہ ہوتے ہین۔ مگر جو خدا کے بندے ہین۔ گو وہ کیسے ہی تنہا اور غریب ہوں تب بھی خدا اُن کے ساتھہ ہے۔

ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب

آپ کے سب دوستوں کو سلام پہونچے مرزا
۱۹ اگست ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ شوال۔

تفسیر القرآن کا

دوسرا

پارہ چھپنا شروع ہوگیا ہے

حضرت اقدس گورداسپور مین

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۳۴ جلد ۵

مہدی حسن ۔ مین صرف یہ پوچھتا ہوں کہ جب احادیث مین **مسیح ابن مریم** کا لفظ آیا ہے۔ اور یہہ **علم** ہے پھر اس کی تاویل آپ کیوں کرتے ہین۔

ایڈیٹر ۔ میان مہدی حسن صاحب کی قابلیت کی داد دینی چاہیے ۔ افسوس ہے۔ آپ کو ہم چو من دیگرے نیست کی ہوس نے کچھہ ایسا از خود رفتہ کر رکھا ہے۔ کہ علم معانی کا یہہ مسئلہ کہ اطلاق اسم الشی علی ما یشابہہ فی اکثر خواصہ و صفاتہ جایز حسن بھول گیا ہے ۔ ہمارے خیال مین بھولنا تو کیا تھا۔ کبھی آپنے پڑھا ہی نہ ہوگا۔ مفسرین بھی اس مسئلہ کو اپنی تفاسیر مین لائے ہین۔ چنانچہ تفسیر کبیر کے صفحہ ۶۸۹ سطر ۲ مین بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اور لغات معتبرہ مین بھی **ابن اللیل** بمعنے **قمر** اور ابن السبیل بمعنے مسافر اور اسی قسم کے اکثر لغات کے معنے مجازی لکھے ہین دیکھو منتہے الارب وغیرہ کو۔ اور دور کیوں جاؤ۔ جہان حضرت فخر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ وہان خود

اِمامکم منکم اور **امّکم منکم**

کہکر اس کے معنی کر دئے ہین۔ فتدبر۔

حضرت اقدس ۔ یہہ تاویل خود ہمنے نہیں کی ہے بلکہ قرآن شریف نے اس کی حقیقت بتائی ہے۔ جہان یہہ لکھا ہے۔

ضرب اللہ مثلا للذین امنو الی قولہ تعالی۔ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا اس آیت

مین صاف طور اللہ تعالیٰ نے ایک مسیح ابن مریم کے اس امت مین پیدا ہونے خبر دیدی ہے - اور یون تو الہیا ہر مومن جو کتب اور کلمات اللہ کی تصدیق کرے - اور قانتین اور عابدین مین سے ہو - اور اپنے فروج کو محفوظ رکہے مریم کہلاتا ہے اور اس مین نفخ روح ہو کر وہ خود عیسیٰ ابن مریم بن جاتا ہے - کیونکہ مریم کو تو بوجہ عورت ہونے کے نفخ روح سے حمل ہو گیا لیکن مردون کو تو حمل نہین ہوتا - اس لئے مردون مین اس نفخ کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ وہ خود مسیح ہو جاتے ہین -

خدا تعالیٰ نے ان آیتوں مین دو قسم کے آدمیوں کی مثال بیان کی ہے - ایک وہ ہین - جو دفع شر کی درخواست کرتے ہین - دوسرے وہ ہین - جنہون نے اپنی نیکیوں کو کمال تک پہونچایا ہے - اول الذکر وہ لوگ ہین - جو نفس لوامہ کے نیچے ہین - اور **احصنت فرجہا** والے دوسرے ہین - اب سوچکر بتاؤ کہ خدا نے جو یہہ کہا - کہ ہم اس مین اپنی روح پہونک دیتے ہین - کیا اس کے یہہ معنے ہین - کہ وہ بھی مریم کی طرح حاملہ ہو جاتے ہین -

سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین یہ مثال دیکر بتا دیا ہے - کہ اس امت محمدیہ مین جو مسیح موعود آنے والا ہے - وہ اسی رنگ پر آئیگا - احادیث مین . . . .

امامکم منکم

کہہ کر صاف کر دیا ہے - اور یہان . . . .

فنفخنا فیہ من روحنا

رکہدیا -

اس لئے مجہے ایک دفعہ **مریم** کا الہام ہوا

یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ

ایڈیٹر - (بعض احمقون نے اسپر اعتراض کیا تہا - کہ مریم کے لحاظ سے اسکنی ہونا چاہئے تہا - لیکن چونکہ یہان مراد حضرت اقدس تہی - اس لئے خدا تعالیٰ نے اسکن کا لفظ اختیار فرمایا - کیونکہ یہہ **مریم** اسی اطلاق کے موافق ہے - جو سورہ تحریم کی اس آیت مین موجود ہے -)

اور پہر

فنفخت فیہ من روحنا

کا الہام بھی ہو چکا ہے -

غرض

میرا یہہ دعوےٰ قرآن کی بنا پر ہے اور خدا نے مجہہ پر کہول دیا ہے - کہ قرآن مین میرا وعدہ کیا گیا ہے - اور مین نے کہول کہول کر بتا دیا ہے جو چاہے اسپر غور کرے -

سائل - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ مین کیون کہا یہہ کیون نہ کہدیا کہ مثیل مسیح آوے گا -

حضرت اقدس - یہہ اعتراض آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہین - نہ مجہہ پر اور پہر یہہ اعتراض بھی اپنی ناواقفی سے کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف طور پر کہول کر کہدیا - کہ

امامکم منکم

کے مطابق اور قرآن ہی ~~ ~~ انہون نے فرمایا کہ وہ ۱۲۰ برس کی عمر پا کر فوت ہو گئے - اور آپ نے معراج کی رات اُن کو مردون مین دیکہا - پہر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہین - کہ آپ نے قرآن کے خلاف کہا -

اصل بات یہہ ہے - کہ آپ اپنا اعتبار کہوتے ہین - آپ جو بار بار کہتے ہین - کہ مین نے کتابین پڑہی ہین - یہہ مسئلہ آپ نے کس کتاب مین دیکہا ہے -

سائل - مین آپ کو رنج دلانے کے لئے نہین آیا -

(**ایڈیٹر**) آجکل کے لوگون کی یہہ بھی ایک چالاکی ہے - کہ جب وہ عاجز آجاتے ہین - تو اس قسم کی باتین کرنے لگ جاتے ہین - مین اب کلام نہیں کرتا - آپ ناراض ہوتے ہین - وغیرہ

میان مہدی حسن صاحب کو بھی جب راہ گریز نہ ملی تو آپنے یہی کہدیا - واہ صاحب ! بہت دور کی سوجھی -)

حضرت اقدس - رنج کیا ! مجہے تو رنج آہی نہیں سکتا - میرا تو یہہ کام ہے - کہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو لوگون تک پہونچادون - ہر ایک پوچھنے والے کو جواب دون - مجہے رنج نہیں آتا - آپ پر رحم آتا ہے کہ آپ دانستہ ایک امر کو چہوڑتے ہین - مین اپنے دعوے کو قرآن کی بنا پر بیان کرتا ہون - حالانکہ مقدم قرآن ہی ہے آپ حدیث کے ایک لفظ پر اڑتے ہین - جس کے معنے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دئے ہین -

امامکم منکم

پہر مین آپ سے پوچہتا ہون - کہ کیا حدیثوں مین اختلاف نہین - شیعون اور سنیوں کی جدا جدا حدیثین نہیں ہین - اور مقلدون اور غیر مقلدون کی حدیثین الگ الگ نہین ہین - پہر آپ حدیث کے رو سے کیا فیصلہ کر سکین گے - قرآن کو نہ چہوڑو - قرآن کو مقدم کرو - میرے دعاوی کا ثبوت قرآن مین موجود ہے - اگر قرآن کو چہوڑکر آپ اور طرف جانا چاہین - آپکا اختیار ہے - حدیث صحیح سے بہی میرا ہی دعوےٰ ثابت ہوتا ہے - آپکو تو وہان بھی کچہہ نہیں ملسکتا

سائل - مقلدون کو حسد نہیں ہے سب ایک ہین - حضرت اقدس - اگر مقلدون کو باہم حسد نہیں ہے - اور باہم سب ایک ہین - تو پہر مکے مین چار مصلے نہ ہوتے -

مہدی حسن - اب ہم نہیں پوچہتے -

حضرت اقدس - پہر ہم تو نہیں تہکتے آپ جسقدر سوال چاہین - کرین - جواب دینے کو طیار ہین - قرآن شریف اور حدیث کے رو سے مین نے اپنے دعاوی کو کہول کر بیان کر دیا ہے - اور مین سمجہتا ہون - کہ اب بجز سعدی کے اس شعر کے اور کچہہ باقی نہیں رہا -

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

مہدی حسن - مین شعر کو برا سمجہتا ہون -

حضرت اقدس - یہہ آپ کی غلطی ہے ہر شعر ایسا نہیں ہوتا - کہ اسے برا سمجہا جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی شعر پڑہ لیا کرتے تہے - صحابہ شعر پڑہا کرتے تہے -

مہدی حسن - قرآن شریف شعرا کی مذمت کرتا ہے -

الشعراء یتبعھم الغاون

حضرت اقدس - مین پہر کہتا ہون - کہ یہان ہر ایک شاعر کی مذمت نہیں کی گئی - اسپر **ال** بھی ہے - اس پر غور کرو - خبیث شعرا سے مراد ہے -

ایڈیٹر) ناظرین کی توجہ ہم اس امر کی طرف خصوصیت سے دلانا چاہتے ہیں۔ کہ یہہ شخص اپنے مسلمات اور بیان میں اسبات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ پرغور مطالعہ سے معلوم ہوجائیگا۔ کہ کوئی بیان اسکا ایسا نہیں۔ جسکا اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات تک نہ پہونچتا ہو۔ خدا رحم کرے)

اس کے بعد وفات مسیح کے سوال کو حل شدہ سمجھکر آگے چلنے کی تحریک ان کی رفقاء نے کی مگر مہدی حسن صاحب ایسے جھلائے کہ ان سے پوچھنے لگے کہ تم نے وفات مسیح کو مان لیا ہے۔ وہ بولے۔ کہ ہاں۔

پھر مہدی حسن صاحب کو عجیب گھبراہٹ ہوئی اور تو کچھ بس نہ چلا۔ ان بیچاروں کو ہی لگے دبلنے۔ کہ تم مجھے سمجھاؤ۔ کہ تم نے کیا سمجھا ہے۔ تم علوم عربیہ سے ناواقف ہو۔ کچھہ منٹ تک ان میں باہم تکرار ہوتی رہی۔ آخر حضرت اقدس ؑ نے ان کو پھر مخاطب کرکے ان کی باہمی تکرار کا خاتمہ کیا۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس۔ وفات مسیح کا مسئلہ تو ایسا صاف ہے کہ اسپر وہی شخص حجت اور انکار کرے گا جسکو خدا کا خوف نہیں۔ یا بدقسمتی سے اسے غور اور فکر کی قوت نہیں ملی۔ اور ساری باتوں کو چھوڑکر ہم صحابہ ہی کے اجماع کو لیتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہوا۔ یہہ عام طور پر مسلمانوں میں مانی ہوئی بات ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرط محبت سے اور اس صدمہ کی برداشت کی تاب نہ لاکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے پیش آیا۔ اپنی تلوار کھینچ لی۔ اور کہا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **مردہ** کہیگا۔ تو میں اسے قتل کردونگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جوش دیکھا۔ تو وہ اٹھے اور انہوں نے خطبہ پڑھا اور یہہ آیت سنائی۔ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہیں۔ اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب کے سب مر گئے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہہ سنا تو اپنی تلوار میان میں کرلی۔ اور کہا کہ یہہ آیت گویا آج ہی اتری ہے۔ صحابہ بازاروں میں اس آیت کو پڑھتے پھرتے تھے اور بعضوں نے شعر کہے۔

الغرض اب یہہ کیسی سچی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو صرف اس لئے پڑھا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر استدلال کریں۔ لیکن اگر کوئی نبی مثلاً مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا تھا۔ اور صحابہ کا اعتقاد یہی تھا تو کیا صحابہ میں سے ایک کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ حضرت ابوبکر کا مونہہ بند کرتا اور کہتا کہ آپ کیونکر کہتے ہیں جبکہ مسیح ابھی زندہ ہے۔

مگر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ تسلیم کر لیا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلا اجماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیح علیہ السلام کی وفات پر ہی ہوا تھا۔ اور اس کے علاوہ قرآن کریم میں بہت سی آیات اس قسم کی موجود ہیں۔ تو یہہ مسئلہ بہت صاف اور روشن ہے

مہدی حسن۔ (اس تقریر کو سنکر پھر کچھ بولے) مگر میرا تو یہہ سوال نہیں۔ میں تو یہہ کہتا ہوں۔ کہ مسیح ابن مریم کا وعدہ حدیثوں میں کیوں کیا گیا۔ صاف لفظوں میں مثیل مسیح کہا ہوتا۔

حضرت اقدس۔ میں اس کا کیا جواب دوں۔ یہودیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے۔ جب انہوں نے کہا کہ لکھا ہے کہ مسیح سے پہلے ایلیا آسمان سے اترے۔ میرے پاس ایک یہودی کی کتاب ہے۔ اس میں وہ صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا ہم سے انکار مسیح کے وجوہات پوچھیگا۔ تو ہم ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھدیں گے۔ کہ اس میں کہاں لکھا ہے کہ ایلیا کا مثیل یوحنا آئیگا۔

الغرض

ایسے اعتراض پہلے ہی ہوئے ہیں۔ اور مجھہ پر یہہ نئے اعتراض نہیں۔ اور یہہ اعتراض تو درحقیقت خدا تعالےٰ پر ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ غور کریں تو صاف معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی سنت اسیطرح پر ہے۔

مہدی حسن۔ حکم بدل نہیں سکتا

حضرت اقدس۔ اگر آپ کا یہی مذہب ہے۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ حدیث میں جو آیا ہے۔ کہ ہر بچے کو جب وہ پیدا ہوتا ہے۔ شیطان مس کرتا ہے۔ مگر ابن مریم کو اس نے مس نہیں کیا۔ آپ اس کے کیا معنے کرتے ہیں؟

کیا آپ کا یہہ مذہب ہے۔ کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شیطان نے مس کیا تھا؟ آپ کا یہہ مذہب ہے۔ تو بہت خطرناک ہے اور آپ کو پھر یہہ مشکل پیش آئیگی۔ . . . . کیونکہ آپ کہتے ہیں۔ کہ حکم کی تاویل نہیں ہوسکتی۔

مگر ہم تو ایک طرفتہ العین کے لئے بھی اس کو روا نہیں رکھہ سکتے بلکہ سن بھی نہیں سکتے۔ ہمارا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔ اگر یہہ سنیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان نے مس کیا تھا۔ میرا مذہب ہے کہ وہ شخص ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے۔ **آپ خدا سے ڈریں** یہہ اصل آپ کو مجبور کریگی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مس شیطان کا عقیدہ رکھیں۔

اور اگر یہہ عقیدہ آپ نہیں رکھتے تو پھر اس حدیث کے معنے کرکے بتاؤ۔

ایڈیٹر۔ حضرت اقدس کی اس تقریر میں اسقدر زور اور جوش تھا کہ ہم الفاظ میں بیان نہیں کرسکتے بار بار حضرت اس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ تمہارا یہہ عقیدہ سخت خطرناک **زد ہے** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حقیقت میں سخت حملہ ہے۔ ہم مسلمانوں کے سامنے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ سوچیں۔ کہ اسکا اثر کہانتک پہونچتا ہے

اب مہدی حسن صاحب کو مشکل یہہ پیش آئی۔ کہ اگر وہ اپنے اس سوال کو واپس لیں۔ کہ **حکم** کی تاویل بھی ہوسکتی ہے۔ تو **مسیح موعود** کا مسئلہ حضرت اقدس کے مذہب پر ماننا پڑتا تھا اور اگر اس کو واپس نہ لیں جیسا کہ انہوں نے نہیں لیا۔ تو پھر مس شیطان کی حدیث کے معنے کرنے مشکل ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت اقدس نے بار بار مطالبہ کیا۔ کہ اس کے معنے کرو۔ مگر ادہر سے بجز سکوت کے کوئی جواب نہ تھا۔ اگر بولتے تھے تو صرف یہہ کہ اس کے معنی بھی میں بتاؤنگا۔ معلوم نہیں کب آجتک تو بتائے نہیں۔ (ایڈیٹر)

اس کے بعد پھر حضرت اقدس نے اپنی تقریر کے سلسلہ میں فرمایا۔ کہ اصل بات یہی ہے کہ جیسے علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ ابن مریم سے مراد تمام مقدس ہیں۔ ورنہ اگر اس کو مخصوص اور محدود کریں۔ تو اسلام ہی ہاتھہ سے جاتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص دس دن میرے پاس رہے تو اس کو روئیت کی طرح پتہ لگ جاوے گا۔ کہ خدا نے جو سلسلہ اسوقت

قائم کیا ہے وہ حق ہے۔

سائل۔ پھر سوال وہی ہے کہ ابن مریم کی حدیث کو آپ مانتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ مینے تو کہدیا۔ کہ اسیطرح مانتا ہوں۔ جسطرح قرآن اسکے معنے کرتا ہے۔ مسیح مر گیا اور اس کی جگہ اس کا مثیل آیا۔

دیکھو مین پھر کہتا ہون۔ کہ قرآن کو سب پر مقدم کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک سے نکلا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسکا محافظ ہے۔

مہدی حسن۔ پھر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر مشتبہ الفاظ نہ بولتے۔ تو جھگڑا ہی کیون اٹھتا۔

حضرت اقدس۔ یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گستاخی ہے کہ آپ کی شان مین ایسے الفاظ بولے جاوین۔ کہ انہوں نے مشتبہ لفظ بولے۔ آنحضرت نے کوئی مشتبہ لفظ نہیں بولا۔ یہہ آپ کا قصور فہم ہے وہ اسیطرح پر بولی جسطرح شروع سے خدا تعالے انبیاء کے ساتھہ کلام کرتا آیا ہے۔

سائل۔ پھر علم کی تاویل نہیں ہوتی

(**ایڈیٹر**۔ شاباش بیٹے شاباش۔ مرغ کی ایک ہی ٹانگ گنے جانا۔)

حضرت اقدس۔ مین تو ابہی اس بیہودہ اصول کی حقیقت بتا چکا ہون۔ کہ اگر یہی مذہب رکہا جاوے۔ پہر اسلام ہاتہہ سے جاتا ہے کیونکہ مس شیطان کی حدیث کے رو سے تمہین جو کہتے ہین۔ علم کی تاویل نہیں ہوتی۔ ماننا پڑے گا۔ کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی مس شیطانی سے بری نہیں۔ کوئی مسلمان نہیں ہے۔ جو یہہ عقیدہ رکہہ سکے۔

سائل۔ بس اب ہم نہیں پوچہتے۔

حضرت اقدس۔ ہم تو تہکتے نہیں مگر انصاف بہی تو ہونا چاہیے۔ مین اگر خدا کا خوف نہ کرتا۔ تو ہرگز یہہ تبلیغ نہ کرتا۔

اس کے بعد سائل اپنے رفقاء کو لیکر چلا گیا۔ حضرت اقدس اس کے بعد چند باتین اسکے متعلق فرماتے رہے۔ پہر احباب اپنی اپنی جگہ جا کر سو رہے ×

دوسرے دن حضرت اقدس علے الصبح مراجعت فرمائے دارالامان ہوئے۔ اور کوئی گیارہ ساڑہے گیارہ بجے کے قریب بخریت دارالامان پہونچ گئے۔

باری تعالےٰ کا علم

یہ ایک نہایت باریک صداقت ہے کہ علم باری تعالیٰ جسکی کاملیت کیوجہ سے وہ ذرہ ذرہ کے ظاہر باطن پر اطلاع رکہتا ہے۔ کیونکر اور کسطور سے ہے اگرچہ اس کی اصل کیفیت پر کوئی عقل محیط نہیں ہوسکتی مگر پہر بہی اتنا کہنا سراسر سچائی پر مبنی ہے۔ کہ وہ تمام علم کی قسموں مین سے جو ذہن مین آسکتی ہین۔ اشد واقوی واتم واکمل قسم ہے۔ جب ہم اپنے حصول علم کے طریقوں کو دیکہتے ہین۔ اور اس کے اقسام پر نظر ڈالتے ہین۔ تو ہمین اپنے سب معمولی علمون مین سے بڑا یقینی اور قطعی وہی علم معلوم ہوتا ہے جو ہمکو اپنی ہستی کی نسبت ہے کیونکہ ہم اور ایسا ہی ہر ایک انسان کسی حالت مین اپنی ہستی کو فراموش نہیں کرسکتا اور نہ اسمین کوئی شک کرسکتا ہے سو جہانتک ہماری عقل کی رسائی ہے۔ ہم اس قسم کے علم کو اشد واقوی واتم واکمل پاتے ہین۔ اور یہہ بات ہم سراسر خداتعالیٰ کی ذات کامل سے بعید دیکہتے ہین۔ جو اس درجہ اور اس قسم کے علم سے اس کا علم اپنے بندون کے بارہ مین کمتر ہو۔ کیونکہ یہہ بڑے نقص کی بات ہے کہ جو اعلیٰ قسم علم کے ذہن مین آسکتی ہے وہ خدا تعالیٰ مین نہ پائی جاوے اور اعتراض ہوسکتا ہے کہ کس وجہ سے خدا تعالیٰ کا علم اعلیٰ درجہ کے علم سے متنزل رہا۔ آیا اسکے اپنے ارادہ سے یا کسی قاصر کے قصر سے اگر کہو کہ اس کے اپنے ہی ارادہ سے تو یہہ جائز نہین۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے لئے بالارادہ نقصان روا نہیں رکہتا تو پہر کیونکر خدا تعالیٰ جو بذاتِ خود کمالات کو دوست رکہتا ہے۔ ایسے ایسے نقصان اپنی نسبت روا رکہے اور اگر کہو کہ کسی قاصر کی قصر سے یہ نقصان اسکو پیش آیا تو چاہیئے کہ ایسا قاصر اپنی طاقتون اور قوتون مین خدا تعالیٰ پر غالب ہوتا۔ وہ زیادت قوت کی وجہ سے اسکو اسکے ارادہ سے روک سکے اور یہہ خود ممتنع اور محال ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ پر اور کوئی قاصر نہیں جس کی مزاحمت سے اس کو کوئی مجبوری پیش آوے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ ضرور خداتیعالیٰ کا علم کامل تام ہے۔ اور پہلے ہم ابہی ثابت کر چکے ہین۔ کہ علم کی تمام قسمون مین سے کامل و تام وہ علم ہے۔ کہ جو ایسا ہو۔ جیسے ایک انسان کو اپنی ہستی کی نسبت علم ہوتا ہے سو ماننا پڑا کہ خدا تعالیٰ کا علم اپنی مخلوقات کے بارہ مین اسی علم کی مانند اور اسی کی مشابہ ہے۔ گو ہم اسکی اصل کیفیت پر محیط نہیں ہوسکتے۔ لیکن ہم اپنی عقل سے جسکے رو سے ہم مکلّف ہین۔ یہ سمجہہ سکتے ہین۔ کہ بڑا قطعی اور یقینی علم یہی ہے۔ جو عالم اور معلوم مین کسی نوع کا بُعد اور حجاب نہ ہو سو وہ قسم علم کی یہی ہے۔ اور جسطرح ایک انسان کو اپنی ہستی پر مطلع ہونے کے لئے دوسرے وسائل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جاندار رہنا اور اپنے تئیں جاندار سمجہنا دونون باتین ایسی باہم قریب واقع ہین۔ کہ ان مین ایک بال کا فرق نہین۔ سو ایسا ہی جمیع موجودات کے بارہ مین خدا تعالیٰ کا علم ہونا ضروری ہے۔ اسجگہ بہی عالم اور معلوم مین ایک ذرہ فرق اور فاصلہ نہین چاہیئے اور یہی اعلیٰ درجہ علم کا جو باری تعالیٰ کو اپنے تحقق الوہیت کے لئے اس کی ضرورت ہے اسی حالت مین اس کے لئے مسلّم ہوسکتا کہ جب پہلے اس کی نسبت مان لیا جائے کہ اس مین اور اسکے معلومات مین اسقدر قرب اور تعلق واقع ہے۔ جس سے بڑھکر تجویز کرنا ممکن ہی نہین اور یہ کامل تعلق معلومات سے اسی صورت مین اسکو ہوسکتا ہے کہ جب عالم کی سب چیزین جو اس کی معلومات ہین۔ اس کے دست قدرت سے نکلی ہون۔ اور اس کی پیدا کردہ اور مخلوق ہون۔ اور اسکی ہستی سے ان کی ہستی ہو۔ یعنی جب ایسی صورت ہو کہ موجود حقیقی وہی ایک ہو اور دوسرے سب وجود اسی سے پیدا ہوئے ہون۔ اور اسکے ساتھہ قائم ہون یعنی پیدا ہو کر بہی اپنے وجود مین اس سے بے نیاز اور اس سے الگ نہون۔ بلکہ درحقیقت سب چیزون کے پیدا ہونے کے بعد بہی زندہ حقیقی وہی ہو اور دوسری ہر ایک زندگی اسی سے پیدا ہوئی ہو۔ اور اسکے ساتھہ قائم ہو۔ اور بیقید حقیقی وہی ایک ہو۔ اور دوسری سب چیزین کیا ارواح اور کیا اجسام اس کی لگائی ہوئی قیدون مین مقید اور اس کے ہاتہہ کے بندون سے بندہے ہوئے اور اس کی مقرر کردہ حدون مین محدود ہون اور وہ ہر چیز پر محیط ہو۔

اور دوسری سب چیزین جن کی ربوبیت میں نیچر احاطہ کی گئی ہون - اور کوئی ایسی چیز نہ ہو - جو اس کے ہاتھہ سے نہ نکلی ہو - اور اس کی ربوبیت کا اس پر احاطہ نہ ہو یا اُس کے سہارے سے وہ چیز قائم نہو - غرض ایسی صورت ہو - تب خدا تعالیٰ کا تعلق تام جو علم تام کے لئے شرط ہے - اپنے معلومات سے ہوگا - اِسی تعلق تام کیطرف اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ قرآن شریف مین اشارہ فرمایا ہے - جیسے وہ فرماتا ہے - **ونحن اقرب الیہ من حبل الورید** یعنے ہم انسان کی جان سے اُس کی رگ جان سے بہی نزدیک ہین - ایسا ہی اسی قرآن شریف مین ایکدوسری جگہ فرمایا ہے **ھو الحی القیوم** یعنے حقیقی حیات اسی کو ہے - اور دوسری سب چیزین اسی سے پیدا اور اس کے ساتہہ زندہ ہین - یعنی درحقیقت سب جانون کی جان اور سب طاقتون کی طاقت وہی ہے لیکن اگر یہہ خیال کیا جاے کہ وہ قدیم سے الگ کا الگ چلا آتا ہے - اور اس کی ربوبیت کا کسی چیز پر احاطہ نہیں - اور کوئی چیز اس سے ظہور پذیر نہیں ہوئی - تو اس صورت مین علم کائنات تو اُسے کیا ہوگا - بلکہ محدود چیزو نمین سے وہ بہی ایک چیز ہوگی جسکا کوئی اَور محدّد تلاش کرنا پڑے گا - اور یہہ بہی واضح ہے کہ جو چیز غیر مخلوق فرض کی جائے - اس کی نسبت یہہ تو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ خدا تعالیٰ کو اس چیز کا علم تام جو اس سے الگ اور غیر مخلوق اور قدیم ہے - کسی طور سے نہیں ہوسکتا در بااینہمہ اس چیز کے نفس وجود پر نظر ڈالنی سے اِسقدر لازم نہیں آتا - کہ خواہ نخواہ کسی درجہ کا ناقص علم بہی اسکے بارہ مین خدا تعالیٰ کو حاصل ہوا - اور کوئی دلیل اثبات پیز (؟) قائم نہین ہوسکتی کہ کیون حاصل ہو - ہان جو چیز ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی ہے - ضرور ہے کہ خدا ئے تعالےٰ کو معلوم ہو اور علم الٰہی سے باہر نہ ہو کیونکہ جو چیز نامعلوم ہے عطاء وجود اس کے لئے ممکن نہیں -

پس

علم ممکنات قبل وجود ممکنات خدا تعالیٰ کے لئے ہونا ضروری ہے - اور اس سے بالضرور ثابت ہے - کہ ممکنات باسترہا معلومات الٰہیہ مین داخل ہین - لیکن جس چیز کو ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی تسلیم نہ کیا جائے اور علت العلل کا اُس کو معلول درمحاط نہ ٹہرایا جائے - اُس پر کوئی برہان عقلی قائم نہیں ہوسکتی - کہ کیون وہ علم الٰہی سے باہر نہیں -

مثلاً

اگر روح کو مخلوق اور حادث نہ تسلیم کیا جائے - تو اثبات کے تسلیم کرنے کے لئے کوئی وجہ نہین - کہ ایک بے تعلق شخص جو فرضی طور پر پرمیشر کے نام سے موسوم ہے - روح کی حقیقت سے کچہہ اطلاع رکہتا ہے - اور اس کا علم اس کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کی نسبت پورا پورا علم رکھتا ہے - تو البتہ اس کے بنانے پر بہی قادر ہوتا ہے اور اگر قادر نہیں ہوسکتا - تو اس کے علم مین ضرور کوئی نہ کوئی نقص ہوتا ہے - اور اگر پورا علم نہو - تو قطع نظر بنانے سے متشابہ چیز و نمین باہم امتیاز کرنا بہی مشکل ہوجاتا ہے - سو اگر خدا تعالیٰ خالق الاشیا نہیں - تو اس مین صرف یہی نقص نہین ہے کہ اس صورت مین وہ ناقص العلم ٹہرا بلکہ اس سے یہہ بہی لازم آتا ہے کہ وہ کروڑہا روحون کے امتیاز اور تمیز اور شناخت مین روز بروز دہوکے بہی کہایا کرے اور بسا اوقات زید کی روح کو بکر کی روح سمجہہ بیٹہے - کیونکہ ادہورے علم کو ایسے دہوکے ضرور لگا کرتے ہین اور اگر دہوکہ نہیں لگتے تو اس پر کوئی دلیل پیش کرنی چاہیئے -

† آریون کے عقیدہ پر نظر ہے (ایڈیٹر)

ڈومیسٹک

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو جناب حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن کے ہان لڑکا پیدا ہوا - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولود مسعود کا نام **تقی الدین** رکہا ہم ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد دیتے ہین - اور دعا کرتے ہین - کہ خدا تعالےٰ مولود مسعود کو والدین کی آنکہون کا نور اور کلیجے کی ٹہنڈک بنا دے - وہ خادم دین ہو - اور قوم اور ملک کے لئے مفید - آمین

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گڑہ شنکر کی شادی قاضی خواجہ علی صاحب ٹہیکہ دار شکرم لودہانہ کی صاحبزادی سے ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ہوگئی - جس کے لئے ہم فریقین کو مبارکباد دیتے ہین - اس شادی کا تذکرہ ہم نے محض اس لحاظ سے کیا ہے کہ یہہ احمدی قوم مین ایک قابل نمونہ شادی ہے -

ڈاکٹر صاحب کو اپنے خاندان مین کئی رشتے ملتے تہے - مگر انکی اصل غرض یہہ تہی کہ احمدی قوم مین ہو - اور مخالفون کے ہان نہ ہو - جس سے وہ قومیت کے قیود کو توڑنا چاہتے تہے - جو قوم کے قوم ہونے کی راہ مین ایک روک ہوسکتی ہین -

ایسا ہی قاضی صاحب کا منشا تہا بہر حال خوشی کی بات ہے - کہ احمدی قوم اس ضرورت کو محسوس کرکے عملی طور پر قدم بڑہا رہی ہے کہ رشتہ ناطے اپنی ہی جماعت مین ہون -

---

جناب بابو محمد بخش صاحب ٹہیکہ دار گوجرانوالہ اپنے ان تمام احباب کو اطلاع دیتے ہین - جو ان سے خط وکتابت کرتے ہین کہ وہ اپنے پورے پتہ سے انہیں اطلاع دیا کرین - وہ خطوط پر اپنا پتہ محض اس خیال سے نہیں لکہتے - کہ وہ پورے واقف ہین -

حالانکہ یہہ خیال بسا اوقات غلط ہوتا ہے - لیکن آئندہ کے لئے وہ اس التزام کی خواہش ظاہر کرتے ہین - ورنہ بصورت عدم تعمیل ارشادات معذور سمجہے جانے کے قابل ہین -

---

خریداران الحکم کے ٹکٹ پر ان کا نمبر چہپا ہوا ہوتا ہے - الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت مین اس **نمبر** کا اندراج از بس ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت قابل لحاظ نہ ہوگی -

---

گذشتہ ہفتہ مین جو اطلاع اشتہار معیار الاخیار کے متعلق شایع کی گئی ہے - اس کے متعلق حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام فیوضہم کے ایما سے اسقدر ترمیم کیجاتی ہے کہ چونکہ **خطبہ الہامیہ** کی اشاعت مین ابہی توقف ہے - اس لئے ممکن ہے - کہ وہ ایسے وقت پر شایع ہو کہ امیدوار پورے طور پر اس کے مضامین کو یاد نہ کرسکین اس لئے خطبہ الہامیہ کی بجاے **اعجاز المسیح** شامل کیا جاتا ہے -

بقیہ مضمون ارادت حسین احمدی

استثنا ۱۸: ۲۰ "لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے"

بڑی شرم کی بات ہے کہ آپ لوگ اس پیشگوئی کا مسیحؑ کو مصداق بناکر بیچارے کو بدنام کرتے ہیں دیکھئے خدا نے صاف فیصلہ فرمادیا کہ جو نبی (یعنے جھوٹا نبی) مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ قتل کیا جاوے گا۔ پھر مسیح کو مصلوب مانکر کیونکر اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرا سکتے ہیں۔

بلکہ استثنا ۱۳: ۱ سے ۷ تک کی آیات سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا۔ تو پھر مسیحؑ کو مقتول مانکر تو اُنکی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی۔ چہ جائکہ مثیلیت موسیٰ۔ اس لئے خدا جو عالم الغیب ہے اُسکو معلوم تھا کہ آپ لوگ ناحق اس پیشگوئی کو مسیحؑ پر تھوپیں گے خاص اس تمیز کے لئے اس آیت کو یہاں فرمایا۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امتحاناً جانچئے تو سبحان اللہ صاف طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے خاص اسی جانچ کے لئے آپکو بہت طرح سے آزماکر دکھلا دیا کہ وہ مثیل موسیٰؑ تھے:۔ پہلے قرآن شریف میں اس آیت کو نقل فرمایا "ولو تقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین" ترجمہ اگر نبی ہمپر کوئی جھوٹی باتیں افترا کرے تو ہم اُس کا داہنا ہاتھ پکڑلیں پھر اُس کی رگ دل کاٹ ڈالیں پھر آپ کو ایک ایسی قوم میں مبعوث فرمایا جو ساری دنیا سے بڑھکر خونخوار اور غارتگر تھی اور جنپر کوئی بھی حاکم نہیں تھا کہ جس کے ڈر سے وہ خون کرنے سے رکتے۔ اور پھر یہ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص قوم کی طرف ہوکر سب کو مخالف بنالیا۔ نہیں بلکہ اُنہوں نے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنالیا یہاں تک کہ انکے عزیز واقارب بھی اُنکے دشمن ہوگئے جیسے ابوجہل وغیرہ۔ اور اپنے گھر کے لوگ اُنکے قتل کی فکر میں ہمیشہ لگے رہتے لگے۔ اور ابوجہل وغیرہ ہمیشہ لوگوں کو آپکی مخالفت پر ورغلاتا رہا۔ گویا آپنے ساری دنیا کے مقابل کھڑے ہوکر ساری دنیا کو اپنا دشمن بنالیا۔ مثیل موسیٰؑ کا دعویٰ کر کر یہودیوں کو اشتعالت کا اشتعال دلایا کہ کسی طرح اسکو قتل کرکے چھوڑیں۔ اس وجہ سے اُن نالائقوں نے کبھی پتھراؤ کا دیا کبھی زہر کھلا دیا کبھی عربوں کو بہکا کر اُنکے مقابل لائے کبھی منافق بنکر آملے کہ کسی طرح موقع ملے اور قتل کریں۔ اُس پر بھی خدا نے یہ قادرانہ وعدہ فرمایا کہ "واللہ یعصمک من الناس" یعنے اللہ تجھکو ان لوگوں سے بچاویگا اور یہ ہرگز ہرگز تجھکو قتل نہیں کرسکتے۔ پھر ساری دنیا کو مخاطب کرکے فرمایا "ویخوفونک بالذین من دون اللہ قل ادعوا شرکائکم ثم کیدون فلا تنظرون" اور تجھکو خدا کے سوا اور چیز سے یعنی اپنی جماعت کی کثرت سے اور اپنی طاقت کے گھمنڈ سے اور اپنی مکر اور چالاکی سے ڈراتے ہیں تو اُنکو کہدے کہ تم اپنے شریکوں کو پکارو اور سب میرے مقابل پر کمر باندھو پھر دیکھو کہ کسطرح قتل سے بچکر مثیل موسیٰؑ ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا زور صداقت ہے! ایسے پُرخطر وقت میں یہ دعویٰ کہ میں مثیل موسیٰؑ ہوں اور تم مجھکو ہرگز ہرگز قتل نہ کرسکوگے اور پھر کس لاپرواہی کے ساتھ زندگی بسر کی نہ محافظ تھا نہ بوڈیگارڈ۔ اور پھر آپکے مخالف آپکا کچھ نہ کرسکے۔

نمبر۱۶ جناب من میں آپکی حالت پر کتنا افسوس کروں کہ اُس شخص کو جو قتل ہوکر صریح اپنا حال بتادے کہ میں مثیل موسیٰؑ نہیں ہوں تو آپ مثیل موسےٰؑ مانیں اور اُسکو جو فتح ونصرت کے پھریرے اڑاتا ہوا میدان میں گشت کرکے بہت عزت کی ساتھ اس دنیا سے گیا ہو اُسکو نہ مانیں۔ کچھ تو سوچئے! اگر اور کسی وقت فرصت نہ ملے تو سونے ہی کے وقت دو تین منٹ ہی تو سوچ لیا کیجئے۔

نمبر۱۷ استثنا ۱۸: ۲۱و۲۲۔ "اور اگر تو اپنے دلمیں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھہ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اُس نے کہا ہے واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اُس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔ تو اُس سے مت ڈر۔"

یہ بھی مثیل موسیٰؑ کی ایک نشانی ہے۔ جب کوئی دعویٰ کرنے والے کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اب اس نشانی پر جب ہم دونوں کو جانچتے ہیں تو یہاں بھی مسیح نہیں ٹھہرتے۔ دیکھئے اکتنی پیشگوئی مسیح کی جھوٹی ہوئی (۱) مسیحؑ نے (متی ۱۲: ۴۰) فرمایا کہ میں تین دن تین رات زمین کے پیٹ میں رہوں گا جس طرح یونسؑ نبی تین دن تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ یہ پیشگوئی صریح خلاف واقع ہوئی۔ کیونکہ اول تو یونسؑ نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے اور زندہ ہی رہے اور مسیح مرکر زمین کے پیٹ میں داخل ہوکر اور مردہ رہے۔ اور زندہ اور مردے میں کوئی مماثلت نہیں۔ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے تو مسیح کا قبر میں رہنا صرف دو رات اور ایک دن ثابت ہوتا ہے۔ جمعہ کے روز شام کے وقت مدفون ہوئے (مرقس ۱۵: ۴۲) اور اتوار کے روز پو پھٹنے سے پیشتر غایب ہوگئے (متی ۲۸: ۱)۔

واضح رہیکہ اگرچہ حال کی چھپی ہوئی بائیبل میں دونوں جگہ یعنی متی ۱۲: ۴۰ میں اور یونانی ۱: ۱۷ میں تحریف کرکے تین دن اور تین رات کی جگہ تین رات دن بنادیا ہے۔ لیکن میرے پاس انگریزی اور اردو دونوں بائیبل پرانے چھاپے کی موجود ہیں دونوں جگہ تین دن اور تین رات لکھا ہوا موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھہ لے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کو خلاف واقع ہونیسے عیسائیوں میں کیسی کھلبلی پڑی تھی جسکو مٹانے کے لئے تحریف کرڈالا۔

(۲) لوقا ۲۱: ۲۵ سے ۳۲ تک میں مسیح نے فرمایا تھا کہ اس پشت کے لوگ گذر نہ جائینگے کہ مجھکو (یعنی مسیح کو) جلال کے ساتھہ بدلیوں میں پھر آتے دیکھینگے۔ لیکن اب ۱۹۰۰ برس گذر گیا اور ہنوز روز اول ہے۔ واضح رہے کہ اس پیشگوئی کے خلاف واقع ہونے کی تصدیق حواری اور آپکی علماکے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر آپ کچھہ چون وچرا کرینگے تو بتا دیا جائیگا۔

(۳) مسیح نے پطرس کو بہشت کی کنجی عنایت فرمادی تھی پھر آخر وہ حضرت ایسے نکلے کہ کنجی دینے والے ہی پر لعنت کی اور اُسکا انکار کیا۔ (متی ۲۶: ۶۹ سے ۷۴ تک) اور پطرس کی اسی ارتداد پر پولوس نے لعنت اور ملامت کیا۔ (گلاتیوں ۲: ۱۱)

مراسلت

شحنہ ہند کی پردہ دری

ہم نے اسوقت سے شحنہ ہند کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے جب سے کہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی تحریر الحکم میں شحنہ ہند کے اعتراضات متعلقہ (اعجاز المسیح) پر شائع ہوئی تھی۔ کیونکہ اگر شحنہ ہند کی غرض محض احقاق حق اور ابطال باطل ہوتی تو سب سے اول وہ اپنی تحریروں میں متانت۔ ثقاہت اور انصاف پسندی کی طرز کو اختیار کرتا۔ لیکن خود اُس کے ضمیمہ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ وہ بازاری لغات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔ اور اسیطرح یہ کہ جسقدر واقعات اس میں لکھے جاتے ہیں وہ محض خیالی اور مصنوعی۔ پھر ان پر نوٹس لینے کی ہمیں کیا ضرورت ہے جب وہ کبھی سرسبز نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اُنکی بیہودہ سرائیوں پر کبھی نوٹس لینا نہیں چاہا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہم بازاری لغت سے ناواقف اور سہارنپور کی بھٹیاریوں اور رامپور کی میناریوں کی مصطلحات سے محض ناآشنا ہیں یہ شحنہ ہند اور تارجگی فرزندوں کو مبارک ہو۔ بہرحال ذیل میں جو خط درج کیا جاتا ہے وہ محض اس خیال سے کہ پبلک کو معلوم ہو جاوے کہ شحنہ کے ضمیمہ کے مضامین کی اصلیت کیا ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین کو اس سے فائدہ پہونچے گا۔ ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

کرمی اخویم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ضمیمہ شحنہ الحق (شحنہ ہند میرٹھ) جو ہمیشہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف افترا اور گندہ دہانی ظاہر کرتا رہتا ہے اگرچہ بموجب فرمان باری تعالیٰ اعراض ہی کے لائق ہے کیونکہ سوای بہتان اور سفید جھوٹ کے کوئی نیک اور راستی کی بات نہیں ہوتی تاہم ایسے دریدہ دہن اور دروغگو کا منہ کالا کرنے کے لیے ۱۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کا ایک تازہ خط بجواب استفسار حافظ غلام رسول صاحب احمدی مدرس مدرسہ اسلامیہ وزیرآباد کے نام جو مولوی محمد نجم الدین صاحب ساکن تھادیوال ضلع گجرات نے اپنے قلم سے لکھکر روانہ کیا ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اسکو اپنے مبارک پرچہ میں جگہ دیکر مخلوق خدا کو ضمیمہ مذکور کے ابلہ فریبیوں سے بچایا جاوے یہ وہی مولوی نجم الدین صاحب ہیں جنکی نسبت شحنہ الحق اپنے پرچہ یکم ستمبر ۱۹۰۱ء میں لکھتا ہے کہ معاذ اللہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ السلام کو اعلیٰ درجہ کا خوشامدی اور مخالف اسلام جانتے ہیں اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کرے۔

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

نقل خط مطابق اصل

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حافظ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ در مجددیت جناب موصوف ومؤیدیت او در بارہ اسلام کسے را از اہل انصاف خلافی نیست۔ و اناکہ تشہیر و ارا ز شموس حجج و براہین او عاجز آمدہ سر بحجر تکذیب سپوزیدہ اند و بجز تکفیر پے براہی بیراہ نبردہ اند بیان حضرت صادق البیان البیان را جوابے باصواب لاجواب ہست کما جاء عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ بخاری وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ

امایہی در السنت کہ ادعای مسیحیت حق است یا نہ واگرایں امر بظاہر نظر خلاف نصوص و اجماع می نمود بندہ از اول المؤمنین بداں بودے اما الحال کہ ایں امر بسبب خلاف مذکور در موضع تردد ہست بجز توقف چارہ نیست اما انکار بالقطع روانی الا بدلیل قاطع واتباع تخبل را مثل سائر غیر مقلدین بلکہ اقوی تر از ایشاں در دین میدانیم۔ العبد الضعیف المسکین محمد نجم الدین

اصل بات یہ ہے کہ ایڈیٹر شحنہ الحق اور اسکے امثال چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے مُنہ کی پھوکوں سے بجھاویں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے اس نور کو کمال کے عروج پر پیدا کریگا اگرچہ یہ منکر کراہت ہی کریں۔

مولوی نجم الدین صاحب ظاہر نظر میں مسیحیت کے دعویٰ میں تردد ظاہر فرماتے ہیں سو ان کو واضح ہو کہ ہر ایک مامور من اللہ کے زمانہ میں ظاہر بین علماء نے اکثر ظاہر الفاظ پر غلطیاں کھائی ہیں لیکن اس امت مرحومہ کے لیئے خلافت تو ظاہر نصوص صریحہ قرآن شریف سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل فرماکر علماء ربانی کو درجہ مسیحیت عطا فرمادیا ہے اور جب مولوی صاحب خود مانتے ہیں کہ کسی اہل انصاف کو حضرت مرزا صاحب کے مجدد اور مؤید من اللہ ہونے میں شک نہیں اور حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں کو شریر ظاہر فرماتے ہیں تو کوئی اہل انصاف ہرگز باور نہیں کرسکتا کہ جو بزرگ مجدد وقت اور مؤید من اللہ ہو وہ معاذ اللہ جھوٹا دعویٰ بھی کر سکتا ہے خدا تعالیٰ نے جہاں اتنی توفیق امام کی شناخت کی عطا فرمائی ہے اُمید ہے کہ وہ اس معرفت میں اُن کا قدم بڑھاویگا اور ضمیمہ شحنہ ہند کے واسطے حضرت کا یہ شعر کافی ہے

شعر

برنتابد عوعو کتے از سگ رگی
عزمہ کمتر نہ گردد زیں سگی

والسلام

خاکسار محمد جان از وزیرآباد ۔ ۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء

میں نے بار ہا اس مضمون پر غور کی ہے اور صحابہ کی لائف کو متعدد مرتبہ پڑھا ہے جسقدر اخلاص ۔ سچی محبت اور مودت کا نمونہ میں انہیں پاتا ہوں اسکی نظیر مجھے نظر نہیں آتی ۔ کیا میں جناب موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ سے ان کو تشبیہ دے سکتا ہوں ؟ نہیں ہرگز نہیں ۔ یہ وہی تھے جنھوں نے اسی نجات کے بعد کہ موسیٰ علیہ السلام انھیں مصر کے آتشی تنور آہنی سے نکال کر لائے ۔ مگر مصر سے نکلتے ہی اپنے سامنے دریائے نیل کی موجوں اور پیچھے فرعونی لشکر کو دیکھکر نہایت بزدلی سے پکار اٹھے

یموسیٰ انا لمدرکون

اے موسیٰ ہمتو پکڑے گئے

خدا کا برگزیدہ نجات دیکر لاسکا ہے مگر ان کی فطرۃ میں ذرا بھی وثوق نہیں اور چلا اٹھے

یموسیٰ انا لمدرکون

ابو صفیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں کہتے ہیں **کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ** ۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے ضرور کامیاب کریگا موسیٰ علیہ السلام کا یہ فقرہ تو چاہیے تھا کہ ان کی روحوں سے نکلتا ۔ مگر وہ اسکو سنکر بھی کچھ ایسے مطمئن نہیں ہوے آخر خدا نے انھیں نجات دی پھر بعد اس کے جب انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ خدا نے انھیں نجات دیدی اور ان کا دشمن سامنے غرق ہوا ۔ اسپر تو چاہیے تھا کہ آئندہ کیلیے ایک قابل نمونہ تبدیلی انہیں ہوتی مگر نہیں موسیٰ علیہ السلام کی ذرا سی غیر حاضری میں انہوں نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور پھر جب ارض مقدس میں داخل ہونے کیلیے انھیں کہا گیا تو وہ بول اٹھے

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون

صحابہ کرام کی حالت کو جب ان کے مقابل میں ہم دیکھتے ہیں تو بے اختیار ہوکر **اللھم صل علی محمد و علی ال محمد** کہنا پڑتا ہے صحابہ کیسے باریک بین اور نکتہ رس تھے ان کو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا یہ فقرہ خوب یاد رہا ۔ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا کہ اے خدا کے رسول ہم وہ نہیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح کہیں بلکہ **نحن نقاتل عن یمینک وشمالک** اب ایک غور کرنے والی طبیعت اس سے مزہ لے سکتی ہے کہ اس میں کسقدر شدت اور صلابت ایمان کی ہے ۔ یا وجود یکہ دنیا کا کوئی نظارہ سامنے نہیں اور دنیا کے اسباب کے لحاظ سے بالکل وہ خالی ہیں ۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ ایک کروڑ روپیہ لے کر کوئی سپاہی وہ اخلاص ظاہر کرسکے جو انھوں نے کیا بات کیا تھی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے

زندہ خدا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھ لیا تھا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جب یہ آواز انہوں نے سنی کہ جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انکی مثال ایک دانہ کی سی ہے جس کی سات سات بالیاں نکلیں اور پھر خدا ان کو کئی کئی سو کر دیتا ہے ۔ تو انہیں کامل یقین ہوگیا اور لذت سے بھری ہوئی بصیرت حاصل ہوئی ۔ قریب ہے کہ کوئی شخص جو حقیقت شناس نہ ہو اسکو مبالغہ سمجھے مگر آخر ایک دن ایسا آیا کہ آفتاب کی طرح عیاں ہوگیا کہ

وہ جو خدا نے فرمایا سچ تھا

اس نصاری قوم پر گریہ آتا ہے جب وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتی ہے وہ پرانے کھنڈرات اور قطبین کی تلاش و تحقیقات میں کروڑہا روپیہ تباہ کرتی ہے اور اس زمین کے پیٹ چیر کر قسم قسم کے مواد مادیہ کے نکالنے میں لگی رہتی ہے اور کیا کیا کچھ وہ بال کی کھال نہیں اتارتی مگر افسوس ان کو ڈھونڈ ھنے کو اگر نہیں سمجھ آیا تو یہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم راستی کا کیا کامل نمونہ تھے ۔

اور اس انسان کو خدا بنایا جسکی لائف کو اگر اسی آئینہ سے دیکھا جاوے جو خود انھوں نے پیش کیا ہے تو تاریخ کی بنا پر عام نبیوں کے نشان بھی اس میں پائے نہیں جاتے ۔ حیرت انگیز نظارہ ہوسکتا تھا اگر اس کی تعلیم کوئی حیرت انگیز اثر دکھاتی اور اس کے حواری عام مریدوں سے بڑھ کر کوئی نمونہ دکھاتے ۔ تو البتہ ہم سمجھ لیتے کہ کوئی خدائی چمک انہوں نے دکھی ہے ۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اول درجہ کے سست اور بزدل اور امتحان میں صفر نمبر پانیوالے تھے کوئی انہیں سے لعنت کرنے والا اور کوئی تیس درم لے کر انہیں سے ہی پکڑوانے والا ثابت ہوا ۔ جب کہ جماعت کا یہ حال ہے تو پھر اسکو خدا بنانا کسی دانشمند کا ہی کام ہے آہ مار کر کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے یسوع میں کیا دیکھا ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کامل نبی اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کی تعلیم نے حیرت انگیز اثر دکھایا ۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے لیے طیار ہو اسکا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ

کسی ایسے کامیاب معلم کی نظیر پیش کرے

جو اس کی مانند نظیر تاثیر کی رکھتا ہو ۔

اب میرا مطلب اپنے دوستوں اور بھائیوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ تم بھی ۱۳۰۰ برس کے بعد ایک موقع پاتے ہو جو خدا کا خلیفہ اس رنگ میں آیا ہے اور محمد رسول اللہ

محمد رضا رفی

خطبہ

جو ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے طور پر ناظرین کی خدمت میں پیش کیا

وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین

بہت سے نبیوں کے ساتھ ملکر اللہ والے لوگوں نے لڑائی کی پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں۔ ان مصیبتوں کے پڑنے سے ان کی قوتوں اور ارادوں میں ذرا بھی سستی پیدا نہ ہوئی اور نہ طاقت میں ضعف آیا۔ اور نہ دشمن کے آگے ہتھیار ڈالے اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی ثابت قدموں کو پیار کرتا ہے۔ وہ ان جہادوں اور دکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں یوں دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف کر یعنی تیری راہ میں جسقدر زور اور قوت کے ساتھ قدم اٹھانا چاہیے ہمیں جو کچھ نقص اور فتور واقع ہوا ہے اس کی پردہ پوشی فرما اور جو امر تیری رضی کے خلاف اور تیرے نبی کے منشا کے خلاف سرزد ہوا ہے تو اسے بھی ڈھانک دے اور اس جہاد کی راہ میں ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ اور دشمنوں پر فتح اور نصرت عطا کر اور ایسا ہوا کہ خدا نے انھیں دنیا کی کامیابی بھی عطا کی اور آخرت کا اچھا بدلا بھی دیا اور اللہ محسنوں کو پیار کرتا ہے

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جس طرح قدم اٹھایا ہے تمام دنیا کے مومنوں کے لیے اس میں عظیم الشان نمونہ ہے ان مصیبتوں کے ایام میں فوجوں کی وہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے اور جس طرح پر آج قسم قسم کے ہتھیار آئے دن ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ اسوقت کچھ بھی نہ تھا جیسے آج فوجوں کو باقاعدہ اوقات معینہ پر تنخواہ ملتی ہے + کوئی تنخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملتی تھی۔ آپ کے پاس کوئی خزانہ نہ تھا۔ وہ دیکھتے تھے کہ ان کا سپہ سالار جو جان دینے کا حکم دیتا ہے بظاہر اس کے پاس کوئی سامان نہیں جسکو دنیادار آنکھ دیکھکر خوش ہو سکے۔ انسان کے سامنے جب تک کوئی خوش کن نظارہ نہ ہو وہ آگے قدم نہیں اٹھاتا۔ بہت سے نوجوان ہیں اکیس برس کی عمر یا کم و بیش میں بی۔ اے یا ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرتے ہیں مگر بعض کو ڈپلوما کے ساتھ ہی سل یا دق کی وجہ سے پیام اجل آجاتا ہے۔ باایں ہمہ دیکھتے ہیں کہ ان نمونوں اور نظاروں کے ہوتے ہوئے بھی کوئی ایسا دلکش منظر ہی لڑکوں اور ان کے بزرگوں کے سامنے ہے کہ وہ کشاں کشاں اس طرف چلے آتے ہیں۔ ہاں دلکش منظر ہے اور ضرور ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ایم۔ اے۔ یا۔ بی۔ اے ہو کر ایل ایل بی ہو سکتے ہیں مقابلہ کے امتحان میں شامل ہو کر اکسٹرا اسسٹنٹ بن سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ

یہ نظارہ ہے جو ان کو اس امر پر کبھی سوچنے بھی نہیں دیتا کہ کثرت محنت ہماری صحت پر کیا اثر کرے گی۔

آج جو فوجیں لڑائیوں پر جاتی ہیں ان کو خوب معلوم ہے کہ گورنمنٹ کے خزانے انعام دینے کے واسطے مالامال ہیں۔

لیکن

عجیب بات یہ ہے کہ ایک ریگستان کے رہنے والے بے جاہ و بے حشم (جسکا بسا اوقات کھجور اور پانی پر گذارہ ہے اور کوئی آنکھوں کو چکاچوند کر دینے والی دولت بھی نہیں رکھتا) کے پاس وہ کیا مقناطیس ہے جس سے وہ لوگ اس کی طرف کھچے چلے آتے ہیں جو کسی کی اطاعت کرنا جانتے ہی نہ تھے [illegible]
[illegible]
پر وہ لوگ اپنی جان تک دینے کو طیار ہو جاتے ہیں بلکہ ان میں کوئی **ڈی زرٹر** بھی نظر نہیں آتا جو اپنی جان بچانے کے واسطے میدان جنگ سے بھاگ آتا ہو + جو لوگ فوجی حالات سے واقفیت رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ باوجودیکہ انکو باقاعدہ تنخواہیں ملتی ہیں اور انکی ہر طرح سے مدارات کی جاتی ہے لیکن پھر بھی بہت سے ایسے نکل آتے ہیں جو اعلان جنگ کے وقت بیمار بن جاتے ہیں۔

مگر صحابہ کرام میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی جنگ کا حکم انکو بہت ہی مجبور ہو کر کے بعد محض دفاعی جنگوں کے لیے [illegible] کے قیام کے لیے دیا گیا کیا رومیوں کے بالمقابل کیا کیانیوں کے مقابلہ میں باوصفیکہ وہ کوئی باقاعدہ فوج کے ممبر نہ تھے وہ محض اسی کام کے لیے نوکر نہ تھے لیکن اپیر بھی اپنے ہی گھر سے ستو باندھ کر نکلے ہیں کوئی نہیں پوچھتا کہ ہتھیار کہاں سے لائیں اور کوئی نہیں کہتا کہ سواری کا کیا انتظام کریں

مگر

بشاش چہروں کے ساتھ گھروں سے نکل کر کھڑے ہوتے ہیں + دل میں ایک لذت اور رقت اور جوش ہے۔ پاؤں ایک انجن کی طرح دوڑتے ہیں وہ کیا بات ہے جس نے انکو اس قدر جوش دیا ہے

وہ اخلاص ہے

صلی اللہ علیہ وسلم نے بروزی رنگ میں غیرت کا جامہ پہنا ہے۔

وہ جنکی ولادت کا ٹھیک پتہ نہیں وہ قدسی صفات کو گندے ناموں سے یاد کرتے تھے اس لیے خدا کی غیرت نے چاہا کہ پھر اس کا بروز ظاہر ہو۔ پس خدا نے

احمد قادیانی کو خدا کے صلوات اور برکات اس پر ہوں اسی احمد مکی کے رنگ اور بروز پر پیدا کیا ہے۔ خدا نے ان تلواروں کے عوض میں روحانی جنگ شروع کر دی ہے اور حق و باطل میدان میں آ گئے ہیں شیطان اپنا آخری زور لگا رہا ہے پس مبارک ہے وہ جو اسوقت خدا کے فرستادہ کے ساتھ ہو کر اس **قلمی جنگ** میں شریک ہو۔ اور جو قلمی جنگ نہیں کر سکتے ان کا فرض ہے کہ وہ زبان سے مال سے مدد دیں غرض کوئی ایسا نہ ہو کہ بزدلی ظاہر کرے پس سب ملکر دعائیں کرو۔ کہ اس امام کے ساتھ ملکر

دین کی اشاعت کریں

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قرآن کے جلال کے ظاہر کرنے والے ٹھیریں۔ آمین

میگزین

اردو ترجمہ میگزین کے متعلق ایک ضروری تجویز

غالباً بہت سارے دوست اکتوبر میں میگزین کے پہلے نمبر کے منتظر ہوں گے مگر کچھ تو روپیہ کی فراہمی میں دیر ہو جانے سے اور کچھ سکرٹری صاحب کی بیماری اور کثرت اشغال سے میگزین کی باقاعدہ اشاعت نئے سال پر جا پڑی فی الحال اور غالباً ۱۵ نومبر سے پہلے پہلے پہلا نمبر میگزین کا جو یکم جنوری کو شائع ہونا چاہیے بطور نمونہ شائع کیا جائے گا۔ یہ نمبر معمولی نمبروں سے حجم میں کم لیکن اشاعت میں زیادہ ہوگا اور بطور نمونہ پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے گا اس کے ساتھ ہی ایک مختصر اشتہار بھی میگزین کے متعلق ہوگا خیر یہ باتیں تو انگریزی رسالہ کے متعلق ہیں لیکن اسوقت میں اپنے دوستوں کو جو انگریزی زبان سے ناواقف ہیں ایک امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ رسالہ انگریزی میں حضرت اقدس کے قلم سے نکلے ہوئے نئے نئے مضامین ہوا کریں گے اور عموماً وہی مضامین ہوں گے جو پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ اسصورت میں اگر مضامین کی اشاعت صرف زبان انگریزی تک ہی محدود رکھی جاوے تو اردو خواں پبلک ان سے محروم رہیگی دوسری طرف انکی کسی اشاعت زبان اردو میں انجمن کے مقاصد کے لیے غالباً مضر ثابت ہوگی۔ کئی دوستوں نے مجھ سے اس بارہ میں گفتگو کی ہے اور یہ کہا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہی انجمن کیطرف سے اردو میں بھی ان مضامین کی اشاعت نہ ہو۔ اسمیں ایک دقت تو ضرور پیش آتی ہے یعنی یہ کہ انجمن اشاعت اسلام کی بڑی غرض صرف زبان انگریزی میں اشاعت ہے لیکن اسوقت جو مسئلہ پیش ہوا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ یعنی کیوں اردو خواں پبلک کو ان مضامین سے محروم رکھا جائے۔ جیسا کہ پہلے خیال کیا گیا تھا میگزین کے مضامین صرف حضرت اقدس کے پرانے مضامین کے ترجمے نہیں ہونگے بلکہ عموماً ایسے نئے مضامین ہوں گے جو پہلے پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ اسلیے بعض احباب کی تحریک سے میں اسوقت اس تجویز کو دوستوں سے رائے اور مشورہ لینے کے لیے شائع کرتا ہوں کہ انگریزی رسالہ کے علاوہ انہیں مضامین کو اصل زبان اردو میں بھی انجمن اشاعت اسلام شائع کیا کرے اور یہ رسالہ بجائے رسالہ ماہواری کے سہ ماہی شائع کیا جایا کرے یعنی کل سال میں چار نمبر شائع ہوں۔ اسکی قیمت انگریزی رسالہ سے کسی قدر کم رکھی جائے یعنی جیسا کہ میرا خیال ہے اگر انگریزی رسالہ کی قیمت پانچ روپے سالانہ رکھی جاوے تو اردو رسالہ کی قیمت تین روپے سالانہ رکھی جاوے۔ میں اسوقت زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ میری رائے میں ان عجیب مضامین کا جو یورپ میں شائع کیے جائیں گے اردو میں شائع کرنا بھی نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے یہ وہ ہتھیار ہوں گے جو مختلف مذاہب کے تردید اُنکے حملوں کو روکنے اور اسلام کی خوبیوں اور مقابل پر اپنی نظیر آپ ہی ہونگے ایسے ہتھیاروں کا ہر ایک دوست کے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے جسکے اندر یہ سلسلہ فیصلے ہونے چاہییں۔ اسلیے میں سب دوستوں سے التجا کرتا ہوں کہ جو احباب میرے ساتھ اس قسم کی اشاعت میں متفق ہیں اور سا اردو رسالہ خریدنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ اخبار کو پڑھتے ہی اس امر کی اطلاع دیں کم از کم ۳۰۰ درخواست کے جمع ہونے پر یہ معاملہ کمیٹی یا بورڈ میں پیش کر کے فیصلہ کیا جائیگا لیکن اس سے کم تعداد اگر درخواستوں کی ہوگی تو اس معاملہ پر زیادہ غور نہیں کیا جا سکتا اسلیے تاکیداً سب دوستوں سے التجا ہے کہ جو احباب اس تجویز کو پسند فرماتے ہوں وہ نہ صرف اپنی درخواست خریداری سے مطلع کریں بلکہ اس امر کی تحریک کرکے دوسروں میں کر کے جسقدر درخواستیں اکٹھی کر سکیں روانہ فرما دیں اور اس میں کسی قسم کا تساہل نہ کریں ورنہ اس تجویز کو چھوڑنا پڑے گا۔ اگر یکم نومبر سے پہلے پہلے مطلوب تعداد درخواستوں کی جمع ہو گئی تو انشاء اللہ یہ تجویز عملدرآمد میں آ جائیگی بشرطیکہ بورڈ بھی اسے پسند کرے۔ اور اس امر کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ میرے نزدیک یہ ایک ناقابل عفو غلطی کا ارتکاب ہوگا اگر کوئی فرد قوم اس تجویز کا مفہوم الحکم کے کسی قائمقام کو سمجھے بلکہ میگزین کی امداد اور اشاعت جسطرح قوم پر فرض ہے اسی طرح الحکم کی امداد اور اشاعت قوم کا فرض ہے۔ الحکم کی خدمات جو اس نے گذشتہ سالوں میں کی ہیں کسی صورت میں اس قابل نہیں ہیں کہ قوم اسکی شکرگذاری اور لحاظ سے پہلوتہی کرے اور میرے نزدیک معصیت ہوگی اگر اس تجویز کو الحکم کی اشاعت پر اثر انداز سمجھا جاوے پس میگزین کا اردو ترجمہ کا مقصد الحکم کے مقاصد کو وسیع پیمانہ پر قائم کرنا اور مضبوط کرنا ہے در انحالیکہ اسکی غرض انگریزی رسالہ کی بنیاد کو مستحکم کرنا بھی ہے چونکہ مختلف طور پر میگزین کے مضامین کی اشاعت غالباً بے لطف اور کم مفید ہوتی اس لیے ایسا ارادہ کیا جاتا ہے کہ سہ ماہی وار اس کا ترجمہ الگ بصورت کتاب شائع کر دیا جاوے جسکا فائدہ یہ ہوگا کہ قوم ان گرانقدر جواہرات کو جو انگریزی زبان میں ہونگے محروم نہ رہیگی اور میگزین کی مالی امداد کی ایک صورت پیدا ہو جائیگی بہرحال اگر نومبر کے شروع سے پہلے پہلے تین سو درخواستیں آ جائیں تو یہ امر بورڈ کے سامنے پیش ہونیکے قابل ہوگا اور پھر بشرطِ منظوری بورڈ ایسا انتظام کیا جا سکے گا لہذا بہت جلد درخواستیں مع اپنی رائے کے خریدار بھیجدیں والسلام

خاکسار محمد علی ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۱ء

مختصر نوٹ اور نکات

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے الہامات اس قسم کے ہیں کہ جس سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء یا صفات یا محامد میں شریک پائے جاتے ہیں۔ ایسے معترضین کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات قدسیہ سے مساوات نہیں رکھتا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی گنجائش نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔ مگر یہ بات کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ کے الہامات ایک قسم کی شراکت ظاہر کرتے ہیں اسکا سرّ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس بنا پر کہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہمیشہ ظاہر ہوں اور آپکی فضیلت کا زندہ ثبوت ملتا رہے اور حضور کے نور اور قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کریں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں خدا انکو خالی اور صفا شیشہ کی طرح پا کر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات انکے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ انکی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ برکات اور آثار اور آیات ان سے صدور پاتی ہیں حقیقت میں ان تمام تعریفوں کا مرجع تام اور اُن تمام برکات کا مصدر کامل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں مگر چونکہ متبع سنن ان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غائت اتباع کی جہت سے اس شخص نورانی کے لئے جو وجود باجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے مثل ظل کے ٹھیر جاتا ہے اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا ہوتی ہیں اس کے ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ امر مدارج اور مراتب پر منحصر ہے جس جس قدر کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں بڑھتا جاتا ہے اسی قدر یہ تشابہ اس میں منعکس ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ بدیہی امر ہے کہ سایہ میں وہ تمام وضع اور انداز ظاہر ہوتی ہے جو اس کے اصل میں ہوتی ہے ہاں سایہ اپنی ذات میں قایم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اسمیں موجود نہیں بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ اس کے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے۔ اس قدر بیان کے بعد اب اس امر کا بیان کرنا خالی از منفعت نہیں ہے کہ چونکہ مسیح موعود وہ شخص ہے جو شدت متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث ایسا فنا فی الرسول ہوگا کہ وہ مہدی ہونے کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نام پر آئے گا گویا جمیع افراد امت محمدیہ میں سے شدت مشابہت اس کو حاصل ہوگی۔ اور یہ مسلم امر ہے پس لازمی طور پر مسیح موعود کے مکالمات اور محامد اور صفات اللہ تعالیٰ نے وہی بیان کئے ہیں جو اس کے اس **اصل** (صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں) جس کا یہ **ظل** واقع ہوا ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں بروز کہلاتا ہے۔ اور اس طریق انعکاس انوار سے جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اور جس کا اکمل فرد مسیح موعود ہے فایدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تام ظاہر ہو کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے۔ اور پھر اس سے امت محمدیہ کا کمال اور فضیلت دوسری امتوں پر ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس میں افاضہ دائمی موجود ہے جو دوسری امتوں میں نہیں ہے اور پھر حقیقت اسلام کا ثبوت ہر وقت تازہ رہتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے کیونکہ اس کے انوار و برکات ایسی نہیں ہیں جن کا گذشتہ زمانے پر حوالہ دیا جاوے بلکہ اب بھی وہ برکات اور انوار اسی طرح موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں ہیں۔

اس جگہ اگر اس وہم کا ازالہ بھی کر دیا جاوے تو غالباً مفید ہوگا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کے الہامات میں آپ کی بڑی بڑی تعریفیں کی گئی ہیں جیسے یا احمد بارک اللہ فیک۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی وغیرہ اس کا سرّ یہ ہے کہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی تاثیر دنیا کو معلوم ہو۔ اور حضرت خاتم الانبیاء کی شان بزرگ پر دنیا کو اطلاع ملے کہ اس آفتاب عالمتاب کی کیسی اعلیٰ درجہ کی تاثیریں ہیں کہ جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجہ تک پہونچاتا ہے اور کسی کو **آیت اللہ** اور **حجۃ اللہ** کا درجہ عطا کرتا ہے۔ اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھیراتا ہے

غرض

یہ ایک لذیذ اور لطیف سرّ تھا جس کو تاہ اندیش مخالفوں نے نہیں سوچا۔ کاش وہ اس مقام پر غور کرتے اور حظ اٹھاتے۔

شہری آف دی کانفلکٹ بطوین سائنس اینڈ ریلجن مین لکھا ہے - کہ مسیحی مذہب نے گو کافی طور پر ثابت کر دیا تہا - کہ وہ حکومت و سلطنت کے انتظام کے لئے کفیل ہو سکتا ہے - مگر اس نے ہی اپنے حریف (شرک و کفر) کے استیصال کے لئے قوی نہ تہا - بنابرین غیر مذہب کے ساتہہ اس کے مجاہدہ کا نتیجہ یہہ ہوا - کہ دونو کے اصول خلط ملط ہو گئے - اس مادہ مین عیسویت و اسلام مین تناسب نہیں ہے

اسلام نے اپنے مخالف فریق کو بکلی معدوم کر دیا اور بلا اختلاط غیری فقط اپنے ہی اصول کو شائع کیا -

حقیقت مین اسلام کو یہہ قابل ناز فخر حاصل ہے - کہ شرک و کفر کے استیصال کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی زبردست مذہب نہیں - ہمارے خیال مین مسیحی مذہب حکومت کے انتظام کے لئے اپنے اندر کوئی قواعد و دستور نہیں رکہتا - جیسا کہ سوشل اصلاح کے لئے اس مین کوئی اصول نہین ہے -

ہمارا یہ کہنا نرا دعوے ہی دعوے نہین - بلکہ مستحکم دلایل کی بنیاد پر ہے - اگر مسیحی مذہب ایسے اصول اور قواعد رکھتا ہے - تو ہم پوچھ سکتے ہین - کہ مناکحت کے متعلق کیا قواعد انجیل مین درج ہین - اور حکومت کے متعلق اس نے کیا قوانین لکہے ہین -

عیسائی مذہب کی تعلیم پر اگر غور کیجاوے یا کم از کم عمل کرنے کی سعی کیجاوے تو اپنا جمع جتھا بہی دشمن کے حوالے کرنا پڑتا ہے - چہ جائیکہ اس کی مدافعت کی جاوے اور اس کا سر کچلا جاوے - اسی بنا پر بعض آزاد خیال لوگوں نے جنگوں کے سلسلے پر اعتراضات کئے ہین - اس کی وجہ یہہ ہے - کہ عیسائی مذہب موقع اور محل کے لحاظ سے کوئی تعلیم نہین دیتا - وہ سوداوی اور صفراوی مزاج والون کے لئے ایک ہی نسخہ تجویز کرتا ہے - برخلاف اس کے اسلام موقع اور محل کے لحاظ سے تعلیم دیتا ہے اور یہہ فخر صرف اسلام ہی کو ہے -

---

کوئی عمدہ اور پسندیدہ بات نہیں ہے جس کا حکم اسلام نے نہ دیا ہو - اور کوئی بری اور ناپسندیدہ بات نہیں ہے جس سے اسلام نے منع نہ کیا ہو اسلام ہمکو ہماری حالت میں ایک راحت بخش مقنن ہے اور ایسے امور مین جو خاص ملک یا خاص آب و ہوا اور خاص اسباب مختص الزمان یا مختص المکان کے ساتہہ تعلق رکہتے ہین وہ ایک آزادی بخش مذہب ہے کیونکہ جہان ایک طرف ۵

یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

کی تعلیم دیتا ہے -

دوسری طرف **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا** فرماتا ہے -

نجات کے متعلق

آریہ کا عقیدہ اور اصول بہی ضرور قابل غور ہے آریہ کہتا ہے کہ باوجودیکہ روح مین ابدی نجات کا اضطراری جوش اور طلب ہے - لیکن پرمیشر نے اس کی اس اضطراری خواہش کا کوئی سامان نہیں رکہا - اور ارواح کبھی بھی ہمیشہ کی نجات حاصل نہین کر سکتی ہین - ان کے نزدیک مکتی یافتہ ارواح کا واپس آنا بہی نجات ہی کے ضمن مین ہے اور اس پر طرہ یہ کہ دنیوی عیش و آرام بہی **بدکاری** ہی کا نتیجہ ہے کیونکہ لوگ بدکار ہوئے اور انہوں نے فسق و فجور کیا تو وہ گائے یا گہوڑے یا گدہے بنے -

پہر تعجب ہے کہ وہ بدکاروں کو کیوں کوستے اور نیکی کی تعلیم کیوں دینا چاہتے ہین -

---

مسیح

نے متی کی انجیل کے ۱۹ باب آیت ۲۴ مین کہا کہ کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت مین داخل ہو - ہمین اس قول کو پڑھکر اور پہر یورپ اور امریکہ کی حشمت اور دولت پر خیال کر کے تعجب آتا ہے کہ اتنے بڑے دولتمند اور عیسائی بادشاہ جو برسوں کا فکر آج کر رہے ہین - الہی بادشاہت مین کیسے داخل ہوں گے اور پہر تعجب پر تعجب یہ ہے کہ خود مسیح کے پاس بہی ایک معقول رقم جمع رہا کرتی تھی - جس کا خزانچی یہودا اسکریوطی تہا -

بجائیکہ ابن آدم کو لومڑیوں اور ہوائی پرندون کے مقابلہ مین سر رکہنے کو بہی جگہ نہ تہی یہ عجیب گورکہہ دہندا ہے کوئی نیکدل پادری اسے سلجہا کر دکہا دین - تو انجیل پر احسان ہی کرین -

---

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتہہ اتفاق کرتے ہیں - کہ نمبر اعظم مراد آباد نے جو غسل آتشین کرنے والے سکندر شاہ کی تعریف کی اور اس کے اس فعل کو اسلام کا معجزہ قرار دیا - یہہ دراصل اسلام پر ایک حملہ ہے جو کسی معقول پسند مسلمان نے بہت کم کیا ہوگا -

حقیقت مین آگ پر چلنا یا مونہہ سے آگ نکالنا یا اور اسی قسم کے شعبدات کو اسلام کی حقانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے **اسلام** ہتہ ناٹک کرنے والوں یا مداریوں کا مذہب نہین ہے لوگوں نے معجزہ کی حقیقت کے سمجہنے مین بہت سخت غلطی کہائی ہے انبیاء علیہم السلام نے کبھی اس قسم کی جرأت نہیں کی کہ وہ خدا کی ازمایش کریں - اور اپنے آپ کو آگ مین ڈالدین یا سمندر مین گرا دین یا تلوار کے پہل پر گردن رکہدین اور عجوبہ نمائی کا دعوے کرین - اگر کوئی شخص اس قسم کا مدعی ہو - تو وہ لاریب شعبدہ باز مداری ہوگا - انبیاء علیہم السلام پر ایسے مصائب اور مشکلات آتے ہین کہ انہیں مشابہ بالموت کی حالت آجاتی ہے اور دنیا دار آنکہہ جو زمین اور اس کے اسباب سے پرے نہیں دیکہہ سکتی ان کی ہلاکت کا فتوے دیتی ہے

مگر

خدائے قادر و توانا اس حالت مین ان کو **زندگی بخش** کر اپنی نصرت کا کرشمہ دکہاتا ہے اور وہ فعل آیات اللہ مین سے ایک **آیت** اور **حجت** ہوتی ہے - جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود کبھی نہیں کہا تہا - کہ مجہے آگ مین ڈالدو - مین زندہ بچ رہوں گا -

نہیں

بلکہ خونخوار دشمن نے جب ان کے لئے یہ تجویز کی تو غالب امر خدائی اس نار کو یا نار کونی بردا و سلاما کا حکم دے دیا -

غرض

اس قسم کی شعبدہ بازی کو اسلام

کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نیر اعظم جیسے اخبار نے اس کو معجزہ قرار دیا - اور یہہ امر اس کی دینی معلومات کی کمزوری کی دلیل ہے۔ سکندر شاہ نے قریباً ہر جگہ ندامت اور ذلت کا مزا چکہا ہے

مگر

جو گت اس کی لکہنو میں بنی ہے اسے شاید وہ بہت جلد بہول نہ سکیگا - یہانتک کہ جو کچھہ اسنے وہاں وصول کیا تہا - وہ سب کا سب واپس دینا پڑا - اور بڑی ذلت اٹھانی پڑی اور یہ نتیجہ ہے خدا کے راستباز کی اہانت کا نادان معرفت کے دقایق سے ناواقف اسے خوش اعتقادی قرار دیں گے۔

مگر

ہم انہیں معذور سمجہتے ہیں - جبکہ وہ بصیرت سے بہرہ ور نہیں - ملکی اخباروں کا یہہ کام ہے کہ وہ ایسے تماشہ کرنے والوں سے لوگوں کو آگاہ کریں اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے بدنام کنندہ اسلام کو روکیں کہ اس طرح پر اسلام کی اہانت کرنے سے باز آویں

ڈاکٹر رحمت علی صاحب واپس میانمیر آگئے ہیں - چنانچہ ان کا پتہ یہہ ہے
ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ۱۱ بنگال لانسرز چہاونی میانمیر۔

امیر کابل کے مرنے خبر کی تصدیق ہو چکی ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ہندوستان میں عام دفاتر میں ماتمی تعطیل رہی سردار حبیب اللہ خان صاحب اسوقت تک عملی طور پر امیر کابل ہیں - امیر صاحب نے اپنی تزک میں اپنے جانشین کے سوال کا حل معمّا کی شکل بنا دیا تاہم موجودہ انتظام اور عمل ان کی خواہش ہی کا نتیجہ ہے - سردار حبیب اللہ خان صاحب کے متعلق حالات کے لکہنے کے لئے چودہری سلطان محمد خان صاحب ایف - آر - جی - ایس بیرسٹر ایٹ لا سابق میر منشی گورنمنٹ افغانستان وا تالیق سردار حبیب اللہ خان صاحب موجودہ امیر کابل سے بہتر کوئی آدمی سر دست نظر نہیں آتا - اگر انہوں نے اس پر کچھہ لکہا تو غالباً بڑی دلچسپی سے دیکہا جاوے گا۔

ان رپورٹوں سے جو حال میں شایع ہوئی ہیں معلوم ہوا ہے کہ چرچ مشنری سوسائٹی کے ماتحت جیسا کہ انکے سکرٹریوں نے معلوم کرایا ہے ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء تک ۴۲۴۳ پادری ملازم تہے ان میں سے ۳۰۱۸ دیسی پادری تہے اور باقی انگلش میں آئرشمین اور سکاچ کہا جاتا ہے کہ ان پادریوں کے لئے ایک لاکہہ ۱۳ ہزار چہہ سو تینس پونڈ کی رقم بہیجی گئی ہے جو مقامی چندوں کے علاوہ تہی اس قدر اخراجات کثیر کے بالمقابل صرف ۱۸۲۸ آدمی کی ترقی ہوئی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب اسقدر مصارف کے بعد ترقی کرنے والا مذہب نہیں ہے اور مشنری سوسائٹیوں کو اپنی مساعی میں پوری ناکامی ہے اور جب ہم دیکہتے ہیں کہ یہہ تعداد بہی زیادہ تر ان لوگوں کی ہے جو نیچ قوموں کے ہیں تو ہمیں اس بات کے کہنے میں ذرا بہی تردد نہیں ہوسکتا - کہ فہیم اور شریف لوگ جو اپنے مذہب کے ماہر ہیں وہ اس مذہب کی طرف کوئی التفات نہیں کرتے - عیسائی مذہب کی طرف اب صرف ان لوگوں کی توجہ ہے جو اپنی معاش کا کوئی ذریعہ نہیں رکہتے۔

بشپ ولڈن کا یہہ کہنا کہ عیسوی مذہب ترقی کر رہا ہے اور کافی روپیہ ہو تو سارا ہندعیسائی ہوسکتا ہے - عجیب ہے آپ کی یہہ ساری تقریر لاطایل اور بے دلیل ہے اور یہہ کوئی نئی بات نہیں بشپ صاحب ایسی خانہ ساز تقریریں کرنے کے عادی ہیں - اور پہر ان کو وہ واپس بہی لینی آتی ہیں۔ جیسا کہ انکے پچہلے طرز عمل نے بتایا ہے مگر ہم کیوں ان کی اس تقریر سے یہ بات نہ پیدا کریں - کہ

بشپ صاحب عیسائی

مذہب کی ترقی کا مدار اور راز صرف روپیہ سمجہتے ہیں

ورنہ حقانیت کے قبول کرنے کے واسطے روپیہ کی کیا ضرورت

غالباً

علی گڈہی پارٹی ہمارے اس ریمارک سے کبہی خوش نہیں ہوگی (جس کی خوشی یا ناخوشی کی ہمیں کچھہ پرواہ نہیں) کہ علی گڈہی کانفرنس جو امسال مدراس میں ہونے والی ہے اور جس کے متعلق ایک سرکلر لیٹر بہی مدراس کی محمڈن کمیونٹی کی طرف سے شایع کی گئی ہے اِس چٹہی سے ہی صاف معلوم ہوتا تہا کہ اس کانفرنس کو مذہب اور پالٹیکس سے کوئی تعلق نہیں -

مگر

اب انکی اکٹو کمیٹی کی روئداد مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۱ء میں یہہ ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ پبلک اور اخبارات میں اعلان کردیا جاوے - جس میں صاف طور پر اس بات کا اظہار ہو کہ اس کانفرنس کو **مذہب اور پالٹیکس** سے کوئی تعلق نہیں اور نہ کبہی اس کے جلسوں میں ان مضامین پر بحث ہو

ہم عام مسلمانوں کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجہتے ہیں - کہ جب کہ اس کانفرنس کو مذہب سے کچھہ واسطہ ہی نہیں پہر وہ اس کے اغراض ومقاصد کو قوم کے لئے مفید کیونکر قرار دیتے ہیں؟

ہمارے خیال میں اس ریزولیوشن کے ہوتے ہوئے بہی اگر مسلمان اس کانفرنس کو کسی عزت کی نگاہ سے دیکہہ سکتے ہیں - تو لاریب تعجب ہوگا اب گویا یہ معما حل ہونے کو ہے کہ علی گڈہی کانفرنس کے مقاصد کیا ہیں؟ وہ مسلمان مذہب کے ساتہہ کیا سلوک کرنا چاہتی ہے علی گڈہی کانفرنس کی تائید کرنے والے اخبار اس کے اس مقصد کی اشاعت کے باوجود بہی) قوم پر احسان کریں گے اگر وہ اس راز

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود امام الزمان ایدہم اللہ بفضلہ تعالیٰ بخریت ہیں اور خطبہ الہامیہ کے حاشیہ کی تصنیف میں مصروف ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۲۔ بعد شام حضرت اقدس مرزا خدا بخش صاحب کی تالیف عسل مصفی کو علی العموم سنتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔

۳۔ اس ہفتہ میں پسرور سے بابو محمد ابراہیم اور شیخ فرزند علی صاحب اور شیخ الہ دین صاحب لودہانوی نارووال سے مع اور چند دوستوں کے تشریف لائے۔ بابو غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ اور کرنگ ملک اڑیسہ سے میاں ضیاء الحق صاحب و سید اکرام الدین صاحب اور منشی نیاز علی صاحب تشریف لائے۔

۴۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا نو ماہی امتحان ہو چکا ابھی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا ہے مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کی عمارت کی توسیع کا سوال در پیش ہے۔

نئی تالیفات

۱۔ ناسخ منسوخ کی بحث اور ایک شیعہ کے رد میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے دو پرانے خط حال میں انوار احمدیہ پریس قادیان میں طبع ہوئے ہیں جنکا جداگانہ اشتہار دوسرے موقع پر درج ہے۔

۲۔ آسمانی فیصلہ جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنہ ۱۸۹۳ء کی تالیف ہے جس میں مولوی نذیر حسین اور اس کے شاگردوں اور دوسرے مخالفوں کو آسمانی فیصلہ کی طرف بلایا ہے اور ان نشانات سے جو خدا کے سچے مومنوں میں ہوتے ہیں فیصلہ چاہا ہے احباب کے اصرار سے دوبارہ طبع ہو رہی ہے۔ اگلے ہفتہ تک شائع ہو جائیگی۔ اسکی قیمت ۲ر علاوہ محصولڈاک ہوگی۔

درخواستیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہئیں۔

۳۔ خطبہ الہامیہ کا حاشیہ ابھی زیر طبع اور زیر تالیف ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب تک شائع ہو امید کی جاتی ہے کہ اس سال میں شائع ہو جاوے۔

۴۔ قاعدہ یسرنا القرآن ضروری ترمیمات کے بعد مرتب ہو گیا ہے اور طبع ہونے کے لئے پریس میں کاپیاں جانے لگی ہیں۔ جن احباب کی درخواستیں آرہی ہیں وہ محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ اس کے طبع ہونے پر تعمیل کی جاویگی انشاء اللہ العزیز۔

۵۔ ازالہ اوہام کی طبع ثانی کا انتظام کیا گیا ہے یہ حضرت اقدس کی دوسری کتابوں کی تقطیع پر چھاپا جاویگا۔ اور کوشش کیجاویگی کہ باوجود کتابت اور چھپوائی اور عمدہ کاغذ ہونے کے ناظرین کو نصف یا نصف سے بھی کم قیمت پر مہیا کیا جاوے۔ چونکہ صرف چار سو کاپیاں طبع ہونگی جو لوگ پہلے سے درخواستیں بھیجدیں گے انکو پھر تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا قیمت بہر حال پہلی قیمت تین روپیہ سے بہت ہی کم ہوگی زیادہ سے زیادہ عہ/۱ قیمت ہوگی اگرچہ اس سے بھی کم کی توقع کیجاتی ہے

الحکم کے متعلق

۱۔ ان احباب کا شکریہ ہے جو مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی پیکٹ وصول فرما کر اپنے حساب بے باق کر رہے ہیں اور بعض مجبور و معذور احباب سے شکایت ہے جو اس وقت تک بھی حساب صاف نہیں کر سکے۔

۲۔ اس ہفتہ میں چودہری محمد حسین صاحب گرداور قانونگو چونڈہ نے دو جدید خریدار دئے جنکے نام یکم نومبر سے اخبار جاری کیا جاویگا۔ میاں اچھے صاحب احمدی ضلع مین پوری سے نہ صرف اپنے نام جاری کراتے ہیں بلکہ ایک اور خریدار کا نام بھی بھیجتے ہیں۔

لاہور سے مولوی ولی اللہ صاحب اپنی درخواست پر خریدار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دو اور خریدار ایک پہاڑپور شمالی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان سے اور دوسرے مونگیر سے خریداری کی درخواست بھیجتے ہیں۔ اور ایک صاحب کٹک سے جنکے نام اخبار بوجہ واپس آنے وی پی بند ہو گیا تھا مکرر درخواست پر عذر کر کے اخبار وی پی طلب فرما کر بقایا وصول کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔

الحکم کی یہ ہفتہ وار رپورٹ غالباً سرپرستان الحکم کے لئے خوشی کا موجب ہوگی۔ ہم ہر ایک خریدار الحکم کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض متعلقہ الحکم کو سمجھیں اگر ہر واحد خریدار اس وقت چار چار خریدار دینے کا عہد کر لے۔ اور سال کے آخر تک وہ اس عہد کو پورا کر لے تو جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کی پہلی اشاعت دو ہزار کی ہو سکتی ہے کیا تیس ہزار سے زاید افراد کی جماعت میں فی ہزار سو بھی الحکم نہیں خرید سکتے خرید سکتے ہیں بشرطیکہ انہیں توجہ دلائی جاوے اور یہ کام ہے خریداروں کا جو ان فواید کو جو انہیں الحکم سے گذشتہ سالوں میں پہونچے ہیں دوسروں کے ذہن نشین کریں۔

اے قوم! الحکم احمدی قوم کا آرگن قرار پا چکا ہے اس کی توسیع اشاعت اور استقلال جہاں تک تیری ساتھ وابستہ ہے تیرا فرض ہے کہ تو اسکا لحاظ کرے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے معروضات پر توجہ کیجاویگی۔

عسل مصفّٰی

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق ہیں اور معترضوں کے اعتراضوں کے جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان قاضی ضیاء الدین اور ڈالیر کوٹلہ میں مولوی محمد زمان سے عہ/۸ قیمت علاوہ محصول

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۳ خواص و معاونین سے ۱۰ ہندوستان سے باہر ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا قادیان ہیں + دوا ہیں شفا ہیں عرض دارالامان ہیں

نمبر ۳۹ | دارالامن والامان قادیان ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(۱۴ ستمبر ۱۹۰۱ء بعد مغرب)

ام المومنین کا لفظ جو مسیح موعود کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنکر

فرمایا

اعتراض کرنیوالے بہت ہی کم غور کرتے اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں ورنہ **نبیوں** یا ان کے **اظلال** کی بیویاں اگر **امہات المومنین** نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت کا اس تعامل بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں کہ **ام المومنین** کیوں کہتے ہو۔) پوچھنا چاہیے۔ کہ تم بتاؤ۔ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم **ام المومنین** کہو گے۔ یا نہیں؟ مسلم میں تو مسیح موعود کو **نبی** ہی کہا گیا اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ میری مخالفت اور بغض میں ایسا تجاوز کرتے ہیں کہ منہ سے بات کرتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس کا اثر اور نتیجہ کیا ہوگا؟

جن لوگوں نے **مسیح موعود** کو شناخت کر لیا ہے۔ اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے موافق اس کی شان کو مان لیا ہے ان کا ایمان تو خود بخود انہیں اس بات کے ماننے پر مجبور کرے گا۔ اور جو آج اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ہوتے تب بھی اعتراض کرنے سے باز نہ آتے۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ **خدا کا مامور** جو ہدایت کرتا ہے اور روحانی **اصلاح** کا موجب ہوتا ہے وہ در حقیقت باپ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے افلاطون حکیم لکھتا ہے کہ باپ تو روح کو آسمان سے زمین پر لاتا ہے مگر استاد زمین پر سے پھر آسمان پر پہونچاتا ہے باپ کا تعلق تو صرف فانی جسم کے ہی ساتھہ ہوتا ہے مرشد اور مرشد بھی وہ جو خدا کیطرف سے ہدایت کے لئے مامور ہوا ہو اسکا تعلق روح سے ہوتا ہے جسکو فنا نہیں ہے پھر جب وہ روح کی تربیت کرتا ہے اور اس کی روحانی تولید کا باعث ہوتا ہے تو وہ اگر **باپ** نہ کہلائیگا تو کیا کہلائیگا۔

اصل یہی ہے کہ یہہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر بھی کچھہ توجہ نہیں کرتے ورنہ اگر ان کو سوچتے اور قرآن کو پڑہتے تو یہہ منکرین میں نہ رہتے۔

پھر اعتراض کیا گیا کہ **تصویر** پر لوگ کہتے ہیں کہ یہہ تصویر شیخ معتقی کی غرض سے بنوائی گئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

یہہ تو دوسرے کی نیت پر حملہ ہے میں نے بہت تیز

بیان کیا ہے کہ تصویر سے ہماری غرض کیا تھی - بات یہ ہے کہ چونکہ ہمکو بلاد یورپ خصوصاً لنڈن مین تبلیغ کرنی منظور تھی - لیکن چونکہ یہہ لوگ کسی دعوت یا تبلیغ کی طرف توجہ نہین کرتے - جب تک داعی کے حالات سے واقف نہ ہون اور اس کے لئے انکے ہان **علم تصویر** مین بڑی بھاری ترقی کی گئی ہے وہ کسی شخص کی **تصویر** اور اس کے خط و خال کو دیکھکر رائے قائم کر لیتے ہین - کہ اس مین راستبازی - قوت قدسی کہان تک ہے ؟ اور ایسا ہی بہت سے امور کے متعلق انہین اپنی رائے قائم کرنے کا موقع مل جاتا ہے - لیکن اصل غرض اور نیت ہماری اس سے یہ تھی جسکو ان لوگون نے جو خواہ نخواہ ہر بات مین مخالفت کرنا چاہتے ہین اس کو بڑے بڑے پیرایون مین پیش کیا - اور دنیا کو بہکایا - مین کہتا ہون کہ ہماری **نیت** تو تصویر سے صرف اتنی ہی تھی - اگر یہہ نفس **تصویر** کو ہی برا سمجھتے ہین - تو پھر کوئی سکہ اپنے پاس نہ رکھین -

بلکہ بہتر ہے کہ آنکھین بھی نکلوا دین کیونکہ ان مین بھی اشیاء کا ایک انعکاس ہی ہوتا ہے یہہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ "افعال کی تہ مین **نیت** کا بھی دخل ہوتا ہے -

الاعمال بالنیات پڑھتے ہین مگر سمجھتے نہیں - بھلا اگر کوئی شخص محض ریاکاری کے لئے **نماز** پڑھے تو اس کو یہہ کوئی مستحسن امر قرار دین گے ؟ سب جانتے ہین کہ ایسی نماز کا فائدہ کچھ نہیں - بلکہ وبال جان ہے تو کیا نماز بری تھی ؟ نہیں اسکے بداستعمال نے اس کے نتیجہ کو برا پیدا کیا -

اسیطرح

پر تصویر سے ہماری غرض تو اسلام کی دعوت مین مدد لینا تھا - جو اہل یورپ کے مذاق پر ہو سکتی تھی - اسکو تصویر شیخ بنانا اور کچھ سے کچھ کہنا افترا ہے - جو مسلمان ہین انکو اسپر غصہ نہین آنا چاہیے تھا جو کچھ خدا اور رسول نے فرمایا ہے - وہ حق ہے اگر مشایخ کا قول خدا اور رسول کے فرمودہ کے مواقق نہیں تو

نکالائے بدبریش خاوند

تصور شیخ کی بابت پوچھو تو اس کا کوئی پتہ نہیں - اصل یہہ ہے کہ صالحین اور قانتین فی اللہ کی محبت ایک عمدہ شے ہے - لیکن حفظ مراتب ضروری ہے -

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس خدا کو خدا کی جگہ رسول کو رسول کی جگہ سمجھو اور خدا کے کلام کو دستور العمل ٹھیرالو -

بس سے زیادہ چونکہ قرآن شریف مین اور کچھ نہین کہ **کونوا مع الصادقین** یس صادقون اور قانتین فی اللہ کی صحبت تو ضروری ہے - اور یہہ کہین نہ کہا گیا کہ تم اسے ہی سب کچھ سمجھو - اور یا قرآن شریف مین یہہ حکم ہے **ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** اس مین یہہ نہیں کہا گیا کہ مجھی خدا سمجھ لو - بلکہ یہہ فرمایا کہ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی **اتباع کرو** - اتباع کا حکم تو دیا ہے مگر تصور شیخ کا حکم قرآن مین پایا نہیں جاتا -

سوال - جو تصور شیخ کرتے ہین وہ کہتے ہین ہم شیخ کو خدا نہین سمجھتے

جواب - مانا کہ وہ ایسا کہتے ہین - مگر بت پرستی تو شروع ہی تصور سے ہوتی ہے بت پرست بھی بڑھتے بڑھتے ہی اس درجہ تک پہونچا ہے پہلے تصور ہی ہوگا پھر یہہ سمجھ لیا کہ تصور قائم کرنے کے لئے بہتر ہے تصویر ہی بنالین اور پھر اسکو ترقی دیتے دیتے پتھر اور دہاتون کے بت بنانے شروع کر دئے - اور ان کو تصویر کا قائممقام بنالیا - آخر یہانتک ترقی کی کہ ان کی روحانیت کو اور وسیع کر کے ان کو خدا ہی مان لیا - اب نرے پتھر ہی رکھ لیتے ہین - اور اقرار کرتے کہ منتر کے ساتھ ان کو درست کر لیتے ہین - اور پرمیشر کا حلول ان پتھرون مین ہو جاتا ہے اس منتر کا نام انہون نے **اواہن** رکھا ہوا ہے -

مین نے ایک مرتبہ دیکھا کہ میرے ہاتھ مین ایک کاغذ ہے - مین نے ایک شخص کو دیا کہ اسی پڑھو - تو اس نے کہا اسپر **اواہن** لکھا ہوا ہے مجھے اس سے کراہت آئی - مین نے اسے کہا کہ تو مجھے دکھا - جب مین نے پھر ہاتھ مین لیکر دیکھا تو اسپر لکھا ہوا تھا -

اردت ان استخلف فخلقت آدم

اصل بات یہہ ہے کہ خدا تعالے کا خلیفہ جو ہوتا ہے ردائے الہی کے نیچے ہوتا ہے اسی لئے آدم کے لئے فرمایا کہ **نفخت فیہ من روحی** اسی طرح جب غلطیان پیدا ہوئی گئین اصول کو نہ سمجھا کچھ کا کچھ بگاڑ کر بنالیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ شرک اور بت پرستی نے اس کی جگہ لے لی ہماری تصویر کی اصل غرض وہی تھی جو ہم نے بیان کر دی کہ لنڈن کے لوگون کو اطلاع ہو - اور اسطرح ایک اشتہار ہو جاوے

(باقی آیندہ)

مختصر نوادرنکات

ہدایت کی راہ معلوم کرنے کے لئے خدا نے ایک **تثلیث** رکھی ہے اول سلسلہ کتب ایمانیہ جو سماع اور نقل کے رنگ مین عام لوگون تک پہونچتا ہے جنکی ہدایتون اور جزون پر ایمان لانا مومن کا کام ہے اور ان کا مخزن اتم قرآن شریف ہے -

دوم - سلسلہ معقولات کا جسکا منبع اور ماخذ دلائل عقلیہ ہین - **تیسرا** سلسلہ آسمانی نشانون کا جسکا سرچشمہ نبیون کے بعد **امام الوقت** ہوتا ہے پس یہہ ایک تثلیث ہے جس سے ہم **ہدایت** کے چشمہ کو معلوم کر سکتے ہین

مگر

کیا عیسائی تثلیث کو مانتے ہوئے اس معیاری تثلیث کے رو سے **ہدایت** کے وارث ثابت ہو سکتے ہین ؟

یہہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لئے ہمین عیسائی عقائد کی **پڑتال** ضروری ہے مثلاً اگر عیسائیون کے جسمانی اور محدود خدا **یسوع** کو اس معیار پر پرکھا جاوے اور پہلی کتابون مین ان کے اس عقیدہ کی تلاش کی جاوے تو یقیناً کوئی پتہ نہ ملیگا اگر کسی کو شک ہو تو تورات پڑھ لے یا یہودیون سے پوچھ لے -

پس

اس معیار پر تو **یسوع کی خدائی** پوری نہیں اتری اگر دوسرے معیار یعنی اس کو کہین یعنے عقل کے محک پر تو دیکھ

بھی صاف جواب ملتا ہے کیونکہ عقل کبھی تجویز نہیں کرسکتی کہ کھانے پینے اور پاخانہ پیشاب کے لوازمات کا محتاج - بھوک لگنے پر بے بہارے الجبر کے پھل تلاش کرنے والا- منہ پر تھپڑ کھانیوالا- کمزور ناتوان انسان خدا ہو سکتا ہے-

اب رہا تیسرا ذریعہ نشانات حقہ کا ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائی مانتے ہین- کہ ان مین آج ایک بہی نہیں جو نشانات دکہا سکے-

پہر

ہم عیسائیوں ہی سے پوچھتے ہین کہ وہ کس بنا پر ہمین **یسوع** کی خدائی منوانا چاہتے ہین-

---

عیسائی کہتے ہین کہ یسوع ناصری ہمارے لئے مرا- اور ہمارے گناہون کا کفارہ ہوا۔ مگر ہماری سمجھ مین یہ گورکھ دہندا نہین آتا- کیونکہ کفارہ کی غرض یا تو یہہ ہو سکتی ہے کہ گناہ سرزد ہی نہ ہون یا یہہ کہ تمام گناہ ہمیشہ معاف ہوتے رہین۔ ۔ عیسائی دنیا پر احسان کرین- اگر اس راز کو سمجھا سکین- کیونکہ ہم دیکھتے ہین- کہ پہلی صورت تو بدیہی البطلان ہے- جبکہ یسوع ناصری کے رفیق حواری ہی باوجود اس کی صحبت کے گناہ سے نہ بچ سکے تو اسقدر بُعد زمانہ مین بچنا تو قریباً ناممکن ہے اور پہر یورپ کے ممالک کا نظارہ اس خیال کی اور بھی تائید کرتا ہے-

رہی دوسری صورت کہ ہمیشہ گناہ معاف ہوتے رہین- اور کسی چوری یا خون یا ڈاکہ کی سزا نہ دیجاوے یہہ خیال شریعت کی پاکیزگی کے صریح خلاف ہے اور ابدی احکام الٰہی منسوخ ہو جاتے ہین

علاوہ برین ہم نے کبھی کسی پادری سے نہین سنا- کہ وہ اباحت کی تعلیم دیتا ہو- کیا عیسائی بتلا سکتے ہین- کہ ان کے ہان سب کچھ جائز ہے-

---

ہیرچارک - لکھتا ہے کہ فرانس کے ایک مٹھ کے عیسائی درویش ایک خاص قسم کی شراب کے اجزا جانتے ہین جس کی وجہ سے ان کو شراب کی بدولت بڑی بہاری آمدنی ہے ہم کہتے ہین- کہ کہین اس قسم کی جدید تحقیقاتین اس راز کو نکھول دین جو مسیح کے شراب بنانے کے معجزات کی تہ مین ہو۔

اسی اخبار نے لکھا ہے کہ عیسائیون مین تیرہ [۱۳] آدمیوں کا ایک دسترخوان پر بیٹھنا نحس سمجھا جاتا ہے جس دن عیسٰی کو پہانسی دیا گیا تہے اس سے پیشتر رات کو آخری کہانے پر عیسٰی اور اسکے بارہ حواری بیٹھے تھے تو ان مین سے ہی ایک نے عیسٰی کو پکڑوا دیا تہا-

گو تیرہ [۱۳] کا اجتماع پہلے ہی سے منحوس سمجھا جاتا تہا لیکن اس واقعہ سے عیسائیوں مین **تیرہ** کا دسترخوان پر بیٹھنا زیادہ بدقسمتی کا نشان سمجھا جانے لگا-

یہہ وہم اسقدر زبردست ہے کہ اب تک بڑے سے بڑے تعلیم یافتہ عیسائی تیرہ اکٹھے ہو کر بیٹھنا نامبارک سمجھتے ہین۔ ہمین تو کچھہ اس وہم پر بھی تعجب ہی سا آتا ہے اگر یسوع ناصری واقعی گناہون کا کفارہ ہونے آیا تہا تو یہودا اسکریوطی نے تو احسان کیا کہ بہت جلد ان کے مشن کو پورا کر دیا وہ ثواب کا مستحق ہونا چاہیے نہ عذاب کا-

---

انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے

عیسائیون کا عقیدہ ہے کہ ان کے گناہ یسوع نے اٹہا لئے-

پس

اس لحاظ سے ان کثیر گناہون کی مزدوری بچارے یسوع کو **ابدی موت** ملے گی- یا نہین؟ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے مگر ایک اور ہی تعجب ہے- کہ باوجودیکہ خدا کا برّہ (بہ اصطلاح انجیل) عیسائیون کے گناہ اٹھالے گیا- پہر بہی ہم عیسائیوں کے قبرستان آباد دیکھتے ہین کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ یہہ معاملہ ہے کیا

نور افشان جو لودہانہ کا عیسائی اخبار ہے ۱۸ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کے ایڈیٹوریل کالمز مین فرانکس ایک **جہوٹے مسیح** پر ریمارک کرتا ہوا **حضرت مسیح موعود** کا بہی ذکر کرتا ہے اور لکہتا ہے کہ ہمارے دل مین سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سبب ہے کہ لوگ عمداً دنیا کو ٹھگنے کے لئے مسیح ہونے کا دعوے کرتے ہین- اور عام لوگ ایسے لوگوں کی چالاکیون مین آکر اپنا بہت سا روپیہ دینے کو طیار ہو جاتے ہین؟

جو لوگ دنیا کو ٹھگنے کے لئے اس قسم کے جہوٹے دعوے کرتے ہین ان کا انجام اور حشر خود ان کی تکذیب کرتا ہے اور ان کے مفتری ہونے پر مہر کر دیتا ہے جیسا کہ فرانکس مسیح کا حشر ہوا-

لیکن اگر نور افشان کے ایڈیٹر کا یہ خیال صحیح ہے کہ یہ دعوے روپیہ ٹھگنے کے لئے کئے جاتے ہین- تو غالباً ایڈیٹر صاحب کو مشکل ہوگی- کیونکہ انہیں ماننا پڑے گا کہ یسوع ناصری کا دعویٰ بہی کچھہ ایسے رنگ مین ہوگا- اور یہودیون نے اسی لئے ان کی مخالفت کی اور انہیں مجرم بنا کر رومی سلطنت کے حوالہ کیا کیونکہ ایسا ٹھگ جب تک ایک بار چل نہ گیا ہو- دوسرا کب اسے اختیار کر سکتا ہے-

افسوس ہے ان لوگون کی عقل و دانش پر کہ یہہ جو باتین کرتے ہین بودی اور کمزور ہی ہوتی ہے مختلف مقامات پر لوگون کا اس وقت مسیح ہونے کا مدعی ہونا اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کے نزول کا وقت یہی ہے- اور انجیل مین لکھا ہے کہ درخت اپنے پہلون سے پہچانا جاتا ہے-

پس

مسیح موعود کو بہی اس کے کامون سے شناخت کرو- کیا تم نہین دیکھتے کہ کاذب مدعیون کا حشر کیا ہوا ہے؟ اور یہہ خدا کا **صادق** اور برگزیدہ کسطرح بیس سال سے پکار پکار کر دعوت کر رہا ہے اور آئے دن ترقی کر رہا ہے۔

امیر کابل - کی وفات پر ایک مسلمان اخبار نے امیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ **امیر مرحوم** نے افغانستان کو محشرستان بنا رکہا تہا انہی افغانوں

کی آزادی اور حمیت کو بہت کچھہ زایل کردیا اور اگر چند برس اور زندہ رہتا تو افغانون سے یہہ وصف بالکل معدوم کردیتا"

اگرچہ ہمکو افسوس ہے کہ امیر صاحب نے اس **موعود** کا زمانہ پایا جس کی انتظار اور آرزو مین کروڑہا انسان گذر گئے تھے اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ مگر سیاسی حیثیت سے امیر کی اعلیٰ قابلیتون کا اعتراف سبکو کرنا پڑا ہے اور اس لحاظ سے بہی کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کا صادق خیر خواہ تہا۔ ہمین نہین معلوم کہ اس **اسلامی** پرچہ کا مقصد اس قسم کی رائے کے اظہار سے کیا ہے؟

بہتر ہوگا اگر وہ خود ہی اس کی مزید تشریح کردے کیا اس کی رائے مین امیر کابل کو **مسٹر کروگر** کے نقش قدم پر چل کر آزادی کو خون سے خریدنا چاہیے تہا؟ یا سرحد کے مشورہ پشت جنگجو افغانون کی طرح آئے دن امن مین مخل ہونا چاہیے تہا ہمین اگر ان فقرات کا کوئی واضح مفہوم سمجھ مین آسکتا تو ان سطور کی تحریر کی حاجت نہ تھی۔ مگر یہہ رائے اپنی نوعیت کے نرالی پن مین ضرور اسی قابل ہے کہ اس کی تہ تک پہونچنے کی کوشش کیجاوے۔

سیریا کے بندرگاہ بیروت سے مسلمانون اور عیسائیون کے درمیان ایک خونریز لڑائی ہونے کی خبر آئی۔

اطلاع

عنقریب حضرت اقدس حجتہ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیا کی طرف سے ایک عجیب غریب اشتہار جو معرفت حقہ کے بڑہانے والا اور ختم نبوت و رسالت کی حقیقت پر مشتمل شائع ہونیوالا ہے یہہ اشتہار ہرگز ہرگز سرسری نگاہ سے دیکھی جانے کے قابل نہیں مومنون اور منافقون مین امتیاز ہوگا۔ سعید دل اور جلدبازی نہ کرنے والونکی روحین اس سے لذت پائینگی پس ثبات قدم رہنے کے لئے دعائیں مانگو تا ایسا نہ ہو شیطان گمراہ کرسکے۔

شہادت آسمانی

ذیل مین ہم ایک خط درج کرتے جس کے پڑہنے سے صاف معلوم ہوجاگا کہ آسمان کسطرح پر حضرت اقدس مسیح موعود کی تائید و نصرت کے لئے جہکا ہوا ہے۔ جیسا کہ اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ بزرگ جس کے خط کو ہمنے درج کیا ہے۔ ۲۹ ستمبر کو رویا دیکھتا ہے ہم امید کرتے ہین کہ سعید روحین اس سے فائدہ اٹھائینگی۔ (ایڈیٹر)

میرزا غلام احمد قادیانی علیہم السلام

بحضور فیض گنجور امام الوقت مسیح الزمان و مہدی دوران مجدد وقت مسیح موعود عالیجناب امام ربانی

ھ

ہر آنکس بہ نعلین تو عشق دارد۔ نہ پروائے جنت نہ خوف جہنم

بکمال ادب خدمت عالیمین عاجزانہ یہ التماس ہے کہ فدوی نے اپنے پاک پروردگا اور اسکے رسول برحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کہا کر یہ مراسلہ خدمت عالی مین تحریر کیا ہے کہ اگر اس میرے خواب کے تحریر مین کچھہ ایک زیادتی میری طرف سے ہو تو خداتعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر نہ کرے اور شفاعت آن رسول مقبولؐ بروز قیامت مجھے نصیب نہ ہو۔ فقط۔

احوال خواب

بروز یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۹ ہجری مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۰۱ عیسوی رات کے تین بجے مین نے خواب کیا دیکھتا ہون کہ ایک چہوٹا پہاڑ میرے کو دور سے نظر آرہا ہے اور وہان لوگ کثرت سے نظر آرہے ہین۔ مین نزدیک گیا تو کروڑہا آدمی جمع ہین اور جسطرف نظر کرتا ہون۔ وہانتک لوگ کثرت سے جمع ہین۔

اور یہہ آواز یکبیک آنا شروع ہوئی اے لوگو اپنے حواسین سنبھالو۔ آجکا روز بہا پر شیخ شہاب الدین سہروردی تشریف لاتے ہین اتنے مین ایک بزرگ تہوڑی جماعت کیسا تہہ اس پہاڑ پر ظاہر ہو کر تشریف فرما ہوئے۔ اور اس جماعت کیطرف مخاطب ہو کر یون کہنا شروع کیا۔

اے جلال الدین رومی اے نصیر الدین چراغ دہلوی اے بایزید بسطامی اے قطب الدین بختیار کاکی اور بھی بہت سی نامین لیکر پکارے وہ سب روبرو حضرت کے دست بستہ بیٹھ گئے اور اس بزرگ نے ایک کتاب ہاتہہ مین لئے ہوئے کہنا شروع کیا اے ارواحین خوشخبری ہو تمکو اس پاک پروردگا سے جو اس قیامت مین مطابق حدیث شریف اوس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امام الزمان مہدی دوران مجدد وقت نائب رسول عالیجناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام خداتعالیٰ سے مامور ہوا ہے اور بہت سے معجزے اس امام سے ظاہر ہوچکے ہین۔ لیکن گمراہون نے....

اس آسمانی انعامات سے بے نصیب ہوگئے ہین جیساکہ تم دیکھہ چکے ہو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ شق القمر ہوا لیکن گمراہون نے اس پاک معجزے کو سحر کا گمان کیا اور تم جو کتاب میرے ہاتہہ مین دیکھ رہے ہو تصنیف ہے اس مجدد وقت کے ہے اور اس کا نام کتاب مقدس براہین احمدیہ ہے اگر تم اس امام کا معجزہ دیکھنا منظور ہو تو پہلے استغفار اور درود پڑہو۔ بعد اپنے گناہونکی...

کر لیکر کلمہ کئی بار ہمین مت زبان پر لایا کرو۔ کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودہ زمانہ مین بہت سی بحر العلوم ہر ایک علوم و فنون کے روبرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہیچ تھے۔ اسیطرح ہم سب اس امام الزمان کے روبرو ہیچ ہین۔ کیونکہ وہ مہبط الہام ہے اور خداتعالیٰ سے مامور ہوا ہے۔ اسکی خدمت اور بیعت گویا مین عبادت ہے کیونکہ خداتعالیٰ جسپر اپنے انعامات نازل کرتا ہے۔ ہم اسکے نقش قدم پر چلین۔ کیا تم سورہ فاتحہ مین اِھدِنَا الصِّرَاطَ المستقیم صراط الذین انعمت علیہم نہیں پڑہتے وہ یہی امام ہے جس کے نقش قدم پر چلنے کے لئے خداتعالیٰ نے ہمین ہدایت دی ہے۔ اور مین خداتعالیٰ سے مامور ہوا ہون۔ یہ خوشخبری اس امام الزمان کی ارواحین کو دو دن قیامت قریب ہے فکر کرین۔ اتنے مین ایک شخص نے اذان حیدرآباد دکن اسقدر بلند آواز سے کہی جس سے کہ مین نیند سے چونک اٹھا۔ فقط۔ الراقم خاکپائے میرزا صاحب ملا محمد نظام الدین احمدی المخلص بعرحت ساکن کوچہ تکیہ موشہ روڈ مدراس حال مقیم

گیارہویں چھٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ایک مسلمان بہائی نے جو ہماری جماعت میں تو داخل نہیں مگر کسی قدر حسن ظن ضرور رکھتے ہین۔ پانچ سوال بھیجے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش پڑھکر اُن کے دل کو ان سوالات کی طرف توجہ ہوئی مگر کم علمی سے ان کے جواب پر وہ قادر نہ ہوسکے اور ان کے محلہ کے ہندو نوجوانون نے زور سے ان کے جوابوں کا اُن سے مطالبہ کیا وہ لکھتے ہین۔ کہ ان سوالوں سے ان کے دل پر بُرا اثر پڑا۔ افسوس! علوم دینیہ کی واقفیت نہ ہونے سے کتنا خوفناک اثر ان مسلمانون پر پڑ رہا ہے جن کا تعلق ہمارے مبارک اور الٰہی سلسلہ سے نہیں ہے آج زمانہ کی دہریت اور مذاہب باطلہ اور زمانہ کی ناپاک سوسائیٹون کے زہر سے بچنے کے لئے یہی سلسلہ ایک حصن حصین ہے حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو ذوق اور بصیرت اور محبت سے پڑھنے والے ہی ایک قوم ہین جن پر وساوس کا شیطان سلطان اور غلبہ پا نہیں سکتا مجھے اس خط کو پڑھ کر بڑا رنج آیا کہ ان سوالات کی کوئی اتنی بڑی ہستی نہین کہ ایک مومن قلب کو ذرا بھی جنبش دے سکین۔ مگر اس شخص اور اس کے امثال کی تسکین قلب کرنی ضروری سمجھا گیا کہ ان کا جواب لکھا جائے۔ مین اعتراف کرتا ہون۔ کہ حضرت امام علیہ السلام کی کتابون کو جن لوگون نے بالاستیفا پڑھا ہوگا وہ جستہ جستہ مقامات میں ان سوالوں پر روشنی پڑی ہوئی دیکھینگے

مگر مین نے زمانہ کے مذاق کو مدنظر رکھکر ان پر یکجائی اور مفصل بحث کرنی ضروری سمجھی۔ اور اسیطرح ارادہ کیا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے اس حصہ کا جواب بتدریج شایع کیا جائے جو قرآن کریم کے خلاف لکھا گیا ہے مگر توفیق اللہ تعالےٰ سے پیدا ہوتی ہے خدا تعالےٰ اس کام مین میری مدد کرے اور مجھ سے یہہ خدمت لے۔

والسلام

عاجز عبد الکریم۔ ۱۷ ر اکتوبر ۱۹۱۱ء

پانچ سوالون کا جواب

سوال۔ خداتعالیٰ کا قرآن کریم مین بار بار قسمین کھانا کیا معنے رکھتا ہے۔

جواب۔ اس کے لئے اول غور کرنا چاہیے کہ کیا قسم درحقیقت کوئی مکروہ اور غیر مالوف شئے ہے؟ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ لا معلوم زمانون سے متمدن قومون مین یہہ متعارف رواج جاری ہے بنی اسرائیل کے مقدس صحیفون مین۔ ان کی قوموں مین۔ عیسائیوں کے مقدس صحیفون مین ان کی قومون مین اب تک یہہ شایع ذایع رسم ہے عیسائیوں کے پولٹیشنوں نے بڑی کوشش اور سچی جانفشانی سے پولٹیکس (امور سیاسہ) کو مذہب سے جدا کر لیا مگر **قسم** کا مسئلہ ان سے خارج نہ ہوسکا۔ سرکاری ذمہ داریون کے نازک عہدون پر متمکن ہونے سے قبل قسم کھانی لازم قرار دی گئی ہے چیف کورٹ کے لائق ججون کو اپنی ڈیوٹی کا گون پہنتے وقت **حلف** اٹھانی پڑتی ہے وایسرائے پابند ہے کہ اپنے بزرگ منصب پر فائز ہونے سے پہلے غلیظ قسم اٹھائے۔ ہمارے مکرم معظم بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کو زمام سلطنت ہاتھ مین لیتے وقت قسم اٹھانی پڑی۔ کچہریون مین بڑی الجھن اور تاریکی کے وقت اصل حقیقت پر روشنی ڈالنے اور دراز خصومت کو کوتہ کرنے کے لئے **قسمین** قانوناً مقرر کی گئین۔

اس تعامل پر جو مختلف قوموں اور مذہبوں اور تمدنون مین باوجود آپس کے شدید اختلافات کے پایا جاتا ہے سرسری نگہ ڈالنے سے بھی اطمینان قلب سے یہہ نتیجہ ہاتھ آجاتا ہے کہ فطرت کے خالق کیطرف سے اصل خلقت اور خمیر جبلت مین قسم کی عظمت مرکوز اور مجبول کی گئی ہے اور علی العموم قسم معیار ہوتی ہے قسم کھانیوالے کی صداقت اور حقیت کا۔ اگر استمراراً اور عادتاً جھوٹ اور دغا اور مغالطہ اور جعل بھی صدق اور حق کیطرح نزاع اور خصومت کے میدان مین خم ٹھونک کر پوری جرأت سے **قسم** کھاتے اور یون صدق کو شکست دیا کرتے اور آخرکار اس ذریعہ سے حق و باطل ملتبس ہو جاتے اور قسم سے حق کی تحقیق اور اظہار مین کوئی مدد نہ ملتی تو انسانی فطرتین ایسا سچا اور بلا اختلاف اتفاق اس مسئلہ پر نہ کرتین۔ اور اقلاً یہہ بات تو ضرور ہوتی کہ آج کل کی یورپین قومین یا نصرانی قومین جو اپنے منہ کے دعوے کے موافق رسمی شریعت سے بیزاری ظاہر کرتی ہین۔ اس بھاری جوئے سے اپنی گردنیں نکال لیتیں ہیں اس بیان کے سُننے اور ان حالات کے سمجھنے کے بعد اگر انصاف کیا جاوے تو کوئی حق نہیں رہتا اور نہ ہی جائز موقع ملتا ہے کہ وہ لوگ اس مسئلہ قسم پر نکتہ چینی کی زبان کھولیں جو اس زمانہ کے تمدن کی ہوا کو پوری صحت بخش مانتے ہیں اور رات دن انہیں میدانوں میں اور پارکوں اور باغوں میں جسمانی عافیت کے لئے ہوا خوری کرتے ہیں۔

غرض پہلی شق بڑی صفائی سے حل ہوگئی اور واضح ہوگیا کہ قسم انسان کی فطرت صحیحہ کے خواص سے ایک خاصہ ہے اور سچے اور روشن تمدن نے ہر زمانہ میں انسانی اجتماع کی فلاح کے لیے اس مسئلہ پر بلا اختلاف عمل کیا ہے اور یہ بھی کھل گیا کہ واقعی یہ اہل انسان کے معاملات کے انتظام میں ازبس مفید ثابت ہوئی ہے۔

اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن کریم کی قسموں کی حقیقت کیا ہے؟ اور نظام نبوت نے اس آلہ سے کیا فائدہ اٹھایا ہے؟

واضح رہے کہ قسم سے دو عظیم الشان فائدے قرآن کی صداقت اور حقیت اور نظام نبوت کو حاصل ہوئے ہیں۔ اوّل خاص اور مختص القوم فائدے دوم عام فوائد

عرب کی فطرت میں یہ اعتقاد راسخ کیا گیا تھا اور انکی روحوں کو پوری لذت سے پلایا گیا تھا کہ لغو قسمیں کھانے والے تباہ ہو جاتے ہیں اور ان کے مکان اور بلاد ویران ہو جاتے ہیں

چنانچہ ان کا یہ قول مشہور ہے

ان الایمان تدع
الارض بلاقع

یعنی قسمیں آخر ملک کو ویرانہ بنا کر رہتی ہیں اور فی الحقیقت ہے بھی یونہی۔ عربوں کی صحیح اور سچی فطرت کا ہی یہ میلان نہ تھا بلکہ واقعات خارجیہ ہمیشہ اس امر کی شہادت دیتے رہے ہیں کہ جھوٹی قسم کھانے والا جلدی یا دیر سے تباہ اور برباد ہو جاتا یا آج کل کے عرف کی اصطلاح میں ہم یوں کہہ دیں کہ اپنا اعتبار کھو دیتا اور شریف اور وضیع دونوں کی نگاہ میں خفیف ہو جاتا ہے۔ پھر اس انسان کا کیا حال ہو جو ایک طرف تو اپنی عظمت کا سکہ دلوں پر بٹھانا چاہتا ہے اور دوسری طرف اپنی عظمت کی تائید میں لغو قسموں کو بلاتا ہے کس قدر فضیحت اور خجالت اسے ہوگی جب سب پر کھل گیا کہ وہ جھوٹا اور طبل تہی تھا۔

اس مسلم اعتقاد اور متعارف عقیدہ کی بنا پر عرب کی قوموں نے بڑی صفائی سے دیکھ لیا کہ قرآن کریم نے اور اس کے لانے والے نے عزت اور احترام میں کس قدر ترقی کی۔ اور انہیں وہ سچی اور پوری کامیابی حاصل ہوئی کہ جس کی نظیر کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اس طریق سے ثابت ہو گیا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سچ اور قرآن حق ہے۔ سنو اور غور سے سنو کیسا نازک موقع ہے اور دل کو خصوصاً اس دل کو جس میں کوئی خامی کی رگ اور کذب کا داغ ہو کس قدر کپکپا دینے والا موقعہ ہے۔ جبکہ بہادر اور غیرت مند قوم آپ سے پوچھتی ہے۔

ویستنبؤنک احق ہو قل ای و
ربی انہ لحق وما انتم بمعجزین

یعنی یہ مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ پیشگوئی جو ان کے ہلاک اور اپنی کامیابی کی بارہ میں تو کرتا ہے حق ہے؟ تو اس کے جواب میں کہہ کہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم وہ یقیناً واقع ہوگی اور وہ حق ہے اور تم اپنے زور و طاقت سے قادر خدا کو مغلوب اور عاجز نہیں کر سکو گے۔

اب غور کرو اگر یہ باتیں جو قسم سے پختہ اور پر زور کی گئی ہیں صدق و تورع سے اپنی حقیت پر مہر لگا نہ دیتیں تو کیا اس جلیل الشان نبوت کا سارا تار و پود ادھڑ نہ جاتا۔ جس نے صاف لفظوں میں دعویٰ کیا کہ وہ تمام نبوتوں کو ختم کرنے والی اور تمام صداقتوں کی جامع نبوت ہے اور ساری گذشتہ کتابیں یہودیوں کی اور عیسائیوں کی پارسیوں کی اور چینیوں کی اکثر مقابل پر نجات کی صاف اور سیدھی راہ بتلانے سے قاصر اور عاجز ہیں۔ ممکن تھا کہ خدا کا نبی قوم کے سوال پر اتنا ہی کہہ دیتا کہ ہاں وہ حق ہے مگر فطری شعور اور احساس صداقت نے پر جوش تحریک کے مقابل جو قوم کے سوال سے پیدا ہوئی تو ما اس سچے اور خالص جوہر (قسم) کو جواب کے پر زور اور موثر بنانے کے لیے تحریک دی جو صحیح فطرتوں میں خالق حکیم کے خاص ارادہ سے امانت رکھا گیا ہے اب اس دوہری صداقت نے یعنی سچی فطرت کے باشعور زور اور شوکت نے اور پھر خارجی وقوع نے ہمیشہ کے لیے گواہی دیدی کہ

قسم درحقیقت معیار اور مایہ ناز
ثبوت ہے ایک مدعی کی صداقت کا

دوسری بات یعنی عام اور عظیم الشان فوائد قسموں سے کیونکر حاصل ہوئے؟ اس کی تفصیل یوں ہے کہ قرآن کریم ایک کتاب ہے جس نے تمام گذشتہ کتابوں سے بڑھ کر یہ کام کیا کہ ہر ایک دعویٰ کے ساتھ دلائل بھی دیے اس بزرگ کتاب میں الوہیت اور نبوت اور معاد وغیرہ مسائل کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں جس کے ساتھ قاطع دلیل موجود نہ ہو۔ گذشتہ کتابوں میں یہی نقص تھا کہ ان کی باتیں تحکم اور دعویٰ سے زیادہ نہ تھیں۔ اور الہیات کے نازک مسئلوں پر جو یا اور کاوش کرنے والی طبیعتوں کو بھی کوئی برہان نہیں ملتی تھی۔ یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ ابھی وقت نہیں آیا تھا کہ ان زمانوں کی طبیعتیں دلائل اور براہین کو سمجھ سکتیں۔ اور ان کی وحشیانہ فطرتیں مجرد دعویٰ اور نرے تحکم پر قناعت کر جاتیں اور اس لیے حکیم خدا کی مصلحت نے نہ چاہا کہ علوم نامفہ کے فیضان ان پر کرے۔ کچھ ہی ہو اور کوئی باعث ہو امر واقعی یوں ہی ہے کہ قرآن کریم سے پہلے کسی مذہب کی کوئی کتاب نہیں جس نے دعویٰ بھی کیا ہو خود ہی اور بڑی تحدی سے دعویٰ کیا ہو اور پھر خود ہی اپنے اندر زبر دست اور شافی اور مسکت دلائل بھی دیے ہوں۔ کیا **وید** کو طاقت ہے؟ کہ وہ اس فخر کا استحقاق جتائے مثلاً اول تحدی کرے کہ **نیوگ** کا مسئلہ حق ہے اور نظام عالم کے لیے یہ مسئلہ ازبس ضروری ہے کہ ایک عورت زندہ اور قوی شوہر کے ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے اولاد کی خاطر ایک اوپرے مشٹنڈے سے ہم بستری کرے اور گیارہ بچوں تک بیج لینے کے لیے پوری جرات اور صفائی سے اس کے پہلو کو گرم کرے اور پھر پاک اور باغیرت وید نے اس مسئلہ کے مخالفوں کی حق میں انذاری پیشگوئی کی ہو۔ اور پھر براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ سے ثابت کر دکھایا ہو۔ کہ اس مقدس رسم میں یہ فوائد ہیں یا مثلاً وید نے اپنے الفاظ میں یہ تحدی اور دعویٰ کیا ہو کہ خدا اور مادہ دونوں انادی ہیں اور خدا خالق کسی شے کا نہیں اور پھر اس کے دلائل بھی دیے ہوں۔

مگر

نہیں وہ مردہ کتاب ہر سالہا سال دراز سے اس کی زبان کٹ گئی ہے اور اب مانا گیا ہے کہ اس گونگے کی بولی سمجھنے والا کوئی نہیں۔ گونگے کی ماں (اگنی وایو) ہی ہو جو گونگے کی بولی سمجھے۔ کالجوں اور سکولوں کے نوجوان ہندو انگریزی پڑھ کر حیاں اور ریسپیں کرتے ہیں۔ اور یورپ کے ہر سب آنا زنے ہیں انہیں قومی مصلحت نے یہ سمجھایا کہ مردہ وید کی طرف سے آپ ہی وکیل بنکر بولیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اندر سے خالی ممی کو پر تحریک عجائب خانہ میں رکھیں ان کو فاتح اور جری قوموں کی نقل پر یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ کچھ قلمی زمانہ میں وہ بھی تبلیغی اور دعوت کرنیوالی قوم بنیں وہ وید وید پکارتے ہیں مگر کیا ہی خوب ہو جو الہیات کے بڑے اور ضروری مسئلوں سے ایک ہی مسئلہ کے متعلق وید کا اپنا دعویٰ صاف لفظوں میں اور پھر اس پر اسی کے اپنے الفاظ میں دلائل بیان کر کے ہمیں بتا دیں۔ بس ہے کہ خدا کے لیے کوئی قوم اس خصوص میں ہماری کتاب مجید کا مقابلہ کرے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ساری کتابیں

اس بارہ میں بے برکت اور گنگی اور اندھی ہیں بجائے اس کے کہ ہندو نوجوان انگریزی کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اٹھا کر اسلام پر نکتہ چینی کر کے اپنے تئیں مردہ وید کا دلیر اور بولنے والا وکیل ملتے ہیں تحریر کریں انہیں مناسب ہے کہ ایک دفعہ اس مردہ کو بھی بلوائیں اور چاروں ویدوں کا عبارات اور لفظی ترجمہ شائع کردیں۔

ہاں

تو پھر انجیل کا دل گردہ ہے کہ اس میدان میں قدم رکھے مثلاً انجیل صاف اور صریح لفظوں میں یہ تحدی دعویٰ کرے کہ عورت کا بیٹا خدا ہو سکتا ہے اور پھر اپنے ہی الفاظ سے براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کر کر اس کی الوہیت کے یہ دلائل ہیں اور یہ ممتاز اور وقتی خواص ہیں جو کسی نوع انسان میں پائے نہیں جاتے مگر نہیں اس مردہ کتاب میں یہ جرات کہاں۔ اسی نقص اور بے برکتی کا یہ اثر پڑا ہے۔ کہ یورپ میں مذہب سے آزادی اور دہریت کی وبا پھیل رہی ہے اور ان کتابوں کی بنا چونکہ کہانیوں اور مادی اور حسی کرامتوں اور شعبدوں پر تھی ضروری تھا کہ ان پر موت آجاتی۔ وہ چند قصے کرامتوں کے اندھوں کے علاج اور مبروصوں کے اچھا کرنے اور جنوں بھوتوں کے نکالنے کے متعلق جو متی لوقا۔ مرقس اور یوحنا مورخوں کی داستانوں میں مذکور ہیں کیا علمی اور عقلی زمانہ میں بابرکت اور قابل وقعت رہ سکتے ہیں؟؟ جبکہ علوم طبیہ کے کمال اور اکتشافات جدیدہ کے عروج نے آج ان سے بڑھ کر کرامتیں دکھا دی ہیں۔ اور وید کی آگ پرستی اور ہوا پرستی اور ہر قسم کی مادہ پرستی علوم حقہ کے مقابل کبھی ٹھہر سکتی ہے؟

غرض

قرآن کریم کی نسبت خداوند کریم نے ارادہ کیا کہ آخر تک زندہ بابرکت اور ہادی کتاب رہے اس لیے اس میں علمی اور عقلی معجزوں پر زور دیا۔ اور ہر ایک صداقت کا مدار کار انکو ہی ٹھہرایا۔ قرآن کریم کا لازوال معجزہ جس کی نقل کوئی ساحر اتار نہیں سکتا اور تمام علوم حقہ اور فنون صادقہ اسکے جلال کے آگے سرنگوں ہوجاتے ہیں اور جسے فخر ہے کہ قیامت کی ہولناک گھڑی تک مبارک اور سرسبز رہے یہی ہے کہ اس نے الہیات کے تمام ضروری مسائل کو براہین قاطعہ سے مدلل اور مبرہن کیا ہے اور کسی بات کو قصہ کی حد تک رہنے نہیں دیا جبتک کہ اسپر سچے اور لذیذ علم کا رنگ نہیں چڑھایا اتنا کام تو کیا ان پاک اور بھوکی روحوں اور دلوں کے سیر اور مسرور کرنے کے لیے جنہیں سچے علوم کی پیاس اور بھوک لگی رہتی ہے اور ایک دوسری جنس کے مرعوب کرنے اور جمالی علوم کی تائید میں جلالی اقتدار اور قہاریت کے اظہار کے لیے معجزات اور خارق عادت کاموں کو قہری اور جلالی پیشگوئیوں میں محدود اور منحصر کیا قرآن کریم میں ہمارے نبی کریم رحیم خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی اثبات نبوت میں لوگوں کو اسطرف توجہ نہیں دلائی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کی چڑیاں بناتے ہیں یا جسمانی بیماروں کا علاج ایک طبیب اور ڈاکٹر کی شکل میں کرتے ہیں یا جن بھوت نکالنے اور جنتر منتر کرنے میں بڑے ماہر ہیں یا پانی کو شراب بنا سکتے یا انسان سے بھوتوں کو نکالکر سوروں کے گلہ میں داخل کر سکتے ہیں۔ یا ایک لاٹھی کو سانپ کی صورت میں تبدیل کر سکتے ہیں اس لیے کہ ان باتوں کی ترکیب میں موت کے قابل مادہ رکھا ہوا تھا۔ اور یہ مختص المقام اور مختص الزمان باتیں تھیں جن کے وجود اور آثار کے مٹ جانے کے لیے بہت جلد وقت مقدر تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد زمانہ نے نیا چولا بدلا اور لمبی نیند سے آنکھ کھولی اور علوم جدیدہ کی روشنی سے فضائے عالم منور ہوئی۔ ساحروں یعنی علوم مادیہ حسیہ کے ماہروں نے جو آسمان سے کوئی رشتہ اور تعلق نہیں رکھتے ان سب کاموں میں ید بیضا پیدا کیا۔ مادرزاد اندھے اب علاج سے بینا ہوئے۔ بڑے خطرناک مبروص بھی شفایاب ہونے لگے۔ لولے بھی اچھے ہوئے۔ آسیب زدہ (ہسٹیریا کی بیماری میں مبتلا جنہیں توہمات کے گرویدوں نے بھوتوں سے آسیب زدہ مانا ہے) شفایاب ہوئے۔ سخت ناقص کتاب اور تاریک زمانہ کی مخصوص ہدایت نے ایسے معجزات بھی حقیقی معجزات کی وقعت پر پانی پھیر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ علی العموم معجزات کا انکار کیا گیا اور ان باتوں کے منکر کو بڑا دانشمند سمجھا گیا۔ چونکہ یہ ناقص کتاب (انجیل) ان توہماتی ہتھیاروں کے دباؤ اور رعب سے ایک اور غیبی چیز یعنی خدا کو منوانا چاہتی تھی اور پھر بدقسمتی سے اسے بھی ناتوان انسان کی صورت میں پیش کرتی تھی آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خدا کو ماننا بھی عقل و دانش کے خلاف سمجھا گیا اور یہ یورپین پبلک جہاں تک پھیلی تو اسلام کے نادان خیرخواہوں نے بھی اس پر زور دیا اور فخر کیا کہ قرآن کریم کسی معجزہ کا دعویٰ نہیں کرتا۔

غرض

قرآن نے پیشگوئیوں کو علامت صداقت نبوت ٹھہرایا اس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور بے سامانی اور ہر قسم کے مادی اسباب سے عاری ہونے کے ہر حال میں دشمن کے خذلان اور اپنی نصرت کی قاہرانہ مقتدرانہ لہجہ اور تحدی میں قبل از وقت خبر دینا۔ اور پھر واقعات خارجیہ یعنی قانون قدرت کا اسکی صاف شہادت دینا یہ ایسا علمی اور عقلی معجزہ ہے کہ علوم کی پیاسی طبیعتیں ہر زمانہ میں اس سے سیراب ہو سکتی ہیں اور کوئی ساحر یعنی جھوٹا صناع یا منجم یا رمال یا جفار یا کسی قسم کا مادی مواجد اپنی کسی قسم کی سٹہ بازی اور چالاکی سے اس کی نقل نہیں اتار سکتا۔ اور یہ ایسے مدعی کو کسی زمانہ اور میدان میں شکست دے سکتا ہے قرآن کریم ایسی جلالی پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے اور یہی ایک زندہ اور مصفا آئینہ ہے

جس میں ہم ہیں قادر متکلم خدا کا چہرہ نظر آسکتا ہے اور یہی ایک یقینی امتیاز ہے

اسلام اور دوسرے مذاہب باطلہ میں !

وید انجیل توریت اور دیگر مذاہب باطلہ کے حامی اور ان کی مردہ کتابیں ایسے نشانوں سے پیش کرنے سے عاجز ہیں - وید کی بے برکتی اور سستی نے یہ اثر کیا ہے کہ ہندو نوجوان انگریزی خواں اس اقرار میں فخر سمجھتے ہیں کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں اور انجیل کے ماننے والے اور یسوع مصلوب کے پرستار اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ لہو ولعب کے معجزے ختم ہوگئے اب ان کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی انپر قادر ہو سکتا ہے - مگر قرآن نے جیسا اپنا سارا مدار قاہرانہ پیشگوئیوں پر رکھا ہے یہ بھی **دعوی کیا کہ اس کی تعلیم اور معجزات مرجانیوالی چیزیں نہیں** کہ ایک زمانہ میں تو ہوں اور دوسرے زمانہ میں ان کا نام و نشان نہ رہے اور دعوی کیا کہ علمی معجزہ اور صداقت کی نشانی یہی ہے کہ **حی و قیوم** خدا کی طرح ہر زمانہ میں اسکی نظیر پائی جاوے نہ یہ کہ پہلی مخاطب قوم کے بعد آئندہ آنے والی نسلوں کو نرے تحکم اور زور سے قصہ کے رنگ میں ایک بات منوائی جاوے

قرآن کریم کے اس جلیل دعوی کے ثبوت کو بہتر دکھانے کے لیے ہمارے زمانہ میں خدا نے

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

کو مبعوث فرمایا جنکو فخر ہے کہ یہ اطلاعیں یعنی **زندہ اسلام - زندہ کتاب - زندہ خدا - زندہ رسول - زندہ زبان** - آپ ہی کے وجود باجود کے واسطہ سے شائع ہوئے ہیں خدا تعالیٰ کی برکات وانعامات جو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاک وارثوں تک سارے راستبازوں کے شامل حال ہوتے رہے ہیں آپ کے شامل حال ہوں یعنی بات تذبذب آپڑی تھی دور نکل گئی

والناس فیما یعتقدون مذاہب

غرض منجملہ قرآن کریم کے ان اسلوبوں اور منہاجوں کے جو اس نے دعاوی کو دلائل سے موکد کرنے کے لیے اختیار کیے ہیں ایک یہ طریق

قسم کا بھی ہے

قرآن کریم کی قسموں کی فلاسفی یہ ہے کہ وہ ایک نظری اور عقلی چیز کو فہموں اور ذہنوں کے قریب کرنے کے لیے بدیہیات اور محسوسات کا سلسلہ پیش کرتی ہیں اور اس طرح روحانی علم کو جس کے سمجھنے میں عام طبائع پر بہت مشکلات پڑتی ہیں اور غیر مرئی اور اس عالم سے ورا اشیا کو جن کا ادراک اور احاطہ آسان کام نہ تھا حسی نظاروں کے رنگ میں لاکر دکھاتی ہیں

اس سے ایک واقف دل جو علوم کا پیاسا ہے سمجھ سکتا ہے کہ کیسا عجیب اور نازک اور مفید کام قرآن نے کیا ہے

اب ہم قرآن کریم کی بہت سی قسموں میں سے نمونہ کے لیے ایک دو قسمیں پیش کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ کیسا بیش بہا خزانہ اس ذریعہ سے طالبان حق کو مل سکتا ہے اور یہ راہ علوم عالیہ حقہ کی اشاعت اور تفہیم کے لیے کیسی عجیب اور قریب راہ ہے

اول ہی قسم کو لیتے ہیں جسے ہم نے مضمون کے ابتدا میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے -

ویستنبؤنک احق ہو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین ۰

اور پوچھتے ہیں (اے محمد) اس پیشگوئی کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ وہ سچ مچ واقع ہوگی ؟ تو کہہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے وہ ضرور ضرور پوری ہوکر رہے گی - اس بیان کی توضیح اور صفائی کے لیے اول اس پیشگوئی کو لینا چاہیے جو کفار مکہ کی نسبت کی گئی اور وہ یہ ہے

قل ارایتم ان اتٰکم عذابہ بیاتا او نہارا ماذا یستعجل منہ المجرمون - اثم اذا ما وقع آمنتم بہ الئن وقد کنتم بہ تستعجلون - ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ھل تجزون الا بما کنتم تکسبون

اے پیغمبر ان سے کہہ کہ تم خوب غور کر کے اس کا جواب دو - کہ اگر خدا کا عذاب راتوں رات تم پر ٹوٹ پڑے یا دن کے کسی حصہ میں نازل ہو جاوے اور اسے واقع ہونا تو ہے ہی تو پھر مجرم اس کے وقوع کے لیے اتنی شتاب کاری کیوں کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اب سر پر آجائے - کیا جب وہ سر پر آپڑا تب ہی اسکا یقین تمہیں آئے گا پھر ہم اسوقت [illegible] گے کہ اب تمہیں اس کا یقین آگیا اور تو اس کے وقوع کو ہنسی سمجھ کر محض طنز سے کہا کرتے کہ جلدی اس عذاب کو لاؤ - پھر اس سزا کے واقع ہونے کیوقت ظالم منکران حق کو کہا جائیگا کہ اب ہمیشہ کے لیے سزا کا مزا چکھو یہ سزا تمہاری اپنی ہی کرتوتوں اور شوخیوں کی - یہ آیتیں سورہ یونس کی ہیں جو مکی سورۃ ہے - ان میں پر زور تحدی اور دعوی سے جسکے زور اور شوکت کے مقابل بشری قوی ٹھہر نہیں سکتے - مخالفوں کو کہا گیا کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے - اور عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ تم دیکھلوگے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ کی اقتداری باتیں کیونکر پوری ہوتی ہیں اس عظیم الشان جلالی پیشگوئی کی قدر و عظمت کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ پیشگوئی کرنیوالے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا حالت ہے اور آپ کے اعدا کی کیا صورت ہے - مکہ کی زندگی کو پڑھ کر دیکھلو - پاک اور

مصنوعی تاریکیں منقطع کر دیتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بے سامان ناتوان اور ہر قسم کے مادی اسباب سے تہیدست تھے۔ دشمن اپنے زور اور شوکت اور جمعیت اور مادی اسباب پر بھروسا کر کے آپ کے استیصال کے لیے مکاید اور تدبیریں سوچتے اور آپ کو اور آپ کے ناتوان اور بے سامان پیرووں کو سخت دکھ دیتے۔ جب ان کو آنحضرت جیسے ظاہر بے سامان شخص نے کھری اور بلند الفاظ میں یہ سنایا کہ تم پر آسمان سے فتویٰ لگ گیا ہے۔ کہ میرے مقابل تم نیست و نابود ہو جاؤ گے۔ ضروری تھا۔ اور عادتاً ایسا ہونا لازم تھا۔ کہ وہ اپنی حالت اور مدعی کی صورت کو دیکھ کر بڑے استخفاف سے اس دعویٰ کو دیکھتے۔ وہ دیکھتے تھے کہ دو حریفوں میں مقابلہ ہے۔ اور دونوں کی طاقت میں کوئی نسبت نہیں وہ جانتے تھے کہ جنگ میں کامیابی اور ایک فریق کی ہزیمت کے کیا اسباب ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے آنحضرت کو محض بے سامان دیکھتے تھے۔ آسمان کی طرف انکی نگاہ نہ تھی اور یہ بات ان مادی لوگوں کی نگاہ میں جو اس زمانہ کے میٹریلسٹوں کی مانند ارضی حجابوں سے باہر نہیں جاتے تھے۔ نہ آتی کہ مدبر حقیقی اور قادر متصرف کی طرف سے ایسے قدرتی اسباب جمع ہو جائیں گے کہ غالب مغلوب اور قوی ضعیف کر دیے جائیں گے وہ استہزا سے آنحضرت کو کہتے کہ وہ تمہاری عذاب کی دھمکی کب پوری ہوگی اور کب آسمان سے پتھر ہم پر برسیں گے قرآن کریم کے متعدد مقامات میں اس قسم کا مضمون آیا ہے۔

غرض ان مادہ پرست اور خدائی طاقتوں یا نبوت کے رازوں سے غافل لوگوں کو اس خوفناک سزا کی گھڑی کا راز جو ہنوز مخفی اور غیر مرئی چیز تھی اور مادی اسباب کے خلاف ایک دھمکی دکھائی دیتی تھی۔ سمجھانا مقصود تھا اور یہ ذہن نشین کرنا تھا کہ آنحضرت ضرور کامیاب ہونے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور آپ کا دشمن ہلاک ہو جائے گا۔

اس نظری دعوے کے ثبوت میں یہ قسم پیش کی گئی ہے **وربک** اسکی تفصیل اس طرح ہے کہ نبوت ربوبیت کے فیضان سے ہے جس طرح خدا تعالیٰ کے اسم رب نے انسانوں کی جسمانی تربیت کے لیے ہر قسم کے ضروری سامان عطا کیے اسی طرح اس کی ربوبیت کے فیض نے نجات ابدی یعنی روحانی نظام کی تربیت اور اصلاح کے لیے سلسلہ نبوت کو قائم کیا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ اثبات نبوت کیلیے اپنے اسم رب کو واضح اور محکم دلیل گردانا ہے پھر باوجود نبوت کی اسقدر ضرورت اور بقائے عالم کے اسباب میں سے ایک قوی سبب ہونے کے بھی ناقدر شناس اور کافر نعمت لوگ اس کی ایذا اور استیصال کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کامل نبوۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظالم دشمنوں نے ایسے ہی ارادے کیے اس پر خداوند عالم اور قادر غیور کے اسم رب کو جو نبوتوں کا مقرر کرنیوالا اور اپنے جلال کے اظہار کے لیے ان کا حامی اور مولا ہے۔ گواہ لایا گیا۔ یعنی ان ہستی کے دشمنوں کو وعید اور انذار کے طور پر یہ بتایا گیا کہ میرا رب گواہ ہے کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے اور اس لیے کہ اس کی ربوبیت نے اپنے اغراض و مقاصد کی تائید و اشاعت کے لیے مجھے رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور تم میرے تباہ کرنے کے درپے ہو لہٰذا ضروری ہے کہ غیرت ربوبیت اپنے محبوب کی حمایت میں جوش زن ہو۔ اور تمہاری خانہ برانداز ی کرے۔ قرآن کریم کے اس نظام میں اگر کوئی دہریہ اور نیچرلسٹ بھی خواہ کتنا ہی بیباک ہو غور کرے تو اسے اس اعتراف سے چارہ نظر نہ آئے گا کہ لاریب یہ خدائے مقتدر کا با جلال کلام ہے اس لیے کہ ناتوان انسان کے محدود العلم ضعیف قویٰ کی رسائی سے باہر ہے۔ کہ ایسی انذاری غیب کی خبر دے اور وہ پوری ہو جائے۔

دوسری مثال **فوربک لنحشرنہم**

والشیطین ثم لنحضرنہم حول جہنم جثیا۔ اسی سے پہلے ہے **ویقول الانسان ءاذا ما مت لسوف اخرج حیا اولا یذکر الانسان انا خلقنٰہ من قبل ولم یک شیئا**

(سورہ مریم) اور انسان (دوبارہ جی اٹھنے اور اعمال کی جواب دہی کا منکر) کہتا ہے (تعجب اور انکار سے) کہ کیا میں مر جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کر کے زمین سے نکالا جاؤں گا۔ تو کیا اس منکر انسان کو وہ وقت یاد نہیں رہا کہ ہم نے پہلے اسکو پیدا کیا اور یہ کچھ بھی نہ تھا سو ہم (اے محمد) تیرے رب کی (یعنی اسم رب کی جس نے تجھے پال پوس کر اور اپنے اغراض و مقاصد کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے) قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم ان منکروں اور ان شیطانوں کو ضرور ضرور اپنے حضور میں اکٹھے کرینگے اور پھر ان سب کو نہایت ذلت کے ساتھ جہنم کے گرد لا حاضر کریں گے۔ اس قسم کا مطلب بھی تھوڑے تامل سے صاف کھل جاتا ہے درحقیقت اس قسم کا اور اس سے پہلے قسم کا مقصد و مآل ایک ہی ہے بہر حال اس کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ خداوند جل ذکرہ موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے مسئلہ کو جو الٰہیات کے نہایت دقیق اور عمیق اور اہم مسائل سے ہے بڑے اور روشن اور بدیہی پیرایہ اور واسطے سے بیان فرماتا ہے۔ یہ مسئلہ معاد کا اور اس پر صدق دل سے ایمان لانا تمام نیکیوں کی جڑ ہے خدا تعالیٰ کے وجود کے تسلیم اور ضرورت کا اعتقاد بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے کہ موت کے بعد دوسرے عالم کو تسلیم کیا جائے۔ اور وہاں کے ایلام و انعام کو واقعی اور یقینی مانا جائے۔ اس عظیم الشان اصل کے ثابت کرنے کے لیے خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب قرآن کریم نے بہت سے مقامات میں گوناں گوں پیرایوں میں کلام کیا ہے اور اس مسئلہ کے ثبوت اور اس اعتقاد کی ضرورت پر حد سے زیادہ زور دیا ہے اور تمام نیکیوں کا محرک اور فلاح کا مدار آخرت پر یقین اور ایمان لانے کو ٹھیرایا ہے

عمرالدین

جیسے فرماتا ہے و بالآخرۃ ہم یوقنون توریت میں جو مختلف مجموعوں سے ملکر ایک ضخیم کتاب بنی ہوئی ہے ۔ مرکر جی اُٹھنے کے مسئلہ پر ذرا بھی روشنی نہیں ڈالی گئی ۔ اس کا بہت برا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کا ایک علم دوست اور فلسفی فرقہ جو صدوقیوں کے نام سے مشہور تھا قیامت کا منکر ہو گیا ۔ انجیل میں بھی اشارات سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ وید کی منحوس تعلیم نے تو یہ غضب ڈھایا کہ تناسخ کا مسئلہ نہایت ناکارہ اور ہر قسم کی سچی نیکی کی تحریک کو مٹا دینے والا اور سچی ہی سچی خدا کی خالقیت اور مالکیت سے جدا ایسا نیا ایجاد کیا ۔ اس ذہنی عقل مسئلہ نے جیسے معاد اور حشر کی ضرورت کو باطل کر دیا معاً خدا کی ہستی اور جامع صفات ہستی کی تعلیم اور ضرورت کے اعتقاد کو بھی کمزور کر دیا یا معدوم کر ڈالا لیکن ان سب مردہ کتابوں اور انکی ناقص یا مضر تعلیموں کے خلاف مبارک کتاب قرآن کریم نے اس نازک مسئلہ کو بڑے بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کیا ۔ چنانچہ اس مقام میں جسکی تشریح ہم کرنا چاہتے ہیں غور کرنی چاہیے ۔ اس میں پہلے ایک شخص کا تعجب اور انکار زندہ ہوکر اعمال کے باز پرس کی نسبت بیان فرمایا کہ وہ اس بات کو ناممکن سمجھتا اور کہتا ہے کہ آیا میں موت کے بعد پھر زندہ کر کر میں زمین سے نکالا جاؤں گا ! پھر اُس کے انکار اور تعجب کو رد کرنے اور دوبارہ مخلوق ہونے کی دلیل اُس کے اپنی بناوٹ اور عجیب و غریب خلقت سے دی اور فرمایا کہ تو اپنی خلقت میں غور کر کہ ایک زمانہ تجھپر آیا کہ تو کچھ بھی نہ تھا اور ہم نے تیرے ایسے قویٰ اور اعضا پیدا کیے انسان کا اندازہ لگا یا جو سب کے سب اپنی اپنی ترکیب میں علمی نظام رکھتے ہیں ۔ اور ہر ایک کی بناوٹ صاف صاف ایک عظیم الشان غایت پر دلالت کرتی ہے ۔ تو اب کیا ہم قادر نہیں کہ تجھے نئی پیدائش کا لباس پہنائیں اور اب تو تو ایک تغیر اور تبدل کے سوا معدوم محض ہو چکا نہیں ہوگا ۔ پھر اس کے بعد نہایت لذیذ اور روحانی دلیل جس سے عمدہ تر دلیل متحقق نہیں ہو سکتی بیان کرنے کے لیے اپنے اسم رب سے استدلال فرمایا ۔ اس کے بیان دو پہلو ہیں ۔ ایک تو یہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور اس ایمان کی ضرورت چاہتی ہے کہ جی اُٹھنے اور اعمال کی باز پرس پر یقین ہو ۔ اور نبوت محمدیہ ضرور تا اس عالم میں ظہور فرما ہوئی ہے ۔ اور اگر اس پر ایمان لانا ضروری نہ ہو اور وہ بیکار اور فضول سمجھی جائے تو خدا تعالیٰ کے اسم رب پر حرف آتا ہے ۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان کی خلقت اور اس کے دل و دماغ اور تمام اعضا کی ترکیب میں بڑا سچا علمی سلسلہ پایا جاتا ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہستی بڑی بھاری ذمہ داری کے لیے پیدا ہوئی ہے اور ایسا نہیں کہ شتر بے مہار کی طرح اس کے اعمال و افعال سے جواب دہی نہ لی ہوگی ہو ربوبیت کب تقاضا کر سکتی ہے کہ اس کا مخلوق مربوب اُس ہی قطعاً بے تعلق ہو جائے ، اور اسکی مرضیوں اور جلال کا اظہار اس کے اعمال سے نہ ہو ۔ خلاصہ یہ ہے کہ مخلوقیت کا تعلق ربوبیت سے بڑی واضح دلیل ہے بعث اور حشر پر و للہ الحمد

عاجز عبد الکریم عفی عنہ

تفسیر القرآن

کا

دوسرا پارہ زیر طبع ہے

اخیر نومبر تک اشاعت کی امید کیجاتی ہے پیشگی قیمت علاوہ محصول عمر مابعد علاوہ محصول ۱عہ

قصیدہ دعائیہ للّٰہ

از حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی

فضل کا طالب ہوں میں رحمت کا ہوں امیدوار
تو مرا مشکل کشا ہے تو مرا حاجت برار
تو مرا آرام جاں ہے تو مرا تسکین قلب
تو مرے دل کی تسلی تو مری جاں کا قرار
تو ہی رب العالمیں ہے تو ہی رحمن و رحیم
تو ہی مالک تو ہی خالق تو مرا پروردگار
ملجا و ماوا تو ہی ہے اور تو ہی پشت و پناہ
مال و دولت تجھپہ قرباں جان و دل تجھپر نثار
آل و اولاد و احبا تجھپہ سب قربان ہیں
تجھپہ جو ہووے فدا اُس کے لیے ہے افتخار
غنچہ لب اور گلبدن سب تیری آگے ہیچ ہیں
سب چمن تجھپر تصدق اے مرے دل کی بہار
تیرے ہی ارض و سما ہیں تیری ہی جن و ملک
تیرے ہی شمس و قمر ہیں تیرے ہی لیل و نہار
بحر و بر سب تیرے ہیں تیری ہی کل مخلوق ہر
ساری جھیلیں تیری ہیں اور تیری ہی کل آبشار
کل جزیرے تیرے ہیں انکی عجائب بھی ترے
قعر بھی تیرے ہیں اور تیرے ہیں سارے کوہسار
رگ ہی تیری جسم تیرا ذرہ ذرہ ہے ترا
نیستی سے ہست کرنا ہے فقط تیرا ہی کار
تیرا یورپ اور اس کی کل کلیں تیری ہی ہیں
تیری ہی امریکہ ہے اور اسکا سارا کاروبار
تیری ہی افریقہ ہے اور اسکی وحشی نہج کر
ایشیا تیری ہے جسپر ساری دنیا ہے نثار
جس میں پیدا تو نے کل پیغمبر و رسل کیے
آپ ہی تو جانتا ہے جنکا تعداد و شمار
جس میں ہے مکہ مدینہ جس میں بیت المقدس ہے
جنمیں تیرے حکم اترے میرے مولا بار بار
تیری ہی رحمت کے فرشتوں کا ہوا جس میں نزول
آج کل بھی فضل کا تیرے ہے جس میں انتشار

جس میں تو نے دشمنان دین کو غارت کیا
جسمیں تو نے غرق اعدا کو کیا اور سنگسار
جسمیں ہے دنیا کی جنت جسمیں ہر کشمیر ہی
جسمیں گہ ہے حضرت عیسیٰ کا مرقد اور قرار
ملک سارے تیرے ہیں اور تیری کل فرمانروا
کل جہاں کا تو ہے مالک سب پہ تیرا اختیار
پھول و پھل سب تیرے ہیں اور تیری ہستی کے تاج
ہیں گل و ریحان تیری تیری ہی جنگل کے خار
سب خزانے تیرے ہیں کل مال کا مالک ہے تو
ساری کانیں تیری ہیں جنمیں ہے دولت بیشمار
تو احد ہے تو صمد ہے لاشریک ولا زوال
تیری بندوں کو نہیں آتی کسی میدان میں ہار
جنکا مولا تجھسا ہو شرمندہ وہ ہوتا نہیں
آزمائش ہو چکی ہے اس سخن کی بار بار
ابن آدم کو بنا بیٹھے ہیں جو تیرا شریک
اور اس غلطی پہ کرتے پھرتے ہیں وہ افتخار
ان کو بھی فضل و کرم سے دے صراط مستقیم
راز سارے کھولدے کر حقکو اسپر آشکار
خواہ حضرت کا ہو بیٹا خواہ وہ مریم کا ہو
بن نہیں سکتا کسی صورت سے وہ پروردگار
کھانا پینا موت گتا خدا ہوتا نہیں
اپنے بندوں سے خدا کہتا نہیں ہرگز کبھی
خود نہ سولی سے بچا اوروں کو کیا دیگا نجات
جو پھنسا ہے خود بھنور میں کیا کرے اوروں کو پار
ایلی ایلی جو پکارے وہ نہیں فریاد رس
خود رحم تز مانگی ہے اوروں کی سنے کا کب پکار
کچھ خدائی کا نمونہ بھی نہ وہ دکھلا سکا
اس سبب سے ان کے پیرو آجتک ہیں شرمسار
اے مرے مولا تو اس اندھیر کو دنیا سے کھو
کر ہویدا اہل عالم پہ تو فرق نور و نار
میں ہوں عاجز تو ہے قادر میں ہوں بندہ تو خدا
تو علی ہے تو ہے اعلیٰ میں ہوں ادنیٰ خاکسار
میں ہوں ظالم میں ہوں خاطی تو ہے تواب و رحیم
سخت شرمندہ ہوں میں اور ہوں بڑا گنہگار
دبگیا بار گنہ سے ہیں گیا بوجھوں سے میں
میرے چھاتی پر گری ہیں رنج و غم کے کوہسار
درد دل کس سے کہوں تیرے سوا جاؤں کہاں
جز ترے مونس نہ کوئی اور نہ کوئی غمگسار
خواہ بخشو خواہ پکڑ ہے تو ہی مختار کل
فضل پہ تیرے ہے کل مخلوق کا دار و مدار
مہربانی کر عنایت کر ترحم مجھپہ کر
کیونکہ ہے بندوں پہ اپنے تو حلیم و بردبار

کیا کہوں تجھسے کہ تو ہے عالم سر و خفی
مجھسا کم ہوگا جہاں میں ناسزا و نابکار
تجھسا گر مولا نہ ہوتا میں تو ہوجاتا ہلاک
کیونکہ ہوں اولاد آدم کے لیے میں ننگ و عار
مجھکو آتی ہے کما حقہ طرح توبہ سے شرم
اسقدر ٹوٹی ہے توبہ مجھسے اے رب بارہا
دے مری مضبوطی کو تو یا الہ العالمین
تاکہ ہر دم ہر گھڑی تجھسے نہ ہوں میں شرمسار
نفس و شیطاں سے الٰہی میں تو عاجز آگیا
کردیا دامان تقویٰ ظالموں نے تار تار
ان شریروں کے مقابل پر مری امداد کر
مجھکو وہ قوت عطا کر جس سے توڑوں انکا وار
تھک گیا میں وار انکے سہتے سہتے اے خدا
تو عطا کر مجھکو حربہ تاکہ توڑوں انکے وار
یا الٰہی تو مجھے انکی غلامی سے بچا
فتح و نصرت دیجیے یدلدی میرے مولا میری کار
کر مری تائید تا میں اپنا بدلا ان سے لوں
جیسے ہیں پنجہ انکے میں پھنسا زار و نزار
بیکس و کشتی شکستہ ہوں الٰہی المدد
چار جانب ہے مرے دریائے ناپیدا کنار
دستگیری کر مری اس ڈوبتے کو لے بچا
کر مجھے اس بحر مہلک سے الٰہی جلد پار
تو پریشانی کو میری میرے مولا جمع کر
دور کر خاطر کا میرے یا الٰہی انتشار
کر منور فضل سے میرے دل بے نور کو
کر مصفیٰ اور مطہر دور کر گرد و غبار
چشم بینا گوش شنوا کر عنایت اب مجھے
اندھے اور بہرے کی سنلے اے مولا پکار
کر مجھے داخل تو اپنے بندگان خاص میں
کر مجھے تو نیک حال و نیک قال و بردبار
پاک کر دلکو مرے اور نیک کر میرے خیال
مومن صالح بنا کر دے مجھے تقویٰ شعار
تجھسے ہو امید مجھکو اور تجھی سے خوف و بیم
ہو طلب تجھسے تری اور تجھسے فریاد و پکار
زندہ رکھ اسلام پر ایمان کی دے زندگی

اپنی الفت اور محبت میں ترقی دے مجھے
دین حق پر یا الٰہی کر مجھے استوار
خوف تیرا ہو محبت تیری ہو تیرا خیال
ذکر تیرا ہر گھڑی ہو یاد تیری بار بار
فکر ہو اسلام کا اور ذکر ہو قرآن کا
اور تیرے فضل و کرم کا دمبدم ہو انتظار

تیرے مرسل کی اطاعت میں رہوں میں پائدار
مہدی و عیسیٰ کا تیرے دل سے ہو میں جاں نثار
میں بجا لاؤں تری اس نعمت عظمیٰ کا شکر
روز افزوں تاکہ تیرا فضل ہو اے کردگار
ہوں غلام احمد کا دلسے میں غلام بیدرم
اسکی ہمراہی میں رکھ اور اسکی ہی قدموں میں یار
اس کی خوبو سے مجھے رنگین کردے اے خدا
خاص اسکے دوستوں میں کر مجھے بھی اب شمار
تیری الفت کے سبب سے ہو اسی سے الفت کروں
تیری خاطر سے کروں میں تیرے مہدی کو پیار
اس کی ہر اک بات کو دل سے کروں یارب قبول
اس کا ہر اک قول ہو دیدے دلکو میری خوشگوار
مجھسے سرزد ہو نہ کوئی بات اسکے برخلاف
فعل کوئی بھی نہ ہو دے اسکو میرا ناگوار
دل مرا وابستہ رہے اس سلسلہ میں اے کریم
دشمنوں سے اس کے میں کرتا رہوں پیکار و رزار
دوستوں سے اسکے الفت اور محبت مجھکو ہو
جاں نثار و پیر ہوں اسکے جان و دلسے میں نثار
ہمکو آپس میں محبت دے نزاعیں دور کر
گرم کر الفت کی آتش سرد کر نفرت کی عار
جان و دل اور مال و تن سے ہوں معاون اسکا یار
تاکہ دنیا اور عقبیٰ میں رہوں میں کامگار
اردگرد اس شمع کے پروانہ سا پھرتا رہوں
پھر وہی میں راتدن اسکی رہوں میں سایہ دار
اسپہ جو تیرا کرم ہے مجھپہ بھی کر وہ کرم
کر مری اصلاح ہر پہلو سے تو مجھکو سنوار
ہمکلامی کا شرف تجھکو بھی دے میرے رب
مجھکو بھی اپنی طرف سے بخش یہ عز و وقار
کچھ نہیں درگاہ میں تیری کمی اے ذوالمنن
تو ہی لاتا ہے خزاں کے بعد دنیا میں بہار
کافروں کو ایک پل میں اہل ایماں کر دیا
مشرکان مکہ کو تو نے کیا ایماندار
تجھکو کچھ مشکل نہیں ہے اور نہ تجھکو کوئی روک
ہر بات پر ہے تجھے اے میرے مولا اختیار
بات کرنے سے ترے ہو جائیگی عزت مری
کم نہیں ہو نیکا ہرگز بھی ترا کچھ اقتدار
کر مجھے ابدال میں داخل یدلدی میرا حال
دے مجھے کا نوری پیالہ تو مجھے دے اور نگار
تجلی جام دیکر میری قوت کر بحال
تاکہ طے کر جاؤں میں ساری جبال و کوہسار
تیرے رستہ میں نہ حائل ہو مجھے کوئی بھی روک
سامنے آوے سمندر بھی تو میں ہو جاؤں پار

پہولجاؤں ساری دمہدی ایک تیرا شغل ہو
شوق ہیں اور یاد میں تیری کٹیں لیل ونہار
دوو دل مجہکو عطا کر عشق اپنا دے مجہے
اپنے اعدا کا عدو کر دوستوں کا اپنے یار
کاروبار آخرت میں تو مرے دل کو لگا
اور بہلا دی دل سے میرے ایکدم دنیا کے کار
مسکن وماوا میرا دارالاماں میں رکہہ سدا
ہیضہ اور طاعون وامراض خبیثہ سے نہ مار
اس خزاں کو دور کر اسلام سے ای پاکذات
گلشن احمد کے پہولوں کی دکہا مجہکو بہار
ہو رہی ہے آج کل جو آدم وشیطان کی جنگ
فتح دے آدم کو ہمیں دے تو اس موذی کو مار
وہ زمانہ مجہکو دکہلا جب کہ ہو شیطان قتل
اور اس کے ہر معاون پر پڑے جب تیری مار
ہر طرف اسلام کا ہو زرد دشمن ہوں ذلیل
پہ ہوں مخذول حزب اعد نیک ہو بکا مگار
ہر طرف اللہ اکبر کی صدائیں ہوں بلند
جس کے باعث گونج اٹہیں سارے دشت وکوہسار
ہو عبادت اک تری اوہام سارے دور ہوں
جسقدر ابلیس کے پیرو ہیں سب ہوں سوگوار
قتل ہو دجال اور خنزیر اور ٹوٹے صلیب
خیر وخوبی سے مسیحا جیت لیں یہ کار زار
اس سے بڑہ کر تو نہ ہونے دی ہمیں خوار وذلیل
جسقدر ہم پست ہیں اتنا ہی تو ہمکو ابہار
مجہکو دکہلا میرے مولا اپنی آیات ونشان
آنکہ سے میں دیکہلوں اپنے مسیحا کا منار
اس نزول خاص کا جلسہ دکہا دی ای عزیز
جس میں ہم ہوں شادماں اور رد دین دشمن زار زار
ہمکو وہ شادی دکہا جس سے مرے کل مدعی
جس سے کہلا جائیگا سر دشمنوں کا شرمسار
جس سے ہو جائیگا اک فرقہ ذلیل ومبتذل
دوسرا پا جائیگا جس کے سبب سے افتخار
ایک جانب ہوگی شادی دوسری جانب غمی
ایکطرف کی جیت ہوگی دوسری جانب کی ہار
ایک ہو کے محمد ہیں دوسرا ہو سیج پر
ایک لی رحمت کا سہرا دوسرا لعنت کا ہار
جو اکڑتے پہرتے ہیں وہ گہر میں چہپ جائیں خبیث
یا نکل جائیں کہیں وہ زرد رو دریا کے پار
ہر مخالف مولوی خاموش ہو اور سرنگوں
عورتوں میں جا چہپیں گہر کو سمجہ لیں وہ حصار
فتح کے ڈنکے بجیں یہاں دشمنو نمیں بین ہو
واں ہو ماتم اسطرف ہوں شادیوں کا اشتہار
پیشگوئی ایسی پوری ہو کہ دل جل جائیں سب
دشمنوں کو غیظ اور غصہ سے چڑہ جائے بخار
اندرونی اور بیرونی ہوں دشمن کل ذلیل
اسطرح قابو میں آئیں جال میں جیسے شکار
یہ تو ہونا ہے یقین ہے مجہکو تیری بات پر
ہاں مگر مجہکو نہیں ہے زندگی کا اعتبار
مہدی وعیسی کو کرے یا الہی کامیاب
سب کرشمے اپنی قدرت کے دکہا کر مجہکو مار
ای میری ناصر تو کر ناصر کی نصرت جلد تر
تا نہ ہو یہ بندہ عاجز ترا رسوا وخوار

چہوٹا منہ بڑی بات

نور احمد پنجابی لکہوکے کا رہنے والا ایک دفعہ قادیان میں آیا تہا۔ پہر واپس جا کر اس نے کچہہ اشتہار دیے کہ میں نے قادیان جا کر مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب کو بلایا تہا وہ میرے مقابلہ پر نہیں آئے۔ میں نے یہ کیا وہ کیا۔ حالانکہ جب وہ قادیان میں آکر اپنے دوست مرزا امام الدین لال بیگی کے مکان پر اترا تہا تو میں قادیان میں موجود تہا۔ چہوٹا منہ اور بڑی بات ایسے کوچہ گرد لوگوں کی ہستی کیا ہے کہ مولوی نور الدین صاحب جیسے علامۃ الدہر اور حضرت سید عالم امام انام علیہ السلام کے مقابلہ پر آسکیں۔

چند روز سے میں آنحضرت کے ارشاد سے اپنے وطن کشمیر چلا گیا ہتا۔ اور مولوی سید سرور شاہ صاحب و برادرم مولوی محمد یمین صاحب داتوی وخاکسار قصبہ شوپیاں میں ہم مولوی حسین شاہ غیر مقلد کی سرکوبی میں مصروف تہے کہ خدا کے فضل وکرم سے حسین شاہ کا قافیہ ایسا تنگ ہوگیا۔ اور علی رؤس الاشہاد وہ ایسا ذلیل ہوا کہ اسپر کہانا پینا سونا حرام ہوگیا۔ اسی اثنا میں نور احمد پنجابی نے سری نگر میں پہونچکر یہ لاف زنی شروع کی کہ میں احمدیوں کو جنگلوں میں ڈہونڈتا پہرتا ہوں۔ شوپیاں سے حسین شاہ نے خیر پاکر اپنی دستگیری کے لیے مرتا کیا نہ کرتا نور احمد کو بلایا اور اس کی منت کی کہ حضرت میں تو پامال ریش فش ذلیل ہوگیا کچہہ آپ دستگیری کریں احمدیوں نے سخت شور ڈالدیا ہے اور وہ غالب آگئے ہیں ان کے آگے کوئی پیش نہیں جاتی۔ نور احمد نے بامید نان ونمک اس خیال سے کہ کچہہ دنوں روٹیوں کا سہارا لگے گا جو دن گذرے وہ غنیمت ہی یہاں دال نہ گلی اور جگہ پہیری لگا لیں گے دو روز کے بعد نور احمد ایک غیر مقلد کو ساتہہ لیکر پارڈی پورہ پہونچا اگرچہ نور احمد بسبب اپنی جہالت کے قابل رحم تہا اور لائق خطاب نہ تہا لیکن غیر مقلدوں کے دماغ سے کبر انکالنے کے واسطے دوسرے روز ایک عام مجلس میں مباحثہ شروع ہوا۔ مباحثہ کیا ہونا تہا جناب مولانا سرور شاہ صاحب خدا کے فضل سے ایک فاضل اجل ہیں انہوں نے جس لیاقت اور عالمانہ طرز سے مسئلہ وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت دیا اسکو تو بیچارہ نور احمد سمجہہ ہی نہیں سکتا تہا آخر کہڑے ہو کر بجز چند بیہودہ شکایتوں کے کچہہ بہی بول نہ سکا۔ صرف اسکا جواب یہ تہا کہ مولوی عبد الکریم صاحب کی آنکہہ اچہی نہیں۔ مرزا صاحب باغ کی سیر کرتے ہیں اس احمق کو یہ بہی خبر نہیں کہ عبد اللہ ابن ام مکتوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن نابینا تہا اور نابینا ہی وفات تک رہا قرآن میں بہی علاوہ حدیثوں کے اسکا ذکر ہے عبس وتولی ان جاءہ الاعمی کیا اس سے معاذ اللہ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شک ہوسکتا ہے ہاں نور احمد کے دل میں ضرور ہی شک ہوگا اور شک کیا انکار ہوگا۔ حدیثوں میں پڑہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ کی سیر کو صدہا مرتبہ گئے قرآن میں اللہ تعالی باغوں کی سیر کی بشارت دیتا ہے الغرض دوسرے دن اس نے صاف انکار کیا اور کہ میں اب مقابلہ میں نہیں آتا۔ غرضیکہ نور احمد کی کارروائی نے غیر مقلدوں کی شکست کو فاش کردیا۔ نور احمد کا یہ پیشہ ہے کہ دربدر جہوٹ بولتا پہرتا ہے یہ درحقیقت جاہل غبی کچہہ بکتا پہرتا ہے کہ میں نے احمدیوں کو فلاں فلاں مقام میں شکست دی اس کو دن کو کچہہ بہی خبر نہیں اور ایک معمولی نحو کا مسئلہ یا صرف کا ایک قاعدہ بہی نہیں جانتا یہ تو کیا آج شرق سے غرب تک کسی مولوی یا پیر یا سجادہ نشین کی مجال نہیں کہ احمدیوں کے مقابلہ میں آوے۔

الراقم عبد اللہ کشمیری

[illegible]

الحکم

کے تمام معاونین اور ناظرین فرداً فرداً اس گذارش کو اپنے دل سے لگیں سمجھیں اور بغور توجہ کے بعد جو کچھ ان کی رائے ہو تو ہمیں اس سے اطلاع دیں تو یہ بھی اُن کا

فرض ہے

ہمارا اور آپ کا فرض

قَالَ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْد

دو روزہ عمر خود در کار دیں کوشید ای یار
کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا

مخترم ناظرین! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ - (۱) آج جس اہم اور ضروری امر کا تذکرہ میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ ہم سب کی

متحدہ غرض

ہے اور اسی لیے میں اُمید کرتا ہوں کہ اس گذارش کو معمولی اور سرسری نگاہ سے نہ دیکھا جائے گا بلکہ اسکو پورے غور اور فکر سے پڑھا جائے گا اور کوشش کیجائیگی کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے فرض کو بخوبی سمجھ لے

۲ - الحکم کے پہلے نمبر کی اشاعت کو پورے چار سال ہو لیے اور پانچویں سال کا یہ دوسرا نمبر ہے جو آپ کے معزز ہاتھوں تک پہونچتا ہے۔

الحکم کا پہلا نمبر جب امرتسر سے شائع کیا گیا تھا اُسوقت اخبارات کی جو حالت تھی اور دیسی پریس جس قسم کی آفتیں آنے کا اندیشہ تھا وہ ۸ اکتوبر ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں مفصل لکھا گیا۔ قطع نظر اُن حالات اور مشکلات کے خود ایڈیٹر اور پبلشر کی بے سروسامانی اور کم بضاعتی ایک ایسی روک اسکی راہ میں تھی کہ جہاں تک مادی اسباب کا تعلق ہوتا ہے اُنپر نظر کرکے مادی اور حسی علوم کا ماہر الحکم کی نسبت پیشگوئی کر سکتا تھا کہ یہ

چل نہیں سکتا

مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میرے وہم اور گمان میں بھی وہ مشکلات اور رکاوٹیں نہ تھیں میرا یقین اور ایمان شہادت دیتا تھا کہ خدا تعالےٰ کی فوق العوق قدرتیں جن کے اسرار سمجھنے سے انسان عاجز ہے محض اپنے فضل سے کوئی کرشمہ دکھا کر رہیں گے

چنانچہ

میں نے اس پہلے نمبر میں مندرجہ ذیل فقرات لکھے تھے

"جب توکلت علی اللہ یہ آغاز کیا
پر نکل آئیں گے اور دیکھنا پرواز کیا

گو موجودہ حالت اور بے سروسامانی ہمکو ڈراتی اور دھمکاتی ہے مگر با اینہمہ ہمکو یقین اور کامل یقین ہے کہ اگر ہم محض نیک نیتی اور ملکی خیرسگالی اور بنی نوع انسان کی سچی بھلائی کے لیے الحکم کو جاری کرتے ہیں تو کامیاب ہوں گے اور ضرور کامیاب ہوں گے"

میں نے ان فقرات کو صرف اس لیے نوٹ کیا ہے کہ وہ لوگ جو اب تک الحکم کو پڑھتے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید کو مشاہدہ کریں۔ یہ امر کہ الحکم کی اس قسم کی غیر معمولی تائید میرے کسی حسن عمل کا نتیجہ تھی؟ میرا ایمان ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ محض **خدا کا فضل** اور حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی سچائی کی ایک دلیل ہے جو کم از کم میرے ازدیاد ایمان کا موجب ضرور ہوئی ہے۔

اُس حالت کا موجودہ حالت سے مقابلہ کرنے میں میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے **الحکم** کو ایک حد تک کامیاب صورت میں دیکھ لیا و ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

مسیح موعود کی کامیابیوں کے پرتو کی ایک جھلک الحکم پر بھی پڑی کیونکہ اس کے ساتھ بلحاظ نام اور کام کے وہ اپنی نسبت ظاہر کرتا رہا ہے اور اس لیے وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

۳ الحکم کا اجرا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے قومی ضرورتوں کو مدنظر رکھکر کیا گیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ ایک حد تک ان کو پورا کرتا ہے۔ اس امر کا تذکرہ کہ الحکم نے ان چار سال میں قوم کی کیا خدمت کی؟ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچانے میں وہ کہاں تک شریک ہوا؟ کس قدر آدمیوں نے الحکم کے مضامین پڑھکر فائدہ اُٹھایا اور اپنی حالت میں کوئی نمایاں تبدیلی کی؟ اور کسقدر روحوں نے سلسلہ عالیہ کی حقانیت پر اطلاع پائی؟ اور کسقدر حقائق اور معارف (جو خدا کے برگزیدہ اور مامور کے منہ سے نکلے یا اُن بزرگان ملت کے منہ سے نکلے جو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہیں) کی اشاعت ہوئی؟ ایک لمبی داستان ہے جو ان دو چار کالموں میں سما نہیں سکتی اور اس لیے بھی اور اسی بنا پر میں اسکو سر دست ملتوی کرتا ہوں کہ جب تک الحکم کی موجودہ فایل زمانہ کے ہاتھ میں ہیں وہ ایک زندہ تکبیر اور خود بولنے والے ہیں

چونکہ میرا ایمان ہے کہ مسیح موعود خدا کی طرف سے ہے اور اس کے وصایا اور کلمات ضرور ضرور محفوظ رہیں گے اس لیے الحکم کے یہ فایل محض ان گراں بہا موتیوں کے امین ہونے کی وجہ سے نہ اپنی کسی خوبی کے باعث ضرور کسی نہ کسی شکل میں محفوظ رہیں گے۔ پس مجھے ضرورت نہیں کہ ان خدمات کا تذکرہ آپ کے سامنے پیش کروں۔

۴۔ میں نے بندگان ملت اور پیران طریقت سے الحکم کی نسبت بارہا قیمتی اور گرانقدر رائیں سنی ہیں اور بہت سے خطوط میرے پاس پہونچے ہیں جن میں الحکم کی خوبیوں اور مفاد کا اعتراف کیا جاتا ہے مگر میں نے شاید ایک آدہ مرتبہ کے سوا کبھی پسند نہیں کیا کہ ان تحریروں اور بیش قیمت راؤں کو پبلک میں پیش کروں محض اس خیال کی بنا پر کہ حقیقت میں جو خدمت مجھے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے قوم کی کرنی چاہیے تھی میں پورے طور پر اس سے عہدہ برا نہیں ہوا۔

اس لیے میں ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس کریڈٹ کا مستحق نہیں سمجھتا جو ان تحریروں میں مجھے دیا جاتا ہے۔

ہاں

ان تحریروں کو پڑھ کر اور ان راؤں کو سنکر میں نے اتنا نتیجہ ضرور نکال لیا کہ

مسیح موعود اپنے دعوی میں

ضرور خدا کی طرف سے ہے کیونکہ یہ شکر گذاری کی روح جو قوم میں پہونچی گئی ہے یہ آ نہیں سکتی جب تک شکور خدا سے تعلق رکھنے والا کوئی مامور جذب و کشش کی قوت والا اسے کھینچنے والا نہ ہو اور تخلقوا باخلاق اللہ کا پورا نمونہ اسپر اثر نہ ڈالے۔

الغرض

الحکم کی اشاعت اور اجرا کی جو غرض تھی اس کے پورا کرنے کے لیے ہیچمیرز ایڈیٹر کی ناچیز خدمات گو کچھ بھی ہستی نہ رکھ سکتی تھیں مگر میں کیوں ناسپاس بنوں؟ اور کیوں اعتراف نہ کروں کہ **قوم** نے میری ناچیز خدمات کے مقابلہ میں بہت بڑی قدر کی

لیکن

میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ایک طرف مجھے اپنے فرائض میں سے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے **قوم** کو بھی اپنے **فرض** کی طرف پوری توجہ کی از بس ضرورت ہے

۵۔ میرا اور آپکا فرض کیا ہے

یہ سوال صرف چند لفظوں میں حل ہو سکتا ہے میں الحکم کو اس سے بھی زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کی سعی کروں

اور

آپ مجھے اس قابل بنا دیں کہ ایسی کوشش کر سکوں۔

میرا اور آپ کا کام صرف للہی سعی ہے اور اس کا اتمام اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے پس اپنی مساعی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں لازم ہے کہ خدا تعالی سے توفیق مانگیں کیونکہ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں

مگر

میرا خیال ہے کہ یہ مختصر سا جملہ جو اس ساری گذارش کے اہم مقصد کے جواب میں ہے اپنے دوسرے حصہ میں کسی قدر تصریح کا محتاج ہے۔

اس لیے

میں چاہتا ہوں کہ اسے مختصراً عرض کر دوں

اول ہر خریدار اپنی قیمت وقت مقررہ پر ہر حال میں ادا کر دے۔

دوم۔ ہر خریدار اسکی توسیع اشاعت میں سرگرم سعی کرے اور اگر وہ ہر مہینہ ایک جدید خریدار بہم نہ پہونچا سکے تو کم از کم سہ ماہی وار ہی ایک ایسا جدید خریدار دے جو اس کے نقش قدم پر چلکر اپنے دل میں یہ عہد موثق کرے کہ وہ اس فرض سے سبکدوش نہ ہوگا جب تک کہ اسیطرح کے اور خریدار نہ دے لے۔

سوم۔ جو لوگ ذی مقدرت اور اہل دول ہیں وہ اپنی حیثیت کے موافق الحکم کو امداد دیں اور ہر حال میں اپنے پیش نظر یہ رکھیں

ز بذل مال در رہش کسی مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

چہارم جہاں تک ممکن ہو اور کسی کے حیطۂ اقتدار میں ہو وہ مطبع کو چھپائی کے کام سے مدد دیں

پنجم جن خریداروں کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہو وہ بدون تقاضا ادا کر دیا مطبع کی طرف سے جو وقت وی پی رسید وصول بقایا کے لیے پہونچے اسے وصول کر لیں۔

۶۔ امور مندرجہ میں جیسے عمل کرنا ہر ایک خریدار کا فرض ہے اور چونکہ سال رواں کے اختتام میں صرف دو مہینے باقی ہیں تو حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کا اجازت سے ۱۹۰۶ء کی قیمتوں کے وصول کرنے کے لیے وی پی روانہ کیا جائے گا اسلیے ضروری ہے کہ اس موقع ادائی قیمت کے فرض کو اس سے بڑھ کر مستعدی کے ساتھ ادا کیا جاوے جو سال گذشتہ میں ظاہر کی گئی تھی۔

اس کے بعد میں چند الفاظ

تفسیر القرآن

کے متعلق بھی عرض کرنا چاہتا ہوں تفسیر القرآن کا پہلا پارہ جس قبولیت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے وہ اس کے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں اور اس خطاب میں انہی کو مخاطب کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ ایک خدمت ہے آپ اپنی استطاعت کے موافق اسمیں شریک ہوں

دی بخیر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

پہلے پارہ کی اشاعت کے بعد جب میں نے دوسرا پارہ لکھنا شروع کیا تو اس خدمت قرآن کی ضرورت اور اہمیت ہی تھی کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے باوجود آپ کے امراض کے حملوں اور ضعف و نقاہت کے اس خدمت کو محض

خدا کے لیے

اپنے ذمہ لیا۔ کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ جو میرے مسودہ کی اصلاح کیا کرتے ہیں ۔ اور سچ پوچھو تو ان کی ہمت بڑھانے سے میں نے اس کام کو شروع کیا تھا) انکی اصلاح اور نظر ثانی کے بعد آپ بھی اس مسودہ کو بڑے غور اور فکر سے پڑھتے ہیں اور ایک مناسب اور ضروری اصلاح کے بعد پھر حضرت حکیم الامت کو اپنے اصلاح کردہ

مسودہ کو دکہا دینے کا ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ اس اصلاح کے بعد مسودہ کاتب کو دیا جاتا ہے اور پھر اس خیال سے کہ صحت کا لحاظ رہے اور پھر نظر ثانی ہو جاوے آپ پروف پڑھنے کی تکلیف بہی گوارا فرماتے ہیں محض اسلیے کہ وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہیں اور اپنے دل میں ایک غیر معمولی جوش اشاعت خادم حقہ کا رکھتے ہیں * جن کی اس قسم کی الٰہی خدمات کی جزا خدا ہی ہوسکتا ہے

بہر حال

تفسیر القرآن کی طیاری اور اس کے اہتمام میں حتی الوسع پوری کوشش کی جاتی ہے لیکن بسا اوقات حوصلہ پست ہو جاتا ہے جب مالی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے

اس لیے

محض اس امر کی بنا پر کہ اس کام کی راہ میں مالی رکاوٹ نہ ہو میں خریداران تفسیر القرآن سے ایک درخواست کرتا ہوں اگر وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہیں تو میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ وہ اسپر توجہ نہ کریں اور ان میں سے ہر واحد جسقدر جلد ونکا خریدار ہے وہ ایک پارہ کی قیمت پیشگی جمع کراوے اور آئندہ ہر پارہ کی قیمت دیتا رہے اسوقت تک کہ تفسیر القرآن کا اپنا سرمایہ ہو جاوے

اسی کام کے لیے مجھے زیادہ سے زیادہ چار سو روپے کی ضرورت ہے۔ اور اگر صرف وہ افراد ہی جو دس دس یا پانچ پانچ یا پچاس جلد کے خریدار ہیں توجہ کریں تو یہ سرمایہ جمع ہوسکتا ہے میں دیکھونگا کہ کہاں تک اس معاملہ پر توجہ کی جاتی ہے اب میں اس مضمون کو اسپر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہم اپنے فرض کو سمجھیں اور اسے ادا کرسکیں۔ آمین

میں ہوں آپ کا خدمت گذار ولی

خاکسار **یعقوب علی**

احمدی۔ ایڈیٹر **الحکم**

دارالامان

۱۔ **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع اہل بیت بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں ۲۲ اکتوبر کو تعقیب اعدا کسی قدر طبیعت ناساز تہی مگر اب بالکل تندرست ہے۔

۲۔ اس ہفتہ میں لاہور سے چراغ دین صاحب مع اپنے تمام کنبہ کے تشریف لائے اور ایسا ہی شیخ مولا بخش صاحب کلرک لاہور سے اور امرتسر سے شیخ احمد حسین صاحب مراد آبادی اسسٹنٹ ایڈیٹر وکیل امرتسر سے اور چودھری رستم علی خانصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اور بابو محمد اسمٰعیل صاحب دہلی سے تشریف فرمائے قادیان ہوے * کٹک کے احباب ۲۲ اکتوبر کو واپس تشریف لے گئے

۳۔ حضرت مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب فاضل امروہوی حسب الارشاد حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام منشی الٰہی بخش صاحب ایکونٹ کی کتاب **عصاء موسےٰ** کا ایک لطیف جواب لکھ رہے ہیں خدا تعالیٰ انکی نصرت روح قدس سے کرے

۴۔ جس قاعدہ کا گذشتہ اشاعتوں میں اشتہار ہوا تہا وہ مکرر ترمیم کے بعد طبع ہونا شروع ہوگیا ہے۔

۵۔ **آسمانی فیصلہ** دوبارہ طبع ہو رہا ہے صرف دو تین کاپیاں باقی ہیں اگلی اشاعت تک بالکل تیار ہو جاوے گا قیمت ۳ فی جلد علاوہ محصولڈاک ہوگی خریدار جلد لے لیں کیونکہ ۴۰۰ جلد چہاپی گئی ہے۔ درخواست دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہیے۔

۶۔ **ازالۃ الاوہام** کی طبع ثانی کا انتظام ہوگیا ہے درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں چونکہ ازالہ اوہام حضرت اقدس نے امتحان کے کورس میں داخل کردی ہے اور مطبع میں اس کی ایک کاپی بہی موجود نہیں اس لیے بہت جلد اسکا دوسرا اڈیشن طیار ہو جاوے گا اور صرف ۴۰۰ طبع ہوگا درخواستیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب کے نام آنی چاہییں۔

(۷)

ایک عظیم الشان نشان

اور

احیاء موتیٰ

قاضی یوسف علی صاحب نعمانی سررشتہ دار اگزیکٹو کمیٹی انتظامی کونسل سنگرور ریاست جیند پانچ مہینے سے سخت بیمار تہے بیماری کی حالت میں بڑی دقت سے بمشکل دارالامان حضرت امام کے قدموں میں حاضر ہوے چونکہ ان کو اپنی زندگی کا بالکل بہروسا نہیں رہا تہا اور زیست سے قطع امید کرکے اس نیت سے کہ امام کے قدموں میں جان نکلے آپڑے یہاں بہی علاج ہوتا رہا اور کوئی فائدہ کی صورت نظر نہ آئی ایک روز وہ سخت بیمار ہوے یعنی ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ظہر کیوقت سے ان کی حالت متغیر ہوگئی رانوں تک پیر اور مونڈہوں تک ہاتہ ٹہنڈے ہوگئے بہت کچہ تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی عشاء کا وقت آگیا اور حالت خراب ہوتی گئی رات کے گیارہ بجے وہ حالت پیدا ہوئی جو مایوسی کی حالت ہتی اور ضعف بدن بیجان ہوگیا اور قریب تہا کہ روح پرواز کرجاوے نبض ایسی کمزور ہوئی کہ گویا ایک کیڑی کی چال سے بہی کم ہتی قاضی صاحب نے اپنا آخری وقت قطعی جان لیا اور یقین ہوگیا کہ اب زیست کا پیالہ لبریز ہوگیا کلمہ شہادت پڑہا اور اپنے امام کی تصدیق کی تجدید کی اور اپنے آپ کو خدا کی طرف لگا یا یہ آخری حالت دیکہکر صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی گہبرائے اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر

ہوئے حضرت امام علیہ السلام کو حیگا کر یہ ناچار عرض کیا کہ اب قاضی صاحب کا آخری وقت ہے حضرت اقدس نے تین دوائیں اپنے پاس سے اسی وقت طیار کر کے صاحب زادہ صاحب کو عنایت کیں اور خود دعا کی کچھ منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ جو حضرت کو دعا و یا مبشر اور ایک ایسا الہام ہوا وہ الہام یہ ہے هٰذَا عِلَاجُ الْوَقْتِ وَالَّذِیْ لِیْسِیْ اس کے معنے یہ ہوئے کہ یہ جو علاج آپ نے کیا یہ الیسی ہی اڑے وقت کا علاج ہے اور تر لیسی جو زہروں کو دور کرنیوالی ہے اس کا استعمال کرو۔ سو حضرت اقدس صبح کے وقت تر لیسی اپنے ساتھ لائے اور اس کے استعمال کا حکم دیا۔ یہ یقینی بات ہے کہ ادھر حضرت اقدس نے دعا کی اور ادھر الہام اور رویا ہوا اور اسی وقت جو ایک منٹ کا فاصلہ ہی بیچ میں نہیں بتا سکتے قاضی صاحب میں روح داخل ہو گئی اور آناً فاناً میں تندرست ہو گئے اور اب خدا کے فضل سے تندرست ہیں صرف ضعف باقی ہے یہ احیاء موتی امام کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ کی قدرت سے ہوا۔ اور یہی احیاء موتی کی حقیقت ہے جو اس وقت ہماری نظروں کے سامنے ہے وہ لوگ کہاں ہیں جو اس عظیم الشان امام پر اعتراض کرتے تھے کہ مسیح تو ہے اور مسیح کی طرح ایک بھی مردہ زندہ نہ کیا وہ آئیں اور دیکھیں اور خود قاضی صاحب موصوف اور پیر صاحب اور انکی ہمراہیوں سے یا یہاں کے رہنے والوں سے اس حقیقت اور احیاء موتی کی کیفیت کو دریافت کریں حضرت مسیح کے مردوں کی زندہ کرنے کی یہی حد ہے جو اس سے زیادہ بیان کرے وہ کاذب ہے یہ خدا تعالیٰ کی سنت سے بعید ہے کہ کوئی مر جائے اور قبر میں داخل ہو جائے اور گل سڑ کر قبر میں نام و نشان نہ رہے اور وہ پھر زندہ ہو جاوے اللہ تعالیٰ نے یہ ہرگز اپنے قانون قدرت میں نہیں رکھا حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ قرآن شریف کی آیت اسپر شاہد ناطق ہے۔

۸۔

بیعت

حاجی شاہ عبد القادر صاحب چشتی قادری صابری نظامی جنکی عمر ۸۰ برس کی ہے قوی مضبوط ساکن ساہیوال ضلع ... حضرت خان دریوزہ پشوری اور حضرت پیر بابا صاحب رئیس الاولیاء کابل کی اولاد میں ہیں خود صاحب ارشاد ہیں اور دور دراز تک سیکڑوں آپ کے مرید ہیں ایک مہینہ تک حضرت امام علیہ السلام کی صحبت میں رہے اور بعد بصیرت کامل اور تفہیم تام حضرت اقدس سے مشرف بہ بیعت ہوئے آدمی باخدا اور زندہ دل شب بیدار صاحب علم ہیں۔

حکیم مولوی شیخ عنایت حسین صاحب مرادآبادی جن کا نام کسی پہلے نمبر میں غلطی سے مولوی عنایت اللہ صاحب لکھا گیا تھا یہ صاحب علم و ذکا ہیں ایک مدت سے حضرت امام علیہ السلام کی صحبت میں رہتے ہیں پوری بصیرت اور سمجھ سے امام کی بیعت اختیار کی مولوی صاحب دیندار متقی شخص ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر وہ چاہے کرے افسوس ہے ان لوگوں پر جو اس امام آخر الزمان کی شناخت سے بے بہرہ ہیں اور مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ کی وعید سے بے خوف ہو رہے ہیں

شیخ عبد اللہ صاحب ساکن کنڈ پارہ ضلع کٹک اڑیسہ
شیخ انعام اللہ صاحب " " "
شیخ گوپالی صاحب " " "
مرزا عبد القادر بیگ صاحب " "
شیخ امیر اللہ صاحب " "
شیخ نسیم الدین صاحب " "
شیخ عبد العلیم صاحب ساکن چودہ کلاٹ "
شیخ تفضل الرحمٰن صاحب "
شیخ رحمت اللہ صاحب کنڈ پارہ "
سید ضیاء الحق صاحب۔ گوپالی پور "
ڈاک خانہ کانپور ماتحت ضلع پوری
سب انسپکٹر اسکول کنڈ پارہ۔
عنایت اللہ صاحب نمبردار ساکن جنڈر کی راجپوتاں
ڈاک خانہ نارووال ضلع سیالکوٹ

واقعات

سزا پانی پت ضلع کرنال میں ایک مہاجن نے کسی شخص کو کچھ روپیہ قرض دیا تھا لیکن بعد میں روپیہ وصول کر کے رسید بھی لکھ کر دیدی تاہم مہاجن مذکور نے کچھ عرصہ بعد اس شخص پر اسی قرضہ کی نالش عدالت میں دائر کر دی لیکن عدالت سے اس کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوا۔ لہٰذا جھوٹا دعویٰ دائر کرنے کے جرم میں مہاجن مذکور تین ماہ قید سخت اور ایکہزار روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہوا ہے۔

دربار دہلی یہ بات قطعی طور سے طے پا چکی ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی میں شاہ عالم پناہ کی مسند نشینی کا عالیشان دربار منعقد کیا جائے گا۔ اس کے متعلق تیاریوں کا سلسلہ ابھی سے شروع ہونے لگے ہیں۔ اس دربار میں تمام ہندوستان کے والیان ریاست اور روسا اور زمیندار اور درباری معززین مدعو کیے جاویں گے۔ دہلی ایسے درباروں کی معقول گنجائش پائی جاتی ہے۔ اس کی بڑی نظیر لارڈ لٹن صاحب کا دربار قیصری ہے۔ لیکن یہ دربار شان و شوکت میں اس دربار ۱۸۷۷ء سے بھی بڑھ کر ہوگا اس کی رونق کے سلسلہ کا لطف اہل دہلی پانچ چھ ماہ تک اٹھائیں گے

آدمی کی جسمانی حرارت ایک تندرست آدمی کے جسم کی حرارت ۹۷ ۳/۴ ڈگری سے لیکر ۹۸ ۱/۲ ڈگری تک ہوتی ہے دو بجے صبح سے چار بجے صبح تک حرارت سب سے کم ہوتی ہے اور چار بجے شام سے چھ بجے تک سب سے زیادہ ہے مختلف اوقات میں جسم کو کیسی ہی سردی یا گرمی محسوس ہو لیکن اصلی حرارت ایک درجہ بھی کم و بیش نہیں ہوتی۔ خواہ تندرست انسان گرم ملک میں ہو خواہ سرد ملک میں لیکن اس کا اثر حرارت پر نہیں پڑتا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵؎ خواص ور معاونین سے ۱۰؎ ہندوستان سے باہر ۶؎

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بجہد قادیان بینی ✦ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۵	دار الامن والامان قادیان ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء	نمبر ۴۰

کلمات طیبات امام الزمان اللہ الرحمان

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۳۹ جلد ۵

غرض تصور شیخ کا مسئلہ ہندؤں کی ایجاد اور ہندوں ہی سے لیا گیا ہے چنانچہ قلب جاری ہونے کا مسئلہ بھی ہندؤں ہی سے لیا گیا ہے قرآن میں اس کا ذکر نہیں اگر خدا تعالےٰ کی اصل غرض انسان کی پیدائش سے یہ ہوتی تو پھر اتنی بڑی تعلیم کی کیا ضرورت تھی صرف اجرائے قلب کا مسئلہ بتا کر اس کے طریقے بتا دئے جاتے مجھے ایک شخص نے معتبر روایت کی بنا پر بتایا کہ ہندو کا قلب رام رام پر جاری تھا۔ ایک مسلمان اس کے پاس گیا۔ اس کا قلب بھی رام رام پر جاری ہو گیا۔ یہہ دہوکا نہیں کھانا چاہیے رام خدا کا نام نہیں ہے دیانند نے بھی اس پر گواہی دی ہے کہ یہہ خدا کا نام نہیں ہے قلب جاری ہونے کا دراصل ایک کھیل ہے جو سادہ لوح جہلا کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اگر لوٹا لوٹا کہا جاوے تو اس پر بھی قلب جاری ہو سکتا ہے اگر اللہ کے ساتھ ہو تو پھر وہی بولتا ہے یہہ تعلیم قرآن نے نہیں دی ہے بلکہ اس سے بہتر تعلیم دی ہے

اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

خدا یہہ چاہتا ہے کہ سارا وجود ہی قلب ہو جاوے۔ ورنہ اگر وجود ذکر خدا کا ذکر جاری نہیں ہے تو ایسا قلب قلب نہیں بلکہ کلب ہے خدا یہی چاہتا ہے کہ خدا میں فنا ہو جاؤ۔ اور اس کے حدود و شرائع کی عظمت کرو۔ قرآن فنا نظری کی تعلیم دیتا ہے ہم نے آزما کر دیکھا ہے کہ قلب جاری ہونے کی صرف ایک مشق ہے جس کا انحصار صلاح و تقوےٰ پر نہیں ہے ایک شخص منٹگمری یا ملتان کے ضلع کا مجھے چیف کورٹ میں ملا کرتا تھا۔ اسے اجرائے قلب کی خوب مشق تھی۔

پس میرے نزدیک یہہ کوئی قابل وقعت بات نہیں اور خدا تعالےٰ نے اس کو کوئی عزت اور وقعت نہیں دی۔ خدا تعالےٰ کا منشاء اور قرآن شریف کی تعلیم کا مقصد صرف یہہ تہا کہ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا

کپڑا جب تک سارا نہ دہویا جاوے وہ پاک نہیں ہو سکتا اسی طرح پر انسان کے سارے جوارح اس قابل ہیں کہ وہ دہوئے جاویں کسی ایک کے دہونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے سوا یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا کا سنوارا ہوا بگڑتا نہیں مگر انسان کی بناوٹ بگڑ جاتی ہے۔

ہم گواہی دیتے ہیں اور اپنے تجربہ کی بنا پر گواہی دیتے ہیں کہ جب تک انسان اپنے اندر خدا تعالےٰ کی مرضی اور سنت نبوی کے موافق تبدیلی نہیں کرتا اور پاکیزگی کی راہ اختیار نہیں کرتا تو خواہ اس کے قلب سے

ہی آواز آتی ہو۔ وہ زہر ہو انسان کی روحانیت کو ہلاک کر دیتی ہے دور نہیں ہو سکتی روحانیت کے نشو و نما اور زندگی کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ خدا تعالےٰ نے رکھا ہے اور وہ **اتباع رسول** ہے جو لوگ قلب جاری ہونے کے شعبدے لئے پھرتے ہیں انہوں نے سنت نبوی کی سخت توہین کی ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان دنیا میں گذرا ہے پھر غار حرا میں بیٹھ کر وہ قلب جاری کرنے کی مشق کیا کرتے تھے یا فنار کا طریق آپ نے اختیار کیا ہوا تھا پھر آپ کی ساری زندگی میں کہیں اس امر کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ کہ آپ نے صحابہ کو یہ تعلیم دی ہو کہ تم قلب جاری کرنے کی مشق کرو۔ اور کوئی ان قلب جاری والوں میں سے پتہ نہیں دیتا اور کبھی نہیں کہتا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی قلب جاری تھا۔

یہ تمام طریق جن کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں انسانی اختراع اور خیالات ہیں جن کا نتیجہ کبھی کچھ نہیں ہوا۔

قرآن شریف اگر کچھ بتاتا ہے تو یہ کہ خدا سے یوں محبت کرو۔ **اشد حبا للّٰہ** کے مصداق بنو۔ اور **فاتبعونی یحببکم اللّٰہ** پر عمل کرو اور ایسی فنا تم پر آ جاوے کہ تبتل الیہ تبتیلا کے رنگ سے تم رنگین ہو جاؤ۔ اور خدا تعالےٰ کو سب چیزوں پر مقدم کر لو۔ یہ امور ہیں جن کے حصول کی ضرورت ہے نادان انسان اپنے عقل اور خیال کے پیمانہ سے خدا کو ناپنا چاہتا ہے اور اپنی اختراع سے چاہتا ہے کہ اس سے تعلق پیدا کرے اور یہی ناممکن ہے۔

پس میری نصیحت یہی ہے کہ ان خیالات سے بالکل الگ رہو اور وہ طریق اختیار کرو جو خدا تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اپنے طرز عمل سے ثابت کر دکھایا۔ کہ اسی پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں فلاح اور فوز حاصل کر سکتا ہے اور صحابہ کو جس کی تعلیم دی پھر وقتاً فوقتاً خدا کے برگزیدوں نے سنت جاریہ کی طرح اپنے عمل سے ثابت کیا اور **آج بھی خدا نے اسی کو پسند کیا**۔ اگر خدا تعالیٰ کا اصل منشاء یہی ہوتا تو ضرور تھا کہ آج بھی جب اس نے ایک سلسلہ گم شدہ صداقتوں اور حقائق کے زندہ کرنے کے لئے قائم کیا یہی تعلیم دیتا اور میری تعلیم کا منتہا یہی ہوتا مگر تم دیکھتے ہو کہ خدا نے ایسی تعلیم نہیں دی ہے بلکہ وہ تو **قلب سلیم** چاہتا ہے۔

وہ **محسنون** اور **متقیون** کو پیار کرتا ہے ان کا ولی ہوتا ہے کیا سارے قرآن میں ایک جگہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وہ ان کو پیار کرتا ہے کہ جن کے قلب جاری ہوں؟

یقیناً سمجھو کہ یہ محض خیالی باتیں اور کھیلیں ہیں۔ جنکا اصلاح نفس اور روحانی امور سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ایسے کھیل خدا سے بعد کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور انسان کے عملی حصہ میں مضر ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے تقویٰ اختیار کرو سنت نبوی کی عزت کرو اور اس پر قائم ہو کر دکھاؤ۔ جو قرآن شریف کی تعلیم کا اصل فخر یہی ہے۔

سوال۔ پھر صوفیوں کو کیا غلطی لگی

جواب۔ ان کو حوالہ بخدا کرو۔ معلوم نہیں انہوں نے کیا سمجھا اور کہاں سے سمجھا **تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت** بعض وقت لوگوں کو دھوکا لگتا ہے کہ وہ ابتدائی حالت کو انتہائی سمجھ لیتے ہیں کیا معلوم ہے کیا انہوں نے ابتدا میں یہ کیا ہو پھر آخر میں چھوڑ دیا ہو۔ یا کسی اور ہی نے ان کی باتوں میں التباس کر دیا ہو۔ اور اپنے خیالات ملا دئے ہوں اسی طرح پر توریت و انجیل میں تحریف ہو گئی۔ گذشتہ مشایخ کا اس میں نام بھی نہیں لینا چاہیئے ان کا تو ذکر خیر چاہیئے۔

انسان کو لازم ہے کہ جس غلطی پر خدا اسے مطلع کر دے خود اس میں نہ پڑے۔

خدا نے یہی فرمایا ہے کہ شرک نہ کرو۔ اور تمام عقل اور طاقت کے ساتھ خدا کے ہو جاؤ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا **من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ**۔

سوال۔ حبس دم کیا ہے؟

جواب۔ یہ بھی ہندو جوگیوں کا مسئلہ ہے اسلام میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں

سورۂ ملک کا ترجمہ اردو نظم میں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ

مبارک نہایت ہی وہ ذات ہے
جو اک منبع فیض و برکات ہے
اسی کا ہر اک چیز پر راج ہے
ہر اک اس کا محکوم و محتاج ہے
ہے سارا جہاں اسکا فرماں پذیر
وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ۔

ہر اک شے پہ غالب اسیکی ہے ذات
کہ جس نے پیدا حیات و ممات
کہ تمہاری وہ تا آزمایش کرے
عمل کون کرتا ہے تم میں بھلے
ہوئی موت سے تمکو عبرت ہے کیا
ہو زندگی میں ہدایت ہے کیا
وہی ہے زبردست سب پر خدا
جو بوئے گا دہاں منکر ونکو سزا
جو ڈہونڈیں مگر دل سے اللہ کی راہ
وہ ہے بخشنے والا ان کے گناہ

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ

وہی ذات حق جس نے پیدا کئے
یہ سات آسمان سارے اوپر تلے
ہے اللہ نے جو کچھ ہے پیدا کیا
نہ تو نقص و عیب اس میں کچھ پائیگا
سو تو غور سے دیکھ سارا نظام
یہ ہے چل رہا کس طرح انتظام
تو ڈال آسمانوں پہ گہری نگاہ
کہ ہے رخنہ و عیب کی کوئی راہ

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیْرٌ

پھر اب تو نگاہ کر ادھر بار بار
کہ آخر کو ہوگی نگہ تیری خوار

نہ دیکھیگا کچھ نقص اس مین مگر
تری تھک کے رہجائیگی بس نظر
وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیَاطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ
نظر آسمان پہ جو آئے قریب
نمایان ہین جس مین ستارے عجیب
چراغون سے ہم نے سجایا اُسے
ہے اک سقف نوری بنایا اُسے
ستارون سے لیتے ہین ایک کام
ہے کر رکہا ہم نے عجیب انتظام
شیاطین کو ہین اُن سے ہم مارتے
فلک پر جو آئین تو دہتکارنے
یہان ان کو گر شعلۂ نار ہے
تو دوزخ کا دُکھ آگے تیار ہے
وَلِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ
جو ہین اپنے مالک سے منکر ہوئے
نہیں اپنے خالق کو وہ مانتے
ہے دوزخ کا ان کے لئے بھی عذاب
وہ دوزخ جگہ ہے نہایت خراب
اِذَا اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ کُلَّمَا اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَاءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ
جہنم مین جب ڈالے جائین گروہ
نہایت ہی تکلیف پائین گے وہ
سنین گے وہ دوزخ سے آواز خر
کہ جس سے پڑے گا وہان شور و شر
وہ ہووے گا اسوقت دور خروش
کہ پڑ جائے گا سخت اُس کی خروش
غضب سے وہ ہو جوش مین اسقدر
ہویدا ان محشر مین یہ شور و شر
کہ گویا وہ غصہ سے پہٹ جائے گی
وہ کفار پر اک غضب لائے گی
گروہ ایک جب ڈالا جائے وہان
کرے گا اُسے دیکہہ آہ و فغان
تو دوزخ کے دربان کرین یہ سوال
تمہارا ہوا کس لیئے ایسا حال
نہ آیا تہا دنیا مین کوئی نذیر
کہ تم اس سے ہوتے نصیحت پذیر
ڈراتا وہ تا خشم رب سے تمہین
بچاتا وہ نار غضب سے تمہین

یہ دیوین وہان اہل دوزخ جواب
کہ تہا بس ہمارا نصیبہ خراب
کہ آیا خدا کی طرف سے نذیر
نہ ہم ہی ہوئے کچھ نصیحت پذیر
خدا نے تو بہیجا تہا وہ ضرور
ہمیشہ رہے اُس سے پر ہم ہی دور
وہ ہم پر بہت وعظ کرتا رہا
مگر ہم نے بہی اسکو جہٹلا دیا
بُری طرح سے اس کی تکذیب کی
نہ کی قدر تعلیم و تادیب کی
کہا ہم نے اُن کو کہ کاذب ہو تم
کرو باپ دادا کی رسمون کو گم
خدا نے تو کچھ بہی اتارا نہیں
کبھی سے خدا بہی ہے بولا کہین
تمہاری یہ ہے بس سراسر خطا
خدا پر جو تم کر رہے افترا
وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ
کہین پہر وہ دوزخی یہ وہان
کہ سچا تہا پیغمبرون کا بیان
مگر ہم نے اُسکو نہ ہر گز سنا
نہ سمجہا اُسے دل لگا کر ذرا
جو ہم رکہتے اسوقت سننے کے کان
سمجہتے جو بات اُن کی کرکے دہیان
تو اب اہل دوزخ مین ہوتے نہ ہم
مصیبت مین یون جان کہوتے نہ ہم
سو ہوگا وہان ان کو اقرار صاف
کرین گے گناہون کا سب اعتراف
سو اہل جہنم پہ پھٹکار ہے
سدا انکو اللہ کی مار ہے
نہ دنیا مین قائل ہوئے جب ذرا
تو اب فائدہ کیا ہے اقرار کا
اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ
یقیناً جو ڈرتے ہین اللہ سے
الگ ہوگئے کفر کی راہ سے
ہے ایمان پورا اُنہین غیب پہ
رکہین غائبانہ خدا کا وہ ڈر
ہے ان کے لئے فضل رب رحیم
بڑی مغفرت اور اجر عظیم
وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ

الخَبِیْرُ
کہو تم چہپی یا کہلی کوئی بات
وہ جانے ہے سینون کے اندر کی بات
وہ واقف ہے انسان کی ہر بات پر
ہے دل کے ارادون کی اسکو خبر
اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ
بہلا جس نے انسان کو پیدا کیا
نہین دل کی باتون کو وہ جانتا
وہ سب دل کے بہیدون سے آگاہ ہے
چہپی اس سے رہتی نہین کوئی شے
هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ
خداوند عالم وہی ذات ہے
عطا جس نے کی تمکو ہر ایک شے
وہ جس نے زمین کو تمہارے لئے
مسخر کیا قدرت خاص سے
نہ ایسا کیا اسکو ٹہوس اور سخت
نہ جس پر اگے کوئی سبزی درخت
نہ ایسا کیا نرم و بودا اسے
نہ جس پر کوئی آدمی چل سکے
سو اب ہر طرف تم چلو اور پہرو
خدا کا دیا رزق کہاؤ پیو
ہے اسکی تم پر عنایت بڑی
کہ اگنے کو اس نے زمین ہموار کی
اگا دین زمین سے نباتات عام
نکالے اناج اور میوے تمام
سو اب کرو تم شکر اللہ کا
کہ کین نعمتین اس نے تم کو عطا
جہکو سارے ہی جس کی طرف
کہ جانا ہے تم نے اسی کی طرف
زمین سے نکالی ہے جس نے نبات
اُٹہائے اسیطرف سب ذی حیات
وہان ایک ایک جو کا ہوگا حساب
ہو کفار پر سخت آتش کا عذاب
ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَاءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ
خدا کا جو کچھ خوف تم کو نہین
نہ عقبیٰ کا ہے تم کو مطلق یقین
سدا کفر و عصیان سے ہی کام ہے
نہ تم کو ذرا خوف انجام ہے
تو کیا ہوگئے اس خدا سے نڈر
کہ ہے سلطنت جسکی افلاک پر

کہ تم کو زمین میں وہ دیوے دھنسا
نہ ہرگز ملے پھر تمہارا پتہ
زمین جسکے حکم سے لرزہ کھائے وہین
تمہیں اپنے اندر دھنسائے وہین
ءامنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبًا
فستعلمون کیف نذیر ؕ
بھلا اس خدا کا نہیں تمکو ڈر
جو ہے حکمران سارے افلاک پر
کہ برسا سے مینہ پتھروں کا ابھی
کرے تمپہ پتھراؤ ذات غنی
تو پھر جان لو کیسا میرا ہے ڈر
ہے دی مین نے کیسی تمہاری خبر
ولقد کذب الذین من قبلھم فکیف کان نکیر ؕ
یقینًا جو ہین ان سے پہلے ہوئے
اسیطرح وہ بھی تھے جھٹلا رہے
پھر کیسا ہوا ان پہ میرا عذاب
ہوئی ان کی سب دین و دنیا خراب
اولم یروا الی الطیر فوقھم صافات ویقبضن
ما یمسکھن الا الرحمان ؕ انہ بکل شیء بصیر ؕ
نہیں ہے جو انکو خدا پر یقین
تو کیا اسکی قدرت کو دیکھا نہیں
پرندے سروں پر جو ہین اڑ رہے
وہ کیونکر پرون کو ہین کھولے ہوئے
وہ ہین کھولتے اور جھپکتے کبھی
کسی حال میں ہین نہ گرتے کبھی
خدا کی ہے قدرت کا یہ نشان
نظر آسے ہر بات مین اسکی شان
ہوا مین وہ اس طرح ہین تیرتے
کہ پانی مین کیڑے ہین جو تیرتے
نہیں دوسرا انکو تھامے ہوئے
مگر ہے خدا ان کو تھامے ہوئے
وہ رحمان ہے جس نے تھاما نہیں
کیا جس نے قدرت سے پیدا انہیں
وہ اوصاف ان کے ہو ظاہر اس کا
تو ہے کام سارا یہ رحمان کا
کیا سب کو پیدا ابھی رحمان نے
ضرورت کے سامان بھی خود دئے
نگاہ مین ہے اس کے سارا جہان
ہے نگران حال زمین و زمان
امن ھذا الذی ھو جند لکم ینصرکم
من دون الرحمن ؕ ان الکافرون الا
فی غرور ؕ

خدا کے جو تم ہو گئے سب خلاف
کیا رحم سے اس کے انکار صاف
تو آئے گا جب تمپہ اس کا غضب
بھلا کون تمکو بچائے گا تب
وہ ہے کون تم کو جو دے گا مدد
وہ اک فوج بنکر کرے گا مدد
وہ اٹھے گا ہو کر خدا کے خلاف
تمہیں قہر حق سے بچائیگا صاف
نہیں کوئی ایسا رہائی جو دے
ہین دھوکے مین منکر سراسر پڑے
امن ھذا الذی یرزقکم ان امسک رزقہ
بل لجوا فی عتو و نفور ؕ
بھلا کون ہے وہ خدا کے سوا
کہ رزق اپنا گر بند کر دے خدا
نہ برسے کا باران رحمت کبھی
اگائے زمین سے نہ سبزی کوئی
تو روزی کا سامان مہیا کرے
تمہیں اپنا پیدا کیا رزق دے
نہیں کوئی ایسا خدا کے سوا
مگر اک خدا ہے خدا ہے خدا
یہ کافر تو ہین سخت سرکش ہوئے
جو ایسے خدا کو نہیں مانتے
ہوئی دین حق سے ہی نفرت انہین
وہ ہین بڑھ رہے ضد و اصرار مین
افمن یمشی مکبًا علی وجھہ اھدی
امن یمشی سویًا علی صراط مستقیم ؕ
بھلا وہ جو ہے چل رہا سرنگون
نہایت ہی حالت ہے اسکی زبون
نہیں آگے پیچھے کی اس کو خبر
نہیں راستہ پر ہے اسکی نظر
زیادہ ہے جو شخص کیا راہ یاب
جو رستہ مین ہوگا نہایت خراب
کہ پائے گا وہ جلد تر راستہ
جو سیدھا رہ راست پر ہے چلا
ہے سب آگے پیچھے پہ اسکی نظر
چلا جاتا ہے ٹھیک وہ راہ پر
ہے پہلی تو بس کافروں کی مثال
جو ٹیڑھے چلین انکی الٹی ہے چال
وہ چلتے ہین بطلان کی راہ پر
نہیں راہ حق سے انہیں کچھ خبر
مگر مومنوں کی ہے پچھلی نظیر
جو سیدھے ہوئے شرک پر راہ گیر

یقینًا وہ دنیا مین ہین راہ یاب
وہ پہونچیں گے منزل کو اپنی شتاب
قل ھو الذی انشاکم و جعل لکم السمع
والابصار والافئدۃ ؕ قلیلًا ما
تشکرون ؕ
تو ان منکرون سے یہ کہدے نبی
حقیقی تو معبود ہے بس وہی
کہ جس نے عدم سے بنایا تمہیں
وہ دنیا مین کر زندہ لایا تمہین
دئے کان تم کو خداوند نے
کہ اللہ کی باتین سنو کان سے
وہ آنکھیں خدا نے عطا کیں تمہیں
کہ دیکھو خداوند کی قدرتین
کیا تم کو اللہ نے دل عطا
کہ چکھو مزا حق کے عرفان کا
خدا نے تو ہے تم کو سب کچھ دیا
مگر کم ہو تم شکر کرتے ادا
قل ھو الذی ذراکم فی الارض والیہ
تحشرون ؕ
تو کہدے کہ اللہ وہی ذات ہے
جو اک چشمۂ فیض و برکات ہے
اسی نے ہے تم سب کو پیدا کیا
اسی نے زمین مین ہے پھیلا دیا
اسی طرح اٹھوگے تم حشر کو
وہاں پھیل میدان مین سب پڑو
ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین
قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین ؕ
سدا سے ہے یہی قول کفار کا
جو مسلک ہے اک ضد و انکار کا
کہیں کب وہ وعدہ کا دن آئیگا
جو سچے ہو تم تو ہمین دو بتا
تو کہہ اے نبی ہے وہ آنا ضرور
کہ جب سب ہون حاضر خدا کے حضور
مگر اس کا ہے علم اللہ کے پاس
نہ پہونچے وہاں تک کسی کا قیاس
مجھے وقت کی تو خبر کچھ نہیں
مگر ایک ہون مین نذیر مبین
ڈراتا ہون مین تم کو اس روز سے
کہ جب آوگے پاس اللہ کے
فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا
وقیل ھذا الذی کنتم بہ
تدعون ؕ

دارالامان کی ایک شام

اگرچہ ہم چاہتے ہیں کہ دارالامان کے ہر لحظہ اور ہر آن کا نقشہ اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرتے رہیں مگر مختلف وجوہ اور اسباب کی وجہ سے ہم قاصر رہتے ہیں اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو کسی دوسرے وقت پر یہ ارادہ بھی پورا ہو رہے گا۔ بہرحال جو نظارہ ہر روز ہم یہاں دیکھتے ہیں اور **کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ**۔ کا نقشہ ہمارے سامنے ہوتا ہے اس کا مرقع محض الفاظ میں ہم ناظرین کے سامنے پیش بھی تو نہیں کر سکتے اس لیے اس امر کی بہت بڑی ضرورت رہتی ہے کہ احباب یہاں بار بار آئیں اور خود امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک منہ سے بھی وہ باتیں سُنیں جو وحی لے کر آیا ہے۔ اس کے چاند سے چہرہ کو دیکھ کر اس کے پُرحکمت کلام کو سنکر بخدا دل میں ایک تازہ قوت اور ایمان میں ایک نئی زندگی اور روح میں ایک نرالی تازگی پیدا ہوتی ہے۔ کشف حقائق کا آجکل ایک عجیب دریا بہ رہا ہے اور ہمارا ایمان شہادت دیتا ہے کہ وہ **نشان** جو تین سال کے اندر حضرت اقدس امام ہمام **علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا** کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والا ہے اگرچہ اس کی کوئی اور صورت بھی ہو۔ مگر یہ حقائق اور معارف جو آجکل ظاہر ہو رہے ہیں اور جنکا مجموعہ یہ **خطبہ الہامیہ** ہوگا بجائے خود عظیم الشان ہیں ذوق سلسلۂ سخن کو دراز کرنے کی رائے دیتا ہے اور ہم اپنے اصل مقصد سے دور نکلتے جاتے ہیں لہٰذا اسکو یہاں چھوڑ کر ناظرین کو ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی شام کو دارالامان کی مسجد مبارک کے اوپر لے جاتے ہیں ابھی مغرب کی اذان نہ ہوئی تھی کہ حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لائے آپکا چہرہ بشاشت اور مسرت سے پھول کی طرح کھلا ہوا تھا۔ چہرہ سے ایک جلال ٹپکتا تھا۔

آتے ہی فرمایا

آج میں نے ایک مضمون لکھنا شروع کیا ہے مسیح علیہ السلام کی نسبت بہت بڑا اطرا کیا گیا ہے اور اُن کی شان میں اتنا غلو کیا گیا ہے کہ معاذ اللہ خدا ہی بنا دیا گیا ہے ہم انکی عزت کرتے ہیں جیسے اور نبیوں کی عزت کرتے ہیں اور خدا کا راستباز نبی مانتے ہیں مگر اس غلو اور اطرا کو توڑنے کے لیے میں نے تجویز کیا ہے کہ انکی وہ ساری سوانح یکجائی طور پر پیش کریں جو عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں کیونکہ جب تک وہ ساری باتیں جو انکی انسانیت کے اثبات پر گواہ ناطق ہیں پیش نہ کی جاویں خیالی طور پر جو کچھ ان کے مراتب میں غلو کیا گیا ہے اسکا استیصال نہ ہوگا۔ اور یہ جوش خدا تعالیٰ نے مجھے محض اس لیے دیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں اس اطرا کا نتیجہ بہت برا ہوا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی اور خدا تعالےٰ کے جلال و جبروت کی کچھ بھی پروا نہیں کی گئی۔ اس لیے یہ سلسلہ میں سمجھتا ہوں بہت مفید ہوگا۔

چونکہ **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ** ہماری نیت نیک ہے اس لیے وہ واقعات جو ہم اس میں درج کریں گے اس لیے نہیں ہوں گے کہ ہم خدانخواستہ انکی توہین کرتے ہیں بلکہ صرف اس لیے کہ انکی انسانیت ان کو دی جائے بلکہ ہم ان اعتراضوں کو جو یہودیوں اور فری تھنکروں نے ان پر کیے ہیں درج کر کے خود انکا جواب دینگے۔

اس کے بعد چونکہ اذان ہو چکی تھی نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعد نماز مغرب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ

یہ کتاب جو میں لکھ رہا ہوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہوگی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہوئی ہے کہ **اُجِیْبُ کُلَّ دُعَآئِکَ اِلَّا فِیْ شُرَکَآئِکَ** اس لیے مجھے پورا بھروسا اور یقین ہے کہ میری دعائیں کل دنیا سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ اور اسی لیے یہ کتاب ایک نشان ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا ہماری جماعت کے ہاتھ میں یہ زبردست نشان ہوگا۔ میں عربوں کے دعویٰ ادب و فصاحت و بلاغت کو بالکل توڑنا چاہتا ہوں یہ لوگ جو اخبار نویس ہیں اور چند سطریں لکھکر اپنے آپ کو اہل زبان اور ادیب قرار دیتے ہیں وہ اس اعجاز کے مقابلہ میں قلم اٹھا کر دیکھ لیں۔ انکی قلم توڑ دیے جاویں گے۔ اور اگر انمیں کچھ طاقت ہے اور قوت ہے تو وہ اکیلے اکیلے یا سب کے سب ملکر اس کا مقابلہ کریں پھر انھیں معلوم ہو جائیگا۔ اور یہ راز بھی کھل جائے گا جو یہ ناواقف کہا کرتے ہیں کہ عربوں کو ہزار ہا روپیہ کے نوٹ دیکر کتابیں لکھا لی جاتی ہیں۔ اب معلوم ہو جائے گا کہ کون عرب ہے جو ایسی فصیح بلیغ کتاب اور ایسے حقائق و معارف سے پُر لکھ سکتا ہے۔ جو کتابیں یہ ادب و انشا کا دعوےٰ کرنے والے لکھتے ہیں انکی مثال پتھروں کی سی ہے۔ کہ تختہ پر تمام سیاہ سفید پتھر جمع کر کے رکھے جائیں مگر یہ تو ایک لذیذ اور شیریں چیز ہے جسمیں حقائق اور معارف قرآنی کے اجزا ترکیب دیے گئے ہیں غرض جو بات روح القدس کی تائید سے لکھی جاوے اور جو الفاظ اس کے القا پر آتے ہیں وہ اپنے ساتھ ایک حلاوت رکھتے ہیں اور اس حلاوت میں ملی ہوئی شوکت اور رعوت ہوتی ہے جو دوسرونکو اسپر قادر نہیں ہونے دیتی۔ یہ غرض بہت بڑا نشان ہوگا۔

پھر اسی سلسلہ کلام میں کہ مسیح کی سوانح پر نکتہ چینیاں کو ہم لکھنا چاہتے ہیں اور یہودی اور فری تھنکروں کے اعتراضوں کے جواب دینا چاہتے ہیں فرمایا

اس طرز کے اختیار کرنے سے مدعا یہ ہے کہ مسیح کی خدائی باطل کی جاوے یہ اعتقاد ظلم عظیم ہے اور مجھے تو خدا کی قدرت ہے کہ شروع سے جب کہ ابھی میں طالب علم ہی تھا اسکی تردید کا ایک **جوش** خدا نے دیا تھا۔

گویا میری سرشت میں یہ بات رکھدی تھی۔ چنانچہ جب پادری ننڈر صاحب نے اپنی کتابیں شائع کیں تو ۱۸۴۹ء یا ۱۸۵۰ء کا ذکر ہے کہ میں مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے خاص ہمارے لیے اُستاد رکھے ہوئے تھے پڑھا کرتا تھا اور اُسوقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی تو اُسکی میزان الحق دیکھنے میں آئی۔ ایک ہندو نے جو میرا ہم مکتب تھا اُس کی فارسی کو دیکھکر اسکی بڑی تعریف کی میں نے اسکو بہت ملزم کیا اور بتایا کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے اور کچھ نہیں ہے تو نری زبان پر جاتا ہے۔ اُسوقت سے خدا نے اس جوش میں ترقی کی ہے اور میرے رگ و ریشہ میں یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ اس افترا کے پتلے کو تباہ کیا جاوے۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ آجکل جو نمازیں جمع کی جاتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے فرمایا تھا کہ اس کے لیے نمازیں جمع کی جاویں گی تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں پھر بھی آجکل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے مگر میں اسبات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں۔

چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے اُسی وقت خبر ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھدیا جاتا ہے اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا۔

حالانکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جب پاخانہ کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو یہ ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔

ناظرین حضرت اقدس کے اس جوش کا کسی قدر پتہ ان الفاظ سے مل سکتا ہے جو آپ کو اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے حق نے عطا فرمایا ہے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ

ہم کس دُھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے کہ

اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو مگر اس کی اشاعت پر دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ جب ہم نے مہوتسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی مگر خدا تعالےٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اسکی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی تب پتہ لگے گا۔

میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا تو جو عطر وہ رکھتا تھا میں اُسکو ہی واپس کر دیتا تھا آخر عطار ...... نے کہا کہ میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے سونگھتے ہو پتہ نہیں لگتا جب دوکان سے باہر لے کر جاؤ گے تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم کو پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے گویا اس کی اتنی خوشبو تھی

اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں اپنے دعوی کی صداقت اور اپنے مامور من اللہ ہونے اور خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنے رابطہ کے ایسے شدید اور گاڑھے تعلق ہونے پر کہ کوئی دوسرا آج زمین پر ویسا نہیں اپنی دعاؤں کی قبولیت پر کچھ فرماتے رہے۔ پھر مرزا خدا بخش صاحب ابو العطا کی کتاب عسل مصفی سُننے لگے اور اس کے ضمن میں

مسیح الدجال

پر ایک پرجوش اور لطیف تقریر فرمائی جو بالکل اچھوتی اور نئی تھی اور کسی تحریر میں ابھی تک نہیں آئی یہ وہ تقریر تھی جو دجال کی حقیقت اور اس کے خاص بیٹے کو ہر ایک کے سامنے کر دیا جائے گا کوئی ہی ایسا بدبخت ہوگا جو اس کے بعد بھی منکر رہے۔ باقی آیندہ

نکتہ

کہتے ہیں انسان سے برے افعال سرزد ہوتے ہیں اس لیے کہ برائی کی قوتیں ہمیں موجود ہیں مگر ہمارا مذہب جو اسلام ہے سکا یہ ہرگز منشا نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایک بھی بری قوت عطا نہیں فرمائی اور حقیقت میں کوئی قوت فی نفسہ بری نہیں ہاں اسکا بد استعمال ضرور برا ہے مثلاً حسد ایک بری شئی ہے اگر ہم اسکو برے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ صدا ہی رشک کے رنگ میں آ جائیگی جسکو غبطہ بھی کہتے ہیں یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھکر آپ بھی ویسی بننے کی خواہش اور کوشش کرنا۔ اور ایسا یہ صورت اخلاق فاضلہ میں داخل ہے لہذا یقیناً یاد رکھو کہ خدا جو پاک اور تمام بدیوں سے منزہ ہے کبھی پسند نہیں کرتا کہ بری قوتیں عطا کرے۔ ممکن نہیں ہے کہ پاک چشمہ سے بدی نکلے۔ ہاں انسان اپنے استعمال کے طریق سے نیکی کو بری بنا لیتا ہے پس ہر فعل کے وقت دیکھلو کہ اسکا یہ محل ہے یا نہیں اور وہ ایک حد اور اعتدال پر ہے یا افراط اور تفریط ...... کی طرف جا رہا ہے +

مرنج مرنجان

پر

ہماری تشریح کو

کیا ا۔د گجراتی اب بھی نہ مانیں گے جبکہ اُنکی مقدس کتاب نے بھی گواہی دیدی

تھوڑے دن کی بات ہے میں نے میاں ا۔د۔ گجراتی کی ایک تحریر پڑھی جس میں اُنہوں نے پیر مہر شاہ گولڑوی کے کمالات کی بہت سی تعریف کی تھی اور منجملہ اُن کے قابل فخر کمالات کے ایک کمال یہ بیان کیا تھا کہ پیر صاحب مرنج مرنجاں طبیعت کے آدمی ہیں۔ اسپر مجھے رنج آیا کہ کیسے نادان دوست ہیں۔ نادانی سے دوستی کے پیرایہ میں ایک مخدوم دوست سے وہ کر گذرتے ہیں جو کسی تلخ بدخواہ دشمن سے بھی ظہور میں نہیں آ سکتا اسلیے کہ اس نا شدنی اصطلاح کے سچے مصداق تو وہی ہو سکتے ہیں جو منہاج نبوت کے خلاف چلنے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قطعاً ترک کر دینے کو اباحتی رندگی یعنی [illegible] شاہی اور مزدکی مشرب کو عیاشی اور بیباکی کو۔ کفر و ایمان کے خلط ملط کر دینے یا پوری رندی اور بے نام و ننگی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں اور ایمانی اور ملی غیرت کو جو اہل اللہ کا خاصہ ہے یک قلم ترک کرکے ہر ایک فریق اور طریق سے مداہنہ کرنے کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ پھر اگر پیر صاحب موصوف بھی ایسے ہیں تو بجز افسوس کے اور کیا چارہ ہے۔ مگر مَیں نے ثابت کیا تھا کہ یہ کوئی پیر صاحب موصوف کا در پردہ سخت دشمن سیاہ دل وہابی اور بے باک نیچری ہے جو آپ کی شان میں ایسی بے حیائی کی باتیں کہتا ہے اس لیئے کہ پیر صاحب نے ان تمام جوشوں اور خروشوں اور رد نویسیوں اور ہنگامہ پردازیوں سے جو اپنے غازیوں کے ساتھ حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف برپا کی تھیں صاف طور سے ثابت کر دیا تھا کہ وہ مرنج مرنجاں طبیعت کے آدمی نہیں۔ خیر جو ہوا سو ہوا اس کے بعد پھر ایک اور شخص نے چودھویں صدی میں اس مزدکی اصطلاح کو استعمال کیا اور اُسے خدا تعالےٰ کے قائم کیے ہوئے سلسلہ پر وار کرنے کا ذریعہ بنایا۔

اسپر میں نے ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۱ء کے الحکم میں بڑی تفصیل اور دلائل سے لکھا کہ خیر اور حق کیطرف بلانے والی قوم یعنی انبیاء اور مومنین صالحین کی یہ اصطلاح نہیں۔ یہ بے غیرتوں اور بے دینوں کی اصطلاح ہے۔ ان قدوسیوں نے دعوت الی الحق اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنوں کو بیگانہ اور آشناؤں کو دشمن بنا لیا۔ بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا۔ اس راہ میں آپ بھی خطرناک دکھ اُٹھائے اور اعداء اللہ کو دیئے پھر مرنج مرنجاں کیونکر پالیسی ہو سکتی ہے ایسے غیور مردوں کی جن کی کارناموں سے خون کی مہروں کے ساتھ یہ کھلے ثبوت ملتے ہیں۔ اسپر میاں گجراتی نے بڑے غیظ و غضب سے چودھویں صدی میں مرنج مرنجاں کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور اس بات کی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ (نعوذ باللہ) قرآن کریم کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا مرنج مرنجاں مذہب تھا۔

اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ اس ناپاک مضمون کو پڑھ کر مجھے کسقدر صدمہ ہوا اور فی الحقیقت کون مومن غیور ہے کہ جسکی روح کانپ نہیں اُٹھتی ایسی ناپاک بات کے دیکھنے سے جو اس دشمن حق نے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بغض کی وجہ سے خدا کے پاک کلام اور پاک رسول اور پاک اصحاب کی طرف منسوب کی۔ میں گھبرا گھبرا کر سوچتا تھا کہ اب اس سیاہ دل کو کس پیرایہ میں جواب دوں اور کس کتاب سے سند لاؤں جو یہ ایسی گستاخی اور بے ادبی سے باز رہے قرآن کریم تو اس کے سمجھانے کو کافی نہیں ہوا۔ غرض اسی حیص بیص میں تھا کہ سمیع علیم خدا نے میری سن لی اور ان بے باک نیچریوں کی **مقدس کتاب حیات جاوید** یعنی سرسید کی لائف مل گئی۔ اُسے پڑھتے پڑھتے ایک مقام میں **مرنج مرنجاں** کی تفسیر مل گئی **فالحمد للہ علی ذلک**

اس تفسیر نے نہ صرف میری تائید کی بلکہ خدا کے کلام اور اُسکے قدوسیوں کی ذات کی پوری تطہیر کی۔ کیا اب بھی ا۔د گجراتی نہ مانیں گے جبکہ اُنکی مقدس کتاب نے گواہی دیدی اور وہ گواہی یہ ہے

منشی الطاف حسین حالی صاحب دی گریٹ مین آف علی گڈھ کی پاک لائف میں یوں داد سخن دیتے ہیں۔ " ایک اور جلسہ رائے پران کشن کے مکان پر ہوتا تھا جو ایک معزز رئیس اور نہایت وضعدار تھے۔ جنا نامی ایک طوائف نہایت خوش آواز دھرپت اور خیال گانے اور بین بجانے میں مشہور تھی وہ اپنا پیشہ چھوڑ کر رائے پران کشن کے گھر میں پڑ گئی تھی۔ اُسکی خاطر سے وہ ہر مہینہ کی سترھویں کو ایک جلسہ کیا کرتے تھے شہر کے رئیس جن سے اُنکی دوستی تھی بلائے جاتے تھے۔ بڑے بڑے گویے بہادر خاں ستارئی اور میر ناصر احمد

سب جمع ہوتے تھے۔ سرسید کہتے تھے کہ میرے ماموں نواب زین العابدین خاں ہمیشہ اس جلسہ میں جاتے تھے میں بھی بار ہا اُن کے ہمراہ گیا ہوں۔ اور جب سرسید آگرہ میں نوکر ہو گئے وہاں منشی امیر علیخاں مولوی غلام امام (شاعر شہید تخلص) مولوی غلام جیلانی۔ مولوی محمد شفیع اور اور بہت سے اشراف خاندانوں کے نامی وکیلوں اور عہدہ داروں کا مجمع تھا

یہ سب لوگ نہایت زندہ دل مرنج مرنجاں اور زندگی بیفکری و فارغ بالی کے ساتھ ہنسی اور خوشی میں گذارنے والے تھے۔ تاج گنج۔ اعتماد الدولہ اور نور افشاں میں وہ آئے دن عیش و نشاط کے جلسے کرتے تھے۔ سرسید نے بھی اُن جلسوں کی کیفیتیں دیکھیں ہیں اور اُن میں شریک ہوئے تھے

(حیات جاوید صفحہ ۴۴)

اب میں کوئی ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس بات کی پوری تشریح کروں کہ یہ کس قسم کا شریف لوگ اور نیک چلن زندہ دل ہیں جنکی نسبت حالی صاحب نے مرنج مرنجاں کے الفاظ اطلاق فرمائے ہیں اور اپنی لائف کے گریٹ ہیرو کو اس پاکیزہ گروہ کا گل سرسبد بنایا ہے کیا کوئی ایسا باغیرت مومن ہے جو تجویز کر سکتا ہے کہ پھر بھی ان ناپاک لفظوں کو خدا کے کلام اور خدا کے راستبازوں کی نسبت استعمال کرے۔ میں بڑا خوش ہوں گا اگر۔ اے۔ محمد آتی اسپر کچھ رقم فرمائیں گے۔

عاجز عبد الکریم

مختصر نوٹ اور نکات

انسان کی جسمانی زندگی بلاشبہ اس کی روحانی زندگی کا ایک ظل واقع ہوئی ہے۔ پس اگر کوئی مذہبی رہنما یا روحانی معلم ہماری روحانی زندگی کو صرف ایک ہی روش پر ڈالنا چاہتا ہے یا کسی ایک ہی قوت کے نشو و نما پر زور دیتا ہے تو یقیناً اس کی تعلیم نہ صرف قانون قدرت کے منافی ہے بلکہ وہ انسان کی روحانی قوتوں کا ستیاناس کرنا چاہتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے قانون قدرت پر ایک وسیع نظر کرو اور انسان کے تمدن کو دیکھو تو صاف معلوم ہوگا کہ مختلف موسموں کے تغیر و تبدل کبھی گرمی کبھی سردی کا آنا بلاوجہ تو ہو نہیں سکتا اگر انسان ایک ہی حالت پر رہ سکتا تو یہ تبادلہ فصول اور تغیرات موسم نہ ہوتے۔ اور یہ سارے تغیرات ہماری صحت بدنی کے لیے ضروری ہیں اسی طرح پر اگر ہم کل قوی کو چھوڑ کر صرف ایک ہی کی تربیت کرنی شروع کریں تو یقیناً خدا سے جنگ کرنیوالے ٹھہرتے۔

جب یہ بات ہے تو انسانیت کے درخت کی ساری شاخوں کو کاٹ کر اور تمام قوتوں کو بیکار اور عبث قرار دیکر صرف صبر اور عفو پر قطع نظر اس کے کہ وہ برمحل ہو یا بےمحل زور دینا انسان کی روحانی قوتوں کی معراج اور کمال کا باعث کیونکر ہو سکتا ہے؟ جیسے ایک آدمی ہمیشہ ہی سرد یا ہمیشہ ہی گرم غذا نہیں کھا سکتا اسی طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی قوت سے کام لیکر کامل بن سکے۔ پھر ہمارے عیسائی ہمسائے انجیل کی کونسی خوبی دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

انسان کی پیدائش تو ایک خاص اعتدال پر ہوتی ہے اس لیے فرمایا گیا ہے کہ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** مگر انسان جب تک اس نقطہ اعتدال پر رہتا ہے جو میزان عصمت کی زبان کی طرح ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نور کے بالکل محاذ پر رہتا ہے اور اس سے حصہ پاکر ایک روشنی میں چلتا ہے جو اسے خدا کی نافرمانی اور گناہوں کی ٹھوکروں سے بچا لیتی ہے لیکن جونہی کہ وہ خدا سے اعراض کرکے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا ہے اور اس نور سے محروم ہونے لگتا ہے تو اس کا دل تاریکی میں بھٹکنے والے کی طرح خیالی روشنی کی طرف دوڑتا ہے جو حقیقت میں اسکو تاریکی کے زیادہ قریب کرتی جاتی ہے پس جب اس مقام کو چھوڑ کر وہ ادھر جھکتا ہے تو اس حالت میں ارتکاب **جناح** کرتا ہے جو بہ تبدیل حروف گناہ بن گیا ہے لیکن جوں جوں اس کا رجوع اور ہر زیادہ ہوتا جاتا ہے اور وہ خدا کے نور سے دور ہٹتا جاتا ہے تو آخر خدا سے قطع تعلق کر لیتا ہے اور کٹ جاتا ہے یہ وہ حالت ہے جہاں اس کا نام مجرم* رکھا جاتا ہے اسی لیے قرآن کریم انسان کو اس کے خلقی اعتدال کا پتہ دیکر صراط المستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کے نور کے بالکل محاذ پڑی ہوئی ہے۔ اور اس سے ادھر یا ادھر ہونا مغضوب یا ضالین کے پاٹے میں جا پڑتا ہے

نادان اپنی بے وقوفی اور حماقت پر ناز کرتا ہے اور حقائق کو نکتہ بعد الوقوع کہہ اُٹھتا ہے۔ تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ ایک اخبار نے **الحکم** پر ریمارک کرتے ہوئے لکھا کہ اس اخبار میں بعض اوقات عجیب وغریب واقعات درج ہوتے ہیں منجملہ ان کے ایک واقعہ قریہ کے زندہ ہونے کا ہے جسپر ام المومنین

---

* لغت میں جرم کاٹنے کو کہتے ہیں۔ منہ

(زوجہ مرزا صاحب) کی شہادت بھی قلمبند کی تھی۔ یہ اعتراض اگر کسی دہریہ کیطرف سے کیا جاتا تو ہم اسکو صاحب البیت ادری بما فیہ کی ایک لطیف فلسفی بتاتے۔ مگر جب کہ ایک دعویدار اسلام نے اسکو اعتراض کی شکل میں لکھا ہو تو کیوں ہم اسکا منہ بند نہ کریں۔ اگر ام المومنین کی شہادت اس کے نزدیک غیر معتبر ہو تو پھر اس کے نزدیک اسلام کا سارا سلسلہ ہی خیالی ہوگا۔ کیونکہ اول المومنین خدیجۃ الکبریٰ تھیں اور پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین ازواج مطہرات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جس قدر احادیث مروی ہیں اور جو قرآن کریم کے اکثر احکام و آیات کی تفسیر ہیں کیا سراسر بے معنی اور ناقابل اعتبار ہیں؟ افسوس ہے کہ ان لوگوں کو اعتراض کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اور ذرہ بھی فکر نہیں کرتے کہ ان کے ایسے اعتراض کا مورد کون جا ٹھہرتا ہے

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے سلسلہ عالیہ پر بحث کرنے والوں کے لیے بہترین طریق یہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کی حقانیت کے معلوم کرنے کے لیے وہ معیار اور محک استعمال کریں جو سلسلہ نبوت کی صداقت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے پس جو شخص اس معیار کو چھوڑ کر دوسری صورت اختیار کرے گا وہ یقیناً ناکام رہے گا

کیا اختلاف رائے نفس الامر میں کوئی بری شے ہے؟ دانشمند انسان کو ماننا پڑے گا کہ اختلاف رائے نفس الامر میں بری شے نہیں ہوسکتا جبکہ دنیا اور اس کے مختلف نظارے اختلاف الوان اختلاف السنہ اختلاف لیل ونہار وغیرہ وغیرہ اولوالالباب کے لیے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بے نظیر دلائل ہیں۔ اور ان اختلافوں کی تہ میں بیش بہا اسرار اور نکات ہیں۔ ہاں اختلاف رائے جب کہ نفس پرستی اور خود غرضی کی بنا پر ہو تو بلاشبہ خطرناک اور ایک لعنت ہے لیکن اگر اس اختلاف کی بنا ابتغاء لمرضات اللہ ہو تو یہ اختلاف ایک برکت ہے۔ اگر دنیا میں اختلاف رائے کوئی چیز نہ تھی تو شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ کے حکم کی تہ میں کیا نکتہ ہے۔ اور حدیث اختلاف امتی رحمۃ میں کیا سر ہے کیا کوئی ایسا معترض ہمیں بتا سکتا ہے جو بلا سوچے سمجھے کسی اختلاف رائے پر نکتہ چینی کرتا اور اسی مس ریپریزنٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں!!! پھر جن لوگوں نے قرآن کریم پر تدبر کیا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ پر ایک غائر نگاہ کی ہے کیا ان کو اس سیرۃ کے پڑھنے سے اس قوم میں جنکے سینوں میں کسی قسم کے غل وغش کے نہ ہونے کی قرآن شہادت دیتا ہے اور فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا کا مصداق قرار دیتا ہے کوئی اختلاف رائے اسکو نظر آتا ہے یا نہیں؟ اگر انہیں بھی ایسے اختلاف کا نظارہ نظر آتا ہے تو پھر بات صاف ہے کہ اس کی اپنی ہی نگاہ تاریک اور دل مجذوم ہے جو یہ حقائق تک نہیں پہنچتا۔ لاہور اور امرتسر کے بعض اخباروں نے باوجود مسلمان کہلانے کے ہماری ایسی کسی اختلاف رائے پر شور مچایا ہے۔ ان کا فرض تو یہ تھا کہ وہ قرآن شریف کو پڑھتے اور پھر صحابہ کی لائف کو پڑھتے اور اپنے اعتراض کو اعتراض کی شکل میں پیش کرنے سے پہلے غور و وزن کرتے تو انہیں شرم آجاتی اچھا اگر موجودہ مذہبی آزادی کی ہوا نے ان کے دل و دماغ پر بھی کوئی خاص اثر کیا ہے اور وہ اسپر زیادہ توجہ نہیں کرسکتے تھے تو اس نئی تہذیب کے قبلہ و کعبہ (بخیال شان) سرسید الخانی کے طرز عمل کو ہی مطالعہ کرتے۔ کیا انہیں وہ وقت یاد نہیں رہا جب وہ ذرا سے اختلاف رائے پر سرسید اپنے مخالف کو فرانس میں ڈوئیل لڑنے کا چیلنج دیتے تھے اصل یہ ہے کہ جب ان کے گھر پر آتی ہے تو انکا حال سعدی کے اس شعر کا مصداق ہوتا ہے

> ای ہنرہا نہادہ بر کف دست
> عیبہا را نہفتہ زیر بغل

پس ہم اس قسم کے اعتراضوں کو کیا وقعت دے سکتے ہیں جو افعات نفس الامری کے خلاف ہونے کے علاوہ محض ناواقفی اور کورانہ تقلید کی بنا پر کیے جاتے ہیں واقعات خود ایسے لوگوں کا جواب ہیں۔ اگر وہ دیکھ سکیں۔

الحکم کے متعلق

گذشتہ ہفتہ میں جو چٹھی الحکم کے متعلق

"ہمارا اور آپ کا فرض"

کے عنوان سے شائع کی گئی ہے۔ مجھ کو کامل امید ہے کہ وہ پوری توجہ اور غور سے پڑھی جاوے گی بلکہ اسپر عمل بھی کیا جاوے گا۔ دن بدن قوم کی ضرورتیں بڑھتی جاتی ہیں اور ابھی جماعت محدود ہے اور اسمیں سے بھی چندہ دینے والوں اور قومی کاموں میں شامل ہونے والوں کی تعداد اور بھی محدود مگر ہم یہ دیکھکر خدا کا شکر کرتے ہیں کہ یہ طریق بھی منہاج نبوت ہی پر واقع ہوا ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ابتدا میں ضعفا اور غربا ہی کی جماعت ہوتی ہے اور مسیح موعود کے ساتھ بھی اسی سنت کا جاری رہنا ضروری ہے۔ غرض الحکم چونکہ سب سے پہلا قومی خادم ہے جس نے بالکل بے سروسامانی اور بیکسی کی حالت میں قوم کی خدمت کا بیڑا محض خدا کے فضل پر

بھروسا کرکے اُٹھایا اور خدا کا شکر ہے کہ اپنی بساط کے موافق وہ اب تک کر رہا ہے **الحکم** اب **احمدی قوم کا آرگن** مختلف قوموں کے درمیان قرار پا چکا ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک وہ احمدی قوم کی آواز سمجھا جاتا ہے اس لیے الحکم کی وضع کا قائم رکھنا اور اس کے استحکام و استقلال کی سعی کرنا ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے اور الحکم کے اغراض و مقاصد کی وسعت اسی صورت میں متصور ہے کہ اس کی اشاعت کثرت کے ساتھ ہو پس توسیع اشاعت کے لیے ہمارا بار بار زور دینا اور توجہ دلانا محض اسی بنا پر ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ الحکم کی زندگی اور موت کا سوال قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہے پس ہم میں سے ہر ایک اپنے دل میں عہد واثق کر لے کہ وہ اس کی اشاعت میں پوری سعی کرے گا اور ہر ایک خریدار چار چار خریدار پیدا کرنے کا عزم کر لے تو الحکم کی اشاعت میں معتدبہ ترقی ہو سکتی ہے اسوقت تک الحکم کا سات سو بھی شائع نہ ہونا تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ اور اس کے لیے خریداران الحکم ضرور جوابدہ ہیں پس وہ اپنا فرض سمجھیں گے۔

آخر میں اس ہفتہ کی رپورٹ سُنانا ضروری سمجھتا ہوں۔ مفصلہ ذیل بزرگان قوم نے الحکم کے لیے ایک ایک جدید اردیا۔

(۱) جناب میرزا خدابخش صاحب

(۲) جناب بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر

اس کے علاوہ چار صاحب اپنی درخواستوں پر خریدار ہوئے۔

ہاں یہ امر بھی ضروری الاظہار ہے کہ اس سال کے آخیر تک ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو خریداران الحکم کے ذمہ قریباً چار سو روپیہ بقایا میں ہے۔ اگر یہ بزرگ توجہ کریں اور بقایا بیباق کر دیں تو کارخانہ کو کافی مدد پہونچ سکتی ہے۔ شاف کی تکمیل اور سامان پریس کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ اس لیے ہم اپنی خادمانہ حقوق کو پیش کرکے صرف اپنا واجب روپیہ ہی مانگتے ہیں جس کے ملنے پر ہم کو بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ کیا ناظرین اپنا فرض ادا نہ کریں گے۔

دارالامان

(۱)

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء بحمد اللہ بخیریت ہیں اور شب و روز عربی رسالہ کی تصنیف میں سرگرمی سے مصروف ہیں فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ اہل زبان پر اعجازی حجت ہوگا نہ وہ اس کے حقائق و معارف میں مقابلہ کر سکیں گے۔ اور نہ اس کی اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت میں۔ حقیقت میں جو حقائق اس میں درج ہو رہے ہیں جس کا ذکر کبھی کبھی فرماتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اس سے پہلے نہ کبھی دل پر گذرے اور نہ کسی زبان نے بیان کیے۔ اور نہ کسی کان نے سنے۔

(۲)

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب **ایات الرحمن** کی تصنیف میں مصروف ہیں منشی الٰہی بخش صاحب ایڈیٹر کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا یہ دعوےٰ کہ اس کا جواب نہ دیا جائے گا کہاں تک صحیح تھا۔ افسوس کچھ عرصہ کی جھوٹی خوشی نے انھیں از خود رفتہ کیا تھا۔ اب انہیں معلوم ہوگا کہ پبلک میں آنا کچھ آسان نہیں۔

(۳)

ازالہ اوہام کے لیے درخواستیں جمع ہو رہی ہیں جو حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں آتی ہیں چند ہی روز کے بعد اس کی طبع کا کام شروع کیا جائیگا۔

آسمانی فیصلہ چھپ چکا ہے جو صاحب چاہیں ۲؍ قیمت علاوہ محصولڈاک بھیجکر حکیم صاحب مذکور یا دفتر الحکم سے منگوا لیں۔

ناسخ منسوخ اور رشیدیہ والے خط کی اب تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں جو صاحب جلد نہ منگوائیں گے انکو دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

رسالہ دعا کی بھی بہت ہی تھوڑی کاپیاں باقی ہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت کا ایک لیکچر جو انھوں نے انجمن حمایت الاسلام کے کسی جلسہ پر دیا تھا۔ عنقریب طبع کرکے شائع کیا جائے گا۔ ان سب رسالوں اور کتابوں کی درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں آنی چاہییں۔

(۴)

اس ہفتہ میں جن لوگوں نے بیعت کی ان کے اسما دوسرے مقام پر درج ہیں

حضرت اقدس کی تائیدیں

حضرت حجۃ اللہ کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے اور بہت سے ثبوتوں کے سوا ایک یہ بھی ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے انہیں سے ہر ایک نے کم و بیش اپنی استعداد کے موافق آسمانی علوم اور مبشرات سے حصہ پایا ہے چنانچہ ذیل کا ایک خط جو اسی غرض سے آیا ہے ہم درج کرتے ہیں جس کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کس طرح پر خدا تعالیٰ قبل از وقت بعض واقعات کی خبر دیتا ہے اور وہ پورے ہوتے ہیں وہ خط یہ ہے

برادرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اکثر احباب احمدی جماعت نے بذریعہ اشتہارات و اخبار اپنے اپنے **کشف** و **رویا** و **الہام**۔ درباره صداقت حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شائع کیے اور کیے جاتے ہیں۔ میں بھی اپنے **حالات** و الہامات الٰہیہ کو ایک رسالہ کے طور پر جمع کر رہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت شائع کرونگا اخویم محمد افضل خانصاحب نے میرا حال کسی قدر اختصار سے اخبار الحکم نمبر ۱۲ جلد ۵ - ۲۱ء

مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں تحریر فرمایا ہے۔ واقعی بہت سے خواب والہام حق پیش از وقت اپنی جماعت کی احباب کے روبرو بیان کیے جو اُن کے سامنے پورے ہوئے۔ اُن نشانات میں سے ذیل کا نشان عرصہ ۴-۵ سال کے بعد پورا ہوا ہے جسوقت یہ نشان یہاں ہوا تھا سوائے تمسخر کے مخالفین نے کچھ نہ کہا۔ مگر میرے دل میں بڑا زور اور یقین بھرا ہوا تھا میں نے کثرت سے لوگوں کو تیدیعہ تحریر و تقریر اطلاع دی کہ مجھے حضرت رب العالمین نے بشارت دی ہے کہ تجکو یعنی اس عاجز کو ۵۰ پچاس روپے تنخواہ اور کچھ سفر خرچ ملے گا ۹۷-۱۸۹۶ء میں لگاتار مجھے رویا وغیرہ کے ذریعہ سے یہ بشارت ملتی رہی مگر اکتوبر ۱۸۹۹ء میں میں واپس پنجاب کو چلا آیا پھر دوبارہ حسب وعدہ خداوندی جمعدار ونمیں بمشاہرہ (۲۵) روپے ماہوار کے جون سنہ ۱۹۰۰ء میں بھرتی ہوکر آیا اس قلیل تنخواہ پر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگی مگر مجھے باربار یہی سمجھایا جاتا تھا کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے چنانچہ اخویم ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے مجھے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں سٹور کلرک کی جگہ کے واسطے تبدیل کرالیا اور دو ماہ بعد یعنی یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو ۲۵ مجھے ترقی ملگئی اب یہ سال بتمام خیریت گذر نے پر مجھے حسب سفارش سینئر میڈیکل افسر ڈاکٹر سیوکنگ صاحب ۵ ترقی عطا ہوئی جس سے میری تنخواہ ۴۵ ہوگئی اور ۵ روپیہ الونس بھی ملے گا کل روپیہ ملکر اب مجھے ۵۰ تنخواہ ملا کرے گی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا فضل ہے اس طرح سے یہ پیشگوئی حضرت رب العالمین نے پوری فرمائی

خاکسار نور احمد جالندھری حال وارد افریقہ نیروبی

بقیہ مختصر نوٹ

اٹاوہ سے **اٹاوہ پنچ** نام شروع اکتوبر سے ایک جدید اخبار جاری ہوا ہے جسکی ایڈیٹر و مالک مولوی صادق حسین صاحب احمدی مختار اٹاوہ ہیں۔ یہ اخبار ۲۰ + ۲۶ کے آٹھ صفحوں پر شائع ہوتا ہے + دیگر مضامین کے علاوہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کی متعلق مضامین بھی درج کرنے شروع کیے گئے ہیں جس سے اُمید ہوسکتی ہے کہ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ اس سے خوب ہوگی + ہماری دلی آرزو ہے کہ خدا اسکو کامیاب کرے جو صاحب چاہیں۔ ایڈیٹر اٹاوہ پنچ اٹاوہ کے نام درخواست بھیجکر منگوالیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ باپ خدا ازلی بیٹا خدا ازلی۔ اسپرولایت کا فری تھنکر اخبار لکھتا ہے کہ باپ اور بیٹا ایک ہی عمر کے ہوئے اور یہ تعجب خیز بات ہے

دریں چہ شک

وہی اخبار لکھتا ہے کہ خدا میں خدا داخل ہوا یہ بیہودہ بات ہے کیونکہ بیٹے خدا پر روح القدس اُترا۔ بات تو معقول ہے عیسائی کیا جواب دیتے ہیں۔ ؟

عیسائی مانتے ہیں اور انجیل میں درج ہے کہ یسوع نے اپنے ساتھ والے چوروں میں سے ایک کو کہا تھا کہ تو آج میرے ساتھ بہشت میں ہوگا لیکن عیسائی عقیدہ کی موافق وہ بجائے بہشت کے تین دن ہاویہ میں رہے تو کیا یہ کہنا جھوٹھ نہ تھا۔ ؟

مسیح نہ باپ تھا نہ وہ شوہر تھا اور نہ کسی جگہ کا بادشاہ تھا پھر اخلاق کے ان شعبوں میں وہ کسی کا رہنما کیونکر ہوسکتا ہے ؟ ؟ ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل نمونہ ہونے کے متعلق قرآن کریم کا دعوےٰ ہے **ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر** حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی انسان کی شگفتہ اور نشو ونما یافتہ اور کامل مہذب زندگی کے ہر شعبہ کے لیے نمونہ بہم پہونچاتی ہے ایک مصلح۔ ایک قوم بنانے والا۔ ایک جنگی سپہ سالار۔ ایک غیر قوموں سے برتنے کے آداب کی معرفت کا عارف۔ ایک شوہر۔ ایک باپ۔ ایک عظیم الشان دوست ایک فیاض۔ ایک جواد۔ ایک قادر علی الانتقام ہوکر عفو کر دینے والا۔ ایک جلیل القدر سلطان۔ ایک منقطع الی اللہ تبتل ہو غرض تمام اخلاقی شعبوں کا پورا اور کامل نمونہ اور **انک لعلی خلق عظیم** کا مصداق ہے۔

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ خود خدا ہی آپ کا اُستاد تھا اور آپ نے خدا ہی کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی تھی حال آنکہ دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے ہوئی تھی اسی طرح پر آنے والا موعود کا نام جو **مہدی** رکھا گیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنیوالا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور یہ واقعات صحیحہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ علوم دینیہ میں وہ کسی کا شاگرد نہیں یہی وہ مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر اسکو ملی ہے۔ اور اسرار دین بلا واسطہ اسپر کھولے گئے ہیں + + +

حضرت مولوی نورالدین صاحب
کا
اردو ترجمہ قرآن مجید

اس اشتہار کا عنوان نہ صرف ہماری جماعت کے لیے بلکہ مسلمانانِ ہند کے لیے ایک بڑی خوشخبری ہے۔ حضرت مولانا موصوف نے قرآن شریف کا ترجمہ طیار فرمایا ہے اور اس کے چھپوانے کا انتظام مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے اس قرآن شریف کی طرز تحریر بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی پسندیدہ اور واضح ہوگی جس کا مفصل ذکر اس قاعدہ کے دیباچہ میں ہے جو عنقریب مجلس مذکور کی طرف سے شائع ہونے والا ہے۔

اسوقت اس اشتہار کے اشاعت کی غرض یہ اور ہے۔ قرآن شریف مترجم چھپوانے کے لیے قریب تین ہزار روپیہ کے چاہییے لیکن مجلس منتظمہ کے ہاتھ میں مدرسہ کا سرمایہ اسقدر نہیں ہے کہ وہ بمشکل مدرسہ کے چلتے ہوئے اخراجات کے لیے چند ماہ کے واسطے کافی ہوسکتاہے۔ اسلیئے مجلس مذکور نے یہ تجویز کی ہے کہ احباب سے اس کارخیر کے لیے قرض حسنہ طلب کیا جاوے جو کافی تعداد کے فروخت ہونے پر واپس کیا جاوے ایسے کار خیر کے لیے اگر چندہ کے طور پر بھی روپیہ طلب کیا جاتا تو بھی امید تھی کہ احباب اس میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیتے لیکن سہولت اور جلدی کے لیے قرضہ کی تجویز کی گئی ہے اور امید ہے کہ ہمارے احباب کسی قدر نقصوں پر تکلیف گوارا کرکے بھی اس کار خیر میں شریک ہوں گے اور جس قدر جلدی ہوسکے اپنے مالوں سے مدد فرماویں گے تاکہ اس کی اشاعت میں توقف نہ پڑے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ جو احباب قرآن شریف کو خریدنا چاہتے ہوں وہ پیشگی قیمت ارسال فرما کر ممنون فرماویں تا اس طرح پر بھی فنڈ اشاعت کو مدد پہونچے اسوقت پیشگی قیمت کے طور پر صرف تین روپے ارسال کیے جاویں قیمت اس کے قریب قریب ہوگی اگر کچھ کمی بیشی ہوئی تو اس کا حساب پھر ہوجائے گا اگر تین سو خریدار کی قیمت پیشگی بھی آجاوے تو نصف کے قریب روپیہ اسی طرح بہم پہونچ سکتا ہے۔ روپیہ بھیجتے وقت اس امر کی تصریح منی آڈر کے کوپن میں ہونی چاہیے کہ آیا روپیہ فنڈ قرآن میں جمع ہوگا یعنی قرضہ کے طور پر ہے یا پیشگی قیمت۔ اس تمام روپے کا حساب علحدہ رکھا جائے گا اور اس کی رسیدیں باضابطہ بھیجی جاویں گی۔ اگر احباب کوشش کرکے نومبر کے اندر اندر روپیہ پورا کردیں تو دسمبر میں قرآن شریف چھپنا شروع ہوسکتا ہے جو احباب بجائے قرضہ کے چندہ کے طور پر روپیہ ارسال کرنا پسند فرماویں وہ بھی شکریہ کے ساتھ قبول کیا جاوے گا روپیہ خاکسار راقم کے نام آنا چاہیے اور خط وکتابت اس بارہ میں خاکسار سے ہونی چاہیے۔

الراقم

خاکسار محمد علی سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۳۱ اکتوبر ۱۹۱۰ء

نکتہ

نبیوں کے دنیا میں آنے کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ لوگ انکی پرستش کریں بلکہ انکو آنے کا اصل منشا یہ ہوتاہے کہ لوگ ان کے نمونہ پر چلیں اور ان سے تشبہ حاصل کریں اور ان میں فنا ہوکر وہی ہو جائیں۔ اسی لیے اهدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں مفسروں کو ماننا پڑا ہے کہ انعمت علیھم کی ہدایت سے غرض تشبہ بالانبیاء ہے جو اصل حقیقت اتباع ہے۔ پس جب تک انسان ایمان۔ اخلاق اور اعمال میں انبیا علیہم السلام کے ہی رنگ پر نہ ہوجاوے وہ کامل نہیں ہوتا اور اس کا کامل نمونہ مسیح موعود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسپر نبی اور رسول کے لفظ ہی بولے گئے ہیں کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر کے نیچے سے بولتا ہے اور اسی لیے آپ کی نبوت کی ختمیت کی مہر کو نہیں توڑتا۔ ہاں اگر امت محمدیہ کے غیر میں سے مسیح موعود یا مہدی معہود آتا تو وہ ضرور اس مہر کو توڑ ڈالتا۔ کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہوکر نہ بولتا بلکہ اپنی مستقل نبوت کی شان سے کلام کرتا۔ اس کی تفصیل ناظرین اگلے نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ ملاحظہ کریں گے اور ختم نبوت کے راز اور مسیح موعود پر نبی اور رسول کے الفاظ کی حقیقت کو ایک لذیذ پیرایہ میں سمجھ لیں گے۔

عیسائی عقیدہ میں جب یہ بات داخل ہے کہ نجات کے لیے اقنوم ثانی کا مجسم ہونا اور پھر اس کی موت اور لعنت ضروری امر ہے بدون اسکے گنہگار ابن آدم کی نجات نہیں ہوسکتی تھی تو پھر خدا باپ کا وجود کس کام آیا؟ اس کا نرا وجود تو کوئی مفید ہستی نہیں جب تک وہ بیٹے کیطرح مجسم ہوکر مار کھاتا ہوا صلیب پر نہ لٹکایا جاوے۔ افسوس ایسے خدا کی حالت تو ابن آدم سے بھی زیادہ قابل رحم ہے۔

عمر الدین

الداء والدواء

اس عنوان سے مصری رسالہ المنار میں ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے چونکہ اس آرٹیکل کے بعض حصوں پر ہم ریمارک کرنا چاہتے ہیں اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کو پہلے کامل طور پر درج کر دیا جاوے۔ اور یہ المنار کے اس مضمون پر ہم کو لکھنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ چونکہ الحکم حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کی تبلیغ کے لیے مصر کے اخبارات کے دفتروں میں بھیجا جاتا ہے اس لیے کیا عجیب ہے کہ اس قسم کی تحریکیں وہاں کے اخبارات میں کوئی تحریک پیدا کر سکیں۔ یہ مضمون جو المنار نے لکھا ہے اپنے اپنے مفید مطلب ریمارک کرنے کی بہت بڑی گنجائش ہے جیسا کہ ہم اگلی اشاعتوں میں انشاء اللہ تعالیٰ دکھائینگے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ناظرین اس کو دلچسپی سے پڑھینگے

(ایڈیٹر)

الداء والداء

مذہبی غرور مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا اصل اصول ہے

خدا تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا اور اسکو ہر طرح سے معزز اور محترم بنایا۔ اول وہ کمزور تھا اور پھر اسکو قوت اور توانائی عطا کی۔ وہ بالکل جاہل تھا اور کچھ بھی نہ جانتا تھا اسکو عقل اور نبوت کے حواس جو ہدایت کے ذریعے ہیں عطا کیا۔ وہ فقیر اور محتاج تھا اس نے اپنے فضل و کرم سے تمام چیزیں اسکے لیے مسخر کیں۔ تمام مخلوقات اس کے لیے مسخر ہے اور وہ اس میں تصرف کرکے بذریعہ ان وسائل ہدایت کے جو خدا نے اسکو عطا کیے ہیں نوامیس عالم کا سراغ لگاتا اور عجائبات قدرت کے مخفی اسرار کو دریافت کرتا ہے تاکہ انسان اور تمام مخلوقات کے کمالات ان اعلیٰ مدارج پر پہونچ جائیں جنکی قابلیت خدا نے انکی ذات میں ودیعت کی ہے۔ اور لوح محفوظ میں جو لکھا ہے وہ پورا ہو۔

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون بل ادارک علمہم فی الاخرۃ بل ہم فی شک منہا بل ہم منہا عمون۔

ای یعنی کہدو کہ جتنی مخلوقات آسمان و زمین میں ہے ان میں غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور نہ لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ قیامت کب ہوگی اور وہ دوبارہ اٹھا کر کھڑے کیے جائینگے۔ بات یہ ہے کہ یا تو آخرت کے بارہ میں ان کے علم کا ہی خاتمہ ہو گیا ہے یا نہیں تو اس کے بارہ میں ان کو شک ہے۔ لوگ جان بوجھکر اندھے بنتے ہیں۔

خدا کی یہ بڑی زبردست اور عظیم الشان حکمت ہے کہ اس نے ہر ایک فرد کی جداگانہ زندگی کو اس کی قومی زندگی کا نمونہ بنایا ہے۔ نوع انسان کا ہر ایک فرد بتدریج ترقی کرتا ہی اور اپنی نوع کے دیگر افراد اور مخلوقات سے متاثر ہو کر تربیت پاتا ہے۔ منجملہ ان کے بعض افراد تو نشو و نما پاتے اور متواتر ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور بعض افراد کی طبائع میں امراض یا فساد عارض ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے ان کی ترقی کی رفتار رک جاتی ہے۔ پس یا تو وہ شفایاب ہو کر ترقی کرتے ہیں اور یا موت ان کو فنا کر دیتی اور صفحہ ہستی سے انکا نام و نشان مٹا دیتی ہے۔ بعینہ یہی حالت قوموں کی بلحاظ ان کی ترقی اور تنزل اور زندگی اور موت کے ہے جیسا کہ تواریخ کی کتابوں میں ان کے عبرت ناک قصے مذکور ہیں۔ جسطرح انکی سعادت اور خوش نصیبی ان کے ذاتی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اسی طرح انکی شقاوت اور بدبختی بھی صرف ان کے ذاتی افعال کا نتیجہ ہوتی ہے وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔

بعض لوگوں نے نیک کاموں میں اپنے حواس سے مدد لی اور بعض نے بدکاریوں میں ان کا استعمال کیا بعض قوموں نے عقل کی مدد سے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان اور نمایاں کام انجام دیے اور بعض قوموں نے اسکو صرف بداطواریوں اور ناہنجاریوں میں صرف کیا۔ مذہب کے ذریعہ سے ہی بعض قوموں نے ہدایت حاصل کی اور بعض قومیں اس کے ذریعہ سے عذاب الیم میں گرفتار ہوئیں۔ اور اہل کتاب جو جدا جدا فرقے

وما تفرقوا الا من بعد ما جاءہم العلم بغیاً بینہم

ہوئے تو سمجھ آنے کے پیچھے اپنی باہمی ضد سے ہوئے۔

اور اسپر بھی لوگوں کا اختلاف بند نہوا کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی وہی لوگ اپنے پاس کھلے کھلے احکام آئے پیچھے آپس کی ضد سے لگے ان میں اختلاف کرنے۔

وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتہم البینات۔

ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اولئک کالانعام بل ہم اضل اولئک ہم الغافلون۔

اور ہم نے بہتیرے جن اور انسان جہنم ہی کے لیے پیدا کیے ہیں ان کے دل تو ہیں مگر ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے اور ان کے کان بھی ہیں مگر ان سے سننے کا کام نہیں لیتے غرض یہ لوگ چارپایوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہوئے یہی وہ لوگ ہیں جو دین سے بالکل بے خبر ہیں

ہم سے پہلے اکثر قومیں مذہبی غرور میں مبتلا ہو کر تباہی اور بربادی کا شکار ہو چکی ہیں انہوں نے خیال کیا تھا کہ صرف مذہب کی طرف منسوب ہونا سعادت و فلاح کا کفیل اور اسکا معین و مددگار ہے۔ انہوں نے افعال و اعمال میں کوتاہی کی اور ترقی کے بعد تنزل کیطرف گرنے لگے جسکا نتیجہ ہوا کہ وہ ذلت اور رسوائی میں مبتلا ہو کر اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلکر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور انبیا کیطرف منسوب ہونا اصفیا پر بھروسا کرنا اولیا سے مدد مانگنا ان کے کچھ بھی کام نہ آیا اور نہ ان کے اس قول نے انکو کچھ فائدہ پہونچایا کہ ہم خدا کے فضل و اعلیٰ ترین گروہ ہیں جسکو خدا نے دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت

اور برگزیدہ کیا ہے ہم اُس کی مقدس کتاب توریت کے اُٹھانے والے ہیں۔

الم تر الی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولی فریق منھم وھم معرضون۔ ذلک بانھم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودٰت وغرھم فی دینھم ما کانوا یفترون

اے پیغمبر کیا تمنے اُن علمای یہود کے حال پر نظر نہیں کی جنکو فہم (کتاب تورات) سے ایک حصہ ملا تہا اب اُن کو کتاب اللہ یعنی اُنہی تورات کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہی انکا جہگڑا چکا دے اسپر بہی اُنہیں کا ایک گروہ پہر بیٹھا ہے اور وہ (تسلیم حکم تورات سے) منحرف ہیں یہ خود سری انہیں اس سے پیدا ہوئی کہ انکو دعویٰ ہے کہ ہمکو دوزخ کی آگ چہوئیگی بہی تو بس گنتی کے چند روز اور جو بالکل برخلاف ہے۔ پس اس کے بعد فلاں بزرگ کے قول سے حجت پکڑنا اور فلاں مشائخ کے اوراد وظائف پر بہروسا کرنا سراسر جنون نہیں تو اور کیا ہے

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون۔

جو لوگ بدکرداریوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا اُنہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انکو اُن ہی لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور ایمان کے علاوہ اُنہوں نے نیک عمل بہی کیے کہ ان سب کا مرنا اور ان سب کا جینا ایک ہی طرح کا ہو یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگایا کرتے ہیں۔

مسلمان بلحاظ اپنے مذہبی غرور کے کسی خاص حد پر قائم نہیں رہے بلکہ اُس کا اثر تمام چیزوں پر عام ہوگیا۔ عام جو مذہبی اصول اور مذہبی اسرار کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے اُس کی نسبت اُنہوں نے حکم لگا دیا کہ وہ مذہب کا حریف اور اسکی پیروی سے انسان کو باز رکھنے والا ہے مذہب جو دنیا کی درستی اور اصلاح اور آبادی کا حکم دیتا ہے اُنہیں نے سمجھا کہ وہ دنیا کی

بربادی اور ویرانی کا خواستگار ہے۔ عقل جیسی مذہب کا دارومدار ہے اُسکو مذہب کا دشمن بنا دیا۔ جب ان پر اس مذہبی غرور اور مذہبی غلط فہمی کی پاداش میں سخت اور ناقابل برداشت مصیبتیں نازل ہوئیں تو وہ بذات خود ہر ایک چیز کے حاصل کرنے سے مایوس ہوگئے اور اپنے دل پر ناامیدی کی مہر لگا کر اُسکو مذہبی جامہ پہنا دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے اسبات کا اقرار کیا کہ مسلمانوں کا موجودہ تنزل قرب قیامت کی ایک علامت ہے۔ اور یہ تنزل صرف مہدی موعود کے ذریعے سے رفع ہوگا جن کے ظاہر ہونے کی بہت تہوڑی مدت باقی رہ گئی ہے اور استعداد اور قومی اتحاد و اتفاق کے ذریعہ سے نہیں بلکہ امام موعود کی کرامات اور خرق عادات کی بدولت یہ تنزل رفع ہوگا اور مسلمانوں کی قوم پہر چند روز کے لیے ترقی کرے گی مگر یہ ترقی بہی افاقۃ الموت سے زیادہ قائم رہنے والی نہ ہوگی اور عنقریب گل ہونیوالے چراغ کی آخری چمک دمک کیطرح بہت جلد زائل ہوجائے گی اور اس کے تہوڑے عرصہ بعد قیامت برپا ہوگی اور تمام دنیا اور زمین و آسمان درہم برہم ہوجائیں گے اس قسم کے لغو خیالات جو عام طور پر مسلمانوں میں شائع ہو رہے ہیں اُن کے نقصانات ہم المنار کے گذشتہ نمبروں میں بیان کرچکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ قیامت کا حال ہم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

جو کچہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے تمام قومی امراض جنکی وجہ سے وہ دنیا کی تمام قوموں کے مقابلہ میں کمزور اور پسپا ہوگئے ہیں اُن کا اصل اصول صرف ایک مرض ہے اور وہ مذہبی غرور اور مذہبی غلط فہمی ہے۔ اس خطرناک مرض سے شفا پانا کچہ مشکل یا ناممکن نہیں ہے۔ ہاں باوجود اُس مرض کے باقی رہتے کے انکی اصلاح

ہونا مشکل ہے وہ مجرب دوا جو اس مرض کو دفع کرنے والی ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کو قوانین فطرت اور اصول اجتماع کے مطابق جس کی طرف ہم اپنے آرٹیکل کے ابتدائی حصہ میں اشارہ کرچکے ہیں تعلیم و تربیت دیجائے اور یہ بات اُن کے ذہن نشین کی جائے کہ ابتدائی قوموں میں جو ترقی اور عروج مسلمانوں کو اپنے مذہب کی بدولت حاصل ہوا تہا وہ مذہب کے کسی مخفی رموز و اسرار کی برکت سے نہیں تہا اور نہ جو لوگ اُس زمانہ میں مسلمان کہلاتے تہے اُن کے ساتہہ خدا کو محبت تہی کیونکہ اُس کی ذات پاک ذوات اور اعیان کے عشق سے منزہ اور مقدس ہے اور انسانی افعال کی طرح اُس کے افعال معلل بالاغراض نہیں ہیں بلکہ انکی عروج پانے اور ترقی حاصل کرنے کی یہی وجہ تہی کہ خدا نے اُنکو ایسے اصول اور الٰہی صفات اور ایسے افعال کیطرف ہدایت اور رہنمائی کی تہی جو قوموں کو ترقی دینے والے ہیں اور اُنہوں نے اس ہدایت کو صحیح صحیح سمجہا اور ٹہیک ٹہیک اُسپر عمل کیا تہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کو دنیا کی تمام قوموں پر ترقی اور برتری حاصل ہوئی۔ مگر جب مسلمان غلط فہمیوں میں مبتلا ہوگئے تو یہ حالت بالکل معکوس ہوگئی۔ عقل اور حواس کے ذریعہ سے بعض لوگ ہدایت پاتے اور بعض گمراہ ہوجاتے ہیں۔

وخلق اللہ السمٰوات والارض بالحق ولتجزٰی کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون۔"

اللہ نے آسمان اور زمین کو ایک غرض اور مصلحت سے پیدا کیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ہر شخص کو اسکو کیے کا بدلا دیا جائے چنانچہ قیامت میں ایسا ہی ہوگا اور لوگوں پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اے پیغمبر بہلا تم نے اُس شخص کے حال پر بہی نظر کی جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور علم ہونے سانے اللہ نے اسکو

+ المنار کے اس حصہ مضمون پر بہی بحث کیجائیگی انشاءاللہ۔ ایڈیٹر

گمراہ کردیا ہے اور اُس کے کانوں پر اور اُس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے تو خدا کے گمراہ کیے پیچھے اُسکو کون ہدایت دے سکتا ہے کیا تم لوگ غور و فکر کو کام میں نہیں لاتے۔

مسلمانوں کی اصلاح کا پہلا رکن

رکن خالص توحید ہے جو انسان کے دل کو اوہام اور خرافات کے رنگ سے پاک صاف کرتی اور انسانی نفوس کو دجالوں اور فریب بازوں کے شعبدوں اور دھوکوں سے محفوظ رکھتی ہے اور پھر اس بات کا کامل یقین رکھنا ہے کہ نوامیس فطرت جو خدا کے حکم اور اُسکی مرضی سے عالم میں جاری اور ساری ہیں اُن میں ہرگز تبدیل اور تخلف نہیں ہوسکتا۔ جو قومیں اُن غیر متغیر قوانین کے مطابق چلتی ہیں وہ کامیاب ہوتی ہیں جو اور قومیں اُن سے انحراف کرتی ہیں وہ تباہ اور ہلاک ہوجاتی ہیں۔ اور پھر اسبات کا یقین کرنا کہ یہ حکم کہ

وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری ثم یجزاہ الجزاء الاوفی

انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی اُس نے کوشش کی اور یہ کہ اُس کی کوشش آگے چلکر قیامت کے دن دیکھی جاوے گی پھر اُسکو اُسکا پورا پورا بدلا ملے گا دنیا اور آخرت کے لیے ایک عام حکم ہے اور پھر اس امر کا اعتقاد رکھنا کہ جو کام قومی مصلحتوں کے خلاف اور اُس کی منفعتوں کے منافی ہو وہ دین و دنیا میں خدا کی ناراضی کا باعث ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خود بھی قوم کی بہبودی اور بہتری کے کام انجام دے اور عام مسلمانوں کو بھی ایسے کاموں کی تحریص اور ترغیب دے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور آخرت میں ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچیں گے۔

ہمکو پورا بھروسا ہے کہ علم اور اُس کے عجائبات اور نیچر کے مخفی اسرار جو عقلا نے دریافت کیے ہیں یا جو آیندہ زمانہ میں دریافت کریں گے یہ تمام کوششیں اور خدمتیں مذہب فطرت کو تمام مذاہب پر غالب کرنے کے لیے ہیں۔ جس کا حال کسی وقت ظاہر ہوگا اور مذہب کے حق کی دعوت کا آخر بول بالا ہوگا لیکن زمانہ کی تعیین نہیں کی جاسکتی

سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید

(المنار)

مختلف واقعات

دنیا میں سب سے چھوٹا گھوڑا: دنیا میں سب سے چھوٹا گھوڑا اسوقت فرانس کے ایک دیہاتی سرکس میں ہے اُس کی عمر چار سال کی ہے اور قد صرف تین فیٹ ہے۔ جب اسے ایک بڑے کتے کے ساتھ کھڑا کیا جاتا ہے تو وہ قد میں اس سے ذرا ہی بلند ہوتا ہے۔ دیہاتی اس گھوڑے کو بڑے پیار سے شہزادہ آسا کہتے ہیں اور یہ ایس لینڈ کے ٹٹوؤں کی نسل سے ہے۔

نمک پر بسایا ہوا شہر۔ ملک پولنڈ کا جو حصہ زیر حکومت آسٹریا کے ہے اس کے صوبہ گیلیشیا میں تہ زمین میں ایک چھوٹا سا شہر آباد ہے جسکی مردم شماری کل ایک ہزار ہے اس شہر کے باشندوں سے کئی اشخاص ایسے بھی نکلیں گے جنھوں نے آجتک آفتاب کی روشنی دیکھی ہی نہیں۔ اس شہر کو کان نمک کا شہر کہتے ہیں۔ یہ شہر سطح زمین سے کئی فیٹ کی گہرائی میں واقع ہے۔

اس شہر میں ایک ٹون ہال ایک ناٹکگھر اور ایک چھوٹا سا دیول بنا ہوا ہے جسمیں خوشنما پتلے وغیرہ موجود ہیں اور یہ تمام عمارتیں نمک کی سلوں سے تیار کیے گئے ہیں۔ اس شہر کے رستے خوش وضع اور انمیں بڑے بڑے چوک بنے ہوے ہیں اور تمام شہر میں برقی روشنی کی جاتی ہے۔

نہایت مالدار بھکاری۔ چند روز کے قبل فرانس میں شارع عام پر مانگتے ہوے ایک شخصکو پولیس نے گرفتار کیا۔ وہاں پر راستوں میں بھیک مانگنے کی قانوناً ممانعت ہے۔ مجسٹریٹ کے اجلاس میں چالان کرنے سے پہلے پولیس نے اُسکے حجرہ کی تلاشی کی تو چالیس ہزار پونڈ قیمت کے پرامیسری نوٹ ایک پرانے اور بوسیدہ صندوق میں ایک سڑے گلے اور پھٹے ہوے چیتھڑے میں لپیٹے ہوے اہالیان پولیس کو دستیاب ہوے۔

تخمیناً دو سال کے قبل فرانس میں ایک بھکاری فوت ہوا پولیس نے اُس کے مسکن کی تلاشی لی تو تیس ہزار روپیہ کے سرکاری پرامیسری نوٹ نکلے اور اُس کی جیب سے ایک مختصر سی چٹھی نکلی جس میں اس بھکاری نے وصیت کی تھی۔ وصیت نامہ کا مضمون تھا کہ پیرس کے محتاجوں کو نصف رقم اور غیر شخصوں پر احسان کرنے والی جماعت کو نصف رقم دیجاوے۔

حال میں نیو یارک (امریکہ) میں ایک شخصکو بھیک مانگنے کے الزام میں پولیس نے گرفتار کیا۔ بوقت تحقیقات مجسٹریٹ کو معلوم ہوا کہ اُس کے پاس تیس ہزار پونڈ موجود ہیں۔ پولیس کو تفتیش کرنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تخمیناً بیس سال سے قبل یہ شخص ملک روس سے امریکہ میں آیا اور بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کیا اور گداگری کو حصول منفعت کا بڑا ذریعہ سمجھنے لگا۔

لوگوں کو اپنے حال پر رحم آوے اس نیت سے اُس نے برابر سورج کی طرف ایک مدت تک ٹکٹکی باندھ کے دیکھتے ہوے اپنی بصارت کھودی۔

دس سال کے قبل بھیک مانگنے کے الزام میں اُسکو گرفتار کرکے اُس پر مقدمہ قائم کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے بعد تحقیقات اُسکو جزیرہ بلیک ویل میں جلاوطن کر دینے کی سزا دی۔ حکم سزا سنتے ہی اُس نے شکایت کی اور بڑبڑانے لگا کہ میرا بھیک مانگنے کا دھندا سب سے اچھا ہے قید کی کوٹھڑی میں جلتے ہوے اُس نے اپنے

بدن کے چیتھڑوں میں سے ایک ڈبہ نکلا جو اپنے چچا کے دجو وہاں پر موجود تھا) حوالہ کیا۔ اما لیکن پولیس نے ڈبہ کھولکر دیکھا تو اُس میں سے آٹھہ سو پونڈ کے نوٹ برآمد ہوئے۔ اور بھی کئی دفعہ اس شخص پر بھیک مانگنے کے الزام میں مقدمے کیے گئے۔ ہر ان مقدمات میں ایک پونڈ سے زیادہ جرمانہ نہ ہوتا تو وہ بخاسوشی تمام ادا کر دیتا۔ اور پونڈ اسے جرمانہ وہ شخص اپنے ڈبیہ سے ایک ایک سینٹ تمام کامکر بہت سے بیج والم کے ساتھ نکالتا۔ اور اگر جرمانہ کی مقدار ایک پونڈ سے زائد ہوتی تو وہ اُس کے عوض سزائے قید بھگتنی قبول کرتا تھا۔

جعلی دستخط کرنے کے الزام میں سب سے زیادہ متمول اور بھکاری کو سات سال کی قید کی سزا دی گئی۔ یہ شخص جنم ہی سے بہیت وپا تھا اُس کی بدنی حالت زار پر لوگ رحم کرتے اور تھذ اوقات کے لیے روپیہ سے امداد دیتے اُس کی چالیس سال کی عمر میں اُس کے پاس پندرہ ہزار پونڈ جمع ہو گئے تھے اور آٹھہ سال کی مدت میں اُس نے بیاج بٹہ وغیرہ کر کے تیس ہزار پونڈ کیے۔ اس کے علاوہ جو کچھ اپنے پیسہ املاک خریدنے میں صرف کیا جس میں اُسکو اسقدر منافع حاصل ہوا کہ اگر وہ املاک فروخت کرتا تو اُس کے عوض میں اُس بھکاری کو پچاس ہزار پونڈ ملتے۔

دنیا کی زبانیں۔ یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ مختلف ممالک میں مختلف زبانیں رائج ہیں۔ مگر ٹھیک تعداد کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو گی۔ مشہور جغرافیہ داں بالبی کا بیان ہے کہ روئے زمین پر چھہ سو اسی زبانیں مستند اور شستہ ہیں اور پانچسو ایسی زبانیں ہیں جو رائج تو ہیں مگر علم ادب کے لحاظ سے نہایت ادنیٰ حالت میں ہیں۔

ایک اور جغرافیہ داں کہتا ہے کہ ایسی نئی زبانوں کی تعداد کا اندازہ کرنے میں صریحاً مبالغہ سے کام لیا ہے۔ یہ تعداد کسی صورت میں تین ہزار چونسٹھ سے زیادہ نہیں ہو سکتی

سرکاری تعطیلیں سرکاری تعطیلوں کے سوال پر گورنمنٹ انڈیا نے ایک حکم نافذ کیا ہے جسمیں قرار دیا گیا ہے کہ خاص مقامی تہواروں کو چھوڑ کر باقی تمام تعطیلیں کل صوبجات ماتحت میں یکساں پیمانہ پر مقرر کی جاویں۔ کرسمس تہوار کی سب سے زیادہ چھٹیاں مدراس میں ہوتی ہیں اور بعض جگہ صرف تین دن یعنی ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ دسمبر کی ہوتی ہیں۔ حکم ہوا کہ ہر جگہ عیسائی تہوار کی تعطیلیں ۲۵ دسمبر سے یکم جنوری تک ہوں گی۔ اور ۲ جنوری سے [illegible] گڈ فرائڈے کے عیسائی تہوار کی تعطیلیں بجائے ایک کے چار کر دیے گئے ہیں علاوہ جمعہ کے شنبہ اور دوشنبہ کو بھی کل دفاتر بند رہیں گے گویا کہ دو تعطیلیں شنبہ و دوشنبہ کی اضافہ کی گئیں۔ یہ پادریوں کے زور دینے سے ہے علاوہ ازیں عیسائیوں کی تعطیلیں واقعی بہت کم ہیں۔ [illegible] اضافہ قبول کیا گیا ہے۔ خاص تعطیلیں سرکاری سال بھر میں دو ہونگی یعنی ۲۴ مئی ملکہ قیصرہ خلد آشیاں کے روز ولادت کی اور ۹ نومبر شاہ عالم پناہ قیصر ایڈورڈ ہفتم دام اقبالہ کے جنم دن کی بنگال میں درگا پوجا اور بمبئی میں دیوالی کے تہوار کی چھٹیاں بہت زیادہ ہیں۔ انہیں بھی خوب سمجھ کر اصلاح کی جاوے۔

ہلاکت ہندوستان میں جنگلی جانوروں اور سانپوں سے انسانی جانوں کا زیان ہر سال ہوتا ہے پچھلے سال اس میں مقابلۃً ترقی پائی گئی۔ جنگلی جانوروں سے تین ہزار چارسو چوالیس جانیں ہلاک ہوئیں اور سانپوں سے پچیس ہزار آٹھسو سینتیس ہلاکتیں وقوع میں آئیں۔ جو مویشی جنگلی جانوروں نے پھاڑے اکاسی ہزار آٹھہ سو نوے تھے اور نو ہزار پانچسو چالیس مویشی سانپوں نے ڈسکر مار ڈالی بخلاف اس کے سترہ ہزار دوسو پچاس جنگلی جانور اٹھاسی ہزار دو سو بتیس سانپ مرواے گئے جو جنگلی جانور مروائے گئے اُن میں دو ہزار آٹھہ سو ستر بھیڑیے تھے ایکہزار آٹھہ سو چالیس بگھیلے ایکہزار تین سو چودہ شیر چار ہزار چار سو اسی چیتے جنگلی جانور ذکی مروائی پر تین ہزار دو سو پچانوے روپیہ انعام میں خرچ ہوا۔ سانپوں سے جو لوگ مرے انمیں نصف بنگال کے تھے اور کل تعداد کی ایک چوتھائی ممالک شمال مغرب و اودھ میں۔

بیعت

1 مولوی عبداللہ صاحب موضع چھتر ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ ڈاکخانہ مانسہرہ سابق مہر علی شاہ گولڑہ

2 چودھری غلام حسن صاحب موضع نوپہری والہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد اسٹیشن ماسٹر ٹوبا ٹیک سنگھ ضلع جھنگ۔

3 نواب الدین صاحب کلرک موضع جگت پورہ ضلع امرتسر حال پلٹن نمبر ۲۲ راولپنڈی

4 غلام حسین صاحب سپاہی پلٹن ۔ ۔ ساکن پوچال کلاں تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم

5 فرزند علی صاحب جگت پورہ امرتسر

6 اہلیہ نواب الدین صاحب موصوف

7 مولوی حبیب اللہ صاحب موضع باندی ڈھونڈاں تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ

8 مولوی محمد عثمان غنی صاحب ۔ منی پور

9 اے سام مدرس اسکول جوڑہاٹ

10 جمل حسین صاحب پھونگام محلہ شیخان ضلع مین پوری۔

11 مسماۃ زینب بی بی زوجہ شیخ منگلو۔ الہ آباد محلہ کرٹا شہر الہ آباد

12 سید نہال احمد صاحب ولد سید ال احمد صاحب

13 مسماۃ نوری بی بی زوجہ اکبر علی صاحب ۔

14 فاطمہ بی بی ہمشیرہ کلاں سید فرزند حسین ۔

14 مسماۃ بشیر النساء زوجہ محمد حسن صاحب ۔

15 مسماۃ خیر النساء دختر کلاں شیخ منگلو ۔

16 محمد یحییٰ صاحب۔ دانہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

17 محمد اسحق صاحب ولد غلام رسول صاحب نائب مدرس سکول بجوڑہ ضلع ہوشیارپور

18 مسماۃ ذاکری دختر مولا بخش صاحب۔ الہ آباد

19 عبد اللہ صاحب ۔ طالب علم سوم مڈل پسرور ضلع سیالکوٹ۔

20 محمد خان صاحب جمعدار۔ اسٹیشن ناتھیاں ضلع پشاور لین نوشہرہ درگئی ریلوے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر کے لئے چھپا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم رجسٹرڈ ایل ۶ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵ر خواص و معاونین سے ۱۰ر ہندوستان سے باہر ۶ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۴۱ | دار الامان قادیان ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

صبح (قادیان) ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس حسب معمول سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں فونوگراف کی **ایجاد** اور اس سے اپنی تقریر کو مختلف مقامات پر پہونچانے کا تذکرہ ہوتا رہا۔ چنانچہ یہ تجویز کی گئی کہ اس میں حضرت اقدس کی ایک تقریر عربی زبان میں بند ہو۔ جو چار گھنٹہ تک جاری رہے اور اس تقریر سے پہلے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی تقریر ایک انٹروڈکٹری نوٹ کے طور پر جس کا مضمون اس قسم کا ہو کہ انیسویں صدی مسیحی کے سب سے بڑے انسان کی تقریر آپ کو سنائی جاتی ہے۔ جس نے خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعوٰے کیا ہے۔ اور جو **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کے نام سے دنیا میں آیا ہے اور جس نے ارض ہند میں ہزاروں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور جس کے ہاتھ پر ہزاروں تائیدی نشان ظاہر ہوئے۔ خدا تعالےٰ نے جس کی ہر میدان میں نصرت کی وہ اپنی دعوت بلاد اسلامیہ میں کرتا ہے۔ سامعین خود اس کے منہ سے سن لیں کہ اس کا کیا دعوٰے ہے اور اس کے دلائل اس کے پاس کیا ہیں۔ اس قسم کی ایک تقریر کے بعد پھر حضرت اقدس کی تقریر ہوگی اور جہاں جہاں یہ لوگ جائیں۔ اسے کھول کر سناتے پھریں؟

سیر سے واپس تشریف لاکر حضرت اقدس نے قاضی یوسف علی صاحب نعمانی کو دیکھا اور اندر تشریف لے گئے۔ پھر ظہر کے وقت تشریف لائے۔ نمازیں جمع ہوئیں۔ آج اتفاق سے ڈاک میں حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلوی کا خط اور حاذق الملک میموریل فنڈ کے کاغذات آپ کے پاس پہونچے حضور نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر تبلیغ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا جناب کو فرصت ہوگی تو اس پر ایک خط لکھیں گے۔ جو الحکم میں طبع ہوگا۔

یکم نومبر سنہ ۱۹۰۱ء۔ آج جمعہ تھا۔ حضرت اقدس سیر کو تشریف نہیں لیجا سکے جمعہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ نے ایک لطیف خطبہ پڑھا۔ جس کو کسی وقت الحکم میں انشاء اللہ شایع کیا جاوے گا۔

---

۲ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء حضرت اقدس سیر کو تشریف لے گئے۔ اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع کی گئیں۔

---

۳ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء حضرت اقدس حسب معمول سیر کو نکلے سیٹھ احمد الدین صاحب بھی ساتھ تھے۔ مولوی برہان الدین صاحب نے عرض کیا کہ سیٹھ صاحب کا ایک لڑکا ہوا تھا وہ فوت ہو چکا ہے حضور دعا کریں۔

فرمایا! ہاں میں دعا کروں گا۔ مگر ساری باتیں ایمان پر منحصر ہیں ایمان جسقدر قوی ہو اُسیقدر خدا تعالےٰ کے فضل سے حصہ ملتا

خدا کے پاس کیا نہیں۔ اگر ایمان قوی نہ ہو تو انسان خدا سے بدظن ہو جاتا ہے اور پھر تعویذ گنڈے کرنے لگتا ہے۔ اور غیر اللہ کی طرف جھک جاتا ہے۔ پس مومن بننا چاہیئے۔ **دعا کے لئے اصول** ہیں۔ میں نے بہت دفعہ بیان کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کبھی اپنی منواتا ہے۔ اور کبھی مومن کی مانتا ہے اس کے سوا چونکہ ہم تو علیم نہیں۔ اور نہ اپنی ضرورتوں کے نتائج سے آگاہ ہیں۔ اس لئے بعض وقت ایسی چیزیں مانگ لیتے ہیں۔ جو ہمارے لئے مضر ہوتی ہیں پس وہ دعا تو قبول کر لیتا ہے۔ اور جو دعا کرنے والے کے واسطے مفید ہوتا ہے وہ اُسے عطا کرتا ہے جیسے ایک زمیندار کسی بادشاہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا گھوڑا مانگے۔ اور بادشاہ اس کی ضرورت کو سمجھکر اُسے عمدہ بیل دیدے۔ تو اس کے لئے وہی مناسب ہو سکتا ہے۔ دیکھو ماں بھی تو بچے کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتی۔ اگر وہ سانپ یا آگ کو لینا چاہے تو کب دیتی ہے۔

پس خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور تقوےٰ اور ایمان میں ترقی کرنی چاہیئے۔"

اس کے بعد دو چار ادہر اُدہر کی باتوں میں **ریا کا ذکر آ گیا۔** فرمایا ریا کی رفتار بہت دہیمی ہوتی ہے۔ اور وہ چیونٹی سے بھی باریک چلتی ہے ہر تحسین اور توہین میں ریا کا ایک شعبہ ہوتا ہے یہانتک کہ مومن کو چاہیئے اگر اُسے کسی کی طرف سے کوئی نیکی اور فائدہ پہونچے اگر وہ اس کی تحسین سے پہلے خدا کی تعریف نہیں کرتا تو یہ بھی ریا میں داخل ہے۔ ایسا ہی کسی تکلیف یا بدی کے وقت ضروری ہے کہ خدا کی حکمت کو مدنظر رکھے۔

مومن کا کمال تو یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے ان تعلقات کو جو خدا تعالےٰ کے ساتھ رکھتا ہے کبھی پسند نہیں کرتا کہ دوسروں کو اس کا علم ہو بلکہ بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ جب مومن خدا تعالیٰ کے ساتھ شدت ارتباط اور محبت کی وجہ سے گوشۂ تنہائی میں اپنی مناجات کر رہا ہو اس وقت کوئی اس کو دیکھ لے تو وہ اس سے زیادہ شرمندہ ہوتا ہے جیسے کوئی زناکار عین زناکاری کے وقت پکڑا جاوے۔

پس ریا سے بچنا چاہیئے اور اپنے ہر قول و فعل کو اس سے محفوظ رکھنا چاہیئے"

---

۴ نومبر ۱۹۰۱ء آج پھر حسب معمول حضرت اقدس سیر کو نکلے۔ اکثر احباب حضور کے ہمراہ تھے۔ انگریزی رسالہ کا ذکر ہوتا رہا اسی سلسلہ میں فرمایا کہ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ جسقدر وقت میرا گذرتا ہے وہ سب عبادت ہی ہے اس لئے کہ اگر کوئی نماز پڑہنا ہے۔ دو چار رکعت تو اس میں کچھ دل حاضر ہوتا ہے کچھ غیر حاضر مگر جس کام میں میں لگا ہوا ہوں اس کا اصل مقصد۔ خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال کو قائم کرنا ہے پھر سارا وقت حضور قلب میسر رہتا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا کہ میں شام تک دو چار لطیف باتیں حاصل نہ کر لوں۔

رات بہت بڑی رات گذر گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کی طرف جو توراۃ میں ہے اور آجتک کسی نے اسپر توجہ نہیں کی۔ مگر خدا نے مجھے اس کی طرف متوجہ کیا پس اسیوقت میں نے توراۃ نکالی اور اسکو دیکھا جو لوگ علوم الہیہ اور اس کے استعارات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کو بیشک اس میں مزا آئیگا۔ مگر جو حقایق سے حصہ نہیں رکھتے وہ اسپر ہنسی کرینگے وہ پیشگوئی اس طرح پر ہے کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ جب ہاجرہ کو اور اسماعیل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام چھوڑ آئے تو ان کے پاس ایک پانی کی مشک دیکر چھوڑ آئے۔ جب وہ ختم ہو گئی اور حضرت اسماعیل پیاس کی شدت سے تڑپنے لگے اور قریب المرگ ہو گئے تو حضرت ہاجرہ ان کی اس حالت کو نہ دیکھ سکی اور کچھ فاصلے پر جا بیٹھی۔ وہاں لکھا ہے کہ تیر کے ٹپے پر اسوقت ہاجرہ چلائی اور خدا کے فرشتہ نے اس کو پکارا اور کہا کہ اے ہاجرہ مت ڈر اٹھ لڑکے کو اٹھا۔ غرض پھر ہاجرہ کو ایک کنواں نظر آیا جہاں سے اس نے مشک بھری۔

اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ فرشتہ نے جو ہاجرہ کو کنواں دکھایا تھا اسی میں ایک پیشگوئی تھی اسپر میرے دل میں فوراً یہ آیت گذری وکنتم علیٰ شفا حفرة من النار فانقذکم منها کذالك یبیّن اللّٰه لکم آیٰته لعلکم تهتدون

ابراہیم کا پانی جب ختم ہو چکا تو اسماعیل قریب المرگ ہو گیا۔ اسوقت خدا نے اس سے بچا لیا اور ایک اور کنواں پانی کا اسے دیا گیا۔ عرب والے بھی اسماعیل کی اولاد ہونے کے سبب سے گویا اسماعیل ہی تھے جب ہدایت اور شریعت کا ان میں خاتمہ ہو گیا اور قریب المرگ ہو گئے تو خدا تعالےٰ نے ایک نئی شریعت اُنپر نازل کی اور یہ اس آیت میں اشارہ ہے۔

غرض یہ پیشگوئی ہے جس کی طرف پہلے کسی نے توجہ نہیں کی۔"

فٹ نوٹ - اس خیال سے کہ ناظرین پورے طور پر اس پیشگوئی کو سمجھ لیں۔ اصل الفاظ پیدائش کی کتاب کے ۲۱ باب کی ۹ آیت سے لیکر ۲۱ آیت تک ذیل میں لکھتے ہیں + اور اس کی مزید تشریح بھی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔ پیدائش باب ۲۱ آیت ۹ سے لیکر ۲۱ تک۔

اور سرہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو وہ ابراہام سے جنی تھی ٹھٹھے مارتا ہے تب اس نے ابراہام سے کہا کہ اِس لونڈی اور اُس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اِس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اِضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ پر اپنے بیٹے کی خاطر یہ بات اَبراہام کی نظر میں نہایت بُری معلوم ہوئی +

خدا نے اَبراہام سے کہا کہ وہ بات اس لڑکے اور تیری لونڈی کی بابت تیری نظر میں بُری نہ معلوم ہو۔ ہر ایک بات کے حق میں جو سرہ نے تجھے کہی اس کی آواز پر کان رکھہ کیونکہ تیری نسل اِضحاق سے کہلائیگی۔ اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی ایک قوم پیدا کروں گا اس لئے کہ وہ بھی تیری نسل ہے تب اَبراہام نے صبح سویرے اٹھکر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اس کے کاندھے پر دھر کر دی اور اس لڑکے کو بھی اور اُسے رخصت کیا وہ روانہ ہوئی اور بیرسبع کے بیابان میں بھٹکتی پھرتی تھی اور جب مشک کا پانی چک گیا تب اُس نے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپّے پر دور جا بیٹھی کیونکہ اس نے کہا کہ میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں سو وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کے

ردی تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سُنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا مت ڈر کہ اس لڑکے کی جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی۔ اُٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اُس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اُسکی آنکھیں کھولیں اور اُس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جاکر اس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا کیا اور تیر انداز ہو گیا اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس سے بیاہنے کو لی +

ان آیتوں پر پوری نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فرشتہ نے ہاجرہ سے کلام کیا اور یہ گویا ایک قسم کی کشفی حالت تھی چنانچہ ۱۹ آیت میں صاف لکھا ہے پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں۔

اس کنوئیں والے کشف کو سمجھنے کے لئے ناظرین پیدایش کے ۱۶ باب کی ۷ سے لیکر ۱۴ آیت تک پڑھ لیں۔ اس میں اسمٰعیل کی پیدایش سے بھی پہلے ایک طرح اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔

غرض حضرت اقدس نے جو اس پیشگوئی کو بیان فرمایا ہے بالکل عجیب اور نرالی ہے اور قرآن شریف نے اس کی ہی طرف وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار اشارہ فرمایا ہے کیونکہ قرآن کریم کے یہ الفاظ کذالک یبین اللہ لکم آیتہ لعلکم تھتدون صاف بتاتے ہیں۔ کہ یہاں بھی اسی پیشگوئی کی طرف ایما ہے اور شریعت الہیہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی اصطلاح میں پانی سے ہی مثال دی ہے ہم انشاءاللہ دوسرے وقت اس پر ذرا اور وضاحت سے بحث کریں گے + (ایڈیٹر)

پھر اس پیشگوئی کے متعلق بھی اسی سیر میں ذکر ہوا کہ یہ جو لکھا ہے خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع کیا اور فاران پر چمکا یہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے قرآن شریف میں جو لکھا ہے ھذا البلد الامین یہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے اگر کوئی یہ کہے کہ فاران پر اسمٰعیل کی اولاد آباد نہیں ہوئی تو یہ غلط ہے اس لئے کہ خود توراۃ* میں لکھا ہے۔

غرض اس پیشگوئی پر اور منبل موسیٰ کی پیشگوئی پر مختصر سا تذکرہ فرمایا اور اس جدید پیشگوئی پر گفتگو فرماتے رہے جو ہم نے پہلے لکھی ہے۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔ آمین۔

شام دارالامان

یکم نومبر ۱۹۰۱ء حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد نماز مغرب حسب معمول بیٹھ گئے۔ اردگرد خدام ارادت مندی کے ساتھ حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ آپ نے کل کے سلسلہ گفتگو میں فرمایا۔

کہ مسیح علیہ السلام کی شان میں جسقدر اطرا کیا گیا ہے اور پھر جسقدر اُن پر حملے کرکے ان کو گرایا گیا ہے۔ میں ان دونو پہلوؤں کو صاف کرکے مسیح علیہ السلام کی شان کو اعتدال پر لانا چاہتا ہوں اور جو کچھ وہ تھے اس سے دنیا کو اطلاع دینا بھی میرا کام ہے۔ آج میں اس پر بہت غور کرتا رہا کہ عیسائیوں نے جو مسیح کو خدا بناتے ہیں باوجود خدا بنانے کے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اور باتوں کے علاوہ ایک نئی بات مجھے معلوم ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تاریخ سے معلوم ہوا ہے کہ جس یوسف کے ساتھ حضرت مریم کی شادی ہوئی اس کی ایک بیوی پہلے بھی موجود تھی اب غور طلب یہ امر ہے کہ یہودیوں نے تو اپنی شرارت سے اور حد سے بڑھی ہوئی شوخی سے حضرت مسیح کی پیدایش کو ناجائز قرار دیا اور انہوں نے یہ ظلم پر ظلم کیا کہ ایک تارکہ اور نذر دی ہوئی لڑکی کا اپنی شریعت کے خلاف نکاح کیا اور پھر حمل میں نکاح کیا۔ اس طرح پر انہوں نے شریعت موسوی کی توہین کی اور با ابن حضرت مسیح کی پاک پیدایش پر نکتہ چینی کی اور ایسی نکتہ چینی جس کو ہم سن بھی نہیں سکتے ان کے مقابلے میں عیسائیوں نے کیا کیا؟ عیسائیوں نے حضرت مسیح کی پیدایش کو تو بے شک اعتقادی طور پر روح القدس کی پیدایش قرار دیا اور خود خدا ہی کو مریم کے پیٹ سے پیدا کیا مگر تعدد ازواج کو ناجایز کہہ کر وہی اعتراض اس شکل میں حضرت مریم کی اولاد پر کر دیا۔ اور اس طرح پر خود مسیح اور ان کے دوسرے بھائیوں کی پیدایش پر حملہ کیا"

واقعی عیسائیوں نے تعدد ازواج کے مسئلہ پر اعتراض کرکے اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے ہم تو حضرت مسیح کی شان بہت بڑی سمجھتے ہیں۔ اور اُسے خدا کا سچا اور برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ کی پیدایش باپ کے بدون خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نمونہ تھی۔ اور حضرت مریم صدیقہ تھیں، یہ قرآن کریم کا احسان ہے حضرت مریم پر اور حضرت مسیح پر جو ان کی تطہیر کرتا ہے اور پھر یہ احسان ہے اس زمانہ کے موعود امام کا کہ اس نے از سر نو اس تطہیر کی تجدید فرمائی۔

اس پر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد لاریب امہات المومنین کا عجیب جواب ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا انتقام!

اس کے بعد پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں یہ سارے اعتراض جمع کرکے خود حضرت مسیح کی طرف سے جواب دوں گا۔ اور ساتھ ساتھ ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ بھی مسیح سے کرتا جاؤں گا۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے وہ اعتراض پڑھ کر سنائے جو فری تھنکروں اور یہودیوں نے حضرت مسیح پر کئے ہیں۔ ان کے بعد

---

* پیدایش ۲۱/۲۱ ایڈیٹر

مرزا خدا بخش صاحب نے اپنی کتاب کا کچھ حصہ سنایا۔ پھر نماز عشا ہوئی۔

---

۲ نومبر ۱۹۰۱ء آج سیٹھ احمد دین صاحب جو افریقہ سے آئے ہیں **جہلم** سے آئے انہون نے بعد نماز مغرب حضرت اقدس کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی درخواست کی جو چار سال سے پہلے افریقہ میں بذریعہ تحریر کر چکے تھے۔ سیٹھ احمد دین صاحب حضرت اقدس کے مخلص خادمون مین سے ہین اور حضرت اقدس کی محبت مین ایک گداز آدمی معلوم ہوتے ہین انہون نے حضرت اقدس کی زیارت کے بعد خدا کا شکر کیا کہ اس نے امام آخر الزمان کی زیارت نصیب کی پھر چند آدمیون نے بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے وہی سلسلہ گفتگو شروع کیا اور چند باتون کے بعد **فونو گراف** کا ذکر آگیا چند روز پیشتر سے حضرت اقدس نے یہ ایک تجویز کی ہے کہ جب نصیبین کمیشن جاوے جو غالباً بعد عید انشاء اللہ روانہ ہوگی تو بہتر ہے کہ ہم اپنی ایک تقریر جو عربی زبان مین ہو اور قریباً چار گھنٹہ کے برابر ہو اس مین بند کر دین۔ جس مین ہمارے دعاوی اور دلائل بیان کئے جائین اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جہان جہان یہ لوگ جائین۔ وہان اس تقریر کو اس کے ذریعہ سنائین۔ اس سے عام تبلیغ ہو جائیگی اور گویا ہم ہی بولین گے اور یون **مسیح** کی سیاح ہونے کے معنے بھی پورے ہو جائین گے آجتک اس فونو گراف سے صرف کھیل کی طرح کام لیا گیا ہے مگر حقیقت میں خدا نے ہمارے لئے ہی یہ ایجاد رکھی ہوئی تھی اور بہت بڑا کام اس سے نکلیگا۔

اس کے بعد فونو گراف کے منگوانی اور اس کے چندہ کے متعلق چند باتیں کین ازان بعد مرزا خدا بخش صاحب نے اپنی کتاب سنائی چونکہ دجال کی بحث تھی اور اس مین سے بھی وہ حصہ جو ان احادیث کی شرح کے متعلق تہا جو **حضرت ابن صیاد رضی اللہ عنہ** کے متعلق ہین حضرت اقدس نے اس پر فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ کیون بیچارے ابن صیاد پر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ خواہ نخواہ اسے دجال بنایا جاتا ہے حالانکہ ساری عمر مین اس سے کوئی شرارت ظاہر نہیں ہوئی بلکہ اس نے مسلمان ہوکر جہاد مین اپنی جان دی اور شہید ہوا اور جج کیا مجھے تو یہ مظلوم نظر آتا ہے اور اس لئے وہ اس قابل ہے کہ اسے **رضی اللہ عنہ** کہا جاوے یہ صرف بلا سوچے سمجھے مورد اعتراض ٹھیرایا گیا ہے

اس پر حضرت مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا کہ **حضور!** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کو مدینہ سے نکال بھی دیا اور بعض کو قتل بھی کیا گیا مگر **ابن صیاد** کو آپ نے نہیں نکالا اگر وہ ایسا ہی دجال تہا جیسا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہین۔ تو اسے کیون چھوڑا؟

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ حقیقت مین یہ اعتراض بہت صحیح ہے اور اس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے میری رائے یہی ہے کہ وہ ایک سچا مسلمان تہا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبی الامّیین کہہ کر کی اور اسکی مان بہی معلوم ہوتا ہے مسلمان تھی یہ **حضرت ابن صبیاد رضی اللہ عنہ** مظلوم ہین ان باتون کے بعد نماز عشاء ہوئی۔

{۳ نومبر ۱۹۰۱ء}

حسب معمول بیٹھتے ہی حضرت مسیح کا تذکرہ شروع ہوگیا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور عیسیٰ اور یسوع مین فرق ہے عیسائی کبھی عیسیٰ ابن مریم نہیں بولتے بلکہ بعض تو برا سمجھتے ہین۔ ان کے ہان یسوع ہے عبرانی مین **عین** نہیں بولتے۔ **یسو** کہتے ہین اور قرآن نے کہین یسو کا تذکرہ نہیں کیا انجیل پر کہین کتاب کا لفظ نہیں بولا گیا اس پر جب یہ آیت پیش کی گئی کہ مسیح نے کہا ہے **انی عبد اللہ اٰتانی الکتٰب** تو اس کی لطیف تشریح فرمائی اٰتانی الکتٰب سے مراد فہم کتاب ہے۔

غرض اس قسم کی باتین ہوتی رہین پھر حضرت یسوع کی نسبت جو اعتراضات جناب مفتی محمد صادق صاحب نے جمع کئے تھے وہ پیش کئے اور اسیطرح حسب معمول کے موافق بعد نماز عشاء جلسہ ختم ہوگیا۔

---

۴ نومبر ۱۹۰۱ء} آج حسب معمول بعد مغرب بیٹھتے ہی مفتی صاحب نے اعتراضات سنائے پھر جناب مرزا خدا بخش صاحب کی کتاب سننے لگے چونکہ اس کتاب مین دجال کی بحث بڑی طویل ہے اور وہی کئی روز سے شروع تھی اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔

کہ اصل بات یہ ہے کہ **دجال** بھی مسیح موعود کی طرح ایک **موعود** ہے اور اس کا نام المسیح الدجال ہے۔ سورۃ تحریم مین جیسے **مسیح موعود** کے لئے بشارت اور نص موجود ہے اسی نص سے بطور اشارۃ النص کے دجال کے وجود پر ایک دلیل لطیف قائم ہوتی ہے۔ یعنے جیسے مریم مین نفخ روح سے ایک مسیح موعود پیدا ہوا۔ اسی طرح اس کے بالمقابل ایک خبیث وجود کا ہونا ضروری ہے جس مین روح القدس کی بجائے خبیث روح کا نفخ ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بعض عورتون کو **رجا** کی بیماری ہوتی ہے اور وہ خیالی طور پر اس کو حمل ہی سمجھتی ہین یہانتک کہ حاملہ عورتون کی طرح سارے لوازم اسکو پیش آتے ہین اور چوتھے مہینے حرکت بھی محسوس ہوتی ہے مگر آخر کو کچھ بھی نہیں نکلتا اسیطرح پر مسیح الدجال کے متعلق خیالات کا ایک بت بنایا گیا ہے اور قوت واہمہ نے اسکا ایک وجود خلق کر لیا جو آخر کار ان لوگون کے اعتقاد مین ایک خارجی وجود کی صورت مین نظر آیا مسیح الدجال کی حقیقت تو یہی ہے۔

۵ نومبر ۱۹۰۱ء} نشانات کے متعلق آج صبح کی سیر مین یہ ذکر تھا کہ **کما ارسل الاولون** والی آیت پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے نشانات آج کے زمانہ مین غیر مفید ہین۔ اسی کے متعلق شام کو پھر فرمایا کہ **اولون** کا لفظ صاف بتاتا ہے کہ اب زمانہ ترقی کر گیا ہے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونٹے کا سانپ بنا کر دکھاتے تو وہ بھلا کب موثر ہو سکتا تھا اس قسم کے نشانات تو ابتدائے زمانہ مین کام آنے والے تھے جیسے ایک چھوٹے بچہ کے لئے جو پاجامہ سیا گیا ہو وہ اس کے

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اسلیے باوجود اہل حق ہونے کے انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ **خدا تعالیٰ** کی وہ پاک **وحی** جو میرے پر نازل ہوتی ہے اسمیں ایسے لفظ **رسول** اور **مرسل** اور **نبی** کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اسوقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور

براہین احمدیہ

میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں چنانچہ وہ **مکالمات الہیہ** جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ **وحی اللہ** ہے **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی** **ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ اسمیں صاف طور سے اس عاجز کو **رسول** کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے **جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ** یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ**۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قراءت یہ ہے کہ "دنیا میں ایک نبی آیا"۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ** اور حدیث **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ** اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جسکی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لیے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لیے بلکہ اسی کے جلال کے لیے اس لیے اس کا نام آسمان پر **محمد** اور **احمد** ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو پس یہ آیت کہ **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** اس کے معنی ہیں کہ **لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ** غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن حضرت عیسیٰ کے اترنے سے ضرور فرق آئے گا اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّیٰ کی خبر اسکو مل نہیں سکتی

اور یہ آیت روکتی ہے **لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ** اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت **لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ** کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمدؐ اور احمد رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے **وَ مَنِ ادَّعٰی فَقَدْ کَفَرَ** اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی **سیدنا محمد خاتم النبیین** ہی رہا کیونکہ یہ **محمد ثانی** اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ **اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ***

* **نوٹ**۔ یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لیے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت **لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ** سے ظاہر ہے پس مصفّا غیب پانے کے لیے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت **اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ** گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّا غیب سے حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لیے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبر۔ منہ

سو یاد رکھنا چاہیے کہ ان معنوں کی رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ ناباسے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لیے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے **اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ پر اپنا کلام نازل کیا تھا** میرے لیے زمین نے بھی

گواہی دی اور آسمان نے بھی اسی طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لیے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول کہ ”من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب“ اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اور اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مُہر نہیں ٹوٹتی * یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لیے اُن کے آنے پر بھی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین ہے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا

بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہم رنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا اور اُس کا اسم آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم سے مطابق ہو گا یعنی اُس کا نام بھی **محمد** اور **احمد** ہو گا اور اُسی کے **اہلبیت**

*** نوٹ** ۔ یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ اُمت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت **لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ** کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اُتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت **خاتم النبيين** کی صریح تکذیب لازم آتی ہے اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے سو گالیاں دیں **وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ** ۔ منہ۔

میں سے ہوگا۔ * اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کیطرف ہے کہ وہ روحانیت کی رو سے اُسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہانتک کہ دونوں کے نام ایک کر دیے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لیے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق اور اگر بروز کے لیے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونیکی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ میں اُس موعود کے رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال لوگوں نے کبھی اُس موعود کو حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد بنایا اور کبھی حسین رضی اللہ عنہ کی اور کبھی عباس رضی اللہ عنہ کی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اُس کا وارث ہوگا اُس کے نام کا وارث اُس کے خُلق کا وارث اُس کے علم کا وارث اُس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اُس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اُس سے لے گا اور اُس میں فنا ہو کر اُس کے چہرہ کو دکھائے گا پس جیسا کہ ظلی طور پر اُس کا نام لے گا اُس کا خلق لے گا اُس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لیے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو جو تمام نبی اسبات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہانتک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جسطرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طور پر نبی یا رسول کہنے سے لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اسطرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو کیا بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے دنیا میں آ سکتے ہیں؟ غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ

---

* **حاشیہ** یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک **دادی** ہماری شریف خاندان **سادات** اور **بنی فاطمہ** میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ **سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ عَلٰى مَشْرَبِ الْحَسَنِ**۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سِلْم اور سِلْم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی ایک **اندرونی** کہ جو بغض اور شحنا کو دور کریگی دوسری **بیرونی** کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور **اسلام کی عظمت** دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ **حدیث** میں جو سلمان آیا ہے اُس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اُس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی اور میں خدا سے **وحی** پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اُس حدیث کے جو **کنز العمال** میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اُس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

بلکہ [illegible] اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیجدے تو پھر کسقدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور آیت کریمہ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک **پیشگوئی** مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوۃ پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کیطرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا **وہ میں ہوں** اس لیے بروزی رنگ کی نبوۃ مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بیدست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک **بروز محمدی مع جمیع کمالات محمدیہ** کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا سو **وہ ظاہر** ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوۃ کے چشمہ سے پانی لینے کیلیے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ** ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک **بروزی نبی اور رسول** کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت **وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ** سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اسمیں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھیرائے گئے لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھیرے اور صحابہ کیطرح زیر تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اس لیے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی پس آیت میں اسکو ایک وجود منفی کیطرح رہنے دیا اور اسکی عوض میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے اور اسی طرح آیت شریفہ **انا اعطینٰک الکوثر** میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص **نبی یا رسول** ہونے کا دعوی کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوی نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوی نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے بار بار **میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا** مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے **میرا نام محمد اور احمد ہوا** پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہے **علیہ الصلوٰۃ والسلام**

خاکسار میرزا غلام احمد

از قادیان۔ ۵۔ نومبر ۱۹۰۱ء

اشتہار

کتاب آیات الرحمٰن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید **محمد احسن** صاحب امروہی نے کتاب **عصائے موسیٰ** کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اسکو اپنی وہ کتاب ایک درد انگیز نشانہ محسوس ہوگی۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لیے اسطرح سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر کتاب چھپ جاوے اس لیے یہ انتظام کیا گیا والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد۔ قادیان

بقیہ مضمون

سید ارادت حسین صاحب احمدی مونگیری

نمبر ۱

اب قرآن کی پیشگوئیوں کو دیکھیے کہ کس شان اور جلال کے ساتھ پوری ہوئی ہیں۔ واضح ہو کہ امور غیبیہ کے بتانے والے دنیا میں کئی قسم اور کئی فرقے پائے جاتے ہیں جو کبھی نہ کبھی اور کچھ نہ کچھ بتلا دیتے ہیں اور بعض اوقات کسیقدر انکا مقولہ بھی سچ ہو رہتا ہے جیسے منجم۔ طبیب۔ قیافہ داں۔ کاہن رمال۔ جفری۔ فالبیں اور بعض بعض مجانین اور حال کے زمانہ میں مسمریزم کہ بعض امور اُن سے مکشوف ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یہ تمام فرقے جنکا اوپر ذکر ہوا صرف ظن بلکہ وہم پرستی سے باتیں کرتے ہیں یقینی اور قطعی علم اُن کو ہرگز نہیں ہوتا اور نہ اُنکا ایسا دعوی ہوتا ہے اور بعض حوادث کونیہ سے جو یہ لوگ اطلاع دیتے ہیں تو اُنکی پیشگوئیوں کا ماخذ صرف علامات و اسباب طبیعہ ہوتے ہیں جنھوں نے قطعی اور یقینی مرتبہ سے کس بھی نہیں کیا ہوتا۔ احتمال اور تلبیس اور اشتباہ اور خطا کا اُن سے مرتفع نہیں ہوتا بلکہ اکثر اُن کی خبریں بے بنیاد اور دروغ محض نکلتی ہیں اور با وصف اس کذب اور خلاف واقع نکلنے کے اُن کی پیشگوئیوں میں عزت اور قبولیت اور منصوریت اور کامیابی کے انوار پائے نہیں جاتے۔ ایسی خبریں بتانے والے اپنی ذاتی حالت میں اکثر افلاس زدہ بدنصیب اور بدبخت اور بے عزت اور دون ہمت دنی النفس اور ناکام اور نامراد ہی نظر آتے ہیں اور امور غیبیہ کو اپنی حسب مراد ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ اُن کے حالات پر خدا کے قہر کی علامات نمودار ہوتی ہیں اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزت و نصرت اُنکے شامل حال نہیں ہوتے انبیا اور اولیا صرف نجومیوں کیطرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ خدا کے کامل فضل اور رحمت سے کہ جو ہمیشہ وہر دم اُن کے شامل حال ہوتی ہے ایسی اعلی پیشگوئیاں بتلاتے ہیں جنمیں انوار قبولیت اور عزت کے آفتاب کیطرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں اور جو عزت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہیں نہ نحوست اور نکبت پر۔ قرآن شریف کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالیے تو معلوم ہو کہ وہ نجومیوں وغیرہ درماندہ لوگوں کی طرح ہرگز نہیں بلکہ اُنمیں صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے اور اُنہیں تمام پیشگوئیوں کا یہی طریق اور طرز ہے کہ اپنی عزت دشمنوں کی ذلت اور اپنا اقبال دشمنوں کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور اور دشمن کی شکست اور اپنی ہمیشہ کی سرسبزی اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے۔ کیا اس قسم کی پیشگوئیاں نجومی بھی کر سکتا ہے یا کسی رمال یا مسمریزم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہمیشہ اپنی ہی خیر ظاہر کرنا اور مخالف کا زوال اور وبال جتلانا۔ جو بات مخالف منہ پر لاوے اُسکو توڑنا اور جو بات اپنے مطلب کی ہو اُسکے ہو جانے کا وعدہ کرنا یہ صریح خدا ہی کا کام ہے انسان کا کام نہیں۔ (براہین احمدیہ)۔

اسبات کو بخوبی سمجھانے کے لیے ہم چند آیات قرآن شریف جو امور غیبیہ پر مشتمل ہیں بطور نمونہ ذیل میں معہ ترجمہ لکھتے ہیں تا عقلمند لوگ خصوصا آپ بغور تمام پڑھکر اور سب پیشگوئیوں کو ایک جائی دیکھکر غور و انصاف کریں کہ کیا ایسے اخبار بیان کرنا بجز خدائے قادر مطلق کسی انسان کا کام ہے؟ اور وہ آیات معہ خلاصہ ترجمہ یہ ہیں

فذکر فما انت بنعمۃ ربک بکاھن ولا مجنون۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم ان کنتم صدقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین خلق الانسان من عجل ساریکم ایاتی فلا تستعجلون سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم الحق۔ وبالحق انزلنہ وبالحق نزل وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ البطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم و یابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جھنم و بئس المھاد وان ما توعدون لات وما انتم بمعجزین۔ وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباءو بغضب من اللہ وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ ذلک بانھم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز ویخوفونک بالذین من دونہ قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون۔ ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصلحین۔

واصبر لحکم ربک فانک باعیننا والله یعصمک من الناس قل هو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض انظر کیف نصرف الایات لعلهم یفقهون۔ قل یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ من یاتیه عذاب یخزیه ویحل علیه عذاب مقیم ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انهم لن یضروا الله شیئا ولهم عذاب عظیم کداب ال فرعون والذین من قبلهم کفروا بایات الله فاخذهم الله بذنوبهم۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول فاخذناه اخذا وبیلا فکیف تتقون۔

ترجمہ

سو اُٹھیں تو حق کا راستہ یاد دلاتا رہ اور خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے اور نہ تجھے کسی جن کا آسیب ہے اور نہ دیوانگی انکو کہہ کہ اگر تمام جن اور آدمی اس بات پر اتفاق کریں کہ قرآن جیسی اور کتاب بنا لاویں تو وہ کبھی نہیں لاسکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار بھی ہوں۔ اور اگر تم اس کلام کے بارہ میں کہ ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کسی نوع کے شک میں ہو یعنی اگر تمہارے نزدیک اُس نے وہ کلام آپ بنالیا ہے یا جنات سے سیکھا ہے یا جادو کی قسم ہے یا شعر ہے یا کسی اور قسم کا شک ہے تو تم ہی اگر سچے ہو تو بقدر ایک سورت بنا کر دکھاؤ اور اپنے دوسرے مددگاروں اور معبودوں سے مدد لیلو اور اگر نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے جو کافروں کے لیے طیار کی گئی ہے۔ انسان کی فطرت میں جلدی ہے عنقریب ہم تمکو اپنے نشان دکھائیں گے۔ سو تم مجھ سے جلدی مت کرو عنقریب ہم تمکو معمورہ عالم کے کناروں تک نشان دکھائینگے اور خود اُنہیں میں ہمارے نشان ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ حق اُن پر کھل جائیگا قرآن شریف کو ہم نے ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور حقانیت کیساتھ اُترا ہے اور وہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جو ہمیشہ باطل کی آمیزش سے منزہ رہیگی اور کوئی باطل اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا نہ آیندہ کسی زمانہ میں مقابلہ کرسکے گا یعنی اُس کی کامل صداقتیں کہ جو ہر ایک باطل سے منزہ ہیں تمام باطل پرستوں کو کہ جو پہلی اُس سے پیدا ہوئے یا آیندہ کبھی پیدا ہوں ملزم اور لاجواب کرتے رہینگی۔ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں اپنے مونہوں کی پھوکوں سے پر خدا اپنے کام سے ہرگز نہیں رُکے گا جب تک اُس نور کو کامل طور پر پورا نہ کرلے اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔ کافروں کو کہدے کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤگے اور پھر آخر جہنم میں پڑو گے کیا ہی برا سامان ہے اور جو کچھ تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یعنی دین اسلام کا عزت کے ساتھ دنیا میں پھیل جانا اور اُس کے رکنے والے کا ذلیل اور رسوا ہونا یہ وعدہ عنقریب پورا ہونے والا ہے اور تم ہرگز اسکو نہیں روک سکوگے یہودیوں نے کہا کہ خدا کا ہاتھ بند ہوا ہے یعنی جو کچھ ہوتا ہے انسان کی تدبیروں سے ہوتا ہے اور خدا اپنے قادرانہ تصرفات سے عاجز ہے۔ سو خدا نے ہمیشہ کے لیے یہودیوں کے ہاتھوں کو باندھ دیا ہے تا اگر اُن کی فکر اور اُنکی تدبیر کچھ چیز ہیں تو اُنکے زور سے دنیا کی حکومتیں اور بادشاہتیں حاصل کریں اُن پر ذلت کی مار ڈالی گئی ہے یعنی جہاں رہیں گے ہمیشہ کمزوری اور ناتوانی اور بدبختی ان کے شامل حال رہیگی وجہ یہ کہ وہ خدا کے نشانوں سے انکار کرتے رہتے ہیں اور خدا کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں ہمارا قانون قدرت یہ ہے کہ ہم اپنے پیغمبر اور ایمانداروں کو دنیا اور آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں۔ خدا نے یہی لکھا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے اور خدا بڑی طاقت والا اور غالب ہے اور کافر تجھے خدا کے سوا اور چیزوں سے ڈراتے ہیں تو کہہ کہ تم میرے مغلوب کرنے کے لیے اپنے معبودوں سے جو تمہارے زعم میں خدا کے نزدیک ہیں مدد طلب کرو اور میرے ناکام رہنے کے لیے ہر طور کا مکر کرو اور مجھے ذرا مہلت مت دو پھر دیکھو کہ کیونکر ہم غالب ہوتے ہیں ہمارا کارساز خدا ہے جس نے اپنی کتاب نازل کی اور یہی قانون قدرت ہے کہ وہ صالحین کے کاموں کو آپ کرتا ہے اور اُنکی مہمات کا خود متولی ہوتا ہے اور اپنے خداوند کے حکم پر صبر کر اور صبر سے اُس کے وعدوں کا انتظار کر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تجھے خدا لوگوں کے شر سے بچائے گا جو تیرے قتل کرنے کے گھات میں ہیں کہہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تمکو نشان دکھلانے کے لیے اوپر سے کوئی عذاب نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب نمودار ہو یا ایمانداروں کی لڑائی سے تمکو عذاب کا مزہ چکھاوے دیکھو ہم کیونکر آیات کو پھیرتے ہیں تا کہ وہ سمجھ لیں۔ کہہ اے میری قوم تم بجائے خود کام کرو اور میں بجائے خود کام کرتا ہوں۔ سو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس پر اس دنیا میں عذاب نازل ہوتا ہے کہ جو اُسکو رسوا کرے اور کس پر جاودانی عذاب نازل کرتا ہے یعنی آخرت کا عذاب اور تجھے کافروں کی بداندیشی سے غمناک نہیں ہونا چاہیے وہ خدا کے

وہن کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکینگے اور انکے لیے خدا نے بہت بڑے عذاب مقرر کر رکھے ہیں جیسے فرعون کے خاندان اور اس سے پہلے کا فروں کا حال ہوا کہ جب انھوں نے خدا کے نشانوں سے انکار کرنا اختیار کر لیا تو خدا نے اُن سے اُن کے گناہوں کا مواخذہ کیا۔ ہم نے تمہاری طرف یہ رسول اسی رسول کی مانند بھیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف (موسیٰ ؑ) بھیجا گیا تھا سو جب فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اس سے تو ایسا مواخذہ کیا کہ جسکا انجام وبال تھا اسی مواخذہ سے فرعون نیست و نابود ہو گیا سو تم جو بمنزلہ فرعون ہو ہمارے مواخذہ سے کیونکر نافرمانی کرکے بچ سکتے ہو۔ (باقی آیندہ)

مختصر نوٹ اور ریمارکات

خیالی اور محض ناموری اور شہرت کے خیال سے اصلاح قوم کا دعوی کرنیوالے ریفارمروں اور واقعی اور خدا کیطرف سے **اصلاح قوم** کیلیے مامور ہونے والے مصلحوں میں ایک امتیاز ہوتا ہے۔ وہ کیا؟ خدا کا مامور قوم کی بے التفاتی اور سرد مہری سے گھبراتا اور رکتا نہیں قوم کیطرف سے کتنا ہی کفران نعمت ہو اور اسکی اذیت کے لیے کتنی ہی سعی ہو وہ اپنا قدم آگے بڑھاتا اور ایک ظاہری یاس میں بھی اپنی کامیابی کی خوشبو کو سونگھ لیتا ہے برخلاف اس کے **خیالی ریفارمر** قوم کی ذرا سی بے التفاتی یا چند مشکلات کے پیش آجانے سے اور اپنے مقاصد میں کامیابی کیصورت نہ دیکھنے سے گھبرا اُٹھتا ہے اور زندہ قوم کا **جنازہ** پڑھدینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

مذہب کا انسانی قوی پر کیا تصرف ہے؟ قرآن شریف نے تو اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مذہب انسان کے فطرتی قوی اور ملکات کو اپنے محل اور موقعہ پر استعمال کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر انجیل کا منشا اس سوال کے جواب میں یہ ہے کہ وہ بھیڑیے کو بکری بنا دے اب دانشمند خود فیصلہ کرلیں کہ حق کس کے ساتھ ہے

گناہ کی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ پس گناہ کے دور کرنے کا علاج یا اس سے بچنے کیصورت تو یہی ہے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق کو مستحکم کرے اور اسی کی طرف رجوع کرے بھلا یہ کونسی عقل ہے کہ گناہ تو پیدا ہو خدا کے بُعد اور دوری سے اور اسکا علاج ہو کسی کی **خودکشی** !!!

اگر نجات کا مدار کسی لعنتی قربانی پر ہے تو کیوں گناہ خود نجات نہیں ہو سکتا؟ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ **یسوع** ہمارے بدلے لعنتی ہوا وہ اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں۔

اخبار وکیل کو کیا ہو گیا کہ وہ بعض وقت کسی معاملہ پر رائے زنی کرتا ہوا کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے۔ چنانچہ یکم نومبر کی اشاعت میں ہمعصر مشیر دکن کے حوالے سے حجاز ریلوے کے چندہ کے لیے حیدرآباد دکن میں ۵ لاکھ روپے کی لاٹری کی تجویز کے عملی صورت میں آنے کو پسند کرتا ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کی حمایت کا مدعی اخبار قرآن کریم کے اس حکم کی کچھ بھی پروا نہ کرتا ہوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ اگر اخبار وکیل حجاز ریلوے کا چندہ بذریعہ لاٹری جمع ہونا ہی پسند کرتا ہے اور اس مبارک کام میں ایسے ہی ناپاک مالوں کا لگنا اسے پسند معلوم دیتا ہے تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔

پہلے وکیل کو چاہیے تھا کہ لاٹری کے جواز پر ایک فتویٰ علما سے لے لیتا اور پھر تاکید کرتا ہمیں اپنے ہمعصر اس نوٹ کے لکھنے پر سخت افسوس ہے کہ اس نے ہرگز ہرگز اسلامی اصول اور قرآنی حکم پر غور نہیں کیا۔ ورنہ ایسی چیز کے پسند ہی کیا سکتے۔

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف اور توریت شریف توحید الٰہی کے بیان میں برابر ہیں یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں توریت میں باریک مراتب کا کوئی ذکر نہیں کیونکہ توریت کی توحید کا منشا اس سے زیادہ نہیں کہ انسان انسان بت حیوان عناصر یا اجرام فلکی کی پرستش سے باز رہے مگر قرآن شریف مراتب توحید کو بیان کرتے وقت ایک اعلیٰ درجہ پر لے جاتا ہے۔ جسپر غور کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت تامہ اور کمال کا بھی پتہ لگتا ہے چنانچہ قرآن شریف کے تین درجے توحید کے قرار دیے ہیں

پہلا درجہ عوام کے لیے یعنی انکے واسطے جو خدا تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔

دوسرا درجہ خواص کے لیے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الٰہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

تیسرا درجہ خواص الخواص کیلیے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔

اول مرتبہ توحید کا یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جاوے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر اسکی پرستش سے کنارہ کیا جاوے۔

اور **دوسرا** مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالےٰ کو سمجھے اور اسباب پر اتنا زور نہ دے جس سے وہ خدا تعالےٰ کے شریک ٹھیر جاویں مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوجاتا

تیسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اسکی عظمت میں محو کرنا یہ توحید توریت میں ہرگز نہیں ہے

ایک آزاد خیال پوچھتا ہے کہ **عیسائی** ہوکر انسان اپنے اس مذہب کی رو سے جو انجیل میں بیان کیا گیا ہے سوسائٹی میں کیونکر رہ سکتا ہے؟ اور کیونکر تجارت کرسکتا ہے؟ جب کہ انجیل میں امیر بننے اور کل کی فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے ایسا ہی کیا کوئی عیسائی فوجیں داخل ہوسکتا ہے جب کہ دشمن کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے

لودھیانہ کا عیسائی اخبار ان باتوں کا معقول جواب دے تو بیشک انجیل پر احسان کرے۔

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کی اعتراضات کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے ۸؍ قیمت کو علاوہ محصول ڈاک مل سکتی ہے۔

قرآن شریف کے دہلوی زندہ مترجموں کی خدمت میں ضروری التماس

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو از سخنم خواہ پند گیر خواہ ملال

میرزا **حیرت** صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جب سے قرآن شریف کے جدید ترجمہ کا اعلان شائع کیا ہے اور جدید ترجمہ کی ضرورت بتاتے ہوئے ڈپٹی **نذیر احمد** صاحب کے ترجمہ قرآن کی غلطیاں (خواہ بلحاظ زبان خواہ اصل ترجمہ) شائع کی ہیں اس وقت سے مسلمانوں کی اخباری دنیا میں عجیب بحث شروع ہوگئی ہے۔ یہ بحث ہماری خوشی کا موجب ہوتی اور مسلمانوں کی بہتری کا باعث بنتی اگر اس کا مقصد قرآن شریف کی عزت اور جلال ہوتا مگر جسقدر تحریریں آج تک فریقین کیطرف سے شائع ہوئی ہیں ان کو پڑھ کر ہم جس نتیجہ پر پہونچے ہیں وہ یہی کہ حمایت قرآن کریم اور نصرت دین قویم مقصود نہیں بلکہ یہ جھگڑا اور بحث اسی طرز کا ہے جو تجارت کے اصول کمپٹیشن (مقابلہ) میں ہوتا ہے اگر حقیقت یہاں تک ہی محدود ہے جیسا کہ تحریروں سے مترشح ہوتا ہے تو ہم افسوس سے کہتے ہیں۔

فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين

اور اگر ہم اس نتیجہ کے اخذ کرنے میں غلطی پر ہیں اور مقدمات (جنکی بنا پر یہ نتیجہ نکلتا ہے) کی صحیح ترتیب میں ہمیں مغالطہ ہوا ہے تو ہماری خوشی بڑھ جائیگی اگر دہلی کے زندہ رقیب مترجم ہماری اس تحریر کے جواب میں کوئی قابل اطمینان امر پیش کرسکیں گے۔

اس مختصر سے نوٹ میں ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مرزا حیرت کے ترجمہ اور ان اعتراضوں پر جو انھوں نے ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ پر کیے ہیں ریویو کریں یا ان جوابوں پر ریمارک کریں جو ڈپٹی صاحب کے ڈیفنس میں دئے گئے ہیں + بلکہ اس کام سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ یہ بحث ایک نتیجہ خیز رنگ اور مفید مطلب صورت میں آجاوے۔ اسمیں شک نہیں کہ ڈپٹی صاحب کے ترجمہ میں غلطیاں ہیں اور انکی اصلاح کی ازبس ضرورت ہے مگر مرزا حیرت صاحب نے جو نمونہ ترجمہ کا پیش کیا ہے یا جو اعتراض کیے ہیں انکو خطا اور غلطی سے مبرا مان لینا یہ ہمارے نور قلب کے خلاف ہے جب کہ ہم اسمیں خطرناک غلطیوں کا موجود ہونا پاتے ہیں۔ خود مرزا حیرت صاحب اپنے ترجمہ کو کالوحی من السماء مانتے ہوں تو یہ انکا اختیار ہے + مگر حقیقت الامر یہی ہے کہ ان کا ترجمہ اور اعتراض بجائے خود بہت سی غلطیاں اپنے اندر رکھتے ہیں جو انشاء اللہ پیش کی جائیں گی۔

ہاں

تو اصل غرض جو ہم اس نوٹ کی تحریر سے رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ بات تو دونوں مترجموں کے نزدیک مسلم ہے کہ قرآن شریف کے جدید ترجمہ کی ضرورت ہے اسی ضرورت کو مدنظر رکھکر ڈپٹی صاحب نے اپنا ترجمہ شائع کیا اور مرزا حیرت صاحب اسکی اشاعت کے فکر میں ہیں۔

ہم بھی اس ضرورت کے ساتھ متفق ہیں۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ وہ ترجمہ جو ملک اور قوم کے سامنے پیش کیا جاوے کیسا ہونا چاہیئے اور وہ کون امور ہیں جنکے نہ ہونے کی وجہ سے قرآن

کی عزت پر ہاتھ مارنے کا موقع خبیث فطرت لوگوں کو ملا ہے۔

یہ ایک مبسوط مضمون ہے، جو اس نوٹ میں نہیں آسکتا۔ بہرحال ہم جانتے ہیں ڈپٹی صاحب اور مرزا حیرت صاحب اس سے ناواقف نہیں کسی حد تک ضرور آگاہ ہیں۔

پس یہ ضروری ہوا کہ اس ترجمہ میں جو شائع کیا جاوے ان امور کو مدنظر رکھا جاوے لیکن چونکہ ہم مرزا حیرت صاحب کے ترجمہ اور ان کے فہم قرآن کریم کے قائل نہیں یا یہ کہو کہ ہمیں کچھ علم نہیں کہ انھیں قرآن کیسا آتا ہے اور ایسا ہی ڈپٹی صاحب کے ترجمہ کو پڑھکر ہم کہتے ہیں کہ وہ کافی نہیں اور بہت سی غلطیاں اپنے اندر رکھتا ہے

پس

قرآن شریف کا ایک صحیح اور ناقابل اعتراض یا کم از کم قرآن شریف کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے والا اور موجودہ اعتراض سے بچانے والا ایک ترجمہ شائع کیا جاوے خواہ مرزا حیرت شائع کریں یا ڈپٹی نذیر احمد یا کوئی اور اس کے لیے بہترین طریق یہی ہوسکتا ہے۔ کہ مرزا حیرت صاحب ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ اور ان کے حواشی پر جسقدر اعتراض رکھتے ہیں وہ سلسلہ وار شائع کریں اور ان پر تہذیب اور شائستگی کو ملحوظ رکھکر معقول وجوہات اعتراض بتائیں۔ اور پھر اس کے بالمقابل اپنا ترجمہ پیش کریں، ڈپٹی صاحب اس خیال کو چھوڑ دیں کہ وہ بڑے دولتمند ہیں یا بڑے طلیق اللسان لکچرار مشہور ہیں وہ اپنی ان ساری بزرگیوں کو الگ رکھیں اگر انھیں قوم اور اسلام اور قرآن کی خدمت منظور ہے وہ نہایت نرمی سے اور متانت سے جس میں ظرافت کو ذرا بھی دخل نہ ہو اور ذاتی نکتہ چینی ہرگز نہ ہو مرزا حیرت کے اعتراضوں کا معقول جواب لکھیں اور جو غلطیاں ان کی رائے میں واقعی ہوں انکو تسلیم کریں ان مضامین پر اور صاحب جو قرآن شریف کا مذاق اور کلام الٰہی سے محبت رکھتے ہوں محض خدا ترسی اور قرآنی جلال کو مدنظر رکھکر ریمارک کریں۔ مرزا حیرت صاحب اور ڈپٹی صاحب ان ریمارکس کو پڑھ کر ہر ایک اپنی جائز غلطی کا اعتراف کرلے۔ چنانچہ اس محاکمہ میں

الحکم بھی بفضلہ تعالےٰ بہت بڑا پارٹ لینے کو طیار ہے اور وہ اپنے مخدوم مکرم شیخ حضرت مولنا حاجی نورالدین صاحب بھیروی کی (جو قرآن شریف کے عاشق ہیں اور برسوں سے جنکا معمول ہے کہ ایک وسیع معلومات سے بھرا ہوا ہر روز قرآنی درس دیتے ہیں) گرانقدر نوٹ اس محاکمہ میں شائع کرنے کی اُمید دلاتا ہے اس صورت میں امید کی جھلک دکھائی دیتی ہے کہ قرآن شریف کی خدمت ہوسکے گی۔

ہم اس مضمون کو اب مختصر کرنا چاہتے ہیں اگر مرزا حیرت صاحب واقعی قرآن شریف کی خدمت اور مسلمانوں کی بہتری کا خیال دلمیں لیے ہوئے ہیں اور تری تجارت مقصود نہیں اور ایسا ہی ڈپٹی صاحب کے دل میں ضد اور حسد نہیں تو وہ ہماری اس بیغرضانہ رائے کو تسلیم کرلیں گے اور ہمیں اطلاع دیکر مشکور فرماویں گے۔ ورنہ ہم نے اپنا پیام ان تک پہونچا دیا اور کسی اگلی اشاعت سے اس سلسلہ کو انشاء اللہ تعالیٰ شروع کریں گے، جس کا ہم نے اوپر کہیں ذکر کیا ہے۔ چونکہ الحکم کا ایڈیٹر بھی اپنے مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لیے ہوئے نوٹس کو مرتب کرکے ایک مختصر تفسیر شائع کررہا ہے اس لیے ایک ایک کاپی ہم ڈپٹی صاحب اور مرزا حیرت صاحب کے پاس بھیجدیتے ہیں تاکہ انھیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع مل سکے، ہم انھیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ کوئی مقام معقول وجوہات کی بنا پر قابل اصلاح بتائیں گے تو ہمیں اُس کے معقول ہونے کی صورت میں تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

بالآخر ہم اُمید کرتے ہیں کہ دہلی کے زندہ مترجم اس اہم معاملہ پر قرآن شریف کی عزت اور عظمت کیلیے اور اسلام کی خدمت کی خاطر پوری توجہ کریں گے

نوٹ

اعتراضوں اور غلطیوں سے مراد اردو زبان دانی کی غلطیاں نہیں انکو سردست الگ رکھا جائے گا۔ پہلے وہ غلطیاں پیش کی جائیں اور قرآن شریف کی اُس آیت کو لکھنا چاہیے جس کے معارض یا خلاف وہ مضمون پڑتا ہے یا کسی صحیح مرفوع متصل حدیث کے خلاف یا صحیح تاریخ کے خلاف یا علوم جدیدہ کے خلاف بمعنی طول طویل اختلاف اور جھگڑے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بیعت

محمد عارف صاحب والدہ محمد عارف صاحب دختیار بہشیرہ محمد عارف صاحب والا خوند محمد رمضان صاحب حکیم ساکن کمال ڈیرہ تعلقہ کند یارہ ضلع حیدر آباد سندھ۔
میاں زین العابدین صاحب۔ فتحپور گجرات پنجاب رجمنٹ نمبر ۱۲ کمپنی نمبر ۲۔ سپاہی سنگا پور۔
مسماۃ بشری اللہ رکھا صاحب۔ مراد پور سیالکوٹ
مولوی محمد حسین صاحب۔ سرہ والا ریاست فریدکوٹ ڈاکخانہ کوٹ کپورہ
محمد اللہ صاحب ولد عالم۔ ملہو۔ سیالکوٹ
محمد اسمعیل صاحب ابن عبد الصمد صاحب مرحوم۔ محمد بلاک پلی نمبر مکان ۲۰ معسکر بنگلور۔
میاں مولا بخش صاحب ولد کریم بخش صاحب ساکن بلند شہر حال کپور تھلہ ملازم شیشہ کوٹھی۔
میاں حکیم عبد الحکیم صاحب۔ گولے کے ضلع گجرات پنجاب ڈاکخانہ گولے کے۔
ملک برکت علی صاحب۔ اسٹیشن ہاتھیان ضلع پشاور بین نوشہرہ درگئی۔

دارالامان

(۱)

حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء بحمد اللہ بخیریت ہیں اس ہفتہ میں دو روز نصیب دشمناں حضور والا کی طبیعت ناساز رہی۔ جو لوگ یہاں رہتے ہیں وہ ان حقائق اور معارف کو جو اس برگزیدہ الٰہی کے منہ سے باوجود اس قسم کے ضعفوں اور کمزوریوں کے نکلتے ہیں دیکھتے ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ فی الحقیقت وہ اعجازی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔

حضرت اقدس کے اہلبیت بھی خدا تعالیٰ کا احسان ہے تندرست ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد اتفاقاً زینہ سے گر پڑے اور آپکے سر اور جبین اور رخسارہ پر چوٹ آئی تھی مگر خدا نے اپنا فضل کیا اور صاحبزادہ صاحب ضرب شدہ بہ سے بچ گئے۔

(۲)

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب بھی بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی والدہ مکرمہ جو ضعیفہ ہیں اُن کی علالت طبع کی خبریں متواتر آتی رہیں اور مولوی صاحب جو اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے ہیں سیالکوٹ جانے کے لیے طیار بھی ہوئے مگر چونکہ آپ نے بہت بڑی دینی خدمت اختیار کر رکھی ہے یعنی حضرت اقدس کی خط وکتابت اور خطبہ الہامیہ کے پروف پڑھنے اور نمازوں میں امام ہونے کے علاوہ الحکم کے لیے بھی حتی الوسع مضامین لکھنے اور الحکم کے بعض پروف پڑھنے اور تفسیر کے مسودوں اور پرچوں کا پڑھنا وغیرہ وغیرہ غرض حضرت اقدس کے حکم سے آپنے اپنا سفر سیالکوٹ کا ملتوی کیا۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت ہمیں اس لیے پڑی ہے کہ

ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے

کا عملی نمونہ دکھانا چاہتے ہیں۔ ایک ضعیفہ اور مہربان والدہ کی بیماری کی خبر اور پھر اکلوتے بیٹے کو پہونچے اس کا جسقدر مضطر اور بیقرار ہونا مانا جاوے ممکن ہے۔ مگر انشراح صدر کے ساتھ بدون کسی قسم کی گھبراہٹ اور اضطراب کے امام کے حکم کو مقدم کرلینا آسان نہیں۔ خدا تعالےٰ ہم سبکو یہ فضل عطا فرماوے۔ آمین۔

(۳)

قاضی یوسف علی صاحب نعمانی کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم گذشتہ پندرہ سولہ روز تک بالکل تندرست رہا جو حضرت اقدس کی قبولیت دعا کا اثر تھا تمام امراض جاتے رہے تھے اور کئی کئی سو قدم ٹہلنے لگے تھے انتقال سے اس روز کی رات جو دکھو انتقال ہوا نہایت تندرست تھے اور مغرب اور عشا کی نماز باجماعت پڑھی اور رات کے ایک بجے تک باتیں کرتے رہے آخر چونکہ موت تو سب کے لیے مقدر ہے کسی تیز قلبی عارضہ سے ۷ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء انتقال ہوگیا۔ حضرت اقدس مرتے دم تک پوری ہمدردی فرماتے رہے اور بار بار استفسار حالات کرتے رہے اور دواؤں کے اول بدل کرنے میں سعی کرتے رہے علی ہذا القیاس حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی پوری سعی میں سرگرم رہے جسکو دیکھکر واقعی آرزو کرنی پڑتی ہے کہ خدا تعالیٰ اگر موت دے تو امام کے قدموں میں آمین حضرت اقدس نے ساری جماعت حاضرہ کو لیکر مرحوم کا جنازہ پڑھا اور خود امام بنے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد مرحوم کو دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ انکو اپنی رحمت سے جنت میں جگہ دے اور انکی اولاد و اقارب کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

(۴)

۹ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور سے تشریف لائے ڈاکٹر صاحب اپنے امتحان سے فارغ ہوچکے ہیں خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ کامیاب اور فائز المرام ہوں۔ آمین۔

(۵)

۹ نومبر سنہ ۱ء کو حضور عالم پناہ شاہنشاہ قیصر ہند کی سالگرہ کی تقریب پر تعلیم الاسلام ہائی سکول ایک یوم کے لیے بند کیا گیا

ضلع گورداسپور کی خوش قسمتی

ہم نہایت خوشی کے ساتھ اس خبر کو درج کرتے ہیں کہ یکم نومبر سنہ ۱۹۰۱ء سے گورداسپور کی ڈپٹی کمشنری کا چارج ہمارے مخدوم میجر ڈالس صاحب نے لیا ہے میجر ڈالس صاحب کی بیدار مغزی اور رعایا پروری اور معدلت گستری مشہور ہے چنانچہ ضلع امرتسر اور سیالکوٹ کے لوگ صاحب ممدوح کو اب تک یاد کرتے ہیں۔

الحکم کو سب سے زیادہ خوشی اس لیے بھی ہے کہ الحکم کا پہلا نمبر آپکی موجودگی اور اجازت ہی سے امرتسر میں شائع ہوا تھا اور ایڈیٹر الحکم کو صاحب ممدوح کی خدمت میں ذاتی نیاز حاصل ہے چنانچہ سنہ ۹۶ء میں اس نے بحیثیت سپیشل پولیس آفیسر صاحب ممدوح کی خوشنودی مزاج کا پروانہ بھی حاصل کیا تھا اور اب جبکہ الحکم ضلع گورداسپور کی حدود میں شائع ہوتا ہے صاحب ممدوح سے ہمیں واثق امید ہے کہ وہ ہماری گذارشوں پر جیسا کہ ان کا معمول ہے توجہ فرماتے رہیں گے غرض ہم آپ کے اس تقرر پر ضلع گورداسپور کی رعایا کو مبارکباد دیتے ہیں۔۔۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

ڈاکٹر مرزا **یعقوب بیگ** صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم نے تین ماہ کی رخصت محض اس خیال سے لی ہے کہ وہ تین مہینے پورے حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن کی صحبت میں رہکر روحانی فیوض وبرکات حاصل کریں۔

جناب خانصاحب **نواب خان** صاحب تحصیلدار گجرات نے ڈیڑھ ماہ کی رخصت لی۔

جناب شیخ **رحمت اللہ** صاحب پرو پرائیٹر بمبی ہاؤس لاہور مع الخیر سفر انگلستان سے واپس آگئے آپ کا ارادہ سیدھے دارالامان تشریف لانے کا تھا مگر اپنے بھائیصاحب کی علالت طبع کی وجہ سے پہلے لاہور پہونچے اور آج اپنے بھائی شیخ عبد الرحمن صاحب کے ساتھ دارالامان پہونچ گئے اور بوجہ کثرت کار آج ہی واپس

سیٹھہ **احمد الدین** صاحب افریقہ سے واپس آکر جہلم میں پہونچگئے ہیں جہاں انکا پتہ یہ ہوگا۔
(سیٹھہ احمد الدینصاحب مارکیٹ قصابان جہلم۔)

مولانا مولوی **برہان الدین** صاحب جہلمی نے مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ کو ایک رجسٹرڈ خط لکھا ہے جسکی ایک نقل ہمیں بھی ملی ہے اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اُسے درج کریں گے۔

حضرت **مرسل اللہ** عربی کتابوں کی تصنیف میں بدستور مصروف ہیں اس کتاب کی اشاعت سے پہلے حضرت اقدس ایک مختصر سا اشتہار مصری رسالہ **المنار** کو خطاب کر کے لکھنے والے ہیں۔ چنانچہ یہ لطیف اشتہار بہت جلد شائع ہونیوالا ہے۔

حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سکرٹری کونسل ٹرسٹیان مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اطلاع دیتے ہیں کہ کونسل ٹرسٹیان مدرسہ تعلیم الاسلام کی اطلاع کے لیے شائع کیا جاتا ہے کہ دسمبر ۱۹۰۱ء کے ایام کرسمس میں کونسل ٹرسٹیان مدرسہ کا اجلاس بعض ضروری امور متعلقہ مدرسہ پر غور کرنے کے لیے بمقام قادیان ہوگا اس لیے اُمید کی جاتی ہے کہ معزز ٹرسٹی صاحبان ضرور تشریف لائینگے

خبریں

سی۔ ایل۔ ڈنڈاز صاحب رخصت سے واپس آنے پر آرسانکس صاحب کی جگہ جو قلیل رخصت پر جاتے ہیں قائمقام ڈائرکٹر کاغذات زمین وزراعت پنجاب ہوں گے۔

لالہ بندرابن صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھائی ہوتو سنگھ صاحب کی جگہ جو بنوں کو تبدیل ہوئے ہیں شاہ پور جائیں گے۔

بی۔ این باسور تھہ سمتھہ صاحب رخصت سے واپس آنے پر بندوبست کا کام لے لینے کے لیے بھیجے جائینگے

سی۔ ایچ اٹکنس صاحب رخصت سے واپس آکر پھر ضلع لاہور کا اہتمام لیں گے۔

ای۔ ایل۔ بارکر صاحب پیرز صاحب کی جگہ جو ڈیرہ اسمٰعیل خانکو جاتے ہیں راجن پور میں تعینات کیے گئے۔

ڈبلیو۔ سی۔ رینوف صاحب اپنے خاص کام کے ختم ہونے پر ایس ولبر فورس صاحب کی جگہ جو بطور ڈسٹرکٹ جج جالندھر کے واپس جاتے ہیں ہوشیار پور کے ڈپٹی کمشنر ہوں گے۔

اے ڈبلیو۔ جے نالبٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور حصار کو تبدیل ہوئے اور شیخ سراج الدینصاحب جھنگ سے لاہور بھیجے گئے۔

ایف ڈبلیو کیناڈے صاحب اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر سرسہ میں تعینات کیے جائیں گے۔

نئی کتابیں

مسلمانوں کا خدا اور اُس کے حضور میں دعا۔ یہ مختصر سا رسالہ قابل دید ہے قیمت ۱ر آسمانی فیصلہ جس میں حضرت اقدس حجۃ اللہ نے مخالفین پر فیصلہ دعا اور پیشگوئیوں اور تفسیر قرآن کریم کے ذریعہ اپنی سچائی کا ثبوت پیش کیا ہے اور ان نشانوں میں مقابلہ کرنے کی دعوت کی ہے۔ قیمت ۲ر
دو خط حضرت مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت کے دو خط جنمیں سے ایک مسئلہ ناسخ و منسوخ پر اور دوسرا ایک شیعہ کے رد میں ہے قیمت ۲ر
یہ کتابیں دفتر اخبار الحکم یا حکیم فضل الدینصاحب سے مل سکتی ہیں محصولڈاک بذمہ خریدار

تفسیر القرآن پارہ دوم

کی طبع کا کام شروع ہے ہمارے اکثر قدردان مربیوں نے ایکروپیہ پیشگی بطور سرمایہ دینا منظور فرمالیا ہے ایک معقول تعداد کے بعد ان بزرگوں کے نام درج اخبار کیے جائیں گے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے لئے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۲۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے عہ خواص اور معاونین سے ۵ع ہندوستان سے باہر ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان ۱۳۱۹ھ

چہ گویم بانگ گرامی چہار قادیان بینی || دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۴۳ | دار الامن والامان قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

ایمان

دوزخ اور بہشت کے ذکر سے سلسلہ کلام شروع ہوا۔ **فرمایا** ایمان بڑی دولت ہے اور ایمان اسبات کو کہتے ہیں کہ اس حالت میں مان لیا جاوے جبکہ علم ابھی کمال کے درجہ تک نہ پہونچا ہو اور ابھی شکوک اور شبہات سے ایک جنگ شروع ہو۔ پس ایسی حالت میں جو شخص تصدیق قلبی اور تصدیق لسانی سے کام لیتا ہے وہ مومن ہے اور حضرت احدیت میں اسکا نام راستباز اور صادق رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے اس فعل پر اللہ تعالےٰ کیطرف سے موہبت کے طور پر معرفت تامہ کے مراتب اسپر کھولے جاتے ہیں اور اصل بہشت بہی ایمان سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف نے جہاں بہشت کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں پہلے ایمان کا تذکرہ کیا ہے اور پھر اعمال صالحہ کا۔ اور ایمان اور اعمال صالحہ کی جزا **جنّٰت تجری من تحتہا الانہار** کہا ہے یعنی ایمان کی جزا جنت اور اس جنت کو ہمیشہ سرسبز رکھنے کیلیے چونکہ نہروں کی ضرورت ہوتی ہے اسلیے وہ نہریں اعمال صالحہ کا نتیجہ ہیں اور اصل حقیقت یہی ہے کہ وہی اعمال صالحہ اس دوسرے جہان میں انہار جاریہ کے رنگ میں متمثل ہوجاوینگے۔

دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس حسقدر انسان اعمال صالحہ میں ترقی کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کی نافرمانیوں سے بچتا اور سرکشی اور حدود اللہ سے اعتدا کرنیکو چھوڑتا ہے اسی قدر ایمان اسکا بڑھتا ہی اور ہر جدید عمل صالح پر اس کے ایمان میں ایک رسوخ اور دل میں ایک قوت آتی جاتی ہے۔ خدا کی معرفت میں اسے ایک لذت آنے لگتی ہے۔ اور پھر یہاں تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ مومن کے دل میں ایک ایسی کیفیت محبت الٰہی اور عشق خداوندی کی اللہ تعالیٰ ہی کی موہبت اور فیض سے پیدا ہوجاتی ہے کہ اسکا سارا وجود اس محبت اور سرور سے جو اسکا نتیجہ ہوتا ہے لبالب پیالہ کیطرح بھرجاتا ہے۔ اور انوار الٰہی اس کے دل پر بجلی احاطہ کرلیتے ہیں اور ہر قسم کی ظلمت اور تنگی اور قبض دور کردیتے ہیں۔

اسحالت میں تمام مصائب اور مشکلات بھی جو خدا تعالےٰ کی راہ میں انکے لیے آتے ہیں وہ انھیں ایک لحظہ کے لیے پراگندہ دل اور منقبض خاطر نہیں کرسکتے بلکہ وہ انکیلیے خود محبوب اللذت ہوتے ہیں یہ ایمان کا آخری درجہ ہوتا ہے

ایمان کے انواع اولیہ بھی سات ہیں اور ایک اور آخری درجہ ہے جو **موہبت** الٰہی سے عطا کیا جاتا ہی

اس لیے بہشت کے بھی سات ہی دروازے ہیں اور آٹھواں دروازہ فضل کے ساتھ کھلتا ہے غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بہشت اور دوزخ جو اس جہان میں موجود ہوں گی وہ کوئی نئی بہشت اور دوزخ نہ ہوگی بلکہ انسان کے ایمان اور اعمال ہی کا وہ ایک ظل ہیں اور یہی اس کی سچی فلاسفی ہے وہ کوئی ایسی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو ملے گی بلکہ انسان کے اندر ہی سے وہ نکلتی ہیں مومن کیلیے ہر حال میں اسی دنیا میں بہشت موجود ہیں ہوتا ہے اسی عالم یا بہشت موجود دوسرے عالم میں اس کیلیے بہشت موعود کا حکم رکھتا ہے پس یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے کہ ہر ایک کا بہشت اس کا ایمان اور اعمال صالحہ ہیں جنکی اس دنیا میں لذت شروع ہو جاتی ہے اور یہی ایمان اور اعمال دوسرے رنگ میں باغ اور نہریں دکھائی دیتی ہیں میں سچ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اسی دنیا میں باغ اور نہریں نظر آتی ہیں اور دوسرے عالم میں بھی باغ اور نہریں کھلے طور پر محسوس ہونگی۔

اسی طرح پر جہنم بھی انسان کی بے ایمانی اور بداعمالی کا نتیجہ ہے جیسے جنت میں انگور انار وغیرہ پاک درختوں کی مثال دی ہے ویسے ہی جہنم میں زقوم کے درخت کا وجود بتایا ہے اور جیسے بہشت میں نہریں اور سلسبیل اور زنجبیل اور کافوری نہریں ہوں گی اسی طرح جہنم میں گرم پانی اور پیپ کی نہریں بتائی ہیں۔ اس پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایمان منکسر المزاجی اور اپنی رائے کو چھوڑ دینے سے پیدا ہوا ہے اسی طرح بے ایمانی تکبر اور انانیت سے پیدا ہوتی ہے اس لیے اسکے نتیجہ میں زقوم کا درخت دوزخیوں کا اور وہ بداعمالیاں اور شوخیاں جو اس تکبر و خود بینی سے پیدا ہوتی ہیں وہ وہی کھولتا ہوا پانی یا پیپ ہوگی جو دوزخیوں کو ملے گی۔

اب یہ کیسی صاف بات ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے اسی طرح پر دوزخ کی زندگی بھی یہاں ہی سے انسان لے جاتا ہے جیسا کہ دوزخ کے باب میں فرمایا ہے نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ یعنی دوزخ وہ آگ ہے جو خدا کا غضب اسکا منبع ہے اور وہ گناہ سے پیدا ہوتی اور پہلے دل پر غالب ہوتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس آگ کی جڑ وہ ہموم غموم اور حسرتیں ہیں جو انسانی کو آگھیرتی ہیں کیونکہ تمام روحانی عذاب پہلے دل سے ہی شروع ہوتے ہیں جیسے تمام روحانی سروروں کا منبع بھی دل ہے اور دل ہی سے شروع ہونے بھی چاہییں کیونکہ دل ہی ایمان یا بے ایمانی کا منبع ہے ایمان یا بے ایمانی کا شگوفہ بھی پہلے دل ہی سے نکلتا ہے۔ اور پھر تمام بدن اور اعضا پر اس کا عمل ہوتا ہے اور سارے جسم پر محیط ہو جاتا ہے پس یاد رکھو کہ بہشت اور دوزخ اسی دنیا سے انسان ساتھ لے جاتا ہے اور یہ بات بھولنی نہ چاہیے کہ بہشت اور دوزخ اس جسمانی دنیا کی طرح نہیں ہے بلکہ ان دونوں کا مبدء اور منبع روحانی امور ہیں ہاں یہ سچی بات ہے کہ عالم معاد میں وہ جسمانی شکل پر ضرور متشکل ہو کر نظر آئیں گے

یہ ایک بڑا ضروری مضمون ہے جس پر ساری قوموں نے دھوکا کھایا ہے اور اسکی حقیقت کے نہ سمجھنے کی وجہ سے کوئی خدا ہی کا منکر ہو بیٹھا ہے اور کوئی تناسخ کا قائل ہو گیا کسی نے کچھ تجویز کیا اور کسی نے کچھ۔ اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں کوئی موقعہ دیا تو ہمارا ارادہ ہے کہ اس پر بسیط کے ساتھ بڑی بحث کریں یہ بھی اسی کی مرضی اور توفیق پر موقوف ہے ورنہ ہم تو ایک لفظ بھی نہیں بول سکتے

۱۳ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

سلسلہ کلام روح سے شروع ہوا۔ فرمایا نباتی۔ حیوانی۔ اور انسانی تین قسم کی جان مانی گئی ہے۔ بعض حکما نباتات میں شعور اور حس کے بھی قائل ہیں چنانچہ بہت اسی قسم کے درخت اور پودے پائے گئے ہیں جن پر مختلف امور اثر کرتے ہیں مثلاً چھوئی موئی کا درخت جب انسان اُسے ہاتھ لگاتا ہے فوراً مرجھا جاتی ہے اور اسی قسم کے بہت سے درخت ایسے ہوتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز میں خدا نے ایک برزخ رکھا ہوا ہے نباتات اور حیوانات کے درمیان وہ نباتات جن میں حس و شعور ہے وہ برزخ ہیں جو بہت بڑا حصہ انسانی عقول کا رکھتے ہیں اسی برزخ کے نہ سمجھنے سے بعض کو یہ دھوکا لگا ہے کہ انسان بندر سے ترقی کر کے انسان بنا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ تمام برزخ جو مخلوقات میں موجود ہیں وہ وحدت خلقی کے دلیل ہونے کی وجہ سے خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک دلیل ہیں اور افسوس ہے کہ ناواقف اور نااہل اس سے کوئی لطف نہیں اٹھا سکتے۔

بچہ جب بننے لگتا ہے تو ساری چیزیں اکٹھی ہی بنتی جاتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں پیدائش انسان کا مفصل ذکر ہے بعض لوگوں کی سمجھ میں جب اسکی حقیقت نہ آئی تو اعتراض کر دیا ہے مگر مشاہدہ سے بھی یہ ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ

میں نے ایک بار ایک انڈے کو توڑا اور اسکو ایک برتن میں ڈالا میں اُس کے وسط میں ایک نقطہ دیکھتا تھا جو دل کی حرکت کی طرح حرکت کرتا تھا (اس موقع پر حضرت اقدس نے ہاتھ کے اشارہ سے اس طرز کی حرکت کو دکھایا تھا اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے کہا کہ دل کی حرکت یونہی ہوتی ہے ایڈیٹر) اور میں نے نہایت غور کے ساتھ جو دیکھا تو اس نقطہ سے مختلف جہات میں کچھ خطوط سے گئے ہوئے تھے کوئی اُن میں سے دماغ کیطرف تھا کوئی جگر کیطرف وغیرہ میں کئی منٹ تک یہ تماشا دیکھتا رہا اور بعض اوروں نے بھی اسکو دیکھا غرض قرآن نے جو کچھ اسکی حقیقت بیان کی ہے وہ صحیح ہے۔

ہاں جو یہ برزخ ہیں یہ وحدت خلقی کی دلیل ہیں اسی طرح پر انسان اور خدا کے درمیان بھی ایک برزخ ہے اور وہ تجلیات ہیں۔ چنانچہ اس مقام اور مرتبہ کیطرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبہ کا بیان ہے کیونکہ یہ مرتبہ اس انسان کامل کو مل سکتا ہے جو عبودیت اور الوہیت کی دونوں قوسوں کے درمیان ہوکر ایسا شدید اور قوی تعلق پکڑتا ہے گویا ان دونوں کا عین ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کو درمیان سے اُٹھا کر ایک مصفا آئینہ کا حکم پیدا کر لیتا ہے اور اس تعلق کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک جہت سے یعنی اوپر کیطرف سے وہ تمام انوار و فیوض الٰہیہ کو جذب کرتا ہے اور دوسری طرف سے وہ تمام فیوض بنی نوع کو حسب استعداد پہنچاتا ہے۔ پس ایک تعلق اُسکا الوہیت سے اور دوسرا بنی نوع سے جیسا کہ اس آیت میں صاف معلوم ہوتا ہے یعنی پھر نزدیک ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) پھر نیچے کیطرف اُترا (یعنی مخلوق کیطرف اُترا (یعنی مخلوق کیطرف تبلیغ احکام کے لیے نزول کیا) پس وہ ان تعلقات قرب کے مراتب تام کیوجہ سے دو قوسوں کے وتر کی طرح ہو گیا بلکہ قوس الوہیت اور عبودیت کیطرف اس سے بھی زیادہ قرب ہو گیا چونکہ دنو قرب سے ابلغ تر ہے اس لیے خدا نے اس لفظ کو استعمال فرمایا اور یہی نقطہ جو برزخ بین اللہ و بین الخلق ہے نفسی نقطہ سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے لیتے اور بنی نوع کو پہونچاتے ہیں اس لیے آپ کا نام قاسم بھی ہے۔

اسی ضمن میں توحید کا ذکر شروع ہو گیا فرمایا وضع عالم میں خدا تعالیٰ نے توحید کا ثبوت رکھدیا ہے۔ وضع عالم میں کرویت ہے۔ پانی ستارے آگ وغیرہ یہ چیزیں سب گول ہیں چونکہ کرہ میں وحدت ہوتی ہے اس لحاظ سے کہ اسمیں جہات نہیں ہوتی ہیں پس یہ وضع عالم میں توحید الٰہی کا ثبوت ہے پانی کا ایک قطرہ دیکھو تو وہ گول ہوگا ایسا ہی اجرام بھی اور آگ بھی آگ کی ظاہری حالت سے کوئی اگر کہے کہ یہ گول نہیں ہوتی تو یہ اسکی غلطی ہے کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ آگ کا شعلہ دراصل گول ہوتا ہے مگر ہوا اسکو منتشر کرتی ہے۔

عیسائیوں نے بھی . . . . یہ بات مان لی ہے کہ جہاں تثلیث نہیں پہونچی یعنی تثلیث کی تبلیغ نہیں ہوئی وہاں انہی توحید کی باز پرس ہو گی۔ کیونکہ وضع عالم میں توحید کا ثبوت ملتا ہے اگر خدا تین ہوتے تو ضرور تھا کہ سب اشیا مثلث نما ہوتیں۔

وضع عالم کی کرویت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آدم ہی سے شروع ہو کر آدم ہی پر سلسلہ ختم ہوتا ہے کیونکہ محیط دائرہ کا خط جس نقطہ سے چلتا ہے اسپر ہی جاکر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے مسیح موعود جو خاتم الخلفاء ہے اس کا نام بھی خدا نے آدم ہی رکھا ہے چنانچہ براہین احمدیہ میں درج ہے

اردت ان استخلف فخلقت آدم

چونکہ مسیح موعود نئی طرز کا آدم ہے اسلیے اس کے ساتھ بھی شیطان نئی طرز کا ہے

دار الاماں کی شام

۱۶ نومبر ۱۹۰۱ء بعد نماز مغرب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول بیٹھ گئے مولوی عبد الکریم صاحب نے شیخ عبد اللہ بی۔ اے پلیڈر علیگڈھ کا ایک خط سنایا جو اُنہوں نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام لکھا تھا اسمیں ایک ندوی کے جلسہ کا تذکرہ لکھا تھا اور آخر میں معجزات پر ہنسی کی ہوئی تھی طرز بیان اور ادائے مطلب کا طریق مضحکہ خیز اور استہزا نما تھا اور معجزات اور مکالمات الٰہیہ کو اور پیشگوئیوں کو اسلام کے لیے داغ قرار دیا گیا تھا اسکو سنکر حضرت نے فرمایا

افسوس ہے ان لوگوں نے اسلام کو بدنام کیا ہے جو بات کو سمجھتے نہیں اس میں یورپ کے فلاسفروں کی چند بیہودہ کتابیں پڑھ کر دخل دیتے ہیں معجزات اور مکالمات الٰہیہ ہی ایسی چیزیں ہیں جنکا مردہ ملتوں میں نام و نشان نہیں ہے اور معجزہ تو اسلام کی پہلی اینٹ ہے اور غیب پر ایمان لانا سب سے اول ضروری ہے اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات دہریت کا نتیجہ ہیں جو خطرناک طور پر پھیلتی جاتی ہے + سید احمد نے وحی کی حقیقت خود بھی نہیں سمجھی دل سے پیدا ہونے والی وحی شاعروں کی مضمون آفرینی سے

بڑھ کر کچھ وقعت نہیں رکھتی۔

افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے روپیہ صرف کیا اور کوشش کی مگر نتیجہ یہ نکلا۔ مولویصاحب اسکو ضرور خط لکھدیں اور اسے بتائیں کہ معجزات اور مکالمات اور پیشگوئیاں ہی ہیں جنہوں نے اسلام کو زندہ مذہب قرار دیا ہے۔

اس کے بعد مفتی محمد صادق صاحب نے شکاگو کے مسٹر ڈوئی صاحب کے ایک لیکچر کا خلاصہ سنانا شروع کیا۔ ناظرین کی واقفیت کے لیے سردست اتنا ہی لکھدینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ڈوئی ایک عیسائی ریفارمر ہے جس نے الیاس ہونے کا دعوی کیا ہی اس نے اپنے گرد وپیش بہت سے مرید جمع کیے ہیں اور ہر ایک مرید سے اسکی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ لیتا ہے اسکا مذہب ہے کہ موجودہ عیسائی سب غلطی پر ہیں۔ صرف وہ راستی پر ہے وہ امراض کا علاج کرنا گناہ سمجھتا ہے وغیرہ وغیرہ اس کے ہفتہ وار دو اخبار بھی جاری ہیں جنمیں سے ایک یہاں بھی آتا ہے۔ اس نے اپنے ایک لیکچر میں فریمیسن کے مضمون پر کلام کیا ہے۔ فریمیسن کی حقیقت عام طور پر جیسا کہ غیر فریمیسنوں پر منکشف نہیں ہے اور فریمیسن ظاہر نہیں کرتے مگر مسٹر ڈوئی کہتا ہے کہ میرے مریدوں میں بعض فریمیسن تھے جواب نہیں اور انہوں نے اسے حالات بتائے ہیں اور بعض کتابیں بھی فریمیسنوں کی اسے ملی ہیں۔

اس لکچر میں وہ فری میسنوں کی حقیقت بتاتا ہوا یہ ظاہر کرتا ہے کہ فری میسن جھوٹ بولتے ہیں فری میسن قتل وغیرہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں تو انھیں بچا لیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اس قسم کی باتیں بیان کی ہیں ہم اسپر کوئی رائے ظاہر نہیں کرسکتے نہ ہم خود کبھی فریمیسن ہوے اور نہ کسی فریمیسن نے ہم سے انکا ذکر کیا غرض مفتی صاحب یہ حالات سنا رہے تھے تو حضرت نے فرمایا

ہمکو کبھی کبھی خیال پیدا ہوتا تھا کہ فریمیسن کی حقیقت معلوم ہو جاوے مگر کبھی توجہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ان حالات کو جو یہ اپنے لیکچر میں بیان کرتا ہے سنکر اس الہام کی جو مجھے ہوا تھا ایک عظمت معلوم ہوتی ہے اس الہام کا مضمون یہ ہے کہ فریمیسن اس کے قتل پر مسلط نہیں کیے جاینگے۔ اس الہام میں بھی گویا فریمیسن کی حقیقت کیطرف شاید کوئی اشارہ ہو کہ وہ بعض ایسے امور میں جہاں کسی قانون سے کام نہ چلتا ہو اپنی سوسائٹی کے اثر سے کام لیتے ہوں

میں سمجھتا ہوں کہ فری میسن کی مجلس میں ضرور بعض بڑے بڑے اہلکار اور عمائد سلطنت یہانتک کہ بعض بڑے شاہزادے بھی داخل ہوں گے اور ان کا رعب واب ہی مانع ہوتا ہوگا کہ کوئی اسکے اسرار کھول سکے ورنہ یہ کوئی معجزہ یا کرامت تو ہے نہیں

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصالح سلطنت کیلئے کوئی ایسا مجمع ہونا ہوگا۔

اس قسم کا ذکر ہوتا رہا اسی اثنا میں فرمایا آج ایک منذر الہام ہوا ہے اور اس کے ساتھ ایک خوفناک رویا بھی ہے وہ الہام یہ ہے

محموم

پھر

نظرت الی المحموم

پھر

دیکھا کہ بکرے کی ران کا ٹکڑہ چھت سے لٹکایا ہوا ہے۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

حضرت اقدس کی تائید میں

آدہ آنہ کو ملتا ہے

الحکم کی امداد میں گرانقدر عطیہ

ہم نہایت شکر گذاری کے ساتھ

عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ

دام اقبالہ

کے اس گرانقدر عطیہ کی رسید دیتے ہیں جو جناب ممدوح نے ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو عطا فرمایا نواب صاحب موصوف **ایکسو روپیہ** سالانہ بطور امداد الحکم کے لیے عطا فرمایا کرتے ہیں چنانچہ ایکسو روپیہ جناب ممدوح کیطرف سے معرفت جناب مرزا خدابخش صاحب ناظم ریاست نوابصاحب ممدوح وصول ہوگیا ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ۔

الحکم اس مستقل گرانقدر امداد کے لیے نوابصاحب موصوف کا از بس مشکور رہیگا اور جبتک الحکم کے پرچے دنیا میں رہینگے اور جسقدر لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے بیشک اسکا ثواب جناب موصوف کو ملتا رہیگا۔ خدا کرے کہ ہمارے بزرگان ملت میں اور لوگ بھی ایسے پیدا ہو جائیں جو اپنے مالوں کو ایسے کاموں میں لگا سکیں۔

آخر میں ہم حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان میں نواب صاحب موصوف کے لیے یوں دعا مانگتے ہیں۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا
چناں خوش دار او را اے خدائے قادر مطلق
کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا

مختصر نوٹ اور نکات

دنیا ہی تو ایک عجائب گاہ ہی ہے مگر ہمارے مخالف الرائے علما بھی عجیب ہیں۔ جب کبھی وہ ہمارے مُنہ سے تاویل کا لفظ سنتے ہیں تو اسپر عجیب در عجیب حاشیہ چڑھاتے ہیں اور ہمارے مختلف نام رکھتے ہیں۔ کیوں؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم الٰہی سے ناآشنا محض اور قرآن کریم کے مصطلحات سے نابلد مطلق ہیں ورنہ تاویل کو تحریف اور تبدیل کا مرادف قرار نہ دیتے؛ اور کیا وجہ ہے کہ اس لغت کو جب کہ خود قرآن کریم نے ہی حل کر دیا ہے بُرے معنوں میں لیتے ہیں چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے لَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ - يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ - هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ. وغیرہ غرض تاویل کا مفہوم قرآن شریف کی اصطلاح میں اصل حقیقت ہوتا ہے نہ خود تراشیدہ باتیں۔

قرآن شریف میں لکھا ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى یعنی جو شخص میرے فرمودہ سے اعراض کرے (اور اس کے مخالف کیطرف مائل ہو) تو اس کے لیے تنگ معیشت ہے (روحانی طور پر حقائق و معارف سے بے نصیب ہے) اور قیامت کو اندھا اُٹھایا جاوے گا۔ یہ قرآن کریم کا فتویٰ ہے اس شخص پر جو قرآن سے مُنہ پھیرے ہم کہتے ہیں کہ یہی قرآن میں لکھا ہوا ہے اور قوی دلایل سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم دوسرے رسولوں اور انسانوں کیطرح وفات پا چکا ہے اور ضرور ہے کہ مثیل موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی اُمت میں سے سلسلہ موسوی کیطرح چودھویں صدی میں

خاتم الخلفا

مبعوث ہو جسکا نام اسی مماثلت کے لحاظ سے

مسیح موعود

ہو جیسا کہ آیت استخلاف اسپر شاہد ہے اور آیت

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۬ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا

سے ثابت ہوتا ہے۔ اور پھر سورہ تحریم کی آخری آیت اس اُمت میں ایک مسیح ہونے پر دلالت کرتی ہے اور پھر سورہ جمعہ میں بروز محمدی کا صریح ذکر ہے اب ان ساری باتوں کو پیش کرتے ہوئے جب ہم مسیح موعود کے مبارک وجود کو پیش کرتے ہیں تو اسپر

لَسْتَ مُرْسَلًا اور لَسْتَ مُؤْمِنًا

کی صدائیں بلند کی جاتی ہیں پھر یہ اعراض عن ذکر اللہ نہیں؟ اور کیا یہ ان لوگوں کا کام نہیں جنپر قرآنی حکم کے رو سے

نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى

کا فتویٰ ہے + غور کرو۔

سچا الہام

جو خالص خدا تعالےٰ کیطرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے پس یہ ایک معیار ہے اُن ملہموں کے الہامات کی شناخت کا جو دعوی الہام کرتے ہوں

اول

وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ جب انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کیطرح خدا تعالےٰ کیطرف بہتا ہے۔

دوم

سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کیطرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے۔ اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

سوم

سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کیسی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان مخنث چور اور عورت ہے

چہارم

خدا تعالےٰ کا الہام اسکی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری ہو جائیں

پنجم

سچا الہام دن بدن انسان کو نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے

ششم

سچے الہام پر انسان کی اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پاتا ہے اور اُس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

ہفتم

سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کیطرف توجہ کرتا ہے اُس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ میں کبھی فترۃ کا زمانہ بھی آجاتا ہے

ہشتم

سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا

اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا جانتا ہے کہ میرے ساتھ میرا خدا ہے اور وہ اسکو ذلت کے ساتھ شکست دے گا

نہم ۹

سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا

دہم ۱۰

سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے۔ اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ زمانوں کے گذرنے کے بعد اسمیں وہ ابتدائی جوش نہیں رہتا اور آخر کار غفلت اور کسل اور نفس کے بد ارادوں اور ناجائز عادت ورسم کے اتباع سے ملکر ایک خود تراشیدہ دین واعتقاد کے اختراع کا موجب ہوتی ہے ایسے وقت پر سنت اللہ یہی طرح جاری ہے کہ جب ایسی حالت ہوتی ہے تو خدا تعالے کیطرف سے ایک مامور آتا ہے جو سوئی ہوئی قوتوں کو بیدار کرتا ہے اور زنگ خوردہ قویٰ کو صیقل۔ پس اے دانشمند و غور کرو کہ کیا اسوقت مسلمانوں کا ادبار و زوال ان میں غفلت و سستی کی ترقی نہیں بتاتی؟ کہ ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔

عیسائی مذہب نجات کے لیے انسانی قربانی یا خدائی قربانی یا یعنی قربانی (کیونکہ وہ یسوع کو خدا بھی کہتے ہیں انسان بھی اور صلیب کے باعث اور مخلوق کے گناہ اٹھانے کیوجہ سے تین دن کے لیے ملعون بھی) کو پیش کرتا ہے برخلاف اس کے **اسلام نفسانی قربانی** کی تعلیم دیتا ہے جس کے معنی کوئی خودکشی نہیں بلکہ خدا تعالے کے آگے اپنے وجود کو پورے طور پر رکھ دینا یعنے اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دینا اور خالص خدا ہی کے لیے اسکا قول اور فعل اور حرکت اور سکون ہو جاوے اب دونوں میں جو فرق ہے تم خود سمجھ لو۔

تعلیم کے لیے تصریح اور تفصیل کی ضرورت ہے برخلاف اس کے پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات بھی ہوتے ہیں پس جب کہ اصول مسلم ہے تو جہاں پیشگوئی اصول تعلیمی کے بظاہر مخالف ہو وہاں اصول تعلیمی کو مقدم رکھا جاوے گا اور پیشگوئی کو تعلیم کے موافق۔ کیونکہ تعلیم علاوہ تصریح کے معرض افادہ اور استفادہ میں آتی رہتی ہے لہذا اس کے مقاصد اور مدعا کسی شخص سے مخفی نہیں رہتے جب یہ اصول صحیح ہے تو عیسائی مسیح کی خدائی ثابت کرنے کے لیے توریت کی پیشگوئیوں کے معنے توریت کی صریح تعلیم کے خلاف کرنے میں حق بجانب نہیں ہو سکتے۔

راولپنڈی سے شیخ محمد فضل الٰہی صاحب رئیس ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی یادگار میں زنانہ سکول جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تیس ہزار روپے کے صرف سے سکول کی عمارت بنائیں گے نیچے دوکانیں اوپر سکول ہوگا۔ اس تجویز کے اچھے یا برا ہونے کی بابت تو کوئی رائے ہم نہیں دیتے اور نہ اس سے بہتر مصرف روپے کا اشارہ کرتے ہیں لیکن ہمیں شک نہیں کہ مجوزہ طرز عمارت سکول ضرور قابل اعتراض ہے۔ دوکانوں کے ہونے سے ہر قسم کے آدمیوں کی آمد و رفت دوکانوں پہ ہو سکتی ہے اور یہ امر بار یک نگاہ سے دیکھا جاوے تو زنانہ سکول کی حالت کے ضرور نامناسب ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو آزادانہ رائے دینے کی جرات کریں یہ کام ہے اخبار نویسوں کا مگر انہیں سے بھی اکثر ہاں میں ہاں ملانا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں

لکھنؤ کے اہل اسلام نے ایک جلسہ خاص کر کے یہ تجویز کی ہے کہ شادی اور غمی کے فضول اخراجات کی اصلاح کی جاوے۔ تجویز تو معقول ہے اور اس کی ضرورت بھی مگر کیا اچھا ہوتا اگر لکھنؤ کے اہل اسلام کوشش کر کے یہ نظیر قائم کرنا چاہتے کہ مسلمانوں کو قرآن شریف پر عمل کرائیں یہ ساری تجویزیں اسی میں آجاتیں۔

بدمعاش اور شریر اور مغلوب الغضب لوگ اپنے عیوب اور بدکاریوں کے چھپانے کے لیے ایک عجیب طرز اختیار کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ان عیوب سے اکلو متہم کرتے ہیں جو ان حرکات سے بری ہیں ان کی تسلی کے لیے یہ کہنا بیشک کافی ہے کہ بترس از بد کردار و مترس از بد گفتار زیرا کہ گفتار عارضی و کردار لازمی ہست۔

نیک باشی و بدت گو بد خلق
بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

پایونیر نے سیگرٹ نوشی کے بڑھتے ہوے رواج پر غائر نظر کر کے اور اس اندازہ کو معلوم کرنے کے بعد کہ گذشتہ مارچ کو ختم ہونے والے سال میں سترہ لاکھ روپے کے سیگرٹ باہر سے آئے اس تجارت کی ترقی ہی کا خیال نہیں کیا

بلکہ وہ اس سے ہندوستان کے تموّل کا نتیجہ نکالتا ہے۔ جو بقول پرچارک بیشک غلط ہے اس سے تموّل نہیں بلکہ مفلسی کا پتہ لگتا ہے۔ اور یہ ہندوستانی قلاشوں کی بجھنے والے چراغ کے ٹمٹمانے کی مثال ہے۔ پایونیر کا یہ خیال واقعی درست ہے کہ جہاں پہلے صاحب لوگوں کے نوکروں کے منہ میں سیگرٹ ہوتے تھے وہاں آج بنیوں بقالوں کے منہ سے بھی سیگرٹ کے دھوئیں اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور دیہات تک میں اسکا رواج ہوتا جاتا ہے بلکہ مستورات تک میں بھی۔

یہ خیال بے شک قابل غور ہے کہ جیسے پایونیر سیگرٹ نوشی کی کثرت سے فارغ البالی کا نتیجہ نکالتا ہے اگر گورنمنٹ بھی اس نتیجہ پر پہونچے جو سراسر غلط ہے تو پھر ان سیگرٹ نوشوں کے طفیل ہندوستان کو کسی اور ٹیکس کے لیے طیار رہونا چاہیے۔ سیگرٹ نوشو یاد رکھو

رنگ لائے گی تمہاری فاقہ مستی ایکدن

پایونیر کو پادریوں نے نوٹس دیا تو اس نے ان تحریروں سے معافی مانگ لی جو لالچ سے عیسائی بنائے جانے کے متعلق کسی نامہ نگار کے قلم سے پچھلے دنوں اسمیں شائع ہوئی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ پایونیر کو غلط اطلاع کسی واقعہ خاص کے متعلق ملی ہو عیسائیت کی اشاعت اور ترقی میں اگر روپیہ کوئی چیز نہیں تو معلوم نہیں یہ لاکھوں روپیہ جو حساب میں دکھائے جاتے ہین کہاں جاتے ہیں؟ اور پچھلے دنوں بشپ ولڈن نے ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لیے روپے کی ضرورت کیوں ظاہر کی تھی؟ اسکو بھی جلنے دو نومرید عیسائیوں کی روپے سے مدد کرنا کوئی انجیلی گناہ ہے جو اسے برا سمجھا جاوے اگر صرف تعلیم ہی کی خوبیاں عیسویت کی اشاعت کا موجب ہیں تو پھر پایونیر کو نوٹس دینے کی ضرورت کیا تھی؟۔

چین کے معاملات کی نسبت ایک انگریزی اخبار کے حوالہ سے پرچارک نے لکھا ہے کہ چین کے گذشتہ شور و شر کا خاص باعث یہ تھا کہ عیسائی پادری بجائے اپنے نومریدوں کو مسیح کی سپرٹ کی تعلیم دینے کے انکے لیے خاص حقوق گورنمنٹ سے دلانا چاہتے تھے اور اس لیے رعایا کو یہ ناگوار گذرتا تھا۔ اس رائے کو پڑھ کر ایک دانشمند جس نتیجہ پر پہونچتا ہے وہ عیسائی صاحبان ہی سوچیں۔

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں قرآن انجیل کیطرح تمہیں صرف یہ نہیں کہتا کہ نامحرم عورتوں یا ایسوں کو جو عورتوں کیطرح محل شہوت ہو سکتے ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اسکی کامل تعلیم کا منشا یہی کہ تو بغیر ضرورت نامحرم کیطرف نظر مت اٹھا نہ شہوت سے اور نہ بغیر شہوت کے بلکہ چاہیے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تا تیرے دل کی پاکیزگی میں کوئی فرق نہ آوے۔ سو تم اپنے مولے کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ۔ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جسکا غضب ایک دم میں ہلاک کر سکتا ہے قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

رجسٹرڈ خط

ذیل میں ہم وہ خط درج کرتے ہیں جس کا گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا گیا تھا کہ **مولوی برہان الدین صاحب جہلمی** نے مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ کے نام لکھا ہے اور وہ یہ ہے

بخدمت فیضدرجت حضرت **مولوی محمد حسین** صاحب سلمہ اللہ الوا ہب المواہب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ بھائی صاحب! آپ کو یاد ہی ہوگا کہ بندہ مدت دراز سے اپنی غفلت زدائی کے لیے مرزا صاحب کی خدمت میں قادیان آیا جایا کرتا ہے اور یہاں کا رسم و رواج اندرونی و بیرونی اکثر دیکھتا رہتا ہے اور گروہ مخالف کی نسبت جو جو الفاظ بیان پر زبان زد ہر کہ ومہ وخاص و عام ہیں، سنتا اور سوچتا رہتا ہے خصوصاً اکو طعن و تشنیع چھوڑ کر جو تقاریر و تحاریر مطبوعہ دربارہ معجزہ فصیح بلیغ عربی تفسیر نویسی کے علما کی طرف منسوب ہوتے رہتے ہیں سنکر اور دیکھکر بہت حیرانی دامنگیر ہوتی ہے کہ الہ العالمین! پیشگوئیوں اور دعاؤں کی استجابت کا معاملہ جو الہام اور کشف کے متعلق ہے اور جو عفت اور مجاہدات قرآنی اور اتباع نبوی کا معا ہیں جدا ہے اس میں مرزا صاحب ہی ممتاز اور فقید المثل سہی مگر یہ اعجاز المسیح کے مقابلہ کا اعجاز جو یہاں پر تمام علما و فضلا کی نسبت مشہور ہے یہ کہاں تک صحیح اور ثابت ہے خصوصاً ایک عالم منقول و معقول وحاوی فروع و اصول و فاضل علوم تفسیر

و حدیثیہ و نیز اول علم لغت و فنون ادبیہ و موشگافت مضامین حکمیہ جس نے پندرہ یا سولہ برس میں برابر فحول علما و نحاریر ادبا کے مقابلہ میں تحقیقات اثبات عمل بالحدیث والقرآن کے طبع کرا کر مشتہر کر کر نعرہ بہادرانہ مار کر وہ ڈنکا دین کا بجا کر تمام بدعتیان و تقلید یان کو حیران کیا جس کے ہندو اور مسلمان بلکہ قریباً تمام ابنائے زمان چشم دید گواہ موجود ہیں اس کی نسبت کیوں ایسے کلمات ہتک آمیز جاری و ساری السنہ ہر خورد و کلاں ہیں ممکن ہے کہ نیوین اسوقت میں عدیم الفرصتی و ایک گونہ کم مائگی پر مبنی ہو یعنی رواج زمانہ کے مطابق جب کوئی آدمی کسی کے مقابلہ میں قلم اٹھاتا ہے تو جبھی وہ اس مقابلہ کے قابل متصور ہوتا ہے کہ اول اسکو ضروریات بشریہ سے فرصت معتد بہ حاصل ہو جس میں وہ مقابلہ کا حق ادا کر سکے اور پھر اس تحریر کو طبع کرا کر مدمقابل کے پاس بھیجدے۔ اتفاقاً تقدیر سے کل ظہر کے بعد بیاپیر شاید ایک اخبار میں پڑھ رہے تھے کہ مولوی محمد حسین کا اشاعۃ السنہ پھر جاری ہوا ہے آپ میری طبیعت کے شاید اب بھی واقف ہوں گے کہ میرا آپ کی نسبت کیا معاملہ تھا اور آپ مجھپر کیا کیا مروت کیا کرتے تھے اس خبر کے سنتے ہی مجھی یہ خیال خوش پیدا ہوا کہ گو یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ محمد حسین بسبب حصول زمین کے آیات آلہیہ سے انسلاخ کر کر اخلد الی الارض کا مصداق بنگیا ہے۔ مگر مجھے موجب شکر کا ہوا کہ کسی قدر فراخدستی تو حاصل ہوئی کہ یہ زمانہ ہی بے مروتی کا ہے بہائی صاحب اشاعۃ السنہ کی خبر تو کل سنی ہی تھی آج جو بات مجھے اس تحریر پر باعث ہوئی وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب معہ جم غفیر اپنے مریدوں کے سیر سے واپس آرہے تھے تو کسی تقریب پر فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے ہمیں یہ کرامت اعجازی مرحمت فرمائی ہے

کہ علما وقت باوجود ہماری کم علمی بلکہ جہالت طبع کرا کر مشتہور کرتے ہے ہمارے مقابلہ میں فصیح و بلیغ عربی نویسی میں جو ایسے حقائق و معارف قرآنی و مضامین روحانی سے مملو ہو جن سے تفاسیر متداولہ قوم خالی ہیں عاجز و بے طاقت ہیں بلکہ اب تو میں یہ کہتا ہوں کہ اور باتیں چھوڑو۔ اب صرف آٹھ آیات کلام اللہ کی کہیں سے بطور قرعہ لیکر ہمارے زانو بزانو بیٹھکر کم سے کم آٹھ ورق ہماری براہین کی اوراق کی برابر سوائے پہلے حصہ براہین کے ایک دن میں صبح سے شام تک تفسیر موصوف لکھیں تو جب ہی ہم اپنے دعوی سے دست بردار ہو جائیں گے ہمتو ایک فرقہ جدیدہ ہونے کے سبب باہر نہیں جاسکتے اور ہمارے مقابلین کا گروہ تو یہاں پر بھی بکثرت موجود ہے خصوصاً ہمارے برادر نظام الدین و امام الدین دیوار بدیوار ان کے معاون ہیں اور ہم خود بھی خدمات اور اخراجات کے متحمل ہو سکتے ہیں جو صاحب تشریف لاویں ہمیں اظہار حق منظور ہے کسی سے ضد نہیں چاہے ہم سے کسی نے کبھی عداوت کی ہو مولوی صاحب! اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا اب مجھے خدا کی جانب سے پھر تحریک ہوئی ہے کہ جب آپ کو ان دنوں میں فرصت اور وسعت حاصل ہے جیسا کہ اشاعۃ السنہ کے دوبارہ شروع کرنے سے واضح ہے اب آپ للہ میری ہی اطمینان کر لیجئے ضرور بصد ضرور حسب دعوی مرزا صاحب کے تفسیر آٹھ آیات شریفہ کی جو قرعہ کے طور پر کلام اللہ سے لی جاویں حسب الطلب مرزا صاحب لکھدیں تو میرا طالب علمی کے وقت کا تعلق شدید جو آپ کے ساتھ تھا جس کے لحاظ سے آپ پندرہ یا سولہ سال پرچہ اشاعۃ السنہ مجھے مفت دیتے رہے

تھے۔ اور حق جوئی کے سبب سے جو مدت کا قطع ہو چکا ہوا ہے پھر مستحکم ہو جاویگا۔ خدا واحد گواہ ہے کہ اس تفسیر کی اشاعت کے بعد میں کسی کی پرواہ نہ رکھوں گا و یکتے ہی ان کے کل دعاوی سے جو ان کی ذات سے متعلق ہیں دستکش ہو کر بیعت واپس لے لونگا۔ خدا کا ہوں نہ مرزا کا۔ مرزا صاحب دعاوی چھوڑیں یا نہ چھوڑیں میں ضرور انکو چھوڑ دوں گا۔

کشف و الہام مجاہدہ کا ثمرہ ہے تفسیر نویسی تو علم کا نتیجہ ہے یہ تو کچھ مشکل نہیں خصوصاً آپ جیسے فاضل کے لیے جو امشکوک فتوی محکم کرانے کے لیے آپ مجھی بلاتے رہے اور میں آپکی جانب کو حق سمجھکر لگاتا رہا شاید خدائے ارحم الراحمین نے مجھے حق الیقین تک پہونچانے کی یہی تقریب نکالی ہو مقصد اہم اس امتحان کا یہی ہے کہ مرزا صاحب برملا و بار ہا و بے محابہ جوش سے یہ کہتے ہیں کہ تفسیر کذائی کا لکھنا صرف عطیہ شاگردی و قرب و فضل خدائے ارحم الراحمین ہے نہ نتیجہ شاگردی انسان و علم و ہنر کا۔ واللہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ غلبہ حق ہے کہ اپنے نور اور رعوز اور بطش شدید سے دفع باطل کر رہا ہے یا کہ نفس ہے کہ ریا و سمع کا جال پھیلا کر اپنے حظوظ حاصل کر رہا ہے۔ زیادہ خیریت

برہان الدین از قادیان ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء

عسل مصفیٰ

مؤلفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابوالعطا حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان

مہاراجہ سوریا کانت آچاریہ زمیندار میمن سنگھ نے میمن سنگھ کی مسلمان طلبا کی لئے بورڈنگ ہوس بنانیکو ۲۰ ہزار دیا ہے ✤

حرمین شریفین کی درمیان ٹیلیگراف جاری کرنیکے انتظام ہو رہی ہین شریف مکہ معظمہ اسی غرض سے طائف گئے ہین ✤

ایک امریکہ کے دولتمند نے اپنے دوستون کے سب کتون کو بلوایا اور ان کے لئے ایک نہایت لذیذ ضیافت طیار کروائی اور انکو میزون پر بٹھا کر اپنے نوکرون کو حاضر کر کے عمدہ عمدہ خورش مہیا کروائے ✤

خدیو مصر نے پوپ سینٹرڈ ہم کے پاس ایک ممی کی لاش تحفتہً ارسال کی ہے یہ مردہ ۴ ہزار سال یعنی مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پیشتر کا ہے پوپ نے شکریہ مین اپنی دست خاص سے لکھا ہوا خط خدمت مین بھیجا ہے ✤

دیاربکر سے ساسون تک جو ایشیائی روم کے دو اہم فوجی سٹیشن ہین۔ صیغہ جنگ کی طرف سے پختہ سڑک بنی شروع ہوگئی ہے اسی محکمہ کیطرف ایک اور سڑک دیاربکر اور قسمی کے درمیان جلد شروع ہونیوالی ہے ✤

گورنمنٹ عالیہ پنجاب نے اہل اسلام کی جوبلی وظایف کو ہمیشہ کے لئے منظور فرمایا ہے اور آئندہ وکٹوریہ وظایف کہلا وینگی ✤

ملک آسٹریلیا کی بعض موجودہ حصہ مین ایسی باشندہ ہین جو بولنا نہیں جانتے تمام کاروبار اشارہ سے ایکدوسریکو سمجہاتے ہین۔

جاپان مین یہ رسم رائج ہے کہ جب کوئی نیا جہاز تیار ہو تو اس کو پانی مین تیرانے کے پہلے بہت سی پرندے جہاز مین قید کر کے رکھے جاتے ہین اور جب جہاز پانی مین تھوڑی دور جائے تو وہ جانور رہا کئے جاتے ہین۔

برہما کے بعض حصص مین شادی کی رسومات بہت سادہ ہین دولہا اور دلہن اپنی اقربا اور دوستون مین بیٹھ جاتے ہین۔ پہر سب لوگ باہم ایک بڑا طشت مین چانول کہاتے ہین اور سمجہا جاتا ہے کہ دولہا اور دلہن میان بیوی بنگئے مین بس صرف اسیقدر ہی شادی کا رشتہ قایم کرنے کے لئے کافی سمجہا جاتا ہے ✤

ہندی فوجون کی پوشاک کے متعلق گریٹ کوٹ اور ٹوپیان تجویز ہے کہ دیسی ساخت کی کپڑی سے تیار کیجاوین اس کی بابت گورنمنٹ عالیہ ابتک غور کر رہی ہے اگر یہ کپڑا مفید سمجہا گیا تو فوجون کے لئے آئندہ کو بجائے ولایتی کے یہی استعمال کیا جائیگا

پنجاب کے دفاتر سکریٹریٹ مین سرحدی اضلاع کے متعلق جو جدید صوبہ مین شامل کئے گئے ہین کل کاغذ تلاش کر کے علیحدہ کئے جاتے ہین کہ وہ جدید صوبہ کے سرکاری کاغذات کی بنیاد کا کام دین پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ ان اضلاع کا آئندہ کچھ تعلق نہ ہوگا۔ لہذا یہ تمام کاغذات جدید صوبہ کی گورنمنٹ کو سپرد کئے جاوینگے تاکہ ان کی معلومات سے فائدہ اٹہائین ✤

ہندوستانی مائین یہ سنکر متعجب ہونگی کہ مڈیگاسکر کی عورتین دو گز بانس کی لمبی نلکی سے اپنے بچونکو کہانا کہلاتی ہین۔ اس نلکی کا ایک سرا بچہ کے منہ مین ہوتا ہے اور دوسری طرف سے مان کہانا ڈالتی جاتی ہے دودہ وغیرہ سب چیزین اسیطرح کہلائی جاتی ہین ان لوگون کا عقیدہ ہے کہ اسطرح کہانا ہضم بہت جلد ہوتا ہے ✤

ممالک شمال مغرب کی گورنمنٹ ہندون کی بعض تعطیلوں کو فضول سمجہکر چاہتی ہے کہ ان کو موقوف کیا جاوے اور ان کی بابت مختلف مقامات کے کلکٹران ضلع سے رائے طلب کیگئی ہے ✤

سینٹ پیٹرزبرگ۔ پایہ تخت روس مین جو شاہی باورچی خانہ ہے اس کا ہیڈ باورچی ڈیڑہ لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ پاتا ہے ✤

صوبہ سمرا مین والگا کے قرب وجوار مین ایک بوڑہی کسان عورت نے دیہاتی عورتون کا ایک عجیب و غریب فرقہ قائم کیا ہے یہ بوڑہی عورت "مبارک مان" کہکر پکاری جاتی ہے یہ عورتین بہاگ کر دور دراز ضلعوں مین چلی گئی۔ جہان کہ وہ پہاڑون مین گپھائین کہود کر رہتی ہین اور دن رات عبادت مین مشغول رہتی ہین اور روزے رکہتی ہین ہین ان کا یقین ہے کہ ہم دنیا سے علیحدہ کر لی گئی ہین۔ جو کہ جلد تباہ ہونیوالی ہے "مبارک مان" کے پاس دس مبارک کنواریائی بطور یادگاری کی ہین۔

ولایت کے ایک شفاخانہ مین ایک سترہ سالہ لڑکی بعارضہ نمونیہ فوت ہوئی جس کی نسبت ڈاکٹر شفاخانہ ہذا کا بیان ہے کہ وہ سات ماہ تک لگاتار سوتی رہی اسکو کبھی سوتے مین کہلا پلا دیتے تھے اور کبھی جگا کر۔

دار الامان کا ہفتہ

۱) حضرت اقدس بحمد اللہ مع جمیع ممبران خاندان تندرست ہین اور تصانیف عربیکے کام مین مصروف

المنار کے اعجاز المسیح پر ریویو کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایکمختصر سا **اعجاز نما** اشتہار لکہا ہے جو خطبہ الہامیہ کی اشاعت سے پہلے شایع کیا جاوے گا۔ یہ اشتہار **المنار** کے ایڈیٹر کو خصوصاً اور اہل مصر اور دیگر بلاد عرب و شام کی باشندون کو عموماً حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعجازی قوت سے آگاہ کر دے گا۔

۲) ہفتہ اشاعت مین عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ دار الامان مین وارد ہوئے ✤

۳) بابو محمد بخش صاحب رئیس گوجرانوالہ مع دو تین اور دوستون اور عزیزون کے تشریف لائے۔

۴) خانصاحب منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات جنکی رخصت کی خبر پچھلی ہفتہ مین ہم لکہہ چکے ہین ۱۶ نومبر کو دار الامان مین وارد ہوئے اور سید فضل شاہ صاحب لاہوری کشمیر سے تشریف لائے۔

۵) ۱۱ نومبر کو سورج گرہن کی نماز مسجد کلان مین پڑہی گئی جس کے امام مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی تہے عجیب اتفاق ہے کہ جسقدر نماز کسوف خسوف کی دار الامان مین پچھلے چند سال کے اندر پڑہی گئی ہین ان سب مین وہی امام ہوتے رہے۔

۶۔ مندرجہ بالا بزرگون کے علاوہ اور بہی بہت سے دوست اور مہمان اس ہفتہ مین آتے جاتے رہے۔

۷۔ آج صبح کی سیر سے جب حضرت اقدس تشریف لائے تو مسٹر ڈی ڈکسن صاحب سیاح تشریف لائے جن کے متعلق مفصل حالات اگلی اشاعت مین ہونگے۔

دارالامان کی ایک شام

از مفتی محمد صادق صاحب

۱۴ نومبر ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس بعد از نماز مغرب حسب معمول بیٹھے تھے ایک شخص پیش ہوا جو دل سے مسلمان ہو چکا تھا مگر بعض وجوہات کے سبب سے بظاہر حالت کفر میں رہتا تھا اسپر حضرت اقدس نے فرمایا دنیا چند روزہ ہے شہادت کو چھپانا اچھا نہیں دیکھو بادشاہ کے پاس جب کوئی تحفہ لے کر جائے مثلاً سیب ہی ہو اور سیب ایکطرف سے داغی ہو تو وہ اس تحفہ پر کیا حاصل کر سکے گا مخفی ہونے میں بہت سے حقوق تلف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً نماز باجماعت بیمار کی عیادت۔ جنازہ کی نماز۔ عیدین کی نماز وغیرہ یہ سب حقوق مخفی رہ کر کیونکر ادا کیے جا سکتے ہیں۔ مخفی رہنے میں ایمان کی کمزوری ہے۔ انسان اپنے ظاہری فوائد کو دیکھتا ہے مگر وہ بڑی غلطی کرتا ہے کیا تم ڈرتے ہو کہ سچی شہادت کے ادا کرنے سے تمہاری روزی جاتی رہے گی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے سماء فی السماء رزقکم وما توعدون فورب السماء انہ لحق تمہارا رزق آسمان میں ہے ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے یہ سچ ہے زمین پر خدا کے سوا کون ہے جو اس رزق کو بند کر سکے یا کھول سکے اور فرماتا ہے وھو یتولی الصالحین نیکوں کا وہ آپ والی بنجاتا ہے پس کون ہے جو مرد صالح کو ضرر دے سکے اور اگر کوئی مصیبت یا تکلیف انسان پر آ پڑے من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا جو خدا کے آگے تقویٰ اختیار کرتا ہے خدا اس کیلیے ہر ایک تنگی اور تکلیف سے نکلنے کی راہ بتا دیتا ہے اور فرمایا ویرزقہ من حیث لا یحتسب وہ متقی کو ایسی راہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا خیال و گمان بھی نہیں ہوتا یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں وعدوں کے سچا کرنے میں خدا سے بڑھ کر کون ہے پس خدا پر ایمان لاؤ خدا سے ڈرنیوالے ہرگز ضائع نہیں ہوتے یجعل لہ مخرجا یہ ایک وسیع بشارت ہے تم تقویٰ اختیار کرو۔ خدا تمہارا کفیل ہوگا اُسکا جو وعدہ ہے وہ سب پورا کر دیگا۔

مخفی رہنا ایمان میں ایک نقص ہے۔ جو مصیبت آتی ہے اپنی کمزوری سے آتی ہے دیکھو آگ دوسروں کو کھا جاتی ہے پر ابراہیمؑ کو نہ کھا سکی۔ مگر خدا کی راہ بغیر تقویٰ کے نہیں کھلتی۔ معجزات دیکھنے ہوں تو تقویٰ اختیار کرو ایک وہ لوگ ہیں جو ہر وقت معجزات دیکھتے ہیں۔ دیکھو آج کل میں عربی کتاب اور اشتہار لکھ رہا ہوں اس کے لکھنے میں سطر سطر میں معجزہ دیکھتا ہوں۔ جبکہ میں لکھتا لکھتا اٹک جاتا ہوں تو مناسب موقع فصیح و بلیغ پر معانی و معارف فقرات و الفاظ خدا کیطرف سے الہام ہوتے ہیں اور اسطرح عبارتیں کی عبارتیں لکھی جاتی ہیں۔ اگرچہ میں اسکو لوگوں کی تسلی کے لیے پیش نہیں کر سکتا مگر میرے لیے یہ ایک کافی معجزہ ہے اگر میں اسبات پر قسم بھی کہا کروں کہ مجھے پچاس ہزار معجزہ خدا نے ظاہر کرایا تب بھی جھوٹ ہرگز نہ ہوگا ہر ایک پہلو میں ہم پر خدا کی تائیدات کی بارش ہو رہی ہے۔ عجب تر ان لوگوں کے دل ہیں جو ہمکو مفتری کہتے ہیں مگر وہ کیا کریں ولی را ولی می شناسد کوئی تقویٰ کے بغیر نہیں کیونکر پہچانے رات کو چور چوری کے لیے نکلتا ہے اگر راہ میں گوشہ کے اندر وہ کسی ولی کو بھی دیکھے جو عبادت کر رہا ہو وہ بھی سمجھے گا کہ یہ بھی میری طرح کوئی چور ہے۔ خدا عمیق در عمیق چھپا ہوا ہے اور ایسا ہی وہ ظاہر در ظاہر ہے اُسکا ظہور اتنا ہوا کہ وہ مخفی ہو گیا جیسا سورج کہ اُسکی طرف کوئی دیکھ نہیں سکتا خدا کا پتہ حق الیقین کے ساتھ نہیں پا سکتے جب تک کہ تقویٰ کی راہ میں قدم نہ ماریں۔

دلائل کے ساتھ ایمان قوی نہیں ہو سکتا بغیر خدا کی آیات دیکھنے کے ایمان پورا نہیں ہو سکتا یہ اچھا نہیں کہ کچھ خدا کا ہو اور کچھ شیطان کا ہو۔ صحابہ کو دیکھو کسطرح اپنی جانیں نثار کیں ابوبکرؓ جب ایمان لایا تو اُس نے دنیا کا کونسا فائدہ دیکھا تھا۔ جان کا خطرہ تھا اور ابتلا بڑھتا جاتا تھا مگر صحابہ نے صدق خوب دکھایا۔ ایک صحابی کا ذکر ہے وہ کملی اوڑھے بیٹھا تھا کسی نے اُسکو کچھ کہا عمرؓ پاس سے دیکھتے تھے اُنھوں نے فرمایا اس شخص کی عزت کرو میں نے اسکو دیکھا ہے کہ یہ گھوڑے پر سوار ہوتا تھا اور اس کے آگے پیچھے کئی نوکر چلتے تھے صرف دین کی خاطر آخر سب سے ہجرت کی۔ دراصل یہ آنحضرتؐ کی روحانیت کا زور تھا جو صحابہ میں جو عمل ہوا اُسکا کوئی جھوٹ ثابت نہیں ہر امر میں ایک کشش ہوتی ہے دیکھو دیوار کی اینٹوں میں ایک کشش ہے ورنہ اینٹ اینٹ الگ ہو جائے ایسی ہی ایک جماعت میں ایک کشش ہوتی ہے یہ ہوتا آیا ہے کہ ہر نبی کی جماعت میں سے کچھ لوگ مرتد بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ ایسا ہی موسیٰ اور عیسیٰ اور آنحضرت کی جماعت کے ساتھ ہوا اُن لوگوں کا مادہ خبیث ہوتا ہے اور اُن کا حصہ شیطان کے ساتھ ہوتا ہے مگر جو لوگ اس صداقت کے وارث ہوتے ہیں وہ ہمیں قائم رہتے ہیں غرض خدا کی راہ میں شجاع بنو انسان کو چاہیے کبھی بھروسہ کرے کہ اگلی رات میں زندہ رہوں گا۔ بھروسہ کرنیوالا ایک شیطان ہوتا ہے۔ انسان بہادر بنے یہ بات زور بازو سے نہیں ملتی دعا کرے اور دعا کراوے صادقوں کی صحبت اختیار کرے۔ سارے کے سارے خدا کے ہو جاؤ۔ دیکھو کوئی کیسی دعوت کرے اور تمہیں ٹھیکریں روٹی لیجائے تم سے کون کھائیگا وہ تو اُلٹا مار کھائے گا۔ باطن بھی سنوارو اور ظاہر بھی درست کرو انسان اعمال سے ترقی نہیں کر سکتا آنحضرتؐ

برقی قوت سے سزائے موت

اخبارات نیو یارک نے مفصل حال آلہ برقی سے ہلاکت کا لکھا ہے اتنے اتنے بڑے آرٹیکل نکلے ہیں جنمیں بیس بیس ہزار الفاظ ہیں۔ ایک قانون پاس ہوا کہ رپورٹر وقت پر آسکیں لہذا دو موقع ایسے حاصل ہوئے جسے حکم موت ہوتا ہے وہ خانہ اجل مین رکھا جاتا ہے یہی نام مکان ہے کونسلی اور اعزہ مل سکتے ہین کٹھرے مثل درندہ جانوروں کے رہتے ہین جب ایک کو سزا دینے لے جاتے ہین تو وہ دوسری کٹھرون پر پردہ ڈال دیتے ہین کہ اور قیدی جلوس نہ دیکھین بند راہ کا کمرہ کبھی کھولا نہیں جاتا دیکھنے والوں کے لئے بنچ ڈالدیجاتی ہے یہ کمرہ روشن ہوادار وسیع ہے مجرم کی کرسی چوبی ہوتی ہے ہتھے چوڑے ہوتے ہین گردن بازو پاؤں کے لئے تسمے بندھے رہتے ہین اوپر معدنی دھات کی سلاخ ہوتی ہے جس سے برقی قوت کا اثر ہوتا ہے اور سر سے پاؤں تک گذر جاتا ہے وقت سزا سے پیشتر یہ کل جو آخری حصہ عمارت مین ہے چلائی جاتی ہے باہر عوام انجن کے کمرے کے دھوین کا انتظار کرتے ہین۔ انجنیر آلات درست کرتا ہے برقی روشنی کے لمپ کرسی کے ہتھون مین باندھتا ہے انجن کے کمرے کی طرف اشارہ کرتا ہے فوراً لمپ روشن کردئے جاتے ہین کہ سامان درست ہے وارڈر ایک مختصر ایڈریس دیتا ہے نیچے دروازے کی دستک سننے مین آتی ہے یہ کھل جاتا ہے۔ محافظ مجرمین مسکراتا ہوا آتا ہے پیچھے مجرم جھکا ہوا ہوتا ہے اسکا پتلون ایک جانب گھٹنوں تک پھاڑ ڈالا جاتا ہے کہ برقی اثر خوب پہنچے۔ یہ کرسی پر بیٹھ جاتا ہے گارد کے تین آدمی ہاتھ پاؤں بازو سے تسمے باندھتے ہین اوپر خود پہنایا جاتا ہے جسمین مقناطیسی قوت کا تار ہے ایک منٹ سے کم صرف ہوتا ہے اشارے پر گارد پیچھے ہٹتے ہین محافظ اشارہ کرتا ہے ایک قیدی جو پوشیدہ ہوتا ہے برقی اس جانب کو گھماتا ہے لاش فوراً تڑپ جاتی ہے جب مقناطیسی قوت کا اثر ہوتا ہے اگر تسمے نہ بندھے ہوں تو بلند اڑ جاتی ہے اس کی بعد چرچراہٹ سننے مین آتی ہے تشنج نہ ہونے سے ظاہر ہے درد نہیں ہوتا۔ اس کے بعد کراہنے کی آواز آتی ہے جو پھیپھڑے کے بخارات نکلنے سے پیدا ہوتی ہے ڈاکٹر دوبارہ سہ بارہ برقی اثر پہونچاتا ہے۔ مردہ کرسی پر ہوتا ہے چاروں طرف عالم خموشاں۔ پھر ڈاکٹر دلی حرکت کو دیکھتا ہے۔ پھر وہ قیدی پردے سے آکر لاش لے جاتے ہیں بستر پر ڈاکٹر لاش چاک کرکے دیکھتے ہیں کہاں کہاں برقی قوت کا اثر پڑا۔

سائنس کا تازہ کرشمہ

بیسویں صدی سچ مچ برقی صدی ثابت ہوکر رہے گی۔ وہ زمانہ دور نہیں ہے کہ روٹی پکانے۔ کنواں چلانے۔ کپڑا بننے۔ آٹا پیسنے۔ ہل چلانے۔ مکانات روشن کرنے۔ بیماروں کو تندرست کرنے کا کام عام طور پر بجلی سے لیا جائے گا۔ لیکن تازہ دریافت بجلی کے علم میں یہ ہوئی ہے کہ مچھلیاں پکڑنے کا بھی کام اس سے لیا جاتا ہے۔ اس دریافت سے ماہی گیری کے فن میں انقلاب عظیم ہونیوالا ہے بڑے بڑے جہاز اور مچھلیاں پکڑنے کے آلے سب متروک ہو جائیں گے بجائے ان کے چند برقی انجنیر سمندر میں جائیں گے اور ایک بٹن دباتے ہی ہزارہا مچھلیاں آپ سے آپ تختہ پر آکر چمٹ جائینگی۔ بجلی کی یہ جدید طاقت یونیورسٹی کے دو طالبعلموں نے دریافت کی ہے۔ اگرچہ یہ خاص قسم کی روشنی مدت سے معلوم تھی لیکن ماہی گیری میں اس کا استعمال نیا تجربہ ہے۔ چند سال سے یہ روشنی غوطہ خوروں کے لیے بہت کار آمد ثابت ہوئی ہے اس سے پہلے انکو بالکل تاریکی میں کام کرنا پڑتا تھا۔ یا ایکسو پچاس بتی کی طاقت کی روشنی کا لیمپ ساتھ لے جاتے تھے۔

پولیس اور گاڑی والے

چند ہفتوں کا ذکر ہے کہ کلکتہ میں کرایہ کی گاڑی چلانے والوں نے باہمی اتفاق سے کام کر دیا تھا۔ گورنمنٹ نے انکو یقین دلایا کہ ان کی فریاد سنی جاوے چنانچہ مسٹر لائیل تحقیقات کے لیے مقرر ہوئے جنکی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ واقعی ان پر ظلم ہوتا تھا۔ پولیس والے ناک میں دم کرتے تھے۔ نیز انجمن ہمدردی حیوانات کے ایجنٹ رشوتیں لیتے تھے۔ ایک گاڑیوالے کی بابت سے مسٹر لائل نے معلوم کیا کہ بارہ روپے مہینہ پولیس والوں کو رشوت میں دینا پڑتا تھا۔ گورنمنٹ نے افسوس ظاہر کیا کہ ان مظالم کے لیے سٹرائک کی ضرورت ہوئی۔ تین پولیس میں سزایاب ہوئے بیس کو موقوفی اور محکمہ کیطرف سے سزا ملی اور آیندہ سے راستوں کی پولیس پر معقول نگرانی رکھی جاوے گی۔

اشتہار کتاب آیات الرحمن لنسخ ما یلقی الشیطن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصائے موسیٰ کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصائے موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے سو اب اسکو اپنی وہ کتاب ایک درد انگیز عذاب محسوس ہوگی یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لیے اسطرح سرمایہ جمع ہوکہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جائے اسلیے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ قیمت مولوی صاحب موصوف کے نام قادیان میں آنی چاہیے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

مطبوعات

۱) **ازالہ اوہام** طبع ہو رہا ہے چونکہ ازالہ اوہام حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امتحانی کورس مین داخل فرمایا ہے اور اسکی کوئی کاپی فروختنی موجود نہیں ہے اس لئے حضرت اقدس کی اجازت سے اسکا دوسرا ایڈیشن چھاپا جاتا ہے درخواستین درج رجسٹر ہو رہی ہین کیونکہ صرف چار سو جلدین طبع ہونگی۔

۲) **فیصلہ آسمانی** قیمت ۲؍ چھپ کر فروخت ہو رہا ہے ایسا ہی حضرت مولوی نور الدین صاحب کے دو خط قیمت ۲؍ اور **رسالہ دعا** قیمت ۲؍ آخر الذکر رسالوں کی تھوڑی جلدین باقی رہ گئی ہین ان کتابوں کے متعلق تمام درخواستین دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب کے پاس آنی چاہئین۔

۳۔ جدید قاعدہ **یسرنا القرآن** ختم ہوگیا صرف ٹیٹل پیج باقی ہے جلد اسکی اشاعت ہوجائیگی۔

۴۔ **تفسیر القرآن** کا دوسرا پارہ زیر طبع ہے آخر نومبر ۱۹۰۱ء تک جن بزرگوں کی قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ ۲؍ یا علاوہ محصول ڈاک عہ آئیگی ان کو عہ قیمت علاوہ محصول ڈاک پر ملے گا۔ نومبر ۱۹۰۱ء کے اخیر تک پیشگی کی میعاد ہے۔

مدرسہ کا چندہ

گذشتہ کئی مہینوں سے مدرسہ کے چندہ کی رسید شایع نہیں ہوئی اس لحاظ سے بھی کہ وہ بہت ہی کم نام تھے اور کچھ عدم گنجایش کی وجہ سے ہم اگلی اشاعت سے یکجائی طور پر شایع کردینگے انشاء اللہ العزیز

الحکم کے متعلق۔ نومبر نصف سے زیادہ گذر گیا ہے ابھی تک جیسا ہم نے کسی پچھلی اشاعت مین ذکر کیا تھا ساڑھے ۴۰۰ سو روپیہ کے قریب خریدان الحکم کے ذمہ بقایا ہے اور وہ نومبر کے آخر تک وصول ہونا چاہیے کیونکہ ۱۰ دسمبر کا پرچہ ان بزرگون کے نام جن کو . . . سال گذشتہ مین سرکلر لیٹر کی اشاعت کے بعد وی پی روانہ کیا گیا تھا سنہ ۱۹۰۲ء کی قیمت وصول کرنے کے لئے روانہ کیا جاوے گا۔ امید ہے وہ حسب دستور خود وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت فرماوینگے خاکسار ایڈیٹران کی بروقت اعانت فرمائی کا مشکور ہے

جزاھم اللہ احسن الجزا

۲۔ توسیع اشاعت الحکم کے متعلق بہت کم توجگی سے کام لیا جارہا ہے جیسا کہ امید تھی کہ

ہمارا اور آپ کا فرض

والی چٹھی پورے طور پر متوجہ کریگی ابھی تک اس کا اثر کم محسوس ہوتا ہے۔

ناظرین الحکم یاد رکھین کہ الحکم اس نسبت کی وجہ سے جو اسکے نام اور کام کو حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان کے ساتھ ہے خدا کے فضل سے ناامید نہیں اور اسے یقین ہے کہ اس کی مدد کیجاویگی مگر اسوقت اس کی مدد کرنیوالوں کے لئے ثواب عظیم ہے۔ کیونکہ

بہ مفت این اجر نصرت را دہندت ای اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

اس ہفتہ مین صرف مندرجہ ذیل بزرگون نے اس کی توسیع اشاعت کے خطوط بھیجے ہین

۱) جناب ڈاکٹر الہی بخش صاحب راولپنڈی
۲) جناب سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن
۳) ماسٹر ٹاسکول بیگو سرائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسرون کو انکی تقلید کی توفیق۔ آمین

۳۔ اخبار کے وی پی سال کے ختم ہونے کے قریب آکر بھی واپس کرنے والون کا یہ قابل شرم نتکا کہ ڈاکخانہ کا نوٹس لے لیا اور خاموش ہو رہے اخبار کے حق مین سخت خطرناک ہے وہ بزرگ جو قیمت نہیں دیتے اور اخبار کو وی پی واپس فرمانے کی تکلیف خود گوارا فرما کر مطبع کو الگ زیر بار کرتے ہین کیون اخبار پڑھنے کی تکلیف سے نجات نہیں پاتے اگرچہ ہمارے یہ الفاظ ان بزرگون کو ناگوار گذرینگے مگر براہ کرم وہ کوئی الحکم کے چلانے والے کو بھی تو کیمیا کا نسخہ بتادین جس سے

کاغذ۔ محصول ڈاک۔ کاتبون اور چھاپنے والوں اور دوسری ضروریات ادا ہوجایا کرین امید ہے کہ وہ توجہ فرماوینگے۔

طلباے مدارس کی کوتہ نظری اور اسکا علاج

ڈاکٹر ایس ڈبلیو رام سوامی آئنگر چشم ہین انہون نے طلباے مدارس کی بصارت چشم پر بعد تحقیق و تدقیق حال مین ایک دلچسپ رپورٹ مشتہر کی ہے ڈاکٹر صاحب نے تحقیق حالات کے لئے ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہرون کا دورہ کیا تھا اور وہ اسی غرض سے لاہور بھی آئے تھے صاحب موصوف کے خیال مین طلباے مدارس کی آنکھوں کی بصارت اس کام کے لئے کافی طاقتور نہیں ہے جسے بسا اوقات انہین انجام دینا پڑتا ہے قریب سے اشیاء دیکھنے کی عادت رو بترقی ہے جون جون تعلیمی زندگی طوالت پکڑتی جاتی ہے اس کے ساتھ ہی مائی اوپیا (کوتاہ نظری) کا مرض بھی مستقل طور سے روز بروز بڑھتا جاتا ہے یہ مرض ابتدائی جماعتون مین کم ہوتا ہے لیکن اعلیٰ اور کالج کلاسون مین بتدریج زیادہ ہوتا جاتا ہے اکثر مدارس مین طلباے پر ان کی بساط سے بڑھ کر بوجھ لادا جاتا ہے مدرسے مین سات گھنٹے لگاتار تعلیم پانے کے علاوہ انہیں گھر پر بھی اپنا اور مدرسہ کا کام کرنا پڑتا ہے سہ ماہی ششماہی اور سالانہ امتحانات کی تیاری اس بوجھ کو اور بھی ناقابل برداشت بنادیتی ہے مزید بران بعض حالتون مین طلبا کو اپنی بسر اوقات و گذرانہ کے لئے ہاتھ پاؤن مارنے پڑتے ہین اگر ان تمام تکالیف اور صعوبتون پر بہیئت مجموعی نظر ڈالی جاوے تو آسانی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ طلبا کی صحت اور انکی آنکھوں کی بصارت کسقدر معرض خطر مین ہے؟ ڈاکٹر آئنگر سفارش کرتے ہین کہ مدرسے کا تمام کام دن کی روشنی مین ختم کرلینا چاہیے کیونکہ رات کی مصنوعی روشنی ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے مدارس کے کمرے بھی ہوادار اور روشن ہونے چاہییں تاکہ نگاہ کو کتاب کے پڑھنے مین دقت نہ ہو نگاہ کا کام کم اور وقفہ سے ہونا چاہیے اس وقفہ مین آنکھوں کو آرام کرنیکا موقع ملیگا علاوہ بریں بچون کی آنکھیں ایسی کمزور ہوتی ہین . . .

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و مہتمم نے شایع کیا۔

نصرت خداوندی کے جذب کا طریق

یہ ایک خطبہ کا خلاصہ یا حاصل المطلب ہے جو ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۱ء کے جمعہ میں حضرت مولانا و مخدومنا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے اپنے الفاظ اور طرز میں لکھا

ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز ہ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور ۔ الحج۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بیان فرمایا ہے جو نصرت الٰہی کے جذب کا اصول ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ کون لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی نصرت سے حصہ لیتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عادۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ضرور ان لوگوں کی مدد فرماتا ہے جو اسکو مدد دیتے ہیں ۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کو مدد دینے میں کوئی ضعف نہیں آتا وہ بڑا قوت والا ہے اور جسکو خدا مدد دیتا ہے وہ اپنے مخالف پر غالب ہو جاتا ہے اور معزز بنتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ناصر اور مددگار وہی ہوتے ہیں جنکو وہ دیکھتا ہے کہ اگر انکو غلبہ دے تو نمازوں کو قائم کریں ۔ زکوٰۃ دیں ۔ نیک باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں ۔ اور سب کاموں کی باگ آخر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے ان آیات میں اللہ جل شانہ نے ایک عظیم الشان اصول بتایا ہے کہ کونسی قوم دنیا میں سرسبز ہوتی ہے مولیٰ کس کا ناصر ہوتا ہے اور کسے ہلاکت کے لیے چھوڑ دیتا ہے ۔ جن لوگوں کو دیکھتا ہے کہ خدا کی طرف سے مدد پانے کے بعد اسکا جلال ظاہر کریں گے نمازوں کو پڑھیں گے زکوٰۃ دیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی نگہداشت کریں گے انھیں متمکن اور غالب کرتا ہے۔

سوچو ! اور خوب غور کرو۔

جب دو قومیں لڑتی ہیں دونوں بہ حیثیت مخلوق ہونے کے یکساں فیض کھینچ سکتی ہیں ۔ مگر تجربہ نے ہمیں بتایا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ایسے اوراق موجود ہیں جنمیں نصرت الٰہی کی ایک دلکش اور بے نظیر تصویر موجود ہے ۔ ایکطرف سے ایک شخص اٹھتا ہے بالکل بے کس بے بس ۔ نہ کوئی طاقت اس کے ساتھ ہے نہ اپنی جمعیت اور سامان پر اسے کوئی ناز ہے پورے معنوں میں کمزور و ناتوان دوسری طرف اس کے مقابلہ کو ایک کثیر جماعت نکلی ہے جو پورے طور پر سامان حرب و ضرب سے مسلح ہے مگر جب میدان میں نکلتے ہیں تو قدرت خداوندی کا کوئی کرشمہ اور نظر آتا ہے وہ لاکھوں انسان اس ایک کے مقابلہ میں بھیڑ بکری کی طرح ہلاک ہو جاتے ہیں اور وہ تنہا و یکہ جسے مہجور القوم کہا جاتا تھا مظفر و منصور ہو جاتا ہے ۔ اس میں سر کیا ہے ؟ کہ ایک انسان کی خاطر اسقدر مخلوق ذبح ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ اسکے لیے پاک ہواؤں کو وبائی ہواؤں سے تبدیل کر دیتا ہے اور آباد اور اونچی زمینوں کو چٹیل میدان بنا دیتا ہے اسمیں یہی راز ہے کہ

خدا غیور خدا ہے

وہ آسمان سے دیکھتا ہے کہ ایک دل اسکی خلافت کے قابل ہے اور وہ

خدا نما آئینہ ہے

پس اس کے مقابل لاکھوں انسانوں کو کتے کے برابر نہیں سمجھتا ۔ اسی کیطرف اشارہ کر کے فرماتا ہے

قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم

انکو سنا دے کہ خدا کو تمھاری کچھ بھی پروا نہیں ہے اگر تم اسکو پکارنیوالے نہیں غرض اللہ تعالیٰ کو اپنی عزت اور عظمت مطلوب ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی نہیں کرتے انکو لا شئے جانتا ہے ۔ اسی اصول پر ہم خدا تعالیٰ کی اس سنت جاریہ کو حضرت آدم سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہما السلام تک برابر قائم دیکھتے ہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ان اسرار اور غوامض کی تہ تک ہم پہنچ نہ بھی لے جا سکیں اور دقیق ثبوت ہمارے ہاتھ میں نہ ہی ہوں کہ ایسا کیوں ہوتا رہا تو بھی یہ سنت شقرا کا کام دیتی ہے ۔ اور جو کچھ خدا کے صحیفوں میں ہم لکھا ہوا پاتے ہیں وہی ہمیں اس کے اٹل فعلوں سے ملتا ہے

ایک قوم نے لا الٰہ الا اللہ اور ایاہ فاعبد کا دعویٰ کیا قوموں نے اس کا خلاف کیا وہ راستباز باوجود ہر قسم کے ضعف بے سامانی اور ناتوانی کے کوئی ایسا دعویٰ نہ کر سکتے تھے کہ وہ جیت جاوینگے

اور نہ زمانہ کے مدبر اور اہل الرائے جو مادی اسباب کے فرزند تھے انکی کامیابی اور آخری جیت کا گمان کر سکتے تھے مگر انھوں نے اس بے سرو سامانی اور ناتوانی میں کہا کہ

ہم جیت جائینگے

زمانہ کی ایک لمبی دوڑ نے آخر دکھا دیا کہ وہ جو بیکس و بے بس اور ہمہ ضعف تھے آخر **کامیاب** ہو گئے

ان راستبازوں کے سردار افضل الرسل حضرت **محمد رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات نے تو عجیب فوق العادت ثبوت اس امر کا دیا۔

تاریخ پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ **عرب** ایسی باغیرت۔ متصر اور متمدن قوم کے مقابلہ میں ایسے کیسی نمایاں اور درخشاں فتح حاصل ہوئی۔ اور وہ رائی کا دانہ کیسا پہاڑ بنا جو ساری دنیا پر محیط ہو گیا اور جتنے بڑے بڑے پہاڑ دل کو چکنا چور کر دیا +

العرض

اسی اصول پر ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قریب تھا کہ دنیا کا وہی حال ہو جائے۔ برسات کے کیڑوں کیطرح ناشکر گذار قوموں نے زور کیا۔ مگر آخر خدا تعالےٰ نے آسمان پر سے زمین پر نگاہ کی اور **صدیق** کے دلکو منتخب فرمایا۔ اسکی تائید اور نصرت فرمائی نتیجہ یہ ہوا کہ نہ **مسلیمہ** رہا نہ اسود **عنسی** رہا اب دیکھلو یہ کس قدر عظیم الشان ثبوت ہے ناصر اور منصور ہونے کا۔ **ابوبکر صدیق** کو بالذات اور ان کے اتباع سے تمام صحابہ کبار کو آنحضرت صلعم کی برکات وخیرات کا وارث کر دینا اور دشمنوں پر پورا غلبہ دینا بتاتا ہے کہ وہ خدا کے ناصر تھے اور اُن کے منصور ہونے سے یہ نظر آتا ہے کہ خدا نے اُنکو دیکھ لیا تھا کہ اگر زمین میں انکو قدرت دیگی تو یہ نماز کو قائم کریں گے زکوۃ دیں گے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے

اگر کوئی رافضی یہ کہے کہ جو لوگ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر ممکن ہوئے وہ معاذ اللہ راستباز نہ تھے تو وہ خدا کے اس کلام کو جھٹلاتا اور خدا کے کلمات اور کام کو پاؤں کے نیچے کچلتا ہے۔

کیونکہ خدا کے کلام اور کام کی پیروی سے اور پھر واقعات صحیحہ کی شہادت سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ خدا کے شعائر کے مؤید تھے اور خدا تعالےٰ کی نصرت کے لئے اُٹھے اس لئے خدا اُنکا ناصر ہو گیا۔

پس

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نصرت الٰہی کے جذب کرنے کا طریق یہی ہے کہ شعائر اللہ کی عظمت کو قائم کیا جاوے اور اپنی عملی حالت سے اسکی تائید کی جاوے خدا تعالےٰ پھر نصرت کے لیے تھوڑا ہوتا ہے۔

اسوقت بھی اسی رنگ میں پھر ایک دعوی کیا گیا ہے جس رنگ میں **محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم** کا دعوی تھا ٹھیک اسی قسم کی حالت اور وقت میں یہ دعوی کیا گیا ہے اور **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اسم **احمد** کے رنگ میں مدعی کھڑا ہوا ہے + وہ کہتا ہے کہ میں **منصور** ہوں خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں میرے ساتھ ہیں اس کے اس دعوی کے لیے ہمیں یہ ضرور نہیں ہے کہ ہم یہ دیکھیں آیا وہ منصور ہوتا ہے یا نہیں۔ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے دین اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسولوں کا ناصر ہے یا نہیں؟ اگر وہ اُنکا **ناصر** ہے تو اسکے **منصور** ہونے میں کلام ہی کیا ہو سکتا ہے؟۔

اور اس امر کے ثبوت میں ہمیں کسی لمبی بحث کی ضرورت نہیں **زمانہ** دیکھ چکا ہے اور خود پکار اُٹھا ہے کہ وہ دین کا **ناصر** ہے یہانتک کہ وہ تلخ دشمن جو آج اس کے قتل کے فتوے دیتے ہیں اور ہر ایک قسم کے ظلم و ستم اسپر توڑے جانے روا رکھتے ہیں اپنے ہاتھ کاٹ چکے ہیں اور تسلیم کر چکے ہیں کہ

اسلام کی مالی۔ جانی۔ قالی۔ حالی لسانی نصرت میں اسکا کوئی نظیر نہیں۔

پھر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ جب تم اسے اسلام کا لانظیر ناصر مانتے ہو تو کیا خدا کو جھٹلانے ہو جو کہتا ہے کہ میں انکا منصور ناصر اور حامی ہوتا جو نصرت میری کرتے ہیں +

پھر اس کے منصور ہونے کا دعوی بھی خیالی رنگ میں نہیں رہا بلکہ وہ واقعات کی کسوٹی پر کسا جا چکا ہے۔

یہ تنہا اور چھوڑا ہوا چھوٹے سے گاؤں میں جسمیں کوئی سلح خانہ نہیں اندرونی اور بیرونی دشمن ٹڈی دل کیطرح ٹھیک اسی طرح جیسطرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اُٹھے تھے اس کے مقابلہ کے لیے موجود ہر مدعی پورے زور اور عزم سے اُٹھا کہ میں اس کو ہلاک کر کے رہوں گا کوئی شعر کے ہتھیار کوئی نثر کے اوزار کوئی رسالوں اور اشتہاروں کے آلات کوئی مقدمات اور جھوٹی مخبریوں کے تیر و تفنگ لیکر نکلا اور سارے ترکش انھوں نے خالی کیے اور سیدھے سینہ پر چھوڑے مگر یہ خدا کا پہلوان اسکی نصرتوں اور تائیدوں کے سایہ میں ہر طرح مامون اور محفوظ رہ کر بڑھ بڑھ کر پکارتا ہے

چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

کیا آجتک کوئی ایک بھی ہوا جو اسکے مقابلہ میں آتا۔ بڑے بڑے مولوی تھے غزنویوں کی مسجد بھی نمازیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور مسجدوں میں لمبے چوڑے جُبے قُبے پہنے ہوے اور عمامہ پوش مولوی موجود ہوتے ہیں مگر بات کیا ہے کہ وہ ان نصرتوں سے

محروم ہیں۔؟

میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان لمبی نمازوں اور تسبیحوں سے دھوکا نہ کھاؤ۔ خدا پر ایمان **غیرت** کو چاہتا ہے کوئی نماز روزہ اور زکوٰۃ سے سرخرو نہیں ہو سکتا جبتک اس میں ایمانی غیرت نہ ہو۔ خدا کبھی دیوث مسلمان کو پسند نہیں کر سکتا۔ دیکھو کیا یہ ستم اسلام پر نہیں توڑا جاتا کہ **سید المعصومین** اور راستبازوں کے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیدہ دہن لوگوں نے معاذ اللہ معاذ اللہ زانی۔ ڈاکو۔ فاسق کہا + جسکو سنکر ایک سچے مسلمان کا دل کانپ اٹھتا ہے اور زہرہ گداز ہو جاتا ہے۔

قرآن کو جھوٹی کتاب کہا جاتا ہے ایسے نور کو تاریکی کا مخزن کہا جاتا ہے پر یہ لوگ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بڑھیوں کی طرح چرخہ کاتتے رہتے ہیں۔ کوئی انمیں سے نہیں اٹھتا۔ جو دین کی غیرت کھاکر میدان میں نکلے اور اپنے زور قلم سے عدو کا منہ بند کرے۔ انکو خاموشی اور بے پروائی نے اسلام کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔

مگر

خدا کا یہ راستباز سولہ سترہ برس کی عمر سے یہ غیرت کھاکر اٹھا اور اس نے ہر ممکن طریق سے انکا منہ بند کیا۔ وہ جب سے بولا اور جب سے اس نے **قلم** ہاتھ میں لیا دین کی اشاعت اور مخالفوں کا ذب و دفاع اسکا شعار رہا + جسکا اس کے دشمنوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ پس اسکی یہ للہی خدمت اسکی یہ غیرت دینی نبیوں اور رسولوں کی تطہیر کے لیے اپنی جان و مال و آبرو خطرہ میں ڈالدینا کیا **نصرت الٰہی کے جذب کا موجب نہ ہو سکتا تھا؟**

میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ سبھی انبیا علیہم السلام کی جو تطہیر کی گئی انکی روحیں اسکی نصرت کے لیے خدا کے حضور چلا رہی ہیں۔ اور اسپر درود پڑھتی ہیں اگر وہ نبی راستباز اور خدا کے مقرب تھے؟ اور ضرور تھے؟ اگر انکی دعائیں کچھ اثر رکھتی ہیں اور ضرور ہے اگر خدا اپنے ناصروں کا ناصر ہوتا ہے؟ اور ضرور ہوتا ہے تو

سن رکھو یہ مرزا غلام احمد خدا کی نصرتیں اسکے شامل حال ہوں آمین مظفر و منصور ہوکر رہیگا اور سچ پوچھو تو **ہو گیا** کیوں؟ وہ دینی غیرت اور حمایت جو اس انسان کامل میں ہے جنوب میں شمال میں مشرق میں مغرب میں کسی مولوی ملا یا صوفی درویش میں بتاؤ یقیناً کسی میں نہیں

کیا یہ قادر نہ تھا کہ صوفیوں کی سی نرم نرم باتیں کرتا کسی مخالف دین کے جواب کے لیے قلم نہ اٹھاتا اگر وہ اس راہ پر چلتا اور اسکے دنیا مقصود ہوتی تو وہ اس راہ کو پسند کرتا میں سچ کہتا ہوں کہ

دنیا اس کے قدم چومتی

مگر

میرے دوستو! اسے بت بننے کی خواہش نہ تھی وہ بت شکن ہوکر آیا تھا اس لیے اس نے ان تمام بدعات اور مشرکانہ رسومات کے توڑنے اور اسلام کی گئی گذری عزت کے بحال کرنے اور قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جلال کے لیے اور مردہ پرست ملت کے فتنے سے دنیا کو بچانے کے لیے میدان میں نکلنا پسند کیا اور ہر قسم کی تکلیف و مصیبت کا آماجگاہ بننا چاہا۔ اور پورے شوق اور وجد سے پکار اٹھا

ہمہ خلقِ جہاں خواہد برائے نفسِ خود عزت
خلاف من کہ می خواہم براہ یار ذلت راہ

میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ ایک بار فرماتے تھے مجھے اسبات کی کچھ بھی پروا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاؤں یا میری جائیداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاوے

غرض

میرے دوستو! تم دیکھتے ہو کہ وہ کسطرح اپنے آرام اور سکھ کو چھوڑ کر رات دن اسی کام میں لگا رہتا ہے کہ کسطرح نبی کریم صلعم کی عزت و جلال ظاہر ہو ساری ساری رات بیٹھا رہتا ہے اور باوجود بیماریوں کے آئے دن کے حملے کے نہیں گھبراتا اور نہیں اکتاتا ہر بیماری کا دورہ اسکی ہمت میں ایک اور قوت عطا کرتا ہے اور وہ آگے سے بڑھ کر قدم رکھتا ہے ہر نیا دن اسکے قلم میں ایک جدید شوکت اور اسکے علم میں ایک نئی بات سامنے لاتا ہے بلکہ ہر لحظہ وہر آن وہ بڑھتا جاتا ہے۔

یہ خدا کی نصرت نہیں تو کیا ہے؟

پس ہماری جماعت کے لیے اس سے عظیم الشان سبق ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ سب کی روحوں میں یہ اضطراب پیدا ہو جاوے کہ خدا کی کتاب اور اسکے رسول کریم صلعم کی عزت وجلال کا قائم کرنا مقصود ہو جاوے۔ چونکہ یہ زمانہ قلم کا زمانہ ہے اور اسلام کے مقابلہ میں قلم ہی کا ہتھیار نکلا ہے پس قلم کے مقابلہ کے لیے قلم ہی سے کام لو۔ اور نہیں تو اہل قلم کی نصرت اور تائید میں لگ جاؤ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی چال چلن اور اعمال سے دکھاؤ کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہو نمازوں کو قائم کرنیوالے اور زکوٰتوں کو دینے والے ہو۔

کیونکہ سب سے پہلے تو یہی ضروری امر ہے کہ تم اپنے پاک نمونوں سے قرآن کریم کی جلال کو ظاہر کرو۔ خدا کرے کہ ہم سب کو یہ توفیق ملے اور ہمارے امام کی تیم سبتی اور متقیا دعائیں قبول ہوں جو وہ اپنی جماعت کی

اردو میگزین کی تجویز

الحکم کے کسی گذشتہ پرچہ میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر اپنی جماعت کے اردو خواں دوست پسند کریں تو انگریزی میگزین کے علاوہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے ایک اردو میگزین سہ ماہی شائع ہوا کرے اسپر بعض احباب نے تو اسمیں بہت خواہش ظاہر کی یہانتک کہ بجائے سہ ماہی کے ماہوار اشاعت انگریزی میگزین کے ساتھ ساتھ چاہتے ہیں لیکن ساتھ ہی میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ اسوقت تک جو قریبًا ایک ماہ تجویز اشاعت کو ہوچکا ہے صرف تیس درخواستیں میرے پاس پہونچی ہیں - میں یہ تو یقین نہیں کرسکتا کہ ان احباب کے علاوہ ہماری جماعت میں کوئی اور ایسا شخص نہیں جو میگزین کے مضامین کو اپنے پاس نہ رکھنا چاہتا ہو - بلکہ اردو مضامین اس کے اس قابل ہیں کہ جو احباب انگریزی رسالہ خریدیں وہ بھی ضرور اصل کو اپنے پاس رکھیں کیونکہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود کاسر صلیب علیہ الصلوۃ والسلام کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے گرانقدر جواہرات ہیں - یہ خیال پڑتا ہے کہ شاید اپنی جگہ پر احباب نے یہ خیال کر لیا ہو کہ جب چھپ جائے گا اسوقت خرید لیں گے اور اسکی تائید میں یہ امر بھی ہے کہ بعض احباب جو اصل محرک اس تجویز کے تھے اور جنھوں نے اس تجویز پر یہانتک زور دیا تھا کہ اسکی قیمت بھی انگریزی رسالہ کے برابر ہی رکھی جاوے ابھی تک انکی طرف سے بھی کوئی درخواست نہیں پہونچی - اس سے میرے اس خیال کی اور بھی تقویت ہوتی ہے - کہ احباب نے اپنی جگہ یہ خیال کرلیا ہے کہ چھپنے پر درخواستیں بھیجی جاویں گی

ابتک لاہور سے - گوجرانوالہ سے سیالکوٹ سے - وزیرآباد سے لالہ موسیٰ سے - جہلم سے پشاور سے - امرتسر سے کپورتھلہ سے - پٹیالہ سے مالیر کوٹلہ سے - میرٹھ سے الہ آباد سے - حیدرآباد سے اور دیگر مقامات سے کوئی درخواست نہیں آئی اس لیے میں دوبارہ احباب کی خدمت میں یہ درخواست کرتا ہوں - کہ اردو میگزین کی تجویز کی تکمیل مشروط ھی اس شرط سے کہ (۳۰۰) سو درخواست راقم کے پاس پہونچ جاویں ورنہ پھر ان مضامین کا مکمل صورت میں ملنا ایک مشکل امر ہوگا -

۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء
خاکسار محمد علی از قادیان

کسی گذشتہ اشو الحکم میں انگریزی میگزین کے پہلے نمبر کی پندرہ نومبر تک نکلنے کا خیال ظاہر کیا گیا تھا - مگر سکریٹری صاحب کی کم فرصتی کیوجہ سے بعض اہم باتیں جو موقت الشیوع پرچوں کی اشاعت کے لیے ضروری ہیں اب تک پوری نہیں ہوسکیں اس لیے التوا پڑگیا ہے جبھی یہ امور طے ہو جاویں گے پہلا نمبر چھپنا شروع ہو جاوے گا

خاکسار محمد علی ۱۴ نومبر ۱۹۱۱ء

سلسلہ احمدیہ کی

نئی تصنیف

اس کتاب کے مصنف نے جزاہ اللہ خیرا جسقدر محنت اس کتاب کے تیار کرنے میں اٹھائی ہے کتاب کے مطالعہ سے ہی پتہ لگ سکتا ہے - تفسیر اور حدیث کی ضخیم مجلدوں میں کوئی بات نہیں چھوڑی جو حضرت اقدس کے دعوی سے تعلق رکھتی معلوم ہوتی تھیں اس لیے اس کتاب کا حجم بہت بڑھ گیا ہے - مگر قابل تعریف خوبی سے مصنف نے ان مضامین کو ترتیب دی ہے جتنے امور تنقیح طلب متعلق دعوی مسیح موعود علیہ السلام تھے ہر ایک کیلئے علحدہ باب اور فصلیں قائم کی ہیں اور ہر ایک باب اور فصل میں سیر کن بحث ہر ایک پہلو کی ہے عقل حیران رہجاتی ہے کہ اس قدر بھاری ذخیرہ کو ایک ہی آدمی کیونکر اس خوبی کے ساتھ ترتیب دے سکتا تھا کہ جس سے بہتر ممکن نہیں - طرز بیان نہایت واضح اور عام فہم - گویا حضرت مسیح علیہ السلام کی کتابوں کا ایک خلاصہ ہے - اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر مخالف پر یقینی فتح ہے - چونکہ ہمارے دوستوں میں سے کم و بیش ہر ایک کو مباحثے پیش آتے ہیں اسلیے ایسی عمدہ ہتھیار کا جو ہر وقت ہر مباحثہ میں کام آسکے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے اور خاصکر جب حضرت اقدس نے بذریعہ اشتہار بڑے دنوں کے جلسہ میں احباب کو امتحان کے لیے مطلع فرمایا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ اس کتاب پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے دعوے کے متعلق جن جن امور پر سوال ہو سکتے ہیں وہ سب علحدہ

رجسٹرڈ ایل ۴۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے (عـہ) خواص اور معاونین سے (عـلـہ) ہندوستان سے باہر (لـے)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان ۱۳۱۹ھ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ ۔ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۳ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلماتِ طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سیر

۷ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام حسب معمول سیر کو نکلے ۔ راستہ میں جناب سید ناصر نواب صاحب نے اپنا ایک خط جو انھوں نے اپنے کسی عزیز کے خط کے جواب میں بغرض تبلیغ لکھا ہے سنانا شروع کیا ۔ چونکہ خط بہت لمبا اور طویل تھا اور درمیان میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بعض مقامات پر اس کی اصلاح یا بعض امور تشریح مزید کی غرض سے بیان فرماتے تھے اس لیے واپس مکان تک پہونچنے پر بھی وہ خط ختم نہ ہوا چنانچہ حضرت اقدس نے مناسب سمجھا کہ سے بیٹھکر تمام سن لیں حضرت مولوی نور الدین صاحب کے مطب میں بیٹھے ہوے اُسے سنتے رہی اور مختلف مقامات پر آپ نے فرمایا

آذر حضرت ابراہیم کا باپ ہی تھا اللہ تعالے نے اسکا نام اَبْ رکھا ہے اس قسم کے انقلاب دنیا میں ہوتے آئے ہیں کبھی باپ صالح ہوتا ہے بیٹا طالح ہوتا ہی اور کبھی بیٹا صالح ہوتا ہے باپ طالح ہوتا ہے ۔

ہمارے پڑ دادا صاحب بڑے مخیر تھے اور با خدا بزرگ تھے چنانچہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ان کو گولی کا اثر نہیں ہوتا ۔ ایک وقت میں اُنکے دستر خوان پر ۵۰۰ آدمی ہوا کرتے تھے اور اکثر حافظ قرآن اور عالم اُن کے پاس رہتے تھے اور قادیان کے اردگرد ایک فصیل ہوتی تھی جسپر تین یا چار چھکڑے برابر برابر چلا کرتے تھے خدا کی قدرت سکھوں کی تعدی اور لوٹ کھسوٹ ہیں وہ سب سلسلہ جاتا رہا اور ہمارے بزرگ یہاں سے چلے گئے ۔ پھر جب امن ہوا تو واپس آئے

پھر ضمناً سادات کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ سید یا عمار اولاد علی رضی اللہ تعالے عنہ کے نہیں کہلاتے بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہونے کے حیثیت سے کہلاتے ہیں ۔

ایک موقع پر میر صاحب کے عزیز نے اپنے خط میں ترکوں کی برائی لکھی تھی اور میر صاحب اُس کا معقول جواب سنا رہے تھے حضرت اقدس نے اسپر فرمایا

اگرچہ ہمارے نزدیک اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ہی ہے اور ہمیں خواہ مخواہ ضروری نہیں کہ ترکوں کی تعریف کریں یا کسی اور کی مگر سچی اور حقیقی بات کے اظہار سے ہم رک

نہیں سکتے۔ ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کو بہت بڑی قوت حاصل ہوئی ہے یہ کہنا کہ وہ پہلے کافر تھے یہ طعن درست نہیں کوئی دو سو برس پہلے کافر ہوا کوئی چار سو برس پہلے یہ کیا ہے آخر جو آج سید کہلاتے ہیں کیا اُنکے آبا و اجداد پر کوئی وقت کفر کی حالت کا نہیں گذرا؟ پھر ایسے اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

ہندوستان میں جب یہ مغل آئے تو انھوں نے مسجدیں بنوائیں اور اپنا قیام کیا الناس علی دین ملوکہم کے اثر سے اسلام پھیلنا شروع ہوا اور اب تک بھی حرمین شریفین ترکوں ہی کی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے دو ہی گروہ رکھے ہوئے ہیں ایک ترک دوسرے سادات۔ ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے اور سادات کو فقر کا مبدار قرار دیا گیا چنانچہ صوفیوں نے فقر اور روحانی فیوض کا مبدار سادات ہی کو ٹھیرایا ہے اور میں نے بھی اپنے کشوف میں ایسا ہی پایا ہے دنیا کا عروج ترکوں کو ملا ہے۔ حضرت اقدس یہ ذکر کر رہے تھے کہ ایک یوروپین صاحب بہادر اندر آئے اور بڑی آزادی سے مجلس میں آگے بڑھے اور مُنہ سے یہی کہا۔

یورپین۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

ان کے السلام علیکم کہنے پر مختلف خیال حاضرین مجلس کے دل میں گذرے کسی نے ترک سمجھا اور کسی نے نومسلم۔ صاحب موصوف کو بیٹھے ہوئے ایک منٹ ہی گذرا ہو گا کہ خانصاحب نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟

یورپین۔ میں سیاح ہوں۔

خانصاحب۔ آپ کا وطن۔

یورپین۔ میں اتنی اردو نہیں جانتا۔ اور پھر کچھ سمجھکر بولا۔ او۔ ہاں انگلینڈ استنے میں مفتی محمد صادق صاحب آگئے حضرت اقدس کے ایما سے وہ ترجمان ہوئے اور اسطرح پر حضرت اقدس اور یورپین نو وارد میں گفتگو ہوئی۔

حضرت۔ آپ کہاں سے آئے ہیں۔

یورپین۔ میں کشمیر سے کلو گیا تھا اور وہاں سے ہو کر اب یہاں آتا ہوں۔

حضرت۔ آپکا اصل وطن کہاں ہے۔

یورپین۔ انگلینڈ۔ میں سیاح ہوں اور عرب اور کربلا میں بھی گیا تھا اب میں یہاں سے متصرا بجریا کارتیج اور سوڈان کو جاؤنگا۔

حضرت۔ آپ کے اس سفر کا کیا مقصد ہے؟

یورپین۔ صرف دید شنید۔ سیاحت

حضرت۔ کیا آپ بحیثیت کسی پادری کے سفر کرتے ہیں۔

یورپین۔ ہرگز نہیں۔

حضرت۔ آپ کی دلچسپی زیادہ تر کس امر کے ساتھ ہے کیا مذہب کے ساتھ یا علمی امور کیطرف یا پولیٹیکل امور کے ساتھ؟

یورپین۔ میں صرف نظارۂ عالم دیکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ کسی طرح دل مضطر کو قرار ہو۔

حضرت۔ آخر آپ کے سفر کی کوئی غرض بھی ہے۔

یورپین۔ کوئی مدعا نہیں۔

حضرت کیا آپ فری مین ہیں۔

یورپین۔ میں انہیں یقین نہیں رکھتا بلکہ میں اپنا آپ ہی بادشاہ ہوں اور آپ ہی اپنا تاج ہوں میں سب کا دوست ہوں اور کسیکا دشمن نہیں۔

حضرت۔ آپ کا نام کیا ہے۔

یورپین ہٹوی ٹی۔ ڈکسن۔

حضرت۔ عیسائی فرقوں میں سے آپ کس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

یورپین۔ میں کسی فرقہ کا پابند نہیں ہوں۔ میرا اپنا مذہب خاص ہے دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جسمیں صداقتیں نہوں میں ان سب مذاہب میں سے صداقتوں کو لیکر اپنا ایک الگ مذہب بناتا ہوں۔

حضرت۔ اگر آپ کا کوئی مذہب نہیں تو یہ مجموعہ انتخاب بھی تو ایک مذہب ہی ہونا چاہیے۔

یورپین۔ ہاں اگر اسے مذہب کہنا چاہیے تو میرا یہی مذہب ہے۔ کہ مختلف صداقتیں لیتا ہوں۔

حضرت۔ اچھا جو مذہب آپ نے مختلف مذاہب کی صداقتوں کو لیکر جمع کیا ہے وہ غلطیوں سے بالکل منزہ ہے یا کوئی اور مذہب بھی ایسا آپ کے نزدیک ہے جو بالکل غلطیوں سے مبرا ہو۔

یورپین۔ جو مذہب میں نے جمع کیا ہے وہ تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے اچھا ہے اور وہ مسیح کی اس تمثیل کے اصول پر ہے جو اس نے کسی مالدار آدمی کی بیان کی ہے کہ اُسنے اپنے نوکروں کو کچھ توڑا دیا انہیں سے ایک نے تو اس روپیہ کو کسی مصرف میں لگایا اور اس سے کچھ بنایا دوسرے نے کچھ نہ کیا۔ پس خدا نے جو کچھ ہمکو دیا ہے اگر ہم اس سے کچھ بنائیں تو وہ خوش ہوتا ہے اور جو کچھ نہیں بناتا اس سے ناراض ہوتا ہے۔

حضرت۔ اچھا آپ کچھ روز یہاں قیام کریں گے؟ تاکہ آپ ہمارے مذہب سے جو ہم پیش کرتے ہیں فائدہ اُٹھائیں۔

یورپین میں ایک دن کے بعد واپس جانا چاہتا ہوں اور زیادہ سے زیادہ کل تک ٹھیر سکتا ہوں

حضرت۔ آپ ایکہفتہ تک نہیں ٹھہر سکتے۔

یورپین۔ نہیں میں نہیں ٹھہر سکتا مسٹر کینیڈی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹالہ میں میرے منتظر ہونگے میں انھیں آج آنے کو کہہ آیا تھا مگر خیر کل چلا جاؤنگا۔

حضرت۔ جب آپ کسی کے نوکر نہیں

اور اپنے آپ ہی بادشاہ ہیں اور صرف نظارہ عالم کے لیے آپ نکلے ہیں تو پھر کیوں آپ ایکھفتہ تک نہیں ٹھہر سکتے۔

یوروپین۔ یہ سچ ہے مگر میں نے اپنے پیش نظر کل دنیا کا دیکھنا رکھا ہے اگر میں اسطرح پر ٹھہرنے لگوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سی دلچسپیاں مجھ سے چھوٹ جائیں گی۔

حضرت۔ آپ کے چہرہ سے اچھے آثار نظر آتے ہیں اور آپ سمجھدار اور زیرک معلوم ہوتے ہیں کیا اچھا ہو کہ آپ ایکھفتہ یہاں رہ جائیں اور ہماری باتوں کو سمجھ لیں اگر آپ کا ارادہ ہو اور آپ پسند کریں تو صاحب کو ایک چٹھی لکھدی جاوے۔

یوروپین۔ میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ میں ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے نو وارد سیاح کے لیے کھانے کا حکم دیا کہ جو کچھ یہ کھانا چاہیں وہ شیخ مسیح اللہ خانساماں سے جو وہ انگریزی کھانے پکانے میں استاد ہیں طیار کرایا جاوے اور گول کمرہ میں انکو ٹھہرا دیا جاوے چنانچہ حضرت اقدس اس کے بعد تشریف لے گئے اور صاحب ممدوح مولوی **محمد علی** صاحب ایم۔ اے کی رہبری سے اور چند احباب کے ہمراہ مدرسہ کے مختلف کمروں میں گئے اور پھر لائبریری میں جاکر ناٹوویچ روسی کی کتاب مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات کو دیکھکر اس کتاب کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی جو انکو فی الفور نکالکر دی گئی۔ اس کے بعد انکو گول کمرہ میں ٹھہرایا گیا۔ اس اثنا میں ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب سے کچھ باتیں ہوتی رہیں اور پھر مولوی محمد علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب مختلف اوقات میں آکے اپنے مذہب کے متعلق عجیب عجیب پیرایوں میں کلام کرتے رہے خصوصیت کے ساتھ مسیح کی قبر کا کشمیر میں ہونا اور عربی زبان کا ام الالسنہ ہونا اور دوسرے مسلمانوں کی نسبت احمدی قوم کے خاص طور پر اخلاق اور روحانی ترقی میں ممتاز ہونے کا ذکر ہوتا رہا جسکا اس نے خود اعتراف کیا اور یہ دیکھکر اسے تعجب ہوا کہ کیونکر ایک چھوٹے سے گاؤں میں جہاں کسی قسم کی دلچسپی کا سامان نہیں ایک شخص ہر قسم کے اہل کمال اور زیرک انسان اپنے گرد جمع رکھتا ہے۔ جب وہ یہ سنتا کہ عربی کے عالم یہاں ہیں عبرانی کے عالم یہاں ہیں۔ انگریزی کے عالم یہاں ہیں فارسی کے عالم یہاں ہیں۔ ڈاکٹر یہاں ہیں وغیرہ وغیرہ تو اسپر ایک خاص قسم کا اثر ہوتا تھا۔

مسیح کی قبر کشمیر کے بیان کے سلسلہ میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک سکہ دیکھا ہے جسپر لکھا تھا کہ میں شہنشاہ اور نجات دہندہ ہوں اور اس نے یہ بھی کہا کہ کشمیر کے ایک پنڈت نے مجھے کہا کہ میرے پاس سنسکرت زبان میں ایک کتاب ہے جسمیں مسیح کے حالات لکھے ہوئے ہیں۔

اور اس نے یہ بھی کہا کہ بدھوں کی زبان پالی ہے اور یہودیہ کو پالسٹائن یا پالستان کہتے ہیں یہ اس نے کشمیریوں کے بنی اسرائیل ہونے کے ذکر میں بیان کیا۔

عصر کی نماز کے بعد اس نے حضرت اقدس کے تین فوٹو لیے۔ دو فوٹو آپ کے احباب کے ساتھ لیے اور ایک فوٹو الگ لیا۔

(باقی آئندہ)

---

۷ نومبر ۱۹۰۱ء کی شام

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک نہر سرہند اور منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری ملہم اور حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کے درمیان خط و کتابت ہوئی تھی جو بابو محمد صاحب نے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس بھیجدی ہے اس خط و کتابت میں الٰہی بخش صاحب کا ایک الہام بھی درج ہے جسمیں بتایا گیا (خاک بدہنش) کہ مرزا صاحب چند روز میں ذلیل ہو جائیں گے۔

اس الہام کو چونکہ منشی الٰہی بخش نے صاف دیکھا ہے کہ الٹا ان پر ہی پڑا ہے اور سلسلہ عالیہ تو خدا کے فضل سے آناً فاناً ترقی کر رہا ہے اور ادھر حضرت حجۃ اللہ کو لک خطاب العزۃ کے الہام ہوتے ہیں منشی الٰہی بخش اینڈ کو نے اپنی ذلت کے چھپانے کے لیے کتاب میں درج نہ کیا۔ مگر انکی شامت اعمال کب انھیں چھوڑ سکتی تھی یہ خط و کتابت انشاء اللہ مناسب صورت پر شائع ہو گی۔ غرض اس خط و کتابت پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ

ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا آدمی پیش کرو کہ جس کے اسقدر نشانات جن کے کروڑوں آدمی گواہ ہوں پورے ہوئے ہوں ایک سو سے زیادہ عظیم الشان پیشگوئیاں کتاب (تریاق القلوب) میں درج کر دی گئی ہیں۔ جب یہ لوگ کچھ پیش نہیں کر سکتے تو کہدیتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت کا دعویٰ کرتے ہیں انکو اتنی خبر نہیں کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہاں فضیلت ہوئی یہ بزرگی اور عظمت تو آپ ہی کی

ہوئی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر تو کوئی چیز نہیں بلکہ اسی کے رنگ اور اسی کی چادر میں ہو کر یہ ظہور نشانات کا ہو رہا ہے اور اسی کے ہاتھ پر صادر ہو رہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو اسباب اور سامان تبلیغ اور اشاعت کے ہمیں میسر آئے ہیں اور اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں وہ پہلے نہیں ہوئے اور نہ مذاہب کا اسقدر زور ہوا۔ غرض یہ نشانات اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ الٰہی بخش کی پیشگوئیاں کیا حقیقت رکھ سکتی ہیں۔

پھر مختلف باتوں کے تذکرہ میں فرمایا۔

جو قویٰ خدا نے انسان کو دیے ہیں ان سب سے بجز سچے موحد کے کوئی دوسرا کام نہیں لے سکتا۔ شیعہ ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی ساری کوششوں کا منتہا امام حسین رضؓ کو سمجھ بیٹھے انکو رو لینا اور ماتم کر لینا کافی قرار دے لیا ہمارے استاد ایک شیعہ تھے گل علی شاہ انکا نام تھا کبھی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے منہ تک نہ دھوتے تھے اسپر نواب صاحب نے آپکی تائید میں بیان کیا کہ وہ میرے والد صاحب کے بھی استاد تھے اور وہاں جایا کرتے تھے اور یہ واقعی سیح ہے کہ ان کی مسجدیں غیر آباد ہوتی ہیں ہماری مسجد کا ایسا ہی حال تھا اور اب خدا کے فضل سے وہ آباد ہو گئی ہے اور لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں اسپر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا وہ کبھی کبھی آپ کے والد صاحب کا ذکر کیا کرتے تھے اور یہاں سے تین تین مہینے کی رخصت لے کر مالیر کوٹلہ جایا کرتے تھے۔ میں نے غائبانہ بھی کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور میری فراست مجھے

بھی بتاتی ہے (یہ نواب صاحب کی مسجد کے آباد ہونے اور نمازیوں کے آنے کے ذکر پر فرمایا) کہ راستی کو قبول کرنا اور پھر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے ڈر جانا اور اسکی طرف رجوع کرنا آپکے اور آپ کی اولاد کے اقبال کی نشانی ہے بجز اس کے کہ انسان سچائی سے خدا کیطرف آئے خدا کسی کی پروا نہیں کرتا خواہ وہ کوئی ہو۔

سار کدن ہمیشہ نیک بخت کو ملتے ہیں۔

یہ آثار صلاحیت۔ تقویٰ اور خدا ترسی کے جو آپ میں پیدا ہو گئے ہیں آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے بہت ہی مفید ہیں۔

پھر جناب مولوی عبدالکریم صاحب نے طاعون کی خبر پوچھی کہ آج آپ نے اخبار پڑھا ہوگا کیا لکھا ہے۔

فرمایا مجمل طور پر لکھا ہے کہ طاعون ترقی پر ہے۔ میرا ارادہ ہے اور مولوی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایک بار پھر طاعون کے متعلق ایک اشتہار دیدیا جاوے کہ لوگ رجوع کریں اور سچی پاکیزگی اور تبدیلی پیدا کریں۔

پھر ضمناً فرمایا کہ دیکھا گیا ہے اور سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جسقدر زور ہوا ہے سچوں ہی پر ہوا ہے انکی مخالفت میں ساری طاقتیں خرچ کی گئی ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کتنا زور لگایا گیا بر خلاف اس کے مسیلمہ کذاب کو فی الفور مان لیا گیا ایسا ہی حضرت مسیح کے وقت میں بھی ہوا اور اب بھی ایسا ہی ہوا۔ جھوٹوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں راستباز پر حملہ پر حملہ کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کیلیے سب مل بیٹھے ہیں۔

اسی اثنا میں جناب مرزا خدا بخش صاحب اپنی کتاب عسل مصفی سناتے رہے۔

بعد نماز عشا حضرت اقدس دولت سرا کو تشریف فرما ہوئے

اس سے پیشتر کہ حضور اندر تشریف لے جائیں آج کے آئے ہوئے نو وارد مہمان انگریز کے متعلق دو چار باتیں فرمائیں وہ ہم انشا اللہ تعالیٰ ناظرین کو پھر سناویں گے۔

فونوگراف

کے ذریعہ دعوت اسلام

ناظرین الحکم غالباً اس خبر سے ناواقف نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کا منشا ہے کہ فونوگراف میں اپنی تقریر بند کر کے دوسرے ممالک میں بھیجیں اس تجربہ کے لیے عالی جناب

نواب محمد علی خاں صاحب

رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی خدمت میں لکھا گیا تھا کہ جب دارالامان آئیں تو اپنا فونوگراف لیتے آئیں چنانچہ وہ لے آئے۔ اور حضرت اقدس کو وہ دکھایا گیا

قادیان جیسے گاؤں میں فونوگراف تو ایک عجیب تحفہ سمجھنا چاہیے اور حقیقت میں وہ عجیب چیز ہے اس لیے جب گاؤں میں یہ چرچا ہوا تو اکثر لوگوں کو اس کے دیکھنے کا خیال ہوا۔ مگر فونوگراف ایک ایسے معزز و مقتدر انسان کے ہاتھ میں تھا کہ ہر کس و ناکس جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ وہ جا کر براہ راست عرض کرے اگرچہ نواب صاحب کے اخلاق فاضلہ سے بعید تھا کہ کوئی شریف

اگر چاہتا تو وہ نہ دکھاتے مگر لالہ شرمپت رائے (جنکے نام سے الحکم کے ناظرین اور حضرت اقدس کی کتابیں پڑھنے والے خوب واقف ہیں) نے حضرت اقدس کے حضور التجا کی چنانچہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز ظہر کے لیے جب حضرت اقدس تشریف لائے تو آپ نے نواب صاحب ممدوح سے لالہ شرمپت رائے کی درخواست کا ذکر فرمایا نواب صاحب نے منظور فرما لیا مگر اب قابل قدر اور لائق ذکر یہ بات ہے کہ حضرت اقدس نے سوچا کہ یہ لوگ تو بطور تکھیل اور اعجوبہ کے اسکو دیکھنا چاہتے ہیں بہتر ہوگا کہ ہم اس سے اپنا کام لیں اور انکو تبلیغ کریں چنانچہ آپ نے یہ تجویز فرمائی کہ اسمیں چند شعر جو ہم طیار کر دیتے ہیں بند کیے جائیں اور ایسا ہی پرانی نظموں میں سے اور کچھ قرآن شریف فرمایا مولوی عبد الکریم صاحب بند کر دیں یا صاحبزادہ سراج الحق صاحب جنکی آواز اچھی ہے۔ آخر مولوی عبد الکریم صاحب نے ان شعروں کو بند کیا۔

کوئی پانچ ساڑھے چار بجے کے قریب حضرت اقدس کے بالاخانہ کے صحن میں فونوگراف رکھا گیا اور رقعہ ذیل رقعہ لالہ شرمپت رائے کو لکھا گیا۔

رقعہ

لالہ شرمپت۔ نواب صاحب کو کہہ کر فینوگراف منگوالیا ہے اب تمھاری انتظاری ہے اگر ملاوامل بھی دیکھنا چاہے وہ بھی آجائے بلکہ اگر پانچ سات اور آدمی آنا چاہیں تو مضائقہ نہیں ہے ہر روز فرصت نہیں ملتی اس وقت فرصت نکالی ہے جلد آنا چاہیے۔ (مرزا غلام احمد)

چنانچہ لالہ شرمپت رائے اور آریہ سماج کا سکرٹری اور بہت سے لوگ ہندو اور مسلمان اس کے سننے کو آئے اور لالہ شرمپت رائے کو فونوگراف کے بالکل پاس بیٹھایا گیا سب سے پہلے فونوگراف نے منشی نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی کے لب ولہجہ سے یہ چند شعر سنائے۔

اشعار

بدہ از چشم خود آبے درختان محبت را
مگر روزے دہندت میوہائے پر حلاوت را
مر اسلام در باطن حقیقتہا ہمی دارد
کجا باشد خبر زاں سر گرفتاران صورت را
من از یار آمدم تا خلق را ایں ماہ بنمایم
گر امروزم نمی بینی بہ بینی روز حسرت را
گر از چشم تو پنہان ہست شانم دم مزن بارے
کہ بد بیں برنہ بیند روی صحت را

اس کے بعد فونوگراف سے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لب ولہجہ میں یہ اشعار نکلے۔

اشعار

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دل پاک و صاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے
باہر اگر نہیں دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے
وہ دیں ہی کیا ہے جسمیں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جبتک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دین خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دین خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا
جنکا یہ دیں نہیں ہے نہیں انمیں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

یہ اشعار پھر دوبارہ پڑھے گئے جو وقت یہ اشعار حضرت اقدس نے خاص اسی تقریب کے لیے چند منٹ میں لکھ دیے تھے جب فونوگراف سے نکل رہے تھے تو احمدی جماعت کے ایمان میں ترقی اور تازگی آتی تھی اور اُن کے چہروں خوشی اور لذت کے آثار نمایاں تھے برخلاف اس کے جو لوگ فونوگراف سننے کی درخواست کرنے والوں میں تھے اُن کے چہروں پر ایک رنگ آتا اور جاتا تھا مگر مجبور تھے سُننا پڑا۔ اس کے بعد فونوگراف نے پھر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی آواز میں یہ چند شعر حضرت اقدس کے ایک الہامی نعتیہ قصیدہ کے سُنائے۔

اشعار

عجب نوریست در جانِ محمد
عجب لعلیست در کانِ محمد
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبان محمد
عجب دارم دل آں ناکساں را
کہ رو تابند از خوان محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زاں سینہ بیزار است صد بار
کہ ہست از کینہ داران محمد
چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد
الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمد
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد
ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اس کے بعد قرآن شریف مولوی عبد الکریم صاحب کے لہجہ میں سُنایا گیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

تفسیر القرآن

کا

دوسرا پارہ زیر طبع ہے۔ قیمت پیشگی فی جلد ۱۲/ مع محصول۔
علاوہ محصول ۱۰/

مختصر نوٹ اور نکات

مرنا تو ایک دن ضروری ہے اور معلوم نہیں کہ موت کا فرشتہ کس وقت پیام اجل لے آوے۔ اس لیے ہر حال میں اچھا ضروری ہے کہ ایسی حالت میں نہ مریں کہ جب ایک بھی اچھا کام دنیا میں نہ کیا ہو۔

غافل مرو ز احتیاط نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس، نفس واپسیں بود

اس اصول کو مدنظر رکھکر اسلام نے یہ تعلیم دی ہے

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ

یعنی انسان کو ہر وقت ہی مسلمان رہنا ضروری ہے۔

اسلام کیا ہے؟ مختصر الفاظ میں اسکا جواب یہ ہے کہ انسان اپنی ساری طاقتوں کو خدا کے سپرد کر دے اور اُسکا پورا فرمانبردار ہو جاوے۔ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں خدا کی رضا کا تابع ہو نہ اپنی خواہش کا۔

عجیب ہی بات ہے کہ دنیا میں خدا تعالے کا قانون تو یہ ہے کہ ادنی ہمیشہ اعلی پر قربان کیا گیا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کی صحت اور بقا اور نظام تمدن کی خاطر تمام حیوانات اس کے لیے قربانی کا حکم رکھتے ہیں۔ پانی کے کیڑوں سے لے کر شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں اور تمام حیوانات اونٹ۔ بیل۔ بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ سب انسانی زندگی کے خادم ہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اعلی کے لیے ادنی کی قربانی رکھی گئی ہے مگر ہمارے عیسائی پادری کہتے ہیں کہ یہ قانون باوجودیکہ دنیا میں متعارف ہے لیکن صحیح نہیں ادنی کیلیے اعلی کی قربانی ہوسکتی ہے۔ اس لیے انسان کے بدلے میں خود خدا قربان ہوا۔ کیا خوب۔

لوقا کی انجیل کے پہلے ہی باب میں لکھا ہے کہ فرشتہ نے مریم پر ظاہر ہوکر اُسکو بیٹے کی خوشخبری دی اور کہا کہ اسکا نام عیسی رکھنا۔ ایک محقق عیسائیوں سے پوچھ سکتا ہے کہ اگر یہ بات جو لوقا نے لکھی ہے بالکل سچ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مریم اس کی ماں اور اسکے بھائی مسیح پر ایمان نہ لائے جنکو اس فرشتہ کی خبر تھی۔ اور انکار شدید کی نوبت کیوں پہنچی یہانتک کہ مسیح نے اپنے بھائیوں کے بھائی ہونے سے انکار کر دیا اور ماں سے بھی سخت بے رخی دکھلائی۔ اور اگر یہ بات یونہی ایک خود تراشیدہ اور ایجاد بندہ ہے تو پھر اسکی عظمت معلوم۔!!!

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تمام نصائح کا خلاصہ تین اصول ہیں۔

اوّل۔ خدا کے حقوق کو یاد کرکے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول ہونا اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اس سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اسکو وحدہ لاشریک جاننا اور اسکے لیے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اسکا مرتبہ نہ دینا اور درحقیقت اسکو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا

ثانی۔ یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔

ثالث یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا تعالی نے ہمکو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اسکو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلثہ ہیں جنکی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے۔ اور جنہیں اعلی سے اعلے نمونے دکھلانے چاہییں۔

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا میں اسد نکے لیے

ہر ایک انسان کی خواہش ہے کہ اسکی زندگی جہانتک ممکن ہو آرام سے کٹے اور کسی طرح کے رنج اور تکلیف کا اسے سامنا نہ ہو۔ اس خواہش کے لیے ایک پختہ اور تجربہ کار کہتا ہے کہ دو شخص اپنی حیات مستعار کو آرام سے کاٹ سکتے ہیں۔ اول وہ جو رنج و راحت کو توام سمجھتا ہو دوسرا وہ جس کے دل میں یہ سوال ہی کبھی پیدا نہ ہوا ہو۔ مگر قرآن شریف حصول آرام کی ایک ایسی راہ بتاتا ہے کہ جس میں غم و رنج کا نام و نشان ہی نہیں اور وہ یہ ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمکو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا اس عبادت کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تم آرام پاؤ گے تکلیفوں سے بچو گے۔

امریکہ کی ایک سوسائٹی آجکل ایک عجیب تحقیقات میں مصروف ہے سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ کیا انسان میں یہ خواہش ہے یا نہیں کہ بعد موجودہ زندگی کے کوئی دوسری زندگی ہو اسی دنیا میں پھر پیدا ہو یا کسی دوسرے طبقہ میں عالموں کی ذاتی خواہشات دریافت کی گئی ہیں

(۱) کیا آپ بعد موت زندہ رہنا پسند کریں گے یا نہیں

(۲) کیا آپ زندگی کے خواہاں ہیں خواہ شرائط کچھ ہی ہوں اگر نہیں تو آپکی

کیا حالت ہونی چاہیے۔ جو آپ کو قابل برداشت ہوگی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انسانی زندگی میں کون کون چیزیں ہیں جو دائمی طور پر رکھنا چاہتے ہیں۔

(۳) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سوالات اول و دوم کے جوابات کیوں نفی یا اثبات میں دیتے ہیں۔

(۴) کیا آیندہ زندگی کا خیال رکھنا آپ آرام کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں

(۵) کیا سوال (۱) (۲) (۳) (۴) کے جوابات میں کوئی تغیر آپ کی رائے میں ہوا ہے اگر ہوا ہے تو کیوں ؟

(۶) کیا آپ آیندہ زندگی کی نسبت یقینی ثبوت چاہیں گے یا محض اعتقاد پر بھروسہ کریں گے۔

جسمانی خیالات کا انسان جسمانی باتوں کو پسند کرتا ہے اور انکو بڑی چیز سمجھتا ہے مگر جسکو کچھ بھی روحانیت سے حصہ ملا ہے وہ روحانی زندگی کا طالب ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے بندے راستباز اسلیے نہیں آتے کہ لوگوں کو بہاں متی کے تماشے دکھائیں بلکہ اصل مطلب اور منشا اُن کا **جذب الی اللہ** ہوتا ہے اور آخرکار وہ اسی قوت قدسیہ کی وجہ سے شناخت کیے جاتے ہیں وہ نوجوان کے اندر قوت جذب رکھتا ہے اگرچہ کوئی شخص اقتراح اور امتحان کے طور سے اسکو دیکھ نہیں سکتا بلکہ ٹھوکر کھاتا ہے مگر وہ نور آپ ہی ایک ایسی جماعت کو اپنی طرف کھینچ کر جو کھینچے جانے کے لائق ہے اپنا خارق عادت اثر ظاہر کر دیتا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہم نے ایک انگریزی کے امتحانی پرچہ کو دیکھا تھا جو مدرسہ کی معمولی جماعت کے امتحان میں اُستاد دیا کرتے ہیں۔ اسمیں جو فقرات ترجمہ کیلیے دیے گئے تھے بعض کو ہم نے نوٹ کر لیا تھا ہم اپنے ناظرین کے لیے انھیں یہاں درج کر دیتے ہیں اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے پڑھنے والے مدرسوں کو ایک راہ مل جاوے گی۔ کہ ترجمہ کے لیے کس قسم کے فقرات کی ضرورت ہے جس سے علاوہ علمی اور ذہنی ترقی کے اخلاقی تعلیم کا کام بھی نکل سکے۔

(الف)۔ تمام چیزیں اس شخص کی بہتری کے لیے کام کرتی ہیں جو خدا کو پیار کرتا ہے۔

(ب) چار چیزیں نہایت قدر کیے جانیکے لایق ہیں۔ تندرستی۔ علم۔ عقل اور محبت۔ انہیں سے چوتھی مقصد ہے اور پہلی تینوں اس مقصد کے حصول کے ذریعے۔

ج۔ خدا انکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

د۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔

ہ۔ اپنے آپ کو جاننے کی کوشش کرو۔

و۔ نیکی کرو۔ اور نیک بنو۔

ز۔ سچی دانائی خالق اور مخلوق کی سچی محبت کو پیدا کرتی ہے۔

ح۔ خبردار ہو کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ سب کچھ خدا کی امانت تمہارے پاس ہے جسکے واسطے تم ذمہ دار ہو۔

ہمارے ملک میں ایک بہت مہلک اور خوفناک برائی پھیلی ہوئی ہے جسکو خود غرضی اور عام لاپروائی کہتے ہیں جب کسی کو اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے کا سامان مل جاتا ہے اور اس کے اپنے گھر میں کوئی دکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تو وہ مزے کی نیند سونے لگتا ہے خواہ اس کے کروڑوں ہموطن کیسے ہی دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوں۔ سعدی نے کہا ہے کہ یہ جب مہلک مرض انسانکو لگ جاوے تو وہ انسانیت ہی کی حدود سے نکل جاتا ہے چنانچہ کہتا ہے۔

تو کز محنت دیگراں بے غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی

آدمی جس روز سے پیدا ہوتا ہے اسی روز سے حیات کا ایک روز کم ہوتا ہے لیکن باوجود آگاہی اور تجربہ کاری کے انجام کار سے غافل ہوتا ہے

خُطبہ

---

۲۲ نومبر ۱۹۰۱ء حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا اور اس کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم نے ناظرین کیلیے لکھا

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا

سورۃ البقرہ رکوع ۲

یہ آیتیں سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع کی ہیں۔ الحمد شریف میں خدا تعالیٰ نے تین راہیں بتائی ہیں ایک **انعمت علیھم** کی راہ دوسرے **مغضوب** تیسرے **الضالین** کی راہ۔

انعمت علیھم کے معنے خود قرآن شریف نے بتلائے ہیں کہ وہ **انبیا۔ صدیقا۔ شہدا** اور **صالحین** کی جماعت ہے۔

انبیاء وہ رفیع الدرجات انسان ہوتے ہیں جو خدا سے خبریں پاتے ہیں اور مخلوق کو پہونچاتے ہیں پھر راستباز ہیں جو انبیا کی تصدیق کرتے ہیں اور پھر وہ لوگ ہیں جنکے لیے وہ باتیں گویا مشاہدہ میں آئی ہوئی ہیں اور پھر عام صالحین۔

اس گروہ کی تفسیر خدا تعالیٰ نے آپ ہی سورہ بقرہ کے شروع میں بیان کر دی ہے کہ ہدایت کی راہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ اللہ پر ایمان لائے جزا و سزا پر ایمان لاوے اور پھر اللہ ہی کی نیاز کی

کے لیے تعظیم لامر اللہ کے واسطے نماز کو درست رکھنا اور شفقت علی خلق اللہ کے واسطے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو دیا ہے انہیں سے خرچ کریں۔

پھر اسبات پر ایمان لاویں کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تسلی اور تعلیم پا کر دنیا کی اصلاح کے لیے معلم اور مزکی آئے ہیں۔ یاد رکھو صرف علم تسلی بخش نہیں ہوسکتا جب تک معلم نہ ہو۔ بائیبل میں نصیحتوں کا انبار موجود ہے اور عیسائی بھی بغل میں کتاب لیے پھرتے ہیں پھر اگر ایمان صرف کتابوں سے مل جاتا تو کیا کمی تھی مگر نہیں ایسا نہیں خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھیجتا ہے جو یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ کے مصداق ہوتے ہیں۔

ان مزکی اور مطہر لوگوں کی توجہ انفاس اور روح میں ایک برکت اور جذب ہوتا ہے جو ان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے انسان کے اندر تزکیہ کا کام شروع کرتا ہے یاد رکھو انسان خدا کے حضور نہیں پہونچ سکتا جب تک کہ کوئی اُسپر خدا کی آیتیں تلاوت کرنے والا اور پھر مزکی کرنے والا اور پھر علم اور عمل کی قوت دینے والا نہ ہو تلاوت تب مفید ہوسکتی ہے کہ علم ہو اور علم تب مفید ہوسکتا ہے جب عمل ہو اور عمل تزکیہ سے پیدا ہوتا ہے اور علم معلم سے ملتا ہے۔

بہرحال مومنوں کا ذکر ہے کہ ان کو ایمان بالغیب کی ضرورت ہے جسمیں حشر نشر۔ صراط۔ جنت و نار سب داخل ہیں یہ اسکا عقیدہ اول درست ہوجاوے تو پھر نماز سے امر الٰہی کی تعظیم پیدا ہوتی ہے اور خدا کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرنے سے شفقت علیٰ خلق اللہ

پھر برہموؤں کیطرح نہ ہوجاوے جو الہام کی ضرورت محسوس نہیں کرتے بلکہ وہ اسبات پر ایمان لاوے کہ خدا تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام اتارا اور آپ سے پہلے بھی اور آپ کے بعد بھی مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ بند نہیں ہوا یہ تو منعم علیہ گروہ کا ذکر ہے۔

اس کے بعد وہ لوگ مغضوب ہیں جو خدا کے ماموروں کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھ لیتے ہیں اور ان کے انذار اور عدم انذار کو مساوی جان لیتے ہیں اور پروا نہیں کرتے اور اپنے ہی علم و دانش پر خوش ہوجاتے ہیں وہ خدا کے غضب کے نیچے آجاتے ہیں یہی حال یہود کا ہوا۔

پھر تیسرا گروہ گمراہوں کا ہے جنکا ذکر ان آیات میں ہے جو میں نے پڑھی ہیں انکے کا مومنیں دیل اور فریب ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو کلام الٰہی کا خادم کہتے ہیں مگر مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ بڑی بڑی تجارتیں کرتے ہیں مگر ہدایت کے بدلے تباہی خریدتے ہیں اور کوئی عمدہ فائدہ اُن کی تجارت سے نہ ہوا۔

میرے دل میں بارہا یہ خیال آیا ہے کہ ایک تنکے پر بھی شئے کا اطلاق ہوتا ہے اور وہی شئے کا لفظ وسیع ہو کر خدا پر بھی بولا جاتا ہے۔

یاد رکھو نفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ کہ دل میں کوئی صداقت نہیں ہوتی وہ اعتقادی منافق ہوتا ہے اس کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ عیسائیوں کا مذہب ہے انجیل کی حالت کو دیکھو کہ اس کی اشاعت پر کسقدر سعی بلیغ کی جاتی ہے مگر یہ پوچھو کہ اس کتاب کے جملہ جملہ پر اعتقاد ہے؟ تو حقیقت معلوم ہوجاوے گی اسطرح میں دیکھتا ہوں کہ خدا کا خوف اٹھ گیا ہے وہ دعویٰ اور معاہدہ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا قابل غور ہوگیا ہے۔ اپنے حرکات و سکنات رفتار و گفتار پر نظر کرو کہ اس عہد کی رعایت کہانتک کی جاتی ہے پس ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہو ایسا نہ ہو کہ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ کے نیچے آجاؤ۔

منافق کی خدا نے ایک عجیب مثال بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آگ جلائی مگر وہ روشنی جو آگ سے حاصل کرنی چاہیے تھی وہ جاتی رہی اور ظلمت رہ گئی رات کو جنگل کے رہنے والے درندوں سے بچنے کے واسطے آگ جلایا کرتے ہیں لیکن جب وہ آگ بجھ گئی تو پھر کئی قسم کے خطرات کا اندیشہ ہے اسی طرح پر منافق اپنے نفاق میں ترقی کرتے کرتے یہانتک پہونچ جاتا ہے اور اس کا دل ایسا ہوجاتا ہے کہ وہ حق کا گویا شنوا اور حق کا بینا نہیں رہتا ایک شخص اگر راہ میں جاتا ہو اور سامنے ہلاکت کا کوئی سامان ہو وہ دیکھکر بچ سکتا یا کسی کے کہنے سے بچ سکتا۔ یا خود دیکھ کر مدد کے لیے بلا کر بچ سکتا ہے مگر جسکی زبان آنکھ۔ کان۔ کچھ نہ ہو اُسکا بچنا محال ہے یا جوزح ما جوزح یہی آگ سے بڑے بڑے کام لے رہے ہیں مگر انجام وہی نظر آتا ہے مومن کا کام ہے کہ جب دعویٰ کرے تو کرکے دکھاوے کہ عملی قوت کسقدر رکھتا ہے عمل کے بدون دنیا کا فلاح ہونا محال ہے۔

یاد رکھو کہ ہر ایک عظیم الشان بات آسمان سے ہی آتی ہے۔ یہ امر خدا کی سُنّت اور خدا کے قانون میں داخل ہے کہ امساکِ باراں کے بعد مینہ برستا ہے سخت تاریکی کے بعد روشنی آتی ہے اسی طرح پر فیج اعوج اور سخت کمزوریوں کے بعد ایک روشنی ضروری ہے وہ شیطانی منصوبوں سے ٹل نہیں سکتی بہتوں کے لیے اسمیں ظلمت اور دُکھ ہو اور ایک نمک کا تاجر جو اسمیں جابیٹھ کر اسے پسند نہ کرے۔

بہت سے لوگ روشنی سے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں اور اکثر ہوتے ہیں جو اپنے کانوں میں اُنگلیاں دے لیتے ہیں مگر احمقوں کو اتنی خبر نہیں ہوتی کہ خدائی طاقت اپنا کام کرچکی ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ علم حاصل کرو اور پھر عمل کرو۔ علم کے لیے معلم کی ضرورت ہے یہ دعویٰ کرنا کہ ہمارے پاس علم القرآن ہے کیچ نہیں ہے اگر ایک نوجوان نے ایسا دعویٰ کیا ایک آیت کے معنے اس سے پوچھے تو ابتک نہیں بتا سکا ہمارے ہادی کامل نبی کریم کو تو یہ تعلیم ہوتی ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا تم بھی دعا کرو۔

یاد رکھو کہ اگر انعمت علیہم میں سے ہو تو اور ترقی کرو اور کسی وجود کی جو خدا کیطرف سے آیا ہے وجود اور عدم وجود کو برابر نہ سمجھو ظاہر و باطن مختلف نہ ہو دنیا کو دین پر مقدم نہ کرو۔ بعض اوقات

خط

ذیل میں ہم حضرت مولنٰا مولوی سیّد **محمد احسن** صاحب فاضل امروہی کا ایک بیش قیمت خط درج کرتے ہیں جو حضرت سید صاحب موصوف نے بظاہر **محمد یوسف** صاحب پنشنر ضلعدار امرتسر رفیق منشی **الٰہی بخش** عصائے موسیٰ کے ایک کارڈ کے جواب میں ہے مگر حقیقت میں اس اشتہار کی ایک لطیف شرح ہے جو **ایک غلطی کا ازالہ** کے عنوان سے حضرت اقدس **حجۃ اللہ** علی الارض **جری اللہ فی حلل الانبیاء** **علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے شائع فرمایا ہے۔ یہ خط جس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتا ہے اسکے بیان اور اظہار سے ہمیں ضرورت نہیں **فاضل امروہی** کا نام ہی کافی ہے ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس خط میں فاضل موصوف روح القدس کی تائید سے بول رہے ہیں اس سے ناظرین کو کتاب **آیات الرحمٰن** کی عظمت اور خوبی کا بھی پتہ لگ جائیگا جس کے لیے ہم تحریک کرتے ہیں کہ بہت جلد اس کا شائع ہونا ضروری ہے اور نہ ہمارے نزدیک بلکہ حضرت اقدس کے نزدیک حضرت اقدس کی عین آرزو ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ کتاب شائع ہو جاوے

ہم تمہید کے بدون اصل خط کو درج کرتے ہیں۔

وہ مبارک و پر معارف خط یہ ہے

(ایڈیٹر)

قیمتہ الفواد

مَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محب قدیم حضرت حافظ صاحب۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ۔ آپ کا کارڈ پہونچا آپ نے جو در جواب عریضہ خاکسار تحریر فرمایا ہے کہ کل میں نے اشتہار دیکھا جسمیں مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے لہذا میں اپنے آنے سے انکار کرتا ہوں آپ کی ملاقات کرنی بھی پسند نہیں رہی کیونکہ آپ مقلد ہو گئے محقق نہیں رہے انتہیٰ ملخصاً وکذا وکذا۔

جناب حافظ صاحب خدا آپ کا حافظ ہو۔ اولاً تو میں آپ کے اس کارڈ کو پڑھ کر متعجب ہوا کہ اللہ اکبر یہ تحریر اور حافظ محمد یوسف صاحب الکحب شتہ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْعَجَبُ یا تو حافظ صاحب بمقابلہ عبد الحق غزنوی کے حضرت مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب و محمد احسن کی طرف سے مباہلہ کرنیکو طیار تھے یا اب وہی[۲] حافظ صاحب ہیں جو انھیں قدیم مسائل مسلمہ اور فیصلہ شدہ پر ہماری ملاقات تک پسند نہیں فرماتے حالانکہ مخالفین اسلام عیسائی و آریہ وغیرہم سے برغبت تمام ملتے ہیں وَاَیْنَ ھٰذَا مِنْ ذَالِکَ۔ وہی[۲] حافظ صاحب جنکو رویا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صداقت حضرت مرزا صاحب کی ثابت ہو چکی تھی اب وہ اُس صداقت ثابت شدہ کے ایسے سخت منکر ہو گئے۔ وہی[۳] حافظ صاحب جنکے پیر مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم نے ایک کشف میں حضرت مرزا صاحبکو نور آسمانی قادیان کیطرف نازل ہوتے دیکھا اور اب اُن کا یہ حال ہے۔ وہی[۴] حافظ صاحب جنہوں نے کتاب تحذیر المومنین کو بڑی کوشش سے طبع کرایا جس میں اس مسئلہ نبوت کی بھی بخوبی تفسیر کی گئی تھی اب اُسکی ایسی تکذیب کرتے ہیں۔ ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا * میں اس حیرانی اور تعجب میں ہی تھا جو وجوہ ذیل نے اس تعجب کو دفع کر دیا۔ وجہ[۱] اول یہ کہ اُس کشف مولوی عبد اللہ صاحب میں آخری جملہ یہ بھی تھا کہ میری اولاد اُس نور سے محروم رہے گی اگرچہ حافظ صاحب ممدوح مولوی عبد اللہ صاحب کی اولاد نسبی جسمانی سے نہیں ہیں تاہم مریدین اور تلامذہ بھی اولاد روحانی اور معنوی ہوتے ہیں لہذا ممکن ہے کہ حافظ صاحب کی محرومی شاید اسی وجہ سے ہو۔ وجہ[۲] دوم گستاخی معاف ہو کہ تمام عمر جناب کی سرکاری کاموں کی انجام دہی میں گذری ہے دینی کاموں کیطرف تو توجہ نہیں فرمائی اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ اس لیئے روحانی حالت جناب کی صبغۃ اللہ کے رنگ کے ساتھ مصبغ نہیں ہوئی تو پھر اب پیرانہ سالی میں جبکہ آپ ضعیف القوی بھی ہو گئے ہیں معارف و حقائق کیطرف کیونکر متوجہ ہو سکتے ہیں مگر الحمد للہ کہ یہ فضل الٰہی تو اس عاجز کے شامل حال ہی ہے کہ اس دم تک باوجود شدت ضعف و پیری کے کشف حقائق دینیہ میں مشغول و مصروف ہے اور رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

چونکہ مجھکو آپ کی خدمت میں قدیم سے محبت و دوستانہ ہے اور ہم دونوں قریب قریب اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں

بہت جلد پہونچنے والے ہیں لہذا میں
آپ کو ایسے ضعیف بہانوں سے
جو مندرج کارڈ ہیں ترک نہ کرونگا جب
تک کہ اتمام حجت پورا نہ کرلوں اسی
لیے آیات الرحمن جواب
عصائے موسیٰ بھی لکھ رہا ہوں
ان شاءاللہ تعالےٰ۔ بحولہ و
قوتہ۔ قریب آپ کو معلوم ہوگا کہ
یہ عصائے موسیٰ ہے یا الٰہی بخش عصائے
موسیٰ+ کا مصداق ہے یہ عریضہ بھی
اتماماً للحجۃ لکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس
امت کی خیریت اور افضلیت اسمیں
ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں
مشغول رہے کما قال تعالیٰ کنتم خیر امۃٍ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ۔ آنحضرت جس اشتہار کے
حوالہ سے آپ فرماتے ہیں کہ مرزا
صاحب نے دعوی نبوت کا کیا ہے
اسی اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں
موجود ہیں جنمیں صاف وصریح اس
دعوی سے انکار بھی کیا ہے افسوس
ہے کہ آپ نے نہ دعوی کو سمجھا اور نہ
انکار دعوے کو تفصیل عبارات یہ ہے

(۱)

بے شک اسطرح سے تو کوئی نبی نیا ہو
یا پرانا نہیں آسکتا دیکھو صلا سطا

(۲)

بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے
اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ
خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور حدیث شریف
لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ اس عقیدہ کے
کذب صریح ہونے پر کامل شہادت
ہے۔

(۳)

ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف
ہیں۔ دیکھو کس شدت سے انکار ہے

(۴)

ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے
ہیں یعنی آیت خاتم النبیین پر۔

(۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئی کے

دروازے قیامت تک بند کردیے گئے
الیٰ قولہ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی
کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی یعنی
استخلاف کامل جسکو دوسرے لفظوں میں
بروز کہتے ہیں۔

(۶)

ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا
عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے
لفظ کو اپنی نسبت ثابت کرسکے یعنی
بغیر حصول مرتبہ فنافی الرسول کے۔

(۷)

نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ یعنی
بغیر فنافی الرسول ہونے کے۔

(۸)

وَلَا سَبِيْلَ اِلٰى فَيْضِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ
تَوَسُّطِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ کے فیوض
کے حاصل کرنے کا اب کوئی طریقہ نہیں
ہے بغیر توسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۹)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت
تک ایسا نبی کوئی نہیں جسپر جدید شریعت
نازل ہو۔ دیکھو اس عبارت میں نبی شارع
کی نفی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
قیامت تک موجود ہے۔

(۱۰)

وَمَنِ ادَّعٰى فَقَدْ كَفَرَ یعنی جو شخص
نبوت تشریعی کا دعوی کرے وہ کافر
ہوگیا۔

(۱۱)

میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں
ہوں۔ اے حافظ صاحب ذرا آنکھیں کھولو۔

(۱۲)

اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ حافظ
صاحب اللہ کے واسطے اس فقرہ کو پڑھو۔

(۱۳)

میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ خدا
سے خوف کرکر اسکو پڑھو۔

(۱۴)

یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں
بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے
جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال
ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۵)

غرض خاتم النبین کا لفظ ایک الٰہی مہر
ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں
کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جاوے۔ دیکھو
کسقدر انکار شدید ہے۔

(۱۶)

اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ
گئی ہے۔ دیکھو سہ ورقہ اشتہار میں کسقدر
بار بار انکار ہے۔

(۱۷)

جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے
ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا
دعوی کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوی
نہیں۔ حافظ صاحب باوجود ایسے
انکاروں کے پھر بھی یہ الزام لگانا
کسقدر جہالت ہے۔

(۱۸)

اسطور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ
نبی ہوں نہ رسول ہوں۔

(۱۹)

پس جو شخص میرے پر شرارت سے
یہ الزام لگاتا ہے کہ دعوی نبوت
اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا
اور ناپاک خیال ہے۔

اے حافظ صاحب اگر آپ میں کچھ خوف
خدا اور تقوی اللہ ہے تو بتا آپ
ایسے شخص کو جسکی عبارات اسقدر
کثرت سے سہ ورقہ اشتہار میں انکار
دعوی نبوت مستقل کے لیے موجود ہیں
کہہ سکتے ہیں کہ وہ مدعی نبوت مستقل کا
ہے یا کوئی عاقل بالغ کہہ سکتا ہے
کہ اس فنافی الرسول نے اصل نبوت
اور رسالت کا دعوی کیا ہے جسکا انکار
اجماع امت کر رہا ہے آپ اور میں
دونوں لب گور بیٹھے ہوئے ہیں
پھر کیونکر آپ کو ایسے الزام بیجا
لگانے کی جرات ہوئی ہے ونعوذ
باللہ من شرور انفسنا ومن
سیئات اعمالنا۔ اب میں اس گذارش
کے بعد وہ مقدمات عرض کرتا ہوں
جو تمام اکابر امت کو مسلم ہیں اور

+ یعنی الٰہی بخش [illegible] موسیٰ کی عصا

...د اور سنت صحیحہ اور اجماع امت
...مثبت ہیں اور چونکہ وہ مقدمات
...تو بھی مسلم ہیں لہذا اُن کے ادلہ
...ل کا حوالہ رسائل مولفہ خاکسار
...ہے تاکہ اس مقام پر تطویل لاطائل
باعث ملالت جناب نہ ہو۔

مقدمہ اوّل

خواص وافراد امت مرحومہ کے مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب نہیں ہیں اور امور غیبیہ پر بذریعہ الہامات حسب ضرورت ازمنہ مشرف ہوتے ہیں اور رویا مومن کی چھیالیسواں جزنبوۃ کا ہے کما جاء فی الحدیث الصحیح۔

مقدمہ دوم

نبی کے معنے ہیں خدا کیطرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا اور رسول کے معنے خدا کیطرف سے بھیجا ہوا یہ مقدمہ بھی آپ کو مسلم اور ایک صداقت ثابت شدہ ہے کیونکہ لفظ نبی نباء سے مشتق ہے جو بمعنی خبر کے ہے اور لفظ رسول رسالت سے نکلا ہوا ہے جو بمعنے بھیجنے اور مبعوث کرنے کے ہے۔

مقدمہ سوم

حضرت مرزا صاحب کو آپ بطور یقین کے مجدد مان چکے تھے اور الہامات براھین احمدیہ کو تسلیم کر چکے تھے یعنی مجددیت حضرت مرزا صاحب کی آپکے نزدیک امر ثابت شدہ صداقت تھا جو شک و شبہ سے زائل نہیں ہو سکتا یہ مسئلہ علم اصول کا ہے اور آپ کو اور نیز سب کو مسلم ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہو سکتا۔ **بعد تمہید** ان مقدمات ثلثہ کے میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے اس اشتہار میں وہ کونسا دعوی کیا ہے جو ان مقدمات ثلثہ کے مخالف ہو بتواتر حرفاً اگر آپ کہیں کہ مرزا صاحب نے اسمیں دعوی رسول ہونے کا کیا ہے تو گذارش یہ ہے کہ جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لیا تو مبعوث من جانب اللہ بھی مان لیا اور جب کہ مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلی رسول بھی مان لیا کیونکہ رسول اور مبعوث دونوں الفاظ مترادفہ ہیں **ہاں** وہ رسالت جو مختص بجناب رسالت مآب ہے اُس سے تو وہ تحاشی کرتے ہیں کما مر مفصلاً۔ اور جب کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو مان چکے تھے کہ مکالمات الٰہیہ مشتمل غیوب سے انکو نصیب حاصل ہے تو آپ نے انکو ظلی نبی بھی مان لیا دیکھو ہر سہ مقدمات مذکورہ کو ہاں وہ اس نبوت سے خود تحاشی کرتے ہیں جو مخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے بلکہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا بروز اپنے تئیں قرار دیتے ہیں جیسا کہ اصل شئے کا عکس آئینہ میں ہوتا ہے کہ بجز اصلیت اور ظلیت کے کوئی فرق ذوالظل اور ظل میں نہیں ہوتا اور براھین احمدیہ جو آپ کو مسلم تھی اسمیں اس قسم کے الہامات بکثرت موجود ہیں جیسا کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء جری کے معنے کتب لغات میں رسول کے لکھے ہیں پھر اب وہ کونسا امر موجب کفر بیک ہو گیا جس کی وجہ سے آپ ملاقات کرنا پسند نہیں کرتے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب تک آپکو مقدمات ثلثہ مذکورہ بالا مسلم ہیں تب تک آپ ہرگز ہرگز اشتہار مرزا صاحب یا مہدویت و مسیحیت حضرت اقدس سے از روئے ادلہ شرعیہ انکار نہیں کر سکتے یا تو آپ ان جملہ امور کا جواب تفصیلی دیں ورنہ آپ قبول کریں درصورت نہ ہونے دونوں باتوں کے آپ تعلیم اسلام سے متجاوز ہو جاویں گے نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ اور آپکو جواب اسبات کا دینا بھی اس خط کے جواب میں ضروری ہوگا کہ مخالفین جو حضرت عیسی نبی اسرائیلی کے نزول کے قائل ہیں اس عقیدہ سے سوائے اُن صدہا مفاسد کے جو اسلام کو ضرر شدید پہونچاتے ہیں اور جنکی تفصیل ہمارے رسائل میں موجود ہے ایک مفسدہ عظیم الشان یہ لازم آتا ہے کہ آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ اور احادیث متضمن مضمون لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ سب غلط اور باطل ہوئی جاتی ہیں و نعوذ باللہ منہا۔ افسوس صد افسوس کہ آپ کو ایسے عقیدہ والوں پر کچھ اشتعال پیدا نہ ہوا جو اللہ تعالے کی لگائی ہوئی مہر کو حضرت عیسی نبی کے دوبارہ آنے سے توڑے دیتے ہیں اور دیگر صدہا مفاسد جو اس عقیدہ سے لازم آتے ہیں وہ اسپر علاوہ ہیں لیکن ہمپر ایسا غصہ ہوا کہ ملاقات تک پسند نہیں تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى حالانکہ ہم نے اس مہر ختم نبوت کو صرف نبوت ظلی اور بروزی میں ایسا واضح کر کر دکھلا دیا جیسا کہ آفتاب نصف النہار کا وجود واضح ہوتا ہے چنانچہ فقرات نوزدہ گانہ کے مطالعہ سے واضح ہے اگر آپ کہیں کہ حضرت عیسی نبوت سے معزول ہو کر آ دینگے تو پھر وہ تمام آیتیں نعوذ باللہ غلط ہوئی جاتی ہیں جنہیں وہ ہمیشہ کو نبی قرار دیے گئے ہیں اور کسی زمانہ کا استثنا اُن میں موجود نہیں اور پھر یہ گذارش ہے کہ متکلمین نے اس عقیدہ کو کہ کوئی نبی معزول عن النبوۃ ہو جاوے کفر قرار دیا ہے اور پھر علاوہ یہ کہ درصورت معزول عن النبوۃ ہونے کے حضرت عیسی ایک شخص احد من الناس بنی اسرائیل میں کے ہو گئے پھر انکو اندریں صورت کونسی فضیلت حاصل رہی جو اس امت کے مجددین سے افضل ہوں اور اس امت دعوت یا اجابت کی اصلاح آکر کریں پھر جب کہ ترجیح بلا مرجح جائز نہیں ہے تو پھر ترجیح مرجوح کیونکر جائز ہو سکتی ہے پھر باوجود تسلیم مقدمات ثلثہ مذکورہ بالا کے کیا

مجددین امت مرحومہ کو یہ قابلیت حاصل نہیں ہو سکتی جو بنی اسرائیل میں سے کسی احد من الناس کے لائیکی ضرورت پڑے کلا وحاشا۔ ہ

امت احمد دو صد دارد نہاں اندر وجود۔
می تواند شد مسیحا می تواند شد یہود

یاد کرو وہ دعا سورہ فاتحہ کی جو ہر رکعت میں پانچوقت پڑھا کرتے ہو کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ باتفاق مفسرین مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد نصاری ہیں اب غور کرو کہ یہ دعا کیوں تعلیم کی گئی اور منعم علیہم سے مراد انبیا۔ صدیقین شہدا۔ و صالحین ہیں اگر ان ہر چہار فرق کے صراط مستقیم پر چلنے سے وہ انعام الٰہی جو انپر ہوے ہیں متبع کو حسب اپنی اپنی استعداد و اخلاص کے حاصل نہوں تو پھر اس اتباع سے کیا فائدہ حاصل ہوا غرضکہ اتباع و انعام لازم و ملزوم ہیں اگر کوئی شخص افراد امت میں سے استعداد کامل رکھتا ہو اور صراط مستقیم انبیا پر نہایت اخلاص سے چلے تو اُسپر نبوت کے انعام ضرور وارد ہونے چاہییں علی ہذا القیاس۔ آگے رہا یہ سوال کہ جب کہ جزئی نبوۃ اور ظلی رسالت افراد امت مرحومہ کو بھی حاصل ہو سکتی ہے تو پھر خلفاء اربعہ اور تابعین خیر القرون کے افراد نے لفظ نبی اور رسول کا اطلاق اپنے اوپر کیوں نہیں کیا حالانکہ خیر القرون میں بہت سے افراد کامل بھی گذرے ہیں جو فنا فی الرسول تھے پھر مرزا صاحب نے ایسی جرأت کیوں کی جو خیر القرون سے ثابت نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ماتحن فیہ میں دو امر ہیں۔ امر اول تو تمکین و استقرار مسئلہ خاتم النبیین کا ہے جو سب سے مقدم ہے۔ امر دوم جو اس امر اول پر متفرع ہے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا ثبوت و استقرار ہے جو دوسرے لفظوں میں ظلی نبوت اور جزئی رسالت یا بروز محمدی اس کا نام ہے یہ دونوں امر اگرچہ باہم لازم ملزوم ہیں لیکن جب تک امر اول اور مسئلہ اولی کا اثبات اور تمکین نہ ہولے تب تک مسئلہ دوم کیونکر ثابت کیا جاوے۔ پس بدیں وجہ حکمت الٰہیہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ زمانہ اولی خیر القرون میں بسبب ادعا جھوٹے مدعیان نبوت مثل مسیلمہ کذاب وغیرہ کے مسئلہ اول کا اثبات و تمکین ہی مقصود بالذات رہے کیونکہ جب مسئلہ اول مستقر اور ثابت ہو جاوے گا تب مسئلہ دوم کا ثبوت جسکا وہ خود مشاہدہ کر رہے تھے خود بخود اُسپر متفرع ہوگا لیکن جبتک کہ مسئلہ اول ثابت نہ ہو بحکم ثبت العرش ثم النقش کے مسئلہ دوم کا اثبات نہیں ہو سکتا لہذا افراد کمل خیر القرون کو اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے اللہ تعالے نے ہمہ تن صرف مسئلہ خاتم النبیین کے استقرار و تمکین ہی کیطرف متوجہ رکھا اور انکی مساعی جمیلہ سے جو جو کاذب مدعیان نبوت کے پیدا ہوے ان کی سرکوبی اور ہلاکت جیسا کہ کتب مقدسہ میں لکھی تھی اُن کے ہاتھوں سے آئی وجزاهم الله خير الجزاء اگر خیر القرون کی توجہ اس مسئلہ ختم نبوت کیطرف اللہ تعالی اس کوشش کے ساتھ متوجہ نکرتا تو پھر یہ مسئلہ کسقدر مشتبہ ہی ہو جاتا لہذا بمزید احتیاط کمل افراد خیر القرون کو ایسا کوئی الہام الٰہی نہ ہوا کہ وہ اپنے اوپر لفظ نبی یا رسول کا بطور ظلیت کے اطلاق کرتے باوجودیکہ فیوض خاتم النبیین سے جسکو ظلی نبوت کہتے ہیں وے بھرپور تھے کیونکہ ثبت العرش ثم النقش ایک قضیہ مسلمہ ہے کیونکہ بغیر الہام اور اعلام الٰہی کے خیر القرون ہوں یا آخرین منهم یہ دعوی ظلی نبوۃ کا کیونکر کر سکتے ہیں اس دعوی کے لیے امر الٰہی کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ ماتحن فیہ میں موجود ہے کیونکہ بیان پر تو کوئی ایسا دعوی ہے ہی نہیں جو بغیر الہام اور امر الٰہی کے ہوا ہو ہاں نظیر ایسے مسائل کی تعلیم اسلام میں ضروری موجود ہیں۔ مثلاً جیسا کہ مخبر صادق نے زیارت قبور کے مسئلہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا یا مثلاً وقت نزول قرآن مجید کے احادیث رسول مقبول صلعم صحیفوں میں تحریر نہیں کی گئیں تھیں تاکہ کلام الٰہی کلام بشر کے ساتھ مختلط نہ ہو جاوے پس جب کہ ختم نبوت تمام امت کے اذہان میں بخوبی مستقر ہو چکا تب اُن فیوض اور برکات ختم نبوت کے اثبات و اظہار کا زمانہ آیا جو مثل انہار جاریہ کے کمل افراد خیر القرون کو پہونچے ہوے تھے اور کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت تھی جو دوسرے لفظوں میں بروز محمدی اور ظلی نبوۃ بولے جاتے ہیں اور اس آخری زمانہ کو بسبب طول مدت ختم نبوت کے جو فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ کا مصداق ہے اظہار فیوض خاتم النبیین کی چونکہ سخت ضرورت تھی لہذا خود مخبر صادق نے مہدی کے لیے نام محمد اور احمد ہونا بیان فرما دیا ہے جو آپ کی بروز اور ظلی نبوت کیطرف ہدایت و ارشاد کر رہا ہے کیونکہ اس قرن میں جو ہزاروں فتن دجالیہ کے مشاہدے ہو رہے ہیں بغیر آنحضرت خاتم النبیین محمد مصطفے احمد مجتبے صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے ہوے دفع نہیں ہو سکتے اس وبار عالمگیر فتن دجالیہ کے دفع کے لیے زمانہ یہ تقاضا کر رہا ہے کہ یوں کہا جاوے

آمنہ پوت عبد اللہ جائے
نکل و با محمد آئے

لیکن جب کہ یہ سنت اللہ نہیں تھی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک سے خروج کر کے اس دنیا میں رونق افروز ہوں تو پھر مسئلہ بروز کے بغیر جسکی خبر خود مخبر صادق نے دیدی ہے کہ یواطی اسمه اسمی وغیرہ وغیرہ

اور کیا چارہ ہو سکتا ہے دیکھو براہین میں الہامات ذیل موجود ہیں جنکو تم تسلیم کر چکے ہو۔ بشریٰ لک یا احمدی اس الہام اور دیگر الہامات کثیرہ میں احمد نام موجود ہے ایضًا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یہ الہام بھی اتحاد اور بروز پر دلالت کرتا ہے ایضًا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اس الہام میں لفظ رسول کا موجود ہے ایضًا صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم یہ الہام بھی اتحاد اور بروز پر دلالت کرتا ہے کیونکہ برکات الٰہیہ معلم اور متعلم دونوں پر اس الہام میں مساوی ہیں اور مولوی محمد حسین ان تمام الہاموں کو تسلیم کر چکے تھے بلکہ اُن پر تقریظ لکھ چکے تھے پھر یہ تصدیق یا تو جاہلانہ تھی یا منافقانہ تھی لیکن ہر دو مشکل ہاں اگر عالمانہ کہی جاویں تو پھر کوئی اشکال باقی نہ رہے گا اب جسکو تم پسند کرو تمھارا اختیار ہے اے حافظ صاحب شکر کرو کہ جامی نے جو اپنی مثنوی میں فریاد کی تھی کہ

مثنوی

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
ز مہجوراں چرا غافل نشینی
برون آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی
ز خاک اے لالہ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
فرود آویز از سر گیسوان را
فگن سایہ بپا سرو روان را
ادیم طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتۂ جانہائے ما کن
بدہ دستی ز پا افتادگان را
بکن دلداری دلدادگان را

اُس کی فریاد آپکی اسوقت میں سنی گئی الیٰ اخر المناجات۔ کلام طویل ہوگیا اب اصل مسئلہ کیطرف رجوع کیا جاتا ہے مگر ہاں اس مسئلہ ختم نبوت سے علماء ظاہر بین اس غلطی میں پڑ گئے کہ جس فرد نے امت مرحومہ میں سے ان فیوض خاتم النبیین کے حصول کا دعوے بسبب کمال اتباع کے کیا وہ اُس کے سہام تکفیر و تضلیل کا نشانہ رہے لیکن یہ اُن کی بڑی غداری اور غلطی ہے

ولنعم ما قیل ؎

چوں قلم در دست غدارے فتاد
لاجرم منصور بر دارے فتاد۔

کیونکہ اگر ظلی طور پر برکات ختم نبوت کے متبع اور مستعد باکمال مخلص کو بھی حاصل نہ ہوں تو پھر اصلاح امت اور تجدید دین متین کیونکر ہو سکتی ہے اور پھر حضرت خاتم النبیین و سید المرسلین کا کونسا کمال باقی رہے گا کیونکہ اس صورت میں تو تمام وہ دروازے فیوض و نعم الٰہیہ کے جو بنی اسرائیل پر کھلے ہوئے تھے وہ سب کے سب بند ہو گئے اور تمام برکات محمدیہ ختم ہو چکیں و نعوذ باللہ منہ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ اس آیت میں غور کرو کہ لفظ لٰکن کیوں لایا گیا ہے جو استدراک کے واسطے آتا ہے یعنی واسطے دفع کرنے اُس وہم کے جو کلام سابق سے پیدا ہوا ہو تدبر کرو اس آیت میں کیا وہم پیدا ہوا جو لفظ لاکن سے دفع کیا گیا سنو وہ وہم یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی فرد کے باپ نہیں ہیں تو اب اُن کا کوئی سلسلہ دنیا میں جاری نہ رہے گا اور نعوذ باللہ جیسا کہ کفار نے کہا تھا کہ آپ ابتر ہیں گے وہ صحیح ہوا ثم نعوذ باللہ منہ اس وہم کو اللہ تعالےٰ نے بحرف لاکن دفع فرمایا اور یوں ارشاد کیا کہ یہ امر ہرگز نہ ہوگا کیونکہ وہ تو رسول اللہ ہیں اور رسول اللہ بھی کیسے کہ خاتم النبیین اُس کے فیوض رسالت اور برکات ختم نبوت تو قیامت تک جاری رہیں گے اور کمل افراد امت جو اُس کی اولاد معنوی ہیں بحکم الابن سر لابیہ کے فیوض رسالت و برکات ختم نبوت سے جو جزوی نبوت و ظلی رسالت ہے قیامت تک فیضیاب رہے گی اور آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا ہوگا کہ وہ تو محمد اور احمد ہی ہوگا پس گویا کہ اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اس آیت کی ایک لطیف تفسیر ہے کیونکہ القرآن یفسر بعضہ بعضا قضیہ مسلمہ ہے پھر دیکھو اللہ تعالےٰ اس امت کو مخاطب کر کر فرماتا ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اب سوال یہ ہے کہ کیا ان دروازوں نعم الٰہیہ کا بند کر دینا یا برکات خاتم النبیین کے ختم کر دینا اس امت کے لیے اتمام نعمت کہا جا سکتا ہے کلا وحاشا ایسا قول کرنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ابتر کہنا ہے اور آیت خاتم النبیین پر بطور لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کے عمل کرنا۔ اور پھر استفسار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید میں سراج منیر رکھا ہے اُس سے کیا یہی مراد ہے کہ اُس سے کوئی دوسرا چراغ روشن نہ ہونے پاوے کلا وحاشا پس خلاصہ کلام اور فذلک المرام یہ ہے کہ جسطرح صحابہ کرام کے زمانہ میں تفسیری حقایق اور معارف قرآنی جواب بیان ہو رہے ہیں بیان نہیں ہوے اور اُنکی توجہ صرف جمع قرآن مجید ہی کی طرف رہی جیسا کہ منشا آیت ان علینا جمعہ و قرانہ فاذا قرانٰہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ کا ہے اور بعد قرون صحابہ کرام کے آجتک حسب ضرورت وقت ایسی تفاسیر پائی جاتی ہیں جنمیں اعجاز بلیغ اور معجزہ کا ملہ ہونا

قرآن مجید کا ثابت ہوتا چلا جاتا ہے توجسطرح پر یہ تفاسیر حقہ پُر از معارف وحقائق حسب ضرورت ازمنہ بدعت نہیں! وجو دیکہ صحابہ کرام سے ماثور ومنقول نہیں اسی طرح پر اشاعت اُن فیوض خاتم النبین صلعم کی جو بروز محمدیہ میں موجود ہوتی ہیں ضروری اور واجب ہے خصوصًا اس زمانہ آخری میں جو زمانہ مہدی ومسیح موعود ہے اب میں دوسرا اقوال اکابر امت کے بیان کرتا ہوں جنہوں نے بروز محمدیہ ہونے کا دعوی کیا ہے اول تو ظلی نبوۃ کیلیے خود حدیث موجود ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جبکہ علماء امت مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہوے تو پھر مہدی اور مسیح موعود تو علماء امت سے بہت بڑے عالی مقام پر ہے وہ ایک معنی سے نبی ہوا یا نہیں ایضًا حدیث میں من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبین درجۃ واحدۃ فی الجنۃ رواہ الدارمی کذا فی المشکوۃ۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ مہدی اور مسیح موعود کیا آپکے نزدیک اُس طالب علم سے بھی کچھ زیادتی نہیں رکھتا جو طلب علم واسطے احیاء دین کے کرتا ہو*

تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی نے کہا کہ میں ہی آدم ہوں میں ہی شیث ہوں میں ہی نوح ہوں میں ہی ابراہیم ہوں میں ہی موسی ہوں میں ہی عیسی ہوں میں ہی محمد صلعم ہوں اس جگہ پر ایک نکتہ قابل یاد رہنے کے ہے کہ بایزید بسطامی نے یہ دعوی بروز کا خود کیا ہے مخبر صادق کیطرف سے خاص اُنکی نسبت کوئی بشارت منقول نہیں ہے لیکن یہاں پر خود آنحضرت صلعم نے اس مہدی موعود کا نام محمد و احمد رکھا ہے کہ یواطی اسمہ اسمی وغیرہ وغیرہ اور لطف پر لطف یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں یہ دونوں نام الہامًا موجود ہیں تطابق الحدیث بالالہام والالہام بالحدیث اور نام احمد تو خود یوم ولادت سے ہی ایک نوع کی تکریم وتعظیم محمدیہ کے لحاظ کے ساتھ رکھا ہوا ہے یعنی غلام احمد الٰہدیہ تو ظاہری کہ نام سے مراد اسجگہ پر صرف الفاظ نہیں ہیں کیونکہ صدہا بچوں کا نام بھی احمد اور محمد رکھا جاتا ہے بلکہ یہاں پر اسما محمد و احمد سے حقیقت محمدیہ واحمدیہ مراد ہے ولیس۔ محی الدین بن العربی فتوحات میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام ابومحمد ابن حزم نے آپ سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب ہوگیا اور سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا نظر نہ آیا یہ سب امور مذکورہ مولوی محمد حسین تقریظ براہین احمدیہ میں تصدیق کر چکے ہیں والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ اسی کا نام اتحاد ہے اور بروز کا مورد بھی ایسا ہی مجدد فنا فی الرسول ہو سکتا ہے۔

اے حافظ صاحب آپ اشتہار کو من اولہ الی آخرہ پڑھیے اور پھر انصاف کیجیے کہ مہر خاتم النبین کی مخالفین کے خیالات کے بموجب بکلی ٹوٹی جاتی ہے مگر افسوس کہ آپ تو اپنے خیالات کے ہی مقلد ہیں یا اقوال بے سروپا علماء زمن کے مقلد ہیں اور دوسروں پر الزام تقلید کا لگاتے ہیں اب اس تمام تحقیقات کا جواب علماء سے لکھوائیے ورنہ یہاں پر تشریف لے آویں اور اپنی ہمراہ کسی عالم معتمد کو بھی لے آئیے تاکہ بآسانی وہ امور طے ہو جاویں جس کی وجہ سے آپ کو تغیر پیدا ہوا ہے۔ مکرر ایک گذارش اور ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ما بین قبری ومسجدی یا منبری روضۃ من ریاض الجنۃ اس سے کیا مراد ہے اگر آپ کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہری معنے پر محمول ہے تو یہ معنے ظاہری کیونکر درست ہو سکتے ہیں کیا روضہ جنت کی وسعت اسقدر ہے کہ جسقدر فاصلہ درمیان قبر اور منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے یہ تو نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے بالکل مخالف ہے پس یا تو علماء سے آپ اس کا جواب لیویں اور یا جو اس حدیث کا مطلب ہم بیان کرتے ہیں اسکو قبول کریں وھو ھذا اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کیطرف اشارہ فرمایا ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون۔ یعنی کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ تعالے نے طیب کلمہ کی ایک مثال بیان فرمائی کہ کلمہ طیبہ مانند ایک پاکیزہ درخت کے ہے کہ اُسکی جڑ ثابت ہے اور اُسکی شاخیں آسمان میں ہیں اور ہر ایک وقت میں اپنے پروردگار کے اذن سے پھل دیتا رہتا ہے اور اللہ تعالے لوگوں کے لئے ایسی مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ اصل بات کو سمجھ لیویں مطلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میں جو زمین پاک میں دفن کیا جاؤنگا تو سمجھو کہ میں بمنزلہ تخم پاک کے ہوں جو زمین پاک میں بویا جاوے اور جو تخم عمدہ زمین عمدہ میں بویا جاتا ہے وہ نہایت عمدہ پھل دیتا رہتا ہے اسی طرح پر تم مجکو مردہ نہ سمجھو بلکہ میرے مدفن کا مقام بمنزلہ ایک باغ جنت کے ہے کہ اپنے وقت میں ضرور تو ں کیوقت عمدہ عمدہ پھل اُس سے پیدا ہونگے یعنی میں حیات النبی ہوں اور میری حیات اسی طرح پر ہوگی کہ جسطرح تخم پاک کی حیات بروزی رنگ میں ہمیشہ قائم رہتی ہے پس جسطرح پر ایک تخم سے صدہا ثمار و بار پیدا ہوتے ہیں اسی طرح پر مجھسے احمد و محمد پیدا ہونگے خصوصًا آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا احمد و محمد پیدا ہوگا جو مجھمیں اور اسمیں کچھ بھی فرق نہ ہوگا جیسا کسی تخم کے پیدا شدہ پھلو میں اصل تخم سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور جو لوگ اس روضہ جنت میں ہی دنیا میں تمتع حاصل کرینگے وہی روضہ جنت میں داخل ہونگے پس اس لحاظ سے بھی وہ زمین پاک جسمیں ایسا عمدہ تخم

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مع جمیع ممبران خاندان بہمہ وجوہ بفضلہ تعالے تندرست ہیں۔ حضرت اقدس مصری رسالہ **المنار** کے مضمون پر اشتہار لکھ رہے ہیں چنانچہ دو کاپیاں اس اشتہار کی پریس میں بھی جا چکی ہیں۔

۲۔ حضرات مولوی صاحبان بھی خدا کے فضل سے خوش و خورم ہیں گو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت پچھلے کئی دنوں سے ناساز ہے تاہم وہ اپنے مفوضہ امور دینی کے سرانجام دینے میں ویسے ہی سرگرم ہیں خدا تعالے انھیں جلد شفا کلی عطا فرماوے آمین۔

۳۔ اس ہفتہ میں بہت سے مہمان تشریف لائے جنمیں سے بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان سے اپنی اہل و عیال کو لے کر ایک اچھے عرصہ تک حضرت اقدس کی صحبت سے فیض اٹھانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں مولوی انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے اور میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے حاجی فضل حسین صاحب مہاجر شاہ جہانپور سے حاضر دارالامان ہوئے مرزا افضل بیگ صاحب اور مرزا محمود بیگ صاحب قصور سے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور سے۔ اور منشی فیض علی صابر امرتسر سے وارد ہوئے۔

ان سب کے علاوہ خوست علاقہ غزنی سے حضرت اقدس کے ایک مخلص مرید مولوی عبدالستار صاحب مع اپنے تین رفیقوں کے تشریف لائے مولوی عبدالستار صاحب کی زبانی ہمیں معلوم کر کے از بس افسوس ہوا کہ ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص دوست مولوی عبدالرحمن صاحب جو اس علاقہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا موجب ہوئے کسی ناخدا ترس کے اشارہ سے شہید کیے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۴۔ اس ہفتہ میں بیعت کرنے والوں کے نام بہت ہیں مختصر لکھے جاتے ہیں

بیعت

۱۔ احمد الدین صاحب۔ ملتان۔ پاک دروازہ
۲۔ حافظ الٰہی بخش صاحب۔ منارہ۔ جہلم ڈاک خانہ نور پور
۳۔ غلام حیدر صاحب۔ راجیکے۔ گجرات ڈاک خانہ منگووال۔
۴۔ مولوی کریم بخش صاحب امام مسجد۔ کرڑیانوالہ۔ گجرات۔ ڈاکخانہ کرڑیانوالہ
۵۔ سید جواہر شاہ صاحب معافیدار ״
۶۔ چودھری کرم الٰہی صاحب ״
۷۔ ابو فتح الدین صاحب۔ گوجرانوالہ حال نوشہرہ ملازم محکمہ ڈاک سفری
۸۔ اللہ لوک صاحب۔ سید انوالی۔ ضلع سیالکوٹ معہ زوجہ و دختر۔
۹۔ مولوی عبدالرحمن صاحب ولد ظہیر الدین صاحب۔ موضع دھوبیاں ضلع پشاور
۱۰۔ محمد رمضان صاحب نمبردار۔ بارو متصل کیموہ تحصیل ہری پور۔ ڈاک خانہ بجبیارہ علاقہ کشمیر۔
۱۱۔ محمد اسماعیل صاحب۔ ساکن گادنگ
۱۲۔ عاشور نائک صاحب۔ موضع کھیوڑہ ڈاک خانہ شوپیاں کشمیر۔
۱۳۔ سید غلام نبی شاہ صاحب۔ گوندکے مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ وارد چھاونی فیروزپور رسالہ نمبر ۱۵۔
۱۴۔ مشتاق حسین صاحب معہ اہلیہ ہمشیرہ ثانی
۱۵۔ سید محمد حسین شاہ صاحب ״ مدرس ڈسکہ
۱۶۔ غلام منور صاحب۔ چگل پور ڈاک شوپیاں ضلع ہری پور کشمیر
۱۷۔ عبدالولی صاحب۔ سنگی پور ڈاک پانپور ضلع نگام کشمیر
۱۸۔ غلام احمد صاحب۔ بجبارہ ڈاک خانہ ״
۱۹۔ عبدالاحد صاحب۔ بہوہار ڈاک تحصیل اسلام آباد۔ کشمیر

۵۔ دارالامان کے ہفتہ رواں کے واقعات میں سے دو شادیاں بھی ہیں جو اس ہفتہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۱ء کی شام کو بعد نماز مغرب ہوئیں خطبہ نکاح مولانا مولوی نورالدین صاحب نے پڑھا۔ یہ شادیاں جنکا ایک مختصر سا تذکرہ ہم کسی دوسرے موقع پہ کرینگے احمدی قوم کے لیے ایک نمونہ ہیں پہلی شادی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی منشی فیض علی صابر صاحب امرتسری کی ہمشیرہ سے ہوئی دوسری مرزا افضل بیگ صاحب مختار عدالت قصور کے صاحبزادہ مرزا افضل بیگ صاحب کی مرزا محمود بیگ صاحب ساکن پٹی کی ہمشیرہ سے ہم ان احباب کو اس تقریب پہ مبارک باد دیتے ہیں

مدرسہ

۱۔ عالی جناب خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب نے بحیثیت ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ فرمایا۔ اور مبلغ تین سو روپیہ مدرسہ کی امداد کے لیے اپنے معمول کے موافق عطا فرمایا۔

۲۔ حضرت اقدس نے گذشتہ ہفتہ میں مدرسہ اور دیگر ضروریات سلسلہ عالیہ کے متعلق سیر کے وقت ایک لطیف اور مؤثر تقریر فرمائی تھی اور اس امر پر زور دیا تھا کہ ہر ایسے آدمی جو سلسلہ بیعت میں داخل ہے فرض ہے کہ وہ چندہ میں شریک ہو ڈائرکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے واپس آ کر دارالامان میں چندہ کرنا چاہا تھوڑی ہی دیر میں ۸۰ کے قریب چندہ ہو گیا اسدن کے بعد سے آجتک مدرسہ کا چندہ ہر روز کچھ نہ کچھ آ جاتا ہے یہ خدا کا فضل ہے اور بیشک خارق عادت امر۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری احباب مدرسہ کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک لمحہ کے لیے بھی لنگر کے بڑھتے ہوئے مستقل اخراجات کو فراموش کریں وہ اپنے ذمہ دین لازم کیطرح

پریس

خطبہ الہامیہ کے طبع کا کام سردست معرض التوا میں ہے۔ اس لیے کہ منار کے مضمون کی تحریک پر ایک مختصر سا اشتہار پہلے شائع ہونا ضروری ہے۔

۲۔ ازالہ اوہام کا دوسرا اڈیشن طبع ہو رہا ہے درخواستیں آ رہی ہیں ۴۰۰ سے زیادہ چھاپا نہیں جاتا۔

۳۔ رسالہ دعا اور ناسخ منسوخ اور شیعہ کے خط کی بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں جو صاحب چاہیں جلد حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں درخواست کر کے منگوالیں۔ ایسا ہی رسالہ آسمانی فیصلہ بھی ان دونوں جگہ سے مل سکتا ہے۔

۴۔ کتاب اعجاز الرحمن یعنی منشی الٰہی بخش لاہوری کی کتاب عصار موسیٰ کا ایک لطیف اور لا جواب جواب ہے آٹھ جزو سے زائد لکھی جا چکی ہے حضرت اقدس کا منشا ہے کہ بہت جلد طبع ہو۔ اس لیے ہر ایک شخص جو اس لا جواب کتاب کا خریدار ہو اور ہر شخص کو ہونا چاہیے وہ فی الفور ایک روپیہ بذریعہ منی آڈر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے نام بمقام قادیان روانہ کرے۔

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں مولوی عبد الخالق صاحب مظفر نگر سے ایک خریدار بھیجتے ہیں۔

اور قاضی نظیر حسین صاحب کوئٹہ سے دو خریدار بھیجتے ہیں اور ایک خط بغرض اشاعت بھیجتے ہیں جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہ خط یہ ہے۔

اخوی مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم الحکم کے دو نمبر جنہیں آپ نے اشاعت الحکم کے لیے احمدی قوم سے آگے درد ناک پیرایہ میں اپیل کیا ہے میرے مطالعہ سے گذرے۔ الحکم کی حسن خدمات کی داد دینا میرے امکان سے باہر ہے اور میں اپنے اُس قلبی جوش اور مسرت کے اظہار سے قاصر ہوں جو الحکم کے ملنے سے مجھے ہوتی ہے۔

میں نے بارہا اشاعت الحکم کے مسئلہ پر غور کیا ہے۔ یہ سوال کوئی معمولی سوال نہیں ہے جو بآسانی حل ہوتا ہوا معلوم ہو کیونکہ غیر احمدی جماعتیں اس کی خریداری کو کیوں منظور کرنے لگیں گی تا وقتیکہ سلسلہ عالیہ کے متعلق اُن کے سینے بغض اور عناد سے پاک وصاف نہ ہوں اور جب تک ایسا نہ ہو وقت مناسب کا انتظار لازمی ہوگا۔

میں نفس مضمون سے دور نکل آیا مطلب کی یہ ہے کہ میں نے اپنی خواہش کے مطابق ہمیشہ اس امر کو ملحوظ اور مد نظر رکھا ہے کہ اشاعت الحکم کے ساتھ حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کے پاک مشن کی تبلیغ کافی مناسبت کے ساتھ ہو اور ہر فرقہ وطبقہ کے لوگ بلالحاظ مذہب وملت اس سے بڑا فائدہ اٹھا سکیں جس کے لیے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے باہمت اور با اثر اصحاب توجہ فرماویں تو پنجاب اور ہندوستان کی لائبریریوں میں جو کافی تعداد میں ہیں الحکم کی ایک ایک کاپی کے خریدار کے اسباب بہم پہنچانے دشوار نہونگے۔ میں التماس کرتا ہوں کہ برائے مہربانی ۱۵ ر نومبر ۱۹۰۱ء سے ایک سال کے لیے پرچہ الحکم آنریری سکرٹری صاحب سنڈیمن لائبریری کوئٹہ۔ اور دوسرا منشی دولت خانصاحب احمدی محرر جوڈیشل محکمہ صاحب پولیٹیکل ایڈ وائزر بہادر قلات بمقام کوئٹہ کے نام جاری کر دیا اگر احمدی جماعت نے میری اس تجویز کو پسند کیا اور عملی صورت میں کامیابی کا جامہ پہنایا تو میں سمجھوں گا کہ محنت ٹھکانے لگی۔ والسلام۔ از کیمپ زہدی علاقہ ریاست قلات ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۱ء
آپ کا صادق۔ قاضی نظیر حسین احمدی

خبریں

کانپور کی آتشزدگی۔ ۵ ر نومبر کی شام کو کانپور میں نیشنل بنک انڈیا کے مکان واقع شہر میں ایک سخت آتشزدگی ہوئی اور تخمیناً ایک لاکھ روپے کے کپڑے کے گٹھے جل گئے۔ آگ ۱۰ بجے رات کو لگی تھی مگر چار بجے صبح ایک میونسپل انجینیر آگ بجھانے کے لیے نہیں آیا تھا۔ اُسکی وجہ یہ بیان کی گئی کہ میونسپلٹی کے پاس کوئی نل سو گز قدم سے زیادہ لمبا نہیں ہے اور قریب سو قریب جو پانی کا بمبا ہے وہ ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔ کسی وجہ سے گورنمنٹ کا کارخانہ چرم اپنے فائر انجن کو نہیں بھیج سکا۔ مشرش کو پر الین کے انجن کی مدد سے اور ہندوستانی بخار کی مدد سے آگ بجھائی گئی اور وہ کپڑا نہیں جلا جو قیمتی دس لاکھ روپے کا رکھا ہوا تھا

سب سے فربہ آدمی۔ ڈور کا ایک باشندہ مسمی ٹامس لانگلی وزن میں سات من چودہ سیر ہے اس سے وزنی آدمی دنیا میں نہیں ہے۔ لانگلی ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ بوڑھا ہے اور ابھی زندہ ہے اس کا وزن بھی معمولی ہے یعنی دو من اٹھارہ سیر۔ ماں کو مرے ہوئے چند سال ہوئے وہ بھی کوئی قد آور عورت نہ تھی لانگلی بوجھ کا پیشہ کرتا تھا۔ اسکا قد ۶ فیٹ ۳ انچہ ہے سینہ کی ناپ ستر انچہ کمر کی چھیاسٹھ انچہ اور ران کی ۴۲ انچہ جب وہ چھوٹا تھا تو اسمیں فربہی کے آثار نہ تھے اسکو ورزش اور تیراکی اور دوڑ دھوپ سے بڑی دلچسپی تھی۔

افیون کی آمدنی۔ گذشتہ چھ ماہ میں افیون کے سات سرکاری نیلاموں اور شہر بمبئی میں کے محاصل بر آمد سے جسقدر آمدنی ہوئی اس کی تعداد چار کروڑ سوا بارہ لاکھ روپیہ ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

ہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت سالانہ عوام سے پیشگی ۳ روپے خواص اور معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر ۔۔۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان سنہ ۱۳۱۹ھ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوائے ہر شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۵	دارالامن دارالامان قادیان ۔ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء	نمبر ۴۴

کلمات طیبات
حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء کو ڈی ڈی ڈکسن صاحب یورپین سیاح کو دارالامان سے وداع ہونا تھا اس لیے آج حضرت اقدس بٹالہ ہی کی طرف سیر کو نکلے اور برابر نہر کے پل تک تشریف لے گئے راستہ میں جو تقریر حضرت اقدس نے بطور تبلیغ سیاح مذکور کو فرمائی اُسے ہم ان شاء اللہ العزیز دوسرے وقت شائع کریں گے۔ یہاں ہم بعض ان امور کا ذکر کرتے ہیں جو اس تقریر میں نہ آئیں گے۔

حضرت اقدس کے اسقدر دور تک پیادہ تشریف لے جانے پر اُسے حضرت کے سن و سال پر نگاہ کر کے تعجب معلوم ہوا۔ جس پر اُسے بتایا گیا کہ یہ آنحضرت کا معمول ہے۔ سیاح مذکور حضرت اقدس کے حسن سلوک اور مہمانداری اور اس دینی جوش کے لیے جو وہ تبلیغ مذہب کیلئے رکھتے ہیں بہت خوش تھا اور آپکا از بس شکر گذار تھا۔

جب حضرت اقدس وہ تقریر کر چکے جس کے ترجمان مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ تھے تو حضرت اقدس نے دریافت کیا کہ کیا انھوں نے پورے طور پر ہمارے مقصد کو سمجھ لیا ہے جس پر سیاح مذکور نے کہا کہ ہاں میں نے خوب سمجھ لیا ہے اور اس نے وعدہ کیا کہ جہاں کہیں میں جاؤں گا ان باتوں کا تذکرہ کروں گا۔

واپسی پر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو خطاب کر کے فرمایا۔

میں سنتا رہتا ہوں کہ آپ اپنے اعزہ کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کرتے رہتے ہیں یہ بہت ہی عمدہ بات ہے ہر ایک انسان کو ایسی فکر کرنی چاہیے کہ جس طرح ممکن ہو عورتوں اور مردوں کو اس امر الٰہی سے اطلاع کر دیوے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے قبیلہ کا شیخ اسی طرح سوال کیا جاوے گا جیسے کسی قوم کا نبی غرض جو موقع مل سکے اُسے کھونا نہیں چاہیے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کا حکم ہوا تو آپ نے تمام بنام سب کو خدا کا پیغام پہونچا دیا ایسا ہی میں نے بھی کئی مرتبہ عورتوں اور مردوں کو مختلف موقعوں پر تبلیغ کی ہے۔ اور اب بھی کبھی گھر میں وعظ سنایا کرتا ہوں۔

میں نے ارادہ کیا تھا کہ عورتوں کے لیے ایک قصہ کے پیرایہ میں سوال و جواب کے طور پر سارے مسائل آسان عبارت میں بیان کیے جاویں مگر مجھے اسقدر فرصت

نہیں ہو سکتی۔ کوئی اور صاحب اگر لکھیں تو عورتوں کو فائدہ پہونچ جاوے۔

اس پر خلیفہ رشید الدین صاحب نے عرض کیا کہ مرزا خدا بخش صاحب لکھیں۔ میرزا صاحب بھی شاید کسی وقت اگر انھیں فرصت نہین مگر سر دست حضرت اقدس کی خواہش کے پورا کرنیکے خیال سے خاکسار ایڈیٹر نے ایک مختصر سا قصہ **سلک مروارید** (موتیوں کی لڑی) کے نام سے لکھنا شروع کر دیا ہے جو اس نمبر کی اشاعت کے وقت تک انشاء اللہ تعالے ختم ہو جاوے گا اس کا کسی قدر حصہ حضرت اقدس کو سنایا بھی گیا ہے

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا امراء بہت سے فضول خرچ رکھتے ہیں جس سے آخر کو انھیں بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے اگر وہ اعتدال کے ساتھ اپنی زندگی بسر کریں تو کچھ حرج نہیں ہے **سود کی بلا** نے مسلمانوں کو بہت کمزور کر دیا ہے۔ یہ بنئیے سود در سود لے کر آخر ساری جائیدادوں پر قبضہ کر لیتے ہیں

اس پر جناب میر صاحب نے ایک سود خوار کی ہلاکت کا قصہ سنایا۔ اسی سلسلہ کلام میں آپ نے کثرت ازدواج کے متعلق بھی مختصر سا تذکرہ فرمایا کہ اگرچہ عورت بجائے خود پسند نہیں کرتی کہ کوئی اور اسکی سوت آوے مگر اسلام نے جس اصول پر کثرت ازدواج کو رکھا ہے وہ تقوی کی بنا پر ہے + بعض وقت اولاد نہیں ہوتی اور بقائے نوع کا خیال انسان میں ایک فطرتی تقاضا ہے اس لیے دوسری شادی کرنے میں کوئی عیب نہیں ہوتا + بعض اوقات پہلی بیوی کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے اور بہت سے اسباب اس قسم کے ہوتے ہیں پس اگر عورتوں کو پورے طور پر خدا تعالے کے احکام سے اطلاع دیجاوے اور انھیں آگاہ کیا جاوے تو وہ خود بھی دوسری شادی کی ضرورت پیش آنے پر ساعی ہوتی ہیں۔

الغرض اسی قسم کی باتوں میں سارا ستہ کٹا۔

بعد مغرب جب حسب معمول آپ نے مفتی **محمد صادق** صاحب کو ڈاکٹر ڈوئی شکاگو کے مدعی الیاس کے لیکچر سنانے کا حکم دیا۔ مفتی صاحب نے اس کے لیکچر کا وہ حصہ جو فریمیسنوں کے متعلق ہے ترجمہ کرکے سنانا شروع کیا۔ جو حالات **فریمسنوں** کے لکھے ہیں اور ان کے جن منصوبوں اور چالوں کا ذکر اسمیں کیا ہے ان پر نظر کرکے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے کہا کہ فریمیسن کا ترجمہ **الدجّال** ہے۔

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ حضرت اقدس کا ایک **الہام** اس سے پیشتر الحکم میں شائع ہو چکا ہے جو یہ تھا **فریمیسن اسکے قتل پر مسلط نہیں کیے جائیں گے**۔

اس کے بعد یہ کتاب امریکہ سے آئی اور اس کے پڑھنے سے فریمیسنوں کے حالات کھلنے لگے۔ حضرت اقدس اس ترجمہ کو سنتے رہے اور اثنا کلام میں فرمایا رات مینے ایک رویا دیکھی ہے یعنی ۱۷ر نومبر کی رات کو جسکی صبح کو ۱۸ر نومبر تھی۔

اور وہ **رویا** یہ ہے

مینے دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لیکر آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسی سی لپیٹی ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ یہ کیا ہے مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آ رہا ہے وہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں معًا ایک پروانہ دیا گیا ہے کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا مینے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اسمیں لکھا ہوا تھا۔ عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔ فرمایا اس سے پہلے کئی دن ہوئے یہ الہام ہوا تھا

رشن الخبر

رشن ناخواندہ مہمان کو کہتے ہیں۔

اس کے بعد نماز عشا ادا ہوئی اور جلسہ ختم ہوا۔

۱۹ر نومبر ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس حسب معمول سیر کو۔ احباب ساتھ تھے۔ مولانا مولوی جناب **سید محمد احسن** صاحب فاضل امروہی نے عرض کیا کہ حافظ **محمد یوسف** صاحب کا ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سنا ہے اس میں نبوت کا دعوی مرزا صاحب نے کیا ہے اور تم اب مقلد ہو گئے اس لیے میں تم سے ملاقات کرنی نہیں چاہتا۔ یہ گویا اس کارڈ کا مفہوم تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس خط کا جواب مفصل انکو لکھدیا جاوے تا کہ تبلیغ ہو جاوے فرمایا کہ تعجب کی بات ہے یہ لوگ اسے دعوی جدید کہتے ہیں **براہین** میں ایسے الہامات موجود ہیں جنمیں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے چنانچہ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی** اور **جری اللہ فی حلل الانبیاء** وغیرہ ان پر غور نہیں کرتے اور پھر افسوس یہ نہیں سوچتے کہ ختم نبوت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے۔ ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں کیا اگر ایک شیشہ میں حافظ صاحب اپنی تصویر دیکھیں تو کیا عورتوں کو پردہ کر لینا چاہیے کہ یہ کون غیر محرم گھس آیا۔ آپ ان کو خوب مفصل اور واضح خط لکھیں۔

پھر سلسلہ کلام میں فرمایا انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت لوگوں کے حالات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ وہ استعارات کو حقیقت پر محمول

کرنا چاہتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں یہی مصیبت اب انکو پیش آئی ہے یہ کوئی ایسا دجال دیکھنا چاہتے ہیں جس کی آنکھ در حقیقت باہر نکلی ہوئی ہو اور پورے ستر گز کا اُس کا گدھا ہو۔ اور آسمان سے حضرت عیسیٰ کبوتر کی طرح منڈلاتے ہوے اتریں یہ کبھی ہونا ہی نہ تھا یہودیوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہی مصیبت پیش آئی + وہ یہی سمجھے بیٹھے تھے کہ مسیح سے پہلے جیسا کہ **ملاکی نبی** کی کتاب میں لکھا ہے آسمان سے ایلیا اُترے گا چنانچہ جب مسیح آیا تو اُنھوں نے یہی اعتراض کیا مگر مسیح نے اُنکو جواب میں یہی کہا کہ ایلیا آچکا اور وہ یہی یحییٰ بن ذکریا ہے + یہودی سمجھتے تھے کہ خود ایلیا آئے گا اس لیے وہ منکر ہو گئے۔ چنانچہ ایک یہودی کی کتاب میں نے منگوائی تھی اسمیں وہ صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ ہم سے مواخذہ کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھولکر رکھدیں گے کہ اسمیں تو صاف لکھا ہوا ہے کہ ایلیا پہلے آسمان سے آئے گا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ ہی ہوگا اب ہمارا دعویٰ تو خود حضرت مسیح کی ہائیکورٹ سے فیصلہ ہو گیا۔ کہ جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کی آمد ثانی کا یہ رنگ ہوتا ہے کہ اُس کی خو بو اور خواص پر کوئی دوسرا آتا ہے یہی دھوکا اور غلطی ہمارے علما کو لگی ہے یہ اصل میں ایک استعارہ ہے جسکو انھوں نے حقیقت پر حمل کر لیا ہے ایسا ہی **دجّال** اور اس کے دیگر لوازمات کو حقیقت بنایا۔

عیسائیوں نے بھی دھوکا کھایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد **فارقلیط** کے آنے کی پیشگوئی کی تھی عیسائیوں نے اس سے روح القدس مراد لی حالانکہ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد تھے بلفظ فارقلیط **فارق** اور **لیط** سے مرکب ہے لیط شیطان کو کہتے ہیں۔

غرض یہ بڑی خطرناک غلطی ہے جو انبیا علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ کھاتے ہیں کہ استعارات کو حقیقت پر اور حقیقت کو استعارات پر محمول کر لیتے ہیں۔

اسکے بعد حضرت اقدس نے جناب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی ایک رویا سُنائی جو اُنھوں نے گذشتہ شب کو دیکھی اور وہ یہ ہے

آپ نے دیکھا کہ دوپہر کے بعد ظہر کے وقت عمو ملیکے بٹالہ سے آتے ہیں میں (حضرت اقدس) کچھ اسباب اور دوسرے لے کر گیا ہوں اور ام المؤمنین کو دیے ہیں کہ مرزا غلام قادر آ گئے ہیں اور رحمت اللہ بھی ہے (رحمت اللہ حضرت اقدس کے والد مرحوم کا مختار تھا۔ ایڈیٹر)

اسپر ام المؤمنین نے حضرت سے دریافت کیا اس خیال سے کہ انکا گھر تو دوسری طرف ہے اور انکی بیوی بھی موجود ہے جن سے حضرت اقدس کو موجودہ صورت میں بالکل انقطاع ہے) کہ پھر ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوگا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ دراصل وہ مر گئے ہیں اور وہ دونوں گھروں کے دیکھنے کو آئے ہیں ام المؤمنین نے کہا کہ رحمت اللہ خاص آپ سے ملنے کو آیا ہے۔ پھر منظور علی ایک لڑکا ہے وہ ایک پوٹلی کپڑوں کی اس دوسرے گھر میں ہمارے ہی مکان کی سیڑھیوں سے ہو کر اُسطرف لے گیا ہے جسکو اُنھوں نے کھولا ہے تو وہ سیاہ بوٹی اور سفید زمین کی ایک چھینٹ تھی اسکے بعد انکا اور اسباب بھی ادھر ہی آ گیا ہے تو معلوم ہوا کہ منظور علی اُدھر جو پوٹلی لے گیا تھا وہ بھی غلطی سے لے گیا ہے دراصل ادھر ہی کی تھی پھر آنکھ کُھل گئی۔

حضرت اقدس نے فرمایا میری ایک رویا کے ساتھ جو کل سُنائی تھی اس کے بعض اجزا ملتے ہیں اور فرمایا کہ غلام قادر میں جو قادر کا لفظ ہے اُس کا تعلق دونوں گھروں سے ہے مگر رحمت اللہ مخصوص اسی گھر سے تھے۔

اس کے بعد صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے اپنی ایک رویا اسی قسم کی سنائی کہ شیخ رحمت اللہ معہ بہت بڑے سامان کے آ گئے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت اقدس کے ساتھ ساتھ ہیں۔ حضرت اقدس دولت سرا کو تشریف لے گئے ہاں راستہ میں مبارکہ کے متعلق (حضرت اقدس کی صاحبزادی) ایک الہام سُنایا۔ نواب مبارکہ بیگم

رات کو جناب مرزا خدا بخش صاحب نے اپنی کتاب عسل مصفی سنائی۔

۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

سیر کو حسب معمول نکلے اور فرمایا جب انسان حجۃ اللہ کے مقام پر ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ ہی اس کے جوارح ہوتا ہے اور یہ سچی بات ہے کہ جب خدا تعالےٰ سے انسان پوری صلح کر لیتا ہے اور اپنی مرضی اور تمام خواہشوں اور قوتوں کو اُسکے ہی سپرد کر دیتا ہے تو پھر اُسکی ساری طاقتیں ہو جاتی ہیں اُسکی مثال اس لوہے کی سی ہو جاتی ہے جو آگ میں ڈالدیا جاوے اور خوب گرم ہو کر آگ کی طرح سرخ ہو جاوے پھر اُس میں اُس وقت وہی خواص ہوتے ہیں جو آگ میں ہوتے ہیں۔

پھر کسی اور سلسلہ کلام میں فرمایا کہ میں نے غور کیا ہے کہ مکر کا لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام کے لیے قرآن میں آیا ہے اور میرے لیے بھی یہی لفظ براہین میں آیا ہے گویا مسیح علیہ السلام کے قتل کے لیے ہی ایک مخفی منصوبہ کیا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کیا گیا تھا اور یہاں بھی منصوبے ہوے اور اپنے طور پر

آج کل بھی فرق نہیں کیا جاتا مگر خدا تعالےٰ کا مکر ان سب پر غالب آیا۔

مکر مخفی اور لطیف تدبیر کو کہتے ہیں۔ لیکھرام نے اپنے خطوط میں یہی لکھا تھا کہ خیر الماکرین سے میرے لیے کوئی نشان طلب کرو۔ جب خدا تعالےٰ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے اور اپنے بندہ کو جو راستباز ہوتا ہے دشمن کے منصوبوں اور شرارتوں سے محفوظ رکھتا ہے اُس وقت اُس کا نام خیر الماکرین بیان ہوتا ہے یعنی ایسے اسباب مجرم کی سزا کے لیے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو وہ اپنے لیے کسی اور غرض سے مہیا کرتا ہے یعنی وہی اسباب جو بہتری کے لیے بناتا ہے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسیح کو ایسے طرز پر بچایا کہ وہ اسباب جو انکی ہلاکت کے لیے جمع ہوئے تھے اُن کی زندگی کا موجب ثابت ہوئے۔

اور ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے کفار مکہ کے منصوبوں سے بچا لیا۔ اور اسی طرح پر یہاں بھی اس کا وعدہ ہے۔

اگر کوئی یوں کہے کہ وہاں ہی محفوظ کیوں نہ رکھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ سنت اللہ یہ نہیں ہے بلکہ خدا اپنا علم دکھانا چاہتا ہے اس لیے وہاں سے نکال لیتا ہے۔

مکر کی حد اُسی وقت تک ہے جب کہ وہ انسانی تدابیر تک ہو مگر جب انسانی منصوبوں کے رنگ سے نکل گیا پھر وہ خارق عادت معجزہ ہوا۔

اگر ذرہ بھی ایمان کسی میں ہو تو وہ ان امور کو صفائی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے لیے ہجرت نہ ہو۔

المنار

ذیل میں مندرجہ بالا عنوان کا ہم وہ اشتہار درج کرتے ہیں جو ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ ہمارے ناظرین اس امر سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں کہ **المنار** مصری پندرہ روزہ نے **کتاب اعجاز المسیح** پر کسی قدر نکتہ چینی کی تھی جسکو پنجاب کے ایک سرحدی اخبار چودھویں صدی نے شائع کیا تھا اور اس سے لے کر میرٹھ کے سیاہ دشمن شحنہ ہند نے اپنے ضمیمہ میں درج کیا تھا۔

اس اشتہار سے (جو حضرت اقدس نے شائع کیا ہے) بھی معلوم ہوتا ہے اور اصل وجہ مخالفت بھی یہی ہے کہ چونکہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فطرت میں **گورنمنٹ محسنہ برطانیہ** کی خیر خواہی اور وفاداری موجود ہے اور انھوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جب کہ انھوں نے **جہاد** کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی سعی نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پرانے فیشن کے علما کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی **تعلیم** اور **شرائط بیعت** میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو شامل کیا ہے۔ اس لیے وہ لوگ جو **مسیح موعود** اور **مہدی معہود** کے خونریز جنگوں اور بحیر بیقیاس مال و منال کے ہاتھ آنے پر اس طمع پھیلائے بیٹھے تھے انکی ان تحریروں سے ناراض اور کبیدہ خاطر ہو کر کفر اور قتل کے فتوے نہ دیں تو کیا کریں

طمع را سہ حرفست ہر سہ تہی

مگر جو بات حق ہے اور خدا تعالےٰ نے جب **هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ** فرمایا ہے تو پھر مخالف خواہ مصر کے ہوں خواہ سرحد کے خواہ میرٹھ جیسے شہر کے جہاں کہ ۱۸۵۷ء کے مکروہ اور بھیانک نظارے کا آغاز ہوا۔ ہم ان کی مخالفتوں اور قتل کی دھمکیوں اور ناپاک فتووں کی ذرا بھی پرواہ کر کے امر حق کے اظہار سے کبھی رک نہیں سکتے۔

مسیح موعود دنیا میں آیا ہے کہ وہ امن اور صلحکاری کو قائم کرے وہ آیا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانوں کو سچے اور مستحکم تعلقات کی تعلیم دے جنکے اندر وفاداری اور فرماں برداری کی روح کام کرے ہم دعوے سے کہتے ہیں اور دانشمند اور مدبر انگریزوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے کہ **مسیح موعود** اور اسکی جماعت **گورنمنٹ انگلشیہ** کی سچی وفادار اور فرماں پذیر ہے اور نہ کسی دنیوی خیال سے نہ کسی لالچ کی بنا پر بلکہ محض اسلیے کہ **خدا نے ایسی محسن گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔** پس **مسیح موعود** کی تعلیم جو **جہاد** کے خلاف ہے نہ وہ کسی خوشامد پر مبنی ہے اور نہ کسی **خطاب** کے لیے ہے بلکہ **خدا کے حکم کی تعمیل کے لیے ہے** اس سے صاف سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اس کی یہ تعلیم مذہب کی مستحکم چٹان پر ہے جسکو کوئی ہلا نہیں سکتا **گورنمنٹ** اندازہ کر سکتی ہے اور ہم ایسی دانشمند اور قدر داں گورنمنٹ کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں کہ وہ ان معاملات پر غور نہ کرے کہ **حضرت مرزا صاحب** کی مخالفت کی اصل بنا یہی **جہاد** کے خلاف تعلیم ہے اور گورنمنٹ کی اطاعت کو قرآنی حکم کے نیچے لانا ہے باقی اور جسقدر باتیں ہیں کہ انھوں نے فلاں دعوی کیا ہے یا ان کے فلاں عقاید ہیں یہ نرے بہلانے ہیں۔ کیا مسلمانوں میں فاسق و فاجر موجود نہیں؟ کیا مسلمانوں میں حضرت علی کو خدا سمجھنے والے موجود نہیں؟ کیا صحابہ پر لعن کرنے والے موجود نہیں۔ اور مختلف فرقے موجود نہیں پھر کیوں اسقدر مخالفت کا شور اٹھایا جاتا ہے ایک پر بھی نہیں۔ یہی ہی راز ہے کہ انھوں نے **جہاد کے حرام ہونے کا**

انھوں نے گورنمنٹ کو اولوالامر میں داخل نہیں کیا گورنمنٹ چاہے تو علما سے فتوی پوچھ سکتی ہے کہ مسیح موعود اور اُسکی جماعت کے سوا کوئی اور بھی ہے جو گورنمنٹ کی اطاعت اس لحاظ سے کرنے والا ہو کہ وہ اولوالامر ہے اور اولوالامر کی اطاعت خدا کا حکم ہے؟

ہم پھر اشتہار کے اندراج سے پہلے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری مخالفت میں جو گندے اور ناپاک اشتہار نکالے جاتے ہیں اور ہمارے قتل اور کفر اور ہمارے مال و اسباب کے لوٹ لینے کے فتوے دیے جاتے ہیں اس کی بنیاد صرف یہی ایک بات ہے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد حرام ہے اور اس کی اطاعت خدا کے اس حکم کے موافق ہے جو اولوالامر کی اطاعت کا اُس نے دیا ہے۔ ہم گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری میں خدا تعالے کی رضا سمجھتے ہیں۔

اس لیے ہمیں اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں ہوتی کہ ان خدمات کے لحاظ سے جو احمدی قوم کے لیڈر کیطرف سے (جو گورنمنٹ کے ایک وفادار اور ارادت مند خاندان کی یادگار ہے) پچیس سال سے مسلمانوں کو جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے اور گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے رشتہ میں منسلک کرنے کے متعلق ہو رہی ہیں گورنمنٹ سے کسی خطاب یا اجر کی اُمید رکھیں حالانکہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ کوئی آدمی ذرا سی خدمت بھی اگر کرتا ہے تو وہ کیسی خطابوں کی یا جاگیروں کے عطا پاکی اُمید رکھتا ہے۔ ہاں یہ امر جدا ہے کہ گورنمنٹ خود اپنی قدردانی اور انصاف پروری سے اپنے ایک وفادار اور عقیدت مند خاندان کی یادگار کی قدر افزائی کرکے اپنی عالی حوصلگی کا ثبوت دے۔

مگر ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ ہمارا ہادی ان باتوں کی ذرا بھی پروا نہیں رکھتا۔ ہم گورنمنٹ کی ساری عطوفتوں اور کرم فرمائیوں کی اسے جان سمجھتے ہیں ہمارا جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالی نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کر دی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم ان سچی اور پاک باتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کر سکیں۔ اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالے نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارے خون حلال جانتے اور ہمارے مال و اسباب اور عورتوں تک کو چھین لینے میں ثواب سمجھتے تھے۔

پس ہمارے مخالف یاد رکھیں کہ ہم ان کی ان مخالفتوں سے ذرہ بھی گھبرا نہ جائیں گے اور نہ تھکیں گے۔ چونکہ ان مسائل اور معتقدات کے متعلق ہم بصیرت پر ہیں اس لیے ہم تمہارے فتووں اور قتل کی دھمکیوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتے ہوئے بلاد اسلامیہ میں اور ہر مسلمان کے کان میں یہ تعلیم انشاء اللہ پہونچا دینگے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کا خیال رکھنا ناقابل عفو گناہ ہے اور اسکی اطاعت بالمعروف خدا تعالی کی رضامندی کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ باتیں ہم نے خصوصیت کے ساتھ اس لیے بھی ظاہر کی ہیں کہ ہم اپنے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر جناب میجر ڈلس صاحب کے گوش گذار کریں۔

تا انکو ہمارے مخالفوں کی راگ نکی توزین میں مدد ملے ہمیں پوری اُمید ہے کہ صاحب ممدوح الحکم کی معروضات پر پوری توجہ اور لحاظ فرماتے رہیں گے

اب ہم اصل اشتہار کو ذیل میں درج کرتے ہیں

ایڈیٹر

المنار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

قاہرہ سے ایک اخبار نکلتا ہے جس کا نام منار ہے جب فروری ۱۹۰۱ء میں ہماری طرف سے پیر گولڑوی صاحب کے مقابل پہ رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا جو فصیح بلیغ عربی میں ہے اور اس کے جواب سے نہ صرف پیر صاحب موصوف عاجز رہ گئے بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علما بھی عاجز آگئے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیجدوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی ممانعت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے ۲۲ برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جنمیں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیجدیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی شہرت پاگئی ہیں۔ جو لوگ درندہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں وہ تو فی الفور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں مگر جنمیں انسانیت ہے وہ معقول بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ پھر دشمنی کی حالت میں کون کسی کتاب کی تعریف کر سکتا ہے۔ سو اسی خیال سے یہ رسالہ کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا۔ چنانچہ منجملہ اُن کے ایڈیٹر المنار کو پہونچا دیا گیا تا اس سے جہاد کے غلط خیال کی بھی اصلاح ہو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا ضرور مبتلا ہے بلکہ جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اُس کو یہ علما کافر سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا

شکر بھی نہیں کرتا اس لیے ہم لوگ اگر ایمان اور تقوی کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے ہر طرح اس **گورنمنٹ برطانیہ** کی نصرت کریں کیونکہ ہم اس گورنمنٹ کے مبارک قدم سے پہلے ایک جلتے ہوئے تنور میں تھے۔ یہی گورنمنٹ ہے جس نے اس تنور سے ہمیں باہر نکالا۔ غرض اسی خیال سے جو تمام دل میں مستحکم ہوا ہے اعجاز المسیح میں بھی یعنی اس کے صفحہ ۱۵۲ میں **جہاد** کی مخالفت اور **گورنمنٹ** کی اطاعت کے بارے میں شدومد سے لکھا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسی تحریر سے صاحب جریدہ **منار** اپنے تعصب کی وجہ سے جل گیا اور اس نے آنکھیں بند کرلیں اور سخت گوئی اور گالیوں پر آگیا اور منار میں بہت تحقیر اور توہین سے مجھے یاد کیا۔ اور نہ پرچہ جسمیں میری بدگوئی تھی کسی تقریب سے پنجاب میں پہونچ گیا۔ پنجاب کے پر حسد ملّا تو آگے ہی مجھ سے ناراض تھے اور پیر گولڑوی کی کمر ٹوٹ چکی تھی اس لیے منار کی وہ دو چار سطریں مرتے کے لیے ایک سہارا ہو گئیں۔ تب ان لوگوں نے اپنی طرف سے اور بھی نون مرچ لگا کر اور ان چند سطروں کا اردو میں ترجمہ کرکے وہ مضمون پرچہ اخبار چودھویں صدی میں جو راولپنڈی سے نکلتا ہے چھپوا دیا اور جا بجا تعلیاں بجاتے نکلے کہ دیکھو اہل زبان نے اور پھر منار کے ایڈیٹر جیسے ادیب نے انکی عربی کی کیسی خبر لی۔ بے وقوفوں کو معلوم نہ ہوا کہ یہ تو سارا جہاد کی مخالفت کا مضمون پڑھکر جوش نکالا گیا ہے ورنہ اسی قاہرہ میں پرچہ **مناظر** کے ایڈیٹر نے جو ایک نامی ایڈیٹر ہے جس کی تعریف منار بھی کرتا ہے اپنے جریدہ میں صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ کتاب اعجاز المسیح درحقیقت فصاحت و بلاغت میں بےمثل کتاب ہے اور صاف گواہی دیدی ہے کہ اس کے بنانے پر دوسرے مولوی ہرگز قادر نہیں ہوں گے۔ ان مخالفوں کو

چاہیے کہ جریدہ **مناظر** کو طلب کرکے ذرہ آنکھیں کھول کر پڑھیں اور ہمیں بتائیں کہ اگر ایڈیٹر منار اہل زبان ہے تو کیا ایڈیٹر مناظر اہل زبان نہیں ہے؟ بلکہ مناظر نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اعجاز المسیح کی فصاحت بلاغت درحقیقت معجزہ کی حد تک پہونچ گئی ہے اور پھر ایڈیٹر ہلال نے بھی جو عیسائی پرچہ ہے اعجاز المسیح کی فصاحت بلاغت کی تعریف کی اور وہ پرچہ بھی قاہرہ سے نکلتا ہے۔ اب ایکطرف تو دو گواہ ہیں اور ایکطرف بیچارہ منار اکیلا۔ اور ایڈیٹر منار نے باوجود اس قدر بدگوئی کے یہ بھی لکھدیا ہے کہ میں اسبات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ اس کتاب کی مانند کوئی اور کتاب اہل عرب بھی نہیں لکھ سکتا اگر ہم چاہیں تو لکھدیں۔ لیکن یہ قول اسکا محض ایک فضول بات ہے اور یہ اسی رنگ کا قول ہے جو کفار قرآن شریف کی نسبت کہتے تھے کہ لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ کتاب فصیح نہیں تو پھر تمہارے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مثل چند روز میں لکھدیں کیا تم بھی غلط کتاب کے مقابل پر غلط لکھدوگے۔ غرض جس پرچہ کی تحریر پر اتنی خوشی لی گئی ہے اسکا یہ حال ہے کہ اسی ملک کے اہل زبان وہی پیشہ رکھنے والے اسکو جھوٹا ٹھیراتے ہیں۔ اور جہاد کی وجہ سے بھی اسکا اشتعال بےمعنی ہے کیونکہ یہ مسئلہ اب بہت صاف ہو گیا ہے اور وہ زمانہ گذرتا جاتا ہے جبکہ نادان ملّا بہشت کی کل نعمتیں جہاد پر ہی موقوف رکھتے تھے۔ اسجگہ بار بار بے اختیار دلمیں یہ خیال گذرتا ہے کہ جس **گورنمنٹ** کی اطاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے ہمنے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھکر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو ابتک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت

کر رہے ہیں۔ ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں انکے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گذرا ہوگا کہ ہماری خوشامد کے لیے ایسی تحریریں لکھی گئی ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنی توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جنمیں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکر گذاری اور جہاد کی مخالفت کے بارےمیں تھے انمیں گورنمنٹ کی خوشامد کا کونسا موقع تھا۔ کیا گورنمنٹ نے مجبور کیا تھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کرکے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے گالیاں سنوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کی قدر کرے گی اور وہ لوگ جو سراسر بغض اور حسد سے آئے دن خلاف واقعہ میری نسبت شکایتیں کرتے رہتے ہیں وہ ضرور شرمندہ ہوں گے کیونکہ کوئی امر پوشیدہ نہیں جو ظاہر نہ ہو جائے۔ ایک مکار انسان کب تک اپنی مکاری چھپا سکتا ہے یا ایک مخلص انسان کب تک چھپ سکتا ہے۔

اب پھر ہم اصل مطلب کیطرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ میں نے صاحب منار کی دھوکا دہی کھولنے کے لیے صرف ایڈیٹر مناظر اور ہلال کی بامبالغہ تعریف پر ہی حصر نہیں رکھا بلکہ عربی میں ایک اور رسالہ نکالا ہے اور ایڈیٹر منار سے بڑے مبالغہ کے ساتھ نظیر طلب کی ہے اور اس رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا رسالہ اس کے متنبہ کرنے کے لیے بھیجا جائے گا تا اگر وہ عاجزی سے اپنا قصور معاف کرانا چاہے تو پھر اس ذلت سے بچ جائے کہ جو بالمقابل لکھنے کے وقت اسکو پیش آتی ہے لیکن اسکی بدقسمتی سے ان رسالوں میں بھی گورنمنٹ کی تعریف اور جہاد کی مخالفت موجود ہے۔ پس اگر اس کے

اشتعال کا باعث مخالفت جہاد کا مسئلہ ہے جیساکہ یقیناً سمجھا گیا اور اس کے ہر رنج اشارات سے ظاہر ہو رہا ہے تو ان رسالوں کو پڑھکر یہ اشتعال اور بھی زیادہ ہوگا۔ بالآخر ہم سب مخالف مولویوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ صاحب منار کی مخالفت انکے لیے کچھ بھی جائے خوشی نہیں اور جو کچھ عظمت اہل زبان ہونیکی اسکو دی گئی ہے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلد تر اس سے رخصت ہونیکو ہے۔ ان مولویوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ دراصل ملک مصر عجم میں داخل ہے اور ان کی عربی تمام عربی زبانوں سے بدتر ہے نمونہ اتنا ہی کافی ہے کہ افعل کو گدٗ کہتے ہیں اور انکا محاورہ بہت غلط اور عربی فصاحت سے نہایت دور ہے اور وہ اپنے تئیں فصیح بنانے کے لیے ہندیوں سے زیادہ مشکلات میں ہیں کہ انکی زبان غلط بولنے پر عادی ہوگئی ہے مگر ہندیوں کی لوح طبیعت غلطی سے مبرا اور صحیح طریق قبول کرنے کیلیے مستعد ہے۔ اسی وجہ سے کتاب انسکلو پیڈیا میں ایک محقق انگریز لکھتا ہے کہ عرب کی تمام زبانوں میں سے بدتر زبان وہ ہے جو مصر میں رائج ہے غرض مولویان پنجاب اب عنقریب دیکھ لیں گے کہ جس شخص پر ناز کیا ہے اسکو علم ادب میں کہاں تک دخل ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد

از قادیان مورخہ ۱۸ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

خطبہ

جمعہ ۲۹۔ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے حاصل بالمطلب کے طرز پر ناظرین الحکم کے لیے لکھا۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ الخ

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو تو جواب میں کہدے کہ میں اپنی جان کے لیے نہ ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا ہاں جو کچھ اللہ چاہے ہر قوم کی ایک میعاد مقرر ہے جب وہ آجاتی ہے تو ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہوتی ان سے کہدو کہ اگر اللہ کی سزا رات یا دن کو آپڑے پھر کیا ہوگا؟ یہ قوم کیوں جلدی کرتی ہے؟ کیا اس عذاب آنے پر ایمان لے آئیں گے اسوقت ایمان نفع نہ دے گا اور کہا جائے گا کہ اسی عذاب کے لیے جلدی کرتے تھے اور وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی تیرے وعدے پورے ہوں گے تو کہدے ہاں ہاں میرے رب کی قسم وہ ضرور پورے ہوں گے اور تم اپنے کسی حیلہ سے خدا کو مغلوب نہ کر سکو گے کہ اسکی سزا ٹال دو۔

ان آیتوں کے پڑھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ یہ دکھایا جاوے کہ ان باتوں سے (جو خدا کا مامور اپنے مخالفوں کی نسبت کہتا ہے) کسقدر زور اور ثبوت خدا تعالےٰ کی ہستی کا ملتا ہے مجھے ان باتوں کے بیان کرنے کی تحریک زیادہ تر اس وجہ سے ہوئی کہ بہت سے نادانوں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور صادق مسیح موعود پر اعتراض کیا ہے کہ وہ کیوں موت ہی کی پیشگوئیاں کرتا ہے؟ کاش اگر انھیں خدا تعالیٰ کے کلام سے مناسبت ہوتی یا سنن انبیا پر انھوں نے کبھی غور کی ہوتی تو ضرور تھا کہ ایسی بات منہ سے نکالتے ہوئے ڈر جاتے دیکھو خدا کا خلیفہ عظیم الشان مظہر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایکطرف تو یہ کہتا ہے لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا میں اپنے نفس کے لیے کسی قسم کے نفع یا ضرر کا اقتدار نہیں رکھتا۔ دوسری طرف کیسے زور و قوت کے الفاظ میں کامل بصیرت اور شعور کے ساتھ کہتا ہے کہ خدا کا عذاب ان مخالفوں پر رات یا دن کے کسی حصہ میں ضرور آجائے گا وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ اور انھیں صاف کہتا ہے کہ تمھارے مکر و فریب تمھارے مال و منال تمھارے سپاہ و لشکر تمھاری قوت و شوکت اس عذاب کو ٹلا نہیں سکتی!!! کسقدر قوت اور شوکت ہے خداوند مقتدر کے الفاظ میں۔ ایکطرف مرسل اللہ کی ناتوانی کی تصویر ملاخطہ کرو اور دوسریطرف اس پُرہیبت تحدی پر نگاہ ڈالو۔

میں سوچتا تھا کہ خدا کے حکیم کلام میں جہاں ایک ایک لفظ مضبوط سہر کری کرسی پر ہوتا ہے ہمیں کیا سر ہے کہ کہ ایک طرف تحدی سے بھری ہوئی پیشگوئی دشمن کے لیے کرتا ہے اور ساتھ ہی مرسل کر عجز و ناتوانی کا اعتراف کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے میرے دلمیں ڈالدیا کہ یہ اسلوب کلام اسلیے اختیار کیا گیا ہے کہ دکھایا جائے کہ موت فوت کی پیشگوئیاں قوت بشری کے احاطہ سے باہر ہیں کیونکہ انسان کی ضعیف قوتوں میں یہ شعور رکھا ہی نہیں گیا ہے کہ یہ دعویٰ کر سکے کہیں معصوم رہوں گا اور میرے مخالف موت کا لقمہ ہوجائیں گے یہ ایک ہی قادر مطلق مقتدر ہستی کا کام ہے جو اللہ ہے۔

اور پھر یہ خدا کا مامور جو اس قوت و بصیرت کے ساتھ تحدی کرتا ہے اور باوجود اپنی ضعف و ناتوانی و بیکسی و بے بسی کے پورے شعور سے کہتا ہے کہ میرے مخالف تباہ ہو جائیں گے یہ اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ اس نے خدا کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کان سے یہ مقتدرانہ نشان دیتے ہوئے سنا ہے۔

غرض

اس قسم کے نشان جو ایک مامور اپنی قوم کے سامنے پیش کرتا ہے باینکہ وہ خود بالکل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے اور اپنے نفع و ضرر کا کوئی اقتدار نہیں رکھتا مگر مخالف کی ہلاکت کی خبر دیتا ہے یہ خدا کی ہستی اور اس کے خدا کی طرف سے ہونے پر زبردست گواہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے بارہا میرے دل میں جوش آتا ہے اور شرح صدر سے یہ ابال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالکل وہی نشان دیے ہیں جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیے تھے وہی رنگ بلا تفاوت موجود ہے۔ یہاں بھی موجود ہے مگر مسلمانوں کی آنکھوں پر کیا پردے پڑ گئے اور کس نہانی فتن نے انہیں روک دیا کہ وہ ایسی سچائی اور واضح صداقت کو دیکھ نہیں سکتے تم میں سے کون ہے جس کو معلوم نہیں کہ اس برگزیدہ کو جو ہمارے اس زمانہ میں خدا کے بلانے سے بولا ہے دو بیماریاں لاحق حال رہتی ہیں اور بسا اوقات ایسا شدید دورہ آ کر پڑتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب کوئی دم کی زندگی ہے باوجود اس کے ایک قوی آدمی کے مقابلہ میں مثلاً آتھم ہی کو دیکھو کہ وہ کیسا قوی اور مضبوط تھا خدا کی طاقت اور اقتدار کا جلوہ دکھانے کے لیے کہتا ہے کہ تو اتنے عرصہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے ہاویہ میں گرایا جاویگا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اس علمی زمانہ میں یہی معجزہ ہے جو خدائے برتر و بلند کی قوت اور ہستی کو ظاہر کر سکتا ہے وہ بات جس میں کسی ڈاکٹر کا نسخہ یا کسی اور مشعبد کے چابکدست ہاتھوں کا دخل ہو آج معجزہ کا رنگ نہیں رکھ سکتی۔ یورپ کی کاریگری اور مادی ترقیوں نے ان کتابوں کی آب کھو دی ہے جس میں کسی تالاب کے کیچڑ سے واقفکار کا کسی مریض کو اچھا کر دینا لکھا ہو۔ مریض کا اچھا کر دینا یا چڑیاں بنانا سوٹی کا سانپ دکھانا یہ کسی وقت کے لیے آنی اور فانی تاثیر رکھتیں جو اس علمی زمانہ میں کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتی ہیں۔ کیونکہ آج اس سے بڑھ کر یورپ کی کاریگروں اور صناعوں نے دکھا دیا ہے اور جادو کے ڈھنگ نے ان کو مات کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الکتب اور خاتم النبین کے معجزات میں وہ رنگ نہیں رکھا بلکہ ان میں وہ اقتداری اور جلالی پیشگوئیاں نشان ٹھہرائی ہیں جو ہر زمانہ میں بڑے سے بڑے مدبر اور چابکدست اہل فن کے نزدیک بھی حجۃ اللہ ٹھہر سکتی ہیں جب کہ وہ ایک بیکس و بے بس ضعیف و ناتوان کے منہ سے سنتا ہے کہ میرے دشمن ہلاک ہو جائیں گے۔

میرا ایمان ہے اور میں اس قسم کی فطرت اب رکھتا ہوں کہ شرح صدر کے ساتھ مانتا ہوں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے لاریب پانی نے جوش مارا اور تھوڑا سا کھانا آپ کی دعا سے بڑھا اور بہتوں کے لیے کافی ہوا۔ یہ اور اور اس قسم کے سیکڑوں معجزات حدیثوں کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور میرے دوستو ہمارے ایمان میں سرور عالم کی شان اور رتبہ عالی اس سے بھی بالاتر ہے وہ سخت ظالم ہے جو آپ کی شان کو نہیں سمجھتا اور ان معجزات کو نہیں مانتا لیکن سوال یہ ہے کہ قرآن کریم نے کیوں ان باتوں کو نہیں لیا۔ ہو سکتا تھا کہ اس قسم کی باتیں اسمیں ہوتیں مگر نہیں خدا کی پرحکمت و پر جلال کتاب نے اقتداری معجزات پر اکتفا کیا ہے اس لیے کہ خدا کا چہرہ دکھانے کے واسطے

اس سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہے۔

کیا وہ انسان جو اپنے تئیں بیمار دیکھتا ہے اور کوئی مادی قوت و طاقت اس کے ساتھ نہیں اگر بالکل بشریت ہی ہو اور غیب میں ہستی اس کے ساتھ نہ ہو تو وہ اپنے سے قوی کو کہہ سکتا ہے کہ تو اسقدر عرصہ میں جہنم میں گرایا جاوے گا۔ ایکطرف **لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا** اور دوسری طرف **قل ای و ربی** ہاں ہاں ضرور ہے کہ میرا رب ان باتوں کو پورا کرے کیونکہ پیغمبری قائم نہیں رہ سکتی جب تک انکو پورا نہ کرے۔

میرے عزیزو! یاد رکھو یہی ایک طریق ہے جو ہمیشہ خدا کے ماموروں اور برگزیدوں کی صداقت کا روشن ترین صداقت کا نشان ٹھیرا ہے جس کی درخشانی اور چمک ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل معنوں میں نظر آئی ہے۔ اور اسی طریق اور اسوہ پر خدا کے مسیح موعود بولے ہیں۔

اب

اے قرآن کے ماننے والو بتاؤ کہ کیا اب بھی شک باقی ہے اگر تم اسکی تردید کرتے ہو اور اس پر اعتراض کرتے ہو تو دیکھو تم تردید قرآن کی کرنے والے ہو اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے ہوتے ہو سنبھلو اور سوچو!۔

کیا پشاوری آریہ کی پیشگوئی کبھی کسی کی نظروں میں پوری نہیں ہوئی ؟

۳۲ و ۳۴ برس کا نوجوان مضبوط بھاری بھرکم موٹا تازہ اس کے مقابل میں کس طرح ہلاک ہوا۔ کتنے جلیل الشان الفاظ میں بتایا گیا کہ فلاں وقت فلاں دن فلاں گھڑی سے ہلاک ہوگا اور ویسے ہی ہوا۔ غرض یہ خدا کے زندہ نشان ہیں جو اسکی ہستی پر روشن دلائل ہیں۔ مختصر یہ کہ ان تمام باتوں میں ہمارے دوست غور کریں جسطرح قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔ اسی طرح ان نشانات کی تلاوت ضروری ہے کیونکہ یہ خدا کی آیتیں ہیں خدا پر قرآن پر۔ رسالت پر سچا اور کامل ایمان پیدا نہیں ہوسکتا جب تک ان آیات کی تلاوت نہ کروگے یہی غرض تھی جو مسیح موعود نے انکو تریاق القلوب میں جمع کردیا تا ان کو پڑھا جاوے اور وہ ازدیاد ایمان کا موجب ہوں خدا کا فضل ہے کہ جو پاک [illegible] کہانی کے رنگ میں ہوچکی تھیں مسیح موعود کے طفیل سے پھر تازہ ہوگئیں والحمد للہ علی ذالک

ضروری اطلاع

اخبار کے بروقت شائع ہونے اور مفید اور زیادہ کارآمد ہونے کیلیے یہ ضروری امر ہے کہ وقت پر ہمارے سرپرستان اخبار اسکی قیمت ادا کریں۔ اور اسکی توسیع اشاعت کی فکر میں ہیں جسکا ثبوت انہوں نے اس سال میں دکھا دیا ہے۔ پس اسی اصول کی بنا پر سالگذشتہ کے طریق کے موافق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا الحکم ان بزرگوں کے نام وی پی کیا جاتا ہے جو اول المعاونین ہیں اور جنکو چھپے ہوئے کارڈوں سے اطلاع دیجی ہے اُنکی دینی حرارت اور ہمدردی سے مجھے پوری اُمید ہے کہ وہ وی پی پیکٹ وصول فرما کر کارخانہ کی معاونت ضرور کرینگے خواہ انھیں اطلاع نہ بھی دیجاتی مگر ان بزرگوں کی اطلاع کیلیے لکھا جاتا ہے جنکے ذمہ ۱۹۰۱ء یا اس سے بھی پچھلے سالوں کا بقایا ہے کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا الحکم اُن کے نام بقایا وصولی کی خاطر پھر دوسری یا تیسری مرتبہ بھیجا جاتا ہے اگر اب بھی انہوں نے قیمت ادا نہ کی تو آئندہ اپکا نام اخبار بند سمجھیں بعد مجھے عرفی شرعی قانونی حق ہے کہ انسے بقایا وصول کرلوں۔ (ایڈیٹر)

گناہ سے نجات کیسے ملے

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض نے ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو سیر کو جاتے وقت اس مضمون پر جو میگزین کے لیے آپ نے کسی مضمون کے ضمن میں لکھا ہے ایک تقریر فرمائی۔ چلتے ہوئے پوری تقریر کا قلم بند کرنا قریباً ناممکن ہے تاہم بہت حصہ تقریر آنحضرت کا نوٹ کرلیا گیا تھا جسکو اپنی طرز پر مرتب کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اُمید ہے کہ یہ مضمون بہت ہی مفید ہوگا

(ایڈیٹر)

انگریزی رسالہ کے لیے حضرت اقدس ایک مضمون لکھ رہے ہیں اُسکا ذکر شروع کرکے فرمایا ایک ضروری اور غور طلب سوال ہے جسکو کل دنیا کی قوموں اور سب مذہبوں نے اپنی اپنی جگہ پر محسوس کیا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ انسان کیونکر بچ سکتا ہے؟ یہ سوال حقیقت میں ہر ایک انسان کے اندر سے پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پر نفس بے قابو ہو ہو جاتا ہے۔ اور مختلف قسم کے خیالات فاسدہ بدکاری کے آ آکر اسکو گھیر لیتے ہیں۔ ان گناہوں سے بچنے کے واسطے ہر قوم نے کوئی نہ کوئی ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور کوئی حیلہ نکالا ہے عیسائیوں نے اس عام ضرورت اور سوال سے فائدہ اُٹھا کر ایک حیلہ پیش کیا ہے کہ مسیح کا خون نجات دیتا ہے۔

سب سے اول یہ دیکھنا ضروری ہے کہ نجات ہے کیا چیز؟ نجات کی حقیقت تو یہی ہے کہ انسان گناہوں سے بچ جاوے اور جو فاسقانہ خیالات آ آکر دل کو سیاہ کرتے ہیں انکا سلسلہ بند ہوکر سچی پاکیزگی پیدا ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں نے گناہ سے بچنے کی ضرورت کو تو محسوس کیا اور اس سے فائدہ اُٹھا کر نجات طلب لوگوں کے سامنے یہ پیش کردیا کہ مسیح کا خون ہی ہے جو گناہوں سے بچا سکتا ہے؟

مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر مسیح کا خون یا کفارہ انسان کو گناہوں سے بچا سکتا ہے تو سب سے پہلے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کفارہ میں اور گناہوں سے بچنے میں کوئی رشتہ بھی ہے یا نہیں؟ جب ہم غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں باہم کوئی رشتہ اور تعلق نہیں مثلاً اگر ایک مریض مستسقی کا کسی طبیب کے پاس آوے تو طبیب اسکا علاج کرنے کے بجائے اُسے یہ کہدے کہ تو میری کتاب کا جز لکھدے تیرا علاج یہی ہے تو کون عقلمند اس علاج کو قبول کرے گا۔ پس مسیح کے خون اور گناہ کے علاج میں اگر یہی رشتہ نہیں ہے تو اور کونسا رشتہ ہے۔

یا یوں کہو کہ ایک شخص کے سر میں درد ہوتا ہو اور دوسرا آدمی اس پر رحم کھا کر اپنے سر میں ایک پتھر مار لے اور اس کے دردِ سر کا اسے علاج تجویز کرلے۔ یہ کیسی ہنسی کی بات ہے پس ہمیں کوئی بتادے کہ عیسائیوں نے ہمارے سامنے پیش کیا کیا ہے جو کچھ وہ پیش کرتے ہیں وہ تو ایک قابل شرم بناوٹ ہے گناہوں کا علاج کیا؟ یسوع کی خودکشی جسکو گناہوں سے پاک ہونے کی واسطے کوئی حقیقی رشتہ بھی نہیں ہم بارہا حیران ہوتے ہیں کہ حضرت مسیح کو یہ سوجھی کیا؟ جو دوسروں کو نجات دلانے کے لیے آپ صلیب اختیار کی۔ اگر وہ اس صلیب کی موت سے (جو لعنت تک لے جاتی ہے اور عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق کفارہ کے لیے لعنتی ہوجانا ضروری ہے کیونکہ وہ گناہوں کی سزا ہے) اپنے آپ کو بچاتے اور کسی معقول طریق پر بنی نوع کو فائدہ پہنچاتے تو وہ اس خودکشی سے بدرجہا بہتر اور مفید ہوتا۔

غرض کفارہ کے ابطال پر یہ زبردست

دلیل ہے کہ گناہوں کے علاج اور کفارہ میں باہم کوئی رشتہ نہیں ہے پھر دوسری دلیل اس کے باطل ہونے پر یہ ہے کہ کفارہ نے اس فطری خواہش کو کہ گناہوں سے انسان بچ جاوے کہاں تک پورا کیا؟ اس کا جواب صاف ہے کہ کچھ بھی نہیں چونکہ تعلق کوئی نہ تھا ایسی کفارہ گناہوں کے اس جوش اور سیلاب کو روک نہ سکا۔ اگر کفارہ میں گناہوں سے بچانے کی کوئی تاثیر ہوتی تو یورپ کے مرد و عورت گناہوں سے ضرور بچے رہتے ہر قسم کے گناہ یورپ کے خواص و عوام میں پائے جاتے ہیں! اگر کسی کو شک ہو تو وہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں میں جاکر دیکھ لے کیا ہوتا ہے۔ زنا کی کثرت خوف دلاتی ہے کہ کہیں زنا کے جواز کا ہی فتویٰ نہ ہو جاوے گو عملی طور پر تو نظر آتا ہے شراب کا استعمال اسقدر کثرت سے بڑھتا جاتا ہے کہ کچھ روز ہوئے ایک عورت نے کسی ہوٹل میں پینے کو پانی مانگا تو انھوں نے کہا کہ پانی تو برتن دھونے یا نہانے وغیرہ کے کام آتا ہے پینے کے لیے تو شراب ہی ہوتی ہے۔

(ایڈیٹر۔ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے سیاحت یورپ کی چٹھیاں جب طبع ہوئی تھیں تو ہم نے انہیں پڑھا تھا کہ ریلوے سٹیشنوں پر جہاں مسافروں کو پانی کی ضرورت ہوتی تھی وہاں بیر یعنی جو کی شراب ملتی تھی)

پس اب غور کرکے دیکھ لو کہ گناہ کے سیلاب کو روکنے کے واسطے خون مسیح کا بند تو کافی نہیں ہوا۔ بلکہ اپنی رو میں اس نے پہلے بندوں کو بھی توڑ دیا اور پوری آزادی اور اباحت کے قریب پہونچا دیا۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کفارہ تو بیشک گناہوں سے بچا نہیں سکتا مگر کیا کوئی اور طریق ہے بھی جس سے انسان گناہوں سے بچ جاوے؟ میں کہتا ہوں کہ ہاں علاج ہے اور ضرور ہے اور وہ علاج یقینی علاج ہے مگر جیسے سچی باتوں کے ساتھ مشکلات ہوتے ہیں ویسے ہی یہ علاج بھی مشکلات سے خالی نہیں یہ یاد رکھو کہ جھوٹ کے ساتھ مشکلات نہیں ہوتی ہیں مثلاً ایک کیمیاگر جو یہ کہتا ہے کہ میں ایک دم میں ایک ہزار کا دو ہزار بنا دیتا ہوں وہ مشکلات اس فعل کیلئے نہیں رکھتا لیکن ایک زمیندار کو کسقدر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے یا ایک تاجر کو اپنے مال کو کسطرح خطرہ میں ڈالنا پڑتا ہے ایسا ہی ایک ملازم قسم قسم کی پابندیوں اور ماتحتیوں کے نیچے آکر کن مشکلات میں ہے پس تم سہل باتوں سے ڈرو۔ جو پھونک مار کر سب کچھ بنا دینا چاہتے ہیں وہ خطرناک عیار ہیں

میرا مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں کا گناہ کا علاج تو بجز اباحت کے اور کوئی فائدہ نہیں پہونچاتا۔ عیسائی باش ہرچہ خواہی بکن۔

اور یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ کی اعتقاد کی وجہ سے دہریت کی رگ پیدا ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے اور جسقدر سم الفار کی مہلک تاثیر کی ہیبت اسکو اس کے کھانے سے باز رکھتی ہے اسقدر بھی خدا کی ہیبت اسکو نافرمانی سے نہیں روکتی اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خدا کی عظمت اسکی ہیبت جلال اور اقتدار سے بیخبر ہے تب ہی تو نافرمانی اور سرکشی کو ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے اور نہیں ڈرتا۔ ادنیٰ درجہ کے حکام اور ان کے چپراسیوں تک کی نافرمانی سے اسکی جان گھٹ جاتی ہے مگر خدا کی نافرمانی سے اس کے دل پر لرزہ نہیں پڑتا کیونکہ خداشناسی کی معرفت اسے نہیں ملی۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **گناہ کا علاج** جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں سوا اُس کے دوسرا علاج نہیں ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا کی معرفت لوگوں کو حاصل ہو۔

تمام سعادت مندیوں کا مدار خداشناسی پر ہے اور نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو **خدا کی معرفت کاملہ** کہلاتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ **خدا** ہے وہ بڑا **قادر** ہے وہ **ذو العذاب الشدید** ہے یہی ایک نسخہ ہے جو انسان کی متمردانہ زندگی پر ایک بھسم کرنے والی بجلی گراتا ہے۔

پس جب تک انسان **اٰمنت باللہ** کی حدود سے نکل کر **عرفت اللہ** کی منزل میں قدم نہیں رکھتا اس کا گناہوں سے بچنا محال ہے۔

اور یہ بات کہ ہم خدا کی معرفت اور اسکی صفات پر یقین لانے سے گناہوں سے کیونکر بچ جائیں گے ایک ایسی صداقت ہے جسکو ہم جھٹلا نہیں سکتے ہمارا روزانہ تجربہ اس امر کی دلیل ہے کہ جس شے سے انسان ڈرتا ہے اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ مثلاً جبکہ یہ علم ہو کہ سانپ ڈس لیتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا ہلاک ہو جاتا ہے تو کون دانشمند ہے جو اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دینا تو درکنار کبھی اس کوٹھی کے نزدیک بھی جانا پسند کرے جس سے کوئی زہریلا سانپ مارا گیا ہو اسکو خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کے زہر کا اثر اس میں باقی نہ ہو۔ اگر کسی کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں جنگل میں شیر ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اس میں سفر کر سکے یا کم از کم تنہا جا سکے۔

بچوں تک میں یہ مادہ اور شعور موجود ہے کہ جس چیز کے خطرناک ہونے کا ان کو یقین دلایا گیا ہے وہ اس سے ڈرتے ہیں۔

پس جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر کا یقین پیدا نہ ہو کوئی اور طریق خواہ وہ کسی کی خودکشی ہو یا قربانی کا خون نجات نہیں دے سکتا اور گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں کر سکتا۔

یقیناً باور کہو کہ گناہوں کا سیلاب اور نفسانی جذبات کا دریا بجز اس کے رک ہی نہیں سکتا کہ ایک **چمکتا ہوا یقین** اسکو حاصل ہو کہ **خدا ہے** اور اسکی تلوار ہے جو ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے جب تک یہ پیدا نہ ہو گناہ سے بچ نہیں سکتا۔

اگر کوئی کہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ نافرمانوں کو سزا دیتا ہے مگر گناہ ہم سے دور نہیں ہوتے؟

میں جواب میں یہی کہونگا کہ یہ جھوٹ ہے اور نفس کا مغالطہ ہے سچے ایمان اور سچے یقین اور گناہ میں باہم عداوت ہے جہاں سچی معرفت اور چمکتا ہوا یقین خدا پر ہو وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے۔

انسانی فطرت میں خاصہ جبکہ موجود ہے کہ سچی **معرفت** نقصان سے بچا لیتی ہے جیسے کہ سانپ یا شیر یا زہر کی مثال سے بتایا گیا ہے پھر یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے کہ ایمان بھی ہو اور گناہ بھی دور نہ ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان فرمیسنوں میں محض ایک رعب کا سلسلہ ان کے اسرار کے اظہار سے روکتا ہے اور کچھ نہیں پھر خدا کی عظمت و جبروت پر ایمان گناہ سے نہیں بچا سکتا؟ بچا سکتا ہے اور ضرور بچا سکتا ہے

پس گناہ سے بچنے کے لیے حقیقی راہ خدا کی تجلیات ہیں اور اس آنکھ کو پیدا کرنا شرط ہے جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور اس یقین کی ضرورت ہے جو گناہ کے زہر پر پیدا ہو۔ زمین سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آسمان اس تاریکی کو دور کرتا ہے اور ایک روشنی عطا کرتا ہے زمینی آنکھ بے نور ہوتی ہے جب تک آسمانی روشنی کا طلوع اور ظہور نہ ہو۔ اس لیے جب تک آسمانی نور جو نشانات کے رنگ میں ملتا ہے کسی دل کو تاریکی سے نجات نہ دے انسان اس پاکیزگی کو کب پا سکتا ہے جو گناہ سے بچنے میں ملتی ہے پس گناہوں سے بچنے کے لیے اس نور کی تلاش کرنی چاہیے جو یقین کی روشنی کے ساتھ آسمان سے اترتا ہے اور ایک ہمت۔ قوت عطا کرتا ہے اور تمام قسم کے گرد و غبار سے دلکو پاک کرتا ہے اسوقت انسان گناہ کے زہرناک اثر کو شناخت کر لیتا اور اس سے دور بھاگتا ہے۔ جبتک یہ حاصل نہیں گناہوں سے بچنا محال ہے یہ طریق ہے جو ہم پیش کرتے ہیں اسپر اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو بے شک ہم ہر ایک شخص کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے اسکو بیان کرے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی عیسائی کے سامنے اس اصل کو بیان کر کے اور پھر اس کا کوئی اعتراض سنکر شرمندہ ہو۔ جو اعتراض اسپر ہو سکتا ہے بے شک کیا جاوے۔

یہ سنکر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اتنا عرض کیا کہ حضور اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جب گناہوں سے بچنے کے لیے سچی معرفت اور چمکتے ہوئے یقین کی ضرورت ہے جو خدا تعالی کی عظمت اور گناہ کے خطرناک زہر پر آگاہ کرے تو وہ یقین پیدا کیونکر ہو؟۔

حضرت اقدس نے فرمایا بیشک یہ بات ہے جسکو میں خود ہی بیان کرنا چاہتا تھا۔ یہ بات کہ ایسا یقین کیونکر پیدا ہو؟ اس کے لیے اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ ایسے یقین کے خواہشمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ

کونوا مع الصّٰدقین

سے حصہ لے۔ صادق سے صرف یہی مراد نہیں کہ انسان زبان سے جھوٹ نہ بولے یہ بات تو بہت سے ہندوؤں اور دہریوں میں بھی ہو سکتی ہے بلکہ صادق سے مراد وہ شخص ہے جسکی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے ہر حرکات و سکنات قول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں گویا یہ کہو کہ اسکا وجود ہی صدق ہو گیا ہو اور اس کے اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لیے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو حرکات و سکنات افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ وہ اگر دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالے کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ

صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے

انسان اصل میں انسان ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے ایک انس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا انس انسان سے چونکہ انسان کو تو اپنے قریب پاتا اور دیکھتا ہے اور اپنی ہی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے اسلیے کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے جس سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

انسان کے در اصل دو وجود ہوتے ہیں ایک وجود تو وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں طیار ہوتا ہے اور جسے ہم تم سب دیکھتے ہیں جسے لیکر وہ باہر آ جاتا ہے اور یہ وجود بلا کسی فرق کے سب کو ملتا ہے لیکن ایک اور وجود بھی انسان کو دیا جاتا ہے جو صادق کی صحبت میں طیار ہوتا ہے یہ وجود بظاہر ایسا نہیں ہوتا کہ ہم اسے چھو کر یا ٹٹول کر دیکھ لیں۔ مگر وہ ایسا وجود ہوتا ہے کہ اس وجود پر ایک قسم کی موت وارد ہو جاتی ہے وہ خیالات وہ افعال اور حرکات جو اس سے پہلے صادر ہوتے تھے یا دل میں گذرتے تھے یہ ان سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور شبہات سے

جو اس کے دل کو تاریک کیے رہتے ہیں ان سے اسکو نجات ملجاتی ہے۔ اور یہی وجود حقیقی نجات ہوتی ہے جو سچی پاکیزگی کے بعد ملتا ہے۔ کیونکہ جب تک شبہات سے نجات نہیں اسکو تاریکی سے نجات نہیں اور سچی پاکیزگی اسے میسر نہیں۔ اور وہ خدا کو دیکھ نہیں سکتا اور اس کی عظمت و ہیبت کا اس کے دل پر اثر نہیں ہو سکتا اور سچ تو یہ ہے کہ وہ خدا کو دیکھ نہیں سکتا اور جو شخص اس دنیا میں خدا کے دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت کو بھی محروم ہی ہوگا جیسے خدا نے خود فرمایا ہے مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اس سے یہ مراد تو نہیں ہو سکتی کہ جو اس دنیا میں اندھے ہیں وہ قیامت کو بھی اندھے ہی ہوں گے بلکہ

باقی آیندہ

چونکہ یہ مضمون کسی قدر لمبا ہے اور ہیں ہفتہ کا الحکم اس سے زیادہ ہی مضمون کے اندراج کی گنجائش نہیں رکھتا اسلیے باوجود مضمون کے لذیذ اور اہم ہونیکے ہم اسے آیندہ پر چھوڑتے ہیں تاکہ ناظرین کا شوق بھی باقی رہے اور دوسری ضروری باتیں بھی درج ہو سکیں۔

ایڈیٹر

عسل مصفّٰے

مؤلفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابوالعطا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۸ صفحہ کی کتاب قادیان میں جناب قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت کو علاوہ محصولڈاک ملتی ہے جلد خریدو بہت خریدی جارہی ہے۔

نظم

در مدح امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام - از جناب محمد نواب خانصاحب ثابت مالیر کوٹلوی

نعمتیں بے انتہا دیں تونے ای رحمٰن ہمیں
بے سروساماں تھے ہم بخشے بڑے ساماں ہمیں
ہم تھے مضغہ جان ڈالی پرورش ہمکو کیا
اور مہیا کردی پُر شیر دو پستاں ہمیں
ہمکو دی تعلیم قرآن اور بیاں سکھلا دیا
الغرض سب کچھ دیا پیدا کیا انساں ہمیں
حضرت خیر الرسل ختم الرسل بھیجے رسول
فیض سے جنکے ملی ہے نعمت ایماں ہمیں
دعوت اسلام کی اک ڈالدی دنیا میں عام
خوان دیں پر سب کو یکجا کردیا مہماں ہمیں
ہم کو طاقت کیا جو تیرا شکر نعمت کر سکیں
تیرے انعاموں کے گننے کا نہیں امکاں ہمیں
قادیاں دارالاماں میں آنکھ سے دکھلا دیا
مہدی آخر زماں اور عیسی دوراں ہمیں
وہ مسیحائے فصیح واحد والاشان +
جس کے آگے دلمیں کچھ جچتا نہیں سحباں ہمیں
اُسکا دم ہرگز مسیحائی تو لب اعجاز ہے
اُسکا دم بھرنا ہے لازم ظاہر و پنہاں ہمیں
اُس نے اندھوں کو سجاکھے کردیا اک نور سے
اک یہی وہ نور بتلاتا ہے جو قرآں ہمیں
نور آں شرقی منارہ سے ہوا جلوہ فگن
جبکہ نادانی کی ظلمت نے کیا حیراں ہمیں
جسکا وعدہ دیگئے تھے حضرت ختم الرسل
جسکا مژدہ دیچکا ہے بارہا قرآں ہمیں
تیرہ و تاریک دنیا آنکھ میں ہوتے کو تھی
یک بیک آیا نظر اُسکا رخ تاباں ہمیں
اس مجدد اور مہدی و مسیح وقت نے
بس یہی سارے مریدوں کو دیا فرماں ہمیں
فائدہ کیا ہے جو دستور العمل قرآں نہیں
سننے والے گو کہیں طوطی خوش الحاں ہمیں
اُس کے ہر ہر لفظ پر غور اور تدبر ہو کمال
یاد طوطے کی طرح ہرگز نہو قرآں ہمیں
ہم میں جاں باقی نہ تھی اور دل بڑا تاریک تھا
نور ایماں آگیا تازہ ملی ہو جاں ہمیں
ہیں سکھائی اُس نے ہم سبکو دعا کی برکتیں
اور بڑہائی ٹھیک ٹھیک اسلام کے ارکاں ہمیں
لذت قرآں نماز و ہمیں حلاوت یاں ملی
اپنے ہادی نے بتایا نکتۂ عرفاں ہمیں
اب تو ہم لپٹے رہیں گے خاکسار ونکیطرح
کھینچکر لایا ہے اُسکا دو رہو داماں ہمیں
تھی جو دلمیں شیر مردی جوشن ایمانی ایک
لاکھ گیدڑ بھبکیاں دیتا رہا شیطاں ہمیں
قادیاں جنت نشاں ہو نیر ہو وہ سرائے سپہر
اور وہ نرخسکا نمونہ محفل رنداں ہمیں
ذکر حق کی مجلسوں سے دلمیں باقی ہی سرور
ہیلیو بزم نشاط و عیش ہے زنداں ہمیں
بعض بیدرگ کی جانکی رگ کٹی تلوار سے
تو ہی زندہ و ہو رہا ہو عمر جاویداں ہمیں
دیکھکر دیدار تیرا ارجمیں جاں آگئی
اک یہی تھی آرزو اب کچھ نہیں ارماں ہمیں
پیر گولڑی کی یہاں کچھ بھی نہ پیری چل سکی
وار سب خالی گئے اُنکے ملا میداں ہمیں
مہر کے شمس ہدایت کو گہن جب لگ چکا
روشنی دینے لگا مہر نیر رخشاں ہمیں
بوالعطا نے ای خدا بخش اُنکو تو اجر عظیم
کر دیا بیشک عطا اک حرز بُراں ہمیں
دلمیں لذت آگئی عسل مصفی دیکھکر
کیا عجب نسخہ ملا ہے درد کا درماں ہمیں
مہرزا نے نور حکمت بھر دیا ہے کوٹ کوٹ کر
ایتو اپنے دوست کو کہتا بڑا لقماں ہمیں
یا بعتیں شان عسل ہے یہ کتاب پرصفا
کیا ملا ہے لفظ اس کے شان کی شایاں ہمیں
ہو عسل پر جسکو یعسوب دیں کہتا رہا
مکھیوں کیطرح آتے ہیں نظر انساں ہمیں
مختلف باغوں کے پہولونکا خلاصہ ہے یہ شہد
اسکو کہنا چاہیے اب عالم لبناں ہمیں
یہ کتاب اپنی ہے اک راہبر ہے بالیقیں
منزلیں جتنی کٹھن تھیں ہوگئیں آساں ہمیں
یہ مثل اونچی دوکان پکوان پھیکا ہی غلط
دور ہی سے ہے پرمزہ پکوان یہ دکاں ہمیں
اے خدا ابتر ہو یہ سب احسان اور انعام ہیں
فیض مرشد سے میسر صحبت اخواں ہمیں
بحر عصیاں میں بنا کشتی عمل کی ثاقباً
پار ہے بیڑا ملا ہے نوح کشتیباں ہمیں

ترجمہ قرآن کریم

الحکم ہی کے کسی پرچہ میں یہ خوشخبری سنائی گئی تھی کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو اپنا ترجمہ قرآن کریم دینا منظور کیا ہے پہلے یہ تجویز تھی کہ ترجمہ معمولی قرآنوں کی تقطیع پر چھاپا جاوے لیکن اکثر احباب کے خطوط آنے سے معلوم ہوا کہ حمائل کو ترجیح دی جاتی ہے۔ لہذا اب مجلس منتظمہ نے فیصلہ کیا ہے کہ حمائل ہی چھپوائی جاوے۔ اس کا کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ کا۔ خط واضح ہوگا۔ پہلا پارہ علیحدہ بطور نمونہ چھاپ کر پبلک میں پیش کیا جاوے گا۔ اور اس کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے۔ اور پھر روپے کے بہم پہونچ جانے پر حمائل کی چھپوائی کا انتظام کیا جاویگا۔ اس امر کا اعادہ کر دینا شاید ضروری ہوگا کہ سرمایہ کو بہم پہونچانے کے لیے مجلس نے دو تجویزیں احباب کے سامنے پیش کی تھیں۔ یعنی ایک تو یہ کہ ہر ایک دوست بقدر وسعت اس کارخیر کے لیے کسیقدر رقم بطور قرضہ مجلس منتظمہ کو دے اور یہ قرضہ کافی تعداد کے فروخت ہونے پر واپس کیا جاوے۔ اُمید تو بہت تھی لیکن سوائے ایک شہر کے اس تجویز پر غور نہیں ہوا۔ صرف ایک سیالکوٹ میں جناب میر حامد شاہ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ تین سو روپے قرضہ مہیا کر دینے کی تجویز پختہ ہوگئی ہے اور وہ روپیہ عنقریب کمیٹی کو بھیجنے والے ہیں لیکن دوسرے کسی شہر میں اس تجویز پر کافی غور نہیں کیا بعض احباب نے ابتداء میں وعدہ بھی فرمایا تھا کہ اس کے لیے کثیر رقم چندہ کی دیں گے۔ مگر اب تک اُنکی طرف سے بھی کوئی جواب نہیں ملا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کا ترجمہ ایسی قابل قدر چیز نہ تھی کہ اس کی ایک ایک کاپی ہر ایک دوست خریدتا اور اسی اُمید پر مجلس منتظمہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ کم از کم پندرہ سو کاپی چھپوائی جاوے جس کے لیے لاگت قریب تین ہزار روپے کے تخمینہ کی گئی تھی۔ اگر اس سے نصف روپیہ بھی اکٹھا ہو جاتا تو بالفعل آٹھ سو کاپی ہی چھپوائی جاتی اور جس صورت میں صرف ایک مخلص جماعت سیالکوٹ نے ہی تین سو روپیہ اکٹھا کر دیا تھا تو پندرہ سو روپیہ کا جمع ہو جانا کوئی مشکل نہ تھا بشرطیکہ سارے دوست اس کام میں اسقدر سرگرمی سے کام کرتے جیسے کہ جماعت سیالکوٹ نے کیا ہے جزاھم اللہ خیر الجزاء۔ اُمید ہے کہ باقی دوست اس کے متعلق کافی توجہ فرما کر مطلع فرما دیں گے دوسری تجویز اس سرمایہ کے بہم پہونچانے کے لیے یہ تھی کہ جو احباب حمائل شریف مترجم کو خریدنا چاہتے ہیں وہ اسکی قیمت پیشگی عطا فرما دیں۔ بعض احباب نے صرف درخواستیں بھیجی ہیں لیکن بغیر روپے کے درخواستوں کو درج کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ اصل غرض درخواستوں کے لینے سے یہی ہے کہ سرمایہ اکٹھا ہو جاوے یہ طریق مدد کا نہایت آسان ہے اگر احباب پسند کریں چھ سات سو درخواستیں سے دو ہزار روپے کا سرمایہ بہم پہونچ سکتا ہے لہذا جو صاحب پہلی تجویز کے مطابق مدد نہ کر سکیں وہ دوسری تجویز کے مطابق ہی کر دیں۔ قیمت حمائل کی تین روپے ہوگی۔ کاغذ عمدہ اور مضبوط۔ خط واضح اور صاف صحت اور صفائی کے متعلق پوری احتیاط کی جاوے گی۔

مفصلہ ذیل احباب نے اعانت فرمائی ہے

شیخ عبدالرحمن صاحب کلرک اف دی کورٹ ملتان قیمت پیشگی یک جلد تعہ

شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی قیمت پیشگی یک جلد۔ تعہ

منشی کرم الٰہی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ قیمت چھ جلد ۵ تعہ

" " قرضہ ۔ عک

ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ میانمیر بعد قرضہ عدہ

میزان ۹ عہ

ضروری اطلاع

۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء کو بتحریک صاحب پریزیڈنٹ بورڈ آف ڈائرکٹرز بورڈ کا اجلاس جسمیں حضرت مولوی نورالدین صاحب و حضرت مولوی عبدالکریم صاحب و جناب نواب محمد علی خانصاحب و میر حامد شاہ صاحب و حکیم فضل الدین صاحب و مرزا افضل بیگ صاحب و منشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار و راقم حاضر تھے اور شیخ رحمت اللہ صاحب بھی بعد میں شامل ہو گئے اور ریورٹ کی کارروائی کسی قدر ترمیم کے ساتھ جنرل کمیٹی منعقدہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء نے منظور کی جنرل کمیٹی کے شائع شدہ فیصلوں سے ضوابط و قواعد انجمن و عہدہ داران انجمن میں کسیقدر تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ جس کی اطلاع ممبران انجمن اشاعت اسلام اور دوسرے بھائیوں کے لیے ضروری ہے۔

(۱) مقام اشاعت میگزین قادیان قرار دیا گیا۔

(۲) عہدہ داران انجمن کا بھی مقامی ہونا ضروری سمجھا گیا اس لیے مفصلہ ذیل تبدیلیاں عہدہ داران میں کی گئیں سکرٹری بجائے خواجہ کمال الدین صاحب پشاور کے راقم کو قرار دیا گیا۔

اسسٹنٹ سکرٹری بجائے راقم کے مفتی محمد صادق صاحب کو قرار دیا گیا۔

فنانشل سکرٹری بجائے شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور کے حضرت مولوی نورالدین

صاحب کو قرار دیا گیا۔ ایگزیمینیر یعنی محاسب بجائے منشی تاج الدین صاحب لاہوری کے منشی محمد صادق صاحب کو قرار دیا گیا امین نواب محمد علی خاں صاحب کو قرار دیا گیا۔ مگر ایک ہزار روپے تک فنانشل سکرٹری صاحب کے پاس جمع رہے گا۔ امین سے کوئی روپیہ سوائے سکرٹری اور فنانشل سکرٹری صاحب کے دستخطوں کے برآمد نہ ہوگا۔

فنانشل سکرٹری سے کوئی روپیہ سوائے سکرٹری اور محاسب کے دستخطوں کے برآمد نہ ہوگا۔

(۳) ڈائرکٹروں کا قورم بجائے سات کے پانچ قرار دیا گیا۔

(۴) مرزا خدا بخش صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب کو ڈائرکٹر قرار دیا گیا اور اسطرح بیس کی تعداد پوری کی گئی۔

(۵) فیصلہ کیا گیا کہ جنوری ۱۹۰۲ء سے آگے اشاعت میگزین میں تاخیر نہ پڑے۔

(۶) فیصلہ کیا گیا کہ اگر تین سو درخواست اردو میگزین کی لیے پہونچ جاوے تو اردو میگزین شایع کیا جاوے۔

لہذا ممبران انجمن کو لازم ہے کہ کہ ہر ایک قسم کا روپیہ متعلق حصص یا قیمت میگزین کی بنام حضرت مولوی نور الدین صاحب قادیان میں روانہ فرماویں اور خط وکتابت اور اطلاع روپیہ بھیجنے کی اور وہ کس قسم کا روپیہ ہے خاکسار راقم کے نام ہونی چاہیے

دستخط
پریزیڈنٹ ... راقم خاکسار محمد علی
از قادیان

اردو میگزین

بورڈ آف ڈائرکٹرز نے ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء کے اجلاس میں قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جب تک تین سو درخواست اردو میگزین کے لیے بہم نہ پہونچ جاوے تب تک یہ کام شروع نہیں کیا جا سکتا لہذا اب یہ کام ان احباب کے اختیار میں ہے جو اردو میگزین کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ بجائے خود تحریک کر کے درخواستیں بھجوا دیں تو شاید یہ کام چل پڑے۔ جن احباب کے دل میں یہ جوش ہے کہ اردو میگزین شائع ہو۔ اُن پر لازم ہے کہ وہ دوسرے احباب کو تحریک کریں اور کوشش سے درخواستیں جمع کر دیں۔ میرے ایک مکرم دوست نے یہ لکھا تھا کہ الحکم کے سارے خریدار ضرور میگزین کو خرید لیں گے لہذا ممبران انجمن اشاعت اسلام اس کے علاوہ ہوں گے۔ مگر خریداران الحکم نے ابھی اسپر کافی توجہ نہیں کی اور نہ ممبران انجمن اشاعت اسلام نے کی ہے۔ بہرحال صرف ایک ماہ باقی ہے جس کے اندر اندر ساری فیصلے ہونے چاہییں۔ تین سو درخواست احمدی جماعت کی تعداد میں ایک فیصدی سے بھی کم ہے بشرطیکہ توجہ ہو۔

محمد علی
۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء
قادیان

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں منشی عزیز الرحمن صاحب کپور تھلہ نے ایک خریدار دیا اور جناب شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیر آباد نے جو پہلے ہی کئی خریدار دے چکے ہیں تین جدید خریداروں کے نام بھیجے ہیں جزاہ اللہ خیر الجزا۔ اگر الحکم کے سارے خریدار شیخ نیاز احمد صاحب یا منشی شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر کی طرح سعی کریں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ دسمبر کے ختم ہونے سے پیشتر الحکم کی تعداد اشاعت ہزار تک پہونچ جاوے۔ بہرحال میں خریداران الحکم سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی سعی اور کوشش کو وسیع پیمانہ پر شروع کریں گے اور کم از کم شروع سال تک اسکی اشاعت کو ۰۰ ۷ تک تو پہونچا دیں گے

اس کے علاوہ مولوی محمد فاضل صاحب نے ایک جدید خریدار دیا اور جناب مرزا افضل بیگ صاحب مختار قصور نے ایک جدید اخبار اپنی جیب خاص سے دیا جزاہم اللہ احسن الجزا چار خریدار اپنی درخواست پر خریدار ہوئے

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس اور اہل بیت بحمد اللہ خوش و خرم ہیں۔

(۲) صاحبزادہ بشیر احمد و شریف احمد و مبارکہ بیگم کے ختم قرآن شریف پر ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو آمین ہوئی مساکین اور یتیموں کو کھانا کھلایا گیا۔ خدا تعالی کی اس نعمت کی تحدیث اور شکریہ کیلیے احباب کو دعوت دی گئی۔ اور آمین کے ذریعہ خدا کے احسانوں کا شکریہ کیا گیا اور اپنے دعاوی کی تبلیغ کی گئی

(۳) اس ہفتہ میں کشمیر سے چند مخلص دوست حاضر ہوئے۔ اور ایسا ہی پشاور کے علاقہ سے بھی آئے۔ منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس کپور تھلہ سے آئے۔ منشی فیروز علی صاحب نائب سٹیشن ماسٹر مردان سے ایک مہینہ کی رخصت لیکر تشریف لائے۔ اور منشی جلال الدین صاحب و محمد الدین صاحب بلانی سے معہ اہل و عیال آئے۔

(۴) حضرت اقدس نے امتحان میں شمولیت کے لیے سخت تاکید فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ ہر شخص کو حتی الوسع اس میں شامل ہونا چاہیے اسپر جو تقریر فرمائی تھی وہ دوسرے وقت عدم گنجایش کیوجہ سے درج ہوگی۔

(۵) **طاعون** کے لیے ایک جدید اشتہار شایع ہونے والا ہے جو عربی فارسی اردو انگریزی اور پشتو میں ہوگا

(۶) مولوی انوار حسین خاں صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی اور مولوی عنایت حسین صاحب مراد آبادی واپس اپنے وطن کو تشریف لے گئے

(۷) **بیعت**

عادل شاہ صاحب داؤد شاہ صاحب عیسیٰ صاحب حبیب الرحمن صاحب

یونس صاحب ۔ شعیب صاحب
ابراہیم صاحب ۔ حبیب اللہ صاحب
عبدالخالق صاحب ۔ یوسف صاحب
عبداللہ صاحب ۔ عبدالہادی صاحب
عبدالغفار صاحب ۔ قندیل صاحب
عثمان صاحب ۔ عبدالنور صاحب
سلیمان صاحب ۔ محمد صاحب
نورالدین صاحب ۔ ایوب صاحب
الیاس صاحب ۔ عبدالکریم صاحب
مسماۃ حامدہ صاحبہ ۔ عائشہ صاحبہ
مکرمہ صاحبہ ۔ نورالنساء صاحبہ
عبدالقادر صاحب ۔ عبدالجبار صاحب
ساکنان خوست علاقہ غزنی متعلق
شہر کابل ۔
غلام منور صاحب ۔ جگل پور ضلع ہری پور
کشمیر ڈاک خانہ شپیان ۔
عبدالولی صاحب ۔ کنگی پور ضلع نظام
کشمیر ڈاک خانہ پانپور
غلام احمد صاحب ۔ بجبارٹا ضلع
دونی پور ڈاک خانہ بجبارٹا ۔ کشمیر
عبدالاحد صاحب ۔ سمپورماڑ " "
مشتاق حسین صاحب ساکن گوبند کے
سید غلام نبی شاہ صاحب مع قبیلہ
ودو دختر " "
سید محمد حسین صاحب " حال
مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۔
بابو فتح الدین صاحب گوجرانوالہ حال
نوشہرہ ملازم محکمہ ڈاک سرحدی ۔
محمد رمضان صاحب نمبردار ۔ ہارو
متصل کیموہ ضلع ہری پور کشمیر ڈاک
خانہ بجبارٹا ۔
محمد اسمٰعیل صاحب نایک ۔ کادنگ "
مولوی عبدالرحمن صاحب ۔ دہوبیان
ضلع پشاور تحصیل صوابی ۔
اللہ توکل صاحب ۔ سیدانوالی سیالکوٹ
معہ زوجہ ودو دختر ۔
احمدالدین صاحب ۔ ملتان پاک دروازہ
حافظ الٰہی بخش صاحب ۔ منارہ ۔ جہلم
ڈاک خانہ نورپور تحصیل پنڈ دادنخان
غلام حیدر صاحب ۔ راجیکے ضلع
گجرات ڈاک خانہ مگووال ۔

بربس

از الہام طبع ہو رہا ہے یہ بتانیکی ہمکو ضرورت نہیں ہے کہ کسقدر مفید مجموعہ یہ آنحضرت کے دعاوی کے دلائل کا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کا کیسا یکجائی جواب ہے امتحانی کورس میں داخل ہے درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں صرف ۴۰۰ جلد طبع ہوتی ہے ۔

آسمانی فیصلہ جس نے تمام علماء و مشائخ و سجادہ نشینوں پر آسمانی نشانوں میں مقابلہ کرنیکی دعوت میں حجت پوری کر دی دوسرا ایڈیشن قیمت ۲ /

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا ۔ ہر مسلمان کے ہر روز پڑھنے کے قابل قیمت ۲ /

مسئلہ ناسخ منسوخ اور شیعہ کے رد میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کے دو خط قیمت ۱ /

صاحبزادہ بشیر احمد و شریف احمد و مبارکہ بیگم کی آمین نہایت ہی لطیف رسالہ نظم میں جو ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو پڑھا گیا قیمت ۔/
صرف ۳۵۰ جلدیں باقی ہیں ۔
مندرجہ بالا کتابیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے درخواست کرنے پر ملیں گی ۔

کیا میری آواز سنی جاوے گی

کثرت کے ساتھ میرے پاس خطوط پہنچے ہیں کہ سیرۃ مسیح موعود کو پڑھ کر بہت لوگوں نے علمی فائدہ اٹھایا ہے اور اخلاقی اور معاشرتی کمزوریوں میں انھوں نے معتدبہ اصلاح کی ہے ۔ اور ایسا ہی کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہیں جو مجھ سے سیرۃ مسیح موعود مفت مانگتے ہیں مگر میرے پاس اسکی ایک بھی کاپی نہیں ۔ ابتدا میں جناب مکرمی سیٹھ **عبدالرحمن صاحب** مدراسی نے ایک سو جلدیں خرید کر انکا بہت بڑا حصہ مجھے تقسیم کے لیے دیا تھا اور ایسا ہی پبلشر نے بھی کچھ کاپیاں مفت تقسیم کرنے کو دی تھیں ۔ مگر اب سیرۃ کی کل جلدیں جو کسیقدر باقی ہیں مدرسہ کی ملکیت میں ہیں اسلیے میں اپنے دوستوں اور ان لوگوں کو جو حصول ثواب کے لیے ہر موقع کی تلاش اور تاک میں لگے رہتے ہیں الحکم کے ذریعہ اطلاع دیتا ہوں کہ وہ جسقدر جلدیں ان کے لیے ممکن ہوں خرید کر مجھے مفت تقسیم کرنے کے لیے دیں اگر ایک شخص بھی اس کتاب کو پڑھ کر اپنی عملی کمزوریوں کی اصلاح کرے گا تو وہ اُن نیکیوں کے ثواب کے ضرور مستحق ہو جاوینگے جو اس پاک تبدیلی سے اس سے سرزد ہوں گے پس کیا میں اُمید کر سکتا ہوں کہ میری آواز سنی جاوے گی کتاب مذکور ۸ / قیمت پر مدرسہ تعلیم الاسلام کی کمیٹی سے مل سکتی ہے

عاجز عبدالکریم

یا رب کریم فضل و کرم تیرا چاہیے
رب رحیم لطف اتم تیرا چاہیے
دنیا کا غم نہ ہو مجھے غم تیرا چاہیے
اس سینہ میں میرے ہی دم تیرا چاہیے

تو مالک الملوک شاہوں کا شاہ ہے
رازق تو ہی ہے شاہ و گدا کی پناہ ہے
اے میرے کردگار سب مولیٰ سہی کا تو
گاتے ہیں تیرا راگ یہ سب جام اور سبو
مردے ہیں سب تو زندہ ہو حق ہے گفتگو
دنیا تو اک سرائے ہے گویا مقام ہو

مختلف واقعات

افسوس ہے کہ کونٹ پال کا انتقال ہوگیا شہنشاہ عالم پناہ اور وزیر انگلستان نے اس کی ماتم پرسی کے تار شہنشاہ جرمن کو دیئے۔ ۱۸۸۵ء سے کونٹ موصوف برلن کبطرف سے لندن میں سفیر تھے۔ پیرس اور ہیگ کے سکرٹری بھی رہ چکے تھے۔ پائے تخت اندلس میں بحیثیت سفیر برلن کا کام کرچکے تھے قسطنطنیہ میں بھی جرمنی سفیر بن کے مدت گذاری تھی اور اس سے پہلے وزیر خارجہ جرمنی کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے تھے۔ نہایت قابل اور روشن ضمیر شخص تھے انھوں نے انگلستان اور جرمنی کی پیچیدگیوں کو نہایت خوش اسلوبی سے سلجھا دیا تھا اور کبھی ایسا موقعہ نہ آنے دیا کہ باہم کشش پیدا ہو جاتی ان کی موت یورپ کی سیاسی حلقہ میں سخت افسوس اور رنج سے سنی گئی۔

مدت سے جرمنی اخبارات ہماری فوجوں پر سخت سخت شرمناک حملے کررہے تھے اور فرضی مظالم سے خواہ مخواہ انھیں ملزم بنارہے تھے۔ مسٹر چیمبرلین سے آخر نہ رہا گیا انھوں نے جرمنی سپاہیوں کا جو وہ فرانس کی جنگ میں کرچکے تھے اور اپنے سپاہیوں کا جو جنوبی افریقہ میں کام کررہے ہیں مقابلہ کیا اور دکھا دیا کہ جرمنی سپاہی انگریزی سپاہیوں سے شایستگی اور انسانیت میں کسقدر کم ہیں اسپر جرمنی اخبارات میں آگ لگ گئی اور تمام جرمنی میں جوش پھیل گیا اور مسٹر چیمبرلین پر بوچھاڑ شروع ہوگئی اس کا جواب لنڈن ٹیمس نے بہت ہی خوب دیا ہے کہ جرمنی اگر ذراسی نکتہ چینی کی تو جامہ سے باہر ہوگئے اور ان شرمناک حملوں کی خبر نہیں جو برسوں سے انگریزی سپاہ پر کیے جارہے ہیں اگر دلمیں انصاف ہے تو سمجھلو جسطرح تمہارا فرض ہے کہ اپنے سپاہیوں کی تعریف کرو اسطرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ان حملوں کا جواب دیں جو ہماری سپاہ پر کیے جاتے ہیں

خود کسے نا سزا چرا گوید
تا سزا آنکہ نا سزا گوید

لندن کے محکمہ جنگ نے صرف ماہ اکتوبر کے نقصانات جنگ جنوبی افریقہ کی فہرست شائع کی ہے اسمیں وہ نقصان بھی شامل ہے جو بمقام میڈول ۳۰ ستمبر کو ہوا تھا لیکن برالن لگانٹی کی جنگ کا نقصان جو ۳۰ اکتوبر کو ہوئی تھی شامل نہیں کیا گیا ہے کل ۴۸۶ کا نقصان شمار ہوا ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۲۲ افسر اور ۱۷۹ سپاہی مقتول ۵۲ افسر اور ۳۹۰ سپاہی مجروح آغاز جنگ سے اب تک ۳۴۴ افسر اور ۴۷۱۴ سپاہی مقتول اور ۱۴۱ افسر ۱۵۴۰ سپاہی زخم کی حالت میں ضائع ہوگئے اور ۲۶۱ افسر اور دس ہزار چارسو پچیس سپاہی مرض سے فوت ہوگئے۔ کل اموات کی تعداد جو جنوبی افریقہ میں ہوئی اٹھارہ ہزار دوسو اسی ہے لیکن ہماری جنگی قوت میں اس جنگ سے بائیس ہزار سات سو تہتر سپاہ کی کمی کی آگئی

کویٹ کے معاملات سے بغداد ریلوے کی طرف اور زیادہ خیال پیدا ہوگیا ہے اس کا فیصلہ ہوچکا ہے کہ اس لین کا جنوبی صدر مقام خلیج کویٹ کے شمالی کنارے پر قائم کیا جائے ٹیمس کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ جرمنی ٹھیکیداروں سے ابھی اس کا معاملہ طے نہیں ہوا۔ لیکن شاہزادہ آڈلبارٹ کی تشریف آوری اور سلطان کی دستراٹ کی کوشش سے اس معاملہ میں دوبارہ جان پڑ گئی ہے باقاعدہ طور سے مطالبات کی فرد پیش ہوچکی ہے ان باتوں سے بغداد ریلوے کی بنیاد مضبوط ہوتی جاتی ہے۔

لندن کے قدیم یادگاروں کے دلدادوں نے ان سپاہیوں کیلیئے ایک جلسہ کیا جنہوں نے جنوبی افریقہ میں اپنے ملک کے لیے بہادری سے جان دی۔ گو یہ جلسہ ماتمی تھا۔ لیکن اس کا سامان عجیب جوش اور روحانی عقیدت کے ساتھ ہوا حاضرین کے دل اسوجہ سے اور بھی متاثر ہوئے کہ انگریزی بہادروں کے کارنامے زندہ اور فصیح الفاظ میں بیان کیے گئے اور قومی شجاعت اور عظمت کے پرانے کارنامے بڑے معرکے سے پیش کیے گئے۔ اسوجہ سے حاضرین کا جوش بہت بڑھ گیا تھا اور کرنل نبسن کی بہادری اور خدمات کا خاص طور سے تذکرہ کیا گیا

انگریزی حکام نے جوہانسبرگ میں ایک سازش پتہ چلایا بیس آدمی ماخوذ ہوئے ٹرنسوال آرنج کالونی شرقی گریکا لینڈ میں بھی اس ہفتہ میں چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ ۱۵ بوئر مقتول اور ۱۳ گرفتار ہوئے۔ ایک انگریزی افسر مقتول اور تین مجروح ہوئے۔

اسکاٹ لینڈی انگریزی آرنج کالونی کی زمین میں آباد ہونے کے لیے برابر چلے آرہے ہیں اور آرنج کالونی کے اس حصے میں جو انگلستان کے قبضہ میں ہے برابر آبادی بڑھتی جاتی ہے۔

لارڈ کچنر کا مراسلہ شاہد ہے کہ بوروں کا ایک کمانیر بوائیر نامی نے ستو سعزمینا کے جوانوں بڑال کے قریب حملہ کیا وہ گرفتار ہوگئے

نوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک نے چھپوا کر شایع کیا۔

رجسٹرڈ ایل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عام سے ۳ خواص اور معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ
کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

نمبر ۴۵ | دار الامن والامان قادیان ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

تتمہ
گناہ سوز فطرت کیسے ملے

بلکہ اس کا مفہوم یہی ہے کہ خدا کو ڈھونڈنے والوں کے دل نشانات سے ایسے منور کیے جاتے ہیں کہ وہ خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور اسکی عظمت و جبروت کا مشاہدہ کرتے ہیں یہانتک کہ دنیا کی ساری عظمتیں اور بزرگیاں انکی نگاہ میں ہیچ ہو جاتی ہیں۔

اور اگر خدا کو دیکھنے کی آنکھیں اور اسکے دریافت کرنے کے حواس سے اس دنیا میں اسکو حصہ نہیں ملا تو اُس دوسرے عالم میں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

پس اللہ تعالےٰ کو جیسا کہ وہ ہے کسی غلطی کے بدون شناخت کرنا اور یہی دنیا میں سچے اور صحیح طور پر اُسکی ذات و صفات کی معرفت حاصل کرنا ہی تمام روشنیوں اور تجلیات کی کلید ہے۔ اسی سے وہ آگ پیدا ہوتی ہے جو پہلے انسان کی گنہگار حالت پر موت وارد کرتی ہے اور اسکو جلا دیتی ہے اور پھر اُسکو نور عطا کرتی ہے جس سے وہ گناہ کو شناخت کرتا اور اُسکی زہر پر اطلاع پا کر اُس سے ڈرتا اور دور بھاگتا ہے۔ پس یہی وہ دو قسم کی آگ ہے جو ایک طرف گناہ کو جلاتی اور دوسری طرف نیکیوں کی قدرت عطا کرتی ہے۔ اور اسکا نام جلال اور جمال کی آگ ہے۔

کیونکہ گناہ سے تو جلالی رنگ اور ہیبت ہی سے بچ سکتا ہے جب یہ علم ہو کہ اللہ تعالےٰ اس گناہ کی سزا میں شدید العذاب ہے اللہ مالک یوم الدین ہے تو انسان پر ایک ہیبت سی طاری ہو جائیگی جو اسکو گناہ سے بچائیگی۔

اور جمال نیکیوں کیطرف جذب کرتا ہے جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدا تعالےٰ رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے رحمٰن ہے رحیم ہے تو بے اختیار ہو کر دل اُسکی طرف کھنچا چلا جائے گا۔ اور ایک سرور اور لذت کے ساتھ نیکیوں کا صدور ہونے لگے گا۔

جیسے چاندی یا سونے کے صاف کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اسے کٹھالی میں ڈالکر خوب آگ روشن کی جاوے اس سے اسکا وہ سارا میل کچیل جو ملا ہوا ہوتا ہے فی الفور الگ ہو جاتا ہے اور پھر اسکو عمدہ اور خوبصورت زیور کی شکل میں لانے کے واسطے جو کسی حسین کے لیے بنایا جاوے اس بات کی ضرورت ہے کہ پھر آگ دیکر اسے مفید مطلب بنایا جاوے۔

جب تک وہ ان دونوں آگوں سے نہیں رکھا نہ جاوے وہ خوبصورت اور درخشاں زیور کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اسیطرح انسان جب تک جلالی اور جمالی آگ میں ڈالا نہ جاوے وہ گناہ سوز فطرت لیکر نیک بننے کے قابل نہیں ہوتا۔

اس لیے پہلے گناہ جلایا جاتا ہے اور پھر جمالی آگ سے نیکی کی قوت عطا ہوتی ہے اور پھر فطرت میں ایک روشنی اور چمک آتی ہے جو نیکی اور بدی میں تمیز سکھا کر نیکی کیطرف جذب کرتی ہے۔ اُسوقت ایک نئی پیدائش ملتی ہے۔

سورۃ الدھر میں اس پیدائش کیحالت کا بیان کافوری اور زنجبیلی شربت کی مثال سے

دیا ہے۔ چنانچہ پہلے فرمایا ہے۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا۔

یعنی مومن جو خدا کے نیک بندے ہیں وہ کافوری پیالے پیتے ہیں۔ کافور کا لفظ اسلیے اختیار کیا گیا ہے کہ کفر ڈھانکنے کو کہتے ہیں اور کافور مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت ڈھانکنے والا۔ ایسے ہی طاعون بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں **طاعون** اس لیے نام رکھا ہے کہ یہ اہل حق پر **طعن** کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور طاعون اور دیگر امراض وبائی ہیضہ میں کافور ایک عمدہ چیز ہے اور مفید ثابت ہوئی ہے۔ غرض کافوری پیالے کا پہلے ذکر کیا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ اول یہ بتایا جاوے کہ کامل ہونے کے لیے **کافوری پیالہ** پہلے پینا چاہیے تاکہ دنیا کی محبت سرد ہو جائے اور وہ فسق و فجور کے خیالات جو دل سے پیدا ہوتے تھے اور جنکی زہر روحکو ہلاک کرتی تھی دبائے جائیں اور اسطرح پر گناہ کی حالت سے انسان نکل آئے پس چونکہ پہلے میل کچیل کا دور ہونا ضروری تھا اس لیے کافوری پیالہ پلایا گیا اس کے بعد دوسرا حصہ **زنجبیلی** ہے۔

زنجبیل اصل میں دو لفظوں سے مرکب ہے زنا اور **جبل** سے اور زنا لغت عرب میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل پہاڑ کو۔ اور اس مرکب لفظ کے معنے یہ ہوئے کہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور یہ صاف بات ہے کہ ایک زہریلے اور وبائی مرض کے بعد انسان کو اعلیٰ درجہ کی صحت تک پہونچنے کے واسطے دو حالتوں میں سے گذرنا ہوتا ہے۔ پہلی وہ حالت ہوتی ہے جبکہ زہریلے اور خطرناک مادے رک جاتے ہیں اور انہیں اصلاح کی صورت پیدا ہوتی ہے اور زہریلے حملوں سے نجات ملتی ہے اور وہ مواد دبائے جاتے ہیں۔ مگر اعضا بدستور کمزور ہوتے ہیں اور انمیں کوئی قوت اور سکت نہیں ہوتی جس سے وہ کام کرنیکے قابل ہوں۔ اور ایک ربودگی سی حالت ہوتی ہے۔

یہ وہ حالت ہوتی ہے جسکو کافوری پیالے پینے سے تعبیر کیا گیا ہے اس حالت میں گناہ کا زہر دبایا جاتا ہے اور اس جوش کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے جو نفس کی سرکشی اور جوش کی حالت میں ہوتا ہے مگر ابھی نیکی کرنے کی قوت نہیں آتی۔

پس دوسری حالت جو زنجبیلی حالت ہے وہ وہی ہے جبکہ صحت کامل کے بعد توانائی اور طاقت آجائے یہانتک کہ پہاڑوں پر بھی چڑھ سکے اور زنجبیل بجائے خود چونکہ حرارت عزیزی کو بڑھاتی ہے، اسلیے اللہ تعالیٰ نے اس ذکر سے بتایا کہ پہلے مومنوں کے گناہوں کی حالت پر موت آتی ہے اور پھر انھیں نیکی کی توفیق اور قوت ملتی ہے۔ گناہ کی حالت میں انسان پستی اور ذلت میں ہوتا ہے اور جوں جوں گناہ کرتا جاتا ہے نیچے ہی نیچے چلا جاتا ہے لیکن جب گناہ پر موت آتی ہے تو وہ اس پستی کے گڑھے میں ہی پڑا ہوا ہوتا ہے۔ جبتک اوپر چڑھنے کے لیے اسے زنجبیلی شربت نہ ملے پس نیکی کی توفیق عطا ہونے پر وہ پھر اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے۔ اور یہ پہاڑی گھاٹیاں وہی ہیں جو **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** میں بیان ہوئی ہیں خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور **منعم علیہ** کی راہ ہی وہ اصل مقصود ہے جو انسان کے لیے خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ واحد ہے اور وحدۃ کو پیار کرتا ہے اس لیے سب کام وحدۃ ہی کے ذریعہ کرتا ہے وہ اگر چاہتا تو سبکو نبی بنا دیتا۔ مگر یہ امر وحدۃ کے خلاف تھا اس لیے ایسا نہیں کیا تاہم اسمیں بخل بھی نہیں ہے ہر ایک شخص جو اس راہ کو اختیار کرنیکے لیے سچا مجاہدہ کرتا ہے وہ اسکا لطف اور ذوق اٹھا لیتا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ امت میں ابدال ہوتے ہیں جنکی فطرۃ کو بدلا دیا جاتا ہے اور یہ تبدیلی اتباع سنت اور دعاؤں سے ملتی ہے یہانتک حضرت اقدس نے تقریر فرمائی تھی کہ حضرت مولوی سید **محمد احسن** صاحب امروہی نے عرض کیا کہ حضور یہ جو عیسائی بعض انبیا علیہم السلام کی زلۃ الاقدام کو قرآن شریف سے بیان کرتے ہیں اسکا کیا جواب دیا جاوے

فرمایا یہ ان لوگوں کی غلطی ہے گناہ کی تعریف میں انھوں نے دھوکا کھایا ہے گناہ اصل میں **جُناح** سے لیا گیا ہے اور ج کا تبادلہ گ سے کیا گیا ہے جیسے فارسی والے کر لیتے ہیں اور **جُناح** اصل میں عمداً کسی طرف میل کرنے کو کہتے ہیں پس گناہ سے یہ مراد ہے کہ عمداً بدی کیطرف میل کیا جاوے پس میں ہرگز نہیں مان سکتا کہ انبیا علیہم السلام سے یہ حرکت سرزد ہو اور قرآن شریف میں اسکا ذکر بھی نہیں۔ انبیا علیہم السلام سے گناہ کا صدور اس لیے ناممکن ہے کہ عارفانہ حالت کے انتہائی مقام پر وہ ہوتے ہیں اور یہ نہیں ہو سکتا کہ **عارف** بدی کیطرف میل کرے۔

یہ سنکر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو بعض زلۃ الاقدام کا ذکر ہوتا ہے تو وہ حقیقت میں اس سے زیادہ نہیں ہیں کہ بشری تقاضا کے موافق کوئی خطاء اجتہادی ہو۔ اور یہ ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ وہ بشریت سے تو الگ نہیں ہوتے۔ اسپر پوچھا گیا کہ **فَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ** کے کیا معنی ہیں تو فرمایا کہ عصیٰ سے عمد تو نہیں پایا جاتا کیونکہ دوسری جگہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے **فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا** عصیٰ سے یاد آیا میرا ایک فقرہ ہے **الْعَصَا عِلَاجُ مَنْ عَصَى** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلالی تجلیات ہی سے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے۔

غرض ان باتوں میں ہی دولت سرا کا دروازہ آگیا اور حضور تشریف لے گئے۔

ایات الرحمن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصای موسیٰ کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصای موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اسکو اپنی وہ کتاب ایک درد انگیز عذاب محسوس ہوگی یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اسکے چھپنے کے لیے اسطرح سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جاوے اسلیے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ قیمت کا روپیہ مولوی صاحب موصوف کے نام آوے والسلام۔ خاکسار میرزا غلام احمد

بشیر احمد۔ شریف احمد۔ مبارکہ کی آمین

۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرات صاحبزادگان والا شان و مبارکہ بیگم کی آمین ہوئی مندرجہ بالا عنوان سے الگ ایک چھوٹی سی نظم آمین طبع ہوئی ہے جو ۔ر قیمت پر دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی ہے۔ ہم ذیل میں اس آمین سے کچھ ناظرین الحکم کے لیے اقتباس کرکے درج کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسان خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرط لقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اک جوہر سیف دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر* یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخر شان اولیا ہے
بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دار الجزا ہے
مجھے تقویٰ سے اس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
مسلمانو بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تونے مجھکو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تونے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تونے یہ مجھکو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری ہر بات کو تونے چلا دی
مری ہر روک بھی تونے اٹھا دی
مری ہر پیشگوئی خود بنا دی
تری نسلاً بعیدا بھی دکھا دی
جو دی ہے مجھکو وہ کس کو عطا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اس دلستاں میں
ہوئے بدنام ہم اس سے جہاں میں
عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں
ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کروں کیونکر ادا میں شکر باری
فدا ہو اس کی رہ میں عمر ساری
مرے سر پر ہے منت اسکی بھاری
چلی اس ہاتھ سے کشتی ہماری
مری بگڑی ہوئی اس نے بنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تونے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تونے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تونے ہی مارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تیری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر
خدا نے ان کی عظمت سب اڑا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اس نے ہر اک عزت بنا دی
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
مجھے ہر قسم سے اس نے عطا دی
سعادت دی ارادت دی وفا دی
ہر اک آزار سے مجھکو شفا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا دی
محبت غیر کی دل سے ہٹا دی
خدا جانے کہ دل کو کیا سنا دی
دوا دی اور غذا دی اور قبا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے کب خواب میں بھی تھی یہ امید
کہ ہوگا میرے پر یہ فضل جاوید
ملی یوسف کی عزت لیک بتقیید
نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید
مراد آئی گئی سب نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری رحمت عجب ہے اے مرے یار
ترے فضلوں سے میرا گھر ہے گلزار
عزیزوں کو کرے اک دم میں تو پار
جو ہو نومید تجھ سے ہے وہ مردار
وہ ہو آوارۂ ہر دشت و وادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہوئے ہم تیرے اے قادر توانا
ترے در کے ہوئے اور تجھکو مانا
ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا
مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا
کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

تو پھر ہے کس قدر اُسکو سہارا
کہ جسکا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے ذرات
مری خاطر دکھائیں تو نے آیات
ترحم سے مری سن لی ہر اک بات
کرم سے تیرے دشمن ہو گئے مات
عطا کیں تو نے سب میری مرادات
پڑا پیچھے مرے جو غول بد ذات
پڑیں آخر خود اُس موذی پہ آفات
ہوا انجام سب کا نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بنائی تو نے پیارے میری ہر بات
دکھائے تو نے احساں اپنے دن رات
ہر اک میداں میں دیں تو نے فتوحات
بد اندیشوں کو تو نے کر دیا مات
ہر اک بگڑی ہوئی تو نے بنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری نصرت سے اب دشمن تبہ ہے
ہر اک جا میں ہماری تو پناہ ہے
ہر اک بدخواہ اب کیوں روسیہ ہے
کہ وہ مثل خسوف مہر و مہ ہے
سیاہی چاند کی منہ نے دکھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ترے فضلوں سے جاں بستاں سرا ہے
ترے نوروں سے دل شمس الضحیٰ ہے
اگر اندھوں کو انکار خدا یا ہے
وہ کیا جانیں کہ اس سینہ میں کیا ہے
کہیں جو کچھ کہیں سر پر خدا ہے
پھر آخر ایک دن روز جزا ہے
بدی کا کھیل بدی اور نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا
تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرام جاں اور دل کو بھایا
وہی جسکو کہیں رب البرایا
ہوا ظاہر وہ مجھ پر بالایادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے اُس یار سے پیوند جاں ہے
وہی جنت وہی دار الاماں ہے
بیاں اُسکا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے
یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تہی اُس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمار فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ترے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھکو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کسکو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اُڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فسبحان الذی

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مُردے جلاوے
ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے
چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے
غریق عشق وہ موتی اُٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے
خودی اور خود روی کب اُسکو بھاوے
مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی
فسبحان الذی

کہاں تک حرص و شوق مال فانی
اٹھو ڈھونڈو متاع آسمانی
کہاں تک جوش آمال و امانی
یہ سوسو حجب ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیونکر ملے وہ یار جانی
کہاں غربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فکر ملک جاودانی
یہ ملک و مال جھوٹی ہے کہانی

بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی
مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی
ذرا سوچو یہی ہے زندگانی
خدا نے اپنی رہ مجھکو بتا دی
فسبحان الذی

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولا نے بتا دی
فسبحان الذی

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسول حق کو مٹی میں سُلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کر کے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انھیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا
کہ سوچو عزت خیر البرایا
تمہیں یہ رہ خدا نے خود بتا دی
فسبحان الذی

کوئی مُردوں میں کیونکر راہ پاوے
مرے سب بیگماں مُردوں میں جاوے
خدا عیسیٰ کو کیوں مُردوں سے لاوے
وہ کیوں خود مہر ختمیت مٹاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے
کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے
تمہیں کس نے یہ تعلیم خطا دی
فسبحان الذی

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دیدیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی
فسبحان الذی

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھکو پایا

ندوۃ العلماء کی طرف خط

میرے پیارے بھائی یعقوب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
ندوۃ العلماء کے ناظم معین منشی غلام حسین عارف صاحب کیطرف سے ہمارے پاس ایک اعلان پہونچا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اب کے دسمبر میں یہ گروہ کلکتہ میں فراہم ہوگی۔ اسمیں مختصرًا ندوہ کی غرضیں بھی لکھی ہیں۔ اور ایک خط بھی آیا ہے جسمیں چاہا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام آنیوالے اجلاس میں شریک ہوں۔ میں آپ کے قابل قدر اخبار کیوساطت سے جناب ناظم معین صاحب اور ان کے ذریعہ اور تقریب سے ندوہ کے حامیوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ کا محسن القوم جریدہ میری چند سطروں کو اپنے اندر جگہ دیکر مجھے شکر گذار بنائے گا ندوۃ العلما ہو یا خطرناک اخراجات کا بوجھ قوم پر ڈالنے والی ایجوکیشنل کونفرنس یا کوئی انجمن ہو افراد ہوں یا مجموعے ہوں جن لوگوں کو قوم کی ترقی اور اصلاح کی دھن لگی ہوئی ہے اور سچی گدازش اور قوم کی پستی کے احساس نے انہیں بیقرار کر رکھا ہے انہیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کس قوم کی اصلاح کے درپے ہیں۔

اور وہ کونسا تاگا ہے جو اس سے نکل گیا ہے جس سے اسکا شیرازہ وا ہوگیا اور سارا تانا بانا ادھڑ گیا ہے۔ اور یہ قوم کبھی اوج عروج پر تھی تو کن مضبوط چٹانوں پر اسکا پیر جم گیا تھا اور کیا کلید تھی جو اسکے ہاتھ آگئی تھی جس سے قدرت کے مدفون دفینوں کے قفل کھول لیے تھے۔ اور اس امر میں پاکدل سے غور کرنی چاہیے کہ آیا اس قوم کے مرمتہ الفلاح میں یورپ کا تعلیمی کورس بالذات کار آمد ہے؟۔
مسلمان ایک قوم ہیں جنکے لیے سب سے پہلے یہ کوشش کی گئی کہ **ابراہیمی قبلہ کو** پہچانیں۔ اس کے لیے قوم کے بنانے والے نے عجیب عجیب تدابیر اور کار روائیاں کیں۔ ایک کنکریلے بیابان میں جہاں مختلف رنگوں کے پتھر تھے اس نے بڑی صاف اور سیدھی سڑک بنانے کا ارادہ کیا۔ تیرہ برس تک اُسے مختلف روکوں کے ہٹانے میں لگے۔ ان جلیل القدر رزولوشنوں کو غور سے پڑھو جو مکی اجلاسوں میں پیش اور پاس ہوئے۔ کسی میں یہ ہے کہ آلہہ باطلہ اٹھا دیئے جائیں یہ انسانی ترقی کی راہ میں روک ہیں۔ اور یہ پیش ہو کر بااتفاق کے اتفاق سے پاس ہوا کہ ایک ہستی کی پرستش ہو جو تمام محامد عالیہ اور اسماء حسنی کی جامع اور تمام نقائص اور رذائل اور عیوب سے پاک ہے۔ تمام تعلقات سے بڑھ کر اُس سے تعلق پیدا کیا جاوے تمام اندرونی اور بیرونی قوی اور اعضا حنیفیت کے رنگ میں رنگین ہو کر اسکی حضور میں جھک جائیں۔ کسی رزولیوشن کا مفہوم ہے کہ حرامکاری۔ حرام خواری ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فواحش اور بدعہدی اور غداری اور بغاوت اور چوری اور فساد کی راہیں انسان کو تباہ کرنیوالی چیزیں ہیں انکا انسداد کیا جاوے کسی رزولوشن کا یہ مقصد ہے کہ نصرانیت تو حق کے پانے اور سچی فلاح اور صلاح کی حاصل کرنے میں خطرناک روک ہے اسکا مسئلہ ولد خدا ہونے کا اور اس کا کفارہ اور تثلیث ایسے ہولناک اور خشیہ مفاسد ہیں کہ آسمان اس سے پھٹ جائیں

اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر پڑیں۔ اور اسکی تعلیم اور اسکے نتائج تمام نبیوں کی تعلیم اور ساری راستبازوں کی برخلاف ہیں اس غول سے راہ صاف کیا جائے۔ کسی میں مذکور ہے کہ اس اعتقاد کو کہ خدا انسان سے کلام نہیں کرتا اور اُسپر اپنا زندہ نور بخش اور تازہ بتازہ تسلی دینے والا کلام نازل نہیں کرتا اور انسان کی روح میں اپنے وصال کی فطری تڑپ پیدا کر کے بھی کبھی ایسی عادت نہیں رکھتا کہ اس کے آگے منہ سے نقاب اٹھائے اور انسان آسمان کے نور کی تائید اور فوق العادت کھڑکیوں کے کھلنے کے بغیر اپنی مادی تلاش اور محدود قوی سے گرد گرد کر مصنوعات میں سے آخر صانع کا کھوج لگا لیتا ہے۔ غرض بڑے زور سے یہ رزولوشن پاس ہوتا ہے کہ اس ناپاک برہمو پنے کی بیخکنی کی جائے۔ اور کہیں بڑی قوت اور پورے زور سے یہ طے ہوتا ہے کہ ابراہیم کے طریق اور ملت کو اختیار کیا جائے اس لیے کہ آغاز عالم سے سارے راستبازوں اور منعم علیہم کی وہی راہ ہے۔ اُسی پر اسمٰعیل۔ اسحاق یعقوب۔ یوسف۔ موسی داؤد۔ سلیمان اور تمام برگزیدہ لوگ چلکر کامیاب ہوئے۔ غرض قوم بنانے کے لیے اور اس راہ کی روکوں کو دور کرنے کے لیے یہ تدبیریں تھیں جو اس جہان کی انجمن کے احکم الحاکمین پریزیڈنٹ کو سوجھیں اور بنی آدم کے سچے خیر خواہ اور کامل مصلح محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ عمل میں آئیں۔
تیرہ برس تک تو بظاہر یہ رزولوشن **تصویریوں** کے رنگ اور روزن میں تھی مگر آگے چلکر ایک اور میدان (مدینہ) میں اسپر عملدرآمد شروع ہوا۔ باطل معبودوں اور ہاتھوں کی کاریگریوں کے پرستار اور مددگار کاٹ ڈالے گئے۔ ناپاک یہودیت جو ہر ایک تازہ راستی کو بدعت سمجھتی اور اصلاح کے موجدوں اور رہست بازی کے ناصروں کی جانی دشمن تھی تباہ کردی گئی اور اصلاح اور ترقی کی نئی بنائی ہوئی مملکت کے آس پاس

اُس منحوس وجود کے خار و خس کو صاف کر دیا گیا اور سب سے آخری اور سب سے زیادہ مفید کام جس سے حقیقی ترقیوں اور فلاح کے چشمے بہ نکلے یہ کیا گیا کہ رب اللہ کو تمام نا راستیوں اور بطلانوں کے رہبر نیز ٹیسٹوز (مظاہر مجالی) سے جو اگرچہ گنتی میں تین سو ساٹھ تھے مگر قیامت تک کے نئے نئے پیدا ہونے والے جھوٹے مذہبوں اور سٹریوں اور سکولوں اور تھیوریوں کے جامع اور جڑ تھے پاک اور خالی کیا۔

یہ ساری کارروائیاں درحقیقت مبادی تھیں اور انسانی فطرتوں کے تیار کرنے اور ایک بڑے مقصد کے حاصل کرنیکے قابل انہیں بنانیکے لیے ایک بڑے کاری مسہل کے قائم مقام تھیں اس کے بعد وہ قوانین اور قواعد شروع ہوئے جنہوں نے اُس کس مپرس اور متفرق اور امی قوم کو تہذیب اور تمدن اور سیاست کے ثمرات سے برخوردار کیا۔ اور اُن تمام عقائد اور ایمانیات کو جو سر السر اور جذبہ قلب سے تعلق رکھتے تھے عملی رنگ میں ظاہر کیا۔ پانچوقت کی نمازوں کی پابندی کرائی گئی جس سے حقوق الٰہی کی پوری علمی اور عملی حفاظت ہوگئی۔ پھر زکوۃ کا حکم دیا گیا اور ہر قسم کے صدقات و میراث کا امر ہوا جن سے حقوق عباد کی رعایت مرعی رکھی گئی۔ اس کونسٹرکشن کے بعد ایک اور ڈسٹرکشن شروع ہوا جو اس پہلے ڈسٹرکشن سے کسیطرح کم نہ تھا۔ یہ مقابلہ اور مجادلہ تھا اُن ڈاکوؤں کے ساتھ جو نظام سوسائٹی کو کسی زمانہ میں آرام اور ضبط سے قائم رہنے نہیں دیتے۔ یعنی مے خوری اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ ان دو اخلاقی عیبوں کو صلاح کاری اور تقوی اور طہارت اور امن عامہ کا سخت دشمن سمجھا گیا اس لیے ضروری ہوا کہ اس تازہ قوم کو جو سارے جہان کے لیے قیامت تک نمونہ ٹھہرنے والے تھے ان عیوب سے پاک کیا جائے۔

ان تمام باتوں میں غور کرنے کے بعد اصول سیاست مدن کے بڑے سے بڑے واقف کو بھی شرح صدر سے اس امر کا سمجھانا ممکن ہے کہ کیونکر ایک شخص اُس حیثیت کا جو ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کی تھی ایسے وقت اور ایسی قوم میں ایسا کامیاب ہوا کہ جس کامیابی کی نظیر آغاز آفرینش سے اب تک کسی مصلح کی تاریخ اور سوانح میں پائی نہیں جاتی۔ ایک مادی یورپ میں کسی ایک شاخ علم میں ماہر کیوں نہ ہو جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف میں ان حیرت انگیز کارروائیوں اور انقلاب انگیزیوں کو پڑھتا اور پاتا ہے اور اگر مردم خوار متعصب نہ ہو تو فیاضی سے آپکو بڑا مدبر اور عقلمند اور مصلح قوم مان لیتا ہے اور حقیقت میں اُسپر کیا موقوف ہے سپرٹ آف اسلام کا معتزلی مصنف اور علیگڑھ سکول کا بانی بھی اس سے زیادہ نہ کہہ سکتا اور نہ سمجھ سکتا ہے اس لیے کہ خدا کے صاف اور صریح تکلیم اور انسانی قوے سے بڑھ کر اور خارج وحی اور آواز پر اُن کا یقین نہیں۔ مگر حقیقۃ الامر یہ ہے کہ قوم کے بنانے کے لیے اور پھر اُس قوم کو اسطرح بنانے کے لیے جیسے کہ وہ بنگئے مادی اور زمینی عقل اور انسانی تدبیریں اور حیلے اور جوڑ توڑ کام نہیں دے سکتے۔ قوانین اور قواعد کا دینا اور بات ہے اور اُنپر عملدرآمد کرا دینا اور بات۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ کن مالوف اور معتاد باتوں سے چھڑایا گیا۔ شرابخوری۔ قمار بازی اور عیاشی اور بے باک اور آزاد زندگی اور ہر قسم کی بدکاری حتی بدنظری جو برسوں سے شیر مادر کیطرح لوگوں کی محبوب و مطلوب تھی اُن سے روکا گیا اور پانچ نمازوں کی پابندی۔ اور روزوں کی پابندی۔ اور عضو عضو پر تقوی اور عصمت اور طہارت کی قید لگا دی گئی۔ تمام اختلافوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کو جو جنگجو قوموں کا دل پسند مشغلہ ہوا کرتی ہیں دور کرنے کا حکم دیکر پرزور الفاظ میں تاکید ہوئی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الخ۔ غرض ان باتوں کو دیکھ کر عقل کریدکرید کر بیکار ہو جاتی ہے اور کبھی حکم نہیں لگا سکتی کہ یہ کام کسی انسان محض کا ہے۔ یعنی یہ کام ایسے انسان سے پورا ہو سکتا ہے جو اپنی سوچ بچار اور جوڑ توڑ اور منصوبوں کے سہارے سے اُٹھتا بیٹھتا ہے۔ پاک اور صاف عقل اس اعتراف پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدائے مقتدر کی تائید اور سماوی نصرتوں کے بغیر اتنی بڑی تبدیل اور انقلاب ممکن نہیں۔ ایسی اصلاح اور تبدیل ایسے انسان کا کام ہے جو پرلے درجہ کی قدسی قوت رکھتا ہو۔ اُسکی جان ساری دنیا سے زیادہ مزکی اور مطہر ہو۔ ایک طرف ساری آلایشوں اور کدورتوں اور رنگوں سے جو دنیوی علائق اور آلودگیوں کا لازمی نتیجہ ہیں پاک ہو کر اللہ تعالے کے ساتھ سچا اور دائمی اور وفادارانہ پیوند رکھتا ہو اور دوسری طرف مخلوق کے ساتھ اُنکی صلاح و فلاح کے لیے بے ریا اور بے غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو۔ یعنی اُس کی دونوں جہتیں پوری درست اور ہر ایک قسم کے رخنہ سے محفوظ ہوں۔ انسان کامل ہو اور اہل زمین کے مصالح اور مفاد سے سچی دلچسپی رکھتا ہو اور آسمانی تعلق اور الٰہی قرب سے کامل حصہ رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ آج کل کے خشک لفاظ جو آسمان سے قطع تعلق کرکے زمین کے کیڑے بنگئے اور اپنے ہی منصوبوں پر ہر ایک قسم کی قومی ترقی موقوف سمجھتے ہیں اور ہر امر کے لیے یورپ کا اُسوہ اور نمونہ چاہتے ہیں اس بات کو استعجاب یا استخفاف کی نگہ سے دیکھیں۔ مگر بات اسی طرح ہے اور عنقریب یبلغ الموٴد بین دکھا دیگا کہ حق اور حکمت وہی

اس حکمت پر مبنی ہے کہ سچا اور جاودانی علمی معجزہ جو علوم کی گھمسان لڑائی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ یہی نشان ہیں جو عالی مقتدرانہ پیشگوئیوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

علوم و فنون کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کا زمانہ اس سے بہتر کوئی فوق العادۃ چیز نہیں پا سکتا کہ جس کے آگے سر تسلیم خم کرے۔ انجیل کیوں ایک تنکے کی طرح علوم جدیدہ کی رَو کے آگے بہ نکلی اور اُسکا سارا شیرازہ کھل گیا اور کیوں ہندوؤں کا مذہب آج بازیچۂ طفلاں بنگیا اسی لیے کہ اُس اہل الذکر کی کتاب نے ایسے معجزات پر اپنے صدق کا مدار رکھا جس سے بڑھ کر آج یورپ دکھا رہا ہے اور وہ مادی سطح اور انسانی وسعت کے دائرہ سے اوپر اور باہر نہیں اور ہندو مذہب کا سارا دار و مدار افسانوں اور کہانیوں پر ہے جو علم اور فضل کی روشنی کے مقابل پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اقتداری پیشگوئیاں جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہوتی ہیں حقیقی معجزات ہیں جنکی مثل لانے پر بشر محض کبھی قادر نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا کوئی ذریعہ اس پُر حجاب جہان میں نہیں جس سے خدا کی ہستی اور کامل صفات پر ایمان آسکے۔ خدا تعالیٰ کا کامل تصرف اور تدبیر اور تقلیب اور ذرات کائنات کو اپنی مشیت اور ارادہ کے موافق تصریف و تصرف میں رکھنا اور اُسکا صفت تکلم اور سمع اور بصر اور بندوں کے ساتھ تعلق کی صفت سے موصوف ہونا غرض خدا تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کبھی حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اقتداری پیشگوئیاں سامنے کی جائیں اور پھر وقتوں پر حسب مصالح الٰہیہ پوری نہوں۔ گناہ سوز فطرت جو حرامکاریوں اور بیباکیوں اور گستاخیوں اور رندیوں اور قلاشیوں اور عیاشیوں اور اباحتی چالوں کی زندگی پر موت وارد کردے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا کی غیرت پر اور اُسکی حرامکاروں کو بھسم کر دینے والی آگ پر سچا ایمان نہ ہو۔ اور دل بول اُٹھے کہ وہ زندہ اور غیور خدا ہے اور اُسکا غضب مجرموں اور عاصیوں کے حق میں تیز دو دھاری تلوار ہے اور یہ ایمان مل نہیں سکتا جب تک اُسکے وجود اور قائم اور قیوم اور حی مقتدر ہونے کا یقین نہ آجائے اور اسکے لیے وہی ذریعہ اقتداری پیشگوئی کی ہی۔ توریت نے یہی نشان تو یہی بتایا تھا کہ سچا نبی وہ ہوگا جسکے منہ کی باتیں سچی نکلیں گی۔ اور قرآن حکیم نے توحقیت کا مدار بالکل ان ہی آیات پر رکھا ہے۔

غرض نفسوں اور خواہشوں کے خلاف ایک تعلیم کا منوا دینا اور اُسپر عمل کرا دینا اور ہزاروں ناپاک عیبوں اور رہزنوں اور کینہ ٹروں کا راہ سے صاف کر دینا آسان بات نہیں۔ کیسی صاف بات ہے کہ اصل مقصود تو خدا کی کتاب کا وہ اخلاقی تعلیم تھی جسپر انسان کی صلاح و فلاح کا دار و مدار ہے پھر غیب کی قادرانہ پیشگوئیاں کرنا اور اپنے مخالفوں کی ہلاکت اور اپنی نصرت کی ہمیشہ خبر دینا اور اپنی چال اور اُسپر ضروری نصرت اور تائید آسمانی کے مترتب ہونے کی شہادت کے لیے دوسرے منعم علیہم گروہ یعنی نبیوں کی سیرت اور کامیابی کو پیش کرتا جیسا کہ کتاب اللہ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے اسکا مطلب کیا ہے۔ بات یہی ہے کہ انسان کی فطرت بغیر انذار اور تبشیر کے کسی کام کے کرنے یا اُس سے ہٹنے کیطرف مائل نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک ایسا تقاضا ہے جو خالق فطرت نے انسان کی جبلت میں رکھدیا ہے۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لیے بہت زیادہ حصہ خدا کی حکیم کتاب کا منصوص و مؤید نبیوں کے قصص اور مقتدرانہ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے جن سطحی خیال کے فیلسوفوں نے پہلے زمانوں میں اور ان کی کورانہ تقلید سے حال کے لوگوں نے معجزات سے انکار کیا ہے انہوں نے خدا کے کلام کی اس پر حکمت نظام میں غور نہیں کی۔ اور سخت نادانی اور دلیری سے کہدیا کہ قرآن کریم میں نہ تو کوئی معجزہ ہے اور نہ کوئی غیب کی پیشگوئی ہے۔ اور زیادہ تر افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ اگلی مردہ اور بے برکت کتابوں اور قرآن میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں بتا سکے۔ مجرد تعلیم پر تو وہ ناز نہیں کر سکتے تھے اسلیے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ اخلاقی تعلیم کے متفرق اجزا نامعلوم قدامت کے صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ انسان کی سطح سے بالاتر ہونے اور آسمانی ہونے کے ایک ہی قطعی دلیل تھی اقتداری پیشگوئی جو علوم غیب پر مشتمل ہو اُسکا اُنہوں نے انکار کر دیا۔ ایک ظالم نے یہاں تک لکھدیا کہ

الٓمٓ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین

میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پارسی اور رومی طاقتوں کی قوت کا اندازہ کرکے پولیٹیشنوں کیسی اٹکل سے یہ بات کہدی۔ کاش وہ ستمگر قرآن کریم کے الفاظ میں غور کرتا (۱)

(۱) اسپر دیکھو ہمارا مضمون الحکم قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت پر نمبر ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں۔

غرض یہی سچے معجزات ہیں جنپر عقل کا، سائنس کا اور قانون قدرت کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اور یہی ذریعے ہیں جن سے انسان گناہوں کی ناپاک زندگی سے نکل کر خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان کی پاک زندگی کے زیور سے آراستہ ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تدریجی تعلیم سے

اور ان مقتدر ہتھیاروں کے استعمال سے ایک قوم بنائی جو تین صدیوں تک صراط مستقیم پر رہی اور آخر قانون قدرت کے مقتضاء سے طبعی طور پر انقلاب آیا۔ پہلے مذہب اور اخلاق میں پھر لازماً حکومت اور سیاست میں خوفناک تغیر پیدا ہوا اور آج یہ حال ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں اور اب علیگڈھ سکول اور ندوہ کوشش کرتے ہیں کہ اسکی وہی صورت و شکل بنا دیں جو پہلے تھی۔ مگر خدا کے لیے ان سکولوں کے انصار اور مویدین غور کریں کہ کیا وہ ان ہی پگڈنڈیوں پر قدم مار رہے ہیں جنپر اس قوم کے پہلے بانی نے مانا۔ اور ان کے ہاتھوں میں وہ ذریعے اور ہتھیار ہیں جنکی ترغیب و ترہیب سے قوم کو اس تسلیم پر مجبور یا مائل کردیں جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ یہ تو مسلم بات ہے اور اس کے ثبوت میں دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کی تباہی حد سے نکل گئی ہے اور اب پھر یہ اسی آگ کے گڑھے کے کنارہ پر کھڑے ہوگئے ہیں جس سے ایک مبارک اور مقدس ہاتھ نے انھیں پہلے چھڑایا تھا۔ وہی اختلاف۔ وہی نزاعیں اور وہی سفاہت ہوا بالکل نکل چکی ہے۔ ایمان اور مذہب اور عصبیت جو ایک ہی روح و روان اور نسیم ان میں تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ وہی عیاشی اور فسق و فجور۔ شراب خوری۔ قمار بازی اور کاہلی ہمیں آگئی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی عظمت۔ قرآن کی عزت اور خود خدا تعالے کی جبروت اور وقعت دلوں سے اٹھ گئی ہے ان باتوں کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دل سے یا زبان سے بولنے والے سب کے سب وہ عیوب بیان کرتے ہیں جو فی الواقع ہیں اور اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں جو خدا کی حجت نیّرہ

کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف چلنے سے خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ ایجوکیشنل کانفرنس نے بڑی کامیابی حاصل کرلی سیکڑوں نہیں ہزاروں کو بی اے ایم اے بنا لیا۔ ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنا لیا۔ اور اسکی خواہش اور دلی آرزو کے موافق قوم نیم یورپین بھی بنگئی اس لیے کہ پورے یورپین بنجانے سے تو وہ بھی مایوس ہیں اور پھر بابا تو سرسے سے مدت ہوئی جنازہ بھی پڑھ چکے تھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ امید کرتے ہیں اور ایسی امید کرنے کے وجوہ ان کے پاس ہیں کہ وہ وہ قوم بنجائیں گے جسکے بنانے کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اسکے لیے وہ تدابیر اختیار کی گئیں جو اوپر ذکر ہو چکی ہیں۔ اس قوم کو یا قوموں کو مسلمانوں کے لیے اسوہ قرار دینا اور رات دن ان ہی کی باتوں اور فعلوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے مزین کرنا جنکی نگاہ زمین کے سطح تک محدود و مقصور ہے اور مادی لذت اور عیش اور بطن اور فرج کی شہوتوں کے دائرہ سے انکی ہمت باہر نہیں جاتی اور آسمان کیطرف کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے سراسر غلطی ہے مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور ان مادہ پرست قوموں کی غائت نظر یہ ہے ان ھی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیا وما نحن بمبعوثین۔ انکی راتدن کی کوشش ان کے صنائع۔ انکی ملک گیری کے منصوبے اور کارروائیاں سب سے اصل غرض یہی ہے کہ رذیل اور سفلہ خواہشیں پوری ہوں۔ اگرچہ لوگ ہمیں ایسے بھی ہیں جو ملک گیری اور صنائع کے مشغلوں میں مبتلا لوگوں سے ذرا اونچا قدم اٹھاتے اور وہ کہلاتے ہیں کہ وہ آسمانی زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ بدقسمتی سے ایک مردہ انسان کی خدائی پر گھٹنا ٹیکے بیٹھے ہیں۔ بڑا زور دیا جارہا ہے ہائی ایجوکیشن پر اور کیا کچھ اسکی خاطر

کیا جارہا ہے۔ بہت خوب اس کی ضرورت بھی اور واقعی ضرورت ہے مگر کیا یہ حق نہیں کہ ایکطرف سے بالکل ذہول ہوگیا ہے یا دانستہ یا اضطراراً پہلو تہی کیا گیا ہے۔ ان مجلسوں نے سب سے پہلے اس اصل کو ضروری سمجھا ہے اور اسپر ایسا قوی ایمان رکھتے ہیں جیسا راستباز خدا کے کلام پر کہ کسی کے ذاتی افعال سے تعرض نہ ہو۔ شرائع اللہ کی پابندی صوم و صلوٰۃ کا التزام۔ فسق و فجور سے اجتناب تقویٰ و طہارت اور تعظیم شعائر اللہ کو اختیار کرنا مجالسوں اور کانفرنسوں میں ان باتوں کا ذکر حرام ہے۔ جیسوں اور قالبوں کا اجتماع ایک مکان میں ہو اور ضرور ہو جو ہمیں خواہ کیسے ہی مختلف درجہ اور نوع کے میلان اور جذبات ہوں۔ ایک بیباک زناکار ایک رند و نوش پیش کرے اور دوسرا آب آتشیں سے مست ہوا ہوا خواہ اسوقت اس کے منہ سے نجاست کی بدبو آتی ہو اور پاؤں مرکز پر ٹھہر نہ سکتے ہوں اسکی تائید کردے ایک ایسا شخص جو اسلام کی سچائی اور پابندی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو۔ مادی خیال کا آدمی ہو۔ دہریہ ہو کوئی ہو نام ہو مسلمانوں کا سا وہ مجلس کا صدر بنجائے شرط یہ ہے کہ کلب من کلاب الدنیا ضرور ہو اور جیفۂ دنیا سے اسے کافی حصہ ملا ہوا ہو۔ میں پوچھتا ہوں اور ہر خداترس حق پرست کے دل میں ضرور یہ سوال پیدا ہونا چاہیے کہ کیا اس قوم کا آغاز اور ابتدا ایسے ہی بانیوں اور مقدسوں اور مؤیدوں اور ناصروں سے ہوئی ہے۔ اور کیا یہی طریق فلاح و صلاح کے ہیں جو اب اختیار کیے گئے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ضروری بات جو مدار ہے تمام کامیابیوں کی اتفاق اور وحدت ہے۔ اس کا اتنک کوئی وجود نہیں اور نہ اس کے اشراط و آثار پائے

جاتے ہیں۔ **ندوۃ العلما** بھی خدا کیلئے غور کرے کہ کیا اُسکا پاؤں بھی اُن ہی آثار پر پڑتا ہے جو ایجوکیشنل کانفرنس یا علیگڈہ اسکول کے رہرو زمین پر لگا گئے ہیں یا اس بزرگ انجمن نے کوئی اور راہ اختیار کی ہے۔ اور اگر کوئی اور راہ ہے تو وہ کیا ہے۔ میں اُنکو اور تمام سچے مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں اُس **اعلان** کے مقصد سوم و چہارم و پنجم و ششم کیطرف جو ندوۃ العلما کیطرف سے ۱۴ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔ مقصد سوم ندوہ کی عبارت یہ ہے۔ "اخلاق نبوی کی کامل تعلیم و تربیت کی جائے جس سے ہماری اطوار اور چال چلن درست ہوں آپس کی پھوٹ کی جگہ قوت متفقہ سے کام لیا جائے۔" (۴) "فروعی اور جزئی اختلاف جس نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم عمارت کی جڑ کھوکھلی کردی مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے" (۵) احقاق حق اور ابطال باطل نہایت نرمی اور سہولت سے کیا جائے فتنہ اور فساد کی نوبت نہ آئے۔" (۶) "وہ خطہ جہاں اسلام کا نور و حصہ لگنے میں پڑا ہوا ہے اور جہاں اسلام کی حقیقت اور حقانیت سے لوگوں کے دماغ ابتک منور نہیں ہوئے وہاں دکھایا جائے کہ اسلام کیا ہے اور اُس کے فیوض و برکات کیا ہیں۔"

کیا یہ باتیں اور یہ مقاصد سرسبز ہو سکتے ہیں اُن تجویزوں سے۔ اور ان خود تراشیدہ منصوبوں سے جو اختیار کیے گئے ہیں۔ اخلاق نبوی کس ذریعہ اور اسوہ سے سکھائے جائیں۔ کون مرد مزکی اور مطہر اور صاحب قوت قدسیہ اور صاحب نشان و علامات ہے جو اُن اخلاق کو سکھائے۔ کیا ممکن ہے کہ اُن اخلاق سے متخلق ہوئے بغیر اور اُن صفات کا ملہ سے متصف ہوئے بدون کوئی دوسرو تکے تزکیہ اور تعلیم کا متکفل ہو سکے۔ اخلاق میں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم بننے کیلیے ضروری اور بنیادی پتھر تھے۔ اور جیسا ہم بیان کرچکے ہیں آپکو علمی اور عملی رنگ میں خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے جو اس جہان کے انتظام اور اصلاح کے ضروری اور دوسرے عالم کی تیاری اور اہلیت کے حاصل کرنیکے لیے موزوں اور مناسب تھے۔ اب بڑا سوال یہ ہے کہ ندوہ کنکو یا کسکو پیش کرتا ہے جو محمدیت کے بروز اور مظہر ہونے کا مدعی ہے۔

اور اگر یہ اصطلاح گراں معلوم ہو تو یوں سہی کہ آپکا سچا خلیفہ کونسا ہے جسے پیش نظر رکھکر ندوہ کو اُمید دلائی گئی ہے کہ وہ مقصد اُس سے حاصل ہو جائے گا۔ فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مٹائی جائیں۔ یہ کیونکر اور کس ذریعہ سے یا کس کے ذریعہ سے۔ کیا کوئی ایسی پُر رعب مگر دلکش آواز رکھتا ہے جو قوم کے خطرناک جنگجو دشمنیں بہت جلد دب کر زور سے کہے

أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُمْ... **أَإِلَى الجَاهِلِينَ وَأَنَا فِيكُمْ**

اور اس آواز کے سُنتے ہی سب جوش سرد پڑجائیں اور تلواریں میانوں میں کرلی جائیں اور مفارقت اور مباغضت معانقہ اور مصافحہ سے بدلجائے۔ عادت اللہ نے دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعت اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اُس آگ پر پانی نہیں پڑا جسنے کبھی ہزاروں خاندانوں کو راکھ کر ڈالا تھا اور اب پھر ہماری قوم کے خرمن میں لگ رہی ہے۔ بہتوں نے مُنہ کی پھونکوں سے اور بعضوں نے آستینوں سے وہ آگ بجھانا چاہا مگر خدا کا قانون قدرت کسی کیلیے کیونکر بدلجاتا۔ وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اُسپر نہ پڑتا جسکی قطرہ آتش کشی کے لیے بنائی گئی ہے اور جسکے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے **وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا**۔ اور **فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا**۔ یاد رکھو اگر آج زمین وہی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر وہی مفاسد و غیرہ قوم میں پیدا ہو گئے ہیں جو اُسوقت تھے جبکہ پاک اور مقدس ہادی (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوا تو آج بھی پھر اُسی کے دوبارہ آنیکی ضرورت ہے۔ پھر اُسی سلسلہ کی ضرورت ہے جو اُسوقت اصلاح قوم کیلیے قائم ہوا اور جس نے اپنی عملی کامیابی پر مہر لگا دی۔ عجیب بات ہے اور ہمارے علما پر اور بھی تعجب ہے کہ وہ کیوں اس سہل بات کو نہیں سوچتے کہ اتنا تو سب تسلیم کرچکے ہیں کہ اُس جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کیطرح انسانوں کے ڈھیر جمع ہوئے ہیں مگر روح نہیں۔ خدا تعالی پر وہ ایمان نہیں۔ وہ راستی اور تقوی و طہارت نہیں۔ وہ شریعت حقہ کی پابندی نہیں۔ بے باکی۔ اباحت۔ دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر وبا ہو رہا ہے پھر باوجود ان بہات کے تسلیم کرنیکے اور مرض مشخص ہو جانیکے اُلٹا علاج کیوں کیا جاتا ہے۔ کیوں اُسی پہلے نسخہ کیطرف توجہ نہیں کیجاتی۔

اور اگر یہ مقصود ہے اس اختلاف کو مٹانے سے کہ سب لوگ نفاق اور مداہنہ سے زندگی بسر کریں اور عقائد اور ایمانیات کی عصبیت اور جوش کی گردن ماریں۔ ایک محمود آباد کا راجہ سینہ میں خدا کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش تیرا لیکر ندوہ کا پریزیڈنٹ ہو اور وہاں اُن قدوسیوں کے ذکر سے زبان آشنا نہ ہو تو کامیابی معلوم۔ بڑی غلطی ہے یورپ کی نظیر کو پیش کرنا۔ اُن لوگوں کا معاملہ اور ہے اور تمہارا معاملہ جنکو روشن کتاب اور باہرہ حجت دی گئی اور ہے تم اُس کتاب کے اصول کو قائم کرنے اور نبی کریم کی سچی عزت کو بحال کرنے کی بغیر کبھی سرسبز نہ ہو سکو گے۔ ان بہروپوں اور نقالیوں سے یقیناً خدا کا غضب اور بھڑکے گا۔ سب سے پہلے مداہنہ کی تدبیر پر عمل کرنیکا میلان اُس شخص میں پیدا ہونا چاہیے تھا اور تمہارے عملی زعم کے موافق اُسے ضروری تھا جسکو غیور خدا نے کہا **وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ**۔

ہم ندوہ کے اس عالمانہ فقرہ کا مطلب سمجھ نہیں سکا کہ "فروعی اور جزئی اختلاف کو مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے"۔ مسلمانوں کے عقائد اور مذہب اور ایمان کی دلو میں لگی ہوئی باتوں پر کچھ لکھا جائے اور پھر ایک قوم بنجائیں اور اشتعال میں نہ آئیں۔ یا منت سماجت کرکے اور ناخن جوڑ کے ہر ایک مذہب اور مشرب کو کہدیا جائے کہ عیسی بدین خود موسی بدین خود۔ وہ کون سے الفاظ ہیں اور مہذب الفاظ جنسے مثلاً منکران خلفا کو سمجھایا جائیگا۔

کہ تمہاری راہ درست نہیں یا فریق ثانی کو کہا جائے گا کہ امامت بلا فصل لاریب حق حضرت علی کا تھا مگر وہ ناتوان تھے بےکس تھے ناچار انکا حق غصب کیا گیا۔ اور ایسا ہی مقلدوں اور غیر مقلدوں کے نزاع کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ کونسے مہذب الفاظ ہیں مثلاً جنکی وساطت سے بڑی ملائمت اور ملاطفت کے ساتھ ایک خوفناک سکول کی پیرو یا مداح ذریت کو کہا جائے گا کہ نماز کی پابندی ضروری شئے ہے اور روزے خدا تعالیٰ کا فرض ہے انسان مسلم پر۔ اور سچی طہارت اور تقویٰ اور خشیت اور انابت ایک مسلمان کا تمغہ ہیں۔ یہ اباحتی اور بیقید زندگی جو تمنے اختیار کر رکھی ہے اور صورت و سیرت سنت حقہ محمدیہ کے خلاف بنا رکھی ہے یہ مناسب نہیں۔ میں بادب **ندوہ** کے محترم علماء سے پوچھتا ہوں کہ وہ اسلوب اور منہاج تو از راہ کرم بیان فرمائیں جن سے وہ فروعی اور جزوی اختلاف کو مٹائیں گے۔ کیا اس لفظی تجویز کو پیش کرنے اور پاس کرنے کے وقت انکی ضمیروں نے یقین کر لیا کہ یہ مبارک تجویز ہے اور ضرور عمل میں آجائے گی اور اس تاریکی کے وقت میں یہ تجویز نور کا کام دے گی۔ پھر اس پیچدار بات کا مطلب سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ جزئی فروعی اختلافات کا مذکور ہی درمیان نہ آنے پائے۔ مگر یہ ناممکن ہے اور ابد تک ناممکن ہے۔ ہم کیا ندوہ یقین کرتا ہے کہ ایک عالم یا عالموں کے اپنے منصوبے اور جوڑ توڑ ایسے تتر بتر ہو چکے ہوئے گلہ کو ایک میدان میں ایک عصا کے نیچے فراہم کر لیں گے۔ اور کیا کوئی اسکی نظیر ہے اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ میں بجز اُس مبارک قرن کے جس میں لامعلوم زمانوں کے مختلف الآرا دشمن جانی دوست بنگئے۔ اور اگر واقعی یہ احساس ندوہ کے دردمند دلکو ہوا ہے کہ اس اختلاف سے اسلام کی جڑ کھوکھلی ہوگئی ہے تو اس کے علاج اور تدارک آفات کے لیے سچی اور حقیقی راہ پر قدم مارنے کی فکر کرے۔ اور اگر علیگڈھ کی کونفرنس کی طرح رزولیوشن بازی ہی مقصود ہے تو وہ جانے اور اُسکا کام۔ پانچواں مقصد بھی میں نہیں سمجھ سکتا کہ جذبات کے مغلوب اور پرجوش لوگ کیونکر اس کام سے عہدہ برآ سکتے ہیں اس مقصد کا اور چھٹے مقصد کا انجام اور مطلب ایک ہی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کیا شے ہے اور کن ذریعوں سے ہو سکتا ہے ندوہ نے بیان نہیں کیے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ان مشکلات پر کبھی غور بھی نہ کی ہوگی جو اس راہ میں راستبازوں کو پیش آتی ہیں۔ آج وہ کون حق ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ کونسا باطل ہے جسکو تباہ اور نابود کرنا چاہتے ہیں سب سے بڑا اور اعلیٰ حق یہی ہے کہ خدا کی صفات کاملہ میں کسی مخلوق کو شریک نہ سمجھا جائے۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدا کے بعد تمام مخلوقات سے برتر مانا جاوے۔ لاانتہا مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کو ابدی زندہ اور محیی اور ممیت اور شافی اور غیب دان خدا تعالیٰ کی طرح مان رکھا ہے اور یوں انکی الوہیت کو تسلیم کر کے نصرانیوں کی شرک عظیم کی مدد کر رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت اور تذلیل کی جاتی ہے کہ وہ مردہ زیر زمین مدفون ہیں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں عیسائیوں کے ہاتھ میں یہ کاری حربہ خود مسلمانوں نے دیا ہے جس سے عیسائی انکو ذبح کر رہے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے لاہور کے بشپ بہادر نے اپنے ایک لیکچر میں جس کے سامعین سیکڑوں مسلمان تھے مسلمانوں پر خود ان کے اس مسلمہ مسئلہ سے حجت ملزمہ قائم کی اور کہا کہ ایک مٹی میں مل گئے ہوئے انسان میں اور آسمان بلند پر بیٹھے ہوئے وجود میں کوئی فرق بھی تو ہے؟ اور آخر اس سے مسیح کی الوہیت پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین پر استدلال کیا اور اس اعتقاد کے رکھنے والوں میں سے ایک نے بھی اٹھکر اس کے دانت نہ توڑے اور مسیح کی عزت اور رسول کامل خاتم النبیین کی ذلت کو شیر مادر کی طرح پی گئے۔ ہاں تو کیا ندوہ تیار ہے کہ اس حق کا اظہار کرے۔ اور بڑا باطل اس وقت حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد ہے جس سے کروڑ آدمیوں نے انہیں خدا بنا رکھا ہے اور اس اعتقاد کی اشاعت میں حد سے زیادہ جوش اس انسان کی پرستار قوم کے دل میں ڈالا گیا ہے سب سے بڑا فتنہ جسکی نسبت قرآن نے کپکپا دینے والے الفاظ میں خبر دی کہ تکاد السموات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا۔ اور بڑا بھاری مفسدہ جسنے پاکیزگیوں اور راستیوں یا یوں کہو کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی کر دی ہے یہ فتنہ **عیسیٰ پرستی** کا ہے اور اسکی جڑ ہے عیسیٰ کی زندگی یعنی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر جانا اُسکا مان لینا۔ اسکی جڑ کاٹنا اسلام کو سرسبز کرنا اور مسیح کو مردہ ثابت کرنا اسلام میں تازہ روح پھونکنا ہے۔ کیا ندوہ واقف نہیں یا کم سے کم کوئی ایک فرد اُسکا تو ضرور واقف ہوگا کہ چھ کروڑ سے زیادہ رسالے اور کتابیں عیسیٰ پرست یا مردہ پرست قوم نے اسلام اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل و تفسیق میں لکھی ہیں اور یہ دجل اور سفید جھوٹ کنواریوں کے خدرون تک بھی داخل ہو گیا ہے۔ اور ایک آشوب رستخیز اس سے برپا ہو گیا ہے کیا ندوہ اس باطل زہریلے سانپ کا سر کچلنے کو تیار ہے۔ پھر بہت عظیم الشان حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں کوئی نقص اور عیب روا رکھا نہ جائے۔ اسکی پاکذات کی نسبت اعتقاد رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ سے متکلم اور مدبر بالارادہ

اور متصرف اور سمیع و بصیر ہے۔ اسکی صفت تکلم پر کسی زمانہ میں مہر نہیں لگ سکتی اس لیے کہ یہ اسکی شان میں منقصت کو روا رکھنا ہے۔ اُس نے **اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم** کی دعا میں صاف اشارہ فرمایا ہے کہ **منعم علیهم** جماعت کے تمام کمالات کے دروازے سدا کھلے رہیں گے اور تاکید فرمائی ہے کہ سب مسلمان یہ دعا مانگا کریں۔ اور بڑا انعام اُسکا وہ فیوض اور برکات ہیں جنکا نام ہے مکالمہ اور وحی اور رویائے صادقہ اور یہی ورثہ ہے اُن لوگوں کی جنپر انعام کیا گیا۔ اگر ایکطرف تو اُن فیوض پر مہر لگ چکی تھی اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات اُس حد تک پہونچکر ساکن ہو گئی تھیں تو پھر یہ دعا نعوذ باللہ ایک دھوکا اور تھوڑے دل خوش کن الفاظ سے زیادہ نہیں ہوگی اور یہ منقصت ہے صفات باری تعالیٰ میں۔ اور یہ اعتقاد کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی اور اُس کے ساتھ آپ کے تمام فیوض اور برکات بھی منقطع ہوگئیں اور آئندہ کے لیے نعوذ باللہ دوسرے لوگوں اور مذہبوں کی طرح آپ کی نبوت بھی مرگئی اور آپ کی صفات عالیہ اور برکات سامی کی قائم مقامی یا مظہر و بروز کی راہ بالکل مسدود ہوگئی اس دعا **اهدنا الصراط المستقیم** کی تکذیب ہوگی اور خدا تعالیٰ کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی اور بڑا بھاری حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ واقعی خارج میں ایک مخلوق ہے جسے خدا نے ایمانیات میں داخل کیا ہے اور جبرئیل علیہ السلام ملکۂ انسانی یا ایک قوت قوائے انسانی میں سے نہیں بلکہ ایک جدا مخلوق ہے [illegible] قانون قدرت کیمطابق خدا کے یہ وسائط ہیں اور یہ روحانی وسائط ایسے ہی ہیں جیسے جسمانی عالم میں خدا کے فیوض اور [illegible] کے پہونچانے کے لیے قوائے طبعی مثلاً چاند سورج ستارے اور دیگر مادی اشیا وسائط ہیں اور جو وسائط خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر [illegible]

اور حملہ نہیں۔ اور بڑا حق یہ ہے کہ دعا حق ہے اور ایک سبب قوی ہے منجملہ اُن اسباب کے جو مقاصد و مطالب کے برلانے کے لیے خدا تعالیٰ نے حسب قانون قدرت بنائے ہوئے ہیں۔ اور دعا لاریب ایک علت قویہ ہے معلولات کے لیے۔ اور بقول ایک سطحی خیال کے زمینی آدمی کے نری خوش کن خشک عبادت نہیں۔ اور مثلاً بڑا حق یہ ہے کہ خدا کے مرسلوں اور ماموروں اور مبعوثوں کی صدق کے بڑے بھاری نشان اور علامات معجزات اور خوارق آیات ہیں اور وہ ہیں اقتداری پیشگوئیاں جو علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور یہ ان کے خدا کا مخفی اور نہاں در نہاں چہرہ اس جہان میں کبھی نظر نہیں آسکتا۔ کیا ندوہ تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے اور اس حق کے مبطلوں کا سر کچلے۔ بہت خوب اگر ایسے بھاری کام کا بیڑا ندوہ نے اُٹھایا ہے تو خدا مبارک کرے مگر پھر سوال یہ ہے کہ کیا دکھا کر احقاق حق اور ابطال باطل کرینگے اور اُن خطوں میں جہاں ابتک اسلام کا نور نہیں گیا کونسی فضیلت اسلام کی اور دوسرے مذاہب باطلہ اور ہمیں مابہ الامتیاز پیش کرینگے۔ تمام مذاہب باطلہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُنکے مذاہب اور مذاہب کے انصار و خدام اقتداری نشان دکھانے سے قاصر ہیں اور وہ اسی یقین کو شائع کرتے ہیں کہ خوارق عادت کا وجود پچھلے زمانوں کے لیے تھا اب نہ کوئی اُسکی ضرورت ہی اور نہ کسی میں قدرت ہے۔ اور اسوقت تمام مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کمالات نبوت سب ختم ہو گئے۔ اب نہ تو غیب کے حقائق پر مشتمل اقتداری پیشگوئی کوئی کرسکتا ہے اور نہ ہی اسکی راہ مفتوح ہے۔ خدا کی صفت کلام اور وحی اور الہام پر مُہر لگ چکی ہے۔ ایک نیچری پیر مرد جیسے ہی حقیقت حقہ سے منکر ہے جو کہتا ہے کہ کمالات نبوۃ میں کسیکو سچا جانشین ماننا شرک فی النبوۃ ہے ویسے ہی اہل حدیث اور دیگر مسلمان قولاً یا عملاً اس کے

منکر ہیں۔ دوسرے مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ بھی اپنے مذہب کی صداقت اور حقیت کے لیے دلائل دیتے اور ہزاروں صفحے سیاہ کرتے ہیں اور تقریر و تحریر میں بھی اُنکی زبانیں تھکنے میں نہیں آتیں۔ اسی طرح مسلمان بھی لفظی دلائل اور مباحثات پر اکتفا کرنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں رکھتے اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں اور ان مذاہب میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ جیسے بے فیض اور خشک اور بے برکت وہ مذاہب باطلہ ہیں ویسا ہی اس رنگ میں اسلام ہوا۔ ایک ہی مابہ الامتیاز تھا یعنی زندہ خدا کا زندہ نشان جس کے دکھانے کی توفیق باطل کے پرستار ہاتھوں کو کبھی نہیں دیگئی اور نہ دیجاے گی۔ جیسا کہ خدا کی پرحکمت کتاب فرماتی ہے **عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول** اب میں ندوہ سے با ادب عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ یورپ میں سید احمد خان والا اسلام پیش کرینگے جسمیں خدا کو محض عضو بیکار اور معطل دکھایا گیا ہے۔ وحی کا انکار۔ دعا سے انکار۔ ملائکۃ اللہ سے انکار اور خدا کی پیشگوئیوں اور خوارق عادات سے انکار ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک ردی اور بھبکی کتاب ثابت کیا گیا ہے۔ یا کیا آپ اہل حدیث والا اسلام پیش کرینگے جیسا کہ اہل حدیث کے ایک ایڈووکیٹ نے لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں کہا اور افسوس سے اعتراف کیا کہ اب اسلام میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کوئی مقتدرانہ نشان دکھا سکے اور خرق عادات امور اُس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ اسطرح اُس نے اسلام کو پورا بے برکت اور بے اثر ثابت کیا۔ یا آپ ان سجادہ نشینوں اور فقرا اور صوفیوں کا اسلام پیش کرینگے جنہوں نے باوجود اقرار کرنے ختم نبوت کے ہزاروں نبوتیں تراش لی ہوئی ہیں اور خاتم النبیین کی سنت ثابتہ صحیحہ حقہ کو

کو چھوڑ کر لا انتہا بدعات کے بتوں کو سجدہ کر رہے ہیں۔ پھر میں باادب پوچھتا ہوں کہ از راہ کرم اتنا تو فرمائیں کہ وہ کونسا مابہ الامتیاز نور آپ کے پاس ہے جسے لیکر آپ اُن خطوں میں جائیں گے جہاں ابتک اسلام کا نور نہیں پہونچا اور لوگ شناخت کر لیں گے کہ آپ لاریب ایک صادق اور زندہ اور بابرکت مذہب لائے ہیں اور یقین کر لیں گے کہ اُن کے مذاہب اس کے مقابل مردہ اور لاشئے ہیں۔ ہاں تو کیا ندوۃ العلما تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے اور اس کے لیے سچے وسائط اور راہیں ڈھونڈے اور غور کرے کہ یہ نورانی ہتھیار کس سراج منیر اور کس مخزن سے مل سکتے ہیں۔ ندوہ کو معلوم ہوگا کہ آجکل امریکہ میں ایک شخص جان الگزنڈر ڈوئی نام سے دعوی کرتا ہے کہ وہ الیاس ہے وہ ورد اکا منکر ہے۔ اُسکا گمان ہے کہ وہ دعا سے لوگوں کو اچھا کرتا ہے وہ اپنے اخبار اور رسائل میں جن کے بہت سے نمبر ہمارے پاس موجود ہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں درج کرتا ہے جو اُس کے زعم میں اُسکی دعا کے وسیلہ مختلف بیماریوں سے اچھے ہوئے یہ شخص دوسرے عیسائیوں کیطرح پورا ظالم مشرک ہے اور مردہ خدا کی الوہیت اور کفارہ کیطرف دعوت کرتا ہے اور اور اپنے باطل کو زینت دار الفاظ سے سجاتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ بیماریاں بھی وہ پیش کرتا ہے جو نہایت خفیف اور آسان علاج پذیر ہیں اور اپنی دعا کو اُنکا چارۂ کار بتاتا ہے۔ اب کون فیصلہ کرے کہ فلاں شخص درحقیقت اُس کی دعا سے اچھا ہوا یا یوں ہی خود بخود صحت یاب ہوگیا۔ اب اس قوم کے باطل کا ابطال کس ذریعہ سے ہوسکتا ہے اور کونسا مذہب حق اُن کے مذہب کے مقابل پیش کیا جا سکتا ہے جس کی نسبت صریح دعوی ہوسکے کہ یہ واقعی مذہب حق ہے اور اسکی سچائی کا یہ معیار ہے اور اسکے غیر میں یہ مابہ الامتیاز نہیں

اسکا جواب بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ مقتدر خدا کا زندہ طریق ثابت کرنے کے لیے ازبس ضروری ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اُس کے فیوض اور برکات زندہ اور دائمی ہیں اور اس امر کا ثبوت بجز اقتداری اور قاہرانہ پیشگوئیوں اور خوارق عادت امور کے اور کچھ نہیں۔

کیا **ندوہ** کے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا خدا زندہ اسلام زندہ۔ اسلام کا نبی کریم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ۔ اسلام کی بولی عربی زندہ۔ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اُسکا سلسلہ ابتک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ یہ بات کسی کتاب کے مردہ اور بے برکت اور ممسوخ و مجذوم ہونے کے نشانوں سے ہے کہ اُس کے مندرجہ معجزات اور خوارق بطور قصہ اور کتھا کے رہگئے اور اب اُن کا نمونہ دنیا میں موجود نہیں۔ اور درحقیقت قابل تمسخر اور ضحکہ کے وہ مذہب اور کتاب ہے جو یہ دعوی کرے کہ اُس کے برکات پہلے تو تھے مگر پھر بند ہوگئے ہیں۔ اور اسوقت نہ تو کوئی موجود ہے اور نہ ایسا شخص کبھی پیدا ہوسکتا ہے جو اُن برکات اور انعامات کا حصہ دار ہو اور دوسروں کو دیسکے اور دشمنان اسلام کو دکھا سکے جو پہلے راستباز دکھو دی گئیں۔ افسوس رونے اور دانت پیسنے کا مقام ہے کہ ایک مردہ اور جلد فنا ہوجانیوالی اور ممسوخ ہو جانے والی کتاب توریت کے اتباع اور فیض تعلیم سے بیسیوں راستباز اور منعم علیہم موسی (علیہ السلام) کی مانند ہوئے اور خدا نے اُن سب برکات و فیوض کا وارث انہیں کیا جو حضرت موسی کو دی تھیں۔ مگر خاتم النبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ اور خاتم الکتب قرآن کریم کی یہ تاثیر اور یہ برکت کہ بدقسمتی سے وہ

سارا سلسلہ ہی ختم ہوگیا اس لیے کہ نبوت پر مہر لگ گئی۔ اور اسطرح وحی کا تار بند ہوگیا۔ پیشگوئیوں اور خوارق عادات کا اظہار بند ہوگیا۔ **مصالح الٰہیہ** سے شریعت تو تکمیل پاکر ختم اور بند ہوچکی تھی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا مگر انعامات اور برکات اور فیوض پر کیوں مہر لگ گئی۔ اللہ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبین کیا ہوئے آپ کے ساتھ ہی سارا تانا بانا فیوض و برکات کا ادھڑ گیا۔ اس صورت میں خدا تعالے کے اس قول کے **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** کیا معنے ہوئے۔ کیا آپ حفاظت سے لفظوں کی حفاظت مراد لیتے ہیں اور اس سے آگے تجاوز نہیں کرتے۔ اگر یہی مراد ہے تو وہ موجود ہے پھر اس کے ہوتے قوم کیوں بگڑی اور کیوں لفظوں کی ذاتی تاثیر نے خود بخود قوم پر وہی اثر نہ کیا جو اُسوقت نظر آگیا اور ایک زمانہ اُس کا گواہ ہوگیا جبکہ قرآن کے عمل کا نمونہ صاحب کشش وجود موجود تھا۔ ایسا نہیں بلکہ حفاظت سے مراد اُس کی صورت اور سیرت۔ الفاظ اور معانی اور برکات اور تاثیرات اور فیوض سب کی حفاظت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس زمانہ میں انسانوں کی ایسی حالت ہوجائے کہ باریتعالی کی ہستی کا انکار ہوجائے اُس کی صفات پر اعتراض ہوں۔ اور زمانہ پر فسق اور فجور اور بطلان اور شیطان کا سیاہ سایہ پڑ جائے اور تمام صداقتیں اور حقائق حقہ استخفاف اور انکار کی نگہ سے دیکھے جائیں اور بیت ہمت سفیہ دشمن قرآن پر اور حامل قرآن پر زبان طعن دراز کریں اُسوقت ایسا آدمی ضرور مبعوث ہوگا جو باطل کے ہر قسم کے حملہ کو دفع کرے گا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کریگا۔ اور یہاں ذکر کی حفاظت ہوگی ہاں تو میں پوچھتا ہوں کہ ندوۃ العلما کوئی ایسا شخص دکھا سکتی ہے جسکو یہ اقتدار بخشا گیا ہو۔ اس لیے کہ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اور غیر خطوں اور ملکوں میں نور اسلام کا پہنچانا تو ایسے ہی شخص کا

کام ہے۔ خشک لفاظ اور بے برکت ملا مولوی اور مبتدع صوفی کا تو کام نہیں۔ جب کہ ندوہ کے علم اور رسائی میں ایسا شخص نہیں تو اس نے ان نقائص کی ترتیب کیوقت کیا سوچا۔۔ کیا اتنی پر قناعت کر لی کہ شہر بشہر چند خشک اور بے برکت آدمیوں کا اکٹھا ہو جانا ہی اس کام کو پورا کر دے گا۔ افسوس ندوہ کی حقیقی ماں ایجوکیشنل کونفرنس نے بھی ان پندرہ یا کم و بیش برسوں میں بیشمار رزولوشن پاس کیے اور بیشمار روپیہ برباد کیا مگر اصل مرض کی تشخیص اور حقیقی علاج کی تلاش میں ایک قدم بھی نہ اٹھایا۔ قوم کو بیمار مانا اور مرض یہ قرار دیا کہ انگریزی اعلیٰ تعلیم کے نہ ہونے سے یہ مریض ہلاکت کے قریب آگیا ہے اسکا علاج علیگڈھ کالج یا ایسے انسٹیٹیوشن کے سوا نہیں اور اسطرف کبھی التفات نہیں کیا کہ خدا کو ناراض کر کے۔ یعنی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے۔ قرآن کریم کے موجود ہوتے فسق و فجور کی راہوں کو اختیار کر کے اور شریعت حقہ کی پابندی سے منہ پھیر کر قوم کا یہ حال ہو گیا ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا اس لیے کہ سورہ فاتحہ کے اخیر میں مغضوب علیہم کے لفظ میں اشارہ ہو چکا تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے استیلا اور فتنہ کیوقت مسلمانوں کی حالت علمی اور عملی اور اخلاقی اور سیاسی بالکل یہود کی حالت کے مانند ہو جائے گی۔ چنانچہ خدا کے زندہ کلام کی یہ پیشگوئی صاف طور پر پوری ہو گئی اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ قوم کے ادبار اور نکبت کی حالت ہر رنگ میں مضروب الذلۃ قوم یہود کی سی نہیں۔ غرض مادہ پرست اور بالکل رو بدنیا اور آسمان سے قطعاً منقطع قوم نیچری طرح محمڈن (اس بے ادبی اور گستاخی سے خدا کی پناہ) ایجوکیشنل کونفرنس علیگڈھ نے قوم کی تباہی کو محض زمینی اور مادی اسباب قرار دیے اور میٹیریالسٹوں کی طرح معمولی اور ظاہری علت پر سر جھکا دیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میں نے مختصراً بیان کر دیا ہے کہ جب تک قوم کو پھر بھی قبلہ کیطرف منقلب کر کے متوجہ نہ کیا جائے اور سب سے پہلے یہ کام کیا جائے تب تک کچھ نہ ہو گا۔ اور میں نے دکھا دیا ہے کہ پہلے جب کہ یہ قوم بنی تھی تو کن ذرائع اور اسباب سے بنی تھی۔ اور اسکی اصلاح کے لیے کیا قانون بنایا گیا اور کیسا بابرکت اور زندہ نمونہ اس قوم کے سامنے پیش ہوا اور اس مقنن اور ہادی کو کیا صفات اور خصائص دیے گئے تھے جن سے قوم میں سچی اور لانظیر اطاعت کا مادہ پیدا ہوا۔ اگرچہ اس میں ہر ایک بات طبعاً تفصیل اور بسط چاہتی تھی مگر مجھے مصلحت نے اختصار اور اجمال پر مجبور کیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے بعد ضروریہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کارکنوں پر ایک مایوسی کا عالم طاری ہو سکتا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ اور قوم کی اصلاح کے لیے ان صفات کا آدمی کہاں سے لایا جائے۔ لہذا میں زیادہ دیر تک کشمکش آمیز بیان کو معرض تحریر میں لانا نہیں چاہتا اور صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق **منہاج نبوۃ** پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے۔ یا صاف لفظوں میں یوں کہہ دیا جائے کہ جیسا کہ زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سورۂ جمعہ میں پہلے فرمایا تھا **وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ** الآیہ۔ یعنی وہ رسول پاک جو امیوں میں مبعوث ہوا اور ان کا تزکیہ کیا اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہو گا جو ہنوز صحابہ میں شامل نہیں اور اس غرض کے لیے اس کی بعثت ثانی ہو گی۔ اب اس وعدہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں یا یوں کہو کہ حضرت **غلام احمد قادیانی** کے بروز میں جلوہ گر ہوئے ہیں یا یوں سمجھ لو کہ خداوند علیم حکیم نے **حضرت غلام احمد قادیانی** کو وہی خوبو وہی برکات وہی انعامات اور وہی معجزات دیکر مبعوث فرمایا ہے از بسکہ زمانہ بگڑ گیا اور دنیا دین اپنی اسی پہلی حالت پر آ گیا بلکہ زیادہ فساد کیطرف جھک گیا تھا اُسی تعلیم کی اسی قوت قدسی کی۔ انہی فیوض اور برکات کی۔ انہی معجزات اور خوارق عادات کی اور مقتدرانہ پیشگوئیوں کی ضرورت تھی اس لیے غیور خدا نے اُس پاک اصل کے سچے ظل اور خلیفہ کو جو اُسکی اتباع اور اُس کے نام میں فانی ہو چکا ہوا ہے اور اپنا کچھ نہیں رکھتا اور اس کی تعزیز اور توقیر اور تبجیل میں رات دن کوشش کرتا ہے وہ ساری قدرتیں اور طاقتیں دیکر دنیا میں بھیجا تاکہ از سر نو خدا کی حمد سے دنیا بھر جائے اور زہریلے سانپ کی کچلیاں نکال ڈالی جائیں۔ سب سے پہلے اس شخص نے اور اسی نے یہ اصطلاح نکالی کہ جیسا خدا تعالے زندہ اور قیوم ہے قرآن کریم بھی زندہ اور مبارک ہے اور رسول کریم بھی زندہ رسول ہے۔ یعنی اسلام میں اور دیگر باطل مذاہب میں بڑا بین مابہ الامتیاز یہی ہے کہ جن قدرتوں اور طاقتوں اور معجزہ نمائیوں کا دعوی کسی زمانہ میں ان مذہبوں نے کیا تھا اور اب وہ بیدست و پا اور بے برکت اور مردہ ہو گئے ہیں قرآن کریم کا حال ان کے خلاف ہے۔ اسمیں یہ برکت اور تاثیر اور روح حیات ہے کہ جن کمالات اور اقتدارات کا دعوی اس کے برکات کی وساطت سے ایک زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ تاثیریں اور برکات اور فیوض اور نشانات ابتک موجود ہیں اور وہ قرآن کے سچے متبع کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر نعوذ باللہ یہ بات نہ ہو تو پھر اسمیں اور دوسری مردہ کتابوں میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ یہ پہلا شخص ہے جسنے خدا کی اور تمام نبیوں کی اور نبیوں کی

خصوصیات کی یعنی وحی کی۔ مکاشفہ کی۔ رویا صالحہ کی۔ استجابت دعا کی۔ اور پیشگوئیوں کی کھوئی ہوئی عظمت اور عزت بحال کی۔ اور قرآن کی جبروت کا سکہ دنیا میں بٹھا دیا اور سارے جہان میں ہزاروں اشتہار دیے کہ اسوقت زندہ مذہب صرف اسلام ہے اور اس دعوے کے ثبوت میں وہ مخالفوں کو تمام وہ برکات اور انعامات اور پیوند دکھا سکتا ہے جو گذشتہ راستبازوں کو دیے گئے اور اب بجز اسلام کے اور کسی مذہب میں انکا نام و نشان نہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے عیسائی مذہب اور دوسرے ایسے باطل طریقوں کے استیصال کیلیے یہ حربہ نکالا کہ زندہ اور سچی اور خدا کی کتاب کا یہ نشان ہے کہ وہ دعوی بھی آپ ہی کرے اور اُس دعوی پر دلیل بھی اپنے اندر سے دے۔ اس سے انجیل کی۔ وید کی اور تمام ایسی مردہ کتابوں کی عزت کی جڑ کٹ گئی۔ یہ پہلا شخص ہے جسنے اسوقت کی ساری قوموں پر نصرانیوں پر۔ آریوں پر۔ برہموؤں پر۔ نیچریوں پر خدا تعالےٰ کی حجت ملزمہ پوری کی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیعت میں یہ عظیم الشان فقرہ رکھا جو اُس کے ہر ایک پیرو کو اقرار بیعت کے وقت مُنہ سے نکالنا اور اسپر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ جسطرح خدا نے قرآن کریم میں دو باتیں رکھی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ بابرکت اور ابدی کتاب ٹھہری یعنی عجیب تعلیم اور تعلیم کی حفاظت کے لیے اقتداری پیشگوئیاں۔ وہی انعام اور برکت کا خلعت اسے پہنایا گیا۔ جبکہ تعلیم میں یہ دعوی تھا کہ اُسپر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور اُس کے بہبود کو اس جہان کی اور آئندہ کی خوشحالی ملتی ہے اور اُس کے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہوتا اور راستی کے دشمن تباہ ہوجائیں گے اور وہاں دوسرے عالم میں دوزخمیں جلیں گے۔ اس لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ انذار و تبشیر کے وعدے اس جہان میں بھی پورے ہوتے اور یوں آخرت کے عالم اور اُس کے ایلام اور انعام کے ثبوت کے لیے بطور نمونہ اور تمہید کے ٹھہر جاتے۔ لاجرم خدا کے بشیر وعدوں کے مطابق گلہ بان اور ریگستان کے رہنے والے کسری اور قیصر کے خزائن اور ممالک اور انکو سونے کے کنگنوں اور مصر و شام کے حور و قصور اور انہار اور غلمان کے مالک اور وارث ہوئے اس لیے کہ اس تمہید اور مقدمہ سے مہر لگجائے اُس دوسرے عالم کے مواعید صادقہ پر اور آپکے اعدا تباہ ہو گئے اور اس دنیا کی نار یعنی جنگ کا ہیزم خشک بنگئے اس لیے کہ سچے ثابت ہوجائیں اُس عالم کے تمام خوفناک وعید۔ اگر یہ دو باتیں نہ ہوتیں تو عجیب الغیب خدا کی صفات یعنی اس کی قدرتوں اور ارادوں پر ایمان اور اس دوسرے وراء الورا عالم اور اُس کے حالات اور کیفیات پر یقین کبھی پیدا نہ ہوتا۔ توریت اور انجیل اور وید اور دوسری مردہ کتابوں میں یہی نقص تھا وہ ان ہی دو باتوں کی کمی تھی۔ جسکی وجہ سے یہود قیامت کے منکر ہوگئے اور آخر پچھلی دو قومیں بھی جیسی اصل میں ایک تھیں خدا اور دوسرے جہان کو پس پشت ڈالنے میں بھی ایک ہوگئیں۔ اسی طرح اور اسی رنگ میں قرآن کی عزت کے لیے۔ اسلام کی سچائی کو اس جہان کے دریدہ دہان منکروں پر ظاہر کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز احمد قادیانی کے ہاتھ پر نشان ظاہر کیے۔ چونکہ دو قومیں اسوقت سخت حملہ اور ظالمانہ رد اسلام پر کرتی اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی دلکو کپکپا دینے والی توہین کرتی تھیں اور خدا اور اُس کے سچے وعدوں اور وعیدوں سے اُنہیں انکار تھا اُن پر قیامت تک حجت پوری کرنیکے لیے بعد اتمام حجت کے یعنی اسلام کی تعلیم حق اور عجیب کو پیش کرنیکے بعد اُن کے دو فردوں یا ظلم اور شرک کے پرستاروں کی نسبت موت کی پیشگوئی کی اور آخر خدا کے قہر کی تجلی نے آتھم اور لیکھرام کے خرمن ہستی کو جلاکر اس ہمارے زمانہ میں اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور حقیت پر ویسی مہر لگا دی جیسے کہ اُس خیر القرون میں بدر کی پیشگوئی کے پورا ہونے سے لگی۔ اور اسطرح ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم کی تعمیل کے اقرار اور انکار میں وہی پہلے جیسی زندہ اور قاہرانہ تاثیر اور برکت موجود ہے۔ اسبات نے ایک عالم کو دکھا دیا کہ اسوقت ایک شخص ہے جو دشمنوں کے مقابل اسلام کی عزت کو قائم رکھ سکتا ہے۔

غرض جو مقاصد اور اغراض ندوۃ العلماء نے اپنے اعلان میں لکھے ہیں اور الفاظ میں اُن کے پورا ہونے کے لیے تڑپ اور گداز سخت ظاہر کی ہے اور درد ناک الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی ہوگئی ہے اب حضرت غلام احمد قادیانی کے ذریعہ سے اُن کے پورا ہونے کی سبیل خدا تعالےٰ نے نکالی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے اندرونی اصلاح کے لیے مہدی موعود یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات بطور ظل کے دیکر بھیجا ہے اور بیرونی حملوں کے دفاع اور ان کے مفاسد کی اصلاح کے لیے زمانہ موجودہ کے اقتضا کے موافق آپ کا نام مسیح موعود رکھا ہے سو اب آپکے وجود پاک میں وہ امام مفترض الطاعۃ موجود ہوگیا ہے جسکے علم کے نیچے متفرق اور منتشر فریق اکٹھے ہوکر دنیوی اور دینی ترقی کر سکتے ہیں۔

اس امین اور مامون پریزیڈنٹ کی صدارت کے نیچے کسی ممبر کی جرأت نہیں کہ اختلاف اور نزاع کی آگ کو بھڑکا سکے۔ دنیا کو ایک پر سٹیم انجن کی ضرورت تھی جو مختلف گاڑیوں کو کھینچ سکتا سو اب وہ آسمان سے نازل ہوگیا ہے۔ اب تمام برکات اور انعامات قوم کو اس کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں اور وہ تمام روکیں اور موانع دور ہو سکتے ہیں جو قوم کی ترقی روحانی اور جسمانی کی راہ میں ہیں۔

ندوۃ العلما اور دیگر انجمنوں کا فرض ہے کہ اس نادر انسان کی آواز پر کان لگائیں۔ بے التفاتی اور اعراض کرنے سے وہ خدا کے نزدیک سخت ملزم ہوں گے۔ چالیس ہزار تک اس سلسلہ کے خدام کی نوبت پہونچ گئی ہے اور بہت سی کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور لاکھوں اشتہار اسکی تائید میں شائع ہوئے ہیں۔ قوم کے لیڈروں پر فرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعاوی اور دلائل میں غور کریں اور پھر یا تو تائید کریں اور اس پاک سلسلہ میں داخل ہوکر قوم کی ترقی کی فکر کریں یا اسکے استیصال کے لیے زور لگائیں کیونکہ اسلام کے ہزاروں فرزند دن بدن اسمیں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ بدون اسکے نہ اس جہان کی فلاح ہے اور نہ اُس عالم میں نجات ہے۔ اور یوں ان دعاوی سے یہ سلسلہ دوسرے سلسلوں کی راہ میں سخت ٹھوکر اور روک ہو رہا ہے اس کی تائید یا تردید سے اعراض اور تغافل کرنا مردی سے بعید ہے۔

خدا کرے کہ ندوہ اور دیگر انجمنیں اس طرف توجہ کریں اور اول المومنین بنکر دوسرے لوگوں کے لیے بلکہ ساری جہان کے لیے سنت حسنہ کی بنیاد ڈالنے والے ہوں آمین۔

عاجز عبد الکریم

اس ہفتہ کی

بیعت

۱ غلام محمد صاحب۔ ساکن بجباڑہ کشمیر
۲ خواجہ ریشی صاحب 〃
۳ خواجہ عبد القدوس صاحب 〃 〃
۴ میاں خدا بخش صاحب
۵ میاں مولی بخش صاحب
۶ میاں نظام الدین صاحب
۷ میاں عبد اللہ صاحب
([illegible])
۸ سید کرم شاہ صاحب معہ دختر ساکن سید الوالی ضلع سیالکوٹ معرفت سید امیر علیشاہ صاحب ملہم
۹ سید بڈھے شاہ صاحب معہ زوجہ 〃
۱۰ سید کالو شاہ صاحب معہ زوجہ 〃
۱۱ سید نواب شاہ صاحب 〃 〃
۱۲ سید جھنڈے شاہ صاحب 〃
۱۳ سید سردار علی شاہ صاحب 〃
۱۴ سید جماعت علی شاہ صاحب 〃
۱۵ دوسوندی شاہ صاحب معہ زوجہ و دو دختر۔
۱۶ مہر دین صاحب معہ زوجہ 〃
۱۷ نبی بخش صاحب 〃
۱۸ میاں عمر الدین صاحب 〃
۱۹ میاں محمد الدین صاحب معہ ہمشیرہ 〃
۲۰ میاں فقیر اللہ صاحب 〃
۲۱ میاں محسن صاحب معہ سہ دختر بٹالہ ریاست جموں۔ تحصیل منور
۲۲ میاں کرم دین صاحب 〃 〃
۲۳ میاں علم الدین صاحب 〃 〃
۲۴ مسماۃ راجو مغلانی ولد مرزا نتھو ساکن نیالی ضلع سیالکوٹ۔
۲۵ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد ناسنور کشمیر
۲۶ محمد رمضان صاحب منتو۔ ریشی نگر 〃
۲۷ ولی محمد صاحب۔ 〃 〃
۲۸ عبد العزیز صاحب 〃 〃
۲۹ عبد العزیز صاحب گنائی 〃 〃
۳۰ عبد العزیز صاحب۔ غومار 〃 〃
۳۱ عبد القدوس صاحب۔ 〃 〃
۳۲ محمد رمضان صاحب نمبردار 〃 〃
۳۳ عبد الرحمن صاحب واڈ تاجر ناسنور 〃
۳۴ عبد القادر صاحب 〃 〃
۳۵ حبیب اللہ صاحب خیاط 〃 〃
۳۶ محمد جیو صاحب۔ ناسنور۔ کشمیر
۳۷ میاں شعبان صاحب ریشی 〃
۳۸ میاں امیر صاحب ریشی 〃
۳۹ عاشورو گی صاحب موذن 〃
۴۰ حافظ عبد الوہاب صاحب امام مسجد 〃
۴۱ سید زمان شاہ صاحب بخاری کارمختار
۴۲ راجہ عطا محمد جان صاحب۔ براڑلہ ڈاک خانہ کلگام۔ کشمیر
۴۳ سید طفیل حسین صاحب منڈی باجوا متصل ظفروال ضلع سیالکوٹ حال پسرور
۴۴ سائیں شیر محمد شاہ صاحب ولد غلام داؤد شاہ صاحب قادری۔ ساکن کوٹلی نصو مہلی تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ ڈاک خانہ مرولی

نقل خط شیر محمد شاہ صاحب موصوف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بندہ سلسلہ قادریہ کا پابند ہے قریب ۱۰۰ کے میرے مرید ہیں اب بندہ نے حضور کے انوار و برکات سے اطلاع پاکر اپنے دل سے عہد واثق کرلیا ہے کہ اپنے سلسلہ کو بالائے طاق رکھکر حضور سے بیعت کروں لہذا یہ عریضہ بحضور اقدس ارسال ہے کہ اپنی بیعت میں قبول فرماویں انشاء اللہ حاضر حضور ہوکر تجدید بیعت کرونگا

۴۵ امام الدین صاحب ولد حاکم محمد صاحب سارجنٹ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
۴۶ محمد اسماعیل صاحب طالب علم نمبری پٹڑل۔ بھرور ساکن موضع کھوا باجوں
۴۷ گل محمد صاحب۔ ساکن ساڑی سہوان۔ ڈاک خانہ کبیر والہ ضلع ملتان۔
۴۸ محمد محمود شاہ صاحب۔ جموں۔
۴۹ مولوی میر احمد شاہ صاحب 〃
۵۰ منشی عبد العزیز بٹ صاحب ملازم رحم
۵۱ عطاء اللہ خانصاحب ساکن چک ساکن چک راجہ صاحب تحصیل ہری پور ڈاک خانہ کلگام کشمیر
۵۲ عباد اللہ صاحب ملازم راجہ عطاء اللہ خانصاحب مقام بارڈہ پور تحصیل ہری پور 〃
۵۳ میر خانصاحب۔ پرگنہ بیرو تحصیل پرتاپ سنگھ پورہ موضع ہردو سرودش۔

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۳ خواص اور معاونین سے ۱۰ ہندوستان سے باہر ۱۲

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

۵ رمضان المبارک ۱۳۱۹ ھ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

نمبر ۴۶ | دار الامن والامان قادیان ۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۸۔ نومبر کی سیر اور مسٹر ڈکسن سیاح کی روانگی

ہم آجتک ناظرین کو مسٹر ڈی ڈکسن سیاح کی روانگی پر حضرت اقدس نے جو تبلیغ کی تھی سنا نہیں سکے وجہ وہی عدم گنجایش۔ آج ہم اس سلسلہ کو بفضلہ تعالیٰ شروع کر دیتے ہیں۔ ایڈیٹر

۱۸۔ کی صبحکو قریبًا ساڑھے آٹھ بجے حضرت اقدس سیر کو نکلے اور چونکہ آپ میں مہمان نوازی کا اعلیٰ درجہ کا وصف ہے اور مہمان نوازی سنت الانبیاء میں سے ہے کیونکہ یہ مخلوق دل سے چاہتی ہے کہ لوگوں کو ہدایت ہو اور مخلوق پر اس مخفی خدا کو آشکار کریں جو انپر جلوہ فگن ہوتا ہے اسی لحاظ سے آنحضرت نے نیچے اُترتے ہی مسٹر ڈکسن کو مخاطب کر کے فرمایا

حضرت اقدس۔ ہماری دلی آرزو یہی ہے کہ آپ چند روز ہمارے پاس اور ٹھیریں تاکہ میں اسلام کی **وہ روحانی فلاسفی** جو اس زمانہ میں مخفی تھی اور جو **خدا نے مجھے عطا کی ہے** آپکو سمجھاؤں۔

مسٹر ڈکسن۔ میں آپ کا ازبس ممنون ہوں مگر آج مجھے جانا ہی چاہیے میں نے کچھہ کچھہ سُن لیا ہے۔

اس گفتگو کے بعد حضرت اقدس سیر کے لیے روانہ ہو پڑے اور مندرجہ ذیل تقریر آپ نے شروع کی۔

حضرت اقدس۔ چونکہ آپکو چلے جانا ہی اس لیے میں چاہتا ہوں کہ کچھہ تو اپنے مقصد کو بیان کر دوں۔ انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور اُنکی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ **کو شناخت کریں** اور اُس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کیطرف لے جاتی ہے اور جسکو **گناہ آلود زندگی** کہتے ہیں نجات پائیں حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اسوقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اُس نے **مجھے مبعوث فرمایا ہے** تو میرے آنیکی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں **کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں** اور گناہ سے بچنے کی راہ کیطرف راہبری کرتا ہوں دنیا میں لوگوں نے جسقدر طریقے اور حیلے گناہ سے بچنے کے لیے نکالے ہیں اور خدا کی شناخت

کے جو اصول تجویز کیے ہیں وہ انسانی خیالات ہونے کی وجہ سے بالکل غلط ہیں اور محض خیالی باتیں ہیں جنہیں سچائی کی کوئی روح نہیں ہے۔ میں ابھی بتاؤں گا اور دلائل سے واضح کروں گا کہ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین انسان کو ہو جاوے کہ

خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے

جب تک اس اصول پر یقین کامل گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ دراصل خدا ہے اور ہونا چاہیے یہ دو لفظ ہیں جنہیں بہت بڑے غور اور فکر کی ضرورت ہے۔ پہلی بات کہ خدا ہے یہ علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہ سے نکلتی ہے اور دوسری بات قیاسی اور ظنی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو فلاسفر اور حکیم ہو وہ صرف نظام شمسی اور دیگر اجرام اور مصنوعات پر نظر کر کے صرف اتنا ہی کہہ سکے گا کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ نظام کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ ایک مدبر اور حکیم و علیم صانع کی ضرورت ہے تو اس سے انسان یقین کے اس درجہ پر ہرگز نہیں پہونچ سکتا جو ایک شخص خود اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر اور اس کی تائیدات کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھ کر کہتا ہے کہ واقعی ایک قادر مطلق خدا ہے وہ معرفت اور بصیرت کی آنکھ سے اسے دیکھتا ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ نری **ضرورت** کا علم کبھی بھی اپنے اندر وہ قوت اور طاقت نہیں رکھتا جو **الٰہی رعب** پیدا کر کے اسے گناہ کی طرف دوڑنے سے بچا لے اور اس تاریکی سے نجات دے جو گناہ سے پیدا ہوتی ہے مگر جو براہ راست خدا کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لیے اس جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی پاتا ہے جو اسکو بدیوں سے بچا لیتی اور تاریکی سے نجات دیتی ہے۔ اس کی بدی کی قوتیں اور نفسانی جذبات پر خدا کے مکالمات اور پر رعب مکاشفات سے ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ شیطانی زندگی سے نکل کر ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اشارے پر چلنے لگتا ہے۔ جیسے ایک شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا اسیطرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے آتا ہے اسکی شیطنت مر جاتی ہے اور اس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے پس یہی وہ **یقین** اور **معرفت** ہوتی ہے جسکو انبیا علیہم السلام آ کر دنیا کو عطا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے وہ گناہ سے نجات پا کر پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طریق پر خدا نے مجھے مامور کیا ہے اور میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ

خدا ہے اور وہ جزا و سزا دیتا ہے

اور یہ بات کہ محض اس **یقین** ہی سے انسان پاک زندگی بسر کر سکتا ہے اور گناہ کی موت سے بچ سکتا ہے ایسی صاف ہے جسکے لیے ہمکو منطقی دلائل کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ خود انسان کی فطرت اور روزمرہ کا تجربہ اور مشاہدہ اس کے لیے زبردست گواہ ہیں۔ کہ جب تک یہ **یقین** کامل نہ ہوگا کہ خدا ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے اور سزا دیتا ہے کوئی اور حیلہ کسی صورت میں کارگر ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن اشیا کی تاثیرات کی عمدگی کا ہمکو علم ہے ہم کیسے دوڑ دوڑ کر انکی طرف جاتے ہیں اور جن چیزوں کو اپنے وجود کے لیے خطرناک زہر سمجھتے ہیں ان سے کیسے بھاگتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھو اس جھاڑی میں (ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ایڈیٹر) اگر ہمیں یقین ہو کہ سانپ ہے تو کیا کوئی بھی ہم میں سے ہوگا جو اس میں اپنا ہاتھ ڈالے یا قدم رکھ دے ہرگز نہیں بلکہ اگر کسی بل میں سانپ کے ہونے کا معمولی وہم بھی ہو تو اسطرف سے گذرنے میں ہر وقت مضائقہ ہوگا۔ طبیعت خود بخود اسطرف جانے سے رکے گی۔ ایسا ہی زہر وغیرہ کی بابت جب ہمیں علم ہوتا ہے مثلاً اسٹرکنیا ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مر جاتا ہے تو کیسے اس سے بچتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ ایک محلہ میں طاعون ہو تو اس سے بھاگتے ہیں اور وہاں قدم رکھنا آتشیں تنور میں گرنا سمجھتے ہیں اب وہ بات کیا ہے جس نے دل میں یہ خوف اور ہراس پیدا کیا ہے کہ کسی صورت میں بھی دل اسطرف کا ارادہ نہیں کرتا؟ وہ وہی **یقین** ہے جو اس کی مہلک اور مضر تاثیرات پر ہو چکا ہے اس قسم کی بیشمار نظیریں ہم دیکھتے ہیں اور یہ ہماری زندگی میں روزمرہ پیش آتی ہیں۔

اب یہ بحثیں کہ گناہ سے بچنے کا یہ ذریعہ ہے یا فلاں حیلہ ہے بالکل بے سود اور بے مطلب ہیں کیونکہ جبتک الٰہی تجلیات کے رعب اور اور گناہ کی زہر اور اس کے خطرناک نتائج کا پورا علم نہ ہو ایسا علم جو یقین کامل تک پہونچ گیا ہو گناہ سے نجات نہیں ہو سکتی۔

یہ ایک خیالی اور بالکل بے معنی بات ہے کہ کسی کا خون گناہ سے پاک کر سکتا ہے۔ خون یا خودکشی کو گناہ سے کیا تعلق؟ وہ گناہ کے زائل کرنے کا طریق نہیں ہاں اس سے گناہ پیدا ہو سکتا ہے اور تجربہ نے شہادت دی ہے کہ اس مسئلہ کو بالکل کہاں سے کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔

میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ گناہ سے بچنے کی سچی فلاسفی یہی ہے کہ گناہ کی

ضرر دینے والی حقیقت کو پہچان لیں اور اس بات پر یقین کر لیں کہ ایک زبردست ہستی ہے جو گناہوں سے نفرت کرتی ہے اور گناہ کرنیوالے کو سزا دینے پر قادر ہے۔

دیکھو اگر کوئی شخص کسی حاکم کے سامنے کھڑا ہو اور اُسکا کچھ اسباب متفرق طور پر پڑا ہوا ہو تو یہ کبھی جرأت نہیں کرے گا۔ کہ اس اسباب کا کوئی حصہ چرالے۔ خواہ چوری کے کیسے ہی قوی محرک ہوں اور وہ کیسا ہی اس بد عادت کا مبتلا ہو مگر اس وقت اُسکی ساری قوتوں اور طاقتوں پر ایک موت وارد ہو جائے گی اور اسے ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی اور اسطرح پر وہ اس چوری سے ضرور بچ جائے گا۔ اسیطرح پر ہر قسم کے خطا کاروں اور شریروں کا حال ہے کہ جب اُنہیں ایسی قوت کا پورا علم ہو جاتا ہے جو انکی اس شرارت پر سزا دینے کے لیے قادر ہے تو وہ جذبات اُن کے دب جاتے ہیں + یہی سچا طریق گناہ سے بچنے کا ہے کہ انسان خداتعالیٰ پر کامل یقین پیدا کرے اور اس کے سزا و جزا دینے کی قوت پر معرفت حاصل کرے + یہ نمونہ گناہ سے بچنے کے طریق کے متعلق خدا نے ہماری فطرت میں رکھا ہوا ہے۔ اس لیے مینے مناسب سمجھا کہ اس اصول کو آپ کے سامنے پیش کر دوں کیا عجب آپکو فائدہ پہنچے اور چونکہ آپ سفر کرتے رہتے ہیں اور مختلف آدمیوں سے ملنے کا آپکو اتفاق ہوتا ہے آپ اُن سے اسے ذکر بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر یہ طریق جو میں پیش کرتا ہوں آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہے تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ جسقدر چاہیں جرح کریں یہ میری طرف سے آپ کو ایک **تحفہ** ہے اور میں ایسے تحفے دے سکتا ہوں۔

ہر شخص جو دنیا میں آتا ہے اُسکا فرض ہونا چاہیے کہ دھوکے اور خطرے سے بچے۔ پس گناہ کے نیچے ایک خطرناک اور تمام خطروں اور دھوکوں سے بڑھکر ایک دھوکا ہے میں آگاہ کرتا ہوں کہ اس سے بچنا چاہیے اور یہی بتاتا ہوں کہ کیونکر بچنا چاہیے۔ اگرچہ اس سے پہلے ایک اور مسئلہ بھی ہے جو **خدا کی ہستی** کے متعلق ہے مگر میں سردست اسکو چھوڑتا ہوں اور اس دوسرے مقصد کو لیتا ہوں۔ جسکا ماحصل اور مدعا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی بجائے خود نیک بننا چاہتا ہے اور نیکی کو اچھا سمجھتا ہے اختلاف اگر ہے تو ان طریقوں اور حیلوں میں ہے جو نیکی کے حصول کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں مگر مشترک طور پر نفس نیکی کو سب پسند کرتے اور چاہتے ہیں + جھوٹ بولنا کون پسند کرتا ہے جذبات نفسانی سے بچنے کو اچھا کہتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ کو بدی سمجھنے کے بھی ایک دنیا اُن میں گرفتار ہے اور گناہ کے سیلاب میں بہتی ہوئی جا رہی ہے۔

میں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ عیسائیوں نے انسان کی گنہگار زندگی کو ہلاک کر کے نیکی اور پاکیزگی کی زندگی کے حصول کے لیے یہ راہ بتائی ہے کہ **مسیح ہمارے لیے مرگیا** اور ہمارے گناہوں کا بوجھ اُس نے اُٹھا لیا۔ اور اُس کے خون سے ہم پاک ہو گئے۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور آپکو بھی اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ مسیح کے خون نے یورپ کی حالت پر کوئی نمایاں اثر اور تبدیلی پیدا نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر نظر کر کے سخت افسوس ہوتا ہے ان کی زندگی مرتاضانہ زندگی نہیں ہے بلکہ ایک آزادی اور اباحت کی زندگی ہے کتنے ہیں جو سرے سے خدا ہی کے منکر ہیں اور بہت ہیں جو خدا کو مان کر اور مسیح کے خون پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اپنی حالت میں گرے ہوئے ہیں + شراب کی وہ کثرت ہے جو کئی کئی میل تک شراب کی دوکانیں چلی جاتی ہیں اور نامحرم عورتوں کو شہوت کی نظر سے نہ دیکھنا تو کیا اِن کے دوسرے اعضا بھی نہ بچ سکے + میں عیسائیوں تک ہی اس گناہ کے سیلاب کو محدود نہیں کرتا میں صاف کہتا ہوں اسوقت دنیا کی ساری قومیں اس زہر کو کھا رہی ہیں اور ہلاک ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں نے باوجودیکہ ان کے پاس ایک روشن کتاب تھی اور اسمیں کسی کے خون کے ذریعہ انکو گناہ سے پاک کرنے کا وعدہ دیکر آزاد نہیں کیا گیا تھا لیکن وہ بھی خطرناک طور پر اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ہندوؤں کو دیکھو اُنمیں بھی یہی بلا موجود ہے۔ یہانتک کہ انہیں سے بعض قوموں نے جیسے آریہ ہیں نیوگ جیسے مسئلہ کو اپنے ایمانیات اور معتقدات میں داخل کر لیا۔ کہ ایک مرد جبکہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تو وہ اپنی بیوی کو دوسرے سے اولاد پیدا کرنے کی اجازت دیدے۔

غرض اس قسم کی ناپاک زندگی جو حقیقت میں گناہ کی لعنت ہے وہ عام ہو رہی ہے۔ اور وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچکر ملتی ہے وہ ایک **لعل تاباں** ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے ہاں خداتعالیٰ نے **وہ لعل تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اُس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعل تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چلکر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اسکو حاصل کریگا**

اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جسکو

خدا کی سچی معرفت

کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے۔ فلاسفر جیسا کہ مینے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور

دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ ومحکم پر نظر کرکے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع **ہونا چاہیے۔** مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ

خدا ہے

اب اس میں صریح فرق ہے۔ مگر یہ فرق تب ہی نظر آسکتا ہے جب آنکھ صاف ہو ایسی صفائی آنکھ کے عطا ہونے پر انسان بھی نوع کے حقوق اور خدا کے حقوق کا امتیاز کرکے انہیں محفوظ کر لیتا ہے۔ اور ہم تو آنکھ ہے جس کو خدا کے دیکھنے کی آنکھ کہتے ہیں۔ اس آنکھ کے ملنے پر وہ پاک زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور گناہوں سے بچنے کا یہ ذریعہ تو کسی حالت میں درست نہیں ہو سکتا کہ کسی دوسرے کو سزا ملے اور ہمارے گناہ معاف ہو جائیں۔ زید کو پھانسی ملنے اور بکر چھوڑ دیا جاوے۔ کیونکہ اسکے ابطال پر یہی دلیل کافی ہے کہ خارجی امور میں ہم اسکی کوئی نظیر نہیں پاتے اور اس طریق سے بچ نہیں سکتے جو کہ واقع ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کتا ہے۔ ایک کتا ہمارا تھا اس کیطرف اشارہ کرکے بتایا ایڈیٹر یہ بھیڑیا نہیں ہے اصل میں اگر یہ بھیڑیا ہوا اور ہم اسکو کتا سمجھیں تو یہی ممکن ہی نہیں کہ اس سے ڈریں اور وہ خوف کریں جو ایک خونخوار بھیڑیے سے کرتے ہیں کیوں؟ اسلیے کہ ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ بھیڑیا ہے ہمارے علم میں وہ ایک کتا ہے لیکن اگر یہ علم ہو کہ یہ بھیڑیا ہے تو اس سے دور بھاگیں گے اور اس سے بچنے کے لیے اچھی خاصی تیاری کرینگے لیکن اگر یہ علم اور بھی وسیع ہو جاوے کہ یہ شیر ہے تو بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگا اور اس سے بچنے کے لیے اور بھی بڑی تیاری کرینگے غرض جمیع قوی پر ہیبت اور تاثیر کے علم سے ایک خاص اثر ہوتا ہے پس اب یہ کیسی کھلی صداقت ہے جس کو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ پھر گناہوں سے بچنے کیواسطے کیا راہ ہو سکتی ہے؟ میں دعوی سے کہتا ہوں اور میں اسی صداقت پر قائم کیا گیا ہوں اور یہی حق ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کی ہستی پر تمام نہ ہو اور اسکی قوتوں اور طاقتوں کی ایک شمشیر برہنہ نظر نہ آجاوے انسان بدی سے نہیں بچ سکتا

باقی آئندہ انشاء اللہ

قصیدہ

در مدح حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام از مولوی عبد الرحمٰن صاحب کشمیری

در دلم جوشید ثنای مرسل پروردگار
آنکہ گروہ انبیا و پیشوای اولیا
آنکہ با نور دوفشانہا حقائق الیقین
مظہر انوار ذات خالق ارض و سما
این ہمہ محبوب یزدان برزمین جلوہ گر
احمد آخر زمان این نائب خیر الرسل
بر صد چار دہم خورشید چون بدر تمام
ہمچنین ختم رسل شاہ عرب از کبریا
گفت منکم حق تقرآن نیز ما یحققو
این خیال جاہلانہ میکند از سر برون
تا قیامت این مریم کی بیاید بر زمین
این ہمہ مرسل کہ در شان نیز گشتہ ایما
پس ہمین محبوب عالم حضرت یا مرزا
اندرین دنیا پر خبیث کفر نو
از نشانہا سنگ بر زو بر سر انکار جو
چون ہمیشہ پیش بتہ کیکھرام بد زبان
آن دو باشد بحق چپ دشمن اسلام را
حسب فرمان نبی مہر و رمضان اکبر
از جہیم رضتہ الاسلام یعنی قادیان
بر بہمن و بر بیا زشر محض اہل نقاق
ہمچنین عمر مصطفی از برای اطالب
از براہین و دلائل ہا رنگین سربسر
ہر کہ از دل بشنود سود سخن از پند
از وفاتِ ابن مریم دفتر چون کند
جان من خود را نثار مہدی دوران کرد
من ہمی مہیم کہ آمد وقت نصرت حق
شد گریزان از دیار ہند آن عوای
بر خیالات و توہم ملیہ کردن الہی
بہر مدد مولوی شد آسان بنا شد چیز دلیل
گر بشد ہی سو بدعوی گو چہ کاری کردہ
لیک شیطان با تو شد ہمراز از تجہ گمراہی
لیک تا بد تو حق مرصا فانا صبح و شام
از کتاب حضرت یزدان کہ قرآن نام
ای جناب میرزا قربان مرو روی تمام
یک نظر کن بر من مسکین تو از لطف کرم

سید عالم جناب مہدی عالی تبار
صد مریم اہل ایمان با ہمہ عز و وقار
مہر خورشید ہر فلک مثل خو الہیار
مصدر انوار و برکات شہ عالی وقار
کو بدیدارش جہان بود اندر انتظار
عندلیب باغ دلدار ازل این شہسوار
ہمچنان شہباز اوج عات حق استوار
خاتم ملک نبوۃ شد بعالم کامگار
از احادیث نبی ہم آمد این یکبار
ہر کہ باشد حقیقت قائل پرہیزگار
گر بیاید کے نزولش در جہان آید بکار
شد نزول او نجہ از خالق لیل و نہار
بہر دانش حجت حق ہم در دو دیار
ناو توحید حق شد بر جہان منتشر
ہیکل تثلیث آمد برزمین بی اختیار
آریا را چشم کفر و کین بگفتہ آشکار
برزمین افگند بضرب حسام آبدار
چون خدا بر تیغ احمد نصرت شعار
نور او خورشید بر چرخ نہ تار یک و تار
بر گل رویش چو بلبل از عشق دیده وار
کی ہم آمد بچہ انعطاف ذات کردگار
موجزن شد آب حیوان اگر از آبشار
کین بصف عاصی تشریح آگر فتند کنار
اختلاف شان کنند پاک سازشار
حربہ از روی بدآورد و بزن بر سرکوب
نصرتش از سما جوشید شل آبشار
غول ملک مصر آفرانده سر خود از نہاد
تا بنا شد نصرت حق حجتی ہم استوار
بر بیان خود اگر حجت امیدی بہار
ہاں اگر دعوی تو دیں دلیلی ہم بیار
پس بالہام و عین و نور حق شد الہی مند کار
کا ذبان را کذب دلیلی بہم نہ دیار
واز احادیث نبی ہم معجزات بیشمار
جان خود را بر غبار پای تو کرد و نثار
ایکہ چون من بندہ توصد ہزار استاد بار

عیسی موعود و مامور جناب کبریا
یعنی آن محبوب عالم سرعا لیجناب
عندلیب از نابد بر دینش ہجوم
از جنبش نغمہ ہا اشک ہاں پر ز فگن
سید عالم بصد عزت بد گفتا سلام
این براہیم و کلیم اللہ آدم گیہان
چون کلیم ادریس بدعا نور دہری
پس مسیح ابن مریم از غلامان جناب
پس چرا از آسمان آید مسیح ناصری
لیک تا وانیکہ باشد از حقیقت بیخبر
زانکہ منکم از کتاب حق ہمین فرمود از
از قدومش گفت از خوشی ام الکتاب
از بطون سر خلوتخانہ علم خدا
ہر طرف خواب ضلالت خلق را رجوع بود
زور بیزدان انجو مرزی بدنیا و نمود
ہمچنان اندرین آنہم غلام دستگیر
الغرض از بہر نصفیہ دین اسلام
در میادین غزا نابد بر دینش یکی
گرد او چون شمع و پروانہ بہر صبح و مسا
بوالعطا از نطق یزدان با ہمہ کم کمال
این کتاب العطا غسل مصفی نام
از تکلفہا بود خالی بیان سادہ ام
بر سر مسجد نشینان حرب حجت زند
ہمچنین او داعی مہدی جو کنج والسر
وقت نصرتہا قریب آمد مگر اید وستان
ناگہان از قاہرہ آتی بحبش آمدہ
نیز در لاہور یک مارسیہ رخ نمود
چند تائید خدا موسی شکن آسان شد
ادعا تو بود محتاج حجت ستر
حجت عقلی و نقلی نیز تائید ہما
گر چنین دعوی مسلم در جہان کے دعی
دعوی حق میشد خورشید در جہان چون آفتاب
شد عیان صدق و کمال او علی الاتمم
در جناب مہدی عالم نزار از حق سلام
از بصاعت من بیاورم پیشت ہیچ

پیشوای خلق عالم تا جدار بادقار
احمد آخر زمان مہدی تاجدار
از سر گیسوی مسکینش در دمشک تتار
روی او در خدا خالق ذوالاقتدار
رکعتان مہدی عالم شد جنبش آشکار
یوسف کنعان مسیحا جبرئی کرد گار
خاتم آن سلطنت شد این مہتم آشکار
خاتم تاج ولایت شد چو مہدی ونگار
کی بیاید برزمین و باز دار القرار
بنگر د سوی سما پر گمرد و تہ ہار
کز سما با دوام و مرسل پروردگار
آفتاب فاتحہ پر تو فگند از تیرہ تار
برزمین ناگہان از لطف یزدان نیز بار
از فغانش خلق عالم یک بیک شد بیقرار
بیت ثنا و بیت پیر و سنگران گشتند خوار
نیز احمد بیگ و دیگر دشمنان نابکار
آفتاب و ماہ و پیرت طاعون روزگار
دشمنان از شوکت جاہ و جلالش شرمسار
اجتماع عاشقان صادق وفا از مرد و زار
در کتاب شعر و دلائل ثبت کرده صد ہزار
در بیان امر مہدی بحر نا پیدا کنار
گرچہ در شعر و سخن آمد تکلف آشکار
تا کہ این قصہ بہو لا رہنما قرار
ہمچنان باز مہدی گشتہ در کنج غار
بر ہمہ جا ہیں فذ دار حق مگر یاد بہار
تا کہ باشد عبرتی از بہر اہل اعتبار
ہم چو بلعم شد بعالم جانشین زنگ و عار
این عصا کرم خود بحر شد مثل مار
کی از این دعوا بیخود تو کردی کار ما
بر چنین دعوی تو ہر گز گشتہ آشکار
امتیاز صادق و کاذب ہود حق ز نہار
ہاں بیا بنگر نبوت پیر نا صد ہزار
حضرت اید بیایدش بر دو شنبہ زار
کامران بکس کی گرد و زیر بار
از دعا ما سحر گاہان بر آن کلید نگار

ایک سوال کا جواب

ذیل میں قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی کا ایک سوال درج کرتے ہیں اور اسکا جواب بھی بوجہ عدم گنجائش ہم جلد اسپر توجہ نہیں کر سکے جس کے لئے امید ہے قاضی صاحب ہمیں معذور سمجھیں گے

ایڈیٹر

راقم محمد ظہور الدین اکمل	نہایت ہی ضروری جواب طلب مراسلت	آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب

مکرمی ایڈیٹر صاحب الحکم قادیان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ کل ایک گریجویٹ مسلمان نوجوان نے اثنائے گفتگو میں مجھسے بیان کیا۔ کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت اگر بجائے توفی کے مات ہوتا۔ تو مسلمانوں میں اسقدر بحث ومباحثہ نہ ہونے کے علاوہ یہ کفر وتکفیر کے فتوے جاری نہ ہوتے گویا ان کے خیال میں اسقدر مجادلہ کا باعث خود قرآن مجید کا لفظ ہے ایساہی قد خلت من قبلہ الرسل کی بجائے ماتت الرسل ہوتا۔ تو مسیح ابن مریم کی وفات کے متعلق کیوں اتنی مخاصمت ہو۔ یعنی اگر فی الواقع مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو انکی وفات کے بارے میں کیوں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو ذو محمل ہیں چونکہ آپکا قلم ایسے قرآنی نکات تحریر کرنے میں جواہر رقم ہے اس لئے مکلف ہوں کہ آپ ضرور ہی اس سوال کو درج اخبار فرما کر اسکا تسلی بخش جواب دیں اور ایک تعلیم یافتہ مسلمان کی تشفی فرما کر ثواب لیں جواب میں اس بات پر زور نہیں دینا ہوگا کہ توفی یا خلت خود واضح ہیں کیونکہ وہ گریجوایٹ فرماتے ہیں اگر واضح ہوں تو اتنا مباحثہ کیوں ہو۔ نیز یہ کہ مات ایک ایسا لفظ تھا کہ اس کا مفہوم سمجھنے میں کسی فرد بشر کو بھی کوئی شک نہیں ہو سکتا ہے

فاما الجواب

اوّل

توفی کا لفظ قرآن شریف میں بجز موت کے دوسرے معنوں میں آتا ہی نہیں ہے ان دو مقام پر جہاں **توفی** کا لفظ نیند کے لئے مستعمل ہوا ہے اور وہاں نیند کا قرینہ موجود ہے جیسے سورہ انعام میں ہے **ھو الذی یتوفکم باللیل** الآیتہ یا سورہ زمر کی اس آیت میں **اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا**۔ الآیتہ مگر ان دونوں آیتوں میں بھی اصل مقصد اور موت ہے اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہی ہے جیسے موت میں روح قبض کی جاتی ہے نیند میں بھی۔ پس قرآن شریف نے **توفی** کا لفظ **موت** ہی کے معنوں پر مستعمل کیا ہے ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں یہ آیا ہو اور موت کے سوا دوسرے معنوں میں مستعمل ہوا ہو۔ پھر اس سے بڑھ کر اور صاف لفظ ہو کیا سکتا ہے یہ بالکل واضح لفظ ہے اگر نہیں تو کوئی ایسی آیت بتاؤ جہاں توفی ہو اور اس کے معنے کچھ اور ہوں یہ دعوے بجز اس کے ٹوٹ نہیں سکتا۔

دوم

موت کا لفظ بمقابلہ توفی کے قابل بحث اور محل شک ہو سکتا ہے کیونکہ لغت عرب کے رو سے یہ لفظ تیرہ معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

اول

موت بمعنی نوم (نیند) جیسے **الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا** (اے انامنا)

دوم

موت بمعنی سکون جیسے **ماتت الریح** ہوا ٹھہر گئی

سوم

قوت نامیہ کے زوال پر بولتے ہیں جیسے **یحی الارض بعد موتھا**

چہارم

قوت حسیہ کے زوال کو کہتے ہیں جیسے **یالیتنی مت قبل ھذا**

پنجم

قوت عقلیہ کا زوال جیسے **اومن کان میتا فاحیینٰہ**

ششم

حزن اور خوف جیسے **یاتیہ الموت من کل مکان**

ہفتم

احوال شاقہ پر موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے **اول من مات ابلیس لانہ اول من عصی**

ہشتم

فقر کے معنوں میں آتا ہے جیسے **فقال ام تعلم ان من افتقر فقد** ( ) امنہ

نہم

ذلت کے معنوں میں آتا ہے۔

دہم

سوال پر بھی آتا ہے

یازدہم

بڑھاپے پر بھی آتا ہے

دوازدہم

معصیت کے واسطے بھی موت کا لفظ بولتے ہیں

سیزدہم

جنون اور صرع پر بھی۔

ہمیں امید ہے کہ قاضی صاحب جو شاعر ہیں اور گریجوایٹ صاحب جو ڈگری یافتہ ہیں اردو زبان کے ان محاورات سے خوب آگاہ ہونگے جو موت کے معنی میں آتے ہیں مگر متوفی کا لفظ تو عام کاغذات سرکاری اور غیر سرکاری میں روز مرہ کی گفتگو میں موت ہی پر بولا جاتا ہے

سوم

قرآن شریف کے الفاظ اپنے اندر ایک قوت اعجاز اور علمی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ یونہی استعمال نہیں کئے گئے اور اسی طریق پر توفی اور اماتت کے الفاظ ہیں توفی کا لفظ اماتت کے بجائے استعمال کرنے میں ایک تو یہی سر ہے کہ موت کا لفظ بمعنی مختلف آتا ہے جس سے مختلف احتمال اور شکوک پیدا ہو سکتے تھے۔ دوسرے موت کا لفظ ان چیزوں کی فنا کی نسبت **بھی** بولا جاتا ہے جنپر فنا طاری ہونیکے بعد کوئی سرح باقی نہیں رہتی۔ اسیواسطے جب نباتات اور جمادات اپنی صورت نوعیہ کو چھوڑ کر کوئی اور صورت قبول کرلیں تو انپر بھی موت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں یہ لوہا مر گیا ہے اور کشتہ ہو گیا وغیرہ ایسا ہی تمام جاندار اور کیڑے مکوڑے جنکی روح مرنے کے بعد باقی نہیں رہتی اور مورد ثواب وعقاب نہیں ہوتے انکے مرنے پر بھی **توفی** کا لفظ نہیں بولتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ فلاں جانور مر گیا یا فلاں کیڑا مر گیا۔ چونکہ خدا تعالےٰ کو اپنے کلام عزیز میں یہ منظور ہے کہ کھلے کھلے طور پر یہ ظاہر کرے کہ انسان ایک ایسا جانور ہے کہ جس کی موت کے

خط

امروہہ سے ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں متعہ کے جواز و عدم جواز پر ایک خط لکہا حضرت اقدس نے وہ خط جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو جواب کے لیے سپرد کر دیا مولانا موصوف نے جو اسکا جواب رقم فرمایا ہے وہ یہاں ناظرین الحکم کے لیے مندرج کیا جاتا ہے وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

محبی حضرت فخر الدین احمد صاحب۔ بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ حضرت اقدس نے آپ کا خط متضمن استفسار جواز و عدم جواز متعہ باستدلال آیت فما استمتعتم به الآیہ واسطے لکہنے جواب کے مجہکو دیا لہذا جواب اُس کا محرر کیا جاتا ہے وہو ہذا۔ **جواز متعہ** یعنی جواز عقد موقت کے لیے اس آیت سے استدلال کرنا ایسا ہے جیسا کہ لا تقربوا الصلوٰة سے نماز کے نہ پڑہنے پر استدلال کرنا جسکا بیان مختصر یہ ہے کہ مشتقات لفظ استمتعتم کے قرآن مجید میں چند جگہ آئے ہیں ہر سب جگہ اُس کے معنے فائدہ اُٹہانا اور نفع حاصل کرنا ہیں نہ عقد موقت اور متعہ شیعہ وغیرہ کا چنانچہ اللہ تعالےٰ منافقین کے بارہ میں فرماتا ہے فاستمتعتم بخلاقکم کما استمتع الذین من قبلکم بخلاقهم یعنی پس فائدہ اُٹہایا تم نے اپنے حصہ کے ساتہہ جیسا کہ نفع اُٹہایا تہا اُن لوگوں نے جو تم سے پہلے تہے اپنے حصہ کے ساتہہ۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالےٰ نے کفار کے حق میں اذهبتم طیباتکم في حیاتکم الدنیا واستمتعتم بها ترجمہ تم لے چکے اپنی طیبات یعنی مزہ کی چیزیں اپنی زندگانی دنیا میں اور اُن سے فائدہ اُٹہا چکے۔

ان دونوں آیتوں میں اور نیز دیگر مقاموں میں معنی استمتاع کے بالاتفاق عقد موقت یعنی متعہ کے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے ہیں۔ رہی آیت فما تمتعتم فیہا تو واضح ہو کہ خود اسی آیت میں رد عقد موقت یعنی متعہ کا موجود ہے جسکا بیان مختصر یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنين غير مسافحين فما استمتعتم به منهن فاٰتوهن اجورهن فريضة آیت میں لفظ محصنین جسکا مادہ حصن ہے دلالت کر رہا ہے کہ جس عقد نکاح کا ذکر ماسبق آیت کے ہے وہ ایک قلعہ کی مانند ہو جسمیں سے زوجہ خود بخود بغیر طلاق کے باہر نہ ہو سکے تاکہ معنی احصان کے پورے طور پر حاصل ہوں پس لفظ محصنین سے عقد موقت یعنی متعہ خارج ہو گیا کیونکہ اُسمیں تو وقت عقد کے ہی نفی احصان کی ہوتی ہے یعنی عورت بغیر طلاق کے بعد انقضائے اجل کے خود بخود جدا ہو جاتی ہے پہر لفظ غیر مسافحین بہی دلالت کر رہا ہے کہ وہ نکاح صرف شہوت رانی کے لیے نہو کہ بعد نکالنے مستی کے چند روز کے بعد عورت بغیر طلاق کے مطلق العنان ہو جاوے پس عقد متعہ منافی ہے لفظ غیر مسافحین کے لیے بہی۔ آگے لفظ فا موجود ہے جو تعقیب کے لیے آیا ہے لہذا مضمون ما استمتعتم به کا بعد اس نکاح کے ہونا چاہیے جسکا ذکر بشرائط مذکورہ ہو چکا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ بعد ایسے نکاح کے جو بشرائط مذکورہ ہو عقد موقت یعنی متعہ کہاں ہو سکتا ہے بلکہ بعد ایسے نکاح کے منکوحات سے فوائد جماع اور مباشرت وغیرہ کے حاصل کیے جاتے ہیں پس آیت ستمتعتم فیہا میں معنے استمتاع کے فائدہ جماع وغیرہ کا حاصل کرنا متعین ہوے لا غیر پس ایک لفظ فا نے ہی عقد متعہ کی نفی کر دی پہر لفظ مَا ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے حقیقتاً آیا ہے پس لفظ مَا سے مراد عورتیں کیونکر ہو سکتی ہیں کہ بلا ضرورت حقیقت سے صرف الی المجاز لازم آتا ہے اور اگر تسلیم بہی کیا جاوے تو پہر منهن کی کیا ضرورت ہے پس مراد اس سے جماع یا مباشرة وغیرہ ہے ہو لا غیر اور ضمیر بہ کی جو مفرد ہے اُسی لفظ مَا کے مفہوم کیطرف راجع ہے۔ ہاں ضمیر جو منهن میں ہے اُن عورتوں کیطرف راجع ہے جنسے نکاح بطور احصان اور غیر مسافحین کی حالت میں ہوا ہے۔ اور چونکہ بعد نکاح کے منکوحات سے جماع وغیرہ کے ساتہہ ہی ابتدا کی جاتی ہے لہذا لفظ مِن منهن میں موجود ہے جو ابتدا کے لیے آتا ہے پس آیت مذکورہ سے عدم جواز متعہ پایا گیا نہ جواز۔ اور ترجمہ ماحصل آیت کا یہ ہوا کہ ماوراء محرمات مذکورہ بالا کے سب عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ بدلے اموال کے تم اُن کو ایسے نکاحوں میں لانا چاہو جو مانند قید حصن کے ہو اور صرف شہوت رانی کے لیے نہ ہو۔ پہر بعد عقد نکاح کے جس چیز کیساتہہ یعنی جماع وغیرہ کیساتہہ تم اُن سے نفع اٹہاؤ تو اُن کے مہر فریضہ اور مقررہ اُنکو دو یعنی درصورت فائدہ اوٹہانیکی منکوحات سے ساتہہ جماع وغیرہ کے پورا مہر فریضہ و مقررہ دینا ہوگا یہ معنی آیت کے نہایت مربوط و مرتب اور درست ہوتے ہیں لیکن اگر آیت فما استمتعتم کو ماسبق سے علحدہ کر کر معنی استمتاع کے عقد متعہ کے لیے جاویں تو اولاً

حرف فالغو اور باطل ہو جاتا ہے ثانیاً اور کوئی ربط ماسبق سے باقی نہیں رہتا اور نیز ثالثاً معنی آیت کے فی نفسہا فاسد ہو جاوینگے کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ بمجرد واقع ہونے عقد متعہ کے بغیر حصول فوائد جماع وغیرہ کے پورا مہر بالا جبر کا ادا کرنا ضروری ہو جاوے حالانکہ پورا مہر مقررہ تو بمجرد عقد نکاح کے بھی لازم نہیں آتا جب تک کہ استمتاع جماع وغیرہ کے ساتھ واقع نہو لیے پس اس معنے سے فساد ہر فساد لازم آیا وتعالےٰ شان کلام اللہ تعالےٰ عن ذلک علواً کبیرا۔

اور سورہ مومنون کی آیت بھی عقد متعہ کی نفی کر رہی ہے قال اللہ تعالےٰ والذین ھم لفروجھم حافظون الا علےٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذالک فاولئک ھم العادون۔ کیونکہ عورت ممنوعہ نہ ملک یمین میں داخل ہے اور نہ ازواج میں داخل ہو سکتی ہے کیونکہ احکام وراثت و ملک یمین وغیرہ سے اسکو کچھ بھی حصہ نہیں ملتا ہے لہذا عورت ممنوعہ ما وراء ذالک میں داخل ہوئی اور جو شخص ایسے عقد کا ابتغا کرے وہ عادوں میں داخل ہے وھو المدعا۔

اب رہیں احادیث سو جس باب احادیث میں بسبب شدۃ ضرورت اور قلت نساء کے متعہ کا جواز خاصۃً کسی کے لیے جہاد میں پایا جاتا ہے اُسی باب میں اُسکی حرمت موبدہ بڑی تاکید سے ثابت ہوتی ہے اور سر اس روایت جواز اور حرمت کا یہ ہے کہ جب تک حرمت کسی شئے کی بامر الٰہی نازل نہ ہوتی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکو اباحت اصلیہ کے ماتحت رکھتے تھے پس بعض لوگوں نے جب بحسب ضرورت اشد متعہ کیا تو حسب عادت کریمہ اُس رحمۃ للعالمین نے اپنی طرف سے اُسکو حرام نہ فرمایا لیکن جب حرمت اُس کی اللہ تعالےٰ کیطرف سے نازل ہو گئی تب آپ نے آواز بلند فرما دیا کہ ان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیٰمۃ اور نیز فرمایا الا انہا حرام من یومکم ھذا الی یوم القیٰمۃ جیسا کہ احادیث صحاح میں موجود ہے لہذا قول یا فعل کسی صحابی کا یا کسی امام کا آئمہ اربعہ میں سے یا کسی عالم کا علماء کبار میں سے مقابل نصوص قرآنیہ کے حجت نہیں ہو سکتا بلکہ نصوص قرآنیہ کی تبدیل تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی جائز نہیں چہ جائیکہ اوروں کی کما قال تعالےٰ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ لہذا ہمارے اس خط کے جواب میں کوئی صاحب مجاز نہیں ہیں کہ کسیکا قول پیش کریں ہاں جو ہمنے استدلال بآیات قرآن مجید کیا ہے اُنکی ہر ایک دلیل اور مقدمہ کو منقوض کریں ورنہ وہ جواب مسموع نہوگا والسلام

خیر ختام ۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء۔

عسل مصفےٰ

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان شریف میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے ۱۲ قیمت پر علاوہ محصول ڈاک مل سکتی ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ کا ایک تازہ خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی سید عبد المجید صاحب سلمہ

آپ کا خط مجھکو ملا اگرچہ آپکے سوالات ایسے غلطی سے بھرے ہوئے ہیں کہ اُنکا جواب دینا تضیع اوقات ہے لیکن آپکے دعوے طلب حق پر خیال کرکے لکھنا پڑا۔

اوّل آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ سے یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس سے اقرار پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو تو اُسکا ماننا غیر ضروری ہے اور کسی پیشگوئی کا ماننا ایمان میں داخل نہیں۔ اس عبارت کے معنے آپ نے اُلٹے سمجھ لیے ہیں کیونکہ اخبار قیامت اور حشر و نشر اور بہشت و دوزخ سب بزنگ پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں کیا اُن پر ایمان لانا نہیں چاہیے اور کیا اُن کے انکار سے ایک مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے پس جس خدا نے یہ پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اُسی خدا نے مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی بھی بیان فرمائی ہے اگر خدا کی پیشگوئی سے انکار کرنا کفر کا موجب ہے تو اس پیشگوئی کی تکذیب کرنا بھی موجب کفر ہوگا۔

اور باوجود اس کے یہ بھی سچ ہے کہ طبعی طور پر ہر ایک پیشگوئی ایمانیات کی جزو نہیں ہے بلکہ جزو بنائی گئی ہے یہی امر ہم نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے اور اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ اصل ایمانی امور تو محدود ہیں جو قرآن شریف میں آچکے ہیں اور ثابت ہو چکے ہیں اور دوسری پیشگوئیاں جو حدیثوں میں درج ہیں وہ اسوقت ایمانیات کی جزو بنائی جاتی ہیں جب ثابت ہو جاوے کہ یہ درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور وہی معنے اس کے صحیح ہیں جو بیان کیے گئے ہیں کیونکہ ثبوت کے بعد ایک پیشگوئی کو ایمانیات میں داخل نہ کرنا ایک بے ایمانی ہے لیکن جب تک ثبوت نہ ہو تو ان تشریحوں کو ایمانیات میں داخل کرنا جو محض اجتہادی ہیں سراسر حماقت اور جہالت ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو بہشت اور دوزخ کی اجتہادی تشریحوں کو بھی ایمانیات میں داخل نہیں سمجھتے تھے چہ جائیکہ اور پیشگوئیاں۔ پس اسی طرح نزول مسیح کا مسئلہ یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے دو فرشتوں کے کاندہوں پر ہاتھ ہوں گے یہ اعتقاد ہرگز ایمانیات میں داخل نہیں ہے کیونکہ خیالات محض اجتہادی امور ہیں حدیثوں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ آسمان پر گئے کوئی حدیث ایسی ثابت نہیں ہوئی کہ جسمیں یہ ذکر موجود ہو کہ عیسیٰ آسمان پر چلا گیا تھا اور نہ کوئی ایسی حدیث پائی جاتی ہے جسمیں یہ لکھا ہو کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا پس نہ تو آسمان پر جانا ثابت ہے اور نہ آنا آسمان سے۔ پس اس مضمون کو ماننا ایمانیات میں کیونکر داخل ہوگا ہاں مسیح موعود کا آنا جو بغیر قید نزول کے ہے وہ ضرور

ایمانیات میں داخل ہے کیونکہ نہ وہ محض حدیث سے بلکہ قرآن سے ثابت ہے اس لیے اسکا انکار کفر ہے اور جو شخص اس امت کے آخری مسیح کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے اور گو عیسیٰ کا آنا آسمان سے حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتا مگر اس امت میں سے آخری زمانہ میں ایک مسیح خاتم الخلفا پیدا ہونا اسلام سے تعلق رکھتا ہے بلکہ جزو اسلام کا ہے کیونکہ اس کے انکار سے سورہ نور کا تمام بیان باطل ٹھہرتا ہے غرض اگرچہ پیشگوئیاں اصل حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہے مگر اُسوقت داخل ہو جاتی ہیں جب ثابت ہو جاوے کہ ان کے یہ معنی ہیں اور یہ درحقیقت قرآن شریف میں آگئے ہیں یا درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کیا آپ اسقدر بھی سمجھ نہیں سکتے کہ جب پیشگوئی کے معنے ثابت ہو گئے اور اجتہاد کو اسمیں دخل نہ رہا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول ہے تو پھر کیوں وہ پیشگوئی ایمان میں داخل نہیں ہوگی کیا قیامت اور بہشت وغیرہ کی پیشگوئیاں ایمان میں داخل ہیں یا نہیں آپ پہلے اس جواب کو خوب سمجھ لیں پھر مجھے اطلاع دیں کہ مینے اسکو سمجھ لیا ہے یا اگر شک ہو تب بھی اطلاع دیں ایک سوال کے فیصلہ کے بعد پھر دوسرا سوال کریں

۶ ردسمبر سنہ ۱۹۰۱ع

چند پاک باتیں

دعا۔ کی حقیقت کے سمجھنے کیواسطے انسان کو اس بچے کی حالت پر غور کرنا چاہیے جو کبھی وہم نہیں کر سکتا کہ اسکی ماں کی چھاتیوں میں دودہ نہیں ہے تم غور سے دیکھو اور بتاؤ کہ کیا کبھی بچہ کے وہم اور خیال میں بھی گذر سکتا ہے کہ دودہ ماں کے پستان میں نہیں ہے۔ پس جیسا ایمان اور یقین اس بچہ کو ہے ویسا ہی ایمان جب تک انسان خدا تعالیٰ کی کامل قدرت اور اختیار پر نہیں لاتا اسوقت تک وہ فلسفہ دعا سے بے خبر ہے اور نہ دعا سے کوئی لذت اسے آسکتی ہے لیکن جب خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان یقین کامل کے رنگ میں پیدا ہو جاوے تو وہ ایمان دعا کی حقیقت لطف کے ساتھ خود کھولدیتا ہے۔

(مولوی عبدالکریم صاحب)

اسلام کی روح خدا کی محبت ہے اور نمازوں کا مغز خدا کی اطاعت ہے۔

(حضرت اقدس)

جمع بین الصلوتیں پر مزید تشریح کی خاطر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے کچھ عرض کیا۔ جواباً ایک مختصر سی تقریر کے دوران میں فرمایا (اسی کے متعلق حضرت اقدس کی مفصل تقریر کسی آئندہ اشاعت الحکم میں شایع ہوگی۔ (ایڈیٹر)

میں جو کام کرتا ہوں آسمانی اشارہ اور ربانی القاسے کرتا ہوں خدا تعالےٰ نے مجھپر **تجمع له الصلوٰة** والی حدیث کی صحت کھولدی ہے اور اب میں ہرگز کسی کی پرواہ نہیں کر سکتا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے جسکے پورا کرنے اور پورا کرانے سے ہمیں دوہرا ثواب ملتا ہے **انما الاعمال بالنیات**۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان دو نمازوں کے بجائے حقیقت میں میں چار نمازیں پڑھتا ہوں اگر مخالفوں کا خوف ہو کہ وہ کیا کہینگے! میں اسکی ہرگز پرواہ نہیں کر سکتا مجھے ان سے کیا غرض میں تو خدا کی بات پر اور خدا کے

جاتی ہیں ختم ہو جائیں گے پھر انشاء اللہ وہی اپنے وقت پر ادا ہونے لگیں گی۔ اور اسوقت بھی شرح قلب اور انشراح صدر کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا ایما ہے (حضرت اقدس) مندرجہ بالا اس مختصر تقریر کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم کے الفاظ میں ہے۔ جو ۹ دسمبر ۱۹۰۱ء کو سیر کے وقت حضور نے فرمائی۔

بقیہ مضمون

سید ارادت حسین صاحب احمدی مونگھیری

اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر ام یقولون نحن جمیع منتصر ۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارھم حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ لا یخلف المیعاد ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ۔ ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم طریقا الا طریق جھنم خالدین فیھا ابدا ۔ والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ۔

ترجمہ

کیا تمہارے کافر فرعونی گروہ سے کچھ بہتر ہیں ۔ یا تم خدا کی کتابوں میں معذب اور ماخوذ ہونے سے مستثنیٰ اور بری قرار دیے گئے ہو ۔ سو کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑی قوی جماعت ہے کہ جو زبردست اور فتحمند ہوگی عنقریب یہ ساری جماعت پیٹھ پھیر کر بھاگے گی اور ہمیشہ اُن کا فرونکو کوئی نہ کوئی کوفت پہونچتی رہے گی یہانتک کہ وہ وقت موعود آجائے گا جسکا خدا نے وعدہ کیا ہے ۔ خدا تخلف وعدہ نہیں کرے گا ۔ اور رسولوں کے حق میں پہلے ہی یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ہمیشہ نصرت اور فتح انہیں کے شامل حال رہے گی ۔ اور ہمیشہ ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا ۔

خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایمان داروں کے لیے یہ وعدہ ٹھیرا رکھا ہے کہ انھیں زمین پر اپنے رسول مقبول کے خلیفہ کرے گا انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا ۔ اور اُن کے دین کو جو اُن کے لیے پسند کر لیا ہے یعنی دین اسلام کو زمین پر جما دے گا اور مستحکم اور قایم کریگا اور بعد اس کے کہ ایماندار خوف کیحالت میں ہونگے یعنی بعد اُسوقت کے کہ جب باعث وفات حضرت خاتم الانبیا کے یہ خوف دامنگیر ہوگا کہ شاید اب دین تباہ نہ ہو جائے تو اُس خوف اور اندیشہ کی حالت میں خدا تعالےٰ خلافت حقہ قایم کر کے مسلمانوں کو اندیشہ ابتری دین سے بے غم اور امن کیحالت میں کردے گا وہ خالصًا میری پرستش کرینگے اور مجھے کسی چیز کے شریک نہیں ٹھیرائینگے ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں وہی زمین کی مالک و وارث ہونگے یعنی شام کے (زبور) کافر اور مشرک کہ جو شرک اور کفر پر مرین اُن کے گناہ بخشے نہ جائیں گے اور خدا اُنکو اُن کے کفر کی حالت میں اپنی معرفت کی راہ نہیں دکھلائے گا ہاں جہنم کی راہ دکھلائے گا جسمیں وہ ہمیشہ رہیں گے پھر جو لوگ خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لائے وہی ہیں کہ جو خدا کے نزدیک صدیق ہیں اُن کے لیے اجر ہوگا اُنکے لیے نور ہوگا اُنکو اسی زندگی میں بشارتیں ملینگی یعنی وہ خدا سے نور الہام کا پائینگے اور بشارتیں سُنیں گے جنمیں اُنکی بہتری اور مدح اور ثنا ہوگی اور خدا اُن کی سچائیوں کو روشن کردے گا ۔

نمبر ۹ ۔ غرضکہ اب ثابت ہوگیا کہ مثیل موسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے نہ مسیح ۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے بھائیوں میں سے تھے نہ مسیح ۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم موسیٰ کی مانند تھے نہ مسیح

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کل احکام خدا کے پہونچا دیے نہ مسیح نے ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف سب نابود ہوگئے نہ کہ مسیح کے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود کہ گاڑھے گاڑھے وقت کے آنے کی قتل سے محفوظ رہے نہ کہ مسیح (جو بقول آپ کے آخر کار صلیب دیے گئے)

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں کمال شد و مد جلال سے پوری ہوئی گئیں نہ کہ مسیح کی

نمبر ۲ ۔ الغرض یہ پیشگوئی اور اور پیشگوئیاں بائبل کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے واضح ہے اور اہل کتاب بھی آنحضرت کو خوب پہچانتے ہیں اور پہچانتے تھے اور قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے الذین اتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون ۔ جن لوگوں کو ہمنے کتاب (توریت) دی ہے وہ اُس نبی کو اسطرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں ایک گروہ ہے جو دیدہ و دانستہ حق کو چھپاتے ہیں مگر صرف اور بعض ہٹ دھرمی سے نہیں مانتے ہیں

اسبات کی عملی دلیل کہ جناب رسول خدا صلعم وہی نبی موعود مثیل موسیٰ ہیں اور یہ یہود کو اور عیسائیوں کو آپکی صداقت کا دل سے یقین تھا یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتمام حجت کے لیے یہودیوں سے فرمایا کہ اگر تم لوگونکو میری صداقت میں شک ہے اور اپنے دعوے میں سچے ہو تو میرے

مقابل کھڑے ہو کر صاف اتنا مُنہ سے کہدو کہ خدایا اگر اس نبی کے مقابل ہم جھوٹے ہیں تو ہمپر موت بھیج - قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صدقین ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظلمین - تو کہدے اے یہودیو اگر تمہارا خیال ہے کہ لوگوں کے سوا صرف تمہیں خدا کے پیارے اور دوست ہو یعنی سوا بنی اسرائیل کے کسی دوسری قوم میں نبی نہیں ہوسکتا تو موت کی خواہش کرو اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو (اور پہر بطور پیشگوئی کے فرمایا ہے) وہ ہرگز اسبات کی خواہش نہ کریں گے بوجہ ان کاموں کے جو اُنہوں نے میری مخالفت کی ہے - اور خدا انکو ظالم لوگ معلوم ہیں - اسیطرح عیسائیوں سے فرمایا کہ اگر تم میری باتو نکو نہیں مانتے اور میری باتوں اور دعوی سے انکار کرتے ہو تو آ ؤ ہم تم مباہلہ کریں یعنی ہر ایک فریق اپنی جورو لڑکوں کے ساتھہ خدا سے یہ دعا کریں کہ خدایا اگر ہم سچے ہیں تو ہمارے مخالف پر لعنت اور غضب بہیج اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمپر غضب نازل کر اور پہر دیکہیں کہ کون سچا ہے جیسا کہ قرآن میں موجود ہے - فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین تو کہدے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تم اپنے بیٹے اور ہم اپنی عورتیں اور تم اپنی عورتیں اور خود ہم اور تم اور پہر ہم اور تم ملکر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر - لیکن کوئی یہودی اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میدان میں کہڑے ہو کر مقابلہ نہ کرسکا اگر وہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کر دلسے متیقن نہ تہے تو مقابلہ پر ڈرنا کیا تہا یہودی اپنے مُنہ سے کہدیتے کہ الٰہی جھوٹوں پر موت آئے اور عیسائی مباہلہ کر لیتے - لیکن وہ حق کے مقابلہ میں اتنا لفظ بہی کہنے سے ڈر گئے اور اپنا باطل پر ہونا مان لیا اور اپنے جہوٹ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی - کچہہ عیسائی صاحب مباہلہ کے لیے آئے بہی تو شکل ہی دیکہکر چلدیے -

سوچیے ! سوچیے !! سوچیے !!!

فقط

الراقم سید ارادت حسین احمدی - برمکان مولوی لیاقت حسین صاحب وکیل للو پوکھر - مونگیر -

جب اس خط کو گئے ہوئے پندرہ روز گذر گئے یعنی ۳ اگست ۱۹۰۱ء ایک کارڈ یاد دلانے کے لیے لکہا گیا کیونکہ ابہی تک جواب نہیں آیا تہا - اُسکے جواب میں پادری صاحب نے جو خط لکہا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیلیے ذیل میں لکہا جاتا ہے وہو ہذا -

۷ اگست ۱۹۰۱ء از باڑہ

خداوند کریم تمہارے ساتہہ ہو میاں ارادت حسین احمدی صاحب - کارڈ مرسلہ آپ کا پہونچا - مضمون سابقہ آپ کا بذریعہ بابو جون پال واپس کر دیا گیا تہا - اب مجکو زیادہ فرصت بحث کرنے کی نہیں ہے آپ براہ مہربانی مجکو کوئی مضمون نہ بھیجیے زلوہ سلام - راقم پادری میچل صاحب بہار مقام باڑہ کنگ روڈ نمبر ۱۵ -

اس خط کا جو جواب لکہا گیا وہ بہی درج ذیل ہے - مورخہ ۸ اگست ۱۹۰۱ء از شہر مونگیر -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پادری میچل صاحب - آپکا خط مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۱ء پہونچا - آپ کا یہ لکہنا کہ اب مجکو زیادہ فرصت بحث کرنیکی نہیں ہے آپ براہ مہربانی مجکو کوئی مضمون نہ بھیجیے - صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آپ اسلام کی اُن صداقتوں پر جنکو میںنے اپنے مضمون میں لکہا تہا کچہہ دم نہیں مار سکے اور اسلام کی حجت آپ پادری صاحب نپر تمام ہو گئی وما علینا الا البلاغ - اور ہمکو کیا ضرورت ہے کہ جو شخص عاجز آگیا ہو اُسکے پیچہے پڑیں - اور جان پال نے مجکو مضمون واپس نہیں دیا ہے - اور نہ مجکو مضمون کے واپس لینے کی ضرورت ہے میں یہی بہتر سمجہتا ہوں کہ وہ آپ ہی لوگوں کے پاس رہے شاید کسی سلیم الفطرۃ عیسائی کی آنکہوں سے گذرے فقط راقم سید ارادت حسین احمدی برمکان محمد اسمعیل خان - چہوٹی کیلا باڑی - مونگیر -

یہ مضمون جو پادری میچل صاحب کے پاس بہیجا گیا تہا پادری رورنڈ برائس صاحب کے پاس بہیجنا چاہیے تہا - کیونکہ اب مونگیر کے بڑے پادری یہی صاحب ہیں - اسوجہ سے اُنکو ۲۴ اگست کو اس مضمون کا خط لکہا گیا کہ جان پال سے میرا مضمون لیکر آپنے تو ضرور دیکہا ہو گا اگر ہو سکے تو جواب دیجیے مگر اُنہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اسلیے ۸ ستمبر کو اُنکو ایک کارڈ اتمام حجت کے لیے لکہا گیا جو ذیل میں درج ہے وہو ہذا

جناب رورنڈ پادری برائس صاحب تسلیم ہمارے مضمون مثیل موسی کا جواب رورنڈ میچل صاحب سے جب نہ ہو سکا تو اُنہوں نے مضمون کو آنکہہ بند کرکے واپس ہی کر دیا - مگر جان پال نے شرم کے مارے واپس نہیں کیا - پہر میںنے اتمام حجت کیلیے آپ کو اُبہارا لیکن آپ ہی جواب سے مجبور رہے اور ذرا لب بہی نہ ہلا سکے نہ پادری میچل صاحب کیطرح کم فرصتی کا بہانہ کیا - اور کیونکر کر سکتے آپ لوگ تو اسی کام کے لیے ڈبل مشاہرہ پاتے ہیں ! اس لیے آپ یہ بہی اسلام کی

حجت تمام ہوئی الحمد للہ علی ذالک وما علینا الا البلاغ۔

اور اُسی روز ہم نے جان پال کو بھی ایک خط لکھا وہ یہ ہے۔

جناب پادری جان پال صاحب تسلیم۔ میرے مباحثہ مثیل موسی کے اصل مخاطب آپ ہی ہیں۔ لیکن جب آپ نے پہلے روز شکست فاش کھائی تو دوسروں کو میرے مخاطب کر دیا۔ لیکن اُن لوگوں کی جو گت آپکی نظروں کے سامنے ہوئی وہ تا زندگی یاد رہیگی اور ہم رورنڈ میل اور برائس صاحبان کی حالت جو میرے مضمون اور خطوں سے ہوئی وہ آپکو معلوم ہے کہ اُن سب پر کیسی اسلام کی حجت تمام ہوئی اسلیے میں آپکو لکھتا ہوں کہ اگر آپ سے ہو سکے تو میرے مضمون کا جواب دیں لیکن کیا آپ جواب دینگے؟ ناممکن ہے یہ خط تو میں نے صرف مزید اتمام حجت کے لیے لکھا ہے۔

ایک خط ایک اور عیسائی کو لکھا گیا جس نے مباحثہ کے دن یہ لاف زنی کی تھی کہ اگر آپ چار ورق کا مضمون لکھیں گے تو ہم صرف آدھے صفحہ پر جواب دینگے۔ اور وہ یہ ہے۔

میاں فیروز صاحب۔ تسلیم۔ میرے مباحثہ مثیل موسی کے روز جو گت آپ کے پادریوں کی ہوئی تھی وہ تو آپ کا چشم دید واقعہ ہے لیکن پھر جو آپ لوگوں کے حسب خواہش تحریری مضمون بھیجا گیا اُسکا جواب بھی نہ رورنڈ میل صاحب سے ہو سکا نہ رورنڈ برائس صاحب سے۔ اب چونکہ آپ نے مباحثہ کے دن بڑے دعوی سے کہا تھا کہ اگر آپ چار ورق کا مضمون لکھیں گے تو ہم صرف آدھی صفحہ پر جواب دیں گے۔ لیکن آدھا صفحہ کیا ایک دفتر میں بھی آپ لوگوں کا جواب نہیں دیکھا گیا اس لیے میں لکھتا ہوں کہ اپنے بڑے بول کو پورا کیجیے۔ آپکو اس بڑے بول کی وقعت دعوی تثلیث اور کفارہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

ان خطوں کا جواب اتنک دو ہفتہ سے بھی زیادہ ہو گیا نہیں آیا اور نہ آنیکی اُمید ہے۔

خیر ان پادریوں کی حالت تو ناظرین کو معلوم ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ کیسے صداقت کے دشمن اور ہٹ دھرم ہیں۔ اب میں کل عیسائی دنیا کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اے عیسائیو۔ اے پادریو اے کلرجیو۔ اے بشپو۔ اے پوپ صاحب۔ جنکی نظر سے یہ میرا مضمون گذرے اگر تم لوگوں میں اس کے جواب دینے کی طاقت ہو تو تو تیار ہو جاؤ اور اپنے دعوی کو ثابت کر دکھاؤ اور ضرور دکھلاؤ۔ اور میری دلیلوں کو توڑو۔ اور ضرور توڑو۔ دیکھو پہلو تہی نہ کرو جتنے مضمون اس کے جواب میں آئیں گے میں ہر ایک کے جواب دینے کے لیے تیار ہوں، ہاں تیار ہوں آزمالو۔ آزمالو۔ ضرور آزماؤ۔ ورنہ اس الزامی زندگی سے مرجانا بہتر ہے جو دعوی کرو اُسکی دلیل پاس نہ رکھو۔ یہ کیسی بات ہے۔ یہی وقت روح القدس سے مدد لینے کا ہے اسوقت اگر مدد نہیں دیگی تو کب دیگی تمہارا ایک دعوی ٹوٹا جاتا ہے تو خبر لو ضرور لو۔

ناظرین اب میں تم سے جدا ہونے سے پہلے بھائی مفتی محمد صادق صاحب احمدی کا ایک مختصر سا مضمون اسی پیشگوئی کے بارہ میں بغیر سنائے نہیں رہ سکتا جس میں آیات ۱۶ و ۱۷ کی تفسیر بھی ہو جاتی جو مباحثہ میں چھوڑ دی گئی تھی۔

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسی کے متعلق ہے اس کے دو جواب ہیں

اول) ان آیات میں حضرت موسی علیہ السلام کو خطاب ہوا ہے کہ وہ بھی تیری مانند ہوگا یعنی صاحب شریعت ہوگا۔ مخالفین سے جنگ کرے گا۔ ایک قوم کا سردار ہوگا خود معاشرت کا نمونہ دکھلائے گا۔ ان باتوں میں سے کوئی بات حضرت عیسی میں پائی نہیں جاتی تھی۔ بلکہ حضرت عیسی فرماتے ہیں کہ میں موسی کی شریعت کو پورا کرنے آیا ہوں وغیرہ۔

دوم۔ نہایت غور کے قابل یہ بات ہے کہ مقام حوریب میں بنی اسرائیل پر شریعت نازل ہوئی تھی اور بنی اسرائیل کو اُسجگہ خدا نے اپنی قدرت کا ایک نظارہ دکھایا گیا۔ مگر بنی اسرائیل نے ناشکری کی اور دعا مانگی کہ ہم پھر کبھی خدا کی آواز نہ سُنیں۔ اسپر خدا نے انکی دعا کو قبول کیا اور فرمایا کہ اچھا آیندہ تمہارے درمیان کوئی ایسا نہ ہوگا جو شریعت لاوے۔ یہ راہ تم سب پر بند ہوا۔ آیندہ شریعت لانیوالا تمہارے بھائیوں میں سے یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا۔ آیت ۱۶ میں واقعہ حوریب کا ذکر ہے آیت ۱۷ میں بنی اسرائیل میں اُس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے آیت ۱۸ میں قبولیت کا نتیجہ بتلایا گیا ہے۔ فقط

اشتہار

کتاب آیات الرحمٰن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے کتاب عصائی موسی کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصای موسی کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اسکو وہ اپنی کتاب ایک درد انگیز عذاب محسوس کی یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لیے اس طرح سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جائے اسلیے یہ انتظام کیا گیا ہے روپیہ خاص مولوی صاحب کے نام قادیان میں آنا چاہیے والسلام۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی عفی عنہ

کو کیا صاحب بغیر قیمت صرف درخواست

مختصر نوٹ اور نکات

حضرت مسیح علیہ السلام کی موت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست دلیل کیا ہوگی کہ ان کی قوم میں زندگی کی روح باقی نہیں ہے یعنی وہ قوت قدسی اور پاک جذب جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اخلاق اور اعمال صالحہ میں ایک نمایاں اور درخشاں تبدیلی عطا فرماتا ہے اسکے آثار مفقود ہیں اور مردہ پرست ملت اور صلیب کے پجاری قوم میں ایک بھی مدعی نہیں پایا جاتا جو ان نشانات کی بنا پر اور اس معیار پر جو مسیح نے اپنا ثمرات ول کیلئے انجیل میں مقرر کیا ہے کامل الحیات ثابت ہو

زندہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک ہی ہے اور آپ ہی جس ہو کر اور آپ ہی کے طفیل سے کل انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی صداقت عیاں ہے وہ کون ہے حضرت خاتم عالم سید ولد آدم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اسکا یہی ثبوت ہے کہ خدا نے وعدہ کیا اور اسکے مطابق حضرت مسیح موعود و امام منتظر کو اپنی پاک تائیدوں اور قوت قدسی کے ساتھ بھیجا اور ہزارہا نشان اسکی تائید میں ظاہر فرمائے ہیں۔ انہوں نے اگر دعویٰ کیا ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے فیض پاکر اور روح القدس کی قوت سے تائید پاکر بولتا ہوں اور غیبی تائید خدا کی اور ان نشانات کے ساتھ جو قرآن کریم میں مومنوں کیلئے مقرر ہیں اپنے آپکو امتیاز ثابت کرنیکے لیے ہر وقت طیار ہوں اور یہ امر دعوی ہی کے رنگ میں نہیں تا اس کے نشانات لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے دیکھے اور مشرق اور مغرب میں انکی اشاعت ہوئی۔ یہانتک کہ ہزارہا سعادتمندوں نے اسے قبول کیا اور قدسی قوت کے نیچے آکر اپنے اخلاق و عادات میں نمایاں تبدیلیاں حاصل کیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ یہ تبدیلی محض اسی کے پاک انفاس کی وجہ سے ہوئی ہے۔

پس اسوقت اسلام کی زندگی قرآن کی زندگی اور سچ تو یہ ہے حی قیوم خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت اگر اسوقت کوئی ہے تو وہ مسیح موعود کا پاک وجود ہے۔ جو لوگ بخل سے اور انانیت سے اسکی مخالفت کرتے ہیں اور قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع کہلا کر بھی انکار کرتے ہیں وہ ہمیں خوش ہونا چاہتے ہیں کہ **اسلام کو مردہ مذہب قرار دیں** !! اپر افسوس !!!۔

ناعاقبت اندیش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادعائے نبوۃ و رسالت پر جو فنا فی الرسول اور خاتم النبیین کے ظلہ اور لباس میں اور اسکی چادر کے نیچے ہے اعتراض کرتے ہیں اور خاتم النبیین کی مہر کے خلاف بتاتے ہیں مگر یہ تو نری منہ کی پھونکیں ہیں یا خیالی باتیں۔ وہ اسکا جواب کیوں نہیں دیتے کہ ختمیت کی مہر محمدؐ کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا مسیح ابن مریم علیہما السلام کے آنے سے سوال کے اس دوسرے حصہ کو بالکل ہضم کر جاتے ہیں اور اسکو چھوتے بھی نہیں حقیقت یہی ہے کہ یا تو مسیح ابن مریم اسرائیلی ناصری کے نزول کو صحیح قرار دیکر خاتم النبیین کی مہر کو توڑنے والا اور قرآن کو چھوڑنے والا انہیں بننا پڑے گا اور یا آخر قرآن اور احادیث کی پیشگوئی متعلقہ مسیح موعود کی صداقت کے لیے ماننا پڑیگا کہ **حق و حکمت وہی ہے جو جری اللہ فی حلل الانبیاء لے کر آیا ہے۔**

عسل مصفیٰ

مولفہ مرزا خدابخش صاحب المسیلو العبد الحضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی مع اور میسوطہ ۱۴۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان میں جناب قاضی ضیاء الدین صاحب سے اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حسیلم محمد زمان صاحب سے عہ قیمت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے جلد خریدو بہت خریدی جا رہی ہے۔

اس ہفتہ کی

بیعت

محمد عالم الدین صاحب۔ لیبر ضلع سیالکوٹ
محمد بخش صاحب سوداگر چرم کھاہ
محمد ابراہیم صاحب امام مسجد ماسور کشمیر
عبد الرحمٰن صاحب واڑ ،، ،،
عبد القادر صاحب ،، ،،
حبیب اللہ صاحب خیاط ،، ،،
محمد جیو صاحب ،، ،،
شعبان ریشی صاحب ،، ،،
امیر ریشی صاحب ،، ،،
محمد رمضان صاحب متو۔ ریشی نگر ،،
ولی محمد صاحب ،، ،،
عبد العزیز صاحب ،، ،،
عبد العزیز صاحب گنائی ،، ،،
عبد العزیز صاحب۔ نوہارہ ،،
عبد القدوس صاحب ریشی نگر ،،
محمد رمضان صاحب نمبردار ،، ،،
عبد الرحمٰن صاحب معہ زوجہ۔ چک امرچھ متصل پاڑی پورہ چک راجہ صاحب
عبد اللہ صاحب ،، ،،
مرزا محمد یوسف بیگ صاحب۔ بنگلور ملہور بازار روڈ نمبر مکان ۴۰۔
عبد الحق صاحب کشمیری۔ سیالکوٹ
مرزا نتھو بیگ صاحب معہ قبیلہ۔ میانی ،،
عبد الرحمٰن صاحب۔ معسکر بنگلور اسٹریٹ محلہ بلاک پلی نمبر ۲۰ مکان۔
فرید الدین صاحب۔ بیٹی ریاست نابھا
اہلیہ خلیفہ محمد عبد اللہ صاحب وکیل اسلام۔ معسکر بنگلور۔
فیروز الدین صاحب۔ ماروکی۔ گجرات
امام الدین صاحب ،، ،،
محمد صدیق صاحب ،، ،،
محمد حسین صاحب۔ الہ آباد۔ محلہ دائرہ شاہ اجمل
سید محمد صادق شاہ صاحب نمبردار لدرہ ون ریاست کشمیر
حافظ عبد الکریم صاحب۔ ملوانی گجرات
سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ شاہپور

راقم محمد سراج الحق نعمانی

ایک ہفتہ کی تعطیل

خدا کے فضل و کرم سے الحکم نے اپنے ملک اور قوم کی خدمت میں ایک اور سال پورا کیا۔ اور خدا کرے کہ ہمیشہ کے لئے وہ بہترین خادم اور رفیق ملک و قوم ثابت ہو۔

(آمین)

سال بھر کی جسمانی اور دماغی محنت کے بعد حسب معمول وہ آخیر ہفتہ کی رخصت کی اطلاع دیتا ہے اگرچہ سال کا آخیری ہفتہ دار الامان میں قومی اجتماع کے باعث اس کی ازبس مصروفیت کا ہفتہ ہوتا ہے اور یہ تعطیل اس کے آرام کے لئے کافی نہیں ہو سکتی تاہم وہ نئے سال کے لئے پھر خدمت قوم کے لئے خدا کے فضل و کرم سے تیار رہو جاتا ہے۔ امید ہے ناظرین الحکم اپنی دعاؤں میں اپنے قومی خادم کو نہ بھولیں گے۔ انشاء اللہ الحکم کا اگلا اشو ۱۹۰۱ء کا آخری نمبر ہوگا۔

غالباً یہاں اس امر کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اس سال الحکم گذشتہ تمام سالوں کی نسبت بلحاظ مضامین و دیگر امور ظاہری کاغذ کتابت وغیرہ کے نہایت عمدہ حالت میں شایع ہوتا رہا ہے۔

اور یہ امر ادلاً خدا تعالیٰ کے احسان پر مبنی ہے اور بلحاظ اسباب ظاہری خریداران الحکم کی خوش معاملگی اور وقت پر قیمت ادا کرنے پر۔ اس لئے میں ان تمام بزرگوں کا شکرگذار ہوں جنہوں نے الحکم کی موجودہ حیثیت کو قائم رکھنے میں ممکن امداد سے دریغ نہیں کیا۔ لیکن ... ابھی تک بہت سا کام ... کہ الحکم کی اشاعت کی وسعت کے سوال کو عام طور پر قوم نے حل کرنے میں تغافل اور تساہل سے کام لیا ہے بجز چند احباب کے جو اس میدان میں کام کر رہے ہیں۔ میں امید کرتا تھا کہ اگر میری تجویز پر عمل درآمد کرنے کی طرف توجہ کی جاتی تو ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء تک الحکم ایک ہزار طبع ہوتا مگر ابھی تک سات سو تک بھی نوبت نہیں آئی اخبار کی حالت اور ہیئت میں جو تبدیلیاں میرے سامنے ہیں۔ اس کے لئے کثرت اشاعت کا سوال حل ہونا ضروری ہے اس لئے میں اپنے ناظرین سے پھر امید کرتا ہوں کہ وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ مذہبی اخبارات سے لوگوں کو دلچسپی نہیں وہ اپنے احباب کو کم از کم ایک سال کے لئے خریدار بنا لیں آئندہ کے لئے الحکم خود ان کو اپنی خریداری پر متوجہ کرے گا بہرحال ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء کا اشو اس سال کا آخری نمبر ہوگا اور ۱۹۰۲ء کا پہلا نمبر ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو بفضلہ تعالیٰ شایع ہوگا۔ انشاء اللہ

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ۲۴ دسمبر کا اخبار ذرا دیر کر کے روانہ کیا جاوے گا باین خیال کہ جو بزرگ یہاں آنے والے ہوں اُن کا اخبار مارا مارا نہ پھرے۔

لاہور میں مسلمانوں کے ایک مذہبی جلسہ کی تیاریاں

انجمن نعمانیہ لاہور کے آنیوالے جلسہ کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ بغرض اندراج الحکم وصول ہوا ہے جسے ہم مسلمانوں کی اطلاع کے لئے درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

ہم اس امر کو کمال مسرت سے شایع کرتے ہیں کہ **انجمن نعمانیہ لاہور** کا چودھواں سالانہ جلسہ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ جنوری ۱۹۰۲ء (جمعہ۔ ہفتہ۔ اور اتوار کے دن) بمقام لاہور بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جس کے لئے ابھی سے دھوم دھام کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس انجمن کا مقصد خاص مذہبی ہے پولیٹیکل معاملات وغیرہ سے اس کو کوئی سروکار نہیں اور یہ اس کی بڑی خصوصیت اس انجمن کی یہ ہے کہ نہ صرف مختلف اسلامی فرقوں کے متعلق بلکہ غیر مذاہب والوں کے مقابل بھی اس کی پالیسی بالکل صلح پسندی کی ہے نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصوں کے بڑے بڑے نامی علما۔ اور مشاہیر اور لیکچرار اس کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے ہیں اور اپنے فصیح و بلیغ تقریروں سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہیں گذشتہ جلسہ میں علاوہ لاہور کے علما و فضلا اور لیکچروں اور شعراء نامدار کے۔ پشاور۔ گوجرانوالہ گجرات۔ سیالکوٹ۔ لودھیانہ۔ کانگڑہ۔ پٹیالہ۔ بٹالہ۔ بہاولپور۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ جالندھر ہوشیارپور۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ الہ آباد بمبئی وغیرہ مختلف مقامات سے بڑے بڑے معززین اور بزرگان قوم شریک جلسہ ہوئے تھے اور وعظ اور تقریروں نے اور نظموں نے جو سماں باندھا تھا وہ ابھی تک ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

غرضیکہ پنجاب میں انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ گویا ایک اسلامی تیوہار ہوتا ہے کہ لاہور کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے اور مختلف اقطاع ہند کے مسلمانوں باہم میل جول اور ملاقات بڑھانے کا موقع بھی ملتا ہے اس دفعہ کے سالانہ جلسے میں بالخصوص بہت ہی زیادہ رونق ہونے کی امید ہے کیونکہ ہندوستان کے بہت سے سربرآوردہ مشاہیر کی طرف سے تشریف آوری کے وعدے ہیں۔ غرضیکہ یہ جلسہ اپنی وضع کا بالکل نرالا اور بے نظیر ہوتا ہے اور لڑا اسلام کے ماننے والے مسلمان اس انجمن پر شیدا اور فریفتہ ہیں۔

عالیجناب لفٹنٹ کرنل سردار بہادر راجہ محمد عطاء اللہ خاں صاحب رئیس اعظم پنجاب گذشتہ جلسہ کے میر مجلس تھے اور اس دفعہ بھی وہی ہونگے۔

جلسہ کی غرض رو محض تبلیغ احکام الٰہی اور تحریص و تشویق علوم دین" بتائی گئی ہے۔ اور جو صاحب اس جلسہ میں کوئی مضمون یا نظم پیش کرنا چاہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ۱۴۔ دسمبر ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے جناب **خلیفہ مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور** کے ساتھ خط کتابت

کرین - بیرونجات کے مہمانون کے لئے انجمن کی طرف سے اُن کی رہایش در مہمانداری کا انتظام بلاکسی قسم کی فیس کے ہر سال کیا جاتا ہے - البتہ یہہ ضروری ہے کہ جو صاحب تشریف لانا چاہین تاریخ و وقت تشریف آوری سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء تک مطلع فرماوین تاکہ ریلوے اسٹیشن پر اُن کے استقبال کا اور نیز فرودگاہ کرنے کا انتظام سہولت سے ہو سکے "

آر - ایل ڈینس صاحب اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر راولپنڈی مین تعینات کئے جاوینگے اُن کے آنے تک سید ولی شاہ صاحب سیالکوٹ سے راولپنڈی کو جاوینگے -

---

الیف - ٹی - ڈکسن صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج ہزارہ - آر - بی - کلارک صاحب سے سکدوش کئے جانے پر ملتان مین تعینات کئے جاوینگے

حرفت کی تعلیم

پرنس کنسرٹ مرحوم اپنے کل بچون کو کسی نہ کسی صنعت کی ضرور تعلیم دلواتے تھے چنانچہ موجودہ شہنشاہ انگلستان کو موچی گری کی تعلیم دلوائی تھی جسمین وہ بڑے مشتاق ہین - منہ

خراب مہینے

لندن مین دسمبر کا مہینہ صحت کے لحاظ سے سب سے خراب ہوتا ہے - اسکے بعد مارچ کا مہینہ ہے لیکن فرانس مین جنوری اور جرمنی مین مارچ سب سے خراب مہینے مین نیویارک امریکا کا باغ حیوانات سب سے بڑا ہوگا - اسکا رقبہ دو سو اٹھ ایکڑ ہوگا -

---

خسرہ کا علاج

فرانس مین عورتین ان بچون کو جو خسرہ کے عارضہ مین مبتلا ہوتے ہین سرخ کپڑے پہناتی ہین ایک عالم نے تجربہ کیا ہے کہ ایسی مریض کی کہڑکیون مین سرخ چپکانا مفید ہے -

---

دارالامان کا

ہفتہ

۱) حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالےٰ اشاعت حق مین مصروف ہین - مصر کے لئے رسالہ لکہا جا رہا ہے اور طاعون کے متعلق ایک جدید اشتہار عربی - فارسی - اردو - پشتو اور انگریزی مین طبع ہو رہا ہے -

۲ - **میگزین** کا پراسپکٹس اس ہفتہ انشاء اللہ شایع ہو جاوے گا - سردست انگریزی میگزین چالیس سے لیکر پچاس صفحوں تک ہر مہینے کی بیس تاریخ کو قادیان سے شروع سال سے شایع ہوگا - قیمت سالانہ **عہ روپیہ** مع محصول ڈاک ہوگی - تمام درخواستین اور قیمت مولوی محمد علی صاحب ایم - اے ایڈیٹر رسالہ میگزین آنی چاہیں -

۳ - اس ہفتہ مین ملک پیر بخش صاحب صوابی سے اور میان قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم سے دارالامان مین وارد ہوے -

۴ - حضرت اقدس کے ایما سے ایک نقشہ ان تمام نشانات اور پیشگوئیوں کا طیار کیا جا رہا ہے - جو حضرت اقدس کی تائید مین خدائے قدیر کے الہام کے موافق پوری ہو چکی ہین - ان پیشگوئیوں کی ترتیب حروف تہجی کے موافق ہوگی - اور اس مین وہ تمام پیشگوئیاں بھی درج ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے متعلق فرمائی تھین - یا قرآن کریم مین درج ہین - یہ نقشہ ایک قابل قدر چیز ہوگی - اور دنیا پر اتمام حجت -

۵ رمضان شریف کا چاند جمعرات کو نظر آیا - اور یہان دارالامان مین پہلا روزہ جمعہ کو ہوا -

---

ایک مبارک

تجویز

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی چٹھی **ندوۃ العلماء** کے نام گذشتہ اشاعت الحکم مین شایع ہوئی ہے چونکہ وہ بہت ہی مفید اور قابل قدر چٹھی ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی ہزارہا کاپیاں شایع ہوں - خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اپنی حیثیت کے موافق یہہ ارادہ کیا تہا کہ اس کو **پمفلٹ** کی صورت مین نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر **ساڑہے تین سو** چہاپ کر تقسیم کرے - یہہ پمفلٹ کوئی تین جزد کا ہوگا - اور ساڑہے تین سو پر کوئی عنہ ۲۰ خرچ آئینگے جو ایڈیٹر الحکم ادا کریگا - اس کی روانگی ڈاک وغیرہ کے اخراجات مزید برآں ہونگے -

مگر ابہی تک یہہ تجویز عام نہ کی گئی تہی کہ برادرم **ڈاکٹر رحمت علی صاحب** نے جو ایسے کاموں مین ہمیشہ بڑہ کر حصہ لیتے ہین وزیر آباد کے ریلوے سٹیشن سے ایک خط حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام لکہا کہ اگر یہہ پمفلٹ کی صورت مین مفت تقسیم کیا جاوے تو **پانچ روپیہ** مین دینے کو طیار ہوں ان کے اس خط کی بنا پر مجہے تحریک ہوئی کہ اس تجویز کو عام کر دون - ممکن ہے کہ اور بہائی بھی اس ثواب مین شریک ہونا پسند کرین اس لئے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک انتظار کر کے مین ساڑہے تین سو کاپیان اپنے خرچ سے چہپوا کر اور ڈاکٹر صاحب کے خرچ سے مناسب مقامات پر بہیجدونگا - اگر اور احباب اس کار خیر مین شریک ہو گئے - تو امید ہے کہ سات سو یا اس سے زیادہ جلدین طبع ہو جائین - بہر حال اب یہہ کام قوم کا ہے -

قرآن مجید
کا
جدید ترجمہ اور دہلوی و بجنوری
زندہ مترجم

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین ہمنے قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق زندہ مترجمون کی خدمت مین ایک التماس کی تھی۔ اور ہمین امید تھی۔ کہ اگر دونو بزرگ یعنے مرزا حیرت اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے محض تجارتی اصول کو مدنظر نہین رکھا۔ تو وہ اس پر پوری توجہ کرینگے۔ مگر ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے اپنے تمول اور خیالی طلاقت لسانی کی شہرت کو قرآن مجید کی عزت و عظمت کے مقابلہ مین کوئی وزن دیکر اس تحریر پر توجہ کرنی ہی نامناسب سمجھی ہے۔ ورنہ اس کے کیا معنی کہ انہون نے اس کا کوئی جواب نہین دینا چاہا۔ ڈپٹی صاحب نے شاید قرآن مین پڑھا ہوگا۔

وَالعِزَّةُ لِلّٰهِ جَمِيعًا اگر اُن کو قرآن کریم کی عزت مطلوب تھی تو کیا حرج تھا۔ وہ اس میدان مین نکلتے۔ برخلاف اسکے مرزا حیرت صاحب نے ہمین یقین دلانا چاہا ہے کہ وہ ہر طرح سے اس معاملہ کے صاف کرنے کے لئے طیار ہین۔ چنانچہ انہون نے یہانتک لکھدیا کہ **لاہور** مین ایک جلسہ کرکے وہ اس کا تصفیہ کرلینے پر رضامند ہین اور اگر ان کی غلطیان غلط قرار دیجاوین تو وہ بڑی خوشی کے ساتھہ تسلیم کرینگے اس سے بڑھ کر ہم صفائی نیت کے لئے سرست اور کسی دلیل کے محتاج نہین ہین۔ اور ہم خوشی کے ساتھہ اس امر کا اظہار کرتے ہین۔ کہ مرزا حیرت صاحب نے اس بات کے پیش کرنے مین اور اپنی غلطیون کو جو بشری سہو کا تقاضا ہوسکتی ہین اور جو قرار دیجاوین کہ وہ غلطیان ہین) مان لینے کے لئے مردانہ جرأت کا اظہار کیا ہے انہون نے قرآن شریف کی عزت و عظمت کو اپنی شہرت اور محنت پر نثار کردینے کا کم از کم دعوے تو کردیا ہے۔ اس لئے ہم امید کرسکتے ہین۔ کہ اُن کو جو ضروری اور مفید باتین اس ترجمہ کے متعلق بتائی جاوینگی۔ وہ نہایت شوق اور خوشی بلکہ شکرگذاری کی روح لیکر اُنپر غور کرینگے۔ اور یہ ایک اصول ہے۔ جو قرآن مجید کی سچی خدمت کرنے والون کے ہمیشہ پیش نظر ہونا چاہیے + آئندہ کے لئے ضرور نہین ہے۔ کہ الحکم بلاکسی خاص ضرورت کے اپنے کالمون مین اس بحث پر کوئی نوٹس لے۔

روئے زمین کے مسلمانونکی انٹرنیشنل
کانفرنس

مصر کے اخبارات **المؤید** اور **المنار** مین مندرجہ بالا مضمون پر مختلف رنگون اور پیرایونمین طبع آزمائیان کی گئی ہین۔ اور علی گڈھ گزٹ نے بھی ان اخبارات کے مضمون کو نقل کرتے ہوئے خود قریباً تین صفحہ کا آرٹیکل لکھا ہے یہ خیال کہ روئے زمین کے مسلمانون کی ایک جنرل کانفرنس ہو۔ کوئی نیا خیال نہین ہے علی گڈھ گزٹ نے اس کو **جمال الدین** افغانی کی جدت طبع کا نتیجہ قرار دیا ہے ہم کو اسقدر پیچھے تک جانے کی ضرورت نہین ہے ہم اس کو صرف ۱۸۹۹ء تک پیچھے لے جاتے ہین۔ اسوقت بھی یہی بحث بعض جراید مین چھڑی تھی اور خصوصیت کے ساتھہ حبل المتین کلکتہ اس بحث مین نمایان پارٹ لینے والا تھا الحکم نے اس وقت بعض تحریکون پر اس کانفرنس کے متعلق جو رائے دی تھی اسے ہم ذیل مین درج کردیتے ہین اور اس وقت بھی ایسی کانفرنسون کے متعلق ہماری یہی رائے ہے۔ اگرچہ گذشتہ اشاعت بابت **ندوة العلماء** کے نام جو خط ہمارے محسن و مخدوم بزرگ کا شایع ہوا ہے وہ ایک قابل قدر اور لوح دل پر **آب عمل** سے لکھ لینے کے لائق زرین آیہ ہے اور اسکی اندراج کیبعد اور کسی تحریر کی ضرورت نہین۔ تاہم ہم اس امر کو تازہ کرنیکے لئے کہ الحکم نے اسوقت کیا رائے دی تھی اس نوٹ کو درج کردیا جاتا ہے جو الحکم جلد ۲ نمبر ۲۸ و ۲۹ کے صفحہ ۴ کالم دو تین مین درج ہے ہم امید کرتے ہین کہ **نواب محسن الملک** صاحب اور دوسرے لوگ جو ایسی کانفرنسون پر اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین اسپر بھی غور کرلین چونکہ یہ بحث اسوقت ہی بند ہوگئی تھی الحکم نے آیندہ خود بھی اس سلسلہ کو بند کردیا تھا اور اس نوٹ ہی کو کافی سمجھا تھا ہم چاہتے تھے کہ نواب محسن الملک صاحب کی تحریر کے چند کوٹیشن ان ناعاقبت اندیش مسلمانونکی خاطر یہان درج کردین جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا کو اپنے اثبات دعوے کیلئے طرابلس یا دوسرے ممالک مین جانیکے لئے مشورہ دیا کرتے ہین تاکہ انہین معلوم ہو کہ وہان کے علما کا کیا حال ہے اور وہانکے عمایداور حکام کی کیسی حالت ہے مگر قلت گنجایش نے ہمین روکدیا تاہم ہم امید کرتے ہین کہ بہت جلد ہم وہ حصہ ضرور شائع کردینگے۔ انشاء اللہ۔

نوٹ جو الحکم کے محولہ بالا نمبر مین شایع ہوا تھا یہ ہے

مسلمانان روئے زمین کی انٹرنیشنل
کانفرنس

کچھہ عرصے سے بعض مسلمانی اخبارات مین عموماً اور اخبار حبل المتین کلکتہ مین خصوصاً اس امر پر بحث ہورہی ہے کہ مسلمانان روے زمین کے چند معززاور مقتدر علماء اسلام باہم ہرسال کسی مقام پر اکٹھے ہوکر مسلمانونکی بہتری کے معاملات کی سوچ اور شیعہ سنی مسلمانون مین باہم اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کیا کرین اس تجویز پر جتنے منہ اتنی ہی باتین ہورہی ہین۔ لاہوری پیسہ اخبار ایسی کانفرنس کے انعقاد کیجگہ **ام القرٰی** قرار دیتا ہے اور حاجی اسماعیلخان صاحب علی گڈھی ایسی کانفرنس سے یہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ یورپ کی عیسائی سلطنتین مسلمانون کو پولٹیکل طور پر کمزور کرنے لگین گی اور بنظر بوجوہات ضروریات مختلفہ اہل اسلام ایسی کانفرنس سے عمدہ نتیجہ پیدا ہوگا۔

مین نے بھی اس معاملہ پر خوب غور کیا۔ اور باوجودیکہ مجھے توجہ دلائی گئی کہ اسپر اپنی رائے ظاہر کردون۔ ابتداً مین نے مصلحتاً مناسب نہ سمجھا تھا کہ کسی

قسم کی رائے دون۔ بہر حال میری سمجھ ہی مین یہ امر نہیں آتا کہ ایسی کانفرنس قائم ہو کیونکر سکتی ہے میں اس امر کو تو مبارک فال سمجھتا ہوں۔ کہ مسلمانون کے مختلف فرقون مین اتحاد ہون۔ اور وہ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً** پر عمل کرین۔ مگر میرے خیال مین یہہ وحدت ارادی کی روح کسی مجمع یا کمیٹی سے پہونکی نہیں جاسکتی ہان ایک شخص اس قسم کی روح مسلمانون مین پھونک سکتا ہے۔

جو **زمینی** نہیں ہے بلکہ **آسمانی** ہو یہہ کام ایرا غیرا نتھو خیرا کا نہیں بلکہ یہہ ایک مامور من اللہ **امام** کا کام ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت ایک **نذیر** دنیا مین آیا ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت نے عملی طور پر دکھا دیا ہے کہ ایسا اتحاد جو ایک وقت مین مان جائے بہائیوں مین ہو چاہیے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے

مین اس امر کو باواز بلند کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ مسلمانون کے باہمی تفرقہ پردازی سے اُن کی حالت ردیہ کو محسوس کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ **اسلامی اخوت** اور یگانگت کی روح پھونکین۔ تو وہ اس امام سے اپنا تعلق پیدا کرین اور پہلے خود تجربہ کریں پھر قوم کو اس مفید نسخہ کیطرف توجہ دلائیں۔ تو البتہ وہ کامیاب ہو سکتے ہین اور سچا اتحاد قائم ہو سکتا ہے ورنہ مین نہیں سمجھتا کہ ایک **شیعہ** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہوا کیونکر صدق دل سے ایک **سنی** مسلمان سے جو اُن کا دل و جان سے مداح ہے مل سکتا ہے اور ایسا ہی ایک **سنی** کیونکر اُن گالیون کو سنتا ہوا **شیعہ** سے مل سکتا ہے اگر ایسا ہو تو مداہنہ اور نفاق کے طور پر ہوگا۔ جو اور بھی برا اثر پیدا کرے گا۔ ہان اگر سچا اتحاد ہی ہو تو پھر سمجھ لو کہ پھر مذہب کو خیرباد کہنا ہوگا۔

مین چاہتا ہون کہ اب اس مسئلہ پر ذرا وضاحت سے بحث کرون اس لئے آئندہ اشاعت پر اسے اٹھا رکھتا ہون مین جانتا ہون۔ کہ اس مضمون پر اکثر مخالفت کا شور بلند ہوگا۔ مگر مین بلاخوف لومۃ لائم ایک امر واقعی کے اظہار سے کیونکر رک سکتا ہون۔ لہذا مین **حبل المتین** کے لائق ایڈیٹر سے امید رکھتا ہون کہ وہ میرے خیالات پر ذرا غور سے نگاہ کرین گے کیونکہ جو کچھ لکھا گیا ہے یا لکھا جاوے گا وہ نیک نیتی سے لکھا گیا ہے اور لکھا جائیگا۔

دلچسپ واقعات

مچھر اور موسیقی

یہ بیان کہ مچھروں پر موسیقی کا اثر ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے حیرتناک نہیں ہے۔ آواز کا اثر انسان و جانور دونوں پر ہوتا ہے یہ پرانا عقیدہ ہے۔ کہ خاص باجہ خاص قسم کے جانورون کے محو کرنے کے لئے استعمال کرتے ہین اس خیال کی جمیکا کے صیغہ تعمیرات کے ایک اعلیٰ افسر مسٹر برسن نے تصدیق کی ہے وہ لکھتے ہین۔ کہ جب بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی ہے تو مچھر جمع ہو جاتے ہین۔ چنانچہ انھون نے اپنے اوپر تجربہ کیا جیسے ہی آواز نکالی بکثرت مچھر سر پر جمع ہو گئے۔ لکھتے ہین نیویارک امریکہ میں چند سال ہوئے ایک انجن برقی روشنی کا لگایا گیا۔ چلنے کے وقت بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی تھی مچھر سن کر انجن کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ مگر ایک عجیب بات یہ ہوتی تھی کہ اگر مچھر مشین کے گرد جمع ہوتے تھے تو زیادہ غور کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ مذکر مچھر یہ سمجھکر کہ مونث مچھر بھنبھنا رہا ہے گرد مشین کے جمع ہو جاتے ہین اس مسئلہ کی نیچرلسٹ لوگ تحقیقات کرینگے اور کیا عجب ہے کہ مچھرون کی روز افزوں تعداد کم کرنے کے لئے کوئی مشین ایجاد ہوا۔ اور یورپ کے ڈاکٹر دق و تپ دق پھیلانے والے کیڑون کے کم کرنے میں بھی کامیابی ہو۔

گھوڑے کہاں سستے پائے جاتے ہین

یہ بیان واقع روس مین سو آدمی پیچھے پچاسی گھوڑے ہین۔ ریاستہائے متحدہ مین سو پیچھے بائیس۔ اور فرانس مین سو پیچھے سات ارجنٹائن ریپبلک گھوڑون کی کثرت کے لحاظ سے کل ملکون سے بڑا ہے وہان سو آدمیون میں ایک سو بارہ گھوڑے ہین۔ گھوڑے کی اوسط قیمت اٹھارہ روپیہ ہے۔ منہ

طویل العمر

تعجب کی بات ہے کہ گرم آب و ہوا مین سو برس سے زیادہ عمر والے کثرت سے پائے جاتے ہین۔ سلطنت جرمنی مین جس کی آبادی پانچ کروڑ پچاس لاکھ ہے سات سو اٹھتر آدمی سو برس سے زیادہ عمر کے ہین فرانس کی چار کروڑ آبادی مین دو سو تیرہ سو برس سے زیادہ عمر کے آدمی ہین۔

بازیافتہ عینک

جنرل سر آیان ہملٹن کی عینک کے متعلق ایک عجیب دلچسپ روایت مشہور ہوئی ہے بیس برس ہوئے جب جنرل موصوف ایک معمولی سپاہی تھے تو مجوبا ہل کی جنگ مین اُن کی عینک جاتی رہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی بوئر نے اٹھا لی تھی۔ اور چونکہ عینک اُسکی آنکھہ مین لگتی تھی۔ لہذا اس نے اُسکو بیس برس تک استعمال کیا۔ سال حال کے شروع مین ایک مردہ بوئر کے کوٹ سے یہ یہ عینک برآمد ہوئی۔ چونکہ عینک کے خانہ پر جنرل ہملٹن کا نام تھا۔ اس لئے اپنے اصلی مالک کے پاس پہنچا دیگئی۔ منہ

تمباکو نوشی کی ممانعت

حبش مین تمباکو نوشی داخل جرم ہے وہان ۱۶۴۲ء سے تمباکو نوشی کی قانونی ممانعت ہے پہلے یہ صرف پادریون کے لئے تھی۔ مگر بعد سب کے لئے ہوگئی حتیٰ کہ فی زمانہ غیر ملک کے باشندے بھی حبش مین

رجسٹرڈ ایل ۴۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ـ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ ؎ خواص اور معاونین سے ؏ ہندوستان سے باہر ؎

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

رمضان ۱۳۱۹ھ

نمبر ۴۷ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بدی ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو ہلاکت کیطرف لیجاتا ہے اور دل بے اختیار ہو ہو کر قابو سے نکل جاتا ہے خواہ کوئی یہ کہے کہ شیطان حملہ کرتا ہے خواہ کسی اور طرز پر اسکو بیان کیا جاوے یہ ماننا پڑے گا کہ آجکل بدی کا زور ہے اور شیطان اپنی حکومت اور سلطنت کو قائم کرنا چاہتا ہے بدکاری اور بیحیائی کے دریا کا بند ٹوٹ پڑا ہے اور وہ اطراف میں طوفانی رنگ میں جوشزن ہے پس کسقدر ضروری ہے کہ اللہ تعالے جو ہر مصیبت اور مشکل کیوقت انسان کا دستگیر ہوتا ہے اسوقت اُسے ہر بلا سے نجات دے چنانچہ اُس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے، دنیا نے اس سیلاب سے بچنے کے واسطے مختلف حیلے نکالے ہیں اور جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے عیسائیوں نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ پھر اس کا علاج کیا ہے ... جو خدا نے انسان کی فطرۃ ہی میں رکھا ہوا ہے یعنی یہ کہ وہ مفید اور نفع رسان چیز کیطرف رغبت کرتا ہے اور مضر اور نقصان رسان چیزوں سے دور بھاگتا ہے اور نفرت کا اظہار کرتا ہے دیکھو سونے اور چاندی کو اپنے لیے مفید سمجھتا ہے تو اُسکی طرف کیسی رغبت کرتا ہے اور کن کن محنتوں اور مشکلات سے اسے بہم پہونچاتا ہے اور پھر کن حفاظتوں سے اسے رکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص سونے چاندی کو تو پھینکدے اور اس کے بجائے مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلے اُٹھا کر اپنے صندوقوں میں بند کر کے اُنکی حفاظت کرنے لگے تو کیا ڈاکٹر اُسکی دیوانگی کا فتویٰ نہ دینگے؟ ضرور دینگے۔

اسی طرح

پر جب ہمیں یہ محسوس ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ بدی سے نفرت کرتا اور نیکی کو پیار کرتا ہے اور نیکیوں کو عزیز رکھتا ہے تو ہم دیوانہ وار نیکیوں کی طرف دوڑینگے اور گناہ کی زندگی سے دور بھاگیں گے یہی ایک اصول ہے جو نیکی کی قوت کو طاقت بخشتا اور نیکی کے قویٰ کو تحریک دیتا ہے اور بدی کی قوتوں کو ہلاک کرتا اور شیطان کی ذریت کو شکست دیتا ہے۔

جب واقعی طور پر اس آفتاب کی طرح جو اسوقت دنیا پر چمکتا ہے خدا پر ہمیں یقین حاصل ہو جاوے اور ہم خدا کو گویا دیکھ لیں تو یقیناً ہماری سفلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور اس کے بجائے ایک آسمانی زندگی پیدا ہو جاتی ہے جیسے انبیا علیہم السلام اور دوسرے راستبازوں کی زندگیاں تھیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی رحمت فرمانبرداروں اور راستبازوں پر ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور نیکی اور پاکیزگی کا تحفہ لے کر جاتے ہیں اور شرارتوں اور بدکاریوں سے اس لیے دور رہتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ سے بعد اور حرمان کا موجب ہیں۔ ایسے لوگ ایک پاک چشمہ سے دھوئے جاتے ہیں جس کا

دھویا ہوا پھر کبھی میلا اور ناپاک نہیں ہوتا اور انہیں وہ شربت پلایا جاتا ہے جسکے پینے والا کبھی پیاسا نہیں ہوتا انہیں وہ زندگی عطا ہوتی ہے جس پر کبھی موت **موت** وارد نہیں ہوتی انہیں وہ جنت دیا جاتا ہے جس سے کبھی نکلنا نہیں ہوتا برخلاف اس کے وہ لوگ جو اس چشمہ سے سیراب نہیں ہوتے اور مسیح کے ہاتھوں سے جسکا مسح نہیں ہوتا وہ خدا سے دور جاتی ہیں اور شیطان کے قریب ہو جاتے ہیں انہوں نے خدا کی طرف آنا چھوڑ دیا ہے + اور یہی وجہ ہے کہ نہ ان میں تسلی کی کوئی راہ باقی رہی ہے نہ ان کے پاس دلائل ہیں اور نہ تاثیرات۔

ایک عیسائی سے اگر پوچھا جائے کہ تو جو دعوی کرتا ہے کہ مسیح کے خون سے میرے گناہ پاک ہو گئے ہیں تیرے پاس اسکا کیا ثبوت ہے؟ وہ کونسے خوارق العادت امور تجھ میں پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے ایک غیر معمولی خدا ترسی اور نیکوکاری کی روح تجھ میں پھونک دی ہے تو وہ کچھ جواب نہ دے سکے گا **برخلاف اس کے اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں اسکو ان خارق عادت امور کا زبردست ثبوت دے سکتا ہوں اور اگر کوئی طالب صادق ہو اور اسمیں شتابکاری اور بدظنی کی قوت بڑھی ہوئی نہ ہو تو میں اسے مشاہدہ کرا سکتا ہوں۔**

بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کے دلائل نہ بھی ملیں تو ان کی تاثیرات بجائے خود انسان کو قائل کر دیتی ہیں اور وہی تاثیرات دلائل کے قائمقام ہو جاتی ہیں + کفارہ کے حق ہونے کے اگر دلائل عیسائیوں کے پاس نہیں ہیں جیسا کہ وہ کہدیا کرتے ہیں کہ یہ بھی ایک راز ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ وہ ان تاثیرات ہی کو پیش کریں جو کفارہ کے اعتقاد نے پیدا کی ہیں۔ یورپ کی اباحتی زندگی دور سے ان تاثیرات کا نمونہ دکھا رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر وہ کیا پیش کرینگے اور یہ ایک عقلمند کے سمجھ لینے کے واسطے کافی ہے کہ کیا اثر ہوا۔

ایک اور بات ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ جسپر غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض آدمیوں کو بڑے بڑے دھوکے لگے ہیں اور وہ جادہ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان کی پیدایش ایک قسم کی نہیں ہے۔

جیسا بوٹیاں ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں اور جمادات میں بھی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں کوئی چاندی کی کان ہے کوئی سونے کی کوئی پیتل اور لوہے کی اسی طرح پر انسانی فطرتیں مختلف قسم کی ہیں + بعض انسان اس قسم کی فطرت رکھتے ہیں کہ وہ ایک گناہ سے نفرت کرتے ہیں اور بعض کسی اور قسم کے گناہ سے۔

مثلاً ایک آدمی ہے کہ وہ چوری تو کبھی نہیں کرتا لیکن زناکاری اور اور قسم کی بیحیائی اور بیباکی کرتا ہے یا ایک زنا سے تو بچتا ہے لیکن کسی کا مال مار لینے یا خون کر دینے کو گناہ ہی نہیں سمجھتا اور بڑی دلیری کے ساتھ ایسی بیہودہ بات اور افعال کا مرتکب ہوتا ہے + غرض ہر ایک آدمی کو جو دیکھتے ہیں تو اسے کسی نہ کسی قسم کے گناہ میں مبتلا پاتے ہیں اور بعض حصوں میں اور بعض قسم کے گناہوں میں بالکل معصوم ہوتے ہیں۔ ایسی جسقدر افراد انسانوں کے پائے جاتے ہیں انکی بابت ہم کبھی بھی قطعی اور یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ سب کے سب ایک ہی قسم کے گناہ کرتے ہیں نہیں بلکہ کوئی کسی میں مبتلا ہے کوئی دوسرے میں گرفتار ہے۔ کسی قوم کی بابت وہ مغرب میں ہو یا مشرق میں ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ بالکل گناہ سے بچی ہوئی ہے صرف اسقدر تو مانیں گے کہ وہ فلاں گناہ وہ نہیں کرتی مگر یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ بالکل نہیں کرتی۔ یہ فطرت اور یہ قوت کہ بالکل گناہوں سے بیزاری اور نفرت پیدا ہو جائے **سچی تبدیلی کے بغیر کیونکر مل نہیں سکتی اور اسی تبدیلی کو پیدا کرنا ہمارا کام ہے۔**

جو لوگ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ صحت نیت اور پاک ارادہ اور سچی تلاش کے ساتھ ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہیں تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ خداتعالیٰ اپنی تجلیات کی چمکار سے ان کی اندرونی تاریکیاں کو دور کر دے گا اور انہیں ایک نئی معرفت اور نیا یقین خدا پر پیدا ہو گا اور یہی وہ ذریعے ہیں جو انسان کو **گناہ کے زہر کے اثر** سے بچا لیتے ہیں اور اس کے لیے تریاقی قوت پیدا کر دیتے ہیں یہی وہ خدمت ہے جو ہماری سپرد ہوئی ہے اور اسی **ایک ضرورت کو میں پورا کرنا چاہتا ہوں** جو انسان ہر زنجیر اور قید سے نجات پانیکی ضرورت محسوس کرتا ہے جو گناہ کی زنجیریں ہیں اسی طریق پر بچا سکیگی۔

پس اگر کوئی قصے کہانیوں کو ہاتھ سے پھینک کر اور ان وہمی حیلوں اور خیالی ذریعوں کو چھوڑ کر کہ کیسی خودکشی بھی گناہ سے بچا سکتی ہے صدق اور اخلاص سے یہاں رہے تو وہ **خدا کو دیکھ لے گا** اور خدا کو دیکھ لینا ہی گناہ پر موت وارد کرتا ہے ورنہ اتنی ہی بات پر خوش ہو جانا کہ فلاں گناہ مجھ میں نہیں ہے یا فلاں عیب سے میں بچا ہوا ہوں حقیقی نجات کا وارث نہیں بنا سکتا۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کسی نے اسٹرکنیا کھا کر موت حاصل کی اور کسی نے سم الفار یا بادام کے زہر سے جان دیدی۔ ہمکو اس سے کچھ غرض نہیں ہے کہ عیسائیوں کے طریق نجات پر یا کسی اور مذہب کے پیش کردہ دستور پر کوئی لمبی چوڑی بحث کریں

تجربہ اور مشاہدہ خود گواہ ہے۔ ہم تو صرف وہی طریق بتانا چاہتے ہیں

جو خدا نے ہمیں سمجھایا ہے

اور جس طریق پر ہمیں اطلاع دی ہے پس گناہوں سے بچنے کا **سچا طریق** جو مجھے بتایا گیا ہے اور جسکو کل انبیاء کی پاک جماعت نے اپنے اپنے وقت پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہی ہے کہ انسانی جذبات پر انسان کو اسی وقت کامل فتح مل سکتی ہے اور شیطان اور اسکی ذریت کی شکست کا وہی وقت ہو سکتا ہے جب انسان کے دل پر ایک **درخشاں یقین** نازل ہو کہ **خدا ہے** اور اسکی پاک صفات کے صریح خلاف ہے کہ کوئی گناہ کرے۔ اور گنہگاروں پر اُسکا غضب بھڑکتا ہے اور پاکبازوں کو اُسکا فضل و رحمت ہر بلا سے نجات دیتے ہیں۔

اور یہ **معرفت** اور یہ **یقین** حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اُن لوگوں کے پاس ایک عرصہ تک نہ رہیں جو خدا تعالے سے ایک شدید تعلق رکھتے ہیں اور خدا سے لے کر مخلوق کو پہنچاتے ہیں۔

بس یہی ہماری غرض ہے جو لیکر ہم دنیا میں آئے ہیں اور اسی کو ہمنے آپکو سنا دیا ہے

اب آپ اسپر غور کریں اور جو سوال آپ کو اسپر ہو وہ آپ بیشک کریں

حضرت اقدس نے اپنی تقریر کا ایک حصہ یہاں ختم کر دیا اور جناب مولوی محمد علی صاحب کو ایما فرمایا کہ وہ انگریزی میں اس کا ترجمہ کرکے ان کے بخوبی ذہن نشین کر دیں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے جس خوبی سے اس مضمون کو مختلف حصوں میں تقسیم کرکے اپنے طور پر مسٹر ڈی ڈکسن صاحب کو سنایا اسکا لطف وہی لوگ اُٹھا سکتے تھے جو اُسوقت ساتھ تھے اور انگریزی زبان سمجھ سکتے تھے

ہم بیر یا دل کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں کہ جو تقسیم اس مضمون کی مولوی صاحب نے اُسوقت کی اور جس عمدگی کے ساتھ انہوں نے اسکو ادا کیا وہ بھی ربانی تائید کے بدون ممکن نہیں ہم اس تقریر کا ترجمہ تو یہاں کسی طرح سے نہیں دے سکتے اور نہ اسکی ضرورت ہے کیونکہ وہ مندرجہ بالا تقریر ہی کا ماحصل تھا مگر ہم ناظرین پر اپنے خیال میں ظلم کرینگے اگر انکو اس تقسیم مضمون سے محروم رکھیں اسلیے ہم ان حصص کا خلاصہ دیدیتے ہیں جو تقسیم مضمون میں انہوں نے کیے۔

اول۔ صاحب موصوف کو یقین دلایا کہ آپ کے مہمان ہونے کی صورت میں ہم آپ کو ایک تحفہ دینا چاہتے ہیں اور وہ تحفہ یہ تقریر ہے کہ گناہ سے بچنے کا طریق آپ کو بتاؤں اس لیے بھی کہ انبیاء علیہم السلام کی بڑی غرض یہی امر ہوتا ہے اس لیے ہی یہ مضمون آپکو سنانا چاہتا ہوں۔

دوم۔ گناہ سے نجات پانے کی ضرورت عالمگیر ضرورت ہے اور ہر قوم و ملت کے لوگوں نے اسکو محسوس کیا ہے اور اس کے لیے مختلف طریقے تجویز کیے ہیں۔ ان طریقوں کا تجویز کرنا اور اس ضرورت کو محسوس کرنا بتاتا ہے کہ گناہ سے بچنے کی ضرورت انسانی فطرۃ کا تقاضا ہے۔

سوم۔ جو طریقے گناہ سے بچنے کے لیے ایجاد کیے گئے ہیں وہ ناکافی ثابت ہوئے ہیں مثال کے طور پر عیسائی مذہب کے کفارہ کا طریق کوئی مفید اثر پیدا نہیں کر سکا۔

چہارم۔ جب گناہ سے بچنے کی ضرورت فطرتی طور پر محسوس ہوتی ہے پھر اسکا اصل علاج کیا ہے۔

پنجم۔ اصل علاج گناہ سے بچنے کا یہی انسانی فطرت میں ایک اصول اور نمونہ رکھتا ہے۔

ششم وہ نمونہ یہ ہے کہ انسان مفید چیزوں کی رغبت کرتا ہے اور مضر سے دور بھاگتا ہے۔ پس گناہ کے مضار کا علم اور نیکی کے مفاد کی معرفت ضروری ہے جو خدا پر سچے یقین سے پیدا ہوتی ہے۔

ہفتم۔ یہ معرفت کیونکر ہو۔ اور سچا یقین خدا تعالے پر کیسے پیدا ہو؟ یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں برگزیدوں کی صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔

ہشتم۔ اسوقت بھی خدا تعالی نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے جو آپ ہی گناہ سے نجاۃ پانیکی راہ بتاتا ہے۔

نہم۔ وہ سلسلہ میرا سلسلہ ہے اور خدا نے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے۔

غرض ہمارے خیال میں یہی تقسیم ان کی بیان کی تھی۔ اس کے متعلق مفصل تقریر اوپر ہم نے درج کر دی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جب یہ تقریر بیان کر دی۔ اور مندرجہ بالا امور پر بحث کر چکے تو مسٹر ڈکسن نے اپنا سلسلہ کلام اس سوال سے شروع کیا۔

مسٹر ڈکسن ۔ کیا خدا اس جہان میں سزا دیتا ہے یا دوسرے جہان میں

حضرت اقدس نے اس سوال کا جو جواب دیا اس کے سننے کے لیے ناظرین کو کسی دوسری اشاعت الحکم کا شوق سے انتظار کرنا چاہیے۔ اور دعا کریں کہ خاکسار ایڈیٹر اسے پیش کر سکے کیونکہ ساری توفیقیں خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ نہایت

جیسا گذشتہ ہفتہ میں اطلاع دیجا چکی ہے الحکم کا یہ اشو اس سال کو رخصت کرتا ہے اور خدا تعالے کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے آئندہ سال کے لیے قوم اور ملک کی خدمت اور سچی بھلائی کے پاک ارادوں کی توفیق کی دعا کرتا ہے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس پاک سلسلہ کی خدمت کی ہر پہلو سے جو کسیکو ملسکی توفیق ملے

الطاعون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ للہِ وَ سلامٌ علیٰ عبادِہِ
حمد مر خدا را و سلام بر بندگان
خدا کی حمد اور اس کے برگزیدہ
الّذین اصطفیٰ ۔ امّا بعدُ
برگزیدہ ۔ اما بعد
بندوں پر سلام
فَاعلَمُوا ایّھا الاخوان اُولو
اے برادران دانشمند خدا
بھائیو اے دانشمندو خداتعالے
النّھیٰ رحمکمُ اللہ فی الاولےٰ
در ہر دو جہان بر شما رحم فرماید
تم پر دونوں جہانوں میں رحم
وَ الاخریٰ ۔ ان الطاعون
بدانید کہ طاعون
کرے طاعون نے تمہارے
قد حلت بلادکم ۔ وفلت
در شہر ہائے شما رخت اقامت
شہروں میں ڈیرے ڈالدیے اور تمہارے
اکبادکم ۔ وتخطف کثیرا
انداختہ و جگرہای شما را پارہ پارہ کردہ ۔ و بسیارے
جگروں کو پارہ پارہ کر دیا اور تمہارے بہت
من احباءکم و اباءکم و
را از دوستان و پدران و
سے دوستوں باپوں بیٹوں
ابناءکم ۔ و بناتکم ونساءکم
پسران دختران و زنان
بیٹیوں اور جوروں اور ہمسایوں
وجیرانکم و خلانکم ۔
و ہمسایگان از شما ربودہ
کو اچک کر لے گئی۔

ولکم فیہ بلاء عظیم ۔ من
درین مصیبت برائے شما از خداوند دانا
اور تمہارے لیے اس میں خداوند علیم حکیم کی طرف سے
اللہ العلیم الحکیم ۔ ولا
و مہربان آزمایش بزرگ ست ۔ و ہر
بڑا ابتلا اور امتحان ہے اور
ینزل بلاء الا بسبب من
بلائے را کہ نازل می شود
جو بلا نازل ہوتی ہے اسکے چار ہی
الاسباب الاربعۃ ۔ وکذلک
چار سبب است واز
سبب ہوتے ہیں اور ابتدائے
جرت سنۃ اللہ من بد و الفطرۃ
آغاز آفرینش سنت خداوندی ہمیں طور جاری است
فطرۃ سے خدا کی سنت اسی طرح پر جاری ہے
الاول اذا تخطی الناس مراضی
اول آنکہ چون مردم از راہ رضای حق
پہلا یہ ہے کہ جب لوگ خدا کی خوشنودی کی راہوں سے
اللہ و اتلفوا حقوقہ بترک
دور رفتند و عفت و عبادت را ترک
نکل جاتے اور عفت اور عبادت کو چھوڑ کر
العبادۃ و العفۃ ۔ و جعلوا
گفتہ حقوق وی را ضائع سازند و زندگی
اسکے حقوق تلف کر دیتے ہیں اور خودی
یعیشون بطرا و فخرا و لا
در خود بینی و ناسپاسی و پندار بسر برند
اور گھمنڈ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور آخرت
یلتفتون الی الاخرۃ ۔ ولا
و نگاہے بسوئے آخرۃ نکنند و از ارتکاب
کیطرف دھیان نہیں کرتے اور فسق و
یبالون فسقا و فجورا ولا یقومون
فسق و فجور باکے ندارند و رعایت حدود
فجور کی پروا نہیں کرتے اور خدا کی حدوں
علی حدود حضرۃ العزۃ ۔ و
خداوندی بجا نیاورند
کی پاسداری نہیں کرتے اور اسکے
یداوسون احکامہ و یفسقون
احکام وے را در زیر پا سپرند
حکموں کو پامال کرتے اور اسکے سامنے
امامہ و یعضبونہ بالاصرار
و پیش دیدہ وی سیاہ کاریہا میکنند و از با
بدکاری کرتے اور گھلم کھلا جرم پر اصرار کرکے

علی الجرائم الفاحشۃ ۔ الثانی
خشم او در راہ گناہان بزرگ برانگیزند ۔ دوم
اسے غصہ دلاتے ہیں ۔ دوسرا
اذا لم یطیعوا اولی الامر
آنکہ چون سر از اطاعت آن اولی الامران
جب لوگ ان اولوالامروں کی نافرمانی
الذین یدعونھم الی المصالح
بیرون کشند کہ ایشان سوی مصالح
کرتے ہیں جو مصلحت الٰہی سے انہیں
الدینیۃ و الدنیویۃ وقد
دنیا و دین می خوانند مصلحت
دیے جاتے ہیں اور رعیت کے انہار
او توھم بالمصلحۃ الالھیۃ
ایزدی اوشان را بر سر ایشان
غلہ کے لیے بچائے ہوئے
وجعلوا کرا و تہم لعرمۃ الرعیۃ
مسلط گردانیدہ و اوشان در حق رعیت بمنزلہ
ہوتے ہیں
وکذلک اذا عصوا ملوکھم
و رعایا مفسد و باغی گردد و پا از جادہ فرمان
اور رعایا مفسد اور باغی بن جاتی اور
وافسدوا و بغوا وخرجوا من
بیرون نہد
اطاعت کی رسی اتار ڈالتی ہے
ربقۃ الاطاعۃ ۔ وما نصروھم
و در امور معروفہ و
اور معروف باتوں اور جائز امور
فی المعروف و الامور المندوبۃ
مندوبہ مددگار آن حکام نباشد
میں انکی مدد نہیں کرتی
وظنوا فیھم ظن السوء وقلبوا
و در حق ایشان گمان بد برا و در دل راہ
اور انکی نسبت بدگمانی کرتی اور لڑائی
امورھم بالمعارضۃ و المقابلۃ
بدہد و از راہ ستیزہ و آویزہ کار و بار
اور مقابلہ کرکے ان کے معاملات کو درہم
و المجادلۃ ۔ وما اذابوھم
ایشان را شیرازہ وا بکنند و در رنگ
برہم کرتی ہے اور نادارون اور
وما انقادوا واامرھم
سعادتمندان وفاکیشان با ایشان
سعادتمندوں کی طرح اُس بادب

کاهل الوفاء و السعادة . و
زفتارے نماید واز قبول احکام ایشاں
پیش نہیں آتی اور اُن کے حکموں کو
ارادوا ان یقطعوا ما وصل
سرباز بزند و بخواہد کہ آں چیز را ببرد کہ خدا
نہیں مانتی اور خدا کے جوڑے ہوئے کو
الله و یدفعوا ما اتایه الله
پیوستن آں را می خواہد و آں چیز را دفع بکنند کہ خدا
کاٹنا چاہتے اور دفع کرتے ہیں اس شے
بالحکمة العظیمة . الثالث
آں را نظر بر مصالح بزرگ آوردہ سوم آنکہ
کو جسے خدا بڑی بھاری مصلحت سے لایا ہے . تیسرا
اذا ضنوا بقبول امام بعث
چوں در قبول کردن آں امام بخل بورزند کہ
جب لوگ اُس امام کے قبول کرنے میں بخل
علی راس المائة . وارسل
بر سر صد مبعوث شدہ و با دلائل
کریں جو صدی کے سر پر مبعوث ہوا . اور روشن
بالدلائل الساطعة . وجحدوا
روشن آمدہ و دانستہ
دلیلوں کے ساتھ اُسے بھیجا گیا ہو اور جان بوجھ کر
بآیات و استیقنتها انفسهم
از بخل و کمینگی نشانہائے وے را انکار
بخل اور کمینہ پن سے اس کے نشانوں کا انکار
بالبخل والدناءة . واذوه
بنمایند و بر آزار
کریں اور اُس کی ایذا دہی
وحقروه و کفروه و ارادوا
و تکفیر و تحقیر ش کمر بہ بندند و بخواہند
اور تحقیر اور تکفیر کریں اور تیغ و سنان
ان یقتلوه بالسیوف و
کہ با تیغ و سنانش بکشند
سے اُسے مارڈالنا چاہیں .
الاسنة . ورفعوا الامر
و از بیداد و ستم سگالی
اور ظلم اور فریب سے
الی الحکام ظلما و زورا
قضیہ مارا بہ حکام ببرند
حکام تک مقدمے لیجائیں
واخفوا وجه الحقیقة .
و بر چہرہ حقیقت کار پردہ ہا بیگفنند .
اور اصل بات کو پوشیدہ کر دیں

الرابع اذا صار الناس کدود
چہارم آنکہ چوں مردم مانند مور و مار
چوتھا سبب کہ لوگ کیڑوں مکوڑوں کی
یاکل بعضه بعضا و مابقی
و دد و دام یکدیگر را بخورند و نشانے
طرح ایک دوسرے کو کھانے لگ جائیں
فیهم ذرة من الرحمة . ولم
از رحم در دل شاں نماند و رحم
اور ذرا بھی رحم انہیں نہ رہے اور مخلوق
یبق فیهم رحم علی
آوردن بر خلق
پر ترس کھانا
الخلیقة . وما رعوا حق الصغار
و پاس حق کوچک و بزرگ
اور چھوٹے بڑے کی حق کی رعایت
ولا حقوق العلیة . فهذه
را بگذارند آگاہ باشید
ترک کر دیں یاد رکھو
اربع من علل الطواعین
کہ طاعون نابود سازندہ خانہ براندازِ را
نابود کنندہ الی طاعون کے یہی چار
الحاطمة . نسئل الله ان
ہمیں چار سبب ہست . از خدا مسئلت می نمائیم
سبب ہیں ہم خدا سے دعا کرتے
یحفظنا و احبابنا منها بالفضل
کہ مارا و دوستان مارا بفضل و کرم خویش
ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو فضل سے
والرافة . وعندی شر الاسباب
از آں نگہ بدارد . و ہمیں سبب ہائے بد در
اس سے محفوظ رکھو اور میرے نزدیک یہی
هی هذه ولا یعرفها الا
گمان من ہست و بے دانشمندان بجے
بڑی سبب ہیں مگر دانشمندان اسباب کو
ذووا الفطنة . فاتقوا الله
بفہم آں سے برند . پس از خدا بترسید
سمجھتے ہیں . سو خدا سے ڈرو
ولا تقربوها ان کنتم
و اگر سلامت می خواہید بر گرد ایں
اور سلامتی چاہتے ہو تو ان
تریدون طرق السلامة .
اسباب مگردید
سببوں کے نزدیک نہ جاؤ .

وقد قلت من قبل فما
و من پیش ازیں بار نیز بشما گفتم لیکن شما
اور میں نے اس سے پہلے بھی کہا مگر تم نے
اصغیتم . وهدیت فما
گوش نہ کردید و راہ بشما نمودم و شما
کان نہ دھرے اور میں نے راہ بتائی
اهتدیتم . واریت فما رأیتم
ہدایت نیافتید . و شما را وانمودم و شما ندیدید
پھر تم نے ہدایت نہ پائی اور میں نے تم کو دکھایا پھر
والیوم القی فی روعی ان
امروز در دلم القا کردند کہ آں وصیت را
تم نے نہ دیکھا آج میرے دل میں آیا ہے
اکرر تلک الوصیة . واستخلص
بر شما تکرار کنم و برائے استخلاص بریت
کہ پھر ایک دفعہ تمہیں وصیت کر دوں
باتمام الحجة لنفسی البریة
نفس خود حجت را درست آورم
اور اپنی بریت کے لیے حجت پیدا کرلوں .
فاسمعوا ولا تعرضوا . واتقوا
پس بشنوید و روبرنتابید واز خدا بترسید
سنو اور منہ نہ پھیرو اور خدا سے ڈرو
ولا تفسقوا . وقوموا لله و
و از فرمان وے سرباز نزنید و برائے خدا ایستادہ
اور اس کے حکموں کو نہ توڑو اور خدا
لا تقعدوا واطیعوا ولا
باشید و سست منشینید و گفتار مرا بپذیرید و
کے لیے کھڑے ہوجاؤ اور سست نہ بیٹھو اور
تتمردوا . واذکروا الله ولا
یک سرکشی بکنید و خدا را یاد آورید و از غفلت
کہا مانو اور سرکشی نہ کرو اور خدا کو یاد کرو اور
تغفلوا . واعتصموا بحبل الله
باز آئید و ہمہ فراہم شدہ ریسمان خداوندی را
غفلت چھوڑ دو اور سب مل کر خدا کی رسی کو
جمیعا ولا تفرقوا . وزکوا
پنجہ بزنید و پراگندہ و پریشان نشوید و نفسہا
پکڑ لو . اور فرقہ فرقہ نہ بنو اور اپنے نفسوں کو
نفوسکم ولا تدنسوا . و
خود را پاک بکنید و آلودہ و چرکین نگردید و
پاک کرو اور میلے کچیلے نہ رہو اور اپنے
طهروا بواطنکم ولا تلطخوا .
باطنہائی خود را صاف بنمائید و از آلودگی با پرہیزید
باطنوں کو پاک کرو اور آلودگی سے بچو

واعبدوا ربكم مخلصين
وپروردگار خود را بپرستید و با وے کسی را
اور اپنے رب کی عبادت کرو اور شرک
ولا تشركوا - وتصدقوا ولا
انباز نسازید۔ و از مال خود صدقات بخشید
نہ کرو اور صدقے دو اور
تبخلوا - واصعدوا الى السماء
بخیل نباشید و کوشش کنید که بر آسمان بالا
بخیل نہ بنو اور آسمان پر چڑھنے کی کوشش کرو
ولا الى الارض لا تخلدوا -
رفتن میسر آید و بر زمین سر فرود نیارید۔
اور زمین کی طرف نہ جھکو
وارحموا ضعفائكم في الارض
و بر زیر دستان بخشائید
اور ضعیفوں پر رحم کرو
ترحموا في السماء وتنصروا -
تا بر شما بخشایش آورند و
تاکہ تم پر بھی آسمان میں رحم کیا جاوے۔
واطيعوا الله وملوككم
و غاشیه اطاعت خدا و شاهان خود بر دوش
اور خدا اور اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو
ولا تفسدوا - ولا تخالفوا الحكام
برداريد و شور و فساد برپا مکنید و در پیش احکام
اور فساد نہ کرو اور حکام کے حکموں اور فیصلوں
في احكامهم وقضاءهم و
و فرامین و امضاهای حکام سرباز
اور پروانوں وغیرہ میں انکی مخالفت
فصلهم وامضاءهم - ولا
نزنید۔ و خلاف
نہ کرو اور انکی رضا کے خلاف ایک
تقدموا القدم ولا تؤخروا
رضای ایشان گامے پیش و پس ننهید
قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھو
خلاف رضاءهم - واذا امرتم
ہرگاہ فرمانے
اور جب کوئی انکی طرف سے حکم
فاحضروا ولا تقوموا كسالى
سوی ایشان حاضر شوید در ساعت بیایید و بر آواز
آئے تو حاضر ہو جاؤ اور انکے بلانے پر سست اور بار
عند دعاءهم - ولا تجاوزوا
ایشان کوفته و خسته وا نشینید۔ و خلاف قوانین
کاہل ہو کے نہ بنو۔ اور انکو قانونوں کی

قوانينهم - ولا تقربوا توهينهم
ایشان راه نروید و توهین و اهانت ایشان
خلاف ورزی نکرو اور انکی توہین نہ کرو
واذا اشرتم الى خدمة فسارعوا
روا ندارید و چون خدمتی بشما تفویض کنند و بجا
اور جب کوئی خدمت تمہیں سپرد کیجاوے تو بہت جلد
الى الامتثال - واسعوا ولو
آوردنش بجان و دل بکوشید اگرچه برقله
حکم مانو اور اسکے پورا کرنیکی سعی کرو خواہ
على قنن الجبال - ولا تختلوا
کوهها بلند بر آمدن ضرورت افتد - و چون جاهلان
پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا پڑے اور جاہلوں کی
معاذير كالجهال - ولا تابوا
بهانه پیش نیاورید و چون دون
مانند عذر نہ تراشو اور جب بھیجو
كالقوم الارذال - واعلموا
همتان سرباز نزنید و بدانید
کہ سلامتی حکموں کے قبول کرنے
ان السلامة كلها في قبول
که سلامت در قبول احکام است
میں ہے
الاحكام والملامة كلها
و ملامت در
اور ملامت نافرمانی اور
في الاباء والخصام - وانا
نافرمانی و پیکار کردن - و ما
جھگڑے میں ہے اور ہم
نشكر الله على ما من علينا
سپاس خدا بجا می آریم که ما را در زیر سایه
خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں
بعهد السلطنة البرطانية
عهد سعادت مهد دولت برطانیه جای کرامت فرموده
سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا
وافاض علينا بتوسطها انواع
و بتوسط این دولت بزرگ در حق ما
اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی
الالاء بالالطاف الرحمانية
مهربانی ها کرده
مہربانیاں اور فضل ہم پر کیے
فوجدنا بقدومها انواع النعم
از قدومش این دولت عظمی نعمتها دیدیم
ہم نے اس سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی
نعمتیں پائیں

وهذب قومنا وعلموا واخرجوا
قوم ما بحلیه علم و ادب
ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی اور بہائم
من عيشة النعم - ونقلوا الى
آراسته شده و از طور زندگی
کی زندگی سے نکلنا ہمیں نصیب ہوا اور حیوانی
الكمالات الانسانية - من
بهائم بیرون آمدن و بر او میسر آمده و [illegible]
جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر
الجذبات الحيوانية - فحصل
جذبات حیوانیه را از تن بیرون کرده حله
پہونچنا میسر آیا۔ سو ہمیں امن
لنا امن وامان فوق الامل
فاخره کمالات انسانی در بر کرده ما را فی الحقیقت
گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے
بل فوق حدود الافكار - و
از طفیل این دولت کبری بیرون از وهم و گمان
بڑھ کر امن اور امان ملا اب ہم زمین
طفقنا ندرج على الارض درج
امن و امان حاصل شده اکنون ما می توانیم که
پر گایوں کی طرح نہیں بلکہ بار دار اونٹنیوں
الصوار بل كالعشار - بالتؤدة
چون گاوان بلکه چون شتران [illegible] با آرام
کی مانند نہایت وقار اور سہولت سے سفر کرتے ہیں
والهون والوقار - من غير
و آسانی بر روے زمین سیر و سیاحت
اور ہمیں ڈاکوؤں اور بد ذات
خوف المتخطفين والشانئين
کنیم و ما را هیچ باک از رهزنان و بد اندیشان
دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں ہوتا اور ہم
من الاشرار - وندلج وندلج
نیست و در پاره اول شب و
رات کے پہلے حصہ میں اور پچھلے میں
وحدانا في الفلا وبلا خوف
آخری آن تنها بے خوف و خطر از اغیار
اکیلے بلا خوف و خطر
من الاغيار - واجرى الوابورة
و شتافتن می توانیم که راه برویم و جاری شدن
سفر کرتے ہیں اور ریل گاڑی کے جاری ہونے سے
فما بقي حاجة الى القوافل
گاری آتشین شتران و قافله ها و اسپان
اونٹوں اور قافلوں اور گھوڑوں کی

والفواقد والحصار فاصلحوا
از کار بر آنند اکنون ہیچ احتیاج باآنہا نماندہ
کوئی ضرورت نہیں رہی اب مناسب ہے

نیاتکم واحسنوا الظن فی
اکنوں بایدکہ نیتہائی خود را راست بکنید و در
کہ اپنی نیتوں کو درست کرو اور اس سلطنت

ھذہ الدولۃ ۔ وأنوھا
حق ایں دولت بزرگ گمان نیک بکنید وبادل
کی نسبت نیک گمان کرو اور صاف دلی

مطیعین بصفاء الطویۃ
صاف وپاک درحضور وی حاضر بیائید
اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو

ولا تعثوا فی الارض باغین
وچوں باغیان در زمین فتنہ وغوغا نینگیزید
اور زمین میں باغیوں کی طرح فساد کرتے

ولا تشردوا کالطاغین۔
وما نند تبہ کاران راہ گریز پیش نگیرید
اور شریروں کی طرح بھاگے بھاگے نہ پھرو

واعلموا ان ھذہ الدولۃ
ودیدانید کہ ایں سلطنت دست ستمگاران
اور خوب سمجھلو کہ سلطنت نے تمہیں ایذا

کفت عنکم اکف الظالمین
از آزار وایذائی شما برلبست
دینے سے ظالموں کے ہاتھ بند کردیے

وایقظتکم بعد ما کنتم
شما درخواب بودید ایں سلطنت شمارا بیدار
اور تم سوتے تھے اور اس نے تمہیں جگایا

نائمین ۔ وقامت لحفظکم
ساخت ۔ ودرسفر وحضر پاسبانی شما
اور تمہارے سفر اور حضر میں تمہاری

فی تربتکم وغربتکم وجعلت
کرد وچوں شما بیروں برای طلب رزق برآید
پوری کل نگہبانی کی اور جب تم کہیں کا روزگار

علیکم حافظین عند نجعتکم
وبسوی خانہ بازمی آیید درہر دو
کرنے اور معاش کی تلاش میں جانے سے

ورجعتکم ۔ وکلاءت عرضکم
صورت از طرف حکومت برائی شما
اور پھر وطن کو واپس آنے ہو دونوں

وعرضکم ۔ ونولت صحتکم
محافظان متعین اند حکومت نگہبانی مال
صورتوں میں گورنمنٹ کی طرف سے بہتر

ومرضکم ۔ وآمنکم فضارت
وآبروی شما کرد چنانچہ بایدبود ودرحالت بیماری و
محافظ مقرر ہیں اور اس نے تمہاری آبرو

سببا لزیادۃ عددکم ۔ وعدۃ
تندرستی از خبرگیری شما کوتاہی نہ کرد
اور مال کی خوب نگہداشت کی اور صحت میں اور

عددکم ۔ وقامت فی کل
وشما را امن بخشید کہ از واسطہ آں در مال و
بیماری میں تمہاری خبرگیری کی اور تمکو امن بخشا جسکے

مواطن لمددکم وحسن سلوکھا
دولت وکثرت نفوس وسامان شما افزونی
سبب سے تم دولت اور مال میں اور کثرت میں ترقی

فی سکنکم ومسکنکم واثبت
پدید آمد وایں سلطنت درہر میدان
کرگئے اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی

انھا لکم کولکم وما منکم ۔ و
بجہت اعانت شما قدم محکم فشرد وبایاران
اور تمہارے یاروں اور دیہقوں اور مکانوں کی نسبت خوب

قد حقت لھا علیکم حقوق
شما ودیاہای شما حسن سلوک بجا آورد وآشکار کرد
سلوک کیا اور ثابت کردیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے

المن ۔ وحفظکم من الاغارۃ
کہ او برائی شما جای پناہ وامن ست ۔ بر گردن
امن ہے اب تمہارے اس کے احسان کے حقوق ثابت ہیں

والشن ۔ وادت حق الکلاءۃ
شما حقوق ست وی ثابت ست ۔ وشمارا
اور اسنے تمہیں ڈاکوؤں اور چوروں سے بچایا اور تمہارے

فی مالکم وعیالکم ۔ وصار
محفوظ داشت از غارتگران وتاگر برسر بزندگان
مال وعیال کی نسبت نگہبانی کا حق ادا کردیا ۔ اور

طولھا سببا لطول آجالکم ۔ و
ودرحق مال وعیال شما حق پاسداری ادا کرد
اسکی مہربانی تمہاری عمروں کی درازی کا سبب ہوئی اور

نالتکم منھا عافیۃ غیر عافیۃ ۔
ومہربانی وفضل وے سبب درازی عمرہای شما شد
اس سے تمہیں ایسی عافیت ملی جو ستاہ

ورزقتم رفاھیۃ بلا زحمۃ
وازوی شمارا عافیتی بدست آمد کہ ناپدید کنندہ نشانہا
اور بیمار کرنے والی نہیں اور تمہیں پوشیدہ

کافیۃ ۔ وکفتکم مخاشی اللاواء
نیست وآرامی اگرچہ تمام تر ودرپیرہ شما آمد
رفاہت حاصل ہوئی اور اس نے تمہیں دکھوں اور

وکفتکم بغواشی الآلاء ۔
وشمارا رستگاری بخشید از جاہای وحشتناک
دردوں کی خوفناک جگہوں سے بچایا اور اپنے

حتی ماظھر بکم اظفار الاعداء
درودرسیع وباغاشیہ ہای نعمت ومکرمت
فضل وکرم کی حمایت اور پناہ میں لیا اب یہ

فلا تخر ستکم غشیۃ فی اداء
شمارا درپناہ وسایہ خویش ورآورد و
حال ہے کہ دشمنوں کی ناخن بیداو کی تم تک رسائی

شکرھا ۔ ولا لکنۃ فی تکرار
تا ایں کہ اکنوں ناخن بیداد دشمنان بشما نمی رسد
نہیں ہوسکتی سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ

ذکرھا ۔ فان جزاء الاحسان
پس گنگ نازد شمارا بیہوشی در ادائی شکر وی و
کے شکر کے ادا کرنے میں اور ذکر وتذکرہ میں گونگے

احسان ۔ والتغافل من الشکر
گنگلاجی درتکرار ذکر وی ۔ چہ کیفر نیکی نیکی است وچشم
اور بیہوش نہ بنجاؤ اسلیے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے اور شکر

کفران ۔ ووالله انھا لکم من
برہم بستن از سپاس گذاری ناسپاسی ست ۔ وسوگند
غفلت کرنا کفران ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں

ایمن العوذ ۔ واغنی عنکم من
بخدا کہ ایں سلطنت بجہت شما تعویذیست و
کہ یہ سلطنت تمہارے لیے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور

لابسی الخوذ ۔ والمحامد کلھا
ہمایوں ست وباوجود وی ہیچ حاجت بیاوران خود پوش
اسکے ہوتے کسی خود پوش مددگار کی ہمیں ضرورت نہیں

لله علی ما آتانا قیصر لا نقصر
نماندہ ودرحقیقت ہرگونہ حمد مرخدای راست کہ مارا قیصر
اور حقیقت میں ساری حمدیں اللہ کیلیے ہیں جسنے ہمیں ایسا

فی تفقد احوالنا ۔ ویسعی
عطا فرمودہ کہ از بازجستن احوال ما دمی غفلت نمی ورزد
قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبرگیری اور

لیخرجنا من ادحالنا ۔ ورد
ومی کوشد کہ مارا از مغاک پستی بیروں آرد واز رد
پرواخت میں کوئی قصور اور کوتاہی نہیں کرتا

الینا دیننا بعد ما زالت
مہربان دین مارا بما بازداد وبعد ازاں کہ ملت
اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لائے

الملۃ عن اماکنھا وجعل
ازمکان خود زائل گردیدہ بود وبقصرہ مند
اس لئے ہمارا دین ہمیں پھر دیا بعد اس کے کہ

قیصرة الهند وقیصرها کمثل
وقیصر را مامن دے
مذہب اپنے مکانوں سے اکھڑ چکا تھا اور ہیں نے
ما منها فهذه رحمة من الرحمن
گردانید پس این ہمہ رحمت رحمان و منت
قیصرہ ہند اور قیصر کو اسکا مامن بنایا سو یہ
ومنة من المنان۔ وان العبد
منان است وثابت است
رحمن کی رحمت اور منان کی منت ہے۔ اور اگر بندہ
اذا کان لایشکر الله عند
کہ چوں بندہ در ہنگام فرود آمدن نعمت شکر
نزول نعمت کے وقت خدا کا شکر نہ کرے
نزول النعماء۔ فتنزل علیه
خدا نکند البتہ بروے کوفتے
تو بلا اس پر نازل ہوتی ہے
قارعة من البلاء۔ فلا شك
از بلا نازل می شود۔ پس شک نیست
سو اس میں شک نہیں
ان هذا الطاعون قد حلت
کہ این طاعون از این گناہاں در دیار شما
کہ انہی گناہوں کے سبب سے طاعون نے تمہارے شہروں کو
دیارکم لهذه الخطیات فانقلوا
فرود آمدہ پس بسوے طاعت الٰہی
گھیر لیا ہے اب بہت جلد طاعت کی طرف
الی الطاعات باسرع الخطوات
باگامہائے شتاب وتیز حرکت بکنید
قدم اٹھاؤ اور اپنے آپ کو گناہوں سے
واحفظوا انفسکم من السیات
وخود را از گناہان رستگاری بخشید۔
بچاؤ
وان عملتم علی قولی فانرجی
واگر بر گفتار من عمل کردید امیدوارم کہ این
اور اگر تم میری بات پر عمل کروگے تو مجھ کو امید ہے
ان یدفع منکم هذا البلاء
بلا از سر شما دفع کردہ شود وسختی دور شود
کہ یہ درد تم سے دور ہو جائیں گے اور آرام
وتزول الضراء۔ وتکثر النعماء
وآسانی افزوں گردد
اور چین ترقی کرے گا
فاجیبونی ما الاراء۔ اقبول
پس جواب بدہید کہ چہ رائے می زنید آیا قبول می کنید
اب جواب دو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ مانتے ہو

منکم او الاباء۔ وما علاج
آیا انکار می آرید وعلاج طاعون بجز
یا انکار کرتے ہو اور طاعون کا کوئی علاج
الطاعون الا الاتقاء۔ و
تقوی ورزیدن کردن و
بجز پرہیزگاری اور
التضرع والدعاء وترون
ودعا نیست ومی بینید
گڑگڑانے اور دعا کے نہیں اور تم دیکھ رہے ہو
انه نزلت بساحتکم لارداءکم
کہ طاعون برائے ہلاک کردن شما فرود آمدہ
کہ وہ تمہیں ہلاک کرنے کو تمہاری آنگنوں میں آ
ودنت فناءکم لافناءکم
وبرائے فنا کردن شما در صحن خانہ شما خیمہ زدہ
اتری ہے اور تمہیں فنا کرنے کو تمہارے
وکاین من اباءکم وابناءکم
وبسیارے از پدران وپسران شما
صحنوں میں داخل ہو گئی ہے اور کس قدر تمہارے
صاروا صیدة فتدبروا
نخچیر وے گردیدہ اند پس باید کہ بہ
باپ اور بیٹے اسکا شکار ہو گئے سو اب اپنی
مآلکم بذهاءکم۔ وکم منکم
زیرکی در انجام خود اندیشہ نمایید وبسیارے
اور زیرکی سے اپنے انجام میں غور کرو
ادخلوا فی جرابه وشوهم
از شما در جوال وی داخل کردہ شدند وقضا و
اور کتنے تم میں سے اس کے تھیلے میں ڈالدیے
القدر لکبابه۔ اتعلمون
وقدر ایشان را برائے کباب وے بریاں کرد۔ آیا
گئے اور قضا و قدر نے اس کے کباب کے لیے انہیں
من این اثره۔ وکیف عجره
می دانید کہ این داروگیر و اثر طاعون از چہ سبب است
بریاں کیا۔ تمہیں کچھ علم بھی ہے کہ اس کی ساری
وبجره۔ فاعلموا انه نتیجة
پس بدانید کہ آں نتیجہ بدکاری
کارروائی کی جڑ کیا ہے سو یاد رکھو کہ یہ سب
فسقکم وفجورکم۔ فابکوا
وناہنجاری شما است پس گریہ بکنید
نتیجہ تمہارے فسق وفجور کا ہے اب بہت رو
ولیس وقت سرورکم۔
کہ وقت شادمانی نیست۔
کہ یہ خوشی کا وقت نہیں ہے۔

وطهروا امام الله دخیلة
ونہان خود را پیش دیدۂ خدا پاک کنید
اور اپنے اندرونی معاملات کو خدا کے سامنے
امرکم۔ وادفعوا غیم قمرکم
وابر ماہ خود را دفع بکنید
پاک کرو اور اس ابر کو جو تمہارے چاند پر آ گیا ہے
لیبعد الله منکم هذا الذئب
تا خدا این گرگ درشت را از نزد شما
دور کرو اس لیے کہ خدا اس بھیڑیے اور خوفناک
وهذه المفازة۔ ویهب لکم
دور گرداند وشما را عزت وبزرگی بخشد
جنگل کو تم سے دور کرے اور تمہیں عزت
الکرامة والعزازة۔ فقوموا
پس گرد اگرد خانہ خود را رفت وروب نمایید
اور بزرگی عطا کرے۔ اور اپنے گھر کی ساری
عن انکم واخلعوا الصلف
ولاف وگزاف را ترک کنید وچارہ کار
طرفوں کو خوب پاک صاف کرو اور لاف
وتلافوا ما سلف۔ وان لم
گزشتہ بسازید واگر باز نیامدید
وگزاف چھوڑ دو اور جو گزر چکا ہے اسکی
تنتهوا فاعلموا ان قولی
پس بدانید کہ گفتار من گفتار
تلافی کرو اور اگر تم باز نہ آئے تو جان لو کہ میری
لیس کقول الساحر۔ وقد
فسانہ گو نیست وہر آئینہ
بات کسی افسانہ گو کی بات نہیں دیکھو
دخل ملککم بلاء کالسیل
بلا چوں سیل رواں در ملک شما درآمدہ
بلا جرار سیل کی طرح تمہارے ملک میں داخل
الهامر۔ فمن تلقف قولی
پس ہر کہ گفتار مرا پذیرفت
ہو چکی ہے۔ سو جو شخص میری بات کو قبول
شیخا کان او حدثا۔ و
پیر باشد یا برنا
کرے گا بوڑھا ہو یا جوان ہو اور اسی کو
استخلص جدا لاعبثا۔
وآنرا سنجیدہ دانست نہ ہرزہ
نہیں سنجیدہ بات سمجھے گا اور سب
وقبل الکلام۔ وقطع الخصام
واین سخن را بگوش قبول شنید وہمہ ستیزہ وجنگ را
جھگڑے چھوڑ دیگا وہ کامیاب ہو گا۔

فقد نال المرام۔ فارجعوا
بگذاشت۔ او بالیقین بر سر مراد رسید۔ پس بسوے
سو اب تم حکم قاضی
الی الحکم القاضی۔ وھیجو
حکم قاضی رجوع بیارید و ہر آنچہ بگذشت
کی طرف آجاؤ اور اپنی گذشتہ کرتوتوں
الفسکم علی الماضی۔ واحسبوا
پشیمانی و افسوس بخورید و گفتہ مرا نیکی
پر پشیمان ہو جاؤ۔ اور میری
قولی ھذا من صنیعتی و
و احسان از من در حق خود بشمرید
بات کو اپنے حق میں میرا بڑا احسان یاد کرو
مبرتی۔ وفیہ مسرتکم و
و دریں شادمانی من و شماست
اسمیں میری خوشی اور تمہاری خوشی ہے
ومسراتی۔ ومن قبل قولی
و آنکہ قول مرا قبول داشت
اور جو شخص میری بات کو قبول
فارجوان یجیرلہ بالہ۔ ویبعد
امید دارم کہ شکست دل وی بستہ گردد و
کریگا مجھے امید ہے کہ خدا اسکے دل کی شکست درست
عنہ بلبالہ۔ ایھا الناس
رنج و سختی از وی دور کردہ شود و احوال وی سکینت
کر دیگا اور اسکی رنج و غم دور کر کے احوال کو بہتر کریگا
قد اشراب حسی۔ وبانی
ای مردم حس من فرو خورانیدہ شدہ است و قرا
ای لوگو مجھے معلوم ہو رہا ہے اور میری قوت
حدسی۔ ان البلاء قد
مرا خبر دادہ کہ ایں بلا از کثرت
کہہ رہی ہے کہ یہ بلا گناہوں
نزل من کثرۃ العصیان۔
گناہان نازل شدہ
کی کثرت کی وجہ سے آئی ہے
کما کان ینزل فی سابق
ہمچناں کہ در زمان پیشیں نازل
جسطرح پہلے زمانوں میں آیا کرتی تھی
الزمان۔ فاستخلصوا مرضے
می شد پس مرضات پروردگار بدست آورد خوشنودی
اب تم خداوند تعالیٰ کی خوشنودی
رب العباد۔ واجتنبوا
پروردگار بکوشید و از ہر گونہ فسق
حاصل کرنیکی فکر کرو۔ اور ہر قسم کی

انواع الفسق و الفساد۔
و فساد پرہیز کنید۔ انشاء اللہ
بدکاری اور فساد سے بچ جاؤ
تنجون من موت کموت
رستگار خواہید شد از مرگے کہ مانند مرگ
تم ضرور کیڑوں مکوڑوں کی موت سے بچ
الجراد۔ وانی اخاف ان
مور و ملخ ست و من خوف آں دارم کہ ایں
نجات پا جاؤ گے مجھے ڈر ہے کہ یہ مرض
یدخل ھذا المرض کل
مرض در ہر شہر در آید
کہیں ہر شہر میں داخل نہ ہو
مدینۃ۔ ویلج کل عرینۃ
و در ہر بیشہ درون شود
جائے اور ہر بیشہ میں راہ نہ پا جائے
فیاکل سباعھا وظباءھا
پس درندگان و آہوان وے را فرو خورد
پھر وہاں کے درندوں اور ہرنوں سبکو کھا جائے
و یفسد مرعاھا وماءھا۔
و چراگاہ و آب آں را ناپاک بکند
اور چراگاہوں اور پانیوں کو ناپاک کر دے
فسارعوا الی الصالحات
پس بشتابید بسوئے نیکو کاری ہا
اور جلدی بھاگو سو نیکیوں میں لگ جاؤ
واخرجوا مال الصدقات
و مال صدقات را بیرون کنید
اور صدقات خیرات نکالو اور محتاجوں کو
واقضوہ علی ذوی الفاقات
بر مستمندان و بے نوایان خرچ بنمائید
دو
وو اللہ انی ارجو ان ینجی
و سوگند بحق کہ من امید دارم کہ پروردگار
قسم بخدا مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو
ربی قوما من الطاعون
من قومے را از چنگال طاعون ایمنی
طاعون سے بچالے گا جو میرا
الذین تبعوا قولی واطاعون
و خلاص بخشد کہ پیروی قول من کنند و مطیع من شوند
کہا مانیں گے
فانضوا عنکم لبوس المتنعمین
پس جامہ تن پروران از خود بکشید
سو تم عیش پسندوں کی پوشاک بدن سے اتار پھینکو

واجتنبوا تغافل النائمین
و از غفلت خوابیدگان برکنار باشید
اور سونے والوں کی غفلت سے الگ ہو جاؤ
وصلوا مع الراکعین و
و با راکعان و قائمان نماز
اور راکعین اور قائمین سے ملکر
القائمین۔ واستعینوا
بگذارید و با صبر
نماز پڑھو اور صبر اور
بالصبر والصلوۃ والصدقات
و صلوۃ یاری بجوئید
صلوۃ اور خیرات سے
والصلات۔ یفرج کربکم۔
سختی و رنج از سر شما دفع شود
مدد و اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تمہیں ہر طرح کے
ویامن سربکم۔ و نعد
و ایمنی و آرام بہ لہائی شما حاصل آید و بعد از
دکھ درد سے محفوظ رکھیگا اور تم گمراہی کو چھوڑ کر
ما نزعتم عن الغی۔ سترون
گذاشتن گمراہی انشاء اللہ رحم خداوند بندگی
خدا تعالیٰ کا رحم
رحم القیوم الحی۔ وانی
را خواہید دید و من ہماں
دیکھو گے میں نے بھی
قلت کما یقول الملھمون۔
طور گفتہ ام کہ ملہمان می گویند
اسی طرح کہدیا جسطرح ملہم کہا کرتے ہیں
فسوف تعلمون
پس شما عنقریب خواہید دانست۔
سو تم عنقریب جان لوگے۔

المشتھر

میرزا غلام احمد منمقام قادیان

۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

سراج الحق نام رسالہ حصہ دوم
حضرت اقدس کی تائید میں ۸
قیمت پر ملتا ہے۔

ایک افیونی اور کفر کی منڈی کے ٹھیکیدار ملّا کا بیہودہ اعتراض

قولہ مرزا صاحب نے اپنی تالیفات میں دعوی نبوت اور رسالت کا کیا ہی اور یہ آیت خاتم النبین اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔ اسلیے یہ کفر ہے

اقول چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست ٭ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست ٭ آپ لوگ بسبب بخل و عناد و نفاق فی قلوبہم مرض کے مصداق ہوگئے ہیں اس لیے یہ شعر بھی آپ پر صادق آگیا۔

تیغ و شیریں بمذاق دل رنجور تلخیست
بے بصیرت چہ شناسد سخن کامل را

آیت اور حدیث میں نبوۃ و رسالت تشریعی کا ختم مراد ہے نہ غیر تشریعی کا ورنہ حدیث رؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ۔ مشکوۃ کتاب الرؤیا۔ اور آیہ یمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی وینذرونکم لقاء یومکم ھذا سے ثابت ہے کہ خدا تعالی قیامت کو تمام اُن لوگوں کو جو اُسنے ہدایت خلق اللہ کے واسطے دنیا میں بھیجے تھے سب کو رسول کے لفظ سے پکارے گا جسمیں کل مامورین اللہ شامل ہیں آیت اور حدیث سے نبوۃ و رسالت غیر تشریعی اُمت محمدیہ کے لیے ثابت ہے۔ باقی رہے مرزا صاحب کے مضامین۔ وہ تو بالکل قرآن اور حدیث کی تفسیر ہے مگر چونکہ آپ اُسکو سمجھ نہیں سکتے اسلیے میں علماء دین کی تالیف سے چند اقوال پیش کرتا ہوں ذرہ غور سے مطالعہ کیجیے وھو ہذا

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق صلوۃ اللہ تعالی وتسلیماتہ وسبحانہ علیہم وعلی اتباعہم واعوانہم وخزینۃ اسرارھم لسل تابعین انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت و فرط محبت بلکہ محض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیا متبوعہ خود را جذب می نماید وبکلیت برنگ ایشان منصبغ میگردند حتی کہ فرق نمی ماند درمیان متبوعان و تابعان الخ۔ دیکھو مکتوبات امام ربانی جلد اول صفحہ ۲۶۲

پھر صفحہ ۵۵۰ میں لکھا ہے ای فرزند این وقت ہست کہ در امم سابقہ در چنین وقتیکہ پر از ظلمت ست پیغمبر اولوالعزم مبعوث می گشت و احیاء شریعت جدیدہ میکرد و درین امت کہ خیر الامم ست و پیغمبر ایشان خاتم الرسل علیہ وآلہ الصلوۃ والتسلیمات علماء را مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل دادہ اند و بوجود علما از وجود انبیا کفایت فرمودہ اند لہذا بر سر ماۃ از علماء این امت مجددے تعیین می نمایند کہ احیاء شریعت فرماید۔ علی الخصوص بعد از مضی الف کہ در امم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولوالعزم ست و بر پیغمبرے دران وقت اکتفا نہ نمودہ اند در چنین وقت عالمے عارفے تام المعرفت درکار ست کہ قائمقام اولوالعزم امم سابقہ باشد

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد

پھر مقدمہ تفسیر حضرت شاہی صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز امام ہمام مہدی علیہ السلام کی خصوصیات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں جسمیں سوائے اور خصوصیات کے نام والدین ماجدین اور نام نامی اپنا ایک ہی فرمایا صحابہ نے عرض کیا آیا خود بدولت ہی تشریف فرما ہونگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ اسکی اصل تو حقتعالی ہی کو معلوم ہے لیکن بظاہر ایسا دریافت ہوتا ہے کہ چونکہ امام ہمام مظہر اتم کمالات مصطفوی سوائے مراتب نبوۃ کے وہ بھی جو اصالۃً ہو واقعہ ہیں فرق تشخص کلیہ ہے کہ حقیقت کی ظہور کے وقت خیال تشخص نظر دل میں باقی نہیں رہتا نظر بران سکوت فرمایا۔ ہمیں نہ جسم لازم آیا اور نہ برابری جناب رسالت مآب کے ساتھ اور علو شان مہدی علیہ السلام میں کچھ شک نہیں۔ انتہی صفحہ ۱۰۳ مقدمہ تفسیر حضرت شاہی۔ پھر اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ میں لکھا ہے میر سید حسن در شرح فصوص الحکم می نویسد کہ نزد محققان محقق ست محمد بود بصورت آدم در مبدء ظہور نمود وہم او باشد کہ بصورت خاتم (مہدی) ظاہر گردد۔

اب ہمتو نہیں کہہ سکتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بول رہا ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ وہی خاتم الانبیاء ہم عزیبوں کی دستگیری کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے لباس میں تشریف لائے ہیں۔

مزید بران نبوۃ غیر تشریعی علماء امت محمدیہ میں ہوتی رہی ہے دیکھو مقدمہ تفسیر حضرت شاہی صفحہ ۹ مراد از پیغمبری و پیشگو (نبوۃ) نہ نبوۃ تشریعی ست بلکہ بمعنی خبر دہندہ کہ بسیارے از اولیاء امت بعد حضور علیہ السلام شدہ اند و می شوند۔ انتہی

اور یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ اگر کوئی سوال ہو کہ حضرت مرزا صاحب کو یا کسی اور مجدد کو رسول اللہ یا نبی اللہ کے نام سے کیوں نہیں پکارتے سو اسکا جواب یہ ہے کہ عوام جو فرق مابین نبوۃ تشریعی و غیر تشریعی نہیں جانتے اُن کے سامنے کسی مجدد کو نبی اللہ کے نام سے موسوم کرنا اُن کے واسطے خطرناک امر ہے جس سے کہ عقیدہ ختم نبوۃ و رسالت تشریعی اُٹھ جاوے گا اور یہ کفر ہے اور حضرت مرزا صاحب کے لیے یہ الفاظ بولنے جائز ہیں کیونکہ آپنے

الذی ارسل رسولہ

ستوال فتح نہ ہو سکے گا بلکہ خوف
ہے کہ حکومت کیونکر ہوگی ہندوستان
ٹرنسوال کی نظیر دی گئی ہے ۔
یا اور ٹرنسوال کا مقابلہ کیا گیا
ہے ۔ مگر نظیروں کے دینے والے
یہ خیال کرتے ہیں کہ ان ممالک
رعایا اور ٹرنسوال کی رعایا میں زمین
آسمان کا فرق ہے صحیح ہے کہ بعد
استبداد ملک میں گورنمنٹ کو ایک
صرف کرنا پڑا ۔ برہما میں گورنمنٹ
کیتنیوں اور مفرور پشتوں سے
اپنے تئیں ملکی مدد و بناتے تھے
سال تک ملک میں تسلط نہیں ہونے
مگر یہ تو خیال نہ کیا جائے کہ سوائے
تعداد باغیوں کے رعایا نے کسی قسم
مخالفت نہیں کی تھی بلکہ شرکت کی
امن و امان اپنے لیے ضروری سمجھ
باغیوں کا قلع و قمع کرایا ۔ برہما میں
تھیبو کے مظالم سے رعایا اسقدر
تنگ آگئی تھی کہ اس نے باقاعدہ
گورنمنٹ غنیمت سمجھکر خیر مقدم کیا ۔
برسوں میں برہما کی ترقی ۔ رعایا کے
کی کیفیت کا اندازہ حکام کو حال
دورہ میں ہوگا جو حضور والسرای
برہما میں کیا ہے ۔ پر ہمیں رعایا کو
سوال کی رعایا کا مقابلہ ہی کیا ہو سکتا
ہے ۔ پس جو اہل الرای یہ کہتے ہیں
ایسی تدابیر تو تیج کی ضرورت ہوگی
ٹرانسوال میں تسلط ہو ۔ وہ مطلق
لغزش سے کام نہیں لیتے ہیں ۔ یہ پہلو
ہے جو اسوقت لبرل فریق کے سرگروہ
رو بیٹو فریق کے روبرو پیش کرتے
ہیں جس پہلو کو لفاظی نظر انداز نہیں
سکتی ہے ۔

بیان کیا جاتا ہے کہ صرف دو شخص
اس کے مخالف ہیں ۔ لارڈ ملنر گورنر
اور مسٹر چیمبرلین وزیر نو آبادیات
جنگ ۔ مگر یہ یقین کیا و شوار ہے
کے راستہ میں بہت سی دقتیں ہیں
ہم خوف کرتے ہیں کہ اس میموریل سے
نہیں ہو جائیگی جس کے بھیجنے کی
ستان کے اکثر قصبات میں فکر ہو رہی ہے

جلسہ تاجپوشی شہنشاہ معظم کی متبرک
رسم کے پہلے اس خون خرابہ کو کسی طرحسے
بند نہ ہونا چاہیے ۔ یہ خواہش حضور کے
عقیدت مند اور دعاگو رعایا کی ہوگی
ایک تحریک اس قسم کی خواہش کے اظہار
کو شروع ہونے والی ہے جس تحریک
میں حضور کے تمام حصص دنیا میں پھیلی
ہوئی رعایا بدل شریک ہوگی ۔

اہل امریکہ کی زیادتی عمر ۔ بیان کیا جاتا ہے
کہ کلجگ کے اثر میں ہندوستانیوں کی
زندگی گھٹتی جاتی ہے مگر امریکہ میں کلجگ
کا اثر نہیں ہے ۔ جہاں انسان کی عمر بڑھ
رہی ہے اور سب سے بڑھ کر قابل ذکر
یہ بات ہے کہ بچوں کی موت کم ہوتی ہے
پانچ سال سے کم عمر بچوں پر موسم کا
زیادہ اثر پڑتا ہے جبتک توانائی اور
قوت حاصل نہیں ہوتی ہے ۔ بچے زیادہ
تر خرابی صحت کے شکار ہو جاتے تھے
کمی کی وجہ صفائی ہے اطمینان ہر ایکطرح
آسائش مکان کی صفائی کے ساتھ غذا
صاف ملتی ہے گھی کی جگہ گلو کا روغن
کھانے میں نہیں آتا ہے ۔ باشندگان کو
اطمینان ہے ۔ باشندے خوشحال ہیں اس
باعث ضرورت اس کی نہیں رہ گئی ہے
کہ جو کچھ اناپ شناپ ملتا جائے معدہ
میں ٹھونس لیں ۔ ڈاکٹر اس خیال میں
رہتے ہیں کہ کون غذا زود ہضم ہے
حفظان صحت کے اصول کی پیروی ہوتی
ہے ۔ باشندگان کی انسانی زندگی پوری
حدتک گذارتے ہیں متوسط درجہ والوں
کی صحت امرا و غربا سے اچھی رہتی ہے
اور یہ دستور کی بات ہے کہ جہاں انسان
غربت میں اکثر کمی غذا کے باعث نقصان
اٹھاتا ہے تو دوسری جانب زیادہ
قیمتی غذا سے جو لازم ہے کہ ثقیل
ہو نقصان اٹھاتا ہے ۔

ڈھاکہ میں برقی روشنی ۔ ڈھاکہ ... تی
روشنی کے افتتاح رسم آخرکار ادا کی
گئی ۔ عالی حضور نواب سر احسن اللہ
بہادر کی فیاضانہ دریادلی سے شہر ڈھاکہ
کو یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب ہوئی
اگر افسوس تھا تو صرف یہ کہ حضور لفٹننٹ گورنر

بہادر بذات خود تشریف نہ لاسکے
بجائے حضور ممدوح کے مسٹر بولٹن
صاحب تشریف لائے ۔ حضور نواب
صاحب بہادر کیطرف سے استقبالی
دعوت کا انتظام پہلے سے سرانجام
کیا گیا تھا ۔ احسن منزل کا وسیع ایوان
نہایت خوبی و نزاکت سے سجایا تھا
مسٹر بولٹن صاحب کی نشست ایک
خاص مچان پر تھی جس کے سامنے
دائیں بائیں کی قطاروں میں دیگر
رؤسا و شرفا و سرکاری عہدہ داران
قرینے سے رونق افزور تھے حضور
نواب صاحب بہادر نے بذات خود
استقبال کیا آپ کیطرف سے مسٹر
سیو سیح صاحب نے استقبالی تقریر کی
مسٹر بولٹن صاحب نے دلچسپ
جواب دیا ۔ ہمیں حضور نواب سر
احسن اللہ بہادر کی عالیشان فیاضیوں
اور رفاہ عام دریادلی کا قابل فخر تذکرہ
تھا ۔ خاتمہ تقریر پر مسٹر گارتھ صاحب
کے کہنے سے مسٹر بولٹن صاحب
بہادر نے ایکدستہ کے پیچکو دبایا جو
ان کے سامنے میز پر رکھا تھا دبانیکے
ساتھ ہی تمام شہر ڈھاکہ میں ایسی
عجیب و غریب روشنی سے ون چمکا
کہ ویسی روشنی اہل ڈھاکہ نے آجتک
نہ دیکھی تھی اس مہربانی کی یادگار میں حضور
نواب صاحب بہادر کیطرف سے
ایک طلائی قلم و پنسل مسٹر بولٹن صاحب
کو بطور تحفہ کے پیشکش کی گئی ۔ اور
مکلف دعوت تمام حاضرین کو دیگئی
نواب سر احسن اللہ بہادر نے شاہ عالم پناہ
کا جام صحت تجویز کیا ۔ تب آتشبازی
کی کیفیت دیکھی گئی جسکے بعد یادگاری
جلسہ برخاست ہوا ۔ تمام
شہر ڈھاکہ کے زن و مرد بوڑھے
بالے اس روشنی اجرا پر بشاش ہیں

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت کے آخر ایام میں ناساز رہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے سایہ میں زندہ و سلامت بشیر و نذیر دونوں صفات کے ساتھ قائم رکھے

۲۔ اس ہفتہ میں جناب قاضی آل احمد صاحب رئیس امروہہ سے تشریف لائے۔ آپ امروہہ کے رؤساء میں سے بارسوخ ممبر ہیں حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کے ساتھ بھی حال میں ایک قرابت کا سلسلہ خدا کے فضل سے قائم ہو گیا ہے قاضی صاحب موصوف ایک دقیق الفہم اور نکتہ رس بزرگ ہیں تھوڑے عرصہ میں حضرت مسیح موعود کے متعلق بہت سی کتابوں کو خوب غور سے پڑھا اور بصیرت کے ساتھ آپ کے دعاوی کو سمجھ لیا ہے قاضی صاحب کا رسوخ اور اپنی پارٹی میں ایک وقار اور عزت ہمیں یقین دلاتی ہے کہ وہ اپنے شہر کے ہمعصروں اور ہمرتبہ لوگوں پر بہت اچھا اثر ڈالیں گے۔ آپ کے ہمراہ الٰہی بخش صاحب تاجر کتب بھی آئے ہیں

(ب) عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع جناب بیگم صاحبہ و صاحبزادگان کے مکرر تشریف فرما ہوئے۔ اس مرتبہ امید کی جاتی ہے کہ کئی مہینے تک آپ کا قیام دارالامان میں رہے گا۔

(ج) سانبھر علاقہ جے پور سے جناب قاضی سید برکات النبی صاحب جو ایک رشید نوجوان ہیں تشریف لائے اور مولوی جمال الدین صاحب معہ اپنے رفقا کے سید والہ سے اور بابو نبی بخش صاحب افریقہ سے آئے

(د) جناب سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی بھی تشریف لائے ہیں

ایسا ہی امرت سر سے عبدالخالق صاحب ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اور ان کی برادر عزیز اللہ صاحب آئے۔ حاجی پور پھگواڑہ سے جناب حبیب الرحمٰن صاحب رئیس اور ۲۴ کی شام کو جموں اور دیگر مقامات سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی ہے اب بوجہ کثرت ہم سب کے نام نہ لکھ سکیں گے صرف شہروں کے نام درج کر دیں گے

(۳) طاعون کا اشتہار عربی فارسی اردو پشتو میں شائع ہو گیا ہے۔ کشمیری زبان میں بطور تبلیغ ایک اشتہار مولوی عبداللہ صاحب کشمیری اور جماعت کشمیر کی طرف سے بھی شائع ہوا ہے۔

(۴) انگریزی میگزین کا پراسپکٹس شائع ہو گیا۔ پہلا نمبر ۲۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو انشاء اللہ شائع ہو گا قیمت عہ روپیہ سالانہ درخواستیں مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کے نام آنی چاہئیں۔

ازالہ اوہام بسرعت چھپ رہا ہے درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں مندرجہ ذیل کتابوں کے لیے دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام درخواست کرو۔

بشیر احمد و شریف احمد و مبارکہ کی آمین قیمت ؍

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا۔ قیمت ۲؍

دو خط۔ رد شیعہ اور مسئلہ ناسخ منسوخ پر۔ از حکیم الامت ۲؍

آسمانی فیصلہ قیمت ۲؍

محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہوگا۔

الحکم کا یہ اشنواس سال کو ختم کر کے رخصت کرتا ہے اور اپنے اور اپنے ناظرین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیے سال نو کے مبارک ہونے کی دعا۔

بیعت

۱ سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ ضلع شاہ پور پنجاب

چودھری موسیٰ خان صاحب۔ کھیوہ باجوہ۔ ضلع سیالکوٹ ڈاکخانہ کلاس

محمد عبداللہ صاحب

بابو غلام نبی صاحب اورسیر پوگنڈار پرتھ ورک ڈویژن ممباسہ

شیخ رشید احمد صاحب نجیب آباد بجنور حال ملازم مدرسہ تعلیمی مظفر نگر

گوہر علی صاحب گرداور گوردا سپور حال کرم پور متصل چوکی ککڑ ٹھہ ڈاکخانہ کبیر والہ گرداور بہر سے

چودھری کرم صاحب معہ زوجہ۔ حاکو ضلع سیالکوٹ

چودھری عبداللہ صاحب خیر محمد حسین صاحب طالب علم ہائی کلاس پسرور ضلع سیالکوٹ

توسل احمد صاحب

چراغ الدین صاحب۔ قصور

اللہ دتا صاحب نائب جمعدار پشاور

باغبان ضلع پشاور ریلوے نوشہرہ

چودھری امیر علی صاحب معہ زوجہ ساکن گھرٹہ ضلع سیالکوٹ

ایک ضروری مشورہ

جناب حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس احباب سے ایک مشورہ پوچھتے ہیں کہ حضرت اقدس کے اشتہاروں کی تعداد محدود ہوتی ہے اور جماعت دن بدن بڑھتی جاتی ہے اسلیے حصہ رسدی کے اشتہار کسی جگہ بھیجے نہیں جاسکتے اور احباب کو ہر شہر میں یہ شکایت ہوتی ہے کہ انہیں اشتہار نہیں ملا حالانکہ بھیجنے والے اور تقسیم کرنیوالے انہیں بالکل بری الذمہ ہیں اسلیے یہ قرین مصلحت سمجھا ہے کہ اگر ہر شہر کی جماعت اپنے لیے ایک مقدار اشتہاروں کی زائد بیان چھپوا لیا کرے تو انہیں یہ فائدہ ہو سکتا ہے کہ یہ شکایت بھی رفع ہو سکتی ہے اور اشاعت بھی وسیع ہو سکتی ہے بس جاننا چاہیئے

ایک غلطی اور افسوس آپ ہی غلطی کرتے ہیں اور ہمارے ذمہ لگاتے ہیں۔ اول تو اپنا نام صاف اور صحیح نہیں لکھتے اور جب غلط نام چھپ جاتا ہے تو پیچھے چلاتے ہیں کہ ہمارا نام غلط چھپ گیا اگر وہ صحیح نہیں لکھ سکتے تو کیوں دوسرے سے صاف نہیں لکھوا لیتے۔ میں مسعود نام ایسے طور سے لکھا تھا کہ وہ محمود ہی پڑھا جاتا تھا علاوہ اس کے میاں مسعود کی طرز عبارت ایسی ناقص ہے کہ مولوی پیر احمد شاہ صاحب کا نام بیعت کنندوں میں لکھ

انکو کیا ضرورت تھی کہ جو شخص ایسا بودا اور ڈرپوک ہو اس کا خواہ مخواہ نام درج کیا جائے انہیں اسقدر فرصت کہاں کہ ایک ایک حرف پڑھا جائے بیعت کرنیوالوں کو لازم ہے کہ صرف اپنا نام اپنے والد کا نام معہ سکونت لکھیں کسی کا نواسہ ہونا یا بھائی

LIBRARY A.N.I.I. LAHORE.
REGISTER NO. ....
BOOK NO.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

قادیان دار الامان

چه گویم با تو گر آئی بجا در قادیان بینی
دفا بینی صفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ عام ... ؏

جلد ۶	۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۱۹ھ المقدس یوم جمعہ	نمبر ۱

چند ابتدائی اور ضروری باتیں

ناظرین الحکم کو سال نو مبارک ہو

ایک ضروری اور اشد ضروری مضمون کی وجہ سے الحکم کا یہہ اشو کامل طور پر اس ترتیب کو لئے ہوئے شایع نہیں کیا جاتا جو اس سال کے لئے خاکسار ایڈیٹر نے زیر نظر رکھی ہے اور جسکا بہت بڑا نمونہ اگلی اشاعت میں ملاحظہ کریں گے - (انشاء اللہ العزیز)

مختصر نوٹ اور نکات

تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کیطرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔

تقویٰ ہر شکل میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ۔

خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں - خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے مگر ان قدرتوں اور طاقتوں کے ... اگر ... کمالات ... جو ... کے ہی

اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے - جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں بیان ہوا ہے اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے جسکو زمین و آسمان پیش کرتے ہیں - اسلام اس خدا کیطرف رہبری کرتا ہے جس کی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں اسلام اس خدا کا پتہ دیتا ہے جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا - اور جسپر موت نے فتح نہیں پائی - اسلام نے وہ خدا بتایا ہے جسکا کوئی بیٹا نہیں جسکے مرنے سے اسے رنج پہونچے غرض تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص سے منزہ جو حی و قیوم ہستی ہے وہ قادر مطلق خدا اسلام کا ہے -

انسانیت کی روح کے نفخ کے لئے اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیتا ہے اور یہہ اصلاح کا دوسرا درجہ ... ہے پھر ایک دوسرے کی باہمی محبت اور ...ت کے درجہ سے بھی بالاتر اور بالاتر جا کر ...بت اور فنافی اللہ کے باریک دقایق سمجھا کر **والذین امنوا اشد حبا للہ** کی تعلیم دیتا ہے اور مہذب انسان کو **باخدا انسان** بنا دیتا ہے اسوقت سلسلہ **عالیہ احمدیہ** کے بانی کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے۔

مبارک وہی ہوتا ہے جو مرنے سے پہلے مرجاتا ہے کیونکہ اس موت مین وہ ایک زندگی پاتا ہے۔ اور اس کا نفس قبول حق مین تیجی یا بُرائی کو پیش نہیں کرسکتا۔ مگر تھوڑے ہوتے ہین جو اس زندگی بخش موت کو حاصل کرتے ہین

اسوقت دنیا اور اہل دنیا کی حالت تو صاف بتاتی ہے کہ کسی **مرد خدا** کے آنے کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت حقہ کے موافق

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

اطلاع

... اخبار کہ ...

الحمد لله

دنیا بھر کی مذہبی کتابون۔ شعرا کے دواوین اور جادو نگار مصنفون کے آتش سے ملیون لسان لیکچرارون کے لیکچرز کی ابتدا پڑھو۔ اور **قرآن کریم** کی ابتدا **اپنی** فطرۃ انسانی پر ایک غایر اور دقیق نظر کرتے ہوئے دیکھو تو تمہین اس ابتدا مین وہ اسرار اور غوامض نظر آئین گے جو اور کہین نہ ملین گے۔

صوفی ازم کی جان۔ رضا۔ تسلیم توکل اور ایثار انہی دو لفظون مین ہے

انسانی خلق کے دقیق راز اور علت غائی پر **الحمد للہ** ہی کے جملے مین اطلاع دی گئی ہے

الوہیت اور **عبودیت** مین جو رشتہ ہے اور الوہیت جو کچھہ عبودیت سے تقاضا کرتی ہے اور عبودیت کا جو **حقیقی معراج** ہے وہ **الحمد للہ** ہی کی تہ مین مرکوز ہے

حقیقی راحتوں کی کلید اور تمام سکھون کی منتہا جو اثر انسانی بنا و ٹ پر کرتی ہے اس کے اظہار کے لئے بہترین الفاظ الحمد للہ کے سوا ہرگز نہ ملین گے۔

دلچسپ مفید اور معلومات

سینٹ پٹرزبرگ مین کیادر نامی ایک عورت کا ابھی انتقال ہوا ہے اس کے پاس ۱۸ ہزار کتب کا کتب خانہ تھا جو سب عورتون کی ہی تصنیف کردہ تھین۔ اسے مرد مصنف کی کتاب اپنے کتب خانہ مین رکھتے ہوئی شرم آتی تھی۔

(ایڈیٹر) جدت طرازی کی ایک دہن ہے ورنہ علم آشنا کیا اور ایسی تفریق کیا؟

چین کا مشہور مدبر لی ہنگ چنگ جب مرنے لگا۔ تو اسے بہت عمدہ پوشاک پہنائی گئی پھر اس کے دوستون نے ایک کاغذ کی کرسی جسکو آٹھہ کاغذ کے آدمی اٹھائے ہوئے تھے اور آٹھہ سیاہ کاغذ کے گھوڑے صحن مین لاکر کھڑے کردئے اور جب اس کی روح جسم سے پرواز کرگئی۔ تو فوراً ان کاغذی چیزونکو آگ لگادی کہ اس طرح اسکی روح آسمان پر پہونچ جاوے گی۔

(ایڈیٹر) باطل پرستی کی بھی کوئی حد ہے؟

جرمنی مین برقی ریلوے کی رفتار ۱۵۰ میل فی گھنٹہ ثابت ہوئی ہے۔

تعمیر مکانات کے متعلق ایک جدید ایجاد ہورہی ہے کہ مکانات کے بھی سانچے بنا ہوا کرین جن مین تعمیر کا ایک جدید مصالحہ ڈالکر ...جدید مصالحہ کنکریٹ ...اس مصالحہ کے ...ن کی مضبوطی ...ہزار سال تک ...کے اجزا ...۔ اور روغن ...کئی جاتے ہین ...کچھہ بھی دکھا ...۔ اور سخت ... ہے؟

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۴۸ جلد ۵

حضرت اقدس۔ میں نے آپ کے سوال کو سمجھ لیا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی معرفت ہمیں بتایا ہے اور واقعات صحیحہ نے جسکی شہادت دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سزا و جزا کا قانون خدا تعالیٰ نے ایسا مقرر کیا ہے کہ اسکا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے + اور جو شوخیاں اور شرارتیں انسان کرتا ہے وہ بجائے خود انہیں محسوس کرتا ہے یا نہیں کرتا انکی سزا اور پاداش یہاں ملتی ہے انکی غرض تنبیہ ہوتی ہے تاکہ توبہ اور رجوع سے شروع انسان اپنی حالت میں نمایاں تبدیلی پیدا کرے + اور خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا جو رشتہ ہے اسکو قائم کرنے میں جو غفلت اس نے کی ہے اسپر اطلاع پاکر اسے مستحکم کرنا چاہے اسوقت یا تو انسان اس تنبیہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی کمزوری کا علاج اللہ تعالیٰ کی مدد سے چاہتا ہے اور یا اپنی شقاوت سے اسمیں دلیر ہو جاتا ہے اور اپنی سرکشی اور شرارت میں ترقی کرکے جہنم کا وارث ٹھیر جاتا ہے۔ پس دنیا میں جو سزائیں بطور تنبیہ دی جاتی ہیں انکی مثال مکتب کی سی ہے جیسے مکتب میں کچھ خفیف سی سزائیں بچوں کو انکی غفلت اور سستی پر دی جاتی ہے اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ علوم سے انہیں ناآشنا و محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ انہیں اپنی غرض پر اطلاع دیکر آئندہ کے لیے زیادہ محتاط اور ہوشیار بنا دے۔ اسیطرح پر اللہ تعالیٰ جو شرارتوں اور شوخیوں پر کچھ سزا دیتا ہے تو اسکا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ نادان انسان جو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اپنی شرارت اور اس کے نتائج پر مطلع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت سے ڈر جاوے اور اسکی طرف رجوع کرے میں نے اپنی جماعت کے سامنے بارہا اس امر کو بیان کیا ہے اور اب آپکو بھی بتاتا ہوں کہ جب انسان ایک کام کرتا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے بھی ایک فعل اسپر نتیجہ کے طور پر مترتب ہوتا ہے مثلاً جب ہم کافی مقدار زہر کی کھا لیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے اسمیں زہر کھانا یہ ہمارا اپنا فعل تھا اور خدا کا فعل اسپر یہ ظاہر ہوا کہ اس نے ہلاک کر دیا یا مثلاً یہ کہ اگر ہم اپنے کمرے کی کوٹھڑی کی کھڑکیاں بند کرلیں تو یہ ہمارا فعل ہے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا یہ فعل ہوگا کہ کوٹھڑی میں اندھیرا ہو جاوے گا۔ اسی طرح پر تمام افعال اور اسپر بطور نتائج اللہ تعالیٰ کے افعال کے صدور کا قانون دنیا میں جاری ہے۔ اور یہ انتظام جیسا کہ ظاہر ہے متعلق ہے اور جسمانی نظام میں اس کی نظیریں ہم ہر روز دیکھتے ہیں اسی طرح پر [illegible] کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ اور یہی ایک اصول ہے جو قانون سزا کے سمجھنے کے واسطے ضروری ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ ہمارا ہر ایک فعل نیک ہو یا بد اپنے فعل کے ساتھ ایک اثر رکھتا ہے جو ہمارے عمل کے بعد ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اب عذاب اور راحت کو جو گناہوں کی پاداش یا نیکیوں کی جزا میں دی جاتی ہے ہم بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور میں پوری بصیرت اور دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس فلاسفی کے بیان کرنے سے دوسرے تمام مذہب بالکل عاری ہیں اب یہ کہ ہر شخص جو خدا کو مانتا ہے اقرار کرتا ہے کہ انسان خدا ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس لیے اسکی ساری خوشیوں کی انتہا اور ساری راحتوں کی غایت اسی میں ہو سکتی ہے کہ وہ سارے کا سارا خدا ہی کا ہو جاوے اور جو تعلق الوہیت اور عبودیت میں ہونا چاہیے یا یوں کہو ہے جب تک انسان اسکو مستحکم نہیں کرتا اور اسے حیز فعل میں نہیں لاتا وہ سچی خوشحالی کو پا نہیں سکتا۔ انبیا علیہم السلام کے آنے کی یہی غرض ہوتی ہے اور وہ اسی اہم مقصد کو لیکر آتے ہیں کہ وہ انسان کو یہ گم شدہ متاع واپس دینا چاہتے ہیں جو عبودیت اور الوہیت کے درمیانی رشتہ کی ہوتی ہے + مگر جب انسان خدا سے دور ہٹ جاتا ہے تو وہ اپنے آپکو اس محبت کی زنجیر سے الگ کرلیتا ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان ہونی چاہیے اور یہ فعل انسان کا ہوتا ہے اور اسپر خدا کا یہ فعل ہوتا ہے کہ وہ بھی اس سے دور ہٹتا ہے اور اسی بُعد کے لحاظ سے انسانی قلب پر تاریکی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور جسطرح آفتاب کیطرف سے دروازہ بند کرنے پر ظلمت اور تاریکی سے کمرہ بھر جاتا ہے اسیطرح پر خدا سے منہ پھیرنے سے اندرونہ انسانی ظلمت سے بھرنے لگتا ہے اور جوں جوں وہ دور ہوتا جاتا ہے ظلمت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی ظلمت ہے جو جہنم کہلاتی ہے کیونکہ اسی سے ایک عذاب پیدا ہوتا ہے + اب اس عذاب سے اگر بچنے کے لیے وہ یہ سعی کرتا ہے کہ ان اسباب کو جو خدا تعالیٰ سے بُعد اور دوری کا موجب ہوئے ہیں چھوڑ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور جیسے کھڑکیوں کے کھول دینے سے گئی ہوئی روشنی واپس آکر تاریکی کو دور کردیتی ہے اسی طرح پر سعادت کا نور جو جاتا رہا تھا وہ اسی انسان کو جو رجوع کرتا ہے پھر دیا جاتا ہے اور وہ اس سے

سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم کے مضامین کسی اور صورت میں ملنے ہی ناممکن ہیں۔

پورا مستفید ہونے لگتا ہے۔

اور **توبہ** کی یہی حقیقت ہے جس کی نظیر ہم قانون قدرت میں صاف مشاہدہ کرتے ہیں۔

ایکبات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نبیوں کے زمانہ میں جو قوموں پر عذاب آتے ہیں جیسے لوط کی قوم پر یا یہودیوں کو بخت نصر یا طیطس رومی کے ذریعہ تباہ کیا گیا تو ان عذابوں کا موجب محض اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے عذابوں اور دکھوں کا موجب وہ شرارتیں اور شوخیاں اور تکلیفیں ہوتی ہیں جو وہ نبیوں سے کرتے اور انھیں پہونچاتے ہیں آخر اُن کی شرارتیں اُن پر ہی لوٹ کر پڑتی ہیں اور انھیں تباہ اور ہلاک کر دیتی ہیں جسطرح پر سیاست اور ملک داری کے اصولوں کی تہ میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ امن عامہ میں خلل انداز ہونے والوں کو وہ چور ہوں یا ڈاکو۔ باغی ہوں یا کسی اور جرم کے مجرم محض اس لیے سزا دی جاتی ہے تا آئندہ کے لیے امن ہو اور دوسروں کو اس سے عبرت اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے یہ قانون رکھا ہوا ہے کہ وہ شریروں اور سرکشوں کو جو اس کے حدود اور اوامر کی پروا نہیں کرتے سزا دیتا ہے۔ تاکہ حد سے نہ بڑھ جاویں جنھوں نے حد سے بڑھنا چاہا خدا نے وہیں انھیں تنبیہ کی۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سزا اور تنبیہ اس شخص کے لیے بھی جسے دی جاتی ہے اور دوسروں کیواسطے بھی عبرت کی نگاہ سے اُسے دیکھتے ہیں بطور رحمت ہے۔ کیونکہ اگر سزا نہ دی جاتی + تو امن اٹھ جاتا اور انجام کار نتیجہ بہت ہی بُرا ہوتا۔ قانون قدرت پر نظر کرو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرت انسانی میں یہ بات رکھی ہوئی ہے اور اسی فطرتی نقش ہی کی بنا پر قرآن نے یہ فرمایا ہے

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ

یعنی تمھارے تمدن کے قیام کیلیے قصاص کا ہونا ضروری ہے۔ اگر افعال کے کچھہ نتائج ہی نہیں ہوتے تو وہ افعال کیا ہوتے ؟ اور ان سے کیا غرض مقصود ہوتی ؟ غرض ضروری اور واقعی طور پر یہ سزائیں نہیں ہیں جو یہاں دیجاتی ہیں بلکہ یہ ایک ظل ہیں اصل سزاؤں کا اور انکی غرض ہے عبرت۔

دوسرے **عالم** کے مقاصد اور ہیں اور وہ بالاتر اور بالاتر ہیں۔ وہاں تو مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ کا انعکاسی نمونہ لوگ دیکھہ لیں گے۔ اور انسان کو اپنے مخفی در مخفی گناہوں اور عزیمتوں کی سزا بھگتنی پڑے گی دنیا اور آخرت کی سزاؤں میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ دنیا کی سزائیں امن قائم کرنے اور عبرت کے لیے ہیں اور آخرۃ کی سزائیں افعال انسانی کے آخری اور انتہائی نتائج ہیں وہاں اسے سزا ضرور ملنی ٹھیری کیونکہ اس نے زہر کھائی ہوئی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ بدون تریاق وہ اس زہر کے اثر سے محفوظ رہ سکے۔

عاقبت کی سزا اپنے اندر ایک فلسفیانہ حقیقت رکھتی ہے جسکو کوئی مذہب بجز **اسلام** کے کامل طور پر بیان نہیں کر سکا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔ یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہو وہ اُس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بھی بدتر اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کو دیکھنے کی آنکھیں اور اُس کے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے انسان اپنے ساتھہ لیجاتا ہے جو یہاں اُن حواس کو نہیں پاتا وہاں وہ اُن حواس سے بہرہ ور نہیں ہوگا۔ یہ ایک دقیق راز ہے جسکو عام لوگ سمجھہ بھی نہیں سکتے اگر اس کے یہ معنی نہیں تو یہ تو پھر بالکل غلط ہے کہ اندھے اُس جہان میں بھی اندھے ہوں گے۔

اصل بات یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کو بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی دنیا میں صحیح طور پر اُسکی صفات و اسمائی کی معرفت حاصل کرنا آیندہ کی تمام راحتوں اور روشنیوں کی کلید ہے اور یہ آیت اس امر کیطرف صاف اشارہ کر رہی ہے کہ اسی دنیا سے ہم عذاب اپنے ساتھہ لے جاتے ہیں۔ اور اس دنیا کی کورانہ زیست اور ناپاک افعال ہی اُس دوسرے عالم میں عذاب جہنم کی صورت میں نمودار ہو جائیں گے اور وہ کوئی نئی بات نہ ہوں گے۔

جیسے ایک شخص گھر کے دروازے بند کر لینے سے روشنی سے محروم ہو جاتا ہے اور تازہ اور زندگی بخش ہوا اُسے نہیں مل سکتی۔ یا کسی زہر کھا لینے سے اُسکی زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ اسیطرح پر جب ایک آدمی خدا کیطرف سے ہٹتا ہے اور گناہ کرتا ہے + تو وہ ایک ظلمت کے نیچے آکر عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گناہ اصل میں جناح تھا جس کے معنے میل کرنے اور اصل مرکز سے ہٹ جانے کے ہیں پس جب انسان خدا سے اعراض کرتا ہے اور اُس کے نور کے مقابل سے ہٹ جاتا ہے اور اس روشنی سے دور ہو جاتا ہے جو صرف خدا کیطرف سے اُترتی اور دلوں پر نازل ہوتی ہے تو وہ ایک تاریکی میں مبتلا ہوتا ہے جو اُس کے لیے عذاب کا موجب ہو جاتی ہے پھر جس قسم کا یہ اعراض ہو اُسی قسم کا عذاب سے دُکھہ دیتا ہے لیکن اگر انسان پھر اس مرکز کیطرف آنا چاہے اور اپنے آپکو اُس مقام پر پہونچاوے جو الٰہی روشنی کے پڑنے کا مقام ہے تو وہ پھر اس گم شدہ نور کو پا لیتا ہے۔ کیونکہ جیسے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے کمرہ میں روشنی کو ایسے وقت پا سکتے ہیں جب اُسکی کھڑکیاں کھولدیں ویسے ہی روحانی نظام میں مرکز اصلی کیطرف

سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم میں اچھوتے مضامین شایع ہونگے۔

بازگشت کرنا ہی راحت کا موجب ہوسکتا ہے اور اس دکھ درد سے جو اس مرکز کو چھوڑنے سے ہوا تھا اسی کا نام توبہ ہے۔ اور یہی ظلمت جو اسطرح پیدا ہوتی ہے ضلالت اور جہنم کہلاتی ہے اور مرکز اصلی کیطرف رجوع کرنا جو راحت پیدا کرتا ہے جنت سے تعبیر ہوتا ہے اور گناہ سے ہٹکر پھر نیکی کیطرف جس سے اللہ تعالےٰ خوش ہوجاوے بدی کا کفارہ ہوکر اُسے دور کرتا ہے اور اس کے نتائج کو بھی سلب کردیتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو زائل کردیتی ہیں چونکہ بدی میں ہلاکت کی زہر ہے اور نیکی میں زندگی کا تریاق اس لیے بدی کی زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی ہے یا اسی کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں عذاب راحت کی نفی کا نام ہے اور نجات راحت اور خوشحالی کے حصول کا نام ہے اسیطرح پر جیسے بیماری اس حالت کا نام ہے جب حالت بدن مجری طبیعت پر نہ رہے اور صحت وہ حالت ہے کہ امور طبعیہ اپنی اصل حالت پر قائم ہوں۔ اور جیسے کسی ہاتھ پاؤں یا کسی عضو کے اپنے مقام خاص سے ذرا ادھر اُدھر کھسک جانے سے درد شروع ہوجاتا ہے اور وہ عضو نکما ہوجاتا ہے اور اگر چندے اسی حالت پر رہے تو پھر نہ خود بالکل بیکار ہوجاتا ہے بلکہ دوسرے اعضا پر بھی اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے بعینہٖ یہی حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے سامنے سے جو اُسکی زندگی کا اصل موجب اور مایہ حیات ہے ہٹ جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے تو عذاب شروع ہوجاتا ہے اور اگر قلب مردہ نہوگیا ہو اور اس میں احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے۔ اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ نکمی اور بیکار ہوجائیں اور ایک شدید عذاب شروع ہوجاوے پس اب کیسی صفائی کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آجاتا ہے کہ کوئی عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان کے اندر ہی سے نکلتا ہے ہمکو اس سے انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے بیشک اُسی کا فعل ہے مگر اسی طرح جیسے کوئی زہر کھائے تو خدا اسے ہلاک کردے + پس خدا کا فعل انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے اسی کیطرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ یعنی خدا کا عذاب وہ آگ ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے اور اُس کا شعلہ انسان کے دل ہی سے اُٹھتا ہے اسکا مطلب صاف لفظوں میں یہی ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود ہی کی ناپاکی ہے جو عذاب کیصورت اختیار کرلیتی ہے۔ اسیطرح بہشت کی راحت کا اصل سرچشمہ بھی انسان کے اپنے ہی افعال ہیں اگر وہ فطرتی دین کو نہیں چھوڑتا اگر وہ مرکز اعتدال سے ادھر اُدھر نہیں ہٹتا اور عبودیت الوہیت کے محاذ میں پڑی ہوئی اُسکی انوار سے حصہ لے رہی ہے تو پھر یہ اس عضو صحیح کیطرح ہے جو مقام سے ہٹ نہیں گیا اور برابر اُس کام کو دے رہا ہے جس کے لیے خدا نے اسکو پیدا کیا ہے اور اسے کچھ بھی درد نہیں بلکہ راحت ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا ہے وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اُن کو خوشخبری دیدو کہ وہ اُن باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں۔ اس آیت میں ایمان کو اللہ تعالیٰ نے باغ سے مثال دی ہے اور اعمال صالحہ کو نہروں سے جو رشتہ اور تعلق نہر جاریہ اور درخت میں ہے وہی رشتہ اور تعلق اعمال صالحہ کو ایمان سے ہے پس جیسے کوئی باغ ممکن ہی نہیں کہ پانی بدون سرسبز اور ثمردار ہوسکے اسیطرح پر کوئی ایمان جس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں مفید اور کارگر نہیں ہوسکتا۔ پس بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال ہی کے مجسم نظارے ہیں۔ وہ بھی دوزخ کیطرح کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اُسکے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ یاد رکھو کہ اُسجگہ پر جو راحتیں ملتی ہیں وہ وہی پاک نفس ہوتا ہے جو دنیا میں بنایا جاتا ہے۔ پاک ایمان پودہ سے مماثلت رکھتا ہے اور اچھے اچھے اعمال اخلاق فاضلہ یہ اس پودہ کی آبپاشی کے لیے بطور نہروں کے ہیں جو اس کی سرسبزی اور شادابی کو بحال رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں تو یہ ایسے ہیں جیسے خواب میں دیکھے جاتے ہیں مگر اُس عالم میں محسوس اور مشاہد ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ لکھا ہے کہ جب بہشتی ان انعامات سے بہرہ ور ہوں گے تو یہ کہیں گے هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ دنیا میں جو دودھ یا شہد یا انگور انار وغیرہ چیزیں ہم کھاتے پیتے ہیں وہی وہاں ملیں گی نہیں وہ چیزیں اپنی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے بالکل اور کی اور ہوں گی ہاں صرف نام کا اشتراک پایا جاتا ہے اور اگرچہ ان تمام نعمتوں کا نقشہ جسمانی طور پر دکھایا گیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت پیدا کرنے والی ہیں ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ رزقنا من قبل سے یہ مراد لینا کہ وہ دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلط ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کا منشا اس آیت میں یہ ہے کہ جن مومنوں نے اعمال صالحہ کیے انھوں نے اپنے ہاتھ سے ایک

سنہ ۱۹۰۲ء میں جو الحکم کو نہ پڑھیگا اسکو ناقابل تلافی حسرت رہ جائیگی

بہشت بنایا جسکا پھل وہ اس دوسری زندگی میں بھی کھائیں گے اور وہ پھل چونکہ روحانی طور پر دنیا میں بھی کھاچکے ہوں گے اسلیے اُس عالم میں اُس کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ وہی روحانی ترقیاں ہوتی ہیں جو دنیا میں کی ہوتی ہیں اس لیے وہ عابد و عارف اُن کو پہچان لیں گے۔

میں پھر صاف کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ جہنم اور بہشت میں ایک فلسفہ ہے جسکا رابطہ باہم اسی طرح پر قائم ہوتا ہے جو میں نے ابھی بتایا ہے۔ مگر اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ دنیا کی سزائیں تنبیہ اور عبرت کے لیے انتظامی رنگ کی حیثیت سے ہیں سیاست اور رحمت دونوں باہم ایک رشتہ رکھتی ہیں۔ اور اسی رشتہ کے اظلال یہ سزائیں اور جزائیں ہیں انسانی افعال اور اعمال اسی طرح پر محفوظ اور بند ہوتے جاتے ہیں جیسی فونوگراف میں آواز بند کی جاتی ہے۔ جب تک انسان عارف نہ ہو اس سلسلہ پر غور کرکے کوئی لذت اور فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ معرفت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اول خداشناس ہو۔ اور خداشناسی حاصل نہیں ہوتی جب تک کسی **خدانما** انسان کی مجلس میں صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ ایک کافی مدت تک نہ رہے۔ اس کے بعد وہ اس سلسلہ کو جو جزا و سزا کا اور دنیا اور عقبیٰ کا ہے بڑی سہولت کے ساتھ سمجھ لے گا۔

اس بیان پر غور کرنے سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور بہشت کی فلاسفی جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں بتائی۔ اور قرآن شریف کے مطالعہ سے یہ امر بھی کھل جاتا ہے کہ خداتعالیٰ نے اسکو تدریجاً بیان فرمایا ہے۔ مگر یہ راز اُنہی پر کھلتا ہے جو خداتعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔

اور پاک نفس لیکر سوچتے ہیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ بات بدوں تکلیف کے نہیں ملتی ہے۔ یہ کہنا کہ ہر شخص اس راز پر کیوں اطلاع نہیں پاتا میں کہتا ہوں کہ دیکھو ہمارے حواس کے کام الگ الگ ہیں مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے زبان چکھ سکتی اور بول سکتی ہے کان سن سکتے ہیں۔ گویا ہر ایک حواس میں سے اپنے اپنے فرائض اور قوت کے ذمہ وار ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ کان کے پاس مصری کی ڈلی رکھدی جاوے اور وہ اُس کا ذائقہ بتا دے اور آنکھ خارجی آوازیں سن لے یا زبان دیکھ لے پس اسیطرح پر خداتعالیٰ کی معرفت کے دقیق اسرار کو معلوم کرنے کے واسطے خاص قویٰ ہیں وہی ان پر اطلاع دے سکتے ہیں۔ اور یہ قویٰ دیے تو سبکو گئے ہیں لیکن ان سے کام لینے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ظن کا کوئی قوی اثر نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ فلاسفروں کی ایمانی حالت بہت ہی کمزور ہوتی ہے اور وہ ظنیات سے آگے نہیں بڑھتے افلاطون جو بڑا مدبر اور دانشمند سمجھا جاتا تھا جب مرنے لگا تو اُس نے یہی کہا کہ فلاں بت پر اس کے لیے ایک مرغ چڑھا دینا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسا کمزور ایمان تھا توحید پر قائم نہ ہوا پس وہ عظیم الشان ذریعہ جس سے

ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو

اور خداتعالیٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو۔ ایک ہی ہے کہ انسان اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خداتعالیٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنھوں نے اُس سے سن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتدا میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو انکی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو دل اُنکی طرف کھنچا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے **صادق** کی باتیں ان کو دور کرکے اسے جلا دینا چاہتی ہیں تا اُس میں **یقین کی قوت** پیدا ہو۔ جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جاکر ایک گڑگڑاہٹ سی پیدا کر دیتی ہے اور تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دیکر باہر نکالتی ہے اسی طرح پر **صادق** ان ظلمات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں لیکن آخر سچائی غالب آجاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مرجاتی ہیں اور **حق پرستی** کی قوتیں نشوونما پانے لگتی ہیں۔ جس میں اس نور کو لیکر آیا ہوں اور دنیا میں **قوت یقین** کو پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

اور اس قوت کا پیدا ہونا صرف الفاظ اور باتوں سے نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اُن **نشانات** سے نشوونما پاتی ہیں جو **اللہ تعالیٰ کی مقتدرانہ طاقت** سے صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔

میرا مدعا یہی ہوتا ہے کہ دوسری کلام نہ کروں جب تک ایک امر سننے والے کے ذہن نشین کرلوں اور سننے والا فیصلہ نہ کرلے کہ اسنے اُسکو سمجھ لیا ہے یا اُسپر کوئی اعتراض کرکے۔

باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ

سنہ ۱۹۰۲ء میں جو الحکم کو نہ پڑھے گا اُسکو ناقابل تلافی حسرت رہ جاوے گی

بازگشت کرنا ہی راحت کا موجب ہوسکتا ہے اور اس دکھ درد سے بچاتا ہے جو اس مرکز کو چھوڑنے سے پیدا ہوا تھا اسی کا نام توبہ ہے۔ اور یہی ظلمت جو اسطرح پیدا ہوتی ہے ضلالت اور جہنم کہلاتی ہے اور مرکز اصلی کیطرف رجوع کرنا جو راحت پیدا کرتا ہے جنت سے تعبیر ہوتا ہے اور گناہ سے ہٹکر بھلائی کیطرف آنا جس سے اللہ تعالےٰ خوش ہو جاوے اس بدی کا کفارہ ہو کر اسے دور کر دیتا ہے اور اس کے نتائج کو بھی سلب کر دیتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں چونکہ بدی میں ہلاکت کی زہر ہے اور نیکی میں زندگی کا تریاق اس لیے بدی کے زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی ہے یا اسی کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں عذاب راحت کی نفی کا نام ہے اور نجات راحت اور خوشحالی کے حصول کا نام ہے اسیطرح پر جیسے بیماری اس حالت کا نام ہے جب حالت بدن مجری طبیعت سے ہٹ جاوے اور صحت وہ حالت ہے جب امور طبیعہ اپنی اصل حالت پر قائم ہوں۔ اور جیسے کسی ہاتھ پاؤں یا کسی عضو کے اپنے مقام خاص سے ذرا ادھر اُدھر کھسک جانے سے درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو نکما ہو جاتا ہے اور اگر چندے اسی حالت پر رہے تو پھر نہ صرف خود بالکل بیکار ہو جاتا ہے بلکہ دوسرے اعضا پر بھی اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے بعینہٖ یہی حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے سامنے سے جو اسکی زندگی کا اصل موجب اور مایہ حیات ہے ہٹ جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے اور اگر قلب مردہ نہ ہو گیا ہو اور اس میں احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے۔ اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ نکمی اور بیکار ہو جائیں اور ایک شدید عذاب شروع ہو جاوے پس اب کیسی صفائی کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آجاتا ہے کہ کوئی عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان کے اندر ہی سے نکلتا ہے ہمکو اس سے انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے بیشک اُسی کا فعل ہے مگر اسی طرح جیسے کوئی زہر کھالے تو خدا اسے ہلاک کر دے۔ پس خدا کا فعل انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے اسی کیطرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ یعنی خدا کا عذاب وہ آگ ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے اور اُس کا شعلہ انسان کے دل ہی سے اُٹھتا ہے اسکا مطلب صاف لفظوں میں یہی ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود ہی کی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اسیطرح بہشت کی راحت کا اصل سرچشمہ بھی انسان کے اپنے ہی افعال ہیں اگر وہ فطرتی دین کو نہیں چھوڑتا اگر وہ مرکز اعتدال سے ادھر اُدھر نہیں ہٹتا اور عبودیت الوہیت کے محاذ میں پڑی ہوئی اسکی انوار سے حصہ لے رہی ہے تو بھی یہ اس عضو صحیح کیطرح ہے جو اپنا مقام سے ہٹ نہیں گیا اور برابر اُس کام کو دے رہا ہے جس کے لیے خدا نے اُسکو پیدا کیا ہے اور اُسے کچھ بھی درد نہیں بلکہ راحت ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا ہے وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اُن کو خوشخبری دیدو کہ وہ اُن باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں۔ اس آیت میں ایمان کو اللہ تعالیٰ نے باغ سے مثال دی ہے اور اعمال صالحہ کو نہروں سے جو رشتہ اور تعلق نہر جاریہ اور درخت میں ہے وہی رشتہ اور تعلق اعمال صالحہ کو ایمان سے ہے پس جیسے کوئی باغ ممکن ہی نہیں کہ پانی بدون سرسبز اور ثمردار ہوسکے اسیطرح پر کوئی ایمان جس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں مفید اور کارگر نہیں ہوسکتا۔ پس بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال ہی کے مجسم نظارے ہیں۔ وہ بھی دوزخ کیطرح کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اسکے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ یاد رکھو کہ اسجگہ پر جو راحتیں ملتی ہیں وہ وہی پاک نفس ہوتا ہے جو دنیا میں بنایا جاتا ہے۔ پاک ایمان پودہ سے مماثلت رکھتا ہے اور اچھے اچھے اعمال اخلاق فاضلہ یہ اس پودہ کی آبپاشی کے لیے بطور نہروں کے ہیں جو اس کی سرسبزی اور شادابی کو بحال رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں تو یہ ایسے ہیں جیسے خواب میں دیکھے جاتے ہیں مگر اُس عالم میں محسوس اور مشاہد ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ لکھا ہے کہ جب بہشتی ان انعامات سے بہرہ ور ہوں گے تو یہ کہیں گے هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ دنیا میں جو دودھ یا شہد یا انگور انار وغیرہ چیزیں ہم کھاتے پیتے ہیں وہی وہاں ملیں گی نہیں وہ چیزیں بلحاظ نوعیت اور حالت کے لحاظ سے [illegible] اور ہوں گی ہاں صرف [illegible] پایا جاتا ہے اور اگرچہ ان تمام نعمتوں کا نقشہ جسمانی طور پر دکھایا گیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت پیدا کرنے والی ہیں ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ رزقنا من قبل سے یہ مراد لینا کہ وہ دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلط ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کا منشا اس آیت میں یہ ہے کہ جن مومنوں نے اعمال صالحہ کیے انھوں نے اپنے ہاتھ سے ایک

سنہ ۱۹۰۲ء میں جو الحکم کو نہ پڑھیگا اسکو ناقابل تلافی حسرت رہ جائیگی

بہشت بنایا جسکا پھل وہ اس دوسری زندگی میں بھی کھائیں گے اور وہ پھل چونکہ روحانی طور پر دنیا میں بھی کھا چکے ہوں گے اسلیے اُس عالم میں اُس کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ وہی روحانی ترقیاں ہوتی ہیں جو دنیا میں کی ہوتی ہیں اس لیے وہ عابد و عارف اُن کو پہچان لیں گے۔

میں پھر صاف کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ جہنم اور بہشت میں ایک فلسفہ ہے جسکا ربط باہم اسی طرح پر قائم ہوتا ہے جو میں نے ابھی بتایا ہے۔ مگر اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ دنیا کی سزائیں تنبیہ اور عبرت کے لیے انتظامی رنگ کی حیثیت سے ہیں سیاست اور رحمت دونوں باہم ایک رشتہ رکھتی ہیں۔ اور اسی رشتہ کے اظلال یہ سزائیں اور جزائیں ہیں انسانی افعال اور اعمال اسی طرح پر محفوظ اور بند ہوتے جاتے ہیں جیسی فونوگراف میں آواز بند کی جاتی ہے۔ جب تک انسان عارف نہ ہو اس سلسلہ پر غور کرکے کوئی لذت اور فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ معرفت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اول [illegible] حاصل [illegible] اور [illegible] ایک کافی مدت تک [illegible] ہے۔ اس کے بعد وہ اس سلسلہ کو جو جزا و سزا کا اور دنیا اور عقبیٰ کا ہے بڑی سہولت کے ساتھ سمجھ لے گا۔

اس بیان پر غور کرنے سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوزخ اور بہشت کی فلاسفی جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں بتائی۔ اور قرآن شریف کے مطالعہ سے یہ امر بھی کھل جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسکو تدریجاً بیان فرمایا ہے۔ مگر یہ راز اُنپر ہی کھلتا ہے جو خدا تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔

اور پاک نفس لیکر سوچتے ہیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ بات بدون تکلیف کے نہیں ملتی ہے۔

یہ کہنا کہ ہر شخص اس راز پر کیوں اطلاع نہیں پاتا میں کہتا ہوں کہ دیکھو ہمارے حواس کے کام الگ الگ ہیں مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے زبان چکھ سکتی اور بول سکتی ہے کان سُن سکتے ہیں۔ گویا ہر ایک حواس میں سے اپنے اپنے فرائض اور قوت کے ذمہ وار ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ کان کے پاس مصری کی ڈلی رکھدی جاوے اور وہ اُس کا ذائقہ بتا دے اور آنکھ خارجی آواز سُن لے یا زبان دیکھ لے پس اسیطرح پر خدا تعالےٰ کی معرفت کے دقیق اسرار کو معلوم کرنے کے واسطے خاص قویٰ ہیں وہی اُن پر اطلاع پا سکتے ہیں۔ اور یہ قویٰ دیے تو سبکو گئے ہیں لیکن ان سے کام لینے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ظن کا کوئی قوی اثر نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ فلاسفروں کی ایمانی حالت بہت ہی کمزور ہوتی ہے اور وہ ظنیات سے آگے نہیں بڑھتے افلاطون جو بڑا مدبر اور دانشمند سمجھا جاتا تھا جب مرنے لگا تو اُس نے یہی کہا کہ فلاں بُت پر اُس کے لیے ایک [illegible] چڑھا دینا۔ [illegible] کہ کیسا [illegible] پر قائم نہ ہوا [illegible] انسان [illegible] ذریعہ جس سے

ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو

اور خدا تعالےٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو۔ ایک ہی ہے کہ انسان اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالےٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنھوں نے اُس سے سُن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتدا میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اُنکی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں مگر دل اُنکی طرف کھنچا جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہوجاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے **صادق** کی باتیں اُن کو دور کرکے اسے جلا دینا چاہتی ہیں تا اُسمیں **یقین کی قوت** پیدا ہو۔ جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جاکر ایک گڑگڑاہٹ سی پیدا کر دیتی ہے اور تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دیکر باہر نکالتی ہے اسی طرح پر **صادق** ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں لیکن آخر سچائی غالب آجاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مرجاتی ہیں۔ اور **حق پرستی کی قوتیں** نشو [illegible] پانے لگتی ہیں۔ [illegible] کہہ آیا ہوں اور [illegible] **یقین** [illegible] کرنا چاہتا ہوں [illegible] اور اس قوت کا [illegible] صرف الفاظ اور [illegible] سے نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اُن **نشانات** سے نشو و نما پاتی ہیں جو **اللہ تعالےٰ کی مقتدرانہ طاقت سے** صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔

میرا مدعا یہی ہوتا ہے کہ دوسری کلام نہ کروں جب تک ایک امر سُننے والے کے ذہن نشین کرلوں۔ اور سُننے والا فیصلہ نہ کرلے کہ ابا تکو اُسنے سمجھ لیا ہے یا اُسپر کوئی اعتراض کرے۔

باقی آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ

۱۹۰۲ء میں جو الحکم کو نہ پڑھے گا اُسکو ناقابل تلافی حسرت رہ جائے گی

کی طرف منسوب کرتا ہے ہم ہرگز منسوب نہیں کرتے اور ہم سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ اندھی نہیں گورنمنٹ ان خدمات کو جو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد مرزا صاحب نے ۱۸۵۷ء میں کی تھیں یا مرزا غلام قادر صاحب مرحوم برادر حقیقی مرزا صاحب نے تریموں کے گھاٹ پر دکھائی تھیں یا جو حضرت اقدس پچیس سال سے کر رہے ہیں کبھی کبھی انکو بھول نہیں سکتی تاہم اس غلط خیال کی اصلاح ضروری ہے ہماری رائے میں اس مسئلہ کے تصفیہ کے لیے کہ آیا خالص خدمات کس کی ہیں یہ امور تنقیح طلب ہیں

اول کیا مرزا صاحب موصوف کا خاندان گورنمنٹ کا وفادار رہا ہے اور گورنمنٹ نے ان خدمات کو تسلیم کیا ہے؟

دوم جبکہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کا نشان یضع الحرب رکھا گیا ہے تو مدعی **مسیح موعود یضع الحرب** کو خلاف جہاد کی تعلیم دیکر اپنے دعویٰ میں راستباز ہو سکتا ہے؟ اور کوئی شخص ایسے آدمی کا مرید ہو سکتا ہے جو اپنی شرائط بیعت میں گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری ہونا ہی شرط رکھدے اور [illegible] کرے

سوم اگر مرزا صاحب یضع الحرب کی تعلیم نہ دیتے تو یہ مولوی مخالفت کر سکتے تھے اور قتل کے فتوے دیسکتے تھے۔

چہارم مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ کیا ہے؟

ان امور چہارگانہ پر جب غور کیا جاوے گا تو یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاوے گا

امر اول کی نسبت ہمیں کسی طویل بحث کی ضرورت نہیں گورنمنٹ کے کاغذات اب تک موجود ہیں اور گورنمنٹ کی چٹھیات کو آپ کا دشمن محمد حسین بٹالوی بھی شائع کر چکا ہے۔ اور اب بھی باوجود اسقدر مخالفت کے کبھی نہیں کہہ سکتا کہ اس خاندان نے گورنمنٹ کی خدمات نہیں کیں **اس خاندان کا کرسی نشین** ہونا ان خدمات کی تسلیم و اعتراف کا نشان اب تک موجود ہے

امر دوم کی نسبت سلیم الفطرت کو ماننا پڑے گا کہ کبھی بھی ایسا شخص جو اپنے دعوے کے خلاف شان تعلیم دے وہ صادق نہیں ہو سکتا پس مرزا صاحب اگر صدق دل سے اور اپنا ایمان سمجھکر گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی تعلیم نہ دیتے بلکہ بظاہر یہ کہتے اور مخفی طور پر یہ کہتے کہ نہیں یونہی بات ہے اصل یہ ہے کہ جہاد کرنا چاہیے۔ تو شاید **پیسہ اخبار** یا اس کے دوسرے ہمشرب مولوی جنکے شاگرد سرحدی مجنونوں میں بھی پائے جاتے ہیں سب سے پہلے ماننے والے ہوتے۔ اور ایک بھی مخالفت کرنے والا نہ ہوتا اور یہ سچی بات ہے کہ محض اسی تعلیم کی وجہ سے مخالفت کا زور ہے کیونکہ مرزا صاحب نے ناعاقبت اندیش ملانوں کے فرضی اور خیالی اور خونی مہدی جنگی لڑائیوں سے یاوٹ کے مال ومتال پر دانت لگائے بیٹھے تھے مایوس کر دیا ہے اور ان کے اس خیال کو دلوں سے دور کر دیتے ہیں خاص کام کیا ہے ورنہ یہ لوگ جو محض خدا کیلیے اس کے ساتھ ہیں انکی اس قسم کی تعلیم دیکھکر ایک سکنڈ بھی ان کے ساتھ نہ رہ سکتے وہ کون ایماندار [illegible] جو پہلے کہے کہ یضع الحرب میری صداقت کا نشان ہے مجھے قبول کرو۔ اور پھر یہ تعلیم دے کہ نہیں لڑائی کرنی چاہیے۔ اور پھر وہ کون غیور مرید ہوگا جو اسکو قبول کر لے مگر یہ اسقدر کثیر تعداد جو مرزا صاحب کے ساتھ ہو گئی ہے جن میں عالم فاضل گورنمنٹ کے معتمد عہدہ دار۔ رئیس۔ تاجر ہر قسم کے لوگ ہیں کیا ایسے شخص کے ساتھ ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

امر سوم کے متعلق ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ مولوی جو مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دیتے ہیں اور پیسہ اخبار اور اسکے ہم خیال مسلمان کہلانے والے کبھی بھی مرزا صاحب کی مخالفت نہ کرتے اگر وہ خونی مہدی اور مسیح کے خیالات کی نفی کرکے جہاد کی ممانعت کا حکم نہ دیتے۔ کیونکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے مسیح اور مہدی کی نسبت یہی عقیدہ ہے اور یہ لوگ کبھی بھی جہاد کو اب حرام نہیں سمجھتے اور اگر زبانی کہیں بھی تو یہ ان کا نرا دعوےٰ ہوگا جس کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے ورنہ ان سے فتوےٰ لیا جاوے کہ وہ مہدی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں کہ کیا وہ آکر لڑائیاں کرے گا۔ اور غیر مذہب والوں سے جہاد کرے گا؟ اگر ان کا یہ عقیدہ ثابت ہو جاوے۔ تو گورنمنٹ خود نتیجہ نکال لیگی۔ کہ ہمارے مخالف یہ مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے ہوئے بھی ہم پر الزام لگاتے ہیں کہاں تک حق پر ہیں۔ اور ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر جہاد کی ممانعت اور گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور اطاعت ان کا دلی منشا اور ایمان ہے۔ تو پھر یہ مرزا صاحب کی اس تعلیم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں کیوں کثرت کے ساتھ اسے شایع نہیں کرتے۔ دوسری باتوں کو جانے دیں۔ اسی ایک مسئلہ میں تو ان کے ساتھ ہو کر کثرت کے ساتھ اشاعت کریں۔ اور ہم دکھائیں گے۔ کہ یہ ساتھ نہ دینگے اور انہوں نے نہیں دیا۔

امر چہارم کے متعلق ہم اسقدر بیان کرنا کافی سمجھتے ہیں کہ اول چونکہ مرزا صاحب جہاد کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ اور مخالفوں کا ایمان ہے کہ غیر مذہب والوں سے لڑائی کرنی چاہیئے

دوم مرزا صاحب سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین قرار نہیں دیتے اور گورنمنٹ انگلشیہ کو اس سے بڑھکر ماننے کی تعلیم دیتے تھے چنانچہ جبکہ کابل کے وقت جب ایک اشتہار اس [illegible] کا شایع کیا گیا تو پنجاب کے بعض اخباروں نے [illegible] کی اور مسلمانوں کو [illegible] سید احمد خان جیسے آدمیوں نے ہی تسلیم کر لیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اس معاملہ میں مرزا صاحب ہی کی رائے کی پیروی کرنی چاہیئے۔

غرض یہ امور ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور ہم گورنمنٹ کی توجہ آخر میں پھر اس امر کی طرف دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر بہت جلد نوٹس لے اور ان خیالات کی جو پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کیطرف منسوب کرکے اس کی زبان حال سے لکھکر پھیلائے ہیں اور جن کا بہت برا اثر پڑ سکتا ہے۔ تردید کرے۔ ختم کرنے سے پہلے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے لے کر اب تک اس مضمون پر

گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دی اور جہاد کو حقیقت ان کے دکھانے کی کوشش کی ہم تھوڑا سا حصہ ان میں سے پیش کرکے ایک فہرست ان کتابوں اور رسالوں کی دیتے ہیں جن میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے آئندہ نمبروں میں اس مضمون پر مسلسل اور مفصل آرٹیکل لکھکر اس کو بہی اور واضح کردیں گے براہین احمدیہ کی تیسری جلد کے ابتدا میں جو ۱۸۸۲ء میں طبع ہوئی تھی ایک زبردست مضمون بعنوان اسلامی انجمنوں کی خدمت میں ضروری التماس کی ذیل میں مسئلہ جہاد کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔

جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پہیلانے کی کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے

تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام اپنی جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کرکے ناواقف لوگوں کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے ہیں اور جن اعتراضوں سے انکے دین کی سبکی پائی جاتی ہے اور ان کی دنیا کو ناحق کا ضرر پہونچے گا۔،،

اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنی تجویز پیش کی ہے کہ ہندوستان کے کل علما اور انجمنیں مل کر ایک ایسی کتاب طیار کریں جس سے نہ صرف مخالفین ہی کا منہ بند ہوگا۔ بلکہ ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگریزی پر بہی مسلمانوں کی صاف باطنی کھل جائیگی اور بعض کوہستانی جہاد کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کے وعظ اور نصیحت کی ہوتی رہے گی۔

اس کے بعد حضرۃ اقدس نے جوش بھرے دل کے ساتھ یہ فقرے لکھے ہیں۔

بالاخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے جو اس کی حکومت ... بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ کو ایک نعمت سمجھنا

اور مثل نعماء الہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں مگر پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہونگے۔ اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمی یقین نہ کریں ان کو سوچنا چاہیئے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کسی حالت پرملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و آمان میں ہوگئے لہذا یہ سلطنت فی الحقیقت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے وغیرہ وغیرہ

اب یہ ایک اچھا معیار ہمارے پاتھ میں ہے کہ جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کس نے اس معاملہ پر زیادہ توجہ کی۔ ہم گورنمنٹ کے سامنے واقعات رکھتے ہیں۔ اس تحریر کے بعد علماء ہندو پنجاب اور مسلمان ایڈیٹران اخبارات کا یہ فرض ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس کام کیلئے بڑی سرگرمی اور جوش دکہاتے اور ایک انجمن بنا کر کثرت کے ساتھ اس قسم کے مضامین سرحدی جاہلوں اور مختلف ملکوں کے ناواقف مسلمانوں میں پھیلاتے مگر کوئی ہمیں بتلائے کہ کس نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا؟ جب علماء اور دوسرے با اثر لوگوں نے اسطرف بالکل توجہ نہ کی اور مرزا صاحب کا ساتھ اپنی کسی پنہانی مرض کی وجہ سے نہ دیا تو مرزا صاحب نے اس خدمت کو تنہا اپنے ذمہ لیا چنانچہ حضرۃ اقدس نے یہ التزام کرلیا کہ کوئی تحریر ایسی شائع نہیں کی جس میں اس فرض کو ادا نہ کیا ہو بلکہ اپنی شرائط بیعت میں جیسے خدا کے احکام کی اطاعت کو فرض قرار دیا گورنمنٹ کی اطاعت کو بھی اسی فرض کے نیچے رکھا اور آخر کھلے لفظوں میں جہاد کی ممانعت کا فتوی دیدیا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں۔

اب چھوڑدو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑدو ایسے خبیث کو
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اسکا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ان سب امور پر یکجائی نظر کر کے بعد صاف کھل جاتا ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے ہم ان تمام تحریروں کی مختصر فہرست دیتے ہیں جن میں یہ مضمون شائع کیا گیا ہے۔

نام کتاب	تاریخ طبع	صفحہ
براہین احمدیہ جلد سوم	۱۸۸۲ء	الف اور ب
براہین احمدیہ جلد چہارم	۱۸۸۴ء	الف و ب و ج و د
ازالہ اوہام جلد اول	۱۸۹۱ء	۱۳۳
ازالہ اوہام جلد دوم	؍؍	۷۴۴ لغایت ۷۷۹
ازالہ اوہام جلد دوم	؍؍	۷۲۵ لغایت ۷۴۳
ضمیمہ شہادت القرآن	۱۸۹۳ء	صفحہ ۱ لغایت ۶
آئینہ کمالات اسلام	؍؍	صفحہ ۱ لغایت ۱۰ اور ۵۱۱ لغایت ۵۲۸
حمامۃ البشریٰ عربی	۱۸۹۴ء	۳۹ لغایت ۴۲
نور الحق حصہ اول عربی	؍؍	۲۳ لغایت ۵۴
نور الحق حصہ دوم عربی	؍؍	۴۹ و ۵۰
سر الخلافہ عربی	؍؍	۷۱ لغایت ۷۳
اتمام الحجۃ	؍؍	۲۶ لغایت ۲۷
برٹش گورنمنٹ کے متعلق اشتہار	؍؍	کل
اشتہار مورخہ ۲۷ فروری	۱۸۹۵ء	کل
معیار المذاہب ضمیمہ نور القرآن ...	۱۸۹۵ء	کل
اشتہار	۱۸۹۵ء	کل
الاعمال بالنیات	۱۸۹۵ء	کل
ضمیمہ آریہ دھرم	۱۸۹۵ء	؍؍
میموریل بحضور وائسرائے	۱۸۹۶ء	؍؍
تعطیل جمعہ کا اشتہار	۱۸۹۶ء	؍؍ ۵۹
انجام آتھم	۱۸۹۶ء	۳۶ و ۶۸ و ۱۳۷ و ۹۰
اشتہار مشتملہ کتاب البریہ	۱۸۹۷ء	۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶
سراج منیر	۱۸۹۷ء	۷۳ و ۷۴ و ۷۶
اشتہار مورخہ ۲۴ مئی	؍؍	
روئداد جلسہ جوبلی ۲۰ جون	؍؍	کل
اشتہار	۱۸۹۷ء	؍؍
تحفہ قیصریہ	۱۸۹۷ء	؍؍
اشتہار ۲۵ جون	؍؍	؍؍
اشتہار طاعون ۲۳ اپریل	۱۸۹۸ء	؍؍
روئداد جلسہ طاعون بمقام قادیان ۱۲ مئی	؍؍	؍؍
اشتہار ۶ فروری	؍؍	؍؍
میموریل بحضور گورنمنٹ پنجاب ۵ مارچ	؍؍	؍؍
میموریل بحضور وائسرائے ۲۲ ستمبر	؍؍	؍؍

ص

اشتہار ۲۹ مئی	۱۸۹۸ء	کل
الانذار	〃	۵۰ — ۸۲
ضرورۃ الامام	〃	۱۲ و ۱۴ و ۴۸
کشف الغطا	〃	کل
ایام الصلح	۱۸۹۹ء	۲۸ و ۳۵ و ۹۵ لغایت
حقیقۃ المہدی ۲۱ فروری	۱۸۹۹ء	کل
اشتہار ۲۶ فروری	〃	صفحہ ۲
ستارہ قیصریہ ۲۴ اگست	۱۸۹۹ء	کل
اشتہار ۲۲ اکتوبر	۱۸۹۹ء	صفحہ ۲
اشتہار ۱۸ دسمبر	〃	〃 ۳
رویداد جلسہ ۱۷ فروری	۱۹۰۰ء	کل
اشتہار مورخہ ۲۸ مئی	۱۹۰۰ء	کل
اشتہار جون	〃	〃
اعجاز المسیح	۱۹۰۱ء	۱۵۲

اب اسقدر مجموعہ کو دیکھکر دانشمند گورنمنٹ کو خوب پتہ لگ سکتا ہے کہ پیسہ اخبار نے اس کے کتنے بڑے خیر خواہ کی فیلنگز کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ اسقدر کارروائی کو ابھی تک غیر خالص سمجھتی ہے ہم اس مضمون کو فی الحال اتنے پر ختم کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ بہت جلد توجہ کر کے اس غلط خیال کو دور کرنیکی سعی کریگی +

نوٹ - اب ہم گورنمنٹ پنجاب کی چٹھی اور سول ملٹری گزٹ کا وہ نوٹ جن کا حوالہ اس مضمون میں دیا گیا ہے درج کرتے ہیں -

چٹھی نمبر ۲۱۴ ایس

منجانب - ایچ - جے - مے نارڈ صاحب بہادر جونیر سکریٹری گورنمنٹ پنجاب بطرف شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہوس لاہور۔

شملہ مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب

حسب الارشاد جناب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر مین اطلاع دیتا ہوں کہ جناب ممدوح نے اُس جلسہ کے تمام رونداد کو جو ۲ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلق ان قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد بیماری طاعون کیلئے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو میرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اسوقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا حضور ممدوح کا منشاء ہے کہ مین اس مدد کے شکریہ کا اظہار کرون جو اس جلسہ کے ممبرون نے گورنمنٹ کو دی

دستخط

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

مسلمانون کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ مین جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا بیماری طاعون کے رک جانے کے لئے دعائیں مانگی گئیں اور حکیم نور الدین نے + قواعد سگریگیشن وغیرہ کی تائید مین جو گورنمنٹ نے بیماری کی انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی اس وفادارانہ مدد کے شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنے والون کو دی گئی ہے۔ اس تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہین۔ اور یہ قواعد بہت ضروری ہین اور فرضی تہمتیں کہ گورنمنٹ لوگون کو زہر دینا چاہتی ہے بالکل جھوٹے اور احمقانہ ہین اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکھتا ہے ایک لحظہ بھر کے لئے بھی انہین تسلیم نہ کرنا چاہیے اور سخت خطرہ کی حالت مین مثلاً جبکہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتون کا اپنے گھرون سے کھلے میدان مین سگریگیشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈھانکے ہوئے آنا اسلام کے اصولون کے برخلاف نہیں -

مراسلات

خدا کے لئے گواہی

اخوی مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنی نوع انسان کی حقیقی بہتری اور خیر خواہی کی غرض سے میری ضمیر نے مجھے مجبور کیا ہے کہ حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کی نسبت اس سلسلہ پاک کی عظمت اور خدائے ذوالجلال کے اظہار جلال کے لئے آپ سے خواہش کرون زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ جب مجھے بطور تبلیغ حضور اقدس کے پاک مشن کی نسبت ذکر کرنیکا اتفاق ہوتا تو بعض اشخاص اپنی کج فطرتی کے باعث اسکا سننا ناگوار خاطر معلوم کرتے اور رفتہ رفتہ مخالفت کی آگ ایسی جلکر شقاوت قلبی مین یہانتک بڑھتی کہ بہر ہو نزدیک وہ حق سے بالکل دور جا پڑتے مجھے اسوقت اُن کی حالت پر نہایت ہی رحم آتا جب انہیں سے بعض کو سلسلہ عالیہ کی مخالفت مین جلتی کرتے اور ارضی وسماوی لعنتون کا مورد ہوتے دیکھتا - ایک رات خواب مین بجنسہ بھوسے رنگت کے خنزیر سیاہ رو کی شکل دکھلا کر دو اشخاص کی نسبت نام بنام مجھے الہام ہوا کہ ان

کا انجام یہ ہے (نام بخوف وقت خاص مصلحت سے محفوظ ہے) بیدار ہو کر مین نے استغفار پڑھا اور صبح اپنے احباب کو جو اب تک زندہ اور موجود ہیں اس واقعہ کی اطلاع دی جن اشخاص کی نسبت یہ الہام تھا انہیں سے ایک براہ راست صاف اور سیدھے الفاظ مین اس کے انجام سے خبر دی گئی جنہی جلدی ہی اپنے سینہ کو سلسلہ عالیہ کے بغض و عناد سے صاف کرنیکا وثوق عہد پیش کیا اور اپنے ذہن مین عملاً تبدیلی پیدا کر کے اس انجام سے بچنے کے لئے ساعی ہو گیا - دوسرے کو بطریق مناسب اس کے اس انجام سنے تحریری اطلاع دیکر توبہ و استغفار کے لئے کہا گیا لیکن اُس نے اس سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا جسکے دو ہفتے بعد اس شدید عذاب الہی نے جو صادق فان خدا کی تکذیب کرنیوالوں پر موجب سنت اللہ نازل ہوا کرتا ہے اُس کو آ پکڑا اور کیسا دنیوا لے دردناک بیماری کی تکالیف اور عذاب کے بعد اسکی روح جسم عنصری سے ہمیشہ کیلئے جدا کر دیا

انا للہ وانا الیہ راجعون یہ الہام لفظاً اور واقعاً پورے معنون میں اپنی پوری صداقتون کے ساتھ روز روشن کیطرح ظاہر اور پورا ہوا جس نے مسیح موعود کی نسبت یقتل الخنزیر کے تصدیق کا نتیجہ اور کامل ثبوت دیکر معاندین حق پر حجت قائم کر دی فاعتبروا یا اولی الابصار - اب گذشتہ رات کچھ دیر تک مین یہ سوچتا رہا کہ بعض سیاہ باطن مجہول الفطرت ملانے کیون شتاب کاری اور کوتاہ فہمی سے منکران حق مین داخل ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بن رہے ہین اور خود گمراہ ہو کے علاوہ جہلا میں غلط خیالات پھیلا کر کیون ان کو بھی چاہ ضلالت مین ڈالتے اور اُنکا وبال اپنی گردنون پر لیتے ہین اور پھر باوجود اپنی تمام بیہودہ درایون اور مخالفت کا پورا زور لگانے کے مقابلہ مین کوئی زندہ نشان جیسے آسمان کے ساتھ انکا کچھ تعلق ہونا پایا جاوے پیش کرنے سے محض قاصر ہیں - کاش یہ سیاہ بخت کبھی ہی اپنے مآل کار کی نسبت کچھ سوچتے اور عقل و فکر سے کام لیتے - اس خیال نے مجھے یہانتک مستغرق کیا کہ ان کے حقیقی بھی خواہی کے درد نے مجھے آیا اور ہوتی

+ اس جگہ سہو کاتب سے مولوی نور الدین صاحب کا نام لکھا گیا ہے اور بجائے اس کے جیسا کہ واقعی امر ہے اس عاجز کا نام یعنی میرزا غلام احمد لکھنا چاہیئے تھا +

خطاب بسوئے قوم

اے قوم تو تو جانتی سود و زیاں نہیں
تیرا وبال تجھپہ ابھی تک عیاں نہیں۔
مامور حق سے جنگ پہ باندھی ہے کیوں کمر
کیا یاد تجھکو سنت پیشینیاں نہیں
کثرت پہ اپنی تجھکو ہے کیوں اسقدر گھمنڈ
اعمال غیر تیرے خدا سے نہاں نہیں
فتووں پہ کفر کے تجھے کیوں اسقدر ہے ناز
کچھہ اختیار میں تیرے نار و جناں نہیں
ذلت پہ اپنی تجھکو نہیں قوم کیوں نظر
کیا کھو چکی تو ہند میں نام و نشاں نہیں
اسلام تیرے فعلوں سے رکھتا ہے ننگ و عار
کیوں چھوڑتی تو اپنی یہ بیباکیاں نہیں
صادق کے قتل کرنے میں تجھکو نہیں ہے باک
پر قوم تیرے ہاتھ میں تیغ و سناں نہیں
غفلت پہ تیرے روچکے سب پیرکان قوم
تردامنی پہ کون تیرے نوحہ خواں نہیں
گھیرے ہے تجھکو ہند میں ادبار ہر طرف
قائم بحال خود کوئی پیر و جواں نہیں
مدت سے تجھپہ یاس کا فتوے ہے لگ چکا
اب کچھہ بھی پیش جاتی تیری شیخیاں نہیں
افسوس تجھپہ قوم کہ یہ حال ہو گیا
اور تجھکو اپنی حال کا وہم و گماں نہیں
نیکوں کو بد ہیں کہتے وہی خود جو ہیں خبیث
اے قوم بر محل یہ تیری گالیاں نہیں
انجام سوچ اپنا کہ کل ہوگا حال کیا
کیا ملتی جلتی اگلوں سے یہ شوخیاں نہیں
قرآن پڑھ کے دیکھہ تو پہلوں کی حال کو
ویسا تو قوم تیرا بھی کیا امتحاں نہیں
اسلام کا زمانہ غربت نہیں یہہ کیا
عصیان و اعتدا کا تو چھایا دھواں نہیں
فرمایا ہے جو مخبر صادق نے ایک وقت
اے قوم یہہ زمانہ تو کیا وہ زماں نہیں
وعدہ جو مل چکا ہے خدا ئے علیم سے
کیا اس کے پورا ہونیکا تو سماں نہیں
ضد و عنا و چھوڑ دے انصاف شرط ہے
باقی نشان کونسا ہے جو عیاں نہیں
مہدی کی اور عیسیٰ کی آمد کے واسطے
تیار ان دنوں میں ہوا کیا جہاں نہیں۔
کیا اسطرح سے خشک ہی رہجائیگی زمین
کیا اس زمین کے سر پہ کوئی آسماں نہیں؟
فسق و فجور جو کہ ہیں اس وقت میں بپا
کیا ان کو دیکھتا وہ خدائے یگاں نہیں
رہجائیگا یوں ہی یہ مرض بے علاج کیا
کیا اب غریب بندوں پہ رب مہرباں نہیں
حد سے بڑھی ہے غربت اسلام دیکھلو
اسلامیوں میں کوئی بھی تاب و تواں نہیں
پورا یہ ہوگا سب سے صادق کے ہاتھ سے
اے قوم جسکا ہاتھ توانا تواں نہیں
اسوقت ہم تو دیکھتے آثار فیض ہیں
حامد اسمیں ذرہ بھی شک و گماں نہیں

طلب دعا

دعا کر دعا اے خدا کی رسول — دعا تیری کرتا ہے مولیٰ قبول
دعا کر دعا اے خدا کی نبی — کرم مجھپہ کر اے خدا کی ولی
دعا کر دعا اے مسیح الزماں — خدا اس سے بڑھکر کرے تیری شاں
دعا کر تو اے مہدی نامور
کرے مجھپہ بھی تیرا ہادی نظر
دعا کر تو اے آدم پاکباز
کیا ہے خدا نے تجھے سرفراز
دعا کر تو اے احمد حق نما
محمد کے نائب دعا کر دعا
میں خادم ہوں تو میرا مخدوم ہے
یہ عاجز تیرا دل سے محکوم ہے
میں پر عیب ہوں اور خدا ہے غفور
خدا سے مجھے بخشوا دے ضرور
میں غمناک دل لیکے آیا ہوں اب
نہ کر میرے مولا تو مجھپر غضب
میں اے میرے مولا خطا کار ہوں
خدا سے بریں کا گنہگار ہوں
گناہ و خطا کا تو قایل ہوں میں
دعا کا مگر تجھسے سائل ہوں میں
ہدایت کا رستہ دکھادے مجھے
میں بگڑا ہوا ہوں بنادے مجھے
تو کر میری بیماریوں کا علاج
تجھے کچھہ نہ کچھہ چاہیے میری لاج
قرابت ہے جو تیری اولاد سے
نہ اس کو بھلا تو کبھی یاد سے
میری لغزشوں پر نہ کر تو نظر
خطاؤں سے میرے تو کر درگذر
نظر رحم کی کر کہ ہوں میں غریب
خدا نے بنایا ہے تجھکو بصیر
تجھے حق نے بخشا ہے علم و عمل
مگر میری ہر بات میں ہے خلل
میں ہوں مضطرب اور بہت بیقرار
کیا ہے مجھے نفس ظالم نے خوار
اندھیرا ہے دل اور اندھیرا دماغ
ادھر دیکھہ اے میرے روشن چراغ
میں بے نور ہوں مجھکو پر نور کر
میں غمگین ہوں مجھکو مسرور کر
دعاؤں میں اپنی مجھے کر شریک
میرے واسطے مانگ اس در سے بھیک
کہ جس در کے ہیں سارے امیدوار
کرم جسکا ہے مثل ابر بہار
نہیں جسکی سرکار میں کچھہ کمی
ہمارا جو مغنی اور خود غنی
کہ رحمت ہے جسکی غضب سے بڑی
عنایت کی ندی ہے ہر دم چڑھی
جو ونیسے انکار کرتا نہیں
طلبگار کو خوار کرتا نہیں
نہیں جسکی دروازہ پر کوئی روک
نہیں طالبوں کے لئے کوئی ٹوک
دلوں کی جو فریاد سن لیتا ہے
وہ تجھہ جیسے مخلص کو چن لیتا ہے
ہمارے لئے تو دعا کر دعا
کہ ہمپر کرے مہر تیرا خدا
ہمیں فضل سے اپنی کر دے نہال
بنا لے ہمیں بھی وہ اپنا حبیب
رہ راست پر ہمکو قائم کرے
کرم اپنا ہمپر وہ دائم کرے
بھلائی ہمیں دین و دنیا کی دے
پناہ ہمکو دے آتش قہر سے
ہمیں اپنے در کا بنا دے غلام
مٹا دے ہمارے خیالات خام
ہمیشہ رکھے ہمکو تیرے حضور
ہمیں اہل دنیا سے کر دے نفور
تیری ہمرہی میں جئیں اور مریں
تیرے ساتھہ حق کی اطاعت کریں

دنیا کا ہفتہ

مذہبی دنیا

صوبہ سمرا مین دامگاہ کے قرب وجوار مین ایک بوڑھی عورت نے جو مبارک ماں کے نام سے پکاری جاتی ہے دیہاتی عورتون کا ایک نیا فرقہ قائم کیا ہے۔ اس فرقہ کی ممبر پہاڑون کے غارون مین رہتی ہین اور عبادت کرتے اور روزہ رکھتی ہین ایام گذاری کرتی ہین ان کا اعتقاد ہے کہ یہہ دنیا رفانی سے علیحدہ کردی گئی ہین۔

(ایڈیٹر) اسلام انسان کے کل قوتون کی تکمیل اور تربیت کا متکفل ہے اس لئے اس نے لا رھبانیۃ فی الاسلام کہکر اپنی عظمت وجلال کو ظاہر کیا ہے۔ لیکن اسلام سے دور رہ کر جو لوگ خیالی منصوبون سے دنیا داری سے الگ ہونا چاہتی ہین وہ الگ ہو کر بھی اس مین مبتلا ہین۔

کوئٹہ مین ایک چودہ سالہ لڑکی مسماۃ ... اپنے والدین کے مسلمان ہوئی یہہ لڑکی گیارہ سالون سے عیسائی تھی اور خواندہ ہے پندرہ روپیہ ماہوار وظیفہ بھی پاتی تھی

نئی روشنی کی تہذیب کے مرکز لنڈن مین کسی شریر نے تارین کاٹ کر مفصلات کے ساتھہ رشتہ تاربرقی بند کردیا۔

چین کے مقام ٹانگ چاؤ مین جو عیسائی پارسال مارے گئے تھے ان کی لاشین، صندوقون مین بند کر کے چینی کارکنون کی طرف سے ان کی پبلک رسوم تکفین ادا کی گئی ہین جو پایونیر کے نزدیک کافی تلافی نہیں +

(ایڈیٹر) دشمنون کے ساتھ پیار کی تعلیم والی انجیل شاید پایونیر کی نگاہ سے نہیں گذری یا اس پر عمل کی ضرورت نہیں +

کلکتہ کی مستفی بشپ ویلڈن جنہیں تقریر بازی کا بہت شوق ہے اور جنہیں نئی نئی تجویزین سوجھا کرتی ہین اور جو بہت جلد انہیں واپس بھی لینا پڑتی ہین برہم سماج کے مشہور پرچارک پرتاپ چند موزمدار کو آدہا تیتر آدہا بیٹیر رہنے کی ہدایت کرتے ہین اور عیسائیت کے امتیازی مسائل کے ماننے کی صلاح دیتے ہین۔

(ایڈیٹر) برھمو صاحبان عسائیت کے جسقدر قریب ہین کسی دوسرے مذہب سے اس قدر نزدیک نہین لیکن تعجب ہی ہے کہ معقول پسند کہلانے اور دانش اور کانشنش کے فرزند بننے کے باوجود بھی انجیل کی تعلیم مین انہیں کوئی پسندیدہ بات نظر آتی ہے۔

انجیل کی ناقص اور ادھوری تعلیم نے امریکہ والون کو مجبور کردیا کہ اس کی پرواہ نکرتے ہوئے وہ طلاق کے مسئلہ کی قدر کرین۔

(ایڈیٹر) یہ اسلام ہی کی فتح ہے۔

بلیک برن مین ایک عورت نے حال مین اپنی جان صرف اس لئے دی کہ وہ اپنے خاوند کی دوسری بیوی ہونے کی وجہ سے مشکلات کا پہاڑ اپنے سامنے دیکھتی تھی جبکہ خاوند پر دوسری بیوی نے نالش کردی تھی +

ایڈیٹر افصح المودبین ثابت کرد کھائیگا کہ ایک سے زیادہ نکاح کا جواز اسلام کا فطرتی تقاضے کو پورا کرنیوالا اصول ہے اور یہ واقعات اسلام کی فتح کی بشارت دے رہے ہین ہمین تو تعجب ہی آتا ہے کہ جب خود عیسائی مذہب کے بانی مان اپنے خاوند کی دوسری بیوی تھی پھر عیسائیون کو اسپر اعتراض کیون ہے؟

ممالک غیر

جرمن کے ایک اخبار نویس نے اسبات کے تذکرہ مین کہ انگریزون نے نہایت ثابت قدمی اور مستعدی سے اوگنڈا ریلوی کو طیار کیا ہے اپنی خاص غفلت پر افسوس ظاہر کیا ہے جس کے باعث سے جرمنی کی نو آبادیون کو انگریزون کا دست نگر رہنا پڑیگا +

شاہ ہنگری نے اعلی نسل کے چار فرانسیسی گھوڑے سلطان روم کو ہدیۃً بھیجے ہین

کانٹن مین بیس ڈاکو ایک ساتھ پھانسی دئے گئے یہ عبرت کا سین قابل دید تھا۔

مصر مین ایک پل کے پیل پائے کھودتے کھودتے سونے کی کان نکل آئی۔

روم کا نوے سالہ پوپ چراغ سحری ہو رہا ہے

پریسیڈنٹ روزولٹ وقتاً فوقتاً عبادت خانون مین نماز کراتے اور وعظ سناتے ہین

شام کلیرک (فرانس) مین کنوان کھودتے ہوئے ایک سونے کی کان کا پتہ مل گیا +

ولایت مین ایک رائفل ایسوسی ایشن قائم کی گئی ہے تاکہ والنٹیر بسہولت مل سکیں۔

برٹش - جرمن اور فرنچ سفراکی تجویز اور وزیر خارجہ کی تائید سے اٹلی مین گورنرکریٹ کی میعاد مین تین سال کا اور اضافہ کیا گیا۔

لنکا شایر والے ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ سکرٹری آف سٹیٹ کو حضور انسداد قحط کی تجاویز پیش کرنیوالے ہین۔

سین فرانسس کو کے ایک اخبار نے شایع کیا کہ صوبہ ٹانس کو خودمختاری کرنے کی سازش ہورہی ہے +

"ہندوستان پنجاب"
سرحد

دہلی کے دربار تاج پوشی کی طیاریون مین شاہ عالم پناہ قیصر ہند ذاتی دلچسپی لیتے ہین اس دربار کے انتظام کے لئے ایک خاص افسر ولایت سے ہندوستان آئیگا

دربار قیصری دہلی کی منتظم کمیٹی سرگرمی سے مصروف کار ہے۔ کیمپ کے نقشے طیار ہو رہے ہین دربار کے لئے دہلی سے ۔ میل کے فاصلے پر وہی مقام پلیٹ فارم بنانے کو تجویز کیا گیا ہے جہان ۱۸۷۷ء کا دربار ہوا تھا۔ لیکن اس دفعہ چبوترہ بہت بڑا ہوگا جس کی تعمیر پر ۰۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا اس کے چارون طرف نقرئی سائبان سنہری جھالر کا لگایا جاویگا۔ ہر ایک صوبے کے درباریون کے لئے علیحدہ علیحدہ نشست کا انتظام ہوگا **راجپوت ان** اخبار کی نشست کا خاص لحاظ رکھا جاویگا نقشہ جات طیار ہو کر حضور وائسرائے کی منظوری کے بعد کام شروع ہوگا

گورنمنٹ ہند نے ایک جدید عہدہ ڈائرکٹر جنرل سررشتہ عمارات کا قائم کیا ہے فی الحال کنگز کالج کیمبرج کے سابق پروفیسر بے ۔ ایچ مارشل صاحب اس عہدہ کے لئے منتخب کئے گئے ہین جنکو سولہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی۔

برہما مین ایک مدرس نے جو حال مین اندھا ہوگیا تھا اندھون کے لئے ایک مدرسہ جاری کیا ہے اس مین سردست پڑھنا اور بید کی لوکریان بنانی سکھائی جاتی ہین ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے اس سکول کی امداد فرمائی ہے اور کامیابی کی امید کیجاتی ہے +

گورنمنٹ کالج پنجاب کے حکام نے میڈیکل طبابت کی جماعت کو ڈی۔ اے وی کالج کو سپرد کر دیا ہے اور یونانی طبابت کی جماعت اسلامیہ کالج کو دیدیا ہے

ان استادون کی تنخواہ گورنمنٹ دیگی اور وہ تعلیم اندرس گاہون مین دین گے۔

راولپنڈی کی تحصیل اٹک کا بمنظوری گورنمنٹ ہند جدید بندوبست ہونیوالا ہے

دہلی مین ہوس ٹیکس کی وجہ سے عام ناراضی کا اظہار ہے۔

چکوال ضلع جہلم اور مادھوپور ضلع گورداسپور مین ڈاکوون کا زور پایا گیا۔

انگلستان کی رائل سوسائٹی کی طرف سے ڈاکٹر کرسٹوفر اور سٹیفنز ہندوستان مین موسمی بخار اس کے اسباب اور علاج وغیرہ کی تحقیقات کے لئے آئے ہین

سخی سرور واقعہ ڈیرہ غازیخان مین یکم جنوری سے ۰ ار جنوری ۱۹۰۲ء تک توپخانہ کا تعلیمی کیمپ ہوگا۔

ہوتی مردان کے یورپین ہیڈماسٹر مسٹر ولیم کی نوجوان کنواری لڑکی مس ولیم نے اپنے باپ کے ایک موقوف شدہ اردلی حسن الدین کے گھر آ کر اسلام قبول کیا اور پھر اسی سے نکاح کر لیا والدین کی طرف سے اغوا کا مقدمہ ہوا مجسٹریٹ نے لڑکی کو آنے والی مشکلات سے آگاہ کیا مگر لڑکی نے پورا استقلال ظاہر کیا آخر مقدمہ خارج ہوا مس ولیم عدالت مین برقعہ پہن کر گئی تھی اپنی دستکاری سے چالیس پچاس روپیہ کما سکتی ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین

---

۲۵ جنوری ۱۹۰۲ء سے ریویو آف ریلیجنز نام انگریزی ماہواری میگزین شائع ہونا شروع ہوگا چھ روپیہ سالانہ قیمت پر منیجر کے نام بمقام قادیان درخواست کرنے سے ملے گا۔

اردو میگزین مارچ ۱۹۰۲ء سے شروع کیا جاویگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا سالانہ امتحان ہو چکا ہے۔ نتائج کا مختصر سا نقشہ کسی اگلی اشاعت مین درج کیا جائیگا

لنگر خانہ کے اخراجات یوماً فیوماً بڑھ رہے ہین احباب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ماہوار مستقل اخراجات مین حصہ لین ۔ اس لئے مناسب اور بہترین طریق یہ ہے کہ ہر شہر کی احمدی انجمنین ماہوار چندون کی فہرستین کھولین اور ہر مہینے باقاعدہ چندہ جمع کر کے ارسال کرتے رہین ۔

جہان تک ہمیں علم ہے اسوقت **پٹیالہ** اور **لاہور** کی انجمنیں مستقل طور پر ماہوار چندے بھیجتی ہین ہم یہ تحریک کرنا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ جیسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے عید کی تقریب پر احباب ایک ایک روپیہ یا کم و بیش دیتے ہین ایسے ہی لنگر خانہ کے لئے بھی ان تقریبون پر کچھ نہ کچھ دینا ضروری ہے اگرچہ الحکم کا یہ اشو عید کی تقریب کے بعد ناظرین کو پہونچیگا لیکن ہم امید کرتے ہین کہ اس کے متعلق کوئی نہ کوئی عملی تحریک ضرور شروع ہو جائیگی ۔

قومی امتحان

ناظرین الحکم کو خوب معلوم ہے کہ حضرۃ اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود نے دسمبر ۱۹۰۱ء کے ایام کرسمس میں جو تجویز امتحان کی شائع کی تھی ۔ احباب کی مختلف تحریکون اور وجوہ پر اس تجویز کو **عید الضحیٰ** کی تاریخ تک بڑھا دیا ہے ۔ یعنی عید الضحیٰ کی تقریب پر ہوگا حضرۃ اقدس کی خواہش ہے کہ ہر ایک آدمی اسمین شامل ہو جو حضور سے تعلق رکھتا ہے ۔ امتحانی کورس پہلے شائع کر دئے گئے ہین غالباً سوالات کا ایک نمونہ بھی اگر مصلحت اور مناسب ہوا شائع کیا جاویگا ۔ بہرحال عید الضحیٰ کی تقریب پر یہ امتحان ضرور ہونیوالا ہے ۔ ہر ایک شخص احمدی قوم کا اس مین شامل ہو اور **اپنا نام معہ مفصل پتہ کے خاکسار**

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوبعلی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اِنّ اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۳ روپے — خواص اور معاونین سے ۵ روپے — ہندوستان سے باہر ۵ روپے

الحکم

قادیان دار الامان

نمبر ۲ | ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء مطابق ۶ شوال ۱۳۱۹ھ المقدسہ یوم جمعہ | جلد ۶

شحنہ ہند کا ایڈیٹر اور اسکا عنوان

اگر اب بھی نہ سمجھیں تو پھر انکی خدا سمجھے

اِتقوا اللّٰہ اِن کنتم مؤمنین

شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جنوری ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء پر اعتراض کیا گیا ہے اور اسکا عنوان جمایا گیا ہے "بے معنی الہام" چنانچہ ایڈیٹر صاحب جو مجدد السنۃ مشرقیہ ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں "یہ فقرہ بالکل بے معنی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزاجی کا خدا عرب کے محاورات اور انکی غلطی اور صحت سے ناواقف ہے۔ بھلا ایسا ملہم خدا کس کام۔ اسلئے جری بروزن فعیل صفات میں سے ہے اسم فاعل ہے معمول یعنی اللہ کیجانب مضاف ہے تو یہ معنی ہوئے خدا کا جرأت کرنیوالا یا خدا کو جرأت دینے والا یا اسکے معنی ہوئے کہ خدا کا جرأت کیا ہوا اگر زبردستی اس کو اسم مفعول بنانا چاہیں۔"

افسوس! مستعجل نادان انجام سے بے خبر ڈرتا اور نہایت بیباکی سے زبان کی سرکش گھوڑے کا لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے شحنہ ہند کا ایڈیٹر لسان کے تذکیر و تانیث کے معاملہ میں ایکدفعہ ذلیل و رسوا ہو چکا تھا۔ مگر اس ہنر کو کافی نہ سمجھکر ذلت کا ہدف بننے کیلئے پھر تیار ہوا ہے ومن یھن اللّٰہ فما لہ من مکرم

سنئے

السنۃ مشرقیہ کے مجدد صاحب! یہہ جری جرء یجرء جرأۃ یعنی باب الہمزہ سے نہیں جیسا آپنے سمجھا ہے۔ یہہ جری یجری جریا و جریانا (یاء سے) سے جسکے معنی ہیں۔ الرسول۔ چنانچہ لسان العرب میں لکھا ہے الجری الرسول۔ والوکیل تقول جریت جریا واستجریت جریا ای اتخذت وکیلا وسمی الوکیل جریا لانہ یجری مجری موکلہ والضامن واما الجری (جرأت کرنیوالا) المقدام فھو من باب الھمزہ۔ اب جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کے معنی ہوئے۔ رسول اللّٰہ وکیل اللّٰہ۔ ضامن اللّٰہ یعنی رسول من عند اللّٰہ۔ وکیل من عند اللّٰہ ضامن من عند اللّٰہ یعنی اللہ کی طرف سے رسول و اللہ کیطرف سے وکیل اور اللہ کیطرف سے ضامن

اب

بتائیے کیا یہ وحی خدا کی اور زندہ اور سچے خدا کی اور عرب کے محاورات سے واقف خدا کی وحی اور کلام ہے یا نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے جیسے رسول اور نبی اور نذیر اور بشیر کے پکارا ہے ویسے ہی جری کے لفظ سے یاد فرمایا ہے شاید اس نام کے اطلاق کرنیکی...

ناظرین سے دو تین منٹ

توسیع اشاعت الحکم کا سوال کچھ کم ضروری سوال نہیں ہے قوم جسقدر سعی اور کوشش اسکی کثرت اشاعت کے لئے کریگی اسیقدر سہولتیں ہم کو اسکی حجم کی ترقی اور کمی قیمت میں پیدا ہونگی

ہم منشی عزیز الرحمٰن صاحب کپورتھلہ کی اس محنت اور سعی کے لئے جزاہ اللہ احسن الجزا کہتے ہیں جو وہ الحکم کی توسیع اشاعت کی خاطر کر رہے ہیں اب تک منشی صاحب موصوف قریباً سات کے خریدار دے چکے ہیں اور ابھی کمربستہ ہیں کیا دوسرے احباب انکے نقش قدم پر نہ چلیں گے

ایسا ہی ہم منشی غلام نبی صاحب اوسیر افریقہ کے شکر گذار ہیں جنہوں نے دو خریداروں کے نام آپ قیمت دیکر الحکم جاری کرایا ہے

جناب مولانا مولوی سید عبد الرحیم صاحب بھی کچھ کم شکریہ کے مستحق نہیں جو جنوبی ہندوستان میں الحکم کی توسیع اشاعت کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں خدا تعالےٰ ان کا مددگار ہو اور ان کے ارادوں میں برکت دے ۔ مولوی صاحب موصوف نے بنگلور میں ایک زمرہ احمدیہ نام مجلس قائم کی ہے جسکی ذریعہ سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کا کام خوب زور سے ہو رہا ہے

جناب میاں محمد یوسف خان صاحب مہتمم باورچی خانہ مہاراجہ صاحب بہادر کپورتھلہ جو ایک مخیر آدمی ہیں اور ہمیشہ اپنے مال کو اچھے کاموں میں حتی الوسع خرچ کرتے رہتے ہیں خدا تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں ہم کو ان کی ذات سے امید ہے کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام اور لنگر خانہ کی امداد میں معقول حصہ لیں گے۔

امسال ہم جو کلکتہ گئے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہاں اپنے ملنے والوں سے وہ حضرت اقدس کے سلسلے کی تبلیغ کرتے رہے ہیں چنانچہ بیعت کے سلسلہ میں جو کسی اگلی اشاعت میں شروع ہوگا بخوبی معلوم ہو جائے گا۔

جن احباب کے ذمہ سالگذشتہ یا اس سے پہلے کے بقایا ہیں وہ اس نوٹ کو پڑھ کر بہت جلد بھیجدیں ۔ ورنہ ہم کو بذریعہ وی پی وصول کرنے کا ہر وقت اختیار ہوگا اور واپس کرنے پر معاً ہم ان کا اسم گرامی نادہندوں کی فہرست میں چھاپنے پر مجبور ہونگے ۔ ہم صاف کہتے ہیں کہ کوئی شخص جو اخبار لیکر اس کی قیمت دینا نہیں چاہتا اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ خریدار ہو کر ایک قومی اور دینی خادم کو نقصان نہ پہونچائے ۔

افریقہ کی جماعت کی خدمت

ضروری التماس

ہم برادران افریقہ کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اس تحریر کو پڑھ کر فی الفور اپنے بقایا سالگذشتہ اور سال رواں کی قیمت بحساب چھ روپیہ اگر وہ عام قیمت دینا چاہتے ہیں یا بحساب دس روپیہ اگر خواص اور معاونین کی صورت میں قیمت دینا چاہیں بھیجدیں ۔ اور آئندہ کے لئے وہ یہہ التزام نہ کریں کہ کسی ہندوستان کو آنے والے بھائی کا انتظار کریں کہ کوئی جانیوالا ہو تو اسے قیمت دیدیجاوے اس طریق سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے اور ٹھیک وقت پر روپیہ نہ پہونچنے کیوجہ سے نقصان بھی ہوتا ہے۔

حضرت اقدس کا ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سید فضل شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ افسوس! کہ اسوقت میں بباعث درد سر جو بوجہ گرمی ہو گئی ہے ۔ حاضر نہیں ہو سکا ۔ آپ نے جو چند کلمات نصیحت کے لئے لکھے ہیں اسیقدر کافی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے رب کریم قادر قیوم کے احکام کو یاد رکھیں اور وہ یہہ کہ نماز پنجگانہ دلی خلوص سے ادا کریں ہمیشہ نماز میں بعض دعائیں اپنی پنجابی زبان میں کر لیا کریں اور نماز میں اپنی زبان میں بہت دعا کیا کریں۔

جہانتک ممکن ہو نماز تہجد کا بھی التزام رکھیں ۔ اور اس میں بھی اپنی زبان پنجابی میں دعا کیا کریں موت کو یاد رکھیں کہ یہہ موت جب آتی ہے تو باز کیطرح ایک پوشیدہ جگہ سے اپنا شکار بنا لیتی ہے جہانتک ممکن ہو ہمیشہ کوشش کریں کہ جلد جلد اس جگہ آیا کریں کہ جس طرح ہر ایک چیز فانی ہے اسی طرح ہمارے وجود کی بھی حالت ہے ایک وقت آنیوالا ہے کہ ہمارا وجود اور یہہ ہماری مجلسیں خواب و خیال کیطرح ہو جائینگی ۔ اور لازم ہے کہ بد صحبت سے پرہیز کریں دل کو گناہ کے منصوبوں سے پاک رکھیں کہ بد قسمت ہے وہ انسان اور بدبخت ہے وہ آدمی جسکا دل ہمیشہ گناہ کے منصوبے سوچتا ہے آپ کو دنیا کے شغل میں کئی ابتلا پیش آئینگے ہر ایک ابتلا میں خدا پر بھروسہ کریں نہ عمدہ حالت کسی تکبر کا موجب ہو اور نہ کسی تنگی کی حالت میں بے صبر ہو سکے باتیں بہت ہیں مگر بالفعل اسپر اکتفا کرتا ہوں کہ خدا کا خوف اور اس کی مخلوق سے ہمدردی اور اپنی بیوی اور اہل سے طریق رحمت اور درگذر اور اولاد کو دین کی رغبت دینا اور بھائی کے ساتھ حلم اور خلق سے ملنا نفرت کرنا اور عام لوگوں کیساتھ حتی المقدور بھلائی اور ترک شر سے پیش آنا اور اپنے خدا اور اس کے رسول کو سب پر مقدم رکھنا اور چالیس دن میں سے ایک مرتبہ خدا تعالیٰ کے خوف سے رونا یہی طریق سعادت ہے خدا تعالےٰ توفیق بخشے مجھے اسوقت سر درد سے طاقت حاضری مسجد نہیں اسی جگہ دونو نمازیں پڑھونگا اسلئے دوا مطلوبہ اور ایک کرتہ اور یہہ نصیحت نامہ ارسال ہے ۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

اپنی جماعت کے جوانوں سے خطاب

ہماری جماعت میں جو جوان ہیں وہ خوب یاد رکھیں کہ عمر جلد گذر تی جاتی ہے اور ہر ایک سانس موت کے قریب اور قبر کے نزدیک کرتا جاتا ہے جوانی میں بہت سے جذبات اور جوش نارک روحانی ہمارا ربا لیکر آتی ہیں ہم نے جوانی کے جوش کو خدا کے فضل سے نہیں دیکھا مگر اس کا علم خدا نے دیا ہے اسلئے

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱ جلد (۶)

کیونکہ سوال کرنا بھی ایک قسم کا علم پیدا کرنا ہوتا ہے السوال نصف العلم مشہور ہے۔ پس میں اسکو بھی غنیمت سمجھتا ہوں۔ کہ کسی کے دل میں امر حق کے متعلق سوال کرنے کی تحریک پیدا ہو جاوے یقیناً یاد رکھو۔ کہ سچی معرفت ہر ایک طالب حق کو جو مستقل مزاجی سے اس راہ میں قدم رکھتا ہے مل سکتی ہے یہ کسی کے لئے خاص نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جو غفلت کرتا ہے اور صدق نیت سے اس کی جستجو نہیں کرتا اسکا کوئی حصہ نہیں ہے ورنہ خدا تعالے تو ہر ایک انسان کو اپنی معرفت کے رنگ سے رنگین کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ انسان کو خدا نے اپنی صورت پر پیدا کیا اور اسی لئے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جن لوگوں نے ایک عورت کے بچے کو یا یوں کہو کہ انسان کو خدا بنایا ہے انہوں نے نہ خدا کو سمجھا ہے اور نہ انسان ہی کی حقیقت پر غور کی ہے۔ انسان کیا ہے؟ وہ گویا کل مخلوقات الہیہ کی ایک جامعی صورت ہے جسقدر مخلوق دنیا میں جیسے بھیڑ بکری وغیرہ موجود ہے یہ سب انسانی قوے کی انفرادی صورتیں ہیں۔

جیسے ایک مصنف جب کوئی کتاب لکھنی چاہتا ہے تو پہلے متفرق نوٹ ہوتے ہیں پھر ان کو ترتیب دیکر ایک کتاب کی صورت میں لے آتا ہے اسیطرح یہ کل مخلوقات انسانی قوے کے خاکے ہیں۔ گویا یہ عملی صورت بتاتی ہے کہ انسان اعلےٰ قوے لیکر آیا ہے پس عیسائی مذہب انسانی قوے کی توہین کرتا ہے اور ان کی تکمیل اور نشو ونما کے لئے ایک خطرناک روک پیدا کر دیتا ہے جب کہ وہ انسان کو خدا بنا کر اس کے خون پر نجات کا انحصار رکھدیتا ہے۔

پس میں جو بات آپ کو پہونچانا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ میں انسان کو **گناہ سے بچنے** کا حقیقی ذریعہ بتاتا ہوں اور خدا تعالے پر سچا ایمان پیدا کرنے کی راہ دکھاتا ہوں۔ یہی میرا مقصد ہے۔ جس کو لے کر میں دنیا میں آیا ہوں میری دلی خواہش ہے کہ آپ اس کو سمجھ لیں۔ اور خوب غور سے سمجھ لیں تاکہ جہاں کہیں آپ جائیں اور اپنے دوستوں میں بیٹھکر اپنے سفر کے عجائبات سنائیں وہاں ان کو یہ باتیں بھی بتائیں جو میں نے آپ کو سنائی ہیں۔

اس ساری تقریر کو پھر ہمارے مکرم بھائی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے فصیح انگریزی میں بیان کیا۔ اور اپنے طرز طرز پر اسکو واضح کر کے صاحب موصوف کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی۔ جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو مسٹر ڈکسن نے کہا

مسٹر ڈکسن۔ میں نے آپ کا مطلب سمجھ لیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں کہیں میں جاؤں گا۔ میں یوروپین لوگوں میں اسکا تذکرہ کرونگا۔

حضرت اقدس۔ ہم نے تو آپکا چہرہ دیکھکر ہی سمجھ لیا تھا کہ آپ میں انصاف ہے + ہماری دلی آرزو یہی تھی کہ آپ کچھ دنوں ہمارے پاس رہ جاتے تاکہ ہمیں پورا موقع ملتا کہ اپنے اصول آپکو سمجھائیں اور آپ کو بھی غور کرنے اور بار بار پوچھنے کا موقع ملتا۔ مگر تاہم ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی غور کرنے والی طبیعت ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھاوے گی۔ انسان کے اعلےٰ درجہ کے اخلاق کا نمونہ یہی ہے کہ وہ راستی کے قبول کرنیکے لیے ہر وقت طیار رہے بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں کہ انسان محض ماں باپ کی تقلید کی وجہ سے باوجودیکہ ان میں صریح نقص دیکھتا ہے نہیں چھوڑتا لیکن جو شخص سچے اخلاق اور اخلاقی جرأت سے حصہ رکھتا ہے وہ ان باتوں کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ وہ صرف راستی کا خواہشمند ہوتا ہے۔

بچپن میں دو قوتیں بڑی تیز ہوتی ہیں اول ہر ایک چیز اندر چلی جاتی ہے دوم خوب یاد رہتی ہے۔ بچہ کبھی دلائل نہیں پوچھتا کہ کیوں یہ بات ہے۔ مگر اصل سچا علم یہی ہے کہ ان باتوں کو جو شیر مادر کیطرح پیتا ہے جب اسے معلوم ہو جاوے کہ انمیں حقیقت اور معرفت کا رنگ اور قوت نہیں ہے تو انہیں چھوڑنے کے لیے فی الفور طیار ہو جاوے تمام قوی کا بادشاہ انصاف ہے اگر یہ قوت ہی انسان میں مفقود ہے تو پھر سب سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

انسان دنیا میں اس لیے نہیں آیا کہ وہ باطل کا ذخیرہ جمع کرے بلکہ اسے حقیقت شناس اور حق پرست ہونا چاہیے۔

دنیا میں چونکہ باطل بھی ہے اور کچھ عجب نہیں کہ باطل پرست اسے سچ سے بھی زیادہ چمکدار دکھانا چاہیں مگر دانشمند کو دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ اسکو لازم ہے کہ سچائی کو پورے طور پر پرکھے اور پھر قبول کرے میرے نزدیک عام مذاہب کا اسوقت یہ حال ہے کہ گویا کل مذاہب کا ایک میدان لگا ہوا ہے اور ہر ایک بجائے خود کوشش کرتا ہے کہ اپنے مذہب کو سچا دکھائے مگر میں کہتا ہوں کہ روحانیت کو دیکھو کہ کس میں ہے اور تائیدی نشان کون اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

اور کونسا مذہب ہے جو گناہ کے کیڑے کو ہلاک کرنے کی قوت رکھتا ہے میں آپ کو اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا تعالی کی سچی معرفت جیسی گرمی سے گناہ کا کیڑا ہلاک ہوتا ہے **اسلام** میں ملتی ہے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے کہ کسی کے خون سے اس کیڑے کو موت آوے بلکہ خون پڑ کر تو اور بھی کیڑے پیدا کریگا۔ اس لیے **خون** گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہرگز نہیں ہے **نجات** اور پاکیزگی کی سچی اصل وہی ہے جو میں نے آپکو بتائی ہے اور ساری دنیا کو چاہیے کہ اسی کو تلاش کریں۔

اس تقریر کے ختم کرتے کرتے نہر کا پل جو قادیان سے ۲ میل کے قریب ہے آپہونچے۔ یہاں پہونچکر مسٹر ڈکسن حضرت سے رخصت ہوکر بٹالہ کو چلا گیا اور حضرت اقدس واپس تشریف فرما ہوئے وہ واقعات ہم پہلے لکھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورۃ نہیں

ایڈیٹر

ایک عیسائی خوجوان اور مسیح موعودؑ

منشی عبدالحق صاحب قصوری طالب علم بی۔ اے کلاس لاہور جو عرصہ تین سال سے عیسائی تھے۔ **الحکم** اور حضرت اقدس علیہ السلام کی بعض تحریریں پڑھکر حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا کہ وہ **اسلام** کی حقانیت اور صداقت کو عملی رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں اس پر حضرت **خلیفۃ اللہ** نے انکو لکھ بھیجا تھا کہ وہ کم از کم دو مہینے تک یہاں قادیان میں آکر رہیں۔ چنانچہ انھوں نے **دارالامان** کا قصد کیا اور ۲۲ر دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد دوپہر یہاں آپہونچے پس اس عنوان کے نیچے ہم جو کچھ لکھیں گے سردست اُن ہی سے متعلق ہوگا۔

ایڈیٹر

پہلی ملاقات

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت بوجہ کثرت کار جو آجکل حضور رات کے بہت بڑے حصہ تک اس میں مصروف رہتے تھے کیونکہ ایک طرف **میگزین** کے لیے مضمون ترجمہ کیواسطے دینا تھا دوسری طرف **المنار** کے لیے وہ عودہ رسالہ لکھ رہے تھے پھر قریباً دو سو سے زائد عظیم الشان نشانوں اور پیشگوئیوں کے نقشہ کی ترتیب کیلیے ان پیشگوئیوں اور نشانوں کو مرتب اور جمع کر رہے تھے۔ دو تین روز سے ناساز تھی مگر مہمانوں اور اس نووارد حق جو مہمان کے لیے آج آپ نے سیر کو تشریف لیجانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ۹ بجے کے قریب آپ باہر کو تشریف لے چلے۔ باہر نکلتے ہی منشی **عبدالحق صاحب عیسائی** کو حضور کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اور جو کچھ گفتگو ہوئی اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں

ایڈیٹر

حضرت اقدس

آپ کو عیسائی ہوئے کتنا عرصہ گذرا اور کیا اسباب پیش آئے تھے جو عیسائی ہوگئے:

منشی عبدالحق

مجھے عیسائی ہوئے اس دسمبر میں تین سال ہوجاتے ہیں۔ چونکہ بعض عیسائی میرے دوست تھے اور ان سے میل ملاقات رہتی تھی۔ اور فیروزپور میں پادری نیوٹن صاحب تھے وہ بھی بڑی مہربانی سے پیش آتے تھے یہی اسباب میرے عیسائی ہونیکے ابتدا میں پیدا ہوئے تھے۔

حضرت اقدس

یہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ آپ دو مہینے کے واسطے یہاں آگئے بظاہر یہ بات آپ کی حق جوئی کی نشانی ہے۔

منشی عبدالحق

جناب میں کالج سے نام کٹوا کر آیا ہوں رخصت نہیں ملتی تھی۔

حضرۃ اقدس

یہ تو اور بھی ہمت کا کام ہے۔ میرے نزدیک بہتر اور مناسب طریق جو آپ کے لیے مفید ہو سکتا ہے اب یہ ہے کہ آپ ان اعتراضات کو جو اسلام پر رکھتے ہیں اور اہم ہیں سلسلہ وار لکھ لیں اور ایک ایک کرکے پیش کریں ہم انشاء اللہ تعالیٰ جواب دیتے رہینگے اور جس جواب سے آپکی تسلی نہ ہو اُسے آپ بار بار پوچھ لیں اور صاف صاف کہدیں کہ اس سے مجھے اطمینان نہیں ہوا۔ مگر ان اعتراضوں میں اسبات کا لحاظ رکھ لیں کہ وہ ایسے ہوں کہ **کتب سابقہ** میں اس قسم کے اعتراضوں کا نام و نشان نہ ہو ورنہ تضیع اوقات ہی ہوگا۔ جب آپ اعتراض کر چکیں گے پھر ہم آپ کو اسلام کی خوبیاں بتائیں گے کیونکہ یہ دو ہی کام ہیں ایک آپ کریں اور ہمیں مدد دیں دوسرا ہم خود کریں گے

اسی سلسلہ میں حضرت **مسیح موعودؑ** نے یوں سلسلہ کلام شروع کیا۔

تبدیل مذہب کے دو باعث ہوتے ہیں سب سے بڑا باعث وہ **جذبات** ہوتی ہیں جنکو غلط فہمی اور غلط بیانی سے کچھ کا کچھ بنا دیا جاتا ہے اور اصول مذہب کو اُن کے مقابلہ میں بالکل چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جیسے مثلاً اسلام کی بابت جب عیسائی لوگ کسی سے گفتگو کرتے ہیں تو اسلامی جنگوں پر کلام کرنے لگتے ہیں حالانکہ خود اُن کے گھر میں **یشوع** اور **موسیٰ** کے جنگوں کی نظیریں موجود ہیں۔ اور جب انکا اسلامی جنگوں سے مقابلہ کیا جاوے تو وہ اسلامی جنگوں سے کہیں بڑھ کر مورد اعتراض ٹھہر جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ **اسلامی جنگ** بالکل دفاعی جنگ تھے اور ان میں وہ شدت اور سخت گیری ہرگز نہ تھی جو **موسیٰ** اور **یشوع** کے جنگوں میں پائی جاتی ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ موسیٰ اور یشوع کی لڑائیاں عذاب الٰہی کے رنگ میں تھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اسلامی جنگوں کو کیوں عذاب الٰہی کی صورت میں تسلیم نہیں کرتے موسوی جنگوں کو کیا ترجیح ہے۔ بلکہ ان اسلامی جنگوں میں تو موسوی لڑائیوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی رعایتیں دی گئی ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ چونکہ وہ لوگ نزاہیں الہیہ سے ناواقف تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کے مقابلہ میں بہت بڑا رحم فرمایا کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے۔

الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں سورۃ جمعہ کی تفسیر درج ہونے والی ہے۔

پھر اسلامی جنگوں میں موسوی جنگوں کے مقابلہ میں یہ بڑی خصوصیت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خادموں کو مکہ والوں نے برابر ۱۳ سال تک خطرناک ایذائیں اور تکلیفیں دیں اور طرح طرح کے دُکھ ان ظالموں نے دیے چنانچہ ان میں سے کئی قتل کیے گئے اور بعض بُرے بُرے عذابوں سے مارے گئے چنانچہ تاریخ پڑھنے والے پر یہ امر مخفی نہیں ہے بیچاری عورتوں کو سخت شرمناک ایذاؤں کے ساتھ مار دیا یہانتک کہ ایک عورت کو دو اونٹوں سے باندھ دیا اور پھر اُن کو مختلف جہات میں دوڑا دیا اور اس بیچاری کو چیر ڈالا اس قسم کی ایذا رسانیوں اور تکلیفوں کو برابر ۱۳ سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت نے بڑے صبر اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔ اسپر بھی انھوں نے اپنے ظلم کو نہ روکا۔ اور آخرکار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا گیا اور جب آپ نے خدا تعالےٰ سے انکی شرارت کی اطلاع پاکر مکے سے مدینہ کو ہجرت کی پھر بھی انھوں نے تعاقب کیا۔ اور آخر جب یہ لوگ پھر مدینہ پر چڑھائی کر کے گئے تو اللہ تعالےٰ نے انکے حملہ کو روکنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اب وہ وقت آگیا تھا کہ اہل مکہ اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی پاداش میں عذاب الٰہی کا مزہ چکھیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے جو پہلے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئیں گے تو عذاب الٰہی سے ہلاک کیے جاوینگے وہ پورا ہوا۔ خود قرآن شریف میں ان لڑائیوں کی یہ وجہ صاف لکھی ہے

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ الآیۃ

یعنی ان لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی جنکے قتل کے لیے مخالفوں نے چڑھائی کی (اس لیے اجازت دی گئی) کہ ان پر ظلم ہوا۔ اور خدا تعالےٰ مظلوم کی حمایت کرنے پر قادر ہے یہ وہ مظلوم ہیں جو ناحق اپنے وطنوں سے نکالے گئے۔ انکا گناہ بجز اس کے اور کوئی نہ تھا کہ انھوں نے کہا کہ ہمارا رب **اللہ** ہے۔

یہ وہ آیت ہے جس سے اسلامی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پھر جسقدر رعایتیں اسلامی جنگوں میں دیکھوگے ممکن نہیں کہ موسوی یا یشوعی لڑائیوں میں اس کی نظیر مل سکے۔ موسوی لڑائیوں میں لاکھوں بے گناہ بچوں کا مارا جانا۔ بوڑھوں اور عورتوں کا قتل۔ باغات اور درختوں کا جلاکر خاک سیاہ کر دینا توراۃ سے ثابت ہے مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوصفیکہ ان شریروں سے وہ سختیاں اور تکلیفیں دیکھیں جو پہلے کسی نے نہ دیکھی تھیں پھر ان دفاعی جنگوں میں بھی بچوں کو قتل نہ کرنے عورتوں اور بوڑھوں کو نہ مارنے راہبوں سے تعلق نہ رکھنے اور کھیتوں اور ثمردار درختوں کو نہ جلانے اور عبادت گاہوں کے مسمار نہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ اب مقابلہ کرکے دیکھلو کہ کس کا پلہ بھاری ہے

غرض

یہ بیہودہ اعتراض ہیں اگر انسان فطرت سلیمہ رکھتا ہو تو وہ مقابلہ کرکے خود حق پا سکتا ہے۔ کیا موسیٰ کے زمانہ میں اور خدا تھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی اور۔ اسرائیلی نبیوں کے زمانہ میں جیسے شریر اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے اس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں بھی حد سے نکل گئے تھے پس اسی خدا نے جو رؤف و رحیم بھی ہے پھر شریروں کے لیے سمیع غضب بھی انکو ان جنگوں کے ذریعہ جو خود انھوں نے ہی پیدا کی تھیں سزا دیدی۔ لوط کی قوم سے کیا سلوک ہوا۔ نوح کے مخالفوں کا کیا انجام ہوا۔ پھر مکہ والوں کو اگر اس رنگ میں سزا دی تو کیوں اعتراض کرتے ہو۔ کیا کوئی عذاب مخصوص ہے کہ طاعون ہی ہو۔ یا پتھر برسائے جائیں خدا جسطرح چاہے عذاب دیدے ۔

سنت قدیمہ اسی طرح پر جاری رہی ہے اگر کوئی ناعاقبت اندیش اعتراض کرے تو اسے موسیٰ کے زمانہ اور جنگوں پر اعتراض کا موقعہ مل سکتا ہے جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی نقطہ روا نہیں رکھی گئی۔ نبی کریم کے زمانہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ آجکل عقل کا زمانہ ہے اور اب یہ اعتراض کوئی وقعت نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ جب کوئی مذاہب سے الگ ہوکر دیکھے گا تو اُسے صاف نظر آجائے گا کہ اسلامی جنگوں میں اول سے آخر تک دفاعی رنگ مقصود ہے اور ہر قسم کی رعایتیں روا رکھی گئی ہیں جو موسیٰ اور یشوع کی لڑائیوں میں نہیں ہیں۔

ایک **آریہ** کی کتاب میری نظر سے گذری اُس نے موسوی لڑائیوں پر بڑے بڑے اعتراض کیے ہیں مگر اسلامی جنگوں پر اسے کوئی موقع نہیں ملا۔ مجھ سے جب کوئی آریہ یا ہندو اسلامی جنگوں کی نسبت دریافت کرتا ہے تو اُسے میں نرمی اور ملاطفت سے یہی سمجھاتا ہوں کہ جو مارے گئے وہ اپنی ہی تلوار سے مارے گئے۔ جب انکے مظالم کی انتہا ہو گئی تو آخر انکو سزا دی گئی اور ان کے حملوں کو روکا گیا۔

مجھے پادریوں کے سمجھانے اور انکے سمجھنے والوں پر سخت افسوس ہے کہ وہ اپنے گھر میں موسیٰ کی لڑائیوں پر تو غور نہیں کرتے اور اسلامی جنگوں پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ اور سمجھنے والے اپنی سادہ لوحی سے اُسے مان لیتے ہیں۔ اگر غور کیا جاوے تو موسوی جنگوں کا اعتراض حضرت مسیح پر بھی آتا ہے کیونکہ وہ توریت کو مانتے تھے اور حضرت موسیٰ کو خدا کا نبی تسلیم کرتے تھے۔ اگر وہ ان جنگوں اور ان بچوں اور عورتوں کے قتل پر راضی نہ تھے تو انھوں نے اسے کیوں مانا گویا وہ لڑائیاں خود مسیح نے کیں اور ان بچوں اور عورتوں کو خود مسیح نے ہی قتل کیا۔

الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر ایک مضمون شروع ہونے والا ہے ۔

اور اصل یہ ہے کہ خود مسیح علیہ السلام کو لڑائی کا موقع ہی نہیں ملا - ورنہ وہ کم نہ تھے انھوں نے تو اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھا کہ کپڑے بیچکر تلواریں خریدیں + یہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر قرآن شریف ہماری رہنمائی نہ کرتا تو ان نبیوں پر سے امان اٹھ جاتا۔ قرآن شریف کا احسان ہے تمام نبیوں پر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ انھوں نے آکر ان سب کو اس الزام سے بری کر دکھایا۔

قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اسکی یہی تعلیم ہے کہ کسی سے تعرض نہ کرو۔ جنھوں نے سبقت نہیں کی ان سے احسان کرو۔ اور ابتدا کرنے والوں اور ظالموں کے مقابلہ میں بھی دفاع کا لحاظ رکھو اس سے نہ بڑھو + اسلام کی ابتدا میں ایسی مشکلات درپیش تھیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی ایک کے مسلمان ہونے پر مرنے مارنے کو طیار ہو جاتے تھے اور ہزاروں فتنے بپا ہوتے تھے اور فتنہ تو قتل سے بھی بڑھ کر ہے پس **امن عامہ** کے قیام کے لیے مقابلہ کرنا پڑا اگر ہندو اس پر اعتراض کرتے تو کچھ تعجب اور افسوس کی جا نہ تھی مگر خود جن کے گھر مین اس سے بڑھکر اعتراض آتا ہی ان کو اعتراض کرتے ہوئے دیکھکر تعجب اور افسوس ہوتا ہی۔ عیسائیون نے اس قسم کے اعتراض کرنے مین بڑا ظلم کیا ہی کیا ان مین ایسا ہی ایمان ہی؟

مجملہ اور جزئیات کے **غلامی** کے مسئلہ پر اعتراض کرتے ہین حالانکہ قرآن شریف نے غلامون کے آزاد کرنیکی تعلیم دی اور تاکید کی ہی اور جو اور کسی کتاب مین نہیں ہے۔ اسی قسم کی جزئیات کو یہ لوگ محل اعتراض ٹھہرا کر ناواقف لوگون اور آزاد طبع جوانون کے سامنے پیش کر دیتے ہین۔ پس آپ کو مناسب ہے کہ آپ اعتراض کرتے وقت اس امر کا بڑا بھاری لحاظ کرین۔ کہ اسے گناہ اور محل اعتراض ٹھہرائین جو **خدا نے گناہ قرار دیا ہو** نہ وہ جو کہ پادری تجویز کرین - مین سولہ یا سترہ سال کی عمر سے اُن سے ملتا تھا مگر اس نور کی وجہ سے جو خدا نے مجھے دیا تھا مین ہمیشہ سمجھ لیتا تھا کہ یہ دھوکہ دیتے ہین - باقی آئندہ

الحیّ القیوم

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا ایک خطبہ الحکم کے ایڈیٹر کے الفاظ میں

(۱)

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

اللہ ایسی ذات پاک ہے جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود ۔ مطلوب ۔ محبوب ۔ اور مطاع نہیں وہ **الحیّ** (زندہ) ہے اور ہر قسم کی زندگیوں کا سرچشمہ ہے۔ وہ **القیوم** (اپنی ذات میں قائم) ہے اور ہر چیز کا قیام اور بقا اسی کے ساتھ ہے۔

(۲) قرآن شریف کی بڑی عظیم الشان کارروائیوں میں سے یا قرآن کریم کے پاک وجود کی ضرورتوں میں سے سب سے بڑی ضرورت کہ کیوں اس کتاب کے آنے کی ضرورت ہوئی اور اس نے آکر کیا کیا **ایک** یہ بھی ہے کہ اس نے وہ خدا پیش کیا ہے جو حقیقی خدا ہے - ہاں وہ خدا دکھایا ہے جسکی انسان کو ضرورت ہے اور بڑی صفائی اور پاکیزگی کے بعد جس پر بھروسہ کر کے انسانی فطرت ایک ذوق سے بھری ہوئی خوشی حاصل کر سکتی ہے اور دنیا کی صعبناک منزلوں میں جس کے سہارے پر وہ دوڑتا جاتا ہے ۔ اور دنیا کے ہموم و غموم کے تاریک جنگلوں میں اور بیابانوں میں جسکی روشنی اور معیت سے وہ راہ پاتا اور تسلی پکڑتا ہے

۳۔ حقیقت میں یہ سچی اور بالکل سچی بات ہے کہ انسان کے اندر حوصلہ۔ ارادہ ہمت اور بلند پروازگی اسی قدر ہوتی اور ہو سکتی ہے جس قدر شئے مطلوب ہو۔ جس پایہ اور رتبہ کی چیز کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اسی اندازہ اور قدر کے ارادے اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور پھر انھیں ارادوں اور عزموں کے انداز پر حصول مطلب کیلیے دوسرے سامان وہ بہم پہنچاتا ہے دیکھو اگر ایک شخص زمین کے اندر ایک چھوٹا سا سوراخ کرنا چاہے تو اسی سوراخ کی مقدار اور اندازہ کے موافق اسکی طیاری اور ارادہ ہوگا لیکن اگر وہ ایک کنواں طیار کرنا چاہے تو اسی کے موافق اس کا عزم اور اسکی طیاری کا سامان ہوگا - اسی طرح پر اگر ایک شخص ننگل (قادیان سے کوئی ایک کوس کی مار پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے) جانا چاہے تو اسکی طیاری اسی حیثیت سے ہوگی لیکن اگر اسکو کلکتہ یا بمبئی یا کم از کم لاہور امرتسر ہی جانا ہو تو اسکی طیاری میں اسی سفر کے انداز پر وسعت اور اس کے قویٰ میں زبردست تحریک ہوگی ان مثالوں پر غور کر لینے سے یہ اصول صاف سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کے اندر ارادہ اور عزم ہمت اور حوصلہ شئے مطلوب کی بزرگی اور پایہ کے برابر ہوتا ہے - اب اسی اصول کو مدنظر رکھکر ہم کہتے ہیں کہ انسان کے سامنے جس قسم کا خدا پیش کیا جاوے ویسی ہی صفات ان صفات کے حسب حال تحریکیں اور عزم اسمیں پیدا ہوں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے جو خدا دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور جو انسان کا حقیقی مطلوب ۔ معبود اور محبوب ٹھہرایا ہے اس کے تصور ہی سے انسانی ارادوں اور ہمتوں میں ایک زبردست تحریک بلند پروازگی اور اولوالعزمی کی پیدا ہوتی ہے - اور یہی انسانی فطرت کا اصل منشا اور مقتضا ہے **انسانی روح** کی وہ بیشمار قوتیں جو اسمیں حکیم و خبیر خدا نے ودیعت رکھی ہوئی ہیں اپنی تکمیل اور نشو و نما اور پھر ترقی پر ترقی کرنے کی اضطراری طلب جو انمیں موجود ہے وہ بالکل بے سود اور عبث ہوتی اگر مطلوب کمزور اور ناتوان ہوتا۔

۴۔ دنیا اللہ تعالے کی اس حقیقت اور صفات سے کوئی اطلاع نہ پا سکتی جو قرآن مجید نے ظاہر کیں ہیں - انجیل نے مثلاً ایک خدا پیش کیا اور اسے گاڈ کے لفظ سے تعبیر کیا اور ساتھ ہی اسکی حقیقت یوں بتائی کہ مریم کے پیٹ میں اس گاڈ نے آکر نو ماہ تک حیض کے خون سے پرورش پائی اور پھر ریں ریں پیں پیں کرتا ہوا معمولی راہ سے

پیدا ہوا۔ اور ایک عرصہ تک اپنی ماں کے اوپر پیشاب پاخانہ کرکے دکھ دیتا رہا۔ بھوک، پیاس اور بیماریوں کے صدمات سے مضطرب ہو کر روتا چلاتا رہا۔ جب جوان ہوا تو شیطان آزماتا پھرا اور پہاڑوں پر لے گیا۔ آخر عدالتوں میں پکڑا اور گھسیٹا گیا اور بغاوت اور کفر کے الزام لگائے گئے۔ اور صلیب پر طمانچے کھاتا ہوا چڑھایا گیا اور ملعون ہو کر ہاویہ میں رہا وغیرہ وغیرہ۔

اور پھر انجیل دکھاتی ہے کہ اس میں کوئی علم۔ کوئی قوت نہیں بلکہ ہر قسم کا ضعف ناتوانی۔ بیکسی اسمیں پائی جاتی ہے اب ایسے خدا کا تصور کرکے روح اور [illegible] سے کون اسکی عبادت کرے گا اور اس سے محبت کرے گا۔ میرا ایمان ہے کہ روح میں ایسے خدا کے لیے محبت کیواسطے جوش اور تحریک پیدا نہیں ہوسکتی کیونکہ اسکی فطرت میں ہے کہ وہ ایسی لغو اور فضول ردی اشیا سے پیار نہیں کرتی۔ اور اس کا عملی نمونہ بھی ہمیں کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی مجھے بتلائے کہ ان لوگوں نے [illegible] ایسے خدا سے تعلق پیدا کیا تو پھل کیا پایا؟ کون سے عظیم الشان آثار خارق عادات اور برکات انہیں پیدا ہوئیں؟ بلکہ اعتقادی نشان بھی عیسائیوں کی اس قطع انکار کے لئے کوئی نشان دکھا سکتے ہیں اور **قبولیت دعا** کا مسئلہ بھی ان میں نہیں رہا۔ میں ایک لفظ میں کہہ دیتا ہوں کہ **وہ زندہ مذہب نہیں رہا** + خیالات کی اشاعت کے لیے پانی کی طرح مال بہانا یا ہر قسم کی اسباب کو ہاتھ میں لینا یہ سچائی کی قوی دلیل نہیں ہوسکتی جب تک خود مذہب کے اندر سے روشنی نہ نکلے خود سچائی کے اظہار میں خارق عادت زندہ نشان اسکے ساتھ نہ ہوں۔

اس لیے میں پھر سوال کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ عیسائی مذہب کے زندہ برکات اسکے ساتھ نہیں یہ نحوست کیوں پڑی کہ ایک بھی صلیب کا پرستار ایسا دکھائی نہیں دیتا جو دعوی کے ساتھ کہہ سکے کہ ہاں میں انجیل کے جلال کو ظاہر کرنے کے واسطے تائیدی نشان دکھا سکتا ہوں اسکا فلسفہ یہی ہے کہ ان کے قلب پر جب یہ صدا آکر پڑی کہ خود ساری رات روتے رہنے والے خدا کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اور اسکی ساری ناکام زندگی کا نظارہ ان کے سامنے آیا تو یہ منحوس اور مردہ اعتقاد رکھنا پڑا۔ کہ اسکے لئے مکالمات مکاشفات نہیں ہوتے اس لیے کہ ان کے سامنے ایک کم علم اور کمزور خدا ہے چونکہ مرید میں حوصلہ مراد ہی کے موافق ہونا چاہیے تھا اس لیے انہیں وہ عزم وہ ہمت پیدا نہیں ہوسکتی۔

اگر کوئی ببول کے درخت کے نیچے جائے تو اسے پھل کھانے کا شوق اور عزم کہاں سے آئیگا لیکن ہاں اگر بیدانہ کے درخت کے نیچے جاؤ گے تو خواہ مخواہ ایک جوش اور تحریک پھل کھانے کے واسطے پیدا ہوگی اسیطرح پر ان لوگوں نے جو ضعف اور ناتوانی خدا کو سامنے پایا تو رفتہ رفتہ **قبولیت دعا** اور تائیدی نشانوں سے انکار ہی کر دیا۔ یہی حال تمام بت پرست قوموں کا ہے

لیکن

قرآن کریم جیسی مجید اور حکیم کتاب نے جو خدا انسان کے سامنے پیش کیا ہے۔ اسکی صفات اور شان بزرگ کے تصور ہی سے انسان کی امید دراز ہو جاتی اور اسکی فطرت میں عبادت اور حمد کے لیے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ **الحی القیوم** ہے۔ یعنی استحقاق عبادت اسے ہی ہے محبت اسی سے لگانی چاہیے اس لیے کہ زندہ اور قائم بالذات وہی ہے۔

اگر میں اسکی تفسیر کروں تو کم از کم دو تین گھنٹے مطلوب ہوں اور خطبہ اس کا متحمل نہیں اسلیے میں بہت مختصر طور پر اسے بیان کرتا ہوں۔ سب سے اول یہ دیکھنا چاہیے کہ ان الفاظ میں کیسی فصاحت بلاغت سے خدا تعالے کی ہستی پر دلیل دی ہے۔ یہ کہکر کہ وہ حی بالذات اور قائم بالذات ہے اور کسی چیز میں بغیر اسکی یہ صفت پائی نہیں جاتی کہ بغیر کسی علت موجدہ کے آپ قائم ہو اور نظام عالم کے لیے علت موجبہ ہو سکے۔

پھر اسمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ایک ایک صفت کے تصور سے کیا کیا ارادے اور امنگیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کیوں دل اس سے تعلق پکڑنے کو تڑپتا ہے۔ اس لیے کہ حقیقت میں انسان کی روح کا سچا مطلوب وہی ہے

مگر بدقسمتی ہے اس قوم کی جس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ مصلوب ہوا اور لعنتی ہوا۔ اور ایک کتاب پیش کرتی ہے اس خدا کو جسکی ابتدا حیض کے خون سے اور انتہا صلیب کی لعنت اور ہاویہ کی سزا پر ہوئی۔

میں بار بار اس اصول کو پیش کرتا ہوں کہ اس خدا کے ماننے والوں نے کیا پایا؟ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خدا پیش کیا اسکو مانکر لوگوں نے کیا پایا۔ نمونہ کے طور پر خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم ہی کو دیکھو جو آپ کے ساتھ ہوئی آپ نے قریش کے درمیان دعوی کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں ایسے وقت میں کہ کوئی شان و شوکت نہ تھی جمعیت اور جتھا نہ تھا بالمقابل قریش کے ساری قوم مخالف تھی۔ اور خطرناک مخالف اب خیال کرکے دیکھو کہ وہ کونسی قوت اور طاقت تھی جس کے سہارے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کہتے تھے کہ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون۔ ان جانستان مصیبتوں میں اسی الحی القیوم خدا پر سہارا تھا جو ایسے زبردست دعوے ان کے سامنے کیے گئے۔ اور پھر وہ سب کے سب پورے ہوے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان چونکہ ایک مقتدر۔ قادر مطلق ہستی پر تھا یہ ایمان ہی ان کے اندر تمام قوی میں ایک حوصلہ اور تسلیم بھر دیتا تھا اور روح میں دعاؤں کے لیے ایک زبردست جوش پیدا ہوتا تھا اسنے اپنی ساری دعاؤں کی قبولیت کا نمونہ دکھا دیا یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ تمام قومیں اقرار کر چکی ہیں کہ خدا کے ساتھ سچے تعلقات کا نمونہ دکھانیوالا انمیں کوئی نہیں اور اس نمونہ کی وجہ سے خدا اس کے مکالمات۔ مکاشفات بلکہ اور دعاؤں کی قبولیت کا انکار کیا گیا ہے خدا کی ہستی کے جتنے زبردست ثبوت تھے ان سے جب انکار ہوا تو غیور خدا نے

برہان تحقیق ایک عجیب رسالہ زیر طبع ہے

اسی طرح جیسے ایک وقت میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا کہ الحی القیوم خدا کا نمونہ دکھا دے اسی طرح اسوقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز مرزا غلام احمد علیہ الصلوۃ والسلام کو مسیح موعود کرکے بھیجا۔ جس نے آکر اسی طرز پر خدا کی ہستی کا ثبوت دکھایا۔

میرے دوستو! اگر تمہارے پاس اور کوئی بھی ثبوت نہ ہو تو تم مشرق میں مغرب میں کہیں نکل جاؤ اور کسی گدی نشین کسی راہب یا پادری سے ملو اور پوچھو کہ کیا وہ آسمانی نشان دکھانے میں اسکا مقابلہ کر سکتا ہے؟ تمہیں صاف جواب ملیگا کہ ہرگز نہیں۔ پس جبکہ اسوقت مذاہب حشرات الارض کی طرح نکلے ہیں اور ہر ایک ان میں سے اپنے آپ کو سچا اور خدا کا قائم کردہ مذہب بتاتا ہی پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ ان میں خدا کی تائید کے نشانات نہیں اور صرف اسی کی پاس ہیں میرے دوستو! یہی دلیل تو اسکے صدق پر کافی ہے

پس تم سجدات شکر بجا لاؤ۔ کہ اسنے تمہیں توفیق دی کہ خدا کی ہستی ان الحی القیوم خدا کی ہستی پر اطلاع پانیکے زندگی کی روح رکھنے والے امام کو شناخت کیا اور اسی میں ہو کر زندہ خدا کو پہچانا جسکو مان کر تمہاری امیدوں کا آیت وسیع ہوا۔ تمہیں قبولیت دعا کا پتہ لگا اور خدا کی قدرتیں تم پر آشکار ہوئیں۔

خدا ایسا کرے کہ ہم نے اس کی برگزیدہ امام کے ساتھ جو سچا تعلق پیدا کیا ہے اس اخلاص اور ایمان میں ہم دن بدن ترقی کریں ہمارا مرنا جینا اور قیامت کو اٹھنا اسی کے ساتھ ہو۔

ہمارے چال چلن میں ایک درخشاں تبدیلی ہو۔ ہم دنیا کے لیے ایک برگزیدہ نمونہ ٹھیریں۔ اور خدا کی ہستی پر صادق گواہ ہوں۔

آمین

خطبہ عید الفطر

جسے حضرت مولانا و مخدومنا مولوی **نور الدین** صاحب حکیم الامت نے پڑھا اور ناظرین الحکم کے لیے ایڈیٹر نے بعد اصلاح و نظر ثانی مولانا موصوف شائع کیا۔ **ایڈیٹر**

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ

سورہ مومنون رکوع ۲

یہ آیتیں جو میں نے تمکو سنائی ہیں یہ اس شخص کا قصہ ہے جو دنیا میں اصلاح الناس کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اسکا نام **نوح** ہے علیہ الصلوۃ و السلام وہ ایک پہلا انسان ہے جو لوگوں کو آگاہ اور بیدار کرنے کے واسطے غفلت کے زمانہ میں آیا تھا۔ وہ ایک خطرناک ظلمت اور تاریکی کے دنوں میں **نور** اور **ہدایۃ** لے کر آیا تھا + یہ قصہ اسنو۔ ریاں کہانیاں اور دل خوش کن قصے نہیں بلکہ

عبرۃ لاولوا لابصار

صداقتیں ہیں ان اہل نظر کے لیے جنمیں تذکر کا مادہ ہوتا ہے جو فہم و فراست سے حصہ رکھتے ہیں ان قصص میں بڑے بڑے مفید اور سود مند نصایح ہوتے ہیں میں نے بجائے خود ان قصص سے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں یہ عظیم الشان قصہ قابل غور ہے۔ اس کے کتنے وجوہ ہیں

اول کسی مامور من اللہ کو کیونکر شناخت کر سکتے ہیں؟

دوم مامور من اللہ کیا پیش کرتے ہیں یا یوں کہو کہ وہ کیا تعلیم لیکر آتے ہیں یا یہ کہو کہ وہ خدا تعالے کے حضور سے کس غرض کے لیے مامور ہو کر آتے ہیں۔

سوم لوگ انپر کس کس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔؟

یہ امور اس لیے پیش کیے ہیں تا کسی راستباز مامور من اللہ کی شناخت میں تمہیں کبھی کوئی دقت نہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید و مولی ہادی کامل **محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم** نے اپنی رسالت اور نبوۃ کو پیش کرتے ہوئے یہی فرمایا اور یہی آپکو ارشاد ہوا

قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا ہوں جو رسول پہلے آتے رہے ہیں انکے حالات اور تذکرے تمہارے پاس ہیں ان پر غور کرو اور سبق سیکھو کہ وہ کیا لائے اور لوگوں نے ان پر کیا اعتراض کیے کیا باتیں تھیں جنپر عملدرآمد کرنے کی وہ تاکید فرماتے تھے اور کیا امور تھے جن سے نفرت دلاتے تھے + پھر اگر تمہیں کوئی نئی چیز نہیں ہے تو اعتراض کیوں ہے؟ کیا تمھیں معلوم نہیں؟ ان کے معترضوں کا انجام کیا ہوا تھا؟

الغرض پہلے نبیوں کے جو قصص اللہ تعالے نے بیان کیے ہیں انمیں ایک عظیم الشان غرض یہ بھی ہے کہ آئندہ زمانہ میں آنیوالے ماموروں اور راستبازوں کی شناخت میں دقت نہوا کرے+

اس وقت میں نے نوح علیہ السلام کا قصہ آپ کو پڑھ کر سنایا ہے سب سے پہلی بات جو اس میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کا اصل وعظ اور انکی تعلیم کا اصل مغز اور خلاصہ کیا ہوتا ہے؟ وہ خدا کے ہاں سے کیا لیکر آتے ہیں اور کیا منوایا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے

ان اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ افلا تتقون۔ اللہ جلشانہ کی ہی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اسکی اطاعت کرو۔ اس کی محبت کرو۔ اس کے آگے تذلل کرو۔ اسی کی عبادت ہو۔ اور اللہ کے مقابل میں کوئی غیر تمہارا مطاع محبوب معبود مطلوب امید وبیم کا مرجع نہ ہو۔ اللہ تعالے کے مقابل تمہارے لیے کوئی دوسرا نہ ہو۔ ایسا

نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایکطرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں۔ سلاطین ہوں یا امرا ہوں۔ ضرورتیں ہوں غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں تمہیں اثر انداز نہ ہوسکے پس اللہ کی اطاعت۔ عبادت۔ فرمانبرداری تذلل اور اسکی حسب کے سامنے کوئی اور شئے محبوب۔ معبود مطلوب اور مطاع نہ ہو۔

یہ ایک صورت خدا تعالیٰ کے ساتھ ند نہ بنانے کی اعتقادی طور پر ہے دوسری صورت یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ کا کوئی ند اور مقابل نہ ہو اسیطرح پر خدا تعالیٰ کی جسطرح عبادت کی جاتی ہے۔ جسطرح اس کے احکام کی تعمیل اور اوامر کی تعظیم کی جاتی ہے دوسرے کے احکام و اوامر کی ویسی اطاعت وہی تعمیل وہی تعظیم اسی طرز و نہج پر امید و ڈر ہرگز نہ ہو۔ اور کسیکو اسکا شریک بنایا جاوے۔

جب انسان ان دونوں مرحلوں کو طے کر لیتا ہے یا یوں کہو کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑتا اور اسکی اطاعت اور صرف اسی کی اطاعت کرتا ہے تو پھر اسکا آخری مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان متقی ہو جاتا ہے۔ تمام دکھوں سے محفوظ ہو کر سچی راحتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے + پس نوح علیہ السلام نے آکر اپنی قوم کے سامنے وہی تعلیم پیش کی جو تمام راستبازوں کی تعلیم کا خلاصہ اور انبیا اور رسل کی بعثت کی اصل غرض ہوتی ہے اور پھر انہیں کہا۔

افلا تتقون۔

تم کیوں متقی نہیں بنتے؟ یاد رکھو انسان کو جسقدر ضرورتیں پیش آسکتی ہیں جسقدر خواہشیں اور امنگیں اسے کسی طرف کھینچکر لے جا سکتے ہیں وہ سب تقوی سے حاصل ہوتی ہیں۔

متقی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر انسان کسی دوست اور حبیب کی خواہش کرسکتا ہے تقوی سے انسان خدا تعالیٰ کی تولی کے نیچے آتا ہے۔ متقی کے ساتھ اللہ ہوتا ہے متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں متقی کو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تعلیم دیتا ہے متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی راہوں اور جگہوں سے رزق پہونچاتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جیسا کہ خود اسکی حمید و مجید کتاب میں موجود ہے۔

واللہ یحب المتقین۔ واللہ ولی المتقین۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔

اب مجھے کوئی بتاوے کہ انسان اسکے سوا اور چاہتا کیا ہے۔ اس کی تمام خواہشیں۔ تمام ضرورتیں۔ تمام امنگیں اور ارادے ان سات ہی باتوں میں آجاتی ہیں اور یہ سب متقی کو ملتی ہیں پھر نوح ہی کے الفاظ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کے ارشاد کے موافق میں آج تمہیں بھی کہتا ہوں۔

افلا تتقون

تم کیوں متقی نہیں بنتے؟ اور کیا تقوی کیا ہے؟ تقوی نام ہے اعتقادات صحیحہ۔ اقوال صادقہ۔ اعمال صالحہ۔ علوم حقہ۔ اخلاق فاضلہ۔ ہمت بلند شجاعت استقلال عفت حلم قناعت صبر کا۔ اور یہ شروع ہوتا ہے حسن ظن باللہ۔ تواضع۔ اور صادقوں کی محبت سے اور ان کے پاس بیٹھنے۔ انکی اطاعت سے

جبکہ تقوی کی ضرورت ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے صادقوں کی صحبت اور محبت سے اور حسن ظن باللہ سے تو راستبازوں اور ماموروں کا دنیا میں آنا ضرور ہوا۔ اور انکی تعلیم اور بعثت کا منشا اور مدعا یہی ہوا اور یہی تعلیم لے کر نوح علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے قوم کو یہی فرمایا مگر ناعاقبت اندیش۔ حیلہ باز۔ حیلہ ساز مخالفوں نے اس کے جواب میں کیا کہا؟

فقال الملأ الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم۔

نابکار اعدائے ملت ائمۃ الکفر نے کہا تو یہ کہا

ما ھذا الا بشر مثلکم

کہ یہ شخص جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہونے کا مدعی ہے جو کہتا ہے کہ تمہیں ظلمت سے نکالنے کے لیے میں بھیجا گیا ہوں اسمیں کوئی انوکھی اور نرالی بات تو ہے نہیں ہمارے تمہارے جیسا آدمی ہی تو ہے

پس یاد رکھو سب سے پہلا اعتراض جو جو کسی مامور من اللہ راستباز صادق انبیاء و رسل اور انکے سچے جانشین خلفا پر کیا جاتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ اسکو حقیر سمجھا جاتا ہے اور اپنی ہی ذات پر اسکو قیاس کر لیا جاتا ہے ایکطرف وہ اس کے بلند اور عظیم الشان دعاوی کو سنتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں خدا کیطرف سے آیا ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اس کے ملائکہ مجھ پر اترتے ہیں۔ دوسری طرف وہ دیکھتے ہیں کہ وہی ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ اعضا رکھتا ہے بشری حوائج اور ضرورتوں کا اسی طرح محتاج ہے جسطرح ہم ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے ابنائے جنس سمجھکر ہی کہتے ہیں یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون پس ایسے جیسے انسان کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے خسارہ اٹھاؤ گے۔

غرض

اس قسم کے الفاظ اور قیاسات سے وہ ماموران اللہ کی تحقیر کرتے ہیں اور جو کچھ اپنے اندر رکھتے ہیں وہی کہتے ہیں۔ مگر انبیاء مرسل مامور اور اصحاب شریعت کے سچے خلفا اور جانشین انہیں کیا جواب دیتے ہیں

ان نحن الا بشر مثلکم اور کہتے ہیں ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ۔

بیشک ہم تمہاری طرح بشر ہیں تمہاری طرح

کھاتے پیتے اور حوائج بشری کے محتاج ہیں مگر یہ خدا کا احسان ہوا ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے مکالمات کا شرف بخشا ہے (اُس) نے ہمیں منتخب کیا ہے اور ہم میں ایک جذب مقناطیس رکھا ہے جس سے دوسرے کھنچے چلے آتے ہیں۔ خدا کی توحید کا پانی جو مایہ حیات ابدی ہے وہ ہمارے ہاں سے ملتا ہے اور لوگ خوش ہوتے ہیں۔

مگر

بدکار انسان جس طرح اپنی بدیوں جہالتوں شہوات و جذبات کا اسیر و پابند ہوتا ہے دوسروں کو بھی اسی پر قیاس کرتا ہے اور ایک نامرادی پر دوسری نامرادی لاتا ہے اور کہتے ہیں کہ

یرید ان یتفضل علیکم

یہ چاہتے ہیں کہ تم پر فضیلت حاصل کریں دکان چلجاوے۔ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے کچھ جمع کرلیں یہ انکی اپنی ہی ہوائے نفس ہوتی ہے جسمیں دوسروں کو اسی طرح ملوث اور ناپاک خیال کرتے ہیں جیسے خود ہوتے ہیں۔

یہ خطرناک مرض ہے جسکو شریعت میں سوءظن کہتے ہیں بہت سے لوگ اسمیں مبتلا ہیں اور ہزاروں قسم کی نکتہ چینیوں سے دوسروں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور اسے حقیر بنانے کی فکر میں ہیں مگر یاد رکھو

فان عاقبتم الایۃ

عقاب کے معنے جو پیچھے آتا ہے انسان بلاوجہ دوسرے کو بدنام کرتا ہے اور سوءظن سے کام لیکر اسکی تحقیر کرتا ہے اگر وہ شخص اس بدی میں مبتلا نہیں جس بدی کا سوءظن والے نے اسے متہم ٹھہرایا ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ سوءظن کرنیوالا ہرگز نہیں مرے گا جب تک خود اُس بدی میں گرفتار نہ ہوئے پھر بتاؤ کہ سوء ظن سے کوئی کیا فائدہ اُٹھا سکتا ہے؟ مت سمجھو کہ نمازیں پڑھتے ہو عجیب عجیب خوابیں تمکو آتی ہیں یا تمہیں الہام ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سوءظن مرض تمہارے ساتھ ہے تو یہ آیات تمپر حجت ہو کر تمہارے ابتلا کا موجب ہیں

اس لیے ہر وقت ڈرتے رہو اور اپنے اندر کا محاسبہ کرکے **استغفار** اور حفاظت الٰہی طلب کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ آیات اللہ جن کے باعث کسیکو رفعت شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے اُنپر مجھیں اطلاع نہیں وہ الگ رتبہ رکھتی ہیں مگر وہ چیزیں جیسے خود رائی خود پسندی۔ خود غرضی۔ تحقیر۔ بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے وہ انسان کو ہلاک کرنیوالی ہیں۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اُسکی نسبت ارشاد ہوتا ہے

ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض

اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے **ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث** بدگمانیوں سے اپنے آپکو بچاؤ۔ ورنہ نہایت ہی خطرناک جھوٹ میں مبتلا ہو کر قرب الٰہی سے محروم ہو جاؤ گے + یاد رکھو حسن ظن والے کو کبھی نقصان نہیں پہونچتا مگر بدظنی کرنے والا ہمیشہ خسارہ میں رہتا ہے۔

غرض

پہلا مرحلہ جو انبیا علیہم السلام کے مخالفوں اور اُن کی ذریت اور قوابونکو پیش آیا وہ یہ تھا کہ اپنے آپ پر قیاس کیا۔ پھر یہ بدظنی کی کہ

یرید ان یتفضل علیکم

تمپر فضیلت چاہتا ہے + پس اس پہلی اینٹ پر دوسری رکھی جاتی ہے جو دیوار اُسپر بنائی جاوے خواہ وہ کتنی ہی لمبی اور اونچی ہو مگر کبھی مستقیم نہیں ہو سکتی وہ آخر گرے گی اور نیچے کے نقطہ پر پہونچے گی۔ سوءظن کرنیوالا نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے بلکہ اسکا اثر اُس کی اولاد پر اعقاب پر ہوتا ہے اور وہ اُنپر مصیبت کے پہاڑ گراتا ہے جنکے نیچے ہمیشہ راستبازوں کے مخالفوں کا سر کچلا گیا ہے۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ سوءظن خطرناک بلا ہے جو اپنے غلط قیاس سے شروع ہوتا ہے پھر غلط نتائج نکالکر قوانین کلیہ تجویز کرتا ہے اور اسپر غلط ثمرات مترتب ہوتے ہیں اور آخر قوم نوح علیہ السلام کی طرح ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر اس سوءظن سے تیسرا خیال اور غلط نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ

لو شاء اللہ لانزل ملائکۃ

اگر اسکو قرب الٰہی حاصل تھا اگر یہ واقعی خدا کیطرف سے آیا تھا تو پھر کیوں خدا نے ملائکہ کو نہ بھیجدیا۔ جو مخالف کے دلونکو کھینچکر اسکی طرف متوجہ کردیتے اور انکو بھی مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرکے یقین دلا دیتے اسوقت بھی بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں میں اس نتیجہ پر اُن خطوط کو پڑھ کر پہونچا ہوں جو کثرت سے میرے پاس آتے ہیں جنمیں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے ہم نے بہت دعائیں کیں توجہ کی۔ اور کوئی الہام رویا یا مکالمہ نہیں ہوا۔ پس ہم کیونکر جانیں کہ فلاں شخص اپنے اس دعوے الہام میں سچا ہے؟ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جسمیں دنیا کا ایک بڑا حصہ ہمیشہ مبتلا رہا ہے حالانکہ انھوں نے کبھی بھی اپنے اعمال اور افعال پر نگاہ نہیں کی اور کبھی موازنہ نہیں کیا کہ قرب الٰہی کے کیا وسائل ہیں اور ان کے اختیار کرنے میں کہاں تک سچی محنت اور کوشش سے کام لیا ہے

وہ کہتے ہیں کہ اگر مشیت حق میں یہ بات ہوتی تو وہ ملائکہ بھیجتا۔ یہ مثال اُن لوگوں کی طرح ہے جیسے کوئی چھوٹا سا زمیندار جس کے پاس دو چار گھماؤں اراضی ہو اُسکو نمبردار کہے کہ محاصل ادا کرو۔ اور وہ کہدے کہ تو میرے جیسا ہی ایک زمیندار ہے تجھکو مجھپر کیا فضیلت ہے صرف اپنی عظمت اور تفوق جتانیکو محاصل مانگتا ہے اور ہمارا روپیہ مارنا چاہتا ہے اگر کوئی بادشاہ ہوتا تو وہ خود آکر لیتا + وہ آپ کیوں نہیں آیا مگر

لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا (باقی آئندہ)

الحکم سے بہترین تحفہ احباب کے لئے کیا ہو سکتا ہے؟

ایڈیٹوریل

اس عنوان کے تحت مین آیندہ باقاعدہ وہ مضامین درج ہونگے۔ جو ایڈیٹر کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے ہونگے۔ لیکن چونکہ کئی اہم اور ضروری مضمون درپیش ہین جن مین سے بعض تو اسی اشاعت سے شروع کئے جاتے ہین اور بعض کسی اگلی اشاعت سے اور وہ بہت لمبے مضامین ہین اس لئے ہم چاہتے ہین کہ حصہ رسدی کے طور پر ہر ایک مضمون شروع کر دیا جاوے پس ناظرین باقی آیندہ کی قید سے نہ گھبرائین۔ ایڈیٹر

یادِ رفتگان

معمول کے موافق اخباری دنیا مین سال گذشتہ کے واقعات پر اجمالی یا تفصیلی ریویو لکھا جا رہا ہے اور سب کے سب بالاتفاق سنہ ۱۹۰۱ء منحوس سال کہتے ہین۔ مگر ہم یہ کہتے ہین کہ ہر ایک سال درحقیقت انسان کے اپنے اعمال کا ایک اثر اور نتیجہ ہوتا ہے سو افراد اور مجموعی اپنی جگہ فکر کرین کہ آسمان کی طرف وہ کس قسم کے اعمال اوپر چڑھاتے رہے ہین اسلئے کہ وہی سعادت اور شقاوت اور نحوست کی شکل مین پھر انکے ملتی ہین

ہمین اخبارات مین یہ جملہ پڑھ کر افسوس ہوتا ہے کہ یہ سال منحوس تھا اسلئے کہ ہم یقیناً جانتے ہین وہ اندوہناک واقعات جو اس مین ہوئے حقیقت مین انسان کے لئے بیدار کن ملائکہ اور دنیا کی بے ثباتی کے عبرت بخش سین دکھا کر خشیت الہی کو پیدا کرنے والے الارم تھے۔ جنہین ہم نے بالکل سرسری اور اوپری نگاہ سے دیکھا اور ان سے کچھہ بھی سبق حاصل نہ کیا۔ ورنہ اگر ان عظیم الشان انسانون کے خاک مین ملجانے اور مختلف قسم کے کشت وخون یا ہیبتناک بیماریون سے ہمنے کوئی سبق حاصل کیا تھا اور دنیا کی بے ثباتی اور مکافات عمل کے حق ہونے اور خدائے برتر و مقتدر کی ہستی اور بقا پر کوئی ٹھوکر ہمارے دل پر لگتی تھی اور اس نے دل پر حیرت انگیز اثر ڈال کر اس کو نیکیون کی طرف متوجہ کیا تھا تو گو وہ واقعات اپنی نوعیت مین کیسے ہی اندوہناک ہون۔ لیکن جب کسی دل کو نیکی کیطرف متوجہ کر سکین۔ اور خشیت الہی پیدا ہونے کے موجب ہون۔ کم از کم اس شخص واحد کی ذات کے لئے وہ مبارک ضرور ہو جاتے ہین۔

مگر

جب ہم اخبارات مین گذشتہ سال کی نحوست پر بڑے بڑے آرٹیکل پڑھتے ہین تو حقیقت مین ہمین سخت رنج ہوتا ہے۔ کہ انسان ایسا بے خود اور وارفتہ ہو رہا ہے اور اس کا دل کچھہ ایسا سُن اور خاموش ہے کہ کوئی بیدار کرنے والی تحریک اس کے لئے موثر نہیں ہوتی۔

لیکن

ہان اس وارفتگی کے عالم پر ایک غایر نگاہ کرنے کے بعد اور ملک اور قوم کی یہ بیخودی اور خود فراموشی دیکھکر اور ان واقعات اور بلاؤن پر غور کر کر جو سال گذشتہ کو منحوس کہلانے کا موجب ہوئی ہین۔ ہم اس پاک ارشاد کی صداقت کو ضرور پاتے ہین جو خدا کی حکیم و مجید کتاب مین یون درج ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا یعنی عذاب الہی نازل نہیں ہوتا جب تک کسی رسول کی بعثت نہ ہوے۔

اب

اگر اخبار نویسون کا یہہ کہنا سچ ہے (اور ضرور سچ ہے) کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے واقعات سخت اندوہناک ہین اور وبائین جو طاعون وغیرہ کی اس سال مین نازل ہوئیں۔ اور وہ کشت وخون جو دنیا کے مختلف حصون مین خونخوار جنگون کی صورت مین ہوئے عذاب الہی سے کم نہیں تو پھر ہم کہتے ہین کہ کیون وہ ان مصائب اور تکالیف کے اسباب پر غور کرنے کے لئے اپنی نظر بلند نہیں کرتے؟

اگر مادہ پرستی اور نیچر ازم نے بلند نظری اور غور کن طبیعت کو سرد کر دیا ہے تو پھر ہم کہتے ہین کہ یہ حد سے بڑھی ہوئی بیماری جو بیماری کو تندرستی بتاتی ہے۔ کیون بجائے خود اس امر کی دلیل اور ضرورت حقہ نہیں ہو سکتی۔ کہ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

ملک کی حالت پر نوحہ خوانی کرنیوالے مدبرون اور ریفارمرون سے کوئی پوچھے کہ جس حال مین باوجود علوم و فنون کی روز افزون ترقیون کے ملک کی اخلاقی تمدنی اور معاشرتی اور مجلسی حالت گری جاتی ہے فسق وفجور فریب و دغا۔ غداری و بے ایمانی کا سیلاب اپنی حدود سے نکل گیا ہے اور انکی تدبیرون مین کوئی نمایان ترقی اور کامیابی نظر نہیں آتی تو کیون وہ اس فکر مین نہیں ہوتے کہ ان مصائب کا علاج ان کے پاس نہیں اور یہ مصائب بجائے خود اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ ان کا کوئی نہ کوئی **صادق معالج** ضرور ہونا چاہیے۔

عام لوگون کو چھوڑ کر ہم اپنی قوم کے دانشمندون اور بزرگون کو مخاطب کرتے ہین اور ان سے پوچھتے ہین۔ کہ ان کا مختلف سوسائٹیان اور مجلسین قائم کرنا بجائے خود اس امر کی دلیل ہے کہ **مسلمانون** کی نازک حالت ہے اور اصلاح کی زبردست ضرورت ہے ان سوسائٹیون کے مختلف اغراض مثلاً مسلمانون کے دین و مذہب کی حمایت۔ مخالفین مذہب کے اعتراضون کا جواب۔ یتامی اور بیوگان کی حفاظت غیر مذہب والون سے مسلمانوں کی پولٹیکل حقوق کی حفاظت۔ انکی تعلیمی حالت کی اصلاح ان کے افلاس وضعف پر غور وغیرہ وغیرہ اغراض و مقاصد صاف بتا رہے ہین۔ کہ مسلمان ہر پہلو سے گرے ہوئے ہین اور انکی **مجموعی حالت**

بشنا بید نصرتنا

کی فریاد کر رہی ہے +

ان سب امور کو اب جمع کر دو اور پھر بتاؤ کہ کیا تمہاری نظر ہی قرآن مجید پر نہیں پڑتی جو پکار پکار کر کہتا ہے وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یضرعون

واقعات باسا اور ضراء کی شہادت دے اٹھے ہین عذاب الہی کی مختلف صورتین نمودار ہو چکی ہین۔ مگر افسوس کہ ان اسباب پر نظر نہیں جو اس کا موجب ہوے ہین۔

ہم اس مضمون کو کسیقدر بسط سے لکھنا چاہتے تھے اگر ہمین یہ خیال نہ ہوتا کہ گنجایش کم ہے

غرض

یہہ بلائین یہہ مصیبتین یہہ اندوہ ناک موتین یہہ جنگ و جدال جو سنہ ۱۹۰۱ء کو منحوس کہواتے ہین

اے دانشمندو!

تمہارے لئے **نشانِ میل** ہین اور کسی آنیوالے کا پتہ دیتی ہین اور ہماری ہی بداعمالیون کی پاداش کے نتائج ہین۔

مختصر یہ کہ یہہ واقعات کسی آنیوالے کا پتہ دیتی ہین اور خدا کا شکر ہے کہ ہم نے محض اسی

کے فضل سے اس آنیوالے کو پایا اور شناخت کیا اور جہاں ہمیں یہ واقعات یہ مصائب و مشکلات ڈراتے ہیں وہاں ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ کی خوشگوار آواز روح کو مسرت بخشتی ہے۔ بہرحال ایک **مامور من اللہ** ہم میں موجود ہے۔ اس کی صداقت و شناخت کے منجملہ بہت سے اسباب اور علامات کے ایک یہ بھی ہے کہ اس کا قدم پہلے سے بڑھ کر اٹھتا ہے اور وہ ہر آن ایک نئی ترقی پاتا ہے وہ جلد جلد بڑھتا ہے اور ہر قدم پر اسے آواز آتی ہے۔ **وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ**۔ بس ہم چاہتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو ترقیاں کی ہیں ان پر ایک اجمالی نظر کریں۔ اور کوتہ اندیش مخالفوں کو دکھائیں کہ کیا کبھی مفتری اور کاذب بھی اس قسم کی کامیابیاں حاصل کیا کرتا ہے؟

ان سب امور کو جدا جدا دکھانے کے واسطے مختلف عنوانوں کے تحت میں ان کامیابیوں کو دکھائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

حضرت اقدس کی صحت حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کی صحت بفضلہ تعالیٰ تمام گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں بہت اعلیٰ درجہ کی رہی۔ گو عام نظر میں یہ ایک معمولی بات ہو۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے کا مدعی ہو اور وہ حقیقت میں مامور نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار کو روک دیتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جنکو اس سال میں زکام تک نہ ہوا ہو اور اس لحاظ سے وہ بہت کچھ ناز کریں مگر حضرت اقدس کی صحت کو ہم اسلیے قابل لحاظ سمجھتے ہیں کہ آپکی صحت آپ کے کاروبار میں رکاوٹ کا پیدا نہ ہونا آپکی سچائی اور صداقت کی دلیل ہے بمقابلہ مفتری علی اللہ کے۔

حضرت اقدس کی صحت نسبتاً پہلے سالوں کے مقابلہ میں بہت اچھی رہی ہے اگرچہ بعض اوقات ان عوارض کے جو آپ کو ہمیشہ سے لاحق ہیں حملے بھی ہوئے مگر خدا کا کس قدر احسان ہے کہ ان بیماریوں میں بھی آپ کا قلم ایک منٹ کیلیے نہیں رکا۔ ہم دکھائیں گے کہ اعجازی تفسیر انہیں ایام کا نتیجہ ہے۔

گویا صحت کو نسبتاً عمدہ رکھکر مولیٰ کریم نے یہ دکھایا ہے کہ مفتری نہیں اور بیماریوں کے حملوں میں اعجازی تالیفات سے ثابت کیا کہ خدا کی تائید اسکے شامل حال ہے

یوں تو ہر نیا دن ایک نیا تائیدی نشان لے کر آتا ہے۔ ہر روز کی ڈاک میں آنے والے خطوط۔ منی آرڈر۔ پارسل۔ بذریعہ ریل آنے والے تحائف۔ اور ہر روز آنیوالے مہمان جو دور دراز ملک کے حصوں سے آتے ہیں

یاتیک من کل فج عمیق اور یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کو ہر روز نئی شان اور نئے رنگ میں پورا کرتے ہیں مگر اس کے علاوہ شروع سال ہی سے تائیدی نشانوں کا ظہور شروع ہوا۔ چنانچہ پہلا نشان

اعجاز المسیح ہے

(باقی آیندہ)

امتحان۔ امتحان!!! امتحان!!!

حضرت اقدس کے ارشاد عالی کی تعمیل کے لیے عام اعلان کیا جاتا ہے کہ عید اضحیٰ کی تقریب پر حضرت اقدس اپنی جماعت کا امتحان لیں گے۔ جیسا کہ پہلے بھی ناظرین کو معلوم ہے۔ اسلیے ہر ایک صاحب کا فرض ہے کہ وہ اپنا نام بغرض شمولیت امتحان خاکسار ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے۔ تاکہ فہرست امیدواران کی مرتب ہو جاوے اسمیں تساہل سے کام نہ لیا جاوے

ضروری اعلان

حضرت مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب امروہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واعظ مقرر ہوئے ہیں اور اسکا انتظام جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کے سپرد ہوا ہے۔ اس لیے جن احباب کے پاس میر صاحب موصوف کے خطوط پہونچیں وہ بہت جلد انکا جواب دیں

سوال

کیا آپ نے الحکم کی توسیع اشاعت کے خیال کو بھلا دیا ہے؟

مسیح موعود
برٹش گورنمنٹ اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر اول

ہم نے ہمیشہ سے اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ الحکم کے کالم حتی الوسع پولیٹیکل مضامین کی پیچیدگیوں سے الگ رکھے جائیں اور اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ احمدی قوم اور اس کا مقدس بانی عرفی پولیٹیکل پیچیدگیوں سے بالکل الگ نہ لگ رہنا چاہتا ہے اور زیر بحث آئے ہوئے پولیٹیکل معاملات اس کے اغراض و مقاصد سے بالکل دور اور یکطرف ہیں۔ اسکی غرض و غایت صرف یہ ہے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ پر ایسا یقین اور ایمان پیدا ہو جاوے جو گناہ کے کیڑوں کو ہلاک کر دے اور پھر تمام غل و غش سینوں سے نکال کر دنیا میں امن اور بہشت کی زندگی پھیل جاوے۔ یس جس شخص کی بعثت کی اصل غرض یہ ہو جو اخلاق انسانی کی اصلاح اور تکمیل کے لیے آیا ہو اس کو یا اس کی قوم کو پولیٹیکل معاملات سے کیا تعلق اور کیا غرض!!! یہ ایک زبردست وجہ ہے جس نے ہمکو پولیٹیکل مضامین پر طبع آزمائیاں کرنے سے ہمیشہ روکا اور ہم نے ہمیشہ ایسے مضامین شائع کیے ہیں جو انسان کی اخلاقی اور روحانی بہتری اور بھلائی پر مشتمل ہوں اور یہی الحکم کا موضوع بھی ہے

لیکن

وہ امن اور صلحکاری جو مسیح موعود دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اسکا تعلق چونکہ ایک پہلو سے سلطنت کے ساتھ بھی ہے اسلیے اس نے اپنی تعلیم میں یہ امر داخل کر لیا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت کی جاوے اور پوری وفاداری کے ساتھ اسکے احکام کی تعمیل کیجاوے۔ اس سلسلہ کو اگر پولیٹیکل معاملات سے تعلق ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ رعایا کے تعلقات کو سلطنت کے ساتھ زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے لیے بہترین طریق ہد...

ہے پس وہ مذہبی ہی کی حیثیت میں ان تعلقات کو قائم کرتا ہے۔ اور اس قدر پولیٹیکل تعلقات کو بھی پولیٹیکل حیثیت سے نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ اس سچے مذہب نے اسپر فرض کیا ہے کہ حکومت کی اطاعت کی جاوے گویا یہ بھی مذہب ہی کے رنگ میں ہے۔

غرض

یہ تعلقات اس قوم کو جو احمدی کہلاتی ہے اور اس کے مقدس بانی کو جو مرزا غلام احمد یا مسیح موعود یا مہدی مسعود کے نام سے اسوقت مشہور ہے پولیٹیکل معاملات سے ہیں اسلیے انکو قائم رکھنے اور انکی حفاظت کرنے کے واسطے جیسے اسکے مقدس بانی نے کوئی موقع تحریر یا تقریر کا جانے نہیں دیا ایسے ہی احمدی قوم کے خدمتگذار الحکم نے حتی الوسع اسپہلو پر حسب ضرورت بحث کی ہے

لیکن

اسوقت ہم ایک سلسلہ مضامین میں اس امر پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور اس مضمون میں ہم مرزا صاحب کے دعاوی کے پولیٹیکل اثر پر مفصل لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسکی ضرورت ہمیں اس لیے پیش آئی ہے کہ بعض لوگ کچھ تو ناواقفیت اور جہالت سے اور کچھ شرارت اور بدنیتی سے ان دعاوی کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور قسم قسم کی افتراپردازیوں سے کام لیتے ہیں + اور جنکے ہاتھ میں قلم ہے انھوں نے اپنی آتشیں تحریروں کو اسی مقصد کے لیے رکھا ہوا ہے۔ اس لیے ہمیں ضرورت پڑی کہ کیوں اسپر مفصل آرٹکل نہ لکھے جاویں اور ان غلط فہمیوں اور افتراپردازیوں سے بنائے ہوئے بت کو نہ توڑا جاوے جسکے قائم رہنے کی صورت میں بہت سی نقصانات پیدا ہونے کا احتمال ہے

ہم اس امر کا پہلے سے عذر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہمارے اس سلسلہ مضامین میں ہمیں مخالف مسلمانوں کے بعض غلط اور بیہودہ عقائد پر جو اسی مضمون کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں لکھنا پڑیگا۔ اسی لیے ہم پہلے سے کہہ دیتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہوگی کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلکر گورنمنٹ سے انکو بدظن کرنیکے لیے ایسا لکھیں گے بلکہ ہماری غرض ان بیہودہ خیالات کی اصلاح ہوگی جنکو رکھتے ہوئے اسلام پر بھی حملے ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ خیالات ہیں جنکو پڑھ کر بعض ناتجربہ کار انگریزوں کو اپنی تصنیفات میں یہ رائے پولیٹیکل حیثیت سے ظاہر کرنی پڑی ہے جسکو ہم ہمیشہ نہایت ہی ناگوار اور کریہ الفاظ میں سنتے ہیں کہ مسلمان غیر اسلامی حکومت کو پسند نہیں کرتے اور یا یہ کہ وہ سچے وفادار نہیں۔ اگرچہ عملی طور پر مسلمانوں نے کبھی اس خیال کو ظاہر نہ کیا ہو + لیکن اس میں کسیکو کلام نہیں کہ یہ عام بدظنی بعض حلقوں میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے عقائد کا غلط مفہوم سمجھکر کی ہی جاتی رہی ہے۔

اور ہم یہ بھی بلند آواز سے کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ خود مسلمانوں کا اپنا قصور ہے کہ انھوں نے اسکی اصلاح نہیں کی۔ اور ان غلط بیانیوں اور غلط خیالات کو جو خدا تعالے کی سچی تعلیم کے مفہوم سے بالکل دور اور الگ تھے دور کرنے کی کوشش نہیں کی اور سچ تو یہ ہے کہ یہ کسی مولوی ملا یا گوشہ نشین صوفی کا کام نہ تھا کہ وہ ان غلط بیانیوں کی حقیقت کو کھولکر رکھدیتا جو فیج اعوج کے زمانہ میں پیدا ہو چکی تھیں جو معاذاللہ اس زمانہ تک تو ہر کہ آمد براں مزید کرد ہی کا مصداق ہوتا رہا ہے اور مسلمانوں کو اس اصل مرکز کی طرف آنے کا موقع نہ ملا جو خدا نے قائم کیا تھا

لیکن

اب جو خدا تعالے نے ایک آسمانی سلسلہ قائم کیا اور جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کو مبعوث کیا اور انھوں نے آکر ان بیہودہ اور غلط خیالات کی اصلاح کے لیے قلم اُٹھایا تو مسلمان اپنے خواب سے چونک پڑے اور اپنے خیرخواہ اور حقیقی ہمدردی سے بگڑ بیٹھے اور پھر انکی مخالفت میں حد سے تجاوز کر گذرے

حضرت مرزا صاحب کی بعثت چونکہ مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری کے لیے تھی۔ اور اسلام کی سچائی اور جلال کے اظہار کے لیے انھوں نے جہاں ایک طرف ان الزاموں اور اعتراضوں کو دور کیا جو نادان پادریوں۔ آریوں۔ برہموؤں یا دوسرے مذہب والوں نے اسلام پر کیے تھے وہاں انہوں نے اس امر کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ اسلام اور اس کے ماننے والوں کو ان انگریز مصنفوں کے اعتراضوں اور بدظنیوں سے پاک کریں جو انھوں نے مسلمانوں کے تعلقات گورنمنٹ انگلشیہ پر کیے ہیں اور جنہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ کو تو بدظن کر رکھا ہے

ہم جانتے ہیں کہ ممکن ہے گورنمنٹ پر ان الزاموں کا کبھی کچھ اثر نہ ہوا ہو۔ یا مسلمانوں نے اس مضرت کو محسوس نہ کیا ہو جو ایسی تحریروں سے پیدا ہو سکتی ہے + مگر حضرت مامور نے کبھی پسند نہیں کیا کہ اسلام کے چہرہ پر کوئی بدنما داغ رہنے دیا جاوے۔

اسی بنا پر انہوں نے اس پولیٹیکل معاملہ پر بھی قلم اُٹھایا ہے + ہم یہ دکھائیں گے کہ حضرت موعود کی غرض اس معاملہ پر قلم اٹھانے سے صرف یہ تھی کہ یہ ثابت کر کے دکھایا جاوے کہ ایک مسلمان جسقدر الفت اور محبت اپنے مذہب کے ساتھ رکھتا ہے اور جس سرگرمی اور جوش سے اپنے مذہب کی حفاظت وہ کرتا ہے اسی قدر پیار اور محبت اسکو اس گورنمنٹ کے ساتھ ہوتا ہے جسکے عہد حکومت میں اسکا پیارا مذہب محفوظ اور مامون ہے اور یہ محبت اور پیار ایک فرض مذہبی کے رنگ میں ہوتا ہے جسکی پابندی اس کے لیے اسی طرح لازم ہے جیسے صوم و صلوۃ اور دیگر احکام الٰہیہ کی۔

یہ نمونہ ہم علانیہ کہتے ہیں اور اور دعویٰ سے کہتے ہیں کہ بجز حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود اور آپ کی جماعت کے دوسری جگہ ہرگز نظر نہ آئے گا

غرض

مسلمانوں کی اسی کمزوری اور اصل عقائد کو چھوڑ کر بیہودہ اور خود تراشیدہ خیالات کے تتبع نے نادانوں کو موقع دیا کہ وہ مسلمانوں سے عام طور پر بدظن ہوں اس بدظنی کے دور کرنے کے لیے اگرچہ بعض لوگوں نے اپنے طور پر کسی حد تک کوشش کی اور گو انکی کوشش کسی حد تک نتیجہ خیز بھی ہوئی ہو مگر ہم اس کوشش کو کوئی وقعت نہیں دے سکتے اس لیے کہ ان لوگوں نے اپنی کوشش کا پہلو اسلام سے الگ ہو کر اختیار کیا۔ اور یوں گویا دوسرے معنوں میں یہ قبول کر لیا کہ اگر اسلام میں یہ مسائل اور معتقدات ہیں تو حقیقت میں خطرناک ہیں۔ اس لیے ایک سچے مسلمان کی نظر میں ایسی مساعی جو عارضی موثر ہوں قابل وقعت نہیں ہو سکتی ہیں + حقیقی اثر

اندازہ جو کوشش ہو سکتی تھی ہے اور ہو رہی ہے اور ہو گی وہ اسی پہلو پر ہو گی جو ہمارے سید و مولا جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے آنے سے ظاہر ہوا ہے۔

چونکہ یہ مضمون بجائے خود ایک تفصیل طلب ہے اس لیے ہم نے یہاں تک مختصر طور پر یہ بیان کرنا ضروری سمجھا کہ کیونکر مسلمانوں پر بدظنیاں کی گئیں ہیں اور ان کے رفع کرنے کا مسلمانوں نے کیا پہلو اختیار کیا اور حضرت اقدس مرزا صاحب نے کیا کرنا چاہا۔ اب ہم آگے چلتے ہیں جب یہ حالت تھی تو خدا تعالیٰ کے ایما اور الہام سے حضرت مرزا صاحب ۱۸۸۴ء کے قریب قریب مسلمانوں کی دینی بھلائی کے لیے مبعوث ہوئے۔ اور دنیا کا جہاں تک تعلق دین سے تھا اسکی اصلاح بھی آپکی بعثت کی غرض قرار پائی۔ آپ کے اس دعویٰ الہام و تجدید کو سنکر دو گروہ ہو گئے۔ ایک تو علما کا گروہ دوسرے دنیا داروں کا گروہ جنہوں نے ان مسائل و معتقدات سے الگ رہ کر جو ناواقف انگریز مصنفوں کی تحریروں کی باعث موجب بدظنی تھی مسلمانوں کی دنیوی فلاح کا ٹھیکہ اُٹھا لیا تھا۔ اول الذکر گروہ تو اس لیے مخالف ہوا۔ کہ وہ مذہبی حیثیت سے مغلوب تھے اور انہیں کسی ایک کو بھی قوت و مقدرت نہ تھی کہ مرزا صاحب کے سامنے میدان میں آتے + اور خود چونکہ وہ ان صفات حسنہ سے موصوف نہ تھے جو مرزا صاحب میں پائی جاتی تھیں اس لیے انہوں نے اپنی دکانوں کی بے رونقی اور اپنی سرد بازاری کو دیکھکر مخالفت شروع کر دی +

آخر الذکر لوگوں نے اپنی مخالفت کو گو عام تو نہیں کیا مگر انہوں نے انشراح اور خوشی کے ساتھ اس خدا کے مقرر کردہ ریفارمر کو خیر مقدم بھی نہ کہا بلکہ جب کبھی انکی مجلسوں میں ذکر آیا تو انہوں نے نہ صرف ہنسی اور مذاق میں ہی اڑانا چاہا بلکہ اپنی خیالی ریفارم اور ریفارمیشن کے اسے خلاف پایا اور اپنی کمزور اور دھندلی راؤں سے اپنے طبقوں میں کہنا شروع کیا کہ اس قسم کے دعووں سے مسلمانان ہند کی پولیٹیکل ترقیوں میں بعض رکاوٹیں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

غرض اس قسم کی مخالفت اور غلط فہمیوں نے جو جہلا اور سفہا کے طبقہ سے نکل کر بخیال خویش ریفارمروں اور مصلحان قوم کے زمرہ میں پہونچے ہیں اور انہوں نے اپنی جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ شرارت اور شیطنت کی راہ سے انہیں قسم قسم کے رنگ دیے ہیں ہمکو مجبور کیا ہے کہ اس پر اوپن بحث کریں۔ مخالف مسلمانوں کو تو یہ دکھانا ہے کہ تمہارے پولیٹیکل حقوق کی حفاظت اور تمہارے اور تمہارے اسلام پر سے پولیٹیکل بدظنیوں کے دور کرنے اور تمہاری خیالی غداری اور بیوفائی کے اثر کو رفع کرنیکے لیے (جو اب تک ناواقف انگریز مصنفوں کی تحریروں سے پیدا ہو جانے کا احتمال رکھتا ہے جبکہ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسی تحریر شائع ہو جاتی ہے) حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ہی کی راہ ہے اس لیے وہ اسکو اختیار کریں۔ اور گورنمنٹ کو بجائے خود یہ بتائیں کہ حضرت اقدس اور آپ کی جماعت ہی ایک ایسی قوم ہے جو گورنمنٹ کی مذہبی رنگ میں سچی وفادار اور فرمان پذیر ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے گذشتہ ۲۵ سال کے اندر عملی طور پر گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی تعلیم کے پھیلانے میں جسقدر کوشش کی ہے اسکی نظیر نہیں ملتی اور جس کے ضمن میں ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی دعاوی (جو مسلمانوں کی اپنی کمزوری اور بدقسمتی سے غلط مفہوم کی وجہ سے خوفناک قرار دیے گئے تھے ہم بجائے خود ایسے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے تعلقات کو گورنمنٹ کی ساتھ بہت ہی مضبوط کرنا چاہا ہے۔ اور یہ دعاوی ہرگز ہرگز اپنے اندر کوئی بھیانک چیز نہیں رکھتی ہیں اور جن لوگوں نے ایسے دعاوی پر کان کھڑے کیے ہیں انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے کہ انکی حقیقت کو نہیں سمجھا + اور اگر کوئی مسلمان اب بھی اس حقیقت کو ماننے سے انکار کرتا ہے جو مرزا صاحب نے بیان کی ہے تو پھر ہم اسکی نسبت یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس کے خیالات گورنمنٹ کے لیے ضرور قابل لحاظ ہیں پس یہ اہم پہلو ہیں جن پر اس عنوان میں ہمکو بحث کرنی ہے۔ (باقی دوسرے نمبر میں)

تلاوت قرآن کریم کیلیے اشارات

اس عنوان کے تحت میں انشاء اللہ العزیز مسلسل طور پر قرآن کریم کے سمجھنے کے لیے بعض مشکلات الفاظ یا آیتوں کے معنی دیے جاویں گے جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کے درس سے نوٹ کیے جاتے ہیں جسطریق پر اس سے پہلے الحکم میں قرآن کریم پر لطیف نوٹ لکھے جانے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا اسطرز پر گنجائش بہت ہی کم ہے اس لیے یہ طریق اختیار کیا جاتا ہے ہاں جہاں کہیں مزید تشریح کی ضرورت ہو گی وہاں مفصل بحث بھی کر دی جاوے گی ورنہ اختصار ملحوظ رہے گا۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۱ء سے ہم اس سلسلہ کو شروع کرتے ہیں۔ جس دن سے کہ درس میں اٹھارہواں سیپارہ شروع ہوا ہے۔ اگلی اشاعت سے ہم پورا صفحہ اس مضمون کے لیے رکھیں گے انشاء اللہ العزیز۔ (ایڈیٹر)

سورۃ المؤمنون

پارہ نمبر ۱۸

۳۱ دسمبر ۱۹۰۱ء - رکوع اوّل

افلح دشمنوں پر مظفر و منصور ہوا۔ یا مراد ہوا۔

خاشعون نماز میں نماز کے سوا کسی کام میں نہ لگ جانے اس میں تین چیزیں ہوتی ہیں

(الف) السکون جسکے معنی ہیں ترک العبث

(ب) التواضع۔ عظمت اور خشیت الٰہی سے متواضع بننا۔

(ج) الخوف اللہ کی عظمت اور جبروت کو یاد کر کے ڈرنا

زکوٰۃ - ایک سال کے بعد اپنے مال میں سے ۱/۴۰ حصہ خدا کی راہ میں دینا۔ ۲ ہر شے جو خدا نے عطا فرمائی ہے جیسے آنکھ پاؤں اور دیگر اعضا و قویٰ۔ علوم۔ مال و دولت وغیرہ اسکو مخلوق الٰہی کی ہمدردی اور نفع رسانی کے لیے خرچ کرنا۔ ۳۔ زیور میں زکوٰۃ سے جو ہر سال دینی پڑتی ہے۔

فروج - اپنے سوراخ (آنکھ - کان - ناک - پیشاب گاہ)

امانت - اگر کسی حاکم کے ماتحت رعایا ہو تو حاکم کو رعایا کی بہتری و بھلائی کا ملحوظ خاطر ہونا - عدل و انصاف - انکی جان و مال و آبرو کی حفاظت - رعایا کو بھی وفاداری اور اطاعت ضروری ہے اور یہ امانت میں داخل ہے

۲- افسروں کو اپنے ماتحتوں سے نیک سلوک ماتحتوں کو اپنے فرائض کی پوری بجا آوری -

۳- میونسپلٹی یا امیر کے انتخاب کیوقت جو لائق ہوں انکو منتخب کرنا - ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا -

۴- شریعت الٰہی کے معنی بھی ہیں انا عرضنا الامانۃ علی السموٰت والارض

حفاظت الصلوٰۃ - وقت پر - جماعت کے ساتھ - معانی کے لحاظ و طمانیت اور عدل کے ساتھ نماز پڑھنا نماز کی محافظت ہے - **غطاً** - بڑا - **سبع طرائق** - ستاروں کی سات قسمیں ہیں اور یہ قطب شمالی سے چھوٹے - بڑے اس کے برابر کے ستارے وغیرہ - **شجرۃ** - کیکر کا درخت **صبغ** - سالن - **الدھن** - چکنائی -

---

استفسار اور انکے جواب

اس اشاعت سے یہ سلسلہ بھی الحکم میں شروع کیا جاتا ہے ناظرین الحکم جس قسم کے سوالات بھیجیں گے انکے جواب جتنی الوسع شائع ہوتے رہینگے

۱- (ماسٹر امیناللہ صاحب جہلم) مکذب کا جنازہ مکذب امام کے پیچھے پڑھ لینا چاہئیے یا نہیں - **جواب** نماز جنازہ حقیقت میں ایک دعا ہی ہے جو کی جاتی ہے لیکن جو شخص بالجہر تکذیب اور گالیاں دیتا اور تکفیر کرتا ہے پھر مومن کی غیرت کیونکر تقاضا کرسکتی ہے کہ وہ انکے پس ہو جاوے - اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ ایک فعل لغو ہوگا حالانکہ مومن کی شان ہے والذین ھم عن اللغو معرضون بہرحال یہ لوگ مکذب ہماری دعاؤں کو بیہودہ سمجھتے ہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ انکے جنازہ میں ہم شریک ہوں - اور اس کا امتحان کہ وہ ہماری دعاؤں کو مفید نہیں سمجھتے یوں ہو سکتا ہے کہ اگر ان سے کہا جاوے کہ آؤ ہم جنازہ کی نماز پڑھاتے ہیں تو وہ کبھی نہ مانیں گے پھر جس حال میں انکی طرف سے یہ تشدد ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے جو خواہ نخواہ انکے ساتھ شریک ہوں ہاں اگر میت مجہول الاحوال ہو اور جہری دشمن نہ ہو - اس نے کبھی علانیہ تکفیر یا تکذیب نہ کی ہو تو کچھ ڈر نہیں اسکا جنازہ اگر پڑھ لیا جاوے - آنحضرتؐ نے ایک منافق کا جنازہ پڑھا ہے مگر وہ آپ ہی کے لشکر میں ملا جلا تھا - جہری مکذب نہ تھا - اس سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا اُسوہ اسی حد تک ہے جب تک کچھ تصدیق کی بو ہو - جہری مکذب نہ ہو ورنہ یہ کہیں ثابت نہیں کہ ابوجہل کا جنازہ آپ نے پڑھا ہو یا ابوطالب ہی کا پڑھا ہو -

صریح مکذب اور جہری مخالف اگر اسی پر مریں تو ان کے تعلقات کی کیا پروا ہو - جیسے آنحضرتؐ نے ودوا لو تدھن سے گذارہ نہیں کیا ہم بھی نہیں کر سکتے - چند روزہ دنیا کے لیے ہم دین نہیں چھوڑ سکتے -

جو غفلت کی زندگی بسر کرتے ہیں وہ اور ہیں مگر جو کافر کہتے ہیں اور تکذیب میں تمرد کیا اور نشانات سے منہ پھیرا ان کا جنازہ پڑھنا یا انکے ساتھ ملکر پڑھنا صریح مخالفت کرنا ہے -

---

آریہ سماج لاہور - اگر مرزا صاحب کوئی بیّن نشان دکھائیں تو ہم ماننے کو تیار ہیں بیّن نشان ایسے ہوں جیسے ہم کہیں -

جواب - بیّن نشان وہ ہوتا ہے جس کا مخالف مقابلہ نہ کر سکے اور انسانی طاقتوں سے وہ بالاتر ہو - ہم کوئی قید اور شرط نہیں لگا سکتے کہ فلاں نشان ہم دکھائیں گے مگر ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ ایسا نشان ہم خدا کے فضل سے دکھا سکتے ہیں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو اور دوسرے اسکی مثال سے عاجز آئیں اقتراحی نشانات کا ہم دعویٰ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے یہ تو سوءِ ادب ہے خدا تعالیٰ پر کسی کا کیا حق ہے؟ جو چاہے وہ نشان دے ہم کوئی تخصیص کبھی نہیں کر سکتے - نشان دکھانا ہمارے اختیار میں نہیں ہے انما الاٰیات عند اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تکن من الجاھلین ہم سنت اللہ سے واقف ہوکر اور شان الوہیت کے ادب کو بچا کر اقتراحی نشانوں کا دعوٰی کیونکر کر سکتے ہیں؟ ہم اس کے جواب میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے سید و مقتدا نبی کریم صلعم نے فرمایا سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب کو نشان دکھاتا ہے مگر بالکل قیامت ہی بنانا نہیں چاہتا کہ پردہ برانداز معاملہ ہو جاوے - اگر ایسا بیّن ہو کہ ہر ایک شخص اسے مان لے تو پھر ایمان کی حقیقت ہی کیا رہی - بیّن تو ہوتا ہے مگر حسن ظن والا سعید الفطرت اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور ایک شقی اُس پر طرح طرح کے اعتراض کرتا ہے - اگر کوئی سورج پر ایمان لاوے تو بتاؤ یہ ایمان اسکو کیا نفع دے گا - نشانات کسی نہ کسی پہلو میں خفا کا ایک رنگ ضرور رکھتے ہیں اور ان کا بیّن ہونا یہی ہوتا ہے کہ دوسرے اس سے عاجز ہونے ہیں اور اسکو ہم **اعجاز** کہتے ہیں اگر کوئی اور بھی اسکی نظیر دکھلا سکے تو وہ اعجاز نہ ہوگا - بہرحال اقتراحی نشانوں کے لیے ہم نے کبھی دعوٰی نہیں کیا اور ہم خدا کو مانکر کبھی ایسا دعوٰی کر ہی نہیں سکتے جو سوءِ ادب ہو ہاں ہمکو اپنے خدا پر یہ کامل یقین ہے کہ وہ سچائی کے اظہار کو **اسلام** کی صداقت کیلیے نشان دکھاتا ہے ہمیں افسوس ہے آریہ لوگ جدید درخواست نشان بینی کی کیوں کرتے ہیں کیا **پنڈت لیکھرام** والا نشان انکے واسطے بیّن نہیں پہلے وہ اسی کا فیصلہ کر لیں کہ کیا ایک شخص کی مقدرت میں یہ امر ہو سکتا ہے کہ وہ چھ سال پہلے قطعی اور یقینی طور پر ایک شخص کو موت وقت موت صورت موت کی خبر دے - اور پھر اسیطرح پوری ہو جاوے - لیکھرام والی پیشگوئی دو چار منصفوں کے سامنے پیش کر لیں کہ وہ کیا فیصلہ دیتے ہیں ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جسکے گواہ کروڑوں انسان ہیں - جنمیں ہندو مسلمان عیسائی ہر مذہب کے لوگ ہیں اور اسکے علاوہ ہمارے اور بہت سے مشہور نشانات جنکی تعداد دو سو سے زائد ہے انکی نظیر دکھا دیں پھر بھی اگر تسلی نہ ہو تو بیشک حق ہے کہ ہم سے کوئی نیا نشان مانگیں لیکن ایک طالب حق کی شان سے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ خود تجویز کرے کہ یہ نشان ہو خدا تعالیٰ جو چاہے سو ظاہر کرے اور یہ ہم دعوٰی سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی صدق دل سے حق جوئی کی غرض سے دو مہینے بھی ہمارے پاس رہے تو وہ کوئی نہ کوئی نشان ضرور دیکھ لیگا - مردست اسکا یہی جواب ہے لیکن عنقریب انگریزی میگزین میں نشان اور معجزہ پر ایک آرٹیکل شائع ہوگا جسمیں اور بھی وضاحت سے اس قسم کے سوالوں کا جواب آجائے گا -

---

دارالامان

۱- حضرت اقدس مع الخیر ہیں - ۲- اتوار کو سیالکوٹ ...

دنیا کا ہفتہ

مذہبی دنیا

۔۔۔ ۱۳ کو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی جو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے موافق ہلاک ہوا تھا چوبرسی ہوئی ۔ لیکھرام میموریل فنڈ کا قیام اس پیشگوئی کی یاد کو قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے اور یہ خدا برتر کے ارادوں کا اظہار ہے۔

۔۔۔ ۶ مارچ میں لیکھرام کی موت کی سالگرہ منایا کرتی ہے ۔۔۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسے جلسوں میں اس پیشگوئی کا ذکر نہ کر کے وہ بھول جاتے ہیں مناسب ہے کہ لیکھرام کی موت پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے اس سارے تذکرہ کو یاد دلایا کریں جو کہ وہ قادیان آیا اور نشان مانگتا رہا ۔ اور پھر اس عبارت پر پیشگوئی مشتہر ہوئی ۔ اور اسکا وقوع ہوا۔

۔۔۔ ویلڈن جنکا ذکر کبھی کبھی الحکم میں ہوا ہے ۔۔۔ انکے خواستگار ہیں مگر سکرٹری آف سٹیٹ ۔۔۔ اجازت نہیں دیتے سکرٹری آف سٹیٹ حق بجانب ہیں ۔۔۔ بالشپ ۔۔۔ کی بلند پروازیوں سے وہ خوب آگاہ ہیں اسلیے خواہش ۔۔۔ پر عمل مناسب ہے۔

۔۔۔ امی شوگن چند نے ستھرا میں اپنا دھرم مہوتسو منایا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کیطرف سے ۔۔۔ صاحب بھی اس نرالی وضع کے نام کے سلام ۔۔۔ سلام کر کے پیش کیا ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ جلسہ ۔۔۔ پریلس ۔۔۔ کی اور دوسرے ایک ہی سو صاحب تھے

۔۔۔ سلام نے یہ ثابت کیا کہ بت پرستی علوم ۔۔۔ سے محروم کر دیتی ہے ۔ حال میں ٹراونکور کے ۔۔۔ خود اپنی ایک کسی شہر پر یہ استغاثہ کیا کہ اس کے ۔۔۔ ذریعہ سے ہمارے جسموں میں زہر ٹالا ہے مجسٹریٹ نے استغاثہ خارج کر کے ۔۔۔ انکو گواہ کرنا چاہا ۔۔۔ ہو کر عدالت ۔۔۔ نکل گئے

بلاد مصریہ میں رمضان المبارک کی نوں سحری کیلیے اسطرح جگاتے ہیں کہ بڑے جامع مسجد کے موذن اسکے منار پر چڑہ کر ۔۔۔ سے میں تسحروا ۔۔۔ کہا کہ ۔۔۔ بھی مسجد میں اس قسم کی اذانیں شروع ہو جاتی ہیں اور ۔۔۔ جگانیوالے گلی کوچوں میں یہ آیت پڑھتے ہیں ۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام اور جب لوگ کھانا کھا چکتے ہیں تو اسکے قریب کتاب پانی وغیرہ پی لو یہ آیت پڑھتے ہیں ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافورا ۔ مفصلات میں ڈہول بجا کر جگاتے ہیں ۔ اسکندریہ میں ۔ علاقہ مغرب میں دروازوں پر دستک دیتے ہیں اور کہتے ہیں قوموا ۔ کلوا یا نائمون ۔ یا اہل بیت صائمین

ہندوستان و پنجاب و سرحد

آئینہ خطاب اور اعزاز ہر سال ۲ جون (تاریخ تاجپوشی) کو ۹ نومبر روز سالگرہ کو عطا ہوا کرینگے۔

احاطہ بمبئی میں تعلیم نسواں میں معقول ترقی ہو رہی ہے پچھلی امتحانات برسوں سے کچھ کچھ دیسی خواتین پاس کرتی رہتی ہیں اس سال بی اے کا امتحان متعدد پارسی لڑکیوں نے پاس کیا۔

کلکتہ سوشل کانفرنس میں تعلیم نسواں ۔ عمر از دواج ۔ سفر یورپ باہمی از دواج وغیرہ مسائل پر بحث کی گئی۔

دہلی میں بجلی کی روشنی اور ٹرامو کی درخواست کمپنی ۔۔۔ کر کے تیس سال کا معاہدہ کر لیا ۔ کمپنی دربار سے پہلے بجلی کی روشنی کا سلسلہ چاندنی چوک میں شروع کر دیگی۔

برٹش فوج بلوچستان نے بیکران کا قلعہ سر کیا محمد علی ختنہ قتل ہوا اور برٹش فوج کے دو افسروں کو کاری زخم لگے۔

بنارس کے سنسکرت کالج میں داخل ہونیکے لیے ٹوکیو (جاپان) سے ایک طالب علم نے درخواست بھیجی ہے۔

قیصر ہند کے پاس ایک شخص نے جو دو لاکھ پونڈ کسی کار خیر میں صرف کرنیکے لیے بھیجے تھے ان سے مرض سل اور دق کے مریضوں کے لیے ایک ہسپتال قائم کیا جاویگا۔

حضور ویسرائے شملہ ۔۔۔ سے پہلے جنوری علاقہ جات شمال مغربی ۔۔۔ کا دورہ کرینگے لوم سیانہ میں طاعون کے پھیل جانیکا قوی احتمال ہے اور اگر جنوری کو خاص لودیانہ کی ۔۔۔ واردتیں ہو چکی ہیں ۔

لاہور میں طاعون پھیل گیا ۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ٹیکہ طاعون کی باشندوں کو مطلع کیا ہے ۔۔۔ لاہور کے ۔۔۔ اخبار پر افسوس ہے جسنے ابھی سال گذشتہ میں استہزا کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی پر نوٹ لکھا تھا ۔ غالباً اب وہ لاہور ہی میں ہوگا اور اسے معلوم ہو گیا ہوگا کہ خاص لاہور پر بھی حملہ ہوا تعجب ہے کہ یہ لوگ نہیں سمجھتے یا تو ٹالنا چاہتے ہیں جو اور بھی بہڑ کانیکی موجب ہوتی ہے ۔ مناسب تو یہ تھا کہ جیسا ہدایت کیگئی تھی توبہ اور خشوع کی تجدید کرتے اور خشوع و خضوع کے ساتھ جناب الٰہی میں گرتے اور خدا سے صلح کر لیتے مگر نہیں شوخیوں میں ترقی ہوتی رہی اب بھی ہم اس مامور کے الفاظ میں اہل ملک کو کہنا چاہتے ہیں۔

ترسیا از خدائے بے نیاز و سخت قہارے ۔ نمی بینم کہ بد بیند خدا ترسی بکو کارے
خود تابان گیست ستے از بیکاری مردم ۔ ۔۔۔ آرد بنجوے نظارے
مرا بارے بگفت آید کہ سوا اگر دوران قومی ۔ ۔۔۔ سلطان ۔۔۔ کہ ستار و غفارے
گران ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

غرض یہ وقت ہے کہ تجدید توبہ کی جاوے اور خدا کے حضور اپنی گناہوں کی معافی کی دعائیں کی جاویں۔

صاحب چیف کمشنر بہادر لاہور کے اشتہار ٹیکہ پر حضرت اقدس سے لاہور کے بعض احباب نے ٹیکہ کرانیکے متعلق مشورہ پوچھا ہے آپ نے جو ہمیشہ گورنمنٹ کو ہر مناسب موقع پر اپنی ممکنہ امداد دینے سے دریغ نہیں فرماتے اور خاص طاعون کے متعلق پبلک کے بعض حصوں میں فساد ہو گیا تھا ایک عام جلسہ کر کے ان غلط بیانیوں کی تردید کر کے گورنمنٹ کی تدابیر انسداد پر عمل کرنیکی صلاح دی تھی اسوقت اپنی جماعت لاہور کو مشورہ دیا ہے کہ بیشک وہ ٹیکا لگوا لیں آپ کسی علاج سے نہیں روکتے۔

میگزین

انگریزی رسالہ کا پہلا پرچہ انشاء اللہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو شائع ہوگا احباب کا فرض ہے کہ اسکی خریدار پیدا کرنیکے لیے پوری کوشش کریں ۔ قیمت چھ روپے سالانہ ہے خریداران حصص میگزین کی خدمت میں التماس ہے کہ جو وعدے انہوں نے گذشتہ اپریل میں میگزین کا سرمایہ بہم پہنچانیکے لیے گئے تھے انکو اب اور زیادہ توقف میں نہ ڈالیں جن احباب کیطرف روپیہ باقی ہے وہ بلا توقف ارسال فرماویں ۔ روپیہ کی سخت ضرورت ہے جن احباب نے ابتک کوئی حصہ میگزین کا نہیں خریدا وہ خرید حصص میں مدد دیں کیونکہ ابتک دس ہزار کے حصص فروخت نہیں ہوئے بلکہ اگر دس ہزار سے سرمایہ بڑہ جاوے تو اسمیں میگزین کا کام چلانیکے لیے اور بھی سہولت ہو جاتی ہے یعنی اپنا ایک مختصر سا چھاپہ خانہ قادیان میں طیار ہو سکتا ہے ۔ امید ہے کہ باوسعت احباب ضرور توجہ فرماوینگے اسکے لیے دو ہزار روپیہ کے اندر اندر ضرورت ہوگی ۔ اردو میگزین کی نسبت اگرچہ مطلوبہ تعداد درخواستوں کی پوری نہیں ہوئی مگر یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ مارچ کے مہینہ سے شائع کیا جاوے قیمت بہت کم کر دیگئی ہے یعنی قیمت سالانہ معہ محصول ۲ اور جو احباب انگریزی اور اردو دونوں خریدیں انکے لیے اردو رسالہ کی قیمت ۱ ہوگی جن احباب نے اردو رسالے کیلیے درخواستیں بھیجی تہیں وہ قیمت سالانہ ارسال فرماویں قیمت چونکہ کم کر دیگئی ہے اسلیے اور خریدار پیدا کرنیکی کوشش کریں قیمت ۲ صرف اسلیے رکھی گئی ہے کہ وہ احباب جنہیں سے اکثر مالی وسعت نہیں رکھتے ہیں خریداری میں شریک ہو سکیں ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ اسکی قیمت انگریزی رسالہ کے برابر نہ ہوتی ۔ بیشک خیال کرو ان مضامین کا قوم کو ملجانا ایک بڑی نعمت ہے اور اسکے لیے انجمن نے ہر ایک کی راہ کھولدی ہے جو احباب سارا چندہ پیشگی نہیں دے سکتے اور سال بھر کیلیے خریدار اسکے نہیں ہو سکتے وہ ہر ماہوار بھیجکر ہر ایک پرچہ منگوا سکتے ہیں جس سے یکمشت چندہ دینے کی تکلیف ۔۔۔

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک چھپکر شائع ہوا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ)

الحکم

دارالامان قادیان

منارۃ المسیح

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳ | ۲۴ر جنوری ۱۹۰۲ء مطابق ۱۳ر شوال ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ | جلد ۶

سلسلہ عالیہ کے متعلق

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے ارشاد عالی کے موافق ہمارے معزز و محترم بھائی جناب میرزا خدابخش صاحب مؤلف عسل مصفیٰ ایک دورہ کرنے والے ہیں اور غالباً الحکم کی دوسری اشاعت تک روانہ ہوجائیں گے۔ میرزا صاحب کے دورہ کے اغراض یہ ہوں گے۔

اول سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ۔

دوم۔ احمدی قوم کی ہر شہر میں باقاعدہ کمیٹیاں قائم کرنا۔

سوم احمدی قوم کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات سے آگاہ کرکے ان کے لیے چندہ وصول کرنا۔ فی الحال مندرجہ ذیل ضرورتیں ہیں۔

(الف) لنگرخانہ اور مطبع اور سلسلہ خط و کتابت کے اخراجات کے لیے فی الحال یکمشت عطیے اور آیندہ کے لیے مستقل ماہوار چندوں کی تحریک (ب) مدرسہ کی عام اغراض اور تعمیر کے لیے کئی ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ (ج) مساکین۔ یتامیٰ۔ مسافروں۔ مؤلفۃ القلوب۔ نومسلموں اور اور اس قسم کے مقامی اخراجات۔ جن کی تفصیل بارہا الحکم میں اور حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے اشتہاروں میں شائع ہوے تھے۔

چہارم۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کے سلسلوں کی تبلیغ کے وسائل کی توسیع مثلاً میگزین جو بلاد یورپ و امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لیے شائع کیا گیا ہے اس کے لیے احباب کو توجہ دلانا کہ اسے خریدیں۔ اور ایسا ہی الحکم کے لیے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہفتہ وار اردو اخبار ہے اس کی طرف بھی متوجہ کرنا

پنجم سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے والوں کی ایک مکمل فہرست طیار کرنا۔ یہ پانچ کام ہیں جن کے لیے مرزا صاحب آجکل بدورہ پر روانہ ہوں گے

ہم امید کرتے ہیں کہ احمدی قوم نہایت مسرت و احترام اور مسرت کے ساتھ ان کو خیر مقدم کہنے کے لیے طیار ہوگی اور اس سے پیشتر کہ وہ کسی جگہ پہونچیں پہلے ہی وہاں کی جماعت مندرجہ بالا امور کے متعلق پورا انتظام رکھے گی تاکہ ان کو زیادہ ٹھیرنا نہ پڑے۔

میگزین پراسپکٹس۔ اور الحکم کے اشتہار مرزا صاحب موصوف سے مل سکیں گے۔ مرزا صاحب کے پاس چھپی ہوئی رسیدبک ہونگی جو وہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات میں وصول کریں گے اُس کی رسید دینگے

ہم آخر میں الحکم کے خریداروں اور بقایا داروں کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم بقایا داروں کی ایک فہرست مرزا صاحب ممدوح کو دینگے وہ ان سے الحکم کا بقایا بھی وصول کریںگے۔ اور جو پیشگی قیمت الحکم کی دینا چاہیں وہ بھی مرزا صاحب کو دے سکتے ہیں۔

بہرحال مرزا صاحب ایک عظیم الشان قومی خدمت کے لیے جاتے ہیں۔ اللہ انکو بخیر و خوبی و کامیابی واپس لاوے۔ آمین۔

امتحان! امتحان!! امتحان!!!

امتحان کی اطلاع پہلے دیجاچکی ہے عید اضحیٰ کی تاریخوں پر ہونیوالا ہے مگر افسوس کی بات ہے کہ ابھی تھوڑی درخواستیں آئی ہیں ہر ایک شہر کی جماعت اپنی اپنی فہرستیں مکمل کرکے آخر فروری سے پہلے پہلے خاکسار ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدیں آخر فروری پر وہ فہرستیں حضرت خلیفۃ اللہ کے حضور پیش ہوں گی۔ اس معاملہ میں بالکل سستی سے کام نہ لیا جاوے۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت و انبساط اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ انگریزی میگزین جس کے متعلق ایکسال کے زیادہ عرصہ سے الحکم میں مضامین نکل رہے تھے آخر ۲۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو اس کا پہلا نمبر نہایت عمدہ دبیز کاغذ اور ۴۸ صفحوں پر شائع ہوگیا۔

میگزین کے مضامین کے متعلق کہ وہ کیسے ہیں

ہمیں بجز اس کے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں۔ میگزین کے اغراض و مقاصد سے الحکم کے پڑھنے والے بخوبی واقف ہیں۔ حضرت اقدس کی بعثت اور رسالت کی اصل غرض کسر صلیب کے پورا کرنے میں میگزین بہت بڑا ہتھیار ہے مبارک ہوں گے وہ لوگ جنکے پاک مال اس کار خیر میں صرف ہوں۔ پس آپ خود خریدار ہوں اور دوسروں کو خریداری کی ترغیب دیں قیمت سالانہ چند روپیہ ہے۔ اردو میگزین مارچ سے شائع کیا جاوے گا جسکی قیمت ۲؎ سالانہ ہے اب ہم ذیل میں پہلے نمبر کے مضامین کی فہرست دیدیتے ہیں تمام درخواستیں مینیجر ریویو آف ریلیجنز کے نام بمقام قادیان آنی چاہییں۔

فہرست مضامین

۱- پراسپکٹس۔ ۲- میگزین کے اغراض و مقاصد ۳- گناہ کی غلامی سے رہائی پانیکی کیا تدابیر ہیں (الف) جذبات نیک و بد۔ (ب) آخری جنگ (ج) آدم ثانی۔ (د) مینار اور مسیح موعود کا نزول (آمد) (ہ) جہاد اور اسلامی ابتدائی جنگیں (و) مسلمانوں میں عملی کمزوریاں۔ (ز) عیسویت (ح) فدیہ یا کفارہ۔ (ط) حقیقی علاج۔ (ی) نجات کی حقیقت۔ (ک) مامور آسمانی (ل) وبا، طاعون۔

الغرض مندرجہ بالا مضامین جو سب کے سب حضرت مسیح موعود کے قلم سے نکلے ہیں لیے ہوئے پہلا رسالہ شائع ہوا ہے ہم اپنے اس معزز و محترم دوست و ناز وہمعصر کا نہایت خوشی بھرے دل کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اسے کامیاب کرے تا اسکا جلال دنیا پر ظاہر ہو۔ آمین

ناظرین الحکم سے آخر میں اتنا ہم اور کہنا چاہتے ہیں کہ انمیں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اگر ذرا بھی انگریزی سے آشنا ہے تو انگریزی ہیں ورنہ اردو میگزین ضرور خریدے۔ یہ امر ہرگز فراموش نہیں ہونا چاہیے کہ میگزین کو زیادہ مفید زیادہ مؤثر بنانے کے لیے اسکی مالی حالت کی تقویت سے جسپر پریس اور دیگر ضروریات کی تکمیل کا انحصار ہے پس ہم ان لوگوں سے جو مسیح موعود کے مقاصد اور اغراض کی دل سے قدر کرتے ہیں امید کرتے ہیں کہ وہ حضرت کے اس صریر قلم کی کوشش کی ہوا تا بدین قوت شود پیدا بہا کوہ تو اندر زمانہ فتح و تبلیغ

تلاوت قرآن کریم کیلیے اشارات

از درس حکیم الامّت

یکم جنوری ۱۹۰۲ء

نمبر ۲

سورۃ المومنون رکوع ۲

اس رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے۔ ۱- نوح ؑ کا ملک بین الدجلہ والفرات یعنی وہ ملک جو دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔ ۲- مامور من اللہ کی شناخت۔ اوّل پہلے انبیاء و رسل کی تعلیم سے مطابقت ہو دوم۔ تائیدات سماویہ اسکے ساتھ ہوں سوم اسپر وہی اعتراض ہوں جو پہلے نبیوں پر کیے گیے ۳- انبیا علیہم السلام کی تعلیم کا خلاصہ اور منشا یہ ہوتا ہے کہ اول صرف اللہ ہی کی عبادت کی جاوے جو کبھی انبیاء پر موقوف ہوتی ہے دوم ترک عبادت لغیر اللہ۔ اسکی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ کوئی خدا کا ندّ نہ بنایا جاوے اور ندّ بنانا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کے بالمقابل کسی اور کا حکم مانیں اور یہ کفر ہے مثلاً تجعلوا للہ انداداً۔ دوم عدل یعنی کسیکو خدا کی مثل سمجھنا وھم بربھم یعدلون پس اللہ کی مثل کسیکی عبادت کرنا شرک ہے۔ ندّ اور شرک میں یہی فرق ہے۔ اور انبیا علیہم السلام ان دو سے خالص عبادت کی راہ بتاتے ہیں۔ ۱- ملاء ان بڑے امراء کو کہتے ہیں جنکی باتوں سے آدمی کے دل پر رعب آجاتا ہے اصحاب حکومت پہلے پہل کبھی مامور من اللہ پر ایمان نہیں لاتے اس میں سر اور منشاء الٰہی یہی ہوتا ہے کہ وہ کمزوروں کو زبردست بنانا چاہتا ہے۔

مامور و نبیر مندرجہ ذیل اعتراض ہوتے ہیں

(۱) مثلکم (تمہارے جیسا)

(۲) یرید ان یتفضل علیکم (تم پر فضیلت چاہتا ہے)

(۳) ہم کو (مخالفین) بھی الہام ہو

(۴) رجل۔ بہ جنّۃ

رجل بڑا آدمی ہے (بہ جنّۃ) اسکو وحشت لگی ہوئی ہے۔

فتربصوا بہ حتی حین۔ چندے انتظار کرلو

التنور۔ وجہ الارض۔ التنّور۔ چشموں کو بھی کہتے ہیں اور اونچے مکانپر بھی رہتے ہیں۔

فار۔ جوش مارا

من کل۔ ہر ایک ضروری شے

ان فی ذالک لآیات۔ اے کفار مکہ اسمیں تیرے لئے بہت سے نشان ہیں۔

(۱) اعبدوا اللہ

(۲) مالکم من الٰہ غیرہ

(۳) افلا تتقون

(۴) بشر مثلکم

(۵) یریدون ان یتفضل علیکم

(۶) لو شاء اللہ لانزل ملئکۃ

(۷) ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین

(۸) رجل بہ جنّۃ

(۹) فتربصوا بہ حتی حین

(۱۰) انصرنی بما کذبون

بما کذبون۔ وہ تکذیب جو تو جانتا ہے

وان کنا لمبتلین اور ضرور ضرور ہم انعام دینیوالے ہے۔

انّ کے بعد اگر لام تاکید آوے تو اس کے معنے تحقیق کے ہوتے ہیں۔

نئی کتابیں

سراج الدین عیسائی نے منشی عبدالحق صاحب نومسلم کو خط لکھا تھا۔ اُس کا جواب جو منشی صاحب موصوف نے لکھا ہے وہ آجکل انوار احمدیہ پریس میں چھپ رہا ہے ایک عجیب قابل دید رسالہ ہوگا۔

(۲) اس رسالہ کے بعد سلک مروارید کے سلسلہ میں پہلی کتاب جو بطریق ناول حضرۃ حجۃ اللہ کے منشاء سے ایڈیٹر الحکم نے طیار کی ہے طبع ہونی شروع ہوگی صرف ۵۰۰ چھاپی جاویگی اگر درخواستیں اس سے زیادہ موصول ہوگئیں تو اس اندازے سے طبع ہوگی اس لئے پہلے درخواستوں کا آنا ضروری ہے۔

(۳) ازالہ اوہام طبع ہو رہا ہے

تفسیر القرآن کا کام بعض اسباب اور وجوہات سے بہ معرض التوا میں تھا اب حضرۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ جلد جلد مسودہ بعد اصلاح واپس فرما رہے ہیں اپنی طرف سے بہت جلدی کیجاتی ہے مگر خدا تعالےٰ جو بعض رکاوٹیں پیش کر دیتا

کلمات طیّبات
حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۶

اسی طرح پر **تعداد ازدواج** کے مسئلہ پر اعتراض کر دیتے ہیں مگر مجھے سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان نادانوں نے یہ اعتراض کرتے وقت اس بات پر ذرا بھی خیال نہیں کیا کہ اس کا اثر خود ان کے خداوند پر کیا پڑتا ہے؟ مجھے سخت رنج آتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ پادریوں کے اس اعتراض نے حضرت عیسیٰ پر سخت حملہ کیا ہے کیونکہ جس کے گھر میں حضرت مریم گئی تھیں اس کے پہلی بیوی بھی تھی۔ پھر یہ اولاد کیسی قرار دیجاویگی۔ علاوہ ازیں جبکہ مریم نے اور اسکی ماں نے یہ عہد خدا کے حضور کیا تھا کہ اس کا نکاح نہ کرینگی پھر وہ کیا آفت اور مشکل پیش آئی تھی جو نکاح کر دیا + بہتر ہوتا کہ روح القدس کا بچہ مقدس ہیکل میں ہی جنتی + بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں نگاہ نہیں کی۔ ورنہ اس قوم کا فرض تھا کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول کرنے والے یہی ہوتے کیونکہ ان کے ہاں نظائر موجود تھے۔ مگر جیسے اسوقت کو انہوں نے کھو دیا آج بھی یہ مسیح موعود کو قبول نہیں کرتے حالانکہ ایلیا کا قصہ انمیں موجود ہے اور یہی یہ مسیح کی صداقت کا سارا معیار ہے۔ اگر مسیح واقعی مردوں کو زندہ کرتے تھے تو کیوں پھونک مار کر ایلیا کو زندہ نہ کر دیا تا یہود ابتلا سے بچ جاتے اور خود مسیح کو بھی ان تکالیف اور مشکلات کا سامنا نہ ہوتا جو ایلیا کی تاویل سے پیش آئیں۔ ایک یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے وہ اسمیں صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ہم سے مسیح کے انکار کا سوال کریگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھدینگے کہ کیا اسمیں نہیں لکھا کہ مسیح سے پہلے ایلیا آئے گا۔ اسمیں یہ کہا ہے کہ یوحنا آئے گا۔ اسپر اس نے بڑی بحث کی ہے اور پھر لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ بتاؤ ہم سچے ہیں یا نہیں؟ الغرض اس قسم کی جزئیات کو یہ لوگ بدنما صورت میں پیش کرکے دھوکا دیتے ہیں۔ آپ اپنے اعتراضوں کے انتخاب میں ان امور کو مدنظر رکھیں جو میں نے آپکو بتا دیے ہیں۔

دین کا معاملہ بہت بڑا اہم اور نازک معاملہ ہے اسمیں بہت بڑی فکر اور غور کی ضرورت ہے ہمیں وہ پہلے اختیار کرنا چاہیے جو مشترک امت کا ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی ایسی بات قابل تسلیم نہیں ہو سکتی جس کے نظائر موجود نہوں مثلاً ایک شخص کہے کہ ایک صندوق میں ایک ہزار روپیہ رکھا تھا اور وہ جادو کے ذریعہ ہوا ہو کر اڑ گیا تو اسے کون مانیگا اسی طرح پر عیسائیوں کے معتقدات کا حال ہے آپ اپنے اعتراض مرتب کرکے پیش کریں اور انشاء اللہ ہم جواب دینگے۔

منشی عبد الحق صاحب

اگر آپ تثلیث اور کفارہ کو توڑ کر دکھا دینگے تو میں شاید اور کچھ نہ پوچھوں گا۔

حضرت مسیح موعود

تثلیث اور کفارہ کی تردید کے دلائل تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اتنے بیان کر دینگے کہ جو ان کے ابطال کے لیے کافی سے بڑھ کر ہونگے۔ مگر میری رائے میں جو ترتیب میں نے آپ کو اشارہ کی ہے اسپر چلنے سے بہت بڑا فائدہ ہوگا + اسوقت میں خلط کرنا نہیں چاہتا + لیکن میں مختصر اور اشارہ کے طور پر اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت تین قومیں یہود مسلمان اور عیسائی موجود ہیں انمیں سے یہودی اور مسلمان بالاتفاق توحید پر ایمان لاتے ہیں لیکن عیسائی تثلیث کے قائل ہیں۔ اب ہم عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی تثلیث کی تعلیم حق تھی اور نجات کا یہی اصل ذریعہ تھا تو پھر کیا اندھیر مچا ہوا ہے کہ توریت میں اس تعلیم کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ یہودیوں کے اظہار لیکر دیکھ لو اس کے سوا ایک اور امر قابل غور ہے کہ یہودیوں کے مختلف فرقے ہیں اور بہت سی باتوں میں انمیں باہم اختلاف ہے۔ لیکن توحید کے اقرار میں ذرا بھی اختلاف نہیں اگر تثلیث واقعی مدار نجات تھی تو کیا سارے کے سارے فرقے ہی اسکو فراموش کر دیتے اور ایک آدھ فرقہ بھی اسپر قائم نہ رہتا کیا یہ تعجب خیز امر نہ ہوگا۔ کہ ایک عظیم الشان قوم جس میں ہزاروں ہزار فاضل ہر زمانہ میں موجود رہے اور برابر مسیح علیہ السلام کے وقت تک جنمیں نبی آتے رہے انکو ایک ایسی تعلیم سے بالکل بیخبری ہو جاوے جو موسیٰ علیہ السلام کی معرفت انھیں ملی ہو اور مدار نجات بھی وہی ہو + یہ بالکل خلاف قیاس اور بیہودہ بات ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ خود تراشیدہ عقیدہ ہے نبیوں کے صحیفوں میں اس کا کوئی پتہ نہیں ہے اور ہونا بھی نہیں چاہیے کیونکہ یہ حق کے خلاف ہے۔ پس یہودیوں میں توحید پر اتفاق ہونا اور تثلیث پر کسی ایک کا بھی قائم نہ ہونا صریح دلیل اس امر کی ہے کہ یہ باطل ہے حالانکہ خود عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں بھی تثلیث کے متعلق ہمیشہ سے اختلاف چلا آتا ہے اور یونی ٹیرین فرقہ اب تک موجود ہے۔ میں نے ایک یہودی سے دریافت کیا تھا کہ توریت میں کہیں تثلیث کا بھی ذکر ہے اور یا تمہارے تعامل میں کہیں اس کا پتہ لگتا ہے اس نے صاف اقرار کیا کہ ہرگز نہیں ہماری توحید وہی ہے جو قرآن میں ہے اور کوئی فرقہ ہمارا تثلیث کا قائل نہیں ہے اس نے یہ کہا کہ اگر تثلیث پر مدار نجات ہوتا تو ہمیں جو توریت کے حکموں کو چوکھٹوں اور آستینوں پر لکھنے کا حکم تھا کہیں تثلیث کے لکھنے کا بھی ہوتا۔ پھر دوسری دلیل اس کے ابطال پر یہ ہے کہ باطنی شریعت میں اسکے لیے کوئی نمونہ نہیں ہے باطنی شریعت بجائے خود توحید چاہتی ہے۔ پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتاب میں اعتراف کر لیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے جزیرہ میں رہتا ہو جہاں تثلیث نہیں پہنچی اس سے توحید ہی کا مطالبہ ہوگا نہ تثلیث کا۔ پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باطنی شریعت توحید کو چاہتی ہے نہ تثلیث کو۔ کیونکہ تثلیث اگر فطرة میں ہوتی تو سوال اس کا ہونا چاہیے تھا۔

پھر تیسری دلیل اس کے ابطال پر یہ ہے کہ جس قدر عناصر خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں وہ سب کروی ہیں پانی کا قطرہ دیکھو۔ اجرام سماوی کو دیکھو۔ زمین کو دیکھو۔ یہ اس لیے کہ کرویت میں ایک وحدت ہوتی ہے۔ پس اگر خدا میں تثلیث تھی تو چاہیے تھا کہ مثلث نما اشیا ہوتیں۔ ان ساری باتوں کے علاوہ بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے۔ جو تثلیث کا قائل ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اس کے دلائل دے۔ ہم جو کچھ توحید کے متعلق یہودیوں کا تعامل باوجود اختلاف فرقوں کے۔ اور باطنی شریعت میں اس کا اثر ہونا اور قانون قدرت میں اسکی نظیر کا ملنا بتاتے ہیں اسپر غور کرنے کے بعد اگر کوئی تقویٰ سے کام لے تو وہ سمجھ لے گا کہ تثلیث پر جس قدر زور دیا گیا ہے وہ صریح ظلم ہے۔

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ کبھی غیر تسلی کی راہ اختیار نہیں کرتا ہے پگ ڈنڈیوں کے بجائے شاہراہ پر چلنے والے سب سے زیادہ ہوتے ہیں اور ہر چلنے والوں کے لیے کسی قسم کا خوف و خطرہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس راہ کی شہادت قوی ہوتی ہے۔ پس جب دنیا میں یہ ایک روز مشاہدہ میں آئی بات ہے پھر آخرت کی راہ قبول کرنے میں انسان کیوں غیر تسلی کی راہ اختیار کرے جسکے لیے کوئی کافی اور معتبر اور سب سے بڑھ کر زندہ شہادت موجود نہ ہو۔ اس وقت دنیا میں ہزاروں راہیں نکالی گئیں ہیں۔ مگر سعید اور مبارک وہی ہے جو دنیا کے لالچوں کو چھوڑ کر محض خدا کے لیے فقر و فاقہ اختیار کرکے خدائی راہ پر چلنے کی تلاش میں نکلے اور جو خلوص نیت سے اسے ڈھونڈتا ہے وہ اسکو پا لیتا ہے۔

عیسائی مذہب کے استیصال کیلیے

ہمارے پاس تو ایک دریا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ یہ طلسم ٹوٹ جاوے اور وہ بت جو صلیب کا بنایا گیا ہے گر پڑے اور اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے مبعوث بھی فرماتا تب بھی زمانہ نے ایسے حالات اور اسباب پیدا کر دیے تھے کہ عیسائیت کا پول کھل جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال سے یہ صریح خلاف ہے کہ ایک عورت کا بچہ خدا بنایا جاتا جو انسانی حوائج اور لوازم بشریہ سے کچھ بھی استثنا اپنے اندر نہیں رکھتا۔

میں نے ایک کتاب لکھی ہے جسمیں میں نے کامل تحقیقات کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا اصل یہ ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتار لیا گیا تھا اور وہاں سے بچکر وہ کشمیر میں چلا آیا۔ جہاں اس نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی اور اب تک اس کی قبر خان یار کے محلہ میں یوز آسف یا شہزادہ نبی کے نام سے مشہور ہے۔

اور یہ بات ایسی نہیں ہے جو محکم اور مستقیم دلائل کی بنا پر نہ ہو بلکہ صلیب کے جو واقعات انجیل میں لکھے ہیں خود ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ سب سے اول یہ ہے کہ خود مسیح نے ہی مثال یونس سے دی تھی کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے یا مر کر؟ اور ظاہر ہے کہ پیلاطوس کی بیوی نے ایک ہولناک خواب دیکھا تھا جس کی اطلاع اس نے پیلاطوس کو بھی اسوقت کر دی اور وہ اس فکر میں ہو گیا کہ اسکو بچایا جاوے اور اسی لیے پیلاطوس نے مختلف پیرایوں میں مسیح کے چھوڑ دینے کی کوشش کی اور آخر اپنے ہاتھ دھو کر بتایا کہ میں اس سے بری ہوں۔ اور جب یہودی کسی طرح ماننے والے نظر نہ آئے تو یہ کوشش کی گئی کہ جمعہ کے دن بعد عصر صلیب دی گئی۔ اور چونکہ صلیب پر بھوک پیاس اور دھوپ وغیرہ کی شدت سے کئی دن رہ کر صلیب پر انسان مر جایا کرتا تھا وہ موقع مسیح کو پیش نہ آیا کیونکہ کسی طرح نہیں ہو سکتا تھا کہ جمعہ کے دن غروب ہونے سے پہلے اسے صلیب پر سے نہ اتار لیا جاتا کیونکہ یہودیوں کی شریعت کے رو سے یہ سخت گناہ تھا کہ کوئی شخص سبت یا سبت سے پہلی رات صلیب پر رہے مسیح چونکہ جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھایا گیا تھا اس لیے بعض واقعات آندھی وغیرہ کے پیش آ جانے سے فی الفور اتار لیا گیا۔ پھر دو چور جو مسیح کے ساتھ صلیب پر لٹکائے گئے تھے انکی ہڈیاں تو توڑ دی گئی تھیں مگر مسیح کی ہڈیاں نہیں توڑی گئی تھیں۔

اور پھر مسیح کی لاش ایک ایسے آدمی کے سپرد کر دی گئی جو مسیح کا شاگرد تھا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خود پیلاطوس اور اس کی بیوی بھی اس کی مرید تھی چنانچہ پیلاطوس کو عیسائی شہیدوں میں لکھا ہے اور اسکی بیوی کو ولیہ قرار دیا ہے۔ اور ان سب سے بڑھ کر مرہم عیسیٰ کا نسخہ ہے جسکو مسلمان یہودی۔ رومی اور عیسائی اور مجوسی طبیبوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ یہ مسیح کے زخموں کے لیے طیار ہوا تھا اور اسکا نام مرہم عیسیٰ اور مرہم حواریین اور مرہم رسل اور مرہم شلیخا وغیرہ بھی رکھا۔ کم از کم ہزار کتاب میں یہ نسخہ موجود ہے۔ اور یہ کوئی عیسائی ثابت نہیں کر سکتا کہ صلیبی زخموں کے سوا اور بھی کبھی کوئی زخم مسیح کو لگے تھے اور اسوقت حواری بھی موجود تھے۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ تمام اسباب اگر ایک جا جمع کیے جاویں تو صاف شہادت نہیں دیتے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ بچکر اتر آیا تھا۔ اسپر اسوقت ہمکو کوئی لمبی بحث نہیں کرنی ہے۔ یہودیوں کے جو فرقے متفرق ہو کر افغانستان یا کشمیر میں آ گئے تھے وہ انکی تلاش میں ادھر چلے آئے اور پھر آخر کشمیر ہی میں انھوں نے وفات پائی۔ اور یہ بات انگریز محققوں نے بھی مان لی ہے کہ کشمیری در اصل بنی اسرائیل ہیں چنانچہ برنیر نے اپنے سفرنامہ میں یہی لکھا ہے اب جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے اور واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اتر آئے تو پھر کفارہ کا کیا باقی رہا۔

پھر سب سے عجیب تر بات ہے کہ عیسائی جس عورت کی شہادت پر مسیح کو آسمان پر چڑھاتے ہیں وہ خود ایک چھے اور شریعت چال چلن کی عورت نہ تھی۔

باقی آئندہ انشاءاللہ

بقیہ
خطبہ عید الفطر

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۶

کیا بڑا بول بولا۔ نادان زمیندار بادشاہ کو طلب کرتا ہے اسے معلوم نہیں کہ بادشاہ تو رہا ایک طرف اگر ایک معمولی سا چپڑاسی بھی آگیا تو وہ مار مار کر سر گنجا کر دے گا اور محاصل لے لے گا۔ اسی طرح پر ماموروں کی مخالفت ایسے ہی اعتراض کیا کرتے ہیں لیکن جب ملائکہ کا نزول ہو جاتا ہے پھر ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں جو انھیں یا تو چکنا چور کر دیتے ہیں اور یا وہ ذلیل و خوار حالت میں رہ جاتے ہیں اور یا منافقانہ رنگ میں شریک ہو جاتی ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین قسم کے لوگ ہوئے تھے ایک وہ جو سابق اول من المہاجرین تھے اور دوسرے وہ جو فتح کے بعد ملے ہیں اور تیسرے اسوقت جو رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کے مصداق تھے اسی طرح جو لوگ عظمت و جبروت الٰہی کو پہلے نہیں دیکھ سکتے۔ آخر انکو داخل ہونا پڑتا ہے اور اپنی بودی طبیعت سے اپنے سے زبردست کے سامنے مامور من اللہ کو ماننا پڑتا ہے اور بلکہ آخر

یعطوا الجزیۃ وھم صاغرون

کے مصداق ہو کر رہنا پڑتا ہے۔

پھر اس سے ایک اور گندہ نتیجہ نکالتی ہیں کہ جب ملائکہ بھی نہیں آتے ہمیں بھی الہام نہیں ہوتا۔ کشف نہیں ہوتا اور یہ دوکاندار بھی نہ سہی مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ کیا ہمارے پیشوایان مذہب نے اسکو مان لیا ہے؟ وہ لوگ چونکہ اپنے نفس کے غلام اور اپنی جذبات کے تابع فرمان ہوتے ہیں اس لیے پھر کہہ بیٹھتے ہیں کہ

ما سمعنا بھذا فی اباءنا الاولین

ہم نے یہ باتیں جو یہ بیان کرتا ہے اپنے آباو اجداد سے تو کبھی بھی نہیں سُنی ہیں +

جب کوئی مامور من اللہ آتا ہے تو نادان۔ بدقسمتی سے یہ اعتراض بھی ضرور کرتے ہیں کہ یہ تو نئی نئی بدعتیں نکالتا ہے اور ایسی تعلیم دیتا ہے جس کا ذکر بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے نہیں سنا۔ اسوقت بھی جب خدا کی طرف سے ایک مامور ہو کر آیا اور اُس نے سنت انبیاء کے موافق ان بدعتوں اور مشرکانہ تعلیموں کو دور کرنا چاہا جو قوم میں بُعد زمانہ کے باعث پھیل گئی تھیں تو ناعاقبت اندیش۔ ناقدرشناس قوم نے بجائے اس کے کہ اسکی آواز پر آگے بڑھ کر لبیک کہتی اسکی مخالفت شروع کی اور نوح کی قوم کیطرح اسکی باتوں کو سنکر یہی کہا

ماسمعنا بھذا فی اباءنا الاولین

یہ سلف کے خلاف ہے یہ اجماع امت کے مخالف ہے۔ فلاں بزرگ کے اقوال میں کہاں لکھا ہے؟ فلاں مفسر کے مخالف ہے وغیرہ وغیرہ یہی صدائیں ہمارے کان میں آرہی ہیں ورنہ اگر غور کیا جاتا اور ذرا ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر توجہ کی جاتی جو خدا کا مامور لیکر آیا تھا اور سنت انبیاء کے موافق اسکی تعلیم کو دیکھا جاتا تو آسانی کے ساتھ یہ عقدہ حل ہو سکتا تھا مگر افسوس ان نادانوں نے جلد بازی سے وہی کہا جو پہلے معترضوں اور مخالفوں نے کہا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں انبیاء و رسل کے مخالفوں کے اعتراضوں کو پڑھکر مجھے بڑی عبرت ہوئی ہے۔ اور خدا کے فضل سے میں اس مقام پر پہونچ گیا ہوں کہ میرے سامنے اب کسی نشان یا اعجاز کی ضرورت میرے ماننے کے لیے نہیں رہی اسی لیے تمھیں میں یہ اصول سمجھاتا ہوں کہ مامور من اللہ جب آتے ہیں تو کیا لے کر آتے ہیں؟ اور ان پر کس قسم کے اعتراض کیے جاتے ہیں؟ میں نے بارہا معترضوں اور مخالفوں سے اب بھی پوچھا ہے کہ وہ کوئی ایسا اعتراض کریں جو کسی پہلے نبی پر نہ کیا گیا ہو؟ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ کوئی نیا اعتراض پیش نہیں کرتے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ آج جو لوگ حضرت اقدس کی مخالفت میں اُٹھے ہیں اُن کے معتقدات کا تو یہ حال ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصل غرض اور قرآن شریف کی تعلیم کا خاص منشا دنیا میں سچی توحید کا قائم کرنا تھا مگر لوگوں کو پوچھو تو وہ مسیح کو خالق مانتے کخلق اللہ۔ شافی مانتے ہیں۔ عالم الغیب یقیناً کرتے ہیں۔ محیی اُسے مانتے ہیں حلال و حرام ٹھیرانے والا اسی کو سمجھتے ہیں قدوس وہ ہے۔ ساری دنیا کے راستبازوں حتی کہ اصفی الاصفیاء سرور انبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تک کو مس شیطان سے بری نہیں سمجھتے مگر مسیح کو بری کہتے ہیں۔ مسیح خلا میں ہے زندہ ہے مگر باقی سارے نبی فوت ہو چکے اس کے آیندہ مرنے کے دلائل بھی تو بڑے کمزور اور ایسے الفاظ پر مشتمل ہیں کہ ان پر بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں غرض وہ کون سی صفت خدا میں ہے جو مسیح میں نہیں مانتے؟ اسپر بھی جو ایک خدا کے ماننے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور خدا کی عظمت و جلال کو اسی طرح قائم کرنا چاہتا ہے جیسے انبیاء کی فطرت میں ہوتا ہے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اسکی تعلیم کو کہا جاتا ہے کہ سلف کے اقوال میں اس کے آثار نہیں پائے جاتے۔ افسوس!! یہ لوگ اگر انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ تعلیم کو پڑھتے اور قرآن شریف میں ماموروں کے قصص اور اُن کے مخالفوں کے اعتراضات اور حالات پر غور کرتے تو انھیں صاف سمجھ میں آجاتا کہ یہ وہی پرانی تعلیم ہے جو نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ علیہم السلام اور سب سے آخر خاتم الانبیاء محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آیا تھا۔ اگر تعلیم پر غور نہ کر سکتے تھے تو ان اپنے اعتراضوں ہی کو دیکھتے کہ کیا یہ وہی تو نہیں جو اس سے پہلے ہر زمانہ میں ہر مامور پر کیے گئے ہیں۔

مگر

افسوس تو یہ ہے کہ یہ قرآن شریف کو پڑھتے ہی نہیں۔

غرض

یہ بھی ایک مرحلہ ہوتا ہے جو مامور من اللہ اور اسکی مخالفوں کو پیش آتا ہے اور اس زمانہ میں بھی پیش آیا۔

پھر جب یہ لوگ گھبرا اٹھتے ہیں اور لوگوں کو انہی کیطرف رجوع کرتا ہوا پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کی مخالفتیں اور عداوتیں مامور کے حوصلے اور ہمت کو پست نہیں کر سکتی ہیں۔ اور وہ ہر آئے دن بڑھ بڑھ کر اپنی تبلیغ کرتا ہے اور نہیں تھکتا اور درماندہ نہیں ہوتا اور اپنی کامیابی اور مخالفوں کی ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتا ہے جیسے نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم غرق ہو جاؤ گے اور خدا کے حکم سے کشتی بنانے لگے تو وہ استہزا کرتے تھے نوح نے کیا کہا ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون۔ اگر تم ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی ہنسی کرتے ہیں اور تمہیں انجام کا پتہ لگ جائے گا کہ گندے مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سنکر کہا قومھما لنا عابدون۔ انکی قوم تو ہماری غلام رہی ہے ھو مھین ولا یکاد یبین۔ یہ کمینہ ہے اور بولنے کی اسکو مقدرت نہیں اور ایسا کہا کہ اگر خدا کی طرف سے آیا ہے تو کیوں اسکو سونے کے کڑے اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔ غرض یہ لوگ اسی قسم کے اعتراض کرتے جاتے ہیں اور جب انکی ان تھک کوششیں اور مساعی کو دیکھتے ہیں اور اپنے اعتراضوں کا انکی ہمت اور عزم پر کوئی اثر نہیں پاتے بلکہ قوم کا رجوع دیکھتے ہیں تو پھر کہتے ہیں ان ھو الا رجل بہ جنۃ۔ میاں یہ بھی آدمی ہے۔ انسان جس قسم کی دھت لگاتا ہے اسی قسم کی رویا بھی انکو ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے وہ یہ کرنا چاہتے ہیں کہ تا خدا کی پاک اور سچی وحی کو ملتبس کریں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جیسے رمال۔ احمق جفار۔ گنڈے والے۔ فال والے۔ ایک سچائی کے ساتھ جھوٹ ملاتے ہیں اسیطرح اس سچائی کا بھی خون کریں۔ اسلیے کہدیتے ہیں کہ یہ وحشت کی باتیں ہیں یہ دعوے اور یہ پیشگوئیاں اپنے ہی خیالات کا عکس ہیں دوستوں کے لیے بشارتیں اور اعدا کے لیے انذار یہ جنوں کا رنگ کہتے ہیں۔ عیسائی اور آریہ اب تک اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں اپنے مطلب کی وحی بنالیتے ہیں اور دور کیوں جائیں اسوقت کے کم عقل مخالف بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر ایک عجیب بات میرے دل میں کھٹکتی ہے کہ وہ کافر جو نوح علیہ السلام کے مقابل میں تھے انہوں نے یہ کہا

فتربصوا بہ حتی حین۔

چند روز اور انتظار کر لو۔ اگر یہ جھوٹا اور کاذب مفتری ہے تو خود ہی ہلاک ہو جاوے گا مگر ہمارے وقت کے نا عاقبت اندیش۔ اندھوں اور نادانوں کو اتنی بھی خبر نہیں اور انہیں اتنی بھی صداقت اور صبر نہیں جو نوح کے مخالفوں میں تھا وہ کہتے ہیں فتربصوا بہ حتی حین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوب سمجھتے تھے کہ کاذب کا انجام اچھا نہیں ہوتا اسکی گردن پر جھوٹ سوار ہوتا ہے خود اسکا جھوٹ ہی اسکی ہلاکت کیلیے کافی ہوتا ہے مگر وہ لوگ کیسے کم عقل اور نادان ہیں جو اس سچائی سے بھی دور جا پڑے ہیں اور اس معیار پر صادق اور کاذب کی شناخت نہیں کر سکتے میرے سامنے بعض نادانوں نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ مفتری کے لیے مہلت ملجاتی ہے قطع نظر اس بات کے کہ انکے ایسے بیہودہ دعوی سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی نبوت پر کسقدر حرف آتا ہے قطع نظر اس کے ان نادانوں کو اتنا معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کریم کی پاک تعلیم پر اس قسم کے اعتراف سے کیا حرف آتا ہے اور کیونکر انبیاء و رسل کے پاک سلسلہ پر سے امان اٹھ جاتا ہے؟ میں پوچھتا ہوں کہ کوئی ہمیں بتائے کہ آدم سے لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آپ سے لیکر اسوقت تک کیا کوئی ایسا مفتری گذرا ہے جس نے یہ دعوی کیا ہو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور وہ کلام جسکی بابت اسنے دعوی کیا ہو کہ خدا کا کلام ہے اسنے شائع کیا ہو اور پھر اسے مہلت ملی ہو۔ قرآن شریف میں ایسے مفتری کا تذکرہ یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اقوال میں پاک لوگوں کے بیان میں اگر ہوا ہے تو دکھاؤ کہ اسنے تقول علی اللہ کیا ہو اور بچ گیا ہو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ایک مفتری بھی پیش نہ کر سکیں گے۔ مہلت کا زمانہ میرے نزدیک وہ ہے جبکہ مکہ میں اللہ تعالے کا کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں نازل ہوا۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منہ بالیمین۔ ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ اگر یہ رسول کچھ اپنی طرف سے بنا لیتا اور کہتا کہ فلاں بات خدا نے میرے پر وحی کی ہے حالانکہ وہ اسکا اپنا کلام ہوتا نہ خدا کا۔ تو ہم اسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اسکو بچا نہ سکتا کیسا صاف اور سچا معیار ہے کہ مفتری کی سزا ہلاکت ہے اور اسکو کوئی مہلت نہیں دیجاتی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی کیسی روشن دلیل اور ہر صادق مامور من اللہ کی شناخت کا کیسا خطا نہ کرنیوالا معیار ہے مگر اسپر بھی نادان کہتے ہیں کہ نہیں مفتری کو مہلت ملجاتی ہے!!!

یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اب کیا مشکل ہے جو ہم اس زمانہ کو جو مفتری کے ہلاک ہونے اور راستباز کے راستباز ٹھہرائے جانے پر بطور معیار ہو سکتا ہے سمجھ لیں۔

اس آیت کے نزول کا وقت صاف بتاتا ہے مگر اندھوں کو کون دکھلا سکے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ جامع جمیع کمالات تھے آپکی امت ان تمام برکات اور فیوض کی جامع ہے جو پہلی امتوں پر انفرادی طور پر ہوئے اور آپکے اعدا تمام خسرانوں کی جامع جو پہلے نبیوں کے مخالفوں کے حصے میں آئے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے جب سورۃ شعرا میں ہر نبی کا قصہ بیان فرماتا ہے تو اسکے بعد فرماتا ہے ان ربک لھو العزیز الرحیم۔ باقی آئندہ

قاعدہ یسرالقرآن

شائع ہوگیا ہے محصولڈاک سمیت قیمت ہے حکیم فضل الدین سے

طلب
کرو

زریں اصل

یہ ایک خطبہ کا خلاصہ ہے جو ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا + اور ایڈیٹر الحکم نے اپنی طرز و الفاظ میں لکھا۔ (ایڈیٹر)

مَادُعَاءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ

یہ آیت بہت ہی غور کے قابل ہے اور اس وقت میں اپنے دوستوں کو اس آیت کی طرف پوری توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ کافروں کی دعا بیکار جاتی ہے یا یوں کہ جس کی دعا بیکار جاتی ہے اور ... وہ کافر ہے یا بالفاظ دیگر یوں تعبیر کرو کہ کسی کے کافر ہونے کا خدا تعالیٰ کی درگاہ سے مردود اور مخذول ہونے کا سب سے بڑھ کر یہ نشان ہے کہ اسکی دعا آسمان پر نہ چڑھ سکے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ ایک عجیب لذیذ اور دعا خوفناک ٹکڑا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک صادق راستباز اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق رکھنے والے مومن اور ایک کاذب مفتری ریاکار منافق میں امتیاز کی راہ رکھدی ہے اور جس قدر ایک دل رکھنے والا انسان اس آیت پر غور کرتا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں اور مطرودوں کے حالات پر نگاہ کرے گا ایک ذوق اور انشراح صدر کے ساتھ یہ اصول اس کی سمجھ میں آجائے گا کہ راستباز کی شناخت کے منجملہ دیگر معیاروں کے ایک زبردست معیار یہ بھی ہے جسکو ہم

قبولیت دعا

کہتے ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں اسی کی تائید میں یوں فرماتا ہے

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ

اللہ تعالیٰ کے مرسلوں اور ماموروں کا اس پاک ذات ہی کو پکارنا ہو الوں نے اللہ تعالیٰ سے فیصلہ مانگا۔ اور مخالفوں نے بھی فیصلہ چاہا لیکن ظالم مخالف حق کی راہ میں روک ہونیوالے ناکام و نامراد رہے۔

یہ مسئلہ ایسا صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ماننے کے لیے اس کی صفات کے سمجھنے کے واسطے اور اللہ تعالیٰ کے ماموروں اس سے سچا اور حقیقی تعلق رکھنے والے راستبازوں کی شناخت کیلیے اس سے بڑھ کر مصفا تر اور روشن تر سٹرک نہیں ہے یعنی یہ کہ

کون ہے جسکی دعا قبول ہوتی ہے اور کون ہے جسکی نہیں

اس سے صاف معلوم ہو جاوے گا کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے وہ وہ انسان ہے جو رب السموٰت والارض کو پکارتا ہے۔ اور جسکی قبول نہیں ہوتی وہ راندۂ درگاہ ہے جس نے حقیقی خدا کو چھوڑ کر کسی عورت زادہ ناتوان یا کسی اینٹ پتھر و جنت کو پکارا ہے کیونکہ عدم قبولیت صاف بتاتی ہے کہ حقیقی خدا کو نہیں پہچانا ورنہ رحمٰن رحیم خدا ایسا نہیں جو کسی مضطر کی پکار سننے وہ جو بن مانگے عطا کرنے والا مولا و معطی ہے کب ہو سکتا ہے کہ کوئی اس سے سچے اخلاص اور حقیقی احتیاج مندی کے ساتھ پورے اضطراب اور اضطرار میں مانگے اور ناکام رہے؟

پس

جسکی دعا بے اثر اور جسکی پکار بے سود ہے وہ سمجھ لے کہ اس دربار میں اسکی دعا نہیں جہاں کوئی پکار رد نہیں ہوتی ہے۔

غرض

تمام قرآن شریف پڑھ کر دیکھ لو مدار فیصلہ اسی قبولیت دعا پر رکھا ہے تاریخ صحیح کے اوراق اب تک گواہی دیتے چلے آتے ہیں کہ ایک شخص کے مقابلہ میں لا انتہا مخلوق ہلاک ہوگئی ہے۔ ذرا بلند نظری سے دیکھو کہ میں کیسے کیسے پہاڑ جو اپنے ساز و سامان اپنی جمعیت اپنی تدابیر پر نازاں تھے ایک بیکس۔ ناتوان۔ کس مپرس۔ یتیم کے مقابلہ میں آئے مگر دست ایزدی کیا کرشمہ دکھاتی ہے کہ وہ پہاڑ چور چور کیسے جاتے ہیں اور وہ بیابان مکہ کا نکالا ہوا یتیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کامیاب ہو جاتا ہے وہ بات کیا تھی؟ یہی قبولیت دعا ہی تو تھی؟

یہ صرف صرف خدا ہی سے دعائیں ہوتی تھیں مخالف بھی تو اپنی جگہ دعائیں کرتے تھے مگر انکے فیل اور نامراد ہونے کا یہی راز ہے کہ انکی دعائیں تھا مطلق۔ مقتدر۔ غالب علی امرہ خدا کے حضور نہ تھیں بلکہ وہ لات منات عزیٰ کے پتھروں سے تھیں پس وہ جو خود ہلنے اور حرکت کرنیکی طاقت نہیں رکھتے تھے جنمیں کوئی حس اور قوت نہ تھی وہ کسی کی دعا میں کیا قوت کا نمونہ دکھا سکتی؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں کیا قوت اور اثر رکھتی تھیں؟ انمیں کیا جذب اور شوکت تھی؟ کہ آپ کے لیے وہ زمین زمین اور آسمان آسمان نہ رہا۔ بلکہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہوگیا۔

بات صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں پورے شعور اور سچے اور لذیذ ایمان کے ساتھ جو حضور کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر تھا حقیقی طور پر خدا ہی سے تھیں اور اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً ایسا ہی رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ۔ وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ اس قسم کی جتنی دعائیں ہیں وہ سب قبول ہوئی ہیں اور ایک عالم نے انکی قبولیت کے آثار مشاہدہ کیا ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے خلفاء راشدین کے زمانہ سے لیکر اب تک اور پھر قیامت تک ان کامیابیوں کے نمونے نظر آتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ دعا کرنیکے واسطے اولاً یہ ضروری ہے کہ وہ کونسی ہستی ہے جس کے حضور دعا کیجاتی ہے پھر اسکی صفات اور قدرتوں پر پورا ایمان ہو اور پھر اس کے ساتھ سچا تعلق ہو جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت اور پھر اپنر لذیذ ایمان نہو بات نہیں بنتی۔

وہ لوگ جنکو خدا نے سچی معرفت اور مستحکم ایمان بخشا ہے وہ بہت کم ہیں بہت ہیں جو استبعاد کے مرض میں مبتلا اور گرفتار ہیں۔

استبعاد کیا ہے؟ اپنے محدود اور ضعیف قویٰ اور کمزور اور ناقص علم پر لحاظ اور قیاس کرکے خدا تعالیٰ کی نسبت بھی یہی رائے قائم کرلینا کہ اس سے یہ کام نہیں ہونے کا۔ یہی استبعاد ہے جسکی وجہ سے ہزاروں انسان خودکشی کرتے ہیں اور انکی تعداد تو بہت ہی زیادہ ہے جو روحانی طور پر خودکشی کرتے ہیں۔

خیالی تہذیب و شائستگی کے ملکوں میں خودکشیوں کی کثرت صاف بتاتی ہے کہ ان کا ایمان کسی

ایسی زبردست اور مقتدر ہستی پر ہیں جو کبھی بھی انسان کو مایوس نہیں ہونے دیتی اور بڑی سے بڑی نامرادی اور ناکامی میں بھی جو مادی دنیا کی نگاہ میں نامرادی کہلا سکتی ہو مومن باللہ کے لیے ایک بھی کامیابی اور حقیقی راحت نکل آتی ہے کیوں؟ خدا تعالےٰ پر ایمان ہے۔

میں جب یورپ کے مختلف ممالک کی خودکشیوں اور آئے دن ایسی ناگوار فعل کی کثرت کو دیکھتا ہوں۔ تو مجھے عورت زاد خدا کو ماننے والوں پر رحم اور عیسائیت پر افسوس آتا ہے کہ اس نے ان کے سامنے ایک ناتوان اور بیکس اور عدم قبولیت دعا کا پورا نمونہ خدا پیش کیا ہے اسلیے مردہ پرست قوم میں زندگی کی روح پیدا کیونکر ہو۔ مردہ پرست نصرانیت اگر اس خدا کا چہرہ دکھاتی جو عیوں کی تاریکی میں نور ہے تو یہ مصیبت آج اس کے پرستاروں کو پیش نہ آتی کہ ذرا سی نامرادی پر گولی کھا کر ڈھیر ہو جاتے ہیں۔

غرض

دعا میں بڑی قوت اور تاثیر ہے مگر سچی دعا کے لیے مؤثر اور جاذب نصرت دعا کے لیے والا یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور اسکی صفات کی معرفت ہو اور اُن پر سچا ایمان ہو وہ شخص جو اپنی راہ میں پہاڑ دیکھتا ہے اور کوئی ہتھیار انکو اُڑا دینے کا اسکے پاس نہیں ہے وہ کبھی بھی مایوس نہیں ہو سکتا اگر اسکو یہ یقین ہے کہ میرا خدا حقیقی طور پر علی کل شیء قدیر ہے وہ اللہ تعالےٰ کی قدرت اور طاقت پر نظر کرتا ہے اور وہ پہاڑ اسکے سامنے ایک ذرہ سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھ سکتا اُسکا دل آنے والی کامیابی کو دیکھکر لذت اور سرور سے بھر جاتا ہے اور وہ شرح صدر کے ساتھ بول اُٹھتا ہے

مولیٰ کریم ان پہاڑوں کو دور کر دے

ذرا غور کرو۔ کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات اور رکاوٹیں پہاڑوں سے کم تھیں؟ پہاڑوں کو تو آج کل کی سفر میناں بلیٹن اڑا دیتی ہیں سُرنگ نکالکر راستے صاف کر لیتی ہیں لیکن اگر ان پہاڑوں کے کھودنے والوں کو کوئی مشکل پیش آجاوے تو پھر انکو خودکشی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو لا انتہا مشکلات اور مصائب پیش آئے لیکن اگر حقیقی خدا آپ جلوہ گر نہ ہوتا تو کب ممکن تھا کہ بشری طاقتیں قائم رہ سکتیں۔

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات پر سوچتے سوچتے جب اس مقام پر پہونچا ہوں کہ وہ بنی اسرائیل کو لیکر ایسے مقام پر پہونچے ہیں کہ آگے دریائے نیل موجیں مارتا ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے۔ آگے بڑھتے ہیں تو دریا غرق کرنے والا موجود اور پیچھے ہٹتے ہیں تو لشکر فرعون قتل پر آمادہ غرض نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن ایسی حالت میں کمزور فطرۃ ضعیف الایمان بنی اسرائیل کیا کہتے ہیں

یٰمُوسیٰ اِنَّا لَمُدْرَکُوْن

اے موسیٰ ہم تو پکڑے گئے۔ ان الفاظ پر غور کرو کہ کسقدر ضعف اور پریشانی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خدا جانے وہ ساٹھ ہزار تھے یا ستر ہزار مگر انکی گھبراہٹ کو دیکھو کہ کیسے بے دل ہو کر بولتے ہیں مگر وہ موسیٰ مرد خدا کیا کہتا ہے۔

کَلَّا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْن

میرا رب میرے ساتھ ہے وہ عنقریب کوئی راہ نکال دے گا۔ ایک ہی قسم کے اسباب اور واقعات موسیٰ اور اسکی قوم کو درپیش ہیں قوم باوجودیکہ ساٹھ ہزار افراد کا مجموعہ ہے ایسے گھبرائے اور ہمت ہار بیٹھے کہ کچھ بن نہیں پڑتا تھا مگر یہ مرد خدا انھیں واقعات کو دیکھتا ہوا یہی کہتا ہے کلا ان معی ربی سیہدین۔ یہ ثبوت ہے اللہ تعالےٰ کی ہستی کا۔ اسی لیے خدا کی چہرہ نمائی کی یہ راہ ہے وہ موسیٰ اگر انسانی قویٰ کا بندہ ہوتا اسکی نظر اگر زمین اور اسکے اسباب تک ہی محدود ہوتی تو وہ بھی وہی بولتا جو قوم بولی تھی مگر نہیں اسے خدا پر ایک قوی ایمان تھا جو قوم میں نہ تھا۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر خطرناک وقت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر آیا ہے اُس غار ثور میں جہاں سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا خالص جاں نثار رفیق ابوبکر صدیق ہے اور دشمن ٹھیک اس غار کے مُنہ پر پہونچ گئے ہیں یہاں تک کہ اُن کے پاؤں کی چاپ بھی سنائی دیتی ہے۔ یہ صادق الایمان انسان کس قوت اور طمانیت کے ساتھ اپنے رفیق سے کہتا ہے۔ **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** اللہ اللہ ان الفاظ میں کیا قوت اور جذب ہے۔ موسیٰ تو ان معی ربی کہتا ہے اللہ تعالےٰ کی ایک صفت کو لیتا ہے مگر یہ کامل انسان کس بصیرت اور معرفت کے عظیم الشان منار پر کھڑا ہے جو کہتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

یہ ایمانی رنگ اور خالص یقین جو معرفت کے نور سے منور ہے موسیٰ علیہ السلام کے الفاظ میں نہیں۔ یہ ایک ثبوت ہے آنحضرت کے افضل الرسول ہونے کا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ارشاد تمام دنیا پرست دہریوں کے لیے ایک روشن چراغ ہے ایک زمینی آدمی زمینی اسباب پر نگاہ رکھنے والا کیونکر یہ بات کہہ سکتا ہے اور نہ صرف کہتا ہے بلکہ پھل کھا کر دکھا سکتا ہے؟

ان امور پر غور کرکے ایک زیرک انسان اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ یہ خدا کے برگزیدے کن الفاظ میں بولتے ہیں۔ اگر یہ نتیجہ میں فیل ہو جاتے تو شبہ پڑ سکتا تھا کہ وہ خدا سے نہیں لیکن انکی کامیابیوں نے مہر کر دی کہ وہ جو کچھ کہتے تھے خدا سے فیض پا کر بولتے ہیں۔

ایسے الفاظ مُنہ سے نکالدینا تو کوئی بڑی بات نہیں ایک ذلیل انسان بھی کہہ سکتا ہے کہ خدا میرے ساتھ ہے اور ایک مردہ پرست عیسائی بھی کہدیتا ہے

God is with me

مگر جب تک تجلی نہ ہو وہ جھوٹا ہے۔ بڑا بھاری نشان خدا کی نصرت اور بامراد کامیابی کا اگر ساتھ نہیں تو کچھ نہیں صرف مُنہ سے کہنا عبث اور باطل ہے پس سچا معیار اور کامل اصول جو خدا کے کلام میں ہیں ایمان کی پرکھ کے لیے ہے وہ یہی ہے **مَا دُعَاءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ**۔

وہ لوگ جو خدا تعالےٰ پر سچا ایمان نہیں رکھتے اور استبعاد کے مرض میں گرفتار ہیں انکی دعا اور پکار کی مثال اس شخص کیسی ہے جو پانی کو کہے کہ اے پانی تو میرے مُنہ میں آجا۔ اس مثال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانی

کی فطرت اور پینے سے ناآشنا محض ہے کیونکہ پانی کبھی خود بخود منہ میں نہیں آ جاتا

الغرض

قبولیت دعا ایک کبھی بھی خطا نہ کرنے والا معیار ہے آج بھی اسی پیمانہ پر راستباز مومن باللہ مامور من اللہ اور ایک مفتری کافر بے ایمان کو آزماؤ۔ اگر کسی کے پاس منطقی ثبوت اس غرض کے لیے نہوں تو کچھ پروا نہیں کیونکہ انبیاء و رسل اور تمام راستبازوں کا تصدیق کردہ اور مہر لگا ہوا ثبوت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ آج زمین کے اوپر آسمان کے نیچے سب سے اول کوئی ایسا شخص پیش کرو جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ خدا میری دعاؤں کو سنتا ہے؟ بجز حضرت مسیح موعود کے کوئی دوسرا شخص تمھیں نظر نہ آئیگا جس نے ہزاروں اشتہاروں رسالوں اور کتابوں میں یہ دعویٰ کیا ہو کہ **قبولیت دعا کا نشان مجھے دیا گیا ہے**۔ دعویٰ کا دعویٰ سے مقابلہ کرو اور پھر روشن دلائل کا دلائل سے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی سچائی پر اس آیت کے ذریعہ مہر کر دی ہے۔ **مَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ**۔

اس خدا کے راستباز اور برگزیدہ نے اپنی دعاؤں کی قبولیت سے اور مخالفوں کو مقابل پر بلا کر اور انکی جرأت نہونے نے صداقت ثابت کر دیا ہے کہ یہ خدا شناس خدا پرست اور بالآخر خدا نما ہے۔ ہنری مارٹن کے مقدمہ میں جب مستعجل اور نادان مخالفوں نے مشہور کیا کہ ہم ہزار کی ضمانت کا وارنٹ جاری ہوا اور اس آواز کو سنکر نادان سنّت اللہ سے ناواقف غزنویوں اور انکے دوسرے ہم مشربوں نے جوف اللیل اور اطراف النہار میں دعائیں کیں کہ اب یہ خدا کا مامور ذلیل کیا جاوے گا اور بڑے بڑے دعوے کیے مگر آخر خدا تعالیٰ نے دکھا دیا کہ ان گدی نشینوں۔ غزنویوں۔ امرتسریوں اور دوسرے ملاؤں مشائخوں کی دعائیں آسمان تک نہیں جا سکتیں اس لیے کہ وہ ایمان جو دعا کو آسمان پر پہونچاتا ہے انہیں پایا نہ جاتا تھا مگر اس کے خدا نے پہلے ہی سے خبر دے دی

ابرا

چنانچہ اسی کے موافق یہ عزت و احترام سے بری ہوا میں کہتا ہوں خدا کے لیے ہمارے مخالف اور اور لوگ جنکے کانوں میں یہ آواز پہنچے سوچیں کہ کیا بات ہے؟ سارے مخالف مشائخ اور گدی نشین صوفی مولوی کافر اور مفتری کہنے والے اور جسکی ہلاکت کے لیے دعائیں کرنے والے آخر ناکام و نامراد ہوتے ہیں اور یہ راستباز عزت و نصرت پاتا ہے۔

وہ لوگ جنھوں نے امرتسر کی عیدگاہ میں مباہلہ کا نظارہ دیکھا تھا غور کریں کہ اگرچہ عبدالحق غزنوی شرمندہ نہیں ہوا مگر کیا دنیا کو معلوم نہیں کہ انھوں نے یہ منصوبہ کر رکھا تھا اور اپنے خیال خام میں وہ سمجھتے تھے کہ اگر میرزا انکا وہ منتر جسکو انھوں نے مباہلہ کے لیے تجویز کیا تھا منہ سے نکالے گا تو ہلاک ہو جاوے گا۔ مگر دیکھنے والوں کو خوب معلوم ہے کہ حضرت خدا کا مسیح زرد رنگ اور مندی ہوئی آنکھوں کے ساتھ ناتوان اور ضعف کی سچی تصویر اپنے کامل ایمان اور سچی بصیرت کے ساتھ یوں بولا تھا کہ

اے خدا اگر میں تیری طرف سے نہیں تو مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو آج تک کسی مفتری پر نہ ہوا ہو اگر واقعی مفتری ہوتا تو ہمیں کیا شک ہے کہ غیور خدا کے غضب کی بجلی اسے ہلاک کر دیتی

مگر

میں پوچھتا ہوں انصاف سے کہو خدا کے لیے سچی گواہی کو مت چھپاؤ کہ غزنویوں کے اس منتر کا اثر کس پر ہوا۔ کیا اسکے در و دیوار پر خدا کی برکت کی بارش نہیں برسی؟ کیا اسی وقت سے اسکی ترقی کا سلسلہ ایک زور اور جوش کے ساتھ نہیں چل پڑا۔ کیا وجہ ہے کہ لاکھوں کروڑوں کے مقابل میں یہ سرسبز ہو رہا ہے غور تو کرو۔ آج ہمارے لیے یہ بہت بڑا معیار اور کسوٹی ہے خدا کے لیے انکھیں کھولو کاش تمھارے دل بینا ہوتے میرے دوستو! یہ بصائر ہیں یہ زریں اصول ہیں انکو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو آخر میں میں تمھیں کہتا ہوں کہ یہ آسمان جو بدلا ہوا ہے یہ ہوا کو نہیں جو تبدیلی تمھیں محسوس ہوتی ہے کہ مختلف قسم کی وبائیں اور بلائیں آتی ہیں امساک بارش کی وجہ سے مشکلات آتی ہیں یہ اسی کی بد دعاؤں کا اثر ہے میرا ایمان ہے کہ اسکی دعائیں ہوا کو تمکو موافق کرتی ہیں اسی کی دعائیں انکو زہرناک کر سکتی ہیں۔ پس تم اسکی صحبت میں رہ کر دعا کے مسئلہ کی حقیقت سمجھو۔ تا تمھارا ایمان قوی ہو اور پھر تم دعا کی کیفیت سے ایک لذت حاصل کر سکو اللہ تعالیٰ مجھے اور تم سب کو اسکی توفیق دے **آمین**

قواعد انتظام مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اغراض مقاصد مدرسہ

(۱) اصل غرض اس مدرسہ کی ضروری دینی تعلیم اور اسکے ساتھ حتی الوسع تعلیم دنیاوی جو ضرورت وقتی کے بموجب لازماً دینا ہے

(۲) مسلمان بچوں کو مخالفین اسلام قرآن کریم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور امام زمان حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعتراضوں کے جواب کیلیے تیار کرنا اور عقائد باطلہ کے بطلان سے آگاہ کرنا۔

(۳) مسلمان بچوں کو اسلام کی خوبیوں اور اسکے کامل تعلیم اور عقائد صحیحہ احمدیہ سے آگاہ کرنا جو اللہ تعالیٰ نے بتوسط مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تعلیم کیے ہیں۔

قواعد

(۱) ان قواعد کا نام بائی لاز انتظام مدرسہ تعلیم الاسلام ہوگا۔

(۲) اس مدرسہ کے بانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس لیے وہ مربی ہوں گے۔

(۳) اس مدرسہ کا انتظام حسب منشا و خواہش و تحریک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خانصاحب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ

کریں گے جو ڈائرکٹر کہلائیں گے۔

(۴) معاونین مدرسہ کے اقسام مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(ا) ٹرسٹی (ب) وزٹر (ج) حامی۔

(۵) ٹرسٹی وہ ہوں گے جو مندرجہ ذیل شرائط کو پورا کریں اور یہ اپنی قیمتی آراء کو وقتاً فوقتاً ڈائرکٹر صاحب کو مطلع کر سکتے ہیں اور ڈائرکٹر چاہیں تو اُن کی رائے لے سکتے ہیں۔

(ا) جو صاحب ۶۰ روپیہ یا ۶۰ سے زائد سالانہ مدرسہ کو دیں۔

(ب) جو ۵ روپیہ یا ۵ روپیہ سے زائد نقد چندہ باجازت ڈائرکٹر صاحب وصول کرکے مدرسہ کو بھیجیں یا سفر کرکے اس مقدار تک چندہ باجازت ڈائرکٹر صاحب وصول کرکے بھیجیں مگر سفر خرچ کا بار مدرسہ پر نہ پڑے۔ ورنہ بمقدار سفر خرچ زائد چندہ وصول ہونا چاہیے یعنی کم سے کم ۵ روپیہ علاوہ سفر خرچ ہو اور اصل سفر خرچ چھٹے حصہ رقم چندہ وصول کردہ سے زیادہ نہ ہو۔ (ج) جو مدرسہ کیلیے کتابیں تالیف کرکے انکا حق تالیف مدرسہ کو مفت عنایت فرماویں (د) جو مدرسہ کو دوسرے طریق سے علمی عملی فائدہ پہنچاویں یعنی نصیحت و وعظ کرنا کسی ایسی خدمت مدرسہ کو مفت انجام دینا جس میں ملازم کی ضرورت ہو مثلاً مدرسی۔ علاج۔ انجینیری وغیرہ مگر ایسی ہی معتدبہ ہو جیسے مندرجہ بالا شرائط میں ہے۔

(۵) پریسیڈنٹاں لوکل کمیٹی ملسے وصول چندہ مدرسہ

(۶) وزٹر صاحبان وہ ہوں گے جنکو مدرسے دیکھنے کا اختیار ہوگا اور اس کے انتظام میں اگر کوئی نقص انہیں وہ دیکھیں تو ڈائرکٹر کو اسکی اطلاع دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل شرائط کو پورا کریں

(ا) جو ایک روپیہ ماہوار چندہ دیتے ہوں اور خاص دلچسپی مدرسہ کے متعلق رکھتے ہوں (ب) کوئی عمدہ تجویز بھیجا کریں جس سے مدرسہ کو مالی یا علمی معتدبہ فائدہ حاصل ہو۔

(۷) حامی وہ اصحاب ہوں گے جو ماہوار کم از کم چندہ دیتے ہوں۔

انتظام مدرسہ

(۸) انتظام مدرسہ بموجب حکم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مرقومہ بالا تاریخ موصولہ ۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء خانصاحب محمد علی خاں صاحب ڈائرکٹر کے سپرد ہوا۔ بمنشاء حکم ہذا خانصاحب کو اختیار ہے کہ بطور خود یا بذریعہ کسی کمیٹی کے انتظام مدرسہ یا بذریعہ چند اصحاب کے اُن کو جدا کام سپرد کرکے اپنی نگرانی پر انتظام مدرسہ کرائیں اور تمام ممبران فرقہ احمدیہ پابند ہیں کہ جن سے انتظام مدرسہ وغیرہ میں خانصاحب مدد لینا چاہیں وہ بلا عذر اس امر میں مدد دیں یا جو کام اُن کے سپرد کیا جاوے انجام دیں۔

(۹) ٹرسٹیاں کو سال بھر میں ایکدفعہ دارالامان میں جمع ہونا ہوگا اور اُن کے سامنے رپورٹ مدرسہ پڑھ کر سنائی جایا کریگی اور ٹرسٹیان مدرسہ کے لیے تعلیم اور دیگر ضروریات مدرسہ مثل تعمیر وغیرہ کے لیے فنڈ مہیا کرنے کے واسطے تدابیر سوچیں گے اور اسپر بحث کرینگے اور جو رزولیوشن اس غرض سے پاس کرینگے ان کو عمل میں لا کر فنڈ جمع کرکے مدرسہ کو دیں گے۔ اور اسی طرح اور مفید مدرسہ رزولیوشن پاس کرکے اسپر عمل درآمد کریں گے اور جو رزولیوشن مفید متعلق تعلیم انتظام مدرسہ پاس کریں گے اُس کی ڈائرکٹر کو دیں گے اور حسب مصلحت وقت جو رزولیوشن علاً مفید سمجھی جاویں گے اُن کے بموجب ڈائرکٹر صاحب اصلاح کریں گے۔

ایڈیٹوریل

مسیح موعود برٹش گورنمنٹ اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر دوم

الغرض حضرت مسیح موعود نے اپنے عظیم الشان دعوئے کی بنا پر جسقدر مسلمانوں کی روحانی بھلائی اور اخلاقی اصلاح اور ترقی کے لیے کوشش کی ہے اسی قدر ضمنی طور پر ان اصلاحوں کے نتائج اور ثمرات میں مسلمانوں کی دنیوی بہبودی اور فلاح بھی ہوتی جاتی ہے اور آپکا وجود باجود اہل اسلام کے لیے دونو پہلوؤں سے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور اس امر میں کلام کرنا صرف ایسے دل بدخواہ اور حاسد کا کام ہو سکتا ہے انکی ذات سے مسلمانوں کے تعلقات تاج برطانیہ کے ساتھ نہایت ہی مضبوط اور مستحکم ہو جائیں گے اور تعلقات کی استحکام نیز وہ گورنمنٹ سے ان فوائد عظیمہ کے حاصل کرنے کو قابل ہو سکیں گے جنکی انھیں خواہش ہے اور جسکی لیے وہ کہیں تعلیمی کانفرنس کرنے ہیں کہیں کچھ اور کہیں کچھ۔

ہمیں اس امر کے ماننے میں کوئی کلام نہیں بلکہ فخر اور ناز کر کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی اور بعثت کی اصل غرض روحانی ترقی اور اخلاقی اصلاح کے مقاصد ہیں انکی حکومت کو الگ کرنا چاہتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مذہبی اصلاح اور روحانی رفاہ ہی ایسی چیزیں ہیں جنکے نیچے آکر انسان اپنے بادشاہ کا سچا مطیع اور فرمانبردار ہو سکتا ہے کیونکہ جسقدر زبردست تاثیر مذہب کی ایک مذہب پرست انسان پر ہو سکتی ہے دوسری کوئی چیز اس سے بڑھ کر اپنا اثر نہیں ڈال سکتی ان لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے جو کسی سچے مذہبی ریفارمر کی کارروائی کو بدظنی کی نگاہ سے دیکھنا چاہتے ہیں جو اخلاقی اور روحانی ترقی کے عملی نمونہ پیش کرنا چاہتا ہے وہ مذہب سچا مذہب اور وہ ریفارمر سچا ریفارمر نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہو سکتا جو ایک اپنے بادشاہ کی خلاف کوئی حکم دیتا ہو اور خصوصاً اس بادشاہ کی جو عادل و منصف ہو نیز علاوہ محسن بھی ہو۔ اور جسکی طرف سے مذہبی احکام کی بجا آوری اور تعمیل میں کسی قسم کی روک اور سختی نہ کیجاتی ہو بلکہ پوری آزادی عطا کی ہوئی ہو۔ یہ بات سرسری نگاہ سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے بلکہ اسپر تعمق فکر کی ضرورت ہے۔ اسی لیے ہم اس مضمون کے پانچ حصے کرینگے۔ پہلے حصہ میں ہم یہ دکھلائینگے کہ اسلام اپنے بادشاہ وقت کی حکومت کے ماتحت رہنے کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے۔ دوسرے حصہ میں ہم یہ بیان کرینگے کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی میں گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت کا جسقدر تعلق ہے۔ تیسرے حصہ میں اس امر پر بحث کرینگے کہ حضرت مسیح موعود نے عملی طور پر اس باب میں کیا کرکے دکھایا ہے۔ چوتھے میں ایک پیرلل (موازنہ) قائم کرکے دکھائینگے۔ اور پانچویں حصہ میں اس مضمون کا خاتمہ بطور کلام

ایڈیٹوریل

یادِ رفتگان

(نمبر ۲)

تائیدی نشان ہم نے گذشتہ اشاعت میں سب سے پہلے **اعجاز المسیح** کو رکھا تھا لیکن دراصل اس سے بھی پہلے کا ایک نشان ہے جسکو ہم پہلے نمبر پر رکھتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ دسمبر کی آخری تاریخوں میں حضرت اقدس نے ایک کشف میں حضرت ام المومنین علیہا السلام کو دیکھا ایک بیہوش پایا جسکی اطلاع کشف ہی میں ایک عورت نے آکر دی اس پر آپکی حالت کشفی رنگ سے الہام کیطرف منتقل کی گئی اور یہ الہام ہوا **صلے نبی جنی** چنانچہ تین جنوری ۱۹۰۱ء کو بعینہ یہ کشف پورا ہو گیا جو الحکم نمبر ۳ جلد ۵ میں شایع ہو چکا ہے۔

دوسرا نشان **اعجاز المسیح** کا ہے ناظرین الحکم اس امر سے خوب آگاہ ہیں کہ کیونکر پیر مہر علی شاہ گولڑی نے تفسیر نویسی کے جلسہ سے بلطایف الحیل گریز کیا۔ لیکن چونکہ عوام تیرہ درون ملاؤں نے اس امر کو مشتبہ کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے حضرت اقدس نے اتمام حجت کیخاطر ایک اشتہار ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو شایع کیا کہ پیر مہر علیشاہ صاحب ۷۰ دن کے اندر سورۃ فاتحہ کی ایک اعجازی تفسیر لکھیں جو چار جزو سے کم نہ ہو اور اسی سورۃ سے وہ آنحضرت کے دعاوی کی تردید بھی کریں۔ انہیں اختیار ہوگا کہ اپنی مدد کے لئے ہندوستان پنجاب اور بلاد شام و عرب کے علماء و فضلاء ادیب شاعر سب اپنے ساتھ ملالیں۔ اور حضرت اقدس بھی اسی سورۃ کی ایک تفسیر لکھیں گے جس میں نہایت فصیح بلیغ عربی عبارت میں حقایق و معارف کو بیان کرتے ہوئے اپنی دعاوی کا اثبات بھی کر کے دکھائینگے یہ اشتہار کثرت کیساتھ شایع کیا گیا۔

امید کیجاتی تھی کہ جس غیرت دلانیوالے الفاظ سے کام لیا گیا ہے اور جسقدر آزادی پیر گولڑوی کو امداد لینے کے واسطے دی گئی ہے اور جسقدر کافی مدت رکھی گئی ہے یہ ضرور کوئی نہ کوئی کرشمہ دکھاویں گی۔ مگر ہم ابھی بتائینگے کہ نتیجہ کیا ہوا۔ اس اشتہار کی اشاعت کے بعد ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء کو ایک الہام ہوا۔

مَنَعَہٗ مانع من السماء

یعنے اس تفسیر نویسی میں کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکیگا۔ خداتعالے نے مخالفین سے سلب طاقت اور سلب علم کر لیا ہے اگرچہ ضمیر واحد کرغائب ایک شخص یعنی مہر شاہ کیطرف ہے لیکن خدا نے ہمیں سمجھایا ہے کہ اس شخص کے وجود میں تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم رکھا ہے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو کہ **تمام مخالفین ایک وجود یا کئی جان ایک قالب بن کر اس تفسیر کے مقابلہ میں لکھنا چاہیں تو ہرگز نہ لکھ سکیں گے۔**

یہہ تحدی اور یہ الہام الحکم نمبر ۳ جلد ۵ میں شایع کر دیا گیا تھا پھر اسی اخبار کے صفحہ ۸ کالم ۳ میں یہ بطور تحدی کے طور پر شایع کی گئی تھی **گولڑی اور اس کی ذریت اور تمام مخالف الرائے مسلمان عرب کے ہوں یا عجم کے مشرق میں ہوں یا مغرب میں اٹھیں اور اس تفسیر کے بالمقابل تفسیر لکھکر دکھائیں اور سورہ فاتحہ ہی سے حضرت اقدس کے دعاوی کو غلط ثابت کریں وہ یاد رکھیں کہ قیامت تک نہ کر سکیں گے**

ولو کان بعضهم لبعض ظهيراً

یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور تحدی ہے **کیا کوئی ہے کہ اس کو غلط ثابت کرے؟**

"یقیناً ایک بھی نہیں" "یہ تفسیر چھاپ کر اللہ تعالے نے بشارت دی ہے مخالفوں کو نیچا دکھائیگی اور ان کی علمیت اور قرب الی اللہ کی حقیقت کھول دے گی"

ناظرین ان الفاظ کو خوب غور سے پڑھیں اور ایک دانشمند ان سطور پر انصاف کی نظر ڈالے کہ کیسے پرزور الفاظ میں تحدی کی گئی ہے اور یہ تحدی ایسے وقت میں کی گئی ہے جب کہ ابھی کتاب نہ لکھی گئی تھی نہ شایع ہوئی تھی ان غیرت دلانیوالے الفاظ کا اثر اور نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ ۴ جزو کیا چالیس جزو کی تفسیر ان مخالفوں کیطرف سے شایع ہوتی تاآنکہ اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ پیشگوئی ہی غلط ٹھہرائی جاتی کہ **وہ کچھ بھی نہ لکھ سکینگے** یا یہ کہ کیا کوئی ہے کہ اس کو غلط ثابت کرے؟ یقیناً ایک بھی نہیں۔

ناظرین سوچیں کہ اس قسم کے تحدی سے بھرے ہوئے الفاظ کیا ایک ضعیف اور ناتوان انسان کی طاقت میں ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

الغرض

جب یہ اشتہار اور یہ پیشگوئی بڑی شد و مد سے شایع ہو چکی تو مذہبی دنیا نہایت شوق کیساتھ انتظار کر رہی تھی کہ اب **پیر مہر علشاہ** اور ان کے دوسرے مدح سرا **لاہوری ملہم** پارٹی اور دیگر سجادہ نشین اور بخیال خویش بڑے بڑے مولوی اور ادیب **غزنوی۔ امرتسری** دہلوی۔ بٹالوی۔ ٹونکی۔ لاہوری۔ دیوبندی سہارنپوری وغیرہ وغیرہ ملکر ایک حیرت انگیز تفسیر شایع کرینگے مگر ان مولویوں۔ سجادہ نشینوں اور مشایخوں۔ صوفیوں۔ ادیبوں۔ کے ستر دن کے جل سے ایک مری ہوئی چوہیا بھی پیدا نہ ہوئی اور وہ سب کے سب ایکدوسرے کا منہہ دیکھتے ہی رہے کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

کیطرف سے سترہویں دن سے بھی پہلے ساڑھے بارہ جزو یعنے پورے دو سو صفحہ کی کتاب اعجاز المسیح نام چھپکر شایع ہو گئی

فالحمد للہ علی ذالک

اب ناظرین سوچیں کہ اس سے بڑھکر عظیم الشان **معجزہ** اور کیا ہوگا؟ اس **معجزہ** کی عظمت اور شان اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ ان واقعات اور مشکلات پر نظر کیجاوے کہ جو اسکی تحریر میں حضرت اقدس پر بعض مدامی امراض کے خطرناک

آریہ مسافر میگزین اور ہم

ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آج میری نظر سے آریہ مسافر میگزین بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء گزرا جس کی سرخی "قادیانی مسیح کے الہامی چوچلے" [illegible] سے دلمیں آیا کہ ایک شریف [illegible] وقار قلم کبھی روا نہیں رکھ سکتا کہ اسکی زبان سے ایسے الفاظ نکلیں [illegible] بازاری قلاشوں اور پھکڑوں کے مخصوص محاورات ہیں۔ شریفانہ مخالفت [illegible] نزاع اور ایجاد اور عجائبات علوم کی ترویج [illegible] کی محرک ہوتی ہے۔ جب سے دنیا [illegible] تکلم اور جوہر نطق نے بازار گرم کیا [illegible] اور ناسرہ اور جید اور ردی کلام [illegible] آخری فیصلہ مباحثات اور مناظرات نقادی اور نکتہ چینی یا کریٹیسزم اور ریویو [illegible] دیا ہے۔ گویا انسانی فطرت کی صیقل [illegible] کے لیے فطرت کے حکیم خالق اور [illegible] اسمیں یہ جوش طبعًا رکھدیا ہے [illegible] دوسرے کے ساختہ پرداختہ پر [illegible] نظر کرے۔ اس ملاحظہ سے صاف [illegible] گیا کہ نکتہ گیری اور مباحثہ دراصل معیوب امر [illegible] مگر کار [illegible] عالم کی گرمی ہنگامہ کیلیے [illegible] حکیم خدا [illegible] کے مقابل ایک شر [illegible] کردی ہے اور اس عالم کی دکانوں میں علوم [illegible] تعلیم و تفہیم کے **اضداد** کو قرینہ [illegible] سے سجایا ہے اس پاک **جوہر** [illegible] اور جائز نکتہ چینی) کے خوشنما [illegible] مشام جان کو معطر کرنیوالے پھول [illegible] ساختہ بھی [illegible] دلخراش موذی کانٹا لگا [illegible] مقدس اور معمولی تاریخ مثالوں سے [illegible] ہے کہ ہر ایک صداقت اور حق [illegible] ہمیشہ ایک پست فطرت [illegible] پیدا ہوتا رہا ہے جسکی گندی [illegible] لعنتوں اور دلآزار باتوں سے [illegible] ماذ خوں نے ایک عرصہ تک دکھ اٹھایا [illegible] باطل کا گروہ مع اپنے ناپاک سامان کے صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گیا اور حق اور صدق نے آخر بقائے دوام اور شہرت عوام کا تاج سر پر رکھا۔ جب سے خداوند تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح نے تحدی اور دعوی کے میدان میں پاؤں رکھا ہے بہت سے کلاب الدنیا نے اس **مسلح سپاہی** کی زعم کے خلاف انوکھی صورت دیکھکر گلے پھاڑ پھاڑ کر غل غپاڑہ مچایا۔ مگر افسوس دلمیں حسرت رہی کہ کوئی شریف معترض اور متین نکتہ چیں بھی دیکھا جاتا یہودی۔ اور عیسائی اور بعض اور گروہ مقابل اُٹھے مگر شریفانہ مباحثہ کیطرف کسی ایک نے بھی توجہ نہ کی۔ کاش اس میدان میں سب سے پیچھے نکلنے والا جالندھر کا ہندو پلیڈر گزشتہ نکتہ چینوں کا عمدہ فدیہ ہوتا اور خدا کی تیز تلوار کے نخچیر **آریہ مسافر** کی گندہ زبانیوں کی کچھہ تلافی کرتا۔ مگر سچ بات یہ ہے کہ ایسی مبارک اور پاک توقع اُس قوم سے رکھی جاسکتی ہے جنہیں قدامت سے شرافت اور نبالت اور نباہت کا مقدس سلسلہ محفوظ چلا آتا ہو۔ اس لیے کہ پاکیزہ زبان۔ جودت ذہن۔ نفاذ فطرتی۔ سلامت طبع۔ متانت رزانت۔ حلم۔ وقار اور موزون اور برمحل غضب خاصہ ہے سچی شرافت اور حریت کا مگر۔ . . . . جن لوگوں کی ذھانت اور جوہر طبیعت کو **نیوگ** کے اختفا نے مکدر اور تاریک کردیا ہو وہ کیونکر اُس شریف اور اصل طرز پر چل سکتے۔ انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ عقائد کا اثر اس کے قوائے ادراکی کی شگفتگی اور ترقی پر بہت بڑا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بت پرستی اور اس کے لوازم نیوگ اور ایسے اور اعمال سچے علوم اور راست بازی کے مانع رہے ہیں۔ الٰہیات اور معارف حقہ کو سمجھنے کیلیے گھونٹ بت پرستیں قوائے [illegible] ای نیوگ تیرا دونوں جہانوں میں منہ کالا تیری ناپاک رسم نے انسانی تمدن کا بہت بیڑا ماندگا اور سچی معاشرت اور پاک اخلاق کا خون کردیا ہے۔ تیرے طفیل لامعلوم زمانہ سے آریہ ورت پست ہمت۔ بزدل۔ ڈرپوک اور بیرونی حربے حملہ آوروں کا پامال رہا ہے کاش اس زمانہ میں ہی کوئی باعزت اٹھتا جو اس سفید داغ کو مٹاتا مگر کوئی ایک بھی پاک دل اور لطیف طبع ہوتا تو اسے یہ توفیق ملتی۔

ایک شریف اور نجیب الطرفین اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتا کہ آریہ مسافر میگزین ہر عنوان (الہامی چوچلے) کو جاکر شریفانہ اور عظیم الشان دشمن سے کیا انتقام لے سکتا ہے ایک سلیم الفطرت پڑھنے والا تو نظر مارتے ہی اس سچے فیصلہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اس مضمون کا لکھنے والا ضرور کوئی نیوگ کا حامی ہے جسے فطرت کے تقاضا نے بازاری بولی اور پھکڑپنے پر مجبور کر رکھا ہے ایسے شخص کو حقائق و معارف کے لکھنے یا ڈھونڈنے کا سچا جوش جو شریفوں کا خاصہ ہے کبھی مل ہی نہیں سکتا۔

اگر کسی سادہ آدمی کے فریب کھا جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ایسے دنی فطرت کی طرف کبھی توجہ نہ کرتے کیونکہ ایسے لوگوں کا جواب لکھنا انھیں عزت دینا ہے۔ اب ہم قولہ اور اقول کے رنگ میں اسکی خردہ گیری پر مختصر نظر کرتے ہیں۔

قولہ۔ کثرت ازدواج۔ ہم بوثوق کہہ سکتے ہیں کہ سوائے ویدک دھرم کے دنیا کے کسی مذہب نے بھی یہ تعلیم نہیں دی کہ شادی یا بیواہ کا مقصد تندرست اولاد پیدا کرنا ہے محمدی تعلیم میں تو اس خیال کا نام و نشان تک نہیں چہ جائیکہ اسکے متعلق کوئی صریح ہدایت ہو

اقول اندھیر تو یہ ہے کہ اُس تاریک جوہر نے جو نیوگ کے اختفا کی وجہ سے تمھاری وراثت میں آیا ہے تمھاری ادراکی قوتوں کو ایسا غبی اور پلید کردیا ہے کہ تم حقائق کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ دنیا کی کل قدیم متمدن قوموں اور انسانی عالم کے ریفارمروں میں مشترک طور پر تعداد ازدواج کا تعامل کے طور پر ہوتا بتاتا ہے کہ یہ انسانی فطرت کا طبعی تقاضا اور سچا جوش ہے اور خالق حکیم کیطرف سے انسانی فطرتوں میں ودیعت کیا گیا ہے۔ انسان ذوق اور لطف لینے والی ہستی بنایا ہے اس کے حواس میں استلذاذ کا مادہ پیدا کیا گیا ہے ممکن تھا کہ آنکھیں کوئی خوشنما منظر اور مشاہدہ نہ پاتیں۔ اور کان سُریلی اور دلکش آوازوں کی حس نہ رکھتی یا ایسی آوازوں کا وجود ہی نہ ہوتا۔ اور زبان مٹی اور کیچڑ اور کوڑی کڑوکٹ اور روکھی پھیکی اور لذیذ اشیا میں فرق کرنے کا حاسہ پاتی۔ اور ناک کو تعفن اور بوئے خوش میں

تمیز کا مادہ نہ ملتا۔ مگر سوچو تو کہ ان حواس اور ان کے مظاہر کے نہ ہونے سے انسانی ہستی کا عالم کیا ہوتا۔ بے جوش سرد دل اور بے تمیز اور مبہوت اور تجسس و حرکت کے پتلے سے بڑھ کر اس کا وجود کیا ہوتا۔ کیا یہ ہنگامہ ہستی جو ان حواس کے وجود اور ان کے مظاہر کے ہونے سے رونق اور گرم بازاری حاصل کر رہا ہے دلفریب اور قابل وقعت متصور ہو سکتا۔ غور کرو اگر نرا پیٹ بھر لینا اور دیکھ لینا اور سننا ہی مقصود تھا اور محض بقا کے لیے اتنا کافی تھا تو پھر کس باریک اور وسیع حکمت اور قدرت اور ارادہ نے چاہا کہ ان حواس کو ذوق پسند اور لذت گیر بنائے اور پھر ان کے لیے مناسب حال مظاہر اور جلوہ گاہیں بھی پیدا کیں۔ ان حواس کی ذوق پسندی اور آگے بڑھنے والی فطرت نے اپنے اپنے مظہر میں نادرہ پسندی اور جدت (کیوری آسٹی) کا سچا جوش پا کر کبھی ایک مرکز پر پاؤں جما دینا پسند نہیں کیا۔ اسی سے تو کانوں کے طبعی جوش نے ہزار ہا ساز اور باجے ایجاد کروائے اور آنکھوں نے الگ طور پر اپنی پوری سیری اور خوشی کے مواد بہم پہنچائے۔ اور قوت ذائقہ نے کیسے کیسے الوان نعمت سے اپنے دسترخوان سجائے۔ اب ہم کیا تصور کر سکتے ہیں یا فرض کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ ذوق پسند حاسہ جس پر نظام عالم اور بقائے آدم کا مدار ہے بے ذوق پیدا ہوا ہے اس لیے اسے آگے بڑھنے اور ندرت پسندی اور جدت کی قوت نہیں۔ یہ کہنا کہ اس سے مقصد محض تناسل یا تندرست اولاد پیدا کرنا ہے" اور کوئی غرض انسانی فطرت کے تقاضا کے موافق نہیں بالبداہت ایسا ہی غلط ہے جیسے آنکھ اور کان اور زبان اور لامسہ کی نسبت یہ کہدینا کہ انہیں نادرہ پسندی اور ذوق کی قوت نہیں۔ ان کی بناوٹ علوم اور حقائق کے خلاف صرف بلا تمیز دیکھنا اور سننا اور چکھنا اور ٹٹولنا ہے۔ اگر یہی مقصد ہوتا تو اس قوت کے محرکات حسن و جمال اور تناسب اعضا اور اعتدال قامت اور دیگر دواعی اور بواعث ہرگز نہ ہوتے۔ تناسل کی نیت سخت مجبور کر کے بے دلی اور سردی اور بے جوشی کی حالت میں بہائم اور انسان کو اس عمل پر آمادہ کرتی

تو ان کے شعور اور احساس سے ممکن تھا کہ ایسا گھونا اور خشک عمل اختیار کر لیتا مگر بہائم اور حشرات اور طیور کس دل خوش کن امید پر اس عمل کے مرتکب ہوتے۔ غرض التذاذ اور ذوق بتاتا ہے کہ تناسل کے سوا اور قویٰ اور حواس کی تفریح اور سیری بھی مقصود تھی جو خالق حکیم نے فطرت میں اس مادہ کو خمیر کیا۔ اس صورت میں طبعی طور پر ممکن نہ تھا کہ یہ حاسہ اپنے مظہر کے لحاظ سے ایک ہی مرکز پر ٹھہر جانا گوارا کرتا۔ لہٰذا سچی فطرت نے اور سچی شریعتوں نے اور خدائے قدوس کے مقدس راستبازوں نے تعداد ازدواج کی رسم نکالی۔ اور عملاً کل قومیں اسکا ثبوت دے رہی ہیں۔ زناکاری کی کثرت اور خفاق وہاں سخت بدکاری پکار کر بتا رہی ہے کہ جس ملک اور قوم نے اس پاک رسم سے اپنے نبیوں اور مقدس صحیفوں کے خلاف انکار کیا ہے وہ کس بلا میں گرفتار ہے۔ اس قوت میں آگے بڑھنا اور ندرت پسندی فطرتاً رکھی ہی گئی تھی کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنے حقیقی تقاضے کو پورا نہ کرتی سو اُسے پاک اور جائز طور پر تعداد ازدواج کے رنگ میں پورا نہ کیا حرامکاری کے رنگ میں پورا کر لیا۔ میں آپ کی اور ان تمام شریفوں سے جو آپ کے ہم مشرب ہیں ایک سوال کرتا ہوں۔ کیا شادی کرنے کے لیے آپ یکساں سمجھتے ہیں ایک عورت کو جو مکروہ صورت یا مجذوم یا مبروص ہے اور اسکو جو ہر پہلو کے لحاظ سے خوبصورت ہے۔ یا اُس عورت کو جس کے تمام قویٰ اور اعضا چست اور چاق ہیں اور کوئی مرض اُسے نہیں مگر ناک بیٹھی ہوئی اور آنکھیں کم بیں اور دانت باہر نکلے ہوئے ہیں کیا کہا جا سکتا ہے کہ چہرہ کی خوبصورتی کو بھی اولاد کی تندرستی سے کچھ بھاری تعلق ہے اس لیے ضروری ہے کہ چہرہ کی مخصوص خوبصورتی کو ترجیح دیجائے۔ مگر قوائے انسانی کا علم جاننے والے جانتے ہیں کہ اس کا سر یہی وہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ انسانی فطرت فعل اور ترک فعل کے لیے دواعی اور محرکات کی محتاج واقع ہوئی ہے۔ جہاں ظاہری ایک فعل کے قویٰ بواعث اور محرکات سے بنے

جسقدر مظاہر اور بواعث قوی یا ضعیف ہوں گے اُسی قدر نتائج ضعیف یا قوی ہوں گے ایک شخص کی عورت خطرناک عوارض کیوجہ سے وقت سے پہلے ناقابل ہو گئی ہے یا مختلف عوارض نے اُسے بدشکل اور بھیانک کر دیا ہے اور اُسمیں وہ جاذبہ رہا ہی نہیں جو ذوق پسند حاسہ کو اپنی طرف متوجہ کر سکے اور فطرت کے میلان کے لیے محرک بن سکے تو کیونکر ایک مرد اُس سے اولاد بھی لے سکتا ہے۔ جانوروں کے جذبات مظہر خواہش کی بدصورتی یا خوبصورتی کو دواعی اور محرک نہیں سمجھتے اُن کا طبعی جوش اُس امتیاز کا متقاضی نہیں ہوتا مگر سلیم الفطرت انسانوں کی فطرت قطعاً حیوانات کے خلاف واقع ہوئی ہے۔ اُن میں اس امتیاز کا سچا جوش ڈالا گیا ہے۔ اس سچے تقاضے کو ملحوظ رکھ کر اسلام نے جو حکیمانہ مذہب اور عالمگیر دین ہے ضرورت کی صورتوں میں تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے۔ اگر عورت کو معلوم ہو جائے کہ مرد ناقابل ہو گیا ہے اور کسی طرح بھی معاشر کی حیثیت اُسمیں باقی نہیں رہی تو رحیم مذہب اسلام نے اس کے لیے بھی علاج تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت **خلع** کرالے اور یہ ویسا ہی ہے جیسے دوسری صورت میں مرد عورت کو طلاق دے سکتا ہے یہ ہے سچا اصول جو عین فطرت کے موافق ہے مگر اب سوال یہ ہے کہ وید مقدس نے ایسی حالتوں میں کیا علاج بتایا ہے۔ اسکا جواب صاف ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرد کی ناقابلیت کی حالت میں عین اُسکی زندگی میں اُسکی مملوکہ عورت کو تو اجازت دیدی ہے کہ دوسرے بیرج داتا سے گیارہ بچوں تک لے لے مگر بدقسمت مرد کو جسکی عورت ہر پہلو سے ناقابل ہو گئی ہے کوئی راہ نہیں بتائی۔ عجیب بیداد گر مذہب ہے۔ کہ دونوں کی عزت اور طہارت کو خاک میں ملاتا ہے مرد کو کوئی چارہ نہیں بتاتا اور نہ ہی تعدد ازدواج کو جائز رکھتا ہے اسطرح اُسے زنا کرنے پر مجبور کرتا ہے اور عورت کو جسے اولاد کی شدید خواہش ہے یا مرد عوارض کیوجہ سے ناقابل محض ہو گیا ہے اور اُسکی جوانی کے

جذبات اور طہارت اور عصمت اور عفت کی قوت کو قائم نہیں رکھ سکتا یہ حکم دیتا ہے کہ بچے ہر حال میں اس نالائق مرد کے ساتھ رہنا ہے اس طرح اُسے بھی خاندان کی عزت کی مٹی پلید کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر خوب غور کر کے دیکھو کہ زندہ خدا کے زندہ مذہب اسلام نے کیسی دونوں کیلیے راہ کھولدی ہے اور اس اصول کو مد نظر رکھا ہے کہ نظام عالم میں اختلال واقع نہ ہو۔

اس میرے بیان سے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت کی سچی نقل مذہب اسلام کے مد نظر ایک ہی غرض نہیں بلکہ وہ سب اغراض ہیں جو انسان کی فطرت کے سچے تقاضا اور جذبات کی سرجوش ہیں۔ یعنی پاک اور جائز طریق سے انسان کے ذائقہ پسند اور نادیدہ پسند قویٰ کو سیر کرنا بھی اور اُسکی طہارت اور تقویٰ اور عفت کی طاقتوں کو محفوظ رکھنا بھی اور توالد و تناسل بھی۔ آپ سچ فرماتے ہیں کہ **ویدک** دھرم کی رو سے بیاہ سے اصل غرض اولاد لینا ہے۔ ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وید مقدس نے **نیوگ** کی پاک تعلیم دی اس لیے کہ اُس کے نزدیک اولاد کے بغیر مکش پانا ناممکن ہے۔ اور وید کا خدا چونکہ خود تو خالقیت سے قاصر اور ناتوان محض اور دعاؤں کی استجابت اور سامان جدید کی ترتیب سے عاجز تھا اُسے ضروری ہوا کہ نیوگ کا ذریعہ اپنے بندوں کو سکھا کر اپنے رموز اُن ہی کے سپرد کردے۔ مگر سلیم نظر اور خدائے غیور و قدوس کا زندہ اور حق مذہب اسلام نجات کو اولاد پر موقوف نہیں سمجھتا کہ اس کے لیے خواہ مخواہ **عزت اور حمیت** کے جوہر کو خاک میں ملا کر اپنی منکوحہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دوسرے مشنڈے کی بغل میں دینا پڑے۔ افسوس کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ایسی تعلیموں کو (نیوگ) جو اخلاق کے برہمزن اور فتوت اور مروت کے جوہر کی بیخکنی کرنیوالی ہیں جہان سے اٹھا دیا جاوے۔ اور اس کتاب (وید) کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاوے جس نے خدا اور انسان دونوں کے حقوق تلف کیے ہیں۔ خدا کی سنیت تو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ ارواح اور اُن کے خواص کا خالق نہیں اور یہ اشیاء اُسکے ساتھ اُسکی مانند انادی ہیں۔ پس جب وہ خالق نہیں تو اُسے حق ہی کیا رہا کہ انسان اُسکی حمد و تمجید کریں۔ یوں وید نے خدا تعالیٰ کا حق ضائع کیا۔ یہ تو ہوا اعتقاد۔ اب عمل یا انسانی حقوق کی نسبت یہ تعلیم دی کہ ایک مرد کی زندگی میں اُسکی جورو دوسرے سے ہم بستر ہو جائے۔ کیسی کتاب کیا اس قابل ہے کہ اُسکی حمایت کیجائے یا اُسکا نام تک بھی زبان پر لیا جائے۔ کیا آپ سمجھ نہیں سکتے کہ اس کتاب پر مدتوں سے موت آچکی ہے۔ اُسکی بولی کا خاتمۂ عالم سے مرجانا ہزار زبان سے بتاتا ہے کہ وہ درحقیقت بیدلی شمر ہے اور زمین کے پیٹھ نے اُسکی خوفناک تعلیم (نیوگ) کے بوجھ کو برداشت نہ کر کے اور اُس خباثت کو زلزلہ انگن سمجھکر اپنے احاطہ سے اُسے مردہ کر کے باہر پھینکدیا ہے۔ اسوقت کوئی نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ وید کی تعلیم میں یہ زندہ برکات ہیں اور اُس کے خدا کے زندہ متکلم اور سمیع و بصیر ہونے کے یہ زندہ نمونے ہمارے پاس ہیں۔ وید کے حامی اس کے سوا کوئی برکت نہیں دکھا سکتے کہ وہ نیوگ کی تعلیم دیتا ہے اور یوں زمین کی پیٹھ پر شریف حلال زادوں کی کثرت کا باعث ہوتا ہے۔

قرآن کریم اور مذہب اسلام اسوقت زندہ اور مبارک طریق اور کلام ہے جس کے برکات ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں۔ اسکی زندگی کا بھاری ثبوت اسوقت خدا کا مبارک مسیح مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو اپنے خدا سے تعلق اور زندہ تعلق سے دکھا رہا ہے کہ قرآن زندہ کتاب ہے۔ اس برگزیدہ مرد کا دعویٰ ہے کہ اسلام کا خدا زندہ اور متکلم خدا ہے جو اُس سے کلام کرتا اور اُسے غیب پر مشتمل قادرانہ پیشگوئیاں سکھاتا ہے۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام کی نسبت قادرانہ پیشگوئی صفحۂ دہر پر ابد تک لکھی رہیگی جس میں دن۔ وقت۔ اور صورت موت اور ایسے تمام نشان بتائے گئے تھے۔ کیا اُسکے جانشینوں کیلیے یہ نشان کافی نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قولہ۔ جہاد۔ جہاد اسلام کی جان ہے۔ جہاد کے بغیر دین محمدی مثل مردہ جسم کے ہے **اقول** غارت ہو جائے یہ خانہ برانداز عقل برہمزن نیوگ کی رسم جسنے ذہانت اور نکتہ رس طبیعتوں کو سرے سے تباہ کر دیا اور اس کے اعتقاد اور عمل نے ذہنوں کو ایسا تاریک کر دیا ہے کہ کوئی خوشنما ہونہار زکی پیدا نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ پر علی الخصوص بڑا اعتراض کرنیوالا یورپ تھا اسے تو اپنی سخت لغزش کا اعتراف کرنا پڑا ہے اور بہت سے علمائے یورپ جنھیں حقیقت کی آنکھ ملی ہے تلافی مافات کرتے اور زور سے لکھتے ہیں کہ اسلام پر یہ اعتراض نادان اور متعصب پادریوں کا ظالمانہ حملہ تھا۔ اور یہ ظالمانہ حملہ پادریوں کی طرف سے اُسوقت شروع ہوا جبکہ اُن ہی کی قوم کے متعصب مختلطبیوں نے مسلمانوں سے بیت المقدس میں لڑائیاں شروع کیں اور مسلمانوں سے خطرناک زکیں اُٹھا کر انکے خطرے سے اور اُنکے مذہب کیطرف سے سخت نفرت دلیں بٹھائی اور ایسے اعتراض کرنے شروع کر دیے جو درحقیقت خود اُنکی کتابوں اور نیتیوں پر کیسا عائد ہوتے تھے چنانچہ سب سے عمدہ اور مفید اور جامع کتاب اس مضمون پر کہ اسلام دعوت تبلیغی سے پھیلا ہے نہ بزور شمشیر مسٹر آرنلڈ صاحب نے لکھی ہے جو اسوقت لاہور گورنمنٹ کالج کے پروفیسر ہیں۔ پروفیسر صاحب پختہ عیسائی ہیں اور اسوقت تک مریم کے بیٹے کو خدا اور اُسکے لہو کو موجب نجات مانتے ہیں اور فلسفہ کے پروفیسر ہیں۔ انھوں نے اپنے ہمقوموں کی اس غلطی کو بڑی زور سے نکالا ہے۔ اور ایک جہان کو منوا دیا ہے کہ قرآن کریم اپنی ذاتی خوبی سے دنیا میں پھیلا۔ مگر لالہ لوگ ابھی پادریوں کا سکھایا ہوا سبق سنتے چلے جاتے ہیں کہ اسلام شمشیر سے پھیلا ہے۔ سنو لالہ جی۔ اسلام نے کبھی کسیکو مسلمان بنانے کیلیے تلوار نہیں اٹھائی۔ ابتدائی زمانہ میں سب سے پہلے اسلام کو مکہ کے کفار سے لڑنا پڑا۔ تاریخ کا سرسری پڑھنے والا بھی جانتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے خدا کے صادق پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقابل بیان ایذائیں دیکر مکہ سے نکالا۔ آپکے بہت سی مسکین ساتھیوں کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا اور مکہ سے نکالدینے پر بھی صبر نہ کیا آخر دو سو میل طے کر کے مدینہ پر چڑھ گئے جہاں اُس محبوب قوم نے اپنے مظلوم ساتھیوں کو ساتھ پناہ دی تھی۔ اور یوں مسلمانوں کو دفاعی جنگ پر مجبور کر کے گویا اپنی ہی کھینچی ہوئی تلوار سے آپ ہلاک ہوئے۔ پھر ایرانیوں اور عیسائیوں سے مسلمانوں کو جنگ کا موقعہ پیش آیا۔ یہ بھی دفاعی تھا اسلیے کہ ایران کے کسریٰ اور قسطنطنیہ اور شام کے نصرانی رئیس اسلام کو برباد کرنے کی فکر میں تھے اور چڑھائیاں بھی کر دی تھیں۔ تاریخیں جنھیں غزوات مذکورہ میں اُن ہی دفاعی جنگوں کی تاریخیں ہیں جو ظالم حملہ آوروں سے ہوئیں۔ ایک دانشمند کیلیے قرآن کی دو آیتیں کافی ہیں اگر اُسمیں راستی پسندی اور خدا ترسی ہو۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی یعنی دین میں جبر اور اکراہ نہیں۔ اور کیوں جبر کیا جاوے حق کی سچی راہ کے لیے تلوار اُٹھائی جائے بجز ایسے شخص کے جسکی عقل اور ہمت کو نیوگ کے ماننے نے پست اور تاریک کر دیا ہو۔ میرے خیال میں بالفعل اتنا کافی ہے اگر آریہ مسافر میگزین اب بھی نہ سمجھا تو پھر ہمیں میدان دہنیں چوگان۔

عاجز عبدالکریم ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء از دارالامان۔

خدا تعالےٰ کے لیے ایک سچی گواہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ایک نومسلم ہوں پہلے ہندو سکھ تھا گذارہ کے لیے زمین وغیرہ سب کچھ موجود تھا اپنی برادری میں بمقام موضع بوٹر ضلع گورداسپورہ عزت دار زمینداروں کی طرح بسر کرتا تھا میرے دل میں بارہا یہ خیال گذرتا تھا کہ یہ بات ضرور توجہ کے لائق ہے کہ بابا نانک صاحب جو ہمارے گرو ہیں وہ اپنے گرنتھ وغیرہ میں اسلام کی سچائی کی گواہی دیتے ہیں وہ گواہی گرنتھ اور جنم ساکھیوں میں موجود ہے اور علاوہ اسکے چولہ صاحب کی ایک زبردست گواہی الگ ہے جسپر قرآن شریف کی آیتیں اور کلمہ شریف لکھا ہوا ہے اور یہ کہ سچا دین اسلام ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ اسلام جھوٹا ہو ان خیالات کا اثر روز بروز میرے دل پر غالب ہوتا گیا کہ کسطرح ممکن ہے کہ باوا صاحب نے ایک مسلمان ہو کر اسقدر جھوٹ کی پیروی کی کہ مسلمانوں کیطرح نمازیں پڑھتے رہے اور حج بھی کیا اور ایک افغان مسلمان کی لڑکی سے شادی بھی کی اور بعد موت کے ہندوؤں کیطرح جلائے جانے سے اپنے تئیں بچا لیا خواہ کسیطرح بچا لیا یہ بحث الگ ہے لیکن اگر اسلام سچا مذہب نہیں تھا تو ایسے عارف اور صادق اور سنت اور ستوں نے اسلام کی سچائی کیوں گواہی دی نہ صرف باتوں سے بلکہ عملی طور پر بھی یہانتک کہ حج بھی کیا یہ وہ امور تھے جنہوں نے مجھے اسلام کیطرف کھینچ لیا خوش قسمتی سے میں جاہل سکھوں کیطرح نہیں تھا علاوہ اپنی گرنتھ کے کچھ اپنی کی کتابیں بھی پڑھی تھیں میں نہیں کہہ سکتا کہ میں بڑا عالم تھا مگر کافی طور پر مجھے گرنتھ صاحب اور سکھ مذہب کی سمجھ اور جنم ساکھیوں وغیرہ پر خوب نظر تھی مذہب کی رو سے میں ایک متعصب سکھ تھا مگر آخر ان احتمالات نے اسقدر میرے دل اور دماغ پر غلبہ کیا کہ رفتہ رفتہ اسلام کیطرف کھینچ لائے اور میں معہ اپنے تمام عیال کے مسلمان ہو گیا اور میں اب تک بابا نانک صاحب سے محبت رکھتا ہوں بلکہ ایسی محبت کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی سکھ صاحب ایسی نہیں رکھتے ہونگے جیسا کہ میں اسکی وجہ یہ ہے

کہ درحقیقت انہوں نے ہی مجھے اس آگ سے نکالا اگر وہ تین گواہیاں گرنتھ اور جنم ساکھیاں اور چولہ صاحب کی دنیا میں نہ چھوڑ جاتے تو میرے جیسا سخت دل متعصب سکھ مسلمانوں کے سایہ سے بھاگنے والا کیونکر یہ دن دیکھتا کہ سچی توحید کے چشمہ سے پانی پیتا میرے تو دل سے باوا صاحب کیلیے دعائیں نکلتی ہیں کہ خدا انکو بہشت نصیب کرے نہ صرف میرے لیے بلکہ سب سکھ بھائیوں کیلیے ہدایت کا بیج بو گئے ہیں میں انکی طرح انکی دعاؤں کی برکت سے ایک مسلمان نمازی ہوا مگر انہوں نے حج بھی کیا تھا اس سے ابھی تک میں محروم ہوں اگر خدا نے چاہا تو میں حج بھی کرونگا میں یقین رکھتا ہوں کہ باوا صاحب کی تخم ریزی ضرور دوسرے سعید سکھوں کے لیے تھی وہی بیشک پیل لائیگی ہے باوا صاحب مرحوم ہندو مذہب پر ایک سخت اور تیز حربہ چلا گئے ہیں چولہ صاحب کا درشن کس قدر انسان کے دل پر اثر ڈالتا ہے جب وہ مقدس چولہ جو قدرت کے ہاتھوں سے لکھا گیا تھا کھولکر دیکھا جائے تو پہلے ہی یہ عبارت موٹے قلم سے لکھی ہوئی پائی جاتی ہے کہ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ بعض ہمارے سکھ بھائی سکے جواب میں یہ جھوٹا عذر پیش کرتے ہیں کہ یہ ایک قاضی نے باوا صاحب کو جبراً پہنا دیا تھا یہ وہی چولہ ہے مگر افسوس کہ وہ ان جنم ساکھیوں کی شہادت عمداً پوشیدہ کرتے ہیں جنمیں لکھا ہے کہ یہ چولہ باوا صاحب کو خدا کیطرف سے ایک ہدایت نامہ ملا تھا تا اسکے موافق کاربند ہوں پھر سوال اس کے اگر نعوذ باللہ یہ ناپاک چیز ہوتی تو اب تک اسقدر عزت سے کیوں محفوظ رکھی جاتی جو شخص اس چولہ کے درشن کے لیے ذرہ تکلیف اٹھا کر ڈیرہ نانک ضلع گورداسپور میں جائیگا اور درشن کریگا تو اسکو معلوم ہو گا کہ چولہ صاحب کا اسقدر عزاز کیا گیا ہے کہ شاید سو سے زیادہ رومال ریشمی کپڑے وغیرہ بڑی بڑی امیروں اور راجوں کے اسپر چڑھائے ہوئے ہیں اور بیمار دنکو تبرک اس کے چڑھاوے اور پرشاد دیے جاتے ہیں اور باوا صاحب کے بعد جتنے گرو آئے چولہ صاحب کا بہت ادب کرتے رہے اور اسکو آگے رکھ کر مشکلات کیوقت دعائیں مانگتے رہے بہت سے سکھ درشن کرنیکے وقت چولہ کو گویا سجدہ کرتے ہیں غرض میرے اسلام کیلیے یہ وجوہ ہیں جو میں ان کے پیرو بعد اسلام میں سنت جماعت کا مذہب اختیار کر کے اطمینان میں تھا عام مسلمانوں کی طرح میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے لیکن جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ مسیح موعود ہونیکا کیا تو پھر دوبارہ

مجھے ابتلا پیش آیا کیونکہ اول خدا کے فضل سے میں سکھ مذہب چھوڑا اور برادری کے تعلقات ٹوٹنے کیوجہ سے بہت کچھ دکھ اٹھانے پڑے اور طرح طرح کی تبدیلیاں پڑیں پڑا عزیزوں سے الگ ہونا پڑا اور اب جب مسلمان ہوئے تو قریباً پندرہ برس تک مسلمانوں میں رہ کر ان سے برادری کیطرح تعلقات پیدا ہو گئے ان تعلقات کے بعد یہ دوسری دعوت میرے کان میں پڑی کہ مذہب حق یہی ہے کہ درحقیقت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں اور دوسری کہانیاں محض خود تراشیدہ قصے یا راویوں کی غلط فہمیاں ہیں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میری جیسی انسان کیلیے کہ اول بہت سے تعلقات توڑ کر مسلمان ہوا تھا اسقدر مشکل تھا کہ اب دوبارہ ان نئے تعلقات کو توڑ کر مرزا غلام احمد صاحب کی دعوت کو قبول کرتا مگر چونکہ میں ایک پرانے زمانہ سے ان کے حالات سے خوب واقف ہوں کہ افترا انکی طبیعت سے دور ہے اسلیے میں ایسا مخالف نہوا جیسے کہ دوسرے مخالف ہیں بلکہ ایکدفعہ دور اندیشی کی راہ سے بیعت بھی کرلی اور مخالفوں سے بھی لڑتا جھگڑتا رہا مگر بعض اوقات میرے دلمیں خیال آتا تھا کہ کیا ممکن نہیں کہ الہام کے سمجھنے میں کچھ دھوکا ہو گیا ہو اس وسوسہ کا میں یہ جواب دیتا تھا کہ یہ اتنے نشان کیوں ظاہر ہوئے کہ رمضان میں خسوف کسوف بھی ہوا اور لیکھرام وغیرہ کی نسبت زبردست پیشگوئیوں نے زمانہ کے دلونکو ہلا دیا لیکن پھر بھی بعض اوقات میرے دلمیں خواہش پائی جاتی تھی کہ مجھے خود بھی خدا کیطرف سے کچھ معلوم ہو جاوے اور جیسا کہ خدا نے سکھ مذہب سے نکالنے کے لیے چولہ صاحب وغیرہ میرے لیے شہادتیں پیش کر دیں اسی طرح کوئی غیبی گواہی میرے دلکو ملے اسی تلاش میں میں اب تک دعائیں کرتا رہا آخر تاریخ ۲۷ رمضان ۱۳۱۹ھ کو مجھے خواب آیا کہ ایک روشن رات ہے اور چاند نکلا ہوا ہے تب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں اور آسمان سے تکیہ لگایا ہوا ہے میں آپکے پاس گیا اور یہ پوچھنا چاہا کہ مرزا غلام احمد اپنے دعوے میں سچے ہیں یا جھوٹے تب میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا میں مرزا غلام احمد کی نسبت بہت اختلاف ہو رہا ہے آپ فرماویں کہ وہ سچے ہیں یا جھوٹے آپ نے فرمایا کہ وہ سچے ہیں اور تبسم کیا اور کہا دیکھو وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں جب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مرزا غلام احمد صاحب آپکے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہیں ہے اور چاند درمیان ہی ہے چاند درمیان ہی میں ہے دونوں کے درمیان گم ہو گیا اور پھر میں ایک آواز سے جاگ اٹھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خواب میں نے درحقیقت خدا کیطرف سے دیکھی ہے میرے نو بیٹے فوت ہو چکے ہیں عمر ستر برس کے قریب ہو چکی ہے اور اب اس خیر عمر میں صرف دو بیٹے باقی ہیں میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اگر میں نے خدا پر افترا کیا ہے تو خدا تعالیٰ مجھے کوڑھی بناوے اور ہلاک کرے یہ جو کچھ میں نے

دنیا کا ہفتہ

مرض طاعون آجکل بہت زور پر ہی پچھلے سالون کی نسبت بیسیون نئی جگہ مین اس مرض نے ڈیرا جما دیا ہے۔ اب تک شہر جالندہر بچا ہوا تھا مگر اسمین بھی سنا ہی کہ دو تین کیس ہو چکے ہین پرماتما ایسی بلاؤن سے اپنی پرجا کی رکھشا کرے

مختلف نتائج دیکھہ کر شراب نوشی بند ہونیکے واسطے تجاویز ہو رہی ہین چنانچہ ملازمان ریل کی ایک کانفرنس لنڈن مین ہوئی جسمین یہ ریزلیوشن پاس ہوا کہ ملازمان ریل جب اپنی نوکری پر ہوا کرین تو شراب سے قطعی پرہیز کیا کرین۔

انگلستان اور ویلز مین سنہ ۱۸۹۰ء مین ۸۰۴۳۴۸ جذامی تھے جن کی تعداد بڑھتی بڑھتی یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک ۱۱۰۷۶۶ تک پہنچ گئی یعنی دس سال مین ۲۲۲۷۱ مریض بڑھ گئے انہین سے سب مریضون کی بابت ڈاکٹرون کی رائے ہے کہ شراب خانہ خراب کی بدولت یہ ظہور مین آیا جب شراب سے یہانتک تباہی ہو رہی ہے پھر نہ معلوم کہ اس کا استعمال حکماً بند کیون نہیں کیا جاتا۔

پچھلے تیسرے سال مین شراب نوشی کی وجہ سے لنڈن مین پولیس کے فیصدی ۸۵ آدمیوں کے معاملات مین دست اندازی کرنی پڑتی ہے۔ خدا معلوم کہان تک اسکی حد کرکے چھوڑینگے + (پیر چارک)

جالندہر کی کچہری ضلع کے متصل محلہ کوٹ چھتی مین ایک زمیندار کے دس بیل مکان مین بند تھے کہ ایک لڑکی جو چراغ لیکر اندر گئی تو کہین اُس کی چنگاری سے چارہ کو آگ لگ گئی چونکہ دروازہ بند تھا اس لئے دھوئین سے رس کے دس بیل تڑپ کر مر گئے۔

بُدھ مذہب کے لوگون نے اکیاب مین لاکھہ روپیہ جمع کیا ہے۔ گوتم بُدھ کا ایک کتا ؤمین نصب کرینگے +

ایچیسن چیفس کالج لاہور مین ایک مندر اور دہرم سالہ بنانے کی تجویز ہی مسلمانون کے لئے ایک مسجد نواب صاحب بہاولپور کی۔ فیاضی سے تعمیر ہو چکی ہے۔

کلکتہ کی نمائش حرفت وصنعت مین علاوہ دو سو دستاویزات کے ۳۰ طلائی ۶۰ نقرئی تمغے بانٹے گئے۔

سندہ کے ضلع تہار پرکار کے ایک زمیندار نے زراعتی بینک قائم کرنیکے واسطے ایک لاکھہ روپیہ دیا اس معقول رقم سے جو فائدہ ہوگا کراچی کے مدرسہ اسلامیہ کو دیا جا ویگا۔ سرکاری سرمایہ بھی مشترکہ ہوگا۔

راجہ صاحب سکیت نے کمشنر صاحب جالندہر کی سختی کے برخلاف پنجاب گورنمنٹ سے اپیل کی ہی اور وہ چاہتے ہین کہ کمشنر صاحب دہلی کے ماتحت رکھے جاوین جب تک کہ مسٹر اینڈرسن صاحب کمشنر جالندہر ہین۔

انبالہ سیالکوٹ اور شاہجہان پور مین جو بوئر قیدی رہتے ہین موسم گرما مین پہاڑ و نیر الکوہ کھینچے +

ہندی فوجین جو ہانگ کانگ اور چین مین رہتی ہین ہر دو سال کے بعد اُنکی بدلی ہوا کریگی +

لنڈن مین شاہ عالم کے تاج قیصری مین کل ۳۱۹۰ جواہرات لگائے گئے جنمین ۱۰۶۰ خالص سفید ہیرے اور ۲۷۰ گلابی ہیرے کے ہین۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کچا انڈا اور دودھ پیٹ سے ہر قسم کا زہر نکالنے کے لئے ایک یقینی علاج ہی

سکندر آباد کے مشہور ساہوکار دن کو اس جرم مین کہ انھون نے بوقت شب عدالت کا دروازہ توڑ کر ایک بکس جسمین ایک وصیت انکی مقید طلب تھی نکال لیجانیکا ارادہ کیا تھا تین تین سال قید اور چار چار ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ ایک بڑھئی اور سات کنسٹبل پولیس بھی اسمین شریک تھے بڑھئی کو ایک ماہ قید دو کنسٹیبلون کو تین تین ماہ قید اور باقیماندہ سپاہیون کو آٹھہ آٹھہ ماہ قید کی سزا ہوئی

پونہ مین ایک یورپین انجن ڈرایور کو دوبارہ شادی کرنیکے جرم مین چار ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ مجرم کا عذر تہا کہ شراب کے نشہ مین تہا۔ مجھ دوبارہ شادی یاد نہین ہی۔ دوسرے دن جب نشہ اُترا تو معلوم ہوا کہ میری شادی ہوئی تھی مگر عدالت نے اس عذر کو منظور نہین کیا +

دیسی اور انگریزی اخبار متفق ہو کر کلکتہ مین کوشش کر رہے ہین کہ قانون اخبارات مین اصلاح کیجائے۔

گورنمنٹ انڈیا نے ایکہزار روپیہ اس وٹرنری افسر کو انعام کے طور پر دینے کا وعدہ کیا جو ایک کتاب متعلق امراض وعلاج جانوران بار برداری تصنیف کرے۔

ایک نوجوان امریکن لیڈی مسس میری ولیمز نے یونیورسٹی برلن کے علم فلسفہ مین ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی ہے اس کے ڈپلوما مین خاص الفاظ با اعزاز درج ہین +

ماسٹر غلام محی الدین صاحب مالک اخبار سول اینڈ ملٹری نیوز لودیانہ کی نسبت رپورٹ ہوئی کہ انکو بجائے خواجہ احسن شاہ صاحب مرحوم کے آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہی کہ عام لوگ اس تقرری سے بہت خوش ہیں ہم بھی اپنے معزز ہمعصر کو دل سے مبارکباد دیتے ہین

اشتہار

باجلاس بابو نربخداس صاحب منصف درجہ دویم بٹالہ

بالومل ولد چرنداس ذات کہتری ساکن سری گوبندپور مدعی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور	**بنام**	کلیانداس ودویا رام پسران ٹہاکرداس ساکن بہام وسماة سودان بیوہ کرپا رام ذات کہتری ساکن سری گوبندپور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

مقدمہ مندرجہ بالا مین کلیان داس مدعا علیہ نے تعمیل سمن سے عمداً گریز کرتا ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کی کرے تو بہتر ورنہ اُس کی نسبت کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی

(دستخط مہر عدالت) ۵ ۵ $\frac{1}{52}$

الانوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۱۹۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

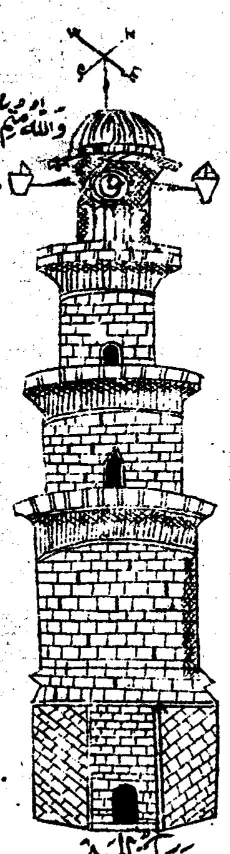

منارۃ المسیح

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴ | ۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۰ شوال سنہ ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ | جلد ۶

فہرست مضامین

۱ ۔ مختصر نوٹ اور نکات

۲ ۔ مکتوبات طیبات

(الف) ہزار افعال پر لطیف بحث
(ب) کفارہ ۔ نجات کا مفہوم ۔
کفارہ کو نجات سے کیا تعلق ؟ ۔
کفارہ کا اثر مسیح کی رسالت پر ۔
لعنت اور مسیح اور کفارہ ۔
یہودیوں اور عیسائیوں کی افراط و تفریط ۔
نفع مسیحیت
مسیح پر اسلام کا احسان

۳ دوسری ملاقات
(الف) مامور اشاعت کیوں کرتا ہے ۔
(ب) سوالات میں خلط نہیں چاہیے

۳ ۔ مذہبی قمار بازی | صفحہ ۵ کالم اول

۴ ۔ شناخت حق کے لیے امور ثلاثہ ۔ | صفحہ ۵ کالم ۲ سے تا صفحہ ۶ ک ۲

(الف) نصوص ۔ اس معیار پر مسیحی مذہب | ۵ ک ۲
(ب) عقل سلیم اور مسیحی مذہب | صفحہ ۶ ک ۱
(ج) تائیدی نشان اور مسیحی مذہب | صفحہ ۶ ک ۲

۵ ۔ مسیح اور مسیح موعود کے نشانات | صفحہ ۷ ک ۳

۶ ۔ خطبہ عید الفطر ۔ حکیم الامت | صفحہ ۸ ک ۳

۵ ۔ تلاوۃ قرآن کریم کے لیے اشارات | صفحہ ۹ ک ۳ ۔ صفحہ ۱۰ ک ۲

۶ ۔ سلسلہ عالیہ کے متعلق ۔ صفحہ ۱۰ ک ۲

۷ ۔ پیسہ اخبار کی شور چشمی ۔ صفحہ ۱۰ ک ۳ ۔ صفحہ ۱۲ ک

۸ ۔ قصیدہ تہنیتیہ بحضرت امام ۔ صفحہ ۱۵

۹ ۔ دار الامان کا ہفتہ ۔

۱۰ مبایعین سلسلہ احمدیہ کا کالم صفحہ ۱۶

۱۱ ۔ مذہبی دنیا کی خبریں ۔ صفحہ ۱۶

۱۲ ۔ اشتہارات ۔ صفحہ ۱۷ و ۱۸

مختصر نوٹ اور نکات

تجدید دین مسجد نشین ملانوں یا شرائع جدیدہ کے موجد مشائخوں کا کام نہیں بلکہ یہ اس پاک دل انسان کا کام ہو سکتا ہے جو اپنی طہارت باطنی اور صفائی قلب اور عاشقانہ جوش کی وجہ سے مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو ۔ اسکی شناخت کے لیے یہ غلطی کی جاتی ہے کہ اپنے نا تمام اصولوں اور منطق پر اسکی دعاوی کو پرکھتے ہیں حالانکہ اسکی شناخت کی راہ وہی ہے جو خدا کے برگزیدہ نبیوں کی ہوتی ہے ۔

دنیوی ریفارمروں اور خدا تعالے کے ماموروں میں ایک عظیم الشان فرق ہوتا ہے جو عوام کی نظر سے مستور ہوتا ہے ۔ وہ کیا ؟ ریفارمر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر نہیں آتا اسکے افعال و اعمال از قبیل کوشیدن ہوتے ہیں اور ماموران اللہ کے از قبیل جوشیدن ۔ ریفارمر حضرت قال سے

ہوتا ہے بجائیکہ مامور من اللہ حال سے بے رفتار مر ظاہر پست ہوتا ہے مامور من اللہ اعتقادات فرد میں نہیں ہوتا بلکہ اولوالعزم ہوتا ہے بار بار رفتار مر کے انکا مومنین وہ استقلال اور ثبات قدم نہیں ہوتا جو ایک مامور من اللہ کے اعمال میں نظر آتا ہے۔

رفتار مرد نہ اسی ناکامی اور مایوسی یا مخالفت کے پیش آجاتا ہے مگر مامور من اللہ کا قدم مخالفت کی تیزی کے ساتھ زیادہ مضبوط اور زیادہ تیز رفتار ہوتا جاتا ہے۔

ہمارے مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے کسی شخص نے ثواب کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا ثواب کی فلاسفی اطاعت الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے امر کی بجا آوری اور نہی سے رک جانا جو نتیجہ پیدا کرتا ہے وہی ثواب کہلاتا ہے

اس زمانہ کے متکلم اور لیکچرار کی اصل غرض اپنا علمی سرمایہ دکھانا مقصود ہوتا ہے یا اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجت سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لانا۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود کا کلام سننے والا بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ نبیوں کے طریق پر بولتا ہے جو نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل پر اترتا ہوا پاتے ہیں دوسروں کے دلوں پر ڈالتے ہیں وہ محض کو افسانہ کے طور پر کچھ نہیں سناتے بلکہ ان کو روحانی مریض پاکر علاج کے طور پر نصائح فرماتے ہیں۔

تعلیم اور پیشگوئی میں امتیاز نہ کرنے کے باعث اکثر لوگ غلطی کھاتے ہیں یہ تعلیم بالکل کھلے کھلے الفاظ میں ہوتی ہے اور اسکے لیے تشریح اور تفصیل ضروری ہے بہ علاوہ ازیں تعلیم اکثر معرض افادہ و افاضہ میں آتی رہتی ہے اس لیے اس کے معانی اور مفہوم میں کسی قسم کا اختلاف اور خفا نہیں ہوتا برخلاف اس کے پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات بھی ضرور ہوتے ہیں اور تعلیم کی طرح افادہ اور افاضہ کے سلسلہ کے نیچے نہ ہو کر ایک طرح سے گوشہ گمنامی میں پڑی رہتی ہیں یہ اس لیے جہاں کہیں تعلیم اور پیشگوئی میں تناقض ہو تو پیشگوئی کے وہ معنے کرنے چاہییں جو تعلیم کے موافق ہوں

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

کی تفسیر میں ایک مقام پر ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کے موافق اپنے کلام کی چار طرح سے محافظت کی ہے۔ اول حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا اور ہر صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کیے جو اس کے پاک کلام کو سینوں میں حفظ رکھتے ہیں ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جاوے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں اور اس طرح پر قرآن کریم کو تحریف لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ دوسرے ایسی ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جنکو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے جنہوں نے قرآن شریف اور خدا کی تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دیکر خدا کے پاک کلام کو کوتہ اندیش فلسفیوں کے استخفاف سے بچایا۔ چوتھے روحانی انعام پانیوالے لوگوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کے پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا۔

اے قوم کے بزرگو! دانشمندو!! تمہیں کیا ہو گیا کہ تمہاری نظریں زمین دوز ہیں؟ ذرا نظر اٹھا کر تو دیکھو! کہ آسمان اور زمین کسی آنیوالے کی تصدیق اور تائید کے لیے نشان پر نشان دکھا رہے ہیں اور تم ہو کہ مست ناز خواب گراں ہو۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ چودھویں صدی میں سے کہ انیس برس گذرنے کو آئے؟ کیا معلوم نہیں کہ رمضان میں دو مرتبہ کسوف و خسوف ہو چکا جو مہدی معہود کا خاص نشان ہے؟ کیا ارتداد کی وبا نے لاکھوں انسان مخلوق پرستی اور مردہ پرستی کی قبر میں نہیں پہونچا دیے کیا نصرانیت صلیب کی لعنت لیے ہوئے کئی گھروں کو تمہارے کھا گئی؟ پھر تم خدا تعالیٰ پر کیوں ایسے بدظن ہو کہ اسکی نگہ ان حوادث اور آفات پر پڑتی ہے اور ابھی تک ان گم گشتہ انسانوں کو ان عذابوں اور دکھوں سے نجات دینے والا کوئی نہیں بھیجا؟ اے بزرگو! اے دانشمندو!! اے صوفیہ سجادہ نشینو!!! آخر خدا سے صلح کرو۔ خدا ترسی سے کام لو تا خدا تمہارے وجود پر تمہاری نگاہ پڑے۔ غیر معمولی سماوی حوادث اور زمین کے انذاری امراض کیسے تمہارے طعن اور سب و شتم کے نمودار ہو رہے ہیں پس یہ وقت رونیکا ہے نہ سونے کا۔ اٹھو اور ایمان کی منادی کرنیوالے کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دارالامان پہونچو۔

طاعون ملک میں نہایت خطرناک صورت میں

اختیار کرتا جاتا ہے۔ اور وہ پودے جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو دکھائے گئے مامور و مسیح کو نہایت بد اور کریہ شکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک صورت میں دکھائے گئے تھے وہ اب بڑے بڑے درخت بنتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یامسیح الخلق عدوانا کا الہام پورا ہو رہا ہے۔ مگر ملک میں بیحیائی اور بیباکی کا بڑھ جانا اور بھی بدقسمتی کی دلیل ہے۔ ہمیں ان تحریروں کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے جنمیں ان خدا کے نشانوں پر ہنسی کی جاتی تھی۔ ہنسی کرنیوالو! اور ٹھٹھے مارنیوالو یہ وقت اصلاح اور تجدید توبہ کا ہے خدا سے صلح کا ہے نہ جنگ کا۔ اب جبکہ طاعون کمیشن کی رپورٹیں بھی اسباب اور انسدادی تدبیروں پر مطمئن نہیں ہو سکتی تو کیوں اس صدا کیطرف کان نہیں لگاتے جو سچی پکار رہی ہے۔ توبہ و استغفار نیک عملوں۔ ترک معصیت۔ صدقات و خیرات کی طرف متوجہ کرتی ہے اور کہتی ہے۔

خور تاباں سیاہ گشت است از بدکاری مردم
زمیں طاعون ہمی آرد پی تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے
نشاید تافتن سرزاں جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے

اظہار رائے

مندرجہ ذیل کتابیں بغرض اظہار رائے دفتر الحکم میں پہونچی ہیں کسی اگلی اشاعت میں ہم ان پر مختصراً کچھ نہ کچھ لکھیں گے رسالہ آتشک و سوزاک۔ تقویم الاسلام۔ کلام ناطق

کلماتِ طیّبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۳ جلد ۶

یاد رکھو کہ ایک فعل انسان کی طرف سے اولا سرزد ہوتا ہے پھر اسپر ایک اثر یا خاصیت مخفی جو خدا تعالے کا ایک فعل ہے اسپر مترتب ہو کر اسے ظاہر کر دیتا ہے۔ مثلاً جب ہم اپنے گھر کی کوٹھڑی کی کھڑکی کو بند کر دیتے ہیں تو یہ ہمارا فعل ہے اور اسپر خدا تعالے کا فعل یہ سرزد ہوتا ہے کہ اس کوٹھڑی میں روشنی اور ہوا کی آمد رفت بند ہو کر تاریکی ہو جائے گی + پس یہ ایک عادۃ اللہ اور قدیم سے اسی طرح پر چلی آتی ہے اور اسمیں کوئی تغیر تبدل نہیں ہو سکتا ہے کہ انسانی فعل پر خدا کیطرف سے ایک فعل سرزد ہوتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے یہ نظام ظاہری ہے اندرونی انتظام میں بھی یہی قانون ہے جو شخص صاف دل ہو کر تلاش حق کرتا ہے اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم سلب عقائد ہی کی حالت میں آتا ہے تو وہ سچائی کو ضرور پا لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے دل میں پہلے سے ایک بات کا فیصلہ کر لیتا ہے اور ضد اور تعصب کے حلقوں میں گرفتار ہو کر آتا ہے تو اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا معاندانہ جوش بڑھ کر فطرت کے انوار کو دبا لیتا ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق نہیں پاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے پاکیزگی اور ہدایت کے پانے کے لیے خود ہی اپنے اندر ایک پاکیزگی کو پیدا کرنا چاہیے اور وہ یہی ہے کہ انسان بخل اور تعصب کو چھوڑ دے اور اپنے نفس کو ہرگز دھوکا نہ دے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جو شخص تلاش حق کا دعویٰ کر کے نکلتا ہے اور پھر اپنی جگہ پہلے ہی کسی مذہب کے اصول کو فیصلہ کر کے قطعی ہی قرار دے لیتا ہے وہ دنیا کا طالب ہوتا ہے جو دنیا کی فتح و شکست پر مرتب ہے۔ میں اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا کو مانتا ہے نہیں میرے نزدیک وہ دہریہ ہے پاکدل جو کسیکی زجر و توبیخ کی پروا نہیں کرتا اور جو اقرار کر لینے میں ندامت اور شرمساری نہیں پاتا وہی ہوتا ہے جو حق کو پا لیتا ہے ایسے ہی دل پر خدا کے انوار نازل ہوتے ہیں۔

یاد رکھو خدا تعالی ہرگز ایسے شخص کو ضائع نہیں کرتا جو اسکی جستجو میں قدم رکھتا ہے۔ وہ یقیناً ہے اور جیسے ہمیشہ سے اسنے أَنَا الْمَوْجُودُ کہا ہے اب بھی کہتا ہے جسطرح حضرت مسیح پر وحی ہوتی تھی اسی طرح اب بھی ہوتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں اور یہ نرا دعوی نہیں اسکے ساتھ روشن دلائل ہیں کہ پہلے کیا تھا؟ جواب نہیں اب بھی وہی خدا ہے جو سدا سے کلام کرتا چلا آیا ہے اسنے اب بھی دنیا کو اپنے کلام سے منور کیا ہے۔

ایک اور ضروری بات ہے جو میں کہنی چاہتا ہوں اور وہ **کفارہ** کے متعلق ہے کفارہ کی اصل غرض تو یہی بتائی جاتی ہے کہ نجات حاصل ہو۔ اور نجات دوسرے الفاظ میں گناہ کی زندگی اور اسکی موت سے بچ جانے کا نام ہے مگر میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ خدا کے لیے انصاف کر کے بتاؤ کہ گناہ کو کسیکی خودکشی سے فلسفیانہ طور پر کیا تعلق ہے؟ اگر مسیح نے نجات کا مفہوم یہی سمجھا اور گناہوں سے بچانے کا یہی طریق انہیں سوجھا تو پھر نعوذ باللہ ہم ایسے آدمی کو تو رسول بھی نہیں مان سکتے۔ کیونکہ اس سے گناہ رک نہیں سکتے۔ آپکو یورپ کے حالات اور لنڈن اور پیرس کے واقعات اچھی طرح معلوم ہوں گے۔ بتاؤ کونسا پہلو گناہ کا ایسا ہے جو نہیں ہوتا سب سے بڑھ کر زنا توریت میں لکھا ہے مگر دیکھو کہ یہ سیلاب کس زور سے ان قوموں میں آیا ہے جنکا یقین ہے کہ مسیح ہمارے لیے مرا۔

اس خودکشی کے طریق سے تو بہتر یہ تھا کہ مسیح دعا کرتا اور لمبی عمر ملے تاکہ وہ نصیحت اور وعظ ہی کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا مگر یہ سوجھی تو کیا سوجھی۔

اسکے علاوہ ایک اور بات بھی ہے جو میں نے پیش کی تھی اور اب تک کسی عیسائی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اور وہ یہ ہے کہ مسیح ہمارے بدلے لعنتی ہوا اب لعنت کے معنوں کے لیے عبرانی یا عربی کے لغات نکال کر دیکھ لو کہ ملعون کسے کہتے ہیں۔ لغت کی کتابوں میں صاف لکھا ہوا ہے کہ **لعین** شیطان کا نام ہے اور ملعون وہ شخص ہوتا ہے جسکا خدا سے کوئی تعلق نہ ہو اور وہ خدا سے دور ہو + اب عیسائیوں نے یہ بالاتفاق اپنے عقیدہ میں داخل کر لیا ہے کہ مسیح ہمارے بدلے لعنتی ہوا۔ چنانچہ تین دن کے لیے اسے ہاویہ میں بھی رکھتے ہیں اب یہ لعنتی قربانی جو انکے عقیدہ کے موافق ہوئی۔ نجات سے کیا تعلق اسکا ہوا؟

غرض جسقدر اسپر غور کرتے جائیں گے اسی قدر اسکی حقیقت کھلتی جائے گی۔ میں آپکو بتاتا ہوں کہ اصل مسیح کے متعلق عیسائیوں اور یہودیوں دونوں نے افراط اور تفریط سے کام لیا ہے عیسائیوں نے تو یہانتک افراط کی کہ ایک عاجز انسان کو جو ایک ضعیفہ عورت کے پیٹ سے عام آدمیوں کیطرح پیدا ہوا خدا بنا لیا اور پھر گرایا بھی تو یہانتک کہ اسے ملعون بنایا اور ہاویہ میں گرایا۔ یہودیوں نے تفریط کی یہانتک کہ معاذ اللہ اسے ولد الزنا قرار دیا اور بعض انگریزوں نے بھی اسکو تسلیم کر لیا۔ اور سارا الزام حضرت مریم پر لگایا مگر قرآن شریف نے آکر ان دونوں قوموں کی غلطیوں کی اصلاح کی۔ عیسائیوں کو بتایا کہ وہ خدا کا رسول تھا خدا نہ تھا۔ اور وہ ملعون نہ تھا مرفوع تھا اور یہودیوں کو بتایا کہ وہ ولد الزنا نہ تھا بلکہ مریم صدیقہ عورت تھی احصنت فرجہا کی وجہ سے اسمیں نفخ روح ہوا تھا + یہی افراط و تفریط اس زمانہ میں بھی ہوئی ہے + اور خدا تعالے نے مجھے بھیجا ہے کہ میں انکی اصل عزت کو قائم کروں مسلمان ناواقفی سے انھیں انسانی صفات سے بڑھ کر قرار دینے میں غلطی کرتے ہیں اور ان کی موت کی راز کی حقیقت سے ناواقف ہیں عیسائی مصلوب قرار دیکر ملعون بناتے ہیں پس اب وقت آیا ہے کہ مسیح کے سر پر سے وہ الزام دور کیے جائیں جو ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کیے تھے۔ پس اسلام کا کس قدر احسان مسیح پر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان باتوں پر پورا غور کریں گے۔ میں آپکو بار بار یہی کہتا ہوں کہ جب تک آپ کی سمجھیں

کوئی بات نہ آوے تو آپ بار بار پوچھیں
بلکہ یہ اچھا طریق نہیں ہے کہ ایک بات کو
آپ سمجھیں نہیں اور کہدیں کہ ہاں سمجھ لیا۔
اس کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔ مسٹر سراج الدین جو
یہاں آیا تھا اُس نے ایسا ہی کیا اور کچھ
فائدہ نہ اُٹھایا اُس نے آپکو کچھ کہا تھا؟

منشی عبد الحق صاحب

ہاں وہ مجھے منع کرتے تھے کہ وہاں مت جاؤ
کچھ ضرورت نہیں ہے جب ہمنے ایک سچائی
کو پالیا۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ اور تلاش
کرتے پھریں اور یہ بھی انہوں نے کہا تھا
کہ جب میں آیا تھا تو وہ مجھے تین میل تک
چھوڑنے آئے تھے (ایڈیٹر۔ سلیم الفطرت
لوگ حضرت مسیح موعود کی شفقت اور ہمدردی
پر غور کریں اور اس جوش کا اندازہ کریں
جو اسکی فطرت میں کسی روح کو سچا لینے کیلیے
ہے۔ کیا تین میل تک جانا محض ہمدردی
ہی کے لیے نہ تھا؟ ورنہ میاں سراج الدین
سے کیا غرض تھی؟ اگر فطرت سلیم ہو تو
آپ کی اس جوش ہمدردی ہی سے حق کا
پتہ پا لے۔ ہمارے لیے ایسا سچا جوش
رکھنے والے مجتبیٰ خدا کا سلام سو سلامت
بر تو اے مرد سلامت۔) اور لیپنہ آیا
ہوا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ

اس لیپنہ سے اُس نے یہ مراد لی کہ گویا جواب
نہیں آیا۔ افسوس۔ آپ اُس سے پوچھتے
تو سہی کہ پھر وہ یہاں رہ کر نمازیں کیوں
پڑھتا تھا اور کیا اُس نے نہیں کہا تھا کہ میری
تسلی ہی میرے سامنے ہو تو میں
اسکو بات دیکر پوچھوں۔ سامنے ہونے
سے کچھ تو شرم آجاتی ہے۔

منشی عبد الحق صاحب

میںنے نمازوں کا حال پوچھا تھا انہوں نے
کہا تھا کہ ہاں میں پڑھا کرتا تھا۔ اور آخر
میںنے کہدیا تھا کہ میں کسی سرد مقام پر جاکر
بیٹھا کروں گا اور یہ بھی مسٹر سراج الدین
نے کہا تھا کہ مرزا صاحب شہرت پسند ہیں
میںنے چار سوال پوچھے تھے اُن کا جواب
چھاپ دیا۔

حضرت اقدس

ایسا تو شہرت پسندی کی کوئی بات نہیں
ہم کیوں حقکو چھپاتے اگر چھپاتے تو گنہگار
ٹھہرتے اور معصیت ہوتی۔ خدا نے جب
مجھے مامور کرکے بھیجا ہے تو پھر میں حق کا اظہار
کرونگا اور جو کام میرے سپرد ہوا ہے
اُسے مخلوق کو پہونچاؤں گا۔ اور اس بات کی
مجھے کوئی پروا نہیں کہ کوئی شہرت پسند کہے
یا کچھ اور آپ انکو پھر خط لکھیں کہ وہ یہاں
کچھ دن اور رہ جاویں۔

الغرض ان باتوں میں آپ مکان کے قریب پہنچ
گئے اور اُس وقت حضرت اقدس نے منشی
عبد الحق صاحب کو مخاطب کرکے یہ فرمایا
کہ آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان آرام تب ہی
پا سکتا ہے جو بے تکلف ہو پس آپ کو جس چیز
کی ضرورت ہو مجھے بلا تکلف کہدیں اور پھر
جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ دیکھو یہ
ہمارے مہمان ہیں اور تم میں سے ہر ایک
کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق
سے پیش آوے اور کوشش کرتا رہے کہ
ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ یہ کہکر آپ گھر
میں تشریف لے گئے۔ ایڈیٹر

دوسری ملاقات

۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

خاکسار ایڈیٹر الحکم نے کل روئداد کو مرتب
کرلیا تھا اس لیے حضرت اقدس کی خدمت میں
عرض کی کہ میں اسکو سنا دیتا ہوں تاکہ مسٹر
عبد الحق صاحب اور جناب بھی سُن لیں اگر
کوئی بات خلاف واقع ہو تو اُسے بیان
کردیا جاوے یا رہ گئی ہو تو اسے بتا دیا جاوے
حضرت اقدس نے اس طریق کو پسند فرماکر
اس روئداد کے پڑھنے کی اجازت دی
چنانچہ وہ پڑھ کر سنا دی گئی اور پھر سلسلہ
کلام یوں شروع ہوگیا۔ ایڈیٹر

حضرت مسیح موعودؑ

مامور اگر ان امور کی جو اسپر کھولے جاتے ہیں
اشاعت نہ کرے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ
وہ مخلوق پر ظلم کرتا ہے اور خدا تعالے
کے پھر کہ وہ فرض کو انجام نہیں دیتا۔ مامور کا
ایک یہ بھی نشان ہے کہ وہ اشاعت حق سے
نہیں رُکتا اور ہمیں افسوس ہوتا ہے جب انجیل
میں ایسے فقرات دیکھتے ہیں جنمیں مسیح اپنے
آپ کو چھپانے اور کسی پر ظاہر نہ کرنے کی
تعلیم اپنے شاگردوں کو دیتا ہے۔ ماموروں میں
میں ایک شجاعت ہوتی ہے اسلیے وہ کبھی بھی
اپنے پیغام پہونچانے اور اشاعت حق میں نہیں
ڈرتا۔ شہادت حقہ کا چھپانا سخت گناہ ہے
پس میں کیونکر اُس حقیقت کو چھپا سکتا ہوں
جو خدا نے مجھپر کھولی ہے + میرے نزدیک
یہ طریق بہت ہی مناسب ہے جو یہ اسطرح پر
مرتب ہو جایا کرے آپنے اب دوبارہ سُن لیا
ہے اسپر غور کریں اور جو کچھ آپکو شک باقی ہو
بے شک پوچھ لیں۔

مسٹر عبد الحق

میں اسپر مزید غور کروں گا۔

حضرت مسیح موعود

میں آپ کی اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ
جلدی نہیں کی آپ بے شک چار پانچ روز
تک اسپر کافی غور کرلیں۔

مسٹر عبد الحق

میں نے آج ایک سوال قرآن شریف کی ضرورت
پر سوچا تھا مگر وہ اس تقریر میں آچکا۔ میں ایک یہ
سوال بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کہا جاتا ہے
کہ انجیل میں تحریف ہوگئی ہے اگر کوئی یہ پوچھے
کہ اصل کہاں ہے؟ تو اسکا کیا جواب ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ

یہ سوال آپ کا ایک نیا سوال ہے اور پہلے سوالوں سے
الگ ہے میں چاہتا ہوں کہ تداخل نہ ہو۔ میں
اس سوال کا جواب بیان کرونگا مگر اول مناسب
یہی ہے کہ آپ اپنے سوالوں کے جواب پر غور
کرکے اور جو کچھ ان کے متعلق پوچھنا ہو پوچھ
لیں اور جب وہ طے ہو جاویں پھر میں آپکے
اس سوال کا جواب دوں گا + مگر تداخل کو
میں مناسب نہیں سمجھتا جیسے تداخل طعام
درست نہیں ہے یعنی ایک کھانا کھایا پھر کچھ
اور کھالیا پھر کچھ اور اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ سوء
ہضم ہوکر ہیضہ یا قے یا کسی اور بیماری کی
نوبت آتی ہے اسی طرح تداخل کلام منع ہے
تداخل کلام سے کوئی بات محفوظ نہیں رہ سکتی
اور انسان اس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا
بلکہ وہ وقت بالکل ضائع چلا جاتا ہے۔

میری عین مراد یہی ہے کہ یہ سوالات آپ کے باترتیب ہوں اور ہر سوال کی ایک منزل کہی جاوے اور اسکو دوسرا سوال قرار دیا جاوے اسوقت میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں خلط بحث کر کے اپنا وقت ضائع کروں اور آپ کو فائدہ سے محروم رکھوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو پورا فائدہ پہونچاؤں جو میرے امکان و طاقت میں ہے اور اسکے لیے میری رائے میں یہی طریق مناسب ہے جو اختیار کیا گیا ہے۔ میں ہر سوال کا جواب دیتے وقت آپ کو بتاؤں گا۔ کہ تخریب کے خیالات شروع میں مسلمانوں سے پیدا نہیں ہوے بلکہ انجیل کے ماننے والوں ہی کیطرف سے ان خیالات کی ابتدا ہوئی ہے۔ اور میں اسکو جیسا میں نے کہا ہے دوسرے وقت پر رکھتا ہوں جب آپ پہلے سوالوں کے جوابات سمجھ لیں گے۔

جو لوگ بحث مباحثہ کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور تلاش حق اُن کا مقصد نہیں ہوتا وہ ایک ہی جلسہ میں سب کچھ طے کر لینا چاہتے ہیں میں اسکو مذہبی قمار بازی کہتا ہوں جیسے قمار باز اپنی چابکدستی اور چالاکی سے ہاتھ مارنا چاہتے ہیں اسی طرح پر یہ لوگ کرتے ہیں اور ہمنے تجربہ سے دیکھ لیا ہے کہ اصل بات کو چھپاتے ہیں اور فرضی اور خیالی باتیں پیش کرتے ہیں۔ پس میں اسکو بہت ہی برا سمجھتا ہوں کہ انسان مذہبی قمار بازی کے لیے دست دراز ہو۔ اور خدا کا ذرا بھی خوف اور حیا نہ کر کے اپنی چالاکیوں سے کام لے۔ یہ مذہبی قمار بازی کب ہوتی ہے جب دنیا کی ہار جیت اور خیالی فتح و شکست مد نظر ہو۔ اور احباب اور ہمعصروں کی نگاہ میں واہ واہ سننے اور فتحیاب کہلانے کا خیال دل میں ہو۔ یہ قمار بازی دنیا کی قمار بازی سے بہت ہی بڑھ کر نقصان رساں ہے کیونکہ اسمیں تو صرف مال کا زیان ہے مگر اس قمار بازی میں دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں اور تمام اخلاقی اور روحانی قوتیں جو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات کا وارث بنا سکتی ہیں مار دیجاتی ہیں۔ اور اس متاع کے ہارنے سے جو رنج پیدا ہوتا ہے وہ ابدی ہوتا ہے پس اس قمار بازی کے خیال کو کبھی پاس بھی آنے نہیں دینا چاہیے اگر مقصد عظیم یہ ہو کہ راستبازوں کے نور سے حصہ ملے کبھی کوئی شخص اس نور کو نہیں پا سکتا اور اس متاع کو محفوظ نہیں رکھ سکتا جو فطرت سلیم کے پاس ہے جب تک حق گوئی اور حق جوئی اور پھر قبول حق کے لیے ساری دنیا کو اس کے سامنے مردہ قرار نہ دے لے اور ان امور کے لیے خدا تعالیٰ سے ایک عہد کرے جو ایسا عہد خدا تعالیٰ سے نہیں کرتا وہ خدا کو مانکر بھی دہریہ ہے ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے امراض کا بحران ہوتا ہے اسی طرح پر مختلف ملتوں اور مذہبوں کے بحران کے یہ ایام ہیں شیطان کی بھی یہ آخری جنگ ہے اسلیے وہ اپنے تمام آلات حرب و ضرب لیکر حق کے مقابلہ میں نکلا ہے اور وہ پورے زور اور پوری طاقت سے کوشش کرتا ہے کہ حق پر غلبہ پاوے مگر خود اُسے بھی یقین کامل ہے کہ اسکی یہ ساری کوشش بے سود اور بیفائدہ ہوگی اور بہت جلد وہ وقت آتا ہے کہ شیطان مارا جاویگا اور ملایک کی فتح ہوگی۔ مگر بایںہمہ وہ اپنی پوری طاقت سے اسوقت میدان میں آیا ہے اور اسکی بالمقابل حق بھی ہے اور اسکے سامان اور ہتھیار بھی آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ چونکہ اسوقت دونوں میدان میں ہیں پس تمکو واجب ہے کہ حق کا ساتھ دو۔

اور میں نے بارہا اس امر کو بیان کیا ہے اور اب پھر بتاتا ہوں کہ حق کی شناخت کے واسطے تین نشان ہیں ان پر اگر تم اسکو جسے حق کہا جاتا ہے پرکھلوگے تو تمکو شیطان دھوکا نہ دیسکے گا۔ ورنہ اُس نے اپنی طرف سے التباس حق و باطل کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

اور وہ نشان یہ ہیں اول نصوص صریحہ۔ یعنی جو معتقدات ہم رکھتے ہیں دیکھنا چاہیے کہ کیا ان کا نام و نشان خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی پایا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر اس کے متعلق منقولی شہادت یعنی نصوص صریحہ قطعیہ نہوں تو خود سوچنا چاہیے کہ اسکو کہاں تک وقعت دیجا سکتی ہے۔ مثلاً جیسے کیمیاگر کہتا ہے کہ میں ایکہزار کا دس ہزار کر دیتا ہوں تو کیا یہ ضروری نہیں کہ ہمیں علم ہو کہ پہلے کتنے ایسے بزرگ گذرے ہیں؟ لیکن جب ہم اسپر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ ہزاروں نے ایسی باتوں میں آکر نقصان اُٹھایا ہے ہمارے اس علاقہ میں ایک کیمیاگر اسی طرح پر دو آدمیوں کو ایک ہی وقت میں ٹھگ کر لیگیا غرض پہلا نشان نصوص صریحہ کا ہے اس کے ذریعہ اگر ہم عیسائیوں کے عقائد کو پرکھنے لگیں تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ بڑا طلسم ہے حق کی چمک اسمیں نہیں ہے جیسا کہ کل میں نے بیان کیا تھا کہ تثلیث اور یسوع کی خدائی کی بابت اگر یہودیوں سے پوچھا جاوے اور انکی کتابوں کو ٹٹولا جاوے تو صاف جواب ہے وہ کبھی تثلیث کے قائل نہ تھے اور نہ کبھی انہوں نے کسی جسمانی خدا کی بابت اپنی کتاب میں پڑھا تھا جو کسی عورت کے پیٹ سے عام بچوں کی طرح حیض کے خون سے پرورش پا کر نو مہینے کے بعد پیدا ہونیوالا ہو۔ اور انسانوں کے سارے دکھ جسرہ چیچک وغیرہ جو انسانوں کو ہوتے ہیں اٹھا کر آخر یہودیوں کے ہاتھ سے مار کھاتا ہوا صلیب پر چڑھایا جاوے اور پھر ملعون ہو کر تین دن ہاویہ میں رہے۔ یا باپ بیٹا روح القدس کے مجموعہ اور مرکب خدا ہی کا ذکر انکی کتابوں میں کہیں ہوتا اگر تو ہم عیسائیوں سے ایک عرصہ سے سوال کرتے رہے ہیں وہ دکھائیں برخلاف اس کے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہودیوں نے منجملہ اور اعتراضوں کے جو اسپر کیے سب سے بڑا اعتراض یہی تھا کہ یہ خدا کا بیٹا اور خدا بنتا ہے اور یہ کفر ہے اگر یہودیوں نے توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں یہ تعلیم پائی تھی کہ دنیا میں خود خدا اور اس کے بیٹے بھی ماریں کھانے کے لیے آیا کرتے ہیں اور انہوں نے دس پانچ کو دیکھا تھا۔ تو پھر انکار کی وجہ کیا ہو سکتی تھی؟ اصل حقیقت یہی ہے کہ اس معیار پر یہ عقیدہ کبھی پورا نہیں اُتر سکتا اس لیے کہ اس میں حقانیت کی روح نہیں ہے۔

اور دوسرا طریق شناخت حق اور اہل حق کا یہ ہے کہ عقل سلیم بھی انکی ممد اور معاون ہو۔ عقل ایسی چیز ہے کہ اگر اسے چھوڑ دو تو دین اور دنیا دونوں کے کاموں میں فتور پیدا ہوتا ہے۔ اب عقل کے معیار پر اسکو کسا جاوے تو وہ دور سے ان عقاید کو رد کرتی ہے کیا اس کے نزدیک یہ بات قابل تسلیم ہو سکتی ہے کہ ایک عاجز مخلوق بھی جسمیں انسانیت کے سارے لوازم اور بشری کمزوریوں کے سارے نمونے موجود ہیں خدا ہو سکتا ہے؟ کیا عقل اس بات کو ایک لمحہ کے لیے بھی رو

رکھ سکتی ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو کوڑے مارے اور خدا کے بندے اپنے تادر خدا کے منہ پر تھوکیں اور اسکو پکڑیں اور سولی پر کھینچیں اور وہ یہ ساری ذلت دیکھکر اور خدا ہوکر اپنی رسوائی کا تماشا دکھاتا رہے؟ کیا عقل مان لیتی ہے کہ ایک عورت کا بچہ جو نو مہینے تک پیٹ میں رہے اور خون حیض کھاوے اور آخر عام بچوں کی طرح چلاتا ہوا شرمگاہ سے پیدا ہو وہ خدا ہوتا ہے؟ کیا کسی دلکو اسپر اطمینان ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خدا کہلاکر ساری رات موت سے بچنے کے لیے دعا کرتا رہے اور قبول نہ ہو؟ ایسا ہی کبھی عقل یہ تجویز نہیں کرسکتی کہ کسی کی خودکشی سے دوسرے کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر مسیح کے روٹی کھانے سے حواریوں کے پیٹ بھر جاتے تھے اور عقل کے نزدیک یہ جائز ہے تو شاید یہ بھی سچ ہو کہ کسی کے دردسر کا علاج اپنے سر میں پتھر مارنا بھی ہے۔

تیسرا ذریعہ شناخت کا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کبھی سچے مذہب کو ضائع نہیں کرتا اور اہل حق کو ہرگز نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کا باغ ہے اور کبھی کسی نے نہیں دیکھا ہوگا کہ ایک شخص باغ لگا کر اپنے باغ کی طرف سے بالکل لاپروا ہو جاوے نہیں بلکہ اسکی آبپاشی شاخ تراشی اور حفاظت وغیرہ تمام امور کا جو اسکی سرسبزی اور شادابی کے لیے ضروری ہیں پورا اہتمام کرتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالےٰ اپنے راستبازوں اور دی ہوئی صداقتوں کی تائید کے لیے ہمیشہ تازہ بتازہ تائیدات دیتا رہتا ہے جنکی روشنی میں صادق چلتا ہے اور شناخت کیا جاتا ہے۔

اب عیسائیوں کے عقائد اور مذہب کو اس معیار پر بھی آزما کر دیکھلو کہ ان میں بجز بوسیدہ ہڈیوں اور مردہ باتوں کے اور کیا رکھا ہے بالاتفاق وہ مانتے ہیں کہ انمیں آج ایک بھی ایسا شخص نہیں جو اپنے مذہب کی صداقت اور حضرت مسیح کی سچائی پر اپنے نشانات کی مہر لگا سکے۔ یہ تو بڑی بات ہے میں کہتا ہوں کہ انکے قرارداده نشانوں کے موافق تو شاید ایماندار ہونا بھی ایک امر محال ہوگا۔

اچھا زندہ نشانات کو تو جانے دو عیسائی مذہب جو اپنے تائیدی نشانوں کے لیے مسیح کی قبر پتہ دیتا ہے کہ اسمیں سے فلاں قبر سے مردہ اٹھ کھڑا ہوا تھا وہ بجز قصوں کے اور کیا وقعت رکھ سکتے ہیں ابھی ایسے ہی بیٹے بار ہا کہا ہے کہ سلب امراض کے اعجوبے جو بعض ہندو سنیاسی بھی کرتے ہیں اور اس ترقی کے زمانہ میں مسمریزم والے بھی دکھاتے ہیں آج کوئی معجزات کے رنگ میں نہیں مان سکتا۔ اور پیشگوئی ہی ایک ایسا زبردست نشان ہے جو ہر زمانہ میں قابل عزت سمجھا جاتا ہے مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسیح کی جو پیشگوئیاں انجیل میں درج ہیں وہ ایسی ہیں کہ انکو پڑھ کر ہنسی آتی ہے کہ قحط پڑینگے۔ زلزلہ آئینگے مرغ بانگ دیگا وغیرہ اب ہر ایک گاؤں میں جاکر دیکھو کہ ہر وقت مرغ بانگ دیتے ہیں یا نہیں اور قحط اور زلزلے بالکل معمولی باتیں ہیں۔ جو آج کل کے مدبر تو انس سے ہی بڑھ کر بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت طوفان آئے گا۔ فلاں وقت بارش شروع ہوگی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو دیکھو کہ کسطرح چودہ سو سال پہلے کہا کہ ایک آگ نکلے گی جو سبزہ کو چھوڑیگی اور پتھر کو گلا دیگی اور وہ پوری ہوئی۔ اس قسم کی درخشاں پیشگوئیاں تو پیش کریں میں نے ایک ہزار روپیہ انعام کا اشتہار مسیح کی پیشگوئیوں کے لئے دیا تھا مگر آج تک کسی عیسائی نے ثابت نہ کیا کہ مسیح کی پیشگوئیاں ثبوت کی قوت اور تعداد میں میری پیشگوئیوں سے بڑھکر ہیں جنکا گواہ سارا جہان ہے۔

مسیح کے معجزات جو قصص کے رنگ میں ہیں ان سے کوئی فوق العادت تائید الٰہی کا پتہ نہیں لگتا جبکہ آج اس سے بھی بڑھکر طبی کرشمے اور عجائبات دیکھے جاتے ہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ خود انجیل میں ہی لکھا ہے کہ ایک تالاب تھا جس میں ایک وقت پر غسل کرنیوالے شفا پا لیتے تھے اور اب تک یورپ کے بعض ملکوں میں ایسے چشمے پائے جاتے ہیں اور ہمارے ہندوستان میں بھی بعض چشموں یا کنوؤں کے پانی میں ایسی تاثیر ہوتی ہے تھوڑے دن ہوئے اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ ایک کنوئے کے پانی سے جذامی اچھے ہونے لگے ہیں۔ اب عیسائی مذہب کے کن تائیدی نشانوں کو ہم دیکھیں پچھلوں کا یہ حال ہے۔ اور اب کوئی دکھا نہیں سکتا۔ اگر اسیطرح ہی مان لینا ہو تو ہندوؤں نے کیا قصور کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ
خطبہ عید الفطر

از حکیم الامت

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۳ جلد ۹

غرض یہ آیت لَوۡ تَقَوَّلَ والی ہر ایک مفتری اور صادق مامور من اللہ میں امتیاز کرنے والی اور صادق کی صداقت کا کامل معیار ہے لیکن اگر کوئی نادان یہ کہے کہ اس سے تاریخ کا پتہ کیونکر لگائیں اور میعاد مقررہ کیونکر معلوم ہو؟ میں کہتا ہوں ان امور کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ یہ آیت مکی ہے اگر اسپر بھی کوئی یہ کہے کہ مکی اور مدنی آیتوں کا تفرقہ مشکلات میں ڈالتا ہے۔ اور اصطلاحات میں اب تک بھی اختلاف چلا آتا ہے تو میں کہتا ہوں اس سے بھی ایک آسان تر راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس آیت کو آخری آیت ہی تجویز کرلو۔ پھر بھی تمکو ماننا پڑیگا کہ تیئیس۲۳ برس تک خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت۔ عظمت وجبروت۔ عزت وجاہت۔ تائید ونصرت۔ دشمن کے خسران کے لیے ایک فیصلہ کن امر ہے۔ اب بتاؤ کہ کیا حجت باقی رہی؟ مکی مدنی کا فیصلہ نہ کرو۔ اصطلاحات کے تفرقہ میں نہ پڑو۔ اس تیئیس۲۳ سال کی عظیم الشان کامیابیوں کا کیا جواب دوگے پس بہر حال ماننا پڑے گا کہ اسقدر عرصہ دراز تک جو چوتھائی صدی تک پہونچتا ہے اللہ تعالےٰ مفتری کو مہلت نہیں دیتا۔

ایک راستباز کی صداقت کا پتہ اس کے چہرہ سے۔ اس کے چال چلن سے اسکی تعلیم سے ان اعتراضوں سے جو اسپر کیے جاتے ہیں اس کے ملنے والوں سے لگ سکتا ہے لیکن اگر کوئی نادان ان امور سے پتہ نہ لگا سکے تو آخر ۲۳ سال کی کافی مہلت اور اسکی تائیدیں اور نصرتیں اسکی سچائی پر مہر کر دیتی ہیں پس جب اپنے زمانہ کے راستباز کی مخالفت اور حضرت نوح علیہ السلام کے مکذبوں

کے حالات پر غور کرتا ہوں تو مجھے اس زمانہ کے مخالفوں کی حالت پر بہت رحم آتا ہے کہ یہ ان سے بھی جلد بازی اور شتاب کاری میں آگے بڑھے ہوئے ہیں وہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ اور دعوت کو سنکر اعتراض تو کرتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں فتربصوا بہ حتی حین چندے اور انتظار کر لو مفتری ہلاک ہو جاتا ہے اسکا جھوٹ خود اس کا فیصلہ کر دے گا مگر یہ شتاب کار نادان اتنا بھی نہیں کہہ سکتے العجب ثم العجب!!

غرض جب ان شریروں کی شرارت اور تکذیب حد سے گذر گئی تو چونکہ مامور من اللہ بھی انسان ہی ہوتا ہے۔ اعدا کی تکذیب اور نہ صرف تکذیب بلکہ مختلف قسم کی تکالیف خود اسے اور اسکے احباب کو دی جاتی ہیں تو وہ بے اختیار ہو کر لو کان الوباء المتبر کہہ اٹھتا ہے ایسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام نے بھی کہا رب انصرنی بما کذبون۔ اے میرے مولیٰ! میری مدد کر میری ایسی تکذیب کی گئی ہے جس کا تو عالم ہے۔ جب معاملہ اس حد تک پہونچا تو خدا کی وحی یوں ہوتی ہے۔ ان اصنع الفلک باعیننا ووحینا ہماری وحی کے موافق ہماری نظر کے نیچے ایک کشتی طیار کر، اور اپنے والوں کو بھی ساتھ لے لو تو ہم تمکو اور تمھارے والوں کو بچا لینگے اور شریر مخالفوں کو غرق کر دیں گے

چنانچہ حضرت نوح نے ایک کشتی طیار کی اور اپنی جماعت کو لے کر اسمیں سوار ہوئے خدا کا غضب پانی کی صورت میں نمودار ہوا۔ وہی پانی حضرت نوح کی کشتی کو اٹھانے والا ٹھیرا اور اسی نے طوفان کی صورت اختیار کر کے مخالفوں کو تباہ کر دیا اور نتیجہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی سچائی پر مہر کر دی۔ غرض یہ آسان پہچان ہے راستباز کی۔

تمھیں چونکہ اور بھی بہت سے کام ہیں میں خطبہ کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور پھر مختصر سی بات کہکر آگاہ کرتا ہوں کہ جسطرح اللہ تعالے اپنے خاص بندوں کو اپنی خاص حفاظتوں میں لاتا ہے ارضی بیماریوں اور دکھوں سے بچاتا ہے آسمانی مشکلات سے بھی محفوظ رکھتا ہے اور اسکی نصرت فرماتا ہے اسیطرح وہ لوگ جو سچے طور سے اسکا ساتھ دیتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کے رنگ میں رنگین ہو کر وہی بنجاتے ہیں سچا تقوی اور حقیقی ایمان حاصل کرتے ہیں اور مامور کا ادھورا نمونہ بھی بنجاتے ہیں تو مقتدا کی عظمت و ترقی اور نصرت کے ساتھ اللہ تعالے ان کو بھی شریک کر لیتا ہے

جو لوگ حضرت اقدس کے رات کے وعظ میں شریک تھے ان کو معلوم ہوگا اور جو بدقسمتی سے نہیں پہونچے ان کو میں ایک جملہ میں اس کا مغز اور خلاصہ بتا دیتا ہوں کہ انسان سچا متقی سچا مومن اور خدا کے حضور راستباز ٹھیرتا ہے جب وہ دین کو دنیا پر مقدم کر لے

یہ چھوٹی بات نہیں کہنے کو بہت مختصر مگر حقیقت میں تمام نیکیوں کی جامع اور تمام اعمال حسنہ پر مشتمل ہے

یاد رکھو کبھی کسی گناہ کو چھوٹا اور حقیر نہ سمجھو چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے انسان ایک خطرناک اور گھیر لینے والے گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں یہ پہاڑ چھوٹے چھوٹے ذرات سے بنے ہیں یہ عظیم الشان بڑ کا درخت ایک بہت ہی چھوٹے سے بیج سے بنتا ہے۔ بڑے بڑے اجسام ان ہی باریک ذرات سے بنے ہیں جو نظر بھی نہیں آتے پھر گناہ کے بیچ کو کیوں حقیر سمجھتے ہو؟ یاد رکھو چھوٹی چھوٹی بدیاں جمع ہو کر آخر بہیں ڈالتی ہیں انسان جب چھوٹا سا گناہ کرتا ہے تو اس کے بعد اور گناہ کرتا ہے یہانتک کہ خدا تعالے کی حدبندی کو توڑ کر نکل جاتا ہے جسکا نام کبیرہ ہوتا ہے اور پھر راستبازوں کے قتل کی جرأت کر بیٹھتا ہے۔

اسیطرح چھوٹی سی نیکی اگر کرو تو اس سے ایک نور معرفت پیدا ہوتا ہے۔ نیکی اور بدی کی شناخت کا انحصار ہے قرآن شریف کے علم پر اور وہ منحصر ہے سچے تقوے ہی پر چنانچہ فرمایا واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ اور فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جب اللہ تعالے میں ہو کر انسان مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالے اپنی راہیں اسپر کھولدیتا ہے پھر سچے علوم سے معرفت نیکی اور بدی کی پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عظمت و جبروت کا علم ہوتا ہے اور اس سے سچی خشیۃ پیدا ہوتی ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یہ خشیۃ بدیوں سے محفوظ رہنے کا ایک باعث ہوتی ہے۔ اور انسان کو متقی بناتی ہے اور تقوی سے محبت الٰہی میں ترقی ہوتی ہے۔ پس خشیۃ سے گناہ سے بچے اور محبت سے نیکیوں میں ترقی کرے تب بیڑا پار ہوتا ہے۔ اور مامورین اللہ کے ساتھ ہو کر اللہ تعالے کے غضبوں سے جو زمین سے یا آسمان سے راجعہ نکلتے ہیں محفوظ ہو جاتا ہے۔

یہ بات کہ دین کو ہمنے دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں ہمکو واجب ہے کہ ہم اپنے تمام معاملات میں دین کے ہوں یا دنیا کے متعلق ہوں یا مال کے متعلق ہر وقت سوچتے اور پرکھتے رہیں اور اپنا محاسبہ آخرت کے محاسبہ سے پہلے آپ کریں اور جب خدا کی راہ میں قدم اٹھایا جاتا ہے تو معرفت کا نور ملتا ہے۔ پس کوشش کرو۔ استغفار کرو۔ اور جس درخت کے ساتھ تمنے اپنا آپ پیوند کیا ہے اسکے رنگ میں رنگین ہو کر قدم اٹھاؤ اللہ تعالے تمھاری مدد کرے گا۔

تلاوۃ قرآن کریم کے لیئے اشارات

از درس حکیم الامت

۳ جنوری سورۃ المومنون رکوع ۳ سنہ ۱۹۰۲ء

اترفنٰھم۔ آسودہ حال بنایا۔ فارغ البال کیا تنعم عطا کیا **ھیھات** اسم صوت ہے پنجابی اور ہندی میں ہائے ہائے۔ **نموت ونحیا**۔ تناسخ کے رنگ میں ملتے تھے کہ بعضنا یموت وبعضنا یحیی۔ **الصیحۃ** عذاب شدید۔ **بالحق** ثابت و برقرار رہنے والا۔ **غثاء** کوڑا کرکٹ۔ جو سیلاب کی جھاگ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے **بعداً**۔ دور کر دینا جلا وطن کر دینا۔ **ماتسبق من امۃ اجلھا** کوئی امت اپنی اجل کو آگے نہیں کر سکتی۔ **تترا**۔ لگاتار۔ پے در پے۔ **ربوۃ** بلند اونچی جگہ **ذات معین**۔ چشمہ والے۔

۱۴ر جنوری (رکوع ۴) سنہ ۱۹۰۲ء

طیبٰت۔ ہر پہلو میں پسندیدہ چیز۔ طبّی رو سے مفید صحت۔ شرعًا حلال۔
غذا کا اثر چونکہ جسم پر پڑتا ہے اور جسم روحانی اقوال و اعمال پر موثر ہے اسلیے فرمایا **یا ایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم**۔
اعمال صالحہ کے دو بڑے ذریعے بیان فرمائے ہیں اول طیب غذا کا کھانا دوم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال کا علیم ماننا۔ گناہ سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے رُکے رہنے کا یہ زبردست ذریعہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے اور اپنی موت پر ہر وقت یقین رکھے۔ **وان ھذہ امتکم** یہی تو صرف تمھاری ملت ایک ہی ملت ہے۔

فاتقون

۱۔ خدا متقی کے ساتھ ہوتا ہے ۲۔ اللہ والی و وارث ہوتا ہے ۳۔ اللہ اسے علم سکھاتا ہے ۴۔ اسکے دشمن ہلاک کرتا ہے ۵ رزق بےگمان عطا کرتا ہے ۶۔ تنگی سے نجات دیتا ہے ۷۔ مقابل پر اسی غلبہ دیتا ہے۔ ۸۔ اللہ اس سے محبت کرتا ہے ۹۔ ... کی جگہ عطا فرماتا ہے ۱۰۔ اسے غلطی سے آگاہ کرتا ہے ۱۱۔ اس کی عبادت اور اعمال قبول ہوتے ہیں۔
غمرت۔ جہالت۔ گھمن گھیر جسمیں انسان اگر گم ہو جاتا ہے۔ **زبرا**۔ ٹکڑے ٹکڑے **مشفقون**۔ ڈرتے ہیں۔ **یسارعون فی الخیرات** نیکی میں قدم مارتے ہیں۔ **لدینا کتاب ینطق بالحق**۔ (شیعہ اس مقام پر سوچیں) کہ ہماری کتاب قرآن شریف حق کے ساتھ بولتی ہے۔ چونکہ کلام اصل میں اولًا و بالذات متکلم کے پاس ہوتا ہے اسیواسطے **لدینا** فرمایا۔
قرآن شریف کے نزول کے وقت آواز اور الفاظ تھے اگر کوئی کہے کہ تشبیہ ہو جاتی ہے اور **لیس کمثلہ شیء** کے خلاف ہے وہ سوچے کہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر تجھ سے تشبیہ اور مثل ہوتی ہے۔ **تجئرون**۔ چلّا کر روتے عاجزی کرتے ہو **تنکصون**۔ الٹے چلے جاتے ہیں۔ **مستکبرین بہ**۔ تکبر کرتے ہو بیت اللہ کے سبب سے کہ وہ تمھارے پاس ہے اور تم متولی ہو۔ **سامرا**۔ فسانہ گو بنکر **تھجرون** چھوڑتے ہو قرآن کریم کو۔ **القول** قرآن شریف **اھوا**۔ گری ہوئی خواہشات **ذکر**۔ شرافت عزت **ناکبون** ہٹ جاتے ہیں **استکانوا**۔ عجز کرنا۔ **مبلسون**۔ ناامید۔

سلسلہ عالیہ کے متعلق

امتحان! امتحان!! امتحان!!!

امتحان کے لیے درخواستیں بہت جلد آنی چاہییں۔ جو لوگ عدم توجہی سے کام لے رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ درخواستیں قبل از وقت آنا ازبس ضروری ہیں کیونکہ فروری کے آخر میں یہ درخواستیں حضرت حجۃ اللہ کے حضور پیش کی جائینگی ابھی تک بہت تھوڑی درخواستیں آئی ہیں۔

جناب مرزا خدا بخش صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خاطر بہت جلد دورہ پر روانہ ہونے والے ہیں اور غالبًا سب سے پہلے وہ پنجاب کے شمالی مغربی حصّہ کیطرف جائیں گے۔ مدرسہ کی تعمیرات اور سلسلہ احمدیہ کی دوسری ضروریات کے لیے سردست پچیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے جو وہ قوم سے لینا چاہتے ہیں اگر قوم کے جمیع افراد کوشش کریں تو اس رقم کا جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام بہت جلد شروع ہونے والا ہے اینٹیں طیار ہو چکی ہیں بنیادوں کی کھدائی کا کام بہت جلد شروع کیا جائے گا۔

ان کتابوں کے متعلق جو انوار احمدیہ پریس کی مطبوعہ نہیں ہیں براہ راست حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ کے نام درخواست آنی چاہیے ایڈیٹر الحکم ایسے خطوط کی تعمیل اپنی مصروفیت کیوجہ سے نہیں کر سکتا اور اسی سہولت کے لیے وہ کتابیں بھی جو دفتر الحکم سے متعلق ہیں حکیم صاحب موصوف کے پاس رکھدی گئی ہیں۔

پیسہ اخبار کی شوخ چشمی اور افترا پردازی

قابل توجہ گورنمنٹ

پیسہ اخبار لاہور نے ۲۸ر دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی اشاعت میں ایک خطرناک غلط بیانی کی تھی۔ اور خواہ نخواہ گورنمنٹ کی لسان بنکر (جسکا اُسکے پاس کوئی ثبوت نہیں) گورنمنٹ کو ایک قدیم وفادار خاندان اور گورنمنٹ کی ایک کثیر التعداد وفادار رعایا کا دشمن ظاہر کیا تھا اور پبلک کو ایک خطرناک مغالطہ میں ڈالکر بدظن کرنا چاہا تھا جبکہ اُسنے **گورنمنٹ کی زبان** سے یہ ظاہر کیا کہ ایک نصف صدی کے **آزمودہ وفادار** اور گورنمنٹ کے لیے سر بکف خاندان کی خدمات کو وہ **غیر خالص** سمجھتی ہے۔ یہ ایک شریر غلط بیانی تھی جسپر ہمنے ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم میں گورنمنٹ کو اس خیرہ چشم اخبار کی اس نامناسب حرکت پر متوجہ کیا تھا۔ اور ہمنے چاہا تھا کہ گورنمنٹ بذریعہ پریس میمو اس غلط بیانی کی تردید کردے اور پیسہ اخبار سے جواب لے کہ اسے کسنے اس قسم کا حق عطا کیا ہے کہ **گورنمنٹ کی لسان بنے**۔
پیسہ اخبار اپنی اس افترا پردازی اور **غلط بیانی** کا نیک نیتی اور عاجزی سے اعتراف کرنے کے بجائے اپنے ۲۵ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے اشو میں اسکو قابل شرم حیلوں سے چھپانے کی سعی کرتا ہے۔ اور افترا پر افترا باندھتا ہے اور اپنی پردہ پوشی کے لیے وہ طریق اختیار کرتا ہے جو اُسکے اندرونی مرض کو اور بھی کھول کر دکھا دے۔ ہم اس معاملہ کو ہرگز قلم انداز کرنا نہیں چاہتے کہ **پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کی زبان حال سے حضرت مسیح موعود کی خدمات کو غیر خالص قرار** دیکر تمام وفادار رعایا کو

گورنمنٹ سے بدظن اور مایوس کرنا چاہتا ہے اور پیسہ اخبار کی یہ حرکت ہرگز ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ وہ نظر انداز کی جاوے۔ اور کیا اس قسم کی تحریریں پبلک کے خیالات کو مضر پہونچانے والی اور ایک زہریلا اثر پیدا کرنے والی نہیں ہیں؟

یہ غلط بیانی تھی جسکو پیسہ اخبار نے اپنی اس جدید اشاعت میں چھپانا چاہا ہے اور آپ ایسے بھولے میاں بنتے ہیں کہ الحکم کے ۱۷ کالم کے مضمون میں یہ اسکو نظر نہیں آسکی۔ اور اگر اسوقت نہیں دیکھ سکے تو اب دیکھ لے۔

ایک متدین اور خود شناس اخبار نویس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ کوئی ایسی بات زبان قلم سے نہ نکالے جسکا اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو ہم اس قسم کے بہت سے ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ گورنمنٹ **حضرت مسیح موعود** کے خاندان کی وفادارانہ **خدمات کا اعتراف** کر چکی ہے اور خود حضرت مسیح موعود کی ذاتی خدمات کا بھی اسنے وقتاً فوقتاً اعتراف کیا ہے جیسا کہ گورنمنٹ پنجاب نے اپنی چٹھی نمبری ۲۱۳ ایس مورخہ ۱۱ر جون ۱۸۹۸ء میں بایں الفاظ اعتراف کیا ہے کہ "حضور ممدوح (نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب) کا منشا ہے کہ میں اس مدد کے شکریہ کا اظہار کروں جو اس جلسہ کے ممبروں نے گورنمنٹ کو دی"۔

اور ایسا ہی صوبہ پنجاب کا مقتدر روزانہ انگریزی اخبار جو نیم سرکاری اخبار کہا جاتا ہے اپنے ۱۰ر جون ۱۸۹۸ء کی اشاعت کے ایک نوٹ میں حضرت مسیح موعود کی جماعت کو ایک بڑی **باوقار جماعت** تسلیم کرتا ہے اور جو کارروائی اس باوقار جماعت کی طرف سے طاعون کے متعلق کی گئی اسکو **وفادارانہ** مدد مانتا ہے۔

پھر بھی پیسہ اخبار کا گورنمنٹ کی لسان ہوکر ظاہر کرنا کہ گورنمنٹ **ان خدمات** کو **غیر خالص قرار دیتی ہے** کیا گورنمنٹ کی توہین اور گورنمنٹ پر ناقدرشناسی کا الزام دینا نہیں ہے؟ اور کیا یہ خطرناک جھوٹ نہیں ہے جو پولیٹیکل زہریلے مواد پھیلا سکتا ہے؟ اسپر بھی پیسہ اخبار کہتا ہے کہ مجھے وہ خطرناک **غلط بیانی نظر نہیں** آئی؟ کیا اسطرح سے یہ زہرناک اور متعفن تحریر گورنمنٹ کی نگاہ سے پوشیدہ ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ یہ وہ خطرناک **غلط بیانی ہے** جو ہمنے گورنمنٹ کی توجہ کے لیے ۱۰ر جنوری کے الحکم میں ظاہر کی تھی۔ اب ہم پیسہ اخبار کے ان مغالطوں اور غلط بیانیوں کو پیش کرتے ہیں جو اسنے ۲۵ر جنوری ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار میں کی ہیں۔

پہلی غلط بیانی جو مضمون ۱۰ر جنوری ۱۹۰۲ء کے الحکم میں شائع ہوا ہے جو ایڈیٹر الحکم کا اپنا مضمون اور ذاتی رائے ہے اسکو حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر میں اگر شرم و حیا کا مادہ مفقود نہیں ہوگیا اسنے اگر اپنی اس تحریر میں **کمینہ جھوٹھ** کی نجاست پر خود منہ نہیں مارا ہے تو اسکا فرض ہے کہ وہ اس تحریر کو پیش کرے جو حضرت مسیح موعود کی اس کے پاس ہے اور جسکی نقل ۱۰ر جنوری کے الحکم میں طبع ہوئی ہے۔ اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ پیسہ اخبار کبھی بھی اس امر کو ثابت نہیں کر سکتا۔ پھر ہم پیسہ اخبار سے ہی پوچھتے ہیں کہ کیا وہ اس کا نام ایمانداری۔ دیانت خداترسی اور انصاف اور راست بازی رکھے گا کہ ایک غیر متعلق بات کو خواہ نہ خواہ ایک بزرگ کی طرف منسوب کر دیا جاوے؟ اور وہ بھی بدون کسی ثبوت کے؟ اس قسم کا شرمناک جھوٹ بولتے ہوئے بھی دوسروں کو **کمینہ جھوٹ کا** الزام دینا ضرور سفاہت ہے۔ اور پیسہ اخبار کی تحریر کردہ ضرب المثل اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے اسی کے حسب حال ہے۔ اور الحکم کے آئینہ میں اسکا اپنا ہی چہرہ اسے نظر آیا ہے۔

دوسری غلط بیانی پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے ایک نہایت مکروہ اشتہار پر نکتہ چینی کی گئی تھی جسمیں انہوں نے گورنمنٹ انگریزی کی نظر میں سوائے اپنے معدودے چند پیروان کے باقی سات کروڑ مسلمانان ہندوستان کو سرکار کے خطرناک دشمن اور جہاد کے شائق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے" یہ سراسر **کمینہ جھوٹ** ہے اور ایک خطرناک مغالطہ ہے جو گورنمنٹ اور پبلک کو پیسہ اخبار نے دینا چاہا ہے۔ پیسہ اخبار اس سے تمام مسلمانوں کو ان لوگوں کے ذیل میں داخل کرنا چاہتا ہے جو مولوی اور ملّا کہلاتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود کے خلاف وہی لوگ ہیں جنکی تعداد بہت ہی محدود اور قلیل ہے اور پچاس سے بھی متجاوز نہ ہوگی۔ اور یہی وہ گروہ ہے جو خونی مہدی کی خوفناک لڑائیوں اور ان کے مقام کثیرہ کا نہایت بے صبری سے انتظار کر رہا ہے اور یہ وہ گروہ ہے جو حضرت مسیح موعود کا یہ دعوے اور بیان (کہ **خونی مہدی اور خونی مسیح** کوئی آنے والا نہیں بلکہ جیسطرح پر موسوی سلسلہ کا خاتم مسیح چودھویں صدی میں جمالی رنگ میں آیا تھا اسی طرح پر محمدی سلسلہ کا چودھویں مجدد امن اور صلحکاری پھیلانے کے لیے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کے اظہار کے لیے عیسوی بروز ہوکر آئے گا اور دین کی تمام لڑائیوں اور جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ اسکے آنے سے سچے مذہب کے لیے ہرگز ہرگز تلوار نہ اُٹھائی جاوے گی) اور وہ مہدی اور مسیح میں ہوں یہ مسجد نشین ملّا جو عوام کی روٹیوں پر بسر کرتے کرتے مکاری نکموں کی لوٹ پر دانت تیز کیے بیٹھے تھے سُنکر جامہ سے باہر نکل گئے اور جھٹ اپنا خانہ ساز ہتھیار کفر کا فتوی دیدیا اور قتل کی دھمکیاں دیں۔ غرض پیسہ اخبار فریب دیتا نہیں تو فریب خوردہ ضرور ہے جبکہ وہ سارے مسلمانوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتا ہے اور خواہ نہ خواہ ان کو احمدی قوم کے معزز و مقتدر بانی اور قوم کے برخلاف استعمال دلاتا ہے کہ گویا ہم انکو باغی قرار دیتے ہیں کیا امن عامہ میں خلل اندازی کا موجب اس قسم کی تحریریں ہوتی ہیں یا یہ کہنا کہ اب **جہاد حرام ہے**؟ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ پیسہ اخبار کا یہ بیان کہ سات کروڑ مولوی ہیں ہرگز صحیح نہیں ہندوستان کی ایک کثیر تعداد تو مذہب اور مذہبی فرائض سے بالکل ناواقف اور بیخبر ہے۔ وہ عام مذہبی فرائض بھی ادا نہیں کر سکتے اور پنجاب میں جو مسلمان ہیں بہت ہی کم حصہ ان میں تعلیم یافتہ ہے وہ اس مسئلہ میں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ جہاد حرام ہے ہمارے ساتھ متفق الرائے ہے یہ لوگ آزاد خیال ہیں اگرچہ وہ حضرت مسیح موعود کی مسیحیت و مہدویت کے قائل نہیں لیکن متعصب اور فتنہ انگیز مولویوں کی طرح وہ کافر کافر بھی نہیں کہتے اور ہم مسیحیت و مہدویت کے انکار میں انکو غلطی پر سمجھتے ہیں تاہم مسلمان جو مولویت کے حالات سے واقف نہیں ہمارے ساتھ ہیں اور ہوجاتے ہیں

لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو مسیح و مہدی کے سرے سے منکر ہیں وہ بھی ان مسجد نشینوں کے خانہ زاد کفر سے بچے ہوئے نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی جن کی تعداد بہت ہی کم ہے اور معدودے چند ہیں ہر ایسے شخص کو جو جہاد کو حرام ٹھہرا کر اور گورنمنٹ برطانیہ کے حقوق اطاعت و وفاداری کی تعلیم دے اسکو کچھ اور وجوہات اور حیلے رکھکر کافر ضرور کہہ دیتے ہیں اور اگر کھلے کھلے طور پر وہ اسی ایک مسئلہ پر کافر نہیں کہتے تو انکا نفاق اندر سے ڈراتا ہے چونکہ منافق میں اخلاقی جرأت نہیں ہوتی اسلیے صاف گو نہیں ہو سکتا۔

غرض بہت بڑا حصہ نئے تعلیم یافتہ ازاد خیال لوگوں کا ہے اور ان کی نسبت ہمارا خیال ہے کہ وہ سرے سے ان عقائد کو مانتے ہی نہیں اس لیے وہ کبھی دینی لڑائیوں اور جہادوں کی منتظر نہیں ہیں اور وہ گورنمنٹ کے وفادار اور خیر خواہ ہیں اور وہ بھی اس مسئلہ میں ہمارے ہی ساتھ ہیں۔

پھر جو باقی رہے ان میں سے ایک رئیس پارٹی ہے جو بڑے بڑے وہ بھی ان آزاد خیال لوگوں ہی کے ساتھ ہے یہ وہ پارٹی ہے جو بڑے بڑے شہروں میں انجمن اسلامیہ کے نام سے پکاری جاتی ہے جیسے لاہور و امرتسر وغیرہ ہند و پنجاب کے قریباً ہر بڑے شہر میں وہ بھی اس مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں اور جو باقی بچتے ہیں انہیں سے ایک کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو اپنے مذہبی فرائض کی بنا پر گورنمنٹ کی سچی وفادار رعایا ہیں اور جو مسیح اور مہدی کو مان کر جہاد کی حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں یہ وہی قوم ہے جو احمدی قوم کے نام سے مشہور ہے اور جس کا بانی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اس آزاد خیال پارٹی کے تو کسقدر کم مگر ہمارے [illegible] مخالف رہ جاتے ہیں جو خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر ہیں۔ اور انہی کی طرف ہمیشہ ہمارے روئے سخن رہا ہے۔

جو لوگ کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر نہیں اور جہاد کو اب حرام سمجھتے ہیں وہ ہمارے اس مسئلہ میں کبھی مخاطب نہیں۔

پیسہ اخبار گورنمنٹ کو مغالطہ دینا چاہتا ہے کہ گویا سات کروڑ مسلمان اس کے خلاف ہیں حالانکہ وہ جماعت بھی ہمارے ساتھ ہے + اور وہ تمام **مذہب سے ناواقف** اور بہت ہی پست حالت میں رہنے والے مسلمان اور تعلیم یافتہ آزاد خیال لوگوں اور شریف طبع رئیس پارٹی کو جو گورنمنٹ کے سچے وفادار اور خیر خواہ ہیں ان فینک ملانوں اور مولویوں کی مد میں داخل کرنا چاہتا ہے جنکا **خونی مہدی اور خونی مسیح** کا انتظار اور سرکاری بنکوں کی لوٹ کا خیال اور عقیدہ جنون کی حد تک پہونچ گیا ہوا ہے وہ ان کتابوں کو پڑھتے ہیں اور اپنے گھروں میں رکھتے ہیں اور جن کے رشید شاگرد آئے دن سرحد پر ریشہ دوانیاں کرتے رہتے ہیں۔

ہم ان سوختنی کتابوں کا ذکر نہ کرتے اگر پیسہ اخبار اس ناگوار بحث کو نہ چھیڑتا۔ اس لیے ہم گورنمنٹ کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلانے کی سعی کرتے ہیں کہ وہ ان مخالف مولویوں کی تلاشی لیکر دیکھے کہ انھوں نے ایسی کتابیں کیوں اپنے گھروں میں رکھی ہوئی ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ ان کتابوں کو جمع کر کے تلف کر دیا جاوے جن سے ایسے گندے خیالات پیدا ہوتے ہیں اب پیسہ اخبار بتائے کہ یہ کسقدر کمینہ جھوٹ ہے کہ **حضرت مسیح موعود** مسلمانان ہند کو جہاد کا شائق قرار دینے والا بیان کرتا ہے۔ **حضرت مسیح موعود** کا روئے سخن ہمیشہ ان مولویوں کی طرف رہا ہے جنکا **خونی مہدی** کے انتظار کا عقیدہ جنون کی حد تک پہونچ چکا ہے اور اس امر کے اعلان اور اظہار میں ہم کبھی سے نہیں رہے کہ **خونی مہدی کے انتظار کا عقیدہ** رکھنے والا **سچی وفاداری کے** خیالات رکھ نہیں سکتا۔ ہم گورنمنٹ کی توجہ اور پبلک کی غور کے لیے ذیل میں خونی مہدی کے متعلق جو عقیدہ ہے بیان کیا جاتا ہے پیش کرتے ہیں اور پھر پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ **یہ عقیدہ رکھتا ہے؟** اور یہ عقیدہ رکھکر کیوں کر کوئی سچا وفادار کہلا سکتا ہے۔ ہم زیادہ چون و چرا نہیں چاہتے پیسہ اخبار **اس عقیدہ کو یا تسلیم کرے یا انکار کرے گورنمنٹ خود فیصلہ کریگی**

اور پیسہ اخبار کی خیالی کمیشن کا سودا بھی سر سے اتر جاوے گا اور وہ عقیدہ جو خونی مہدی کے متعلق ہم ذیل میں درج کرتے ہیں وہ ہے جو **نواب صدیق حسن خان** کی کتابوں سے اقتباس کر کے لکھا جاتا ہے یہ وہی صدیق حسن ہے جسکو پیسہ اخبار کا مقبول مولوی ابو سعید محمد حسین اپنی اشاعۃ السنہ میں **مجدد** مانتا ہے اسکا عقیدہ یہ ہے تو پھر محمد حسین کے عقیدہ کو اسی پر قیاس کر لو۔

"ہماری مخالف مولویوں کا عقیدہ خونی مہدی کی نسبت"

نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب **حجج الکرامہ** کے صفحہ ۳۶۳ میں اور نیز اسکا بیٹا سید نور الحسن خان اپنی کتاب **اقتراب الساعۃ** کے صفحہ ۶۴ میں مہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کو اسطرح بیان کرتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے۔

مہدی ظاہر ہوتے ہی اسقدر عیسائیوں کو قتل کرے گا کہ جو ان میں سے باقی بچ جائیں گے انکو حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ نہ رہیگا۔ اور ریاست کی ہوا ان کے دماغ سے نکل جائیگی اور ذلیل ہو کر بھاگ جائیں گے۔ پھر اسی حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۲۷ سطر ۸ میں لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کریگا اور ہندوستان کو فتح کر لیگا۔ اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈالکر اس کے سامنے حاضر کیا جائے گا اور تمام خزانے اور بنک گورنمنٹ کے لوٹ لیں گے اور پھر اسی کی تشریح زیادہ کتاب اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۶۴ میں اسطرح کی ہے جو صفحہ ۶۴ کی ۱۳ سطر سے ۱۸ تک یہ عبارت ہے

ہندوستان کے بادشاہوں کو گردن میں طوق ڈالکر ان کے یعنی مہدی کے سامنے لائیں گے ان کے خزائن بیت المقدس کا زیور کیے جاوینگے (پھر اس کے بعد اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اس رائے کی تائید میں اسکے اپنے الفاظ یہ ہیں) میں کہتا ہوں ہند میں اب تو کوئی بادشاہ ہی نہیں ہے یہی چند رئیس ہنود یا مسلمان ہیں سو وہ کچھ حاکم مستقل نہیں ہیں بلکہ برائے نام

ہیں اس ولایت کے بادشاہ یوروپین ہیں غالباً اسوقت تک یعنی مہدی کے زمانہ تک یہی حاکم یہاں کے رہینگے ان ہی کو اُن کے روبرو یعنی مہدی کے روبرو گرفتار کرکے لے جائیں گے۔

اور اوپر یہی شخص لکھ چکا ہے کہ گردن میں طوق ڈالکر مہدی کے روبرو حاضر کریں گے اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے اغلباً چودھویں صدی ہجری میں یہ سب کچھ ہو جائے گا۔

اور پھر صفحہ ۷۶ **اقتراب الساعۃ** میں لکھا ہے کہ مہدی عیسائیوں کی صلیب کو توڑے گا یعنی اُن کے مذہب کا نام و نشان نہیں چھوڑیگا اور پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۱ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ آسمان سے اُتر کر مہدی کا وزیر بنائیگا اور بادشاہ ہند کو پھر صفحہ ۳۰ **حجج الکرامہ** میں خوشخبری دیتا ہے کہ اب مہدی کا زمانہ قریب آگیا ہے۔

پھر صفحہ ۳۳ میں لکھتا ہے کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو اس بات کو نہیں مانتا کہ مہدی اس شان اور امر یعنی غازی اور مجاہد ہونے کے طور پر آئیگا وہ فرقہ غلطی پر ہے کیونکہ اس نشان کے ساتھ مہدی کا ظاہر ہونا **صحاح ستّہ** سے یعنی حدیث کی چھ معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے پھر صفحہ ۳۹۵ حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے کہ زمانہ ظہور مہدی کا اب بہت قریب ہے تمام علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور نیز حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۲۴ میں لکھتا ہے کہ عیسیٰ بھی مہدی کیطرح تلوار کے ساتھ اسلام پھیلائے گا۔ دو ہی باتیں ہونگی یا قتل یا اسلام۔ اور کتاب احوال الآخرۃ کے صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ جو عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کر دیے جائیں گے۔"

غرض یہ وہ عقائد ہیں جو **نواب صدیق حسن خان** نے بیان کئے ہیں جسکو مولوی **محمد حسین** ایڈیٹر اشاعۃ السنہ (جس کی تحریر کو جو جہاد کے متعلق اس نے لکھی ہوگی پیسہ اخبار بدرجہا بہتر قرار دیتا ہے) **مجدد بتاتا ہے۔**

اب ہم پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ

وہ ان عقائد والوں کو کیا کہتا ہے

لازم ہے کہ اپنی بیجا تحریروں کو جنمیں اصلیت کے چھپانے کی کوشش کیجاتی ہے چھوڑ کر پبلک اور گورنمنٹ کی اطلاع کے لیے صاف اور موٹے الفاظ میں لکھدے کہ اُسکا اپنا عقیدہ ان عقائد کے متعلق کیا ہے؟ اور وہ ایسے عقیدہ رکھنے والوں کو کیا کہتا ہے؟ اگر اس کے دل میں چور نہیں اور وہ ان مولویوں کا (جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور جن کی تعداد مغالطہ دینے کے واسطے سات کروڑ عام مسلمان لکھکر بتانی چاہتا ہے)

بخوبی رازداں ہے تو خود اپنی بیزاری ان مولویوں کے دستخطوں سے شائع کرکے

ہم گورنمنٹ کو کبھی مغالطہ میں رہنے دینا نہیں چاہتے یہی ایک مسئلہ ہے جس کی بنا پر ہمارے سیّد و مولےٰ **حضرت مسیح موعود** کی مخالفت میں یہ لوگ گلے کی رگیں پھلا کر شور مچاتے ہیں۔ ہم ہمیں بے شک راضی ہیں اور انشراح صدر کے ساتھ پیسہ اخبار کی ہی تجویز پر عمل کرنے کی درخواست کرتے ہیں کہ گورنمنٹ سے ملکر ایک کمیشن کی درخواست کریں جو یہ تحقیقات کرے کہ کس کے عقائد خطرناک ہیں؟ -

پیسہ اخبار اگر دیانت داری سے کام لیتا تو اسکو ایسی کمیشن کی درخواست کرنی چاہیے تھی برخلاف اس کے وہ اس امر کو بھی مغالطہ اور دھوکے کے رنگ میں پیش کرنا چاہتا ہے جیساکہ ہم اسکی غلط بیانیوں کے سلسلہ میں ابھی مفصل بیان کرتی ہیں اب معاملہ بالکل صاف ہے اور گورنمنٹ کو اس معاملہ پر ہمیشہ کے لیے فیصلہ کرنے کا ایک آسان طریق ہاتھ آتا ہے کہ اس قسم کے عقائد جو نواب صدیق حسن خان اور ان کے بیٹے سید نورالحسن خان نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں اور ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ان بیہودہ کتابوں کے حوالے ہمکو یہاں درج کرنے پڑے لیکن کیا عجب ان مفسدہ پرداز تحریروں پر گورنمنٹ کو اطلاع ہو کر ہمیشہ کے لیے ان کا ستیاناس ہو جاوے اور خونی مہدی کے منتظروں کے یہ مخفی ہتھیار چھین لیے جاویں گورنمنٹ مسلمانوں پر بڑا احسان کرے گی۔ اگر ایسی کتابوں کو تلف کر دے جنمیں لکھا ہے کہ **مہدی کے وقت میں ہندوستان کے بادشاہ کی گردن میں طوق ڈالکر اس کے سامنے پیش کیا جاویگا اور تمام خزانے اور بنک گورنمنٹ کے لوٹ لیں گے اور یہ کہ ہندوستان کے بادشاہ یورپین ہی ہوں گے ان ہی کو مہدی کے روبرو گرفتار کرکے لے جائیں گے** ۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہیں۔

خونی مہدی کا عقیدہ رکھنے والوں کے عقائد گورنمنٹ انکو پیسہ اخبار ہی کی وساطت سے تمام مولویوں کے سامنے پیش کرے اور اُن سے فتویٰ لے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق وہ کیا کہتے ہیں پھر گورنمنٹ کو معلوم ہو جائے گا کہ حق کسکے ساتھ ہے؟ منافقانہ طرز ہم پسند نہیں کرتے۔ پیسہ اخبار صفائی باطن کے ساتھ اس امر کے لیے طیار ہو تو ایسا ہی ایک فتوے پر جو جہاد کے حرام ہونے اور خونی مہدی اور خونی مسیح کے انتظار کی مخالفت میں ہو ان تمام مولویوں کے جو ہمیں کافر کہتے ہیں تصدیقی دستخط کرا دے۔ پھر وہ کثرت کے ساتھ اسلامی ملکوں میں شائع کر دے تاکہ ہمیشہ کے لیے یہ **خوفناک انتظار** جس نے ہمیشہ لاکھوں کروڑوں آدمیوں کے خون کرائے ہیں اور مصر اور سوڈان کے کابلوں کی خونریزیاں ابھی تک تازہ ہیں مٹا دیا جاوے۔ ہم **بہت ہی خوش ہوں گے اگر پیسہ اخبار اپنی اور مولویوں کی بریت اور صفائی کے لیے اس فیصلہ پر رضامند ہو جاوے** اور اپنا ذمہ لے لیکن اگر وہ اس امر کے لیے طیار نہ ہوا تو اسکو اپنی غلط بیانی کیطرح جو اس نے گورنمنٹ پر الزام لگایا تھا کہ وہ **حضرت مسیح موعود اور اسکی جماعت کی خدمات کو غیر خالص** سمجھتی ہے بیجا عبارتوں میں چھپانا چاہیے تو گورنمنٹ اور پبلک آخر سوچنے والی ہے۔

تیسری غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ انہوں نے اپنی نئی تحریرات میں مسلمانوں کو جہاد کرنیکی ممانعت اور گورنمنٹ کی وفاداری کی تاکید کی ہے اس لیے سب مسلمان انہیں کافر و غیرہ کہتے ہیں مرزا صاحب اور ان کے مرید بخوبی جانتے ہیں کہ ان سے سالہا سال پہلے سرسید احمد خان اور اُن کے بعد مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے جہاد کے مسئلہ پر مرزا صاحب سے بدرجہا بہتر کتابیں لکھی ہیں۔"

پیسہ اخبار کو خود کیسا جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہ آئی نہ جو اُس نے لکھدیا کہ مرزا صاحب سے سالہا سال پہلے محمد حسین یا سید احمد خان نے جہاد کے

مسئلہ پر بہتر جہا بہتر کتابیں لکھی ہیں۔ پیسہ اخبار اگر تجاہل عارفانہ نہیں کرتا اگر وہ ضمیر فروشی سے کام نہیں لیتا تو وہ بہت جلد اپنی اس خطا کا اقرار کرلے گا جب اُسے معلوم ہو جاوے گا کہ مرزا صاحب سے پہلے لکھنے والوں کا نام لینے میں اس نے غلطی کھائی ہے ہم بہت پیچھے چلتے ہیں یہانتک کہ ۱۸۵۷ء کے خطرناک اور بھیانک نظارہ تک پہونچتے ہیں پیسہ اخبار بتائے کہ کیا اُسوقت مولویوں نے جہاد کے فتوے نہ دئیے تھے اور کیا بعض مولوی سرکاری تحقیقات کے نیچے نہ آئے تھے؟ اگر ایسا ہوا تھا اور ضرور ہوا تھا تو پھر ہم پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ اسوقت کیا عالی جناب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد حضرت مسیح موعود نے پچاس گھوڑوں اور سواروں کے ساتھ گورنمنٹ کو مدد نہ دی تھی؟ اب اس سے پیچھے کتنی دور پیسہ اخبار جانا چاہتا ہے یہ تو عملی طور پر حضرت اقدس کے خاندان کی مدد تھی کہ ایسے وقت میں (جو مسجدوں کے ٹکڑوں پر گذارہ کرنے والے مُلّا جہاد کے فتوے دیتے تھے اور آجتک بھی جن کے خیالات اور معتقدات خونی مہدی اور خونی مسیح کے متعلق ایسے ہی ہیں) حضرت مسیح موعود کا خاندان گورنمنٹ کی امداد کے لیے سربکف اور جاں نثار ثابت ہوا۔ اور جسکی عزت پیسہ اخبار کے خاندان کو کبھی نہیں ملی + سید احمد خان کا ذکر جانے دو۔ کیونکہ وہ خود حضرت اقدس مسیح موعود کے وفادارانہ جوش کی تعریف کرتا اور مسلمانوں کو اسکے اختیار کرنے کی رائے دیتا ہے اور وہ مر چکا ہے لیکن محمد حسین زندہ ہے اب اگر کوئی حمیت اور غیرت باقی ہے تو محمد حسین کی اُن تحریروں کا پتہ دو جو مسئلہ جہاد کے متعلق حضرت اقدس سے پہلے شائع ہوئی ہیں۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ محمد حسین نے جو ریویو براہین احمدیہ پر لکھا ہے اُسکو بھی اپنے سامنے رکھ لینا خصوصاً اشاعت السنہ نمبر ۷ جلد ۷ ۱۸۸۴ء کو بھی آنکھیں کھولکر پڑھنا کہ اس تلخ دشمن کو کیا ماننا پڑا ہے ہم مولوی محمد حسین ہی کے الفاظ میں پیسہ اخبار کو جواب دیتے ہیں:

ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اس کے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب کی نسبت یہ گمان کہ وہ **گورنمنٹ** کی مخالف ہے پرلے سرے کی **بے ایمانی** اور **شرارت شیطانی** نہیں تو کیا ہے؟ خیر خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان **یاوہ گو حاسدوں** کی ایسی باتیں ہرگز نہ سُنیں اور اس کتاب یا مؤلف کیطرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سُنیگی بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہونچاویگا اسکو اُسکی **دروغگوئی پر سخت سرزنش کرے گی**۔

اب پیسہ اخبار اگر حضرت اقدس کی خدمات کو خواہ نہ خواہ گورنمنٹ کی لسان ہوکر **غیر خالص قرار دیتا ہے** تو اس کے لیے مولوی محمد حسین کی رائے بے شک قابل تعریف ہے۔ کیوں ایڈیٹر پیسہ اخبار صاحب! ابتو آپ خوش ہیں ہم مولوی محمد حسین کے ہم آہنگ ہو کر گورنمنٹ کے حضور بادب عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو شخص مؤلف براہین احمدیہ کی نسبت ایسا گمان کرے یا ایسے خیالات پھیلانا چاہے اسکو اُسکی دروغگوئی میں ضرور سرزنش کرنی چاہیے ہمیں اُمید ہے کہ مولوی محمد حسین کی اس زریں رائے کو پیسہ اخبار جلی قلم سے چھاپ دے گا۔ اب ہم اس امر کا بھی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس سے پہلے جہاد پر تحریریں شائع ہوئی ہیں اول تو جہانتک ہمارا علم ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب کی کوئی تحریر اس سے پہلے نہیں نکلی اگر نکلی ہے تو اسکا ثبوت پیسہ اخبار کے ذمہ ہے وہ دکھائے کہ ۱۸۷۹ء یا ۱۸۸۰ء سے پہلے مولوی محمد حسین کونسا رسالہ جہاد شایع کیا تھا؟ حضرت اقدس نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے لے کر جسکو ۲۲ برس سے زیادہ کا زمانہ ہوتا ہے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور ابتک اسکو پورا کر رہے ہیں چنانچہ براہین میں جو **اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری** کے عنوان سے مضمون لکھا تھا اور اس میں آپ نے یہ تجویز کی تھی کہ چند مولوی صاحبان جنکی فضیلت علم اور زہد اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلّم الثبوت ہو اس امر کے لیے چن لیے جائیں اور اطراف و اکناف کے اہل علم کہ جو پنجاب و ہندوستان کے گرد و نواح میں کسیقدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں (جنمیں بطریق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے جہاد کرنیکی صاف ممانعت ہو) لکھیں جب سب خطوط جمع ہو جائیں تو یہ مجموعہ جو مکتوبات علماء ہند کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں بہ صحت تمام چھاپا جاوے اور اسکے نسخجات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان اور خاصکر سرحدی ملکوں میں تقسیم کیے جائیں وغیرہ وغیرہ۔

پھر پیسہ اخبار بتائے کہ کیا یہ احسن تجویز مسلمانوں کی اظہار وفاداری کے لیے نہ تھی؟ پھر بتلائے کہ کتنے مولویوں نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہمکو کہنا پڑے گا کہ ایک نے بھی نہیں۔ اور جب کوئی اس خدمت کو کرنیوالا نہ نکلا تو خود حضرت مسیح موعود نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ اور ابتک اُسی جوش میں چل رہے ہیں بلکہ سب سے بڑھکر یہ کام کیا کہ **اپنی شرائط بیعت میں اس امر کو داخل کر لیا** اور اسکو ایک مذہبی عقیدہ بنا دیا۔ اب پیسہ اخبار کو شرم کرنی چاہیے اس قسم کا کمینہ جھوٹ بولتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود سے پہلے کی تحریریں جہاد پر بدرجہا بہتر ہیں۔ وہ ایک بھی ایسی تحریر پیش نہیں کر سکتا اگر ایسی تحریریں پہلے سے موجود نہیں تو ڈاکٹر ہنٹر نے کیوں مستقل تحریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے **دلی خیر خواہ نہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض** سمجھتے ہیں۔

محمد حسین صاحب اشاعت السنہ کی تحریریں

جو اس نے جہاد کے متعلق شائع کی تھیں اگر وہ بہت پہلے شائع ہو چکی تھیں اور بدرجہا بہتر تھیں تو انکو پڑھ کر بھی ہنٹر کو یہ رائے قائم کرنے کا موقع کیوں ملا؟ پیسہ اخبار اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے گا کیونکہ یہ صرف ایک کمینہ جھوٹ تھا جو اس نے بولا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے پہلے محمد حسین کی تحریر مسئلہ جہاد پر بہتر شائع ہو چکی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود

کے خلاف لکھنے سے شرم کرنی چاہیئے۔

چوتھی غلط بیانی

پیسہ اخبار حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو مفسدانہ اور بغاوت انگیز تحریر کرتا ہے۔

بڑے شرم کی بات ہے کہ پیسہ اخبار نے آجتک کبھی ان مولویوں کے متعلق ایک لفظ نہ لکھا جو بغاوت پھیلانے کی کتابیں **اقتراب الساعة** اور **حجج الکرامة** وغیرہ بغلوں میں دبائے ہوئے خونی مہدی کا انتظار کرتے ہیں اور جو شخص ایسی مفسدانہ عقائد کی تردید کرے۔ اور صلح اور امن کی باتوں کی اشاعت کرے۔ جہاد کی حرمت کا فتوے شائع کرے اسکی تحریریں پیسہ اخبار کے نزدیک مفسدانہ تحریریں قرار دیجاویں!

ہم مختصر طور پر حضرت اقدس کی کل تصنیفات کا خلاصہ پیش کر دیتے ہیں گورنمنٹ ضرور غور کرے کہ اس تعلیم کو پیسہ اخبار مفسدانہ قرار دینے میں بجائے خود مفسدانہ تحریریں پھیلانے کا ارتکاب کرتا ہے یا نہیں؟

اوّل خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں صحیح نہیں اور کوئی ایسا آدمی جو آکر محسن کشی کرے اور یورو پین بادشاہ کے گلے میں طوق ڈالکر اپنے سامنے لائے ہرگز ہرگز آنیوالا نہیں ہے۔

دوم۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت اور وفاداری فرض ہے کیونکہ یہ **اولوالامر** میں داخل ہے۔

سوم اب دین کے لیے مذہبی لڑائیاں بالکل حرام ہیں۔ دین اور مذہب کے نام سے تلوار اٹھانے والا اور گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد کا خیال رکھنے والا اللہ تعالےٰ اور اس کے پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایتوں کے خلاف کرتا ہے اور اسلام کی حدود سے نکل جاتا ہے۔

چہارم۔ آنے والا مسیح اور مہدی جس کا وعدہ دیا گیا ہے وہ ایک ہی شخص ہوگا جو مسیح ابن مریم کے نمونہ پر آئے گا یعنی جسطرح اُس نے آکر موسوی جنگوں کا خاتمہ کر دیا تھا اور تلوار کو اُٹھا دیا تھا اسی طرح پر مسیح محمدی جو مسیح موعود ہے کیطرح چودھویں صدی میں آئے گا امن اور سلامتی کا شہزادہ ہو کر آئے گا اسلیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نشان یہ مقرر کیا ہے کہ یضع الحرب یعنی وہ مہدی جسکا دوسرا نام مسیح ہے اگر دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دے گا چنانچہ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے** جب یہ دعوی کیا ساتھ ہی دین کے لیے لڑائیوں کے خلاف فتوی دیا۔ اور چونکہ **مسیح موعود** کا یہ نشان ہے اسلیئے حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام بار بار اپنی تحریروں تقریروں میں اس مسئلہ کی عام اشاعت کر رہے ہیں۔

پنجم۔ جو شخص اسوقت دین کے لیے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا اس قسم کی کتابیں تلف کرنے یا کرانے کی تحریک قوم میں نہیں کرتا جو ایسے مفسدانہ خیالات پھیلا سکتی ہیں۔ یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے انکی وصایا۔ حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

ششم۔ وہ مسیح موعود جس کا دوسرا نام مہدی بھی ہے اور جسکا کام جہاد اور دینی لڑائیوں کو اُٹھا دینا ہے اور دین کو سچائی کے انوار اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے دیگر متعارف مذاہب پر غالب کرنا ہے وہ میں ہوں۔

ہفتم حضرت مسیح علیہ السلام اپنی طبعی موت سے وفات پا چکے ہیں اور یہ جو خونی مہدی کے منتظر مولوی اپنی غلطی سے انکو زندہ آسمان پر چڑھاتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کے عقائد توحید کو بگاڑتے ہیں اور انکی معجزات انسانی حدود سے بڑھاتے ہیں صحیح نہیں ہیں اور ایسا ہی عیسائی جو ان کو صلیب کی موت سے مار کر ملعون قرار دیتے ہیں ہم کبھی بھی خدا کے ایک برگزیدہ نبی اور راستباز کی نسبت یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ انکو ملعون کہا جاوے یہ عیسائیوں کی غلطی ہے۔

یہ امور ہیں جو حضرت مسیح موعود کی تعلیمات اور تمام کتابوں کا خلاصہ ہیں۔ اگر پیسہ اخبار کے نزدیک یہ مفسدانہ ہیں تو گورنمنٹ خود اندازہ کر سکتی ہے کہ پیسہ اخبار کی اس رائے کے کیا معنے ہیں۔

پیسہ اخبار نے کمیشن کے تقرر میں جو امر زیر بحث لانا چاہا ہے اس میں بھی گورنمنٹ اور پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے ہماری دلی آرزو ہے کہ گورنمنٹ ایسی کمیشن بے شک مقرر کرے اور اس کیلئے غور طلب یہ امور ہوں۔

اوّل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اُنکی جماعت کے عقائد درباره مسیح و مہدی کیا ہیں؟ اور انکی مخالف الرائے مولویوں (جنمیں پیسہ اخبار بھی شامل ہے) کے عقائد کیا ہیں؟ خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر کون ہیں؟

دوم گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ جہاد کے حرام ہونے کا فتوی مسیح موعود علیہ السلام نے دیا یا ان مولویوں نے جو خونی مہدی کے منتظر ہیں؟

سوم۔ کیا پیسہ اخبار نے بھی اس فتوی کو شائع کیا جو جہاد کی حرمت پر مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے شائع کیا گیا تھا؟ اگر نہیں تو کیوں؟

چہارم۔ یہ تجویز سب سے اوّل کس نے کی تھی کہ کل جید اور معتبر اور اہل اثر علماء اپنی مؤثر تحریریں جو گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور سچی اطاعت اور جہاد کے لغو خیالات کے ابطال کیلئے ہوں لکھیں اور وہ **مکتوبات علماء ہند** کے نام سے طبع ہو کر شائع کی جاویں۔ خصوصاً سرحدی علاقوں میں پھر کسقدر مولویوں نے اس تجویز کی تائید کی اور کتنوں نے عمل کیا۔؟

پنجم عملی طور پر کس نے ہمیشہ گورنمنٹ کی وفاداری اور جہاد کی حرمت کے عقائد کو کثرت کے ساتھ شائع کیا اور کر رہا ہے؟ اور ضروری موقعوں پر کس نے اپنی طاقت کے موافق مدد دی ہے مثلاً طاعون کے تنفر پر یا ٹرانسوال کے مجروحوں کی ہمدردی کی ہیں۔

ششم۔ ایسی کتابوں کی نسبت جنمیں خونی مہدی اور خونی مسیح کے آنے کے متعلق اشتعال دلانیوالی تحریریں ہیں کسنے نفرت دلانی چاہی

ہفتم۔ مذہبی مناظرات کی اصلاح کسنے کرنی چاہی کہ دس سال تک مذہبی مباحثے روکدیئے جاویں یا کوئی فریق دوسرے فریق پر وہ اعتراض نہ کرے جو خود اسکے اپنے مذہب یا کتاب پر ہو سکے جیسا دوسرے فریق کی مسلم مذہبی کتب میں نہیں؟ اور اس اصول کی اشاعت میں جو امن اور صلحکاری کے لیے بہت ہی قابل قدر اصول تھا پیسہ اخبار یا ان کے ہمخیال مولویوں نے کہاں تک مدد دی؟۔

ہشتم طاعون کے متعلق جو لوگوں کو اپنے اخلاق اور اعمال اور اپنے سچے تعلقات

خدا تعالیٰ کے ساتھ اور گورنمنٹ کے ساتھ قائم کرنے کی ہدایت کی تو کتنے مخالفوں نے ایسی مفید اور مؤثر ہدایتوں کی اشاعت میں کوشش کی خود مسیح موعود اور اسکی جماعت نے یا پیسہ اخبار اور اسکے ہمخیال مولویوں نے۔

نہم۔ گندے اور فحش اشتہارات اور اشتعال دہ کارٹون کسنے شائع کیے حضرت مسیح موعود کی جماعت نے یا مخالفوں نے۔

دہم۔ حضرت مسیح موعود کا خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ کا وفادار اور مناسب موقعوں پر امداد دینے والا رہا ہے یا ان مخالف مولویوں اور ملاں طبع پیسہ اخبار کا؟ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ کس کا خاندان گورنمنٹ کا ہمیشہ سے خیرخواہ رہا ہے۔

یازدہم۔ گورنمنٹ اپنی چٹھیوں میں حضرت مسیح موعود کی وفادارانہ خدمات کی قدر اور شکر گذاری ہی پھر پیسہ اخبار جو گورنمنٹ کیطرف منسوب کرتا ہے کہ وہ انہیں غیر خالص قرار دیتی ہے۔ اس الزام کا اثر خود گورنمنٹ اور ان خاندانوں پر جن کے تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہمیشہ وفادارانہ اور دوستانہ رہے ہیں) پر اور عام رعایا پر کیا پڑیگا۔

یہ گیارہ امور ہیں جو سردست ہم پیش کرتے ہیں اگر پیسہ اخبار کمیشن ہی کا خواہشمند ہے تو ہم شوق سے اسکی آرزو کرتے ہیں۔

پانچویں غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ "گورنمنٹ سے حضرت مسیح موعود نے خطاب مانگا ہے" خطاب مانگنے میں کوئی شرعی اخلاقی۔ عرفی۔ گناہ ہے یا نہیں اور اس سے کسی مامور من اللہ کی شان پر کوئی حرف آسکتا ہے یا نہیں یہ سوال خود پیسہ اخبار کے حل کرنے کے قابل ہے اور ہماری رائے میں تو جیسے خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل مسیح ابن مریم ہیرودیس کی رومی گورنمنٹ کے ماتحت رہ سکتا ہے اور اسکی ماتحتی میں اسکی اس شان اور عہدہ میں کوئی فرق نہیں آسکتا تو اگر محمدی سلسلہ کا خاتم مسیح موعود برٹش گورنمنٹ کی ماتحتی پر ناز کرے اور گورنمنٹ اپنی قدر دانی اور بندگی کا ثبوت دے تو کیا عجب؟ کیونکہ ماموریت کی شان و بندگی اس خدمت کے لحاظ سے ہوتی ہے جو وہ خدا کی طرف سے لیکر آتا ہے۔ تاہم حضرت مسیح موعود کی طرف سے کبھی کوئی درخواست عطاء خطاب کے لیے پیش نہیں کی گئی اگر پیسہ اخبار گورنمنٹ اور پبلک کو گمراہ کرنا نہیں چاہتا تو آئندہ ایسے شرمناک اور کمینہ جھوٹ بولنے سے شرم کرنی چاہیے۔ بلکہ ہم نے الحکم نمبر ۴۴ جلد ۵ صفحہ میں مندرجہ ذیل فقرے لکھے ہیں جو پیسہ اخبار کو آنکھیں کھولکر پڑھنے چاہییں۔

"ہمارا مذہب یہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد حرام ہے اور اسکی اطاعت خدا کے اس حکم کے موافق ہے جو اس نے اولوالامر کی اطاعت کا دیا ہے ہم گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری میں خدا تعالیٰ کی رضا سمجھتے ہیں۔ اسی لیے ہمیں اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں ہوتی کہ ان خدمات کے لحاظ سے جو احمدی قوم کے لیڈر کی طرف سے ۲۵ سال سے مسلمانوں کو جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے اور گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے رشتہ میں منسلک کرنیکے متعلق ہو رہی ہیں گورنمنٹ سے کسی خطاب یا اجر کی امید رکھیں ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ ہمارا ہادی ان باتوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا ہم گورنمنٹ کی ساری عطوفتوں اور کرمفرمائیوں کی اسے جان سمجھتے ہیں کہ ہماری جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کر دی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی ہے کہ ہم ان سچی اور پاک ہدایتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کر سکیں اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارے خون حلال جانتے اور ہمارے مال و اسباب اور عورتوں تک چھین لینے میں ثواب سمجھتے ہیں۔"

اب ہر ایک دانشمند دل غور کر سکتا ہے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ ہمیں خطاب کی خواہش ہے جو شخص گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کو خدا کا حکم سمجھکر بجا لاتا ہے اور اپنے دعوی کی سچائی کو دلیل ٹھیراتا ہے اس کے لیے تو تمام خطابات سے بڑھ کر ایسی محسن گورنمنٹ کا وجود ہی ہے جس کے سبب سے اسکی پاک اغراض و مقاصد کی اشاعت ہوتی ہو۔ پیسہ اخبار گورنمنٹ کے وجود اور ان نعمتوں اور برکتوں کی قدر جو اس کے آنے سے حضرت مسیح موعود اور آپکی پاک جماعت کو پہونچی ہیں کیا کر سکتا ہے؟ وہ انکو معمولی بات سمجھتا ہے مگر ہم اسکو خدا کا فضل سمجھتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں پیرو صفائی کے ساتھ درج ہے۔

غرض خطاب کی خواہش ان لوگوں کو ہو سکتی ہے جو خطاب ہی کے لیے کوئی کام کریں سچے اخلاص اور خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور رضا کے لیے نکریں اس سے گورنمنٹ یہ بھی سمجھ سکتی ہے کہ مسیح موعود کے تعلقات جو گورنمنٹ کے ساتھ ہیں وہ محض خدا کی رضا کیلئے ہیں جو سب سے زبردست اور قوی ہیں اور ہمارے مخالفوں کے تعلقات کی تہ میں خدا اور خلوص نہیں بلکہ دنیا اور خود غرضی ہے۔ ہاں ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ اپنی قدردانی سے اور ان تعلقات کی بنا پر جو حضرت مسیح موعود کے وفادار خاندان کے ساتھ ہیں وہ ان خدمات کی اپنی جگہ قدر کرے تو یہ امر گورنمنٹ کی شان کو بڑھانیوالا ضرور ہے گو حضرت مسیح موعود اس سے بے نیاز ہیں اور انکی یہ خدمات محض خدا ہی کے لیے اور اپنے فرض کو ادا کرنے کے لیے ہیں۔

یہ غلط بیانیاں ہیں جو پیسہ اخبار نے اپنی جدید اشاعت میں کی ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ پیسہ اخبار ان واقعات کو اب کسطرح چھپاتا ہے۔

آخر میں ہم مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے الفاظ میں مسلمانوں اور گورنمنٹ کے حضور یہ کہکر اس مضمون کو سردست ختم کر دیتے ہیں کہ "ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اسکے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی بے ایمانی اور شرارت شیطانی نہیں تو کیا ہے؟

خیرخواہان سلطنت و پیروان اسلام ان یاوہ گو حاسدوں کی ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کیطرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہونچائے گا اسکو اس کی دروغگوئی پر سرزنش کرے گی۔" فقط

قصیدہ اشتیاقیہ معروضہ بجناب حضرت امام ؑ از ابو یوسف مبارک علی سیالکوٹی

مجھے پوچھتے نہیں ذرہ یار کہ میں کیوں حزین و نزار ہوں
وہاں بے نیازی کی صفتیں یہاں خاکساری کی حد نہیں
نظر عنایت یار نے مجھے بے نیاز بنادیا
مجھے فرصت اتنی نہیں کہ میں رخ غیر پر کروں نگہ
پھری بیمرنی نے رقیب کو سر بزم ایسا خجل کیا
صدمات فرقت یار نے کیا سحر سال مجھے بیٹھکر
کوئے یار میں ہو رواں سدا مری روح مثل نسیم گل
نہ قتیل خنجر درد ہوں نہ نشان تیر طعن اعدا میں یا
نہیں محو نقش و نگار پر نہ شجر پہ اور نہ ثمار پہ
دل مبتلائے ہوائے حق کسی پیچ میں نہیں مبتلا
مجھے اسکی یاد میں بیخودی نے کچھ ایسا بے سروپا کیا
مجھے اس سے ہے سرو کا بس ہوں غلام قاصد یار کا
وہ رسول سرور انبیا وہ حبیب حضرت کبریا
وہ حبیب کا بھی حبیب ہے وہ ہر ایک دکھ کا طبیب ہے
وہ امین رب کریم ہے وہ رؤف ہے وہ رحیم ہے
ہوئی معرفت مجھے اسکی جب تو ملا میں غلام لطف رب
یہ فیوض مہدی دیں کے ہیں جو غلام احمد پاک ہے
صنما ہو تجھ پہ سلام حق کہ تو ظل نور رسول ہے
مجھے مانا ہے تیرے عشق کا کہ مسیح خیر انام ہے تو
ہے وہ ذوق تیرے کلام میں کہ رحیق کہوں اسے
تری آرزو کی رضا مجھے ہے مراد خاطر مبتلا
تری برکتوں سے ہوا ہوں بہرہ جو کہ تو مجھے نفس رحیم ہے
تو ہی شمع محفل انبیا تو ہے نور خاتم اولیا
تو ہے خاتم خلفائے حق تو ہی نور صید و صبا حق
تو بروز احمد پاک ہے تو ہی ناصری کا مثیل ہے
تو ہی مہدی او مسیح ہے تو بلیغ ہے تو فصیح ہے
تو نبی وقت ہے اے امیں تو ہی نائب شہ مرسلیں
ہے یہ آرزوئے دل حزیں تری آستاں پہ سر ہوں!
نہیں اضطراب و نہ بیکلی نہ غم حصول متاع ہے
تو مسیح رب رحیم ہے تو کریم ابن کریم ہے
کرم و نوازش و لطف کی تری اک نگاہ ہی بس ہے
مری داستان کو تو سن ذرا کہ تو اک تمنا سرور ہے
کہیں نسترن ہے کھلا ہوا ترے باغ میں کہیں یاسمن
دل زار میں ہے یہ آرزو کہ فقیر ترا ہو کہا کفتہ ہو
ترو تازہ باغ رہے ترا ترے وصف میں ہوں نغمہ زنا
تو امام اہل رشاد ہے ترا دست دست رسول ہے
تری روح روح رسول ہے تو جناب حق میں قبول ہے
تو ہی جلوہ گاہ مصطفی رخ مہر خاتم انبیا
ہے نقیض ختم یہ مدعا کہ مسیح ناصری آئے گا
کہاں آئیگا وہ جو مر چکا ہے سر نگر میں پڑا ہوا
یہی حق ہے جو کہہ رہا ہوں راستی ہے یہی صفا
یہی آرزو ہے مری دعا تری راہ میں یہ رہوں فدا

مگر ان کو یاد ہے دمبدم کہ میں ان کا عاشق زار ہوں
بڑھی ایسی بیخودی اب تو بھی کہ قرین شفقت یار ہوں
نہ رقیب کا مجھے ڈر رہا نہ کسی کے طعنے فگار ہوں
چمن صحیفہ یار میں گل معرفت پہ نثار ہوں
کہ چرا رہا ہے وہ مجھ سے آنکھ میں اسکی آنکھ میں خار ہوں
بنوں کحل چشم حبیب گر تو عجب ہی کیا کہ غبار ہوں
کوئے یار باغ نشاط ہے تو میں اس میں مثل بہار ہوں
در آرزو ہے بروئے خود میں شہید ابروئے یار ہوں
میری چشم ناظر دلربا کہ حریص حسن نگار ہوں
وہ اسیر کاکل یار ہے میں امین عشق نگار ہوں
کہ نہ اپنی ہی مجھے ہے خبر کسی کا واقف کار ہوں
کہ گل ریاض عرب ہے وہ میں اسی چمن کا ہزار ہوں
شہ دوسرا ہے وہ مہ لقا میں اسی کا عاشق زار ہوں
وہ شریعت کا نجیب ہے دل و جاں سے اس پہ نثار ہوں
وہ قسیم دار نعیم ہے میں قتادہ بر در دار ہوں
وہ شہ عجم ہے شہ عرب میں غلام شاہ کبار ہوں
وہ امام نیک شعار ہے میں غلام عرض گذار ہوں
ترے عشق و درد میں مبتلا میں فدائے صحبت یار ہوں
تری روئے خوب کا شیفتہ ترے کوچہ پہ لیل و نہار ہوں
ہے پلایا تو نے وہ جام مے کہ سدا ہی مست خمار ہوں
تو ہی خوش اگر تو ملیں خلد میں ترا سایہ گیر جوار ہوں
تو ہے بحر جود و عطائے حق میں ہی تشنہ لب بکنار ہوں
ہے تو شکل و صورت مصطفی جسے دیکھ شیفتہ وار ہوں
تو ہے آفتاب سمائے حق میں مثال ذرہ نثار ہوں
تو حلیم ہے تو حلیم ہے ترا دل سے شکر گذار ہوں
تو حسین ہے اور تو ملیح ہے میں ہی تیرا چاکر زار ہوں
تو رسول حق ہے کہ طفیل دیں ترے منعم خیر نثار ہوں
ترا آستاں ہو وطن مرا نہ محب دار و دیار ہوں
نہ فراق دلستاں نہی کہ فدائے صبر و قرار ہوں
مجھے آرزو ہے دعا ہے بس کہ … زار ہوں
تو ہے ظل خاتم انبیا میں فدائے شاہ خیار ہوں
ترے گلستاں … سر شاخ بلبل زار ہوں
کہیں سرو سوسن ترا باب کہیں تیرے تن میں … ہوں
ہے … حق کہ ترے … میں سو بمیں شمار ہوں
ترے دشمنوں کا عدو ہوں … عدوئے اہل نفاق ہوں
مجھے موج کہر کا ڈر نہیں تری کشتی پر … سوار ہوں
تو رسول عین ہے … مجھے خبر ہے کہ … خوار ہوں
تو بہ نقض ختم … ہوا میں نقیض اہل نفاق ہوں
ہے یہ ترا فکرت نارسا … طرح شرار ہوں
ہے نشان قبر یہ کہہ رہا کہ مسیح کی میں مزار ہوں
ہو عدو اگرچہ دل خفا میں تو صاف صدق شعار ہوں
ہو مبارک اپنا لقب یہ کہ میں تیرا حامی کار ہوں

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس بحمد اللہ تندرست ہیں اور رسالہ نزول المسیح علی المنار لکھ رہے ہیں۔

(۲) سید محمد السعید شامی طرابلسی صاحب رسالہ ایقاظ الناس جو سات سال ہوئے اپنے ملک کیطرف حضرت اقدس کی کتابیں لے کر گئے تھے اس ہفتہ واپس ہوئے ہیں مخالفوں نے انہیں قسم قسم کی تکلیفیں دیں اور کتابوں کو جلا دیا + افسوس اور تعجب ہے کہ باایں ہمہ ہم سلطنت برطانیہ کو رومی سلطنت پر ترجیح دیتے ہیں تو ہمیں گالیاں دیجاتی ہیں۔

(۳) جناب مرزا ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب معہ اپنے والد ماجد جناب مرزا نیاز بیگ صاحب واپس قادیان تشریف لے آئے امید ہے کہ بقیہ ایام رخصت دارالامان میں بسر کرینگے جو ۲۴ فروری تک ہیں۔ بابو محمد صاحب لودھیانہ تشریف لائے۔ اور بھی کئی دوست مختلف مقامات سے آئے۔ اور چلے گئے۔

(۴) اسی ہفتہ میں حافظ غلام مرتضی خان صاحب ساکن بنوں ٹانک جو حضرت مولانا نور الدین صاحب سے طب اور حضرت امام ہمام علیہ السلام سے بیعت و استفادہ روحانی حاصل کرنے آئے تھے اور وہ پہلے تونسہ والوں سے تعلق بیعت رکھتے تھے بعارضہ بخار انتقال ہو گیا حضرت امام علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(۵) حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت کی آخری سلسلہ میں ناساز ہی مگر جس نوع کی ہمدردی اور سچی غمخواری بیماری کے بستر سے اٹھا اٹھا کر بیمار دلوں کے دیکھنے اور علاج کیلیے باہر لے ہی آتی رہی اس شخص کا استقلال اور ہمدردی حقیقت میں قابل رشک ہے ولنعم ما قیل

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

اللہ تعالے آپ کو شفا دے اور عمر طبعی عطا فرماوے

(۶) میگزین کا نمبر دوسرا انشاء اللہ تعالے ۲۰ فروری تک شائع ہو جاویگا۔ جس میں علاوہ پنجاب کے مشہور و معروف اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک نوٹ پر حضرت مرسل صمد کا زبردست آرٹیکل ہوگا۔

(۷) منشی عبد الحق صاحب کا رسالہ بہت جلد طبع ہو کر شائع ہونے والا ہے۔

(۸) ہفتہ زیر اشاعت کے آخری دنوں میں مطلع کسی قدر ابر آلود رہا بارش نہیں ہوئی۔

(۹) جنوری ۱۹۰۲ء کو ایک مادہ خوک قادیان میں جنگل سے آ گھسی جس نے ایک عورت کے انگوٹھے پر کاری زخم لگایا۔ خوش قسمتی سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن موجود تھے جنہوں نے بڑی ہمدردی اور خیر خواہی اور ریوری دانشمندی سے اس زخم کو سی دیا۔ اس قسم کے لوگوں کی خدمات کا ایک حبہ خرچ کرنے بدون قادیان والوں کو ملنا حضرت مسیح موعود کے پاک وجود کی برکت ہے کئی سو آدمی جمع ہو کر مارنے کے لیے باہر نکلے مگر افسوس کہ اس نے کئی اور آدمیوں کو کاٹا جنہیں ایک قادیان ہی کا باشندہ تھا جسے بھی ڈاکٹر صاحب نے سیا جزاہ اللہ خیر الجزا۔

(۱۰) ہمیں یہ سنکر خوشی ہوئی ہے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور تقریب دورہ ۳ فروری ۱۹۰۲ء کو قادیان میں مقام کرینگے امید کی جاتی ہے کہ صاحب ممدوح قادیان کی صفائی کے معاملہ میں پوری غور کرینگے۔ کیونکہ ان ایام وبا میں ان امور کیطرف ازبس توجہ درکار ہے جو مضر یا مفید صحت ہوں

(۱۱) بیعت کرنے والوں کے نام۔

بیعت

ابراہیم ولد فتح الدین۔ تلونڈی ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ ڈاک خانہ قادیان۔

قائم علی صاحب ״ ״ ״

میاں بلندا صاحب ״ ״ ״

میاں عمر الدین ۔ ننگل ״ ״ ״

میاں عمر الدین موچی قادیان۔

میاں وہاب الدین صاحب۔ چھتر۔ سیرع السنہرہ ضلع ہزارہ۔

میاں غلام الدین صاحب ״ ״

ملا محمد علی صاحب ״ ״

منشی احمد حسن صاحب وزیر آباد۔ ضلع گوجرانوالہ

غلام علی صاحب ساکن رہلو ڈاک خانہ خاص ضلع کانگڑہ ۔ تھانہ شاہ پور۔

ابراہیم صاحب ساکن کھجو پور تحصیل روپڑ ضلع انبالہ ڈاک خانہ چکبد۔

علی محمد صاحب طالب علم امیدوار امتحان مڈل سکول ساکن سودہ ڈاک خانہ خاص تحصیل چکوال ضلع جہلم

محمد رمضان صاحب ساکن قصبہ گومت ضلع علی گڑھ ڈاک خانہ خیر ہال ملازم ملیٹری ڈیپارٹمنٹ کوہاٹ نمبر ۳۰۔

چودھری رحیم بخش صاحب حبیب نمبردار موضع تلونڈی جھنگلاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

چودھری علی گوہر صاحب ״ ״ ״

میاں عیدا صاحب ״ ״ ״ ״

چودھری محمد بخش صاحب ساکن ڈہیر یوالا ״ ״ ڈاک خانہ کلا نور۔

محمد دین صاحب ۔ کھارا۔ ضلع گورداسپور قریب قادیان

محمد عمر صاحب نمبردار ״ ״ ״

خان محمد صاحب ولد عبد العزیز صاحب ساکن جیلان ضلع گجرات پنجاب حال وارد افریقہ

فتح محمد صاحب ولد غلام اکبر صاحب ״ ״

عبد اللہ صاحب ولد حشمت صاحب ساکن بہوتہ ضلع گجرات حال وارد افریقہ

میاں محمد رمضان صاحب ولد میاں فضل صاحب ساکن گہیر بیرا ״ ״ ״

معرفت فضل الرحمن صاحب ڈاکٹر ہاسپٹل نیروبی برٹش ایسٹ افریقہ یوگنڈا ریلوے

میاں وزیر الدین صاحب نمبردار چک نمبر ۲۷۲

مستری صاحب خیاط نارووال ضلع سیالکوٹ

امام خان صاحب ولد حسین خان صاحب ساکن صدر بازار سیالکوٹ

عنایت اللہ صاحب محرر چونگی نارووال

سید سلطان احمد صاحب ولد سید مہر شاہ صاحب ״

ولی داد خان صاحب مع والدہ و ہمرہ و ہمشیرہ ساکن گھوگھیاٹ ڈاک خانہ میانی ضلع شاہ پور

میاں احمد الدین صاحب ״ ״

سلطان احمد صاحب ״ غلام احمد صاحب ״

منشی محمد صدیق صاحب ״ چودھری غلام نبی ولد چودھری عباس خان ״ محمد چودھری

ملک بہاول بخش صاحب پٹی دار ״

چودھری نذر محمد صاحب ״ غلی محمد صاحب ״

بعض صاحب اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے مناسب ہے کہ پورا لکھیں اور نام صاف لکھیں

محمد سراج الحق نعمانی جمالی

مذہبی دنیا کی خبریں

عیسائیوں کی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی نے ترقی کے نام سے ایک ماہواری رسالہ شروع سال سے شروع کیا ہے۔ اسمیں یسوع مسیح کے عنوان سے جو مضمون لاہور کے بشپ صاحب نے لکھا ہے اسپر ایک مفصل مضمون الحکم کی اگلی اشاعت میں ہم لکھیں گے انشاء اللہ تعالے

امریکہ میں ہولی گیوسٹ نام سے ایک جدید مذہبی فرقہ کھڑا ہو گیا ہے جس کا صدر مقام ہی قصبہ سائیرکیس (نیویارک) میں ہے اور پادری اس کے ڈاکٹر نیٹ کلیر ہیں جو سیاہ پوشاک پہنتے ہیں صرف گلوبند ہی سفید ہوتا ہے بالوں میں مانگ نکالتے ہیں اور اپنے فرقہ کو بیان کرتے ہیں ان کے اصول یہ ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ سب ہی برتر سب کا پیدا کنندہ ہے۔

(۲) انسانی ترقی یعنی خداوند تک پہنچنے کی کوئی حد نہیں۔

(۳) غیر گوشت خوار ہیں۔

(۴) ہر فرد بشر سے خلوص۔ ملکی معاملات سے علحدگی عمدہ لوگوں کی صحبت۔

یسوع کی خدائی ماننے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ خود ان کے اندر ایسی کشمکش پیدا ہوئی ہے کہ یسوعی خدائی کا تخت اب ٹوٹنے والا ہے۔

دمشق سے مکہ معظمہ تک سلسلہ ٹیلیگراف قائم ہو چکا ہے اور یمن کا سلسلہ بھی قریب الاختتام ہے اب جدہ سے مکہ معظمہ تک تار برقی لگانے کے لیے ستون گاڑے جاتے ہیں۔

کنور مہر نام سنگھ نے دیسی عیسائیوں کی تعلیم کے لیے پچاس ہزار روپیہ دیا ہے۔

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب۔ حضرت اقدس کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور بسیط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد زمان نیت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے طبع ہوا

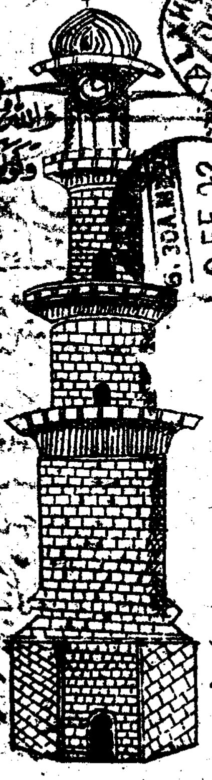

رجسٹرڈ ایل ۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (القرآن الکریم)

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۵ | دارالامن والامان قادیان، ۶ فروری سنہ ۱۹۰۲ء، ۲۷ شوال ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ | جلد ۶

فہرست مضامین

۱۔ دعا۔ صہ ۱
۲۔ تلاوت قرآن کریم کے لیے اشارات صہ ۱
۳۔ میگزین۔ صہ ۲
۴۔ دلچسپ صہ ۲
۵۔ کلمات طیبات۔ صہ ۳۔ ۵
(الف) کل مذاہب کا خلاصہ
(ب) عیسائیوں کا اس سے مقابلہ
(ج) نئی زندگی کی ترکیب
(د) انجیل ایک ہی قوت پر زور دیتی ہے
(ھ) اسلام کل قوی انسانی کا متکفل ہے
(و) اسلام کا مقابلہ عیسائیت سے
(ز) آریوں سے مقابلہ۔
(ح) آریہ کے عقیدہ سے باری تعالیٰ کا تعطل
(ط) وجود باری تعالیٰ پر آریوں کے پاس دلیل نہیں
(ی) آریوں کے عقیدے سے حقوق العباد کا خون (نیوگ)
(ک) سچے مذہب پر اجمالی ریویو۔
(ل) یسوع کے نشانوں سے مسیح موعود کا مقابلہ
(م) منشی الٰہی بخش کا الہام۔
۶۔ خطبہ از حکیم الامت۔ صہ ۶۔ ۷
۷۔ یسوع مسیح مرقومہ بشپ لاہور پر ریویو صہ ۸۔ ۹
۸۔ ابو اسحاق دیوسف کی شرارت۔ صہ ۱۰
۹۔ اعلان بجواب بشارت خلیفہ ابن مریم صہ ۱۰
۱۰۔ مصر کی عربی۔ صہ ۱۱
۱۱۔ مسئلہ حجاب پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون صہ ۱۱۔ ۱۴
۱۲۔ طاعون یا پلیگ۔ صہ ۱۴
۱۳۔ یہی خوشحالی۔ صہ ۱۵
۱۴۔ اسلام کیا چیز ہے؟ صہ ۱۵
۱۵۔ علیگڑھ کالج کے نتیجے۔ صہ ۱۵
۱۶۔ دارالامان صہ ۱۶
۱۷۔ قادیان کی صفائی۔ صہ ۱۶
۱۸۔ بیعت کا کالم۔ صہ ۱۶

دُعا

اے خداوند رہنمائے جہاں
صادقاں را زکاذباں بنما
آتش افتاد در جہاں زفساد
الغیاث اے مغیث عالمیاں
اے خدا اے مالک ارض و سما
اے پناہ حزب خود در ہر بلا
اے رحیم و دستگیر و رہنما
ایکہ در دست تو فضل است و قضا
سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن بر خلق اے جان آفریں
امر فیصل از جناب خود نما
تا شود قطع نزاع و فتنہ ہا
اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھکو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
ایک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام
اے خدا اے چارۂ آزار ما
اے علاج گریہ ہائے زار ما
حافظ و ستارے از جود و کرم
بیکساں را یارے از لطف اتم
از کرم بر داشتی ہر بار ما
اے تو ہر بار و بر اشجار ما
ہر کسے چوں مہر بانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی
صد ہزاراں نعمتی بخشی زجود
مہر و مہ را بینشش آری در سجود

تلاوت قرآن کریم کیلیے اشارات

سورۃ المؤمنون رکوع ۵

دل کے قرآن شریف میں کئی نام ہیں اور وہ اس کے افعال کے لحاظ سے ہیں
اوّل افئدہ - جب صداقت نہایت مضبوط رنگ میں ہوتی ہے - جیسے ما کذب الفؤاد - دوئم قلب - یقین اور ایمان پیدا ہونے کی جگہ و زینہ فی قلوبکم - سوئم - صدور - فرمانبرداری اور اطاعت کرانیکی قوت - مرکز قوئ - افمن شرح اللہ صدرہ چہارم - لب - جس میں دوام کے لیے علوم جاگزین ہوتے ہیں و ذکریٰ لاولی الالباب -
(الف) اسلام (۱) صدا گر کمزور ہو تو اسکا علاج یہ ہے کہ غفلت کے مکانات اور مجلسوں کو ترک کر کے غافل نہ ہونے والے لوگوں اور غفلت سے بچانے والی جگہوں میں جاویے (۲) دعا استغفار سے شروع کر کے لاحول پڑھے بعد ازاں سورۃ فاتحہ کی دعا پڑھ کر درود شریف پڑھے - (ب) ایمان، ضعف قلب میں اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کو یاد کر کے اسکے عجائبات قدرت کا مطالعہ کرے اپنی کمزوریوں کو یاد کرے - فؤاد کی ضعف حالت میں جھوٹ اور جھوٹ کے نقصانات کو غور سے دیکھے آیات قرآنی میں تدبر تفکر کرے خصوصاً کذب کے احکام اور کاذبوں کے سوانح کو غور سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اسکے یقین کو بڑھاتا ہے - ان تینوں مرحلوں کے طے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ خود اسے لب عطا فرماتا ہے -
تجبیر - یغیث یعنی لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے اذا لذھب کل الٰہ ... یہ پیشگوئی ہے مکہ والوں کی ہلاکت کی -

دلچسپ واقعات

ترولو عورتیں آٹا چکی میں نہیں پیستی ہیں بلکہ پتھر پر رگڑ کر گندم کا آٹا بناتی ہیں -
خرگوش کبھی پانی نہیں پیتا صرف گھاس کی شبنم اس کے لیے کافی ہے -
ہندوستان میں برقی قوت سے آپ چلنے والی گاڑیاں آئی ہیں اور ناگپور میں ایک کمپنی قائم ہوگئی ہے کہا جاتا ہے کہ گاڑیاں معمولی سڑک پر چل سکتی ہیں بھاپ مٹی کے تیل سے پیدا کی جاتی ہے اور ۱۰ میل کے لیے پانچ یا چھ بوتل کافی ہیں -
یورپ میں مردم شماری کے ساتھ بگس بھی شمار ہوئے - بچے فرانس میں فی ہزار ۷۵ - انگلستان میں ۸۷ آئرلینڈ میں ۹۳ جرمنی میں ۱۳۱ اور سویڈن میں ۱۱ فی ہزار ہیں
اگر شاہ یا ملکہ انگلستان کسی مقام میں جا کر اپنے دستخط کرنا چاہیں تو انھیں اس مطلب کے لیے وہ قلم دیا جاتا ہے جو اس سے پہلے کبھی مستعمل نہ ہوا ہو اور اس کے بعد بھی مالک مکان اس قلم کو استعمال نہیں کر سکتا جب تک کہ شاہی مہمان جاتی مرتبہ اپنے ہاتھ سے وہ قلم اس کے ہاتھ میں نہ دے -
شاہی تحریر کے متعلق ایک اور بات بھی قابل ذکر کہ جو خط شاہ انگلستان کے نام لکھا جاوے وہ اتنے بڑے لفافہ میں ڈالنا چاہیے جسمیں اس خط کے تہ کرنے کی ضرورت نہ ہو -
آرلدھیر وغیرہ یورپین منجم ۱۹۰۲ء کو سلطنت انگلستان کے حق میں منحوس بتاتے ہیں خدا کرے انکی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوں -

اٹاوہ پنچ

ہم ناظرین الحکم کو اٹاوہ پنچ آف اٹاوہ کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہیں یہ اخبار ہمارے ایک معزز بھائی احمدی کا اخبار ہے اور وہ بڑی ہمت ...

میں کر دیتی ان مضامین پر بھی بحث کرتا ہے جنکا تعلق احمدی قوم سے ہوتا ہے اسلیے جو لوگ اپنے قومی اخبارونکی امداد ضروری سمجھتے ہیں اور اخبارات کے مفاد سے آگاہ ہیں وہ اٹاوہ پنچ ضرور خریدیں اور کچھ نہیں تو کم از کم نمونہ ہی منگوا کر دیکھیں -

میگزین

میگزین کا پہلا نمبر شائع ہو چکا جسکی اطلاع عرصہ ہوا ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں - دوسرا نمبر ۲۰ر فروری کو شائع ہو جاوے گا انشاء اللہ العزیز اردو میگزین کا پہلا نمبر ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو شائع ہوگا - جن لوگوں نے ابھی تک خریداری کی درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ جلد روانہ کریں تاکہ اسکی تعداد طبع کا اندازہ ہو سکے - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ میگزین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اغراض عالیہ میں سے ہے اسکی خریداری حصص اور خریداری میں شریک ہونا ضروری ہے - مگر جو لوگ الحکم بند کر کے میگزین خریدنا چاہتے ہیں وہ گویا ایک آنکھ پھوڑ کر دوسری کے خواہشمند ہوتے ہیں - میگزین اور الحکم اپنے اپنے رنگ اور کام کے لحاظ سے ہماری قوم کی دو آنکھیں ہیں - جو میگزین کو اس لیے چھوڑتا ہے کہ الحکم کا خریدار ہے وہ بھی یک چشم ہے اور جو الحکم کو چھوڑتا ہے کہ میگزین لے وہ ایک آنکھ پہلے پھوڑنا چاہتا ہے یہ سچ ہے کہ بعض اخراجات یا مالی حالتیں اجازت نہیں دیتیں کہ مزید اخراجات کی متکفل ہوں مگر خدا خود میسّر نماید اگر ہمت شود پیدا

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۵ جلد ۶

اب عیسائی مذہب کے کن تائیدی نشانوں کو ہم دیکھیں + پھلوں کا یہ حال ہے اصحاب کوئی دکھا نہیں سکتا۔ اس طرح پر اگر مان لینا ہے تو ہندوؤں نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو نہ مانا جاوے اور پرانوں کے قصوں کو تسلیم نہ کیا جاوے۔ دیانند نے ایک جدید طریق نکالکر ہندوؤں کے مذہب پر تو ہاتھ صاف کیا کہ رام کا نام وید میں نہیں ہے مگر خود جو کچھ ویدوں کا خلاصہ پیش کیا وہ بھی ایک گند نکالا۔

مذہب کا خلاصہ دو ہی باتیں ہیں اور اصل میں ہر مذہب کا خلاصہ ان دو ہی باتوں پر آکر ٹھیرتا ہے یعنی حق اللہ اور حق العباد مگر ان دونوں ہی کے متعلق اس نے گند پیش کیا اور اسے وید کی تعلیم کا عطر بتایا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ حق دو ہی ہیں ایک خدا کے حقوق کہ اسے کسطرح پر ماننا چاہیے اور کسطرح اسکی عبادت کرنی چاہیے دوم بندوں کے حقوق یعنی اسکی مخلوق کے ساتھ کیسی ہمدردی اور مواسات کرنی چاہیے۔

دیانند نے اس کے متعلق جو کچھ بتایا ہے وہ میں پھر بتاؤں گا پہلے یہ ظاہر کردوں کہ عیسائیوں نے بھی ان دونوں اصولوں میں سخت بیہودہ پن ظاہر کیا ہے۔ حق اللہ میں تو دیکھ لیا کہ انہوں نے اس خدا کو چھوڑ دیا جو موسیٰ اور دیگر راستبازوں اور پاکیزہ لوگوں پر ظاہر ہوا تھا اور ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا۔ اور حقوق العباد کی وہ مٹی پلید کی کہ کسی طرح پر وہ درست ہونے میں نہیں آتے۔

انجیل کی ساری تعلیم ایک ہی طرف جھکی ہوئی ہے اور انسان کی کل قوتوں کی مربی نہیں ہو سکتی۔ اول تو کفارہ کا مسئلہ مان کر پھر حقوق العباد کے اتلاف سے بچنے کے لیے کوئی وجہ ہی نہیں مل سکتی ہے۔!

کیونکہ جب یہ مان لیا گیا ہے کہ مسیح کے خون نے گناہوں کی نجاست کو دور کر دیا ہے اور دھو دیا ہے حالانکہ عام طور پر بھی خون سے کوئی نجاست دور نہیں ہو سکتی تو پھر عیسائی بتائیں کہ وہ کونسی بات ہے جو حقیقت میں انھیں روک سکتی ہے کہ وہ دنیا میں فساد نہ کریں۔ اور کیونکہ یقین کریں چوری کرنے بیگانہ مال کے چھینے ڈاکا زنی۔ خون کرنے۔ جھوٹی گواہی دینے پر کوئی سزا ملے گی۔ اگر باوجود کفارہ پر ایمان لانے کے بھی گناہ گناہ ہی ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کفارہ کے کیا معنے ہیں۔ اور عیسائیوں نے کیا پایا +

غرض حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کرنے اور بجا لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قوتوں کا مالک بنا کر بھیجا تھا اور اس سے منشا یہی تھا کہ اپنے محل پر ہم ان قوتوں سے کام لیکر نوع انسان کو فائدہ پہنچائیں مگر انجیل کا سارا زور حلم اور نرمی ہی کی قوت پر ہے۔ حالانکہ یہ قوت بعض موقعوں پر زہر قاتل کی تاثیر رکھتی ہے اس لیے ہماری یہ تمدنی زندگی جو مختلف طبائع کے اختلاط اور ترکیب سے بنی ہے اپنی ترکیب اور صورت ہی میں بالطبع یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے تمام قویٰ کو محل اور موقع پر استعمال کریں۔ لیکن انجیل محل اور موقع شناسی کو تو پس پشت ڈالتی ہے اور اندھا دھند ایک ہی امر کی تعلیم دیتی ہے کیا ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینا ہمیں صورت میں بھی آسکتا ہے اور کرتا مانگنے والے کو چغہ دینے والے آپ نے بھی دیکھے ہیں اور کیا کوئی آدمی جو انجیل کی اس تعلیم کا عاشق زار ہو کبھی گوارا کر سکتا ہے کہ کوئی شریر اور نابکار انسان اسکی بیوی پر حملہ کرے تو وہ لڑکی بھی پیش کر دے ہرگز نہیں۔

جسطرح پر ہمکو اپنے جسم کی صحت اور مصلحت کے لیے ضرور ہے کہ مختلف قسم کی غذائیں موسم اور فصل کے لحاظ سے کھائیں اور مختلف قسم کے لباس پہنیں ویسی ہی روح کی صلاحیت اور اس کی قوتوں اور خواص کے نشوونما کے واسطے لازم ہے کہ اسی قاعدہ کو مدنظر رکھیں جسمانی تمدن میں جسطرح پر گرم سرد نرم سخت حرکت و سکون کی رعایت رکھنی ضروری ہے اسی طرح پر روحانی صحت کیلیے مختلف قوتوں کا عطا ہونا ہی صاف دلیل اس امر کی ہے کہ روح کی بھلائی کے لیے ان سے کام لینا ضروری ہے۔ اور اگر ان مختلف قوتوں کو ہم کام نہیں لیتے یا نہ لینے کی تعلیم دیتے ہیں تو ایک خدا ترس اور عقیدہ انسان کی نگاہ میں ایسا معلم خدا کی توہین کرنے والا ٹھیرے گا کیونکہ وہ اپنے اس طریق سے یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا نے یہ قوتیں لغو بیدا کی ہیں پس اگر انجیل ایک ہی قوت پر زور دیتی ہے اور دیتی ہے تو میں آپ سے ہی انصافاً پوچھتا ہوں کہ خدا سے ڈر کر بتائیں کہ یہ خدا کی اس فعل کی ہتک نہیں ہے کہ اس نے مختلف قوتیں اور استعدادیں انسان کی روح میں رکھدی ہیں۔ اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ صرف نرمی اور حلم ہی کی قوت سے ساری قوتوں کا نشوونما ہو سکتا ہے تو اس کی دانشمندی میں کوئی شک کریگا بحالیکہ خود خدا کی صفات بھی مختلف ہیں اور ان سے مختلف افعال کا صدور ہوتا ہے۔

اور خود کوئی عیسائی پادری ہم نے ایسا نہیں دیکھا کہ مثلاً سردی کے ایام میں بھی گرمی ہی کے لباس سے کام لے اور دیسی غذاؤں پر گذارہ کرے یا ساری عمر ماں ہی کا دودھ پیتا رہے یا بچپن ہی کے چھوٹے چھوٹے کرتے یا جامے پہنا کرے۔ غرض اس قسم کی تعلیم پیش کرتے ہوئے شرم آجاتی ہے اگر ایمان اور خدا کا خوف ہو اگر نرمی اور حلم ہی کافی تھا تو پھر کیا مصیبت پڑی کہ انجیل کے ماننے والوں کو دیوانی فوجداری جرائم کی سزاؤں کے لیے قانون بنانے پڑے اور سیاست اور ملکداری کے آئین کی ضرورت ہوئی ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیرنے والوں کو فوجوں اور پولیس کی کیا ضرورت !! خدا کے لیے کوئی غور کرے۔ پس اس اصول نے تمام حقوق العباد پر پانی پھیر دیا ہے جب کہ ساری قوتوں ہی کا خون کر دیا۔

اب اس کے مقابل میں دیکھو کہ اسلام نے کیسی تعلیم دی اور کسطرح پر ساری قوتوں اور طاقتوں کا تکفل فرمایا۔ اسلام نے سب سے اول یہ بتایا ہے کہ کوئی قوت اور طاقت جو انسان کو دی گئی ہے فی نفسہ وہ بری نہیں ہے بلکہ اسکی افراط یا تفریط اور برا استعمال اسے اخلاق ذمیمہ کی ذیل میں داخل کرتا ہے

اور اس کا برمحل اور اعتدال پر استعمال ہی اخلاق ہے یہی وہ اصول ہے جو دوسری قوموں نے نہیں سمجھا اور قرآن نے جسکو بیان کیا ہے اب اس اصول کو مدنظر رکھکر وہ کہتا ہے

جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی و اصلح الآیہ یعنی بدی کی سزا تو اسی قدر بدی ہے لیکن جسنے عفو کیا اور اس عفو میں اصلاح بھی ہو۔ عفو کو تو ضرور رکھا ہے مگر یہ نہیں کہ اس عفو سے شریر اپنی شرارت میں بڑھے یا تمدن اور سیاست کے اصولوں اور انتظام میں کوئی خلل واقع ہو بلکہ ایسے موقعہ پر سزا ضروری ہے۔ عفو اصلاح ہی کی حالت میں روا رکھا گیا ہے اب بتاؤ کہ کیا یہ تعلیم انسانی اخلاق کی متمم اور مکمل ہو سکتی ہے۔ یا نرے طمانچے کھانے۔ قانون قدرت بھی پکار کر اسی کی تائید کرتا ہے اور عملی طور پر بھی اسکی ہی تائید ہوتی ہے۔ انجیل پر عمل کرلے تو پھر آج ساری عدالتیں بند کردو۔ اور دو دن کے لیے پولیس اور پہرہ اُٹھا دو تو دیکھو کہ انجیل کے ماننے سے کسقدر خون کے دریا بہتے ہیں اور انجیل کی تعلیم اگر ناقص اور ادھوری نہ ہوتی تو سلاطین کو جدید قوانین کیوں بنانے پڑتے۔

غرض یہ حقوق العباد پر انجیل کی تعلیم کا اثر ہے۔

اب میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ دیانند نے جو وید کا خلاصہ ان دونوں اصولوں کے رُو سے پیش کیا ہے وہ کیا ہے؟ حق اللہ کے متعلق تو اُس نے یہ ظلم کیا ہے کہ مان لیا کہ خدا کسی چیز کا بھی خالق نہیں ہے بلکہ یہ ذرات اور ارواح خود بخود ہی اُسکی طرح ہیں وہ صرف اُن کا جوڑنے جاڑنے والا ہے جسکو عربی زبان میں مؤلف کہتے ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر حق اللہ کا اتلاف اور کیا ہوگا کہ اُس کی ساری صفات ہی کو اُڑا دیا اور عظیم الشان صفت خالقیت کا ہی انکار کیا گیا۔ جبکہ وہ جوڑنے جاڑنے والا ہی ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر تسلیم کر لیا جاوے کہ وہ ایک وقت مر بھی جاویگا تو اس سے مخلوق پر کیسا اثر پڑ سکتا ہے کیونکہ جب اُس نے اسے پیدا ہی نہیں کیا تو وہ اپنے وجود کے بقا اور قیام میں قائم بالذات ہیں اُسکی ضرورت ہی کیا ہے؟ جوڑنے جاڑنے سے اُسکا کوئی حق اور قدرت ثابت نہیں ہوتی جبکہ اجسام اور روحوں میں مختلف قوتیں اتصال اور انفصال کی بھی موجود ہیں۔ روحوں میں بڑی بڑی قوتیں ہیں جیسے کشف کی قوت۔ انسانی روح جیسی قوت دکھا سکتا ہے اور کسی کا روح نہیں دکھا سکتا مثلاً گدھے یا بیل کا اور میں افسوس ہے کہ آریہ ان ارواح کو بھی معہ ان کی قوتوں اور خواص کے خدا کی مخلوق نہیں سمجھتا۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب یہ اشیاء اجسام اور ارواح خود بخود قائم بالذات ہیں اور انہیں اتصال اور انفصال کی قوتیں بھی موجود ہیں تو وجود باری پر ان کے وجود کیا دلیل لیجا سکتی ہے کیونکہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ لوٹا ایک قدم چل سکتا ہے۔ دوسرے قدم پر اس کے نہ چلنے کی کیا وجہ؟

وجود باری پر دو ہی قسم کے دلائل ہو سکتی ہیں اول تو مصنوع کو دیکھکر صانع کے وجود کی طرف ہم انتقال ذہن کا کرتے ہیں وہ تو یہاں مفقود ہے کیونکہ اس نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ کچھ پیدا کیا ہو تو اس سے وجود خالق پر دلیل پیدا کریں اور یا دوسری صورت خوارق اور معجزات کی ہوتی ہے اس سے وجود باری پر زبردست دلائل قائم ہوتی ہیں۔ مگر اسکے لیے دیانند نے اور سب آریوں نے اعتراف کیا ہے کہ وید میں کسی پیشگوئی یا خارق عادت امر کا ذکر نہیں اور معجزہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اب بتاؤ کہ کونسی صورت خدا کی ہستی پر دلیل قائم کرنے کی ان کے عقیدہ کے رُو سے رہی۔ اور پھر ان کا ایسا خدا ~~ہے کہ کوئی ساری عمر کتنی ہی~~ محنت و مشقت سے اُسکی عبادت کرے مگر اُسکو ابدی نجات ملے گی ہی نہیں ہمیشہ جونوں کے چکر میں اسے چلنا ہوگا۔ کبھی کیڑا مکوڑا اور کبھی کچھ کبھی کچھ بننا ہوگا۔

حقوق العباد کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ ان میں نیوگ کا مسئلہ موجود ہے کہ اگر ایک عورت کے اپنے خاوند سے اولاد نہ ہوتی ہو۔ تو وہ کسی دوسرے مرد سے ہم بستر ہوکر اولاد پیدا کرے۔ اور کھانے پینے مفعول اور بستر وغیرہ کے سارے اخراجات اُس بیرج داتا کے اس خاوند کے ذمہ ہوں گے جو اپنی عورت کو اُس سے اولاد لینے کی اجازت دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر قابل شرم اور کیا بات ہوگی یہ تو مختصر سا نمونہ ہے۔ یہاں قادیان میں پنڈت سومراج ایک مدرس تھا جو آریہ ہے اُسکو میں نے ایک جماعت کے روبرو بلایا جسمیں بعض ہندو بھی تھے اور اُس سے یہ مسئلہ پوچھا تو اُس نے کہا ناگہی کیا مضائقہ ہے۔ اب ہمیں تو اُس کے مُنہ سے یہ سُنکر تعجب ہی ہوا۔ دوسرے ہندو رام رام کرنے لگے میں نے سُنکر کہا کہ کیس آپ جائیے۔ غرض یہ ہے انہیں حقوق العباد کا لحاظ۔

مسٹر عبد الحق صاحب

میں نے آپ کی کتاب آریہ دھرم پڑھی ہے۔

حضرت مسیح موعود ؑ

ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر سچا مذہب اور سچا عقیدہ ان تین نشانوں یعنی نصوص عقل اور تائید سماوی سے شناخت کیا جاتا ہے۔ اور عیسائی مذہب کی بابت میں نے مختلف پہلوؤں سے مختصر طور پر آپکو دکھایا ہے کہ اس معیار پر پورا نہیں اُترتا۔ یہودیوں کی کتابوں میں اس تثلیث اور کفارہ کا کوئی پتہ نہیں اور کبھی وہ بیٹے خدا کے منتظر ہی نہ تھے اور عقل دور سے دھکے دیتی ہے۔ نشانات کا یہ حال کہ ایمان داروں کے نشان کا پایا جانا بھی مشکل ہے ایک بار فتح مسیح نام ایک عیسائی نے کہا تھا کہ مجھے الہام ہوتا ہے میں نے جب اُسے کہا کہ تو پیشگوئی کر تو گھبرایا اور یہی کہا کہ ایک مضمون بند لفافہ میں رکھا جاوے اور آپ اُس کا مضمون بتا دیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی کہ تو اسکو قبول کر لے جب میں نے اسکو بھی قبول کرلیا تو کئی سو آدمیوں کے مجمع میں آخر پادری وائٹ بریخٹ نے کہا کہ یہ فتح مسیح جھوٹا ہے۔ غرض حق ایک ایسی چیز ہے کہ اپنے ساتھ نصوص اور عقل کی شہادت کے علاوہ نور کی شہادت بھی رکھتا ہے اور یہ شہادت سب سے بڑھ کر ہوتی ہے اور یہی ایک نشان مذہب کی زندگی کا ہے۔ کیونکہ جو مذہب زندہ خدا کی طرف سے ہے اُسمیں ہمیشہ زندگی کی روح کا پایا جانا ضرور ہے تا اُس کے زندہ خدا سے تعلق ہونے پر ایک روشن نشان ہو۔ مگر عیسائیوں میں

یہ ہرگز نہیں ہے حالانکہ اس زمانہ میں جو سائنس اور ترقی کا زمانہ کہلاتا ہے ایسے خارق عادت نشانوں کی بڑی بھاری ضرورت ہے جو خدا تعالےٰ کی ہستی پر دلائل ہوں۔ اب اسوقت اگر کوئی عیسائی مسیح کے گذشتہ معجزات جنکی ساری رونق تالاب کی تاثیر دور کر دیتی ہے سنا کر اُس کی خدائی منوانا چاہے تو اُسکے لیے لازمی بات ہے کہ وہ خود کوئی کرشمہ دکھلائے ورنہ آج کوئی منطق یا فلسفہ ایسا نہیں ہے جو ایسے انسان کی خدائی ثابت کر دکھائے جو ساری رات روتا رہے اور اُس کی دعا بھی قبول نہ ہو۔ اور جسکی زندگی کے واقعات نے اسے ایک ادنیٰ درجہ کا انسان ثابت کیا ہو۔ پس میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ میں اسمیں سچا ہوں اور کثیر التعداد نشانات کی ایک کثیر تعداد نے میری سچائی کو روشن کر دیا ہے کہ اگر یسوع مسیح ہی زندہ خدا ہے اور وہ اپنے صلیب پرواروں کی نجات کا باعث ہوا ہے؟ اور وہی دعاؤں کو قبول کرتا ہے باوجودیکہ اُسکی خود دعا قبول نہیں ہوئی؟ تو کسی پادری یا راہب کو میرے مقابلہ پر پیش کرو۔ کہ وہ یسوع مسیح سے مدد اور توفیق پاکر کوئی خارق عادت نشان دکھائے۔ میں اب میدان میں کھڑا ہوں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں اپنے خدا کو دیکھتا ہوں وہ ہر وقت میرے سامنے اور میرے ساتھ ہے میں پکار کر کہتا ہوں مسیح کو مجھپر زیادت نہیں کیونکہ میں

نور محمدی کا قائمقام ہوں

جو ہمیشہ اپنی روشنی سے زندگی کا نشان قائم کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کس چیز کی ضرورت ہوسکتی ہے تسلی پانیکے لیے اور زندہ خدا کو دیکھنے کے لیے ہمیشہ روح میں ایک تڑپ اور پیاس ہے اور اسکی تسلی آسمانی تائیدوں اور نشانوں کے بغیر ممکن نہیں؟ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ عیسائیوں میں یہ نور اور زندگی نہیں ہے بلکہ یہ حق اور زندگی میرے پاس ہے میں ۲۶ برس سے اشتہار دے رہا ہوں اور تعجب کی بات ہے کہ کوئی عیسائی پادری مقابلہ پر نہیں آتا۔ اگر ان کے پاس نشانات ہیں تو وہ کیوں انجیل کے جلال کے لیے پیش نہیں کرتے۔ ایک بار میں نے ۱۶ ہزار اشتہار انگریزی اردو میں چھاپ کر تقسیم کیے جنمیں سے اب بھی کچھ ہمارے دفتر میں ہوں گے۔ مگر ایک بھی نہ اُٹھا جو یسوع کی خدائی کا کرشمہ دکھاتا۔ اور اس بت کی حمایت کرتا اصل میں وہاں کچھ ہے ہی نہیں کوئی پیش کیا کرے مختصر یہ کہ حق کی شناخت کے لیے یہ تین ہی ذریعے ہیں اور عیسائی مذہب میں تینوں مفقود ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ آپکو اچھا موقع ملگیا ہے اور آپ یہاں آگئے ہیں ان تقریروں کی ترتیب سے بہت فائدہ ہوگا آپ انکو خوب غور سے سن لیا کریں اور پھر جب آپکو اسمیں کچھ کلام باقی نہ ہو تو اُسپر دستخط کر دیا کریں۔ تاکہ ہمارا یہ وقت رائیگاں نہ جاوے اور سودمند ثابت ہو۔ سراج الدین کے لیے جو وقت ہمنے دیا اگر اسطرح پر تقریر لکھی جاتی تو ایک حجت رہتی۔ اسنے اپنے عمل سے دوسروں کو بھی بدظنی کا موقع دیا۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک شخص جب ایک جگہ سچائی کو چھوڑتا ہے وہ دوسری جگہ سچائی سے کیونکر پیار کرسکتا ہے۔

مسٹر عبد الحق

ہاں مجھے دستخط کرنے میں کیا عذر ہوسکتا ہے اور میرا اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ

بات یہ ہے کہ ساری جرأت دل کی پاکیزگی سے پیدا ہوتی ہے اگر دل صاف ہے تو اسے کوئی بات روک نہیں سکتی

مسٹر عبد الحق

میں نے جب یہاں آنے کا ارادہ کیا تو ایک عیسائی سے ذکر کیا تو اُس نے آپکو گالی دی اور مجھے یہ ناگوار معلوم ہوا۔ مینے کہا کہ یہ تو بری بات ہے گالی دینے کے کیا معنے اس نے کہا کہ وہ ہمارا دشمن ہے مینے کہا کہ انجیل میں تو لکھا ہے کہ دشمنوں سے پیار کرو۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ دشمنوں کو گالیاں دو (ایڈیٹر۔ مسٹر عبد الحق! آپ کا خیال تو بہت ہی قابل قدر ہے۔ مگر مجھے شبہ گذرتا ہے کہ آپنے کہیں یسوع صاحب کی سنت پر عمل کیا ہو کیونکہ وہ تو سانپوں اور سانپ کے بچو۔ ریاکارو! حرامزادے وغیرہ الفاظ استعمال کیا کرتے تھے اور تعجب ہے کہ پھر اُسکی خدائی مخلوق سے منوانا چاہتے ہیں۔) پھر مینے مسٹر سراج الدین سے اس کا ذکر کیا انھوں نے بھی اسکو اچھا نہ سمجھا بعض آدمیوں کی حالت یہاں تک پہونچی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ

گالیاں دیتے ہیں اسکی تو مجھے کچھ بھی پروا نہیں ہے۔ بہت سے خطوط گالیوں کے آتے ہیں جنکا مجھے محصول بھی دینا پڑتا ہے اور کھولتا ہوں تو گالیاں ہوتی ہیں اشتہاروں میں گالیاں دیجاتی ہیں اور اب تو کھلے لفافوں پر گالیاں لکھکر بھیجتے ہیں۔ مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے اور خدا کا نور کہیں بجھ سکتا ہے ہمیشہ نبیوں اور راستبازوں کے ساتھ ناشکروں نے یہی سلوک کیا ہے ہم جس کے نقش قدم پر آئے ہیں مسیح ناصری اُسکے ساتھ کیا ہوا؟ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہوا۔ اتنک ناپاک طبع لوگ گالیاں دیتے ہیں میں تو بنی نوع انسان کا حقیقی خیر خواہ ہوں جو مجھے دشمن سمجھتا ہے وہ خود اپنی جان کا دشمن ہے۔

ایڈیٹر۔ صَدَقْتَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَلِلّٰہِ دَرُّكَ حَیثُ قُلْتَ

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

اتنے میں مکان کے قریب پہونچ گئے اور حضرت نے پھر فرمایا کہ آپ مہمان ہیں آپکو جس چیز کی تکلیف ہو مجھے بے تکلف کہیں کیونکہ میں تو اندر رہتا ہوں اور نہیں معلوم ہوتا کہ کسکو کیا ضرورت ہے اور آجکل مہمانوں کی کثرت کیوجہ سے بعض اوقات خادم بھی غفلت کرسکتے ہیں آپ اگر زبانی کہنا پسند نہ کریں تو مجھے لکھکر بھیجدیا کریں۔ مہماننوازی تو میرا فرض ہے۔ دیکھو انہوں نے خدا کے صادق! مجھے خود خدا نے کہا کہ تو ملاقاتونکی

خطبہ

جو ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء
کو حضرت حکیم الامت
نے پڑھا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ آہ

یہ ایک مختصر اور چھوٹی سی سورۃ قرآن شریف کے آخری حصہ میں ہے مسلمانوں کے بچے علی العموم نمازوں میں اسے پڑھتے ہیں۔ اسپر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کو راضی کرنے اور اسکی جناب میں قدم صدق پیدا کرنیکے لیے اور اپنی عزت و آبرو کو دنیا و آخرۃ میں بڑہانے کے واسطے انسان کو مختلف اوقات میں مختلف موقعے ملتے ہیں ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ جب دنیا میں اندھیر ہوتا ہے اور ہر قسم کی غلطیاں اور غلط کاریاں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں خدا کی ذات پر شکوک اسمار آلہیہ میں شبہات افعال اللہ سے بے اعتنائی اور مسابقت فی الخیرات میں غفلت پھیل جاتی ہے اور ساری دنیا پر غفلت کی تاریکی چھا جاتی ہے اسوقت اللہ تعالے کیطرف سے اسکا کوئی برگزیدہ بندہ اہل دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور اپنے مولی کی عظمت و جبروت دکھانے اسمار آلہیہ و افعال اللہ سے آگاہی بخشنے کے واسطے آتا ہے تو ایک کمزور انسان تو ساری دنیا کو دیکھتا ہے کہ کس رنگ میں رنگین اور کس دھن میں لگی ہوئی ہے اور اس مامور کیطرف دیکھتا ہے کہ وہ سب سے الگ اور سب کے خلاف کہتا ہے۔ کل دنیا کے چال چلن پر اعتراض کرتا ہے نہ کسی کے عقائد کی پروا کرتا ہے نہ اعمال کا لحاظ صاف کہتا ہے کہ تم بے ایمان ہو اور نہ صرف تم بلکہ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ سارے دریاؤں جنگلوں بیابانوں پہاڑوں اور سمندروں اور جزائر غرض ہر حصہ دنیا پر فساد مچا ہوا ہے۔ تمھارے عقائد صحیح نہیں اعمال درست نہیں۔ علم یہ دنیا میں اعمال ناپسند ہیں۔ تو پھر اللہ تعالے سے دور ہو کر کمزور ہو چکے ہیں کیوں؟

بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ

تمھاری اپنی ہی کرتوتوں سے۔ پھر کہتا ہے دیکھو میں ایک ہی شخص ہوں اور اسلیے آیا ہوں کہ لِیُذِیْقَ النَّاسَ وَبَالَ اَمْرِھِمْ لوگوں کو ان کی بدکرتوتوں کا مزہ چکھا دیا جاوے۔ بہت سی مخلوق اسوقت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے عدم اور وجود کو برابر سمجھتی ہے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ بالکل غفلت ہی میں ہوتے ہیں انھیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور کچھ مقابلہ و انکار پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جنھیں اللہ تعالے اپنی عظمت و جبروت دکھانا چاہتا ہے وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو مال و دولت کنبہ اور جتھا کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں بڑے بڑے رؤسا اور اہل تدبیر لوگوں کے مقابلہ میں ان کی کچھ ہستی ہی نہیں ہوتی۔ یہ اس مامور کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یعنی ضعفا سب سے پہلے ماننے والے کیوں ہوتے ہیں؟ اس لیے کہ اگر وہ اہل دول مان لیں تو ممکن ہے خود ہی کہدیں کہ ہمارے ایمان لانے کا نتیجہ کیا ہوا؟ دولت کو دیکھتے ہیں املاک پر نگاہ کرتے ہیں اپنے اعوان و انصار کو دیکھتے ہیں تو ہر بات میں اپنے آپکو کمال تک پہونچا ہوا دیکھتے ہیں اسلیے خدا کی عظمت و جبروت اور ربوبیت کا ان کو علم نہیں آ سکتا لیکن جب ان ضعفا کو جو دنیوی اور مادی اسباب کے لحاظ سے تباہ ہونے کے قابل ہوں عظیم الشان انسان بنا دے اور ان رؤسا اور اہل دول کو ان کے سامنے تباہ اور ہلاک کر دے تو اسکی عظمت و جلال کی چمکار صاف نظر آتی ہے غرض یہ سر ہوتا ہے کہ اول ضعفا ہی ایمان لاتے ہیں۔

اس دنیا کے وقت جبکہ ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوتا ہے خصوصاً بڑے لوگ سخت مخالفت پر اٹھے ہوئے ہوتے ہیں کچھ آدمی ہوتے ہیں جنکو اللہ تعالے اپنے فضل سے چن لیتا ہے اور وہ اس راستبازی کی اطاعت کو نجات کے لیے غنیمت اور مرنیکے بعد قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں + اور بہت سے مخالفت کے لیے اٹھتے ہیں جو اپنی مخالفت کو انتہا تک پہونچاتے ہیں یہانتک کہ اللہ تعالے کی نصرت اور مدد آ جاتی ہے اور زمین سے آسمان سے دائیں سے بائیں سے غرض ہر طرف سے نصرت آتی ہے اور ایک جماعت طیار ہونے لگتی ہے اسوقت وہ لوگ جو بالکل غفلت میں ہوتے ہیں اور وہ بھی جو پہلے عدم وجود مساوی سمجھتے ہیں آ آ کر شامل ہونے لگتے ہیں۔ وہ لوگ جو سب سے پہلے ضعف و ناتوانی اور مخالفت شدیدہ کی حالت میں آ کر شریک ہوتے ہیں ان کا نام سابقین اولین۔ مہاجرین و انصار رکھا گیا۔ مگر ایسے فتوحات اور نصرتوں کے وقت جو آ کر شریک ہوے ان کا نام ناس رکھا ہے۔ یاد رکھو جو پودا اللہ تعالی لگاتا ہے اسکی حفاظت بھی فرماتا ہے یہانتک کہ وہ دنیا کو اپنا پھل دینے لگتا ہے لیکن جو پودا احکم الحاکمین کے خلاف اسکے منشا کے موافق نہو اسکی خواہ کتنی ہی حفاظت کی جاوے وہ آخر خشک ہو کر تباہ ہو جاتا ہے اور ایندھن کی جگہ جلایا جاتا ہے۔ پس وہ لوگ بہت ہی خوش قسمت ہیں جنکو عاقبت اندیشی کا فضل عطا کیا جاتا ہے۔

اس سورہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انجام کو ظاہر کر کے اللہ تعالے فرماتا ہے **فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ** اللہ کی تسبیح کرو۔ اسکی ستایش اور حمد کرو اور اس سے حفاظت طلب کرو۔

استغفار یا حفاظت الٰہی طلب کرنا

ایک عظیم الشان سر ہے۔ انسان کی عقل تمام ذرات عالم کی محیط نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ موجودہ ضروریات کو سمجھ بھی لے تو آیندہ کے لیے کوئی فتوی نہیں دے سکتی۔ اسوقت ہم کپڑے پہنے کھڑے ہیں لیکن اگر اللہ تعالے ہی کی حفاظت اور فضل کے نیچے نہوں اور محرقہ ہو جاوے تو یہ کپڑے جو اسوقت آرام دہ اور خوش آیند معلوم ہوتے ہیں ناگوار خاطر ہو کر موذی اور مخالف طبع ہو جاویں۔ اور وبال جان سمجھکر انکو اتار دیا جاوے پس انسان کے علم کی تو یہ حد اور غایت ہے ایکوقت ایک چیز کو ضروری سمجھتا ہے اور دوسرے وقت اسے غیر ضروری قرار دیتا ہے اگر اسے

یہ علم ہو کہ سال کے بعد اسے کیا ضرورت ہوگی؟ مرنے کے بعد کیا ضرورتیں پیش آئینگی؟ تو البتہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بہت کچھ انتظام کرلے لیکن جب کہ قدم قدم پر اپنی لاعلمی کے باعث ٹھوکریں کھاتا ہے پھر حفاظت الٰہی کی ضرورت نہ سمجھنا کیسی نادانی اور حماقت ہے۔ یہ صرف علم ہی تک بات محدود نہیں رہتی دوسرا مرحلہ تصرفات عالم کا ہے وہ اسکو مطلق نہیں ایک ذرہ پر اسے کوئی تصرف و اختیار نہیں غرض ایک بےعلمی اور بےبسی تو ساتھ لگی ہی ہے بد عملیاں ظلمت کا موجب ہو جاتی ہیں۔

انسان جب اولاً گناہ کرتا ہے تو ابتدا میں دلیر نہیں ہوتا ہے پھر وہ امر بڑھ جاتا ہے اور زنگ کہلاتا ہے اس کے بعد مہر لگ جاتی ہے یہ چھایا مضبوط ہو جاتا ہے۔ قفل لگ جاتا ہے پھر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ بدی سے پیار اور نیکی سے نفرت کرتا ہے خیر کی تحریک ہی قلب سے اٹھ جاتی ہے اسکا ظہور ایسا ہوتا ہے کہ خیر و برکت والی جانوں سے نفرت ہو جاتی ہے یا تو اسکے حضور آنے ہی کا موقعہ نہیں ملتا یا موقع تو ملتا ہے لیکن انتفاع کی توفیق نہیں پاتا۔ رفتہ رفتہ اسے بعد ملائکہ سے دوری اور پھر وہ لوگ جنکا تعلق ملائکہ سے ہوتا ہے ان سے بعد ہو کر کٹ جاتا ہے اسلیے ہر ایک عقلمند کا فرض ہے کہ وہ توبہ کرے اور غور کرے ہمنے بہت سی مریض ایسے دیکھے ہیں جنکو میٹھا تلخ معلوم دیتا ہے اور تلخ چیزیں لذیذ معلوم ہوتی ہیں۔ کسی نے مجھ سے ملذذ نسخہ مانگا میں نے اسے صبر۔ کچلہ۔ شہد ملا کر دیا اُسنے کہا کہ بڑا ملذذ ہے۔ یہ نتیجہ ہوتا ہے انسان کے معاصی کا۔ ان کی بصر اور بصیرت جاتی رہتی ہے اور انکی آنکھیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے چہروں پر نگاہ کرکے اہل بصر انہیں اسی طرح دیکھتے ہیں جیسے سانپ۔ بندر۔ خنزیر کو دیکھتے ہیں۔ اسلیے مومن کو چاہیے کہ خدا کی حمد اور تسبیح کرتا رہے اور اُس سے حفاظت طلب کرتا رہے۔ جیسے ایمان ہر نیکی کے مجموعہ کا نام ہے اسی طرح ہر برائی کا مجموعہ کفر کہلاتا ہے۔ ان کے ادنیٰ اور اوسط اور اعلیٰ تین درجے ہیں پس امید و بیم۔ سیح و راحت عسر و یسر میں قدم آگے بڑھاؤ۔ اور اُس سے حفاظت طلب کرو۔ غور کرو۔ حفاظت طلب کرنے کا حکم اُس عظیم الشان کو ہوتا ہے جو خاتم الانبیا اصفی الاصفیا سید ولد آدم ہے صلے اللہ علیہ وسلم تو پھر اور کون ہے جو طلب حفاظت سے غنی ہو سکتا ہے۔

مایوس اور نا امید مت ہو۔ ہر کمزوری۔ غلطی۔ بغاوت کے لیے دعا سے کام لو۔ دعا سے مت تھکو۔ یہ دھوکا مت کھاؤ جو بعض ناعاقبت اندیش کہتے ہیں کہ انسان ایک کمزور ہستی ہے خدا اسکو سزا دیکر کیا کرے گا۔ انھوں نے رحمت کے بیان میں غلو کیا ہے کیا وہ اس نظارہ کو نہیں دیکھتے کہ یہاں بعض کو رنج اور تکلیف پہونچتی ہے پس بعد الموت عذاب نہ پہنچنے کی ان کے پاس کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ یہ غلط راہ ہے جو انسان کو کمزور اور سست بنا دیتی ہے بعض نے یاس کو حد درجہ تک پہونچا دیا ہے کہ بدیاں حد سے بڑھ گئی ہیں اب بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ استغفار اس سے زیادہ نہیں کہ زہر کھا کر کلی کرلی۔ یہ بھی سخت غلطی ہے استغفار انبیا کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اسمیں گناہ کے زہر کا تریاق ہے۔ پس استغفار کو کسی حال میں مت چھوڑو۔ پھر آخر میں کہتا ہوں کہ نبی کریم سے بڑھ کر کون ہے وہ اخشی للہ۔ اتقی للہ۔ اعلم باللہ۔ انسان تھا صلے اللہ علیہ وسلم پس جب اسکو استغفار کا حکم ہوتا ہے تو دوسرے لاابالی کہنے والے کیونکر ہو سکتے ہیں پس جنھوں نے ابتک اسوقت کے امام راستباز کے ماننے کے لیے قدم نہیں اُٹھایا اور دبا میں ہیں وہ استغفار سے کام لیں کہ انپر سچائی کی راہ کھلے اور جنھوں نے خدا کے فضل سے اسے مان لیا ہے وہ استغفار کریں تاکہ آئندہ کے لیے معاصی اور کسی لغزش کے ارتکاب سے بچیں۔ ا۔ ر

حفاظت الٰہی کے نیچے رہیں۔

جن لوگون نے پچھلے حساب کے وی پی واپس کئے ہین ۱۴ فروری تک اگران کے بقایا وصول نہوئے تو ۱۷ فروری کے الحکم مین ان کے نام شایع ہونگے

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر

ریویو

نمبر اوّل

مندرجہ بالا عنوان سے عیسائیوں کے جدید ماہواری رسالہ **ترقی** میں لاہوری بشپ صاحب نے ایک چھوٹا سا آرٹکل لکھا ہے جسپر ہم ریویو کرنا چاہتے ہیں۔ لاہوری بشپ صاحب سے غالباً ہمارے ناظرین ضرور واقف ہونگے تاہم مزید تعارف کے لیے ہم پھر لکھدیتے ہیں کہ یہ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے گذشتہ سے پیوستہ سال میں حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں آنے سے انکار کیا تھا باوجودیکہ بعض انگریزی اخبارات نے بھی بشپ صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت قبول کرنے کی تحریک کی تھی کہ وہ اپنی علمی اور عملی قابلیت کے جوہر اب دکھائیں مگر بشپ صاحب نے کلیسا کی اندرونی ترمیم و اصلاح اپنا کام قرار دیکر مقابلہ کے اس تلخ پیالہ کو ٹالا تھا۔ پھر ہمیں ترقی میں انکا یہ آرٹکل دیکھ کر افسوس ہوا۔ کہ ایک طرف تو وہ پبلک کے سامنے مذہبی پلیٹ فارم پر آنا بھی چاہتے ہیں اور دوسری طرف جب انھیں احقاق حق کی دعوت کی جاوے تو پھر اندرونی اصلاح کے عذر سے خانہ نشین ہو کر بزبان حال کہتے ہیں۔

توبرونِ درچہ کردی۔ کہ درونِ خانہ آئی

بہرحال اب جب وہ اس آرٹکل کے ذریعہ پھر پبلک میں نکلے ہیں تو ہم اس آرٹکل کے ذریعہ بشپ صاحب سے پرانی راہ و رسم کی بنا پر تجدید ملاقات کرتے ہیں کیونکہ جن دنوں (غالباً سنہ ۱۸۹۲ء) رورنڈ لیفرای نے دہلی سے تبلیغ عیسویت کے لیے لاہور آکر رنگ محل میں تین لیکچر دیے تھے اور یہ بات انھیں اور لاہور کی پبلک کو خوب معلوم ہے اسوقت بھی ایڈیٹر الحکم نے جو

ایک طالب العلم کی حیثیت رکھتا تھا پادری صاحب
کے لیکچروں پر تقریری ریویو کیا تھا اور کئی
ہزار آدمیوں کے مجمع میں موجود بشپ صاحب
کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کی تھی اُسمیں
آخر موجود بشپ صاحب کو ماننا پڑا تھا
کہ اس سلسلہ سے ہم بحث نہیں کر سکتے
اب جبکہ پادری صاحب بشپ کی حیثیت سے
پبلک کے سامنے آتے ہیں تو کیوں ہم
اس ملاقات دیرینہ کو مدنظر رکھکر اپنے
فرض منصبی کے لحاظ سے بشپ صاحب
کے اس آرٹکل کی حقیقت کو نہ کھولیں
بشپ صاحب کا یہ مضمون یوحنا کی انجیل
کے پندرھویں باب کی پانچویں اور ساتویں
آیت پر مبنی ہے۔ جو یہ ہیں میں انگور کا
درخت ہوں تم ڈالیاں ہو جو مجھمیں قائم
رہتا ہے اور میں اُسمیں وہی پھل لاتا ہے
کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے
اگر کوئی مجھمیں قائم نہ رہے تو وہ ڈالی کی
طرح پھینک دیا جاتا۔ اور سوکھ جاتا ہے
اگر تم مجھمیں قائم رہو اور میری باتیں تم میں
قائم رہیں تو جو چاہو مانگو تمکو ملے گا۔"
اس مضمون کے ہم دو حصے کرتے ہیں پہلے
حصہ میں جو خصوصیت بشپ صاحب مسیح
میں دکھانا چاہتے ہیں اسکو توڑ کر دکھاتے
ہیں دوسرے حصہ میں انشاء اللہ تعالےٰ
یہ دکھائیں گے کہ کامل انسان حضرت سید
الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی
ذات عالا صفات ہے جسکی خصوصیت
کو دوسرا کوئی نہیں پہونچ سکتا۔ اسمیں حضرت
مسیح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ
کر کے دکھائیں گے۔ بقول بشپ صاحب
ان آیتوں میں اس خصوصیت کا ذکر ہے جسپر
مسیحی مذہب کا دارو مدار ہے۔ اور چونکہ
انھوں نے ہر شخص کا فرض ٹھیرایا ہے "
کہ اسپر تحقیق کرے اور بڑی سعی و کوشش کے
ساتھ خدا کی پاک روح کی ہدایت مانگ
کے اسکو سچا ٹھیرائے۔ اور دل سے قبول
کرے یا غلط ثابت کر کے رد کرے"
اسلیے بشپ صاحب کی اس وصیت پر
ہم عمل کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ یہ خصوصیت
جسپر بقول بشپ صاحب مسیحی مذہب کا
مدار ہے مسیحیت کے لحاظ سے بیہودہ تھی

سنت اللہ کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کے
جلال اور عظمت کے منافی یسوع مسیح کی
عدم معرفت کی دلیل ہے۔ اور اگر اسی پر عیسویت
کا مدار ہے تو ناظرین خود اندازہ کرلیں کہ
اسمیں کیا ہے؟ اور ہم بشپ صاحب کو
اسی خصوصیت کا جو وہ اس آیت میں سمجھتے
ہیں واسطہ دیتے ہیں کہ وہ اس ریویو کو ضرور
غور سے پڑھیں اور کوئی جواب اُن کے
پاس ہو تو دیں۔
انجیل کی انگوری تمثیلوں کو پڑھ پڑھ کر ہمیں بارہا
حیرت ہوئی ہے مگر آج یہ عقدہ کھلتا ہوا
دکھائی دیتا ہے کہ یسوع کو چونکہ شراب سے
بڑی محبت تھی اور انجیل سے پایا جاتا ہے
کہ سب سے پہلا معجزہ بھی قانائے گلیل میں
مے سازی کا یسوع صاحب نے دکھایا تھا
(دیکھو یوحنا باب ۲) اور انگور کا شیرہ
انکو آسمان پر جاکر بھی نہیں بھولا۔ عشاء
ربانی میں بھی شراب ہی میں روح پھونک دی
یہ سب انجیلی واقعات ان انگوری تمثیلوں کی
حقیقت کو خوب کھولتے ہیں جنپر بقول
بشپ صاحب بہادر عیسائی مذہب کا
مدار ہے۔ غالبًا رشید شاگردوں نے ان انگوری
تمثیلوں اور یسوعی معجزہ شراب کی یادگار
اور عشاء ربانی کی حرمت اور تعظیم کی خاطر
ہی شراب نوشی میں یہ ترقی کی کہ لنڈن کے
مے فروشوں کی دوکانیں مستقیم لائن میں
رکھنے سے ۷۵ میل تک چلی جاتی ہیں اور
جو غالبًا سبت کے دن بھی بند نہیں ہو سکتی
ہیں۔ اگر یہی خصوصیت اور یہی عیسویت کا
ستون ہے تو بشپ صاحب کی نکتہ رسی قابل
تعریف ہے۔ لیکن سب سے قابل غور امر تو یہ ہے
کہ یسوع نے اپنے حقیقی پیوند اور اپنی باتوں
کے قیام اور زندہ رہنے کا جو نشان پیش کیا
ہے وہ تو یہی لفظ ہیں جو چاہو مانگو تمکو
ملے گا عیسائیوں کے لیے فخر اور ناز کا مقام
ہوتا اگر اس اصول پر بشپ صاحب نے
اپنے عہدہ کی حیثیت سے اپنے وسیع معلومات
سے اس کی فلسفی بیان کی ہوتی یا اپنے تقدس
کی بنا پر اپنے وجود کو یسوع کی اس تعلیم کی
تصدیق کے لیے پیش کیا ہوتا +
اگر بشپ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے
مقابلہ میں عیسویت کی زندگی اور

یسوع کے زندہ رسول ہونے اور موجودہ
انجیل کو زندہ کتاب ثابت نہ کر سکے تھے تو انہی
انھیں موقع تھا کہ اس آیت کی تفسیر میں کوئی
اعجازی نمونہ پیش کر دیتے۔
ہم پبلک پر انصاف چھوڑ دیتے ہیں اور پوچھتے
ہیں کہ کیا یسوع کے یہ الفاظ کہ اگر تم مجھ
میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں
قائم رہیں تو جو چاہو مانگو تمکو ملے گا"
انجیل کی زندگی۔ عیسویت کی زندگی
کے لیے معیار ناطق نہیں؟ پھر اگر اب کوئی
عیسائی خواہ وہ ادنیٰ درجہ کا کیٹی کسٹ
ہو یا بشپ اور اس سے بھی بڑھ کر بطریق اعظم
جو چاہو مانگو تمکو ملے گا کا نشان
نہیں دکھا سکتا تو کیا اسکا لازمی نتیجہ یہ نہیں
کہ یسوع سے تعلق رکھنے والے اس میں
قائم نہیں اور اسکی باتیں ان میں
موجود نہیں؟۔
عیسائی اب کتنے ہی ہاتھ پیر ماریں لیکن اگر انجیل
کی یہ آیت سچی ہے اور بقول بشپ صاحب
عیسویت کا مدار اسی پر ہے اور دوسرے
مذاہب سے عیسویت کو جدا کرنیوالی یہی ہے
تو پھر سب سے پہلے بشپ صاحب ہی کا
یہ فرض ہے کہ وہ اپنے عملی نمونہ سے اسکی
سچائی ظاہر کریں ورنہ یاد رکھیں کہ عیسویت کی
کج دیوار گر کر اپنے مرکز پر آنیکو ہے بلکہ
مردہ پرستی کی ہیکل کی بنیادیں کھوکھلی ہوگئی ہیں
اور تزلزل پڑ چکا ہے +
غرض اس آیت کی رو سے عیسویت کا
رہا سہا اعتبار بھی مقدس بشپ صاحب
نے کھو دیا ہے جبکہ وہ کوئی نمونہ جو چاہو مانگو
تمکو ملے گا کا نہ دکھا سکے اور ہم دعویٰ
سے کہتے ہیں کہ وہ ہرگز نہ دکھا سکیں گے
کیونکہ مردہ پرست قوم زندگی کے
آثار کہاں سے لا سکتی ہے۔؟
عیسائی قوم جبکہ تین مردوں کی تثلیث
کی پرستار ہے پھر اس سے زندگی
کے پھل کی اُمید رکھنا ویسا ہی ہے جیسے
حضرت یسوع صاحب بے موسم انجیر کے
درخت کے نیچے بھوک سے بیتاب ہو گئے
تھے۔ پہلی مردہ پرستی تو یہ ہے کہ جس
کو خدا بنایا بقول ان کے وہ صلیب پر لٹکایا
گیا۔ ملعون ٹھیرا۔ ہاویہ میں رہا۔ وہ ایک

انسان تھا جو معمولی بچوں کیطرح پیدا ہوا آخر صلیبی موت سے زندہ بچکر کشمیر میں آ کر مر گیا اور یہ اسکو زندہ تصور کر کے عورتوں کی شہادت یا ضعیف الایمان - لالچی طامع اور بعض لعنت کرنے والوں کی شہادت پر آسمان پر پہونچاتے ہیں + باینہمہ وہ کوئی زندگی کا کرشمہ نہیں دکھاتا -

دوسری مردہ پرستی یہ ہے کہ اصل انجیل جو عبرانی میں تھی (کیونکہ مسیح کی مادری بولی عبرانی تھی اور آخری الفاظ جو اُن کے اس انجیل میں درج ہیں وہ یہی ہیں کہ ایلی ایلی لما سبقتانی جو عبرانی ہیں) اس کا پتہ ہی نہ رہا کہ کہاں گئی ۔ اس کے بجائے یونانی ترجمہ کو اصل قرار دے لیا + یہ بھی مردہ پرستی ہوئی -

تیسری مردہ پرستی کفّارہ کی ہے جسکو گناہوں سے نجات کا موجب ٹھہرایا ہے حالانکہ کفارہ یسوعی کو گناہ سے کوئی تعلق اور نسبت ہی نہیں اور نہ اسکے نتائج نجات کا کوئی اثر اپنے اندر رکھتے ہیں - پھر اس تین مردوں کے پرستار میں زندگی کہاں ؟ جبکہ معتقدات ہی میں سچائی کی روح نہیں ہے

غرض بشپ صاحب اور دوسرے انجیل یا صلیب برداروں کا فرض ہے کہ وہ عیسویت کے اخص شہتیر کی حفاظت کریں اور اس خصوصیت کو ثابت کر کے دکھائیں ورنہ مردہ پرستی کی دیمک نے صلیب کو کھا لیا ہے - اور وہ زندہ خدا کی زندگی بخش ہوا (جو مسیح موعود میں ہو کر چلی ہے) کا جھونکا سے گزار رہا ہے -

اب ہم ایک اور پہلو سے بھی اس آیت پر نظر کرنا چاہتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ جو مانگو تمکو دیا جاوے گا اسکی تعلیم دینے والا آداب الٰہی سے ناواقف سُنّت اللہ سے نامحرم اور مسئلہ دعا کی حقیقت سے ناآشنا محض ہے ۔ کیونکہ یہ ناممکن مطلق ہے کہ جو مانگے وہی ملے اسلیے کہ اگر جو مانگا جاوے وہی دیا جاوے تو اللہ تعالےٰ کو علیم و حکیم صفات سے

ضرور معطل ماننا پڑے گا -

ہم انسان کی فطرت میں اس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ باوجودیکہ والدین کو بچوں سے از حد محبت ہوتی ہے لیکن پھر بھی بچے اپنی نادانی سے جو مانگیں انہیں نہیں دیا جاتا مثلاً اگر ایک بچہ آگ کے سرخ اور روشن انگاروں کو دیکھکر ماں سے درخواست کرے کہ ایک انگارہ مجھے دیدو - کیا ایک دانشمند اور عاقبت اندیش اور مہربان ماں وہ انگارہ اسکی طفلانہ اور ناعاقبت اندیش طلب پر اُسے دیدے گی ؟ ہرگز نہیں اس لیے کہ وہ جانتی ہے کہ یہ انگارہ اسے جلا دے گا - ہاں عیسائی صاحبان اگر روح القدس کے آگ کے شعلوں کو پیش کریں تو یہ ایک جداگانہ امر ہے یہ آگ انھیں مبارک ہو - جبکہ نادان بچہ اپنی کمی علم کے باعث اپنی خواہشوں کے اندازہ اور نتائج پر نگاہ نہیں کر سکتا ویسے ہی ایک دعا کرنے والا بجز ظاہری بہتری کے اور کیا سمجھ سکتا ہے کہ اس کے نتائج کیا ہیں ؟ پس اگر جو مانگا جاوے اور وہی ملے تو انسان کی زندگی اسپر تلخ ہو جاوے اور اُسے معلوم ہو جاوے کہ خدا کو بھی نتائج اور عواقب امور کی خبر نہیں ہے اور کیا بشپ صاحب آپ جو مانگتے ہیں وہ ملجاتا ہے ؟ پس صاف ظاہر ہے کہ جو شخص ایسی تعلیم دیتا ہے وہ یا تو خدا تعالےٰ کو علیم و حکیم نہیں مانتا یا ایسی تعلیم کے رنگ میں دہریت پھیلانی چاہتا ہے کیونکہ جب کسی نے خدا سے جو چاہا مانگا اور اُسے نہ ملا تو بجز انکار کے اور کیا کرے گا - اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ صفات الٰہی کے علم سے کوئی حصہ نہیں رکھتا اور خود قبولیت دعا کی لذت سے ناآشنا ہے اور دعا کی حقیقت پر اطلاع نہیں رکھتا - اور یسوع کی زندگی کے حالات جو انجیل میں لکھے ہیں پڑھ کر ہمیں اور بھی تسلی ہوتی ہے کہ ایسے شخص سے ایسی ہی تعلیم کی اُمید ہو سکتی تھی غالباً یہی وجہ ہو گی کہ ساری رات روتے رہے اور موت کا پیالہ نہ ٹلا اور اس عدم قبولیت

(بقول عیسائی صاحبان) نے اس تعلیم کی بیہودگی ظاہر کر دی - غرض جہاں تک غور کیا جاوے یہ آیت جسپر بقول بشپ صاحب عیسویت کا مدار ہے عیسویت کی حقیقت کو ظلمت از بام کیے دیتی ہے اگر یہ آیت سچی ہے تو اسمیں پھر کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ موجودہ عیسویت ضرور افترا ہی کا پتلا ہے یا یوں کہدو کہ اس آیت کے رو سے اس میں زندگی نہیں پھر مردوں میں زندگی کو تلاش کرنے والے دانشمند اسپر غور کریں - پھر بشپ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا اور رسولوں کی تعلیمات سے مقابلہ کرنا تو امر دیگر ہے - اور ایسا مقابلہ ہو کیونکر سکتا ہے جس حال میں انہیں سے کسی نے اس قسم کا دعویٰ کبھی کیا ہی نہیں ؟ ہم اس مقابلہ کو دوسرے حصہ میں دکھائیں گے سردست ہم بھی مانتے ہیں کہ اس قسم کے بیہودہ باتیں جو نہ عقل سلیم تسلیم کرنے اور نہ قانون قدرت اور سُنن الٰہیہ میں اسکی نظیر ہو کہ جو چاہو مانگو دیا جاوے گا دوسرے نبیوں اور راستبازوں کی تعلیم میں کیونکر ہونے لگیں - لیکن ہم اسی مضمون کے دوسرے حصہ میں دکھائیں گے کہ زندہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے وہ اس بے پھل تعلیم کے مقابلہ میں کیسی روشن - واضح - مدلل - معقول - اور ہر زمانہ میں اپنے نتائج ساتھ رکھنے والی ہے -

اسی سلسلہ کلام میں بشپ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ (دوسرے رسول) صرف خدا ہی کا حکم سُناتے تھے اور اسی کیطرف لوگوں کے دل حتی الوسع متوجہ کرتے تھے یہ گویا ان کا بڑا فخر اور کمال خوبی تھی - کہ خود کچھ نہ سمجھے جائیں اور صرف خدا کے حکم کی طرف توجہ کی جاوے جو ہماری معرفت نازل ہوا ہے - جب کبھی اُن کے معتقد حد سے زیادہ اُنکی عزت کرنے لگتے تھے تو وہ یہی جواب دیا کرتے تھے کہ ہمکو نہ سمجھو ہم کچھ حقیقت نہیں ہم بھی ڈھونڈنے والے ہم بھی بندے ہیں خدا کیطرف خیال لگاؤ اُسکو سمجھو اُس کے حکم پر عمل کرو - اُسکی راہ طیار کرو - اُس کے راستے بناؤ -

لاریب خدا کے راستباز نبیوں اور برگزیدوں

ابواسحق و یوسف کی شرارت
ضلالت ہی ضلالت ہے ضلالت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

امابعد ایک اشتہار دو ورقہ جس کے عنوان میں لکھا تھا کہ جہالت ہے جہالت ہے جہالت مشتہرہ ابو اسحاق محمد الدین امرتسری مؤلفہ ثناء اللہ طالب علم آج کی تاریخ ۱۷ جنوری کو محب مکرم منشی تاج الدین صاحب نے میرے پاس لاہور سے روانہ کیا جس کے حاشیہ سطر زیرین میں لکھا تھا کہ (فقیر حافظ محمد یوسف کیطرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے خط مندرجہ الحکم ۲۴ نومبر کے جواب میں سر دست یہی مضمون ملاحظہ کریں فقط) جبکہ میں نے اسکو مطالعہ کیا تو مجھکو حافظ محمد یوسف صاحب کی جہالت پر بڑا ہی افسوس پیدا ہوا کیونکہ خط مندرجہ الحکم ۲۴ نومبر میں جو دلائل بینہ مدعا اور مطلوب پر ثابت کی گئی ہیں انمیں سے کسی ایک دلیل کا بھی اس اشتہار میں جواب نہیں ہے پھر حافظ صاحب نے اس اشتہار کو خط مذکور کا جواب کیونکر قرار دیدیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جسطرح پر ظاہری قوی و جوارح حافظ صاحب کے معطل ہو گئے ہیں جنکے سبب سے پنشن کے مستحق ہوئے ہیں اسی طرح پر قوائے روحانی و اسباب ایمان و تقوےٰ کے بھی مسدود ہو گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون اور اگر حافظ صاحب میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان و تقوےٰ کا باقی ہے تو بمقام لاہور ایک جلسہ منعقد کریں جسمیں عاجز کا خط پڑھا جاوے اور ہر ایک اسکی دلیل کا جواب اس اشتہار سے طلب کیا جاوے اگر کسی ایک دلیل مندرجہ خط کا بھی نقض اس اشتہار میں موجود ہوگا تو میں کل دلائل مندرجہ خط کو واپس لیلونگا اور کل دلائل کو منقوض سمجھ لونگا ورنہ حافظ صاحب کو دلائل مندرجہ خط کا تسلیم و تصدیق کرنا واجب اور لازم ہوگا میرا حاضر ہونا بھی لاہور میں کچھ ضروری نہیں ہماری جماعت میں سے کوئی صاحب اس خط کو پڑھیں گے اور ان سے اسی اشتہار میں سے جواب طلب کرینگے خارج اشتہار سے کوئی جواب مسموع نہیں ہوگا تاکہ سامعین کو طوالت سے ملالت پیدا نہ ہو بالفعل آپکے اس اشتہار جہالت کا یہی جواب ہے ہاں بالفعل میں آپکے اس اشتہار کی عبارت کو آپ پر ہی لوٹائے دیتا ہوں آپ جواب اس کا کسی عالم سے تمام علماء عرب یا عجم میں سے مطالبہ کر کر مجھکو عنایت فرماویں وہی ہمارا سوال یہ ہے کہ نبی اور رسول کی بابت جو مسلمانوں کا قاطبۃً عقیدہ ہے الی قولہ ما لا یخفی انتہی بلفظہ پس اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ یہ سب تعریف مذکورہ اور حکم رسول یا نبی کا حضرت عیسیٰ پر صادق آتا ہے یا نہیں بشق اول آپکے عقائد مندرجہ اشتہار کے بموجب حضرت عیسیٰ بالضرور مبعوث الی الخلق ہوکر لتبلیغ الاحکام بڑی عظمت و شان کے ساتھ آوینگے بلکہ جملہ مرسلین اور تمام انبیا سے انکی بعثت و رسالت عجیب و غریب شان کی ہوگی کہ نہ کبھی ایسی رسالت دنیا میں واقع ہوئی اور نہ کبھی ہوگی کیونکہ باقی تمام مرسلین و انبیا تو حسب سنت الٰہیہ کے اسی زمین سے مبعوث ہوئے بخلاف حضرت عیسیٰ کے کہ انکا ارسال و انزال آسمان سے بجسدہ العنصری ایک بڑی عظمت و شان سے زمین پر واقع ہوگا پس وہ تو بالضرور و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے ایسے کامل مصداق ہو وینگے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ارسال نصیب نہ ہوا مگر وقت تو آپ پر یہ وارد ہوتی ہے کہ اس آپکے فتویٰ مندرجہ اشتہار سے خود حضرت عیسیٰ بھی کافر ہو گئے اور جسقدر مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا بوقت نزول ان پر ایمان لاویں گے وے بھی بموجب آپ کے زعم کے سب کافر ہو گئے اور پھر اسپر علاوہ یہ ہوا کہ بیچارے تمام اہل کتاب یہود اور نصاریٰ جو انکے نزول کے وقت میں انپر ایمان لاوینگے جیسا کہ آپکی دلیل قطعی قرآن مجید میں موجود ہے کہ وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ تو وہ بیچارے بھی سب کے سب کافر ہو گئے کیونکہ جبکہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعی نبوت کافر ہے تو جو اسپر ایمان لاوے وہ بھی بدرجہ اولیٰ کافر ہے حضرت عیسیٰ کا نزول کیا ہوا بسیط الارض پر کوئی مومن باقی ہی نہ رہا اور این رسالت نشد قیامت شد کا مصداق ہو گیا۔ اور اگر آپ کہیں کہ حضرت عیسیٰ باوجود ہونے نبی و رسول کے شریعت جدید نہیں لاوینگے بلکہ شریعت محمدیہ کے ہی احکام کی تبلیغ کرینگے تب بھی ہماں آش و ہماں کاسہ موجود ہی کیونکہ مطلق نبوۃ کو بعد آنحضرت صلعم کے آپ کفر قرار دیتے ہیں دیکھو اپنے عقیدہ کو صفحہ ۳ کی سطر ۱۵ میں آپ نے تحریر کیا ہے مگر مسلمانوں کا قاطبۃً عقیدہ اور قرآنی شہادت سے امر بیّن دلیل ہے الی قولہ کہ کئی نبی توریت ہی سے حکم اور فیصلہ کرتے رہے الی آخرہ انتہی بلفظہ اس دلیل سے مشتہر نے اپنے زعم میں ثابت کیا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی نبی شارع ہو یا غیر شارع نہیں ہو سکتا اور یہ اعتقاد رکھنا کفر ہے فاین المفر اور بشق ثانی تمام یہود مکذبین حضرت عیسیٰ کے حق پر رہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہود نے تو اول ہی سے حضرت عیسیٰ کی نبوۃ کی تکذیب کی ہے اور آپ نے بعد از تامل بسیار اور مدت دراز میں انکو معزول عن النبوۃ کر دیا مگر پھر بھی آپ آفت کفر سے محفوظ نہیں کیونکہ تمام علماء متکلمین کے نزدیک کسی نبی کا نبوۃ ثابت شدہ سے معزول اعتقاد کرنا بھی کفر ہے جسکو اہل متکلمین نے کتب عقائد میں درج فرمایا ہے علاوہ بریں اندک غور کرو کہ قرآن مجید میں جسجگہ پر حضرت عیسیٰ کو بوصف رسالت یا نبوۃ متصف فرمایا گیا ہے وہاں پر حضرت عیسیٰ کی نبوت کا سلب کسی زمانہ میں کسی جگہ کسی آیت میں ارشاد نہیں کیا گیا بلکہ وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ہی ارشاد کیا گیا ہے پھر آپ کیونکر حضرت عیسیٰ کو معزول عن النبوۃ کر سکتے ہیں کیا عزل و نصب نبوۃ کا آپ ہی کے اختیار میں آگیا ہے کہ جب چاہیں کسی نبی کو معزول کر دیویں۔ اگر آپ حضرت عیسیٰ کا معزول عن النبوۃ ہونا کسی ایک آیت یا ایک حدیث صحیح سے ہی ثابت کر دیوینگے تب بھی میں کل دلائل مندرجہ خط مذکور کو واپس لیلونگا بعد اللتیا والتی یا تو آپ کو اس اشتہار کے بموجب عقیدہ نزول حضرت عیسیٰ رسول و نبی اللہ سے توبہ کرنی پڑے گی اور یا نعوذ باللہ ختم نبوۃ خاتم النبیین صلعم سے انکار کرنا لازم ہوگا۔ اور یا چار و ناچار جو مسلک ہمنے خط الحکم ۲۴ نومبر میں اختیار کیا ہے اسی اس اشتہار کے عقائد سے رجوع کر کر آپ کو اسکی

اعلان

بجواب بشارت خلیفہ مسیح ابن مریم

ناظرین کو معلوم ہو کہ مولوی فضل حق صاحب امام مسجد ایبٹ آباد ضلع ہزارہ نے ایک اشتہار بعنوان بشارت شائع کیا ہے جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

کہ ۲۰ رمضان المبارک کو مسیح ابن مریم علیہ السلام نے معرفت حضرت خضر مجھے یہ بشارت دی ہے کہ میں (عیسیٰ بن مریم) تجھکو (فضل حق) واسطے ابطال دعویٰ مرزا قادیانی کے مامور کرتا ہوں اور دس زبردست نشان تجھکو عطا کرتا ہوں کہ جن کے ذریعہ سے تو مرزا قادیانی کو مغلوب کر دے گا۔ اور خضر تیرے ساتھ ہوگا۔ انکی ماننا۔ مختصراً اب میں اس خلیفہ ابن مریم کی خدمت میں دست بستہ التماس کرتا ہوں کہ یہ عاجز بھی اپنے آپ کو مسیح ابن مریم موعود قادیانی کا خلیفہ جانتا ہے۔ پس خلیفہ کا مقابلہ خلیفہ سے ہونا چاہیے نہ کہ ایک طرف خود مامور من اللہ مسیح ابن مریم اور دوسری طرف مامور ابن مریم۔ سہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ خلیفہ صاحب چھوٹا منہ بڑی بات بہت ہی ناموزوں ہوا کرتی ہے۔ اپنی بساط سے پاؤں بڑھانا عند العقلا جائے شرم ہے۔ پس کوئی حق نہیں کہ آپ حضرت قادیانی مامور ربانی کو مخاطب کر سکیں پہلے ہم سے نبٹ لو اس مسیح موعود کا خلیفہ دانتہ میں آپ سے بفا صلہ سات میل موجود ہے اور آپکی اس دعوت کو بسر و چشم منظور کرتا ہوں۔ آپ کو لازم ہے کہ دس نشان اور بھی مسیح ابن مریم سے مانگ لیں اور کوئی قریب تاریخ آپ ہی مقرر کر دیں اور مقام مقابلہ جامع مسجد ہری نگر کشمیر ہی ہے اور کوئی جگہ منظور نہیں سب سے ضروری اور تصفیہ طلب بات یہ ہے کہ اگر آپ کے نشانات خارق عادت ثابت نہ ہوں بلکہ وہ مسمریزم اور شعبدہ بازی کے شایان ہوں تو کیا آپ اپنی خلافت ابن مریم سے توبہ کر کے مامور من اللہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ یہ اقرار نامہ جلدی شائع کر کے روانہ کشمیر ہو جاویں اور میرا بھی یہی اقرار ہے کہ اگر آپ وہ دس نشان خارق عادت طور پر دکھا دیں گے تو میں اسی میدان میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا امید کہ آپ زیادہ تاخیر نہ فرماویں گے بلکہ جلدی اس فرض خلافت کو ادا کر کے اپنے آپ کو سبکدوش فرماویں۔ اگر ۲۰ فروری تک آپ کیطرف سے کوئی اشتہار نشان نمائی نہ نکلا اور ہمیں یقین ہے کہ ہرگز نہیں نکلے گا تو یاد رکھیں کہ آپ کاذب ہیں اور آپ کو اس وعید سے ڈرنا چاہیے جو قرآن شریف میں کاذبوں کے حق میں وارد ہے ألا لعنة الله على الكاذبين۔ اور اس برے انجام سے ڈریں جو صادقوں کے مقابلہ میں کاذبوں کا ہوا۔ ابلیس۔ نمرود۔ ہامان شداد۔ ابو جہل مسیلمہ کذاب۔ علماء یہود وغیرہ وغیرہ کے نام آپ کو یاد ہوں گے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المعلن کمترین **محمد یمین**

احمدی از دانتہ ضلع ہزارہ ڈاکخانہ مانسہرہ

۲۷ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

مصری عربی

مصر میں دو قسم کی عربی مستعمل ہے عامی صافی۔ عامی وہ زبان ہے جسمیں کل اہل ملک اپنے محاورات میں گفتگو کرتے ہیں یہ زبان مخلوط ہے الفاظ قبطی۔ مصری قدیم ترکی زبان اور عربی فصیح سے مگر جزو غالب عربی فصیح ہے اجانب اسطرف زور دے رہے ہیں کہ حکومت صافی سے قطع نظر کر کے زبان عامی کو ترقی دے اور دفتر سرکاری اور جرائد کے کارخانے سب متفق ہو کر اسی کو ترقی دیں یہ فریق اعتراض کرتا ہے کہ یہ کیا معنی ہیں کہ انسان بولے کچھ۔ اور لکھے کچھ مثلاً اہل مصر لکھتے ہیں خبز اور ماء۔ اور بولنے میں عیش اور میّہ دونوں کا ترجمہ روٹی اور پانی ہے یہ بحث مصر میں چھڑ گئی ہے دیکھیں کیا فیصلہ ہو۔

مسئلہ جہاد پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون

اگرچہ یورپ میں زمانہ دراز سے کتابیں لکھی جا رہی ہیں جنسے مذہب اسلام کو اہل یورپ کی نظر میں ہولناک ثابت کیا جاتا ہے اور خاصکر مسئلہ جہاد پر مضامین لکھے گئے ہیں ان سے تو اور بھی بھیانک شکل اس مذہب کی دکھائی گئی ہے جسکو اس زمانہ میں کرۂ ارض کے دو سو بیس ملین باشندے مانتے ہیں تاہم اس بر اعظم میں ایسے منصف مزاج اور محقق عالم بھی موجود ہیں جنھوں نے نہایت غور و تامل سے مذہب اسلام کا مطالعہ کیا ہے اور اسکے مسائل و عقائد کی نہایت موشگافی کے ساتھ چھان بین کی ہے اور یورپ کی غلط فہمیوں اور بیجا نکتہ چینیوں کی تردید کیلیے مضامین اور کتابیں لکھی ہیں۔ انھی انصاف پرست عالموں میں سے ایک شخص موسیو اوجین کلافل بھی ہے جس نے یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذہبی مسائل و عقائد کی تحقیقات میں اپنی تمام عمر صرف کر دی ہے۔ یہ منصف مزاج عالم ملک فرانس کا ایک باشندہ ہے اس نے اسلام کے ان تمام معرکۃ الآرا مسائل پر جدا جدا مضامین لکھے ہیں۔ جنپر یورپ کے مصنف کئی صدیوں سے نکتہ چینی کر رہے ہیں ذیل میں اسکا وہ مضمون ترجمہ کیا جاتا ہے جو اس نے جہاد کے مسئلہ پر لکھا ہے۔ ہمکو امید ہے کہ ناظرین اس مضمون کو دلچسپی اور تامل کے ساتھ مطالعہ کرینگے۔ وہو ہذا

مذہب اسلام کی بنیاد توحید پر رکھی گئی ہے۔ عرب کے اس جلیل القدر پیغمبر نے جسکو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے پکارا جاتا ہے موسیٰ علیہ السلام کیطرح بت پرستی سے ہمیشہ نفرت ظاہر کی ہے۔ انکی مقدس زندگی کا یہ ایک اہم واقعہ ہے کہ انھوں نے تین سو ساٹھ بتوں کو جو کعبہ میں تھے اور جن کی اسلام سے پہلے نہایت شد و مد کے ساتھ پرستش ہوتی تھی طرفۃ العین میں برباد کر دیا۔ قرآن مجید میں بت پرستی کو مٹانے اور بت پرستوں کے ساتھ جنگ* کرنے کی تاکید کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ صنم پرستی پر اعتقاد کرنا مذہب اسلام کی نظر میں ایک اخلاقی جرم ہے۔

* قرآن شریف نے جنگوں کا اصول مذہب کی مخالفت ہرگز نہیں بتایا۔ بلکہ اسلامی جنگوں کا اصول ڈی فینسو (دفاعی) جنگوں کا اصول ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مذہب کے لئے تلوار اٹھانا اسلام نے روا نہیں رکھا۔ بلکہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہا۔ ایڈیٹر

* چودھویں صدی کے ایڈیٹر کا منصبی فرض ہے کہ اس جواب کو بھی چھاپ دے۔ ایڈیٹر

مگر جو مذہب اسلام سے پہلے موجود تھے اور خدا کی وحدانیت کی تعلیم دیتے تھے اُن کے ساتھ اسلام نے اسطرح کا برتاؤ نہیں کیا۔ کہ اُن مذہبوں کی عزت کرتے اور اُن مذہبوں کے ماننے والوں کو اپنی حفاظت میں لیتے اور اُن کے ساتھ فیاضی سے پیش آنیکی ہدایت کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اسلام نے عیسائیوں اور یہودیوں کو مومنین کی فہرست میں شامل نہیں کیا اور جو رعایت انکے ساتھ کی ہے وہ بہ نسبت اُس رعایت کے جو مسلمانوں کے ساتھ کی جاتی ہے کم ہے۔ مگر اس بات سے کوئی نکتہ چینی اسلام پر نہیں ہو سکتی کیونکر ممکن تھا کہ غیر مذہب والوں کو مسلمانوں کی سوسائٹی میں اسی طرح شامل کر لیا جاتا جس طرح مسلمانوں کو شریک کیا جاتا تھا؟ یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ جو لوگ عقیدہ اسلام کو مانتے ہیں انکو اُن کے ساتھ جو اس عقیدہ سے انکار کرتے تھے برابر سمجھا جاتا۔

پیغمبر اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اُس زمانہ میں جبکہ انھوں نے اپنی نبوۃ اور رسالۃ کا اعلان کیا اُن لوگوں کے ساتھ رعایت اور شفقت سے پیش آنے کا حکم دیا جو خدا کی وحدانیت اور قیامت کو مانتے تھے۔ اور نیکی کے کام کرتے تھے۔ قرآن مجید میں ایک آیت اس مضمون کی ہے کہ "مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی اور صابی جو خدا کی وحدانیت پر ایمان لائے ہیں اور جو قیامت کے آنیکو تسلیم کرتے ہیں اور جو نیک کام کرتے ہیں اُن کو خدا اُن کی نیکیوں کا ثواب دیگا آیندہ زندگی میں اُن کو کوئی خوف نہیں ہے اور وہ اُس زندگی میں غمگین نہیں ہوں گے" قرآن مجید میں ایک اور آیت ہے۔ جسکا مضمون یہ ہے کہ "جو لوگ اسلام کے سوا کوئی اور دین رکھتے ہیں اُن کا دین خدا کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور وہ آخرت میں ضرور نقصان اُٹھائیں گے"

ہر دو آیت مذکورہ بالا کو جو شخص نظر انصاف سے دیکھے گا اس بات پر ضرور یقین کرے گا کہ ان آیتوں میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو غیر مذہب والوں کے ساتھ فیاضی اور تحمل کا برتاؤ کرنے کے خلاف ہو۔ ان آیتوں میں کوئی اشارہ اس بات کا نہیں ہے کہ جو لوگ اسلام کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اُن پر کسی طرح کا جبر و ستم کیا جائے۔ دوسری آیت میں صرف اس امر کو بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کوئی عقیدہ خدا کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ اس سے صرف یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اسلام اپنے گروہ کو اور گروہوں سے ممتاز اور جدا رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا مقصد ہے کہ اسپر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

سب سے زیادہ توجہ کے لائق وہ آیتیں ہیں جنمیں پادریوں اور راہبوں کی حمایت اور حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ اسلام رہبانیت کا سخت دشمن ہے اور اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ قرآن مجید کی پانچویں سورۃ کی ایک آیت کا یہ مضمون ہے کہ "مسلمانوں کے سب سے زیادہ پکے دوست وہ لوگ ہیں جو اپنے تئیں عیسائی کہتے ہیں۔ کیونکہ انمیں پادری اور راہب لوگ شامل ہیں اور انمیں تواضع اور فروتنی کے سوا تکبر کی کوئی بات نہیں ہے" قرآن مجید کے مفسروں نے پادریوں اور راہبوں کو اُن لوگوں میں شامل کیا ہے جنکا لڑائی کے وقت مسلمانوں کو ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہیے اور اُن کے ساتھ فیاضی اور مروت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ مثلاً ایک مشہور عالم نے جسکا نام امام خلیل ہے جنگ کے زمانہ میں عیسائیوں کے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کی جان بچانے اور پادریوں اور راہبوں کی حفاظت اور حمایت کرنے کی سخت تاکید کی ہے اور اسکو اسلام کے اُن احکام میں شمار کیا ہے جنکے خلاف کرنے سے آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے۔

وہ قاعدے جنکی رو سے مسلمانوں کو عیسائیوں کی حمایت اور حفاظت کرنی چاہیے اُس عہد نامہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں جو پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام نے عیسائیوں کو لکھوا کر دیا تھا۔ اس عہد نامہ کو شیخ عطاء اللہ آفندی نے جو روس میں شیخ الاسلام ہیں روسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک مشہور عالم ترک فریدون بے نے بھی اس عہد نامہ کو اپنی ایک کتاب میں درج کیا ہے۔

اس عہد نامہ کے چند فقرے یہ ہیں کہ "راہب لوگ کسی پہاڑ پر ہوں یا کسی وادی میں کسی شہر میں ہوں یا کسی جنگل میں۔ کسی گرجا میں ہوں یا کسی خانقاہ میں خود اُنکی جان و مال کی حفاظت کروں گا۔ اور میرے تمام دوست اور رفقا بھی اُنکی نگہبانی اور حفاظت کرینگے کیونکہ وہ میری رعیت ہیں اور میری حمایت کے سایہ میں ہیں۔ کوئی بات ایسی نہیں کی جائے گی جس سے وہ نا امن ہوں یا اُن کو تکلیف پہونچے۔ یا جس میں اُن کا ضرر ہو۔ نہ اُن پر کسی طرح کا جبر کیا جائیگا نہ اُن کے ساتھ بے مروتی اور بیرحمی کا برتاؤ کیا جائے گا۔ نہ اُن کے قاضیوں کو اُن کے منصب سے ہٹایا جائے گا نہ راہبوں کو خانقاہوں سے نکالا جائے گا۔ نہ اُن کا کوئی مسافر لوٹا جائے گا۔ نہ اُن کا کوئی گرجا گرایا جائے گا۔ اور نہ اُن کی کوئی چیز جو جبر و ستم سے لی گئی ہو مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو سکے گی"۔

کوئی مسلمان جنگ کے زمانہ میں اُن کو لڑانے یا تلوار اُٹھانے پر مجبور نہیں کرے گا۔ خود مسلمان اُنکی طرف سے لڑیں گے اور انکی حمایت اور حفاظت کا پورا حق ادا کرینگے۔ اگر اُن کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ ہو تو نہایت سنجیدگی اور نرمی کے ساتھ اُن سے مباحثہ کیا جائے گا۔ جیسی کہ قرآن مجید میں ہدایت کی گئی ہے"

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ بت پرستوں کو اسلام نے وہ حقوق ادا نہیں کیے جو اُس نے عیسائیوں اور یہودیوں کو دیے ہیں اور اس لحاظ سے شاید ہم اس بات کے کہنے کی بھی جرأت کر سکتے ہیں کہ اسلام نے اُن کو انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا ہے اور اسی سبب سے اُن کی نسبت کوئی حکم اسلامی کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ اور اسی سبب سے بت پرستوں اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات قائم نہیں ہو سکتے۔ برخلاف اسکے مسلمانوں اور عیسائیوں یا یہودیوں کے درمیان تعلق ہو سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ عیسائی مرد اور مسلمان عورت کے درمیان رشتہ ازدواج قائم ہونے سے قرآن مجید میں ممانعت کی گئی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو اپنے شوہروں کی اطاعت کا جو حکم دیا ہے اُس سے مسلمان عورت کے عیسائی یا یہودی ہو جانے کا اندیشہ ہے مگر مسلمان مرد اور عیسائی یا یہودی عورت کے درمیان زناشوئی کے

تعلق پیدا ... جسکو اسلام نے روا رکھا ہے۔

مذکورہ بالا احکام کے بیان کرنے کے بعد ہمکو اسبات کی حاجت نہیں ہے کہ ہم اسلام کے فیاضانہ طریقوں پر زیادہ گہری نظر ڈالیں کیونکہ انھی احکام کے لحاظ سے اسلام کو مذہب عیسوی پر بہت زیادہ فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔ مذہب عیسوی میں نکاح کی سب سے ضروری شرط یہ ہے کہ دولہ اور دولہن ایک مذہب کے ہوں۔ اُس نے ہرگز اسبات کی اجازت نہیں دی ہے کہ عیسائیوں اور غیر مذہب کے آدمیوں کے درمیان نکاح کا رشتہ قائم ہو۔

جو عیسائی یا یہودی عورت کسی مسلمان کی بیوی ہو اُسکو وہ تمام حقوق عطا کیے جاتے ہیں جو مسلمان بیویوں کو دیے جاتے ہیں۔ مسلمان شوہر کو اسبات کی سخت تاکید ہے کہ وہ عیسائی یا یہودی بیوی کے ساتھ مسلمان بیویوں کی طرح برتاؤ کرے۔ پیغمبر اسلام کے اُس عہدنامہ میں جسکی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے یہ فقرے موجود ہیں کہ "اگر کوئی عیسائی عورت کسی مسلمان مرد سے شادی کرنی چاہے تو یہ اسی عورت کی رضامندی پر منحصر ہے اور مسلمان مرد کے ساتھ بیوی بنکر رہنے کی صورت میں اُسکو کبھی گرجا میں جانے سے نہیں روکا جائیگا" یہ سچ ہے کہ عیسائی عورت اپنے مسلمان شوہر کے ورثہ پر قبضہ نہیں کرسکتی۔ مگر مسلمان مرد بھی اپنی عیسائی بیوی کے ترکہ سے محروم کردیا گیا ہے تاہم مسلمانوں کو اسبات کی اجازت بھی دی گئی ہے کہ وہ اگر چاہیں تو کسی یہودی یا عیسائی کے لیے اپنی جائداد میں سے جس قدر حصہ کی چاہیں وصیت کردیں۔ اس صورت میں جو جائداد وصیت کے ذریعہ سے کسی یہودی یا عیسائی کو ملے گی اسمیں تصرف کرنے کا اُسکو کامل اختیار ہے۔ اور اس اختیار سے اُسے کوئی شخص محروم نہیں کرسکتا۔

ہم اس مضمون میں ان تمام قواعد پر مفصل بحث نہیں کرسکتے جنکے ذریعہ سے عیسائیوں اور یہودیوں کو مسلمانوں کی فیاضی سے حصہ ملتا ہے تاہم جسقدر ہم نے بیان کیا ہے وہ اس دعوی کے ثابت کرنے کے لیے شاید کافی ہوگا کہ اسلام نے بہ نسبت دیگر مذہبوں کے ان لوگوں کے ساتھ جو اُسکے عقائد اور مسائل سے منکر ہوں نہایت فیاضانہ برتاؤ کیا ہے۔ اگر ان قواعد میں کوئی بات حیرت انگیز ہے تو وہ یہ ہے کہ یہ قواعد جنکی بنیاد مذہب اور رائے کی آزادی پر ہے ساتویں صدی عیسوی میں وضع کیے گئے تھے جبکہ یورپ کی تمام قومیں وحشیانہ حالت میں تھیں اور جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتی پھر رہی تھیں۔

ہم اسبات کو نظر انداز نہیں کرسکتے کہ بہت سے نکتہ چیں یورپ میں ایسے بھی موجود ہیں جو ہماری اس تحریر کو پڑھ کر ہم پر نہایت شد و مد سے اعتراض کرینگے اور قرآن مجید کی ان آیتوں سے استدلال کرکے جنمیں جہاد کا حکم ہے ہم سے یہ کہیں گے کہ جو احکام تم نے بیان کیے شاید وہ صحیح ہوں۔ مگر اسمیں کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو اسلام کو کفار کے برباد اور ہلاک کرنے سے مانع آسکے۔ مذہب اسلام کا اصلی حکم یہی ہے کہ جو شخص اسلام کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اُسکو فوراً قتل کرنا لازم ہے۔ اسمیں کچھ شبہ نہیں ہے کہ آج کل جو شخص مذہب اسلام پر اعتراض کرتا ہے اُسکے اعتراض کی بنیاد اسی قسم کے خیالات پر ہوتی ہے لیکن اگر کوئی شخص غور و تامل سے مذہب اسلام کا مطالعہ کریگا تو اُسکو صاف طور پر یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ جہاد کا مسئلہ بھی منجملہ ان مسائل کے ہے جنکی نسبت تمام یورپ میں غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں اور یہ بات ناممکن ہے کہ اسلام جیسے مذہب میں جسپر تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں اور جس کے احکام پر دو سو بیس ملین انسانوں کی گردنیں جھکتی ہیں ایسے احکام موجود ہوں جو ایک دوسرے کے برخلاف ہوں جیسا کہ مخالفین اسلام کا خیال ہے۔

ہمکو اسبات پر سخت افسوس ہے کہ فی الواقع یورپ کے مصنفوں اور عالموں کا ایک گروہ اسبات کا دعوی کرتا ہے کہ قرآن مجید میں جہاد کے جو احکام موجود ہیں وہ اسبات پر واضح طور سے دلالت کرتے ہیں کہ اسلام تعصب کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اُس نے غیر مذہب والوں کے ساتھ فیاضی کا سلوک کرنے کی بالکل اجازت نہیں دی۔ یہ مصنف اور علماء فی الحقیقت نہ قرآن مجید کی آیتوں پر غور کرتے ہیں نہ ان کے معنے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ انکی نظر قرآن مجید کی تفسیروں پر ہے جو مسلمانوں میں مستند خیال کیجاتی ہیں۔ ان عالموں کے اقوال کو اُنھوں نے مطالعہ کیا ہے جو مسلمانوں میں معتبر سمجھے جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ ایسا کرتے تو ان کو اسبات میں شبہ کرنے کی مطلق گنجایش نہ ہوتی کہ یورپ نے جو اسلام پر الزام لگائے ہیں وہ بالکل غلط اور محض ناواجب ہیں۔ نیز ان کو اسبات کا بھی یقین ہوجاتا کہ انھوں نے مذہب اسلام کے احکام پر رائے دینے میں شتابزدگی اور عجلت سے کام لیا ہے اور اسی سبب سے وہ گہری اور تاریک غلطیوں میں مبتلا ہوگئے ہیں۔

ہمارے مضمون کے مطالعہ کرنے والوں کو اس سے پیشتر کہ ہم مسئلہ جہاد پر کچھ لکھیں یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے اُس سے اسلام کی مدح و ستایش کرنی مقصود نہیں ہے ہم حتی الوسع اپنے تئیں جنبہ داری کے الزام سے بچانا چاہتے ہیں اور اظہار حقیقت کے سوا ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ مسئلہ جہاد پر بھی آیندہ جو کچھ ہم لکھنا چاہتے ہیں اُس سے بھی یہی غرض ہے کہ یورپ میں جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ ہماری ناچیز کوشش سے دور ہو جائیں۔

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ آیا مذہب اسلام میں اصلاح و ترمیم کی گنجایش ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عام مسلمان اس کے بالکل قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک مذہب کے احکام کی بنیاد الہام پر ہے نہ انسانوں کی مرضی اور خواہش پر۔ مگر دہابیوں کا خیال اس کے برخلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلامی احکام پر جدید احکام کا اضافہ ہوسکتا ہے اور گذشتہ صدیوں میں جو تغیر لوگوں کے حالات میں ہوا ہے۔ اس کے بموجب ان احکام کی اصلاح بھی ہوسکتی ہے۔ مسلمانوں کے اس گروہ کے نزدیک اصلاح احکام ایک ضروری چیز ہے۔ اور انھی کو پچھلے چند سالوں میں اپنی مرضی کے موافق اسلامی احکام میں کسیقدر تغیر و تبدل کرنے میں کامیابی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ مسٹر سعادت او سواس یا شلنے اسبات کو نہایت شد و مد سے بیان کیا ہے کہ اسلام میں اصلاح کی قابلیت ہے اور احکام میں حسب ضرورت اصلاح کرنا اُسکے اصولوں میں

داخل ہے۔ ہم عمدہ ابیات کے قائل ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جسمیں اصلاح نہ ہو سکے اور جسمیں عمدہ سے عمدہ تر ہونے کی قابلیت موجود نہ ہو۔

اگر ہم ابیات سے بھی قطع نظر کرلیں کہ اسلام کے احکام میں اصلاح و ترمیم ہو سکتی ہے یا نہیں اور صرف موجودہ احکام ہی پر تامل اور انصاف کی نظر ڈالیں تاہم یہ بات واضح طور پر دکھائی دیگی کہ اسلام انسان کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ خیالات کا نمونہ ہے اور نوع انسان کے لیے وہ بہتر سے بہتر قوانین اور احکام پیش کرتا ہے۔ اب ہم جہاد کے مسئلہ پر غور کرتے ہیں مگر اس سے پیشتر یہ مناسب جانتے ہیں کہ ہم اُن قوموں کے مذہبی اور تمدنی قوانین پر ایک سرسری نظر ڈالیں جو مسلمانوں سے پہلے ہو گذرے ہیں اور ابیات کا سراغ لگائیں کہ ان قوموں نے اپنے سوا اور قوموں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے اس سے ہم تاسانی ابیات کا اندازہ کرسکیں گے کہ مسلمانوں اور اُن قوموں میں سے کس قوم کا مذہب زیادہ فیاض اور زیادہ تحمل پسند اور انصاف دوست ہے۔

دنیا کے قوانین میں سب سے زیادہ شاندار وہ قوانین ہیں جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئے تھے اور جو عبرانیوں کو عطا کیے گئے تھے۔ عبرانیوں کے مذہب کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔

(اول) یہ کہ وہ خدائے واحد کے سوا اور کسی معبود کی پرستش نہ کریں۔ (دوم) یہ کہ وہ اپنے مذہب کو دنیا میں پھیلائیں اور اُسکی حکومت دنیا میں قائم کریں۔ اور اپنی قوم کو دنیا کی دیگر اقوام سے بالاتر رکھیں۔ عبرانیوں کے پاس صرف مذہبی قوانین ہی کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ سوشل اور پولیٹیکل ہدایتوں پر بھی حاوی ہے۔ اُنکا مذہب ابیات کی سخت تاکید کرتا ہے کہ یہودیوں کو ایک ہی وقت میں ملکی اور روحانی حکومت کرنی چاہیے۔ مگر اُس نے آخرۃ میں جزا اور سزا کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اُس نے اپنے احکام پر عمل کرنیوالوں کو اسی دنیا میں سرسبزی اور کامیابی کی بشارت دی ہے اور جو لوگ اُس کے احکام پر نہ چلیں اُنکو بھی اسی دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونیکی دھمکی دی ہے۔ چنانچہ اُن کی الہامی کتاب کے چند فقرے یہ ہیں کہ "اگر تم خدا کی آواز پر کان لگاؤ گے اور اُس کے احکام کی تعمیل کروگے جو تمپر فرض کیے گئے ہیں تو دنیا میں تمھارا بول بالا ہوگا اور تمھاری قوم دنیا کی تمام قوموں پر برتری حاصل کریگی"۔ اسی طرح ایک اور مقام پر یہ فقرے درج ہیں کہ "اگر تم خدا کے احکام کی اطاعت نہ کروگے اور اُسکی آواز پر کان نہیں لگاؤ گے تو خدا کی لعنت تمپر نازل ہوگی اور تمکو یہ سزا دیجائیگی کہ روے زمین سے تمھارا وجود مٹا دیا جائیگا"۔

باقی آئندہ

طاعون یا پلیگ

یہ ناہنجار اور مہلک مرض کوئی نیا مرض نہیں ہے۔ قدیم سے چلا آتا ہے۔ مختلف کتب تواریخ میں جابجا اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ چھٹی صدی عیسوی میں تمام سلطنت رومۃ الکبریٰ و یورپ میں لاکھوں جانیں اس سے تلف ہوگئیں۔ اور ۱۳۴۸ء سے ۱۳۵۰ء تک فقط یورپ میں دو کروڑ ۵۰ لاکھ آدمی اسکی نذر ہوے۔ اور ۱۶۳۹ء سے ۱۶۵۴ء تک اس سے برابر تباہی ہوتی رہی۔ پھر ۱۶۶۵ء اور ۱۶۶۶ء کے مابین اس نے لاکھوں جانیں ضائع کیں۔ اسی طرح ہندوستان میں پہلے کئی بار یہ مرض پھیل چکا ہے۔ جسکا ذکر کتب تواریخ میں موجود ہے۔ چنانچہ بادشاہ جہانگیر کے زمانہ میں یہ مرض آگرے اور پنجاب وغیرہ کے گرد و نواح میں پھیلا۔ ابن بطوطہ نے اپنی سفرنامہ میں لاہور کی طاعون کا ذکر کیا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں بھی اس ناہنجار مرض کا ذکر ہے۔ اور سیر المتاخرین میں شاہجہان بادشاہ کے عہد کے واقعات میں بھی اس مرض کا تذکرہ موجود ہے۔ جب کبھی یہ مرض ظاہر ہوا ہے اس نے ملکوں کے ملک ہی تباہ اور برباد کردیے ہیں۔ مگر اُس زمانہ میں حکام کی عدم توجہ کے سبب سے کوئی آسان تدبیر اس کے روکنے کی معلوم نہ ہوئی۔ اور ایسی عالمگیر بیماریوں میں جبتک سلطنت کی طرف سے دستگیری نہ کی جائے عوام کچھ نہیں کرسکتے۔ مگر اب برخلاف اُس زمانہ کے ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری مہربان سرکار اپنی عزیز رعایا کے لیے ہماری ڈیوٹیوں کو اپنے ذمہ لیتی ہے۔ معالجوں کو علاج کیلیے اور افسروں کو انتظام کے لیے مہیا فرماتی ہے۔ اور ہماری جانوں کے بچانے کے لیے لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہے۔

واقعات گذشتہ کے تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر مریض اپنی جگہ کو چھوڑ کر کھلی ہوا دار اور دھوپ والے مکان میں چلا جاوے تو ممکن ہے کہ بچ جاوے اور مرض رک جاوے اور ایسے مکان کو رطوبت اور گندگی اور میلے سامان سے پاک و صاف رکھا جاوے۔ مکان کو پاک اور صاف کرنیکی تدبیر یہ ہے۔

اوّل۔ جس گھر میں یہ مرض پھوٹے اسکو خالی کردیا جائے۔ دوم۔ اُس کے فرش یا زمین کو آگ سے جلاکر سرخ کردیا جائے۔ پھر تمام مکانوں میں دافع عفونت و کرم کش ادویہ کی کوچی پھیر دی جاوے جسکی آسان تدبیر یہ ہے کہ رسکپور ایک تولہ بیس سیر پانی میں حل کرکے اسمیں سے پہلے چونہ ملایا جاوے اور دیواروں پر پھیر دیا جاوے۔

٭ بھائیو! اگر اس مرض کو ملک سے نکالنا چاہتے ہو تو ان تدبیروں پر عمل کرو۔ اگر اس پر عمل نہ کیا تو ناحق پچھتاؤ گے۔ اور ملک برباد ہوگا۔ جب کبھی تمہارے گھروں سے چوہے اپنے مسکنوں کو چھوڑ کر دیوانہ وار باہر نکلیں یا کثرت سے مرے ہوے پائے جاویں تو سمجھلو کہ پیش خیمہ مرض طاعون کا آگیا ہے۔ فی الفور اُس مکان کی سکونت ترک کردو اور چوہوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ کسی دستپنے سے پکڑ کر جلا دو یا دبا دو اگر چوہے کھانے کے ذخیرے میں مرے ہوے پڑے ملیں تو وہ ذخیرہ تلف کردو۔ ورنہ خوف ہے کہ جو اس ذخیرہ کے زہریلے غلہ کو کھاوے گا اس مرض میں مبتلا ہو جاویگا۔ باشندگان شہر لاہور کو مزید دل لگا کر میری معروضات کو سننا چاہیے۔ یہ مسئلہ اطبا کے حال و سلف ہے کہ کہنہ شہر خصوصاً جن شہروں کے قریب دریا۔ نہریں جاری ہوں بوجہ مرطوب ہونیکے معدن بلیات ہوتے ہیں خصوصاً وہ مکان جنمیں روشنی نہ پڑے اور جہاں تازہ ہوا کا گذر نہ ہو۔ ایسی مکانات کیلئے تو یا علیحدہ

٭ رعایت اسباب بیشک ضروری ہے اور ان تجاویز پر عمل کرنا چاہیے۔ مگر سب سے بڑھکر یہ ضروری ہے کہ فسق و فجور کی زندگی چھوڑ کر تجدید توبہ کرو اور اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور عصیان اور طغیان کی حالت چھوڑ دو۔ ایڈیٹر

اکسیر طاعون

یہ بربادکنندہ بنی آدم بلا عرصہ سے ہند میں پھیلا ہے۔ اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور مرض بطور علاج حفظ ماتقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا چنانچہ اکسیر شفائی بابت ہند کے ہر حصہ میں جہاں یہ ظاہر ہوا تصدیق ہو گئی ہے کہ یہ دوا طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے + علیحدہ کتاب آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت مل سکتی ہے + قیمت فی شیشی (عمر) درجن شیشی (...)

شفایاب مریضوں کے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری ملک کا جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی: دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ جو مریضوں مبتلائے طاعون کو وہ دوا دی ان میں دو مریض جو فوراً مبتلائے مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی بعد دس منٹ کے ان کا نشہ تمام اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آ گیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو دو روز سے مبتلائے بخار تھے اس دوا کے دیتے ہی پیاس کی شدت کم ہو گئی اور بخار میں بھی افاقہ ہو گیا مطلب یہ ہے کہ اس بلا کے مریض کا بچنا ساتر نہیں۔ مگر خدا کے فضل سے اور آپ کی تشخیص سے اس دوا دینے سے چار شخصوں کو فائدہ ہوا مطابق حال بیان

طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے
دل بیمار سے بالکل کدورت دور ہوتی ہے
دوائی آپکی ہے یا کہ نقش اسم اعظم ہے
کہ جسکو دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے
کئی کالی بلا کے مرض میں تھے مبتلا انسان
دیا جسکو وہیں اس سے بلا یہ دور ہوتی ہے
کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمد کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

جناب محمد یوسف خان صاحب مسجد گلی بمبئی: (ترجمہ چٹھی)

آپکے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے اور بمبئی میں بہت سی جانیں بچائی ہیں اکثر احباب اسکی تعریف میں رطب ہیں +

جناب سیدی عبدالرحمٰن خلف سیدی محمد نا قلعدار از مقام جزیرہ جبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی: آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام کیا ہے +

جناب سیٹھ انے دلیر و سمجھادار (ڈاکٹر) کیماڑی شہر کراچی۔ آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑوں شفا پاچکے ہیں اور پاتے جاتے ہیں سو مہربانی فرماکر بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل ... بذا کچھ دوا ارسال فرمادیں +

جناب صوبہ دار حسن پنشنر رام باغ گارڈن احاطہ کراچی: عرق طاعون دو تین مریضوں کو دیا۔ بحکم خدا اچھے ہوئے +

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت اللہ نقشبندی محلہ ناریل باڑی ... بمبئی: عرض یہ ہے کہ آپکے ارسال شدہ علاج سے بمبئی میں بہت لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صحت بخشی اور بچشم خود دیکھتا ہوں کہ جسوقت مریض کو دوا پلایا فوراً ہوش آ گیا +

جناب منشی قلندر حسین ہوتس ... ایم۔ اور کیمپ ہوس کوٹہ ضلع بنگلور۔ آپکے عرق ...

جناب سید ... آپکی جسوقت دوا آئی مجھ کو ... بیمار در حالت نزع بیہوش پڑا ہوا تھا اور ... کی تکلیفات میں مبتلا تھا جسوقت یہ دوا پلائی ... دفعہ کے استعمال سے اچھا ہو گیا ایک اور راجپوت عمر ۵۵ سال جس کے خاندان کا خاتمہ طاعون سے ہوا تھا ... مبتلا ہوا اور مجھ کو بلایا میں نے ... آپکی دوا دی جس سے بفضل خدا صحت یاب ہوا۔ جناب خان بہادر سردار محمد یعقوب ڈپٹی کلکٹر پلیگ سپرنٹنڈنٹ بہادر کراچی میں ڈاکٹری عرق کی بابت پڑھا ہے ۶ بوتل اور ارسال فرمادیں +

جناب ابراہیم بن عمر معرفت میاں جان محمد ۲۶ منڈلی اسٹریٹ بمبئی۔ جو آپنے ۲ عدد شیشی عنایت فرمائی ہیں وہ قریباً ۲۰ مریضوں کو دی گئی تھیں جس میں ۱۵ بالکل صحتیاب ہو کر جو ہزاروں لوگوں کو ... جاتا تھا اور میرے پاس تعداد بہت کم تھی اگر آپ براہ مہربانی ایک معقول تعداد اس دوا کی بذریعہ ڈاک روانہ فرمادیں تو بندگان خدا آپکی بدولت اس مہلک مرض سے جانبر ہوں ...

... آداب

... بیعد بحجت آپکی ایجاد کردہ دوائی طاعون

جناب ... الدین خان احمد سیٹھ جنرل بہادر آپکی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے چند شیشے ارسال فرمادیں **جناب** حکیم محمد یوسف ... میسور مقام ... آپ کی دوائی دافع طاعون کی یہاں بکثرت ہو رہی ہے **جناب** سید محمد ... گاڑی خانہ کراچی۔ آپکا ایجاد کردہ عرق طاعون مریضوں کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید ہے کہ چند بوتلیں اور ارسال فرمادیں گے **جناب** ... رحمان صاحب استاد ... بمبئی ... دوا طاعون سے کئی مریض پا چکے ہیں۔ مہربانی کر دوا کی تھوڑی شیشیاں اور ارسال کریں **جناب** محمد علی ... معرفت کپتان ... بمبئی کلب بمبئی آپکے عرق طاعون سے ۱۴ آدمی اچھے ہوئے ۴ بوتل اور ارسال کریں + **جناب** حکیم شجاعت حسین پھلواری ضلع پٹنہ آپکی دوا سے چار مسلولین صحت یاب ہوئے **جناب** رام کشن ... عدالت ... آپکی دوا سے ۱۰ مریض صحت یاب ہوئے گلٹی کا درد جاتا رہا +

ہماری خاص ساخت (...) گھڑیاں

واسکوپ سسٹم گھڑی

گارنٹی بارہ سال قیمت پندرہ روپیہ
اوپن فیس کیس - ... نکل سلور کیس

ریلوے ریگولیٹر گھڑی

قیمت آٹھ روپیہ گارنٹی ۵ سال
اوپن فیس کیس - ... نکل سلور کیس

کلائی پر باندھنے کی گھڑی ...

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اخوان منزل لاہور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریز و میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں بیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند جالا - غبار - سبل - ... کی پھولا - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹروں حکیم صاحب اور اردو ... آنکھ ... پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے استعمال کی ... نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں ... فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سینکڑوں سے ... عمیرہ ... روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار -

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان بعض ... سرٹیفکیٹ نمبر شہادت ... ہوتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو میسر ... میاں سنگھ اہلووالیہ نے بنایا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص ... مندرجہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے ... ہونے سے پانی کا جانا دھند ... جو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں ... اور کمزوری - ... باہر اور اندر کی ... کا زخم اور ان سے ... کا گرنا ہو نکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس ... کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلئے بلاشک و شبہ میں شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے نزدیک ضرور ہی مفید ہے ٭

راقم ڈاکٹر ایم - بی - سانگلی صاحب بہادر ایم - ڈی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ - (انگلینڈ)

امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخشی کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جسکا تجربہ اپنی ایک بیمار مریضہ مسماۃ ادہم بی بی بعمر ۴۵ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ان میں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے بیس گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کی واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندلا پن اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے

راقم - ڈاکٹر ... لعل کھوسلہ ... ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال ... سرجن گورنمنٹ ...

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے لئے

مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے ٭

امرتسر احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی ایڈیٹر و مالک کے چھپکر شائع ہوا

یا سٹور یا امراض متعدی کے ہوتے ہیں۔ ایسے مکانات میں اجرام سماویہ کی پرورش ہوتی ہے۔ جو ذرا تحریک سے پرواز کر کے حملہ آور ہوتے ہیں۔ ایسے مکانات میں رہنے والے کو طب کی اصطلاح میں مستعدین وبا کہا جاتا ہے۔ جو تھوڑی سے بے احتیاطی اور خرابی سے مبتلائے مرض ہو جاتے ہیں۔ علاوہ کی گندی اور گنجان آبادی۔ مکان چھوٹے چھوٹے۔ اور وہ بھی دو منزلہ سہ منزلہ۔ ایک ایک کوٹھڑی میں دو دو چار چار آدمی رہنے کے علاوہ کھانا پکاتے اور اسی کے قریب جائے ضرور بھی موجود ہوتا ہے۔ یہ سب سامان برباد کنندہ صحت اور تحریک کرنیوالے امراض متعدیہ کے ہیں۔ چونکہ اس شہر میں بحیثیت مجموعی تمام نقص جو مفسر صحت مندرجہ بالا لکھے گئے ہیں موجود ہیں۔ لہذا تمام باشندگان شہر کو ان نقصوں کے دور کرنے کے لیے خود بخود سعی کرنی چاہیے۔ اور اپنی جان بچانے۔ اور ہمسایہ کو ناحق کی زحمت اٹھانے سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ کوئی طاعون سا نامعقول مرض شہر میں نہ گھسنے پائے۔ ورنہ اگر وہ آیا۔ تو اسکا نکالنا بہت مشکل ہو جاوے گا۔

ہماری دوا سے صدہا اس مرض کے بیمار تندرست ہو گئے ہیں۔ دوازدہ مقامات سے جو شخص چاہے مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھے اور دوا مفت منگالے ہم محصول بھی اپنی گرہ سے دینگے اور دوا بذریعہ ڈاک بھیجدینگے۔

راقم حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما۔ موچی دروازہ۔ لاہور۔

اطلاع

افریقہ سے ایک صاحب نے ۲۵ء مولوی نور الدین صاحب کے نام حصص میگزین میں بھیجے تھے جو ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں انکو وصول ہوئے مگر اتفاقاً انکا پتہ گم ہو گیا ہے اس لیے التماس ہے کہ وہ اپنا نام اور پتہ دوبارہ تحریر فرماویں

خاکسار محمد علی سکرٹری انجمن اشاعت الاسلام دار الامان قادیان

حقیقی خوشحالی

حقیقی خوشحالی جس نے انسان کو مذہب کا طالب بنایا ہے بجز اسلام کے اور کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ جس وقت اس ضروری سوال پر ہم غور کرتے ہیں کہ کیونکر ہم نہایت خوشحالی سے اس پر فتنہ دنیا سے سفر کر سکتے ہیں تو ہماری روح جو سچے آرام اور کامل خوشی کو چاہتی ہے معاً یہ جواب دیتی ہے کہ ہماری کامل اور لازوال خوشحالی کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

اول یہ کہ اس فانی زندگی کے فانی متعلقات میں ہم ایسے اسیر اور مقید نہ ہوں کہ ان کا چھوڑنا ہمارے لیے عذاب الیم ہو۔

دوم۔ یہ کہ ہم رحقیقت خدا تعالے کو ان تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیں اور جس طرح ایک شخص بالارادہ سفر کر کے ایک شہر کو چھوڑتا اور دوسرے شہر میں آجاتا ہے اسی طرح ہم اپنے ارادہ سے دنیا کی زندگی کو چھوڑ دیں اور خدا کے لیے ہر ایک دکھ کو قبول کریں اگر ہم ایسا کریں تو اپنے ہاتھ سے اپنے لیے بہشت کی بنیادی اینٹ رکھینگے۔

اسلام کیا چیز ہے؟

اس سوال کا مختصر جواب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ اسلام یہی ہے کہ ہم اس سفلی زندگی کو کھو دیں اور نابود کر دیں اور ایک اور نئی اور پاک زندگی میں داخل ہو جائیں اور یہ ناممکن ہے کہ جب تک ہمارے تمام قویٰ خدا تعالے کی راہ میں قربان نہ ہو جائیں اسلام پر قدم مارنے سے نئی زندگی ملتی ہے اور وہ انوار و برکات ملتے ہیں جو حیطۂ بیان سے باہر ہیں۔

۲۔ خدا ہے اور اسکی ذات پر ایمان لانا اور حقیقت اسی کا ہو جانا یہی راہ ہے جس کا نام اسلام ہے لیکن اس راہ پر وہی قدم مارتا ہے جسکے دل پر اس زندگی کا خوف ایک قوی اثر ڈالتا ہے اکثر لوگ بیہودہ طریقوں پر نجات کے خواہشمند ہوتے ہیں لیکن اسلام وہی طریق نجات بتاتا ہے جو درحقیقت خدا تعالی کیطرف سے ازل سے مقرر ہے اور وہ یہ ہے کہ سچے اعتقاد اور پاک عملوں اور اسکی رضا میں محو ہونے سے اسکے قرب کے مکان کو تلاش کیا جاوے۔

۳۔ پھر اسلام کیا ہے؟ اسلام انسانی صعود اور نزول کی مختلط ترکیب کے نتیجہ کا نام ہے۔ صعود اسکا اللہ تعالے کیطرف ہو اور نزول بنی نوع کی ہمدردی کے لیے۔ یا یوں کہو کہ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کی ترکیب سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ اسلام ہے۔

طاعون کا علاج

لاہور کے پادری نارمن نے جب سول ملٹری گزٹ لاہور میں طاعون کے علاج کی یہ تجویز شائع کی کہ تمام ملک کو اسکی بالخیر ترقی کے روکنے کے لیے ایک روزہ رکھنا چاہیے اور استغفار کرنا چاہیے تو پیسہ اخبار بھی اس مشورہ کے دینے کو تیار ہو گیا۔ لیکن جب سب سے اول طاعون کے پنجاب میں آتے ہی ہمارے سید و امام حضرت مسیح موعود نے باعلام الٰہی اس مجرب علاج کیطرف توجہ دلائی تھی تو اس پیسہ اخبار نے ہنسی اڑائی تھی اور دعا اور دوا کے علاج پر استہزا کیا تھا۔ مگر اب آخر اسی راہ پر آنا پڑا۔ بہرحال یہ امر ازبس ضروری ہے کہ اہل ملک بیدار ہو جائیں۔ اپنے اعمال میں ایک پاک تبدیلی کریں خیرات و صدقات سے کام لیں انکار و عصیان کو چھوڑ دیں۔ ان ایام اسد میں غضب الٰہی سے ڈر جائیں۔ اور خدا کے حضور سچی نیازمندی کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔

طاعون خدا کا غضب ہے اور یہ اعمال بد طغیان و عصیان کا نتیجہ ہے اس سبب کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ تو یہ بلا رک سکتی ہے کیونکہ وہ اپنے مامور کو فرما چکا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

شادی فنڈ والوں کو سزا

گجرانوالہ شادی فنڈ والوں کو عنقریب سزا ہو چکی ہے کیا کوئی قانون دان بزرگ اس امر پر بھی توجہ کر سکتا ہے کہ جن اخباروں میں ایسے دغا باز فنڈوں کے اشتہار شائع ہوتے رہے ہیں ان سے کیسی مواخذہ ہو جاوے گا۔

گورنمنٹ کی توجہ اس امر کیطرف دلانیکے لیے قانون دانوں کو اپنی قابلیت کا ثبوت دینا چاہیے

علیگڈہ کالج کے نتیجے

...سویں صدی راولپنڈی میں کسی بی۔ ایم۔ کے علیگڈھ نے دو مرزائیوں کی بات چیت لکھی ہے اس پر ریمارک کرنیکی ہمیں کوئی ضرورت نہیں لیکن اس سے لکھنے والے کے خیالات کا پورا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کثرت ازدواج کے مسئلہ کو کیسی حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ...زبان دراز لیکچرار نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر اسی مسئلہ پر مسلمات اسلام پر شرمناک حملہ کیا تھا اور ایسا ہی علیگڈہ کالج کی ذریت میں کا بی۔ ایم۔ کے ہلکے حقارت کے ساتھ اسکو بیان کرتا ہے اور مرزائیوں کا اسکو نشان قرار دیتا ہے ہمکو افسوس ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوکر اور بنام نہاد مسلمانوں کے کالج میں تعلیم پاکر ایسے بیہودہ خیالات کے لوگ طیار ہوتے ہیں اور اسپر کہتے ہیں کہ کسی مسیح و مہدی کی ضرورت نہیں ہے

دارالامان

۱۔ حضرت اقدس بحمد اللہ مع جمیع ممبران خاندان تندرست ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیام رسانی میں شب و روز مصروف ہیں۔

عصمت اپنیا پر ایک پرزور مضمون انگریزی میگزین کے لیے لکھ رہے ہیں۔

دارالامان کی صفائی اور اعلیٰ عہدہ داروں کے دورے

ہم پہلی اشاعت میں لکھ چکے تھے کہ مسٹر ...صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی قادیان آمد آمد تھی مگر اس وجہ سے کہ یہاں طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی ہے صاحب موصوف کو اپنا قادیان کا مقام توڑنا پڑا۔

جناب تحصیلدار صاحب بٹالہ انتظام صفائی اور انتظام ڈیرہ صاحب بہادر کے لیے ایک روز پہلے تشریف فرما ہوئے تھے تحصیلدار صاحب باوصفیکہ ہندو ہیں لیکن اپنے حسن اخلاق اور بے تعصب سلوک سے ہندو مسلمان دونو میں ہر دلعزیز ہیں اور یہ خوشی کی بات ہے کہ ہماری تحصیل میں ایسا نیک دل شریف تحصیلدار موجود ہے۔ قادیان کی صفائی کے متعلق صاحب موصوف نے باشندگان قصبہ کی رائے حاصل کر لینے کے بعد قادیان کے نوٹیفائڈ ایریا قرار دیے جانیکے متعلق موزون اور مناسب رپورٹ کر دی ہے جس کے لیے ہم صاحب موصوف کے از بس شکر گذار ہیں۔ بٹالہ اور قادیان کے درمیان جو سڑک ہے اس کے متعلق بھی صاحب موصوف کو ہم نے توجہ دلائی ہے جنہوں نے ہمیں اطمینان دلایا ہے کہ وہ پبلک کے مفاد کو ہر طرح مدنظر رکھیں گے۔

بہرحال ان ایام وبا میں جبکہ یہ بلا قادیان کے گرداگرد پہونچ گئی ہے اگرچہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر اُمید ہے کہ یہ گاؤں اس لحاظ سے کہ اسکا مامور و مرسل اسمیں رہتا ہے اس عذاب سے محفوظ رہیگا۔ لیکن اُسکی بے نیازی اور غالب علی امرہ کی صفات کو بھی بھولنا نہیں چاہیے۔ ظاہری اسباب حفظ صحت کے جو حفظ ما تقدم کے لیے ضروری ہیں ان پر عمل کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے گوشت ترکاریاں اور دیگر اشیاء خوردنی جو مضر صحت قادیان میں فروخت ہوتی ہیں ان پر توجہ کرنیکا تحصیلدار صاحب نے وعدہ فرمایا ہے

۶ فروری کو صاحب اسسٹنٹ کمشنر ضلع گورداسپور گھوڑے واہ کو جاتے ہوئے اور وہاں سے واپس آتے ہوئے چند منٹ قادیان میں ٹھیرے سرکاری سکول کا معائنہ کیا۔ صاحب موصوف ایک نیکدل افسر مشہور ہیں اور رعایا کے حقوق پر بہت توجہ کرنیوالے ہیں۔ ۶ فروری کو آپ بٹالہ سے چل کر دوپہر کو یہاں پہونچے

بیعت

ابراہیم صاحب معہ زوجہ ولد محمود صاحب ساکن جھگیاں ضلع ہوشیار پور تھانہ بلاچور
عزیز خاں صاحب ولد غلام خاں صاحب معہ زوجہ خدمتگار راجہ عطا محمد خانصاحب ساکن لوٹہ امی۔
غلام محمد صاحب ولد گلاب الدین صاحب موضع شکار ضلع گورداسپور۔
غلام محمد صاحب ولد محمد بخش صاحب کشمیری ساکن تاروال ضلع امرت سر
میاں اسمعیل صاحب پٹواری۔ سیالوالہ گوجرانوالہ
غلام محمد صاحب۔ چک اسکندر تحصیل کھاریاں ڈاکخانہ برنالی ضلع گجرات
پیر محمد صاحب۔ مکووال تحصیل روپڑ ضلع انبالہ
نظام الدین صاحب محمد الدین صاحب عبداللہ صاحب و ابراہیم صاحب ساکن تاروال۔ ضلع امرت سر
جعفر خاں صاحب ولد اللہ بخش خانصاحب ساکن پدن پدہ پرگنہ سعید آباد حال ساکن حیدر آباد ضلع پودری۔
شیر خاں صاحب ولد جمعدار صاحب موضع ریلو پور ڈاکخانہ سرودل گڑھ تحصیل بھوانی گڑھ ریاست پٹیالہ۔
عمر شاہ صاحب ولد جہانگیر شاہ صاحب موضع سوہن مزرعہ تحصیل روپڑ۔
مولا بخش صاحب ولد فتح صاحب ساکن غوث گڑھ ریاست پٹیالہ۔
محمد صادق شاہ صاحب نمبردار۔ لدرہ ون حال وارد گھنڈی تحصیل و ضلع مظفر آباد ریاست کشمیر
محمد بخش صاحب اپیل نویس صدر سیالکوٹ
سید علی شاہ صاحب ولد سید منور شاہ صاحب سیالکوٹ ... اعظم کی مسجد
نہال شاہ صاحب۔ بگووال
میاں چراغ صاحب ولد گوہر صاحب۔ چک سکندر
خواجہ صاحب ولد مولا مراد صاحب
نجابت علی خاں صاحب موضع کریام تھانہ راہوں تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر
عادل شاہ صاحب نمبردار ضلع پشاور
ان کا پتہ بالکل نہیں پڑھا گیا مناسب ہے کہ اپنا پورا

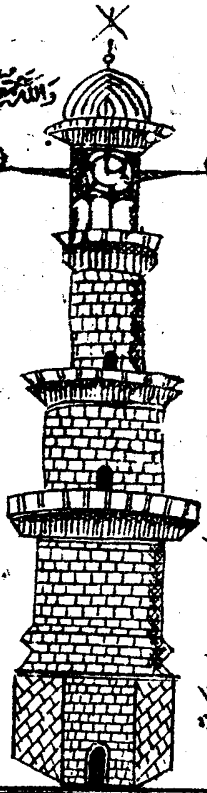

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم (انذری القریتی)

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۶ | ۱۴- فروری سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۴- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ کے متعلقات۔ ص ۱
دارالامان کا ہفتہ۔ ص ۱ و ۲
تلاوۃ قرآن کریم کے لئے ارشادات ص ۲
کلمات طیبات۔ ص ۳-۵
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت ایک سایل کو جواب ص ۶
مسیح موعود کے خدام خاص توجہ کریں ص ۷
شحنۂ ہند ست سچا فیصلہ۔ ص ۸-۱۰
مسئلہ جہاد پر نشیئ عالم کا مضمون۔ ص ۱۱
یادرفتگان نمبر ۳۔ ص ۱۲
بگہر از خطا خطا نکند۔ ص ۱۳
رویائے صحیحہ۔ ص ۱۳-۱۴
مخمس از ثاقب ص ۱۴
بنام علی محمد خیاط ص ۱۵
مغربیکے مذہبی خیالات میں تغیر ص ۱۶
مختلف خبریں۔ ایضاً
سرکاری خبریں۔ ایضاً
بیعت کا کالم۔ ایضاً

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

ضروری اعلان۔ حضرت مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے ارشاد فرمایا ہے کہ الحکم کے ذریعہ اپنے تمام دوستوں کو اطلاع دیدیجائے کہ چونکہ طاعون پنجاب کے اکثر حصوں میں زور کے ساتھ پھیل گیا ہے اور پھیلتا جاتا ہے ایسی صورتوں میں یہ امر قرین مصلحت نہیں کہ ایسا مجمع ہو جس میں وبا زدہ علاقوں کے لوگ بھی شامل ہوں اس لیئے عید الضحیٰ پر جو تجویز امتحان کی قرار پائی تھی وہ کسی دوسرے وقت کیلئے ملتوی کیجاتی ہے وہ لوگ جنکے شہروں اور دیہات میں طاعون شدت کے ساتھ پھیل گیا ہے اپنے شہروں سے دوسری جگہ نہ جائیں۔ اپنے مکانوں کی صفائی کریں اور انہیں گرم رکھیں اور ضروری تدبیر حفظ ماتقدم کی عمل میں لائیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ سچی توبہ کریں اور پاک تبدیلی کر کے خدا تعالےٰ سے صلح کریں راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں دعائیں مانگیں۔ ہر ایک قسم کے فسق و فجور خیانت اور غلط کاری کی راہ سے اپنے آپ کو بچائیں اپنی حالت کی سچی تبدیلی ہی خدا کے اس عذاب سے بچا سکے گی۔ ولنعم ما قیل

چو رتابان سیہ گشت است از بدکاری مردم
زمین طاعون ہمی آرد پئے تخویف و انذار

بہ تشویش قیامت ماند این تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے

التوا۔ طاعون ہی کیوجہ سے جناب میرزا خدابخش صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات کے لیئے جو بغرض چندہ دورہ کرنیوالے تھے انکا دورہ فی الحال مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخیر تک ملتوی کردیا گیا ہے۔ امید ہے اس عرصہ التوا میں احمدی جماعتیں اپنی اپنی جگہ انکے دورہ تک مناسب انتظام کرینگی۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مع اہل بیت بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور خارق عادت قوت و توانائی کے ساتھ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی تبلیغ میں رات دن مصروف ہیں۔

آجکل عصمت انبیاء پر ایک زبردست مضمون لکھ رہے ہیں جو میگزین کی کسی اگلی اشاعت میں شایع ہوگا۔

۲- حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب

+ ... قادیان میں ہی نہ آنا چاہیے۔ منہ

صاحب انوار الاسلام سیالکوٹ کے مقدمہ مین بغرض شہادت ۱۴- فروری کو سیالکوٹ تشریف لے گئے۔

۳- حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید مین قلمی خدمت مین پوری قوت و طاقت کیساتھ مصروف ہین۔ پچھلی اس اشاعت مین شحنہ ہند سے سچا فیصلہ آپکے پر زور قلم کا نتیجہ ہے۔

۴- مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی بعض امور کے انصرام کے لیئے امروہہ تشریف لے گئے تھے وہان جا کر آپنے جناب قاضی آل محمد صاحب رئیس امروہہ کی تحریک سے بہت بڑی تبلیغ کی ہے اور خدا کے فضل سے ہر میدان مین فتح و نصرت انکے شامل حال رہی وہان بعض بڑے بڑے جید اس سلسلہ عالیہ مین داخل ہونے والے ہیں۔ اللہم زد فزد۔

۵- ہمارے مکرم و محترم عزیز بھائی ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم نے دار الامان آکر نظیر ہر دلعزیزی اور شہرت حاصل کرنے کے علاوہ ایک قابل تقلید نظیر قایم کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے فن مین جسقدر ماہر اور ہوشیار ہین۔ اسکا تذکرہ ہم دوسری تعبیر سرکاری یادداشتون کی بنا پر کرینگے۔ فی الحال ہمکو اس نظیر کا ذکر کرنا ہے جو انہون نے قادیان مین آکر قایم کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے دار الامان مین آکر یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ مریضان چشم کا علاج کرینگے اور انکی فیس مین جو کچھ وصول ہوگا وہ سارے کا سارا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد مین دینگے چنانچہ انہون نے آنکھین بنانی شروع کین اور آجتک قریباً ۱۵ آنکھین موتیابند کے مریضونکی بنا لی ہین خدا کا فضل ہے کہ سب کی آنکھین بہت عمدہ بن گئی ہیں۔ انکے حسن اخلاق ہوشیاری اور اس فن مین پوری تجربہ کاری کا اسقدر شہرہ ہے کہ ارد گرد کے دیہات سے لوگ چلے آتے ہین اور حضرت اقدس کے دروازہ پر ایک اچھا خاصہ گروہ آنکھ کے بیمارونکا جمع رہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بڑی مہربانی ہمدردی اور توجہ سے پیش آتے ہین۔ غربا اور ضعفاء کا علاج مفت کیا جاتا ہے اور فیس کے لئے کسی کو مجبور نہین کیا جاتا جو کچھ کوئی دے لے لیتے ہین۔ غرض اس طریق سے نہ صرف بیسون انسانون کو بیش قیمت فایدہ پہونچا بلکہ سلسلہ عالیہ کی سچائی پر ایک شہادت قایم ہوئی اور مالی مدد بھی پہونچی۔ ہم اسپر ذرا مفصل لکھنا چاہتے ہین تاکہ ہمارے دوسرے بھائی جو ڈاکٹر ہین اس نظیر سے سبق حاصل کرین۔ ہمکو امید ہے کہ یہ نظیر عمدہ نتیجہ پیدا کرے گی۔

۶- بیعت کرنے والون کے نام کالم مبایعین مین درج ہین۔ مگر اس سلسلہ بیعت میں ہم جناب میاں محمد یوسف خانصاحب مہتمم باورچیخانہ مہاراجہ کپورتھلہ کا ذکر کرنا چاہتے ہین اگرچہ وہ اس سلسلہ مین داخل تھے مگر انہون نے بیعت کے لیئے اپنا ایک خاص آدمی تحریری درخواست دیکر بھیجا کیونکہ انکو رخصت نہ مل سکتی تھی۔ ہمارے ناظرین آگاہ ہین کہ کلکتہ مین خانصاحب موصوف نے اس سلسلہ کی تبلیغ مین بہت کوشش کی ہے۔ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ تبلیغ کے سلسلہ مین نمایان پارٹ لینے والے ہین انکا ارادہ ہے کہ حضرت اقدس کی بہت سی کتابین مختلف جگہون مین پھیلائین چونکہ انکے دوستون اور احباب کا ایک وسیع دایرہ ہے امید ہے وہ اپنے سچے اخلاص کی بنا پر اس پاک سلسلہ کی اطلاع ان سب کو دینگے۔ اور سلسلہ عالیہ کی اہم دینی ضروریات مین اپنا سچا اخلاص ظاہر کرین گے۔

مینڈکی کو بھی زکام ہوا- مرزا حیرت کی مخالفت کرتے کرتے دار العلوم دہلی کے پنجابی کاتب کو تختہ ہوگیا ہے اسلیئے وہ ۱۰- فروری سنہ ۱۹۰۴ء کے دو ورقہ مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر منہ آیا ہے مگر الحکم ۱۴- فروری سے پہلے دار العلوم کو پہونچ سکتا تو ہم اسکو اسی اشاعت مین خدا کے فضل و کرم سے دکھا دیتے کہ جس تحریر کا جواب اسکے قبلہ و کعبہ پیسہ اخبار سے نہین ہو سکا اسپر اسکی بودی اور بیہودہ تحریر بالکل اسی کے مصداق ہے۔

عذر نا معقول ثابت میکند الزام را

بہر حال وہ منتظر رہے ہم دروغ گو را تا بخانہ اش باید رسانید پر عمل کر کے اسکو دکھا دینگے انشاء اللہ العزیز۔

تلاوۃ قرآن کریم کے لئے اشارات

سورۃ المومنون رکوع- ۶

جب عذاب الہی نازل ہوتا ہے تو دو قسم کے لوگ ہوتے ہین جو عذاب میں پکڑے جاتے ہین اول وہ بدکار اور نافرمان لوگ ہوتے ہین جن کی بدکاریون اور نافرمانیون نے عذاب الہی کو کھینچا ہے۔

دوم وہ لوگ جو بدکار تو نہ تھے مگر بدکارون سے تعلق رکھتے تھے اور ان سے اجتناب نہ کرتے تھے پس بدکاریون اور بدکارون سے بہرحال علیحدگی اختیار کر لینی چاہیئے۔

ادفع بالتی ہی احسن- بدی کو ایسی تدبیر سے ہٹا دو- جو بڑی خوبیان رکھتی ہو- یعنی عمدہ تدبیر سے بدی کو دور کرو۔

نحن اعلم بما یصفون سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ملائکہ- انبیاء و رسل- کتب الہیہ- جنت و نار اور آخرۃ کی بابت صفت بیان کرنے مین احتیاط کرنی چاہیئے

ہمزات- ایڑیان

من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون- تناسخ کے ابطال پر صریح دلیل ہے- برزخ کے معنے روک کے ہین۔

تلفح- جھلس دے گی۔

کالحون- کالے کلوٹے

اخسئوا- ست بولو کتے کی دھتکار کو اخسأ کہتے ہیں۔

عبثاً- بیہودہ

اطلاع

اظہار رائے کے لیئے جو کتابین اور رسالے دفتر الحکم مین آئے ہوئے ہین انپر ہم اگلی اشاعت مین مختصر اظہار رائے کرینگے۔

عرب مین خانہ جنگی:- زبیر سے ایک نامہ نگار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا ہے کہ ابن رشید مقام صفوان مین خیمہ زن ہے جو بصرہ سے ۸ گھنٹہ کی راہ ہے گورنر بصرہ نے اسکو بصرہ مین طلب کیا تھا لیکن اسنے عذر کیا اور اپنا ایک سکرٹری بطور قائمقام کے بھیجا امیر نجد کا سکرٹری تین روز تک بصرہ مین ٹھیر کر والی بصرہ کیطرف سے ایک نادر تحفہ اپنے آقا کے لئے لایا والی بصرہ نے ابن رشید کو صلاح دی ہے کہ سر دست شیخ مبارک پر حملہ کرے اور اپنے دار الخلافہ کو چلا جائے۔

عبد العزیز ایک وہابی سردار ہے اور امیر جو ابن رشید کا سخت دشمن ہے علاقہ نجد مین لوٹ مار کر رہا ہے۔ کہتے ہین کہ بہت سے فرقے اسکے ساتھ شامل ہوگئے ہین اور اگر کسی روز ابن رشید اور عبد العزیز کے مابین معرکہ کی جنگ ہو کر رہیگی اگر ایسا ہوا تو خونریزی بڑے پیمانہ پر ہوگی جسکے سامنے وہ جنگ ماند ہو جائیگی جو ابن رشید اور شیخ مبارک کے مابین سال گذشتہ مین ہوئی تھی۔ اور اسکا اثر عرب کے تمام قبیلون پر پڑیگا کیونکہ ہر ایک قبیلہ ایک نہ ایک فریق کی مدد ضرور کرے گا۔

والی بصرہ کی صلاح ابن رشید کو پسند نہ آئی کیونکہ وہ پچھلا بدلہ لینے والا

کلماتِ طیبات
حضرتِ امامِ آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ جلد ۶

تیسری ملاقات

۲۴ دسمبر کی صبح کو حضرت اقدس کی تقریر ختم کر سنا دی گئی اسکے بعد حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل مختصر سی تقریر مسٹر عبد الحق کے اس سوال کے جواب میں کہ کفارہ کا مسئلہ تو میں نے سمجھ لیا ہے تثلیث کا رد کر دیا فرمائی۔ (ایڈیٹر)

میں نے سب سے پہلے اسی لئے آپکو کہا تھا کہ آپ اپنے اعتراض پیش کریں جو اسلام پر ہوتے ہیں۔ اور خود اپنی تقریر کے ضمن میں جہاد۔ غلامی۔ تعدد ازدواج پر کچھ باتیں کی تھیں تاکہ آپ کو اس پر اعتراض کرنے کا موقع ملے۔

میری رائے میں طالب حق کا فرض ہے کہ جو بات اسکے دل میں خلجان کرے اسکو فوراً پیش کر دے ورنہ وہ ایمان کو گزند کرے گی۔ اور روحانی قوتوں پر برا اثر ڈالے گی۔ جیسے کوئی خراب غذا کھالے تو وہ اندر جاکر خرابی پیدا کرتی ہے اور قے یا دست کی صورت میں نکلتی ہے اسی طرح کوئی گندہ عقیدہ اندر رہ کر فساد کرتا ہے نہیں رہ سکتا اور اسکا فساد یہی ہے کہ انسان کے اخلاق اور چلن پر برا اثر ہو جاتا ہے اور وہ ایک مجذوم کی مانند بن جاتا ہے۔

پس جو چیز آپکے دل میں کھٹکے آپ اسے پوچھیں۔ اور تثلیث کے رد میں مختصراً میں کہہ چکا ہوں اور اب میں آپ سے اسکے دلائل سننا چاہتا ہوں کیونکہ اسکا بار ثبوت آپ پر ہے۔ جو اسے مدار نجات ٹھیراتے ہیں اور ایک گروہ کثیر سے اختلاف کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص ایک معمولی بات کے خلاف جو دنیا نے مانی ہے کہ انسان آنکھ سے دیکھتا ہے اور زبان سے چکھتا اور بولتا ہے اور کانوں سے سنتا ہے۔ یہ کہے کہ انسان آنکھ سے بولتا ہے اور کان سے دیکھتا ہے تو قانون کی رو سے ثبوت اسی کے ذمہ ہے۔

اسی طرح پر تثلیث کا تو کوئی قایل نہیں یہودی جو اسرائیلی سلسلہ میں ہیں وہ اس سے انکار کرتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں اسکا کوئی نام ونشان نہیں۔

برخلاف اسکے توحید کی تعلیم ہے اور نہ آسمان پر نہ زمین پر نہ پانی میں غرض کہیں بھی دوسرا خدا تجویز کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

پھر میں نے قانون قدرت سے آپکو ثابت کر دکھایا کہ توحید ہی ماننی چاہیئے۔ پھر باطنی شریعت میں توحید کے نقوش ہیں اب آپ جو نقل عقل اور باطنی شریعت کے خلاف کہتے ہیں کہ خدا ایک نہیں بلکہ تین ہیں تو یہ ثبوت آپ ہی کے ذمہ ہے یہ مسئلہ ایسا ہے ہمیں تو فقط اسکے سننے ہی کا حق ہے کیونکہ نبیوں اور راستبازوں کی تعلیم کے صریح خلاف ہے۔

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں اور خدا نے میرے دل کو اس سے پاک بنایا ہے کہ اس میں بے انصافی ہو کہ اسکا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے رکیک تاویلوں سے کام نہیں چلتا اور نہ ان سے تسلی ہو سکتی ہے آپ خود دل میں انصاف کریں کہ راستبازی کے بغیر کوئی وہ کام نکلیگا

جو میں کرتا ہوں۔

پس آپ جسقدر مفصل اسپر لکھ سکیں وہ لکھکر سناویں مگر اتنا یاد رکھیں کہ دعوے اپنے نفس میں ابہام رکھتا ہے۔ بعض آدمیوں کو یہ دھوکہ لگ جاتا ہے کہ وہ دعوے اور دلیل میں فرق نہیں کر سکتے دعوی کے لئے دلیل ایک روشن چراغ ہوتی ہے پس دعوی اور دلیل میں فرق کر لینا ضروری ہے۔

اسپر مسٹر عبد الحق نے کہا کہ میں کل لکھ کر سنا دونگا۔ اور حضرت اقدس تشریف لے گئے۔

چوتھی ملاقات

۲۶- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

آج احباب بہت کثرت سے آگئے تھے اور لاہور وزیر آباد۔ راولپنڈی۔ علاقہ کابل۔ جموں۔ گوجرانوالہ امرتسر۔ کپورتھلہ۔ گڑھ شنکر۔ لودیانہ۔ الہ آباد۔ سانبھر وغیرہ مقامات سے اکثر دوست آچکے تھے۔ حضرت اقدس حسب معمول سیر کو نکلے اور خدام کے زمرہ میں یہ نور خدا چلا۔ احباب کا پروانوں کی طرح ایک دوسرے پر گرنا بھی بجائے خود دیکھنے والے کے لئے ایک عجیب نظارہ تھا۔ الغرض مسٹر عبد الحق صاحب نے کل کے حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق ایک مختصر سی تحریر پڑھکر سنائی جو انکے اپنے خیال میں تثلیث اور مسیح کی **الوہیت** کے دلایل پر مشتمل تھی۔ اسکو سن لینے کے بعد حضرت اقدس نے اپنا سلسلہ کلام یوں شروع فرمایا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے اور اس سے کوئی دانشمند انکار نہیں کر سکتا کہ ہر آدمی جس غلطی میں مبتلا ہے یا جس غلط خیال میں گرفتار ہے وہ اسکے لئے اپنے پاس کوئی نہ کوئی وجوہات رکیکہ ضرور رکھتا ہے۔ مگر دانشمند اور سلیم الفطرت انسان کا خاصہ ہے کہ وہ انکی توزین کرکے اصل نتیجہ کو جو سچائی ہوتی ہے تلاش کرنے لگتا ہے۔ اب اسی اصول کے موافق عیسائیوں نے بھی اپنے اس عقیدہ تثلیث کے متعلق کچھ باتیں بنا رکھی ہیں جنکو وہ دلایل قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں مگر ابھی آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ دلایل کیا وقعت رکھ سکتے ہیں اور انکی کہانتک قوت اور زور ہے۔

جس حال میں عیسائیوں میں ایسے فرقے بھی موجود ہیں جو مسیح کی الوہیت اور خدائی کے قایل نہیں اور نہ وہ تثلیث ہی کو مانتے ہیں جیسے مثلاً **یونی ٹیرین** تو کیا وہ اپنے دلایل اور وجوہات انجیل سے بیان نہیں کرتے؟ وہ بھی تو انجیل ہی پیش کرتے ہیں۔ اب اگر صراحتاً بلا تاویل انجیل میں مسیح کی الوہیت یا تثلیث کا بیان ہوتا تو کیا وجہ ہے کہ **یونی ٹیرین** فرقہ اس سے انکار کرتا ہے حالانکہ وہ انجیل کو اسی طرح مانتا ہے جس طرح دوسرے عیسائی۔

جو پیشگوئیاں توریت کی پیش کی جاتی ہیں انکے متعلق بھی ان لوگوں نے کلام کی ہے اور ایک یونی ٹیرین کی بعض تحریریں بھی میرے پاس ابتک موجود ہیں کیا انہوں نے ان کو نہیں پڑھا اور نہیں سمجھا؟ قرآن شریف نے کیا خوب کہا ہے **کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ**

میری مراد اس کے بیان کرنے سے صرف یہ ہے۔ کہ تاویلات رکیکہ اور ظنی باتیں تو ایک باطل پرست بھی پیش کرتا ہے مگر کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اسپر پورا غور کریں؟ یونی ٹیرین لوگوں نے تثلیث پرستوں کے بیانات ان پیشگوئیوں کے متعلق سن کر کہا ہے کہ یہ قابل شرم باتیں ہیں جو پیش کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اگر تثلیث اور الوہیت مسیح کا ثبوت اسی قسم کا ہو سکتا ہے تو پھر بائیبل سے کیا ثابت نہیں ہو سکتا! لیکن ایک محقق کے لئے غور طلب بات یہ ہے کہ وہ انکو پڑھکر ایک امر **منقح** طلب قرار دے اور پھر اندرونی اور بیرونی نگاہ سے اسکو سوچے۔ اب ان پیشگوئیوں کے متعلق جہانتک میں کہہ سکتا ہوں یہ امر قابل غور ہیں۔

اول۔ کیا ان پیشگوئیوں کی بابت یہودیوں نے بھی (جنکی کتابوں میں یہ درج ہیں) یہی سمجھا ہوا تھا کہ ان سے تثلیث پائی جاتی ہے یا مسیح کا خدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

دوم۔ کیا مسیح نے خود بھی تسلیم کیا کہ یہ پیشگوئیاں میرے ہی

لیئے ہیں اور پھر اپنے آپ کو انکا مصداق قرار دیکر مصداق ہونے کا عملی ثبوت کیا دیا؟ اب اگرچہ یہ ایک لمبی بحث بھی ہو سکتی ہے کہ کیا درحقیقت وہ پیشگوئیاں اصل کتاب میں اسی طرح درج ہیں یا نہیں مگر اسکی کچھ چنداں ضرورت نہ سمجھکر ان دو تنقیح طلب امور پر نظر کر لیتے ہیں۔

یہودیوں نے جو اصل وارث کتاب توریت ہیں اور جنکی بابت خود مسیح نے کہا ہے کہ وہ موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں کبھی بھی ان پیشگوئیوں کے یہ معنے نہیں کئے جو آپ یا دوسرے عیسائی کرتے ہیں + اور وہ کبھی بھی مسیح کی بابت یہ خیال رکھکر کہ وہ **تثلیث** کا ایک جزو ہے منتظر نہیں چنانچہ مین نے اس سے پہلے بہت واضح طور پر اسکے متعلق سنا لیا ہے اور عیسائی لوگ محض زبردستی کی راہ سے ان پیشگوئیوں کو حضرت مسیح پر جماتے ہیں جو کسی طرح بھی نہیں جمتی ہیں ورنہ علماء یہود کی کوئی شہادت پیش کرنی چاہیئے کہ کیا وہ اس سے یہی مراد لیتے ہیں جو تم لیتے ہو۔

پھر انجیل کو پڑھکر دیکھ لو وہ کوئی بہت بڑی کتاب نہیں ہے کہیں بھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت مسیح نے ان پیشگوئیوں کو پورا نقل کر کے کہا ہو کہ اس پیشگوئی کے روسے میں **خدا** ہوں اور یہ میری الوہیت کے دلایل ہیں۔ کیونکہ نرا دعویٰ تو کسی دانشمند کے نزدیک بھی قابل سماعت نہیں ہے اور یہ بجائے خود ایک دعویٰ ہے کہ ان پیشگوئیوں میں مسیح کو خدا بنایا گیا ہے؟ مسیح نے خود کبھی دعویٰ نہیں کیا تو کسی دوسرے کا خواہ نخواہ انکو خدا بنانا عجیب بات ہے۔

اور پھر اگر بفرض محال کیا بھی ہو تو اس قدر تناقض انکے دعویٰ اور افعال میں پایا جاتا ہے کہ کوئی عقلمند اور خداترس انکو پڑھکر انہیں خدا نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ کوئی بڑا عظیم الشان انسان کہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ انجیل کے اس دعویٰ کو رد کرنے کے لیے تو خود انجیل ہی کافی ہے کیونکہ کہیں مسیح کا ادعا ثابت نہیں بلکہ جہاں انکو موقع ملا تھا کہ وہ اپنی خدائی منوا لیتے وہاں انہوں نے ایسا جواب دیا کہ ان ساری پیشگوئیوں کے مصداق ہونے سے گویا انکار کر دیا اور انکے افعال اور اقوال جو انجیل میں درج ہیں وہ بھی اسی کے موید ثابت ہوتے ہیں کیونکہ خدا کے لیے تو یہ ضرور ہے کہ اسکے افعال اور اقوال میں تناقض نہ ہو۔ حالانکہ انجیل میں صریح تناقض ہے مثلاً مسیح کہتا ہے کہ باپ کے سوا کسی کو قیامت کا علم نہیں ہے۔ اب یہ کیسی تعجب خیز بات ہے کہ اگر باپ اور بیٹے کی **عینیت** ایک ہی ہے تو کیا مسیح کا یہ قول اسکا مصداق نہیں کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ کیونکہ ایک مقام پر تو دعوے خدائی اور دوسرے مقام پر الوہیت کے صفات کا انکار۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ انجیل میں مسیح پر **بیٹے** کا لفظ آیا ہے اسکے جواب میں ہمیں یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ انجیل محرف یا مبتدل ہے۔ بائیبل کے پڑھنے والوں سے یہ ہرگز مخفی نہیں ہے کہ اسمیں بیٹے کا لفظ کسقدر عام ہے۔ اسرائیل کی نسبت لکھا ہے کہ اسرائیل فرزند من بلکہ نخست زادہ من است۔

اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔ اور خدا کی بیٹیاں بھی بائیبل سے تو ثابت ہوتی ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ **خدا** کا اطلاق بھی ہوا ہے۔ کہ تم خدا ہو اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا۔ اب ہر ایک منصف مزاج دانشمند غور کر سکتا ہے کہ اگر ابن کا لفظ عام نہ ہوتا تو تعجب کا مقام ہوتا لیکن جب کہ یہ لفظ عام ہے اور آدم کو بھی شجرہ ابناء میں داخل کیا گیا ہے اور اسرائیل کو نخست زادہ بتایا گیا ہے اور کثرت استعمال نے ظاہر کر دیا ہے کہ مقدسوں اور راستبازوں پر یہ لفظ حسن ظن کی بنا پر بولا جاتا ہے۔ اب جب تک مسیح پر اس لفظ کے اطلاق کی خصوصیت نہ بتائی جاوے کہ کیوں اس ابنیت میں وہ سارے راستبازوں کے ساتھ شامل نہ کیا جاوے۔ اسوقت تک یہ لفظ کچھ بھی مفید اور موثر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب یہ لفظ عام اور قومی محاورہ ہے تو مسیح پر اسکے کوئی نرالے معنے پیدا نہیں کر سکتا۔ میں اس لفظ کو مسیح کی خدائی یا ابنیت یا الوہیت کی دلیل مان لیتا اگر یہ کسی اور کے حق میں نہ آیا ہوتا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں اور خدا تعالےٰ کے خوف سے کہتا ہوں کہ ایک پاک دل رکھنے والے اور سچے کانشنس والے کے لیے اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں ہو سکتی اور ان الفاظ کی کچھ بھی وقعت نہیں ہو سکتی جب تک یہ ثابت کر کے نہ دکھلایا جاوے کہ کسی اور شخص پر یہ لفظ کبھی نہیں آئے اور یا آئے تو ہیں مگر مسیح ان وجوہات قویہ کی بنا پر اوروں سے ممتاز اور خصوصیت رکھتا ہے یہ تو **دو رنگی** ہے کہ مسیح کے لیے کبھی لفظ آئے تو وہ خدا بنایا جاوے اور دوسروں پر اسکا اطلاق ہو تو وہ بندے کے بندے!

اگر یہ اعتقاد کیا جاوے کہ خدا خود ہی آکر دنیا کو نجات دیا کرتا ہے یا اسکے بیٹے ہی آتے ہیں تو یہ دور لازم آئے گا اور ہر زمانہ میں نیا خدا یا اسکے بیٹوں کا آنا ماننا پڑے گا جو صریح خلاف بات ہے +

ان ساری باتوں کے علاوہ ایک اور بات قابل غور ہے کہ وہ کیا نشانات تھے جن سے حقیقتاً مسیح کی خدائی ثابت ہوتی۔ کیا **معجزات**؟ اول تو سرے سے ان معجزات کا کوئی ثبوت ہی نہیں کیونکہ انجیل نویسوں کی نبوت ہی کا کوئی ثبوت نہیں اگر ہم اس سوال کو درمیان نہ بھی لائیں اور اس بات کا لحاظ نہ کریں کہ انہوں نے ایک محقق اور چشم دید حالات لکھنے والے کی حیثیت سے نہیں لکھے۔ تب بھی ان معجزات میں کوئی رونق اور قوت نہیں پائی جاتی جب کہ ایک تالاب ہی کا قصہ مسیح کے سارے معجزات کی رونق کو دور کر دیتا ہے اور مقابلتہً جب ہم انبیاء سابقین کے معجزات کو دیکھتے ہیں تو وہ کسی حالت میں مسیح کے معجزات سے کم نہیں بلکہ بڑھکر ہیں کیونکہ بائیبل کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ پہلے نبیوں سے مردوں کا زندہ ہونا ثابت ہے بلکہ بعض کی ہڈیوں سے مردوں کا لگ کر بھی زندہ ہونا ثابت ہے حالانکہ مسیح کے خیالی معجزات میں ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہے۔ مسیح کی لاش نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پھر بتاؤ کہ مسیح کو کونسی چیز خدا بنا سکتی ہے؟

کیا پیشگوئیاں؟ انکی حقیقت میں نے پہلے بتا دی ہے۔ کہ مسیح کی پیشگوئیاں پیشگوئی کا رنگ ہی نہیں رکھتی ہیں جو باتیں پیشگوئی کے رنگ میں مندرج ہیں وہ ایسی ہیں کہ ایک معمولی آدمی بھی ان سے بہتر باتیں کہہ سکتا ہے۔ اور قیافہ شناس مدبر کی پیشگوئیاں ان سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ اگر اسوقت مسیح ہوتے تو جسقدر عظیم الشان تائیدی نشان پیشگوئیوں کے رنگ میں اب خدا نے میرے ہاتھ پر صادر کئے ہیں وہ انکو دیکھ کر شرمندہ ہو جاتے اور اپنی پیشگوئیوں کا کہ زلزلے آئیں گے مری اور قحط پڑینگے یا مرغ بانگ دیگا۔ کبھی ماتھے ندامت کے نام نہ لیتے۔

پھر آپ ہی ہمیں بتائیں کہ کس طرح پر ہم مسیح کو مانیں کہ وہ خدا تھا۔ خدائی کا دعویٰ انہیں نہیں۔ صحف سابقہ کی پیشگوئیوں کے اپنے متعلق ہونے کا انہوں نے کوئی دعوے نہیں کیا۔ اور نہ اپنے متعلق ہونے کا کوئی ثبوت دیا۔ پھر سلب صفات خدائی کو ہم ان میں دیکھتے ہیں **قیامت** کی بابت انہیں اقرار ہے کہ مجھے اسکا علم نہیں۔ باپ اور بیٹے کے باوجود متحد فی الوجود ہونیکے ایک کا عالم دوسرے کا جاہل ہونا قابل لحاظ ہے + تقدس کا یہ **حال** کہ خود کہتا ہے

کہ مجھے نیک نہ کہو۔ صرف باپ ہی کو نیک ٹھیراتا ہے پھر یہ اختلاف بھی باپ بیٹے کی عینیت کے خلاف ہے صرف ابن کا لفظ انکی خدائی کو ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حقیقت اور مجاز میں باہم تفریق کرنے کے ہم مجاز نہیں ہوسکتے کہ کہدیں کہ یہاں تو حقیقت مراد ہے اور فلاں جگہ مجاز ہے۔ یہی لفظ یا اس سے بھی بڑھکر جب دوسرے انبیاء اور راستبازوں اور قاضیوں پر بولا جاوے تو وہ نرے آدمی ہیں اور مسیح پر بولا جاوے تو وہ خود خدا اور ابن بن جاویں۔ یہ تو انصاف اور راستی کے خلاف ہے۔ اور پھر گویا نئی شریعت اور نئی کتاب بنانا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

پادریوں نے خیالی اور فرضی طور پر مسیح کی خدائی کے ثبوت کے لیئے بڑے ہاتھ پاؤں مارے ہیں مگر آجتک ایک بھی رسالہ یا تحریر انکی میری نظر سے نہیں گذری اور کوئی پادری مین نے نہیں دیکھا جس نے مسیح کے معجزات کے چہرہ سے تالاب کے قصہ کے داغ کو دور کیا ہو اور جب تک انجیل مین یہ قصہ درج ہے یہ داغ اٹھ نہیں سکتا۔ مین بار بار آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہون کہ خدا تعالےٰ کی صفات کو دیکھو یا پولوس جسکی باتو نسے خدائی نکالی جاتی ہے وہ اپنے چال چلن کے لحاظ سے بجائے خود غیر معتبر اور اسکے لئے مسیح کی کوئی پیشگوئی نہیں۔ پھر آپ ہی بتائیں کہ ایک دانشمند اسے **خدا** کس طرح مان لے۔ ایسے خدا کی کوئی پرستش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مسیح کی زندگی اسکی پوری ناکامی اور نامرادی کی تصویر ہے آج وہ **زندہ ہوتے** تو انکو وہ نشانات دیکھکر جو اس **مسیح** کے ہاتھ پر صادر ہو رہے ہیں شرمندہ ہونا پڑتا کیا یہی قبولیت دعا ہوتی ہے؟ کہ ساری رات چلاتا رہا اور کسی نے بھی نہ سنا اور آخری ساعت میں خدا کا شکوہ کرتا ہوا رخصت ہوا کہ **ایلی ایلی لما سبقتانی**۔ اسوقت جو خدا نے **مجھے** مامور کر کے بھیجا ہے اور جو نشانات میری تائید میں ظاہر ہوئے ہیں انکی نظیر تو پیش کرو۔ مثلاً یہی ڈگلس کا مقدمہ جو **دیندار** پادریوں کی کوشش اور ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دینے والوں کی طرف سے کیا گیا کئی سو آدمی اس بات کے گواہ موجود ہیں کہ کس طرح پر قبل از وقت کل واقعات سے اطلاع دی گئی۔ اور خدا نے کسطرح ہر قسم کی ذلت سے محفوظ رکھ لیا۔

پہلے امرتسر میں جب یہ مقدمہ دائر کیا گیا تو ڈپٹی کمشنر نے چالیس ہزار کی ضمانت کے ساتھ وارنٹ جاری کر دیا مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ وہ اسے جاری نہ کر سکا۔ وہ اسی کی کتاب میں رہ گیا پیچھے جب اسے یہ معلوم کرایا گیا کہ ایسے وارنٹ کا اجرا ناجائز ہے تو اسنے گورداسپور تار دی کہ وارنٹ روکا جاوے مگر وہان پہونچا ہی نہ تہا۔ آخر یہ مقدمہ چلا اور عیسائیوں نے ہر طرح سے میرے سزا دلانے مین سعی کی مگر خدا نے اپنی قدرت کا نشان دکھایا۔ اور میری اہانت چاہنے والونکی اہانت کی۔ ڈگلس صاحب نے نہایت عزت و احترام سے مجھے بلایا اور کرسی دی حالانکہ مجھے ان باتون کی ایک ذرہ بھر بھی پروا نہیں۔ آریہ اور بعض مسلمان بھی انکے شریک تھے۔ پنڈت رام بھجدت پلیڈر جو آریہ ہے وہ بلا فیس آتا تہا اور اسنے مجھے خود کہا کہ وہ اسلئے شریک ہوا ہے کہ لیکھرام کے قاتل کا پتہ ملے۔ محمد حسین گواہ ہوکر آیا اور کرسی مانگ کر بہت ذلیل ہوا۔ آخر جب ساری کارروائی ہو چکی اور عبد الحمید نے صاف اقرار کر لیا کہ مجھے قتل کے لئے بھیجا ہے پوری مثل مرتب ہو جانے پر خدا نے اپنی قدرت کی چمکار دکھائی اور ڈگلس کے دل میں ڈالدیا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ اسنے کپتان لیمارچنڈ کو کہا کہ میرا دل اطمینان نہیں پاتا پھر عبد الحمید سے دریافت کرو۔ آخر عبد الحمید نے اصل راز بتا دیا کہ مجھے سکھایا گیا تہا۔ پھر ڈپٹی کمشنر کو تار دیا گیا اور نتیجہ وہی ہوا۔ جسکی خبر مقدمہ کے نام و نشان سے بھی پہلے تمام شہر وں مین شایع ہو چکی تہی۔ ایسا ہی لیکھرام کا نشان اور صدہا نشان ہیں۔

جماعت کے لحاظ سے بھی اگر دیکھا جاوے تو مسیح ناکام اٹھا حواریوں نے سامنے قسمیں کھائیں اور لعنت کی اور ادہر یہ حال ہے کہ ہمارے ایک مخلص دوست عبد الرحمن نام کو جو نواح کابل میں رہتا تہا محض ہماری وجہ سے ایک سال تک قید رکھا گیا کہ وہ توبہ کرے مگر اسنے موت کو انکار پر ترجیح دی۔ آخر کہتے ہیں کہ اسے گلا گہونٹ کر مار دیا گیا اور جیسا اسنے کہا تہا مرنے کے بعد ایک نشان اسکا ظاہر ہوا۔ مجھے افسوس ہے کہ عیسائی اپنے **ایمان** کی متاع پولوس کی باتوں پر کہو دیتے ہیں + علاوہ برین انجیل کا ایک بہت بڑا حصہ بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ مثلاً جب مسیح کو یہودیوں نے اس کے اس کفر کے بدلے میں کہ یہ ابن اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے پتھراؤ کرنا چاہا تو اسنے انہیں صاف کہا کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ تم **خدا** ہو۔ اب ایک دانشمند خوب سوچ سکتا ہے کہ اس الزام کے وقت تو چاہیئے تہا مسیح اپنی پوری بریت کرتے اور اپنی خدائی کے نشان دکھا کر انہیں ملزم کرتے اور اس حالت میں کہ ان پر کفر کا الزام لگایا گیا تہا تو ان کا فرض ہونا چاہیئے تہا کہ اگر وہ فی الحقیقت خدا یا خدا کے بیٹے ہی تھے۔ تو یہ جواب دیتے کہ یہ کفر نہیں بلکہ مین واقعی طور پر خدا کا بیٹا ہون اور میرے پاس اسکے ثبوت کے لئے تمہاری ہی کتابوں مین فلاں فلاں موقع پر صاف لکھا ہے کہ میں قادر مطلق عالم الغیب خدا ہوں اور لاؤ میں دکہا دوں۔ اور پھر اپنی قدرتوں طاقتوں سے انکو نشانات خدائی بھی دکہا دیتے۔ اور وہ کام جو انہوں نے خدائی کے پہلے دکھائے تھے انکی فہرست الگ دیدیتے پھر ایسی بیّن ثبوت کے بعد کس یہودی فقیہہ یا فریسی کی طاقت تھی کہ انکار کرتا وہ تو ایسے خدا کو دیکھ کر سجدہ کرتے۔ مگر بر خلاف اسکے آپ نے کیا تو یہ کیا کہ کہدیا کہ **تمہیں خدا لکھا** ہے اب خدا ترس دل لیکر غور کرو کہ یہ اپنی خدائی کا ثبوت دیا یا ابطال کیا۔

غرض یہ باتیں ایسی ہیں کہ انکے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے میں اسکو آپ ہی کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔ توریت۔ اسلام۔ قانون قدرت۔ باطنی شریعت تو توحید کی شہادت دیتے ہیں اور عیسائی یسوع کی خدائی کے یہ دلایل دیتا ہے کہ کتب سابقہ میں اسکی بشارتیں ہیں (جنکو یہودیوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا کہ خود خدا یا اسکے کسی بیٹے کے لیئے ہیں۔ بلکہ وہ مسیح کے آنے سے پہلے ہی پوری ہو چکی ہیں) اور پھر انجیل کے بعض اقوال بتاتے ہیں کہ انجیل کا یہ حال ہے کہ اصل کا پتہ ہی نہیں کیونکہ اصل زبان مسیح کی عبرانی تہی۔ اور خود مسیح اپنی الگ انجیل کا ذکر کرتے ہیں پھر مسیح نے کہیں اپنی خدائی کا دعوی نہیں کیا۔ یہودیوں کے پتھراؤ کرنے پر اور اس کفر کے الزام پر انکا قومی اور کتابی محاورہ پیش کر کے نجات پائی۔ اپنی خدائی کا کوئی قوی ثبوت نہ دیا۔ اور اپنے سے کبھی فوق العادت کام کو نہ دکہایا۔ معجزات کا وہ حال پیشگوئیوں کی وہ حالت۔ علم کی یہ صورت کہ اتنا پتہ نہیں کہ انجیر کے درخت کو اسوقت پہل نہیں ہوگا۔ اختیار کا یہ حال کہ اسے لگا نہیں سکا۔ ساعت کا علم نہیں دلیسکتا۔ ضعف و ناتوانی اتنی کہ طمانچہ اور کوڑے کہاتا ہوا صلیب پر چڑہتا ہے یہودی کہتے ہیں کہ خدا کا بیٹا ہے تو اتر آ اترنا تو درکنار انکو کچھ جواب بھی نہیں دے سکتا۔ چال چلن کا وہ حال کہ استاد بھی عاق کر دیتا ہے۔ اور یہودیوں کے الزامات کئی پشت تک اوپر ہوتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔

(باقی آیندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت ایک سلیس جھوٹ

بمیر تا برہے اے حسود کیں رنجے است
کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست

ہم ان مخالفون کے اعلام کے لئے جو رات دن اس غرض کے لئے گڑھتے اور سر دھنتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کی نسبت کوئی بری خبر سنیں اور اپنے لاوے سے بھرے ہوئے سینوں کی جلن کو بجھائیں چند سطر دنیں اس امر کا لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ فی ارض اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الف الف سلام من اللہ الودود پوری عافیت اور صحت سے ہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ آجکل کی عمدہ صحت کیساتھ بہت سے گزشتہ دنوں اور مہینوں کی صحت کو کوئی نسبت نہیں آپ ایک رسالہ عربی زبان میں لکھ رہے ہیں جسکا نام ہے نزول المسیح علی المنارۃ۔ اس میں آپ نے بڑی قوت اور شوکت سے تحدی کی ہے کہ علمائے مصر۔ شام۔ عرب اور ہند اکیلے اکیلے اور مل مل کر بھی اسکی فصاحت وبلاغت کی نظیر لانے سے عاجز رہیں گے یہ آپکی کرامت درحقیقت تجدید اور احیاء ہے قرآن کریم کی اس جلیل الشان پر تحدی دعوے کا جو فاتوا بسورۃ من مثلہ میں کیا گیا ہے جبکہ خدا کے نبیوں نے دوسرے معجزات کی زندگی اور بقاء کے لئے اولیاء کو کرامتیں عطا کیں۔ اور اس طرح نہ چاہا کہ معجزات کا نام ونشان مٹ جائے اسلئے کہ وہ شے جسکی کوئی نظیر کچھ مدت بر روئے کار نہ آوے آخر وہ تقویم پارینہ ہو جاتی اور بالکل مر جاتی ہے اس قاعدہ کی بنا پر از بس ضروری تہا کہ قرآن کریم کی اس معجزانہ تحدی کی بقاء اور نظیر کے لئے بہی کسی قرآن کے خادم کو قوت دی جاتی جو ایسے زمانہ میں جبکہ علم فن کی اشاعت نے معجزات اور خوارق کو بازیچہ اطفال کی مد میں داخل کر دیا ہے اور بڑا ماہر اور متبحر عالم وہی مانا جاتا ہے جو آیات اللہ کو سخت استخفاف کی نگاہ سے دیکہے اور سنتے ہی ناممکن۔ ناممکن خلاف نیچر خلاف نیچر کہدے۔ اپنے کمال سے اس معجزہ کو زندہ کر دکہاتا۔ تعجب ہے ان مسلمانون پر جو مانتے ہیں کہ کرامات اور خوارق عادات حق ہیں اور نبی کے نشان کو معجزہ کے نام سے اور ولی تابع نبی کے نشان کو کرامت کے نام سے یاد فرماتے ہیں اور درحقیقت لفظی فرق کے سوا کوئی سچا مابہ الامتیاز دونو فعلوں میں نہیں بتا سکتے اور اس طرح روا رکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یا تمام انبیاء علیہم السلام کے ہزاروں ہزار شرکاء ہوں اور دلوں میں پکا اعتقاد رکھتے ہیں کہ باوجود اسکے کوئی شرک فی النبوۃ لازم نہیں آتا۔ وہ کیوں ناراض ہوتے ہیں عربی زبان دانی میں لانظیریت کے اس دعوی پر جو خدا کے برگزیدہ مسیح غلام احمد کیطرف سے باواز بلند کیا جا رہا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی جاری عادت اور غیرت کا اقتضا نہیں ہونا چاہئے تہا کہ اس نزول معجزہ کی زندگی اس طریق سے قایم رکہتا۔ آج زمانہ کے علوم مادیہ کے پرستار کیونکر بے اختیار یقین کر سکتے کہ کسی ایک گذشتہ زمانہ میں اب سے تیرہ سو سال پہلے ایک امی نے بے شمار فصحا وبلغاء قوم کے مقابل دعوی کیا اور انہیں مقابلہ کے لئے بارہا بڑا بڑا جوش دلایا اور وہ سب اسکے مقابل ایک آیت یا سورۃ کا مقدار لانیسے عاجز رہے جو بڑے بہاری قصیدے فی البدیہہ کہہ ڈالتے تھے۔ آج بیمار دلوں کو بڑا شبہ دل میں پیدا کرنے اور زبان پر اس بات کے لانے کا موقعہ تہا کہ ضرور فصحائے عرب نے مقابلے کئے ہونگے۔ پر مسلمانوں نے قدرت اور غلبہ پا کر ان کے نتایج طبع خاک گمنامی میں ملا دیئے۔ چنانچہ بعض ظالم پادریوں نے اپنی کتابوں میں ایسا لکہا ہے۔ لہذا خدائے حی قیوم نے زندہ کتاب اور زندہ اسلام اور اسکی صفات اور خواص کی زندگی اور برکت کے اثبات کے لئے وہی معجزہ کرامت کے رنگ میں حضرت مسیح موعود کو دیا اور آپ کی تحدی اور دعوے کے مقابل ہند وپنجاب کے تمام علماء اور اد باء نے عرب کے کفار کی طرح عاجز آکر قرآن کریم کے اس معجزہ کی صداقت پر مہر کر دی۔

بات دور نکل گئی مجھے اس امر کی تحریک اس سے پیدا ہوئی کہ آج لاہور کے ایک مشہور دنیادار نے قادیان کے ایک مسلم مخالف کو خط لکہا کہ "معتبر ذرایع سے خبر ملی ہے کہ مرزا غلام احمد مرض جذام میں مبتلا ہو گیا ہے اس کی تصدیق کے لئے آپکو لکہا گیا ہے آپ جلد جواب دیں اس سے بہت سی مخلوق کو فایدہ ہوگا" اس سے پیشتر کہ ایسے بدباطن دشمن اسلام کا کوئی جواب دیا جاوے ہم لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھتے ہیں اور نہ صرف رسمی اور ظاہری طور پر بلکہ اس حقیقت کو ملحوظ رکہکر جو اسمیں مولا کریم نے رکہی ہے اور اس مبروص القلب کو دعوت کرتے ہیں کہ وہ اپنے کذب کی پاداش میں اس لعنت سے حصہ لینے کے لئے ضرور تیار رہے کیونکہ خدا سچا ہے اور اسکا کلام سچا ہے اس لئے بدباطن کاذب اس پاداش سے مخلصی نہیں پا سکتا۔

اب میں ہر دشمن خدا ورسول کو بڑی خوشی اور دلیری سے جواب دیتا ہوں اور خدا کے فضل سے اس کی ناپاک روح کو ہاویہ کے عذاب میں گراتا ہوں جبکہ بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود بالکل صحیح اور تندرست ہیں اپنے خدام کے ساتھ ہر روز صبح کو سیر کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اور تمام نمازوں کو مسجد مبارک میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

اے خدا کے دشمن۔ رسول کے دشمن۔ مذہب وملت کے دشمن اب بول تیرا کیا حال ہے۔ ہاں اے **مجذوم دل! مبروص سیرۃ** کیا تو نہیں جانتا ہے کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ بدباطن انسان اپنی اندرونی حالت کا نقشہ ایک پاکباز کی بری حالت میں دیکہتا ہے پس تیرے لئے خوف کا مقام ہے کہ تیری اندرونی حالت بالکل مجذوم اور تیری روحانیت بالکل مسخ ہو گئی ہے جو تو خدا کے اپنے ہاتہ سے معطر کئے ہوئے مسیح موعود کی نسبت ایسی خبریں شایع کرتا ہے۔ اب بتا تو کس قسم کے جواب کا منتظر تہا اور کیسا جواب تجھے ملتا ہے سن اے ستمگر! ہاں آج اسلام کی زندگی۔ تمام نبیوں کی زندگی۔ قرآن کی زندگی اور خدا کی عزت وابستہ ہے مرزا غلام احمد کی زندگی کے ساتھ۔ آج تثلیث کی موت۔ بدزبان نصرانی کے ناپاک اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی موت جسکی بوچھاڑ وہ آئے دن سید المعصومین خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مارتا ہے۔ آج ہنوگ کے حامیون کی گندہ دہانیوں کی موت جنہیں وہ آئے دن اپنے میگزینوں کے ذریعہ پہیلا رہا ہے۔ غرض آج ہر قسم کے جھوٹ کی موت موقوف ہے۔ مرزا غلام احمد کی زندگی پر اور تو بدبختی اور شقاوت سے اسی کی موت کا خواستگار ہے مگر خدا تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے کہ تو اور تیرے امثال ناشادی اور نامرادی کے دوزخ میں یہاں بھی اور وہاں بھی جلا کریں۔ سو ایک دفعہ پہر اسی شعر کو سن لے جو تجھے سب سے پہلے سنایا گیا ہے ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست

میں ہوں تمہارا ناصح حبیب
عبدالکریم۔ ۹ فروری سنہ ۱۹۰۲ء

ایڈیٹر۔ دراصل اس افترا اور کمینہ جھوٹ کا بانی مبانی لاہور کے ایک اخبار کا ایڈیٹر اور پروپرائیٹر ہے جو اپنی افترا پردازی کی پاداش میں عدالت سے سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے اسنے لاہور میں ایک تقریب پر جسمیں اکثر معزز اور شریف آدمی موجود تہے۔ خدا تعالیٰ کے اس سخت

شحنہ ہند سے سچا فیصلہ

ضمیمہ شحنہ ہند مطبوعہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۴ء میں بعنوان "خداوند تعالیٰ پر قادیانی کا بہتان" "خدا تعالیٰ کی جلالی وحی جو اس نے اپنے برگزیدہ مسیح پر نازل کی یحمدک اللہ من عرشہ" پر ایک یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ "قرآن شریف میں حمد کا اطلاق کہیں خداوند تعالیٰ کے سوا دوسرے پر نہیں ہوا" پھر پہلے درجہ کی گستاخی اور بے باکی سے جو راستبازوں کے مسوخ الفطرۃ مکذبوں کا خاصہ ہے لکھا ہے کہ "یہ تو مہمل و لغو اور ناقص فقرے مجذوب کی بڑ او تعلیم شیطانی معلوم ہوتے ہیں" اور اسکی دلیل یہ دیتا ہے کہ "کل دنیا کو تو خدا تعالیٰ نے یہ سکھایا کہ الحمد للہ رب العالمین اور اس قاعدہ کلیہ کو توڑ کر قادیانی کی حمد کرنے لگے"۔

اس اعتراض کا لکھنے والا یا اس جہالت کا مرتکب گو اصل میں ایڈیٹر ہے مگر حقیقت میں یہ اعتراض بھی السنہ مشرقیہ کے مجدد صاحب کیطرف سے ہے۔ اسلئے کہ ایڈیٹر کی نقاہت طبیعت نے اپنے پرچہ میں اسے جگہ دینی پسند کی اور اسکی عاقبت کی وخامت میں شامل ہونا اختیار کیا۔

اب ہم عرفاً اور عقلاً تو کچھ نہیں کہ اس بارہ میں جو کچھ عرض کرین مجدد السنہ کی خدمت میں عرض کرین

حضرت مجدد صاحب! یہ تیسرا موقعہ ہے جس میں آپ عربی زبان کی تجدید اور مذہبی واقفیت کا علم لیکر میدان میں نکلے ہیں کس قدر ذلت اور فضیحت ہوگی جبکہ اولے بصیرت والے بھی واضح طور پر دیکھ لینگے کہ ایکی دفعہ بھی آپکی زبان دانی کیسی خاک میں ملائی گئی ہے امید ہے کہ آپ اسکے بعد ضرور ہزار لعنت بھیجیں گے اوس جاہل دوست پر جسنے اپنے ناپاک اعمال نامہ کی طرح آپکے منہ پر سیاہی تھوپی سب سے پہلے خدا تعالیٰ کے حول و قوت سے ہم وہ مثال دیتے ہیں جسے سنکر مسلمان تعجب اور حقارت سے دیکھیں گے شحنہ ہند کے ایڈیٹر کے دعوے تجدید السنہ مشرقیہ کو ——— بلکہ یقیناً پکار اٹھینگے کہ اس شخص میں در پردہ الحاد اور زندقہ کی زہریلی رگ ہے جو اسنے دالسنتہ ایسا دعویٰ کر دیا ہے کہ "حمد کا اطلاق کہیں خداوند تعالیٰ کے سوا دوسرے پر نہیں ہوا" سنو اور خوب سنو کہ ہمارے ہادی کامل خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کا نام مبارک محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) خداوند حکیم علیم قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ الآیۃ۔ محمد مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اسکے معنے ہیں بہت ہی حمد کیا گیا۔ حد سے زیادہ ستائش کیا گیا۔ اب خواہ حمد کو خدا تعالیٰ کیطرف نسبت کرو کہ وہ پاک ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش تمام مخلوق سے بڑھکر کرتا ہے۔ اور خواہ خلق کیطرف نسبت کرو کہ خلقت نے آپکی بہت ہی حمد کی اور آپ بلحاظ حمد و ستائش خلق کے محمد ٹھیرے دونوں صورتوں میں بات ایک ہی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ رسول کریم کی حمد کرتا ہے اور اس لحاظ اور معنوں سے آپ محمد ہیں جب بھی ایڈیٹر شحنہ ہند ذلت کے گڑھے میں اوندھا گرتا ہے اس لئے کہ اسکے نزدیک حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے برگزیدہ محبوب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا حامد اور ستائش کنندہ مانا جاوے۔ اور اگر لاانتہا مخلوق کی حمد اور بے نہایت ستائش کے لحاظ سے آپکا گرامی نام محمد ٹھیرا ہے جب بھی شحنہ ہند کے ایڈیٹر پر آسمانی انگارے پڑتے ہیں اسلئے کہ اسکے نزدیک قطعی حرام ہے کہ مسلمان اپنے رسول اکرم سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش کریں غرض ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام محمد سب سے اول مدافعت کرتا ہے۔ تمام سیاہ دل ابو جہل قبارت مخالفین کے مقابل خدا تعالیٰ کی اس مبارک وحی کی طرف سے جو محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے اور آخری خلیفہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام آج سے ۲۲ سال پہلے ہوئی ہے اے علیم و حکیم خدا تیری غیرت اور تیرے کامل علم کے قربان۔ تیری سنت تیرے سارے برگزیدوں سے ایکہی نہج پر جاری ہے ہم صدق دل سے ایمان لاتے اور یقین رکھتے ہیں کہ جسطرح تونے اس انسان کامل کو جو احمد تہا یعنی تیری حمد ساری مخلوق سے بڑھکر کرنے والا اس مکافات میں یعنی اپنی حمد کیا کرنے کے عوض میں محمد بنایا۔ یعنی تو خود ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے طریق پر اسکا حامد ہوا۔ اسی طرح تونے آج اس احمد (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو محمد ٹھیرایا جبکہ تونے اپنے عرش عظیم سے اسکی حمد کی۔ تیرا یہ کام اور تیری یہ حمد و تحمید مسیح موعود کی نسبت یونہی نہیں۔ تونے دیکھا کہ جسطرح اسکے متبوع و مقتدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے لات منات اور عزیٰ اور تمام آلہۂ باطلہ سے ساری تحت اور حمد چھین کر تجھ اکیلے کو دیدی اور اسکے عوض وہ اس قابل ہو گئے کہ تیری طرف سے انکا نام محمد ہو۔ اسی طرح آج غلام احمد نے وہی عزت اور شوکت اور حمد جو دوسری وضع کافر نعمتوں نے تیری پاک ذات سے چھین کر مسیح اسرائیلی کو دی تھی جبکہ اسے حی قیوم محی شافی علام الغیوب ٹھیرا کر تیرا شریک مقابل بنا دیا اور آسمان پر بٹھا دیا تھا۔ اور رہی سہی تیری عزت دجال کے قبضہ میں کر دی تھی جسے آسمان اور زمین کے امور پر قادر مطلق متصرف مان لیا تھا۔ اور اسی طرح ہزار ہا آلہۂ باطلہ اپنی طرف سے تراش کر تیرے شریک بنائے تھے تیری مقدس و منزہ ذات کیطرف پھر واپس کی۔ اسلئے تونے اپنی کامل حکمت اور کامل علم کی بنا پر اپنے عرش سے اسکی حمد کی اور اسے محمد ٹھیرایا۔ اور خدا کی سنت مستمرہ ہے کہ جو بندہ اسکا حامد ہوتا ہے آخر وہ کریم خدا ان حمدوں کو اوسی کیطرف لوٹا کر اسے بھی محمد و محمود بنا دیتا ہے۔ یا یوں کہو کہ جب ایک بندہ فرش سے اسکی حمد کرتا ہے تو وہ عرش سے اسکی حمد کرتا ہے۔ اے رحمان رحیم مولےٰ تیرا شکر ہے کہ تو ہر موطن میں اپنے برگزیدوں کو اپنے دشمنوں پر فتح دیتا ہے تو ہی ان بے باک گستاخوں کو سمجھا کہ ان شرارتوں اور زبان درازیوں سے باز آجائیں جن کے مرتکب داؤد اور عیسیٰ بن مریم اور خاتم النبیین علیہ الصلوات والسلام کی زبان سے ملعون ٹھیرائے گئے۔ تو انہیں توجہ دلا کہ تیری غضبناک آنکھ کہتی اور تیرے پر ہیبت چہرہ کے تیور پہچان لیں جنہیں تو صفائی سے طاعون اور خشک سالی کے رنگ میں جہان پر ظاہر کر رہا ہے۔

اگرچہ اتنی بڑی عظیم الشان برہان کے بعد کوئی ضرورت باقی نہیں رہی کہ ہم شحنہ ہند کے دعوے کے ابطال میں کوئی اور دلیل لائیں مگر مضمون کی توسیع اور ناظرین کی واقفیت کے بڑھانے کے لئے کسی قدر تحریر کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ زبان عربی میں حمد کا لفظ وسیع طور پر آیا ہے

ومن امثالہم من انفق مالہ علی نفسہ فلا یتحمد بہ الی الناس المعنی انہ لا یحمد علی احسانہ الی نفسہ انما یحمد علی احسانہ الی الناس ویقال احمد الارض صادفہا حمیدۃ - ویقال احمد جزاہ وقضی حقہ واحمدہ استبان انہ مستحق للحمد واحمد الرجل فعل ما یحمد علیہ - وطعام لیس بمحمد ای لا یحمد - وحمدت علی فلان حمدا۔ لسان العرب جلد چہارم

اور سنو مشہور مصری اخبار المنار کا ایڈیٹر حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام کے خطبہ کی نقل کر کے اس کی شرح میں لکھتا اور صحابہ کی حمد و ستائش کرتا ہے وکانوا یوعظون خولا وکتابۃ فیحمدون من یعظہم ویامرہم بالخیر یعنی صحابہ کی یہ عادت تھی کہ لوگ لکھکر بھی اور زبانی بھی انہیں وعظ کرتے اور اسکے عوض حمد کرتے اس شخص کی جو انہیں وعظ کرتا اور خیر کا امر کرتا۔ المنار۔ الجزو ۹ غرہ رمضان سنہ ۱۳۱۹ ہجری (المجلد الرابع)

مجدد السنہ مشرقیہ ایڈیٹر شحنہ ہند اب مہربانی کر کے بولیں کہ انکی خدمت کے لئے اتنا بس ہی یا ہنوز ہل من مزید کہتے ہیں؟

ان لوگوں کی غیرت اور حیا پر رہ رہ کر تعجب آتا ہے کیوں چادر سے بڑھکر پاؤں پھیلاتے اور حد سے نکلتے ہیں لسان کے تذکر و تانیث کے متعلق سب سے پہلے ان مجدد صاحب نے اعتراض کیا اور دلیل ہوئے پھر جب ہی اللہ فی حلل الانبیاء کی وحی

وعید لعنت اللہ علی الکاذبین سے ذرا بھی خوف نہ کہا کر یہ جھوٹ بولا اور اپنی دناءت فطرت کا ثبوت دیا اور اسی پر اکتفا نہ کر کے اپنا قادیان آنا اور گیتی گواہ ہولنکا ساتھ لانا بھی بیان کیا۔ ہم ایسے شریر النفس کا جواب بجز اسکے اور کچھ دینا نہیں چاہتے جو خود خداتعالیٰ نے تجویز فرمایا ہے اور وہ یہ ہے

لعنت اللہ علی الکاذبین

ایسے بیباک۔ **شوخ چشم** کو اپنے جھوٹ کی اس الٰہی پاداش سے حصہ لینے کے لیے تیار رہنا چاہیئے کیونکہ یہ جھوٹ ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے ملائکۃ المقربین ایسے کذب و افترا کے قائلے پر لعنت نہ کریں پس پھر خدا اور ملائکہ کی لعنت سے اسے ضرور حصہ لینا پڑے گا۔

ہمکو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے مخالف ابھی ایسی ذلیل اور قابل شرم حرکتیں کرنے لگے ہیں کہ انکو دیکھ کر ایک معقول پسند شریف انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ راستبازی اور خداترسی سے کوئی حصہ نہیں رکھتے اور معقولیت سے بالکل تہیدست ہیں۔ ختم کرنے سے پہلے ہم اس **مسخ الفطرت مجذوم القلب** ایڈیٹر کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ او ناعاقبت اندیش انسان! تو اپنی ان بے سروپا افترا پردازیوں نے **نور اللہ کو بجھانے** سے رہا۔ مگر دیکھ عرش عظیم پر خدا اور اسکے ملائکہ تیری ان ہفوات کو سنکر باواز بلند کہتے ہیں۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ اور یہ لفظی لعنت نہیں بلکہ اصلی معنے کے رو سے لعنت ہے۔

خداتعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے مقرر کئے ہوئے مسیح موعود کے خدام خاص توجہ کریں

غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ انگریزی میگزین دیویو آف ریلیجنز کا پہلا نمبر جنوری کی ۲۰ تاریخ کو شائع ہو چکا ہے اسمیں گناہ کی حقیقت پر اور اسپر کہ کیونکر گناہ سے حقیقی نجات اسی عالم میں حاصل ہو سکتی ہے جس سے یقین ہو جائے کہ دوسرے عالم میں بھی نجات ملے گی۔ اور اسپر کہ عیسائیوں کے زعم کے موافق مسیح کے خون میں غسل کرنا یا اسکی صلیب و لعونیت پر ایمان لانا گناہوں کے دور ہونے اور نجات سے کوئی مناسبت اور جوڑ نہیں رکھتا بلکہ کفارہ پر ایمان لانا خطرناک گناہوں کے پرزور سیلاب کی روک کے بند کو توڑتا ہے اور اسپر کہ اسوقت سچا نجات دہندہ کون ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے پرزور مضمون نکلا ہے اور آئندہ کسی اشاعت میں انبیاء علیہم السلام کی اور خصوصاً سید الانبیاء و امام المعصومین ورحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰت والسلام کی عصمت پر بڑا مفصل اور پرزور مضمون اسی سلطان القلم جری اللہ علیہ السلام کیطرف سے ہوگا۔ یہ ایک ایسا حربہ ہوگا جو عیسائی نکتہ چینیوں کی مدتوں کی حرف گیری کی عمارت خاک میں ملا دیگا۔ عیسائی مذہب میں چونکہ ذاتی خوبی نہیں اور فی الحقیقت وہ خدا کے عورت کے پیٹ میں در آنے اور پھر پیٹ کے اندر کی غذائے طیب کو کہا کر معمولی بچوں کی طرح پیدا ہونے اور آخر یہودیوں کی سن مانی مراد کو پورا کرکے انکے ہاتھوں سے صلیب پر کھینچے جانے اور یوں توریت کے خوفناک وعید کے موافق ابدی ملعون ہونے کے حقایق اور معارف کیا بیان کریں لہٰذا اس باطل کے پرستاروں نے دوسرے جھوٹے معبودوں کے پجاریوں آریوں وغیرہم کیطرح ایک ہی طریق اختیار کر رکہا ہے اور اسے اپنے جھوٹ اور فریب کے ترویج کا کاری ہتیار سمجھا ہے کہ خدا کی حکیم مجید نور فرقان کتاب پر اعتراض کریں اور خاتم الانبیاء نبی معصوم زندہ جاوید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر عیب لگائیں کہ وہ نعوذ باللہ گنہگار تھے اور شفیع ہونیکے قابل نہ تھے اور پھر یسوع کو اپنے باطل زعم کے موافق بیگناہ ثابت کرکے کفارہ کی راہ نکالیں۔ مدتوں سے ابتک بلاتبدیل اور بلا کسی قسم کی ترقی کے یہی ناپسندیدہ شیوہ ان جعلی سکے چلانے والوں کا چلا آتا ہے اس علمی ترقی کے زمانہ میں عجیب اور سخت قابل افسوس بات ہے کہ ہوتی کریسٹ سے لیکر بشپ تک اسی پامال سڑک پر قدم مار رہے ہیں چنانچہ تھوڑے دن ہوئے لاہور میں پنجاب کے بشپ بہادر نے سادہ مسلمانوں کو راہ حق سے دور پھینکنے کے لئے اس مضمون پر لیکچر دیا۔ اور ان ہی دنوں میں بنگالہ کے محض سادہ اور بےخبر مسلمانوں کے عقاید حقہ کے استیصال کے لئے پادری ماتر و نے اسی مضمون پر انگریزی میں بارہ صفحہ کا رسالہ شایع کیا جسے ایک معزز مسلمان نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیجکر بڑی عاجزی اور الحاح سے درخواست کی کہ حضرت ممدوح اسکا جواب انگریزی میگزین میں شائع کریں اور وہ اسے بنگال بنگالی بولی میں ترجمہ کرا کے اپنے خرچ سے مسلمانوں میں شائع کریگا اور اسنے پردرد لفظوں میں ظاہر کیا کہ اس پادری کے طبع مضمون نے سادہ مسلمانوں کے دلوں میں سخت اضطراب اور غلیان پیدا کیا ہے۔ اسلئے کہ مسلمانان بنگالہ کی صاف اور سیدھی زبان میں ترجمہ کرا کر اسے پھیلایا ہے اور اس معزز مگر دردول سے مستغیث مسلمان نے یہ بھی لکہا کہ بنگالہ کی ایک محترم اور خواندہ جماعت کی امیدیں حضرت ممدوح (ایدہ اللہ) کے قلم کی سیف آبدار کی چمک کی راہ تکتے ہیں جو باطل کے نشان کو ٹکڑے ٹکڑے کرسکتا ہے

غرض حضرت غیرۃ اللہ غلام احمد (علیہ السلام) کی غیرت اپنے متبوع و مقتدا احمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعزتی اور ہتک دیکھ حرکت میں آگئی اور آپ نے یہ نیا مضمون لکھنا شروع کیا ہے اور اسے دس عنوانوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ عنقریب حق اپنی خوشنما چمک دکہائیگا اور باطل اپنی خیرہ چشمی اور دریدہ دہنی پر شرمندہ ہوگا اور ہمیشہ کے لئے اپنے منہ میں پتھر ڈال لے گا۔ اسی قسم کے مضامین جنکی آج دنیا کو سخت ضرورت ہے رفتہ رفتہ اس رسالہ میں شائع ہونگے۔ جیسے دعا کی حقیقت اور اسکے متعلق مفصل بحث اور اثبات نبوت اور حقایق جنت و نار اور ثبوت وحی و مکاشفہ و رویا و ثبوت وجود باری عز اسمہٗ وغیرہا۔ خدا کا شکر ہے کہ پہلے رسالہ کو بہت پسند کیا گیا ہے اور امید ہے کہ اس شیریں آواز پر دور دور سے لبیک ہوگی۔

حضرت امام مطاع علیہ السلام کی مدت سے آرزو تھی کہ ہندیوں ایرانیوں اور عربوں کی دعوت و تبلیغ کے بعد یورپ کو انگریزی کی راہ سے خدا کی آواز پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اب اسکی راہ نکالی ہے اب عیسائیوں پر۔ یورپ کے آزاد منش عیسائیوں پر اسلام کی سچی اور اصلی حقیقت آشکار ہوگی ازبسکہ اس رسالہ کا اجرا اللہ تعالیٰ اور اسکے برگزیدہ رسولوں کی عزت کے قائم کرنے اور ابطال باطل کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی اسوقت ایک ہی راہ ہے اور اسکا قیام ظاہری اسباب پر نظر کرکے قوم کی نصرت و تائید پر موقوف ہے قوی امید ہے کہ خدا اور رسول کے سچے عاشق اور اشاعت حق کے بھوکے پیاسے اسکی خریداری میں شامل ہوکر اور کوشش سے دوسروں کو شامل کرکر اس نظام کے قیام میں نامراد ہوئید ہونگے۔ اولاً ازبس ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے کلی سو آدمی اسکے خریدار ہوں اور یوں اس کی بنیاد محکم چٹان پر قایم ہو جائے گی انگریزی میگزین کی قیمت چھ روپیہ سالانہ ہے۔ اور اردو میگزین کی قیمت جو مارچ سنہ ۱۹۰۲ء سے شایع ہوگا۔ عہ سالانہ ہے۔ تمام درخواستیں مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

عسل مصفیٰ

مؤلفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابو العطاء حضرۃ اقدس مسیح موعود کی دعاوی کے تصدیق میں اور معترضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۲۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے عہ قیمت کو علاوہ محصولڈاک ملتی ہے۔ جلد خرید و۔ خریداری بہت ہے +

شحنہ ہند سے سچا فیصلہ

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء میں بعنوان "خداوند تعالےٰ پر قادیانی کا بہتان" خدا تعالیٰ کی جلالی وحی پر جو اس نے اپنے برگزیدہ مسیح پر نازل کی یحمدک اللّٰہ من عرشہ یحمد اللّٰہ ویمشی الیک اعتراض کیا گیا ہے کہ "قرآن شریف میں حمد کا اطلاق کہیں خداوند تعالیٰ کے سوا دوسرے پر نہیں ہوا" پھر پرلے درجہ کی گستاخی اور بے باکی سے جو استہزا کرنے والے ممسوخ الفطرۃ مکذبوں کا خاصہ ہے لکھا ہے کہ "یہ تو مہمل و لغو اور ناقص حضرت مجذوب کی بڑ اور تعلیم شیطانی معلوم ہوتے ہیں" اور اسکی دلیل یہ دیتا ہے کہ تمام دنیا کو تو خدا تعالےٰ نے یہ سکھایا کہ الحمد للّٰہ رب العالمین اور اس قاعدہ کلیہ کو توڑ کر قادیانی کی حمد کرنے لگے"

اس اعتراض کو لکھنے والا یا اس جہالت کا مرتکب گو اصل میں ا۔ و گجراتی ہے مگر حقیقت میں یہ اعتراض بھی السنہ مشرقیہ کے مجدد صاحب کیطرف سے ہے۔ اسلئے کہ ایڈیٹر کی نقالی طبیعت نے اپنے پرچہ میں اسے جگہ دینی پسند کی اور اسکی حماقت کی وضاحت میں شامل ہونا اختیار کیا۔

اب ہم عرفاً اور عقلاً تو کہتے ہیں کہ اس بارہ میں جو کچھ عرض کریں مجدد السنہ کی خدمت میں عرض کریں

سنیئے مجدد صاحب! یہ تیر اسوقت ہے جس میں آپ کی زبان کی تجدید اور مذہبی واقفیت کا علم لیکر میدان میں لائے ہیں کسقدر ذلت اور فضیحت ہوگی جبکہ اونکے بصیرت والے بھی واضح طور پر دیکھ لینگے کہ ابکی دفعہ بھی آپکی زبان دانی کیسی خاک میں ملائی گئی ہے امید ہے کہ آپ اسکے بعد ہزار لعنت کھینچیں گے اوس جاہل دوست پر جسنے اپنے ناپاک اعمال نامہ کی طرح آپکے منہ پر سیاہی تھوپی سب سے پہلے خدا تعالےٰ کے حول و قوت سے ہم وہ مثال دیتے ہیں جسے سنکر مسلمان تعجب اور حقارت سے دیکھینگے شحنہ ہند کے اڈیٹر کے دعوے تجدید السنہ مشرقیہ کو ـــــ بلکہ یقیناً پکار اٹھینگے کہ اس شخص میں درپردہ الحاد اور زندقہ کی زہریلی رگ ہے جو اسنے دانستہ ایسا دعویٰ کر دیا ہے کہ "حمد کا اطلاق کہیں خداوند تعالیٰ کے سوا دوسرے پر نہیں ہوا" سنو اور خوب سنو کہ ہمارے ہادی کامل خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کا نام مبارک محمدؐ ہے (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) خداوند حکیم علیم قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ **محمد رسول اللّٰہ والذین معہ الآیۃ۔** محمدؐ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اسکے معنے ہیں بہت ہی حمد کیا گیا۔ حد سے زیادہ ستائش کیا گیا۔ اب خواہ حمد کو خدا تعالیٰ کیطرف نسبت کرو کہ وہ پاک ذات رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش تمام مخلوق سے بڑھکر کرتا ہے۔ اور خواہ اسے خلق کیطرف نسبت کرو کہ خلقت نے آپ کی بہت ہی حمد کی اور آپ بلحاظ حمد و ستائش خلق کے محمد ٹھیرے دونوں صورتوں میں بات ایک ہی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ رسول کریم کی حمد کرتا ہے اور اس لحاظ اور معنوں سے آپ محمد ہیں جب بھی ایڈیٹر شحنہ ہند ذلت کے گڑھے میں اوندھا گرتا ہے اس لیے کہ اسکے نزدیک حرام ہے کہ اللّٰہ تعالےٰ کو اپنے برگزیدہ محبوب محمد مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کا حامد و ستائش کنندہ مانا جاوے۔ اور اگر بلا انتہا مخلوق کی حمد اور بے نہایت ستائش کے لحاظ سے آپکا گرامی نام محمد ٹھیرا ہے۔ جب بھی شحنہ ہند کے ایڈیٹر پر آسمانی انگارے پڑتے ہیں اسلئے کہ اسکے نزدیک قطعی حرام ہے کہ مسلمان اپنے رسول اکرم سید الکونین صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش کریں غرض ہمارے نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم کا مبارک نام محمد سب سے اول مدافعت کرتا ہے۔ تمام سیاہ دل ابوجہل فطرت مخالفوں کے مقابل خدا تعالےٰ کی اس مبارک وحی کی طرف سے جو محمدؐ احمدؐ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے اور آخری **خلیفہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود** علیہ السلام آج سے ۲۴ سال پہلے ہوئی۔ اے علیم و علیم خدا تیری غیرت اور تیرے کامل علم کے قربان۔ تیری سنت تیرے سامنے ہرگز بدل نہیں سکتی ایک ہی نہج پر جاری ہے ہم صدق دل سے ایمان لاتے اور یقین رکھتے ہیں کہ جسطرح تو نے اس عظیم الشان کامل کو جو احمد تھا یعنی تیری حمد ساری مخلوق سے بڑھکر کرنے والا اس مکافات میں یعنی اپنی حمد بیان کرنے کے عوض میں محمد بنایا۔ یعنی تو خود ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے طریق پر اسکا حامد ہوا اسی طرح تو نے آج اس احمد (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو ضمیمہ بنا کر تو نے اپنے عرش عظیم سے اسکی حمد کی۔ تیرا یہ کام اور تیری یہ حمد و تحمید مسیح موعود کی نسبت یوں ہی نہیں۔ تو نے دیکھا کہ جسطرح اسکے متبوع و مقتدا محمد مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے لات منات اور عزیٰ اور تمام آلہۂ باطلہ سے ساری عزت اور حمد چھین کر تجھ اکیلے کو دیدی اور اسکے عوض وہ اس قابل ہو گئے کہ تیری طرف سے انکا نام محمد ہو۔ اسی طرح آج **غلام احمد** نے وہی عزت اور شوکت اور حمد جو دوسری دفعہ کافر نعمتوں نے تیری پاک ذات سے چھین کر مسیح اسرائیلی کو دی تھی جبکہ اسے حی قیوم محی شافی علام الغیوب ٹھیرا کر تیرا شریک مقابل بنا دیا اور آسمان پر بٹھا دیا تھا۔ اور رہی سہی تیری عزت دجال کے قبضہ میں کر دی تھی جسے آسمان اور زمین کے امور پر قادر مطلق متصرف مان لیا تھا۔ اور اسی طرح ہزارہا آلہۂ باطلہ اپنی طرف سے تراش کر تیرے شریک بنائے تھے تیری مقدس و منزہ ذات کیطرف پھر واپس کی۔ اسلئے تو نے اپنی کامل حکمت اور کامل علم کی بنا پر اپنے عرش سے اسکی حمد کی اور اسے محمود ٹھیرایا۔ اور خدا کی سنت مستمرہ ہے کہ جو بندہ اسکا حامد ہوتا ہے آخر وہ کریم خدا ان حمد کو اوسی کیطرف لوٹاکر اسے بھی محمد و محمود بنا دیتا ہے۔ یا یوں کہو کہ جب ایک بندہ فرش سے اسکی حمد کرتا ہے تو وہ عرش سے اسکی حمد کرتا ہے۔ اے رحمان رحیم مولے تیرا شکر ہے کہ تو ہر موطن میں اپنے برگزیدوں کو اپنے دشمنوں پر فتح دیتا ہے تو ہی ان بے باک گستاخوں کو سمجھا کہ ان شرارتوں اور زبان درازیوں سے باز آجائیں جن کے مرتکب داؤد اور عیسیٰ بن مریم اور خاتم النبیین علیہم الصلوات والسلام کی زبان سے ملعون ٹھیرائے گئے۔ تو انہیں تو جد لاک تیری غضبناک آنکھ کچھتا اور تیرے ہیبت چہرہ کے تیور پہچان لیں جنہیں تو صفائی سے طاعون اور خشک سالی کے رنگ میں جہان پر ظاہر کر رہا ہے۔

اگرچہ اتنی بڑی عظیم الشان بیان کے بعد کوئی ضرورت باقی نہیں رہی کہ ہم شحنہ ہند کے دعوے کے ابطال میں کوئی اور دلیل لائیں مگر مضمون کی توضیح اور ناظرین کی واقفیت کے بڑھانے کیلئے کسی قدر تحریر کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ زبان عربی میں حمد کا لفظ وسیع طور پر آیا ہے

ومن امثالہم من انفق مالہ علی نفسہ فلا یتحمد بہ الی الناس المعنی انہ لایحمد علی احسانہ الی نفسہ انما یحمد علی احسانہ الی الناس ویقال احمد الارض صادفہا حمیدۃ۔ ویقال احمد جزاہ وقضی حقہ واحمدہ استبان انہ مستحق للحمد واحمد الرجل فعل ما یحمد علیہ۔ وطعام لیس محمد ای لا یحمد۔ وحمدت علی فلان حمدا (لسان العرب جلد چہارم)

اور سنو مشہور مصری مجلہ المنار کا ایڈیٹر حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام کے خطبہ کی نقل کرتے ہوئے اس کی شرح میں لکھتا اور صحابہ کی حمد و ستائش کرتا ہے **وکانوا یوعظون قولاً وکتابۃً فیحمدون من یعظہم ویامرہم بالخیر** یعنی صحابہ کی یہ عادت تھی کہ لوگ لکھکر اور زبانی بھی انہیں وعظ کرتے اور اسکے عوض حمد کرتے اس شخص کی جو انہیں وعظ کرتا اور خیر کا امر کرتا۔ المنار۔ الجزو ۸ غرہ رمضان سنہ ۱۳۱۹ ہجری المجلد الرابع)

مجدد السنہ مشرقیہ **ایڈیٹر شحنہ ہند** اب مہربانی کر کے بولیں کہ انکی خدمت کیلئے اتنا بس ہی یا ہنوز مزید کچھ چاہتے ہیں؟

ان لوگوں کی غیرت اور حیا پر رہ رہ کر تعجب آتا ہے کیوں چادر سے بڑھکر پاؤں پھیلاتے اور حد سے نکلتے ہیں۔ لسان کے تذکر و تانیث کے متعلق سب سے پہلے ان مجدد صاحب نے اعتراض کیا اور ذلیل ہوئے پھر ہی اللّٰہ فی حلل الانبیاء کی وحی میں

لفظا جری پر منہ کہولا۔ اور منہ کی کہائی۔ اب اس نئے اعتراض میں بھی وہی روز بد دیکھنا پڑا۔ اور اسپر دعوے کئے چلے جاتے ہیں کہ ہم السنہ مشرقیہ کے مجدد ہیں کبرت کلمۃ تخرج من افواھہم ان یقولون الا کذبا۔ اگر ذرا بھی فراست ایمانی ان لوگوں میں ہوتی تو وحی یحمدک اللہ ویمشی الیک اور یحمدک اللہ من عرشہ کو پڑھکر ڈر جاتے۔ اور دلوں میں خوب غور کر لیتے کہ ایسا کلام انسانی افترا نہیں ہو سکتا اور ایک مفتری کاذب بے ایمان بے بضاعت کبھی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ دعوی کرے کہ اللہ تعالے مجھے یوں فرماتا ہے کہ اپنے عرش سے تیری حمد کرتا ہوں۔ اور میں تیری حمد کرتا اور تیری طرف چل کر آتا ہوں۔ ایک متعمد مفتری کذاب کی زبان جل جائے جو ایسا کلمہ منہ سے نکالے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دعوے کرتے ہیں کہ میں اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ اس وحی کو میں اسی یقین اور ایمان اور دلائل کے ساتھ اللہ تعالی کا کلام مانتا ہوں جیسے کہ قرآن کریم کی وحی پر یقین اور ایمان رکہتا ہوں کہ وہ منجانب اللہ ہے اور جیسا کہ میں یقین رکہتا ہوں کہ اگر قرآن کی وحی کو منجانب اللہ نہ مانوں تو بے ایمان اور کافر ہو جاؤنگا ویسا ہی کامل یقین رکھتا ہوں کہ اگر اپنی اس وحی اور اسکی مثل کو منجانب اللہ نہ مانوں تو بے ایمان اور کافر ٹھیرونگا۔ اللہ اللہ! کیا ممکن ہے کہ اپنی حالت اور واقعی حالت کی نسبت احساس اور شعور رکھنے والا یوں دعوی کرے کہ فلاں کلام اسپر خدا کیطرف سے اترا ہے حالانکہ وہ اسکا اپنا جوڑا توڑا ہو۔

افسوس بغض اور حسد نے ان لوگوں کے ایمان اور فہم کو تاریک کر دیا ہے اور اب توقع نہیں کہ پہلی تکذیب انہیں راہ پر آنے کا موقعہ دے۔ سب سے پہلے غور کے قابل اور بڑی آسان بات یہ تھی کہ دیکھ لیتے کہ یہ وحی جسپر اعتراض کر رہے ہیں اس براہین احمدیہ کے میں درج ہے جسکا ریویو کئی سال ہوئے مولوی محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کیا تھا۔ اور بڑے زور شور سے ان تمام پاک وحیوں کیطرف سے ان دشمنوں کے منہ بند کئے تھے جو لدھیانہ اور دیگر بلاد سے بلا تصور سمجھے تھیں لکہا اسی ریویو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جناب پاک کا تبرئہ ہر قسم کے جرح اور نوٹ سے کیا تہا۔ مولوی محمد حسین ابتک شحنہ ہند اور اسکے دیگر انکا ممدوح اور مکرم ہے۔ کیسی سیدھی بات تھی کہ مولوی بٹالوی کیطرف رجوع لاتے اور اس وحی الہٰی کی کیفیت ان سے پوچھتے۔ امید قوی تھی اور ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی انکی تسلی اور تسکین کر دیتے اور ناحق ناروا جلد بازی سے یہ برے دن انہیں دیکھنے نہ پڑتے۔ یا یہ کہ یہ ممکن نہیں کہ مولوی صاحب موصوف اپنے مسلم علم و فضل پر یہ دھبہ لگانا گوارا کریں کہ ریویو کے وقت وہ اتنی عربی نہیں جانتے تھے کہ اس وحی (یحمدک اللہ من عرشہ) کی حقیقت سمجھ سکتے اگرچہ مولوی بٹالوی اسوقت سخت انکار پر کہڑے ہیں مگر یہ تو وہ ہرگز نہ مانیں گے کہ ان وحیوں پر نظر کرنے کے وقت اس امر کے منکر تھے کہ عربی میں حمد کا لفظ کسی مخلوق کیطرف بھی منسوب ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ شحنہ ہند ان سے سوال کرے اور انکے جواب کو شایع کر دے۔ اس جاہلانہ اور اس سے بڑھکر اور بہی خدائے علیم کا کلام ہے جو وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا۔ موقعہ ہے کہ کسی قدر یہاں لکھا جائے اسلئے کہ خدا ترس دل ڈر جائیں اور یقین کر لیں کہ بجز صادق منجانب اللہ انسان کے کسی کا دل گردہ نہیں ہوتا کہ ایسا دعوی کرے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو اسپر اترا ہے اور وہ یہ ہے اصحاب الصفہ۔ وما ادراک ما اصحاب الصفہ۔ تری اعینہم تفیض من الدمع ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان و داعیا الی اللہ اس میں دعوے ہے کہ ایک جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور آپ داعی الی اللہ اور سراج منیر ہیں۔ اور۔ یا احمد بارک اللہ فیک۔ الرحمٰن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اس میں کتنا بڑا دعوے ہے کہ خداشناس خدا ترس کی گردن جہک جاتی ہے اس میں اپنے تئیں خدا کا رسول اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے والا کہا ہے۔ یہ وحی بھی براہین احمدیہ میں درج ہے اور مولوی صاحب بٹالوی اسے اسوقت بڑی غور سے خدا کا کلام مان چکے ہوئے ہیں۔ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی اتباع کو خدا کے محبوب بننے کا ذریعہ ٹھیرایا ہے بڑی جلیل الشان وحی ہے اور تحدی کی ہے۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اس میں خداوند کریم اپنے بندے مسیح موعود کو فرماتا ہے کہ ہم تیری حمد کرتے اور تجھپر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور اپنے تئیں نور اللہ کہا ہے۔ اور یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک۔ انک باعیننا۔ یرفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاخرۃ۔ یا احمدی انت مرادی ومعی۔ غرست کرامتک بیدی۔ یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی۔ انی جاعلک للناس اماما۔ انت وجیہ فی حضرتی۔ اخترتک لنفسی۔ الارض والسماء معک کما ھو معی۔ سرک سری۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ سلام علیک جعلت مبارکا۔ وانی فضلتک علی العالمین۔ یا عبد القادر انی معک وانک الیوم لدینا مکین امین۔ ان علیک رحمتی فی الدنیا والدین۔ وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ نفخت فیک من لدنی روح الصدق والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک۔ خلق آدم۔

غرض اس طرح کا عظیم الشان کلام ہے جو سالہا سال سے حضرت مسیح موعود پر اترتا رہا ہے اور انکے چھپنے سے پہلے اسے مان چکے تھے مگر آج شقاوت نے ان لوگوں کو مسیح کی توہین پر آمادہ کیا ہے اور انکی جرأت دلائی ہے اور چاہتے ہیں کہ پہلے مکذبین کی روحوں کو تازہ کریں اور ان سے ایک قدم بھی پیچھے نہ رہ جائیں۔ اور اس استعجال اور سنگباری کی وہی پہل بالکن جو انکی اسلاف نے پایا۔ کاش میاں احمد حسن اڈیٹر شحنہ ہند نیز چند باتوں پر غور کرتے کہ کس کس نے خدا کے مسیح کے مقابل شوخی کی اور کیا مزا چکھا۔ علیگڈہ کے مولوی اسمٰعیل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت خدا سے دعا کر کے فیصلہ چاہا کہ جو دونو میں کاذب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔ اب زمین کی پیٹہ پر پکرا لے کر دہونڈو وہ ناعاقبت اندیش مستعجل کہاں ہے۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری جو اول الکفرین تہا اور دشمنی کی تیز زہر سے اسکی شریانیں بھری ہوئی تہیں یہی فیصلہ خدا تعالے سے مانگا۔ اب تلاش کرو وہ کہاں ہے اگر ان مکذبوں کی موت شحنہ ہند کے نزدیک عبرت انگیز اور تاثیر بخش نہیں تو آسان فیصلہ ہے وہ خدا تعالی کی قسم کہا کر اتنا شایع کر دے کہ وہ ان وحیوں کو جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خداوند ذوالجلال کے منہ کی باتیں کہتے ہیں افترا اور شیطانی کلام اعتقاد کرتا ہے اور دعا کرے کہ ہم دونو میں سے جو کاذب ہے وہ راستباز سے پہلے مر جاوے۔ تب وہ یقیناً دیکھ لیگا۔ وہ غیور خدا جسکا یہ کلام ہے اسکے ساتھ وہی معاملہ کریگا جو وہ خون کے پیاسے اول مکذبوں سے کیا کرتا ہے وہ یقیناً رب العرش کے بطش شدید سے ہرگز مخلصی نہ پاسکیگا۔ یہ کیسی قطعی صاف اور سیدھی راہ فیصلہ کی ہے اگر روح میں طاقت اور اپنے باطل پر پکا اعتقاد ہے تو اس قسم کی اشاعت میں توقف کرنا درست نہ ہوگا۔

یہ امر تو طے ہوا۔ اب رہا آپکے مجدد السنہ مشرقیہ ہونیکا دعوی۔ اسکے فیصلہ کا طریق یہ ہے کہ پنڈت مولوی جنکے اسماء درج کئے جاتے ہیں۔ اپنے اپنے دستخطوں کے ساتھ عہد نامہ شایع کریں کہ وہ آپکو عربی زبان دانی کے لحاظ سے اپنا وکیل اور قائمقام تسلیم کرتے اور آپکی ذلت و عزت کو مقابلہ میں اپنی ذلت و عزت مانتے ہیں پھر ایک مقام تجویز ہو اور اسی شخص کا تجویز کردہ مقام منظور ہو جو فریق ثانی کے ہر قسم کے اخراجات کے بار کا متحمل و متکفل ہو اور اس مقام میں قرآن کریم کے کسی حصہ کی تفسیر ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹھ کر نہایت درجہ

کی فصیح و بلیغ عربی زبان لکھی جاتی ہے بوا پنے جلال اور شوکت سے خارق ٹھیر جائے حق اور باطل میں۔ ہم سواکوی جیکے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اقرار کرتے ہیں کہ ہماری طرف سے ہمارے وکیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہونگے اور انکی فتح و شکست ہماری فتح و شکست ہوگی۔ ہم ان مولویوں پر یہ جبر نہیں کرتے کہ وہ فیصلہ کے بعد خدا کے مسیح کے منقاد ہو جائیں اسلئے کہ انقیاد اور شرح صدر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے اسکا وارث بنادے سارا جھگڑا خدا تعالیٰ کی حکومت پر ہے اور اسکی غیرت کبھی تقاضا نہیں کر سکتی کہ مفتری اور صادق دونوں یکساں اسکی مملکت میں گردن دعوی بلند کریں امید ہے کہ اس طریق سے جلد اور آسان فیصلہ ہو جائیگا۔ علاوہ برآں آپکا بڑا کام اور نام ہو جائیگا۔ اور آپ ان سب مولویوں اور صوفیوں کی طرف سے انکے اس بھاری قرضہ کے ادا کرنے والے ہونگے جو انکے ذمہ ابتک واجب الادا چلا آتا ہے خصوصاً پیر مہر علیشاہ گولڑوی تو آپکے لئے جا کھینچیں گے اور اپنے مریدوں سے ایک بھاری رقم چندہ وصول کرکے آپکو تحفہ دینگے اسلئے کہ اعجاز المسیح کے وجود نے ان کی اور انکے حامیوں کے خصوصاً عصائے موسیٰ مصنف اور اسکے ... کی تو ناک کاٹی ہوئی ہے اور وہ چلا رہے ہیں کہ کوئی ... میدان نکلے جو عربی زباندانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقابلہ کرکے انکی پیٹھ پر سے خاک مذلت کو صاف کرے ان لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ محمد حسین بٹالوی جو اس آدم کا پہلا منکر ہوا اور اسکے جنت سے نکالنے میں جان توڑ کر لڑا وہ بھی ابتک عربی زبان جاننے کا کوئی نمونہ پبلک میں پیش نہ کر سکا۔ ایک شخص محمد حسن ساکن بھیں سنا ہے اعجاز المسیح کے مقابلہ کیلئے اٹھا تھا وہ بھی اچانک عین ۳۲ برس کی عمر میں بہت سی حسرتیں دل میں لیکر اپنے مناسب حال ٹھکانے میں جا پہونچا۔ اس وقت آپ اسمہ مشرقیہ ... تبحر بلکہ تجدید کا ڈنکا بجا رہے ہیں سخت بزدلی اور نامردی ہوگی جو آپ بلا اپنی قوم کے داغ مٹانے کی فکر اور کوشش نہ کی۔ اب ہم ان نامی مولویوں کے نام لکھتے ہیں۔ جو آپکو اپنا وکیل ٹھیرائینگے

(۱) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی (۲) مولوی محمد بشیر صاحب بھوپال (۳) مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (۴) مولوی محمد ابراہیم صاحب آگرہ (۵) مولوی محمد علی صاحب کانپور (۶) مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء۔ دہلی (۷) مولوی نذیر حسین صاحب دہلی (۹) مولوی حمید اللہ صاحب میرٹھ (۱۰) مولوی پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑہ (۱۱) مولوی صفر علی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ (۱۲) مولوی حمید اللہ ٹونکی پروفیسر لاہور (۱۳) قاضی ظفر الدین صاحب پروفیسر لاہور۔ (۱۴) صاحبزادہ خلیل الرحمان سجادہ نشین سرساوہ (۱۵) مولوی عبد الجبار غزنوی امرتسر

یاد رہے کہ دعویٰ اور نرا دعویٰ فضول گوئی اور ... ورآئی سے زیادہ نہیں ہوتا سب سے بڑی اور پختہ دلیل کسی مدعی کے دعویٰ کے اثبات اور تصدیق میں خدا تعالیٰ کی تائید اور آسمانی نصرت ہے اس مقابلہ میں ہمارا اور آپکا مقدمہ آسمان پر دائر ہو جائیگا اور ایک عالم دیکھ لیگا کہ ڈگری کس کے حق میں ہوتی ہے۔

آخر میں ہم اپنی جماعت کے ان بزرگوں کے اسمائے گرامی درج کرتے ہیں جو اس مقابلہ میں حضرت جری اللہ علیہ السلام کو اپنا وکیل تسلیم کرتے ہیں۔

(۱) جناب مولوی حافظ حکیم نور الدین صاحب بھیروی۔ (۲) صاحبزادہ عبد الکریم سیالکوٹی (۳) مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی (۴) مولوی برہان الدین صاحب جہلمی (۵) مولوی فضل الدین صاحب خوشابی (۶) مولوی بشیر محمد صاحب ساکن ہوجن (۷) مولوی شیخ عبد الحی صاحب عرب (۸) مولوی غلام حسن صاحب پشاوری (۹) مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب بھیروی (۱۰) مولوی محمد اکرم صاحب کملانہ ضلع گجرات (۱۱) مولوی محمد افضل صاحب کملانہ ضلع گجرات۔ (۱۲) مولوی جبیب شاہ صاحب خوشابی (۱۳) مولوی حاجی حافظ حکیم فضل الدین صاحب بھیروی (۱۴) مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل جموں۔ (۱۵) مولوی حکیم محمد زمان صاحب مالیر کوٹلہ (۱۶) مولوی غلام حسین صاحب لاہوری (۱۷) مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی (۱۸) مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری (۱۹) مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی (۲۰) مولوی جمال الدین صاحب سیدوالہ (۲۱) مولوی خان ملک صاحب کھیوالی (۲۲) مولوی عبد الرحمان صاحب کھیوالی (۲۳) مولوی فتح محمد صاحب (۲۴) مولوی عبد القادر صاحب لودھانوی (۲۵) مولوی خلیفہ نور الدین صاحب جموں (۲۶) مولوی مرزا خدا بخش صاحب ابو العطا مصنف عسل مصفیٰ (۲۷) مولوی نواب خان صاحب ثاقب رئیس مالیر کوٹلہ (۲۸) مولوی سید سرور شاہ صاحب کشمیری مظفر آبادی (۲۹) مولوی عنایت حسین صاحب مراد آبادی (۳۰) مولوی عرفان صاحب ہزارہ (۳۱) مولوی غلام نبی صاحب دینگران (۳۲) مولوی محمد یعقوب صاحب (۳۳) مولوی محمد یامین صاحب ہزارہ (۳۴) مولوی عبد الستار خان صاحب خوست نوح کابل (۳۵) مولوی میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی (۳۶) مولوی عبد الرحیم صاحب گنگلی (۳۷) مولوی عبد الرحیم ہلسوی (۳۸) حافظ مولوی محمد اللہ خان صاحب ٹانگیری (۳۹) مولوی حافظ محمد حسین صاحب ڈنگوی (۴۰) مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور آسام (۴۱) مولوی محمد حسن صاحب احمد آبادی (۴۲) مولوی صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی (۴۳) مولوی مفتی محمد صادق صاحب بھیروی (فاضل عبرانی) (۴۴) مولوی حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس مولوی فاضل

(۴۵) مولوی عبد الرحیم صاحب قادیانی (۴۶) مولوی قاضی ضیاء الدین صاحب قادیانی (۴۷) مولوی میر ناصر نواب صاحب نبیرہ خواجہ میر درد دہلوی (۴۸) مولوی سید محمد سعید طرابلسی شامی مؤلف ایقاظ الناس (۴۹) مولوی شہاب الدین صاحب خراسانی (۵۰) مولوی محمد اسماعیل صاحب امرتسری (۵۱) مولوی صوفی عبد الرحیم صاحب مالیر کوٹلی (۵۲) مولوی خدا ئےنذر صاحب خوست (خراسان) (۵۳) مولوی محمد یوسف صاحب سنوری (۵۴) مولوی غلام نقشبند کابلی (۵۵) مولوی عبد الستار صاحب قصوری (۵۶) مولوی احمد الدین صاحب چک باسیریان (۵۷) مولوی نبی عدن (۵۸) مولوی غلام علی صاحب رہتاسی (۵۹) مولوی یار محمد صاحب لاہوری (۶۰) مولوی نظام الدین صاحب رنگ پوری (۶۱) مولوی صاحبزادہ افتخار احمد صاحب خلف مولوی احمد جان صاحب لودھانوی (۶۲) مولوی عبد اللہ صاحب کہرل وال (۶۳) مولوی ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب پٹیالہ (۶۴) مولوی فضل الدین صاحب کہاریاں (۶۵) مولوی حافظ احمد دین ڈنگوی (۶۶) مولوی کرم الدین صاحب پالویانوالہ گجرات (۶۷) مولوی قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹی (۶۸) مولوی سلطان حامد صاحب پنڈ ملی بخش (۶۹) مولوی گلاب الدین رہتاسی (۷۰) مولوی جمال الدین سیکھوانی (۷۱) مولوی حکیم نور محمد صاحب موکل (۷۲) مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ ایل ایل بی وکیل (۷۳) خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی وکیل (۷۴) خواجہ جمال الدین صاحب بی اے جموں۔ (۷۵) مولوی شیر علی صاحب بی اے قادیان (۷۶) راجہ غضنفر محمد خان بی۔اے۔ جموں (۷۷) چوہدری غلام احمد بی۔اے۔ گلگت (۷۸) بابو غلام محمد صاحب بی۔اے۔ سیالکوٹ (۷۹) چوہدری محمد اسماعیل بی اے ضلع سیالکوٹ (۸۰) مولوی خدا بخش بی اے ڈیرہ غازیخان (۸۱) مرزا فضل بیگ صاحب عدالت قصور (۸۲) سیٹھ عبد الرحمن حاجی اللہ رکھا ساکن بمبئی مدراس (۸۳) شیخ رحمت اللہ مالک بمبئی ہوس لاہور (۸۴) خلیفہ رجب دین تاجر لاہور (۸۵) قاضی خواجہ علی ٹھیکہ دار لودھانہ (۸۶) میاں نبی بخش تاجر امرتسر (۸۷) سیٹھ اسماعیل آدم بمبئی (۸۸) شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان (۸۹) مولوی صادق علی ایڈیٹر رفاہ و بنیم (۹۰) شیخ احمد حسین رفاہ عام پریس لاہور (۹۱) نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم (۹۲) سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس (۹۳) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس (۹۴) شیخ غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس (۹۵) شیخ محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس (۹۶) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ بی۔اے۔ ایل ایم ایس

مسئلہ جہاد پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ جلد ۶

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) عبرانیون کو بت پرستی سے نہایت تاکید کے ساتھ منع کرتے تھے اور دنیا کی دیگر اقوام سے اپنی امت کو الگ تھلگ رکھنا چاہتے تھے اور تاریخ سے بھی یہی ثابت ہوتی ہے کہ انہون نے اس مطلب کے حاصل کرنے مین غایت درجہ کی کوشش کی یہی سبب ہے کہ یہودیوں کی قوم آج تک دنیا کی دیگر قومون سے بالکل الگ تھلگ ہے، اگر یہ بات محض غلط ہے کہ شریعت موسوی نے بت پرستون کے مال لوٹنے کو جائز رکھا ہے تاہم اس مین تو ذرا بھی شبہ نہین ہے کہ غیر قومون کے جو لوگ فلسطین مین آ رہتے تھے وہ تمدنی اور ملکی حقوق سے محروم کر دئے گئے تھے اور عبرانیون کے نزدیک نہ وہ مدعی ہونیکی قابلیت رکھتے تھے۔ نہ مدعا علیہ ہونیکی۔ اس شریعت کا یہ حکم تھا اگر کوئی یہودی غیر قوم کے کسی آدمی کو قرض دے تو اس سے معقول رقم سود کی ٹھہرا لے مگر جب غیر قوم کا کوئی آدمی کسی یہودی کو قرض دے تو اس کو سود لینے کا کوئی حق نہیں ہے +

مذکورہ بالا بیان سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ عبرانیون کی شریعت مین غیر قومون کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ کرنے کا حکم نہین ہے بلکہ برخلاف اسکے ایسے احکام شد و مد کے ساتھ بیان کئے گئے ہین جن سے تعصب اور جنبہ داری کی بو آتی ہے۔ اس شریعت نے غیر قوم کے آدمیون کو صرف وہی قدرتی حقوق عطا کئے ہین جو ہر انسان کو انسان ہونے کے لحاظ سے حاصل ہین +

میدیا اور قدیم فارس کے باشندون کے قوانین بیان کرنیکی اس موقع پر بالکل حاجت نہین ہے کیونکہ خود کتاب اوستا مین ایسے قوانین منفصل بیان نہین ہوئے ہین جس سے غیر قومون کے ساتھ وہ کوئی تعلق قائم کر سکتے۔ اگرچہ ان قوانین کی رو سے انسانون کے مختلف درجے اور مرتبے قرار دئے گئے ہین مگر درحقیقت وہ سب بکریون کے ایک گلہ کی مانند ہین جن مین چرواہے کو اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنیکا پورا اختیار ہے اس کے علاوہ انسانیت اور اخلاق کا ان قوانین مین مطلق لحاظ نہیں کیا گیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک لڑکی اور اس کے باپ مین اور بھائی اور اس کی بہن مین زناشوئی کا تعلق ہو سکتا ہے غیر قومون اور غیر مذہب والون کو رائے اور مذہب کی آزادی مطلق نہیں دی گئی ہے اور ایسے فیاضانہ طریقون کا ان قوانین مین نام و نشان بھی نہین ہے۔

جن لوگون نے قدیم مصر کے قوانین کا مطالعہ کیا ہے ان کو یہ بات صاف طور پر معلوم ہو گئی ہے کہ عبرانیون کی نسبت ان کا سلوک غیر قومون کے ساتھ زیادہ سخت تھا کیونکہ مصریون کے قوانین کے مطابق کاہنون اور تلوار باندھنے والون کے سوا کسی کو بھی ملکی حقوق نہین دیئے گئے۔ صنعت و حرفت یا زراعت کا پیشہ کرنیوالے ملکی حقوق کے علاوہ تمدنی حقوق سے بھی محروم کیے گئے ہین یہان تک کہ وہ اپنی حاصل کی ہوئی جائداد پر بھی مالکانہ طور پر قبضہ نہین کر سکتے تھے جب مصریون کے قانون مین خود مصریون کے ساتھ کوئی نہیں کی گئی ہے تو غیر قوم کے آدمی ان سے رعایت اور مروت کی کیا توقع رکھ سکتے تھے۔ اجنبی ملکون کے باشندون سے مصریون کو یہان تک نفرت تھی کہ بہت قدیم بادشاہون کے زمانہ مین کسی شخص کو مصر مین آنیکی اجازت نہیں تھی اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ مصر کی پاک زمین اجنبی لوگون کے قدمون کے چھونے سے ناپاک ہوتی ہے اس حکم سے مقصد یہ تھا کہ نہ مصر کا کوئی باشندہ مصر سے باہر جا سکے نہ کوئی غیر ملک کا باشندہ مصر مین قدم رکھ سکے نامور مورخ ھیرو ڈوٹس نے لکھا ہے کہ مصر مین اجنبی ملکون کے باشندون کو داخل ہونیکی بالکل ممانعت کی اب تھوڑے ہی دنون سے ان کو اس ملک مین آنیکی اجازت دی گئی ہے یہ مورخ پانچوین صدی قبل مسیح مین موجود تھا۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہین کہ مصر مین غیر ملکون کے باشندون کو داخل ہونیکی اجازت تقریباً (۲۴۰۰) سال سے دی گئی ہے۔ اس مورخ نے آخر مین یہ بھی لکھا ہے کہ مین نے جو بیان کیا ہے کہ اجنبی لوگون کو مصر مین داخل ہونیکی اجازت دی گئی ہے اس سے یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ اس ملک مین جہان چاہین جا سکتے ہین اور جہان چاہین ٹھہر سکتے ہین۔ حاشا و کلا ایسا ہرگز نہیں ہے تمام ملک مصر مین صرف ایک شہر نو قراطیس ہے جہان غیر ملکون کے باشندون کو داخل ہونیکی اجازت ہے اور پس اس کے علاوہ کسی مصری کو اس بات کی بھی اجازت نہ تھی کہ وہ کسی یونانی یا عبرانی کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھائے۔ کیونکہ یہ بات ان کے نزدیک نہایت ننگ و عار تھی مذکورہ بالا بیانات سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو گئی ہوگی کہ غیر فیاضانہ برتاؤ کرنا مصریون کے تمدنی قانون کا ایک ضروری عنصر تھا اور یہ برتاؤ اجنبیون ہی کے ساتھ محدود نہ تھا بلکہ اہل شمشیر و اہل مذہب کے سوا باقی تمام مصری بھی اسی قانون کی ذیل مین داخل تھے +

ہندوستان مین غیر قومون کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا تھا اس سے زیادہ بدتر کوئی برتاؤ نہیں ہو سکتا اور اجنبی لوگون پر اس ملک مین جو ظلم و ستم کیا جاتا تھا اس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ مین بالکل طاقت نہین ہے چنانچہ شودر جو درحقیقت اسی ملک کے اصلی باشندے تھے مگر آریا نسل سے نہ تھے انکو آریا ایک ایسی ناپاک مخلوق تصور کرتے تھے کہ جسکو دنیا مین زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا ان کو ملکی اور تمدنی حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا اور ان کو وہ اسی طرح نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے جسطرح مڈل ایجز (قرون متوسطہ) میں ان لوگون کو دیکھا جاتا تھا جو برص یا جذام مین مبتلا ہوتے تھے موسیو ازلباش نے لکھا ہے کہ بودھ مذہب نے شودرون کے دل مین یہ عقیدہ پیدا کر دیا تھا کہ دنیا مین ان سے بھی کمتر اور ادنیٰ درجہ کے لوگ موجود ہین اور اس سے غیر ملک کے باشندے مراد لئے گئے تھے اس تعلیم سے غرض یہ تھی کہ شودر اپنی حالت پر قانع رہین مذکورہ بالا بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوستان والون کے مذہب مین فیاضانہ طریقے نام و نشان کو نہ تھے بلکہ وہ غیر قومون کے ساتھ جو برتاؤ کرتے تھے وہ نہایت بیہودہ اور قابل نفرت تھا۔

یونانیون نے اجنبی ملکون کے باشندون کے ساتھ تعصب کا دو طریقے سے ثبوت دیا ایک تو وہ طریقہ تھا جو اسپارٹا کے مقنن لیکورجس نے وضع کیا تھا جو ایتھنز کے مقنن سولن نے قرار دیا تھا مصر کی طرح سپارٹا مین بھی اجنبی لوگون کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا خود سپارٹا کے باشندون کو اسپارٹا کے سواحل پر بھی قیام کرنیکی اجازت بنہایت مشکلون سے دیجاتی تھی اور وہ بھی کبھی کبھی جب اجنبی شخص کو کسی ساحل پر ٹھہرنے کی اجازت دی جاتی تھی وہ ہمیشہ اس خطرہ مین رہتا تھا کہ اسپارٹا والے جب چاہین ان کو نکال سکتے ہین اسپارٹا کے باشندون کو جو ملکی اور تمدنی حقوق حاصل تھے وہ اجنبی لوگون کو ہرگز نہیں دئے جاتے تھے کسی اجنبی کو یہ حق حاصل نہیں تھا +

(باقی آئندہ)

ازرفتگان

(نمبر ۳)

تیسرا نشان مہر علیشاہ گولڑوی کی دعوت تفسیر نویسی میں ناکام و نامراد رہنے سے حضرت حجۃ اللہ علی الارض کے وہ نشان پورے ہوئے جنکا ذکر ہم پہلی نمبر میں کر آئے ہیں۔ مگر مہر علیشاہ کی نامردی نے ایک اور نشان بھی پورا کیا جو **ایک عزت کا خطاب** ہے چنانچہ **اعجاز المسیح** کے نکلنے پر آپ کا صدق آفتاب کیطرح چمک اٹھا اور یوں یہ الہام پورا ہُوا۔

چوتھا نشان اسی نشان کے ضمن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ جو درمنثور۔ تفسیر ابن کثیر۔ اور فتح الباری وغیرہ کتابوں میں لکھی ہے **تجمع لہ الصلوٰۃ** یعنی مسیح موعود کے لئے نماز جمع کیجاویگی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود کو بیماری اور تفسیر نویسی میں مصروفیت کیوجہ سے ان نمازوں کو جو جمع ہو سکتی ہیں جمع کرنا پڑا اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہو کر مخالفوں پر حجت ٹھیری۔

پانچواں نشان **انی مہین من اراد اہانتک** کا نشان ہمیشہ ہی شان اور نئے رنگ میں پورا ہوتا رہتا ہے اس سال شحنہ ہند کے حصہ میں آیا چنانچہ ۹ فروری ۱۹۰۱ء کے شحنہ میں حضرت اقدس حجۃ اللہ کے اس شعر

چون زمن آید ثنا سرور عالی نبار

پر ناداں وکاذب مدعی مجدد السنہ نے اعتراض کیا کہ **ثنا** کا لفظ بجز اللہ تعالےٰ کے اور کسی کے لئے نہیں آتا۔ اور اس اعتراض کے ذریعہ اس کی مجددیت کی پردہ دری ہوگئی۔ کہ اس نے **کریما** تک بھی نہیں پڑھی ورنہ

زبان تا بود در دہان جایگیر + ثنائے محمد بود دل پذیر

اسے ضرور یاد ہوتا۔ اس طرح پر اس کی مجددی شاعری اور فارسی دانی ساری کرکری ہو کر الہام **انی مہین من اراد اہانتک** پورا ہوگیا۔

چھٹا نشان چھٹا نشان **خراب المجالس** کا ہے۔ یعنی ہمارے مخالفوں نے جو دیوار چھوٹی مسجد کو جانے والے راستہ میں بنا دی تھی اور ایک سال سے زیادہ عرصہ سے اس کا مقدمہ دائر تھا۔ آخر وہ ہی رفتار دھطر زپر چلتے چلتے جیسا کہ قبل از وقت خدا تعالےٰ کی وحی ہو چکی تھی۔ ۲۰ اگست ۱۹۰۱ء کو خود ان لوگوں ہی کو گرانی پڑی جنہوں نے کھڑی کی تھی۔ اس کے لئے مفصل دیکھو الحکم مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۱ء۔

ساتواں نشان شحنہ ہند کی دوسری ذلت جو اس نے ۱۶ مارچ ۱۹۰۱ء کے ضمیمہ میں **لسان** کے مونث ہونے پر اعتراض کیا اور اسے دکھا دیا گیا کہ لغت عرب میں **لسان** کے مونث ہونے کی سند موجود ہے۔ اس طرح اس کی مجددیت کی پردہ دری کی گئی جو مفصل الحکم نمبر ۱۱ میں درج ہے یہ بھی ایک نشان تھا جو **انی مہین من اراد اہانتک** کے رنگ میں پورا ہُوا

آٹھواں اور نواں نشان حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کا **احیا**۔ صاحبزادہ صاحب سخت بیمار ہوگئے تھے اور غش پر غش آجانے سے بہت ہی کمزور ہوگئے یہانتک کہ ایکمرتبہ زندگی کا کوئی نشان موجود نہ تھا **انا للہ و انا الیہ راجعون** پڑھ دیا گیا۔ لیکن آخر حضرت امام موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے یہ مردہ **زندہ ہوگیا** اور ایسا ہی قاضی یوسف علی نعمانی اپنی مرض الموت سے ایسے وقت میں جبکہ ان کی زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی حضرت اقدس کی دعا سے بچ گئے۔ اور بہت سے نشان آپ کی تائید میں ظاہر ہوئے جو مختلف اوقات میں الحکم میں شایع ہوتے رہے یہاں ہم مفصل بحث نہیں کر سکتے۔

تصنیفات و تالیفات

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کی پہلی تصنیف اسی سال میں **اعجاز المسیح** شایع ہوئی۔ اور تحفہ **گولڑویہ۔ تریاق القلوب۔ لجنۃ النور خطبہ الہامیۃ** سال کے آخیر حصہ تک برابر چھپتی رہے اور بہت جلد یہ کتابیں قریباً سب کی سب شایع ہونے والی ہیں۔

اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوسرے اہل قلم کی طرف سے بھی کئی کتابیں شایع ہوئیں۔ چنانچہ پیر مہر شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایۃ کا جواب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی طرف سے بنام شمس **بازغہ** شایع ہوا جسکا جواب آجتک نہیں ہو سکا۔

اور جناب مرزا خدابخش صاحب ابوالعطا کی طرف سے ایک ضخیم کتاب آٹھ سو سے زاید صفحوں کی بنام **عسل مصفےٰ** شایع ہوئی۔

قرآن کریم کی خدمت کے لئے ایڈیٹر الحکم نے تفسیر القرآن کا پہلا پارہ شایع کیا حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے دو خط اور رسالہ مسلمانوں کا خدا اور اس کے **حضور** دعا اور آسمانی فیصلہ دوبارہ طبع ہو کر شایع ہوئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف سے ایک جدید اور عجیب قاعدہ **یسرنا القرآن** نام طیار کیا گیا۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت نے قرآن شریف کا ترجمہ لکھنا شروع کیا اور عربی تفسیر بھی

مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے الٰہی بخش اینڈ کو کی کتاب **عصاء موسےٰ** کا جواب بنام آیات الرحمٰن لکھنا شروع کیا۔

غرض یہ صیغہ اپنے رنگ میں پچھلے تمام سالوں سے بڑھا ہوا ہے

اللّٰھم زد فزد

اشتہارات

اس سال میں بھی بفضلہ تعالےٰ یہ صیغہ خوب ترقی پر رہا۔ چنانچہ اس سال میں قریباً دس ہزار کے مختلف اشتہارات سلسلہ عالیہ کی تبلیغ اور تائید کے لئے اللہ تعالےٰ کی نصرتوں اور خدا نماؤں کے اظہار کی خاطر شایع کئے گئے۔

خطوط

خط وکتابت کا سلسلہ بہت بڑا سلسلہ ہے اور اس سے بہت لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ سلسلہ **دو حصوں** میں منقسم ہے ایک تو وہ خطوط ہیں جو براہ راست حضرت حجۃ اللہ یا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام آتے ہیں۔ اور دوسرے وہ خطوط ہیں جو حضرت حکیم الامتہ مولانا مولوی نورالدین صاحب یا دوسرے لوگوں کے نام آتے ہیں۔ ان خطوط سے ہماری مراد وہ خطوط ہیں جو حضرت اقدس کے متعلق آتے ہیں حضرت اقدس کے خطوط کا جواب خدا تعالےٰ کی خاص تائید سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب برابر دیتے ہیں۔

وہ خطوط جو باہر سے حضرت اقدس اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام سے آئے ان کی روزانہ اوسط تیس ۳۰ تک ہے اس اندازہ سے سال تمام میں قریباً **بارہ ہزار** خطوط آئے۔

اور ان خطوط کی اوسط روزانہ جو حضرت مولوی نورالدین

صاحب یا دوسرے لوگوں کے نام بغرض استفسار حالات حضرت اقدس آئے ۱۵ ہے یا سالانہ ۵۴۷۵ گویا ساڑھے پانچہزار کل تعداد قریباً اٹھارہ ہزار۔ اور اسیقدر خطوط لکھے گئے ہین۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کسقدر لوگوں مین بذریعہ خطوط اس پاک سلسلہ کی تبلیغ پہونچی ہے۔

مہمانوں کی آمدورفت

یہ سلسلہ بھی اس سال ترقی پر رہا۔ روزانہ اوسط حضرت اقدس کے دسترخوان پر کھانے والون کی اسی ۸۰ کے قریب رہی ہے اس لحاظ سے سال بہرمین آنے والون کی تعداد مجموعی کسی صورت مین بیس ہزار سے کم نہیں ہے۔ (باقی آئندہ)

بدگہر از خطا خطا نکند

پیسہ اخبار کی یہ شرمناک پولیسی کہ وہ خواہ نخواہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی مخالفت کرتا ہے۔ حقیقت مین

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

کی مصداق ہے۔ چنانچہ اس کا تازہ ثبوت اس کی ۸ فروری سنہ رواں کا پیسہ اخبار ہے جس مین اس نے صفحہ ۴ پر کسی **فضل حق** کا ایک اشتہار غالباً بدون اجرت شایع کیا ہے۔ ہم کو اس پر کوئی اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس نے یہ اعلان کیون شایع کیا؟ مگر ہان ہم یہ ضرور کہتے ہین کہ اس اشتہار کا **عنوان** جو پیسہ اخبار نے **ہر فرعونے راموسے** تجویز کیا ہے یہ ضرور اس کے خبث باطن کی دلیل ہے اور اس **ملایانہ** عناد اور ضد کو ظاہر کرتا ہے۔ جو اسے حضرت مسیح موعود سے ہے گویا **پیسہ اخبار** کا مسلمان ایڈیٹر اس عنوان مین **فضل حق** کو موسیٰ قرار دیتا ہے حالانکہ نہ فضل حق کا یہ دعوے ہے اور نہ اس کی موسویت کا ثبوت کوئی ثبوت پیسہ اخبار کے پاس ہے پہر **مسلمان** کہلا کر ایسی بیہودہ حرکت کرنا عز اللغو معرضون کی شان سے دور ہونا نہیں تو کیا ہے؟

پیسہ اخبار جو اپنی گذشتہ اشاعت مین عیسائیوں کے لاہوری ماہواری رسالہ پر اعلےٰ درجہ کا تعریفی ریمارک کرتا ہے اور یون اپنی اسلامی غیرت کا ثبوت دیتا ہے **اسلام** سے جسقدر واقف ہے ہمین اس کا خوب علم ہے۔ اور ہم دعوے سے کہہ سکتے ہین کہ حضرت مسیح موعود کی تصنیفات اس نے نہیں پڑہی ہین۔ پھر یہ کیسی بے حیائی ہے کہ دریدہ دہن ہوکر وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر لکھنے کے لئے قلم اٹھاتا ہے۔ بحالیکہ وہ مسلمان کہلاتا ہے اور قرآن شریف اسے ہدایت کرتا ہے۔ **لا تقف ما لیس لک بہ علم۔**

پھر خداتعالے کے ایک مامور و مرسل کو **فرعون** کہنے کی جرأت کرنا ایک **مسلمان** خداترس مسلمان عاقبت اندیش مسلمان کی شان سے ضرور بعید ہے گو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے نزدیک ایک معمولی بات ہو۔

ہمین زیادہ تر افسوس اس بات پر ہے کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر جو ہندوؤن سے ربط ضبط بڑہانے کے لئے کانگرس کی تائید بھی ضرورتاً کردیا کرتا ہے) اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے بھی اس الزام کو دور نہیں کرسکتا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف مضامین شایع کرنے کی تو دلیری کرتا ہے۔ لیکن جب اسکی تردید اس کے پاس بہیجی جاوے تو وہ اسے ہرگز نہین چھاپتا اور ہمین بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے خود ہم نے اور ہمارے احباب نے پیسہ اخبار کی اس قسم کی بیہودہ گوئیون پر اسے بیدار کرنے والے مضامین لکھے ہین جو اس نے شایع نہیں کئے اور مجبوراً دوسرے اخبارات مین انجمن شایع کرانا پڑا ہے حالانکہ ایک آزاد اخبار نویس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ کبھی بھی اپنی رائے کی پاسداری کی پروانہ کرے۔

جب کہ اس کی کمزوری اور بیہودگی دلایل اور واقعات کے رد سے ثابت کردیجاوے۔ ہم دیکھینگے کہ پیسہ اخبار آیندہ کے لئے اس اصول کی کہانتک پیروا کرتا ہے سردست ہم اسے اسلامی ہمدردی کے رد سے سمجھاتے ہین کہ وہ اپنے اس طرز کو بدل دے اور خداتعالے سے ڈر کر قلم اٹھایا کرے۔ جب تک وہ حضرت مسیح موعود کی ساری تحریرون کو نہ پڑہ لے۔ ان پر نکتہ چینی کرنے کا اسے کوئی حق شرعاً عرفاً۔ اخلاقاً حاصل نہیں ہے۔ اور یا تو وہ اس قسم کے مضامین جو محض دل آزاری کے لئے غلط بیانیون کے سلسلہ مین شایع کئے جاتے ہین شایع نہ کیا کرے اور یا وہ تحریرین بھی ضروری شایع کرے جو ان کی تردید مین اس کو بہیجی جاوین۔

فی الحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہین اور محض خیرخواہی کی بنا پر اسے یہ رائے دیتے ہین ورنہ پیسہ اخبار کو یاد رہے کہ اس کی اس فرعونیت اور تشیخ کو توڑنے کے لئے ہم بفضلہ تعالےٰ ہر **ہر فرعونے راموسے** کی مثال عملی رنگ مین اسے سمجہا دین گے۔

نصیحتے کنمت و بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

رویائے صحیحہ

۱۴ جنوری کی شب کو سونے سے پہلے دعا کے لئے کچھ ایسے اسباب پیدا ہوگئے (جن مین سے ایک لاہور مین طاعون کا آجانا بھی تھا) جن کی وجہ سے خداتعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے توفیق بخشی کہ مین حضور قلب سے اپنے مولا سے دعا مانگون۔ نماز عشاء کے بعد جناب باری مین دعائیں مانگتا ہوا سوگیا۔ دیکھتا ہون کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دولت خانہ کی لپائی کا ارادہ فرمایا ہے اور راج مزدور لپائی کے کام مین مصروف ہین۔ مین بھی ثواب اور شوق کی وجہ سے بجائے ایک مزدور کے ایک کوچی سے دیوارون پر لپائی کرنے لگا مین جب لپائی دیوار پر کرچکا اور غالباً لپائی کا سب کام ہوچکا تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ حضور کا ارادہ اس کام کے عوض مین کچھ بخشش کرنیکا ہے۔ معاً حضور قرآن شریف اٹھا لائے اور سورہ **یٰسٓ** کا تیسرا رکوع یعنی **وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ اَحْیَیْنٰھَا وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ الخ** نکالا مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ حضور نے اس رکوع مبارک کی کونسی دو آیتون کا ترجمہ فرمایا۔ غرض وہ وقت میرے لئے ایک نہایت بیش قیمت اور نوری وقت تہا جبکہ مین حضور کی زبان مبارک سے ترجمہ سنتا تھا۔ کیونکہ وہ ویسا ترجمہ نہ تھا جو عام لوگ کیا کرتے ہین۔ مین اسی حالت مین یہ بھی جانتا تھا کہ یہ قرآن شریف کے ظاہری معنی نہیں بلکہ باطنی

یعنی روحانی اور خاص معنی ہین۔ جنکا علم حضور ہی کو دیا گیا ہے۔

قبل ترجمہ کے مین یہ بھی بھائیون کو بتانا چاہتا ہون کہ لاہور مین دو روز سے اکثر اوقات ابر رہتا ہے اور بارش کی امید رہتی ہے میرے خواب کی حالت مین بھی ویسا ہی ابر موجود تھا حضور نے آیت شریف پڑھی اور پھر ابر کو دیکھا۔ فرمایا بارش ہوگی اور پھر آیت پر غور کیا۔ پھر فرمایا۔ ہان ۳ روزہ ہوگی پھر دوسری آیت پڑھی پھر فرمایا۔ دیکھو۔ روزے رکھنا ہر تاکید آ فرمایا کہ روزے ضرور رکھنا اگر نہ رکھو گے تو نقصان کرو گے مین نے سمجھا کہ یہ طاعون کے متعلق حضور نے علاج فرمایا ہے۔

بس اس کے بعد حضرت تشریف لے گئے اور خواب کا سلسلہ ختم ہوا اور مین اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ صبح کی نماز کا وقت تھا۔ پس میرا منشا الحکم مین اس کی شاعت کا صرف یہی ہے کہ سب بھائیون کو اس حکم کی اطلاع ہوجاوے۔ اگرچہ میرے خواب کی بنا پر کسی دوسرے شخص پر اس حکم کی پابندی لازم نہ ہوسکتی ہو لیکن مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ ہم سب مشرفان بیعت چونکہ ایک ہی دیوار کی اینٹین ہین۔ اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ جو بات کسی ایک بھائی کو ملے وہ حتی المقدور سب کو کم سے کم اس کی اطلاع ضرور کر دے۔

روزہ ایک ایسی مقبول اور خدا کی جناب مین ایک بھاری عبادت ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنی پوری لوازمات کے ساتھ ہو۔ یعنی ہر ایک قسم کی بدی آنکھ کی۔ کان کی۔ زبان کی۔ ہاتھ کی۔ غرض جسم کے تمام اعضا جو کسی بدی کے مرتکب ہوسکتی ہین سب سے بچکر روزہ ہو۔ تو پھر اس کی برکات اور بے حد انعامات و ثمرات کے ملنے مین ایک رائی برابر بھی شک نہین۔

بس میری ناقص راے مین ہر ایک بھائی کو خصوصاً ایسی جگہون مین جہان طاعون موجود ہو (۳) روزے ضرور رکھنے چاہیئن۔ اور پھر خصوصیت کے ساتھ جب بارش ہو تو ضرور ہی رکھین کیونکہ اس حکم کی منشا یہی معلوم ہوتی ہے۔

عام طور پر جسم کو سردی سے خوب بچائین تر جگہ پر بود و باش نہ رکھین۔ مکانون کو صاف ستھرا رکھین چونہ۔ قلعی۔ مٹی وغیرہ سے مکانون کو لپائی کرائین حسب استطاعت۔ لوبان۔ عود۔ اگر کی بتیان مکانون مین ایک وقت سلگا لیا کرین۔ غذا نرم اور زود ہضم کھائین۔ سب سے بڑھکر یہ کہ رات دن دعاؤن مین مصروف رہین۔ اور مجھ نابکار کو بھی دعاؤن مین شامل رکھین۔ والسلام

عاجز محمد حسین قریشی۔ رفیق الصحت لاہور
حویلی کابلی مل۔ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

مخمس از محمد نواب صاحب ثاقب احمدی مالیرکوٹلو جو دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی آخر تاریخ کو ایک بڑی جماعت مین پڑھی

مدرسہ تعلیم الاسلام کے طالبعلمین

برادران! ہمت بلند دے خدا تمہین
وفاق و اتفاق دے محبت و صفا تمہین
صراط مستقیم کیطرف ہو رہنما تمہین
ملے خدا سے نور عقل و حکمت و ذکا تمہین
بنائے کشتی سلامتی کا ناخدا تمہین

نہ محنتون سے جی چراؤ اور نہ کام سے تھکو
بڑے ہی چست و چالاک ہو کے زندگی بسر کرو
جو ابتیون کے ولولون سے کوئی نیک کام لو
دکھاؤ پھر جہان جہان مین جس سے نیک نام ہو
ملیگا اس طرح خدا سے عزت و علا تمہین

برائیون کی محفلون سے تم الگ تھلے رہو
بھلائیون کی دوڑ مین ہر ایک سے بڑھے رہو
وہ طاقتین ہون تم مین جس سے علم پر پلے رہو
وہ قوتین ہون دل مین جس سے کام پر جمے رہو
نہ ڈر کھڑائے راہ حق مین وہم اور خطا تمہین

بری نگاہ سے نہ تکنکی لگاؤ بور بور
ہر ایک لحظہ اس خدائے پاک کا ہو دل مین ڈر
بیان ہو آبدار اور دہن مین ہون بھرے گہر
نہ آنے پائے اک بھی لفظ بد زبان زبان پر
کہو کسی کو اور کبھی نہ کوئی ناسزا تمہین

بڑون کا صد ہزار جان و دل سے تم کرو ادب
اڑی ہوئی مین اون کے اچھے مشورے کرو طلب
فرو کرو بھڑک اوٹھے جو اُن کی آتش غضب
جو روٹھ جائین وہ منا کے لاؤ انکو سب کے سب
کہ پُر ثمر کریگی اونکی پُر اثر دعا تمہین

خدا بے انکے سانیے جنہین جبرا در نبات ہی
شکوک و وہم سے بری ہو ہر ایک ان کی بات ہے
بے آئے روز عید اونہین تو رات شب برات ہے
بیان مین لطف انکی بات بات مین نبات ہے
ٹپک پڑیگی رال پڑ گیا جو کچھ مزا تمہین

وہ متقی جو ہمتون کو ہارتے نہین کبھی
مصیبتون مین جز خدا پکارتے نہین کبھی
کئے بغیر شیخیان بگھارتے نہین کبھی
وہ حوصلہ سی بڑھکے ڈینگ مارتے نہین کبھی
سنائینگے ہم اونکے وصف اور بھی دلربا تمہین

بنی ہوئی کو ایک دم مین وہ بگاڑتے نہین
سلی ہوئی قبا کو وہم سے وہ پہاڑتے نہین
عدو جو گر پڑا ہے سامنے پچھاڑتے نہین
بھلا برا سنا کے انکو کچھ لتاڑتے نہین
برادران! چاہیئے یہ ظرف و حوصلہ تمہین

پھنساندین بری جگہ تمہارے دل کے ولولے
ملین جہان پہ تم کو دل لبھانیوالے مشغلے
ہون صحبتین بہت بری جلیں ہون بھلے برے
خدا کی آتش غضب مین جو کہ ہون سڑے گلے
بچائیگا اس آگ سے تمہارا اتقا تمہین

لباس اتقا اوسی جوان کے ہوگا زیب تن
برہنہ رکھے سستی اور کاہلی سے جو بدن
اوسی کو خلعت قبول دیگا خدائے ذوالمنن
کہ اتقا ہی جسکی روح و تن ہواہو پیرہن
بنو جو متقی یہ بالیقین ملیگا تمہین

بلند ہمتون سے کار دین تم کئے چلو
مسیح وقت کی ہدایتون پہ جان دیے چلو
علوم کی شراب ناب دمبدم پئے چلو
پھر خوان عام ہی یہان سے آب و نان لئے چلو
یہان سے روح کے لئے ملیگی تر غذا تمہین

ملینگے پھر کبھی جو اپنی زندگی وفا کرے
بری یہ چیز ہے خدا فراق کا برا کرے
ہر ایک تم سے بھائیو میرے لئے دعا کرے
کہ پھر ملائے ہمکو آپ سے خدا خدا کرے
دعا ہے ثاقب اک یہ ہے کہ رکھو خوش خدا تمہین

رسالہ برہان الحق مصنفہ شیخ عبدالحق نومسلم شائع ہوگیا ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۳ر ہے بہت جلد خرید لیا قابل دید رسالہ ہے عیسائی مذہب کی حقیقت طشت ازبام کرتا ہے۔ درخواستین دفتر الحکم یا حکیم فضلدین صاحب کے پتہ پر آنی چاہیئن۔

مغرب کے مذہبی خیالات مین تغیر

مغرب کے مذہبی خیالات مین حیرت انگیز تبدل واقع ہوا ہے۔ اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ لنڈن (؟) مین پرانے اور نئے خیالات کا موازنہ کیا ہے جو ریورنڈ گپت کی جدید کتاب مین لکھو گئی ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیسا عظیم الشان تغیر عیسائی مذہب مین پیدا ہوتا جاتا ہے اور کس طرح سے فلسفہ وہی رخ اختیار کر رہا ہے جو مشرق مین اختیار کر چکا ہے کسی (؟) الفاظ کے تبدل سے جدید خیالات یورپ بالکل ایک عظیم گروہ ہند کے فلسفہ سے ملتے ہین

پرانا عیسائی خیال نیا عیسائی خیال

پرانا عیسائی خیال	نیا عیسائی خیال
خدا سب سے علیحدہ ہے تثلیث مین وحدانیت ہے	خدا سب میں ہے وحدانیت سب مین ہے
خدا نے عیسیٰ کا جسم انسان قبول کیا جو تاریخی واقعہ ہے۔	انسان مین خدا ہے اور بلا رکاوٹ کے سلسلہ پیدائش قائم ہے۔
بائبل ہر ایک راستی کا ذریعہ ہے اور راستی کے دریافت کے لئے قطعی سند ہے۔	انسان کی روح مین ذریعہ قطعی سند کا ہے وحشیانہ حالت سے انسان نے ترقی کی ہے
گنہگاری پھیلی ہوئی ہے۔ گناہ کی ابتلا ہوئی	انسانی فطرت غیر مکمل ہے۔ گناہ انسان نے ورثہ مین پایا۔
عفو ایک ناراض خدا کا درگذر کرنے کا ہے نجات روح کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔	انسانی روح کو اطمینان راستی کی طرف ملتا ہے قبول حقیقت سے آنند حاصل ہوتا ہے
بہشت انعام اور جہنم سزا کا مقام ہے جو ایک ہی خاص مقام پر قائم ہے اور آئندہ حاصل ہو سکتا ہے	بہشت و جہنم انسان کی روح کی حالتین ہین اس کو راحت و تکلیف اس دنیا مین حاصل ہوتی ہے۔

پادری گپت رائے صاحب کا خیال ہے کہ خود راسخ الخیال عیسائی اس ضرورت کو قبول کرینگے آزادی خیالات سے تعصب دور کرین اور بیسوین صدی اس عجیب نظارہ کو دیکھیگی۔ وسیع خیال عیسائی تحریک شروع ہوگی جو مختلف گروہ عیسوی مذہب مین اتحاد پیدا کرے گی اور مختلف مذاہب کو باہم ملا ئیگی

مختلف خبرین

ڈیرہ غازیخان کی قسمت کا فیصلہ اب ہوا چاہتا ہے گورنمنٹ نے اب اس شہر کو زیادہ محفوظ کرنے کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے ایک کمیٹی عنقریب منعقد ہو کر اس امر کا فیصلہ کریگی کہ شہر مذکور کو اب کون سے نئے مقام پر آباد کرے۔

کلکتہ مین جہازرانی کا فن سکھانے کے لئے ایک جہاز خاص کئے جانے کی استدعا کیگئی ہے۔

مدراس مین ایک کتے نے اپنے مالک کے چار سالہ بچے کو جو تالاب مین گر پڑا تھا ڈوبنے سے بچالیا۔

پانیر کا یہ مشورہ نہایت معقول ہے کہ جشن قیصری کے موقعہ پر پنجاب کے غیر آبپاش علاقون اور دیگر قحط زدہ قطعات کے مالگذارون کو ملتوی شدہ معاملہ معاف کر دیا جائے۔ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ بقایا معاملہ کی علت مین بغیر منظوری گورنمنٹ قرقی کے وارنٹ جاری نہ ہوا کرین۔

رنگون مین ۵۴ بھکاریونکی ذہن کو ایک ایک ہفتہ سخت قید کی سزا ملی جو لوگون کے کان کھاتے پھرتے تھے۔

کلکتہ کی طرح مدراس یونیورسٹی مین بھی امتحان بیچلر آف سائنس لینا منظور کیا گیا ہے

مقدمہ پنا کا فیصلہ ہوگیا رانی کنول کور، سول اور لچھمی پرشاد بعدم ثبوت رہا ہوئے۔ اچھیلال کو ۲ دت کی سزا ہوئی مہاراجہ صاحب کی نسبت گورنمنٹ میں رپورٹ ہوگئی۔ امید نہیں کہ وہ پھر گدی پر بیٹھ سکیں۔

طرابلس سے خبر آئی ہے کہ ایک گھر مین کوئلے سلگا کر دروازے بند کر دیئے گئے ہوا کی آمدورفت کے لئے کوئی سوراخ نہ رہنے سے صبح کو تمام گھر کے آدمی مرے ہوئے پائے گئے اگر لمپ جل رہا ہو یا کوئلے سلگ رہے ہون تو اس امر کی ضرور احتیاط رہنی چاہئے کہ مکان مین ہوا کے تمام مخارج بند نہ کئے جاوین

لاہور مین انتظام طاعون کے لئے بلحاظ افسر پولیس ہوا تنخواہ چھ سو ماہوار مقرر ہوئی اضافہ پولیس بھی ہوگا جنکے لئے میونسپلٹی لاہور نے دس ہزار ماہوار منظور کیا باقی سرکار دیگی۔

حجاز ریلوے کے کام کے متعلق ہفتہ مختتمہ ۲۲ رمضان المبارک کی رپورٹ مظہر ہے کہ کام نہایت سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ کام کرنیوالے پہلے کی نسبت زیادہ بڑھا دئے گئے ہین۔ چار مختلف مقامات پر کام شروع ہے اس ہفتہ سڑک کھودنے مٹی کوٹنے اور پتھر ڈالنے والون کی تعداد ۲۱۵۴ تھی۔ جڑائی کرنے سلیپر بچھانے اور پلون والون کی تعداد ۱۲۳۷ مزدور تھے اور ۲۳ معمار اور لوہار۔ ۵۳۱ گدھے ۱۔۲۸ ونٹ ۶۵ پتھر ڈھونے کی گاڑیاں تھین۔

بیعت

عبد القادر صاحب ساکن علیوال۔ حال وارد کوہاٹ دروازہ بنون دوکان ابراہیم رنگریز

فضل حسین صاحب ساکن کڑیانوالہ ضلع گجرات حال وارد سائیل ضلع گجرات ڈاکخانہ حاجی والہ

محمد دین صاحب چیف انجینیر نروبی افریقہ ملک مشرقی

فتح محمد صاحب ساکن اوچہانہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ حال پسرور سرمونڈل

مولوی محمد صاحب ساکن پیل ضلع خوشاب تھانہ نوشہرہ

شیخ ڈومن صاحب کاتب سرکاری مونگیر خاص بازار

محبوب عالم صاحب لاہور رنگ محل

امام بخش صاحب ساکن ڈھولن ضلع سیالکوٹ۔ تحصیل ظفروال ڈاکخانہ ظفروال

عبد الکریم صاحب ؍؍

میان ماہیا صاحب ؍؍

مولوی برہان الدین صاحب دریس ساکن نورا ضلع گجرات پنجاب حال نیروبی ہسپتال افریقہ

امام الدین صاحب افریقہ نیروبی ہسپتال

شیخ فرزند علی صاحب ساکن شاہ جہان پور حال وارد الہ آباد بخشی بازار محلہ کوتوالی

میان عبد اللہ ساکن کنگنہ ضلع ہوشیارپور تھانہ بلاچور

عنایت علی صاحب مرادآبادی ٹھیکدار

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

بنام علی محمد درزی ساکن سوہل

تمہارا خط مجھکو ملا یہ تم لوگون کا ایمان ہے کہ مین نے قسم کھاکر لکھا ہے کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مرزا غلام احمد سچا اور منجانب اللہ ہے اور تم کہتے ہو کہ نعوذباللہ وہ نبی نہین بلکہ شیطان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بن گیا یہ کسقدر گستاخی اور بے ادبی اور بے ایمانی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ذلت روا رکھی جاکہ شیطان آپکی شکل پر آجاتا ہے حالانکہ حدیث شریف ہے کہ من رأنی فقد رئی الحق فان الشیطان لا یتمثل بصورتی یعنی جس نے مجھے دیکھا درحقیقت اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت پر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ ہان یہ ممکن ہے کہ ایک شریر خبیث آدمی جھوٹے طور پر یہ کہہ کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا۔ اور اصل مین کچھہ نہ دیکھا ہو۔ کیونکہ اس زمانہ مین ایسے بدمعاش بھی بہت ہین کہ بے خوف ہو کر سچائی کا مقابلہ کرنیکے لئے جھوٹی خوابین بھی پیش کرتے ہین اور اشتہارون مین چھپواتے ہین اسیوجہ سے مین نے لکھا تھا کہ اگر مین نے جھوٹ بولا ہے تو میرے دونون بیٹے ہلاک ہو جائین ورنہ جو شخص مکذب ہو۔ اس کو چاہیے کہ اپنی تکذیب کی یقین پر بنا رکھکر یہ اشتہار شایع کرے کہ یہ خواب جھوٹی ہے ورنہ میرا بیٹا ہلاک ہو جا تو مین امید رکھتا ہون کہ اس کا بیٹا ہلاک ہو جائے گا۔ مگر تم نے تو کوئی اشتہار شایع نہ کیا صرف بیہودہ طور پر چند سطرین اپنے قلم سے لکھکر میری طرف بھیجدین اور خدا کے ساتھ بھی ایک چالبازی اختیار کی اور لکھا کہ مین یکم فروری ۱۹۰۲ء سے ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء تک میعاد مقرر کرتا ہون کہ اگر مین اس خواب کی تکذیب مین جھوٹا ہون جو عبد الرحمن یعنی اس عاجز نے دیکھی ہے تو میرا بیٹا عبد العزیز اس روز تک ہلاک ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ تمہیں بے ایمانی کی شرارتون مین خوب مشق ہے اس قسم کی چال پہلے زمانہ کے کافر کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن شریف مین لکھا ہے واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم کافرون نے کہا کہ اگر یہ نبی سچا ہے۔ تو ہم پر پتھر برسین یا دردناک عذاب آجاوے تو اب بتلاؤ کہ یہ درخواست کافرون کی جو قرآن شریف مین موجود ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا قبول ہوئی کسی جگہ قرآن شریف مین یہ لکھا ہوا نہیں پایا جاتا کہ انپر پتھر برسے تھے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سچے نہیں تھے اور کیا تم کہہ سکتے ہو کہ کافرون نے جو طریق فیصلہ اپنے لئے تجویز کیا تھا اسمین وہ غالب رہے اور بیچارے پتھر کے ایک ٹکڑہ اینٹ کا بھی آسمان سے نہ برسا اب بتلاؤ تمہارے اس قول مین اور ابوجہل وغیرہ کے قول مین کیا فرق ہے ہان تمنے ذرا زیادہ شوخی دکھلا کر اُن کافرون کے بھی کان کاٹے کہ اپنی طرف سے میعاد بھی مقرر کردی۔ اے احمق نادان اس طرح تو ہر ایک مخالف اسلام کا سچا ہو سکتا ہے مثلاً ایک نصرانی اگر تمہاری طرح شوخی کرکے اور تمہارے اسی عقیدہ کو صحیح تسلیم کرکے یہ کہدے کہ قرآن شریف مین جو لکھا ہے تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا یعنی اس عقیدہ پر کہ رحمن کا کوئی بیٹا ہے۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاوے اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ چور چور ہو جاوین۔ اور مین مسیح کو ابن اللہ کہتا ہون اگر قرآن سچا ہے تو مجھپر زمین آسمان ٹوٹ پڑین۔ تو کیا ایسا ہوگا؟ کبھی نہین۔ تو پھر اے اسلام کے دشمن! اے نبی کریم کے دشمن! اور اے قرآن کے دشمن! کیا تو اس قسم کی چالاکی سے اسلام کی ہنسی کرانی چاہتا ہے اور اپنے فریب خوردہ نفس کے خیالات سے دنیا کو سچا کیطرف آنیسے روکنا چاہتا ہے۔ ایسا ایک ہندو یا عیسائی یا یہودی کہہ سکتا ہے کہ اگر اسلام سچا ہے تو ابھی میرے پر بجلی پڑے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کے کہنے کے موافق اسیوقت کوئی بجلی نہیں گریگی کیونکہ یہ اس کی منہہ کی بات ہے۔ نہ خدا کے منہہ کی تو کیا تو اس سے یہ نتیجہ نکال لیگا کہ اسلام جھوٹا ہے کیونکہ بجلی نہین پڑی۔ اگر تیرے اس مین کلام ہے تو دو تین آدمی سے بھی زیادہ بکہہ۔ ہندو آریہ وغیرہ ایسی باتین کہہ سکتے ہین۔ تو پھر دیکھہ کیا کوئی بجلی تاریخ مقررہ تک کسی پر پڑتی ہے۔ یہی تم لوگون کی بیدینی اور حماقت کی باتین ہین جو قرآن شریف کی ہدایتون کی خبر نہیں میعاد مقرر کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے نہ انسان کا کام مین نے تو مکذب کے لئے قرآن شریف کی آیت کے مطابق لکھا تھا جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ یعنی اگر یہ جھوٹا ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائیگا اور ایسا ہی وہ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبًا او کذب بآیاتہ۔ یعنی اس سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا باندھے یا خدا کے نشانون کی تکذیب کرے اور ظالمون کیلئے سزا کا وعدہ ہے مگر ان آیتون مین کوئی تاریخ مقرر نہین اسلئے ہم بھی مقرر نہیں کر سکتے۔ اگر تمہارے دل مین خدا کا خوف ہے تو ابوجہل کی طرح اپنی طرف سے کوئی بات مت تراشو یہ لعنتیون کا کام ہے بلکہ چاہئے کہ قرآن کے وعدے کے مطابق عمل کرو یعنی یہ کہ اگر تمہارے دل مین ہے کہ یہ خواب شیطانی ہے یا مین نے آپ بنایا ہے تو اس بارہ مین ایک بار ایک اشتہار چھپا ہوا شائع کردو کہ مین اس خواب کو یقین دل کے ساتھ شیطانی یا انسانی بناوٹ سمجھتا ہون اور اگر یہ خدا کی طرف سے ہے تو اے خدا مین دعا کرتا ہون کہ میرا بیٹا عبد العزیز مجھسے پہلے مرجائے۔ تو ہم یقین کرتے ہین کہ عبد العزیز تم سے پہلے ضرور مریگا۔ کیونکہ خدا

مغرب کے مذہبی خیالات میں تغیر

مغرب کے مذہبی خیالات میں حیرت انگیز تبدل واقع ہوا ہے۔ اخبار ویسٹمنسٹر گزٹ لنڈن میں پرانے اور نئے خیالات کا موازنہ کیا ہے جو ریورنڈ گپنت کی جدید کتاب میں لکھے گئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیسا عظیم الشان تغیر عیسائی مذہب میں پیدا ہوتا جاتا ہے اور کس طرح سے فلسفہ وہی رخ اختیار کر رہا ہے جو مشرق میں اختیار کر چکا ہے کسی قدر الفاظ کے تبدل سے جدید خیالات یورپ بالکل ایک عظیم گروہ ہند کے فلسفہ سے ملتے ہیں

پرانا عیسائی خیال

خدا سب سے علیحدہ ہے

تثلیث میں وحدانیت ہے

خدا نے عیسیٰ کا جسم انسان قبول کیا جو تاریخی واقعہ ہے۔

بائیبل ہر ایک راستی کا ذریعہ ہے اور راستی کے دریافت کے لئے قطعی سند ہے۔

عام گنہگاری پھیلی ہوئی ہے۔

گناہ کی ابتدا ہوئی

عفو ایک ناراض خدا کا درگذر کرنے کا ہے

نجات روح کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔

بہشت انعام اور جہنم سزا کا مقام ہے جو ایک ہی خاص مقام پر قائم ہے اور آئندہ حاصل ہو سکتا ہے

نیا عیسائی خیال

خدا سب میں ہے

وحدانیت سب میں ہے

انسان میں خدا ہے اور بلا رکاوٹ کے سلسلہ پیدائش قائم ہے۔

انسان کی روح میں ذریعہ قطعی سند کا ہے

وحشیانہ حالت سے انسان نے ترقی کی ہے

انسانی فطرت غیر مکمل ہے۔

گناہ انسان نے ورثہ میں پایا۔

انسانی روح کو اطمینان راستی کی طرف ملتا ہے

قبول حقیقت سے آنند حاصل ہوتا ہے

بہشت و جہنم انسان کی روح کی حالتیں ہیں اس کو راحت و تکلیف اس دنیا میں حاصل ہوتی ہے۔

پادری گپنت رائے صاحب کا خیال ہے کہ جو راسخ الخیال عیسائی اس ضرورت کو قبول کرینگے آزادی خیالات سے تعصب دور کریں اور بیسویں صدی اس عجیب نظارہ کو دیکھیگی۔ وسیع خیال عیسائی تحریک شروع ہوگی جو مختلف گروہ عیسوی مذہب میں اتحاد پیدا کرے گی اور مختلف مذاہب کو باہم ملائیگی

مختلف خبریں

ڈیرہ غازیخان کی قسمت کا فیصلہ اب ہوا چاہتا ہے گورنمنٹ نے اب اس شہر کو زیادہ محفوظ کرنے کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے ایک کمیٹی عنقریب منعقد ہوکر اس امر کا فیصلہ کریگی کہ شہر مذکور کو اب کون سے نئے مقام پر آباد کرے۔

کلکتہ میں جہازرانی کا فن سکھانے کے لئے ایک جہاز خاص کئے جانے کی استدعا کیگئی ہے۔

مدراس میں ایک کتے نے اپنے مالک کے چار سالہ بچے کو جو تالاب میں گر پڑا تھا ڈوبنے سے بچالیا۔

پانیر کا یہ مشورہ نہایت معقول ہے کہ جشن قیصری کے موقعہ پر پنجاب کے غیر آبپاش علاقوں اور دیگر قحط زدہ قطعات کے مالگذاروں کو ملتوی شدہ معاملہ معاف کر دیا جائے۔ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ بقایا معاملہ کی علت میں بغیر منظوری گورنمنٹ قرقی کے وارنٹ جاری نہ ہوا کریں۔

رنگون میں ۴۵ بہکاریوں کو ایک ایک ہفتہ سخت قید کی سزا ملی جو لوگوں کے کان کہاتے پہرتے تھے۔

کلکتہ کی طرح مدراس یونیورسٹی میں بھی امتحان بیچلر آف سائنس بنانا منظور کیا گیا ہے

مقدمہ پنا کا فیصلہ ہو گیا رانی کنول کور، رسول اور لچھمی پرشاد بعدم ثبوت رہا ہوئے۔ اچھے لال کو دو دت کی سزا ہوئی مہاراجہ صاحب کی نسبت گورنمنٹ میں رپورٹ ہوگئی۔ امید نہیں کہ وہ پھر گدی پر بیٹھ سکیں۔

طرابلس سے خبر آئی ہے کہ ایک گھر میں کوئلے سلگا کر دروازے بند کر دیئے گئے ہوا کی آمدورفت کے لئے کوئی سوراخ نہ رہنے سے صبح کو تمام گھر کے آدمی مرے ہوئے پائے گئے اگر لیمپ جل رہا ہو یا کوئلے سلگ رہے ہوں تو اس امر کی ضرور احتیاط رہنی چاہئے کہ مکان میں ہوا کے تمام مخارج بند نہ کئے جاویں

لاہور میں انتظام طاعون کے لئے ہلتھ آفسر مقرر ہوا تنخواہ چھ سو ماہوار مقرر ہوئی اضافہ پولیس بھی ہوگا جسکے لئے میونسپلٹی لاہور نے ڈیڑھ ہزار ماہوار منظور کیا باقی سرکار دیگی۔

حجاز ریلوے کے کام کے متعلق ہفتہ مختتمہ ۲۲ رمضان المبارک کی رپورٹ مظہر ہے کہ کام نہایت سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ کام کرنیوالے پہلے کی نسبت زیادہ بڑھا دئے گئے ہیں۔ چار مختلف مقامات پر کام شروع ہے اس ہفتہ سڑک کھودنے مٹی کوٹنے اور پتھر ڈالنے والوں کی تعداد ۲۱۵۴ تھی۔ جڑائی کرنے سلیپر بچھانے اور پلوں والوں کی تعداد ۲۳۴۱ مزدور تھے اور ۲۳ معمار اور لوہار۔ ۵۳۱ گدھے ۲۸-۱ اونٹ ۶۵ پتھر ڈھونے کی گاڑیاں تھیں۔

بیعت

عبد القادر صاحب ساکن علیوال۔ حال وارد کوہاٹ دروازہ بنوں دوکان ابراہیم رنگریز

فضل حسین صاحب ساکن کڑیالوالہ ضلع گجرات حال وارد سائیں ضلع گجرات ڈاکخانہ حاجی والہ

محمد دین صاحب چیف انجینئر نیروبی افریقہ ملک مشرقی

فتح محمد صاحب ساکن امو چہانہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ حال پسرور سرمونڈل

مولوی محمد صاحب ساکن پیل ضلع خوشاب تھانہ نوشہرہ

شیخ ڈومن صاحب کاتب سرکاری مونگیر خاص بازار

محبوب عالم صاحب لاہور رنگ محل

امام بخش صاحب ساکن ڈھولن ضلع سیالکوٹ۔ تحصیل ظفروال ڈاکخانہ ظفروال

عبد الکریم صاحب ״

میاں ماہیا صاحب ״

مولوی برہان الدین صاحب دریس ساکن نورا ضلع گجرات پنجاب حال نیروبی ہسپتال افریقہ

امام الدین صاحب افریقہ نیروبی ہسپتال

شیخ فرزند علی صاحب ساکن شاہ جہان پور حال وارد الہ آباد بخشی بازار محلہ کوتوالی

میاں عبد اللہ ساکن کہنگہ ضلع ہوشیار پور تھانہ بلاچور

عنایت علی صاحب مرادآبادی ٹھیکیدار

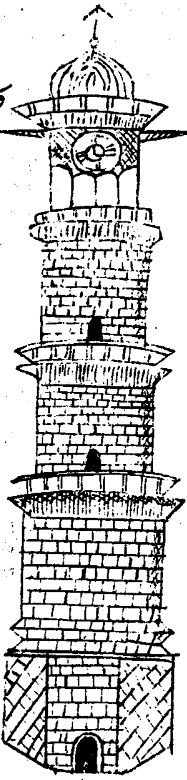

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۶	۲۱- فروری ۱۹۰۲ء مطابق ۱۱- ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ	نمبر ۷

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق..... ص ۱
مسئلہ جہاد پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون ص ۲
کلمات طیبات امام الزمان ص ۳ و ۴
عیسائیوں کے چند عجیب و غریب فتوے ص ۵ و ۶
پنجابی کاتب اور حضرت مسیح موعود ص ۷-۱۲
یسوع مسیح مرقومہ بشپ لاہور پر ریویو نمبر دوم ص ۱۲ و ۱۳
"قادیانی" "وکادیانی"......... ص ۱۴ و ۱۵
مبایعین کا کالم و ندائے حق... ص ۱۵
آریہ مسافر میگزین اور ہم..... ص ۱۶
دارالامان کا ہفتہ .... ص ۱۶

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

میگزین کا دوسرا نمبر بھی خدا کے فضل سے ۲۰ فروری ۱۹۰۲ء کو پہلے نمبر سے بھی بڑھ کر صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ شایع ہو گیا۔ سول ملٹری گزٹ کے ایک نوٹ پر ایک لطیف مضمون حضرت ایڈیٹر رسالہ کے قلم سے لکھا ہوا شایع ہوا ہے جس مین مذہبی مناظرات پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے طرز کلام پر عجیب بحث ہے اور ایسا ہی اس جری اللہ فی حلل الانبیا کا ایک بیش قیمت مضمون توحید اور تثلیث پر ہے + اردو میگزین مارچ ۱۹۰۲ء سے شایع ہونے لگے گا۔

اردو میگزین اور انگریزی کے لیے کل خط و کتابت براہ راست منیجر میگزین کے نام سے ہونی چاہیئے

عید الضحے پر ہونے والے امتحان کا التوا کسی دوسرے موقعہ پر حضرت حجۃ اللہ نے کر دیا ہے۔ جس کی وجہ ملک مین طاعون کا بشدت پھیل جانا ہے۔ حضرت اقدس شرعی طبی اور ملکی مصالح کی بنا پر ان ایام مین ایسا مجمع پسند نہین فرماتے جس مین طاعون زدہ علاقون کے لوگ بھی شامل ہون اسی وجہ سے جناب مرزا خدا بخش صاحب کا دورہ بھی ملتوی کرنا پڑا۔

حضرت حکیم فضل الدین صاحب چاہتے ہین کہ بذریعہ الحکم احمدی قوم کو مطلع کر دین کہ حضرت حجۃ اللہ فی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام جو خطوط آتے ہین ان مین صرف ان امور ہی کا تذکرہ ہونا چاہیئے جو حضرت اقدس ہی کے متعلق ہون ان خطوط مین ایسے امور جو مہتمم کتب خانہ یا منیجر میگزین یا ایڈیٹر الحکم یا کسی اور بزرگ کے متعلق یاد داشتین نہون اس سے حضرت اقدس کے اوقات گرامی مین بہت بڑا ہرج ہونیکے علاوہ لیبا اوقات ان یادداشتون کی تعمیل نہین ہو سکتی۔ بہتر طریق یہی ہے کہ ہر ایک کے نام جدا جدا خط و کتابت کی جاوے۔

ناظرین الحکم آگاہ رہین کہ ۱۹۰۲ء اور بقایا قیمتون کے وصول کرنے کے لیے وی پی کا سلسلہ اس اشاعت سے جاری کیا جاتا ہے جو بزرگ کسی خاص وجہ سے عند الطلب یعنے وی پی کے پہونچنے پر قیمت دینے کیلیئے تیار نہون وہ پہلے اطلاع دین ورنہ بدون اطلاع کے اگر واپس کرینگے تو اخبار ان کے نام بند کیے جا کر وی پی ان کے حساب مین جمع کیا جاویگا الحکم کی بہتری کیلئے مجبوراً اس طریق پر عمل کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

استفسارات کے جواب اور بغرض رائے موصول شدہ کتابون پر رائے بوجہ کثرت

مسئلہ جہاد پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون

اسپارٹا کے باشندوں کو جو ملکی اور تمدنی حقوق حاصل تھے وہ اجنبی لوگوں کو ہرگز نہیں دئے جاتے تھے کسی اجنبی کو یہ حق حاصل نہیں تھا۔ کہ وہ اپنی محنت سے کچھ کما سکے، یا جو چیز اُس کے پاس ہے، اُس کی ملکیت کا دعوےٰ کر سکے، یا اپنی مرضی کے موافق اس کو استعمال کر سکے۔ عدالت کے دروازے بھی اجنبی لوگوں کے لئے بند کر دئے گئے تھے کیونکہ نہ وہ کوئی نالش کر سکتے تھے نہ اپنے مال کو کسی غاصب سے واپس لے سکتے تھے غیر قوموں کے جو باشندے گرفتار ہوتے تھے ان کے ساتھ تو نہایت ہی ظالمانہ برتاؤ کیا جاتا تھا ان کو غلاموں کیطرح ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان سے ایسا بُرا سلوک کیا جاتا تھا کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ غلاموں کے لئے سخت تاکید تھی کہ وہ اپنی حالت پر قائم رہیں۔ اگر کوئی غلام اس درجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا، تو وہ فوراً قتل کیا جاتا تھا۔

اتھنز میں اگرچہ وہ مذہب جو حکومت کا تھا اس بات میں بدنام تھا کہ وہ اپنے ہی احکام کے مقلدوں کو ہر قسم کے امتیازات و منصب عطا کرتا ہے، تاہم لیت سہولت لئے، جو قوانین وضع کئے تھے وہ اجنبی ملکوں کے باشندوں کے حق میں کسی قدر نرم تھے سرکاری مذہب کی حالت تو یہ تھی کہ جو شخص اس کے برخلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالتا تھا، وہ یا تو یونان سے جلا وطن کیا جاتا تھا، یا فوراً اُس کی گردن اُڑا دیجاتی تھی۔

سقراط، پروٹاگورس، دیاگورس، انکساگورس، ستلون اور ملیا۔ وغیرہ نامور لوگوں کی نسبت مشہور ہے کہ وہ جو کام کرتے تھے اس میں مذہبی تعصب کی بو پائی جاتی تھی اور ان میں سے ہر ایک شخص مذہبی رسموں کی سخت پابندی کرتا تھا یونانیوں نے اپنے ملک کے بڑے بڑے نامور اور مشہور آدمیوں اور حکیموں کی نسبت قتل یا سزا کے احکام جاری کرنے سے بھی کوتاہی نہیں کی ہے اور یہ برتاؤ اس حالت میں کیا گیا ہے۔ جبکہ ان کی طرف سے ذرا بھی اس بات کا شک پیدا ہو کہ وہ سرکاری مذہب کے کسی عقیدہ یا مسئلہ سے منکر ہیں، مگر باوجود اس مذہبی تعصب کے وہ لوگوں کے ساتھ کسیقدر مروت کا برتاؤ بھی کرتے تھے،

اگرچہ وہ اجنبی ملکوں کے باشندے بھی کیوں نہ ہوں۔ رفتہ رفتہ ان کی اس عادت نے یہانتک ترقی کی۔ کہ یونانیوں اور غیر ملکوں کے باشندوں میں تعلقات کا سلسلہ جاری ہو گیا اور وہ اجنبیوں کے ساتھ اخلاق و مدارات سے پیش آنے لگے پھر کچھ عرصہ کے بعد اتھنز کمزوروں مظلوموں، بیکسوں اور غریب الوطنوں کے لئے جائے پناہ بن گیا۔ اس کے بعد اجنبی لوگوں کو رفتہ رفتہ یہ حق بھی حاصل ہو گیا کہ وہ یونانیوں کی قوم میں شامل ہو کر رہیں اس صورت میں ان کو وہ عام حقوق دئے جاتے تھے، جو تمام یونانیوں کو حاصل تھے اسی فیاضانہ برتاؤ کے سبب سے اتھنز کو ہمدرد نوع انسان کا لقب دیا گیا تھا اور یہ شہر قدیم زمانہ میں اسی لقب سے مشہور تھا۔ مگر ہم نے یہ جو بیان کیا ہے کہ اجنبی ملکوں کے باشندوں کو یونانی اپنی قوم میں شامل کر لیتے تھے اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ یونان کے اصلی باشندوں کو جو ملکی اور تمدنی حقوق حاصل تھے وہ سب ان کو عطا کر دئے جاتے تھے۔ حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں تھا، بلکہ نہ وہ سرکاری عہدوں پر مامور ہو سکتے تھے نہ ان کو اپنی یونانی بیویوں پر وہ اختیار تھا، جو شوہروں کو اپنی بیویوں پر ہوا کرتا ہے جو حقوق ان کو دئے گئے تھے وہ صرف ایسے حقوق تھے، جو ہر انسان کو قدرتی طور پر حاصل ہیں اگر وہ اس درجہ سے آگے بڑھنا چاہتے تو ان کو یونان میں رہنے کا حق نہیں رہتا تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ امن عام میں خلل انداز ہوتے ہیں اگر کوئی اجنبی شخص کسی ایسے حقوق کا دعوےٰ کرتا تھا جو یونان کے اصلی باشندوں کو حاصل تھے۔ تو یا تو اس کو جلا وطن کر دیتے تھے جیسا کہ ہمنے ابھی بیان کیا ہے۔ یا اس کی آزادی چھین لیتے تھے اور اس کو کسی یونانی کا غلام بنکر رہنا پڑتا تھا اور اپنی ذات پر اُس کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا تھا اگر کوئی آقا اس کو نہ ملتا، جو اُس کو اپنی خدمت میں رکھ سکے اور اس کے نان و نفقہ کا کفیل ہو سکے تو جلاوطنی کے سوا اور کوئی علاج اس کے لئے نہیں تھا۔

رومیوں کا جو برتاؤ غیر قوم اور غیر مذہب والوں کے ساتھ تھا اس کے لحاظ سے وہ تمام گذشتہ قوموں میں سب سے زیادہ بدنام ہیں رومی اجنبی لوگوں سے سخت عداوت رکھتے تھے اگرچہ رفتہ رفتہ ان کا کنبہ کسیقدر تہذیب کے سانچے میں ڈھل گیا تھا مگر درحقیقت نفرت اور عداوت کا عنصر اونکے اخلاق میں مدت دراز تک موجود رہا۔ بت پرست رومیوں نے جو ظلم عیسائیوں پر کئے اور جن کے سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاریخ کی کتابوں میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور ہم کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان خونریزیوں اور سفاکیوں کی تشریح کریں۔

بت پرست قوموں کا جو برتاؤ غیر ملکوں اور غیر قوموں کے آدمیوں کے ساتھ رہا اوسکا مختصر بیان ہم کر چکے ہیں اور وہ غالباً اس بات کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہوگا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں قوانین معاشرت و اخلاق میں جو ترقی ہوئی تھی اس کے لحاظ سے عیسائیوں اور بت پرستوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کیا تھی اور دونوں قوموں کا برتاؤ اپنے سوا دوسری قوموں کیساتھ کیسا تھا۔

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے پانسو ستر برس پہلے دُنیا میں ایک عجیب انقلاب ہوا تھا اور اس سے ہماری مراد حضرت عیسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا مبعوث ہونا ہے۔ انھوں نے اون تمام قوموں کو جنکی گردنوں میں ذلت کے طوق تھے جن کے پاؤں میں جہالت کی بیڑیاں تھیں جو غلامی کی زندگی بسر کر رہی تھیں ایک ایسے دین کی طرف بلایا جو اونکو انسانیت کے بلند ترین درجہ پر پہونچا نے کی قابلیت رکھتا تھا اور جو اون کو جہالت اور نادانی کے اندھیرے سے نکالکر آزادی کی روشنی میں لا سکتا تھا۔ جب یہ مذہب ایک حد تک پھیل چکا۔ تو اوس کے بعد اسلام نے اپنا علم بلند کیا اور دونوں مذہبوں کے ماننے والے اس بات پر مائل ہو گئے کہ ان دونوں مذہبوں کا مقابلہ کریں اور دونوں کے مسائل اور عقائد کا امتحان کر کے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیں۔

ہم اس مباحثہ اور مجادلہ میں پڑنا نہیں چاہتے اور اُس کو فریقین کے ان لوگوں پر چھوڑتے ہیں جو ہر دو مذاہب کے مسائل سے کامل واقفیت رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اس قسم کے مباحثوں اور مناظروں سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اور الٹا نقصان ہوتا ہے اور خرابیوں اور غلط فہمیوں کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ ہمارا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ ہم دونوں مذہبوں کا موازنہ عقلی طریقہ سے کریں اور ان کے اہم اور ضروری مسائل کو ایک دوسرے کے مقابل لا کر جانچیں۔

ہمکو اس بات پر پورا یقین ہے۔ کہ قرآن مجید اور انجیل کا مقصد ایک دوسرے سے مختلف ہے اگر کوئی شخص اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ ان دونوں میں مشابہت اور مطابقت کا ہونا ثابت کرے تو ہماری رائے میں وہ غلطی پر ہے اور وہ یقیناً غلط نتیجے نکالیگا اور راہ راست سے دور جا پڑیگا ہمارے نزدیک حضرت مسیح (علیہ السلام) ایک ایسا مذہب لے کر آئے تھے جو دل شکستوں کا ساتھی اور مظلوموں کا حامی تھا۔ اُنھوں نے پیشین گوئی کی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ تمام انسان بمنزلہ ایک گلہ کے ہونگے اور انپر ایک ہی چرواہا حکومت کرے گا اس سے مذہب عیسوی کا تمام دنیا پر غالب آجانا مراد لیا جاتا ہے یہ پیشین گوئی انجیل میں بار بار بیان ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک

کلمات طیّبات

حضرت امام آخرالزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۶ جلد ۶

اور پھر مسیح کے حالات کو پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ شخص کبھی بھی اس قابل نہیں ہو سکتا کہ نبی بھی ہو چہ جائیکہ خدا یا خدا کا بیٹا۔

تدبیر عالم اور جزا و سزا کے لئے عالم الغیب ہونا ضروری ہے اور یہ خدا کی عظیم الشان صفت ہے مگر مین ابھی دکھا آیا ہون کہ اُسے قیامت تک کا علم نہین اور اتنی بھی اُسے خبر نہ تھی کہ بے موسم انجیر کے درخت کے پاس شدت بھوک سے بیقرار ہو کر پھل کھانے کو جاتا ہے اور درخت کو جسے بذات خود کوئی اختیار نہین ہے کہ بغیر موسم کے بھی پھل دے سکے بد دعا دیتا ہے۔ اول تو خدا کو بھوک لگنا ہی تعجب خیز امر ہے اور یہ خوبی صرف انجیلی خدا ہی کو حاصل ہے کہ بھوک سے بیقرار ہوتا ہے پھر اس پر لطیفہ یہ بھی ہے کہ آپ کو اتنا علم بھی نہین ہے کہ اس درخت کو پھل نہین ہے اور پھر اگر یہ علم نہ تھا تو کاش کوئی خدائی کرشمہ ہی وہان دکھاتے اور بے بہار پھل اس درخت کو لگا دیتے تا دنیا کے لیے ایک نشان ہو جاتا۔ مگر اسکی بجائے بد دعا دیتے ہین۔ اب ان ساری باتون کے ہوتے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے؟ مین آپ کو سچی خیر خواہی سے کہتا ہون کہ تکلف سے کچھ نہین ہو سکتا۔ ایک شخص ایک ہی وقت مین اپنی دو حیثیتین بتاتا ہے باپ بھی اور بیٹا بھی خدا بھی اور انسان بھی۔ کیا ایسا شخص دہوکہ نہین دیتا ہے۔؟

انجیل کے جن مقامات کا آپ ذکر کرتے ہین وہان سیاق سباق پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکی خدائی کے ثابت کرنے کے لیے کافی نہین ہیں کیونکہ وہ تو اس کی انسانیت ہی کو ثابت کرتے ہیں۔ اور انسانیت کے لحاظ سے بھی اسے عظیم الشان انسانون کی فہرست مین داخل نہین کر سکتے۔ جب اسے نیک کہا گیا تو اس نے انکار کیا۔ اگر اس کی روح مین بقول عیسائیان کامل تطہر اور پاکیزگی تھی پھر وہ یہ بات کیون کہتا ہے کہ مجھے نیک نہ کہو۔ علاوہ برین یسوع کی زندگی پر بہت سے اعتراض اور الزام لگائے گئے ہین اور جسکا کوئی تسلی بخش جواب آجتک ہماری نظر سے نہین گذرا۔

ایک یہودی نے یسوع کی سوانح عمری لکھی ہے اور وہ یہان موجود ہے اس نے لکھا ہے کہ یسوع ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا اور اپنے اوستاد کے سامنے اسکے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو اوستاد نے اسے عاق کر دیا۔ اور انجیل کے مطالعہ سے جو کچھ مسیح کی حالت کا پتہ لگتا ہے وہ آپ سے بھی پوشیدہ نہین ہے کہ کس طرح پر وہ نامحرم نوجوان عورتون سے ملتا تھا۔ اور کس طرح پر ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔ اور یسوع کی بعض نانیون اور دادیون کی جو حالت بائیبل سے ثابت ہوتی ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہین ان مین سے تین جو مشہور و معروف ہین ان کے نام یہ ہین بنت سبع۔ راحاب۔ تمر اور پھر یہودیون نے اس کی ماں پر جو کچھ الزام لگائے ہین وہ بھی ان کتابون مین درج ہین۔ ان سب کو اگر اکٹھا کر کے دیکھین۔ تو اس کا یہ قول کہ مجھے نیک نہ کہو اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے اور یہ فروتنی یا انکسار کے طور پر ہرگز نہ تھا۔ جیسا بعض عیسائی کہتے ہین۔ اب مین پوچھتا ہون کہ جس شخص کے اپنے ذاتی چال چلن کا یہ حال ہو اور حسب نسب کا یہ تو کیا خدا ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ یہ باتین اللہ تعالےٰ کے تقدس کے صریح خلاف ہین خدا اپنی قدرت سے کبھی الگ نہیں ہوا اور یسوع کی نسبت صاف معلوم ہے کہ پورا ناتوان اور علیم تھا پھر یسوع کی راستبازی مین کلام ہے پہلے کہا کہ مین داؤد کا تخت قایم کرنے کے واسطے آیا ہون اور حواریون کو کپڑے بیچ کر تلوارین خریدنے کی بھی تعلیم دی لیکن جب دال گلتی نظر نہ آئی تو اس کو یہ کہہکر ٹالدیا کہ آسمانی بادشاہت ہے کیا داؤد کا تخت آسمانی تھا۔

اصل یہ ہے کہ ابتدا مین اسے خیال نہ تھا کہ کوئی مخبری کی جاوے گی۔ لیکن آخر جب مخبری ہوئی اور عدالتون مین طلبی ہوئی تو آنکھ کھلی اور آسمانی سلطنت پر اسے ٹالا۔

بھلا اس قسم کے ضعف اور بے علمی اور ایسے چال چلن کے ہوتے ہوئے کہین خدا بننا کہین بیٹا کہلانا اور انسان ہونا یہ ساری باتین ایک ہی وقت مین جمع ہو جائین کسقدر حیرت کو بڑھانے والی ہین۔

باقی رہا پولوس کا اجتہاد یا اس کے اقوال۔ جن لوگون نے پولوس کے چال چلن پر غور کی ہے اور جیسا کہ اس کے بعض خطوط کے فقرات سے بھی معلوم ہوتا کہ وہ ہر مذہب والے کے رنگ مین ہو جاتا تھا تمھین خوب معلوم ہے اور اس کے حالات مین آزاد خیال لوگون نے لکھا ہے۔ کہ اچھے چال چلن کا آدمی نہ تھا۔ بعض تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک کاہن کی لڑکی پر عاشق تھا۔ اور ابتدا مین اس نے بڑے بڑے دکھ عیسائیون کو دیئے اور بعد مین جب کوئی راہ اسے نہ ملی اور اپنے مقصد مین کامیابی کا کوئی ذریعہ اسے نظر نہ آیا تو اس نے ایک خواب بنا کر اپنے آپ کو حواریون کا جمعدار بنا لیا۔ خود عیسائیون کو اس کا اعتراف ہے کہ وہ بڑا سنگدل اور خراب آدمی تھا۔ اور یونانی بھی پڑھا ہوا تھا۔ مین نے جہانتک غور کی ہے مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ ساری خرابی اس لڑکی ہی کے معاملہ کی تھی۔ اور عیسائی مذہب کے ساتھ اپنی دشمنی کامل کرنے کے لئے اس نے یہ طریق آخری سوچا کہ اپنا اعتبار جمانے کے لیئے ایک خواب سنا دی اور عیسائی ہو گیا اور پھر یسوع کی تعلیم کو اپنے طرز پر ایک نئی تعلیم کے رنگ مین ڈھالدیا۔ مین کہتا ہون کہ عیسائی مذہب کی خرابی اور اس کی بدعتون کا اصل بانی یہی شخص ہے۔ اور اسکے سوا مین کہتا ہون کہ اگر یہ شخص ایسا ہی عظیم الشان تھا اور واقعی یسوع کا رسول تھا اور اسقدر انقلاب عظیم کا موجب ہونے والا تھا کہ خطرناک مخالفت کے بعد پھر یسوع کا رسول ہونے کو تھا تو ہمین دکھاؤ کہ اس کی بابت کہان پیشگوئی کی گئی ہے کہ ان صفات والا ایک شخص ہوگا اور اس کا نام و نشان دیا ہو اور یہ بھی بتایا ہو کہ وہ یسوع کی خدائی ثابت کرے گا۔ ورنہ یہ کیا اندھیر ہے کہ پطرس کے لعنت کرنے اور یہودا اسکریوطی کے گرفتار کرانے کی پیشگوئی تو یسوع صاحب کر دین اور اتنے بڑے عیسوی مذہب کے مجتہد کا کچھ بھی ذکر نہ ہو؟

اس لیئے اس شخص کی کوئی بات بھی قابل سند نہین ہو سکتی ہے اور جو کچھ اسنے کہا ہے وہ کونسے دلایل ہین وہ بجائے خود نرے

دعوے ہی دعوے ہین۔ مین بار بار یہی کہتا ہون اور اسلیئے مکرر سہ کرر اس بات کو بیان کرتا ہون کہ آپ سمجھ لین کہ انجیل ہی کو یسوع کی خدائی کے رد کرنے کے لیئے آپ پڑھین وہ خود ہی کافی طور پر اس کی تردید کر رہی ہے اگر وہ خدا تھا تو کیون اس نے بالکل نرالی طرز کے معجزات نہ دکھائے۔ مین نے تحقیق کر لیا ہے کہ ان کے معجزات کی حقیقت سلب امراض سے کچھ بھی بڑھی ہوئی نہ تھی جس مین آج کل یورپ کے مسمریزم کرنیوالے اور ہندو اور دوسرے لوگ بھی مشاق ہین اور خیالات ایسے بیہودہ اور سطحی تھے کہ صرع کے مریض کو کہتا ہے کہ اس مین جن گھسا ہوا ہے حالانکہ اگر صرع کے مریض کو کونین۔ کچلا۔ فولاد دین اور اندر دماغ مین رسولی نہ ہو تو وہ اچھا ہو جاتا ہے۔ بھلا جن کو مرگی سے کیا تعلق۔ چونکہ یہودیون کے خیالات ایسے ہو گئے تھے ان کی تقلید پر اس نے بھی ایسا ہی کہدیا اور یا یہ کہ جیسے آج کل جادو ٹونے کرنے والے کرتے ہین کہ بعض ادویات کی سیاہی سے تعویذ لکھ کر علاج کرتے ہین۔ اور بیماری کو جن بتاتے ہین ویسے ہی اس نے کہدیا ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ مسیح کے معجزات کو مسلمانون نے بھی غور سے نہین دیکھا اور عیسائیون کی دیکھا دیکھی اور ان سے سن سن کر انکے معنے غلط کر لئے ہین مثلاً اکمہ کا لفظ ہے۔ جس کے معنے شب کور کے ہین اور اب معنے یہ کر لیئے جاتے ہین کہ مادر زاد اندھون کو شفا دیا کرتے تھے حالانکہ یہ اکمہ وہ مرض ہے کہ جس کا علاج بکرے کی کلیجی کھانا بھی ہے اور اس سے بھی یہ اچھے ہو جاتے ہین یسوع ضعف۔ ناتوانی۔ بے کسی اور نامرادی کی سچی تصویر ہے اور عام کمزوریون مین انسانون کا شریک ہے کوئی امر خاص اس مین پایا نہین جاتا۔ کتب سابقہ کی پیشگوئیون کا جو ذخیرہ پیش کیا جاتا ہے ان مین صدہا اختلاف ہے اول تو خود یہودیون کی تفسیرون مین انکے معنے ہی نہین جو عیسائی کرتے ہین اور دوسرے ان تفسیرون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پوری ہو چکی ہوئی ہین۔ ایک شخص عرصہ ہوا میرے پاس آیا تھا۔ آخر خدا نے اس پر اپنا فضل کیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اور مسلمان ہی مرا اس نے واسطے یہودیون کو لکھا تھا اور ان سے دریافت کیا تھا۔

اور اصل وارث تو یہودی ہی ہین کہ جو ہمیشہ نبیون سے تعلیم پاتے چلے آئے تھے انہی کا حق تو ہے کہ وہ اس کی صحیح تفسیر کرین اور خود مسیح نے بھی فقیہون اور فریسیون کی بات ماننے کا حکم دیا ہے گو انکے عمل سے منع کیا ہو عیسائیون اور یہودیون مین اختلاف یہ ہے اول الذکر ان سے ابنیت اور الوہیت نکالتے ہین اور آخر الذکر کہتے ہین پوری ہو چکی ہین انصاف کے رو سے وہی حق پر ہین جنہون نے ہمیشہ نبیون سے تعلیم پائی اور ان باتون کی تجدید سے ایمان تازہ کیئے۔ اور برابر چودہ سو برس تک خدا کی باتین سنتے آئے تھے حضرت مسیح موسیٰ علیہ السلام سے چودہ سو سال بعد یعنے چودھوین صدی مین آئے تھے اور جیسے اس زمانہ مین مسیح دیا گیا تھا کہ تا موسوی جنگون کے اعتراض کو اپنی تعلیم سے دور کر دے اور خاتمہ جنگ و جدال پر نہ ہو۔ ویسے ہی اس امت کے لیئے مثیل موسیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ کے خلفار مین سے چودھوین صدی پر مسیح موعود مبعوث کیا گیا تا اپنی پاک تعلیم کے ذریعہ جہاد کے غلط خیال کی اصلاح کر دے اور ثابت کر دے کہ اسلام تلوار سے ہرگز نہین پھیلایا گیا۔ بلکہ اسلام اپنے حقایق اور معارف کی وجہ سے پھیلا ہے غرض یہودی پیشگوئیون کی بحث مین غالب آجائین گے اور حق انکے ساتھ ہے اور یہ دیکھا بھی گیا ہے کہ یہودی معقول بات کہتے ہین جیسے ایلیا کے بارے مین انہون نے کہا ہے، اور ایسا ہی اس بارے مین انکے ہاتھ مین شہادتون کا ایک زرین سلسلہ ہے اور اگر کوئی چاہے تو ان کی کتابین اب بھی منگوا کر دکھا سکتے ہین یہی مین نے سراج الدین کو بھی کہا تھا۔

دیکھو انسان ایک برتن کو لیتا ہے تو اسے بھی دیکھ بھال کر لیتا ہے۔ پھر ایمان کے معاملہ مین اتنی لاپروائی کیون کی جاتی ہے؟ پس یہ پیشگوئیان تو یون رد ہوئین اب باقی رہے انجیل کے اقوال تو سب سے پہلے تو ہم یہ کہتے ہین کہ جب اصل انجیل ہی انکے ہاتھ مین نہیں ہے تو کیون یہ امر قرین قیاس نہ مانا جاوے کہ اسمین تحریف کی گئی ہے۔ کیونکہ مسیح اور اور اس کی ماں کی زبان عبرانی تھی جس ملک مین رہتے تھے وہان عبرانی بولی جاتی تھی۔ صلیب کی آخری ساعت مین مسیح کے منہ سے جو کچھ نکلا وہ عبرانی تھا۔ یعنے ایلی ایلی لما سبقتانی۔ اب بتاؤ کہ جب اصل انجیل ہی کا پتہ ندارد ہے تو اس ترجمہ پر کیا دوسرے کو حق نہین پہونچتا کہ وہ کہے اصل انجیل پیش کرو۔ اس صورت مین تو عیسائی یہودیون سے بھی گر گئے کیونکہ انہون نے اپنی اصلی کتاب کو تو گم نہین کیا۔

پھر انجیل مین مسیح نے کہا ہے کہ میری انجیل اب اس لفظ پر غور کرنے سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسودہ انجیل کا کوئی مسیح نے بھی لکھا ہوا اور یہ تو نبی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ خدا کی وحی کو محفوظ کرے۔ اور اس کی حفاظت کا کام دوسرون پر نہ ڈالے کہ وہ جو چاہین سو لکھ لین۔

پولوس کی بابت مین پہلے کہہ آیا ہون کہ جس کی تحریرون یا تقریرون پر اپنی خدائی کا انحصار تھا۔ تعجب کی بات ہے کہ خدا ہو کر اسکے واسطے منہ سے ایک لفظ بھی پیشگوئی کا نہ نکلا۔ بلکہ چاہیئے تھا کہ وصیت نامہ لکھ دیتے کہ پولوس اس مذہب کا جمعدار کیا جاوے گا۔ اور جب یہ نہین تو پھر اس کو کیا حق حاصل تھا کہ وہ خود بخود مجتہد بن بیٹھا۔ اس کو یہ سارٹیفکیٹ ملا کہان سے تھا؟ یہی وجہ ہے کہ یہ یسوعی مذہب نہین بلکہ پولوسی ایجاد ہے۔ غرض صدق اور اخلاص بڑی نعمت ہے جس کو خدا دے۔ مختصر یہ کہ خدا بہتر جانتا ہے۔ اور مین حلفاً کہتا ہون کہ مین تو اپنے دشمن کا بھی سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہون۔ کوئی میری باتون کو سنے بھی۔ یہ جو کچھ مین نے کہا ہے آپ اس پر غور کرین اور اسپر جو کچھ باقی رہ جاوے اسے بیان کرین

حضرت اقدس نے اپنی تقریر کو اس مقام پر ختم کر دیا تھا کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ مسٹر عبد الحق صاحب نے اپنی تقریر مین عماد الدین کے حوالہ سے ایک بات

تثلیث کے ثبوت مین کہی ہے کہ وضو کرتے وقت تین دفعہ ہاتھ دھوتے ہین یہ تثلیث کا نشان ہے اس پر بھی کچھ فرما دیا جاوے۔

فرمایا یہ تو بالکل بیہودہ اور کچی باتین ہین اس طرح ثبوت دینا چاہو تو جتنے مرضی ہین خدا بنالو۔ عماد الدین کی ان باتون پر پادری رجب علی نے ایک ریویو لکھا تھا اور اس نے بڑا واویلا کیا تھا کہ ایسی باتون سے عیسائیت کی توہین ہوتی ہے چونکہ وہ کچھ ظریف طبع تھا کہ عماد الدین سے تثلیث کے ثبوت مین یہ بات رہ گئی اور پھر ایک ایسی مثال دی جو قابل ذکر نہین۔ عماد الدین بالکل ایک جاہل آدمی تھا مین نے اس کو اردو کی عبارت کا مطلب بیان کرنے ہی کی دعوت کی تھی جس کا جواب نہ دے سکا اور نور الحق کا جواب آج تک نہ ہوا حالانکہ پانچہزار روپیہ انعام بھی تھا۔ ایسی باتین تو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ دیکھو آخر مرنا ہے خدا سے ڈرنا چاہیئے + دین کے معاملہ مین بڑی غور و فکر درکار ہے + اور پھر خدا کا فضل۔

عیسائیون کے چند عجیب و غریب فرقے

قریب دو ہزار برس کے ہوئے کہ عیسائیت کا نام نمود شروع ہوا۔ اس وقت سے لے کر آج تک بہت سی عورتون اور مردون نے اپنے جدا جدا اور نئے نئے پنتھ عیسائی مذہب کے نام سے قایم کئے بعض بیچارے دو چار برس چلکر ہی رہ گئے بعض اور فرقون کے ساتھ خلط ملط ہو کر کچھ دیر زیادہ چلے اور بعض ان مین سے ابتک قایم ہین۔ مسٹر ہنری ڈبلیو۔ مچل جناب ہار بنجر مین ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہین۔ اور وہ فرماتے ہین کہ عیسائیون کے مختلف فرقے اس تعداد مین موجود ہین کہ درحقیقت ان کا شمار کرنا محال ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جتنے منہ اتنی باتین عیسائی مذہب کی بنیاد بہت کمزور ہے اسلیئے ناممکن ہے کہ کوئی دیرپا عمارت اس پر قایم ہو سکے اور بقول صاحب موصوف سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ یہ تمام مختلف فرقے اپنے قول و فعل کی تائید و صداقت مین بائبل کی ایک نہ ایک آیت پیش کر دیتے ہین گویا بائبل مین شرابخور شراب کے جواز مین آیتین پیش کر کے حضرت عیسٰے کی زندہ مثال اور رسوم مروجہ حال کو جو عیسائیون مین پائی جاتی ہین آگے رکھ دیتے ہین۔ مثلاً ایک قسم کی شراب کو حضرت عیسٰے کا خون اور ڈبل روٹی کو اسکا جسم قرار دیکر دونون کو بڑے دنون مین بطور تبرک چکھا جاتا ہے۔ دوسری طرف شراب کے دشمن بائبل کی دو چار آیتین شراب کے خلاف پیش کر دیتے ہین غرضیکہ ہر ایک عیسائی اپنے مطلب کی بات بائبل مین ٹٹول لیتا ہے اور اسی کو کلام الٰہی سمجھ کر عمل شروع کر دیتا ہے گویا بائبل کے کچکول مین قسم قسم کے نوالے بھرے ہوئے ہین۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ بائبل کی آیتین مختلف قسم کے خیالات مختلف طبایع مختلف مذاق اور مختلف لیاقتون کے آدمیون نے حسب ضرورت مختلف زمانون مین گھڑی ہین جن مین سے بہت سی مہمل یا ایسی لچکدار ہین کہ ہر طرف کو جھک جاتی ہین یہی وجہ ہے کہ بائبل کا مجموعہ بے ترتیب اور بے ربط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تھوڑے سالون کے بعد عیسائی پادریون کو مجلس کر کے بہت سی آیتون کو غیر مستند قرار دینا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ زمانہ حال کی نکتہ چینیون سے تنگ آ گئے تو انہون نے پرانے عہد نامہ (عہد عتیق) کو قصہ پارینہ سمجھکر بالکل جواب دیدیا۔ اور اس کے کسی حوالہ کو بہت سے عیسائی فرقے قبول نہین کرتے۔

اس مضمون مین زیادہ تر یہ دکھلایا جاویگا کہ عیسائیون مین وقتاً فوقتاً کیسے عجیب و غریب فرقے پیدا ہوئے جنہون نے بہت سے آدمیون کو اپنا گرویدہ اور معتقد بنا لیا تھا۔

سنہ عیسوی کی دوسری صدی مین ایک عیسائی فرقہ پیدا ہوا جو اپنے آپ کو ایڈیمائیٹیز یعنی آدم پنتھی کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ مگر آجتک یہ امر طے نہین ہوا کہ اس کا اصل بانی مبانی کون تھا۔ اس فرقہ کے لوگ کسی زمانہ مین بہت بڑھ گئے تھے اور انہون نے ایک قسم کی انجمنین بنائی تھین۔ جن کو یہ پیرا ڈائیز یعنی بہشت کہا کرتے تھے ان انجمنون مین یہ تمام رسوم اور مذہبی کارروائیان بالکل مادر زاد برہنہ ہو کر کیا کرتے تھے۔ مراد یہ کہ جس طرح بہشت مین بقول عیسائیون کے بابا آدم اور اماحوا بالکل ننگے رہتے تھے اسی طرح سے یہ ان کی تقلید کیا کرتے تھے اور اس وحشیانہ حرکت سے یہ لوگ ذرا شرمسار نہین ہوتے تھے۔ وجہ یہ کہ یہ لوگ حضرت آدم کو اپنا رہبر قرار دیتے تھے مگر یہ فرقہ کچھ زیادہ دیر قایم نہ رہ سکا لیکن پانچ چھ برس گذرے ہین کہ مختلف نام رکھکر اسے از سر نو سرسبز کرنے کی جدجہد کی گئی تھی۔ مسٹر اے ڈبلیو میکڈونلڈ صاحب نے قریب چھ برس کے ہوئے کہ اس فرقہ کو ڈی فروٹیرینیا کے نام سے حیات دینی چاہی تھی چنانچہ انہون نے کئی مشہور و معروف یورپین اصحاب اور ان کی خاتونون کو اپنا ممد اور معاون بنا لیا تھا ان لوگون نے قدیم آدم پنتھیون کی تعلیم کی اشاعت کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی مگر بعد مین ان کا کچھ کام چلتا نظر نہین آیا۔ اور اب کہین ان کا ذکر تک سننے مین نہین آتا۔ تاہم یہ یقین کیا جاتا ہے کہ ایسے کئی عیسائی فرقے ہین جو اپنے جلسے بالکل خفیہ طور پر کرتے ہین اور ان کے پیرو کار زن و مرد مادر زاد برہنہ ہو کر ان مین شریک ہوتے ہین۔ مگر چونکہ ان کے بارہ مین عوام الناس کے روبرو کامل شہادتین پیش نہین ہوتین اس لیئے ان کا زیادہ ذکر کرنا چندان ضروری نہین ہے۔

جس زمانہ مین کہ فرقہ آدم پنتھی کا ظہور ہوا اسی زمانہ مین عیسائیون کا ایک اور عجیب و غریب فرقہ پیدا ہوا جس کا نام میلچسی۔ ڈیلینز تھا۔ انہون نے اپنے

نام کو بائیبل کے اس عجیب وغریب شخص کے نام پر مقرر کیا جسکا نام میلشیڈک تھا- اس شخص کا پُر اسرار چلن صدیون تک عیسائی دنیا کے لیئے ایک معما رہا- اور اس کی نسبت اب بھی عیسائی لوگ اس سے زیادہ نہین جانتے جتنا کہ پندرہ سو برس پیشتر جانتے تھے ہزارون صفحے اس شخص کی نسبت عیسائیون نے لکھ مارے اور اسے سلیم کا بادشاہ قرار دیتے ہین- مگر یہ کوئی عیسائی نہیں بتلا سکا کہ وہ سلیم کہان واقعہ تھا یہ حضرت میلشیدک کون تھا- اور اس کو دراصل کیا منصب حاصل تھا- عیسائیونکا یہ فرقہ میلشیدک کو طاقت الٰہی اور حضرت عیسٰے سے برتر مانتا تھا- اور ان کا عقیدہ تھا کہ میلشیدک خدا کے روبرو فرشتون کی شفاعت کرایا کرتا ہے. اس فرقہ میں کثیر التعداد آدمی شامل ہوگئے تھے مگر بعد ازان لگاتار ستایا جانے اور اسی قسم کے دیگر بواعث سے چند سالون کے اندر ہی نیست ونابود ہوگیا- نارمنز عیسائیون کے میلچی شیڈک اور قریشان کے مجرد لوگون مین ایک طریقہ جاری ہے کہ اس کے خاص پیروکار ہمیشہ مجرد رہتے ہیں اور میلشیڈک کے نام سے اپنی جماعت کا نام رکھتے ہین د ہمینز لوگ بھی میلشیڈک کے نام کی تعظیم وتکریم کرتے ہین مگر عام طور پر عیسائیونکے گرجے ان لوگون سے کچھہ سروکار نہین رکھتے- باوجودیکہ بائیبل مین ایک باب کا باب میلشیڈک کے تذکرہ مین موجود ہے اور پرانے عہدنامہ مین بھی بہت سی آیتین میلشیڈک کے بارہ مین پائی جاتی ہین-

تریباً دوسو برس تک یعنی تیرہوین صدی سے پندرھوین صدی تک جرمنی- اٹلی اور فرانس مین ایک نئے عیسائی فرقہ کے پیدا ہونے سے نہایت شوروغل برپا رہا- اسکا نام بریدرن اینڈ سسٹرز آف دی فری سپرٹ (آزاد سپرٹ کے بھائی اور بہن) تھا- اس کو تیرھوین صدی کے وسط مین ایک فرانسسکن طریق کے سادھو نے قایم کیا تھا- اور بعد مین یہ مشہور شہزادی ول جیلمنا کے نام سے جو بوہیمیا کی ملکہ کانسٹینس کی ایک بیٹی تھی رستے منسوب ہوگیا- شہزادی موصوف کو وہ لوگ نبوت کا درجہ دیتے تھے- اور پال رسول کے اس مقولہ پر کہ "کیونکہ اس روح زندگی کی شریعت نے جو مسیح یسوع مین ہے مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے چھڑادیا (کیونکہ جتنے خدا کی روح سے راہنمائی کئے جاتے ہین وہ خدا کے بیٹے ہین)* اپنے فرقہ کی بنا قایم کرتے تھے- اس فرقہ کی تعلیم کچھہ کچھہ ہمہ اوست کے عقیدہ یانوین ویدانت سے ملتی جلتی تھی- ان لوگون کا یہ عقیدہ تھا- کہ روحانی تصورات سے وہ خدا مین جذب ہوسکتے ہین اسلیئے وہ اپنے آپ کو خدا کا ایک حصہ یا جزو قرار دیتے تھے اور تمام قوانین انسانی والٰہی سے منحرف تھے نہ وہ بپتسمہ لیتے تھے اور نہ وہ مذہبی رسوم کے ہی پابند تھے- عیسائی چرچون کیجانب سے انکے ساتھ نہایت بے رحمانہ سلوک کئے گیئے اور انہین طرح طرح کے عذاب پہونچائے گئے اور قریب قریب روزمرہ ان کی توہین وتحقیر کی جاتی تھی مگر باین ہمہ سنہ ۱۴۶۰ء تک یہ فرقہ قایم رہا- بعد ازان کالعدم کردیا گیا- بزور مغلوب کیا گیا- مگر ان کی تعلیم کبھی قطعی دور نہین ہوئی- کئی مرتبہ اس کی اشاعت ہوتی رہی گو آج کے دن کوئی خاص فرقہ اس نام کا موجود نہین ہے- مگر پھر بھی عیسائی گرجون کے ہزارون آدمی ان کی رائے کو تسلیم کرتے ہین-

سنہ ۱۸۰۰ء مین قصبہ پیشیوایل واقعہ ریاست ٹینیسی صوبجات متحدہ امریکہ مین ایک فاضل عیسائی رہتا تھا- جسکا نام پین تھا- اسکی علمی لیاقت معقول تھی- اور اس کی دیگر قابلیتون مین سے ایک قابلیت یہ تھی کہ وہ ایرانی زبان کا بڑا بھاری ماہر تھا- اسے یہودیون اور عیسائیون کی مذہبی کتابون پر خوب دسترس تھی اور اسنے اپنے مطالعہ سے یہ عجیب وغریب نتیجہ نکالا تھا- کہ عورتون مین روح نہین ہے مسٹر پین نے ایک رسالہ اسی بارہ مین شایع کیا- جس مین اپنے دعوے کے ثبوت مین اسنے خوب بائیبل کی آیتون کی بھرمار کی جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عورتین آدمی سے کمتر ہین اور غیر فانی نہیں ہین یعنی ان کے اندر روح یا کوئی ایسی چیز نہین ہے جو کہ بعد از مرگ قایم رہے اس رسالہ نے عوام مین کسی قدر حیرت اور جوش پیدا کردیا اس کے بعد مسٹر پین نے ایک اور رسالہ شایع کیا- جس میں کم از کم اپنے حسب اطمینان بائیبلی حوالون سے یہہ واضح کردیا کہ تمام عورتیں محض حیوان مطلق ہین اور روح سے خارج- صرف آدمیون مین ہی غیر فانی روح ہے جہان تک مسٹر پین کا تعلق ہے یہ مسئلہ نیا نہین ہے- کیونکہ اس معاملہ کی نسبت اکثر عیسائی گرجون مین اضطراب پیدا ہوتا رہا ہے اور چھٹی صدی مین مقام میکن واقعہ فرانس مین عیسائیون کی ایک بھاری کونسل ہوئی تھی- جس مین قریب پچاس لاٹ پادری اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے- بہت بڑے بحث مباحثہ کے بعد کونسل بغیر کسی تحریری فیصلہ کے اٹھ کھڑی ہوئی مگر یہ اس نے قبول کرلیا کہ غالب شہادت یہ ہے کہ عورتون مین روح نہین ہے- اس سے صاف ظاہر ہے کہ قدیم عیسائیون مین عورتون کی پوزیشن نہایت ادنیٰ تھی اور آج کل کی طرح عورتون کو آدمیون کے برابر حقوق کا مستحق نہین مانا جاتا تھا-

سنہ ۱۸۴۶ء مین ریورینڈ ہنری جیمیز پرنس- چرچ آف انگلینڈ کے ایک مشہور پادری نے ایک نیا پنتھ جاری کیا جس کا نام انہون نے- ایگے- پے- مون رکھا اس لفظ کا مخرج یونانی زبان کا ایک لفظ ہے- جسکے معنے ہین "مسکن محبت" مسٹر پرنس کا یہ دعوے تھا- کہ خدا کی جانب سے ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور ان کے فرقہ کا مقدم مشن یہ تھا- کہ ایک ایسی انسٹیٹیوشن قایم کی جاوے جس مین کہ شریف زن ومرد باہم ملکر ایک مکمل زندگی بسر کرسکین- کئی مالدار آدمی مسٹر پرنس کے معتقد ہوگئے اور انہون نے ٹانٹن کے قریب چارلنچ مین

* پولوس کا خط رومیونکو باب ۸ آیت ۲-

ایک بڑی بھاری جایداد خرید کی۔ جسکے اندر انہون نے مسکن محبت قایم کیا۔ جہان مسٹر پرنس کے پیرو کار تمام عیش وعشرت کے سامانون سے لطف اٹھاتے تھے۔ اور جن جن اشیا کو دولت بہم پہونچا سکتی ہے وہ سب وہان مہیا تھین اگرچہ اس احاطہ کے اندر آنے یا گھر کے اندر جانے کی کسی غیر شخص کو اجازت نہ تھی۔ مگر اس مسکن محبت کے رہنے والے پوری آزادی کے ساتھ اندر باہر آتے جاتے تھے۔ مسٹر پرنس اپنے معتقدون کو کیا سکھاتے تھے یا کیا نہین سکھاتے تھے کسی کو ٹھیک معلوم نہین ہے۔ اگرچہ اس زمانہ مین تمام قسم کی افواہین مشہور تھین۔ گذشتہ سال کے آغاز مین مسٹر پرنس ۷۰ برس کی عمر کے ہوکر انتقال کر گئے۔ اور انہون نے ۵۲ برس تک مسکن محبت کا اہتمام اپنے ہاتھ مین رکھا۔ یہ انسٹیٹیوشن ابھی تک قایم ہے۔ جس کا اہتمام ان کے جانشینون کے ہاتھ مین ہے۔

ایک اور کسی قدر اسی قسم کی انسٹیٹیوشن چند سال ہوئے کہ دو رچسٹر واقعہ صوبجات متحدہ امریکہ مین قایم کی گئی تھی۔ اس کا نام ایمان کا گھر رکھا گیا تھا۔ اس مین صرف بارہ آدمی شامل تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ خاص روحانی وجسمانی وسایل سے ان کا ہر ایک ممبر نئی زندگی حاصل کر کے مکمل ہو جاتا ہے اور یسوع مسیح کے ہم پلہ ہوکر تا ابد اس دنیا پر قایم رہتا ہے۔ کچھ عرصہ سے اس فرقہ کی بابت کوئی ذکر اذکار سننے مین نہین آیا۔ اور غالبًا نیست ونابود ہو گیا ہے۔

آریہ میگزین

پنجابی کاتب اور حضرۃ مسیح موعود

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

کچھ دنون سے ایک پنجابی کاتب صاحب نے دہلی جاکر مرزا حیرت صاحب کی مخالفت اور مولوی نذیر احمد بجنوری کے ترجمۃ القرآن کی غلطیون کی بے جا حمایت مین دارالعلوم کے نام سے ایک دو ورقہ شایع کرنا شروع کیا ہے۔ جس پر ریویو کے لیئے ہم سے بھی درخواست کی تھی ✦ ہم نے حیرت اور نذیر احمد کے ترجمۃ القرآن پر جب رائے دی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ نذیر احمد کی بے جا حمایت کی تکمیل کے لیئے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بھی منہ چڑاتا۔ مگر ہم اس ناعاقبت اندیش پنجابی کاتب کو یہ مشہور مقولہ یاد دلاتے ہین ✦

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

اور

کجا غوغائے شان بر خاطر من وحشتے آرد
کہ صادق بزدلے نبود وگر بیند قیامت را

ہم کو کچھ ضرورت نہ تھی کہ اس پنجابی کاتب کو مخاطب کرین کیونکہ الحکم کے اجرا کی غرض وغایت اور ہمارا مقصد صرف اسیقدر ہے کہ ان پاک تعلیمات اور ربانی ہدایتون کو جو اس تاریکی اور الحاد کے زمانہ مین اسلام کو زندہ کرنے کے لیئے ہمارے سید ومولا امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے ہین۔ ان سعید الفطرۃ لوگون تک پہونچائین۔ جنہون نے محض خدا کے فضل سے اس آسمانی نور کو شناخت کیا ہے چنانچہ الحکم کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہین کہ الحکم کے کالم ہمیشہ اس قسم کی تحریرون سے پاک رکھے جاتے ہین جو محض نفسانی اغراض کی بنا پر تو تو مین مین تک پہونچائی جاتی ہین۔ جس کا اچھا خاصہ نمونہ اسی پنجابی کاتب کا دو ورقہ ہے اور جیسا کہ خود اس کی ہی تحریر سے معلوم ہوا۔ پبلک پر بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اس کی غرض وغایت بجز مرزا حیرت کو گالیان دینے کے اور کچھ نہین۔

لیکن ہان اس قدر اعتراف ہم ضرور کرتے ہین کہ جب کوئی شخص محض شرارت کی راہ سے ان ہدایتون کی تبلیغ مین ہمارا سد راہ ہونا چاہے اور مسلمانون کے مذہبی عقاید کو صدمہ پہونچانے کی کوشش کرے اور غلط بیانیون سے مخلوق کو مغالطہ مین ڈالنا چاہے تو ایسے موقعہ پر ہم اپنا فرض سمجھتے ہین کہ معقول متین اور موثر پیرایہ مین ایسے غولان راہ کی شعبدہ بازیون اور ابلہ فریبیون سے اپنے ہم جنسون کو بچایا جاوے اور ان متاع ایمان کے ڈکیتون سے ڈیفنسو (دفاعی) اصول پر اپنی قوم کو محفوظ رکھنے کی سعی کرین۔

جس حال مین ہماری غرض وغایت ہمارا مقصد ومدعا صرف اسی قدر ہے کہ وہ پاک ہدایتین اور امن بخش تعلیمات جن کا دوسرا نام اسلام ہے شایع کرین اور جن کی اشاعت کے لیئے خدا کا فضل ہے کہ ہم کو تاج برطانیہ نے ہر طرح کی آزادی عطا فرما رکھی ہے اور یہ کہ ہم اپنے امام و مقتدا کی ہدایتون کو اپنی جماعت کو پہونچاتے رہین۔ جو ہند وپنجاب کے مختلف حصون مین آباد ہے اور اس تبلیغ مین ہم کو پریس کی طاقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ پھر یہہ کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ وہ لوگ جن کو ہم کبھی مخاطب نہین کرنا چاہتے کیون ہمارا روئے سخن اپنی طرف سمجھ لیتے ہین ان کا یہ فعل ایسا ہے کہ دانشمند گورنمنٹ اس پر توجہ کرے۔

ہان یہ سچ ہے کہ ہم اپنی جماعت کو ان عقائد سے بیزاری کی تعلیم دیتے ہین جو قرآن کریم یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے منشاء کے خلاف ہین۔

مثلاً یہہ کہ مذہب کے نام سے تلوار اٹھانا حرام ہے یا خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار بیہودگی اور چھپی ہوئی غداری اور کفران نعمت ہے یا ایسا عقیدہ رکھنا کہ مہدی کے سامنے انگریزی سلطنت کے حکام اسیر کر کے پیش کیئے جاوینگے یا سرکاری خزانے اور بنک لوٹے جاوینگے

✦ پنجابی کاتب ہم نے مخصوصًا اسلیئے لکھا ہے کہ دارالعلوم کے ایڈیٹر نے حضرت حجۃ اللہ علے الارض کو پنجابی پیغمبر لکھ کر پنجابی کو ایک حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے حالانکہ خود ایڈیٹر صاحب پنجابی اخلاط . . . . . کی ترکیب سے بنے ہوئے ہین ✦ (ایڈیٹر)

جیسا اقتراب الساعۃ اور حجج الکرامہ وغیرہ کتابون مین درج ہے۔ ان عقیدون کو سچے اسلام سے کوئی تعلق نہین ایسے خیالات محض پولیٹکل جنگون اور منصوبون کے زمانون اور انسانون کی ایجاد اور اختراع ہین۔ مسیح موعود یا مہدی مسعود کے ساتھ ان کو منسوب کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے موعود کا نشان یضع الحرب قرار دیا ہے کہ وہ لڑائیون کو دور کر دے گا۔ اب جبکہ یہ عقاید چھوڑنے کی تعلیم ہم اپنی جماعت کو دینا چاہتے ہین اور یہی ہمارا مقصود ہے تو ہماری ایسی تحریرون پر جو لوگ خواہ نخواہ چونکتے ہین اور مضطرب الحال ہو کر کہتے ہین کہ مسلمانونکو بدخواہ سرکار قرار دیا جاتا ہے ٭ اس سے دانشمند اور فرزانہ طبع گورنمنٹ ضرور اس نتیجہ پر پہونچ سکتی ہے کہ ایسے لوگ حقیقت مین مسلمانون کے بدخواہ ہین جو ان کو ایسے عقاید رکھنے والے بتا کر دوستی کے لباس مین دشمنی کرتے ہین اور خود گورنمنٹ کے لیئے قابل لحاظ ہین۔ ہم اس بات کو بتکرار بیان کرنا چاہتے ہین کہ ہمارے مخالف ان باتون پر کیون چونکتے اور چڑتے ہین جن کی تعلیم ہم اپنی جماعت کو دینا چاہتے ہین۔ گورنمنٹ ضرور اس امر پر توجہ کرے کہ ہم اپنی جماعت کو روکتے ہین جہاد حرام ہے اور خونی مہدی اور خونی مسیح کا عقیدہ رکھنے والون سے الگ ہو جانا چاہیئے۔ یہ لوگ خواہ نخواہ اس سے چڑتے ہین۔ کہ ہم کیون ایسی تعلیم دیتے ہین؟ اگر یہ خونی مسیح اور خونی مہدی کا عقیدہ نہین رکھتے تو کیون ہماری مخالفت کرتے ہین۔ بہرحال یہ ہمارے عقاید اور ہماری تعلیم ہے۔ جو ہمین خدا کے موعود اور معطر۔۔ امام کے ذریعہ ملی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ الحکم کے ایڈیٹر کی حیثیت سے الحکم کے اغراض و مقاصد کے لحاظ سے اس کو ملک مین شایع کرین اور اپنی جماعت کو ہدایت کرین کہ وہ ایسے معتقدات رکھنے والون سے الگ ہو جائین۔ اور ان منافقانہ مزاج لوگون سے نہ ملین۔

جو ایسا عقیدہ رکھکر بھی سچے فرمانبردار کہلانا چاہتے ہین حالانکہ یہ عقیدہ رکھکر گویا مہدی کے سامنے بادشاہ ہند کے گلے مین طوق ڈال کر حاضر کیا جاوے گا۔ تاج برطانیہ کے ساتھ سچی ارادت کا دعویٰ نری فضول گوئی ہے۔

الغرض

پنجابی کاتب نے بمصداق چور کی ڈاڑھی مین تنکا اپنے آپ کو ان عقاید کا معتقد قرار دے کر پیسہ اخبار کی حمایت مین اسکی طرف سے فدیہ ہونا گوارا کیا ہے۔ اور ۱۰- فروری کی اشاعت مین ایک مضمون الحکم کے مضمون مندرجہ ۳۱- جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کی تردید مین بخیال خویش شایع کیا ہے دارالعلوم نے اس مضمون کے ذریعہ دراصل پیسہ اخبار کی مرزا حیرت کی مخالفت کے احسان کا بدلہ دیا ہے یا پاس وطن کے لحاظ سے اس پر احسان کیا کہ جن امور کا جواب اس سے نہ بن پڑتا تھا اور کبھی نہ ہو سکے گا ٭ ان کو اپنی بیہودہ اور لاطایل تحریر کے ذریعہ چھپا کر پیسہ اخبار کی پردہ پوشی کی ٭ ہم امید کرتے ہین کہ پیسہ اخبار ایسے نادان دوست کی حمایت سے کبھی خوش نہین ہوگا۔ ہم اس مضمون پر ایک سرسری نظر کرتے ہین جو پنجابی کاتب نے اپنے دو ورقہ مین اپنے دہلوی یا بجنوری حمائتیون کے بھروسہ پر لکھا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس پر ریویو کرین محض اس غرض سے کہ ناظرین اور گورنمنٹ کو معلوم ہو جاوے کہ اس پنجابی کاتب نے کس قدر شیطنت سے کام لیا ہے اور اصل مضمون کو چھوڑ کر خارج از مبحث امور پیش کر کے حقیقت کو چھپانا چاہا ہے ان امور کو بیان کرتے ہین۔ جو ہم نے ۳۱- جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم مین شایع کئے تھے جن کو عمداً پنجابی کاتب نے چھوڑ دیا ہے اور ان پر ایک سطر بھی نہین لکھی

پہلی فروگذاشت - خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقاید جو ہم نے نواب صدیق حسن خان اور اس کے بیٹے سید نور الحسن خان کی کتابون حجج الکرامہ اور اقتراب الساعۃ کے صفحون کے حوالے سے بیان کیئے تھے جو الحکم کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ و ۳ اور صفحہ ۱۱ کالم اول مین درج ہین ان کی کوئی تردید نہین کی گئی اگر وہ ان عقاید کا دل سے دشمن اور ان کی اشاعت کو روکنے کی تدبیرون پر ہماری طرح کاربند ہونے والا ہے تو اسے چاہیئے تھا کہ نیک نیتی کے ساتھ ہماری تائید کرتا اور ان ملانون کو الگ (جنہون نے یہ کتابین مفت سمجھ کر بہت سی لے لی تھین خصوصاً غیر مقلدون کو) اور گورنمنٹ کو الگ توجہ دلاتا کہ بیشک الحکم کی تحریر کے موافق ان کتابون کو جلا دیا جاوے۔ لیکن جبکہ وہ ان کتابون کے ذکر اور ان عقاید کی تردید کو بالکل چھوڑتا ہے تو کیا یہ ارادی اور عمدی ابلہ فریبی اور منافقانہ کارروائی نہین۔؟ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ دارالعلوم کا پنجابی کاتب ہرگز ہرگز صفائی نیت کے ساتھ اس تجویز مین ہمارا شریک نہین ہوگا۔ اور نہین ہو سکتا اور اگر وہ اس معاملہ سے الگ رہے تو صاف سمجھ مین آ سکتا ہے کہ ہماری مخالفت کی اصل وجہ کیا ہے؟ ہان یہ ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ اس تجویز مین ہماری تائید کرے اور ان سوختنی کتابون اور خطرناک عقاید کو ملانون کے حجرون اور دلون سے نکالنے مین ہمارا شریک ہو تو سب سے زیادہ خوشی ہمین اپنے اس دعویٰ کی غلطی کے ماننے مین ہو گی کہ دارالعلوم نے خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقائد سے بیزاری پیدا کرنے مین ہماری تائید کی۔

بات کیسی سہل اور آسان تھی۔ مگر دارالعلوم نے عمداً اس پوائنٹ کو ٹچ نہین کیا۔

دوسری فروگذاشت - دوسرا امر اہم جس پر ہم نے زور دیا تھا وہ یہ تھا

٭ ہم کو افسوس سے کے ساتھ ان عقاید کو ظاہر کرنا پڑتا ہے ورنہ یہ ایسی باتین ہین کہ ان کے بیان سے ہی شرم آتی ہے اور ہم ہرگز ہرگز ان خطرناک عقیدون کا ذکر نہ کرتے اگر وہ کتابین جن مین یہ درج ہین ان ناعاقبت اندیش ملانون کی وظیفہ مین نہ ہوتین اور شایع نہ کی گئی ہوتین اور ان کے مصنفون کو بڑی عزت اور عظمت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ٭ (ایڈیٹر)

کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔اِس لیئے جہاد کی ممانعت مین مولویون سے ایک فتوےلیاجاوے۔اس کو بھی دارالعلوم نے صاف طور پر چھوڑ دیا ہے اور آیندہ کسی وقت پر مسئلہ جہاد پر کسی مضمون لکھنے کے وعدہ سے ٹالنا چاہا ہے۔

تیسری فروگذاشت۔گورنمنٹ کی اطاعت بہ حیثیت اولوالامر کے کرنی چاہیئے۔اس کو بھی دارالعلوم چبا گیا ہے۔

چوتھی فروگذاشت۔آنے والا مسیح موعود اور مہدی مسعود ایک ہی شخص ہوگا۔اور وہ مسیح ابن مریم کے نمونہ پر آئے گا۔یعنے جس طرح پر اس نے آکر موسوی جنگون کے اعتراض کو اٹھا دیا تھا۔اور امن اور صلحکاری کے ساتھ اپنی تعلیم پھیلاتا تھا۔اسی طرح پر محمدی مسیح جو سلسلہ احمدیہ کا خاتم الاولیا ہے ان جنگون کا نام و نشان مٹادے گا جن کا غلط اور بیہودہ الزام اسلام پر لگایا جاتا ہے۔بلکہ اپنی علمی سچائیون اور اخلاقی صدا قتون اور روحانی فیوض و برکات اور سچی تعلیم کی ذاتی خوبیون اور حسن کے اظہار اور اس کے نتائج اور ثمرات کے بین نمونون سے ثابت کردیگا کہ اسلام کبھی تلوار سے نہین پھیلا۔اور نہ کو اسلام کے لیئے کبھی تلوار اٹھانے کی ضرورت ہی نہین ہو سکتی۔

دارالعلوم نے اس اہم مسئلہ کو جس پر ہم نے بڑا زور دیا ہے بالکل چھوڑ دیا۔

پانچوین فروگذاشت۔اسوقت مذہب کے لیئے جو لڑائی کرتا ہے۔یا لڑنے والے کی تائید کرتا یا ایسے کو عقیدہ رکھتا ہے کہ کوئی مذہب کیلیئے لڑائیان کرنے والا آئے گا وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔اس کی تائید مین ایک لفظ بھی نہین لکھا۔

سر دست ہم ان پانچ فروگذاشتون پر ہی اکتفا کرتے ہین + اب یہ امر کس قدر دیانت داری اور تقوی شعاری کے خلاف ہے کہ امور مہمہ کو چھوڑ کر نفس مضمون سے بالکل الگ ہو کر اپنی خیالی اور فرضی باتین پیش کی جاوین دارالعلوم کی شرارت کے پورے اظہار کے لیے ہم یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ پیسہ اخبار کی مجوزہ کمیشن کے لیے جو امور عشرہ جن کا ذکر الحکم کے صفحہ ۱۳ کالم ۳ و صفحہ ۱۴ کالم اول مین وضاحت سے کیا گیا ہے ان کی تحقیقات کے لیے یہ پنجابی قوام کا ایڈیٹر دارالعلوم کوئی بحث نہین کرتا۔اگر اسے دین و دیانت سے پیار اور راستی اور حق پسندی سے عار نہین تھی تو کیون اس نے ان امور عشرہ کی تحقیقات کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کرکے تائید نہین کی؟ یہ تیسری بات ہے جو دارالعلوم کے چھپے ہوئے منافقانہ عقاید کو طشت از بام کیئے دیتی ہے۔

اگرچہ اس کے بعد کوئی ضرورت نہ تھی کہ دارالعلوم کی بالکل بیہودہ اور ابلہ فریب تحریر پر کوئی نوٹس لیا جاوے مگر محض اس خیال سے کہ کسی سعید روح کو اس سے فائدہ پہنچ جاوے۔ ہم ان امور پر بھی ایک نظر کرتے ہین جو دارالعلوم کا مایہ ناز ہین۔ہم اِس حصہ کو چھوڑ کر جو پیسہ اخبار کے بھانڈپن مین صرف کیا ہے دارالعلوم کی قابل جواب تحریر پر توجہ کرتے ہین۔ اور اسے قولہ اور اقول کے طرز پر لکھتے ہین۔

قولہ۔اب کئی امور تنقیح طلب ہین۔ (۱) کیا مرزا صاحب کے مخالف صرف پچاس مولوی ہین یا اور مسلمان بھی۔ (۲) کیا مرزا صاحب کی مخالفت لوگ اس وجہ سے کرتے ہین کہ وہ جہاد کی مخالفت کرتے ہین یا یہ کہ وہ اسلام مین رخنہ اندازی کرتے ہین (۳) کیا مرزا صاحب اپنے مخالفون پر پیچھے از قلم کرتے ہین (۴) کیا صرف پچاس مولویون کے خلاف مین انسداد جہاد کی کوششین کرنے سے مرزا صاحب گورنمنٹ کے اعزاز و اکرام کے مستحق ہو سکتے ہین۔؟

ان امورات تنقیح طلب کا جواب جو دارالعلوم نے خود ہی دیا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔امر اول کے متعلق لکھا ہے۔کہ پچاس مولویون کے علاوہ اور بھی علماء مخالف ہین اور اس کے ساتھ تعلیم یافتہ مسلمان جن کا تعلق مختلف قومی انسٹیٹیوشنون سے ہے ان مولویون کے ہم خیال اور ہم زبان ہین۔

اقول۔ایڈیٹر دارالعلوم کی راستبازی کی شناخت کے لیے یہی فقرے کافی ہین ہم پھر اس کے قبلہ و کعبہ پیسہ اخبار کی مجوزہ اور دارالعلوم کی تائیدی کمیشن کے انعقاد پر خوشی ظاہر کرتے ہین کہ اسی بات کی تحقیقات کی جاوے کہ تعلیم یافتہ گروہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے زیادہ قریب ہے یا مولویون سے۔دارالعلوم کیا مسلمانون اور گورنمنٹ کو دھوکا دینا نہین چاہتا۔جبکہ وہ تعلیم یافتہ گروہ کو مولویون کا ہم خیال بتاتا ہے۔مسلمانون کے تعلیم یافتہ گروہ سے مراد ہمیشہ وہ قوم ہے جنہون نے انگریزی خیالات مین نشو و نما پایا ہے اور مسلمانون مین یہ گروہ وہی ہے جو اپنے خیالات کی آزادی اور گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور وفاداری کے ان اصولون پر چل رہا ہے جو سید احمد خان بالقابہ کے اصول تھے۔اور کل رئیس پارٹی* اسی گروہ مین ہے جو مولویون سے متنفر اور بیزار ہے کیونکہ ان مولویون نے ان کو نیچری قرار دے کر ان پر بھی کفر کے فتوے دیئے ہین پھر ہم دارالعلوم سے پوچھتے ہین۔کہ وہ اپنے ایمان سے بتائے تو سہی کہ کیا یہ تعلیم یافتہ گروہ اور رئیس* پلٹی اور مولویون کے معتقدات اور خیالات یکسان ہین ؟ سید احمد خان اور اس کی تعلیم یافتہ جماعت خونی مہدی کے آنے اور اسکے جنگون سے ہی انکار کرتی ہے اور ان حدیثون کو وضعی قرار دیتی ہے کیا آپکے مقبول مولوی مثلاً نذیر حسین صاحب

* یہی وہ رئیس پارٹی ہے جن مین سے بعض خاندانون نے ۵۷ء کے غدر مین گورنمنٹ کو مدد دی تھی اور اسوقت مسلمانون کی فوجین بھی گورنمنٹ کیطرف سے لڑنے والی تھین۔ہان بعض مولوی ایسے تھے جنہون نے اسوقت کو غنیمت سمجھکر اپنی بدذاتی سے جہاد کے فتوے دیئے تھے اس سے عام مسلمانون رؤسا اور مولویونکے حالات کا اندازہ ہو سکتا ہے+ (ایڈیٹر)

ہی ہی وہ کبھی انکار کرتے ہین ؟ ذرا ان سے فتوے تو لے کر شایع کرو + اس امر مین تم اگر اپنے محسن مولوی نذیر احمد سے کبھی پوچھ لیتے تو اس قدر ذلیل نہ ہوتے پھر یہ کس قدر بددیانتی ہے کہ اپنے مطلب کی خاطر خواہ مخواہ تعلیم یافتہ گروہ کو جو کل رئیس پارٹی ہے ساتھ ہے مولویون کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ تعلیم یافتہ گروہ ان امور مین ہمارے ساتھ ہے نہ مولویون کے ساتھ اس کا سب سے زبردست ثبوت یہ ہے کہ خود سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ نے اپنے علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۴- جولائی ۱۸۹۷ء مین "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر مسلمانون کو توجہ دلائی ہے اور اسی طریق وفاداری سرکار انگلشیہ کی طرف متوجہ کیا ہے۔ جو ہمارے سید و مولا امام پیش کرتے ہین چنانچہ لکھا ہے کہ "مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵- جون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے۔ اس اشتہار مین مرزا صاحب نے ایک نہایت عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک

ہر مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی

کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہئیے

جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے" الاخرہ"

اب منصف مزاج پبلک اور دقیقہ رس گورنمنٹ سوچے کہ کیا دارالعلوم صریح مغالطہ دینا نہیں چاہتا جبکہ تعلیم یافتہ گروہ کو بھی حضرت مسیح موعود کے خلاف اور مولویون کا ہم خیال بتاتا ہے۔ یہی نہین بلکہ تعلیم یافتہ گروہ کی وفاداری اور سچی ارادت پر جو وہ تاج برطانیہ کی نسبت رکھتا ہے۔ ایک خطرناک لائیبل کرتا ہے اور ان کو ان عقاید کا پابند اور ماننے والا ٹھہراتا ہے جو بعض ناعاقبت اندیش ملانون کے سرون اور دلون میں پائے جاتے ہین۔ جن کا کوئی ماخذ قران اور حدیث صحیح مین نہین ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ تعلیم یافتہ گروہ سب سے زیادہ قریب حضرت اقدس مسیح موعود سے ہے اور یہی وہ قوم ہے جو بوجہ اپنے خیالات کی آزادی اور معقول پسند طبیعت کے حضرت مسیح موعود کے سلسلہ عالیہ مین داخل ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ بہت سے ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ ڈاکٹر۔ وکیل گورنمنٹ کے عہدہ دار سلسلہ عالیہ احمدیہ مین شامل ہوچکے ہین اور آئے دن ہوتے رہتے ہین + اور خود ان مولویون نے تسلیم کیا ہے کہ یہ دونون فریق ایک ہی ہین۔ اور دوسرے علماء جو کہے جاتے ہین وہ سب ان سر برآوردہ اور مشہور ملانون کے طفیلی ہین جن کا ذکر ہم نے اپنے مضمون مین کیا تھا۔ پس امر اول کی تنقیح پر بعد غور کرنے کے یہی کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے مخالف صرف وہ مولوی ہین جن کی تعداد پچاس سے زیادہ نہین۔ اور یہ مغالطہ ہے جو عام مسلمانون کو ان کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو بالکل جاہل ہین ان کی کوئی مستقل رائے نہین ہے اور خود دارالعلوم کو یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ **نور ایمان سب کے دلون مین روشن ہے اگرچہ ماند پڑگیا ہے**

ہم عام مسلمانون کو اس تنقیح کے ضمن مین متوجہ اور آگاہ کرنا چاہتے ہین کہ دارالعلوم نے خواہ مخواہ جیسے تعلیم یافتہ گروہ کے وفادارانہ معتقدات اور ان کی لائلٹی پر یہ حملہ کیا ہے کہ وہ مولویون کے ساتھ متفق ہین۔ یعنے **خونی مہدی** اور **خونی مسیح** کے عقیدہ رکھتے ہین۔ اسی طرح پر تمام مسلمانون کو بھی بغاوت کے الزام کے نیچے لانے کی کوشش کی ہے۔ یہ کہکر کہ وہ سب کے سب پچاس مولویون کے جو ہمارے مخالف ہین ساتھ ہین۔ اور نہ صرف ان مسلمانون کو باغی ٹھیرانا چاہتا ہے بلکہ گورنمنٹ کو ایک کثیر تعداد دکھا کر اور ان کو مذہبی رنگ مین دکھا کر خطرناک صورت مین دھمکی دینا چاہتا ہے حالانکہ گورنمنٹ ایسی چالون کو خوب سمجھتی ہے۔ گورنمنٹ ایسی بے خبر گورنمنٹ نہین کہ عام مسلمانون کی نسبت وہ اپنی رائے قایم نہ کر سکے وہ خوب جانتی ہے کہ جاہل مسلمان جو اپنے مذہب سے بالکل ناواقف ہین ان مولویون کے ہرگز زیر اثر نہین اور نہ ان کی کوئی ذاتی رائے ہے دارالعلوم یاد رکھے کہ عام مسلمان اس کی ان ابلہ فریبیون سے باغیانہ عقاید رکھنے والے نہین ٹھیر سکتے جبکہ ان کی کوئی مستقل رائے ہی نہین ہے خود مولویون کا گھر مین اتفاق نہین۔ مقلد غیر مقلد کو کافر اور غیر مقلد مقلد کو کافر کہتے ہین۔ اور دونون ملکر تعلیم یافتہ گروہ کو کافر بناتے ہین۔ پھر دارالعلوم ان کے اتفاق رائے کا دعوے کرتا ہے چہ خوش!

امر دوم کے متعلق دارالعلوم کہتا ہے کہ جہاد وجہ مخالفت نہین ہے؟ ہم اس کو تسلیم کر لین گے! اگر وہ انہی پچاس مولویون سے ہی ایک تحریر اس مضمون کی لیکر شایع کر دے کہ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو جہاد کی ممانعت اور اس کے حرام ہونے کا فتوے دیتے ہین۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کوئی **خونی مہدی** اور **خونی مسیح** اس پاک مذہب کے لئے تلوار نہ اٹھائے گا۔" وغیرہ وغیرہ۔ اور جب تک وہ شایع نہ کرے اس جواب دینے مین جھوٹا سمجھا جاوے گا۔ اور صاف وجہ مخالفت کی جہاد کی ممانعت اور خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقاید کا استیصال ہے جو آئے دن حضرت مسیح موعود کر رہے ہین۔

اور اگر بعض جزئیات مین اختلاف رائے ہو اور وہ وجہ مخالفت قرار دی گئی ہو۔ جیسا کہ دارالعلوم لکھتا ہے تو یہ حضرت اقدس مسیح موعود سے مخصوص نہین یہ اختلاف مسلمانون مین عالمگیر ہے اور اگر ان کفر نامون کو جو ایک دوسرے کے خلاف ان جلدباز ملانون نے شایع کئے ہین۔ جمع کیا جاوے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بالکل صحیح ثابت ہوکر حضرت مسیح موعود کے پاک وجود کو ثابت کئے دیتی ہے کہ اسلام کا صرف نام ہی نام رہ جاویگا اب مقلد اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لیکن غیر مقلد کے نزدیک وہ بدعتی مشرک کافر ہے ایسا ہی غیر مقلد مقلد کے نزدیک نیچری دونون کے نزدیک شیعہ سنیون کے نزدیک اور خوارج کے

نزدیک وقس علے ہذا۔

اب اگر کفر کا مجموعہ لیا جاوے تو کیا؟ اسلام کا صرف نام ہی نہ نکلے گا۔ پس معلوم ہوا دوسرے اختلافات حضرت مسیح موعود سے مخصوص نہیں ہین وہ عام ہین۔ اہم اور سر برآوردہ وجہ یہی ہے + اور اگر مسیح موعود یا مہدی معہود کا دعویٰ موجب مخالفت قرار دو۔ تب بھی مآل وہی ہوتا ہے۔ اسی دعوے کی حیثیت سے تو حضرت مسیح موعود نے جہاد کی ممانعت اور حرمت کا فتوے دیا اور ان خوفناک امیدون کا خاتمہ کر دیا جو اقتراب الساعۃ اور حجج الکرامہ پڑھنے والے حریصونکے دلون مین مہدی کے وقت تھین۔ اور وہ منتظر بیٹھے تھے کہ مہدی آئے گا تو خزانے اور بنک لوٹین گے مگر حضرت مسیح موعود نے آکر کہا کہ مہدی تو آگیا لیکن یہ خیالات بالکل بیہودہ اور قابل نفرت ہین ان خام خیالیون کو سر سے نکال دو۔ امن اور صلحکاری سے اپنی زندگی بسر کرو۔ تو پھر اگر یہ ملّان مخالفت کرین تو دارالعلوم ہی بتائے کہ وجہ مخالفت جہاد اور سرکاری

خزانون کی لوٹ مار کی موہوم

امیدون پر پانی پھیرنا ہی ہوا یا کیا؟ جو کچھ بھی وجہ قرار دی جاوے اسکا مآل آخرکار یہین آکر ٹھیرتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ مخالفت کی وجہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود جہاد اور خونی مہدی کے خلاف تعلیم دیتے ہین اور یہ ان مولویون کو ناگوار ہے کیونکہ اس سے ان کی ساری امیدین خاک مین مل گئین یا یون کہو کہ ان شیخ چلی کے بھائیونکے خیالی پلاؤ کی رکابی توڑ دی اور یہ امر کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود اور آپ کی جماعت جہاد کی واقعی مخالف ہے غیر قومون نے بھی تسلیم کر لیا ہے چنانچہ آریہ مسافر میگزین جو پرتی ندی سبھا کے ایما سے جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے اور جو اسلام کا سیاہ دشمن ہے وہ اپنے رسالہ نمبر ۵ کے صفحہ ۲۹۱ مین صاف اعتراف ہے کہ "جہاد دین اسلام

کی جان ہے جس مین کسی محمدی عالم کو انکار نہین ہو سکتا بجز میرزا صاحب اور ان کے حواریون کے"

اگرچہ یہ اس کی صریح غلطی ہے جو جہاد کو اسلام کی جان قرار دیتا ہے۔ اسلام تو صاف لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کہتا ہے۔ بہرحال یہان ہم کو صرف اتنا دکھانا مقصود ہے کہ ہمارے مخالف قوم آریہ نے بھی یہ تسلیم کر لیا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ جہاد کے خلاف ہے اور ان کے مخالف مولوی جہاد کو اسلام کی جان سمجھتے ہین اب اس سے بڑھ کر دارالعلوم کس شہادت کو چاہتا ہے۔ دارالعلوم جو وجوہات مخالفت بتاتا ہے ان پر ہم بہت مختصر لکھین گے کیونکہ زیادہ مفصل کی گنجایش نہین لیکن اگر ضرورت پڑی تو ہم اسے اس کے گھر پہنچا کر چھوڑین گے۔

قولہ۔ اول میرزا صاحب نے نبوت اور پیغمبری کا جھوٹا دعوے کیا۔ **اقول**۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ حضرت اقدس مسیح موعود کا دعوٰی کوئی نرالا اور انوکھا نہین۔ کیا وہ مسیح موعود جس پر چالیس سال تک وحی نبوۃ ہوتی رہے گی۔ نبوۃ کے منصب سے معزول ہو جائے گا۔ جو تمہارے خیال مین آسمان سے اترنے والا ہے۔ حضرت اقدس کا دعوے مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کے جو لوازمات ہین وہ اس دعوے کے ساتھ ہین۔ کیا تمہارا مسلّم موعود نبوۃ اور پیغمبری کا مدعی نہین ہوگا۔ بلکہ معزول عن النبوۃ ہوگا؟ یہ شرارت اور بے ایمانی ہے جو عام مسلمانون کو مغالطہ دینے کے لیئے لکھدیا کہ نبوۃ اور پیغمبری کا دعوے کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود نے کوئی نرالا دعوے نہین کیا وہی کیا جو مسیح موعود کے لیئے بخاری اور مسلم مین موجود ہے + ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہین اور آپ کے بعد آپکے سوا دوسرا نبی آنے والا ہرگز نہین مانتے

قولہ۔ جناب رسول خدا کے برابر اپنا پہلو جما دیا۔ **اقول**۔ لعنت اللہ علی الکاذبین حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اور اپنی تصنیفات مین صدہا مقامات پر ذکر کیا ہے کہ ہم جو کچھ لیتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت اور آپ کی سچی اطاعت کے ذریعہ سے لیتے ہین۔ یہ مضمون بڑی وضاحت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابون مین درج ہے۔ اگر دارالعلوم کا پنجابی ایڈیٹر انکار کرے گا تو ہم اس کو کھول کر دکھا دینگے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کا الزام دینا تمہارے خبث باطن کی دلیل ہے۔

قولہ۔ اپنے نام کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی بیویون کے لیئے امہات المومنین لکھوانے لگے۔

اقول۔ اے تیرہ اندرون! کیا تجھے معلوم نہین کہ عام مسلمانون پر بھی السلام علیکم بولا جاتا ہے۔ اور السلام علینا وعلے عباد اللہ تو نماز مین نہین پڑھتا۔ پھر یہ کس قدر حماقت ہے کہ حضرت مسیح موعود پر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لفظ سے تو چڑتا ہے۔ جس کو خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور اکابران امت نے سلام دیا پھر اس پر علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھنے سے چڑنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا نہین تو کیا ہے؟* اے نادان سوچ تیری مخالفت کا نتیجہ کہان تک جاتا ہے اور کیا حضرت مسیح موعود جو اگر شادی کرینگے جس سے اولاد بھی ہوگی وہ تمہارے نزدیک ام المومنین نہ ہوگی؟ اس کے متعلق تیری ذاتی رائے قابل سند نہیں دہلی کے مکفر المسلمین مولوی نذیر حسین سے فتوے پوچھ؟ اور نہین تو مولوی نذیر احمد سے ہی پوچھ لے۔ جو تیرا ممدوح ہے

قولہ۔ حمایت اسلام کا دعوے اور تخریب اسلام کے سامان حضرت عیسٰی علیہ السلام کو مغلظات سنائین؟ **اقول**۔ لعنت اللہ علی الکاذبین یہ تیسری لعنت ہے حمایت اسلام سچے

---

* اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ مین۔ اور ہُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ مین اشتراک صلوٰۃ کے لحاظ سے کوئی فرق تم ہی بتا دو۔ منہ

اور حقیقی معنون مین کرکے دکھائی اظہارالدین علےجمیع الملل کرکے دکھادیا۔ آریون پر الگ حجت سکھون پر الگ۔ برہمنون پر الگ۔ صلیب کے پرستارون پر جدا اور اسلام کے زندہ برکات کو اپنے وجود سے ثابت کرکے دکھایا! جس کی نظیر آج زمین کی پشت پر نہین۔ حضرت عیسے علیہ السلام کو گالیان سنانے کا الزام دینا سب سے بڑھ کر شرارت اور بے ایمانی ہے + کیا پبلک احمق یا گورنمنٹ نادان ہے جو تیری اس چال کو نہین سمجھ سکتی۔ اس قسم کی باتون سے دارالعلوم پبلک کو بھڑکانا چاہتا ہے جو بالکل غلط ہین۔ کیا جو شخص اپنے تئین حضرت عیسے علیہ السلام کا مثیل ٹھیراتا ہے وہ اس کو گالیان بھی دے سکتا ہے؟ کچھ تو شرم کر! ہان یہ سچ ہے کہ تم نے اس پاک اور راستبازی کی توہین کی جب تم یہ اقرار کرتے ہو کہ وہ نبوۃ سے معزول کیا جاوے گا۔ اور خدا اپنے وعدہ کے خلاف اس کو جنت سے نکالے گا اور اس پر دو موتین وارد کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

قولہ۔ پادریون اور آریون وغیرہ سے ایسے برے طریقے سے مناظرے کئے کہ انکو بالمقابل ہمارے بزرگان دین کے ساتھ ناشائستگی سے پیش آنے کا موقع مل گیا

اقول۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ یہہ چوتھی لعنت ہے۔ اگر دارالعلوم کے پنجابی ام کے ایڈیٹر مین کچھ بھی شرم و حیا باقی ہے تو وہ ایسی بیہودہ اور بے معنی باتون سے آیندہ کے لیے توبہ کرے گا۔ ہم واقعات کے ذریعہ سے بتاتے ہین کہ یہ کیسی کریہہ جھوٹ کی نجاست ہے جس پر دارالعلوم کے ایڈیٹر نے منہ مارا ہے۔ پبلک اور گورنمنٹ کو ایسے غلط بیان لوگون کو زیر نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ جھوٹ بول کر دوسرون کو اشتعال دلاتے ہین + ہم دکھاتے ہین کہ دریدہ دہن مخالفین اسلام نے ہمیشہ ابتدا کی ہے اور حضرت مسیح موعود کی بعثت بلکہ پیدایش سے بھی کبھی ایک عرصہ دراز پہلے یہ لوگ شرارت کی راہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کو گالیان دیتے رہے ہین۔

چنانچہ ہم دارالعلوم کے باخبر ایڈیٹر کو مخاطب کرکے پوچھتے ہین کہ پنجابی کاتب صاحب ذرا بتاؤ تو سہی۔

سنہ ۱۸۵۸ء مین جبکہ ابھی شاید دارالعلوم کے ایڈیٹر کا پنجاب مین قوام بھی تیار نہ ہوا ہوگا دافع البہتان نام ایک کتاب پادری رانکلین صاحب نے الہ آباد کے مشن پریس مین چھپواکر شایع کی۔ جسکے صفحات ۲۳ و ۲۴ و ۳۱ و ۶۹ و ۷۴ و ۸۷ و ۸۸ و ۹۸، ۱۵۳ و ۱۵۴ وغیرہ پر نہایت ہی گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگ شان مین گستاخیان کی گئی ہین۔

کیا دارالعلوم کا ایڈیٹر بتائے گا کہ پادری رانکلین نے یہ کتاب حضرت مسیح موعود کی کس کتاب کے جواب مین لکھی تھی؟

پھر ماسٹر رامچندر عیسائی نے سنہ ۱۸۷۳ء مین ایک کتاب مسیح الدجال کے نام سے لکھی تھی جس مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ دجال بنایا گیا۔؟

کیون جی دارالعلوم کے پنجابی ایڈیٹر صاحب یہ کتاب مسیح موعود کی کس کتاب کی وجہ سے لکھی گئی تھی؟ کچھ شرم ہے یا نہین۔

پھر ٹھاکر داس نے سیرۃ المسیح والمحمد لودہانہ کے مشن پریس مین چھپواکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے کیے کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ حضرت مسیح موعود کے کس رسالہ کا جواب ہے؟ کچھ تو شرم کرو۔

پھر پادری راجرس نے سنہ ۱۸۸۰ء مین تفتیش الاسلام کے نام سے ایک کتاب شایع کی جس کے صفحات ۲۳ و ۴۹ و ۵۲ و ۵۴ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۶۰ و ۶۵ و ۸۰ و ۹۴ و ۹۷ و ۱۰۰ پر خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے۔ کیا دارالعلوم کا ناعاقبت اندیش ایڈیٹر ایمان اور حیا کے ساتھ بتا سکے گا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود کے کس اشتعال سے لکھی گئی۔؟

پھر پادری عمادالدین کی تصنیفات جو سنہ ۱۸۷۴ء سے بھی پہلے شایع ہو چکی ہین جن مین بجز گندہ دہانی کے اور کچھ نہین یہانتک خود عیسائیوں کو اعتراف کرنا پڑا کہ سنہ ۱۸۵۷ء کا غدر ہوگا تو عمادالدین کی تحریرون سے اور عمادالدین نے مسلمانون کا دل گورنمنٹ سے پھاڑنے کے لیے یہ کتابین تصنیف کی ہین دیکھو اخبار شمس الاخبار لکھنو جو پادری کریون صاحب کے اہتمام سے نکلتا تھا مورخہ ۱۵- اکتوبر سنہ ۱۸۷۵ء اور اخبار ہندو پرکاش امرتسر و آفتاب پنجاب لاہور سنہ ۱۸۷۶ء ایسا ہی میزان الحق اور پادری فنڈر کی دوسری کتابین۔

او ناعاقبت اندیش مفتری اب بتا اسلام کی توہین کس نے کرائی؟ تو نے اور تیرے حمائتیون یا حضرت مسیح موعود نے۔

اور بیسیون کتابون اخبارون اور رسالون کے ہم حوالے دے سکتے ہین جو حضرت مسیح موعود سے بہت عرصہ پہلے عیسائیون کی طرف سے شایع ہوئے تھے۔ مندرجہ بالا کتابون اور حوالون سے معلوم ہوگیا کہ دارالعلوم کا ایڈیٹر ایک کمینہ اور گندہ جھوٹ بولتا ہے جب کہ وہ یہ کہتا ہے کہ عیسائیون کو اسلام کی توہین کے لئے اشتعال دلایا۔ ابھی ہم بتاتے ہین کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرین اور مضامین اگر شایع نہ ہوتے تو حقیقت مین شمس الاخبار لکھنو کے خیال کے موافق ایک خطرناک ایجی ٹیشن مسلمانون مین پھیل جاتی۔

مگر ابھی ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہین کہ آریون نے بھی اسلام پر پیش دستی کرکے حملے کئے ہین۔ چنانچہ سب سے پہلے سنہ ۱۸۶۶ء مین اندرمن مرادآبادی نے جب ہمارے سید و مولا امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کی عمر کوئی بیس برس سے بھی کم ہوگی پاداش اسلام نام ایک گندی سے گندی کتاب شایع کرکے مسلمانون کو ستایا۔ اور ۳۰۰ صفحون مین بے انتہا گالیان دی ہین۔ پھر اندر بجر اور تحفۃ الاسلام وغیرہ وغیرہ کتابون مین اس نے سخت بدزبانی کی ہے۔ اب ایڈیٹر دارالعلوم

اگر کچھ بھی حیا اور غیرت اور ایمان رکھتا ہے تو بتائے کہ اندرمن کو کس نے اشتعال دلایا تھا؟ او جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے والے پنجابی کاتب کیون تو خدا سے نہین ڈرتا۔ پھر لودہانہ کے مشہور گھنیا لال الکھ دھاری نے اسلام کی توہین کی اور ۱۸۷۵ء مین دیانند نے ستیارتھ پرکاش شایع کی جس مین ایک مستقل باب لکھکر مسلمانون پر دل آزار حملے کیئے۔ قرآن شریف اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔

اب ان واقعات کے موجود ہوتے ہوئے بھی دار العلوم کا کہدینا کہ حضرت مسیح موعود نے ان لوگون کو جوش دلایا صریح بے حیائی ہے + ہان یہ بات ہم بھی جانتے ہین اور ثابت شدہ واقعہ ہے کہ مولوی محمد حسین نے حضرت مسیح کے متعلق بعض سخت مضامین لکھکر جو کشف الحقایق بمبئی مین بھی چھپے تھے عیسائیون کو جوش دلایا۔ جنہون نے امہات المومنین جیسی گندی اور دل آزار کتاب لکھی اور اعتراف کیا کہ محمد حسین کی وجہ سے لکھی ہے مگر آج تک حضرت اقدس کی تو کسی کتاب کا جواب ہی نہین ہوا نہ آپ نے ابتدا کی بلکہ حضرت اقدس کی تحریرون نے امن بخش کام کیا اور اسی لیئے ہم دعوے سے کہتے کہ حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود نے اپنی کتابون اور تحریرون کے ذریعہ مسلمانون کے جوش کھاتے ہوئے دلون کو ایک **سکنیت** اور **اطمینان** کی حالت پر پہونچا دیا اور جو خطرہ خود پادریون کو بعض مفسدانہ تحریرون سے ہوگیا تھا۔ اسکو دور کر کے **امن عامہ** اور صلحکاری کی زندگی پھیلا دی کیونکہ اگر ان کتابون کا جواب لکھ کر دفاع نہ کیا جاتا تو مسلمانون کا جوش بھڑکتا۔ اور حقیقت مین یہ گورنمنٹ برطانیہ ہی کی مہربانی اور اس کی عطا کردہ آزادی کا نتیجہ ہے جس سے حضرت مسیح موعود نے سچا اور حقیقی فایدہ اٹھاکر ان الزامات کی مدافعت کی کیونکہ اگر سخت دل آزار حملون اور توہین اسلام کا جواب نہ دیا جاتا تو بعض جاہل جو جلد تر بدگمانی کی طرف جھک جاتے ہین شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریون کی خاص رعایت ہے اور اس سے وہ خطرہ پیش آتا جو شمس الاخبار لکھنو کے ایڈیٹر کے خیال مین ۱۸۵۷ء مین نظر آتا تھا مگر جب حضرت مسیح موعود نے ان کتابون کے اعتراضون کا بحیثیت مجموعی **معقول** متین اور لاجواب جواب دیدیا تو وہ اشتعال جو جاہلون کے دلون مین بھڑک کر خطرناک نتائج پیدا کر سکتا تھا اندر ہی اندر دب گیا اور مسلمانون کو معلوم ہوگیا کہ گورنمنٹ نے ہر مذہب کے پیرؤن کو اپنے مذہب کی تائید کی سچی آزادی دی ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود کی ان دفاعی تحریرون نے وہ عظیم الشان احسان ملک اور قوم پر کیا ہے جس کی کوئی نظیر نہین ہے اور گورنمنٹ عالیہ تاج برطانیہ کو امن اور صلحکاری کے قیام کے لیے وہ بیش قیمت مدد دی ہے جس کا اعتراف ہر منصف مزاج کو کرنا پڑیگا ملک اور قوم پر یہ احسان کیا کہ ان کو مخالفون کے حملون سے ہمیشہ کے لیے بچا لیا۔ اور گورنمنٹ کو ان خطرات سے بچا لیا جو ان اشتعال بخش تحریرون کے جواب نہ دیئے جانے کی وجہ سے پیش آسکتے تھے۔

ہم علے الاعلان کہتے ہین اور واقعات اور دلایل کی بنا پر کہتے ہین کہ اس **قلمی جنگ** مین قلم کے ساتھ ہی صلح کا علم اسی سلطان القلم نے بلند کیا ہے۔ اور ملک کے عام امن کے قیام مین ایسی مدد دی ہے

جس کی نظیر سلسلہ قلم مین نہین ہے

(باقی آیندہ)

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو

نمبر دوم

(سلسلہ کے لیئے دیکھو نمبر ۵ جلد ۶)

پھر بشپ صاحب فرماتے ہین کہ "خداوند یسوع مسیح خدا باپ کا بھی بہت ذکر کرتا تھا اور نیز اپنی ذات اور لاثانی حقیقت پر بھی بہت ہی زور دیتا تھا مثلاً ایسے الفاظ بارہا اس کی زبان مبارک سے نکلے تھے کہ

مین وہ زندگی کی روٹی ہون جو آسمان سے اتری اگر کوئی اس روٹی مین سے کھائے تو دیر تک زندہ رہے گا یوحنا ۶/۵۱
قیامت اور زندگی مین ہون یوحنا ۱۱/۲۵
راہ حق اور زندگی مین ہون یوحنا ۱۴/۶

یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ جس حال مین بقول بشپ صاحب یسوع مسیح خدا باپ کا ذکر کرتا تھا اور نیز اپنی ذات اور لاثانی حقیقت پر بھی زور دیتا تھا دو مختلف ذاتون کے بیان کرنے سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ اس مین اور خدا باپ مین ایک غیریت تھی۔ بحالیکہ بشپ صاحب اپنے عقیدہ کے موافق اقنوم اول اور ثانی مین عینیت کے قایل ہین یہ کیسا معما اور عقدہ ہے جو حل ہونے مین نہین آتا۔ بشپ صاحب عیسائی قوم پر احسان فرمائینگے؟ اگر وہ اس عقدہ کو حل کرین کہ یسوع بحیثیت یسوع ہونے کے خدا باپ بھی ہے اور خدا بیٹا بھی!

جو جملے بشپ صاحب نے یسوع کی لاثانی حقیقت کے اظہار کے لیے یوحنا کی انجیل سے پیش کیئے ہین حقیقت مین وہ قابل غور ہین اور ہم ناظرین اور بشپ صاحب کو ان آیتون پر ریویو کر کے دکھاتے ہین کہ ان مین **صداقت** اور **حقانیت** کی روح کہان تک ہے؟ بشپ صاحب نے محض خوش اعتقادی کی بنا پر انجیل یوحنا کے ان فقرات کو کوٹ کیا ہے جن کی کوئی صداقت دنیا کی تاریخ مین یسوع کی نسبت موجود نہین ہے +

یہ امر تو صاف ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کا منشا اس زندگی کا جو یوحنا کی ان آیتون مین بیان کی گئی ہے روحانی زندگی ہے۔ ورنہ ابدی حیات جو اس دنیا کی ہو وہ تو بصراحت باطل ہے لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ روحانی زندگی بھی ان ایمان لانے والون مین پائی

نہین جاتی جو اس زندگی کی روٹی مین سے کھاتے ہین اگر یہ الفاظ واقعی حضرت مسیح کے منہ سے نکلے ہوتے تو ہمارا ایمان ہے کہ یہ بڑے دعوے کے رنگ مین نہ ہوتے بلکہ اس کے ساتھ دلایل اور واقعات صحیحہ ہوتے لیکن ہم کو کسقدر مایوس ہونا پڑتا ہے جب ایک طرف یسوع کے یہ الفاظ اور دوسری طرف آپ کی قوت قدسی اور حیات ابدی کا نمونہ یہ پاتے ہین کہ ایک کو بھی زندہ نہ کر سکے۔

یسوعؑ صاحب جس قدر ناکام ونامراد دنیا سے اٹھے ہین اس کی نظیر کسی ایسے انسان کے حالات مین نہین ملتی جس نے خدا کی طرف سے مامور ہو کر آنے کا دعوے کیا ہو۔ حالانکہ یسوع مسیح تو بہ اعتقاد بشپ صاحب خود خدا تھے +

حیات ابدی اور قیامت کا ثبوت تو یہ ہوسکتا تھا کہ آپ کی تعلیم سے اعلے درجہ کے انسان درست ہو کر نکلتے۔ لیکن اس زمانہ مین آخر عیسائی پادریون کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم ان کے حواریون یا شاگردون کی پست خیالی کم فہمی اور دنیا طلبی کو دور نہ کر سکی اور ان مین سے ایک بھی ایسا مستعد۔ زکی۔ اور پاکیزگی کا کامل نمونہ نہ نکلا جس کو بطور شہادت پیش کیا جاوے۔

کامل وفاداری اور خلوص کے اظہار کا وہ وقت تھا جبکہ یہ نرالی وضع کا خداوند یسوع مسیح یہودیون کے ہاتھون پکڑا گیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔ ایسے وقت مین جو کچھ بزدلی اور بد اعتقادی ان زندگی کی روٹی مین سے کھانے والون نے کھائی وہ انجیل کے صفحات مین یسوع مسیح کی تعلیم کی کمزوری اور موت کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

یہودا اسکریوطی کا تیس درہم لیکر اپنے خدا کو پکڑوا دینا اور پطرس کا سامنے لعنت کرنا ایسی باتین نہین ہین جو ایک غور کن ریویو نویس کی نظر سے بچ جائین۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ یسوع مسیح کے اس دعوے پر نظر ثانی کر رہا ہو کہ قیامت اور زندگی مین ہون یا زندگی کی روٹی مین ہون۔

یسوع مسیح کی زندگی بخش تعلیم سے جو لوگ تیار ہوئے تھے انہون نے امتحان اور آزمایش کے وقت جو کچھ نمونہ دکہایا ہے وہ ایسا ہے کہ بعض فاضل مسیحون نے حواریون کی ان حرکات کو قابل شرم قرار دیا ہے پھر اس پر بھی یہ کہنا کہ زندگی کی روٹی یسوع مسیح ہے یا حیات ابدی وہ ہے۔ کس قدر مضحکہ خیز دعوے ہے +

ہم کہتے ہین کہ اگر واقعی یسوع مسیح کی زندگی اور حیثیت نرالی قسم کی تھی اور اعلے درجہ کے اقتداری معجزات جو انجیل کے خوش اعتقاد بیان کرتے ہین انسے ظاہر ہوئے تھے تو پھ کیا وجہ ہے ؟ کہ وہ حواری جو رات دن ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان پر ایمان لا چکے تھے انجام کار ایسے سست اعتقاد اور ضعیف الایمان ثابت ہوئے کہ خود انجیل ہی اس کی شہادت کے لیئے کافی ہے پھر وہ لوگ جو آپ کے ہم نوالہ ہم پیالہ تھے اور جن مین سے بعض کو بہشت کی کنجیان تفویض کی گئی تھین اور جو خود انکا معتمد علیہ خزانچی تھا اوس کو پکڑوانے اور لعنت کرنے لیے تیار ہو جائین تو اورون کا کیا ٹھکانا ہے۔ خود حضرت مسیح نے ان کو سست اعتقاد اور شیطان کہہ کر پکارا ہے تو پھر اور کون ہے جو ان کی روحانیت کے کمال کا تذکرہ کر سکے۔

پس جبکہ یسوع مسیح کی زندگی مین زندگی کی روٹی کھانے والے ل[illegible] کی تنگ وتاریکیون سے نہ نکل [illegible] خدا مین زندگی کی ہوا نے [illegible] تنگ نہ کیا ہو تو اور کس کی با[illegible] جاوے کہ وہ یسوع مسیح [illegible] مین سے کھا کر زندہ ہو گیا۔ زندگی کے آثار جب قوم مین مفقود ہین تو اس کے بانی کو زندگی کی روٹی کہنا بجائے خود ایک مردہ دل کا کام ہوسکتا ہے + ہم بشپ صاحب اور عیسائیونکو اور بھی وضاحت کے ساتھ دکھائینگے کہ عیسائیون مین زندگی کی روح نہیں۔ اس لیئے کہ موجودہ نصرانیت کے بانی اور اس کی تعلیم مین زندگی نہین ہے اور اس لیئے اس کی تاثیرین زندہ جاوید نہین ہوسکتی ہین۔ (باقی آئندہ)

"قادیانی" "کادیانی"

قادیان (بقات قرشت) ضلع گورداسپور پنجاب مین ایک چھوٹا سا موضع ہے۔ وہ جیسا آبادی مین چھوٹا ہے ویسا ہی شہرت مین بڑا ہے۔ دنیا کے ممالک مین سے کوئی ملک ایسا نہین ہوگا۔ جہان اس کا نام نہین پہونچا ہوگا۔ اور جہان کے عام نہین تو خاص باشندے اس کے نام سے واقف نہون آج سے بیس پچیس برس پیشتر کوئی قادیان کو جانتا بھی نہ تھا کہ کہان ہے؟ کدھر ہے مگر آج ہندوستان کے گھر گھر مین وہ مشہور ومعروف ہے۔ اس کی اس عالمگیر شہرت کا باعث مرزا غلام احمد صاحب ہین اور وہ ان کی وجہ سے یہانتک مشہور ہو گیا ہے کہ اگر مرزا صاحب کا نام نہ لیا جائے اور محض قادیانی بولا جائے تو اس سے مرزا غلام احمد صاحب ہی سمجھے اور مراد لئے جاتے ہین۔

مرزا صاحب کا دعوے ہے کہ وہ ملہم من اللہ اور اس صدی کے مجدد ہین خدا نے ان کو لوگون کی ہدایت کے لیئے بھیجا ہے وہ مثیل مسیح اور مسیح موعود ہین اور ان کے ساتھ آسمانی نشانات ہین جو مخالفون کے لیے موجب قہر اور اتباع کے لیے باعث برکات ہین وہ اخبار غیب سے مطلع ہوتے اور آیندہ وقوع مین آنے والی باتون کی پیشین گوئیان کرتے ہین۔ ادھر ان کا تو یہ دعوے ہے ادھر مخالفین کہتے ہین کہ ملہم ومجدد ہونا تو درکنار سرے سے ان کا ایمان اور اسلام ہی مخدوش ہے ان کے عقاید

اسلام کے خلاف ہین۔ وہ کافر ہین ملحد ہین زندیق ہین اور ان کے سب دعوے باطل ہین وہ نہ ہادی ہین نہ مہدی نہ مثیل مسیح بلکہ فریبی اور لوگون کو دھوکا دینے والے ہین یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اپنی تحریرون مین ان کو قادیانی نہین لکھتے بلکہ کادیانی (یعنی اپنے نزدیک مکار) لکھتے ہین۔ دیکھنا یہ ہے کہ کادیانی کے کیا معنی ہین۔ ہم نے مرزا صاحب کے مخالفین کی تحریرون مین جب جب ان کو کادیانی لکھا ہوا دیکھا ہمیشہ تعجب کیا۔ کیونکہ کادیانی نہ کوئی لفظ ہے نہ اسکے معنے مکار کے ہین نہ اس کا مادہ کید ہے۔ اسکے معنی مکار تب ہو جب یہ کید سے مشتق ہو مگر کید سے تو کائد کیا د ہوتا ہے نہ کادی اور پھر کادی سے کادیانی زیادہ عجیب ہے مرزا صاحب کے معتقد عموماً اس لفظ کے بارے مین مخالفین کی نسبت یہ کہتے ہین کہ ان لوگون کو قادیانی بھی صحیح لکھنا نہین آتا۔ اور یہ ایک نہایت لطیف پیرائے مین مخالفین مرزا صاحب کا الزام ہے مگر ذی علم لوگ بالخصوص یہ کہتے ہین کہ مخالفین کید سے کادیانی بنا کر اپنی بے علمی کا اظہار بلکہ اس کو ثابت کر رہے ہین زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ مخالفین مرزا صاحب کیا ادنے کیا اعلٰے کیا وہ جو بڑا عالم ہے اور کیا وہ بیچارہ جو شد بد سے زیادہ نہین جانتا سبھی کادیانی لکھتے ہین۔ اور کسی کا ذہن اس طرف منتقل نہین ہوتا کہ کسی کی ضد و مخالفت کے سبب صحیح لفظ کو غلط کیون لکھین اور اس کو بمعنی کیون بنا دین خدا تو فرماتا ہے ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی یعنی ایسا نہ کرنا کہ کسی کی ضد کے سبب عدل کو ہاتھ سے چھوڑ دو۔ عدل کیا کرو۔ کہ یہی خدا ترسی اور پرہیزگاری کی بات ہے۔

عدل کا لفظ عام ہے اور وہ انسان یا اور جاندار اشیا کے ساتھ مخصوص نہین اس کا اطلاق ہر چیز کی نسبت ہوتا ہے۔ کیا انسان کیا حیوان۔ کیا جاندار۔ کیا بیجان۔ کیا محسوس کیا معقول کیا لفظ کیا معنی سب کی نسبت یہ لفظ بولا جاتا ہے بلکہ داد کا لفظ جو فارسی ہین عدل ہی کا ترجمہ ہے اور نہایت کثرت سے مستعمل ہے سب جانتے ہین کہ الفاظ و معانی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے۔ کہتے ہین "سبحان اللہ کیا کلام ہے اسکا ایک ایک لفظ داد دینے کے قابل ہے" "ایک نظم بھیجتا ہون پڑھیئے گا تو بیساختہ داد دیجیے گا۔

پس جو لوگ قادیانی کے لفظ کو لگاڑ کر لکھتے یا ایک غلط اور بے معنی لفظ تراشتے ہین وہ خلاف عدل و داد کرتے ہین۔

راست می گویم و یزدان نہ پسند د جز راست
حرف نا راست سر دون روش اہرمن است

راقم ایک حق پسند

بیعت

مولوی محمد صاحب ساکن بیل ضلع شاہپور تحصیل خوشاب۔
شیخ ڈومن صاحب کاتب سرکاری گرکپور ضلع مونگیر خاص بازار
محبوب عالم صاحب۔ لاہور رنگ محل
امام بخش صاحب زمیندار ساکن ڈہولن ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال
عبدالکریم صاحب معمار ایضاً
میان ماہیا صاحب ایضاً
مولوی برہان الدین صاحب ساکن لورا ضلع گجرات۔
امام الدین صاحب افریقہ نیروبی ہسپتال۔
شیخ فرزند علی صاحب شاہجہانپور حال الہ آباد محلہ بازار علاقہ کوتوالی
رحیم بخش صاحب کشمیری۔ ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال
محمد رمضان صاحب تاجر چرم ساکن لودھران ضلع ملتان۔
میان عبداللہ صاحب۔ کہنگنہ ضلع ہوشیارپور ڈاکخانہ بلاچور۔
مولوی قطب الدین صاحب ساکن کالہ کمالہ ضلع گجرات ڈاکخانہ ڈنگہ۔
میان بڈہا صاحب حکیم ساکن بدوملی ضلع سیالکوٹ
میان وڈہاوا صاحب جراح ایضاً
امام الدین صاحب ساکن جیون گھڑیہ
میان عبداللہ صاحب نومسلم ساکن بدوملی۔
غلام صاحب جراح ساکن بدوملی۔
فضل الدین صاحب ٹھیکہ دار ״
عزیز الدین صاحب جراح ״
سائین مستان شاہ صاحب ساکن پنجگرائیان
پنوں خان صاحب ساکن علی پور جھنگلان۔
میان ہیرا صاحب ایضاً
میان نتھو صاحب ساکن جیون گرٹھ
شیخ فضل الدین صاحب ساکن پنجگرائیان۔
شیخ روڑا صاحب ساکن علی پور جھنگلان۔
خلیفہ پیراندتا صاحب ساکن راماس ضلع امرتسر تحصیل اجنالہ۔
رحیم بخش صاحب ساکن راماس ضلع امرتسر۔
مراد علی صاحب ایضاً
نبی بخش صاحب ایضاً
میان میلو صاحب ایضاً
میان جیون صاحب ایضاً
میان رلدو صاحب ایضاً

ندائے حق

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
باز بغض و کینہ وانکار ایشان را ببین
اے ملامت گر خدا را بر زمان کن یک نظر
چون خدا خاموش ماندے چنین وقت خطر
خستگان دین مرا از آسمان طلبیدہ اند
آمدم وقتے کہ دلہا خون ز غم گردیدہ اند
دعوے ما را فروغ از صد نشان ہا دادہ اند
مہر و ماہ ہم از پے تصدیق ما استادہ اند

آریہ مسافر اور ہم

(نیوگ اور نکاح)

حیاسوز، غیرت کش اور اخلاقی قوتوں کے برباد کن مسئلہ نیوگ کا حامی آریہ مسافر میگزین کثرت ازدواج پر اپنے گھر میں باوجود اسقدر خباثت اور گند کے اعتراض کرتا ہے اور پردہ سسٹم اور طلاق پر بھی نکتہ چینی کرتا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ کثرت ازدواج۔ پردہ۔ اور طلاق پر کس رنگ میں بحث کریں جو یہ نیوگ مت کا حامی ان کی حقیقت پر مطلع ہو سکے وہ کیڑا جو سنڈاس میں پیدا ہوتا ہے وہ کسطرح پر اس تیتری کی مشامہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو پھولوں پر بیٹھتی اور رہتی ہے۔

اسیطرح جس شخص کے نزدیک اپنی بیوی کو اولاد حاصل کر لینے کے لئے دوسرے مرد کے پاس بھیج دینا روا رکھا گیا ہو۔ وہ غیرت کے مفہوم کو کیونکر سمجھ سکتا ہے۔

ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس نیوگ کے حامی کو کثرت ازدواج کو شہوت رانی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ذرا بھی شرم نہ آئی اور سچ تو یہ ہے کہ شرم آ کسطرح سکتی جبکہ گھر میں نیوگ کا پوتر مسئلہ وید بہاش اور ستیارتھ پرکاش میں تلاوت کرتے ہیں۔

ہمارے محسن و مخدوم مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ بروح القدس نے اپنے آرٹکل میں نکاح کی فلاسفی پر ایک لطیف اور عالمانہ بحث کی تھی مگر اس سے حظ اٹھانے اور اس کی تہ تک پہونچنے کے لئے ضرورت ہے ایسے دماغ کی جو انسان کے قوٰی اور طبعی تقاضوں کا علم رکھتا ہو۔ ہم اس مختصر نوٹ میں آرین نیوگ اور اسلامی نکاح کا مقابلہ کر کے دکھانا چاہتے ہیں کہ محض شہوت رانی مقصود کس میں ہے۔

اسلامی نکاح کی علت غائی جہانتک قرآن کریم پر نظر غور کرنیسے معلوم ہوتی ہے تقوٰی اور پرہیزگاری ثابت ہوتی ہے چنانچہ فرمایا محصنین غیر مسافحین یعنے تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تم تقوی اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض شہوت رانی تمہارا مقصود ہو۔

احصان کا لفظ جو حصن سے نکلا ہے صاف بتاتا ہے کہ شادی کرنیسے عفت و پرہیزگاری اور حفظ صحت کے قلعے میں انسان داخل ہو جاتا ہے اور اسی طرح پر اولاد ہو کر خاندان بھی تباہ ہونیسے بچ جاتا ہے اور ایسا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو شادی نہ کر سکتے ہوں روزہ رکھنے کی ہدایت فرمائی اور نہ یہ کہ وہ وید کے تجویز کردہ نیوگ پر قدم ماریں۔

اور اولاد کے لئے بھی نری اولاد قرآن کریم کا منشا نہیں ہے بلکہ الباقیات الصالحات اور قرۃ اعین۔ اس لئے اسلام نے انسان کو ہر فعل پر ایک نہ ایک ایسی تعلیم دی ہے جو اس کو تقوی کی طرف رہبری کرتی ہے۔

برخلاف اس کے نیوگ زناکاری کی رسم کو عام کرنے والا اور بے حیائی اور بے غیرتی کو رواج دیکر انسان کے اخلاق فاضلہ کا خون کرنے والا محض شہوت رانی کا ذریعہ ہے چنانچہ پنڈت دیانند نے اپنی تصنیفات میں صاف لکھ دیا ہے کہ عورت کے حاملہ ہونے کی حالت میں یا مرد یا عورت کے بیمار ہونے کی حالت میں عورت یا مرد اپنی شہوانی قوتوں پر غلبہ نہ پاسکیں تو مرد کسی اور عورت سے اور عورت کسی دوسرے مرد سے نیوگ کر لے اب نیوگ کی حمایت کرنیوالا آریہ مسافر بتاوے تو سہی کہ اسی بے غیرتی پر اسے ناز ہے اور اسی نیوگ کو محض اولاد پیدا کرنیکا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر وہ سب کے سب حالات جو نیوگ کے متعلق پنڈت دیانند نے اپنی تصنیفوں میں لکھے ہیں لکھے جائیں تو وہ فحش کے نیچے نہ آجائیں۔

ہم اس خیال میں ہیں کہ گورنمنٹ کو اس حیا سوز طریق کے بند کرنے کیطرف توجہ دلائیں۔ کیونکہ اس سے نہ صرف بدکاری اور فحش کو ترقی ہوتی ہے بلکہ نسلوں کے اختلاط کے سبب سے بہت کچھ نقصان آریہ سنتان کو پہونچ سکتا ہے۔ اور خطرناک امراض کے پھیلنے کا بھی اندیشہ ہو سکتا ہے۔ کسی آریہ عورت کو اگر وہ حمل کو زایل کرنیوالے ادویات استعمال کر کے نیوگ کراتی رہے۔ تو کونسا امر مانع ہو سکتا ہے۔ جس حال میں کہ آریوں کے نیوگ کے متعلق اشتہار شایع ہونے لگے ہیں۔ تو کیا آیندہ یہ خطرناک وبا پھیل کر ملک کے اخلاق کو صدمہ نہ پہونچائیگی۔ اور ابھی تو مردوں کے اشتہار نکلے ہیں۔ پردہ سسٹم پر اعتراض کرنیوالے آریوں کی بہو بیٹیاں اگر آزادی کی ہوا سے متاثر ہو کر سوامی دیانند کی آگیا پالن کرنے کے لئے نیوگ کے اشتہار دینے لگیں تو بے شک بدکاری کے سیلاب کا بند ٹوٹ جاوے گا اس لئے ہم ایک مضامین کے سلسلہ میں اس خطرناک مسئلہ پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم مع جمیع ممبران خاندان خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور عصمت انبیاء پر ایک زبردست اور فیصلہ کن مضمون لکھ رہے ہیں بدخواہ حاسدوں اور جھوٹی اور بیہودہ خبریں اڑانیوالوں کا جواب لعنت اللہ علی الکاذبین۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ مولنا مولوی نورالدین صاحب مع الخیر سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے واپسی کے وقت آپ احباب لاہور کی سخت اصرار اور گذارشوں پر ایک دن کے لئے لاہور قیام فرما ہوئے کئی ہزار آدمیوں کے مجمع میں ایک عظیم الشان لکچر قرآن کریم کے حقایق و معارف پر مشتمل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے دیا۔ سننے والوں کا مجمع حد سے زیادہ تھا یہانتک کہ کئی سو آدمیوں کو عدم گنجایش کیوجہ سے واپس جانا پڑا۔

۳۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں بدستور مصروف ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس ہفتہ کلانور تشریف لے گئے۔

۵۔ لاہور سے منشی تاجدین صاحب اور میاں غلام محمد دارالامان میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے۔ افریقہ سے میاں رحیم بخش مستری تشریف لائے۔

۶۔ بیعت کرنیوالوں کے نام کالم بیعت میں درج ہیں۔

۷۔ اس ہفتہ میں مولوی عبدالرحیم صاحب حیدرآبادی طالبعلم ایک عرصہ دراز کی بیماری کے بعد انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم ایک سعید نوجوان تھا مرنے سے پہلے حضرت اقدس کی

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی جبادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۸ | ۲۸- فروری سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۸- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ یوم جمعہ | جلد ۶

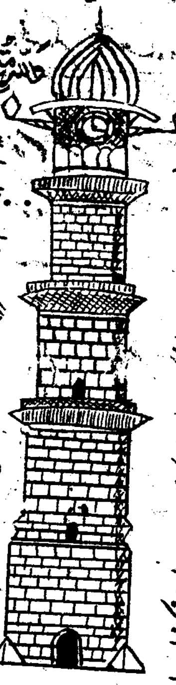

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق - ۱
حکیم الامتہ کے خطوط - ۲
کلمات طیبات امام الزمان - ۳ - ۶
قضا و دعا ۳ - ۴
اول با آخر نسبتے دارد - ۴ - ۵
شفیع کون ہو سکتا ہے؟ ۵ - ۶
تصویر اور نماز - ۶
خطبہ - ۷ - ۸
یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور - ۸ - ۱۰
محمود و بے کے نام خط - ۱۰ - ۱۱
پنجابی کاتب اور مسیح موعود - ۱۱ - ۱۴
اظہار رائے - ۱۴
یاد رفتگان - ۱۵
دار الامان کا ہفتہ - ۱۶
کالم بیعت - ۱۶

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

عید الضحے کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ امتحان کے لیے جو جلسہ دار الامان مین اس تقریب پر ہونا قرار پایا تھا وہ بوجہ طاعون ملتوی کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ علے الارض کا منشا ہے کہ طاعون زدہ علاقون اور شہرون کے لوگونکا مجمع اس موقع پر نہ ہو۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کا سوال اس تقریب پر بدستور موجود ہے الحکم کے پڑھنے والے احمدی احباب خوب جانتے ہین کہ عیدین کی تقریب پر مدرسہ کی امداد کے لیے ہر بھائی ایک روپیہ یا کم و بیش حسب استطاعت اس موقع پر دیا کرتا ہے اسلیے یاددہانی کے طور پر یہ نوٹس دیا جاتا ہے کہ ہر شہر کی جماعت اپنی اپنی جگہ یہ رقوم چندہ جمع کر کے عید کے دوسرے دن روانہ کرین۔ ہان ہم اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہین کہ عید الفطر کی تقریب پر ہم نے لنگر خانہ کی مستقل امداد کے لیے بھی توجہ دلائی تھی بعض جگہون کی جماعتون نے اسپر توجہ کی ہے اور بعض کی توجہ لگا رہے پس وہ اس کو بھی نہ بھولین۔

قربانی کی کھالین بیچا کر کے بعد فروخت ان کا روپیہ مساکین فنڈ کے لیے یا دار الامان کی مساجد کے انتظام کے لیے روانہ کرنا چاہیئے بہر حال قربانی کی کھالون کا روپیہ دار الامان بھیجا جاوے۔

ضروری اطلاع

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ہر قسم کا روپیہ عالیجناب خان صاحب نواب محمد علیخانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ ڈائرکٹر مدرسہ کے نام بمقام قادیان آنا چاہیئے۔ کیونکہ فی الحال وہ دار الامان ہی مین مقیم ہین۔ منی آرڈر کے کوپن پر فرستندہ اپنا پورا نام اور پتہ مع تفصیل چندہ لکھدیا کرے۔

استفسارات۔ کے جواب اس اشاعت مین بھی درج نہین ہو سکے۔ وجہ عدم گنجایش!!

حکیم الامت کے مکتوبات

ذیل میں ہم حضرت حکیم الامت کے مکتوبات کا ایک سلسلہ درج کرتے ہیں اس سلسلہ میں تاریخ اور سنہ کا لحاظ ہم نہ رکھیں گے اور نہ مضامین کا خیال بلکہ ہر قسم کے خطوط جو ہمیں دستیاب ہوں گے درج کریں گے

اس لئے ہم الحکم کے پڑھنے والوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ جس کسی کے پاس حکیم الامت کے خطوط ہیں وہ خواہ کیسے ہی ہوں براہ کرم عام فائدہ کی خاطر ہمیں سر دست اصل بھیج دیں بعد نقل وہ اصل انکو بھیج دی جاویگی۔

ایڈیٹر

ارشد ارجمند حفظک اللہ و سلم

میں تم سے ملا پر کیا ملاقات کرنیکا موقع بھی نہ ملا دل کی باتیں دل میں رہیں۔ جدا ہوا تو کیسا جدا ہوا۔ شیخ صاحب سے اسٹیشن پر صرف السلام علیکم ہوئی۔ ریل میں ایک پادری صاحب سے بحث تھی کچھ ادھر کا خیال کچھ ریل کے چلے جانیکا۔ وزیر آباد پہونچکر خود سخت بیمار ہو گیا۔ بخار درد سر گھبراؤ دامنگیر ہوا رات کو سیالکوٹ پہونچا وہی بے آرامی بوقت جموں پہونچا کل ہی ذرہ آرام ہے۔ میاں احمد یار صاحب بیمار تھے ان کی بھی آپنے خبر نہ دی العبد رکھے کی اصلاح کا حال نہ لکھا۔ آپنے دعا گو کی خبر بھی نہ لی۔ کہ اسنے جموں پہونچکر خط نہیں لکھا خیر ہو۔ خداوند کریم کا رحم ہو۔ غرض یہ سب شکایت محبانہ ہے اور مجھپر شکایت نہیں۔ کیونکہ اول بیمار پھر مجبور دفتر پھر غریب الوطن۔ وغیرہ۔ وغیرہ وغیرہ۔

شیخ فضل الٰہی صاحب بھی بخار میں تھے تعالیٰ نے شفا بخشی ہو۔ جناب موصوف کو میرا بہت بہت السلام علیکم کہنا اور میری طرف سے عیادت کرنی تاکید ہے۔ گردہاری چوپڑے کا حال دریافت کر کے لکھنا۔ اور راس کے بھائی اور ہدالدکا۔ حافظ غلام محی الدین سنا ہے راولپنڈی سے واپس آکر بیمار ہو گئے انکا حال بھی ارقام فرمانا شہر میں بیماری کی کیا حالت ہے میرا بھانجا بیمار رہتا۔ اس کی بھی خبر نہیں۔ حافظ غلام محمد صاحب کیسے ہیں۔ ان کا بچہ کیسا ہے۔

پیارے عزیز سنو سنو کان رکھو۔ نماز میں ہر روز محبوب حقیقی جامع جمیع کمالات رحمٰن رحیم حضرت رب العلمین مالک یوم الدین کی تعریف کر کے آپ پڑھا کرتے ہو ایاک نعبد وایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم

ایاک نعبد کے معنی ہیں۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور کرینگے۔ یہ دعوے سب مسلمان رات دن کئی بار خداوند عالم سے کرتے ہیں۔ پیارے دیکھو اس دعوے میں ہم کسقدر سچے ہیں۔ رات کو سو رہے چار پہر تین پہر سوتے رہے۔ صبح کو اٹھے پاخانے گئے وہاں نسی آئے باتیں کیں پھر کھانے کی فکر میں لگے۔ روٹی کھائی پھر کچہری میں دنیا کمانے کو گئے۔ پھر جو جو کام وہاں ہم کرتے ہیں اس کو ہم ہی خوب جانتے ہیں پھر آئے ہوا خوری کوچہ گردی سیر بازار گھر آئے بال بچے میں لگ گئے۔ لیاقت واستعداد پر الف لیلہ فسانہ آزاد کفارسیان وغیرہ وغیرہ پڑھنے بیٹھ گئے۔

بتاؤ یہی ایاک نعبد کا مطلب ہے۔ پھر اگر کوئی بہت بڑا نیک ہوا۔ تو پنجگانہ نماز بھی دربان میز پڑھلی۔ پھر اس میں باسمعنہ سستی کاہلی تاخیر وقت نقصان سجود رکوع قومہ جلسہ و قراءت ہوتا ہے منصف ہے اسے خوب جانتا ہے۔ بھلا پیارے معنی ایاک نعبد کے ہونگے نہیں نہیں۔ بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ہمکو ہر ایک کام میں اور بات میں رضامندی جناب باری تعالے کی مدنظر رکھنی چاہیے۔ نوکری کریں مگر اس نیت پر کہ روپیہ حاصل کر کے صلہ رحمی کرینگے ماں کو بہن کو بھائی بھانجا بھتیجا وغیرہ کو دینگے صلہ رحمی سے رب تعالیٰ راضی ہوگا جہانتک ہو سکا لوگوں کی بہتری میں کوشش کریں گے۔ سوتے ہیں۔ مگر اس نیت سے کہ خواب سے طاقت کمانیکی حاصل ہوگی۔ بدن کو صحت میں عبادت پر لگائینگے۔ وہ روزی جس سے صلہ رحمی ہو اور آپ سوال چوری فریب دغا قمار وغیرہ وغیرہ سے آدمی بچے۔ کمانے کی طاقت اسے نیند سے حاصل ہوتی ہے اسواسطے سوتے ہیں۔ لوگوں سے باتیں کرتے ہیں اس خیال سے کہ باہم محبت بڑھے اتفاق پیدا ہو جو خداوند کریم کا حکم ہے۔ اسیطرح ہر ایک کام میں رضامندی ہو لامقصود ہو اور وہی مدنظر رہے تو ایاک نعبد کے معنی صحیح ہمپر صادق آویں اور دعوے درست ہو اب چلو ایاک نستعین اس کے معنے ہیں تجھہی سے مدد مانگتے ہیں یہ بھی ہو سکے سچا تب ہو جب ہر کام میں ہمکو یہی خیال ہو کہ اس کا انجام اور اتمام بدون رضامندی حضرت حق سبحانہ وتعالے اور اس کی عنایت کے نہیں ہو سکتا۔ اے خدا تو ہی مدد اور معاون رہ دیکھو کبھی زمیندار کاشتکاری کرتا ہی خرمن بناتا ہے امیدوار ہے کہ دانہ گھر لیجاوں خرمن کو آگ لگجاتی ہے اور گناہ کی شامت وہ خرمن خاکستر کا انبار ہو جاتا ہے اسی کا رحم ہو کہ گناہ عفو ہو جاویں اور اس خرمن سے ہم نفع اٹھاویں پس ضرور ہوا کہ ایاک نستعین میں ذات باری پر اعتماد رہے۔

اب دیکھو اہدنا الصراط المستقیم

اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ کوئی کام اس دنیا میں بدون کسی سبب کے نہیں ہوتا۔ ظاہری اندھیرے کے لئے سورج چاند چراغ بتی وغیرہ کے لئے روشنی چاہیے۔ سینے کو سوئے سرما کیواسطے گرم کپڑا آگ چاہیے۔ دوسرے دوست کے مطالب سمجھنے کو خط وکتابت پیغام چاہیے۔ دریا سے پار اترنے کو کشتی چاہیے شناوری تلہ وغیرہ چاہیے پیاس کے دور کرنے کو پانی بھوک کے لئے غذا۔ جلد پہونچنے کو ریل جلد خط بھیجنے کو تار کی خبر اسی طرح دیکھتے جاؤ کوئی کام بدون سبب نہیں جن کاموں کو آپ بدون سبب جانتے ہو وہ بھی حقیقت میں سبب کے ساتھ پیوستہ ہیں۔

اہدنا الصراط سے یہ مطلب ہے کہ الٰہی کوئی کام بدون سبب واقعی نہیں ہوا کرتا اور بہت کاموں کے اسباب ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں اس لئے ہمارے کام نہیں ہوتے اگر بیماری کی صحت کا ٹھیک سبب معلوم ہو تو ہمارے بیمار کیوں بیمار رہیں اور اگر دفع افلاس کے واقعی اسباب معلوم ہوں تو ہم کیوں مفلس رہیں عزت کے اسباب دریافت ہو جاویں تو جلد تر ذی عزت ہو رہیں ذلت کے اسباب معلوم ہوں تو ان سے بچیں اور ذلیل نہ ہوں بادشاہ ہو جانیکے اسباب دریافت ہوں تو بادشاہ بنیں۔ غرض ہر وقت ہر آن میں ہمکو ضرور ہے کہ خداوند کریم کی درگاہ میں سوال کرتے رہیں کہ الٰہی فلانے کام میں سبب حقیقی کی راہ نمائی فرما فلانے میں راہ نمائی کر فلانے میں رہنمائی عطا کر اگر ہر وقت کاموں کی ضرورت ہے تو ہر وقت اہدنا الصراط المستقیم کی ضرورت بھی لگی ہوئی ہے ہر صبح نماز کے بعد بھی باسیطرح اہدنا الصراط المستقیم کیا ساری الحمد فکروں کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ باقی الحمد کے بارے میں پھر لکھونگا اسمیں ذرہ غور کر کے مجھے اطلاع بخشو۔ والسلام

نورالدین ۲۶ جنوری از جموں

کلماتِ طیبات امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

قضا اور دعا

قدر اور جبر پر بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں مگر تعجب کی بات ہے کہ لوگ اس پر کیوں بحث کرتے ہیں۔ میرا مذہب یہ ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد ہی اس قسم کی بحثوں کی بنیاد پڑی ہے ورنہ انسانیت یہ چاہتی تھی کہ ان پر توجہ نہ کی جاوے جب روحانیت کم ہو گئی تو اس قسم کی بحثوں کا بھی آغاز ہو گیا۔

جس شخص کا یہ ایمان نہ ہو کہ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نے خدا تعالےٰ کو نہیں پہچانا اور ایسا ہی اس شخص نے بھی شناخت نہیں کیا جو اس کو علیم بذات الصدور۔ حی و قیوم کہ دوسروں کی حیات و قیام اسی سے ہے اور وہ مدبر بالارادہ ہے مدبر بالطبع نہیں ہے جو فلاسفروں کا عقیدہ ہے غرض ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ بات قریب بہ کفر ہو جاتی ہے اگر یہ تسلیم کریں کہ کوئی حرکت یا سکون یا ظلمت یا نور بدون خدا کے ارادے کے ہو جاتا ہے اس پر ثبوت اول قانون قدرت ہے۔ انسان کو اللہ تعالےٰ نے دو آنکھیں دو کان ایک ناک دئے ہیں اتنے ہی اعضا لے کر بچہ پیدا ہوتا ہے پھر اسی طرح عمر ہے اور بہت سے امور ہیں جو ایک دائرہ کے اندر محدود ہیں بعض کے اولاد نہیں ہوتی بعض کے لڑکے یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں غرض یہ تمام امور خدا تعالےٰ کے قدیر ہونے کو ثابت کرتے ہیں پس ہمارا مذہب یہ ہے کہ خدا کی الوہیت اور ربوبیت ذرہ ذرہ پر محیط ہے اگرچہ احادیث میں آیا ہے۔ کہ بدی شیطان یا نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ بدی جس کو بدی سمجھا جاوے۔ مگر بعض بدیاں ایسی ہیں کہ ان کے اسرار اور حکم اور مفہوم سے ہم آگاہ نہیں ہیں جیسے مثلاً آدم کا دانہ کھانا غرض ہزارہا اسرار ہیں جو مستحدثات کا رنگ دکھانے کے لیے کر رکھے ہیں +

قرآن شریف میں ہے مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ تموت میں روحانی اور جسمانی دونوں باتیں رکھی ہوئی ہیں ایسے ہی ہدایت اور ضلالت خدا کے ہاتھ میں ہیں اس پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ لغو ہو جاتا ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ کوئی ایسی فہرست پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ فلاں شقی ہے؟

انبیاء علیہم السلام جب دعوت کرکے تو اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی اثر مترتب ہوتا ہے اور ایسا ہی دعا کے ساتھ بھی اللہ تعالےٰ قضا و قدر کو بدل دیتا ہے اور قبل از وقت اس تبدیلی کی اطلاع بھی دیدیتا ہے +۔ اس وقت ہی دیکھو کہ جو رجوع لوگوں کا اس سلسلہ کی طرف اب ہے براہین احمدیہ کے زمانہ میں کب تھا۔ اس وقت کوئی جانتا بھی نہ تھا۔

میں نے خود عیسائیوں کی کتابیں پڑھی ہیں لیکن اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ ایک طرفۃ العین کے لیے بھی عیسائی مذہب کی سچائی کا خیال میرے دل میں نہیں گذرا وہ قرآن شریف کی اس تعلیم پر کہ خدا کے ہاتھ میں ضلالت اور ہدایت ہے اعتراض کرتے ہیں لیکن اپنی کتابوں کو نہیں پڑھتے جن میں لکھا ہے کہ شریر جہنم کے لیے بنائے گئے ہیں یا مثلاً یہ لکھا ہے۔ کہ فرعون کا دل سخت ہونے دیا اگر لفظوں پر ہی اعتراض کرنا ہو تو عیسائی ہمیں بتائیں اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟

بد دیانت آدمی سے تو مرے ہوئے کتے سے بھی زیادہ بدبو آتی ہے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ان پادریوں کا اسلام پر ایسا اعتراض نہیں ہے جو توریت اور انجیل کے ورق ورق پر صاف صاف نہ آتا ہو۔ ایسا ہی رگ وید اور فارسیوں اور سناتنیوں کی کتابوں سے پایا جاتا ہے +

قرآن شریف نے ان امور کو جن سے احمق معترضوں نے جبر کی تعلیم نکالی ہے۔ محض اس عظیم الشان اصول کو قائم کرنے کے لیئے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے اور ہر ایک امر کا مبدء اور مرجع وہی ہے وہی علت العلل اور مسبب الاسباب ہے یہ غرض ہے جو اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں بعض درمیانی وسایط اٹھا کر اپنے علت العلل ہونے کا ذکر فرمایا ہے ورنہ قرآن شریف کو پڑھو۔ اس میں بڑی صراحت کے ساتھ ان اسباب کو بھی بیان فرمایا جن کی وجہ سے انسان مکلف ہو سکتا ہے۔

علاوہ بریں قرآن شریف جس حال میں اعمال بد کی سزا ٹھیراتا ہے اور حدود قائم کرتا ہے اگر قضا و قدر میں کوئی تبدیلی ہونے والی نہ تھی اور انسان مجبور مطلق تھا تو ان حدود اور شرایع کی ضرورت ہی کیا تھی؟

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف دہریوں کی طرح تمام امور کو اسباب طبیعیہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا بلکہ خالص توحید پر پہونچانا چاہتا ہے اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے دعا کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور نہ قضا و قدر کے تعلقات کو جو دعا کے ساتھ ہیں تدبر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ جو لوگ دعا سے کام لیتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کے لیئے راہ کھول دیتا ہے وہ دعا کو رد نہیں کرتا۔ ایک طرف دعا ہے دوسری طرف قضا و قدر خدا نے ہر ایک کے لئے اپنے رنگ میں اوقات مقرر کر دیئے ہیں اور ربوبیت کے حصہ کو عبودیت میں دیا گیا ہے اور فرمایا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

مجھے پکارو میں جواب دونگا۔ میں اسلئے ہی کہا کرتا ہوں کہ ناطق خدا مسلمانوں کا ہے لیکن جس خدا نے کوئی ذرہ پیدا نہیں کیا یا جو خود یہودیوں سے طمانچے کھا کر مر گیا وہ کیا جواب دیگا۔

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

جبر اور قدر کے مسئلہ کو اپنی خیالی اور فرضی منطق کے معیار پر کسنا دانشمندی نہیں ہے۔ اس سِر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنا بیہودہ ہے۔ الوہیت

عمر الدین

اور ربوبیت کا کچھ تو ادب بھی چاہیئے اور یہ راہ ترادب کے خلاف ہے کہ الوہیت کے اسرار کو سمجھنے کی کوشش کی جاوے۔ الطریقۃ کلہا ادب۔

قضا و قدر کا دعا کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے دعا کے ساتھ معلق تقدیر ٹل جاتی ہے۔ جب مشکلات پیدا ہوتے ہین تو دعا ضرور اثر کرتی ہے جو لوگ دعا سے منکر ہین۔ ان کو ایک دھوکا لگا ہوا ہے۔ قران شریف نے دعا کے دو پہلو بیان کئے ہین ایک پہلو مین اللہ تعالےٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور دوسرے پہلو مین بندے کی مان لیتا ہے ولنبلونکم بشیٔ من الجوع مین تو اپنا حق رکھ کر منوانا چاہے۔

نون ثقیلہ کے ذریعہ سے جو اظہار تاکید کیا ہے۔ اس سے اللہ تعالےٰ کا یہ منشا ہے کہ قضائے مبرم کو ظاہر کرینگے تو اسکا علاج اناللہ و انا الیہ راجعون ہی ہے۔ اور دوسرا وقت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کی امواج کے جوش کا ہے وہ ادعونی استجب لکم مین ظاہر کیا ہے۔

پس مومن کو ان دونو مقامات کا پورا علم ہونا چاہیئے صوفی کہتے ہین کہ فقر کامل نہین ہوتا جب تک محل اور موقع کی شناخت حاصل نہ ہو بلکہ کہتے ہین کہ صوفی دعا نہین کرتا جب تک کہ وقت کو شناخت نہ کرے ✦

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دعا کے ساتھ شقی سعید کیا جاتا ہے بلکہ وہ تو یہانتک کہتے ہین کہ شدید الاختفا امور مشبہ بالمبرم بھی دور کئے جاتے ہین۔

الغرض دعا کی اس تقسیم کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی اللہ تعالےٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی وہ مان لیتا ہے۔ یہ معاملہ گویا دوستانہ معاملہ ہے۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جیسی عظیم الشان قبولیت دعاؤن کی ہے اس کے مقابل رضا اور تسلیم کے بھی آپ اعلے درجہ کے مقام پر ہین۔ چنانچہ آپ کے گیارہ بچے مرگئے مگر آپنے کبھی سوال نہ کیا کہ کیون؟

جو لوگ فقرا اور اہل اللہ کے پاس آتے ہین اکثر ان مین سے محض آزمائش اور امتحان کے لیئے آتے ہین وہ دعا کی حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہین اس لیئے پورا فائدہ نہین ہوتا۔ عقلمند انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر دعا نہ ہوتی تو اہل اللہ مر جاتے۔ جو لوگ دعا کے منافع سے محروم ہین ان کو دھوکا یہی لگا ہوا ہے کہ وہ دعا کی تقسیم سے ناواقف ہین۔

میرا جب سب سے پہلا لڑکا فوت ہوا تو اس کو ایک سخت غشی کی حالت تھی۔ گھر مین اس کی والدہ نے جب دیکھا کہ حالت نازک ہے تو انہون نے کہا کہ یہ تو امید نہین اب جانبر ہو مین اپنی نماز کیون ضایع کرون چنانچہ وہ نماز مین مصروف ہوگئے اور جب نماز سے فارغ ہوکر مجھ سے پوچھا تو اسوقت چونکہ انتقال ہو چکا تھا مین نے کہا کہ لڑکا مر گیا ہے انہون نے پورے صبر اور رضا کے ساتھ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔

خدا جس امر پر نامراد کرتا ہے اس نامرادی پر صبر کرنے والون کو ضائع نہین کرتا۔ اسی صبر کا نتیجہ ہے کہ خدا نے ایک کی بجائے چار لڑکے عطا فرمائے۔

الغرض دعا بڑی دولت ہے بیصبر ہوکر دعا نہ کرے۔ بلکہ دعاؤن مین لگا ہے یہانتک کہ وہ وقت آجاوے۔

اوّل باخر نسبتے دارد

قران شریف کو سورۃ فاتحہ سے شروع کرکے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر ختم کیا ہے۔ لیکن جب ہم مسلمانون کے معتقدات پر نظر کرتے ہین تو دجال کا فتنہ ان کے ہان عظیم الشان فتنہ ہے اور یہ ہم کبھی تسلیم نہین کرسکتے ہین کہ خدا تعالےٰ دجال کا ذکر ہی بھول گیا ہو۔ نہین بات اصل یہ ہے کہ دجال کا مفہوم سمجھنے مین لوگون نے دھوکا کھایا ہے۔ سورہ فاتحہ مین جو دو فتنون سے بچنے کی دعا سکھائی ہے۔ اول غیر المغضوب علیہم۔ غیر المغضوب سے مراد باتفاق جمیع اہل اسلام یہود ہین اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت امت پر آنے والا ہے جبکہ وہ یہود سے تشابہ پیدا کرے گی اور وہ زمانہ مسیح موعود ہی کا ہے جبکہ اس کے انکار اور کفر پر اسی طرح زور دیا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم کے کفر پر یہودیون نے دیا تھا۔ غرض اس دعا مین یہ سکھایا گیا کہ یہود کی طرح مسیح موعود کی توہین اور تکفیر سے ہم کو بچا اور دوسرا عظیم الشان فتنہ جس کا ذکر سورۃ فاتحہ مین کیا ہے اور جس پر سورۃ فاتحہ کو ختم کر دیا ہے وہ نصاریٰ کا فتنہ ہے۔ جو ولا الضالین مین بیان فرمایا ہے۔

اب جب قران شریف کے انجام پر نظر کی جاتی ہے تو وہ بھی ان دونون فتنون کے متعلق کھلی کھلی شہادت دیتا ہے مثلاً غیر المغضوب کے مقابل مین سورۃ تبت یدا ہے مجھے بھی فتوے کفر سے پہلے یہ الہام ہوا تھا۔ اذ یمکر بک الذی کفر۔ اوقد لی یاھامان لعلی اطلع علی الٰہ موسیٰ۔ وانی لاظنہ من الکاذبین۔ تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا وما اصابک فمن اللہ۔ یعنی وہ زمانہ یاد کر کہ جبکہ مکفر تجھ پر تکفیر کا فتوے لگائے گا۔ اور اپنے کسی حامی کو جس کا لوگون پر اثر پڑ سکتا ہو کہے گا کہ میرے لیئے اس فتنہ کی آگ بھڑکا تا مین دیکھ لون کہ یہ شخص جو موسےٰ کی طرح کلیم اللہ ہونے کا مدعی ہے خدا اس کا معاون ہے یا نہین اور مین تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہون۔ ابی لہب کے دونون ہاتھ ہلاک ہوگئے اور آپ بھی ہلاک ہوگیا اس کو نہین چاہیئے تھا کہ اس مین دخل دیتا بلکہ ڈر ڈر کر اور جو رنج تجھے پہونچے گا وہ خدا کی طرف سے ہے۔

غرض سورۃ تبت مین غیر المغضوب علیہم کے فتنہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور ولا الضالین کے مقابل قران شریف کے آخر مین سورہ اخلاص ہے اور اس کے بعد کی دونون سورتین

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ان دونو کی تفسیر مین ان دونون سورتون مین اس تیرہ وتار زمانہ سے پناہ مانگی گئی ہے جبکہ مسیح موعود پر کفر کا فتوے لگا کر مغضوب علیہم کا فتنہ پیدا ہوگا اور عیسائیت کی ضلالت اور ظلمت دنیا پر محیط ہونے لگے گی- پس جیسے سورہ فاتحہ مین جو ابتدائے قران ہے ان دونو بلاؤن سے محفوظ رہنے کی دعا سکھائی گئی ہے- اسی طرح قران شریف کے آخر مین بھی ان فتنون سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم کی تاکہ یہ بات ثابت ہوجاوے کہ اول بآخر نسبتے دارد

سورۃ فاتحہ مین جو ان فتنون کا ذکر ہے وہ کئی مرتبہ بیان کیا ہے- مگر قران شریف کے آخر مین جو ان فتنون کا ذکر ہے وہ بھی مختصر طور پر سمجھ لو-

الضّالین کے مقابل آخر کی تین سورتین ہین- اصل تو قل ہو اللہ ہے اور باقی دونو سورتین اس کی شرح ہین قل ہو اللہ کا ترجمہ یہ ہے کہ نصار سے سے کہدو کہ اللہ ایک ہے- اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر ہے

پھر سورۃ الفلق مین اس فتنہ سے بچنے کے لیے یہ دعا سکھائی- قل اعوذ برب الفلق-

یعنے تمام مخلوق کے شر سے اس خدا کی پناہ مانگتا ہون جو رب الفلق ہے یعنے صبح کا مالک ہے یا روشنی ظاہر کرنا اسی کے قبضہ واقتدار مین ہے- رب الفلق کا لفظ بتاتا ہے کہ اس وقت عیسائیت کے فتنہ اور مسیح موعود کی تکفیر اور توہین کے فتنہ کی اندھیری رات احاطہ کرلے گی- اور پھر کھول کر کہا کہ شرِ غاسقٍ اِذَا وقب- اور مین اس اندھیری رات کے شر سے جو عیسائیت کے فتنہ اور مسیح موعود کے انکار کے فتنہ کی شب تار ہے پناہ مانگتا ہون- پھر لکھا ومن شر النفاثات فی العقد- اور ان زنانہ سیرت لوگون کی شرارت سے پناہ مانگتا ہون جو گنڈون پر پھونکین مارتے ہین-

گرہون سے مراد وہ معضلات اور مشکلات شریعت محمدیہ ہین جن پر جاہل مخالف اعتراض کرتے ہین اور ان کو ایک پیچیدہ صورت مین پیش کرکے لوگون کو دھوکہ مین ڈالتے ہین اور یہ دو قسم کے لوگ ہین ایک تو پادری اور ان کے دوسرے پس خوردہ کھانے والے اور دوسرے وہ ناواقف اور ضدی ملّان ہین جو اپنی غلطی کو تو چھوڑتے نہین اور اپنی نفسانی پھونکون سے اس صاف دین مین اور بھی مشکلات پیدا کردیتے ہین- اور زنانہ خصلت رکھتے ہین کہ خدا کے مامور ومرسل کے سامنے آتے نہین پس ان لوگون کی شرارتون سے پناہ مانگتے ہین اور ایسا ہی ان حاسدون کے حسد سے پناہ مانگتے ہین اور اسوقت سے پناہ مانگتے ہین جب وہ حسد کرنے لگین-

اور پھر آخر سورۃ مین شیطانی وسوسون سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم فرمائی ہے جیسے سورۃ فاتحہ کو الضالین پر ختم کیا تھا ویسے ہی آخری سورۃ مین خناس کے ذکر پر ختم کیا تاکہ خناس اور الضالین کا تعلق معلوم ہو-

اور آدم کے وقت مین بھی خناس جس کو عبرانی زبان مین نحاش کہتے ہین جنگ کے لیے آیا تھا اس وقت بھی مسیح موعود کے زمانہ مین جو آدم کا مثیل بھی ہے ضروری تھا کہ وہی نحاش ایک دوسرے لباس مین آتا اور اسی لیے عیسائیون اور مسلمانون نے باتفاق یہ بات تسلیم کی ہے کہ آخری زمانہ مین آدم اور شیطان کی ایک عظیم الشان لڑائی ہوگی جس مین شیطان ہلاک کیا جاوے گا- اب ان تمام امور کو دیکھکر ایک خدا ترس آدمی ڈر جاتا ہے- کیا یہ میرے اپنے بنائے ہوئے امور ہین جو خدا نے جمع کردیئے ہین-

کس طرح پر ایک دائرہ کی طرح خدا نے اس سلسلہ کو رکھا ہوا ہے ولا الضالین پر سورہ فاتحہ کو جو قرآن کا آغاز ہے ختم کیا اور پھر قرآن شریف کے آخر مین وہ سورتین رکھین جن کا تعلق سورۃ فاتحہ کے انجام سے ہے-

ادھر مسیح اور آدم کی مماثلت ٹھیرائی اور مجھے مسیح موعود بنایا تو ساتھ ہی آدم بھی میرا نام رکھا-

یہ باتین معمولی باتین نہین ہین یہ ایک علمی سلسلہ ہے جس کو کوئی رد نہین کرسکتا- کیونکہ خداتعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھی ہے-

شفیع کون ہوسکتا ہے؟

شفیع کا لفظ شفع سے نکلا ہے- جسکے معنے جفت کے ہین- اس لیے شفیع وہ ہوسکتا ہے جو دو مقامات کا مظہر اتم ہو- یعنے مظہر کامل لاہوت اور ناسوت کا ہو- لاہوتی مقام کا مظہر کامل ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کا خدا کی طرف صعود ہو وہ خدا سے حاصل کرے اور ناسوتی مقام کے مظہر کا یہ مفہوم ہے کہ مخلوق کی طرف اس کا نزول ہو جو خدا سے حاصل کرے- وہ مخلوق کو پہونچاوے- اور مظہر کامل ان مقامات کا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہین اسی کی طرف اشارہ ہے

دَنیٰ فتدلّٰی فکَانَ قابَ قوسَین اَوادنیٰ

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بدون کامل حصہ مقام لاہوت کا کسی نبی مین نہین آیا- اور ناسوتی حصہ چاہتا ہے بشری لوازم کو اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام مین یہہ ساری باتین پوری پائی جاتی ہین- آپ نے شادیان بھی کین بچے بھی ہوئے دوستون کا زمرہ بھی تھا- فتوحات کرکے اختیاری قوتون کے ہوتے ہوئے انتقام چھوڑکر رحم کرکے بھی دکھایا جب تک انسان کے پیرایہ پورے نہ ہون وہ پوری ہمدردی نہین کرسکتا اس حصہ اخلاق فاضلہ مین وہ ناکمل رہیگا- مثلاً جسنے شادی ہی نہین کی وہ بیوی

اور بچون کے حقوق کی کیا قدر کر سکتا ہے۔ اور ان پر اپنی شفقت اور ہمدردی کا کیا نمونہ دکھا سکتا ہے رہبانیۃ ہمدردی کو دور کر دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیۃ کو نہین رکھا۔

غرض کامل شفیع وہی ہو سکتا ہے جس مین یہ دونون حصے کامل طور پر پائے جائین۔ چونکہ یہ ایک ضروری امر تھا۔ کہ شفیع ان دونون مقامات کا مظہر ہو۔ اللہ تعالےٰ نے ابتدائے آفرینش سے ہی اس سلسلہ کا ظل قایم رکھا۔ یعنے آدم علیہ السلام کو جب پیدا کیا تو لاہوتی حصہ تو اس مین یون رکھدیا جب کہا فاذا نفخت فیہ من روحی فقعوالہ ساجدین اور ناسوتی حصہ یون رکھا کہ حوّا کو اس سے پیدا کیا۔

یعنے جب روح پھونکی تو ایک جوڑ تو م کا خدا تعالےٰ سے قایم ہوا اور جب حوّا نکالی تو دوسرا جوڑ مخلوق کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ناسوتی ہو گیا۔ پس جب تک یہ دونو حصے کامل طور پر کامل انسان مین نہ پائے جاوین وہ شفیع نہین ہو سکتا۔ جیسے آدم کی پسلی سے حوّا نکلی اسی طرح پر کامل انسان کی پسلی سے مخلوق نکلتی ہے۔

تصویر اور نماز

ایک شخص نے دریافت کیا کہ تصویر کی وجہ سے نماز فاسد تو نہین ہوتی؟ جواب مین حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کفار کے تتبع پر تو تصویر ہی جایز نہین۔ ہان نفس تصویر مین حرمت نہین بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے۔ اگر نفس تصویر مفسد نماز ہو تو مین پوچھتا ہون کہ کیا پھر روپیہ پیسہ نماز کے وقت پاس رکھنا مفسد نہین ہو سکتا؟ اسکا جواب اگر یہ دو کہ روپیہ پیسہ کا رکھنا اضطراری ہے تو مین کہونگا کہ کیا اگر اضطرار سے پاخانہ آجاوے تو وہ مفسد نماز نہ ہوگا؟ اور پھر وضو کرنا نہ پڑیگا۔

اصل بات یہ ہے کہ تصویر کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا اس سے کوئی دینی خدمت مقصود ہے یا نہین؟ اگر یونہی بے فایدہ تصویر رکھی ہوئی ہے اس سے کوئی دینی فایدہ مقصود نہین تو یہ لغو ہے اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے والذین ہم عن اللغو معرضون۔ لغو سے اعراض کرنا مومن کی شان ہے اسلئے اس سے بچنا چاہیئے لیکن ہان اگر کوئی دینی خدمت اس ذریعہ سے بھی ہو سکتی ہو تو منع نہین ہے کیونکہ خدا تعالےٰ علوم کو ضایع نہین کرنا چاہتا۔

مثلاً ہم نے ایک موقعہ عیسائیون کے مثلث خدا کی تصویر دی ہے جس مین روح القدس بشکل کبوتر دکھایا گیا ہے۔ اور باپ اور بیٹے کی بھی جدا جدا تصویر دی ہے۔ اس سے ہماری یہ غرض تھی کہ تا تثلیث کی تردید کر کے دکھائین کہ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہی حقیقی خدا ہے جو حیّ و قیوم۔ ازلی و ابدی غیر متغیر ہے اور تجسم سے پاک ہے۔ اس طرح پر اگر خدمت اسلام کے لیے کوئی تصویر ہو تو شرع کلام نہین کرتی ہے۔ کیونکہ جو امور خادم شریعت ہین انپر اعتراض نہین ہے۔

کہتے ہین کہ حضرت موسےٰ کے پاس کل نبیون کی تصویرین تھین۔ قیصر روم کے پاس جب صحابہ گئے تھے تو انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اُسکے پاس دیکھی تھی تو یاد رکھنا چاہیئے کہ نفس تصویر کی حرمت نہین۔ بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے۔ جو لوگ لغو طور پر تصویرین رکھتے اور بناتے ہین وہ حرام ہین۔ شریعت ایک پہلو سے حرام کرتی ہے اور ایک جایز طریق پر اسے حلال ٹھیراتی ہے روزہ ہی کو دیکھو رمضان مین حلال ہے۔ لیکن اگر عید کے دن روزہ رکھے تو حرام ہے

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

حرمت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بالنفس حرام ہوتی ہے۔ ایک بالنسبت جیسے خنزیر بالکل حرام ہے۔ خواہ وہ جنگل کا ہو یا گھین کا سفید ہو یا سیاہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک قسم کا حرام ہے۔ یہ حرام بالنفس ہے۔ لیکن حرام بالنسبت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص محنت کر کے کسب حلال سے روپیہ پیدا کرے تو حلال ہے۔ لیکن اگر وہی روپیہ نقب زنی یا قمار بازی سے حاصل کرے تو حرام ہوگا۔

بخاری کی پہلی ہی حدیث ہے۔ اِنّما الاعمال بالنیات۔

ایک خونی ہے اگر اس کی تصویر اِس غرض سے لے لین کہ اس کے ذریعہ اس کو شناخت کر کے گرفتار کیا جاوے تو یہ نہ صرف جایز ہوگی۔ بلکہ اس سے کام لینا فرض ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر ایک شخص اسلام کی توہین کرنے والے کی تصویر بھیجتا ہے تو اس کو اگر کہا جاوے کہ حرام کام کیا ہے تو یہ کہنا موذی کا کام ہے۔

یاد رکھو اسلام بت نہین ہے بلکہ زندہ مذہب ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ناسمجھ مولویون نے لوگون کو اسلام پر اعتراض کرنیکا موقع دیا ہے۔

آنکھون مین ہر شے کی تصویر بنتی ہے بعض پتھر ایسے ہین کہ جانور اڑتے ہین تو خود بخود ان کی تصویر اتر آتی ہے اللہ تعالےٰ کا نام مصوّر ہے۔ یصوّرکم فی الارحام۔ پھر بلا سوچے سمجھے کیون اعتراض کیا جاتا ہے۔ اصل بات یہی ہے جو مین نے بیان کی ہے کہ تصویر کی حرمت غیر حقیقی ہے۔ کسی محل پر ہوتی ہے اور کسی پر نہین غیر حقیقی حرمت مین ہمیشہ نیت کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر نیت شرعی ہے تو حرام نہین ورنہ حرام ہے۔

حدیثون ہی پر تکیہ نہ کر لو۔ اگر قرآن شریف پر حدیث کو مقدم کرتے ہو تو پھر گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہو۔ کہ کیون انہون نے احادیث کو خود جمع

خطبہ

[جو ۲۱-فروری سنہ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے سلسلہ ربہ سے پڑھا]

سپارہ-۱۹- کا آخری رکوع

ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا- حضرت صالح نے ان کو یہہ کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو- ایسا لطیف اور عمدہ جملہ جو اعلےٰ درجہ کی تعلیم اپنے اندر رکھتا تھا- حضرت صالح نے فرمایا مگر اس پر بھی دو فریق ہو گئے ایک وہ سعید الفطرۃ لوگون کا گروہ جنہون نے خدا کے راستباز اور برگزیدہ بندے کی آواز کو سنا- اور دوسرے وہ ناعاقبت اندیش مستعجل جنہون نے جھوٹا کہا- اور دکھ دینے کے ارادے کیئے- حضرت صالح نے فرمایا کہ اے قوم! تو نیکی سے پہلے برائی کے لئے کیون جلدی کرتی ہے-

کیا اچھا ہوتا اگر تم اللہ کے حضور بخشش مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جاتا-

ان آئتون مین بہت سی قابل غور باتین ہین خدا تعالیٰ کے مامور مرسل جب آتے ہین تو کیا تعلیم لیکر آتے ہین؟ جلد باز اور ناعاقبت اندیش قوم ان سے کس طرح پیش آتی ہے؟ اور کیونکر اس کو دکھ دینے اور ایذا رسانی کے منصوبے سوچتی ہے؟ حضرت صالح نے اپنی قوم کو وہی تعلیم دی جو انبیاء علیہم السلام کا اجماعی مسئلہ ہے- کہ ان اعبدوا اللہ- اللہ ہی کی عبادت کرو کیسی لطیف اور پاکیزہ تعلیم تھی مگر اس پر بھی مخالفت کا شور اٹھا اور نادانون نے ان کو دکھہ دینے کے ارادے کیئے-

خدا کا برگزیدہ انہین کہتا ہے اے لوگو! تم کیون اپنا برا کرتے ہو؟ کیون برائی چاہتے ہو؟ نیکی کیون طلب نہین کرتے؟ کیون خدا کے حضور استغفار نہین کرتے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے-

یہ بات بڑی ہی غور کے لایق ہے کہ خدا کا مامور اپنے ساتھ لعنت اور برکت لیکر آتا ہے اور دونون کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے- لعنت ان کے لیئے جو بدگمانیان کرتے اور راستباز کاذب اور مفتری ٹھیرا کر ایذا رسانی کی کوشش کرتے ہین اور برکت ان کے لیے جو حسن ظن اور صبر سے کام لے کر اس کے ساتھ ہو لیتے ہین- جیسے وہ کہتا ہے کہ میرے ساتھ والون پر رحم ہوگا- یہ بھی کہتا ہے کہ میرے منکرون پر عذاب ہوگا- احمق اس دوسری بات کے پیچھے لگ جاتے ہین اور عذاب کا مطالبہ شروع کر دیتے ہین-

مین حیران ہوتا ہون جب اس امر پر سوچتا ہون کہ ایک معمولی آدمی اگر آکر کہدے کہ فلان راستہ پر ڈاکہ پڑتا ہے یا سانپ بیٹھا ہے تو دوسرے اسکو سن کر ڈر جاتے ہین اور اس راہ کو چھوڑ دیتے ہین لیکن یہ کیا بات ہے کہ مامور جب اس کو پیش کرتا ہے تو اس کی پروا نہین کرتے- آخر سنن الٰہیہ کے مطابق جب مختلف قسم کے عذاب الٰہی کبھی خوفناک بیماریون کی صورت مین کبھی خطرناک قحط کی شکل مین نمودار ہونے لگتے ہین تو پھر الٹا الزام اسی کو دیتے ہین اور کہہ اٹھتے ہین **قالوا اطیرنابک وبمن معک**- یہ ساری نحوستین تیری اور تیرے ساتھیون ہی کی وجہ سے ہین- مگر انہین وہی جواب ملتا ہے جو حضرت صالح نے دیا کہ احمقو! یہ تمہاری شامت اعمال اور کرتوت بد کا نتیجہ ہے- جو اس لعنت کی شکل مین تم پر نازل ہوا-

یہ اللہ تعالےٰ کی دوامی سنت ہے کہ جب جب کوئی مامور من اللہ آتا ہے تو قحط- خوفناک امراض ضرور آتے ہین اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے جو خود اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام مین بیان فرمائی ہے لعلہم یضرعون تاکہ ان مین خوف خشیت پیدا ہو- مگر سنت اللہ سے ناواقف مستعجل منکر ان عذابون کو مامور من اللہ کی نحوست بتاتے ہین جس طرح پر صالح علیہ السلام کو خطاکار قوم نے کہا کہ یہ تیری اور تیرے ساتھیون کی نحوست ہے اسی طرح پر آج بھی جبکہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے قوم کو ان اعبدو اللہ کی طرف بلایا اور اسی سنت الٰہی کے موافق قوم نے اسی سرد مہری اور ناعاقبت اندیشی سے اس کی مخالفت مین شور برپا کیا اور اس کی تکلیف اور ایذا دہی کیلیئے ہر قسم کے منصوبے سوچے اور عذاب الٰہی نے طاعون اور خوفناک قحط کی صورت اختیار کی تو یہ شتاب کار بھی بول اٹھے کہ یہ تیری ہی وجہ سے ہے- اس قسم کے خطوط آئے ہین اور مین نے پڑھے ہین جن مین حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا کہ طاعون تیرے ہی باعث سے ہے مگر کوئی ان احمقون سے اتنا پوچھے کہ اگر طاعون حضرت مسیح موعود کی (معاذ اللہ) شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو یہ کیا ہو گیا کہ اسے تو انہ اوی القریۃ کی بشارت دی؟ حالانکہ چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے اسکے ہی ساتھیون پر پڑتی؟ لیکن یہان تو صورت دوسری ہے تمہاری اپنی ہی برادریون کو صاف کر رہی ہے-

غرض یہ ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کو چھوڑتی ہے اللہ بھی انھین چھوڑ دیتا ہے حضرت مسیح موعود نے اپنی قوم سے وہی سنا جو حضرت صالح نے سنا تھا- اور جب ان مخالفون کی کچھ پیش نہ گئی تو آخر نو بڑے بڑے آدمیون نے مل کر ایک کمیٹی حضرت صالح کے خلاف کی اور خدا کی قسمین کہا کہا کر اپنے قول و اقرار کو پکا کیا کہ راتون رات اس پر ٹوٹ پڑین اور اس کے خاندان کو ہلاک کر ڈالین اگر کوئی ہم سے پوچھے گا تو کہدین گے کہ ہم کو خبر ہی نہین- یہ ان لوگون کی آخری تدبیر ہوتی ہے کہ جب دلیل اور مباحثہ سے عاجز آجاتے ہین تو پھر قتل کرنے کے منصوبے اور کوششین کرتے ہین و مکروا مکرًا انہون نے بڑی بڑی مخفی تدبیرین اور منصوبے کیئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومکرنا مکرًا

ہم نے بھی تدابیر کین اور ان کو ان کا علم بھی نہوا فانظر کیف کان عاقبۃ مکرھم انا دمرناھم وقومھم اجمعین
ذرا دیکھو تو سہی کہ ان کی تدابیر کا انجام کیا ہوا؟ ہم نے انکا اور ان کی ساری قوم کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور حضرت صالح اب بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہلاتے ہین۔

یہ دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے جس طرح حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ واقع گذرا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ایسا ہی وقوع مین آیا۔ مکہ کے جمیع اکابر ورؤسا نے بہت زور لگایا کہ آپ کو خاموش کرائین مگر وہ خدا کا رسول کیونکر خاموش ہو سکتا تھا۔ آپ کا زور تبلیغ اور بھی بڑھتا گیا۔ جب مکہ والے بالکل عاجز آ گئے اور کوئی دلیل بھی نہ رہی اور مسلمانون کی جانین لیکر بھی وہ اس خدا کے برگزیدہ بندہ کو خاموش نہ کرا سکے تو آخر آپ کے قتل کی کمیٹی مین بھی نو ہی آدمی شریک ہوئے اللہ تعالےٰ کا کیسا خدا ہونا ثابت ہوتا ہے صالح کے لیئے بھی نو ہی آدمی اور قریش کے بھی نو ہی آدمی منتخب ہوتے ہین اور دار الندوہ مین ایک کمیٹی کی جس مین چالیس برس سے زاید عمر کے لوگ شریک ہوا کرتے تھے اس کمیٹی مین مختلف تجویزین پیش ہوئین آخری تجویز قتل کی تھی۔ بعض نے کہا کہ قتل کی وجہ سے چونکہ عظیم الشان قوم سے ہے ہم بدلہ نہ دے سکین گے مگر ایک شیطان بولا کہ جب نو آدمی مل کر قتل کر دینگے تو کسی کو خبر بھی نہ ہو گی۔ ان احمقون کو اتنی خبر نہ تھی کہ اللہ تعالےٰ وکانت فی المدینۃ تسعۃ رھط کہکر ایک عرصہ پہلے اسی تجویز اور منصوبے سے آپ کو واقف کر چکا تھا۔ اور آخر وہی انجام ہوا جو صالح کے دشمنون کا ہو چکا تھا آپ کے دشمنون کا بیڑا غرق ہو گیا اور آج روئے زمین پر نوے کروڑ سے زیادہ انسان ہر وقت آپ پر درود پڑھتے ہین۔ اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ ہمیشہ اپنے وجود کی چمکار دکھاتا ہے اور آج بھی خدا اپنے مسیح موعود کی نصرتین اسی طرح سے کر رہا ہے تا عاقبت اندیش شریر النفس مخالف کبھی اقدام قتل کے مقدمون کی سازش مین حصہ لیتے ہین کبھی ٹیکس کے مقدمون کی شکل مین اس کے مال پر حملہ کرنا چاہتے ہین۔ اور کبھی قتل کے فتوون کی صورت مین جانی کے منصوبے کرتے ہین۔ مگر وہ ہر میدان مین مظفر و منصور ہوتا ہے۔

خدا کا شکر کرو کہ تم نے اس کو شناخت کیا اور یہ اسی کا احسان ہے جس نے شناخت کی آنکھ عطا فرمائی دعا کرو کہ تم اپنے اندر تقوی اور خشیت الٰہی پیدا کرو۔ جو خدا کی نصرتون کے جاذب ہین۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور تم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

چون مرا نورے پئے قومے مسیحے دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو

نمبر سوم

ہم نے پچھلے دو نمبرون مین یہ دکھانا چاہا ہے۔ کہ یسوع مسیح کی نسبت جو کچھ بشپ صاحب نے اپنی خوش اعتقادی یا انجیل نویسون کی خوش فہمی کی بنا پر کئے ہین وہ نرے دعوے ہی دعوے ہین جن مین حقانیت اور صداقت کا نہ کوئی ذاتی رنگ موجود ہے اور نہ ان کے اثبات کے لیئے قوی دلایل انجیل نویسون یا پرستاران صلیب کے ہاتھ مین ہین۔ زندگی مین انسان اسی قدر ترقی کرتا ہے۔ جس قدر وہ روحانی موت کے اسباب اور اقسام سے دور ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ ایک مسلم بات ہے۔ کہ چار قسم کی موت انسان کی روح کو ہلاک کرتی ہے اول غفلت کی موت دوم گناہ کی موت سوم شرک کی موت چہارم کفر کی موت۔

جس قدر انسان ان موتون سے بچے گا اسی قدر حیات ابدی کے قریب ہوتا جاویگا۔

اب ہم کو یہ دکھانا چاہیئے کہ کیا انجیل کی تعلیم یا یسوع مسیح کا نمونہ اس قابل ہے کہ ہم کو موت کے ان چارون گھڑون سے الگ کر کے چشمۂ حیات کی طرف لے جاوے؟ یہ ایک سوال تھا جس کا جواب تقدس مآب بشپ لاہور کو نہ بحیثیت اپنے عہدہ کے بلکہ ان معلومات اور ذاتی تقدس کے لحاظ سے جو اس عہدہ کے لوازمات ہونے چاہئین۔ بڑی وضاحت سے دینا چاہیئے تھا۔ جس کو وہ چھو بھی نہین سکے۔

اگرچہ ایک دقیقہ رس اور نکتہ شناس انسان کی نگاہ مین بشپ صاحب کا اتنے بڑے ضروری اور اہم مضمون سے کنارہ کشی کرنا ناقابل عفو غلطی یا کمزوری ہے تاہم ہم اس کا کچھ لحاظ نہ کر کے بجائے خود یہ تحقیق کرتے ہین کہ عیسائی مذہب انجیل کی تعلیم اور یسوع مسیح کے ذاتی نمونہ مین زندگی کے آثار کہا تک پائے جاتے ہین؟ سب سے اول ضروری امر تعلیم ہے اور اس پہلو مین ہم دیکھتے ہین کہ انجیل کوئی شریعت اور قانون پیش ہی نہین کرتی بلکہ شریعت کو ایک لعنت قرار دیا جاتا ہے۔ اب یہ زندگی جو حیات ابدی کہلاتی ہے یہ کوئی خارجی چیز تو ہے نہین جو باہر سے نکلتی ہے۔ بلکہ انسانی قوی کے برمحل استعمال کے نتایج کا نام زندگی ہے۔ طبعی قوتون کو جب بیہودہ جوشون اور بے سرو پا رفتار سے روک کر ایک اعتدال پر قایم کیا جاوے تو تقوی کے قریب تر انسان پہونچ سکتا ہے جیسا کہ اس بارہ مین کامل کتاب قرآن مجید فتوے دیتی ہے۔ اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی۔

افراط تفریط سے بچنا یا دوسرے

الفاظ مین یون کہو کہ صراط مستقیم پر چلنا انسان کو متقی بناتا ہے۔

لیکن

جب کہ انجیل کوئی شریعت پیش ہی نہین کرتی کوئی قانون بتاتی ہی نہین تو کیا انجیل کی غرض وغایت یہی نہین ہو سکتی کہ وہ قوئے انسانی کی بے حرمتی کرتی ہے؟ اور خدا تعالےٰ کے بے نقص فعل کو عبث اور لغو قرار دیتی ہے؟ بیہودہ لفاظی سے کام لینا امر دیگر ہے لیکن اگر انصاف کوئی چیز ہے تو ہم دعوےٰ سے کہتے ہین کہ انجیل کے پرستار اس معقول بات کا کوئی جواب نہین دے سکتے۔

خدا باپ کے علم کامل میں اگر شریعت واقعی لعنت تھی تو ابتدائے آفرینش کے ساتھ ہی اِس لعنت کو بھیجنے کی اسے کیا ضرورت تھی؟ اور ان قوے کے ساتھ انسان کا بنانا ہی کیون ضروری ہوا جو اپنے اوپر ایک حکومت کو چاہتے ہین اور اپنی فطرت مین بہت سے خواص اور افعال کی طاقت لئے ہوئے ہین۔

ہم کو نہایت افسوس اور رنج ہوتا ہے جب ہم انجیل کی اس تعلیم پر جو نہ صرف قوئے انسانی کی بے حرمتی کرنے والی ہے بلکہ حقیقت مین خدا تعالےٰ کی مقدس ذات پر اعتراضات کو پیدا کرکے دہریت اور اباحت پھیلانے والی ہے نظر کرتے ہین۔

غرض اول تو انجیل سرے سے کوئی تعلیم دیتی ہی نہین اور شریعت کو لعنت کہہ کر ٹھلاتی ہے + لیکن پھر جو کم وبیش تعلیم بطور شریعت دی ہے یا انجیل ہی کے محاورہ مین یون کہو کچھ لعنت پیش کی ہے وہ ایسی نکمی۔ ادہوری اور بیہودہ ہے کہ بجز ہلاکت کے اور اس مین کچھ ہے ہی نہین +

انجیل کی اس تعلیم کے ہم دو حصے کر لیتے ہین اول خدا کی بابت دوم انسان کے متعلق۔

خدا کے متعلق انجیل کے ماننے والون کے خیال کے موافق یہ کہدینا کہ خدا ایک نہین بلکہ تین ہین اور پھر تین نہین بلکہ ایک ہین یہی کافی ہے اور یہ تثلیث کا عقیدہ ہی اس کے بطلان کے لیے بس ہے۔ لشپ صاحب کا منشا اس مضمون مین یسوع کی خدائی کا ظاہر کرنا ہی ہے۔ جس کو وہ کھلے کھلے الفاظ مین آگے بیان کرتے ہین ہم اس پر اسی مقام پر بحث کرین گے۔

سردست ہم یہ کہتے ہین کہ عیسائیون نے تین خداؤن کا عقیدہ سارے نبیوں کے خلاف اور قانون قدرت کے خلاف تجویز کیا۔ اور پھر جس انسان کو خدا بنایا اس کی خدائی کے ثبوت مین ایک بھی قوی دلیل پیش نہ کی۔ اور اس کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ اعلےٰ درجہ کے انسان کی شان کے بھی خلاف ہے اور انسانی تہذیب کے متعلق جو کچھ انجیل نے سکھایا ہے وہ اور بھی قابل نفرت ہے اگر ہم اس کے مختلف شعبون پر اخلاق کی تقسیم کرکے لکھین تو یہ ریویو گو ریویو کی حدود سے تو نہین نکل سکتا لیکن ہمین یہ احتمال ضرور ہے کہ امید سے بہت زیادہ طویل ہو جاوے اس لئے اس پہلو پر بھی اسی انداز سے مختصر سی بحث کرتے ہین جیسے خدا تعالےٰ کے متعلق تعلیم پر کلام کیا ہے۔

اس مین کسی کو کلام نہین ہو سکتا۔ اور خود مشاہدہ صحیحہ ایک زبردست گواہ موجود ہے کہ انسان دنیا مین بہت سی قوتون کو ساتھ لیکر آیا ہے اور انسان جو ایک نادر الخلقت مخلوق ہے۔ اس کا کمال یہی ہو سکتا ہے کہ وہ ان قوتون مین کمال حاصل کرے جو اس کو دی گئی ہین تاکہ اس مین اور اسکے غیر و تمین ایک مابہ الامتیاز قایم ہو۔

اور حیات ابدی اور زندگی کی روشنی کا کمال یہی ہے کہ اس کی ہر قوت مین تقوےٰ اور خداشناسی کی چمک نظر آوے۔

لیکن جو مذہب کہ خداشناسی کی تعلیم ہی کامل طور پر نہین دے سکتا وہ خود فراموشی کی راہ یعنے اپنی مرضیات اور خواہشات پر فناطاری کرکے خدا تعالیٰ مین زندگی کی راہ کب دکھا سکتا ہے؟

پس انسان جو بیشمار قوتین رکھتا ہے۔ جب تک ان مین زندگی کی تجلی نہ پائی جاوے اسے زندہ نہین کہہ سکتے + ان قوتون مین سے بعض یہ ہین۔

عقل۔ عفت۔ شجاعت۔ عدل۔ رحم صبر۔ استقامت۔ شکر۔ محبت۔ خوف طمع۔ حزن وغم۔ ایثار۔ سخاوت۔ حیا۔ سخط۔ غضب۔ اعراض۔ رضا۔ شفقت تذلل۔ حمد۔ ذم۔ امانت دیانت۔ صدق عفو۔ انتقام۔ کرم۔ جود۔ مواسات۔ ذکر۔ تصور۔ مروت۔ غیرت۔ شوق۔ ہمدردی۔ حلم۔ شدت۔ فہم۔ فراست۔ تدبیر۔ تقوےٰ۔ فصاحت۔ بلاغت۔ عمل جوارح۔ ذوق۔ اُنس دعا۔ نطق۔ ارادہ۔ تواضع۔ رفق۔ مدارات۔ وفا۔ حسن عہد۔ صلہ رحم۔ وقار۔ زہد۔ غبطہ ایجاد۔ معاونت۔ طلب تمدن۔ تسلیم۔ شہادت صدق۔ رضا بقضا۔ احسان۔ توکل۔ اعتماد۔ تحمل تبتل۔ اطاعت۔ موافقت۔ مخالطت۔ عشق۔ فنا نظری۔ تطہر۔ فکر - ادراک۔ توبہ۔ ندامت۔ استفسار۔ بذل روح۔ ایمان۔ توحید۔ رویا۔ کشف وغیرہ بہت سی قوتین۔ انسان کو دی گئی ہین جن مین کوئی دوسرا فی الحقیقت شریک نہین۔ اب ان قوتون کو ڈیولپ کرنے اور ان کو فی محل خرچ کرنے کی تعلیم اگر ساری انجیل مین تلاش کرو۔ تو ہرگز نہ ملے گی۔؟ اور اگر لشپ صاحب یہ دعوےٰ کرین تو ان کا فرض ہے کہ وہ انجیل سے ان قوتون کے نشو ونما کے متعلق تعلیمات کا ذکر کرین + مگر ہم بلا خوف تردید لکھتے ہین کہ انجیل بجز حلم اور نرمی کی قوت پر زور دینے کے دوسری کسی قوت کی آبپاشی کر ہی نہین سکتی + حالانکہ یہی حلم اور نرمی بعض موقعون پر دوسری قوتون کے زایل کرنے ہی کے لیے زہر قاتل نہین بلکہ تمدن کے اصولون کی صریح متضاد ہوتی ہے۔

وہ شخص سخت دہوکہ دیتا ہے یا دہوکا کھاتا ہے جو ہمارے اس بیان سے یہ یہ نتیجہ نکال کر پیش کرنا چاہتا ہے کہ ہم حلم اور نرمی کے خلاف ہین نہین ہمارا

یہ دعوے ہے کہ ہر محل پر نرمی اور حلم کا استعمال ہو سکتا ہی نہین اور یہ صفت صرف اپنے ہی مقام اور محل پر کار آمد ہو سکتی ہے۔

اس پر ہمین منطقیانہ بحث کی ضرورت نہین جب کہ ہم دیکھتے ہین کہ ہماری روحانی زندگی کا طرز جسمانی زندگی ہی کے ہمرنگ ہے اور مختلف امزجہ اور بلاد مختلفہ اور فصول اور موسمون کے تغیر و تبدل ہمین اپنے اپنے لحاظ سے مختلف قسم کے لباسون اور غذاؤن کے استعمال سے صاف سبق دیتے ہین کہ ایک ہی قوت کا نشو و نما ہماری اخلاقی۔ ذہنی اور روحانی کمال کا موجب نہین ہو سکتا۔

اور تجربہ صحیحہ نے شہادت دی ہے کہ انجیل کی تعلیم کو بالکل ناکافی اور غیر مناسب سمجھ کر آخر عیسائی سلطنتون کو بھی اپنی طرف سے سیاست مدن کے اصول اور قوانین بطور خود تجویز کرنے پڑے

یہ زبردست شہادت ہے۔ جو عیسائی قومون نے ہمارے ہاتھ مین انجیل کی تعلیم کے نقص اور کمزوری کے ثبوت مین دی ہے۔

(باقی آیندہ)

امریکہ کے مشہور مسلمان شیخ

محمد الگزنڈر رسل وب کے نام ایک خط

میرے پیارے بھائی۔ السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۳- جنوری ۱۹۰۲ء مجھے یہان ۱۸- فروری ۱۹۰۲ء کو ملا۔ جس مین مسٹر بردن کا ایک خط ہے .... مسٹر بردن کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی پاکیزگی نے اس کے سوچنے والے دلپر اثر کیا ہے آپ اس کو اسلام کے اصول سکھلاتے رہین اور امید ہے کہ وہ کسی دن سچا پرجوش مسلمان ہو جاوے گا بے شک ملک امریکہ مین اسلام پھیلانے کیلئے آپ کے راہ مین بہت مشکلات ہین لیکن آپ یقین رکھین کہ اگر آپ کی سعی خالصاً للہ ہے تو ایک دن آپکو کامیابی ہو کر رہے گی۔ تاہم آپ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اسلام کے متعلق بعض غلط عقاید جو عام مسلمان لوگون مین آج کل شایع ہو رہے ہین ان کی اشاعت آپ ہرگز نہ کرین کیونکہ ان عقاید کی وجہ سے اللہ تعالے نے لوگون پر ناراض ہے اور اسی لیے اس نے اپنا مرسل حضرت مرزا غلام احمد بھیجا ہے تاکہ ایسے عقاید کی اصلاح کرے۔ اب خدا تعالے اسے برکت دیگا اور ان لوگون کو برکت دیگا جو اس کے پاک اور سچے اصولون کی پیروی کرین گے۔ دوسرون سے اس نے اپنا منہ پھیر لیا ہے اور وہ ان لوگون کی دعائین نہ سنے گا جو اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے کھڑے ہونگے

پس آپ لوگون کو ان پاک اصولون کے مطابق تعلیم دین جو کہ آپ ان رسائل اور کتب سے اخذ کر سکتے ہین جو کہ مین آپ کو وقتاً فوقتاً بھیجتا ہون۔ تب آپ کو اللہ تعالے کامیاب کرے گا۔ کیونکہ خدا کی مرضی اسی طرح ہے اور اسی کی مرضی بہرکیف پوری ہو گی۔ اگر آپ اس کام کو اختیار کرینگے تو مقدس انسان حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی دعائین آپکے شامل حال ہون گی۔

عیسائیون نے جو غلط فہمیان اسلام کے متعلق ان ممالک مین شایع کر رکھی ہین ان کا دفعیہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ سچے اور پاک اصول اسلام پر کتابین اور رسالے لکھ کر ان ممالک مین شایع کیئے جائین۔ جیسا کہ آپ کا خیال ہے بہتر طریقہ یہی ہے کہ ایک اخبار امریکہ مین جاری رہتا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس ملک کے مسلمان اپنی بات پر سچے نہ نکلے اور انہون نے اپنے وعدے کو پورا نہ کیا اور آپکو مجبوراً اپنا اخبار بند کرنا پڑا۔ لیکن میرے پیارے دوست یہی تمہاری ٹھیک جزا تھی۔ آپنے برگزیدۂ خدا کے متعلق ان لوگون کی جھوٹی باتون پر یقین کر لیا اور ان کے قابل شرم جھوٹ پر اعتبار کرنیسے آپنے ہند مین آکر اس شخص کی ملاقات سے اعراض کیا حالانکہ صرف وہی ایک شخص قابل زیارت سارے ہند مین نہین بلکہ ساری دنیا مین تھا۔ پس خدا نے آپ کو ایک سبق سکھایا۔ خدا نے آپکو جتلا دیا کہ ایسے لوگون پر اعتبار نہین کرنا چاہیئے۔ شاید میرے الفاظ آپ کو ناگوار ہون۔ مگر الحق مر ہے۔ مین مثال دیکر آپ کو سمجھاتا ہون۔

فرض کرو ایک شخص امریکہ کو جاتا ہے۔ اس کا یہ سفر صرف مذہب کیخاطر ہے وہ اس پاک نیت سے سیر کرتا ہے کہ بزرگ مسلمانون سے ملاقات کرے اور اپنے ملک مین اسلام پھیلانے کے لیے ان سے مدد لے وہ سارے امریکہ مین پھرتا ہے۔ مگر وہ محمد وب کو ملنا نہین پسند کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ محمد وب کو اسکے ہم وطن اچھا نہین سمجھتے۔ اس کے ہم مذہب اس کے حق مین اچھا کلمہ نہین بولتے۔ وہ تمہارے شہر کے پاس سے گذرتا ہے۔ لیکن یہ شہر اس کے لیے کسی دلچسپی کا موجب نہین ہے۔ آپ ایسے شخص کے حق مین کیا کہتے ہین کیا اس نے براعظم امریکہ کے اکلوتے مسلمان کی ملاقات کا موقع ضایع نہین کر دیا۔ مگر یہ مثال ابھی ناقص ہے کیونکہ آپ ابھی اسلام کی دہلیز پر ہین حالانکہ مرزا صاحب کو خدا تعالے نے روحانی دنیا کا حاکم بنایا ہے روحانی برکات کے لحاظ سے اللہ تعالے نے اس بندے کو اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تخت پر بیٹھایا ہے۔

لیکن میرے پیارے دوست اللہ تعالے غفور الرحیم ہے وہ توبہ کرنے والون کی طرف توجہ کرتا ہے۔ استقامت کے ساتھ استغفار کرین تو اسکا بے حد رحم جوش مین آوے گا۔ اسکے رحم کے ذریعہ سے تمام مشکلات دور ہو سکتے ہین۔

اس کو سب طاقتین ہین کوئی بِنا اسکی اجازت کے بغیر ہل نہین سکتا - اگر وہ چاہیے تو امریکہ مین کئی اخبار جاری ہو سکتے ہین - آپ اسلام کے پھیلانے کے لیے انتھک کوششین کرین - تب مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری سب خواہشون کو پورا کر دے گا - جب حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا تب ان کے مرید بہت تھوڑے تھے اور دشمن ہزارون تمام موٹے مولویون نے انہین کافر اور غیر مسلم کا فتوے دیا - لیکن خدا ہمیشہ ان کے ساتھ ہے اب ان کے مریدون کی تعداد پچاس ہزار کے قریب ہے - دو مطبع قادیان کے گاؤن مین چل رہے ہین - ایک اردو اخبار بنام الحکم ہفتہ وار نکلتا ہے - انگریزی میگزین بھی نکلنا شروع ہوا ہے جسکا پہلا نمبر آپ کو آگے روانہ کیا گیا تھا اور دوسرا نمبر اب روانہ کیا جاتا ہے - آپ اس کو غور سے مطالعہ کرین اور اپنے دوستون کے درمیان اس کی اشاعت کرین - اس کا پڑھنا آپ کے لیے بہت سے مسایل پر روشنی ڈالے گا - ایک بڑے فاضل مولوی صاحب یہان ہر روز درس قران دیتے ہین کوئی سو طالب علم ہر روز ان کے لکچر پر حاضر ہوتا ہے - دو سال سے ایک ہائی اسکول یہان جاری ہے جس مین دینی اور دنیوی تعلیم دیجاتی ہے - پس آپ دیکھ لین کہ جس کو خدا رکھنا چاہے اس کو کوئی تباہ نہین کر سکتا -

آپ نے عربی زبان کے سیکھنے مین کہانتک ترقی کر لی ہے - عربی کا سیکھنا ایک مسلمان کے لیے لابد ہے - اپنے دوستون کو ہمیشہ عربی پڑھنے کے لیئے ہدایت کیا کرین - اس سے ان کو بہت فائدہ ہوگا -

مسٹر ڈوئی کے متعلق آپ کا یہہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ جمع کرنے کے واسطے یہ سب کچھ کرتا ہے - مین نے آپ کا ذکر حضرت اقدس کی خدمت مین عرض کیا تھا اور آپ کا سلام علیکم پہونچایا تھا وہ آپ کی خبر سن کر خوش ہین اور آپ کو السلام علیکم کہتے ہین - اور آپکو نصیحت کرتے ہین کہ آپ دین اسلام پر پکے رہین اور میگزین کو غور سے پڑھین اور دوستون کے درمیان اس کی اشاعت کرین - ہمارے سب دوست آپ کے خطوط سن کر خوش ہوتے ہین اور آپکی ترقی اسلام مین کامیابی کے خواہشمند ہین -

آپ مولوی حسن علی صاحب کو جانتے ہین - ہندوستان کے سفر مین وہ آپکے ساتھی تھے - اس نے بھی آپ کو اس بات کی ترغیب دی تھی کہ آپ حضرت مرزا صاحب کی ملاقات نہ کرین - لیکن آپ کے امریکہ چلے جانے کے جلد بعد وہ قادیان آئے اور حضرت کے مریدون مین شامل ہوئے انہون نے اپنی اس غلطی کا اقرار کیا - اور توبہ کی اور ایک کتاب تصنیف کی جس مین انہون نے مفصل لکھا کہ وب صاحب کو مرزا صاحب کی ملاقات سے روکنے مین بڑا زور مین نے ہی دیا تھا - جس کی وجہ سے مین بہت پشیمان ہون - ان کی کتاب شایع ہو چکی ہے جس مین انہون نے ثابت کیا ہے کہ اسلام کا سچا فرقہ وہی ایک ہے جس کے بانی حضرت مرزا صاحب ہین وہ بیچارے فوت ہو گئے ہین آپ نے ان کی وفات کی خبر سن لی ہوگی -

اب مین ایک نہایت ہی ضروری امر کیطرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہون - میرے پیارے بھائی آپ کو اس امر کا تجربہ ہو چکا ہے کہ ہند کے مسلمان اور ان کے مولوی حضرت مرزا صاحب کے عقاید کے ساتھ کیسی مخالفت رکھتے ہین - اگر یہ خیالات ایران یا روم کے مسلمانون کے آگے ظاہر کئے جائین تو ایک دفعہ تو وہ بھی ضرور ان کی مخالفت کرین گے اگرچہ ہمین امید ہے اور یقین ہے کہ انجام مین کامیابی ہمارے لیے ہوگی تاہم ممکن ہے کہ ابتدا مشکلات سے تاریک نظر آوے - بس آپ معلوم کر سکتے ہین کہ ہمارے ساتھ ہاتھ ملا کر آپ فی الحال کوئی خوشی کا منہ بظاہر نہین دیکھ سکتے اگر آپ حضرت مرسل من اللہ کے عقاید کی اشاعت کو اپنے ذمہ لین تو ضرور ہوگا کہ آپ ایشیا اور یورپ کے برائے نام مسلمانون کی نفرت اور کینہ کا نشانہ بننے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرین کیونکہ وے سب ہمین مجنون کہتے ہین اور یہی نام آپ کا بھی رکھا جاوے گا - پس آپ تازہ مشکلات اور تکالیف اس راہ مین دیکھین گے - اگر آپ اللہ کے رسول میرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت پر ایمان لاتے ہین اور اپنے تئین ایسے اعتقاد کی اللہ تعالےٰ آپ کو برکت دے گا - تب آپ کی عاقبت درست ہو جائیگی اور دنیا مین اس سے بڑھکر کوئی امر قابل رشک نہین کہ کسی کی عاقبت درست ہو جائے - اس پر خوب غور کرین اور احتیاط سے قدم آگے بڑھائین نبیون کی پیروی ان کی زندگی کے ایام مین جبکہ لوگ سنت اللہ کے مطابق انکی مخالفت مین تلے ہوئے ہون - ایک بڑی قربانی چاہتی ہے - ان باتون پر غور کر کے مجھے اطلاع دین -

آپکا سچا خیرخواہ - مفتی محمد صادق -

پنجابی کاتب اور حضرت مسیح موعود

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

قولہ - دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی قوت تقریری وتحریری در پردہ اسلام کی مخالفت مین صرف کی دوست نما دشمن بنکر بنام نہاد حمایت کی اور پھر ایک گروہ لیکر علیحدگی کی ٹھہرائی -

اقول - لعنت اللہ علے الکاذبین - اہم اس سفید اور نہایت ہی کمینہ جھوٹ کا جواب اور کیا دین - حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض نے جو حمایت اسلام کی کی ہے اس کو ہم اپنے الفاظ مین بیان نہین کرتے بلکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ وایڈوکیٹ اہل حدیث کی رائے پیش کرتے ہین جو دار العلوم کے پنجابی ایڈیٹر بننے سے بہت پہلے شایع ہو چکی ہے جو ریویو براہین احمدیہ مین انہون نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے

اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ مین ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے مین یہہ کتاب اس زمانہ مین اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آجتک (اسوقت تک ایڈیٹر الحکم) اسلام مین تالیف نہین ہوئی۔ اور آیندہ کی خبر نہین

اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی۔ جانی۔ قلمی۔ لسانی۔ و حالی و قالی نصرت مین ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایسی کتاب بتادے جس مین حملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہون نے اسلام کی نصرت مین مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ مین مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوی کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا۔

اب ہم ایڈیٹر دار العلوم سے پوچھتے ہین کہ یا تو تم مولوی محمد حسین صاحب کو جھوٹا قرار دو۔ اور ان کو جھوٹا اسی صورت مین قرار دے سکتے ہو۔ کہ براہین احمدیہ کی نظیر تیرہ سو برس کے اندر دکھادو۔ اور حضرت اقدس مصنف براہین احمدیہ جیسے دو چار ناصرین اسلام کا نام پیش کرو۔ اور پھر اسکا جواب خود مولوی محمد حسین صاحب ہی سے پوچھو۔

مولوی صاحب نے اپنی اسی تحریر مین جس مین انہون نے زبردست تحدی کی ہے اور لاریب حق بجانب تحدی کی ہے) حضرت حجۃ اللہ کو تیرہ سو سال کے اندر لانظیر حامی اسلام تسلیم کیا ہے لیکن اس پر بھی دار العلوم کا پنجابی ایڈیٹر اپنی ملایانہ سرشت کی بنا پر آپکی حمایت اسلام سے انکار کرتا ہے اور بقول مولوی محمد حسین صاحب مولف براہین کے مقابلہ مین کفران نعمت کرتا ہے۔

ہم اور بہت سے حوالے اور کوٹیشن اسی ریویو نگار کی تحریر مین سے پیش کر سکتے ہین مگر اتنا ہی کافی ہے۔ دار العلوم کا صرف اتنا کہدینا کہ مولوی محمد حسین کی رائے قابل وقعت نہین جواب نہین ہو سکتا۔ جب تک وہ اس تحدی کا جواب ندے جو مولوی صاحب نے اپنے اس ریویو مین کی ہے اور جسے ہم نے جلی قلم سے لکھدیا ہے۔ یہ بات ہم تسلیم کرتے ہین کہ مولوی محمد حسین دار العلوم کے ایڈیٹر کے مقابلہ مین بہت بڑی وجاہت اور عزت رکھتا تھا اور جسوقت اس نے ریویو لکھا تھا وہ حقیقت مین فرقہ اہل حدیث کا ایڈوکیٹ تھا۔ حالانکہ ہم جانتے ہین کہ دار العلوم کا ایڈیٹر غالباً معمولی ملان سے بڑھ کر اپنا درجہ اور اعزاز قوم مین نہین رکھتا ہوگا۔

پھر سید احمد خانصاحب بہادر بالقابہ کی رائے حضرت مسیح موعود کے متعلق ہم گذشتہ اشاعت مین لکھ چکے ہین۔ جس کا انکار غالباً آپکے ممدوح مولوی نذیر احمد صاحب بجنوری بھی نہ کر سکین ؟

شحنہ ہند میرٹھ مین جو حضرت اقدس اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سیاہ دشمن ہے اس ریویو کے قریب قریب ایام مین ایک نظم شایع ہوئی تھی جس کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

بشارت اے مسلمانان کہ قصر کفر ویران شد
چو فیضان خداوندی طرب انگیز انسان شد
امام قادیانی میرزا یعنی غلام احمد
ز حق مامور و ملہم از پے تائید قرآن شد

اگرچہ یہ نظم کسی اور شخص کی ہے مگر شحنہ ہند کے ایڈیٹر کا بدون کسی مخالفت کے اسکا شایع کردینا صاف طور پر حضرت موعود کے موید اسلام ہونے کے اعتراف و اقرار کی دلیل ہے۔

غرض یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے جس سے پنجابی ملان دار العلوم نے انکار کیا ہے۔ اور اگر دار العلوم کو حضرت حجۃ اللہ کی حمایت اسلام نظر نہ آوے تو پھر اس کے حسب حال یہ شعر ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

قولہ۔ عبداللہ آتھم کی جھوٹی پیشگوئی

مین اسلام کی خفت کرائی۔

اقول۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ اگر کچھ بھی غیرت اور حیا ہے تو عبداللہ آتھم کو پیش کرو کہان ہے؟ اور اسلام کی فتح کو خفت اسلام ٹھیرانا اسلام کے بدخواہ کا کام ہے۔ عبداللہ آتھم کی پیشگوئی دو صورتون مین پوری ہوئی۔ اول اس نے شرط سے فایدہ اٹھایا اور پھر جب اسے قسم کے لیے بلایا گیا اور اس نے حق کا اخفا کیا تو آخر پیشگوئی کے موافق مر گیا آتھم کی پیشگوئی پر اعتراض کرنا اسلام پر اعتراض کرنا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور کل انبیاء علیہم السلام کی نبوتون اور پیشگوئیون سے انکار کرنا ہے۔ کیونکہ اسی رنگ کی پیشگوئیان موجود ہین۔ دارالعلوم انکار کرنے سے پہلے جاکر مولوی نذیر احمد سے پوچھ لے جو کہا کرتا ہے کہ آج اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہوتے تو ان کو اپنی نبوت منوانی مشکل ہوتی۔ دارالعلوم کے نزدیک شاید ایسے لوگ حامیان اسلام ہونگے؟ العجب ثم العجب۔

قولہ۔ نکاح آسمانی اور آپ کی الہامی چال بازیان۔ اقول۔ اسی قسم کے اعتراض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر دریدہ دہن آریہ اور عیسائی بھی کیا کرتے ہین اگر حضرت مسیح موعود پر دارالعلوم کا پنجابی ایڈیٹر کرے تو کیا افسوس! یہی تو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت ہے کہ آپ پر کوئی جدید اعتراض نہین ہوا۔ بلکہ وہی اعتراض ہین جو پہلے نبیون پر ہو چکے ہین۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ کوئی اعتراض پیش کرو جو انبیاء علیہم السلام کے نابکار دشمنون نے ان پر نہ کئے ہون۔ غرض اس نکاح کے متعلق جب تک خود حضرت مسیح موعود اور موعودہ عورت زندہ ہین کسی قسم کا اعتراض کرنا کھلی بے حیائی ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے یعنی مرزا احمد بیگ جو لڑکی کا باپ تھا نکاح کے بعد پیشگوئی کے موافق میعاد کے اندر مر گیا۔

قولہ۔ ایسی کتابون پر الہام بازی کی ٹھیرائی جن سے بہتر ہمارے علماء تصنیف فرما چکے ہین۔ اقول۔ اس کا جواب بھی ہم بجز لعنت اللہ علے الکاذبین کے کیا دین؟ مولوی محمد حسین صاحب کی رائے ہم پہلے درج کر چکے ہین اس کے تکرار کی ضرورت نہین۔ حضرت مسیح موعود نے مخالفین اسلام کے بالمقابل جو جدید علم کلام پیش کیا ہے اس پر ہم کچھ لکھنے سے قاصر ہین۔ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے ارادہ کیا ہوا ہے کہ اس مضمون پر ایک سیرکن بحث کسی آرٹیکل مین کرین گے* لیکن ہان ہم اتنا کہتے ہین کہ حضرت مسیح موعود کے بالمقابل کسی آریہ برہمو۔ عیسائی۔ دہریہ وغیرہ کو حوصلہ نہین کہ آپ کے بالمقابل آسکے جیسا کہ بشپ صاحب لاہور نے پچھلے دنون صاف انکار کیا اور حضرت اقدس کی شان تو بہت ہی بزرگ ہے آپ کے زور قلم اور قوت بیان کا یہانتک رعب مخالفین اسلام مین ہے کہ وہ احمدی قوم کے عام ممبر کے ساتھ بھی بحث کرنے سے جی چراتے ہین اگر شک ہے تو لاہور کے مسلمان اور ہندوؤن سے پوچھ لو کہ نبی معصوم اور زندہ رسول کے لیکچر جو لاہوری بشپ نے دیئے تھے کیا آخر اس نے اعتراف کیا تھا یا نہین کہ ہم اس جماعت کے ساتھ کلام نہین کرنا چاہتے غرضیکہ اسلام کی حمایت جو اس خدا کے مسیح موعود نے کی ہے اس کے مقابل مین اور کسی کی خدمت نہین ہے۔

قولہ۔ مرزا صاحب کی بہت سی کتابون پر مذہبی فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

اقول۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ حضرت اقدس کی ایک بھی تصنیف ایسی نہین ہے۔ ہان کمبخت ملانون نے جو کچھ حمایت اسلام مین لکھا ہے۔ البتہ ان سے بسا اوقات فتنے پیدا ہوئے ہین جیسا کہ ابھی دہلی مین تیغ فقیر نامی کتاب پر شور اٹھا۔

حضرت اقدس مقدس کی تحریرین چونکہ ہمیشہ دفاعی رنگ مین ہین اور دلایل و براہین ساطعہ کے ساتھ جوابات مین معقولیت اور متانت ہے اس لیے ان تحریرون نے ہمیشہ امن کی صورت پیدا کی ہے۔ یعنے مسلمانون کے جوش کو ٹھنڈا کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پچھلے نمبر مین دکھلایا ہے ان ساری باتون کے علاوہ ہم ایک اور زبردست امر پیش کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس ہمیشہ فتنہ کو ناپسند ہین۔ اور وہ یہ ہے کہ آج تک کسی ہندو یا مسلمان یا عیسائی نے مذہبی مناظرات اور مباحثات کی اصلاح کے لیے کوئی کوشش نہین کی۔ یہ فخر صرف ہمارے سید و مولا امام ہی کو ہے کہ اس نے قریباً پندرہ ہزار مسلمانون کے دستخط کرا کر گورنمنٹ کے حضور ایک میموریل اس غرض سے بھیجا کہ مذہبی مناظرات دس سال کے لیے بند کرائے جاوین۔ یہ امر دیگر ہے اور گورنمنٹ کے اپنے اختیار مین تھا کہ وہ مصالح ملکی یا اپنی وسیع فیاضی (اور آزادی) کے لحاظ سے اسے منظور نہ کر سکی تاہم حضرت اقدس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی اور پھر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے وسیع کرنے کے لیے آپ نے ایک میموریل ارسال کیا۔

یہانتک ہی اپنی امن پسند طرز مباحثات کو محدود نہین رکھا بلکہ آریہ صاحبان و پادری صاحبان و دیگر صاحبان مذاہب مختلفہ کے نام ایک نوٹس ۲۲-ستمبر ۱۸۹۵ء کو چھاپ کر تقسیم کیا جس مین ان کو مذہبی مناظرون کو اصلاح پر لانے کی صلاح دی تھی۔ اور پھر ۲۰-ستمبر ۱۸۹۷ء کو ایک نوٹس عام طور پر شایع کیا جس مین اپنے مریدون کو جوابی طور پر بھی مباحثات اور مناظرات مین سخت الفاظ استعمال نہ کرنے کی ہدایت کی اور جوابی طور پر بھی سخت الفاظ چھوڑ دیئے اور مخالفین مذہب کو پھر نوٹس دیا کہ وہ آیندہ سخت اور جوش پیدا کرنے والے

* مختصراً اس مضمون مین دیکھو ان کی کتاب سیرۃ مسیح موعود ؑ۔

الفاظ اور ہتک آمیز فقرے اور جملے اپنے اخبارون اور رسالون مین ہرگز استعمال نہ کرین یہ سارا نوٹس حضرت اقدس کے اس طرز پر پوری روشنی ڈالتا ہے۔ جو وہ مذہبی مناظرات مین پسند کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ ہمارے مخالف گندی گالیون سے بھرے ہوئے اشتہار اور ضمیمہ شایع کرتے ہین اور ہم محض ان اشتہارون اور اعلانون کی پابندی کی وجہ سے جو ہمارے سید و مولا امام نے نرمی اختیار کرنے کے لئے شایع کئے ہین ان گندی گالیون کو سن کر اور پڑھ کر خاموش ہو رہتے ہین یہانتک کہ درعدالت تک جانا بھی پسند نہین کرتے حالانکہ قانونی طور پر ہمین حق حاصل ہے کہ ان گالیان دینے والون پر استغاثہ کرین۔

بہرحال اسقدر واقعات کے ہوتے ہوئے بھی یہ کہنا کہ حضرت اقدس کی تصنیفات سے مذہبی فساد ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ خطرناک غلط بیانی ہونے کے علاوہ مذہبی فساد پھیلانے کی تحریک ہے کیونکہ ہم صرف اپنی قوم کو تعلیم دینا چاہتے ہین دوسرے لوگ خواہ نخواہ کیون درمیان ہین کود پڑتے ہین ہم کہتے ہین جہاد نہ کرو۔ دارالعلوم جیسے اپنے ملایانہ جوش کو ظاہر کرکے کہتے ہین کہ ہمین باغی قرار دیا جاتا ہے کیا یہ تعجب کی بات نہین؟

قولہ۔ قتل لیکھرام کے متعلق ہندو مسلمانون کی کشیدگی جناب مرزا صاحب ہی کی فتنہ پردازی کا نتیجہ تھی۔

اقول۔ لعنت اللہ علے الکاذبین ہندو مسلمانون کے تعلقات مین کبھی کوئی فرق نہین آیا۔ آریہ مسلمانون سے کبھی بھی خوش نہیں ہوئے۔ نہ لیکھرام کے مرنے سے پہلے اور نہ بعد۔ اگر ہندو مسلمانون کی کشیدگی کا باعث مرزا صاحب تھے تو دارالعلوم یہ تو بتائے کہ آریون کے گھر مین فساد کس نے ڈلوا دیا جو گھاس خور اور ماس خور الگ پارٹیان ہوگئین سناتن دھرم اور آریہ سماج کی باہم

تکفیر و تفسیق کی جنگ ہو رہی ہے اس کا باعث کون ہے؟ اور آج کل جو دارالعلوم مرزا حیرت کو گالیان دیتا ہے اور مرزا حیرت مولوی بجنوری کے ترجمے کی غلطیان نکالتا ہے اس کا باعث کون ہے؟ پچھلے دنون جو دلی کے مولویون مین طوفان بے تمیزی برپا ہو کر عدالتون تک نوبت پہونچی تھی اس کا سبب کیا تھا؟ پنجابی ایڈیٹر صاحب! خدا سے کچھ تو ڈرو۔

لیکھرام کا قتل اس کشیدگی کا موجب نہین اس کے اسباب اور ہین اپنے گھر مین فاضل بجنوری ہی سے پوچھ لے کیا سبب ہین؟

اور بھلا جب محرم۔ دسہرہ اور عیدالضحی پر ہندو و مسلمانون مین فساد ہوتے تھے تو کیا پر فساد پر پنڈت لیکھرام قتل ہوا کرتا تھا؟ کچھ شرم اگر باقی ہے تو آیندہ ایسی مفسدہ پردازی تحریرون سے توبہ کرو۔

لیکھرام کی پیشگوئی خود لیکھرام کی درخواست پر کی گئی تھی اور نہ صرف درخواست پر بلکہ بے حد اصرار پر اس کے خطوط موجود ہین شایع ہو چکے ہین عدالتون مین پیش ہو چکے ہین لیکن تمہین معلوم نہ ہو تو کیا کیا جاوے پھر لیکھرام کے قتل پر مختلف رائین تھین بعض اس کی پرائیویٹ وجوہات بتاتے تھے جیسا کہ پنجابی ایڈیٹر کے ممدوح ثانی پیسہ اخبار مین بھی اسی قتل کا ایک نوٹ شایع ہوا تھا اور ناظم ہند وغیرہ اخبارات نے ایسی ہی رائین دی تھین اور ہندوؤن پر بھی شبہ ہو سکتا تھا۔ اخبار عام نے صاف لکھا تھا غرض جسقدر منہ اتنی ہی باتین یہانتک کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کی بھی تلاشی ہوئی۔ دلی اور بمبئی مین بھی قاتل کا سراغ لگایا گیا۔ کیونکہ دلی اور بمبئی مین اس پر نالش کی گئی تھی۔

لیکھرام کے متعلق جو کچھ تمنے کہا یہ ساری ناواقفی کی لعنت ہے جو تیرے پڑی ہے اگر اور نہین حضرت اقدس کا استفتا ہی قتل لیکھرام کے متعلق پڑھ لیتے تو ایسی بیہودہ بات بیان کرنے تمہین خود شرم آتی + (باقی آیندہ)

اظہار رائے

دفتر الحکم مین جو کتابین یا رسالے اور اخبار عام طور پر بغرض ریویو آتے ہین انپر ہم ہمیشہ اظہار رائے کے عنوان کے نیچے مختصر طور پر اپنی رائے اظہار کیا کرتے ہین چنانچہ کئی ہفتہ سے مندرجہ ذیل کتابین آئی ہوئی ہین جنپر آج ہم آجکل کے مروجہ طرز پر ریویو کرتے ہین۔

اینگلو اوڈیل خالق باری۔ قاضی محمد جلال الدین صاحب مرادآبادی نے عقل کل یا جامع الفنون وغیرہ رسالجات لکھکر اچھی خاصی شہرت حاصل لی ہے۔ انکی یہ پہلی تصنیف ہے جو ہمارے پاس اظہار رائے کے لئے بھیجی گئی ہے اور اس سے پہلے ہمکو ان کی تصنیفات کے مطالعہ کا اتفاق نہین ہوا + بہرحال یہ جدید تالیف جو انہون نے انگریزی زبان کی خالق باری کے رنگ مین کی ہے۔ حقیقت مین قابل قدر ہے۔ انگریزی زبان کے الفاظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ اردو اشعار مین بیان کرنا اور پھر وزن اور ضروریات شعری مین فرق نہ آنے دینا بڑی بات ہے روزمرہ انگریزی بول چال کے بارہ سو الفاظ کو تین سو شعرون مین بیان کیا اور ترجمہ ایسا کیا ہے جو ٹھیک اور درست ترجمہ کہلاتا ہے۔ بہرحال یہ کتاب ان لوگون کیلئے جو بلا اُستاد انگریزی زبان سیکھنا چاہین۔ بہت بڑی مددگار ثابت ہوگی۔ علاوہ برین ظاہری مراتب لکھائی چھپائی اور کاغذ بھی اعلی درجہ کے ہین۔ ہر فی جلد ۸ ماسٹر جلال الدین صاحب مرادآبادی سے مل سکتی ہے۔

تقویم الاسلام۔ قیمت ۸ فی جلد۔ اس نئے طرز کی تقویم کا مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے تالیف کرکے خواجہ محمد صدیق حسین صاحب مہتمم آگرہ اخبار کو حق تالیف دیدیا ہے اس سے پیشتر اس قسم کی کوئی تقویم ہمارے مطالعہ سے نہین گذری مضامین کی فہرست پورے ۶ صفحہ پر ہے + جسکو افسوس ہے ہم درج نہین کر سکتے۔ یہ تقویم حقیقت مین ایک قسم کی اسلامی تاریخ ہے جسمین بڑے بڑے ضروری اور اہم امور پر بحث کی گئی ہے ہر مہینے کے نام کی وجہ تسمیہ اور بعض دیگر

صم کشیدگی کا موجب کون ہوا؟ مسلمانون مین جو ایک عرصہ سے باہم

یادِ رفتگان

(تتمہ ۴)

تعمیرات چونکہ مہمانون کی کثرت دن بدن ہو رہی ہے اور مہاجرین بھی یوماً فیوماً بڑھ رہے ہین علاوہ ازین مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کی ضروریات روز افزون ہین۔ اس لئے الہام وسع مکانک

یاتون من کل فج عمیق

کا نظارہ بھی سال بھر تک برابر جاری رہا اور جاریگا اس سال مین مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق چار جدید کمرے طیار ہوئے۔ اور سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کے لئے الگ مکان تعمیر کیا گیا۔ اس کے علاوہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض کے رہنے والے مکان مین کئی ضروری عمارتین طیار ہوئین۔

جلسے اس سال مین کرسمس کے معمولی جلسے کے علاوہ عیدین کی تقریبوں پر بھی دو جلسے ہوئے جنکے حالات انھین دنون کے الحکم مین طبع ہو چکے ہین روئداد جلسہ ایام کرسمس الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ شروع کیجاویگی۔

مسلم یون تو ہر شخص جو آکر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے۔ وہ تو **مسلم** ہی ہوتا ہے۔ لیکن غیر قومون سے بھی عموماً لوگ آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر توبہ کرنے اور اسلام قبول کرتے ہین۔ اس سال مین جس شخص کو یہ فخر حاصل ہوا وہ ہمارے عزیز دوست شیخ عبدالحق صاحب طالب علم بی۔ اے کلاس فورمن کالج ہین۔ یہ شخص پہلے مسلمان تھا ان کے والد مشن سکول مین اورینٹل ٹیچر ہین۔ تین سال تک یہہ عیسائی رہے۔ ڈسمبر ۱۹۰۱ء مین حضرت اقدس کے حضور بغرض تحقیق اسلام آئے اور کچھہ سوالات پوچھتے رہے جیساکہ الحکم کی گذشتہ اشاعتون سے معلوم ہوا ہوگا جن مین وہ ساری روئداد چھاپی گئی ہے۔ آخر خدا تعالےٰ نے اپنا فضل کیا اور ۲۷ ڈسمبر ۱۹۰۱ء کو مجمع عام مین اسلام قبول کیا جسکا اعلان خود انھون نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کے الحکم مین کیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اب اسلام کی خدمت مین مصروف ہین

چنانچہ عیسائی مذہب کی تردید مین ان کا پہلا رسالہ **برہان الحق** نام شایع ہو چکا ہے۔

مہاجرین گذشتہ سالون کی نسبت اس جماعت مین بھی ترقی ہوئی ہے چنانچہ اس وقت قادیان دارالامان کے مختلف حصون مین جماعت احمدیہ کے مہاجرون کے قریباً **۷۰ کنبہ** آباد ہین۔

اللھم زد فزد۔

مبایعین اس سال مین مبایعین کی تعداد بہت ترقی پر رہی ہے۔ ہر ہفتہ ہم پوری تعداد کی گنجایش کیوجہ سے شایع نہیں کر سکے روزانہ اوسط خود حاضر ہو کر بیعت کرنے والون اور بذریعہ خطوط بیعت کرنے والون کی ۵۰ رہی ہے اور اس انداز سے سال بھر مین قریباً **اٹھارہ ہزار آدمی** اس سلسلہ مین شامل ہوئے ہین جو گذشتہ سال سے چھہ گنا کے برابر ہین۔

شفاخانہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے ایک شفاخانہ اپنے صرف خاص سے کھول رکھا ہے جس مین بیمارون کا مفت علاج کیا جاتا ہے جہان دور دور جگہ سے شدید امراض کے بیمار آکر علاج کراتے ہین۔ اس سال شفاخانہ مین مریضون کی آمد گذشتہ سال سے بہت زیادہ ہو گئی چنانچہ روزانہ اوسط نئے اور پرانے بیمارون کی ملاکر قریباً ایک سو رہی ہے۔ اور وہ مریض الگ ہین جنکا علاج آپنے بذریعہ خطوط کیا۔ ایسے اس انداز سے سال تمام مین قریباً **چالیس ہزار انسان** کو حضرت حکیم الامۃ کے شفاخانہ سے فائدہ پہونچا۔ اس شفاخانہ مین دو مستقل اور بعض صورتون مین تین تین اور چار چار کمپونڈر بھی کام کرتے رہے ہین۔

مدرسہ کے متعلق ڈسپنسری شفاخانہ کے مریضون کو زیادہ وسعت سے فائدہ پہونچانے کے لئے اس سال مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ایک جدید ڈسپنسری کھولی گئی ہے جو طالب علمون کے لئے مخصوص ہے۔ اس ڈسپنسری کا اہتمام سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ کے ہاتھ مین ہے مگر علاج طلبا کا بھی حضرت حکیم الامۃ ہی کرتے ہین۔

اسقدر امور کے تذکرہ کے بعد ہم کو صرف......

مدرسہ تعلیم الاسلام اور الحکم

کے متعلق بحث کرنی باقی ہے لیکن چونکہ اسپر ذرا زیادہ بحث کرنی ہوگی اس لئے ہم اس کو اگلے نمبر مین انشاء اللہ ختم کرینگے۔ لیکن اس چوتھے نمبر کو ختم کرنیسے پہلے یہ ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے

کہ اس سال مین **جدید امور** کیا پیش آئے۔

میگزین کی اشاعت سب سے اول اس ضمن مین ہم میگزین کا ذکر کرینگے اسی سال مین یہ تجویز کی گئی کہ مشترکہ سرمایہ سے ایک انگریزی ماہوار رسالہ شایع کیا جاوے جس مین حضرت اقدس کے قلم سے لکھے ہوئے مضامین ترجمہ ہو کر چھپین چنانچہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے ایک مجمع قائم کیا گیا اور دس ہزار روپیہ کے سرمایہ سے شروع جنوری ۱۹۰۲ء سے میگزین کی اشاعت تجویز ہوئی جسکے اسوقت تک دو نمبر نکل چکے ہین۔

اردو میگزین محض انگریزی میگزین کے قیام کے اسباب مین سے یہ بھی سوچا گیا کہ **انگریزی میگزین** کے مضامین کا اردو ترجمہ اردو میگزین کے نام سے مارچ ۱۹۰۲ء سے شروع کیا جاوے۔

منارۃ المسیح **منارۃ المسیح** کی تعمیر کے سلسلہ مین نقشہ کا طیار کرنا اور اینٹون کی طیاری ضروری تھی اس سال مین بفضلہ تعالیٰ یہ امور طے ہو چکے۔ اینٹین طیار پڑی ہین **طاعون** کے خطرات کیوجہ سے سلسلہ تعمیر کا کام چندے التوا مین ہے کیونکہ تعمیر منارۃ المسیح کے وقت مختلف مقامات سے کاریگرون کا بلانا ضروری ہے اور بعض مقامات ایسے ہین جہان شدت سے طاعون ہے۔ جیسے سیالکوٹ وغیرہ اس لئے گو تعمیر کا کام ۱۹۰۲ء مین بفضلہ تعالےٰ امید کیجاتی ہے شروع ہو تاہم اسکی تعمیر کا انتظام بھی اسی ۱۹۰۱ء کی ترقیون مین شامل ہے۔

حضرت اقدس کے سفر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عرصہ سے دارالامان ہی مین مقیم ہین اس سال آپ نے صرف گورداسپور تک ایک سفر کیا جبکہ آپ کو ادائے شہادت کے لئے جانا پڑا تھا جسکے حالات الحکم مین مفصل چھپے ہین۔

فرقہ احمدیہ مارچ ۱۹۰۱ء مین چونکہ مردم شماری ہونے والی تھی اس لئے امتیاز کے لئے حضرت اقدس نے اپنی جماعت کا نام **احمدیہ** تجویز فرمایا۔ چنانچہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ ۱۹۰۱ء مین یہ قوم دوسرے مسلمانون سے **ممتاز** ہو گئی اور سرکاری کاغذات مین اس نام سے درج ہوئی۔ (باقی آیندہ)

برہان الحق

جلد خرید لو......

قیمت صرف ۳ر علاوہ محصولڈاک

دار الامان کا ہفتہ

۱ - الحمد للہ کہ اللہ تعالے کے برگزیدہ رسول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان تندرست اور پوری صحت سے ہین -

۲ - حضرت مسیح موعود عصمت انبیاء اور مسئلہ شفاعت پر ایک فیصلہ کن مضمون لکھ رہے ہین - شفیع کے متعلق بہت ہی مختصر سا نوٹ ناظرین اِس اشاعت کے الحکم مین بھی پڑہین گے جو حضرت اقدس کی ایک مختصر سی تقریر کو مرتب کر کے لکھا گیا ہے -

۳ - رسالہ نزول المسیح علے النار ۵ جزو سے زیادہ چھپ چکا ہے - اور ابھی چھپ رہا ہے -

۴ - حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خدا کے خاص فضل و کرم سے تندرست ہین اور سلسلہ عالیہ کی قلمی اور علمی خدمت مین حسب معمول مصروف ہین -

۵ - حضرت حکیم الامت مولانا المکرم مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت کے آخری دنون مین ناساز ہو گئی تھی مگر خدا تعالے کا خاص فضل ہے اور حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤن کا نتیجہ ہے کہ حکیم الامت اب قریبًا بالکل تندرست ہین والحمد للہ علے ذالک - مولانا ممدوح پر حلق کی کسی بیماری نے حملہ کیا تھا جس سے کھانے پینے اور بولنے مین تکلیف تھی اِس لیے آپ لکھکر دو دن تک مدعائے دلی کا اظہار کرتے رہے -

کسی قدر نوٹ جو اس حالت مین ہم کو ملے ہین ہم . . . ناظرین کو انشاء اللہ العزیز اگلی اشاعت مین ان سے محظوظ کرین گے ان کے اندراج سے ہم کو یہ دکہانا مقصود ہے کہ مولانا صاحب کے ایمان باللہ اور ایمان بالجزاء اور تناسب جزاء الافعال کے علم اور حضرت مسیح موعود کی اطاعت مین فنا کا اظہار اپنے دوستون کے ایمان کی ترقی کے لیے کرین - باوصفیکہ بیماری کا حملہ شدید تھا - مگر مولوی صاحب کی طبیعت مین کوئی گھبراہٹ کوئی اضطراب نہ تھا - جو آپ کے صادق الایمان ہونے کا زبردست نشان ہے - آپ بیماری مین بھی بدستور مطالعہ کتب کرتے رہے + خاکسار ایڈیٹر الحکم جب عیادت کے لیئے حاضر ہوا تو فرمایا کہ ایک عجیب مضمون خدا نے میرے دل مین ڈالا ہے انشاء اللہ لکھون گا - بہرحال یہ نافع اور سودمند الناس مسیح موعود کی پاک دعاؤن اور احباب اور دوسری مخلوق کی دعاؤن کو ساتھ لیکر اور خود اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کے وعدہ کے موافق اس عارضہ سے آنًا فانًا صحت مین ترقی کر رہا ہے - اور اسوقت قریبًا بالکل تندرست ہین - الحمد للہ علے ذالک -

۶ - بیعت کرنے والون کے نام کالم بیعت مین درج ہین -

۷ - حضرت حجۃ اللہ علے الارض کی تائید تصدیق کے متعلق ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے - جس کے متعلق ایک اشتہار عنقریب شایع ہوگا - ناظرین انتظار کرین -

بیعت

حکیم علی احمد ولد حکیم محمد علی صاحب ساکن رجوعہ ضلع گجرات تحصیل پھالیہ

عطا محمد صاحب ساکن گوہرپور ضلع سیالکوٹ

چودھری عبد اللہ صاحب کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ -

چودھری علی محمد صاحب - ″

چودھری چراغ الدین صاحب - ساکن گورایہ ضلع سیالکوٹ

چودھری جلال الدین صاحب - باجوہ ضلع سیالکوٹ -

چودھری نتھے خانصاحب - باجوہ ضلع سیالکوٹ -

چودھری عبد اللہ صاحب ″

بابو رحیم بخش صاحب معہ والدہ - سلہر ضلع سیالکوٹ

عمرالدین صاحب ساکن کلاس والہ ضلع سیالکوٹ

اللہ دتا صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ یوگنڈا ریلوے - ایسٹ افریقہ ساکن کنجاہ ضلع گجرات -

شیخ سوندھا صاحب پٹواری سامانہ ریاست پٹیالہ - حال بہوانی گڈھ پٹیالہ ڈیرہ شیخ علی احمد صاحب -

محمد یوسف صاحب طالب علم مدرسہ حمایت الاسلام اول مڈل پشاور ساکن ہوتی مردان ضلع پشاور

نبی خانصاحب سرائی لدہیانہ

شیخ رحمت اللہ صاحب خیرادی پٹیالہ -

مستری محمد لطیف صاحب ″

منشی ناظر حسین صاحب نائب مدرس ولٹوالہ سندھوان -

قربان علی صاحب مدد محرر ساکن شاہ پور حال میانہ گوندل ضلع شاہ پور سابق مرید مہر علی شاہ گولڑوی -

رحیم بخش صاحب معہ والدہ سلہر ضلع سیالکوٹ -

ملا شہاب الدین صاحب پترانوالی ضلع سیالکوٹ

نبی بخش صاحب عرف عبد الواحد صاحب معہ یک زوجہ و سہ دختر و یک پسر جہلم -

وہاب الدین صاحب - ضلع ہزارہ

غلام الدین صاحب - بستی رندان ضلع ڈیرہ غازیخان -

ملا محمد علی صاحب ″

حافظ حاجی احمد صاحب - والد مولوی محمد صاحب مرحوم معہ والدہ و خو شدامن و سہ دختر و یک فرزند عبد القادر - ″

قیصر خانصاحب - ″

محمد کلاکل صاحب ″

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام منشی یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے چھپکر شایع ہوا

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا پڑوال - غبار - سبل - سرخی - پھولا - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فایدہ اٹھائیں **قیمت** فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو ۲ روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ قیمتا فی ماشہ بیس ۲۰ روپیہ - مصری فی تولہ ۴ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار -

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان پر غور کرو کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے خصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا جانا دھند خارش جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - نظر کا ضعف ناخنہ باہر اور اندر کی پلکون کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے ان مقامات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور رکھنا چاہیے اس لئے بلا شک و شبہ مین شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے ۔

راقم ڈاکٹر ایم - بی - ... گی صاحب ایم - ڈی - ایم - ایس سند یافتہ ایڈنبرگ - (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فایدہ بخشی کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک بیر علاج مریضہ مسماۃ ... بعمرہ ۴۰ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ان مین کثر سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین ایل - ایم ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) بیشک ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضوں کو واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند و غبار اکثر دیکھنے میں آتا ہے یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے

راقم ڈاکٹر برنج لعل گھوش رائے بہادر ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پندرہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لئے

مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے ۔

مطبوعہ ... پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی ایڈیٹر و مالک کے چھپکر شایع ہوا

[illegible]

اکسیر شفا کامل علاج طاعون یا طاعون

تریاق طاعون

یہ بربادکنندۂ بنی آدم بلا عرصہ سے ہندوستان میں پھیلا ہے۔ اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور مرض بطور علاج حفظ ماتقدم کچھ علاج کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا۔ چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے ہر حصہ میں جہاں یہ ظاہر ہوا۔ تصدیق ہوئی ہے کہ یہ دوا طاعون کو روکتی ہے اور مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے۔ علیحدہ کتاب آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت مل سکتی ہے۔ قیمت فی شیشی (عہ) درجن شیشی (۔۔۔)

شفایاب مریضوں کے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری کلرک جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سپرنٹنڈنٹ بمبئی۔ اکسیر شفا کی کیفیت یہ ہے کہ ... مریضوں مبتلائے طاعون کو دو دوا دی۔ ان میں سے ایک مریض جو ... فوراً مبتلا تھا ... دوا دیتے ہی بعد دس منٹ کے آرام آگیا ... تمام اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو دورے سے مبتلا تھے اس دوا کے دیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار میں بھی افاقہ ہوگیا۔ مطلب یہ ہے کہ ... کے مریض کا بچنا ... مگر خدا کے فضل سے اور آپ کی تشخیص سے اس دوا دینے سے چار شخصوں کو فائدہ ہوا۔ مطابق حال ابیات

طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے
دل بیمار سے بالکل کدورت دور ہوتی ہے
دوائی آپکی ہے یا کہ نقش اسم اعظم ہے
کہ جسکو دیکھتے ہی بلا کافور ہوتا ہے
کئی کالی بلا کے مرض میں تھے مبتلا انسان
دیا جسکو وہیں اس بلا سے دور ہوتی ہے
کرے تعریف کس منہ سے دوائی احمد کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتا ہے

جناب محمد یوسف خان صاحب مسجد گلی بمبئی۔

آپکے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے اور بمبئی میں بہت سی جانیں بچائی ہیں۔ اکثر احباب اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

جناب سیدی عبدالرحمن خلف سیٹھ ... قلعدار از مقام جنیرہ حبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی۔ آپکی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام کیا ہے۔

جناب سیٹھ ... بھنڈی بازار بمبئی۔ آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی جس سے سینکڑوں شفا پا چکے ہیں اور پاتے جاتے ہیں۔ مہربانی فرما کر ... ارسال فرمادیں۔

جناب صوبیدار حسن پنشنر ... باغ گاڑی ... عرق طاعون دو تین مریضوں کو دیا۔ بحکم خدا اچھے ہو گئے۔

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت شاہ ... بمبئی ... آپکے ارسال شدہ ... بیمار ... ہر وقت مریض کو دوا پلائی ... فوراً ہوش آگیا۔

جناب منشی ... ضلع ... عرق ...

جناب ابراہیم بن عمر معرفت میاں جان محمد ... سنڈرن اسٹریٹ بمبئی۔ جو آپنے عدد ... شیشی عنایت فرمائی تھیں وہ قریباً ۲۰ مریضوں کو دی گئی تھیں جن میں ۱۵ بالکل صحتیاب ہوئے ... جو لوگوں کو ... ہوتا جاتا رہا اور ... پاس تعداد ... تھی اگر آپ براہ مہربانی ایک معقول ... اور اس دوائی کا ویلیو پے ایبل ڈاک روانہ فرمادیں تو بندگان خدا آپکی بدولت اس مہلک مرض سے جانبر ہوں۔ زیادہ آداب

جناب ... الدین خان احمد سیٹھ جنرل بہادر ... آپکی دوا طاعون اکسیر شفا ہے چند شیشیاں ارسال فرمادیں۔ **جناب** حکیم محمد یوسف ... آپ کی دوائی دافع طاعون ... یہاں بکثرت ہو رہی ہے۔ **جناب** سید محمد ... ہیڈ ماسٹر ... آپکا ایجاد کردہ عرق طاعون مریضوں کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے۔ امید ہے کہ چند بوتلیں اور ارسال فرمادیں گے۔ **جناب** ... خان صاحب ... دوا طاعون سے کئی مریض شفا پا چکے ہیں۔ مہربانی ... دو کی بوتلیں ... اور ارسال کریں۔ **جناب** احمد علی ... معرفت کپتان ... بمبئی ... کے عرق طاعون ... ۱۲ آدمی اچھے ہوئے ... ارسال کریں۔ **جناب** حکیم شجاعت حسین ... پھلواری ضلع پٹنہ آپکی دوا سے چار مسلولین صحت یاب ہوئے۔ **جناب** رام کشن ... بدولت ... آپکی دوا سے ۴ مریض صحت یاب ہو کر ... کا درجہ جاتا رہا۔

ہماری خاص ساخت (سوئس) گھڑیاں

واسکوپ سسٹم گھڑی

گارنٹی ... سال قیمت پندرہ روپیہ ... اوپن فیس ... لیور ... سلور کیس

ریلوے ریگولیٹر گھڑی

قیمت آٹھ روپیہ گارنٹی ۵ سال ... اوپن فیس ... نکل سلور کیس

کلائی پر باندھنے کی گھڑی ...

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ہومیو دروازہ اکوان منزل لاہور

(ترجمہ شیشی)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم خوار
سب کا دل آتش سوزان میں جلایا ہم نے

الحکم
دارالامان قادیان

چه گویم با تو گر آئی جہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی مرض دارالامان بینی

نمبر ۹ | ۱۰- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۰- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ ہجری یوم دوشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق- ۱
مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمن- ۲
کلمات طیبات امام الزمان- ۳
ملفوظات احمدیہ- ۵
طاعون- ۵
ایمان باللہ کے تین ذریعے- ۵ و ۶
مسیح موعود اور مخالف- ۶
معنی خیز جلے- ۷
خط- ۷- ۱۶
دارالامان کا ہفتہ- ۱۶
سرکاری خبرین- ۱۷
بیعت کا کالم- صفحہ ۱۷

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

عید اضحی کی تقریب بہت قریب آگئی ہے ناظرین الحکم کو ہم گذشتہ اشاعت مین اطلاع دے چکے ہین کہ وہ اس تقریب پر مدرسہ اور لنگرخانہ کی امداد کا خاص خیال رکھین اور قربانی کی کھالون کی قیمت دارالامان روانہ کرین-

آج کی اشاعت کے ساتھ ایک اشتہار حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کی طرفسے بطور ضمیمہ الحکم شایع کیا جاتا ہے ہم نے بجائے خود اس سے پہلے متعدد مرتبہ احمدی قوم کو لنگرخانہ کی ضروریات کیطرف توجہ دلائی ہے امید ہے احمدی قوم اس اشتہار پر پوری سرگرمی سے کارروائی کرے گی +

الحکم کی توسیع اشاعت کے لیے باربار ہمین توجہ دلاتے ہوئے اندیشہ ہوتا ہے کہ قوم پر عدم توجہ کا الزام عائد نہ کیا جاوے چند احباب کے سوا ابھی قریباً کل ناظرین کی توجہ و التفات اسطرف منعطف نہین ہوئی- بابو غلام محمد صاحب گلگٹ سے- اور چودھری غلام احمد صاحب گلگٹ سے اس امر خیر کی طرف پوری توجہ کر رہے ہین + جن کی للہی سعی کے ہم مشکور ہین

۵- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء سے صوبہ پنجاب کی لفٹنٹی کا چارج عالیجناب آنریبل سر چارلس ریواز صاحب بہادر نے لے لیا ہے- ہز آونر صوبہ پنجاب مین اجنبی نہین بلکہ پنجاب اور اہل پنجاب سے بخوبی واقف ہین- ہم سردست ہز آونر کا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے خیر مقدم کرتے ہین اور آیندہ انشاءاللہ کسی تقریب ذرابسط سے لکھین گے-

ہم کو اپنے لاہور کے بعض خریداران کی سخت شکایت ہے جنہون نے کم از کم چار چار مرتبہ وی پی واپس کیے ہین + ہم اس ہفتہ محض خیر خواہی کی بنا پر انکے اسماء گرامی کو نادہندون کی فہرست مین درج نہین کرتے اور سردست انکے نام اخبار بند کرتے ہین اگر ایک ہفتہ تک انہون نے اپنے حساب بیباق نہ کئے- تو...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ

اللہ وایدہ اخویم محمد علی خان صاحب۔

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط پہونچا۔ اس عاجز نے جو بیعت کے لئے لکھا تھا۔ وہ محض آپ کے پہلے خط کے حقیقی جو ... مین واجب سمجھکر تحریر ہوا تھا کیونکہ آپ کا پہلا خط اس سوال پر متضمن تھا کہ پر ... حالت سے کیونکر رستگاری ہو سو جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اس عاجز پر القا کیا تحریر مین آیا اور فی الحقیقت ... بات نفسانیہ سے نجات پانا کسی کے لئے بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ عاشق زار کی طرح خاک پائی محبان الٰہی ہو جائے اور بصدق وارادت ایسے شخص کے ہاتھ مین ہاتھ دے جسکی روح نورانی بخشی گئی ہے تا اس کے چشمہ صافیہ سے اس درماندہ کو زندگی کا پانی پہونچے اور اس ترو تازہ درخت کی ایک شاخ ہو کر اس کے موافق پھل لاوے غرض آپ نے پہلے خط مین نہایت انکسار اور تواضع سے اپنے روحانی علاج کی درخواست کی تھی سو آپ کو وہ علاج بتلایا گیا تھا جس کو ... آدمی بصد شکر قبول کریگا مگر معلوم ہوا ہے کہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا معلوم نہیں کہ ابھی کیا کیا دیکھنا ہے اور کیا کیا ابتلا درپیش ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ مین شیعہ ہون اس لئے مین بیعت نہین کر سکتا سو آپ کو اگر صحبت فقراء کاملین میسر ہو تو آپ خود ہی سمجھ لیں کہ شیعوں کا یہ عقیدہ کہ ولایت اور امامت بارہ اماموں پر ختم ہو چکی ہے اور اب خدا تعالیٰ کی یہ نعمت آگے نہیں ہے بلکہ پیچھے رہ گئی ہے کیسا لغو اور حقانیت سے دور ہے اگر خدا کریم و رحیم کو یہی منظور تھا کہ ولایت اور امامت ... شخصوں پر محدود ہو کر آیندہ قرب الٰہی کے دروازہ پر مہر لگ جائے

تو پھر اس سے تمام تعلیم اسلام عبث ٹھہرتی ہے اور اسلام ایک ایسا گھر ویرا اور سنسان ماننا پڑتا ہے جس مین کسی نوع کی برکت کا نام و نشان نہین اور اگر یہی سچ ہے کہ خدا تعالیٰ تمام برکتوں اور امامتوں اور ولایتوں پر مہر لگا چکا ہے اور آیندہ بکلی وہ راہین بند ہین تو خدا تعالےٰ کے سچے طالبوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دل توڑنے والا واقعہ نہ ہوگا گویا وہ جیتے ہی مر گئے اور ان کے ہاتھ مین بجز چند خشک قصوں کے اور کوئی مغز اور بات نہین اور اگر شیعہ لوگ اس عقیدہ کو سچ مانتے ہین۔ تو پھر کیوں پنجوقت نماز مین یہ دعا پڑھتے ہین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم کیونکہ اس دعا کے تو یہی معنی ہین کہ اے خدا از قادر ہمکو وہ راہ اپنے قرب کا عنایت کر جو تو نے نبیوں اور اماموں اور صدیقوں اور شہیدوں کو عنایت کیا تھا پس یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ کمالات امامت کا راہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا اس عاجز نے اسی راہ کے اظہار ثبوت کے لئے بیس ہزار اشتہار مختلف دیار و امصار مین بھیجا ہے۔ اگر یہ برکت نہین تو پھر اسلام میں فضیلت ہی کیا ہے یہ تو سچ ہے کہ اکثر امام کامل اور بزرگ اور سید القوم تھے۔ مگر یہ ہرگز سچ نہین کہ کمالات مین ان کے برابر ہونا ممکن نہین۔ خدا تعالےٰ کے دونوں ہاتھ رحمت اور قدرت کے ہمیشہ کھلے ہین اور کھلے رہینگے۔ اور جس دن اسلام مین یہ برکتین نہین ہونگی اسدن قیامت آجائے گی خدا تعالےٰ ہر ایک کو راہ راست کی ہدایت بخشے پورانا عقیدہ ایسا موثر ہوتا ہے کہ بجائے دلیل مانا جاتا ہے اور اس سے کوئی انسان بجز فضل خداوند تعالےٰ نجات نہین پا سکتا ایک آدمی آپ لوگوں مین اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے موجود ہے کیا آپ لوگون مین سے کسی کو خیال آتا ہے کہ اس کی آزمایش کرے۔

کتاب براہین احمدیہ کا ابتک حصہ پنجم طبع نہیں ہوا امید ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جلد سامان طبع کا پیدا ہو جائے صرف کتاب کے چند نسخے باقی ہین اور قیمت بطور پیشگی لی جاتی ہے اور بعد تکمیل طبع باقی حصے اُنہیں کو ملین گے جو اول خریدار ہو چکے ہین۔ قیمت کتاب سو روپیہ سے پچیس ۲۵ روپیہ تک حسب مقدرت ہے یعنی جس کو سو روپیہ کی توفیق ہے وہ سو روپیہ ادا کرے اور جسکو کم توفیق ہے وہ کم مگر بہرحال پچیس ۲۵ روپیہ سے کم نہ ہو اور نادار کو مفت للہ ملتی ہے آپ جس صیغہ مین چاہین لے سکتے ہین اور چاہین تو مفت پہنچ جائے۔ والسلام۔

احقر العباد **مرزا غلام احمد**

مکتوبات حکیم الامت

(ذیل مین جو خط درج کیا جاتا ہے اس سے مولٰنا ممدوح کی اس محبت کا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک کلام سے آپ کو ہے پتہ ملسکتا ہے ان خطوط پر ہم بعد مین انشاء اللہ ایک ریویو کرین گے۔ ایڈیٹر)

قربانت شوم وبلا گردانت

میرے پیارے پیر نہایت ہی پیارے محب صمیم وباوفا حفظک اللہ وسلم۔ موجب سرور فرحت نامہ مورخہ ۲۹ جون ۴ جولائی کو پہونچا۔ جزاک اللہ۔ اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔ پیارے مین تمہارے ان ہاتھوں کو چوم لون جن ہاتھوں نے نسخے حدیث کی کتاب کے واسطے تاکید کی یا اس قلم کو جس قلم سے لکھا راقم تمہارا دلی دوست آپ کی پیاری اور نہایت عمدہ فرمایش کو بھولنے والا نہیں تھا الا اس قسم کی کتابین میرے لخت جگر ثالج کند بحر ہو یا کے نہیں ملسکتین اور مین اسوقت سرینگر ملک کشمیر مین ہوں جہاں نام و نشان ان کتابوں کا نہیں۔ آپ تسلی فرماوین انشاء اللہ تعالے آپکو جلد تر پہونچا دونگا۔ قلمدان یا ٹیو جس قسم کا مطلوب ہو اس سے اطلاع بخشین زیادہ شوق دیدار ۱۴

کلمات طیبات امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

روئیداد جلسہ ایام کرسمس

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود دام اللہ فیوضہم نے ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز عصر مندرجہ ذیل تقریر مسجد اقصیٰ مین بیان فرمائی۔
(ایڈیٹر)

سب کو متوجہ ہوکر سننا چاہیئے اور پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو۔ کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا معاملہ ہے۔ اس مین غفلت سستی۔ اور عدم توجہ بہت برے نتیجے پیدا کرتی ہے جو لوگ ایمان مین غفلت سے کام لیتے ہین اور جب ان کو مخاطب کرکے کچھ بیان کیا جاوے تو غور سے اس کو نہین سنتے ہین۔ ان کو بولنے والے کے بیانات خواہ وہ کیسا ہی اعلے درجہ کا مفید اور موثر کیون نہ ہو کچھ بھی فایدہ نہین ہوتا ایسے ہی لوگ ہوتے ہین جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہین مگر سنتے نہین دل رکھتے ہین پر سمجھتے نہین۔ پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑی غور سے سنو۔ کیونکہ جو توجہ سے نہین سنتا ہے وہ خواہ عرصہ دراز تک فایدہ رسان وجود کی صحبت مین رہے اسے کچھ بھی فایدہ نہین پہونچ سکتا۔

جب خدا تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کو دنیا مین مامور کرکے بھیجتا ہے تو اس وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہین ایک وہ جو ان کی باتون پر توجہ کرتے اور کان دھرتے ہین اور جو کچھ وہ کہتے ہین اسے پورے غور سے سنتے ہین یہ فریق وہ ہوتا ہے جو فایدہ اٹھاتا ہے اور سچی نیکی اور اس کے برکات و ثمرات کو پالیتا ہے۔ دوسرا فریق وہ ہوتا ہے جو ان کی باتون کو توجہ اور غور سے سننا تو ایک طرف رہا ان پر ہنسی کرتے اور ان کو دکھ دینے کے لیے منصوبے سوچتے اور کوشش کرتے ہین۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اس وقت بھی اسی قاعدہ کے موافق دو فریق تھے ایک وہ جس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتون کو سنا اور پورے غور سے سنا اور پھر آپ کی باتون سے ایسے متاثر ہوئے اور آپ پر ایسے فدا ہوگئے کہ والدین اور اولاد احبا اور اعزہ غرض دنیا مین جو چیز انہین عزیز ترین ہو سکتی تھی آپ نے آپکے وجود کو مقدم کرلیا۔ اچھے بھلے آرام سے بیٹھے تھے۔ برادری کے تعلقات اور احباب کے تعلقات سے اپنے خیال کے موافق لطف اٹھا رہے تھے مگر اس پاک وجود کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہی وہ سارے رشتے اور تعلق ان کو چھوڑنے پڑے اور ان سے الگ ہونے مین انہون نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ کی بلکہ راحت اور خوشی سمجھی اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کیا چیز تھی؟ جس سے ان لوگون کو اپنا ایسا گرویدہ بنالیا کہ وہ اپنی جانین دینے کے لیے طیار ہوگئے اپنے تمام دنیوی مفاد اور منافع اور تمام قومی اور ملکی تعلقات کو قطع کرنے کے لیے آمادہ ہوئے نہ صرف آمادہ بلکہ انہون نے قطع کرکے اور اپنی جانون کو دیکر دکھا دیا کہ وہ آپ کے ساتھ کس خلوص اور ارادت سے ہوئے تھے۔ بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا جو ایک دنیا دار انسان کے لیے تحریص اور ترغیب کا موجب ہوسکے۔ خود آپ نے ہی یتیمی مین پرورش پائی تھی تو وہ اوروں کو کیا دکھا سکتے تھے۔

مین کہتا ہون کہ بے شک آپ کے پاس کوئی مال و دولت اور دنیوی تحریص و ترغیب کا ذریعہ نہ تھا۔ اور ہرگز نہ تھا۔ لیکن آپکے پاس وہ زبردست چیزین جو حقیقی اور اصلی موثر اور جاذب ہین تھین وہی انہون نے پیش کین۔ اور انہون نے ہی دنیا کو آپ کی طرف کھینچا۔ وہ تھین

حق اور کشش

یہ دو چیزین ہی ہوتی ہین جن کو انبیاء علیہم السلام لیکر آتے ہین۔ جبتک یہ دونون موجود نہ ہون انسان کسی ایک سے فایدہ نہین اٹھا سکتا اور نہ نفع پہونچا سکتا ہے۔ حق ہو کشش نہ ہو کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو اس سے کیا فایدہ؟ بہت سے لوگ ایسے دیکھے گئے ہین اور دنیا مین موجود ہین کہ ان کی زبان پر حق ہوتا ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ وہ حق مفید اور موثر ثابت نہین ہوتا کیون؟ وہ حق صرف ان کی زبان پر ہے اور دل اس سے آشنا نہین اور وہ کشش جو دل کی قبولیت کے بعد پیدا ہوتی ہے اسکے پاس نہین ہے اس لیے وہ جو کچھ کہتا ہے جس اوپرے دل سے کہتا ہے اسی طرح پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

سچی کشش حقیقی جذب اور واقعی تاثیر اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب اس حق کو جسے وہ بیان کرتا ہے نہ صرف آپ قبول کرے بلکہ اس پر عمل کرکے اس کے چمکتے ہوئے نتائج اور خواص کو اپنے اندر رکھتا ہو جب تک انسان خود سچا ایمان ان امور پر جو وہ بیان کرتا ہے نہین رکھتا اور سچے ایمان کے اثر یعنے اعمال سے نہین دکھاتا وہ ہرگز ہرگز موثر اور مفید نہین ہوتے وہ باتین صرف بدبودار ہونٹون سے نکلتی ہین جو دوسرون کے کان تک پہونچنے مین اور بھی بدبودار ہوجاتی ہین بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ یہ ظالم و سفاک حق کا یون بھی خون کرتے ہین کہ چونکہ اس کے برکات اور درخشان ثمرات انکے

ساتھ نہین ہوتے اس لیے سننے والے محض خیالی اور فرضی باتین سمجھ کر ان کی پروا بھی نہین کرتے اور یون دوسرون کو محروم کر دیتے ہین۔

غرض یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی اصلاح اور بہتری کا مدعی ہے جب تک اپنے ساتھ حق اور کشش نہ رکھتا ہو کچھ فایدہ نہین پہونچا سکتا۔ اور وہ لوگ جو توجہ اور غور سے اس کی بات کو نہین سنتے وہ ان سے بھی فایدہ نہین اٹھا سکتا جو کشش اور حق بھی رکھتے ہون۔

جیساکہ خدا تعالےٰ کا قانون قدرت ہے کہ رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات آتی ہے اور اس قانون قدرت مین کوئی تبدیلی واقع نہین ہوتی اسی طرح دنیا پر اس قسم کے زمانے آتے رہتے ہیں کہ کبھی روحانی طور پر رات ہوتی ہے اور کبھی طلوع آفتاب ہو کر نیا دن چڑھتا ہے پچھلا ایک ہزار جو گذرا ہے روحانی طور پر ایک تاریک رات تھی جس کا نام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے خدا تعالےٰ کا یہ ایک وعدہ ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون

اس ہزار سال مین دنیا پر ایک خطرناک ظلمت کی چادر چھائی ہوئی تھی جس مین ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ایک ناپاک کیچڑ مین ڈالنے کے لئے پوری تدبیرون اور مکاریون اور حیلہ جوئیون سے کام لیا گیا ہے اور ان لوگون مین ہر قسم کے شرک اور بدعات ہو گئے جو مسلمان کہلاتے تھے مگر اس گروہ کی نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیسوا منی ولست منہم

یعنی نہ وہ مجھسے ہین اور نہ مین اُنسے ہون

غرض جیساکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا یہ ہزار سالہ رات تھی جو گذر گئی اب خدا تعالےٰ نے تقاضا فرمایا کہ دنیا کو روشنی سے حصّہ دے اس شخص کو جو حصّہ لے سکے کیونکہ ہر ایک اس قابل نہین ہے کہ اس سے حصّہ لے۔

چنانچہ اس نے مجھے اِس صدی پر مامور کر کے بھیجا ہے تاکہ مین اسلام کو زندہ کرون۔

جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام پورے طور پر اور اصلی معنون مین کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ وہ بہتون کو مخلص نہ بنا سکے ذراسی غیر حاضری مین قوم بگڑ گئی باوجودیکہ ہارون ابھی ان مین موجود تھے اور قوم نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور ساری عمر قسم قسم کے شکوک وشبہات پیش کرتے رہے کبھی بھی انشراح قلب کے ساتھ ساری قوم باوجود بہت سے نشانون کے دیکھنے کے مخلص نہ ہو سکی۔ اور ایسے ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام ناکام رہے یہانتک کہ حواری بھی جیساکہ انجیل مین لکھا ہے بگڑ گئے اور بعض مرتد ہو کر لعنتین کرنے لگے۔ فقیہہ اور فریسی جو موسےٰ کی گدی پر بیٹھنے والے تھے ان کو نصیب نہ ہوا کہ اس آسمانی نور سے حصّہ لیتے اور ان سچائی کی باتون کو جو حضرت مسیح علیہ السلام لیکر آئے تھے قبول کرتے اور توجہ سے سنتے۔ اگرچہ کہا جائے گا کہ ان کو بہت سی مشکلات پیش آئین جو مسیح کی علامتون اور نشانات کے متعلق پیشگوئیون کے رنگ مین تھین لیکن اگر توجہ کرتے اور رشید ہوتے اور انکو قوت حاسہ ملی ہوتی تو ضرور فایدہ اٹھا لیتے اور زور دیکر مشکلات سے نکلجاتے۔ ان امور اور واقعات پر نگاہ کرنے سے طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیون ہوتا ہے؟ اس کا مختصر جواب یہی ہے کہ انسان اپنے ہی حربہ سے ہلاک ہوتا ہے۔

جو لوگ توجہ نہین کرتے اور اس کے وجود کو بے سود اور فضول قرار دیتے ہین اور اس کی پاکیزہ باتون پر کوئی غور نہین کرتے اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ وہ محروم رہ جاتے ہین جیسا مین نے شروع مین کہا تھا کہ توجہ اور غور سے سننا چاہئے اور جو لوگ توجہ اور غور سے نہین سنتے وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہین جو کان رکھتے ہوئے نہین سنتے۔ اسی طرح پر مین اب یون کہتا ہون کہ یہی وہ لوگ ہوتے ہین جن کے دلون پر قفل لگے ہوئے ہوتے ہین۔ اور جن کے کانون اور آنکھون پر پردے ہوتے ہین اس لیے وہ خدا تعالےٰ کے مامورون اور مرسلون کی باتون پر ہنسی کرتے ہین اور ان سے فایدہ نہ اٹھا کر محروم ہو جاتے ہین اور آخر عذاب الٰہی مین گرفتار ہو جاتے ہین لیکن جو حسن ظن سے کام لیکر صبر اور استقلال کے ساتھ اس کی باتون کو متوجہ ہو کر سنتے ہین وہ فائدہ اٹھا لیتے ہین۔ آخر سچائی کی چمک خود ان کے دل کو روشن کر دیتی ہے۔ ان کی آنکھین کھل جاتی ہین اور ان کے کانون مین نئی سننے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ دل فکر کرتا ہے۔ اور عمل کا رنگ پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ سکھ پاتے ہین۔

دنیا ہی مین ہم دیکھتے ہین کہ جب انسان کو نیکی اور بھلائی کا موقع ملے۔ اور وہ اس کو کھو دے تو اس موقع کے ضایع کرنے سے اسکو ہم وغم ہوتا ہے اور ایک درد محسوس کرتا ہے اس طرح پر جنہون نے انبیاء علیہم السلام کا زمانہ پایا اور اس موقع کو کھو دیا وہ عذاب الٰہی مین گرفتار ہین مگر افسوس یہ ہے کہ اہل دنیا اس سے بے خبر ہین اگر اہل دنیا کو مُردون کے حالات پر اطلاع ہو سکتی اور مردے دنیا مین دوبارہ آکر اپنے حالات سنا سکتے تو سب کے سب فرشتون

کی سی بسر کرنے والے ہوتے اور دنیا میں گناہ پر موت طاری ہو جاتی لیکن خدا تعالےٰ نے ایسا نہیں چاہا اور اس معاملہ کو پردہ اور خفا میں رکھا ہے تاکہ نیکی کا اجر اور ثواب ضایع نہ ہو جاوے۔

دیکھو اگر امتحان سے پہلے سوالات کو شایع کر دیا جاوے تو ان کے جوابات میں لیاقت کیا معلوم ہو سکتی ہے؟ اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے جو مواخذہ کا طریق رکھا ہے اس کو افراط تفریط سے بچا کر رکھا ہے اگر اللہ تعالےٰ سارے پردے کھول دیتا.... اور کوئی امر مخفی اور پوشیدہ نہ ہوتا اور مُردے آ آ کر کہدیتے کہ جنت نار سب حق ہیں تو بتاؤ کہ کیا کوئی دہریہ اور بت پرست رہ سکتا تھا؟ مثلاً اگر یہاں ہی کے دو چار مردے آکر حقیقت بتاویں اور اپنے پوتوں اور عزیزوں کو بتائیں تو کوئی روگردان رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں چاہا۔ اب اگر کوئی آفتاب پر ایمان لاوے کہ ہے اور روشنی دیتا ہے تو بتاؤ اس ایمان کا کوئی ثواب اسے ملسکتا ہے؟ کچھ بھی نہیں اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی قدر و قیمت اور نیکی کی جزا کے لیے یہ پسند فرمایا ہے کہ کچھ خفا بھی ہو۔ دانشمند آدمی سعادت پاتا ہے۔ بیوقوف اس سے محروم رہ جاتا ہے اور پھر کوئی ایمانی امر ایسا نہیں ہے جس میں حقیقت اور فلسفہ نہو اس خفا میں عظیم الشان فلسفہ ہے جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر ایسا انکشاف ہوتا کہ کوئی چیز مخفی نہ رہ جاتی۔ معاد اور مآل خدا کی رضا کا پتا معلوم ہو جاتا تو نیکی نیکی نہ رہتی اور نہ اس کی کوئی قدر ہوتی۔ مشہود محسوس چیزوں پر ایمان لانے سے کوئی ثواب نہیں مل سکتا مسجد پر یا درخت یا آفتاب پر ایمان لانے والا اور ان کے وجود کا اعتراف کرنے والا کسی جزا کا مستحق نہیں ہے لیکن جو مخفی کو معلوم کر کے ایمان لاتا ہے وہ بے شک قابل تعریف فعل کا کرنے والا ٹھیرتا ہے اور مدح اور تعریف کا مستحق ٹھیرتا ہے۔ جب بالکل انکشاف ہو گیا پھر کیا؟ اسی طرح پر اگر کوئی ۲۹ دن کے ہلال کو دیکھتا ہے تو بیشک اس کی نظر قابل تعریف ہو گی لیکن اگر کوئی چودہ دن کے بعد جب کہ بدر ہو گیا ہے اور عالمتاب روشنی نظر آتی ہے لوگوں کو کہے کہ آؤ میں تمہیں چاند دکھاؤں میں نے دیکھ لیا ہے تو وہ مسخرا اور فضول گو ٹھیرایا جاوے گا۔

غرض قابلیت فراست سے ظاہر ہوتی ہے خدا نے کچھ چھپایا ہے اور کچھ ظاہر کیا ہے اگر بالکل ظاہر کرتا تو ایمان کا ثواب جاتا رہتا اور اگر بالکل چھپاتا تو سارے مذاہب تاریکی میں دبے رہتے۔ اور کوئی بات قابل اطمینان نہ ہو سکتی اور آج کوئی مذہب والا دوسرے کو نہ کہہ سکتا کہ تو غلطی پر ہے اور مواخذہ کا اصول قایم رہ سکتا تھا کیونکہ یہ تکلیف مالایطاق تھی۔ مگر خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا

پس خدا کا فضل ہے کہ ہلکا سا امتحان رکھا ہوا ہے جس میں بہت مشکلات نہیں باوجودیکہ وہ عالم ایسا ادق ہے کہ جو جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا۔ پھر بھی خدا تعالےٰ نے انوار و برکات کا ایک سلسلہ رکھا ہے جس سے اس دنیا ہی میں پتہ لگ جاتا ہے اور وہ مخفی امور متحقق ہو جاتے ہیں۔

آج کل کے فلاسفروں نے مردے کے واپس آنے کی بہت تحقیقات کی ہے امریکہ میں ایک شخص کو مار کر دیکھا کہ شعور رہتا ہے یا نہیں (باقی آیندہ)

ملفوظات احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)

۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء (شب) طاعون کی خبریں سن کر فرمایا۔ یہ خدا کیطرف سے کسقدر تنبیہ ہے اگر اب بھی دل بیدار نہ ہوں اور اب بھی خدا سے صلح کا عہد باندھنے کے لیے مستعد نہ ہوں تو کیسی بدقسمتی ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ اب بھی خدا تعالےٰ کیطرف توجہ نہیں کرتے اور فسق و فجور اور شوخیوں سے باز نہیں آتے۔ اگر کسی کے اولاد اور عزیزوں پر آفت آجاوے تو ساری باتیں رہ جائیں۔ پھر کس شیخی اور بھروسہ پر انسان خدا سے اس قدر سرکشی کرتا ہے؟ وہ اس کی حکومت سے کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتا۔ جب یہ حال ہے تو سب سے بہتر اور محفوظ طریق عذاب الٰہی سے بچنے کا تو خود اس کی ہی پناہ میں آنا ہے وہ احمق ہے جو خدا کے حدود کو توڑ کر نکلتا ہے اس لیئے کہ امان پاوے۔ وہ مصیبت کو بلاتا ہے اور عذاب کو جذب کرتا ہے اب وقت ہے کہ مسلمان اپنے ایمان اور توبہ کی تجدید کریں۔ یہ وقت آیا ہے کہ خدا اپنا وجود دکھانا چاہتا ہے اور اپنی ہستی کو منوانا چاہتا ہے۔"

ایمان باللہ کے تین ذریعے

اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے اور اسکو مستحکم اور مضبوط کرنے کی تین صورتیں ہیں اور خدا تعالےٰ نے وہ تینوں ہی سورۃ فاتحہ میں بیان کر دی ہیں۔

اول۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حسن کو دکھایا ہے جب کہ جمیع محامد کے ساتھ اپنے آپ کو متصف کیا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ خوبی بجائے خود دلکو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے خوبی میں ایک مقناطیسی جذب ہے جو دلوںکو کھینچتی ہے۔ جیسے موتی کی آب۔ گھوڑے کی خوبصورتی۔ لباس کی چمک دمک غرض یہ حسن پھولوں پتوں۔ پتھروں۔ حیوانات۔ نباتات۔

جماد ت کسی چیز مین ہو اسکا خاصہ ہے کہ بے اختیار دل کو کھینچتا ہے پس خدا تعالےٰ نے پہلا مرحلہ اپنی خدائی منوانے کا حسن کا رکھا ہے جب الحمد للہ فرمایا کہ جمیع اقسام حمد ستائش اسی کے لیے سزاوار ہین۔

پھر دوسرا درجہ احسان کا ہوتا ہے انسان جیسے حسن پر مایل ہوتا ہے ویسے ہی احسان پر بھی مایل ہوتا ہے اس لیے پھر اللہ تعالےٰ نے رب العالمین - الرحمن - الرحیم مالک یوم الدین صفات کو بیان کرکے اپنے احسان کی طرف توجہ دلائی لیکن اگر انسان کا مادہ ایسا ہی خراب ہو اور وہ حسن اور احسان سے بھی سمجھ نہ سکے تو پھر تیسرا ذریعہ سورۃ فاتحہ مین غیر المغضوب کہہ کر متنبہ کیا ہے! اعلے درجہ کے لوگ تو حسن سے فائدہ اٹھاتے اور جو ان سے کم درجہ پر ہون وہ احسان سے فایدہ اٹھا لیتے ہین لیکن جو ایسے ہی پلید طبع ہون انکو اپنے جلال اور غضب سے متوجہ کیا ہے یہود یون کو مغضوب کہا ہے - اور ان پر طاعون ہی پڑی تھی - خدا تعالےٰ نے سورۃ فاتحہ مین یہودیون کی راہ اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ ان کہو کہ طاعون کے عذاب شدید سے ڈرایا ہے - شیطان بیباک انسان پر ایسا سوار ہے کہ وہ سن لیتے ہین مگر عمل نہین کرتے - اصل یہ ہے کہ جب تک جذبات اور شہوات پر ایک موت وارد ہو کر انہین بالکل فنا نہ کر دے خدا تعالےٰ پر ایمان لانا مشکل ہے - اب تو غضب الٰہی کے نمونے خطرناک ہین - ابھی تین مہینے باقی ہین خدا جانے کیا ہونے والا ہے

مسیح موعود اور مخالف

مخالفون کی خطرناک فحش تحریرون پر فرمایا کہ ہمارے دوستون کے دل اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ مین ہین - خدا تعالےٰ نیتون کو خوب جانتا ہے اور ان افعال کو جو ہم کر رہے ہین دیکھتا ہے وہ خود فیصلہ کر دے گا - اور سچائی پر اپنی مہر کر دے گا۔

ہم کو تو یہ تعجب آتا ہے کہ اگر یہ لوگ تقوےٰ اور خداترسی سے کام لیتے تو خوف کے محل اور مقام سے ڈر جاتے اور مخالفت مین اس قدر زبان درازی نہ کرتے۔

وہ دیکھتے کہ کیا وہ وقت نہین آیا کہ مسیح موعود نازل ہو؟ کیا صلیب کا غلبہ نہین؟ کیا اسلام کی توہین اور تضحیک نہین کی جاتی؟ وہ دیکھتے کہ صدی مین سے انیس سال گذر گئے اور کوئی مدعی کھڑا نہ ہوا جو درماندہ اسلام کی حمایت کے لیے میدان مین آتا؟

پھر ضرورت اور وقت ہی پر اپنی نگاہ محدود نہ رکھتے اگر وہ غور کرتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ آسمان نے صاف شہادت دیدی اور کسوف خسوف ظاہر ہو گیا جو عظیم الشان نشان مقرر ہو چکا تھا - تائیدی نشانون کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے وہ اسے دیکھتے اور سلسلہ کی ترقیات پر غور کرتے اور سوچتے کہ کیا مفتری اسی طرح ترقی کیا کرتے ہین؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کے بعد تقوےٰ کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس قدر بین شواہد کے ہوتے ہوئے بھی اگر ان کی نگاہ تاریک تھی تو وہ خاموش ہو جاتے اور صبر سے انتظار کرتے کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ مگر یہان تو شور عظیم میری مخالفت مین برپا کیا گیا اور گندی گالیان دی گئین جن کی نظیر پہلے مخالفوں مین بھی پائی نہین جاتی۔

حجج الکرامہ مین نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ آیات پوری ہو گئی ہین اور پھر اپنی اولاد کو سلام کی وصیت کرتا ہے مگر مین کہتا ہون کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو خود بھی ان مخالفت کرنے والون ہی کے ہمراہ ہوتے یہ لوگ کب ماننے والے ہوتے ہین جب تک وہی نظارہ آنکھون سے نہ دیکھ لین جو خیالی طور پر دل مین فرض کر رکھا ہے۔

یہ لوگ جو کچھ ان سے بن پڑتا ہے میری مخالفت مین کرین مجھے ذرا بھی پروا نہین کیونکہ یہ میرا مقابلہ نہین یہ تو خدا سے مقابلہ کیا جاتا ہے اگر میری اپنی مرضی پر ہوتا تو مین تخلیہ کو بہت پسند کرتا تھا مگر مین کیا کر سکتا تھا جبکہ خدا تعالےٰ نے ہی ایسا پسند کیا یہ مقابلہ کرین مگر دیکھ لین گے کہ خدا کے ساتھ کوئی جنگ نہین کر سکتا وہ ایک طرفۃ العین مین سالہا سال کی کارروائی کو ملیامیٹ کر دیتا ہے - اس لیے ہمین خوشی ہے اور ان کی مخالفت سے ذرا بھی رنج نہین ہوتا کیونکہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے جو ساری خوبیون سے متصف ہے جیسا کہ الحمد للہ مین ہم کو پہلے ہی بتایا گیا ہے پھر خدا داری چہ غم داری ہمین ان کی مخالفت کا کیا فکر؟؟؟

ہم کیون بے حوصلہ ہون؟ کیا معلوم ہے کہ اس نے اس مخالفت کے طوفان کے انجام مین کیا مقدر رکھا ہے؟؟؟

یہ جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے و استفتحوا و خاب کل جبار عنید۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انبیاء اور رسل آتے ہین وہ ایک وقت تک صبر کرتے ہین اور مخالفون کی مخالفت جب انتہا تک پہونچ جاتی ہے تو ایک وقت توجہ تام سے اقبال علے اللہ کر کے فیصلہ چاہتے ہین اور پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

و خاب کل جبار عنید

استفتحوا سنت اللہ کو بیان کرتا ہے کہ وہ اسوقت فیصلہ چاہتے ہین

اور اس فیصلہ چاہنے کی خواہش ان مین پیدا ہی اس وقت ہوتی ہے جب گویا فیصلہ ہوچکا ہوتا ہے پس ہم اپنے مخالفون کی مخالفت کی کیا پروا کرین - یہ مخالف نوبت بہ نوبت اپنے فرض منصبی کو سرانجام دیتے ہین - ابتدا ان کی ہوتی ہے اورانجام متقیون کا والعاقبت عند ربک للمتقین -

معنی خیز جملے

جبتک انسان ہمہ تن خدا تعالے مین ہوکر ہر کام اور ہر حال اور ہر فکر مین مصروف نہین ہوتا اور نہین محسوس کرتا کہ اس سے دور رہ کر وہ ایک خطرناک راہ پر چلتا ہے اسکا ہر قدم اسکو تنزّل اور ہلاکت کے گڑھے کیطرف لے جارہا ہے -

یہ سچی بات ہے کہ انسان جو کچھ اللہ تعالے کے لیے دیدیتا ہے "وہ کچھ" محفوظ کرلیتا ہے لیکن "جو کچھ" اپنے تصرف مین رکھ چھوڑتا ہے وہ سخت خطرہ سے محفوظ نہین ہوتا -

انسان اپنی مرضی اور عقل کے موافق جو کچھ اپنے یا دوسرے لوگونکی بہتری اور بہبودی کے واسطے کرتا ہے "وہ کچھ اسکے اپنے اور دوسرونکے بھلے اور فایدے کا موجب نہین ہوتا - مگر ہان جو کچھ وہ خدا تعالے کی رضا کو مدنظر رکھکر اور اسی کی ہدایت کے بموجب اپنے یا دوسرے لوگونکے فایدے کیواسطے کرتا ہے وہ لاریب حقیقی بھلائی کا موجب ہوتا ہے -

خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلّے علے رسولہ الکریم

از ناصر نواب باخویم مولوی محمد یوسف صاحب بعد سلام کے واضح ہو کہ آپکا دلخراش ظلم وجور سے بھرا ہوا خط پہونچا جس کو پڑھ کر سخت افسوس ہوا نہ فقط اس سبب سے کہ آپ نے ہمارے امام علیہ السلام کو برا بھلا لکھا ہے بلکہ اس باعث سے بھی کہ امت محمدیؐ کے علماء کا کیا تنگ حال پہونچا ہے جن مین نورانیت کے علاوہ معمولی انسانیت بھی نہین رہی اور ضد و تعصّب کے پتلے بن گئے ہین یہی حال پیرزادون اور مشایخ کا ہے - پھر کہتے ہین کہ اس زمانہ مین کسی مجدد اور مصلح کی ضرورت ہی کیا ہے - سلیم الفطرتی سے بالکل دور جا پڑے ہین - صراط مستقیم عقل و دین سے علیحدہ ہوگئے ہین دل ایسے مسخ ہوگئے ہین کہ نور و نار اور گل و خار کی تمیز باقی نہین رہی ہے اس قدر لکیرون کے فقیر بنے ہین کہ فہم و فراست سے کام لینے کو گویا حرام سمجھتے ہین - مردون کی تقلید پر ایسے اڑے ہین کہ زندون کا کلام انکے مرے ہوئے دلون مین اثر ہی نہین کرتا - قرآن و حدیث طوطے کی طرح پڑھتے ہین - غور و تدبر ہرگز نہین کرتے بلکہ غور و تدبر پچھلون کا حصہ خیال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جو معنے قرآن و حدیث کے پچھلے بزرگون نے سمجھے خواہ وہ غلط ہون یا صحیح انہین پر چلنا ہمین کافی ہے جس طرح قرآن و حدیث کو وہ بزرگ سمجھ گئے ہین وہی اللہ تعالے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد ہے اب آیندہ انکے برخلاف جو کوئی اور معنے کریگا وہ معنے غلط اور وہ شخص گنہگار ہوگا پھر پچھلے بھی صحابہ نہین تابعی نہین بلکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سو برس بعد پیدا ہوئے جن کے حق مین حضرت فرما گئے ہین فیج اعوج لیسوا منی ولست منہم کیونکہ یہ تمام تفاسیر جن پر علما کا بڑا مدار ہے خیر القرون کے بعد بنی ہین اور اکثر احادیث کی کتابین بھی مدت کے بعد تصنیف ہوئی ہین اور ان کی شرحین تو بہت ہی بعد مین گھڑی گئی ہین - مفسرین اور محدثین ان کے نزدیک خدا و رسول سے کچھ کم نہین ہین جن تفاسیر پر ان کا اعتماد ہے انکا یہ حال ہے کہ الف لیلہ - طوطا کہانی مہابھارت و قصۂ امیر حمزہ سے بھی زیادہ ان کے بعض اقوال فضول ہوتے ہین جنکے پڑھنے اور سننے سے ایک مسلمان کو شرم آتی ہے مگر ان کے نزدیک وہ سب اقوال سچ ہین کیونکہ بڑے فرما گئے ہین - انہی تفسیرون مین بعض انبیاء کو حرام کار اور مکار بھی لکھا ہے اور بعض کو مشرک بھی قرار دیا ہے ایسے ایسے من گھڑت قصے تفاسیر مین درج ہین کہ جن کے ذکر سے حیا دامنگیر ہوتی ہے مگر یہ مولوی ممبرون پر چڑھ کر وہی لغو قصے آج کل بھی لوگون کو سناتے ہین اور مخالفین کو اسلام پر ہنساتے ہین اور اس پاک مذہب سے غیر قومون کو متنفر کرتے ہین اور ایسا ہی حال بعض احادیث کی کتابون کا ہے اور انکی شروح کا تو کچھ کہنا ہی نہین جنکے پڑھنے سے اور بغیر صحیح معنے سمجھنے کے جسکا علم ان علماء مین آج کل مفقود ہے انسان شیطان بنجاتا ہے اور اسلام سے بیزار ہوجاتا ہے اور جو صحیح معنے کرے وہ بقول ان کے کافر ہے جیسے ہمارے امام علیہ السلام مفسرین ایک ایک آیت کے بغیر سند کے سو سو معنے کرتے ہین جن سے سننے والا حیران ہوجاتا ہے -

کہ اب کس معنے پر اعتبار کرے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَوْکَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔ اور مفسرین کو بغیر اختلاف کثیر کے کچھ بھی نہین آتا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

محدثین بھی احادیث کے تسلی بخش معنے نہین کرتے جس سے کسی کو پورا اطمینان ہو اور ثلج قلب سے قبول کرلے۔ ایک طرف تو مولوی کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کے خاصے کسی بشر مین نہین ہوتے اور جو اللہ تعالیٰ کے خاصے ہین وہ اگر کوئی شخص کسی بشر مین تسلیم کرے تو وہ مشرک ہے اور کافر ہے دوسری طرف یہ بھی فرماتے ہین کہ حضرت عیسےٰ حی و قیوم ہین۔ خالق ہین محی ہین شافی ہین عالم الغیب ہین وغیرہ۔ مزا یہ کہ اس کو قرآن شریف سے ثابت کرتے ہین اور جو نہ مانے وہ کافر۔ خلاصہ یہ کہ خدائی خاصہ اگر کسی بشر مین سوائے عیسیٰ کے کوئی مانے تو کافر مشرک لیکن اگر عیسے مین خدائی خاصہ تسلیم نہ کرے تو کافر۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ان علماء نے حضرت عیسےٰ کو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ بنا رکھا ہے پیدا ہوتے ہی باتین کرتے تھے۔ مس شیطان سے ان کے سوا کوئی نہین بچا وغیرہ وغیرہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ مولوی کہتے ہین عیسےٰ بے مثل و مانند ہین اللہ تعالےٰ نے انہین آدم سی نرالی کوئی خصوصیت نہین بتلائی۔ یہ اپنے گھر سے ان مین پیدا کرتے ہین وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ مس شیطان کے معنے ہی ان مولویون کی سمجھ مین نہین آئے لفظ پرست موٹی عقل کے ہین کسی کے چھونے سے کیا بگڑتا ہے اور شیطان کیا آدمی کی طرح جسم رکھتا ہے کہ بچہ کو ہاتھ لگا دیتا ہے بلکہ مس شیطان سے

اس کی وسوسہ اندازی مراد ہے۔ جس سے دین و ایمان مین فرق آتا ہے۔ اب بقول علماء کے حضرت عیسےٰ کے سوا تمام انبیاء و اولیا حتے کہ خاتم النبیین شیطان کی وسوسہ اندازی سے نہین بچے حالانکہ یہ غلط ہے اور صریح بے ایمانی ہے ان باتون سے علماء کی قران دانی اور حدیث فہمی کی قلعی خوب کھلتی ہے انہین علمانے اپنی غفلت لاپروائی ناقص العلمی و بدمزاجی کے سبب سے ہزارون لاکھون مسلمانون کو ورطۂ ضلالت مین ڈالا اور عیسائی ہونے پر مائل کر دیا اور ان کے اعتراضون کے جو شیطان کے بہکانے سے انہون نے پیش کیئے شافی جواب نہ دیئے علاوہ حضرت عیسےٰ کے شریک باری بنانے کے دجال کو بھی خدائے ثانی بنا دیا ہے اس کا گدہا اتنا لمبا چوڑا ہے کہ گدھے کا بچہ کبھی اس قدر ہوا نہ ہوگا یہ گدھے اسقدر نہین سمجھتے کہ گدھا بھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ جسکے ایک کان سے دوسرے کان تک ستر گز کا فاصلہ ہو استعارون کو ظاہر پر حمل کرکے آپ بھی الو بنتے ہین اور اپنے پیرون کو بھی بناتے ہین جسکے ایک کان سے دوسرے کان تک ستر گز کا فاصلہ ہوگا اس کی بلندی اور درازی کسقدر ہوگی۔ پھر اس کا سوار بھی اسی قدر لمبا چوڑا چاہیئے کہ جو اسکو قابو مین لاسکے جب یہ اعتراض سنتے ہین تو کہتے ہین کہ حدیث مین یونہی آیا ہے تم بیدین ہو کہ حدیث کو نہین مانتے۔ ہم تو بیدین نہین مگر وہ اسلام کے چھپے دشمن اور عقل کے اندھے ہین جو کانے دجال کو خدا بنا رہے ہین۔ دجال کے دوزخ جنت اور روٹیون کے پہاڑ اور دریاؤن کے اس کے ساتھ چلنے کو چالیس روز مین اسکے دنیا کے گرد گھومنے کو ظاہر پر حمل کر بیٹھے

ہین جس سے اسلام نہین رہتا۔ اور نہ قرآن سچا ٹھیرتا ہے اور نہ عقل سلیم ان امور کو باور کرتی ہے۔ یہ علماء ہین جو اصل مین جہال ہین۔ عقاید تو خود کافرون کے سے رکھتے ہین لیکن اورونکو بزعم خود کافر سمجھتے ہین آج کل یہ نایب رسول اللہ باقی رہ گئے ہین خدا تعالےٰ انکے وجود نامسعود سے جہان کو پاک و صاف کرے۔ شعر

+گر ہمین مکتب است و این ملاّ
+کار طفلان تمام خواہد شد+

فرماتے ہین کہ قرآن و حدیث کے ظاہری معنو نسے انحراف جائز نہین ہے۔ مَنْ کَانَ فِیْ ہٰذِہٖ اَعْمٰی فَہُوَ فِی الْآخِرَۃِ اَعْمٰی کے معنے بقول انکے یہ ہوئے کہ اندھا دیدار الہٰی سے محروم رہیگا اور صراط مستقیم بموجب انکے ظاہری معنو نکے کلکتہ سے پشاور کو جو سڑک جاتی ہے اسکا نام ہے یا مکہ سے مدینہ کو جو راستہ جاتا ہے اسکو کہنا چاہیئے یہ کجرو چونکہ الہی صراط مستقیم پر خود نہین چلتے اورون کو کب چلا سکتے ہین چونکہ صراط مستقیم نظری ہے اس لیے ان ظاہر بینون کو نظر نہین آتی اس لیے تعجب نہین کہ اس سے منکر ہون اسی ظاہر پرستی کے سبب سے یہ ظاہر پرست ملاّ دعائین مانگ رہے تھے کیا الہی عیسےٰ علیہ السلام جلدی آسمان سے نزول فرماوین اور مہدی موعود ظاہر ہون تاکہ ہم اس مفلسی محتاجی سے رہائی پاوین اور تمام کفار کو مار کر انکی دولت لوٹ لین اور ان کے اموال سے اپنے گھر بھر لین اب جو عیسےٰ کا نزول ہوا اور مہدی موعود نے ظہور فرمایا تو ان کی آنکھین اندھی ہوگئین کیونکہ انکے موہوم طریق کے موافق انکا نزول نہ ہوا بلکہ عادت اللہ کے موافق انکا ظہور ہوا اب جو دینی دولت دینے والا آیا تو کھسیانے ہوکر لڑتے ہین اور ظاہری دولت کیلئے

عمرالدین

آہ و فغان کرتے اور اپنے نصیبوں کو روتے ہیں اور کہتے ہیں ظاہر سے نصوص کو کیوں پھیرا جاتا ہے کہ جس سے ظاہری دولت ہاتھ سے جاتی ہے ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

حیلہ سازی۔ دھوکہ دہی۔ تفریق بین المسلمین۔ بغض۔ حسد۔ الفاظ پرستی کج بحثی۔ ریا۔ سمع اسکے سوا آج کل کے مولویوں اور پیرزادوں میں رکھا ہی کیا ہے الّا ماشاء اللہ کوئی شاذ و نادر بھلا مانس ہوگا وہ یا اس طرف آ گیا یا بزدلی سے خاموش بیٹھا ہے یہ تو بطور تمہید کچھ عرض کیا گیا ہے۔ اب آپ کے خط کا جواب لکھتا ہوں۔ و باللہ التوفیق۔

قولک۔ ابتک آپ پر آپ کے امام کی مکاری کا حال نہیں کھلا اب آپ توبہ کیجئے اور اس شخص سے بھی توبہ کرایئے

اقول۔ میں اور میرے امام تو اکثر توبہ کرتے ہی رہتے ہیں اور لوگ اطراف سے توبہ کرنے کے لیے آتے ہیں انہیں بھی امام علیہ السلام توبہ کراتے رہتے ہیں چنانچہ آج تک ہمارے امام کے ہاتھ پر ہزاروں لوگوں نے توبہ کی ہے مگر بقول شخصے۔ ع

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

تم افترا پردازی اور دروغ گوئی سے کیوں توبہ نہیں کرتے مرد خدا تم نے ہمارے امام کو مکار کس طرح سمجھا ان کی کسی کتاب سے یا سنے ملکر آج تک تم نے ہمارے امام کی زیارت تک تو کی نہیں بغیر ملے بغیر کلام کئے بغیر تحقیق کسی کو مکار کہنا یہ متقیوں کا کام نہیں بلکہ مفتریوں کا کام ہے زبان کی فضولیوں سے بہت سے لوگ جہنم میں منہ کے بل گرائے جاویں گے۔ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں تم بھی انہیں میں نہ بجا نا اگر کسی کتاب سے تم نے اپنے بئس القرین کے اغوا سے انہیں مکار قرار دیا ہے تو تم اس کا حوالہ دیتے تاکہ ہم غور کرتے اور تمہیں معقول دلایل سے سمجھاتے مگر تمہارے زبانی ہفوات کا جواب بجز لعنت اللہ علے الکاذبین کے سردست اور کچھ نہیں۔ آیندہ اگر تم نے کسی کتاب کا حوالہ دیا تو دیکھا جاویگا۔ شعر

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

قولک۔ اب وہ اپنی تحریف قرآنی اور بے موقع تاویل احادیث سے باز آویں قیامت آنے والی ہے ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

اقول۔ تحریف کرنا اصل میں یہود کی صفت ہے۔ اور ہمارے ہادی خاتم النبیین نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں مسلمان یہودی بن جاویں گے جس سے مراد علماء اسلام ہیں کیونکہ جہاں یہود کا ذکر قرآن میں ہے وہاں بھی علماء یہود مراد ہیں جن کو اللہ تعالے نے گدھا بھی فرمایا ہے کیونکہ وہ کتابوں سے لدے ہوئے تھے اور عمل نہیں کرتے تھے یہود کی مذمت بطور قصہ کہانی کے نہیں بلکہ بطور پیشگوئی کے ہے کہ جس طرح یہود اپنے آخر زمانہ میں نہایت بگڑ گئے تھے اسی طرح مسلمان علماء بھی آخر بگڑ جائیں گے جس طرح یہود نے تحریف کی تھی اسی طرح یہودی صفت مسلمان بھی تحریف کرینگے بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہود کی ریس میں . . . . . سے بھی زنا کرکے چھوڑیں گے سو یہ سب کرتوتیں مولویوں کی ہیں جو قران کی نظم کو بگاڑ کر انی متوفیک و رافعک کو آگے پیچھے کرکے حضرت عیسے کو آسمان پر زندہ پہونچاتے ہیں اور رفع کے معنے رفع جسمانی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور ہمارے حضرت تو باموقع تاویل احادیث کی فرماتے ہیں مگر تمہارا تو یہ حال ہے کہ مصرعہ خود غلط املا غلط انشا غلط٭ تقلید کی مار کے سبب سے جو الٹی باتیں ذہن نشین ہو چکی ہیں وہ سیدھی معلوم ہوتی ہیں جو اصلی اور سیدھا راستہ دکھا دے۔ وہ الٹا معلوم ہوتا ہے جیسے بخار والے کا مونہہ اصل میں کڑوا ہوتا ہے تو وہ مصری اور شہد کو بھی کڑوا بتاتا ہے اپنے منہ کی خبر نہیں لیکن اصل یہ ہے کہ بیمار کی عقل بھی بیمار ہوتی ہے۔ دعوے اور دلیل میں آج کل کے مولوی فرق نہیں کرتے جب دعوے پر دلیل مانگو تو ایک اور دعوے پیش کر دیتے ہیں جب اسپر دلیل طلب کرو تو ایک اور دعوے پیش کر دیتے ہیں۔ اگر تیسری دفعہ بولو تو گالیاں دینے لگتے ہیں ہندوؤں کی طرح اوہام میں مبتلا ہو گئے ہیں جب کسی ہندو سے سوال کرو کہ گنگا اور جمنا کا پانی کیوں متبرک سمجھتے ہو اور گنگا میں غوطہ لگانیسے گناہ کس طرح دور ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ گنگا جمنا میں یہی خاصیت ہے۔ اور اگر کہو کہ یہ خاصیت کیوں ہے تو کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ جو فرما گئے اور اگر کہو کہ تمہارے بزرگ بھی تمہارے جیسے آدمی تھے ممکن ہے کہ انہوں نے غلطی کی ہو تو گالیاں شروع ہو جاتی اور ہذیان بکتے ہیں اس سے زیادہ بولو۔ تو فوجداری اور پھر کسی نہ کسی کو جیلخانہ کیونکہ جہالت کا نتیجہ تو جیلخانہ ہی ہونا چاہیئے۔ مولویوں کو جب کچھ اختیار تھا تو ہزاروں خون کرائے تھے اور آپس کی ضد میں قرآن اور حدیث کو پھونک دیتے تھے اب بھی اونٹے اونٹے اختلاف پر کچہریوں میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں کیا وہ مولوی نہیں تھے جنہوں نے امام حسین کے لیئے بغاوت کا فتوے تجویز کیا تھا اور وہ بھی مولوی تھا جس نے امام احمد حنبل جیسے بزرگ امام کو پٹوا کر قید میں ڈلوایا تھا۔ اور وہ بھی مولوی تھا جس نے حضرت عبد القادر جیلانی کو شیطان کہا اور انپر کفر کا فتوے لگایا اور وہ بھی مولوی صاحب ہی تھے جنہوں نے مجدد سرہندی صاحب کو ناگفتنی باتیں کہیں جہانگیر نے ان مولویوں کے شبہ سے اس امام کو گوالیار میں قید کیا تھا کہاں تک شمار کروں امام غزالی کی تصنیف ملاحظہ کرو تاکہ مولویوں کی کرتوتیں معلوم ہوں مولوی

صدیق حسن خانصاحب کا حال تو تہین چشم دید ہے قیامت کے نزدیک ہونے مین یا تنک ہے سب سے بڑی نشانی تو مولویون کا یہود منش ہو جانا ہے جس مولوی کو دیکھو ایسا ہی پاؤ گے الاماشاءاللہ اور یحمل اسفارا کا مصداق دیکھو گے۔ اب بتاؤ کہ محمدی یہود کی اصلاح کے لیے محمدی مسیح چاہیئے یا موسوی مسیح غور کرو امت محمدی مین ہزارون یہود پیدا ہو گیے عیسے ایک نہ ہو سکا انا للہ و انا الیہ راجعون اور بھی بہت سے نشان ہین جن سے قیامت نزدیک معلوم ہوتی ہے۔ یاجوج ماجوج جنکو مولوی ہرگز نہین بتلا سکتے کہ کہان رہتے ہین ہم نے آنکھ سے دیکھ لئے اور ان کی فتوحات کو بھی سن رہے ہین ابھی چین کو نلاچ نچادیا تھا کوئی ایسی بلندی نہین جسپر وہ غالب نہ آگئے ہون اور نہ کوئی ایسی ریاست ہے جو ان کی مغلوب نہ ہو دجال کو ہم نے دیکھ لیا کہ سوا ے مکہ مدینہ اور تمام جہان مین اسکا دورہ ہو رہا ہے اور اکثر ناقص العقل نیکے دین مذہب ... شامل ہو رہے ہین اور اس کی رونیکے پہاڑ مین سے حصہ لے رہے ہین اس کا گدھا بھی تمام ملک مین گشت کر رہا ہے ہم خود کئی بار کرایہ دیکر اسپر سوار ہو چکے ہین۔ حج بند ہوا طاعون بھی نمودار ہے۔ قحط بھی موجود ہے اخبار اور رسالے بھی اڑتے پھرتے ہین اونٹ بھی بیکار ہو گئے ہین زمین بھی قریبًا کل آباد ہو گئی ہے۔ نہرین بھی دریاؤن کو چیر کر نکالی گئی ہین۔ سود و شراب کا بھی رواج بکثرت ہے۔ زنا اور اور اسکے نتائج سوزاک اور آتشک بھی ملک مین پھیلے ہوئے ہین مسیح و مہدی بھی موجود ہین دعوے فرما رہے ہین ان کے منکر بھی انکار کر رہے ہین لوگ رفتہ رفتہ مانتے بھی جاتے ہین اگر تلوار کا ڈر نہوتا تو ہمارے مہدی کو مولوی ضرور مار ڈالتے زمینی

اور آسمانی نشان بھی مہدی و مسیح کی نصرت مین ظاہر ہو رہے ہین۔ چنانچہ رمضان مین چاند گہن کی اول شب مین چاند گہن ہوا اور سورج گہن کے درمیانی دن مین سورج گہن ہوا مرزا احمد بیگ و عبداللہ آتھم و پنڈت لیکھرام پشاوری موافق پیشگوئیو کے انتقال کر گئے۔ محی الدین ساکن لکھو کے غلام دستگیر قصوری۔ مولوی اسماعیل علی گڈھی۔ خود ہی مباہلہ کرکے ایک سال کے اندر گذر گئے جلسۂ اعظم لاہور مین جیسا کہ قبل از وقت ہمارے امام نے اشتہار دیا تھا کہ ہمارا مضمون بالا رہیگا وہ باتفاق موافق و مخالف بالا رہا وغیرہ باوصف ان سب نشانون کے جاہل اور کور باطن غفلت کی نیند مین سوئے ہوئے ہین انکا جگانا ہمارا یا ہمارے امام کا کام نہین بلکہ اللہ جلشانہ کا کام ہے وہی جگا جگا کر دور دراز ملکون سے خلقت کو قادیان مین بھیج رہا ہے جنکے نصیب اچھے ہین وہ آتے جاتے ہین جو مردود ازلی ہین وہ دور ہی سے بیٹھے گالیان دیتے ہین اور غوغا کرتے ہین ایسے نااہلون کی تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بھی اصلاح نہین ہوئی بھی فریق فی السعیر جو اللہ تعالے نے مقرر فرما رکھا ہے وہ ہر زمانہ مین موجود رہتا ہے اور رہیگا یہانتک کہ قیامۃ آوے بقول تمہارے توبہ کے دروازے کھلے ہوئے ہین لیکن حق کے قبول کرنے کے لیے خدا تعالے تمہارے دل بھی کھولدے یہ دعا مانگا کرو ورنہ کروڑون روپے شہرون مین موجود ہین لیکن جنکے ہان فاقہ ہے انہین وہ کروڑون روپیہ کچھ فایدہ نہین دیتے۔ شعر

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

طلب کرو سچا طلب کرنے والا محروم نہین رہتا۔

قولک۔ آپ کے امام خود اپنی تصنیف مین لکھتے ہین کہ ہمارا نیا فرقہ ہے یہ خود اپنے بدعتی ہونے کے قایل ہین لیکن ہمارا تو نیا فرقہ نہین بلکہ ہمارے تو وہی عقاید ہین جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہین جو صحابہ و تابعین و صلحاء دین کا اعتقاد تھا وہی ہمارا عقیدہ ہے لیکن آپکے امام کا اعتقاد نیا ہے اور محدث ہے آپ کو چاہیئے کہ غور کرین اور اس عقیدہ جدیدہ سے باز آئین۔

اقول۔ کفار مکہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون پر بھی یہی اعتراض کرتے تھے کہ تم نے نیا مذہب اختیار کیا ہے اور پورانا مذہب بت پرستی جو آبائی مذہب تھا اسے چھوڑ کر بدعتی بن گئے ہو۔ کفار مکہ اپنے مذہب کو ابراہیم علیہ السلام کیطرف منسوب کرتے تھے جسپر اللہ تعالے نے فرمایا کہ ابراہیم تو مشرک نہین تھا یہ تو بالکل جھوٹ ہے کہ ہم مسلمان نہین۔ یا تم مسلمان نہین۔ بیشک تم بھی مسلمان کہلاتے ہو اور ہم بھی مسلمان ہین مگر تمہاری مسلمانی کو پھپھوند لگ گئی ہے اور اسپر جابجا کائی جم گئی ہے اور اسپر گرد و غبار جم گیا ہے۔ اور سچے اصولون کو تم نے بھلا دیا ہے اور بجائے اسکے خیالات خام کو دخل دیدیا ہے اور یہ خرابی بعد خیر القرون کے شروع ہوکر رفتہ رفتہ اسلام کو بدنما بناتی رہی ہے اگرچہ درمیانی زمانون مین مصلح اور مجدد آئے لیکن اصلاح خاص اور مقامی اصلاح تھی اور کمزور تھی جسکا اثر پھر تھوڑی مدت مین زایل ہوتا رہا اور خرابیان روز افزون ہوتی گئین یہانتک کہ تیرھوین صدی مین رہی سہی برکت اسلام کی اور ... اسلام

جان کندن تک پہونچگیا تب اللہ تعالےٰ نے بموجب اپنے وعدہ اور اپنے رسول کی اطلاع سے ہمارے مسیح اور مہدی کو دنیا مین نازل فرمایا اور اس نے بحکم الٰہی بتجدید اسلام کا بیڑا اٹھایا اب اسلام نیا اسلام لوگون کو نظر آنے لگا۔ جیسا کہ ایک جان بلب مدت کا بیمار اچھا ہوکر اور توانا ہوکر نیا آدمی معلوم ہوتا ہے گوکہ اصل مین وہی پورانا شخص ہوتا ہے جس نے نئی زندگی حاصل کی ہوتی ہے ہمارا اسلام وہی پورانا اسلام ہے لیکن بسبب اسکے کہ پورانا اسلام اٹھ گیا تھا اور ثریا پہ چلا گیا تھا اور ہمارے امام اسے ثریا سے پھر اتار کر لائے ہین اب وہ نیا اسلام کہلانے کا بھی مستحق ہے باوصف کلام الٰہی قدیم ہے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تو اس اترنے کو یا خود قرآن شریف نے فرمایا جب محدث صفت قرآن ہے تو ہمارے فرقہ کو محدث یعنے نیا فرقہ کہلانا فخر ہے نہ عیب۔ پورانے عقاید کو علما نے رفتہ رفتہ بگاڑ دیا تھا ہمارے امام نے نئے طور پر انہین عقاید کو اصلاح کرکے پیش کیا ہے ایک طرح وہی پورانا اسلام ہے۔ اور دوسری طرح بیشک نیا بھی ہے یون سمجھو کہ اسی پورانے اسلام پر نئی قلعی کر دی ہے جس کو تم نے میلا کر دیا تھا ابھی تسلی ہوئی یا نہین۔

قولک۔ جب کوئی ایسی بات ہوتی ہے کہ آپ کے امام کو جواب نہین آتا تو حکام کیطرف التجا کیجاتی ہے۔

اقول۔ مارتے کے ہاتھ پکڑے جاتے ہین لیکن جھوٹے کی زبان پکڑی نہین جاتی۔ آج تک کبھی ایسی نوبت نہین آئی کہ مولویون نے کوئی دینی سوال کیا ہو اور ہمارے امام کو جواب نہ آیا ہو اور پھر سرکار مین عرضی دی ہو کہ سرکار مجھے جواب نہین آتا۔ گورنمنٹ کوئی معقول جواب ان مولویون کو میری طرف سے ... یہ کام تو پادریون کا بھی نہین کرنے جو خود گورنمنٹ کے ہم مذہب ہین ایسی خام باتین آپ سے خام خیالون کو سوجھتی ہین اگر یہ کہو کہ بعض بدمعاشون کی ہمارے امام نے گورنمنٹ مین شکایت کی تو یہ کچھ تعجب کی بات نہین۔ انتظام کے معاملہ میں کسی مفسد ڈاکو یا شہریون کے حال سے سرکار کو اطلاع دیکر حفاظت طلب کرنا دینی دنیوی قانون کے برخلاف نہین اگر کوئی شخص کسی چور کو اپنے یا کسی متمول شخص کے مکان کے گرد پھرتا دیکھے اور احتمال ہو کہ نقب زنی کے ارادے سے تاڑتا ہے تو اگر پولیس مین رپورٹ کردے تو کیا حرج۔ یہ تمہارے نزدیک توکل کے برخلاف ہے یا اس مین علمی کمزوری پائی جاتی ہے یہ تو ظاہری انتظام ہے۔ اور دوراندیشی مین داخل ہے البتہ یہ باتین جب تمہین پہنچتی تھین کہ ہمارے امام کے دعاوی اور دلایل کو عقل اور نقل سے رد کردیتے اور وہ تم سے عاجز ہوجاتے اور ان سے کچھ نہ بنتا۔ اور وہ تم سے سرکار مین عرضیان دیکر پیچھا چھڑاتے تھے تو اس کے برخلاف تمہین ہر طرح زیر مواخذہ ہو قرآن کی رو سے وہ سچے حدیث کی رو سے وہ سچے عقل ان کے موافق نقل انکی مطابق قرآن تمہین جھٹلاتا ہے حدیث تمہین ہراتی ہے عقل تمہین دھکے دیتی ہے پچاس ساٹھ کتابین ہمارے امام نے اپنے دعاوی اور ان کے دلایل مین اردو فارسی عربی مین تصنیف فرمائین۔ اور شایع کین جن مین سے اکثر کی ایک ایک کاپی تمہین بھی اس عاجز نے اتمام حجت کے لیئے بھیجدی جس کو تم نے اور تمہارے دوست مولویون نے مطالعہ کیا ہوگا لیکن تم ایمانًا کہو کہ تم نے کبھی کبھی بجز چند اک گالیون کے کوئی معقول جواب ان کتب مین سے کسی ایک کا بھی دیا ہمارے امام نے تمام جہان کے علمار کو اشتہار دیا کہ تم مجھ سے مباحثہ کرلو مباہلہ کرلو۔ مقابلہ مین کوئی کرامت دکھاؤ قبولیت دعا کا کوئی نمونہ پیش کرو عربی مین کہین سے قرآن شریف کی تفسیر لکھو اور صاف طور پر پیشگوئی بھی کردی تھی کہ تم تمام مخالف علمار مجھ سے مباحثہ مباہلہ عربی تفسیر نویسی واستجابت دعا وکرامت نمائی مین ہار وگے۔ اور تم سے کچھ بھی نہ ہوسکے گا آجتک تو یہ قول ہمارے امام کا صحیح نکلا اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ صحیح نکلیگا تم کو قسم ہے خدائے وحدہ لاشریک کی کہ تم اور جو تمہارے حمایتی بھوپال مین ہین ہمارے امام کے مقابلہ پر آؤ جس طرح تم سے ہوسکے زور لگاؤ مگر تم کبھی کامیاب نہین ہونے کے تم مین نہ اسلامی غیرت ہے نہ اسلامی جوش نہ تقویٰ نہ طہارت اصل یہ کہ تمہارے ساتھ خدا نہین اور تمہارا ایمان پورانا ہوگیا اسے گھن کھاگیا ہے تم مین نہ نور ہے نہ اسلامی برکت ہے۔ عورتون کی طرح کوسنا آتا ہے۔ سو تم پانی پی پی کر اور گو پھیلا پھیلا کر کوسو گالیاں دو اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرو عنقریب معلوم ہو جائے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے مگر فتح مکہ کے بعد جو مسلمان بھی ہوئے تھے ان مین سے اکثر قبیلہ بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتد ہوگئے تھے نیک مسلمان اور مقبول وہی تھے جو غربت اسلام کے وقت اسلام لائے اور جنہون نے ابتدا مین رسول اللہ صلعم کی صداقت کو پہچانا صبح صادق کے وقت جس نے معلوم کرلیا کہ اب دن چڑھیگا وہ بصیر بینا ہے اور سورج نکلے جس نے دن چڑھنا منظور کیا وہ بھی کیا تیز بین آدمی ہے اور جو اسوقت بھی نہ مانے وہ شیطان ہے۔ اب تم سوچو اور غور کرو کہ ہمارے امام کی نسبت تمہارا فہم اول مرتبہ تو خطا کرچکا ہے دوسری ہی مرتبہ کو غنیمت سمجھو۔

پھر تیسرا مرتبہ ہے جس سے خدا تعالےٰ تم کو بچاوے۔

قولک۔ اور آپکے امام کا جو دعوےٰ ہے کہ مین مسیح کا مثیل ہون تو ابتک کیا اسکا اظہار ہوا کونسی اسلام کی ترقی ہوئی کچھ حدود شرعیہ جاری ہوگئین جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اگر یہ شخص مجدد ہے تو کونسے اللہ تعالےٰ کے حکم جاری کئے قطع طریق زنا سرقہ کیا خلاف باتین روکین۔

اقول۔ گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + دین اسلام مین بعد خیر القرون کے ایسے ایسے گندے عقیدے مل جل گئے تھے کہ جس سے اسلام کی ساری شان و شوکت جاتی رہی تھی ہمارے امام نے وہ عقاید باطلہ دور کئے اور کر رہے ہین نئے سرے سے مسلمانون کو مسلمان بنایا اور [illegible] رہے ہین تمہارے پورانے عقاید کے موافق حضرت عیسےٰ شریک باری اور دجال اسنے بھی دو قدم زیادہ ہے ہمارے امام کے عقیدے کے موافق حضرت عیسےٰ حضرت موسےٰ کے ایک تابع اور پیرو نبی تھے اور ان مین کوئی ایسی صفت نہین تھی جو کسی اور نبی مین نہ ہو اگر کہو کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو جواب یہ ہے کہ حضرت آدم بغیر مان باپ کے پیدا ہوئے اگر کہو کہ وہ مردے زندہ کرتے تھے تو جواب یہ ہے کہ اصلی مردے قبرون سے سوائے خدائے تعالےٰ کے کوئی اٹھا نہین سکتا اور خدائے تعالےٰ بھی قیامت کو اٹھائے گا اسکا بھی دستور نہین کہ کسی کو زندہ کرے اگر کہو کہ وہ مٹی سے جانور بنا کر انہین زندہ کر دیتے تھے تو بالکل غلط ہے پھونک مار کر اڑا دیتے دیتے نہ کہ زندہ کر دیتے تھے یون تو حضرت موسےٰ کا عصا بھی سانپ بنجاتا تھا۔ مگر اصل مین وہ لاٹھی کی لاٹھی تھی اور حضرت عیسےٰ کی مٹی کی چڑیان بھی ذرا پرے جا کر گر پڑتی تھین اور مٹی کی مٹی رہجاتی تھین۔ دوسرے معجزوں کا بھی ایسا ہی حال ہے اکمہ رتوندہ (رات اندھا) والے کو کہتے ہین مولویون نے مادر زاد اندھا غلط ترجمہ کیا ہے اگر یہ کہو کہ حضرت عیسےٰ اور ان کی مان مس شیطان سے پاک تھین اور کل نبیون کو شیطان نے ہاتھ لگایا ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ ہاتھ لگانا کیسا ہمارے رسول مقبول کا شیطان تو خود مسلمان ہی ہوگیا تھا۔ اسی طرح دجال اور یاجوج ماجوج دابۃ الارض کو عجیب الخلقت بنا رکھا ہے جس کی حقیقت ہمارے امام نے کھولی ہے ان کی کتابین دیکھو اور ہزارہا مسایل دینیہ کو تم نے خراب کر رکھا تھا اور قرآن وحدیث کے معنے بہت جگہ سے الٹے پلٹے کر رکھے تھے ہمارے امام نے انہین سہل اور آسان کر دیا اور ایسا عمدہ طرح سے سمجھایا کہ سبحان اللہ کچھ شک و شبہ باقی نہ رہا حکماً عدلاً ہمارے امام کی شان ہے بیرونی دشمنون پادریون اور آریون وغیرہ کو ایسا قایل کیا کہ بول نہین سکتے براہین احمدیہ ایسی لاجواب کتاب لکھی کہ جو بے تعصب ہو کر پڑھے گا وہ لطف اٹھائیگا۔ آج ہمارے امام کے سوا قرآن شریف اور رسول کریم کا کون حامی و مددگار ہے۔ کہنے کو تو سیکڑون مجلسین اور انجمنین نکل پڑی ہین لیکن عملی طور پر کسی نے آج تک کچھ نہین کیا اور تم کر بھی کیا سکتے ہو جبکہ تم خود اپنے عقاید کے رو سے نیم عیسائی ہو۔ حضرت عیسےٰ کو آدھا رتبہ خدا کا تم نے دے رکھا ہے۔ عیسائیون نے پورا دے رکھا ہے۔ تم ان کے مددگار ہو۔ دو ہزار سال سے زندہ تم بھی مانتے ہو آسمان پر جو فرشتون اور روحون کی جگہ ہے تم نے انہین بٹھا رکھا ہے محی تم انہین تسلیم کرتے ہو پرندونکا خالق تم انہین مانتے ہو۔ شافی تم کہتے ہو عالم الغیب تم کہتے ہو ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہو کہ اذن الٰہی سے ان مین یہ خدائی اوصاف تھے پھر ہم سوال کرتے ہین کہ خدا اپنے جیسا خدا بھی بنا سکتا ہے یا نہین اگر یہ اوصاف بندونکے لیے جائز ہین تو محمد رسول اللہ ان سے کیون محروم رہے اور باوجود اسقدر تنزل کے وہ افضل الرسل اور سید ولد آدم کیونکر ہمارے امام نے حضرت عیسیٰ کو آدمی بنایا جنہین تم نے خدا بنا رکھا تھا انہین آسمان سے اتار کر کشمیر جنت نظیر کے نواح سری نگر محلہ خانیار مین سلا دیا۔

عیسائیون پر اسلام کی ایسی حجت پوری کی کہ تمام عیسائی یہانتک لاہور کا بشپ صاحب بھی مقابلہ سے گریز کر اب اگر کوئی پادری قادیان مین آتا ہے تو اکر ادب سے ہمارے امام کا کلام سنتا ہے چون و چرا ہرگز نہین کرتا جنگ مقدس جو امرتسر مین ہوئی تھی جس مین آتھم صاحب کی نسبت ہمارے امام نے پیشگوئی کی تھی وہ دو پہلو سے پوری ہوئی اول بسبب حق کی طرف رجوع کرنے کی میعاد پیشگوئی بڑھ گئی لیکن جب اس نے اظہار حق اور قسم کھانے سے انکار کیا تو بہت جلد اس جہان سے رخصت ہوگیا پنڈت لیکھرام نے ایک اودھم مچا رکھا تھا جب ہمارے امام سے مقابلہ ہوا۔ اور اس نے گستاخی سے پیشگوئی طلب کی تو ہمارے امام نے اس کی درخواست پر پیشگوئی کی کہ چھ سال مین تیرا کام کسی عذاب سے تمام ہوگا آخر ایسا ہی ہوا کہ جیسا الہام مین بتایا گیا تھا کہ عید کے دوسرے دن وہ لاہور مین سر شام مارا گیا اس کا قصہ لاہور مین مشہور ہے۔ سکھون پر بھی ہمارے امام نے حجت پوری کی اور انکے گھر سے انکے گرونانک کا چولا جس پر قرآن شریف کی آیات جابجا تحریر ہین نکال کر انہین دکھا دیا کہ گرونانک ایک مسلمان تھے جو نماز پڑھا کرتے تھے اور حج بھی دو دفعہ کیا تھا اور مسلمان اولیا کے مقابر کے

نزدیک جلہ کشیان کیا کرتے تھے جسکا معقول جواب کسی سکھ نے آج تک نہین دیا تمہاری اصل مرضی یہ ہے کہ جہاد کیون نہین کیا جسکو بسبب انگریزون کے خوف کے صاف صاف زبان پر نہین لا سکتے اور اسی مسئلہ کے اختلاف کے سبب سے اکثر مولوی ہمارے امام علیہ السلام کے دشمن جان بن گئے ہین بہانہ اور اور کرتے ہین۔ لیکن خوب سمجھتے ہین کہ اصل باعث کیا ہے نامردی کے سبب سے اظہار نہین کرسکتے مثل مشہور ہے گو یم مشکل وگرنہ گو یم مشکل جس طرح کوئی چور رات کو اگر کسی سے پٹ کر آتا ہے تو اپنی مار کا اظہار نہین کرسکتا۔ بلکہ خفیہ خفیہ علاج کرتا ہے اور کسی اور بہانہ سے اس مارنے والے کو برا بھلا کہتا ہے کیونکہ اگر اصل حقیقت کا اظہار کرے تو پکڑا جاوے ہمارے امام نے جس سلسلہ فرقہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی ہے اس مین ابتک قریبًا نصف لاکھ مخلوق الہی داخل ہوچکی ہے اور ہوتی جاتی ہے اور یہ فرقہ اسلام کی اصل تعلیم سیکھتا جاتا ہے سب سے پہلے تو توبہ نصیب ہوتی ہے پھر نماز کی تعلیم ہوتی ہے پورانی نماز نہین جو تم پڑھا کرتے ہو وہ ٹکرین ہین ہمارے امام نے ایسی نماز سکھائی ہے کہ جس مین غفلت نہین ہوتی سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے اور سوائے قرآن شریف اور ماثورہ دعائیکے اپنی بولی مین بھی جابجا دعا کا حکم فرماتے ہین۔ ایک آدہ منٹ مین چار رکعت نہین پڑھتے اسی طرح علم کا اس جماعت مین بڑا چرچا ہے یہانتک کہ امام کی صحبت کی برکت سے کم علم لوگ بھی اسقدر واقف ہوگئے ہین کہ مولوی ان سے کنیاتے ہین اور جان چراتے ہین - اور لاجواب ہوجاتے ہین اور حیلہ اور حوالہ کرکے گفتگو کو ٹال دیتے ہین ہماری جماعت مین علاء العمہ...

پرہیزگار لوگ ہوتے ہین اور دن بدن تقوے مین ترقی کرتے جاتے ہین صداقت اور راستی اس فرقہ کا شعار ہے اور حقوق عباد اور حقوق سرکار کے لیے ہمارے امام کی بڑی تاکید ہے اور یہ سب تاثیر امام کی بیعت اور ہمارے امام کی صحبت اور تعلیم کی ہے ابھی تم کہتے ہو کہ تمہارے امام نے کیا کیا۔ عقاید کی اصلاح کی غیر اقوام پر اسلام کی حجت اور تبلیغ پوری کی جو ان کی جماعت مین داخل ہوتا ہے وہ سچا مسلمان بن جاتا ہے رفتہ رفتہ نیک تعلیم دنیا مین پھیلا کرتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ اب نزدیک ہے کہ بڑا حصہ مسلمانون کا ہمارا ہوگا اور باقی مخالف ذلیل حالت مین رہ جاوینگے جیسے آج کل چوڑھے چمار وغیرہ ذلیل حالت مین ہین جو کسی طرحکا دعوے نہین رکھتے بلکہ خادمون کی طرح ذلیل حالت مین بسر اوقات کرتے ہین رہی یہ بات کہ احکام شرعی قطع ید و سنگسار وغیرہ سزائین کیون نہین جاری کین یہ کام تو بادشاہ خلیفہ کا ہے ہمارے امام آدم - ابراہیم اور عیسٰے کی طرح خلیفہ ہین۔ موسٰے اور داؤد کی طرح نہین جو بادشاہ خلیفہ ہوتا ہے وہ حدود و قصاص جاری کرتا ہے کیا حضرت عیسٰے نے حدود و قصاص جاری کئے تھے جو ہمارے عیسٰی و مہدی جاری کرین کیا مجدد کے لیے حدود و قصاص کا جاری کرنا شرط ہے اگر شرط ہے تو مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب تمہارے نزدیک مجدد نہین تھے اور امام شافعی اور امام غزالی بھی مجدد نہین تھے اب چاہو تم جھوٹ بولو لیکن تم اور تمہارا سارا خاندان اور تمہارا کل فرقہ ان لوگون کو مجدد بھی مانتا ہے ظاہر ہے کہ ان لوگون نے حدود و قصاص جاری نہین کئے بلکہ خود قوم سے مغلوب تھے۔

اور دل خراش باتین سنتے تھے جیسا تم ہمارے امام کو جھوٹی تہمتین دیتے ہو ویسا ہی اسوقت کے نااہل ان بزرگون کو ستاتے تھے اور ان کی شان مین گستاخیان کرتے تھے ان خلاف شرع باتین تو بہت ہمارے امام نے روکین جسقدر ان کی تابع جماعت ہے کم سے کم زنا۔ چوری شرک - بدعت - شراب - جوئے فتنہ پردازی - دروغ گوئی وغیرہ امور سے تو ضرور پرہیز کرتی ہے اور بہت لوگ اس سے بھی اعلٰی درجہ کے ہین جنہین اولیا کہنا بجا ہے وہ تو بہت ہی پاکباز اور نیک دل ہین کہ جنکا ثانی مسلمانون کے کسی فرقہ مین آج کل نہین ہے لیکن خبیث تو ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ کو بھی آج تک کافر اور بے ایمان ہی کہتے جاتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو آپ کی زندگی مین زنا کی تہمت لگائی گئی۔ جس کا فیصلہ قرآن شریف نے کیا بلکہ مریم صدیقہ کو بھی یہود زانیہ اور عیسٰے علیہ السلام کو حرامی کہتے تھے جن کا دامن قرآن شریف نے پاک کیا۔ یہود ابتک باز نہین آتے۔

قولک - یہ شخص جو امامت کا دعوے کرتا ہے اور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مین مغل ہون اور مغل ایک شعبہ ترکون کا ہے تو ترکون سے تو اس امت کو فلاح نہین ہوئی بلکہ ترکونکے ہاتھ سے تو امت کی تباہی ہوئی۔ خلافت عباسیہ انہین کے ہاتھ سے تباہ ہوئی حدیث شریف مین آیا ہے اترکوا الترک ما ترکوکم

اقول - مسلمانون کی تباہی ترکون کے ہاتھ سے نہین ہوئی بلکہ خود انہون نے اپنے ہاتھ سے اپنی تباہی کی۔ جب حزم اور احتیاط کو ترک کردیا اور غفلت اور عیش مین پڑگئے تو ...

آپ بھی عیش مین پڑ گئے اور اہلکارونکو بھی عیاش بنا دیا اور وزیر جو بڑا معتبر چاہئے وہ شیعہ مقرر کیا - آخر جب اللہ تعالے کی نظر مین لایق عذاب ٹھیر گئے تو اپنی ہی کرتوتون کا پھل پایا اگر ترک اسی طرح غافل ہوتے اور مسلمان ہوشیار اور چست ہوتے تو یہ بھی ان کی سلطنت لے سکتے تھے حضرت عمرؓ بھی تو خلیفہ تھے انہون نے کسطرح ملک حاصل کیا تھا - اور ملکہ معظمہ نے کیونکر ہندوستان لے لیا یہ شکایت عبث ہے اور ترک اسوقت کافر تھے اور تمہارے بزرگ مسلمان پھر کیا قہر ہوا کہ خدا نے کافرون کو فتح دی اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے - لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا - معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچے مسلمان نہین تھے اور خدائی قانون سے باہر ہو گئے تھے بعد فتح کے ترکون اور مغلون نے اسی صدی مین اسلام قبول کر لیا - اور ان کا اسلام اسلام کے حق مین نہایت مفید ہوا چنانچہ ان مین سے بعض نے تو ہندوستان مین اسلام کی سلطنت قایم کی اور کئی سو برس تک اسلام کی پشت و پناہ نہایت عمدگی سے بنے رہے علم کے بڑے قدردان تھے اور علمار کو بڑی بڑی جاگیرین اور عہدے دیتے تھے ہزارہا مساجد تعمیر کرائین جسمین بنائے جہان بت خانے تھے وہان مساجد تعمیر اور اللہ اکبر کی ندائین بلند کرانا یہ شیخون کا کام تھا یا مغلون کا ہندوستان مین شیخون کی شیخی مغلون کے ہی دم سے تھی اب تمہاری ساری شیخی کرکری ہو گئی دیکھو آج تک بھی ایک گاؤن مین ایک حصہ زمین پر قبضہ رکھتے ہو جو مغلون کی بخشی ہوئی ہے پھر یہ نمک حرامی استغفر اللہ بھوپال کی بیگم صاحبہ اگر خلافی ہوتین تو ایسی باتین دلیری سے

آپ نہ لکھتے یہ ہندوستان کا حال ہے اب عرب کا حال سنئیے کہ ایک عرصہ سے ترکون نے قسطنطنیہ - بیت المقدس مکہ مدینہ پر قبضہ کر رکھا ہے اور وہ ان متبرک مقامات کے محافظ ہین اور وہان کے شرفاء علمار کو بیش بہا تنخواہین دیتے ہین انکی خوف سے کوئی غیر سلطنت ہمارے معابد کیطرف آنکھ اٹھا کر نہین دیکھ سکتی ورنہ قدر عافیت معلوم ہوتی ترکون اور مغلون کے مسلمانون پر بڑے احسان ہین ناشکری نہ کرو ناشکرون سے خدا تعالے بیزار ہے تمہارے نانا ولیؒ سے ہجرت کر کے ترکون ہی کی عملداری مین پناہ لیگئے تھے اور جیسا ترکون کے بزرگ کافر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا ایک وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے نہین آئے تھے اور خالد وغیرہ قریش ... اور عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا بدر اور احد مین ہمارے رسول مقبول سے نہین لڑے تھے تو عباسیون اور عمریون اور خالد کی اولاد کو گالیان دو - اصل مین تمہین تعصب نے اور ہمارے امام کی دشمنی نے جو اس باختہ کر دیا ہے بے سوچے سمجھے جو منہ مین آتا ہے کہدیتے ہو حقیقت مین تم معذور ہو -

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

قولک - افسوس ہے کہ آپ سید ہو کر الکا اعتقاد رکھو جس قوم سے کہ دین کی بربادی ہوئی اور اب اس شخص کی ذات سے ہو رہی ہے ساری امت کا خلاف آپ کو نہین چاہئیے کہ قریشی سید ہو کر ایسے دھوکہ مین آئین -

اقول - افسوس تو تب ہوتا کہ مین قرآن و حدیث کے برخلاف ... قول نکرتا ہمارے امام کو ... شیعہ ...

لیکن یہ فارسی الاصل ہین اور اولاد اسحٰق علیہ السلام سے ہین اور ان کی بعض دادیان سیدانیان بھی تھین تو اس حساب سے اہل بیت سے بھی تعلق ہوا اور دین مین ذات کا کچھ تعلق بھی نہین کسی قوم کا ہو - ہان مامور من اللہ نبی اور کمینہ نہین ہوتے ورنہ ولی تو ہر مومن بھی ہوتا ہے لیکن ہمارے رسول مقبول کے رشتہ دار جو کافر تھے کیا تمہارے نزدیک مقداد - بلال - ابوہریرہ وغیرہ سے بہتر تھے یا نہین - اب جو ہمارے تمہارے رشتہ دار بد افعال اور متکبر و شریر النفس ہین وہ بمقابل ایک صالح مغل یا پٹھان کے لایق تعظیم ہین؟ افسوس تم مین ایام جاہلیت کی حمیت باقی ہے یہ تمام انبیا کیا حضرت فاطمہؑ کی اولاد تھے اور تمہارے نزدیک تمام انبیار سید تھے یا نہ تھے - سید تو افعال سے ہوتا ہے نہ کہ فقط ذات سے اور چوہڑے چمار بھی اعمال سے ہوتے ہین نہ فقط قومیت سے - ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم قرآنی حکم ہے مگر تم حافظ ہو کر پھر بھول گئے افسوس کہ آج کل کے مولوی اس علم پر ناز کرتے ہین اور ساری امت کا خلاف ہم نے نہین کیا بلکہ ہمارے ساتھ خدا رسول اور کل صحابہ و اکابر امت ہین تمہاری مراد امت سے فیج اعوج ہے تو بے شک ہم انکے برخلاف ہین کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے لیسوا منی ولست منہم ہمارے امام کی ذات سے اسلام کو اسقدر قوت پہونچی ہے اور پہونچ رہی ہے کہ بعد خیر القرون کے کسی بزرگ سے نہین پہونچی اسلام مین ہمارے امام کے سبب سے جان پڑ گئی - گو ہیودی صفت علمار مر گئے ان کا اور انکے ... القرین کا ساختہ پرداختہ بالکل برباد ہو گیا - ... کی خدائی ... وہ ہی عیسے کے

آنے پر جو لوٹ گھسوٹ مولویوں کو ملنے کی امید تھی وہ سب ہباءً منثوراً ہو گئی تمہاری امیدیں مایوسی سے بدل گئیں وہ دل خوش کن خیالی پلاؤ افسوس کہ تمہیں اب نصیب نہیں ہونے کا خاطر جمع رکھو اپنی محنت کی کمائی کے سوا غارت کا مال ہرگز تمہیں میسر نہیں آنے کا اگر فرض محال لوٹ بھی ہوتی تو مولویوں کو اور سست پیرزادوں کو کب میسر آسکتی تھی ان سے ہلا تو جاتا نہیں لوگ لوٹ کر لیجاتے یہ منہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے۔

قولک۔ یہ سب میں نے آپ کی خیر خواہی سے لکھا ہے آپ برا نہ مانیے گا۔

اقول۔ نہیں حضرت برا ماننے کی کوئی بات نہیں جو فتحیاب قوم ہوتی ہے اس کو لوگ گالیاں دیا ہی کرتے ہیں آجتک ابو بکرؓ و عمرؓ کو روافض اگر گالیاں دیتے ہیں اور علیؓ کو خوارج اور پادری بھی مخلوق الٰہی کو جو ہر طرح کی کوششوں سے عیسائی بنا رہے ہیں یہ خیر خواہی کا ہی جوش ہے اور شیعہ بھی بڑی جانفشانی کر رہے ہیں کہ کوئی سنی شیعہ بنجائے یہ بھی محبت اور خیر خواہی کے باعث کر رہے ہیں بلکہ ایک چور بھی اپنی جماعت میں کسی کو شامل کرتا ہے تو اس کی بہتری اپنی دانست میں سمجھتا ہے میں آپ کا اس خیر خواہی کے لیے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو وہ آنکھیں عطا کرے کہ جن سے آپ ہمارے امام کو پہچانیں اور قبول کریں تاکہ آپ کا انجام بخیر ہو آمین۔

تنبیہ

جو نبی دنیا میں آتے رہے ہیں انکی بہت اکثر انسے پہلے ہی اطلاع دیتے ہیں لیکن ایک بھی ایسا نبی نہیں جسکو آتے ہی لوگوں نے بموجب پیشگوئی کے پہچان لیا ہو اصل میں پیشگوئیاں بھی ایک قسم کی پہیلیاں ہوتی ہیں جنکو دینی عقلمند بوجھتے ہیں اور بیدین بعقل باوصف آنے بینے بتانے کے حیران رہ جاتے ہیں انکی سمجھ میں خاک نہیں آتا بقول شخصے

دلی را ولی می شناسد نیکوں کو نیک ہی پہچانتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو بکرؓ نے فوراً پہچان لیا۔ بلال وغیرہ نے پہچانا مگر مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے نہ پہچانا اصل یہود نے جس طرح اصل ابن مریم کو نہیں پہچانا تھا یہ مثیل یہود بھی جنسے مراد علما ہیں مثیل ابن مریم کو نہیں پہچان سکتے اگر انبیار کو لوگ آتے ہی قبول کر لیتے اور پہچان لیتے تو اللہ تعالےٰ کا یہ قول معاذ اللہ غلط ٹھہرتا مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ اولیا انبیاء کے اظلال ہوتے ہیں انکو بھی پہچاننا مشکل ہے اسی سبب سے اس امت کے تمام اولیار نے علما اور جہلا کے ہاتھوں سے بڑے بڑے دکھ اٹھائے سوجن کی آنکھوں پر پردے پڑے تھے اور کان بہرے ہو گئے تھے کیا اصل میں اندھے اور بہرے ہو گئے تھے یا قبول حق سے اندھے اور بہرے ہو گئے تھے اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا ظاہری آنکھوں اور کانوں کے بیکار ہونیکے بھی اسباب ہوتے ہیں اسی طرح باطنی آنکھیں اور کان بھی سرکشی اور شرارتوں کے سبب سے چھینے جاتے ہیں اور توبہ اور استغفار سے پھر مل بھی جاتے ہیں ظاہری بیماریوں کا جس طرح علاج ہو سکتا ہے اور ہزاروں بیمار شفا پاتے ہیں اسی طرح باطنی بیماریاں بھی اچھی ہو سکتی ہیں انکا بھی علاج اللہ و رسول نے فرمایا ہے سب سے پہلے تو ہر ایک خیال سے خالی ہو کر اللہ تعالےٰ کیطرف آدمی رجوع کرے اور رو رو کر اور سخت بیقراری اور گریہ و زاری سے التجا کرے رات کو دن کو دوپہر کو پانچوں نمازوں کے رکوع میں سجود میں قومہ میں جلسہ میں آخر کے قعدہ میں ایک مصیبت زدہ کی طرح گڑگڑاوے اور آہیں مار مار کر فریاد کرے اور تھکے نہیں ماندہ نہ ہو لگاتار کوشش کیے جاوے اور بس نہ کرے۔ جب تک اللہ تعالےٰ انکشاف حقیقت نہ فرماوے۔ اور کثرت استغفار اور درود رات دن محنت سے کرے انشاء اللہ چالیس روز نہیں گذرینگے کہ حقیقت منکشف ہو جاوے گی پہلے سے دل میں یہ تصور کر لینا نہیں چاہیئے کہ فلاں جھوٹا ہے احکام اسلام کے برخلاف ہے انسان کو یوں دعا کرنی چاہیئے

اللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ اللّٰهُمَّ أَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ۔

. . . . اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے خواب میں یا دیگر دلایل سے معلوم ہو اس کو بلا چون و چرا ماننے کا پہلے سے ارادہ دل میں ٹھان لیوے تعصب بالکل نہ کرے دوم یہ کہ کتابوں کو بغور ملاحظہ کرے بیہودہ سمجھکر پھینک نہ دے بار بار کتابوں کو پڑھے۔ اور سوچے آخر حق و باطل میں خدا تعالےٰ تمیز پیدا کر دے گا۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ کوشش بغیر کچھ ہوتا نہیں ادنےٰ کام بھی بغیر تکلیف کے بہم نہیں پہونچتا۔ دین کچھ کھیل نہیں ہے شطرنج کی بازی نہیں ہے کہ نہ جیتنے سے کچھ فائدہ نہ ہارنے سے کچھ نقصان بلکہ یہاں جنت و دوزخ روبرو رکھے ہیں ایک جنت کا راستہ ہے دوسرا دوزخ کا جس راستہ پر قدم اٹھاؤگے جہاں وہ پہونچے گا وہیں تم بھی جاؤگے خواہ تمہارا ارادہ ہو یا نہو چودھویں صدی اچھی آئی کہ بجائے مجدد کے ایک دجال بقول تمہارے پیدا ہوا۔

اور مجدد کو آنے سے اس لئے رد کر دیا خدا اور رسول کی باتین کبھی غلط نہین ہوتین کیا یہ وقت فتنون کا نہین پہلے مجدد دین کی نسبت تو ہزار گونہ فتنے دنیا مین زیادہ موجود ہین اسوقت تو کوئی بڑا ہی بھاری مجدد درکار ہے (جیسے ہمارے امام ہین جو تمہاری نظر مین معاذ اللہ ایک دجال کا حکم رکھتے ہین) جو ان فتن کا مقابلہ کرے صلیب کا زور ابھی تمہیں محسوس نہین ہوا کہ جسکے توڑنیوالے کی ضرورت محسوس ہو اور خنزیر خصلت شیطان سیرت آدمی آپنے نہیں دیکھے کہ جنکو دلائل کی تلوار سے قتل کرنیوالے کی آمد پر سجدات شکر بجالاؤ اور اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ کیا دجالی فتن انتہائی درجہ کو نہیں پہونچے کہ جن کے مٹانے کے لئے مسیح ابن مریم کی ضرورت ہو جو **علامات** اور **نشانات** سے بے خبر ہین وہ دل مرے ہوئے ہین جس طرح ظاہری حواس بعض بیماریون سے بے کار ہو جاتے ہین ایسے ہی باطنی حواس بھی گناہون کی کثرت سے ضائع ہو جاتے ہین اس زمانہ مین لوگ دنیا پر اسقدر مائل ہو گئے ہین کہ دین کا خیال بھی نہین رہا اور جس چیز کا خیال بھی نہ ہو اس سے آدمی بے خبر ہو جاتا ہے اور جس چیز سے بیخبر ہو اُس مین رائے زنی بیہودہ ہے آج اگر کسی بنئے سے لڑائیون اور سپاہیون کے معاملہ مین پوچھا جاوے تو وہ خاک بتائے گا۔ اور اگر کچھ بتلائے گا تو غلط بتائے گا۔ آجکل کے ہمارے مولویون کا بھی یہی حال ہے کہ علم دین سے ایسے ہی بیخبر ہین جیسا کہ تیخ صاحب کے بھاؤ سے یا کوئی جاٹ عطر کی قدر و قیمت سے — اول تو عالم رہے ہی نہین مولوی ایک فرضی یا آبائی نام ہے۔ جیسے سرکاری خطاب کہ بعض جولاہون اور تیلیون کو بھی بسبب عہدون کے خان بہادر کا خطاب ملجاتا ہے مگر بہادری ایک قلب کا فعل ہے وہ تو سرکار کسی کو عطا نہیں کر سکتی اور اگر ہزارون مین سے ایک آدھا ہو بھی تو وہ دنیا پرست ہے تجمل اسفار اٹھا کا مصداق **ایمان ثریا پر چلا گیا تھا** جسکو ہمارے امام دوبارہ لائے ہین ایک ہی شخص ہے جس سے ایمانی نعمت ملتی ہے بھلا جو اس کا دشمن ہوگا اس کو ایمان کسطرح حاصل ہو سکتا ہے پورانی باتون کو دماغ سے نکالدو تاکہ تازہ ایمان تمہین حاصل ہو اور اس عارف باللہ اور نائب رسول اللہ کے پاس عجز و انکسار سے حاضر ہو کر دیکھو تا تمہین حقیقت معلوم ہو ورنہ چند روز مین نہ مین رہون گا نہ تم آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا مگر مجھے آپسے محبت اور ہمدردی ہے جس لئے پہاڑ پہاڑ کر اور کھول کھول کر تمہین تنبیہ کرتا ہون

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اماما و امام الزمان سلمہ الرحمان خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ توانا و تندرست ہین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور پیغام الٰہی کی اشاعت مین شب و روز مصروف ہین۔

بعد از مغرب آپ ایک فاضل یہودی کی کتاب سنتے ہین جو اس نے عیسائی مذہب پر لکھی ہے اس کتاب کے فقرہ فقرہ کو سنکر اور علماء سوء کی حالت کو دیکھکر بے اختیار ماننا پڑتا ہے کہ تشابہت قلوبہم بہر حال حضرت حجۃ اللہ کسر صلیب مین مصروف ہین روحانی مردے آپ کے نفخ روح سے زندہ ہو رہے ہین اسلام کی عظمت اور صداقت کا نور پھیل رہا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ مولنا مولوی نوردین صاحب سلمہ بفضلہ تعالیٰ اب بالکل تندرست ہین کسیقدر ضعف اور نقاہت باقی ہے مگر آپکے استقلال اور ہمدردی مخلوق کو دیکھکر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ ایمانی قوت کے بدون حاصل نہین ہو سکتا۔ محض اس خیال سے کہ دوسرے بیمارون کو تکلیف نہ ہو آپ باوجود ضعف و ناتوانی ہر روز باہر تشریف لاکر مریضون کو دیکھتے اور ہر ایک کے لئے مناسب دوا تجویز فرماتے ہین۔

۳۔ حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ بہ خدا کا احسان ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قلمی خدمت مین دن رات مصروف ہین۔ خدا تعالیٰ روح القدس سے انکی تائید فرماوے۔

۴۔ حضرت مولنا مولوی محمد احسن صاحب اس ہفتہ دار الامان واپس تشریف لے آئے۔ امروہہ مین مخالفین کو سخت نیچا دکھایا اور سلسلہ عالیہ کی خوب تبلیغ فرمائی کتاب آیات الرحمٰن اب جلد طبع ہونی شروع ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

۵۔ بیعت کرنیوالوں کے نام کالم بیعت مین درج ہین۔

۶۔ منشی عبد الحق صاحب نومسلم نے اپنا دوسرا رسالہ **دعوت الحق نمبر ۲** لکھا ہے جو ہمارے مطبع مین جیبی تقطیع پر طبع ہوا ہے کاغذ اعلےٰ درجہ کا لگایا گیا ہے قیمت صرف ۹ پائی علاوہ محصول ڈاک ہے اس رسالہ مین **انجیل متی** کی حقیقت کھولی گئی ہے یہ رسالہ منشی عبد الحق صاحب یا دفتر الحکم سے ملسکے گا۔

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب ابو العطاء حضرت اقدس مسیح موعود کی دعاوی کی تصدیق مین اور معترضون کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب مالیرکوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے ۱۲ قیمت کو علاوہ محصولڈاک ملتی ہے

جلد خریدو۔

سرکاری خبریں

شیخ نصیر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے رخصت سے واپس آنے پر ... بی۔ ایچ برڈ صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج جھنگ لدھیانہ میں تعینات کئے جاینگے

خان عبد الغفور خان صاحب خان ... زیدہ کے شاہپور میں واپس آجانے پر ... اے ڈی ... صاحب ایچ۔ ایس سمتھ صاحب کی جگہ جو لاہور کو تبدیل کئے ... گئے۔ امرتسر تعینات کئے ... گئے۔

... جے کینیڈی صاحب ڈویژنل جج راولپنڈی اور ڈبلیو چیوس صاحب ڈویژنل ... فیروزپور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مقام کی تبدیلی کریں گے۔

منشی محمد محمود علی صاحب قائمقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جالندھر دہلی کو تبدیل ... ہیں۔

بیعت

چودھری امام الدین صاحب۔ نور پور کھیوا ضلع سیالکوٹ۔
چودھری نواب خان۔ چیمہ۔ وارد کھیوا۔
... ان اللہ دتا میراثی موضع کھیواہ۔
چودھری حاکم خان موضع بسرا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔
... ل الدین ولد غلام محمد داروغہ
چاوندی سیالکوٹ . . . .
محمد بخش چودہری۔ . . . .
... لف دین ولد محمد بخش۔ . . . . .
جلال الدین ولد محمد بخش۔ . . . .
فضل الدین حداد۔ راولپنڈی بازار ... دالانکان مولوی حکیم شاہ نواز خان صاحب احمدی۔
الہی بخش پسر ...

قادر بخش پسر ...
مسماۃ لاڈی زوجہ کودن اسمٰعیل ...
معرفت مولوی عبد الحق چک لوہٹ ضلع لودیانہ ڈاک خانہ کوٹالہ
مسماۃ بھولی زوجہ کریم کنسٹیبل پولیس لودیانہ باشندہ غوث گڈھ
مولوی حافظ محمد دین ساکن منٹگمری شاگرد رشید حافظ عبد المنان وزیر آبادی ؁
قاضی ملا عبد الغفار۔ تنگل مچھیانہ ڈاک خانہ رعیہ ضلع سیالکوٹ
سردار علی شاہ مالیر کوٹلہ
ملا جان محمد ولد رحیم بخش چیووال تحصیل لورن سر ریاست جموں ڈاکخانہ آرمیہ معہ زوجہ ودختر
غلام حسین ولد جان محمد علی اکبر کوٹ دلاور ڈاکخانہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ
جمیل الدین احمد ولد نذیر الدین ملازم لوکس کوٹ الہ اباد محرر
جلال الدین کلرک دفتر چیف سٹورکیپر ریلوے لاہور۔
زوجہ و والدہ عبد الحق چک لوہٹ ضلع لودیانہ
ضیاء الحق ولد عبد الحق 〃
مظہر الحق ولد عبد الحق 〃
گاموں ولد کمان زمیندار 〃 ڈاک خانہ کوٹالہ۔

یعقوب علی ولد صدر الدین
نادر حسین 〃
عبد الکریم ولد نہال
زوجہ پیر بخش احمدی

(تحصیل ... ڈاکخانہ ...)

معرفت قاضی بدر الدین صاحب
غلام حیدر قصاب ... ملتان
خوشی محمد ولد جان محمد کشمیری معہ اہل و عیال۔
گل محمد ولد خوشی محمد
عبد اللہ۔ ان کے خط میں انکا پتہ نہیں ہے
محمد عبد الباری پٹواری ڈاک مال صورت گڈہ ریاست بیکانیر
میاں حاجی معرفت ... محمد صاحب

سکرٹری انجمن اخوان الصفا پٹیالہ
امیر حسن۔ انٹرنس کلاس ایم اے سکول سیالکوٹ
شیخ غلام قادر ولد میراں بخش ساکن سیانہ حال جیتوی ضلع و تحصیل انبالہ
حکیم کرم الہی ساکن ستوکے تحصیل سرور ضلع سیالکوٹ
عطا محمد ولد خیر الدین مرحوم چھجاوال تحصیل جگراؤں ضلع لودیانہ حال سٹوڈنٹ سینیر سپیشل کلاس گورنمنٹ سکول لودیانہ
بدر الدین کوٹ دلاور ڈاک خانہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ
چراغ الدین محرر جوڈیشل متعلقہ عدالت مجسٹریٹی ڈڈالہ سندھواں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
کرم الہی ولد بہاول بخش معہ اہل و عیال ہرنپور تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم حال وارد راولپنڈی
میراں بخش ولد امام الدین کشمیری سیالکوٹ محلہ حنداں
عبد اللہ ولد مولوی احمد الدین کشمیری نارووال
موسیٰ پسر بنا معہ زوجہ چک لوہٹ ضلع لودیانہ 〃 〃
زوجہ اسمٰعیل 〃 〃 〃
سید اسد اللہ شاہ ولد برکت علی شاہ ساکن موضع سو تحصیل سرور ضلع سیالکوٹ حال مقیم کوٹ لوندہ تحصیل ضلع سیالکوٹ۔
عباد اللہ صاحب ڈبک بازار محرر رجمنٹ شہر پٹیالہ
ولد بدھا نو مسلم قوم جھینور دکاندار ساکن موہن مرزعہ تحصیل روپر معرفت عبد الحق صاحب ساکن چک لوہٹ ضلع لودیانہ۔
سید ظہور علی کارندہ محمد رحمت اللہ الہی خان رئیس شاہ پور تحصیل لودیانہ ضلع مظفر نگر
نبی بخش ولد جھنڈا بمبر کشن پورہ المشہور وائی والہ ڈاکخانہ ضلع سیالکوٹ

پیش طاعون یا طاعون

ہندی ہیضہ وغیرہ وبائی امراض
بہ استعمال الماء ضرور طاعون گرفتہ

یہ برباد کنندۂ بنی آدم بعد از مدت ہند مین پھیلا ہے۔ اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی
ہے کہ قبل از ظہور مرض بطور علاج حفظ ما تقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہین
پاتا چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے ہر حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا۔ تصدیق ہوگئی
ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے۔ علیحدہ کتاب
آٹھ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت شیشی (عہ) درجن شیشی (ے)

شفایاب مریضون کے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب
ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی۔ دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون
مبتلایان طاعون کو وہ دوا دی ان مین سے دو مریض جو فوراً مبتلائے
طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی بعد دس منٹ کے
ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی
جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے
دوا کے دیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار میں بھی
افاقہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار
اترتا نہین مگر خدا کے فضل سے اور آپ کی تشخیص سے اس
دوا دینے سے چار شخصون کو فائدہ ہوا

طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے
دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے

دوائی ایسی ہے یا کہ نقش اسم اعظم ہے
کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے

کئی کالی بلا کے مرض مین تھے مبتلا انسان
دیا جسکو وہین اس سے بلا یہ دور ہوتی ہے

کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمد کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

جناب ... یوسف خان صاحب مسجد گلی بمبئی
ترجمہ چٹھی
آپ کے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا

اور بمبئی مین بہت سی جانین بچائی ہین
اکثر احباب اس کی تعریف مین رطب ہین۔

جناب سید عبدالرحمن خلف سید حسین قلعدار از
مقام جزیرہ حبشتان ضلع علی باغ متصل بمبئی
آپکی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی
اکسیر کا کام کیا ہے

جناب سیٹھ اے ذلیرو دسہ بہاری آف کنٹر اکٹر کمہاری
شہر کراچی۔ آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد
کی ہے جس سے سینکڑون شفا پا چکے ہین اور
پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرما کر بذریعہ کارڈ بندا
کچھ دوا ارسال فرما دین۔

جناب صوبہ دار حسن پنشنر رام باغ کاری
احاطہ کراچی۔ عرق طاعون دو تین مریضون کو
دیا بحکم خدا اچھے ہوئے۔

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت اللہ شاہ
نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی
عرض یہ ہے کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے
بمبئی مین لوگون کو بہت فائدہ ہوا مین بچشم خود دیکھتا
ہون کہ جسوقت مریض کو دوا پلائی فوراً ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین۔ ہوش۔ ار۔ کے۔ ہیڈ
ایم۔ او۔ کیمپ ہوش کوٹہ ضلع بنگلور۔ پچھے عرق
طاعون نے لوگون کو بہت فائدہ ہوا۔ دو دیجئی
مہربانی فرما کر اور ارسال کرین +

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

نور احمد پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب و مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

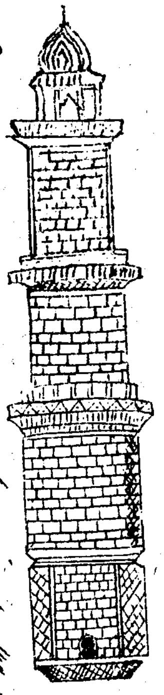

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم بالو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱	۱۷ - مارچ ۱۹۰۲ء مطابق ۶ - ذالحجہ ۱۳۱۹ھ یوم دوشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ کے متعلق	۱
...بات حکیم الامت	۲
دار الامان کا ہفتہ	۲
کلمات طیبات امام الزمان	۳ و ۴
عصمت اور شفاعت	۴ - ۵
خطبہ........	۵ - ۶
...بیت الحق	۶
...الوداد نمبر ۲	۷ - ۱۲
تبلیغ عام	۱۲ - ۱۵
لنگرخانہ کا انتظام	۱۵ - ۱۶
اطلاع	۱۶
...بیعت	۱۶

عسلِ مصفّٰے

مولفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب الالعطا
اقدس مسیح موعود کی دعاوی کے تصدیق میں
اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی
... جوابات کی جامع اور مبسوط ۵۵۰ صفحہ کی کتاب
... میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور
... مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب
سے بہ قیمت ... علاوہ محصولڈاک
ملتی ہے جلد خرید ... داری بہت ہے

سلسلہ عالیہ کے متعلق

عیدضحی بہت ہی قریب ہے اور ہم ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے ناظرین کو سلسلہ عالیہ کی ضرورتوں خصوصاً مدرسہ اور لنگرخانہ کی امداد کے متعلق اس موقع پر لحاظ کرنے کی طرف توجہ دلا چکے ہیں +

معمولی ڈونیشن کے علاوہ جو اس تقریب پر احمدی قوم مدرسہ کے دیتی ہے ضروری بات یہ ہے کہ قربانی کی کھالوں کا مصرف دار الامان کی ضروریات سے بڑھکر کوئی نہیں اس لئے وہ کل روپیہ لنگرخانہ یا مسکین فنڈ کی امداد کے لئے آنا چاہیئے مدرسہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ نواب محمد علیخان صاحب ڈائرکٹر مدرسہ رئیس اعظم مالیر کوٹلہ حال قادیان کے نام آنا چاہیئے اور لنگرخانہ کے متعلق کل روپیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام .. کے نام

خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ میگزین کا تیسرا نمبر بھی طیار ہوکر ۲۰ مارچ کو انشاء اللہ شائع ہوجائیگا اور اردو میگزین کا پہلا نمبر بھی اسی تاریخ کو شائع

ہونیوالا ہے

بعض استفساروں کے جوابات اور بعض کتابوں پر اظہار رائے ہم عدم گنجائش کیوجہ سے نہیں لکھ سکے ناظرین گھبرائیں نہیں اور طلبگار بایدصبور و حمول پر عمل کریں

مضامین کی کثرت اور اخبار کے حجم کی باوجود ۱۶ صفحہ کلاں ہونے کے کمی نے اس سوال کو قابل غور بنادیا ہے کہ آیا اخبار کا حجم بڑھایا جاوے یا اس کو ہفتہ میں دو مرتبہ کردینے کی تجویز سوچی جاوے۔ بہرحال ہم سردست اسپر کوئی رائے پیش نہیں کرتے ناظرین الحکم کی ذاتی راؤں کا اندازہ کرنے کے لئے اس سوال کو قوم کی خدمت میں پیش کردیا ہے +

حقیقت میں بہت سے ضروری اور اشد ضروری مضامین ہیں جو قلت گنجائش کی وجہ سے شائع نہیں ہوسکتے مثلاً ظہر اور عصر کی نمازوں کے جمع کرنے پر حضرۃ حجۃ اللہ کی ایک لطیف اور حقائق سے لبریز تقریر ہے جو گذشتہ نومبر میں فرمائی تہی اور اب تک پانچ مہینے میں اس کی نوبت نہیں آئی۔ ایسا ہی مردوں سے مدد مانگنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ایک بیش بہا تقریر ہے

مکتوبات حکیم الامتہ

مکتوب نمبر ۳

ا ے میرے پیارے پیارے دل
کے سرور آنکھون کے نور
اللہ تعالے دین سلامت رکھے
اور تمہاری ترقی مین مجھے خورسند
اور لوگون کو نفع مند کرے۔ اے
خدا ایسا ہی کر۔

دین! تمہارے للہی فقرون اور دین کی باتون پر مجھے جسقدر خوشی ہوئی اور ہوتی ہے ایشیائی اور مشرقی خیالات سے قطع نظر کرکے کہتا ہون۔ کوئی کلمہ نہیں ملتا جسمین میرے دلی ولولے کا بیان ہوسکے۔ امتثالاً لحکم جناب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم جزاک اللہ تعالے احسن الجزا پر اکتفا کرتا ہون

اللھم علمہ حبی

الکتاب وفقہ فی الدین اللہم زد حبی علماً وعملاً۔ او خدا ایسا ہی ہو پیارے راقم کا استحقاق نہ بھولئے۔ غفلت اور لاپروائی کے سمندر مین ڈوبا جاتا ہون دعا کرو نجات پاؤن کبھی مین نے بھی آپ کے لئے تمام آماکن اجابت حرمین شریفین مین بہت بہت دعائیں کیں جنکا ثمرہ ایک تو یہی دینوی معاملہ ہین اور دوسرا ثمرہ جنت مین انشا اللہ تعالے دیکھو گے

پیارے مذہب اسلام بے ریب ایک الہی مذہب ہے۔ مین نے یہودیت اور عیسائیت مجوسیت آریا دہرم کو بہت کچھ سنا اور وہ آریا قوم کی شاخ ہے۔ سب پر اسلام کو بڑی دلیری سے بے تعصب ترجیح دیتا ہون اور اسلام مین شراب کی حرمت اول تو اوس رسول پاک کی زبانی جس کے کہنے سے قرآن شریف کو ہمنے کلام الہی مانا۔ ثابت۔ کل مسکر خمر۔ کل مسکر حرام۔ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وتحریم تحلیل الخمر قرآن شریف مین تو اوس ام الخبائث کی حرمت ایسی بیان ہوئی ہے جس کی حد ہی نہیں

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ
(ایمان والو — شراب اور جوا)

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ
(بت اور پانسے — پلید ہین گندے)

مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
(شیطانی کام — بچو — تو)

تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ
(نجات پاؤ — شیطان تو یہی چاہتا ہے)

اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
(ڈالدے تم مین — دشمنی اور کینہ)

فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ
(شراب اور جوئے سے — اور روکے)

ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ
(اللہ کی یاد سے اور نماز سے — اب کیا)

اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ
(تم باز آؤگے — مانو اللہ کو)

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا
(اور مانو رسول کو اور ڈرو)

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی
(اگر نہ مانو — توجان لو ہمارے)

رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝
(معجزے کا کام کہہ دینا)

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ

(کہ ان مین تم بڑا — اور نفع)

خمر اثم ٹھہرا اور اثم کا حکم ہے

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ
(کہ کر کبھی — ادر بھی بے حیائی)

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ
(اور اثم)

وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا
(اور بغاوت — اور اللہ سے شرک)

بِاللّٰهِ

خمر اثم کبیر اور اثم چھوٹا بڑا سب حرام ہے۔ وتر ایک اور تین بدون التحیات اوسط اور پانچ ایک تشہد سے اور سات ایک تشہد سے اور نو رکعت جسمین اخیر دونون مین التحیات ہو سب سنت ہے تراویح تہجد وتر ایک ہی چیز ہو اسلام انتباع قرآن شریف و حدیث صحیح ہے۔ اسلام نے کیا عمدہ فرمان

اور فطرتی مذہب ہے۔ پیارے مین نے ان دونون توریت اور صحف انبیاء اور انجیل کو بہت دیکھا واللہ العظیم بے اختیار میرے مونہہ سے نکلتا تھا فداک ابی وامی یا رسول اللہ انت خاتم الانبیاء واصفی الاصفیاء

وانت متمم مکارم الاخلاق پیارے دین! افسوس ہم ناشکر گزار نے قرآن شریف اور حدیث کی قدر نہ کی مولویون کے خیالات پر اڑ گئے۔ کہان مشت خاک اور کہان احکم الحاکمین کا کلام پاک آپکی سچی اور دلی محبت پر مجھے یقین ہے کہ آپ ہر روز ایک حصہ ترجمہ قرآن شریف کا پڑھتے ہونگے اور خوب حظ پاتے ہونگے۔ پیارے دین! تذکر کے لئے قرآن شریف نہایت ہی سہل۔ یسرنا القرآن کے سامنے کسی زید و بکر کی بات پر کب دھیان ہوسکتا ہے۔ مسجد مین۔ تو جب شروع ہو آگے کو بڑھ دینا۔ اوسکی طرف رخ کرکے بیٹھنا خندہ پیشانی سے پیش آنا عجز آمیز بااخلاق کلام کرنا بشرطیکہ اوسمین تصنع نہو اور استقبال کے لئے اوٹھنا۔ نہایت عمدہ اور پسندیدہ ہے اور اعجام کیسی وٹیا بھی لغو تراویح تہجد ایک ہی چیز ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے کبھی زیادہ نہیں پڑھی

خاکسار نوردین۔

دار الامان کا ھفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ السلام بخیریت ہین اور عربی رسالہ لکھ رہے ہین عصمت انبیاء پر جو مضمون حصہ لکھ رہے تھے وہ ختم ہوچکا

۲۔ حضرت حکیم الامتہ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب بھی بفضلہ تعالے تندرست ہین۔

۳۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کتاب اپنے حسین کی تیسیر کے کام مین مصروف ہین۔

۴۔ اس ہفتہ مین ہمارے کرم مخدوم جناب شاہ نصیر حسین صاحب کوئٹہ سے تشریف لائے ہین

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۹ جلد ۶

امریکہ مین ایک شخص کو مار کر دیکھا کہ آیا مرنے کے بعد شعور باقی رہتا ہے یا نہین۔ اس شخص کو جس پر یہ تجربہ کرنا چاہا کہدیا گیا کہ تم نے آنکھ کے اشارے سے بتا دینا۔ مگر جب وہ ہلاک کیا گیا تو کچھ بھی نہ کر سکا کیونکہ یہ ایک سر الٰہی ہے جس کی تہ تک کوئی نہین پہونچ سکتا۔ انسان جب حد سے گذرتا ہے۔ تو سر کی تلاش کی فکر مین ہوتا ہے۔ مغربی دنیا جو زمینی تحقیقات میں لگی ہوئی ہے وہ ہر فلسفہ مین ادب سے دور نکلجاتی ہے اور انسانی حدود کو چھوڑ کر آگے قدم رکھنا چاہتی ہے۔ مگر بیفایدہ

مختصر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان امور کو جو ایمانیات سے متعلق ہین نہ تو اس قدر چھپایا ہے کہ تکلف کی حد تک پہونچ جائین اور نہ اسقدر ظاہر کیا ہے کہ ایمان ایمان ہی نہ رہے اور کوئی فایدہ اس پر مترتب نہ ہو سکے۔

باوجود ان ساری باتون کے آج اسلام کے لیے **خوشی کا دن** ہے کہ مجموعۂ عالم مین کوئی اسکا مقابلہ نہین کر سکتا اور وہ اپنی روشن ہدایتون اور علمی سچائیون کے ساتھ **زندہ نشانات** اور **زندہ برکات** کا ایک زبردست **معجزہ** اپنے ساتھ رکھتا ہے جسکے مقابلہ کی کسی مین **طاقت** نہین!

یہ بات کہ **اسلام** اپنی پاک تعلیم اور اسکے **زندہ نتایج** کے ساتھ اس وقت مجموعۂ عالم مین **ممتاز** ہے نرا دعوی ہی دعوی نہین بلکہ خدا تعالےٰ نے **اپنے بندے** کے ذریعہ اس سچائی کو ثابت کر دیا ہے اور کل مذاہب و ملل کو دعوت حق کرکے اس نے بتا دیا ہے کہ فی الحقیقت **اسلام** ہی ایک **زندہ مذہب** ہے اور جسے ابھی تک شک ہو وہ **میرے پاس** آئے اور ان خوبیون اور **برکات** کو خود مشاہدہ کرے مگر **طالب صادق** بن کر آئے نہ جلد باز **معترض** ہو کر۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس زمانہ مین دنیا مین ظاہر ہوئے اور خدا تعالےٰ کا جلال اور گم گشتہ توحید کو زندہ کرنے کے لیے آپ مبعوث ہوئے اس زمانہ ہی کی حالت پر اگر کوئی سعادتمند سلیم الفطرة غور کن دل لیکر فکر کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ کی حالت ہی آپ کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے اور دانشمند اس وقت ہی کو دیکھ کر اقرار کرے اور معجزہ بھی طلب نہ کرے پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق مین یہ سوال کیا ہے کہ کیا سبب ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت دعوی کیا اور خدا تعالےٰ نے انکو نہ روکا؟ اس سوال کا پھر آپ جواب دیتا ہے کہ اسوقت چونکہ عیسائی بگڑ گئے تھے انکے اخلاق اور اعمال بہت خراب تھے انہون نے سچی راستبازی کا طریق چھوڑ دیا تھا اس لیے اللہ تعالےٰ نے ان کی تنبیہ کے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور اسی لیئے آپ کو نہ روکا۔ اس سے یہ نادان عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا تو اعتراف نہین کرتا بلکہ معترض کی صورت مین اس کو پیش کرتا ہے۔

مین کہتا ہون کہ کیا اسوقت کے حسب حال کسی **مصلح** کی ضرورت تھی یا یہ کہ ایک کا جو ایک ہاتھ کاٹا ہوا ہے تو دوسرا بھی کاٹا جاوے۔ جو بیمار ہے پتھر مار کر مار دیا جاوے کیا یہ خدا تعالےٰ کے رحم کے مناسب حال ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اسوقت جیسا کہ عیسائی تسلیم کرتے ہین وہ تاریکی کا زمانہ تھا۔ اور دیانند نے اپنی کتاب مین تسلیم کیا ہے اور تاریخ بھی شہادت دیتی ہے کہ ہندوستان مین بت پرستی ہو رہی تھی نہ صرف ہندوستان مین بلکہ کل معمورہ عالم مین ایک خطرناک تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جسکا اعتراف ہر قوم اور ملت کے مورخون اور محققون نے کیا ہے اب ایسی حالت مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود بے ضرورت نہ تھا بلکہ وہ کل دنیا کے لیئے ایک رحمت کا نشان ہے اسنے فرمایا ہے

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

یعنے اے نبی کریم ہم نے تمہین تمام عالم پر رحمت کے لیے بھیجا ہے آپ کو تو کچھ معلوم نہ تھا کہ اسوقت آریہ ورت کی کیا حالت ہے۔ اور کسی خطرناک بت پرستی کے تاریک غار مین گرا ہوا ہے یہانتک کہ انسان کی شرمگاہ تک کی پرستش بھی ان وید کے ماننے والون مین مروج تھی اور نہ آپکو معلوم تھا کہ بلاد شلم کے عیسائیون کا کیا حال ہے وہ کس قسم کی انسان پرستی مین مصروف ہو کر اخلاق اور اعمال صالحہ کی قیود سے نکلکر بالکل تاریک زندگی بسر کر رہے تھے اور نہ آپ کو اس بات کا علم تھا کہ ایران اور مصر مین کیا ہو رہا ہے! غرض آپ تو ایک جنگل مین پیدا ہوئے تھے نہ اس وقت کوئی تاریخ مدون ہوئی تھی جو آپ نے پڑھی ہوتی نہ کسی مدرسہ اور مکتب مین آپ نے تعلیم پائی تھی جو معلومات وسیع ہوتے اور نہ کوئی اور ذرایع لوگون کے حالات معلوم کرنے کے تھے جیسے تار یا اخبار یا ڈاک خانے وغیرہ۔

آپ کو تو دنیا کے بگڑ جانے کی اطلاع صرف خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے ملی جب یہ آیت اتری۔ **ظہر الفساد فی البر والبحر** یعنے دریا بھی بگڑ گئے اور جنگل بھی بگڑ گئے دریاؤن سے مراد وہ لوگ ہین جن کو پانی دیا گیا یعنے شریعت اور کتاب اللہ ملی اور جنگل سے مراد وہ ہین جن کو اس سے حصہ نہین ملا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب بھی بگڑ گئے اور مشرک بھی۔ الغرض آپ کا زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ دنیا تاریکی میں پھیلی ہوئی تھی اس وقت اللہ تعالےٰ نے آپ کو پیدا کیا تا تاریکی کو دور کرین ایسے پر فتن زمانہ مین کہ چارون طرف فسق و فجور کی ترقی تھی اور شرک اور دھریت کا زور تھا کہ نہ اعتقاد ہی درست تھے اور نہ اعمال صالحہ اور نہ اخلاق ہی باقی رہے تھے، آپکا پیدا ہونا بجائے خود آپ کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے کاش کوئی اس پر غور کرے عقلمند اور سلیم الفطرة انسان ایسے وقت پر آنے والے مصلح کی...

نہین کرسکتا اور کم از کم اس کو اتنا تو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ وقت پر آیا ہے۔ وباء طاعون یا ہیضہ کی شدت کے وقت اگر کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ مین ان کے علاج کے لیے آیا ہون ؟ تو کیا اس قدر تسلیم کرنا نہین پڑے گا کہ یہ شخص ضرورت کے وقت پر آیا ہے ؟ بیشک ماننا پڑیگا۔ اسی طرح پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے لیے پہلی دلیل یہی ہے کہ آپ جس وقت تشریف لائے وہ وقت چاہتا تھا کہ

مردے از غیب برون آید وکارے بکند۔

اسی کی طرف قرآن کریم نے اس آیت مین اشارہ کیا ہے

بالحق انزلناہ وبالحق نزل

پس یاد رکھو کہ مامور من اللہ کی شناخت کی پہلی دلیل یہی ہوتی ہے کہ اس وقت اور موقع پر نگاہ کی جاوے کہ کیا اسوقت **کسی مرد آسمانی کے آنے کی ضرورت** بھی ہے یا نہین ؟

ایک شخص اگر نہرون کی موجودگی اور متعدد کنوؤن کے ہوتے ہوئے پھر ان مین ہی کنوان لگاتا ہے تو صاف کہنا پڑے گا۔ کہ یہ وقت اور روپیہ کا خون کرتا ہے لیکن اگر وہ کسی ایسے جنگل مین جہان کوئی کنوان نہین ہے کنوان لگاتا ہے تو ماننا پڑیگا کہ اسنے خیر جاری کے لیئے یہ کام کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے جسمانی جنگل مین پیدا ہوئے ویسے ہی روحانی جنگل بھی تھا۔ مکہ مین اگر جسمانی اور روحانی نہرین نہ تھین تو دوسرے ملک روحانی نہر کے نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو چکے تھے۔ اور زمین مرچکی تھی جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔

اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا

یعنے یہ بات تمہین معلوم ہے کہ زمین ساری مرگئی تھی اب خدا تعالے نئے سرے اس کو زندہ کرتا ہے پس یہ زبردست دلیل ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی کہ آپ ایسے وقت مین آئے کہ ساری دنیا عام طور پر بدکاریون اور بد اعتقادیون مین مبتلا ہو چکی تھی اور حق وحقیقت اور توحید اور پاکیزگی سے خالی ہو گئی تھی۔

پھر دوسری دلیل آپ کی سچائی کی یہ ہے کہ آپ ایسے وقت من اللہ تعالے کیطرف اٹھائے گئے جب وہ اپنے فرض رسالت کو پورے طور پر ادا کرکے کامیاب اور بامراد ہو چکے۔ حقیقت مین جیسے مامور من اللہ کے لیے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا وہ وقت پر آیا ہے یا نہین ؟ یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ کامیاب ہوا یا نہین ؟ اس لئے ان بیمارون کو جنکے علاج کے لیے وہ آیا اچھا بھی کیا یا نہین ؟ (باقی آیندہ)

ملفوظات احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)

عصمت اور شفاعت

(ایڈیٹر کے اپنے الفاظ مین)

تعجب ہے کہ عیسائی لوگ **شفاعت** کیلئے **عصمت** کا مسئلہ پیش کرتے ہین کیونکہ ان کے ہان نری عصمت شفاعت کا موجب نہین ہو سکتی بلکہ شفاعت تب ہو سکتی ہے جب کہ شفیع معصوم ہو اور پھر وہ **ابن اللہ** ہو اور پھر صلیب پر لٹکایا جا کر **ملعون** ہو جب تک یہ تثلیث عیسائی مذہب کے عقیدہ کے موافق قائم نہ ہو شفیع نہین ہو سکتا پھر وہ عصمت عصمت ہی کیون پکارتے ہین کیا اگر کوئی معصوم انکے سامنے پیش کیا جاوے یا ثابت کر دیا جاوے تو وہ مان لینگے کہ وہ شفیع ہے ؟ ہرگز نہین بلکہ عیسائی عقیدہ کیموافق یہ ضروری ہے کہ وہ خدا بھی ہو بلکہ **ابن اللہ** ہو اور وہ مصلوب ہو کر جب تک **ملعون** نہ ہوے ہرگز ہرگز وہ شفیع نہین ہو سکتا پھر ایک اور بات قابل غور ہے کہ جب کہ یسوع خود خدا تھا اور اس لئے وہ علت العلل تھا اور اس نے کل جہان کے گناہ بھی اپنے ذمے لیئے پھر وہ معصوم کیونکر ہوا اور گناہون کا تذکرہ ہم چھوڑ دیتے ہین جو یہودی مورخون اور فری تھنکرون (آزاد خیال) نے انکی انجیل سے ثابت کیئے ہین لیکن جب اس نے خود گناہ اٹھا لئے اور بوجہ علت العلل ہونے کے سارے گناہون کا کرانیوالا وہی ٹھہرا تو پھر اسے معصوم قرار دینا ... دانشمندی ہے

پھر خدا کا نام معصوم نہین کیونکہ معصوم وہ ہے جس کا کوئی دوسرا عاصم ہو خدا کا نام عاصم ہے اس لئے جب شفاعت کے لئے ابنیت کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بھی مصلوبیت کی لعنت ضروری ہے تو یہ سارا تانا بانا ہی بناء فاسد بر فاسد کا مصداق ہے۔

حقیقی اور سچی بات یہ ہے جو مین نے پہلے بھی بیان کی تھی کہ شفیع کے لئے ضروری ہے کہ اول خدا تعالے سے تعلق کامل ہوتا کہ وہ خدا سے فیض کو حاصل کرے اور پھر مخلوق سے شدید تعلق ہوتا کہ وہ فیض اور خیر جو وہ خدا سے حاصل کرتا ہے مخلوق کو پہنچاوے جب تک یہ دونون تعلق شدید نہ ہون شفیع نہین ہو سکتا۔ پھر اسی مسئلہ پر تیسری بحث قابل غور یہ ہے کہ جب تک نمونے نہ دیکھے جائین کوئی مفید نتیجہ نہین نکل سکتا اور ساری بحثین فرضی ہین مسیح کے نمونہ کو دیکھو کہ چند حواریون کو بھی درست نکر سکے ہمیشہ ان کو سست اعتقاد کہتے رہے بلکہ بعض کو شیطان بھی کہا اور انجیل کی روسے کوئی نمونہ کامل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بالمقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہین کہ کیسے روحانی اور جسمانی طور پر انھون نے عذاب الیم سے چھوڑایا اور گناہ کی زندگی سے ان کو نکالا کہ عالم ہی پلٹ دیا ایسا ہی حضرت موسے کی شفاعت سے بھی فائدہ پہونچا۔ عیسائی جو مسیح کو مثیل موسی قرار دیتے ہین تو یہ ثابت نہین کرسکتے کہ موسی کیطرح انھون نے گناہ سے قوم کو بچایا ہو بلکہ ہم دیکھتے ہین کہ مسیح کے بعد قوم کیحالت بہت ہی بگڑ گئی۔ اور اب بھی اگر کسیکو شک ہو تو لنڈن یا یورپ کے دوسرے شہرون مین جا کر دیکھ لے کہ آیا گناہ سے چھڑا دیا ہے یا پھنسا دیا ہے اور یون کہنی کو تو ایک چوہڑا بھی کہہ سکتا ہے کہ بالمیک نے چھوڑایا مگر یہ ... نرے دعوے ہی دعوے ہین جن کے ساتھ کوئی واضح ثبوت نہین ہے پس عیسائیون کا یہ کہنا کہ مسیح چھوڑانے کے لیئے آیا تھا ایک خیالی بات ہے جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ انکے بعد قوم کی حالت

بہت بگڑ گئی اور روحانیت سے بالکل دور جا پڑی +

ہاں سچا **شفیع** اور کامل **شفیع** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنا دیا اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں آپ کی پاکیزگی اور صداقت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالےٰ نمونہ بھیجدیتا ہے اس کے بعد **استغفا**ر کا مسئلہ بھی قابل غور ہے عیسائیوں نے اپنی جہالت اور نادانی سے اس پاک اصول پر بھی نکتہ چینی کی ہے حالانکہ یہ انسان کی طبعی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔

جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف میں دو نام پیش کئے ہیں **الحي** اور **القيوم** الحي کے معنے ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنیوالا۔ **القيوم** خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہیں دونوں صفات کے طفیل سے ہے پس **حيّ** کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کیجائے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں **اياك نعبد** ہے اور **القيوم** چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے اس کو **اياك نستعين** کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے +

حیّ کا لفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مر جانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے پھر اس کو وسیع کر کے ان لوگوں کے لئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کے برے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے پس جو شخص انسان ہو کر **استغفار** کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے +

خطبہ

جو ۷ مارچ ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا

واذ قلنا ادخلوا هذه القرية

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اس گاؤں میں تم داخل ہو جاؤ۔ اور جو چاہو کھاؤ اور جب دروازے کے اندر داخل ہو تو سجدہ کر کے داخل ہونا اور یہ کہنا کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ بخش ہم تیرے فرمانبردار ہیں۔ ہم تمہارے گناہ معاف کر دینگے جو کوئی اس پر بکار رہا اُسے اچھے اچھے بدلے دینگے مگر بدکاروں نے حرام کاریاں شروع کیں جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر **طاعون** بھیجا اس لئے کہ فسق کرتے تھے +

یہ آیتیں سورہ بقرہ کی ہیں اس سورہ میں خدا تعالےٰ نے یہود کے بہت سے معایب بیان کئے ہیں جس نے سادہ ترجمہ ہی قرآن شریف کا پڑھا ہے اُسے خوب معلوم ہے کہ اس سورہ شریفہ میں یہود کے بڑے بڑے عیب خدا تعالےٰ نے ظاہر فرمائے ہیں اس میں کیا سر ہے یہ کلام الہیٰ جو مسلمانوں کے لئے آیا اس میں یہودیوں کی عیب شماری سے کیا غرض تھی؟ وہ تو مر چکے تھے پھر دوبارہ انکا ذکر کرنے سے کیا حاصل؟

اس روشن کتاب میں جو سراسر حکمت اور محکم ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور فوائد کو اپنے اندر نہ رکھتی ہو یہود کے معایب جو اس کتاب نے بیان کئے ہیں بظاہر اس کتاب کے مقصد اعظم سے ان کا کوئی تعلق نظر نہ آتا ہو لیکن جب ایک آدمی پورے غور اور فکر سے اس کتاب مجید کی ترتیب اور طرز بیان پر نگاہ کرتا ہے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں میں یہود کی سی بداطواریاں اور بداخلاقیاں ایک وقت پیں جانیوالی تھیں اس لئے علیم و حکیم خدا نے قبل از وقت انکے معایب اور ان کی بدکاریاں [illegible]

اور متنبہ کر دیا ہے کہ وہ ان سے بچیں یہی وہ سر اور بھید ہے۔ جیکے لئے سورۃ الفاتحہ کو پہلے رکھا ہے الحمدللہ سے شروع کر کے غير المغضوب ولا الضالين پر اسے ختم کیا ہے کل مفسروں کا اس پر اتفاق ہے کہ مغضوب سے **یہود** مراد ہیں اور **ضالین** سے نصاریٰ اس لئے اللہ تعالےٰ نے سکھایا ہے کہ تم اهدنا الصراط المستقيم کی دعا کرو۔ یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر بڑے بڑے انعام و اکرام ہوئے ہیں اے مولا ہم کو دکھا اور وہی فضل و برکات اور رحمتیں ہمیں بھی عطا فرما۔ اب ایک غور کرنے والا دل سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ انعام و اکرام خدا تعالےٰ نے آئندہ کسی پر کرنے نہ تھے تو اس دعا کی تعلیم کی ہی کیا ضرورت تھی؟ اس دعا کا سکھایا جانا ہی صاف بتاتا ہے کہ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسےٰ حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو انعام کئے ہیں ہم پر بھی انعام کر اس دعا سے بڑی بڑی خوشیاں مومنوں اور صادقوں کو عطا کی ہیں اور امیدوں کو بڑھا دیا ہے **مومن** کا دل خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے جب وہ اس آغاز ہی پر نظر کرتا ہے کہ کس طرح اس کو رب العلمين۔ الرحمن۔ الرحيم۔ مالك يوم الدين صفات الہیہ سے شروع کیا گیا ہے۔ رحمان جو بن مانگے دینیوالا ہے۔ اور رحیم جو مانگنے پر بھی عطا کرنیوالا ہے۔ نعوذ باللہ اگر اس کے پہلے یہ ہوتا کہ خدا کے پاس کچھ نہیں تو فطرت انسانی میں وہ جوش اور اضطراب جو دعا کے لئے ضروری ہے پیدا ہی نہ ہو سکتا +

پھر جب الحمد للہ کہتا ہے تو معاً دل میں یہ جوش پیدا ہوتا ہے کہ حضرۃ موسیٰ و مسیح و نوح و ابراہیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اسی ستائش سے پایا انکی کامیابیوں پر نگاہ کرتے اگر یہی نسبت یہ گمان کرے کہ جو کچھ ملنا تھا انکو مل چکا مجھے کچھ نہیں ملسکتا بڑا بے **ایمان** ہے جو خدا کی نسبت ایک آن کے لئے یہ وہم کرے کہ اس کے پاس نہیں وہ لم یزل اور لایزال خداوند ہے وہ جیسا آدم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت خدا تھا ویسا ہی اب بھی ہے جامع صفت ازلی ابدی خدا [illegible]

طیار ہے ہان کوئی موسٰی اور مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرت حاصل کرے

یعنی سورہ فاتحہ مین اوّلا اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان فرمایا تاکہ مومن کی امید بڑہے اور دعا کے لئے جوش پیدا ہو اور پہر دعا یہ تعلیم کی کہ منعم علیہ گروہ کی راہ دکہا اور یہودیون اور نصرانیون کی راہ سے بچنے کی دعا تعلیم کی چونکہ سورہ فاتحہ مین مغضوب قوم یہود کی راہ سے بچنے کی دعا تعلیم کی تہی اس لئے ازبس ضروری تہا کہ اس قوم کے معایب سے اطلاع دیتا خطبہ مین اسقدر وقت کی گنجایش نہین کہ اس ترتیب پر مین مفصل آپ کو کچہ سناؤن کیونکہ مختصر طور پر مجہے آپکو اس غضب الٰہی سے ڈرانا ہے جو آج کل طاعون کی صورت مین نمودار ہو رہا ہے جبکہ طاعون مغضوب قوم کا نشان ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یہودیت جسکے معایب خدا تعالےٰ نے بیان فرمائے تہے پیدا ہو چلی ہے اور یہ بات اور بہی قوی ہو جاتی ہے جبکہ خدا تعالےٰ کا برگزیدہ اور **معطر مسیح موعود** ہم مین موجود ہے پس توبہ کرو اور دعاؤن سے کام لو کہ خدا تعالےٰ اس سے محفوظ رکہے۔

خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہودیون پر ہم نے طاعون بہیجی تہی اسکے اسباب مین سے ایک فسق بہی بتایا ہے اور یہ بہی بتایا ہے کہ انکو حکم دیا گیا تہا کہ جب تم اس شہر مین داخل ہو شرارت نکرنا بلکہ فرمانبردار ہوکر رہنا اور اپنے گناہون کی معافی چاہنا مگر ظالمون نے شرارت اور بدکاری اختیار کی نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاک ہو گئے ان آیتون مین ہمارے لئے سبق ہے خدا نے فرمایا ہے کہ جب ظالم خدا کے حکم کو بدل دیتا ہے تو اسپر طاعون آتی ہے مین خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ جس کی پاک اور سچی کتاب میرے ہاتھ مین ہے سورہ بقر کے مندرجہ معاصی اسوقت مسلمانون مین پائے جاتے ہین پہر کیا ضروری نہ تہا کہ طاعون نازل ہوتا۔ اب کس قدر یہ موقع تہا کہ یہ لوگ سمجہتے۔ اور خدا تعالےٰ کی وصیت کو بدلنے کی سعی نکرتے مگر انہون نے اسے بدل ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل موسٰی ہونا خدا تعالےٰ کا کما استخلف الذین من قبلہم کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اماکم منکم فرمانا اور پہر سورہ **فاتحہ** کی ترتیب مین صاف بتا دینا کہ ساتوین ہزار پر

پہر مسیح موعود آئے گا اور ضالین کو اس مین سب سے پیچہے رکہنا اور مغضوب کو اس سے پہلے بیان کرنا اور فاتحہ کی سات آیتین رکہنا یہ سب امور صاف بتاتے ہین کہ وہ خدا کا برگزیدہ کسوفت ظاہر ہوگا۔ وہ وقت وعدہ کے موافق آیا۔ ساتوان ہزار آگیا جیسے کہ سورہ فاتحہ کی آیتون کی تعداد مین معلوم ہوتا ہے اور قرآن شریف کے دوسرے مقامات مین پایا جاتا ہے چودہوین صدی آگئی جب آیت استخلاف اور مثیل موسٰی والی آیت کی مطابقت سے پایا جاتا ہے ٭

عیسائی مذہب کا فتنہ حد سے بڑہ گیا اب بہی ان کے خیال مین کسی مسیح کی ضرورت نہیں؟ افسوس اور دا ویلا ان پر مین تمہین سناتا ہون سنو اور یاد رکہو خدا کا مسیح موعود اپنے وعدہ کے موافق آیا **دنیا نے اس کو قبول نکیا مگر خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا ٭**

اور یہ طاعون اس کے زور آور حملون سے ایک حملہ ہے پس خدا سے ڈرو۔ اور توبہ کرو اپنی چال چلن مین نمایان تبدیلی کر دخدا سے صلح کر لو اور دیکہ لو۔ کہ بلا تمہارے دروازہ پر آ پہونچی ہے۔

سچی پاکیزگی اور طہارت اختیار کرو۔ اپنے طرز عمل سے دکہا دو کہ تم خدا کے پاک **مسیح موعود** کی جماعت ہو جو منعم علیہ وجود ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس کی ہی پناہ مین آنے کے لئے سعی کرین ٭

وصیت الحق

اس عنوان کے تحت مین صرف آج کی اشاعت مین ہم چند ضروری باتین درج کرتے ہین جن کا ناظرین الحکم تک پہونچانا ہم اپنا فرض سمجہتے ہین ٭

اول حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت موجودہ دار الامان کو مخاطب کرکے حکم دیا ہے کہ چونکہ طاعون بشدت پہیلتا جاتا ہے اور یہ خدا تعالےٰ کا قہری نشان ہے اس لئے مین چاہتا ہون کہ وہ لوگ جو میرے ساتہ رہتے ہین ذی الحجہ کے پہلے عشرہ مین ضرور ضرور تہجد کے لئے اُٹہیں اور پورے خشوع و خضوع کے ساتہ اللہ تعالےٰ کے حضور اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے دعائین مانگین اور اپنی عملی زندگی مین ایک نمایان تبدیلی کر لین اور پہر کسی کو کوئی **مبشر رویا** ہو تو وہ ہمین سناوے اور اگر کوئی مشکوک اور منذر رویا ہو تو ضرورت نہین کہ ہمین سنائے۔ اپنے طور پر کثرت سے استغفار کرے اگرچہ تہجد کیلئے حضرت حجۃ اللہ کی ہمیشہ ہی سخت تاکید اور آپکی شرائط بیعت مین یہ درج ہے مگر ان ایام عشرہ مین خصوصیت کے ساتہ حضور نے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر شخص جو اس سلسلہ مین داخل ہے وہ تہجد کے لئے اُٹہے اپنے گہر مین عورتون کو بہی تاکید کردے گو الحکم کی اشاعت تک عید اضحی تک بہت تہوڑا وقت رہ جائیگا لیکن جسقدر بہی کسی کو موقع مل جاویگا اور جو کوئی اس امام کے حکم پر عمل کریگا وہ ثواب مین داخل ہو جائے گا لہذا **احمدی قوم** کو یہ وصیت حق بذریعہ الحکم پہنچا دی جاتی ہے مبارک وہ جو اسپر عمل کرے ٭

دوم - اسی طاعون کی شدت کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کے ذریعہ حکم دیا ہے کہ وہ بذریعہ اعلان مشتہر کردین کہ طاعون زدہ مقامات یا متاثر علاقجات کے لوگ عید اضحی پر قادیان آنیکا ہرگز ہرگز ارادہ نکرین اگرچہ ہم الحکم مین اس سے پہلے بہی کئی مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اس اعلان کو شائع کر چکے ہین مگر مکرر تبلیغ کے لئے اس اعلان کو دوسرے مقام پر درج کرتے ہین اسے غور سے پڑہا جاوے

سوم حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ تام اور اتمام حجت کی خاطر یہ انتظام فرمایا کہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۲ء کو بروز جمعہ تمام مسلمانان قصبہ قادیان کو مسجد اقصٰی میں جمع کرکے طاعون کے خطرناک حملوں سے ڈرایا جاوے اور انکو **احکام الٰہی** کی تبلیغ کی جاوے کہ وہ اپنی حالت مین اصلاح کرین اور نمازون کی پابندی اور دوسرے نیکی اور خدا ترسی کے کامون مین مصروف ہون اور خدا تعالےٰ کے غضب سے

رقیمۃ الوداد نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم اخونا الاکرم حضرت قاضی سید آل محمد صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید

وہ یہ ہے کہ مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ عربی امروہہ۔ بعض روسار امروہہ کی بڑی آرزوؤں کے بعد اس میدان مناظرہ مین تشریف لے آئے ہین جس سے امر حق کا ظہور اب سہل و آسان ہوگیا ہے۔ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ اندرین ایام بحالت قیام خاکسار کے امروہہ مین جبکہ مولوی سید بدر الحسن صاحب شاگرد مولوی احمد حسن صاحب مدرس پر دربارہ وفات حضرت عیسٰی بن مریم و ابن مریم موعود ہونے حضرت اقدس کے بعد مباحثات کے امر حق واضح ہوگیا اور انہون نے دعاوی حقہ حضرت امام آخر الزمان کو تسلیم کرلیا تو امروہہ مین بڑا شور و غل برپا ہوا اور مولوی بدر الحسن صاحب پر اس امر حق کے واضح ہوجانے سے مدرس صاحب کی جو حالت ہوئی اس کی خبر یا تو اس علیم خبیر کو ہی ہے یا بحکم **بل الانسان علے نفسہ بصیرۃ** کے خود مدرس صاحب جانتے ہونگے **ولا ابالی قل موتوا بغیظکم**۔ بہرحال جب تک خاکسار امروہہ مین مقیم رہا تخمیناً ایک ماہ تک مدرس صاحب کو واسطے فیصلہ حیات و وفات عیسے بن مریم کے بسبب برپا ہونے اس شور و غل عوام کے اہل حق کی طرف سے مدعو کیا گیا۔ اور اشتہار مناظرہ بھی پہنچا دیا گیا لیکن مدرس صاحب نے عذر بارد عدیم الفرصتی کا پیش فرما کر عاجز کے ساتھ فیصلہ کرنا ہرگز ہرگز نہ چاہا جو بعض ان کے ہم خیالو نکو بھی ناگوار گذرا تھا۔ بلکہ سابق ازین مدت نو دس سال تک جب کسی امروہہ کے صاحب نے ... بارہ

مین بخدمت مدرس صاحب عاجز سے فیصلہ کرانا چاہا تھا تو یہی عذر عدیم الفرصتی کا پیش فرما دیا تھا۔ ہان ایک مرتبہ عاجز کی غیبت مین قاضی سید آل محمد صاحب سے یہ شرط کی تھی کہ مین تم مسئلہ متنازعہ فیہا سمجھا دونگا مگر مولوی محمد احسن موجود نہون۔ وکذا وکذا ولنعم ماقیل

ہیبت حق است این از خلق نیست
ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

اب جو خاکسار امروہہ سے قادیان گیا تو خط قاضی سید آل محمد صاحب موسومہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سے (مد اللہ ظلہ العالے الی مدی الایام واللیالی) معلوم ہوا کہ مدرس صاحب نے میدان خالی پاکر مولوی سید بدر الحسن صاحب اپنے شاگرد کے روبرو جن پر امر حق واضح ہو چکا ہے۔ درپئے اثبات حیات حضرت عیسے بن مریم کے ہوکر آیت **تکلم الناس فی المھد وکھلا** سے اپنے زعم فاسد مین حیات عیسے بن مریم پر استدلال کیا اور قول حسن بصری **ان عیسے لم یمت** بھی پیش کیا۔ افسوس کہ کجا آیت **تکلم الناس فی المھد وکھلا** اور کجا حیات عیسے بن مریم اور کجا رفع ان کا **بجسدہ العنصری الی السماء** اور کجا ان کا نزول کذائی

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

لہذا حسب درخواست قاضی صاحب ممدوح کے جو مندرجہ خط موصولہ ہے اس استدلال باطل کی حقیقت منکشف کیجاتی ہے مدرس صاحب پر ضروری ہے کہ اس میدان مین کھڑے ہونے کی شرم فرما کر اس خط کا جواب ضرور بالضرور قاضی صاحب موصوف کو عنایت فرماوین۔ تصدیقاً ہو یا تکذیباً۔ مع الدلایل۔ ورنہ اب امر حق کے وضوح اور ظہور کے لیے امروہہ مین بھی اب وہ وقت آگیا ہے جو **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** کا مصداق ہے۔ اب کسی سے یہ امر حق مخفی نہ ہوسکیگا بلکہ کالشمس فی نصف النہار ہر اہل بصیرت پر وقتاً فوقتاً روشن ہوتا جاوے گا واللہ ... واضح ہو ... مجید

مین یہ آیت بحوث عنہا دو جگہ اس طرح پر وارد ہوئی ہے اول پارہ سوم رکوع ۱۳ مین فرمایا اللہ تعالٰے نے **ویکلم الناس فی المھد وکھلا** دوسری جگہ پارہ ہفتم رکوع ۵ مین فرمایا اللہ تعالٰے نے **اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا** اس آیت سے استدلال مدرس صاحب کا یہ ہے کہ حالت کہولت مین حضرت عیسے کا کلام کرنا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے اور زمانہ کہولت کا حضرت عیسے کے لیے ابھی تک نہ آیا تھا کہ اس کا رفع ہوگیا۔ پس زمانہ کہولت کا حضرت عیسے کے لیے بعد نزول من السماء کے ہوگا۔ جبکہ وہ سن کہولت یعنی چالیس برس کو پہونچین گے لہذا حضرت عیسے کی حیات اس آیت سے ثابت ہوا افسوس صد افسوس باوجودیکہ یہ استدلال باطل مدرس صاحب کا مصداق ہے اس مثل کے جو مشہور ہے کہ

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا۔

مگر تاہم مولوی بدر الحسن صاحب نے اس استدلال غت ربود کے ابطال سے محض سکوت اختیار کیا باوجودیکہ حق شاگردی و استادی کا بھی مقتضی اس امر کا تھا۔ کہ اس استدلال کو مدرس صاحب سے بخوبی سمجھتے نہ کہ محض سکوت اختیار کرتے لہذا اب قاضی آل محمد صاحب کیطرف سے اول یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ جو صدہا مقربین و صالحین سن کہولت کو پہونچکر اس سن کہولت مین کلام بھی کرتے رہے ہین آپ کے اس استدلال سے لازم آتا ہے کہ وے سب بھی زندہ ہون اور بجسد عنصری آسمان پر مرفوع بھی ہو گئے ہون اور پھر اون کا نزول کذائی بھی ماننا لازم ہوجاوے واللازم باطل فالملزوم مثلہ۔ مدرس صاحب پر اس قدر تو ضرور تھا کہ اولاً حضرت عیسے کا رفع الی السماء قبل التکہل بجسدہ العنصری دلایل مستقلہ یقینیہ سے ثابت کرتے۔ صرف اسی قدر ثابت کر دیتے کہ رفع الی اللہ کا محاورہ جو **بل رفعہ اللہ الیہ** مین ہے وہ بمعنی **رفع الی السماء بجسدہ العنصری** کے بھی آیا ہے۔ یا اللہ تعالٰے اور سماء دونو ...

نزول بجسدہ العنصری کا ثبوت قطعی دیا ہوتا ولا یمکن لہ ابداً ان یثبتہ - بعد اثبات ان ہر دو مقدمات کے کسی قدر گنجایش اس استدلال کی ہو سکتی تھی ودونہ خرط القتاد مگر اب تو وہی مثل ہوئی کہ مار دن گھٹنا پھوٹے سر آنکھ۔ ثانیاً استفسار ہے کہ حضرت عیسےٰ کا کلام کرنا آپ کے زعم کے بموجب صرف دو وقت مین ثابت ہوتا ہے ایک تو حالت مہد مین اور دوسرے بوقت کہولت جس کی تحدید آپ نے چالیس برس سے کی ہے تو کیا آپکے نزدیک حضرت عیسیٰ ابین زمانہ فی المہد اور سن کہولت چالیس برس کے محض گنگ اور بے زبان ہی رہے تھے پھر جس انجیل کا ذکر قرآن مجید مین ہے وہ کلام انجیلی کس وقت کا ہے بینوا توجروا - یہ کیسے متضاد قول ہین کہ یا تو حضرت عیسے خورد سالی ہی مین بولنے لگے تھے معہذا پھر جب سن نوجوانی کو پہونچے تو گونگے ہو گئے پھر بولے تو ایک مدت کے بعد جب سن کہولت کو پہونچگئے اور اس پر مزید لطف یہ ہوا کہ سن کہولت کو تخمیناً دو ہزار برس کے بعد پہونچے وما ہذا الا سفسطۃ محض شاید انہون نے شیخ سعدی کی اس نصیحت پر عمل کیا ہوگا ؎

مزن بے تامل بگفتار دم
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

مگر آج کل توان کے بولنے کی سخت ضرورت واقع ہے کہ عہدہ مسیح موعود کا ایک دوسرے شخص نے امت محمدیہ مین سے چھین لیا ہے اور دین اسلام مین زندقہ و الحاد کو طرح طرح سے شامل کئے دیتا ہے اگر اب بھی نہ بولے تو پھر کب بولین گے شیخ سعدی نے یہ بھی تو فرما دیا ہے ؎

دو چیز طیرہ عقل است دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ثالثاً دریافت طلب یہ امر ہے کہ اللہ تعالےٰ تو ان کے حق مین فرماتا ہے اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد وکہلا اس تائید روح القدس کا ثمرہ اور نتیجہ آپ کے نزدیک حضرت عیسےٰ کے لیے کیا خوب حاصل ہوا ہے کہ خورد سالی سے جو گونگے ہوئے تو چالیس برس کی عمر تک بے زبان ہی رہے بلکہ دو ہزار برس تک بے زبان ہی رہے انا للہ وانا الیہ راجعون جناب من ایسی تائید روح القدس سے خدا کے واسطے حضرت عیسے کو معاف فرمایئے تاکہ ان کی نبوت تو ثابت رہے اور یہود ان کے انکار نبوت مین معذور نہ ہون جیسا کہ منشار قرآن مجید کا ہے ورنہ ابطال انجیل مندرجہ قرآن مجید کا لازم آویگا - بلکہ خود قرآن مجید کا ابطال نعوذ باللہ آپ کے زعم فاسد کے بموجب لازم آیا جاتا ہے سچ ہے نادان کی دوستی جی کا زیان یا نیم ملا خطرہ ایمان - اے ناظرین کجا تائید پر تائید الٰہی ان کے لیئے بروح القدس اور کجا اس قدر مدت دراز تک گنگے اور بے زبانے ؎

اے عجب تو عاشق این ہر دو

رابعاً یہ گذارش ہے کہ حضرت عیسیٰ کے یہ تمام معجزات قولیہ اور خوارق کلامیہ بصیغہا متکلم جو قرآن مجید مین مذکور ہین کسوقت کے ہین کما قال تعالےٰ انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لایۃ لکم ان کنتم مومنین ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم وجئتکم بآیۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ التی حکی اللہ تعالےٰ عن عیسےٰ - اگر آپ کہیں کہ یہ جملہ اقوال و دعاوی حضرت عیسےٰ نے حالت مہد مین ہی فرمائے ہین تو یہ قول آپ کا خود آپ کی تفاسیر مسلمہ کے خلاف ہے کیونکہ مواہب اور اس کی شرح زرقانی وغیرہ مین لکھا ہے وانما یکون الوصف بالنبوۃ بعد بلوغ الموصوف بہا اربعین سنۃ اذ ہو سن الکمال ولہا تبعث الرسل ومفاد ہذا الحصر شامل لجمیع الانبیاء حتےٰ یحیٰی وعیسی وہو الصحیح کما فی فتح البیان - اور اگر آپ کہین کہ یہ معجزات قولیہ جو مشتمل پیشین گوئیون پر ہین وقت دعوی نبوۃ ہی کے ہین جو سن چہل سالگی ہے تو پھر حضرت عیسے کا سن کہولت کو پہونچ جانا اسی دنیا مین وقت بعثت اولیٰ کے ہی لازم آتا ہے فاین البعثۃ الثانیۃ واین نزولہ من السماء بجسدہ العنصری -

خامساً - خود آپ کی تفاسیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ صحیح یہ مذہب ہے کہ رفع حضرۃ عیسےٰ کا بعمر ۱۲۰ برس کے واقعہ ہوا ہے - اور اس دنیا مین ۱۲۰ برس تک رہے ہین کما فی زاد المعاد للحافظ ابن القیم ما یذکر ان عیسےٰ رفع وہو ابن ثلث وثلثین سنۃ لا یعرف بہ اثر متصل یجب المصیر الیہ قال الشامی وہو کما قال فان ذالک انما یروی عن النصارےٰ والمصرح بہ فی الاحادیث النبویۃ انہ انما رفع وہو ابن ماۃ وعشرین سنۃ ثم قال الزرقانی وقع للحافظ الجلال السیوطی فی تکملۃ تفسیر المحلےٰ ا

وشرح الشفا بہ وغیرہما من کتبہ الجزم بان عیسے رفع وہو ابن ثلث و ثلثین سنۃ ویمکث بعد نزولہ سبع سنین۔ ومازلت التعجب منہ مع مزید حفظہ واتقانہ وجمعہ للمعقول والمنقول حتی رائیتہ فی مرقاۃ الصعود رجع عن ذالک انتہی ہکذا فی فتح البیان۔ پس بموجب اس قول صحیح کے بھی تکلم حضرت عیسے کا بحالت کہولت اسی دنیا میں واقع ہو چکا لاغیر فاین نزولہ المزعوم۔

سادسا۔ تمام کتب لغات مین تحت معنی کہل کے یہی لکھا ہے کہ الکہل من وخطہ الشیب ورأیت لہ بجالۃ او من جاوز الثلثین او اربعا وثلثین الی احدی وخمسین قطر المحیط۔ مگر کسی لغت عرب کی کتاب مین دو ہزار برس یا زیادہ کا زمانہ کہل کے معنون مین معتبر نہین رکھا گیا اگر کسی کتاب لغت عرب مین لکھا ہو تو نقل فرمایا جاوے۔

سابعا۔ یہ گذارش ہے کہ سوانح کذائیہ حضرت عیسے کے دو حال سے خالی نہین ہوسکتے یا تو اس دو ہزار برس مین بحکم آیت ومن نعمرہ ننکسہ فے الخلق کے حضرت عیسے مین ایسا تغیر اور نکس انکی خلقت مین آگیا ہوگا کہ تمام قوے جسمانی ان کے اس دو ہزار برس مین محض بیکار اور معطل ہو گئے ہونگے اور اس کہولت کا تو ذکر ہی کیا ہے شیخ فانی کے درجہ سے بھی بڑھکر ترقی معکوس کر گئے ہونگے بلکہ منہ مین دانت تک بھی باقی نرہے ہونگے جنکے ذریعہ سے تکلم کرسکین کیونکہ من نعمرہ ننکسہ فی الخلق کے عموم مین داخل ہین اور یا الآن کما کان کے مصداق بنکر بصفت لایزول ولا یحول متصف ہو گئے ہونگے لاکن بشق اول ان کے نزول ولبعثت پھر کیا فایدہ ہوگا اور ایسی حالت مین وہ اس دنیا مین آکر کیا کرینگے اور بشق ثانی عیسائیون کا کیا قصور ہے جو ان کو ابن اللہ یا الہ اعتقاد کرتے ہین کیونکہ صفات مختصہ الوہیت یعنی الان کما کان ولایزول ولایحول مین تو وہ آپ کے نزدیک بھی شریک باری تعالے کے ہین خواہ دو ہزار برس تک ہی سہی مع ان الشرک لظلم عظیم وکلا الشقین باطلان بالبداھۃ۔

ثامنا۔ عرض ہے کہ صحیح بخاری سے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ معنی کہل مین صاف لکھا ہے کہ جوان مضبوط کو کہتے ہین۔ وقال مجاہد الکہل الحلیم۔ اور کتب لغات عرب مین معنی حلیم کے غلام بالغ کے ہین اور تفاسیر معتبرہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کما فی تفسیر تبصیر الرحمن۔ تکلم الناس فے المہد وکہلا ای فی اضعف الاحوال واقواہا۔ پس بموجب اصح الکتب بعد کتاب اللہ اور تفاسیر معتبرہ کے بھی معنی مزعوم مدرس صاحب کے باطل ہو گئے فانی نزولہ المزعوم

تاسعاً حسب منشاء آیت کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے جس طرح پر حضرت عیسے کا کلام فی المہد بدعوی نبوت اور ایتاء کتاب واقع ہوا تھا۔ پس حالت کہولت مین یہ دعوے بطریق اولے کچھ زیادت کے ساتھ ہونا ضرور چاہئے اب اگر حسب زعم فاسد آپ کے حضرت عیسے وقت نزول خود یہ دعوئے نبوت وایتاء کتاب انجیل یا توراۃ کا باستقلال کرین گے کیونکہ یہی ان کا تکلم فی الکہولت ہے تو پہر مہر نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کی نعوذ باللہ ٹوٹ جاویگی ہذا خلف علاوہ یہ کہ یہ دعوی ان کا خود ان کے قول مندرجہ قرآن مجید کے مخالف ہے۔ کما قال تعالے مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ یا نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی نبوت ورسالت ابھی تک واقع نہین ہوئی کیونکہ نہ حضرت عیسے ابھی تک سن کہولت کو پہونچے ہین اور نہ ابھی تک ان کا دعوئے نبوت ورسالت وایتاء کتاب جو تکلم فی الکہولت ہے واقع ہوا ہے آگے رہا کلام فی المہد سو وہ تو بطور ایک پیشین گوئی کے ہے جو ابھی تک واقع نہین ہوئی فاین المفر۔

عاشرا حدیث صحیح مستدرک حاکم اور طبرانی نے اس آیت کی تفسیر واقعی کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے جسکے مقابل نہ قول کسی مفسر یا تابعی کا حجت ہوسکتا ہے اور نہ کوئی حدیث ضعیف یا مرسل اسکو رد کرسکتی ہے مثل مشہور ہے کہ اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل وہ حدیث یہ ہے۔ قال رسول اللہ صلعم فی مرضہ الذی توفی فیہ لفاطمۃ ان جبریل کان یعارضنی القرآن فی کل عام مرۃ وانہ عارضنی بالقرآن العام مرتین واخبرنی انہ لم یکن نبی الا عاش نصف الذی قبلہ واخبرنی ان عیسے بن مریم عاش عشرین ومأۃ سنۃ ولا ارانی الا ذاھبا علے راس الستین ورجالہ ثقات ولہ طرق۔ اب یہ تو ہر اہل بصیرت جانتا ہے کہ لفظ عیش عربی مین بمعنی حیات اور زندگی کے آیا ہے جو مقابل موت کے ہے لہذا اس حدیث سے بطور نص کے ثابت ہوا کہ حضرت عیسے بن مریم ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اور موت ان کے ایک بیس برس کی عمر مین واقع ہوئی دیکھو جملہ عاش عشرین ومأۃ سنۃ کو جسکا ٹھیک ترجمہ ہے۔ کہ زندہ رہے عیسے بن مریم ایک سو بیس برس تک پس جبکہ عمر حضرت عیسے کی ۱۲۰

بموجب اس حدیث صحیح کے جس کے سب راوی معتمد اور ثقات ہین اور طرق بھی اس کے متعدد ہین ایک سو بیس برس کی ثابت ہوگئی تو زمانہ کہولت بھی اس مین آگیا خواہ معنی کہولت کے کچھ بھی ہوویں پس معنی آیت کے ایسے لطیف ہوگئے کہ اب کوئی خدشہ اور وسوسہ ان مین ہو ہی نہین سکتا بلکہ ایک لطیف پیشین گوئی بھی جو بطور بشارت کے مستنبط ہوتی ہے وہ بھی سن کہولت مین واقع ہوگئی ولنعم ما قیل مصنف راتصنیف را مصنف نیکوکند بیان معنی آیت کے یہ ہوئے کہ اے عیسے مین تیری تائید روح القدس کے ساتھ کی ہے لہذا تو انسانون سے کلام نبوۃ مہد مین بھی کرتا ہے اور حالت کہولت مین بھی اندرین صورت معنی کہولت کے خواہ بموجب صحیح بخاری کے لیئے جاوین یا حسب کتب لغات تسلیم کئے جاوین یا موافق زعم مخالفین کے مانے جاوین ہر حال مین کلام نبوۃ اور رسالت حضرت عیسے کا سن کہولت مین واقع ہوچکا حتی کہ یہ دعوے حالت مہد مین بھی کیا گیا کما قال تعالیٰ **کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا** اور پیشین گوئی مندرجہ آیت[۱] سورہ آل عمران پورے طور پر واقع ہوگئی اور کلمہ **من الصالحین** نے قتل صلیبی مزعوم یہود کو بھی نفی کردیا کیونکہ بموجب حکم تورات کے مقتول بالصلیب صالحین مین سے نہین ہوسکتا بلکہ وہ تو ملعون ہوتا ہے جو ضد مرفوع ہے - اور چونکہ آیت مین لفظ ناس کا بھی موجود ہے وہ بھی رد کررہا ہے خیال رفع جسمانی حضرت عیسے کو آسمان کی طرف کیونکہ آسمان پر یہ انسان جو تکلم الناس مین مراد ہین خواہ یہود ہون یا غیر یہود بجسد عنصری کہان موجود ہین جنسے وہ کلام کرتے بنی نوع ابو البشر یہود ہون یا نصاریٰ اسی زمین پر ہین کما قال تعالےٰ **فیہا تحیون وفیہا تموتون** مگر اس صورت مزعومہ مخالفین مین یہ لطیف پیشین گوئی بھی غلط ہوئی جاتی ہے **فالآیۃ المذکورۃ دلیل لنا لا لکم وتلک عشرۃ کاملۃ**

لابطال المعنی الذی زعمہ المخالف

پس اہل اسلام کے لیے بجز اسکے چارہ نہین ہے کہ واسطے توفیق اور تطبیق نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے نزول عیسے بن مریم کا بروزی طور پر مراد لیا جاوے جسپر لفظ منکم بھی ایک دلیل بین ہے **تنبیہ** - واضح ہو کہ ہمارا خطاب ان سب مفسرین سے بھی ہے جنہون نے اس آیت سے بموجب اپنے زعم کے حیات اور نزول حضرت عیسے کا قول کیا ہے جیسا کہ تفسیر ابو السعود وتفسیر کبیر وبیضاوی ومعالم وغیرہ مین بھی اس قسم کے اقوال رکیکہ لکھے ہین جو کسی طرح پر بمقابل نصوص قرآنیہ کے حجت نہین ہوسکتی کیونکہ محل استدلال مین قول کسی مفسر کا مفسرین مین سے حجت شرعی نہین ہوسکتا ہے اور بسبب مخالفت نصوص قطعیہ شرعیہ کے ساقط الاعتبار ہے پس مدرس صاحب پر لازم ہے کہ ایسے اقوال رکیکہ کو پیش کرکر ہمارے مقابلہ مین نہ آوین جب تک کہ وجوہ عشرہ مطالبات ومواخذات مذکورہ کو ادلہ یقینیہ شرعیہ سے رد نہ کرین - اے ناظرین یہ تو ہوئی تفسیر دانی - مدرس صاحب کی جو تم نے ملاحظہ کی - اب اوسکا دعوے علم حدیث بھی ملاحظہ فرمایا جاوے کہ ایسے مسائل معرکۃ الآرا مین جن کا ثبوت ہم نصوص یقینیہ کتاب اللہ اور احادیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے متعدد رسائل اور کتب مین دے چکے ہین اور اسکا جواب مخالفین سے آج تک بجز سب وشتم کے نہین ہوسکا ان تمام نصوص قطعیہ شرعیہ کے رد ومقابلہ مین آپ یہ قول حسن بصری کا پیش فرماتے ہین کہ **ان عیسے لم یمت** باوجودیکہ قول حسن کے مقابل مین تو قول احسن . . بھی موجود ہے کہ **واللہ ان عیسے قد فات وقد مات** اے مدرس صاحب ایسے اقوال یا احادیث ضعیفہ جو بعض تفاسیر وغیرہ مین لکھے ہین باب اعتقادیات وایمانیات مین ان کو کیا دخل ہے یہ مسیح موعود تو ایسے ہی اقوال ضعیفہ کے فیصلہ کے لیے حکم ہوکر آیا ہے اگر مسیح موعود ان تمام روایات ضعیفہ ومتعارضہ کو جو در باب مہدی ومسیح موعود کتابون مین مندرج ہین ان سب کو قبول کرلے یا اُن سب روایات متخالفہ کا مصداق ہو جاوے تو اول تو یہ غیر ممکن ہے اور ثانیاً صفت حکم ہونے کی جو احادیث صحاح مین اسکے لیے وارد ہوئی ہے بالکل ضائع اور لغو ہوئی جاتی ہے اندرین

---

[۱] واضح ہو کہ آیت سورہ آل عمران کی بطور پیشین گوئی کے واقع ہوئی ہے جس مین حضرت مریم کو مخاطب کرکر عیسے کی بشارت دیگئی ہے کما قال تعالےٰ اذ قالت الملائکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسے بن مریم وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین اور آیت سورہ مائدہ مین حضرت عیسے کو مخاطب کرکے بطور وقوع پیشین گوئی کے فرمایا گیا ہے کہ اذ قال اللہ یا عیسے بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا - چونکہ یہان پر لفظ اذ موجود ہے جو خاص واسطے زمانہ ماضی کے آتا ہے اس لیے تکلم مضارع کے معنے بھی ماضی کے ہوگئے ہین اور مضارع بمعنی ماضی کے قرآن مجید مین صدہا مقامون پر آیا ہے - کما قال تعالےٰ - ان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون یہان پر بھی لفظ فیکون مضارع بمعنی ماضی کے ہی ہے - لاغیر منہ

صورت وہ حکم کیونکر ہو سکتا ہے دیکھو حضرت عیسے بن مریم کے باب مین جو علماء احبار یہود گمراہ ہوگئے ان کو بھی ٹھوکر لگی تھی اور جو اہل کتاب آنحضرت صلعم کے منکر رہے وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ تمام رطب و یابس مندرجہ روایات اور مجموعہ ان کے خیالات کا حضرت صلعم پر صادق آجاوے مگر یہ تو ہرگز واقع نہوا جسکے عدم وقوع کے سبب وہ منکر ہی رہے پس بجز اس کے چارہ نہین کہ جو روایات مخالف کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے ہین یہ حکم موعود ان سب کو رد رد کر دیوے ورنہ آپ ہی فرما دین کہ آپکا مسیح منتظر جو آویگا وہ بھی حکم ہوگا یا نہین بشق اول ہمان آش در کاسہ موجود ہے یعنی آپ کو اس کی بھی تکذیب کرنی پڑے گی اور بشق ثانی باوجود انتفاء صفت مختصہ حکم ہونے کے جو خاص اصح الصحاح سے ثابت ہے وہ منتظر مسیح موعود کیونکر ہو سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔ کیا آپ ایسے ہی اقوال رکیکہ یا احادیث ضعیفہ مخالفہ نصوص قطعیہ شرعیہ کی بنا پر مباہلہ کرنے کو رد و صدہا آدمیونکے بروز جمعہ تیار ہوگئے تھے اے حضرت یاد رکھئے کہ مباہلہ بعد اتمام حجت کے ہوا کرتا ہے اول آپ نے ہمارے براہین اور حجج بینہ مندرجہ رسائل کو دیکھ لیا ہوتا تب ایسی آمادگی واسطے مباہلہ کے ظاہر کی ہوتی چونکہ ہم اسی آیت اور حدیث کے ذیل مین آپ پر اتمام حجت کر چکے ہین لہذا آپ کو اس جملہ تحریر پر نظر اور غور کرنا واجب اور فرض ہے اگر اس پر بھی آپ مباہلہ کی ہی درخواست فرماتے ہین تو بحلف اپنی جماعت نمازیان جمعہ کے روبرو عبارت ذیل علم بخطوط لکھکر سنا دیوین کہ میرا

ایمان ہے کہ حضرت عیسےٰ کی

حیات بجسد عنصری اور ان کا

نزول کذائی میرے نزدیک

اس آیت اور حدیث سے

قطعی ثابت ہے اور مرزا صاحب

جو فرماتے ہین کہ اس آیت کو یا

کسی دوسری آیت کو حیات

جسمانی عیسے بن مریم یا رفع جسمانی

اور اون کے نزول جسمانی سے

کوئی تعلق نہین ہے بلکہ وہ وفات

پا چکے ہین وہ سراسر جھوٹے

ہین اور نیز جس قدر کتابون عربی

فارسی اُردُو وغیرہ مین انہون

نے دلایل اپنے دعاوی کے

بیان کیے ہین ان سب کتابونپر

مینے نظر غائر کر لی ہے مین یقینا

کہتا ہون کہ وہ سب پوچ اور

غلط ہین اور دلایل مندرجہ

اون کی کتب سے ان کا دعوی

وفات عیسے بن مریم اور انکا

مجدد مسیح موعود ہونا وغیرہ وغیرہ

ہرگز ہرگز ثابت نہین ہو سکتا۔

ان دونون فریق مین سے

جو فریق کاذب اور جھوٹا ہووے

اللہ تو اس پر اپنی لعنت اور

عذاب نازل فرما آمین۔ اور پھر

آپ کی کل جماعت جو حاضرین نماز جمعہ مین سے ہون وہ سب بھی آمین کہین۔ آپکی درخواست کے بموجب یہی مباہلہ ہو جاویگا کیونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب بھی اس عبارت کے تحت اپنے دستخط مع آمین کے کر دیوینگے اور بعد دستخط کے اسی کل خط کو حضرت اقدس اپنے صرف سے طبع بھی کرا دیوینگے اس صورت مین کسی کے آنے جانے کی بھی ضرورت نہ رہے گی اور آپ کی درخواست کے بموجب مباہلہ بھی ہوگیا۔

۵ خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان
تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

بالآخر مین آپ پر صرف براہ ہمدردی پھر اتمام حجت کرتا ہون کہ مباہلہ تو مصداق اخر الدوا الکی کا ہے آپ پھر اس قول حسن بصری یا حدیث مرسل مین باصول محدثین نظر غائر فرمالیوین یعنی اولاً تو آپ اس حدیث کی تخریج فرمایئے کہ کس طبقہ کی کتب احادیث مین یہ حدیث لکھی ہے۔ ثانیاً۔ تعدیل و توثیق رواۃ اسناد کی کریجئے۔ ثالثاً۔ بعد طے کر لینے ان مراتب کے کتب اصول حدیث مین اس امر کا فیصلہ بھی دیکھ لیجئے کہ ایسی حدیث مرسل بمقابل حدیث صحیح متصل مرفوع کے یا بمقابل نصوص قرانیہ کے حجت ہو سکتی ہے یا نہین اور اس قاعدہ اصول حدیث پر بھی نظر کر لیجئے کہ

فذہب الجمہور الی ضعفہ و عدم قیام الحجۃ بہ خاکسار نے یہ چند سطور محض آپ کی ہمدردی کے لیے اس غرض سے عرض کی ہین کہ مجھکو آپ سے چند طرح کے تعلقات ہین ایسا نہ ہو کہ آپ اس اصرار مباہلہ سے جس پر بلا تامل و غور اور بغیر اتمام حجت کے آپ نے دلیری اور جسارت کی ہے مورد عذاب الٰہی ہو جاوین آیندہ اختیار بدست مختار۔ بعد اسکے مدرس صاحب کی خدمت مین یہہ التماس ہے کہ اگر آپ واسطے تفسیر نویسی کے بمقابلہ حضرت اقدس کے آمادہ ہین تو آپ کو اجازت ہے کہ جواب تفسیر اعجاز المسیح کا اپنے گھر ہی مین بیٹھکر ستر روز مین مطبوع اور شایع کرا دیجیئے جو فیصلہ حضرت اقدس نے سائین مہر علی صاحب سے کیا تھا اوسی فیصلہ کی تجدید ہم آپ سے اب بھی کرتے ہین اور اسی تفسیر نویسی کو دار مدار صدق اور کذب فریقین کا اب بھی قرار دیتے ہین اور اگرچہ اعجاز المسیح

آپ کے پاس مدت ہوئی پہونچا دیا گیا ہے مگر واسطے رفع کرنے آپ کے عذرات بارد ہ کے عرض کیا جاتا ہے کہ آپ ایک نسخہ تفسیر مذکور کا ۔ محبی الہی بخش صاحب تاجر کتب امروہہ محلہ گذری سے بلا قیمت بھر لے لیجئے جس روز آپ کو یہ تفسیر ملجاوے اوسی روز سے ستر دن محسوب کئے جاوینگے اور اگر آپ سے بمقابلہ بھی حضرت اقدس کے ساتھ نہ ہو سکے تو مناظرہ کے لیے یہ خاکسار اب بھی حاضر ہے اپنے خرچ آمد و رفت سے امروہہ پھر حاضر ہو سکتا ہے قرار نہین ہوا جیسا کہ آپ نے وعظون مین بیان کیا مگر شرط یہ ہے کہ حسب شرائط مندرجہ اشتہار اتمام الحجت جو آپکے پاس پہونچا دیا گیا ہے تعیین تواریخ اور کسی ماہ کی جو آپ مقرر فرمادین ایک اشتہار مین طبع کرا دیوین تاکہ میری آمد و رفت مین اوقات ضایع نہوا در اگر مین امروہہ مین آپ کی تواریخ معینہ پر حاضر نہ ہوا تو ہم جھوٹے اور ہمارا سلسلہ بھی جھوٹا اور ساختہ پرداختہ خاکسار کے مناظرہ سکا حضرت اقدس کو بھی منظور ہے پس اگر ان تینون صورتون مین سے کسی صورت پر آپ مستعد اور آمادہ نہو وین پھر آپ اپنے دعوے مین جو وعظون مین بیان کرتے ہین کاذب اور جھوٹے ہین اور ہر دو فریق سے جو جھوٹا اور کاذب ہے وہی مستحق وعید لعنت اللہ علی الکاذبین کا ہے اس بات کو اہل بصیرت خو دسمجھ سکتے ہین ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

رقیمہ نیاز ۔ محمد احسن از قادیان

یہ خط میری اجازت سے لکھا گیا ہے ۔

مرزا غلام احمد

اب بخدمت جناب قاضی صاحب بعد سلام سنت الاسلام عرض ہے کہ آپ خود جا کر ضرور بالضرور اس خط کو بخدمت مدرس صاحب پہونچا دیوین کیونکہ اس خط مین حسب درخواست مدرس صاحب کے ذکر مباہلہ کا کیا گیا ہے اور پھر اس خط کا جواب مدرس صاحب سے لیوین اور بھیجیں و نیز مکرمی مولوی سید بدر الحسن کو بھی واضح ہو کہ آپ پر لازم ہے کہ بحکم **الحق اکبر منہ** کے حق کی تائید مین ساعی اور کوشان رہین ۔ اور **الحق یعلو ولا یعلی** کو یاد رکھین کہ مسئلہ مسلمہ ہے اور ایسا سکوت عن الحق جیسا کہ بالفعل آپ نے کیا کسی کے روبرو اختیار نہ فرمادین کیونکہ وعید **الساکت عن الحق شیطان اخرس** احادیث مین وارد ہوا ہے اور قرآن مجید مین صفات یہود سے یہ صفت قرار دی گئی ہے کہ **وتکتمون الحق وانتم تعلمون** لہذا ایسے صفات ذمیمہ سے نہایت درجہ کا پرہیز و اجتناب مومن کے لیے فرض و لازم ہے خالص مومنونکی صفت تو یہہ ہے کہ **لا یخافون لومۃ لائم**۔

یہ جواب مختصراً بواپسی ڈاک لکھا گیا ہے کیونکہ مدرس صاحب ابھی اس کوچہ میں نو آموز ہو کر آئے ہین اور وہ بھی بڑی آرزوؤں کے بعد اگر اسپر مدرس صاحب بالنظر و غور کچھ تحریر فرماوینگے تو انشاء اللہ تعالے اوسکی خبر مفصل طور پر لیجاوے گی ۔

سہ
نگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

والسلام خیر الختام ۔ ۸ ۔ مارچ ۱۹۰۲ء
محمد احسن امروہوی

تبلیغ عام

یہ اس خطبہ کا مضمون ہے جس کا ذکر وصیت الحق کے تحت مین ہم نے کیا ہے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۔ خطبہ ٹھیٹھ پنجابی مین پڑھا تھا اسلئے ایڈیٹر حکم نے اپنے طرز اور طریق پر اسے نہ صرف اردو زبان مین لکھا ہے بلکہ بعض ضروری مطالب کو کسی قدر واضح کر دیا ہے جنسے ہمارے محسن و مخدوم مولانا صاحب صرف خطبہ کے تنگ وقت کی وجہ سے استفادہ ہی کر سکے تھے ۔ ایڈیٹر

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (سورۃ الحشر رکوع آخر)

ایمان والو ! خدا سے ڈر جاؤ ۔ اور ہر ایک شخص کو لازم ہے کہ وہ اس بات کی فکر کرے کہ کل کے لیے اس نے کیا بھیجا ہے ۔ اور خدا سے ڈر جاؤ ۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے ۔ جسقدر تم یہان موجود ہو وہ بخوبی سن لین اور دوسرون کو جہانتک تم سے بن پڑے سنا دو ۔ کہ خدا تعالے کا کسی سے کوئی رشتہ ناطہ نہین ہے وہ تو **لم یلد ولم یولد** خدا ہے ۔ پس ضروری امر یہ ہے کہ تم اسکی رضا کو حاصل کرو اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کیا بات ہے جس کے اختیار کرنے سے ہم اس کو راضی کر سکین ؟ خدا تعالے کو کیا عزیز ہے ؟ وہ تم سے کیا چاہتا ہے خود خدا تعالے نے اپنی حکیم اور مجید کتاب مین بتا دیا ہے **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** ۔ مین نے جن اور انس کو اِسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کرین اور اوامر کی تعمیل کرین ․․․․ اور نواہی سے باز رہین یہ اللہ تعالے کا منشاء ہے انسان کی خلق سے یا یون کہو کہ انسان کی خلقت کی علت غائی اور اس کی زندگی کا فرض **عبادت الہی** ہے ۔

اب اگر کوئی شخص محض اتنی ہی بات پر فخر کرتا ہے کہ وہ **مسلمان** ہے ۔ یا مسلمان والدین کے گھر مین پیدا ہوا ہے تو وہ یاد رکھے کہ یہ کوئی فخر کی بات نہین ہے اگر اس مین سچے مسلمان کی روح نہین اس کی عملی زندگی اس پر مسلمان کا لفظ عاید نہین کرتی ۔ اسی لیے خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

اللہ تعالے کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے

جو متقی ہے۔ غرض ایک مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے بلکہ بحیثیت انسان ہونے یہ **فرض** ہے کہ وہ اوامر الٰہیہ کی تعمیل کرے اور خداتعالے کی منع کی ہوئی باتون سے رک جاوے یہی ایک بات ہے جو کسی کو سچا مسلمان بنا سکتی ہے۔ یہ دنیا ایک غفلت کا گھر ہے اور بازیگرون کے تماشے کی طرح (جہان ان کی ڈگڈگی اور بانسری کی آواز پر تمام چھوٹے بڑے جمع ہوجاتے ہین اور اس کھیل تماشے مین کچھ ایسے محو اور ازخود رفتہ ہوتے کہ بھوک پیاس طبعی تقاضون کو بھی بھول جاتے ہین) یہ عالم ایک بازیگاہ ہے لیکن دانشمند اور مبارک وہ ہے جو اس کے انجام پر نظر کرتا ہے اور نتیجہ کو دیکھتا ہے کیا سچ کہا ہے کسی نے

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

مختصر یہ ہے کہ ایک طرف تو دنیا اور اس کی غفلتون مین پھنسا دینے والے محرکات ہین اور دوسری طرف انسانی زندگی کا سچا مدعا عبادت الٰہی ہے پھر اس منشاء الٰہی کو پورا کرنے کے لیئے کیا کیا جاوے؟ اور کس امر کو مدنظر اور ملحوظ خاطر رکھا جاوے کہ اس غفلت کی زندگی سے نکلکر انسان بیدار اور ہوشیار ہوکر اس **فرض** کو سوچے جسکے لیئے وہ پیدا کیا گیا ہے یعنے

عبادت الٰہی کو

اس کے لیئے خدا کی حمید و مجید کتاب نے ایک راہ بتائی ہے اور وہ یہ ہے۔

اتقوا اللہ

خدا سے ڈر جاؤ۔ خوف خدا ایک ایسی شے ہے کہ اس سے بڑھ کر نیکی کرنیکا کوئی گر نہین۔ جو لوگ کچھ عذر اور بہانے کرتے ہین کہ وہ اپنی غفلت کی زندگی سے بیدار نہین ہو سکتے اور کچھ ایسی سستی آکر ان پر پڑی ہے کہ وہ **نماز** اور دیگر احکام اللہ کی تعمیل نہین کرسکتے وہ اپنے اس عذر مین بالکل جھوٹے ہین اور خداتعالے کی حجت انپر تمام ہوچکی ہے خود ان کی فطرت اور روزمرہ کے واقعات ان پر الزام قایم کرتے ہین کہ اس عذر اور بہانہ سازی مین جھوٹے ہین کیونکہ اگر رات کو زلزلہ آجاوے یا آتش زدگی یا کوئی اور خطرناک واقع پیش آوے تو ساری نیند اور سستی اور غفلت اڑ جاتی ہے یا کوئی سنگین فوجداری مقدمہ قایم ہو تو پھر بھلا دیکھین کوئی تاریخ پیشی پر کیونکر خواب راحت یا غفلت مین سو سکتا ہے؟ ہرگز نہین یہ کیون؟ صرف اسلیے کہ ایک خوف ہے جو دلپر غلبہ کیئے ہوئے ہے وہ دوسرا خیال آنے ہی نہین دیتا اسی قسم کے ہزارہا واقعات ہمین ہر روز پیش آتے ہین پس اگر خداتعالے کے جلال اور جبروت کا خوف ہو۔ مرنے کی فکر اور مالک یوم الدین کے حضور کھڑا ہونے کا ایمان اور یقین ہو تو کیونکر انسان بے فکر اور غافل ہوسکتا ہے۔ پس تمہارے یہ روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات تمہین ملزم کرتے ہین اور تمہارے اس قسم کے عذرات کو کہ سستی ہوتی ہے یا غفلت کی وجہ سے بیدار نہین ہوسکتی توڑتے ہین اور خدا کی حجت تم پر پوری ہوتی ہے اب تم مین سے کسی کا حق نہین کہ وہ یہ عذر کرے۔

اسلیے مین تمہین پکار کر کہتا ہون کہ **اتقوا اللہ** خدا سے ڈر جاؤ پھر کہتا ہون کہ خدا سے ڈرو تا تم نیکی کرنے کی قوت اور فطرت حاصل کرسکو۔ اور اس طرح پر اسکے عذاب سے بچ جاؤ۔

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہار
نمے بینم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

خوف الٰہی سے کیا مراد ہے؟ خدا کے خوف سے یہ مراد ہے کہ تم **صفات الٰہیہ** پر غور کرکے ان سے حیا کرو اور وہ کام نہ کرو جو خدا کی کسی صفت کے منافی ہون مثلاً خداتعالے کی ایک صفت ہے علیم بذات الصدور اور یعلم السر و اخفی۔ یعنے وہ انسان کے سینہ کے حالات سے آگاہ ہے۔ اور انسان کے مخفی در مخفی اور نہان در نہان منصوبون کو بھی جانتا ہے یہانتک کہ اسنے بھی آگاہ ہے جو ابھی اوس کے دل مین پیدا بھی نہین ہوئے۔ اب جو شخص خداتعالے کی ان صفات پر ایمان لاتا ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے سینہ اپنے خیالات پر ایک گہری نظر کرے کہ کیا ان مین کوئی ناپاک اور خدا کے منشاء کے خلاف تو کوئی بات نہین ہے؟ جب کوئی شخص پسند نہین کرتا کہ وہ اپنی مجلس مین برا کہلاوے یا اپنے ہمسرون مین ذلیل ہو پھر کیون وہ اس بات کا لحاظ نہین کرتا کہ اس خدا کے سامنے جو علیم بذات الصدور ہے برے منصوبے اور ناپاک ارادے اور خواہشین کرتا اور خیالی فسق و فجور کے سلسلہ کو اپنے سینہ مین دراز کرتا ہے ایسا ہی خداتعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے اب جو اس صفت پر ایمان لائے گا اسکے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی آنکھ کو نامحرم جگہ پر ڈالنے سے بچاوے اور بدنظری سے بچ کر **غض بصر** کی تعلیم پر عمل کرے۔

اسی طرح خداتعالے کی یہ صفت ہے ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین۔ اللہ ہی رزق دینے والا ہے بڑی قوت والا خدا ہے اس رزاق کی صفت پر ایمان ہو تو پھر چوری۔ بددیانتی۔ خیانت۔ فریب اور ہر ایک قسم کے ناجائز طریق سے مال حاصل کرنے کی جرأت پیدا نہ ہو۔

اسی طرح پر اور صفات الٰہیہ ہین۔

پس اللہ سے ڈرنا اور اس کی صفات پر ایمان لانا کیا ہے؟ یہی کہ ان سے حیا کرکے ان افعال اور اعمال سے رک جاوے جو ان صفات کے خلاف ہین اسی طرح پر اللہ تعالے کا نام صمد ہے جسکے معنے ہین کہ وہ کسی کا محتاج نہو اور خود سب کا حاجت روا ہو جو اللہ تعالے کی اس صفت کو ماننے اسپر لازم ہے کہ اللہ ہی کے سامنے اپنے مطالب و اغراض کو پیش کرے اور

پورے خشوع و خضوع اور تذلل کے ساتھ اسی کو حاجت روا اور مشکلکشا سمجھ کر دعائین کرے اپنی حاجتین نہ کسی درخت و پتھر کے سامنے لیجاوے نہ سورج چاند یا دیگر اجرام سماوی کے سامنے پیش کرے اور نہ کسی مردہ پیر سے حاجت روائی کی درخواست کرے اور قبرون اور خانقاہون پر ٹھوکرین کھاتا پھرے بلکہ اسی صمد خدا کے حضور سب کچھ مانگے غیر اللہ سے مرادین مانگنا سب جھوٹی اور بیہودہ باتین ہین ان سے اپنے سینون کو صاف کردو جیسے تم مین سے کوئی کبھی بھی پسند نہین کرتا کہ اس کے گھر مین کوڑاکرکٹ اور پاخانہ پھینکا جاوے اسی طرح پر خدا تعالےٰ جو قدوس خدا ہے کبھی پسند نہین کرتا کہ اس کے گھر مین جو انسان کا دل ہے اس قسم کا ناپاک مواد جمع کیا جاوے جو کوئی خدا تعالےٰ کے اس گھر کو ناپاک کرتا اور اس مین کوڑاکرکٹ جمع کرتا ہے وہ خدا کا چور اور باغی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ان طهرا بيتي للطائفين والعاكفين والركع السجود

میرے گھر کو طواف کرنے والون اور اعتکاف کرنے والون اور رکوع و سجود کرنے والون کے لیے پاک کردو۔

مومن کا دل بیت اللہ ہوتا ہے جسپر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو کوئی اسکو خراب کرتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے حضور گستاخی اور خطاکاری کا موجب ٹھیرتا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ کا نام ہے لم یلد و لم یولد۔ نہ اللہ کا مان باپ ہے نہ اسکا کوئی بیٹا ہے جو اللہ تعالےٰ کی اس صفت پر ایمان لاوے اس کا فرض ہے کہ ان تمام عقیدون سے بیزاری ظاہر کرے جو اس صفت کے خلاف ہین جیسے مثلاً عیسائی کہتے ہین کہ عیسےٰ خدا کا بیٹا ہے اور وہ آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے اور بدقسمتی سے مسلمانون نے مسلمان کہلا کر لم یلد و لم یولد خدا پر ایمان لانے کا دعوےٰ کرکے یہ خبیث عقیدہ تراشا ہے کہ مسیح اس جسم کے ساتھ جو کھانے پینے اور بول براز کی ضرورتون کا محتاج جسم ہے آسمان پر چڑھ گیا ہے اس قسم کے گندے عقیدون کو اپنے دل سے نکال ڈالو۔ اور مرے ہوئے کتے کی بدبو اور پاخانہ کی پلیدی سے بھی زیادہ مردار اور نجس اس قسم کے عقیدون کو سمجھو۔ غرض پھر مین تم سب کو مخاطب کر کہتا ہون۔

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ

اے ایمان والو اللہ کے خوف سے ڈر جاؤ۔

پھر دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ لتنظر نفس ما قدمت ہر ایک شخص کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کی کیا فکر کی ہے بڑا ہی افسوس ہے اور دل درد سے بھر جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ بہت ہی تھوڑے ایسے آدمی ہین جنکو ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کے حضور کھڑا ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا۔

مین تم سب کو کھول کر کہتا ہون کہ تم پر خدا کی حجت پوری ہو چکی ہے تمہاری فطرت نے خود تمہین ملزم کردیا ہے کہ کل کے فکر کا جوش تم مین پایا جاتا ہے۔ دیکھو برسات کے آنے سے پہلے تم کیونکر اپنے مکانونکی لپائی اور مرمت کے لیے تیار ہو جاتے ہو تمہارا اضطراب کے ساتھ اپنے مکانون کی لپائی کا فکر کرنا ہی تم پر حجت ہے کہ فطرت مین یہ بات موجود ہے پھر کیون تم عقبےٰ کے توشہ کے لیے فکر نہین کرتے ہو؟

ایک ادنےٰ مزدور معمار جسکو دس پندرہ [illegible] ماہوار ملتا ہے [illegible] کے ساتھ ہر روز اپنے کام پر حاضر ہوتا ہے اور کوئی بہانہ تکلیف یا تکان کا نہین کرتا مگر نماز کے لیئے عذر اور بہانہ ضرور کردیتا ہے یہ کیون ہے؟ اسے خدا تعالےٰ کے پاک وعدون پر ایمان نہین۔

اگر وہ اس بات پر سچا ایمان لاتا۔ کہ نیکی کی جزا مین وہ جنت ملینگے جن کی تعریف ہے تجری من تحتہا الانہار اور خالدین فیہا کے مصداق ہین تو وہ بے اختیار ہو کر نیکی کی طرف دوڑتا + اور ایسے ہی اگر اسے خدا تعالےٰ کی سزا وقودہا الناس والحجارہ کا سچا خوف ہوتا تو بے قرار ہو ہو کر نیکی کرتا مگر بات یہی ہے کہ سچا ایمان اور یقین کی قوت نہین رہی پس تم سب جو یہان موجود ہو خوب غور اور فکر سے سن لو اور جو موجود نہین انکو سنا دو کہ خدا کی حجت آج تم پر پوری کردی گئی ہے آج تمہین صرف اس لیے جمع کیا گیا ہے کہ اسی یقین اور ایمان کی قوت کو مضبوط کرنے کے لیئے خدا کا برگزیدہ مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد صاحب (خدا کے برکات اور فضل اسپر ہون) آیا ہے اور وہ بڑے فضل اور برکات لیکر آیا ہے مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون جس کی پاک کتاب میرے ہاتھ مین ہے اور جو جھوٹون کو ہلاک کردیتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور خطرناک امساک باران کے وقت ابر رحمت ہو کر آیا ہے اسکی قدر وہی کرتے ہین جو رات دن اسکی باتین سنتے ہین اسکے دل مین یہ بات آئی ہے کہ وہ تم لوگون کو طاعون جیسی خوفناک مرض سے ڈراوے جس کے مردے مرے چوہے سے بھی زیادہ متعفن اور گھنونے ہو جاتے ہین۔

گورداسپور اور ارد گرد یہ بیماری پھیل گئی ہے اور یہ خدا تعالےٰ کا قہری نشان ہے جو حرامکاری۔ بے حیائی اور غفلت کیوجہ سے آتا ہے۔ پس اس رحیم کریم [illegible] انسان نے پسند کیا ہے کہ تمکو آگاہ کرے اور اللہ کی حجت تم پر پوری کرے پس تم

گواہ رہو کہ

یہ پیغام تم کو پہنچا دیا گیا

اب یہ وقت غفلت کا وقت نہیں ہنسنے کا مقام نہیں بلکہ رونے کا وقت ہے خدا سے صلح کرو اور اپنے اعمال اور چال چلن مین ایک تبدیلی کرو۔ نمازین سنوار سنوار کر پڑھو اور اپنے بیوی بچون کو بھی تاکید کرو اور خدا سے ایسے ڈرو کہ گویا موت سامنے کھڑی ہے پچھلی رات اٹھکر جسقدر ممکن ہو دو چار آٹھ رکعت پڑھو اور کثرت سے استغفار کرو۔ اور دعا کرو کہ خدا تعالے اس عذاب سے محفوظ رکھے خدا تعالے تم سب کو توفیق دے کہ تم ان باتون پر عمل کرو اور مجھے بھی توفیق دے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لنگر خانہ کے انتظام کیلئے

چونکہ کثرت مہمانون اور حق کے طالبون کیوجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور کل مین نے جب لنگر خانہ کی تمام شاخون پر غور کرکے اور جو کچھ مہمانون کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چارپائیان اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات اور ضروری ملازمون اور سقا اور دہوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہین ان سب کو جمع کرکے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنون مین آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے اس خرچ کے اخراجات خدا تعالے نے ہی ایسے اتفاقات پیش کئے اب تک ہمین محض خدا تعالے کے فضل اور رحمت سے کوئی فاقہ نہین آیا مگر چونکہ ہر ایک امر جسکے ساتھ کوئی انتظام نہین موجب ابتلا ہوتا ہے اور سلسلہ عموماً اندازہ سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اسلیے اس پر تشویش وقت مین کہ آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپیہ ماہواری بھی نہین اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے کم نہین کوئی انتظام توکلاً علے اللہ ضروری ہے بالخصوص جبکہ قحط کے دن بھی شدت کرتے جاتے ہین اور طاعون[1] کے دن بھی ہین اس لیے مین نے سخت گھبراہٹ کے وقت مین بلحاظ ہمدردی اس جماعت کی جسکو مین اپنے ساتھ رکھتا ہون اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا اعتبار نہین لہذا مین چاہتا ہون کہ غربا اور ضعفاء کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے جو میری باتون کو سنے اور سنین اور سمجھین اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور مصارف بھی لگے ہوئے ہین لیکن مین سنت انبیاء علیہ السلام کے مطابق سب سے زیادہ اس فکر مین رہتا ہون کہ ایک گروہ حق کے طالبونکا ہمیشہ میرے پاس رہے اور نیز دور دور سے لوگ آوین اور اپنے اپنے شبہات پیش کرین اور مین ان شبہات کو دور کرون اور نیز ایسے لوگ آوین جو خدا تعالے کی راہ مجھ سے سیکھنا چاہتے ہین اور نیز یہ کہ جو کچھ مین لکھون وہ کتابین چھپتی رہین اگرچہ ہمارے ساتھ مدرسہ کا بھی تعلق ہے اور اسکا انتظام خرچ کبھی ابھی ناقص اور بالکل ناقابل اطمینان ہی ہے اور مین یہ بھی خوب جانتا ہون کہ جو لڑکے اس مدرسہ مین پڑہین گے وہ نسبتاً کچھ نہ کچھ سچائی اور دینداری اور پرہیزگاری اور نیک چلنی کی راہ سیکھین گے لیکن ان مین اور ہم مین بڑے پہاڑ اور کانٹے اور شورہ دریا ہین بہت تھوڑے ہین جو ان سب کو چیر کر ہم تک پہنچ سکتے ہین ورنہ عموماً سب پڑھنے والے اپنی دنیا کے لیے مرتے ہین اور اس کتے کی مانند ہین جو ایک دفن کئے ہوئے مردار کی مٹی اپنے پیرون سے کھودتا ہے اور جب وہ مردار ننگا ہو جاتا ہے تو اسے کھاتا ہے اسی طرح ان پڑھنے والون مین بڑا گروہ تو ایسا ہی ہے کہ اس مردار کی تلاش مین ہین اور جب وہ مردار انہین مل گیا تو پھر ہم کہان اور وہ کہان آخر انہین باپون کے وہ فرزند ہین جنہون نے دنیا کو قبول کر رکھا ہے ہم کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ دنیا کو تین طلاق بھیجکر ہمارے پر چلین گے اور ہمارے سلسلہ کے لیے اپنی عمرین وقف کر دینگے یہ بالکل جھوٹ ہے ہمارا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہین کرتا بلکہ اکثر لڑکے اپنی دنیا کے لیے ہی مرتے ہین اور جب اسقدر کوئی ڈگری حاصل کر لین گے کہ جس سے وہ نوکر ہو سکین تب وہ فی الفور روحانی تناسخ کو قبول کرکے ایک اور جون مین آجائین گے بھلا جوش جوانی کی تہ در تہ ظلمتون اور جذبات سے باہر آنا سہل بات ہے یا ہر ایک کا کام ہے نہین بلکہ نہایت ہی مشکل ہے۔ لیکن میری امیدین ان غریبون پر بہت ہین جو نہ بی اے بننا چاہتے ہین اور نہ ایم اے بلکہ بقدر کفایت معاش دنیا اختیار کرتے ہین۔ اور انکے دلون مین ہر دم یہ خلش ہے کہ کسی طرح ہم نیک انسان بنجائین اور خدا ہم سے راضی ہو سو وہ ہدایت پانے سے بہت قریب ہین کیونکہ انکے خیالات مین تفرقہ نہین ہے۔ وہ میرے پاس رہ کر ہر روز تازہ بتازہ ہدایت پا سکتے ہین سو انہین کا سب سے زیادہ مجھے فکر ہے کیونکہ ہم عمر کا بہت سلسلہ طے کر چکے ہین اور تھوڑا باقی ہے اسی اطمینان کے حاصل کرنے کے لیے مین یہ اشتہار شایع کرتا ہون یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہین بلکہ ان لوگون کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہین۔ یہ آخری فیصلہ کرتا ہون مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہین سے پیوند ہے یعنے وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین۔

[1] چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائین اسلیے مین اپنی جماعت کے ان تمام لوگونکو جو طاعون زدہ علاقون مین ہین منع کرتا ہون کہ وہ اپنے علاقہ سے نکلکر قادیان یا کسی دوسری جگہ جانیکا ہی قصد کرین اور جہانتک ممکن ہو ... انکو

یسے ہین کہ گویا خدا تعالےٰ
اچاہتے ہین سو ہر ایک شخص
لہ اس نئے انتظام کے بعد
عہد کرے ۔ اپنی خاص تحریر
ے کہ وہ ایک فرض حتمی
یلدر چندہ ماہواری بھیج
ڑ چاہیئے کہ اس مین لاف
ہو جیساکہ پہلے بعض سے
ایا کہ اپنی زبان پر وہ قایم نہ
سو انہون نے خدا کا گناہ کیا جو
ڑا ۔ اب چاہیئے کہ ہر ایک شخص
مجھ کر اسقدر ماہواری چندہ
ے جسکو وہ دیسکتا ہے گو
(ا)اری ہو ۔ مگر خدا کے ساتھ
فضول گوئی (اور دروغ گوئی کا برتاؤ
نہ کرے ۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اسکو
چاہیئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری
مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور
خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر
نہین کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ
کیلئے کچھ بھی مدد دیسکتا ہے وہ منافق
ہے ۔ اسکے بعد وہ سلسلہ مین رہ
نہین سکیگا اس اشتہار کے شایع
ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت
کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا
جائیگا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس
سلسلہ کی مدد کے لیئے قبول کرتا ہے
اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا
تو سلسلہ بیعت سے اسکا نام کاٹ دیا
جائیگا اور مشتہر کر دیا جائیگا اگر کسی
نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ
تک چندہ کے بھیجنے سے لاپروائی کی تو
اسکا نام بھی کاٹ دیا جائیگا اور اسکے
بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار مین
داخل نہین اس سلسلہ مین ہرگز نہین
رہیگا ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدےٰ ۔

المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود از
قادیان ضلع گورداسپور ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

تتمہ :۔ یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقا بھی چونکہ بہت سے مصالح پر مبنی ہے لہذا ازبس ضروری ہے کہ حسب استطاعت ہر شخص اسکے لیئے بھی ایک ماہوار رقم اپنے اوپر لازم کر لے اور یہ بات مین پھر دوبارہ یاد دلاتا ہون کہ ہر شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھکر چندہ مقرر کرے ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے بعد اسے فوق الطاقت بوجھ سمجھکر ملول ہو جائے کہ اس طرح اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ گنہگار ٹھیرے گا ۔ اور اس تجدید اور تعیین چندہ کی نسبت درخواستین اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کے پاس آنی چاہئین ۔ یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکواۃ اور اس طرح کی ہر قسم کی خیرات کا روپیہ بھی یہان آنا چاہیئے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بہت ضروری اطلاع

ہماری ساری جماعت آگاہ رہے کہ حضرت امام مطاع باذن اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم اور سنت کی اتباع و اطاعت کی غرض سے حکم دیتے ہین کہ کوئی شخص ایسی جگہون سے جہان طاعون ہے جیسے سیالکوٹ ۔ جمون اور نواح سیالکوٹ اور نواح جمون ۔ وزیر آباد ۔ لایل پور کے متاثر علاقے ۔ گورداسپور ۔ جالندہر لودہانہ ۔ پٹیالہ ۔ سرہند سی وغیرہ وغیرہ عید اضحی کے موقعہ پر ہرگز ہرگز قادیان مین نہ آوین بلکہ جب تک انکے شہرون مین طاعون کا دورا دورہ ہے ادہر آنیکی کوشش نہ کرین والسلام ۱۲ مارچ ۱۹۰۲ء

المشتہر فقیر عبد الکریم از دار الامان قادیان

بیعت

دولو ولد بوٹا راے پور ریاست نابھا
لہنا ولد محکم 〃 〃
سوداگر ولد خدا بخش 〃 〃
حبیب ولد بالا 〃 〃
سکندر ولد کریم بخش نمبردار 〃
عیدو ولد خدا بخش 〃
رحیم بخش ولد لہنا 〃
نور بخش ولد بخشو 〃
کریم بخش ولد گلاب 〃
نور بخش ولد روشن ساکن رامپور
کریم بخش ولد نور بخش 〃
نتھو عرف رحیم بخش ولد کرم بخش 〃
الہی بخش ولد نور بخش 〃
خیر الدین ولد الہی بخش 〃
فتح الدین ولد الہی بخش 〃
عبد اللہ ولد 〃 〃
غلام الدین 〃 〃
اللہ بخش 〃 〃
ضیاء الحق 〃 〃
فاطمہ دختر 〃 〃
زوجہ الہی بخش 〃
مسماۃ جیندو 〃
مسماۃ حکیمان زوجہ نور بخش 〃
غلام غوث ولد لکھا 〃
غلام نبی ولد غلام غوث 〃
مسماۃ جنت دختر غلام غوث 〃
مسماۃ مریم 〃 〃 〃
عبد الکریم ولد ہیرا 〃
ابراہیم 〃 〃
مسماۃ آموان والدہ ابراہیم 〃
سلطانی ولد پیر بخش موہن مزرعہ
عبد اللہ ولد سلطانی 〃
مسماۃ کریمان زوجہ سلیمان 〃
اللہ بخش ولد بنا 〃
مولی شاہ ولد جہنگر شاہ 〃

مشتہرات کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک شہر مین چند اشتہار ایک آدمی کیطرف بھیجے جاتے ہین پس ہر ایک صاحب کو جسکے پاس ان اشتہارات ... کے لوگونکو جو سلسلہ بیعت مین داخل ہین اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر از سرنو ... کر ... [illegible]

یعنی عید الضحیٰ کے تین دن یعنی ۲۰-۲۱-۲۲ و ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء جملہ چار دن کے لئے

غیر معمولی خاص عایت و تخفیف

حمیدیہ ایجنسی لاہور کی کتب و دیگر کارآمد اشیا کی قیمت اور اخبار وطن لاہور کے چندہ میں

[illegible] حمیدیہ ایجنسی کی کتب متعلقہ خلافت عظمیٰ و دیگر ممالک اسلامیہ کی قیمت میں کمی خاص تقریب پر خاص عایت کی جاتی ہے تاکہ ان قیمتی کتابوں کی مطالعہ سے قوم کا نسبتاً زیادہ حصہ مستفید ہو کر زمانہ کی ضرورت [illegible] ... دونوں عید و عید الضحیٰ کو ایک ممتاز فضیلت حاصل ہے تمام اسلامی [illegible] ... ہر سال کی عید حج کو ایک فضیلت بھی ہے ... حج بیت اللہ ... والوں کی ایک جماعت [illegible] ... معانقہ و مصافحہ کر کے اپنی روحانی خوشی ... حرمین کیلئے رحمت الٰہی ثابت ہوگی [illegible]

[illegible] **حمیدیہ حجاز** ریلوے ... بفضلہ تعالیٰ عنقریب مکمل ہو کر ... اپنے بھائیوں کو شامل کرنا چاہتا ہے ... اس عام قومی خوشی ... بلکہ چند دیگر ... قابل [illegible]

مسلمان ہند کی ... [illegible] ... نظور کرتا ہے۔

[illegible] **کارآمد مشینوں** کی قیمت میں بھی خاص عایت ... [illegible]

عایت [illegible] ... ۲۰-۲۱-۲۲ یا ۲۳ مارچ کو ڈاکخانہ میں ڈالی گئی ہوں ... [illegible]

آدھی کی رعایت

نام کتاب

سالہ عہد حکومت سلطان [illegible]
[illegible]
تاریخ خاندان عثمانیہ [illegible]
[illegible] آرمینیا
انگریزی
[illegible]

تہائی کی رعایت

حسن والجلیلہ [illegible] ۱۴ ار [illegible] العزیز [illegible]
[illegible] دگنش [illegible]
[illegible] اور رنگ [illegible]
[illegible] ولیعہد [illegible]
[illegible] سلطان عبد الحمید [illegible]
[illegible] رعایتی قیمت [illegible]
[illegible] رعایت پچاس روپیہ یا زیادہ کی خریداری پر ... معاف کیا جائیگا
دو سو روپیہ نقد کی کتابیں خرید کریں ... [illegible]
[illegible] لی جائے گی۔

پچیس فی صدی رعایت

نقشہ جات حجاز ریلوے [illegible]
[illegible] انگریزی [illegible]
[illegible]

چوتھائی کی رعایت

نام کتاب

سراج المنیر ترجمہ [illegible]
تفسیر سر سید احمد [illegible]
ترجمہ [illegible] الغیب
الصلوٰۃ والسلام
کتاب صرف و نحو
ترکی زبان سیکھنے کی کتاب
ادب العرب [illegible] رسالہ
تفسیر [illegible]
[illegible] چار جلد
[illegible]
سیر [illegible]
[illegible]

چوتھائی کی رعایت

نام کتاب

حمائل شریف مترجم مجلد
الاسلام [illegible]
مجموعہ [illegible] حصہ
صنعت و حرفت [illegible]
کی بے نظیر کتاب
رائل ڈکشنری اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو
سر سید کے لیکچروں کا مجموعہ
تاریخ ابن خلدون ۴ جلدیں

قانونی کتب معہ شرح

شرح ضابطہ فوجداری
شرح ضابطہ دیوانی
شرح مجموعہ تعزیرات ہند
شرح قانون [illegible]
[illegible] قانونی کتب [illegible]
[illegible]

مشین ہاء

چند قسم کی مشینوں کی قیمت میں بھی ... [illegible] کارخانہ ... [illegible] کرلیں گے۔

[illegible] اصلی [illegible]
[illegible]
[illegible] سلائی کی مشین
[illegible] سلائی [illegible]
[illegible] سینے کی کل
[illegible] سینے کی کل
[illegible]
[illegible] تو قیمت زیادہ [illegible] کوشش کی جائے۔

بیان [illegible] اخبار وطن و حمیدیہ ایجنسی ... [illegible] آنی چاہئیں۔

اشتہار - سلک مروارید - کا پہلا نمبر طبع ہو رہا ہے یہ وہ مختصر سا رسالہ ہے جو عورتوں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ایک قصے کے طرز پر لکھا ہے یہ رسالہ عمدہ کاغذ کے چھ جزو پر ختم ہوا ہے ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ تک چھپ کر شائع ہو جاویگا قیمت فی جلد ۴ر علاوہ محصولڈاک ہے اور چونکہ صرف ۵۰۰ جلد طبع ہوا ہے اس لئے پہلے آئی ہوئی درخواستوں کی تعمیل پہلے کیا جاوے گی ناظرین جلد درخواستیں بھیجیں [illegible] کا انتظار کرنا پڑے گا تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی کے نام آنی چاہئیں۔

پیک طاعون

دیدۂ عبرت کشا و قہر قہاری ببین

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از بوزنگ پیٹھ آپکی دوا مین خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے مین نے ایک بیمار کی حالت دردسر اور ہذیان مین یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا میرے پاس اور دوا نہین ایکدرجن بوتل عرق طاعون ارسال فرماوین جو مفید و دوا تر دوا ہے۔

جناب محمد حیات پادشاہ چندہ پیٹ اسکاٹ میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت یاب ہے صرف پاؤن پر ورم باقی ہے اس کا کوئی علاج ارسال کرین +

جناب ابراہیم بوزنگ پیٹھ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کرین آپکی دوائی بہت فائدہ ہوا۔

جناب عبدالمجید معرفت عبدالقیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آفس سٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گرنمودار ہے اس کے واسطے دوا ارسال فرماوین

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد خانصاحب بہادر کاظمین علاقہ ہند بدست سید علی منشی نیو ایجنٹ آپکی ایجاد کردہ دوائی طاعون مفید ہے

جناب محی الدین خانصاحب احمد سیٹھ جنرل بہادر میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے چند شیشیان ارسال فرماوین

جناب حکیم محمد یوسف ٹمکوری ریاست میسور مقام سرا۔ آپکی دوائی طاعون کی شہرت یہان بکثرت ہو رہی ہے۔

جناب سید محمد ہشتر رام باغ گاڑی خانہ کراچی۔ آپکا ایجاد کردہ عرق دو مریضون کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید کہ جناب چند بوتلین اور ارسال فرماوینگے

جناب شیخ رحمان صاحب استاد مدن پورہ بمبئی سفر آبادی آپکی دوا طاعون سے کئی مریض اچھے ہوئے مہربانی کر کے دوا کی تھوڑی شیشیان اور ارسال کرین +

جناب محمد علی ٹیلر معرفت کپتان سرگین بمبئی کلب بمبئی آپکے عرق سے ۴، آدمی اچھے ہوئے ۳ بوتل اور ارسال کرین

طاعون

یہ برباد کنندہ بنی آدم بعد از مدت ہندمین پھیلا ہے اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ما تقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا۔ چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے ہر حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا تصدیق ہوگئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آدھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت فی شیشی ۱۲ عہ درجن شیشی ؏۔

شفایاب مریضون کے چند سارٹیفکیٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکر سٹریٹ بمبئی دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون مبتلایان طاعون کو وہ دوا دی انمین سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار مین بھی افاقہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے اور آپکی تشخیص سے اس دوا کے دینے سے چار شخص کو فائدہ ہوا طبیعت اس دوا سے عجب مسرور ہوتی ہے دلِ بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے دوائی آپکی ہے یا کرنقش اسم اعظم ہے کہ جس کے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے کئی کالی بلا کے مرض مین تھے مبتلا انسان دیا جسکو وہین اس سے بلا یہ دور ہوتی ہے کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمد کمتر مثال تیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

جناب محمد یوسف خانصاحب گلی بمبئی (ترجمہ چٹھی) آپکے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا اور بمبئی مین بہت کمیاب تھا مین اکثر احباب اسکی تعریف مزید ہیجز

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

جناب سیدی عبدالرحمن خلف سیدی حسین قلعدار از جزیرہ حبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی۔ آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام ہے

جناب سیٹھ ہائے دلیر و دوسہ بہاری آف کنٹرکٹر کیماڑی شہر کراچی آپ نے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون مریض شفا پاچکے ہین اور پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرماکر بدیدن کارڈ ہذا کچھ دوا ارسال کرین

جناب صوبہ دار حسن پنشنر رام باغ گاڑی احاطہ کراچی۔ آپ کا عرق طاعون دو تین مریضون کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے +

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت اللہ شاہ نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی۔ عرض یہ ہے کہ آپکی ارسال شدہ دوائی نے بمبئی مین لوگونکو بڑا فائدہ ہوا مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جس وقت مریض کو دوائی پلائی فوراً ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین ہوش ار۔ کے۔ ایڈ۔ ایم او کیمپ ہوش کوٹ ضلع بنگلور آپ کے عرق طاعون نے بہت فائدہ ہوا دو شیشی مہربانی فرماکر اور ارسال کرین +

ہماری خاص ساخت (ہوم میڈ) گھڑیان

گارنٹی بارہ سال قیمت پندرہ روپیہ

اوپن فیس کیس۔ لیور نکل سلور کیس

ریلوے ریگولیٹر گھڑی

قیمت آٹھ روپیہ گارنٹی ۵ سال

اوپن فیس کیس۔ ہاریزنٹل نکل سلور کیس

کلائی پر باندھنے کی گھڑی قیمت آٹھ روپیہ اصل چاندی گارنٹی چار سال

اوپن فیس کیس سلنڈر معہ چمڑہ کلائی

ملنے کا پتہ

کشن چند سدانند کمپنی سوداگران گھڑی و کلاک انارکلی لاہور

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

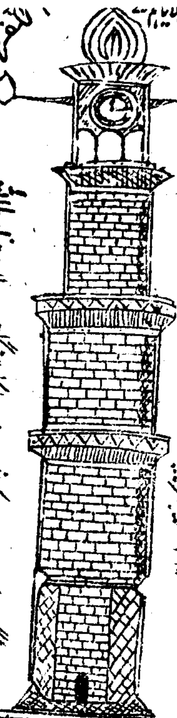

الحکم
دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۶	۲۴ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ مطابق ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۹ ہجری یوم دوشنبہ	نمبر ۱۱

فہرست مضامین

۱ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق صہ ۱
۲ کتاب وسنت اور حدیث صہ ۲
۳ کلمات طیبات صہ ۳ - ۵
۴ ملفوظات احمدیہ صہ ۵ - ۶
الف مخالفانہ تحریروں کا جواب
ب مسیح کا نزول دو چادروں مین
ج تبلیغ اور انسانون کی تقسیم
د بعثت انبیاء یہ لوگ کس طرح ہدایت پاتے ہین
ہ مامور اور شفاعت
۵ مکتوبات امام الزمان صہ ۷ - ۸
۶ یسوع مسیح مرقومہ بشپ ریویو نمبر ۳ صہ ۸ - ۹
۷ قرآن کریم کی ابتدا صہ ۱۰ - ۱۲
۸ دار الامان مین عید اضحٰی صہ ۱۲
۹ خطبہ عید اضحٰی صہ ۱۳ لغایت ۱۵

سلسلہ عالیہ کے متعلق

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدا تعالے کے فضل وکرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہین حضرت اقدس عصر کے لئے نوکی رسالے اور عصمت انبیاء والے مضمون کو ختم کر چکے ہین اس لئے اب ظہر اور عصر کی نمازین جمع نہین کی جاتی ہین +

حضرت مولوی صاحب ان جی بفضلہ تعالے بخیریت ہین۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کی کتاب آیات الرحمن طبع ہونی شروع ہوگئی +

اردو میگزین کا پہلا نمبر شائع ہو گیا اور دوسرا پریس مین چلا گیا - جو لوگ انگریزی میگزین سے فائدہ نہین اٹھا سکتے یعنی انگریزی نہین جانتے انکو اردو میگزین سے فائدہ اٹھانا

بیعت کرنے والے احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ چونکہ انکے نام ہفتہ وار الحکم مین شائع ہوتے رہتے ہین اور بسا اوقات ایڈیٹر کے پاس غلط اطلاع کیوجہ سے اندراج مین غلطی کا احتمال ہوتا ہے اس لئے آیندہ سب بزرگ یاد رکھین کہ بیعت کرنیوالے مندرجہ ذیل نقشہ کیموافق اپنے بیعت کے خطوط ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدیا کرین جو ایک باقاعدہ مرتب رجسٹر مین انکو درج کر کے علاوہ الحکم مین شائع کر دیا کرے گا -

بیعت کرنیوالے کا نام ـــ باپ کا نام ـــ سکونت ضلع ڈاکخانہ

ذیل مین ہم اپنے عزیز بھائی ایڈیٹر اٹاوہ پنچ کی چٹھی انکی خواہش کیموافق درج کرتے ہین اگرچہ ہم اس ضرورت مین انکے ساتھ نہین کہ شحنہ کی گالیون کے جواب مین کوئی ضمیمہ الگ شائع کرین ان لوگون کی مخالفت حد تہذیب وانسانیت سے نکل چکی ہے اور وہ قابل خطاب نہین رہے -

جماعت احمدی کیخدمت ایڈیٹر اٹاوہ پنچ اٹاوہ کا نیاز نامہ

برادران - السلام علیکم - اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ سے مین نے ایک اخبار اٹاوہ پنچ نام اٹاوہ سے شائع کرنا شروع کیا ہے اس اخبار کے اجراء سے درا صل حضرۃ اقدس مسیح موعود کے مشن کی اشاعت مقصود ہے اخبار کو۔۔۔

کتاب و سنت اور حدیث

۲۳- کی شب کو بعد نماز مغرب اور ۲۴- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کی صبح کو سیر کا مضمون سی عنوان میں ہم نے لکھا ہے اور مضمون قاضی نعمت علی صاحب احمدی کی تحریک سے پیدا ہوا اس سے پہلے بھی حضرت اقدس نے اس مضمون پر کئی بار تقریر فرمائی ہے ہم اس کو مقدم کر کے اسی لیے چھاپتے ہین کہ آج کل ہمارے مخالفون نے محض دھوکہ دہی کی بنا پر یہ شیوہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہان انسے گفتگو کی جاوے وہ حدیث کو قران شریف پر قاضی مقرر کر دیتے ہین اور حدیث پر بہت زور دیتے ہین۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیرو چونکہ قرآن کریم کو مقدم کرتے ہین اور حدیث کو اس کی حد سے بڑھانا نہین چاہتے اسلئے مخالف شور مچا دیتے ہین کہ دیکھو یہ حدیث کا انکار کرتے ہین اس قسم کے مشکلات عام ہین اسلئے ہم بذریعہ الحکم حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تقریر کا خلاصہ اپنے الفاظ مین زاید امور کو چھوڑ کر ناظرین الحکم کے فایدہ کے لیے یہان درج کرتے ہین۔

چنانچہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہیئے جب کوئی نبی خدا کیطرف سے آتا ہے تو وہ دو ذمہ داریان لیکر آتا ہے اور اسکا فرض ہوتا ہے کہ وہ ان کو امانت کیطور پر پہونچاوے۔ اول **کلام الٰہی** دوم کلام الٰہی کے موافق عمل کر کے دکھا دینا اور یہی دو باتین اللہ تعالےٰ کے نزدیک اصل ہین اور اسی کو **کتاب** اور **سنت** کہتے ہین اور اب ایک **تیسری** بات ان دو کے ساتھ شامل کر لی گئی ہے وہ **حدیث** ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ تیسری شے یعنی **حدیث** جب تک ان دونون یعنے **کتاب** اور **سنت** کے موافق نہ ہوگی ہم نہین مانین گے ان لوگون نے دھوکہ دہی کے طور پر **سنت** اور **حدیث** کو مخلوط کر کے ایک بنا دیا ہے حالانکہ وہ دو جدا چیزین ہین **سنت** اور شے ہے اور **حدیث** اور چیز۔ سنت کے معنے طریق اور عمل کے ہین اور حدیث کا مفہوم صرف بات ہے۔ یعنی وہ باتین جو لوگون نے اپنے الفاظ مین مدتون بعد جمع کین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ تعالےٰ سے پاتے تھے سنت کے طریق پر اسے بتا دیتے تھے مثلاً نماز کا حکم ہوا آپ نے نماز پڑھ کر بتا دی۔ ایسا ہی زکوٰۃ۔ اور اسکے متعلق جملہ امور حج اور اسکے ارکان روزہ اور اسکے متعلقات غرض تمام امور جو اللہ تعالےٰ سے آپ پاتے ان کو کر کے دکھا دیتے۔ آپ کے اس **عمل** کا نام ہی **سنت** ہے جو حدیث سے بالکل الگ ہے اور قرآن شریف کی طرح سلسلہ تعامل مین یہ محفوظ ہے۔ کیا اگر حدیث نہوتی تو ہمارے مخالف کہہ سکتے ہین کہ مسلمان نماز نہ پڑھتے یا روزہ نہ رکھتے یا زکوٰۃ نہ دیتے یا حج نہ کرتے؟ نہین نماز، روزہ حج زکوٰۃ اور دیگر ضروریات دین اسی طرح ہوتین جیسے اب ہین۔ کوئی نہین کہہ سکتا کہ حدیث کے زمانہ تک جو دوسو برس تک کا زمانہ ہے مسلمانون مین ضروریات دین پر عمل نہ ہوتا تھا اور جب تک بخاری اور مسلم مرتب نہوگئین مسلمان مسلمان نہ تھے یہ تو قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے کہ آپ نے اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا جو لیکر آئے تھے۔ قرآن مین سب کچھ ہے مگر نبوت کا استدلال لطیف ہوتا ہے جبرئیل سے جو معصوم ہوتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم علم پا کر اپنے عمل سے دکھا دیتے پس اس بات سے کبھی دھوکا نہ کھاؤ کہ حدیث اور سنت کو ایک قرار دو۔ حدیث وہ اقوال رطب و یابس ہین جو پیچھے جمع ہوئے ان مین وہی قابل اعتبار ہین اور صحیح ہین جو کتاب اور سنت کے مخالف اور منافی نہین ہین۔

اگر کوئی سوال کرے کہ قرآن شریف سے نماز کی رکعتین دکھاؤ تو اسکا جواب یہی ہے کہ یہ ہمین حدیث سے نہین بلکہ سنت سے معلوم ہوا ہے اور اگر حدیثین ایسی ہی تھین جیسے قرآن شریف تو پھر کیون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذمہ داری مین فرق ڈالا۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دو کام کئے اول قران سنا دیا اور پھر اپنے عمل سے دکھا دیا چنانچہ اول کے لئے خدا تعالےٰ نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم اور دوسرے امر کے متعلق یعنے سنت کے لئے فرمادیا اتممت علیکم نعمتی اور دونوں کے مجموعہ اور نتیجہ کا نام اسلام ہوا۔

اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق سنت دکھاؤ تو اسکا جواب یہی ہے کہ **سنت موجود ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود مر کر دکھا دیا**۔ ورنہ اگر اوپر آسمان پر چڑھ جانا سنت انبیا تھا تو آسمان پر اٹھ جاتے مگر جیسے قرآن نے شہادت دی مسیح کی وفات پر اور آپ کی وفات پر انک میت وانہم میتون آپ نے مر کر دکھا دیا اور ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی تصدیق کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ پہلا اجماع آپکی وفات پر حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی نسبت ہوا۔ حضرت ابوبکر کا استدلال کیسا لطیف تھا اور یہ خدا تعالےٰ کا قانون ہے کہ جو خلیفہ ہونیوالا ہوتا ہے اس کو لطیف استدلال اور نبوت کے انوار کا حصہ دیا جاتا ہے اور وہ ملکہ مخفی رہتا ہے جب تک کہ وہ وقت نہ آجاوے جیسا کہ

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۱۰ جلد ۶

زیادہ تفصیل کی اس مقام پر ضرورت نہین کیونکہ اس مجمع مین بہت سے لوگ ایسے ہین جنکو بخوبی علم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کا کیا حال تھا کوئی بدی ایسی نہ تھی جو ان مین نہ پائی جاتی ہو جیسے کوئی ہر صیغہ اور امتحان کو پاس کرکے کامل اُستاد ہر فن کا ہوجاتا ہے اسی طرح یہ وہ بدیون اور بدکاریون مین ماہر اور پورے تھے۔ شرابی۔ زانی۔ یتیمون کا مال کھانے والے۔ قمار باز۔ غرض ہر برائی مین سب سے بڑھے ہوئے تھے بلکہ اپنی بدکاریون پر فخر کرنے والے تھے ان کا قول تھا ان ھی الاحیواۃ الدنیا نموت ونحیٰ۔ ہماری زندگی اسی قدر ہے کہ یہان ہی مرتے ہین اور زندہ ہوتے ہین حشر نشر کوئی چیز نہین قیامت کچھ نہین جنت کیا اور جہنم کیا؟ قرآن شریف کے احکام جن بدیون اور برائیون سے روکتے ہین وہ سب مجموعی طور پر ان مین موجود تھین ان کی حالت کا یہ نقشہ ہے جس پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ کیا تھے؟ ایک موقع پر فرماتا ہے یاکلون ویتمتعون کہاتے ہین اور تمتع اٹھاتے یعنے اپنے پیٹ کی اور دوسری شہوات مین مبتلا اور اسیر ہین۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب انسان جذبات نفس اور دیگر شہوات مین اسیر اور مبتلا ہوجاتا ہے تو چونکہ وہ طبعی تقاضون کو اخلاقی حالت مین نہین لاتا اس لیے ان شہوات کی غلامی اور گرفتاری ہی اس کے لیے جہنم ہوجاتی ہے اور ان ضرورتون کے حصول مین مشکلات کا پیش آنا اسپر ایک خطرناک عذاب کیصورت ہوجاتی ہے اس لیے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ وہ جس حال مین ہین گویا جہنم مین مبتلا ہین یہ بات ہرگز ہرگز بھول جانے کے قابل نہین ہے کہ قرآن شریف جو خاتم الکتب ہے دراصل قصون کا مجموعہ نہین ہے جن لوگون نے اپنی غلط فہمی اور حق پوشی کی بنا پر قرآن شریف کو قصونکا مجموعہ کہا ہے انہون نے حقایق شناس فطرت سے حصہ نہین پایا ورنہ اس پاک کتاب نے تو پہلے قصون کو بھی ایک فلسفہ بنا دیا ہے اور یہ اسکا احسان عظیم ہے سابقہ کتابون اور نبیون پر ورنہ آج ان باتون پر ہنسی کی جاتی۔ اور یہ بھی اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس علمی زمانہ مین جبکہ موجودات عالم کے حقایق اور خواص الاشیاء کے علوم ترقی کر رہے ہین اس نے آسمانی علوم اور کشف حقایق کے لیے ایک سلسلہ کو قایم کیا۔ جس نے ان تمام باتونکو جو فیج اعوج کے زمانہ مین ایک معمولی قصون سے بڑھکر وقعت نہ رکھتی تھین اور اس سائنس کے زمانہ مین ان پر ہنسی ہورہی تھی علمی پیرایہ مین ایک فلسفہ کیصورت مین پیش کیا۔

پہلے زمانہ مین ہم دیکھتے ہین کہ بالکل خیالی اور سادہ طور پر بہشت و دوزخ کو رکھا گیا تھا حضرت مسیح نے پھانسی پانے والے چور کو یہ تو کہدیا کہ آج ہم بہشت مین جائینگے مگر بہشت کی حقیقت پر کوئی نکتہ بیان نہ فرمایا ہم اس وقت اس سوال کو سامنے لانے کی ضرورت نہین سمجھتے کہ عیسائیون کو انجیلی عقیدے اور بیان کے موافق وہ بہشت مین گئے یا ہاویہ مین۔ بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ بہشت کی حقیقت انہون نے کچھ بیان نہین کی ہان یونتو عیسائیون نے اپنے بہشت کی مساحت بھی کی ہوئی ہے۔

برخلاف اس کے قرآن شریف کسی تعلیم کو قصے کے رنگ مین پیش نہین کرتا بلکہ وہ ہمیشہ ایک علمی صورت مین اسے پیش کرتا ہے مثلاً اسی بہشت و دوزخ کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی یعنی جو اس دنیا مین اندھا ہے وہ آخرت مین بھی اندھا ہوگا کیا مطلب کہ خدا تعالےٰ اور دوسرے عالم کے لذات کے دیکھنے کے لیے اسی جہان مین حواس اور آنکھین ملتی ہین جس کو اس جہان مین نہین ملین اسکو وہان بھی نہین ملینگے اب یہ امر انسان کو اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ ان حواس اور آنکھون کے حاصل کرنے کے واسطے اسی عالم مین کوشش اور سعی کرے تاکہ دوسرے عالم مین بینا اٹھے۔

ایسا ہی عذاب کی حقیقت اور فلسفی بیان کرتے ہوئے قرآن شریف فرماتا ہے۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ۔ یعنے اللہ تعالےٰ کا عذاب ایک آگ ہے جسکو وہ بھڑکاتا ہے اور انسان کے دل ہی پر اسکا شعلہ بھڑکتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ عذاب الٰہی اور جہنم کی اصل جڑ انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اور گندے ارادے اور عزم اس جہنم کا ایندھن ہین اور پھر بہشت کے انعامات کے متعلق نیک لوگون کی تعریف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یفجرونہا تفجیرا۔ یعنے اسی جگہ نہرین نکال رہے ہین اور پھر دوسری جگہ مومنون اور اعمال صالحہ کرنے والون کی جزا کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ جنت تجری من تحتہا الانہار اب مین پوچھتا ہون کہ کیا کوئی ان باتون کو قصہ قرار دیسکتا ہے یہ کیسی سچی بات ہے جو یہان آبپاشی کرتے ہین وہی پھل کھائینگے غرض قرآن شریف اپنی ساری تعلیمون کو علوم کی صورت اور فلسفہ کے رنگ مین پیش کرتا ہے اور یہ زمانہ جس مین خدا تعالےٰ نے ان علوم حقہ کی تبلیغ کے لیے اس سلسلہ کو خود قایم کیا ہے کشف حقایق کا زمانہ ہے۔

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف نے

پہلی کتابون اور نبیون پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیمون کو جو قصہ کے رنگ مین تھین علمی رنگ دیدیا ہے۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ کوئی شخص ان قصون اور کہانیون سے نجات نہین پا سکتا۔ جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑہے۔ کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ انہ لقول فصل وما ہو بالہزل ہے وہ میزان - مہیمن - نور اور شفا۔ اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑہتے اور اسے قصہ سمجھتے ہین انہون نے قرآن شریف کو نہین پڑہا بلکہ اسکی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیون ہماری مخالفت مین اسقدر تیز ہو گئے ہین؟ صرف اسی لیے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہین اور وہ کوشش کرتے ہین کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دین۔ ہم اسکو گوارا نہین کر سکتے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھولدیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لیے ہم ان کی مخالفت کی کیون پرواہ کرین۔ غرض مین بار بار اس امر کی طرف ان لوگون کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہین نصیحت کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقایق کے لیے قایم کیا ہے کیونکہ بدون اسکے عملی زندگی مین کوئی روشنی اور نور پیدا نہین ہو سکتا اور مین چاہتا ہون کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا ہے۔ اسلیئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھکر نہین بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔

اب مین پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہون کہ قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہین کی اس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کر دیا ہے کہ اسی دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے چنانچہ فرمایا ولمن خاف مقام ربہ جنتان یعنے جو شخص خدا تعالےٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اسکے واسطے دو بہشت ہین یعنے ایک بہشت تو اسی دنیا مین مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کا خوف اسکو برائیون سے روکتا ہے اور بدیون کیطرف دوڑنا دل مین ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے لیکن جو شخص خدا کا خوف کہاتا ہے تو وہ بدیون سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دم نقد بچ جاتا ہے جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے مین ترقی کرتا ہے جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یون بہشتی زندگی اسی دنیا سے اسکے لیے شروع ہو جاتی ہے اور اسی طرح پر اسکے خلاف کرنے سے جہنمی زندگی شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ مین نے پہلے بیان کر دیا ہے۔

اسوقت میرا صرف یہ مطلب ہے کہ مین اس دوسری دلیل کیطرف تمہین متوجہ کرون جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر خدا تعالےٰ نے دی ہے یعنے یہ کہ آپ جس کام کے لیے آئے تھے اس مین پورے کامیاب ہو گئے مین نے بتایا ہے کہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے ہزارہا مریضون کو مرض کے آخری درجہ مین پایا جو ان کی موت تک پہونچ گیا تہا۔ بلکہ حقیقت مین وہ مر ہی چکے تھے جیسا کہ اسوقت کی تاریخ کے پتہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر انصافاً کوئی سوچے کہ اپنے خدمتگار کے عیب دور نہین کر سکتے تو جو شخص ایک بگڑی ہوئی قوم کی ایسی اصلاح کر دے کہ گویا وہ عیب اس مین تھے ہی نہین تو اس سے بڑھ کر اس کی صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانون نے اس طرف توجہ نہین کی ورنہ یہ ایسے روشن دلایل ہین کہ دوسرے نبیون مین اسکے نظائر بہت ہی کم ملین گے مثلاً جب ہم آپ کے بالمقابل حضرت مسیح کو دیکھتے ہین تو کسقدر افسوس ہوتا ہے کہ وہ چند حواریون کی بھی کامل اصلاح نہ کر سکے اور ہمیشہ ان کو سست اعتقاد کہتے رہے یہانتک کہ بعض کو شیطان بھی کہا وہ ایسے لالچی تھے کہ یہودا اسکریوطی جو مسیح کا خزانچی تھا بسا اوقات اس تھیلی مین سے جو اس کے پاس رہا کرتی تھی کبھی کبھی چرا بھی لیا کرتا تھا آخر اسی لالچ نے اسے مجبور کیا کہ وہ تیس درہم لیکر اپنے استاد اور مرشد کو گرفتار کرا دے اور ادھر جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیطرف دیکھتے ہین تو انہون نے اپنی جانین دیدینی آسان سمجھین بجائے اسکے کہ انہین غداری کا ناپاک حصہ پایا جاتا یورپین مورخون تک کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین جو اُنس وفاداری اور اطاعت اپنے ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اسکی نظیر کسی دوسرے نبی کے متبعین مین نہین ملتی ہے خصوصاً مسیح علیہ السلام تو اس مقابلہ مین بالکل تہیدست ہین۔ اب جبکہ اسقدر غلو ان کی شان مین کیا گیا ہے اور باوجود کمزوریون کی ان مثالون اور واقعات کے ہوتے ہوئے جو انجیل مین موجود ہین ان کو خدا بنایا گیا ہے انکی قوت قدسی اور جذب و کشش کا یہ نمونہ

...ش کیا گیا ہے کہ وہ چند حواریون کو بھی درست نہ کر سکے تو اوران سے کیا امید ہو سکتی ہے عیسائی جب حواریون کی اعتقادی اور عملی کمزوریون کا کوئی جواب نہین دے سکتے تو یہ کہدیتے ہین کہ مسیح کے بعد ان مین قوت اور طاقت آگئی تھی اور وہ کامل ہو گئے تھے مگر یہ جواب کیسا مضحکہ خیز اور عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے کہ چراغ کی موجودگی مین تو کوئی روشنی نہین چراغ کے بجھ جانے کے بعد روشنی ہو گئی۔

کیا خوب!!!

ایک نبی کے سامنے تو وہ پاک صاف نہ ہو سکے اسکے بعد ہو گئے؟ اس سے تو معلوم ہوا کہ مسیح اپنی **قوت قدسی** کے لحاظ سے اور بھی کمزور اور ناتوان تھا معاذ اللہ یہ ایک نحوست تھی کہ جب تک حواریون کے سامنے رہی وہ پاک نہ ہو سکے اور جب اٹھ گئی تو پھر روح القدس سے معمور ہو گئے۔ **تعجب!!!**

بہت سے انگریز مصنفون نے بھی اس مضمون پر قلم اٹھایا ہے اور رائے ظاہر کی ہے کہ مسیح نے ایک گروہ پایا تھا جو پہلے سے توریت کے مقاصد پر اطلاع پا چکے تھے اور فقیہون فریسیون سے خدا کی باتین سنتے تھے اگر وہ راستباز اور پاک باز ہوتے تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی اور ۱۴ سو برس تک لگاتار ان مین وقتاً فوقتاً نبی اور رسول آتے رہے جو خدا کے احکام اور حدود سے انہین اطلاع دیتے رہے گویا ان کے نطفہ مین رکھا ہوا تھا کہ وہ خدا کو مانین اور خدا کے حدود کی عظمت کرین اور بدکاریون سے بچین پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ اس تعلیم سے جو مسیح انہین دینا چاہتا تھا بے خبر ہوتے۔

مسیح اگر انہین درست بھی کر دیتے تب بھی یہ کوئی بڑی قابل تعریف بات نہ تھی کیونکہ ایک طبیب کے کامل علاج کے بعد اگر دوسرا کوئی اچھا کر دے تو یہ خوبی کی بات نہین اس لیے بفرض محال اگر مسیح نے کوئی فائدہ پہونچایا بھی ہو تو بھی یہ کوئی قابل تعریف بات نہین ہے لیکن افسوس ہے کہ یہان کسی فایدہ کی نظیر بھی نظر نہین آتی یہودا نے ۳۰ روپیہ لیکر استاد کو بیچ لیا۔ اور پطرس نے سامنے کھڑے ہو کر لعنت کی اور دوسری طرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اُحد اور بدر مین آپکے سامنے سر دیدیئے اب انصاف کا مقام ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے ہوتے اور قرآن شریف نہ ہوتا تو ایسے نبی کی بابت کیا کہتے جس کی تعلیم اور قوت قدسی کے نمونے **یہودا اسکریوطی اور پطرس** ہین قوت قدسی کا یہ حال اور تعلیم ایسی ادھوری اور ناقص کہ کوئی دانشمند اسے کامل نہین کہہ سکتا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ انسان کی **تمدنی۔ معاشرتی**۔ اور **سیاسی** زندگی کو اس سے کوئی تعلق ہی نہین۔ اور پھر لطف یہ کہ اس کے کوئی تاثیرات باقی نہین ہین۔ دعوے ایسا کیا کہ **عقل۔ کانشنس قانون قدرت**۔ اور متقدمین کے عقاید اور مسلمات کے صریح خلاف۔ ان انگریز مصنفون کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ اگر قرآن نہ آتا تو بہت بری حالت ہوتی انہون نے اعتراف کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درندون۔ وحشیون کو درست کیا اور پھر ایسے صادق اور وفادار لوگ تیار کیئے کہ انہون نے اس کی رفاقت مین کبھی اپنے جان و مال کی بھی پروا نہین کی اس قسم کی **وفاداری اور اطاعت ایثار۔ اور جان نثاری** پیدا نہین ہو سکتی جب تک **مقتدا اور متبوع** مین اعلے درجہ کی قوت قدسی اور جذب نہو پھر لکھتا ہے کہ عربون کو سچی راستبازی ہی نہ سکھائی گئی تھی بلکہ ان کی دماغی قوتون کی بھی تربیت کی تھی۔ حواری تو ایک گاؤن کا بھی انتظام نکر سکتے تھے مگر صحابہ نے دنیا کا انتظام کر کے دکھادیا کون کہہ سکتا ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے والدین نے حکومت اور سلطنت کی تھی اور اس لیئے وہ انتظام ملکداری اور قوانین سیاست سے آگاہ تھے؟ نہین ہرگز نہین یہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور قرآن شریف کی کامل تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ایک طرف اس نے ان کو فرشتے بنادیا اور دوسری طرف وہ عقل مجسم ہو گئے۔ (باقی آیندہ)

ملفوظاتِ احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)

مخالفانہ تحریرون کا جواب

مخالف جو گالیان دیتے ہین اور گندے اور ناپاک اشتہار شایع کرتے ہین ہم کو ان کا جواب گالیون سے کبھی دینا نہین چاہیئے ہم کو سخت زبانی کی ضرورت نہین کیونکہ سخت زبانی سے برکت جاتی رہتی ہے اسلیئے ہم نہین چاہتے کہ اپنی برکت کو کم کرین ان کو تو مخاطب کرنے کی بھی ضرورت نہین یہ لوگ بجائے خود واجب الرحم ہین ہان فضول باتون کو نکال کر اگر کسی معقول اعتراض کا جواب عوام کو دھوکے سے بچانے کے لیے دیا جاوے تو نامناسب نہین اگر ہم ان کے مقابل پر سخت زبانی کا استعمال کرین تو یہ تو اپنے مرتبہ کا بھی تذلل ہے اگر کبھی کوئی سخت لفظ استعمال کیا گیا ہے تو وہ حق کی لازمی مرارت ہے جو دوا کے طور پر ہے جس کی نظیر انجیل اور نبیون کے کلام مین پائی جاتی ہے۔ ریس اور تقلید کرنا انبیا کا کام نہین نام تو وہی ہوتا ہے جو آسمان پر رکھا جاتا ہے کسی کے ظالم۔ کافر کہنے سے کیا بنتا ہے۔ زمینی نامون کا آخر خاتمہ ہو جاتا ہے اور آسمانی نام ہی رہجاتے ہین پس دنیا کے کیڑون کے نامونکی کیا پروا؟ اس نام کی قدر کرو جو آسمان پر نیک لکھا جاوے۔

مسیح کا نزول دو چادروں مین زرد چادرونسے مراد اگر یہی ہو جو ہمارے مخالف بیان کرتے ہین تو پھر عام ہندو جوگیون اور مسیح مین ما بہ الامتیاز کیا ہوگا۔ اصل مین خدا کی چادر اپنے الگ معنے رکھتی ہے اور وہ وہی ہین جو خدا تعالے نے مجھ پر کھولے ہوئے ہین کہ دو زرد چادرونسے مراد دو بیماریان ہین جو مجھے لاحق حال ہین

تبلیغ اور انسانون کی تقسیم دنیا مین تین قسم کے آدمی ہوتے ہین۔ عوام متوسط درجے کے۔ امرا۔ عوام عموماً کم فہم ہوتے ہین ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے اسلیے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ امرا کے لیے سمجھانا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہین اور جلد گھبرا جاتے ہین اور ان کا تکبر اور تعلی اور بھی سد راہ ہوتی ہے۔ اسلیے انکے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہیے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنے مختصر مگر پورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو قلّ و دلّ۔ مگر عوام کو تبلیغ کرنے لیئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہیے ہے اوسط درجہ کے لوگ زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ ان کو تبلیغ کی جاوے وہ بات کو سمجھ سکتے ہین۔ اور انکے مزاج مین وہ تعلی اور تکبر اور نزاکت بھی نہین ہوتی جو امرا کے مزاج مین ہوتی ہے اسلیے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہین ہوتا۔

بعثت انبیا پر لوگ کس طرح ہدایت پاتے ہین؟ جب انبیاء علیہم السلام مامور ہوکر دنیا مین آتے ہین تو لوگ تین ذریعونسے ہدایت پاتے ہین یہ اسلیئے کہ تین ہی قسم کے لوگ ہوتے ہین ظالم مقتصد۔ اور سابق بالخیرت۔

اور درجے کے لوگ تو سابق بالخیرات ہوتے ہین جن کو دلایل اور معجزات کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔ وہ ایسے صاف دل اور سعید ہوتے ہین کہ مامور کے چہرہ ہی کو دیکھکر اس کی صداقت کے قایل ہوجاتے ہین اور اسکے دعوی کو ہی سنکر اسکو برنگ دلیل سمجھ لیتے ہین ان کی عقل ایسی لطیف واقع ہوئی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ انبیا کی ظاہری صورت اور ان کی باتون کو سن کر قبول کر لیتے ہین۔

دوسرے درجہ کے لوگ مقتصدین کہلاتے ہین جو ہوتے تو سعید ہین مگر ان کو دلایل کیضرورت ہوتی ہے اور وہ شہادت سے مانتے ہین۔

تیسرے درجہ کے لوگ جو ظالمین ہین ان کی طبیعت اور فطرت کچھ ایسی وضع پر واقع ہوتی ہے کہ وہ بجز مار کھانے اور سختی کے مانتے ہی نہین۔

جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہین کہ اسلام جبر سے پھیلا ہے وہ تو بالکل جھوٹے ہین کیونکہ اسلامی جنگین دفاعی اصول پر تھین مگر ہان یہ سچ ہے کہ خدا تعالے نے اپنے قانون مین یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ تیسرے درجہ کے لوگون یعنے ظالمین کے لیے ایک طریق رکھا ہوا ہے جو بظاہر جبر کہلاتا ہے اور ہر نبی کے وقت مین عوام کی ہدایت جبر کے کسی نہ کسی پیرایہ مین ہوئی ہے کیونکہ دور سے دیکھنے والے کا مقابلہ معجزہ آنکھ سے دیکھنے والا نہین کرسکتا۔ جب استعدادین مختلف ہین تو پھر سب کے لیے ایک ہی ذریعہ کیونکر مفید ہوسکتا ہے۔

بڑے مقبول اور مقرب اور رسالت کی سچی خلافت حاصل کرنیوالے [illegible] سابق بالخیرات ہوتے ہین انکی مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سی ہے کہ آپ نے کوئی معجزہ اور نشان طلب نہین کیا سنتے ہی ایمان لے آئے۔

اور حقیقت مین یہ ہے بھی سچ اسلئے کہ جس شخص کو اخلاقی حالت کی واقفیت ہو اس کو معجزہ اور نشان کی ہرگز ضرورت نہین ہوتی اسی لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یاد دلایا کہ قد لبثت فیکم عمرا۔ سابقین کو تو یہ صورت پیش آتی ہے کہ وہ اپنی فراست صحیحہ سے ہی تاڑ جاتے ہین۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب آپ مدینہ تشریف لے گئے تو بہت سے لوگ آپ کو دیکھنے آئے ایک یہودی بھی آیا اور اس سے جب لوگون نے پوچھا تو اس نے یہی کہا کہ یہ **منہ تو جھوٹون کا نہین ہے۔**

اور مقتصد لوگ وہ ہوتے ہین۔ جو دلایل اور معجزات کے محتاج ہوتے ہین اور تیسری قسم ظالمین کی ہے جو سختی سے ملتے ہین جیسے موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ مین کبھی طاعون سے اور کبھی زلزلہ سے ہلاک ہوئے اور دوسرون کے لیے عبرت گاہ بنے یہ ایک قسم کا جبر ہے جو اس تیسری قسم کے لیے خدا تعالے نے رکھا ہوا ہے اور سلسلہ نبوت مین یہ لازمی طور پر پایا جاتا ہے۔

مامور من اللہ کی دعاؤن کا کل جہان پر اثر ہوتا ہے اور یہ خدا تعالی کا ایک باریک قانون ہے جسکو ہر ایک شخص نہین سمجھ سکتا جن لوگون نے شفیع کے مسئلہ سے انکار کیا ہے انہون نے سخت غلطی کھائی ہے شفیع کو قانون قدرت چاہتا ہے اسکو ایک تعلق شدید خدا تعالےٰ سے ہوتا ہے اور دوسرا مخلوق سے۔ مخلوق کی ہمدردی اس مین استقدر ہوتی ہے کہ یون کہنا چاہیئے کہ اسکے قلب کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہمدردی کے لیئے جلد متاثر ہوجاتا ہے اسلیئے وہ خدا سے لیتا ہے اور اپنی عقد ہمت اور توجہ سے مخلوق کو پہونچاتا ہے اور اپنا اثر اسپر ڈالتا ہے۔ اور یہی شفاعت ہے۔

انسان کی دعا اور توجہ کے ساتھ

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے پیارے دوست نواب محمد علیخانصاحب سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا محبت نامہ عین انتظار میں مجھ کو ملا۔ جسکو مین نے تعظیم سے دیکھا اور ہمدردی اور اخلاص کے جوش سے حرف حرف پڑہا میری نظر مین طلب ثبوت اور استکشاف حق کا طریقہ کوئی ناجائز اور ناگوار طریقہ نہین ہے بلکہ سعیدون کی یہی نشانی ہیکہ وہ ورطۂ مذبذبات سے نجات پانے کے لیے حل مشکلات چاہتے ہین لہذا یہ عاجز آپکے اس طلب ثبوت سے ناخوش نہین ہوا بلکہ نہایت خوش ہے کہ آپ مین سعادت کی وہ علامتین دیکھتا ہے جس سے آپکی **نسبت عرفانی ترقیات کی امید بڑھتی ہے۔**

اب مین آپ پر واضح کرتا ہون کہ مین نے مباہلہ سے قطعی طور پر انکار نہین کیا اگر امر متنازعہ فیہ مین قرآن اور حدیث کی رو سے مباہلہ جائز ہو تو مین سب سے پہلے مباہلہ کے لیے کھڑا ہون لیکن ایسی صورت مین ہرگز مباہلہ جائز نہین جبکہ فریقین کا یہہ خیال ہو کہ فلان مسئلہ مین کسی فریق کی اجتہادی یا فہم یا سمجھ کی غلطی ہے۔ کسی کی طرف سے عمداً افترا یا دروغ باقی نہین کیونکہ اگر مجرد ایسے اختلافات مین جو قطع نظر مصیب یا مخطی ہونے کے صحت نیت اور اخلاص اور صدق قدم پر مبنی ہین مباہلہ جائز ہوتا اور خدا تعالےٰ ہر یک جزئی اختلاف کی وجہ سے مخطی پر عند المباہلہ عذاب نازل کرتا تو آج تک تمام اسلام کا روئے زمین سے خاتمہ ہوجاتا۔ کیونکہ کچھ شک نہین کہ مباہلہ سے یہ غرض ہوتی ہے کہ جو فریق حق پر نہین اس پر عذاب نازل ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ اجتہادی امور مین مثلاً کسی جزئی مین حنفی حق پر ہین اور کسی مین شافعی حق پر اور کسی مین اہل حدیث اب جبکہ فرض کیا جائے کہ سب فرقے اسلام کے جزئی اختلافات کی وجہ سے باہم مباہلہ کرین اور خدا تعالےٰ اس پر جو حق پر نہین عذاب نازل کرے۔ تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنی اپنی خطا کی وجہ سے تمام فرقے اسلام کے روئے زمین سے نابود کیے جائین۔ اب ظاہر ہے کہ جس امر کے تجویز کرنے سے اسلام کا استیصال تجویز کرنا پڑتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک جو حامی اسلام اور مسلمین ہے کیونکر جائز ہوگا۔ پھر مین کہتا ہون کہ اگر اسکے نزدیک جزئی اختلافات کیوجہ سے مباہلہ جائز ہوتا تو وہ ہمین یہ تعلیم ندیتا کہ ربنا اغفرلنا ولاخواننا یعنے اے خدا ہماری خطا معاف کر اور ہمارے بھائیون کی خطا بھی عفو فرما بلکہ مصیب اور مخطی کا تصفیہ مباہلہ پر چھوڑتا اور ہمین ہر یک جزئی اختلاف کی وجہ سے مباہلہ کی رغبت دیتا لیکن ہرگز ایسا نہین اگر اس امت کے باہمی اختلافات کا عذاب سے فیصلہ ہونا ضروری ہے تو پھر تمام مسلمانون کے ہلاک کرنے کے لیئے دشمنون کی نظر مین اس سے بہتر کوئی حکمت نہین ہوگی کہ ان کا تمام جزئیات مختلفہ مین مباہلہ کرایا جائے تا ایک ہی مرتبہ سب مسلمانون پر قیامت آجائے کیونکہ کوئی فرقہ کسی خطا کیوجہ سے ہلاک ہوجائے گا۔ اور کوئی فرقہ کسی خطا کے سبب سے مورد عذاب و ہلاکت ہوگا وجہ یہ کہ جزئی خطا سے تو کوئی فرقہ بھی خالی نہین۔

اب مین یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہون کہ کس صورت مین مباہلہ جائز ہے سو واضح رہے کہ صرف دو صورت مین مباہلہ جائز ہے۔

(۱) اوّل اس کافر کے ساتھ جو یہ دعوی رکھتا ہو جو مجھے یقیناً معلوم ہے جو اسلام حق پر نہین اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدائی کی صفتین مین مانتا ہون وہ یقینی امر ہے۔

(۲) دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بیجا تہمت کسی پر لگا کر اسکو ذلیل کرنا چاہتا ہے مثلاً ایک مستورہ کو کہتا ہے کہ مین یقیناً جانتا ہون کہ یہ عورت زانیہ ہے کیونکہ مین نے بچشم خود اسکو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ مین یقیناً جانتا ہون کہ یہ شرابخوار ہے کیونکہ مین نے بچشم خود اسکو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت مین بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہین بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت پر بنا رکھکر ایک مومن بھائی کو ذلت پہونچانا چاہتا ہے جیسے مولوی اسماعیل صاحب نے کیا تہا۔ اور کہا تہا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے کہ مرزا غلام احمد یعنے یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے اور انہین کے ذریعہ سے کچھ کچھ آیندہ کی خبرین معلوم کر کے لوگون کو کہدیتا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے سو مولوی اسماعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ مین اختلاف نہین کیا تھا بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تہی جس کی اپنے ایک دوست کے رویت پر بنا رکھی تھی لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے تو یہ کوئی تہمت نہین بلکہ جہانتک اس کی سمجھ اور اسکا علم تھا اسکے موافق اسنے فتوےٰ دیا ہے غرض مباہلہ صرف ایسے لوگون سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو

*یہ خط ۱۸۹۱ء کا ہے جبکہ ازالہ طبع ہوا ۔ گو خط پر تاریخ درج نہین مگر ازالہ کی طبع کا حوالہ اس ۱۸۹۱ء کا پتہ دیتا ہے ۔ (ایڈیٹر)

مفتری اور زانی وغیرہ قرار دیتے ہین پس ما نحن فیہ مین مباہلہ اسوقت جایز ہوگا کہ جب فریق مخالف یہ اشتہار دین کہ ہم اس مدعی کو اپنی نظر مین اس قسم کا مخطی نہین سمجھتے کہ جیسے اسلام کے فرقون مین مصیب بھی ہوتے ہین اور مخطی بھی اور بعض فرقے بعض سے اختلاف رکھتے ہین بلکہ ہم یقین کلی سے اس شخص کو مفتری جانتے ہین اور ہم اس بات کے محتاج نہین کہ یہ کہین کہ امر متنازعہ فیہ کی اصل حقیقت خدا تعالیٰ جانتا ہے بلکہ یقیناً اس پیشگوئی کی سب اصل حقیقت ہمین معلوم ہو چکی ہے اگر یہ لوگ اسقدر اقرار کر دین تو پھر کچھ ضرورت نہین کہ علماء کا مشورہ اس مین لیا جائے وہ مشورہ نقصان علم کیوجہ سے طلب نہین کیا گیا صرف اتمام حجت کیوجہ سے طلب کیا گیا سو اگر یہ مدعیان ایسا اقرار کر دین کہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے تو پھر کچھ حاجت نہین کہ علماء سے فتوے پوچھا جائے تو ظاہر ہے کہ جو شخص آپ ہی یقین نہین رکھتا وہ مباہلہ کس بنا پر کرنا چاہتا ہے مباہل کا منصب یہ ہے کہ اپنے دعوے مین یقین ظاہر کرے صرف ظن اور شبہ پر بنا نہ ہو۔ مباہل کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ اس امر کے بارے مین خدا تعالے کو معلوم ہے وہی مجھکو یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے تب مباہلہ کی بنیاد پیدا ہوتی ہے۔

پھر یہ بھی بات ہے کہ مباہلہ سے پہلے شخص مبلغ کا وعظ بھی سن لینا ضروری امر ہے یعنے جو شخص خدا تعالے سے مامور ہو کر آیا ہے اسے لازم ہے کہ اول دلایل بینہ سے اشخاص منکرین کو اپنے دعوے کی صداقت سمجھا دے اور اپنے صدق کی علامتین ان پر ظاہر کرے پھر اگر اسکے بیانات کو سنکر اشخاص منکرین باز نہ آوین اور کہین کہ ہم یقیناً جانتے ہین کہ تو مفتری ہے تو آخر الحیل مباہلہ ہے یہ نہین کہ ابھی نہ کچھ سمجھا نہ بوجھا نہ کچھ سنا پہلے مباہلہ ہی لے بیٹھے۔

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مباہلہ کی درخواست کی تو وہ اسوقت کی تھی کہ جب کئی برس قرآن شریف نازل ہو کر کامل طور پر تبلیغ ہو چکی تھی مگر یہ عاجز کئی برس نہین چاہتا صرف یہ چاہتا ہے کہ ایک مجلس علماء کی جمع ہو اور ان مین وہ لوگ بھی حاضر ہون جو مباہلہ کی درخواست کرتے ہین پہلے یہ عاجز انبیا کے طریق پر شرط نصیحت بجا لاوے اور صاف صاف بیان سے اپنا حق پر ہونا ظاہر کرے جب اس وعظ سے فراغت ہو جائے تو درخواست کنندہ مباہلہ اٹھ کر یہ کہے کہ وعظ مین نے سن لیا مگر مین اب بھی یقیناً جانتا ہون کہ یہ شخص کاذب اور مفتری ہے اور اس یقین مین شک اور شبہ کو راہ نہین بلکہ رویت کی طرح قطعی ہے ایسا ہی مجھے اس بات پر بھی یقین ہے کہ جو کچھ مین نے سمجھا ہے وہ ایسا شک و شبہ سے منزّہ ہے کہ جیسے رویت۔

تب اسکے بعد مباہلہ شروع ہو۔ مباہلہ سے پہلے کسی قدر مناظرہ ضروری ہوتا ہے تا حجت پوری ہو جائے کبھی سنا نہین گیا کہ کسی نبی نے ابھی تبلیغ نہین کی اور مباہلہ پہلے ہی شروع ہو گیا غرض اس عاجز کو مباہلہ سے ہرگز انکار نہین مگر اسی طریق سے جو اللہ تعالے نے اسکو پسند کیا ہے مباہلہ کی بنا یقین پر ہوتی ہے نہ اجتہادی خطا و ثواب پر جب مباہلہ سے غرض تائید دین ہے تو کیونکر پہلا قدم ہی دین کے مخالف رکھا جائے۔ یہ عاجز انشاء اللہ ایک ہفتہ تک ازالہ اوہام کے اوراق مطبوعہ آپ کے لیئے طلب کریگا مگر شرط یہ ہے کہ ابھی آپ کسی پر انکو ظاہر نہ کرین اس کا مضمون اب تک امانت رہے اگرچہ بعض مقاصد اسکے شاید ابھی تک طبع نہین ہوئے اور یکجائی طور پر دیکھنا بہتر ہوتا ہے تا خدانخواستہ قبل از وقت طبیعت سیر نہ ہو جائے مگر آپکے اصرار سے آپ کے لیئے طلب کرونگا چونکہ میرا نوکر جسکے اہتمام اور حفاظت مین یہ کاغذات ہین اس جگہ سے تین چار روز تک امرتسر جائے گا اس لیئے ہفتہ یا عشرہ تک یہ کاغذات آپ کی خدمت مین پہونچین گے آپکے لیئے ملاقات کرنا ضروری ہے ورنہ تحریر کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً استکشاف کرنا چاہیئے۔

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو

نمبر چہارم

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۹ جلد ۶

پس جبکہ یسوع کی تعلیم ایسی ناقص اور ادھوری ہے تو یہ ایک ظاہر بات ہے کہ وہ انسان کو غفلت کی موت مین مبتلا کر دے گی کیونکہ جس حال مین شریعت کا نام ہی لعنت قرار دیا گیا ہے پھر وہ کون دانشمند انجیل کا ماننے والا ہوگا جو اس لعنت کو اٹھانے کے لیے تیار ہوگا۔

پھر اس غفلت کی موت کا باعث شریعت کو لعنت قرار دینا ہی نہین ہے اور انجیل کی ناقص اور ادھوری بے معنی تعلیم ہی اس کا موجب نہین بلکہ وہ اصول اور بھی غفلت کے پیدا کرنے والا اور انسانی قوتون کو ہلاک کرنے والا ہے جسکا نام پادریون کی اصطلاح مین یا انجیل کے محاورہ مین کفارہ اور

فدیہ ہے۔
اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب دنیا مین گناہ حد سے بڑھ گیا تو خدا تعالےٰ کو اس گناہ کے انسداد اور گنہ گارون کی نجات کی بجز اس کے اور کوئی سبیل نظر نہ آئی کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو **صلیب** کی لعنتی موت کا نشانہ بناوے اور اس طرح دنیا کو نجات دے چنانچہ یسوع مسیح مصلوب ہو کر دنیا کو چھڑانے کے لیے ملعون ہوا۔

اس مسئلہ نے عیسائی قومون پر جسقدر برا اثر ڈالا ہے ہم اسپر مفصل بحث کرنیکی اسوقت چندان ضرورت نہین سمجھتے کیونکہ کفارہ کے مسئلہ کو مان کر ایک انسان جسقدر دلیر ہو سکتا ہے وہ عام بات ہے اور علاوہ برین اسکے اثر کے نمونے اور نتیجے موجود ہین۔

ان ممالک مین جہان صلیب کی پرستش کرنے کا فخر سلاطین کو ہے۔ جو کچھ اخلاقی اور معاشرتی حالت ہے وہ دنیا سے مخفی نہین ام الخبائث اور ام الجرائم شراب کی جسقدر کثرت ہے۔ وہ طشت از بام فسق و فجور اور اسکے محرکات مین جسقدر سرگرمی ہے وہ ظاہر ہے پھر ہم کیونکر یہ امر تسلیم کر لین کہ اس اصول نے کوئی زندگی قوم کو عطا کی ہے۔

گناہ کی حالت پر موت اس اصول کو مانکر کبھی آسکتی نہین کیونکہ گناہ کو یسوع کے مصلوب ہو کر ملعون ہونیسے کوئی تعلق نہین اور قانون قدرت مین اس کی کوئی نظیر موجود نہین۔ کبھی دیکھا نہین کہ کسی کے سر درد پر دوسرے نے اپنا سر پتھر سے پھوڑ ڈالا ہو اور سر درد والے کو شفا ہو گئی ہو۔ پس کفارہ سے گناہ پر موت نہ آئی بلکہ یہ گناہ کی زندگی کا موجب ہو گیا اسلیئے یہ گناہ کی موت بھی عیسائیون پر آئی ہوئی ہے۔

پھر شرک اور کفر کی موت تو بجائے خود عیان ہے جبکہ ایک خدا کو چھوڑ کر تین خدا تجویز کیئے جاتے ہین۔

ان سب امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد ہم صاف اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ بشپ صاحب نے انجیل سے جو آیات یسوع مسیح کی خصوصیت کے اثبات کے لیئے اقتباس کی ہین وہ اسکی دوسری آیتون اور واقعات صحیحہ اور دلایل کی بنا پر اس خصوصیت کی مبطل ہین اور ہرگز ہرگز وہ انوکھا دعوی قابل پذیرائی نہین ہو سکتا جسپر بشپ صاحب کو ناز ہے۔

پھر بشپ صاحب نے اپنے کسی بزرگ کا خلاصہ پیش کیا ہے ہم چاہتے ہین کہ اسپر بھی ایک سرسری نظر ڈالین۔ چنانچہ وہ بزرگ فرماتے ہین۔ "یسوع مسیح کے کلام مین شفاعت کی حقیقت کے متعلق ایسی خاص تعلیم پائی جاتی ہے جو باقی سب ہادیون کی تعلیم سے ممیز ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جو کچھ اسنے دنیا پر ظاہر کیا وہ اس تمام مکاشفے کا موضوع بلکہ اسکا جامع اور اسکا لب لباب خود ہی تھا جس دین کی اسنے تعلیم دی وہ دین خود آپ ہی تھا اسنے نہ صرف اور نبیون کی طرح خدا کے بارے مین تعلیم دی بلکہ خود خدا ہی کو دنیا پر ظاہر کر دیا جو انسانی کام اس نے انسانون مین رہ کر کیئے ان کے ذریعہ سے اسنے گویا خدا کی جملہ صفات کو حقیقی انسان کی صورت مین ظاہر کر دیا" یہ وہ خلاصہ ہے جو بشپ صاحب نے اپنے مضمون کے متعلق کسی بزرگ کا پیش کیا ہے اس خلاصہ مین چند امور قابل غور ہین جنپر ریویو کرنے کی ہم ضرورت محسوس کرتے ہین۔

اول۔ یسوع مسیح کی تعلیم شفاعت کے متعلق کیا ہے جو دوسرے نبیون اور ہادیون کی تعلیم سے ممیز ہے؟۔

دوم کیا یہ سچ ہے کہ یسوع مسیح خود ہی وہ دین تھا جس کی اس نے تعلیم دی؟

سوم۔ کیا یسوع نے جو کام انسانون مین رہ کر کیئے وہ سچ مچ ایسے تھے کہ انپر خدائی صفات کا اطلاق ہم کر سکتے ہین؟

امر سوم کے ضمن مین ہم چاہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم **تخلقوا باخلاق اللہ** پر بھی ایک لطیف اور مختصر سی بحث کر جاتے مگر ہم ان امور کو اس ریویو کے دوسرے حصہ مین جس مین ہم انشاء اللہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ان دعاوی اور تعلیمات کا عموماً اور ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصاً تذکرہ کرین گے جو یسوع مسیح کے ان دعاوی سے کہین بڑھ کر اور فوق الفوق ہین جن کی بنا پر ہمارے **خوش اعتقاد** بشپ صاحب یسوع مسیح کو انسانیت کی حدود سے نکال کر خدا بنائے بغیر صبر نہین کر سکتے۔

بہرحال

اس بزرگ کے خلاصہ کی تثلیث وہی ہے جو ہم نے اوپر پیش کر دی ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان امور ثلاثہ کے متعلق ہم ہر ایک امر کو لیکر غائر نظر سے اسپر ریویو کرین +

(باقی پانچوین نمبر مین)

فٹ نوٹ۔ اس ریویو کا سلسلہ اگلی اشاعتون مین ہم انشاء اللہ العزیز مسلسل لکھنا چاہتے ہین یہ ریویو سردست بشپ صاحب ہی کے مضمون پر ہے لیکن ہم خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے امید کرتے ہین کہ رسالہ ترقی کے مذہبی حصہ پر انشاء اللہ پورا ریویو کیا جاویگا جس کے تین نمبر ہمارے دفتر مین موصول ہو چکے ہین

(ایڈیٹر)

سلک مروارید شایع ہو گیا۔

قیمت ۴ر علاوہ محصولڈاک

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کی ابتدا

جو

۲۷ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا - اور ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے اپنے الفاظ مین لکھا (ایڈیٹر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن

ہم اس دنیا مین یہ قاعدہ دیکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص قصیدہ لکھنا چاہے یا غزل لکھنے کا ارادہ کرے یا کسی قسم کے مضمون پر طبع آزمائی کرے تو اس کی بڑی کوشش اور سعی اس امر پر ہوتی ہے کہ اگر غزل ہے یا قصیدہ ہے تو اسکا مطلع ایسے عجیب لذیذ اور فصیح طرز اور نہج پر ہو کہ سننے والے کے دلکو اپنی طرف کھینچ لے اور پورا موثر ثابت ہو -

اسی طرح پر اگر وہ کوئی اسیسے (کذا) لکھنا چاہتا ہے تو وہ ابتدائے مضمون مین ساری کوشش اور توجہ اس ایک بات پر صرف کرتا ہے کہ مضمون مین خاص قسم کی ندرت - زور - فصاحت و بلاغت - طرز بیان پیدا ہو - جو سامعین کے لیے دلپذیر ہو + یہ ایک عام قاعدہ ہے جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا اور وہ جو اہل قلم ہین اسکو خوب سمجھتے ہین ہین دنیا کی ساری کتابون کو چھوڑ کر صرف مذہبی کتابون پر جو مقدس سمجھی جاتی ہین نظر کرونگا کیونکہ میرے مضمون کا موضوع یہی ہے + ہر ایک مذہب کی کتاب اسوقت ہمارے سامنے ہے بجز بعض کے جو بد قسمتی سے مر چکی ہین (مثلاً وید جو مردار کی طرح سالہائے دراز سے خاموش اور گنگ بلکہ یون کہو کہ قریباً مفقود و معدوم ہے اور جس کی زبان پر بھی فنا طاری ہو چکی ہے جیسا کہ محققون نے تسلیم کر لیا ہے کہ سنسکرت ایک مردہ زبان ہے) ساری مذہبی کتابین مل سکتی ہین، لیکن ان مذہبی کتابون پر قرآن شریف کے سوا باقیون کی زبان پر بھی موت کی بلا نازل ہو چکی ہے اور ان بولیو نپر بھی وید والی بجلی زمانے نے گرائی ہے مثلاً توریت اور انجیل - اول الذکر کی بولی اب بولی نہین جاتی اور آخر الذکر کی اصل زبان کا ہی پتہ نہین ملتا کہ وہ کس بولی مین تھی - عیسائیون مین اس مضمون پر بڑی بڑی طبع ازمایان اور مباحثے ہوئے ہین کہ انجیل کی اصل زبان کیا تھی؟ یہ مناظرے اور مباحثے یہانتک ہی محدود نہین رہے بلکہ فرقہ بندیان ہو چکی ہین اور اب تک بھی محقق مصنفون کو اعتراف کرنا پڑا ہے کہ انجیل کا اصل عبرانی نسخہ کہین پایا نہین جاتا + یہ ترجمے در ترجمے جو پھیلائے گئے ہین یہ ایک یونانی نسخے سے لئے گئے ہین - حالانکہ خود مسیح کی مادری زبان عبرانی تھی - اور انجیل مین انکے آخری الفاظ ایلی ایلی لما سبقتانی ابتک بھی انجیل کی وقعت کو کم کرنے کے لئے موجود ہین + غرض جہان ایک طرف ان کتابون کی زبان پر موت آچکی ہے - اور انجیل کے اصلی نسخہ کو عدم کی دیمک نے چاٹ لیا ہے وہان دوسری طرف قرآن مجید خدا کی زندہ جاوید کتاب اپنی اصلی زبان مین ابد الآباد کے لیے زندہ رہے گی اور زندہ موجود ہے -

میرا مقصد اسوقت یہ نہین ہے کہ مین ان مذہبی کتابون کی زبان پر بحث کرون - بلکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ اس خطبہ مین جو نہایت ہی مختصر ہونا چاہیئے ان خوبیون اور برکات کا مختصر سا مقابلہ کرون جو قرآن کریم کے ابتدا مین بمقابل دوسری کتابون کی ابتدا کے پائی جاتی ہین یہ کتابین کل کی کل ترجمون کے ذریعہ سے پبلک کے سامنے موجود ہین اور ہر ایک شخص انکو دیکھ سکتا ہے + پس ہر ایک کا جو اس لطیف مضمون سے حظ اٹھانا چاہتا ہے) فرض ہے کہ وہ ان کتابون کی ابتدا پڑھے اور پھر قرآن کریم کی ابتدا اور آغاز سے مقابلہ کرے - اسوقت اسے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم کی ابتدا کسقدر عجیب معارف اور حقایق سے بھرا ہوا ہے میرے دل مین بارہا یہ خیال آیا ہے اور مین نے مدتون اسپر غور اور فکر کی ہے تب مین اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ یہ کسقدر ضروری امر تھا کہ قرآن شریف جو خاتم الکتب مبارک حکیم اور زندہ کتاب ہے - اس کا آغاز عظیم الشان جلالت اور عظمت اپنے اندر رکھنے والا ہونا چاہیئے اور خدا تعالے کا شکر ہے اور ہمین اور صرف ہمین یعنے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو یہ فخر اور ناز ہے کہ قرآن کریم کی عظمت و بزرگی کا اظہار اور ثبوت اس جدید پیرایہ مین صرف یہی ایک سلسلہ کر سکتا ہے چنانچہ اس اصول کو قایم کرکے مین نے اپنی طاقت اور سمجھ کے مطابق اسپر بہت غور کی اور جہانتک خدا تعالے نے سمجھایا - یہی معلوم ہوا - کہ اس زندہ کتاب کا آغاز اور مطلع بھی ہونا چاہیئے تھا - جو اس وقت مین نے پڑھا - یعنے الحمد للہ رب العالمین -

اب غور کرو کہ اس پاک ابتدا مین کسقدر حقایق و معارف بھرے ہوئے ہین جون جون انسان انپر غور کرتا ہے اسیقدر اس کتاب کی جلالت شان پر

پڑھتا ہے۔ اس الحمد للّٰہ میں اس کتاب کی شان کے موافق جس میں اولین و آخرین کے عجائبات شامل ہیں ہزارہا معارف حقہ ایسے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ ہر زمانہ میں اور ہر سعید و پاکیزہ فطرت انسان پر کھولتا ہے الحمد للّٰہ سے قرآن شریف کا آغاز صاف بتاتا ہے کہ خدا کی ذات انسان سے کیا چاہتی ہے یا یوں کہو کہ الوہیت عبودیت سے جو کچھ چاہتی اور تقاضا کرتی ہے اسکو الحمد للّٰہ کے لفظ نے ادا کیا ہے اور ساتھ ہی الحمد للّٰہ کا لفظ اس حالت کو ظاہر کرتا ہے جو عبودیت کی واقعی اور آخری کیفیت ہے الوہیت اور عبودیت میں جو تعلق اور رشتہ ہے اسپر غور کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے عبودیت کا سچا تقاضا یہ ہے کہ وہ الوہیت کے جلال۔ عظمت اور جبروت کو ظاہر کرے اور قضا و قدر کے ساتھ پوری مصالحت اور مسالمت ہو۔ چونکہ اس عالم میں مختلف صفات اللہ نے تقاضا کیا ہے کہ آلام اور رنج و محن کے حوادث بھی ہوتے رہیں اور انسان کی ذات پر مختلف قسم کی گردشیں آتی رہیں اور ساتھ ہی بشری کمزوریاں لازماً چاہتی ہیں کہ قویٰ میں انقلاب ہو اس لیئے یہ مشکل تھا کہ رضا بالقضا کی تعلیم ایسے ذوق اور سرور کے رنگ میں ہو کہ باوجود ان ضعفوں اور کمزوریوں کے پھر بھی شرح الصدر ہو کر خدا تعالےٰ سے مصالحت کرے اور اسکا طریق بجز اسکے کہیں نہیں پایا جاتا جو الحمد للّٰہ میں بیان ہوا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی موذی شے سامنے آتی ہے تو اس کو دیکھتے ہی طبعاً دل میں ایک کراہت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور کسی آرام وہ شے کے سامنے آجانے اور وصال سے وہی کراہت اور نفرت دور بھاگتی ہے اور اسکی جگہ طبیعت میں ایک سرور اور لذت آنے لگتی ہے۔ اب ایسی حالت میں جبکہ انسان ان راحتوں اور آسایشوں سے متمتع ہو اس صورت میں غور کرنا چاہیئے کہ وہ کیا جملہ اور فقرہ ہونا چاہیئے جس سے انسان اپنے قلب کی حالت اور اس تعلق کو جو اسوقت اللہ تعالےٰ سے (جو منعم حقیقی ہے) ہونا چاہیئے ظاہر کرے یقیناً سمجھو کہ الحمد للّٰہ سے بڑھ کر کوئی اور جملہ بہتر ہو سکتا ہی نہیں + جو لوگ قویٰ کی فطرت اور فلاسفی سے آگاہ ہیں اور علم القویٰ پر جنہوں نے غور کی ہے وہ ان طبعی تقاضوں اور جوشوں پر غور کرکے جو ایسی حالت میں عبودیت کا تعلق الوہیت سے ہونا چاہیئے کہہ سکتے ہیں کہ بجز الحمد للّٰہ کے اور کوئی صورت اسکے اظہار ہی کی ممکن نہیں بھلا آرام اور انعام کی صورت میں تو یہ جملہ لانظیر ہی سہی لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ آلام اور مصائب کے رنگ میں یہ منتہائے فطرت انسانی کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہ سوال ایک حد تک موزوں اور مناسب ہے مگر اس کے جواب پر غور کرنے سے الحمد للّٰہ کی خوبی اور اس کتاب مجید کی عظمت کا اور بھی اعتراف کرنا پڑیگا۔

یہ سچ ہے کہ خدا تعالےٰ نے انسانی فطرت ایسی بنائی ہے کہ آسمان سے ایلام آویں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا باری تعالےٰ اسکو پسند کرتا ہے کہ اس سے لوگ ایسی طرح بھاگیں جیسے ایک شخص شیر سے اسکو مضر سمجھ کر بھاگتا ہے، اور کیا اس سے بھی اسی طرح بھاگنا چاہیئے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسے واقعات بے شک ہوتے ہیں کہ کبھی ہونہار نوجوان بیٹے پر موت آتی ہے کبھی مال یا جان یا آبرو پر کوئی آفت آتی۔ اور زراعتوں اور پھلوں کو بسا اوقات تلف کر دیا اور مصیبت پر مصیبت آتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ درندوں اور دوسری ایذا رسان چیزوں سے انسان بھاگے اور نفرت کرے اور خدا تعالےٰ کی طرف سے جب یہ مصائب اور شداید پیدا ہوں تو خدا سے بجائے نفرت کرنے کے رغبت کرے اور اس سے خوف کی بجائے محبت کرے؟ اور جسقدر مار پڑے اسیقدر ایک معصوم بچے کی طرح جس میں شرارت نہیں ہوتی ماں کیطرف دوڑے اور لپکے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ الوہیت عبودیت سے نہ صرف یہی چاہتی ہے بلکہ عبودیت کی فطرت اور بناوٹ میں یہی بات موجود ہے کہ وہ الوہیت کے حضور اپنی ایسی ہی حالت پیش کرے خدا تعالیٰ کی ذات اسکے صفات اور اسمار اور افعال یہی چاہتے ہیں کہ مقادیر الٰہی کے ساتھ انسان کی پوری رضامندی اور آشتی ہو اور پوری موافقت ہو یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس سچے ملت اور طریق کا نام جو عبودیت کی فطرت اور بناوٹ کے منتہا اور منشار کو سچے معنوں میں ظاہر کرتا ہے اسلام رکھا اور فرمایا ان الدّین عند اللہ الاسلام۔

اسلام کیا ہے؟ خدا تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھ پوری اور سچی صلح اور آشتی کر لینا اسکے حضور سر تسلیم کہدینا میں نے ابھی بتایا ہے کہ انسان مضر اشیار سے بھاگتا ہے لیکن الوہیت یہ چاہتی ہے کہ اس کے جلال اور جبروت کا خوف بھی عبودیت پر وارد ہو اور عبودیت الوہیت سے متنفر اور بھاگنے والی نہو یہی سر ہے۔ جو قرآن شریف الحمد للّٰہ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ الحمد للّٰہ کا جملہ حسن کامل کی لانظیر تصویر ہے جس کو دیکھکر ہی صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جلال

اور جبروت والی ہستی عبودیت پر لرزہ ڈالنے والا خوف تو ضرور پیدا کرتی ہے مگر اس خوف کی تہ میں وہ انعام و اکرام ہیں جنکو لیکر انسان بے اختیار ہو کر الحمد للہ کہہ اٹھتا ہے۔

یہ ایک باریک ستر ہے اور ہر شخص اس بھید اور راز پر بے نہیں لے جا سکتا جو معرفت کے دقایق میں سے ہے اور بجز عارف کے اس کا سمجھنا کسی قدر مشکل ہے کہ کس طرح پر خدا تعالےٰ کے خوف ہی میں سے

وہ بات پیدا ہوتی ہے - جو دل کو ایک مقناطیسی جذب سے الوہیت کی طرف لیجاتی ہے۔

اگر خطبہ بہت طویل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انشاء اللہ تعالی اپنے دوستوں کو وہ عجیب عجیب باتیں اس الحمد للہ کے متعلق سناتا جو خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل اور حضرت مسیح موعود کے طفیل سے مجھے سمجھائی ہیں۔

غرض جیسے عبودیت کا اقتضا ہے کہ اس پر مختلف قسم کے آلام اور مصائب و شدائد آئیں اور الوہیت کی شان اور جبروت بھی اسے چاہتی ہے اور ساتھ ہی تقاضا کرتی ہے کہ انسان آلام و مصائب پر بھی الوہیت سے دور نہ بھاگے بلکہ اس معصوم بچے کی طرح جو مار کھا کر اور بھی اضطراب اور بیقراری کے ساتھ ماں کی طرف دوڑتا ہے اس کی طرف آئے اور الحمد للہ ہی پکارے اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ وہ انسان کس قسم کا عظیم الشان قلب رکھتا ہے - جو ہر مصیبت اور بلا کے نزول پر بھی الحمد للہ کہتا ہے؟ (باقی آیندہ)

دار الامان میں عید اضحیٰ

اجتماع احباب کی ممانعت کا اعلان چونکہ پنجاب کے اکثر اضلاع اور مقامات میں اس سال مسیح موعود کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لیے طاعون بشدت پھیل گیا ہے اسلئے حضرت مسیح موعود نے اتباع سنت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اور طبی اصولوں کو مدنظر رکھکر یہ اعلان شایع کر دیا تھا کہ متاثر مقامات کے احباب اس موقع پر قادیان آنیکا عزم نہ کریں اس اعلان کی وجہ سے عید اضحیٰ کا معمولی اور مقرر جلسہ گویا ملتوی قرار دیا گیا تھا۔ اسلئے اس موقعپر صرف چند شہروں کے دوست جمع ہو سکے تھے۔ چنانچہ ضلع گوجرانوالہ لاہور۔ کپورتھلہ۔ اور بعض دیگر مقامات اور دیہات کے احباب اس تقریب پر موجود تھے +

نماز عید اضحیٰ اور خطبہ جمعہ کے روز نو بجے کے قریب مسجد اقصیٰ میں عید کی نماز کے لیئے احباب کا مجمع ہو گیا اور قریبًا پانچسو سے زیادہ آدمی نماز میں شریک ہوئے نماز مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے پڑھائی اور خطبہ بھی پڑھا۔ مولوی صاحب نے خطبہ کے لیے سورۃ الحج کی چند آیتیں جن میں قربانی کا ذکر ہے پڑھیں اور نہایت وضاحت اور صفائی کے ساتھ قربانی کی علت غائی پر بحث فرمائی ہم اس خطبہ . . . کو دوسرے مقام پر درج کرتے ہیں۔

جمعہ کی نماز اپنے وقت پر جمعہ کی نماز ادا کی گئی اور حسب معمول حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھائی آج کا خطبہ بالکل غیر متوقع اور اچھوتے مضمون پر تھا۔ خطبہ کا مضمون قرآن کریم کے قصص کی فلاسفی تھا۔

یہ مضمون بہت نازک مگر ایک ضروری مضمون ہے جس پر نا عاقبت اندیش آریوں اور مردہ پرست نصرانیوں نے اپنے اپنے رنگ اور طرز پر اعتراض کئے ہیں + خطبہ کا وقت چونکہ بالکل محدود اور تنگ وقت ہوتا ہے اس لیے . . اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر مولوی صاحب موصوف کے لیے ممکن نہ تھا تاہم جس عظیم الشان پہلو پر مولانا موصوف نے بحث کی ہے وہ لاریب روح القدس کی تفہیم اور القا کا نتیجہ ہے جیسا کہ ہمارے ناظرین اپنے وقت اور محل پر جب اسکو پڑھینگے تو انہیں معلوم ہو جائیگا اگرچہ وہ مضمون جو ہم درج کریں گے اصل خطبہ کا صرف ری پر دوڈ کشن ہی ہوگا تاہم پڑھنے والوں کو مضمون کی عظمت اور خوبی کا پتہ لگ جاویگا۔ حضرت مولانا موصوف نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ توفیق دے تو کسی وقت اس مضمون کے نازک اور مختلف پہلوؤں پر کوئی تحریر شایع کریں اسلیئے ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ مولوی صاحب موصوف کی روح القدس سے مدد فرماوے تا وہ حقایق اور معارف کی بھوکی پیاسی قوم کے سامنے اس لذیذ آسمانی مایدہ پیش کرنے کے جلد قابل ہو سکیں +

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق و تائید میں اور معترضوں کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت عہ علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے۔

خطبہ عید اضحیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ہفت بار تکبیر پڑھی۔ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ولکل امۃ جعلنا منسکاً لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم اللہ من بہیمۃ الانعام آخر رکوع تک پڑھا جس کی آیات نجماً نجماً ترجمہ تفسیری مین آتی ہین بعد اوسکے ترجمہ تفسیری شروع کیا اور کہا کہ یہ آیات جو پڑھی گئین سورہ حج کی ہین اس سورۃ کا نام سورہ حج اسواسطے رکھا گیا ہے کہ اس مین فرضیت حج کی بیان کی گئی ہے اور اسکے ارکان اور منافع اور تعظیم شعائر اللہ کے اور اسرار اوسکے اور نیز قربانی وغیرہ کے احکام بیان ہوئے ہین لفظ قربان کا اصل مادہ قرب ہے جو بمعنی نزدیکی کے ہے چونکہ یہ قربانیان جو آج کے روز یوم النحر مین اور نیز ایام التشریق مین کیجاتی ہین موجب قرب الٰہی کے ہین لہذا ان اضاحی کا نام قربانی رکھا گیا ہے اور اس مہینے کا نام ذیحجہ ہے جو سال قمری کا آخری مہینہ ہے اس ماہ ذیحجہ کو ہمارے مسیح موعود کے زمانہ سے نہایت درجہ کی مشابہت ہے کیونکہ جیساکہ یہ مسیح موعود اور مہدی معہود امام آخر الزمان ہے اسیطرح یہ مہینا ذالحجہ کا بھی آخر الشہور ہے اور آیندہ ماہ سے جو محرم کا مہینا ہوگا پھر سال جدید شروع ہوگا اور اس ماہ ذالحجہ کے ختم سے سال بھی ختم ہوجاویگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امام آخر الزمان کو یہ الہام بھی ہوا ہے کہ **یاتونک من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق** یہ الہام مخالف اور موافق سب پر ایک بڑی حجت ہے۔ مخالف پر اس واسطے حجت ہے کہ ۲۲ یا ۲۳ برس سے یہ الہام براہین مین چھپا ہوا موجود ہے اور اسوقت کا یہ الہام ہے کہ کوئی صنا قریب جگہ سے یا کسی دیہہ نزدیک سے بھی حضرت اقدس کے پاس نہ آتا تھا۔ اور نہ کوئی قادیان کو جانتا تھا اب دیکھو کہ کسقدر صدہا اہل اسلام مخلصین اس جامع مسجد مین دور دور سے آئے ہوئے بیٹھے ہوئے ہین۔ اور ہمیشہ آتے رہتے ہین جسقدر یہ اہل اسلام تعداد مین ہون ہمارے امام کے منجانب اللہ ہونیکے لیئے نشانات بینہ ہین اور کس زور شور سے یہ الہام ۲۲ یا ۲۳ برس کا پورے طور پر واقع ہورہا ہے پھر مخالف اسکا کیا جواب دے سکتا ہے دیکھو حج کی نسبت بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ **اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق**۔ پس جو مین نے سابق مین اس مسیح موعود کے زمانہ کی مشابہت ساتھ ماہ ذالحجہ کے بیان کی ہے اگر وہ مشابہت واقع مین نہین تھی تو پھر حضرت امام انام کو یہ الہام **یاتونک من کل فج عمیق** کیون ہوا اور پھر کیون پورا واقع ہورہا ہے اور موافقین بھی اسپر غور کرین کہ یہ الہام حضرت اقدس کا کیا کیا اسرار اپنے اندر رکھتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اسی سورہ حج مین سب سے اول وہ آیت نازل ہوئی ہے جس مین دشمنان اسلام کے حملون کے ذب ودفع کے واسطے حکم الٰہی صادر ہوا ہے کیونکہ ۱۲ یا ۱۳ برس تک دشمنان اسلام بانی اسلام اور اہل اسلام کو انواع انواع کی تکالیف پہونچاتے رہے بہت سے اہل اسلام کو ناحق قتل کرتے رہے ان مصائب کا کہانتک بیان کیا جاوے جو ابتدائے اسلام مین مشرکین اور کفار کی طرف سے اہل اسلام کو پہونچین۔ بالآخر جبکہ ظلم ظالمون کا انتہا درجہ کو پہونچ گیا۔ تب غیرت الٰہی جوش مین آئی اور اذن انتقام کا صادر ہوا کما قال اللہ تعالےٰ فی ہذہ السورۃ **اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر** چونکہ اس انتقام لینے مین بھی صدہا نفوس اہل اسلام کی قربانیان واقع ہونے والی ہین اور اصل قربانی بھی یہی تھی لہذا اللہ تعالےٰ نے اس راز تک پہونچنے کے لیئے ظاہری قربانیوں کا حکم بھی اسی سورت مین نازل فرمایا ہے لہذا ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے ہر ایک امت کے واسطے جو موحد ہے اور کتب آسمانی پر ایمان رکھتے ہین قربانی مقرر کی ہے لفظ منسک فتح اور کسر عین کلمہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے بصورت فتح کے مصدر میمی ہے اور درصورت کسر کے صیغہ ظرف کا ہوگا جسکے معنی ہین جگہ قربانی کی۔ یہ قربانیان کیون مقرر کی ہین اسواسطے کہ وقت قربانی کے اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کرین ان چوپائے مویشیون پر جو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائے ہین بہیمۃ الانعام مین سے یہان پر لفظ بہیمہ اسلیئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ چوپائیون مین عقل اور تمیز نہین ہوتی اور بول ہی نہین سکتے اصلی معنی مین اسکے اشتباہ اور ابہام

ماخوذ ہے لہذا بہیتمہ الانعام فرمایا گیا کیونکہ چوپائیون مین نیک اور بدکی تمیز ہی نہین ہوتی جدھر کو چاہتے ہین چلے جاتے ہین چاہے کیسا ہی راستہ کسی کے کھیت کیطرف کو جاتا ہو اور سوائے کھانے پینے کے اور کوئی دوسرا عزم وقصد ان کا نہین ہوتا ہے یہی حال انسان کے نفس اماہ کا ہے کہ مانند بہائم کے اوسکو بھی نیک وبد کی کچھ تمیز نہین ہے اور سوا اکل وشرب اور استعمال قوار شہوانی کے جائز وناجائز امور مین اور کسی طرح کا اونکو فکر نہین ہوتا ہے اور پھر باوجود اسکے قلوب انسانی کا تعلق اُنکے ساتھ از حد ہے جیساکہ بہیتمہ الانعام کے ساتھ بھی انسانونکو از حد محبت ہے پس جس طرح پر تعلیم اسلام مین قربانی بہیتمہ الانعام کی مسنون اور واجب کی گئی ہے۔ اُسیطرح پر نفس امارہ کی قربانی کرنی بہی ضروری ہے اور اس کی قربانی یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اوامر اور نواہی کے روبرو مانند بہیتمہ الانعام کے اسکو فرمانبردار کیا جاوے اور بہیمیت کی شہ رگ کو کاٹ کر مثل ذبیحہ کے اسکو تابع احکام مالک حقیقی کا کر دیا جاوے یہانتک کہ کوئی رگ بہیمیت کی اوسمین باقی نہ رہے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے اوامر ہین اوسکو پورے طور پر بجا لاوے اور جسقدر نواہی ہین اسسے بالکل اجتناب اور پرہیز کرے اور چونکہ جسقدر احکام ظاہری قرآن مجید اور اسلام مین وارد ہوئے ہین ان کا ایک بطن اور ستر ضروری ہوتا ہے۔ جیساکہ حدیث مین آیا ہے لکل آیتہ منہا ظہر وبطن بنا برین اس حکم قربانی کا سر اور بطن یہی ہے کہ انسان اپنے نفس امارہ کی اماریت کو ذبح کرکر مطیع اوامر الہیہ کا کر دیوے اور مجتنب نواہی الہیہ سے ہوجاوے بغیر کرنے

اس قربانی اصلی کے قربانی ظاہری کبھی نہیں ہوسکتی اور اگر ہو تو کچھ وقعت نہین رکھتے چنانچہ اسی رکوع مین فرمایا گیا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءہا ولکن ینالہ التقوی منکم

اور جیساکہ قربانی ظاہری پر تکبیر کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کرنا واجب ہے اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کی کبریائی اور اوسکا جبروت اور اسکی صفات اور افعال کی عظمت بوقت ذبح کرنے نفس امارہ کے نہایت ضروری ہے تاکہ تزکیہ نفس کا بخوبی حاصل ہو اور اللہ تعالےٰ کیطرف سے ایک دوسرا نفس بحیات ابدی اوسکو عطا فرمایا جاوے جسکو نفس مطمئنہ کہتے ہین جب یہہ مرتبہ اوسکو حاصل ہوتا ہے تب اللہ تعالےٰ کی توحید اسکے رگ وپے مین بیٹھ جاتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ فالہکم الہ واحد یعنے پس معبود تمہارا ایک معبود ہے اس جملہ کو جو حرف فا کے ساتھ لایا گیا اس مین یہی سر ہے کہ بعد اس مرتبہ فنا کے تمکو مرتبہ توحید کا عطا ہوسکتا ہے اور یہی قربانی جو تمام قربانیون کا اصل الاصول ہے نہایت دشوار اور مشکل ہے جیساکہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ واژدہا وشیر نر مارا تو کیا مارا

اس زمانہ مین پورے طور پر اس قربانی کا جو کرنے والا ہے صرف وہ ایک ہی شخص ہے وہ کون ہے مجدد اس صدی کا مسیح موعود اس قرن کا امام آخر الزمان اور مہدی معہود اس زمانہ کا۔ اصل اس قربانی کی اپنے کمال کے ساتھ تو حضرت ابراہیم علےٰ نبینا وعلیہ السلام سے شروع ہوئی اور آنحضرت خاتم النبیین صلعم پر نقطۂ انتہائی پر پہونچکر اس شخص کو وراثت

مین ملی۔ جو مصداق ہے یواطی اسمہ اسمی کا یعنے الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد مسیح وقت ومہدی ہم مجدد بر سر ائنصد اپنے اموال کو اپنے اوقات کو اپنے اوقاف کو اپنی زندگی کو اور جو چیز کہ اوسکے پاس ہے سب کو اسلام کی تائید مین قربان کر رہا ہے اور تمام دنیا مین جو شرک پھیلا ہوا تھا حتی کہ نام کے موحدین اسلام نے بھی حضرت عیسےٰ کو صفات مختصہ الوہیت مین شریک کر رکھا تھا مثلاً الآن کما کان اور لایزول ولایحول وغیرہ وغیرہ مین ایک اسکے بندہ کو شریک باری تعالیٰ جانتے تھے اس شرک کا دفع اسی کے حصہ مین ازل سے رکھا ہوا تھا اسی ذریعہ سے اعلائے کلمۃ اللہ کی آواز تمام دنیا مین پہونچ رہی ہے اور نظارہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا مشاہدہ ہونا شروع ہوگیا ہے والحمد للہ اسی قربانی کے کرنے کی وجہ سے اس کو یہ الہام ہوا کہ یاتونک من کل فج عمیق اور کیون نہوتا وہ تو مصداق ہے۔ مضمون ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کا

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فنا سے مرتبہ بقا باللہ کا حاصل ہوتا ہی تب بہی تو ایسے نفوس قدسیہ کو بھی یہی حکم ہے کہ فلہ اسلموا یعنی ہمیشہ اس فرمانبرداری پر قایم رہو تاکہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے اسکے عوض مین بشارات ملتی رہین لہذا فرمایا گیا کہ وبشر المخبتین یعنے ایسے نفوس قدسیہ کو جو مطمئن باللہ ہین اللہ تعالےٰ کیطرف سے بشارات دیدو کیونکہ ان کا یہ حال ہے الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم یعنے باوجود حصول ان بشارات اور اطمینان کے جب اللہ تعالےٰ کا ذکر ان کے روبرو ہوتا ہے

تو ان کے دل ترسان اور خایف ہوجاتے ہین اور اللہ تعالےٰ کے راہ مین جس قدر مصائب اُن پر وارد ہوتے ہین وہ اسکی کچھ بھی پروا نہین کرتے بلکہ الصابرین علیٰ ما اصابہم کے مقام پر باستقلال قایم رہتے ہین اور اس صبر مین ان کو ایسی مشق اور تمرین ہوگئی ہے کہ نمازون اور دعاؤن مین ہمیشہ لگے لپٹے رہتے ہین کہ المقیمی الصلوٰۃ اور معبود حقیقی کی عبادت مین انکو وہ مرتبہ عبودیت کا حاصل ہے کہ ماسوا اللہ کی محبت سے بالکل علیحدہ ہوگئے ہین حتی کہ مال کی محبت سے جو بالطبع ما یمیل الیہ الطبع تھی اپنا قطع تعلق کرلیا ہے کہ مما رزقنا ہم ینفقون واضح ہو کہ جس جگہ پر قرآن مجید اللہ تبارک وتعالےٰ نے نماز کی تاکید فرمائی ہے یا نماز پڑھنے والون کی ثنا اور مدح کی ہے اس جگہ پر لفظ اقامت اور اسکے مشتقات سے وہ مدح بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ یہان پر بھی والمقیمی الصلوۃ ارشاد فرمایا گیا یعنی اپنی نمازون اور دعاؤن کو نہایت استقامت اور درستی کے ساتھ ادا کرتے ہین اور جسقدر واجبات اور فرایض بلکہ سنن اور مستحبات ہین ان سب کو بجا لاتے ہین خشوع کے ساتھ اور تعدیل ارکان یعنے قومہ وجلسہ ورکوع وسجود کو خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہین نہ یہ کہ سجدہ وغیرہ ایسا کرین جیسا کہ مرغی ٹھونگے مارتی ہے کیونکہ ایسی نماز پڑھنے والونکے لیے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ

فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون

پس اقامت نماز یہ ہے کہ اپنے اپنے اوقات منتخبہ معینہ مین تعدیل ارکان کے ساتھ بخشوع وخضوع ادا کیجاوے اور ہر ایک انفاق مال مین صرف ابتغاء وجہ اللہ مرکوز نظر رہے جیسا کہ حضرت امام آخر الزمان اس بارہ مین ہمیشہ اپنی جماعت کو تاکید شدید فرماتے رہتے ہین اور جبکہ انفاق مال مین یہ اخلاص پیدا ہوگا تو بڑی قیمت کی شئے کے انفاق مین بھی (اگر ضرورت دینی آکر پڑیگی) ایسے مخلص کامل کو ہرگز دریغ نہ ہوگا اسی واسطے وجوہ انفاق مال مین سے اونٹون کی قربانی کے لیے ان ایام مین اس امت کو حکم ہوتا ہے کہ

والبدن جعلنا ہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر

لفظ بدن جمع بدنہ کی ہے اونٹ کو جو عربی مین بدنہ کہتے ہین اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا بدن اور چوپایون سے بڑا ہوتا ہے اور اگرچہ لفظ بدنہ کے معنی عرب مین اونٹ کے ہی آئے ہین لیکن آنحضرت صلعم نے گائے بیل کو بھی اسکے حکم مین شامل فرما دیا ہے یعنے جیسا کہ اونٹ مین سات حصہ قربانی کے ہوسکتے ہین اسی طرح گائے بیل مین بھی سات حصص مقرر ہوسکتے ہین اور لکم کے لفظ سے جو ایک قسم کی تخصیص مفہوم ہوتی ہے وہ اسلیئے ہے کہ یہود کے یہان اونٹ کی قربانی نہین تھی یہ اونٹ کی قربانی اسی امت کیلئے ایک فضیلت خاصہ ہے جو ایک نشان اور علامت بطور شعائر اللہ کے دین اسلام مین قرار دی گئی ہے اس واسطے کہ جب اللہ تعالےٰ کے لیے خالصاً قربان کیا جاوے تو بسبب عظیم الجثہ ہونے اسکے کے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجبروت یاد آجاوے اور پھر اوسکے ذبح کرنے مین جو (خالصاً لوجہ اللہ ہو) تمہارے لیے بڑی خیر اور بہتری ہے کیونکہ اونٹ سے بڑے بڑے فوائد دنیوی حاصل ہوتے ہین سواری اس پر کیجاتی ہے دودھ اس کا پینے کے کام مین آتا ہے پشم اور بال اس کے کام مین آتے ہین تمام چوپایون سے زیادہ تر عظیم الجثہ ہے باوجود اسکے خوراک اسکی بہت تھوڑی وغیرہ وغیرہ بدینوجہ اللہ تعالےٰ نے بھی اوسکی قربانی کا ثواب ان تمام منافع سے زیادہ رکھا اور فرمایا لکم فیہا خیر کشاف مین ایک روایت لکھی ہے کہ بعض سلف سے منقول ہے کہ ایک شخص کے پاس صرف نو دینار تھے اس نے ان سب کا اونٹ خرید کر عید اضحیٰ مین قربان کیا اوس پر بعض لوگون نے اعتراض کیا تو اس نے اس اعتراض کا یہی جواب دیا کہ میرا پروردگار فرماتا ہے کہ لکم فیہا خیر اب ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح پر تم نے اپنے دل مین اللہ تعالےٰ کی بڑائی اور کبریائی کو متہ نشین کرلیا ہے زبان سے بھی اللہ تعالےٰ کا ذکر اسکے ذبح کرنے کے وقت کرو یعنی بسم اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہم منک والیک پڑہو اور چونکہ اونٹ کا ذبح کرنا کھڑے کھڑے ہوتا ہے لہذا ارشاد ہے کہ صواف یعنے برابر ایک صف اور قطار مین جو صف باندھے ہوئے کھڑے ہون اور ہاتھ انکے بندھے ہوئے ہون اونکے سینہ مین نیزہ مارتے وقت اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کرو تاکہ اس طرح سیدھا کھڑا کرکر اونٹ کا نحر کرنا ایک دلیل تمہاری استقامت کی ہو اور تم اس راز پر پہونچو کہ ہم احکام شریعت اسلام کی فرمانبرداری مین مستقیم ہین۔ پس جبکہ وہ اپنی کروٹون کے بل گرپڑین تو اوسکے گوشت مین سے تم خود بھی کھاؤ اور سائل غیر سائل کو بھی کھلاؤ۔ تاکہ نفع اوس کا عام اور تام ہو اسی طرح جب تم اپنے نفس امارہ کو ذبح کرکر نفس مطمئنہ پیدا کروگے (باقی آیندہ)

طاعون

یہ برباد کنندہ بنی آدم بعد از مدت ہند مین پھیلا ابتک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ما تقدم کچھہ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہین پاتا۔ چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے ہر حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا تصدیق ہوگئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہی مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آٹھہ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت

فیشیشی عہ درجن شیشی سے

شفا یافتہ مریضون کے چند سارٹیفکیٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون مبتلایان طاعون کو وہ دوا دی ان مین سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور نیند تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار مین بھی افاقہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے اور آپ کی تشخیص سے اس دوا کے دینے سے چار شخصون کو فائدہ ہوا۔

طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے
دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے
دوائی آپ کی ہے یا نقش اسم اعظم ہے
کہ جس کے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے
کئی کالی بلا کے مرض مین تھے مبتلا انسان
دیا جسکو وہین اس سے بلا یہ دور ہوتی ہے
کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمد کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

جناب محمد یوسف صاحب گلی بمبئی (ترجمہ چٹھی) آپکے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے اور بمبئی مین بہت سی جانین بچائیں اکثر احباب اس کی تعریف کرتے ہین۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از بورڈنگ پیٹھ آپ کی دوائین خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہی۔ مین نے ایک بیمار کی حالت درد سر اور اندران مین یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا۔ میرے پاس اور دوا نہین ایکدرجن بوتل عرق طاعون ارسال فرمادین جو مفید زود اثر دوا ہے۔

جناب محمد حیات بادشاہ چندہ پیٹ اسکاٹ میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت یاب ہے صرف پاؤن پر ورم باقی ہے اسکا کوئی علاج ارسال کرین۔

جناب براہیم بورڈنگ پیٹھہ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کرین آپ کی دوائی سے بہت فائدہ ہوا۔

جناب عبدالحمید معرفت عبدالقیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آف دی سٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گرمنو دار ہے۔ اسکے واسطے دوا ارسال فرماوین۔

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد رضا صاحب بہادر کاظمین علاقہ بسد بدست سید علی منشی نیو ایجنٹ آپ کی ایجاد کردہ دوائی طاعون مفید ہے۔

جناب محی الدین خان صاحب احمد پیٹھ جنرل بہادر میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے چند شیشیان ارسال فرماوین۔

جناب حکیم محمد یوسف ٹھکوری ریاست میسور مقام سرا۔ آپ کی دوائی طاعون کی شہرت یہان بکثرت ہو رہی ہے۔

جناب سید مہر بنشر رام باغ گاڑی خانہ کرانچی۔ آپکا ایجاد کردہ عرق دو مریضون کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید کہ جناب چند بوتلین اور ارسال فرماوین گے۔

جناب شیخ رحمان صاحب استاد مدن پورہ بمبئی مظفر آبادی آپکی دوا طاعون سے کئی مریض اچھے ہوئے مہربانی کرکے دوا کی تھوڑی شیشیان ارسال کرین۔

جناب محمد علی ٹیلر معرفت کپتان سیر گیٹ بمبئی آپکے عرق سے جو آدمی اچھے ہوئے تین بوتل اور ارسال کرین۔

جناب صوبیدار ... صاحب ... قلعدار از جزیرہ جنسار ضلع علی باغ متصل بمبئی۔ آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام کیا ہے۔

جناب سیٹھ آسنے ولیر دو سرہاری آف کنٹر کٹر کیماڑی اسٹیمر کرانچی آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون مریض شفا پاچکے ہین۔ اور پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرما کر بذریعہ کارڈ ضرور کچھہ دوا ارسال کرین۔

جناب صوبیدار حسن بنشر رام باغ گاڑی احاطہ کرانچی۔ آپ کا عرق طاعون دو تین مریضون کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے۔

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت شاہ نقشبندی محل ناریل واڑی داؤد حسن شاہ بمبئی۔ عرض یہ ہے کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی مین لوگون کو بڑا فائدہ ہوا ہے میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جسوقت مریضون کو دوائی پلائی فوراً ہوش آگیا۔

جناب منشی قلندر حسین صاحب ہوش آر. کے۔ اینڈ۔ ایم۔ او۔ کیمپ ہوش کوٹ ضلع بنگلور آپکے عرق طاعون نے بہت فائدہ ہوا۔ دو شیشی مہربانی فرماکر اور ارسال کرین

ہماری خاص ساخت ہوشمند

گھڑیان

گارنٹی بارہ سال قیمت عہ روپیہ
اوپن فیس۔ کیلس۔ لیور نکل سلور کیس۔

ریلوے ریگولیٹر گھڑی

قیمت آٹھہ روپیہ گارنٹی سال اوپن فیس کیلس۔ ہار یز نیٹل نکل سلور کیس

کلائی پر باندھنے کی گھڑی

قیمت آٹھہ روپیہ اصل چاندی گارنٹی چار سال اوپن فیس کیلس سلنڈر معہ چمڑہ کلائی

ملنے کا پتہ

کشن چند سدانند کمپنی سوداگران گھڑی و کلارک انارکلی لاہور

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (الانفال)

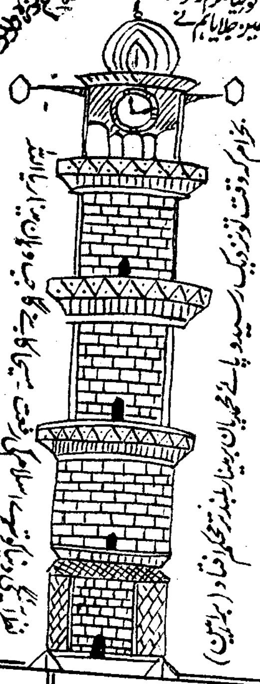

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر	۳۱ / مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۹ ہجری یوم دوشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

الحکم کے اضعاف یا ہفتہ مین دوبار کا سوال صہ ۱
حافظ محمد یوسف کے نام خطوط صہ ۲
کلمات طیبات امام الزمان صہ ۳-۶
ڈائری کا اقتباس صہ ۶
(الف) مامور کی صحبت بہترین معلم ہے
(ب) قبول ہونیوالی دعا کا راز
(ج) مامورمن اللہ کی سچی ہمدردی
(د) رسولِ مامور ۷
قرآن کریم کی ابتدا صہ ۷-۹
یسوع مسیح مرقومہ بشپ پر ریویو نمبر پنجم صہ ۹ و ۱۰
ہمارا ریویو کشف الحقائق اور ہم صہ ۱۰
ہندوستان مین انجیل مقدس صہ ۱۱ و ۱۲
خطبہ عید اضحیٰ صہ ۱۳ و ۱۴
ایک درخواست ۱۴ و ۱۵
بیعت کا کالم - دارالامان کا ہفتہ - پیسہ اخبار اور تعویذ حفظ طاعون - پیسہ اخبار مین ایک اور شرمناک بات صہ ۱۵
طاعون - صہ ۱۶

الحکم کے اضعاف حجم یا ہفتہ مین دوبار کا سوال

کسی گذشتہ اشاعت مین ہم نے بعض مضامین کے عدم اندراج کے متعلق جو معذرت کی تھی اس مین اس سوال کو بھی قوم کے سامنے پیش کردیا تھا کہ کیا اس کا حجم اور بڑھایا جاوے یا ہفتہ مین دوبار کیا جاوے ـــــ

ہمارے لئے خوشی اور فخر کی بات ہے کہ اس سوال پر جماعت نے غور کرنا شروع کر دیا ہے اور ہمارے پاس رائین آئے لگین ہین جنکو ہم کسی اگلی اشاعت سے سلسلہ وار چھاپنا شروع کردینگے

اس سوال کے متعلق بعض ضروری امور بھی ہین جو سر پرستان الحکم کی توجہ کے قابل ہین اسلئے ہم ان کو بھی مختصر بیان کردیتے ہین

اول اخبار کے ہفتہ مین دوبار کرنیکی ضرورت مین اگر یہی حجم رکھا جاوے اور اس کو ہفتہ مین دوبار کرکے شائع کیا جاوے تو کسی صورت مین مفید نہین ہوسکتا بلکہ اس سے قوم پر جسکا ایک پیسہ اس وقت گران قیمت ہے، مفت کا بوجھ ہوگا اس لئے بہرحال سوال حجم کی بیشی کا ہے خواہ ہفتہ مین دوبار ہو یا ایک بار

دوم حجم کی بیشی مین یہ ضروری امر ہے کہ اخبار وزنی ہونیکی وجہ سے ۲ آنے کے ٹکٹ مین جانے لگے جس سے اخراجات محصول کم ازکم دوچند ہوجائینگے

سوم سٹاف اور سامان مطبع کو دوچند کرنا ضروری ہوگا

پس ہمارے احباب راے دیتے وقت ان سوالات کو مدنظر رکھکر اپنی قیمتی راے لکھین اور جو بزرگ پہلے اپنی راے بھیج چکے ہین وہ بھی ان امور کو ملحوظ رکھکر اور سوالات ذیل کے لحاظ سے پہراپنی راے لکھین

اول - اخبار ہفتہ مین دوبار ہو یا حجم بڑہایا جاوے پہلی صورتمین ہر اشاعت کا حجم کیا ہو اور دوسری صورتمین کتنے صفحے اور بڑہائے جائین -

دوم ہفتہ مین دوبار کی صورت مین قیمت کیا ہو؟ اور بیشی حجم کی صورت مین کیا؟

یہ امور ہین جنپر غور کرنا ضروری ہے یہ سوال شاید اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ سے پہلے عملی صورتمین ہم حل نہین کرسکینگے کیونکہ اس کا حل بصورت عمل صرف ناظرین ہی کی رائے اور مرضی پر ہے اور یہ معاملہ بہت ہی نازک اور غور طلب ہے

حافظ محمد یوسف صاحب کے نام خط

ناظرین حافظ محمد یوسف صاحب کے نام سے واقف ہین انکے نام ہمارے مکرم مخدوم جناب بابو محمدؐ صاحب ہیڈ کلرک نہر سرہند نے مندرجہ ذیل دو خط لکھے تھے جنکا جواب نہین معلوم کیا دیا گیا ہم ان خطوط کو بجنسہ ناظرین کے فائدے کے لیے درج کرتے ہین مگر اتنا کہنا ضروری سمجھتے ہین کہ یہ خط دراصل حافظ صاحب کے ایک پیغام کے جواب مین ہین وہ پیغام یہ تہا کہ حافظ صاحب کے پاس ان کی بدقسمتی سے ایبٹ آباد کا مغرور ملان فضل دین آیا جو پیسہ اخبار کا موسٹی قرار دیا گیا ہی اور حافظ صاحب جیسکے سکرٹری بنے ہین اور اُسے نشان نمائی کے لئے قادیان لانا چاہتے تھے اس کا جواب حافظ صاحب کو دیا گیا ہے - ایڈیٹر

پہلا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حافظ جی صاحب مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

مین نے آپکا پیغام حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین عرض کر دیا ہے آپ جسوقت چاہین قادیان تشریف لے آوین اور جس بزرگ کے آپ سکرٹری بنے ہین ان کو ہمراہ لے آوین اب رہا نشان آسمانی کی بابت اس مین ہر طرح سے پابندی قرآن شریف کی کرنی ہوگی یعنے جو کچھہ نشانات کی بابت اللہ پاک نے فرما دیا ہے اس کی پابندی کرنی ہوگی اس حکم الہی کی تفصیل آپکے اسجگہ آنے پر ہو جاویگی آپکا قادیان آنا ایک ضروری بات کیواسطے بھی مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ میرا چھوٹا بہائی نور محمد نامی لاہور گیا اس کو منشی الہی بخش صاحب نے بتلایا تہا کہ ایک بڑے بزرگ نے خواب دیکھا ہے کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہو گیا بلکہ لاہور کے ایک مسلمان نے اس بارے مین اشتہار بھی جاری کیا ہے اب آپ اسجگہ آکر اپنی زبان سے جھوٹے اور مفتری کو لعنت اللہ کہنے کے حقدار ہو جا وینگے - مین شاید انوار کو اس جگہ سے واپس ہونگا -

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ و نصلے علی رسولہ الکریم

حافظ جی صاحب مخدومی مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ

ایک خط آپ کی خدمت مین ارسال کیا تہا جو اُمید ہے کہ پہنچ گیا ہوگا اب ایک اشتہار اس بزرگ کا جس کے آپ سکرٹری بنے ہین دیکھا گیا - حافظ مین آپ کو محض خلوص نیت سے کہتا ہون کہ ایسے شخص کے مقابل پر جو مسیح موعود ہونیکا دعوی کرکے قرآن حدیث - اور نشان آسمانی - اور دلائل عقلیہ سے ایک کافی ثبوت دنیا کو دیچکا ہے - چند سطر اشتہار شایع کرکے مرغون بٹیرون کی طرح فتح کا خواستگار ہونا خدا ترسی کا طریق نہین ہے ایسے طریق کو کوئی متقی اور منصف مزاج پسند نہیں کریگا مناسب یہ ہے کہ آپ مع اپنے اس بزرگ کے قادیان تشریف لاوین اور میرزا صاحب جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہین ان سے دریافت کرین کہ آپکے پاس اس دعوی پر موافق قدیم سنت اللہ کے تین طور کا ثبوت ہونا چاہیئے یعنی (۱) کتاب اور سنت سے (۲) آسمانی نشانون سے (۳) دلائل عقلیہ سے - سو اگر آپ کے پاس ان تینون قسم کا ثبوت موجود ہے تو پیش کرو - پہر اگر وہ تینون قسم کا ثبوت جو ایک ایسے شخص کے لئے ضروری ہے جو الہام کے ساتہہ لوگون کو اپنی بیعت اور اطاعت کے لئے بلاتا ہے پیش کر دین اور آپ دیکھین کہ وہ ثبوت کافی نہین ہے تب اُسوقت اس کے مقابل پر آپکا منتخب بزرگ مخالفانہ ثبوت دے سکتا ہے یعنی اسپر لازم ہوگا کہ قران و حدیث کے مقابل میرزا صاحب سے بڑہکر کتاب اور سنت سے ثبوت پیش کرے اور عقل کے مقابل پر ان سے زیادہ عقلی دلائل پیش کرے اور آسمانی نشانون کے مقابل ان سے بڑہکر نشان دکہلاوے - مباحثہ کا یہی طریق ہے کہ پہلے مدعی سے ثبوت مانگا جائے اگر اس مقابلہ کے وقت آپ کے بزرگ صاحب نے تینون قسم کے ثبوتون مین سے اپنا غلبہ ثابت کر دیا تو خود فیصلہ ہو جائیگا کہ میرزا صاحب جھوٹے ہین اور اس طریق سے دنیا بآسانی سمجھہ جائیگی کہ کن دلائل کے ساتھ دعوی پیش ہوا تہا اور اب کس طرح توڑ دیا گیا اور اس صورت مین نہایت سہولیت اور آسانی سے حق کہل جائیگا حافظ صاحب اسقدر تو آپ اپنے دنیوی تجربہ سے بہی جانتے ہین کہ اول مدعی کا حق ہے کہ وہ اپنا ثبوت پیش کرے جسقدر خدا تعالےٰ نے اس کو دلائل دیے ہین وہ سب دکہلاوے پہر ان ثبوتون کا اگر رد کیا گیا تو بس وہ دعوی باطل ہو جائیگا مگر مداری کے تماشے کیطرح یہ کوئی تماشا نہیں سمجھنا چاہیئے آپ بھی اب قبر مین پیر لٹکائے بیٹھے ہین ذرا ہوش کرکے تقوی کے التزام کیساتھ مقابل پر آنا چاہیئے -

عورتون کے لئے مفید
اور دلچسپ سلسلہ کا پہلا نمبر
سلک مروارید شائع
ہوگیا قیمت ۸ فیجلد علاوہ
محصول دفتر الحکم
سے منگواؤ

کلمات طیبات امام الزمان

ایک جامع درس

گذشتہ نمبرون جو سلسلہ روئیداد کرسمس کا شروع ہے اس نمبر مین (اس تقریر کے لیئے جو ذیل مین درج کیجاتی ہے) ہم . . ملتوی کرتے ہین اگلے نمبر مین بدستور وہ سلسلہ جاری ہوگا انشاء اللہ یہ تقریر ہمارے سید رسولا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۳- مارچ ۱۹۰۲ء کی شب کو فرمائی تھی- (ایڈیٹر)

مامور من اللہ کی صحبت مین رہنے والے لوگ بہت کچھ فایدہ اٹھاتے ہین اور ایک حد تک علم صحیح اس تعلق کے متعلق جو مامور من اللہ اور خدا تعالےٰ مین ہوتا ہے حاصل کرتے ہین مگر وہ کامل علم جو اس مامور کو دیا جاتا ہے کسی دوسرے کو نہین مل سکتا- اور خدا تعالےٰ کا علم تو پھر اور ہی رنگ رکھتا ہے- جب مامور تکذیب اور انکار حد تک پہونچ جاتا ہے تو پھر ٹھیک اسی طرح جیسے زمیندار جب فصل پک جاتی ہے تو اسکے کاٹنے کے واسطے درانتی کو درست کرتا ہے اللہ تعالےٰ بھی مکذبون کے لیے تیاری کرتا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ اب وہ وقت آگیا ہے خدا تعالےٰ ہر پہلو سے حجت پوری کر چکا ہے اسلیئے اب ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ خاموشی سے آسمانی ہتیار اور حربے کو دیکھے دنیا مین ہم یہ قانون دیکھتے ہین کہ جب ایک حاکم کو معلوم ہو جاوے کہ فلان مظلوم ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ جسکا علم سب سے زیادہ صحیح اور یقینی ہے جو ہر حال کا بینا ہے کیون اس مظلوم صادق کی مدد نہ کریگا جو محض اسلیئے ستایا گیا ہے کہ اس نے اللہ تعالےٰ سے الہام پاکر یہ کہا کہ مین خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا ہون اللہ تعالےٰ اپنے راستباز بندون کو کبھی ضایع نہین کرتا وہ ان کی مدد کرتا ہے لیکن ہان یہ سنت اللہ ہے کہ وہ صبر سے کام لیتا ہے یہ کہنا کہ خدا تعالےٰ کو اس تکذیب اور انکار کی خبر نہین کفر ہے وہ تو ابتدا سے جانتا ہے کہ کیا کیا جاتا ہے-

اسوقت خدا تعالےٰ کے فضل سے دو فریق ہو گئے ہین جس طرح ہماری جماعت شرح صدر سے اپنے آپ کو حق پر جانتی ہے اسی طرح مخالف اپنے غلو مین ہر قسم کی بے حیائی اور جھوٹ کو جایز سمجھتے ہین شیطان نے انکے دلون مین جما دیا ہے کہ ہماری نسبت ہر قسم کا افترا اور بہتان انکے لیے جایز ہے اور نہ صرف جایز بلکہ ثواب کا کام ہے- اسلیئے ایسے ضروری ہے کہ ہم اپنی کوششون کو انکے مقابلے مین بالکل چھوڑ دین اور خدا تعالےٰ کے فیصلہ پر نگاہ کرین جسقدر وقت ان کی بیہودگیون اور گالیون کیطرف توجہ کرنے مین ضایع کرین بہتر ہے کہ وہی وقت استغفار اور دعاؤن کے لیے دین-

ہماری جماعت کو یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ اس امر کو مدنظر رکھین جو مین بیان کرتا ہون مجھے ہمیشہ اگر کوئی خیال آتا ہے تو یہی آتا ہے کہ دنیا مین تو رشتے ناطے ہوتے ہین بعض ان مین سے خوبصورتی کے لحاظ سے ہوتے ہین بعض خاندان یا دولت کے لحاظ سے اور بعض طاقت کے لحاظ سے لیکن جناب الٰہی کو ان امور کی پروا نہین اس نے تو صاف طور پر فرما دیا کہ اِنَّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم یعنے اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے جو متقی ہے- اب جو جماعت اتقیا ہے خدا اس کو ہی رکھیگا اور دوسری کو ہلاک کریگا- یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہین ہو سکتے کہ متقی بھی وہین رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہین کھڑا رہے ضرور ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے اور چونکہ اسکا علم خدا کو ہے کہ کون اس کے نزدیک متقی ہے پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے- خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے-

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ ان مین علمار بھی ہین ملہم بھی ہین تو یہ ایک خیالی بات ہے اور اس سے کوئی فایدہ اس مقصد کو نہین پہونچ سکتا جو انسانی ہستی کا ہونا چاہیئے- یاد رکھو وہ امر جس پر خدا راضی ہوتا ہے جب تک وہ نہو نہ علم صحیح ہوتا ہے نہ الہام مفید جو شخص پاخانہ کے پاس کھڑا ہے پہلے تو اسکو بدبو ہی آئیگی پھر اگر عطر اسکے پاس کیا جاوے تو وہ اس سے کیا فایدہ اٹھائیگا- جبتک خدا تعالےٰ کا قرب حاصل نہ ہو کچھ نہین ملتا اور خدا کی قریب کرنے والی بات صرف تقوے ہے سچی آواز سننے کے لیئے متقی بننا چاہیئے مین نے بہت سے لوگ دیکھے ہین جو ہر آواز کو جو انہین آجاوے الہام ہی سمجھتے ہین حالانکہ اضغاث احلام بھی ہوتے ہین ہم یہ نہین کہتے کہ جو آوازین انہین سنائی دیتی ہین وہ بناوٹی ہین نہین یا انکو آوازین آتی ہونگی مگر ہم ہر آواز کو خدا تعالےٰ کی آواز قرار نہین دے سکتے جب تک اسکے ساتھ وہ انوار اور برکات نہون جو اللہ تعالےٰ کے پاک کلام کے ساتھ ہوتے ہین اسلیئے ہم کہتے ہین کہ ان الہام کے دعوےٰ کرنے والون کو اپنے الہامون کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے اور اس بات کو بھی انہین فراموش نہین کرنا چاہیئے کہ بعض آوازین نری شیطانی ہوتی ہین- اسلیئے ان آوازون پر ہی فریفتہ ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہین بلکہ جب تک اندرونی نجاست اور گندہ دور نہ ہو- اور تقوے کی اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل نہو اور اس درجہ اور مقام پر انسان نہ پہونچ جاوے جو دنیا ایک مرے ہوئے کیڑے کی

سے بھی حقیر اور ذلیل نظر آوے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی ہر قول و فعل مین مقصود ہو اس مقام پر قدم نہین پڑ سکتا جہان پہونچکر انسان اپنے اللہ کی آواز سنتا ہے اور وہ آواز حقیقت مین اسی کی ہوتی ہے کیونکہ اسوقت یہ تمام نجاستوں سے پاک ہو گیا ہوتا ہے۔

غرض نری آوازین اور چند رسمی کتابون کے پڑھ لینے سے فیصلہ نہین ہوتا بلکہ فیصلہ کی اصل اور سچی راہ وہی ہے جس کو تائیدات الٰہیہ کہتے ہین انسے ہی فیصلہ ہوتا ہے اور خدا ہی کا حربہ فیصلہ کرتا ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے حضور ایسے مقام پر کھڑا ہے جو نجاست سے بالکل الگ ہے وہ وہی پاک آوازین سنتا ہے جو حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ حضرت نوح حضرت ابراہیم اور دوسرے انبیا علیہم السلام نے سنین اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنکو سنا تھا مین سچ سچ کہتا ہون کہ ان آوازون کی صداقت اور عملی ظہور کے لئے انسانی ہاتھون کی ضرورت نہین ہے بلکہ خود خدا تعالےٰ ان کی چمکار دکھاتا ہے اگرچہ یہ بہت ہی باریک باتین ہین جو معرفت کے اسرار مین داخل ہین تاہم خوشبو اور بدبو اپنے مختلف نظاروں سے شناخت کیجا سکتی ہے اچھے درخت کو کئی طرح پہچان لیتے ہین پتون سے بھی شناخت کر لیتے ہین مین نے ایکبار الائچی کا درخت انبالہ مین دیکھا اور ایک پتا اسکا لیکر سونگھا تو اس مین الائچی کی خوشبو موجود تھی۔ اگرچہ ابھی اسکے تین درجے باقی تھے مگر خوشبو موجود تھی دانشمند انسان بہت سے قرائن سے امر واقعی کو معلوم کر لیتا ہے۔ خباثت بھی ہزارون پردون مین چھپی رہتی ہے اور تقوےٰ بھی ہزارون پردون مین مخفی رہتا ہے۔ مگر انکے آثار اور قرائن سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔

صوفیون نے لکھا ہے کہ جیسے کوئی آدمی عین بدکاری کی حالت مین پکڑا جاوے تو اسے بہت ہی شرمندہ ہونا پڑتا ہے ایسے ہی ایک متقی جب اپنے تقوےٰ کے سیر و عبادت مین مصروف ہو اور کوئی اجنبی اسپر گذرے تو اسکو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ شرمندگی کے موجبات تو ایک ہی ہین بدکار کو اپنی بدکاری کو امر مستور رکھنا چاہتا ہے اور متقی اپنے تقوےٰ کو۔ غرض تقوےٰ کے امور بہت پوشید ہوتے ہین بلکہ اصل تو یہ ہے کہ اس سِرّ کی ملائکہ کو بھی خبر نہین ہوتی پھر دوسرے کو کیسے اطلاع مل سکتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو تعلق تبتل کا تھا اس کی کیفیت کو اللہ تعالےٰ جسقدر سمجھتا تھا اسکو کسی دوسرے نے ہرگز نہین سمجھا نہ حضرت ابوبکر نے اسے سمجھا نہ حضرت علی نے اور نہ کسی اور نے۔ آپ کا انقطاع تام اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور مخلوق کو مرے ہوئے کیڑے سے ہیچ سمجھنا ایک ایسا امر تھا جو دوسرونکو نظر نہ آ سکتا تھا مگر خدا تعالےٰ کی تائیدونکو دیکھ کر لوگ یہ نتیجہ ضرور نکالتے تھے کہ جیسا خدا تعالےٰ سے سچا اور قوی تعلق اسنے پیدا کیا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ نے بھی اس سے کوئی فرق نہین کیا ہے۔

کیسی عظیم الشان بات ہے کہ آپ کو کوئی مقام ذلت کا کبھی نصیب نہین ہوا + بلکہ ہر میدان مین آپ ہر طرح معزز و مظفر ثابت ہوئے ہین لیکن بالمقابل اگر مسیح کی حالت کو دیکھین تو معلوم ہوتا ہے کہ انہین کیسی ذلت پر ذلت نصیب ہوئی ہے بسا اوقات ایک عیسائی شرمندہ ہو جاتا ہوگا جب وہ اپنے اس خدا کی حالت پر غور کرتا ہوگا جو انہون نے فرضی اور خیالی طور پر بنایا ہوا ہے + مجھے ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوئی ہے کہ عیسائی اس تعلیم کو جو انجیل مین بیان ہوئی ہے اور اس خدا کو جس کے واقعات کسیقدر انجیل سے ملتے ہین رکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اسے ترجیح کیونکر دیتے ہین مثلاً یہی تعلیم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دو۔ اب اسکے تمام پہلوؤن پر غور کرو تو صاف نظر آجائے گا کہ یہ کیسی بودی اور نکمی تعلیم ہے۔ بعض باتین ایسی ہوتی ہین کہ ان سے بچے خوش ہو جاتے ہین۔ بعض سے متوسط درجے کے لوگ اور بعض سے اعلےٰ درجہ کے لوگ۔

انجیل کی تعلیم صرف بچون کا کھلونا ہے کہ جس کی حقیقت کچھ بھی نہین۔ کیا اللہ تعالےٰ نے جو انسان کو اسقدر قویٰ عطا فرمائے ہین ان سب کا موضوع اور مقصود یہی ہے کہ وہ طمانچے کھایا کرے؟ انسان انسان تب ہی بنتا ہے کہ وہ سارے قویٰ کو استعمال کرے مگر انجیل کہتی ہے کہ سارے قویٰ کو بیکار چھوڑ دو اور ایک ہی قوت پر زور دیئے جاؤ۔ بالمقابل قرآن شریف تمام قوتونکا مربّی ہے اور برمحل ہر قوت کے استعمال کی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ مسیح کی اس تعلیم کے بجائے قرآن شریف فرماتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح یعنے بدی کی سزا تو اسیقدر بدی ہے مگر عفو بھی کرو تو ایسا عفو کہ اسکے نتیجہ مین اصلاح ہو وہ عفو بےمحل نہو۔ مثلاً ایک فرمانبردار خادم ہے اور کبھی کوئی خیانت اور غفلت اپنے فرض کے ادا کرنے مین نہین کرتا۔ مگر ایک دن اتفاقاً اسکے ہاتھ سے گرم چاء کی پیالی گر جاوے اور نہ صرف پیالی ہی ٹوٹ جاوے بلکہ کسیقدر گرم گرم چاء سر پر بھی پڑ جاوے تو اسوقت یہ ضروری نہین کہ آقا اس کو سزا دے۔ بلکہ اسکے حسب حال سزا یہی ہے کہ اسکو معاف کر دیا جاوے ایسے وقت پر موقع شناس آقا تو خود شرمندہ ہو جاتا ہے

کہ اس بیچارے نوکر کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ لیکن کوئی خسر پر نوکر اس قسم کا ہے کہ وہ ہر روز نقصان کرتاہے اگر اس کو عفو کردیا جائے تو وہ اور بھی بگڑیگا اسکو تنبیہہ ضروری ہے غرض اسلام انسانی قوی کو اپنے اپنے موقع اور محل پر استعمال کرنیکی تعلیم دیتاہے اور انجیل اندھا دھند ایک ہی قوت پر زور دیتی چلی جاتی ہے۔ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی غرض حفظ مراتب کا مقام قرآن شریف نے رکھاہے کہ وہ عدل کیطرف لیجاتا ہے تمام احکام مین اس کی یہی صورت ہے مال کیطرف دیکھو نہ ممسک بناتا ہے نہ مسرف یہی وجہ ہے کہ اس امت کا نام ہی **امتہ وسطا** رکھدیا گیا

پھر دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقرب کو دیکھنا چاہیئے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بادشاہ کے دل کی بات تو بادشاہ ہی جانتاہے مگر جسپر وہ اسرار ظاہر کرتاہے یا اپنی رضامندی کے آثار جسپر دکہاتاہے ضروری ہے کہ ہم اسکو مقرب کہین اسیطرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہم دیکھتے ہین تو آپکے قرب کا مقام وہ نظر آتاہے جو کسی دوسرے کو کبھی نصیب نہین ہوا وہ عطایا اور نعماء جو آپ کو دئے گئے ہین سب سے بڑھکر ہین اور جو اسرار آپ پر ظاہر ہوئے اور کوئی اس حد تک پہنچا ہی نہیں۔ قرآن شریف ہی کو دیکھ لو کہ کسقدر عظیم الشان پیشگوئیان اس مین موجود ہین حضرت مسیح کا مجھے بار با خیال آتاہے کہ یہ نادان عیسائی کس شیخی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا مقابلہ کرنے بیٹھتے ہین حضرت مسیح کا تو دعوی ہی بجائے خود محدود ہے وہ صاف کہتے ہین کہ مین بنی اسرائیل کی بھیڑون کے لئے آیا ہون ضربت علیہم الآیۃ کی مصداق آپکی دعوت کی مخاطب قوم تھی یہ دعویٰ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی نمبرداری یا پتی داری کا دعوی کرے۔ اب انکی ہمت۔ استقلال۔ اور توجہ اسی دعوی کی نسبت سے ہونی چاہیئے دوسری طرف ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین **قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** اب اس ہمت اور بلند نظری اور توجہ کا مقابلہ کرو کیا یہی خدائی کی شان ہے؟ کہ یہودیوں کے چار گھرون کے سوا اور کسی کی اصلاح کے لئے بھی نہین آئے؟

خدا کے حسب حال تو ہونا چاہیئے تھا کہ آپ کی دعوت کا میدان بڑا وسیع ہوتا۔ خیر بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑون کے لئے ہی دعوت سہی مگر اب یہ بھی تو دیکھناہے کہ اس مین کامیابی کیا ہوئی غور کیا جاوے اور انجیلی واقعات پر نگاہ کیجاوے تو یہ راز بھی کھل جاتاہے کہ آپکو ہر میدان مین ذلیل ہونا پڑا۔ دشمنون پر کامیابی نہ ملی بلکہ انھون نے پکڑکر صلیب پر چڑہا دیا اور قصہ پاک ہوا؟ اس خدا کا مقابلہ رسول اللہ صلے اللہ وسلم سے کیا جاتاہے آپ ہر میدان مین مظفر و منصور ہوئے آپکے دشمن آپ پر کبھی قابو اور غلبہ نہ پا سکے اور آپ کے سامنے ہی ہلاک ہوئے آپ کو بھیجا ایسے وقت مین گیا جبکہ زمانہ آپکی ضرورت کو خود ثابت کرتا تہا اور اٹھائے ایسے وقت گئے جبکہ کامل اصلاح ہو چکی اور آپ اپنے فرض منصبی کو پوری کامیابی کے ساتھ ادا کرچکے اور **الیوم اکملت لکم دینکم** کی آواز آپ نے سن لی +

پھر مسیح کیطرف دیکھو آپ صلیب پر چڑہے ہوئے ہین اور ایلی ایلی لما سبقتنی کی فریاد کرتے ہین یہودا اسکریوطی تیس روپیہ پر اپنے پاک استاد کو پکڑوا چکاہے اور پطرس صاحب **لعنت** بھیج رہے ہین مسیح کے لئے وہ نظارہ کیسا مایوسی بخش ہے دوسری طرف انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کے جان نثار رفیق کسطرح پر اپنی جانین آپکے قدمون پر قربان کررہے ہین۔ ایسے وفادار اور فرمانبردار اصحاب اور رفیق کس کو ملے؟ اور یہ وفاداری اور اطاعت مین فنا کہ اپنی جانون تک کے دیدینے مین دریغ نکیا آپکی **ذاتی قوت قدسی** کا ثبوت ہے جو مقابلہ کرنے سے مسیح مین کچھ بھی نظر نہین آتی

پھر **اسرار** کیطرف نگاہ کرو۔ جسقدر اسرار اور رموز قرآن شریف مین ہین توراۃ اور انجیل مین وہ کہان! پھر قرآن شریف تمام امور کو صرف دعوے ہی کے رنگ مین بیان نہین کرتا جیسے کہ توراۃ یا انجیل جو دعوی ہی دعوی کرتی ہین بلکہ قرآن شریف **استدلالی** رنگ رکھتاہے کوئی بات وہ بیان نہیں کرتا جس کے ساتھ اسنے ایک قوی اور مستحکم دلیل نہ دی ہو جیسی قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت اپنے اندر ایک جذب رکھتی ہے جسطرح اس کی تعلیم مین معقولیت اور کشش ہے ویسے ہی اس کے دلائل موثر ہین۔ غرض میرا مطلب ان ساری باتون سے یہ ہے کہ سب سے بڑہکر کامل اور موثر نمونہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

اسیطرح پر اب بھی وہی خدا ہے جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان اور انعام کئے اور اسیطرح پر اب بھی اس کے فضل اور برکات کے انعام ہورہے ہیں پس یاد رکھو کہ جو فریق اس **حق** کی مخالفت کرتاہے اور اسکو مفتری کہتاہے وہ جسقدر مخالفت چاہین کرین مخالف الہام سنائین **ان کو آخر معلوم ہوجائیگا کہ غالب وہی ہوتاہے جسکو خدا نے اپنا نور اور فضل دیکر بھیجاہے** اور خدا تعالے اپنی قدیم سنت اور عادت کیموافق **اس قوم**

پر اپنا فضل کریگا جسکو اس نے منتخب کیا ہے وہی دنیا پر پھیلے گی اور وہی قرآن شریف۔ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی وارث ہوگی +

دنیا مین ہمیشہ انسانون کے تین طبقے ہوتے ہین۔ سابق بالخیرات مقتصد اور ظالم۔ سابقین کو نشانات اور معجزات کی ضرورت نہین ہوتی وہ تو قرائن اور حالات موجودہ سے پہچان لیتے ہین۔ مقتصدین کو کچھ حصہ روشن دماغی کا ملا ہوا ہوتا ہے اور کچھ تاریکی کا۔ اس لئے وہ دلائل اور معجزات کے محتاج ہوتے ہین مگر تیسرا طبقہ جو ظالمین کا ہوتا ہے وہ چونکہ بہت ہی غبی اور بلید ہوتے ہین بجز تلوار کھانیکے وہ نہین مانتے یہ ایک قسم کا جبر ہوتا ہے جو ہر مذہب حق مین پایا جاتا ہے کیونکہ ظالمین بجز اس کے سمجھ نہین سکتے۔ حضرۃ مسیح کے لئے طیطاؤس رومی کا اتفاق ہوگیا۔ موسیٰ کی قوم جو پہلے ہی سے مزدوریون اور فرعون کی سختیون سے نالان تھی اس نے حضرۃ موسیٰ کی دعوت کو قبول کرلینا اپنی نجات کا موجب سمجھا اور پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً ان پر عذاب بھیجتا رہا کبھی طاعون کبھی زلزلے مختلف طریق پر انہیں منوایا اور اسی طرح ہوتا رہا ہے

غرض یہ ایک سنت اللہ ہے کہ ظالمین کو اللہ تعالیٰ اس طریق پر سمجھاتا ہے کیونکہ یہ فرقہ زیادہ بھی ہوتا ہے اور غبی بھی اسوقت بھی یہ فرقہ زیادہ ہے جو نشانات خدا نے ظاہر کئے ان پر بھی جرح کرتے ہین کسوف خسوف کی حدیث کو مجروح قرار دیدیا۔ لیکھرام کی پیشگوئی پر اعتراض کردیا ہر نشان جو ظاہر ہوتا ہے اعتراض کر دیتے ہین مگر خدا تو سب کا مرشد ہے اس نے تیسری صورت اور آخری حجت اختیار کی ہے جو۔

طاعون ہے۔

طاعون کا علاج توبہ و استغفار ہی ہے یہ کوئی معمولی بلا نہیں بلکہ ارادہ الٰہی سے نازل ہوئی ہے یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری جماعت مین سے کسیکو نہ ہو صحابہ مین سے بھی بعض کو طاعون ہوگئی تھی لیکن ہان ہم یہ کہتے ہین کہ جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور زاری کرتا ہے اور اسکے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہوکر اپنی اصلاح کرتا ہے وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لیگا اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ **تہجد کی نماز کو لازم کرلین** جو زیادہ نہین وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اسکو دعا کرنیکا موقع بہرحال ملجائیگا اسوقت کی دعاؤن مین ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہین جب تک ایک خاص سوز اور درد دل مین نہ ہو اسوقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کردیتا ہے جس سے دعا مین رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار **قبولیت دعا** کا موجب ہوجاتے ہین +

لیکن اگر اٹھنے مین سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل مین نہین کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے لیکن جب کہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھکر ہے جو بیدار کر رہا ہے

پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیون سے پاک رکھا جاوے زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی مین آجاتا ہے جب خدا ڈیوڑھی مین آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟

پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوق عباد مین دانستہ ہرگز غفلت نہ کیجاوے جو ان امور کو مد نظر رکھکر دعاؤن سے کام لیگا یا یون کہو کہ جسے دعا کی توفیق دیجاویگی ہم یقین رکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اسپر اپنا فضل کریگا اور وہ بچ جاویگا۔ ظاہری تدابیر صفائی وغیرہ کی منع نہین ہین بلکہ بر توکل زانوے اشتر بہ بند پر عمل کرنا چاہیے جیسا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین سے معلوم ہوتا ہے مگر یاد رکھو کہ اصل صفائی وہی ہے جو فرمایا ہے **قد افلح من زکٰھا** ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ اپنی حالت مین تبدیلی کرے تمہین یاد ہوگا کہ مجھے الہام ہوا تھا **ایام غضب اللہ غضبت غضبًا شدیدًا** یہ طاعون کے متعلق ہے مگر وہی خدا کے فضل کا امیدوار ہوسکتا ہے جو سلسلہ دعا۔ توبہ اور **استغفار کا نہ توڑے اور عمداً گناہ نکرے**

گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کردیتی ہے اور خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہے گناہ سے صرف خدا تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت ہٹاتی ہے طاعون بھی گناہ ہونسے بچانیکے لئے ہے صوفی کہتے ہین کہ سعید کسی موقع کو ہاتھ سے نہین دیتے بعض کے حالات سنے ہین کہ انہون نے دعا کی کہ کوئی ہیبت ناک نظارہ ہو تاکہ دل مین رقت اور درد پیدا ہو اب اس سے بڑھکر کیا ہیبت ناک نظارہ ہوگا کہ لاکھون بچے یتیم کئے جاتے ہین۔ بیواؤن سے گھر بھر جاتے ہین ہزارہا خاندان بے نام و نشان ہوجاتے ہین۔ اور کوئی باقی نہین رہتا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو ایسے موقعون پر ہمیشہ بچا لیتا ہے جبکہ بلائین عذاب الٰہی کی صورت مین نازل ہون۔ پس اسوقت خدا کا غضب بڑھا ہوا ہے اور حقیقت مین یہ خدا کے غضب کے ایام ہین اس لئے کہ خدا کے حدود اور احکام کی بیحرمتی کیجاتی ہے اور اس کی باتون پر ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے لئے یہی علاج ہے کہ دعا کے سلسلہ کو نہ توڑو اور توبہ و استغفار سے کام لو۔ وہی دعا مفید ہوتی ہے جبکہ دل خدا کے آگے پگھل جاوے اور خدا کے سوا کوئی مفر نظر نہ آوے جو خدا کیطرف بھاگتا ہے اور اضطرار کیساتھ امن کا جویان ہوتا ہے وہ آخر بچ جاتا ہے +

ملفوظات احمدیہ

ڈائری کا اقتباس

مامور کی صحبت بہترین معلم ہے

شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہین لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں ملسکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اتقا کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہو کیونکہ اس کی صحبت مین رہ کر وہ اس کے انفاس طیبہ عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اٹھاتا ہے -

قبول ہونیوالی دعا کا راز

دعا جب قبول ہونے والی ہوتی ہے تو اللہ اس کے لئے دل مین ایک سچا جوش اور اضطراب پیدا کر دیتا ہے اور بسا اوقات اللہ تعالےٰ خود ہی ایک دعا سکھاتا ہے اور الہامی طور پر اس کا پیرایہ بتا دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فتلقیٰ ادم من ربہ کلمات اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے راستباز بندون کو قبول ہونے والی دعائین خود الہاماً سکھا دیتا ہے -

بعض وقت ایسی دعا مین ایسا حصہ بھی ہوتا ہے جسکو دعا کرنیوالا ناپسند کرتا ہے مگر وہ قبول ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم

مامور من اللہ کی سچی ہمدردی

مامور من اللہ جب آتا ہے تو اس کی فطرت مین سچی ہمدردی رکھی جاتی ہے اور یہ ہمدردی عوام سے بھی ہوتی ہے اور جماعت سے بھی - اس ہمدردی مین ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھے ہوئے تھے - اس لئے کہ آپ کل دنیا کے لئے مامور ہوکر آئے تھے اور آپ سے پہلے جسقدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کل دنیا اور ہمیشہ کے لئے نبی تھے اس لئے آپ کی ہمدردی بھی کامل ہمدردی تھی چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین اس کے ایک تو یہ معنے ہین کہ کیا تو ان کے مومن نہونے کے فکر مین اپنی جان دیدیگا اس آیت سے اس درد اور فکر کا پتہ لگ سکتا ہے جو آپکو دنیا کی تبہ حالت دیکھکر ہوتا تھا کہ وہ مومن بنجاوے یہ تو آپ کی عام ہمدردی کے لئے ہے اور یہ معنے بھی اس آیت کے ہین کہ مومن کو مومن بنانیکی فکر مین تو اپنی جان دیدیگا یعنی ایمان کو کامل بنانے مین +

اسی لئے دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا آمنوا باللہ ورسولہ - بظاہر تو یہ تحصیل حاصل معلوم ہوتی ہوگی لیکن جب حقیقت حال پر غور کیجاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کئی مراتب ہوتے ہین اس لئے اللہ تعالےٰ تکمیل چاہتا ہے -

غرض مامور کی ہمدردی مخلوق کیساتھ اس درجہ کی ہوتی ہے کہ وہ بہت جلد اس سے متاثر ہوتا ہے

رسول مامور

اللہ تعالےٰ اور اس کے مامورون کے درمیان دو قسم کے تعلقات ہوتے ہین - مامور تو اللہ تعالےٰ کا رسول ہوتا ہی ہے لیکن بعض مقامات پر اللہ تعالےٰ بھی مامور کا رسول ہوجاتا ہے یہ ایک باریک بھید ہے جسکو ہر شخص جلدی نہیں سمجھ سکتا - یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب مامور اپنی جماعت کو اپنی منشاء کیموافق نہین دیکھتا تو اس کے دل مین ایک درد پیدا ہوتا ہے اور اسپر ایک ٹھوکر لگتی ہے اسوقت خدا تعالےٰ تمثیلی طور پر بعض افراد کو انکے عیوب ان پر ظاہر کر دیتا ہے اور کبھی اس فعل کا علم مامور اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے انسان دونون کو ہوتا ہے اور کبھی ایک ہی کو -

ہم اس عقیدہ کو حل کرنے کے لئے ذرا مثال کے طور پر سمجھا دیتے ہین بہت سے لوگ ایسے ہونگے بلکہ قریباً ہر ایک شخص پر اس قسم کے واقعات گذرے ہونگے کہ جب کبھی وہ کسی گناہ کی حالت مین گرفتار ہونیکو ہوا ہے تو رویا مین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نے زیارت کی اور اس گناہ کی حالت سے بچگیا اس قسم کے تمثلات وہ ہوتے ہین جن مین اللہ تعالےٰ مامور کا رسول ہوکر اپنا فیض پہونچاتا ہے

ایڈیٹر

قرآن کریم کی ابتدا

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۱۱ جلد ۶

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک ہی انسان دنیا مین گذرا ہے جس نے اللہ تعالےٰ سے پوری صلح کی ہے دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جن کے دہان پاک سے یہ جلیل الشان وحی نکلی ہے کہ کی زندگی مین جبکہ مصائب کے پہاڑ آپکے سر پر ٹوٹ رہے تھے ہر طرف سے آپ پر درندون کیطرح حملہ کیا جاتا تھا ایسی حالت مین جبکہ ایک ضعیف القویٰ انسان ایک لحظہ کے لئے بھی استقامت اختیار نہین کر سکتا آپ کسطرح پر خدا تعالےٰ کی قضا اور مقادیر سے رضامند رہے ہین کوئی گھڑی آپ پر ایسی نہین گذری کہ اللہ تعالےٰ کا شکوہ کیا ہو - بلکہ آپکی زبان

زبان سے یہی الحمد للہ نکلتا رہا۔ وہ جانگداز صدمے جو اس زندگی میں آپنے اٹھائے انکو بیان کرنے سے بھی زہرہ گداز ہوتا ہے جبکہ آپ کے صحابہ کو بھیڑ بکری کیطرح ذبح کیا جاتا ہے اور مختلف قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں دی جاتی ہیں کمزور اور ناتوان فطرت عورتوں کی شرمگاہوں میں برچھے مارے جاتے ہیں اور مختلف اونٹوں سے باندھ باندھ کر ان کو مخالف جہات میں دوڑا کر چیرا جاتا ہے اس قسم کی تمام تکلیفیں آپ تیرہ سال تک برداشت کرتے رہے مگر ایسی پرانقلاب زندگی میں قدم قدم پر ناگفتنی واقعات پیش آنے پر بھی یہ جلیل الشان انسان الحمد للہ کہتا ہے۔ کوئی شخص غور کرنیوالی نظر اور انصاف کرنیوالا دل لیکر آپکے حالات پر نظر کرے تو اسکو تعجب ہوگا اور بے اختیار ہوکر ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالےٰ کے قاہر ارادوں اور حکیمانہ تدبیروں کے ساتھ طوع دل سے صلح کرنیوالا ایک اور صرف ایک ہی انسان دنیا میں گذرا ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک و سلم

مین نے بارہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر غور کی ہے اور جس جس قدر مین نے اس دریا مین غوطے لگائے ہین۔ لذت اور سرور کے موتیون سے مالا مال ہوکر نکلا ہون اور اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ جب تک انسان ان تمام آلام کو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہنچتے ہین انعام کے رنگ مین نہ سمجھے اور مصائب و مشکلات کے تیرونکو جو بارش کیطرح برس رہے ہون پھول قرار نہ دے ممکن نہین کہ الحمد للہ اسکے منہہ سے نکلے ٭

یہ عرفان کا عالی مقام ہے جہان ہر ایک شخص نہین پہنچ سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام تک تو کوئی پہنچا ہی نہین۔ اس مقام پر اللہ تعالےٰ پر ایمان ایسا قوی اور مضبوط ہوتا ہے کہ ہر دکھ اور مصیبت محسوس اللذت اور مدرک الحلاوت ہوجاتی ہے اور جبتک دکھ اور مصیبت لذت اور حلاوت کا رنگ اختیار نہ کرے دل کی سوزش اور کاہش کم نہین ہوسکتی اور سچا اطمینان اور تسلی نہ ملنے کے باعث الحمد للہ منہہ سے نہین نکل سکتا لیکن جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو دوربین نگاہ سے دیکھتا ہے بشرطیکہ اس کا دل جاگتا ہو اور اس کے سر مین عقل اور انصاف کا مادہ موجود ہو آپ کی اس قوت قدسی اور عرفان کا اقرار کرنا پڑیگا جس نے آپکے دل کو قوی کردیا تھا اور اپنے محبوب مولا کی ہر ادا پر انشراح صدر کے ساتھ نثار کردیا تھا ٭

پھر ہم دیکھتے ہین کہ مکی زندگی کے ایام ہی مین جو مصیبتون کی زندگی ہے یہ اللہ تعالےٰ سے سچی صلح دکھانے والا الحمد للہ نہین کہتا بلکہ جب مدینہ کی کامیاب زندگی کا دور شروع ہوتا ہے اور پوری کامیابی اور نصرت کا تاج آپکے سر پر رکھا جاتا ہے اور آپ دس ہزار قدسیون کے ساتھ مکہ کو فتح کرتے ہین اس کامیابی کی گھڑی مین (جو کسی نبی کی تاریخ مین پائی نہین جاتی) پھر بھی یہ خدا کا جلیل الشان نبی حامد محمد۔ احمد صلے اللہ علیہ وسلم وہی پاک کلمہ جس سے خدا تعالےٰ کی مقادیر سے پوری صلح اور سلم کی عجب خوشبو آتی ہے کہتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ مصائب اور تلخیون نے آپکے کوہ وقار دل پر کوئی اثر ڈالا اور نہ کامیابی اور فتح کی شادمانی نے آپکو از خود رفتہ کیا۔ اس نظارہ کو ذرا مدنظر رکھکر سوچو کہ ایک شخص خونی دشمن پر اپنے اس مولد اور موطن مین جہان سے وہ بظاہر ذلت کے ساتھ نکالا گیا تھا اور وہ خاردار جھاڑیون مین چھپتا ہوا بھاگا تھا پوری کامیابی حاصل کرتا ہے اور اس کی قسمت اس بیابان مکہ کے نکالے ہوئے کے ہاتھ مین دی جاتی ہے اس خوشی اور کامیابی اور نصرت پر چاہیے تھا کہ اگر الوہیت کے ساتھ کامل رشتہ عبودیت رکھنے والا انسان نہوتا تو اپنے جامے سے باہر ہوجاتا مگر یہ لانظیر حوصلہ اور استقامت کا انسان (صلے اللہ علیہ وسلم) ایسی عظیم الشان فتح مین جو آدم سے لیکر اسوقت تک اور اسوقت سے لیکر ابتک اور پھر قیامت کسی کو نصیب نہین ہوئی اور نہ ہوگی اس الحمد للہ کو بھول نہین گیا بلکہ اسیطرح بلا تفاوت موئے وہ اپنے محبوب مولا کی حمد کرتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہین بعض نہین بلکہ قریباً سارے ہی ایسے ہین جو غم اور خوشی مین اپنے مولا سے اعراض کرتے ہین اور تھوڑے ہین اور بہت ہی تھوڑے ہین جو مقادیر الٰہی سے صلح کرتے ہین مگر صلح کے جس بلند اور مستحکم چٹان پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہین اور کسی دوسرے کا وہان گذر نہین۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفات کا کامل مظہر تھے اس اپنے ارادہ اور بشریت کا حصہ آپ مین نہ تھا ورنہ بات کیا ہے اور کیا سبب ہے کہ نہ آپکو غم مدہوش کر سکے اور نہ کامیابی کا نشہ از خود رفتہ بنا سکے مین بڑی دلیری سے کہتا ہون کہ الوہیت کا جوڑ عبودیت سے کبھی ہوسکتا ہی نہین جب تک خدا تعالےٰ کی قضاء و قدر سے سلم اور آشتی نہو اور اس صلح کا پورا بے عیب ہان کامل اور لانظیر نمونہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین مین دعوے سے کہتا ہون اور مردہ پرست نصرانی اور مادہ پرست آریہ کو چیلنج کرتا ہون کہ رضا بقضا کا ایسا نمونہ پیش کرین اور مین اس تحدی کے ساتھ بلا خوف تردید کہتا ہون کہ کوئی بھی نہین ایک بھی نہین۔

دنیا کی اور کوئی کتاب کوئی تعلیم اس سے بڑھکر سنہری اصول پیش نہین کرسکتی ہر ایک مدعی مذہب سے پوچھو کہ انسان کی علت غائی کیا ہے؟ اور خدا کو مانکر اس کے ساتھ جوڑ کس رنگ کا ہو کہ خدا کا نزول اسپر ہو اور اس کا (انسان کا) صعود الی اللہ کیسے ہو؟

مین بلند آواز سے کہتا ہون کہ کوئی کتاب کوئی مذہب نہین ہے اور ہرگز نہین ہے

جان عظیم الشان اور ضروری مقاصد پر کچھ بھی روشنی ڈال سکے یہ فخر اسلام اور صرف اسلام - قرآن اور صرف قرآن کو ہے کہ وہ اس فلسفہ کو بیان کرتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے عمل سے دکھاتے ہین کسی قوم کے پاس یہ وظیفہ نہین جو الوہیت مین فنا ہونیکا الحمد للہ کے لفظ مین اور عملی طور پر نماز مین اسلام نے پیش کیا ہے -

یہ یورپ یہ عیسائی قومین جنکو بعض غلطی سے بہادر اور شجاع مانتے ہین مین کہتا ہون ان کی بہادری انکی شجاعت آتشین ہتیارون سے ہوگی ورنہ روح کے تعلق سے یہ قومین بزدل ہین کیونکہ وہ مذہب مردہ پرست مذہب جو ان کو ملا ہے وہ علو ہمتی اور شجاعت کو پیدا نہین کرتا بلکہ بزدلی کو پیدا کرتا ہے اس کی تعلیم پر نظر کرو تو بزدلی اور تعلیم پر عمل کرنیوالیکا نمونہ دیکھو تو بالکل ناقص اور قابل شرم!!

بجز خود کشی کے اور کیا نمونہ باطل پرست نصرانی پیش کرے گا - اس خود کشی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ جب کبھی کوئی بڑے سے بڑا متمول - جاہ و حشمت رکھنے والا بھی اس قانون قدرت کی کشاکش مین مبتلا ہوا اور مصیبت کا ایک ہلکا سا تھپر بھی اس پر آپڑا - تو وہ اس کو برداشت نہین کرسکتا اور اپنی مخلصی اور رہائی فقط خود کشی مین پاتا ہے ؛

چنانچہ یہ بات واقعات صحیحہ کی رو سے ثابت ہوچکی ہے اور اعداد و شمار سے اس کا پتہ لگایا گیا ہے کہ ان ممالک یورپ مین جو اپنی جگہ پر تہذیب و شائستگی کے چشمہ بنے بیٹھے ہین ہر سال کثرت کے ساتھہ خود کشیان ہوتی ہین اس کا راز اور سِر یہی ہے کہ ان مین رضا بالقضا اور تسلیم و توکل کی نہ کوئی تعلیم ہے اور نہ کوئی مؤثر اور کامل نمونہ ہے پھر اگر وہ خود کشی نکرین تو کیا کرین؟ انسانی زندگی کے منازل مین بسا اوقات مصائب اور مشکلات کا آنا ضروری ہے لیکن جس کے سامنے ان تلخیون کے موقع پر کوئی کامل تعلیم اور کامل نمونہ موجود نہین ہے وہ ہرگز ہرگز ان کو برداشت کرنے کی قوت پا نہین سکتا عیسائی دنیا کے سامنے ایسی تعلیم نہین ہے اور بجز خود کشی کے کوئی نمونہ نہین پھر ناکامیون کی نتائج خود کشیون کی فہرستین ہی دیکھی جا سکتی ہین اور کوئی امید مردہ پرست نصرانی سے رکھنی ہی لاحاصل ہے

اصل اور سچی بات یہی ہے کہ صرف ایک ہی چیز ہے جو انسان کو اس کی زندگی کے نشیب و فراز مین پوری استقامت اور سکینت اور طمانیت بخش سکتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالےٰ اور اس کی صفات پر کامل اور لذیذ ایمان جسکا علمی اظہار اس الحمد للہ مین کیا گیا ہے اور عملی طور پر اسے نماز کی صورت مین دکھایا ہے -

دن رات مین کسی قدر وقفہ کے ساتھ نماز کا کوئی نہ کوئی وقت آجاتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ ان اوقات مین کسی نہ کسی وقت نمازی پر کوئی حادثہ نازل ہوا ہو مثلاً ایک شخص کا ایک ہی اکلوتا ہونہار نوجوان بیٹا تھا جس پر بظاہر ساری امیدین تہین مگر وہ دفعتہً مرگیا اب اس واقعہ اور حادثہ کے بعد یہ تو ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی نماز کا وقت آجاوے - اب اس جانگداز حادثہ کے بعد جبکہ دنیا اس کی آنکھون مین تیرہ و تار نظر آتی ہے جبکہ اس کی جان پرور امیدون کا خون ہوچکا ہے اسے نماز مین کھڑے ہوتے ہی الحمد للہ کہنا ہوگا یعنی ہر حال مین اللہ تعالےٰ ہی حمد و ستائش کا مستحق اور سزاوار ہے اب اگر اس کی زبان اس کے دل سے موافق نہین تو اس کے لئے کسقدر خوف کا مقام ہے کہ یہ نماز اس کو منافقون کی فہرست مین داخل نکردے کیونکہ اس کا دل تو اللہ تعالےٰ کو کوستا ہے اور اس کی قاہر تقدیر کی تیز تلوار کا جو ابھی اس پر چل چکی ہے شاکی ہے - اور زبان سے وہ الحمد للہ کہتا ہے مگر یہ کون پسند کرسکتا ہے کہ وہ خدا کے حضور منافق اور ریاکار ٹہرایا جاوے اس لئے اس کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی تقدیر پر راضی ہو اور اس کی صفات پر سچا ایمان لائے

پس یہ تعلیم جو اسلام کی ابتدائی تعلیم ہے ہان قرآن کریم کی ذرین ابتدا حقیقت مین کل سالکانِ راہ حق کی آخری اور انتہائی معراج ہے جو کسی اور کتاب نے پیش نہین کی یہی وہ مقام ہے جہان پہنچکر انسان نبیون کا نمونہ بنتا ہے - (باقی آئندہ انشاءاللہ تعالیٰ)

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو
نمبر پنجم

گذشتہ نمبر میں ہم نے تین امور قابل ریویو تحریر کئے ہین جن مین سے پہلا یہ ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم شفاعت کے متعلق کیا ہے جو دوسرے نبیون اور ہادیون کی تعلیم سے ممیز ہے؟

اس امر تنقیح طلب پر بحث کرتے ہوئے ہمکو سب سے اول سخت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ یسوع مسیح نے بجائے خود شفاعت کے مفہوم اور مضمون کو ہی نہین سمجھا چہ جائیکہ وہ اس کے متعلق کوئی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دے سکتے اور اپنے آپکو شفیع ٹھہرا سکتے -

عیسائی خود بیان کرتے ہین (جو مدعی سست گواہ چست کے مصداق ہین) کہ خدا تعالےٰ نے معاذ اللہ دنیا کو گنہگار پاکر ان کی نجات کی یہ راہ تجویز کی کہ اپنا اکلوتا بیٹا دنیا کو بخشا جو صلیب پر چڑہایا گیا اور اس کے خون سے نجات ہوئی

یہ عقیدہ جسقدر غیر معقول اور بیہودہ ہے اسیقدر اس کے نتائج قابل شرم ہین

ہمارے محترم ناظرین غالباً اس امر سے ناواقف نہ ہونگے کہ بقول یسوع مسیح درخت اپنے پہلون سے پہچانا جاتا ہے اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک نجات کے لئے یہی ایک راہ اور قانون تہا تو تعجب کی بات ہے کہ اس راہ پر چلنے والون کی نجات یافتہ روحون کے نمونے ہمارے سامنے موجود نہین بلکہ جہان تک نگاہ کیجاوے وہ اصل غرض جو نجات کی قرار دیجاتی ہے اس طریق سے پیدا ہی نہیں ہو سکتی جیسا کہ ہم اسی ریویو مین کسی مناسب محل پر اس کا تذکرہ کرینگے اور کسیقدر ہو بھی چکا ہے

الحکم کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہین کہ شفیع کا لفظ دو خصوصیتون کا جامع ہے یا بالفاظ دیگر یون کہو کہ شفیع وہی ہو سکتا ہے جو ذو وجہین ہو کیونکہ شفع جس سے یہ لفظ نکلا ہے وہ جفت کے مفہوم کو مستلزم ہے اور وہ دو صفتین جو شفیع مین ہوتی ہین یہ ہین کہ ایک تو اس کا شدید تعلق اللہ تعالےٰ سے ہوتا وہ الوہیت کے چشمہ سے فیض حاصل کرے اور دوسرا تعلق اس کا مخلوق سے ہوتا وہ فیض مخلوق کو پہونچا سکے اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک نہر کا دہانہ دریا سے لگا ہوا ہے اور دوسرا دہانہ اسکا کہیت سے لگا ہوا ہے دریا سے لیتی ہے اور کہیت کو پہنچاتی ہے اسیطرح پر شفیع گویا دو منہہ کی ایک نالی ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے فیض کو جذب کرتا ہے اور مخلوق کو پہنچاتا ہے جب تک یہ صفت کسی انسان کامل مین نہ پائی جاوے وہ شفیع نہین ہو سکتا اس کسوٹی پر ہم یسوع مسیح کو پرکہتے ہین اور دیکھتے ہین کہ کیا وہ اس صفت کو اپنے اندر رکہتا ہے ؟

اس مین شک نہین کہ عیسائیون نے مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا ہے لیکن اس سے یہ بات ثابت نہین ہو سکتی جو شفیع کے لئے ضروری ہو کیونکہ مخلوق اور خدا کے درمیان کسی کامل انسان کی ضرورت ہے۔ خدا یا خدا کے بیٹے کے توسل کی بوجہ غیر جنس ہونے کیضرورت نہین ہو سکتی ؟ اگر خدا کے بیٹے ہی کا توسل ضروری تہا تو چاہئے تہا کہ شروع سے خدا کے بیٹے دنیا مین آتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا ہے

علاوہ برین جب کہ یسوع خود خدا یا خدا کا بیٹا تہا تو صاف ظاہر ہے کہ اس مین کا ایک حصہ جو خدا تعالےٰ سے فیض حاصل کرنے کا ہے وہ مفقود ہے کہ خدا تعالےٰ کے جمیع فیوض سے انسان بدون توسط کے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جیسے مثلاً سورج کی روشنی کے بدون وہ دیکھ نہین سکتا یا ہوا کے بغیر سن نہین سکتا غرض وسایط ضروری ہین۔ لیکن جب کہ خود خدا ہی آدمیون مین آ گیا تو اپنے فیوض۔ پہنچانے کے لئے اسے کسی اور درمیانی کی ضرورت ہے کیونکہ سنت اللہ تبدیل نہین ہو سکتی پس یسوع اس حیثیت سے بھی شفیع نہین ہو سکتا۔

اب ہم ایک اور پہلو سے اس مسئلہ پر نظر کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ یسوع کی دعوت جبکہ عام نہین بلکہ خاص ہے تو وہ شفیع کیونکر ٹھہر سکتا ہے وہ اعتراف کرتا ہے کہ مین بنی اسرائیل کی کہوئی ہوئی بھیڑون کے لئے آیا ہون پھر وہ دنیا کا نجات دہندہ ہرگز نہین ہو سکتا جبکہ اس کی دعوت ہی محدود اور تنگ دائرے کے اندر ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یسوع کی تعلیم شفاعت کے متعلق کوئی روشنی اور صداقت اپنے اندر نہین رکہتی۔

پہر اس سے بھی بڑہکر نقص اس تعلیم مین یہ ہے کہ یسوع کو شفیع قرار دینے کے لئے یہ عقیدہ رکہنا ضروری ہے کہ یسوع دنیا کے گناہون کے باعث ملعون ہوا اور لعنت کی لکڑی پر لٹکایا گیا حالانکہ کسی راستباز کی نسبت اس قسم کے الفاظ کا استعمال بجائے خود سخت گناہ اور نارروابات ہے

غرض یسوع کو شفیع قرار دینے مین اوّلاً ضروری ہے کہ شفاعت کے اصل مفہوم کو چہوڑ دیا جاوے پہر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ شفاعت شفیع کو ملعون قرار دیتی ہے اور پھر یہ بھی کہ یسوع کی شفاعت عملی نمونہ کوئی نہیں دکہا سکتی

اب ہم ناظرین الحکم سے انصاف چاہتے ہین کہ بشپ صاحب لاہور اور انکے بزرگ اس کے متعلق کسقدر غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ ہم اس مضمون پر بہت کچھہ تفصیل سے لکھتے مگر اس ریویو کے مقاصد کے لئے اسی قدر کافی ہے ؛

باقی آئندہ

ہمارا ریویو کشف الحقائق اور ہم

مندرجہ بالا ریویو پر بمبئی کے رسالہ کشف الحقائق نے ایک مختصر سا مضمون لکہا ہے ہم چاہتے ہین کہ اسپر بھی ایک سرسری نظر کرین لیکن چونکہ کشف الحقائق نے اسی ریویو کو جو ہم لکہہ رہے ہین پورا نہین پڑہا اس لئے ہم ایڈیٹر کشف الحقائق کی خدمت مین وہ پچھلے نمبر بھی بھیجدیتے ہین تاکہ ان کو پڑہکر وہ کسی مفید نتیجہ پر پہنچین۔ ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کشف الحقائق نے ان نمبرون کو پڑھنے کے بدون اپنی رائے ظاہر کرنے مین جلدی کی ہے.

اور اس لئے اگر وہ اپنی اس شتابکاری کی پاداش مین ندامت اٹہائین تو وہ فی الحقیقت اس کے سزاوار ہین مگر ہم اس ریویو کو جو کشف الحقائق کی اس تحریر پر لکہنا چاہتے ہین اس وقت تک ملتوی کرتے ہین جب تک کشف الحقائق کی

ہندوستان مین انجیل مقدس

تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ڈاکٹر ولڈن سابق بشپ ہندنے گورنمنٹ کو یہ رائے دی تھی کہ سرکاری درسگاہون مین تعلیم بائبل لازمی کردی جائے کسی اور ویسرائے کا عہد ہوتا تو شاید اسپر کچھ توجہ ہوتی مگر عہد معدلت مہد حضور لارڈ کرزن مین ایسی لایعنی اور ناعاقبت اندیش رائی کو کب وقعت ہوسکتی تھی حضور ویسرای کے اشارے پر جناب سر انٹونی میکڈانلڈ صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر ممالک شمال مغربی نے بشپ صاحب کے خیالات کی خوب خبر لی اور بحیثیت گورنری رعایا کو اطمینان دلایا کہ ہرگز گورنمنٹ بشپ صاحب کی رائے پر عملدرآمد نہ کریگی۔ لارڈ بشپ صاحب کو یہ امر نہایت شاق گذرا حتی کہ وہ بعذر علالت راہی یورپ ہوگئے اور وہین پر اپنے عہدہ لارڈ بشپی سے سبکدوشی حاصل کرلی۔ ایک ولڈن صاحب کو ناکامی ہوئی تو کیا ہوا لاکھون ولڈن انگلینڈ و یورپ مین موجود ہین اور ان کے مرکوز خاطر یہی ہے کہ اہل ہند مسیحی بنجائین۔ وہ نئے نئے رنگ اور عجیب غریب اشکال مین پیش ہوا کرتے ہین جبسے مسئلہ اعلی تعلیم پر غور ہونے لگا ساتھ ساتھ تعلیم انجیل پر بار بار زور دیا گیا بعض اوقات سرکار ہند بھی اس رائے پر مائل ہوگئی مگر مآل اندیش مدبران پارلیمنٹ نے اس سے صریح اختلاف کیا اور اس امر کا قطعی فیصلہ کردیا کہ گورنمنٹ ہند نے مسئلہ تعلیم مذہبی سے بالکلیہ علیحدگی اختیار کرلی۔ بااین ہمہ خودغرض مشنری حضرات اور بعض مذہب پرست حکام ہمیشہ اسی اُدھیڑ بن مین سرگردان رہا کرتے ہین کہ کسی نہ کسی طرح ہندوستان مین شرقاً غرباً انجیل کا رواج ہو جائے بعض تو اس خیال کو دل ہی دل مین رکھتے ہین اور چلدباز طبائع ڈنکے کی چوٹ کہدیا کرتے ہین۔ چنانچہ آنریبل مسٹر ڈی یم ہمیلٹن سی یس آئی۔ یم۔ یے۔ یف سی یس نے سالانہ جلسہ ”انڈیہ سنڈے اسکول یونین“ کلکتہ مین بڑی دھوم کی تقریر کی اور صاف کہدیا کہ اس انجمن کی غرض و غایت یہ ہے کہ اطفال کے ذریعہ ۲۹ ½ کروڑ اہل ہند مین اشاعت مسیحیت کرے اور سال زیر رپورٹ مین انجمن نے ہر شاخ مین جو ترقی کی ہے حوصلہ افزا ہے جیسا کہ سنہ ۱۹۰۱ء کی رپورٹ مین کہا گیا ہے ”جہان مشنریان نہیں جاسکتے تو وہان وہ یعنے بچے ہی جاتے ہین جہان مشنری وعظ نہیں کرسکتے وہین یہ دعا کرتے ہین اور انجیل مقدس کی صداقتون کے سننے اور ماننے مین جنکے کان بہرے اور دل پتھر ہورہے ہین وہ بھی ان کمسنون کی زبان گوہرفشان سے انجیل کی صداقتون کو دلی رغبت و شوق سے سنتے ہین لہذا مجھکو اس انجمن کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ تعلیم بائبل مقدس کو ہندوستان بھر مین شائع کرنے کے لئے جد و جہد ہمارا فرض منصبی ہے اور اس تخم ریزی کے لئے اطفال سے زیادہ کوئی عمدہ کاشتکار نہین ملسکتا۔

ہندوستان مین ایک عظیم الشان مسیحی سلطنت کے ہوتے ہوئے (جو ¼ بنی نوع انسان پر فرمانروائی کررہی ہے) خلق خدا کا خدا کے الہامی الفاظ سے لاعلم رہنا نہایت تعجب خیز امر ہے تعلیم مذہبی سے گورنمنٹ کی علیحدگی کو مین بڑی وقعت کی نگہ سے دیکھتا ہون مگر بعض اوقات اس غضب کے اجتناب سے لاعلم رعایا پر پوشیدہ ظلم ہوجانیکا خوف ناشی ہے۔ اس کے ثبوت مین آنریبل جنٹلمین نے بڑی دماغ سوزی سے ایسا عمدہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ انصافاً اس کی داد دینی چاہیئے وہ فرماتے ہین کہ اہل ہند کے جسمانی سود و بہبود کے لئے گورنمنٹ نے شفاخانے دواخانے اور ڈاکٹرون کا معقول انتظام کیا ہے اور ان اغراض کے لئے محاصل ملک سے ایک معقول حصہ وقف کیا گیا ہے مگر گورنمنٹ نے رعایا کو دواخانے جانے اور ڈاکٹرون سے رائے یا دوا لینے پر ہرگز ہرگز مجبور نہیں کرتی۔ البتہ منجانب گورنمنٹ یہ ظاہر کردیا گیا ہے کہ انکے ذریعہ اہل ہند کی خاصی طرح تشخیص مرض ہوگی اور عمدہ ادویات سے اُنکا علاج کیا جائیگا۔

اسیطرح تعلیم کے متعلق بھی سرکار خلائق کی ذہنی ترقیون کے لئے عمدہ ترین سامان مہیا کرنے مین ساعی ہے۔ یونیورسٹیون مدرسون کتب درسی اور مدرسون کے لئے بھاری بھاری رقمین اُٹھائی جاتی ہین مگر اس اسباب کے قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہین کیا جاتا بلکہ محض خوشی خوشی فائدہ اُٹھانے کی غرض سے پیش کئے جاتے ہین سچ پوچھیئے تو مسئلہ تعلیم کے متعلق سرکار گو براہ راست نہ سہی اور طرق سے وبا ڈالتی ہے آگے آنریبل جنٹلمین فرماتے ہین

”بنابرین مجھکو یہ امر ایک راز سربستہ معلوم ہوتا ہے کہ کیون گورنمنٹ انہین اصول پر انجیل مقدس کو کم ازکم اس غرض سے رعایا پر نہین پیش کرتی کہ وہ اگر چاہین تو اسکو قبول کرلین کیونکہ ہمارے (عیسائیون کے) اعتقاد کی رو سے یہی ایک بہترین وسیلہ نجات اور یہی ایک مؤثر نسخہ ہے جسکے ذریعہ ایک مسیحی سلطنت اپنی کروڑون رعایا کو ذلت سے عزت پر پہنچا سکتی ہے اس مین دوا اور تعلیم سے زیادہ کوئی جبر و تعدی تو نہوگی اور کسی چیز کا پیش کرنا ہرگز مذہبی مداخلت نہین سمجھا جاسکتا سوانح مسیح جوانان ہند کے حق مین اخلاق حسنہ کی عمدہ مثال ہوگی اور میری جان کی سوگند! مین اب تک نہ سمجھ سکا کہ یونیورسٹیون اور مدارس مین اپنی رضامندی سے پڑھنے کے لئے کیون انجیل پیش نہین کیجاتی باوجود غیر منصفانہ نکتہ چینیون کے انجمن کے سابق میر مجلس ڈاکٹر ولڈن بشپ ہندنے جس بہادری سے مدارس مین ترویج انجیل کی وکالت کی۔ اس کی مین کمال درجہ قدر کرتا ہون آگے آنریبل مقرر نے کہا کہ انگریزی تعلیم سے اہل ہند کی اخلاقی حالت کسی طرح ترقی پذیر نہیں ہوئی اور جبتک اہل ہند پر انجیل نہ پیش کیجائے محض تعلیم سے اونکی تہذیب اخلاق ناممکن ہے“

اس مین شک نہین کہ لائق مقرر نے بڑی

شائستگی سے گورنمنٹ کو انجیل پڑہوانے پر راغب کیا اور اپنی سمجہ مین اس امر کا تصفیہ کر دیا گورنمنٹ مدارس مین انجیل رائج کروادے تو مذہبی مداخلت کی مرتکب نہ خیال کیجائیگی لیکن افسوس ہے اس بلند حوصلہ ہمدرد واخلاقی اتالیق اہل ہند نے ایک بات کی کسر چھوڑ دی یعنی اس نے گورنمنٹ پر بدلائل تو یہ ثابت نہ کر دیا کہ انجیل اور فقط انجیل ذریعہ نجات ہے - اور بس ۔ لائق مقرر نے سہواً اس سے چشمپوشی نہین کی ہے بلکہ قصداً اس بحث سے اجتناب کیا وہ جانتے ہین کہ بڑے بڑے پادریون نے اس بحث مین ناخنون تک زور لگایا اور آج تک لاکہون پونڈ ماہوار پاکر اپنی ساری علمیت اسکے ثبوت مین صرف کر رہے ہین مگر ایک نہین بیش جاتی ہم اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے پہلی صدی عیسوی سے ابتک سینکڑون مجلسین ہوئین اور بڑے بڑے بشپون کی صلاح ومشورت سے انجیل مقدس مین صد ہان تحریفین کیگئین تاہم مقصود اصلی حاصل نہوا

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

پہر بیچارے انربل مقرر کیون کر اس بحث سے آنکہ چراتے - یہ تو بڑی بات تہی مگر تعلیم انجیل کے حامی مقرر یہی فرماتے کہ وہ کونسی انجیل اہل ہند کو پڑہائینگے برنا باسکی یا وہ انجیل جس مین سلیمانی ودیگر قدیم کیتبین شامل ہین یا یونانی - رومی - کیتہولک - پروٹسٹنٹ یا یونیٹیرین بائیبلون سے ہماری ہدایت کرائی جائیگی اس کے تشفی بخش جواب سے ہمین بھی مایوسی ہی مایوسی ہے

مآل اندیش گورنمنٹ کو ایسی قلعی دار الفاظون سے تعلیم انجیل پر ترغیب دلانا لاحاصل ہے کیونکہ اس تحریک کو رعایا ہرگز اچہی نظر سے نہیں دیکھیگی - اور لئے یہ خوف ہے کہ وہ کہین قرآن شریف - وید - ژند استا کتب جین مذہب وغیرہ کی تعلیم پر گورنمنٹ کو متوجہ نکرنے لگے پہر گورنمنٹ کس کس کو رضا مند کر سکیگی ۔ بہ فرض محال اگر گورنمنٹ آنربل مقرر کی سفارش مان لے اور بائیبل کو مدارس ہند مین مشن اسکولون کیطرح جاری کر دیا تو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا گورنمنٹ کو اس امر کا خاصہ علم ہے کہ بائیبل نے یورپ و برطانیہ مین کون سی اصلاحین کی ہین اور وہان کی اخلاقی حالت کو کس معراج کمال پر پہنچا دیا ہے کیا گورنمنٹ کو اتنا نہیں معلوم کہ یورپین ممالک مین چشم بددور - زنا - قمار - بازی - بٹیر بازی قتل عمد - خودکشی - شراب خواری - بادشاہ کشی - عہد شکنی - دہریت وغیرہ کی کوئی کمی نہیں گو انجیل مقدس کو ان جرائم قبیحہ سے کوئی تعلق نہین مگر اس باتکو تسلیم کرنا پڑیگا کہ باوجود کثرت اشاعت انجیل نے ان کے انسداد پر کوئی قابو نہ پایا - انجیل کو یہ رسوخ وہا نپر کیا حاصل ہوسکتا یورپین جدت پسند طبائع نے تو اسکو ناقابل العمل تسلیم کر لیا ہے اور دن بدن اس کے آسمانی احکام سے نہ فقط چشم پوشی کیجارہی ہے بلکہ اس کے تنسیخی احکام جاری ہونے لگے ہین ایک نکاح وطلاق کے مسئلہ کو لیجئے یہ کیسا مہتم بالشان اخلاقی وروحانی مسئلہ ہے مگر یورپ نے اسکو بیسیون پہلو سے آزمانے کے بعد ناقابل العمل ہونے کیوجہ سے حکومتی قانون نافذ کر دیا - دوسری اقوام ملل کو چہوڑ دو محض عیسائی اور وہ بھی یورپین عیسائی اقوام پر نظر کی جائے تو معلوم ہوجائیگا کہ یورپین اخلاق کی انجیل نے کہانتک اصلاح کی کیا وہ اسی انجیل کے ماننے والے نہ تہے جنہون نے لاکہون عربون کو بے گناہ اسپین مین تہ تیغ کر دیا کیا وہ کسی انجیل کے معتقد نہ تہے جنہون نے اپنے ہزارون ہم مذہبون کو جلتی آگ مین جہونک دیا ہم اس کو بھی انجیلی تعلیم پر محمول نہ کرینگے بلکہ یہ سب فاعلون کے غلط کاریون کا نتیجہ تہا اگر ساتہہ ہی اننا تو کہنا پڑیگا کہ مقدس انجیل یورپ کو ان سیہ کاریون سے باز نہ رکہہ سکی - اور اس کی تعلیم کا ان پر کوئی اثر نہ ہوسکا

قطع نظر ان امور کے مدارس میں ترویج انجیل کو ہم ایک اور خیال سے پسند نہین کرتے ہین ہم پر کیا منحصر جس لحاظ سے ہم اس کے موافق نہین - گورنمنٹ بطرز اولی مخالف ہوگی وہ یہ ہے کہ تعلیم انجیل کے رو سے خدائی سلطنت کے تین متحدہ افراد مالک ہین جنہین عیسائی اصطلاح مین باپ بیٹا اور روح القدس کہا جاتا ہے - ہمین اس اصول کے صحت وسقم سے بحث نہین مگر ہماری رائے مین اس کا دنیاوی سلطنتون پر یہ اثر ہوا کہ لوگ ان مین بھی وہی اشتراک چاہنے لگے یعنے اکثر عیسائی ملکون پر تین متحدہ عناصر بادشاہ وزرا ورعایا کی مشترکہ حکومت ہوا کرتی ہے بادشاہ وزرا اور عوام سے مخالفت کر کے سلطنت نہین کر سکتا اور وزرا کو بادشاہ وعوام کے خلاف کامیابی ہو نہین سکتی اور رعایا بھی ان دونون کے بغیر اپنی سلطنت نہین سنبہال سکتی یہ خیال اب یورپ تک محدود نہ رہا بلکہ ہند مین بھی اس کا خوف ناشی ہے - چھپانے کی کونسی بات ہے کانگرس تو اسی مقصد کے لئے برسون سے محنت شاقہ کھینچ رہی ہے ایسی حالت مین اگر آنربل اسمیٹن صاحب کی سفارش پر تعلیم انجیل جاری کردی گئی اور عوام اس کے ظاہری معنون پر اسیطرح مائل ہوگئے - جیسے اہل یورپ ہوگئے تو پھر بہت جلد ساری رعایا ممبران کانگریس ہوجائیگی اور معلوم نہیں کہ اسوقت کیا کیا دقتین پیش ہونگی - خدانخواستہ ائرش کیطرح یہان کے لوگون کو بھی آزادیون کے خواب نہ آنے لگین - گو ہمارا یہ دعوی نہین کہ اسیطرح ہوگا - لیکن یہ بھی تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ ایسا ہونا ممکن نہیں بنائً علیہ ہم یہ کہینگے کہ گورنمنٹ کو ایسے خطرناک تحریکات پر آمادہ کرنا خلاف طریق وفاکیشی وخیر طلبی گورنمنٹ ہے

خطبہ عید اضحیٰ

گذشتہ اشاعت سے آگے

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۱ جلد ۶

تو اس سے نفس مطمئنہ سے خود تم کو بھی فائدہ پہونچیگا اور تمام دنیا بھی اس سے مستفید ہوگی جیسا کہ ہمارا امام آخرالزمان نفس مطمئنہ حاصل کرکر تمام دنیا کو نفع پہنچا رہا ہے اور اپنے انوار سے تمام ظلمات شرک و بدعت کو دور کر رہا ہے

؎ سید رخشم چون تو تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار با افتادہ اند

جو لوگ کہ اس امام آخرالزمان کی بیعت مین داخل ہو گئے ہین بطفیل اس امام انام کے اونکی قربانیان نفس امارہ کی ہی شروع ہو چلی ہین کہ اپنے اموال اور اوقات اعمار کو اس کی تعلیم توحید اسلام کے لئے صرف کرتے ہین اور مخالفین کے سہام مطاعن پر صبر کرکر طرح طرح سے تحمل تکالیف کر رہی ہین ابھی تو یہ قربانیان شروع ہوئی ہین عنقریب ایک ایسا وقت آویگا جو مصداق ہوگا اس فرمودہ خداوند تعالیٰ کا کہ كَذَالِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یعنے ہم نے ان چوپاؤن اور اونٹون کو تمہارا فرمانبردار اور مسخر ایسا ہی کر دیا ہے جیسا کہ تمہارے نفسون امارہ کو تمہارا مسخر اور فرمانبردار کر دیا ہے تاکہ تم شکریہ اس تسخر کا بجالاؤ یا اس کا عکس لیلو یعنی ہم نے تمہارے نفسون امارہ کو ایسا مسخر اور فرمانبردار تمہارا کر دیا ہے جیسا کہ چوپاؤن مویشیون کو تمہارا مسخر کر دیا ہے یہان پر جو آیات مذکورہ کا بطن بیان کیا گیا وہ لفظ کذالک سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر اس قربانی ظاہری کا کوئی سر اور بطن نہین ہے تو پھر کذالک کیون فرمایا گیا اور اس تسخیر بہیمۃ الانعام کو کس چیز سے تشبیہ دی گئی۔ جسکے لئے ضرورت لفظ کذالک کی پڑی اب اللہ تعالےٰ اس بطن اور سر کو بطور عبارۃ نص کے ارشاد فرماتا ہے کہ لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ حقیقت تقوی وہی ہے کہ جملہ احکام اسلام کے روبرو اپنی گردنون کو جھکا دیا جاوے اور کسی طرح کا تفاوت اطاعت مین باقی نرہے اور یہی حالت اطمینان کی ہے جو نفس مطمئنہ کو حاصل ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالےٰ کی جانب سے ان کو یہ بشارت ملتی ہے کہ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي اور جبکہ یہ مرتبہ تقوی کا حاصل ہو گیا تو اس تسخر کو مکرر بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ كَذَالِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ یہ تسخیر تمہارے نفسون امارہ کی اور نیز مویشی چوپاؤن کے تمہارے لئے اس لئے کی ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی کبریائی اور بڑائی کرو۔ اسبات پر کہ تم کو ایسے علوم ظاہر اور باطن کی طرف ہدایت کی ہے کہ تمام ماسوائے اللہ تمہاری نظرون مین اللہ تعالےٰ کے فرمانون کا ایسا مسخر اور مطیع معلوم ہو رہا ہے جیسا کہ کوئی ادر مشاہد ہو جاتا ہے جو مرتبہ احسان کا ہے لہذا اب محسنین کے لئے حکم ہوتا ہے کہ اونکو ہماری طرف سے بشارات فتوحات دینی و دنیوی کے دیدو کہ تمہارے مخالف اور دشمن تم کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکینگے کیون ایسے محسنین کے لئے اللہ تعالےٰ خود حامی ہو جاتا ہے اور دشمنان محسنین کی مدافعت فرماتا ہے کہ إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا دیکھو اس امام آخرالزمان کے مرتبہ احسان پر پہنچنے کا ثبوت کسقدر عظیم الشان ثبوت ہے کہ مخالفین نے اسکے ضرر پہنچانے مین کوئی دقیقہ دقائق ایذا سے فروگذاشت نہین کیا حتی کہ اس کے قتل کرنے مین بھی جان توڑ کر کوششین کین تکفیر کے فتوے طیار کرکر مال و اسباب و اولاد و ازواج کے لوٹ لینے مین طرح طرح سے سعی کی جو تمام دنیا کو معلوم ہے لیکن اوس کا ایک بال بھی بیکا نہوا بلکہ خود مخالفین ہی ہر ایک اپنے ارادہ مین ناکام رہکر ذلیل اور خوار ہو گئے یہ کیون ہوا اسواسطے کہ إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا۔ اور ثبوت پر ثبوت یہ کہ علاوہ اس وعدہ الٰہیہ مندرجہ قرآن مجید کے اللہ تعالےٰ اسکو الہامات اور بشارات کرتا رہا جو کامل طور پر پورے ہوئے پھر اس کی جماعت کے ایذا دینے مین بھی کیسی کیسی کوششین کین مگر اوس کا بھی کچھ نہ بگاڑ سکے اور ہر میدان مین ہیبت اسکی جماعت کے ہاتھ رہا صدق اللہ تعالےٰ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ پس ثابت ہوا کہ اس کی جماعت کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی اپنی استعدادون کے موافق احسان مین کچھ حصہ دے رکھا ہے کیونکہ وہ سب اس کے متبع ہین اور قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ فَاتَّبِعُونِي کے مصداق ہین پس بشارت ہو تم کو ایہا المخلصون کہ اس امام کے اتباع کے ذریعہ سے تم محبوب الٰہی ہو سکتے ہو لہذا کوشش کرو کہ اس حصن حصین مین پورے طور پر داخل ہو جاؤ تاکہ اللہ تعالےٰ تم کو ہر ایک مخالف کے ظلم و ایذا سے محفوظ رکھے بلکہ ہر ایک رجز اور عذاب دنیوی سے بھی معصوم رہو کیونکہ اس آیت مین یہ قید نہین ہے کہ صرف ظالمون کے ظلم سے ہی اللہ تعالیٰ مدافعت کریگا بلکہ مطلق فرمایا گیا ہے کہ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا اور مفعول کو مذکور نہین کیا گیا تاکہ حذف کرنا مفعول کا عموم پر دلالت کرے پس خبردار ہو جاؤ کہ یہ جو عذاب الٰہی یعنی طاعون نیا پھیل رہا ہے اگر تم اس کے حصن حصین مین

پورے طور پر داخل ہوگے تو اللہ تعالےٰ تم کو اس طاعون سے مصون و محفوظ رکھے گا مگر تضرع اور زاری کے ساتھ دعاؤن اور نمازون مین مشغول رہنا شرط ہے ورنہ اللہ تعالےٰ کی ذات بے پروا ہے اس لئے یہ بھی فرمادیا ہے کہ واتقوا فتنة لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصة کیونکہ یہ بڑی خیانت اور ناشکری ہوگی کہ باوجود داخل ہونے کے اس سلسلہ مین پھر بھی اپنے نفس امارہ کو مثل بہیمة الانعام کے مطلق العنان اور شتر بے مہار رکھو اس لئے آخر رکوع مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ان اللہ لایحب کل خوان کفور یعنی اس مین کچھ شک و شبہ نہین ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسی بڑی خیانت کرنیوالے ناشکرے کو دوست نہین رکھتا و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وبارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم اللہ تعالیٰ جواد قدیم کریم ملک بر رؤف الرحیم اور بعد جلسہ خفیفہ کے دوسرا خطبہ پڑھکر دعا کیواسطے حضرة امام الزمان سے عرض کیا حضرت امام الزمان معہ کل حاضرین جماعت کے دیر تک دعا فرماتے رہے ❊ محمد احسن

سرپرستان الحکم کی خدمت مین ایڈیٹر الحکم کی ایک درخواست

الحکم کے معزز اور محترم ناظرین بخوبی آگاہ ہین کہ ایڈیٹر الحکم نے کبھی اپنے ذاتی اغراض کو اپنے سرپرستون کے سامنے پیش نہین کیا اور اس چھ سال کے اندر جب سے کہ الحکم نے اپنی قوم کی دینی خدمت کا فخر حاصل کیا ہے کبھی بھی کوئی موقع ایسا نہیں آیا کہ وہ اپنی مخدوم قوم کو ان ضروریات کے متعلق توجہ دلائے جنکا تعلق بظاہر ایڈیٹر کی ذات سے سمجھا جاسکتا ہے اگرچہ حق شناس اور قدر کرنیوالی قوم ایڈیٹر کی ذاتی ضروریات کو الحکم کی اغراض سے ہرگز الگ نہین سمجھتی اسی بنا پر مین اپنی قوم کے سامنے آج ایک ضروری امر کے متعلق ایک التماس کرنی چاہتا ہون اور مجھے اپنے محسن سرپرستون پر بفضلہ تعالےٰ قوی امید ہے کہ وہ اس معاملہ مین الحکم کی خدمات کے لحاظ سے اپنے قومی خادم کی التماس اور درخواست پر پوری توجہ کرینگے گو بظاہر یہ ذاتی معاملہ قرار دیا جاوے لیکن حقیقت مین اس کا اثر الحکم پر پڑتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مین اسے اخبار کے ذریعہ پیش کرتا ہون اور وہ یہ ہے۔

کہ الحکم کا دفتر اور کارخانہ چھ روپیہ ماہوار کرایہ کے ایک مکان مین ہے جو الحکم کے اخراجات مین ایک معقول سالانہ رقم ہے اس بات کی بھی پروا نکی جاتی لیکن یوماً فیوماً بڑھنیوالی ضروریات کے لئے اب وہ مکان بھی مکتفی نہین رہا اور شہر مین اور مکانات کرایہ پر ملنے دشوار ہوگئے ہین اور مین یہ بھی گوارا نہین کرسکتا کہ مطبع اور اپنے رہنے کے مکانات کو الگ الگ کرون اس لئے ان ساری ضروریات کو پیش نظر رکھکر مین نے خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اور یہ سمجھکر کہ الحکم کے سرپرست اس ضرورت کو محسوس کر کے مجھے مدد دینے مین تامل نہ فرماوینگے ایک کچا مکان سردست بنانے کا ارادہ کیا ہے جسکے لئے خدا کے فضل و کرم سے ایک قطعہ اراضی کا ملگیا ہے اب مین چاہتا ہون کہ اسپر چند ضروری مکان۔ مطبع دفتر اور کتب خانہ وغیرہ کیلئے تعمیر ہوجائین۔ اس لئے مین اپنے مربیان اخبار کیخدمت مین ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل چند باتین پیش کرتا ہون

اول۔ ہر ایک خریدار اپنے بقایا جات کو اگرچہ کچھ ہی ہو اس درخواست کے پڑھنے پر معاً بھیجدے ❊

دوم ہر خریدار کم ازکم دو خریدار جدید پیشگی قیمت دینے والے عطا فرماوے

سوم۔ ہر خریدار سنہ ۱۹۰۲ کی پیشگی قیمت کے علاوہ ایک سال کی پیشگی قیمت اس وعدہ پر کارخانہ الحکم کو دے کہ اس کو دو سالون مین اپنی ذمگی قیمت مین وضع کرلے۔

چہارم۔ ہر خریدار کوشش کرے کہ مطبع کی کتابون کا ایک سٹ کم ازکم اسموقعہ پر بطور امداد خرید کرلے ان کتابون کی فہرست صفحہ ۱۰ پر دی گئی ہے۔

اگرچہ مین امدادی چندے کے واسطے بھی درخواست کرتا تو مجھے امید تھی کہ الحکم کے سرپرستون مین سے بہت سے عالی حوصلہ بزرگ اس امداد مین شریک ہونیکے لئے طیار ہوجاتے مگر مین نے اس تحریک کو بوجوہات پسند نہین کیا اور یہ تحریک کرنی پسند کی ہے کہ وہ امور متذکرہ بالا کو اختیار کر کے مجھے مدد دین۔ جو بزرگ اس طریق پر کارخانہ الحکم کی تعمیر مین مجھے مدد دینگے انکے نام سلسلہ وار الحکم مین یادگار کے طور پر اور

اس خیال سے کہ دوسرون کو تحریک ہو مین چھاپ دونگا اور یہی رسید ہوگی۔

بعض سرپرستون کی خدمت مین جو الحکم کے خاص معاونین ہین مین علیحدہ عریضے بھی ارسال کرنیکا ارادہ رکھتا ہون تاہم یہ عام خریدارونکی خدمتمین التماس ہے۔ مجھے امید ہے اسپر بہت جلد توجہ کیجاویگی اور مین اپریل کی پہلی اشاعت سے ہی اس قابل ہو سکونگا کہ بعض بزرگون کے نام اس سلسلہ مین شائع کر سکون

مین پرزور الفاظ اور موثر پیرائون مین اس مضمون کو پیش کرسکتا تھا اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ میری مخاطب ظاہر پرست قوم ہے لیکن حقیقت پسند اور حق شناس۔ قدردان قوم کے سامنے ایسا طریق اختیار کرنا سخت غلطی اور نادانی ہوتی اس لئے مین نے سادہ اور صاف الفاظ مین اپنے سرپرستون کے آگے ایک امر پیش کر دیا ہے جسپر توجہ کرنا ان کا کام ہے　　والسلام

آپکا حقیقی خدمتگذار
خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

بیعت کا کالم

منشی محمد شریف صاحب سررشتہ دار سب ڈویژن محکمہ نہر ولد محمد دین قوم کہوکہر تحصیل چنیوٹ ڈاکخانہ بنگلہ کوٹ خدایار
حسن خان ولد محمد شریف صاحب ساکن ڈہنگہ تحصیل خانقاہ ڈوگران
نصر اللہ خان کہوکہر ولد محمد شریف
ولی داد عرائض نویس ولد حامد کہاریان ضلع گجرات
خواجہ غلام غوث حیدرآباد دکہن متصل آبدارخانہ ابن صاحب اندرون کمان غالب الدولہ۔

رحمت خان ولد محمد شریف
غلام فاطمہ اہلیہ محمد شریف
کرم بی بی ہمشیرہ محمد شریف
آمنہ بی بی ہمشیرہ محمد شریف
رحیم بی بی ہمشیرہ محمد شریف
اللہ دتا برادر محمد شریف
ابراہیم برادر محمد شریف
میان احمد دین عم محمد شریف
امام الدین ولد قطبا اوجلی ضلع گورداسپور
نانک ولد فتح الدین از سیکہوال
میران بخش ولد لتہا از کہارا
بلندا ولد دولا
عظیما ولد کالو از ننگل
رحیما ولد عیسٰی　　〃
فتح الدین ولد　　از بہنی بانگر
کریم بخش ولد نورا　　〃
دینا حجام از تلونڈی جہنگل
رانجہا موچی ولد لتہا　　〃
دین محمد ولد محمد بخش کمہار ساکن بہاڑی تحصیل ضلع گورداسپور

دار الامان کا ہفتہ

حضرت اقدس امام ہمام حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالیٰ بخیر وعافیت پیام الٰہی کی تبلیغ مین مصروف ہین آجکل طاعون کی متعلق ایک اشتہار لکھہ رہے ہین جو ملک اور قوم پر عظیم الشان اتمام حجت اور نشان ہوگا۔ کیونکہ اس مین سلسلہ وار ان الہامات اور رویاء اور کشوف کو درج کیا گیا ہے جو طاعون کے متعلق آپکو ہوئے تھے جنپر نادان لوگون نے ہنسی کی تھی اور پھر مبشر الہامات بھی درج ہونگے جو آجکل دار الامان کے محفوظ رہنے اور طاعون کے رفع ہونیکے متعلق ہین مثلاً الہام لولا الاکرام لہلک المقام اور الہام یاتی علی جہنم زمان لیس فیہا احد وغیرہا ہم اسپر مفصل

لکہتے اگر حضرۃ حجۃ اللہ کا اشتہار نکلنے والا نہ ہوتا بہت جلد یہ اشتہار شائع ہونے والا ہے جو مومنون کے ایمان بڑہانیوالا ہے۔

(۲) حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہین اور خدمت دین مین مصروف ہین

(۳) مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی کتاب آیات الرحمٰن طبع ہو رہی ہے۔

پیسہ اخبار اور تعویذ حفظ طاعون

ہمین نہایت افسوس کیساتھہ اس امر پر کچھہ کہنے کی ضرورت پڑی کہ ابنائے ملک اور خصوصاً مسلمانونکی بدقسمتی ہے کہ طاعون کی اس خطرناک شدت کے ہوتے ہوئے بجائے اسکے کہ ان کو صدقات خیرات اور اعمال صالحہ کیطرف توجہ دلائی جاتی اوہام پرستی تعویذ ٹوٹکے کیطرف توجہ دلانیوالے بھی موجود ہین یہ حالت ہی صاف بتلا رہی ہے کہ اس وقت کسی مرد آسمانی کی ضرورت ہے۔

۲۹ مارچ کے پیسہ اخبار مین حفظ طاعون کے لئے ایک تعویذ مشتہر کیا گیا ہے اور تعجب ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے بلا غور و فکر اسے شائع کیا ہے قطع نظر اس کے کہ تعویذ ٹوٹکے بذات خود مشرکانہ باتین اور اوہام پرستیان ہین اسی تعویذ مین ایک خطرناک بات ہے جس نے ہمکو چونکا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس تعویذ کے لئے یہ شرط لکھی ہے کہ سیاہی پاک ہو اور لکھنے والا غازی۔ پرہیزگار۔ اور با طہارت ہو ہماری سمجھہ مین نہیں آیا کہ اس تعویذ کی شرط مین غازی کی شرط کیسی ہے۔

اس کے معنے پرہیزگار اور با طہارت سے ضرور الگ ہین اور غازی عرف عام مین جہاد کرنیوالے کو کہتے ہین کیا اس قسم کے تعویذ شائع کرنیوالے کا منشا جہاد کی تعلیم دینا ہے یا کچھہ اور پیسہ اخبار نے کیون اس قسم کے تعویذ کے شائع کرنے مین احتیاط۔

سبب یا طاعون

طاعون

دیدۂ عبرت بکشا قہر قہاری بہ بین

جناب محمد یوسف صاحب گلی بمبئی (از تبہ چٹھی) آپ کے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے اور بہت بھی جانین بچائین اکثر احباب اس کی تعریف کرتے ہین۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از بوزنگ پٹنہ آپکی دوا مین خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے مین نے ایک بیمار کی حالت دردسر اور بدحالی مین یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا امید ہے پاس اور دوا نہیں ایکدرجن بوتل عرق طاعون ارسال فرماوین جو مفید اور زود اثر دوا ہے۔

جناب محمد حیات بادشاہ چندہ پیٹھا اسکا طاہری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت یاب ہے، صرف پاؤن پر ورم باقی ہے اس کا کوئی علاج ارسال کرین۔

جناب ابراہیم بوڑزنگ پٹنہ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کرین آپ کی دوائی سے بہت فائدہ ہوا

جناب عبدالحمید معرفت عبدالقیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آف دی سیٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گرنمودار ہے اس کیواسطے دوا ارسال فرماوین

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد خانصاحب بہادر کاظمین علاقہ ہند بدست سید علی منشی نیو ایجنٹ آپکی ایجادہ دوائی طاعون مفید ہے

جناب محی الدین خانصاحب احمد سیٹھ جنرل بہادر میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے، چند شیشیان ارسال فرماوین

جناب حکیم محمد یوسف ٹماوری ریاست میسور مقام سرا آپ کی دوائی طاعون کی شہرت یہان بکثرت ہو رہی ہے

جناب سید محمد پنشنر رام باغ گاڑی خانہ کراچی آپکا ایجاد کردہ عرق طاعون دو مریضون کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید ہے کہ جناب بوتلین اور ارسال فرماوینگے۔

یہ برباد کنندۂ بنی آدم بعد از مدت ہندمین پھیلا ہے اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ما تقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہین پاتا چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے اکثر حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا تصدیق ہو گئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آٹھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت فی شیشی عمر درجن شیشی سے عہ

شفایاب مریضونکے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون مبتلایان طاعونکو دی انمین سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہو گئی اور بخار مین بھی افاقہ ہو گیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے بغیر کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے اور آپکی تشخیص سے اس دوا کے دینے سے چار شخصونکو فائدہ ہوا

طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے
دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے
دوائی آپکی ہے یا نقش اسم اعظم ہے
کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے
کرے تعریف کس منہ سے دوائی احمد کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

شامت اعمال ما صورت طاعون گرفت

جناب سیدی عبدالرحمن خلف سیدی حسین خلعدار از جزیرہ حبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام کیا ہے

جناب سیٹھ آنے دیرو دسہ بہاری آف کنٹرکٹر کیماڑی شہر کراچی آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون مریض شفا پا چکے ہین اور پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرماکر بذرین کارڈ ہذا کچھ دوا ارسال کرین

جناب صوبہ دار صاحب حسن خانصاحب پنشنر رام باغ گاڑی احاطہ کراچی ۔ آپکا عرق طاعون دو تین مریضون کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت شاہ نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی عرض یہ ہے کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی مین لوگونکو بڑا فائدہ ہوا مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جسوقت مریضون کو دوائی پلائی فوراً ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین صاحب ہوش آر۔کے اینڈ۔ ایم۔او کیمپ ہوش کوٹہ ضلع بنگلور آپکے عرق طاعون نے بہت مریضون کو فائدہ دیا۔ دو شیشی مہربانی فرماکر اور ارسال کرین

ہماری خاص ساخت (ہوس میڈ)

گھڑیان

گارنٹی بارہ سال قیمت ۔۔ روپیہ اوپن فیس کیس نیو نکل سلور

ریلوے ریگولیٹر گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت آٹھ روپے اوپن فیس کیس ۔ ہار نیز نکل سلور کیس

کلائی پر باندھنے کی گھڑی

قیمت آٹھ روپیہ اصل چاندی گارنٹی چارسال اوپن فیس کیس سلنڈر معہ چمڑہ کلائی

ملنے کا پتہ

کشن چند سدانند کمپنی سوداگران گھڑی وکلاک انارکلی لاہور

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

ہوا

[illegible] سے چھپکر شائع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (الرعد) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

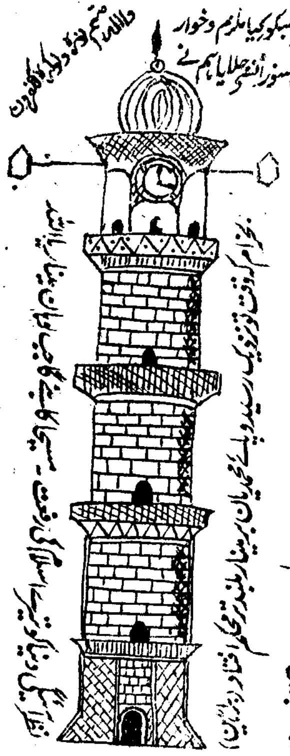

الحکم
قادیان دارالامان

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۶	۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء مطابق ۳۰ ذیحجہ سنہ ۱۳۱۹ھ یوم پنجشنبہ	نمبر ۱۳

فہرست مضامین

پیسہ اخبار اور لاہور۔ صفحہ ۱ لغایت ۲ ج
کلمات طیبات امام الزمان۔ ۳-۵
ملفوظات احمدیہ۔ ۶
۱۔ ... اور آسمان۔
۲۔ مذہب ایک سائنس ہے۔ ۶
۳۔ ذوالقرنین اور مسیح موعود
۴۔ ہدی اللہ الحق
جنت الفردوس ۷-۸
ضروری خط اور جواب۔ ۹-۱۰
۱۱
یسوع مسیح مرقومہ بشپ پر ریویو۔ ۱۱-۱۲
قرآن کریم کی ابتدا۔ ۱۲-۱۳
صلیب ٹوٹی کہ ٹوٹی۔ ۱۳ و ۱۴
حکیم الامت کے خطوط ۱۴ و ۱۵
بیعت۔ ۱۵

پیسہ اخبار اور لاہور
اور
مسیح موعود (علیہ السلام) اور
قادیان دارالامان

بہت سے دیسی اخبار والوں کے خلاف لاہور کے پیسہ اخبار نے ایک عرصہ سے التزام کر رکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے صادق مرسل مسیح موعود اور احمدی سلسلہ کی نسبت سخت تلخ دلی اور غیظ سے زہر اگلتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو اس امر میں اپنی قوم اور معاصرین میں کبھی مسلم اور مشار الیہ نہیں ہوا کہ وہ اعلاے کلمۃ اللہ۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے جوش اور حمیت سے لبریز ہے اور شعایر اللہ کی بزرگداشت اپنے اعمال و اقوال سے کرنے والا اور انکی بیعزتی اور ہتک پر بے اختیار جامہ سے باہر ہو جانے والا ہے۔ بیچین کرنے والے بغض سے بھر کر ایک سر آشفتہ کیطرح چودھوین صدی کے مجدد خدا کے مسیح اور مہدی کی عزت پر بڑھ بڑھ کر حملہ کرتا ہے۔ اس بے طرح کے جوش کے اسباب اور علل پر غور کرنے سے اور کوئی وجہ اور تحریک سمجھ میں نہیں آتی بجز اس کے کہ

تپش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

بدقسمت ناعاقبت اندیش پیسہ اخبار اگر ہمارے ساتھ اپنے مقدمہ فوجداری کو زمین تک محدود رکھتا تو ممکن تھا کہ اسکا منحوس وجود بے التفاتی اور اعراض کے تاریک گڑھے میں بے فایدہ کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا جاتا مگر شقاوت

اور انانیت نے اسے صبر کرنے نہیں دیا جب تک اس نے خدا کے اپنے ہاتھ قایم کردہ سلسلہ کے ساتھ اپنے مقدمہ کو آسمان پر پہونچا نہیں لیا۔ اب وہ دیکھیگا اور دیکھنے والے دیکھینگے کہ آسمان سے کھلا کھلا اور حق و باطل مین فرق کر دینے والا فیصلہ کس کے حق مین نازل ہوتا ہے۔

پیسہ اخبار مطبوعہ ۵- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء نے آٹھوین صفحہ مین "قادیان کے اخبار کی گپ ... ان اور قادیان کے مذہب کا نمونہ" عنوان جما کر لاہور کی نسبت لکھا ہے کہ لاہور مین انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر صدہا آدمی طاعون زدہ ہوا گز ... گئے اور پھر لاٹ صاحب کی تقریب دربار پر اسی قسم کے لوگون کا بہت بڑا ہجوم ہوا پھر بھی لاہور طاعون سے محفوظ رہا اور امید ہے کہ محفوظ رہیگا اور پھر بڑی جرأت اور شوخی سے لکھتا ہے "اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لاہور قادیان سے ایمانداری مین فائق ہے۔" پیسہ اخبار کی یہ امید یا پیشگوئی اور یہ نتیجہ خوفناک جملے ہین۔ خدا ئے غیور کی اس عظیم الشان وحی پر جو کئی دفعہ الحکم مین شایع ہوئی انہ اوی القریۃ یعنی یقینی بات ہے کہ خدا نے اس گاؤن کو اپنی پناہ مین لے لیا اور اس وحی پر کہ لولا الاکرام لہلک المقام یعنی اس سلسلہ احمدیہ کا پاس اور اکرام اگر خدا کو نہ ہوتا تو یہ مقام بھی ہلاک ہو جاتا اب سننے والے سنین! اور دیکھنے والے دیکھین! کہ ایک طرف پیسہ اخبار ایک زمینی کیڑا اپنے جوش نفس اور ارضی مادہ کے ابخرات کی تحریک سے پیشگوئی کرتا اور ذمہ لیتا ہے کہ لاہور طاعون سے محفوظ رہیگا۔

اور دوسری طرف خدا کا مامور۔ مرسل جری اور مسیح موعود خود خدائے حکیم علیم قدیر کی وحی انہ اوی القریۃ کی بنا پر ساری دنیا کے طبیبون فلیسفون اور میٹیریلسٹون کو کھول کر سناتا ہے کہ قادیان یقیناً اس پراگندگی۔ تفرقہ۔ جزع فزع اور موت الکلاب اور تباہی سے محفوظ رہیگا اور بالضرور محفوظ رہیگا جس مین دوسرے بلاد مبتلا ہین اور بعضے ہونیوالے ہین۔

پیسہ اخبار نے خدا کی جلیل الشان وحی کی کسر شان کے لیے ایسا جھوٹا دعوے کیا اور امید ظاہر کی اور ناپاک نتیجہ نکالا ہے۔ پیسہ اخبار کا دل اور کانشنس گواہ ہین کہ اس کی امید کی بنیاد کسی مضبوط چٹان پر نہین۔ وہ ان زمینی قوتون پر بھروسہ کرکے آسمان کے خدا اور اس کے کلام کی ہتک کرتا ہے جو اب تک ہر سیلاب کے مقابل بند لگانے مین خس و خاشاک سے بھی بڑھ کر کمزور اور ہیچ ثابت ہوئی ہین پیسہ اخبار مین ذرا بھی خداشناسی کا یا کم سے کم دور اندیشی کا مادہ ہوتا تو وہ سہانپتے ہوئے دل اور پر آب آنکھون سے اس پر تحدی کلام کو دیکھتا اور بالبداہت اس نتیجہ پر پہنچ جاتا کہ زمین زادہ اور تاریکی کا فرزند ایسا دعوے کرنے اور کلام کرنے کا دل گردہ نہین رکھتا اس زمانہ مین جبکہ زمین کے غلیظ بخارون یعنی علوم مادیہ ڈاکٹری اور طبعی تحقیقات اور خردبینی تکشیفات نے اپنے تئین کمال عروج پر پہنچا لیا ہے اور یورپ کے دلیر اور پرحوصلہ فرزند خدائی کی کل ہاتھ مین لے لینے کے لیے بر و بحر کو زیر و زبر کر رہے ہین اور با این ہمہ اس بلائے جانستان کے مقابل جہل اور ناتوانی کا اعتراف کرتے ہین ایک شخص جو پر شغب اور پر ہنگامہ اور پر تمدن شہر و ننسے ایک دور کے کنارہ مین رہتا ہے کس قدر قوت اور غیر متزلزل شوکت سے دعوے کرتا ہے کہ اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پر ہیبت سایہ ڈالے گی مگر قادیان یقیناً یقیناً اس کی دستبرد اور صولت سے محفوظ رہیگا۔

اور وہ دیکھتا اور جانتا ہے کہ قادیان کے چارون طرف طاعون پھیلتا جاتا ہے اور قریب قریب کے اکثر گاؤن مبتلا ہو گئے ہین اور جوق جوق لوگ متاثر جگہو ننسے قادیان مین آتے ہین اور روک کا کوئی بھی سامان اور مقدرت نہین اس پر بھی وہ یہ بلند دعوے کرتا اور اقرار کرتا ہے کہ یہ مین اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ یہ خدا کا کلام ہے جو مین پہونچاتا ہون۔

مگر افسوس پیسہ اخبار نے راستی کے تمام مکذبون کی طرح سخت شتابکاری اور گستاخی اختیار کرکے چاہا ہے کہ خدا کے کلام کو پیرون کے نیچے کچلدے۔

مگر کیا پیسہ اخبار کی ذمہ داری لاہور کے لیے اور قادر علیم خدا کی ذمہ داری قادیان کے لیے ایک مضحکہ آمیز بات یا بازاری گپ کی مانند غیر ممیز رہ جائیگی؟ نہین! نہین! عنقریب ظاہر ہو جائیگا۔ کہ زمین کے کمزور کیڑے کی بات مین اور فاطر ارض و سما کے مقتدر کلام اور دعوے مین کیا فرق ہے۔

سنو اے زمین کے فرزندو! اور کان لگاؤ اے آسمان سے انقطاع کرکے مادیات پر جھک جانے والو! پھر سنو اے خدا کے مامور مرسل کی بیعزتی کرنے والو! اور راستبازونسے عداوت کرنے کے ٹھیکہ دارو! کہ انہ اوی القریۃ اس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت نازل کی اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر خاتم الکتب قرآن کریم کو اتارا- ہم آسمان و زمین کے فاطر خدا کو گواہ رکھ کر کہتے ہین کہ **یہ وحی ویسی ہی سچی ہے جیسے قرآن کریم کی وحی اس لیے کہ یہ اُسی کی تائید و** تصدیق مین اتری ہے اور یہ ضرور **پوری ہوگی اور ضرور ہوگی-**

انہ اوی القریۃ کا مفہوم صاف لفظون مین تقاضا کرتا ہے کہ اس مین اور اس کے غیر مین بین امتیاز ہو- اور یہ نہین ہو سکتا جب تک کم سے کم وہ شہر طاعون مین مبتلا نہ ہون جنہون نے سب سے زیادہ جنگ خدا کے سلسلہ سے کی- اور جہان پیسہ اخبار سا دشمن حق بودوباش رکھتا ہے- غیور خدا اپنے کلام کے اکرام اعزاز کے لیے ایسا کرنے والا ہے تو کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کی امید اور پیشگوئی کی آنکھ مین خاک ڈالدے اور آدم کے دشمنون کی گردنین نیچے کروا کر اقرار لے کہ کیا یہ صحیح نہین کہ **قادیان دارالامان ہے؟**

پھر سن لو ازبس ضروری ہے کہ یہ بلا عام طور پر محیط ہو اس لیے کہ کوئی کہنے کا موقعہ نہ پاسکے کہ قادیان ہی محفوظ نہین رہا فلان فلان جگہ بھی محفوظ ہے- خصوصاً خدا کی غیرت کا حملہ ان جگہون پر ہے جہان بڑے بڑے آئمۃ الکفر رہتے ہین اور ممکن ہے بلکہ غالب امید ہے کہ وہ بہتیر کس مپرس ناتوان ویہات بچ رہین- جہان سے تابڑ توڑ توبہ اور استغفار اور بیعت کے خطوط آرہے ہین اور وہ چلا چلا کر کہہ رہے ہین کہ یا مسیح الخلق عدوانا اب پیسہ اخبار اپنے استہزا اور تکذیب اور لعن طعن کی ساری قوتون کو مسلح کرے اور انتظار کرے اس دن کا جبکہ اس کی امید اور نتیجہ کو خدا کا غضب اور حکم کسی اور رنگ مین ظاہر کرے جس کی اسے ہرگز توقع نہین-

اسوقت معلوم نہین نا عاقبت اندیش جلد باز ایڈیٹر پیسہ اخبار کا لاہور مین ہوگا اور اپنی ذمہ داری کے میدان مین کھڑا ہوگا یا راستی کے ناکام دشمنون کے تاریک اور تنگ گڑھے مین ان سے ہم کنار ہو کر سوتا ہوگا-

اس وقت بہت مناسب موقعہ اور موزون وقت تھا کہ پنجاب کے خرمن مین آگ لگی ہوئی دیکھ کر پیسہ اخبار اور لاہور کے غور و فکر کی قوت رکھنے والے لوگ خدا کے مسیح کے حضور مین ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا کی درخواست کرتے اور بڑی تضرع سے التجا کرتے کہ انکا لاہور بھی خدا کی عصمت وایوا کے وعدہ مین **قادیان** کی قسمت مین شریک ہو جائے-

انسان کی ہستی ضرر سے بچنے والی اور نفع کو لینے والی واقع ہوئی ہے تو کسقدر ضروری تھا کہ خدا ترس اور عاقبت اندیش دل اس بات کو دیکھ کر ڈرجاتے کہ **طاعون** کی خبر خدا کے مرسل نے کوئی آج سے یا چار برس سے نہین دی بلکہ ۲۵ برس اس سے پہلے کی یہ باتین ہین- خدا تعالے نے اپنی بزرگ وحی مین خوفناک لفظون مین خبر دی تھی کہ آخری دنون مین مسیح موعود کی اتمام حجت کے بعد دنیا پر خطرناک امراض کا غلبہ ہوگا اور معًا یہ بھی خبر دی تھی کہ اس کے احباب اور انصار اس غضب سے محفوظ رہین گے*- کون نہین جانتا کہ اُسوقت دنیا کی ہوا اس زہر سے کس قدر پاک صاف تھی- اور اب کس قوت اور شوکت کے ساتھ یہ خبر اپنی سچائی کا ظہور دکھا رہی ہے اس سے ہر ایک بصیرت والا سمجھ سکتا ہے کہ اس شخص کی بات کے ماننے مین امن اور نجات ہے جس نے اسوقت بھی اور آج بھی علی وجہ البصیرت دعوے کیا کہ تمام بلاد اس زہر ہلاہل کے پیالہ کو مجبوراً پئین گے مگر قادیان اسوقت **پورے امن و عافیت کے مہد مین آرام کرتا ہوگا**؟- یا اس نادان خدا سے دور کی جھوٹی امید مین شریک ہو جائے سے امن مل سکتا ہے جو اپنے جوش نفس سے کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے- اب بھی موقعہ ہے اگر پیسہ اخبار اور جعفر زٹلی اور انکے مثیل توبہ نامہ شایع کردین اور بڑے انکسار سے اپنی شتابکاری اور گستاخی کا اعتراف کرلین تو حضرت موعود **علیہ السلام** کمال رافت و کرم اور رحم سے جو آپ کا فطری خاصہ ہے انکے حق مین دعا مانگنے کو آمادہ ہین- اور وہ یقین رکھتے ہین کہ سچا تائب جہان کہین ہو **قادیان دارالامان** مین ہے- مگر افسوس ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا آسان ہے پر بدبخت پیسہ کے فرزند کا خدا کی ملکوت مین داخل ہونا سخت دشوار ہے- محبو بعالم کے لیے بڑا منحوس اور پر شقاوت وہ دن تھا جبکہ اس نے اپنے اخبار کا نام پیسہ اخبار رکھا- اس منحوس نام نے جو ابن الدینار و ولد الدرہم نام کا گویا مرادف ہے اسکے قوائے ذہنی پر ایسا اثر ڈالا کہ خدا طلبی اور رضا بینی کے قوے اس سے سلب کرلئے اور پھر لازمًا اسکے دل مین خدا اور اسکے سلسلہ سے نبرد آزمائی کا جوش ڈالدیا+ اگر اب تک پیسہ اخبار اور لاہور کے لوگ اپنے استہزا اور تعلی اور تکبر پر اصرار کرتے اور خدا کی ان باتونکو کذب اور افترا سمجھتے ہین تو انکے لیے بڑا عجیب **موقعہ ہے کہ خدا کی قدرت نمائی کے جلی اور صاف صاف** پڑھے جانیوالے نشان دیکھ لین- ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی راستی اور شفاعت کرے کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ قادیان کی نسبت تحدی کردی

+ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون- منہ

* ... امراض الناس ... منہ

کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور اپنی جماعت کے علاوہ اس جگہ کے ان تمام لوگوں کو جو اکثر دہریہ طبع - کفار مشرک اور دین حق سے ہنسی کرنے والے ہین خدا کے مصالح اور حکمتوں کی وجہ سے اپنے سایۂ شفاعت مین لے لیا ہے جیسے کہ برسون اس سے خدا تعالے نے براہین احمدیہ مین خبر دی تھی کہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنی خدا انکو عذاب سے ہلاک نہ کرے گا جبکہ تو انکے درمیان ہے - غرض ایک طرف تو اس بڑے بھاری ہونے کے مدعی نے اپنی بستی کی نسبت یہ دعوے کیا ہے اور دوسری طرف یہ دعوے کیا ہے کہ لاہور اور اس کی مثل وہ مقامات جن مین آئمۃ الکفر رہتے ہین طعمۂ طاعون ہونے سے ہرگز نہ بچین گے - اور حضرت ممدوح نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہین کہ جہان ایک بھی راست باز ہوگا اس جگہ کو خدا تعالے اس مشتعل غضب سے بچالے گا اور حضرت ممدوح بڑے زور سے دعوے کرتے ہین کہ ان مقامات مین جن کی نسبت وہ خدا کے غضب کی پیشگوئی کہتے ہین ایک بھی راست باز نہین بلکہ راستی کے مکذب ہین - اور ایک بھی دل نہین جسمین حقیقی تقوے اور طہارت ہو - تو اب لاہور کے شرفا - علما اور پبلک کا فرض ہے کہ اپنے علما - فضلا - حکما - اور ملہمون کے پاس جاکر عرض کرین خصوصًا منشی الہی بخش - عبد الحق سے باصرار کہین کہ وہ بھی بالمقابل ایک پرزور پیشگوئی کر دین کہ لاہور ضرور ضرور محفوظ رہے گا اور اپنی شفاعت اور راستی کا اسطرح ثبوت دین - میان الہی بخش اپنی کتاب مین دعوے کرتے ہین کہ بارش کی طرح الہام ان پر برستے ہین اب وہ ایک ہی الہام لاہور کے حق مین کر دین - اب تو

خداوند غیور نے فیصلہ کی بڑی آسان اور سیدھی سڑک تیار کر دی ہے اور صدق وکذب کا واضح معیار بروئے کار آنے کے قریب ہوگیا ہے اس بیہودہ طومار مین جو داستان امیر حمزہ کی زیادہ دلچسپ اور مفید نہین اس آسمانی سلسلہ کی تردید کے لیے الہی بخش نے بڑی زحمت اٹھائی ہے مگر وہ کہہ زور کاغذ کہان روک سکتے تھے اس ترقی کے طوفان کو جو خدا کی اپنی مرضی اور تائید سے چل رہا ہے اور ہزارہا آدمی اسوقت سے اس پاک سلسلہ مین داخل ہو چکے ہین - اب بڑا آسان اور صاف فیصلہ ہے خدا کا موعود مسیح اپنے صدق وحقیت کا معیار اس پیشگوئی کو ٹھیراتا ہے لہذا ان صدق کے مکذبون کا ہر طرح سے فرض ہے کہ اس کی تکذیب کے لیے جان توڑ کر لڑین اگر مصنف عصائے موسے کا مصنف اسوقت اسی شد ومد سے یہ الہام شایع کر دے کہ "قادیان کے پیغمبر" کے دعوے کے خلاف لاہور طاعون کی دست درازی سے بچ رہیگا اسلیے کہ کم سے کم الہی بخش ملہم اور صادق اس مین ہے اور خدا کا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ تھا کہ اگر ایک بھی راستباز ہوگا تو وہ لوط کی بستی کو ہلاک نہ کریگا - اگر الہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہین کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جایز رکھتا ہے کہ وہ کاذب اور تقوے اور تقرب الہی سے محروم مشہور ہو جائے - اور . . عوام کالانعام مین محبوب ہونا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی سمجھا جائے جنکا آسمان سے کوئی تعلق نہین

اور اب سے خدا کا خوف کرین اور حیا سے کام لین وہ لوگ جو اسے اور اس کی کتاب کو خدا کے سلسلہ کا حریف مقابل بنلاتے ہین اور اسکے عجز کیصورت مین اسے عجل جسد لہ خوار سمجھ کر خدا کے سلسلہ کیطرف قدم بڑھائین - اور اسکے بعد ضروری ہے کہ لاہوری اور امرتسری المرتسر کے غزنوی جرگہ کے پاس عرضداشت لے جائین اور گاہے بزور اور گاہے بمنت انہین کہین کہ وہ جسے تم دجال کذاب اور مفتری کے نام سے یاد کرتے ہو اس نے ایسی عظیم الشان پیشگوئی کی ہے اور یہ گول مول اور پہلو دار باتین نہین بلکہ صاف صاف ہین اسلئے کہ وہ عنقریب اپنے صدق وکذب کی آپ گواہ بن جانے والی ہین تم لوگ بھی الہام اور مقرب اللہ ہونے کے مدعی ہو اور خدا کے راستبازونکے مکفر ومکذب ہو - اٹھو اور جلدی کرو اور مل کر کوئی ایسی پیشگوئی کرو جس سے "قادیان کے پیغمبر" کا دعوے باطل ہو جائے اور اس کی دو ہی صورتین ہین - یا یہ کہ لاہور اور امرتسر طاعون کے حملہ سے محفوظ رہین یا یہ کہ

قادیان طاعون مین مبتلا ہو جائے

حضرت مرزا غلام احمد کا یہ دعوے ۲۵ - برس سے ہے کہ ان کی تکذیب پر آخر کار دنیا مین طاعون پڑنا تھا اور پھر خدا نے اس اکیلے صادق کی طفیل قادیان کو جس مین اقسام اقسام کے لوگ تھے اپنی خاص حفاظت مین لے لیا - کیا ممکن نہین کہ تم لوگ بھی خدا سے دعا کر کے ایک پیشگوئی اس سے لو کہ وہ لاہور اور امرتسر کو بچالے اس سے دو باتین پوری ہو جائین گی - مدعی مسیحیت اور مہدویت کا سارا شیرازہ کھل جائیگا اور آپ لوگ خدا اور خلق کے نزدیک مسلم راستباز ٹھہر جاؤ گے - اب یہ امتحان اور ابتلا کا وقت ہے ضروری ہے کہ اس راہ سے

* احمدی جماعت جہان ہون وہ درحقیقت قادیان مین ہین اور وہ بیزار ہین ان سے جو اس پاک سلسلہ مین داخل نہین +

حق اور باطل ممتاز ہو جائے۔

پھر ازبس ضروری ہے کہ لوگ **انجمن حمایت لاہور** کی خدمت میں بھی ڈیپوٹیشن لے جائیں اسلئے کہ اسکا بڑا بلند دعوے ہے کہ وہ حامی اسلام ہے اور بڑا افسوس ہے آج اس فرد اور اس گروہ پر جو ایسے نازک وقت میں مسلمانوں کی حمایت کا ذمہ دار نہ ہو غرض انجمن سے درخواست کریں کہ وہ بھی اپنے ملہموں سے کوئی پیشگوئی شایع کرائیں یا اپنے مسلم اطبا سے کوئی نسخہ تیار کرائیں کہ انکے محبوب وطن کے سر سے یہ بلا ٹل جائے۔ اب تو ضروری ہے کہ خدا کے غیور کی غیرت جوش میں آکر لاہور کی تقدیر کو خوبی اور عافیت سے بدلدے اگر یہ اس کی قسمت میں لکھی ہی تھی۔ اس لیے کہ دوسری صورت میں مولویوں اور پیرزادوں اور سجادہ نشینوں اور تمام مکذبوں کی امیدوں اور فتووں کے خلاف وقت **آگیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی ایک عالم کے نزدیک مسیح موعود اور مہدی مسعود یقیناً ثابت ہو جائیں اور التباس اور شک کا سارا پردہ اُٹھ جائے۔**

اے نیچریو۔ اور اے بیباک زندگی کی چال کو پسند کرنے والو!۔ اور اے مذہب اور خدا کو پرانے زمانہ کا مشغلہ کہنے والو! اور اے یورپ کی عقل اور سائنس کو خدا کے لاکھوں راستبازوں کے سچے فلسفہ پر ترجیح دینے والو!۔ اور اے خدا کی صفت تکلم اور پیشگوئیوں پر ہنسی اڑانے والو! اور اپنی ہوا و ہوس کے بتونکے پرستارو **بولو اور سوچ کر بولو کیا تمہارے** نزدیک مسیح موعود کے اس دعوے اور پیشگوئی مین خدا کی ہستی پر۔ قرآن کریم کی حقیت پر۔ خدا کے متصف بصفات کاملہ ہونے پر۔ یعنی ازل سے ابد تک متکلم ہونے اور مدبر بالارادہ ہونے اور قادر مطلق ہونے پر اور بالآخر **میرزا غلام احمد قادیانی کے منجانب اللہ ہونے پر چمکتی ہوئی دلیل نہیں ہے؟**

اب خدا کا ارادہ ہے کہ تم مین سے بہتونکو جگائے جو غفلت کی نیند مین ایڈے پڑے سوتے تھے اور بہتونکے منہ اپنی قدرت نمائی سے بند کر دے۔ جو بہت جلدی خدا کی باتون پر ہنس دیتے تھے اور وقت آگیا ہے کہ خدا کی اس وحی کی صداقت ظاہر ہو جائے جو آج سے ۲۲- برس پہلے براہین احمدیہ مین لکھی گئی اور وہ یہ ہے "**دنیا مین ایک نذیر آیا دنیا نے اسے قبول نہ کیا پر خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا**"

یہ وہی خدا کے زور آور حملے ہین جو اس کی سچائی کے اظہار کے لیے ہو رہے ہین۔ اور ہنوز خدا معلوم کب تک انکا سلسلہ جاری رہے۔ **آج وہی سعید ہے جو ہوا سے محسوس کرے کہ پیچھے زور سے برسنے والا بادل آرہا ہے**

وان فی ذلک لآیۃ لقوم یومنون۔

خاکسار عبد الکریم - قادیان-

۹- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

تتمہ۔ اگرچہ اس سے پہلے ہم بہت کچھ لکھ چکے ہین اور عاقبت بین خدا ترس اس سے کافی سبق سیکھ سکتے ہین۔ مگر خلق اللہ کے نصح اور مختلف پیرایوں مین اتمام حجت کیلئے پھر اسی مضمون کو بنگ دیگر اعادہ کر دیتے ہین اور کہتے ہین۔ کہاں ہین اب منشی الٰہی بخش جنہون نے اتنی بڑی کتاب عصائے موسے نام لکھ ماری اس غرض سے کہ اس سلسلہ کو نابود کرین ان پر فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام انہ اوی القریۃ کے مقابل شایع کرین انہ اوی لاہور: اور کہاں ہین حافظ محمد یوسف جو ایک ذلیل مداری کی طرح ایبٹ آباد کے فضل حق کو کھیلو نکا تھیلا بنا کر ادھر ادھر لیے پھرتے ہین حافظ صاحب ہوش کرین اور خدا سے ڈرین اور غور کرین کہ خدا کے نشان وہ نشان ہوتے ہین جنسے خلقت کو فائدہ پہونچے۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے انہ اوی القریۃ کے الہام مین وہ نشان دکھایا ہے جس نے قادیان کی مخلوق کو اپنی حفاظت اور عاطفت کے پرونکے نیچے لیکر حضرت موصوف کا منجی اور نفع رسان خلایق ہونا ثابت کر دیا۔ اب حافظ صاحب کا اور انکے خلیفہ مسیح کا فرض ہے کہ وہ بھی کوئی ایسا نشان مشتہر کرین اے عبد الجبار- اے عبد الحق- اے عبد الواحد- اے راستبازو نکی مکذب حسد اور بغض سے لبریز قوم اٹھ کہ اب تجھ پر نیند اور آرام حرام ہے اب یہ امتحان کا وقت اور ایمان کی جانچ پڑتال کا موقعہ ہے کہاں ہین تمہارے ملہم اور قبول دعا کے مدعی اب وقت ہے کہ وہ اپنا تعلق اور تقرب الی اللہ تعالےٰ سے ثابت کرین اور شایع کرین کہ خدا تعالےٰ انکی دعا اور برکت سے امرتسر کو بچالے گا۔ یہ ایسا موقعہ ہے کہ اس مین کوئی شر و فساد اور جنگ و جدال نہین بلکہ اس مین گورنمنٹ عالیہ کی بڑی بھاری تائید اور اس تشویش کے وقت مین اسکا ہاتھ بٹانا ہے گورنمنٹ کو امرتسر اور لاہور کی خاص رعایت اور اکرام منظور ہے اسلیئے کہ صوبہ پنجاب کے یہی دو عظیم الشان شہر ہین اور لاہور تو دار الامارۃ ہے۔ جیسے گورنمنٹ دل و جان سے آمادہ ہے کہ ایسے شخص کی پوری قدر اور منزلت کرے جو طاعون کے ازالہ کی مفید اور موثر دوا ایجاد کرے۔ یقیناً گورنمنٹ بڑی شکر گذار ہوگی

ایسے مبارک وجود کی جو پوری ۴۴ ۵ بچ رہین گے - اب الہی بخش عبد الحق حافظ محمد یوسف اور غزنوی جرگہ کو خدا کیطرف سے ایسا موقعہ ملا ہے جو کبھی ایسا نہین ملا - اگر وہ اب خاموش رہے اور کوئی الہام شایع نہ کیا تو صاف ثابت ہوجائیگا کہ وہ خدا تعالے کے تقرب اور تعلق سے دور اور پورے مخذول ہین اور اگر انہون نے لاہور اور امرتسر کی نسبت پیشگوئی شایع کر دی جب بھی خدا تعالے ظاہر کردیگا کہ اسکی طرف سے کس نے کلام شایع کیا اور شیطان کے منہ سے کون بولا - ہان اے شیخ الکل فی الکل علی الکل نذیر حسین - اس بڑھاپے مین تو ہی کوئی ثبوت دکھا جا کہ تیرا آسمان سے تعلق ہے تجھ پر افسوس ہوگا کہ خدا کے مسیح موعود کی نسبت سب سے پہلے تو نے کفر کا فتوے لکھنے کے لیے قلم اٹھایا اور اب کیا اسی مسیح کے مقابل جو پکار پکار کر اپنا مقرب اللہ اور مرسل اللہ ہونا ثابت کرتا اور سینکڑون گذشتہ نشانون کے علاوہ اسوقت کے حسب حال یہ جدید نشان پیش کرتا ہے کہ انہ اوی القریۃ غرض اسی راستباز کے مقابل جسکی تذلیل کے لیئے تو نے بہت کوشش کی اب اس ذلت اور خذلان کو پسند کرے گا کہ خدا تعالے سے تیرا کوئی علاقہ نہین اور نہ استجابت دعا کا شرف تجھے بخشا گیا ہے اگر تو نے دہلی کی نسبت دعائین کر کے خدا تعالے سے اس کی نسبت یہ الہام نہ پایا کہ انہ اوی دہلی - بوڑھے دہلوی کے شاگرد رشید محمد حسین بٹالوی کیا تو اس میدان مین نہین نکلے گا - تو وہی نہین جو بڑی جرأت اور فضول گوئی سے ہوائی کاغذون مین ہانکین لگاتا تھا کہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیچھے پیچھے شکاری کیطرح پھرتا ہے اور وہ آگے آگے بھاگتے ہین صفحہ ۲۰ اگرچہ تیری اس ہرزہ درائی کو خدا نے بڑے بڑے عظیم الشان موقعون اور میدانون مین خاک مین ملایا - مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدمے تیری سخت کھال کو محسوس نہین ہوئے اور تو نے اپنے تئین بھی مغالطہ مین ڈالا اور دوسرون پر بھی امر حق کو مشتبہ رکھنے مین کوشش کی - اب کیسا عجیب موقعہ ہے کہین آنا نہین جانا نہین - شرائط شروط کے جھگڑے نہین - گورنمنٹ کی حفاظت کی ذمہ داری اور پولیس کے درمیان آنیکے کوئی قضئے نہین گھر بیٹھے امن و آرام سے کام بنتا اور معاملہ طے ہوتا ہے - تم بھی بڑی قوت اور شوکت سے شایع کر دو کہ تمہارے خیر کی جگہ بٹالہ طاعون سے محفوظ رہے گا - بٹالا اور قادیان پاس پاس ہی تو ہین - اگر قادیان محفوظ رہ سکتا ہے تو بٹالا کیون اس صاف ہوا سے حصہ نہین لے سکتا تم نے ایک دفعہ اپنے خواب بھی شایع کیئے تھے اور ان خوابون کی بنا پر خدا کے مرسل اور اسکے سلسلہ طیبہ کی ہتک کی تھی - اب وقت ہے کہ اس ذریعہ سے اپنی راستی پر مہر لگاؤ ورنہ خوب سمجھ لو کہ وہ جس کی عزت کی روز افزونی اور اسکے سلسلہ کی ترقی تمہارے لیے آتش جہنم سے کم نہین اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے پر کس اکرام اور عزت کے تاج کو سر پر رکھنے والا ہے - پیر گولڑی - شمس بازغہ کے بنانے والے جو فضیلت کا عمامہ باندھنے کے لیئے لاہور دوڑے آئے تھے اور اندر ہی اندر انہین آگ لگ رہی ہے کہ خدا کے سلسلہ کی بیعزتی دیکھین - کیا اس میدان مین نہین نکلینگے - پیر صاحب کے لیے تو بڑا بھاری موقعہ ہے کہ اب کرامت نمائی کا نشان کھڑا کرین اور خدا تعالے سے الہام پاکر یہ دعوے شایع کرین کہ ان کا مولد و منشا گولڑہ طاعون کے صدمہ سے بچ رہے گا - پیر صاحب اب وقت آگیا ہے کہ آپ بھی اور آپ کے پیرو بھی نفس کے غلیظ اور تہ در تہ حجاب اور مغالطہ سے باہر نکل آئین - اگر آپ نے خدا سے دعا کر کے یہ الہام پالیا انہ اوی گولڑہ یا اس کی ہم معنی کلام جسے آپ خدا کا کلام کہکر شایع کرین خواہ کسی زبان مین ہو تو خود آپکو اپنے تئین مبارکباد دینے کا اچھا موقعہ مل جائیگا کہ آپ مقرب اللہ اور ملہم اور محدث ہین اور آپ کی جماعت آپ کی نسبت ایمان مین نمایان ترقی کرے گی اور اگر آپ خاموش رہے اور خدا تعالے نے ایک مخذول و مطرود کیطرح آپ سے اپنا مقدس چہرہ چھپالیا تو خود آپکو بھی صاف طور پر واضح ہوجائیگا - کہ آپ مسند مشیخت پر بیٹھ کر اپنے آپ کو اور خدا کی خلق کو فریب دے رہے ہین -

اگر یہ لوگ جو مخاطب کیئے گئے ہین خاموش رہ جائین تو ضرور ہے کہ ان کے حامی اور مداح اٹھین اور ان پردہ نشینون کو پکڑ پکڑ کر میدان مین لائین اللہ اکبر اللہ اکبر! کیا فیصلہ کا دن ہے کسقدر صفائی سے ایک بات پیش کی گئی ہے اس سے پہلے خدا کے مسیح کے ہر نشان کو تم لوگون نے بیعزت کرنے اور پامال کرنے کی بڑی کوشش کی اور امر حق کو دنیا کی آنکھ مین پوشیدہ اور مشتبہ کر دیا جبکہ تم نے آتھم نصرانی کے عظیم الشان نشان کی بیقدری کی اور طرح طرح کی بیجا باتین اس کی نسبت کہین اور پھر لیکھرام کی موت کے بین نشان کو بھی پاؤن کے نیچے کچل ڈالا اب تو بڑا صاف موقعہ اور مسطح میدان ملگیا ہے اب ہی نکلو - اور اگر تم نے اب بھی توجہ نہ کی تو یاد رکھو کہ خدا تعالے کی حجت تم پر پوری ہوگئی -

بالآخر موقعہ ہے کہ ہم لاہور کے ان پادریون کو عموماً اور پادری ڈاکٹر وائٹ بریخٹ کو خصوصاً مخاطب کرین جنکے اہتمام سے چند ہی روز ہوئے ایک پرچہ

نکلا تھا - کہ اگر لوگ طاعون سے محفوظ رہنا چاہتے ہین تو یسوع مسیح پر ایمان لائین - اگر ان کی طرف سے یہ پرچہ اور ایسا دعوے شایع نہ ہوتا تو ہمین کچھ ضرورت نہ تھی کہ ہم ان لوگون کو مخاطب کرتے مگر اسلام کا صدق اور اسلام کی سچی زندگی ہمین جوش دلاتی اور اس ہتک کے مقابل جو ضمناً اس عیسائی پرچہ نے اسلام کی نسبت جایز رکھی ہمین حق واجب دیتی ہے کہ ہم ان پادریون سے خطاب کرین - سو ہم بڑے زور اور وضاحت سے کہتے ہین اور ساری دنیا گواہ رہے کہ حقیقی نجات اور سچی شفاعت وہ ہے جسکے ساتھ اس دنیا مین چمکتے ہوئے ثبوت اور نشان ہون - اس لئے کہ اس جہان مین ہر قوم کا دعوے ہے کہ ان کے مذہب کی پیروی مین نجات اور بخشش ہے یہانتک کہ ہمارے ملک کے بھنگی بھی بڑی قوت سے امید ظاہر کرتے ہین کہ والمیک کے دامن سے وابستہ ہوکر آخر کار وہی نجات پاوینگے اور باقی ساری قومین ان کے پیچھے رہ جاینگی - اب اگر کوئی بیّن اور بنیادی ثبوت تو طیہ اور تمہید کے طور پر اس مشہود اور محسوس دنیا مین نہ ہو تو کسی کے ہاتھ مین اس بات پر یقین کرنے کی کیا وجہ ہین کہ اسکا مذہب اور پیشوا دوسرے جہان مین یقیناً اسکا شفیع اور منجی ہوگا - پادری صاحب دہائی دیتے پھرتے ہین کہ یسوع مسیح اکیلا منجی ہے اور نجات اسکے خون سے وابستہ ہے اور وہی اکیلا الفا امیگا خدا ہے اس وقت ایک شخص نے صاف لفظون مین نہ اب سے بلکہ بارہ سال سے دعوے کیا ہوا ہے کہ وہ وہی مسیح موعود ہے جسکا وعدہ توریت کے مقدس نبیون نے اور خود حضرت مسیح ناصری نے اپنے دوبارہ آنے کے استعارہ مین دیا تھا - حضرت میرزا غلام احمد

قادیانی مسیح موعود کا یہ بھی دعوے ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام جنپر انجیل اتری اور جنہین غلطی سے عیسائی زندہ خدا بنا بیٹھے ہین دوسرے نبیون کی طرح موت کا پیالہ پی کر زمین کے تہ خانہ مین سورہا ہے اور حضرت میرزا صاحب اپنے مسیح موعود ہونے اور مرسل اللہ ہونے کے ثبوت مین پیش کرتے ہین اپنے زندہ تعلقات کو زندہ خدا سے اور ان تعلقات کا اظہار کرتے ہین غیب کی مقتدرانہ پیشگوئیون سے جن پر صادق مرسل اللہ کے سوا کوئی قادر نہین ہو سکتا - اور ان کی ان سب قدرت نمائیون کا صاف اور سچا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام ہی صرف زندہ مذہب ہے اور اسی کا سچا متبع زندہ نشان اور برکات دکھا سکتا ہے دوسرے تمام مذاہب بے برکت اور مردہ ہین اور ان مین زندگی کی روح قطعاً نہین رہی اسوقت موقعہ ہے کہ بڑے بڑے سرگرم اور غیور پادری خصوصاً ریورنڈ ڈاکٹر صاحبان جنہین صلیب اور کفارہ کی تائید اور اشاعت کا بڑا بھاری جوش ہے اور سب کام چھوڑ کر اٹھین اور ایک کام سے درحقیقت دو بڑے یادگار کے قابل کام کرین - جس طرح حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود نے خدا کی اس وحی کی قوت اور بنا پر کہ وماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم انہ اوی القریۃ - لولا الاکرام لہلک المقام دعوے کیا ہے کہ ان کے وجود باجود کی برکت سے کہ وہ زندہ خدا کے زندہ مسیح یا زندہ خلیفہ ہین انکا وطن اور مقام طاعون کے دست برد سے محفوظ رہیگا اور اس طرح آپ نے اسی جہان مین ثبوت دیا ہے کہ وہ شفیع اور نجات دہندہ ہین اور یون ایک قوم کو یقین سے سرشار کر دیا ہے کہ لاریب زندہ اور حق مذہب اسلام ہے

جس کی پیروی اسی جہان کی نجات اور تقرب الٰہ کا نتیجہ بخشتی ہے اور اس مین نتیجہ سے یقین دلاتی ہے کہ دوسرے جہان کی نجات بھی اسی پاک طریق مین ہے - اسی طرح اسکے مقابل تمام پادری دعائین مانگ کر اور اپنے الفا امیگا یسوع مسیح سے جو کالوری کے پہاڑ پر مصلوب ہوا تھا ہاتھ جوڑ کر نشان مانگین اور رو رو کر اسے کہین کہ اے خدا کے بیٹے یسوع مسیح اب موزون وقت ہے کہ تو اپنی زندگی اور خدائی کا ثبوت دے جبکہ تیرے مقابل ایک شخص نے دعوے کیا اور ایک جہان مین غلغلہ برپا کر دیا ہے کہ وہ موعود مسیح وہی ہے - اور نصرانیون کا یسوع مسیح مردہ اور کشمیر مین مدفون ہے - دیکھ اے خدا کے بیٹے اسی طرح ہمین شرمندہ نہ کر جیسے تو نے اسوقت اپنے شاگردون کو ذلیل کیا تھا جبکہ یہودیون نے بڑے زور سے کہا تھا کہ اگر تو زندہ خدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اتر آ - وہ معاملہ تو ایک بستی مین تھا اور تاریکی کے دفتر مین مخفی ہوچکا ہے - اب تمام دنیا مین مرزا غلام احمد نے عربی کے ذریعہ - فارسی کے ذریعہ - انگریزی کے ذریعہ ہندوستان کی زبانون کے ذریعہ شور مچادیا ہے کہ یسوع مسیح عاجز اور ناتوان انسان تھا جو دوسرے انسانون کی طرح مرگیا ہے - اب تو اے خداوند موقعہ ہے کہ تو اپنی پیاری کلیسیا کی لاج رکھ لے اور ہمین الہام کردے کہ جس جگہ تیرا قایم مقام بشپ سکونت گزین ہے وہی مقام تیری قدرت اور برکت سے طاعون سے محفوظ رہ جائیگا اور ہم بھی تحدی اور غیر متزلزل دعوے سے مرزا غلام احمد کے مقابل ہزارون اخبارون مین شایع کردین کہ مثلاً لاہور کو جو لشپ صاحب کا صدر مقام ہے یا مثلاً بٹالہ جو پنجاب مین عیسائیون کا پسندیدہ

مقام ہے یقیناً یقیناً طاعون سے محفوظ رہے گا۔

پادری صاحبان۔ غور کا مقام ہے کہ قادیان سے دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون تاخت و تاراج کر رہی ہے۔ اور قادیان ایک جزیرہ کی طرح اس موجزن خونخوار سمندر میں بن رہا ہے اور روک اور حفاظت کا کوئی قہری اور جبری سامان نہیں۔ گورنمنٹ حفاظت سے دست کش ہو چکی ہوئی ہے اور طاعون زدہ مقامات سے روک ٹوک برائے نام اور گنوار قادیان اور اس کے بازار میں آتے جاتے ہیں باایں ہمہ ایک شخص علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے بولا اور اسنے مجھے کہا انہ اوی القریۃ۔ لولا الاکرام لہلک المقام۔ آپ لوگوں کے پاس کسقدر سامان ہیں۔ آپ کے کنوؤں میں کرم کش دوائیں چھڑکی جاتی اور طاعون کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بڑی ہتیا بندی کی جاتی ہے اور آپ ہزاروں ہزار تنخواہیں گورنمنٹ سے یا گورنمنٹ سے پاتے ہیں احسان کا معاوضہ اور مذہب عیسوی کی صداقت ظاہر کرنے کا امتحان اور میدان تواب پیش آیا ہے۔ موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیجیے۔ اگر آپ نے بالمقابل کچھ نہ کیا تو یسوع مسیح کی موت دوہری ہو جائے گی اور ایک جہان پر روشن ہو جاوے گا کہ نصرانیت مردہ مذہب ہے اور حضرت عیسیٰ عاجز انسان اور خدا کا عاجز بندہ تھا جو اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح فوت ہو گیا اور قرآن کریم اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے ہیں اور وہ شفیع اور منجی ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہی زندہ نبی اور معصوم نبی ہیں جنہوں نے ہر زمانہ میں کبھی اپنی زندگی اور اپنے کمال زندگی اور برکات کا ثبوت دیا ہے

مخاطب تو موں کو دیا اور اب بھی اپنے سچے جانشین غلام احمد مسیح موعود کے وجود میں اسلام کی زندگی کا ویسا ہی ثبوت دے رہے ہیں۔ بالآخر ہم اس مضمون کو قرآن کریم کی ایک آیت پر ختم کرتے ہیں جو سورۂ مایدہ کے اس حصہ کی آیت ہے جہان خداوند غیور نے عیسوی مذہب کا دلایل بینہ سے استیصال کر دیا ہے اور رکوع کی آخری آیت میں قطعی دلیل نصرانیت کے بطلان میں نصارے کو مخاطب کرکے یہ دی ہے۔ قل اتعبدون من دون اللہ مالا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ہو السمیع العلیم۔ قل یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل

یعنی ان سے کہہ دو کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے شخص کی (مردہ یسوع مسیح کی جسے اللہ اور ثالث ثلاثہ مانا ہے) عبادت کرتے ہو جسکے ہاتھ میں تمہارا نفع اور ضرر نہیں اور دعاؤں کو سننے والا اور داعی کے باطنی سوز و گداز کو جاننے والا تو اللہ ہے (عاجز اور مردہ مخلوق میں یہ طاقت کہاں) کہو اے کتاب والو اپنے دین میں غلو مت کرو اور ان لوگوں کی نفسانی باتوں کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے گمراہ ہو گئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بہک گئے۔ ان آیتوں میں خدا کی کتاب کس صفائی اور خوبی سے دکھا رہی ہے کہ معبود ہونے کا استحقاق اسکو ہے جسکے قبضہ قدرت میں نفع اور ضرر ہو اور کتاب اللہ دعوے کرتی ہے کہ یسوع مسیح میں یہ طاقت ہرگز نہیں لہذا وہ معبود ہونے کے قابل نہیں۔

اب کس قدر ضروری ہے کہ آجکل کے پادری اس آیت کا لگایا ہوا بدنما داغ نصرانیت کے ماتھے سے دھوئیں اور اس کی سبیل یہی ہے کہ یسوع سے نشان مانگیں جو اسکے زندہ ہونے اور ضار و نافع ہونے کا ثبوت ہو جائے اگر ایسا نہ کریں گے تو وہ سمجھ لیں کہ خود انہوں نے مسیح کی قبر پر ہزاروں من کے پتھر رکھدیے کہ وہ ذراسی کروٹ بھی نہ بدل سکے۔ اور دوسری آیت الزام دیتی ہے کہ مسیح کو خدا بنانا پرانے بت پرستوں کی ریس ہے۔ خدا کی کتابوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں +

غور کرو!

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آن مردے
کہ مے ترسد از ان یارے کہ غفارست و ستارے
گر آن چیزے کہ مے بینم عزیزان نیز دیدندے
ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تابان سیہ گشت است از بد کاری مردم
زمین طاعون ہمے آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند این تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے
نشاید تافتن سر زان جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یکدمے چون کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

رسالہ پیسہ اخبار اور لاہور

اور

حضرت مسیح موعود اور قادیان

علیحدہ بھی طبع ہو گیا ہے۔ درخواستیں دفتر اخبار الحکم و حکیم فضل دین صاحب کے پاس آنی چاہئیں +

قرآن کریم اور الوہیت مسیح

یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے ۱۱ر اپریل سنہ ۱۹۰۲ کو پڑھا

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ (سورۃ مائدہ رکوع ۱۰)

یہ رکوع جو مین نے پڑھا ہے۔ عیسائی مذہب کی تردید اور ابطال کے لئے اس سے بڑھکر کسی اور تلوار اور حربہ کی ہمین ضرورت نہین اگر اللہ جلشانہ کی اس بزرگ کتاب کی عزت و عظمت کے لئے اور کوئی بھی دلیل نہوتی۔ اگرچہ ہزار ہا دلائل اور شواہد اس کی مسلم عظمت کے لئے ہین اور اس بزرگ کتاب کی سچائی پر لا انتہا براہین ہین تو یہی ایک دلیل کافی تھی کہ اس کتاب نے اس کفر عظیم اور شرک کی جڑ کاٹی ہے جس نے انسانی قوی کی بے حرمتی کی ہے اور جس نے تقوے اور طہارت کی جڑون مین پانی پھیر کر تمام اخلاق فاضلہ کا خون کر دیا ہے۔ قرآن کریم نے مسیح ابن مریم کی الوہیت کے خوفناک عقیدہ کی ایسی تردید کی ہے کہ ایک انگریز پادری کو آہ مار کر کہنا پڑا ہے کہ **اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو ساری دنیا عیسائی ہو جاتی**۔ حقیقت مین یہ سچ ہے قرآن کریم نے آدم کی اولاد پر عظیم الشان احسان کیا ہے جو اس نے اس لغو عقیدہ کا استیصال کر دیا ہے ہم اس عیسائی کے قول کی نہایت فخر اور خوشی سے ہان مبارکبادی سے تصدیق کرتے ہین کہ قرآن کریم ہی کا احسان عمیم ہے کہ اس نے دنیا کو ابدی **لعنت** اور عیسیٰ پرستی نہیں بلکہ مردہ پرستی اور اس کے خطرناک نتائج کی تاریک غار سے بچا لیا۔

یہ مردہ پرستی قرآن کریم کی نظر مین اس قدر خطرناک اور نفرت انگیز ہے کہ آخر اسی ایک عقیدہ کی نسبت تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا فرمایا ہے ایسی خوفناک آیت بجز اس ناشدنی عقیدہ کے اور کسی گناہ پر نہین۔ مختلف مکذب قومون اور شریرون کا ذکر آیا ہے۔ مگر اس قسم کی پرہیبت آیت کہ آسمان ٹوٹ پڑے۔ اور زمین پاش پاش ہو جاوے۔ اسی کی نسبت آئی کہ خدا کا بیٹا تجویز کیا گیا۔ بات یہ ہے کہ یہی ایک عقیدہ ہے جو تمام برائیون کا منبع اور ہر قسم کی بداخلاقی اور شیطنت پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ اسی نے بہت زنا۔ شراب۔ انبیاء کی ہتک۔ خدا کی بے عزتی اور دہریت اور اباحت کو دنیا مین پھیلایا ہے کوئی بدی اور دنیا برہم زن شر نہین ہے جو مسیح کو زندہ ابن اللہ اور خدا ماننے سے پیدا نہ ہوا ہو۔ پس کس قدر احسان ہے اس رب کریم کا کہ قرآن کو بھیجکر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجکر اور پھر آج **مسیح موعود** کو بھیجکر اس **لعنت** سے دنیا کو بچا لیا جو اس عقیدہ کے سبب سے پھیلی اور جس کی وجہ سے قریب تہا کہ آسمان اس سے پھٹ جاتا۔۔ اور زمین قومون کو نگل جاتی یہ اس رحمۃ للعالمین کے وجود باجود کا ذریعہ ہے کہ زمین قائم ہے اور آسمان استادہ ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم ہی کی تعلیم کے باعث نظام عالم قائم ہے اور یہ نرا دعوی ہی نہین ہے بلکہ سچ ہے کہ **تقوی۔ عفت** ۔ پرہیزگاری اور تمام نیکیان جو اسوقت ہو رہی ہین یا آئندہ ہون گی وہ محض قرآن کریم ہی کی برکت اور پاک تعلیم کا نتیجہ ہین اور ان ہی سے نظام عالم قائم ہے

الغرض قرآن کریم ہی نے اس **ظلم عظیم** کی بنیاد کو کاٹا ہے چنانچہ فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ یقیناً یقیناً کافر ہین وہ لوگ جن کا یہ دعوے ہے کہ اللہ وہی ہے جو مریم کا بیٹا مسیح ہے۔ اس دعوے کی تردید مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ اور مسیح کا یہ قول ہے کہ اے اسرائیل کے فرزندو! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اللہ! اللہ! قرآن کریم نے کیسی لطیف طرز سے اس **لعنتی عقیدہ** کی تردید کی ہے ایک ایک لفظ اس کی جڑ کاٹنے کے لئے تیز تلوار ہے۔ مین اس وقت اس ترتیب پر جو اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے بحث نہین کرون گا بلکہ موٹے موٹے دلائل بیان کرونگا جو اس ترتیب مین رکھے ہوئے ہین +

سب سے پہلی دلیل اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم آیت کے اس حصہ ہی کی ترتیب پر نگاہ کرو پہلے ل تاکید کا پھر قد کے ساتھ اس تاکید کو اور بھی مؤکد کیا گیا ہے یعنی یقیناً یقیناً یہ کافرون کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے اس مین الوہیت مسیح کا ابطال یون فرمایا کہ یہ قول تو کفار کا اپنا قول ہے مسیح ابن مریم کا نہین۔ مدعی سست گواہ چست ہاں اگر مسیح واقعی خدا یا ابن خدا تہا تو یہ اس کا فرض ہونا چاہیئے تہا کہ وہ ایسا دعوی خود کرتا حالانکہ یوحنا کی انجیل کے ۵ باب آیت ۱۱ مین اس کے صریح خلاف ہے۔ غرض قرآن کریم کی یہ زبردست دلیل ہے جس کا نقض کسی نے نہین کیا۔ مین پھر اس دلیل کو بیان کر دیتا ہون کہ تا بخوبی سمجھ مین آجاوے قرآن فرماتا ہے کہ حق تو یہ تہا کہ مسیح کا اپنا قول ہوتا اسوقت قرآن مسیح کی بریت کرتا ہے کہ یہ قول غلط ہے مگر یہان قرآن نے کہا کہ کافر کہتے ہین کافر کے لفظ مین خود دلیل ہے۔ کافر وہ ہے کہ جس پر اللہ کی حجت و دلائل بینہ سے پوری ہو جاوے اور اس پر بھی وہ بے ایمانی پر اڑا رہے۔ اور سچائی کے ڈھانپنے والا ہو

اسمین صاف اشارہ ہے کہ باوجودیکہ توراۃ کے سارے نبی اور خود مسیح بھی صاف طور پر خدا کی حجت پوری کر چکے لیکن ناعاقبت اندیش سیاہ کارون نے اسپر بھی نہ مانا اور گندی بدعت نکالی

پھر دوسری دلیل

کہ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ اور مسیح نے کہا کہ اسرائیل کے فرزندون اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اب اسپر غور کرو کیسی ایک ترتیب ہوسکتا تھا

مسیح علیہ السلام اعتراف واللہ ہی کہتے تھے مگر یہ کہ [illegible] نے جو حاجات انسانیت تمہیں ہوتا یا دولی پوری [illegible] یہ کہکر اپنے کو انسانیت کی یکسان سطح پر اتارا ہے اور کیسی صاف اور روشن دلیل ہے عبارت ہے کہ مسیح شرکا نہیں بلکہ ایک بندہ ہے اور کھونیا کی تمام قومین اسا سف پر متفق ہیں اور وہ ہرگز انکار نہیں کرسکتی ہیں کہ عقیدہ کی بنا نصوص صریحہ پر ہوتی ہے اور وہ شکی محتمل باتو نپر مبنی نہیں ہوسکتا اب دیکھو ایک طرف مسیح دعا کی دیکر کہتا ہے کہ اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور دوسری طرف عیسائی ہین کہ اسے خدا بنا رہے ہیں۔

پھر تیسری دلیل

اسپر یہ ہے اِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ یعنی مسیح کہتے ہیں کہ جو اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے وہ جہنم مین گرایا جاتا ہے اور اسپر جنت حرام کیجاتی ہے تو کیا خود خدا انکر وہ کا وارث ہوسکتا ہے عیسائی کسقدر توہین کرتو ہین حضرت مسیح کی جب وہ انکو باوجود اقرار ضعف وناتوانی کے الوہیت کی کرسی پر بٹھاتے ہین ایک غور کرنیوالی فطرت کا انسان قرآن کریم کی اس معجزانہ ترتیب سے لطف لے سکتا ہے کہ کسطرح پر وہ الوہیت مسیح کی تردید کرتا ہے پہلے اس عقیدہ کو کافری کا قول قرار دے پھر خود حضرت مسیح کے بیٹے اس قول سے اللہ کی عبادت کرو رد کرتا ہے اور پھر اس تردید کو اور بھی مضبوط اور مستحکم کرتا ہے یہ کہکر کہ بابی دیکھو اور پھر شرک کی بنیاد یون کاٹ ہے کہ مسیح کی بناوٹ افعال۔ حرکات اطوار مین غرض کسی حالت مین الوہیت نے نیا جامہ اسے نہین پہنایا قسم ہے رب العزۃ کی کہ جان سجدہ کرا اٹھتی ہے جب وہ اس ترتیب پر یہ دل لیکر نگاہ کرتا ہے۔ خدا نصرت کرے

اور برکات نازل کرے اس کتاب بزرگ پر کہ جس نے شرک کی جڑ کاٹی ہے۔ اب یہ بڑا بھاری قرضہ تیرہ سو برس سے نصاری کی گردن پر چلا آتا ہے جیسے قرآن شریف کی بزرگ وحی ہوئی ہے قرآن شریف زرین الفاظ مین دعوے کرتا ہے کہ مسیح کی الوہیت کی کوئی دلیل دو۔ اور کچھ نہین تو کم از کم اس کے اپنے الفاظ مین دعوی ہی بتا دو مگر یہ بیچارے نصرانی ہمیشہ اس سے تہیدست اور عاری [illegible]

پھر قرآن شریف اس مسئلہ مین تثلیث کو مٹاکر ایک اس کی تردید کرتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ یقینا کافر ہین وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے اس سینہ مین جسپر وحی نازل ہوتی ہے (اللہم صل علیٰ محمد) تین سچ کہتا ہون اور شرح صدر اور ذوق کے ساتھ کہتا ہون کہ خدا تعالی کے بعد کس قدر عزت اور تعظیم کے قابل ہے وہ رسول جسپر یہ وحی اتری۔ الفاظ مین کیسی قوت اور شوکت ہے کہ ہم کہہ نہین صبر نہیں کیا۔ لقد مین ل۔ تاکید کا پھر قد بھاری ہوتی مین الفاظ نہین کہ اس زور بیان کو ادا کر سکین) جو تثلیث کے قائل ہین یعنے باپ بیٹا روح القدس تینون بھی ایک اور ایک ہین تینون۔ باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق روح القدس قادر مطلق۔ مگر تینون قادر نہین۔ ایک قادر مطلق یہ عجیب قسم کا گورکھ دھندا جو عیسائی پیش کرتے ہین اس کی تردید قرآن شریف یہ کہکر فرماتا ہے کہ لقد کفر الذین یعنی تمام انبیاء علیہم السلام ایک قادر مطلق لم یلد ولم یولد رب الافواج کیطرف دعوت کرنے آئے ہین یہ صرف کافرون ہی کا قول ہے ورنہ تمام انبیاء کی اجتماعی تعلیم تو یہی ہے کہ مامن الٰہ الا اللہ یعنی ایک ہی معبود ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر باز نہین آئینگے تو یاد رکھو کہ ان کافرون کو جھوٹے دعوون سے عذاب الیم ہوگا (باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

اس ہفتہ کا اخبار اس مضمون کی وجہ سے جو الحکم کے پہلے ہی صفحہ سے شروع ہوتا ہے۔ بہت دیر سے شائع ہوتا ہے اور چونکہ دوسرے اخبار کی اشاعت کا وقت بھی قریب ہی آگیا تھا اور حجم بھی بڑھگیا تھا اس لئے اس نمبر کو نمبر ۱۳ و ۱۴ کا مجموعہ قرار دیا جاتا ہے اور ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء کا کوئی الگ اخبار شائع نہ کیا جاویگا امید ہے کہ ناظرین ہماری اس مجبوری پر ہمین معذور سمجھینگے اور معاف فرماوینگے۔

بالکل طیار ہوگیا

ازالہ اوہام کی پہلی جلد چھپکر بالکل طیار ہوگئی اور چند روز مین سلائی وغیرہ ہوکر روانہ کرنے کے قابل ہوجائیگی اس لئے خریداران کو اطلاع دیجاتی ہے کہ جنہون نے پہلے درخواستین بھیجی ہین وہ پھر تجدید کردین قیمت مع محصول ڈاک وی پی۔ کمیشن عہ علاوہ محصول ۱۴؎ آنے ہے یہ صرف پہلی جلد کی قیمت ہے۔ تمام درخواستین دفتر الحکم یا حکیم فضل دین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہئین ؛

عسل مصفے

مولفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابوالعطا حضرت اقدس مسیح موعود کی دعاوی کے تصدیق مین اور معترضون کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۲۲ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے للعہ قیمت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے۔ جلد خریدو خریداری بہت ہے ؛

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلے کیلئے دیکھو نمبر ۱۱ جلد ۶ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء

یہ کیسی بدیہی اور صاف بات ہے کہ ایک طبیب اگر ناقابل علاج مریضوں کو اچھا کر دے تو اس کو طبیب حاذق ماننا پڑیگا اور جو اسپر بھی اس کی حذاقت کا اقرار نکرے اس کو بجز احمق اور نادان کے اور کیا کہیں گے۔ اسیطرح پر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لاکھوں مریضان گناہ کو اچھا کیا حال آنکہ ان مریضوں میں سر ایک بجائے خود ہزارہا قسم کی روحانی بیماریوں کا مجموعہ اور مریض تہا جیسے کوئی بیمار کہے کہ سر درد بھی ہے۔ نزول ہے استسقے ہے وجع المفاصل ہے طحال ہے وغیرہ وغیرہ تو جو طبیب ایسے مریض کا علاج کرتا ہے اور اسکو تندرست بنا دیتا ہے اسکی تشخیص اور علاج کو صحیح اور حکیمانہ ماننے کے سوا چارہ نہین ہے ایسا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنکو اچھا کیا انمین ہزاروں روحانی امراض تھے جس جس قدر ان کی کمزوریوں اور گناہ کی حالتوں کا تصور کرکے پھر انکی اسلامی حالت مین تغیر اور تبدیلی کو ہم دیکھتے ہین اسی قدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قوت قدسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے ضد اور تعصب ایک الگ امر ہے جو اپنی تاریکی کی وجہ سے سچائی کے نور کو دیکھنے کی قوت کو سلب کر دیتا ہے لیکن اگر کوئی دل انصاف سے خالی نہیں اور کوئی سر عقل صحیح سے حصہ رکھنے والا ہے تو اس کو صاف اقرار کرنا پڑے گا کہ آپ سے بڑھکر عظیم الشان پاکیزگی کیطرف تبدیلی کرا دینے والا انسان دنیا مین نہین گذرا۔ اللھم صل علےٰ محمد وآلہ

اب بالمقابل ہم پوچھتے ہین کہ مسیح نے کس کا علاج کیا؟ انہوں نے اپنی روحانیت اور قدسیت اور قوت قدسی کا کیا کرشمہ دکہلایا؟

زبانی باتین بنانے سے تو کچھ فائدہ نہین جب تک عملی رنگ مین ان کا نمونہ نہ دکہایا جاوے جبکہ اسقدر مبالغہ انکی شان مین کیا گیا ہے کہ باین ضعف و ناتوانی ان کو خدائی کا منصب دیدیا گیا ہے تو چاہیئے تو یہ تہا کہ انکی عام رحمت اپنا اثر دکہاتی اور اقتداری قوت کوئی نیا نمونہ پیش کرتی کہ گناہ کی زندگی پر دنیا مین موت آجاتی اور فرشتوں کی زندگی بسر کرنیوالوں سے دنیا معمور ہو جاتی؟ مگر یہ کیا ہو گیا کہ چند خاص آدمی بہی جو آپ کی صحبت میں ہمیشہ رہتے تھے درست نہو سکے؟

عیسائی اپنے خدا یسوع کا مقابلہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کرنے بیٹھ جاتے ہین مگر تعجب ہے کہ انہین شرم نہین آتی کہ وہ اس طرز پر کبھی ایک قدم بھی چلنا گوارا نہیں کرتے اور اس طریق پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکا مقابلہ کرین تو انہین معلوم ہو جاوے۔

یاد رکھو کہ نبی تخلقوا باخلاق اللہ ثابت کرنے کے لئے آتے ہین اور وہ اپنی عملی حالت سے دکہا دیتے ہین کہ وہ اخلاق اللہ کا پورا نمونہ ہین اور یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا مین جسقدر اشیاء خدا تعالے نے پیدا کی ہین وہ سب کی سب کسی نہ کسی پہلو سے انسان کے لئے مفید ہین۔ جیسے درخت بنایا ہے۔ اس کے پتے اسکا سایہ اس کی چہال۔ اس کی لکڑی۔ اس کا پہل غرض اس کے سارے حصے کسی نہ کسی رنگ مین فائدہ بخش ہین سورج کی روشنی سے انسان بہت سے فائدے حاصل کرتا ہے اور اسیطرح پر تمام چیزین ہین جو انسان کے لئے مفید اور نفع رسان ہین مگر ہمکو عیسائیون کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ انہون نے ایک عاجز انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بھی قرار دیا مگر اس کا کوئی فائدہ دنیا پر ثابت نہین کر سکے اور کوئی اسکی مقتدرانہ تجلی کا نمونہ انکے ہاتھ مین نظر نہین آتا۔ چاہیئے تو یہ تہا کہ۔۔ ان کا ابن اللہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند کا مصداق ہوتا مگر جب اس کی سوانحعمری پر غور کرتے ہین تو افسوس کیسا ہتہ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ نری خودکشی اور دوسرونکی مصیبت کو دیکھکر اپنی جان پر کھیل جانا یہ کیا دانشمندی اور مصلحت ہے اور اس سے ان مصیبت زدون کو کیا فائدہ!

انصاف اور ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین مسیح کو بالکل ناکامیاب ماننا پڑتا ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قسم کا موقع ملا ہے مسیح کو نہین ملا ہے اور یہ انکی بدقسمتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح کو کامل نمونہ ہم کہہ ہی نہیں سکتے۔ انسان کے ایمان کی تکمیل کے دو پہلو ہوتے ہین۔ اول یہ دیکھنا چاہیئے کہ جب وہ مصائب کا تختہ مشق ہو اسوقت خدا تعالے سے وہ کیسا تعلق رکہتا ہے؟ کیا وہ صدق اخلاص۔ استقلال۔ اور سچی وفاداری کے ساتھ ان مصائب پر بھی انشراح صدر سے اللہ تعالے کی رضا کو تسلیم کرتا اور اس کی حمد و ستایش کرتا ہے یا شکوہ و شکایت کرتا ہے اور دوسرے جب اس کو عروج حاصل ہو اور اقبال اور فروغ ملے تو کیا اس اقتدار اور اقبال کی حالت مین وہ خدا تعالی کو بہول جاتا ہے اور اس کی حالت مین کوئی قابل اعتراض تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے یا اسیطرح خدا سے تعلق رکہتا اور اس کی حمد و ستایش کرتا ہے اور اپنے دشمنون کو عفو کرتا اور ان پر احسان کرکے اپنی عالی ظرفی اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیتا ہے؟ مثلاً ایک شخص کو کسی نے سخت مارا ہے اگر وہ اسپر قادر ہی نہین ہوا کہ اسکو سزا دے سکے اور اپنا انتقام لے بیچارہ وہ کہے کہ دیکھو مینے اس کو کچھ بھی نہین کہا تو یہ بات اخلاق مین داخل نہین ہو سکتی اور اس کا نام بردباری اور تحمل نہین رکھ سکتے کیونکہ اُسے قدرت ہی حاصل نہین ہوئی۔ بلکہ ایسی حالت ہے کہ گالی کے سنتے ہی رو پڑے تو یہ تو ستر بی بی از بے چادری کا معاملہ ہے اس کو اخلاق اور بردباری سے کیا تعلق!!!

مسیح کے اخلاق کا نمونہ اسی قسم کا ہے اگر انہیں کوئی اقتداری قوت ملتی اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کی توفیق نہیں ہوئی۔ پھر اگر وہ اپنے دشمنوں سے پیار کرتے اور ان کی خطائیں بخش دیتے تو بیشک ہم تسلیم کر لیتے کہ ہاں انہوں نے اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھایا لیکن جب یہ موقع ہی ان کو نہیں ملا تو پھر اخلاق کا نمونہ ٹھیرانا صریح بیجائی ہے جب تک دونوں پہلو نہ ہوں خلق کا ثبوت نہیں ہو سکتا اب مقابلہ میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب مکہ والوں نے آپ کو نکالا اور تیرہ برس تک ہر قسم کی تکلیفیں آپکو پہنچاتے رہے آپکے صحابہ کو سخت سخت تکلیفیں دیں جنکے تصور سے بھی دل کانپ جاتا ہے اسوقت جیسے صبر اور برداشت سے آپنے کام لیا وہ ظاہر بات ہے لیکن جب خدا تعالےٰ کے حکم سے آپنے ہجرت کی اور پھر فتح مکہ کا موقع ملا تو اسوقت ان تکالیف اور مصائب اور سختیوں کا خیال کر کے جو مکہ والوں نے تیرہ سال تک آپ پر اور آپ کی جماعت پر کی تہیں آپکو حق پہونچتا تہا کہ قتل عام کر کے مکہ والوں کو تباہ کر دیتے اور اس قتل میں کوئی مخالف بھی آپ پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ان تکالیف کے لئے وہ واجب القتل ہو چکے تھے اس لئے اگر آپ میں قوت غضبی ہوتی تو وہ بڑا عجیب موقعہ انتقام کا تھا کہ وہ سب گرفتار ہو چکے تھے مگر آپنے کیا کیا؟ آپ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور کہا لا تثریب علیکم الیوم

یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے مکہ کی مصائب اور تکالیف کے نظارہ کو دیکھو کہ قوت و طاقت کے ہوتے ہوئے کس طرح پر اپنے جانستان دشمنوں کو معاف کیا جاتا ہے یہ ہے نمونہ آپکے اخلاق فاضلہ کا جسکی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مکہ والوں نے آپ کی نری تکذیب ہی نہیں کی تہی۔ نری تکذیب سے جو محض سادگی کی بنا پر ہوتی ہے اس دنیا میں اللہ تعالےٰ سزا نہیں دیتا ہے لیکن جب مکذب شرافت اور انسانیت کے حدود سے نکل کر بیحیائی اور دریدہ دہنی سے اعتراض کرتا ہے اور اعتراضوں ہی کی حد تک نہیں رہتا بلکہ ہر قسم کی ایذادہی اور تکلیف رسانی کے منصوبے کرتا ہے اور پھر اس کو حد تک پہونچاتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور اپنے ماموروں مرسل کے لئے وہ ان ظالموں کو ہلاک کر دیتا ہے جیسی نوح کی قوم کو ہلاک کیا۔ یا لوط کی قوم کو اس قسم کے عذاب ہمیشہ ان شرارتوں اور مظالم کیوجہ سے آتے ہیں جو خدا کے ماموروں اور ان کی جماعت پر کئے جاتے ہیں ورنہ نری تکذیب کی سزا اس عالم میں نہیں دیجاتی اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے اور اس نے ایک اور عالم عذاب کے لئے رکھا ہے۔ عذاب جو آتے ہیں وہ تکذیب کو ایذا کے درجے تک پہنچانے سے آتے ہیں۔ اور تکذیب کو استہزا اور ٹھٹھے کے رنگ میں کر دینے سے آتے ہیں اگر نرمی اور شرافت سے یہ کہا جاوے کہ میں نے اس معاملہ کو سمجھا نہیں اس لئے مجھے اسکے ماننے میں تامل ہے تو یہ انکار عذاب کو کھینچ لانیوالا نہیں ہے کیونکہ یہ تو صرف سادگی اور کمی علم کی وجہ ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر نوح کی قوم کا اعتراض شریفانہ رنگ میں ہوتا تو اللہ تعالےٰ نہ پکڑتا ساری قومیں اپنی کرتوتوں کی پاداش میں سزا پاتی ہیں خدا تعالےٰ نے تو یہاں تک بھی فرمادیا ہے کہ جو لوگ قرآن سننے کے لئے آتے ہیں ان کو امن کی جگہ تک پہونچا دیا جاوے خواہ وہ مخالف اور منکر ہی ہوں اس لئے کہ اسلام میں جبر اور اکراہ نہیں جیسے فرمایا لا اکراہ فی الدین لیکن اگر کوئی قتل کرے گا یا قتل کے منصوبے کریگا اور شرارتیں اور ایذا رسانی کی سعی کرتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ سزا پاوے قاعدہ کی بات ہے کہ مجرمانہ حرکات پر ہر ایک پکڑا جاتا ہے۔ پس مکہ والے بھی اپنی شرارتوں اور مجرمانہ حرکات کے باعث اس قابل تھے کہ ان کو سخت سزائیں دیجاتیں اور ان کے وجود سے اس ارض مقدس اور اس کے گرد نواح کو صاف کر دیا جاتا مگر یہ رحمۃ للعالمین اور انک لعلی خلق عظیم کا مصداق۔ آپنے واجب القتل دشمنوں کو بھی پوری قوت اور مقدرت کے ہوتے ہوئے کہتا ہے لا تثریب علیکم الیوم

اب پادری ہمیں بتائیں کہ مسیح کے اس خلق کو ہم کہاں ڈھونڈیں؟ ان کی زندگی میں آپکا نمونہ کہاں سے لائیں؟ جبکہ وہ ان کے عقیدے کے موافق مار ہی کہاتا رہا۔ اور جبکو سر رکھنے کی جگہ بھی نہ ملی (اگرچہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ہم خدا تعالےٰ کے ایک نبی اور مامور کی نسبت یہ گمان کریں کہ وہ ایسا ذلیل اور مفلوک الحال تہا) انسان کا سب سے بڑا نشان اس کا خلق ہے لیکن ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دینیوالے معلم کی عملی حالت میں اس خلق کا ہمیں کوئی پتہ نہیں لگتا۔ دوسروں کو کہتا ہے کہ گالی نہ دو مگر یہودیوں کے مقدس فریسیوں اور فقیہوں کو حرامکار۔ سانپ اور سانپ کے بچے آپ ہی کہتا ہے۔ یہودیوں میں بالمقابل اخلاق پائے جاتے ہیں وہ اُسے نیک استاد کہکر پکارتے ہیں اور یہ ان کو حرامکار کہتے ہیں اور کتوں اور سوروں سے تشبیہ دیتے ہیں باوجودیکہ وہ فقیہہ اور فریسی نرم نرم الفاظ میں کچھ پوچھتے ہیں اور وہ دنیوی وجاہت کے لحاظ سے بھی رومی گورنمنٹ میں کرسی نشین تھے ان کے مقابلہ میں ان کے سوالوں کا جواب تو بہت ہی نرمی سے دینا چاہئے تہا اور خوب انکو

سمجہانا چاہیے تہا حالانکہ یہ بجائے سمجہانے کے گالی پر گالی دیتے چلے جاتے ہین کیا اسی کا نام اخلاق ہے ۔ مین بار بار کہتا ہون کہ اگر قرآن شریف نہونا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے ہوتے تو مسیح کی خدائی اور نبوت تو ایک طرف شاید کوئی دانشمند ان کو کوئی عالی خیال اور وسیع الاخلاق انسان ماننے مین بھی تامل کرتا یہ قرآن شریف کا اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان عام ہے تمام نبیون پر اور خصوصاً مسیح پر کہ اس نے انکی نبوت کا ثبوت خود دیا۔

پھر ایک اور پہلو سے بھی مسیح کی خدائی کی پڑتال کرنی چاہیئے کہ اخلاقی حالت تو خیر یہ تھی ہی کہ یہود کے معزز بزرگون کو آپ گالیان دیتے تھے ۔لیکن جب ایک وقت قابو آ گئے تو اسقدر دعا کی جس کی کوئی حد نہیں مگر افسوس سے دیکہا جاتا ہے کہ وہ ساری رات کی دعا عیسائیون کے عقیدے کے موافق بالکل رد ہوگئی اور اس کا کوئی بہی نتیجہ نہ ہوا۔ اگرچہ خدا کی شان کے ہی یہ خلاف تہا کہ وہ دعا کرتے چاہیئے تو یہ تہا کہ اپنی اقتداری قوت کا کوئی کرشمہ اسوقت دکہا دیتے جس سے بچارے یہود اقرار اور تسلیم کے سوا کوئی چارہ ہی نہ دیکھتے مگر یہان الٹا اثر ہو رہا ہے اور

او خود گم است کرا رہبری کند

کا معاملہ نظر آتا ہے دعائین کرتے ہین چیختے ہین چلاتے ہین مگر افسوس وہ دعا سنی نہین جاتی اور موت کا پیالہ جو صلیب کی لعنت کی زہر سے لبریز ہے نہیں ٹلتا۔ اب کوئی اس خدا سے کیا پائیگا جو خود مانگتا ہے اور اسے دیا نہیں جاتا ۔ ایک طرف تو خود تعلیم دیتا ہے کہ جو مانگو سو ملیگا دوسری طرف خود اپنی ناکامی اور نامرادی کا نمونہ دکہاتا ہے

اب انصاف سے ہمین کوئی بتائے کہ کسی پادری کو کیا تسلی اور اطمینان ایسے خدا کے ماننے کام مین ملسکتا ہے ؟

غرض جس پہلو سے مسیح کا مقابلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے باین دعوی خدائی کیا جاوے تو صاف نظر آتا ہے کہ مسیح کو آپ سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔

آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسی اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤن کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو مین چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتہہ رکھتے ہین کہ جن کو دیکھکر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اسکے دل مین بیجا ضد اور عداوت نہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تخلقوا باخلاق اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہین لیکن جب جب کوئی مسیح کے حالات پر نظر کرتا ہے تو ایک دانشمند اور منصف مزاج انسان کو تامل ہوتا ہے کہ ایسے انسان کو جو مہذب اور شریفانہ باتون کا جواب گالی سے دیتا ہے نیک استاد کہنے والون کو سانپ اور سانپ کے بچے اور حرامکار کہتا ہے خدا تو ایکطرف نبی ہی تسلیم کرے۔

ان ساری باتون کے علاوہ یہود کو ایک اور عجیب مشکل درپیش تھی جنمین بظاہر وہ حق پر ہو سکتے ہین اور وہ یہ تھی کہ ملاکی نبی کی کتاب مین وہ پڑہہ چکے تھے کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا آسمان سے اترنا ضروری ہے جب تک وہ نہ آوے مسیح نہ آویگا اب ان کے سامنے کسی کی دوبارہ آنے کی نظیر موجود نہین اور ایلیا کا آسمان سے اترنا وہ اپنی کتابون مین پڑھتے آئے تھے انھون نے ایلیا کو آتے دیکھا نہین مسیح نے آنیکا دعوی کیا اسے تسلیم کرین تو کیونکر؟ مسیح نے جو فیصلہ ایلیا کے آنے کا کیا کہ وہ یوحنا کے رنگ مین آگیا۔ یہودیون کے پاس بظاہر اس کے انکار کے لئے وجوہات تہین کیون کہ ان کو ایلیا کا وعدہ دیا گیا تہا نہ مثیل ایلیا کا اور اس سے پہلے کوئی واقعہ اس قسم کا ہوا نہ تہا اس لئے ان کو مسیح کا انکار کرنا پڑا ۔

ایک یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے اس نے بڑے زور سے اس امر پر بحث کی ہے اور پھر اپیل کرتا ہے کہ بتاؤ ایسی صورت مین ہم کیا کرین بلکہ اس نے یہانتک لکہا ہے کہ اگر خدا تعالے ہمین اس کے متعلق بازپرس کریگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کہول کر اس کے سامنے رکہدینگے۔

غرض ایک مشکل تو یہودیون کو یہ پیش آئی پھر دوسری مشکل یہ پیش آئی کہ مسیح مصلوب ہوگیا اور صلیب کی لعنت نے انکے کذب پر ایک اور رنگ چڑہا دیا کیون کہ وہ توریت مین پڑھ چکے تھے کہ جہوٹا نبی صلیب پے لٹکایا جاتا ہے اور وہ ملعون ہوتا ہے پس انہون نے یہ خیال کیا کہ ایکطرف تو ایلیا آیا نہین اور یہ مسیح ہونیکا مدعی ہے اور ایلیا کے قصے پر جو فیصلہ دیتا ہے وہ بظاہر ملاکی نبی کی کتاب کے مخالف ہے اس لئے کاذب کی مخالفت اور خود مسیح کے طرز عمل اور سلوک نے یہودیون کو اور بھی برافروختہ کر دیا تہا جب وہ ان کو حرام کار اور سانپ اور سانپ کے بچے کہکر پکارتے تھے پس انہون نے صلیب کے لئے کوشش کی اور جب صلیب پر چڑہا دیا تو ان کے پہلے خیال کو اور بھی مضبوطی ہوگئی کیونکہ انہون نے دیکھا کہ یہ صلیب پر لٹکایا جا کر لعنتی ہوگیا ہے اس لئے سچا نہین ہے ۔

اب انہون نے یہ یقین کر لیا کہ جب یہ خود لعنتی ہوگیا تو دوسرون کا شفیع کیسے ہو سکتا ہے صلیب نے اس کے کاذب ہونے پر مہر لگا دی دو گواہون کے ساتہہ انسان پہانسی پا سکتا ہے انہون نے اسوقت بھی کہا کہ اگر تو سچا ہے تو اتر آ مگر وہ اتر نہ سکا اس امر نے ان کو اور بدظن کر دیا +

باقی آئندہ

ملفوظات احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)
ایڈیٹر کے اپنے الفاظ مین

معراج اور آسمان معراج مین جو انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کو مختلف آسمانون پر دیکہا ہے۔ حقیقت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے نبیون کا سلسلہ زمانی طور پر بتایا ہے سب سے اوپر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ابوالانبیاء تھے دکہایا ہے اور دوسرے آسمان پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو چونکہ حضرت یحیٰی اور حضرت عیسٰی کا زمانہ مشترک تہا اس لئے انکو اکٹھے بٹھایا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسرے درجے پر تھے اس لئے دوسرے آسمان پر ان کو دکہایا اور آدم کو پہلے آسمان پر دکہایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آدم تھے اسی لئے آپ کو پہلے آسمان پر دکہایا گیا

مذہب ایک سائنیس ہے اسوقت خداتعالے نے مذہبی امور کو قصے اور کہانی کے رنگ مین نہیں رکھا ہے بلکہ مذہب کو ایک سائنیس (علم) بنا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشف حقائق کا زمانہ ہے جبکہ ہر بات کو علمی رنگ مین ظاہر کیا جاتا ہے۔ مین اس لئے ہی بھیجا گیا ہون کہ ہر اعتقاد کو اور قرآن کریم کے قصص کو علمی رنگ مین ظاہر کرون۔

ذوالقرنین اور مسیح موعود یہ زمانہ کشف حقائق کا زمانہ ہے اور خداتعالی قرآن شریف کے حقائق اور معارف مجہپر کہول رہا ہے ذوالقرنین کے قصّے کیطرف جو میری توجہ ہوئی تو مجھے یہ سمجہایا گیا ہے کہ ذوالقرنین کے پیرایہ مین مسیح موعود ہی کا ذکر ہے اور اللہ تعالے نے اسکا نام ذوالقرنین اس لیئے رکہا ہے کہ قرن چونکہ صدی کو کہتے ہین اور مسیح موعود دو قرنون کو پائیگا اس لئے ذوالقرنین کہلائیگا چنانچہ مین نے تیرھوین اور چودھوین صدی دونون پائی ہین اور اسیطرح پر دوسری صدیان ہندوان اور عیسائیون کی بھی پائی ہین اس لحاظ سے تو ذوالقرنین ہے اور پھر اسی قصّہ مین اللہ تعالے نے بتایا ہے کہ ذوالقرنین نے تین قومین پائین **اول** وہ جو غروب افتاب کے پاس ہے اور کیچڑ مین ہے۔ اس سے مراد عیسائی قوم ہے جس کا افتاب ڈوب گیا ہے یعنی شریعت حقّہ انکے پاس نہیں رہی روحانیت مرگئی اور ایمان کی گرمی جاتی رہی ہے یہ ایک کیچڑ مین پھنسے ہوئے ہین

دوسری قوم وہ ہے جو آفتاب کے پاس ہے اور جہلسنے والی دہوپ ہے یہ مسلمانون کی موجودہ حالت ہے۔ آفتاب یعنی شریعت حقّہ انکے پاس موجود ہے مگر یہ لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹہاتے۔ کیونکہ فائدہ تو حکمت عملی سے اُٹہایا جاتا ہے جیسے مثلاً روٹی پکانا۔ وہ گو آگ سے پکائی جاتی ہے لیکن جب تک اس کے مناسب حال انتظام اور تدبیر نہ کی جاوے وہ روٹی طیار نہین ہوسکتی۔

اسیطرح پر شریعت حقّہ سے کام لینا ہی ایک حکمت عملی کو چاہتا ہے پس مسلمانون نے اسوقت باوجودیکہ انکے پاس آفتاب اور اس کی روشنی موجود تہی اور ہے لیکن کام نہین لیا اور مفید صورت مین اسکو استعمال نہین کیا اور خدا کے جلال اور عظمت سے حصہ نہین لیا۔

اور تیسری وہ قوم ہے جس نے اس سے فریاد کی کہ ہمکو یاجوج ماجوج سے بچا۔ یہ ہماری قوم ہے جو **مسیح موعود** کے پاس آئی اور اس نے اس سے استفادہ کرنا چاہا ہے۔

غرض آج ان قصون کا علمی رنگ ہے ہمارا ایمان ہے کہ یہ قصّہ پہلے بھی کسی رنگ مین گذرا ہے لیکن یہ سچی بات ہے کہ اس قصّہ مین واقعہ آئندہ کا بیان بھی بطور پیشگوئی تہا جو آج اس زمانہ مین پورا ہوگیا۔

ہدی اور حق هوالذی ارسل رسولهٔ بالهدٰی ودین الحق لیظهره علی الدین کله پر سوچتے سوچتے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے نے اس مین دو لفظ ہدی اور حق کے رکہے ہین ہدی تو یہ ہے کہ اندر روشنی پیدا کرے معمّا نہ رہے یہ گویا اندرونی اصلاح کی طرف اشارہ ہے جو مہدی کا کام ہے۔ اور حق کا لفظ اس بات کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ خارجی طور پر باطل کو شکست دیوے چنانچہ دوسری جگہ آیا ہے جاء الحق وزهق الباطل اور خود اس آیت مین بھی فرمایا ہے لیظهره علی الدین کله یعنی اس رسول کی آمد کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حق کو غلبہ دیگا۔ یہ غلبہ تلوار اور تفنگ سے نہین ہوگا بلکہ وجوہ عقلیہ سے ہوگا یاد رکہو کہ پاک صاف عقل کا خاصہ ہے کہ وہ قصّون پر اکتفا نہین کرتی بلکہ اسرار کو کھینچ لاتی ہے اسواسطے خداتعالے فرماتا ہے کہ جنکو حکمت دیگئی اُن کو خیر کثیر دی گئی ہے

انہ اوی القریہ آجکل ہمارے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ طاعون کی طرف زیادہ ہے اور چونکہ یہ لوگ عارف تر ہوتے ہین اس لئے خداتعالے کی غنا ذاتی سے خائف تر بھی ہوتے ہین عموماً سیر اور بعد شام طاعون پر کچھ نہ کچھ تقریر ہوجاتی ہے **انہ اوی القریہ** کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہوچکا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ مین اس کے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہون کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالے قادیان کو ضرور محفوظ رکھیگا اگرچہ یہ امر ممکن ہی ہو کہ کوئی کیس خدانخواستہ یہان ہو جائے مگر النادر کالمعدوم کے ضمن مین ہے تاہم اللہ تعالے کے فضل اور وعدہ کے موافق یقین ہے کہ وہ ہمین تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا۔

جنت الفردوس

[یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو ۴ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ہمارے محسن و مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے الفاظ میں ناظرین الحکم کے فائدے کے لئے لکھا۔]

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ان کو اس کے بدلے مین فردوس کے باغ ملتے ہین اور یہ انعام بطور ان کی مہمانی کے ہوگا

جیسے کوئی شخص کسی میزبان اپنے پیارے مہربان دوست کے پاس مہمان ہوتا ہے وہ اسوقت اسکے آنے پر کچھ چیزین اس کے سامنے پیش کرتا ہے اور پھر لائق مہمانی طیار کرتا ہے اسیطرح پر اللہ تعالے کیطرف سے ایسے مومنون اور نیک کام کرنیوالون کو پہلا تحفہ جنت الفردوس ملینگے اور وہ ایسی اچھی جگہ ہونگی کہ وہان سے نکلنا۔ اور کسی اور جگہ جانا وہ ہرگز پسند نکرینگے یہ آیت مینے اس لئے پڑھی ہے کہ مین اپنے دوستون کو یہ بتانا چاہتا ہون کہ جس جس چیز کا وعدہ اللہ تعالے ایمان اور اعمال صالحہ پر کرتا ہے یہ نہ سمجھو کہ مرنے کے بعد ہی ہے نہین بلکہ اسی دنیا میں اس کی بنیاد پڑجاتی ہے اور فردوس کے باغ جن سے پھر نکلنے کو جی نہ چاہے وہ شروع تو اسی جگہ سے ہوجاتے ہین ہان دوسرے جہان مین کامل طور پر ملین گے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مین اللہ تعالے بتاتا ہے کہ اس ایمان اور نیک کام مین بہشت رکھا گیا ہے جو خدا پر ایمان لاکر پھر اس ایمان کے حسب حال نیک کام کرے اسے اسی جہان مین جنت الفردوس ملجاتا ہے فردوس کے معنی حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام یہ کیا کرتے ہین کہ جہان اللہ تعالے کے سوا کوئی اور دوست غمخوار و غمگسار نہو

اور اس مقابلہ مین یہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون مین ایمان نہیں اور اعمال صالحہ نہیں وہ اسی جہان مین نار دیکھتے ہین ہم شرح صدر سے اس بات پر ایمان لاتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ خدا کا یہ کلام سچ ہے اسی دنیا مین سچا ایمان اور اعمال صالحہ راحت سے بھرا ہوا فردوس دیتے ہین جس سے مومن یقین کر لیتا ہے کہ اللہ تعالے کے وعدے سچے ہین اور موت کے بعد بھی وہ وعدہ کیموافق جنت الفردوس عطا کریگا

یہ مسئلہ کہ اسی دنیا مین بہشت اور دوزخ کی زندگی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اگرچہ یہ ایک باریک مسئلہ ہے لیکن مین ایک موٹی نظیر پیش کرتا ہون جسپر غور کرکے ہر ایک شخص اس کو سمجھنے کے قابل ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص مانتا ہے کہ زنا کو خدا برا سمجھتا ہے اور وہ غیور خدا ہے اور من غیرتہٖ حرم الفواحش ما ظهر منها وما بطن جو شخص سچے دل سے اسپر ایمان لاتا ہے اور پھر اُس کے حسب حال وہ عملی طور پر ...... بدکاریون اور بدنظریون سے بچتا ہے تو وہ اس آگ سے جسکو آتشک کہتے ہین اسی دنیا مین محفوظ رہتا ہے۔ اور بالمقابل وہ بیماری جو بدکار زانی کو ہوتی ہے اسکا نام آتشک رکھا ہے یعنے چیزیکہ منسوب بہ آتش است

جو لوگ اس بیماری سے واقف ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ یہ کسقدر خطرناک ہے سات پشت تک برابر چلی جاتی ہے مین نے خود اپنی آنکھ سے آتشک والے کی اولاد دیکھی ہے جب بچہ مان کے پیٹ سے نکلتا ہے تو وہ چھرے کی طرح ہوتا ہے۔ بہت سے آتشک والون کو خطرناک جذام مین مبتلا دیکھا ہے اس نامراد مرض کے مریضونکو ایسی حالت مین دیکھا ہے کہ بدن زخمونسے چھلنی ہوگیا ہے جس سے پیپ اور لہو نکلتا ہے مین نے اپنے شہر مین ایک شخص کو ایسی حالت مین دیکھا کہ اس کے بدن سے پیپ بہتی تھی اور اس کے رشتہ دار اور عزیز اس سے دس دس قدم کے فاصلے پر رہتے کیونکہ وہ اس متعفن اور پیپ بہتے ہوئے زخمون کے پاس نہ آسکتے تھے آخر پانچ مہینے تک اسیطرح چیختے چلاتے ہوئے وہ تڑپ تڑپ کر مرگیا مگر دیکھو کہ ایک صالح - صدیق جو خدا تعالے کی غیرت کو دیکھکر اس سے رُکتا ہے وہ اس آتشک سے بچ رہتا ہے

اسیطرح دیکھو کہ ایک شخص اپنے گھر مین بیٹھا ہوا ہے وہ بڑا راستباز ہے اس نے نہ کسی کا مال چرایا ہے نہ کسی کا قرضہ دبایا ہے اور نہ کسی سے اس نے گندہ معاملہ کیا ہے وہ دیکھو اپنے گھر مین کیسے چین سے بیٹھا ہے لیکن جو چوری کرکے آیا ہے یا ڈاکہ مار کر اور کسی بیگناہ کا خون کرکے آیا ہے اسے ہروقت کھٹکا اور دھڑکا لگا ہوا ہے اور ایکدم بھی وہ چین سے نہیں گذار سکتا یہی جہنم کی زندگی ہے

میرے دوستو! اللہ جل شانہٗ کا یہ انتظام حق ہے مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ زمین اور آسمان اور ان کے مابین جو کچھ ہے وہ سب حق و حکمت سے بھرا ہوا ہے اور ایک ایک ذرہ خدا کی ذات پر گواہی دیتا ہے تمام چیزین انگلی بن بن کر خدا کیطرف رہنمائی کرتی ہین یقیناً سمجھو کہ اگر حقیقت اور نصرت کی تائید نہوتی تو راستبازی کو کوئی امتیاز نہوتا -

اس کو بڑھاتے جاؤ تو پھر یہ صاف سمجھ مین آجاویگا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کیسا سچا کلام ہے یعنے جو لوگ مومن ہوتے ہین اور پھر اس ایمان کے موافق اچھے عمل کرتے ہین ان کو اسی جہان مین ایسے باغ ملتے ہین جہان اللہ تعالے ہی ان کا ہمنشین اور مونس اور غمگسار ہوتا ہے

مجھے زیادہ تر ضرورت تو اس آیت پر بولنے کی اس لئے ہوئی کہ اللہ تعالے اپنے پاک مرسل مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے پاک کلام مین مخاطب کرکے یون فرماتا ہے اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْيَةَ اور

اور لولا الاکرام لھلک المقام یعنے میری قہر کی آگ اور غضب کی تلوار سارے جہان پر چل رہی ہے اور طاعون خطرناک شکاری کیطرح آدم کی نسل کو شکار کر رہی ہے اور ایک نمونہ قیامت کا برپا ہے اس قیامت میں بھائی بھائی سے اور بیوی خاوند سے الگ ہو رہی ہے۔ آدمیون کی لاشون کو اسطرح پر گڑھے مین ڈالتے ہین جیسے مہتر کسی مرے ہوئے مویشی کو اٹھا کر لیجاتے ہین ایسی رستخیز مین اللہ تعالے فرماتا ہے انہ اوی القریۃ کہ اس گاؤن کو ہم نے اپنی پناہ مین لے لیا ہے اور پھر فرماتا ہے لولا الاکرام لھلک المقام یعنی اے مسیح تو اور تیرا پاک سلسلہ اور مقدس کارخانہ خدا کے نزدیک عزت کے قابل نہوتا تو قادیان کی مخلوق بھی تباہ کر دی جاتی مگر تیری عزت کے لحاظ سے اس کی بھی عزت کیجاتی ہے۔

یہ باتین اللہ کی طرف بڑھنے اور اعمال حسنہ کے لئے سچی ترغیبین ہین۔

اب دیکھو کہ یہ کیسی جنت الفردوس ہے

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

(خدا کے صلوٰت اور برکات اسپر ہون)

ایک انسان ہے اور وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوئے ہین وہ بھی آدم زاد اور بشر ہین جو چیخنے چلاتے ہین لیکن وہ کیا بات ہے جبکہ ہفتہ وار اموات کی تعداد ۸۰ ہزار تک پہنچ گئی ہے اور دوازدہ شہرون مین ایک قیامت کا میدان نظر آتا ہے۔ سیالکوٹ سے ایک دوست کا خط آیا ہے کہ اب ماتم پرسی بھی دور ہو گئی لوگ کتون اور چوہون کیطرح مر رہے ہین اور اب کسی جگہ سے رونے چیخنے کی آواز بھی نہین آتی یعنی اس شدت سے بیماری پھیلی ہوئی ہے کہ رونا پیٹنا اور ماتم پرسی کی رسم سب اٹھ گئی غرض ایک طرف آدمیون کے بیٹون پر یہ بلا اور دوسری طرف ابن آدم کو یہ صدا آتی ہے

لولا الاکرام لھلک المقام

اب بتاؤ ہمارے آقا مسیح کو خدا کے برگزیدہ مسیح کو جنت الفردوس دی یا نہ دی؟ اور اُس کے دامن پکڑنے والون کو ملی یا نہ ملی؟ تم مین سے کوئی اگر کسی معزز آدمی کے ساتھ دوستی کرے وہ کیسا خوش ہوتا ہے کہ اس کا ایک معزز دوست ہے پھر اس کو کسقدر خوش ہونا چاہئے جو رب العزۃ پر سچا ایمان رکھتا ہو اور اس ایمان کے موافق اعمال صالحہ بھی کرتا ہے کیا سچ فرمایا ہے اللہ کریم نے ان الذین ... سبقت لھم منا الحسنی وہ لوگ جن کے حق مین ہم وعدہ کر چکے ہین کہ وہ ہماری راستباز بندے ہین وہ اس جلتے تنور سے بالکل الگ اور دور رہینگے وہ اس کے جوش کی آواز کو نہ سنینگے بلکہ اپنے دل کی لذتون مین مسرور اور آرام سے بسر کرینگے

مین پھر کہتا ہون اے دوستو عزیزو! دیکھو کہ یہ خدا کا برگزیدہ مسیح اس تنور آتشین کی لپیٹ سے کسقدر دور اور محفوظ ہے اور اس کے طفیل اور برکت سے وہ لوگ بھی جو اس کے دامن کے سایہ مین پناہ گزین ہین اس سے دور اور محفوظ ہین۔

غرض جو سچے دل سے ایمان لائے اور نیک عمل کرے اسی دنیا مین اللہ تعالی اسکو بہشت دیتا ہے اور آخرت مین اسے اکمل بہشت عطا کریگا پس اس بنا پر وہ تمام جو میری آواز سنتے ہین خوب سمجھ لین کہ سچا ایمان پیدا کرو۔

یاایھا الذین امنوا امنوا

اب وقت ہے کہ نئے سرے سے ایمان کی تجدید کرو یاد رکھو کہ اگر کھوٹا روپیہ پیسہ یا نوٹ کوئی بچہ غلطی سے کھرا سمجھ لے تو لے سکتا ہے مگر صرافون کے بازار مین اس کی پردہ دری ہو جائیگی اسیطرح وہ ایمان جس مین دغا۔ فریب اور اللہ تعالی کے حکمون کی نافرمانی ہے وہ کھوٹا روپیہ ہے وہ کام نہین آسکتا بلکہ جیسے کھوٹے روپیہ والا جعلی سکہ بنانیوالے کے جرم مین ماخوذ ہوگا یہ بھی پکڑا جاویگا پس اس سے بچو

یہ طاعون بعض کے لئے سعادت اور رحمت کا نشان ہے اور اکثرون کے لئے ذلت اور بدبختی کا۔ اللہ تعالٰے کے مسیح اور متوسلین کے لئے برکت کا نشان ہے اور اس کے مخالفون کے لئے ذلت اور بدبختی کا۔ جب سے طاعون پھیلا ہے ہزارون آدمی اس پاک سلسلہ مین داخل ہوئے ہین بعض وقت پچاس پچاس اور بعض وقت سو سو آدمیون کے دستخطی محضرنامہ شمولیت بیعت کے لئے آئے ہین یہ ایک عجیب بات ہے اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہوتا تو ایسے وقت مین لوگ ایمان نہ لاتے

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان راحت کے وقت خدا کو بھول جاوے تو بھول جاوے مگر تکلیف اور مصیبت کے وقت آخر اس کو خدا کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے چنانچہ فرمایا ہے

واذا رکبوا فی الفلک الایۃ

اللہ تعالٰے نے یہ معیار رکھا ہوا ہے کہ جب انسان دکھون اور سختیون مین مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی امیدونکی تمام رسیان ٹوٹ جاتی ہین اور کوئی امید کسی طرف کی باقی نہین رہتی تو اس کی فطرت مین یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ وہ آخر خدا کیطرف توجہ کرتا ہے۔ مین اس آیت سے سچی دلیل نکالتا ہون کہ اس افرا تفری مین اگر یہ خدا کا مسیح خدا کیطرف سے نہ آیا ہوتا تو چاہئے تھا کہ لوگ بڑھکر بڑھکر تکفیر کرتے اور ضال مضل کہکر شور مچاتے اور صوفیون اور مشایخون کی قدر کرتے اور ان کی طرف رجوع لاتے مگر یہ عجیب معاملہ ہے کہ اُدھر سے الگ ہو کر ادھر رجوع کرتے ہین اور خدا کی اس پاک وحی کو سچا کر رہے ہین جو قریبا آٹھ برس پہلے کی ہے

یامسیح الخلق عدوانا

یہ بڑی عظیم الشان دلیل ہے کاش کوئی خدا کے کلام مین سوچے۔

مین اللہ تعالی کی قسم کھا کر اور اس نازک مقام پر کھڑا ہو کر کہتا ہون کہ خدا تعالے سچ فرماتا ہے کہ آرام کے وقت خدا کو چھوڑ سکتے ہین مگر سختی اور مصیبت مین آخر خدا ہی کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ بطرح اس قیامت خیز

ہنگامہ میں اے مسیح موعود تیری طرف لوگوں کا رجوع اور توجہ لاریب تیری سچائی کی محکم دلیل ہے اور اس لئے مبارک ہو تجھے اے مسیح کہ تو سچا ہے اور جیسی خدا کے لئے یہ ایک نشان ہے ویسے ہی تیری سچائی پر یہ ایک روشن نشان ہے پھر تجھے مبارک ہو کہ تیرا صدق کھل گیا۔

آخر میں ہمارے دوست پھر سمجھ لیں کہ اگر آگ سے بچنا اور فردوس میں داخل ہونا ہے تو ایمان اور اعمال صالحہ حسب حال ایمان پیدا کرو۔ اندر ہی اندر سوچ کر اور غور کر کے دیکھو کہ بچا تو نہیں ہو کوئی خیانت اور بد دیانتی تو نہیں ہے اور تمہارا دل یقین لا دے تو سمجھو کہ سچے مومن ہو اب وقت آگیا ہے کہ ہماری جماعت اپنی زبان کو خدا کے لئے کھولے اور ایسے اعمال اختیار کرے جو خدا کی رضامندی کا موجب ہوں نہ ہو کہ تمہارے قدم کسی بچائی کے گھر جائیں خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم میں ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ تم خدا کے مسیح کے دلائل بنجاؤ۔ آمین

شادی کی ضرورت

ہمارے اخبار کے پڑھنے والے شیخ عبد الحق صاحب نومسلم کے نام سے بخوبی واقف ہیں وہ بائیس تیس برس ایک کے ایک شریف نوجوان ہیں جنہوں نے ایف۔ اے۔ کا امتحان پاس کیا ہوا ہے اور بی۔ اے۔ کے امتحان کا ارادہ رکھتے ہیں بالفعل مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں ملازم ہیں وہ شادی کرنے کے خواہشمند ہیں۔ جو صاحب اس معاملہ کے متعلق کسی قسم کی خط و کتابت کرنا چاہیں انکے نام سے کریں +

ایک ضروری خط اور جواب

بعالی خدمت جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ تقدیر

السلام وعلیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بندہ ان دنوں میں چند اوہام میں مبتلا ہے امید ہے کہ آنجناب ان کا ازالہ فرما کر مخلصی عطا فرما دیں گے۔

حضرت اقدس نے اشتہار بعنوان طاعون مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں شائع کیا تھا کہ جب وبائے طاعون کہا جانیوالی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کرے تو اس شہر سے جلد نکلو الخ مگر آپ نئے اشتہار میں فرمایا ہے کہ لوگ طاعون کے خوف سے اپنے اپنے شہروں سے نہ نکلیں اور قادیان میں بھی نہ آئیں کیونکہ یہ شرعاً ممنوع ہے ان دونوں میں اختلاف اور تناقض ہے اور دوسرا حضرۃ نے لنگر خانہ کی امداد کے لئے اشتہار شائع کیا ہے کہ جو شخص لنگر کے مدد کے لئے چندہ نہیں دیگا وہ بیعت سے خارج ہوا اور منافق ہے یہ مسئلہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس دلیل سے وہ منافق ٹھہرایا گیا ہے فقط

راقم عبد الغنی امرتسر کڑہ باگھہ سنگھہ

۲ر اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

میری طرف سے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام وعلیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کاش آپ ایک عرصہ یہاں رہیں یہ اعتراض کتاب اور سنت کی ناواقفیت سے پیدا ہوئے ہیں درحقیقت اگر کوئی شخص مختلف قرائن اور وجدانیات کی بنا پر ایک مامور کی حقیقت پر ایمان لے آئے اور اس کی روح شرح صدر سے بول اٹھے کہ وہ من جانب اللہ ہے تو اعتراضوں اور نکتہ چینیوں اور وسوسوں کا مادہ ہی نابود ہو جاتا ہے اگر خدا کے مسیح پر آپ ایمان لا چکے ہیں تو ایسے وسائل کی تلاش کریں جن سے شرح صدر پیدا ہو سکے اور پھر نزغ شیطان قلب پر تسلط نہ پا سکے اور اگر آپ ہنوز تردد ہی میں ہیں تو اعتراض کرنے سے قبل سوچ لیا کریں کہ ایسا اعتراض کہیں خدا کی کتاب اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال پر تو نہیں پڑتا خدا کے مامور کی کسی بات میں دوسری بات سے اختلاف نہیں۔ ناسمجھی یا بغض کی آنکھ خدا کی بزرگ کتاب قرآن کریم میں بھی تناقض اور اختلاف پیدا کر لیتا ہے جس کا دعوی ہے **ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا**۔ چنانچہ ناپاک نصرانی اور ان کی ظالمانہ کتابیں ایسی نکتہ چینیوں سے لبریز ہیں۔ جو جواب قرآن کریم کی طرف سے دیا جاتا ہے وہی بلا تفاوت مولے ادھر سے بھی سمجھئے۔

(۱) خدا تعالے کے وعدے حفاظت کے بجائے خود حق ہیں اور سلسلہ اسباب کی رعایت رکھنا خدا کے امر کے موافق ہوتا ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا کے پاک اور زبردست وعدے تھے کہ وہ دشمنوں پر غالب آئینگے اور **واللہ یعصمک من الناس** وعدہ پھر مکہ معظمہ سے آپکا خفیہ نکل جانا اور مدینہ طیبہ پہنچنا۔ اور دشمنوں کے مقابل ہتھیار پکڑ کر لڑنا اور لشکر کے گرد خندق کھودنا اور بیماری میں دوا کا استعمال کرنا اور پچھنی لگوانا وغیرہ وغیرہ یہ سب امور جو اسباب کی رعایت کی غرض سے ہیں خدا کے وعدوں پر اعتماد و توکل کے منافی نہیں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ طاعون زدہ شہر میں مت جاؤ اور جہاں جوش ہو جائے وہاں سے مت نکلو ابتدا میں جب ایک دو وارداتیں ہوں تو نکلنا قہر کی زمین سے نجات ڈھونڈنا ہے اور درست ہے، مگر جب خمیر خوب پیدا ہو گیا تو پھر نکلکر دوسری غیر متاثرہ قوم کو ہلاک کرنا ہوتا ہے۔ باوجودیکہ خدا نے وعدہ دیا **انہ اوی القریۃ** مگر آج اگر آپ

ہوئے تو دیکھتے کہ کس قدر فکر سے حضرت صاحب کوشش کرتے ہین کہ طاعون زدہ علاقہ کا کوئی شخص یہان نہ آنے پائے۔ یہ خدا تعالےٰ کے غنائے ذاتی سے ڈرنا اور اس کے بنائے ہوئے سلسلہ اسباب کی جو بڑا پختہ علمی سلسلہ ہے رعایت رکہنا ہے۔ اور یہی نشان ہے حضرت موعود کے خدا کی طرف سے ہونے کا۔ کہ وہ ساری دنیا سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے۔ حالانکہ اسکے ساتہہ خدا کے وعدے بھی ہین۔ ہر کہ نزدیک تراست ترسان تراست۔ مگر لوگ باوجود اس کے کہ رستخیز قیامت برپا ہے اور کتون کی طرح مر رہے ہین ذرا بھی خدا سے نہین ڈرتے کیا اس بیبی کی اور جرأت کے سبب سے آپ ان لوگونکو بڑی دلیر اور بڑی متوکل خدا کہینگے جو خرمن مین آگ لگی ہوئی دیکہکر بھی رقص و سرود مین مصروف ہین۔ اور خدا کے راستبازون کو ڈرپوک اور کم دل اور خدا پر توکل نہ رکھنے والے یقین کرینگے جبکہ وہ ذرا ذرا سے خوف کیوقت مضطر ہوتے اور حد سے زیادہ اظہار خوف کرتے ہین۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکہا ہے کہ بادل کو چڑھتا دیکہکر آپ کا رنگ زرد ہوجاتا تہا اور فرماتے تہے کہ ایک ہلاک شدہ قوم نے اس سے پہلے بادل کو دیکہکر کہا تہا کہ لو دیکہو بادل آیا ہے اور اب خوب برسے گا مگر وہ اُن کے ہلاکت کا موجب ہوا۔

ہمارے عظیم الشان صاحب عزم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کل راستبازون کی زندگی کے ایسے ہی نمونے موجود ہین اور اصل بات یہ ہے کہ جس کی زندگی مین خدا سے ڈرنے کے ایسے نمونے پائے نہ جائین وہ مرد خدا اور مرسل خدا نہین۔ اسی خوف کا نتیجہ ہے جو ہمارے کامل ہادی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم استغفار سے رطب اللسان رہتے تہے اور ایک لحظہ بھر بھی خدا کی حفاظت اور عصمت طلب کرنے سے غافل نہین رہتے تھے اور یہ دل شجاع عرب جو ہمارے صدیون ... ہون بلکہ تمام ممالک دنیا سے جری تر اور صاحب عزم نبی خدا کے خوف اور ڈر کی یہ کیفیتین اپنے مولا کے وجود مین دیکہکر ایمان اور محبت مین چھلانگین مار مار کر آگے نکلتے تھے آپکے مذاق کیمو افق ضروری تہا کہ وہ پہلے سوال کرتے کہ حضور آپ سے خدا کے اتنے زبردست الفاظ مین پرزور اور صاف صاف وعدے ہین اور پہر آپ اسباب کی یہ رعایت کرتے اور ڈرتے ہین یہ تو صریح تناقض ہے آپکے قول مین اور فعل مین۔ اور پھر اس سوال کے بعد ایمان مین متنزلزل ہوجاتے مگر نہین وہ مغز حق اور حقیقت کو جانتے تہے وہ خدا کی صفات اور اسماء کے مقتضیات سے واقف تہے وہ ان آثار و علامات کو دیکہکر اور بھی زیادہ قریب اپنے محبوب و مرشد کے ہوجاتے تہے اسیطرح خدا نے اپنی بزرگ کتاب مین ہمکو بھی صحابہ کا مثیل اور ہمرنگ فرمایا ہے پس ہم بھی کس قدر حق رکھتے ہین کہ ویسی ہی علامتین اپنے محبوب و مولا خدا کے مسیح میں دیکہکر اس کی نسبت ایمان و محبت مین فوق العادت ترقی کرین

لنگر کا اشتہار اور ادائے چندہ پر بیعت کو منحصر رکھنا خدا تعالےٰ کی سنتون اور راستبازون کی چالون کے موافق ہے خدا تعالےٰ کے سلسلہ کو جسقدر اخراجات لگے ہوئے ہین کتابون کا خرچ اور بیشمار اشتہارون کی اشاعت کا خرچ اور لاتعداد مہمانون کا خرچ یہ آج سے نہین مدت سے ہین خدا کے مامور کی مصروفیت احقاق حق اور ابطال باطل کیطرف بالکل یکطرفہ ہونی چاہیئے توجہ کی پراگندگی اور ادہر اودہر کیطرف دھیان کرنا اس کی حالت کے منافی ہے۔ اب یہ اخراجات تو ضروری ہین اور ضروری ہے کہ کاروبار کے متکفل اور مختلف ذمہ داریون کے متعہد لوگ حضرت مامور سے بار بار خرچ مانگین اور وہ اُس وقت عظیم الشان مضمون کی تحریر مین یا توجہ الی اللہ مین مصروف ہین۔ تو کیا یہ حرکت اس کے دل مین تفرقہ اور پراگندگی کی موجب نہ ہو گی۔ جبکہ سوال کیوقت اور ضروری سوال کیوقت حاجت کے پورا کرنے سے اس کا کیسہ خالی اور عہدہ برآ ہو سکے یہ صورت چاہتی تھی کہ مدتون اس سے پہلے لوگ از خود معین رقمین اپنے نفس پر فرض کر لیتے۔ مگر خدا کی یہ عادت ہے کہ وہ بتدریج ایسی ہی موجبات سے اخیار و اشرار مین تخیص اور تمیز کیا کرتا ہے اور ایسا ہی ہوتا رہا ہے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے اخراجات پیش آئے اور آپکے قلب مبارک پر ایسے بوجھ پڑے تو خدا کی کتاب نے یہ ندا شروع کی کہ من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً اور خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم بھا اور بار بار یہ کہا گیا یجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم مومن کا نشان یہی قرار دیا گیا کہ وہ مالون کو خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین اور فرمایا ومما رزقناھم ینفقون اور زکوٰۃ کو نشان ایمان قرار دیا گیا اور خدا کے رسول کے ظل فصل صادق و مصدوق خلیفہ صدیق اکبر علیہ السلام نے زکوٰۃ کے ادا نہ کرنے والون سے اسیطرح جنگ کی جیسی اسلام کے موذی اعدا سے کیجاتی تھی۔

اُسوقت بھی بعض لوگون نے ان چندون پر اعتراض کئے اور دکان داری اور مال جمع کرنیکے الزام لگائے اور کہا کہ خدا مفلس ہوگیا ہے جو ہم سے چندے مانگتا ہے۔ اب سوچو یہ دہائی جو قرض کے لئے خدا کی کتاب مین ہے اور پھر سود در سود کے وعدہ پر کیا اس مین اور ہمارے مسیح موعود کے لنگر کے اشتہار مین کوئی اختلاف اور لڑائی ہے۔

خدا کے سلسلے اسیطرح چلا کرتے ہین مومن ان آوازون پر خوش ہوتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اب الٰہی تطہیر اس چندہ کے سبب سے ہو گی۔ وہ اپنے دلون مین ادا کرنے کے لئے شرح صدر پاکر خدا کا شکر کرتے ہین کہ وہ اس امتحان کیوقت مومن راسخ نکلتے ہین۔ چنانچہ اس اشتہار لنگر کے اشاعت کے بعد جسقدر خطوط میرے پاس آئے

کہ کوئی ... گناہ تو نہین جو قبول حق کے مقابل تاریکی پیدا کر دیتا اور ایسی روشنی باطل جس کے نظائر سے خدا کی کتاب بھری ہوئی ہے مانع نہین دیتا ۔ خاکسار عبدالکریم از قادیان ۵ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

نظم

از جناب منشی محمد نواب خانصاحب ثاقب احمدی مالیر کوٹلوی

مبارک احمدی امت تجھے یہ بزم یکتائی
جنھون نے قادیان دار الامان مین ہر امان پائی
کوئی پورب سے آیا ہے کوئی پچھم سے آپہنچا
گئی دوری بہت نزدیکی نزدیک یکجائی
ہے اُبھا تیرے اقبال کا اختر مبارک ہو
کہ جن کے نور کو چشم مخالف دیکھ شرمائی
کھلے جاتے ہین دل بستان احمد کی طراوت سے
ہوا رنگ عدو پھیکا طبیعت اس کی مرجھائی
ہوئے ہین شیر و شکر دریا پانچون انگلیان ہین
اخوت اور صداقت کا مزا اسپر ہے بالائی
خدا کے ذکر سے دل انکا اطمینان پاتے ہین
دلون مین آگئی قوت گئی سب ناتوانائی
بہت بیٹھے ہین بیمار ان دھونی رمائے نور دین کے پاس
بہتون کو اپنے عیسے کی کرامت کھینچ کر لائی
نہ سمجھو نور دین کو تم الگ اپنے مسیحا سے
یہ وہ بیمار ہے جس نے مسیحا سے شفا پائی
زمین و آسمان سب منتظر تھے ابن مریم کے
کہ اتنے مین زمین پر آسمان سے یہ ندا آئی
کہ عیسیٰ بنکے اترے حضرت میرزا غلام احمد
وہ احمد جسکو حق نے خلعت احمد ہی پہنائی
رہے الحمد للہ سب کے اب ورد زبان ہر دم
کہ احمدؐ اور محمدؐ کی تمہین صورت نظر آئی
گروہ آخرین مین احمد والا نشان آیا
کہ سچے دین احمد کی حقیقت جس نے بتلائی
ہمارا مہدی عادل مسیح ہادی برحق
کہ جس نے انبیاء و اولیا کی راہ دکہلائی
علوم معرفت کا وہ بڑا زخار دریا ہے
کہ غواصان حکمت نے نہ پائی جس کی گہرائی
تراشے وہ حالی جا لایا نورِ ایمان کو
کہ جس کے عزم ثابت کے تلے پربت بھی ہے رائی
کھڑا ہے سچے دعوی پر قدم اپنا جمائے وہ
ہے وہ ثابت قدم جس نے کبھی ٹھوکر نہیں کھائی
عرب لکن عجم ابکم ہین اسکے سامنے لا شک
ہے آمیت مین وہ بختی خدا نے اس کو گویائی
پڑھے لکھے جو ہین پتھر پڑے ہین انکی عقلون پر
کچھ ایسی دجل کی اور جہل کی آ کر گھٹا چھائی
بلا جس سے وہ خوبی رخ ایمان سے روگردان
جسے دیکھو سو اپنے حسن و خال و خط کا شیدائی
جوانون مین تو ہوتا تھا خرام ناز مستانہ
ہے بوڑھون مین جوانون سے سوا مستی و رعنائی
کہین لہو و لعب کے جمگھٹون کے بدنما منظر
پڑے پہرتے ہین مارے مارے ہر جانب تماشائی
مگر اس فتنہ و آشوب و ظلمت کے زمانہ مین
نہین ہے نور حق کی نام کو بھی دل مین جویائی
یہودی ہو چلے تھے دین حق کو چھوڑ کر مُلّا
ادھر شوخی مین حد سے بڑھ گئی تھی قوم عیسائی
جنہون نے آسمان پر ایک مردے کو چڑھایا ہے
انہین تیجا دکھائے گا یہ انکا دین آبائی
خدا کی عزت و غیرت نے پھر چاہا کہ دنیا مین
خدائے قادر قہار و احد کی ہو دارائی
زمین و آسمان مین اس کی عظمت اور عزت ہو
مٹے عیسیٰ پرستی اور مُردے کی مسیحائی
صلیبین ٹوٹ کر اب سرنگون ہونے لگین آخر
قلم کی تیغ سے خنزیر بد مرتے ہین بن آئی
فہادینا و مہدینا و ہادینا باعلی الصوت
فاکرمنی بالہام و اخزے اللہ اعدائی
یہ زندے معجزے گر دیکھ پاتے اپنی آنکھون سے
ندامت کے لحافون مین دبک جاتے مسیحائی
اب آخر مین اُٹھاؤ ہاتھ از بہر دعا ثاقب
رہین احمد کے سایہ مین ہمیشہ احمدی بہائی

یسوع مسیح مرقومہ لبشپ صاحب لاہور

پر

ریویو

نمبر ششم

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ جلد ۶

اب ہم امر ثانی کے متعلق کسیقدر بحث کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ کیا یہ سچ ہے کہ یسوع مسیح خود وہ دین تھا جس کی اس نے تعلیم دی؟

اس سوال کا جواب ہمین بالکل نفی مین دینا پڑتا ہے جب ہم انجیل اور ان کتابون پر نظر کرتے ہین جو یسوع کی سوانح کے نام سے لکھی گئی ہین اس سوال کا مفہوم اور مقصود تو یہ ہے کہ یسوع مسیح اپنی تعلیم پر خود بھی پورا کاربند تھا یا نہین؟ یا دوسرے الفاظ مین یہ ہو کہ اس کا نمونہ قابل تقلید ہے یا نہین؟

ہر ایک انسان قطع نظر اس کے کہ وہ نبی ہو یا غیر نبی دو ہی طرح کامل طور پر شناخت کیا جاتا ہے اپنے قول اور فعل سے۔ قول اور فعل سے شناخت کے دو پہلو ہین اول یہ کہ جو کچھ وہ کہتا ہے بجائے خود وہ باتین انسانی تہذیب اخلاق کے لئے اعلیٰ درجے کی ہین یا نہیں دوسرے وہ خود بھی جو کچھ کہتا ہے اسپر عمل کرتا ہے یا نہین؟

لیکن ہمین افسوس اور سخت افسوس ہوتا ہے جب عیسائیون کے خود تراشیدہ یسوع مسیح کے حالات اور اقوال پر نظر کرتے ہین کہ نہ تو اس کی تعلیم ہی اعلیٰ درجے کی ہے اور نہ وہ خود ہی اسپر عمل کرنیوالا ہے۔ گویا ہاتھی کے کہانے کے دانت اور دکہانے کے اور ہم یسوع مسیح کی تعلیم پر مختصراً جیسا کہ اس ریویو کا منشاء ہے بحث کر آئے ہین اور دکھا چکے ہین کہ وہ تعلیم یہودیون کی مسلسل تین ہزار برس کی تعلیم کے صریح متضاد اور مخالف ہے جو ان کی کتابون مین نبیون کی معرفت ان کو دی گئی تھی اور ہم نے یہ بھی دکہایا ہے کہ انجیل صرف ایک ہی قوت کی تربیت اور نشو و نما پر زور دیکر انسان کی باقی قوتون کی بے حرمتی کرتی ہے اور ان کے تکفل سے عاری ہے اور اسطرح پر گویا خدا تعالےٰ کے فعل کو لغو قرار دیتی ہے جب وہ انکے لئے کوئی قانون ہی پیش نہین کرتی۔ پہر ہم اس امر پر بھی بحث کر آئے ہین کہ انجیلی تعلیم صرف انسانی تہذیب اور اصلاح نفس کے متعلق ہی ادھوری اور نا مکمل نہین بلکہ انجیل نے خدا تعالےٰ کی نسبت جو کچھ تعلیم دی ہے وہ اور بھی دانشمند انسان کو مجبور کرتی ہے

کہ وہ اس سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرے کیونکہ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ توحید نجات کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ تثلیث کا ماننا اور یعنی قربانی پر ایمان لانا ضروری ہے وغیرہ وغیرہ

غرض اسپر ہمکو اب زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہاں یہاں صرف اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ کیا جو کچھ یسوع نے کہا خود اسپر عمل کیا اور دوسرے یہ کہ کیا یسوع نے خود اپنی بے عیب زندگی کا اعتراف کیا؟

جب ہم انجیل کا مطالعہ کرتے ہین تو یہ دیکھکر ہمین تعجب ہوتا ہے کہ یسوع ایک سائل کے جواب مین صاف اقرار کرتا ہے کہ مجھے نیک نکہو۔ ہم تہذیب اور اخلاق کے خلاف کرینگے اگر یسوع کو اس جملہ کے کہنے مین جھوٹا یا ریاکار قرار دین کہ دراصل اس کا منشا کچھ اور تھا کیونکہ اس نے صرف نیک استاد کہا تھا۔

اور اس سے پہلے جب مختلف وفتون مین بد وضع عورتون نے اس کے پاؤن پر عطر ملا یا اسکو بوسے دیئے تو یسوع نے فوراً اسپر اعتراض کرنیوالون کا تادیل سے گھر پورا کردیا۔ پس یسوع اپنے اقرار کے موافق نیک ہونیسے صریح انکار کرتا ہے اور اپنے فعل سے شہادت دیتا ہے کہ جو کچھ اس نے اس سائل کے جواب مین کہا وہ کسی صورت مین ریاکاری اور جھوٹ نہتا یہ خوش اعتقاد متبعین کی مہربانی ہوگی جو اپنے اوستاد اور مرشد کو اس قول مین جھوٹا قرار دین جبکہ وہ کہتے ہین کہ دراصل یسوع کا یہ منشا نہتا

چنانچہ یسوع نے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے اسی طریق اور نہج پر بپتسمہ لیا جسطرح دوسرے گنہگار لیتے تھے انجیل مین صاف لکھا ہے کہ اس کے پاس لوگ آکر اپنے گناہون کا اقرار کرتے تھے۔ اور یسوع نے ناصرت سے آکر ہی بپتسمہ یوحنا سے لیا۔ اور اپنے گناہون کا اقرار اسے اسیطرح کرنا پڑا۔ ورنہ یہ اصطباغ نعل لغو ٹھہرتا ہے جو یسوع کی خدائی شان سے بدرجہا بعید ہونا چاہئے جیساکہ ایک عام شریف آدمی بھی لغویات سے پرہیز کرنا ضروری سمجھتا ہے

پھر جسقدر واقعات یسوع کے انجیل مین لکھے ہین ان پر غائر نظر کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہین کہ شراب پینے کا انہین خاص شوق تہا۔ اور اس امر مین اپنے پیرو مرشد حضرت یوحنا کے بھی خلاف کیا کیونکہ یوحنا شراب نہ پیتے تھے اور شراب بالاتفاق ام الجرائم اور ام الخبائث ہے اور ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض دفعہ بدوضع عورتون کے ہان بھی آتے جاتے تھے۔ انجیل یہ بھی بتاتی ہے کہ باوصفیکہ وہ کہتے تھے کہ مین تورات کو پورا کرنے آیا ہون لیکن ساتھ ہی توریت کی تعلیم کو بالکل بدل ڈالا بلکہ منسوخ کردیا۔ پھر شیطان کے ہمراہ چالیس روز تک رہنا ایک سلیم الفطرۃ انسان کو اور بھی دھوکہ مین ڈالتا ہے ایسا ہی یہود کے بزرگ فقیہون اور فریسیون کے مقابلہ مین آتش زبانی سے کام لینا ایسی صورت مین کہ ایک گال پر طمانچہ کہاکر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دیتے تھے حیرت انگیز معاملہ ہے اور اسیطرح اپنی مان کے ساتھ بے التفاتی سے پیش آنا اور ایسی الفاظ سے اس کو مخاطب کرنا جو ایک شریف اور سعادتمند بیٹے کی شان کے صریح خلاف اور متضاد ہے یسوع کو ملزم قرار دیتا ہے۔ اور پھر صلیب کی لعنت ان تمام امور کو اور بھی قوی کردیتی ہے۔ غرض جہان تک انجیل پر تدبر سے نظر کیجاوے۔ اسیقدر امور یسوع کے نمونہ ہونے کے خلاف نظر آتے ہین کہ ان پر اگر تفصیلی بحث کیجاوے تو ایک انجیل مقدس طیار ہوجاوے۔ اس ریویو مین ہم کو صرف اجمالی نظر کرنا مقصود ہے اس لئے اسیقدر بس ہے اس مضمون پر ہمارے سید و مولا امام نے (خدا کی برکات اور نصرتین اسپر ہون) ریویو آف ریلجنز نام ماہواری رسالہ مین عصمت انبیاء کے مضمون پر بحث کرتے ہوئے فیصلہ کن مضمون لکھا ہے جو غالباً مئی یا جون مین شایع ہوگا۔

امر سوم کے متعلق ہمکو زیادہ بحث کی ضرورت باقی نہین رہی۔ کیونکہ اس امر دوم ہی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یسوع کے یہ افعال اس کو خدائی کا درجہ تو درکنار کوئی عظیم الشان انسان ہونے کا مرتبہ بھی نہین دیتے

(باقی ساتوین نمبر مین)

قرآن کریم کی ابتدا

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ جلد ۶

میرے دوستو! دنیا کی اندھیری گھڑیون مین (جو نامرادی اور ناکامی کی تاریکی سے پیدا ہوتی ہین) قرآن کریم کو اپنا رہنما بنانیوالا کبھی بھی اس تلخی اور ناکامی سے گھبرا نہین سکتا جو الحمد للہ کہنے مین ریاکار نہین ہے اس کو اپنا سچا وظیفہ بنانیوالا کبھی مخذول نہین ہوسکتا اور دنیا کی ناکامی اس پر فتح حاصل نہین کرسکتی۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی دنیوی مصائب اور مشکلات کا ہدف ہوسکتا ہے؟ گیارہ بچون کا مرنا۔ اور پیارے چچا امیر حمزہ کے ناک کان کاٹے گئے اور قسم قسم کی تکالیف اس فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئین مگر تم دیکھو کہ ہر گھڑی اس کے منہ سے بجز الحمد للہ کے اور کچھ نہین نکلا اور یہ الحمد للہ بھی روح اور راستی سے نہ لاف وگزاف کے طور پر مین دعوی سے کہتا ہون کہ دنیا ایسے عظیم الشان عارف کی نظیر سے بالکل خالی ہے۔

جب قاری اور حفاظ ذبح کئے گئے اس وقت بھی الحمد للہ کہا۔ جب مکہ سے نکالے گئے اسوقت بھی الحمد للہ کہا پھر تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہلاکر مصائب اور مشکلات مین کیون کر گھبرا سکتے ہو؟ جبکہ آپکا اسوۂ حسنہ ایسے رنگ مین موجود ہے۔

میرے دوستو! مین سچے دل سے کہتا ہون اور اس نازک مقام پر کھڑے ہوکر کہتا ہون کہ یہ تعلیم ایک یاقوتی ہے

جو مومن کے دل کو اطمینان اور سکینت سے ایسا قوی بنا دیتی ہے کہ کوئی تکلیف اور ناکامی اس کے ایمان مین ذرا بھی تزلزل ڈال نہین سکتی۔

مین یہ بھی کہتا ہون کہ جو تعلیم الحمد للہ مین دی گئی ہے اس کی نظیر کسی دوسری کتاب مین ہرگز ہرگز نہ ملیگی۔ دنیا کی ساری کتابین اس سے عاری اور تہیدست ہین اگر خطبہ اجازت دیتا تو مین مختلف کتابون کی ابتدا تمہین سناتا مگر تم خود ان کتابون کو لیکر پڑھو اور مقابلہ کرو کہ وہ کس تعلیم اور جملے سے شروع ہوتی ہین اور قرآن کریم کی ابتدا تو مین تمہین سنا چکا ہون پھر تمہین خود بخود معلوم ہو جاویگا کہ قرآن کریم کیسی کتاب ہے پھر ایک اور بات میرے دل مین آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ الحمد للہ تم سمجھ سکتے ہو تمام کامیابیون کی انتہا اور تمام مقاصد اور مطالب کے نتائج کا آخری نظارہ ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ دل کیسا یقین اور معرفت کے نور سے لبریز تہا اور وہ آنکہہ کیسی دوربین تہی جس نے ان تمام کامیابیون کو مصائب اور مشکلات کی گھڑیون مین معاینہ کر لیا اور جوش مسرت سے الحمد للہ کہنے پر دیکھنے والے کو مجبور کر دیا۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے اس سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمانی قوت اور عرفانی طاقت اور نظر کا پتہ لگتا ہے کہ آپ کو اپنی کامیابیون اور خدا تعالےٰ کے وعدون پر اور اپنے انجام پر شرح صدر کے ساتھ ایمان تہا کہ وہ واقعات جو ایک زمانہ دراز کے بعد آنے والے تھے وہ پہلے ہی آپنے دیکھ لئے پھر ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ الحمد للہ کہنے والا کس قسم کا آدمی ہونا چاہیئے اگر کوئی شخص تمام بد صفات کا جامع ہو کر کسی ممدوح کی تعریف کرے تو یقیناً سننے والے اس ممدوح سے بیزار ہو جائینگے

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابن مریم کو خدا کا بیٹا بنایا گیا اور ظلم و زور کی راہ سے اس کو باوجودیکہ وہ خون حیض کہا کر پلا تہا خدائے ذوالجلال کے عرش پر بٹہایا گیا اور پھر اس کو ملعون قرار دیکر ہاویہ مین رکہا۔ اب ایک قوم نے تو یہ تحمید اور تحمید رب العرش کی کی۔

ایک اور قوم اٹھی اس نے خدائی صفات کو بتون اور پتھرون کے حوالے کیا اور قابل شرم مقامات کی عبادت اور پرستش شروع کر دی اور قدوس و سبوح خدا کو ذلیل مظاہر مین حلول کرنیوالا ٹھیرایا یہانتک کہ خنزیر اور مگرمچھ کے قالب مین آنیوالا مانا۔

ایک اور قوم نے جو ایران مین رہتی تھی اہرمن کو قادر مطلق خدا ٹھیرایا غرض اس قسم کی ناپاکی اور گندگی کے پھیل جانے پر محمد صلعم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پکار کر کہا کہ

الحمد للہ

اب الحمد للہ کہنے والا چاہتا تہا کہ خدا ہی کی حمد ہو اور ان تمام صفات کو جو اللہ تعالےٰ کے لئے مختص ہین اور نااہلون اور مشرکون نے اپنی جہالت کے باعث وہ کمزور اور ناتوان مخلوق کو دی رکھی ہین پھر ان سے چھین کر خدا تعالیٰ کے جلال کو ظاہر کرے۔

اس کی اصل غرض یہی تہی کہ اللہ تعالےٰ ہی کی حمد ہو

اب کسقدر ضروری تہا کہ جس کی غرض و غایت اور اصل مقصود یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ ہی کی حمد ہو وہ **احمد و محمود** ہو

غور کرو کہ جو خدا کی حمد کرنا چاہتا ہے جب تک وہ خود احمد اور محمود نہوے پہلے خود تعریف کیا گیا نہوے تو لوگون کو رشک کیونکر آئے۔ یہ میران بخش پاگل اگر کسی کی تعریف کرے تو بتاؤ تم اس مین کسقدر دلچسپی لے سکتے ہو پاگل کی بڑ کہکر اس کو ٹالدوگے۔ تو اس سے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسقدر عظمت اور شوکت معلوم ہوتی ہے ایسی پر ظلمت زمانہ مین جبکہ مردہ پرست نصرانیت اور بت پرستی ایکطرف تھی۔ ایک شخص بولا کہ ساری حمد خدا ہی کے لئے ہے جو ساری صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقایص سے منزہ ہے اور اسی کی طرف بلاتا ہون پھر وہ کیونکر محمد صلعم و احمد نہوتا یہی وجہ تھی کہ خدا تعالےٰ نے آپکا نام محمد صلعم رکہا۔ اور اسی تحریک سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ وحی ہوئی

وَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا

(باقی آئندہ)

صلیب ٹوٹی کہ ٹوٹی

وزیرآباد مین عیسائیون کا مذہبی سالانہ جلسہ دو ہفتے تک رہا نوجوان (کالی جمی) عیسائی اور چند یورپین پادر وغیرہ بھی تھے پہلے پہل تو عیسائی نوجوان بازارون مین ڈھولکیان بجاتے اور مذہبی گیت گاتے گاتے منادی اور مناظرہ بھی شروع کر دیتے تھے پھر جب ہم لوگون نے دیکھا کہ یہ لوگ سیدھے سادے مسلمانون کو دبانے اور شوخیان کرنے لگے ہین تو پھر رہا نہ گیا اور وہ لوگ ہمارے ایک ہی مقابلہ مین بمصداق "جاء الحق وزہق الباطل" ایسے بھاگے کہ پھر آخیر جلسے تک منادی اور مناظرہ تو کجا گانا بجانا بھی بھول گئے بلکہ سمجھدارون کو ہماری ایسی محبت ہو گئی کہ وہ دن دن بھر ہماری صحبت مین رہتے اور اسلام کی صداقت کو دل لگاکر سنتے الحکم کے کئے پرچے معہ رسالہ دعوت الحق بھی (جو مین نے بھائی شیخ محمد جان صاحب سے لیا تہا) مجھ سے لے گئے جس کا مجھے افسوس بھی ہے اور خوشی بھی افسوس اس لئے کہ وہ نادر اور پُر از رموز مضامین پھر مجھے ہاتھ نہ آئینگے اور خوشی اس لئے کہ چند نوجوان عیسائیون مین تبلیغ تو ہوگئی سوائے چند اعتراضات کفارہ اور تثلیث کے میرے ایک اعتراض (اناجیلی اختلاف) پر (جو ذیل مین درج ہے) بہتون کے کان کھڑے ہو گئے:

(ایسی گواہون کی شہادت پر مجرم ہرگز مصلوب نہین ہوسکتا)

متی باب ۲۸ سبت کے بعد جب ہفتے کے پہلے دن پو پھٹنے لگی مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئین اور دیکھو بڑا بھونچال آیا تہا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اتر کے آیا اور اس پتھر کو قبر کو ڈھلکا کے اس پر بیٹھ گیا الخ اور اس کے ڈر سے نگہبان کانپ اٹھے۔ ۱۰

مرقس باب ۱۶ جب سبت کا دن گذر گیا مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم اور

سلومے نے خوشبودار چیزین مول لین تاکہ ان کو اسپر ملین اور ہفتے کے پہلے دن بہت سویرے سورج نکلتے پر قبر پر آئین الخ جب اُنہون نے نگاہ کی تو اس پتھر کو ڈہلکایا ہوا دیکھا اور قبر مین جا کر انہون نے ایک جوان کو سفید پوشاک پہنے دہنی طرف بیٹھے ہوئے دیکھا

لوقا اور وہ (جلیلی عورتین) اتوار کے دن بڑے تڑکے ان خوشبویون کو جو تیار کی تہین لیکے قبر پر آئین اور ان کے ساتہہ کئی اور بہی تہین اور اُنہون نے پتھر کو قبر پر سے ڈہلکایا ہوا پایا اور اندر جاکے خداوند یسوع کی لاش نہ پائی اور ایسا ہوا کہ جب وہ اس بات سے حیران تہین دیکہو دو شخص چمکتی پوشاک پہنے ان کے پاس کہڑے تہے ۔

یوحنا ہفتے کے پہلے دن مریم مگدلینی تڑکے ایسا ہوا کہ ہنوز اندھیرا تہا قبر پر آئی اور پتہر کو قبر پر سے ڈہلکا ہوا دیکہا تب وہ شمعون پطرس اور دوسرے شاگرد پاس جسے یسوع پیار کرتا تہا دوڑی آئی ۔

دیکھئے متی تو دو عورتین اور مرقس تین لوقا بے تعداد و یوحنا صرف ایک عورت کا قبر پر جانا بیان کرتا ہے ۔متی ۔عورتون کے روبرو ایک فرشتہ آسمان سے اُترا اور پتھر کو قبر سے ڈہلکا کر اسپر بیٹھہ گیا مرقس تین عورتون نے پہلے ہی سے پتھر کو ڈہلکا ہوا اور ایک فرشتہ قبر مین دیکہا لوقا مین پتھر پہلے ہی سے ڈہلکا ہوا اور دو فرشتے قبر مین ۔ یوحنا صرف ایک عورت اور پتھر ڈہلکا ہوا اور فرشتہ ندارد بیان کیا ہے ۔متی کے سوا کسی نے پہرہ دارون کا ذکر نہین کیا ۔ مرقس کے سوا سب نے اندھیرا لکھا ہے یوحنا کے سوا کسی اور نے پطرس اور دوسرے شاگرد کا دن نکلنے سے پہلے قبر پر جانا بیان نہین کیا متی کے سوا کسی نے بہونچال کا ذکر نہین کیا یہودیوں کی سنہادت اور پہرہ والون کا بیان کہ اس کے شاگرد قبر مین سے نکال کر لیگئے ۔ یہ سب باتین اگر ملا کر پڑھی جاوین اور پہر یسوع مسیح کا چالیس دن تک حواریون کے ساتہہ زندہ رہنا اور زخم دکہانا اور کہانا پینا پند و نصائح کرنا مانا جاوے تو کیا پھر بھی کفارہ اور مصلوبیت کے فلاسفی ہمارے حق مین نہین ہو سکتی ۔ اور کیا پھر بھی یہ موجودہ اناجیل الہامی اور روح القدس کی مدد سے لکھی ہوئی ماننے کے قابل ہوسکتی ہین ۔ شرم! شرم! شرم!

(نامہ نگار از وزیر آباد)

حکیم الامت کے خطوط

السلام وعلیکم ورحمتہ اللّٰہ وبرکاتہٗ

دنیا مین مرزا جی ایک طوبیٰ کا درخت ہے اور بحمد للّٰہ یہ خاکسار نورالدین اسکی ایک شاخ ۔ اور میرا پیارا بھی بحمد للّٰہ اس شاخ مین پھنسا ہوا ہے ۔ اللّٰہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ابھی وہ زمین پر گرا نہین اور خدا کرے کہ نگرے ۔ مرزا جی کا کام کیا ہے صرف قرآن کریم سنانا ۔ اگر اس کے قرآن سے کسیکا دل صاف نہو تو وہ پھر قرآن ہی سنائیگا یہان تک کہ وہ قرآن کا اثر پا جاوے میرے پیارے ۔ تو یاد کر اپنے لڑکپن اور بچپن کو کیا تیرا سچا ۔ اور مخلص دوست بدعقیدہ ۔ بدچلن ۔ نافہم ۔ یا کمزور ہے کیا تو نے کوئی بدنمونہ اس مین پایا کہ تو اس سے الگ رہنا چاہتا ہے ۔ یاد رکھ تیری دعائین تیرے حق مین تیری خاندان کے حق مین تیرے تاہنوز کبھی موثر ہوئین یا ۔ مجھ پر بڑا ہی سخت افسوس گزرا ہے کہ تجھے مرزا جی کے متعلق ابتک توہمات ہین معلوم ہوتا ہے کہ تو نے اپنے دوست ۔ اور دلی دوست نورالدین کو بھی نہین پہچانا ۔ کیا تیرے لئے یہ کافی نہ تہا کہ نورالدین مرزا جی کا مرید ہے اور بس

اصل یہ ہے کہ تو دنیا پرست ہے اور اپنی نافہمی کا گرفتار ۔ خبردار ہو جا اور یہان چلا آ ۔ کہان تیری عقل اور مرزا جی پر توہمات تو بہ کرلے اور بواپسی ڈاک قادیان پہونچ جا ۔ والا مین تو افسوس کرون گا ۔ مگر تجھے افسوس کے ساتھ ملامت اُٹھانی ہوگی ۔

(نورالدین)

دوسرا خط

السلام علیکم ورحمتہ اللّٰہ وبرکاتہٗ

تم مجھے بے ریب عزیز تہے اور ہو مین نے تم سے محبت کی اور بہت کی ۔ مین نے تمہارے لئے دعائین کین اور اکثر قبول ہوئین الحمد للّٰہ ۔ اور انشاء اللّٰہ تعالےٰ یقین ہے کہ قیامت مین بھی انکی قبولیت ظاہر ہوگی

میری محبت ایسے وقت سے شروع ہوئی جب مجھہ مین شعور و تمیز کا مادہ نہ تہا اور وہ میری علم و شعور کے ساتہہ ساتہہ بڑھتی رہی میرا تمہارا بچپن تہا مگر اللہ تعالےٰ کا محض فضل اور اس کی خاص رحمت تھی اور تعجب انگیز کرم تہا کہ میرے اور تمہارے درمیان باین جوش محبت اور شدت پیار کے بچپن سے کوئی ایسی حرکت واقع نہ ہوئی جسکو تم یا مین یا ہمارے پرانے دوست حقارت کی نگاہ سے دیکھین ۔ تم خوب یاد کرو ۔ کوئی لفظ کوئی حرکت ۔ کوئی ناشائستہ ارادہ ۔ اور نالائق خواہش میری اور تمپر کبھی بھی ظاہر ہوئی ۔ یہ اللّٰہ تعالےٰ کی نعمتین ہین جو ابتدا سے میرے شامل حال ہین مین ذکر کرونگا ۔ کیونکہ یہ نعمت کا بیان ہے ۔ مین نے جب دعا کی اللّٰہ تعالےٰ کی رضامندی کے لئے ۔ اور تعجب آتا ہے کہ کس طرح اللّٰہ کریم میرے ساتہہ تہا کہ مجھکو ہمیشہ محفوظ رکہا بچپن مین انسان کیا نہین کرتا ۔ پھر مین نے ہمیشہ ترقی کی یہان تک کہ حضرت امام صادق کی بیعت نصیب ہوئی اور تم میرے ساتھ مرید ہوئے اب مجھے امید ہوگئی کہ البتہ دین جو میرا پیارا دوست ہے ۔ میرا بہائی ہو گیا اب انشاء اللّٰہ تعالےٰ ترقی کریگا لاکن تم نے ٹہوکر کہائی اور قادیان کا آنا تو ترک کر دیا تہا ۔ مگر جو چندہ بغرض خدمت وعدہ کیا تہا اس سے بھی بخل کیا ۔ افسوس ۔ افسوس ۔ افسوس ۔ کیا تمپر یہ فضل کچھ کم تہا کہ میرا کوئی دنیوی احسان تمپر نہین ہوا ۔ مین نے اب تک تم سے ایک

کوڑی کا سلوک نکیا۔ باا ینکہ مجہ مین دولت کے لحاظ سے بڑی وسعت نھتی تم اس بھید کو نہین سمجھے اسمین بھی حکمت تھی۔ اور ہے اگر سوچو والا ہم بتا دینگے۔

حال جس خرچ کا تم کو ڈر تھا شاید اتنا خرچ مشکلات مین ہو جاوے۔ اللہ رحم کرے۔ اللہ دین مین راستباز ہون۔ اور میرا امام بے ریب بالکل راستباز ہے۔ ہم دنیا پرست نہین۔ دنیا کے طالب نہین۔ دنیا کے لئے ہم کوشش نہین کرتے۔ راستبازی پھیلانے کی کوشش کرتے ہین۔ اسواسطے کامیاب ہین اور رہینگے آہ کوئی سمجھے اور تم سمجھو۔

اب میری صلاح یہ ہے کہ تم سچی توبہ کرلو۔ کھانے پینے۔ لباس۔ خوراک۔ گھر کے اسباب مین۔ ایسی تدبیر کرو جسمین مال حرام کا کوئی حصہ نرہے اور استغفار و دعا اپنا شعار بنالو۔ اور متواتر بحضور حضرت امام خطوط لکھو مگر براہ راست ہون۔ میرے ذریعہ سے نہون۔

مین دعا کرونگا۔ مگر تم نے مجھے بہت ناراض کر دیا ہوا ہے مین نے ایک خط مین صاف لکھہ دیا تھا مدت ہوئی کہ تم ضرور یہان آجاؤ مگر کون سنتا ہے اللہ تعالے تیر فضل کریگا اور تمہاری مدد کریگا اور میری سنیگا جب تم کرونگا۔ غور کرو۔ ہمارا کنبہ کسطرح محض اللہ تعالے کے فضل سے پلتا ہے کیا ہم کسی سے روپیہ لیتے ہین۔ نہیں۔ مرزاجی کے مرید ومین منشی الہ داد وہان موجود ہے اور حکیم فضلدین بھیرہ مین کسی سے پوچھو۔ کیا مین یہان میرزاجی کے مریدون سے کچہ لیتا ہون۔ نہین نہین نہین اور ہرگز نہین۔ کیا محمد یوسف تمہاری طرح خوبصورت ہے۔ اس کی ماں محمد یوسف کے سر پر ہاتھ رکھکر یہ دعا پڑھ دے اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ سات بار۔ ای اللہ اس کو قرآن سکہا اور دین کا سمجہدار بنا۔

منشی الہداد کو السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ پہونچا دینا۔

نورالدین از قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء

بیعت

عمردین دیب گران ضلع ہزارہ تحصیل [illegible]
سیر 〃
تیمر 〃

رحمت نور بنت شرف الدین موضع دیب گران
زوجہ غلام محمد 〃
مسماۃ کرم نور بنت غلام محمد 〃
مسماۃ نسو بنت مطیع علی 〃
مسماۃ بانو بنت غلام اعوان 〃
مسماۃ فضل نور بنت حبیب اعوان 〃
مسماۃ قاسم نور بنت عبداللہ اعوان 〃
مسماۃ کرم نور بنت احمد نور 〃
مسماۃ خانی بنت صوفی اعوان 〃
مسماۃ وہاب نور بنت حبیب اعوان 〃
مسماۃ رحمت بی بی بنت مطیع علی 〃
فتح محمد سجی کوٹ ہزارہ ایبٹ آباد
فضل 〃 〃 〃
امیر محمد 〃 〃 〃
مسماۃ وہاب جی بنت نیاز محمد 〃 〃
سید محمد 〃 〃
محمد ولد خیر محمد 〃 〃
محمد ولد فضل 〃 〃
حبیب نور بنت فقیر محمد 〃 〃
مسماۃ گامی زوجہ فتح محمد 〃 〃
مسماۃ خانجا 〃 〃
حکیم امام الدین صاحب کہیوا سیالکوٹ پسرور
شیخ محمد جعفر صاحب 〃 〃 〃
چودہری مہرداد صاحب 〃 〃 〃
چودھری نبی بخش صاحب 〃 〃 〃
میان عمرالدین نجار 〃 〃 〃
میان اللہ دتا صاحب نجار 〃 〃 〃
میان ارڑا حجام 〃 〃 〃
میان خدابخش گزربردار 〃 〃 〃
اہلیہ منشی الہ دتا صاحب سیالکوٹ محلہ نوال
عبدالمجید خان 〃 〃
عبدالحمید خان 〃 〃
مستری عزیزالدین ملازم محکمہ پبلک ورکس ادہم پور
سڑک جدید مقام شیدہ ڈاکخانہ دلنسال
شیخ ناصر بمعہ سارجنٹ پولیس لدیانہ
جناب سید فرزند علی شاہ صاحب سجادہ نشین غوث پور
نعمت اللہ کوٹلہ مالیر
عبداللہ صاحب خانپوری 〃

سنتا نومسلم موہن مزرعہ ضلع انبالہ
ملک الہہ دتا لیتی رائین ملتان
زوجہ غلام حسین صاحب صدیقی سیالکوٹ
زوجہ مستری نورالدین 〃
نبی بخش صاحب نجار
جلال الدین لاہیکی لاہور
عمرالدین سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب
خان بخش معمار پٹیالہ
قاسم علی کرنال قلندر دروازہ
سید ولایت شاہ صاحب میران پنڈی سیالکوٹ
حسین شاہ صاحب 〃 〃
چودھری محمد علی صاحب گجرات
صاحب محمد دین صاحب جمون جوگی دروازہ
متصل مسجد عبدالغنی خانصاحب
علی محمد خانصاحب بہٹالوالا گورداسپورہ بہرام پرہ
مصاحب صاحب چک لوہٹ لدیانہ
عبدالرحمن صاحب 〃 〃
عیسیٰ صاحب 〃 〃
مولابخش صاحب 〃 〃
بدرالدین صاحب 〃 〃
خان محمد صاحب 〃 〃
عبدالرحمن صاحب 〃 〃
علیا صاحب 〃 〃
غلام نبی صاحب 〃 〃
الہی بخش ولد صوبہ 〃 〃
نور محمد ولد کریم بخش 〃 〃
الہی بخش ولد محمد 〃 〃
نور محمد ولد الہی بخش 〃 〃
اسمعیل صاحب 〃 〃
عبدالصمد صاحب 〃 〃
سلیمان صاحب 〃 〃
عبداللہ صاحب 〃 〃
بوٹا صاحب 〃 〃
گامون صاحب 〃 〃
نور محمد صاحب 〃 〃
ابراہیم صاحب 〃 〃
لکھا ولد نفرد 〃 〃
لکھا ولد محرم 〃 〃
علی احمد 〃 〃

یا طاعون

طاعون

دیدۂ عبرت کشا قہر قہاری بہ بین

جناب محمد یوسف صاحب کلی بمبئی (از ترجمہ چٹھی) آپ کے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے اور بہت سی جانین بچائین اکثر احباب اس کی تعریف کرتے ہین۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از بونرنگ پیٹھ آپکی دوا مین خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے مین نے ایک بیمار کی حالت دردسر اور ندران مین یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا میرے پاس اور دوا نہیں ایکدرجن بوتل عرق طاعون ارسال فرماوین جو مفید اور زود اثر دوا ہے۔

جناب محمد حیات بادشاہ چندہ پیٹ اسکا میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت پائی ہے، صرف پاؤن پر ورم باقی ہے اسکا کوئی علاج ارسال کرین۔

جناب ابراہیم بوٹرزنگ پیٹھ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کرین آپ کی دوائی سے بہت فائدہ ہوا

جناب عبدالحمید معرفت عبدالقیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آف دی سیٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گر نمودار ہے اس کیواسطے دوا ارسال فرماوین

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد خانصاحب بہادر کاظمین علاقہ ہند بدست سید علی منشی نیو ایجنٹ آپکی ایجادہ دوائی طاعون مفید ہے

جناب محی الدین خانصاحب احمد سیٹھ جنرل بہادر میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے، چند شیشیان ارسال فرماوین

جناب حکیم محمد یوسف ٹمکوری ریاست میسور مقام سرا آپ کی دوائی طاعون کی شہرت یہان بکثرت ہو رہی ہے

جناب سید محمد پنشنر رام باغ گاڑی خانہ کراچی آپکا ایجاد کردہ عرق طاعون دو مریضون کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید ہے کہ جناب بتعمیل ارسال فرماوینگے۔

یہ برباد کنندہ بنی آدم بعد از مدت ہند مین پھیلا ہے اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ما تقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے اکثر حصّہ مین جہان یہ ظاہر ہوا تصدیق ہوگئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آدھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت مل سکتی ہے قیمت فی شیشی عمر درجن شیشی صہ

شفایاب مریضونکی چند سارٹیفکیٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون مبتلایان طاعونکو دی انمین سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار مین بھی افاقہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے اور آپکی تیر بہدف اس دوا کے دینے سے چار شخصونکو فائدہ ہوا طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے دوائی آپکی ہے یا نقش اسم اعظم ہے کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمد کمتر مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

شامت اعمال ما صورت طاعون گرفت

جناب سیدی عبدالرحمن خلف سیدی حسین خلعدار از جزیرہ جبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے فوراً اکسیر کا کام کیا ہے

جناب سیٹھ آنے دیرو دسہ بہاری آف کنٹرکٹر کیماڑی شہر کراچی آپنے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون مریض شفا پا چکے ہین اور پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرماکر بدین کارڈ بنام کچھ دوا ارسال کرین

جناب صوبہ دار صاحب حسن خانصاحب پنشنر رام باغ گاڑی احاطہ کراچی۔ آپکا عرق طاعون دو مریضون کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوسے

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت شاہ نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی عرض یہ ہے کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی مین لوگونکو بڑا فائدہ ہوا مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جس وقت مریضون کو دوائی پلائی فوراً ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین صاحب ہوش ار کے اینڈ۔ ایم۔ او کیمپ ہوش کونہ ضلع بنگلور آپکے عرق طاعون نے بہت مریضون کو فائدہ دیا۔ دو شیشی مہربانی فرماکر اور ارسال کرین

ہماری خاص ساخت (ہوم میڈ) گھڑیان

گارنٹی بارہ سال قیمت ‌‌ روپیہ اوپن فیس کیس نیوزنکل سلور

ریلوے ریگولیٹر گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت آٹھ روپیہ اوپن فیس کیس۔ باریزنکل سلور کیس

کلائی پر باندھنے کی گھڑی

قیمت آٹھ روپیہ اصل چاندی گارنٹی چار سال اوپن فیس کیس سلسلہ معہ چمڑہ کلائی

ملنے کا پتہ

کشن چند سدا نند کمپنی سوداگران گھڑی وکلاک انارکلی لاہور

زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انہ اوی القریہ)

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا آتش سوزان سے جلایا ہم نے

الحکم

دار الامان قادیان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

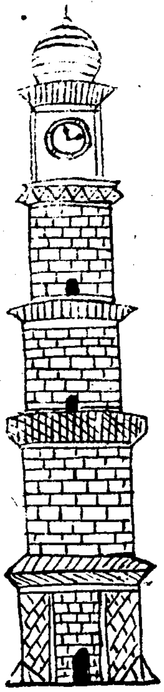

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۵ | ۲۴-اپریل سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۴-محرم الحرام سنہ ۱۳۲۰ یوم پنجشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

۱ قواعد و ضوابط الحکم ۱ و ۲
۲ دار الامان کا ہفتہ ۲
۳ ایک ضروری خط ۳-۴
۴ کلمات طیبات ۵-۷
۵ ڈائری - ۷-۸
۶ اداب الدعا ۹-۱۱
۷ قرآن کریم کی ابتدا ۱۲
۸ قرآن کریم اور الوہیت مسیح ۱۳
۹ یسوع مسیح مترجمہ بشپ صاحب لاہور پر ریویو ۱۴
۱۰ میگزین ۱۵
۱۱ تعمیر دفتر الحکم ۱۶
۱۲ ضمیمۃ الوداد نمبر سوم ۱۷-۲۱
۱۳ بیعت ۲۲

قواعد و ضوابط الحکم

بعض احباب الحکم کے متعلق قواعد و ضوابط پوچھتے ہین یا خریداری کی درخواست کر دیتے ہین لیکن جب مطبع کے قواعد کے موافق قیمت طلب پیکٹ بھیجا جاتا ہے تو واپس کر دیتے ہین اسیلیے ضروری ہے کہ ان قواعد اور ضوابط کا عام اعلان کر دیا جاوے جنکا مطبع کار بند ہے اور جنکے موافق خریداران کو عمل کرنا چاہیئے +

اول - اخبار عموماً ۲۴ صفحہ پر شایع ہوتا ہے اور مہینے مین چار بار دسمبر کے آخری ہفتہ مین عام تعطیل کیجاتی ہے -

دوم - نمونہ کے لیے ہمیشہ ۲ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے - ورنہ عدم رسی نمونہ پر شکایت کرنا مناسب نہین ہے -

سوم - ہر جدید خریدار کو قیمت درخواست کے ہمراہ ارسال کرنی لازمی ہے یا پہلا پرچہ قیمت طلب منگوا لے +

چہارم - قیمت کے پیشگی لیے جانے کا دستور ہے - اور مطبع مجاز ہے کہ جب چاہے بذریعہ قیمت طلب پیکٹ کے قیمت وصول کرے کسی جدید اطلاع کے دینے کی لازماً ضرورت نہین ہے

پنجم - جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے ورنہ عدم رسی جواب کی شکایت معاف -

ششم - بیرنگ خطوط ہرگز نہ لیے جاوینگے بجز خاص صورتون کے یعنے فرستندہ نے ٹکٹ لگایا ہوا اور بوجہ وزنی ہونے کے بیرنگ ہو گیا ہو - یا کوئی کارخانہ کا خوش معاملہ قدیم معاون ہو -

ہفتم - قیمت عوام سے ۵ روپیہ سالانہ اور خواص اور معاونین سے ۱۰ روپیہ سالانہ - ہندوستان سے باہر چھ روپیہ سالانہ محصولڈاک اس مین شامل ہے -

ہشتم - ۵ روپیہ قیمت دینے والے ایک خریدار کے نام سے ۱۲ سالانہ قیمت پر

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

الحکم جاری کرا سکتے ہین جو پہلے خریدار نہ ہون
اور حقیقت مین صد ر قیمت دینے کی استطاعت
نہ رکھتا ہو۔

اور عہ سالانہ قیمت دینے والے بے
شرح سے اخبار جاری کرانے کے علاوہ اس
سے بھی کم قیمت پر ایک اخبار کسی مستحق شوقین
کم استطاعت کے نام جاری کرانے کے مجاز
ہین +

قیمت ہر حال مین پیشگی وصول ہونی چاہیے جو صاحب مطبع کی مرضی کے موافق عند الطلب قیمت دینے کے لیے تیار نہ ہون وہ براہ کرم ہرگز درخواست نہ بھیجین +

ششم۔ تاریخ اشاعت اخبار سے ایک ہفتہ کے اندر اگر کسی کو اخبار نہ پہونچے تو اطلاع ملنے پر مطبع بلا قیمت دوسرا اخبار بہم پہنچائیگا اور ایک ہفتہ کے بعد اطلاع دیئے جانے پر ۲ آنہ قیمت لیجاوے گی۔

دہم۔ تبدیلی مقام کی اطلاع دینا لازمی ہوگا ورنہ عدم رسی اخبار کی شکایت قابل سماعت نہیں۔ اخبار کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت مین چٹ کا نمبر ضرور دینا چاہیئے +

الحکم مین اشتہارات کے قواعد اور نرخ

۱۔ الحکم کی تعداد اشاعت۔ الحکم ساڑھے پانچسو ہفتہ وار طبع ہوتا ہے اور پانچسو بذریعہ ڈاک **ہندوستان۔ برما۔** اور پنجاب کے حصص مین جاتا ہے اور برٹش افریقہ مین بھی

۲۔ الحکم مین اشتہارات کا شایع کرنا ایڈیٹر اور پروپرائیٹر کی ذاتی رائے پر منحصر ہے۔

۳۔ کوئی اشتہار کسی قدر اجرت پر بھی الحکم مین شایع نہین ہو سکتا جب تک کہ اسکا مسودہ ایڈیٹر دیکھ کر اندراج کے لیے اسکو منظور نہ کرلے جن فقرات یا الفاظ کو وہ قلمزن کرنا مشتہر پابند ہوگا کہ انکو اپنے اشتہار سے نکالدے یا ایڈیٹر کی حسب مرضی ترمیم کرے۔ بدون اسکے اشتہار چھپ نہین سکیگا۔

۴۔ مشتہر کو ایڈیٹر کیساتھ تحریری معاہدہ کرنا پڑیگا کہ اگر اسکے اخبار پڑھنے والون مین سے کسی کی شکایت مشتہر کی اشیاء کے متعلق اس قسم کی آئی کہ وہ اشتہار کے موافق نہین ہے تو بلا عذر اسکو ایسے شکایت کرنیوالے کو قیمت واپس دینی ہوگی اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو ایڈیٹر کو حق ہوگا کہ اسکا اشتہار فی الفور بند کردے

۵۔ مشتہر کو اخبار بلا قیمت ہرگز نہین ملیگا۔

۶۔ اشتہار ہمیشہ ضمیمہ کے طور پر شایع ہوگا

۷۔ اجرت اشتہارات کی ہمیشہ پیشگی لیجاویگی اس عرصہ کیلیئے جسکا معاہدہ کیا جاویگا۔

۸۔ کوئی اشتہار تین مہینے سے کم عرصہ کے لیے نہ لیا جاویگا۔ اور مہینے مین ایک بار سے زیادہ بدلا نہ جاویگا۔

۹۔ اگر اشتہار کسی خاص طرز کا لکھوا کر شایع کرنا مشتہر کا مقصود ہو تو کاپی خود کرا کر بھیجے ورنہ مطبع اپنی طرز کا معمولی اشتہار لکھوائیگا۔

۱۰۔ اجرت ختم ہونے پر بلا اطلاع اشتہار بند کردیا جاویگا۔

۱۱۔ اگر ایڈیٹر اور مالک کسی مشتہر سے بعض وجوہات پر کوئی خاص رعایت کرے تو دوسرے مشتہر کا حق نہین ہے کہ اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایڈیٹر کو مجبور کرے

۱۲۔ جب تک دوسرا نرخنامہ شایع نہ ہو الحکم مین اجرت اشتہارات کی شرح حسب ذیل ہوگی۔

اندازہ جگہ	ایکسال	چھ ماہ	تین ماہ
پورا صفحہ	۱۱۰ عہ	۶۰ عہ	۳۵ عہ
نصف صفحہ	۶۰ عہ	۳۵ عہ	۲۰ عہ
ایک کالم	۳۵ عہ	۲۰ عہ	۱۲ عہ

۱۳۔ ایک کالم سے کم کے اشتہار ۳ آنہ فی سطر کے حساب سے ایک مہینے تک اور اسکے بعد ۲ آنہ فی سطر کے حساب سے۔

۱۴۔ حاشیہ طول کی پوری سطر کیلیئے سالانہ ۶ عہ اور حاشیہ عرض کی پوری سطر کے لیے سالانہ ۱۲ عہ روپیے جاوینگے +

۱۵۔ اجرت کی کمی بیشی کیلیئے ہرگز ہرگز کوئی خط و کتابت نہ کیجاوے

رعایت۔ جو شخص الحکم کے پورے دو صفحہ اشتہار کے لیے لیگا۔ اس سے بجائے ۲۲۰ عہ کے ۱۸۰ عہ لیے جاوینگے۔

۱۶۔ اگر کوئی صاحب الحکم مین اشتہار دینے کے خواہشمند ہون تو انکا پہلا فرض ہے کہ وہ الحکم کی شرائط اشتہار کو غور سے پڑھ لین اور پھر اشتہار دینے کا ارادہ کرین۔

۱۷۔ ہر قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیئے +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالے کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور اعلائے کلمۃ الحق مین شب و روز مصروف ہین۔

یہ ہفتہ خدا تعالے کے خاص برکات کا ہفتہ ہے کئی مبشر الہام ہوئے جو رسالہ دافع البلاء مین شائع ہوئے ہین +

یہ رسالہ طاعون کے متعلق ایک اشتہار ہے جو شایع ہوگیا ہے اور الحکم کی کسی آگلی اشاعت مین بطور ضمیمہ ناظرین کو ملیگا۔

۲۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خدا کے فضل سے خوش و خرم ہین اور خدمت دین مین از بس مصروف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کا بہت بڑا بوجھ مولوی صاحب نے محض خدا کے لیے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۳۔ حضرت حکیم الامت بھی اللہ تعالے کا احسان ہے اپنے فیض سے جسمانی اور روحانی مریضونکو بہرہ ور فرما رہے ہین۔ قرآن کریم کا درس حسب معمول ہر روز ہوتا ہے اور بیمارونکے علاج کے علاوہ مختلف سبق بھی پڑھاتے ہین اور تفسیر بھی لکھ رہے ہین۔

۴۔ اس ہفتہ دارالامان مین جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم اور انکے اثر سے متاثر ہوکر جناب چودھری محمد سلطان صاحب سابق میر منشی دولت خداداد

نام کیا ہے سعت مین درج ہین + ۴۔ اشتہار طاعون کے متعلق چھپکر شایع ہوگیا ہے رسالہ بعد مین شایع ہوگا +

ایک ضروری خط جو بحکم حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محبی چراغ الدین صاحب بعد السلام علیکم آنکہ آپکا اشتہار نمبر سوم علاج طاعون حضرت امام الزمان علیہ السلام من اللہ الرحمٰن جری اللہ فی حلل الانبیاء مہدی معہود و مسیح موعود کی خدمت مبارک مین سنایا گیا۔ حضرۃ اقدس نے چند مضامین مندرجہ اور نیز آپکی دعاوی مندرجہ بلا ثبوت کو بہت نا پسند فرمایا قطع نظر بے ثبوتی کے آپ نے آداب الرسول کا بھی بالکل پاس لحاظ نکیا حالانکہ آپ پر فرض اور واجب تھا۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپنے ہمارے ان احباب قدیم اور مخلصین مہاجرین کے تمام حقوق تلف کئے جو قدیم سے فدا ہے اور جان نثار ہین اور جنکی نسبت براہین وغیرہ مین الہام موجود ہین جیسا کہ صلی اللہ علیک و علی اصحابک ایضاً محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار۔ ایضاً۔ اصحاب الصفہ وما ادراک ما اصحاب الصفہ وغیرہ ان تمام مخلصین ناصرین قدیم کے اخلاص و نصرت کو آپنے بالکل پامال کردیا ہے حالانکہ قرآن مجید مین جابجا اللہ تعالےٰ سابقون اولون کو ہی فضیلت دیتا ہے۔ لہذا آپکو ان تمام گستاخیون اور بے ادبیون سے ایک توبہ نامہ شائع کرنا ضرور ہے اور حضرۃ اقدس کو آپکی نسبت اسی اثنائے مین یہ الہام ذیل بھی ہوئے اوّل نَزَلَ بِہٖ جَبِیْزٌ اور دوسرا الہام اُذِیْبَ مَنْ مُرِیْبًا یہ الہام بڑے منذر ہین لہذا ضرور بالضرور آپ ایک توبہ نامہ بھیجدیوین

ایسا نہو کہ آپکے تمام اعمال حبط ہوجاویں دیکھو اللہ تعالےٰ آداب الرسول کی نسبت ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم۔ یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون بعض اغلاط مندرجہ سے آپکو متنبہ کیا جاتا ہے اوّل۔ جو مضمون آپنے حاشیہ صفحہ ۲۴ مین لکھا ہے کہ عیسائیون اور مسلمانون کے درمیان صلح اور موافقت پیدا کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مین واسطہ اور درمیانی مامور کیا گیا ہون آخر تک یہ کل مضمون غلط ہے حق و باطل مین کیسی صلح نور اور ظلمت مین کیسا اتفاق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وماذا بعد الحق الا الضلال یہ مضمون تو اس امر کا مشعر ہے اس امر کو کہ عیسائی بھی کچھ حق پر ہین اور آپ صادق ہوتا حالانکہ [illegible] اسلام قبول کرنیکے ہماری اور ان کی کوئی صلح نہین ہوسکتی ولن ترضیٰ عنک الیہود ولا النصاریٰ حتیٰ تتبع ملتہم ہمارا فرض منصبی کسر الصلیب ہے نہ کہ اور صلیب پرستی اور اسلام مین صلح کیونکر ہوسکتی ہے اور دوم انبیاء و مرسلین کی رسالت و نبوات کو آپنے ایک حالت مین محض دعویٰ قرار دیا ہے حتیٰ کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کو بھی محض دعوی ہی تحریر کیا یہ محض غلط بلکہ کفر ہے آنحضرت صلعم کی حقیقت رسالت پر ہزارون شواہد و براہین ہر آن اور ہر وقت مین موجود رہے مکذبین کے پاس کوئی دلیل و برہان نہیں ہے اسی لئے قل ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین انکو فرمایا گیا اس احمد کے غلام کے ساتھ تو صدہا نشان اور خوارق ابتدائی بعثت سے ہر وقت مین موجود ہین چہ جائیکہ وہ خاتم النبیین صلعم۔ (۳) صفحہ ۲ مین آپنے نشان نمائی کا دعوے بڑے زور سے کیا ہے حالانکہ ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہین فلم تقولون ما لا تفعلون ایسے دعاوی بیجا سے تائب ہونا چاہئے (۴) صفحہ ۲۱ مین نقد د انبیاء

بنی اسرائیل کو اپنے رسول اور نبی ہونے کے لئے دلیل گردانا ہے اس دلیل سے کسی کی رسالت اور نبوت کیا ثابت ہوسکتی ہے کلا و حاشا۔ اور پھر روبرو حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ایسے دعاوی کسقدر موجب گستاخی اور بے ادبی کے ہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ آپ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ رسول الوالعزم بھی ہین حضرت اقدس کے جان نثار بیس بائیس سال سے بڑی بڑی تائیدین اور نصرتین کر رہے ہین اور مواقع صعبہ اور ساعت عسرۃ مین انکا اخلاص اور صدق ظاہر ہوچکا ہے اور آپنے چند ایام سے بیعت کی ہے اور آپکو صحبت اقدس سے بھی کچھ فیضیابی حاصل نہیں ہوئی پھر یہ تقدم اور سبقت آپ کو ابھی سے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے بقول شخصے کے آمدی و کے پیر شدی۔ یہ جملہ خیالات آپ کے حدیث۔ النفس والقاءات شیطانی ہین ان سے توبہ کرنی چاہئے حضرت یوسف جو خاندانی نبی ہین باپ انکے رسول دادا انکے رسول کریم ابن الکریم ابن الکریم وہ فرماتے ہین وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء اور آپنے تو ابتک کوئی کام اولوالعزمی کا کسی قسم کی اولوالعزمی کا ہو کیا بھی نہین جو آپ مرید اولوالعزم ہی کہا جاوے (۵) صفحہ ۲۲ مین آپنے اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ دونون رجل جنمین سے آپ ایک اپنے تئین خیال کررہے ہین افراط و تفریط سے خالی نہیں ہین اور یہ آپکا قول ہے کہ صراط مستقیم سے وہ دونو باہر ہین اگر ایسا کچھ ہے تو صراط مستقیم سے تجاوز کرنیوالے ہمارے ناصر کیونکر ہوسکتے ہین حدیث مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک خط مستقیم کھینچکر اس کے دونون طرف دیگر خطوط آڑے ٹیڑھے کھینچے اور فرمایا یہ خط مستقیم میرا صراط مستقیم ہے اور باقی خطوط شیطانی راستے ہین پس جو کوئی شخص افراط و تفریط کی راہ مین پڑیگا وہ ہمارا ناصر نائب کیونکر ہوسکتا ہے (۶) صفحہ ۱ مین آپ لکھتے ہین کہ کل برکات جو مامور من اللہ کے لئے ہوتے ہین مجھکو حاصل ہین۔ آپ سے کونسے برکات کا ظہور ہوا ہے خود آپ کی

بستی جس میں آپ سکونت رکھتے ہیں طاعون سے ہلاک ہو گئی غرضیکہ ایسے دعاوی بے ثبوت سے جماعت کو سوائے ابتلا کے اور کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے (۷) آپنے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے ایسے مخفی راز ہیں جو اب تک دنیا سے مخفی ہیں میرے ہاتھ پر ظاہر ہونگے لیکن قبل از ظہور یہ تمام دعاوی محض شطحیات اور لغویات سے ہیں ہماری مجلس میں جو علماء فحول اور مفسرین کلام اللہ و کلام الرسول حاضر رہتے ہیں ان کے نزدیک ایسے دعاوی بے ثبوت کیونکر خیر قبول میں جگہ پکڑ سکتے ہیں (۸) دو جگہ پر آپنے اشعار اردو و فارسی میں لکھے ہیں وہ سب خلاف محاورہ ساقط الاوزان ہیں جن میں زحافات اور دیگر نقائض علم عروض و قوافی موجود ہیں اور مضمون بھی انکا محض خلاف نفس الامر ہے پھر اس مجلس علماء فحول میں کیونکر پسند ہو سکتے ہیں (۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپنے ایک طویل مضمون میں احیاء جسمانی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اور حضرت عیسیٰ کو اس کے ساتھ مختص کیا ہے یہ بھی بالکل غلط اور کفر ہے حضرت عیسیٰ میں وہ کونسا احیاء جسمانی تھا جو ہمارے حضرت صلعم میں نہ تھا (۱۰) قرآن و انجیل مرتبہ کی موافقت کا وہ کونسا راز ہے جو آپ پر منکشف کیا گیا ہے یہ دعویٰ بھی محض بے ثبوت ہے غرضکہ مختصر طور پر آپکو آپکی چند اغلاط سے مطلع کیا گیا۔ اور آپکی خدمت میں پہ مکرر عرض ہے کہ آپکا یا کسی کا یہ دعویٰ ماموریت یا رسالت کا بغیر صدور امر عالی حضرت اقدس کے ہرگز ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ جب تک خود حضرۃ امام الزمان جری اللہ فی حلل الانبیاء آپ کو امر فرما کر مامور بہ نیابت مقرر نفرما دیں کیونکہ درصورت موجود ہونے منیب کے کوئی شخص بغیر منیب کے قائم کئے ہوئے خود بخود مامور من اللہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ چراغ پیش آفتاب قدرے ندارد۔ اسپر علاوہ یہ کہ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایسے مستقل مامور من اللہ ہیں کہ تمام برکات جو مامور من اللہ میں ہوا کرتے ہیں وہ بہ تمام وکمال آپ میں موجود ہیں۔ بھلا اور برکات تو رہنے دیجئے یہاں پر صرف ایک ہی برکت کا ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرۃ اقدس علیہ السلام نے اس زمانہ میں جو قلم کی لڑائی کا زمانہ ہے متعدد کتابیں زبان عربی فصیح و بلیغ میں متضمن حقائق و معارف قرآنی نظم و نثر میں محرر فرما کر اعجاز بلاغت محمدیہ کی تجدید فرمادی ہے کیونکہ اس قرن میں صرف قلم کی لڑائی ہے اس برکت اعجازی کی سخت ضرورت تھی کہ اس اعجاز محمدی کی بھی تجدید کی جاوے۔ اسلئے آپ کوئی ایک ہی کتاب یا رسالہ ہی سہی متحدیانہ عربی فصیح و بلیغ میں معہ معارف و حقائق قرآنی کے نظم و نثر میں تحریر فرما دیجئے تاکہ ثابت ہو کہ حقائق اور معارف قرآنی جو زبان عربی میں ہیں آپکو کسقدر حاصل ہیں مگر جب کہ آپ زبان عربی سے محض ناآشنا ہیں اور نہ بطور وہبی کے آپکو زبان عربی کی تعلیم ہوئی ہے تو پھر آپ حقائق و معارف قرآنی کیونکر جان سکتے ہیں پھر آپکا یہ دعویٰ ماموریت و رسالت جو بغیر صدور امر عالی حضرت اقدس کے آپنے مستقل طور پر کیا ہے کیسا سراپا غلط ہی ہے تکیہ برجائے بزرگان نتوان زد بگزاف۔ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی۔ اور نہیں تو آپ اپنے انہیں رسائل کو عربی فصیح و بلیغ میں قدرے نثر و قدرے نظم تحریر کیجئے تاکہ صرف آپکی قرآن دانی جو ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے ثابت ہو ورنہ ایسے دعاوی بے ہودہ سے توبہ کیجئے اور جو رسائل آپنے تحریر فرمائے ہیں وہ تو ہر ایک ادنیٰ خادم خدام حضرۃ اقدس میں سے تحریر کر سکتا ہے۔ چہ جائی اون خدام کے جو علماء فحول جامع علوم کتاب اللہ و سنت رسول حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے زیر اقدام پڑے ہوئے ہیں مگر افسوس کہ زبان اردو و فارسی کے اشعار جو آپنے نمبر سوم میں لکھے ہیں وہ بھی ایسے بے محاورہ و ساقط الاوزان ہیں جنسے اطفال مکتب بھی مضحکہ اڑا ہیں اگرچہ بحکم الحق مُر کے یہ نصیحت جو بحکم حضرۃ اقدس کے آپکو لکھی گئی ہے آپکو تلخ معلوم ہو گی مگر محض نصحاً للہ و لرسولہ و للمومنین خالصاً للہ آپکو لکھی گئی۔ واضح ہو کہ آپکے اشتہاروں سے کسیطرح کی نصرت اس سلسلہ الٰہیہ کے لئے نہیں ہو سکتی بلکہ ضرر اس کا نفع سے زیادہ متصور ہے آپ امتحان کر دیکھئے کہ اس اپنی نصرت خیالی سے آپ معطل ہو جاویں اور پھر دیکھیں کہ ترقی اس سلسلہ الٰہیہ کی کیسے بیّن طور پر ہوتی ہے اور پھر کسی اپنی نصرت کا بھی تو آپنے اظہار کیا ہوتا کہ جس کی وجہ سے آپ اپنے تئیں ناصر خیال کر رہے ہیں۔ کیا ہی نصرت ہوئی ہے کہ حضرۃ خاتم النبیین و سید المرسلین صلعم کو جنکی شان ہی وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا انکو حضرۃ عیسیٰ کی نسبت جنکی شان فقط رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ ہے اعجاز احیاء جسمانی سے مستثنیٰ کر دیا۔ مذہب صلیبی اور اسلام میں صلح کرانیکو مستعد ہوئے۔ مشرق النور اور مغرب النور کو ایک کرنا چاہا الاسلام نور و الکفر ظلمہ میں صلح کرانی چاہی۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ ہم خاتم النبیین و سید المرسلین صلعم کو تمام انبیاؤں سے افضل اعتقاد رکھتے ہیں اور اسی مقصد کے لئے ہماری بعثت ہے۔ آپ ہماری صلح ایسے لوگوں کے ساتھ کرانی چاہتے ہیں جو انکو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب اعتقاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تو فرماوے کہ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا اور میاں چراغدین ایسے قائلین سے ہماری صلح کیواسطے مامور ہوں **نکتہ لطیفہ**۔ حضرۃ اقدس کا الہام شب کو بوقت چاند گرہن کے جو ہوا ہے کہ اذیب من یریب اس میں چند سر ہیں اوّل آنکہ اللہ تعالیٰ اپنے اس الہام میں جو عین وقت خسوف کے ہوا اشارہ فرماتا ہے کہ میرا یہ قول یعنی الہام اور یہ فعل یعنی خسوف دونوں باہم مطابق ہیں یعنی جسطرح کہ میں قمر کو حالت خسوف میں لا رہا ہوں اوسیطرح جو شخص انکار یا دعوی تساوی اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کا کریگا اگرچہ وہ مثل قمر کے روشن اور منور بھی ہو تب بھی میں اس کے نور کو معدوم کر دونگا فطابق القول بالفعل والفعل بالقول۔ ثانیاً آنکہ چراغدین نے اپنے اشتہار نمبر دوم تین کے حاشیہ میں طول لاطائل کر کر اپنے ناصر دین و مامور من اللہ ہونے پر آیت کریمہ خسوف و کسوف یعنی وَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ سے بے ہودہ استدلال کیا ہے۔ لہذا حکمت الٰہی مقتضی ہوئی اس امر کے لئے کہ خاص خسوف قمر ہی کیوقت اسکی تمام بیہودہ استدلال کو حضرۃ اقدس پر یہ الہام نازل فرما کر باطل کر دیا جاوے کہ اذیب من یریب ثالثاً چونکہ بعض احباب نے اسوجہ سے کہ یہ شخص جماعت احمدیہ سے ہی خیال کر لیا تھا کہ چراغدین بھی

ام ان تحبط اعمالکم ہے۔ جو آیت مذکورہ میں سابق گذر چکا ولنعم ما قیل سے انکل ست اہل بشارت کا شارت داند نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست
کمترین سید محمد احسن امروہی از قادیان۔

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

عیسائی چونکہ لعنت کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف تھے اسلئے مسیح کو ملعون قرار دیتے وقت انہون نے کچھ نہین سوچا کہ اسکا انجام آخر کیا ہوگا؟ علاوہ برین چونکہ عربی سے انہین بغض تھا اس لیے عبرانی مین بھی پوری مہارت حاصل نہ کرسکے یہ دونون زبانین ایک ہی درخت کی شاخین ہین اور عربی جاننے والے کے لیے عبرانی کا پڑھنا سہل تر ہے + مگر عیسائی بوجہ بغض عبرانی لغت سے بھی فایدہ نہ اٹھا سکے۔

لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ . . . کوئی خدا تعالے سے سخت بیزار ہوجاوے اور خدا تعالے اس سے بیزار ہوجاوے۔ عیسائیون کے اپنے مطبع کی چھپی ہوئی لغت کی کتابین جو بیروت سے آئی ہین۔ ان مین بھی لعنت کے یہی معنے لکھے ہوئے ہین + اور لعین شیطان کو کہتے ہین مجھے ان لوگون کی سمجھ پر سخت افسوس آتا ہے کہ انہون نے اپنے مطلب کیخاطر ایک عظیم الشان نبی کی سخت بے حرمتی کی ہے اور اسکو لعین ٹھرایا ہے اور انہون نے اپر بھی توجہ نہین کی کہ لعنت کا تعلق دل سے ہوتا ہے جب تک دل خدا سے برگشتہ نہو وہ ملعون نہین ہوسکتا اب کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا عربی اور عبرانی لغت مین لعنت کے یہ معنی متفق علیہ ہین یا نہین؟ پھر اگر دل مین شرارت اور ہٹ دھرمی نہین ہے اور محض خدا تعالے کی رضا کے لیے ایک مذہب کو لینا کیا جاتا ہے تو کیا ایک لعنت ہی کا مضمون عیسائی مذہب کے استیصال کے لئے کافی نہین ہے؟ اول غور کرو کہ جب یہ بات مسلم تھی اور پہلے تورات مین کہا گیا تھا کہ وہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے اور وہ کاذب ہے تو بتاؤ جو خود ملعون اور کاذب ٹھر گیا وہ دوسرون کی شفاعت کیا کرے گا؟

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

مین سچ کہتا ہون کہ جب سے ان عیسائیون نے خدا کو چھوڑ کر الوہیت کا تاج ایک عاجز انسان کے سر پر رکھدیا ہے۔ اندھے ہوگئے ہین ان کو کچھ دکھائی نہین دیتا۔ ایک طرف اسے خدا بناتے ہین دوسری طرف صلیب پر چڑہا کر لعنتی ٹھراتے ہین اور پھر تین دن کے لیے ہاویہ مین بھی بھیجتے ہین۔ کیا وہ دوزخ مین دوزخیونکو نصیحت کرنے گئے تھے یا ان کے لیے وہان جاکر کفارہ ہونا تھا؟

مختصر یہ کہ اس قسم کے فساد موجود ہین اب اصل مطلب یہ ہے کہ یہی نہین بلکہ کوئی بھی اخلاقی حالت مسیح کی ثابت نہین ہے صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سہارے سے مانا گیا ہے اگر انجیل کی بنا پر ہی ماننا پڑتا تو پھر ان مشکلات مین پڑکر کون تسلیم کرسکتا ہے عیسائیون نے اور انجیل نے تو اور بھی داغ لگائے ہین۔ یہودی جس قسم کے الزام لگاتے ہین ان کے تو بیان کرنے سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے یہ دلیر قوم تو اس کی مان کو بھی متہم کرتی ہے۔ ایک اور خطرناک معاملہ ہے جسکا جواب عیسائیونکے پاس ہرگز نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ مریم کی مان نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تارک رہے گی نکاح نہ کریگی اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ مین ہیکل کی خدمت کرونگی باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا۔ ان تاریخون مین جو یہودی مصنفون نے لکھی ہین۔ اور باتونکو چھوڑ کر بھی اگر دیکھا جاوے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرلے اور اسرائیلی بزرگون نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہین نکاح کرنا ہوگا اب اس واقعہ کو مدنظر رکھکر دیکھو کہ کسقدر اعتراض واقع ہوتے ہین۔

اول جب عہد باندھا گیا تھا تو پھر خدا کی مان اور نانی نے اپنے عہد کو کیون توڑا؟

دوم جبکہ عیسائیونکے نزدیک کثرت ازدواج زناکاری ہے تو وہ اسکا کیا جواب دیتے ہین کہ یوسف کی پہلی بیوی بھی تھی اور مریم دوسری بیوی تھی؟ کیا وہ اپنے آپ یہ الزام اپنی مقدس کنواری پر قایم نہین کرتے؟

سوم۔ جبکہ حمل ہوچکا تھا پھر تو حمل مین نکاح کیون کیا گیا۔؟

یہ تین زبردست اعتراض ہین۔ جو اسپر ہوتے ہین۔ اور باتونکو اگر چھوڑ دیا جاوے مثلاً یہ کہ جب فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تھی کہ تیرے پیٹ مین خدا آتا ہے تو اسے چاہیئے تھا کہ شور مچا دیتی اور دنیا کو آگاہ کرتی کہ خدا کا آنا استقبال کرنے کو تیار ہوجاؤ وہ میرے پیٹ سے پیدا ہوگا۔ پھر اس کو چھپایا کیون گیا۔ ہم اس قسم کے اعتراضونکو سردست چھوڑ دیتے ہین لیکن جو تین بڑے اعتراض اوپر کئے گئے ہین انکا جواب عیسائیون کے پاس حقیقت مین کچھ بھی نہین ہے۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مریم کو ہیکل مین پیٹ ہوگیا تھا اور مریم نے یہ سمجھا کہ لوگون کو اگر بتایا گیا کہ مجھے فرشتہ نے آکر بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی ہے تو لوگ ٹھٹھا کرینگے۔ اور کہین گے کہ اس کو بیاہ کے خواب آتے ہین۔ کوئی بدکار ٹھیرے گا۔ لیکن جب پیٹ چھپ نہ سکا۔ اور چرچا ہونے لگا تو آخر سب کو فکر پڑی اگر پہلے سے بتا دیتی جب فرشتہ نے آکر کہا تھا تو شاید اسقدر شور نہ ہوتا۔

لیکن انہون نے یہی کہا کہ اسوقت اگر بتایا
تو یہی کہین گے کہ خداوند مانگتی ہے کیونکہ
یہ قاعدہ ہے کہ اگر کنواری لڑکی ذرا سا
بھی کوئی ذکر کر بیٹھے تو لوگ اس کی نسبت
یہی نتیجہ نکال لیتے ہین۔ پس وہ ڈرتی
رہی اور یہی اس نے سوچا کہ خاموش
رہون۔ لیکن چار پانچ مہینے کے بعد
جب پیٹ بڑھا اور پردہ نہ رہ سکا۔
تو پھر رہا نہ گیا تو ہیکل کے بزرگون کو بخوبی
معلوم ہو گیا کہ مریم حاملہ ہے اور انہین
فکر پیدا ہوئی اور جیسا کہ یہ دیکھا جاتا ہے
کہ اگر کسی شریف خاندان کی کوئی لڑکی حاملہ
ہو جاوے تو جھٹ پٹ اسکا نکاح کر دیتے
ہین تاکہ ناک نہ کٹ جاوے ان بزرگونکو
بھی یہی فکر پیدا ہوئی کیونکہ وہ اصل واقعہ
سے بالکل بے خبر اور ناآشنا تھے اسلیے
انہون نے ان باتون کی ذرا بھی پروا
نہ کی کہ اس نکاح سے عہد شکنی کا ارتکاب
ہوگا یا دوسری شادی کی وجہ سے
بقول یسوع مسیح یہ زناکاری ٹھیرے گی
یا حاملہ کا نکاح کرنا جایز نہین ہے۔
عزیزون نے بھی سمجھا کہ اگر اب خاموشی
کی گئی اور نکاح نہ کیا گیا تو ناک کٹ جاویگی
اسلیے یہ نکاح کر دیا گیا جس پر اسقدر
اعتراض ہوتے ہین۔
مگر غور طلب ۔۔ سوال یہ ہے کہ ان
انجیل نویسون نے اس واقعہ پر کیون
دیانت داری کے ساتھ روشنی نہین
ڈالی یہ دیانت داری کے خلاف ہے
ایک جگہ ایک انجیل نویس لکھتا ہے۔
کہ یسوع نے اسقدر کام کیے کہ اگر وہ
لکھے جاتے تو دنیا مین نہ سما سکتے مگر
اس عقلمندی کی سمجھ پر افسوس آتا ہے کہ
اس ایک ہی جملہ نے انجیل کی ساری
حقیقت کھول دی کہ اس مین جو کچھ لکھا
گیا ہے ایسی ہی مبالغہ آمیز باتین ہین
کیونکہ یہ ہنسی کی بات ہے کہ جو کام
تین برس مین ہو سکتے ہین وہ دنیا
مین نہین سما سکتے جب محدود زمانہ
مین سما گئے تو پھر مکانی طور پر کیون
محدود نہین ہو سکتے؟

اس قسم کے ردی مواد سے
بھرا ہوا عیسائی مذہب کا پھوڑا
ہے۔ پھوڑون کے پھوٹنے کا ایک
وقت مقرر ہوتا ہے۔ نصرانی مذہب
بھی ایک پھوڑا ہے جو اندر پیپ سے
بھرا ہوا ہے اس لیے باہر سے چمکتا
ہے مگر اب وقت آگیا ہے کہ یہ ٹوٹ
جاوے اور اس کی اندرونی غلاظت
ظاہر ہو جاوے۔

ابھی سکھون کا زمانہ گذرا ہے جس مین
شائستگی بالکل جاتی رہی تھی عالم
باعمل نہ رہے تھے اگر کسی کو شبہات
پڑتے اور وہ سوال کرتا تو اس کو
واجب القتل ہونے کا فتوے دیا
جاتا یہ زمانہ ایسا ہی ہو گیا تھا مگر اب
خداتعالے نے فضل کیا کہ ایک مہذب
اور شایستہ۔ علم دوست گورنمنٹ
کو ہم پر حکمران کیا جس نے عدل اور
انصاف کے ساتھ حکومت کرنی چاہی
ہے اور مذہبی آزادی کی برکت سے
ساری قومون کو مستفید کیا اب وہ
وقت آگیا ہے کہ مذہب کے متعلق سوال
کرنے والون سے کوئی سختی نہین کی
جاتی اور ہر ایک سایل کو جواب دیا
جاتا ہے جب زمانہ نے اس قسم کی
ترقی کی اور اشاعت حق کے سارے
سامان اور ذریعے پیدا ہو گئے۔ تو
اللہ تعالے نے اسلام کو کل
امتون پر غالب کرنے کے
لیے مجھے مامور کر کے بھیجا۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب
دنیا مین بھیجا تھا۔ اس وقت کل تری
خشکی فساد سے بھر چکی تھی آپ نے
آکر بہت سے بگڑے ہوؤن کو بنا دیا
یہ بات سرسری نگاہ سے دیکھے جانے
کے قابل نہین ہے بلکہ اس مین بڑے
بڑے حقایق ہین اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی کا پتہ لگتا
ہے کیونکہ بجز اعلےٰ درجہ کے مقدس
راستبازون کے کوئی دوسرے کو درست
نہین کر سکتا جس کی اپنی قوت قدسی
کمال کے درجہ پر نہ پہونچی ہوئی ہو۔
اور ایسی قوت اس مین پیدا نہ ہو چکی
ہو جو ساری ناپاکیون کے اثر کو زایل
کر دے وہ دوسرون کو درست نہین
کر سکتا یون تو ہر ایک نبی نے اپنے اپنے
وقت مین اپنی قوم کی اصلاح کی اور
اسکو درست کیا مگر جس شان اور مرتبہ
کی اصلاح ہمارے نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے کی ہے اسکو کسی اور کی اصلاح
نہین پہونچ سکتی + بلکہ اسکے مقابل مین
دوسری اصلاحین ہیچ نظر آتی ہین حضرت
موسےٰ علیہ السلام اپنی ٹیڑھی قوم کو پورے
طور سے درست نہ کر سکے اور حضرت
مسیح چند حواریون کی سچی تبدیلی نہ کر سکے
اسلیے جب اس مقابلہ مین نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جاوے تو
صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ایک ہی
ہے جس نے لاکھون کروڑون
مردون کو زندہ کیا محی اگر ہے تو
وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے
جھوٹے ہین وہ لوگ جو کہتے ہین
کہ مسیح مردے زندہ کیا کرتا تھا
جس نے اپنے چند حواری بھی
زندہ نہ کیے ان کے پاس ہمیشہ
مردے ہی رہے۔ مین ہمیشہ حیران
ہوا کرتا ہون اور حقیقت مین یہ حیران
ہونے کی بات ہے کہ وہ حیات
کیسی ہے جسکے ساتھ فنا لگی ہوئی
ہے۔ یہ مسئلہ ہی غلط ہے جو کہے کہ
فلان شخص زندہ کرتا ہے اگر زندہ کرنیکا

مفہوم مراد ہوتا اگر یہ نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ کیون فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت فرماتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ محاورہ اور ہے ورنہ اس سے تو تناقض لازم آتا ہے کہ ایک طرف کہے کہ زندہ نہین ہوتا اور دوسری طرف کہدے کہ زندہ ہوجاتا ہے۔

اگر مسیح سچ مچ مردہ زندہ کرتا تھا تو قرآن شریف ضرور اس کی نسبت فرماتا کہ یحیی المتوفی۔ کیونکہ توفی کا لفظ وہان آتا ہے جہان قبض روح ہو۔ موت تو اس سے پہلے بھی آسکتی ہے۔ اور توفی کا لفظ اسلئے استعمال کیا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جاوے کہ مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے جو اللہ تعالےٰ کے قبضہ مین آجاتی ہے۔

کسقدر حیرت اور افسوس کی جگہ ہے کہ معجزات مسیح پر بحث کرتے ہوئے اگر یہ پوری توجہ نہین کرتے قرآن کریم کو غور سے پڑھ لیتے اور سنت اللہ پر نظر کرتے تو یہ مسئلہ سمجھ مین آجاتا کچھ بھی مشکل نہ تھا +

صحیح تاریخ ایک عمدہ معلم ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر نبی کے معجزات اس رنگ کے ہوتے ہین جس کا چرچا اور زور اسکے وقت مین ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سحر کا بہت بڑا زور تھا اس لیے انکو جو معجزہ دیا گیا وہ ایسا تھا کہ اس نے ان کے سحر کو باطل کر دیا۔ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فصاحت بلاغت کا زور تھا اسلیے آپکو قرآن کریم کبھی ایک معجزہ اسی رنگ کا ملا۔ یہ رنگ اسی لیے اختیار کیا کہ شعرا جادو بیان سمجھے جاتے تھے اور ان کی زبان مین اتنا اثر تھا جو چاہتے تھے چند شعر پڑھ کر کرا دیتے تھے جیسے آجکل جوش دلانے کے لیے انگریزون نے باجا رکھا ہوا ہے ان کے پاس زبان تھی جو دلبری

اور حوصلہ پیدا کر دیتی تھی۔ حریہ مین وہ شعر سے کام لیتے تھے اور فی کل وادٍ یہیمون کے مصداق تھے۔ اس لیئے اسوقت ضروری تھا کہ خدا تعالےٰ اپنا کلام بھیجتا۔ پس خدا تعالےٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا اور اسی کلام کے رنگ مین اپنا معجزہ پیش کر دیا جبکہ انکو مخاطب کر کے کہدیا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الایۃ۔ تم جو اپنی زباندانی کا دم مارتے اور لاف زنی کرتے ہو اگر کوئی قوت اور حوصلہ ہے تو اس کلام کے معجزہ کی نظیر کچھ پیش کر کے دکھاؤ لیکن باوجود اسکے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر کچھ نہ بنایا (خصوصاً ایسی حالت مین کہ جب تحدی کر دی گئی ہے کہ تم ہرگز ہرگز بنا نہ سکوگے) تو ملزم ہو کر ذلیل ہوجاوینگے پھر بھی وہ کچھ پیش نہ کر سکے اگر وہ کچھ بناتے اور پیش کرتے تو صحیح تاریخ ضرور شہادت دیتی مگر کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ کسی نے کچھ بنایا ہو۔ پس خدا تعالےٰ نے اسوقت اسی رنگ کا معجزہ دکھایا تھا۔ الیسایہودیون مین سلب امراض کا نسخہ چلا آتا تھا۔ ہندوون مین بھی ہے مسلمانون مین بھی ہے عیسائیون مین بھی ہے بلکہ انگریزون مین تو آج کل یہ علم بہت ترقی کر گیا ہے اس سے نبوت کا ثبوت نہین ہوتا ورنہ نبوت سے اسکو کوئی تعلق ہے کیونکہ یہ صرف مشق پر موقوف ہے اور ہر شخص جو مشق کرے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان عیسائی ہو یا دہریہ غرض کوئی بھی ہو وہ مشق کرنے سے اس مین مہارت پیدا کر سکتا ہے اسلئے اس سلب امراض کو نبوت سے کوئی تعلق نہین ہے بلکہ یہ ایک عام بات ہے تو حضرت مسیح کے وقت مین چونکہ اسکا زور تھا اللہ تعالےٰ نے اسی رنگ کا معجزہ حضرت مسیح کو دیدیا یہ خاصیت

ہر انسان مین موجود ہے کہ وہ توجہ کرتا ہے توجہ کرنے کے ساتھ ایک چیز اسکے دل سے اٹھ کر پڑتی ہے چنانچہ مسیح نے کہا کہ کس نے مجھے چھوا ہے کہ میری قوت نکلی ہے۔ سلب امراض والے بھی یہی کہتے ہین۔

مختصر یہ کہ مسیح کے معجزات اس رنگ مین آکر بہت ہی کمزور اور ضعیف ہوجاتے ہین اسکے علاوہ مسیح کے معجزات پر ایک اور بڑا اعتراض بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انجیل مین لکھا ہے کہ ایک تالاب ایسا تھا کہ لوگ اسکے پانی کے ہلنے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ باقی آیندہ۔

ڈائیری

(از مفتی محمد صادق صاحب)

۱۷- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء بعد از مغرب۔ فرمایا (طاعون کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ اکثر غریب مرتے ہین اور امرا اور ہمارے بڑے بڑے مخالف ابھی تک بچے ہوئے ہین لیکن سنت اللہ یہی ہے کہ آئمۃ الکفر آخیر مین پکڑے جایا کرتے ہین۔ چنانچہ حضرت موسےٰ کے وقت جسقدر عذاب پہلے نازل ہوئے ان سب مین فرعون بچا رہا چنانچہ قرآن شریف مین بھی آیا کہ نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا یعنی ابتدا عوام سے ہوتا ہے اور پھر خواص پکڑے جاتے ہین اور بعض کے بچانے مین اللہ تعالےٰ کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہون نے آخر مین توبہ کرنی ہوتی ہے یا ان کی اولاد مین سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے)

فرمایا (کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیا مین پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم مین ان سے بڑھکر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر

ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لیئے ہمارا نام آدم ابراہیم موسے نوح - داؤد یوسف سلیمان یحی عیسے وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اسواسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام مین پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے اور اب بھی لوگون کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتون کی پرستش مین مصروف ہین اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہین پہلے تمام انبیا ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات مین اور اب ہم ان تمام صفات مین نبی کریم کے ظل ہین مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

نام احمد نام جملہ انبیا است
چون بیامد صد نود ہم پیش ما است

کرشن نے گویا سب لوگون سے چندہ ل کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے پرنسپل ہم کے پاس کروڑون روپئے ہوگئے۔

فرمایا (معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طاعون وبا مین یہ ہندوؤن کی قوم بھی اسلام کیطرف توجہ کرے۔ چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے ہمکو آکر کہا تھا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہوکر آپ ہی کے پاس باہر رہا کرینگے اور نیز دو دفعہ ہم نے رویا مین دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ اوتار ہین اور کرشن ہین اور ہمارے آگے نذرین دیتے ہین - اور ایک دفعہ الہام ہوا ہے کہ کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا مین موجود ہے لفظ رودر کے معنے نذیر اور گوپال کے معنے بشیر کے ہین)

فرمایا - (عیسائیون نے جو شور مچایا تھا کہ عیسے مردون کو زندہ کرتا تھا اور وہ خدا تھا - اسواسطے غیرت الہی نے جوش مارا کہ دنیا مین طاعون پھیلا اور ہمارے مقام کو بچائے تاکہ لوگون پر ثابت ہو جائے کہ امت محمدی کا کیا شان ہے کہ احمد کے ایک غلام کی اس قدر عزت ہے اگر عیسے مردون کو زندہ کرتا تھا تو عیسائیون کے مقامات کو اس بلا سے بچائے اسوقت غیرت الہی جوش مین ہے تاکہ عیسے کا کسر شان ہو جسکو خدا بنایا گیا ہے ؎

چہ خوش ترانہ زد این مطرب مقام شناس
کہ در میان غزل قول آشنا آورد

قرآن شریف اور احادیث مین جو حضرت عیسے کے نیک اور معصوم ہونے کا ذکر ہے اس سے یہ مطلب نہین کہ دوسرا کوئی نیک یا معصوم نہین بلکہ قرآن شریف اور حدیث نے ضرورتاً یہود کے منہ کو بند کرنے کے لیے یہ فقرے بولے ہین کہ یہود نعوذ باللہ مریم کو زناکار عورت اور حضرت عیسے کو ولد الزنا کہتے تھے اسلیئے قرآن شریف نے انکا ذب کیا ہے کہ وہ ایسا کہنے سے باز آوین)

فرمایا (حضرت رسول کریم کے نزدیک جسمانی برکات بھی تھے - آپ کے جبسے بعد وفات آپکے لوگ برکات چاہتے تھے بیماریون مین لوگون کو شفا دیتے تھے اور بارش نہ ہوتی تو دعا کرتے تھے اور بارش ہو جاتی تھی - ایک لاکھ سے زیادہ آپ کے اصحابی تھے بہتوں کی جسمانی تکلیفات آپ کی دعاؤن سے دور ہو جاتی تھین - عیسے کو نبی کریم کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے جس کے ساتھ چند آدمی تھے اور انکا حال بھی انجیلون سے ظاہر ہے کہ وہ کس مرتبہ روحانیت کے تھے۔)

فرمایا (ابوجہل اس امت کا فرعون تھا کیونکہ اس نے بھی نبی کریم کی چند دن پرورش کی تھی جیسا کہ فرعون مصری نے حضرت موسے کی پرورش کی تھی اور ایسا ہی مولوی محمد حسین صاحب نے ابتدا مین براہین پر ریویو لکھ کر ہمارے سلسلہ کی چند یوم پرورش کی)

حضرت اقدس نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا - یایحی خذ الکتٰب بالقوۃ والخیر کلہ فی القرآن اور فرمایا کہ اسمین ہم کو حضرت یحی کی نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحی کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثون کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے اور ہر بات مین احادیث کو پیش کرتے تھے ایسا ہی اس زمانہ مین ہمارا مقابلہ اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہین)

ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سنا رہا تھا اذان ہونے لگی وہ چپ ہو گیا فرمایا پڑھتے جاؤ اذان کے وقت پڑھنا جایز ہے)

ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرے اہل خانہ اور بچے ایک ایسے مقام مین ہین جہان طاعون کا زور ہے مین گھبرایا ہوا ہون اور وہان جانا چاہتا ہون فرمایا (مت جاؤ - لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ - پچھلی رات کو اٹھ کر ان کے لیے دعا کرو بہتر ہوگا - بہ نسبت اسکے کہ تم خود جاؤ - ایسے مقام پر جانا گناہ ہے -)

حضرت اقدس کو الہام ہوا - انت معی وانی معک انی بایعتک - بایعنی ربی فرمایا کہ (اللہ تعالے کا منشا ہے کہ قرآن شریف کو حل کیا جائے اسواسطے اکثر الہامات جو قرآن شریف کے الفاظ مین ہوتے ہین ان کی ایک عملی تفسیر* ہو جاتی ہے -)

فرمایا کہ (اس آیت قرآن کریم مین ازمانہ

---

* اس سے خدا تعالے یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہی زندہ اور بابرکت زبان ہے اور تو کہ ثابت ہو جائے کہ تیرہ سو سال اس سے قبل بھی اسیطرح یہ خدا کا کلام نازل ہوا

ور طاعون کے متعلق پیشگوئی ہے

والمرسلت عرفًا فالعصفت عصفًا والنشرت نشرًا۔ فالفرقت فرقًا۔ فالملقیت ذکرًا۔ عذرًا او نذرًا۔

قسم ہے ان ہواؤں کی جو آہستہ چلتی ہین یعنی پہلا وقت ایسا ہوگا کہ کوئی کوئی واقعہ طاعون کا ہوجایا کرے پھر وہ زور پکڑے اور تیز ہوجاوے پھر وہ ایسا ہو کہ لوگونکو پراگندہ کردے اور پریشان خاطر کر دے پھر ایسے واقعات ہون کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق اور تمیز کر دین اسوقت لوگونکو سمجھ آجائے گی کہ حق کس امر مین ہے آیا اس امام کی اتباعت مین یا اس کی مخالفت مین یہ سمجھ مین آنا بعض کے لیے صرف حجت کا موجب ہوگا (عذرًا) یعنی مرتے مرتے ازخود اقرار کر جائے گا۔ کہ ہم غلطی پر تھے اور بعض کے لیے (نذرًا) یعنی ڈرانے کا موجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے بدیون سے باز آوین۔

آدابُ الدُّعاء

۱۶-۱ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کے جمعہ مین ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے جو خطبہ پڑھا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔ لیکن چونکہ خطبہ مین اس قسم کے وسیع اور دقیق مضمون پر پوری نظر سے بوجہ کمی وقت تقریر نہین ہوسکتی حضرت مولانا موصوف نے صرف اداب الدعا کے اصول پر ہی کلام فرمایا۔ جسکو ہم ناظرین کے فائدہ کے لیے ذیل مین درج کرتے ہین۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہون جو مضطر کی دعا سنتا ہون اور اس کی مصیبت کو اس سے دور کرتا ہون۔ حقیقت مین یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ وصف کسی اور مین نہین ہے مضطر کی دعا کو سننا اور اسکے دکھ درد کو دور کرنا اللہ تعالےٰ ہی کی صفت ہے قرآن شریف کی یہ آیت بہت ہی قابل غور ہے جو عالی نکات اور اسرار کا مخزن ہے خطبہ ان سب کے بیان کرنے کا متحمل نہین ہوسکتا۔ اس آیت پر تقریر کرنے کی تحریک مجھے ابھی ہوئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مین نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سکرٹری منشی شمس الدین صاحب کا ایک چھپا ہوا اشتہار دیکھا ہے جو انہون نے اس غرض سے جاری کیا ہے کہ لوگ رفع طاعون کیلیے باہر میدانین جمع ہوکر دعا مانگین۔ اس انجمن نے یہ بھی دعوے کیا ہے کہ جیسے سنہ ۱۹۰۱ء مین نماز استسقا کے لیے انجمن کے اشارہ کے موافق لوگ باہر میدان مین نکلے تھے اور اُسوقت مینہ برسا تھا۔ آج طاعون کے دفعیہ کے لیے بھی یہی علاج ہے۔ ہم اسباب پر تو بے شک ایمان لاتے ہین کہ اللہ تعالےٰ مضطر کی دعا سنتا ہے اور دعاؤن مین عجیب و غریب تاثیرین ہین اور خدا کا محض فضل ہے کہ دعاؤن کی قبولیت کے نظارہ جسقدر ہم دیکھتے ہین دوسرون نے ہرگز ہرگز نہین دیکھے لیکن ہم کو سخت افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ جو اس قسم کے اشتہار جاری کرتے ہین اس حق اور حقیقت سے یقینًا بیخبر ہین کہ وہ اضطراب اور اضطرار کس قسم اور رنگ کا ہوتا ہے جو قبولیت کی قوت اپنے اندر رکھتا ہے اور جس کے جذبہ اور قوت سے دعا آسمان پر چڑھتی اور قبول ہوتی ہے۔ اگر یہی بات ہو کہ ہر دعا جس طرح کی جاوے پوری ہوجاوے اور سنی جاوے تو پھر دنیا کا نظام ہی بدل جاوے اور خدا تعالےٰ کی مہر حکومت کا نشان اٹھ جاوے ایک مومن متقی خدا ترس۔ اور ایک ریاکار فاسق فاجر مین تمیز ہونی مشکل ہوجائے اس سے معلوم ہوا کہ قبولیت دعا مین کچھ بعض اسرار اور مخفی شرائط اور آداب ہین جنکے بغیر دعا قبولیت کا لباس پہن نہین سکتی۔ چنانچہ فرمایا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین خدا تعالےٰ متقیون کی دعائین قبول کرتا ہے۔ تقوے اور اسکے مدارج پر بحث کرنا اسوقت ملحوظ خاطر نہین ہے بلکہ مین یہ بتانا چاہتا ہون کہ آداب دعا کیا ہین۔ اول ادب قبولیت دعا کے لیے یہ ہے کہ دعا مانگنے والے کے دل مین اللہ تعالےٰ کی صفات کے متعلق سچا اور صحیح عقیدہ ہو۔ قرآن شریف کو دیکھو کہ اس کی دعاؤن کا کیا طرز ہے کسی دعا کو دیکھو کہ اسے اللھم سے شروع کیا ہے اور کسی کو رب کے لفظ سے۔ سب سے عظیم الشان دعا جو فاتحہ الکتاب مین اللہ تعالےٰ نے تعلیم فرمائی ہے یعنے اھدنا الصراط المستقیم اسکو الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین سے شروع کیا ہے اس مین کیا بھید اور ستر کیا ہے؟ اس نکتہ مین اگر کوئی غور کرے تو صاف سمجھ مین آسکتا ہے کہ دعا کی قبولیت درحقیقت داعی کے اندر ہی سے شروع ہوتی ہے۔ داعی کا سچا تعلق خدا سے اور اُسے تمام صفات کاملہ سے موصوف اور محمود جاننا اور تمام شرکون اور ناپاکیون سے اس کو بری سمجھنا ہی پہلی بات ہے کہ جس کے خون سے ملی ہوئی دعا قبولیت کی قوت لیکر نکلتی ہے۔

خدا کے لیے غور کرو اسی بات مین۔ جو ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے فتح مکہ کے دن جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے) بتون کو مخاطب کر کے کہی کہ تم جھوٹے اور سراسر جھوٹے ہو۔

ہم تیرہ چودہ برس تک تمہاری تعظیم و تکریم کرتے رہنے اور دعائین کرتے رہے اگر کوئی قوت اور بل تم مین ہوتا تو نہ تم خود ذلیل اور خوار ہوتے اور نہ اپنے ماننے والونکو ذلیل کراتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تنہا تھے۔ آپ کے مقابل تمام عظماء و رؤساء تھے مگر آخر دیکھ لو کہ کامیاب کون ہوا؟ قرآن کریم کی دعاؤن کو بار بار پڑھو تمہین معلوم ہوگا کہ ان مین اعلیٰ تعلیم اور آداب دعا کے سکھائے گئے ہین اور یہ دعائین سچی پیشگوئیان ہین ان دعاؤن کا سچا نتیجہ جسقدر خدا تعالیٰ نے چاہا اس دنیا مین اسکا مزا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو چکھایا۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔ اب یہ نرے لفظ ہی نہین ہین۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے اللہ تعالےٰ نے کامیاب کیا اور دنیا کی حسنات سے بہرہ ور فرمایا اور آپ کے دشمنونکو ذلیل و نامراد کیا اور ان کو طعمۂ نار کیا اسی طرح سے یہ دعا اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء۔ چونکہ یہ دعا ایک مقدر رہے اس لیے اسکو اللہ نے شروع فرمایا کہ اے اللہ مالک ملک کے تو جسکو چاہے ملک عطا کرے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔ اس دعا کا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی زندگی مین نظارہ دیکھ لیا کہ کس طرح پر آپکو ملک عطا ہوا اور دشمنون سے چھین لیا گیا اور کس طرح آپکو عزت و رفعت ملی۔ اسی طرح پر قرآن مجید کی ساری دعاؤن کا جتنا حصہ اللہ تعالےٰ نے چاہا آپ اور آپکے طفیل سے صحابہ کو دیا اور آج تک ان دعاؤنکا سلسلہ جاری ہے۔

اسی طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو جو انہون نے وادِ غیر ذی زرع مین مانگی اور ان ذریتی کی بہاڑیون مین ربنا وابعث فیھم رسولا منھم کی دعا کا نتیجہ کیا ہوا کہ وہ مکان بیت الحرام قرار پایا اور کل دنیا کا ماویٰ اور ملجا بنا اور اسی دعا کے نتیجہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان مین پیدا ہوئے غور تو کرو کہ اسی دعا کی برکت سے کیسے آثار ظاہر ہوئے اور وہ کیسی پوری ہوئی۔

مگر

برخلاف اسکے آج کوئی قوم ایسی نہین ہے جو اس طرح پر دکھا سکے یہودی ہون یا عیسائی۔ ایک بھی نہین۔ کیا آریہ کہہ سکتا ہے کہ رگ وید کی دعائین قبول ہوئین؟ اس مین جو بڑے زور شور سے دعوے کیا گیا تھا کہ اے اگنی ہمارے دشمن پامال ہون اور ہمارے مویشی موٹے ہون یہ ساری دعائین ان پر بددعائین ہوکر ظاہر ہوئین وہ غیر تو مونگے جوئے کے نیچے ہزار سال سے چلے آتے ہین مین لذت بھرے سینہ سے یقین دلاتا ہون کہ ایک ہی کتاب ہے کہ جس کی دعائین لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً پوری ہوئین۔

غور کرنے کی بات ہے کہ ایک طرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکیلا دعا مانگنے والا تھا دوسری طرف یہود و نصاریٰ کے راہب و احبار دعائین مانگنے والے اور مکہ کے قریش لات و عزےٰ کے سامنے چلاتے اور دعائین مانگتے تھے مگر آخر دیکھو کہ بیابان مکہ کا بےکس و بےبس فروگذاشتہ انسان مگر کامل انسان کامیاب ہوجاتا ہے اور سارے جہان کو منقلب کردیتا ہے کیون؟ اس کی دعائین قبولیت کا تاج پہنکر ہی اس کے سینے سے نکلتی تھین۔

یہ سچی بات ہے کہ جب تک قاعدہ اور ادب کے ساتھ پکارا نہ جاوے کچھ اثر نہین ہوتا دیکھ لو یہ کچہریان انصاف اور داد فریاد کے لیئے ہین لیکن اگر کوئی پانچ ہزار روپیہ کی نالش کے لیے آٹھ آنہ کا فیس کورٹ لگادے یا فوجداری عرضی کو دیوانی صورت سے لکھدے تو وہ عرضی دینے والے کے منہ پر ماری جاوے گی۔ اسی طرح دعا کا حال ہے ہمارا ایمان ہے اور بفضلہ تعالےٰ ان سب جھوٹے لاف زن لوگون سے نرالا ایمان اس بات پر ہے کہ دعائین قبول ہوتی ہین لیکن یہ ساتھ ہی ضروری امر ہے کہ وہ قواعد اور سنن ان کے ساتھ مدنظر ہونے چاہئین جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کردیئے ہین۔

پس مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا جو فرماتا ہے کہ مین مضطر کی دعا کو سنتا ہون یہ تو صحیح ہے لیکن یہ بھی تو ضروری ہے کہ داعی اضطرار کو محسوس کرتا ہو اور اللہ تعالےٰ کو یقیناً علےٰ کل شئے قدیر مانتا ہو*

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر ساری دنیا کے ایمان نثار ہون مکہ کی مصیبت کی گھڑیون مین انک علےٰ کل شئ قدیر کہکر توتی الملک من تشاء کہنے اور ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ جیسی دعا مانگتے ہین۔ ۔ ۔ یہ دعا بتاتی ہے کہ داعی شرح صدر سے یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ یتیم کو بادشاہ اور ملک بنادیگا اور ایک فروگذاشتہ کو ملک اور عزت عطا کرے گا۔ غرض ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ کو قادر ماننا اور استبعاد کے مرض سے صحیح اور محفوظ ہو۔

دنیا اس ادب سے بالکل ناواقف ہے ایک طرف دعا مانگتے ہین دوسری طرف اندر ہی اندر استبعاد کا مرض لگا ہوا ہے۔ پس یقیناً یاد رکھو کہ جب تک سینہ اس استبعاد سے پاک اور سچے اور صحیح عقاید سے بھرا ہوا نہ ہو قبولیت آ نہین سکتی+

* اور بڑی شرط یہ ہے کہ وہ مضطر داعی خدا کے ابتلا مین گرفتار ہو مقت اور غضب کی سزا مین مبتلا نہ ہو کہ اس صورت مین اس کی آواز سنی نہین جاگی منہ

مین نے حاجی شمس الدین کے اس اشتہار کو تعجب اور نہایت افسوس کی نگاہ سے دیکھا جب اس پر امن یجیب المضطر کی آیت پڑھی حاجی صاحب پر فرض تھا کہ پہلے مضطر مومن داعی کی تعریف خدا کے منشاء کے موافق بیان کرتے اور ان مولفات و ... کو ضرور مذکور فرماتے جو ... افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کے حقایق سے محض ناواقف ہین اور اس کو ایک کہانی یا کتھا کے طور پر پڑھنا چاہتے ہین۔

پھر کیسی تعجب خیز بات ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہین دوسری طرف اضطرار کو پیش کرکے دعا کرتے ہین + میرا سینہ زخمی ہوجاتا ہے جب مین اس انجمن کی کارگذاری پر نظر کرتا ہون کہ لاہور کے بشپ نے اس لاہور مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت اور زندگی پر ناپاک حملہ کیا اور آپ کو مردہ رسول اور گنہ گار کہا اور مقابلے مین ایک عاجز انسان کو خدا بنایا اور اسکو زندہ اور معصوم ٹھرایا اور یون خدا کا ذرا بھی خوف نہ کرکے خدا کے راستباز اور برگزیدہ رسول افضل الرسل رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی مگر اس انجمن کو ذرا بھی غیرت اور جوش نہ آیا کسی نے اٹھ کر نہ کہا کہ مسیح مرگیا ہے اور زندہ رسول صرف صرف محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جسکے برکات اور فیوض اب تک زندہ اور جاری ہین۔

غرض ان لوگون نے اسلام کی حمایت کا دعوے کرکے اسلام کو ذلیل کرانا چاہا ہے اور مسیح کو خدا بنانے مین مدد دیکر عیسائیون کو جرأت اور حوصلہ دلایا ہے اور اس طرح پر خدا کے غضب کو بھڑکایا اور اسپر ظلم یہ کیا کہ جب خدا کے راستباز صادق مسیح موعود نے اس نصرانی سحر کو معجزہ سے باطل کردیا اور دکھادیا کہ وہ مریم کا بیٹا جو خدا بنایا جاتا ہے کشمیر مین مدفون ہے۔ اس وقت ان سے اتنا نہ ہوا کہ اسکی ہی حمایت اور تائید کرتے اگر اس سے بھی رہ چکے تھے تو کم از کم ان لوگون ہی کو روکتے جو اسوقت سب وشتم کرنے پر اٹھ کھڑے تھے اور جنہون نے کفر کے فتوون سے بھی تجاوز کرکے گندی اور ناپاک گالیون تک نوبت پہونچادی ہے ان کو روکتے مگر نہین انہون نے اپنی خاموشی سے ان کو ہی حوصلہ دلایا اور یون گویا اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ اس حال مین خدا کیونکر خوش ہو اور دعائین سنے ایک طرف اس کے غضب کے موجبات کو اپنے ... اب وہ دیکھین گے کہ انکے اشتہار کیا نتیجہ پیدا کرتے ہین۔ اسوقت خدا قہر مین ہے کیونکہ محمد رسول اللہ کی بے عزتی کی گئی ہے اور اس کی توہین کی گئی جو مسیح موعود کے نام سے غلام احمد ہوکر آپ کی عظمت اور عزت کے اظہار کے لیئے آیا ہے پس یاد رکھو کہ یہ بلا اور عذاب ٹل نہین سکتا جب تک خدا کے مسیح موعود کیطرف رجوع نہ کیا جاوے گا یہی آخری اور سچا علاج طاعون کا ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے اور افسوس اسپر جو اس سے دور رہے۔ ایک انجمن کیا ہزارون انجمنین ایسی تجویز کرین وہ اور ان کے حامی دیکھ لین گے کہ کیا ہوتا ہے

اور سن رکھو کہ

ہان آپ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو
عادت مین اپنی کرلیا فسق وگناہ کو
تقوے کے جتنے جامے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل مین تھے ناپاک ہوگئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم وسفاک ہوگئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیان جدا ہوئے
روتے رہو دعاؤن مین بھی وہ اثر نہین
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہین

فٹ نوٹ۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنی کرامت نمائی کی خاطر اپنی نماز استسقا کے بعد مینہ کا برسنا ظاہر کیا ہے جو سراسر غلط ہے خدا کا مامور وصادق موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بہت عرصہ پہلے بارش کے ہوجانے کی خبر دے چکا تھا چنانچہ وہ رویا اخبار الحکم نمبر ۳۶۔ جلد ۳۔ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۷ پر طبع ہوچکی ہے جو ۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کی ہے کہ آپ نے خواب مین دیکھا کہ بارش ہورہی ہے آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے پس وہ نشان بھی تو حضرت مسیح موعود ہی کا تھا نہ کسی کی نماز استسقا کا اثر *

(ایڈیٹر)

* کرامت نمائی بالمقابل ہوتی ہی انجمن کے لئے موقعہ تو اب آیا ہی کہ وہ اپنے افراد اور مجموعہ کو ذلت سی بچائے۔ ع

عسل مصفّٰی

مؤلفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق وتائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت ۲ علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے اس نادر کتاب کی بکثرت خریداری ہورہی ہے۔ خریدنے والے جلد خریدین۔

قرآن کریم کی ابتدا

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ امر قابل غور ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکیم و مجید کتاب جو حقائق اور معارف پر مشتمل ہے اس مین اس دعوی کی کیا ضرورت تھی کہ قد لبثت فیکم عمرًا یعنی مین چالیس سال تک تم مین رہا ہون کیا تم مین سے کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ مین سوسائٹی کے عیوب اور مجلس کی ناپاکیون مین کبھی شریک رہا ہون ـ ہرگز نہین ـ اے منش کے مدعیو! اور اے دانشمندو! پہر سوچو اور غور کرو کہ یہ دعوی جو عظیم الشان دعوے ہے اس بزرگ کتاب مین کیون کیا گیا ہے ـ

عزیزو

اس دعوی کی ضرورت اس لئے تھی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام باطل معبودون کو کاٹکے جو اللہ تعالےٰ کی مجید و حمید ذات کی طرف دعوت کی اس لئے اگر آپ مین کوئی عیب ہوتا تو دعوت ناتمام اور ناقص بلکہ بالکل بے سود جاتی جبکہ عرب کی سوسائیٹی سے کوئی کھڑا ہو کر اس دعوی پر کہہ دیتا کہ فلان وقت آپنے یہ ناشائستہ کام کیا تھا لیکن آپ بچپن ہی سے **الامین** اور المامون پکارے جاتے تہے اس لئے آپنے جب یہ دعوت کی کہ ساری حمدین اللہ تعالےٰ ہی کے لئے سزاوار ہین جو جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ ہے تو اس بے عیب زندگی نے کہ آپ ان ہی کے بیچ سے محمدؐ بنے تھے فقد لبثت فیکم عمرًا کے دعوے اور تحدی نے اس دعوت کو بہت قوی اور مضبوط اور بر محل قرار دیا ـ

غرض آنحضرت صلی اللہ کی زندگی کامل نمونہ ہے اس امر کا کہ جو کچھ آپکے منہہ سے نکلا درحقیقت ـ ـ اللہ تعالی کی نسبت وہی تعلیم حق اور صحیح تھی اور مسیح کی زندگی مین ہم کونسا نمونہ اس ایثار ـ توکل ـ اور رضا بالقضا کا تلاش کرین جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ مین ہمین ملتا ہے ـ گال پر طمانچہ کہانے والی تعلیم عیسائی پیش کیا کرتے ہین مگر ہم کہتے ہین کہ یہ تعلیم ناتوانی کیوقت کی ہے شوکت کی نہین اگر انہین شوکت دیجاتی اور پہر وہ اپنا نمونہ دکہاتے تو ـ عیسائیون کو حق تہا کہ اس کو پیش کرتے اگرچہ دوسرے پہلوؤن مین پھر بھی یہ ناقص جا ٹھہرتی تاہم اُن کو کچھ کہنے کا موقع ہوتا لیکن جب یہ موقع ہی انکو نہین ملا تو اس کو پیش کرنا محض لاحاصل ہے ـ ایسا ہی بحیثیت باپ ہونے کے ـ دوست ہونے کے ـ فاتح ہونے کے جرنیل ہونے کے خاوند ہونے کے غرض مختلف حیثیتون مین مسیح کے اخلاق کا کیا نمونہ دنیا دیکھہ سکتی ہے ؟ کچھ بھی نہین مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مین اور آپکے زندگی مین اخلاق کے سارے شعبون کی تکمیل پاؤگے مین دعوی سے کہتا ہون کہ ایک فہرست بناؤ اور اسکے اتنے مختلف خانے بناؤ جسقدر کہ اخلاق کے شعبے ممکن ہین ـ پہر تم دیکھہ لوگے کہ وہ سارے خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے بہرجائینگے ـ بیفائدہ ہوگا اگر اورون کی تاریخ مین اخلاق کی تکمیل کو تلاش کرین

اور یہ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت اور ازلی ارادے سے کیا تا اس کے نام کا جلال ظاہر ہو اور اس ظلم و زور کا انتقام لیا جاوے ـ جو خدا تعالےٰ کی صفات دوسرون کو دی گئی تہین اس لئے محمدؐ جلیل الشان نبی کو مبعوث فرمایا جس نے دنیا کو خدا کی حمد و ستائش سے بہر دیا یہ سنت اللہ ہے کہ جب خدا تعالےٰ کے نام کی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے اور اس کی صفات کی بے عزتی کرنے والے بیباک ہوجاتے ہین اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہر محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم آتا ہے زمانہ کی فطرت اسوقت خود تقاضا کرتی ہے کہ محمدؐ آوے

اسوقت بھی وہی پہلی حالت ہوچکی تہی اللہ کے نام کی ہتک کی گئی اور ظالم نصرانیون نے خدا کی صفات ایکطرف انسان کو دیدین اور ایک قوم نے نیوگ اور تناسخ کی نالشدنی مسائل تراشکر خدا کی جلیل الشان صفات کا انکار کردیا اور کہا کہ خدا کسی چیز کا خالق نہین اور اپنے اعمال مین نیوگ جیسی قابل شرم بات کو محل مدح مین ٹھہرایا ـ جسکو سنکر ایک غیور انسان کی روح کانپ جاتی ہے اور سب سے بڑھکر مردہ پرست قوم نے صلیب کی حمایت مین پانی کی طرح روپیہ بہا دیا اور ہر قسم کے وسائل اور اسباب کو ہاتھہ مین لینا چاہا اور مزدکی فرقون کی طرح دنیا مین فسق و فجور کا دریا بہ چلا گیا

اسوقت ایسی حالت مین ـ ضروری نہ تہا کہ محمدؐ کا ظہور ہوتا ؟ جو پہر الحمد للہ سے زمین و اسمان کو بہردے ؟

بیشک ضروری تہا اور خوشخبری ہو تم کو اے سننے والو! کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے جلال کے اظہار اور ستائش کے غلغلہ کے بلند کرنے کے لئے **محمدؐ کو نازل فرمایا وہ اسیطرح آیا جیسے اسکا آنا مقدر تہا اس نے آکر ثابت کردیا کہ ساری حمد و ستائش کا سزاوار حقیقی اللہ تعالےٰ ہی ہے** ـ مین اپنے آپ کو اور اپنے دوستون کو مبارکباد دیتا ہون کہ مین جو کچھ کہتا ہون مبالغہ نہین خدا آسمان پر دیکھتا ہے اور ادہر عرش سے اس کی حمد کرکے اسے محمدؐ قرار دیتا ہے

پس اے دوستو! وہ **غلام احمد قادیانی** درحقیقت **محمدؐ** ہے صلی اللہ علیہ وسلم

ہی کا ظل اور بروز ہے اور وہی ہے جو تم میں نازل ہوا ہے وہی فقد لبثت فیکم عمراً کی صدا اسے بھی آئی اور اسنے یہ تحدی کی ٹھیک اسیطرح جیسے محمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے تیرہ سو سال کے اندر دو ہی شخصوں کی پاک اور بے عیب زندگی کا ٹھیکہ لیا اور تحدی کی ہے یا احمد مکی کی اسوقت اور احمد قادیانی کی اسوقت۔

احمدی جماعت ! تیرے لئے کسقدر مبارکباد ہے کہ **تیرا امام اور تیرا ہادی** وہ انسان جلیل الشان ہے جس کی بے عیب اور پاک و مطہر زندگی کا خدا گواہ ہے اور تعریف کرنے والا ہے بے شک تو اس کو مان کر کسی **صوفی - ملہم - ولی - ادیب شاعر - مصنف** غرض کوئی ہو کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہے اے خدا کے برگزیدہ **مسیح موعود** تجھ پر تیرے در و دیوار پر تیری ہر بات پر خدا تعالےٰ کی بے حد برکات اور نصرتیں ہوں کہ تیرا دامن پکڑ کر ہم ہر میدان میں فتحمند ہیں والحمد للہ علی ذالک۔

آخر میں (اگرچہ مضمون لذیذ ہے۔ اور جی نہیں چاہتا کہ اس کو چھوڑا جاوے مگر خطبہ کی وجہ سے بند کرنا پڑتا ہے) میں اس جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور ان کو جو اس خطبہ کو کسی اور رنگ میں سن ایں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے خدا تعالےٰ نے تمہیں **بے عیب - برگزیدہ مطہر و مقدس امام عطا فرمایا ہے** - تم بھی اپنے چال چلن ایسے بناؤ کہ جب وطن اور گھر جاؤ تو شہداء علی الناس ہو جاؤ۔ تمہارا تعلق سب سے **پاک ہو ریاکاری مکاری** فتنہ باہم مخالفت نہو

خدا کرے کہ تم دنیا کے لئے ایک نمونہ اور نظیر ہو جاؤ۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قرآن کریم اور الوہیت مسیح

تتمہ الحکم نمبر ۱۳ جلد ۶ صفحہ ۱۲ - ۱۱

غرض یہ ایک زبردست علمی دلیل ہے جو قرآن کریم نے پیش کی ہے کہ اوّل مسیح ہی کا دعوی بالفاظ صریح نہیں ہے۔ پھر دوسری آفاقی دلیل یہ پیش کی کہ پہلے مخاطب ہدایت اسلام کے مقابلہ اول میں کچلے گئے اور شام کے عیسائی اسلام کے مقابلہ میں سخت ذلیل ہو گئے اِن حجج اور براہین کو پیش کر کے قرآن تثلیث پرست نصرانیوں کو خطاب کر کے کہتا ہے **افلا یتوبون** یعنی ایسی علمی اور عملی دلائل کے ہوتے ہوئے چاہیے تھا کہ تم اسلام کی طرف رجوع کرتے اور سچے خدا کے حضور توبہ کرتے تاکہ وہ غفور الرحیم خدا تم پر رحم فرماتا باوجودیکہ یہ دلائل ایک سلیم الفطرۃ اور سعادتمند انسان کے لئے کافی تھیں اور ہیں کہ وہ مردہ پرستی اور تثلیث پرستی سے تائب ہو جاوے لیکن اللہ تعالےٰ اتمام حجت کے لئے ایک اور دلیل پیش کرتا ہے۔

ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الاٰیۃ مسیح ابن مریم بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ وہ اللہ کا رسول تھا اس سے پہلے جسقدر رسول آئے وہ مر چکے دنیا رسولوں کے دیکھنے سننے کی عادی ہے وہ جانتی ہے کہ رسول کیسے ہوتے ہیں۔ چنانچہ... مسیح بھی اس جنس سے ایک رسول ہے پہلے رسولوں میں سے کسی نے کبھی خدائی کا دعوی نہیں کیا۔ ان کی امتوں میں سے کبھی کسی نے یہ خیال نہ کیا کہ خدا خود بھی رسول ہو کر آیا ہے یا آ کر نا ہے باوجودیکہ یہودیوں کے بہت سے فرقے ہو گئے تھے مگر کوئی بھی انہیں قائل نہ تھا کہ خدا مجسم ہو کر دنیا میں آیا کرتا یا کبھی آئیگا

پھر فرمایا کہ اس کی ماں راستباز عورت تھی کیا کوئی عورت کے پیٹ سے نکلکر بھی خدا بن سکتا ہے پھر فرمایا کہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے یعنی محتاج تھے ضعیف تھے وہ جو پیٹ کا محتاج ہے وہ سب کا محتاج ہے آخر میں قرآن بڑی ناز اور ذوق کے ساتھ فرماتا ہے **انظر کیف نبین لھم الاٰیات** ذرا غور تو کر کے دیکھو کہ ہم کیسے کھلے نشان بیان کرتے ہیں۔ اور یہ بدقسمت کہاں بھٹکتے پھرتے پھرتے ہیں۔ پھر سب سے بڑھکر ایک اور زبردست دلیل اس کے ابطال کے لئے دی **قل اتعبدون من دون اللہ مالا یملک** الاٰیۃ یہی وہ دلیل ہے جسپر خدا کا برگزیدہ مسیح موعود پورے زور اور قوت سے کھڑا ہوا ہے اور اسی دلیل نے عیسائیت کا ستیاناس کر دیا ہے۔ ہم مان لیتے کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے یا یہ کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے اگر وہ اپنے سچے پرستاروں کی کچھ بھی نصرت کر سکتا۔ ان کے لئے کوئی قانون قدرت بدل سکتا مگر خدا تعالےٰ اگر وہ فرماتا ہے کہ ولا تنفع وجود ہے ضار۔ اور نافع اللہ ہی کی ذات ہے۔ یہ زبردست ثبوت ہے مسیح کے خدا یا ابن خدا نہ ہونے کا۔

اگر عیسائی اپنے دعوی میں سچے ہیں تو وہ اس وقت مرد میدان بنکر نکلیں اور خداوند مسیح سے رو رو کر کوئی نشان مانگیں اور نہیں تو کسی بشپ صاحب کے رہنے کے مقام کو طاعون سے محفوظ رکھے جانے ہی کا نشان ظاہر کریں جیسے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے شائع کر دیا ہے غرض یہ عظیم الشان دلیل ہو سکتی ہے مسیح کی الوہیت پر۔ پس اے پادری صاحبان او ریورنڈ ڈاکٹر صاحبان! یہ وقت ہے مسیح کی الوہیت کے ثابت کرنیکا اسوقت فرداً فرداً اور مل مل کر دعائیں کرو۔ اور کوئی نشان پیش کرو ورنہ یاد رکھو کہ صلیب ٹوٹ چکی اور **مسیح موعود کی حجت تم پر پوری ہو گئی**

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ ہمیں اس نے قرآن جیسی نعمت دی اور اس کے ذریعہ توحید کا وارث بنایا اور مسیح موعود کی جماعت میں داخل کیا جس کے ذریعہ یہ دلائل روشن ہمیں ملے ہیں ہم کبھی تردید نہ کر سکتے اگر خدا تعالےٰ یہ سلسلہ قائم نہ کرتا

یسوع مسیح اور بشپ صاحب لاہور پر ریویو

(نمبر ہفتم)

ہمارے ناظرین کو گذشتہ نمبروں کے مطالعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ بشپ صاحب لاہور نے اپنے مضمون میں جو دعوی یسوع مسیح کی نسبت کئے ہین وہ صحیح ثابت نہیں ہوئے۔ پھر بشپ صاحب فرماتے ہین۔

قولہ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یسوع مسیح کوئی انجیل نہین لایا جیساکہ بعضون کا غلط گمان ہے وہ انجیل کو کیونکر لا سکتا تھا جبکہ اصل مین وہ خود انجیل یعنی خوشخبری تھا۔ وہ تو آیا اس لئے تھا کہ لوگ اس کے دیکھنے سے اس کی ذات پر غور کرنے سے اس کی تعلیم اور طبیعت اور اعمال اور زندگی کے سارے واقعات بالخصوص اس کی محبت آمیز موت اور اس کے جلالی جی اُٹھنے پر دھیان کرنے سے خدائی کی بابت وہ سب کچھ معلوم کرلین جو انسان کو معلوم ہو سکتا ہے یا ضروری ہے

اقول ہمین بشپ صاحب کی ضعیف الاعتقادی اور دانشمندی پر افسوس ہوتا ہے کہ وہ صرف الفاظ کے سلسلے اور ترتیب کے خیال مین کچھ ایسے محو ہین کہ معانی اور مضمون سے انہین کچھ واسطہ نہین رہا بشپ صاحب کا یہ خیال کہ یسوع مسیح کوئی انجیل نہین لایا فقرہ جیساکہ بعض کا غلط گمان ہے خود بخود باطل ہوا جاتا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد بھی رہا ہے کہ یسوع مسیح کی اپنی انجیل کے ماننے والے موجود ہین اور انجیل موجودہ کے بعض مقامات بھی اس کی طرف رہنمائی کرتے ہین بشپ صاحب کا اس اعتقاد کو غلط کہدینا ہی کافی دلیل اس بات کی نہین ہوسکتی کہ یسوع مسیح کی کوئی انجیل نہ تھی کیونکہ اگر دلیل اسی کا نام ہے تو پھر ہماری رائے مین بشپ صاحب کو کوئی حق نہین ہے کہ وہ اپنے مخالف کے اعتراض کو محض اسی طرز بیان کی وجہ سے انکار کرین جبکہ وہ یہ کہدے کہ بشپ صاحب کا یہ غلط گمان ہے کہ یسوع مسیح کی اپنی کوئی انجیل نہ تھی۔

ہم بشپ صاحب کے اس قول ہی کو لیکر اسپر جائز نکتہ چینی کرنا چاہتے ہین اگر بقول بشپ صاحب یسوع مسیح کی کوئی انجیل نہین ہے تو پھر بنا لیا بشپ صاحب کو موجودہ مجموعہ اناجیل کے پیش کرنے سے شرم کرنی چاہیئے جیساکہ انمین متضاد اور مخالف امور درج ہین اور اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ وحی سے لکھی گئی ہین یا روح القدس کی تائید سے قلمبند ہوئی ہین جیساکہ خود بشپ صاحب نے اسی مضمون مین یہ دعوی کرتے ہین اور حسب معمول اس کو اپنے سابقہ دعاوی کیطرح دلیل کا محتاج چھوڑ جاتے ہین پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر اللہ تعالے کی ماہیت اسیقدر ہے اور انسان اسیقدر خدا کی نسبت حاصل کر سکتا ہے جو **یسوع مسیح** کے دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے تو ایک آزاد خیال انسان کو شاید یہ کہنے کا کافی موقع حاصل ہے کہ یسوع مسیح دنیا مین نری دہریت پھیلانے آیا تھا کیونکہ یسوع کی زندگی مین کوئی کامل نمونہ ہمین نظر نہین آتا اور نہ حقیقتاً مین پایا جاتا ہے معاشرت کے اصول یسوع کی زندگی مین تلاش کرنیوالے کو نہایت افسوس ہوگا جب وہ دیکھیگا کہ اسے اس قسم کا موقع ہی حاصل نہین ہے۔ والدین کی عزت و حرمت اور خدمتگذاری کا سبق یسوع کی زندگی مین کہان ملیگا جب وہ اپنی والدہ سے طریق ادب کو چھوڑ کر گفتگو کرتا پایا جاوےگا ایک دوست حقوق دوستی پر یسوع کی صحبت مین رہکر کوئی سبق نہین لے سکتا۔ غرض تمدن۔ معاشرت اور سیاست کے کسی شعبہ اور حصے مین اس کے نمونہ کو کامل نہ پائیگا ہم اسپر ضروری بحث کر آئے ہین۔ زیادہ کی اس مقام پر ضرورت نہین ہان اسقدر کہنا ضروری ہے کہ بقول بشپ صاحب انسان خدا تعالی کے متعلق اگر یسوع ہی کے دیکھنے سے معرفت حاصل کرسکتا ہے اور معرفت اسی کا نام ہے تو پھر **دہریت** معلوم نہین کسکو کہتے ہین کیونکہ **یسوع مسیح** کی زندگی کا نظارہ تو یہ ہے کہ وہ معمولی بچون کیطرح خون حیض کہاکر پرورش پاتا رہا اور نو مہینے کے بعد معمولی طور پر عام بچون کی مانند روتا چلاتا ہوا پیدا ہوا اور پھر ایک گمنام زندگی بسر کرتا رہا۔ کبھی اخلاقی حالت کی کمزوری اور غیر محتاط طرز عمل سے اوستاد کے ہان سے عاق ہوا کبھی شیطان سے . . . آزمایا جاتا رہا آخر قصہ مختصر یہودیون کے ہاتھون سے پٹتا ہوا صلیب پر مارا گیا اور ملعون ہوکر ہاویہ مین رہا یہ نمونہ ہے خدا کا جو بشپ صاحب پیش کرنا چاہتے ہین اے تقدس مآب بشپ صاحب! کیا انسان کو خدا کی نسبت ایسی ہی معرفت کی ضرورت ہے؟ اور کیا خدائی کے یہی صفات ہین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

پس یسوع مسیح کی تعلیم۔ اعمال۔ زندگی کے متعلق ہم پہلے بہت کچھ لکھ آئے ہین اعادہ کی حاجت نہین۔ ہان بشپ صاحب کے اس فقرہ پر کہ بالخصوص **اس کی محبت آمیز موت** پر کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہے ہمین بشپ صاحب کے منصب کے لحاظ سے اس فقرہ کو پڑھکر سخت افسوس ہوا کہ اس **خودکشی مین کونسی محبت پائی جاتی** ہے اول تو موجودہ انجیل کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح ہرگز ہرگز مرنا نہین چاہتا تھا چنانچہ ساری رات رو رو کر دعا مانگتا رہا۔ اور اس قدر اضطراب اور کمزوری کا دکہانا کہ ان لوگون سے دعا کی التجا کرتا ہے جن کو سست اعتقاد اور ضعیف الایمان کہتا ہے صاف کہے دیتا ہے کہ وہ اس موت سے جس کو بشپ صاحب **محبت آمیز** کہتے ہین لعنتی موت سمجھ کر بچنا چاہتے تھے اور بالفرض اگر مان بھی لین کہ وہ دل سے چاہتے تھے اور اصل غرض ان کی یہی تھی تو سمجھ مین نہین آسکتا کہ اس **موت** کو محبت سے کیا تعلق!

عیسائی مذہب مین محبت ایک لفظ ہے جو شاعرون کے معشوق کیطرح بالکل خیالی اور بے معنے ہے۔ ہم اس محبت امیز موت کے معنے اسوقت سمجھ سکتے ہین کہ اگر کسی پادری صاحب کے سر مین درد ہو اور جناب تقدس مآب بشپ صاحب اپنے سر میں پتھر مار لین اور اس کا سر درد جاتا رہے اگر ایسا ممکن

[illegible]

میگزین

خدا کے فضل وکرم سے میگزین کا چوتھا نمبر اور اردو میگزین کا دوسرا نمبر بھی اپنے ٹھیک وقت پر شائع ہو گیا ہے یہ امر کہ ہر دوسرا نمبر پہلے سے زیادہ شان اور آب و تاب سے شائع ہوا ہے میگزین کے پڑھنے والوں کو خوب معلوم ہے میگزین کے سرمایہ اور قواعد کے متعلق چند روز ہوئے ہیں مولانا مولوی محمد علی صاحب نے ایک سرکلر حصہ داران میگزین کے نام ارسال کیا ہے اور ہمیں امید ہوتی ہے کہ الحکم کے اس نمبر کے پہونچنے تک وہ چٹھی حصہ داران کے پاس پہنچ چکی ہوگی اور انکو کسیقدر غور و تامل کا موقع مل گیا ہوگا۔ غالبًا یہ امر بادی الرائے میں موزوں سمجھا جاوے کہ ہم اپنی رائے ایسی طریق پر پیش کریں جو اس چٹھی میں چاہا گیا ہے لیکن ہمارے ناظرین اور انجمن اشاعت اسلام کے مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب ہمیں معذور سمجھیں گے اگر ہم اپنی رائے بذریعہ الحکم شائع کرنے پر مجبور ہوں بات یہ ہے کہ الحکم احمدی قوم کا آرگن تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لئے الحکم کا فرض ہے کہ جیسے وہ اپنے سید و مولا و مقتدا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات یا بزرگان ملت کے مواعظ و ملفوظات کو شائع کرتا ہے اور پیش آمدہ موقع پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پولیٹیکل حقوق کی حفاظت کرنے کی سعی کرتا ہے اسی طرح ان ضروری امور پر جن کا تعلق قوم سے ہو اور جنکا اثر سلسلہ عالیہ پر پڑتا ہو انپر مناسب وقت نوٹ لکھکر قوم کو توجہ دلائے یہی وجہ ہے کہ میگزین کے متعلق بذریعہ الحکم ہمکو اپنی رائے کے اظہار کی ضرورت [illegible]ی ہے۔

میگزین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہم مقاصد میں سے ایک ضروری اور اشد ضروری مقصد ہے جو ہمارے سید و مولا **امام** کی رسالت کے ساتھ وابستہ ہے غیر قوموں میں (جنکی زبان انگریزی ہے) تبلیغ کا اکیلا ذریعہ میگزین ہے اس لئے اس کی ضرورت پر ہمکو کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں میگزین کا سرمایہ تجارتی اور خیراتی حصص کی طرز پر بہم پہونچایا جاتا ہے اور تجارتی شاخ ہی ایک ایسی شاخ ہے جس کے لئے آئے دن نئے تعلقات کی ترتیب و ترمیم کی ضرورت پیش آتی ہے اور حقیقت میں **تجارتی شاخ** احمدی سلسلہ میں ہو کر تقاضا کرتی ہے کہ عام سوسائٹیوں اور مجلسوں سے بہت کچھ بڑھکر احتیاط سے اس کی نگہداشت اور حفاظت کیجاوے اور اس لئے ان لوگوں کو (جنکا بہت بڑا تعلق رسالہ سے ہے خواہ اس کے ایڈیٹوریل سٹاف سے یا اس کے انتظامی حصہ سے) اپنے بیش قیمت وقت کا بہت بڑا حصہ ان امور کے لئے دینا پڑتا ہے۔

تجارتی طریق معیوب تو نہیں کہا جا سکتا بلکہ ایک پہلو سے مستحسن سمجھا جا سکتا ہے کہ قوم میں متفق ہو کر کام کرنے کی روح پیدا ہوتی ہے لیکن **خیراتی** طریق میگزین کے بہت ہی حسب حال ہے۔ ہم اسوقت بہت ہی خوش ہوئے تھے جب ہمارے مخدوم مکرم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوس لاہور نے میگزین کے چلانے کے لئے خیراتی طرز کو پیش کیا تھا اور نہ صرف پیش بلکہ پچاس حصص خرید بھی کئے تھے مگر بعد میں بعض مصالح کے لحاظ سے اس کی دو شاخیں کرنی پڑیں یہ تجارتی اور خیراتی۔ ہمارا شروع سے خیال تھا کہ اس کو **خیراتی** طرز پر چلایا جاوے اور قوم کے باہمت افراد سے تین ہزار روپیہ سالانہ کی اپیل کیجاوے تین سال تک کے لئے اور ہمیں امید تھی کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی قوم اس میدان میں بھی پیچھے نہ ہٹتی۔ کیونکہ اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے بزرگ ہیں جنہوں نے اپنے سرمایہ کو خیراتی رکھا ہوا ہے

مختصر یہ کہ اب چونکہ قواعد میں ترمیم و اصلاح کی ضرورت پیش آئی ہے اس لئے اس موقع پر ہم اگر اپنی عاجزانہ رائے کو نیک نیتی سے پیش کر دیں تو کچھ حرج نہیں ممکن ہے کہ اس سے کوئی مفید بات پیدا ہو سکے اور گاہ باشد کہ کودک نادان بغلط بر ہدف زند تیرے۔ کا ہی معاملہ ہو چکا ہماری رائے میں میگزین کی **خیراتی شاخ کو وسیع کیا جاوے** اور کوشش کی جاوے کہ کم از کم اڑہائی سو **آدمی** ایسے قائم ہو جاویں جو عہ سالانہ میگزین کے لئے چندہ دیں۔ اور اسطرح پہ میگزین کے موجودہ خیراتی حصص اور خریداروں کی تعداد ملاکر ہم امید کر سکتے ہیں کہ میگزین نہایت ہی خوش اسلوبی سے چل سکتا ہے اور اگر قوم توجہ کرے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

ہم نہایت خوشی سے ایسی تحریروں کو الحکم میں شائع کر دینگے جو اس رائے کی تائید میں ہمارے پاس بھیجی جاوینگی اس تجویز کے ساتھ اگر ہم اردو میگزین کے متعلق بھی اپنی رائے پیش کر دیں تو بے محل نہ ہوگی مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اردو میگزین کے متعلق جو کچھ ہم ذیل میں لکھتے ہیں وہ مشروط ہے مندرجہ بالا تجویز کے تحت اور قائم ہو جانے کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے کہ حقیقت میں ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ احمدی قوم ایک ہی زبان کے ایک سے زیادہ اخبارات کو چلا سکے اگرچہ وہ وقت آتا ہے کہ خدا چاہے تو ایک زبان میں اس کے متعدد اخبار ہونگے لیکن اسوقت جب کہ مختلف قسم کے چندوں کا بوجھ جماعت پر ہے اور خدا کا فضل ہے کہ باوجود اس قدر بوجھ کے وہ ہر نئی ضرورت پڑنے پر ایمان اور نئے جوش سے من انصاری الی اللہ کی صدا سنکر نحن انصار اللہ کہنے کے لئے طیار ہوتی ہے - ایک سے زیادہ اردو زبان کے جریدہ کی ضروریات کا پورا ہونا کسیقدر مشکل ہے۔ اور جبکہ سب سے پہلے **خادم قوم الحکم** کی اشاعت ابھی تک سات سو بھی نہیں ہوئی اور آئے دن مالی مشکلات کی شکایت ہوتی ہے تو دوسرے کسی اخبار

کا اجرا اور قومی مقاصد کی راہ میں اخباری حیثیت سے ضرر رسان سمجھا سکتا ہے اور قوم پر ایک جدید بوجھ۔ لیکن **اردو میگزین** کا اجرا جس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھکر کیا گیا ہے وہ **انگریزی میگزین** کی پابجائی اور استحکام کے اسباب مین سے ایک سبب سمجھکر کیا گیا ہے گو یقیناً نہ سہی لیکن ہم اپنے قیاس سے کہہ سکتے ہین کہ اگر **انگریزی میگزین** کے استحکام اور استقلال کے لئے مندرجہ بالا صورت قایم ہوجاوے تو اردو میگزین کے مضامین الحکم ہی کے ذریعہ قوم کو ملسکتے ہین اور ان زائد مصارف سے جو اسوقت لازماً اٹھانے پڑتے ہین قوم بچ سکتی ہے اور **انگریزی میگزین** کی اشاعت کی اصل غرض پوری آزادی سے پوری ہوسکتی ہے اس لئے ہم اپنی رائے اسوقت عام غور کے لئے بذریعہ الحکم شایع کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ تمام لوگ جو میگزین کے حصون کے خریدار ہین اسپر پوری فکر کرینگے اور ایسا ہی انجمن اشاعت اسلام قادیان کے کارکن اصحاب کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر وہ انگریزی میگزین کے استحکام کی اسصورت مین فکر کرین اور خدا چاہے انہیں کامیابی ہوجاوے تو وہ اردو میگزین کی اشاعت کا ذریعہ الحکم کو قرار دین اس سے کئی فایدہ ہونگے اردو میگزین کے اجرانے کی اصل غرض پوری ہوجاویگی اسکے ساتھ ہی الحکم کی خدمات کا میدان وسیع ہونے کے ساتھ اس کے استحکام کا رنگ اور صورت نکل آویگی اور قوم مزید مصارف سے بچیگی

بہرحال یہ ہماری ذاتی رائے ہے جسکو ہم نے نہایت نیک نیتی کے ساتھ قوم کی خدمت مین پیش کیا ہے اسپر غور کرنا اور عمل کرنا قوم کے ہاتھ مین ہے۔ مرادِ ما نصیحت بود کردیم

تعمیر دفتر الحکم اور سرپرستان الحکم

میرے لئے یہ امر کس قدر مسرت اور فخر کا موجب ہوسکتا ہے جب مین یہ دیکھتا ہون کہ الحکم کے سرپرست الحکم کی خدمات کی سچے دل سے قدر کرتے ہین اور یہی ایک امر ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ٹھہر سکتا ہے بشرطیکہ سعادتمند غور کرنیوالا ہو۔ کیونکہ کسی قوم مین سچی شکرگزاری اور احسان شناسی کی حالت پیدا نہین ہوسکتی جب تک اس کا سچا تعلق خدا تعالےٰ سے نہ ہو جیساکہ مَن لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ سے پایا جاتا ہے پس جب ایک قوم اپنے ایک خادم کی خدمات کا شکرگزاری کے ساتھ اعتراف کرے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس قوم مین خداشناسی کی روح نفخ ہوچکی ہے چنانچہ الحکم کے دفتر کی تعمیر کے متعلق جو عرضداشت مین نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین شایع کی تھی اسپر سرپرستان الحکم نے توجہ کرنی شروع کردی ہے اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ اپنے **محبوب الحکم** کی عرضداشت پر پوری توجہ کرینگے۔

مین جیساکہ وعدہ کرچکا ہون الحکم مین ان تمام معاونین کے اسماء گرامی وقتاً فوقتاً شایع کرتا رہونگا جو اس سلسلہ تعمیر دفتر الحکم مین میرے مددگار ہونگے۔ چنانچہ آج مین چند احباب کے نام شایع کرتا ہون

اول - سب سے اول مین جناب چودہری غلام احمد صاحب بی - اے - انسپکٹر ڈاکخانجات گلگت کا نام درج کرتا ہون چودہری صاحب موصوف نے جس ارادت اور شوق سے خط لکھا ہے وہ اس قابل تھا کہ سارا درج کیا جاتا مگر عدم گنجایش کی وجہ سے مین ایسا کرنے سے قاصر ہون چودہری صاحب نے ان تمام مدون مین جو دفتر الحکم کی تعمیر کے لئے پیش کی گئی تھین شریک ہونا چاہا چنانچہ انہون نے ایک جدید خریدار بھی پیشگی قیمت دینے والا عطا فرمایا باوجودیکہ اس سے پہلے ایک خریدار دیچکے ہین اور آئندہ اور بہم پہونچانے کا وعدہ کرتے ہین مطبع کی **کتابون** مین سے بعض خرید کی ہین اور پانچ روپیہ بطور پیشگی بھی بھیجدئے ہین جزاہ اللہ احسن الجزا ہمین امید ہے کہ الحکم کے سرپرست چودہری صاحب کے اس کار خیر کی تقلید بہت جلد کرینگے۔

دوم - اس کے بعد مین میرٹھ کے خریداران الحکم کی گرانقدر امداد کی رسید دیتا ہون

ماسٹر محمد اسماعیل صاحب صمہ امدادی
منشی عبدالرشید صاحب صمہ قیمت پیشگی الحکم
ماسٹر محمد عبدالعزیز صاحب عہ امدادی

اپنے رنگ مین ماسٹر محمد عبدالعزیز صاحب اور ماسٹر محمد اسماعیل صاحب کی امداد سب سے پہلے اور بہت ہی گرانقدر ہے جیساکہ الحکم مین لکھا تھا کہ اگر مین محض امدادی رقوم طلب کرتا تو الحکم کے پڑھنے والے قدردان امدادی چندہ کے لئے طیار ہوجاتے۔ لیکن میرے لئے یہ امر بہت ہی مسرت کا ہے کہ باوجودیکہ مین نے پیشگی قیمت مانگی تھی یا جدید خریداران کے پیدا کرنے یا خرید کتب کے ذریعہ امداد کی درخواست کی تھی لیکن میرے میرٹھ کے سرپرستان الحکم نے امدادی چندہ بھیجکر ایک اور نظیر قایم کردی ہے۔ گویا وہ عملی طور پر اس تحریک کے بانی ہوئے ہین اللہ تعالےٰ انہین جزائے خیر دے **پھر لودیانہ** مین لودیانہ کے خریداران الحکم کا شکر گزار ہون جنہون نے اپنے خط کے ذریعہ ان تجاویز پر عمل کرنیکی مجھے اطلاع دی اور ان مین سے حاجی عمرالدین صاحب نے پیشگی قیمت دینے کے علاوہ بذریعہ خرید کتب بھی مدد دی۔ پھر مین الحکم کے ایک خاص معاون شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی کا شکرگزار ہون جنہون نے بذریعہ خط بہت جلد ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ فرمایا پھر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی مہربانی کا شاکر ہون جنہون نے جہلم واپس جاکر میری پیش کردہ تجاویز کو عملی صورت مین لانے کا وعدہ فرمایا۔

مین امید کرتا ہون کہ دوسرے

رقیمۃ الوداد نمبر سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ایہا الاحباب رؤساء امروہہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار بذریعہ عریضہ ہذا کے آپ کی خدمات عالیہ مین حاضر ہو کر گذارش کرتا ہے کہ خاکسار نے ایک خط موسومہ قاضی سید آل محمد صاحب محلہ دربارکلان امروہہ۔ اخبار الحکم مورخہ ۱۷- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مین طبع کرا کر چھبیس چھبیس پرچہ اوسکے امروہہ مین شایع کئے تھے اور تخمیناً ۵۰۰ عدد پرچہ دیگر بلاد ہندوستان وغیرہ مین بھی روانہ کیا گیا تھا جس مین مولوی احمد حسن صاحب مدرس امروہہ سے اور جو ان کا ہم مشرب ہو کوئی ہو اور کہین ہو کائناً من کان وحیث ماکان مطالبہ جواب کیا گیا تھا۔ اس خط مین دلایل عشرہ کتاب و سنت سے حیات مزعومہ حضرت عیسے کی باطل کی گئی تھی اور وفات ان کی حیز ثبوت کو پہونچائی گئی تھی۔ اور ثانیاً تفسیر اعجاز المسیح جو حضرت اقدس نے سائین مہر علی صاحب کے مقابلہ مین متحدیانہ لکھے تھے جس کو مدت دراز گذر گئی اور ان سے اسکا جواب آجتک نہین بن پڑا۔ مدرس صاحب امروہہ سے بھی اوسکے جواب کا مطالبہ حسب شرایط مفید طرفین کیا گیا تھا اور معاہدہ سابقہ مہر علیشاہ کی تجدید کر کر دار مدار صدق وکذب فریقین کا اسی مقابلہ تفسیر نویسی کو مجدداً قرار دیا گیا تھا اور ثالثاً حسب درخواست مدرس صاحب موصوف کے جو وعظون مین برملا مباہلہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہین عبارت مفیدہ فریقین مباہلہ کیلئے اس غرض سے تحریر کر دی تھی کہ فریقین کے دستخط ہو کر دنیا مین شایع ہو جاوی اور کل صرفہ طبع کا حضرت اقدس کے ذمہ رہے گا اور اتماماً للحجۃ آخر خط مین یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر ان تینون صورتون مین سے کسی صورت پر آپ مستعد نہ ہون تو آپ اپنے دعاوی مباہلہ و مناظرہ وغیرہ مین جو اپنے وعظو مین بیان کرتے ہین محض خلاف گو ہین۔ یہ خط مذکورہ اغلب ہے کہ آپ صاحبون نے مطالعہ فرمایا ہوگا اور جس صاحب نے مطالعہ نہ فرمایا ہو وہ صاحب قاضی آل محمد صاحب موصوف سے بالفعل لیکر مطالعہ فرمالیوے اب گذارش بطور اپیل کے آپ کی خدمات میں یہ ہے کہ اس خط کا جواب آج تک جسکو عرصہ زائد ایک ماہ کا منقضی ہو چکا مدرس صاحب نے بشرایط مندرجہ عنایت نہین فرمایا اور نہ کسی اور صاحب نے جو ان کا ہمخیال ہو اس خط کا جواب لکھا۔ چونکہ مدرس صاحب کو انتہا درجہ کا جوش وخروش اسوقت تھا لہذا مجھ کو بڑی امید تھی کہ جواب خط مذکور کا ضرور مرحمت ہوگا اور یہ خیال تھا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس خط و کتابت سے حق اور باطل اہل بصیرت پر امروہہ مین بھی منکشف ہو جاوے گا۔ مگر بالآخر معلوم ہوا کہ بحکم جولۃ الباطل ساعۃ* وجولۃ الحق الی الساعۃ کے مدرس صاحب کیطرف سے اب محض سکوت ہی سکوت ہے شاید انہون نے اس سکوت مین یہ مصلحت سمجھی ہے کہ ایک چپ سو کو ہراوے جو مثل مشہور ہے اللہ اکبر ایسا عظیم الشان مسئلہ جس مین ہماری تکفیر کی گئی۔ نماز ہمارے امامت مین پیچھے پڑھنی جائز نہین وغیرہ وغیرہ اور اب ادلہ قاہرہ پیش ہونے پر یہ سکوت۔ حضرت مین ان سب پیچون کو جانتا ہون جو ایسے سکوت مین دانشمند دنیا کو ہوا کرتے ہین بقول شاعر ؎

بطبعم ہیچ مضمون بزلب بستن نمی آید
خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمی آید

مگر یہ تو فرمائیے کہ شریعت اسلام نے بعض مواقع معلومہ مین سکوت کو بھی قائم مقام رضا کے گردانا ہے۔ جس کی وجہ سے خاکسار تو سمجھ گیا ہے کہ مدرس صاحب کا دل ہمارے ادلہ قاہرہ کو مان گیا گو بپاس و لحاظ شرم وحیا زبان پر نہ لاسکین کیونکہ الخاموشی نیم رضا گو الف لام کے ساتھ باعتبار ترکیب لفظی غلط ہو۔ مگر مضمون تو اسکا ہر ایک اہل عقل کو مسلم ہے۔ اب مجھکو محرک مطالبہ جواب کے لئے یہ امر ہوا ہے کہ بلاد ہندوستان اور نیز خود امروہہ سے بعض احباب کے خطوط متواتر بنا بر مطالبہ جواب آرہے ہین کہ مدرس صاحب سے یا تو مضمون خط کی تصدیق کرائی جاوے یا تکذیب اور تکذیب ہو تو معہ دلائل کے ہو اور دونون صورتون مین جواب مطبوعہ ہو تاکہ فایدہ اسکا عام ہو جاوے لہذا آپ کی خدمات عالیہ مین بطور اپیل کے تصدعہ دیا جاتا ہے کہ از راہ عنایت اور حمایت دین اسلام کے جو ہر اہل اسلام پر فرض و واجب ہے مدرس صاحب سے خط مذکورہ کا جواب بخط خود مطبوعہ اندر میعاد مناسب مثلاً پندرہ روز مین لیکر خاکسار کے پاس روانہ فرمادیا جاوے اور اگر اس خط مذکورہ کا جواب ان سے نہین ہو سکتا تو لیجئے اور چند سطور ذیل مین پیش کی جاتی ہین انہین کا جواب مرحمت ہو۔

* جوش وخروش باطل کا ایک ساعت بھر ہی ہوا کرتا ہے لیکن امر حق مین جوش کرنا تو قیامت تک باقی رہتا ہے۔

اور مدرس صاحب کو اجازت ہے بلکہ التماس ہے کہ اگر جواب ان چند سطور کا دینا ان پر دشوار اور مشکل ہو تو دیگر علما اپنے موافقین کو بھی اپنا معاون فرما لیوین ہماری اجازت ہے کیونکہ اس تعاون مین کوئی ہرج ہمارا نہین ہو امر حق تو ظاہر ہو جاویگا اور اگر آپ کہین کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت مین بہت کتابین چھپ چکی ہین تو گذارش ہے کہ انہین کتابون مین سے نکال کر جواب عنایت ہو۔ لیکن اگر ان چند سطور کا جواب بھی اندر میعاد مذکورہ کے مرحمت نہ ہوا تو خاکسار آپ ہی سے دریافت کرتا ہے کہ بحکم الانصاف احسن الاوصاف آپ اتنا تو فرمادیوین کہ پھر یہ سکوت مدرس صاحب کا اسی سکوت مین کیون داخل نہ کیا جاویگا جس کو شریعت اسلام نے قایم مقام رضا کے گردانا ہے بینوا توجروا۔

جواب طلب قلم اول لفظ توفی کا وہ محاورہ جو فلما توفیتنی مین باب تفعل سے آیا ہے یعنی اللہ تعالے کیطرف اس کی اسناد ہو اور انسان اوسکا مفعول بہ واقع ہوا ہو جیسا کہ توفاہ اللہ ہے سوائے قبض روح کے کسی اور معنی مین بھی آیا ہے یا نہین۔ بصورت اول۔ شاہد اس کا خواہ قرآن مجید سے ہو یا احادیث صحیحہ سے یا محاورات عرب یا کتب لغات عرب سے معہ حوالہ کتاب تحریر فرمایا جاوے۔ مگر اقوال تفسیری جو اسی آیت کی ذیل مین لکھے گئے ہین وہ قابل استدلال کے نہین ہو سکتے کیونکہ یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہوا جاتا ہے یعنی وہی دعوے اور وہی دلیل حالانکہ اثبات دعوے مین شاہد اور دلیل کا بجز دعوے کے ہونا ضروری ہے۔

جواب طلب قلم دوم۔ ایسا محاورہ جیسا کہ بل رفعہ اللہ الیہ مین حضرت عیسے کی نسبت فرمایا گیا ہے یعنی حرف الے رفع کے صلہ مین موجود ہو اور اللہ تعالیٰ کیطرف کسی انسان کا رفع بیان کیا جاوے تو ایسے محاورہ سے جسم کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف مراد ہو اور مقرب کرنا جو رفع روحانی ہے مراد نہ ہو اسکا جواب بھی بحوالہ کذائیہ دیا جاوے۔

قلم سوم۔ اللہ تعالے نے جبکہ حضرت عیسے سے مطالبہ کیا یا موجب قول مخالفین کے قیامت مین کریگا کہ

اانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللہ۔[1] تب حضرت عیسے کا جواب اس مطالبہ کے بارہ مین یہ ہوا ہے یا ہوگا کہ **کنت علیہم شہیدًا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم**[2] اس جواب مین حضرت عیسے نے اپنی دو حالتون کا صرف ذکر کیا ہے اول تو اپنی قوم مین زندہ موجود رہنے کی حالت بیان کی جو مادمت فیہم مین ہے دوسرے اپنی وفات کے بعد کا زمانہ جو فلما توفیتنی مین ہے۔ اور یہ جواب ان کا جناب باری مین مقبول بھی ہوچکا ہے کیونکہ جناب باری کی طرف سے کوئی جرح اسپر نہین کیا گیا پس اگر حضرت عیسے بموجب آپ کے اعتقاد کے آسمان پر زندہ ہین جسکو عرصہ دو ہزار برس کا تخمینًا ہوگیا۔ پھر اس جواب مین اس زمانہ کا تذکرہ کیون نہین کیا گیا حالانکہ عقایدِ شرکیہ اور اتخاذ النصارے کا اسی زمانہ دو ہزار برس مین وقوع مین آچکا ہے اور انہون نے حضرت عیسے اور ان کی مان کو اسی زمانہ مین معبود اور الہ پکڑ لیا ہے اور اسیوجہ سے قرآن مجید جابجا نصارے کے ان عقایدِ شرکیہ کو رد فرما رہا ہے۔ پس اندرینصورت جواب حضرت عیسے کا بالکل ناقص رہا جاتا ہے جو قابل پذیرائی جناب باری مین ہرگز نہین ہو سکتا اور مزید اسپر یہ ہے کہ بموجب آپ کے اعتقاد کے جب وہ نازل ہونگے تو تمام عیسائیون کو بچشم خود مشرک دیکھ لیوینگے تو پھر یہ جواب حضرت عیسے کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ سارے تو میری وفات کے بعد مشرک ہوئے تھے اور مین ان کا رقیب و نگہبان نہین تھا پس مین بری الذمہ ہون یہ جواب تو بالکل دروغ اور کذب ہے آپ کے اعتقاد کے بموجب یا تو اللہ کو نعوذ باللہ اس زمانہ دو ہزار برس کی نسبت دھوکہ ہوگیا اور یا قرآن مجید جو باآواز بلند عیسائیون کو مشرک قرار دے رہا ہے وہ سب کا سب غلط ہوگیا ونعوذ باللہ منہ لہذا آپ پر فرض و واجب ہے کہ یا تو ان آیتون متضمن سوال و جواب کی توفیق و تطبیق فرما دیجیئے یا ایسے عقیدہ سے توبہ کیجیئے جس سے ایسے مفاسد کلام پاک الٰہی مین لازم آتے ہین۔

قلم چہارم جواب طلب ضروری آنحضرات حضرت عیسے کی وفات ادلہ اربعہ شرعیہ سے ثابت ہے اما الکتاب پس واضح ہو کہ قرآن مجید کی تیس آیتون سے حضرت عیسے کی وفات ثابت ہوتی ہے منجملہ انکے ایک آیت یہانپر ذکر کیجاتی ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم

آخر تک۔ حضرت عیسے کا فریقین کے نزدیک رسول ہونا تو مسلم ہے۔ کیونکہ قرآن مجید مین متعدد جگہ انکو رسول فرمایا گیا ہے پس وہ بالضرور لفظ الرسل

---

[1] اے عیسے لوگون سے کیا تو نے کہدیا تہا کہ سوائے اللہ کے مجھکو اور میری مان کو معبود بنالیجیو۔

[2] مین انپر نگہبان تہا جبتک انمین زندہ رہا اور جب تو نے مجھکو وفات دیدی تو تو ہی انکا نگہبان رہا۔

مین داخل ہین خصوصاً جبکہ الف لام کا لحاظ بھی کیا جاوے ۔ اور خلت کے معنے بجز مضت کے یہان پر اور کچھ ہو نہین سکتے ۔ کما قال تعالے تلک[1] امة قد خلت ۔ ایضا اتعدانني ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی ۔ ایضا قال الشاعر

این القرون الخالیہ
کہان ہین تمام امتین جو گذر چکی ہین
بانوا قصورا عالیہ
جنہون نے بڑے بڑے محل بنائے تھے ۔

علاوہ یہ کہ آیت مانحن فیہ مین تو خود اللہ تعالے نے بطور تفسیر لفظ خلت کی ارشاد فرمادیا ہے افان مات او قتل اس سے ثابت ہے کہ گذر جانے کی دو ہی صورتین ہین یا تو موت طبعی سے فوت ہوجانا اور یا بذریعہ قتل کے مرجانا ۔ مگر آسمان پر چڑھ جانا خلت کے معنے کہین نہین آئے اور یہی محاورہ اردو فارسی مین بھی موجود ہے کہ فلان آدمی دنیا سے گذر گیا ۔ یعنے مرگیا ۔ شیخ سعدی ایک جگہ فرماتے ہین ۔ ؎ پدر چون دور عمرش منقضی گشت مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت

پس علاوہ آیت فلما توفیتنی کے یہ آیت بھی حضرت عیسے کی موت پر دلالت صریحہ کر رہی کیونکہ لفظ الرسل جمع صیغ عموم سے اوسکا کوئی مخصص یہان پر موجود نہین اور نہ حضرت عیسے کا استثنا یہان پر مذکور ہے ۔ تفاسیر مین بھی لفظ الرسل کو عام قرار دیا ہے چنانچہ حاشیہ بیضاوی وغیرہ مین لکھا ہے لیس رسولنا صلعم مستثنیٰ عن الهلاک والموت کسائر الرسل ویخلوا لما خلوا ۔

واما اجماع الصحابہ ۔ پس دیکھو صفحہ ۶۴۰ صحیح بخاری اور اس کی شروح کو اور نیز دیگر کتب سیر معتبرہ مثل ملل و نحل شہرستانی وغیرہ کو ہم اس جگہ پر ماحصل قصہ وفات آنحضرت صلعم کا بقدر حاجت کے صحیح بخاری وغیرہ سے اردو مین لکھتے ہین اگر کسی کو اس ماحصل قصہ وفات مین شک ہو تو وہ بخاری اور اسکی شروح کا مطالعہ کرے وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم کا حادثہ وفات واقعہ ہوا تو بروز وفات یہ قصہ پیش آیا کہ حضرت عمر لوگون سے کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت صلعم فوت ہوگئے تو مین اپنی تلوار سے اس کو قتل کردونگا آنحضرت صلعم فوت نہین ہوئے ہین بلکہ آپ کا رفع ہوا ہے جیسا کہ عیسے بن مریم رفع کرے گئے ہین ۔ یہ عبارت ملل و نحل شہرستانی کی ہے) جو اپنے فن کا ایک بڑا امام ہے ۔ تب حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے عمر بیٹھ تو جاو کیا کہتے ہو مگر عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا تب حضرت ابوبکر نے خطبہ پڑھنا شروع کیا تب لوگ ابوبکر کیطرف متوجہ ہوگئے اور عمر کو چھوڑ دیا ابوبکر نے کہا کہ بعد حمد و صلواۃ کے واضح ہو کہ جو شخص تم مین سے محمد صلعم کی پرستش کرتا تھا تو جان لے کہ محمد صلعم تو فوت ہوچکے اور جو تم مین سے اللہ تعالے کی عبادت کرتا ہے ۔ تو بیشک اللہ تعالے زندہ ہے جو کبھی نہین مریگا کیونکہ اللہ تعالے نے فرماتا ہے کہ نہین ہین محمد مگر ایک رسول اور ان سے پہلے تمام رسول گذر چکے ہین یہ آیت حضرت ابوبکر نے کلمہ الشاکرین تک پڑھی اور آیت انک[2] میت وانہم میتون بھی پڑھی غرضکہ اس طرح سے تمام رسولون گذشتہ کی وفات ثابت کر کر حضرت صلعم کی وفات ثابت کی اور پھر راوی کہتا ہے کہ قسم ہے اسکی کہ لوگ اس آیت سے بے خبر تھے ۔ یعنی ان کو اس آیت سے ذہول ہوگیا تھا ۔ کہ یہ آیت بھی اللہ تعالے نے قرآن مین نازل کی ہے اور ابوبکر کے پڑھنے سے ان کو پتہ لگا پس اس آیت کو کل صحابہ نے ابوبکر سے سیکھ لیا اور کوئی صحابی یا غیر صحابی باقی نہ رہا جو اس آیت کو پڑھتا نہ پھرتا ہو انتہی موضع الحاجت یہ خلاصہ اور ماحصل ہی مختصراً اس عبارت کا جو صحیح بخاری اور اس کی شروح اور ملل و نحل شہرستانی مین موجود ہے اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ جو کوئی کہے گا کہ حضرت صلعم وفات پاگئے تو مین اسکو اپنی تلوار سے قتل کردونگا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایسے حادثہ جانگزا کے وقت اونکا خیال وہماً شاید اسطرف گیا ہو کہ بعض پیشین گوئیکا پورا ہونا آنحضرت صلعم کی حیات ہی مین ضروری سمجھے ہونگے لہذا انکا اجتہاد اسطرف گیا کہ جب تک وہ پیشین گوئیان پوری نہ ہولین تب تک حضرت صلعم کی وفات نہین ہوسکتی لہذا اس اجتہاد سے جو ایسی مصیبت کے وقت کیا گیا ۔ انہون نے آنحضرت صلعم کی حیات کو ایمانیات سے یقین کرلیا اور قول وفات آنحضرت کو ارتداد خیال کیا جو قتل کرنے کے لیئے جوش مین آکر فرمادیا ۔ اس قصہ وفات سے یہان پر ہم چند امور اور بھی بیان کرتے ہین اولاً یہ کہ باقی صحابی اس اجماع کے

---

[1] وہ ایک امت ہے جو گذر چکی ۔ کیا تم دونون مجھکو وعدہ دیتے ہو کہ مین پھر زندہ ہوکر نکلونگا حالانکہ مجھسے پہلے کی تمام امتین گذر چکین

[2] ہمارے رسول صلعم موت سے جدا نہین ہوسکتے جیسے تمام رسول گذر چکے اوسی طرح یہ بھی گذر جاوینگے بیشک تو بھی مریگا الٰہی ادعدہ بھی مرنیوالے ہین

خلیفہ بلافصل و اول الخلفا یعنی حضرت صدیق اکبر ہین۔ اور ایک عظیم الشان رجل یعنی خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم سے بحث مباحثہ ہوکر یہ اجماع منعقد ہوا ہے پس اس اجماع کا مکذب یا منکر جو کوئی ہو اسکا حال آپ لوگون سے ہی استفسار طلب ہے اور فرجع القوم الی قولہ تحقیق طلب۔

ثانیاً واضح ہو کہ یہ ایسا اجماع ہے جس سے کوئی متنفس صحابہ مین سے خارج نہین رہا کیونکہ صحیح بخاری مین جملہ فتلقاھا منہ الناس کلھم موجود ہے۔ اور نیز جملہ

فما اسمع بشرا من الناس الا یتلوھا

بھی مذکور ہے جو بطور نفی و اثبات استثنائے کے حصر کیا گیا ہے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ ایسے حادثہ وفات خاتم النبیین صلعم کے وقت کونسا ایسا صحابی ہوگا جو حاضر نہ ہوا ہوا اور پھر اسپر علاوہ یہ کہ قصہ تیاری جیش اسامہ کا بھی وقت وفات کے درپیش تھا۔

ثالثاً۔ یہ کہ یہ اجماع تمام اجماعون سے مقدم منعقد ہوا ہے حتی کہ خلافت راشدہ کے اجماع سے بھی مقدم ہے لہذا بڑی حجت ہے

رابعاً۔ یہ کہ صحابہ کرام حضرت عمر وغیرہ بسبب اس حادثہ وفات کے جو ایک غم جانکاہ تھا قریب تھا کہ اپنے ہوش و حواس کو کھو دیوین انکو بذریعہ اس خطبہ عظیم الشان کے حضرت خلیفہ بلافصل نے تعزیت کی اور انکو اس وقت صبر ہوا کہ جب تمام رسولوں کا فوت ہوجانا انکو متیقن ہوگیا اگر منجملہ رسولون کے ایک رسول کی حیات بھی اونکے ذہنون مین باقی رہتی تو پھر ان کو اپنے رسول خاتم النبیین کے فوت ہوجانے سے صبر کا آجانا بڑا ہی دشوار ہوتا چنانچہ حضرت حسان نے جو آنحضرت صلعم کی وفات مین مرثیہ پڑھا ہے اسکا ایک شعر یہ ہے ؎

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی تو میری آنکھ کی روشنی کے لیے پتلی تھی۔ اب تو میری آنکھ اندھی ہوگئی۔ اب تیرے مرنے کے بعد سب ہی کا مرجانا چاہیئے۔ جو زندہ بھی ہو وہ بھی مرجاوے مین تو تیری موت ہی کا خوف وحذر کرتا تھا مگر کسی نے حضرت ابوبکر صدیق کے استدلال قطعی کے روبرو دم نہ مارا اور سب نے اپنی گردنین کتاب اللہ کے روبرو جھکا دین اگر حضرت عیسی اس استدلال خلیفہ بلافصل سے مستثنی ہوتے تو پھر استدلال صدیقی کو کیونکر صحابہ سب کے سب تسلیم کر لیتے یہ خطبہ صدیقی کیا تھا ایک تعزیت نامہ تھا کل صحابہ ور حضرت عمرؓ کے لیے جیسا کہ ہمارے یہان بھی تعزیت مین ایسے الفاظ کہنے کی رسم ہے یعنی جب کوئی عزیز و قریب کسی کا مرجاتا ہے تو اہل میت کو ایسے ہی فقرات تسلی آمیز سے مخاطب کر کر تعزیت کیجاتی ہے کہ بھائی اب صبر کرو دیکھو تمام گذشتہ اکابر اولیا و انبیاء و مرسلین گذر گئے یہ راہ سب کو طے کرنا ہے وغیرہ وغیرہ اور اللہ تعالے نے جو اس تعزیت کا کرنے والا حضرت صدیق اکبر کو گردانا اس مین ایک اشارہ لطیف یہ بھی تھا کہ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر ہی ہونگے کیونکہ تسلی اور تسکین دینے والا جملہ حادثات اسلام مین امیر المومنین اور خلیفہ ہی ہوا کرتا ہے۔

خامساً۔ ہم یہ بھی بیان کرتے ہین کہ اس اجماع کے مقدم ہونے مین تمام اجماعون سے حتی کہ اجماع خلافت سے بھی سر الہی یہ تھا کہ چونکہ خلافت راشدہ نبوت خاتم النبیین کی متفرع ہے ختمیت نبوت آنحضرت صلعم پر اور دوجہ خلافت راشدہ کا ختمیت نبوت آنحضرت صلعم سے نمبر دوم پر واقع ہوا ہے لہذا حکمت الہی اس امر کے لیے مقتضی ہوئی کہ سب سے اول جو اجماع منعقد ہو وہ ختمیت نبوت پر ہو یعنی یہ کہ سلسلہ خلافت محمدیہ مین اب کوئی نبی نیا یا پرانا زندہ موجود نہین اور تمام سلاسل نبوتون بنی اسرائیل کے ہمارے حضرت صلعم پر ختم ہو چکے اب کوئی نبی نیا یا پرانا اسرائیلی بلکہ خلافت کے بھی نہین آسکتا کہ انھم[1] لا یرجعون قول الہی ہے۔

سادساً۔ عرض ہے کہ بعد وقوع اس اجماع ختم نبوت کے دوسرے درجہ مین انعقاد اجماع کا خلافت راشدہ کے لیے ہوا کیونکہ خلافت راشدہ فرع نبوت کی تھی اس اجماع مین کسی طرح کا انتظار عیسے یا موسے کے نزول کا نہین کیا گیا بلکہ امت مین سے ایک شخص خاص کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع فوراً واقع ہوگیا اگر کوئی صاحب کسی قدر تاخیر سے اس اجماع مین شریک ہوا تو اوس کا یہ عذر ہرگز نہیں تھا کہ حضرت صلعم لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم فرما گئے ہین جو قرب نزول عیسے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ تمام صحابہ بخوبی سمجھے ہوئے تھے کہ وہ ابن مریم موعود اماکم منکم ہوگا نہ من بنی اسرائیل بلکہ اوس تاخیر شرکت کی وجوہ دیگر تھین جو اپنے محل مین مذکور ہین اور لیوشکن کے معنے یہی ہین کہ اپنی ضرورت کے وقت ابن مریم موعود بہت قریب اور جلد آجاویگا اور ایک روز کی تاخیر بھی نہوگی۔ پس امت مین سے ایک شخص خاص کی خلافت پر اجماع منعقد ہونے مین ایک اشارہ لطیف اسطرف بھی تھا کہ اب قیامت تک خلافت راشدہ نبوت محمدیہ کا سلسلہ اسی امت مین سے ہوتا رہیگا۔ لاغیر جیسا کہ لفظ منکم اور جملہ کما[2] استخلف الذین من قبلھم اس پر دلالت صریحہ کر رہا ہے کہ خلفاء راشدین اسی امت مین سے ہون گے ہان برکات اور فیوض نبوت کے مظہر خلفاء راشدین بالضرور ہونگے۔ مگر عین بنی اسرائیل مین سے کوئی نبی نہین آنے کا۔ اور خاتم الخلفاء کی تو وہ شان ہوگی کہ

---

[1] بیشک مرے دنیا مین دوبارہ نہین آسکتے
[2] جیسا کہ خلیفہ کیا ہے حضرت موسی کا اول ......

یواطی اسمہ اسمی اما الاحادیث
دیکھو رسالہ چہل حدیث مسک العارف
کو اور اگر بسبب طوالت کے اوسکو نہ
دیکھ سکو تو رقیمۃ الوداد نمبر دوم کیطرف
رجوع کرو کیونکہ یہ خط اگرچہ طویل ہوگیا
تو مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی طوالت موجب
آپکی ملامت کے ہو- واما القیاس
واضح ہو کہ اس جگہ پر قیاس اور دین
و مجتہدین نہین ہوسکتا- کیونکہ جب کہ
وفات حضرت عیسے کی نصوص کتاب اللہ
مین موجود ہے تو پھر قیاس کہان
علاوہ ہو کہ دیگر شرائط قیاس مجتہدین کی
بھی یہان نہین پائی جاتین ہان بپاس
خاطر طلبہ مدرس صاحب کے قیاس
منطقی ہم یہان لکھے دیتے ہین سو
واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ہم نے
نہایت بسط کے ساتھ شمس بازغہ
مین شکل اول بدیہی الانتاج سے
حضرت عیسے کی وفات ثابت کردی ہے
مگر یہان پر نہایت اختصار کے ساتھ صرف
دو تین سطرون مین شکل اول کو لکھے
دیتے ہین- **عیسے بن مریم کان**
نبیا من الناس الذین کانوا
قبل نبینا صلعم ومات الناس الذین
کانوا قبلہ کلھم حتی الانبیا فعیسے بن
مریم البتہ مات مقدمہ صغرے تو
اوس کا مسلم فریقین ہے اور مقدمہ
کبرے آیت و ما محمد الا رسول
قد خلت من قبلہ الرسل سے بھی
ص م ثابت ہوچکا اب آپکی خدمات عالیہ مین
گذارش یہ ہے کہ جو مسئلہ آیات کتاب اللہ
و سنت صحیحہ اور نیز اجماع صحابہ اور
قیاس استقرائی سے ثابت ہو اس
مسئلہ کے مکذب اور منکر کے پیچھے نماز
جایز ہے یا نہین اور جس اجماع کے
بانی مبانی خلیفہ اول بلا فصل حضرت
صدیق اکبر ہون اس کی تکذیب کرنی
رفض مین داخل ہے یا نہین اور پھر
ایسی حیات کہ **لا یزول ولا یحول**
والآن کما کان جو صفات مختصہ الٰہیہ
سے ہے اور اس کے ماننے مین تائید
مذہب باطل عیسائیون کی بھی لازم
آتی ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ
عیسائی حضرت عیسے کو خدا یا خدا کا بیٹا
مانتے ہین اور مخالف ہمارے صفات
مختصہ الوہیت مین ان کو شریک گردانتے
ہین اب اس مسئلہ کا جواب آپکے دینا یا اپنے
مولوی صاحبان سے دلانا آپ پر
فرض اور واجب ہے او حجت الٰہی
آپ پر خصوصاً مولوی بدر الحسن صاحب
پر پوری ہوگئی ہے اللہ تعالے سے
آپکو ڈرنا چاہیئے کہ دنیا مین عذاب
طاعون کبھی نازل ہو رہا ہے- اور جواب
ہو تو ترتیب اول کے ساتھ ہو یعنے
بمقابلہ آیات کتاب اللہ کے آیات کتاب اللہ
ہون جو منصوص طور پر حیات عیسے پر
دلالت کرتی ہون اور پھر ہماری آیات
پیش کردہ اور ان مین توفیق و تطبیق
بھی کی جاوے کیونکہ یہ تو ممکن نہین
کہ کچھ آیات سے تو حیات ثابت ہوتی
ہو اور کسی قدر آیات سے وفات ثابت
ہوتی ہو- اللہ تعالے فرماتا ہے و
ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا
فیہ اختلافا کثیرا- یعنی اگر قرآن
مجید اللہ تعالے کے غیر کی طرف سے
ہوتا تو پھر اوس مین بڑا اختلاف
پاتے + اور حدیث ہو تو ویسی
ہی صحیح حدیث ہو جیسے ہم نے پیش
کی ہے- اور اجماع صحابہ ہو تو پھر
بین الاجماعین توفیق و تطبیق بھی ہو
و انی لھم النصوص و این لھم
الاجماع والاحادیث- بل لیس
عندھم حدیث واحد ضعیف
ایضا فی ہذا الباب- اور ایسا نہ
ہو کہ ہمارے ان ادلہ قاہرہ کے
روبرو روایات رطب و یابس یا احادیث
ذو الوجوہ یا ضعاف **یا اقوال تفسیری**
پیش کر دیئے جاوین کیونکہ ایسا
خلط ملط کرنا **والغوا فیہ لعلکم تغلبون**
یعنی لغو باتین اس مین خلط ملط کردو
تاکہ تم غالب ہو جاؤ- کا مصداق
ہے- جس کو تمام اہل علم اصول
جائز نہین سمجھتے- اور نیز واضح ہو
کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے
اس خط مین آپ کا امتحان لیا ہے
اگر آپ اس امتحان مین پاس ہوگئے
اور جواب خط کا علوم دینیہ وادبیہ
سے حسب شرائط لکھا تو پھر آپ کو
معہ آپ کے ایک خادم کے اپنے
پاس سے کرایہ دیکر قادیان مین
طلب فرمالیوین گے اور آپ کے
تمام شبہات کا قلع قمع کر دیا جاویگا
ورنہ پھر آپ کا دعوے عالمیت و محدثیت
جو آپ اپنی تلامذہ کے روبرو
بیٹھ کر کیا کرتے ہین وہ ہمارے
نزدیک کیا وقعت رکھتا ہے ولنعم

ما قال سرمد ؎
ہر سرمد برہنہ کرامات تہمت است
کشفے کہ ثابت است در او کشف عورت است

ورنہ آپ کو معلوم ہو کہ ایسے لغویات کیطرف
جو آپ اندر وعظون کے عوام کو سناتے
ہین ایسے عظیم الشان مامورمن اللہ
کب توجہ کیا کرتے ہین کہ والذین
ھم عن اللغو معرضون اللہ تعالے
اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے-
والسلام علے من اتبع الہدے-
مورخہ ۲۴- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء-

کتبہ سید **محمد احسن** از قادیان

دار الامان ضلع گورداسپور

[illegible]

[illegible]

بیعت

محمد عبد الرحمن خانصاحب - ساکن سیالکوٹ - محلہ نوان -
نیاز احمد صاحب - ساکن جمون جیون - چک سکندر ضلع امرتسر
پیر محمد صاحب - بہیٹرین ضلع گورداسپور تحصیل و ڈاکخانہ بٹالہ -
کیمان صاحب - تلونڈی ضلع گورداسپور - تحصیل بٹالہ
چغتا - بہیٹرین ضلع گورداسپور - تحصیل بٹالہ -
محمد رمضان صاحب - سندھ ڈاکخانہ کمال ڈیرہ -
ملو - ساکن بہیٹرینا ضلع گورداسپور
خیر الدین صاحب - ״
منشی چراغ الدین صاحب - حوالدار پولیس ۵۵ صدر کوتوالی کپورتھلہ
قادر بخش صاحب - ساکن مکووال ضلع انبالہ تحصیل روپڑ -
عبد اللہ - ایضاً
کریم بخش - ״
نتھو - ״
غلام غوث - ״
ابراہیم - ״
مسماۃ صاحبی والدہ نتھو ״
مسماۃ بیندان ہمشیرہ نتھو ״
مسماۃ عائشہ بنت نتھو ״
الٰہ بخش - ״
مسماۃ جیوی زوجہ الٰہ بخش ״
فتح علی - ״
قادر بخش - ״
اللہ دتا - ״
مسماۃ رسمان زوجہ عظیم بخش - ایضاً
عائشہ بنت عظیم بخش - ״
مسماۃ جیوی بنت عظیم بخش - ״
فاطمہ بنت عمرا - ״
احمد - ״

علی محمد - مکووال ضلع انبالہ
امام الدین ״
ولی محمد - ״
نور محمد - ״
بنا - ״
عبد اللہ - ״
بوٹا - ״
جنو - ״
عبد الکریم ״
مسماۃ فاطمہ - ״
شیر محمد - ساکن ساؤنکا ضلع لدیانہ - تحصیل سمرال
عبد العزیز - مکووال ضلع انبالہ
مسماۃ فتو بنت جیتا - ״
مسماۃ رجی - ساکن چکل ضلع ہوشیارپور
علم الدین - ساکن بوہا ضلع گجرات
مہر دین ״
فتح علی - ״
میران دتا ״
عبد الکریم - ساکن نورپو ضلع کٹک
شیخ داؤد صاحب - ״
عبد اللہ صاحب الثانی ״
عبد الوہاب - ״
احمد حسین ״
خیر دین حجام ساکن قادیان ضلع گورداسپور
جلال الدین - لاہور محلہ حکیمان
لعل دین ״
مسماۃ امتہ الرحمٰن - ڈیرہ دون
مسماۃ نصیبن - ״
فضل الرحمٰن ״
مسماۃ اللہ رکھی ״
میان بھاگ - ننگل باغبان ضلع گورداسپور -
میان یونس - ״
محمد جمیل ״
عبد العزیز - ״
دین محمد ״
محمد اسماعیل - ״
سید محمود - میانی ضلع پشاور

احمد بخش - بھنجیا ضلع سیالکوٹ
فضلدین - کوڑی - ضلع خوشاب
حکیم محمد اکرام صاحب - سامانہ ریاست پٹیالہ -
اہلیہ حکیم محمد اکرام صاحب
پسر حکیم صاحب موصوف
دختر ״
ہمشیرہ ״
شریف الحسن - ساکن سامانہ مذکور
مرزا مراد بیگ صاحب ״
اہلیہ مراد بیگ صاحب ״
اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب ״
دختر برہان بیگ ״
دختر شیخ ہدایت علی ״
مولوی فتح دین صاحب ضلع گجرات
حاکم - بہیٹرین - ضلع گورداسپور
نتھو - ״
عبد الرشید - ریاست کپورتھلہ
عبد الحمید - ״
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب - بے داپور ضلع لاہور -
مولاداد صاحب - ״
حاکم خانصاحب ״
اللہ داد صاحب ״
حبیب خان - چک ایرچ - کشمیر -
مسماۃ وہاب نور - ״
ابراہیم صاحب - شوراپور - کٹک
رسول صاحب ״
عبد اللہ صاحب - ״
غلام نبی صاحب - ״
عبد اللہ - ״
عبد الکریم - ״
شیر محمد - بہٹیر ضلع گورداسپور
اللہ دتا - سری گوبندپور - ״
فضلدین - لوچپنا - ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ -
محمد ابراہیم - خاص جالندھر حال دکسینٹر جہلم -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم انه اوی القریة

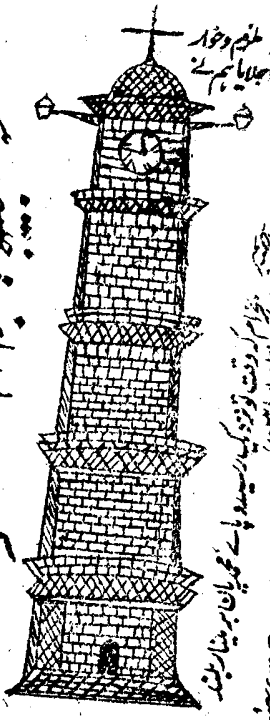

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ ہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۶ | ۳۰- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۹ھ یوم چہارشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین صلہ
قصص قرآنی کی فلاسفی صہ ۲ و ۳
ضروری اطلاع صہ ۳
حضرۃ مسیح موعود کا خطاب نادان مخالف سے صہ ۴
کلمات طیبات صہ ۵ و ۶
ڈائری ۶ و ۸
بیان صہ ۹ و ۱۳
خط وکتابت ۱۳ ۱۳ و ۱۵
جواب جو انگلینڈ سے آیا ۔ ۱۵ و ۱۶
توبہ نامہ صہ ۱۶

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود دام اللہ فیوضہ خداتعالےٰ کے فضل وکرم سے اپنے تمام ممبران خاندان سمیت تندرست ہین اور خداتعالےٰ کے پیام کی تبلیغ مین شب و روز ساعی ۔ آجکل بندگان عالی عصمت انبیاء کے متعلق مضمون کا تتمہ لکھہ رہے ہین *

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی خداتعالےٰ کے فضل وکرم سے تندرست ہین اور سلسلہ احمدیہ کی قلمی خدمت مین مصروف ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد مین جو ماہواری چندہ مقرر ہین وہ مولانا ممدوح کے نام آتے ہین اور آپ ہی کے نام آنے چاہئین آپ کی دستخطی رسید روپے کے برمحل پہنچ جانے کی کافی دلیل ہے

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب بھی تندرست ہین اور اپنے روحانی اور جسمانی فیض سے ہر قسم کے مریضون کو فائدہ پہنچا رہے ہین

حضرت عمدۃ المناظرین مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کتاب آیات الرحمٰن بجواب عصائے موسیٰ کی طبع کے کام مین مصروف ہین ۔ کتاب موصوف پانچ جز تک چھپ چکی ہے پچھلے دنون سے چونکہ مطبع مین کام کثرت سے ہے اس لئے کتاب مذکور کی طبع کے کام مین توقف ہو رہا

ازالہ اوہام کی پہلی جلد دوبارہ چھپکر شائع ہوگئی ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۱۲؍ اور مع محصول ڈاک و خرچ وی پی وغیرہ عہ؍ دفتر الحکم یا حکیم فضل دین صاحب سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہے ۔

ست بچن کے دوسرے ایڈیشن کے پانچ جز چھپ چکے ہین امید کیجاتی ہے کہ انشاءاللہ ست بچن مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر تک غالباً شائع ہو جاوے

طاعون کے متعلق حضرۃ حجۃ اللہ کا اشتہار کثرت سے شائع ہو رہا ہے

نہایت خوشی سے لکھا جاتا ہے کہ ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن کی منصفانہ رپورٹ سے جو بابت دیہات کالک و معظم آباد وغیرہ کے بھیجی بملاحظہ اس واقعی کیفیت امراض کے صاحب سول سرجن بہادر نے پورے ایک مستند ثبوت کے ساتھہ ان کی دیانت نیک نیتی اور پاک طینتی کی نسبت تحریر کیا ہے اور لکھا ہے کہ دوران ملازمت میں اس شخص نے اپنے فرض منصبی کو اس طریق سے ادا کیا ہے کہ پبلک خوش ہی اور گورنمنٹ بھی قاضی صاحب موصوف کے متعلق اس قسم کی رپورٹ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بزرگی اور احترام کا موجب ہے اگر ہماری تمام جماعت کے معزز عہدہ داران کے متعلق اس قسم کی رپورٹین ہوتی رہین تو ہمین امید ہوتی ہے کہ عنقریب خدا کے فضل سے یہ امر تسلیم کیا جاویگا کہ اس سلسلہ کے لوگ سب سے بڑھکر دیانتدار اور اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنیوالے ہین ڈاکٹر صاحب کی اس اخلاقی کامیابی پر ہم اپنی قوم کو مبارکباد دیتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ وہ ہر قسم کی کامیابی حاصل کرین *

دارالامان مین مکان بنانے والونکو خوشخبری - اگر کوئی

قصص قرآنی کی فلاسفی

۱۰

یہ مضمون ایک خطبہ کا رپورٹ ہے جو ۱۸ مارچ ۱۹۰۲ء کو عید ضحیٰ کے دن ہمارے محسن مخدوم حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا چونکہ خطبہ کا محدود وقت اس قسم کے عظیم الشان مضمون کے تمام پہلوؤن پر پوری بحث کرنے کے لئے کافی نہیں اور نہیں ہو سکتا حضرۃ مولانا ممدوح نے قصص قرآنی کی فلاسفی بیان فرماتے ہوئے ایک ہی پہلو پر مختصر سی بحث کی ہے جو بطور ایک اصول اور نشان ہیل کی ہے جس پر غور کرنے سے ایک فہیم اور ذکی انسان اس مضمون کے متعلق ایک مفید نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے اس لئے ہم اپنے ناظرین کے فائدہ کے لئے اس کو اپنے الفاظ مین جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے درج کرتے ہین اور ہم افسوس کرتے ہین کہ بہت جلد ہم اس کو شائع نہین کر سکے ایڈیٹر

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

ان لوگون کی باتون مین دانشمندون کے لئے بڑی عبرت ہے۔ حقیقت مین یہ امر نہایت ہی قابل غور ہے کہ قرآن شریف مین جو انبیاء علیہ السلام کے قصص اور حالات بیان ہوئے ہین ان سے قرآن کریم کی غرض اور علت غائی کیا ہے؟ مینے سالہا سال تک اس مضمون پر فکر کی ہے اور قرآن شریف کے بیان کردہ قصص پر مختلف پہلوؤن سے نگاہ کی ہے اور مین نے ان قصص کی تہ مین مدتون ڈوب کر سوچا ہے کہ کیا قرآن کریم رستم و اسفندیار کی داستان کیطرح ان قصون کو بیان کرتا ہے اور اس کی غرض تاریخ کا بیان کرنا اور داستان سرائی ہے یا کوئی اور عظیم الشان مقصد ان قصون مین اس نے رکھا ہے؟ مین اپنی سالہا سال کی تحقیقات اور فکر کے بعد جس نتیجہ پر پہنچا ہون محض خداتعالیٰ کے لئے انشراح صدر سے اس خدا کے گھر مین کھڑا ہو کر اس کو بیان کرتا ہون کہ قرآن مجید کے قصص ہرگز ہرگز اپنے اندر وہ رنگ نہین رکھتے جو ہندوؤن کی کتھاؤن یا طالمود کی داستانون مین پایا جاتا ہے مین یہ بھی علی الاعلان کہتا ہون کہ ان قصص مین مسلسل تاریخی رنگ بھی موجود نہین ہے کیونکہ قرآن شریف کی شان جیسی ایک قصہ گو کی داستان سے پاک ہے۔ ویسی ہی ایک ہسٹورین کیطرح وہ تاریخ بیان کرنے سے بھی الگ ہے۔ ورنہ قرآن شریف کو اساطیر الاولین کہنے والون کا اعتراض تسلیم کرنا پڑتا ہے حالانکہ وہ بزور اس کی نفی کرتا ہے پھر وہ بات کیا ہے۔ اور وہ راز کیا ہے جو ان قصص کی تہ مین اللہ تعالےٰ نے رکھا ہوا ہے؟ یہ مضمون بہت ہی وسعت طلب ہے اور افسوس ہے کہ مین خطبہ کے بہت ہی مختصر وقت مین اس کے سارے پہلوؤن پر بحث نہین کر سکتا۔ ورنہ مین مختلف طرز و طرق سے ان اسرار کو بیان کرتا جو ان قصص کے بیان کے متعلق اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے سمجھائے ہین تاہم مین ایک سطر پر کسیقدر بحث کرتا ہون۔

مین کہہ چکا ہون کہ قرآن شریف ان قصص کو داستان سرائی کے طور پر بیان نہین کرتا بلکہ تمام نبیون کے جسقدر واقعات قرآن شریف نے بیان کئے ہین ان واقعات مین اللہ تعالےٰ نے ایک عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی ہے جس کے پورا کرنے کے لئے ایک عظیم الشان انسان آیا وہ واقعات اسی خاص اور راہ صاف کرنے والے نشان تھے اور اس لئے بیان ہوئے تھے کہ تا آنیوالے انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کا نشان ٹھہرین۔

مین عیسائیون اور بے باک آریون کے اس اعتراض کو ہمیشہ نفرت اور افسوس سے دیکھتا ہون جو وہ قرآن کریم کے قصص پر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ قصون کا مجموعہ ہے مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر وہ راستی کے فرزند ہو کر قرآن کریم کے قصص کی حقیقت پر غور کرتے اور دیکھتے کہ کسطرح قرآن شریف ان قصص کو آیات قرار دیتا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے نشان اور آپ کی زندگی کے پیش آنیوالے واقعات ٹھہراتا ہے تو وہ قرآن شریف کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے۔ مگر افسوس تو یہی ہے کہ ان کور چشمون نے اس حقیقت کو دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ عناد اور حسد تیرا ستیاناس ہو کہ تو عظیم الشان خوبی اور حسن کو بدنما کر کے دکہاتا ہے۔

قرآن کریم کی سچائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اللہ تعالےٰ کی علیم و خبیر قادر مقتدر ہستی پر یہ زبردست گواہ ہین۔

قرآن کریم کیسی تحدی آمیز اور پرشوکت الفاظ کہتا ہے مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ یہ قرآن شریف افترا نہیں بلکہ قرآن کریم اپنی سچائی کی یہ دلیل قوی رکھتا ہے کہ نبیون کے تمام واقعات پر تصدیق کی مہر کرنے والا اور وہ تمام باتین جو پہلے طوطیہ کے طور پر مجمل تہین اس جلیل الشان کتاب نے ان کو کھول دیا اور ان کی تفصیل کردی ہے اور مومنون کے لئے یہ رحمت ہے اور وہ اس دنیا مین اس کتاب کی اتباع کے طفیل کامیابی کا پھل کہا ئینگے۔

یہ آیتین سورہ یوسف کی آخری آیتین ہین میرا مطلب یہ ہے کہ اس مضمون کے لحاظ سے اس جماعت کو جو اسوقت یہان موجود ہے ان مین سے بہتیرے ایسے ہونگے جنہون نے بہت تہوڑی باتین اس سلسلہ کے متعلق سنی ہون یا بعض کی واقفیت کچی ہو غرض ان کو فائدہ پہنچانے کے لئے اور جو واقفیت رکھتے ہین ان کے لطف کو بڑہانے کے لئے اسپر بحث کرنی چاہتا ہون۔ میرے اس مضمون کا موضوع جیسا مین پہلے کہہ آیا ہون قرآن کریم کے قصص کی حقیقت ہے اور یہ تحریک مجھے دو وجہ سے ہوئی ایک تو یہ کہ خدا سے دور نصرانی قوم نے سنن انبیاء کی ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ یہ قصے توریت سے لئے ہین۔ دوسری وجہ مسلمانون کی ناواقفی ہے جنہون نے نصرانیون یا آریون کو ایسے اعتراض کرنے

کا موقع دیا ہے اور ان قصّوں پر تدبر نکرنے کی وجہ سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ وہ ان کو داستان کے طور پر قصص الانبیاء بناکر پڑھتے ہین۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکیم و مجید کتاب مین سورہ فاتحہ مین اِس راز کو کہول دیا ہے ۔جب کہ فرمایا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی اِس میں تین قوموں کا ذکر فرمایا اوّل منعم علیہم جو ان راستون پر چلے جو خدا تعالےٰ کی مرضی کیموافق تھے اور جنپر ان راہون پر چلنے کی وجہ سے انعام ہوئے۔ دوسرے وہ جنہون نے خدا کے راستبازون اور ماموروں سے عداوت اور بغض کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کا غضب ان پر بھڑکا اور وہ اس دنیا مین بھی ذلیل و خوار ہوئے تیسری وہ قوم جو ضالین کہلاتی ہے۔ جسنے ایک عاجز و ناتوان انسان کو خدا بنا دیا۔ مغضوب سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ ہی مراد ہین۔ اور یہ مسلمانون کا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے اب غور طلب بات یہ ہے کہ خدا کی جلیل اور حکیم کتاب نے شروع سورہ فاتحہ مین مسلمانون کو یہ کیا تعلیم دی؟ اور پھر سورہ یوسف مین فرمایا لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب دانشمندون کے لیے انبیاء علیہم السلام کے قصّون سے گذر کر ایک خاص مقصد پر پہونچنے والی بات ہے اور پھر سورہ شعرا مین ہر نبی کا قصّہ بیان کرکے فرمایا ان فی ذالک لاٰیۃ کہ اس مین تیرے لیے عظیم الشان نشان ہے۔

بات اصل مین یہ ہے کہ یہ قصص قصص نہین بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات ہین جو بطور پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائے ہین اس لئے یہ فرمایا ان فی ذالک لاٰیتہ یا لقد کان فی قصصہم عبرۃ یہ واقعات عبرۃ ہین۔ عبرۃ ایک مقام سے گذر کر ایک عظیم الشان مقصد کیطرف لیجانے کا نام عبرۃ ہے۔ خدا تعالےٰ نے کیسی محکم اور ابلغ ترتیب رکھی ہے۔ پہلے سورہ مین تین گروہون کا ذکر کیا اول منعم علیہم جنکی چال ہماری رضا کے موافق ہے اور جسپر چل کر انسان ہمارے فضل و کرم کا مورد ہو جاتا ہے اور دوسرا گروہ یہود کا جو اپنی ضد اور بغض سے خدا کے راستبازون کا انکار کرنے والے ٹھہرے اور تیسرا گروہ ان لوگون کا ہے جنہون نے ایک عاجز و ناتوان انسان کو خدائی کے عرش پر بٹھلایا یہ اجمالی ذکر تھا اب سورہ بقر کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ کس صفائی اور ذوق کے ساتھ ان ہر سہ گروہ کا ذکر کیا ہے پھر ایک عظیم الشان بحث سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شروع کی ہے اور پھر بیت اللہ کو قبلہ مرجع اور ماویٰ قرار دیکر رسول کریم صلعم کو ان کا نمونہ قرار دیا۔ اور پھر صفا اور مروہ کو ملکہ ہاجرہ اور اس کے اکلوتے ناتوان بیٹے کے بھوک پیاس سے بیتاب ہونے کا نشان ہونا اور پھر اس کو اسقدر برومند کرنا کہ ریت کے ذرون اور آسمان کے ستارون کو بھی اس کی نسل کے سامنے شرمندہ کر دیا ان تمام واقعات کو دیکھو کہ کس لطافت اور ترتیب اور محکم نظام کے ساتھ بیان کیا ہے۔ پھر دیکھو کہ یہود کے مثالب کیسے بیان کئے ہین۔ اس مین اللہ تعالےٰ نے ایک مرتب اور با قاعدہ سلسلہ مین ان واقعات کو دکھایا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی یا آپکے بروزی نزول مین پیش آنیوالے تھے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

اب غور سے دیکھا جائے تو سورہ بقر کیا ہے یہود کی معائب شماری کی سورۃ ہے مگر خدا کی جلیل الشان کتاب نے جسکا ایک شعشہ بھی حق و حکمت سے خالی نہیں اور جسکا مقصد صرف یہ ہے کہ الہیات کی تعلیم دے اور علم کلام سکھلائے اور رذایل سے نفرت اور فضائل کی ترغیب دے یہودیون کے معائب کیون بیان کئے؟ اس سوال پر نظر کرتے ہوئے پھر اس آیت کو پڑھو لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

باقی آئندہ

ضروری اطلاع

اشتہار دافع البلا کا جلد شائع ہونا از بس ضروری اور حضرت حجۃ اللہ کا عین منشا تھا اس لئے کارخانہ الحکم کے دونون پریس بھی اس خدمت کے لئے لگائے گئے تھے یہی وجہ ہے کہ ۳۰ اپریل کا اخبار بہ نسبت چار روز بعد اشاعت پذیر ہوتا ہے ناظرین الحکم کی اس بدیر اشاعت کے لئے اس کی مجبوری کو خوشی سے منظور کرلین۔

باوصفیکہ نمبر ۱۵ مین جو ۲۴ صفحون پر شائع ہوا اس امر کا اعلان کر دیا گیا تھا کہ نمبر ۱۵ الگ شائع نہ ہوگا اور پھر نمبر ۱۵ بھی ۲۲ صفحون پر شائع کر دیا گیا۔ لیکن ہمارے ناظرین اپنے ذوق مین کچھ ایسے محو ہین کہ نمبر ۱۵ کے متعلق پھر یاد دہانی کی ضرورت سمجھتے ہین۔

جو لوگ اخبارات پڑھتے ہین انہین خوب معلوم ہے کہ اکثر اخبارات معمولی تہوارون پر خواہ وہ ہندون کے ہون یا مسلمانون کے تعطیل کر لیا کرتے ہین لیکن الحکم جو سال کے آخری نتیجہ کے سوا کبھی کوئی تعطیل نہین کرتا اگر محض کسی اہم قومی خدمت کے پیش آجانے سے ذرا دیر سے نکلے تو ایسے مورد اعتراض قرار دیا جاتا ہے اس اضطراب سے جو اس کی بدیر اشاعت پر ناظرین کی طرف سے ظاہر کیا جاتا ہے نہایت ہی خوش ہوتا ہون اور اس امر کو محسوس کرتا ہون کہ قوم الحکم کو اپنی ضروریات کا بہت بڑا جزو سمجھتی ہے اور اگر وہ شے ضروریہ کے بغیر نہیں رہ سکتی تو یہ بھی سچ ہے کہ الحکم کے بغیر نہین رہ سکتی یہ اضطراب مبارک فال ہے

تعمیر دفتر الحکم کے متعلق مندرجہ ذیل بزرگون کی امداد کی رسید دینی ضروری سمجھتا ہون

(۱) ڈاکٹر رامانند صاحب ازمنی پور ۵؎

(۲) ڈاکٹر ابوالعلی عبدالرحیم صاحب دفتر الحکم کی کل کتابون کا ایک سٹ اور پیشگی قیمت پہلے

حضرت مسیح موعود کا خطاب نادان مخالف سے

اے پئے تحقیر من بستہ کمر
نیست جز ہجو من کارِ دگر
مے کشائی ہر دمے بر من زبان
چون نترسی از خدائے رازدان
از سرِ تقوے ہمین باید جدال
تا کجا دشنامہا اے بدخصال
نی گرگِ بیابانی نہ مار
ترک کن این خوی دار حق شرم دار
اے عجب از سیرتت اے پُر غضب
از حقیقت بے خبر دور از ادب
نیز و اوّل فہم خود را کن درست
نکتہ چین را چشمے باید نخست
دل شود از بدزبانیہا سیاہ
بدزبانان را در آنجا نیست راہ
کم نشین با زمرۂ مستہزئین
تا یابی حصۂ از مہتدین
روز و شب بد گفتنم کارِ تو شد
لعنت و تحقیر کردارِ تو شد
لعنت آن باشد کہ از رحمٰن بود
لعنتِ نااہل و دون آسان بود
گر کسے لعنتے بر ما کند
او نہ بر ما خویش را رسوا کند
ہر کہ میدارد دلِ پرہیزگار
چون عجب دارد ز کارِ کردگار
آنکہ از یک قطرۂ انسانے کند
واز دو مشتِ تخم بستانے کند
چون نے را گر مسیحائے کند
گدائے را شہنشاہے کند
نیست از فضل و عطائے او بعید
کور باشد ہر کہ از انکار دید
ہان مشو نومید ز آن عالی جناب
بندہ باش و ہرچہ میخواہی بیاب
قادر است و خالق و ربِّ مجید
ہرچہ خواہد مے کند بخشش کہ دید
نطفۂ را روئے درخشان می دہد
سنگ را لعل بدخشان می دہد
بر کسے چون مہربانی مے کند
از زمینی آسمانی مے کند

ہم چنین بر من عطائے کردہ است
فضلہائے بے انتہائے کردہ است
مظہرِ انوارِ ان بیچون شدم
در معارف از ہمہ افزون شدم
یارِ من بر من کرم دارد بسے
صد نشان دارم اگر آید کسے
بشنوید اے مردگان من زندہ ام
اے شبانِ تیرہ من تابندہ ام
این دو چشم من کہ زیب این سرم
بیند آن یارے کہ یارے دلبرم
این قدم تا عرشِ حق دارد گذر
واین دو گوشم را رسد از حق خبر
صد ہزاران نعمتم بخشیدہ اند
واین زخم از غیرِ حق پوشیدہ اند
می دہم فرعونیان را ہر زمان
چون یدِ بیضائے موسیٰ صد نشان
زین نشانہا بدرگان کور و کر اند
صد نشان بینند و غافل بگذرند
دور افتادم ز چشمانِ بشر
از مقامم کس نمیدارد خبر
در من افتادند از نقصِ عقول
بخت برگردیدہ محروم از قبول
کس ز رازِ جان من آگاہ نیست
عقلِ شان را تا درِ ما راہ نیست
از سرِ حمق است جوش و جنگ شان
واز پئے اطفاءِ حق آہنگ شان
اے مزوّر گر بیائی سوئے ما
واز و فارغ نت افگنی در کوئے ما
واز سرِ صدق و صداقت پروری
روزگارے در حضورِ ما بری
عائے بینی ز ربانی نشان
سوئے رحمان خلق و عالم را کشان
من نمی خواہم کہ آزارے دہم
بر سرِ ہر ماہ دینارے دہم
ہم چنین یکسال مے باید قیام
از من این عہد است واز تو التزام
گر گذشت این سال و عدم بے نشان
ہرچہ مے گوئی ہمی گو بعد ازان
صالحان را این طریق و سنت است

راہِ استعجال راہِ لعنت است
ہر کہ روشن شد درون از حضرتش
کیمیا باشد دمے در صحبتش
ہر کہ او را ظلمتے گیرد براہ
دامنِ پاکان است او را عذرخواہ
آنخدا با یارِ خود یاری کند
با وفاداران وفاداری کند
ہر کہ عشقش در دل و جانش فتاد
ناگہان جانے در ایمانش فتاد
عشقِ حق گردد عیان بر روئے او
بوئے او آید ز بام و کوئے او
دیدہ او باشد بحکم دیدہ او
خود شنید حق پئے تائید او
بس نمایان کارہا کاندر جہان
مے نماید بہر اکرامش عیان
صد شعاعش میدہد چون آفتاب
تا مگر جانے برآید از حجاب
این چنین بر من کرمہا کردہ است
منکرم بر خود ستمہا کردہ است
علمِ قرآن علمِ آن طیبِ زبان
علمِ غیب از وحیِ خلاقِ جہان
این سہ علم چون نشانہا دادہ اند
ہر سہ ہمچون شاہدان استادہ اند
آدمی زادے ندارد ہیچ فن
تا در آویزد درین میدان بمن
حجتِ رحمان برایشان شد تمام
یا وہ گوئی ماند در دستِ لئام
از کسوف و ترک آن نوریکہ بود
مہر و مہ ہم پیشم آمد در سجود
این نشان بر آسمان رحمان نمود
بر زمین ہم دست بیتہا کشود
ہست لطفِ یارِ من بر من اتم
او مرا شد من ہم از مہرش شدم
دلبرم در شد بجان و مغز و پوست
راحتِ جانم بیاد روئے اوست
رازہا دارم بیارِ دلبرم
شد عیان از من بہارِ دلبرم
ہر کسے دستے بہ دامانے زند
ما بہ ذیلِ حی و قیوم واحد
اے دریغا قوم من نشناختند ……۲۴

[illegible]

کلمات طیبات امام الزمان علیہ السلام

(سلسلے کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت)

اور وہ مانتے تھے کہ اسکو فرشتہ ہلاتا ہے پس جو سب سے پہلے اس مین اترتا تھا وہ اچھا ہوجاتا تھا اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مسیح اس تالاب پر اکثر جایا کرتے تھے پھر کیا تعجب ہے کہ مسیح نے بیمار دن کے علاج کا کوئی نسخہ اس تالاب کی مٹی وغیرہ سے ہی تیار کیا ہو۔ تالاب کے اس قصے نے جو انجیل مین درج ہے مسیحی معجزات کی حقیقت کو اور بھی مشتبہ کر دیا ہے اور ساری رونق کو دور کر دیا ہے اسی لیے عمادالدین جیسے عیسائیونکو ماننا پڑا ہے کہ تالاب والا قصہ الحاقی ہے لیکن انجیل کے ان نادان دوستون نے اتنا خیال نہین کیا کہ اس باب کو محض الحاقی کہدینے سے مسیحی معجزات کی گئی ہوئی رونق نہین آسکتی بلکہ انجیل کو اور بھی مشتبہ قرار دیتا ہے کیونکہ پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جس انجیل مین ایک باب **الحاقی** ہو اور حصہ اسکا الحاقی نہ ہو + اور جبکہ نسب نامہ کو الحاقی کہنے والے بھی موجود ہین پھر اس تالاب جیسے چشمہ اور ملکون مین بھی پائے جاتے ہین یورپ کے اکثر ممالک مین ایسے چشمے ہین جہان جاکر اکثر امراض کے مریض شفا پاتے ہین۔ کشمیر مین بھی بعض چشمون کا پانی ایسا ہی ہے جن مین گندھک کا پانی اور نمک اور اور اس قسم کے اجزا ملے ہوئے ہوتے ہین پس وہ معجزہ نما تالاب مسیح کے سارے معجزات پر پانی پھیرتا ہے خصوصاً ایسی حالت مین جبکہ مسیح کا اس تالاب پر جانا اور اس کی مٹی کا آنکھون پر لگانا اور اپنے پاس رکھنا بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اور پھر عمادالدین اسے الحاقی مانتا ہے لیکن تعجب کی بات یہہ ہے کہ ایک حصہ الحاقی مانکر پھر آسمانی کہتے ہوئے اسے شرم نہین آتی۔

مسیح کی لکھی ہوئی انجیل نہین حواریون کی زبان عبرانی نہین تیسری مصیبت یہ ہے کہ الحاقی بھی ہے اور پھر آخر یہ کہ تعلیم ادھوری اور ناقص اور نامعقول ہے اور اسے پیش کیا جاتا ہے کہ نجات کا اصلی ذریعہ یہی ہے۔

معجزات کا تو یہ حال ہے پیشگوئیونکا یہ حال ہے کہ ایسی پیشگوئیان ہر مدبر شخص تو درکنار عام لوگ بھی کرسکتے ہین کہ لڑائیان ہونگی قحط پڑین گے مرغ بانگ دیگا۔ ان پیشگوئیون پر نظر کرو تو بے اختیار ہنسی آتی ہے ان کو یہودی خدائی کا ثبوت کب تسلیم کرسکتے تھے خدائی کے لیے تو وہ جبروت اور جلال چاہیئے جو خدا کے حسب حال ہے لیکن یسوع اپنی عاجزی اور ناتوانی مین ضرب المثل ہے یہانتک ہوائی پرندون اور لومڑیون سے بھی ادنے درجہ پر اپنے آپ کو رکھتا ہے اب کوئی بتلائے کہ کس بنا پر اس کی خدائی تسلیم کیجاوے کس کس بات کو پیش کیا جاوے ایک صلیب ہی ایسی چیز ہے جو ساری خدائی اور نبوت پر پانی پھیر دیتی ہے کہ جب مصلوب ہوکر ملعون ہوگیا تو کاذب ہونے مین کیا باقی رہا۔ یہودی مجبور تھے ان کی کتابون مین کاذب کا یہ نشان تھا اب وہ صادق کیونکر تسلیم کرتے؟ جو خود خدا سے دور ہوگیا وہ اور ونکے گناہ کیا اٹھائیگا + عیسائیون کی اس خوش اعتقادی پر سخت افسوس آتا ہے کہ جب دل ہی ناپاک ہوگیا تو اور کیا باقی رہا۔ وہ دوسرون کو کیا بچائے گا۔ اگر کچھ بھی شرم ہوتی اور عقل و فکر سے کام لیتے تو مصلوب اور ملعون کے عقیدے کو پیش کرتے ہوئے یسوع کی خدائی کا اقرار کرنے سے انکو موت آجاتی۔ اب کسر صلیب کے سامان کثرت سے پیدا ہوگئے ہین اور عیسائی مذہب کا باطل ہونا ایک بدیہی مسئلہ ہوگیا ہے جس طرح پر چور پکڑا جاتا ہے تو اول اول وہ کوئی اقرار نہین کرتا اور پتہ نہین دیتا مگر جب پولیس کی تفتیش کامل ہوجاتی ہے تو پھر ساتھی بھی نکل آتے ہین اور عورتون بچون کی شہادت بھی کافی ہوجاتی ہے کچھ کچھ مال بھی برآمد ہوجاتا ہے تو پھر اسکو بے حیائی سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہان مین نے چوری کی ہے اسی طرح پر عیسائی مذہب کا حال ہوا ہے صلیب پر مرنا یسوع کو کاذب ٹھہراتا ہے۔ لعنت دل کو گندہ کرتی اور خدا سے قطع تعلق کرتی ہے اور اپنا قول کہ یونس کے معجزہ کے سوا اور کوئی معجزہ نہ دیا جاوے گا۔ باقی معجزات کو رد کرتا اور صلیب پر مرنے سے یہ معجزہ نہ ٹھہرا تا عیسائی تسلیم کرتے ہین کہ انجیل مین کچھ حصہ الحاقی بھی ہے

یہ ساری باتین مل ملا کر اس بات کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہین جو یسوع کی خدائی کی دیوار کو جو ریت پر بنائی گئی تھی بالکل خاک سے ملا دین + اور سرینگر مین اس کی قبر نے صلیب کو بالکل توڑ ڈالا۔ مرہم عیسے اسکے لیے بطور شاہد ہوگئی۔ غرض یہ ساری باتین جب ایک خوبصورت ترتیب کے ساتھ ایک دانشمند سلیم الفطرت انسان کے سامنے پیش کیجاوین تو اسے صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مسیح صلیب پر نہین مرا اسلیئے کفارہ جو عیسائیت کا اصل الاصول ہے بالکل باطل ہے۔

پس یاد رکھو کہ یہ وہ حقایق ہین جو اسوقت خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے **مسیح موعود** پر کھولے ہین مین پکار کر کہتا ہون کہ اب خدا کا وقت آگیا ہے جو کچھ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوا تھا اسکے پورا ہونے کا وقت آپہونچا۔ کہ مسیح موعود **صلیب کو توڑے گا**۔ اس سے یہ مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی کہ وہ صلیبین توڑتا پھرے گا۔ کیونکہ اگر صلیب توڑنے ہی سے کوئی مسیح موعود ہو سکتا ہے تو پھر صلاح الدین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین بہت سی صلیبین توڑی گئی تھین علاوہ برین صلیب کے اس طرح پر توڑنے سے کچھ فائدہ نہین اگر ایک لکڑی کی صلیب توڑی جاوے تو دس اور بن سکتی ہین۔ چاندی سونے کی بن جاتی ہین مگر نہین خدا تعالےٰ نے **مسیح موعود** کے لیے جو کسر صلیب مقرر کیا تو اس سے یہ ہرگز مراد نہین تھی کہ ان صلیبونکو توڑتا پھریگا کیونکہ اس سے ظالم ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ پس جو لوگ یہ اعتقاد کرتے ہین وہ دین کو بدنام کرتے ہین۔ خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کو اس جسمانی جنگ سے بری رکھا ہے اور اسکے لیے یہ مقرر کیا کہ **یضع الحرب** تاکہ اس دودہ مین مکھی نہ پڑ جاوے۔

مسیح موعود دنیا مین آیا ہے تاکہ دین کے نام سے تلوار اٹھانیکے خیال کو دور کرے اور اپنی حجج اور

حضرت اقدس مرزا صاحب اور انکے اصحاب کی مختلف قسم کی تصویرین فل سائز قیمت ایک روپیہ ہمدم صحت لاہور سے طلب کرین +

عمرالدین

براہین سے ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اسکی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقایق و معارف و حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔ اس لیے وہ تمام لوگ آگاہ رہیں جو اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لیئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں اگر کسی کو شک ہے تو وہ میرے پاس رہ کر دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین اور نشانات سے دیتا ہے +

اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ ان تمام اعتراضوں کو اسلام کے پاک وجود سے دور کر دے جو خبیث آدمیوں نے اس پر کئے ہیں۔ تلوار کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا اعتراض کرنے والے اب سخت شرمندہ ہونگے

یہ کہنا کہ سرحدی غازی آئے دن فساد کرتے ہیں جہاد کے خیال سے یہ ایک بیہودہ بات ہے۔ اور ان مفسدوں کو غازی کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے اگر کوئی جاہل مسلمان ان کے ساتھ ذرا بھی ہمدردی رکھتا ہے اس خیال سے کہ وہ جہاد کرتے ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ وہ اسلام کا دشمن ہے جو مفسد کا نام غازی رکھتا ہے اور اسلام کے بدنام کرنے والوں کی تعریف کرتا ہے۔

یہودیوں کے لیے خدا نے جو مسیح پیدا کیا تھا اسکی غرض بھی یہی تھی کہ یہودیوں کی اس الائش کو دھو ڈالے جو جبر کے ساتھ اشاعت مذہب کی ان سے منسوب کی گئی تھی۔ اسی طرح پر چودھویں صدی میں جو مسیح موعود خدا نے اسلام کو دیا ہے اس کی غرض اور مقصود بھی یہی ہے کہ اسلام کو اس اعتراض سے صاف کرے کہ اسلام جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے۔ اسلیئے اسکا پہلا کام یہی ہے کہ وہ لڑائی نہ کرے گا۔

انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ میں یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام لا اکراہ فی الدین کی تعلیم دیتا ہے اور انہیں نہیں معلوم کہ کیا وہ مذہب جو فتح پا کر بھی کبھی نہ گرانے کا حکم دیتا ہے کیا وہ جبر کر سکتا ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ ان ملانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں یہ فساد ڈالا ہے۔ انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقاید کی بنا پر دوسروں کو اعتراض کا موقعہ دیا۔ جو کچھ عقاید ان احمقوں نے بنا رکھے ہیں انسے نصاریٰ کو خوب مدد پہنچی ہے۔

اگر یہ لوگ جہاد کی صورت میں دھوکا نہ دیتے یا نہ کہلاتے تو کسی کو اعتراض کا موقعہ ہی نہیں مل سکتا تھا مگر اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشان چہرہ سے یہ سب گرد و غبار دور کرے اور اس کی خوبیوں اور حسن و جمال سے دنیا کو اطلاع بخشے چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لیے اسوقت جبکہ اسلام دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا بے کس اور یتیم بچہ کی طرح ہو رہا تھا اس نے اپنا یہ سلسلہ قایم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تا میں علمی سچائیوں اور خدا کے نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کروں۔

(باقی آئندہ)

ڈائری

(مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب)

۱۸- اپریل ۱۹۰۲ء - فرمایا کہ آج رات کو یہ الہام ہوا۔

انی مع الرسول اقوم
ومن یلومہ الوم
افطر و اصوم

یعنی میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اس کی مدد کرونگا۔ اور جو اس کو ملامت کریگا اسکو ملامت کرونگا۔ روزہ افطار کرونگا۔ اور روزہ رکھونگا۔ یعنی کبھی طاعون بند ہو جائیگی

اور کبھی زور کرے گی۔

نماز جمعہ کے بعد انجمن حمایت اسلام کا اشتہار دربارہ دعا برائے دفیعہ طاعون آپ کو دکھایا گیا جس کی تحریک پر آپ نے طاعون کا مختصر اردو اشتہار لکھا +

قادیان مین ایک بدگو بد باطن مخالف آیا ہوا تھا اس نے احباب مین سے ایک کو بلایا۔ وہ اس کے ساتھ بات کرنے کو گیا۔ حضرت کو خبر ہوئی تو (فرمایا کہ ایسے خبیث مفسد کو اتنی عزت نہین دینی چاہیئے کہ اسکے ساتھ تم مین سے کوئی بات کرے۔)

فرمایا کہ مختلف لوگون کو جو رویا ہوئے ہین کہ قادیان مین طاعون نہین ہوگی۔ ان خوابون کو جمع کر کے شایع کر دینا چاہیئے۔

مولوی محمد احسن صاحب ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کرتے ہین۔ ان کو فرمایا کہ (اصل مین ہمارا منشا یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تقدیس ہو اور آپ کی تعریف ہو اور ہماری تعریف اگر ہو تو رسول اللہ کے ضمن مین ہو)

فرمایا (وفات مسیح یا ایسے مسایل کے متعلق پہلے لوگ جو کچھ کہ آئے اُنکے متعلق ہم حضرت موسے کی طرح یہی کہتے ہین کہ علمہا عند ربی یعنی گزشتہ لوگون کے حالات سے اللہ تعالے بہتر واقف ہے ہان حال کے لوگون کو ہم نے کافی طور پر سمجھا دیا ہے اور حجت قایم کر دی ہے)

فرمایا (خدا تو چور کا بھی دشمن ہے اگر مین مفتری ہوتا تو وہ مجھے اتنی مہلت کیون دیتا۔ ہان اللہ تعالے کی عادت مین سے ہے کہ موافق مخالف ہر طرح کے لوگ دنیا مین ہون تاکہ ایک نظارۂ قدرت ہو۔ جن دنون لڑکی پیدا ہوئی تھی اور لوگون نے غلط فہمی پیدا کرنے کے لیے شور مچایا کہ پیشگوئی غلط نکلی ان دنون مین یہ الہام ہوا تھا۔ ؎

دشمن کا بھی خوب وار نکلا
تس پر بھی وہ وار پار نکلا

یعنی مخالفون نے تو یہ شور مچایا ہے کہ پیشگوئی غلط نکلی مگر جلد فہیم لوگ سمجھ جائین گے اور ناواقف شرمندہ ہونگے +

فرمایا (مکہ والون کو جب فتح کا وعدہ دیا گیا تو ان کو ۱۳ سال اسکے انتظار مین گذر گئے مگر آخر اللہ تعالے کے وعدہ کا دن آگیا اور دشمن ہلاک ہو گئے ورنہ وہ کہا کرتے تھے متی ہذا الفتح)

فرمایا۔ (اللہ تعالے تمحیص کرنا چاہتا ہے تاکہ جیسا دوسرے پیرون کا حال ہے ہمارے پاس بھی ہر طرح کے گندے اور ناپاک لوگ بھی شامل نہ ہو جاوین۔ اسواسطے اس قسم کے ابتلا بھی درمیان مین آجاتے ہین)

۲۶ - اپریل - ایک شخص نے عرض کی کہ زیور پر زکوٰۃ ہے یا نہین - فرمایا کہ جو زیور استعمال مین آتا ہے اور مثلاً کوئی بیاہ شادی پر مانگ کر لیجاتا ہے تو دیدیا جاوے وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے۔

سوال ہوا کہ جو آدمی اس سلسلہ مین داخل نہین اس کا جنازہ جایز ہے یا نہین۔

فرمایا (اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا۔ اور ہمین برا کہتا اور سمجھتا تھا تو اسکا جنازہ نہ پڑھو اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت مین تھا تو اسکا جنازہ پڑھ لینا جایز ہے۔ بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم مین سے کوئی ہو ورنہ کوئی ضرورت نہین۔)

سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہین تو اس کے پیچھے نماز پڑھین یا نہ پڑھین (فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اسکے پیچھے اپنی نماز ضایع نہ کرو۔ اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔)

فرمایا اگر کوئی ایسا آدمی مرجائے جو تم مین سے نہین اور اسکا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے غیر لوگ موجود ہون اور وہ پسند نہ کرتے ہون کہ تم مین سے کوئی جنازہ کا پیش امام بنے اور جھگڑے کا خطرہ ہو تو ایسے مقام کو ترک کرو اور اپنے کسی نیک کام مین مصروف ہو جاؤ۔)

۲۷ - اپریل - فرمایا جیسا کہ یہودی فاضل نے اپنی کتاب مین لکھا ہے یہ بات صحیح ہے کہ موجودہ مذہب نصارے جس مین شریعت کا کوئی پاس نہین اور سؤر کھانا اور غیر مختون رہنا وغیرہ تمام باتین شریعت موسوی کے مخالف ہین یہ باتین اصل مین پولوس کی ایجاد ہین اور اسواسطے ہم اس مذہب کو عیسوی مذہب نہین کہہ سکتے بلکہ دراصل یہ پولوسی مذہب ہے اور ہم تعجب کرتے ہین کہ حواریون کو چھوڑ کر اور ان کی رائے کے برخلاف کیون ویسے شخص کی باتون پر اعتبار کر لیا گیا تھا جس کی ساری عمر یسوع کی مخالفت مین گذری تھی۔ مذہب عیسوی مین پولوس کا ایسا ہی حال ہے جیسا کہ باوا نانک صاحب کی اصل باتون کو چھوڑ کر قوم سکھ گورو گوبند سنگھ کی باتون کو پکڑ بیٹھی ہے کوئی سند ایسی مل نہین سکتی جسکے مطابق عمل کر کے پولوس جیسے آدمی کے خطوط اناجیل اربعہ کے ساتھ شامل کئے جاسکتے تھے۔ پولوس خواہ مخواہ معتبر بن بیٹھا تھا ہم اسلام کی تاریخ مین کوئی ایسا آدمی نہین پاتے جو خواہ مخواہ صحابی بن بیٹھا ہو۔

۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء - اشتہار دافع البلاء کے متعلق حضرت بہت تاکید کر رہے تھے کہ اس کو بہت جلد شایع کیا جائے۔ مگر مطبع مین ہفتہ کے اندر سات آٹھ سو چھپ سکتا ہے اس پر شیخ یعقوب علی صاحب نے عرض کی کہ اخبار الحکم مین ہر دو پریس ہم دو دن کے لیے خالی کروا دیتے ہین۔ حضرت نے بہت پسند فرمایا اور حکم دیا کہ ایسا کیا جاوے تاکہ یہ اشتہار وقت پر جلد شایع ہو جائے + اللہ تعالے شیخ صاحب موصوف کو جزائے خیر دے انکے مطبع سے اسطرح وقتاً فوقتاً حضرت کے زیادہ ضروری کامون مین نصرت ملتی رہتی ہے۔

۲۸ - اپریل - حضرت اقدس کو الہام ہوا
انی احافظ کل من فی الدار - فرمایا دار کے معنے نہین کھلے کہ اس سے مراد صرف یہ گھر ہے یا قادیان مین جتنے ہمارے سلسلہ کے متعلق گھر ہین مثلاً مدرسہ اور مولوی صاحب کا گھر وغیرہ

۲۹ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء - ظہر کے وقت فرمایا

میان چراغ الدین جمون والے نے اپنا توبہ نامہ بھیجدیا ہے یہ ان کی بڑی سعادت ہے اور ہم مانتے ہین کہ انہون نے دراصل کوئی افترا نہین کیا تھا بلکہ حدیث نفس اور [illegible] خیالات اصلام سے ایک دھوکا لگ جاتا ہی شیخ یعقوب علی الحکم مین شایع کر دین کہ سب لوگ ان کو اپنا بھائی سمجھین اور خلق کے ساتھ ان سے پیش آوین ۲۹-اپریل کے الہام کا ذکر تھا فرمایا کہ ہم تو چاہتے ہین کہ ہمارا گھر اتنا بڑا ہوتا کہ سارے جماعت والے اسکے اندر آجاتے ✦

عیسائیون کے باہمی اختلافات کا ذکر تھا [illegible] کتاب پڑھی جارہی تھی جس مین یہ ذکر ہے کہ موجودہ مذہب عیسوی اصل مین پولوس نے فریب دہی سے بنایا ہے مسیح کا یہ مذہب نہ تھا۔ حضرت اقدس نے [illegible] کہ (دیکھو یہ لوگ آپ ہی عیسایت کی جڑ [illegible]) کاٹ رہے ہین کیونکہ لکھا ہے کہ اگر مسیح [illegible] جال کو نہ مارے گا تب بھی وہ گل گل کر مرجائے گا۔)

۳۰-اپریل سنہ ۱۹۰۲ء۔ فرمایا آج رات کو الہام ہوا۔

لولا الامر لهلك النم۔ یعنی اگر [illegible] اللہ اور امر الہی اس طرح پر نہ ہوتا کہ [illegible] الکفر اخیر مین ہلاک ہوا کرین تو اب بھی بڑے بڑے مخالف جلد تباہ ہوجاتے لیکن چونکہ بڑے مخالف جو ہوتے ہین انہین ایک خوبی عزم اور ہمت اور لوگون پر حکمرانی اور اثر ڈالنے کی ہوتی ہے۔ اسواسطے انکے متعلق یہ امید بھی ہوتی ہے کہ شاید لوگونکے حالات سے عبرت پکڑ کر توبہ کرین اور دین کی خدمت مین اپنی قوتون کو کام مین لاوین۔

فرمایا اس بات مین بڑی لذت ہے کہ انسان خدا کے وجود کو سمجھے کہ وہ ہے۔ اور رسول کو برحق جانے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے گذارے کے مطابق اپنی معیشت کو حاصل کرے۔ اور دنیا کی بہت مرادیابیون کی خواہش کے پیچھے نہ پڑے۔

ڈائری کا اقتباس

ایڈیٹر کے الفاظ مین

ہم جو کچھ کر رہے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لیے کر رہے ہین۔ ہم تو اسلام کے مزدور ہین میرا نام جو غلام احمد (علیہ الصلواۃ والسلام) رکھا میرے والدین کو کیا خبر تھی کہ اس مین کیا راز ہے اور یہ جو خدا تعالے نے فرمایا کہ مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہے اس مین یہی سر تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ دکھائی جاوے۔ وہ حضرت موسے علیہ السلام کا مسیح تھا اور یہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مسیح وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑونکے لیے اور ایک محدود وقت کے لیے اور یہ مسیح کل دنیا کے لیے اور ہمیشہ کیلیئے۔ کیونکہ یہ مسیح اس عظیم الشان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے جو انی رسول اللہ الیکم جمیعا کا مصداق ہے۔

پہلا مسیح واقعات اور عیسائیونکے مسلمات کے لحاظ سے نامراد گیا اسلیے انکو ماننا پڑا کہ مسیح کا دوسرا نزول جلالی ہوگا۔ یہودی بھی یہ مانتے ہین کہ دوسرا مسیح بڑھ کر ہوگا۔ جاہل ان باتونسے برافروختہ ہوتے ہین۔ مگر انہین کیا معلوم ہے کہ ملایکہ خدا تعالے کے ان کلمات سے عرش پر خوشی کرتے ہین اور ترنم کرتے ہین۔ سلف پر حجت نہین مگر آج یہ حجت پوری ہوچکی ہے کیونکہ انکو کھولکر بتا دیا گیا اور نشانات سے ثابت کر دیا گیا۔

اگر مین اسلام کو مٹانا چاہتا تو کیا خدا تعالے میرے دل کی حالت کو نہین جانتا تھا پھر اسنے اسقدر تائیدات سے اس سلسلہ کو کیون مستحکم کیا؟ کیا خود خدا اسلام کا دشمن ہے؟ ہرگز نہین یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہین یہ اسلام کے دشمن ہین جو اس سلسلہ کی دشمنی مین حد سے بڑھ گئے ہین جو خدا نے اپنے ہاتھ سے اسلام کی صداقت اور عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے قایم کیا ہے۔

کوئی ان سے پوچھے کہ خدا جھوٹون کیساتھ ایسی ہی کارروائی کیا کرتا ہے کہ اسقدر مہلت دے اور تائیدات سے ان کی سچائی پر گواہ ٹھہرے۔ مجھ سے چھوٹی عمر کے صدہا آدمی یہان مرچکے ہین تو کیا خدا ایک مفتری اور دشمن اسلام کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا کہ اس کی عمر اور صحت مین برکت دیتا غور سے دیکھ لو کہ منہاج نبوت پر کونسی کارروائی ہے جو خدا نے اس سلسلے کے لیے نہین کی۔

ہم گورنمنٹ سے نیکی کے بدلے نیکی کرتے ہین لیکن ایمان فروشی نہین کرسکتے اور جو کچھ ہم گورنمنٹ کے متعلق کہتے ہین اور تعلیم دیتے ہیں منافقانہ طور پر نہین کہ باہر گورنمنٹ سے ملے تو کہدیا کہ خونی مہدی سے منکر ہین اور وہ حدیثین مجروح ہین اور گھر آئے تو کہدیا کہ وہ حدیثین صحیح ہین۔ ہم ہرگز اس بات کی پروا نہین کرسکتے کہ لوگ کیا کہتے ہین۔ جو امر حق ہے اسکے اظہار سے ہم نہین رک سکتے۔

جب صادق کے دشمن کثرت سے ہوجائین تو سمجھ لو کہ اب کرامت ظاہر ہوگی۔ اگر کاذب کے دشمن کثرت سے ہون تو اسکی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے۔

ایک پرانا الہام سنایا۔ لوگ آے اور اسکو پکڑ بیٹھے۔ شیر خدا نے انکو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی۔

مسیح موعود کے لیے جو لکھا ہے کہ وہ دو فرشتونکے ساتھ اتریگا اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے ظاہری اور باطنی طور پر اسکو محفوظ رکھیگا اور ملایکہ اسکے ساتھ ہونگے ورنہ مامور کے ساتھ تو ہزارون ملایکہ ہوتے ہین جو دنیا مین کام کرتے ہین اسوقت جو عالمگیر تحریک ہو رہی ہے یہ ملایکہ ہی کا کام ہے۔ ایسی جگہونسے خطوط آتے ہین جہان ہمین .....

بیان

۱۲۹۸ھ ہجری مطابق ۱۸۸۲ء مین جب خاکسار بمقام قادیان حضرت اقدس امام المسلمین توحید رب العلمین مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا تو یہ مقام قادیان ایسا بے رونق تہا جس کے بازار خالی پڑے تھے اور بہت کم آدمی چلتے پہرتے نظر آتے تھے بعض دکانین ٹوٹی پہوٹی اور بعض غیر آباد خالی پڑی ہین۔ اور دو تین یا کم و بیش دکانین لون مرچ کی تہین وہ بھی ایسی کہ اگر چار پانچ آنے کا مصالح خریدنے کا اتفاق ہو تو ان دکانون سے بجز دو چار پیسہ کے نہین مل سکتا تہا اور تہوڑی تہوڑی ضرورتون کے واسطے بٹالہ جانا پڑتا تہا علیٰ ہذا القیاس اور چیزونکا بھی یہی حال تہا دو دکان حلوائیون کی بھی تھی لیکن ان کی بے رونقی اور کم مائیگی کا یہ حال تہا کہ شاید دو تین پیسہ کی ریوڑیان گوڑ کی جن سے دانتون کے بھی ٹوٹنے کا احتمال ہو اگر کوئی خریدے تو خریدے ورنہ اور مٹہائی کے لئے مصالح کیطرح بٹالہ ہی یاد آئے۔ مجھے اب تک وہ دوکان یاد ہے کہ جسمین کسیقدر لون مرچ اور کچہ تیل کے علاوہ دو چار تہان کپڑا کے بھی رکھے تھے ایک تہان گاڑھے اور ادھے تہان کا جسکو پنجاب مین کہدر کہتے ہین اور ایکدو تہان گھٹیل قند سرخ کے جسکو الوان بھی کہتے ہین اور شاید ایکدو تہان نکمی سی سوسی اور بہدی سی چھینٹ کے رکھے ہوئے تھے جنکو دیہات کی جٹنیان کے سوا اور کوئی خریدنے کا نام تک نہ لیتا تہا کی منڈی سبزی کی منڈی یا اور کسی قسم کے فواکہ اور میوہ کا تو ذکر کیا۔ گھی۔ چاول۔ دودھ کمیاب اور اور اشیا ضروری مفقود قصائی کی ایک دوکان ایسی تھی کہ اگر قصاب کبھی اپنی شامت سے ایکا بکرا کر لیتا تہا تو وہ بکرا اس کی جان کا وبال ہو جاتا تہا۔ اگر گرمیون کا موسم ہے تو گل سڑ کر خراب ہو گیا۔ اور جو سرد یان ہوئین تو چار چار پانچ روز نمک رکہکر کچہ یہان کچہ دیہات مین اناج کے بدلے بمشکل تمام بیچ کر گو پورا کیا جس مین نفع نقصان برابر

سرا بر۔ کچہ مکان یہان پختہ بھی تھے مگر بے رونق جب چہوٹی چہوٹی ضرورت کے لئے سات کوس بٹالہ جانا پڑتا تہا تو اس پر انسان خود قیاس کر سکتا ہے کہ قادیان مین کیسی رونق ہو گی۔ گو اس سے پہلے کسی زمانہ مین قادیان پر رونق تہا جس مین کئی سو حافظ قرآن اور علماء و فضلا و کا مجمع رہتا تہا اور اسی لحاظ سے اس کا نام اسلام پور تہا اور قادیان کے اردگرد کے رہنے والے اس کو مکہ خورد کہا کرتے تھے لیکن وہ ایک دور و دراز کا زمانہ تہا جسکو ہماری آنکھون نے نہین دیکہا اس ترقی کے بعد اسپر ایسا تنزل آیا گویا قادیان ایک بے حیثیت گانون کیطرح ہو گیا۔ پس جسطرف دیکہو کچے مکان اور بے مرمت مکان پڑے تھے ہان حضرت اقدس و اکرم کا مکان پختہ تہا یا آپکے بڑے بہائی کا لیکن وہ کچے مکانون کی طرح مکان تھے جو بعض حصہ ان کا زمین دوز تہا اندر کا پانی باہر جانا برسات مین دشوار تہا جسکا نمونہ اب تک موجود ہے کہ حضرت کے مکان کے ملحق میرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا مکان ہے حضرت اقدس جس مکان مین جلوہ افروز تھے وہ ایک چہوٹا سا حجرہ تہا اور اب بھی ہے اس مین دس پندرہ آدمیون کے سوا زیادہ نہین آسکتے تھے اس حجرہ کا نام۔ بیت الفکر ہے اور اس کے دیوار بدیوار ایک چہوٹی سی مسجد تھی اور وہ اب بھی ہے جس کا نام بیت الذکر ہے جسکا ذکر براہین احمدیہ مین درج ہے اور خدا تعالےٰ نے اس مسجد کا نام مبارک رکہا ہے اور ایک الہام بھی اس کی نسبت ہے جسمین تاریخ بناے تعمیر نکلتی ہے اور وہ یہ ہے مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ اور اس حجرے کے آگے ایک دالان تہا اور نیچے کے مکان مین بہی ایک دالان تہا اور ایک دو مکان اور مختصر سے تھے اور ایکطرف کی عمارت خام تھی اور ایک گول کمرہ تہا جسکو طیار کرایا جاتا تہا یعنی کچہ حصہ روس کا بن چکا تہا اور کچہ بن رہا تہا

اور مسجد مبارک بھی اسوقت ناتمام تھی معمار مزدور لگ رہے تھے اور اب تو اس مکان مین بہت سے مکان پختہ بعمارت عالی شان بنگئے ہین۔ آپکے ہان لوگونکی آمد و رفت بہت کم تھی یہان تک کہ بعض دو دو چار چار یا دس دس کوس کے آدمی بھی آپسے کم واقفیت رکہتے تھے مجھے خوب یاد ہے کہ اسوقت دو چار نمازی آپکے ساتہہ ہوتے تھے۔ اکثر حضرت اقدس نماز پڑہایا کرتے تھے اور کبھی مین ایک ہی مقتدی ہوتا تہا اور آپ امام اور کبہی مین امام اور آپ مقتدی۔ سیر کا بھی یہی حال تہا کہ کبہی ایکدو آدمی ساتہہ ہوتے تھے اور کبہی آپ اکیلے ہی سیر کو تشریف لے جاتے تھے ایکدو ہندو اُس زمانہ مین آیا کرتے تھے وہ ہندو آپ کے الہامات کو جو خدا کیطرف سے ہوتے تھے لکہا کرتے تھے اور ہمیشہ آپکی پیشگوئیون کی تک و دو مین لگے رہتے تھے کہ آیا یہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہین آخرکار اُنہون نے صدہا پیشگوئیان آپ کی پوری ہوتی دیکہین مگر خدا جانے اُن کے اندر کیا نہانی معصیت تھی جس کے سبب سے برکات سے محروم رہ گئے اور اب تک محروم ہین۔ ہم ان ہندوؤن پر کیا افسوس کرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی باوجود مسلمان ہونے کے اور مولوی کہلانے کے اور حضرت اقدس کو خوب جاننے بوجہنے کے پھر محروم رہے اس ابوسعید پر افسوس۔ جب مجھے مولوی صاحب کی کیفیت ابوسعید یاد آتی ہے تب ہی یہ حدیث شریف بھی زبان پر جاری ہو جاتی ہے السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ۔ لوگ دور سے آئے اور برکت پائی اور نزدیک رہنے والے اس روشنی سے بے نصیب ہین سچ ہے چراغ تلے اندھیرا۔ میرے آنے سے بہت پہلے یہ سلسلہ الہامات کا جاری تہا

اس زمانہ مین آپ نے یہ الہام بیان فرمایا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق وسع مکانک یاتیک من کل فج عمیق یعنی بہت دور دور سے تیرے پاس لوگ آئینگے ان کے لئے اپنے مکان کو وسیع اور طیار کر۔ اسوقت حضرت اقدس کی دوسری شادی نہین ہوئی تھی اس تنہائی اور مجردانہ عالم کے عجیب غریب حالات وکمالات وفیوض وبرکات حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار حال پنشنر اور منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہوری نے مجھے بہت سنائے تھے ان کے لکھنے کی اسوقت گنجایش نہین اور نہ اخبار الحکم ان کے درج کرنے کی وسعت رکھتا ہے لہذا مین نے ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالے رسالہ سراج الحق کے حصہ سوم میں جو چار جز یا زیادہ اوراق کا ہے اس مین مفصل اور مبسوط بحث کرونگا چنانچہ وہ رسالہ میں نے طیار کر لیا ہے عنقریب وہ شایع ہوگا اس مین حضرت اقدس کے دلچسپ حالات اور دلکش واقعات بطور سیرت کے مفصل مع شرح بیان کئے جاوینگے اور وہ حالات جو مینے بچشم خود مشاہدہ کئے یا اور بہت سے وہ جو معتبر لوگون کے ذریعہ سے معلوم ہوئے اور نیز دشمنون کی زبانی معلوم ہوئے اور بہت سے دقیق مسائل بھی درج ہونگے جس کی ہمارے لئے روز مرہ ضرورتین پڑتی ہین۔ حافظ معین الدین جو حضرت کی خدمت مین رہتے ہین ایک دفعہ وہ کہتے تھے کہ ایک زمانہ مین جو حضرت کی خدمت مین رہتا تھا مجھکو جو کسی قسم کی ضرورت اور تنگی پڑتی اور حضرت سے شکایت کرتا تو حضرت فرماتے کہ حافظجی صبر کرو اور استقامت رکھو ایک زمانہ خدا کے وعدونکا آنیوالا ہے اور وہ مبارک ایام اللہ آیا چاہتے ہین کہ سب ضرورتین انشاء اللہ گھر بیٹھے بٹھائے پوری ہوجائینگی سو مین دیکھتا ہون کہ ان موعود دنون مین سے بہت سے دن آگئے ہین اور بہت سے آنے والے ہین خدا کے وعدے ٹل نہین سکتے اور میرا تو یہ بھی یقین ہے کہ اس حدیث متفق علیہ کے

مطابق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح اسقدر مال تقسیم کریگا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائینگے اگرچہ روحانی طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی کہ اس نے روحانی مال اور برکتون کے ڈھیر کے ڈھیر ہمین عنایت کئے کہ ہمارے دامن فہم وعقل وذہن وذکا بھرپور ہوگئے اسرار ومعارف حقائق ودقائق کے خزائن لپین بھر بھر کر دامن اور چادرین بھر بھر کر ہمین دے رہا ہے اور ہم لے رہے ہین افسوس اُن پر جو اس سے محروم ہین اور مبارکی ہو ان کو جو اس مبارک خرمن کے اردگرد بیٹھے ہوئے مزے اڑا رہے ہین مگر انشاء اللہ تعالے ظاہری طور پر بھی وہ ظاہری مال تقسیم کریگا۔ جیسا کہ خدا کے پیارے رسول صادق رسول سید الرسل محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آئندہ آنے والی نسلین اسوقت کو یاد کرینگے دونگی اور لکھی کیطرح پر وقت ہاتھ ملین گی اور کچھ بن نہ پڑیگا سو اس زمانہ مین سے بہت سا زمانہ مبارک آگیا باقی دن مبارک بھی آئین گے اور ضرور آئینگے قادیان کی پہلی حالت کو دیکھنے والے دیکھکر حیران ہوتے ہین کہ قادیان کیا تھا اور ہمارے دیکھتے دیکھتے کیا ہوگیا۔ قادیان کا بازار لنبا ہے دکانین پڑ رہین ہر ایک حرفہ اور کام اور پیشہ کے لوگ موجود ہین جن دکانون سے چار پیسہ کی گوڑ کی ریوڑیان دندان شکن نہین ملتی تھی اب اُن دکانون سے روپیون کی حسب دلخواہ ہر ایک قسم کی شیرینی بکتی ہے تمام دکانین جو بند تھین وہ کھل گئین اور نئی نئی دکانین عمدہ عمارت کی طیار ہوگئین اور طیار ہوتی جاتی ہین جن دکانون سے دو چار آنہ کا مصالح نمک مرچ ملنا مشکل تھا اب وہی دکانین ہین کہ اسباب سے پر ہین یہان تک کہ قصاب کی دوکان جو ایک بکرے کو افسوس کرتا تھا اب اس پر چار چار پانچ پانچ بکتے اور کبھی زیادہ روزمرہ

ہوتے ہین اور پھر بھی گاہک خالی رہ جاتے ہین۔ کپڑا سینے والا نہیں ملتا تھا اب درزیون کی دس بارہ دکانین موجود ہین اور راتدن مشینین غرغر سرسر چل رہی ہین اور ایکدم کی ان کو فرصت نہیں ملتی دس بارہ دکانین بزازون کی بھی ہوگئین ہین اور عمدہ عمدہ قسم قسم کا کپڑا موجود رہتا ہے۔ اسقدر بکری ہوتی ہے کہ دینیوالے تھک جاتے ہین مگر لینے والے نہین تھکتے۔ گھی چاول غلہ دودھ کی وہ افراط ہے کہ سبحان اللہ جتنا چاہو لیلو اور جسوقت چاہو لیلو۔ بہت لوگون کا گذارہ صرف دودھ گھی پر ہی ہو رہا ہے اور وہ اسی مین چین کر رہے ہین گائے بیل۔ بھینسین بکریان بکثرت ہین صبح وشام دار الامان مین صدہا بکریان دودھ والی لوگ دور دور سے لیکر آتے ہین اور وہ دودھ بیچتے ہین یہ ذکر کرنا بھی لطف سے خالی نہ ہوگا کہ ایک روز حضرت اقدس سیر کے لئے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو بکریون سے میدان بھرپور تھا اور دودھ اسقدر فروخت ہوتا تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور وہ خریداری مین اسقدر مصروف ومستغرق تھے کہ حضرت کی تشریف آوری کی بھی کسیکو خبر نہوئی ادھر تو حضرت کے سامنے پچاس ساٹھ آدمی ادھر خریدار جمع ہوکر عجیب غریب نظارہ پیدا ہوا۔ حضرت کو بھی آگے چلنے کی جگہ نہ ملی۔ فرمایا یہ کیا ہے مین نے اور ایک اور بھائی نے عرض کیا کہ حضرت بکریان آئی ہین ہمارے بھائی سب دودھ خرید رہے ہین فرمایا ہان خریدو اور ہمین خریداری مین ساتھ ملالو کہ ہم بھی تمہارے شریک ہوجاوین۔ اچھا دو پیسے کا دودھ ہمین بھی لے دو۔ سبحان اللہ امام ہو تو ایسا ہو۔ کیسا شفیق ورفیق اور کیسا رحیم وکریم انسان کہ آپ بھی ہماری اپنی شفقت سے ہمراہ رہنا چاہتے ہین سچ ہے آپکو خدا نے وحیًا فرمایا ہے کہ

لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک یعنی اگر تو سنگدل اور کڑوے مزاج کا ہوتا تو تیرے پاس کوئی بھی آکر نہ پھٹکتا اور فرمایا یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک اے احمد تیرے لبون پر رحمت جاری ہے۔ غرضکہ زمینداروں کا کام بہت سا نکل آیا۔ حداد و نجار جو کس مپرس تھے اب انکا کام ایسا چمک گیا کہ ان کے گھروں میں رونق اور زیوروں سے ان کی عورتین لدرہی ہین۔ مزدور جنکو دو آنہ روزانہ پر کوئی نہ پوچھتا تہا اب وہ تین تین چار چار آنے پر بھی خوش نہیں ہوتے۔ معمار جو گھروں مین ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے اب ان کے کام ایسے جاری ہین کہ ان کو بیماری کی فرصت نہین ملتی راتدن بسولی اور کرنی کھڑکتی ہی رہتی ہے چار آنہ روزانہ کے بدلے دس دس آنہ اٹھ اٹھ آنہ روپیہ روپیہ روزانہ لیتے ہین اور روٹی الگ۔ یکہ والوں کی ایسی گرم بازاری ہے کہ راتدن چلتے ہی رہتے ہین بٹالہ کے یکے بھی اور قادیان کے یکے بھی چلتے ہی نظر آتے ہین ایک آتا ہے دو جاتے ہین پانچ آتے ہین تو چار جاتے ہین۔ اور مکہ سے مدینہ سے ملک عرب سے بصرہ سے بغداد سے نجف سے طرابلس سے شام سے روم سے فارس سے مراکش سے کابل سے غزنی خست سے بخارا و قندہار سے حبش سے آسام سے چین سے لنڈن سے اور ان ملکوں سے اور دور دراز امصار و بلاد سے جنکا نام بھی کبھی نہین سنا تہا دیکھنے کے کیا معنے اور خصوص ہندوستان سندھ پنجاب و ممالک متوسط مدراس دکھن مچھلی بندر کلکتہ ڈھاکہ بنگالہ روہیلکھنڈ۔ راجپوتانہ ہریانہ غرض اٹک سے لیکر کٹک تک لوگ فوج در فوج اور جماعتین کی جماعتین آتی ہین اور یہ آنے والے کوئی جاہل نہین۔ بے سمجھ نہین دیوانے نہیں۔ ہان ہوشیار بالغ دنیا کے گرم و سرد سے واقف۔ عالم فاضل پیرزادے سجادہ نشین۔ تاجر۔ بڑے عہدہ دار۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ سنجیدہ اور ذیعقل ہوتے ہین اور بیعت کا سلسلہ وہ گرم ہے کہ اب پو

نام بھی لکھنے مین نہین آتے خدا تعالے کی وحی کے کیسے سچے لفظ ہین اور یہ براہین احمدیہ مین مندرج ہین اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق یعنی جب اللہ کی نصرت اور فتح آئیگی اور زمانہ کا منتہا ہماری طرف ہوگا۔ کیا یہ بات سچ نہین ہے۔ کئی بار آپ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی ایمانی فراست سے بغیر کسی معجزہ اور نشان کے ایمان لے آتے ہین وہی مقبول و محبوب الہی ہوتے ہین اور جو نشان دیکھنے کے بعد یا فتح و نصرت کے زمانے مین ایمان لائے وہ ان کے برابر ہو سکتے ہین جو قبل از نصرت تھے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ایمان سب سے پہلے لائے وہ صدیق۔ فاروق۔ ذی النورین اور عشرہ مبشرہ کہلائے مگر جو لوگ بعد مین ایمان لائے انکا ایمان خدا نے قبول کیا مگر وہ ناس یعنی لوگوں مین ہی داخل رہے وہ بڑے عہدوں کے لینے والے نہ رہے اللہ تعالے فرماتا ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا جب اس زمانہ اور اس زمانہ کو ہم خیال کر کے دیکھتے ہین تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالے فرش و عرش کا فرق ممتاز ہوگا خدا کرے ایسا ہی ہو اور ہم وہ زمانہ مبارک موعود اپنی آنکھوں سے دیکھین اللھم انصر من نصر غلام احمد وجعلنا منھم واخذل من خذل غلام احمد ولا تجعلنا منھم وہ زمانہ تو اب ہی آگیا کہ بہت سے لوگوں کو بوجہ کثرت حضار بمشکل زیارت نصیب ہوتی ہے بسیر کو بھی جس وقت حضرت باہر تشریف لے جاتے ہین پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سو سو بلکہ دو دو سو کبھی پانسو۔ اور کبھی اس سے زیادہ ہمراہ ہوتے ہین ادہر ایک کثیر گروہ قادیان مین حضرت کی خدمت مین برکات و فیضان حاصل

کر رہا ہے وہ خالی اور غیر آباد جگہ جہان گنوار عورتین پاخانہ پہرتی تہین اور وہ تالاب جسمیں ہاتھی غرق ہوتا تہا وہان خدا کے فضل سے مکانات ہماری جماعت کے اور مہمان خانہ اور مدرسہ اور بورڈنگ ہوس اور اس کا باورچی خانہ اور شفاخانہ اور حضرت اقدس کا کتب خانہ اور مطبع ضیاء الاسلام اور مدرسے کا دفتر اور چاہ ہے اور وہان ایک وسیع اور کشادہ سڑک ہے جس پر برسات مین ٹہلتے اور کھڑے ہونے سے نظارہ نیچر دکہائی دیتا ہے اور روز بروز یہان اور ہی عمارتین طیار ہوتی جاتی ہین قادیان مین وہ مکان جن مین کوئی مفت بھی رہنا پسند نہین کرتا تہا اب وہی مکان کرایہ پر بھی نہین ملتے بعض مکان ۸؍ اور بعض ۱۲؍ اور بعض ۱۴؍ اور بعض پانچ چھ روپیہ کرایہ پر ہین خدا کے فضل سے ایک مطبع کی جگہ دو مطبع ہو گئے ہین ایک مطبع کا ذکر کر چکا اور دوسرا مطبع شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی کا جس مین سے ہفتہ وار اخبار الحکم جاری ہوتا ہے اور دوسری کتابین اور رسالے اور اشتہار بھی طبع ہوتے ہین۔ جو زمین یہان پانچ روپے کو مہنگی تہی اب وہ پچاس روپے کو بھی سستی سمجھی جاتی ہے اور پھر بھی نہین ملتی لکڑیان اور اپلے جو کوئی مفت کو بھی نہ پوچھتا تہا۔ اب وہ بڑی گران قیمت کو ملتی ہین۔ غرض قادیان جوبن پر آ رہا ہے اور روز بروز ترقی ہو رہی ہے جو ایکبار آکر پھر دوبارہ خواہ دو چار ماہ کے بعد آوے اس کو ایک اور کا اور عالم نظر آتا ہے اور جو یہان راتدن حضرت کی خدمت مبارک مین رہتے ہین وہ دن دونی رات چوگنی بہار دیکھتے ہین ادہر حضرت کے فیضان کی ترقی۔ تحریر کی ترقی۔ تقریر کی ترقی۔ مضامین کی ترقی اسرار و معارف

کی ترقی حقائق و دقائق قرآنیہ کی ترقی وحی الہی کی ترقی مراتب و منازل مین ترقی اور حضرت کے صحت مین ترقی وہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کیسی سچی ہوئی جو مسلم کی حدیث ہے کہ مسیح زرد رنگ کی دو چادرون مین نازل ہو گا اور اسی کتاب اور ایک دوسری متفق علیہ حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکہا کہ مسیح حمام سے نکلا ہے اور اس کے بالون سے پانی ٹپکتا تہا اور بالون مین کنگھی کی ہوئی ہے سوان دونون حدیثون کے مطابق جب آپنے دعوے مسیحیت کیا ہے تو اسقدر شدید بیمار تہی کہ روزمرہ نعوذ باللہ حضرت کے دشمنون کا خطرہ ہی رہنا تہا اور اکثر فرمایا کرتے تہے کہ کبہی وہ دن بھی ہو گا جو ہم کھڑے ہو کر نماز پڑھینگے اس زمانہ مین وہ دو زرد کپڑون کا گہرا اور نیا رنگ چڑہا ہوا تہا حضرت سخت بیمار تھے۔ اور اب جون جون زمانہ درازا ور لمبا ہوتا جاتا ہے وہ زرد رنگ بھی پھیکا پڑتا جاتا ہے اور صحت مین اللہ کے فضل سے روز بروز نمایان ترقی ہے اور وہ دن بھی آنے والے ہین کہ آپ ماشاء اللہ صحت کامل پائینگے غرض ہر ایک چیز مین ترقی ہے مہاجر و انصار مین ترقی۔ مدرسہ کی ترقی لنگر کی ترقی ہان خوب یاد آیا بیشک دشمنون کا تنزل ہے۔ جو بڑے بڑے دشمن معاند عنید تھے وہ دنیا سے اُٹھ گئے اور جو باقی ہین وہ بھی خدا کے فضل سے کسی روز خس کم جہان پاک میدان خالی ہو جاویگا اور خوب غور سے دیکہا گیا کہ جب کوئی عنید شدید حضرت امام علیہ السلام کی مخالفت پر خواہ تقریراً یا تحریراً کھڑا ہو جاتا ہے سلسلہ احمدیہ کی بھی ترقی ہو جاتی ہے اور اس قدر بیعت کا سلسلہ زور شور سے ترقی پکڑ جاتا ہے کہ بیان مین نہیں آتا۔ مہر علیشاہ گولڑہی نے جب سے مخالفت اور ہٹ دہرمی کی تب سے ہزارون ہزار اس سلسلہ مین لوگ داخل ہو گئے ایک چہوٹی سی بات اس کے متعلق یاد آ گئی کسی شہر مین سائین مہرشاہ گولڑہی کی کتاب واہیات شمس الہدایہ

کسی شخص نے ایک بزرگ صوفی کو مطالعہ کے لیے دی وہ نصف سے زیادہ اس کو پڑھ چکے تھے تو خدا کی قدرت کسی شخص نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب مستطاب آئینۂ کمالات اسلام ان کے ہاتھ مین دیدی اس بزرگ نے اس کو دیکھکر شمس الہدایہ کو اس زور سے پھینکدی کہ جیسی کوئی استنجہ کا ڈھیلا ہاتھ سے پھینکدیتا ہے اور آئینہ کمالات اسلام کو ایسا خوش ہو کے ہاتھ مین لیا جیسی کوئی حسین و مہ جبین آئینہ کو ہاتھ میں لیکر خوش ہوتی ہے اور جب سے شحنۂ الحق (شحنہ ہند) خبیثہ نکلنا شروع ہوا ہے تب سے تو لوگ اسقدر حضرت امام علیہ السلام کیطرف رجوع ہو رہے ہین جیسی شمع پر پروانے نثار ہوتے ہین کیونکہ جو شحنۂ حق نے جوٹھ بولنا اختیار کیا ہے وہ پہلے تو لوگون کی نظر دمین سچ معلوم ہوا۔ آخر رفتہ رفتہ جہوٹھ کہل گیا اب اس کی طرف کوئی نظر اٹھاکے بھی نہیں دیکہتا۔ ایک کوڑے کرکٹ کی ہی لوگون کو کہاد اور پڑا وہ لگانے کی ضرورت مین ایک وقعت معلوم ہوتی ہے مگر اسکی اتنی بھی نہین۔ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کو بہاگتا ہے یہ جانے اور اس کا کام مگر اس سے ہمارا یہ فائدہ ہے کہ اس کے جہوٹھ سے ہماری ترقی ہے اور یہ ہماری شہرت کا ذریعہ ٹہرا۔ بہت سے لوگ ارادہ کر رہے ہین کہ قادیان مین مہاجر بنکر رہین اور بہت سے مبارک وہ لوگ ہین جو اپنے گہربار ملک واملاک چہوڑ کر اس امام علیہ السلام کی خدمت مین رہتے ہین اول تو حضرت مولوی نوردین صاحب ہین جنہون نے سب سے پہلے ہجرت کی پہر ان کے بعد اور صاحب ہین چنانچہ حضرت سید میر ناصر نواب صاحب دہلوی جو حضرت امام علیہ السلام کے خسر ہین۔ صاحبزادہ منظور محمد صاحب مولوی قطب الدین صاحب۔ مولوی قاضی امیر حسین صاحب بہیروی۔ شیخ عبد الرحیم صاحب حکیم فضلدین صاحب بہیروی۔ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب پشوری۔ ماسٹر عبد الرحمن صاحب

شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی اور خاکسار راقم کبیر ہیڈ ماسٹر شیر علی صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے و ایل ایل بی محمد اکبر خانصاحب۔ حافظ قدرت اللہ خانصاحب۔ بابو محمد افضل صاحب لاہوری۔ احمد جانصاحب پشوری شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی۔ قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن قاضی کوٹ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر و پروپرائیٹر اخبار الحکم و مؤلف تفسیر القرآن شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہان پوری میانجی نجم الدین صاحب بہیروی۔ مفتی محمد صادق صاحب بہیروی۔ شیخ عبد الحق قصوری۔ مولوی عبد الصمد صاحب کشمیری۔ مستری قطب الدین صاحب بہیروی۔ حاجی فضل حسین صاحب شاہجہان پوری۔ مولوی شیخ عبد الحی صاحب نجفی۔ سید عبد اللہ صاحب بغدادی عبد الرحمن صاحب زرگر لودیانوی اور حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ پہلے اکثر سال بسال یا چہٹے مہینے آتے تھے مگر اب اکثر آپکا قیام قادیان ہی مین رہتا ہے اور نواب محمد علیخانصاحب معہ اپنے رفقاء واہلبیت و ملازمین بہت مدت سے یہان ہین اور بہت سا اپنے رہنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہین علاوہ ان کے اور بہت سے احباب ہین جو یہان رہتے ہین اسوقت ان کا نام مجہے یاد نہین حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے کہ ہم نے کشف مین دیکہا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے اونچی اونچی دو منزلی چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوترون والی دکانین عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہین اور موٹے موٹے سیٹھ بڑی بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہین اور

ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیون اور روپیون اور اشرفیون کے ڈھیر لگ رہے ہین اور قسما قسم کی دوکانین خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہین ۔ بگھی بگیان ٹمٹم فٹن پالکیان ۔ گھوڑے ۔ شکرم پیدل اسقدر بازارمین آتے جاتے ہین کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان عجیب شہر عظیم الشان بنجائیگا پھر فرمایا کہ جو لوگ بڑے لوگون اور عزیزون کی یادگارین بناتے ہین کیا خدا اپنے پیارے کی یادگار قائم نہ کریگا ضرور کریگا اور فرمایا کہ آجکل جو طاعون کا سخت زور شور ہو رہا ہے اور ساٹھ یا سو برس تک اس کا دور رہیگا اور ایسا ہوتا ہے کہ یا تو یہ مرض گناہ کو نگل جاتا ہے یا گنہگارونکو کھا جاتا ہے اور مرسل و مامور کے زمانے مین تو یہ آتا ہی رہا ہے اور یہ لوگون کی ہدایت کا نتیجہ ہو جاتا ہے ۔ وہ مامور ... کرتے ہین وہ آئے طاعون مین گرفتار ہوتے ہین پس جب اس کا اسقدر دورہ رہا تو لوگ امن کی جگہ تلاش کرینگے تو کیا عجب ہے کہ ہمارا کشف اسیطرح پورا ہووے کہ لوگ ہلاکت اور طاعون زدہ مقامات کو چھوڑ کر قادیان مین آکر بسین ۔ خاکسار نے بھی دو خواب اسی کشف کے مطابق ایک سال شاید ہوا ہوگا دیکھے ایک خواب مجھے اسوقت خوب یاد آگیا وہ یہ ہے کہ مین نے دیکھا کہ حضرت اقدس امام علیہ السلام اور خاکسار اور بہت سے اپنی جماعت احمدیہ کے لوگ کہین سفر کو گئے ہین جب واپس آئے تو قادیان کے قریب پہونچکر کیا دیکھتے ہین کہ قادیان ایک عظیم الشان گلزار جنان بنا ہوا ہے ۔ سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کی تحریرون سے مکانات بلند بنے ہوئے ہین اور انگریزون کی کوٹھیان اور مکانات عمدہ عمدہ خوبصورت بنے ہوئے ہین وائسرائے اور لفٹنٹ گورنر اور کمشنر اور کلکٹر اور نیز بڑے بڑے عہدہ دارون کے بنگلے رفیع الشان مزین ہین اور انمین وہ

وہ صاحب رونق افروز ہین اور فوجین اور لشکر پڑے ہوئے ہین ڈیرے اور خیمے اور چولداریان کو سون مین لگی ہوئی ہین اور وہ تالاب جسکا مین نے ذکر کیا ہے وہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس مین کشتیان اور جہاز چل رہے ہین اور دھوبی بکثرت ایک طرف کپڑے دھو رہے ہین پھر مین جاگ اٹھا اور مجھے وہ وحی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس پاک انسان پر نازل ہوا ہے جو خدا کا پیارا اور تنفیو ن ... و مرسلون ... مقدسہ ۔ اولیاء غوث و قطب ابدال علمائے ربانی کا موعود ہے اور وہ یہ ہے کہ ... برکۃ و

اجلی انوارھا حتی یتبرک من ثیابک الملوک دالسلاطین

یعنی یہانتک تیرے ... ترقی ہوگی کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈینگے ۔ واقعی یہ بات سچ ہے کہ چارون طرف ایک شور محشر برپا ہوگا اور قادیان امن کی جگہ ہوگا تو لوگون کو چل پھر کر قادیان ہی سوجھیگا اب تو لوگ ٹھٹھا اور استہزا کرتے ہین مگر بعد مین انکو حقیقت معلوم ہوگی مثل مشہور ہے کہ پانڈی جی پچتائینگے اور وہی چنے کی کھائینگے پھر قادیان ہوگا اور مستہزئین ہون گے ۔ اور قادیان کی نسبت جو طاعون اور فتن دجالیہ سے محفوظ و معصوم و مامون رہنے کے لئے الہامات حضرت کو ہوئے ان مین سے چند الہام بطور نمونہ کے لکھتا ہون ۔

اول ۔ انہ اوی القریۃ یعنی قادیان کو ہم اپنی پناہ مین لے لین گے یا منتشر ہونے سے بچا لیں گے ۔ پس جو خدا کی پناہ مین مقام ہوا اور منتشر ہونے سے بچایا جاوے وہ ضرور مجمع اور ماویٰ اور مامن اور کہف الناس ... ہوگا ۔

دوم ۔ من دخلہ کان امنا یعنی جو اس شہر مین داخل ہوا یعنی قادیان مین وہ امن مین ہوگا

سوم ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی جب تک تو یہان ہے خدا ایسا نہین کہ وہان کوئی عذاب بھیجے

چہارم یاتون من کل فج عمیق و وسع مکانک یاتون من کل فج عمیق ۔ یاتیک من کل فج عمیق ۔ لوگ اور تحفے تحائف دور دور سے تیرے پاس آئینگے ان کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اور کوئی جگہ امن و امان کی سوائے قادیان کے نہ ہوگی یا یہ ہے کہ لوگ جو دور سے آئینگے تو اسی واسطے آئینگے کہ برگزیدہ اور فرستادہ خدا کی زیارت سے مشرف ہون پس اگر وہ مقام عذاب کا مقام ہو تو کون ہے جو وہان آئے اور اس کو برگزیدہ بارگاہ ایزدی سمجھے

خط و کتابت

از بیت الصدق لاہور
مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۰۰ء

مائی ڈیر مسٹر بائرز

نہ آپ کوئی خرد فروش ہین اور نہ مین کوئی سوداگر ہون ۔ نہ آپ مجھے جانتے ہین اور نہ مین آپ کو پہچانتا ہون ۔ باوجود اس کے مین آپکو خط لکھنے اور ایک شلنگ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرنے کی جرات کرتا ہون اگر آپ سوال کرین کس چیز نے مجھے اس امر پر مجبور کیا تو اس کا جواب یہی ہے کہ اس شوق نے جو مجھے آپکے ساختہ ٹیڑھے قلمون کے استعمال کے ساتھ ہے ۔ ہم آپ کی ان قلمون کو جنکی نوک داہنی طرف مڑی ہوئی ہوتی ہے

کرتا ہے لہذا اس کے ساتھ پان ضروری ہے ۔ دوسرے اس وجہ سے کہ مین جو کاپی لکھتا ہون مجھے نزلہ کا بھی مرض ہے منہ میٹھا کرنا
[illegible]

اوران پر \ ایف کانشان ہوتاہے اپنی زبان مین ٹیڑھے پر کہتے ہین - آپ کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ایک کی تصویر بھی یہان بنا دیتا ہون

یہ تصویر مین نے ایک نب کولیکر اور اسکا خالی حصہ نیچے کیطرف کرکے کاغذ پر رکھکر بنائی ہے اور اس کے اوپر کیطرف کچھ حروف لکھے ہوئے ہین جوکہ بسبب اُلٹا ہونے کے میرے پڑھنے مین نہین آسکتے ہان کوئی مطبع کا کمپازیٹر یا سنگ ساز ہو تو فوراً پڑھ لے تاہم مین امید کرتا ہون کہ جن قلمون کی طرف میرا اشارہ ہے ان کو آپ سمجھ گئے ہونگے - خیر قریب دس سال کا عرصہ گزرا ہوگا جب مین نے پہلے پہل یہ قلمین دیکھین - اور مجھے ایسی پسند آئین کہ تب سے مین ہمیشہ انکو اپنے پاس رکھتا ہون میرے خیال مین صرف یہی ایک اس قسم کی قلم ہے جو ہر طرح کے طرز حروف کو عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ لکھ سکتی ہے - انگریزی - عربی عبرانی سنسکرت - ہندی اور فارسی حروف کی نسبت تو میرا اپنا تجربہ ہے لیکن مین امید کرتا ہون کہ دنیا مین مین کسی قسم کے حروف ہون یہ قلم سب کے لئے کارآمد ہوگی - مین نے ان قلمون کو اپنے دوستون اور شاگردون بزرگون اور چھوٹون مین رائج کیا اور کئی جگہون مین سب سے پہلے مین نے ہی اس کا رواج دیا ہے اور مین نے ہر جگہ اس کو لوگون کے درمیان پسندیدہ دیکھا ہے -

لیکن اس پسندیدہ قلم کے کئی سالون کے استعمال کے بعد اب ہمین افسوس آتا ہے کہ بازار مین خراب قسم کے نب ملتے ہین اور عمدہ قسم کے نہیں ملتے مین فیصلہ نہین کر سکتا کہ یہ خرابی کسی ادنی درجہ کے مصالح کے استعمال کرنے سے پیدا ہوئی ہے یا آپکی کلون مین کچھ نقص آگیا ہے یا شاید آپ کے موجدون نے تجارت کی ارزانی کی خاطر اس قسم کے پرزے ایجاد کئے ہین - بہرحال مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ گذشتہ ایام کے عمدہ مضبوط پائدار نب اب ہمین نہین ملتے اور ہمین مجبوراً کمزور اور سستون کے ساتھ ہاتھ ہلانا پڑتا ہے جو کہ بہت جلد آرام لینے کی خواہشمند ہو کر ایک ٹانگ دوسری پر رکھکر لیٹ جاتی ہین - قدیمی دوستون کا رنگ تو کچھ خاکی سا تھا - پر وہ مضبوط اور پائدار تھے اور نو وارد چمکیلے اور خوشنما ہین - پر وہ جلد پھسلنے والے اور ناپائدار ہین - اب مین یقین کرتا ہون کہ آپ سمجھ گئے ہونگے کہ مین نے ایک شلنگ آپکو کیون روانہ کیا ہے جتنی جلد ممکن ہو سکے آپ مجھے ایک شلنگ والا بکس جس مین مضبوط اور پائدار قلمین ہون ارسال فرماوین وہ قلمین یہان کے سوداگرون کو دکھاؤنگا اور وہ پھر اس قسم کے منگوا لیا کرینگے مین امید کرتا ہون کہ آپ جلدی اس خط کی طرف توجہ کرینگے تاہم مین پسند کرتا ہون کہ صاف باطن آدمی کیطرح اپکو وہ اصلی سبب بھی بتا دون جس نے مجھے ان قلمون کے واسطے اس قدر تردد کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے شائد یہ امر آپکو جلد ارسال کرنے پر آمادہ کرے اور نیز مین یقین رکھتا ہون کہ وہ بات آپکے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی -

اصل بات یہ ہے کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ مین نے ہی یہ قلمین سب سے پہلے اپنے حضرت مسیح کے پیش کی تھین - ہمارے حضرت ان کے استعمال سے ایسے خوش ہوئے کہ انہون نے اس کے سوا اور کسی قلم سے لکھنا چھوڑ دیا - اور تب سے یہی قلم انکے استعمال مین آتی ہے - کئی دفعہ انہون نے اس کے کارآمد ہونے کا ذکر فرمایا بلکہ ایک خط مین انہون نے مجھے تحریر فرمایا کہ لکھنے کے وقت جو دقت ہوتی تھی وہ اس سے دور ہو گئی ہے جزاکم اللہ خیرا لجزا لیکن گذشتہ چند ماہ سے جب کبھی مین آنحضور کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون تو آپ فرماتے ہین کہ اب یہ قلمین عمدہ قسم کی نہین ہوتین - مین نے عرض کی کہ مین عمدہ قسم تلاش کرونگا مگر یہان کے بازار مجھے اس تلاش مین مدد نہ دے سکے اور اس پرانی کہاوت کے مطابق کہ ضرورت ایجاد کی مان ہے میری اس تڑپ نے کہ مین کسطرح حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل کرون مجھے انگلینڈ خط لکھنے پر مجبور کیا شاید آپ "حضرت مسیح" کا فقرہ میرے خط مین پڑھکر چونک اُٹھے ہون کہ ہین یہ کیا ہے - اسواسطے مین مناسب سمجھتا ہون کہ چند الفاظ مین اس کی تشریح کر دون اور اگرچہ خط لمبا ہو گیا ہے تاہم مین امید کرتا ہون کہ یہ آپکے واسطے دلچسپی سے خالی نہوگا - کیا عیسائی اور کیا مسلمان سب اس بات پر ایمان رکھتے ہین کہ مسیح دوبارہ دنیا مین آوے گا - لیکن ہر ایک نے اس کی دوبارہ نمود کی طرز مین اختلاف کیا ہے - عیسائی تو یہ کہتے ہین کہ وہ خدا کا بیٹا تھا دوبارہ دنیا کے آخر مین آئے گا اور تمام غیر عیسائی سلطنتون کو تباہ کر دیگا اور تمام غیر عیسائیون کو قتل کرکے دنیا بھر مین عیسائیت کی سلطنت قائم کر دیگا - برخلاف اس کے مسلمان یہ امید کئے بیٹھے ہین کہ وہ دنیا مین آکر تمام غیر مسلم بادشاہون اور ان کے نائبون اور تمام غیر مسلم مخلوقات کو قتل کرکے دنیا مین اسلامی سلطنت قائم کر دے گا یہ تو تمام عیسائیون اور مسلمانون کے خیالات ہیں - ہمارے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ یہ دونون قومین غلطی پر ہین وہ فرماتے ہین کہ عیسیٰ بن مریم خدا کا ایک نبی تھا جو کہ یہودیون کی اصلاح کے لئے آیا تھا - مگر یہودیون نے

اُسے تکلیف پہنچائی۔ پلاطوس کے پاس اس کے برخلاف مقدمہ کھڑا کیا آخر وہ صلیب پر چڑہایا گیا۔ لیکن موت کی سی بیہوشی کی حالت مین وہ صلیب سے اُتار لیا گیا تہا اس کے بدن پر شفا دینے والی مرہمین لگائین گئین اور ایک ٹہنڈی غار مین وہ رکہا گیا جہان اسے رفتہ رفتہ ہوش آئی تو پہر باہر نکل کر اپنے حواریون سے ملاقات کرنا پہرا لیکن چونکہ ممکن نہ تہا کہ ایسی طرح صلیب سے بچکر پہر اسی ملک مین رہے اسواسطے اس نے مشرق کیطرف رخ کر کے ایک لمبا سفر اختیار کیا اور آخرکار ملک کشمیر مین پہنچا اور ان علاقون مین مذہب بدھ کے لوگون پر بہت اثر ڈالا چنانچہ اب تک وہ لوگ عیسیٰ کو بھی ایک بدھ مان کر پرستش کرتے ہین اور ان کی کتابون مین ایسے نصیحات پائی جاتی ہین جو بالکل انجیل سے ملتے جلتی ہین۔ غرض ان ممالک مین وہ بہت عرصہ تک رہا اور ایک لمبی عمر پاکر اسی جگہ فوت ہوا اور کشمیر سری نگر مین دفن کیا گیا۔ جہان کہ اس کی قبر آج تک محفوظ ہے اور اس وادی کے باشندے کہا کرتے ہین کہ یہ قبر شہزادہ نبی عیسیٰ کی قبر ہے جو کہ ۱۹۰۰ سال گذرے ہین کہ ممالک مغرب سے یہان آیا تہا اور قوم کا اسرائیلی تہا۔

خود یسوع مسیح نے اس امر کو صاف کر دیا تہا کہ میرا دوبارہ آنا کس طرح سے ہوگا کیونکہ اس نے لوگون کو کہا کہ الیاس کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی یوحنا کے آنے مین پوری ہو چکی ہے جو کہ الیاس کی روح اور طاقت مین آیا ہے۔ پہر ہمارے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ مسلمانون کا یہ خیال کہ کوئی خونی مسیح آئیگا۔ جو سب غیر مسلمون کو قتل کر دیگا۔ درست نہین ہے۔ ہم ایک مہذب زمانہ مین زندگی بسر کر رہے ہین اور ہر ایک شخص اپنی مذہبی راے اور ایمان کے متعلق آزاد ہے اسواسطے مذہبی جنگون کی اب کوئی ضرورت نہین۔ ہمارے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ مین یسوع مسیح کی روح اور قوت مین آیا ہون تاکہ دنیا مین روشنی اور نور امن کے ساتہہ پہیلادون کوئی لڑائی نہین لڑی جاویگی اور نہ آدمیون کو قتل کیا جاویگا۔ بلکہ مین دنیا کو وہ سچا راہ دکہانے کے واسطے آیا ہون جو دائمی خوشی تک انسانکو پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے وحی پاکر مین اس بات کا دعوی کرتا ہون کہ مین وہی مسیح ہون جسکے آنیکا دنیا کو انتظار تہا اور مین نے اپنے دعوے کو سینکڑون نشانات کے ساتہہ سچا کر دکہایا ہے میرا مشن یہ ہے کہ عیسائیون کو اس بات سے متنبہ کرون کہ وہ انسان کو خدا ماننے مین غلطی کہاتے ہین۔ اور مسلمانون کو سمجہاؤن کہ جبکہ ہم سلطنت برطانیہ جیسی پرامن حکومت مین رہتے ہین تو مذہبی جنگون کے تمام خیالات دلون سے دور کر دینے چاہیئے اور اسطرح مین سب کو امن اور ہمدردی خلائق اور خدا کے ساتہہ سچی محبت کے جہنڈے کے نیچے لاؤنگا۔ ہمارے حضرۃ مسیح کی کئی سو پیشگوئیان پوری ہو چکی ہین اگر کوئی آدمی سوسائیٹی یا گورنمنٹ صداقت پر پہنچنے کے لئے سچے دل سے فکرمند ہو تو وہ ہمیشہ اس امر کے لئے طیار ہین کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرین کہ اور نشان دکہایا جائے قریباً پچاس ہزار آدمی ان کے فرقے مین شامل ہو چکا اور جیسا کہ مین اپنے تجربے سے کہ سکتا ہون ان کی صحبت انسان کو دل کا پاک شریف۔ رضائے الٰہی پر فرمانبردار بنی آدم کے ساتہہ ہمدرد اور گورنمنٹ کا وفادار بنا دیتی ہے۔

اس جگہ مین فی الحال ختم کرتا ہون اور اگر آپ مجھے اطلاع دینگے کہ یہ امر آپکے واسطے دلچسپی اور فائدہ کا موجب ہوا ہے تو مین آپکو زیادہ باتین تحریر کرونگا اور قلمون کے متعلق پہر ایکدفعہ یاددہانی کرانے کے بعد مین اپنے خط کو بند کرتا ہون۔

آپکا خیرخواہ محمد صادق لاہور

جواب جو انگلینڈ سے آیا ہے

از مقام شارلاٹ سٹریٹ کارخانہ قلم شہر برمنگھم مورخہ ۱۰ر مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

بخدمت مفتی محمد صادق صاحب قادیان ضلع گورداسپور ملک ہندوستان

پیارے جناب

ہمین آپکے معزز اور دلچسپ خطوط مورخہ ۲۹ر نومبر سنہ ۱۹۰۰ء ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء اور ۱۳ر فروری سنہ ۱۹۰۲ء سب ملے اور ہم اس بات کا افسوس ظاہر کرنے سے رک نہین سکتے کہ جو قلمین ہم نے آپکو ارسال کی تہین وہ اب تک آپکو نہین پہنچین۔ اسواسطے آج ہم ایک اور بکس روانہ کرتے ہین۔ اور مزید احتیاط کے لئے اس کو رجسٹری کرا دیتے ہین تاکہ آپ کو ضرور پہنچ جائے۔ ہم امید کرتے ہین کہ آپ اور آپکے خداوند مسیح ان قلمون کو ضرور پسند فرماوینگے۔

جو عزیز ہندوستانی بہائی ہمارے ساتہہ ایک ہی بادشاہ کی رعایا ہین ان کے متعلق جو امور دنیوی مدنی یا مذہبی ہون ان کی اطلاع پانا ہمارے لئے ہمیشہ بڑی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ مگر تجارتی کاروبار مین ہم کو اتنی فرصت نہین کہ ایسے مضامین پر تحریر کرین۔ تاہم ہم اپنی امید کو

ذیل میں ہم میان چراغدین ساکن جمون کا توبہ نامہ شائع کرتے ہین اگرچہ بعض [illegible] اس توبہ نامہ کے زیادہ صراحت [illegible] بیان ہونے کے قابل ہین اور ہم کو امید ہے کہ میان چراغ الدین صاف طور پر اس امر کا اعتراف شائع کر دینگے کہ مین نے [illegible] کو حدیث النفس اور اضغاث [illegible] سے پاک سمجھنے مین غلطی کہائی ہے [illegible] چونکہ انہون نے [illegible] کی راہ پر قدم مارنے کی کوشش کی ہے اور [illegible] غلطی کا اعتراف کر لیا ہے اس لئے ہم حضرة اقدس کے ارشاد عالی کی تعمیل مین میان چراغ الدین صاحب کے توبہ نامہ کو شائع کرتے ہین اور حضرة اقدس کے اس [illegible] درج کرنا بھی ضروری سمجھتے ہین ہماری جماعت مین سے ہر ایک شخص کو [illegible] ہے کہ وہ میان چراغ الدین صاحب سے اخلاق سے پیش آئین اور کسیطرح پر ان کی دل شکنی کا موجب نہ ہون۔ ہم امید کرتے ہین کہ احمدی قوم اپنے امام ہمام علیہ الصلوٰة والسلام کے حکم کی تعمیل کریگی اور میان چراغدین صاحب بھی آئندہ کے لئے جیساکہ انہون نے اقرار کیا ہے ایسی بلند پروازی سے تائب رہینگے۔ اور اور بھی وضاحت کے ساتھ اس امر کو شائع کر دینگے کہ انہون نے سخت دھوکہ کہایا کہ حدیث النفس کو القائے ربانی سمجھ لیا۔ اب ہم وہ توبہ نامہ درج کرتے ہین

توبہ نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

یا خلیفة اللہ علی الارض السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حضور کا اشتہار متعلقہ خاکسار حرف بحرف اس عاجز نے پڑہا اعوذ باللہ من غضبہ وعقابہ

اس لئے سب سے پہلے تو مین اپنا توبہ نامہ پیش کرتا ہون تاکہ مین ان ناراضگیون کو جو میری نسبت حضور کے دل مین پیدا ہوئی ہین دور کر دون۔ اور مین آپکی ناراضگی [illegible] کا نتیجہ خدا کا غضب [illegible] خدا کے امان مین [illegible] ہون مین ایک بار نہین بلکہ ہزار بار توبہ کرتا ہون اور بڑی خوشی سے بلکہ اس بات کو مین اپنے فخر اور صلاح و نجات دارین کا موجب سمجھتا ہون جیسا کہ مین منافقانہ طور سے نہین بلکہ مخلصانہ دل سے پورے صدق اور کامل ایمان کے ساتھ لوگون کو اپنے اشتہار کے ساتھ جناب کی مخالفت سے ڈراتا اور توبہ و استغفار کیطرف ترغیب دیتا تھا تو کیا سب سے پہلے مین ہی اس نمونہ کو اپنے حال پر وارد نکرون بلکہ ہر وجہ اولے سب سے بڑھکر کرنا ہون تاکہ کسی مخفی یا علانیہ دانستہ یا نادانستہ۔ چھوٹی یا بڑی مخالفت کے باعث جس کے ذریعہ سے مین حضور کے اس عتاب اور سرزنش کا [illegible] ہون اپنے مخلصانہ دل کے ساتھ [illegible] مین توبہ کر کے اس کے برے اور پرخوف غضبناک نتیجہ کے ظہور سے خدا تعالےٰ سے معافی اور امان چاہتا ہون اور اس بات پر خدا میرا گواہ ہے اور حضور کو بھی گواہ کرتا ہون۔ خدا تعالےٰ میری اس توبہ کو قبول کرے اور حضور کی بھی نظر منظور ہون اور اللہ تعالےٰ کسی دانستہ یا نادانستہ خطا اور گستاخی کے انتقام سے جو حضور کی مخالفت پر مبنی ہو معاف فرماوے اور اپنے حفظ امان مین محفوظ رکھے آمین ثم آمین

پس واضح خدمت عالی کہ مین نے اپنے دعوے کے متعلق جو کچھ اظہار کیا ہے اس کو خالصًا بلا تحریک نفسانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھکر اسکی رضامندی اور اس کے اس پاک سلسلہ احمدیہ کی تائید و تصدیق کے لئے کیا تہا جس پر اللہ تعالےٰ میرا گواہ ہے

مگر چونکہ حضور امام الزمان اور خلیفة اللہ اور حکم ہین اس لئے جناب کا فیصلہ اور حکم ہر ایک فرد بشر کو ماننا اور قبول کرنا فرض ہے لہذا مین بھی حضور کے فیصلہ کو جو کہ میرے دعوے ماموریت کی نسبت صادر ہوا ہے سچے دل سے منظور و قبول کرتا ہون

اور مین نے اپنے اس دعوے کے متعلق ہمیشہ کے لئے یہ استغفا اور توبہ نامہ لکھکر حضور مین ارسال کیا ہے اسکو قبول فرماوین اور اگر مرضی مبارک مین آوے تو شائع بھی کر دین کیونکہ مین ایک غریب آدمی ہون اس لئے اشاعت کی توفیق نہین رکھتا۔

برائے خدا میری معافی کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور دعا مانگین تاکہ خدا تعالےٰ میرے اس قصور کو جو حضور کی طرف سے میری طرف منسوب کیا گیا ہے معاف فرماوے اور آئندہ کے لئے حضور کسیطرح کی ناراضگی اپنے دل میں اس خاکپائے کی نسبت نرکھین تاکہ خدا تعالےٰ اس عاجز کو آپ کی ناراضگی کے باعث کسی انتقام مین ماخوذ نکرے آمین اور مین امید کرتا ہون کہ حضور براہ الطاف و اکرام قبول توبہ سے مطلع فرماوینگے۔

عریضہ نیاز خاکسار چراغ الدین احمدی

از جمون ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب میرزا خدابخش صاحب الوالعطا حضرة مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے دعاوی کی تصدیق و تائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت [illegible] علاوہ محصولڈاک ملتی ہے اس نادر

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

دارالامان قادیان

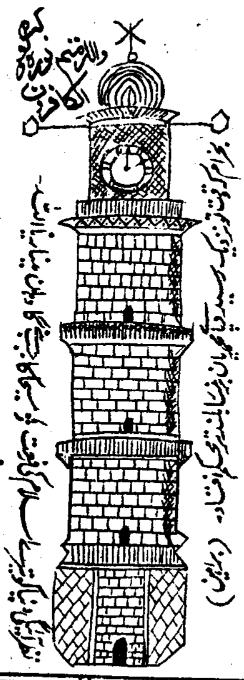

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۷ | ۱۰- مئی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق یکم - صفر سنہ ۱۳۲۰ یوم شنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

کیا آپ طاعون سے بچنا چاہتے ہین؟ - ۱
تلاوت قران کریم کے لیئے اشارات - ۲
مختصر نوٹ اور نکات - ۳
کلمات طیبات - ۵ و ۶
ڈائری کا اقتباس - ۶
قصص قرآنی کی فلاسفی - ۷ و ۸
پیسہ اخبار سے خط وکتابت - ۹
ڈائری - ۱۰
شیخ بٹالوی مسلمانونکی تکفیر - ترقی معکوس } ۱۱ و ۱۲
قصیدہ در معرفت انسان کامل ۱۳
منظہر حق تعالے و طریق فیصلہ با نزاع کنندگان -
عام معاملات - ۱۴
جشن تاج پوشی - ۱۴
مراسلات - ۱۵
بیعت - ۱۶

کیا آپ طاعون سے بچنا چاہتے ہین؟

اے پنجاب کے مسلمانون! اپنی جانون پر ظلم نہ کرو- اور میری آواز پر کان دھرو- اب تو خداوند تعالے کے غضب نے سارے پنجاب کو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا جانین تلف ہوئی ہین اور تمہارے یہ خیال ہین کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند روز تاراج کر کے نکل جاویگی نہین بلکہ یہ وہ بیماری ہے جو مدتون رہتی ہے اور جہان پر آجاوے وہانکے باشندے کیا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہے گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور نہ بھنگ کے درخت کو بالکل ویرانہ بنا دیتی ہے اور اسی بنا پر گورنمنٹ کیطرف سے بھی اس کے روکنے کے واسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے اسواسطے تم لوگونکو مناسب ہے کہ تم اپنے آپ پر . . . رحم کھا کر اس نسخہ سے فایدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے یعنے تم سچے اور اضطرار دل کے ساتھ اللہ تعالے کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اس نذیر سے جس صدی کے سر پر اللہ تعالے کی قدیم سنت پر ظاہر ہو کر تمکو للکارا پر تم نے اسکی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اسکو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا التجا کرو کہ وہ دعا کرین کہ تمپر سے یہ غضب ہٹا لیا جاوے تمہارے مذاق بازیون پر اللہ تعالے انکو خبر دیچکا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملونسے اسکی سچائی کو ظاہر کریگا- سو یاد کر لو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین پس اگر تم خدا کے اس غضب سے امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف بنا کر گوش دل سے امام الوقت کی باتون پر کان دھرو اور خدا کے واسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ اور ان بیباکانہ باتون سے باز آجاؤ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے مضطر ونکی سی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کر لو کہ خداوند کریم اسکی دعا کو ضرور ضرور سنیگا- اور تملوگ بچ جاؤگے اور اگر تم ایسا نہین کروگے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور شرمندون کی طرح تمکو ایسا کرنا پڑیگا لیکن اسوقت تک کہ تم پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تمسے جدا ہو چکے ہونگے- اور اے لاہور اور امرتسر شہر ونکے مسلمانون تم کسی ناسمجھ جو فروش گندم نما کی باتو مین نہ آجانا کہ تمہارے شہرون مین طاعون نے دخل نہین کیا یا نہین کریگا بلکہ یاد کر لو کہ امام الوقت نے تحدی سے تملوگونکو آگاہ کر دیا ہے کہ اگر تملوگ توبہ اور استغفار سے کام نہین لوگے تو ضرور طاعون تمہارے شہر مین آویگا اور مین کہتا ہون کہ وید آید درست آید- ایسا درست ہو کر نہ آوے کہ تمکو درست بنا کر چھوڑے اور جو حالت نباتات کی ٹڈی دل کا یونگ کرتا ہے وہ ظاہر ہے وہی صورت طاعون کے پچھاڑے کا نہ ہو جاوے لہذا تم ابلہ فریبونسے بچو اور اپنے رب سے صلح کے واسطے کوئی ذریعہ

تلاوت قرآن کریم کے لیئے

اشارات

درس قرآن مجید سے ایڈیٹر کی اپنی تحریر

سورہ نور رکوع (اول)

۱- سورہ نور کی بابت ایک عالم ربانی کا خیال ہے کہ ہندوستان مین یہ سورۃ قریبًا عملی طور پر منسوخ سمجھی جاتی ہے یون تو قرآن شریف پر بہت کم عمل مسلمانون مین بدقسمتی سے رہ گیا ہے یہانتک کہ بندوبست کیوقت واجب العرض مین بعض لوگون نے لکھادیا ہے کہ ہم شریعت پر عمل نہین کرتے بلکہ رواج پر۔

۲- سورہ نور مین اصل مطلب خلافت کی بحث ہے اور اسکو شروع فرمایا گیا ہے۔ زنا سے اس مین راز اور ستر یہ ہے کہ جو قوم خلفاء راشدین پر مطاعن کرتی ہے اس مین فسق وفجور کثرت سے ہے۔

۳- بحث خلافت مین خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا ہے۔ چونکہ وہ انسان کامل ہے اسلیئے اسکا نفس مطہر و مقدس اور بلند ہمت بمنزلہ ایک منار کے ہے جسپر آسمانی انوار وفیوض کا نزول ہوتا ہے اسلیے اس سورۃ کے نام اور مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے ایک لطیف اشارہ ہے۔

۴- حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت سلمہ اللہ تعالےٰ فرمایا کرتے ہین کہ کوئی شخص بدنظری اور فسق وفجور سے بچتا ہے تو اسکے بدلے مین اللہ تعالےٰ اسمین ایک نور معرفت پیدا کر دیتا ہے۔

۵- نور وہ چیز ہے جسکے ذریعے سے دوسری چیزون کا ظہور ہوتا ہے جس مین ظہور اور اظہار کی طاقت ہوتی ہے۔

- نور کے کئی اقسام ہین۔ سورج کا نور۔ چاند کا نور۔ چراغ وغیرہ کا نور۔ نور عقل۔ نور ایمان و فراست، نور کشف۔ نور مکالمہ ان تمام نورون کا منتہی اللہ تعالےٰ ہے۔

اب اسکے بعد ہم پہلے رکوع کے بعض الفاظ پر مختصر نوٹ دیتے ہین جو تلاوت کے لیے مفید ہو سکتے ہین مبسوط نوٹ جیسا کہ ہم نے ارادہ کیا ہوا ہے اور شروع بھی کر رکھا ہے خدا کے محض فضل کرم سے اپنی تفسیر القرآن مین جسکا پارہ نمبر ا چھپ رہا ہے انشاء اللہ لکھین گے۔

انزلنٰہا - تاکید کے واسطے اور شرم دلانے اور زجر کے لیے فرمایا ہے بلکہ اسی پر بس نہین کی۔ فرمایا

فرضنٰہا - یعنی اسکے احکام ضروری العمل ہین اور پھر اور بھی ترقی کر کے فرمایا۔

انزلنا فیہا آیٰت بینٰت - یعنی اس مین کھلی کھلی اور فاسقون کو خدا تعالےٰ اور مومنون سے کاٹ دینے والی آیات نازل کی ہین۔

پھر انکے نزول کی علت غائی بیان فرمائی ہے **لعلکم تذکرون** تاکہ تم ان کو یاد رکھو اور عمل کرو +

تذکرہ - اس دھاگے کو کہتے ہین جو عرب جاہلیت کے دنون مین کسی شئے کی یاد آوری کے لیے انگلی سے باندھ لیتے تھے یا رومال کو گرہ دے لیتے تھے ہمارے اس ملک مین بھی یہ دستور باقی ہے۔

الزانیۃ والزانی - کنواری عورت اور کنوارا مرد زنا کرنے والا۔

زنا کارون کے کئی گروہ ہین سب سے بدکار راسدھاریون کی جماعت کمال زنا وہان سے شروع ہوتا ہے پھر رنڈیان پھر اور زناکار قومین انسے اتر کر بدنظری کرنے والے انسے نیچے وہ قصے اور ناول جو بدنظری کا ذریعہ ہوتے ہین۔

زانی اور زانیہ کے لیے تین حکم ہین۔ **اول** سو کوڑے کی سزا دوم سزا کے وقت نرمی نہ کیجاوے۔ سوم - عمائد شہر اور مومن سزا کے وقت اکٹھے ہون۔

دین اللہ - سزا جو اللہ تعالےٰ کیطرف سے مقرر ہے۔

مایۃ جلدۃ - اس زانی کی سزا ہے جس نے شادی نہ کی ہو۔

الزانی لاینکح الا زانیۃ - زانی مرد زانی عورت سے ہی نکاح کرے۔ بدکار مرد اور بدکار عورت کا تعلق نیک مرد اور نیک عورت سے جائز نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک نیک مرد کو بازاری رنڈی کے ساتھ نکاح جائز نہین۔

حرم ذالک علے المومنین مین **ذالک** کی ضمیر زنا کیطرف نہین بلکہ زانیہ عورت کو نکاح مین لانا حرام ہے۔

یرمون - تہمت کرتے ہین۔

یدرؤا - ہٹا دیتا ہے۔

جو لوگ بلاشہادت اپنی عورتون کو متہم کرتے ہین تو میان بیوی قسمین کھانے کے بعد الگ ہو جائین۔

مرد کا پانچوین قسم پر رکھا ہے کہ وہ کہے لعنت اللہ علیہ ان کان من الکاذبین - اور عورت کے لیئے رکھا ہے **ان غضب اللہ علیہا** اسمین سر یہ ہے کہ انسان ان چیزون کو جو اس کی عادت مین ہون معمولی خیال کرتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر عورتین نار مین ہونگی کیونکہ وہ لعنت بہت کرتی ہین اسلئے اللہ تعالےٰ نے غضب کا لفظ رکھا تاکہ وہ لعنت کو معمولی بات نہ سمجھین۔

اور ایک یہ بھی سر ہے کہ مرد چونکہ اسکو الگ کرنا چاہتا ہے اور لعنت کے معنے بھی قرب سے دور کرنا ہے اسلیئے اسکے لیے یہ سزا رکھی اور عورت نے مرد کو ناراض کیا ہے تو اسکی پاداش غضب رکھی۔

سید عبد اللہ عرب حکیم نے ادویات کا ایک اشتہار دیا ہے یہ دوائین انہون نے حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب حکیم الامت کے مجربات سے لی ہین اور آپ سے ہی عرب صاحب موصوف نے طب کی تعلیم حاصل کی ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت نے مندرجہ ذیل الفاظ مین سید عبد اللہ عرب کی دوائیون کی تصدیق کی ہے۔

"سید عبد اللہ عرب میرے پاس طب پڑھتا رہا ہے اور میرے طریقہ علاج کو دیکھتا اور تجربہ کرتا رہا ہے جو ادویات اسنے تیار کی ہین وہ اکثر میرے مجربات ہین اور مفید ہین"

احمدی بھائیونکو اگر کسی دوا کی ضرورت ہو تو وہ دفتر الحکم کی معرفت منگوا سکتے ہین۔

ع

مختصر نوٹ اور نکات

ہماری بعثت کیا ہے؟ اسباب حصول جنت اور موانع جنت۔ اسباب جہنم۔ یا موانع جہنم کا بیان ہے۔

نادان اپنی جہالت اور پست فطرتی سے جب یہ سنتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں ایک میزان ہے جس سے نیکی اور بدی وزن کیجاتی ہے تو اعتراض کرتا ہے لیکن کمبخت کو اتنا معلوم نہیں کہ جب نیکی کے اسباب اور موانع اور بدی کے اسباب اور موانع دو جدا جدا چیزیں ہیں تو ان اسباب اور موانع کے لحاظ سے وزن کی ضرورت ہے یا نہیں؟ وزن کی تو بہرحال ضرورت ہے پھر میزان ایمان لانے میں کیا عذر؟ ہاں میزان کی کیفیت اور اس میں چون چرا کرنا اس کی ضرورت کچھ نہیں اس لئے کہ وہ ایمانیات سے ہے۔

سبت کی تعظیم کسی نہ کسی رنگ میں تمام قوموں اور ملتوں میں موجود ہے لیکن سبت کی حقیقت پر بہت ہی کم غور کی گئی ہے سبت کے معنے آرام کے بھی ہیں پس اگر خدا تعالےٰ کسی کو کوئی آرام اور راحت عطا فرماوے تو اس کی بڑی قدر کرنی چاہیئے ورنہ اگر اسکی قدر نہ کیجاوے تو خدا ہلاک کر دیتا ہے سبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مراد ہے۔ آپ سبتی نبی کہلاتے ہیں۔ آپ کے وجود باجود سے عرب کو کیسا آرام ملا اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اور پھر سبت میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا اشارہ ہے کیونکہ مسیح موعود ساتویں ہزار پر مبعوث ہوا ہے۔ اور اسی لیے سورۃ جمعہ میں اصلی اور حقیقی سبت کا ذکر خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے پس مبارک ہے وہ شخص جو اس سبت کی تقدیس کرتا ہے کیونکہ وہ راحت سے حصہ لیگا۔ لیکن جو اس سبت کی بے حرمتی کرتا ہے وہ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین کے وعید سے حصہ لیگا

مسلم۔ مومن۔ یا احمدی کہلانا ہی اگر کافی سمجھا جاوے تو شاید اسلام۔ ایمان کی حقیقت ہی کچھ نہ رہے لیکن اسکے ساتھ ضروری ہے وفاداری۔ شعائر اللہ کی عظمت اور ان امور کے پیدا کرنے .. کی .. ضرورت خدا تعالےٰ کے فضل ورحم کے جذب کے لیے لازم ہے قبول ہونے والی دعا اور خالص دعا پیدا ہوتی ہے اخلاص اور تقوے سے +

سلامتی کا شہزادہ اور صلح کا فرزند اس قسم کے لفظ اکثر انجیل میں بولے جاتے ہیں۔ لیکن وہ جو خود کہتا ہے کہ میں صلح کرانے نہیں بلکہ آگ لگانے آیا ہوں کیونکر صلح کا فرزند کہلا سکتا ہے؟ وہ جو کپڑے بیچ کر تلواروں کے خریدنے کا حکم دیتا اسے کب سزاوار ہے کہ وہ سلامتی کا شہزادہ کہلائے؟ یہ فخر اگر کسی کو ہو سکتا ہے اور اگر ان کا سچا مصداق کوئی ہے تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جسکے لیئے بشارت ملی کہ یضع الحرب کہ وہ لڑائیوں کو اٹھا دیگا اور جس نے آکر جہاد کی ممانعت کا فتوے شایع کیا۔ سلامتی کا شہزادہ مسیح موعود کا نام ہے نا انجیلی یسوع کا۔ غور کرو!

اکثر لوگوں کی زبان پر مضمون کے کلام میں یہ جملہ سنا اور پڑھا جاتا ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کا مضمون ہو گیا یہ اس موقع پر بولتے ہیں جب کوئی شخص اپنے مطلب کے لیے ادھا جملہ چھوڑ دے کیونکہ یہ پاک جملہ قرآن شریف کی ایک آیت ہے جو اسطرح ہے۔

لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ

سکارے سے مراد ہے بے خبر بیہوش۔ متوالا نشہ باز ہے بے خبر اور مدہوش کو منع کر دیا گیا ہے کہ ایسی حالت میں نماز نہ پڑھے کیونکہ وہ دعا اور عرض کرنے میں جو نماز کا اصل مغز ہے باخبر نہیں ہو سکتا۔ اس آیت سے اس امر کی بڑی ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ نماز کے معانی پر پوری اطلاع ہونی چاہیئے کیونکہ سکارے کو اسی لیے منع کیا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اسے سمجھتا نہیں۔ متوالا نشہ باز نماز کا پابند نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نماز ایک کے بعد دوسری کی تیاری ضروری ہے اور نشہ باز میں یہ مفقود۔ اور نماز فرض اسلیئے نشہ کا حرام ہونا قرآن کریم کے طرز استدلال بالاولے سے کیسا واضح ہوتا ہے۔ فتدبر

لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللہ سمیعًا علیما۔ یعنی اللہ تعالےٰ کبھی مظلوم کے سوا پسند نہیں کرتا کوئی کھول کھولکر کسی کی بدی اپنی زبان سے بیان کرے اور اللہ تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ یہ کیسی آب زر سے لکھنے والی بات ہے بلکہ آب زر سے لکھنا بھی اسکے حق اور خوبی کو ادا نہیں کر سکتا۔ مظلوم کو اجازت ہے کہ وہ ظالم کی بدی بیان کرے اب ہم پوچھتے ہیں کہ مامور من اللہ سے بڑھ کر کون مظلوم ہوتا ہے۔ جسقدر ظلم وستم اس واجب الاحترام وجود پر نالائقوں کی طرف سے توڑے جاتے ہیں ان کی کوئی انتہا نہیں ہوتی + اس پر بھی یہ لوگ اپنے جائز حق کو چھوڑ دیتے ہیں اور کان اللہ سمیعًا علیما سے ہی فایدہ اٹھاتے ہیں + اس پر بھی ظالم ان کی حق وحکمت سے بھری ہوئی تحریروں کو گالیاں کہتے ہیں حالانکہ وہ کہتے ہیں۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگونکو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تثلیث کی ایجاد | یہ امر تو طشت از بام ہے کہ عیسائی تثلیث کے قایل ہیں یعنی باپ (خدا) بیٹا (مسیح) روح القدس (کبوتر کی شکل میں نازل ہونے والا) تینوں ایک ہیں اور ایک تین ہیں۔ یہ بات کہ اس ہولی ٹرنٹی (تثلیث مقدس) کا عجیب غریب فلسفہ کوئی سمجھ سکے محال مطلق ہے عیسویت کا بنیادی اصول یہی ہے گو شمند ...

جس کی عجیب و غریب تصویر ہے جو لوگ بائیبل کا مطالعہ کرنے والے نہین ہین یا جنہون نے یورپ کے فلاسفرون کی تحقیقات اور ریویو بائیبل پر نہین پڑھے ان کے لیے یہ امر ضرور دلچسپی کا موجب ہوگا۔ اگر بتایا جاوے کہ عیسائیون نے اس تثلیث کو کہان سے لیا ہے۔

عہد عتیق اور عہد جدید مین تثلیث کا ہرگز ہرگز کوئی ذکر نہین بلکہ عیسوی تثلیث کی اصل مصری تثلیث ہے مصریون کے ہان اوسیرس - پٹاہ اور امون - تین خاص دیوتاؤن کے نام تھے اور اسکے علاوہ ایک اور تثلیث بھی ان مین رائج تھی جسکے تین رکن اوسیرس - آئی سس اور ہورس تھے آئی سس کی بابت انکا یہ اعتقاد تھا کہ وہ مجسم ہوکر بدیون کا کفارہ ہوکر اور مرکر جی اٹھا - اور پھیر مردونکا جج مقرر ہوا + یہ ہے عیسوی تثلیث کی اصل جڑ - عیسائیون نے اس عقیدہ کو براہ راست مصریون سے نہین لیا بلکہ یونانیون سے لیا ہے اس عقیدہ کی بنا قسطنطین اعظم کے عہد مین ہوئی اور بمقام نائس ۳۲۵ء مین عیسائی بشپون کی کونسل ہوکر تثلیث کو جزو ایمان قرار پاگیا -

---

انجیل کے ماننے والے کہتے ہین کہ گناہ کی مزدوری موت ہے لیکن اسپر بھی ہمین تعجب ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہین یسوع کی خدائی کا اعتراف کرنے والے اور اپنے گناہون کی گٹھری اس کی گردن پر رکھنے والے اسے ملعون قرار دیکر بھی مرتے ہی رہتے ہین معلوم نہین یہ موت کس گناہ کا نتیجہ ہے کیا عیسائی کوئی جواب دے سکتے ہین -؟

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آدم کے گناہ کا پھل تمام انسانون اور حیوانون کی موتکا باعث ہے لیکن ایک محقق اس اعتقاد پر ہنسی کریگا - جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ آدم کے وجود سے پہلے بھی ایک مخلوقات دنیا مین رہ چکی ہے اور وہ مرتی بھی تھی اسوقت تو آدم یا آدم کا گناہ موجود نہ تھا وہ موت کہان سے آئی ؟ -

---

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مقام پر تحریر فرماتے ہین کہ خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب مین بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ مین ڈھونڈنے والون کے دل نشانون سے منور کرونگا - یہانتک کہ وہ خدا کو دیکھینگے اور مین اپنی عظمت انکو دکھاؤنگا یہانتک کہ سب عظمتین ان کی نگاہ مین ہیچ ہو جائینگی یہی باتین ہین جو مین نے براہ راست خدا کے مکالمات سے سنین پس میری روح بول اٹھی کہ خدا تک پہونچنے کی یہی راہ ہے اور گناہ پر غالب آنیکا یہی طریق ہے - حقیقت تک پہونچنے کے لیئے ضرور ی ہے کہ ہم حقیقت پر قدم مارین - فرضی تجویزین اور خیالی منصوبے ہمین کام نہین دے سکتے ہم اس بات کے گواہ ہین اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہین کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہونچاتی ہے قرآن سے پایا ہمنے اس خدا کی آواز سنی اور اسکے پرزور بازو کے نشان دیکھے جسنے قرآن کو بھیجا سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا ہے اور تمام جہانونکا مالک ہے ہمارا دل اس یقین سے ایسا پر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے سو ہم بصیرت کی راہ سے

اس دین اور اس روشنی کیطرف

ہر ایک کو بلاتے ہین -

ہم نے اس نور حقیقی کو پایا جسکے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہین اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہوجاتا ہے یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے -

حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ ایک مجلس مین ایک نوجوان سے فضیلت اسلام پر ذکر فرمارہے تھے کہ فضل زیادت کو کہتے ہین - اب یہ امر صاف ہے کہ اگر کوئی مذہبی صداقت ایسی ہو کہ دوسرے مذہب مین موجود ہو اور اسلام مین نہو تو وہ مذہب بلحاظ اس صداقت کے اسلام پر فضیلت رکھ سکتا ہے مگر بحمداللہ اسلام مین ایک فضیلت خاص ہے جو دوسرے مذاہب مین نہین اور وہ یہ ہے کہ دوسرے مذاہب نے بعض صداقتونکا اپنے اندر موجود ہونیکا صرف دعوے کیا ہے لیکن کوئی دلیل بیان صداقت مین اسکے ساتھ نہین دی اور یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے کہ نرا دعوے بدون دلیل کبھی بھی تسلیم نہین کیا جا سکتا اسلیئے وہ صداقتین جو دوسرے مذہب پیش کرتے ہین دعوے ہی کے رنگ ہونیکی وجہ سے صداقت (ٹروتھ) نہین کہلا سکتی ہین + لیکن اسلام نے کوئی صداقت ایسی پیش نہین کی اور کوئی دعوے نہین کیا جسکے دلایل ساتھ ندیئے ہون یہ کسقدر عظیم الشان فضیلت اسلام کی ہے - دنیا کے تمام مذاہب مین جسقدر صداقتین واقعی طور پر ہین وہ سب بہ ہیئت مجموعی اسلام مین موجود ہین - ہان دوسرے مذاہب نے انکا کوئی ثبوت نہین دیا اور اسلام نے انکو ثابت کرکے دکھایا ہے اس لیئے صاف ظاہر ہے کہ نہ تو اسلام نے اقتباس کیا بلکہ خدا تعالےٰ نے وہ صداقتین براہ راست عطا کی ہین اور نہ اس مین کمی ہے پس جو صداقت اور مذاہب مین فرداً فرداً موجود ہے وہ اسلام مین باجتماع موجود ہے - پس بلحاظ ہر ایک مذہب کے علیحدہ علیحدہ اسلام مین اجتماع کی بھی فضیلت ہے +

یہ بات بالکل سچ ہے کہ سچے اخلاق فاضلہ کا امتحان غصہ اور بیماری کی حالت مین ہوتا ہے اسوقت سب حجاب اٹھ جاتے ہین اور اصل حقیقت کھل جاتی ہے -

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۶ جلد ۶

ان لوگون نے اپنی رائون اور خیالون کو دخل کرکے اصل امر کو بدنما بنانے کی کوشش کی ہے ان کی وہی مثال ہے۔ مادل علے موتہ الا دابتہ الارض یعنی سلیمان کی موت پر دلالت کرنے والا کوئی امر نہ تھا یہ ساری شرارت گویا دابتہ الارض کی تھی کہ اس نے عصا کھا لیا اور وہ گر پڑا خدا تعالےٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سچ ہے یہ قصے اور داستانین نہین ہین بلکہ یہ حقایق اور معارف ہین اسلام راستی کا عصا تھا جو اپنے سہارے کھڑا تھا اور اسکے سامنے کوئی آریہ ہندو۔ عیسائی دم نہ مار سکتا تھا۔ لیکن جب سے یہ دابتہ الارض پیدا ہوئے * اور انہون نے قرآن کو چھوڑ کر موضوع روایتون پر اپنا انحصار رکھا تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے اسلام پر حملے ہونے شروع ہو گئے۔ دابتہ الارض کے معنے اصل مین یہ ہین کہ ایک دیمک ہوتی ہے جس مین کوئی خیر نہین جو لکڑی اور مٹی وغیرہ کو کھا جاتی ہے اس مین فنا کا مادہ ہے اور اچھی چیز کو فنا کرنا چاہتی ہے اس مین آتشی مادہ ہے۔

اب اسکا مطلب یہ ہے کہ ... دابتہ الارض اسوقت کے علما ہین جو جھوٹے معنے کرتے ہین اور اسلام پر جھوٹے الزام لگاتے ہین جیسا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی عظمت کو حد سے بڑھاتے ہین اور ان کو خدا تعالےٰ کی صفات سے متصف قرار دیتے ہین جبکہ ان کو محیی اور شافی۔ عالم الغیب۔ غیر متغیر وغیرہ مانتے ہین اور ایسا ہی اسلام پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہین کہ وہ تلوار کے بدون نہین پھیلا بھوپال کے ایک ملا بشیر نے مجھے دجال کہا حالانکہ یہ لوگ خود دجال ہین جو مجھے کہتے ہین کیونکہ وہ حق کو چھپاتے ہین اور اسلام کو بدنام کرتے ہین غرض عصائے اسلام جسکے ساتھ اسلام کی شوکت اور رعب تھا اور جس کے ساتھ امن اور سلامتی تھی اس دابتہ الارض نے گرا دیا ہے۔ پس جیسے وہ دابتہ الارض تھا یہ اس سے بدتر ہین اس سے تو صرف ملک مین فتنہ پڑا تھا مگر ان سے دین مین فساد پیدا ہوا اور ایک لاکھ سے زاید لوگ مرتد ہو گئے ایک وہ وقت تھا کہ اگر ایک مرتد ہو جاتا تو گویا قیامت آجاتی تھی۔ یا اب یہ حال ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ مرتد ہو گیا اور کسی کو خیال بھی نہین۔ کئی کروڑ کتابین اسلام کے خلاف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور ہجو مین لکھی گئی ہین لیکن کسی کو خبر تک بھی نہین کہ کیا ہو رہا ہے اپنے عیش و عشرت مین مشغول ہین اور دین کو ایک ایسی چیز قرار دیدیا ہے جسکا نام بھی مہذب سوسائیٹی مین لیا جانا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام پر جو اعتراض طبعی۔ فلسفہ کے رنگ مین کئے جاتے ہین ان کا جواب یہ لوگ نہین دے سکتے اور کچھ بھی بتا نہین سکتے حالانکہ اسلام پر جو اعتراض عیسائی کرتے ہین وہ خود ان کے اپنے مذہب پر ہوتے ہین سب سے بڑا اعتراض جہاد پر کیا جاتا ہے لیکن جب غور کیا جاوے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اعتراض خود عیسائیون کے مسلمات پر پڑتے ہین۔ اسلام نے جہاد کو اٹھایا اسلام پر اعتراض نہین ہان وہ اپنے گھر مین موسے علیہ السلام کی لڑائیون کا کوئی جواب نہین دے سکتے اور خود عیسائیون مین جو مذہبی لڑائیان ہوئی ہین اور ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ کو قتل کیا آگ مین جلایا اور دوسری قومون پر جو کچھ ظلم و ستم کیا جیسا کہ سپین مین ہوا اسکا کوئی جواب ان عیسائیون کے پاس نہین ہے اور قیامت تک یہ اسکا جواب نہین دے سکتے۔

یہ بات بہت درست ہے کہ اسلام اپنی ذات مین کامل۔ بے عیب اور پاک مذہب ہے لیکن نادان دوست اچھا نہین ہوتا اس دابتہ الارض نے اسلام کو نادان دوست بنکر جو صدمہ اور نقصان پہونچایا ہے اس کی تلافی بہت ہی مشکل ہے لیکن اب خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور ظاہر ہو۔ اور دنیا کو معلوم ہو جاوے کہ سچا اور کامل

مذہب جو انسان کی نجات کا متکفل ہے

وہ صرف اسلام ہے۔ اسی لیئے

خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا بخرام

کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان

بر منار بلند تر محکم افتاد۔ لیکن ان ناعاقبت اندیش نادان دوستون نے خدا تعالےٰ کے اس سلسلہ کی قدر نہین کی بلکہ یہ کوشش کرتے ہین کہ یہ نور نہ چمکے یہ اسکو چھپانے کی کوشش کرتے ہین مگر وہ یاد رکھین کہ خدا تعالےٰ وعدہ کر چکا ہے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یہ مجھے گالیان دیتے ہین لیکن مین ان کی گالیون کی پروا نہین اور نہ ان پر افسوس کرتا ہون کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آگئے ہین اور اپنی عاجزی اور فرومائگی کو بجز اسکے نہین چھپا سکتے کہ گالیان دین۔ کفر کے فتوے لگائین۔ جھوٹے مقدمات بنائین اور قسم قسم کے افترا اور بہتان لگائین + وہ اپنی ساری طاقتون کو کام مین لا کر میرا مقابلہ کر لین اور دیکھ لین کہ آخری فیصلہ کس کے حق مین ہوتا ہے مین ان کی گالیون کی اگر پروا کرون تو وہ اصل کام جو خدا تعالےٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اسلیئے جہان مین ان کی گالیون کی پروا نہین کرتا مین اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہون کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیان سن کر برداشت کرین اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دین کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کرین اور اپنے اخلاق دکھائین۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور

---

* فٹ نوٹ۔ دابتہ الارض کے معنے طاعون کے بھی ہین جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ واذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابتہ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون یعنی جب لوگون پر حجت پوری ہو جائیگی تو ہم انکے لیئے زمین سے ایک کیڑا نکالینگے جو لوگون کو اس واسطے کاٹیگا کہ وہ خدا تعالےٰ کے نشانون پر ایمان نہین لاتے تھے تکلمہم کے معنے اقرب الموارد مین جراحت کے بھی لکھے ہیں ہین + (ایڈیٹر)

جوش مین خطرناک دشمنی ہے جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قایم نہین رہ سکتی لیکن جو صبر کرتا ہے اور بید باری کا نمونہ دکھاتا ہے اسکو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتون مین ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے غصہ اور جوش کی حالت مین چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہین اسلیئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

مین پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ اسلام کی جو حالت اس وقت ہو رہی ہے اور یہ مختلف فرقہ بندیان جو آئے دن ہوتی رہتی ہین اور مخالف اسیر دلیر ہو رہے ہین اور بے باکی سے حملے اور اعتراض کرتے ہین یہ سب اسی دابۃ الارض کا فساد ہے انہون نے ہی عیسائیون کو مدد دی ہے۔ مگر اب خدا کا شکر کرو کہ اس نے عین وقت پر دستگیری فرمائی ہے اور اس سلسلہ کو قایم کیا ہے اسلیئے تمکو مناسب ہے کہ اس فضل کو جو تمکو دیا گیا ہے ضایع نہ کرو۔ اور ادب کی نگاہ سے دیکھو + اور اس مدد اور نصرت کی جو تمہین دی گئی ہے قدر کرو یقیناً یاد رکھو کہ خدا کی مدد بدون اور اس کے بلائے بغیر کوئی شخص راستی سے اور پوری قوت سے ایک امر کو بیان نہین کر سکتا بغیر اسکے دلایل ملتے ہی نہین اور طرز بیان نہین دیا جاتا + اور یہ بھی خدا کا خاص فضل ہوتا ہے کہ اس طرز بیان میں نیکی کی قوت رکھنے والے اس شخص کو جو خدا کی قوت اور طاقت پاکر روح القدس سے بھر کر بولتا ہے۔ شناخت کر لیتے ہین پس تمپر یہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے تمہین یہ قوت عطا کی اور شناخت کی آنکھ دی۔ اگر وہ یہ فضل نہ کرتا تو جیسے اور لوگ پردون مین ہین اور گالیان دیتے ہین تم بھی ان مین ہی ہوتے۔ جس چیز نے تم کو کھینچا ہے وہ محض خدا کا فضل ہے۔ جیسے میان عبد الحق ہی کو دیکھو کہ خدا کا فضل ان کی دستگیری نہ کرتا تو یہ کیونکر اس بہشت کی جگہ سے نکل سکتے تھے۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ انکے پاس کئی ناصح بھی جمع ہوئے اور انہون نے منع بھی کیا کہ قادیان مت جاؤ۔ بلکہ ایکنے گالی بھی دی حالانکہ گالی دینا ان کے مذہب مین منع ہے اور عام طور پر تہذیب اور شائستگی کے بھی خلاف ہے لیکن ان تمام باتون پر خدا کا خدا کا فضل غالب آ گیا اور انکو کھینچ لایا ان کو بدی کے اسباب ہی میسر نہ آئے ورنہ اگر یہ بیوی کر لیتے تو پھر ابتلا پیش آ جاتا۔ مگر خدا نے ہر طرح سے بچایا۔ خدا کا فضل مستحدث نہین ہوتا۔ جسپر وہ اپنا کرم کرتا ہے اسے ہر طرح سے بچا لیتا ہے یہ خیال مت کرو کہ ہم مسلمان ہین۔ اسلام بڑی نعمت ہے اسکی قدر کرو اور شکر کرو۔ اسکے اندر فلاسفی ہے جو زبان سے کہدینے سے حاصل نہین ہوتی اسلام اللہ تعالےٰ کے تمام تصرفات کے نیچے آ جانے کا نام ہے اور اسکا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اپنا سارا وجود خدا تعالےٰ کے حضور رکھدیتا ہے بدون کسی امید پاداش کے

من اسلم وجہہ للہ فہو محسن

ڈایری کا اقتباس

ایڈیٹر کے الفاظ مین

انبیاء اور دعا انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ مین یہی رہا ہے کہ وہ پیشگوئیون کے دیئے جانے پر بھی اور اللہ تعالےٰ کے وعدون پر سچا ایمان رکھ کر بھی دعاؤنکے سلسلہ کو ہرگز نہ چھوڑتے تھے اسلیئے کہ وہ خدا تعالےٰ کے غناء ذاتی پر بھی ایمان لاتے ہین اور مانتے ہین کہ خدا کی شان لایدرک ہے اور یہ سوء ادب ہے کہ دعا نہ کیجاوے۔ لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی مین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بڑے اضطراب سے دعا کر رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور! اب دعا نہ کرین خدا تعالےٰ نے آپکو فتح کا وعدہ دیا ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا مین مصروف رہے بعض نے اسپر تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ تھا بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور ہر کہ عارف تر باشد خایف تر باشد وہ معرفت آپکو اللہ تعالےٰ کے غناء ذاتی سے ڈراتی تھی۔ پس دعا کا سلسلہ ہرگز چھوڑنا نہین چاہیئے۔

مسیح موعودؑ کی دعاؤنکی عظمت ۱۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء صبح کو سیر مین فرمایا کہ مین آج کل طاعون سے قادیان کے محفوظ رہنے کے لیے بہت دعائین کرتا ہون . . اور باوجود اسکے کہ اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے وعدے فرمائے ہین لیکن یہ سوء ادب اور انبیاء کے طریق سے دور ہے کہ خدا کی لایدرک شان اور غناء ذاتی سے خوف نہ کیا جاوے آج پہلے وقت ہی یہ الہام ہوا۔

دلم مے بلرزد چو یاد آورم
مناجات شوریدہ اندر حرم

شوریدہ سے مراد دعا کرنیوالا ہے۔ اور حرم سے مراد جسپر خدا نے تباہی کو حرام کر دیا ہوا اور دلم مے بلرزد خدا کی طرف ہے یعنی یہ دعائین قوی اثر ہین مین انہین جلدی قبول کرتا ہون یہ خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت کا نشان ہے دلم مے بلرزد بظاہر ایک غیر محل سا محاورہ ہو سکتا ہے مگر یہ اسی کے مشابہ ہے جو بخاری مین ہے کہ مومن کی جان نکالنے مین مجھے تردد ہوتا ہے۔

توریت مین جو پچھتانا وغیرہ کے الفاظ آئے آئے ہین دراصل وہ اسی قسم کے محاورہ ہین جو اس سلسلہ کی ناواقفی کی وجہ سے لوگون نے نہین سمجھے۔ اس الہام مین خدا تعالےٰ کی اعلےٰ درجہ کی محبت اور رحمت کا اظہار ہے اور حرم کے لفظ مین گویا حفاظت کیطرف اشارہ ہے (حرم کے لفظ پر اسوقت خاکسار ایڈیٹر نے

عرض کیا تھا کہ حضور کا الہام من دخلہ کان آمنا اور بھی اس لفظ حرم کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اب ہم کہتے ہین کہ انی احافظ کل من فی الدار کا الہام بھی اسی کا موید ہے یاد آورم اسی طرح ہے جیسے اذکرونی اذکر کم۔

من یقرض اللہ قرضاً اللہ تعالےٰ جو قرض مانگتا ہے تو اس سے یہ مراد نہین ہوتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالےٰ کو حاجت ہے اور وہ محتاج ہے ایسا وہم کرنا بھی کفر ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جزا کے ساتھ واپس کرونگا یہ ایک طریق ہے۔ اللہ تعالےٰ جس سے فضل کرنا چاہتا ہے۔

رایت ربی علی صورۃ ابی حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رایت ربی علی صورۃ ابی یعنے مین نے اپنے رب کو اپنے باپ کی شکل پر دیکھا۔ مین نے بھی اپنے والد صاحب کی شکل پر اللہ تعالےٰ کو دیکھا ان کی شکل بڑی بارعب تھی انہون نے ریاست کا زمانہ دیکھا ہوا تھا؛ اِسلیئے بڑے بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے غرض مین نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہین اور میرے دل مین ڈالا گیا کہ خدا تعالےٰ ہے۔ اس مین سر یہ ہوتا ہے کہ باپ چونکہ شفقت اور رحمت مین بہت بڑا ہوتا ہے اور قرب اور تعلق شدید رکھتا ہے اسلیئے اللہ تعالےٰ کا باپ کی شکل مین نظر آنا اسکی عنایت تعلق اور شدت محبت کو ظاہر کرتا ہے اسلیئے قرآن شریف مین بھی آیا ہے کذکرکم اباءکم اور میرے الہامات مین یہ بھی ہے انت منی بمنزلۃ اولادی یہ قرآن شریف کی اسی آیت کے مفہوم اور مصداق پر ہے۔

۱۰- اپریل کو الہام ہوا- افسوس صد افسوس - اور ۱۱- اپریل کو الہام ہوا رنگہراے عالم جادو دانی شد۔

ہمارا اصل منشار اور مدعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپکی عظمت کو قایم کرنا۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اِسلیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین جذب اور افاضہ کی قوت ہے اور اسی افاضہ مین ہمارا ذکر ہے۔

قصصِ قرآنی کی فلاسفی

سلسلے کے لیئے دیکھو نمبر ۱۶ جلد ۶

ان واقعات کو داستانین اور افسانے خیال نہ کرو۔ بلکہ ان کو پڑھکر ان واقعات پر پے لے جاؤ جو اس قوم مین ہونے والے ہین اور پھر ان واقعات کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین پیش آئے اور یا اب احمد قادیانی کی زندگی یعنے آپ کے بروزی رنگ مین ظہور مین آ رہے ہین) دیکھ کر صاف اعتراف کرنا پڑتا ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقعی کبھی ابراہیم - موسے - نوح - وغیرہم علیہم السلام ہین +

یہ مبالغہ نہین بلکہ حقیقت اور اصلیت یہی ہے کہ جسقدر نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیشتر آئے وہ بطور تمہید کے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام نبیون سے آپ کی بابت اقرار لیا + مین انشراح صدر اور ایک ذوق کے ساتھ اس نکتہ پر پہونچا ہوا ہون اور اپنے اس دعوے مین قرآن کریم سے لاانتہا شواہد پیش کرنے کے قابل ہون کہ ایک بھی نبی دنیا مین ایسا نہین گذرا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی بنیادی اینٹ نہ رکھی ہو +

جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر قرآن شریف نے کیا ہے یقیناً سمجھو کہ وہ ایک دوسرے طرز اور رنگ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے واقعات بطور پیشگوئی ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات تھے جو کمالات دوسرے نبیون مین متفرق طور پر تھے آپ مین یکجائی طور پر جمع تھے اور چونکہ کمالات نبوت آپ پر آکر ختم ہو چکے تھے اسلیئے نبوت بھی ختم ہو چکی تھی + اب جبکہ یہ واقعات عبرت کے لیئے ہین تو کسقدر ضروری ہے کہ انکو قصص سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ ان کی مغز اور جان پر تدبر کرو اور ان امور کی تہ تک پہونچو جو ان مین رکھے ہوئے ہین + مجھے ظالم مردہ پرست نصرانی اور غیرت کش مسئلہ نیوگ کے ماننے والے آریہ پر سخت افسوس اور تعجب آتا ہے کہ وہ ان قصص پر اعتراض کرتا ہے + ایک ظالم نصرانی نے ایک کتاب لکھی ہے جہان وہ موسیٰ کا قصہ قرآن مین یا تورات کے دوسرے نبیونکا دیکھتا ہے کہتا ہے کہ یہ تورات سے لیا ہے۔ اس احمق کو اپنے گھر کی تو کوئی خبر نہین کہ انجیل کے مواد کیا ہین مگر مین اسوقت اس بحث کو درمیان لانا نہین چاہتا۔ لیکن افسوس کرتا ہون اس کور فطرت انسان پر جو محض ایک نام دیکھ کر یہ اعتراض کرنے کے لیئے اٹھ کھڑا ہوا۔ مردہ پرستی! ہان صلیب پر لٹکائے گئے کو خدا ماننے والی قوم! تیری فہم و فراست پر ہزار بلکہ بے شمار افسوس! کہ تو کس طرح بہکی بہکی پھرتی ہے۔

مین نے یورپ کے فلسفہ کو مطالعہ کیا ہے اور عیسائی مذہب کے فاضلون کی کتابون کو پڑھا ہے مگر مین سچ کہتا ہون کہ مین نہایت ہی بدگمان ہون اس مردہ پرست قوم پر اور اسکے فلسفہ اور الہیات پر۔ مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یورپ کا مذہب مضحکہ سے زیادہ نہین معلوم ہوتا۔

مین سب سے پہلے ان کے پاؤن چومتا اور انکے فلسفہ کا قایل ہو جاتا اگر یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قایل ہو جاتے اور قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بناتے + مگر مردہ پرستی کی لعنت نے دل و دماغ کو

کو کچھ ایسا گندہ کیا ہے کہ الہیات کو سمجھنے والی قوتون کو بالکل زایل کر دیا ہے۔ حیف ہے ان کی دانش پر!! اور افسوس انکے فلسفہ پر!!

مین جب ان کے فلسفیون کے اعتراض کو پڑہتا ہون تو مجھے ان سے سخت نفرت ہو جاتی ہے اس لیئے کہ وہ صحیح نتایج کو چھوڑ کر اپنی غرض اور مقصود کو مدنظر رکھ کر نئے مقدمات ترتیب دیکر ایک غلط نتیجہ نکالنے کی کوشش کرتے ہین مین نے یورپ ان کی فلسفی پر غور کی ہے اور ان کے الہیات کو پڑھا ہے۔ لیکن سچ کہتا ہون کہ ان کو آسمان سے کوئی نسبت ہی نہین ورنہ اگر پادری انصاف کو ہاتھ مین لیکر اسپر غور کرتے لقد کان فی قصصہم عبرة تو اپنے اعتراضون کو دیکھ کر شرمندہ ہو جاتے۔ ایک سورۂ یوسف ہی کو پڑھو کہ کس طرح پر وہ مکی مدنی زندگی کے واقعات کو مرتب کر کے دکھاتی ہے۔ لقد کان فی یوسف واخوتہ اور لقد کان فی قصصہم عبرة ملا کر پڑھو تو ایک ذوق پسند طبیعت ان سے بھر کر سجدہ کر اٹھے گی کہ کس طرح پر اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو کھولکر حضرت یوسف کے قصہ کے رنگ مین بیان کیا ہے۔

خوشتر آن باشد کہ راز دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

ان واقعات کو عبرت اور تدبر کی نگاہ سے دیکھو اور سورہ یوسف پر غور کرو کہ کس طرح پر اس وقت سے لیکر جب کہ بھائیون نے آپ کی مخالفت شروع کی اسوقت تک کہ جب جلالی رنگ مین یوسف کو وہ دیکھتے اور شرمندہ ہو کر سرنگون ہوتے ہین اور یوسف اپنی عظمت و جلال کے ساتھ اپنی شناخت انکو کراتا ہے اور وہ نہایت ہی تعجب اور حیرت سے کہتے ہین أانک لانت یوسف کیا تو یوسف ہے اور یوسف انہین کہتا ہے۔ ہان ہان مین یوسف ہون اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر فضل کیا ہے اسکو انہ سے اللہ تعالےٰ نے شروع کیا ہے تاکہ یہ ظاہر کرے کہ یہ خدا تعالےٰ کی عادت مستمرہ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جو میری طرح متقی ہو جاوے اسپر ایسے ہی انعام ہوتے ہین۔ اب ایک ظاہر بین۔ سطحی خیال کا انسان تو اسکو یوسف کے واقعات کہہ دیگا لیکن رموز شناش۔ نکتہ رس فی الفور بول اٹھے گا کہ اس مین صاف اشارہ ہے۔ امام المتقین سید المرسلین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان کامیابی کا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن جب آپ قدوسیون کی دسہزار جماعت کے ساتھ خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق نہایت تزک و احتشام اور جلال کے ساتھ مکہ مین داخل ہوئے تو آپ نے صاف فرمایا انی اقول کما قال اخی یوسف

لاتثریب علیکم الیوم

اللہ! اللہ! ان واقعات سے اللہ تعالےٰ کی لاتبدیل ہستی کیسے صاف معلوم ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ اگر عیسائی یا دوسرے اعتراض کرنے والے سوچتے اور دیکھتے کہ یہ قصہ نہین بلکہ پیشگوئی ہے تو پھر ان کو اعتراض کرنے سے شرم آتی مکہ مین جب قسم قسم کے مصائب اور مشکلات کا طوفان بپا تھا یہ سورة نازل ہوتی ہے اور اس مین کہا جاتا ہے لقد کان فی قصصہم عبرة اور لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین کیا یہ عظیم الشان پیشگوئی نہین ہے؟ ہے اور ضرور ہے مگر ظالم طبع کور چشم اسکو دیکھ نہین سکتا جو مردہ پرستی کے گڑھے مین پڑا ہوا ایک ناتوان انسان کی لاش سے استمداد کر رہا ہے۔ کہان مکے سے جانا پھر احزاب اور بدر کا فتح ہونا اور پھر آخر مکہ کا فتح ہونا اور دسہزار قدوسیون کے ساتھ داخل ہونا اور پھر یوسف علیہ السلام کی طرح لاتثریب علیکم الیوم کہنا عظیم الشان باتین ہین مگر اولوالالباب کے لیئے۔

میرے دوستو! اللہ کے لئے اس کتاب کی عظمت پر دل مین غور کرو۔ مین تمہین یقین دلاتا ہون اور اپنے تجربہ سے کہتا ہون۔ ہان پھر سن لو کہ اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ اس حکیم و مجید کتاب کی عظمت و معانی مین غور کرو اس نے یقینا خدا کو ہاتھ پکڑ کر دکھا دیا ہے۔ یورپ کی فلسفیت کو تم نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھو گے جب تم اس فلسفہ پر تدبر کرو گے جو قرآن کریم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور جس مین کوئی غلطی کوئی اختلاف اور نقص نہین جو ابدالاباد تک ہمیشہ صحیح نتایج پر پہونچانے والا اور ہر قسم کی غلطیون اور ٹھوکرون سے بچانے والا ہے۔

میرے دل مین درد پیدا ہوتا ہے اور میری روح بیقرار ہو جاتی ہے۔ جب مین ان یورپ کے فلسفیون اور پادریون کے اعتراضون کو پڑھتا ہون اور قرآن کریم کے قصص پر غور کرتا ہون یہ نادان خشک فلسفی تو مجبور سمجھو یا معذور سمجھو اپنی پست فطرتی اور کم ظرفی کے باعث جو مردہ پرستی نے ان مین پیدا کی ہے ان حقایق کے سمجھنے کے قابل نہ تھے لیکن سب سے زیادہ افسوس جو چیز پیدا کرتی ہے اور جس سے دل پر سخت صدمہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خود مسلمانون نے اس جلیل کتاب کی عظمت و شان کو مستور رکھنا چاہا ہے۔ انہون نے کوشش نہین کی کہ اسلام کی فلسفیانہ روح دنیا مین پھونکین اور اصل تو یہ ہے کہ خود ان مسلمانون نے بھی اسے اساطیر الاولین سے بڑھ کر وقعت نہین دی۔

نالایقون نے یوسف زلیخا کے قصے بنادیئے اور قصون ہی کا رنگ ان عظیم الشان پیشگوئیون کو دینا چاہا۔ لیکن جب قرآن کے جلال اور عظمت کو اندر باہر سے مٹانے کی مکر کی گئی اور اسکی توہین اپنے حد کو پہونچ گئی

توخدا تعالےٰ نے جو اس پاک اور مجید کلام کا حافظ و ناصر ہے اپنے وعدہ کے موافق کہ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - آسمان سے قرآن کریم کی حفاظت اور اسکی عظمت وجلال کے اظہار کا ایک ذریعہ پیدا کیا اور ارادہ فرمایا کہ قرآن کریم کا نزول دوبارہ ہو اور پھر دنیا کو اس کی عظمت پر اطلاع دیجاوے اس غرض کے لیے اس نے پھر محمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کو بروزی رنگ مین احمد قادیانی صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت مین نازل فرمایا - خدا کے لاانتہا سلام اور برکات ہون اس مرد خدا پر جس نے عین وقت پر آکر ہماری دستگیری کی اور جو قرآن کریم کی عزت اور شوکت کو دنیا مین بحال کرنے کے لیے ہر قسم کے دکھ اور مصیبت کو بخوشی خاطر اٹھانے کے لیے تیار ہوگیا - اللہم صل علے محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم - یہ باتین نری لسانی اور لفاظی نہین مین خدا تعالےٰ کے گھر مین کھڑا ہو کر اس کی پاک کتاب ہاتھ مین لیکر اس نازک مقام پر ایک لفظ بھی بولنا جسکا صحیح اور سچا مفہوم اسکے اس لفظ کے موافق دل مین نہو سخت گناہ سمجھتا ہون پھر اسکو اگر کوئی مبالغہ سمجھے تو وہ سخت ظالم ہے اور مجھ پر افترا کرتا ہے مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ سچ یہی ہے یہی حق ہے -

کہ قرآن کریم کی گم شدہ عزت اور عظمت کو پھر بحال کرنے کے لیے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود خدا کی نصرتین اس کے ساتھ ہون کی صورت مین یقیناً محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آیا جو چاہتا ہے قبول کرے اور جو خدا سے جنگ کرنا چاہتا ہے وہ انکار کر کے خدا سے لڑے -

(باقی آیندہ)

پیسہ اخبار سے خط وکتابت

ذیل مین ہم اس خط وکتابت کو کسی قسم کے رائے ظاہر کیے بغیر درج کرتے ہین جو ہم نے ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے کی ہے -

(ایڈیٹر الحکم کا پہلا خط)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار! آپکا اخبار مورخہ ۲۶ - اپریل ۱۹۰۲ء میری نظر سے گذرا اور آپ کا لیڈنگ آرٹکل (جو الحکم کے ایک فیصلہ کن مضمون کے بظاہر جواب مین لکھا گیا ہے) پوری توجہ اور فکر سے پڑھا - مین سخت افسوس کرتا ہون کہ حقایق ومعارف اور خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشان کا نام آپکی زبان مین گالیان ہین بحالیکہ اس آرٹکل مین جو تہذیب وشائستگی کے مدعی پیسہ اخبار نے لکھا ہے شروع سے اخیر تک بجز گالیون کے ایک بھی معقول بات نہین ہے لیکن مین آپ کو اس ... مریض کی طرح معذور سمجھتا ہون جو صفری کا مزہ تلخ بتادیتا ہے -

اس عریضہ کے لکھنے کی مجھے کوئی ضرورت نہ تھی لیکن جب آپ کے لیڈر کے آخیر مین مین نے آپ کی یہ درخواست پڑھی کہ اسکو الحکم مین چھاپ دیا جاوے تو مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اس عریضہ کے ذریعہ ایک ضروری امر آپ کیخدمت مین پیش کرون تاکہ دوسرونکو تنگ ظرف کہنے والے ایڈیٹر پیسہ اخبار کی عالی حوصلگی اور کشادہ دلی کا امتحان ہوجاوے -

آپ کو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے بھی ایڈیٹر الحکم نے آپ کے سفر یورپ سے پہلے بذریعہ خط آپ کو اخبار نویسی کے اصول سے اس امر کی ہدایت کی تھی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو اعتراض آپ کرتے ہین یعنے بذریعہ اخبار جو نکتہ چینی کرتے ہین - آپکا فرض ہونا چاہیے کہ ایسی تحریرین جو آپ کی اس نکتہ چینی کے جواب مین بھیجی جاوین محض اس خیال سے کہ ایڈیٹر کی ذاتی رائے کے خلاف ہین درج ہونے سے روکنی نہین چاہئین - اسوقت آپ نے وعدہ کیا تھا کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر - ایڈیٹر الحکم یا اور لوگون کی ایسی تحریرین چھاپ دیگا - مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وعدہ کا ایفاء جب پیسہ اخبار کے طرز عمل سے مضمون بھیجکر چاہا گیا - تو ان جوابی تحریرون کو صاف ہضم کرلیا گیا اور وعدہ پورا نہ ہوا اور پھر جب بعض مضامین کے متعلق جو پیسہ اخبار کے جواب مین الحکم مین شایع ہوئے چاہا گیا کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اپنے ناظرین کو مغالطہ سے بچانے کے لیئے ان کو پیسہ اخبار مین چھاپ کر اپنی عالی ظرفی کا ثبوت دے اور یہ ثابت کرے کہ اس کی نکتہ چینی ذاتی عداوت اور عناد کا نتیجہ نہین - بلکہ نیک نیتی کی بنا پر ہے - تو پیسہ اخبار نے ہمیشہ خاموشی اختیار کی

اب آپ کی یہ پہلی درخواست ہے کہ پیسہ اخبار کے لیڈر کو الحکم مین چھاپ دیا جاوے اسلیئے آپ کی اس درخواست پر اگر آپ کے وعدہ اور جایز نکتہ چینی کے اصول کے لحاظ سے مین پھر آپ سے اس امر کا مطالبہ کرون کہ الحکم کا مضمون پیسہ اخبار مین چھاپ دیا جاوے تو مین سمجھتا ہون کہ عرفاً - اخلاقاً شرعاً مین حق پر ہون -

اس لیے مین بذریعہ عریضہ ہذا آپ کو آپ کی ادعائی آزادی - عالی ظرفی - نیک نیتی - ملکی خیرسگالی - تہذیب وشائستگی اور ایفاء وعدہ کا واسطہ دیکر ایک ضروری امر کیطرف توجہ دلاتا ہون اور وہ یہ ہے کہ آپ سلسلہ وار ان تمام مضامین کو پیسہ اخبار مین چھاپ دیجئے جو پیسہ اخبار کی نکتہ چینیون کے جواب مین الحکم مین طبع ہوچکے ہین -

اس ترتیب سے کہ پہلے پیسہ اخبار کی نکتہ چینی - پھر الحکم کا جواب پھر اس کا جواب الجواب اگر ہو - اسی سلسلہ مین آپ کا وہ مضمون

آجائے گا۔ جسکا جواب الحکم کی گذشتہ اشاعت مین نکلا ہے اسکے بعد مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ اسی ترتیب سے الحکم مین وہی سلسلہ مضامین کا پورا چھاپدیا جاویگا اور اگر آپ اسقدر لمبے سلسلے کے لیے تیار نہون حالانکہ اگر آپ کے دل مین کچھ بھی انصاف اور ملک کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال ہے تو ہرگز انکار نہین ہونا چاہیئے تو پھر کم از کم آپ اتنا ہی کرین کہ آپ پہلے اس مضمون کو جو پیسہ اخبار . . . مورخہ ۵- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء مین طبع ہوا ہے۔ پھر الحکم مورخہ ۱۰- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کے مضمون کو اور پھر پیسہ اخبار مورخہ ۲۶- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء لیڈر کو یکجائی چھاپ دین۔ پبلک صحیح نتیجہ پر انشاء اللہ ضرور پہونچ جاوے گی۔

اور اسی ترتیب سے مین الحکم مین تینون مضمون ملاکر چھاپ دونگا+ مجھے امید ہے کہ آپ فراخ حوصلگی کیساتھ میری اس تجویز سے اتفاق رائے ظاہر کرینگے۔ ایڈیٹر صاحب۔ یہ کام بہت بڑی نیکی کا موجب ہے پیسہ اخبار کے بہت سے ناظرین اور الحکم کے پڑھنے والے کم از کم اس نتیجہ پر ضرور پہونچ جاوینگے کہ ادعائی تہذیب و شائستگی کے باوجود کون شخص گندی گالیاں دینے والا اور حقائق و معارف اور معقول مدلل باتونکے [illegible] لاطایل بے معنے اور فضول گوئی سے کام لینے والا ہے مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ اگر آپ اس طرز عمل کرینگے تو پیسہ اخبار کے ناظرین پر بہت بڑا احسان کرینگے+ اور اگر اس تجویز پر عمل کرنے کو بھی آپکی عالی حوصلگی اجازت نہ دے اور اسکو تنگ ظرفی سے تبدیل کرنا چاہے تو پھر آخری تجویز یہ ہے کہ آپ پیسہ اخبار کے ہمراہ ہمارا ایک پمفلٹ شایع کر دین جس مین آپ کا ۵- اپریل والا اور الحکم کا ۱۰- اپریل والا مضمون ہوگا+ اس طرح پر ناظرین پیسہ اخبار کو موقعہ ملجاویگا کہ وہ اندازہ کر سکین کہ آپ کہان تک حق پر ہین۔

مین اس چٹھی کو رجسٹری کراکر بھیجتا ہون اور آپ کے جواب کا واپسی ڈاک مین انتظار کرتا ہون تاکہ جو تجویز آپ پسند کرین اس پر عملدر آمد کیا جاوے۔ والسلام

آپ کا خیر طلب لی یعقوب علی عفے اللہ عنہ

از دارالامان قادیان - ۲۸- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء دفتر الحکم

آخر مین اس چٹھی کے چھاپدینے کی بھی درخواست ہے

ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کا جواب

یکم مئی سنہ ۱۹۰۲ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔

السلام علیکم۔ بجواب آپ کے رجسٹری خط ۲۸- اپریل سنہ رواں کے گذارش ہے کہ مین آپ کی اس چٹھی کے مضمون سے اتفاق نہین کر سکتا۔ صرف اسلیئے کہ جس الحکم کے مضامین کی آپ مجھے پیسہ اخبار مین نقل کرنے کی صلاح دیتے ہین وہ اتنے طویل ہین کہ پیسہ اخبار مین کبھی اتنے طویل مضامین نہین چھپے اور ان کا چھاپنا اسکے قرارداد طریقہ کے خلاف ہے۔ ہان جتنا بڑا مضمون ۲۶- اپریل کے پیسہ اخبار مین ہے اتنا ہی بڑا اپنے مقاصد اور اغراض پر حاوی اپنے مضمون کا خلاصہ مجھے بھیجد یجئے۔ یا مجھے اجازت دیجئے۔ کہ آپ کے مضمون سے اسقدر حصہ مین پیسہ اخبار مین چھاپدون اور آپ اتنا مضمون ۲۶- اپریل کے پیسہ اخبار سے الحکم مین نقل کردین۔ میرے خیال مین فریقین کے ناظرین کو صحیح حالات سے واقف کرنے کیلیئے اسی قدر کافی ہے زیادہ مضامین درج کرنا غیر ضروری ہے۔

آپ نے جو میرے سفر سے پہلے کا قصہ لکھا ہے اسکے متعلق مین اسیقدر کہنا کافی سمجھتا ہون کہ میری غیر حاضری مین میرے قائمقام ایڈیٹر نے ممکن کہ آپ کا کوئی خط نہ چھاپا ہو۔ لیکن مین نے آپ سے آپکا خط درج کر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اسکی تعمیل پر مستعد تھا۔ اب بھی جب کبھی آپ کوئی خط پیسہ اخبار مین چھپوانا ضروری سمجھین۔ بشرطیکہ پندرہ بیس سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اور آپکے اغراض کی تائید مین اسے جو ایمانداری سے کسی غلط فہمی کی تردید کی کوشش کی گئی ہو۔ درج کرنے پر آمادہ ہون۔ والسلام۔

آپکا خادم

بندہ محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور۔

ڈائری

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۵- مئی سنہ ۱۹۰۲ء - رات کے تین بجے حضرت اقدس کو الہام ہوا۔

انی احافظ کل من فی الدار

الا الذین علوا باستکبار

یعنی مین دار کے اندر رہنے والون کی حفاظت کرون گا۔ سوائے ان لوگونکے جنہون نے تکبر کے ساتھ علو کیا۔

فرمایا علو دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جائز ہوتا ہے اور دوسرا ناجائز۔ جائز کی مثال وہ علو ہے جو حضرت موسے علیہ السلام مین تھا اور ناجائز کی مثال وہ علو ہے جو فرعون مین تھا+

اور فرمایا کہ صبح کی نماز کے بعد یہ الہام ہوا۔

انی اری الملائکۃ الشداد

یعنی مین سخت فرشتونکو دیکھتا ہون جیسا کہ مثلاً ملک الموت وغیرہ ہین۔

فرمایا کہ خدا کے غضب شدید سے بغیر تقوے و طہارت کے کوئی نہین بچ سکتا۔ پس سب کو چاہئے کہ تقوے

وطہارت کو اختیار کرین اور اگر کوئی فاسق اور فاجر دہر مین داخل ہو جائے تو اس کا بچ رہنا یقینی کیونکر ہو سکتا ہے ہان اہلین پھر بھی ایک قسم کی خصوصیت کی گئی ہے۔ کیونکہ جو لوگ علو استکبار نہ کرین۔ ان کی حفاظت کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے لیکن انہ اوی القریتہ مین یہ امر نہین وہان انتشار اور ہل چل شدید سے بچے گا۔ وعدہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسا امر نہین کرتا جس سے لوگونکو جرأت پیدا ہو جائے اور گناہ کیطرف جھکنے لگین۔ متکبر علو کرنے والونکے استثنا کی مثال ایسی ہے جیساکہ ایک کافر نے حضرت رسول کریم کے زمانہ مین بیت اللہ کی پناہ لی تھی تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اسکو اسی جگہ قتل کر دو کیونکہ اللہ تعالےٰ کا گھر مفسد کو پناہ نہین دیتا۔

اس گاؤن مین دراصل اس قسم کے سخت دل اور مخالف دین اسلام لوگ موجود ہین کہ اگر اس سلسلہ کا اکرام نہوتا تو یہ سارا گاؤن ہلاک ہو جاتا۔ اور اب بھی اگرچہ ممکن ہے کہ بعض وارداتین ہون مگر تاہم اللہ تعالےٰ ایک ما بہ الامتیاز قایم رکھے گا۔

ایک شخص نے ایک لمبا خط لکھا کہ سیونگ بنک کا سود اور دیگر تجارتی کارخانون کا سود جائز ہے یا نہین کیونکہ اسکے ناجائز ہونے سے اسلام کے لوگون کو تجارتی معاملات مین بڑا نقصان ہو رہا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور جب تک کہ اسکے سارے پہلوؤن پر غور نہ کیجائے اور ہر قسم کے ہرج اور فوائد جو اس سے حاصل ہوتے ہین وہ ہمارے سامنے پیش نہ کیے جاوین۔ ہم اسکے متعلق اپنی رائے دینے کے لیے تیار نہین ہین کہ یہ جائز ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہزارون طریق روپیہ کمانے کے پیدا کیے ہین۔ مسلمان کو چاہیئے کہ انکو اختیار کرے اور اس سے پرہیز رکھے ایمان صراط مستقیم سے وابستہ ہے اور اللہ تعالےٰ کے احکام کو اس طرح سے ٹال دینا گناہ ہے۔ مثلاً اگر دنیا مین سؤر کی تجارت ہی سب سے زیادہ نفع مند ہو جاوے تو کیا مسلمان اس کی تجارت شروع کر دینگے ہان اگر ہم یہ دیکھین کہ اس کو چھوڑنا اسلام کے لئے ہلاکت کا موجب ہوتا ہے تب ہم فمن اضطر غیر باغ ولا عاد کے نیچے لاکر اسکو جائز کہہ دینگے مگر یہ کوئی ایسا امر نہین۔ اور یہ ایک خانگی امر اور خودغرضی کا مسئلہ ہے۔ ہم فی الحال بڑے بڑے عظیم الشان امور دینی کیطرف متوجہ ہین۔ ہمین تو لوگونکے ایمان کا فکر پڑا ہوا ہے۔ ایسے ادنےٰ امور کیطرف ہم توجہ نہین کر سکتے۔ اگر ہم بڑے عالیشان دینی مہمات کو چھوڑ کر ابھی سے ایسے ادنےٰ کامون مین لگ جائین تو ہماری مثال اس بادشاہ کی ہوگی جو ایک مقام پہ ایک محل بنانا چاہتا ہے مگر اس جگہ بڑے بڑے شیر اور درندے اور سانپ ہین اور نیز مکھیان اور چیونٹیان ہین۔ پس اگر وہ پہلے درندون اور سانپون کیطرف توجہ نہ کرے اور انکو ہلاکت تک نہ پہونچائے اور سب سے پہلے مکھیون کے فنا کرنے مین مصروف ہو تو اسکا کیا حال ہوگا ✚ اس سائل کو لکھنا چاہیئے کہ تم پہلے اپنے ایمان کا فکر کرو۔ اور دو چار ماہ کے واسطے یہان آکر ٹھہرو تاکہ تمہارے دل و دماغ مین روشنی پیدا ہو اور ایسے خیالات مین نہ پڑو ✚

شیخ بٹالوی اور مسلمانون کی تکفیر

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس،
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

حضرت حجت اللہ علی الارض مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کی ترقی اب اس درجہ تک پہونچ گئی ہے اور اس زور سے ہو رہی ہے کہ ہمین ہرگز ہرگز ضرورت نہین رہی کہ کسی تحریر سے کوئی اقتباس اس کی تائید مین پیش کرین ✚ بلکہ اس سے ان تائیدی تحریرون کو وقعت دینا ہے ✚ لیکن جس تحریر کا اقتباس ہم ذیل مین شایع کرتے ہین اس سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ تا ان لوگون کے حالات سے پبلک اور مسلمانون کو آگاہ کیا جاوے جو اپنے آپکو قوم کے لیڈر اور ایڈوکیٹ سمجھتے ہین اور یہ بھی مدنظر ہے کہ تا وہ اپنی ہی تحریرونکو پڑھ کر کچھ فایدہ اٹھائین اور اپنی غلطیون کی اصلاح کے لیے موقعہ پا سکین ✚

شیخ بٹالوی اگرچہ اب ہمارا مخاطب نہین رہا اور اس نے خود محسوس کر لیا ہے بلکہ دیکھ رہا ہے کہ اسکے ان دعوونکا کیا اثر ہوا کہ مین نے ہی اس سلسلہ کو بلند کیا ہے اور مین ہی گراؤنگا اسکو اور پبلک کو یقین ہو گیا ہے کہ اس سلسلہ کو انسانی طاقتین گرا نہین سکتی ہین جو خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت اپنے شامل حال رکھتا ہے۔

مختصر یہ کہ اس تحریر کے شایع کرنے سے ہماری غرض زیادہ تر شیخ بٹالوی کی اصلاح ہی اور ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ اپنی اس تحریر کو ایکبار غور سے پڑھے اور سوچے۔ سب سے پہلے چونکہ فتوے تکفیر کے بانی وہی ہین گو اس فتوے کو پرِکاہ کے برابر بھی وقعت نہین ملی اور وہ شخص جسکو قل انی امرت وانا اول المومنین کی صدا آتی ہو پروا نہین کر سکتا تاہم یہ اقتباس دوسرے لوگونکے لیے کسیقدر نفع بخش ہوگا کہ وہ مولوی جو اپنے گھر مین ۹۹ وجوہ کفر کے ہونے پر بھی فتوے کفر نہ دینے کی ہدایت کرتا ہے اپنے عمل مین پکے مسلمان کو کافر بنانے کے لیے ایک وجہ کفر کا افترا کر لینا بھی کافی سمجھتا ہے ✚ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجاست۔

اب ہم ذیل مین اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۹ کا کچھ حصہ بطور اقتباس پیش کرتے ہین اور شیخ بٹالوی اور انکے رفقا سے پوچھنا چاہتے ہین کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود کے فتوے کفر مین انہون نے کہان تک اس احتیاط سے کام لیا ہے ؟

ترقی معکوس

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ہماری قوم ہمارے اسلامی بھائیون ہمارے مذہبی رشتہ دارون کا حال گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا مصداق ہو رہا ہے۔

کچھ کہتے ہین تو اپنی شکایت کرنی پڑتی ہے جس سے اقوام غیر کی نظرون مین اپنی ذلت وحقارت ہوتی ہے چپ رہتے ہین تو اپنی قوم کی تباہی کی حالت دن بدن ترقی کرتی نظر آتی ہے۔

آخر اس کشمکش کے بعد کچھ کہنے ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جو ذلت وحقارت اقوام غیر کی نظرون مین بصورت شکایت نظر آتی ہے سکوت مین اس سے بڑھکر دکھائی دیتی ہے اسلیئے ہم ناچار ہو کر کچھ کہتے ہین اور اپنی قوم کے آگے کمال ادب نیاز وعجز وانکسار سے التجا کرتے ہین کہ وہ غور سے اسکو پڑھین۔

یالیت قومی یعلمون

جب ہم اپنے گروہ مسلمانو نکیطرف نظر غائر سے دیکھتے ہین اور آنکھ پر چشمہ (عینک) چڑھا کر خوردبین لگا کر انمین ترقی کے آثار ڈھونڈھتے ہین تو اسکا کہین اثر ونشان نہین پاتے اور اپنی نگاہونکو ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر کا مصداق بنالیتے ہین۔ ہان بجائے اسکے ترقی معکوس کے آثار کالشمس فی رابعۃ النہار بلا اشتباہ واستتار مشاہدہ کرتے ہین انکی دنیاوی ترقی معکوس تو عیان ہی محتاج اظہار وبیان نہین ہے کون نہین جانتا کہ ان کی ذلت وافلاس پر دوست ودشمن دونو نکے گھر مین ماتم ہو رہا ہے۔ کوئی لارڈ رپن بالقابہ کے آگے ان کی مفلسی وبدحالی کا رونا روتا ہے کوئی انکی شکایت حال مین اخبارونکے اوراق سیاہ کرتا اور اپنا وقت کھوتا ہے کوئی لیکچرون اور منادیونکے ذریعہ سے ان کی تباہی حال پر آنسو بہاتا ہے اس مقام مین صرف انکی مذہبی ترقی معکوس کا بیان اور اسپر افسوس مد نظر ہے۔

اگر انکے اس سال کا پہلے سال سے اور اس سے پہلے کا اس سے پہلے سے مقابلہ کرتے ہین تو علم مین کمالات مین ترقی مذہب مین اشاعت اسلام مین سبھی مین فیصدی پچاس اور بعض امور مین فیصدی نوّے کی ترقی معکوس (تنزل) انمین پاتے ہین علم وکمالات کے تنزلات ہم پھر کسی موقعہ پر بیان کرینگے (اگر ہمارے بھائی ہماری ان باتونکو عداوت واہانت پر محمول نہ کرینگے۔ بالفعل ہم ان کی مذہبی ترقی معکوس کو بیان کرتے ہین پہلے سال اگر کسی شہر مین ایک لاکھ مسلمان شمار کئے جاتے تھے تو اس سال وہان پچاس ہزار رہ گئے ہین اور اگر انکے اصول پر زیادہ توجہ کرکے دیکھین تو لاکھ مین سے دس ہزار ہی نظر آتے ہین۔ اس سے ہمارا مدعا یہ نہین کہ (خدانخواستہ) وہ مرتد ہو گئے ہین اور اسلام چھوڑ کر کسی اور دین عیسائی یہودی مین داخل ہو گئے ہین بلکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ وہ اپنے ہی اسلامی بھائیون (جو میدان ترقی معکوس کے شہسوار ہین) کے باضابطہ حکم وفتوے سے دین اسلام سے خارج کئے گئے ہین کوئی وہابی کوئی بدعتی کوئی مشرک کوئی لامذہب کوئی رافضی کوئی نجدی قرار پا کر گروہ اہل اسلام سے علیحدہ ہو گئے ہین۔

ہمنے اپنی مدت العمر مین جہانتک کتب (حدیث تفسیر فقہ اصول عقاید وغیرہ اسلامی علوم کا) عبور کیا انمین یہی مسئلہ پایا کہ جس مسلمان سے کوئی کلمہ کفر وارتداد یا فعل موجب حد سزا شرعی سرزد ہو اسکو اس سے انکار کرانا وتاویل کر جانے کے تلقین کرنا (اور اس انکار وتاویل کو بفرض وقوع اس قول وفعل کے) توبہ قرار دینا اور جسکے قول مین ننانوے وجوہ کفر ہون اور ایک وجہ اسلام اسکو اس ایک وجہ اسلام کے اعتبار ولحاظ سے دائرہ اسلام مین جگہ دینا اور بلحاظ وجوہ کفر اسلام سے خارج نہ کرنا لازم ہے مگر یہان اس قضیہ کا عکس ہوتا ہے جس شخص سے کوئی فعل وقول موجب کفر سرزد نہوا ہو اسکو خواہ مخواہ اسکا قائل وفاعل قرار دیا جاتا ہے اور جسکے قول یا فعل مین ننانوے وجوہ اسلام ہون اور ایک وجہ کفر اسکو ایک وجہ کفر کے لحاظ سے کافر ٹھہرایا جاتا ہے پھر اس طرفہ پر یہ طرّہ چڑھایا جاتا ہے کہ جو اس کافر کے کفر مین شک کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے اور جو اس شک کرنے والے کے کفر مین تردد کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اس تدبیر سے اصلی کافر جان باتونکے مرتکب قرار دیئے جاتے ہین فیصدی پچاس نکلتے ہین اور جو انکے کفر مین یا شک کنندونکے کفر مین شک کرنے کے سبب کافر بنتے ہین وہ فیصدی نوّے پیدا ہوتے ہین۔

ان لوگونکو واجب یہ تھا کہ اس اتفاقی مسئلہ (جسکا خلاف ہمنے آجتک کسی کتاب حدیث وفقہ اور کسی مذہب شافعی وحنفی مین نہین دیکھا) پر عمل کرکے تاویلی ونادانستہ کفر کے مرتکب کو مسلمان بناتے اور مسلمانونکا عدد بڑہاتے انہون نے اپنے فاسد خیالونسے اسکا خلاف تراش کر اسکے ذریعہ سے مسلمانونکو کافر بنایا اور مسلمانونکا نمبر (جو پہلے ہی پاس ہونیکے درجہ سے کم تھا۔) اور بھی گھٹایا اور اس باعی کا مصداق بنکر دکھا دیا۔[۱]

شنیدم کہ مردان راہ خدا + دل دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کی میسر شود این مقام + کہ با دوستانت خلافست وجنگ

اور اپنی آپکو یہ شعر نہ سنایا "تو برائے وصل کردن آمدی + نے برائے فصل کردن آمدی"

آخری فقرہ مولویصاحب کا مسلمانونکو مخاطب کرکے شروع ہوتا ہی لیکن ہم مضمون کی دلچسپی کے لحاظ سے انکے الفاظ مین صرف اتنا تصرف کرتے ہین کہ مسلمانونکی بجائے مولویصاحب سے شروع کرتے ہین۔ (ایڈیٹر)

مولویصاحب! آؤ خدا سے شرماؤ اب بھی ایسی باتونسے جو ترقی معکوس کی علت تامہ ہین باز آؤ۔ اسلام کو بڑھاؤ مسلمانونکے عدد کو (برائے نام ہی کیون نہو) بڑھنے دو۔ مسلمان آگے ہی تھوڑے ہین تم ان تھوڑے کو اور نہ گھٹاؤ اور کافرونکی تعداد کو نہ بڑھاؤ اور اگر تمکو کافرونکی ایسی ہی بکثرت ضرورت وحاجت ہے تو دنیا مین ان کلمہ گویونکے[۲]

---

[۱] پھر تو آنکھ کو دوبارہ پھرا کر دیکھ تیری نگاہ تیری طرف عاجز ہو کر اور تھک کر پھر آئیگی یعنی کچھہ دیکھ نہ سکیگی + [۲] اور کوئی اسی مستغیث کے ہاتھ سے مرزائی کہلا کر اہل اسلام سے علیحدہ ہوئے ہین۔ افسوس۔ لم تقولون ما لا تفعلون + ایڈیٹر۔ [۳] ہان مولویصاحب اپنی گریبان مین بھی ذرا منہ

قصیدہ در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالیٰ و طریق فیصلہ با نزاع کنندگان

ہمان ز نوع بشر کامل از خدا باشد
کہ با نشان نمایان خدا نما باشد

بتابد از رخ [illegible] عشق و صدق و وفا
ز خلق او [illegible] غربت و حیا باشد

صفات او ہمہ ظل صفات حق باشند
ہم استقامت او ہمچو انبیا باشد

روان بچشمۂ او بحر سرمدی باشد
عیان در آئینہ اش روے کبریا باشد

صعود او ہمہ سوے فلک بود ہر دم
وجود او ہمہ رحمت چو مصطفےٰ باشد

خبر دہد ز قدومش خدا بمصحف پاک
ہم از رسول سلامے بصد ثنا باشد

نہد از رہ جانان خود سر اخلاص
اگرچہ سیل مصیبت بزور با باشد

براہ یار عزیز از بلا نہ پرہیزد
اگرچہ در رہ آن یار اژدہا باشد

کند حرام ہمہ عیش و خواب را بر نفس
چو حملہ عارف و عامے درین بلا باشد

دل از تکلف و کلہش باشد افتادہ ز فرق
فراغت از ہمہ خود بینی و ریا باشد

اصول او ہمہ بر خلق رحم باشد و لطف
طریق او ہمہ ہمدردی و عطا باشد

ہمیشہ نفس شریفش بجا بداز حسرتے
کہ چون گروہ بدان تابع بدی باشد

ہمیشہ محترز از صحبت بدان ماند
غیور از پے دین ہمچو اصفیا باشد

پناہ دین بود ملجاء مسلمانان
بعقد ہمت خود دافع قضا باشد

ہزار سر زنی و مشکلے نگردد حل
چو پیش او بروی کار یک دعا باشد

چو شیر زندگی او بود درین عالم
ز صید او دگران را ہمہ غذا باشد

گہے نشان بنماید ز بہر دین قویم
گہے بمعرکہ جنگش با شقیا باشد

بود مظفر و منصور از خدائے کریم
ز معضلات شریعت گرہ کشا باشد

ز مہر یار ازل بر رخش ببارد نور
ز شان حضرت اعلےٰ درو ضیا باشد

کشوف ایل کشوف از برائے او باشد
ہم از نجوم پئے مقدمش صدا باشد

غرض مقام ولایت نشانہا دارد
نہ ہر کہ دلق بپوشد ز اولیا باشد

کلید این ہمہ دولت محبت ست و وفا
خوشا کسیکہ چنین دولتش عطا باشد

سخن ز فقر بدزدی ہمیشہ توان گفتن
وے علامت مردان رہ صفا باشد

ز مشکلات رہ راستی چہ شرح دہم
کہ شرط ہر قدمے گریہ و بکا باشد

بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہ یار
بمیرد آنکہ گریزندہ از فنا باشد

کلاہ فتح و ظفر ہیچ سر نمیابد
مگر سریکہ پئے حفظ دین فدا باشد

نشانہائے سماوی بہ ہیچکس ندہند
مگر کسیکہ ز خود گم پئے خدا باشد

کسے رسد بمقام خوارق و اعجاز
کہ در مقام مصافات و اصطفا باشد

ضرورت است کہ در دین چنین امام آید
چو خلق جاہل و بیدین و مردہ سا باشد

جہانیان ہمہ ممنون منتش باشند
چرا کہ او بینہ ملت لہدے باشد

اگرچہ تیغ ندارد مگر بہ تیغ دلیل
ہے در وصف تو میبکہ ناسزا باشد

چہ پہلوان بدر آید ز نزد رب کریم
بہر دمش صدق مدعا باشد

چہ دستہا کہ نماید بزورکشتی و جنگ
باین امید کہ نفسے مگر رہا باشد

ہمین است طائفہ برگزیدگان خدا
ہمین علامت شان از خدائے ما باشد

بجنگ و حرب گذارند ہر دمیکہ بود
کہ تا حفاظت مردم ز فتنہ ہا باشد

بخیر و عافیت بگذرد شب اندر خواب
کہ پاسبانی ایشان بصد عنا باشد

غلام ہمت مردان کارزار بباش
کہ امن مرد و زن از مردم دغا باشد

پناہ بیضۂ اسلام ان جوانمردیست
کہ خون بدل ز پئے دین مصطفےٰ باشد

ازین بود کہ ہمہ اہل و نیک طینت را
سر نیاز بدرگاہ شان فرا باشد

دماغ و کبر ز مردان حرب نادانی است
کسیکہ کبر کند سخت بیحیا باشد

چہ جائے کبر کہ ایشان پناہ ہر بشر اند
طفیل شان ہمہ عمامہ و قبا باشد

اگر ز دامن شان یکدمے جدا بشوی
متاع دما یہ ایمان ز تو جدا باشد

سراسر زیر تبر صادقان مخلص را
کہ رہد سر تو میکہ در بلا باشد

اصول شان ہمہ ہمدردیست و مہر و کرم
طریق شان رہ عجز و سر رضا باشد

ہزار جان گرامی فدائے آن دل باد
کہ مست و محو رضاہائے کبریا باشد

بکنج خلوت پاکان اگر گذر بکنی
عیان شود کہ چہ نورے دران سرا باشد

بدولت دو جہان سر فرو نمی آرند
بعشق یار دل زار شان دوتا باشد

مناز با کلہ سبز و خرقۂ پشمین
کہ زیر دلق طمع فریب ہا باشد

ز دست و بازوئے آن مرد خدمتے آید
کہ سوختہ دل و جان از پئے ہدی باشد

کسیکہ دل ز پئے خلق سوزدش شب روز
محقق است کہ او خادم الوریٰ باشد

بہیبت حادثہ بنیاد دین ز جا ببرد
اگر ز ملت ما ظل شان جدا باشد

ازین بود کہ چو سال صدی تمام شود
برآید آنکہ بدین نائب خدا باشد

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہمان مردم
کہ او مجدد این دین و رہنما باشد

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایان بنام ما باشد

عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند
کہ ہر کجا کہ غنی میشود گدا باشد

گلے کہ روئے خزان را گہی نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمتت رسا باشد

منم مسیح بہانگ بلند میگویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

مقدر است کہ روزی برین ادیم زمین
ہزار ہا دل و جان بر رہم فدا باشد

عام معاملات

یہ خبر ہم نے بڑی مسرت سے پڑھی ہے کہ حقوق شفع کو زائل کرنے کی خاطر جو دستاویزات مین زائد رقوم درج کرائی جاتی ہین چیف کورٹ پنجاب نے اس کو جرم قابل سزا قرار دیا ہے۔ ایک مقدمہ کے دوران مین ہمکو بحیثیت کمیشن ہونے کے یہ امر قابل توجہ معلوم ہوا تھا۔ چنانچہ اپنی رپورٹ مین اس امر پر ہم نے وضاحت سے روشنی ڈالی تھی لیکن عدالت نے اس قسم کی رپورٹ کو غیر ضروری قرار دیا تھا۔ ہم کوئی ضرورت نہین دیکھتے کہ عدالت کے اس طرز پر نکتہ چینی کرین بہرحال اس ضرورت کو چیف کورٹ نے محسوس کرکے اس کے انسداد کی طرف توجہ فرمائی ہے جس سے حقوق کے ازالہ کا بندوبست ہو گیا ہے۔

ایک اور امر ہے جس پر ہم چیف کورٹ کو توجہ دلانا چاہتے ہین اور اس سے پہلے ایک مرتبہ جب ایڈیٹر الحکم امرتسر کے ایک اخبار کا ایڈیٹر تھا ہم نے چیف کورٹ کو اس معاملہ پر متوجہ کیا تھا اور چیف کورٹ نے پوری توجہ کرکے ضروری احکام نافذ کر دئے تھے اگرچہ ان مین اصلاح کی ضرورت تھی تاہم اب اس پر بالکل یا قریباً بہت ہی کم عملدرآمد ہوتا ہے اس لئے ہم پھر اس پر توجہ دلانا چاہتے ہین اور وہ امر یہ ہے کہ زیر دفعہ ۸۲ جو اشتہار شائع کئے جاتے ہین اس وقت اس کے دو ذریعے ہین۔ بذریعہ گزٹ سرکاری یا بذریعہ اخبارات۔ گزٹ کے ذریعہ جو اشتہارات شائع کئے جاتے ہین۔ ان کا تو عدم وجود برابر ہے اس لئے کہ وہ سرکاری محکمون اور افسرون کے سوا دوسری جگہ بہت ہی کم جاتے ہین اس لئے وہ اصل غرض ایسے اشتہارون سے سرکار نے رکھی ہے پوری نہین ہوتی بلکہ ایک طرح سے یہ طریق نقصان رسان ہے۔ دوسرا طریق اخبارات مین اشتہار شائع کرانے کا ہے یہ طریق بیشک مفید اور موزون ہے لیکن اس مین بھی ایک نقص پیدا ہو گیا ہے کہ علی العموم یہ اشتہار بلا امتیاز تعداد اشاعت یا قریب تر مقام اشاعت اخبار کے شائع ہوتے ہین مثلاً جہلم کے ضلع کے اشتہارات ہین اور وہ شائع ہوتے ہین امرتسر مین تو اس سے اشتہار کی اصل غرض کیونکر پوری ہوگی؟ یا گورداسپور کے اشتہار ہین شائع ہوتے ہین لاہور مین اس قسم کے اشتہار کوئی مفید نتیجہ انصاف کی تائید مین پیدا نہین کر سکتے چیف کورٹ کا اس کے متعلق سرکلر ہونا چاہئے کہ یہ اشتہارات اپنے ضلع کے اخبارات مین اور کثیر الاشاعت اخبارات مین شائع ہون اور یہ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ کیا ایسے اشتہار جن اخبارون مین طبع ہوتے ہین انکا کسی قسم کا ذاتی تعلق تو اس اخبار سے نہین ہے؟ ہم اس امر پر مفصل وضاحت سے لکھنا چاہتے ہین امید ہے دوسرے ہمعصر بھی توجہ کرینگے خصوصاً وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ اور پبلک گزٹ امرتسر۔ پیسہ اخبار لاہور وکیل امرتسر اور وطن لاہور

جشن تاج پوشی

کی تقریب پر دیسی پریس کی طرف سے جو ایڈریس مبارکبادی کا بھیجے جانیکی تجویز کی تحریک ہمعصر سماچار نے کی ہے بیشک برمحل اور مناسب موقع ہے لیکن اس سے پہلے غالباً ایک ضروری اور اشد ضروری قابل حل ہے کہ دیسی پریس کی وقعت اور عزت کو قائم کرنے کے لئے کسی کوشش کی ضرورت ہے یا نہین؟ پیسہ اخبار نے جو کانفرنس ۱۹۰۰ء مین بنانی چاہی تھی وہ گو اسوقت قبل از وقت تھی۔ لیکن اب ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اس تقریب پر دیسی پریس اپنی قوت اور عزت کو قائم کرنے کے لئے ایک باقاعدہ کانفرنس استقلال کے ساتھ قائم کرے اور **دربار دہلی** سے پہلے پہلے اسوقت کے حسب حال ضروری تجویزین کرے بہتر ہوگا کہ کم ازکم لاہور کے کل اخبار نویس جمع ہو کر ایک ابتدائی کمیٹی قائم کرکے سرکلر لیٹر کے ذریعہ دوسرے اخبار نویسون کو مدعو کرین اور تمام ضروری پہلوؤں پر ملکر غور کرین۔

امرتسر کی میونسپل کمیٹی کے موجودہ سکرٹری کے خلاف وہان کا ایک اخبار سنگین الزام لگا رہا ہے۔ کیا ضروری نہین معلوم ہوتا کہ ان الزامات کی اصلیت پر غور کیجاوے

لارڈ کرزن۔ کا عہد سلطنت انکی اصلاحون کے باعث ہندوستان کی تاریخ مین یادگار رہیگا۔ لارڈ رپن کے زمانہ سے بھی بہت کچھ بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو کارروائی جناب ممدوح نے حال مین دائی انگہ کی مسجد کے واگذار کئے جانیکے متعلق فرمائی ہے مسلمانون کے لئے بہت ہی خوش کرنیوالی ہے ۲۹ اپریل کو لاٹ صاحب ممدوح چپ چاپ لاہور مین داخل ہوئے۔ اور کرایہ کی گاڑی لیکر وزیر خان اور شاہی مسجد کا معائنہ کیا اور ان تحائف کو دیکھا جو آپنے عطا فرمائے تھے یعنی وزیرخان والی مسجد کا منبر اور شاہی مسجد کی لالٹین معلوم ہوا ہے کہ یہ قیمتی لالٹین اچھی حالت مین نہ تھی جس پر جناب ممدوح نے تحریری نوٹس لینا چاہا ہے۔ پھر نخلہ کی موتی مسجد کو دیکھا اور اس کو خالی کئے جانیکا حکم دیا اسیطرح ریلوے اسٹیشن والی مسجد جس مین ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کا دفتر ہے دیکھی اور اس کے خالی کئے جانیکا حکم دیا۔ یہ وہی مسجد ہے جسکے واگذار کئے جانے کے متعلق الحکم نے بھی تحریک کی تھی خدا کا شکر ہے کہ یہ مسجدین واگذار ہوگئی ہین۔ دفتر شاہ چراغ والی مسجد کے واگذار کئے جانے کی بھی امید ہے ایسے نیکدل

مراسلات

اخوی امام مکرم و معظم جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم قادیان

السلام و علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ایک چشم دید واقعہ عرض کرتا ہون اس کو اپنے ... قیمتی پرچہ مین جگہ دیکر پبلک کو دکہا دین کہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مخالفون کی کہان تک نوبت پہونچ گئی ہے گویا اس خاتم الاولیا کی مخالفت سے یہ لوگ اسفل سافلین مین جا گرے ہین اللہ تعالے ان نام کے مسلمانون کے شر سے بچاوے۔ وہو ہذا

آج میان امام الدین مدرس گجراتی (جن کے کرنٹ اکثر پرچہ شحنہ ہند میرٹھ مین ا - د گجراتی کے نام سے ظاہر ہوا کرتے ہین) معہ اپنے چند دیگر ہمجنسون کے وزیر آباد واسطے تعظیم ایک کوٹھڑی شفا خانہ کے تشریف لائے اس کی تفصیل یہ ہے کہ عرصہ دراز کا ذکر ہے کہ وزیر آباد کے شفا خانہ کی ایک کوٹھڑی مین کوئی فقیر صاحب رہا کرتے تھے اور عرصہ ہوا وہ فقیر صاحب کسی اور شہر مین جا کر فوت ہو گئے۔ مگر یہ لوگ سال بسال شفاخانہ کی کوٹھڑی کی تعظیم کے لئے شفاخانہ وزیر آباد مین آکر عرس کا کھانا پکایا کرتے تھے چونکہ اس سال اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ نے ان کو یہ بیہودہ حرکت شفاخانہ کے صحن مین کرنے ندی اس لئے ایک دوسرے قبرستان مین جو حافظ مغنی صاحب کے نام سے مشہور ہے اور شفاخانہ کے قریب ہے میان امام الدین گجراتی نے معہ اپنے رفقاء کے اپنی رسم عرس کھانا وغیرہ پکا کر ادا کی اور بخیال خویش فقیر صاحب کی روح کو خوش کیا - مگر میان ا - د گجراتی اور ان کے دیگر ہمجنس یاد رکہین کہ ایسی مشرکانہ حرکات سے فقیر صاحب مرحوم کبھی خوش نہین ہو سکتے افسوس میان ا - د گجراتی اور ان کے رفقاء کی قرآن مجید اور سرور عالم خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کو پس پشت ڈالکر کہان تک نوبت پہونچ گئی انا للہ وانا الیہ راجعون

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ شعر

جب مر گئے تو آئے ہماری مزار پر

پتھر پڑین صنم تیرے ایسے پیار پر

دیگر

مویان نال دوستی جیوندیان نال ویر۔

انہین گلین سُنہریا کدے نہین ہوندی خیر

میان ا - د صاحب کیا اسی خانہ ساز دین پر آپ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت پر تلے ہوئے ہین - شرم - شرم - شرم

میان ا - د گجراتی صاحب کیون آپ خدا کے مرسلون کے مخالفون کا انجام قرآن شریف سے تدبر سے نہین دیکھتے آپ اپنی حالت پر رحم کر کے اپنے خانہ ساز آبائی دین کو چھوڑ دو اور سچا اسلام جسکو خدا تعالے کا برگزیدہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام سرور کائنات فخر موجودات حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم مین ہو کر پیش کرتا ہے قبول کر لو ورنہ آپ کے حسد و بغض سے خدا تعالے کے مسیح علیہ السلام کا کچھ بگڑ نہین سکتا کیونکہ خدا تعالے کا برگزیدہ پکار کر کہہ رہا ہے شعر

بد بوئے حاسدان نرساند زیان من

من ہر زمان زنافہ یادش معطرم

والسلام علی من اتبع الہدی

نامہ نگار از وزیر آباد

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم اللہ الاکرم دام عنایتکم

السلام علیکم - ہم نے آپکے اخبار گہربار مین حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب قبلہ شیخ الاسلام مدظلہ اللہ الانام کا ایک پاکیزہ مضمون جو دربارہ پیشگوئی قادیان دارالامان تہا دیکھا سبحان اللہ جسکا ہر ہر لفظ دلون کو ہلا دیتا ہے اور طالبان حق کے لئے روح القدس کا کام دیتا ہے - اگر کسی قلب سلیم نے اسپر غور کی تو تعجب نہیں ہے کہ مالک حقیقی کی تائید اور ہدایت اس کے شامل حال ہو جائے

ہمارے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو بطور پیشگوئی فرمایا ہے کہ قادیان دار الامان مین وہ افراتفری اور موت الکلاب نہو گی اس مین کچھہ شک نہیں کہ اللہ جلشانہٗ اپنے افضال و کرم سے ایسا ہی کریگا جیسا کہ حضرۃ نے فرمایا ہے کیونکہ آپ مامور من اللہ ہین انکی کسی بات مین احتمال کذب کا ہرگز ہو نہین سکتا ؛

ہم خدا کا شکر کرتے ہین کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ کے بنگلور مین جتنے مرید ہین انمین سے اسوقت تک کوئی بھی مرض طاعون سے ہلاک نہیں ہوا اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے کیا بعید کہ آئندہ بھی محفوظ رکھے - ہم دعا کرتے ہین کہ وہ ایسا ہی کرے آمین - اگرچہ یہ بات حضرت امام ہمام کی تصدیق کا معیار نہین مگر ہم نے صرف تحدیث بالنعمتہ اور حضور کی دعاؤن کی قبولیت کے اظہار کے لئے لکھی ہے

اگرچہ طاعون کو اس بنگلور مین آئے ہوئے چار سال کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصہ مین ہزار ہا گھر ستیاناس ہو گئے اور بعض گہرون مین ایک ہی شب دس بارہ آدمی کی جانین تلف ہو گئین - صد ہا عورتین بیوہ لکوکہا بچے یتیم ہو گئے اور بیشمار لاشین مردہ کتون کیطرح کوچہ و گلیون مین بے گور و کفن پڑی نظر آتین جسکا ہماری مہربان گورنمنٹ نے پورا پورا انسداد کیا یہ واقعہ ایک قیامت نما واقعہ تہا جو ہمارے شامت اعمال نے ہمین دکہایا پھر بھی لوگون نے اس قادر ذوالجلال کی نہ مانی اور اس سے صلح نہ کری اور مامور من اللہ کی ہدایتون اور اس کے راستبازون سے منہہ موڑا - اگرچہ وہ آفتاب نصف النہار کے ماتند اپنی صداقت کا ثبوت دیتا آیا -

اے خالق ذوالجلال وای قادر متعال تو ہمارے سارے مسلمان بہائیون کو ہدایت نصیب کر کہ وہ تیرے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پیرو بنین اور ہر بلاداریں سے محفوظ رہین

اللہم احفظنا من کل بلاء الدنیا والارض بحرمۃ نبیک وبحق مسیح موعودک یا اللہ یا اللہ یا اللہ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

نامہ نگار از بنگلور

بیعت

خدا بخش صاحب قصاب راولپنڈی
چھاونی نمبر ۲۲
اہلیہ سید سرور شاہ صاحب دانہ ہزارہ
ولایت علی شاہ صاحب مالیر کوٹلہ
قربان علی شاہ صاحب
مسماۃ بیگا بی بی زوجہ شیخ احمد جان صاحب الہ آباد
محمد دین صاحب امام مسجد گجرات
میاں بہاگ - پنڈل سیالکوٹ
غلام محمد ولد بہاگ
غلام احمد ″ ″
مستاہ فتح بی بی بنت ″
حاکم بی بی ولد بہاگ ″
بیگم بی بی ″ ″
مسماۃ جیوان زوجہ بہاگ ″
محمد دین طالبعلم سیالکوٹ
غلام قادر غوث گڑھ
امام الدین کفش دوز - راولپنڈی
رحیم بخش راولپنڈی
نبی بخش
ڈاکٹر جمال الدین صاحب ″
عبد الکریم ملازم کارخانہ کولا ٹیاں سرکار نابن لدیانہ
زوجہ عبد الکریم لدیانہ
اہلیہ جناب حکیم محمد شاہ صاحب نواز راولپنڈی
اہلیہ جناب سردار بخش صاحب برادر حکیم
صاحب موصوف راولپنڈی
حیات محمد ریشم باف سیالکوٹ
جناب شیخ ضیاء اللہ صاحب گجراتی ہیڈ
ماسٹر مدرسہ انگریزی مانسہرہ ہزارہ
فقیر محمد جہلم
چوہدری حسن محمد صاحب نمبردار کوٹلی خواجہ
سیالکوٹ قلعہ سوالہ
محمد دین ٹپ گر امرتسر کٹڑہ قلعہ بھنگیاں
فضل الدین خوشاب
محمد دین ستری ″
محمد ″
چیونا ″
اکمل الدین ″
مسماۃ غلام بی بی ″

بہاگن بی بی زوجہ الٰہی بخش سیالکوٹ
نور بی بی ″ ″ ″
محمد اسمٰعیل ″ ″
محمد یعقوب ″
جناب شیخ نور احمد صاحب ایل ایل بی پلیڈر
ایبٹ آباد ہزارہ
والدہ شیخ محمد حسین صاحب کلرک میڈیکل
سٹور ڈیپو میاں میر چھاونی
میاں نظیر علی ″
میاں سلطان محمد قلعی گر واعظ پسرور
رمضان محمد ″
عبد العزیز صاحب
جمال الدین صاحب کھاریاں
غلام محمد
ولی محمد ورزش ماسٹر سکول
سلطان بخش صاحب ماؤنٹ ملتان
رحیم بخش صاحب کمپوڈر میڈیکل سٹور
ڈیپو چھاونی میاں میر
محمد علی صاحب ونٹری اسسٹنٹ شہر
میرٹھ
امیر بخش صاحب گرد ... ٹین
پلیگ ڈیوٹی للیانی لاہور
مسماۃ کرم بی بی زوجہ امیر بخش صاحب ″
عبد العزیز ولد امیر بخش صاحب
ثمر الدین صاحب
نظام الدین صاحب
~~سید محمد سرور شاہ صاحب~~
اہلیہ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب
دادی جناب ڈاکٹر صاحب موصوف
اہلیہ دوم جناب ڈاکٹر صاحب
سکندر بیگ صاحب برادر جناب ڈاکٹر صاحب ″
محمد حیات خانصاحب معرفت ڈاکٹر صاحب
مسماۃ جانن بی بی اہلیہ غلام قادر ریشم باف
ملتان بیرون پاک دروازہ
مسماۃ غلام عائشہ اہل دوم غلام قادر
محمد نواب خان ولد مولوی سردار خانصاحب
للیانی لاہور
افضل النساء زوجہ مولوی سردار خانصاحب
بنت الٰہی بخش بن محمد جٹو للیانی لاہور
چودھری چراغ الدین صاحب ٹھیکہ دار

نہر - گلوبر لاہور للیانی
منشی کرم دین صاحب ″
میاں تاجا چک نمبر ۲۷۸ جھنگ برالہ
میاں بخرا ″
میاں نادر
میاں غلام قادر
میاں عیسیٰ
میاں غلام محمد
محمد عمر چک نمبر ۲۷۸ جھنگ برالہ
نور محمد علاقہ خوست غزنی زیر حکومت کابل
عادل شاہ ″ ″
داؤد شاہ ″ ″
عیسیٰ ″ ″
حبیب الرحمن ″ ″
یونس ″ ″
شعیب ″ ″
ابراہیم ″ ″
حبیب اللہ ″ ″
عبد الخالق ″ ″
یوسف ″
عبد اللہ ″ ″
عبد الہادی ″ ″
عبد الغفار ″ ″
صدیق ″ ″
عثمان ″ ″
عبد الغفور ″ ″
سلیمان ″ ″
محمد ″ ″
میر محمد ″ ″
نور الدین ″ ″
ایوب ″ ″
الیاس ″ ″
عبد الکریم ″ ″
مسماۃ حامدہ والدہ عبد الستار ″
عائشہ بنت عبد الغفار ″
عبد الجبار ″
مسماۃ نور النساء والدہ عبد الجبار ″
مکرم ″
عبد القادر ″
باقی آئندہ

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم - انہ اوی القریۃ

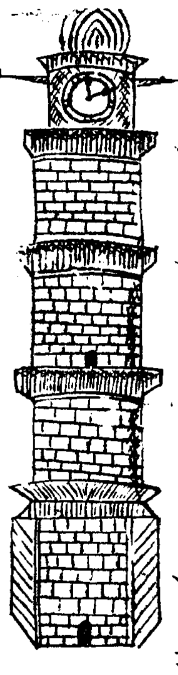

الحکم

دار الامان کا قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۶ | ۱۷- مئی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۹- صفر سنہ ۱۳۲۰ھ یوم شنبہ | نمبر ۱۸

فہرست مضامین

سنو مین کیا کہتا ہون- ۱
تلاوت قرآن کریم کے لیئے اشارات- ۲
مختصر نوٹ اور نکات- ۳
ضلع گورداسپور کے بعض معاملات ۴
کلمات طیبات- ۵و۶
قصص قرآنی کی فلاسفی- ۶و۷
خطبہ کا خلاصہ- ۷

پیسہ اخبار سے خط و کتابت- ۸
رفیقتہ الوداد نمبر ۴- ۹
ایضاً ۱۰
ایضاً ۱۱
ایضاً ۱۲
ایضاً ۱۳
ایضاً ۱۴
ایضا ۱۵
بیعت- ۱۶

سنو! مین کیا کہتا ہون ؏

اے پنجاب کے مسلمانون! اپنی جانون پر ظلم نکرو اور میری آواز پر کان دھرو- اب تو خداوند تعالےٰ کے غضب نے سارے پنجاب کو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا جانین تلف ہو رہی ہین اور تمہارے یہ خیال ہین کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند روز تاراج کر کے نکلجاویگی نہین بلکہ یہ وہ بیماری ہے جو مدتون رہتی ہے اور جہانپر آجاوے وہان کے باشندے کیا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہے گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور بھنگ کے درخت کو بالکل ویرانہ بنا دیتی ہے اور اسی بنا پر گورنمنٹ کیطرف سے بھی اس کے روکنے کے واسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے اس واسطے تم لوگونکو مناسب ہے کہ تم اپنے آپ پر رحم کھا کر اس نسخہ سے فائدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے یعنی تم سچے اور اضطرار دل کیساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اس نذیر سے جس نے صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت پر ظاہر ہو کر تمکو للکارا پر تمنے اسکی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اسکو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا- التجا کرو کہ وہ دعا کرین کہ تمپر سے یہ غضب اٹھا لیا جاوے تمہارے مذاق بازیونپر اللہ تعالیٰ انکو خبر دیچکا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملونسے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا- سو یاد کر لو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین پس اگر تم خدا کے اس غضب سے امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف بنا کر گوش دل سے امام الوقت کی باتون پر کان دھرو اور خدا کیواسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ اور ان بیباکانہ باتون سے باز آجاؤ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے .. مضطر" ون کی سی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کر لو کہ خداوند کریم اس کی دعا کو ضرور ضرور سنیگا اور تم لوگ بچ جاؤگے اور اگر تم ایسا نہین کروگے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور ترسندون کی طرح تمکو ایسا کرنا پڑیگا لیکن اسوقت تک کہ تم پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تمسے جدا ہو چکے ہونگے اور اسلا ہو اور امرتسر شہر ونکے مسلمانون تم کسی نا سمجھ

ہوا سواسطے وہ خطرناک ہی ہے آؤ تمکو مین ملاح کا پتہ دون وہ قادیان مین ہے اور اسنے بھی ایک کشتی خدا کے حکم سے تیار کی ہے آؤ اور اس مین سوار ہو جاؤ ورنہ جب لنگر اٹھا لیا جاویگا اسوقت اس مسافر کیطرح افسوس کرنا پڑیگا جسکو کشتی چھوٹ جانے پر رات لب دریا آجایا کرتی ہے — عطا محمد سب ... اور ...

تلاوت قرآن کریم کیلئے اشارات

(سورۃ نور) رکوع ۲

اس رکوع مین . . . عجیب اصول اللہ تعالے نے بیان فرمائے ہین کہ کس طرح پر انسان راحت حاصل کر سکتا ہے اور کسطرح دکھ کے قریب ہوجاتا ہے

اول - ذاتی اخلاق اگر اچھے ہون تو ان اخلاق سے اپنی ذات کو سکھ پہنچتا ہے اور عذاب سے بچ رہتا ہے لیکن اگر بری ہون تو اسکا عذاب ہوتا ہے اسصورت مین بھلا یا برا انسان اپنی ہی ذات تک محدود رہتا ہے مثال کیطور پر حاسد یا متکبر کی حالت پر نگاہ کرو

دوم - ذاتی اخلاق سے بڑہکر اگر تدبیر منزل کے اصولون کیموافق گہر کا انتظام اچھا ہو - اور گہر والے خوش وخرم ہین تو گہر کی طرف سے اس کو ایک بہشت حاصل ہوتا ہے اگر انتظام اچھا نہین گھر والے ناراض اور تنگ ہین تو وہ عذاب مین ہے -

سوم - اس کو اور وسیع کرو اور دیکھو کہ بیوی بچون کے علاوہ برادری کے ساتھ تعلقات قوی ہین اور پسندیدہ طور پر باہم سلوک ہوتا ہے تو اس کی بہشت کا میدان اور بھی وسیع ہوتا ہے +

چہارم - پہر اسپر اور زیادہ کرو کہ بازار مین رسوخ ہے لین دین مین کوئی حجت وتکرار اور بے اعتباری نہین تو اور بھی بڑہکر خوشی ہے

پنجم - حکام کے ساتھ تعلقات جسقدر وفادارانہ اور اخلاص مندانہ ہون اسی قدر فائدہ او بہتری کی توقع ہے -

ششم - اسی پر قیاس کرکے دیکھو کہ خدا تعالے سے جسقدر عبودیت کے تعلقات ہون اور سچا تقوٰے اور طہارت ہو اسیقدر راحت اور آسائش کی یقینی امید اور جسقدر اس سے بگاڑ ہو اسی قدر عذاب کا خطرہ ہے

غرض یہ امور اور تعلقات اور ان کے بہترین نتائج منحصر ہین وحدت قومی پر جو خدا کے فضل سے حاصل ہوتی ہے -

ان اصول کو مدنظر رکہکر اس رکوع کو پڑہو اور مندرجہ ذیل الفاظ پر توجہ کرو

والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم

جس نے اس بدی مین بڑا حصہ لیا اس کے لئے عذاب عظیم ہے (یہ آیت افک کرنیوالون کو خاص سبق دیتی ہے) کہتے ہین حضرۃ حسان بن ثابت جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کسی نے کہا کہ یہ وہی ہین جو آپ کی تہمت مین شریک تھے حضرۃ صدیقہ نے جوا بدیا ان کو سزا مل چکی ہے +

لولا اذ سمعتموہ - کیون ایسا نہین ہوا کہ جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مومن مرد اور مومن عورتین اپنے لوگون کے حق مین نیک گمان کرتے اور یہ انکے لئے بہتر ہوتا -

(یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ ہر ایسی خبر پر جو کسی کی بدنامی کا موجب ہو فی الفور یقین کرنا مناسب نہین بلکہ نیک گمان کرنا چاہیئے) اس کے بعد جو **لولا** ہے وہ تو بیخ کے لئے ہے +

کسی پر زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چار گواہ پیش کرے ورنہ خدا تعالے اس کا نام **فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون** کہکر کاذب رکہتا ہے -

پھر **ولولا فضل اللہ** مین **لولا** شرط کیلئے ہے یعنی اگر خدا تعالے کا فضل اور رحمت تم پر نہوتی +

سبحانک ھذا بھتان عظیم مین **سبحانک** کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو افک کیا گیا تہا وہ اللہ تعالی پر افک تہا - کیونکہ یہ لفظ جناب الہی کا بیان کرتا ہے - اس سے جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وشان کا پتہ ملتا ہے

تشیع الفاحشۃ - بدنامی پہیل جاوے **فی الذین آمنوا** اس لئے فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مطاعن کرنیوالے ایسا ہی کرتے ہین -

لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ بہتان مین شریک ہونے والون کو دنیا اور آخرت مین عذاب ہوگا

حضرت حکیم الامت کے ایمان اور تحقیق کے نزدیک امہات المومنین کا مصنف اسی لعنت کے نیچے ہے اور اس سے بڑہکر حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر اعتراض کرنے والے بھی +

فتدبروا!

لولا فضل اللہ علیکم یہ لولا امتناعیہ ہے

بعض ضروری اطلاعین

(۱) اکثر احباب اب تک باوجودیکہ الحکم مین کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے نمبر ۱۴ مانگتے ہین ان کو معلوم رہنا چاہیئے کہ نمبر ۱۴ نمبر ۱۳ اور نمبر ۱۵ کے ساتھ ملکر شائع کیا گیا ہے

(۲) سال رواں کی پہلی ششماہی مین سے ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے اس لئے قیمتون کے وصول کرنے مین وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے ہر صاحب جس کے ذمہ الحکم کی قیمت بقایا سنہ ۱۹۰۲ یا سنہ ۱۹۰۲ باقی ہے اپنا حساب بیباق کرنے کے لئے ہر وقت وی پی پہونچنے کے منتظر رہین +

(۳) اراضی فروختنی کے متعلق اب کوئی درخواست نہیں آنی چاہئے کیونکہ اس کا فیصلہ ہوگیا -

(۴) مضامین جو الحکم مین درج کرنے کے لئے آتے ہین ان مین سے ہر ایک مضمون کے درج کرنے کے لئے ایڈیٹر مجبور نہین ہے اور جو درج نہ ہون وہ واپس بھی نہین کئے جائینگے

عسل مصفٰے

مؤلفہ جناب میرزا خدابخش صاحب ابو العطا حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق وتائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی ونقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۱۸۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاؤالدین صاحب اور مالیرکوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت ۱۲ علاوہ محصولڈاک ملتی ہے - جلد خریدو -

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر ومالک چھپکر شائع ہوا

مختصر نوٹ اور نکات

اس قدر شوخی انسان کو نہین چاہیئے اور یہ بیباکی آدم زاد کے لیئے مناسب نہین ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے زبردست اور فوق الطاقت کامون کو دیکھے اور پھر انکار کرے یا ایسے اعتراض شروع کردے جو سوء ادبی اور استہزا کا نتیجہ ہون +

کسی مذہب کے اثر کے روسے کسی قوم کا اچھا ہوجانا یا کسی مذہب کو کسی قوم کی شائستگی کا اصل موجب قرار دینا اسوقت ثابت ہوگا جب اس مذہب کے کامل متبعین مین اس قسم کے روحانی کمال پائے جاوین جو دوسرے مذہب مین ان کی نظیر نہ مل سکے لیکن جب دوسرے مذاہب کا اسلام سے اس امر مین مقابلہ کیا جاوے تو یہ خاصہ صرف اسلام مین ہے اسلام نے ہزارہا انسانون کو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہونچایا ہے جس پر ہم کہہ سکتے ہین کہ گویا خدا کی روح انکے اندر سکونت رکھتی ہے اور قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہوگئی ہے کہ گویا وہ خدا کی تجلیات کے مظہر ہین یہ لوگ ہر ایک صدی مین ہوتے رہتے ہین اور اس ثبوت کے لیئے خدا تعالےٰ نے اس صدی پر بھی ایک عظیم الشان بزرگ کو مبعوث فرمایا ہے - جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے غلام احمد ہوکر آیا ہے -

خدا تعالےٰ چونکہ مبدء فیض ہے اور اسکا نور ہر ایک تاریکی کو دور کرنے کے لیئے ہر وقت تیار ہے اسلیئے پاک زندگی کے حصول کے لیئے صراط مستقیم یہی ہے کہ اس چشمہ طہارت کیطرف دونون ہاتھ پھیلائین تا وہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور تمام گند کو یک دفعہ بہالیجائے +

عیسائی اپنی نادانی اور غلطی سے اعتراض کرتے ہین - کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم استغفار کرتے تھے - لیکن ان نادانون کو اتنا معلوم نہین کہ پاکیزگی اور طہارت کا کمال اسی مین ہے کہ خدا تعالےٰ سے حفاظت طلب کیجائے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال پاکیزگی اور راستبازی کا ثبوت ہے کیونکہ استغفار ہی ایک ایسی شے ہے جس سے ایمان کی جڑین مضبوط ہوتی ہین اور خدا کی محبت کا چشمہ جس سے یہ نکلتا ہے اور گناہ ہونے کے ظہور کو جو خدا سے الگ ہوکر جوش مارتا ہے دبا دیتا ہے لیکن ہم اس آدم زاد کی بابت کیا کہین جو خدا سے الگ رہ کر اپنی راستبازی اور تقدس کا مدعی ہو ؟ -

اسلام تو یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لیئے اس سے بڑھکر کوئی قربانی نہین کہ ہم درحقیقت اس کی راہ مین موت قبول کرکے اپنا وجود اس کے آگے رکھدین برخلاف اسکے عیسائی مذہب رضائے الہی کا صرف یہ طریق بتاتا ہے کہ یسوع کی قربانی پر جو لعنتی قربانی ہے ایمان لاؤ - دانشمند خود فکر کر سکتے ہین کہ اقرب بہ ہدایت کونسی راہ ہے ؟ -

اسلام لاریب ایک زندہ مذہب ہے اس لیئے کہ اسکے اصولون پر چلنے سے انسان اپنے اندر زندگی کی روح کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھ لیتا ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ مین ایسے انسان اسلام کی زندگی پر عملی اور ذاتی شہادت دینے والے موجود ہوتے ہین لیکن دوسرے مذاہب مین کبھی کوئی اسکی نظیر پائی نہین جاتی پھر ہمکو ان کی زندگی کا اعتراف ہو تو کیونکر ؟

کس قدر تعجب اور حیرت بڑھ جاتی ہے جب ہم یسوع مسیح کے کلمات مین بزدلی اور ضعیف القلبی کو مشاہدہ کرتے ہین عیسائیون کو شرم نہین آتی وہ دعوے تو یہ کرتے ہین کہ یسوع خدا تھا لیکن وہ اپنے شاگردونکو کہتا ہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون حالانکہ اس اقرار سے کوئی ان کو ہلاک نہین کرتا تھا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنگ احد مین تلوارون کے سایہ مین بھی کہہ رہے تھے مین محمد ہون مین نبی اللہ ہون مین ابن المطلب ہون - اللہم صل علے محمد و علے آل محمد و بارک وسلم اسقدر عظیم الشان شجاعت کسی قلب کو مل نہین سکتی جب تک کہ خدا تعالےٰ کا عرش اسکے اندر نہ ہو -

تعصب اور ہٹ دھرمی کا برا ہو کہ یہ انسان کو دیکھتے ہوئے اندھا اور سنتے ہوئے بہرا بنا دیتی ہے - بہت سے لوگونکو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بعض مسائل سید احمد خان صاحب کی تحریر و سے لیے ہین یہ اعتراض اسی قسم کا ہے جیسے بعض عیسائیون نے کیئے ہین کہ قرآن شریف عیسائیون اور یہودیون کی کتابون کا اقتباس ہے + قطع نظر اسکے سید صاحب کا امام و مقتدا یورپ کا فلسفہ تھا اور جو بات یورپ کے فلسفی بیان کرتے سید صاحب اسکو تسلیم کر لیتے تھے بحالیکہ حضرت حجۃ اللہ کا امام و مقتدا کتاب اللہ الحکیم ہے اور قانون قدرت کے واقعات صحیحہ تعینیہ کا معیار اور پیمانہ قرآن کریم ہے اگر خلاف سارے جہان کا فلسفہ باطل ہے برخلاف اسکے سید صاحب یورپ کے طبعی اور فلسفہ کے آگے سجدہ مین گر کر خواہ نخواہ کوشش کرتے تھے کہ قرآن کی نیازمندانہ صلح اس سے کرا دین

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مجدد دین الہی اور مامور من اللہ لوگ جنکا سرچشمہ روح اور راستی ہوتا ہے وہ جب کبھی کسی ریفارمیشن یا تجدید کا ارادہ کرنا چاہتے ہین کبھی ٹلتے ہی نہین لوگ لاکھ جتن کرین کتنی ہی جان توڑ کوشش کرین وہ اپنے ارادہ سے ڈگمگانا جانتے ہی نہین انکو کوئی ترغیب یا ترہیب ارادہ حقہ کے اتمام و کمال سے ہرگز ہرگز نہین روک سکتی

ضلع گورداسپور کے بعض معاملات

گورداسپور کے ڈاک خانہ مین اندھیر ہم کو معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ گورداسپور کے ڈاکخانہ مین ایک عجیب اندھیر مچا ہوا ہے معلوم نہین اسپر محکمہ ڈاک خانہ کے بالائی اہتاریٹرز کی طرف سے پوری توجہ ابھی تک کیون نہیں کی گئی۔ ہم الحکم کی اگلی اشاعتونمین انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ان امورپر روشنی ڈالینگے جو پوسٹماسٹر جنرل کی توجہ کے قابل ہین۔

سردست ہم ایک امر پیش کرتے ہیں اور پوسٹماسٹر گورداسپور سے امید کرتے ہین کہ اگر وہ ہماری تحریر مین کوئی امر قابل اصلاح پائین تو اس کی تردید واقعات کے رو سے کر دینے کے وہ مجاز ہین کیونکہ ہم اس معاملہ پر محض نیک نیتی سے نکتہ چینی کرتے ہین وہ امر توجہ طلب یہ ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ہرکارون کو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعض مہینون کی تنخواہین اب تک نہین دی گئی ہین اور ایک آدھ آدمی کی نسبت ہی اس قسم کی کارروائی نہین ہوئی۔ بلکہ ایسے مظلوم بہت سے ہین جن کے ساتھہ اس قسم کے سلوک ہوئے ہین یہ امر بستاسانی کے ساتھہ کہل نہین سکتا بلکہ اس میں پوری تفتیش اور تحقیقات بکار ہے کہ یہ کیا ہوا کہ ایک ایک یا دو دو مہینونکی تنخواہ نہین ملی اور پہر متواتر ملتی رہی۔ یہانتک بہی بس نہین ہوئی۔ یہ امر شاید کسیقدر خفیف قرار دیا جاتا لیکن ایک اور امر بھی قابل لحاظ ہے کہا جاتا ہے کہ کمی پورا کرنے کے لئے بعض ہرکارونکو اگر ایکماہ کی تنخواہ دی گئی ہے تو دو دو ماہ کی ان سے واپس لی گئی ہے۔ یہ معما ہماری سمجھ مین نو آتا نہین۔ امید ہے ڈاک خانہ کے ذمہ دار اسپر توجہ فرماوینگے۔ ہم جیسا کہ اوپر ذکر کر چکے ہین اسپر مبسوط بحث کرنا چاہتے ہین اس لئے ایسے تمام ہرکارون کو جن کو ابھی تک تنخواہین نہین ملی ہین یا جن سے واپس لی گئی ہین۔ اور جنکی عرضیون پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اطلاع دیتے ہین کہ وہ اپنے واقعات سے ہمین اطلاع دین۔ ہم ان واقعات کو الحکم کے ذریعہ پوسٹماسٹر جنرل تک پہنچانے کی کوشش کرینگے جن کی بیدار مغزی نے انکو پنجاب مین قابل تعریف بنا دیا ہے۔

نائب تحصیلدارونکے امور یہ دیکھکر ہم کو کمال تعجب اور افسوس ہوا ہے کہ نائب تحصیلداران کے محرر دراصل چپڑاسی ہوتے ہین اور وہ محرر چونڈیشل کا کام کرتے ہین ان کو چھہ سات روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ ایکطرف رشوت لینا گورنمنٹ کے نزدیک جرم ہے اور حقیقت میں جرم ہونا چاہیئے لیکن بعض صورتون مین واقعات اس قسم کے ہوتے ہین کہ رشوت لینے کے محرک ہوتے ہین اور ان محرکون مین گورنمنٹ کی مزید توجہ نہ ہونا بھی ہو جاتا ہے لارڈ کرزن نے اس سوال پر بہت غور کی ہے اور کئی مرتبہ پبلک نے ان باتونکو سنا ہے کہ وہ ذمہ دار لوگون کی کمی تنخواہ کے سوال کو حل کرنا چاہتے ہین اور ہمین امید ہے کہ یہ سوال حل ہو جائیگا۔

نائب تحصیلدارون کے محرر جو سات یا چھہ روپے کے چپڑاسی ہوتے ہین۔ انکو اپنی حیثیت اور وضع قائم رکھنے کے لئے جو انکے منصب اور کام کے لحاظ کر ضروری ہے۔ یہ تنخواہ ہرگز مکتفی نہین ہو سکتی اور یہ امر بالکل عیان ہے۔ پہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اس حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے رشوت نہ لین تو کیا کرین۔ ہم اس امر کی تو کوئی کافی وجہ پیش کرنا نہین چاہتے کہ وہ رشوت ضرور لیتے ہین ممکن ہے بہت سے ایسے ہون جو گہر سے آسودہ حال ہون اور آمدنی کے اور ذرایع رکھتے ہون اور محض نائب تحصیلدار کے محرر ہی کہلانے ہی کا شوق ان سے یہ کام کراتا ہو لیکن اکثرون کے لئے بچنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ہم کسی خاص شخص کی نسبت اس قسم کی بحث کرنا نہین چاہتے بلکہ اس سوال کو عام سوال کے طور پر زیر بحث قرار دیتے ہین کہ اس حیثیت اور تنخواہ کا آدمی کیونکر گزارہ کر سکتا ہے بہرحال یہ امر گورنمنٹ کے لئے قابل توجہ اور پریس کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کے معاملات پر بحث کر کے گورنمنٹ کو مفید مشورہ دے ✦

ہم اس قدر لکھہ چکے تھے کہ ہمین معلوم ہوا کہ گورنمنٹ پنجاب اسپر توجہ کرنا چاہتی ہے اور غالباً ضلع گورداسپور کے لائق اور بیدار مغز ڈپٹی کمشنر میجر ڈالس کے . . . سامنے بھی یہ سوال ہے تو پہر ضروری معلوم ہوا کہ اس سوال کے دوسرے حصہ پر بھی غور کی جاوے کہ کیا اس عہدہ کی تنخواہ مین اگر اضافہ نہو تو پہر اسپر جدید ملازم رکھے جاوین یا وہی لوگ جو اب تک کام کرتے آئے اور جن کو پورا تجربہ ہو چکا ہے۔ غالباً یہ امر تو بہرحال مسلم ہے کہ تجربہ کار کو نوآموز پر ترجیح دینی چاہئیے۔ پھر اسپر زیادہ بحث کی ضرورت کیا۔ ہان یہ دیکھہ لینا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدمات کے لحاظ سے جو شخص زیادہ مستحق معلوم ہو اس کو مقرر کیا جاوے بعض ایسے محرر اسی ضلع گورداسپور مین اس عہدہ پر کام کرنیوالے ملینگے جو کئی کئی سال سے کام کرتے ہین اور ہمیشہ اپنے افسرونکو اپنے کام سے انہون نے خوش کیا ہے۔ اس لئے وہ زیادہ حقدار ہین کہ ترقی تنخواہ کی صورت مین پہلے ان کو جگہ دیجاوے میجر ڈالس کی انصاف پسند اور غور کن طبیعت ہمین یقین دلاتی ہے کہ اگر کوئی ایسی تحریک ہوئی تو وہ حق بحقدار رسید کی مثل ثابت کر دکھائینگے۔ اس لئے ضلع گورداسپور کے متعلق نائب تحصیلداران کے محررون کو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ انکا معاملہ میجر ڈالس کے سامنے ہے امید ہے کہ میجر صاحب اپنے مشہور انصاف کے نتائج سے گورداسپور کی رعایا کو بھی ویسا ہی گرویدہ بنالینگے جیسا کہ امرتسر اور سیالکوٹ مین انہون نے لوگونکو ہاتھہ مین لیا

سٹیشن بٹالا کا بکنگ افس محکمہ ریل کے ذمہ دار افیسرونکو بٹالہ کے بکنگ آفس کی طرف بہت جلد توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ٹرین آنے سے صرف چند منٹ پیشتر ٹکٹ گھر کہولا جاتا ہے اور پہر معمولی کہڑکی کی راہ سے ٹکٹ لینے والے تو بیچارے کہڑے انتظار کرتے ہین اندر سے واقف کارون اور دوستون کی فرمائشون کی تعمیل ہوتی رہتی ہے۔ انٹرمیڈیٹ کلاس اور عورتون کے لئے ٹکٹ تقسیم کرنیکا کوئی باقاعدہ انتظام نہین ہے۔ ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا جاتا ہے جس سے ازبس تکلیف

کلمات طیبات امام الزمان علیہ السلام

(سلسلے کے لیے دیکھو الحکم نمبر ۱۷ جلد ۶)

یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے لیے وقف کر دے اور سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اسکا مقصود اور غرض اللہ تعالےٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو۔ اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ بمشقت اور مشکل کی راہ سے نہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کر دے۔

حقیقی مسلمان اللہ تعالےٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہہ کر اور مانکر کہ وہ میرا محبوب و مولا پیدا کرنیوالا اور محسن ہے۔ اس لیئے اسکے آستانہ پر سر رکھدیتا ہے سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش میں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہیں نہ لذات ہیں تو وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ اس کی عبادات اور خدا تعالےٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا کسی پاداش یا اجر کی بنا اور امید پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا تعالےٰ ہی کی شناخت اس کی محبت اور اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے اور کوئی غرض اور مقصد اسکا ہے ہی نہیں اس لیے وہ اپنی خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد میں صرف کرتا ہے تو اسکو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جاوے کہ خدا تعالےٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت

میں سخت سے سخت سزا دیجاویگی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفوں اور بلاؤں کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے اور باوجود ایسے یقین کے جو عذاب اور دکھ کیصورت میں دلایا جاوے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لاانتہا موت سے بڑھکر اور دکھوں اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی ہے۔ جیسے اگر کوئی بادشاہ عام اعلان کرائے کہ اگر کوئی ماں اپنے بچے کو دودھ نہ دیگی تو بادشاہ اس سے خوش ہوکر انعام دیگا تو ایک ماں کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ وہ اس انعام کی خواہش اور لالچ میں اپنے بچے کو ہلاک کرے اسی طرح ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لیے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی میں کتنی ہی آسایش اور آرام کا وعدہ دیا جاوے۔

پس حقیقی مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کیجاوے کہ خدا تعالےٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہوکر ہو۔ پھر وہ محبت بجائے خود اسکے لیے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا ہے اس لیے میں تمکو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے خدا تعالےٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جسکا نام اسلام رکھا ہے۔ پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے۔ جس روز اتمام نعمت ہوا یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو لیظہرہ علے الدین کلہ کیصورت میں ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا وہ جمعہ اب آگیا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے اس لیئے کہ اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں اول تکمیل ہدایت دوم تکمیل اشاعت ہدایت اب تم غور کرکے دیکھو تکمیل ہدایت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی لیکن اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں ظہور فرماویں۔ اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لیظہرہ علے الدین کلہ اس شان میں فرمایا گیا ہے تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے درحقیقت اظہار دین اسیوقت ہو سکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے چنانچہ اسوقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں ڈاکخانوں کے ذریعہ سے کل دنیا میں تبلیغ ہو سکتی ہے اخباروں کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے ریلوں کے ذریعہ سفر آسان کر دیئے گئے ہیں غرض جس قدر آگے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اسلیئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لیظہرہ علے الدین کلہ

کہہ کر فرمائی تھی یہ وہی زمانہ ہے جو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور رجعہ ہے۔ جس میں وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ اسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قایم ہوئی ہے اتمام نعمت کا وقت آپہونچا ہے لیکن تھوڑے ہین جو اس سے آگاہ ہین اور بہت ہین جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھون مین اڑاتے ہین مگر وہ وقت قریب ہے کہ خدا تعالے

اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائیگا

اور اپنے زور آور حملوں سے دکھادیگا

کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

مین سچ کہتا ہون کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالے نے سعادت مندون کے لیے پیدا کردی ہے مبارک وہی ہین جو اس سے فایدہ اٹھاتے ہین + تم لوگ جنہون نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہو جاؤ کہ جو کچھ تمنے پانا تھا پاچکے یہ سچ ہے کہ تم ان منکرون کی نسبت قریب تر بسعادت ہو جنہون نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا اور یہ بھی سچ ہے کہ تمنے حسن ظن سے کام لیکر خدا تعالے کے غضب سے اپنے آپ کو بچانیکی فکر کی لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آپہونچے ہو جو اسوقت خدا تعالے

نے ابدی زندگی کے لیے پیدا کیا ہے

ہان پانی پینا ابھی باقی ہے پس خدا تعالے کے فضل اور کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہین سیراب کرے کیونکہ خدا تعالے کے فضل بدون کچھ بھی نہین ہوسکتا + یہ مین یقیناً جانتا ہون کہ جو اس چشمہ سے پئے گا وہ ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملون سے محفوظ کرتا ہے + اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالے نے جو دو حق تم پر قایم کئے ہین ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ انمین سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا + اپنے خدا کو وحدہ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ

یعنی مین شہادت دیتا ہون کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہین ہے یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہ یہودیون عیسائیون یا دوسرے مشرک بت پرستون کو سکھایا جاتا اور وہ اسکو سمجھ لیتے تو ہرگز ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے اسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے انپر تباہی اور مصیبت آئی اور ان کی روح مجذوم ہوکر ہلاک ہوگئی۔ (باقی آیندہ)

قصص قرآنی کی فلاسفی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض قرآن کریم کے قصص قصص نہین ہین وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور بروزی ظہور کے واقعات ہین + جو ان نالایقون نے قصے بنادیئے ہین۔ میرے بیان پر اگر کسی کو غیظ آجاوے تو ایک اور بات کہتا ہون کہ انہون نے قصون کے رنگ مین اسے پڑھا ہی کیون؟ وہ نمازون مین سورہ فاتحہ کو ہر روز پڑھتے تھے مگر کیا انہون نے کبھی اسپر غور بھی کی؟ کہ صراط الذین انعمت علیہم سے کیا مراد ہے؟ اور غیر المغضوب علیہم سے کیا غرض؟ وہ سوچتے اور فکر کرتے کہ وہ کونسی راہ ہے جسپر چل کر کوئی قوم منعم علیہ یا مغضوب علیہ ہوسکتی ہے اور کیا قرآن نے اس راہ کا پتہ دیا ہے چنانچہ سورہ بقرہ مین کیسی صفائی کے ساتھ یہود کے حالات بتائے ہین اور پھر سورۃ فاتحہ کو **ضالین** پر ختم کیا ہے اور قرآن شریف کو **خناس** کے ذکر پر ختم کیا اے قرآن کریم کے عاشقو! ذرا غور تو کرو۔ کہ خدا تعالے کی جلیل کتاب نے کیسا نظام رکھا ہے اور پھر اسپر بھی غور کرو کہ سارے نبی دجال سے ڈراتے آئے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی اس انذار سے ایک مقصود اعظم معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دجال کے فتنہ سے ڈرایا اور اسکے ظہور پر فواتح الکہف پڑھنے کا ارشاد فرمایا جس مین انسان کو خدا کا بیٹا بنانے والی قوم کا ذکر ہے اور جسکے لیے تکاد السموات یتفطرن منہ آیا ہے اور پھر تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ ضالین سے نصارے اور مغضوب سے مراد یہود ہین۔

ان ساری باتون کو یکجا جمع کرو اور پھر سوچو! کیا کوئی دانشمند ہے جو اس نکتہ پر غور کرے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین ایک عظیم الشان فتنہ ہوگا۔ جب کہ مسلمان یہودی رنگ کے ہوجائین گے اور اسقدر مشابہت ان سے پیدا کر لینگے کہ اگر کسی یہودی نے مان سے زنا کیا ہو تو وہ بھی کرینگے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک خطرناک سیرۃ اختیار کر لینگے اور دوسری طرف نصارے کا فتنہ زور شور سے ہوگا۔ قرآن کی بے عزتی اور توہین کا فتنہ حد سے بڑھیگا اسوقت سورہ فاتحہ کی ہی ترتیب کے موافق ضروری ہے کہ ایک منعم علیہ کی راہ انمین ہو اور وہ **مسیح موعود** کی راہ ہے جبکہ یہودیون کا رنگ اختیار کر لیا تو کیا ضروری نہ تھا کہ ایک مسیح ان مین ہوجاو کیونکہ مغضوب علیہم وہی ہین جنہون نے مسیح کا انکار کیا تو کیا خدا سورۃ فاتحہ کی سات آیتین قرار دیکر سبق نہین دیتا کہ ساتوین ہزار پر مسیح موعود کے منکر ہوکر یہود نہ بن جانا + ظالم ہے وہ شخص جو خدا پر افترا کرتا ہے مین تمہین یقین دلاتا ہون کہ خدا اسکے فرشتون اور زمین کے راستبازون اور پاکون کے نزدیک یہی حق ہے قرآن کریم کے نصوص

صریحہ شہادت دیتے ہین اب انکار کی گنجایش نہین رہی قرآن نے کسقدر واضح الفاظ مین کہاہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہداً علیکم کما ارسلنا الے فرعون رسولا - اب دیکھو کہ مماثلت موسے کا سلسلہ طبعی طور پر تقاضا کرتا ہے کہ چودھوین صدی کے سر پر ایک مسیح موعود پیدا ہو - مین کہتا ہون کہ اگر کوئی بھی دلیل اس صدی پر مسیح موعود کے آنے کی نہ ہوتی تب بھی سلسلہ موسویہ کی مماثلت طبعی طور پر چاہتی ہے کہ ایک مسیح ہو - اور اسپر کہا وعداللہ الذین آمنوا منکم الایۃ یعنے مین تم مین اسی طرح خلیفون کا سلسلہ جاری کرونگا - جیسے تم سے پہلے کیا یہ آیت بھی صاف بتاتی ہے کہ جیسے حضرت موسے علیہ السلام کا سلسلہ استخلاف چودھوین صدی مین مسیح پر ختم ہوا تھا اسی طرح ضروری تھا کہ مسیح موعود پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ استخلاف ختم ہو - اللہ کے لیے سوچو مفتریون کے لیے دلایل اور حجج نہین ہوتے -

آخر مین کہتا ہون کہ دانشمندو! یہودیون کے قصون مین عبرۃ لو - آسمان گواہی دے رہا ہے زمین گواہی دے اٹھی ہے - لیکن اسوقت جو نہین سمجھتا وہ بدقسمت ہے - موت آخر اسکو سمجھا دے گی خدا کا مسیح آگیا وہ اپنا کام پورا کر رہا ہے جو احقاق دین کیلئے اور بتون کی سرشکنی کے لیے ہے اس نے جو علم کلام ایجاد کیا ہے اگر اسکا دعوے نہ بھی ہوتا تب بھی اس کی خدمات اسلام کے لیے اس قسم کی ہین کہ اسکے پاؤن چوم کر اسے تسلیم کر لیا جاتا مین ان کو مبارکباد دیتا ہون جنہون نے اس کو تسلیم کیا اور جنہون نے ابھی نہین مانا ان کے لیئے چاہتا ہون کہ خدا تعالے ان کی آنکھین کھولے اور وہ قرآن کو داستان سرائی کے طور پر نہ پڑھین یہ داستانین نہین بلکہ عظیم الشان پیشگوئیان ہین خدا کے لیئے پڑھو اور غور کرو - خدا تعالے ہمکو قرآن کی اتباع نصیب کرے - آمین -

خطبہ کا خلاصہ

۱۶ - مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے جو مختصر سا خطبہ پڑھا وہ اس آیت پر تھا یاایہا الذین آمنوا لاتلہکم اموالکم واولادکم عن ذکراللہ - فرمایا مومنو! اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تمہارے مال تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے

اللہ تعالے نے انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا تعالے کی عزت اور جلال کے قایم کرنیوالا ٹھیرے - جیسا کہ خود اسنے فرمایا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - یعنی جن وانس کی خلقت کی علت غائی اور پیدائش کی اصل غرض یہ ہے کہ وہ میری عبادت کرین - یعنے اپنے ہر فعل اور قول مین انسان اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت کو قایم کرنے والا اور اس کی رضا کا جویا ہو -

مگر یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ اکثر انسان اپنے کاروبار مین ایسے مصروف ہین کہ کبھی اللہ تعالے کا خیال بھی نہین آتا جیسے شہد کی مکھی شہد مین جا کر پھنس جاتی ہے اور آخر مر جاتی ہے اسی طرح انسان ان دنیوی لذات اور سفلی خوشیون مین ایسا محو ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ بیٹھا ہے - اور اسقدر زمین کیطرف جھکا ہے کہ آسمان کی طرف اسکی نگاہ اٹھ نہین سکتی ہے -

پس اللہ تعالے کی اس آواز پر کان لگاؤ - یاایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون - اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے آباؤ اجداد کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اس عبادت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سکھ پاؤ گے اور دکھون سے بچ جاؤ گے -

حقیقت مین خدا تعالے کی عبادت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دکھون سے نجات دیتی ہے اور یہ عبادت خدا تعالے ہی کا حق ہے جسنے پیدا کیا ہے -

انسان کی فطرت مین یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے -

اس لیے اللہ تعالے اس کی فطرت کے موافق یہ احسان پیش کرتا ہے - جب انسان اللہ تعالے کے احسان پر نظر کرتا ہے اور ان مین فکر کرتا ہے تو اسکا دل خدا تعالے کی محبت سے بھر جاتا ہے پھر وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جو والذین آمنوا اشد حبا للہ مین بیان کیا گیا ہے -

پس یاد رکھو کہ انسان سچا موحد اسوقت کہلاتا ہے جب وہ دین کو دنیا پر مقدم کر لیتا ہے یہ وقت بہت مشکلات کا ہے خدا کا غضب بھڑکا ہوا ہے تم مین سے بہت ہین جو اس سے بے خبر نہین کل ہی مین نے اخبار مین پڑھا ہے کہ ایک آتش خیز پہاڑ کے پھٹنے سے کئی ہزار جانین تباہ ہوگئی ہین کئی جہاز پاش پاش ہو گئے ہین -

اس لیے خدا کے غضب اور عذاب سے ڈر جاؤ اور اپنے اعمال مین تبدیلی کرو - اور خدا تعالے کی عظمت اور جلال کو قایم کرنے میں لگ جاؤ خدا سے دعا کرو کہ وہ اس آگ سے جو دنیا مین لگ رہی ہے تمہین محفوظ رکھے چلتے پھرتے استغفار کرو اور دعا مین لگے رہو - آمین

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ رہا ہے۔

پیسہ اخبار سے خط و کتابت

ایڈیٹر الحکم کا دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔

مین آپکے خط مورخہ یکم مئی سنہ ۱۹۰۲ء کی (جو میرے رجسٹرڈ خط کے جواب مین لکھا گیا ہے) آپکو شکرگزاری کے ساتھ رسید دیتا ہون اور چند ضروری امور آپ کی خدمت مین پیش کرکے امید کرتا ہون کہ آپ خدا ترس دل لیکر تنہائی مین ان امور پر غور کرینگے +

آپنے اپنے خط مین میری گذارش کے موافق ان تمام مضامین کو جو پیسہ اخبار مین اور اسکے جواب مین الحکم مین چھپے ہین باترتیب شایع کرنیسے من وجہ انکار کیا ہے مین نہین چاہتا کہ خواہ نخواہ اسپر اصرار کرون اگرچہ آپ اگر پیسہ اخبار کی بہتری کے خیال سے مجھ سے دریافت کرین تو مین آپ کو پتہ دینے کیلئے تیار ہون کہ اس مین بہت سے غیرضروری اور لمبے مضمون بعض وقت شایع ہو جاتے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ آپکی نگاہ سے بھی مخفی نہ رہتے ہونگے +

بہرحال مین ایک بے دلیل ضدی متعصب کی طرح آپکو ہرگز ہرگز اس تکلیف کے برداشت کرنے پر مجبور نہین کرتا جو آپ کی طاقت سے بالاتر ہو + اور یہ امر آپکو بخوبی معلوم ہے کہ مین خدا کے محض فضل ہی سے کبھی کسی ایسے امر پر مصر نہین ہوا جسکے متعلق مین نے کافی غور نکرلی ہو اور بدلایل اسے معقول نہ پایا ہو + اور خواہ نخواہ ضد اور دوسرے کو زیر کرنا مقصد ہو بلکہ مین اسکو بہت ہی مذموم سمجھتا رہا ہون چنانچہ یہ بات آپنے اسوقت بھی مجھ مین دیکھی تھی جبکہ

پیسہ اخبار کے کارخانہ کے ساتھ میرا تعلق تھا بلکہ آپکو یاد ہوگا کہ پیسہ اخبار ہی کے تعلق سے مجھے سب سے پہلے اس ندا کی خبر پہنچی تھی جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نام سے آنیوالے السنان نے دنیا کو سنائی تھی بہرحال مین آپکی مجوزہ تجویز کہ اشاعت کے اس سلسلہ کو ایک اور صورت مین لانا چاہتا ہون اور جیسا کہ آپنے اپنے خط مین دوسری جگہ اعتراف کیا ہے کہ آپ میرے خطوط جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اغراض کی تائید مین ہون چھاپنے کے لیے حسب وعدہ مستعد ہین اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہون اور آپکی مہربانی کا شکرگذار ہون البتہ آپکی اس شرط کو کہ پندرہ بیس سطر سے زیادہ نہ ہو مین غیرضروری سمجھتا ہون اور اسکی اصلاح ان الفاظ سے کردیتا ہون کہ بلاوجہ الیساطول نہ دیا جاوے جو پیسہ اخبار کے صیغہ مراسلات کی گنجایش سے بڑھ کر ہو +

مین آپ کی اس مورل کرج (اخلاقی جرأت) کے بہترین نتایج کی امید کرلی چاہتا ہون جبکہ آپ میرا وہ مضمون جو اس عریضہ کے ہمراہ رجسٹری کراکر الگ رسال ہے پیسہ اخبار کے قریب ترین اشو مین شایع کردینگے۔

جیسا کہ مینے پہلے عرض کیا ہے پہلے تمام سلسلہ کو محض اسلیئے چھوڑ کر کہ پیسہ اخبار اسکی اندراج کی گنجایش نہین رکھتا یہ راہ اختیار کرلی گئی ہے اور جب آپ غور کرینگے تو قرین قیاس ہے کہ آپ اس تجویز کو پیسہ اخبار کی دلچسپی بڑھانے والی پائینگے۔ اور بہت ہی خوشی سے اسپر عمل کرینگے۔

جو مضمون اس عریضہ کے ہمراہ ہے آپ اسے پیسہ اخبار مین اپنے اس قسم کے نوٹ کیساتھ چھاپدین کہ ہم اس مضمون کو محض صداقت کے امتحان کیلئے شایع کرتے ہین اور ان تمام لوگون کو جو بنی نوع انسان کیساتھ ہمدردی رکھتے ہین اور وہ جناب مرزا صاحب کے دعاوی پر اعتراض کرتے ہین۔ اطلاع دیتے ہین کہ وہ بھی اگر اسی قسم کا کوئی مضمون جس مین وہ اپنے شہر کے طاعون سے محفوظ رہنے کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو شایع کرانا چاہین بلکہ انکا فرض ہے کہ وہ ضرور ایسے موقعہ بنی نوع کی روحانی اور جسمانی بھلائی کے ارادہ سے دعا مانگکر کے اس قسم کی اطلاع شایع کرین

کہ فلان مقام بذریعہ الہام انکو معلوم ہوا طاعون سے محفوظ رہیگا۔ غرض اس قسم کا نوٹ دیکر آپ اس مضمون کو شایع کردین اور ساتھ ہی یہ بھی لکھدین کہ پیسہ اخبار اسوقت تک جبکہ یہ میعاد گذر جاوے خود کوئی رائے اس سلسلہ کے متعلق ظاہر کرنے کی ضرورت نہین سمجھتا اور نہ انصاف پسند اور حق جو پبلک کو شایان ہے کہ وہ تہذیب اور شایستگی کے حدود سے نکلکر جلدبازی کرکے کوئی رائے قبل از وقت ظاہر کرنیکی کوشش کرے بلکہ راستی سے پیار کرنیوالون کیطرح صبر اور خاموشی سے فیصلہ کا انتظار کرے۔ اور آپکا فرض ہونا چاہیئے کہ آپ اسوقت تک بالکل خاموشی سے نظارہ کرین۔ غرض آپکا اخبار ایک دلچسپی کا عمدہ ذریعہ ہوگا اور یہ مذہب حق کی نمایش ہوگی۔ آپ مسلمان ہین مسلمانون کی ہمدردی اور بہی خواہ ہونیکا کم از کم .... آپکو دعوے ہی ہی اس سے غیر قومون پر بھی ایک حجت اسلام کی قایم ہوگی۔ الغرض آپ میرے اس مضمون کو شایع کرین اور انجام کے لیئے انتظار۔

ایڈیٹر صاحب آخر ہمکو مرکر خدا کے حضور جانا ہے۔ یہ دین اور ایمان کا معاملہ ہے جلدبازی یہان فایدہ نہین پہونچا سکتی آپ ایک آزاد خیال ایڈیٹر کے فرایض منصبی ہی کی لحاظ سے بالکل نیوٹرل رہ کر اس نظارہ کو دیکھ لین۔ آخر مین مین آپکو یقین دلانا چاہتا ہون کہ الحکم کو آپسے کوئی ذاتی عداوت نہین بلکہ کسیقدر تعلق رہا ہے اور یہی وجہ تھی کہ روزانہ پیسہ اخبار کی اسٹاف مین ایڈیٹر الحکم نے آپکی مرضی کے موافق شامل ہونا پسند کرلیا تھا۔ ہان اسکو کوئی منصف مزاج طبیعت بھی گوارا نہین کرسکتی کہ ایک شخص کا (جو سچے دل سے ایک بات کو حق یقین کرتا ہے اور اسکے ساتھ اپنی نجات کو وابستہ سمجھتا ہے) یہ فرض نہین ہونا چاہئے کہ جب اسکے ایسے عقیدہ پر بزدلی سے حملہ کیا جاوے تو وہ اسکی حفاظت نکرے؟ نہین اسوقت اسکا فرض ہے کہ وہ اسکی حفاظت کیلئے ہرطرح تیار ہو۔ پس پیسہ اخبار کے خلاف جب کبھی کچھ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو محض حق اور انصاف کی حمایت سے اور جب کبھی اس قسم کا موقع پیش آیا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ پیسہ اخبار نے سخت غلطی کھائی ہے یا مغالطہ دینا چاہا ہے اور ان تعلقات کیوجہ سے جو پیسہ اخبار کیساتھ میرے رہے ہین مجھے سخت ناگوار معلوم ہوا ہے۔ ۳

رقم خرچ کرکے دنیا کی خاطر اسقدر طویل سفر کیا ہے چند روز کیلئے اگر آپ قادیان مین آکر بھی بسر کرین تو غالباً آپکے لئے بہت مفید ہو اور آپ کم از کم ایک رائے قایم کرنیکے حقدار تو ہو سکین + اب مین اسپر اس خط کو ختم کرتا ہون۔ سہ من از ہمدردی انچہ گفتم تو ہم خود فکر کن بائے + خرد از بہر آن روز است ای دانا و ہوشیار

مین ہون آپکا خیر طلب۔ یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

کلماتِ طیّبات امام الزّمان علیہ السلام

(سلسلے کے لیے دیکھو الحکم نمبر ۱۷ جلد ۶)

یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے لیے وقف کر دے اور سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اسکا مقصود اور غرض اللہ تعالےٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو۔ اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ بمشقت اور مشکل کی راہ سے نہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کر دے +

حقیقی مسلمان اللہ تعالےٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہکر اور مانکر کہ وہ میرا محبوب و مولا پیدا کرنیوالا اور محسن ہے + اس لیئے اسکے آستانہ پر سر رکھدیتا ہے سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش میں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہیں نہ لذات ہیں تو وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ اس کی عبادات اور خدا تعالےٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا کسی پاداش یا اجر کی بنا اور امید پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا تعالےٰ ہی کی شناخت اس کی محبت اور اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے اور کوئی غرض اور مقصد اسکا ہے ہی نہیں اس لیے وہ اپنی خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد میں صرف کرتا ہے تو اسکو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جاوے کہ خدا تعالےٰ سے محبت کرنے اور اس کی **اطاعت**

میں سخت سے سخت سزا دیجاویگی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفوں اور بلاؤں کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے اور باوجود ایسے یقین کی جو عذاب اور دکھ کیصورت میں دلایا جاوے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لاانتہا موت سے بڑھکر اور دکھوں اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی ہے۔

جیسے اگر کوئی بادشاہ عام اعلان کرائے کہ اگر کوئی ماں اپنے بچے کو دودھ ندیگی تو بادشاہ اس سے خوش ہوکر انعام دیگا تو ایک ماں کبھی گوارا نہیں کرسکتی کہ وہ اس انعام کی خواہش اور لالچ میں اپنے بچے کو ہلاک کرے اسی طرح ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لیے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی میں کتنی ہی آسایش اور آرام کا وعدہ دیا جاوے۔

پس حقیقی مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کیجاوے کہ خدا تعالےٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہوکر ہو + پھر وہ **محبت** بجائے خود اسکے لیے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا ہے اس لیے میں تمکو جو میرے

ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ

بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے خدا تعالےٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی **دین** ہے جسکا نام **اسلام** رکھا ہے + پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے۔ جس روز اتمام نعمت ہوا یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو **لیظہرہ علی الدین کلہ** کیصورت میں ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا وہ جمعہ اب آگیا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص رکھا ہے اس لیئے کہ اتمام **نعمت** کی صورتیں دراصل دو ہیں اول **تکمیل ہدایت** دوم **تکمیل اشاعت ہدایت** اب تم غور کرکے دیکھو **تکمیل ہدایت** تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہوچکی لیکن اللہ تعالےٰ نے مقدر کیا تھا کہ **تکمیل اشاعت ہدایت** کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں ظہور فرماویں + اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ **لیظہرہ علی الدین کلہ** اس شان میں فرمایا گیا ہے تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ یہ آیت **مسیح موعود** کے زمانہ سے متعلق ہے درحقیقت اظہار دین اسیوقت ہوسکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہوجائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے چنانچہ اسوقت پریس کی طاقت سے کتابوں کی اشاعت اور طبع میں جو جو سہولتیں میسر آئی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں ڈاکخانوں کے ذریعہ سے کل دنیا میں تبلیغ ہو سکتی ہے اخبارونکے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے ریلونکے ذریعہ سفر آسان کر دیئے گئے ہیں غرض جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر **عظمت** کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار **دین** کی صورتیں نکلتی آتی ہیں + اسلیئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ **لیظہرہ علی الدین کلہ**

کہہ کر فرمائی تھی یہ وہی زمانہ ہے جو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی شان کو بلند کرنے والا اور تکمیل اشاعت ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے اور پھر یہ وہی وقت اور رجعہ ہے۔ جس میں وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔

اسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قایم ہوئی ہے اتمام نعمت کا وقت آپہونچا ہے لیکن تھوڑے ہین جو اس سے آگاہ ہین اور بہت ہین جو ہنسی کرتے اور ٹھٹھون مین اڑاتے ہین مگر وہ وقت قریب آتا ہے کہ خدا تعالے

اپنے وعدہ کے موافق تجلی فرمائیگا

اور اپنے زور آور حملوں سے دکھادیگا

کہ اس کا نذیر سچا ہے۔

مین سچ کہتا ہون کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالے نے سعادت مندون کے لیے پیدا کردی ہے مبارک وہی ہین جو اس سے فایدہ اٹھاتے ہین + تم لوگ جنہون نے مجھ سے تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہو جاؤ کہ جو کچھ تمنے پانا تھا پاچکے یہ سچ ہے کہ تم ان منکرون کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہون نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا اور یہ بھی سچ ہے کہ تمنے حسن ظن سے کام لیکر خدا تعالے کے غضب سے اپنے آپ کو بچانیکی فکر کی لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آپہونچے ہو جو اسوقت خدا تعالے

نے ابدی زندگی کے لیے پیدا کیا ہے

ہان پانی پینا ابھی باقی ہے پس خدا تعالے کے فضل اور کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہین سیراب کرے کیونکہ خدا تعالے کے فضل بدون کچھ بھی نہین ہوسکتا + یہ مین یقیناً جانتا ہون کہ جو اس چشمہ سے پئیگا وہ ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملون سے محفوظ کرتا ہے + اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالے نے جو دو حق تم پر قایم کئے ہین ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ انمین سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا + اپنے خدا کو وحدہ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ

یعنی مین شہادت دیتا ہون کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہین ہے یہ ایک ایسا پیارا جملہ ہے کہ اگر یہ یہودیون عیسائیون یا دوسرے مشرک بت پرستون کو سکھایا جاتا اور وہ اسکو سمجھ لیتے تو ہرگز ہرگز تباہ اور ہلاک نہ ہوتے اسی ایک کلمہ کے نہ ہونے کی وجہ سے انپر تباہی اور مصیبت آئی اور ان کی روح مجذوم ہوکر ہلاک ہوگئی۔ (باقی آیندہ)

قصص قرآنی کی فلاسفی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض قرآن کریم کے قصص قصص نہین ہین وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور بروزی ظہور کے واقعات ہین + جو ان نالایقون نے قصے بنادیئے ہین۔ میرے بیان پر اگر کسی کو غیظ آجاوے تو ایک اور بات کہتا ہون کہ انہون نے قصون کے رنگ مین اسے پڑھا ہی کیون؟ وہ نمازون مین سورہ فاتحہ کو ہر روز پڑھتے تھے مگر کیا انہون نے کبھی اسپر غور بھی کی؟ کہ صراط الذین انعمت علیہم سے کیا مراد ہے؟ اور غیر المغضوب علیہم سے کیا غرض؟ وہ سوچتے اور فکر کرتے کہ وہ کونسی راہ ہے جسپر چلکر کوئی قوم منعم علیہ یا مغضوب علیہ ہوسکتی ہے اور کیا قرآن نے اس راہ کا پتہ دیا ہے چنانچہ سورہ بقرہ مین کیسی صفائی کے ساتھ یہود کے حالات بتائے ہین اور پھر سورۃ فاتحہ کو ضالین پر ختم کیا ہے اور قرآن شریف کو خناس کے ذکر پر ختم کیا اے قرآن کریم کے عاشقو! ذرا غور تو کرو۔ کہ خدا تعالے کی جلیل کتاب نے کیسا انتظام رکھا ہے اور پھر اسپر بھی غور کرو کہ سارے نبی دجال سے ڈراتے آئے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی اس انذار سے ایک مقصود اعظم معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دجال کے فتنہ سے ڈرایا اور اسکے ظہور پر فواتح الکہف پڑھنے کا ارشاد فرمایا جس مین انسان کو خدا کا بیٹا بنانے والی قوم کا ذکر ہے اور جسکے لیے تکاد السموات یتفطرن منہ آیا ہے اور پھر تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ ضالین سے نصارے اور مغضوب سے مراد یہود ہین۔

ان ساری باتون کو یکجا جمع کرو اور پھر سوچو! کیا کوئی دانشمند ہے جو اس نکتہ پر غور کرے کہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین ایک عظیم الشان فتنہ ہوگا۔ جبکہ مسلمان یہودی رنگ کے ہوجائین گے اور اسقدر مشابہت ان سے پیدا کرلینگے کہ اگر کسی یہودی نے مان سے زنا کیا ہو تو وہ بھی کرینگے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک خطرناک سیرۃ اختیار کرلینگے اور دوسری طرف نصارے کا فتنہ زور شور سے ہوگا۔ قرآن کی بے عزتی اور توہین کا فتنہ حد سے بڑھیگا اسوقت سورہ فاتحہ کی ہی ترتیب کے موافق ضروری ہے کہ ایک منعم علیہ کی راہ انمین ہو اور وہ مسیح موعود کی راہ ہے جبکہ یہودیون کا رنگ اختیار کرلیا تو کیا ضروری نہ تھا کہ ایک مسیح ان مین ہوجاوے کیونکہ مغضوب علیہم وہی ہین جنہون نے مسیح کا انکار کیا تو کیا خدا سورۃ فاتحہ کی سات آیتین قرار دیکر سبق نہین دیتا کہ ساتوین ہزار پر مسیح موعود کے منکر ہوکر یہود نہ بن جانا + ظالم ہے وہ شخص جو خدا پر افترا کرتا ہے مین تمہین یقین دلاتا ہون کہ خدا اسکے فرشتون اور زمین کے راستبازون اور پاکون کے نزدیک یہی حق ہے قرآن کریم کے نصوص

صریحہ شہادت دیتے ہین اب انکار کی گنجائش نہین رہی قرآن نے کسقدر واضح الفاظ مین کہا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا - اب دیکھو کہ مماثلت موسے کا سلسلہ طبعی طور پر تقاضا کرتا ہے کہ چودھوین صدی کے سر پر ایک مسیح موعود پیدا ہو - مین کہتا ہون کہ اگر کوئی بھی دلیل اس صدی پر مسیح موعود کے آنے کی نہ ہوتی تب بھی سلسلہ موسویہ کی مماثلت طبعی طور پر چاہتی ہے کہ ایک مسیح ہو - اور اسپر کہا وعد الله الذین آمنوا منکم الایۃ یعنے مین تم مین اسی طرح خلیفون کا سلسلہ جاری کرونگا - جیسے تمسے پہلے کیا یہ آیت بھی صاف بتاتی ہے کہ جیسے حضرت موسے علیہ السلام کا سلسلہ استخلاف چودھوین صدی مین مسیح پر ختم ہوا تھا اسی طرح ضروری تھا کہ مسیح موعود پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ استخلاف ختم ہو - اللہ کے لیے سوچو سفتریون کے لیے دلایل اور حجج نہین ہوتے -

آخر مین کہتا ہون کہ دانشمند وا یہودیون کے قصون مین عبرۃ لو - آسمان گواہی دے رہا ہے زمین گواہی دے اٹھی ہے - لیکن اسوقت جو نہین سمجھتا وہ بدقسمت ہے - موت آخر اسکو سمجھا دے گی خدا کا مسیح آگیا وہ اپنا کام پورا کر رہا ہے جو اختلاف دینے کیلئے اور بتون کی سرشکنی کے لیے ہے اس نے جو علم کلام ایجاد کیا ہے اگر اسکا دعوے نہ بھی ہوتا تب بھی اس کی خدمات اسلام کے لیے اس قسم کی ہین کہ اسکے پاؤن چوم کر اسے تسلیم کر لیا جا مین ان کو مبارکباد دیتا ہون جنہون نے اس کو تسلیم کیا اور جنہون نے ابھی نہین مانا ان کے لیئے چاہتا ہون کہ خدا تعالے ان کی آنکھین کھولے اور وہ قرآن کو داستان سرائی کے طور پر نہ پڑھین یہ داستانین نہین بلکہ عظیم الشان پیشگوئیان ہین خدا کے لیے پڑھو اور غور کرو - خدا تعالے ہمکو قرآن کی اتباع نصیب کرے - آمین -

خطبہ کا خلاصہ

۱۶ - مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے جو مختصر سا خطبہ پڑھا وہ اس آیت پر تھا یا ایہا الذین آمنوا لا تلہکم اموالکم واولادکم عن ذکر اللہ - فرمایا مومنو! اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تمہارے مال تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اللہ تعالے نے انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا تعالے کی عزت اور جلال کے قائم کرنیوالا ٹھیرے - جیسا کہ خود اسنے فرمایا ہے **ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** - یعنی جن والنس کی خلقت کی علت غائی اور پیدائش کی اصل غرض یہ ہے کہ وہ میری عبادت کرین - یعنے اپنے ہر فعل اور قول مین انسان اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت کو قایم کرنے والا اور اس کی رضا کا جویا ہو -

مگر یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ اکثر انسان اپنے کار وبار مین ایسے مصروف ہین کہ کبھی اللہ تعالے کا خیال بھی نہین آتا جیسے شہد کی مکھی شہد مین جا کر پھنس جاتی ہے اور آخر مر جاتی ہے اسی طرح انسان ان دنیوی لذات اور سفلی خوشیون مین ایسا محو ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ بیٹھا ہے - اور اسقدر زمین کیطرف جھکا ہے کہ آسمان کی طرف اسکی نگاہ اٹھ نہین سکتی ہے -

پس اللہ تعالے کی اس آواز پر کان لگاؤ - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون - اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے آباؤ اجداد کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اس عبادت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سکھ پاؤ گے اور دکھون سے بچ جاؤ گے -

حقیقت مین خدا تعالے کی عبادت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دکھون سے نجات دیتی ہے اور یہ عبادت خدا تعالے ہی کا حق ہے جسنے پیدا کیا ہے -

انسان کی فطرت مین یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے - اسی لیے اللہ تعالے اس کی فطرت کے موافق یہ احسان پیش کرتا ہے - جب انسان اللہ تعالے کے احسان پر نظر کرتا ہے اور ان مین فکر کرتا ہے تو اسکا دل خدا تعالے کی محبت سے بھر جاتا ہے پھر وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جو والذین آمنوا اشد حبا للہ مین بیان کیا گیا ہے -

پس یاد رکھو کہ انسان سچا موحد اسوقت کہلاتا ہے جب وہ **دین کو دنیا پر** مقدم کر لیتا ہے یہ وقت بہت مشکلات کا ہے خدا کا غضب بھڑکا ہوا ہے تم مین سے بہت ہین جو اس سے بے خبر نہین کل ہی مین نے اخبار مین پڑھا ہے کہ ایک آتش خیز پہاڑ کے پھٹنے سے کئی ہزار جانین تباہ ہوگئی ہین کئی جہاز پاش پاش ہو گئے ہین -

اسی لیے خدا کے غضب اور عذاب سے ڈر جاؤ اور اپنے اعمال مین تبدیلی کرو - اور خدا تعالے کی عظمت اور جلال کو قایم کرنے میں لگ جاؤ خدا سے دعا کرو کہ وہ اس آگ سے جو دنیا مین لگ رہی ہے تمہین محفوظ رکھے چلتے پھرتے استغفار کرو اور دعا مین لگے رہو - **آمین**

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ رہا ہے -

پیسہ اخبار سے خط و کتابت

ایڈیٹر الحکم کا دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار! السلام علیکم و رحمتہ و برکاتہ۔

مین آپکے خط مورخہ یکم مئی سنہ ۱۹۰۶ء کی (جو میرے رجسٹرڈ خط کے جواب مین لکھا گیا ہے) آپکو شکر گذاری کے ساتھ رسید دیتا ہون اور چند ضروری امور آپ کی خدمت مین پیش کرکے امید کرتا ہون کہ آپ خدا ترس دل لیکر تنہائی مین ان امور پر غور کرینگے +

آپنے اپنے خط مین میری گذارش کے موافق ان تمام مضامین کو جو پیسہ اخبار مین اور اسکے جواب مین الحکم مین چھپے ہین باترتیب شایع کرنیسے من وجہ انکار کیا ہے مین نہین چاہتا کہ خواہ نخواہ اسپر اصرار کرون اگرچہ آپ اگر پیسہ اخبار کی بہتری کے خیال سے مجھ سے دریافت کرین تو مین آپ کو پتہ دینے کیلئے تیار ہون کہ اس مین بہت سے غیر ضروری اور لمبے مضمون بعض وقت شایع ہوجاتے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ آپکی نگاہ سے بھی مخفی نہ رہتے ہونگے +

بہرحال مین ایک بے دلیل ضدی متعصب کی طرح آپکو ہرگز ہرگز اس تکلیف کے برداشت کرنے پر مجبور نہین کرتا جو آپ کی طاقت سے بالاتر ہو + اور یہ امر آپکو بخوبی معلوم ہے کہ مین خدا کے محض فضل سے کبھی کسی ایسے امر پر مصر نہین ہوا جسکے متعلق مین نے کافی غور نکر لی ہو اور بدلائل اسے معقول نہ پایا ہو + اور خواہ نخواہ ضد اور دوسرے کو زیر کرنا مقصد ہو بلکہ مین اسکو بہت ہی مذموم سمجھتا رہا ہون چنانچہ یہ بات آپنے اسوقت بھی مجھ مین دیکھی تھی جبکہ پیسہ اخبار کے کارخانہ کے ساتھ میرا تعلق تھا بلکہ آپکو یاد ہوگا کہ پیسہ اخبار ہی کے تعلق سے مجھے سب سے پہلے اس ندا کی خبر پہنچی تھی جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نام سے آنیوالے انسان نے دنیا کو سنائی تھی بہرحال مین آپکو مجبور سمجھ کر اشاعت کے اس سلسلہ کو ایک اور صورت مین لانا چاہتا ہون اور جیسا کہ آپنے اپنے خط مین دوسری جگہ اعتراف کیا ہے کہ آپ میرے خطوط جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اغراض کی تائید مین ہون چھاپنے کے لیے حسب وعدہ مستعد ہین اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہون اور آپکی مہربانی کا شکرگذار ہون البتہ آپکی اس شرط کو کہ پندرہ بیس سطر سے زیادہ نہو مین غیر ضروری سمجھتا ہون اور اسکی اصلاح ان الفاظ سے کردیتا ہون کہ بلا وجہ اس قدر طول نہ دیا جاوے جو پیسہ اخبار کے صیغہ مراسلات کی گنجایش سے بڑھ کر ہو +

مین آپ کی اس مورل کرج (اخلاقی جرأت) کے بہترین نتایج کی امید کرنی چاہتا ہون جبکہ آپ میرا وہ مضمون جو اس عریضہ کے ہمراہ رجسٹری کرا کر الگ ارسال ہے پیسہ اخبار کے قریب ترین اشو مین شایع کردینگے۔

جیسا کہ مینے پہلے عرض کیا ہے پہلے تمام سلسلوں کو محض اسلئے چھوڑ کر کہ پیسہ اخبار انکی اندراج کی گنجایش نہین رکھتا یہ راہ اختیار کرلی گئی ہے اور جب آپ غور کرینگے تو قرین قیاس ہے کہ آپ اس تجویز کو پیسہ اخبار کی دلچسپی کو بڑھانے والی پائینگے۔ اور بہت ہی خوشی سے اسپر عمل کرینگے۔

جو مضمون اس عریضہ کے ہمراہ ہے آپ اسے پیسہ اخبار مین اپنے اس قسم کے نوٹ کیساتھ چھاپدین کہ ہم اس مضمون کو محض صداقت کے امتحان کیلئے شایع کرتے ہین اور ان تمام لوگوں کو جو بنی نوع انسان کیساتھ ہمدردی رکھتے ہین اور وہ جناب مرزا صاحب کے دعاوی پر اعتراض کرتے ہین۔ اطلاع دیتے ہین کہ وہ بھی اگر اسی قسم کا کوئی مضمون جس مین وہ اپنے شہر کے طاعون سے محفوظ رہنے کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو شایع کرانا چاہین بلکہ انکا فرض ہے کہ وہ ضرور ایسے موقعہ پر بنی نوع کی روحانی اور جسمانی بھلائی کے ارادہ سے دعائین کرکے اس قسم کی اطلاع شایع کرین کہ فلان مقام بذریعہ الہام انکو معلوم ہوا طاعون سے محفوظ رہیگا۔ غرض اس قسم کا نوٹ دیکر آپ اس مضمون کو شایع کردین اور ساتھ ہی یہ بھی لکھدین کہ پیسہ اخبار اب اسوقت تک جبکہ یہ میعاد نگذر جاوے خود کوئی رائے اس سلسلہ کے متعلق ظاہر کرنے کی ضرورت نہین سمجھتا اور نہ انصاف پسند اور حق جو پبلک کو شایان ہے کہ وہ تہذیب اور شائستگی کے حدود سے نکلکر جلد بازی کرکے کوئی رائے قبل از وقت ظاہر کرنیکی کوشش کرے بلکہ راستی سے پیار کرنیوالون کیطرح صبر اور خاموشی سے فیصلہ کا انتظار کرے۔ اور آپکا فرض ہونا چاہیئے کہ آپ اسوقت تک بالکل خاموشی سے نظارہ کرین۔ غرض آپکا اخبار ایک دلچسپی کا عمدہ ذریعہ ہوگا اور یہ مذہب حق کی نمایش ہوگی۔ آپ مسلمان ہین مسلمانون کی ہمدردی اور بہی خواہ ہونیکا کم از کم . . . . آپکو دعوے ہی ہے اس سے غیر قومون پر بھی ایک حجت اسلام کی قایم ہوگی۔ الغرض آپ میرے اس مضمون کو شایع کرین اور انجام کے لیئے انتظار۔

ایڈیٹر صاحب آخر ہمکو مر کر خدا کے حضور جانا ہے۔ یہ دین اور ایمان کا معاملہ ہے جلد بازی یہان فایدہ نہین پہونچا سکتی آپ ایک آزاد خیال ایڈیٹر کے فرایض منصبی ہی کے لحاظ سے بالکل نیوٹرل رہ کر اس نظارہ کو دیکھ لین۔ آخر مین مین آپکو یقین دلانا چاہتا ہون کہ الحکم کو آپ سے کوئی ذاتی عداوت نہین بلکہ کسیقدر تعلق رہا ہے اور یہی وجہ تھی کہ روزانہ پیسہ اخبار کی اسٹاف مین ایڈیٹر الحکم نے آپکی مرضی کے موافق شامل ہونا پسند کر لیا تھا۔ ہان اسکو کوئی منصف مزاج طبیعت بھی گوارا نہین کرسکتی کہ ایک شخص کا (جو سچے دل سے ایک بات کو حق یقین کرتا ہے اور اسکے ساتھ اپنی نجات کو وابستہ سمجھتا ہے) یہ فرض نہین ہونا چاہیئے کہ جب اسکے ایسے عقیدہ پر بزدلی سے حملہ کیا جاوے تو وہ اسکی حفاظت نکرے؟ نہین اسوقت اسکا فرض ہے کہ وہ اسکی حفاظت کیلئے ہر طرح تیار ہو پس پیسہ اخبار کے خلاف جب کبھی کچھ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو محض حق اور انصاف کی حمایت سے اور جب کبھی اس قسم کا موقع پیش آیا ہے تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ پیسہ اخبار نے سخت غلطی کھائی ہے یا مغالطہ دینا چاہا ہے اور ان تعلقات کیوجہ سے جو پیسہ اخبار کیساتھ میرے رہے ہین مجھے سخت ناگوار معلوم ہوا ہے۔ ۴

رقم خرچ کرکے دنیا کی خاطر اسقدر طویل سفر کیا ہے چند روز کیلئے اگر آپ قادیان مین آکر بھی بسر کرین تو غالباً آپکے لئے بہت مفید ہو اور آپ کم از کم ایک رائے قایم کرنے کے حقدار تو ہوسکین + اب مین اسپر اس خط کو ختم کرتا ہون۔ ع من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن بارے ؎ خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیار

مین ہون آپکا خیر طلب۔ یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

قیمتی الہو و الہو نمبر (۳)

بجواب خط حضرت ابو الحامد

منشی حسن علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم حضرت ابو الحامد منشی حسن علی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا خط گرامی مشتمل چند استفسارات واسطے جواب کے خاکسار کو مرحمت فرمایا گیا مضامین مندرجہ سے آگہی حاصل ہوئی اگرچہ طلب حق کی خوشبو اسکے ہر ایک فقرہ سے مشموم ہوتی ہے مگر اس امر سے افسوس بھی پیدا ہوتا ہے کہ مستفسر صاحب نے یا تو ہماری کتابوں اور رسائل کو مطالعہ نہیں فرمایا اور یا بہ تقاضائے عادت و رسوخ خیالات قدیمہ کے ہمارے رسائل کو مضامین مہر حقہ سے انکو ہول ہے۔ بہر حال چونکہ جناب کو جواب استفسارات مندرجہ خط کا علاوہ کتب مصنفہ کے جداگانہ لینے ہی پر اصرار ہے اور پھر اسکے ساتھ اختصار بھی منظور ہے لہذا بحکم ما قل و دل خیر مما کثر و الٰہی کے جواب مختصر اور ایک حد تک کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ باقی تفاصیل کا حوالہ کتب و رسائل مصنفہ پر ہے مگر یہاں پر ضرور ہے کہ اولاً آپ مقدمات اربعہ متناسبہ ذیل کو پیش نظر رکھیں اور پھر ہر ایک سوال کا جواب انہیں مقدمات کے بموجب حل فرما لیویں کیونکہ یہ مقدمات اربعہ متناسبہ ناظرین کو اس خط کے مضمون کے سمجھنے میں بھی کام دیویں گے اور ہمارے سلسلہ کے ہر ایک رسالہ اور کتاب کے سمجھنے کے لیے آئندہ کو بھی مفید ہونگے وہی ہذہ

مقدمہ اول

واضح ہو کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے بارہ میں درمیان فیج اعوج کے اس قدر اختلاف تھا کہ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا مصداق ہو گیا تھا اور اس اختلافات کی توفیق و تطبیق بھی آج تک کسی سے ایسی نہیں کی گئی جس سے اس پیشگوئی کے بارہ میں کسی کو اطمینان ثلج صدر کے ساتھ حاصل ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر فرقے جو اہل اسلام میں تھے اس سے منکر اور مکذب بھی ہو گئے اور قبل از وقت جس امر کی ترجیح کسی وجہ سے کسی کو حاصل ہوئی اس نے وہی مذہب اپنا اختیار کر لیا بنا بر علیٰ ہذا۔ اس پیشگوئی میں مذاہب مختلفہ اور مختلفہ پیدا ہو گئے تھے اور یہ بھی واضح رہے کہ ما بین الشیعہ بھی مہدی کے بارہ میں بڑا اختلاف ہے جس کی تطبیق کرنا ایسا ہے جیسا کہ اضداد میں جمع کرنا آپ کیونکر [illegible] کہ [illegible] اس بارہ میں [illegible] فریق کا اتفاق ہے [illegible] عظیم الشان میں [illegible] پیشگوئی [illegible] یا علماء [illegible] علم [illegible] ہو جاوے کیونکہ یہ فیصلہ [illegible] اور تفاصیل [illegible] از وقت [illegible] بھی نہیں دیا جاتا کیونکہ اس کی ابھی ضرورت ہی نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک مقدمہ میں فیصلہ تو بعد علم تمام تفاصیل جزئیہ کے ہوا کرتا ہے۔ ہاں اس پیشگوئی کا قدر مشترک صرف اسقدر ضرور ثابت ہے کہ زمانہ آخر میں ایک عظیم الشان مصلح اور مجدد بنام مسیح بن مریم حکم ہو کر مبعوث ہو گا اور فتن دجالیہ کو نیست و نابود کر کے دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیگا اور باقی تمام ادیان باطلہ اسکے عہد میں ہلاک ہو جاوینگے۔ اور کچھ ہوا عقلی بھی دنیا میں ایسی ہی چلے گی کہ اس کی اس کوشش بعثت کے موافق ہو گی وبس۔ اب تمام و کمال اختلافات مذاہب و روایات کا بیان اس خط مختصر میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں صرف امور مندرجہ آپ کے خط میں جو اختلاف باعتبار مذاہب مختلفہ و روایات متضادہ کے ہے اپنے اپنے نمبر کے ذیل میں مختصراً انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جاویگا تاکہ اس مقدمہ کا ثبوت بھی اہل انصاف پر ثابت ہو جاوے اور پھر کسی طرف سے دعوے اجماع یا اتفاق کا صادر نہ ہو۔

مقدمہ ثانیہ

ایسا اختلاف عظیم کہ مذاہب فرق اسلامیہ بھی اس میں مختلف ہوں اور روایات حدیثیہ بھی متضادہ ہوں اور پھر اس میں مذہب باطلہ جیسا کہ یہود کی تائید بھی ہوتی ہو دین اسلام کو سخت مضر تھا جس کی وجہ سے مخالفین اسلام کو ایک حملہ عظیم کرنیکا موقع مل گیا تھا۔ علاوہ بریں اس قسم کے اختلافات من عند اللہ بھی ہرگز نہیں ہو سکتے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ پس رحمت اور حکمت الٰہی کی [illegible] مقتضی تھی کہ اس اختلاف عظیم کا فیصلہ بذریعہ کسی حکم عدل کے [illegible] کیا جاوے کیونکہ وعدہ الٰہی ہو چکا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

مقدمہ ثالثہ

چونکہ دین اسلام ایک ایسا کامل دین ہے کہ تمام ادیان سماویہ سے اکمل تر ہے کما قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ لہذا دین اسلام میں ایسے کلیات اور اصول بھی ضرور ہونگے جن سے اس فتنہ عظیم متعلق اختلافات کو کوئی حکم دور کر کر مراد الٰہی کو بزور علم ظاہری و بقوۃ علم لدنی و نیز نشانات سماویہ و ارضیہ و خوارق خود دنیا پر ظاہر کر دیوے پس جبکہ ہم ان اصول کا تفحص اسلام میں کرتے ہیں تو صحابہ کرام کے وقت سے لیکر اس وقت تک یہی پاتے ہیں کہ تمام نزاعوں اور اختلافات میں اول فیصلہ قرآن مجید سے کیا جاتا ہے کیونکہ ذلک الکتاب لاریب فیہ سوا کتاب اللہ کے کوئی دوسری کتاب موجود نہیں ہے بعد قرآن مجید کے

سنت صحیحہ ہے۔ بعدہ اجماع صحابہ ہے جو مستند بکتاب اللہ و سنت صحیحہ ہو اور فیصلہ درمیان احادیث کیلئے ہی کتب اصول حدیث مین یا اصول موصل کیے گئے ہین کہ صحیح کو ضعیف پر مقدم کر کر ضعیف کو ترک کیا جاتا ہے اور صحیح کو اخذ و غیر ذلک من القواعد والاصول۔ لہذا ہم پر فرض و واجب ہے کہ اسی اصول کو مرعی رکھ کر اس مسئلہ پیش آمدہ کا فیصلہ کرین کیونکہ یہ مسئلہ اب قبل از وقت نہین رہا ایک مدعی اپنے وقت پر موجود ہوگیا ہے اور جبکہ کوئی حکم اسی ترتیب ادلہ سے اس اختلاف عظیم کو رفع فرما دیوے تو نور علی نور ہے اور ہم پر واجبات سے ہے کہ اس کو بسر و چشم قبول کرین۔ کما قال اللہ تعالے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ خصوصاً جبکہ وہ حکم اس ترتیب ادلہ شرعیہ سے فیصلہ دیکر ساتھ اسکے اس فیصلہ پر نشانات سماویہ وارضیہ اور دیگر خوارق و معجزات والہامات صادقہ بھی پیش کرے اندرینصورت اسکے قبول نہ کرنے مین اور حجتی لا امتی کا مصداق بنکر تکذیب کیئے جانے مین خطرہ عظیم الحاد کا بالضرور ہے و نعوذ باللہ منہ ناظرین منصفین خوب جانتے ہین کہ کسی مقدمہ کی تحقیقات مین ایک ادنے سراغ کافی ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ اسقدر دلایل قطعیہ کسی مقدمہ مین موجود ہو جاوین۔

مقدمہ رابعہ

قرآن مجید مین تو کسی طرح کا اختلاف ہو ہی نہین سکتا البتہ روایات حدیثیہ مین جو تخمیناً ڈیڑھ سو برس کے بعد تحریر مین منضبط ہوئین ہین بہت بڑا اختلاف واقع ہے لہذا درصورت تعارض کے اور عدم امکان توفیق و تطبیق کے دونون روایتون مین سے وہ روایت اخذ کیجاوے گی کیونکہ قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ فیہا کتب قیمۃ کی پوری مصداق ہے اور لم یجعل لہ عوجا اسی کے حق مین فرمایا گیا ہے۔ ہان البتہ یہ امر ضرور ہے کہ اس توفیق و تطبیق مین جہانتک لسان عرب اجازت استعارہ مجاز اور تشبیہ کے دیوےگی حتی الوسع بین الاحادیث توفیق و تلفیق کیجاوے گی۔ کیونکہ استعارہ مجاز وغیرہ اول تو کل زبان عرب مین شایع ہے مگر پیشین گوئیون مین مجاز استعارہ و تشبیہ وغیرہ بہت کثرت سے غالب ہوتا ہے اس عمل مین ہم اسواسطے کوشش کرتے ہین کہ قضیہ الاعمال خیر من الاہمال جو قاعدہ علم اصول کا ہے وہ ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے اب بعد تمہید ان ہر چہار مقدمات کے جو چار و ناچار واجب القبول ہین آیکے ہر ایک نمبر کا جواب بلحاظ ترتیب طبعی کے دیا جاتا ہے لہذا اولاً ہم وفات و حیات عیسے بن مریم پر نظر کرتے ہین۔ یہ خیال تو بالکل غلط ہے کہ حضرت عیسے کی حیات پر مفسرین و علما کا اتفاق ہے کیونکہ ہم جو کوئی تفسیر دنیا کی تفسیرون مین سے دیکھتے ہین اس مین کسی نہ کسی کا قول وفات کا بھی پاتے ہین تفسیر جلالین ہی کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ تمسک ابن حزم بظاہر الآیۃ وقال بموتہ۔ امام مالک کا قول مجمع البحار مین وقوع موت ہی کی نسبت لکھا ہوا ہے اور دیگر آئمہ کبار کے اقوال بھی حضرت عیسے کی وفات کی نسبت تفاسیر معالم التنزیل وغیرہ مین پائے جاتے ہین جنکا ذکر بسبب طوالت کے اس خط مین نہین کیا جا سکتا لہذا جبکہ خود مفسرین اور علما کے اقوال ہی اس حیات عیسے مین مختلف پائے گئے تو حضرت عیسے کی حیات خود متمسکات مخالفین ہی سے مشکوک ہوگئی خصوصاً جبکہ سنت اللہ اسکے مخالف پڑی ہوئی ہے بنا ءً علی ہذا جسقدر حالات اور خیالات کتب تفاسیر یا رسایل آثار حشر مین ان کی حیات پر مترتب کیئے گئے ہین وہ بھی سب مشکوک ہوگئے اور جبکہ ظن کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً تو پھر شک کا کیا ذکر ہے جو مفید کسی علم کا ہو سکے کیونکہ علم و یقین کی بنا امر شکی پر کیونکر ہو سکتی ہے علاوہ اسپر یہ ہے کہ قول بالحیات الکذائیۃ جو بالکل مخالف سنت اللہ کے ہے اگرچہ توحید اسلام کو ہر وقت مین ضرر رسان تھا لیکن نہ اسقدر کہ اس زمانہ فتن دجالیین

مضر ہے مضر کیا ہے وہ تو ایک سم قاتل ہے کیونکہ مذہب صلیبی اس قرن مین تمام دنیا مین بڑے زور و شور سے پھیل رہا ہے جو زمانہ سابق مین اسکے ایسے شیوع کا پتہ بھی نہین تھا پس حضرت عیسے کی ایسی حیات کہ جس مین نہ حاجت اکل و شرب کی ہو اور نہ کسی طرح کا تغیر ان کے جسم مین پیدا ہوتا ہو بلکہ بصفات مختصہ الوہیت یعنی الآن کما کان اور لا یتبدل ولا یحول وغیرہ وغیرہ متصف ہو جو کسی [illegible] مین آدم سے لیکر قیامت تک نہین پائی جاتین توحید اسلام کے لیے جو قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ہی ایک سم قاتل ہے اور مذہب مسمی صلیبی کے لیئے (ایسا مفید ہے جیسا کہ تریاق سموم کے لیئے) جو تمام عالم مین طاعون کی طرح زور شور سے پھیلا ہوا ہے لہذا بموجب مقدمہ ثانیہ کے ایسے اختلاف عظیم الشان کے رفع کرنے کے لیے اس قرن مین اللہ تعالے کی حفاظت جو دین اسلام کے لیے قیامت تک ہی مقتضی ہوئی کہ ایک ایسا مصلح اور مجدد عظیم الشان مبعوث ہو کہ اس فساد عظیم الشان کو جسکا مواد اکثر تفاسیر مین بھی موجود ہے اور اسکا ضرر و اثر سمی خود اہل اسلام تک پہونچ گیا ہے من جانب اللہ حکم ہو کر رفع کرے اور اسی کے ہاتھ سے کسر صلیب بھی واقع ہو۔ لہذا اسنے قرآن مجید کی تیس آیتون سے حضرت عیسے کی وفات ہمیشہ کے لیئے ثابت کر دی اور آنحضرت صلعم کا حیات النبی ہونا جو بطور اعتقاد کے چلا آتا تھا او سکو نشانات بینہ سے حیز ثبوت کو پہونچا دیا اور احادیث صحیحہ سے بھی وفات عیسے ثابت کی گئی اور اجماع صحابہ کرام سے بھی ثبوت کو پہونچا دی گئی۔ جیسا کہ رقیمۃ الوداد نمبر دوم و سوم مین یہ تفصیل مذکور ہے اور علوم تواریخ سے وفات کا ہی ثبوت ہوا کما فی رسالتنا اور الہامات بھی اسکے اس مسئلہ کے لیئے موید اور مثبت ہو گئے اور چونکہ یہ مجدد اور مصلح منجانب اللہ حکم ہو کر آیا ہے

لہذا نشانات ارضیہ وسماویہ بھی اس کی تائید دعوے مین واقع ہوئے لہذا اب یہ مسئلہ نور علی نور ہوگیا یا دوسرے الفاظ مین یون کہو کہ قد تبین الرشد من الغی کا مصداق واقع ہوگیا مگر اس خط مین ان سب آیات احادیث اجماع صحابہ اور نقول علم تواریخ والہامات ونشانات وغیرہا کے نقل کرنیکی گنجائش نہین لہذا آپ رسائل اور کتب مصنفہ کا ملاحظہ فرماوین بس جبکہ بموجب مقدمہ ثالثہ کے جو مسلم ہوچکا ہے اگر کوئی حدیث یا قول صحابی یا قول کسی مفسر کا مخالف قرآن مجید کے ہو تو وہ ساقط الاعتبار ہے چہ جائیکہ ان تمام ادلہ شرعیہ مذکورہ کے مخالف ہو کہ وہ تو بالضرور واجب الترک ہوگا ورنہ جو مفاسد مذکورہ وغیر مذکورہ درصورت قول بالحیات الکذابیہ کے لازم آتے ہین کوئی صاحب انکو رفع فرماوین اور صرف دو ہی آئتین منجملہ تیس آیتونکے یعنی فلما توفیتنی اور ما محمد الا رسول قد خلت قبلہ الرسل کو اس فیصلہ مین پیش نظر رکھین تاکہ طوالت موجب ملالت کے نہ ہو۔ ثانیاً۔ ہم حضرت عیسے کے رفع مین گفتگو کرتے ہین کہ جسمانی ہے یا روحانی اس مین بھی مفسرین کا اختلاف نظر آرہا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین ایک یہ قول بھی لکھا ہے واعلم ان ہذہ الایۃ تدل علی ان رفعہ فی قولہ ورافعک الی ہو الرفعۃ بالدرجۃ والمنقبۃ لا بالمکان والجہۃ اور اسی تفسیر مین ایک قول یہ بھی لکھا ہے ورافعک الی ای ورافع عملک الی وہو کقولہ الیہ یصعد الکلم الطیب غرضکہ مفسرین مین اس رفع کے بارہ مین بڑا اختلاف پڑا ہوا ہے کہ جسمانی ہے یا روحانی بس بموجب خود دستاویز مخالفین ہی کے رفع جسمانی عیسے کا مشکوک ہوگیا اور دیگر مسائل جو رفع جسمانی پر متفرع تھے یعنی نزول جسمانی وغیرہ وہ سب مشکوک ہوکر غت ربود ہوگئے اور پھر علاوہ اسپر مخالفت سنت اللہ اسکو جدا مانع ہورہی ہے خصوصاً جبکہ اس امر کا لحاظ بھی کیا جاوے کہ اس

شان وشوکت کا نزول جو تھے یا دوسرے آسمان سے کسی رسول بشر کے لیے نہین واقع ہوا ہان اللہ تعالے کا نزول احادیث صحیحہ سے دنیا کے آسمان پر آخر شب مین ثابت ہے واللہ اعلم کیفیتہ وحقیقتہ مگر کسی بشر رسول کے لیے یہ نزول ثابت نہین حتی کہ آنحضرت صلعم کے لیے بوقت ضرورت اعجاز نمائی کے صرف ایک کتاب کے انزال من السماء کے بارہ مین یہ جواب دیا گیا کہ یسئلک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من السماء فقد سالوا موسے اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جہرۃ فاخذتہم الصاعقۃ بظلمہم تو پھر کسی بشر کا خواہ وہ رسول ہی ہو آسمان سے جسمانی نزول کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے الحاصل الیسا رفع جسمانی جو خود مخالفین کی دستاویزات سے مشکوک اور مختلف فیہ ہے اور سنت اللہ کے بھی مخالف ہے اور مذہب صلیبی کا بڑا موید ہے اسکا فیصلہ قطعی کرنا بھی اس حکم کے فرایض منصبی سے تھا ورنہ پھر حضرت عیسے کے نزول کیوقت اسلام کی تائید توکیا ہوتی اس اقتداری نشان کو دیکھکر لاکھون آدمی اور عیسائی ہوجاتے سو اس حکم نے اول تو حضرت عیسے کی وفات پاجانے سے ہی یہ فیصلہ کر دیا کہ جب حضرت عیسے قطعی وفات پاگئے تو پھر رفع جسمانی کیسا فیہا تحیون وفیہا تموتون الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا قانون الہی موجود ہے ثانیاً کتاب اللہ نے یون فیصلہ کیا کہ جبکہ باوجود ضرورت اعجاز نمائی کے بوقت سوال دراصرار کرنے کفار کے جو واسطے رفع جسمانی آنحضرت صلعم کے کیا گیا تھا کہ او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرأہ اوسکا جواب یہ ملا کہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا تو کیونکر بلا ضرورت داعیہ کے ہوئے اس ناصریح کے حضرت عیسے کا رفع جسمانی کیونکر ہوسکتا ہے۔ ثالثاً۔ اس فیصلہ قطعی کو یون موجہ کہ آیۃ قصہ صلیبی حصر یا ہین جو بل رفعہ اللہ الیہ ہے اگر اس سے مراد رفع جسمانی ہو تو

کلام الٰہی بالکل عبث ہوا جاتا ہے اور کوئی فیصلہ مزعومات اہل کتاب مین اس سے حاصل نہین ہوتا کیونکہ اہل کتاب یہود حضرت عیسے کو بوجہ قتل صلیبی اپنے مزعوم کے ملعون سمجھتے تھے اور عیسائی بھی تین دن کے لیئے انکو ملعون قرار دیتے ہین اور یہود اسی لیے قتل صلیبی کے درپے تھے کیونکہ بموجب حکم توریت کے قتل صلیبی انکے نزدیک موجب لعنت کا ہے جو ضد رفع کی ہے کیونکہ مفہوم لعنت کا بعد اور دوری ہے اللہ تعالےٰ کی جناب سے اور مفہوم رفع کا مقرب الٰہی ہونا ہے کیونکہ تمام کتب لغات معتبرہ مین رفع کے معنی تقرب کے لکھے ہین لہذا مزعوم اہل کتاب کو جو لعنت ہے رفع کے ساتھ جو اسکی ضد ہے رد فرمایا گیا بخلاف اسکے کہ رفع سے مراد اگر رفع جسمانی لیا جاوے تو پھر لعنت سے ذب کرنا حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ لعنت اور رفع جسمانی دونو جمع ہوسکتے ہین آپکا خود مشاہدہ ہوگا کہ اکثر کفار مشرکین کشمیر کے پہاڑ پر دوسرے اہل اللہ سے مرفوع الجسم الی السماء موجود ہین یا بذریعہ غبارہ کے رفع جسمانی اور لعنت دونون جمع ہوسکتی ہین مگر بسبب کفر وشرک کے باوجود رفع جسمانی کے اللہ تعالےٰ سے بہت بعید اور دور ہین اور پھر دیکھو کہ شیاطین کا رفع واسطے استراق سمع کے آسمان تک ہوتا ہے باوجودیکہ وہ ملعون اور مرجوم ہین اندرینصورت کلمہ بل بھی نعوذ باللہ لغو ہوا جاتا ہے حاصل یہ ہوا کہ رفع سے مراد صرف تقرب الٰہی ہے جو واسطے رد کرنے مزعوم فاسد اہل کتاب کے لعنت سے ذب کیا گیا ہے اب ایک فیصلہ قطعی نزاع اہل کتاب کا حاصل ہوگیا کما قال اللہ تعالےٰ ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون وانہ لہدی ورحمۃ للمؤمنین اور یہ بھی واضح رہے کہ عین صلیب کے وقت وعدہ رفع کا ہوا ہے جو یا عیسے

یا عیسٰے انی متوفیک ورافعک الی میں فرمایا گیا تھا اور ایفاء وعدہ کا تذکرہ بل رفعہ اللہ الیہ میں مذکور ہوا ہے۔ رافعک الی۔ اس فیصلہ کو یون مبرہن کیا گیا کہ کلمہ رفع جو بغیر صلہ حرف الی کے کسی جگہ پر واسطے رفع جسمانی کے آگیا ہو تو اس میں کچھ بحث نہیں ہے یہاں پر گفتگو ایک خاص محاورہ رفع الی اللہ میں ہے جو کسی جگہ محاورات عرب میں خواہ قرآن مجید ہو یا حدیث ہو یا کتب لغات عرب میں سے کوئی کتاب ہو بمعنی رفع جسمانی کے ہرگز ہرگز نہیں آیا۔ لہذا ما نحن فیہ میں کلمہ رفع صرف ایک معنی واحد کے لیئے جو رفع روحانی ہے متعین ہوگیا ہے اور رفع جسمانی کا احتمال ہے اس میں ہرگز نہیں ہوسکتا اس بحث میں اور بھی ادلہ قطعیہ ہیں اس امر پر کہ رفع جسمانی حضرت عیسے کا ہرگز نہیں ہوا بلکہ رفع درجات اور رفع روحانی ہوا ہے جو بمقابلہ مزعوم اہل الکتاب کے ہے اور رفع جسمانی کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل مروی نہیں ہے آپ کا ایسا خیال بالکل خلاف نفس الامر کے ہے رابعًا ہم اس بارہ میں تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ جبکہ حضرت عیسے اپنی عمر ۱۲۰ برس پاکر فوت ہوگئے ہیں جیسا کہ حدیث طبرانی وحاکم میں مذکور ہے اور ہمارے رسائل میں بتفصیل مندرج ہوچکی ہے اور نہ انکار رفع جسمانی ہوا ہے جو نزول جسمانی اس پر متفرع ہو اور موتے حقیقی کا رجوع کبھی اس دنیا میں ممکن نہیں کہ قد سبق القول منی انہم لا یرجعون وارد ہے تو پھر ان احادیث کے کیا معنی ہیں جن میں ابن مریم کے نزول کا وعدہ دیا گیا ہے پس واضح ہو کہ عیسے بن مریم اس قرن کے مجدد کا نام ہے جو آنحضرت صلعم نے تعلیمًا اعلے سے یہ نام رکھا ہے گو اس نام کے رکھنے میں اکثر امت ایک اشتباہ میں پڑگئی مگر اسلام میں سوا محکمات کے متشابہات کا موجود ہونا بھی ضروریات سے اور موجب ترقیات علوم کا ہے اگر متشابہات نہوں تو تمام علوم ضایع ہوجاوین اور قوائے دماغی وقلبی بشر کے معطل اور بیکار رہیں اور پھر والذین اوتوا العلم درجات کا رفع کیونکر ظاہر ہو کیونکہ نصوص اور محکمات کے سمجھنے میں تو اہل لسان خواہ علماء راسخین ہوں یا غیر انکے سب برابر ہوتے ہیں اور پھر تمیز اور تخصیص بین المخلصین والمعاندین کیونکر حاصل ہو غرضکہ محکمات کے ساتھ متشابہات کا ہونا بھی ضروریات سے ہے کما قال اللہ تعالے ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابہات فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب اور متقربین امت کے نام رکھنے میں آنحضرت صلعم کو انکے نفسوں اور ماباپ سے بھی زیادہ اختیار ہے کما قال اللہ تعالے النبی اولے بالمومنین من انفسہم یہی وجہ آنحضرت صلعم نے اکثر صحابہ کے نام ابتداءً بھی رکھے ہیں اور پہلے ناموں کو بدلکر دوسرے نام بھی تجویز فرمادیئے ہیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام بکنیت ابو تراب آنحضرت صلعم نے رکھا ہے باوجودیکہ حضرت علی کی کنیت دوسری ابوالحسن بھی تھی مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کنیت ابو تراب کو بسبب تسمیہ آنحضرت صلعم کے کنیت ابوالحسن سے محبوب تر رکھتے تھے اور آپکو اس کنیت سے جو کوئی پکارتا تھا بہت خوش ہوجاتے تھے وماسماہ ابا تراب الا النبی صلعم دیکھو بخاری صفحہ ۱۴۱۹ و ۱۵۱۹ چونکہ مجدد اس قرن چہاردہم کا آنحضرت صلعم کے نزدیک دیگر مجددین سے معظم مکرم تر اور محبوب تر تھا لہذا اسکو سلام بھی اپنا تاکیدًا پہونچایا ہے جو مشعر تعظیم وتکریم کے لیے ہے اور نام بھی اسکا عیسے بن مریم خود رکھا ہے تاکہ حسب الحکم آیت کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی ابوّت روحانی آنحضرت کی اس مجدد کے لیئے واضح ہوجاوے اور اگرچہ بموجب روایت ابن المسیب کے جو احب الاسماء الی اللہ اسماء الانبیاء ہے آنحضرت نے اس مجدد کے دیگر اسماء انبیاء کے ساتھ بھی نام رکھے ہیں مگر نام عیسے بن مریم اور ناموں سے پیشتر رکھا گیا ہے اور دوسرے نام یا تو الہام سے دریافت ہوئے یا اشارۃ احادیث سے معلوم ہوئے ہیں جیسا کہ وارد ہے کہ **یواطی اسمہ اسمی** پس جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کنیت ابو تراب سب ناموں سے زیادہ محبوب تر تھی اس لیئے اس مجدد کو بھی نام عیسے بن مریم زیادہ تر محبوب ہوا اور اولًا وہی دعوے عیسے بن مریم ہونے کا پیش کیا گیا اگرچہ دیگر انبیاؤں کے نام پر بھی زور سکے نام ہیں تاکہ ترتیب وضعی ترتیب طبعی کے موافق ہوجاوے

اور دوسرا نام اس مجدد کا محمد ہے یعنی مہدی جو تھا نبی اللہ اور خود اللہ تعالے نے ماباپ کے ذریعہ سے غلام احمد نام رکھا ہے چونکہ ان متقربین کے ناموں میں جو قضیہ مسلمہ الاسماء تنزل من السماء کے مصداق ہوتے ہیں وجہ تسمیہ اور معانی کا لحاظ بھی ضرور ہوا کرتا ہے اور بلا لحاظ معانی اور مناسبات کے یہ اسما نہیں نازل ہوا کرتے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکم قضیہ مسلمہ ہے لہذا ان ہر پنج اسماء کیلئے بھی مناسبت کا ہونا ضروری ہے اور اسی لیئے تعبیر الرویا میں جو عالم روحانی سے ہے اکثر تعبیرات بلحاظ معانی اسما کے ہی ہوا کرتی ہیں اور نیز آنحضرت صلعم سے اسما کے ساتھ تفاول بھی مروی ہے اگر لحاظ معانی اور مناسبات کا نہوتا تو نعوذ باللہ یہ جملہ ہدایات اسلامیہ لغو ہوجاتی لہذا ہم یہاں پر ہر پنج ناموں کے لئے کچھ مناسبت اور مماثلت مختصرًا بیان کئے دیتے ہیں۔ اسم اول کی مناسبت تو خود ظاہر ہے اور خود حضرت اقدس نے بھی بیان فرمادی ہیں ؎

چون مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند
ابن مریم مصلحت را نام من بنہادہ اند

اور محمد مہدی کے نام رکھنے جو بحکم یواطی اسمہ اسمی کے الہامًا بھی تسمیہ کیا گیا ہے یہ سر ہے کہ چونکہ اس قرن میں اللہ تعالے

کے صفات و افعال مین ایک شرک عالمگیر پھیلا ہوا ہے حتیٰ کہ قوم نصاریٰ کے ساتھ اہل اسلام نے بھی کسی قدر ہان مین ہان ملا دی ہے اور اس مجدد کی کوشش ہمہ تن اس شرک کو دفع کر کر بجائے اس کے توحید و تجید و تحمید الہی قایم کرنے کے لیے ہے۔ اور اسی ضمن مین آنحضرت صلعم کی شان کی تجید مقصود اعظم ہے جو اہل اسلام نے بھی بمقابلہ حضرت عیسےٰ کے اسکو گم کر دیا ہے ولا مقصود لہ الا ہو لہذا رسول کریم صلعم نے بطور بدلے اور عوض دینے کے اس کی اس تحمید کے مقابلہ مین اسکا نام محمد رکھا اور فرمایا کہ بواطئی اسمہ اسمی ولنعم ما قیل ؎

نان دہے گر بہر حق نانت دہند
جان دہے گر بہر حق جانت دہند

اور مہدی نام بھی اسلیئے رکھا گیا کہ اسوقت مین ایک عالم کا عالم مذکورہ شرک مین پھنسا ہوا ہے اور صرف یہی مجدد مہدی یعنی ہدایت یافتہ من جانب اللہ ہے یا اس کی جماعت اور واقعات اس کی شہادت دے رہے ہین اس کا مشاہدہ کر لو کہ ایک تو فرقہ عظیم نصاریٰ ہے جو چالیس کروڑ سے بھی زیادہ ہین حضرت عیسےٰ کو خدا جانکر صفات مختصہ الوہیت ان مین ثابت کر رہے ہین اور پھر بھی مولویان اہل اسلام ان کی تائید کر رہے ہین اور پھر نظر ثانی کر و اس امر مین کہ سوا جماعت احمدیہ کے عیسایئونکے اعتراضونکا جواب دینے والا مسلمانون مین اب کوئی نظر نہین آتا بشپ صاحب لاہور کا قصہ آپ نے سنا ہی ہوگا وغیرہ وغیرہ اور نبی اللہ نام اسلیئے رکھا گیا کہ اس صدی مین واسطے تائید اسلام کے الہامات پیشین گوئی کی سخت ضرورت ہے کیونکہ دنیا مین صدہا علوم عقلیہ و فنون طبعیہ اب شایع ہو گئے ہین اگر الہام الہی مدد نہ فرماوے تو پھر غلبہ اسلام ان علوم فنون پر کیونکر حاصل ہو صرف ایک الہام متضمن پیشین گوئی ہے جو سب علوم پر غالب ہو جاتا ہے اور تمام علوم اسکے مقابلہ مین مغلوب ہو جاتے ہین کیونکہ طاقت بشریہ سے باہر ہے اس لیے اس مجدد کو اس کثرت سے الہامات پیشین گوئی ہوتی ہین کہ مجددین سابقین مین کہین ان کا پتہ اور نشان بھی نہین ملتا دیکھو اسکے رسائل اور اس کی کتابون کو مثل براہین احمدیہ و تریاق القلوب وغیرہ کو جن مین الہامات پیشین گوئی کے بکثرت موجود ہین اور چونکہ نبار کی حقیقت شرعی اخبار عن اللہ ہے۔ لہذا بوجہ کثرت الہامات پیشین گوئیو نکے نبی اللہ یعنی مخبر عن اللہ نام رکھا گیا اور چونکہ خبر جو مترادف نبار کا ہے مقولہ علم سے ہے لہذا اس مین ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ اسکے ذریعہ سے معارف اور علوم قرآنی اور دقایق و حقایق فرقانی سکا کشف کبھی از منہ سابقہ سے زیادہ تر ہوگا واقعات نے اس امر کی بھی شہادت دیدی دیکھو اسکی کتب و رسائل کو۔ اور اللہ تعالےٰ نے نام اسکا بدر یعہ والہام کے غلام احمد رکھوایا ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی کے اعداد ۱۳۰۰ ہین جو سنین منصب تجدید پر ایک اشارہ لطیفہ کر رہا ہے اور چونکہ غلام احمد قادیانی کے اعداد ۱۳۰۰ ہین جو اس کا سنہ تجدید ہے اور کوئی دوسرا شخص مدعی مسیحیت و مہدویت کا جو غلام احمد قادیانی ہو اس وقت نہین ہے لہذا یہ ایک اشارہ لطیفہ ہے اسکے الہام انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کیطرف اور یہ الہام اشارہ لطیفہ کر رہا ہے اسکے خاتم الخلفار ہونے پر کیونکہ سوائے اس تفرد اور توحد کے جو خاتم الخلفا کے لیے ضروری ہے اور تفرد و توحد بشر کے لیے ہو ہی نہین سکتا علاوہ اسکے ایک سر یہ ہے کہ جس عیسےٰ کو عیسائیون نے خدا یا خدا کا بیٹا قرار دے لیا ہے تو جبکہ یہ مسیح غلام احمد کا خوارق وغیرہ مین اس سے بڑھ کر ہے تو پھر اس عیسےٰ اسرائیلی کی الوہیت کہان باقی رہی ولنعم ما قیل ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

اس بیان سے وہ تمام شکوک و شبہات جو مثیل کے بارہ مین تھے رفع ہو گئے ہونگے کیونکہ ہم جو مماثلت ابن مریم کے ساتھ بیان کرتے ہین وہ صرف اسلیے ہے کہ وجہ تسمیہ ساتھ ابن مریم کے پیدا ہو جاوے اور یون تو اسکو تمام انبیاؤن کے ساتھ مماثلت ہے الہام جری اللہ فی حلل الانبیا مدت ۲۰ یا ۲۲ سال سے براہین احمدیہ مین شایع ہو چکا ہے ہان عیسےٰ بن مریم کے ساتھ جو دربارہ مماثلت زیادہ زور دیا گیا ہے وہ اسوجہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے سب سے اول یہ تسمیہ فرمایا ہے اور پھر کسر صلیب اسی کا فرض منصب ہے یہ وجوہ مماثلت مختصراً بیان کی گئی ہین اگر بہ تفصیل دیکھنا ہو تو دیکھو کتب اس سلسلہ الٰہیہ کو۔ **خامساً** - ہم نظر اس بارہ مین کرتے ہین کہ مہدی اور مسیح دو شخص ہین جو ایک زمانہ مین ہو وینگے یا ایک ہی شخص ہے جس مین ہر دو شان جمع ہونگے - سو واضح ہو کہ اس بارہ مین بھی اختلاف ہے اور بعض احادیث سے ان دونون کا ایک ہونا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان حدیثون مین جو صفت مسیح کی بیان کی گئی ہے وہی صفت مہدی کی دوسری حدیث مین مذکور ہے اور برعکس اسکے دیکھو حجج الکرامہ وغیرہ کو چونکہ یہ بحث طول و طویل ہے لہذا ہم یہان پر صرف ایک حدیث سے اس مقدمہ کا فیصلہ کئے دیتے ہین کیونکہ تحقیقات کسی مقدمہ مین جبکہ کچھ ادنےٰ سراغ بھی ملجاتا ہے تو پھر اہل بصیرت پر تحقیق اس مقدمہ کی سہل و آسان ہو جاتی ہے - چہ جائیکہ جملہ آثار و علامات معلوم ہو جاوین وہ حدیث یہ ہے - کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح اخرہا ولکن بین ذلک فیج عوج لیسو منی ولا انا منہم رواہ رزین مشکوٰۃ شریف باب ثواب ہذہ الامۃ فصل ثالث اس حدیث سے ثابت ہے کہ اگر کوئی مہدی ہوگا بھی تو زمانہ وسط مین ہوگا چنانچہ اس امت مین ہر صدی مین مجددین گذر چکے ہین جو بالضرور وہی مہدی بھی ہے یعنی ہدایت یافتہ

من جانب اللہ سمجھے لیکن آخر زمانہ مین سوائے مسیح موعود کے کوئی دوسرا شخص مہدی نہین ہوگا اور حدیث لا المہدی الا عیسےٰ ابن مریم نے بھی یہی فیصلہ کردیا ہے آگے رہا اس حدیث کا ضعیف ہونا سو یہ غلط ہے کیونکہ کسی شخص کا یہ خواب ہے کہ امام شافعی نے اس سے کہا کہ یہ حدیث میری نہین۔ یونس راوی نے مجھپر جھوٹ بولا ہے کیونکہ اس پر امام حافظ الحدیث عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہین کہ یونس بن عبد الاعلی صدفی ثقات اور معتبرین سے ہین صرف کسی کی خواب سے وہ مطعون نہین ہوسکتے حاشیہ سندی مین لکھا ہے قال ابن کثیر یونس بن عبد الاعلی الصدفی من الثقات لایطعن فیہ بمجرد منام انتہی موضع الحاجۃ علاوہ اس پر یہ ہے کہ جس قدر احادیث مہدی کے بارہ مین آئی ہین وہ سب مخدوش اور مجروح ہین دیکھو ابن خلدون وغیرہ کو اور اس پر مزید یہ ہے کہ صحیحین مین کوئی باب مہدی کا منعقد نہین کیا گیا بخلاف مسیح موعود کے پس جبکہ ان وجوہ نقلیہ سے بھی ثابت ہوگیا کہ سوائے مسیح موعود کے مسیح موعود کے قرن مین کوئی دوسرا شخص مہدی نہین ہے اور اس دعوے پر علاوہ ان وجوہ نقلیہ کے شہادات سماویہ وارضیہ مثل کسوف وخسوف وغیرہ کے بھی پیدا ہوگئین تو پھر بموجب مقدمہ رابعہ کے قرن مسیح موعود مین کسی دوسرے شخص کا مہدی ماننا بالکل مخالف ہے تعلیم اسلام کے بلکہ وہی ایک شخص مسیح موعود بھی ہے اور مہدی بھی ہے اقتدائے نماز پر جو گفتگو حدیث مسلم مین آئی ہے اس مین مہدی کا کہین ذکر نہین صرف لفظ امیر ہے جو بموجب تعلیم اسلام کے تین آدمیون مین بھی ایک امیر ہوسکتا ہے چنانچہ بطور تناوب کے یہانپر نماز کے چند امیر ہین کیونکہ حضرت کے لیئے فطرتاً وقدرتاً چند ایسے موانع موجود ہین کہ وہ خود نماز نہین پڑھا سکتے پس یہ پیشین گوئی بھی قدرتی موانع سے پوری ہورہی ہے۔

سادساً۔ ہم اس امر مین نظر کرتے ہین کہ مہدی عترت اور اہلبیت یا اولاد فاطمہ سے ہونا کس حد تک صحیح ہے یہ تو معلوم ہوچکا کہ مسیح موعود کے زمانہ مین کوئی دوسرا مہدی نہین ہوگا پس اس سوال کی اس جگہ گنجائش ہی نہین رہی مگر ہم یہانپر مختصر کچھہ اور بھی تحریر کیئے دیتے ہین واضح ہو کہ اس بارہ مین بھی احادیث مختلف آئی ہین کسی مین اولاد حسن سے اور کسی مین اولاد حسین سے اور کسی مین بنی عباس سے مہدی کا ہونا آیا ہے۔ یہ باب طویل الذیل ازروئے روایات مختلفہ کے مصداق ہے۔ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا۔ تواریخ معتبرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہرایک خاندان مذکورہ سے مہدی گذر چکے ہم یہانپر صرف یہ امر جتلانا چاہتے ہین کہ اولاد حضرت فاطمہ علیہا السلام سے بھی ملک عجم طبرستان عراق اور جیلان وغیرہ مین چند ائمہ اور خلفاء ایسے ہوئے ہین کہ ان مین اوصاف حمیدہ مطابق ہوجاتے ہین ساتھہ اوصاف مہدی مندرجہ احادیث کے اور چونکہ احادیث مین اوصاف مہدی متغائرہ پائے جاتے ہین لہذا مہدی بھی متعدد اشخاص ہوئے ہین۔ ان خلفاء اور ائمہ دین فاطمین نے دعوت الی الاسلام بھی کی ہے اور جہاد بھی واسطے ذب کرنے حملہ مخالفین اسلام کے کیئے اور بعض ان آئمہ کے اپنے خصال کمالات مین وحید العصر بھی تھے اور وسیع العلوم بھی تھے اور ملک جیلان کے کفار ان کے ہاتھہ پر اسلام لائے ان نومسلمونکی تعداد ریاض مستطابہ مین لکھی ہے کہ کانوا زہاء آۃ الف اویزیدون اور ائمین سے بعض نے بیس برس تک خلافت اور امامت کی ہے اور عدل مین بھی ضرب المثل تھے دیکھو الریاض المستطابہ صفحہ ۸۰ واما الذین قاموا بالامامۃ من الفاطمین فی بلاد العجم والعراق اکثر من عشرین اماما وتمکن منہم بضعۃ عشر پس اگر احادیث مشعر المہدی من ولد فاطمہ کو تسلیم ہی کیا جاوے تو ایک مہدی کی جگہ چند مہدی ہوسکتے ہین اور بسبب تعدد کے احادیث مختلفہ کے بھی مصداق قرار پا سکتے ہین لیکن مسیح موعود کے زمانہ مین سوائے اسکے اور کوئی مہدی نہین ہوسکتا اور کیونکر ہوسکے کہ اس مسیح موعود کا خاتم الخلفا ہونا اپنے محل پر ثابت کیا گیا ہے اور ہوتے خاتم الخلفا کے کسی دوسرے امام یا خلیفہ کا ہونا کیونکر متصور ہوسکتا ہے ورنہ وہ خاتم الخلفا نہوگا دیکھو رسائل مصنفہ کو۔ نمبر چہارم مین جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسے کے رفع ونزول مین حدیثین بہت وارد ہین اور تمام مفسرین اور محدثین وغیرہم کا اعتقاد یہی ہے اسکا غلط ہونا بیان سابقہ سے ثابت ہوگیا البتہ صرف نزول مین احادیث موجود ہین اور نزول کے معنی آسمان پر سے اترنے کی ہرگز نہین ہین دیکھو بخاری کو اس مین لکھا ہے باب نزول النبی صلعم الحجر کیا نبی کریم مقام حجر مین آسمان پر سے اترے تھے لفظ منزل وغیرہ بھی نزول ہی سے مشتق ہے تو کیا کسی منزل مین آسمان پر سے بھی آدمی اترا کرتے ہین لہذا حقیقت نزول مسیح کی صرف اسقدر ہے کہ اس کی بعثت منجانب اللہ ہوگی۔ تائیدات سماوی اسکے شامل حال ہونگی الہامات او سپر نازل ہونگے وغیرہ وغیرہ سابعاً یہ بھی واضح ہو کہ اس زمانہ کے بامن ہونے مین کیا کلام ہے مثلاً نظر کرو آنحضرت صلعم کیحالت مکی پر کہ اہل اسلام کے لیئے کیسا پرخطر زمانہ تھا اور پھر اس زمانہ کو دیکھو کہ کیسا پر امن زمانہ ہے پھر دور کیون جاؤ ہم شیخ سعدی کے زمانہ ہی پر نظر ڈالو وہ کہتے ہین ؎

خلاف رائے سلطان رائے جستن
بخون خویش باید دست شستن
اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفتن اینک ماہ و پروین

اور پھر اس زمانہ پر امن کی ازادی کو دیکھو کہ ایک ادنے سا آدمی گورنمنٹ عالیہ پر کسقدر نکتہ چینی اور اعتراض کرتا ہے معہذا گورنمنٹ اس سے ناخوش نہین ہوتی بلکہ خوشی سے بعض اعتراض اگر اپنے محل پر ہین تو قبول کر کر قوانین مین اصلاح بھی کر لیتی ہے۔

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ثامناً - طلوع ستارہ ذوالسنین کی نسبت آپ لکھتے ہین کہ ثبوت مسیحیت یا مہدویت کے لیے تسکین بخش نہین ہے۔ اس مین آپ کو بڑا دھوکہ لگا ہے اصل حال یہی کہ علامات و آثار دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو وہ آثار ہین جو بمنزلہ عرض عام کے ہوتے ہین یعنی متعدد جگہ پر پائے جاتے ہین اور دوسرے وہ آثار ہین جو بمنزلہ خاصہ کے ہوتے ہین یہ آپکا کہنا صحیح ہے کہ کسی شے کے عوارض عامہ سے پوری تعریف اس شے کی حاصل نہین ہو سکتی جب تک کہ اس کی خاصہ کو شامل نہ کیا جاوے ہان بعض عوارض عامہ کبھی ایسے جمع ہو جاتے ہین کہ اسکا مجموعہ بھی معرف شے کبھی ہو جاتا ہے مگر جبکہ ان عوارض عام کے ساتھ خاصہ بھی منضم کیا جاوے تو پھر تعریف شے بخوبی حاصل ہو جاتی ہے مثلاً انسان کی تعریف اگر چاہین تو فقط جسم نامی سے حاصل نہین ہو سکتی پھر اسکے ساتھ حساس متحرک بالارادہ بھی منضم کیا تو بھی پوری تعریف حاصل نہوگی لیکن جبکہ ضاحک یا کاتب بھی ان عوارض عامہ کے ساتھ منضم کر دیا جاوے تو پھر پوری تعریف حاصل ہو جاوے گی علیٰ ہذا القیاس اس مسیح موعود کے تمام آثار جو کہ موجود ہو گئے ہین کچھ تو بمنزلہ عرض عام کے ہین اور کچھ بمنزلہ خاصہ کے عرض عام تو آپ جانتے ہی ہین اور مثال خاصہ کی مثلاً اجتماع خسوف کسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ ہجری کا ہے اور سوائے اسکے دیگر خاصہ بھی ہین پس اگر کسی خاصہ کو اسکے عوارض عامہ کے ساتھ ضم کر کر نظر کیجاوے تو مجموعہ ان کا بمنزلہ ایک معرف تام شے کے ہو جاویگا اور پھر بطور دلیل انی کے مسیح موعود کے وجود کا علم بھی بالضرور حاصل ہو جاویگا کیونکہ دنیا کی اکثر اشیا کا علم دلائل انی ہی سے حاصل ہوا کرتا ہے دیکھو خدا کی خدائی بھی اسکے اثار قدرت ہی . . . کو دیکھکر حاصل ہوئی ہے۔ رسول کریم صلعم کی رسالت و نبوت کا علم بھی اثار رسالت معلوم کر کر حاصل ہوا ہے پھر دیکھو کسی مکان مین اگر دھوان دیکھا جاتا ہے تو وجود اگ کا معلوم ہو جاتا ہے۔ کسی دیوار کے پیچھے اواز زید کی سنکر وجود زید معلوم کر لیتے ہین غرضکہ اکثر علوم اشیاء دنیا کے اسکے اثار دیکھکر ہی حاصل کیئے جاتے ہین پس اگر اثار مسیح موعود جو کچھ تو بمنزلہ عرض عام کے ہون اور کچھ بمنزلہ خاصہ کے جمع کیئے جاوین تو پھر اس شخص کے مسیح موعود ہونے کا علم بھی جو ان اثار کا مصداق ہو حاصل ہو جاویگا اگر ایسا نہو تو پھر تمام اشیاء دنیا مین سے کسی شے کا علم بھی حاصل نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی کہے کہ سلمنا اجتماع خسوف و کسوف مہدی کے لیے بمنزلہ ایک خاصہ کے ہے مگر حضرت مرزا غلام احمد کے لیے وہ خاصہ کیونکر ہو گیا جائز ہے کہ کسی دوسرے شخص کے لیے ہو جو ہی دراصل مہدی ہو تو کہا جاویگا کہ دلیل استقرائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرن مین کوئی دوسرا شخص مدعی مہدویت کا نہین پایا جاتا ہے جس کی تکذیب بھی بڑے زور شور سے از طرف مولویان کی گئی ہو اور چونکہ یہ آسمانی نشان واسطے تصدیق ایسے مدعی مہدویت کے مقرر کیا گیا ہے جو دراصل عنداللہ صادق ہے اور لوگون نے اس کو کاذب قرار دیا ہے کیونکہ لام جو ان لمہدینا آیتین مین موجود ہے وہ واسطے انتفاع کے آیا ہے اب دیکھو دنیا مین صرف ایک شخص غلام احمد ہی ہے جسنے دعوے مسیحیت اور مہدویت کا بڑے زور شور سے کیا اور تکذیب بھی اس کی بڑے زور شور کے ساتھ واقع ہوئی پس متعین ہوا کہ یہ نشانی آسمانی بھی واسطے تصدیق حضرت مرزا غلام احمد ہی کے مخصوص ہے وہو المدعا۔ اور واضح ہو کہ اثار سے موثر کا علم حاصل کرنا ایک ایسا مشہور قاعدہ ہے کہ سب جگہ پر جاری ہو جاتا ہے کسی شخص کے اثار شجاعت دیکھ اسکو شجاع جان لیتے ہین اور اثار سخاوت دیکھکر کسی کو سخی سمجھ لیتے ہین علوم طبیہ اور مخزن الادویہ کے علوم بھی یون ہی حاصل ہوتے ہین بعد تمہید اس قاعدہ کے ہم یہان پر نظر کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ صدی کا سر موجود ہے جو مجدد کو باواز بلند بلا رہا ہے بلکہ ایک خمس صدی کا گذر بھی گیا غلبہ مذہب صلیبی موجود ہے جو اسلام کو ضرر پہونچا رہا ہے۔ یہ مسیح موعود کسر صلیب کر رہا ہے جو اسکا فرض منصب ہے اور یہ کسر صلیب ایسی شان سے کر رہا ہے کہ آج تک کسی نے نہین کیا کیونکہ اس غلبہ صلیبی کے وقت حکمت الہی اسلام کی تائید کے لیے ایسی ہی کسر کو مقتضی بھی تھی۔ پھر ہم دیکھتے ہین کہ یہ مسیح موعود تمام اراکین مذاہب باطلہ بلکہ سلاطین کو بھی دعوت الی الاسلام کر رہا ہے جسکی تبلیغ بسبب مہیا ہو جانے تمام سامان و اسباب کے کل دنیا کے لیے اب ضروری ہو گئی تھی تاکہ پیشین گوئی لیظہرہ علی الدین کلہ پوری ہو۔

الہامات متضمن اخبار مستقبلہ کا ثبوت بین طور پر ہو رہا ہے جو الہامات مندرجہ براہین تھے گویا کہ وہ بمنزلہ عہد عتیق کے تھے اور انکا پورا ہونا بمنزلہ عہد جدید کے ہے کیونکہ اس وقت مین ایسے الہامات کی سخت ضرورت تھی کیونکہ بمقابلہ علوم طبعیہ وغیرہا کے بذریعہ الہام ہی کے جو علم حاصل ہوتا ہے وہی فوق طاقت بشریہ کے ہے لا غیر۔

کسوف وخسوف کا اجتماع ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ مین جو اس کے لیے بمنزلہ ایک خاصہ کے تھا واقع ہو چکا اونٹون کی سواری تمام دنیا مین بسبب اجراے ریلوے کے بیکار ہوتی چلی جاتی ہے جسکا ذکر بعہد مسیح موعود احادیث مین موجود ہے وترک القلاص فلا یسعی علیہا ـ طاعون بھی دنیا مین پڑا ہوا ہے جسکا ہونا بوقت مسیح موعود کے رسائل اثار محشر مثل حدیث الغاشیہ وغیرہ کے لکھا ہوا ہے اور الہامات مندرجہ براہین مین بھی طاعون کا ذکر پایا جاتا ہے جسکو شایع ہوئے ۲۰ یا ۲۲ سال ہو چکے ـ اس سلسلہ الٰہیہ کے لیے نصرت اور فتح بھی ابتدا سے آجتک حاصل ہوتی رہی جیسا کہ مامورین الٰہی کے لیے وعدہ الٰہی ہو چکا ہے اور الہامات براہین احمدیہ مین بھی اس فتح ونصرت کا ذکر بصراحت موجود ہے جسکا وقوع ملہم کے لیے دلیل صدق منجانب اللہ ہونے کے ہے وغیرہ وغیرہ غرضکہ جسقدر آثار اور علامات صدق اس مسیح موعود کے لیے اب واقع ہو گئی ہین بعض ان کے بمنزلہ ٭خاصہ کے ہین اگر ان کل کو جمع کر کر نظر کیجاوے تو بالضرور علم وجود مسیح موعود کا اور مصداق ہونا ان سب کا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے حاصل ہو جاویگا لیکن اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ جسقدر روایات رطب ویابس کتابون مین تفاسیر وغیرہ کے پائی جاتی ہین یا جسقدر خیالات مسیح موعود کی نسبت من تلقاء نفس کوئی شخص رکھتا ہے وہ سب پورے طور پر واقعہ ہو جاوین تب وہ مسیح موعود تسلیم کیا جاوے تو یہ امر کسی مامور من اللہ کے وقت مین ہوا اور نہ کبھی ہوگا نہ ورسول مقبول صلعم کے وقت مین جو علما اہل کتاب واحبار یہود رکھتے تھے اسی ٹھوکر کھانے کی وجہ سے اکثرون نے آنحضرت کو قبول

٭ غرض علماء کی سے اور بعض اوقات [illegible]

نہین کیا ورنہ بشارات آنحضرت صلعم مین تو تمام کتب مقدسہ ابتک مملو ہین ـ باقی رہین وہ چند احادیث جو آپکے خط مین مندرج ہین سو انکے سمجھنے کے لیے ہمنے مقدمات اربعہ ایسے لکھدیئے ہین کہ اگر آپ ان مقدمات اربعہ کو ملحوظ اور مرعی رکھین گے تو خود بخود مراد ان حدیثوں کی سمجھ سکتے ہین ورنہ ہمارے رسائل کا ملاحظہ فرماوین اور مقدمات مذکورہ کو پیش نظر رکھین تو پھر یہ احادیث اور نیز متعلق اس پیشین گوئی کے جسقدر احادیث ہین کل حل ہو جاوین گی ـ انشاء اللہ تعالٰے ـ والسلام خیر ختام ـ مورخہ نہم مئی سنہ ۱۹۰۲ء الراقم

سید محمد احسن امروہوی نزیل قادیان ضلع گورداسپور ـ

بیعت

مولوی عبدالرحمن برادر زادہ جناب مولوی غلام رسول صاحب ساکن قلعہ میان سنگھ ضلع گوجرانوالہ

محمد الدین خیاط ـ جہلم
خدا بخش ـ کنسٹبل ـ جہلم حال پنڈ دادنخان
غلام محمد کنسٹبل ـ ساکن نوان گران متصل جادا جہلم
امام الدین بوچڑ ـ جہلم
دوست محمد خیاط ـ ״
غلام محمد ـ ادہولا ضلع گورداسپور
فضل الدین معمار ـ کالا افغانان ضلع گورداسپور
احمد دین ـ مہندرا ـ راولپنڈی ـ
کرم الدین ـ چک پنیار ـ ضلع گجرات
مسماۃ کلثوم ـ زوجہ شیخ ہدایت اللہ صاحب ـ صدر پشاور ـ
صغریٰ ـ بنت شیخ ہدایت اللہ صاحب صدر پشاور ـ

علی بخش ـ ہرمی ضلع لدہیانہ ـ
برکت علے ـ ״
زوجہ علی بخش ״
نبی بخش ـ جہٹ ـ ״
اولیا ـ ״
بوڑو ـ ״
کرم بخش ״
مولا بخش ـ برم ״
محمد ابراہیم ـ بہنی ـ جالندھر ـ
علیا ـ علی پور ـ متصل بہادلہ ضلع لدہانہ ـ
گوجر ـ ایضاً
عطا محمد طالب علم بہادلہ ـ لدہیانہ ـ
ماموں ـ ״
سید غلام مولا صاحب مدرس ساکن بہادلہ ضلع لدہانہ
محمد علی صاحب ـ حیدرآباد دکن کوچہ بہرو پیا ـ
محبوب علے صاحب ـ ״
محمد جہانگیر خانصاحب ״
منظور علے صاحب ـ ״
محمد عظیم ـ جوکی والہ ـ ڈیرہ غازیخان
جیسم بخش ـ ״
الٰہی بخش ـ ״
مسماۃ نور بھری ״
مسماۃ عائشہ زوجہ محمد عظیم ״
مسماۃ بخت وڈی بنت محمد عظیم ״
مسماۃ مبارکہ بنت ״ ״
مسماۃ موتیا نوالی بنت ״ ״
״ گوہر ״ ״ ״
״ سبھائی ״ ״ ״
״ غلام فاطمہ ״ ״ ״
״ بخت ہمشیرہ محمد عظیم ״
״ عائشہ زوجہ مرید احمد ״
موسے ـ بستی رندان ״
صاحبو ـ ״
کریم بخش ״
رحیم بخش ״
احمد بخش
مسماۃ حیاۃ زوجہ اللہ بخش ״

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ۔ انہ اوی القریۃ ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

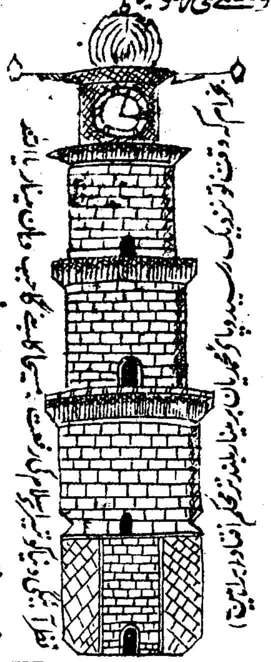

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر ۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۹ | ۲۴ ۔ مئی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۶ صفر سنہ ۱۳۲۰ یوم شنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ ۔	۱
کیا قادیان طاعون سے پاک نہیں؟	۲
ہوشیار باش ۔	۳
مختصر نوٹ اور نکات ۔	۴
کلمات طیبات ۔	۵ و ۶ و ۷
قرآن شریف کے ترجموں کا انتہائی فیصلہ ۔	۷ و ۸
بیعت کا کالم ۔	۸
بقیۃ الوداد نمبر ۵ ۔	۹
ایضاً	۱۰
ایضاً	۱۱
ایضاً	۱۲
ایضاً	۱۳
ایضاً	۱۴
ایضاً	۱۵
پیسہ اخبار سے خط و کتابت ۔	۱۵ و ۱۶

شادی کی ضرورت ۔ دفتر الحکم کے کاتب منشی عبد الرزاق لودیانوی احمدی شادی کرنا چاہتے ہین جو ایک شریف مزاج ۔ ۲۴ برس کے نوجوان ہین ۔ علاوہ دست عنلہ ماہوار کے ملازم ہین ۔ ترقی کی بہت بڑی امید ہے ۔ ایڈیٹر کی معرفت خط و کتابت کی جاوے +

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت کی بشارت الحکم کے ایک خاص نمبر کے ذریعہ احمدی قوم کو دیجا چکی ہے اس کے بعد حضرت ممدوح کی صحت یوماً فیوماً رو بترقی رہی چنانچہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز جمعہ مین شریک ہوئے ۔ والحمد للہ علی ذالک ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باہر تشریف لانیسے جسقدر خوشی جماعت مقیم قادیان کو ہوئی اس کا اندازہ ان چند سطور مین نہین ہو سکتا اور نہ ہم اس مسرت کا کوئی اندازہ کر سکتے ہین جو اس روح افزا بشارت کے پڑھنے سے احمدی قوم کو ہوگی حضرت حجت اللہ کی اس بیماریسے ہمین کیا کیا سبق حاصل ہوئے اور خدا تعالے کے کیا کیا نشانات ظاہر ہوئے ہماری دلی آرزو ہے کہ ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ اس مضمون پر کوئی آرٹکل شایع کرین ۔

دوران ایام دورہ مرض مین الیوم یوم عید ۔ کل یوم ہو فی شان ۔ اے

میرے قادر خدا اس پیالہ کو ٹالدے ۔ خدا غمگین ہے ۔

یعظمک الملائکۃ ۔ خدا تعالے کی وحی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی +

آج ۲۴ ۔ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو ۹ ۔ بجے کے قریب حضرت اقدس بیت الفکر مین تشریف لائے اور قریباً بیس آدمیون کو بیعت مین داخل کیا ۔ بہر حال حضرت اقدس کی طبیعت اب خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہے صرف ضعف اور نقاہت باقی ہے ۔

۲ ۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی مشہور و معروف کتاب خلافت راشدہ کی پہلی جلد عنقریب دفتر الحکم سے احباب کے بیحد اصرار پر شایع کیجاویگی جن لوگون نے درخواستین بھیجی ہوئی تھین وہ جلد تجدید کر دین غالباً جون کے پہلے ہی ہفتہ مین انشاء اللہ شایع ہو جاویگی

۳ ۔ آیات الرحمان جواب عصائے موسے کی پہلی جلد دس جزو پر ختم کرکے شایع کیجاویگی جسکی بہت جلد اشاعت کی امید کیجاتی ہے

۴ ۔ ست بچن آریہ دھرم دوسرا اڈیشن تو مرتب ہو چکا

کیا قادیان طاعون سے پاک نہیں؟

الحکم کے ناظرین اور دوسرے لوگ غالباً جب بعض اخبارون مین پڑھتے ہونگے کہ قادیان مین طاعون کی وارداتین ہوئی ہین تو ان کو حیرت اور تعجب ہوتا ہوگا + ہم نے اس معاملہ پر آجتک ایک سطر بھی لکھنے کی اس لئے ضرورت نہ سمجھی تھی کہ جب اخبارات مین محض بے حیائی اور ابلہ فریبی کی راہ سے خدا تعالے کے سخت وعید لعنت اللہ علے الکاذبین سے نہ ڈر کر حضرت اقدس علیہ الصلواۃ والسلام کے دشمنون کے مجذوم ہونے کی خبر شائع کی گئی تھی اور دانشمند اور شریف پبلک نے یہ نتیجہ نکال لیا تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت مین اب اس قسم کی بیہودگیون اور شرارتون کے سوا مخالفون کے پاس کچھ نہین رہا تو ہمارا خیال تھا کہ بہت سے لوگ اس قسم کی بیہودگیون اور بازاری خبرون کی توثیق مین ضرور شبہ کرینگے اور انکو بھی اسی قسم کی مخالفانہ حرکتونکی نتائج قرار دینگے لیکن ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض دیسی اخبارون نے (جن کی نسبت ہمارا خیال تھا کہ وہ بدون تصدیق تام خبرونکو درج نہ کرتے ہونگے) اس قسم کی بازاری خبرونکو اپنے اخبارات مین جگہ دی تو ہمین خاموش رہنا گناہ معلوم ہوا۔ اسلیئے ہم سردست مختصر طور پر اس سوال کو حل کرنا چاہتے ہیں کہ قادیان طاعون سے پاک نہین؟

ہمکو لاہور کے اخبار وطن اور پیسہ اخبار کی خطرناک غلطی پر سخت افسوس ہے۔ کہ دونون اخبارون کے ایڈیٹرون نے اصول اخبار نویسی کے خلاف محض بازاری خبر اپنے اخبار مین درج کرکے اپنی وقعت کو کم کرنا چاہا۔ ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے سب سے پہلے ہم یہ کہنا چاہتے ہین کہ قادیان مین طاعون کی کسی شاذ واردات کا ہوجانا اس عظیم الشان وحی اور پیشگوئی کی وقعت کو کم نہین کرسکتا جو قادیان کے محفوظ رہنے اور اقرب بالامن ثابت ہونے کے متعلق الحکم مین اور الگ اشتہارات کے ذریعہ شایع ہوچکی ہے مگر کوئی احمق اس سے یہ نتیجہ نکالکر اپنی نادانی کا ثبوت ندے کہ ہم گویا تسلیم کرتے ہین کہ قادیان طاعون سے پاک نہین ہے اگر وہ اس سے اس نتیجہ پر پہونچے تو وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالے نے قادیان کو اس افراتفری اور موت الکلاب سے جو طاعون کی وجہ سے دوسرے شہرون مین ہوئی محفوظ رکھے گا +

لیکن اسوقت جو پیسہ اخبار نے دوسرے اخبارون کا پس خوردہ کھاکر یہ شایع کیا ہے کہ **قادیان مین طاعون ہے۔**

یہ سراسر **جھوٹ اور کذب** ہے ہم اس بات کے ذمہ دار نہین ہوسکتے کہ کوئی آدمی خدا سے نہ ڈر کر محض جھوٹ پیسہ اخبار کو لکھدے کہ قادیان مین طاعون کی وارداتین ہوئی ہین + بحالیکہ ایک بھی کیس نہ ہوا ہو اور نہ ہم اس بات کے کفیل ہوسکتے ہین کہ کوئی ناواقف چوکیدار اپنی کتاب **طاعون** کے ذریعہ کسی موت کا ہونا ظاہر کرے باوجودیکہ وہ پلیگ کے حالات اور اسکی علامات اور تشخیص کرنے کے محض ناقابل ہو۔ لیکن ہان ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہین کہ قادیان مین طاعون کے ہونے یا نہ ہونے کے متعلق **میڈیکل آفیسر پلیگ ڈیوٹی** کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ ہم کسی اگلی اشاعت مین سرکاری تحریرون کی بنا پر یہ شایع کرنے کے قابل ہوسکین گے + کہ قادیان مین جو طاعون کے کیس ہونے کی خبرین شایع کی گئی ہین وہ محض جھوٹ اور افترا اور پچاس ہزار سے زاید گورنمنٹ کی مخلص اور فرمانبردار رعایا کی دل شکنی اور مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچانے کی غرض سے شایع کی گئی ہین ہم اس معاملہ کے متعلق جو کچھ لکھینگے وہ انشاءاللہ سرکاری تصدیق کی بنا پر لکھینگے اور اس کے پولیٹکل نتائج اور اثر پر گورنمنٹ کو توجہ دلائینگے

اسوقت لاہور کا پیسہ اخبار مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء ہمارے سامنے ہے جسکے صفحہ کالم اول مین **قادیان مین طاعون سے موتین** کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا گیا ہے جس مین ۲ کیس دکھائے گئے ہین۔ ہم سردست دو چار کی بابت لکھتے ہین باقیون کو اسی پر قیاس کرلو پیسہ اخبار کو اس خط کی بنا پر لکھنے سے شرم کرنی چاہیئے تھی مولا چوکیدار اور نتھو چوکیدار کی بابت جو لکھا ہے یہ صریح جھوٹ ہے مولا چوکیدار ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو فوت ہوا اور رجسٹر اموات مین نمبر ۵۳ پر اسکی موت کا باعث بخار درج ہے اور نتھو جو ۱۸ اپریل کو فوت ہوا نمبر ۶۹ پر اسکی موت کا باعث بھی بخار درج ہے پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بولنے سے ذرا بھی پرہیز نہین کرتے کیا پیسہ اخبار اپنے اس جھوٹ کی تردید کریگا؟ مولا چوکیدار کی بیوی ابتک زندہ ہے اور تندرست ہے اگر پیسہ اخبار نے اپنی اس تحریر کی تردید نکی تو اندیشہ ہوتا ہے کہ اس قسم کی غلط اور رنجدہ خبر کا خمیازہ اسے کھینچنا پڑے۔ مولا چوکیدار کی کوئی لڑکی نہ کبھی تھی اور نہ فوت ہوئی اب اس سے بڑھکر قابل شرم کمینہ جھوٹ کیا ہوگا۔ ہم دیکھینگے کہ پیسہ اخبار صاف طور پر اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے یا ہضم!

پسر **بڈھا تیلی** بھی ان متوفیون مین ایک نام ہے اور یہ لڑکا دفتر الحکم سے کوئی دس گز کے فاصلہ پر فوت ہوا ہے + اور ساری قادیان کو معلوم ہے کہ لڑکا سگ دیوانہ کے کاٹنے سے فوت ہوا ہے اور پیسہ اخبار کا راست بیان ایڈیٹر اسکو طاعون کی واردات قرار دیتا ہے + اب ہم اس صریح جھوٹ کو بغیر لعنت اللہ علے الکاذبین کے اور کیا کہین پیسہ اخبار اگر عمداً جھوٹ کی نجاست پر منہ نہین مارتا تو وہ اسکی تکذیب کرے۔ مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت کی کسی رشتہ دار عورت کے طاعون سے مرجانے کی خبر لکھکر پیسہ اخبار یا اسکے دوسرے رفیقون نے جو ایک عظیم الشان گروہ کو صدمہ پہنچایا ہے اسکے لیے **قانونی حقوق** کو ہم محفوظ رکھتے ہین اور کسی مناسب موقع پر ایسے صریح جھوٹ بولنے والونکو معلوم ہوجاویگا کہ جھوٹ بولنے کی کیا سزا ہے مولوی صاحب موصوف کی کوئی رشتہ دار عورت جسکو بعض تحریرون سے ظاہر کیا گیا ہے نہ کبھی طاعون زدہ ہوئی اور نہ طاعون سے ہلاک ہوئی + اگر پیسہ اخبار نے عمداً جھوٹ نہین بولا تو وہ اس بیہودہ سرائی کے متعلق جسکی دیدہ دانستہ اسکی لغویت کا اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی + ص

ہم ہو در کہین ہم دیکھینگے کہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اور وطن کا ایڈیٹر کہانتک پاس وضع کرکے دکھاتے ہین +

+ ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ نے جو ایک شریف عہدہ دار ہے اس کیس کا تفتیش لیا کیا ہو۔ ایڈیٹر

ہوشیار باش

اے پنجاب کے مسلمانو! اپنی جانون پر ظلم نکرو اور میری آواز پر کان دھرو – اب تو خداوند تعالے کے غضب نے سارے پنجاب کو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا ... تلف ہو رہی ہین اور تمہارے یہ خیال ... ن کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند ... وز تاراج کر کے نکلجاوے گی نہین بلکہ یہ ... بیماری ہے جو مدتون رہتی ... ر جہان پر آجاوے وہانکے باشندے ... یا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہے گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور نہ بھنگ کے درخت کو بالکل ... رانہ بنا دیتی ہے اور اسی بنا پر گورنمنٹ کی ... ف سے بھی اسکے روکنے کے واسطے بڑا تردد کیا جارہا ہے اس واسطے تم لوگونکو مناسب ہے کہ تم اپنے ... پ پر رحم کھاکر اس نسخہ سے فائدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے یعنی تم سچے اور اضطرار ... ل کے ساتھ اللہ تعالے کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اس نذیر سے جس نے صدی کے سر پر اللہ تعالے کی قدیم سنت پر ظاہر ہوکر تم کو للکارا پہ ... نے اس کی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اسکو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا – التجا کرو کہ وہ دعا کرین کہ ... پر سے یہ غضب اٹھا لیا جائے تمہارا مذاق بازیون پر اللہ تعالے ان کو ... بر دیکھا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول ... کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور زور ... ر حملون سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا سو یاد کر لو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین پس اگر تم خدا کے اس غضب سے ... امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف ... کر گوش دل سے امام الوقت کی باتو نپر کان دھرو اور خدا کے واسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ اور ان بیباکانہ باتون سے باز آجاؤ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے اضطرارون کی سی شکل بناکر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بناکر خدا سے امان مانگو اور یقین کر لو کہ خداوند کریم اس کی دعا کو ضرور ضرور سنیگا اور تم لوگ بچ جاؤگے اور اگر تم ایسا نہین کروگے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور شرمندون کی طرح تم کو ایسا کرنا پڑیگا لیکن اسوقت تک کہ تم کو پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب بستے جدا ہوچکے ہونگے اور لے لاہور اور امرتسر شہرون کے مسلمانون تم کسی ناسمجھ جو فروش گندم نما کی باتون مین نہ آجانا کہ تمہارے شہرون مین طاعون نے دخل نہین کیا یا نہین کریگا بلکہ یاد کرلو کہ امام الوقت نے تحدی سے تم لوگونکو آگاہ کر دیا ہے کہ اگر تم لوگ توبہ اور استغفار سے کام نہین لوگے تو ضرور طاعون تمہارے شہرون مین آویگا اور یہ مین کہتا ہون کہ دیر آید درست آید – ایسا درست ہوکر نہ آوے کہ تم کو درست بناکر چھوڑے اور جو حالت نباتات کی ٹڈی دل کا پونگ کرتا ہے وہ ظاہر ہے یا جو وہی صورت طاعون کے پچھاڑے کا نہ ہوجاوے لہذا تم ایلہ فریبون سے بچو اور اپنے رب سے صلح کیواسطے کوئی ذریعہ تلاش کرنیکی فکر کرو ورنہ پچتاؤگے انجمن حمایت اسلام نے جو کشتی اس طوفان سے بچنے کے واسطے تمہارے لیے تجویز کی وہ خوب تو ہے مگر اسکے ساتھ کوئی ملاح نہین ہے جو علم دریا سے واقف ہو اسواسطے وہ خطرناک ہی ہے آؤ تمکو مین ملاح کا پتہ دون وہ قادیان مین ہے اور اسنے بھی ایک کشتی خدا کے حکم سے تیار کی ہے آؤ اور اس مین سوار ہوجاؤ ورنہ جب لنگر اٹھا لیا جاویگا اسوقت اس مسافر کیطرح افسوس کرنا پڑیگا جسکو کشتی چھوٹ جانے پر رات لب دریا آجایا کرتی ہے + الراقم

شیخ عطا محمد صاحب اوورسیر از بلوچستان کوئٹہ

رسید زر قیمت اخبار

١- جناب شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور بقایا سابقہ .... لعہ
٢- جناب حافظ محمد اسحاق صاحب اوورسیر بقایا سابقہ .... ۸ ؎
٣- جناب حافظ غلام رسول صاحب سکینڈ ماسٹر سنہ ١٩٠٢ء ...... صہ
٤- مرزا حاکم بیگ صاحب – بقایا سابقہ ١٢
٥- ڈاکٹر سید جلال صاحب از بر بابت سنہ ١٩٠٢ء ...... ے
٦- جناب محمد نواب خانصاحب ثاقب جاگیردار سنہ ١٩٠٢ء – صہ
٧- جناب منشی منصب علیخانصاحب اہلکار نواب محمد علی خانصاحب – صہ
٨- جناب نواب محمد علیخانصاحب برائے جماعت مالیر کوٹلہ – صہ
٩- میر عنایت علی صاحب خزانچی نواب صاحب موصوف – صہ
١٠- جناب حکیم محمد زمان صاحب معالج خاندان نواب صاحب موصوف ...... ۸ ؎

(معرفت نواب صاحب موصوف)

١١- جناب نواب محمد علیخانصاحب بقایا سابقہ ...... ۹ ؎
١٢- ایڈیٹر صاحب صدا البشر ... ٢ ؎
١٣- بابو محمد بخش صاحب اوور سنہ ١٩٠٢ء ...... صہ
١٤- ماسٹر ولی اللہ صاحب لاہور سنہ ١٩٠٢ء ..... صہ

میزان ۹ ؎

ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے دوسرے خریداران اخبار جنکے ذمہ کچھ بھی باقی ہے وہ اسوقت بھیجکر ہماری مدد کرینگے +

(ایڈیٹر)

پیسہ اخبار نے جو جھوٹ اور رنجدہ نوٹ ۲۴ مئی کے اخبار مین شایع کیا ہی اس کے متعلق مفصل مضمون ۳۱ مئی کے الحکم مین شایع ہوگا۔

مختصر نوٹ اور نکات

نیشنلٹی اور ہیومنٹی آج کل یورپ کی تقلید وضع کے شوق اور جوش نے بہت سی (؟)ل اور بیہودہ باتون کو سرون مین بھر دیا ہے۔ (؟)ن مین سے ایک **نیشنلٹی** ہے + یہ ایک (؟) ہے جو آج کل کے نو تعلیم یافتون کی زبان پر عام ہے مگر ہم کو افسوس اور تعجب سے کہنا پڑتا ہے کہ اس لفظ کا جو کچھ مفہوم اور مقصد ہے و(؟)ہ امن کی زندگی بسر کرنے نہین دیتا + **نیشنلٹی** کا اقتضا یہ ہے کہ دولت، ثروت، علمی قابلیت اور لیاقت حکومت اور سلطنت غرض سب (؟) اسی ایک قوم کو (؟)ملے جو اس نیشنلٹی کو پیدا کرنا چاہتی ہے + مثلاً ایران کی نیشنلٹی کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا مین ایران ہی ایران ہو اور یورپ (؟) یہ کہ یورپ ہی ہو۔ وقس علے ہذا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نیشنلٹی خود غرضی کی تعلیم دیتی (ہے) یا نہین؟ غایر نظر کے بعد صاف معلوم (ہو)گا کہ یہ خود غرضی ہے۔ یہ تو ہے یورپین تہذیب کا خلاصہ اور مغز بر خلاف اسکے **اسلام** نے ہمیشہ **ہیومنیٹی** یعنی نوع انسان کی ہمد(ر)دی کا سبق دیا ہے + اور (اس)نے اخوت پیدا کرنی چاہی ہے اسلام اس (؟) کی تفریق ہرگز نہین کرتا کہ فلان ہندی ہے یا (؟) عربی ہے یا فارسی۔ اسلام کے نور کے (؟) آکر خواہ کوئی ہی ہو سب کے حقوق یکسان اور عادی ہوتے ہین اس کی وجہ (یہ) ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام تھی اور وہ **رحمۃ للعالمین** ہوکر آئے تھے اور اس قدر عظیم الشان رتبہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم کی مظہریت تامہ (؟)کا کسی دوسرے کو ملا نہین اسلئے تمام دوسری تعلیمین اور ہدایتین اپنی قیتنر گو کیسی ہی کامل ہون مگر اسلام کے مقابلہ مین تکمیل طلب (؟) + جو اسلام ہی سے ہوئی۔

ایک عیسائی فاضل اپنی کتاب اکاونٹ آف محمڈنزم مین لکھتا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ جسقدر معجز گواہیان اور سندین نبی اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کے لیے پیش کیجا سکتی ہین ایک **عیسائی** کی قدرت نہین ہے کہ ایسی گواہیان یسوع کے معجزات کے ثبوت مین عہد جدید سے پیش کر سکے اور اس سے زیادہ یا اس سے بہتر سندین لا سکے +

قرآن کریم مین ابتک دو عظیم الشان نہرین جاری ہین اور وہ ابد الآباد تک جاری رہین گی ایک دلایل عقلیہ کی نہر دوسری آسمانی نشانون کی نہر لیکن عیسائیون کی انجیل ان دونون سے ہمیشہ بے نصیب اور خشک رہی ہے ولنعم ما قیل۔

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانی بود
پس بگریید بر رہ شان ہر کہ گریانی بود
آن خداوندے کہ نامش ہست بر ہر گ ثبت
ہر کہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود

ایک نادان عیسائی نے عدم ضرورت قرآن نام ایک رسالہ لکھ کر توریت کی بعض تعلیمون کا ذکر کر کے قرآن کریم کے وجود کو بے ضرورت بنایا ہے لیکن ہمین اسکی اس خوش فہمی پر رحم آتا ہے + کہ اسکو ابھی تک اتنا بھی معلوم نہین کہ تمام کتابین موسی کی کتاب توریت سے لیکر انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہین اور صاف اور صریح الفاظ مین کہتی ہین کہ ان کی ہدایتین عام فایدہ کے نہین بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہین مگر قرآن شریف کے مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے۔ پھر جب کہ قرآن شریف کی اصل غرض عامہ خلایق کی اصلاح ہے اور توریت کی غرض صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے تو توریت کی بعض باتون کو پیش کر کے کہنا کہ پہلے سے موجود ہین کیسی حماقت اور نادانی ہے۔

معاملات کی صفائی مین اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینے مین قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے وہ دنیا کی کسی دوسری مذہبی کتاب یا ہدایت نامہ مین ہرگز نہ ملے گی چنانچہ ایک مقام پر فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علے انفسکم او الوالدین والاقربین الایۃ یعنے مومنو! انصاف پر مضبوط خدا کے لیے شہادت دینے والے رہو گو کسی طرح تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا قرابتیون کے حق مین مضر بھی ہو۔

اور ایک جگہ فرمایا **لا یجرمنکم شنآن قوم علے ان لا تعدلوا** – کسی قوم کی ضد سے انصاف نہ چھوڑا کرو۔

غالباً جون سنہ ۱۸۹۳ء کا ذکر ہے کہ حضرت حکیم الامت نے امرت سر کے رؤسا کی تحریک اور درخواست پر **اسلام** کی ضرورت۔ صداقت اور فضیلت پر ایک عظیم الشان لیکچر دیا تھا۔ ہمنے اسوقت اس گرانقدر لیکچر کے نوٹ لیے تھے مگر خدا جانے وہ کہان جاتے رہے تاہم فاضل لیکچرار نے اپنے لیکچر کا خلاصہ جو شروع ہی مین کر دیا تھا ہم کو خدا کے فضل سے ابتک یاد ہے اور وہ صدا اسیطرح آج ۹ برس بعد بھی ہمارے کانون مین گونجتی ہے "میرے لیکچر کا مضمون وسیع ہے تو اسقدر کہ قیامت تک ختم نہین ہو سکتا کیونکہ **اسلام** کی ضرورت اس کی صداقت اور فضیلت کے نئے نئے پہلو ہمیشہ نکلتے رہین گے جبکہ اسلام عالمگیر اور **ابدی** مذہب ہے اور مختصر ہو تو اتنا کہ چند لفظون مین یون ختم ہو جاتا ہے۔ **اسلام** کے معنے ہین **صلح و آشتی** سچی فرمانبرداری جسکے نتیجہ مین راحت اور سکھ ملتا ہے پس تم مین سے کون ہے جسکو صلح اور آشتی یا راحت و آسایش کی ضرورت نہین لہذا اسلام کی ضرورت ہر فرد بشر کو ہے۔ **اسلام** کا فطری ضرورت ہونا ہی اس کی صداقت کا ثبوت اور اپنے دعوے کے ساتھ دلیل کا رکھنا ہی اس کی **فضیلت** کا باعث ہے"۔

کلماتِ طیّبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(سلسلے کے لیئے دیکھو گذشتہ اشاعت)

ایسا ہی فرمایا قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد - یعنے کہدو کہ وہ خدا ایک ہے جو خدا کا نام ہے وہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے نہ کھانے پینے کی اسکو ضرورت نہ ماں یا مکان کی حاجت نہ کسی کا باپ نہ بیٹا اور نہ کوئی اسکا ہمسر اور بے تغیر ہے - یہ چھوٹی سورت قرآن شریف کی ہے جو ایک سطر مین آجاتی ہے لیکن دیکھو کس خوبی اور عمدگی کے ساتھ ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالے کی تنزیہ بیان کی ہے -

حصر عقلی بھی شرک کے جسقدر قسم ہو سکتے ہین ان سے اسکو پاک بیان کیا ہے جو چیز آسمان اور زمین کے اندر ہے وہ ایک تغیر کے نیچے ہے مگر خدا تعالے نہین ہے - اب یہ کیسی صاف اور ثابت شدہ صداقت ہے دماغ اسی کیطرف متوجہ ہوتا ہے نور قلب جس کی شریعت دل مین ہے اسپر شہادت دیتا ہے قانون قدرت اسی کا موید و مصدق ہے یہانتک کہ ایک ایک پتہ اسپر گواہی دیتا ہے - پس اس کو شناخت کرنا ہی عظیم الشان بات ہے + خدا تعالے نے جو قرآن شریف مین یہ چھوٹی سی سورت نازل کی یہ ایسی ہے کہ اگر توریت کے سارے دفتر کی بجائے اتنا اسیقدر ہوتا تو وہ تباہ نہ ہوتے اور انجیل کے اتنے بڑے مجموعہ کو چھوڑ کر اگر یہی تعلیم انکو دیجاتی تو آج دنیا کا ایک بڑا حصہ ایک مردہ پرست قوم نہ بن جاتا -

مگر یہ خدا کا فضل ہے جو اسلام کے ذریعہ مسلمانونکو ملا اور اس فضل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے جس پہلو سے دیکھو مسلمانون کو بہت بڑے فخر اور ناز کا موقع ہے مسلمانون کا خدا پتھر - درخت حیوان - ستارہ - یا کوئی مردہ انسان نہین ہے بلکہ وہ قادر مطلق خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے پیدا کیا اور حی و قیوم ہے -

مسلمانون کا رسول وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی نبوت اور رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے آپ کی رسالت مردہ رسالت نہین بلکہ اسکے ثمرات اور برکات تازہ بتازہ ہر زمانے مین پائے جاتے ہین جو اس کی صداقت اور ثبوت کی ہر زمانہ مین دلیل ٹھہرتے ہین چنانچہ اسوقت بھی خدا نے ان **ثبوتون** اور **برکات** اور **فیوض** کو جاری کیا ہے اور **مسیح موعود کو بھیجکر نبوت محمدیہ کا ثبوت آج بھی دیا ہے** - اور پھر اسکی دعوت ایسی عام ہے کہ کل دنیا کے لیئے ہے قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور پھر فرمایا ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - کتاب دی تو ایسی کامل اور ایسی محکم اور یقینی کہ **لاریب فیہ** اور **فیہ کتب قیمہ** اور **آیات محکمات - قول فصل میزان مھیمن** -

غرض ہر طرح سے کامل اور مکمل دین مسلمانون کا ہے جسکے لیے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کی مہر لگ چکی ہے - پھر کسقدر افسوس ہے مسلمانون پر کہ وہ ایسا کامل دین جو رضاء الہی کا موجب اور باعث ہے رکھکر بھی بے نصیب ہین اور اس دین کے **برکات** اور ثمرات سے حصہ نہین لیتے بلکہ خدا تعالے نے جو ایک سلسلہ ان برکات کو زندہ کرنے کے لیے قایم کیا تو اکثر انکار کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے - اور **لست مرسلا** اور **لست مومنا** کی آوازین بلند کرنے لگے +

یاد رکھو خدا تعالے کی توحید کا اقرار محض ان برکات کو جذب نہین کر سکتا جو اس اقرار اور اسکے دوسرے لوازمات یعنے اعمال صالحہ سے پیدا ہوتے ہین -

یہ سچ ہے کہ **توحید** اعلے درجہ کی جز ہے - جو ایک سچے مسلمان اور ہر خدا ترس انسان کو اختیار کرنی چاہیئے مگر توحید کی تکمیل کے لیئے ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ **محبت الہی** ہے یعنے خدا سے محبت کرنا -

قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور مدعا یہی ہے کہ خدا تعالے جیسا وحدہ لاشریک ہے ایسا ہی محبت کے رو سے بھی اس کو وحدہ لاشریک یقین کیا جاوے اور کل انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا اصل منشاء ہمیشہ یہی رہا ہے - چنانچہ **لا الہ الا اللہ** جیسے ایک طرف توحید کی تعلیم دیتا ہے ساتھ ہی توحید کی تکمیل **محبت** کی ہدایت بھی کرتا ہے اور جیسا کہ مین نے ابھی کہا ہے یہ ایک ایسا پیارا اور پر معنی جملہ ہے کہ اس کی مانند ساری توریت اور انجیل مین نہین اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب نے کامل تعلیم دی ہے -

الہ کے معنے ہین ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کیجاوے گویا اسلام کی یہ اصل **محبت** کے مفہوم کو پورے اور کامل طور پر ادا کرتی ہے -

یاد رکھو کہ جو توحید بدون محبت کے ہو وہ ناقص اور ادھوری ہے -

خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین - جورو اپنی اولاد اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالے کی **رضا** کو مقدم کر لیا جاوے چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے - فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا یعنے اللہ تعالے کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپون کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو + اب یہان یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالے نے یہ تعلیم نہین دی کہ تم خدا کو باپ کہا کرو بلکہ اس لیئے سکھایا ہے کہ نصارے کی طرح دھوکہ نہ لگے اور خدا کو باپ کر کے پکارا نہ جائے اور اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کے رفع کرنے کے لیئے او اشد ذکرا رکھدیا اگر او اشد ذکرا نہ ہوتا تو یہ اعتراض ہو سکتا تھا - مگر اب اسنے اسکو حل کر دیا + جو باپ کہتے ہین وہ کیسے گرے کہ ایک عاجز کو خدا کہہ اٹھے -

بعض الفاظ ابتلا کے لیئے ہوتے ہین اللہ تعالے کو نصارے کا ابتلا منظور تھا اس لئے ان کی کتابون مین انبیاء کی یہ اصطلاح ٹھہر گئی مگر چونکہ وہ حکیم اور علیم ہے - اس لیے پہلے

ہی سے لفظ اب کو کثیر الاستعمال کر دیا مگر نصاریٰ کی بدقسمتی کہ جب مسیح نے یہ لفظ بولا تو انہون نے حقیقت پر حمل کر لیا۔ اور دھوکا کھالیا حالانکہ مسیح نے یہ کہہ کہ کہ تمہاری کتابون مین لکھا ہے کہ تم الہ ہو اس شرک کو مٹانا چاہا اور انکو سمجھانا چاہا مگر نادانون نے پروا نہ کی اور ان کی اس تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی ان کو ابن اللہ قرار دے ہی لیا۔

یہودیون کو بھی اس قسم کا ابتلا آیا۔ چونکہ موذی قوم تھی ان کی درخواست پر من سلویٰ نازل ہوا کیونکہ یہ طاعون پیدا کرنیکا مقدمہ تھا اللہ تعالےٰ چونکہ جانتا تھا کہ وہ حد سے نکل جاوینگے اور ان کی سزا طاعون تھی اسلیے پہلے سے وہ اسباب رکھدیئے تھے۔ مین پھر اصل مطلب کیطرف آتا ہون کہ اصل توحید کو قایم کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہین ہو سکتی جبتک عملی حصہ مین کامل نہ ہو نری زبان سے ثابت نہین ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہین ہو سکتا کہ وہ شیرین کام ہو جاوے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلوتہی کرے تو وہ دوست صادق نہین ٹھہر سکتا اسی طرح پر اگر خدا تعالےٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اسکے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فایدہ نہین بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے اس سے یہ مطلب نہین کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہین ہے نہین میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اسلیئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ مین اپنی زندگی وقف کرو اور یہی **اسلام** ہے یہی وہ غرض ہے جسکے لیے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس **وقت** اس چشمہ کے نزدیک نہین آتا جو خدا تعالےٰ نے اس غرض کے لیے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہیئے کہ وہ چشمہ کیطرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھدے اور یہ ہو نہین سکتا جبتک خدا تعالےٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرلے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑین تو بھی خدا کو نہین چھوڑیگا اور خدا تعالےٰ کی راہ مین ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہیگا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ **اسلام** کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم مین سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیم بنو۔ مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ

ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو

اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو

تم ان راہون سے آؤ۔ بے شک وہ تنگ راہین ہین لیکن انسے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گذرنا پڑیگا اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے اگر گذرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اسکو چاہیئے کہ اسکو پھینکدے تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم مین **وفاداری** اور **اخلاص** نہو تو تم جھوٹے ٹھہروگے اور خدا تعالےٰ کے حضور راستباز نہین بن سکتے ایسی صورت مین دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے خدا تعالےٰ فریب نہین کھا سکتا اور نہ کوئی اُسے فریب دے سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔ تم پر خدا تعالےٰ کی حجت سب سے بڑھ کر پوری ہوئی ہے تم مین سے کوئی بھی نہین ہے جو یہ کہہ سکے کہ مین نے کوئی نشان نہین دیکھا ہے پس تم خدا تعالےٰ کے الزام کے نیچے ہو اسلیئے ضروری ہے کہ تقوے اور خشیت تم مین سب سے زیادہ پیدا ہو۔

خدا تعالےٰ نے قرآن شریف مین مختلف طریقون اور پہلوؤن سے اس سلسلہ کی حقانیت کو ثابت کیا ہے اور بتایا ہے یہانتک کہ ہر ایک قصہ مین اس کی طرف اشارہ کیا ہے مثلاً ذوالقرنین کا قصہ ہے اس مین اسی کی پیشگوئی ہے چنانچہ قرآن شریف کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین مغرب کیطرف گیا تو اسے آفتاب غروب ہوتا نظر آیا یعنے تاریکی پائی اور ایک گدلا چشمہ اس نے دیکھا وہان پر ایک قوم تھی پھر مشرق کیطرف چلتا ہے تو دیکھا کہ ایک ایسی قوم ہے جو کسی اوٹ مین نہین ہے اور وہ دھوپ سے جلتی ہے تیسری قوم ملی جس نے یاجوج ماجوج سے بچاؤ کی درخواست کی اب یہ بظاہر تو قصہ ہے لیکن حقیقت مین ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو اس زمانہ سے متعلق ہے خدا تعالےٰ نے بعض حقایق تو کھولدیئے ہین اور بعض مخفی رکھے ہین اسلیے کہ انسان اپنے قوے سے کام لے اگر انسان نرے منقولات سے کام لے تو وہ انسان نہین ہو سکتا ذوالقرنین اس لیے نام رکھا کہ وہ دو صدیونکو پائیگا اب جس زمانہ مین خدا نے مجھے بھیجا ہے سب صدیون کو بھی جمع کر دیا کیا یہ انسانی طاقت مین ہے کہ اسطرح پر دو صدیون کا صاحب ہو جاوے۔ ہندوؤن کی صدی بھی پائی اور عیسائیون کی بھی۔ مفتی صاحب نے تو کوئی ۱۶ یا ۱۷ صدیان جمع کر کے دکھائی تھین۔

غرض ذوالقرنین کے معنے ہین دو صدیان پانیوالا اب خدا تعالےٰ نے اسکے لیئے تین قومون کا ذکر کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی قوم جو مغرب مین ہے اور آفتاب وہان غروب ہوتا ہے اور وہ تاریکی کا

چشمہ ہے یہ عیسائیون کی قوم ہے جسکا آفتاب صداقت غروب ہوگیا اور آسمانی حق اور نور انکے پاس نہین رہا۔

دوسری قوم اسکے مقابل مین وہ ہے جو آ[illegible]ب کے پاس ہے مگر آفتاب سے فایدہ نہین اٹھا سکتی یہ مسلمانون کی قوم ہے جنکے پاس آفتاب صداقت قرآن شریف اسوقت موجود ہے مگر دابۃ الارض نے انکو بیخبر بنا دیا ہے اور وہ اس سے ان فواید کو حاصل نہین کر سکتے بجز جلنے اور دکھ اٹھانے کے جو ظاہر پرستی کی وجہ سے انپر آیا + پس یہ قوم اس طرح پر بے نصیب ہوگئی اب ایک تیسری قوم ہے جسنے ذوالقرنین سے التماس کی کہ یاجوج ماجوج کے درے بند کر دے تاکہ وہ انکے حملون سے محفوظ ہو جاوین۔

وہ ہماری قوم ہے جس نے اخلاص

اور صدق دل سے مجھے قبول کیا

خدا تعالے کی تائیدات سے مین ان حملون سے اپنی قوم کو محفوظ کر رہا ہون جو یاجوج ماجوج کر رہے ہین + پس اسوقت خدا تعالے تمکو تیار کر رہا ہے تمہارا فرض ہے کہ سچی توبہ کرو۔ اور اپنی سچائی اور وفاداری سے خدا کو راضی کرو۔ تاکہ تمہارا آفتاب غروب نہو۔ او تاریکی کے چشمہ کے پاس جانے والے نہ ٹھہرو۔ اور نہ تم ان لوگون سے بنو جنہون نے آفتاب سے کوئی فایدہ نہین اٹھا + پس تم پورا فایدہ حاصل کرو۔ اور پاک چشمہ سے پانی پیو تا خدا تم پر رحم کرے۔

وہ انسان بدقسمت ہوتا ہے جو خدا تعالے کے وعدون پر ایمان لاکر وفاداری اور صبر کے ساتھ انکا انتظار نہین کرتا اور شیطان کے وعدونکو یقینی سمجھ بیٹھتا ہے۔

اس لیے کبھی بے دل نہو جاؤ اور تنگی اور عسر کی حالت مین گھبراؤ نہین خدا تعالے خود رزق کے معاملہ مین فرماتا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون۔

انسان جب خدا کو چھوڑتا ہے تو پھر شیطان کا غلام بن جاتا ہے وہ انسان بہت ہی بڑی ذمہ داری کے نیچے ہوتا ہے جو خدا تعالے کی آیات اور نشانات کو دیکھ چکا ہو پس کیا تم مین سے کوئی ہے جو یہ کہے کہ مین نے کوئی نشان نہین دیکھا بعض نشان اس قسم کے ہین کہ لاکھون کروڑون انسان انکے گواہ ہین جو ان نشانون کی قدر نہین کرتا اور انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ خدا تعالے اسکو دشمن سے پہلے ہلاک کرے گا۔ کیونکہ وہ شدید العقاب بھی ہے جو اپنے آپ کو درست نہین کرتا وہ نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے بلکہ اپنے بیوی بچون پر بھی ظلم کرتا ہے + کیونکہ جب وہ خود تباہ ہو جاوے گا تو اسکے بیوی بچے بھی ہلاک اور خوار ہونگے خدا تعالے اس کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے۔ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰہَا۔

مرد چونکہ الرجال قوامون علی النساء کا مصداق ہے اسلیئے اگر وہ لعنت لیتا ہے تو وہ لعنت بیوی بچون کو بھی دیتا ہے۔ اور اگر برکت پاتا ہے تو ہمسائیون اور شہر والون تک کو بھی دیتا ہے + اسوقت کل ملک مین **طاعون** کی آگ لگ رہی ہے وہ لوگ غلطی کر رہے ہین جو اس کو ملعون کہتے ہین۔ یہ خدا تعالے کا ایک فرشتہ ہے جو اسوقت ایک خاص کام کے لیے مامور کیا گیا ہے + اسکا علاج خدا تعالے نے مجھے بھی بتایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

یہ طاعون بدکاریون اور فسق و فجور اور میرے انکار اور استہزا کا نتیجہ ہے اور یہ نہین رک سکتا جب تک لوگ اپنے اعمال مین پاک تبدیلی نہ کرین اور سب و شتم سے زبان کو نہ روکین۔ پھر فرماتا ہے۔

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ اس گاؤن کو پریشانی اور انتشار سے حفاظت مین لے لیا۔ کیا اس گاؤن مین ہر قسم کے لوگ چوہڑے چمار۔ دہریہ۔ اور شراب پینے والے۔ اور بیچنے والے اور اور قسم کے لوگ نہین رہتے۔ مگر خدا نے میرے وجود کے

باعث سارے گاؤن کو اپنی پناہ مین لے لیا۔ اور اس افراتفری اور موت الکلاب سے اسے محفوظ رکھا جو دوسرے شہرون اور قصبون مین ہوتی ہے۔

غرض یہ خدا تعالے کے نشان ہین انکو عزت اور عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور اپنی ساری قوتون کو خدا تعالے کی مرضی کے نیچے استعمال کرو + توبہ اور استغفار کرتے رہو تا خدا تعالے تمپر اپنا فضل کرے۔

(یہ تقریر ختم ہوگی)

قرآن شریف کے ترجمون کا انقطاعی فیصلہ

الحکم کے ناظرین اس امر سے بخوبی آگاہ ہین کہ مرزا حیرت صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جب سے جدید ترجمہ قرآن شریف کا اعلان کیا ہے اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ قرآن مجید کی غلطیون کو اپنے اخبار کے ذریعہ شایع کرنا شروع کیا ہے اسوقت سے مسلمانون کی اخباری دنیا مین موافق مخالف بحث کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا ہے چنانچہ دہلی سے ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کی حمایت مین ایک خاص اخبار اسی غرض کے لیے شایع ہونے لگا ہے جسکا کام مرزا حیرت صاحب ہی مخالفت ہے جو ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ معقولیت کی حد سے گذر کر ذاتیات تک پہونچ گئی ہے۔

ہم نے ۱۰- نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے الحکم مین دہلوی اور بجنوری مترجمون کیخدمت مین ایک التماس محض قرآن کریم کی عزت اور جلال کے اظہار کو ملحوظ خاطر رکھ کر کی تھی جس کی بابت ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ لاپروائی سے دیکھی گئی +

اب معزز ہمعصر **رفیق ہند** نے ہماری رائے سے ملتی ہوئی ایک تجویز تراجم کی

صحت اور غیر ... کے آخری فیصلہ کے متعلق ۱۰ ۔ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے رفیق ہند میں شایع کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی نذیر احمد صاحب اور میرزا حیرت صاحب ایک دوسرے کے ترجمہ کی غلطیون کی ایک ایک فہرست تیار کرین اور اپنے خرچ سے بیس بیس ہزار کاپیان چھپوائین اور ایڈیٹر رفیق ہند لاہور مین ایک کمیٹی قایم کرکے ان کاپیون کو علمائے ہند کے پاس بھیجکر انکی رائین جمع کرکے پھر ہندوستان کے منتخب علماء کے سامنے وہ پیش کر ایک قطعی فیصلہ حاصل کیا جاویگا۔

یہ تجویز ہمارے محسن و مخدوم حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے (جو قرآن کریم کے عاشق زار ہین اور جو سالہا سال سے ہر روز ایک وسیع معلومات سے بھرا ہوا درس قرآن شریف کا دیتے ہین) اور ایسا ہی حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے (جن کی زبردست تحریرون اور قادر الکلامی کا عام شہرہ ہے اور جو قرآن شریف کے حقایق اور معارف بیان کرنے مین روح القدس کی تائید سے بولا کرتے ہین) اور دوسرے لوگون نے سنی اور پڑھی تو قرآن شریف کی عظمت کو قایم کرنے کے لحاظ سے اسکو قابل قدر قرار دیا اور پسند کیا بلکہ آرزو ظاہر کی کہ خدا کرے کہ کوئی ایسا انتظام ہو جاوے تو کیا عجب کہ قرآن مجید کے حسن و جمال کے اظہار کی یہ صورت نکل آوے۔

ہم اپنے ہمعصر رفیق ہند کی یہ تجویز بہت قابل قدر اور واجب العمل ہے اور ہم خوشی سے ظاہر کرتے ہین کہ مرزا حیرت صاحب نے اس تجویز کی منظوری کا اعلان اپنے اخبار کے ذریعہ سے کر دیا ہے لیکن ہماری رائے مین مرزا حیرت اس میدان مین اور بھی قابل تعریف سمجھے جاینگے

اگر وہ اس تجویز پر عمل بھی شروع کر دین یعنے ڈپٹی صاحب کے ترجمہ کی غلطیون کی فہرست حسب تصریح تجویز مذکور بیس ہزار چھپا دین پھر کیا عجب کہ یہ تحریک ڈپٹی صاحب کو مجبور کرے۔ ڈپٹی صاحب کو اگر اپنے ترجمہ کی صحت پر پورا یقین ہے اور قرآن شریف کی عزت عظمت کے اظہار کے لیے انکے دل مین جوش ہے اور مسلمانون کی بہتری اور بھلائی کا درد ہے تو وہ اس تجویز پر بہت جلد عمل کرنے کے لیے تیار ہونگے اور اگر خدانخواستہ ڈپٹی صاحب نے اس تجویز پر عمل نہ کیا تو مرزا حیرت صاحب کی عملی کارروائی ان کے لیے بہترین نتیجہ پیدا کر سکے گی بہرحال ہم اپنے محترم ہمعصر مرزا حیرت صاحب سے امید کرتے ہین کہ وہ بہت جلد اپنے اخبار کے ذریعہ مجوزہ بیس ہزار کاپیون کے چھاپنے کا اعلان کر دینگے اور چونکہ ابھی ان کا ترجمہ پورا شایع بھی نہین ہوا اسلیے پہلے ان کا ہی حق ہے کہ وہ ڈپٹی صاحب کے ترجمہ کی غلطیان مجوزہ ترتیب کے ساتھ چھاپ کر شایع کرین۔

اس صورت فیصلہ مین الحکم اپنے واجب الاحترام بزرگان ملت حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب وغیرہم کے وسیع معلومات سے مدد لیکر خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے نمایان حصہ لینے کی توقع کر سکتا ہے۔

آخر مین ہم پھر اتنا کہنا چاہتے ہین کہ ہم نہایت شوق سے اس اعلان کا انتظار کرتے ہین جو مرزا حیرت صاحب کیطرف سے غلطیون کی فہرستون کی اشاعت کے متعلق جلد نکلنا چاہیئے ٭

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ چھپ رہا ہے

بیعت

اللہ بخش صاحب ساکن بستی رندان۔ ضلع ڈیرہ غازیخان۔
عیسے صاحب ساکن ایضاً
مسماۃ جھنن بنت اللہ بخش۔ ایضاً
مبارکہ بنت اللہ بخش۔ ایضاً
بی بی جنت زوجہ عیسے ״
مسماۃ عالم خاتون زوجہ علی ״
مسماۃ نور بھری زوجہ خدا بخش ״
مسماۃ چیند وڈی بنت خدا بخش ״
فاطمہ بنت سردار
مسماۃ سبھائی زوجہ مسلم ״
مسماۃ صاحبہ بنت مسلم ״
مسماۃ مرادن۔ ״
مسماۃ نور بھری بنت ماہی ״
مسماۃ صاحبہ بنت عیسے ״
مسماۃ چنن زوجہ کالو ״
مسماۃ بخت وڈی بنت پلیانا ״
فاطمہ زوجہ عیسے ״
اللہ دتا ۔ پیر والہ
پیرن ۔ جوگیوالہ
رحیم بخش ۔ رائے پور ریاست نابھ
سکندر ״
اکبر ״
کھوکھا ״
کولا ״
روڑیا ״
الٰہی بخش ״

عسل مصفیٰ ۔ مولفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق و تائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۳۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت ۱؎ علاوہ محصولڈاک ملتی ہے۔

رقیمۃ الوداد

نمبر پنجم

جو خط حضرت محمد عجب خان صاحب نائب تحصیلدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم حضرت محمد عجب صاحب نائب تحصیلدار السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ جناب کا اس خاکسار کو شیخ صاحب ایڈیٹر الحکم نے واسطے لکھنے جواب کے عنایت کیا لہذا جواب استفسارات جناب کے مختصراً عرض کئے جاتے ہیں مگر اولاً ہمکو..... تمہید ضرور بیان ہے کہ صحیح معنے خاتم النبیین کے بخوبی سمجھ لیوین کہ کیا ہیں لہذا معنی بھی وہ تحریر کئے جاتے ہین جو علماء راسخین نے لکھے ہین۔ سو واضح ہو کہ ختم نبوت ایک تو صرف باعتبار تاخر زمانہ کے ہوسکتا ہے جیسا کہ اکثر عامہ علما سمجھ رہے ہین اور دوسرے باعتبار اختتام ان مراتب کے جو کمالات نبوت کے لیے چاہئین یعنی باعتبار نقطہ انتہائی ان کمالات نبوت کے جس نقطہ انتہائی پر آنحضرت صلعم کی نبوت پہونچی ہوئی ہے اور وہان پر تمام سلاسل نبوت کے اختتام کو پہونچ جاتے ہین اور پھر کوئی کمال نبوت کا باقی نہین رہتا بلکہ سب ختم ہو جاتے ہین اور یہ اختتام اختتام مرتبی بھی ہے ہان اسکو اختتام زمانی بھی ضمناً و تبعاً لازم پڑا ہوا ہے اور اس اختتام مرتبی کے بعد کوئی نبی اس مرتبہ عظیم الشان کا قبل یا بعد آنحضرت صلعم کے نہین آسکتا اور یہان پر اصل مراد ختم نبوت سے یہی ہے کیونکہ ختم نبوت جو صرف باعتبار تاخر زمانی کے ہو اس مین کوئی کمال اور فضیلت بالذات معلوم نہین ہوتی کیونکہ تاخر زمانی کسی شئے کا کسی شے سے موجب کسی فضیلت کا نہین ہوسکتا بلکہ موہم مفضولیت کا ہو جاتا ہے لہذا مقام مدح اور بیان کمالات و فضیلت آنحضرت صلعم مین ایسے امر کا بیان کرنا جو موہم مفضولیت کا ہو ہرگز ہرگز مطلوب الٰہی کلام الٰہی سے نہین ہوسکتا ہے۔

خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ جملہ منفیہ **ما کان محمد ابا احد من رجالکم** کے بعد لفظ لکن بھی ہے جو سامع کو منتظر کرتا ہے اس امر کا کہ جبکہ یہ کمال جسمانی یعنی سلسلہ ابوت و بنوت جسمانی کا آنحضرت صلعم مین منتفی ہے جو ایک ادنے کمال بشری ہے تو بعد لکن کے کوئی بڑا ہی کمال روحانی بیان فرمایا جاوے گا جو تدارک و استدراک پہلے جملہ منفیہ کا کر دیوے گا۔ پس اگر ختم نبوت کو صرف باعتبار تاخر زمانہ کے ہی مانا جاوے اور اس جگہ پر اختتام مراتب کمالات نبوت کو بالذات لحاظ نکیا جاوے تو کلام الٰہی نعوذ باللہ لغو ہوا جاتا ہے اور نہ اس مین کوئی کمال افضلیت آنحضرت صلعم کے لیے پیدا ہوتا ہے جو خلاف مراد الٰہی ہے اور نیز سیاق اور سباق کلام الٰہی کے بھی مخالف ہے اور معنی عامہ علماء کے دیگر نصوص افضلیت آنحضرت صلعم مثل انا اعطیناک الکوثر الی قولہ تعالے ان شانئک ہو الابتر وغیرہ کے بھی منافق ہین۔ اب ہم یہان پر چند وجوہ یہ دعوے ثابت کرتے ہین کہ مراد ختم نبوت سے یہی ہے کہ جسقدر مراتب کمالات نبوت کے ہین ان سب کا سلسلہ آنحضرت صلعم کی ذات حمیدہ صفات جامع العلوم والکمالات پر ختم ہوجاتا ہے اور تمام انبیاء کی نبوتین اسی ذات ستودہ صفات جامع الکمالات سے مستفاد اور مستعار ہین اور آنحضرت صلعم کی ذات جامع العلوم ان تمام کمالات متفرقہ کے لیے مفید اور مفیض ہے اولا آنکہ قال اللہ تعالے واذ اخذ اللہ

میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک

ہم الفاسقون۔ یہ آیت بنام آیت میثاق موسوم ہے ہم اس خط مختصر مین یہ بحث کرنا نہین چاہتے ہین کہ یہ میثاق عالم ارواح مین تمام انبیاؤن سے لیا گیا ہے یا عالم شہادت مین انبیاء اولوالعزم سے یہ میثاق اخذ کیا گیا جیسا کہ من ابتدائے درس ۱۵۔ لغایت ۲۰ حضرت موسیٰ سے اس عہد کا لیا جانا سفر مثنی باب ۱۰ توریت مین بھی مذکور ہے ہان ہم اس آیت کی تفسیر مین ناظرین کو چند امور کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین اول لفظ میثاق پر نظر کرو جو عہد مضبوط اور موثق کو کہتے ہین۔ دوم لفظ النبیین صیغہ جمع سالم معرف باللام پر غور کرو جس مین تمام انبیا داخل ہین۔ سوم آیت مین لفظ کتاب اور حکمت کا ہے جو ان کو دی گئی جس مین بشارات محمدیہ مندرج تھین۔ چہارم کلمہ مصدق لما معکم جو دلالت کرتا ہے کہ جو کمالات اور فضائل بطور بشارات کے اس کتاب مین مذکور تھے وہ سب اوس پر صادق آگئے۔ جب ہی تو آنحضرت صلعم اس کتاب و حکمت کے مصدق ہوگے اور نیز اس مین آنحضرت صلعم کے جامع العلوم ہونے پر بھی ایک اشارہ ہے کیونکہ لفظ ما موصولہ صیغ عموم سے ہے جو شامل ہے تمام علوم انبیاؤنکو کیونکہ جو مصدق ان تمام علوم کا ہو گا اسکا جامع ہونا ان تمام علوم کے لیے ضروری ہے ورنہ مصدق کیونکر ہوسکتا ہے اور پھر تصدیق کیونکر حاصل ہوسکتی ہے پنجم جملہ لتؤمنن بہ پر غور کرو جو دلالت کر رہا ہے کہ تمام انبیاؤن کا ایمان لانا آنحضرت صلعم پر ضروریات سے ہے لہذا آنحضرت صلعم نبی الانبیاء بھی ہوئے ششم جملہ لتنصرنہ کو دیکھو جو دلالت کرتا ہے کہ فقط

۴ کہ رسول اللہ کے بعد دوسرا [illegible] خاتم النبیین کی [illegible] ہے وغیرہ وغیرہ

ایمان لانا بھی عند اللہ کافی نہین ہے بلکہ آنحضرت صلعم کے کمالات و اوصاف حمیدہ کی اشاعت و ابلاغ و اشتہار دینا بھی ان پر فرض ہے ولنعم ما قیل

مسیح از مقدم او مژدہ گوئی
کلیم از مشعلہ او شعلہ جوئی
زجودش گر نگشتے راہ مفتوح
بجودی کے رسیدے کشتی نوح

وغیرہ وغیرہ ہفتم اس عہد وثیق کا دوبارہ اس تاکید سے اقرار کروانا جو جملہ أأقررتم وأخذتم علی ذلکم إصری مین مذکور ہے ہشتم پھر ان انبیاؤن کو اس اقرارنامہ موثق پر گواہ بھی قرار دینا تاکہ ان کی گواہی اون کی امت پر حجت ہوجاوے اور تمام انبیاء اس گواہی کو اپنی کتابون مین بھی مندرج کر دیوین نہم اس اقرارنامہ پر خود اللہ تعالےٰ کا گواہ ہوجانا ہے کما قال تعالےٰ وانا معکم من الشاہدین اور اللہ تعالےٰ کی گواہی یہ ہے کہ باوجود مرور دہور اور وقوع تحریفات اور نیز واقع ہونے تبدلات تراجم السنہ مختلفہ کے آنحضرت صلعم کی بشارات ان کتابون مین اب تک موجود ہین پس یہ کسقدر عظیم الشان شہادت دائمہ و قائمہ اللہ تبارک و تعالےٰ کیطرف سے پائی جاتی ہے جیساکہ نظام مملکت جسمانی مین کسی دستاویز پر حاکم جسمانی کی رجسٹری ہوجاتی ہے اور پھر وہ دستاویز اسکی گواہی سے نہایت موثق اور مضبوط ہوجاتی ہے حتی کہ اگر یہ دستاویز کہین محرف یا مبدل یا گم بھی ہوجاوے تو دفاتر سرکاری سے پھر تصحیح نقل بھی ہوسکتی ہے- اور اس کی نقل بھی کیجا سکتی ہے علی ہذا القیاس یہ دستاویز موثق گورنمنٹ الٰہی کیطرف سے رجسٹرڈ ہوچکی ہے اور قیامت تک یہ دستاویز قائم رہیگی کیون اسلیئے کہ وانا معکم من الشاہدین [illegible]

اس اقرارنامہ کے اگر پھر بھی کوئی شخص اس سے منہ پھیر اور اس رسول پر ایمان نہ لاوے اور اس کی نصرت نہ کرے تو بحکم قطعی و آخری اس احکم الحاکمین کے وہی لوگ فاسق ہین کما قال تعالےٰ فمن تولےٰ

بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون

اس آیت سے آنحضرت صلعم کا نبی الانبیاء ہونا بڑی وضاحت کے ساتھ بلاتاویل ثابت ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ دیگر تمام انبیاؤن کی بعثت آنحضرت صلعم کی بعثت کے واسطے بطور توطیہ اور تمہید کے ارہاصاً تھی جیساکہ کسی شاہنشاہ کی آمد کے لیے مقدمۃ الجیش پہلے پہونچ رہتا ہے اللہم صل وسلم وبارک علے نبیک ورسولک محمد وآلہ اجمعین- وجہ دوم حدیث ذیل متعدد الفاظ سے مروی ہوئی ہے کہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین عن ابی ہریرہ قال قالوا یا رسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد رواہ الترمذی وعن العرباض بن ساریہ عن رسول اللہ صلعم قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ الحدیث رواہ فی شرح السنۃ ہکذا فی المشکوٰۃ ان حدیثون سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت اور نیز ختمیت آدم ابوالبشر کی نبوت سے بھی سابق ہے اور تمام انبیاؤن سے آپ پہلے نبی ہین اور پھر ایسا تقدم ہے کہ اسوقت نبوت ورسالتین آنحضرت صلعم کی حضرت آدم کو سوا مرتبہ ماء وطین یا روح و جسد کے کوئی مرتبہ نبوت کا حاصل نہین ہوا تھا- علےٰ ہذا القیاس دیگر انبیاء بطریق اولےٰ مرتبہ ماء وطینی کے مقام مین تھے وبس- پس اگر آنحضرت صلعم کی ختمیت باعتبار انتہائی مراتب کمالات کے نہوتی تو یہ تقدم کیونکر ہوسکتا تھا پس اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ جو کمالات نبوت کے حضرت آدم ابوالبشر کو [illegible]

جسد کے مرتبہ سے بڑھ کر مرحمت ہوئی وہ سب آنحضرت صلعم کا فیض ہے لاغیر غور کر و الفاظ احادیث مذکورہ مین پس بعد آدم ابوالبشر کے سائر انبیاء کی نبوتین بطریق اولےٰ آنحضرت صلعم کے فیضان سے ظہور پذیر ہوئین وہو المدعا اور اسبارہ مین دیگر احادیث بھی ہین جیساکہ انا قائد المرسلین وغیرہ مگر بسبب طوالت کے درج خط ہذا نہین کیجا سکتین-

وجہ سوم یہ کہ آنحضرت صلعم کی ذات ستودہ صفات جامع الکمالات تمام علوم اولین وآخرین کی جامع ہے کما قال علیہ السلام علمت علم الاولین والآخرین اس حدیث کی تائید آیت ذیل کر رہی ہے قال تعالےٰ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ وہدی ورحمۃ وبشری للمسلمین ایضاً قال تعالےٰ فیہا کتب قیمہ ایضاً قال تعالےٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین- اگر آنحضرت صلعم تمام علوم اولین وآخرین کے مجموعہ نہ ہووین تو پھر کتاب اللہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم کا ایک مجموعہ علوم اور مہیمن کتب ہی تبیانا لکل شئ کیونکر ہوسکتا ہے- اور پھر آپ کا وجود باوجود تمام عالمونکے لیے رحمۃ کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ تمام دینی اور اخروی رحمتین علم ہی کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہین جیساکہ نعم دنیویہ کا علم ہی سبب ہے دیکھو اس زمانہ کے علوم جدیدہ نے کیسے کیسے اسباب آسایش و آرام انسانی پیدا کیئے ہین پھر علاوہ جامع ہونے علوم اولین وآخرین کے آنحضرت صلعم جامع ہدی بھی ہین یعنی جو پہلی کتابون مین واسطے رفع شبہات اور اثبات دعاوی کے دلائل نہین دیئے گئے تھے وہ بھی اس کتاب مین دئے گئے جنسے انسان کو منزل مقصود کیطرف ہدایت ہوجاتی ہے کیونکہ قرآن مجید مین کوئی ایسا دعوی نہین جسپر دلائل بینہ قایم نہ کئے گئے ہون اور کوئی شبہ قابل دفع نہین جو دفع نہ کیا گیا ہو

تب ہی تو مسلین سو در حمت الہی ہوئے ہین اور پھر تمام واقعات آئندہ کی بشارات خواہ قبل قیامت کے یا بعد قیامت کے اس قرآن مجید مین موجود ہین اس آیت سے یہی ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم معہ زیادت جامع ہین تمام علوم اولین و آخرین کے اور تمام انبیائے سابقین آپ کی روح پرفتوح سے مستفیض علوم نبوت کے ہین ولنعم ما قال الصادق المصدوق وانا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین - ولا فخر - اور حدیث لا یشبع منہ العلما ولا یخلق عن کثرۃ الرد ولا تنقضی عجائبہ بھی گویا ان آیات کی تفسیر واقع ہوئی ہے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ خاتم بفتح تا صیغہ آلہ کا ہے جو ما یختم بہ کو کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ مختوم علیہ مین جو نقوش پیدا ہوتے ہین علت ان کی خاتم ہی ہوتی ہے بغیر خاتم کے کوئی نقش مختوم علیہ مین پیدا نہین ہو سکتا پس جبکہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو خاتم مقرر فرمایا ہے اور تمام نبیین کو مختوم علیہ گردانا تو اس سے ثابت ہوا کہ جملہ انبیاء و مرسلین سابقین آپ ہی کی ذات جامع العلوم سے والبرکات مستفیض یعنے منقش بعلوم نبوت ہوئے ہین اب آیت کے معنے خوب صاف ہو گئے اور حرف لکن کے ساتھ استدراک بھی صحیح اور درست ہو گیا جیسا کہ ہمنے رفیقۃ الوداد نمبر ایک مین بھی مشرح بیان کیا ہے اور اس مین اشارہ اسطرف بھی ہے کہ بغیر خاتمیت آنحضرت صلعم کے کوئی وثیقہ نبوت انبیاء و مرسلین کا معتبر اور مستند ہو ہی نہین سکتا - حاصل مطلب آیت کا یہ ہوا کہ آنحضرت صلعم کے لیئے گو کسی مرد کی نسبت کمال ابوت جسمانی کا حاصل نہین ہے لیکن اس سے بڑھ کر کمال ابوت معنوی و روحانی کا تمام انبیاؤنکے لیے موجود ہے لہذا آنحضرت صلعم تمام انبیاؤنکے لیے بمنزلہ والد کے مربی العلوم ہوئے اور تمام انبیا بمنزلہ اولاد معنوی [illegible] آنحضرت صلعم کے ہو گئے

اللہم صل علی محمد و علے آل محمد اجمعین - اب باقی رہی امت مرحوم آنحضرت صلعم کی سو اسکا حق اس استفادہ علوم مین بسبب بہت سی خصوصیات قرب وغیرہ کے انبیاء سابقین سے بہت بڑھ کر ہے اسی لیے اس امت مرحومہ کو بوساطت آنحضرت صلعم کے وہ وہ علوم و معارف یقینیہ وحقایق و دقایق دینیہ مرحمت ہوئے ہین جو پہلے انبیاؤنکو بھی مرحمت نہین ہوئے تھے ولنعم ما قال الملا رومی - ؎ غوطہ دہ مو سے خودرا دربحار و ز میان امت احمد برار - اور دعوے اس زیادتی خصوصیت کا اس امت کے لیے مبرہن ہے ساتھ قول خداوند تعالے کے قال اللہ تعالے النبی اولے بالمومنین من انفسہم اس آیت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کو اپنی مومنین امت کے ساتھ خود انکے نفسون سے بھی زیادہ تر بحیثیت ایمانی وہ قرب حاصل ہے جو انکو اپنے نفسونکے ساتھ بھی حاصل نہین ہے کیونکہ اولے بمعنی اقرب کے آتا ہے اور اگر اولے کو بمعنی احب یا اولے بالتصرف کے لیوین تب بھی مطلوب کو مستلزم ہے ہان البتہ یہ امر ضروری ہے کہ جسقدر مومنین کو کمال ایمانی حاصل ہوگا - اسی قدر اقربیت یا احبیت یا اولویت بالتصرف آنحضرت سے زیادہ ہوتی چلی جاوے گی حتی کہ جس مومن کو مرتبہ اول المومنین کا حاصل ہو آنحضرت صلعم ایسے مومن کے ساتھ اس کے نفس کے سے بھی زیادہ تر اقرب یا احب یا اولے بالتصرف ضرور ہو وینگے یہانتک کہ مرتبہ بروز محمدیت کا اس مومن کو حاصل ہو جاوے گا جیسا کہ مہدی معہود اور مسیح موعود کو حاصل ہے کما قال علیہ السلام یواطی اسمہ اسمی - اور یہی معنی ہین اس حدیث کے جو حضرت صدیق اکبر کی شان مین وارد ہے کہ ما صب اللہ فی صدری شیئاً الا صببتہ فی صدر ابی بکر او کما قال یا جیسے دوسری حدیث حضرت علی مرتضی

کے واسطے فرمائی گئی ہے کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا اب جبکہ معنی خاتم النبیین کے معین و مقرر ہو چکے لہذا جناب کے سوالات کا جواب نمبروار مختصراً دیا جاتا ہے -

سوال اول

کیا خاتم النبیین کا لفظ نبیونکے سلسلہ کو ختم نہین کرتا گو ظلی طور پر ہو یا اصلی طور پر

الجواب - تمام انبیاؤن سابقین کا نور نبوت آنحضرت صلعم کی نسبت ایک ظلی نور ہے مانند ہو پکے اور آنحضرت صلعم کا نور نبوت ایسا ہے جیسا کہ خود آفتاب اور ظاہر ہے کہ آفتاب کی روشنی سے جو اشیا منور ہوتی ہین ان کا منور ہونا دو طرح سے ہوتا ہے اول تو بلا واسطے کسی شیشہ وغیرہ کے چنانچہ دیوار کہسار صحن خانہ لوہا تانبا پیتل چاندی سونا شیشہ وغیرہ وغیرہ منور ہوتے ہین جیسا کہ صحابہ کرام حضرت کے زمانہ مین تھے اور دوسرے بوساطت آئینہ و شیشہ وغیرہ کے مکان محجوب مین بھی روشنی آفتاب کی پہونچتی ہے جیسا کہ انبیاء اولوالعزم اور صاحب کتاب و شریعت کے تھے یا اس امت کے مجددین و ماموریں ہین ان کی مثال مثل آئینہ او شیشہ کے ہے کہ آفتاب سے نور حاصل کر کر دوسرے محجوب لوگون کو وہ نور پہنچاتے ہین اور اصل ان تمام نور و نکا وہی آفتاب ہوتا ہے اور باقی سب اسکے طفیلی اولین ہون یا آخرین پس تمام نبوتین سابقین کی ہون یا آئندہ زمانہ کی بطور ظل کے آنحضرت صلعم سے فیضیاب ہین - اور مسیح موعود کا نام جو حدیث صحیح مین نبی اللہ رکھا گیا ہے وہ بھی اسی اعتبار اور لحاظ سے فرمایا گیا ہے اور اسکو جو سلام پہونچایا گیا ہے اس سلام کی حقیقت بھی یہی ہے اور اگر یہ انوار نبوت کمال افراد امت کے حق مین بالکل منقطع ہو جاوین - جیسا کہ مزعوم عامہ علما ہے تو آنحضرت

صلعم کا نعوذ باللہ ابتر ہونا لازم آتا ہے جو مخالف ہے انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ہو الابتر کے ہان البتہ بعد آنحضرت صلعم کے نبوت تشریعی ممکن نہین ہے کیونکہ اگر کوئی حکم شرعی بعد آنحضرت صلعم کے نازل ہو تو تین حال سے خالی نہین ہے یا تو شریعت محمدیہ مین وہ حکم موجود نہین تھا اور اب بسبب واقع ہونے ضرورت کے نازل ہوا یہ صورت بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اس صورت مین شریعت محمدیہ کا ناقص ہونا نعوذ باللہ لازم آتا ہے جو باطل و مخالف لقولہ تعالے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وایضا مخالف لقولہ تعالے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء وغیر ذلک من الایات الکثیرۃ اور یا وہ حکم مخالف کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے ہوگا وہو ایضا باطل بل اَبطل الاباطیل لقولہ تعالے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الاخرۃ من الخاسرین وغیر ذلک من الایات المتعددہ۔ اور یا وہ حکم موافق ہوگا احکام شریعت محمدیہ کے یہ صورت جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت مین استحکام شریعت محمدیہ کا ہوتا ہے کیونکہ جو حکم شریعت محمدیہ مین نازل ہو چکا تھا اوسکو الہام یا کشف افراد کمل متبعین نے بھی بشہادت الہام و کشف خود محکم اور مضبوط کر دیا یہ بھی ایک صورت حفاظت دین اسلام کی ہے کما قال تعالے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اس صورت کا جواز اسلئے بھی ہے کہ یہ صورت نبوت تشریعی کی نہین ہو سکتی بنا بر علیہ ثابت ہوا کہ بعد آنحضرت صلعم کے کوئی نبی صاحب کتاب و شریعت جدیدہ ہرگز ہرگز نہین ہو سکتا۔ اور نہ کوئی نبی آنحضرت صلعم سے جدا ہو کر آسکتا ہے کیونکہ آپ خاتم ہین اور بغیر خاتم کے کوئی شے مختوم علیہ مستند نہین ہو سکتی پس ایسے نبی کا نہ آنا لازم پڑا ہوا ہے۔ اس معنی خاتم النبیین کے لیے جو ہم لکھ آئے ہین پس جن احادیث مین مضمون لا نبی بعدی کا آیا ہے ان احادیث کے معنی بھی یہی ہین کہ کوئی نبی صاحب کتاب و شریعت بعد آنحضرت صلعم کے نہین آسکتا لیکن جزئی نبوت کا سلسلہ بسبب عطاء کوثر کے آنحضرت صلعم کے لیے قیامت تک جاری رہے گا ورنہ پھر ان احادیث کے کیا معنی ہونگے۔ جن مین مسیح موعود نبی اللہ کہا گیا ہے آگے رہے حضرت ہارون جیسے نبی کی نفی جو بعد آنحضرت صلعم کے آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسے کے کارخانہ نبوت مین شریک تھے لقولہ تعالے واشرکہ فی امری۔ پس ایسی شرکت بھی جو ظلی طور پر نہ ہو کسی کے لیے آنحضرت صلعم کے کارخانہ نبوت مین نہین ہو سکتی اسی واسطے فرمایا گیا ہے کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسے الا انہ لا نبی بعدی جسکا مفہوم یہ ہے کہ میرے کارخانہ نبوت مین کوئی شریک نہین ہو سکتا ہان بطفیل اتباع ظلی طور پر مستفیض ہو سکتے ہین۔

سوال دوم

اگر ہم ظلی طور پر تسلیم کر لین تو اسرائیلی نبی بھی حضرت موسے کے بعد توراۃ کی تصدیق کے واسطے آئے تھے کوئی نئی شریعت نہین لائے تھے پس اسرائیلی نبی اور حضرت مرزا صاحب مین کیا فرق ہے اور خاتم النبیین کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ آیندہ اسرائیلی نبیون کی طرح کبھی نبی کا لفظ کسی پر نہین بولا جاوے گا۔ انتہی ملخصا۔

الجواب۔ بنی اسرائیل مین بعض نبی تو صاحب کتاب و شریعت تھے۔ جیسا کہ حضرت موسے اور بعض متبع تھے جیسا کہ حضرت موسے کے بعد دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے ہوئے پس حضرت مرزا صاحب اور انبیاء سابقین مین ایک تو یہ فرق ہے کہ حضرت مرزا صاحب کوئی کتاب اور شریعت جدیدہ نہین لائے کیونکہ شریعت محمدیہ اپنے نقطہ انتہائی کمال کو پہونچ گئی ہے کما مر ارا اور دوسرا یہ فرق ہے کہ جو انبیا متبع تھے اور غیر شارع وہ تابع اور مبلغ توریت کے تھے اور حضرت مرزا صاحب تابع اور مبلغ قران مجید کے ہین جسقدر فرق توریت اور قران مجید مین ہے اسی قدر فرق حضرت مرزا صاحب اور ان انبیاؤن مین سمجھو تو ضرور ہونا چاہیے ورنہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا کے پھر کیا معنی ہونگے اور پھر قران مجید اور آنحضرت صلعم مین کوئی فضیلت مابہ الامتیاز توریت و موسے کی نسبت نہ رہے گی کیونکہ متبوع کے سبب توابع کی فضیلت بھی ضرور ہونی چاہیے دیکھو ایک بادشاہ کا غلام رعایا کے غلامون سے کسقدر افضل ہوتا ہے پھر کیا وجہ کہ احمد کا غلام انبیاء متبع سے جو غیر شارع ہین افضل نہ ہو آگے رہا سلسلہ نبوت جزئیہ کا سو وہ بیشک اس امت مین بطفیل اتباع خاتم النبیین صلعم کے ضروری ہے ورنہ تعلیم دعا اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی عبث ہو جاویگی اور آنحضرت صلعم کا فیض جاری الی یوم القیام منقطع ہو جاوے گا جو انا اعطیناک الکوثر کے مخالف ہے ولنعم ما قال الامام

؎ این آتشے کہ دامن آخر زمان بسوخت
از ہر شرارہ اش بخد ہرکو شرم

اور پھر نظر کرو اس حدیث پر کہ مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ کہ کس شان سے آنحضرت صلعم نے

اپنے اس فیض جاری کے بقا کے لیئے الی یوم القیام ارشاد فرمایا ہے اور دوسری حدیث اس حدیث کے بیان واقع ہوگئی ہے کیف تہلک امة انا اولہا والمسیح بن مریم اخرہا۔

سوال سوم

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل خاتم النبیین کے لفظ کو محفوظ رکھنے کے واسطے ہے کہ مشابہ بالنبی شخص کو عالم امت سے تعبیر فرمایا نہ بلفظ نبی الخ

الجواب ۔ یہ حدیث واسطے بیان کرنے علو درجات علما کے ہے نہ مسیح موعود کے لیے کہ اسکا درجہ تو علماسے کہین بڑھ کر ہے پس جبکہ علما امت مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہوئے تو بموجب فحوائے خطاب کے مجددین مبعوثین اور مامورین مجددین خصوصاً مسیح موعود کا درجہ علما سے بطریق اولے بڑھ کر ہونا چاہیئے اسیواسطے مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا گیا نہ کالنبی پس یہ حدیث تو موید مدعا ہوگئی بلکہ اس امت مرحومہ کا تو طالبعلم ہی ایسے مدارج عالیہ پر پہونچ جاتا ہے کہ درمیان انبیاء اور اس طالبعلم کے صرف ایک درجہ باقی رہجاتا ہے کما قال تعالے والذین اوتوا العلم درجات اور حدیث نے اس ایت کی یہی تفسیر کردی ہے کہ من جاءہ الموت وہو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبیین درجة واحدة فی الجنة رواہ الدارمی خلاصہ یہ کہ جبکہ بموجب کتاب وسنت صحیحہ کے ایک ادنے طالب علم دین کا یہ مرتبہ ہے تو پھر مسیح موعود اور مہدی معہود جسکو خود رسول مقبول صلعم نبی اللہ فرماوین کیون اسکے مدارج عالیہ مین طرح طرح سے نکتہ چینیان کیجاوین۔ تلک اذا قسمة ضیزی **تنبیہ** وفات عیسے بن مریم تو نصوص قطعیہ سے ثابت ہوچکی ہے دیکھو رقیمة الوداد نمبر ۲ و ۳ و ۴ کو اور قرآن مجید و حدیث مین وعدہ استخلاف و امامت کا بلفظ منکم اسی امت کے لیے ہوا ہے پس لامحالہ نبی اللہ کا لقب اسی امت مین سے مجدد اس قرن کے لیے متعین ہوگیا۔

سوال چہارم ۔ کیا وحی اور رسول اور نبی کے الفاظ کی تعبیر بالفاظ الہام و ملہم یا مجدد و محدث درست نہین تھے جیسا کہ اس سے پہلے ہوتا رہا۔

الجواب ۔ یہ سب الفاظ قریب قریب مترادفہ ہین اور دونون طرح تعبیر کرنا درست ہے اور ہر دو تعبیر کتاب اور سنت صحیحہ مین موجود ہے ہان عوام علما کے خیالات اسکے خلاف تھے اور چونکہ ایسے خیالات عظمت شان خاتم النبیین مین موہم ابتریت کے تھے کیونکہ ایسے خیالات سے سلسلہ کمالات نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کا بالکل منقطع ہونا مفہوم ہوتا تھا اور ایسے خیالات سے آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کی شان گھٹتے تھے لہذا یہ ضرورت ان تعبیرات کیلئے مقتضی ہوئی کیونکہ ایک مقصد عظیم مقاصد مہمہ مسیح موعود سے عظمت شان آنحضرت صلعم کا دنیا پر ظاہر کرنا بھی ہے بخلاف ید اللہ فوق ایدیہم اور قل یا عبادی اور ما رمیت اذ رمیت اور انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی کے کہ انکے معنی ظاہری کا لینا مخالف نصوص کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے ہے۔

سوال پنجم ۔ اگر مجدد قرن ہذا یعنی مہدی و مسیح موعود اپنی خطاء اجتہادی سے یا کسی دوسری وجہ سے خدا اور خدا کے رسول کے قول کے متناقض قول پیش کرے تو اس کی صحت کا ہمارے پاس کیا معیار ہے انتہی ملخصاً۔

الجواب ۔ اجتہادی خطا بالفرض اگر اسکے اجتہاد مین ہو تو بحیثیت مجتہد ہونے کے ہوگی نہ باعتبار ملہم ہونے کے اور شریعت اسلام مین المجتہد قد یخطی وقد یصیب مسئلہ مسلمہ ہے بقولہ تعالے ففہمنٰہا سلیمان حضرت داؤد کی خطاء اجتہادی جو نبی تھے ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو سمجھائی گئی اور اجتہاد سلیمانی اللہ تعالے کے نزدیک پسند ہوا دیکھو اس آیت کی تفسیر کو اور معیار اسکا ہمارے پاس وہی نصوص شرعیہ اسلامیہ موجود ہین جن کی نسبت وارد ہے کہ ومن یتبغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ہان ایسے ملہم مامور من اللہ کا خطائی اجتہاد پر علی الدوام قائم رہنا ہوسکتا ہے اور نہ اسکو ایسا الہام ہوسکتا ہے جو مخالف کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے ہو بقولہ تعالے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اور اگر خطائے اجتہادی واقع ہی ہوجاوے تو اللہ تعالے اسکو اس پر قایم نہین رکھیگا بقولہ تعالے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ وجہ اسکی یہ ہے کہ اسکی بعثت بلا حجاب وغبار کے ایک ظل کامل ہے اپنے اصل موصل کا اور ظل اپنے اصل سے مخالف نہین ہوسکتا اگر ایسا کچھ ہو تو پھر یہ بھی جائز ہوجاوے کہ ظل آفتاب کا جو صوب سے مخالف و مناقض آفتاب کے ہوجاوے یعنی تاریکی اور ظلمت ہوجاوے۔ اندریںصورت جو مقصود اسکی بعثت سے ہے وہ بالکل فوت ہوجاویگا کہ الشی اذا خلی عن مقصودہ لغی قضیہ مسلمہ ہے اور اللہ تعالے کے افعال ایسے لغویات سے منزہ اور پاک ہین کیونکہ مقصود الٰہی تو بعثت سے یہی ہے جو انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون مین مذکور ہے ہان یہ امر بھی ہمپر واجبات سے ہی کہ ہم اسکے مجتہدات کو دوسرے مجتہدین کے مجتہدات سے مہما امکن ضرور ترجیح دیوینگے کیونکہ اسکا علم دیگر مجتہدین کے علم سے اعلی اور افضل ہے کیونکہ انوار الہام بھی اسکے ہمراہ موجود ہین لیکن یہ تمام امور غلطی وخطا کے بطور فرض ہی کے ہین ورنہ کوئی الہام حضرت اقدس کا آجتک خلاف نہین پایا گیا اور نہ

کوئی الہام اس مسیح موعود کا ناسخ شریعت محمدیہ ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ وعدہ محکم ہو چکا کہ ہم اسکے حافظ رہیں گے پھر نسخ کیسا کما قال تعالےٰ - انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور پھر دیکھو کہ ظل اصل کا ناسخ کیونکر ہو سکتا ہے - اور نہ یہ ممکن ہے کہ قرآن کے احکام کے برابر حقیت مین کوئی مامور من اللہ جدید حکم لاسکے کما قال تعالےٰ ولا یاتونک بمثل الاجئناک بالحق واحسن تفسیرا - اس مضمون جواب سے سوال نمبر ششم کا جواب بھی حاصل ہو گیا -

سوال ہفتم - کیا مرزا صاحب کے الہامون مین غلطی کا اندیشہ نہین ہے یا کیا اس کی تعبیر مین غلطی کا اندیشہ نہین -

الجواب - جن الہامونکو حضرت مرزا صاحب نے بطور قول فصل کے دنیا مین شایع فرمادیا ہے ان مین غلطی کا اندیشہ کیونکر ہو سکتا ہے ان کی اثبات حقیت کے لیے تو شہادات ارضی وسماوی موجود ہیں ؎

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

چنانچہ واقعات خسوف وکسوف وغیرہ نے اس شہادت کو ثابت وقایم کر دیا آگے رہی خطائے اجتہادی اگر انکی تعبیر مین واقع ہو جاوے سو اس پر ایسے مامورین مصلحین کا اصرار قایم نہین رہ سکتا لقولہ تعالےٰ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی (وفی قراۃ ولا محدث کما فی البخاری) الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ - اور جناب نے جو قبر کی نسبت تحریر فرمایا مجھکو اس سے بڑا تعجب ہوا کیونکہ اول تو کوئی قبر حضرت عیسےٰ کی بالہام نہین بتلائی گئی دوم جو دو قبرین حضرت عیسےٰ کی حضرت اقدس کے رسائل مین لکھی گئی ہین وہ دونون موجود ہین جو قبر بیت المقدس مین ہے جس مین بعد واقعہ صلیب کے تین روز تک حضرت عیسےٰ رہے تھے وہ بھی موجود ہے اور وہان پر تو ایک بڑا ہجوم اور میلا ہوا کرتا ہے اور یہ قبر ایسی مشہور ہے کہ تمام مسافرین آیندہ روندہ بیت المقدس اور شام کے اسکو جانتے ہین اور انکی دیکھی ہوئی ہے اور جو قبر سری نگر کشمیر مین تحقیقات علمی سے دریافت کی گئی ہے اس قبر مین حضرت عیسےٰ ۱۲۰ برس کی عمر مین فوت ہو کر دفن ہوئے اس قبر کی تحقیقات کچھ تو رسالہ راز حقیقت شایع شدہ مین کی گئی ہے اور مفصل بیان اس کا کتاب مسمے مسیح ہندوستان مین موجود ہے یہ کتاب ابھی تک شایع نہین ہوئی اور از روئے الہام کے نہ قبر واقعہ بیت المقدس بتلائی گئی ہے اور نہ قبر واقعہ سری نگر معلوم کی گئی اور مقلدین کا فساد وضلالت جو آپنے تحریر فرمایا کہ انہون نے مجتہدین کے پیچھے قرآن مجید اور سنت صحیحہ کو چھوڑ دیا تو کیا رسول یا نبی مانکر قرآن مجید اور اتباع سنت صحیحہ متروک نہ ہو جاوے گا -

الجواب - یہ مقلدونکی غلطی ہے جسکے لیے کوئی دلیل شرعی موجود نہین ہے اور ہم یہ مسئلہ مکرر ثابت کر چکے ہین کہ الہام ایسے ملہم کا جسکے ملہم ہونے پر شہادات سماوی و ارضی قائم ہو چکی ہون مخالف کتاب اللہ وسنت صحیحہ کے ہو ہی نہین سکتا کیونکہ ایسے ملہم کا الہام قطعاً منجانب اللہ ہی ہوتا ہے اور جو الہامات قطعاً منجانب اللہ ہووین ان مین اختلاف کہان ہو سکتا ہے جس کی دلیل خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا علاوہ اس دلیل نقلی کے دلیل عقلی بھی ہم سابق مین لکھ چکے ہین کہ ظل اپنے اصل کا مخالف ہرگز نہین ہو سکتا اگر ایسا کچھ ہو تو آفتاب کا نور کسیوقت مین ظلمت بھی ہو جاوے ولا یمکن ذلک ابدا ہان بطور فرض کے اگر کسی الہام کے فہم وتعبیر مین خطا اور غلطی واقع ہو جاوے تو اس کی جانچ وپڑتال کے لیئے وہی اصل الظل یعنے کتاب اللہ اور سنت صحیحہ معیار موجود ہے اور ایسی خطائے اجتہادی پر ہی ایسے ملہم کا استمرار ودوام کے ساتھ اصرار نہین ہو سکتا لقولہ تعالےٰ - فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ اور پھر اگر کوئی شخص ایسے خطائے اجتہادی پر جو مخالف اس معیار کے ہوئے جو اصل الظل ہے علے تقدیر الفرض مثل مقلدین کے اصرار کرکر اس غلطی کو واجب التقلید سمجھے تو یہ اس کی بھی غلطی ہے جو ہرگز کسی کے لیے جائز نہین ہے لقولہ تعالےٰ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم - اور معترض صاحب کی تقریر پر لازم آتا ہے کہ مجتہدین کو بھی دعوے اجتہاد کا جائز نہ ہوتا کیونکہ مقلدین انکے دعوے اجتہاد سے گمراہ ہو گئے مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی دعوے صحیح حسب تقاضائے اشد ضرورت جس کی تاکید منجانب اللہ بھی بڑے شد ومد سے واقعہ ہوئی ہو مثلاً جیسے یہی دعوے مسیحیت ومہدویت کا ہے اور نیز جو اس دعوے کے متعلقات اور مالہ وما علیہ ہین یہ سب دعاوی اس خوف سے ترک کئے جاوینگی کہ بعض لوگ اسکے مخالف یا گمراہ ہو جاوینگے - اس صورت مین تو سلسلہ خلافت محمدیہ کا ہی جسکا وعدہ آیت استخلاف

مندرجہ سورہ نور مین بڑے زور شور سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے سب غت ربود ہوجاویگا ان دنیا مین جب کبھی کوئی مامور من اللہ آیا ہے اس قسم کی مخالفت یا ضلالت تو ہمیشہ ہوتی رہی ہے۔
خلاصہ مقال یہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے اس دعوے نبوت ظلی سے آنحضرت صلعم کی خاتمیت مین کچھ فرق نہین آسکتا بلکہ شان عظمت خاتمیت اسی کو مقتضی ہے کہ آپکی امت کے کمل افراد کو نبوت ظلی ضرور حاصل ہو خصوصًا خاتم الخلفا کو جو مسیح موعود و مہدی مسعود ہے کہ اس کی نسبت تو خود نبی کریم نے بلقب نبی اللہ یاد فرمایا ہے تاکہ عظمت شان خاتمیت دوبالا ہو اور سہارا شانہ عظیم الشان خاتمیت سید المرسلین وقائد النبیین مین کوئی نقص لازم نہ آوے جو مراد الٰہی انا اعطیناک الکوثر سے ہے اور مضمون ادعو الی اللہ علے بصیرۃ انا ومن اتبعنی حاصل ہو تاکہ امت مرحومہ طوفان بحار ظنون اور شکیات سے نجات پاکر ساحل یقین ایقان پر پہونچے جو دار و مدار نجات اخروی کا ہے کیونکہ ذخیرہ ظنیات و شکیات کا جو اب امت مرحومہ کے پاس ہے وہ ساحل یقین و ایمان تک نہین پہونچا سکتا جس پر نجات اخروی موقوف ہے کما قال تعالے ان الظن لا یغنی من الحق شیًا اسی واسطے فرمایا گیا ہے کیف تہلک امۃ انا اولہا والمسیح اخرہا والسلام خیر ختام

کتبہ السید محمد احسن امروہوی
واردحال قادیان ضلع گورداسپور

پیسہ اخبار سے خط و کتابت

(مضمون بغرض اندراج پیسہ اخبار)

طاعون اور ایک عظیم الشان نشان

(مذہبی دنیا مین حیرت انگیز صدا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کے نوازشنامہ نے جو میرے رجسٹرڈ خط مورخہ ۲۰ اپریل سنہ حال کے جواب مین آپنے لکھا ہے مجھے جرأت دلائی ہے کہ مین مندرجہ ذیل مضمون پیسہ اخبار کے ناظرین کے فائدہ کے لیے خصوصًا اور عام لوگون کے لیے عمومًا بالغرض اندراج پیسہ اخبار آپکی خدمت مین ارسال کرون +

چونکہ مین اپنے سامنے بہت ہی محدود پیسہ اخبار کے کالمون کو دیکھتا ہون اس لیئے تمہیدی امور کو چھوڑ کر صرف مطلب کی بات کہنا چاہتا ہون۔ پیسہ اخبار کے ناظرین حضرت میرزا

غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود

کے نام سے بخوبی واقف ہین اور پیسہ اخبار مین انہون نے متعدد نوٹ آپ کے متعلق پڑھے ہونگے اگرچہ مین افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہون کہ پیسہ اخبار کے وہ نوٹ قابل اصلاح تھے جو پیسہ اخبار ہی کے ذریعہ ہونی چاہئے تھے جو نہین ہوئی + اور مین اگر اسکا ذمہ وار ایڈیٹر پیسہ اخبار کو قرار دون تو یہ صحیح ہے۔ مین اسوقت ان تمام نوٹس پر ریمارک کرکے ناظرین پیسہ اخبار کو یہ دکھانا نہین چاہتا۔ کہ مثلاً آتھم کی پیشگوئی پر جو ریمارک کیا گیا تھا وہ اصل پیشگوئی ہی کے مفہوم اور منطوق کے خلاف نہ تھا بلکہ پیشگوئیون کی حقیقت اور قرآنی پیشگوئیون خصوصًا انذاری پیشگوئیون کی ناواقفیت کی بنا پر بھی تھا کیونکہ آتھم کا مرجانا اور اس کی موت کی پیشگوئی کرنیوالے مدعی کا ابتک زندہ رہنا کوئی چھوٹی سی بات نہین ایساہی مین حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور دلایل پر کوئی مبسوط بحث کرنے کیلئے بھی اسوقت موقع نہین دیکھتا اسلیئے مین اس بحث سے بالکل الگ رہتا ہون کہ قرآن کریم نے کس طرح پر حضرت مسیح کی وفات کا زور شور سے ذکر کیا ہے اور توفی کا وعدہ کرکے فلما توفیتنی مین مسیح کا اقرار موجود ہے اور نہ مین موسوی سلسلہ کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت پر بحث کرکے یہ دکھانا چاہتا ہون کہ ان دونون سلسلونکا توافق کس طرح طبعی طور پر چاہتا ہے کہ چودھوین صدی مین آنے والا مجدد مسیح موعود ہو اور اسی طرح مین ان نشانات پر بھی جو مسیح موعود کے لیے مقرر تھے اور پورے ہوچکے ہین بحث کرنے کا موقع نہین پاتا ہون مثلاً کسوف خسوف کا رمضان مین ہونا یا ذوالسنین ستارہ کا نکلنا وغیرہ اور ایساہی مجھے موقع نہین کہ مین ان مناظرات اور مباحثات پر ریویو کرون جو آج تک حضرت مسیح موعود سے ہوچکے ہین علیٰ ہذا القیاس مین ان کئی سو پیشگوئیون کا تذکرہ بھی کمی گنجائش کی وجہ سے نہین کرسکتا جو پوری ہوچکی ہین اور نہ مین اس مضمون پر کچھ کہہ سکتا ہون کہ پیر گولڑوی اور تمام علماء ہند و پنجاب نے آپ کی اس عظیم الشان دعوت کے مقابلہ مین کس قدر قابل افسوس سکوت اور عاجزی ظاہر کی جو انہون نے قرآن کریم کے حقایق و معارف کو عربی فصیح بلیغ تفسیر کیصورت مین مقابلہ کرنے یا قبولیت دعا کا نشان دکھلانے کے لیئے کی تھی۔ مین اسوقت آپ کی ان خدمات کا تذکرہ بھی کرنا نہین چاہتا جو نصارے۔ آریون اور سکھون کے مقابلے مین اسلام کی آپنے کی ہین اور نہ اس سلسلہ کی پولٹیکل حالت پر بحث کرکے یہ دکھانے کی کوشش کرسکتا ہون کہ یہ سلسلہ کس طرح پر گورنمنٹ کے لیے مفید مبارک اور امن بخش اصولون کی بنا پر ہے اور کس طرح اس خاندان نے ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمات کی ہین کیونکہ یہ مضامین بحث طلب ہین اور پیسہ اخبار کے کالمونمین

گنجایش کم اس لیے مین ان سب امور کو چھوڑکر اصل مطلب کا تذکرہ کرتا ہون جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے حضرت اقدس کا یہ دعوے کہ مین **مسیح موعود** ہون کوئی چھوٹا دعوے نہین بلکہ عظیم الشان ہے اسلیے ہر دانشمند اور سلیم الفطرت انسان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ کسی قسم کے اعتراض یا نکتہ چینی اور انکار سے پہلے اسکے متعلق **مدعی مسیح موعود** کی تصنیفات کو بغور پڑھ لے مگر جلدباز انسان ایسا نہین کرتے اگرچہ **نصوص قرآنیہ** و حدیثیہ - اور عقلی شہادتون اور دلایل کے ساتھ اور آسمانی نشانون اور تائیدات سے اس سلسلہ کی سچائی ظاہر کی گئی لیکن پھر بھی بہت لوگون نے اسی طرح مخالفت کی جس طرح **منہاج نبوۃ** پر قائم ہونے والے سلسلون کی ہوتی ہے - حضرت اقدس کے دعاوی کی شناخت کا صحیح معیار یہ تھا کہ اسے منہاج نبوۃ پر آزمایا جاتا مگر ایسا نہین کیا گیا آخر خدا تعالے نے ایک عظیم الشان **نشان قایم** کیا ہے جیسا کہ پچیس برس پہلے براہین احمدیہ مین یہ الہام موجود ہے -

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا

اور لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الہلاک وغیرہ وغیرہ پس جن لوگون کو پہلے نشانات اور دلایل و براہین نے کوئی فایدہ نہین پہونچایا - وہ اسوقت اس نشان سے جو طاعون کی صورت مین نمودار ہوا ہے فایدہ اٹھائین - حضرت اقدس نے یہ مشتہر کردیا ہے کہ **طاعون میرے لیئے ایک نشان ہے**† اور آج سے پانچ سال پہلے پیشگوئی شایع کی گئی تھی کہ پنجاب مین طاعون کے پودے لگائے جارہے ہین اور جو لوگ پنجاب کے حالات سے واقف ہین کم از کم پیسہ اخبار کے پڑھنے والے وہ بخوبی جانتے ہین کہ اب پنجاب کی کیا حالت ہے - اسیوقت حضرت اقدس نے یہ بھی مشتہر کردیا تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے - **انہ اوی القریۃ** یعنے قادیان کو خدا تعالے اس پراگندگی سے **محفوظ رکھے گا** اور اب اسی کی تائید مین یہ الہام بھی ہوئے ہین **لولا الاکرام لہلک المقام** اور پھر **انی حافظ کل من فی الدار** - غرض ان الہامات کی بنا پر یہ عظیم الشان نشان سعادتمندونکے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اسوقت اپنی زبانون کو روک کر کم از کم تین چار دن تک اسکا انتظار کرین اور دیکھین کہ کیا قادیان اس افراتفری اور موت الکلاب سے جو طاعون کی وجہ سے دوسری جگہون مین ہوئی ہے محفوظ رہتا ہے یا نہین؟ اور یہ امر مبنی ہے مقابلہ پر اگر مقابلہ کے وقت نسبتاً قادیان اقرب بالامن اور دارالامان ثابت ہوجاوے تو اس سے بڑھکر اور کیا نشان ہوگا لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی ضرور ہے کہ وہ لوگ جو ملہم یا مستجاب الدعوات ہونیکے مدعی ہین خواہ وہ گدی نشین ہین یا مشایخ الکافرض ہے کہ وہ بھی اپنی قبولیت دعا اور الہام کا کوئی کرشمہ دکھائین - اور ہم ان سے کوئی زائد امر نہین چاہتے بلکہ جسقدر یہان ظاہر کیا گیا ہے اسی قدر وہ ظاہر کردین **کہ فلان مقام محفوظ رہیگا مثلاً لاہور یا امرتسر یا کلکتہ** یا کوئی اور ناظرین پیسہ اخبار کے لیے شاید یہ امر زیادہ دلچسپی کا موجب ہو کہ اس مقابلہ مین منشی الہی بخش صاحب مصنف عصاء موسے جسکی کتاب پر پیسہ اخبار مین ریویو چھپا تھا اور ایسا ہی پیر گولڑوی جنکے لیئے مقابلہ تفسیر نویسی سے گریز کی پردہ پوشی بذریعہ پیسہ اخبار کی گئی تھی اس میدان مین خصوصاً نکلین اور وہ اپنے شہرون کی نسبت ایسی پیشگوئی کرین اور ایسا ہی انجمن حمایت اسلام جو اپنی قبولیت دعا مین استسقائی نماز پر بارش ہونے کا دعوے کرتی ہے اپنی دعا کا ثمرہ قبل از وقت شایع کردے اور اسی طرح ہندوؤن آریون عیسائیون کو بھی حق ہے کہ اگر وہ خدا تعالے کے ساتھ اپنے تعلقات کے ثبوت اور اپنے مذہب کی زندگی کے اظہار کے لیے ایسا نشان پیش کرین تو یہ امر حق و باطل مین فارق ہوجائیگا + پس اگر کوئی اس مقابلہ مین نہ آیا تو پھر یقیناً کسیکو حق نہین پہونچتا کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کرے اور ایسا ہی اگر مقابلہ مین قادیان اقرب بالامن ثابت ہو اور وہ شہر اقرب بالامن ثابت نہون جنکا اشتہار دوسرے لوگ دینگے تب بھی حضرت **مسیح موعود** کی مخالفت جایز نہ ہوگی - لیکن اگر مقابلہ کرنے والون نے اپنے الہام شایع کردیئے اور وہ الہام صحیح ثابت ہوئے تو پھر انکا حق ہوگا جو چاہین سو کہین لیکن سردست اسپر کسی قسم کی نکتہ چینی کرنی اخلاقاً اور انصافاً ناجایز ہے کیونکہ جب تک تین چار سے نہ گذر جاوین اسپر کوئی رائے قایم کرنے کا کسی کو حق نہین ہونا چاہیئے پس مین پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کیخدمت مین عرض کرنا چاہتا ہون کہ وہ پیسہ اخبار مین اس عظیم الشان نشان کا مقابلہ کرین جو تحریرین اس قسم کی آئین وہ چھاپدی جائین اور ایسا ہی الحکم مین طبع ہوتی رہین اور نیز ایڈیٹر کی طرف سے کسی قسم کا حاشیہ نہ چڑھایا جاوے بلکہ ایڈیٹرونکی رائے آخری وقت تک محفوظ رکھی جاوے اور جب وقت گذر جاویگا پبلک خود صحیح نتیجہ پر پہونچ جاویگی مین امید کرتا ہون کہ یہ سلسلہ مضامین کا نہایت دلچسپی سے دیکھا جاویگا اور انصاف پسند طبیعتین اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھائین گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ کوئی غیر متعلق تحریر شایع نہ کیجاوے صرف اس قسم کی تحریرین شایع ہون کہ فلان شخص اپنے الہام سے فلان شہر کے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے جس مین وہ رہتا ہے اور اسکی عزت و احترام کیلئے خدا نے اسکو محفوظ کرلیا ہے اور یہ مقابلہ اسی رنگ اور شان کا ہوگا جیسا کہ **قادیان** کا کیا جاویگا اس مقابلہ سے سردست کئی فایدہ ہونگے اول یہ کہ سب و شتم کا سلسلہ بند ہوجاویگا ۔ (باقی)

† یہ وہ نشان ہے کہ قرآن کریم - احادیث اور انجیل سے بھی مسیح موعود کا نشان ٹھیرایا گیا ہے -

صوم صوم کردینگے + ایسی تحریرین دفتر پیسہ اخبار اور دفتر الحکم قادیان مین آنی چاہئین + والسلام + پبلک کا خیرخواہ شیخ یعقوب علی تراب احمد ایڈیٹر الحکم قادیان -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (انا اوی القریۃ) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

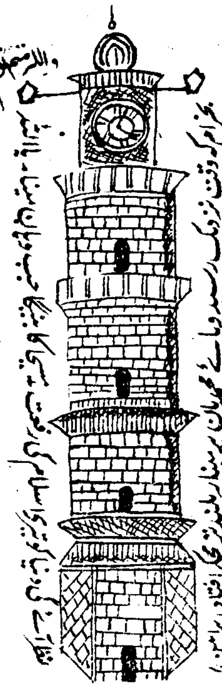

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۲۰ | ۳۱-مئی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۲ صفر سنہ ۱۳۲۰ھ یوم شنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

توبہ نامہ۔	۱
دارالامان کا ہفتہ۔	؍؍
دارالامان اور طاعون۔	۲
ایضاً	۳
ایضاً	۴
مختصر نوٹ اور نکات۔	۴
کلمات طیبات۔	۵
۵-اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کی ایک تقریر	؍؍
ایضاً	۶
دارالامان میں پہلا زمانہ۔	۷
۳۱-مئی سنہ ۱۹۰۲ء۔	۸
دو سوالون کا جواب	۹
ایضاً	۱۰
کوہ آتش فشان کی غارتگری۔	۱۱
بشنو بشنو بیا بیا اے قوم۔	۱۲
مردان ضلع پشاور۔	۱۳
ایضاً	۱۴
ایضاً	۱۵
ایضاً	۱۶

توبہ نامہ

ذیل مین ہم میان عبد الغفور صاحب سگنلر سٹیشن ہاکھیان کا توبہ نامہ درج کرتے ہین۔ میان عبد الغفور خان صاحب بیعت کرکے بعض غولان راہ ہدے کی چالاکیون سے دھوکہ مین آگئے تھے اور انہون نے فسخ بیعت کرلی تھی مگر پھر خدا تعالے نے ان پر حق کھولدیا اور انہون نے رجوع الی الحق کیا۔ اللہ تعالے انکو اس توبہ پر قائم رکھے شحنہ ہند نے انکے فسخ بیعت کو بڑے زور شور سے شایع کیا تھا کیا اب وہ اس تجدید بیعت کو بھی شایع کریگا

بمیر تا برہے اے حسود کین رنجیست
کز مشقت آن جز بمرگ نتوان رست

توبہ نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف جناب حضرت صاحب ہادی ہدایت رہنما خلق خدا حضرت اقدس مسیح موعود و امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام و برکاتہ + گزارش ہے کہ بندہ بسبب ناواقفیت علم دینی کے حضور کے مخالفین کے دھوکے مین آگیا تھا چند سوالات جو مخالفون نے بمقابلہ جناب کے ایک بنائی ہوئی تھے جواب نہ دیسکا اور نہ حضور کی تائید مین بحث کرسکا بدین وجہ مین اپکی بیعت مورخہ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے پرچہ شحنہ ہند مین فسخ کراچکا ہون اور بعد بیعت کے فسخ ہونیکی دلکو سخت صدمہ پہنچا جسکا بیان تحریر سے باہر ہے۔ اب مین دوبارہ صدق دل سے حضور کے مامور من اللہ ہونے پر ایمان لاتا ہون اور اپنی غلطی سے جو مخالفین کے دھوکے آکر کی تھی سچے دلسے توبہ کرتا ہون اور امید کرتا ہون کہ حضور بھی عاجز کے حق مین دعا کرینگے اور از سر نو احقر کو اپنی غلامی مین منظور فرماوینگے اور میری والدہ صاحبہ جو عمر رسیدہ ہین اور میری بیوی بھی جنکی دلی خواہش حد سے زیادہ ہے کہ وہ بھی حضور کی خادمون مین سے ہون بیعت قبول فرمادین مین چونکہ ایک غریب آدمی ہون اسقدر جرأت نہین رکھتا کہ اس توبہ نامہ کو بطور اشتہار شایع کرادون لہذا عرض ہے کہ حضور ہی مہربانی فرماکر پرچہ الحکم مین چھپنے کا حکم فرماوین تاکہ اور بھائی بھی میرے واسطے دعا کرین فقط مرسلہ نیازمند عبد الغفور خان سگنلر سٹیشن ہاکھیان نوشہرہ دہلی۔ ریلوے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بحمد اللہ تندرست ہین اور جمیع ممبران خاندان بھی خدا کے فضل سے تندرست ہین حضرت ام

۲- حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے اپنی مشہور معروف کتاب خلافت راشدہ کا دیباچہ خدا تعالے کے فضل اور تائید سے لکھنا شروع کردیا ہے + بہت جلد اس کتاب کی پہلی جلد کی اشاعت انشاء اللہ ہوگی۔ یہ کتاب قرآن کریم کی عظمت۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور

۳- حضرت مولوی ۔۔۔

۴- حجت اللہ نے طاعون کے متعلق ایک اور اشتہار لکھنا شروع کردیا ہے + جسکی اشاعت کی بہت جلد امید کیجاتی ہے +

دار الامان اور طاعون

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین ہم نے پیسہ اخبار کے ایک خطرناک جھوٹ کی تردید مختصر طور پر کر دی تھی + اور آج کی اشاعت مین اس پر ایک مبسوط مضمون لکھنے کا وعدہ کیا تھا - چونکہ حضرت حجت اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک اور اشتہار لکھنے کا ارادہ فرمایا ہے اسلیئے ہم سردست مختصر طور پر ہی پھر اس غلط فہمی کے رفع کرنے کی کوشش کرتے ہین جو پیسہ اخبار اور اسکے دوسرے ہم جنس اخبارون نے قادیان کی نسبت پھیلانی چاہی ہے +

سب سے پہلے ہم اس امر کا ذکر کرنا چاہتے ہین کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی اس مضمون کا کوئی اشتہار شایع نہین کیا کہ قادیان بالکل طاعون سے محفوظ رہے گا + بلکہ پیسہ اخبار اور دوسرے مخالف اخبارون اور اشتہار بازون نے جب الحکم مین مندرجہ ذیل نوٹ شایع ہوا تھا تو قسم قسم کی باتین بنائی تھین

"انہ اوی القریۃ"

آج کل ہمارے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی توجہ طاعون کیطرف زیادہ تر اور چونکہ یہ لوگ عارف تر ہوتے ہین اسلیئے خدا تعالے کے غنا ذاتی سے خایف تر بھی ہوتے ہین عموماً سیر اور بعد شام طاعون پر کچھ نہ کچھ تقریر ہو جاتی ہے - انہ اوی القریۃ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے اسکے متعلق فرمایا ہے - کہ مین اسکے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہو کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کیوجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالے قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا - اگرچہ یہ امر ممکن ہے کوئی کیس یہان ہو جاوے - مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن مین ہے تاہم اللہ تعالے کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمین یقین ہے کہ وہ ہمین تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھیگا

اسکے علاوہ متعدد مرتبہ الحکم کے ذریعہ اس قسم کے مضامین شایع ہوئے اور کبھی بھی حضرت اقدس نے یہ دعوے نہین کیا کہ قادن مین کوئی بھی واردات نہو - اور پیسہ اخبار نے اس کو تاویل کا مقدمہ بتایا تھا - پھر جو فیصلہ کن مضمون حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے پیسہ اخبار کے مقابلہ مین لکھا تھا اس مین بڑی وضاحت اور صراحت سے یہ بات لکھدی ہے کہ قادیان مین موت الکلاب نہ ہوگی۔

چنانچہ خود حضرت اقدس نے جو اشتہار عظیم الشان تحدی کے ساتھ دافع البلا کے نام سے کئی ہزار شایع کیا ہے اسکے صفحہ ۵ کے حاشیہ مین مندرجہ ذیل معنے انہ اوی القریۃ کے لکھے ہین جن کو ہم پھر پبلک کی توجہ اور غور کے لیے ذیل مین درج کرتے ہین۔

پس اس کلام الہی مین یہ وعدہ ہی کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہین ہوگی +

کچھ حرج نہین کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان مین بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہوا اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے +

قادیان مین کبھی طاعون نہین پڑیگی جو گاؤن کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے +

اب ہم سلیم الفطرت اور خدا ترس دل والے ناظرین سے پوچھتے ہین کہ وہ خدا کا خوف کھا کر تقوے اور انصاف پسندی کو ہاتھ سے نہ دے کر ہمین بتائین کہ اسمین کہان یہ دعوے کیا گیا ہے کہ قادیان مین ایک بھی واردات طاعون کی نہ ہوگی + بلکہ وہ فقرات جو جلی قلم سے لکھے گئے ہین صاف اور واضح طور پر اس عقدہ کو حل کرتے ہین اب اس کے بعد کہ جب دار الامان کے متعلق صریح اور صاف الفاظ مین یہ دعوے کیا گیا ہے کہ یہان طاعون جارف نہین ہوگی اس کے خلاف پیشگوئی کے الفاظ کو چھوڑ کر شور مچانا یہ طریق خدا ترسی کے خلاف ہے - فاتقو اللہ ! ان اللہ مع المتقین - در اصل قادیان مین طاعون کی بعض وارداتون کا ہونا اور پھر عام تجربہ کے خلاف اسکا افراتفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہنا ایک مادہ پرست انسان کے نزدیک بھی قوی پیشگوئی ہے۔

اس مختصر بیان کے بعد اب ہم اس امر پر بحث کرنے کی ضرورت سمجھتے ہین کہ اس وقت جو قادیان مین طاعون کی وارداتون کا ہونا ظاہر کیا جاتا ہے یہ کہانتک صحیح ہے؟

جس حال مین کہ قادیان مین کسی واردات کا ہونا خدا کی عظیم الشان وحی اور پیشگوئی کے مخالف اور متضاد نہین بلکہ ایک پہلو سے پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہے - پھر ہماری نسبت یہ خیال کرنا کہ قادیان مین اگر کوئی واردات ہو تو ہم اسکو مخفی کرینگے یہ دیانت سے بعید ہے ہم سب سے پہلے ایسی واردات کا اعلان کرینگے کیونکہ یہ خدا کی عظیم الشان پیشگوئی کے ایک پہلو کو پورا کرتی ہے + الغرض قادیان مین کسی واردات کا ہونا ہمارے ہرگز مخالف نہین مگر اسوقت

جو شور مچایا گیا ہے یہ بالکل جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے۔

ہم کو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر سخت افسوس ہے کہ اسنے اپنے ایک مختصر سے نوٹ مین کئی جھوٹ اور پھر دل آزار جھوٹ بولے ہین۔

حالانکہ کئی سال کے تجربہ اخبار نویسی کے رو سے چاہیئے تھا کہ وہ اس خبر کی تصدیق کے لیے بہترین ذرایع کو اختیار کرتے مگر انہون نے ایک غور کن۔ دور اندیش ایڈیٹر کے منصب کے خلاف جلد بازی اور عجلت سے کام لیکر ایک بیہودہ امر کو اپنے اخبار مین شایع کر دیا جو اسکی خفت کا موجب ہوا + پیسہ اخبار اگر محض تعصب اور بے جا عداوت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت نہین کرتا تو ہمین اس سے مایوس نہین ہونا چاہیئے اور امید کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے اس نوٹ کی بہت جلد تردید کر دیگا لیکن اگر اس نے بے جا حجت اور خاموشی سے کام لیا تو وہ اپنے فرض منصبی کے حدود سے ہی نکلنے والا نہ ٹھہریگا۔ بلکہ ہمارا حق ہوگا کہ ہم کہین کہ اس نے خدا ترسی سے کام نہین لیا

اب ہم ذیل مین پیسہ اخبار کے ان خطرناک جھوٹون کو سلسلہ وار لکھتے ہین۔

پہلا جھوٹ۔ مولا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دیا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت مین سرکاری . . کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہین مرا چنانچہ ہمنے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات پیدائش قادیان نمبر ۵۳ پر ۲۰۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو اسکی وفات بذریعہ بخار درج ہے۔

یہ شخص ۲۰۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تھا اور رجسٹر مین غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغگو جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے + کہ انہون نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہین دی گئی۔ پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تا کہ ایسی جھوٹی خبرین شایع کرانے کی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اس کی بابت اطلاع دے سکین بہرحال یہ افسران مجاز کا فرض ہے۔ کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کرین +

دوسرا جھوٹ۔ نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے یہ شخص ۱۸ ۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکور مین باعث موت بخار درج ہے۔

تیسرا جھوٹ۔ مولا کی بیوی۔ یہ بہت ہی خطرناک جھوٹ ہے مولا کی بیوی اس وقت تک قادیان مین زندہ موجود ہے۔ ایک زندہ شخص کی نسبت اسکے مرنے اور طاعون سے مرنے کی متوحش خبر شایع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے۔ قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کر سکتے ہین + کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض نہین ہے کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے۔

چوتھا جھوٹ۔ مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر مین مولا کے ہان کوئی ہوئی ہی نہین پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت ہم بجز اسکے کیا کہین لعنت اللہ علے الکاذبین

پانچوان جھوٹ۔ نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ یہ بیچاری بھی بخار سے مری ہے۔

چھٹا جھوٹ۔ صدرو ولد بھاگا بافندہ قادیان مین اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہمکو معلوم نہین ہوا۔ اور رجسٹر پیدایش اموات مین درج ہے بھاگا ایک بافندہ ہے مگر اسکا کوئی لڑکا اس نام کا نہین ہے اور نہ فوت ہوا ہے۔

ساتوان جھوٹ۔ پسر ڈھاتلی۔ یہ لڑکا سگ گزیدہ تھا اور رجسٹر مذکور مین اس کی ہلاکت کا باعث یہی درج ہے۔ مگر ہمین افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جسقدر واقعات اور وارداتین پیسہ اخبار نے دی ہین سب کی سب جھوٹ ہین +

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہین کرنا چاہتا تو آیندہ ایسے دوستون پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔

آٹھوان جھوٹ۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر کرکے ان صدہا عزیزون اور لاکھون دوستون کو رنج پہونچایا ہے۔

مولوی صاحب کے عزیزون مین سے کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی۔

نوان جھوٹ اور خطرناک جھوٹ جس مین تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے۔ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی بیماری کو اسی طاعون کی خبر مین لکھکر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہین لعنت اللہ علے الکاذبین +

یہ حضرت اقدس کی فیاضی اور فراخدلی ہے کہ آپ قانونی چارہ جوئی نہ خود کرنا چاہتے ہین اور نہ اپنے کسی خادم کو اجازت دیتے ہین ورنہ پیسہ اخبار کو اپنی اس طرز تحریر کا پتہ لگ جاتا +

پیسہ اخبار کو ۲۴ ۔ مئی سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجت اللہ کی بیماری دردریح اور پھر اس سے شفایاب ہوجانے کی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اسکے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجدہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے۔

بہرحال یہ جھوٹ ہین جو پیسہ اخبار نے بولے ہین اب پیسہ اخبار کا فرض ہے

کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔

اور آیندہ ان لوگون کی تحریرونکو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہم جنس اسکو لکھ دیتے ہین اور اپنے آپ کو مخمصہ مین نہ ڈالے۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس قسم کی جھوٹی خبرون کے مخزن زیادہ تر قادیان کے سماجی ہین۔ جن مین نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہین کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبرین اسے بہم پہونچائی ہین۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہین کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبرون کے دینے والے کا مناسب نوٹس لین +

اب ہم اسکے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہین سمجھتے۔ آخر مین پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے۔

ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے بڑھ کر اس معاملہ مین پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہین جنہون نے بازاری خبرون پر اعتبار نہین کیا بلکہ مزید احتیاط و حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے +

مختصر نوٹ اور نکات

ہمارے مخالف واقعی واجب الرحم ہین جب ہم ان کی ان چالون اور تدبیرون پر غور کرتے ہین جو وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نور کو اپنی پھونکون سے بجھانے کے لیے اختیار کرتے ہین اور پھر اسکے نتائج مین واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون کی شان ملاحظہ کرتے ہین تو ان کی حالت بہت ہی قابل رحم نظر آتی ہے وہ نئے دن نئی شرارت اور نئی چال اختیار کرتے ہین ان کی غرض اور غایت یہ ہوتی ہے کہ سلسلہ عالیہ کی ترقی کو روک دین یا سلسلہ عالیہ کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو رنج دین مگر جون جون وہ مخالفت مین ترقی کرتے ہین سلسلہ کی ترقی ایک مواج دریا کی طرح ہوتی جاتی ہے اور ہزارون سعید روحین اپنی بھلائی کے لیے اسمین داخل ہوتی جاتی ہین۔

پس جب وہ بیعت کے کالمون مین ہر ہفتہ بہت سے نام پڑھتے ہین تو انکے اندر ایک سوزش اور جلن شروع ہو جاتی ہے اور دوسری طرف وہ یہ دیکھتے ہین کہ حضرت اقدس انکی تحریرون اور تقریرون کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہین دیتے اور انکی رنجدہ باتون مین سے بھی ایک خوشی کا سامان نکال لیتے ہین تو ان بدقسمتون کی حالت پر ہمین اور بھی افسوس آتا ہے کاش یہ گالیون کے اشتہار نکالنے والے بدزبان اور خطون کے ذریعہ گالیان دینے والے بیباک اسوقت حضرت اقدس کو دیکھین جب انکے خطوط یا اشتہار پہنچتے ہین! تو انہین معلوم ہو جاوے کہ ان خطوط اور اشتہارون کا کوئی اثر بھی ہوتا ہے؟ بجز اسکے کہ خدا کا صادق مسیح موعود انکو اپنی کامیابی کا ذریعہ اور خدا تعالے کی نصرت کا سامان قرار دے۔ وہ ان اشتہارون اور گالیون کے خطوط کو اپنی زراعت کی کھاد قرار دیتا ہے +

اے نادان اشتہار باز و بد زبانی کرنے والو تم خود ہی ہمکو بتاؤ کہ ایسے جری انسان پر جس کا قلب ایسا مطمئن اور منشرح ہے تم فتح حاصل کر سکتے ہو؟ ہرگز نہین۔

پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنی محنت کے بے سود ہونے پر اور اپنے اعمال کے حبط ہونے پر بھی اس کی مخالفت سے باز نہین آتے؟ خدا سے ڈرو اور خدا سے جنگ نہ کرو۔

مخالفون کی حد سے گذری ہوئی شرارتون اور تکلیفون کا جب کبھی کوئی ذکر حضرت مسیح موعود کے حضور ہوتا ہے تو آپ اکثر فرمایا کرتے ہین کہ ہماری رونق اور سلسلہ کی ترقی کے لیے مخالفون کا وجود ضروری ہے۔ ابوجہل اور اسکے ہم جنس نہوتے تو قرآن شریف ایسی عظیم الشان کتاب مین بجز چند احکام کے خدا تعالے کی جلالی پیشگوئیان اور معارف نہ ہوتے۔ اور قرآن شریف چند صفحون کی . . . ایک کتاب ہوتی۔ جس جس قدر مخالف اعتراض کرتے اور مخالفت کی راہین نکالتے ہین اسی قدر معارف اور حقایق نازل ہوتے اور خوارق کا وجود پیدا ہوتا ہے۔ کیا اس ایمان کے کوہ وقار انسان کو زمینی کیڑے ہلا سکتے ہین؟ ہرگز نہین۔ ولنعم ما قیل۔

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد
کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
وا ز جہالت ہاست عز و قدر عقل تام را
حجت صادق ز نقض و جرح روشن تر بود
عذر نا معقول ثابت میکند الزام را

چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اسکا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقعہ ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے یہ خدا تعالےٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہون کو معاف کر دیتا اور رجوع برحمت فرماتا ہے اپنا فضل اسپر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے اس لیے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے نماز سنوار کر پڑھو خدا جو یہان ہے وہان بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہان ہو تمہارے دلون مین رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھرون مین جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہین بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہین رہنا چاہیئے ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالےٰ راضی ہوگا یا [illegible]اص نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے خدا تعالےٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے نماز اس لیئے نہین کہ ٹکرین ماری جاوین یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگین مار لین بہت لوگ ایسی ہی نمازین پڑھتے ہین اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہین یہ کچھ نہین +

نماز خدا تعالےٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالےٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنا گناہون کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہین ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہین پڑھتا + پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری مین دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جسکا دل ڈرتا ہے اور نمازون مین اپنے دین اور دنیا کے لیے دعا کرو۔

طاعون جو دنیا مین آئی ہے اور اس نے لاکھون انسانون کو زیر زمین کر دیا ہے جس سے لاکھون بچے یتیم اور عورتین بیوہ ہو گئی ہین بلکہ کئی گھر بالکل تباہ ہو گئے اور خاندانون کے خاندان بے نام و نشان ہو گئے ہین یہ خدا تعالےٰ کا ایک غضب ہے جو انسانون کی غفلت اور حد سے بڑھی ہوئی شرارت اور انکار کیوجہ سے آیا ہے۔

خدا تعالےٰ کا قانون یہی ہے کہ جب انسان غافل ہو جاتا ہے اور طرح طرح کی بدکاریون اور فسق و فجور مین مبتلا ہو جاتا ہے تو اسوقت خدا کا غضب جوش مین آتا ہے۔ اسوقت بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو گئی تھی کچھ تو خود گمراہ ہی تھے اور غفلت اور سستی انہین آ گئی تھی سچے مذہب کے سچے عقاید کو چھوڑ بیٹھے تھے اور تمام اعمال صالحہ کی جگہ صرف چند رسومات نے لے لی تھی اسپر پادریون نے اور بھی مٹی پلید کی + انہون نے مختلف ذریعون سے اس بیہودہ مذہب کو جس مین ایک عاجز انسان کو جو مر گیا ہے خدا بنایا گیا لوگون کے سامنے عجیب عجیب رنگ دیکر پیش کیا اور اسکے خون کو گناہون کا کفارہ قرار دے کر بے باک زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی۔ حیلہ جو طبیعتون کو ایک بہانہ مل گیا اور بہت سے مرتد ہو گئے اور اکثر ان نے دین کی عظمت کو دل سے دور کر دیا۔

پادریون کے اس فتنہ کے ساتھ ہی یہ نقص پیدا ہوا کہ انگریزی تعلیم اور انگریزی وضع نے بھی ایک قسم کی نصرانیت پھیلا دی جبکہ سرون مین آزادی ہی آزادی کا خیال بھر گیا + ادھر یورپ کے فلسفہ اور طبیعیات نے اپنی جدید تحقیقاتین جو پیش کین تو علماء نے اپنی کمی معرفت اور علوم حقہ سے بے خبری کے باعث اور بھی نقصان اسلام کو پہونچایا ان مین سے بعض نے تو قرآن کریم کی تعلیمات کی اس فلسفہ دیکر ایسی تاویلین شروع کر دین جو خدا تعالےٰ کے کلام پاک کے منشا کے صریح خلاف تھین اور بعض نے سرے سے ان علوم جدیدہ کے پڑھنے والون کے اعتراضون پر انکو کفر کے فتوے دینے شروع کر دیے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی تعلیم نے جو آزادی پھیلا دی تھی اس نے مسلمانون کے گھرون مین پیدا ہوئے ہوئے بچون کو بالکل بے باک کر دیا + اور پھر ایک اور آفت یہ آئی کہ مسلمانون مین سستی اور غفلت تو پیدا ہو ہی چکی تھی + سچے عقاید کو چھوڑ کر قسم قسم کی بدعتین اور سلسلے خدا تعالےٰ کے سچے دین اور سلسلے کے خلاف پیدا کیئے گئے اور مشرکانہ تعلیمات اور وظائف قائم کر لیئے۔

ان ساری آفتون کے ہوتے ہوئے جب خدا تعالےٰ نے اپنے قدیم قانون کے موافق محض اپنے فضل سے ایک بندہ بھیجدیا جو ان ساری مصیبتون کا چارہ گر اور مداوا تھا۔ ان لوگون نے ناحق اسے تکلیف دی اور اس کی مخالفت کے لیئے اٹھے۔ جب ان کی مخالفت اور شرارت حد سے بڑھ گئی اور خدا تعالےٰ کے حضور ان کی شوخیان اور گستاخیان اور بے جا ضد اور عداوت سے ملا ہوا انکار قابل سزا ٹھیر گیا تو اس نے اپنے وعدہ کے موافق اس بندہ کی تائید کے لیئے طاعون بھیجا۔ ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالےٰ اس مرض سے محفوظ رکھے اور اپنی پناہ مین لے۔ طاعون کوئی معمولی مرض نہین ہے اور نہ اسکے دورہ کا کوئی خاص نظام ہے بلکہ بعض اوقات یہ سالہائے دراز تک اپنا سلسلہ جاری رکھتی ہے اور اسوقت تو طاعون خدا تعالےٰ کیطرف سے ایک خاص کام کیلئے مامور کی گئی ہے وہ لوگ غلطی اور گناہ کرتے ہین جو طاعون کو برا کہتے ہین یہ خدا کا فرشتہ ہے جو اسکے بندے کی سچائی پر ایک گواہی قائم کرنے کے لئے آیا ہے۔ (باقی آئندہ)

کلمات طیبات امام الزمان مسیح الرحمٰن

(اپنی جماعت سے خاص خطاب)

۲۶ مئی ۱۹۰۲ء کو وہ نیچہ دیکھے خدام حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مین حاضر ہوئے تو مختلف باتونکے تذکرہ کے اثناء مین فرمایا

مین بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہان کہین وہ ہین منع کرتا ہون کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ۔ مقابلہ اور مجادلہ نہ کرین اگر کہین کسی کو کوئی درشت اور ناملایم بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے مین بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہون کہ مین دیکھ رہا ہون کہ ہماری تائید مین آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے ہماری طرف سے ہر پہلو کے لحاظ سے لوگون پر حجت پوری ہو چکی ہے اسلیئے اب خدا تعالےٰ نے اپنی طرف سے اس کارروائی کے کرنے کا ارادہ فرمایا ہے جو وہ اپنی سنت قدیم کے موافق اتمام حجت کے بعد کیا کرتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بدزبانیون اور فضول بحثون سے باز نہ آئینگے تو ایسا نہ ہو کہ آسمانی کارروائی مین کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جاوے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی عادت ہے کہ ہمیشہ اس کا عتاب ان لوگون پر ہوتا ہے جن پر اس کے فضل اور عطایات بے شمار ہون اور جنہین وہ اپنے نشانات دکھا چکا ہوتا ہے وہ ان لوگون کی طرف کبھی متوجہ نہین ہوتا کہ انہین عتاب یا خطاب یا ملامت کرے جنکے خلاف اس کا آخری فیصلہ نافذ ہونا ہوتا ہے چنانچہ ایک وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے فاصبر کما صبر اولوالعزم ولا تستعجل لھم اور فرماتا ہے ولا تکن کصاحب الحوت۔ اور۔ فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض۔ الآیۃ یہ محبت آمیز عتاب اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت جلد فیصلہ کفار کے حق مین چاہتے تھے مگر خدا تعالےٰ اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور حلم کے ساتھ کام کرتا ہے لیکن آخرکار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنون کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا اسی طرح پر ممکن ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیان افترا پردازیان اور بدزبانیان خدا تعالےٰ کے سچے سلسلے کی نسبت سن کر اضطراب اور استعجال مین پڑین مگر انہین خدا تعالےٰ کی اس سنت کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتی گئی ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے اس لیے مین پھر اور بار بار تاکید حکم کرتا ہون کہ جنگ و جدال کے مجمعون تحریکون اور تقریبون سے کنارہ کشی کرو۔ اس لیے کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یعنی دشمنون پر حجت پوری کرنا وہ اب خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے۔

تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤن اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس مین مشغول ہو جاؤ اس طرح اپنے تئین مستحق بناؤ خدا تعالےٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جنکا اس نے وعدہ فرمایا ہے اگرچہ خدا تعالےٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیان ہین جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہون گی مگر تم خواہ نخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ ہر قسم کے حسد کینہ بغض غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہون اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیون کا ہوتا ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔

اس لیے متقی بننے کی فکر کرو۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ذکر کیا کہ حضور کی بیماری کی شدت مین میرے دل مین بہت رقت پیدا ہوئی تو مین نے بہت دعا کی اور اس طرح پر دعا کی کہ مولا کریم اسلام کی عزت۔ قرآن کی عزت۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور بالآخر تیری اپنی عزت اور جلال کے اظہار کا بھی اس وقت یہی ذریعہ ہے تو اس پر فرمایا۔

بیماری کی شدت مین جبکہ یہ گمان ہوتا تھا کہ معلوم ہو از کر جانے گی مجھے بھی الہام ہوا اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابدا۔ یعنی اے خدا اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس کے بعد اس زمین مین تیری پرستش کبھی نہ ہوگی۔

فرمایا یقیناً یاد رکھو یہ سلسلہ اسوقت اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے قایم کیا ہے اگر یہ سلسلہ قایم نہ ہوتا تو دنیا مین نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے وحدہ لا شریک کی توحید قایم نہ رہتی یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے ناپاک اور جھوٹے عقیدون کے ساتھ نصرانیت کو مدد دیتے ہین اور ان کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کے لیئے میدان خالی کرتے ہین۔ یہ سلسلہ اب کسی ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا۔ یہ ضرور بڑھیگا اور پھولیگا اور خدا کی بڑی بڑی برکتین اور فضل اس پر ہونگے جب ہمین خدا کے زندہ اور مبارک وعدہ ہر روز ملتے ہین اور وہ تسلی دیتا ہے کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور تمہاری دعوت زمین کے کنارون تک پہونچاؤنگا پھر ہم کسی کی تحقیر یا گالی گلوچ پر کیون مضطرب ہون +

۵ اپریل ۱۹۰۲ء کی ایک تقریر

۵ اپریل ۱۹۰۲ء کی شام کو چند آدمی بیعت کے لیئے آئے ہوئے تھے آپنے بعد بیعت بظاہر انکو خطاب کرکے کل جماعت کو یون ہدایت فرمائی۔ (ایڈیٹر)

استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنیوالی چیز نہین ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرتا ہے۔

جس وقت انسان اللہ تعالےٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ پہلے گناہ بخشدیتا ہے پھر بندہ کا نیا حساب

حضرت اقدس میرزا صاحب اور انکے اصحاب کی مختلف قسم کی تصویرین فل سائز قیمت ایکروپیہ ہمدم صحت لاہور سے طلب کرین +

دار الامان مین پہلا زمانہ

رسید مژدہ کہ ایام نوبہار آمد
زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم

حضرت حجت اللہ علے الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گذشتہ ایام ناسازی طبیعت کی وجہ سے وہ جلسہ جو بعد نماز مغرب مسجد مبارک مین ہوا کرتا تھا اس کی رونق اور لطف مین جو کمی ہو گئی تھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شفایاب ہو جانے پر پھر وہی مجلس اور وہی زمانہ شروع ہو گیا ہے۔ والحمد للہ علے ذالک۔ اب بندگان عالی دو تین روز سے برابر تشریف لاتے اور بعد نماز مغرب حسب معمول اجلاس فرماتے ہین آپ کی طبیعت بحمد اللہ اب بالکل اچھی ہے کوئی شکایت بجز کسی قدر ضعف کے باقی نہین۔ ۲۰- مئی ۱۹۰۳ء کی شام کو مختلف باتون کے تذکرہ مین یہ ذکر شروع ہوا کہ لوگ جناب کے اس فقرہ پر کہ مسیح اور حسین سے بڑھ کر ہون بہت جھلا رہے ہین۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دنیا مین دو قسم کے لوگ ہوتے ہین ایک تو وہ جو خواہ مخواہ بلا کسی قسم کے استحقاق کے اپنے تیئن محامد۔ مناقب اور صفات حمیدہ سے موصوف کرنا چاہتے ہین گویا وہ یہ چاہتے ہین کہ خدا تعالےٰ کی کبریائی کی چادر آپ اوڑھ لین۔ ایسے لوگ لعنتی ہوتے ہین۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہین جو طبعًا ہر قسم کی مدح وثنا اور منقبت سے نفرت اور کراہت کرتے ہین اور اگر وہ اپنے اختیار پر چھوڑ دیے جاوین تو دل سے پسند کرتے ہین کہ گوشہ گمنامی مین زندگی گذار دین۔ مگر خدا تعالےٰ اپنے مصالح اور باریک حکمتون کی بنا پر ان کی تعریف اور تمجید کرتا ہے اور درحقیقت ہونا بھی اسی طرح چاہیئے۔ کیونکہ جن لوگون کو وہ مامور کر کے بھیجتا ہے ان کی ماموریت سے اسکا منشا یہ ہوتا ہے کہ اسکی حمد وثنا اور جلال دنیا مین ظاہر ہو اگر ان ماموروں کی نسبت وہ یہ کہے کہ فلان مامور جسے مین نے مبعوث کیا ہے۔ ایسا نکما بزدل۔ نالایق۔ کمینہ۔ سفلہ اور ہر قسم کے فضایل سے عاری اور بیگانہ ہے تو کیا خدا تعالےٰ کی اس کے ذریعہ سے کوئی صفت قایم ہو سکے گی۔ حقیقت مین خدا کا ان کی تمجید اور مدارج اور فضایل بیان کرنا اپنے ہی جلال اور عظمت کی تمہید کے لیے ہوتا ہے۔

وہ تو اپنے نفس سے بالکل خالی ہوتے ہین اور ہر قسم کے مدح وذم سے بے پروا ہوتے ہین چنانچہ سالہا سال اس سے پہلے جبکہ نہ کوئی مقابلہ تھا نہ گرد وپیش مین کوئی مجمع تھا نہ یہ مجلس اور نہ کوئی تمہید تھی اور نہ دنیا مین کوئی شہرت تھی۔

خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ مین میری نسبت یہ فرمایا کہ یحمدک اللہ من عرشہ۔ نحمدک ونصلی۔ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس وافتخارًا للمومنین۔ یا احمد فاضت الرحمۃ علے شفتیک۔ انک باعیننا۔ یرفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والآخرۃ یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی۔ یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی۔ بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک۔ شانک عجیب۔ واجرک قریب۔ انی جاعلک للناس اماما۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی الارض والسماء معک کما ہو معی۔ وسرک سری انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی سبحان اللہ تبارک وتعالےٰ زاد مجدک۔ سلام علیک جعلت مبارکا۔ وانی فضلتک علے العالمین ولقد کرمنا بنی آدم وفضلنا بعضھم علی بعض۔ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنے۔ وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین۔ والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک۔ خلق آدم فاکرمہ جری اللہ فی حلل الانبیاء انت معی وانا معک خلقت لک لیلا ونہارا۔ اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک۔ انت منی بمنزلۃ لایعلمہا الخلق۔ ویعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس۔ ولو لم یعصمک الناس یعصمک اللہ۔ انت المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔ کمثلک در لا یضاع انت الشیخ المسیح وانی معک ومع انصارک۔ وانت اسمی الاعلے۔ وانت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی وانت منی بمنزلۃ المحبوبین۔ علیک برکات وسلام۔ سلام قولا من رب رحیم۔ مظہر الحق۔ وانت منی مبدء الامر۔ وما ینطق عن الھوی ان ہو الا وحی یوحی۔

فرمایا مین اپنے قلب کو دیکھ کر یقین کرتا ہون کہ کل انبیاء علیہم السلام طبعًا ہر قسم کی تعریف اور مدح وثنا سے کراہت کرتے تھے مگر جو کچھ خدا تعالےٰ نے انکے حق مین بیان فرمایا ہے اپنے مصالح کی بنا پر فرمایا ہے اور مین خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہ الفاظ میرے الفاظ نہین

خدا تعالےٰ کے الفاظ ہین - اور یہ اس لیے کہ خدا تعالےٰ کی عزت اور جلال اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت اور جلال خاک مین ملا دیا گیا ہے اور حضرت عیسےٰ اور حضرت حسین کے حق مین ایسا غلو اور اطرا کیا گیا ہے کہ اس سے خدا کا عرش کانپتا ہے -

اب جبکہ کروڑہا آدمی حضرت عیسےٰ کی مدح ثنا سے گمراہ ہو چکے ہین اور ایسا ہی بے انتہا مخلوق حضرت حسین کی نسبت غلو اور اطرا کر کے ہلاک ہو چکی ہے تو خدا کی مصلحت اور غیرت اسوقت یہی چاہتی ہے کہ وہ تمام عزتون کے کپڑے جو بے جا طور پر ان کو پہنائے گئے تھے ان سے اتار کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالےٰ کو پہنائے جاوین پس ہماری نسبت یہ کلمات درحقیقت خدا تعالےٰ کی اپنی عزت کے اظہار اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لیے ہین

فرمایا مین حلفاً کہتا ہون کہ میرے دل مین اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے کہ تمام محامد اور مناقب . . . . . اور تمام صفات جمیلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرون میری تمام تر خوشی اسی مین ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی توحید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا مین قایم ہو مین یقیناً جانتا ہون کہ میری نسبت جسقدر تعریفی کلمات اور تمجیدی باتین اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہین یہ بھی درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف راجع ہین اس لیے کہ مین آپ کا ہی غلام ہون اور آپ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرنے والا ہون اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہین اسی سبب سے میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دعوےٰ کرے کہ مین مستقل طور پر بلا استفاضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مامور ہون اور خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتا ہون تو وہ مردود اور مخذول ہے خدا تعالےٰ کی ابدی مہر لگ چکی ہے اس بات پر کہ کوئی شخص وصول الی اللہ کے دروازہ سے آ نہین سکتا ہے بجز اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے -

---

۳۱ - مئی ۱۹۰۲ء

شرک تین قسم کا ہے اول یہ کہ عام طور پر بت پرستی درخت پرستی وغیرہ کی جاوے یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے دوسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے کہ فلان کام نہوتا تو مین ہلاک ہو جاتا یہ بھی شرک ہے تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شے سمجھا جاوے - موٹے شرک مین تو آجکل اس روشنی اور عقل کے زمانہ مین کوئی گرفتار نہین ہوتا - البتہ اس مادی ترقی کے زمانہ مین شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے +

طاعون کے پھیلنے پر یہ کوئی خیال نہین کرتا کہ شامت اعمال سے پھیلی ہے - اور اور اسباب کیطرف توجہ کرتے ہین

نماز اپنی زبان مین نہین پڑھنی چاہیئے خدا تعالےٰ نے جس زبان مین قرآن شریف رکھا ہے اس کو چھوڑنا نہین چاہیئے - ہان اپنی حاجتون کو اپنی زبان مین خدا تعالےٰ کے سامنے بعد مسنون طریق اور اذکار کے بیان کر سکتے ہین مگر اصل زبان کو ہرگز نہین چھوڑنا چاہیئے - عیسائیون نے اصل زبان کو چھوڑ کر کیا پھل پایا کچھ بھی باقی نہ رہا -

---

قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون سے کوئی جگہ باقی نہ رہیگی - جیسے فرمایا ہے ان من قریۃ الا نحن مہلکوہا قبل یوم القیامۃ او معذبوہا - الآیۃ

اس سے لازم آتا ہے کہ کوئی قریۃ مس طاعون سے باقی نہ رہے اس لیئے قادیان کی نسبت یہ فرمایا انہ اوی القریۃ یعنے اس کو انتشار اور اغراق القری سے اپنی پناہ مین لے لیا - سزائین دو قسم کی ہوتی ہین ایک بالکلیہ اہلاک کرنیوالی جس کے مقابلہ مین فرمایا لولا الاکرام لہلک المقام یعنی یہ مقام اہلاک سے بچایا جاوے گا - دوسری قسم سزا کی بطور تعذیب ہوتی ہے غرض خدا تعالیٰ نے قادیان کو ہلاکت سے محفوظ رکھا ہے اور تعذی سزا

دانے کا کیا وجود ہوتا ہے لیکن جمع کئے جاوین تو سیری کا موجب ہو جاتا ہے - ایک سیر خام مین قریباً ۱۵ ہزار کے دانہ ہوتے ہین جس سے ایک آدمی بخوبی سیر ہو جاتا ہے اسی طرح پر آیات اللہ کو اگر جمع کیا جاوے اور قدر کی جاوے تو وہ روحانی سیری کا موجب ہو جاتی ہین ہمارے نشانات کو اگر یکجائی طور پر دیکھا جاوے تو ان کی قوت اور شوکت معلوم ہوتی ہے -

---

آج کل جو ایک پہاڑ کی وجہ سے جزائر غرب الہند مین سنیٹ پیری اور مارٹینک ہلاک ہوئے ہین ان کے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا لوط کی بستی پر بھی اسی طرح پتھر برسے جیسے کوہ آتش فشان سے پڑتے ہین - یہ قانون قدرت ہے - موجودہ واقعہ جو ہلاکت کا ہوا ہے یہ مسیح کے زمانہ کا ایک نشان ہے -

---

ہم قرآن کریم کے ذریعہ توریت کی اصلاح کرنا چاہتے ہین توریت کے ذریعہ قرآن کی اصلاح کرنا نہین چاہتے - توریت کا مقابلہ ہی قرآن سے کیا ہے جہان قرآن اور توریت کا اختلاف ہے وہان صاف نظر آتا ہے کہ توریت مین ایک گند اور جھوٹ ہے جو بعد مین ملایا گیا ہے -

---

انبیاء اور مامور ہمیشہ کزرع آتے ہین ابتدا مین حقیر اور ذلیل نظر آتے ہین فلسفی انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن آخر خدا تعالیٰ کی قدرت کا

دو سوالوں کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال دربارہ وجوب عشر اراضی ہندوستان جس میں خراج سرکار ادا کیا جاتا ہے از طرف نمبردار موضع بدوالہ نمبر ۱۰۲ تحصیل لائل پور۔

ہندوستان میں اراضی مزروعہ جس میں سے سرکار کو خراج دیا جاتا ہے عشر دینا واجب ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ہندوستان میں اکثر اراضی عشری نہیں معلوم ہوتی کیونکہ جو تعریف اراضی عشری کی مجتہدین نے لکھی ہے وہ اکثر جگہ صادق نہیں آسکتی وجہ یہ ہے کہ ہدایہ وغیرہ میں اراضی عشری کی تعریف یہ لکھی ہے۔ وکل ارض اسلم اہلہا او فتحت عنوۃ و قسمت بین الغانمین فہی ارض عشر۔ یعنی جس ملک کے لوگ طوعاً خود مسلمان ہو جاویں یا وہ ملک بادشاہ اسلام کے ہاتھ سے بزور فتح کیا گیا ہو اور فاتحوں میں تقسیم کیا گیا ہو تو اس ملک کی زمین عشری قرار دی جاتی ہے ظاہر ہے کہ ہندوستان کی زمینوں میں سے اکثر زمین ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ جس پر یہ تعریف پوری پوری صادق آجاوے اور نیز سوائے اس تعریف کے دیگر مجتہدین نے جو تعریف عشری زمین کی لکھی ہے وہ بھی صادق نہیں آتی بسبب طوالت کے بیان پر وہ تعریف اور عدم صدق اسکا اکثر یہاں کی اراضی پر اس خط میں نہیں کیا جا سکتا لہذا وجوب عشر کا ہندوستان کی اکثر اراضی پر شرعاً نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ اراضی عشری ہی نہیں ہے ہاں اگر کوئی اراضی ایسی ہو جس پر تعریف عشری زمین کی صادق آتی ہو اور نیز خراج بھی گورنمنٹ میں ادا کیا جاتا ہو تو اس زمین پر عشر واجب ہو گا۔

وجہ ثانی یہ ہے کہ کل اراضی ہندوستان پر الا ماشاء اللہ مالگذاری سرکار یا اقل درجہ نذرانہ جو ایک قسم کا خراج ہے بحکم سرکار ادا کرنا ایسا واجبات سے ہے کہ ایک دستور قدیم اور معروف میں داخل ہو گیا ہے اور ہر ایک امر معروف اور معقول میں خواہ اپنے نزدیک محبوب ہو یا خلاف مرضی ہو سرکار کے حکم اطاعت اور تعمیل فرض ہے اگر کوئی کہے کہ مسلمان کو خراج کا ادا کرنا کیسا تو جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام سے بھی ادا کرنا خراج کا ثابت ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے وقد صح ان الصحابۃ اشتروا اراضی الخراج وکانوا یؤدون خراجہا فدل علی جواز الشراء واخذ الخراج وادائہ للمسلم من غیر کراہۃ بیہقی وغیرہ میں ایسی روایات بھی موجود ہیں پس جبکہ ادائے خراج صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو گیا تو یہ خراج یعنے مالگذاری سرکار یا نذرانہ داخل خزانہ سرکار کرنا منجملہ معروف کے ہو گیا اور امر معروف میں اطاعت حکام کی واجب ہے طوعاً و کرہاً جیسا کہ احادیث بخاری وغیرہ سے ثابت ہے کہ ان لا ننازع الامر اہلہ یعنی حکام سے امر معروف میں مخالفت کرنا پسند و ناپسند امور میں جائز نہیں ہے کما ہو سیاق اور جبکہ ان اراضی سے خراج گورنمنٹ میں داخل کیا جاتا ہے تو خراج اور عشر کا جمع کرنا واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ ولا عشر فی الخارج من ارض الخراج یعنی زمین خراجی میں پیداوار پر عشر واجب نہیں ہے ابن ہمام اسپر لکھتے ہیں وغالب الظن ان الخلفاء من عمر و عثمان و علی لم یاخذوا عشرا من ارض الخراج والا لنقل کما نقل تفاصیل اخذہم الخراج یعنی ظن غالب یہی ہے کہ خلفاء راشدین حضرت عمر و عثمان اور علی نے زمین خراجی سے عشر نہیں لیا ورنہ روایات میں ضرور مروی ہوتا جیسا کہ اور تفاصیل جزئیہ اخذ خراج کے منقول و ماثور ہوئیں ہیں لہذا ان اراضی پر جو خراج سرکار ادا کیا جاتا ہے ان پر ادا کرنا عشر کا واجب نہیں ہے

ہدایہ میں لکھا ہے ولنا قولہ علیہ السلام لا یجتمع عشر و خراج فی ارض مسلم ولان احدا من ائمۃ العدل والجور لم یجمع بینہما وکفی باجماعہم حجۃ ولان الخراج یجب فی ارض فتحت عنوۃ و قہرا والعشر فی ارض اسلم اہلہا طوعا والوصفان لا یجتمعان فی ارض واحدۃ وسبب الحقین واحد وہو الارض النامیۃ الا انہ یعتبر فی العشر تحقیقا وفی الخراج تقدیرا ولہذا یضافان الی الارض۔ ترجمہ یعنی ہماری دلیل حدیث آنحضرت صلعم کی ہے۔ کہ مسلمان کی زمین میں عشر اور خراج دونوں جمع نہیں ہوتے ہیں اور نیز کسی نے سلاطین و خلفاء اسلام میں سے خواہ وہ عادل ہوں یا غیر عادل عشر اور خراج کو جمع نہیں کیا اور یہ اونکا اجماع واسطے ہونے حجت شرعی کے کافی ہے اور نیز خراج اس اراضی میں ہوتا ہے جو بزور فتح کی گئی ہو اور عشر اس اراضی ہے جسکے اہل اور سکان اپنی رغبت سے اسلام میں داخل ہوئے ہوں اور یہ دونوں وصف مختلف ایک اراضی میں میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور نیز عشر اور خراج کے وجوب کی علت ایک ہی ہے یعنے پیداواری زمین کی۔ ہاں البتہ عشر میں ضرور ہے کہ پیداوار بالفعل ہوتی ہو اور خراج میں فعلیۃ ضرور نہیں ہے بلکہ افتادہ زمین پر بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کسی نہ کسی وقت میں کاشت اسمیں ہو سکتی ہے اور اسی لیے عشر و خراج دونوں زمین ہی کیطرف منسوب کیے جاتے ہیں نہ ذوات انسان کیطرف

تنبیہ ضروری۔ ہان اس مین شک نہین ہے کہ نصوص کتاب اللہ نے اراضی مزروعہ مین وقت درو کے اور خرمن کرنے کے مساکین کے حقوق کبھی ضرور قرار دیئے ہین کما قال اللہ تعالے واتوا حقہ یوم حصادہ یعنی دو حق اسکا دن کاٹنے اسکے کے اور قصہ اصحاب الجنۃ کا جو سورہ نون والقلم مین مذکور ہے جس مین اللہ تبارک وتعالے نے اونکا قول ان لا یدخلنہا الیوم علیکم مسکین نقل فرمایا ہے اور حق مسکین کے روکنے پر عذاب نازل کیا ہے کما قال تعالے فی اخر الرکوع کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اراضی پیداوار پر بوقت درو اور خرمن کرنے کے حق مسکین کا نکالنا مسلما توبیر واجب ہے۔ چونکہ تحدید اس حق کی قران مجید مین بیان نہین فرمائی گئی لہذا اسکی تحدید باختیار خود دو طرح سے ہوسکتی ہے یا تو حسب الارشاد علے الموسع قدرہ وعلے المقتر قدرہ یعنی گنجایش والے پر بموجب اوس کی مقدرت کے اور تنگی والے پر حسب اس کی مقدرت کے دیا جاوے جیسا کچھ کہ ہو اور یا بقدر نصاب زکواۃ کے پیداوار کا اندازہ کرلیا جاوے کیونکہ پانچ وسق اسوقت مین بقدر نصاب زکواۃ کے ہی ہوتا تھا اور پھر چالیسوان حصہ مثل زکواۃ کے اس پیداوار مین سے حقوق مساکین کے لیے نکالا جاوے پس یہ تحدید زمیندار و معافیدار کی ہمت اور استعداد پر موقوف ہے چونکہ اللہ تعالے اسوقت کے زمینداروں کی تنگی حال سے واقف تھا لہذا اوس رحمن ورحیم نے اپنے کلام پاک ازلی وابدی مین اس حق کی تحدید اور تعیین بیان نہین فرمائی اور عدم تحدید مین بھی سر الہی تھا ورنہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی خاص تحدید اسکو منظور اور مرکوز ہوتے اور پھر بھی اسکو بیان نہ فرماتا اور اپنے کلام پاک کو نعوذ باللہ ناقص رکھتا۔ اب جو ہم دستور زمینداران پر نظر کرتے ہین تو مشاہد ہے کہ یہ حقوق مساکین کے سر اراضی کاشت پر زمینداران ومعافیداران بوقت درو ودرخرمن کے نکالتے بھی ہین اور کوئی زمیندار یا معافیدار الیا بخیل اور کمبخت نہین جو پیداوار اراضی پر کچھ نہ کچھ حقوق مساکین کے نہ نکالتا ہو۔ فقط۔

کتبہ السید محمد احسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً ومصلیاً

سوال دربارہ قربانی غنم از طرف نمبردار موضع برادالہ نمبر ۱۰۲ تحصیل لایل پور۔

قربانی مین بکرا ایک سال کا درست ہے یا دو سالہ ہونا ہی ضروری ہے۔

الجواب۔ بکرا ایک سالہ بھی قربانی مین درست ہے عربی مین ایک سال کے بکرے کو مسنہ کہتے ہین اور ثنی بھی کہتے ہین یعنے دو دانت کا حواشی اور شروح احادیث وفقہ مین اس کی تفصیل لکھی ہے چنانچہ ہم اسکی تفصیل ہدایہ سے لکھتے ہین۔ والثنی منہا (ای من الضان) ومن المعز ابن سنۃ ومن البقر ابن سنتین ومن الابل ابن خمس سنین۔ ترجمہ ثنی یعنے دو دانت والا دنبہ ہو یا بکرا ایک سال کے بعد ہوجاتا ہے اور گائے بیل دو برس مین دو دانت والا ہوجاتا ہے اور اونٹ دو دانت کا پانچ برس کے بعد ہوتا ہے اور حاشیہ ابن ماجہ مین فاضل سندی لکھتا ہے الثنیۃ ای المسنۃ وہی التی بلغت سنتین ملہ یعنے ثنیہ اور مسنہ دو دانت کا ہوتا ہے اور شارع علیہ السلام کیطرف سے اس مسئلہ مین توسیع معلوم ہوتی ہے چنانچہ حدیث مسلم مین ہے۔ لاتذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان رواہ مسلم۔ یعنے قربانی نہ کرو سوائے ایک برس کی عمر والے کے مگر جبکہ تم پر دشواری اور عسر ہو تو پھر جذعہ۔ یعنے چھ ماہ کا دنبہ بھی قربانی کرلو۔ بہرحال بکرے اور دنبہ مین یہ فرق ہے جو مذکور ہوا ترمذی مین لکھا ہے وقد اجمع اہل العلم ان لا یجزی الجذع من المعز وقالوا انما یجزی الجذع من الضان۔ یعنے اہل علم کا اس مسئلہ مین اتفاق ہے کہ چھ ماہ کا بکرا قربانی مین کافی نہین ہے اور اگر دنبہ ہو تو چھ ماہ کا بھی جائز ہے حدیثون پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس مسئلہ مین کہین رخصت پر بھی عمل کرایا ہے جیسا کہ ابن ماجہ مین ہے کنا مع رجل من اصحاب رسول اللہ صلعم یقال لہ مجاشع من بنی سلیم فعزت الغنم فامر منادیا فنادی ان رسول اللہ صلعم کان یقول ان الجذع یوفی مما توفی منہ الثنیۃ یعنے آنحضرت صلعم نے بوقت گرانی بھیڑ بکری دنبہ کی منادی کرادی کہ چھ ماہ کا دنبہ یا بکرا کافی ہے بجائے ایک برس کے دنبہ یا بکرے کے اور کہین عزیمت پر عمل کرایا ہے جیسا کہ لاتذبحوا الا مسنۃ مین گذرا۔ لہذا ہمکو بھی رخصت اور عزیمت دونون کا لحاظ کرنا ضروری ہے

ملہ [illegible] واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ

پس ایک غریب کیواسطے چھ ماہ کا دنبہ بھی جائز ہے اور اس کے لئے رخصت ہے اور تو انگرا ورامراکے لئے افضل دو سال کا ہے جو عزیمت بھی ہے۔ لیکن ایک جانب پر اصرار کرکے ایکطرف کو فرض اور واجب قرار دیدینا خلاف مراد شارع کے ہے کیونکہ عتود کی نسبت بھی حاشیہ بخاری میں اختلاف لکھا ہے عتود بفتح المھملہ وضم المثناة الخفیفہ ہومن اولاد المعز ما قوی ورعی واتی علیہ حول وقال ابن بطال العتود الجذع من المعز ابن خمستہ اشہر او فی ہومن اولاد المعز حاصتہ مارعی ولم یبلغ سنتہ کہ وفی المحکم العتود الجدی الذی استکرش وقیل الذی بلغ السفاد ۱۲ سفد الذکر علی الانثیٰ نصرب وعلم سفادا بالکسر نزا ۱۲ قاموس ❊ ۔

حررہ سید محمد احسن

کوہ آتش فشان کی غارتگری

جزائرغرب الہند مارٹینک سینٹ پیری اور سینٹ ونسینٹ کی تباہی کے مختصر حالات ہفتہ گذشتہ مین معلوم ہوئے تھے جن میں ہزارہا جیتی جاگتی مخلوق کا فنا ہو جانا سخت ہولناک واقعہ ہے جس کی خیال مین تصویر کھینچنا مشکل ہے۔ اس کے بعد جو خبرین متواتر آتی رہی ہین وہ حادثہ کی بربادی اور وسعت کو اس سے بہت زیادہ تبلاتی ہین جو شروع کے مبہم تاربرقیون سے ظاہر ہوتا تھا۔

آتش فشان پہاڑ کم وبیش ہر ایک براعظم مین موجود ہین۔ بعض مین سے ہر وقت آگ کے شعلے اور کم وبیش دھوان نکلتا ہے۔ بعض اس قسم کے ہین کہ جنکا آتش خیز مادہ خارج ہو چکا ہے۔ اور اب ٹھنڈے ہو گئے ہین۔ بعض مین گرم چشمے جاری ہین جن مین گندھک کے اجزا پائے جاتے ہین۔ ہندوستان مین بھی کوہ آتش فشان کا ایک نمونہ ضلع کانگڑہ مین موجود ہے جہان ہر سال ہزارہا اہل ہنود زیارت کو جاتے ہین

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آتش فشان پہاڑ کا اندرونی مادہ دفعتہً جوش مین آجاتا ہے سخت زلزلہ کی سی صورت پیدا ہوتی ہے اور نہایت ہولناک گڑگڑاہٹ کی آواز گونجتی ہے گویا صدہا توپون کے فیر ہو رہے ہین اور پھر ایک رقیق مادہ پگھل کر بہ نکلتا ہے راکھ اور پتھرونکے اور معدنی اشیاء کے ٹکڑے میلون تک اُڑکر جاتے ہین اور سطح زمین پر دور تک راکھ کا فرش بچھ جاتا ہے رقیق مادہ جسکو لاوا کہتے ہین۔ ایک دریائے آتش ہوتا ہے وہ ہر شئے کو جلا کر خاکستر بناتا جاتا ہے اور بعض دفعہ سخت زہریلی ہوائین غار کوہ سے نکلتی ہین اور ہر ایک جاندار کی موت کا باعث ہوتی ہین ❊

دو ہزار برس کا عرصہ گذرا اٹلی کے آتش فشان پہاڑ سووبیس کے خروج سے دو نہایت خوبصورت شہر ہرکولینیم اور پومپئی بالکل تباہ ہو گئے تھے جن کے کھنڈرات ابتک سیاحون کے لئے ایک حسرتناک نظارہ ہین ❊

سنہ ۱۸۸۳ء مین اسی قسم کا ایک بربادی بخش حادثہ کراکاٹوا مین واقع ہوا تھا جبکہ جزیرہ مذکور کا دو تہائی حصہ غارت ہو گیا اور اس کیساتھ ہی سمندر مین طغیانی آئی جس سے ساحل جاوا وسماٹرا کے ۳۰۰ دیہات دریا برد ہو گئے اور ۳۵ ہزار جانین ضائع ہوئین یہ بربادی کوہ آتش فشان کے خروج کا بالواسطہ نتیجہ تھا ❊

جزائر غرب الہند جہان آٹھ ماہ حال کو قیامت بپا ہوئی۔ امریکہ کے قریب بحر اوقیانوس مین ایک مجمع الجزائر ہے مارٹینگ اور سینٹ پیری اہل فرانس کی نو آبادیان ہین جزیرہ مارٹینک کا طول ۴۳ میل۔ عرض ۱۹ میل اور رقبہ ۳۸۰ مربع میل ہے زیادہ تر آبادی کریول قوم اور حبشیون اور دوغلی نسلون کی تھی سینٹ پیری ایک تجارتی منڈی تھی اور مشہور بندرگاہ۔ ایک کروڑ ۷ لاکھ روپیہ کی کھانڈ سال بھر مین یہان سے طیار ہوکر یورپ کو جایا کرتی تھی ❊

جزیرہ سینٹ ونسینٹ مین انگریزی عملداری ہے اس کا طول ۱۹ میل اور عرض ۱۱ میل اور رقبہ ۱۳۴ میل مربع ہے۔ ان تمام جزیرون مین ایک پہاڑ کا سلسلہ جس کی بلندی کسی کسی جگہ ۵ ہزار فٹ تک ہے گذرتا ہے جس کی آتش فشانی کے نشان گندھک کے نکلنے اور گرم چشمون کے جاری رہنے اور ایک گرم پانی کی جھیل کے موجود ہونیسے مخفی نہین تھے۔ تاہم یہ کسیکو گمان نہین تھا۔ کہ وہ دفعتہً ایسی آفت ڈھائیگا۔ قدرت کی مخفی طاقتون اور آسمانی انتظام سے کون واقف ہے کہ دم بھر مین کیا ہونیوالا ہے مارٹینک، سینٹ ونسینٹ مین مخلوق کی مصیبتون اور بربادیون کا حال بیان نہین ہو سکتا تمام سطح زمین پر انقلاب کا عمل ہو رہا ہے بعض دریا خشک ہو رہے ہین۔ اور بعض طغیانی پر آرہے ہین جو موت سے بچے وہ فاقہ کا شکار ہو رہے ہین تنہا مارٹینگ مین ۵۰ ہزار آدمیون کی یہ حالت ہے کہ کہین بیٹھنے کو ٹھکانا نہین ہے سینٹ ونسینٹ کی شمالی سمت سے شعلے اُٹھ رہے ہین اور وہان کسی کے جانے کی ہمت نہین ہے۔ نعشون کے دارکٹری معائنے سے معلوم ہوا کہ مارٹینگ کے لوگ پہاڑ کے خروج سے زہریلی گیسون کے نکلنے سے ایک آن کی آن مین دم گھٹ کر مر گئے گذشتہ اتوار کو گردو نواح کے جزیرونکے حکام سینٹ پیری کے کھنڈرات دیکھنے گئے وہ بیان کرتے ہین کہ جزیرہ پر دھند اور غبار چھایا ہوا تھا۔ رقیق مادہ جو کوہ آتش فشان سے بہ کر نکلا۔ بندرگاہ کے گھاٹون پر پڑا ہوا تھا اور بیشمار نعشین ادھر اُدھر سمندر مین تیرتی پھرتی تھین جنکو دریائی جانور چیٹ کر رہے تھے۔ کبھی ایسی گرم ہوا آتی گویا دوزخ کا دروازہ کھل گیا اور کبھی تخ جیسی سرد ہوا کے جھونکے بارش کے ساتھ۔ وہ کہتے ہین کہ شہر ابتک جل رہا ہے اندر داخل ہونا مشکل ہے بازارون کی شکل اس قدر بدل گئی ہے کہ پہچان نہین سکتے کہ یہ کون بازار ہے مردہ نعشون کے ڈھیر کے ڈھیر جابجا

قال الازہری ولیس معناہ ان الفرد والشاة ... مصباح المنیر ۱۲ ایضاً ابن الجذع من الضان ... ۱۲ منہ

سرنگون پڑے ہوئے ہین سینٹ پیری کے بعض مکانات صحیح وسالم تھے لیکن ان کے رہنے والے مرے پڑے ہین سینٹ پیری کی تین پچیس ہزار آبادی سے صرف ۳۰ آدمی بچے لیکن ان مین سے بھی ۱۸ جہاز پر مر گئے اور باقی شفاخانہ مین زیر علاج ہین جنمین سے صرف ۴ کے جانبر ہونیکی امید ہے مارٹنیک کی آبادی ۲ لاکھ ۱۰ ہزار تھی جسمین سے چالیس پچاس ہزار کا صفایا ہو گیا۔ بعد کی خبرون سے واضح ہوا کہ سینٹ پیری مین اور بھی جانین بچی ہین وہان سے ۴۵۰ - آدمی ایک سٹیمر فورٹ ڈی فرانس مین لایا - ان لوگون نے ایک بلند مقام پر پناہ لی تھی اور ان کے چارون طرف آگ کا دریا موجین مارتا تھا ٭

اگرچہ لاوا کا خروج ۵ ماہ حال کو شروع ہوا تھا - اور گورنر نے ایک کمیشن مقرر کی جس نے تار بجکو رپورٹ بھیجی کی کہ کچھ اندیشہ کا مقام نہین ہے مگر دوسرے ہی روز آفت نازل ہو گئی - سینٹ پیری کے علاوہ اور بھی تین بستیان برباد ہو گئین - راکھ گرد اور دھوئین کے بادل ڈنڈورڈ تک چھائے ہوئے ہین جو ۵۰ میل پر واقع ہے۔ الغرض جو خبرین آتی ہین صورت حال کو زیادہ سے زیادہ تباہی بخش ثابت کرتی ہین ٭

شنو شنو بیا بیا اے قوم

اے پنجاب کے مسلمانون! اپنی جانون پر ظلم نہ کرو اور میری آواز پر کان دھرو - اب تو خداوند تعالے کے غضب نے سارے پنجاب کو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہا جانین تلف ہو رہی ہین اور تمہارے یہ خیال ہین کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند روز تاراج کر کے نکلجاویگی نہین بلکہ یہ وہ بیماری ہے جو مدتون رہتی اور جہان پر آجاوے وہان کے باشندے کیا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہے گویا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہون کے درخت کو چھوڑتی ہے اور کھنگ کے درخت کو بالکل ویرانہ بنا دیتی ہے اور اسی بنا پر گورنمنٹ کیطرف بھی اسکے روکنے کیواسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے اس واسطے تم لوگون کو مناسب ہے کہ تم اپنے آپ پر رحم کھا کر اس نسخہ سے فائدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے یعنے تم سچے اور اضطرار دل کے ساتھ اللہ تعالے کے حضور توبہ اور زاری کرو اور اس نذیر جس نے صدی کے سر پر اللہ تعالے کی سنت پر ظاہر ہو کر تمکو انذار پہنچایا تم نے اس کی آواز کو نہ سنا بلکہ الٹا اس کو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لیکر خدا کے غضب کو بھڑکایا - التجا کرو کہ وہ دعا کرین کہ تم پر سے یہ غضب اٹھا لیا جاوے تمہارا مذاق بازیون پر اللہ تعالے ان کو خبر دے چکا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا - لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور زور آور حملون سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا سو یاد کر لو کہ یہ وہی زور آور حملے ہین - پس اگر تم خدا کے اس غضب سے امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف بنا کر گوش دل سے امام الوقت کی باتون پر کان دھرو اور خدا کے واسطے اسکا مذاق نہ اڑاؤ ان بے باکانہ باتون سے باز آجاؤ - اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے اضطرارون کی سچی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کر لو کہ خداوند کریم اس کی دعا کو ضرور ضرور سنے گا اور تم لوگ بچ جاؤ گے اور اگر تم ایسا نہین کرو گے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور شرمندون کی طرح تم کو ایسا کرنا پڑے گا لیکن اس وقت تک کہ تم کو پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تم سے جدا ہو چکے ہونگے اور اے لاہور اور امرتسر شہرون کے مسلمانون تم کسی ناسمجھ جو فروش گندم نما باتون مین نہ آجانا کہ تمہارے شہرون مین طاعون نے دخل نہین کیا یا نہین کریگا بلکہ یاد کر لو کہ امام الوقت نے تحدی سے تم لوگون کو آگاہ کر دیا ہے کہ اگر تم لوگ توبہ اور استغفار سے کام نہین لوگے تو ضرور طاعون تمہارے شہرون مین آویگا - اور یہ مین کہتا ہون کہ دیر آید درست آید - ایسا درشت ہو کر نہ آوے کہ تمکو درست بنا کر چھوڑے اور جو حالت نباتات کی ٹڈی دل کا ہونگ کرتا ہے وہ ظاہر ہے یا جو وہی صورت طاعون کے پچھاڑنے کا نہ ہو جائے لہذا تم ابلہ فریبیون سے بچو اور اپنے رب سے صلح کے واسطے کوئی ذریعہ تلاش کرنے کی فکر کرو ورنہ پچھتاؤ گے

انجمن حمایت اسلام نے جو کشتی اس طوفان سے بچنے کے واسطے تمہارے لئے تجویز کی وہ خوب تو ہے مگر اسکے ساتھ کوئی ملاح نہین ہے جو علم دریا سے واقف ہو اسواسطے وہ خطرناک ہی ہے - آؤ تمکو مین ملاح کا پتہ دون وہ قادیان مین ہے اور اس نے بھی ایک کشتی خدا کے حکم سے تیار کی ہے آؤ اور اس مین سوار ہو جاؤ ورنہ جب لنگر اٹھا لیا جاویگا اس وقت اس مسافر کیطرح افسوس کرنا پڑیگا جسکو کشتی چھوٹ جانے پر رات لب دریا آجایا کرتی ہے -

الراقم شیخ عطا محمد سب اورسیر

از بلوچستان کوئیٹہ -

مردان ضلع پشاور

۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے پیارے آقا مرشد و مولا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود ادام اللہ برکاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ از ین بعد کمترین شاہ دین آداب بندگانہ و تسلیمات غلامانہ کے ساتھ عرض پرداز ہے کہ چند روز ہوئے کہ راستبازون کا دشمن ملا فضل حق اپنے تئین کسی شیطانی القا کی بنا پر خلیفۃ المسیح بواسطہ خواجہ خضر ظاہر کرتا ہے اور حضور کے مقابل دو ایک اشتہار بھی بغرض مقابلہ دے چکا ہے یہان مردان مین آیا اور مقامی دیسی حکام و دیگر اہلکارون مین یہ شور مچانا شروع کیا کہ مین نے تین چار اشتہار مرزا صاحب کے مقابل شایع کئے ہین اور بھی اسی غرض سے بٹالہ تک گیا ہون تا اگر وہ لکھین تو قادیان ہی مین پہونچکر ان کا مقابلہ کرون مگر مرزا صاحب نے جواب تک نہین دیا اور اس جواب نہ دینے کو حضور کے فرار اور عجز کیطرف محمول کیا آخر جب یہ زہر اس نے عوام الناس مین بھی پھیلانا چاہا تو برادرم میان محمد یوسف صاحب اپیل نویس نے بذریعہ رقعہ خاکسار کو اس شور و فساد سے اطلاع دی اور مجھے بلایا تا ہم دونو جاکر اسکے دعاوی اور مقاصد دریافت کرین چنانچہ خاکسار اپنے کام سے فراغت پاکر اسی روز قریب شام بہمراہی میان محمد یوسف صاحب موضع یکہ گنج مین سردار میر عالم خانصاحب تحصیلدار کے مکان پر گیا جہان وہ دشمن حق اترا ہوا تھا وہان جاکر دیکھا کہ منشی مظفر الدین صاحب انسپکٹر پولیس و خان عبد اللہ خان صاحب ڈپٹی و ارباب محمد اسلم خان ڈپٹی انسپکٹر پولیس بمعہ چند معزز خوانین علاقہ مردان کے تشریف فرما ہین اور خلیفہ صاحب ایک چارپائی پر بڑے انداز سے بیٹھے ہوئے ہین القصہ ہم بھی وہان جاکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تک تو ادھر ادھر کی باتین ہوتی رہین اور خاکسار اس اثنائے مین خلیفہ صاحب کی شکل و شباہت کو تاکتا رہا چنانچہ بندہ نے ان کی ہر ایک ادا مین تصنع پایا۔ ڈاڑھی بہت لمبی رنگ سیاہ۔ دستار سبز رنگ وضع رعونت سے بھری ہوئی وغیرہ۔ اتنے مین تحصیلدار صاحب نے جنکا تعلق پیر صاحب گولڑی سے ہے ایک اور صاحب کے ایما سے جنہین اس بارہ مین گفتگو سننے کا بڑا شوق تھا خلیفہ صاحب سے اس عاجز کی نسبت ذکر کیا اور اس طرح سلسلہ جنبانی ہوگئی۔ خلیفہ صاحب نے حاضرین کی استفسار پر بڑے تکلف سے گفتگو شروع کی اور کہا کہ مین نے متعدد اشتہار دیکر آخر بٹالہ مین بھی جاکر مرزا صاحب سے درخواست کی کہ اگر قادیان سے باہر نہین آسکتے تو مجھے وہان ہی بلالین تا قادیان ہی مین مقابلہ کرکے آپکا نعوذ باللہ باطل ہونا ثابت کیا جائے۔ اس کے اس بیان سے حاضرین اس کی طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے اتنے مین خاکسار نے خلیفہ صاحب سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ براہ عنایت یہ تو بتلاوین کہ آپ کونسی بات مین حضرت مرزا صاحب سے مقابلہ کرنا چاہتے ہین۔ انہون نے جواب مین کہا کہ مین آپ سے ذکر نہین کر سکتا اور نہ کوئی اس بارہ مین گفتگو کر سکتا ہون میرے مخاطب صرف مرزا صاحب ہین دوسرے سے کلام نہین کرونگا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ میری غرض اس گفتگو سے صرف استفادہ ہے نہ بحث اور ہار جیت۔ آپ کیون اس سے پرہیز کرتے ہین آپنے جو یہان دو ایک روز سے شور مچا رکھا ہے تو کیا خوب ہو جو آپکی اس گفتگو سے لوگ اور بھی مستفید ہون اور آپکی قابلیت اور دینی معلومات اور بھی آشکارا ہوجاوین نیز اگر کوئی صاحب حاضرین مین سے مرزا صاحب سے حسن ارادت رکھتے ہون تو وہ باسانی اس مین فیصلہ کر سکین اور اگر پہلے ہی انکار ہے تو پھر یہ شور و غوغا کیسا۔ میرے اس بیان کی حاضرین نے بڑے زور کیساتھ تائید کی اور خلیفہ صاحب کو مجبوراً منظور کرنا پڑا۔ لہذا جو گفتگو مابین خلیفہ صاحب اور اس عاجز کے واقع ہوئی وہ جسقدر یاد ہے ویسی ہی درج ذیل کیجاتی ہے۔

خاکسار۔ آپ نے اپنے اشتہار مین جو حضرت میرزا صاحب کا نعوذ باللہ کاذب اور باطل پر ہونا ظاہر کیا ہے وہ کن دلایل اور بصیرت کی بنا پر ہے۔

خلیفہ صاحب۔ یہ باتین میرے اشتہار مین درج ہین اسی کو پڑھ لیا جاوے تا حاضرین کو بھی واقفیت ہوجاوے۔

خاکسار۔ آپ کے اشتہار مین تو یہ باتین درج نہین۔ البتہ ناسزا الفاظ لکھکر مقابلہ کے لیئے بلایا گیا ہے چنانچہ خاکسار نے اشتہار اپنی جیب سے نکالکر حاضرین کو سنادیا اور اس مین کوئی امر مطلوبہ مین سے نہ پایا گیا لہذا پھر مطالبہ کیا گیا کہ وہ دلایل بیان کئے جاوین جن کی بنا پر حضرت میرزا صاحب کا کاذب اور باطل پر ہونا آپ ثابت کرتے ہین۔

خلیفہ صاحب۔ پہلے دو حدیثین دربارہ خلاف اجماع امت سنا کر بڑے زور سے بیان کیا کہ آج اسلام مین لاکھوکھا علمائے کرام اور ہزارون اولیاء اللہ یا اہل باطن موجود ہین اور اتنا بیان کرکے حاضرین کی داد چاہی پھر کہا کہ ان سب بزرگون کا عقیدہ گذشتہ اکابر کیطرح مسیح موعود کے بارہ مین مرزا صاحب کے بالکل بخلاف ہے اور مرزا صاحب تو آپ مسیح موعود بن بیٹھے ہین لہذا جمہور اہل اسلام کے مقابل وہ جھوٹے ہین۔ اور یہ جمیع علماء اور اہل اللہ جھوٹے نہین ہوسکتے۔

خاکسار۔ یہ دلیل آپ کی تو بندہ نے سن لی ہے اور دلایل بھی بیان فرمائیے تا جو سب سے زیادہ زبردست آپ کے نزدیک ہو اسکا ازالہ کیا جاوے مگر خلیفہ صاحب نے بڑے زور سے کہا کہ کیا یہ تھوڑی دلیل ہے پہلے آپ اسکو توڑین

پھر اور بیان کیجاوینگی بندہ نے عرض کیا کہ یہ دلیل تو کچھ نہین آپ کوئی اور بیان کرین اور یا یہ مان لین کہ میرے نزدیک اس سے بڑھکر دوسری دلیل نہین پھر مین اسکا فیصلہ کن جواب دونگا۔ اور میری تائید مین حاضرین نے بھی رائے دی مگر خلیفہ صاحب نے پھر یہی کہا کہ یہ ایک بڑی زبردست اور کافی دلیل ہے اور اس طرح ظاہر کر دیا کہ انکے پاس بس یہی ایک بات تھی جسپر انکے مقابلہ کا سارا دارمدار تھا۔ لہذا خاکسار نے جواب حسب ذیل بیان کیا۔ کہ اول سارے علماء اسلام اور اولیاء اللہ کا زمانہ حال یا گذشتہ مین اس عقیدہ مین حضرت مرزا صاحب کے برخلاف متفق ہونا بجائے خود ایک دعوے ہے جسپر کوئی دلیل پیش نہین کی گئی اور نہ کسی نے آجتک ان سارے بزرگون سے فرداً فرداً اسبارہ مین بیان لیا ہے بلکہ اس تمام قصہ کی بنا صرف چند تفسیرون پر ہے جو ہر قسم کے رطب و یابس سے پر ہین اور باوجود باہمی تناقض کے محض شخصی رائین قرار دیجا سکتی ہین۔ اور ہرگز اجماع امت کے نام سے موسوم نہین ہوسکتین۔

دویم اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کیا جاوے کہ آج علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہی عیسے بن مریم جو بنی اسرائیل کا آخری نبی تھا جس کی وفات کو قرآن کریم دلائل قاہرہ سے بیان فرماتا ہے آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہے اور وہی کسی وقت امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے آویگا تو اس بات کا ثبوت دینا چاہیئے کہ افراد امت کیطرف سے امور پیشگوئی کی چونگی اور چگونگی وقوع کی نسبت جو ہنوز پردہ غیب مین ہین اور جنکا وقوع ہزارہا سال تک ممتد ہے کوئی تحدید قبل از وقوع ہوسکتی ہے اور اس کی نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعامل اور خیر القرون کے عملدرآمد سے پیش کرنی چاہیئے۔ اور اگر یہ نہین جیسا کہ فی الواقعہ درست ہے تو پھر اس پیشگوئی مین خواہ نخواہ کیون ضد کیجاتی ہے سلف صالحین کی تو یہی عادت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ پیشگوئی کے اجمال پر ایمان لاتے رہے اور اس کی تفصیل کو حوالہ بخدا کرتے رہے پس آپ ہی انصاف سے بتلاوین کہ خلاف سنت آپ سے یا آپ کے ہم خیال علماء سے سرزد ہو رہا ہے یا حضرت میرزا صاحب اور ان کی جماعت سے۔

خلیفہ صاحب۔ پہلے تو مذکورہ بالا ہردو دلایل کو ادھر اُدھر کی باتون مین ہی ٹالنا چاہا جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب نے انہین سمجھا ہی نہین اسلیئے جب بندہ نے دوبارہ زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا تو خلیفہ صاحب جواب مین یون گویا ہوئے کہ اگرچہ اس پیشگوئی کے باقی سب امور کی نسبت کوئی تحدید نہین ہوسکتی تاہم الفاظ مسیح بن مریم اور اسکے نزول کی نسبت بے شک ہوسکتی ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک مسیح بن مریم کا مفہوم بجز حضرت عیسے صاحب انجیل کے اور کوئی شخص نہ ہوا اور نہ ہوگا لہذا اس پیشگوئی مین موعود کی شخصیت کی نسبت تحدید ہوسکتی ہے ابن مریم کا اطلاق کسی دوسرے پر ہرگز نہین ہوا اور یہی وجہ ہے کہ اس پیشگوئی مین بجز عیسے علیہ السلام صاحب انجیل کے دوسرا شخص مراد نہین ہوسکتا۔

خاکسار۔ خلیفہ صاحب کا یہ دعوے کہ اس نام کا اطلاق بجز عیسے نبی کے کسی دوسرے پر نہین ہوا صحیح نہین ہے قرآن شریف لایا جاوے اور سورۃ تحریم کا آخری رکوع ملاحظہ کیا جاوے اسمین تو اللہ تعالے نے ہر ایک مومن کا مریم اور ابن مریم ہونا بیان فرمایا ہے اور حدیثون مین بھی اس نام کا اطلاق صفتی طور پر دوسرونکے حق مین ہوا ہے جیسا کہ بخاری کی یہ حدیث یقینی طور پر اس کا اطلاق غیر عیسے پر بیان کرتی ہے

مامن مولود یولد الا والشیطان

یمسہ حین یولد الا مریم وابنہا۔ یعنی کوئی مولود پیدا نہین ہوتا مگر شیطان اسے مس کرتا ہے وقت ولادت کے بجز مریم اور اسکے بیٹے کے یعنی بجز اس شخص کے جو مریم اور ابن مریم کی صفت اور رنگ پر ہو + پھر سب سے بڑھکر یہ کہ وہ حدیث صحیح بخاری کی جس مین یہ پیشگوئی درج ہے وہ خود اس لفظ ابن مریم کو ایک صفت قرار دیتی ہے جیسا کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔ یعنی رسول خدا صلعم فرماتے ہین کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم مین آویگا اور وہ تم مین سے تمہارا ایک امام ہوگا فقرہ امامکم منکم اس مین قابل غور ہے۔ پس جب بندہ نے قرآن شریف وحدیث صحیح سے ابن مریم کا اطلاق غیر عیسے پر ثابت کر دیا تو پھر کیون خواہ نخواہ اسپر ضد کیجاتی ہے کہ پیشگوئی کا مصداق بجز حضرت عیسے نبی صاحب انجیل کے دوسرا نہین ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس نام کے مصداق مین قبل از وقوع پیشگوئی تحدید کرنا خلاف سنت ہے اور پھر اسپر اجماع امت۔ العجب ثم العجب

خلیفہ صاحب۔ حدیث کیف انتم الخ بخاری کی حدیث نہین ہے گویا انکے نزدیک یہ حدیث ضعف سے خالی نہین +

خاکسار۔ یہ صرف آپ کی دھوکہ دہی ہے ورنہ یہ حدیث بالضرور بخاری مین موجود ہے بندہ کو تو اسکا صفحہ تک یاد ہے کتاب منگائی جائے تا مین نکالکر دکھادون۔

خلیفہ صاحب۔ اس بارہ مین تو خاموشی اختیار کی مگر واو اور منکم کے الفاظ پر فضول بحث چھیڑکر اپنی نادانی اور جہالت کا اور بھی ثبوت دیدیا چنانچہ واو پر بڑا زور دیکر کہا کہ یہ واو عاطفہ ہی ہوتی ہے یا اور قسم بھی تو عمداً حاضرین کو دھوکا دینے کے واسطے کہدیا کہ واو ہمیشہ عاطفہ ہی ہوتی ہے دوسری قسم کی ہرگز نہین ہوتی شاید خلیفہ صاحب نے گمان کیا کہ یہ ایک انگریزی خوان بابو ہے اسے اتنی خبر کہان ہوگی۔ مگر جب خاکسار نے کہا کہ کیا واو کبھی تفسیریہ یا بیانیہ نہین ہوا کرتی تو

صاف جواب دیا کہ نہین ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو اس کی کوئی اور نظیر پیش کرنی چاہیئے۔

خاکسار۔ اور کتابین تو درکنار بندہ قرآن کریم سے ہی کئی نظیرین واو تفسیریہ کی پیش کر سکتا ہے منجملہ انکے ایک یہ ہے تلک ایات الکتاب و قران مبین۔ سورہ حجر اب یا تو بموجب اصول مسلمہ اپنے کے علاوہ قرآن کریم کے کسی دوسری ایسی کتاب کا ثبوت دو جو آنحضرت صلعم کی طرف نازل ہوئی ہو اور یا اپنی ضد کو چھوڑ کر حدیث زیر بحث کی واو کو تفسیری مان لو اور ابن مریم کا امامکم منکم کی ایک صفت ہونا اقرار کرو۔ اس بیان پر خلیفہ صاحب بہت جھنجلائے اور کوئی جگہ گریز کی نظر نہ آئی آخر ایک اور بیہودہ عذر پیش کر دیا کہ جو نظیر واو تفسیریہ کی پیش کیگئی ہے وہ حدیث زیر بحث سے مطابق نہین کیونکہ اس نظیر مین ایات الکتاب مضاف مضاف الیہ ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اور یہ صورت حدیث مین موجود نہین۔ یہ عذر سنتے ہی اللہ تعالے نے میرے دل مین ڈالا کہ حدیث زیر بحث مین بھی ابن مریم مضاف مضاف الیہ ہی ہے اور عطف مضاف الیہ پر ہی پڑا ہے۔ چنانچہ جب بندہ نے بیان کیا تو خلیفہ صاحب بالکل ششدر سے رہ گئے۔ بمصداق آیت کریمہ فبھت الذی کفر اور اللہ تعالے نے اپنی پاک وحی انی مہین من اراد اہانتک کی صداقت ایک مجمع عام مین ظاہر کر دی فالحمد للہ۔ علی ہذہ النصرۃ والتائید۔

خلیفہ صاحب۔ تھوڑے سکوت کے بعد پھر کچھ سوچکر بیان کیا کہ حدیث زیر بحث مین اگر واو کو تفسیریہ بھی مان لین تاہم کچھ ہرج واقعہ نہین ہوتا کیونکہ لفظ منکم کے صرف یہ معنی ہین کہ وہ ابن مریم نبی مذہب کے رو سے مسلمان ہو جاویگا۔ اور اپنے سابقہ دین اور انجیل کی حمایت نہین کریگا بلکہ تمہاری طرح قرآن کا تابع ہوگا نہ یہ کہ کوئی شخص اس امت مین سے ہوگا جو ابن مریم بن جاویگا۔

خاکسار۔ لفظ منکم کے جو معنی خلیفہ صاحب نے بیان کئے ہین وہ سراسر غلط ہین انکی صحت پر جب تک کوئی نظیر قران و حدیث سے پیش نہ کیجائے یہ معنی ہرگز قابل پذیرائی نہین ہو سکتے اور یاد رہے کہ ان معنونکے وثوق پر کوئی نظیر نہین مل سکے گی۔ منکم لفظ کے بجز اسکے اور کوئی معنی نہین کہ وہ ابن مریم تمہین مین سے ہوگا نہ کسی اور قوم مین سے جو ہزارہا سال پہلے گذر چکی ہو اور ان معنون کی صحت پر صدہا نظیرین قرآن کریم اور احادیث سے پیش ہو سکتی ہین مثلاً یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم۔ سورہ اعراف و عداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت۔ سورہ نور۔ ہو الذی بعث فی الامیین رسول منہم وغیرہ۔ باقی رہا یہ وہم کہ حضرت عیسے علیہ السلام باوجود نبوت اور رسالت تامہ کے احد من المسلمین قرار دئے جاوینگے اور بعد نزول اپنی نبوت اور رسالت اور اپنی کتاب انجیل کا نام تک نہین لین گے بلکہ قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ کتب کی دوسرے مسلمانون کی طرح پیروی کرینگے سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تنزل عظیم انکے لیے کیونکر روا رکھا جاویگا اور یہ بھی یاد رہے کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہین ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع بنانے کے لیے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہین بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو اور ایسا اعتقاد رکھنے سے جیسے ایک طرف حضرت عیسے علیہ السلام کا تنزل عن الرسالت لازم آتا ہے ویسا ہی دوسری طرف مہر ختم نبوت ٹوٹتا کر آنحضرت صلعم کی کسر شان لازم آتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب ایک کامل رسول بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پھر دنیا مین آگیا تو ختم نبوت نہ رہا علاوہ ازین قرآن و حدیث مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت پر ایک ایسا وقت آنیوالا ہے کہ یہ امت بگڑ کر یہودیون سے بکلی مشابہت پیدا کر لیگی اور ہر ایک فعل شنیع جو پہلے یہودیون سے سرزد ہو چکا ہے ان سے بھی ضرور ہوگا پھر ان کی اصلاح کیلئے ابن مریم آویگا اب ظاہر ہے کہ یہودی تو یہ امت بنے اور ان کی کیلئے ابن مریم بنی اسرائیل مین کا لایا جاوے کیا اس سے کسر شان آنحضرت صلعم کی لازم نہین آتی نعوذ باللہ منہا بلکہ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جیسے یہ امت اپنی سیرت و اعمال مین نہ حقیقی طور پر یہودیون کی مثیل بن جاویگی تو انکی اصلاح کے لیے بھی افراد امت مین سے ایک شخص سیرت و اخلاق مین نہ حقیقی طور سے ابن مریم کا مثیل ہوکر آئے گا۔ اور یہ عقیدہ ان تمام مفاسد کا ازالہ بھی کر دیتا ہے جو بصورت دیگر پیدا ہونے ضروری ہین افسوس کہ ہمین ہمیشہ یہی خواہش رہتی ہے کہ ہمارے مخالف کبھی کوئی معقول بات بھی پیش کرین مگر کبھی کوئی معقول اعتراض نہ سنا گیا۔

خلیفہ صاحب۔ بڑا پیچ و تاب کھا کر جو آیت اوپر بیان کی گئی ہے اس سے یہ کہان نکلتا ہے کہ کوئی رسول دوسرے رسول کا تابع نہین ہوگا بلکہ اس سے تو یہ نکلتا ہے کہ جس قوم کی طرف وہ آویگا اسکا وہ مطاع ہوگا خاکسار نے جواب مین عرض کیا کہ اس آیت شریفہ مین ما اور الا کے الفاظ بالتخصیص ظاہر کرتے ہین کہ وہ رسول یا غیر رسول کسی کا بھی مطیع نہین ہوگا۔ اور کوئی استثنا مذکور نہین ہوا اسپر خلیفہ صاحب نے کہا کہ اس سے تو پھر لازم آیا کہ وہ خدا کا بھی مطیع نہ ہو کیونکہ کوئی استثنا جو مذکور نہین۔ بندہ نے عرض کہ یہ قیاس

قیاس مع الفارق جب ارسال ہی
اس رسول کا خدا کیطرف سے ہے تو پھر اسکا
مطیع نہ ہونا کیا معنی؟ علاوہ ازین اس
آیت مین باذن اللہ کا فقرہ بھی موجود ہے
جو ثابت کرتا ہے کہ وہ رسول صرف
الٰہی کا مطیع ہوتا ہے اور کسی کا نہین
اس تمام تقریر کے بعد خلیفہ صاحب تو
سخت نادم ہو کر خاموش ہو گئے اور
حاضرین نے بھی جو دوران گفتگو مین
انکے حامی تھے اب انسے کنارہ کر لیا
اور میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ
اس بحث کو چھوڑ کر ہمین اسبات
کا ثبوت دین کہ مرزا صاحب موعود
ہین۔ بندہ نے جواب مین عرض کیا
کہ قبل اسکے جو بندہ مرزا صاحب کا مسیح
موعود ہونا ثابت کرے اسبات کا
فیصلہ ضروری ہے کہ اسرائیلی مسیح فوت
ہو گیا ہے اور اب اسکا دنیا مین آنا ممکن
نہین کیونکہ جب یہ فیصلہ ہو جاوے
تو پھر لا محالہ یہ ماننا پڑیگا کہ مسیح موعود
کوئی شخص دیگر افراد امت مرحومہ مین
سے ہے خواہ مرزا صاحب ہون یا کوئی
اور۔ اسکے جواب مین حاضرین نے کہا کہ
ہم نے مانا کہ اسرائیلی مسیح فوت ہو گئے
اور اب وہ نہین آوینگے اسلیئے آپ
اب یہ ثبوت دین کہ مرزا صاحب ہی
وہ موعود ہین چنانچہ خاکسار نے اسبارہ مین
بتفصیل بیان کرنا شروع کیا اور حاضرین
سننے لگے مگر ابھی تھوڑا ہی بیان کیا تھا کہ
اتنے مین میان حسین بخش صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
جو بٹالہ کے رہنے والے ہین تشریف لے
آئے اور انہون نے آتے ہی خلیفہ صاحب کے
دعاوی عجیبہ اور لیاقت علمی کو جو انہون نے
میرے ساتھ گفتگو مین ظاہر کیا تھا مختصر طور پر
سنکر باتون ہی باتون مین خوب مضحکہ اڑایا
اور انہین نصیحت کی کہ آپ اس خیال مقابلہ
کو چھوڑ دین آپ تو مرزا صاحب کے مریدون سے
بھی تاب مقابلہ نہین رکھتے اور پھر مرزا
امام الدین کا حال جو حضور کے مقابل ہو کر
کا پیر بنگیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی

کی ایک بحث کا واقعہ جو حضور کے ساتھ
ہوئی اور جسمین وہ بہت ناکام رہا تھا بیان
کرکے خلیفہ صاحب کو اور بھی ذلیل کیا۔
چنانچہ میان صاحب کی اس تقریر کیوجہ سے
مجھے اپنی تقریر جو قبل ازین شروع کی تھی بند
کرنی پڑی۔ بعد ازان میان حسین بخش
صاحب نے جو حضور کے حالات قدیم سے
بخوبی واقف ہین خاکسار سے دریافت کیا
کہ مرزا صاحب نے اب نیا دعوے پیش کیا ہے
مین نے عرض کی کہ کوئی نیا دعوے نہین وہی
دعاوی ہین جو ابتدا مین تھے انہون نے کہا
کہ مین نے سنا ہے کہ ایک جدید اشتہار مین صاف
طور پر نبوت کا دعوی کیا ہے مین نے جواب دیا کہ
آپ وہ اشتہار دیکھ سکتے ہین اسمین کوئی ایسی
بات نہین چنانچہ انکی درخواست پر میان
محمد یوسف صاحب گھر سے اشتہار بعنوان
ایک غلطی کا ازالہ لے آئے اور بڑی متانت
اور سنجیدگی سے پڑھکر سنایا جس سے سامعین
کے دل پر بہت اثر ہوا مگر میان صاحب کی سمجھ مین
بروز کا مسئلہ نہ آیا کبھی تو اسکو تناسخ قرار دیا
اور کبھی کہا کہ آپ دیکھینگے کہ آیندہ مرزا صاحب شمس تبریز
اور منصور کی طرح نعوذ باللہ خدائی کا بھی
دعوے کرینگے خاکسار نے ہرچند کوشش کی
کہ یہ مسئلہ انکی سمجھ مین آجاوے اور حضرت مجدد
سرہندی رح و سید احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ
وغیرہ اکابر امت کی سوانحعمری اسکی نظیرین بھی بیان
کین مگر پھر بھی وہ سمجھ نہ سکے آخر بندہ نے انسے پوچھا
کہ آپ تو باعث پڑوسی ہونیکے حضرت مرزا صاحب
کے سابقہ حالات سے بخوبی واقف ہونگے کیا آپ کہہ
سکتے ہین کہ انہون نے تمام حصہ عمر مین کبھی
آگے کبھی افترا کیا یا جھوٹ بولا میان صاحب نے جواب
مین کہا کہ مین حلفاً کہہ سکتا ہون کہ مرزا صاحب
نہایت پرہیزگار سچے مسلمان اور نیک راستباز ہین
جنہون نے آگے کبھی جھوٹ نہین بولا مگر اس دعوی
مین وہ حق پر نہین ہین مین نے عرض کیا کہ اگر
ایسا ہی ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنی ہین۔
ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یہ آیت
آنحضرت صلعم کے اثبات نبوت مین بطور دلیل
اللہ تعالے نے پیش کی ہے اور یہی آیت مرزا صاحب
کے اثبات دعوی مین اللہ تعالے نے الہاماً نازل

کی ہے پس اگر اتنا بڑا حصہ عمر کا جو قوائے انسانی کے جوش
کا زمانہ ہے راستبازی اور سخت پرہیزگاری مین گذار کر
بھی کوئی شخص اللہ پر افترا کرسکتا ہے تو پھر یہ دلیل
مندرجہ آیت نعوذ باللہ لغو ٹھہرتی ہے اسکے جواب
مین میان صاحب نے فرمایا کہ یہ آیت بطور دلیل آنحضرت
صلعم کے بارہ مین ہے نہ اور کسی کے مین نے پھر عرض کیا
کہ وہ دلیل کیا ہے جسکا اطلاق کسی اور پر نہ ہوسکے
وہ تو پھر یکطرفہ خیال ہوگا نہ دلیل آپکو چاہیئے
کہ اگر اور نہین تو بپاس ادب آنحضرت صلعم کے حضرت
میرزا صاحب کے بارہ مین انکی سابقہ عمر کی نسبت یہ
زبردست رائے دیکر انکے دعوی کی پھر تکذیب نہ کیا کریں
تا اس سے اس آیت کے استدلال کی تکذیب لازم نہ آوے
آپ تو ماشاء اللہ اعلیٰ درجہ کے مجسٹریٹ ہین باسانی سمجھ
سکتے ہین خیر اسپر وہ خاموش ہو گئے۔
اتنے مین خان عبد اللہ خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ خلیفہ فضل حق صاحب
اشعار اور قصاید بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے
ہین اسلیئے انہون نے خلیفہ صاحب سے کچھہ سنانے کی درخواست
کی پہلے تو خلیفہ صاحب ہماری موجودگی کیوجہ سے انکار کرنے
لگے مگر حاضرین کیطرف سے چونکہ سننے کے بڑے مشتاق
تھے اسمین اصرار ہوا تو خلیفہ صاحب بڑی ادا سے مولوی
الطاف حسین حالی کی مسدس دربارہ تنزل اسلام
کے اشعار سنانے لگے اور جب پرجوش لہجہ مین سناتے
سناتے انکی زبان سے اس قسم کے اشعار بھی نکلنے لگے
جنمین انکی ہم پیشہ لوگونکی حقیقت واقعی طور پر مذکور
تھی جیسا کہ "یہ ٹھہرے ہین اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارث انبیاء اب" وغیرہ تو برادرم
میان محمد یوسف صاحب جھٹ اٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین
کو مخاطب کرکے پوچھا کہ جب اہل اسلام کا یہ ناگفتہ بہ
حال ہے جو خلیفہ صاحب کے اشعار سے ظاہر ہو رہا ہے اور
جنکی تصدیق آپ سب صاحبان کر رہے ہین تو پھر وہ لکھوکہا
علمائے کرام اور ہزارہا اہل اللہ کہان ہین جنکا ذکر
خلیفہ صاحب نے ہمارے پہلے سوال کے جواب مین کیا
تھا اور جنکی مخالفت کا فرد جرم لگا کر حضرت مرزا
صاحب کا نعوذ باللہ باطل پر ہونا بیان کیا تھا کیا
خلیفہ صاحب نے ان اشعار مرغوبہ کی ذریعہ خود اپنے
ہی دعوی کا باطل پر ہونا ثابت نہیں کر دیا اور نیز جب
اسلام کا تنزل اسدرجہ تک ہو گیا ہے تو کیا اب بھی
مسیح موعود و مہدی معہود کی آنیکی ضرورت نہین
تھی اس سے اور بھی خجالت خلیفہ صاحب کے دامنگیر ہوئی

[illegible] کا موجب ہو جاوے اور انہیں معلوم ہو جاوے کہ یہ دشمن حق کہان تک دینی معلومات اور تقویٰ اور راست گوئی
براہ نوازش اسے الحکم مین شایع ہونیکا حکم دیدین۔ عاجز شاہدین اسٹیشن ماسٹر مردان ضلع پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ

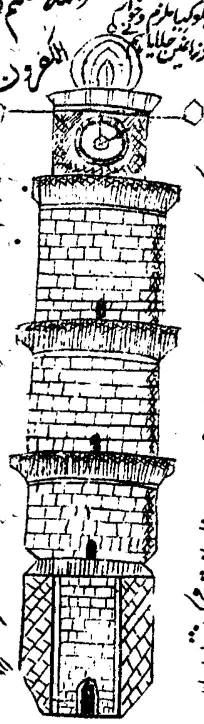

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم بانو گر آئی بہادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۱	۱۰ جون سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۰ھ یوم شنبہ	جلد ٦

فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ	۱ - ۲
ایضاً	۳
خلیفۃ المسیح	۳
مجذوب کا خط	۴
دارالامان اور پیسہ اخبار کا طاعون -	۵
ایضاً	٦
ایضاً	۷
کلمات طیبات امام الزمان	۸
رقیمۃ الوداد نمبر ۷	۹
ایضاً "	۱۰
ایضاً "	۱۱
ایضاً "	۱۲
ایضاً "	۱۳
ایضاً "	۱۴
ایضاً "	۱۵
ایضاً "	۱٦
بیعت	۱٦

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔ اور طاعون کے متعلق ایک جدید اشتہار لکھ رہے ہیں آج پہلا دن ہے کہ حضرت حجۃ اللہ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور اب انشاء اللہ حسب معمول ہر روز جایا کرینگے۔ سیر سے واپس آکر شیخ عبدالرحمن ملازم خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے جو اپنی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی کی وجہ سے ان کی ملازمت سے مستعفی ہوئے تھے رخصت چاہی حضرت حجۃ اللہ نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا۔

ملازم کے لئے ملازمت سے پہلے ایسی جگہ دیکھ لینی چاہئے جہاں آقا نیک اور متقی ہو کیونکہ بندگی بیچارگی ملازم ناصح کا درجہ نہیں پاسکتا اس لئے بسا اوقات ایسے لوگوں کی ملازمت ہوتی ہے جہاں دین برباد ہوجاتا ہے پس نواب صاحب کی ملازمت کو بہت ترجیح دینی چاہیئے نواب صاحب بڑے صالح اور بامروت ہیں اور پھر قادیان جیسی جگہ کو چھوڑنا نہیں چاہیئے یہاں امن سے بیٹھے ہو دنیا میں ایک آگ لگی ہوئی ہے اور ابھی معلوم نہیں کیا ہوگا ملک الموت قریب آرہا ہے لیکن یہاں تم سنتے ہو کہ خدا اپنا فضل کررہا ہے جب انسان دینی فواید کو چھوڑ کر دنیوی فوائد کے پیچھے جاتا ہے تو دنیوی فواید بھی جاتے رہتے ہیں۔ بس بری مجلسوں سے توبہ کرو اور جہاں تکذیب ہوتی ہو وہاں سے اٹھ جاؤ ورنہ تم بھی اونکے مثل سمجھے جاؤگے میری رائے میں بہتری یہی ہے کہ تم اپنے اس ارادہ پر نظر ثانی کرلو"

چنانچہ شیخ عبدالرحمن نے حضرت نواب صاحب سے اپنا استعفا واپس لینے کے لئے عرض کردیا اور نواب صاحب موصوف نے اپنی عام فیاضی اور فراخدلی سے ان کو پھر ملازم رکھ لیا۔

(۲) شام کے وقت ایک ہندو مسلمان ہوا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا۔

(حکیم الامت) اسے مشرف باسلام کرین چنانچہ مولویصاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ مین اسلام کی تلقین کی ✣

اسلام کیا چیز ہے؟ تین باتون کا نام ہے اول جس نے پیدا کیا اور جس کے قبضۂ قدرۃ مین سب کچھ ہے اسکو ایک مانا جاوے اس کے سوا نہ کسیکو سجدہ کیا جاوے نہ اس کے نام کے سوا کسی کا روزہ رکھا جاوے اور نہ اُس کے نام کے سوا کسی جانور کو ذبح کیا جاوے کیونکہ جانورنکا مالک وہی ہے اور نہ اس کے سوا کسیکا روزہ رکھا جاوے اور نہ اس کے سوا کسیکا طواف کیا جاوے اور کوئی خوف اور امید اس کے سوا کسیکا نہ کیا جاوے یہ تو لا الہ الا اللہ کے معنے ہین۔ ساری دکھ ساری سکھ سارے آرام اور ضرورتون کا پورا کرنا اسیکے اختیار مین ہے اسی کے حضور عرض کرنا چاہیئے ان باتون کو جب سچے دل سے مان لین تو اُس کا نام اسلام ہے اس کے لئے کسی ظاہری رسم اور اصطباغ (پوہل) کی ضرورت نہین ✣

دوسرا زینہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالی کا نبی مانا جاوے وہ اس لئے دنیا مین بھیجے گئے تھے کہ تعالےٰ ہی کی عظمت اور تعریف اور استتی کرین اور لوگون کو بھی سکھائین اس لئے دوسرا جزو اسلام کا

محمد رسول اللہ ہے

رسول کے معنے ہین اللہ کا بھیجا ہوا ✣ تیسری بات اسلام کی یہ ہے کہ سب مخلوق کو سکھ پہنچانے کی کوشش کرین یہ تو منہ سے کہنے اور ماننے کی باتین ہین اور پھر یہ بھی ماننا چاہیئے کہ خدا کے فرشتے حق ہین۔ نبیون اور کتابون پر ایمان لائے اور اسبات پر بھی کہ جو کرینگے اسکا بدلہ پائینگے اس کو جزا سزا کہتے ہین۔ ان باتون کے ماننے کے بعد ضروری ہے کہ مسلمان نماز پڑھے اور روزہ کے دن ہون تو روزہ رکھے۔ جب ۵۲ روپے ہون تو چالیسوان حصہ زکوۃ کے طور پر غریبون اور مسکینون کی مدد کے لئے دے۔ پھر اور طاقت ہو تو مکہ معظمہ جاکر خدا کی بندگی کرے اصل اسلام دل سے مان لینے کا نام ہے جو سچے دل سے مان لیگا اور عمل بھی اس کے مطابق کریگا پس تم دل سے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو مان لو

اس کے لئے نہ کسی رسم کیضرورت ہے اور نہ کچھ اور البتہ نہا لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ دعا مانگو کہ اللہ اوپر سے تو جسم کو ہم دہوتے ہین اندر سے تو دھو دے۔ اور کپڑے بدل لے اس لئے کہ اب سستی نہیں کرون گا۔ اس کے بعد اس کا نام حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی تجویز کے موافق **عبداللہ** رکھا گیا ✣

(۳) حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے جو کتاب اہل مصر اور دیگر ممالک بلاد اسلامیہ کے لئے لکھی ہے وہ چھپ کر شائع ہوگئی اس کا نام

الہدیٰ و تبصرۃ لمن یریٰ

رکھا گیا ✣

مفتری خلیفۃ المسیح

آپکے اخبار الحکم کے پچھلے پرچہ مین مولوی فضل حق کے متعلق ایک مضمون مباحثہ کا جو مردان مین ہوا چھپا تہا۔ مولوی فضل حق چندماہ تک ایبٹ آباد رہے ہین اور مجھے ان سے اچھی طرح ذاتی واقفیت ہے جب انہون نے دعوی خلیفۃ المسیح ہونیکا کیا تو مین نے اور میرے بہت سے دوستون نے اس طرف توجہ ہی نہیں کی اور جناب میرزا صاحب مسیح الزمان کے مقابلہ مین ان کو کیا نسبت۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

لیکن آپکے اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ اب انھون نے مختلف جگہ جاکر شور و غوغا شروع کر دیا۔ اس لئے مین ضروری خیال کرتا ہون کہ آپکو اس بات سے اطلاع دون کہ مولوی فضل حق ایک معمولی معلومات کا آدمی ہے۔ چنانچہ مین نے بھی اُسے بعد اس کے القائی شیطانی کے کہا کہ پہلے تم حضرت مسیح کی حیات و ممات کے بارے مین مجھ سے گفتگو کرو۔ لیکن میری سامنے اس نے اس معاملہ مین گفتگو کرنے سے انکار کیا۔ جہان تک مین انکی بابت رائے قائم کر سکا تہا وہ یہ تھی کہ وہ علمی مباحثات سے کوسون بھاگتا ہے اور ان کے پرائیویٹ حالات جو مجھ معلوم تھے اور اب تک معلوم ہین وہ محض ایک ادنی درجہ کا دنیادار آدمی ہے اور محض دنیا کمانیکی غرض سے جال پھیلایا ہے۔ لیکن خدا اکی شان کو ملاحظہ فرماوین۔ کہ چونکہ اس نے افترا باندھا اور بعد اس کے کہ مین نے اس کو اچھی طرح سے حضرت میرزا صاحب کے دعاوی کی تبلیغ بھی کردی تھی اور اس کو بھی حضرت میرزا صاحب کے دعاوی و مشن سے پوری واقفیت ہو چکی تھی اسپر بھی اُس نے کتمان حق کیا اور محض دنیا کی سفلی زندگی اور آرام و آسائش کی خاطر ایک بڑا بھاری بہتان کھڑا کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانان ایبٹ آباد جنکو اگرچہ میرزا صاحب کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہین تھی اس سے بیزار اور متنفر ہوگئے اور اس کو جھوٹا اور مفتری خیال کرنے لگے اور بالاخر اس کو اول تو جناب شہزادہ صاحب سید عبدالملک صاحب نے اپنی مسجد سے الگ کر دیا جہان سے اس کو دس روپیہ ماہوار ملتے تھے اور بعد ش مجلس اسلامیہ ہزارہ نے اس کو اپنی مجلس سے الگ کر دیا جہان اس کو ۵ روپیہ وعظ کے لئے تنخواہ ملتی ہے گویا اب اس کو ایبٹ آباد کی مجلس اسلامیہ سے کسی قسم کا تعلق نہین ہے۔ اب مولوی فضل حق کی گذران جیسی کہ عام ملاؤن کی ہوتی ہے ہے۔ اور جس مدعا کے لئے بیچارہ نے جال پھیلایا تہا اور اس مین چند ایک اشخاص کو اپنی مدد کے لئے شامل بھی کرنا چاہا تہا بالاخر اس مین ناکامیاب رہ گیا ✣

مولوی فضل حق مین باوجود ان تمام امور کے ایک خاص ذاتی خوبی ہے خواہ اس کو خوبی

تصور کرین۔ یا عیب۔ کہ جس قسم کی مجلس ہوتی ہے اسی قسم کا آپ پہلو بدل لیتے ہین اور کسی خاص اصول کی پابندی ذات شریف مین نہین ہے +

علاوہ ازین جس قسم کا فتوی کیسکو درکار ہو مولویصاحب نہایت عمدگی سے دیسکتے ہین چنانچہ ایک دفعہ ایک بڑی مجلس مین جبکہ مختلف خیالات کے مسلمان جن مین اچھے اچھے شریف خیالات والے بھی شامل تھے کسی بات پر آپنے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مذہب مین کسی ہندو کا مال غصب کرکر یا چور اکر غرضیکہ جسطرح مل سکے کہانا جائز ہے اور اسی بناء پر ہندؤن سے رشوت لینی بھی درست ہے بلکہ یہان تک کہدیا کہ اگر کسی ہندو کی عورت ملے تو اس سے بدفعلی کر لینی بھی جائز ہے اور کوئی گناہ نہین۔

اس بات کے شاید میرے بہت سے دوست وسلمانان ایبٹ آباد مین سے دیگر اشخاص جو اس جلسہ مین شامل تھے گواہ ہین پس ایسے شخص کے مقابلہ مین کسی احمدی بھائی کا آنا بھی درست نہین +

باقی جو وہ نشانات کے متعلق کہتا ہے یہ سراسر کذب ہے۔ اسکے پاس کوئی نشان نہین ہے اور خدائے غیور ایسی شخص کو ہرگز ہرگز کوئی نشان نہین دیتا جو برے خیالات کا ہو۔ اور جسکا دل دنیا کی خباثتون سے پر ہو۔ جہان تک مجھے اس کے خیالات وحالات معلوم ہین مین کہہ سکتا ہون کہ ان باتون سے اس کا یہ منشا ہے کہ عوام مسلمان جو جناب میرزا صاحب کے مخالف ہین وہ میری ان باتون مین آکر میرے موئد ہو جائینگے اور اسطرح پر میرا سلسلہ روزی خاطر وخدمت بہت وسیع ہو جائیگا۔ لیکن خدا ایسے شخص کی جلدی پردہ دری کرتا ہے اور وہ ہرگز اپنے مدعا مین کامیاب نہین ہو گا اور نہ ہو سکتا ہے +

خاص ایبٹ آباد مین جو مولوی فضل حق کی خفت ہوتی ہے وہ ادنی درجہ پر اسی سے ظاہر ہے کہ اکثر لوگ اس کو برے برے نام سے یاد کرتے ہین اور نام تک نہیں لیتے۔ جیسے مولوی گھڑیال یا مولوی لم ڈاڑھیا۔ اگرچہ مین ایسے نام کسی شخص کے رکھنا پسند نہین کرتا اور تہذیب کے بالکل مخالف ہے لیکن اس سے کم سے کم یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ عام آدمیون مین بھی اس کی ایبٹ آباد مین عزت نہین ہوئی اور اس دعوی خلافت مسیح کے بعد اس کو چند در چند خفتین اٹھانی پڑین۔ اور جھوٹا اور کاذب اور مفتری نام رکھوایا جن لوگون کو کہ حضرت میرزا صاحب کے ساتھ دلی عناد تہا اور جنکے دل سیاہ تھے جیسے جعفر زٹلی انھون نے اس کی قدر کی ہو تو کی ہو۔ ورنہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ خداوند غیور اس شخص کو کوئی نشان نہین دیتا یہ محض اس کی لاف وگزاف ہے +

مین اس شخص کی بابت جو محض اس سلسلہ کے ساتھ للّہی بغض رکھتا ہے ضروری خیال کرتا ہون کہ اس کا صاف صاف حال بیان کردون اور مین نے مختصر موٹے حالات بیان کئے ہین۔ پرائیویٹ حالات مولویصاحب موصوف کے جب تک وہ خود مجھے ظاہر کرنیکی اجازت ندین نہیں لکھہ سکتا

آپکا خادم نور احمد پلیڈر

ایک مبارک تجویز

ذیل مین ہم اپنے محترم عزیز بھائی ڈاکٹر نعمت خانصاحب وٹرنری اسسٹنٹ کی ایک تجویز شائع کرتے ہین جو انہون نے سلسلہ عالیہ کے مقاصد اور اغراض کی اشاعت کے لئے عملی طور پر پیش کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اس سے پہلے مدرسہ تعلیم الاسلام کے والنٹیر ہین اور باقاعدہ اس کی امداد کیلئے چندہ جمع کرکے بھیجتے ہین اسمین شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی تجویز قابل قدر اور واجب العمل ہے اور اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص احباب نے اسپر عمل شروع کردیا جسکی بہت بڑی امید کی جاتی ہے تو اس سلسلہ کی اشاعت کے فنڈز کو بہت بڑی بھاری تقویت پہونچیگی اور جسقدر لوگ اس تجویز پر عمل کرینگے کچھہ شک نہین کہ انکا ثواب ڈاکٹر صاحبکو الدال علی الخیر کفاعلہ کے موافق ضرور ملیگا اللہ تعالی ڈاکٹر صاحبکو اس کار خیر مین سبقت کرنیکی جزائے خیر دے اور انہین اس سے بڑہکر خدمت دین کا جوش عطا فرماوے آمین + ایڈیٹر

ایک مبارک تجویز

براداران فرقہ احمدیہ کی خدمت مین التماس

ای برادران فرقہ احمدیہ اللہ تعالی آپ پر اپنی رحمت نازل فرماوے اور دن بدن اس سے بھی زیادہ نیک کامون کے سرانجام کی توفیق بخشے یہ عاصی ایک تجویز آپ صاحبان کی خدمت مین پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ اشاعت اسلام کا ہونا ضروریات سے ہے اور بلا کسی مستقل سرمایہ کے اسکا قائم رہنا مشکل اور اسکیلئے خیراتی حصص بڑہانیکی کوشش ضروری اس عاصی کے ناقص عقل مین یہ آیا ہے کہ اگر ہر ایک بھائی اس تجویز پر عمل درآمد کریگا تو اللہ تعالی کے فضل سے امید ہے کہ اس انجمن کو بہت سی تقویت پہونچیگی بلکہ اگر سب بھائی اسکی طرف توجہ فرماوینگے تو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اس انجمن کے سرمایہ تا قیامت رہیگا سو چونکہ حضرت اقدس کی خاص توجہ اس کی اشاعت کی طرف ہے اسواسطے امید ہے کہ اللہ تعالی ضرور اس کار خیر مین برکت ڈالیگا جو بھائی کہ ملازم پیشہ ہین انکو چاہئے کہ جب انکی ترقی تنخواہ ہو تو وہ اس اضافہ کو انجمن اسلام کے فنڈ مین دین اگر اللہ تعالی توفیق بخشے تو ایکسال تک وہ روپیہ جو پہلی تنخواہ سے اضافہ ہووے اس روپے سے اس انجمن کے خیراتی حصص خرید کرے اگر سال بھر تک نہین دیکھ سکتا تو ۶ ماہ تک دیوے اگر ۶ ماہ تک گنجائش نہیں دیکھتا تو ۳ ماہ تک اور اگر یہ بھی نہین دیسکتا تو ایکماہ کی اضافہ تنخواہ تو ضرور دے۔ اگر ہر ایک بھائی اسپر عمل درآمد کریگا تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالی تھوڑی ہی مدة مین یہ انجمن ایک مستقل سرمایہ کی مالک ہو جائیگی۔ علاوہ ملازمت پیشہ بھائیون کے ان بھائیونکی خدمتمین بھی عرض ہے جو کہ سوداگر یا ٹھیکہ دار یا وکالت پیشہ یا دوکاندار ہین۔ وہ بھی اسطرف توجہ فرماوین۔ ان بھائیون کو چاہئے کہ جو کچھہ سال بھر مین یا ۶ ماہ مین ہو یا ۳ ماہ مین یا ایکماہ مین نفع حاصل ہوا ہے اس مین سے کچھہ نہ کچھہ اس کار خیر مین دین اور اس رقم سے خیراتی حصص خرید فرماوے اب چونکہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ سے اس عاصی کو عہ روپیہ ترقی ہوئی ہے یعنی بجای سنہ کے اللہ تعالی کے فضل سے للعہ ہو گئے ہین اس

محمد وب کا خط بنام مفتی محمد صادق

از مقام رورفورڈ ملک امریکہ مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

مائی ڈیر برادر

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکا عنایت نامہ مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۲ مجھے ابھی ملا ہے اور اسی پڑھکر مجھے بہت فرحت حاصل ہوئی ہے مجھ اس بات کا بہت تسکین بخش ہوا ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد میری اُن کوششون مین دلچسپی لیتے ہین جوکہ مین اسلام کی شاندار صداقتون کو یہان پھیلانے مین کر رہا ہون چونکہ میرا کام مشکل اور بعض دفعہ نا امید کرنیوالا ہے۔ اسواسطے یہ خبر پاکر مجھے فرحت حاصل ہوئی کہ حضرت میرزا صاحب اور آپ میرے واسطے دعا مانگتے ہین جب مین ہندوستان گیا تو مجھے یقین تھا کہ ہمارے مسلمان بھائی میری حتی الوسع مدد کرینگے میرے خیال مین یہ بات نہ آسکتی تھی کہ مسلمان کہلاکر کوئی شخص میری مخالفت کریگا اور میری کوششون مین روک ڈالیگا مین نے انکو صاف کہدیا تھا کہ بہت سے عیسائی میری مخالفت کرینگے اور مجھے ناکام کرنیکے لئے مجھ پر الزام لگائینگے اور ہر قسم کی مخالفت کرینگے مینے انہین سمجھایا تھا کہ ان عیسائیون کی باتونکو نہ سننا اور یہ سوچنا کہ ان کا مدعا کیا ہے لیکن جونہی یہان کے عیسائیون کی مخالفت کی خبر ہند مین پہونچی وہان کے بے ایمان مسلمان میرے مخالف ہوگئے اور ہر طرح مجھے تکلیف پہنچانیکی کوشش کی۔ میرے ساتھ جو وعدے انہون نے کئے تھے اُن سبکو بھلا دیا اور اپنے اقرارون کو توڑنے کے لئے صرف بہانے کے طلبگار رہے۔ لیکن اب مجھے سمجھ آئی ہے کہ ان لوگون نے کیون ایسا کیا۔ دراصل بات یہ ہے کہ انکا مذہبی علم صرف سطحی ہے۔ سچائی کی روشنی انہین نہین پائی جاتی اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری انکے دلون مین نہین ہے خدائے قادر مطلق جانتا تھا کہ میرے لئے کس میں بہتری ہے اور اس نے وہی کیا جو میرے لئے بہتر تھا۔ غالباً میرے لئے یہ امر مفید نہ تھا کہ وہ لوگ میرے ساتھ وفاداری کا تعلق قائم رکھتے اگر وہ اپنے وعدون کو پورا کرتے اور میرے ساتھ تعلقات قائم رکھتے تو باوجود میری کوششون کے یہان بھی اسلام کی ایک ایسی ہی بگڑی ہوئی شکل قائم ہوجاتی جیسی کہ ان لوگون مین ہے مجھے ابھی ایک نومسلم کا خط ملا ہے جس کی بابت مین خیال کرتا ہون کہ وہ اسلام کے لئے کارآمد ہوگا اسکا نام جیمز ایل باجر ہے وہ مدت تک پادری کا کام کرتا رہا ہے لیکن اُسے عیسائیت پر شک آنے لگے اور پھر اس مذہب کو چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ اس نے میری ایک تقریر پڑھی تھی جس سے اُسکا شوق اور بھی بڑھا۔ بعض اسلامی کتابین اس نے پڑھین اور سچائی کا نور اُس کے دل مین بیٹھ گیا اب اُس نے اپنے آپکو مسلمان مشہور کردیا ہے اور وہ زیادہ علم حاصل کرنیکا شوق رکھتا ہے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ اس کے پہلے دوست اس کے مخالف ہوجائینگے لیکن اُسے اس بات کی کچھ پروا نہین وہ بڑا سرگرم معلوم ہوتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہمارے لئے بہت مفید کام کریگا مجھے یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ اُسے خط لکھین اور کچھ کتابین بھیجکر اُسے فائدہ پہنچائین اور میگزین بھیجو آپ نے مجھے ارسال کئے تھے وہ سب مین تقسیم کر چکا اور میرے پاس سوائے اپنی کتابون کے اور کچھ نہین کہ مین بھیجون وہ اس ملک مین مجھ سے بہت دور رہتا ہے دو دفعہ مین اسے خط لکھ چکا ہون اور جہان تک مجھ سے ہو سکے گا مین اس کی مدد کرونگا ۔

مسٹر بردن بھی ایک مسلمان ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر آپ اس کو بھی خط لکھین تو آپکے خطوط نتیجہ آور ہونگے اس ملک کے مسلمانون کو اس بات مین بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ہند کے مسلمان بھائیون کے ساتھ خط وکتابت کرین کیونکہ اس سے دو ملکون کے بھائیون مین برادری کا تعلق پختہ ہوتا ہے۔ مین نے پہلے بھی کوشش کی تھی کہ ہند کے مسلمان اس امر کی طرف توجہ کرین مگر انہون نے کچھ پروا نہ کی امریکہ کے لوگ قدرتاً بجائے عرب یا روم کے اسلام کا منبع ہندوستان کو سمجھتے ہین اہل امریکہ بھی سمجھتے ہین کہ اسلام عرب مین پیدا ہوا تھا مگر اسلام کی تفہیم کے لئے انکی نظرین ہندوستان کی طرف اُٹھ رہی ہین علاوہ ازین یہ بات بھی ہے کہ دوسرے مشرقی ممالک کی نسبت ہندوستان مین انگریزی خوان مسلمان زیادہ ہین اسواسطے انہین یہ بات خوش آتی ہے کہ کسی ہندوستانی بھائی کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ قائم رکھین اگر آپ پسند کرین تو بعض اہل امریکہ کے پتے آپ کو لکھ بھیجونگا ۔

مجھے اپنا پیارا بھائی حسن علی خوب یاد ہے اور وہ وقت مجھے یاد ہے جو کہ مین نے اس کی پسندیدہ صحبت مین گذارا اس نے اپنی سمجھ کے مطابق نیکی کی سعی کی لیکن میری طرح اس نے بھی غلطی کھائی۔ مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی کہ وہ مرنے سے پہلے حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوچکا تھا جب مین ہند مین تھا تو اس نے میری مدد کی اور مین تعجب کرتا ہون کہ وہ اور مین دونون اُسی وقت قادیان کیون نہ گئے۔

خدا نے مجھ پر اور میرے کنبہ پر بڑی مہربانی کی اور مین اسکا شکر گذار ہون کہ اُس نے مجھے اسلام کی سچی روشنی عطا فرمائی ۔

مین امید کرتا ہون کہ آپ جلد جلد مجھے خط لکھا کرینگے اور مین خوشی سے ہر طرح آپ کی خدمت کرنے کے لئے طیار ہون ۔

حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر آپ میرا اسلام عرض کرین اور ان سے التجا کرین کہ میری کامیابی کے لئے دعا فرماوین ۔

مین آپ کے لئے سلامتی اور امن کی دعا کرتا ہون ۔

آپکا بھائی۔ محمد الیکس وب

دار الامان اور پیسہ اخبار کا طاعون

جو مضمون ہم ذیل مین درج کرتے ہین اگرچہ اسی کا مفہوم اور خلاصہ ہم سابقہ اشاعتون مین درج کر چکے ہین لیکن پیسہ اخبار کے خبث اور کذب کی افشاء اور اعلان کے لیے جو اس نے قادیان مین طاعون کے عنوان سے لکھ کر ظاہر کیا ہے ہم اس مضمون کو پورے **تین مرتبہ** شایع کرین گے اور دیکھین گے کہ پیسہ اخبار کہانتک راستبازی اور صداقت کی قدر کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

۲۴- مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۷ کالم اول مین قادیان مین طاعون سے موتین کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار کیطرف سے شایع کیا گیا ہے جس مین یہی نہین کہ ایڈیٹر نے حق پژوہی اور خدا ترسی سے کام نہ لیکر قلم اٹھایا ہے بلکہ اخبار نویسی کے عام اصول اور قانونی حدود کی نگہداشت کو بھی ملحوظ خاطر نہین رکھتا۔ چنانچہ (جیسا کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والون کو معلوم ہو جاوے گا) اس نے اپنے اس نوٹ مین تین خطرناک جھوٹ بولے ہین جن مین سے ایک تو ایسا ہے کہ اس سے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیان مین طاعون کی کسی واردات کے ہو جانے کو حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی انہ اوی القریہ کے خلاف قرار دیا ہے حالانکہ حضرت اقدس نے کبھی اس قسم کی کوئی تحریر شایع ہی نہین کی کہ قادیان مین ایک بھی طاعون کی واردات نہ ہوگی بلکہ جب سے کہ یہ الہام ہوا اسکے متعلق جسقدر تحریرین الحکم مین یا اور صورت مین شایع ہوئی ہین یہی ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ قادیان اس انتشار افراتفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہے گا جو دوسرے شہرون مین طاعون کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اور اسی لیے جب دوسرے لوگون کو اس مقابلہ کی دعوت کی گئی تو صاف لفظون مین لکھا تھا کہ ان سے بھی اسی قدر مطالبہ کیا جاتا ہے مقابلہ مین جو قریہ بالامن ثابت ہو وہ صادق کی سچائی پر گواہ ٹھہریگا۔ چنانچہ خود پیسہ اخبار نے اپنے اخبار مین اپنا اعتراف بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ یہ پیشگوئی کی تاویل کے لیے لکھا جاتا ہے۔

پھر جس حال مین پہلے سے پیسہ اخبار خوب جانتا تھا کہ انہ اوی القریہ کے معنے اس مضمون کو اپنے اندر نہین رکھتے کہ وہان کوئی بھی واردات طاعون کی نہ ہوا ور ایسا شایع کیا گیا ہے تو پھر الہام شایع کردہ کے خلاف ایک بات کا پیش کرنا یہ کیسی ناخدا ترسی اور ناانصافی ہے۔

پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خود بخود حضرت اقدس کے الہام کے خلاف ایک معنے تجویز کر کے پبلک کو دھوکا دینا چاہا۔ چنانچہ اس امر کی صراحت کے لیے ہم ذیل مین وہ فقرات درج کرتے ہین جو اس الہام کے متعلق شایع کئے گئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶- کالم ۳

انہ اوی القریۃ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے اسکے متعلق فرمایا کہ مین اسکے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہون کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالے قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا۔ اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس یہان ہو جاوے مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن مین ہے تاہم اللہ تعالے کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمین یقین ہے کہ وہ ہمین سخت تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا۔"

پھر خود حضرت اقدس نے جو رسالہ دافع البلاء کئی ہزار چھاپ کر شایع کیا ہے اسکے صفحہ ۵ کے حاشیہ مین نہایت صراحت کے ساتھ الہام انہ اوی القریۃ کی تفسیر کر دی ہے ہم اسکو بجنسہ ذیل مین درج کرتے تاکہ پبلک خود صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہو جاوے اور وہ یہ ہے۔

حاشیہ۔ اوی عربی لفظ ہے جسکے معنے ہین تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ مین لے لینا۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنے جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہین اور کتون کی طرح مرتے ہین یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الٰہی مین یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہین ہوگی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام۔ لہلک المقام یعنے اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو مین قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا اس الہام سے دو باتین سمجھی جاتی ہین

ع

اول یہ کہ کچھ حرج نہین کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان مین بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار وانتشار نہ ہو - کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہرون مین بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہین انکے شہرون یا دیہات مین ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہانتک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگین گے ہم نے اوی کا لفظ جہانتک وسیع ہے اسکے مطابق یہ معنے کر دیئے ہین اور ہم دعوے سے لکھتے ہین کہ قادیان مین کبھی طاعون جارف نہین پڑے گی جو گاؤن کو ویران کرنیوالی اور کھا جانیوالی ہوتی ہے مگر اسکے مقابل پر دوسرے شہرون اور دیہات مین جو ظالم اور مفسد ہین ضرور ہولناک صورتین پیدا ہونگی تمام دنیا مین ایک قادیان ہے جسکے لیئے یہ وعدہ ہوا - فالحمد للہ علے ذٰلک منہ

اب اس تحریر کے پڑھ لینے پر وہ انسان بڑا ہی ظالم اور نااہل ہوگا جو یہ کہے گا کہ حضرت اقدس کے الہام کا یہ منشا تھا کہ قادیان مین طاعون کا ایک بھی کیس نہین ہوگا پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خلاف الہام امر کوشش کرنا چاہا ہے - لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس وقت قادیان مین طاعون ہے یا پیسہ اخبار نے جو وارداتین لکھی ہین وہ طاعون سے ہوئی ہین یہ صحیح ہے ؟ ہرگز نہین بالکل جھوٹ ہے اور یہ دوسرا جھوٹ ہے جو پیسہ اخبار نے بولا ہے اور اس مین نو جھوٹ ہین جن کو ہم نمبروار ذیل مین درج کرتے ہین -

پہلا جھوٹ - مولا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دینا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت مین سرکاری کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہین مرا چنانچہ ہم نے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات پیدائش قادیان نمبر ۳۵ پر ۲۰ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء مین اس کی وفات بذریعہ بخار درج ہے - یہ شخص ۲۰ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تھا اور رجسٹر مین غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغ گو نامہ نگار جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر - تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے کہ انہون نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہین دی گئی پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تاکہ ایسی جھوٹی خبرین شایع کرانے کی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اس کی بابت اطلاع دے سکین بہر حال یہ افسران مجاز کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کرین -

دوسرا جھوٹ - نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے یہ شخص ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکور مین باعث موت بخار درج ہے -

تیسرا جھوٹ - مولا کی بیوی یہ بہت ہی خطرناک جھوٹ ہے مولا کی بیوی اسوقت تک قادیان مین موجود ہے ایک زندہ شخص کی نسبت اسکے مرنے اور طاعون سے مرنے کی متوحش خبر شایع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے - قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کر سکتے ہین کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض نہین ہے ؟ کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے -

چوتھا جھوٹ - مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر مین مولا کے ہان کوئی لڑکی ہوئی ہی نہین پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت ہم بجز اسکے کیا کہین لعنت اللہ علے الکاذبین

پانچوان جھوٹ - نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا بحالیکہ یہ بیچاری ۲۵ - دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعارضہ کھانسی بخار فوت ہوئی ہے جو رجسٹر اموات نمبر ۳۷ پر درج ہے کیا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی مری ہوئی عورت پیسہ اخبار کو آج طاعون سے مری ہوئی ثابت ہوئی خوب!

چھٹا جھوٹ - صدرو ولد بھاگا بافندہ قادیان مین اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہم کو معلوم نہین ہوا اور رجسٹر پیدایش اموات مین درج ہے بھاگا ایک بافندہ ہے مگر اسکا کوئی لڑکا اس نام نہین ہے اور نہ فوت ہوا ہے -

ساتوان جھوٹ - پسر بڈھا تیلی - یہ لڑکا سگ گزیدہ تھا اور رجسٹر مذکور مین اس کی ہلاکت باعث یہی درج ہے مگر ہمین افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جس قدر واقعات اور وارداتین پیسہ اخبار نے دی ہین سب کی سب جھوٹ ہین -

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہین کرنا چاہتا تو آیندہ ایسے دوستون پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑیگا -

آٹھوان جھوٹ - مولوی حکیم نورالدین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر

کرکے انکے صدہا عزیزون اور لاکھون دوستون کو رنج پہونچایا ہے- مولویصاحب کے عزیزون مین سے کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی-

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت کی رشتہ دار عورت (ساس) کے طاعون سے ہلاک ہونے کے متعلق جو جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے وہ قانونی زد سے باہر نہین ہے اور اسی لیئے جیساکہ ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا ہے- اس رنجدہ خبر کی اشاعت کے متعلق سردست قانونی حقوق کو محفوظ رکھا گیا ہے کیونکہ اس خبر نے مولوی صاحب جیسے عزیزون اور دوستون کے وسیع دائرہ والے شخص کے متعلقین کو اس سے تشویش مین ڈالا ہے اور نہ صرف مولویصاحب ہی کے تعلق والون کو بلکہ ان لوگونکو بھی جو مولویصاحب کی عفیفہ پارسا زاہدہ ساس کے رشتہ دار ہین اور چونکہ وہ مشہور و معروف صوفی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی اہلیہ ہین جنکے ہزارون مرید مختلف مقامات مین رہتے ہین اور اپنی اس روحانی والدہ سے مخلصانہ اور فرزندانہ ارادت رکھتے ہین اس لیے اس طبقہ کے تمام لوگون کی بھی دل آزاری ہوئی ہے + پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت مین پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہین لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لا سے ہی ڈرتا اور اسقدر دلیری سے کام نہ لیتا-

ان سب سے بڑھ کر ایک اور مغالطہ امیز جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے جسمین تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمنون کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن مین لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہین ولعنت اللہ علے الکاذبین-

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگون نے بیعت توبہ کی ہے اور جنہون نے اسکو اپنا امام و مقتدا التسلیم کیا ہے اور جس مین گورنمنٹ کے معزز- دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ تاجر ڈاکٹر- پلیڈر- اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہین اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہین ان کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک پہونچنے والی ہے ان کو اس خبر نے سخت دکھ دیا ہے حضرت اقدس کی صحت کی خبر ان کی جان اور روح افزا ہے وہ گویا اس سے جیتے ہین اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر ان کی جان اور روح پر اتنا اثر نہین ڈال سکتی جتنا حضرت اقدس کی- پھر پیسہ اخبار نے اس بدخبر سے جو بالکل جھوٹ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہین جن مین پیسہ کے حوالہ سے حضرت اقدس کی صحت کے متعلق استفسار تھے یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخدلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہین کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے یہ سبق لینا ضروری ہے کہ وہ جرأت اور جسارت کرکے بے حیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے ؟-

پیسہ اخبار کو ۲۴- مئی سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجت اللہ کی بیماری درد ریح اور پھر اس سے شفایاب ہوجانے کی خبر الحکم- کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اسکے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجدہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے-

بہرحال یہ جھوٹ ہین جو پیسہ اخبار نے بولے ہین اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے- اور آیندہ ان لوگون کی تحریرون کو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہم جنس اس کو لکھدیتے ہین اور اپنے آپ کو مخمصہ مین نہ ڈالے-

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس قسم کی جھوٹی خبرون کے مخزن زیادہ تر قادیان کے سماجی ہین جن مین نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید-

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہین کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبرین اسے بعد ازان ہم کو پہونچائی ہین- ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہین کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبرون کے دینے والے کا مناسب نوٹس لین +

اب ہم اسکے متعلق اسوقت اور کچھ کہنے کی ضرورت نہین سمجھتے-

آخر مین پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے-

ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے بڑھ کر اس معاملہ مین پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہین جنہون نے بازاری خبرون پر اعتبار نہین کیا- بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا+ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے +

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۰ جلد ۶

پس ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ خدا اس سے محفوظ رکھے۔ بظاہر طاعون ہر ایک گاؤن کا دورہ کریگی۔ یہ نہ سمجھو کہ کوئی باقی رہ جاویگا وہی بچ سکتا ہے جو توبہ اور استغفار مین مصروف ہیں اس لئے اس وقت ضروری ہے کہ اپنی جان اور اپنی بیوی بچون پر رحم کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہین بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی بدکاریان اور شوخیان اس حد تک پہونچی ہوئی ہوتی ہین کہ جب وہ خدا کے غضب سے ہلاک ہوتا ہے تو اس لعنت اور غضب کا اثر اس کی اولاد تک بھی پہونچتا ہے اسی لئے قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے **ولا یخاف عقبٰہا۔ عقبٰہا سے اولاد** اور پس ماندگان مراد ہین۔ جہان جہان طاعون پھیلا ہے۔ لوگ کتون کی طرح مرتے ہین بعض مردہ چوہون کی طرح بدبودار ہو جاتے ہین کوئی ان کو اٹھا بھی نہیں سکتا اور ان کے جنازون کو گھسیٹ گھسیٹ کر قبرون مین ڈالتے ہین بہت سے خطوط طاعون زدہ علاقون اور گاؤن سے آئے ہین جن مین لکھا ہوا تھا کہ کوئی جنازہ نہین پڑھتا۔ مردارون کی طرح مردون کو گڑھے کھود کر ڈالدیا جاتا ہے مگر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ لوگون نے اس بات کی طرف توجہ نہین کی کہ خدا تعالیٰ کا یہ غضب کیون آیا؟ مین یقیناً کہتا ہون کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ آتے ہین جب ان کی باتون کو لوگ نہیں مانتے اور شرارت اور شوخی سے ان کا انکار کرکے ایذارسانی کی حد تک پہونچ جاتے ہین تو پھر خدا تعالیٰ کا غضب کسی نہ کسی رنگ مین جوش مین آتا ہے۔ چنانچہ پہلے نبیون کے وقت مین کسی قوم کو کسی عذاب سے ہلاک کیا کسی کو کسی سے۔ مگر اسوقت جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس شرارت اور شوخی سے ملے ہوئے انکار کی سزا کے لئے طاعون کو مقرر کیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **مسیح موعود** کے زمانہ کا نشان طاعون قرار دیا اور انجیل مین بھی اسی کی صداقت موجود ہے۔ براہین احمدیہ مین بھی آج سے پچیس برس پیشتر خدا تعالیٰ نے **طاعون** کے پھیلنے کی خبر دی تھی چونکہ انکار حد سے زیادہ بڑھ گیا اور انکار کے ساتھ شرارت اور ایذارسانی بھی ہے اور قسم قسم کے طعن کئے جاتے ہین۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے طاعون ہی کو سزا کے لئے بھیجا۔ اور یہ بات کہ **مامور من اللہ** کی تکذیب اور ایذارسانی پر عذاب کیون آتا ہے ایسی صاف ہے کہ تم اس کی مثال ایسی سمجھ سکتے ہو۔ جیسے سرکار کسی چپڑاسی کو معاملہ وصول کرنے کے لئے بھیجے حالانکہ وہ چپڑاسی پانچ چھ روپیہ ماہوار کا ملازم ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اس کو معاملہ نہ دے یا شرارت کرکے اس کو دکھ دے تو گورنمنٹ سارے گاؤن کو سزا دینے کے لئے طیار ہو جاتی ہے۔ خواہ اس مین کیسے ہی معزز اور دولتمند زمیندار بھی ہون۔ اسیطرح پر خدا تعالیٰ کے مامورون کی بے عزتی کی جاوے تو خدا تعالیٰ کی غیرت جوش مین آتی ہے اور اس کا غضب بھڑک اٹھتا ہے اسوقت وہ شریرون کو سزا دینے کے لئے اپنے بندے کی حمایت مین **نشان** ظاہر کرتا ہے

پھر مین یہ کہتا ہون کہ خدا کی طرف سے جو آتے ہین وہ کوئی بری بات تو کہتے ہی نہیں وہ تو یہی کہتے ہین کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور مخلوق سے نیکی کرو۔ نمازین پڑھو اور جو غلطیان مذہب مین پڑگئی ہوئی ہین انہین نکالتے ہین چنانچہ اس وقت جو مین آیا ہون تو مین بھی ان غلطیون کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہون جو **فیج اعوج** کے زمانہ مین پیدا ہو گئی ہین سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو خاک مین ملا دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **سچی** اور اہم اور اعلیٰ تعلیم توحید کو مشکوک کیا گیا ہے ایک طرف تو عیسائی کہتے ہین کہ یسوع زندہ ہے اور تمہارے نبی صلعم زندہ نہین ہین اور وہ اس سے حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہین کیونکہ وہ دو ہزار برس سے زندہ چلے آتے ہین۔ زمانہ کا کوئی اثر ان پر ہوا۔ دوسری طرف مسلمانون نے یہ تسلیم کر لیا کہ بیشک مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور دو ہزار برس سے ابتک اسی طرح موجود ہے کوئی تغیر و تبدل اسکی حالت اور صورت مین نہین ہوا اور رسول اللہ صلعم مر گئے مین سچ کہتا ہون کہ **میرا دل کانپ جاتا ہے جب مین ایک مسلمان مولوی کے منہ سے یہ لفظ سنتا ہون** کہ رسول اللہ صلعم مر گئے **زندہ نبی** کو مردہ رسول قرار دیا گیا۔ اس سے بڑھکر بے حرمتی اور بے عزتی اسلام کی کیا ہوگی مگر یہ غلطی خود مسلمانون کی ہے جنہون نے قرآن شریف کے صریح خلاف ایک نئی بات پیدا کرلی۔ قرآن شریف مین مسیح کی موت کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے لیکن اصل مین اس غلطی کا **ازالہ میرے ہی لیئے رکھا تھا کیونکہ میرا نام خدا نے حَکم رکھا ہے** اب جو اس فیصلہ کیلئے آوے وہی اس غلطی کو نکالے دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اس کو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اس قسم کی باتون نے دنیا کو بڑا نقصان پہونچایا ہے۔

مگر اب وقت آگیا ہے کہ یہ سب جھوٹ ظاہر ہو جاوے خدا تعالیٰ نے جسکو حَکم کرکے بھیجا اس سے یہ باتین مخفی نہین رہ سکتی ہین۔ بھلا دائی سے پیٹ چھپ سکتا ہی قرآن نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ آخری

نوٹ - چونکہ طاعون والا مضمون اہم اور ضروری سمجھا گیا ہے اس لئے اس اشاعت مین کلمات طیبات اور اس کے متعلق نوٹ

ریتمۃ الوداد

نمبر ہفتم

جواب استفسارات حضرت

مولوی نجم الدین صاحب از

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم حضرت نجم الدین صاحب ملازم رفاہ عام پریس لاہور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا خط متضمن استفسار جواب چند سوالات خاکسار کو واسطے لکھنے جواب کے مرحمت فرمایا گیا چونکہ آپ نے درخواست کی ہے کہ اس عریضہ کو معہ اسکے جواب کے الحکم مین شائع کردیا جاوے لہذا سوالات مستفسرہ مندرجہ خط کو جو آپکے خط مین مختلط اور غیر واضح ہین باوضح تقریب تلخیص کرکر جواب اسکا واسطے اشاعت کے ذریعہ الحکم دیا جاتا ہے۔

سوال اول۔ قدیم الایام سے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ مین کافر ایک قول کہتے چلے آئے ہین ما ہذا الا بشر مثلکم۔ ان انتم الا بشر مثلنا۔ اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو اونکا یہ قول بجا ہے کیونکہ تابع متبوع مین کوئی مابہ الامتیاز ہونا ضرور چاہیئے مین نے مابہ الامتیاز یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ اور ہی قسم کے بشر تھے یا نیز فرشتے نازل ہوئے۔ انکو خدا تعالے نے معجزات دیئے۔ مثلاً فلق بحر عصا ید بیضا احیاء موتے ابراء اکمہ و ابرص ناقۃ اللہ نجات آگ مشتعل سے وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے حضرت صلعم کی نسبت گو یہ قرآن مجید مین مذکور نہین لیکن ان الذی فرض علیک القرآن لراد ک الے معاد۔ نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا اور والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر وغیرہ وغیرہ معجزات باعث تسکین ہین افسوس کہ حضور نے ان سبکو اڑا دیا۔ یعنے اب کوئی مابہ الامتیاز درمیان انبیاء اور غیر انبیاء کے باقی نرہا پھر اونکا اتباع کیون کیا جائے۔ انتہی ملخصاً

الجواب۔ بے شک انبیاء علی نبینا و علیہم السلام مین اور انکے غیر مین ضرور بالضرور مابہ الامتیاز بہت ظاہر ہے اور بڑا فرقان واضح موجود ہے لیکن صرف انہین لوگونکے لیے جو با انصاف اور اہل بصیرت ہین اور اللہ تعالے سے ڈرنے والے کما قال اللہ تعالے ذلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین۔ وغیر ذلک من الآیات لیکن جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہنے والے ہین انکے نزدیک یہ مابہ الامتیاز اور فرقان کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا ہے۔ کیونکہ انکے خیالون مین یہ امر راسخ اور جما ہوا ہوتا ہے کہ انبیاء کوئی ایسا نشان دکھلاوین جو ایمان لانے کیطرف انکو اولاً ہی مجبور کردیوے اور ایمان بالغیب جو الذین یومنون بالغیب مین فرمایا گیا ہے وہ اول ہی سے ایمان بالغیب نہ رہے اور تمام حجب اور پردے رفع ہوجاوین ارنا اللہ جہرۃ کا نظارہ اونکے پیش نظر ہوجاوے بلکہ منصب رسالت و نبوت کا جو مقام عبودیت ہے الوہیت کے رنگ مین آجاوے لیکن بوقت رفع ہونے تمام حجب کے پھر ایمان بالغیب قبول کب ہوسکتا ہے کیونکہ اس عالم مین اول ہی سے تمام حجب کا رفع ہوجانا خلاف سنت الٰہیہ کے ہے لہذا اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام نے منکرین اور قائلین۔ ان انتم الا بشر مثلنا کا جواب کیا دیا ہے تاکہ وہی جواب بلکہ کسی قدر زیادتی کے ساتھ علے منہاج النبوت باوضح طریق ما نحن فیہ کے لیے بھی کافی ہوجاوے پارہ دوازدہم رکوع سوم مین فرماتے ہین فقال الملأ الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشرا مثلنا وما نراک اتبعک الا الذین ہم اراذلنا بادی الرای وما نری لکم علینا من فضل بل نظنکم کاذبین اس آیت مین مکذبین نے حضرت نوح پر چند اعتراض کیے ہین جن مین سے ایک یہ اعتراض ہے کہ تم ہماری ہی مانند بشر ہو کوئی فضیلت ہمپر تمکو حاصل نہین ہے اور اگر تم کو اپنے تابعین کے اتباع کیوجہ کچھ فخر کا خیال ہے تو وہ سب اراذل ہین جو بمقابلہ ہم شرفاء و عقلا قوم کے قابل شمار اور اعتبار کے نہین ہین علاوہ یہ کہ ان تمام اراذل نے بھی تمہارے باب مین کچھ بھی تعمق نظر کے ساتھ غور نہین کیا بلکہ بادی الرائے مین تمہارے سحر اور شعبدات کو آیات سمجھ لیا ہے اور شبہات کو دلائل مان لیا ہے اگر کوئی فضیلت تمکو حاصل ہوتی تو کیا ہمکو نظر نہ آتی جو عقلا اور شرفاء قوم ہین لہذا تمہارے خوارق جو فی الحقیقت سحر یا مسمریزم ہین یا دلایل تمہارے جو تلبیسانہ کلمات ہین وہ موجب تمہاری فضیلت یا تصدیق کے نہین ہو سکتے لہذا ہم تمکو کاذب سمجھتے ہین قوم نوح کیطرف سے یہ چند اعتراض ہین جو ماحصل آیت مذکورہ کا ہین اب ہم دیکھین کہ حضرت نوح علیہ السلام ان اعتراضون کا کیا جواب دیتے ہین قال یا قوم ارأیتم ان کنت علے بینۃ من ربی وآتانی رحمۃ من عندہ فعمیت علیکم انلزمکموہا وانتم لہا کارہون۔ ماحصل جواب کا یہ ہے کہ میرے پاس بینات نبوت اور نشانات فضیلت میرے صدق دعوے کے لیے ضرور ہین اور ہدایت اور نبوت جو عین رحمت من عندہ ہے اللہ تعالے نے مجھکو دی ہے مگر جبکہ تم ان بینات کیطرف نظر اٹھا کر بھی نہین دیکھتے بلکہ اسکو بہت ہی ناپسند رکھتے ہو اور اس سے کراہت کرتے ہو تو پھر بتلاؤ مین ان بینات اور رحمت کو تمہارے لیے کیونکر تمہارے گلے کا ہار کردون اور تمہارے گلے سے کیونکر اتار دون۔

اللہ اکبر اس جواب سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح کو ثبوت دعوے کیلیئے نشانات اور بینات تو ضرور دیئے گئے تھے مگر عقلا اور شرفاء قوم نوح پر بسبب عدم نظر اور توجہ کرنے کے وہ سب ان پر مخفی تھے دیکھو ضمیت کو اس جواب کے آگے چلکر بھی حضرت نوح نے بدلایل و براہین انکو قایل و معقول کیا ہے اور یہ بھی

ثابت کیا ہے کہ مجھ مین کوئی رنگ الوہیت کا سوا رسالت اور عبودیت کے نہین ہے مگر اسپر بھی قوم نوح نے ان سب دلائل کو مغالطات ومجادلات ہی قرار دیا کما قال تعالےٰ قالوا یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین اس بیان سے صریح ثابت ہوا کہ حضرت نوح نے کوئی ایسا نشان بدیہی پیش نہین کیا کہ مرتبہ ایمان بالغیب سے انکو نکال کر جبرًا بطور ریا کے اپنے دعاوی کو منوا دیا جاوے جب ہی تو وہ آخر تک مکذب اور منکر رہے پھر سیپارہ ۱۳-رکوع ۱۴ مین اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے ان انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اباؤنا فاتونا بسلطان مبین۔ ماحصل مکذبین کے اعتراض کا یہ ہے کہ جبکہ تم مثل ہماری ہی بشر ہو تو اگر تم رسول ہو تو پھر چاہیئے کہ ہم سب بھی رسول ہی ہو جاوین اپنے مثل جو ٹھہرے علاوہ یہ کہ تم ہمکو گمراہ بھی کئے دیتے ہو کہ ان معبودون کی عبادت سے روکتے اور ٹوکتے ہو جنکو ہمارے اباؤ اجداد جو بڑے بڑے مقتدا و پیشوا تھے پرستش کرتے چلے آئے ہین اور اگر تمکو الہٰی ہادی اور مامور من اللہ ہونیکا کچھ دعوے ہے تو کوئی ایسی حجت لاؤ جو ہمکو ایمان کے لیئے مجبور کردیوے ناظرین اب ہمکو چاہیئے کہ انبیا کیطرف سے جو اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے اس پر بھی نظر کرین۔ قال اللہ تعالےٰ قالت لہم رسلہم ان نحن الا بشر مثلکم ولٰکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون وما لنا ان لا نتوکل علی اللہ وقد ہدانا سبلنا ولنصبرن علی ما اذیتمونا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون۔ حاصل جواب انبیاء علیہم السلام کا یہ ہے کہ ہم نے تسلیم کیا کہ ہم تمہاری طرح ہی بشر ہین اور درجہ نبوت تم کو بھی مل سکتا تھا لیکن اللہ تعالےٰ پر کوئی شے واجب نہین جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اپنی مصلحت اور حکمت اور علم کے موافق درجہ نبوت کا عطا فرماتا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ جیسا کہ مراتب سلطنت و امارت وغیرہ کو بموجب تقاضی اپنی حکمت بالغہ کے عنایت کرتا ہے اور حجت وسلطان یعنے نشانات باذن اللہ تعالےٰ کے ہماری قدرت کے تحت مین نہین ہین اسلیئے مومنون کا کام یہی ہے کہ ظہور نشانات مین بھی اللہ تعالےٰ ہی پر توکل کرین اور جبکہ عام مومنون پر توکل علی اللہ واجب ہے تو پھر انبیا اس توکل کے لیے زیادہ تر مستحق ہین اور اللہ تعالےٰ نے ہمکو ہمارے سیدھے راستون ہدایت پر لگا رکھا ہے اگر اسپر بھی تم اذیت ہی ہم کو پہونچاؤ گے تو ہم صبر ہی کرینگے اس جواب انبیاء سے ثابت ہے کہ انہون نے نشان خاص مقترحہ کفار کی نسبت بھی کہا ہے کہ ہمارے اختیار مین نہین ہے اور ہمکو تمام مقامات مین خواہ نشانات ہون یا غیر اسکے توکل کرنا بہ نسبت دیگر مومنون کے واجب تر ہے باوجودیکہ مسلم ہے کہ انبیاء و مرسلین کے پاس انکے صدق کے نشانات ہر چہار طرف سے موجود تھے تو صریح معلوم ہوا کہ مکذبین کوئی ایسا بدیہی نشان چاہتے تھے جو ان کو ایمان کیطرف مجبور کردیوے اور شان الوہیت اس مین ظاہر ہو جبہی تو کہتے تھے کہ فاتونا بسلطان مبین ایضًا حضرت صالح نے اسی قول کفار کے جواب مین یہ کہا تھا قال رب انصرنی بما کذبون یعنے اے پروردگار میرے انکی تکذیب پر میری مدد فرما بالآخر وہ قوم ہلاک ہوگئی۔ ایضًا۔ حضرت صالح نے ان کے اس طلب کرنے نشان پر یہ بھی فرمایا ہٰذہ ناقۃ لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم فعقروہا فاصبحوا نادمین

یہان پر اس ناقہ کو حضرت صالح نے نشان اپنے صدق کا قرار دیا مگر یہ توسبکو معلوم ہے کہ اس نشان کے ساتھ انہون نے کیا کیا اس سے معلوم ہوا کہ ناقہ بھی کوئی ایسا بدیہی نشان نہین تھا جو ایمان کی طرف مجبورًا انکو کھینچکر لے آتا۔ حضرت شعیب کی قوم نے بھی یہی اعتراض کیا تھا اور ایک عذاب خاص یعنے قطعۃ من السما طلب کیا تھا جسکا جواب یہ دیا گیا قال ربی اعلم بما تعملون فکذبوہ فاخذہم عذاب یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم حاصل جواب کا یہ ہے کہ تمہارے عملون کی سزا کو میرا رب ہی خوب جانتا ہے یعنی مجھکو کیا معلوم ہے کہ وہ کونسا عذاب مناسب تمہاری بداعمالیون کی سزا مین تم پر پہنچاویگا بالآخر عذاب مطلوب یعنی قطعۃ من السماء تو نازل نہوا مگر بادل سے آگ برسی جس سے وہ ہلاک ہوگئے۔ ایضًا سورہ یٰسین مین بھی یہی قول مکذبین کا نقل فرمایا گیا ہے اور اسکا جواب دیا گیا ہے قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ نشانات تو ہمارے پاس ضرور ہین جنکو وہ رب ہمارا جانتا ہے اور یہی ظہور نشانات کا ہمارے مرسل ہونیکی دلیل ہے اور وہ ہمارے مرسل ہونے کو بھی خوب جانتا ہے کیونکہ نشانات ہمارے دعاوی پر ظاہر فرماتا ہے اگر وہ ہمکو مرسل نہ کرتا تو تصدیق ہمارے دعاوی رسالت کے اظہار نشانات سے نہ فرماتا لہٰذا ثابت ہوا کہ ہمارے مرسل ہونیکو وہی خوب جانتا ہے کیونکہ نشانات ہمارے دعاوی پر ظاہر فرماتا ہے ہان البتہ ہمپر بھی یہ امر واجب ہے کہ اقامت براہین اور حجج سے اور نیز دفع شبہات مخالفین ومکذبین کر کر اپنے دعاوی رسالت اور مقاصد توحید کو ثابت کرین۔ اس جواب انبیا مین اگرچہ ذکر نشانات کا بصراحت مذکور نہین ہے

لیکن جملہ ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون جو موکد بتاکید شدیدہ ہے اور بمنزلہ حلف اور قسم کے ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ ضرور بالضرور ان کے صدق کے نشانات اللہ تعالے کیطرف سے صادر ہوتے تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اور دوسرا جملہ یعنی وما علینا الا البلاغ المبین اسواسطے فرمایا گیا کہ علاوہ نشانات الٰہیہ کے دلایل علمیہ اور براہین عقلیہ بھی وہ پیش کرتے تھے۔ ایضاً قال اللہ تعالے وقالوا لولا انزل علیہ ایات من ربہ قل انما الایات عند اللہ وانما انا نذیر مبین اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلے علیھم ان فی ذلک لرحمۃ وذکرے لقوم یومنون۔ اس آیت مین آنحضرت صلعم کے اعجاز کا بیان کیا ہے اور مکذبین کی ایات مقترحہ کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالے ہی کے اختیار مین ہین یعنی جس نبی کے لیے جونسی ایات کا عطا فرمانا وہ مناسب جانتا ہے وہی اسکو عطا فرماتا ہے اور سر اس تقسیم آیات مین یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی آیات متواتر چلی آوین تو پھر مکذبین ان کو سحر متوارث کہدینگے اور اللہ تعالے کے قادر مطلق ہونے مین شک کرنے لگین گے اب حضرت صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ مجھ مین وہ قوت بیانیہ ہے جو کسی نبی کو عطا نہین ہوئی اور اسی لیئے مجھ کو وہ کتاب عطا کی گئی ہے جو تمام حقایق کونیہ اور معارف الٰہیہ کو جامع ہے جس سے وقتاً فوقتاً بے نہایت علوم جدیدہ حاصل ہوتے جاتے ہین جو مومنین کے لیے ایک بڑی عظیم الشان رحمت ہین اور یہ کتاب تمام علوم فطرت کے یاد دلانے والی ہے مگر یہ سب ہدایت ایمان والون کے ہی لیے خاص ہے توکیا ایسی کتاب بلیغ باقصی غایۃ البلاغت پر از اسرار و معارف بے شمار بھی انکے لئے معجزہ ہونیکو کافی نہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ یہ تمام علوم اولین وآخرین کے ایک ایسے امی کی زبان سے نکل رہی ہین جو کسی اسکول یا کالج مین اس نے ایک حرف تک نہین پڑھا اب ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کو علاوہ کتاب اللہ کے ہزارہا معجزات دوسرے بھی دئے گئے تھے مگر مکذبین انکو لاشے سمجھ رہے تھے اسواسطے اللہ تعالے نے اس جگہ یہ قران مجید کا معجزہ پیش فرمایا جو قیامت تک باقی رہیگا اور وقت نزول سے آج تک کوئی مکذب اسکا مقابلہ نہین کرسکا باوجودیکہ ہر قریہ و دیہہ مین ہزار دن الشانون کی زبانون سے یہ تحدی کرائی جاتی ہے کہ قل ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ اور پھر یہ پیشین گوئی بھی کی جاتی ہے کہ قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا۔ مگر کسی مخالف کی مجال نہین کہ اس پیشین گوئی کو جھوٹا کرسکے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اور پھر قربان جایئے اس مسیح موعود کے کہ اس نے حسب الہام مندرجہ براہین کے کہ یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک وغیرہ الہامات کے اس معجزہ محمدیہ کو تازہ کر دکھایا اور متعدد کتب بلیغہ اور رسایل فصیحہ عربی مبین مین بتائید روح القدس ایسی متحدیانہ تصنیف فرمائین کہ آج تک کوئی مخالف اونکے مقابلہ مین ایک سطر تک یا ایک شعر تک بھی نہ لکھ سکا باوجودیکہ ہزارون روپیہ کا اشتہار اس تحدی کے ساتھ بھی شایع کیا الحمد للہ کہ اعجاز بلاغت محمدیہ کی تجدید بڑے زور و شور کے ساتھ تمام دنیا مین کردے۔ ثم الحمد للہ غرضکہ اسی طرح پر دیگر متعدد مقامات مین قرآن مجید کے مکذبین کے اس قسم کے اعتراضون کے جواب اسی قسم کے دیئے گئے ہین جیسے کہ مذکور ہوئے ان جوابون انبیاؤن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ نشانات تو بالضرور انبیاء علیہم السلام کو دیئے گئے تھے مگر انمین کوئی ایسے نشان ہوتے تھے جو مکذبین کو ایمان کیطرف جبراً بطور الجا کے کھینچکر نہین لاتے تھے اور بڑی وجہ یہی تھی کہ مکذبین کی توجہ ان نشانات کیطرف نہوتی تھی اور نیز تقوے جو ہدی للمتقین مین مذکور ہے انکے دلون مین نہ تھا لہذا وہ نشانات ان کے لیے کوئی فائدہ نہ پہونچاتے تھے بالآخر ایسی آیات عذاب انپر آتی رہین کہ آخر مین ہلاک ہوگئے ولنعم ماقیل ؎

اگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش
نگویند از سر بازیچہ حرفے
کزان پندے نگیرد صاحب ہوش

اب مین اس جواب کے آخر مین منتظر ہون کہ آپ کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے ایسا نہو کہ انہین منکرین سابقین کا سا جواب ہو جو ما انتم الا بشر مثلنا کے قائلین جواب دیتے رہے ہین لہذا واسطے حفظ ماتقدم کے اپنے اقوال کو پیچھے ڈالکر چند اشعار مثنوی کے واسطے چاشنی مذاق ناظرین کے تحریر کئے جاتے ہین ؎

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کم کسے زابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند
اولیا را مثل خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر
ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمی
ہست فرقے درمیان بے منتہا
ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب
زان یکے سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو گون زنبور خوردند از یک محل
زان یکے شد نیش و زان دیگر عسل
ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
آب تلخ و آب شیرین را صفاست
چند کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم
شہد ناخوردہ کجا دانی ز موم

این خور دگر دد پلیدے زو جدا
وان خور دگر دد ہمہ نور خدا
این خور د زاید ہمہ بخل و حسد
وان خور دگر دد ہمہ نور احد+

اور جو آخر اس سوال مین آپنے بعض معجزات انبیا کو شمار کر کر یہ لکھا ہے (کہ افسوس کہ حضور نے ان سب کو اڑادیا) یہ قول بالکل خلاف نفس الامر کے ہے آپ غور فرماوین کہ یہ امر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی ماسور من اللہ خود مدعی صدور آیات اور نشانات الہیہ کا ہوا ور پھر مرسلین سابقین کے معجزات اور نشانات کو اڑادیوے یہ تو وہی قصہ ہوگا ؎

یکے بر سر شاخ و بن مے برید
خدا وند بستان نگہ کرد و دید
بگفتا گر این مرد بد میکند
نہ بامن کہ با نفس خود میکند

بیان ملائکہ - البتہ فرشتے انبیاء پر نازل ہوئے امنت باللہ و ملائکتہ وکتبہ و رسلہ - لیکن حقیقت نزول کی وہ صحیح نہین ہے جو عوام خیال کر رہے ہین کہ آسمان پر سے ملائکہ کا نزول اس طرح پر ہوتا تھا کہ غیر انبیا انکو آسمان پر سے اترتا ہوا دیکھتے ہون بلکہ انکے نزول کی حقیقت وہی ہے جو ہمارے رسایل تحذیر المومنین وغیرہ مین لکھی گئی ہے اور پھر دور مت جاؤ خود اپنے پر ہی فرشتوں کا نزول یا وجود یا حفاظت کو انکی خیال کرو کہ کس طرح پر ہے قال اللہ تعالے وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون - کیا کوتوال چوکیداروں کی طرح کوئی انکی حفاظت کو دیکھتا ہے یا جو اعمال حسنہ و سیئہ وہ لکھتے مین انکے کتابت کا غذ قلم وغیرہ کسی کو مشاہد ہوتے ہین ایضاً قال تعالے ان کل نفس لما علیہا حافظ وغیر ذلک من الایات الکثیرۃ علی ہذا القیاس دیگر ملائکہ کا نزول اور تبدل جو لیل و نہار مین نصوص شرعیہ مین وارد ہوا ہے وہ بھی ہر ایک شخص کو کب مشاہد ہوسکتا ہے

ہان انبیا علیہم السلام کو گاہے مشاہد ہو جاتا ہے احادیث مین جو حضرت جبرئیل کا تمثل بصورت دحیہ کلبی صحابی حسین وجمیل کے وارد ہوا ہے کسقدر نظری امر ہے مثلاً اگر آپ کے پاس کوئی ایکا دوست آوے اور پھر وہ چلا جاوے اور آپ اپنے دوستوں سے یہ کہین کہ فلان شخص جو میرے پاس آیا تھا وہ حضرت جبرئیل تھے تو سامعین کو کسقدر تعجب لاحق ہوگا کوئی بڑا ہی مخلص دوست جو آپکو بہمہ تن صدق مجسم سمجھتا ہو وہی یقین کرے گا کہ آپ صادق ہین غرضکہ نزول ملائکہ برحق ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد مگر ایک امر نظری ہے نہ بدیہی - بیان فلق بحر - ضرور بالضرور حضرت موسے کے لیے آخر مین اور انجام کار مین حسب الحکم والعاقبۃ للمتقین کے فلق بحر ہوا اگر جماعت احمدیہ مین سے کوئی شخص اسکے اسباب طبعیہ بھی اس غرض سے بیان کرے کہ تمام مسببات کیلئے اس عالم مین اسباب کا وجود بھی بنظر قانون قدرت ضروری ہے تو اس سے فلق بحر کا انکار کیونکر سمجھا گیا مثلا توریت سے سبب اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت عبور حضرت موسے کے آندھی کا ایک طوفان آیا تھا اور ظاہر ہے کہ آندھی کے طوفان کی شدت سے پانی خلیج کا پھٹ کر راستہ عبور کی لایق بن جانا ممکن ہے اور جیساکہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم اس مضمون کا نظارہ کیا دشوار ہے اور جب کہ وہ طوفان آندہی کا ساکن ہوجاوے تو پھر پانی خلیج کا اپنی اصلی حالت پر بھی آجانا ضروری ہے لہذا جب کہ فرعونی اوسمین داخل ہوگئے تو وہ طوفان آندہی کا ساکن ہوگیا پس پانی خلیج کا اپنی اصلی حالت پر آگیا اور تمام فرعونی اوس مین غرق ہوگئے تو اس اسباب طبعیہ کے بیان کرنے سے تکذیب فلق بحر کی کب لازم آتی ہے کیونکہ یہ تمام اسباب و مسببات اللہ تعالے کے حکم سے بوقت

ضرب عصا کے صادر ہوئے پس معجزہ موسوی بھی بحال رہا قال اللہ تعالے فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم وازلفنا ثم الاخرین وانجینا موسی ومن معہ اجمعین ثم اغرقنا الاخرین ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرہم مومنین تذکرہ عصا عصا جو حضرت موسے کو دیا گیا تہا اوس کے تسلیم کرنے مین کسکو کلام ہے قال اللہ تعالے و اوحینا الی موسی ان الق عصاک فاذا ہی تلقف ما یافکون - ایضاً وما تلک بیمینک یاموسی قال ہی عصای اتوکا علیہا واہش بہا علی غنمی ولی فیہا مارب اخری قال القہا یاموسی فالقاہا فاذا ہی حیۃ تسعی پس ہوتے ان نصوص کے عصا موسوی کا انکار کیونکر ہوسکتا ہے ہاں بموجب حدیث لکل ظہر بطن کے اگر مراد عصا سے کوئی معنی بطور بطن کے بھی مراد لئے جاوین تو وہ بھی ہوسکتے ہین اور جب کہ اس زمانہ مین عجیب وغریب صنائع اور بدائع ایسے ظاہر ہوئے ہین کہ کسی شے کا بصورت سانپ کے متمثل ہوجانا کچھ دشوار بھی نہیں تو پھر امر الہی سے عصا کا بصورت سانپ کے متمثل ہوجانا کیا دشوار ہے تذکرہ ید بیضا ید بیضا سے بھی ہمکو انکار نہیں خواہ روحانیت اور کی بطور بطن کے کچھ بھی ہو قال اللہ تعالے و نزع یدہ فاذا ہی بیضا للناظرین پھر اگر وہاں پر ید بیضا تہا تو یہاں پر منارہ بیضاء عیسوی ہے جس کی نسبت براہین مین مدت بائیس تئیس سال سے الہام موجود ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم تر افتاد ... ذکر احیاء موتے حقیقی احیاء موتی حقیقی کے لئے چونکہ نصوص قرآنیہ مخالفہ

[illegible]

احیاسئے ثانوی اس عالم مین موجود ہین لہذا احیار مزعوم عوام کو ہم تسلیم نہین کر سکتے کیونکہ معنی احیار کے قرآن مجید اور کتب احادیث اور کتب لغات مین اور محاورات عرب مین متعدد مستعمل ہوئے ہین دیکھو ہمارے رسایل کو مثلاً ایک معنی ہین زمین خشک کو سرسبز اور شاداب کر دینا۔ کما قال اللہ تعالے ویحی الارض بعد موتہا وکذلک تخرجون دوسرے معنی ایمانیات اور اعمال صالحہ سے مردہ دلونکو زندہ کرنا اور ان کا روشن اور منور کرنا کما قال اللہ تعالے استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم وغیر ذلک من الایات پس جس قسم کا احیا حضرت عیسے کو اللہ تعالے نے عطا فرمایا تھا اس سے بڑھکر آنحضرت صلعم کو عنایت ہوا تھا لیکن احیاء احیار حقیقے مزعوم عوام کا جو آنحضرت صلعم کے لیے نہین دیا گیا وہ حضرت عیسے کو بھی نہین دیا گیا تھا دیکھو جب آنحضرت صلعم سے کفار نے درخواست کی تو اس درخواست کا یہ جواب ملا کہ اذا تتلی

علیہم آیاتنا بینات ماکان حجتہم الا

ان قالوا ائتوا بآبائنا ان کنتم صادقین قل اللہ

یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامۃ

لاریب فیہ ولکن اکثر الناس لایعلمون

اس آیت مین اللہ تعالے نے اپنی تین صفات بیان فرمائی ہین۔ اول احیار دوم صفت امانت جو اس عالم دنیوی مین ظاہر ہو رہی ہین اور تیسری صفت جامع اموات کے لیے جو بعد الموت برزخ سے لیکر قیامت تک ہے چونکہ صفت جامع اس آیت مین مقید ہے ساتھ قید الی یوم القیامۃ کے لہذا بعض موتے حقیقی کا دوبارہ اس عالم مین زندہ کرنا اس خاص صفت جامع کے مخالف ہے لہذا بعد الموت عالم برزخ مین تمام موتے جمع کیے جاتے ہین اور وے قیامت تک جمع کیے جاوینگے

پس احیار مزعوم عوام اس صفت جامع کے مخالف ہے لہذا باطل ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ من ورائہم برزخ الی یوم یبعثون ایضاً وحرام علی قریۃ اہلکنا ہا انہم لایرجعون وغیر ذلک من الایات الکثیرۃ۔ ذکر ابرار اکمہ وابرص۔ ابرار اکمہ وابرص مین کس کو کلام ہے ہان البتہ اکمہ لغت مین شب کور کو بھی کہتے ہین چنانچہ کتب لغات مین لکھا ہے کمہ یکمہ کہا عمی وصار اعشے فہو اکمہ . . . . یعنی جسکو مرض رتوندہ ہو جاوے اسکو اکمہ کہتے ہین چونکہ مادر زاد اندھے کا بینا ہونا خلاف قانون قدرت اور سنت اللہ کے ہے لہذا معنی اکمہ کے بموجب لغت کے شب کور کے ہین چونکہ زمانہ عیسوی مین کیا کلام ہو سکتا ہے ذکر ناقۃ اللہ ناقۃ اللہ کا کون انکار کرتا ہے اسکا تذکرہ قرآن مجید مین متعدد جگہ موجود ہے ہان البتہ کلام الہی سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ ناقۃ اللہ کسی خاص پتھر مین سے برآمد ہوئی ہو آگے رہا اسکا معجزہ ہونا تو وہ ناقہ کیا اس طرح آیت الہی نہین ہو سکتی جس طرح پر خود جناب الہی نے اسکو آیت فرمایا ہے۔ قال ہذہ ناقۃ لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم۔

حاصل آیت کا یہ ہے کہ جب قوم صالح نے حضرت صالح سے نشان اسکے صدق کا طلب کیا تو انہون نے فرمایا کہ یہ ناقہ میرے صدق کا نشان اس طرح پر ہے کہ تمکو اس کی رعایت کرنی واجب ہے اور وہ رعایت یہ ہے کہ ایک وقت خاص مین پانی چارہ اس ناقہ کے لیئے مقرر کیا گیا اور دوسرے وقت معین مین تمہارے جانور ونکے لیئے لہذا اس تعین و تقرر مین کسی طرح کا تغیر و تبدیل نہونے پاوے اور کسی طرح سے کوئی شر اور بدی اسکو نہ پہونچاؤ اگر ایسا کروگے

تو تم پر عذاب الہی نازل ہوگا پس یہی نشان میرے صدق دعوے رسالت کا ہے۔ اس معنی صحیح اور متبادر لینے کی ضرورت اس لیے ہے کہ اگر وہ ناقہ ان کے روبرو کسی خاص پتھر مین سے پتھر شق ہوکر برآمد ہوتی تو قوم صالح ایسے خرق عادت خلاف سنت اللہ کو دیکھکر اس ناقہ کو کیونکر ہلاک کرتے بلکہ اس قوم کے عوام تو اس پرستش کرنے لگتے حتی کہ خواص بھی اس کی تعظیم و تکریم ضرور کرتے لیکن سب کو معلوم ہے کہ انہون نے بجائے تعظیم و تکریم کے اسکو قتل کر ڈالا کما قال اللہ تعالے فعقروہا فاصبحوا نادمین فاخذہم العذاب

ان فی ذلک لآیۃ وماکان اکثرہم

مومنین۔ اب اس آیت مین نظر کرو کہ اللہ تعالے نے عذاب کے نازل ہونے کو آیت قرار دیا ہے نہ اوس ناقہ کے پتھر مین برآمد ہونے کو جو عوام کا مزعوم ہے اور پھر چونکہ پہاڑ وغیرہ اور یا جنگلوں مین اکثر خیوانات بری رہا کرتے ہین اگر وہ ناقہ حضرت صالح کو پہاڑ مین سے دستیاب ہو گئی ہو اور پھر بڑے سے الہی ہو گئی ہو تو یہ بھی ایک احتمال قوی ہے لیکن پتھر شق ہوکر اس مین سے ایک اونٹنی عظیم الجثہ کا نکلنا قرآن مجید یا سنت صحیحہ مین کہان پر مذکور ہے جو مزعوم عوام کا ہے اور اس ہمارے بیان کی تائید مین وہ آیت بھی ہے جس مین صرف ارسال ناقہ بیان فرمایا گیا ہے نہ پتھر مین سے برآمد ہونا کما قال اللہ تعالے انا مرسلوا الناقۃ فتنۃ لہم فارتقبہم واصطبر آخر آیت تک غور کرو کہ اس آیت مین لفظ ارسال ماخذ سے مرسلوا موجود ہے اور علاوہ اسکے لفظ فتنۃ موجود ہے اگر وہ ناقہ حسب مزعوم عوام پتھر شق ہوکر برآمد ہوئے ہوتے تو مرسلو کیون فرمایا جاتا بلکہ یون کہا جاتا

انا شققنا الصخر فاخرجنا منہ الناقۃ اور پھر لفظ فتنہ کیون ارشاد ہوتا کیونکہ فتنہ تو امور نظریات مین واقع ہوسکتا ہے نہ بدیہیات مین علاوہ برین یہ بھی فرمایا کہ اے صالح تم منتظر رہو اور صبر کرو پس اگر ناقہ پتھر مین سے شق ہوکر برآمد ہوئی ہوتی تو قوم ضرور اسکو تسلیم کرلیتی پھر انتظار کس امر کا باقی رہتا ان تمام الفاظ اور سیاق وسباق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقہ باعتبار تضمن پیشین گوئی ہی کے نشان اور آیت تھی لہذا اسکے آیت ہونے مین اب کیا کلام ہے کیونکہ جو پیشین گوئی اس کی اسارت پر کی گئی تھی وہ ہوبہو واقع ہوگئی -

تذکرہ نار ابراہیم - حضرت ابراہیم کو جو آگ سے نجات دی گئی اس مین کون کلام کرسکتا ہے ہان اب نظر کرنا چاہیئے طرقیہ نجات پر اور حضرت ابراہیم پر اسکا برد وسلام ہوجانا کیونکر واقع ہوا پس ہم قرآن مجید مین جب نظر کرتے ہین تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور لوط کو بسبب ہجرت کرنے کے طرف ملک شام کی اس آگ سے نجات دی گئی ہے کما قال اللہ تعالے وارادوبہ کیدا فجعلناہم الاخسرین ونجیناہ ولوطا الی الارض التی بارکنا فیہا للعالمین - حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے لیے مخالفین نے جو مکر اور کید انکے آگ مین جلانے کے لیئے کیئے تھے ہم نے انکے ان تمام کیودکو اسطرحپر باطل کردیا کہ زمین مبارک کیطرف معہ حضرت لوط کے ان کو پہونچا دیا اور انکے دشمنون کو ناکام اور خائب وخاسر کیا اور ایسا ہی وہ ہجرت کا آنحضرت صلعم کے لیے پیش آیا ہے لہذا اب غور کرو کہ کفار مکہ نے جب آنحضرت صلعم کے قتل وغیرہ کے لیے اپنے منصوبے مستحکم کرلیئے تو اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو ابھی ایسے ہجرت کے معہ یار غار حضرت ابوبکر صدیق کے انکے منصوبون قتل سے نجات عطا فرمائی یہ دونون قصے بیان مین کسقدر متشابہ البیان ہین یعنے جسطرح پر اس جگہ لفظ کید ہے حضرت صلعم کے لیے مشتقات لفظ مکر کے موجود ہین کما قال تعالے ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین اور پھر دیکھو کہ قصہ ہجرت حضرت ابراہیم مین دوسری جگہ پر یون فرمایا گیا ہے کہ قال سلام علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا واعتزلکم وماتدعون من دون اللہ وادعوا ربی عسے ان لا اکون بدعاء ربی شقیا غور کرو الفاظ سلام علیک اور اعتزلکم وماتدعون مین جو صریح ہجرت پر دلالت کررہی ہین - اُدھر آنحضرت صلعم کے لئے انھین معاملات کیوجہ سے فرمایا گیا ہے کہ واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا اور قصہ نجات ابراہیم آنحضرت صلعم کو اس لئے سنایا گیا ہے کہ جسطرحپر ہمنے ابراہیم کو نجات دی تھی اوسیطرحپر منصوبون قتل کفار سے ہم تم کو بھی نجات دینگے کما قال تعالے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ہان آنحضرت صلعم کے لئے یہ امر حضرت ابراہیم سے بھی مزید واقع ہوا ہے کہ جس شہر یعنی مکہ سے نکالے گئے تھے اوس مین بڑی شوکت اور جلال کے ساتھ پھر داخل ہوئے جیسا آپ نے لکھا ہے کہ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد اور جب تورات پر نظر کیجاتی ہے تو اُس سے بھی حضرت ابراہیم کی ہجرت ہی ثابت ہوتی ہے فصار ہذا التفسیر نور علے نور تذکرہ شق القمر اور شق القمر کو کون تسلیم نہین کرتا بلکہ حضرت اقدس نے سرمہ چشم آریہ ایک رسالہ ضخیم اسی باب مین تصنیف فرمایا ہے پس آپ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ حضرت اقدس نے ان سب معجزات کو اڑا دیا ان ہذا لشئے عجاب اور دیکھو بیان شق القمر کا مکتوب المعارف مین اور جو آیات ذیل آپ نے تحریر فرمائی ہین یعنے نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا اور والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ اور ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ وغیرہ وہ سب بسبب متضمن ہونے مضمون پیشین گوئی کے ضرور معجزہ عظیم الشان ہین کیونکہ اسی طرحپر مضمون ان کا واقع ہوا مگر یہ معجزات بھی نظری ہی ہین بدیہی نہین ہین کیونکہ مخالف معاند اور ظالم کہہ سکتا ہے کہ لڑائی مین فریقین مین سے کوئی فریق غالب ہو ہی جاتا ہے اور یہ امور اتفاقیات مین سے ہین خود قرآن مجید مین مذکور ہے - کہ تلک الایام نداولہا بین الناس لیکن جبکہ ان پیشین گوئیون پر انصاف سے نظر کیجاوے تو ضرور بالضرور صدق دعوے مدعی رسالت کا اونکی وقوع سے ثابت ہوگا لہذا آپ کو بھی ضروری ہے کہ اس مسیح موعود کے خوارق یا پیشین گوئیونکو علے منہاج النبوۃ تصدیق فرماکر تسلیم فرمادین وما علینا الا البلاغ المبین -

سوال دوم - آپ مجھے کوئی آیت دکھلاوین تومین آپ پر بلا تامل ایمان لے آؤن اور اگر آپ کے پاس کوئی بھی آیت نہین ہے تو کیا ارحم الراحمین کے آگے یہ ہمارا عذر نہین ہوسکتا -

الجواب - آپ تو ایک آیت طلب کرتے ہین یہان تو صدہا آیات موجود ہوچکی ہین - کیا لیکھرام کا قصہ ایک آیت عظیم الشان نہین ہے یا آتھم کے وہ سوانح جو اسکو بعد پیشگوئی کے پیش آئی اور پھر موافق شرط پہلی پیشگوئی کے چندے مہلت پاکر پھر میعاد پیشین گوئی دوم مین بسبب عدم اظہار حق کے ہاویہ حقیقی مین داخل ہوگیا کیا یہ سب اسکے حالات نشان نہین ہین اور کیا اجتماع خسوف وکسوف ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ . . . کا ایک بینہ ثبوت دعوے مہدی موعود کا نہین ہے لہذا آپ سائل

اور کتب مصنفہ فن ہذا ملاحظہ فرماوین اس خط مختصر مین تمام نشانات کے لکھنے کی کب گنجایش ہے ہان ان نشانات کا مطالعہ اور ملاحظہ علی منہاج النبوت ہونا ضروری ہے اور پھر یہانپر تو بطفیل حضرت خاتم النبین صلعم کے اسقدر نشانات کا مجموعہ ہوگیا ہے کہ پہلے انبیاؤن مین بھی اسقدر مجموعہ آیات نہین پایا جاتا پھر فرمائے کہ درصورت تکذیب کے آپ اس ارحم الراحمین کے روبرو کونسا عذر پیش کرسکتے ہین-

سوال سوم- واقعات مین سے طاعون کو بلاوجہ آپنے ایک نشان اپنا قرار دے لیا ہے حالانکہ طاعون ہانگ کانگ اور کانٹن سے شروع ہوکر کراچی پونا الہ آباد وغیرہ ہوتا ہوا پنجاب مین پہونچا ہے اگر یہ نشان آپکے لیے تھا تو سب سے اول ہانگ کانگ پر کیون نازل ہوا الجواب اگر طاعون کی چال دنیا مین اس شان مذکورہ سے وقوع نہ ہوتی تو حسب مضمون پیشین گوئی کے واقع نہ ہوتا اور پھر اوس کے نشان ہونے مین کسیقدر فرق آجانا اور خلاف سنت اللہ کے ہونا اوس کے علاوہ ہی دیکھو فرعون آخر مین ہلاک ہوا یا اول ہی ابوجہل وغیرہ سردار سرکش بالآخر ہلاک ہوگئے یا سب سے اول اسی واسطے والعاقبۃ للمتقین فرمایا گیا ہے جسکا مفہوم مخالف یہی ہی کہ مکذبین بالآخر ہلاک ہوتے ہین پھر دیکھو طاعون کی نسبت جو پیشگوئی ہے سنریہم آیاتنا فی الافاق و فی انفسہم یعنی ہم اون کو نشان طاعون اول دور دور کے ملکون مین دکھاوینگے اور پھر خود اونہین کے نفسون مین ہمارے نشان ظاہر ہونگے اور پھر دیکھو دوسرا الہام انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا یعنی ہم آوینگے ان کی زمین مین اس طرح پر کہ اول اول زمین کی اطراف سے اہل زمین کو گھٹانا شروع کرینگے- پس یہ چال طاعون کی حسب منشا الہام کے

اور ابھی کیا ہوا ہے ہنوز دہلی دور ہے کیونکہ ابھی تو وہ وقت بھی آنیوالا ہے جس مین ایک خلقت یکبار اٹھے گی کہ یا مسیح الخلق عدوانا اور یہ جو گالیان ابتک دی جاتی ہین وہ سب نیست و نابود ہوجاوینگے جیساکہ الہام ذیل بھی اس کی طرف اشارہ کررہا ہے- کذلک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشا- اور یا ولی اللہ کنت لا اعرفک وغیرہ وغیرہ- اب گذارش یہ ہے کہ حضرت اقدس ہزارہا اشتہار نسبت طاعون کے قبل از وقت من ابتدائے اشاعت براہین الی ہذا الایام السنہ مختلفہ عربی فارسی اردو پشتو مین شایع فرماچکے اور اسی اشاعت کے بموجب دنیا مین طاعون واقع ہوا تو پھر فرمایئے کہ نشان صدق ہوا یا نہین-

لبشق ثانی- تمام نبوتین نعوذ باللہ باطل ہوجاوین گی اور اگر آپ اس طاعون کو کسی اور مجدد کے لیے نشان قرار دیوین تو آپ اسیقدر ہی کوشش کرین- کہ اس قرن مین جو لوگ مدعی الہام اور کشف کے ہین ان مین سے کسی کو حضرت اقدس کے مقابلہ مین کھڑا کرکر ایک اس قسم کا الہام شایع کرادین جیساکہ حضرت اقدس نے شایع کیا ہے کہ انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لہلک المقام اور آپ جو آیت رحمت کی طلب فرماتے ہین کیا یہ الہام آخری آیت رحمت نہین ہے اللہ تعالے سے خوف کرنے والے کے نزدیک یہانپر تو آیت عذاب بھی موجود ہے اور آیت رحمت بھی ہان علی منہاج النبوت تسلیم کرو تو سب کچھ موجود ہے ورنہ آپ اکثر انبیا کا اقوال اعجاز استمال قران مجید سے سن چکے ہین والحمد للہ

سوال چہارم- جو لوگ غلطی سے حضرت عیسے کو زندہ مانتے ہین اونہین بھی مین مسلمان ہی مانتا ہون کیونکہ وے اس غلطی مین سلف ہی کے پیرو ہین الجواب اے محب مکرم خلف موجودہ کا قیاس کرنا سلف پر نہین ہوسکتا کہ وہ تو معذور تھے کیونکہ تفاصیل جزئیہ کسی پیشین گوئی کا علم قبل از وقوع دیا جانا ضروری نہین ہے دیکھو شواہد عشرہ اعلام الناس حصہ اول کو لیکن جبکہ وہ پیشین گوئی وقوع مین آگئی اور صدق اسکا ہر شش جہت سے ثابت ہوگیا آسمان نے بھی اجتماع خسوف کسوف وغیرہ سے گواہی دی اور زمین نے بھی اجرائے ریلوے اور شیوع طاعون وغیرہ سے شہادت دی معہذا ظالم طبع لوگ اپنی شرارت اور سب وشتم اور تکذیب آیات الہیہ سے بازنہین آتے تو پھر یہ مخالفین کیونکر عند اللہ معذور ہو سکتے ہین اے حضرت ابتو وہ وقت آگیا ہے کہ نظارہ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ کا انشاء اللہ ہر ایک اہل تصیرت کو مشاہد ہوجاوے گا سوال پنجم ـــ

کی بود دور قادیان دعوی کجا
باب لدو جانب شرقی کجا

الجواب اس سوال سے مجھکو بہ نسبت آپ کی بڑا تعجب پیدا ہوا ہے کیونکہ مدت ہوئی کہ قادیان کا شرقی دمشق کے ہونا ہم اپنے رسائل اعلام الناس ومسک العارف وغیرہ مین از روی علوم جغرافیہ وغیرہ کے ثابت کرچکے ہین اگر آپکو اس مین کچھ شبہ پیدا ہوا تھا تو نقشہ کلاں ایشیا وغیرہ کا ملاحظہ فرمالیا ہوتا تب آپکو ثابت ہوجاتا کہ قادیان عین جانب شرقی دمشق کے واقع ہوا ہے آگے رہا باب لد سو جبکہ ہم اپنے رسائل مین صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت کرچکے ہین کہ احوال دجال وغیرہ آنحضرت صلعم کو رویا مین منکشف ہوے ہین اور علم تعبیر رویا کا لغت

مثل لتعبیر الانام وغیرہ کے وہ ہے جیسے حضرت یوسف نے بطور شکریہ کے عرض کیا ہے کہ علمتنی من تاویل الاحادیث لہٰذا باب کا مفہوم ایک نہایت لطیف استعارہ ہے جس میں عجیب وغریب نکات بھرے ہوئے ہیں یہاں پر مختصراً لکھا جاتا ہے واضح ہو کہ باب مدینۃ العلم احادیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے استعمال ہوا ہے اور حضرت اقدس کو حضرت علی کی صفات کے ساتھ نہایت ہی مناسبت اور مماثلت ہے حتیٰ کہ آپ کا ایک نام اسماء الہامیہ میں سے علی بھی ہے دیکھو الہام مندرجہ آئینہ کمالات کو یا علی دعہم وانصارہم وزراعتہم پس جبکہ یہ مہدی و مسیح موعود مثیل علی کے ہی ہوئے تو حضرت اقدس کا باب مدینۃ العلم ہونا بھی ثابت ہو گیا اور جس طرح پر علم قرآن خصوصاً حقایق قرآنیہ و دقایق لدنیہ سورہ فاتحہ کے حضرت علی کو دیئے گئے تھے کما قال علی کرم اللہ وجہہ لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر فاتحۃ الکتاب مگر چونکہ اسوقت میں ان علوم کے نزول کی ضرورت نہ تھی لہٰذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو تدوین کر کر شایع نہیں فرمایا لیکن اس قرن میں چونکہ صدہا علوم وفنون ارضیہ ودنیاویہ شایع ہو رہے ہیں لہٰذا اسیطرح پر علوم قرآن خصوصاً سورہ فاتحہ کے شیوع کی اب سخت ضرورت تھی سو اس مسیح موعود نے مکرر سہ کر معارف قرآن اور حقایق سورہ فاتحہ کے جو لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان کے مصداق ہیں شایع کئے ہیں اور یہ سب تفاسیر متحدیانہ ہیں جنکے ساتھ ہزاروں روپیوں کا انعام بھی مقابل میں لکھنے والوں کے لئے مشتہر کیا گیا ہے خلاصہ مقال یہ ہے کہ جب حضرت اقدس باب مدینۃ العلم ثابت ہو گئے تو انکا مخالف اور مقابل قوم لد ٹھہرا جنکے پاس سوا جھگڑے بلا دلیل اور مکر و فریب کے اور کچھ بھی نہو کیونکہ علم کے مخالف اور معارض سوا جہل وضلالت کے اور کیا ہو سکتا ہے فماذا بعد الحق الا الضلال اور قرآن مجید میں بھی اس قوم صلیبی کو قوماً لداً فرمایا گیا ہے آگے رہا باب لد سو چونکہ اس قوم لد کی ہلاکت کے ظہور وشیوع کا ابتدا جنگ مقدس سے شروع ہوا ہے جسکا بانی مبانی ڈاکٹر مارٹن کلارک تھا لہٰذا ڈاکٹر مذکور ایک پہلا نمونہ ومظہر عالم شہادت میں باب لد کا ٹھہرا کیونکہ باب سے ہی آغاز ہر ایک دار یا شہر کا ہوا کرتا ہے اور آتھم جو تمام دجاجلہ کیطرف سے وکیل مقرر ہوا تھا وہ پہلا نمونہ دجال کا قرار پایا اور جنگ مقدس جو واقع ہوئی وہ عالم شہادت میں اون تمام جنگوں کا پہلا نمونہ ومظہر ہے جو آئندہ دجال سے واقع ہوئیں یا ہونگی کیونکہ اصلی دجال نام تمام مذہب صلیبی مجموعہ کا ہے جس میں سوا دجل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہیں پس جسطرح جنگ مقدس میں ایک نمونہ ومظہر دجال کا یعنے آتھم عالم شہادت میں باب لد کے پاس جو ڈاکٹر مارٹن کلارک اوسکا مظہر ہے مسیح موعود کی دعا سے مقتول ہوا اسی طرح پر تمام مذہب باطلہ صلیب پرستی کا جو اصلی دجال ہے باب لد کے نزدیک جو قوم پادریان ہے مسیح موعود کے ہاتھ سے نیست ونابود ہو جاویگا گویا جنگ مقدس ایک فوٹو عالم شہادت میں کھینچا گیا ہے واسطے اس ہلاکت دجال کے یعنے مذہب صلیبی کے جو آئندہ اوس کے لئے مسیح موعود کے ہاتھ سے مقدر ہے پس اس حدیث کے سمجھنے کیواسطے یہ امور ذیل یاد رکھنے چاہئیں کہ دجال تو مذہب صلیبی کا مجموعہ ہے اور قتل اوسکا بالآخر ہلاک ہو جانا ہے مسیح موعود کے ہاتھ سے اور باب لد قوم پادریان ہے جنکے پاس سوا جھگڑے بے سود اور مکر وفریب کے اور کچھ بھی نہیں ہے ... اور جنگ مقدس عالم شہادت میں ایک نمونہ یعنی مظہر قایم کیا گیا ہے واسطے آئندہ فتوح اسلام کے اور لطف یہ ہے کہ خود مخالفین کیطرف سے اس اول مناظرہ کا نام جنگ مقدس اللہ تعالےٰ نے رکھوایا ہے کیونکہ اوسمیں ایک نمونہ اور مظہر دجال کا دعاے مسیح موعود سے مقتول ہوا ہے اور چونکہ یہ اسلام کی جنگ آخری ہے مذہب صلیبی کیساتھ لہٰذا بحکم پیشین گوئی مخبر صادق کے جو یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ہے اس مقابلہ میں مذہب صلیبی کا خاتمہ ہو کر مذہب صلیبی نیست ونابود یعنی ہلاک ہو جاویگا کما قال تعالےٰ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینہ لہٰذا بخدمت مبارک اہل اسلام کے نہایت التماس کیساتھ عرض ہے کہ اس جنگ میں آپ صاحبان عیسائیوں کیساتھ شریک نہوویں اور اونکی تائید نکریں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ گیہوں کیساتھ گھن بھی پس جایا کرتا ہے اور آپ اپنی اوس شعر مشہورہ سوال کی اصلاح اس طرح پر فرما لیجئے

قادیان چون مہبط وحی خداست
باب لد ہم جانب شرقی بجاست

(باقی آیندہ)

کتبہ السید محمد احسن امروہی عفی عنہ محررہ ۵ جون سنہ ۱۹۰۲

بیعت

عبدالکریم رنگریز ملتان بابوڈیرہ
محمد علی ننگل گورداسپور بٹالہ
عبدالعزیز صاحب بالسو نروالہ
عبدالحق صاحب پٹواری حلقہ جونگ ریاست
اہلیہ ثانیہ ضامن علی صاحب کپورتھلہ
برہان بخش صاحب نمبردار فروزوالہ گوجرانوالہ
محمد ہاشم صاحب " "
عبداللہ کتب فروش مالیر کوٹلہ
عتیق الرحمن موکل فیروزپور
عبدالقادر صاحب صدر بازار چھاونی بیاسیر محلہ فراشان
حبیب الرحمن موکل ضلع فیروزپور
چودہری سکندر صاحب رجوعہ گجرات
خدابخش ایضاً "
حسن محمد ایضاً "
جان محمد ایضاً "
غلام محمد ایضاً "
خنجر ایضاً "
خوشی محمد ایضاً "
شاہ محمد ایضاً "

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

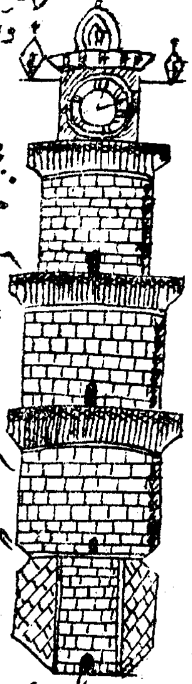

منارۃ المسیح الموعود

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ | دار الامان قادیان ۱۷ جون ۱۹۰۲ء ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۰ ہجری | جلد ۶

فہرست مضامین

(۱) دار الامان کا ہفتہ - صفحہ (۱)
(۲) ایک سوال اور اسکا جواب از صفحہ ۲ تا صفحہ ۳ کالم ۳
(۳) بیعت - صفحہ ۳ - کالم ۳ -
(۴) کلمات طیبات حضرت امام علیہ السلام از صفحہ ۴ - تا صفحہ ۵ -
(۵) حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی
اور
سر سید احمد خان الجہلانی
از صفحہ ۶ - تا صفحہ ۸ -
(۶) دار الامان اور پیسہ اخبار کا طاعون -
از صفحہ ۹ تا صفحہ ۱۱ -
(۷) ایک ضروری اطلاع - صفحہ ۱۱ - کالم ۲
(۸) بقیہ مضمون رقیمۃ الوداد نمبر ہفتم
از صفحہ ۱۲ - تا صفحہ ۱۶ -

حاشیہ
(۹) اشتہار کتاب آیات الرحمٰن

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ بخیریت ہیں اور جمیع اہل بیت بھی حضرت حجۃ اللہ ایک مضمون لکھ رہے ہیں جس میں لاہوری شیعہ علی حائری کے اشتہار مقابلہ پر بھی ریمارکس ہونگے تو رقم کر

(۲) حضرت حجۃ اللہ کی صحت کی خوشی میں عالی جناب نواب محمد علی خاں صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے احمدی جماعت مقیم قادیان کو ۱۳ جون ۱۹۰۲ء کو ایک پر تکلف دعوت دی۔

(۳) مولوی عبد الکریم صاحب خدمت ارشدہ کی پہلی جلد مکمل کر چکے جسکا صرف دیباچہ طبع ہونا باقی ہے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد شائع ہوگی جن لوگوں نے پہلی درخواستیں بھیجی تھیں چونکہ کتاب مذکور کے طبع اور اشاعت میں معمول سے زیادہ توقف ہو گیا تھا اسلئے ان درخواستوں کو محفوظ نہیں رکھا گیا پس جن صاحبان جنھوں نے درخواستیں بھیجی تھیں اپنی درخواستوں کی تجدید کریں بہت جلد درخواستیں آنی چاہئیں کیونکہ صرف ۵۰۰ نسخے طبع ہوئے ہیں جن میں سے صرف ۲۵۰ نسخے فروخت ہونگے قریباً ۵۰ جلدیں مفت تقسیم کی جاویں گی مفصل اشتہار کسی اگلی اشاعت میں ہوگا

(۴) چونکہ جون کے آخر میں مطبع کو دوسرے مکان میں منتقل کر دینے کا ارادہ ہے اسلیے کارپردانہ اسباب کے نقل مکانی میں اور پریسوں کے دوسری جگہ لگانے میں مصروف رہینگے بہت کم توقع کی جاتی ہے کہ ۳۰ جون ۱۹۰۲ء کا الحکم شائع ہو سکے اگرچہ میں پوری کوشش کرونگا۔ اگر اخبار شائع نہ ہو سکے تو میرے ناظرین مجھے معذور سمجھیں گے کہ جبکہ عام اخبار ایک معمولی سی تقریب پر بھی تعطیل منا لیا کرتے ہیں اور ملک معظم کے جشن تاجپوشی کی تقریب پر بھی تعطیل کی جا رہی ہے اور الحکم بجز سال کے آخری ہفتہ کے تعطیل نہیں کرتا تو اس اتفاقی تعطیل کے لیے ضرور معذور سمجھا جاوے گا خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ اس کی تلافی کر دینے کا خدا کے فضل پر بھروسا کر کے وعدہ کرتا ہے *

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال

کیا طاعون جارف ہی عذاب ہے جس سے قادیان اور جمیع منقادان کے محفوظ رہنے کا وعدہ ہے یا مطلق طاعون۔ بصورۃ ثانیہ بعض احمدیوں کی موت بالطاعون پر اعتراض لاجواب ہے اور پہلی صورت و صراحت طلب جارف کی حد جامع مانع کیا ہے؟

فاما الجواب

قبل اس کے کہ ہم اس سوال کا جواب دیں ہم قرآن کریم کی مندرجہ ذیل دو آیتوں کی طرف ہر اہل بصیرت عاقبت اندیش کو توجہ دلاتے ہیں کیونکہ ان میں ایک وسیع اور صحیح واقعہ کیطرف توجہ دلائی گئی ہے اور اگر ایک دانا دہریہ بھی اسمیں غور کرے تو اُسے انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ انہیں سے پہلی آیت یہ ہے ولقد ارسلنا الی امم من قبلك فاخذناھا بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون اور دوسری آیت یہ ہے فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم ان آیات پر تدبر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنگوں اور مصیبتوں کا آنا ہر ایک مرسل اللہ کے وقت اسی لیے ضروری ہے کہ لوگ اپنی بے ثباتی اور دکھوں کیوقت جناب الٰہی کیطرف توجہ کریں کیونکہ انسان تین قسم کے ہوتے ہیں بعض ایسے سعید الفطرت اور سابق بالخیرات ہوتے ہیں کہ وہ اپنے گردوپیش کے نظاروں اور جناب الٰہی کے انعامات کو دیکھکر مامور من اللہ کی باتوں پر غور کرکے معاً اسکی پہلی ہی آواز پر امنّا وصدقنا کہکر اس کے ساتھ ہو لیتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جنکو تصدیق کے لیے بعض دلائل اور نشانات کی ضرورت ہوتی ہے اور تیسری قسم وہ ہے جو بڑے ہی سنگدل اور غبی ہوتے ہیں اور وہ بجز تنبیہ اور تہدید کے نہیں مان سکتے۔ اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ مامور کے وقت تہدید اور تنبیہ ... رنگوں میں ہو۔ کبھی قحط پڑتے ... اور بھونچال آتے ہیں آتش خیز پہاڑوں کے مواد جوش میں آکر بعض سرکش بستیوں کو تباہ کر دیتے ہیں خونخوار جنگیں شروع ہو جاتی ہیں مختلف قسم کے امراض پھیل جاتے ہیں۔ غرض اور غایت ان امراض اور مصائب کی صرف لوگوں میں نیکی کی تحریک کرنا اور دنیا کی بے ثباتی کا ظاہر کرنا ہوتا ہے ایکطرف مامور من اللہ اپنے جذب کی قوت سے لوگوں کو کھینچتا اور اپنی توجہات سے اپنے پاک ارادوں کو ان سعید الفطرت لوگوں کی روحوں میں ڈالتا ہے اور نیکی کی تحریک وعظ سے اور پھر اپنے عمل سے کرتا ہے اور سابق بالخیرات لوگوں پر اثر ڈالتا ہے پھر اُس کی تائید میں جو نشانات ظاہر ہوتے ہیں وہ مقتصد لوگوں کی ہدایت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور ادھر اُس کی مخالفت اور انکار تہذیب اور شایستگی کی حد سے گذر کر شرارت اور ایذا رسانی کا رنگ اختیار کرتا ہے اس لیے ظالم طبع لوگوں میں نیکی کی تحریک پیدا کرنے کے لیے خدا تعالےٰ کے قہری نشان نمودار ہوتے ہیں اور پھر یہ قہری نشان عظیم الشان واعظ بنتے ہیں پس اصل فلاسفی اور حقیقت مامور من اللہ کی وقت مصائب اور شدائد کے نزول کی یہ ہے۔ بعض لوگوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھکر نادانی سے یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ لوگ جن تک اس مامور کی تبلیغ نہیں پہونچی وہ ایسی بلاؤں میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں لیکن جب ایک سلیم الفطرۃ اس اصول اور حقیقت پر جو بیان کی گئی ہے غور کرے گا تو اُسے صاف معلوم ہو جاوے گا کہ جس چشمہ سے مرسل کے ارسال کی تدبیر ہوتی ہے اُسی چشمہ سے ہی ان امراض وباؤں قحط و قتل کے سامان بھی مہیا کیے جاتے ہیں جسطرح مامور من اللہ کے بہت سے دشمن پیدا ہو جاتے ہیں ان وباؤں قحطوں اور دیگر قہری امور کے دشمن بھی پیدا ہو جاتے ہیں مگر جسطرح مامور اپنے کام ... کر سکتے اسی طرح یہ بھی کام کئے جاتے ہیں یہانتک کہ ایک معتدبہ گروہ ان دونوں نسلوں کے لیے نمونہ اور مصلح پیدا ہو جاوے جسطرح انبیا اور رسل کے مقابلہ میں فریقوں نے انکو بڑے بڑے دُکھ دیے اور ان سے مقابلہ شروع کیا اور تلوار چلائی۔ ان جنگوں میں جو ہوئیں آیات بالا کی مصداق تھیں انبیا کے اصحاب میں سے بھی بعض شہید ہوتے تھے اور کفار کے لوگ بھی قتل ہوتے تھے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ان جنگوں کے نتیجے دونوں قوموں کے لیے مساوی تھے؟ ہرگز نہیں کفار کے مدبر عمائد اور آئمۃ الکفر ہلاک ہوتے تھے اور ایسے لوگ ہلاک ہوتے تھے جنمیں کفر کی تائید کی رگ جوشزن ہوتی تھی جنکی مساعی جمیلہ بہت موثر ہوتی تھیں اور وہ باقی رہتے تھے جو آیندہ نسلوں کے لیے ایک عمدہ نمونہ اور مصلح اور ایک ممتاز جماعت کے محرک ہونے والے ہوتے یا یوں کہو کہ جن کے وجود بہت ہی مفید اور نفع بخش ہونے تھے چنانچہ قرآن شریف کی ایک آیت اسی مضمون کیطرف اشارہ کرتی ہے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔

واقعات پر اگر ہم نظر کریں تو یہ امر اور بھی صاف اور واضح ہو جاتا ہے دیکھو جنگ بدر اور اُس کے ارد گرد حوادث میں کسطرح اہل مکہ کے واہیر مدبر اور آئمۃ الکفر ہلاک ہوے۔ اور اسلام کے سارے مدبر اُس جنگ میں محفوظ رہے بقیۃ السیف کفار مکہ وہ تھے جو آخر مسلمان ہوے پس وہ بھی ایک عظیم الشان باء سا تھا جس نے کیسا عظیم الشان کام کیا ایک موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ

اور یہ بھی باعث ہوتا ہے کہ بعض مومن ان لوگوں سے کچھ تعلق رکھتا ہے جو اس قابل

ہوتے ہیں کہ اس دنیا سے اُٹھا دی جاویں اور وہ اپنی قوت ایمانی سے ایسا زبردست کام نہیں لیتا نہ کہ مخالف سے بالکل قطع تعلق کر دیتا ہے۔ پس اس سزا میں وہ بھی گرفتار ہو سکتا ہے خلفاء راشدین کے وقت ایک طاعون نمودار ہوئی تھی مگر کیا اُس نے اسوقت فتوحات اسلامی کو روکا ابو عبیدہ جیسے سپاہی اس جنگ میں کام آئے مگر کیا مفتوح قوم کی کمر نہ ٹوٹ گئی اور فاتح قوم کے شہداء فتوحات کو روک نہ سکے۔ نیز اصل منشاء ان تمام بأساء وغیرہ کا تو حصول تضرع ہے۔ جب یہ غرض حاصل ہو جاوے تو پھر طاعون میں کوئی مبتلا ہو۔ کسی مامور من اللہ کی پیشگوئی میں یہ ہونا کہ اگر لوگ اسکی طرف توجہ کریں تو طاعون اُٹھ سکتی ہے اس کی اصل غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ اس سے امن قائم ہوتا ہے اور مامور کو اپنی ممتاز جماعت کے قائم کرنے کا موقع ملجاتا ہے پھر جب وہ بلا اُٹھتی ہے تو سب دوست دشمن محفوظ ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ دعا اُس وقت کرتا ہے جب اُسکی غرض پوری ہو جاتی ہے اور خود اُسکی دعا ہی اُس کی غرض کو پوری بھی کرتی ہے یہ کہنا کہ اگر متبع مبتلا ہو جاوے تو پھر اعتراض مخالف کا لاجواب ہے یہ ایسا ہی فقرہ ہے جیسے کوئی کہے کہ جبکہ اللہ تعالےٰ کی تمام کتاب میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نصرت کے وعدے تھے اور اس نصرت میں جیسے اعدا مارے گئے بہت سے احباب نے بھی جان دی پھر وعدہ نصرت کیا ہوا؟ مگر ہم اسکو یہی کہیں گے کہ یہ اسکی نافہمی ہے۔ قادسیہ اور یرموک کی جنگ نے کسقدر صحابہ کو لیا مگر کیا شام اور عراق صحابہ کے قبضہ میں آئے یا اعدا کے قبضہ میں؟ پس کسی مخلص کا جان دیدینا مخالف کے اعتراض کو کوئی وقعت نہیں دے سکتا کیونکہ آخر موت تو دنیا سے نہیں اُٹھ سکتی

ہاں مصلح آپ یا خدا تعالیٰ کی نظر میں اس سچے مصلح کے معاون اور نفع رساں وجود جو آیندہ نسلوں کے لیے نمونہ اور ممتاز جماعت بنانے کے محرک ہوتے ہیں اگر وہ ہلاک ہو جائیں اور پھر اُس کے مقابلہ میں اعداء مدبر اور راس الکفر اگر زندہ رہیں۔ تو اعتراض ہو سکتا ہے اور بعد حصول مطلب تو کوئی مر جاوے اعتراض باقی نہیں رہ سکتا آخر سب کو مرنا ہے مگر ایک موسیٰ کا مرنا ہے اور ایک فرعون کا مرنا موسیٰ مقابلہ میں بچ جاتا اور فرعون ہلاک ہو جاتا ہے فرعون اور فرعونیوں پر موسیٰ علیہ السلام کے وقت عذاب اور بلائیں آئیں تھیں اور فرعون ان میں ایک وقت تک محفوظ رہا تھا لیکن ہمارے زمانہ کے لال بجھکڑ اُسوقت بھی ہوتے تو کہتے کہ یہ بلائیں جو موسیٰ کے ذریعہ آئیں پہلے انکا نشانہ فرعون ہونا چاہیے مگر حقیقت شناس جانتے ہیں!

غرض انجام کار فرعون ہلاک ہوا اور موسیٰ اسکے مقابلہ میں مظفر و منصور۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس اصول کو سمجھ لینے کے بعد مندرجہ بالا سوال اپنے معنوں میں حل ہو جاتا ہے اگر **طاعون جارف** کے معنے مدنظر ہیں تو ایک اکمال الدین نام کتاب ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ سات میں سے پانچ مر جاویں۔ مگر یہ میزان بھی مدبروں ہی کے متعلق ہے عام لوگ کس گنتی میں ہیں اور مدبروں کا سمجھنا خدا کے اختیار میں ہے۔

سردست یہ کافی ہے اگر اسپر بھی سائل کو کچھ اعتراض باقی رہے تو انشاء اللہ تعالےٰ اس کے حل کے لیے بھی کوشش کی جاوے گی۔

کتاب ستّ بچن علاوہ آریہ دھرم طیار ہو گیا ہے
قیمت۔ محصول ڈاک۔ وی پی
۱/ — ۱/ — ۱۵

بیعت

میاں جمعہ صاحب۔ ڈگری گھستا نذی ضلع سیالکوٹ۔ تحصیل پسرور۔
احمد بخش صاحب۔ بھویاوال ضلع امرتسر
شیخ غلام احمد صاحب۔ دھرم کوٹ رندھاوہ ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ۔
میاں محمود صاحب۔ ڈنگہ ضلع گجرات
مرزا سلطان بیگ صاحب۔ قلعہ دار سلطان ضلع گجرات۔
مسماۃ حسین بی بی بنت غلام احمد صاحب سیالکوٹ
مسماۃ کرم بی بی والدہ محمد الدین و مہر الدین ″
مہر دین صاحب ″
محمد الدین صاحب ″
اللہ دتا صاحب۔ جینڈ ضلع ″
محمد دین صاحب نجار سیالکوٹ
زوجہ میاں بلاغ صاحب ڈھولن ضلع ″
معہ پنج پسر
کرم الٰہی صاحب۔ نگینہ ریاست نابھہ
میاں باغ صاحب منصور سیالکوٹ
اللہ بخش صاحب۔ نگینہ۔
معراج الدین صاحب۔ لاہور
فتح الدین صاحب راولپنڈی
عبد اللہ صاحب طالب العلم ″
شیخ محمد افضل صاحب۔ نابھہ
خدا بخش صاحب خرادی۔ پٹیالہ
حشمت اللہ صاحب طالب علم پٹیالہ
چھوٹو شاہ صاحب ″
مرزا امداد بیگ صاحب ″
مولا بخش صاحب جوالدار۔ نابھہ
ختر منشی جلال الدین صاحب گمٹی بازار متصل شفاخانہ۔ میانمیر لاہور
پیر رحیم بخش صاحب ″
زوجہ منشی جلال الدین صاحب ″
زوجہ حکیم غلام محی الدین صاحب ″
حکیم غلام محی الدین صاحب ″
زوجہ غلام نبی صاحب ″

کلمات طیّبات

حضرت امام آخر الزمان سلّمہُ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲۱ جلد ۶

پھر وہ دین جو خدا تعالیٰ کی **توحید** کا سرچشمہ تھا اور جس کی حمایت اور آبیاری کے لیے زمین صحابہ کے پاک خون سے سُرخ ہو گئی تھی اسی کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں نے ایک عورت کے بچہ کو عیسائیوں کا تتبع کر کے خدا بنا دیا اور خدا کی صفات کو اسمیں قائم کر دیا جب یہانتک نوبت پہنچ گئی تو **خدا تعالیٰ نے اپنی غیرت اور جلال کیلیے یہ سلسلہ قائم کیا** اور اُس نے اُس نبی ناصری کے نمونہ پر جسکو نادان مسلمانوں نے خدائی صفات سے متصف کرنا چاہا ہے،

مجھے بھیجا ہے

مگر ان لوگوں نے جو ضد اور تعصب سے خالی نہ تھے بلکہ ان کے دل ان تاریک بخارات سے سیاہ ہو چکے تھے میری مخالفت کی اور اس مخالفت کو شرارت اور ایذا رسانی کی حد تک پہنچایا۔ اسپر خدا تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے لیے **غیرت** رکھتا ہے **طاعون** کو بھیجا اور یہ اُسوقت ہوا ہے جب ہر قسم کی حجت پوری ہو چکی۔ عقلی دلائل انکے سامنے پیش کیے گئے نصوص قرآنیہ حدیثیہ سے انپر حجت پوری کی اور آخر خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانات بھی کثرت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ ہر قسم کے نشان انکو ملے مگر انھوں نے انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور انپر ٹھٹھا کیا اسلیے آخری علاج **طاعون** رکھا گیا یہ وہ نشان ہے، جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے براہین میں بھی کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں بھی **مسیح موعود** کے زمانہ کا یہ ایک **نشان** رکھا ہے + اس سے وہی بچیں گے جو توحید اختیار کرینگے اور **عاجز انسان** کو خدا نہ بنائینگے اور خدائی صفات سے اُسکو متصف نہ ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوے **رسُول** کی قدر کرینگے۔

سب سے پہلی بات جو یاد رکھنی چاہیئے وہ

وفاتِ مسیح

کا ہی مسئلہ ہے۔ یہ لوگ بعض وقت دھوکا دیتے ہیں کہ **وفات مسیح** کی بحث کی ضرورۃ ہی کچھہ نہیں حالانکہ اصل جڑ یہی ہے اسی مسئلہ سے عیسائیوں کی ساری کارروائی باطل ہوتی ہے اور حضرت مسیح کی خدائی کی ٹانگ ٹوٹتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت دنیا میں قائم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے **وفات مسیح** کے مسئلہ پر برخلاف اور نبیوں کی وفات کے بہت ہی بڑا زور دیا ہے اور ۳۰ سے بھی زیادہ آیتوں میں اس مضمون کو بیان کیا ہے چنانچہ **یعیسیٰ اِنّی مُتَوَفِّیکَ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّیتَنِی** وغیرہ آیتوں میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ ذکر موجود ہے۔ یہ بیوقوف کہتے ہیں کہ وفات نہیں ہوئی بلکہ خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا یہ غلطیاں ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف دین کی ہتک کے لیے لوگوں نے از خود پیدا کر لی ہیں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا ہے کہ اُسکی صفات عاجز انسان کو دیجاویں پھر کس قدر ستم ظریفی ہے یہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں کیا اسلام اسی کا نام ہے کہ یہ اقرار کیا جاوے کہ کچھہ مخلوق خدا کی ہے اور کچھہ مسیح کی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایسے عقائد بنا کر ان لوگوں نے اسلام کی ہتک کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور خدا تعالیٰ کی مخالفت کی ہے۔ افسوس!

کیا اسلام یہی کچھ لیکر دنیا میں آیا تھا؟

اسی کا نام اتمام نعمت تھا؟

اسلام وہ مصفّا اور خالص توحید لیکر آیا تھا جسکا نمونہ اور نام و نشان بھی دوسرے ملتوں اور مذہبوں میں پایا نہیں جاتا یہانتک کہ میرا ایمان ہے کہ اگرچہ پہلی کتابوں میں بھی خدا کی توحید بیان کی گئی ہے اور کل انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض اور منشا بھی توحید ہی کی اشاعت تھی لیکن جس اسلوب اور طرز پر خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم توحید لیکر آئے اور جس نہج پر قرآن نے توحید کے مراتب کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کسی اور کتاب میں اسکا ہرگز پتہ نہیں ہے + پھر جب ایسے صاف چشمہ کو انھوں نے مکدر کرنا چاہا ہے تو بتاؤ اسلام کی توہین میں کیا باقی رہا۔ اسپر ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ جب انکو وہ اصل اسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے پیش کیا جاتا ہے اور قرآن شریف کے ساتھ ثابت کر کے دکھایا جاتا ہے کہ تم غلطی پر ہو تو کہدیتے ہیں کہ ہمارے

باپ دادا اسیطرح مانتے آئے ہیں

مگر میں کہتا ہوں کہ کیا اتنی بات کہکر یہ اپنے آپکو بری کر سکتے ہیں؟ نہیں! بلکہ قرآن شریف کے موافق اور خدا تعالیٰ کی سنتہ قدیم کے مطابق اسی قول سے بھی ایک حجت انپر پوری ہوتی ہے + جب کبھی کوئی خدا کا مامور اور مرسل آیا ہے تو مخالفوں نے اُسکی تعلیم کو سنکر یہی کہا ہے

مَا وَجَدْنَا فِیْ اٰبَائِنَا الْاَوَّلِیْن

تعجب کی بات ہے کہ **تجدید** کا قانون یہ خود مرہ دیکھتے ہیں ایک ہفتہ کے بعد کپڑے بھی میلے ہو جاتے ہیں اور اُن کی دھلائی کی ضرورۃ پڑتی ہے لیکن کیا پوری صدی

گذر جانے کے بعد بھی **مجدد کی ضرورت** نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ

سلسلہ قائم کیا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اصلاح خلق کے لیے آتا ہے۔

کیونکہ صدی کے اس درمیانی حصہ میں بہت سی غلطیاں اور بدعتیں دین میں شامل کر لی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کبھی پسند نہیں فرماتا کہ اس کے پاک دین میں خرابی رہ جاوے اس لیے وہ انکی اصلاح کی خاطر **مجدد** بھیج دیتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین پھر تابعین پھر تبع تابعین کے زمانے کیسے مبارک زمانے تھے ان تین زمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خیر القرون فرمایا ہے۔ بعد اس کے نیکی اور خیر میں کمی آتی رہی اور غلطیاں پیدا ہونے لگیں یہانتک کہ بہت ہی خطرناک غلطیاں پیدا ہو گئیں یہ وہ زمانہ ہے جس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **فیج اعوج** رکھا ہے اور جس میں جھوٹ کثرت سے پھیل گیا۔ اور جس کی بابت آپ نے فرمایا **لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْھُمْ** اس زمانہ کے بعد خدا نے چاہا کہ ان غلطیوں کو دور کرے اور **اسلام کا حقیقی چہرہ** پھر دنیا کو دکھائے اور شرک اور مردہ انسان کی پرستش کو دور کرے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **بروزی** طور پر ظہور ہوا۔ اور آپ کی عظمت کو مسیح کے مقابلہ میں ظاہر کرنے کے لیے خدا کی غیرت نے چاہا کہ

احمد کے غلام کو مسیح سے افضل قرار دیا

اسی بات کے لیے سورج چاند کو رمضان میں مقررہ تاریخوں پر پیشگوئی کے موافق گرہن لگا۔ یہ مولوی جب تک یہ واقع نہ ہوا تھا مہدی کی علامتوں میں بڑے زور و شور سے ممبروں پر چڑھ چڑھ کر اس کو بیان کرتے تھے لیکن اب جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر اس نشان کو ظاہر کر دیا تو میری **مخالفت** کے لیے یہ خدا تعالیٰ کے اس جلیل الشان **نشان کی بےحرمتی** کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک پیشگوئی کی توہین کرتے ہوئے حدیثوں کو جھوٹا قرار دیتے ہیں!!! افسوس۔

اسی طرح یہود کے بڑے بڑے مولوی فقیہ اور فریسی کرتے تھے جب حضرت مسیح آئے انھوں نے بھی انکار کیا۔ یاد رکھو حق میں ایک خوشبو ہوتی ہے اور وہ خود بخود پھیل جاتی ہے اور خدا اس کی حمایت کرتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے **مامور** کیا تھا اس وقت میں اکیلا تھا اور کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا مگر اب پچاس ہزار سے بھی زیادہ انسان اس سلسلہ میں شامل ہیں اور اطراف عالم میں اس دعویٰ کا شور مچ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر ساتھ نہ ہوتا اور اس کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا تو اس کی تائید کیونکر ہو سکتی تھی اور یہ سلسلہ قائم کیونکر رہ سکتا تھا؟

اور پھر یہ نہیں کہ اس طریق میں سب کو خوش کیا گیا تھا؟ نہیں بلکہ سب سے مخالفت اور سب کو ناراض کیا گیا۔ عیسائی الگ ناراض اور سب سے بڑھ کر ناراض ہیں جبکہ ان کو سنایا گیا کہ **صلیبی اعتقاد** کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اور ان کو دعوت تبلیغی کی کہ تمہارا **یسوع مسیح** جس کو تم نے خدا بنایا ہے اور جس کی صلیبی موت پر جو تمہارے نزدیک **لعنتی موت** ہے تمہاری نجات منحصر ہے وہ ایک **عاجز انسان** تھا اور **کشمیر میں مرا پڑا ہے**۔ عیسائی اگر ناراض تھے تو اور کسی قوم کے ساتھ بھی صلح نہ رہی آریوں کے ساتھ الگ مخالفت جبکہ ان کے **نیوگ۔ تناسخ** اور دوسرے معتقدات کی ایسی تردید کی گئی کہ جس کا جواب ان سے کبھی نہ ہو سکے گا اور آخر خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بین نشان کے ساتھ اتمام حجت پوری کی۔ اور اگر باہر والے ناراض تھے تو مسلمان ہی خوش ہوتے مگر تم دیکھ لو کہ ان لوگوں کی جب غلطیاں نکالی گئیں ان کے مشائخ۔ پیرزادوں۔ مولویوں اور دوسرے لوگوں کی بدعتوں اور مشرکانہ رسومات کو ظاہر کیا گیا اور ان کے خانہ ساز عقائد کو کھولا گیا تو یہ سب سے بڑھ کر دشمن ثابت ہوئے۔ اب ان سب لوگوں کی مخالفت کے ہوتے ہوئے اس سلسلہ کا ترقی کرنا اور دن بدن بڑھنا بتاؤ خدا کی تائید کے بغیر ہو سکتا ہے؟ کیا انسانی منصوبوں کی یہ عظیم الشان سلسلہ چل سکتا ہے؟

انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب اس کی عادت اور عقیدہ کے خلاف کہا جاوے تو وہ مخالف ہو جاتا ہے اور ناراض ہو جاتا ہے۔ ایک ہندو کو جب گنگا کے خلاف ذرا سی بات بھی کہی جاوے تو وہ دشمن بن جاتا ہے پھر کل مذاہب کے خلاف کہا گیا وہ کیوں ناراض نہ ہوتے اور اس پر اگر خدا کی طرف سے یہ کام نہ ہوتا تو تباہ ہو جاتا۔ اس قدر مخالفت کے ہوتے ہوئے۔ اس کا سرسبز ہونا ہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل ہے۔

پھر عام پیروں اور مشائخ کی طرح نہیں کہ نذر و نیاز سے ہی کام ہے خواہ وہ چوری کی ہی ہو۔ اور کچھ بھی خدا تعالیٰ کی سچی شریعت کے متعلق نہیں بتاتے بلکہ بتلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ وہ اس قدر جرأت نہیں کر سکتے کہ ایک چور مرید کو چوری کرنے سے منع کر سکیں یا سودخوار یا بدکار کو اس کے عیبوں سے آگاہ کر سکیں۔ دنیا کے گدی نشینوں اور مہنتوں کا اس طرح پر گذارہ نہیں ہو سکتا۔

یہ خدا ہی کے سلسلہ میں برکت ہے کہ وہ دشمنوں کے درمیان پرورش پاتا اور بڑھتا ہے

باقی آیندہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

اور

سر سید احمد خان آنجہانی

حضرت اقدس میرزا صاحب اور سرسید کے مذہبی خیالات اور عقائد میں جیسا کہ ان دونوں صاحبوں کی تالیفات اور طرز معاشرت سے عیاں ہے۔ ہر چند آسمان و زمین کا فرق ہے تاہم اخبار چودھویں صدی اور وکیل سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسے نیچر یا باطل پرست لوگ بھی موجود ہیں۔ جنکو یہ بین اور نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا اور سید الطائفہ نیچریان کی محبت کا جوش اس قدر اُن کے دلوں میں موجزن ہے کہ بیساختہ اُن کی زبان و قلم سے یہ اعتراض نکل جاتا ہے کہ میرزا صاحب سرسید کی نقل کرتے ہیں بلکہ بے حیائی اور شوخ چشمی انھیں یہ کہہ ڈالنے کی بھی جرات دلاتی ہے کہ سید ..... کی تحریرات کو اگر متن کتاب مانا جائے تو مرزا صاحب اُسپر شرحیں لکھتے حاشیے چڑھاتے ہیں۔ لہذا ہم ایسے غافل و خود فراموش معترضین کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سبجکٹ پر قلم اُٹھائیں اور اصل واقعات کو روشنی میں لا کر پبلک کے روبرو پیش کریں تاکہ اہل بصیرت کو نور و ظلمت کا فرق بآسانی معلوم ہو جائے۔ اس غرض کے لیے ہم معزز ناظرین کی توجہ ایک ایسے اہم مسئلہ کیطرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو دینیات کا اصل اصول اور سرچشمہ ہے۔ وہ کیا ہے۔ وحی اور الہام کا مسئلہ۔ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ ایسا ضروری و مہتم بالشان مسئلہ ہے کہ اُسے دینیات و الٰہیات کا فانڈیشن اسٹون کہنا زیبا ہے۔ پس ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس اور سید صاحب نے اس مسئلہ میں اپنی اپنی تحقیقات کا نتیجہ کیا ظاہر کیا اور اُن میں سے کونسا نتیجہ ایسا ہے جو معرفت الٰہی کے اغراض میں ہمارا معین اور مددگار اور موصل الی المطلوب ہو سکتا ہے۔ پہلے ہم اس بارہ میں سرسید ..... کی تحقیقات کا نتیجہ ظاہر کرتے ہیں پھر حضرت اقدس نے وحی و الہام کے متعلق جو کچھ سرسید کے جواب میں اُن کی زندگی میں تحریر فرمایا تھا نقل کریں گے۔ تاکہ ذی علم ناظرین اس سے نتیجہ نکالیں کہ ... حضرت اقدس سرسید مرحوم کے تابع اور اُن کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ یا سرسید کی غلطیاں درست کرنے والے اور اُن کو راہ راست کا پتہ بتانے والے۔ اُمید ہے کہ سرسید کے مرید بیکل نہیں تو بعض ہی کچھہ انصاف سے کام لیں گے اور اِن شعروں کا مضمون نصب العین فرمائینگے

یارو خودی سے بازبھی آؤگے یا نہیں
خو اپنی پاک و صاف بناؤگے یا نہیں
چلتی ہے کہہ اگر نہ بنا منسی کچھہ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤگے یا نہیں

سرسید صاحب لکھتے ہیں کہ نبوت کا ملکہ نبی کی اصل فطرت میں ودیعت ہوتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ النبی نبی ولو کان فی بطن امہ وہ ماں کے پیٹ سے نبی پیدا ہوتا ہے اور جسطرح تمام ملکات اور قوائے فطری بتدریج ترقی کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ملکہ نبوت بتدریج ترقی پاتا ہے۔ یہانتک کہ جب وہ کمال کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اُس سے وہ ظہور میں آتا ہے جو اُسکا مقتضا ہوتا ہے اور جسکو عرف عام میں بعثت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی لیے جو وحی اُسپر نازل ہوتی ہے۔ وہ کسی ایلچی یا قاصد (یعنی فرشتہ) کی وساطت سے نازل نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ خود بخود ایک چیز اُسی کے دل سے اُٹھتی ہے اور اُسی پر گرتی ہے" اس تحریر سے سرسید کا وہ عقیدہ جو اُنھوں نے کمال تحقیق و تدقیق کے بعد وحی کی بابت اختیار کیا تھا اور جس سے شریعت انبیا پر پانی پھیر جاتا ہے بخوبی معلوم ہو گیا اب مسئلہ الہام کے متعلق سرسید مرحوم نے جو گلفشانی فرمائی ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

مولانا الطاف حسین صاحب حالی اپنی کتاب "حیات جاوید" کے صفحہ ۶۳۵ میں لکھتے ہیں۔

"ایک شخص نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت جن کو صاحب الہام اور مثیل مسیح ہونے کا دعوی ہے ایک طویل خط سرسید کو لکھا اُس کے جواب میں وہ لکھتے ہیں۔ مخدومی! ہر شخص یہاں تک کہ شہد کی مکھی بھی الہام کا دعوی کر سکتی ہے مگر اسکا نتیجہ کیا؟ اور کسیکو کسی کے الہام سے کیا فائدہ اور کیا نقصان پہونچ سکتا ہے۔ نادان ہیں وہ جو اُن سے جھگڑا کرتے ہیں۔ والسلام"

ایہا الناظرین یہ ہے وہ تحقیق جو اس بے نظیر محقق نے الہام کے بارہ میں ظاہر فرمائی۔ اس نادر تحقیق کا ادنی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی بدولت ملہمین و مکلمین کا وہ پاک سلسلہ جس کی پیشین گوئی قرآن کریم و احادیث نبی رؤف و رحیم میں کی گئی ہے اور جس کا ظہور برابر ہوتا چلا جاتا ہے۔ نیست و نابود ہوا جاتا ہے

اب میرزا صاحب نے وحی و الہام کی بابت جو کچھ سرسید کے خلاف اپنا ایک رسالہ برکات الدعا میں تحریر فرمایا ہے اُسے ملاحظہ فرمائیے اور براے خدا انصاف سے کام لیجیے۔

"سید صاحب نے اپنی کتاب میں وحی کو معیار صداقت نہیں ٹھیرایا اور نہ ٹھیرانا چاہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وحی کو خواہ وہ وحی نبوت ہو یا وحی ولایت نظر عزت سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ اُسکو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں سو ان کی اس راے کی نسبت بھی اسجگہ کسی قدر بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو واضح ہو کہ سید صاحب کی یہ بڑی غلط اور سخت فتنہ انداز اور حق سے

دور ڈالنے والی رائے ہے کہ وحی اللہ کو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت میں کئی قسم کے ملکات ہوتے ہیں اور تمام ملکات اس قسم کے ہیں کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے۔ مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور علم ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق اور کلام سے۔ لیکن خود بخود یہ استعداد مخفیہ کسی کو محاسب اور مہندس یا طبیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم استاد کا محتاج ہوتا ہے اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اسی کے پڑھنے کی اسکو رغبت دیتا ہے اسی کے مناسب یہ شعر ہے۔ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل آن اندر دلش انداختند

اس تعلیم پانے کے بعد وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا وہ بھڑک اٹھتا ہے اور طرح طرح کی باریکیاں اس علم کی اسکو سوجھتی ہیں اور جو کچھ اس فن کے متعلق نئے نئے امور منجانب اللہ اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اگر ان کا نام الہام اور القا رکھیں تو کچھ بعید نہیں ہوتا۔ کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتیں جن سے انسانوں کو نفع پہونچتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے دل میں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جلشانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے فالھمھا فجورھا وتقوٰھا یعنی بری باتیں اور نیک باتیں جو انسانوں کے دلوں میں پڑتی ہیں)۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی الہام ہوتی ہیں۔ اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کی وجہ سے اس لائق ٹھہرتا ہے کہ اچھی باتیں اس کے دل میں پڑیں اور برا آدمی اپنی بری طبیعت کی وجہ سے اس لائق ٹھہرتا ہے کہ برے خیالات اور بد اندیشی کی تجویزیں اسکے دل میں پیدا ہوتی رہیں اور درحقیقت نیک انسان اس قسم کے الہامات حاصل کرنے کے لیے فطرتاً ایک نیک ملکہ اپنے اندر رکھتا ہے اور برا انسان فطرتاً ایک برا ملکہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی ملکہ فطرتی کی وجہ سے بہت سے لوگ اچھی اور بری تالیفیں اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ انبیا کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرۃ ہے جو اس قسم کے القا سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جس کی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو معلوم شد کیونکہ انبیا کی وحی کو ایک ملکہ فطرۃ قرار دیکر پھر انبیا اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں مابہ الامتیاز کرنا نہایت مشکل ہے۔ شاید سید صاحب اسجگہ یہ فرمائیں کہ ہم وحی متلو کے قائل ہیں یعنی قرآن کریم بالفاظ وحی ہے مگر میں سید صاحب کی اس حکمت عملی کو خوب سمجھتا ہوں۔ وہ اس وحی متلو کے ہرگز قائل نہیں۔ جس کے ہم لوگ قائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ یوں تو کوئی القا الفاظ کے بغیر نہیں ہوتا اور ایسے معانی جو الفاظ سے مجرد ہوں ذہن میں آہی نہیں سکتے۔ لیکن پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے۔ جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں۔ گو عام القا اور الہام کا مفہوم مد نظر رکھکر حدیث کے الفاظ بھی منجانب اللہ ہیں۔ چنانچہ آیت وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ اسپر شہادت دے رہی ہے یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلاتے ہیں کہ گو کسی قسم کا القا ہو الفاظ ہمیشہ ساتھ ہوں گے۔ مثلاً ایک شاعر جو ایک مصرعہ کے لیے دوسرا مصرعہ تلاش کر رہا ہے تو جب اس کے ذہن پر منجانب اللہ کوئی القا ہوگا تو الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا۔

اب جبکہ یہ بات پختہ طور پر فیصلہ پا گئی کہ حکما اور عرفا اور شعرا کو بھی خدا تعالیٰ کے طرف سے ہی القا ہوتا ہے اور وہ بھی الہام متلو ہی ہوتا ہے اور ان میں سے راستبازوں کو راستی کا اور بدوں کو بدی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے اور مناسب حال اس ملکہ کے وقتاً فوقتاً ان کو الہام بھی ہوتا رہتا ہے مثلاً جس نے ریل ایجاد کی اسکو بھی القا ہی ہوا تھا اور جو تار برقی کا موجد گزرا ہے وہ بھی ان معنوں کر کے ملہم ہی تھا۔ تو وہی اعتراض جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں سید صاحب پر وارد ہوگا۔ اگر سید صاحب یہ جواب دیں کہ درحقیقت نفس القا میں تو انبیا اور حکما بلکہ کافر اور مومن برابر ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انبیا کا القا ہمیشہ صحیح ہوتا ہے تو ایسی جواب میں سید صاحب کو اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ وحی نبوت کفار کے الہام سے کوئی ذاتی امتیاز نہیں رکھتی۔ صرف یہ زائد امر ہے کہ انبیا کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے اور ارسطو اور افلاطون وغیرہ حکما کی وحی غلطی سے پاک نہیں تھی۔ لیکن یہ دعوی بیدلیل ہے۔ بلکہ سراسر تحکم ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ حصہ کثیرہ حکما کے مواعظ اور نصائح اور اخلاقی باتوں کا جو غلطیوں سے پاک اور قرآن کے موافق ہے۔ اسکو بلاشبہ کلام الٰہی سمجھیں اور فرقان مجید کے برابر قرار دیدیں اور اسکے وحی متلو ہونے پر ایمان لاویں اور دوسرا حصہ جس میں غلطی ہو اسکو اسی طرح اجتہادی غلطیوں کے مد میں داخل کردیں جیسا کہ انبیا سے بھی کبھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے اور پھر اس اصول کے موافق ایسے

ریسے حکما راور کفار کو بھی سمجھ لیں۔

اب ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ ایسا خیال ہے کہ قریب ہے کہ سید صاحب کا ایمان اُس سے ضائع ہو جائے بلکہ شاید کسی موقعہ پر نیوٹن وغیرہ حکما کی وحی کو قرآن کی وحی سے اعلےٰ سمجھنے لگیں افسوس ہے کہ اگر سید صاحب قرآن کے معنے سمجھنے کے لیے قرآن کو ہی معیار ٹھہراتے تو اس ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے۔ قرآن نے کسی اپنی وحی کی یہ مثال پیش نہیں کی کہ وہ اُس چشمہ کی مانند ہے کہ جو زمین سے جوش مارتا ہے۔ بلکہ ہر جگہ یہی مثال پیش کی کہ وہ اُس بارش کی مانند ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور اگر سید صاحب لکھنے کے وقت کسی صاحب حال سے پوچھ لیتے کہ وحی اللہ کیا شے ہے اور کیونکر نازل ہوتی ہے تو تب بھی اُس لغزش سے بچ جاتے۔ اس ٹھوکر سے سید صاحب نے ایک جماعت کثیرہ مسلمانوں کو تباہ کر دیا اور قریب قریب الحاد اور دہریت کے پہنچا دیا اور وحی نبوت کی عزت کو کھو کر اُسکو فطرتی ملکہ تک محدود کر دیا جس میں کافر اور بے ایمان بھی شریک ہیں۔ اس وقت میں محض للہ اپنی شہادت سید صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ شاید خدا اُن پر فضل کرے۔ سو اے عزیز سید مجھے اُس اللہ جلّ شانہ کی قسم ہے کہ یہ بات واقعی صحیح ہے

کہ وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی

ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر۔ میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اول یکدفعہ مجھ پر ایک ربودگی طاری ہوتی ہے تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہوں اور میرے حس اور میرا ادراک اور ہوش گو گفتن باقی ہوتا ہے مگر اُسوقت میں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور اُسوقت احساس کرتا ہوں کہ میری ہستی کی تمام رگیں اُس کے ہاتھ میں ہیں اور جو کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہیں بلکہ اُسکا ہے جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اُسوقت سب سے پہلے خدا تعالیٰ اُن خیالات کو میری نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جنپر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اُسکو منظور ہوتا ہے۔ تب ایک عجیب کیفیت سے وہ خیالات یکے بعد دیگرے نظر کے سامنے آتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک خیال مثلاً زید کی نسبت دل میں آیا کہ وہ فلاں مرض سے صحت یاب ہوگا یا نہ ہوگا تو جھٹ اُسپر ایک ٹکڑہ کلام الٰہی کا ایک شعاع کی طرح گرتا ہے اور بسا اوقات اُس کے گرنیکے ساتھ تمام بدن ہل جاتا ہے پھر وہ مقدمہ طے ہوکر دوسرا خیال سامنے آتا ہے۔ ادھر وہ خیال نظر کے سامنے کھڑا ہوا اور اُدھر ساتھ ہی ایک ٹکڑا الہام کا اُسپر گرا۔ جیسا کہ ایک تیر انداز ہر ایک شکار کے نکلنے پر تیر مارتا جاتا ہے اور عین اُسوقت میں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ خیالات کا ہمارے ملکہ فطرۃ سے پیدا ہوتا ہے اور کلام جو اُسپر گرتا ہے وہ اوپر سے نازل ہوتا ہے۔ اگرچہ شعرا وغیرہ کو بھی سوچنے کے بعد القا ہوتا ہے۔ مگر اس وحی کو اُس سے مناسبت دینا سخت بے تمیزی ہے۔ کیونکہ وہ القا خوض اور فکر کا ایک نتیجہ ہے اور ہوش و حواس کی قائمی اور انسانیت کی حد میں ہونیکی حالت میں ظہور کرتا ہے۔ لیکن یہ القا صرف اُسوقت ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کے تصرف میں آ جاتا ہے اور اپنا ہوش اور اپنا جوش اور اپنا خوض کسی طور سے اسمیں دخل نہیں رکھتا۔ اُسوقت زبان ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا یہ اپنی زبان نہیں اور ایک دوسری زبردست طاقت اُس سے کام لے رہی ہے اور یہ صورت جو میں نے بیان کی ہے اُس سے صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ فطرتی سلسلہ کیا چیز ہے اور آسمان سے کیا نازل ہوتا ہے۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس منحوس نیچریت کو مسلمانوں کے دل سے ایسا دھو دیوے کہ کوئی داغ اسکا باقی نہ رہے۔ کیونکہ اسلام کی برکتیں جس آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں وہ آنکھ تب تک نہیں کھلے گی جب تک کہ یہ سامان آگے سے دور و دفع نہیں ہوگا۔ ؎

اے نیچیر شوخ ایں چہ ایذا ست
از دست تو فتنہ ہر طرف خاست
آنکس کہ رہ محبت پسند ید
دیگر نہ گزید جانب راست
لیکن چو زعوز و فکر بینم
از ماست مصیبتے کہ بر ماست
متروک شدست درس فرقان
زاں روز ہجوم ایں بلا ماست
نیچیر نہ باصل خویش بد بود
وایں گم شدہ نور عقل ماکاست
بر فطرہ نگوں شدند یک بار
رو تافتہ زانطرف کہ دریاست
بر جنت و حشر و نشر خندند
کیں قصہ بعید از خرد ماست
چوں ذکر فرشتگاں بیاید
گویند خلاف عقل داناست
اے سید گروہ ایں قوم
ہشدار کہ پائے تو نہ برجاست
پیرانہ سرایں چہ در سر افتاد
رو تو بہ کن ایں راہ نہ تقواست
ترسم کہ بدیں قیاس یک روز
گوئی کہ خدا خیال بیجاست
ایخواجہ برو کہ فکر انساں
در کار خدا ز نوع سوداست
آخر ز قیاس ما چہ خیزد
بنشیں کہ نہ جائے شور و غوغاست
اے بندہ بصیرت از خدا خواہ
اسرار خدا ز خوان یغماست

منظور ہو خاکسار سے بقیمت ایک روپیہ معہ محصول ڈاک طلب فرماویں اگر کوئی صاحب وی پی طلب کریں تو وی پی کا

دارالامان اور پیسہ اخبار
کا
طاعون

جو مضمون ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اگرچہ اسی کا مفہوم اور خلاصہ ہم سابقہ اشاعتوں میں درج کر چکے ہیں لیکن پیسہ اخبار کے خبث اور کذب کی افشاء اور اعلان کے لئے جو اس نے قادیان میں طاعون کے عنوان سے لکھ کر ظاہر کیا ہے ہم اس مضمون کو پورے تین مرتبہ شائع کرینگے اور دیکھیں گے کہ پیسہ اخبار کہاں تک راستبازی اور صداقت کی قدر کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے

(ایڈیٹر)

۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۷ کالم اول میں قادیان میں طاعون سے موتین کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار کیطرف سے شائع کیا گیا ہے جس میں یہی نہیں کہ ایڈیٹر نے حق پژوہی اور خدا ترسی سے کام نہ لیکر قلم اُٹھایا ہے بلکہ اخبار نویسی کے عام اصول اور قانونی حدود کی نگہداشت کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا ۔ چنانچہ (جیسا کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو جاویگا) اس نے اپنے اس نوٹ میں تین خطرناک جھوٹ بولے ہیں جن میں سے ایک تو ایسا ہے کہ اس سے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیان میں طاعون کی کسی واردات کے ہو جانے کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیشگوئی انہ اوی القریہ کے خلاف قرار دیا ہے حالانکہ حضرت اقدس نے کبھی اس قسم کی کوئی تحریر شائع ہی نہیں کی کہ قادیان میں ایک بھی واردات نہوگی بلکہ جب سے کہ یہ الہام ہوا اسکے متعلق جسقدر تحریریں الحکم میں یا اور صورت میں شائع ہوئی ہیں یہی ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ قادیان اس انتشار افرانفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہیگا جو دوسرے شہروں میں طاعون کیوجہ سے پیدا ہوئی ہے ۔ اور اسی لئے جب دوسرے لوگوں کو اس مقابلہ کی دعوت کی گئی تو صاف لفظوں میں لکھا تھا کہ ان سے بھی اسی قدر مطالبہ کیا جاتا ہے مقابلہ میں جو اقرب بالامن ثابت ہو وہ صادق کی سچائی پر گواہ ٹھہریگا ۔ چنانچہ خود پیسہ اخبار نے اپنے اخبار میں اپنا اعتراف بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ یہ پیشگوئی کی تاویل کے لئے لکھا جاتا ہے۔

پھر جس حال میں پہلے سے پیسہ اخبار خوب جانتا تھا کہ انہ اوی القریہ کے معنے اس مضمون کو اپنے اندر نہیں رکھتے کہ وہاں کوئی بھی واردات طاعون کی نہو اور نہ ایسا شائع کیا گیا ہے تو پھر الہام شائع کردہ کے خلاف ایک بات کا پیش کرنا یہ کیسی ناخدا ترسی اور ناانصافی ہے ۔ پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خود بخود حضرت اقدس کے الہام کے خلاف ایک معنے تجویز کر کے پبلک کو دھوکا دینا چاہا چنانچہ اس امر کی صراحت کے لئے ہم ذیل میں وہ فقرات درج کرتے ہیں جو اس الہام کے متعلق شائع کئے گئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ کالم ۳ انہ اوی القریہ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ میں اس کے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہوں کہ وہ افرا تفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالے قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس یہاں ہو جاوے مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن میں ہے تاہم اللہ کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمیں یقین ہے کہ وہ ہمیں سخت تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا "

پھر خود حضرت اقدس نے جو رسالہ دافع البلاء کئی ہزار چھاپ کر شائع کیا ہے اس کے صفحہ ۵ کے حاشیہ میں نہایت صراحت کے ساتھ الہام انہ اوی القریۃ کی تفسیر کر دی ہے ہم اسکو بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ پبلک خود صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہو جاوے اور وہ یہ ہے ۔

حاشیہ ۔ اوی عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون سخت بربادی بخش وہ ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے ۔ پس اس کلام الہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام ۔ لہلک المقام ۔ یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا ۔ اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں **اول یہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جاوے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے** ۔ (۲) دوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں ان کے شہروں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑیگی یہاں تک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے ۔ ہم نے اوی کا لفظ

جہان تک وسیع ہے اس کے مطابق یہ معنے کردیئے ہین اور ہم دعوے سے لکھتے ہین کہ قادیان مین کبھی طاعون جارف نہین پڑیگی جو گاؤن کو ویران کرنے والی اور کہا جانیوالی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہرون اور دیہات مین جو ظالم اور مفسد ہین ضرور ہولناک صورتین پیدا ہونگی۔ تمام دنیا مین ایک قادیان ہے جسکے لئے یہ وعدہ ہوا فالحمد للہ علی ذالک منہ۔

اب اس تحریر کے پڑھ لینے پر وہ انسان بڑا ہی ظالم اور نااہل ہوگا جو یہ کہیگا کہ حضرت اقدس کے الہام کا یہ منشا تہا کہ قادیان مین طاعون کا ایک بھی کیس نہیں ہوگا پس سب سے **پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار** کا یہ ہے کہ اس نے خلاف الہام امر کو پیش کرنا چاہا ہے + لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسوقت قادیان مین طاعون ہے یا پیسہ اخبار نے جو وارداتین لکہی ہین وہ طاعون سے ہوئی ہین یہ صحیح ہے؟ ہرگز نہین بالکل جھوٹ ہے اور یہ **دوسرا جھوٹ** ہے جو پیسہ اخبار نے بولا ہے اور اس مین نو جھوٹ ہین جنکو ہم نمبروار ذیل مین درج کرتے ہین +

پہلا جھوٹ ۔ مولا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دینا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت مین سرکاری کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہین مرا چنانچہ ہم نے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات پیدائش قادیان نمبر ۴۳ ۵ پر ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء مین اس کی وفات بذریعہ بخار درج ہے +

یہ شخص ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تہا اور رجسٹر مین غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغ گو نامہ نگار جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر۔ تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے کہ انھون نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہین دی گئی پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تاکہ ایسی جھوٹی خبرین شائع کرانیکی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اس کی بابت اطلاع دے سکین بہرحال یہ افسران مجاز کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کرین +

دوسرا جھوٹ نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے۔ یہ شخص ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکور مین باعث موت بخار درج ہے

تیسرا جھوٹ ۔ مولا کی بیوی۔ یہ بہت ہی خطرناک جھوٹ ہے مولا کی بیوی اسوقت تک قادیان مین موجود ہے ایک زندہ شخص کی نسبت اسکے مرنے اور طاعون سے مرنے کی متوحش خبر شایع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کر سکتے ہین کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض ہے؟ کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے۔

چوتھا جھوٹ ۔ مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر مین مولا کے ہان کوئی لڑکی ہوئی ہی نہین پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت ہم بجز اسکے کیا کہین لعنت اللہ علے الکاذبین۔

پانچوان جھوٹ ۔ نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا بحالیکہ یہ بیچاری ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعارضہ کہانسی بخار فوت ہوئی ہے جو رجسٹر اموات نمبر [illegible] پر درج ہے کیا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی مری ہوئی عورت پیسہ اخبار کو آج طاعون سے مری ہوئی ثابت ہوئی خوب!

چھٹا جھوٹ ۔ صدرو ولد بہاگا باقندہ قادیان مین اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہم کو معلوم نہین ہوا اور نہ رجسٹر پیدائش اموات مین درج ہے بہاگا ایک باقندہ ہے مگر اس کا کوئی لڑکا اس نام کا نہیں ہے اور نہ فوت ہوا ہے +

ساتوان جھوٹ ۔ پسر بڈہا تیلی۔ یہ لڑکا سگ گزیدہ تہا اور رجسٹر مذکور مین اس کی ہلاکت کا باعث یہی درج ہے مگر ہمین افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جسقدر واقعات اور وارداتین پیسہ اخبار نے دی ہین سب کی سب جھوٹ ہے۔

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہیں کرنا چاہتا تو آئندہ ایسے دوستون پر اعتماد نکرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹہانا پڑیگا +

آٹھوان جھوٹ مولوی حکیم نوردین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر کرکے انکے صدہا عزیزون اور لاکھون دوستون کو رنج پہونچایا ہے۔

مولویصاحب کے عزیزون مین کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی حضرت مولانا مولوی نوردین صاحب حکیم الامۃ کی رشتہ دار عورت (ساس) کے طاعون سے ہلاک ہونے کے متعلق جو جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے وہ قانونی زد سے باہر نہیں ہے اور اسی لئے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا ہے اس رنجدہ خبر کی اشاعت کے متعلق سردست قانونی حقوق کو محفوظ رکھا گیا ہے کیونکہ اس خبر نے مولویصاحب جیسے عزیز و دوستون کے وسیع دائرہ والے شخص کے متعلقین کو اس سے تشویش مین ڈالا ہے اور نہ صرف مولویصاحب ہی کے تعلق والون کو بلکہ ان لوگون کو بھی جو مولوی صاحب کی عفیفہ پارسا زاہدہ ساس کے رشتہ دار ہین اور چونکہ وہ مشہور و معروف صوفی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی اہلیہ ہین جنکے ہزارون مرید مختلف مقامات مین رہتے ہین اور اپنی اس روحانی والدہ سے مخلصانہ اور فرزندانہ ارادت رکہتے ہین اس لئے اس طبقہ

کے تمام لوگوں کی بھی دل آزاری ہوئی ہے۔ پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت میں پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہیں لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لا سے ڈرتا اور اس قدر دلیری سے کام نہ لیتا +

ان سب سے بڑھکر ایک اور مغالطہ آمیز جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے جس میں تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن میں لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہیں ولعنت اللہ علی الکاذبین۔

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت توبہ کی ہے اور جنہوں نے اس کو اپنا امام و مقتدا تسلیم کیا ہے اور جسمیں گورنمنٹ کے معزز دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ۔ تاجر۔ ڈاکٹر پلیڈر اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہیں اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہیں ان کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک پہونچنے والی ہے ان کو اس خبر نے سخت دھوکہ دیا ہے۔ حضرۃ اقدس کی صحت کی خبر ان کی جان پرور اور روح افزا ہے وہ یقیناً اسی سے جیتے ہیں اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر ان کی جان اور روح پر اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا حضرۃ اقدس کی۔ پھر پیسہ اخبار نے اس بدخبر سے جو بالکل جھوٹ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہیں جن میں پیسہ اخبار کے حوالہ سے حضرۃ اقدس کی صحت کے متعلق... استفسار تھے۔ یہ سچ ہے کہ حضرۃ اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخدلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے یہ سبق لینا ضروری نہیں ہے کہ وہ جرأت اور جسارت کر کے بے حیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے؟

پیسہ اخبار کو ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کی بیماری درد سر اور پھر اس سے شفایاب ہو جانیکی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اس کے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجدہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے

بہرحال یہ جھوٹ ہیں جو پیسہ اخبار نے بولے ہیں اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور آئندہ ان لوگوں کی تحریروں کو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہم جنس اس کو لکھ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو مخمصہ میں نہ ڈالے +

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی جھوٹی خبروں کے مخزن زیادہ قادیان کے سماجی ہیں جن میں نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید +

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بریت کے لئے ایسے شخص کا نام ظاہر کر دے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبریں اسے پہونچائی ہیں۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبروں کے دینیوالے کا مناسب نوٹس لیں +

ہم اس کے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے

آخر میں پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آئندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے +

ہم پیسہ کے ایڈیٹر سے بڑھکر اس معاملہ میں پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہیں جنہوں نے بازاری خبروں پر اعتبار نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرما لیا۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے +

ایک ضروری اطلاع

دفتر الحکم کی تعمیر کا کام خدا کے فضل سے شروع ہے اور بہت بڑا حصہ اس کا طیار ہو گیا ہے سردست کمی روپیہ کی وجہ سے مطبع پاس کے ایک مختصر مکان میں خفیف سے کرایہ پر رکھا جاوے گا تاہم اس مکان کی تعمیر کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ بہت بڑی امداد مطبع کو پہونچ جاویگی میں ان کرمفرماؤں کی عنایت اور مہربانی کا شاکر ہوں جنھوں نے ہر طرح سے مجھے اس کام میں مدد دی خصوصاً عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی مہربانی کا شکر گذار ہوں جنھوں نے ہر قسم کی مالی مدد کے علاوہ مکان کے نقشہ اور دوسرے ضروری امور کے مشوروں میں اپنا گراں قیمت وقت دیکر اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے امید کی جاتی ہے کہ جولائی کی ابتدائی تاریخوں میں الحکم کا دفتر اپنے مکان میں اٹھ آئے گا میں اس عرصہ میں چونکہ طیاری مکان میں مصروف رہتا ہوں اس لیے جن احباب کے خطوط یا فرمائشوں کی تعمیل نہیں کر سکا وہ مجھے معذور سمجھکر معاف فرماویں گے یہی وجہ ہے کہ جون میں اخبار کی اشاعت بعد از وقت ہوتی رہی ہے میں اس لیے شرمندہ ہوں مگر اپنے سرپرستوں پر مجھے اطمینان ہے کہ میری اس مصروفیت کو وہ خوشی کی نظر سے دیکھیں گے۔ (خاکسار ایڈیٹر)

رقیمۃ الوداد

نمبر ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بقیہ جواب سوالات نجم الدین پریس

رفاہ عام لاہور

از طرف جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی

کہ باب مدینۃ العلم احادیث مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے استعمال ہوا ہے اور حضرت اقدس کو حضرت علی کی صفات کے ساتھ نہایت درجہ کی مناسبت اور مماثلت ہے حتی کہ آپکا ایک نام اسماء الہامیہ مین سے حضرۃ علی بھی ہے دیکھو الہام مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کو۔

یا علی دعہم وانصارہم وزراعتہم

بس جبکہ یہ مہدی و مسیح موعود مثیل علی کے بھی ہوئے تو حضرۃ اقدس کا باب مدینہ علم ہونا بھی ثابت ہو گیا اور جسطرح پر علم قرآن خصوصاً حقائق قرآنیہ و دقائق لدنیہ سورۃ فاتحہ کے حضرت علی کو دے گئے تھے کما قال علی کرم اللہ وجہہ **لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر فاتحۃ الکتاب** مگر چونکہ اسوقت مین ان علوم کے نزول کی ضرورت نہ تھی لہذا حضرۃ علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو تدوین کر کر شائع نہین فرمایا۔ لیکن اس قرن مین چونکہ صدہا علوم و فنون ارضیہ دنیا مین شائع ہو رہے ہین لہذا اسطرح پر علوم قرآن خصوصاً سورۃ فاتحہ کے اس مثیل علی کو دے گئے جنکے شیوع کی اب سخت ضرورت تھی سو اس مہدی موعود نے مکرر سہ کرر اسرار قرآنی اور معارف اور حقائق سورہ فاتحہ کے جو **لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان** کے مصداق ہین شائع کئے ہین اور یہ سب تفاسیر متحدیانہ ہین جن کے ساتھ ہزارون روپون کا اشتہار بھی مقابل مین لکھنے والے کے لئے مشتہر کیا گیا ہے

خلاصہ مقال یہ ہے کہ جب حضرت اقدس باب مدینۃ العلم ثابت ہو گئے تو اونکا مخالف اور مقابل قوم لُدّ ٹہرا جس کے پاس سوائے جھگڑے بلا دلیل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہو۔ کیونکہ علم کے مخالف و متضاد سوائے جہل ضلالت کے اور کیا ہو سکتا ہے **وماذا بعد الحق الا الضلال** اور قرآن مجید مین بھی اس قوم صلیبی کو قوماً لدًا فرمایا گیا ہے آگے رہا باب لُدّ سو چونکہ اس قوم لدّی ہالکت کے ظہور و شیوع کا ابتدا جنگ مقدس سے شروع ہوا ہے جس کا بانی مبانی ڈاکٹر مارٹن کلارک تھا لہذا ڈاکٹر مذکور ایک پہلا نمونہ و مظہر عالم شہادت مین باب لُدّ کا ٹہرا کیونکہ باب سے ہی آغاز ہر ایک دار یا شہر کا ہوا کرتا ہے اور آتھم جو تمام دجاجلہ کیطرف سے وکیل مقرر ہوا تھا وہ پہلا نمونہ دجال کا قرار پایا اور جنگ مقدس جو واقع ہوئی وہ عالم شہادت مین ان تمام جنگون کا پہلا نمونہ و مظہر ہے جو آئیندہ دجال سے واقع ہوئین یا ہون گی کیونکہ اصلی دجال نام تمام مذہب صلیبی کے مجموعہ کا ہے جسمین سوائے دجل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہیں پس جسطرح جنگ مقدس مین ایک نمونہ و مظہر دجال کا یعنی آتھم عالم شہادت مین باب لُدّ کے پاس جو ڈاکٹر مارٹن کلارک اوسکا ہی مظہر ہے مسیح موعود کی دعا سے مقتول ہوا اسطرح تمام مذہب باطلہ صلیب پرستی کا جو اصلی دجال ہے باب لُدّ کے نزدیک جو قوم پادریان ہے مسیح موعود کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو جاویگا گویا جنگ مقدس ایک فوٹو عالم شہادت مین کھینچا گیا ہے واسطے اوس ہلاکت دجال کے یعنی مذہب صلیبی کے۔ جو آئندہ اسکے لئے مسیح موعود کے ہاتھ سے مقدر ہے پس اس حدیث کے سمجھنے کے واسطے یہ امور خوب یاد رکھنے چاہئین کہ دجال تو مذہب صلیبی کا مجموعہ ہے اور قتل اسکا بالآخر ہلاک ہو جانا بھی مسیح موعود کے ہاتھ سے اور باب لُدّ قوم پادریان ہے جن کے پاس سوائے جھگڑے بے سود اور مکر و فریب کے اور کچھ بھی نہین اور جنگ مقدس عالم شہادت مین ایک نمونہ قائم کیا گیا ہے واسطے آئیندہ فتوح اسلام کے اور لطف یہ ہے کہ خود مخالفین کی طرف سے اس اول مناظرہ کا نام جنگ مقدس اللہ تعالےٰ نے رکھوایا ہے کیونکہ اس مین ایک نمونہ اور مظہر دجال کا دعائے مسیح موعود سے مقتول ہوا ہے اور چونکہ یہ اسلام کی جنگ آخری ہے مذہب صلیبی کے ساتھ لہذا بحکم پیشگوئی مخبر صادق کے جو یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر ہے اس مقابلہ مین مذہب صلیبی کا خاتمہ ہو کر مذہب صلیبی نیست و نابود یعنی ہلاک ہو جاویگا کما قال تعالےٰ **لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیٰی من حی عن بینۃ** لہذا بخدمت مبارک اہل اسلام کے نہایت انکسار کے ساتھ عرض ہے کہ اس جنگ مین اب صاحبان عیسائیون کے ساتھ شریک نہوین اور انکی تائید نکرین ورنہ آپ جانتے ہین کہ گیہون کیساتھ گھن بھی پس جایا کرتا ہے اور آپ اپنے اس شعر مذکورہ سوال کی اصلاح اسطرح پر فرمایئے ؎

قادیان چون مہبط وحی خداست
باب لدہم جانب شرقی بجاست

باقی آئندہ

کتبہ سید محمد احسن عفی عنہ امروہی

محررہ ۵ جون سنہ ۱۹۰۲ء

سوال ششم۔ روایات مین جو علامتین مسیح موعود کی بیان ہوئی ہین۔ وہ تو وہی ہین جنکی وجہ سے آپ مسلمانونکو مسیح پرست فرماتے ہین یعنی وہ روایات بھی صحیح نہیں ہو سکتین جن کی وجہ سے آپ مسیح موعود ہو سکین؟

الجواب یہ صرف آپکا خیال ہے کوئی روایت صحیحہ ایسی نہیں جس سے مسیح پرستی لازم آتی ہو اور اگر کوئی روایت ضعیف موضوع ایسی ہو تو وہ مردود ہے کیونکہ ہم یہ براہین قاطعہ اپنے رسائل مین ثابت کر چکے ہین کہ مسیح اسرائیلی کا رفع جسمانی علی السماء باطل ہے اور پھر وہان پر اس قدر

اس قدر مدت دراز دو ہزار برس سکونت جسمانی بلا اکل و شرب کے باطل ہے اور پھر اس کا نزول جسمانی حسب زعم مخالفین ہی باطل ہے ہاں روایات صحیحہ سے صرف اس قدر ثابت ہے کہ اس امت مین سے ایک امام و مجدد بنام مسیح موعود دنیا مین نزول اجلال فرمائیگا اور اس کے ہاتھ کسر صلیب یعنی اہلاک مذہب صلیبی اور نیز ابطال جملہ مذاہب باطلہ کا ہو جاویگا وغیرہ وغیرہ دیکھو ہماری رسائل کو پس ان تمام روایات سے مسیح پرستی باطل ہو جاویگی نہ یہ کہ مسیح پرستی اور بڑھ جاوے ہان مخالفین کے خیالات کے بموجب ضرور مذہب صلیب پرستی کی ترقی لازم آتی ہے واللازم باطل فالملزوم مثلہ

سوال ہفتم احادیث کی تحقیق و تنقید کے قواعد جو فقہا اور محدثین نے مقرر کئے ہین ان کو آپ اور آپکے مریدین تسلیم نہیں کرتے اب ہمکو مشکل معلوم ہوتی ہے کہ کس روایت کو صحیح جانین اور کسکو غلط کس کو ظاہر پر محمول کرین اور کسمین تاویل کرین آپ ہی کوئی قاعدہ کلیہ بیان فرما دین جس سے ثابت ہو کہ فلان روایت صحیح ہے اور اس مین ہماری بشارت موجود ہے اور فلان موضوع یا ضعیف ہے جو واجب الترک ہے ✠

الجواب جو قواعد اور اصول فقہا و محدثین نے در بارہ تحقیق و تنقید احادیث و حمل علی الظاہر یا حمل علی تاویل کتب معتبرہ مین لکھے ہین اور ان پر فقہا اور محدثین کا اجماع بھی ہے ہم انکو تسلیم کرتے ہین مگر چونکہ ان علوم سے ہر ایک شخص واقفیت نہیں رکھتا لہذا حضرت امام ہمام انہیں احادیث و روایات کی نسبت جو بموجب ان علوم کے واجب الترک اور مردود ہین ارشاد فرماتے ہین کہ ان احادیث یا روایات کو ترک کرو لیکن جو لوگ کہ اس جماعت احمدیہ کے علما ہین وہ ان تمام اصول متفقہ کی رعایت کر کر روایات و احادیث کو بموجب حکم انہین اصول مسلمہ کی اخذ یا ترک کرتے ہین اگر آپکو باور نہو تو آپ کوئی حدیث پیش کر دیکھین ہم اسکو بموجب اصول اور قواعد محدثین ہی کے اور نیز علم اصول فقہ کے بموجب یا تو اخذ کر لیونگے یا اسے ان کے حکم سے ترک کر دیونگے اور ہم ہرگز ان اصول متفقہ سے باہر نجاوینگے ہان نفوس قدسیہ کو جو کہ مامور من اللہ ہوتے ہین اور علم لدنی انکو دیا جاتا ہے ان کو اس اصول کی کچھ حاجت بھی نہیں ہوتی۔ اونکی نفوس قدسیہ غلطی کو ایسا پھینک دیتی ہین جیسا معدہ صحیحہ مکھی کو کما ثبت فی محلہ۔ مثلاً عجم کے لئے لسان عرب کی تحصیل بغیر علوم آلیہ کے دشوار ہے لیکن اہل لسان کو علوم آلیہ کی بھی چندان ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ تو ان کی مادری زبان ہے۔ یہ تو ہمارا مسلک ہے بخلاف مخالفین کے کہ انہوں نے تمام اصولون کو ہمارے مقابلہ مین ترک کر دیا ہے مثلاً اصول فقہ مین یہ مسئلہ ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ ادلہ شرعیہ مین سب سے مقدم کتاب اللہ ہے اور اس مسئلہ پر اصولیین کا اتفاق ہے لیکن مخالفین نے اس اصل موصل کو بالکل ترک کر دیا ہے حضرت عیسی کی وفات مین ہم نصوص قرآنیہ پیش کرتے ہین اور روایات ضعیفہ کو ان کے مقابلہ مین ترک کرتے ہین مگر مخالفین بمقابلہ نصوص قرآنیہ کے روایات ضعیفہ موضوعہ کے ساتھ تمسک کر رہے ہین اور نصوص قرآنیہ کو پس پشت ڈال دیا ہے ونعوذ باللہ منہ یہی فعل تو یہود کا تھا قال اللہ تعالے واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون۔ علی ہذا القیاس یہ قاعدہ بھی علم اصول حدیث مین متفق علیہا ہے کہ در صورت تعارض احادیث کہ صحیح غیر صحیح پر مقدم ہوگی اور صحیح غیر صحیح پر اور حسن ضعیف وغیرہ وغیرہ پر۔ مخالفین نے ہماری مقابلہ مین اس اصل موصل متفق علیہ کو بھی متروک کر دیا ہے۔ ہان البتہ اگر کوئی اصل اصول حدیث سے یا اصول فقہ سے ایسا ہی ہو جسمین خود آئمہ سلف کا اختلاف ہو تو ہم اس اصل کو اخذ کرینگے جسکو مسیح موعود اور مہدی معہود موافق بکتاب اللہ تصور فرما دین گے کیونکہ اس حکم عدل کا بڑا فرض منصب ایک یہ ہے کہ

بین الاختلافات فیصلہ کرے کیونکہ وہ منجانب حکم عدل ہو کر آیا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی شخص جب ہی حکم ہو سکتا ہے کہ صور اختلافیہ مین قوی اور صحیح کو اخذ کر کے ضعیف اور غلط کو ترک کرا دیوے

بلکہ تمام مومنین کے لئے اس اصول کا اتباع کرنا ضروری ہے کما قال اللہ تعالے فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب پھر ہمکو عرض ہے کہ آپ امتحاناً کوئی حدیث ہمارے روبرو پیش کر دیکھین ہم اس کے اعمال یا اہمال مین اس اصول سے باہر ہرگز ہرگز نجاوینگے یعنی یا تو اس حدیث کو بموجب اصول موصلہ و متفقہ محدثین و فقہا کے اخذ کرینگے یا حسب الحکم انہیں اصول موصلہ کے ترک کر دیوینگے ہان یہ ہم سے نہیں ہو سکتا کہ احادیث متعارضہ مین نہ توفیق و تطبیق کرین اور نہ بموجب اصول محدثین و فقہا کے اعمال اور اہمال کو کام مین لاوین اور دین اسلام کو نعوذ باللہ مجموعہ متناقضات کا گردا ندیوین۔ پس یہ آپکی بڑی غلطی ہے کہ اس طریقہ واجب الاتباع کو جو توفیق بین الادلہ یا تعادل و ترجیح ہر یا بموجب اصول موصلہ کے اعمال یا اہمال ہے اس کو مصداق افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا گردانتے ہین کیونکہ یہ تو اتباع احسن الاقوال ہے اور جیسا کہ احادیث مین اختلاف ہے وہ اختلاف قرآن مجید مین ہرگز ہرگز نہیں ہے کیونکہ احادیث بعد آنحضرت صلعم کے ایک مدت دراز کے

لکھی گئی ہین جسکے سبب سے کچھہ راویون کا فہم اور کچھہ خاص راویون کے الفاظ بھی داخل ہو گئے ہین اور پھر موضوع اور غیر موضوع کی بحث اسپر علاوہ ہے +

سوال ہشتم - اگر صرف قرآن مجید ہی پر سب مسائل کا دار و مدار ہے تو پھر آپ کی مجددیت اور مہدویت اور مسیح ہونیکا کیا ثبوت ہے - قرآن مین کسیکے آنے کا ذکر نہین اور نہ ابھی کسیکے آنے کی ضرورت ہے -

الجواب - ایحضرت قرآن مین تو سب کچھہ موجود ہے کما قال تعالےٰ **و انزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی** وغیر ذالک من الایات الکثیرہ - ہان بالضرور افہام عوام تمام مسائل اور حقائق و دقائق قرآنی کے استخراج پر قرآن مجید سے قادر نہین ہو سکتے لہٰذا یہ ضرورت داعی ہوئی کہ قرن اول آنحضرت صلعم مین جن احکام غیر مروجہ کی ضرورت پڑی ان کو قرآن مجید کیسے خود حضرت صلعم نے استنباط فرما کر نافذ فرمایا اور یہی فہم رسول مقبول صلعم کا حدیث کہلاتی ہے اور بعد آنحضرت صلعم کے خلفائے راشدین اور ائمہ مجتہدین نے نوازل جدیدہ کی احکام استنباط کئے حتیٰ کہ نوبت خاتم الخلفاء یعنی مہدی معہود اور مسیح موعود کی پہونچی اس خاتم الخلفاء اور ائمہ مجتہدین مین فرق یہ ہے کہ یہ مجدد **حکم عدل من جانب اللہ** ہے اور کاسر صلیب اور قاتل خنزیر ہونیکی اسکو خصوصیت حاصل ہے اور پہلے اکابر کو یہ مراتب مرحمت نہیں ہوئے اسی لئے اُس الہامات اس قدر کثرت سے ہوئی کہ سابقین میں سے کسیکے اس قدر الہامات کا نشان تک نہین ملتا اور یہی سر ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسکا نام نبی اللہ کہا ہے لہٰذا اس مجدد کا مرتبہ تمام مجتہدین سابقین اور مجددین ماضین سے کہین بڑھکر ہے کیونکہ اس کے دعوے پر نشانات ارضی و سماوی شہادت دے رہے ہین پھر اس کا الہام یا اوس کا فیصلہ واجب القبول نہ سمجھا جاویگا جس کے لئے مدت ۲۵ سال سے یہ الہام شائع

ہو چکا ہے **کل برکۃ من محمد صلعم فتبارک من علم و تعلم** اور آپ جو کہتے ہین کہ ابھی کسی کے آنیکی ضرورت نہین اقول العجب وما ادراک ما العجب ایحضرت تمام دنیا مین مذاہب باطلہ مخالفہ اسلام خصوصاً مذہب صلیبی کا ظہور و شیوع بڑے زور و شور سے ہو رہا ہے اور پھر اس پر علاوہ یہ کہ تمام ادیان باطلہ اسلام پر سخت حملجات کر رہے ہین کہ لاکھون اہل اسلام ان کے حملون سے مرتد عن الاسلام ہو گئے دین اسلام اور قرآن مجید برائے نام باقی رہ گیا ہے - پھر تمام دنیا مین فسق و فجور شرک و بدعات عالمگیر ہو گیا ظہر الفساد فی البر و البحر کا نظارہ ہو رہا ہے - خود باہم اہل اسلام مین ایسا اختلاف ہے کہ ایکدوسرے کو کافر سمجھہ رہا ہے - راس صدی گذر گیا بلکہ صدی سے ۲۰ برس منقضی ہو گئے - دین اسلام ان امراض عالمگیر سے ایسا ضعیف و نزار ہو گیا کہ قریب جان بلب ہونیکے پہونچ گیا ہے - اگر اب بھی کوئی مسیحا نفس نہ آوے تو پھر وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** کیا نعوذ باللہ باطل ہو جاویگا - بقول خسرو ؎

پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

چنانچہ ایک اخبار مین دیکھا گیا کہ ۲۹ لاکھ اہل اسلام اپنے دین سے مرتد ہو چکے ہین اور نیز کیا یہ وعدہ **ان اللہ یبعث لہٰذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا** لغو اور باطل ہو جاویگا و نعوذ باللہ منہ اگر ایسی حالت نازک مین بھی مہدی اور مسیح موعود نہ آئے تو پھر وہ آکر کیا کرینگے ؎

کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخش ترے
جان بلب ہین ترے آزار محبت والے
ہم مرگئے تو آئے ہماری مزار پر
پتھر پڑین صنم ترے ایسے پیار پر

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ایک مجدد عظیم الشان کو بلا رہے ہین - آسمانی اور زمینی نشانات جو مخبر صادق نے فرمائی تہین وہ سب واقع ہوئین مکاشفات اولیا و علماء اس صدی چہاردہم کے واسطے نزول مسیح کے باواز بلند ندا کر رہے ہین کہ مسیح کا آنا ضروری ہے مگر آپ فرماتے ہین کہ ابھی کسی کے آنے کی ضرورت ہے نہین - ان ہذا الشئی عجاب +

سوال نہم کا جواب اسی جواب مین گیا **فلا نعید و ایا مرۃ اخریٰ**

سوال دہم - اگر عیسائیون سے مباحثہ کرنے پر آپ کو فخر ہے تو یہ خدمت بھی مولوی رحمت اللہ صاحب اور حافظ ولی اللہ صاحب نے کچھہ کم نہین کی پھر آپکی تخصیص مسیح ہونے کے لئے کہان باقی رہی

الجواب اے حضرت - چہ نسبت خاک را با عالم پاک کجا ہر دو صاحبون کی مباحثات اور کجا یکسر الصلیب اور یقتل الخنزیر اور یقتل الدجال جسکو مخبر صادق نے مخصوص ساتھہ مسیح موعود کے کیا ہے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب ابن صیاد کو دجال تصور فرماکر ارادہ قتل کا کیا تو آنحضرت صلعم نے ان کو قتل سے منع فرمایا اور قتل اس کا مخصوص تھا مسیح موعود کے کیا پھر مولوی رحمت اللہ اور حافظ ولی صاحب کس شمار مین ہین پھر ہم یہ بھی کہتے ہین کہ انہون نے جو کچھہ اپنے وقت مین کیا اچھا کیا - کیونکہ حدیث مسلم مین آچکا ہے **وان یخرج و انا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج و لست فیکم فامرأ حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل** مسلم الحدیث پھر اسی حدیث کے آگے صفات جلیلہ مسیح موعود کی بیان کی گئین ہین - جیساکہ تحذیر المومنین مین ہمنے شرح اس حدیث کی مفصلاً بیان کی ہے پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ان لوگون نے مسیح موعود سے کچھہ کم نہیں کیا اب واسطے اظہار حقیقت الحال شان مسیح موعود کے ہم آپ سے صرف سوال کرتے ہین آپ اس کا جواب ان دونون صاحبون کی کتابون سے استخراج کر دیجئے اگر جواب اُسکا شافی ان کی کتابون سے ملگیا تو تو بہتر اور نہ پھر یہ قول آپکا صحیح

قرآن کریم کے متعدد مقامات مین بصراحت مسیح موعود کی ... خبر ہے غور کرو محمدی اور موسوی سلسلہ کی مماثلت مین انا ارسلنا الیکم رسولا الخ ...

رہیگا + **سوال** یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ بموجب مذہب مسلمانون کے تخمیناً دو ہزار برس سے بجسدہ العنصری دوسرے یا چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہین نہ تو وہ بیمار ہوتے ہین اور نہ کسی طرح کا تغیر اُنکے جسم مین آتا ہے آدم سے لیکر قیامت تک یہ مرتبہ کسی بشر کو حاصل نہیں ہوا کہ اس کو کہانے پینے کی کچھ حاجت ہزارون برس تک نہوئی اور نہ کسی طرح کا تغیر اوس کے جسم مین آیا ہو **الآن کما کان** کے مصداق ہین اور **لایزول ولا یحول** بھی اونکی شان ہے جو صفات الوہیت سے ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ صفت عنایت نہیں ہوئی پھر ان سب کے علاوہ یہ کہ اکثر پرندون کے وہ خالق بھی ہین وغیرہ وغیرہ لہذا یا تو وہ خدا ہین یا خدا کے بیٹے ہین تو حید اسلام پر بعداون کی رفع جسمانی کے ہزارون آفتین آئین اور برعکس اس کے صلیبی مذہب جو انکو خدا قرار دے رہا ہے۔ تمام دنیا میں پھیل گیا اگر ان کو بشر طیکہ رسول اللہ ہوتے اور توحید اسلام کا کچھ خیال ہوتا تو بحکم **لتؤمنن بہ ولتنصرنہ** کے جو آیت میثاق مین موجود ہے وہ ضرور بالضرور اوتر آتے اور نصرت اسلام کی کرتے۔ چونکہ وہ خود خدا یا خدا کے بیٹے ہین لہذا اونھون نے اپنی پرستش کرنیوالون اور ربنا المسیح ربنا المسیح کہنے والون کو تمام دنیا کی سلطنت دے رکھی ہے۔ پھر مسلمانون کو اون کی الوہیت اور یا ادنیٰ درجہ ابن اللہ ہونے مین کیا شک ہے پس جبکہ اسلام بھی مذہب عیسائیونکی بشرح بیان ممد و تائید ہی کر رہا ہے تو پھر مذہب صلیبی ہی سچا ہے وغیرہ وغیرہ اس سوال کا جواب مولوی رحمت اللہ علیہ رحمۃ اللہ وغیرہ کی کتابون سے دیا جا یہ سوال متعلق الوہیت کے ہوا اور دوسرا سوال متعلق نبوت کے کیا جاتا ہے

سوال دوم۔ اگر ہم ان کو بشر بھی تسلیم کر لیوین تو مسلمانون کے رسول صلعم کو اون پر کونسی فضیلت حاصل ہے کیونکہ وقت ہجرت بلکہ وقت ولادۃ سے لیکر طرح طرح کے مصائب آخیر عمر تک اون پر وارد ہوئین اور بالآخر مثل دیگر انسانون کے مرض مہلک سے وفات پاکر زمین کے نیچے دفن ہو گئے بخلاف حضرت عیسیٰ کے کہ جب مخالفین نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو بلا کسی تکلیف کے ایک کوٹھری کی چھت مین اپنی اعجاز اقتداری سے کھڑکی بنا کر جھٹ آسمان پر چڑھ گئے اور بصفات خدائی متصف ہو کر بعیش و آرام آسمان پر بیٹھے ہوئے ہین۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کے قتل کے لئے جب مخالفین نے ارادہ کیا تو مکہ معظمہ سے بہزار دشواری بھاگ کر ایک غار تنگ و تاریک یعنی غار ثور مین جا کر پناہ لی اور طرح طرح کے مصائب اور تکالیف اوٹھا کر مدینہ منورہ پہونچے اور وہان پر بھی چین سے نہ بیٹھنے پائے۔ پھر اُمت ان کی ایسی نالائق کہ انمین سے کوئی مسیح ثانی بھی نہین ہو سکتا ہے جب وہ خود ہی بڑی شان و شوکت کے ساتھ آسمان سے نزول اجلال فرما دینگے تب کچھ اصلاح دین اسلام کی ہوگی۔ مگر مین کہتا ہون کہ اس صورت مین بھی جو فساد پہلے سوال مین لازم آتا ہے۔ ہمان اُس درکا سہ یہان پر بھی موجود ہے کیونکہ پادری صاحبان کو اس وقت بڑا موقعہ ملیگا تمام مولویان اسلام کی گردن پکڑ کر الزام دیوینگے کہ کیون مولویو ہم کیا کہتے تھے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اب تو کہو کہ کیا یہ شان خدا کے بیٹے کے نزول کی ہے یا کسی اور کی اگر کوئی رسول یا نبی اس شان سے آسمان سے نازل ہوا ہو تو بتلاؤ دیکھو تمہاری ہی حدیثون سے ثابت ہے کہ آخر شب مین اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرمایا کرتا ہے مگر خدا اس کا بیٹا ہے اُس نے آخری دنون مین اپنا نزول زمین پر فرمایا اب کہو کہ مذہب عیسائی سچا ہے یا جنکو تم خاتم النبیین مان رہے ہو اس کا دعوی ختمیت سچا ہے پس اب تم کو ضرور چاہیئے کہ بموجب آیت **وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل یوم القیامۃ** کے حضرت عیسیٰ ہی پر ایمان لاؤ اور اب وہ آیت یعنی **لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدًا** دیکھنا چاہیئے کہ مولوی صاحبان پادریون کے اس سوال کا جواب کیا دیوینگے یا سب کے سب اپنی گردنین جھکا کر کہینگے کہ ہان بھائیون تم ہی سچے نکلے ہان یہان پر مجھے قصہ بشپ صاحب لاہور کا بھی یاد آ گیا کہ اس نے لاہور مین مسئلہ زندہ رسول وغیرہ مسائل مین مولوی صاحبان سے گفتگو کرنا چاہی تھی۔ لاہور مین بھی کوئی مولوی اس کا مقابلہ نہ کر سکا تھا تو پھر جبکہ خود عیسیٰ آسمان سے بشوکت و جلال تمام فرشتون کے کندھون پر سوار اُترا وین گے۔ تو پھر بشپ صاحب لاہور اور لاٹ پادری کلکتہ اور لنڈن وغیرہ کے جمع ہو کر مولویون سے کہینگے کہ اب لاؤ کتابین۔ مولوی رحمت اللہ اور ولی اللہ صاحب کی ہمارے مقابلہ مین کہ ہم سچے ہین یا وہ سچے تھے اب تو سب مولوی صاحبان بچارے خاموش اور دم بخود ہو جاوینگے کیا جواب دے سکین گے۔ شاید کسیکو کچھ توفیق رفیق ہو جاوے تو حسبطر چیر ایک رجل احمدی صادق حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے بوقت مقابلہ بشپ صاحب لاہور

استعانت لیکر اس کو ذلیل سے ذلیل کیا تہا اور پشپ صاحب کا تعاقب لاہور سے کوہ شملہ تک ایک رجل صادق نے کیا اس وقت میں بھی کوئی رجل جماعت احمدی کا ہی ان بچارے مولویوں کی مدد میں کام آجاوے و نعوذ باللہ من ہذا المذہب الباطل لفاسد اب فرمائیے کہ مولوی رحمت اللہ صاحب اور حافظ ولی اللہ صاحب نے ان مفاسد سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے کیا تجویز کی ہے اگر ہوش میں ہو تو سمجھو کہ مسیح موعود ہی ہے کہ جس نے تمام تار و پود مذہب صلیبی کا اودھیر کر کسر صلیب اور قتل خنزیر کر دیا ہے۔ ہمارا کام سمجھانا ہے یار آگے چاہو تم مانو نہ مانو۔ اب میں آپکے چند اقرار مندرجہ خط پیش کر کر کچھ کہنا چاہتا ہوں ذرہ توجہ فرما کر سنیئے

اقرار اول انصاف کے آگے مجھے کسی بات سے بھی عذر نہیں۔ البتہ میں آپکے جدید مذہب میں بھی ایک نمایاں ترقی دیکھتا ہوں الی قولہ پہلے بھی اعتقاد ہے کہ یہ آپکے منتہائے علم کی برکت ہے نہ اور کچھ **اقول** سلمنا کہ یہ ترقی ہماری عادت منتہائے علم کی برکت بھی ہے کہ [illegible] تمام [illegible] اور [illegible] مگر [illegible] نشان کو اسی حد تک محصور و موقوف کہنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ ترقی خارق عادت تو ایک نشان عظیم الشان و ہسکے صدق دعاوی حضرت اقدس کے ہے [illegible] الہامات [illegible] براہین کے اس ترقی خارق عادت کیلیے [illegible] سال سے مشروع ہو چکی تہی اسوقت میں تو [illegible] کہنا [illegible] نشان تک [illegible] نہیں تہا بیں جب [illegible] الہامات [illegible] یہ ترقی خارق عادت واقع ہونا [illegible] الہام من جانب اللہ [illegible] تو اسے کیطرح [illegible] علیہم من اللہ [illegible] آیات قرآنی مثلاً لو تقول علینا بعض الاقاویل [illegible] کے آخر کو [illegible] ہلاکت اور رسوائی [illegible] اور دنیا ہی کے انعام کا ر کیا حاصل ہو سکتا تہا مثلاً یہ الہام یا تو نک من کل فج عمیق اسوقت کا الہام ہے کہ

حضرت اقدس کے پاس کوئی شخص قریب قریب دیہات کا بھی نہ آتا تہا اب دیکھیے کہ تمام ہندی اور پراتی دنیا کے آدمی خود چلے آتے ہیں اور یا خطوط ان کے وہاں سے متواتر آتے رہتے ہیں اگر نظر غائر کی جاوے تو ہر ایک شخص آنے والا افریقہ وغیرہ وغیرہ سے ایک نشان الٰہی ہے جو اہل بصیرت و انصاف کے لیے واسطے تصدیق کے کافی ہے خصوصاً ایسے صاحبوں کے لیے جنکا یہ اقرار ہو کہ انصاف کے آگے مجھے کسی بات سے بھی انکار نہیں۔

اقرار دوم مسیح اسرائیلی کے وفات کے ماننے میں مجھے کچھ بھی انکار نہیں **اقول** با وجود اس اقرار کے پھر تصدیق دعاوی حضرۃ اقدس کے لیے کونسا مانع موجود ہے حدیثوں میں مسیح موعود کا نزول اسی امت میں سے فرمایا گیا ہے جیسے الفاظ منکم وغیرہ صریح دلالت کر رہے ہیں غلبہ مذہب نصاری موجود ہے۔ اس مہدی موعود کیطرف سے کسر صلیب واقع ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ غرضیکہ تمام علامات اور آثار موجود ہیں دیکھو ہمارے رسائل کو اگر رسائل نہ مل سکیں تو دیکھو ہمارے رقائم مندرجہ الحکم کو اور علاوہ اسکے صدہا نشانات علی منہاج النبوۃ اسکے ہاتھ سے مشاہدہ [illegible] تو پھر تصدیق نہ کرنا قائلین ما انتم الا بشر مثلنا [illegible]

اقرار سوم [illegible] الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب کے بیشک [illegible] آپ مصداق ہو سکتے ہیں **اقول** ان الفاظ کی جو معانی ہم نے لکھے ہیں [illegible] تمام اکابر شارحین مثل قسطلانی فتح الباری ملا علی قاری وغیرہم [illegible] لکھتے چلے آئے ہیں [illegible] تاویلات بعیدہ کیونکر ہو سکتی ہیں مشکوۃ کے حاشیہ میں بھی یعنی لکھے ہوئے ہیں یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ای یبطل دین النصرانیۃ بالحجج والبراہین پس ان معنوں کے لینے میں ہم [illegible] منفرد نہیں ہیں جو آپنے انکو تاویلات بعیدہ لکھا ہے بلکہ تمام شراح حدیث ان الفاظ مندرجہ احادیث سے یہی مراد بیان کرتے چلے آئے ہیں پھر اہل بصیرت منصفین کو قبول کرنے میں کونسا عذر باقی ہے

اقرار چہارم مجدد کا لفظ تو کوئی بڑا لفظ نہیں اگر آپ کا صرف یہی دعوی ہے تو میں تسلیم کرنیکو مستعد ہوں **اقول** الحیرۃ لفظ مجدد تو ایک ایسا عام لفظ ہے کہ باعتبار اس کے عموم کے تمام انبیا مجددین ہی ہوئے ہیں حتی کہ رسول مقبول خاتم النبیین بھی بلحاظ اس عموم کے مجدد دین ہی تہے کیونکہ اصول دین تو وہی ہیں جو پہلے انبیا لائے تہے کما قال تعالی شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابرہیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ الخ وغیرہ ذلک من الآیات۔ پس جبکہ آپ حضرت اقدس کو مجدد مانتے ہیں اور مہدی کا علاوہ مسیح موعود کے ہونا ہی آپ تسلیم نہیں کرتے چنانچہ آپ نے خود اپنے خط میں لکھا ہے کہ مہدی کو اگرچہ تمام لوگ مانتے ہیں لیکن بہت سے محققین مثل علامہ ابن خلدون وغیرہ کو مہدی کے آنے سے قطعی انکار ہے قرآن میں اسکی طرف کوئی اشارہ نہیں موطا اور صحیحین بھی مہدی کے ذکر سے خالی ہیں) انتہی عیسیٰ نبی اسرائیلی کی وفات آپکو مسلم ہے۔ اور کسر صلیب و قتل الخنزیر بھی آپکے نزدیک خواہ بتاویل ہی ہو جو تاویل صحیح ہے واقع ہو رہا ہے تو مجھکو سخت حیرانی ہے کہ پھر آپکو مسیح موعود ماننے میں اب کونسا مانع در پیش ہے اگر اقرار اول آپکا صادق ہے تو بحکم الانصاف احسن الاوصاف جو قول حسن ہے منتظر آپ کے انصاف کے منتظر ہوں کہ اس رقیمہ الوداد کا جواب کیا عنایت ہوتا ہے اور بحکم اذا تکرر تقرر کچھ بھی اشعار مثنوی رومی جو آپکے سوال اول کی تائید میں لکھے گئے تہے دوبارہ پھر لکھتا ہوں

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد	کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند	اولیا را مثل خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر	ما و ایشان بستہ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمی	ہست فرقی درمیان بی منتہا
ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب	زان یکی سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو گون زنبور خوردند از محل	زان یکی شد نیش و زان دیگر عسل

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
آب تلخ و آب شیرین را صفاست
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم
شہد را ناخوردہ کی دانی ز موم
این خورد گردد پلیدی زو جدا
وان خورد گردد ہمہ نور خدا
این خورد زاید ہمہ بخل و حسد • وان خورد گردد ہمہ نور احد

کمترین سید محمد احسن امروہوی

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر کے شائع ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دو اہینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

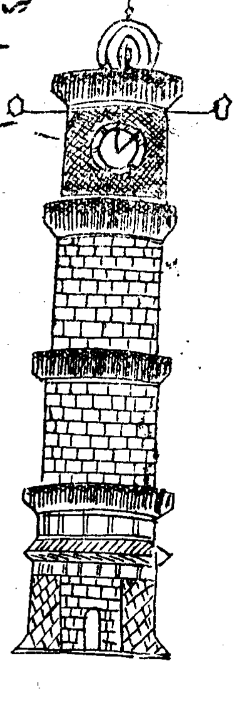

نمبر ۲۳ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ ـ جون ۱۹۰۲ء | جلد ۶

فہرست مضامین

صفحہ ۱ دار الامان کا ہفتہ۔
صفحہ ۲ کلمات طیبات حضرت امام علیہ السلام
صفحہ ۴ مختصر نوٹ اور نکات۔
صفحہ ۵ دار الامان اور پیسہ اخبار کا طاعون
صفحہ ۸ خط۔
صفحہ ۱۲ تثلیث اور توحید۔
تاریخ قسم کی شہادۃ
تجات اور لعنۃ
قانون قدرت کی شہادۃ
صحیفہ فطرۃ کی شہادۃ
بیٹوں کی کتابوں کی شہادۃ
مسیح کی ولادت آدم کی ولادت سے بڑھ کر نہیں۔
ابن اللہ کی حقیقت۔
قرآن کریم کے الفاظ رسول اللہ کے حق میں۔

دار الامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام مع اہلبیت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور روحانی برکات اور جسمانی فوائد کے لیے ہر وقت کوشاں۔

(۱) حضرت حجۃ علیہ السلام آج کل جدید دو رسالہ لکھ رہے ہیں جو طبع ہونا بھی شروع ہو گیا ہے اس رسالہ کا نام مبارک نزول المسیح ہے یہ رسالہ وہی اشتہار موعودہ وعدہ کو ہے جسکا ذکر کسی گذشتہ اشاعت الحکم میں اور نیز دافع البلاء رسالہ میں وعدہ دیا گیا تھا۔

(۲) حضرت حکیم الامت اور مولوی عبد الکریم صاحب بھی خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔ مولوی صاحب کی زبردست اور مشہور کتاب

خلافت راشدہ

کا دیباچہ طبع ہو رہا ہے ایک عشرہ تک اشاعت کی اُمید کی جاتی ہے

(۳) مولانا مولوی حضرت سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی آج کل امروہہ میں ہیں

معذرت

جون کے مہینہ میں الحکم کی باقاعدہ اشاعت میں جو بے ترتیبی دفتر الحکم کی تعمیر کے متعلق میری مصروفیت کیوجہ سے ہوئی ہے اس نے الحکم کے سرپرستوں کو اضطراب میں ڈالا ہے جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ وہ الحکم کو کسی قدر عزیز رکھتے ہیں ۔ جو کچھ تعویق اور توقف ہوا ہے اسکی وجہ دفتر الحکم ہی کا سوال ہے جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے جولائی کی ابتدائی [illegible] دفتر [illegible] ہو جاتا ہے۔ اور ان شاء اللہ ۱۰ جولائی سے انشاء اللہ باقاعدہ اشاعت کا سوال حل کر دیا جاتا ہے ۔ امید ہے ناظرین میری پچھلی مصروفیت کیوجہ سے معذور رکھینگے

کلماتِ طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو گذشتہ اشاعت

اُنھوں نے بڑے بڑے منصوبے کیے خون تک کے مقدمے بنوائے مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ ضائع نہیں ہوسکتیں۔ میں تحقیق سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اگر انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں کا نتیجہ ہوتا تو انسانی تدابیر اور انسانی مقابلے اب تک اسکو نیست و نابود کر چکے ہوتے انسانی منصوبوں کے سامنے اسکا بڑھنا اور ترقی کرنا ہی اس کے خدا کیطرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ پس جسقدر تم اپنی **قوتِ یقین** کو بڑھاؤگے اُسی قدر دل روشن ہوگا۔

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالےٰ سے مایوس ہوجاتے ہیں ہمارا خدا **علیٰ کل شیءٍ قدیر** خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اسکا مطلب بھی سمجھلو + اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھکر نہ پڑھو بلکہ اسکو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھکر پڑھو + نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بیشک ادا کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے مانگو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ آجکل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں نماز تو بہت جلد جلد مُرغ کیطرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لیے بیٹھے رہتے ہیں نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہوسکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اسکو اپنا حال عرض کرنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اُسوقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے۔ اسے کیا فائدہ۔ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے + تمکو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کرلیا کرو اور پورے **آداب الدعا** کو ملحوظ رکھو۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کے شروع ہی میں دعا سکھائی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی دعا کے آداب بھی بتا دیے ہیں۔ سورہ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز ہی میں ہوتی ہے + چنانچہ اس دعا کو اللہ تعالےٰ نے یوں سکھایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الیٰ آخرہ

یعنی دعا سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کی جاوے + جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے روح میں ایک جوش اور محبت پیدا ہو + اس لیے فرمایا **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں **رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** سب کو پیدا کرنے والا اور پالنے والا **اَلرَّحْمٰنِ** جو بلا عمل اور بن مانگے دینے والا ہے **اَلرَّحِيْمِ** پھر عمل پر بھی بدلا دیتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیتا ہے **مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** ہر بدلا اُسی کے ہاتھ میں ہے نیکی بدی سب کچھ اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پورا اور کامل موحد تب ہی ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ کو **مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** تسلیم کرتا ہے + دیکھو حکام کے سامنے جاکر ان کو سب کچھ تسلیم کرلینا یہ گناہ ہے اور اس سے شرک لازم آتا ہے اس لحاظ سے کہ اللہ تعالےٰ نے انکو حاکم بنایا ہے انکی اطاعت ضروری ہے۔ مگر انکو خدا ہرگز نہ بناؤ **انسان کا حق انسان** کو اور **خدا تعالےٰ کا حق خدا تعالیٰ** کو دو پھر یہ کہو

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ الخ

ہمکو سیدھی راہ دکھا یعنی اُن لوگوں کی راہ جنپر تونے انعام کیے اور وہ **نبیوں، صدیقوں، شہیدوں** اور **صالحین** کا گروہ ہے اس دعا میں ان تمام گروہوں کے فضل اور انعام کو مانگا گیا ہے۔ اُن لوگوں کی راہ سے بچا جنپر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوے۔ غرض یہ مختصر طور پر سورہ فاتحہ کا ترجمہ ہے اسی طرح سمجھ سمجھ کر ساری نماز کا ترجمہ پڑھ لو۔ اور پھر اسی مطلب کو سمجھکر نماز پڑھو۔ طرح طرح کے حرف رٹ لینے سے کچھ فائدہ نہیں + یہ یقیناً سمجھو کہ آدمی میں سچی توحید آہی نہیں سکتی جب تک وہ نماز کو طوطے کیطرح پڑھتا ہے روح پر وہ اثر نہیں پڑتا اور ٹھوکر نہیں لگتی جو اسکو کمال کے درجہ تک پہونچاتی ہے عقیدہ بھی یہی رکھو کہ خدا تعالےٰ کا کوئی ثانی اور نِد نہیں ہے اور اپنے عمل سے بھی یہی ثابت کرکے دکھاؤ۔

خدا تعالےٰ کی دو زبردست گواہیاں ہر بات میں ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے

ہوتی ۔۔۔ ہیں اول گواہی اُس کی کتاب کی ہے جو قرآن شریف ہے قرآن شریف میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح اور سچ ہے اور ہم ایمان لاتے اور یقین کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے پس اسکو مانو

اور دوسری گواہی اُس کے کام کی ہے زمین و آسمان اپنی شہادتوں سے اسکی سچائی کو ثابت کرتے ہیں + اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو جو قائم کیا ہے اور مجھے جو پیدا کیا ہے تو اسمیں بھی ان دونوں گواہیوں کو ساتھ رکھا ہے۔

اوّل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے کا بڑی صفائی کے ساتھ قرآن شریف میں ذکر کیا اور ۳۰ آیتوں میں کھول کھول کر اسکی موت بیان کی۔

دوم قرآن شریف نے یہ بھی تعلیم دی کہ حقیقی مردے کبھی واپس نہیں آسکتے۔

سوم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ ٹھیرا کر یہ تعلیم دی کہ جس طرح سلسلہ موسوی میں رسول آتے رہے محمدی سلسلہ میں بھی اسکا نمونہ اور نظیر ہوگی گویا اس سلسلہ کا خاتم الخلفا موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفا کے نام پر مسیح کے نام سے آئے گا۔

چنانچہ ان وعدوں کے موافق جب خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا تو میری تائید میں زمین اور آسمان نے بھی اپنی شہادت کو ادا کر دیا۔

یعنی زمین کی حالت بجائے خود ایسی ہوگئی کہ وہ پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ خدا کا مامور اور مصلح اسوقت آئے وہ ہر قسم کے فساد سے بدتر ہوگئی تھی اسلام پر خطرناک حملے شروع ہو چکے تھے آسمان نے اپنے نشانوں سے میری شہادت دی چنانچہ جسطرح پر پہلے کہا گیا تھا اسی طرح اپنے وقت پر کسوف و خسوف ہوگیا + زمین کے دوسرے نشانات میں سے طاعون بھی ایک بڑا نشان ہے غرض جو کچھ تسلی کے لیے ضروری تھا وہ خدا نے سب پیدا کر دیا۔ اگر کسیکو خبر نہیں تو اُسے چاہیے کہ ان کتابوں کو جو ہم نے لکھی ہیں پڑھے یا سُنے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے نشانات کو وقت پر پورا کیا ہے بغیر علم کے انسان اندھا ہوتا ہے اور جہالت ایک موت ہے پس اس نابینائی اور موت سے بچنا چاہیے خدا کے نشانات مسافر کی طرح ہوتے ہیں۔ ایک زبردست اور کھلا کھلا نشان طاعون کا ہے جو خدا تعالیٰ نے طعنہ کرنے والوں اور سفیہوں کے لیے رکھا ہوا تھا وہ بھی پورا ہو گیا میں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اسوقت غضب میں ہے۔ اُسکی باتوں پر ہنسی کی گئی اسکے نشانوں کو ذلیل قرار دیا گیا اس لیے خدا کے قہر کے دن آگئے اب دیکھو گے کہ وہ کیا کرے گا اب وہ وقت آیا ہے کہ یہ الہام پورا ہو رہا ہے **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔** اس لیے اب وہ وقت ہے کہ نیک بخت کو بھی ڈرنا چاہیے کیونکہ خدا بے نیاز ہے موت کو یاد رکھو کہ یہ دن خدا کے غضب کے ہیں نمازوں میں پکے ہو جاؤ تہجد پڑھو اور عورتوں کو بھی نماز کی تاکید کرو۔

غرض یہ طاعون خدا کا قہر ہے عقلمند وہی ہے جو ہوا پہچان لے + اور خدا کی باتوں پر صدق دل سے ایمان لے آئے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ جو اسوقت عذاب دے رہا ہے وہ ایک خاص کام کے لیے عذاب دے رہا ہے ہمارے سلسلہ کی بابت مولویوں صوفیوں یا سجادہ نشینوں سے بات کرو تو وہ پہلی ہی گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں اب دیکھلو کہ خدا تعالیٰ کا صبر کتنا بڑا صبر ہے کہ ہزار برس سے اوپر ہونیکو آیا کہ خدا کے پاک نبیوں اور راستبازوں اور برگزیدوں کو گالیاں دیجاتی ہیں اور اُنکی بیحرمتی اور ذلت کے لیے ہر قسم کے وسائل اختیار کیے جاتے ہیں آخر اُس نے ان سب نبیوں اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کو قائم کرنے کے لیے سلسلہ قائم کیا اور جب سے یہ قائم ہوا ہم سے بھی وہی سلوک ہوا جو پہلے راستبازوں کے ساتھ ہوا تھا + مگر آخر خدا تعالیٰ نے ان حد سے بڑھے ہوئے بیباکوں اور شوخ چشموں کا علاج کرنا چاہا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ بہت حلیم ہے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ جب پکڑتا ہے تو سخت پکڑتا ہے۔ کیا سچ کہا ہے۔ **شعر**

> ہاں مشو مغرور بر حلم خدا
> دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں + ایک تو وہ سعید الفطرت ہوتے ہیں جو پہلے ہی مان لیتے ہیں یہ لوگ بڑے ہی دور اندیش اور باریک بین ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور ایک بیوقوف ہوتے ہیں جب سر پر آپڑتی ہے تب کچھ چونکتے ہیں اس لیے تم اس سے پہلے کہ خدا کا غضب آجاوے **دعا کرو** اور اپنے آپ کو خدا کی پناہ اور حفاظت میں دیدو۔ دعا اسوقت قبول ہوتی ہے جب دل میں درد اور رقت پیدا ہو اور مصائب اور غضب الٰہی دور ہو + لیکن جب بلا سر پر آئی بے شک اُسوقت بھی ایک درد پیدا ہوتا ہے مگر وہ درد قبولیت دعا کا جذب اپنے اندر نہیں رکھتا یقیناً سمجھو کہ اگر مصیبت سے پہلے اپنے دلوں کو گداز کرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنی اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے گریہ و بکا کرو گے تو تمہارے خاندان اور تمہارے بچے طاعون کے

عذاب سے بچائے جائیں گے۔ اگر دنیا داروں کی طرح رہو گے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی + میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تاکہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو۔ بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخشدیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اسکی حفاظت کرتے ہیں ایک گاؤں ہو اگر ایک آدمی نیک ہو تو اللہ تعالیٰ تو اس نیک کی رعایت اور خاطر سے اس گاؤں کو تباہی سے محفوظ کر لیتا ہے لیکن جب تباہی آتی ہے تو پھر سب پر پڑتی ہے مگر پھر بھی وہ اپنے بندوں کو کسی نہ کسی طرح سے بچا لیتا ہے + سنتہ اللہ یہی ہے کہ اگر ایک بھی نیک ہو تو اس کے لیے دوسرے بھی بچائے جاتے ہیں۔

جیسے حضرت ابراہیم کا قصہ ہے کہ جب لوط کی قوم تباہ ہونے لگی تو ابراہیم نے کہا کہ اگر سو میں ایک بھی نیک ہو تو کیا تباہ کر دیگا کہا نہیں آخر ایک تک بھی نہیں کرونگا فرمایا لیکن جب بالکل حد ہی ہو جاتی ہے تو پھر لا یخاف عقبٰھا خدا کی شان ہوتی ہے پلیدوں کے عذاب پر وہ پروا نہیں کرتا کہ انکی بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا اور صادقوں اور راستبازوں کے لیے کان ابوھما صالحا کی رعایت کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ اور خضر کو حکم ہوا تھا کہ ان بچوں کی دیوار بنا دو اس لیے کہ انکا باپ نیکبخت تھا اور اسکی نیکبختی کی خدا نے ایسی قدر کی کہ پیغمبر ان مزدور ہوئے۔ غرض ایسا تو رحیم کریم ہے لیکن اگر کوئی شرارت کرے اور زیادتی کرے تو پھر بہت بری طرح پکڑتا ہے۔ وہ ایسا غیور ہے کہ اسکے غضب کو دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہے دیکھو لوط کی بستی کو کیسے تباہ کر ڈالا۔

اسوقت بھی دنیا کی حالت ایسی ہی ہو رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لائی ہے تم بہت اچھے وقت آگئے ہو اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ تم اپنے آپکو بدل لو۔ اپنے اعمال میں اگر کوئی انحراف دیکھو تو اسے دور کرو تم ایسے ہو جاؤ کہ نہ مخلوق کا حق تمہارے ذمہ ہو نہ خدا کا۔ یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے اسکی دعا قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ ظالم ہے۔

باقی آیندہ

مختصر نوٹ اور نکات

ہم نے الحکم کی اس اشاعت میں ارد و میگزین سے توحید اور تثلیت کے عنوان سے شائع ہونے والا مضمون بایں وجہ نقل کیا ہے اول یہ کہ اس مضمون کی اشاعت اور وسیع ہو دوسرے اردو میگزین کیطرف ناظرین الحکم کی توجہ ہو۔

خدا کا کلام حکمت کے طریقوں سے انسان کو ترقی کے منازل تک پہنچاتا ہے وہ اس سے شرم نہیں کرتا کہ انسان کو جو انسانیت سے گرا ہوا ہو ظاہری ناپاکیوں سے بھی چھڑائے جیسا کہ وہ باطنی ناپاکیوں سے چھڑاتا ہے اسلئے اپنے پاک کلام میں انسانوں کو دونوں قسم کی پاکیزگی کی طرف ترغیب دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین یعنی خدا توبہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور انکو بھی جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔

نادان **مخلوق پرست** اور مردہ اور مادہ کی پرستار قومیں بعض اوقات باوجودیکہ خود روحانیت سے بالکل دور ہیں اسلام کے بعض شعائر جیسے وضو اور طہارت وغیرہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ جسمانی طہارت کیطرف کیوں توجہ دلائی ؟ افسوس یہ کہ تیرہ دل لوگ اتنا نہیں جانتے کہ نبی چونکہ روحانی باپ ہوتا ہے اسلیے وہ تدریجاً ہر ایک ناپاکی سے چھڑانا اور ہر ایک خطرہ سے بچانا چاہتا ہے پس اول درجہ کی ناپاکی جو انسان کو وحشیانہ حالت میں ڈالتی ہے جسمانی ناپاکی ہے اور یہی خطرناک امراض اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس ضروری تھا کہ خدا کی کامل کتاب اپنی تعلیم کی ابتدا اسی سے کرتی تاکہ وحشیانہ حالتوں سے نکالکر انسان بناتی پھر اخلاق فاضلہ اور طہارت باطنی کے آداب و احکام سکھا کر انسانوں کو مہذب انسان بناتی اور پھر محبت اور فنا فی اللہ کے باریک دقائق تک پہنچا کر مہذب انسانوں کو با خدا انسان بنا دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بارہا سوال ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی کلام کو نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے کے بغیر ہی تو نازل کر سکتا تھا سفیر نبیوں کی بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کی بعثت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ روحانی بیماریوں کو دیکھکر ان کے حسب حال علاج کریں۔ اسلیے وہ برائی کو نشانہ کیطرح سپر دیکھکر اس کی روکنے کے لیے نصائح ضروریہ کی تیر اندازی کرتے ہیں اور بگڑے ہوئے اخلاق کو اپنے عمدہ نمونہ کیطرح پاک کر کے اپنی محل پر ڈال گیا ہوا ہے صورۃ اور محل پر لانا چاہتے ہیں چونکہ یہ علاج بیماری کے وہ پر دہ نہیں حالت میں منحصر ہے اور اس حالت میں کماحقہ ممکن نہیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے ہزار نبی اور رسول بھیجے اور انکی صحبت میں مشرف ہونے کا حکم دیا۔ تاکہ ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پا کر اور انکی وجود

دارالامان اور پیسہ اخبار

کا

طاعون

جو مضمون ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اگرچہ اسکی کا مفہوم اور خلاصہ ہم سابقہ اشاعتوں میں درج کر چکے ہیں لیکن پیسہ اخبار کے خبث اور کذب کے افشا اور اعلان کے لیے جو اس نے قادیان میں طاعون کے عنوان سے لکھکر ظاہر کیا ہے ہم اس مضمون کو پورے تین مرتبہ شائع کریں گے اور دیکھیں گے کہ پیسہ اخبار کہاں تک راست بازی اور صداقت کی قدر کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے۔

ایڈیٹر

۲۴ مئی ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۱ کالم اول میں قادیان میں طاعون سے موتیں کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار کی طرف سے شائع کیا گیا ہے جس میں یہی نہیں کہ ایڈیٹر نے حق پژوہی اور خدا ترسی سے کام نہ لیکر قلم اُٹھایا ہے بلکہ اخبار نویسی کے عام اصول اور قانونی حدود کی نگہداشت کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا + چنانچہ (جیسا کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو جاوے گا) اس نے اپنے نوٹ میں تین خطرناک جھوٹ بولے ہیں جن میں سے ایک تو ایسا ہے کہ اس سے پبلک کو مغالطہ دینا چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیان میں طاعون کی کسی واردات کے ہو جانے کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیشگوئی **اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ** کے خلاف قرار دیا ہے حالانکہ حضرت اقدس نے کبھی اس قسم کی کوئی تحریر شائع ہی نہیں کی کہ قادیان میں شاذ واردات بھی نہ ہوگی بلکہ جب سے کہ یہ الہام ہوا اس کے متعلق جسقدر تحریریں الحکم میں یا اور صورت میں شائع ہوئی ہیں یہی ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ قادیان میں اس انتشار افراتفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہے گا جو دوسرے شہروں میں طاعون کیوجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور اسی لیے جب دوسرے لوگوں کو اس مقابلہ کی دعوت کی گئی تو صاف لفظوں میں لکھا تھا کہ ان سے بھی اسیقدر مطالبہ کیا جاتا ہے مقابلہ میں جو اقرب بالامن ثابت ہو وہ صادق کی سچائی پر گواہ ٹھیرے گا۔ چنانچہ خود پیسہ اخبار نے اپنے اخبار میں اپنا اعتراف بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ پیشگوئی کی تاویل کے لیے لکھا جاتا ہے۔

پھر جس حال میں پہلے سے پیسہ اخبار خوب جانتا تھا کہ **انہ اوی القریۃ** کے معنے اس مضمون کو اپنے اندر نہیں رکھتے کہ وہاں کوئی بھی واردات طاعون کی نہ ہو اور نہ ایسا شائع کیا گیا ہے تو پھر الہام شائع کردہ کے خلاف ایک بات کا بیشتر کرنا یہ کیسی نا خدا ترسی اور نا انصافی ہے بس سب سے **پہلا جھوٹ** تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خود بخود حضرت اقدسؑ کے الہام کے خلاف ایک معنی تجویز کر کے پبلک کو دھوکا دینا چاہا چنانچہ اس امر کی صراحت کے لیے ہم ذیل میں وہ فقرات درج کرتے ہیں جو اس الہام کے متعلق شائع کیے گئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ کالم ۱۱

انہ اوی القریۃ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرتؑ کو ہو چکا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ میں اسکے معنی یقیناً یہی سمجھتا ہوں کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالیٰ قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس یہاں ہو جاوے مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن میں ہو گا تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمیں یقین ہے کہ وہ ہمیں سخت تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا۔

پھر خود حضرت اقدس نے جو رسالہ دافع البلاء کئی ہزار چھاپ کر شائع کیا ہے اس کے صفحہ ۵ کے حاشیہ میں نہایت صراحت کے ساتھ الہام **اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ** کی تفسیر کر دی ہے ہم اس کو بجنسہٖ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ پبلک خود صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہو جاوے اور وہ یہ ہے۔

حاشیہ

اٰوٰی عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا۔ یہ ابیات کیطرف اشارہ ہے کہ طاعون سخت بربادی بخش وہ ہے جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہو گی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ **لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَھَلَکَ الْمَقَامُ** یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں **اول** یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جاوے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے ۲۔ **دوسرے** یہ کہ یہ امر ضروری ہے

کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم طبع اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں اُن کے شہروں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہانتک کہ لوگ بیحواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے۔ ہم نے آوی کا لفظ جہاں تک وسیع ہے اُس کے مطابق یہ معنے کر دیے ہیں اور ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ **قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے** اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہونگی تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جسکے لیے یہ وعدہ ہوا **فالحمد للہ علیٰ ذالک**

منہ

اب اس تحریر کے پڑھ لینے پر وہ انسان بڑا ہی ظالم اور نااہل ہوگا جو یہ کہے گا کہ حضرت اقدس کے الہام کا یہ منشا تھا کہ قادیان میں طاعون کا ایک بھی کیس نہیں ہوگا بس سب سے **پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا** یہ ہے کہ اس نے خلاف الہام امر کو پیش کرنا چاہا ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس وقت قادیان میں طاعون ہے یا پیسہ اخبار نے جو وارداتیں لکھی ہیں وہ طاعون سے ہوئی ہیں یہ صحیح ہے ہرگز نہیں بالکل جھوٹھ ہے اور یہ **دوسرا جھوٹ** ہے جو پیسہ اخبار نے بولا ہے اور اس میں **نو (۹) جھوٹھ ہیں** جنکو ہم نمبروار ذیل میں درج کرتے ہیں۔

پہلا جھوٹ

دلا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دینا ہے حالانکہ ہمنے گذشتہ اشاعت میں سرکاری کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہیں مرا چنانچہ ہمنے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات و پیدائش قادیان نمبر ۵۳ پر ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء میں اسکی وفات بذریعہ بخار درج ہے۔

یہ شخص ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تھا اور رجسٹر میں غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغگو نامہ نگار جس نے پیسہ اخبار کو ایسی **جھوٹھی خبر** دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے کہ انہوں نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہیں دی گئی پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تاکہ ایسی جھوٹی خبریں شائع کرانے کی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اسکی بابت اطلاع دیں گے بہر حال یہ افسران مجاز کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کریں

دوسرا جھوٹ

نہتو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے یہ شخص ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکورہ میں باعث موت بخار درج ہے

تیسرا جھوٹ

مولا کی بیوی۔ یہ بہت ہی خطرناک جھوٹھ ہے مولا کی بیوی اسوقت تک قادیان میں موجود ہے ایک زندہ شخص کی نسبت اُس کے مرنے اور طاعون سے مرنے کی متوحش خبر شائع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار کیا رہ جوئی کر سکتے ہیں کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے

چوتھا جھوٹ

مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر میں مولا کے ہاں کوئی لڑکی ہوئی ہی نہیں پھر اس فسانہ سازہ واردات کی بابت ہم بجز اس کے کیا کہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پانچواں جھوٹ

نہتو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا۔ بحالیکہ یہ بیچاری ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعارضہ کھانسی و بخار فوت ہوئی ہے جو رجسٹر اموات نمبر ۳۷ پر درج ہے کیا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی مری ہوئی عورت پیسہ اخبار کو آج طاعون سے مری ہوئی ثابت ہوئی خوب!۔

چھٹا جھوٹ

صدرو ولد بھاگا باشندہ قادیان میں اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہمکو معلوم نہیں ہوا اور نہ رجسٹر پیدایش و اموات میں درج ہے بھاگا ایک باشندہ ہے مگر اسکا کوئی لڑکا اس نام کا نہیں ہے اور نہ فوت ہوا ہے۔

ساتواں جھوٹ

پسر بڈھا تیلی۔ یہ لڑکا سگ گزیدہ تھا اور رجسٹر مذکورہ میں اسکی ہلاکت کا باعث یہی درج ہے مگر ہمیں افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جسقدر واقعات اور وارداتیں پیسہ اخبار نے دی ہیں وہ سب کی سب جھوٹ ہے

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہیں کرنا چاہتا تو آیندہ ایسے دوستوں پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔

آٹھواں جھوٹھ

مولوی حکیم نورالدین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر کر کے انکے صدہا عزیزوں اور لاکھوں دوستوں کو رنج پہونچایا ہے۔

مولوی صاحب کے عزیزوں میں کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ کی رشتہ دار عورت (ساس) کے طاعون سے ہلاک ہونیکے متعلق

ن صحیح

جو جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے وہ قانونی زد سے باہر نہیں ہے اور اسی لیے جیساکہ ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا ہے اس رنجیدہ خبر کی اشاعت کے متعلق سردست قانونی حقوق کو محفوظ رکھا گیا ہے کیونکہ اس خبر نے مولوی صاحب جیسے عزیز و دوستوں کے وسیع دائرہ والے شخص کے متعلقین کو اس سے تشویش میں ڈالا ہے اور نہ صرف مولوی صاحب ہی کے تعلق والوںکو بلکہ ان لوگوں کو بھی جو مولوی صاحب کی عفیفہ پارسا زاہدہ ساس کے رشتہ دار ہیں اور چونکہ وہ مشہور و معروف صوفی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی اہلیہ ہیں جنکے ہزارہا مرید مختلف مقامات میں رہتے ہیں اور اپنی اس روحانی والدہ سے مخلصانہ اور فرزندانہ ارادت رکھتے ہیں اس لیے اس طبقہ کے لوگوں کی بھی دل آزاری ہوئی ہے۔ پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت میں پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہیں لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لاسے ڈرنا اور سقدر دلیری سے کام نہ لیتا۔

ان سب سے بڑھ کر ایک اور مغالطہ آمیز جھوٹھ پیسہ اخبار نے بولا ہے جسمیں تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمنوں کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن میں لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ بضیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہیں ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت توبہ کی ہے اور جنھوں نے آپکو اپنا امام و مقتدا تسلیم کیا ہے اور جسمیں گورنمنٹ کے معزز دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ تاجر ڈاکٹر پلیڈر اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہیں اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہیں ان کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک پہونچنے والی ہے انکو اس خبر نے سخت دھوکا دیا ہے۔ حضرت اقدس کی صحت کی خبر انکی جان پرور اور روح افزا ہے وہ یقیناً اسی سے جیتے ہیں اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر ان کی جان اور روح پر اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا حضرت اقدس کی۔ پھر پیسہ اخبار نے اس بدخبر سے جو بالکل جھوٹھ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہیں جنمیں پیسہ اخبار کے حوالہ سے حضرت اقدس کی صحت کے متعلق استفسار تھے۔ یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخدلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے سبق لینا ضروری نہیں ہے کہ وہ جرأت و جسارت کرکے بیحیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے؟۔

پیسہ اخبار کو ۲۴ رمئی ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجۃ اللہ کی بیماری درد پیچ اور پھر اس سے شفایاب ہوجانے کی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اس کے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجیدہ کرنے کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے۔

بہرحال یہ جھوٹھ ہیں جو پیسہ اخبار نے بولے ہیں اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور آئندہ ان لوگوں کی تحریریں کو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماچی یا اوران کے ہمجنس اسکو لکھدیتے ہیں اور اپنے آپکو مخمصہ میں نہ ڈالے۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی جھوٹی خبروں کے مخزن زیادہ قادیان کے سماچی ہیں جنمیں نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید +

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبریں اسے پہونچائی ہیں۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبروں کے دینے والے کا مناسب نوٹس لیں۔

ہم اس کے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

آخر میں پھر پیسہ اخبار کے اڈیٹر سے خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آئندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے۔

ہم پیسہ کے ایڈیٹر سے بڑھ کر اس معاملہ میں پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہیں جنھوں نے بازاری خبروں پر اعتبار نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے ✻

کتاب آیات الرحمن

مصنفہ فاضل امروہی سید محمد احسن صاحب احمدی

بجواب

عصای موسی الٰہی بخش صاحب لاہوری طیار ہے قیمت عہ

کتاب ملنے کا پتہ - سراج الحق نعمانی از مقام قادیان

خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

جناب حافظ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں محض نصح خالص سے چند باتیں عرض کرتا ہوں امید ہے کہ آپ انہیں متقی اور پر خشیت اور موحدانہ قلب سے غور فرماویں گے۔ عوام اور خواص میں سائر دائر ہے کہ جب کسی شخص کا نیک ہونا ثابت کرنا ہوگا تو اسمیں وہ حال ثابت کیے جاویں گے جو مسلم الفریقین نیکوں میں پائے جاتے ہیں اور کسی کی بدی ثابت کرنے میں مسلم بدوں کے احوال مدنظر ہوتے ہیں۔ جسقدر انبیا و مامورین من اللہ آئے ہیں ان کے وقت میں چار گروہ ہوتے رہے ہیں (۱) متقین۔ (۲) مخالفین (۳) غافلین جو کہ باوجود سننے مامور کی صدا کے اور ظہور آیات کے انکشاف حال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور دنیوی حظوظ میں مشغول رہتے ہیں (۴) طالبین۔

اوّل گروہ تو سابقین فائزین وغیرہ خطابات پاتا ہے

دوم سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰیٰتِیَ الَّذِیۡنَ یَتَکَبَّرُوۡنَ فیہا کا مصداق ہوکر خسر الدنیا والاٰخرۃ سے حصہ لیتے ہیں

سوم صم بکم ہونے اور انکی طبعی نما کے اثاقل الدنیا حسنۃ پر محصور ہونے سے لا یرجعون و لا یہتدون کی نیچے آکر درک اسفل میں رہتے ہیں۔

چہارم وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا کا مصداق ہونے سے لنہدینہم کے وعدہ کے نیچے ہوتے ہیں۔

حضرت سیدنا خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پر نظر کرنے سے اقسام اربعہ اور ان کے احوال احکام کا پورا انکشاف ہو سکتا ہے۔ آیت خلافت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ الخ کے بعد وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ کا ذکر کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مَنۡ لَّمۡ یَعۡرِفۡ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدۡ مَاتَ مِیۡتَۃَ الۡجَاہِلِیَّۃِ وغیرہا صراحۃً دلالۃ کرتے ہیں کہ خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفا کے وقت میں بھی تقسیم سابق جاری رہتی ہے۔ اسوقت میں جبکہ ضلالۃ اپنے انتہائی نقطہ تک پہونچی اور ۱۴ صدی کا آغاز اور راس تھا ایک شخص کی آواز آئی کہ میں اس خدا کی طرف سے مامور اور خلیفہ اور مجدد اور امام ہوکر آیا ہوں کہ جو راستباز وں کی صداقت کو اپنے نشانات اور زور آور حملوں سے ظاہر کرتا اور مفتری کو مہلت نہیں دیتا بلکہ جلد ہلاک کر دیتا ہے اس آواز کو سنکر بہت سے راستبازوں اور بوبکری جماعت نے ابوبکرؓ کیطرح سراپا وجد اور اسکی عمر گذشتہ کے سوانح پر غور کرتے ہوئے لَیۡسَ بِوَجۡہِ کَذَّابٍ اور لَا یُخۡزِیۡکَ اللّٰہُ اَبَدًا الخ کہکر اسپر فدا و شیدا ہوکر یار غار بنگئے۔ بعض طالب حق رہے کہ وہ اپنے وقت پر بزیر سعادت ہدایت حاصل کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ اور کچھ معاند اور غافل دنیا پرست ہوئے جو کہ خدائی وعید کے نیچے آئے۔

اے میرے پیارے حافظ صاحب اپنے دل میں نگاہ کرکے دیکھ کہ تو کس گروہ میں ہے۔ کیا یہ سچ بات نہیں کہ اگر یہ پکارنے والا واقعہ میں وہی مہدی اور مسیح موعود ہے کہ جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور ہمارے آبا و اجداد اسکی آرزو میں گذر گئے تو پھر اسکی شرف بیعت سے محروم رہنے والا کسقدر حرمان کا مستحق کیا بلکہ سخت عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا۔

پس اے میرے پیارے حافظ صاحب آپ پر فرض ہے کہ آپ ایک سچے طالب بنکر بے غل و غش اور متقی اور غائر دل کے ساتھ اس پکارنیوالے کی انکشاف صدق و کذب کے طالب بنجاویں۔

میں پہلے تمہید کے مطابق آپکو ایک راہ بتاتا ہوں جس سے آپ اس صداقت کی سڑک پر چلکر مقصد اصلی تک پہونچ جاویں۔ پہلے آپ ان راستبازوں کی صداقت کا ایک یا متعدد معیار قائم کرلیں کہ جس سے آپ یا سب دنیا یا محققین ان مسلم راستبازوں کی صداقت ثابت کرتے یا مانتے ہیں پھر اس معیار کو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے حق میں جاری کریں اگر اس معیار (کہ جس سے سب راستبازوں کی صداقت ثابت ہوئی) حضرت اقدس کی صداقت ثابت ہوجاوے تو مان لیں ورنہ نہ مانیں اور وہ طرز ہرگز اختیار مت کرو کہ جس کے سبب سے پہلے ہلاک ہوئے قرآن مجید میں مخالفوں اور غافلوں دنیا پرستوں کی ہلاکت کی راہیں مفصل بیان ہیں۔ اور جب حضرت اقدس مرزا صاحب کے متعلق کوئی اعتراض کرو تو ایسا نہ کرو کہ وہ اعتراض براہ راست ان راستبازوں پر وارد ہو جو کہ آپکے نزدیک مسلم ہیں یا یوں کہو کہ وہ اعتراض ایسا ہو کہ پہلے راستبازوں کے مدمقابل نے وہ اعتراض ان راست بازوں یا ان کے براہین و آیات پر یا انکی ذاتیات پر کیا ہو کیونکہ وہ یقیناً ہلاکت کی راہ ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص اس ضابطہ اور قانون کے مطابق حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی تلاش کرے گا وہ بہت جلد حضرت اقدس کی صداقت کو ضرور ضرور تسلیم کرلے گا میں نے بار بار آزما کر دیکھا ہے کہ جب کسی مخالف سے بات چیت ہوئی اور معیار مذکورہ سے حضرت اقدس کی صداقت ثابت کی گئی مخالف اس کی تردید سے صاف عاجز ہو جاتا ہے اور آج کے دن تک کسی مخالف نے حضرت مرزا صاحب پر ایسا اعتراض نہیں کیا

جو پہلے مسلم راستبازوں پر وارد نہ ہوا کہ ان راستبازوں کے مخالفوں نے ان پر نہ کیا ہو۔ میں اس راہ پر آپ کے ساتھ کچھ آگے بھی چلنا چاہتا ہوں۔ قرآن مجید پر ایمان لانے والے بخوبی جانتے ہیں کہ جسطرح خدا کی ذات اور صفات کے سب دلائل اور آیات سے بڑی دلیل راستباز ہوتی ہیں اسی طرح راستبازوں کی صداقت کی بڑی دلیل اور بڑا معیار خدائے علیم قدیر کی گواہی ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید پہلے امر کو هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ الخ میں ثابت کرتا اور دوسرے امر کو وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا سے مبرہن فرماتا ہے۔ پس جس مدعی کے واسطے خدائے علیم قدیر کی گواہی پائی جاوے وہ صادق ہے اور جس کے لیے وہ زبردست شہادۃ نہ ہو وہ کاذب ہے۔ خداوند کریم کی گواہی یوں تو نہوتی ہے اور نہ اس کی شان کے لائق ہے کہ وہ اپنی کبریائی کے پردے اُتار کر انسانوں کیطرح کسی مجلس منعقدہ میں حاضر ہو کر گواہی دے کہ یہ شخص میری طرف سے مرسل اور مبعوث اور مامور ہے بلکہ خداوند تعالیٰ کی شہادت عموماً چار طور پر ہوتی ہے۔

اول اپنے اس کلام میں کہ جو پہلے راستبازوں پر اُتارتا ہے

دوم اپنے اُس پر شوکت اور پر حکمت و معارف اور مشتمل بر پیشگوئیہا کلام سے جو اُس مدعی پر اترتی ہے

یہ دونوں قسم کلامی شہادت ہوتی ہیں۔

سوم۔ اُن تائیدات اور نشانات و آیات کو کرامات و معجزات کے ذریعہ سے جو کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں

چہارم اُس مولا رمخالف اور موافق سے جو کہ اس کے دعوی کے پہلے متصل چلتی ہے مخالف تو اسبات کو بتاتی ہے کہ جب مخالفت اس غایت درجہ کو پہنچی

ہے تو اب ضرور کوئی نہ کوئی مصلح آئیگا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ہو رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مصلح اتم و اکمل کی ضرورت پر گواہی دی تھی اور موافق اس بات کیطرف دلالۃ کرتی ہے کہ وہ مصلح فلاں فلاں اصلاح کرے گا جیسا کہ عرب میں ابی کبشہ وغیرہ کی ایک عظیم الشان کمیٹی اسبات کے واسطے قائم ہوئی تھی کہ شرک بڑی چیز ہے اور توحید ہی سمیع الخیرات ہے پس اسی کو پھیلانا چاہیے۔ اور اس ہوا نے صاف بتا دیا تھا کہ وہ مصلح شرک کو باطل کرے گا اور توحید کو پھیلا دے گا۔ یہ دونوں قسمیں خدائے قدیر کی فعلی گواہی ہوتی ہیں۔ پس اے میرے پیارے حافظ صاحب آپ حضرت صاحب کے دعوی کی صداقت کے واسطے پہلے چار شہادتیں تلاش کریں۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جسطرح خداوند کریم نے حضرت رسول اکرم خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے چار قسم کی شہادتیں بکثرت دی تھیں ہو بہو اسی طرح حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے صدق دعوی پر خداوند کریم نے چاروں شہادتیں بکثرت پیش کر دی ہیں لیکن افسوس یہی ہے کہ جسطرح احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سوچنے والے اور خوف خدا رکھنے والے دل بہت کم تھے اسی طرح غلام احمد صلی اللہ علیہما وسلم کے وقت میں بھی ایسے دل بہت کم ہیں۔ حافظ صاحب خط کی اور وقت کی تنگی مجھے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دیتی لیکن پھر بھی آپ کی محبت اور راستہ کا پر خوف ہونا مجھے مجبور کرتے ہیں کہ کچھ اور بھی آپ کے ساتھ چلا کروں۔ میرے پیارے حافظ صاحب چونکہ ایمانیات میں ایمان بالغیب مطلوب ہوتا ہے اور اصل غرض اسمیں قوت نظریہ کا امتحان ہوتا ہے اس لیے ہمارا شہادۃ میں بہت کچھ

اجمال اور استعارات سے غیبت کا رنگ چڑھایا جاتا ہے چنانچہ حضرت اشرف الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی جس قدر کتب سابقہ میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں یا پائی جاتی تھیں انمیں اجمال اور استعارات سے غیبت کا رنگ بہت کچھ موجود تھا۔ کیا یہی کچھ کم بات تھی کہ اخیری نبی اسرائیلی (مسیح) نے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بتایا کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نام جو پیدائش کے بعد رکھا گیا محمد تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور نبی ہونے تک وہ اسی نام سے بلائے جاتے تھے اور کبھی احمد کے نام سے مشہور نہ تھے۔ مسیح کا حال پہلی کتابوں میں صاف درج تھا کہ مسیح اُسوقت آئے گا کہ جب ایلیا نبی آسمان سے اُترے گا حالانکہ جب مسیح آئے تو ان سے پہلے کوئی ایلیا آسمان سے نہ اُترا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہ کہنا پڑا کہ انجیل میں میرا نام احمد ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو یہ کہنا پڑا کہ وہ ایلیا جو مجھ سے پہلے آنا تھا وہ یحییٰ بن ذکریا ہے۔ لیکن باوجود اس کے ایک سوچنے والے اور متقی دل کے واسطے تسلی کی گواہی میں اسقدر قرائن جمع ہوتے ہیں جو اس کے لیے بیّن ثبوت ہوتا ہے اور وہ استعارات کو استعارات قرار دیکر بیّنات کیطرف رجوع کر کے مطلب تک پہونچ جاتا ہے۔ خداوند کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اور پہلے انبیا کی معرفت یہ کہدیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خلیفہ مہدی اور مسیح ہوگا اس سے اگرچہ وہم ہو سکتا تھا کہ وہی اسرائیلی مسیح ہوگا جیسا کہ ایلیا سے وہی پہلا ایلیا سمجھا گیا تھا لیکن خداوند کریم نے ایسے امور جمع کر دیے جو کہ اہل بصیرت کے واسطے کافی گواہی ہیں کہ وہ مسیح اسرائیلی مسیح نہیں ہوگا بلکہ آں حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ایک شخص

ہوگا۔ چنانچہ خداوند کریم نے قرآن مجید
میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذریعہ سے صاف بیان کر دیا کہ حضرت
مسیح فوت ہو گئے ہیں چنانچہ قدیم تو ذلک
فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي - قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - فِيهَا تَحْيَوْنَ
وَفِيهَا تَمُوتُونَ - وغیرہ آیات سے
اُس کی موت کی گواہی دی آنحضرت صلعم
کے ذریعہ یہ گواہی دی کہ ایک سو بیس برس
کی عمر پاکر حضرت مسیح فوت ہو گئے۔
پھر یہ بھی گواہی دیدی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سب خلفاء اسی اُمت میں
سے ہوں گے اور اسی طور پر ہوں گے
کہ جس طور پر پہلے انبیا کے خلفا آتے
تھے چنانچہ صاف فرماتا ہے وَعَدَ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ - مِنْكُمْ نے صاف
بتا دیا ہے کہ اسی اُمت میں سب خلیفہ
ہوں گے اور کما بھی صاف بتا رہی
کہ اسی اُمت میں ہو پیدا ہوں گے کیونکہ پہلے
سب خلفا اسی اُمت میں ہوتے رہے
دوسرے یہ بھی بتا رہا ہے کہ وہ ایک پیدا
شدہ خلیفہ بنکر آوے گا اور یہ
بھی کہ وہ مجسم آسمان پر نہ ہوگا اور
نہ وہاں سے مجسم اُترے گا کیونکہ
پہلے خلفا میں ایسا کوئی نہیں پایا جاتا
اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حق میں قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ
ذِكْرًا رَّسُوْلًا - فرما کر بتا دیا کہ کسی نبی کا
آسمان سے اُترنا اس طور پر نہیں ہوتا
کہ زندہ آسمان سے مجسم اُتر آوے
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی
بھی گواہی دیدی کہ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ
پھر یہ بھی بیان کر دیا کہ حضرت مسیح اسرائیلی
کا اور حلیہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود محمدی
کا اور حلیہ ہے۔ وغیر ذٰلک۔

دوم جو کلام الٰہی حضرت اقدس امام
آخر الزمان علیہ السلام پر اُترا ہے
وہ اپنی پر شوکت تحدیوں اور معارف و
حکم اور سچی پیشگوئیوں پر مشتمل ہونے
سے بھی شہادت دے رہی ہے کہ
حضرت اقدس خلیفۃ اللہ اپنے دعویٰ میں
سچے ہیں۔

سوم تائیدات اس کثرت سے ہیں کہ
جنکا احصاء مشکل ہے۔ مسلمانوں کے
مولویوں صوفیوں بلکہ خواص و عوام نے
اور آریہ برہموں سماج دھرم سماج سکھوں
عیسائیوں وغیرہم نے اپنے ناخنوں تک
زور لگایا کہ یہ سلسلہ پامال ہو جاوے
اور جس وقت سے یہ مقابلہ شروع کیا حضرت
اقدس کے مرید انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے
لیکن کیا ہے اس کے کہ وہ پاک سلسلہ
گھٹتا اور نابود ہوتا خداوند قدیر نے
اس قدر تائید فرمائی کہ آج قریباً ۷۰ ہزار
انسان آپ کی بیعت میں داخل ہو گیا اور
معتقدوں اور حسن ظن رکھنے والوں کا
شمار نہیں کہ لاکھوں لاکھ لوگ دنیا میں
پائے جاتے ہیں اور بیعت میں رات دن
کثرت سے لگا تار داخل ہو رہے ہیں اور
جو مخالفت اُٹھا وہ بالآخر تھک کر بیٹھ
گیا اور وہ مرد میدان ہرگز نہ تھکا۔

بے شمار پیشگوئیاں قبل از
وقت شائع کی گئیں اور اپنے وقت پر
ٹھیک ٹھیک پوری ہوئیں جنکی دنیا
گواہ ہے باوجود پنجابی اور اُمّی ہونے کے
خداوند کریم نے آپکی ایسی تائید فرمائی
کہ آپ نے بہت سی کتابیں عربی زبان میں
بتائید ربی تحریر فرمائیں اور صاف دعویٰ
فرمایا کہ ان کی مثل کوئی نہ بنا سکے گا خواہ
کوئی عرب ہو یا عجم ہو مولوی ہو یا صوفی
ہو۔ چنانچہ تفسیر سورہ فاتحہ عربی
اعجاز المسیح میں جو مہر علی شاہ
کے مقابلہ پر تحریر فرمائی اس میں تمام صوفیوں
مولویوں عربوں عجموں کو مخاطب کر کے
فرماتے ہیں کہ اِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ
يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا التَّفْسِيْرِ لَا يَاْتُوْنَ
بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
ظَهِيْرًا اور اسی تفسیر ...

مسمی کرامات الصادقین میں بعد مطالبہ
مثلیت وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ وَاللّٰهِ
لَنْ تَفْعَلُوْا ہزار روپیہ انعام بھی
دینا چاہا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عرصہ
دراز گذر نے پر ان سخت عنید مولویوں
صوفیوں عربوں نے اس اُمّی پنجابی کی
کسی کتاب کی مثل اب تک نہیں بنائی
اور یقیناً وہ بنا بھی نہیں سکتے۔ حضرت
اقدس مرزا صاحب کے مقابلہ پر بڑی
بڑی ضخیم کتابیں تصنیف کی گئیں اور
مخالفوں نے ہزاروں روپے خرچ کیے
اور اپنے عزیز وقت آپ کی مخالفت میں
تباہ کرے مگر کسی نے ان قلیل الحجم
کتابوں میں سے ایک کی مثل بھی نہ بنا کر
دکھائی حالانکہ حضرت اقدس نے اپنے صدق
کا سب دار و مدار عدم اتیان مثل پر رکھا
تھا اور یہ بھی صاف بتا دیا اور تحریر کر دیا
تھا کہ مثلیت کے مصنف بھی انہیں سے
یعنی مخالفین میں سے مقرر کیے جاویں گے
پس جب اس حالت میں وہ اتیان مثل سے
عاجز رہ گئے تو ہم کیونکر نہ مانیں کہ وہ کتابیں
ایک معجزہ ہیں اور نیز یہ بھی کیوں نہ مانیں
کہ حضرت اقدس کی عدم اتیان مثلیت کی
پیشگوئی صادق ہو گئی۔ جبکہ یہ دلیل حضرت
اقدس کی صداقت پر یقیناً پائی جاتی ہے
اور اسی دلیل سے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت اور قرآن مجید کا کلام اللہ ہونا
ثابت کرتے ہیں پس ہم ہرگز تسلیم نہیں
کر سکتے کہ جو شخص حضرت اقدس کی صداقت
اس دلیل سے ثابت شدہ تسلیم نہیں کرتا
وہ آنحضرت صلعم کی نبوت اور قرآن مجید کا
کیونکر قائل ہے۔ قرآن کے قائل کے لئے حضرت
اقدس کی صداقت کے واسطے یہ کافی
دلیل ہے۔ الغرض کہ حضرت اقدس کے
ساتھ بیشمار تائیدات الٰہیہ ہیں کہ اس مختصر
سے خط میں اُن کا شمار بھی محال ہے

چہارم ہوا مخالف کا تو یہ حال ہے
کہ ضلالت اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ
گئی تھی اور موافق کا یہ حال ہے کہ جس
نوحہ کو قائم کرنے کے واسطے حضرت ...

آنے لوگ خود اس کے قریب آتے جاتے ہیں بہت سے عیسائی عیسیٰ کو ابن اللہ ماننے سے انکار پر ہیں چنانچہ اسوقت دنیا میں بڑی جماعت وہی ہے جو حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے یا خدا ہونے سے منکر ہوگئی ہے ہندوؤں میں آریہ فرقہ ایسا فرقہ نکلا کہ بُت پرستی سے صاف منکر اور توحید کا مدعی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اے میرے پیارے حافظ صاحب اب میں وقت کی تنگی سے اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ اور آپ کو اسقدر نصیحت کرتا ہوں کہ آپ دنیاوی خیالات اور ملاؤں کی تقلید اور حسد وغیرہ سے خالی ہوکر سوچکر ان امور پر غور کریں اور کیا ہی عمدہ ہو کہ آپ چندروز کے لیے یہاں آکر کتابیں بھی مطالعہ کریں اور رہا باقی بھی اپنے شکوک رفع کریں اور حضرت اقدس کی صحبت کے برکات کو بھی ملاحظہ کریں اگر یہ میسر نہ ہو تو کم از کم حضرت اقدس کی چند کتابیں منگوا کر مطالعہ کریں اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو بذریعہ خط بعض امور دریافت کرتے رہیں اور متواتر خداوند کریم سے دُعا مانگیں کہ خداوند تعالےٰ آپ پر حق کو ظاہر فرماوے۔

حضرت اقدس کا ایک اشتہار جو ابھی شائع ہوا ہے ارسال خدمت ہے۔ مجھے یہ بھی شوق ہے کہ اس خط اور اشتہار مرسلہ کو پڑھکر آپ مجھے لکھیں جسمیں آپ اپنے خیال و اعتقاد کا اظہار کریں یا جو شکوک ہوں وہ تحریر کریں۔ حافظ صاحب میں اُس خدائے علیم خبیر اور علیٰ کل شئ قدیر کی حلف کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کی صداقت مجھپر ایسی ظاہر ہوگئی ہے کہ جیسا آفتاب نصف النہار پر ہوتا ہے حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے سے میری ایمانی ترقی ایسی ہوئی ہے کہ موجودہ ایمان کی نسبت پہلے ایمانکو کفر صریح سمجھتا ہوں۔ بہت سے گناہ عیوب اور بہت مخفی در مخفی پر اطلاع ہوئی پس آپ بھی اس وقت کو غنیمت سمجھیں اور کوشش فرماویں یہانتک کہ لہم البشریٰ کی بشارت پاویں خداوند کریم مجھپر اور آپ پر رحم کرے۔ والسلام

الراقم سید محمد سرور از قادیان دار الامان

ابرِ رحمت

میں اس سے پہلے کہ اس سُرخی کی نسبت جو میں نے لکھی ہے دوستوں کو توجہ دلاؤں تمہید کے طور پر دو چار باتیں سنانی چاہتا ہوں جس سے اس لطیف سرخی کی قدر معلوم ہو اور واضح ہو کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت اقدس امام ہمام محبوب ذی الجلال والاکرام اکیلے تھے اور کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا اور دوسرا زمانہ وہ ہوا کہ براہین احمدیہ آپ کے قلم سے وہ نکلی کہ جس نے اپنی بے نظیری سے عالم کو حیران کردیا میں نے براہین احمدیہ میں جب اس آیت کلام الٰہی کو پڑھا جو آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ تو اس کیطرف مجھ خاص دل لگی پیدا ہوئی اور اپنی اُس حالت اور دل چسپی کی وجہ سے جو تصوف میں لگی ہوئی تھی بہت کچھ غور اور فکر کیا اور متصوفین کی کتابیں بہت کچھ دیکھیں لیکن کچھ تسلی نہ ہوئی اور کسی قسم کا اطمینان جیسا کہ ہونا چاہیے تھا حاصل نہ ہوا کیونکہ متصوفین نے اس حدیث کے معانی و شروح میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں اور لمبے چوڑے مضامین لکھے آخرکار میں نے سوچا کہ اب یہ حدیث حدیث نہیں بلکہ یہ ایک آیت آیات الٰہیہ میں سے ہوگئی ہے اور اس نے خدا کی طرف سے محدث و مرسل پر نازل ہوکر وحی متلو کا رنگ اختیار کرلیا پس اس کے معنی اُسی سے دریافت کرنے چاہییں کہ جو مامور و مرسل اور تمام مرسلوں کی صفات کا جامع ہے پس میں نے ایک روز حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت کنت کنزا الخ کے معانی میں صوفیا نے اور غیر دیگر علماء نے بہت کچھ زور لگائے آپ فرمائیں کہ اس جملہ مبارک کے کیا معنے ہیں فرمایا آسان معنی اس کے یہی ہیں کہ جب دنیا میں ضلالت اور گمراہی اور کفر و شرک اور بدعات و رسومات مخترعات پھیل جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس تک پہونچنے کی راہیں گم ہو جاتی ہیں اور دل سخت اور خشیت اللہ سے خالی ہو جاتے ہیں تو ایسے وقت اور ایسے زمانہ میں خدا تعالےٰ مخفی خزانہ کیطرح ہوجاتا ہے تو اس کے بعد خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ میں پھر دوبارہ ظاہر ہوں اور دنیا مجھے پہچانے تو خدا تعالےٰ کسی اپنے بندہ کو اپنے بندوں میں سے چن لیتا ہے اور اسکو خلعت خلافت عطا فرماتا ہے اُس کے ذریعہ سے وہ شناخت کیا جاتا ہے وہ پسندیدہ اور برگزیدہ بندہ خدا تعالیٰ کی محبت از سر نو خالی دلوں میں بھرتا اور اُسکی معرفت کے اسرار لوگوں پر ظاہر کرتا ہے ہر ایک زمانہ میں ابتدائے آفرینش سے یہی سنۃ اللہ اور یہی طریقہ جاری رہا ہے بالآخر ہمارے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا کہ لوگ معرفت الٰہی کو کھو بیٹھے صفات الٰہی میں کچھ کا کچھ اپنی طرف سے تصرف کیا اسماء اللہ سے غافل ہوگئے اُسکی کتابوں اور صحیفوں کو ترک کر بیٹھے اُس کے ند اور شریک بنالیے پس خدا تعالیٰ پوشیدہ خزانہ کیطرح ہوگیا تو خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنی معرفت اور محبت دیکر بھیجا تاکہ دنیا کو راہ راست پر لگایا جاوے پس اسی واسطے ہم تحریر سے تقریر سے توجہ سے دعا سے اپنے چال چلن سے بہ ہیبت پیشگوئیوں اور اسرار غیب سے جو خدا نے ہمیں عطا کیے اور معارف و حقائق و دقائق قرآنی سے ہدایت دن لگے ہوئے ہیں اور ہم کیا خدا تعالیٰ نے ہمارے سب کاروبار اور اعضا اور ہاتھ پاؤں اور ایک ایک حرکت و سکون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے جسطرح اُسکی مرضی ہوتی ہے وہ ہمیں چلاتا ہے اور ہم اُسی طرح چلتے ہیں ہمکو ہمیں کچھ اختیار نہیں ؎

خود کُنی و خود کنانی کار را
خود دہی رونق تو آں بازار را
ہر کسے چوں مہربانی می کُنی
از زمینی آسمانی می کُنی

پس براہین کے بعد حضرت اقدس کی تائید الٰہی

اسّی کے قریب کتابیں اور ایک لاکھ سے زیادہ اشتہار نکلے اور بعض وہ عربی کتابیں کہ جنکی نظیر لانے سے ہر طبقہ اور ہر مذہب کے انسان عاجز رہے مجھے یاد ہے کہ نور الحق کتاب عربی زبان میں لکھنے کے لیئے آپ آمادہ ہوئے تو آپکو مسجد مبارک میں صبح کی نماز کے بعد کہ خاکسار آپ کی کمر اور پیر اور گردن دبا رہا تھا یہ وحی ہوئی

ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بکتاب من مثلہ ہٰذی وقت

آپ نے یہ وحی ہمکو سنائی اور بشارت دی کہ اس کتاب کی مثل کوئی پیش نہیں کرسکتا خواہ دنیا جمع ہوجاوے اسوقت مولوی سید محمد احسن صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب اور چار پانچ اور صاحب بھی موجود تھے اور حضرت اقدس کے عدام کے اشتہاروں اور رسالوں کی تو کوئی حد نہیں ہے اور سالانہ سلسلہ جاری ہے آپ نے بارہا فرمایا کہ عبادت مفروضہ کے بعد عبادت اور وظیفہ یہی ہے کہ انسان خدا کے بندوں کی بھلائی اور ہدایت کے لیے کھڑا ہو تقریر سے خواہ تحریر سے خدا منشا یہی ہے خدا کی مرضی اسی میں پائی جاتی ہے مخالفوں کے سینی اشتہار و رسالے مٹائے جائیں گے اور یہ سلسلہ مبارک باقی رہجائیگا۔ جب براہین کے سوا اور کوئی کتاب نہ تھی میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت اقدس ایک وسیع مکان میں بیٹھے ہیں اور چاروں طرف آپ کے صدہا و ہزارہا کتابوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور آپ زور سے فرما رہے ہیں کہ لوگ یوں سمجھیں گے اس میگزین اور سلح خانہ کے ذریعہ سے منوائیں گے سو خدا تعالیٰ نے میرے خواب کا ظہور مجھے اور سب کو دکھایا کہ کسقدر تالیفات کا سلسلہ احمدی گروہ میں جاری ہے۔ پس اسی لحاظ سے کہ میں بھی خدا کا بھروسہ اختیار کرکے چاہتا ہوں کہ خدا کی مرضی کے مطابق ایک کتاب لکھوں جس کا نام **ابر رحمت** ہو اور وہ اس امام کے منجانب اللہ اور مبعوث ہونے اور آپ کے دعاوی اور حقیت کی صداقت میں ہو اور اسمیں آپ کے خصائل اور سوانح اور پہلے حالات اور ابتدائی واقعات سے لیکر آجتک جو گذرے بیان کیے جاویں اور وہ حالات بھی جو دشمنوں کی زبانی معلوم ہوئے یا دوستوں سے سُنے گئے اور آپ کے اخلاق و عادات و سیرۃ کیطور پر اور کمالات اور آپ کی سچائی کی حقیقتیں اور آپ کی سخاوت اور کرم اور حرکات و سکنات اور طرز عبادات اور معاشرت اور آپ کے صبح کے حالات شام کے حالات اور تقریر اور تحریر پر بحث کی جاوے اور دنیا کو آپ کی منجانب اللہ ہونیکی حقیت کا اظہار کر دیا جاوے اور ہر ایک بیان کو علحدہ علحدہ سُرخیاں ڈالکر کالشمس فی نصف النہار دکھا دیا جاوے کہ آپ صادق اور تمام انبیا و مرسلین کے نمونہ ہیں اور آپ کے وجود سے تمام نبیوں اور رسولوں کی صداقت ثابت ہوتی ہے خدا کی ہستی کے آپ زندہ ثبوت ہیں آج اگر دنیا میں آپ کا وجود نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ کی پرستش کرنے والا ایک فرد بھی انسانوں میں سے نہ ملتا۔ اگرچہ کتاب بڑی ہے لیکن میں نے رفاہ عام اور تبلیغ حق کے لیے ۲ روپی نسخہ قیمت رکھی ہے۔ جو صاحب اس کتاب کے لینے کی خواہش رکھیں وہ صاحب ۲ روپیہ میرے پاس بطور پیشگی قیمت روانہ فرما دیں تا کہ درخواست خریداروں کی تعداد معلوم ہوجاوے اور مجھے اس کے چھپوانے کے لیے سرمایہ میسر ہوجاوے اس کتاب میں بہت سے حالات حضرت کے اور بہت سا مجموعہ الہامات کا درج ہوگا اور وہ مسائل بھی درج ہونگے جنکی ہماری جماعت کو روز مرہ ضرورت پڑتی ہے۔ مجھے اس کتاب میں کچھہ تاجرانہ فائدہ مدنظر نہیں بلکہ یہ بات پیش نظر ہے کہ حق کی تبلیغ ہو اور سچائی دنیا میں پھیلے اور کوئی بڑی چیز نہیں۔ والسلام

خاکسار محمد سراج الحق نعمانی جمالی
از دار الامان قادیان

بیعت

کرم بخش صاحب۔ ریاست نابھا پنجاب
کریم بخش صاحب ساکن دھولن ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال
عبد اللہ صاحب " زوجہ کریم بخش صاحب "
غلام قادر صاحب " والدہ حسین بخش صاحب "
امام بخش صاحب " رشیدہ زوجہ " "
میاں محمد بلند صاحب " اللہ دتا صاحب "
الٰہی بخش صاحب " فقیر اللہ صاحب چوکیدار "
کرم الدین صاحب " کرم بی بی اہلیہ "
حاکم الدین صاحب " کرم بی بی ابنہ "
بی بی ابنہ "
کرم بی بی ابنہ "
رکن الدین صاحب معہ زوجہ و دختر ساکن فیروز والہ ضلع گجرانوالہ۔
مولا بخش صاحب۔ مالیر کوٹلہ۔
پیراں بخش صاحب۔ گوجرانوالہ۔
بی بی خانم۔ سکال گھر تھانہ چکوال ضلع جہلم
سید نذیر حسین صاحب۔ محلہ مہاجری فتح پور بسوہ۔
نور محمد صاحب۔ سیالکوٹ شہر
اللہ دین صاحب " امام الدین صاحب "
مہر بخش صاحب امام الدین صاحب ولد مائم "
مراد شاہ صاحب مستری چراغ الدین صاحب "
عبد الرحمن صاحب۔ انار کلی لاہور
محمد اسمعیل صاحب " زوجہ سلطان بخش "
منشی برکت علی صاحب۔ منٹگمری۔
اہلیہ و دختر مولوی غلام حسن صاحب سب رجسترار۔ پشاور۔
محمد نذیر صاحب ولد نور محمد صاحب سکرٹری انجمن اخوان الصفا۔ بٹالہ۔
محمد شریف صاحب "
سوہنے خانصاحب خاص منشانہ بنگہ ضلع جالندھر
میاں کوڑا صاحب "
نبی بخش صاحب حلاق "
زوجہ نواب خانصاحب مالیر کوٹلہ
محمد عبد العزیز خانصاحب کوٹھی نواب صاحب مالیر کوٹلہ ~~[illegible]~~۔

قریبانہ ارادت رکھتے ہیں اس لیے اس طریقہ سے تمام لوگوں کو بھی دل آزاری ہوئی ہے ۔ پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت میں پیسہ اخبار اگر عدا ترسی سے کام نہیں لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لا سے ڈرتا اور اس قدر دلیری سے کام نہ لیتا ۔

ان سب سے بڑھ کر ایک اور مغالطہ آمیز جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے جس میں تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن میں لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ بسبب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہیں ولعنۃ اللہ علی الکذبین ۔

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت توبہ کی ہے اور جنھوں نے اس کو اپنا امام ومقتدا تسلیم کیا ہے اور جس میں گورنمنٹ کے معزز دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ تاجر ڈاکٹر پلیڈر اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہیں اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہیں اُن کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک یہ جماعت بہت قریب پہونچنے والی ہے انکو اس خبر نے سخت دھوکا دیا ہے ۔ حضرت اقدس کی صحت کی خبر انکی جان پرور اور روح افزا ہے وہ یقیناً اسی سے جیتے ہیں اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر انکی جان اور روح پر اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۔ پھر پیسہ اخبار نے اس بد خبر سے جو بالکل جھوٹ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہیں جن میں پیسہ اخبار کے حوالہ سے حضرت اقدس کی صحت کے متعلق استفسار تھے ۔ یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخ دلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کرنا چاہتے لیکن کیا کسی نا عاقبت اندیش کو اس سے یہ سبق لینا ضروری نہیں ہے کہ وہ جرأت اور جسارت کرکے بیحیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے ؟ ۔

پیسہ اخبار کو ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی بیماری درد ریح اور پھر اس سے شفایاب ہو جانے کی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اس کے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنج دہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے ۔

بہر حال یہ جھوٹ ہیں جو پیسہ اخبار نے بولے ہیں اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے ۔ اور آیندہ ان لوگوں کی تحریروں کو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہمجنس اسکو لکھدیتے ہیں اور اپنے آپکو مخمصہ میں نہ ڈالے ۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی جھوٹی خبروں کے مخزن زیادہ قادیان کے سماجی ہیں جنمیں نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید ۔

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبریں اسے پہونچائی ہیں ۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اس طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبروں کے دینے والے کا مناسب نوٹس لیں ۔

ہم اس کے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ۔

آخر میں پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے ۔

ہم پیسہ کے اڈیٹر سے بڑھ کر اس معاملہ میں پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہیں جنھوں نے بازاری خبروں پر اعتبار نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا ۔

پیسہ اخبار کا اڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے

کتاب آیات الرحمن

مصنفہ حضرت علامہ زمان فاضل عصر جناب مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب امروہوی ختم فیضہ بجواب کتاب عصائی موسیٰ مصنفہ بابو الٰہی بخش صاحب لاہوری چھپکر طیار ہوگئی ہے حضرت مقدس سید کریم النسب ممدوح نے جس خوبصورتی اور معقولی ومنقولی طرز میں پر عصائی موسیٰ کا رد فرمایا ہے وہ بیان نہیں آسکتا درحقیقت آیات الرحمن کو ناظرین لیکر پڑھے بغیر رہا نہیں جاتا اور بعد ختم کے ایک افسوس رہ جاتا ہے کہ یہ کتاب کیوں ختم ہوگئی اور پھر لطف یہ ہے کہ اس کتاب کے بار بار پڑھنے سے بار بار لطف حاصل ہوتا اور نئے نئے معارف کھلتے ہیں

قطعہ

ارض وسما ہیں سارے ثنا خوان احمدی
لوگو جلوہ دکھا میں تمہیں شان احمدی
مشاد وسرو و لالہ و گل اور تو بہا
جوبن پہ آ رہا ہے گلستان احمدی
توحید کی جو مے سے ہیں سرشار آج کل
چلتے ہیں جھوم جھوم کے مستان احمدی

تثلیث اور توحید

جہاں تک میں سوچتا ہوں ان لوگوں کے لیے جو خدا تعالے کے وجود کو مانتے اور اس کی ہستی اور اسکی تمام پاک صفات اور جزا سزا پر ایمان رکھتے ہیں سب سے ضروری امر یہ ہے کہ وہ نجات کے صحیح طریقہ کو تلاش کریں اور خدا کے قدیم قانون قدرت اور صحیفہ فطرت اور اس کی پاک کتابوں کی تعلیم کی کھلی کھلی شہادتوں سے اور نیز جو اس کی کتابوں پر ایمان لانے والے فرقے ہیں انکی کثرت رائے سے اور دوسرے زندہ ثبوتوں سے اگر یہی ثابت ہوتا ہے کہ بغیر مسیح کے خون کے نجات نہیں اور بغیر عقیدہ تثلیث کے رہائی نہیں تو اس صورت میں بڑا گناہ ہوگا کہ اس عقیدہ کو قبول نہ کیا جاوے کیونکہ جس جگہ یہ تمام امور اکٹھے ہوں گے ممکن نہیں کہ وہ امر غلط ہو لہذا ضروری ہے کہ اسوقت ان پانچوں پہلوؤں پر نظر ڈالیں اور پھر جو نتیجہ نکل سکتا ہے معزز ناظرین کو اس کی اطلاع دیدیں *

نجات کے بارے میں جس طریق کی طرف مسیحی واعظان دعوت کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ نجات ان دو باتوں پر موقوف ہے اول یہ کہ ایک شخص اس طرح پر تثلیث پر ایمان لاوے کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس کو ایک وجود سمجھے اور پھر تین بھی اور ان کا تین ہونا عقیدہ رکھے اور پھر ایک بھی (۲) اور دوسری بات یہ کہ وہ اس بات پر ایمان لاوے کہ یسوع مسیح نے صلیب کے ذریعہ سے کل

اس لعنت سے پورا حصہ لیا جو شیطان اور اس کے گروہ کے لیے قدیم سے طیار کی گئی تھی۔ اور اس طور سے اپر ایمان لانے والے اس لعنت کے پہلوں اور نتیجوں سے بچائے گئے جو کفر اور ظلم اور طرح طرح کی بدکاریوں کا خیال دلوں میں ڈالتی اور بے ایمانی کی راہ سکھاتی اور دلوں کو اندھا کر دیتی اور خدا سے بیزار اور جدا کر دیتی ہے اور ایسے لوگ جو اس لعنت سے حصہ لیتے ہیں ان کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ شیطان کے وارث ہو کر بے ایمان اور خدا سے برگشتہ ہو جائیں اور ہمیشہ کے جہنم میں جائیں کیونکہ لعنت شیطان کے منہ کا سیاہ داغ ہے۔

مگر یسوع مسیح نے دنیا سے یہ محبت کی کہ ایسی مہلک اور خطرناک لعنت جو ایمان کی دشمن ہے جس کے ایسے مہلک اور خطرناک نتیجے ہیں اپنے باپ سے درخواست کر کے اپنے ہی دل پر وارد کرالی۔

یہ وہ دو باتیں ہیں جن پر مسیحی صاحبوں کے عقیدہ کے رو سے نجات موقوف ہے لیکن افسوس کہ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ نہ تو خدا کا قانون قدرت اور نہ صحیفہ فطرت ان کا مصدق ہے اور نہ اس کی پاک کتابوں میں انکی کوئی گواہی پائی جاتی ہے اور نہ کوئی زندہ ثبوت انکا مؤید ہے اور نہ اہل کتاب کی کثرت رائے نے انکی سچائی پر مہر لگائی ہے۔

قانون قدرت اور تثلیث

اول تثلیث کو دیکھو تو خدا کا قانون قدرت بالکل اس کے مخالف ہے۔ خدا نے ہر ایک بسیط چیز کو کروی شکل پر پیدا کیا ہے جو توحید سے نہایت مناسب ہے دیکھو آفتاب و ماہتاب ستارے زمین سب کروی شکل پر ہیں یہاں تک کہ عناصر کی شکل بھی کروی ہی ثابت ہوتی ہے۔ اگر پانی کے ایک قطرہ کو دیکھو تو اسکو بھی کروی شکل کا ہی پاوگے اب ظاہر ہے کہ اگر تثلیث کا مسئلہ صحیح ہوتا تو ہر ایک بسیط کی سہ گوشہ شکل ہونی چاہیے تھی اور ضروری تھا کہ آسمان کے ستارے اور زمین کے عناصر سہ گوشہ شکل رکھتے تا تثلیث پر انکی دلالت ہوتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو اپنی ذات میں مثلث ہو۔ مگر اسکے ہاتھ سے نکلے ہوئے تمام بسائط کروی شکل رکھیں اب خوب غور کر لو کہ خدا کا قدیم قانون قدرت تثلیث کے عقیدہ کی کچھ بھی تائید نہیں کرتا بلکہ اس کی نفی کرتا ہے

صحیفہ فطرت اور تثلیث

اب جب کہ قانون قدرت سے تثلیث پر کوئی شہادت پیدا نہ ہوئی تو ہم صحیفہ فطرت کو دیکھتے ہیں کہ کیا اس میں سے تثلیث پر کوئی گواہی ملتی ہے تو فی الفور ثابت ہوتا ہے کہ صحیفہ فطرت بھی مسئلہ تثلیث کا ایسا ہی مخالف ہے جیسا کہ قانون قدرت۔ حضرات عیسائی صاحبان اسبات کو مانتے ہیں بلکہ کتاب میزان الحق میں پادری ڈاکٹر فنڈل صاحب نے اسبات کا اقرار کر لیا ہے کہ اگر کسی جزیرہ میں ایسے لوگ موجود ہوں جنکو انسانی عقل دی گئی ہے اور تثلیث کی تعلیم ان تک نہیں پہونچی تو ان سے قیامت کو محض توحید کی باز پرس ہوگی تثلیث کی باز پرس نہیں ہوگی۔ اب دیکھیے کہ اگر انسان کے صحیفہ فطرت میں تثلیث کی شریعت موجود ہوتی تو ضرور ایسے لوگوں سے جو اس کے منکر ہیں اور عقل رکھتے ہیں گو تثلیث کی تعلیم ان تک نہیں پہونچی خدا کا مواخذہ ہوتا۔ اگر صحیفہ فطرت میں صانع حقیقی کی طرف سے کوئی تثلیث کا نقش بھی موجود ہے تو کیا وجہ کہ اسپر عملدرآمد نہ کرنے سے باز پرس نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ شریعتیں جو انسانوں کو نبیوں کی معرفت ملی ہیں وہ باطنی شریعت کا

حضرت اقدس کا خط

احمدی قوم کے نام

مدرسہ کی ضروریات کے لئے جناب مرزا خدا بخش صاحب کے متعلق۔

ذیل میں ہم حضرت حجۃ اللہ کا ایک گرامی نامہ جو حضور علیہ السلام نے احمدی قوم کے نام لکھا ہے ہم درج کرتے ہیں وہ مطالب اور مقاصد خود اسی سے واضح ہوں گے جن کے لیے یہ کرامت نامہ لکھا گیا ہے جناب مرزا خدا بخش صاحب دارالامان سے اسی غرض کے لیے ۱۰ ماہ حال کو روانہ ہوتے ہیں

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جمیع اخوان و احباب ایں سلسلہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سب سے پہلے مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر دل میں جوش مارتا ہے جس نے میری جماعت کو سچی ارادت اور محبت اور ہمدردی عطا فرمائی ہے اگر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ توفیق ان کو ہرگز نہ دی جاتی کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدم پر اس حد تک اطاعت کرتے کہ باوجود اپنی مالی مشکلات اور کمی آمدن کے اپنی طاقت سے بڑھ کر خدمت مالی میں مصروف ہوتے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان سب کے مالوں میں برکت دے اور یہ نصرت اور اعانت جو وہ دینی اغراض کی تکمیل کے لیے کر رہے ہیں خدا تعالیٰ دونوں جہانوں میں ان کی بھلائی کا موجب کرے آمین ثم آمین

بعد اس کے اے عزیزان اسوقت اخویم میرزا خدا بخش صاحب کو آپ صاحبوں کی خدمت میں اس غرض سے روانہ کیا جاتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مدرسہ قادیان کی قائمی کے لیے جو آمدن ہونی چاہیئے اس کی حالت بہت ابتر ہے اور اگر یہی حال رہا تو پھر اس مدرسہ کا قیام مشکل ہے اگرچہ ہمارے سلسلہ کے لیے جو اصل غرض ہماری زندگی کی ہے کوئی عمدہ اور معتد بہ نتیجہ ابھی تک اس مدرسہ سے پیدا نہیں ہوا مگر اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ اگر پوری احتیاط اور انتظام سے کام لیا جاوے تو پیدا ہو سکتا ہے۔ زمانہ حال میں حکمت عملی پر چلنے والے جسقدر فرقے ہیں انہوں نے مان لیا ہے کہ سادہ دلوں پر اثر تعلیم ڈالنے کے لیے جس قدر سریع الاثر اور پائدار یہ طریق ہے اور کوئی طریق نہیں اسی لیے وہ لڑکے جو پادریوں کے سکولوں کالجوں میں پڑھکر اور ایک مدت تک ان کے زیر اثر رہ کر جسقدر خراب ہوتے اور نفرت دل سے اسلام کے دشمن ہو جاتے ہیں اسقدر وہ لوگ نہیں جو محض روپیہ کے لالچ سے عیسائی ہوتے ہیں سو جب کہ دلوں پر اثر ڈالنے کا ایک یہ بھی طریق ہے تو ہم کیوں اسمیں پیچھے رہیں بہرحال اس **مدرسہ** کا قائم رہنا اسی بات پر موقوف ہے کہ ہماری جماعت کی اس طرف بھی پوری توجہ ہو۔ بباعث اس سلسلہ کے ابتدائی حالت کے ہر ایک شاخ میں مشکلات تو بہت ہیں **منارہ** کے لیے ابھی روپیہ کافی نہیں بعض **کتابیں** جن کے لیے ارادہ ہے کہ کم سے کم **بیس بیس ہزار** چھپ جائیں ان کے لیے کچھ بھی سامان نہیں **مہمان خانہ** کے لیے بعض ضروری عمارتوں کی ضرورت ہے ان کے لیے روپیہ نہیں لیکن یہ ایسے ہم ہیں کہ ابھی ہماری جماعت کی طاقت سے خارج معلوم ہوتے ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ ان غموں کو خدا تعالیٰ ہمارے دل پر سے دور کرے لیکن اگر ہماری جماعت کی توجہ ہو تو قادیان کے **مدرسہ** کے قائم رہنے کے لیے بالفعل بہت مدد کی ضرورت نہیں اگر **ایک ہزار آدمی چار چار آنے ماہواری** اپنے ذمہ قبول کرے تو **۲۵۰ اڑھائی سو روپیہ** ماہواری مدرسہ کو مل سکتا ہے اور زود تر کے بعد فیس کی آمدن بھی ہو سکتی ہے غرض اس مشکل کے دور کرنے کے لیے **مرزا خدا بخش صاحب** کو روانہ کیا جاتا ہے ہر ایک صاحب جو اس کام کیلیے کوئی مدد تجویز فرماویں وہ لنگرخانہ سے اس مدد کو مخلوط نہ کر دیں یہ اختیار ہوگا کہ اگر مقدرت نہ ہو تو لنگرخانہ کی رقم . . . سے جو ان کے ذمہ ہے کچھ کم کرکے اسمیں شامل کر دیں مگر اسکو بالکل الگ رکھیں اور یہ رقم بخدمت محبی عزیزی اخویم **نواب محمد علیخان صاحب** بمقام قادیان یا جسکو وہ تجویز کریں آنی چاہیئے تا حساب صاف رہے کیونکہ لنگرخانہ کا روپیہ میرے پاس پہونچتا ہے اور یہ کام وقت سے خالی نہیں کہ پہلے مدرسہ کا روپیہ میرے پاس پہونچے اور پھر میں وہ روپیہ کسی دوسرے کے حوالہ کروں بالفعل یہ تمام کاروبار مدرسہ **نواب صاحب** موصوف کے ہاتھ میں ہے پس انہیں کے نام روپیہ آنا چاہیئے بہرحال اس مدرسہ کے لیے کوئی خاص رقم مقرر ہونی چاہیئے جو ماہ بماہ آیا کرے میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ قائمی مدرسہ بامید اس نیک نتیجہ کے ہے جس کے ہم امیدوار ہیں اسی لیے ہم اس سلسلہ کے ضروری اخراجات میں اسکو شریک کرتے ہیں والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

الراقم المتفقر الی اللہ الصمد

غلام احمد

عافاہ اللہ و ایّد

لیکن ظل ہیں انسان کسی امر کے قبول کرنیکے لیے مکلف نہیں ہو سکتا جس کا باطنی شریعت کے نقوش میں نام و نشان نہ ہو اور باطنی شریعت ہمکو صرف یہ سکھلاتی ہے کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے مگر اس کا مثلث یا مربع ہوتا اور تین اقنوم سے مرکب ہوتا یہ ایک ایسا امر ہے کہ انسانی فطرت پر کوئی نقش اسکا نمایاں نہیں یہی وجہ ہے کہ گو انسانوں نے بیہودہ حیلہ جوئیوں کے طور پر ہزار ہا کھو کھا دیو یاں اور دیوتے اپنی طرف سے تراش لیے ہیں مگر باوجود اس کے پھر بھی انکو ماننا پڑا کہ خدا ایک ہے۔ پس کیا وجہ کہ باوجود اسقدر وسیع تکلف کے دلوں نے کثرت معبودوں پر آرام نہ کیا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ صحیفہ فطرۃ نے انکو ایات کے لیے مجبور کیا کہ وہ خدا واحد کو مان لیں ❋

اب جبکہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت دونوں تثلیث کے منکر ثابت ہو تو یہ دیکھنا باقی رہا کہ نبیوں کی پاک کتابوں کی کھلی کھلی کیا تعلیم ہے میری دانست میں بائبل نے باوجود صدہا تغیر تبدل کے جو اس میں واقع ہوئے توحید کی تعلیم کو ایسے پورے طور پر انجام دیا ہے کہ توریت سے ملاکی نبی تک تمام کتابیں توحید کی تعلیم پر زور دے رہی ہیں اور اس سے پر ہیں نمونہ کے طور پر دیکھو توریت۔ خروج ۳۴/۱۴ دانیال ۳/۲۸ یسعیا ۴۴/۸ و یسعیا ۴۵/۵ و ۱۸ یرمیاہ ۱۰ ہوسیہ ۱۳/۴ زبور ۸۶/۱۰ نحمیہ ۹ تواریخ کی پہلی کتاب ۱۶ الیاہی اور صدہا مقامات پر ان کتابوں میں کھلی کھلی توحید کی تعلیم ہے اور اگر انجیل کی تعلیموں کو دیکھا جائے جن کے تحریف کرنے میں سخت کوشش کی گئی ہے تو ان میں بھی کھلی کھلی تعلیم توحید کی ہی ثابت ہو گی اور تثلیث کا نام و نشان نہیں ہو گا ایک شخص جو خدا سے خوف کرتا اور کوئی حصہ حیا اور انصاف کا اپنے اندر رکھتا

نبیوں کی کتابوں کی بنیاد توحید

ہے وہ اگر ان تمام کتابوں کی کھلی کھلی تعلیم جو توحید کے بارے میں ہے ترازو کے ایک پلہ میں رکھے اور دوسرے پلہ میں عیسائی مذہب کے وہ توہمات رکھے جو بعض پیشگوئیوں کے غلط معنوں سے یا انجیل کے بعض ان فقروں سے جو استعارات کے رنگ میں ہیں بنائے گئے ہیں اور پھر ایک نظر اس ذخیرہ پر ڈالے جو توحید کا ذخیرہ ہے اور ایک نظر ان چند توہمات پر جو حضرت مسیح کے خدا بنانے کے لیے تراشے گئے ہیں تو میری دانست میں وہ نہایت آسانی سے سمجھ جائے گا کہ خدا کی کتابوں سے یہ امید رکھنا کہ تثلیث ثابت ہو ایسی ہی امید ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک پھونک مار کر آفتاب کی روشنی دور کرنا چاہے کیا کوئی شخص یہ بات منہ پر لا سکتا ہے کہ جس صفائی اور تصریح اور تاکید اور بار بار کی وصیت سے صدہا مرتبہ توریت اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں توحید کیطرف بلایا گیا ہے وہی صفائی اور تصریح اور تاکید اور بار بار کی وصیت تثلیث کے بارے میں بھی پائی جاتی ہے حاشا و کلا ہر گز ہر گز نہیں اور اگر یہ تاکید پائی جاتی ہے تو میں سب سے پہلے قبول کروں گا ورنہ ہمیں نہیں چاہیے کہ خدا کر بیخوف ہو کر محض توہمات کی بنیا دپران دلائل کو پھینک دیں جو قطعیۃ الدلالۃ ہیں اگر توہمات سے ہی کام لینا ہے تو پھر ان ہندوؤں کا کیا گناہ ہے جو راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب کو خدا بنائے بیٹھے ہیں اس قسم کے خداؤں کی دنیا میں کمی نہیں۔ یہ کسقدر ظلم ہے کہ دوسرے کے حق میں ابن اللہ وغیرہ ہونیکے الفاظ یا اسی قسم کے اور استعارات جو بائبل میں موجود ہیں پائے جائیں تو وہ لوگ سب انسان رہیں کوئی خدا نہ بنے لیکن جب وہی الفاظ بلکہ ان سے کمتر یسوع مسیح کے حق میں سمجھے گئے یا خیال کیے گئے اور وہ بھی صرف اعتقادی طور پر نہ یقینی

قصوں سے تو ان سے حضرت مسیح خدا بنگئے اگر اسی طرح کسی کو خدا بنا سکتے ہیں تو گو تانبے سے سونا بنانا محال ہے ہو مگر خدا بنانے کا نسخہ نہایت سہل ہے لیکن کیا تم ایسے خدا پر بھروسہ کر سکتے ہو جسکو تم نے خود بنایا۔ !

اب جبکہ خدا کی کتابوں سے بھی تثلیث کا کچھ پتہ نہ چلا تو آؤ ہم یہ بھی دیکھ لیں کہ کیا اہل کتاب کی کثرۃ رائے نے تثلیث کو صحیح عقیدہ قرار دیا ہے ظاہر ہے کہ بائبل کے اول وارث یہودی تھے اور ان میں ایک مستقل اور کامل شریعت لانے والا موسیٰ تھا جسنے نہ صرف توریت کو بنی اسرائیل کے حوالہ کیا بلکہ خود مفسرین کو اس کے تمام معنی سمجھا بھی دیے اور توریت کی ہر ایک کتاب میں توحید کی تعلیم پر زور دیا گیا اور سخت تاکید کی گئی کہ ان تعلیموں کو حفظ کرو اور اپنی آستینوں اور اپنی چوکھٹوں اور اپنے دروازوں کی پیشانیوں پر لکھو اور انکو ڈرایا گیا کہ اگر تم ان تعلیموں کو بھولوگے تو طرح طرح کی بیماریوں اور زہرناک پھوڑوں اور پھنسیوں اور دوسری آفات ارضی و سماوی سے ہلاک کیے جاؤ گے اور تم دیوانہ اور مجذوم ہو کر مرو گے اور تعلیم پر توجہ دلانے کے لیے صرف دھمکی ہی نہیں دی گئی بلکہ امیدیں بھی دلائی گئیں اور علاوہ اس کے یہ بھی انتظام کیا گیا کہ چودہ سو برس تک ان میں سلسلہ نبوۃ برابر چلا آیا ان پر بے نبی کی کوئی زمانہ نہ آیا اور خود حضرت موسیٰ نے انکو اپنے مرنیکے وقت بیوہ عورت کیطرح نہیں چھوڑا بلکہ خدا کے حکم سے بلا توقف یشوعا نبی کو اپنا قائم مقام کر دیا اور پھر یہ سلسلہ نبیوں کا ایسا برابر ان کی محافظت کرتا آیا کہ دنیا میں اسکی کوئی بھی نظیر نہیں۔ خدا اپنے تعصبوں سے خالی ہو کر سوچو کہ کیا ممکن تھا کہ یہودی توریت کی تعلیم کو جو توریت کا

اصل مقصود تھا جس کو انھوں نے صدہا نبیوں کی معرفت سنا تھا اور جس کی نسبت ہمیشہ ان کو تازہ بتازہ سبق ملتا تھا اور جس پر عملی طور پر ان کے باپ دادے پابند چلے آتے تھے ایسا بھول جاتے کہ تثلیث اور کفارہ سے بالکل انکاری ہو جاتے۔ خدا کی ذات اور صفات کی نسبت جو توریت کی تعلیم تھی وہ صرف قصوں کے رنگ میں توریت میں نہیں تھی بلکہ یہودیوں کے دلوں میں ڈالی گئی تھی۔ ان کے بچے اور بوڑھی عورتیں بھی اس تعلیم سے خبر رکھتی تھیں +

جب کہ تثلیث اور کفارہ مسیح سے انکار کرنا ایسا سخت کفر ہے کہ جس کے ترک کرنے میں ابدی جہنم کی سزا ہے تو کیونکر خیال میں آسکتا ہے کہ نبیوں نے اس عقیدہ کی تعلیم کو گول مول بیان کیا ہو کہ اس صورت میں بڑا فرض ان کا تو یہی ہونا چاہیے تھا کہ وہ بار بار ایسے عقیدہ کو کھول کھول کر بیان کرتے اور کوئی ایسا لفظ مُنہ پر نہ لاتے جو عقیدہ کے منافی ہوتا پس یہ انھوں نے کیا کیا کہ تمام کتابوں کو توحید کی تعلیم سے بھر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف توحید ہی یہودیوں کے ذہن نشین ہو گئی۔ اگر نبی لوگ تثلیث کی مسلسل تعلیم دیتے چلے آتے اور اپنی بعثت کی علت غائی اسی کو ٹھیراتے تو کیونکر ممکن تھا کہ یہودی اس تعلیم سے بے خبر رہ سکتے جبکہ اصل مدار نجات کا تثلیث اور خون مسیح تھا تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ موسیٰ اور دوسرے نبیوں نے اس اہم مسئلہ کو کیوں چھپایا اور شائع نہ کیا اور اگر شائع کیا تھا تو کیا وجہ کہ توریت میں اس تعلیم کا نام و نشان نہیں پایا جاتا اور کیا وجہ کہ یہودیوں کے تمام فرقے اس تعلیم سے ایسے بےخبر رہے جیسا کہ ایک مسلمان کا بچہ ہندوؤں کے دیوتا اور پوجا کے طریقوں اور بت پرستی کے منتروں سے بےخبر ہوتا ہے۔ یہ بات کسکو معلوم نہیں کہ یہودی نہ آج سے بلکہ قدیم سے تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے یہی گواہی دیتے آئے ہیں اور اب بھی دیتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں تثلیث اور کفارہ کا نام و نشان نہیں اور نہ خدا کے دنیا میں مجسم ہو کر آنے کی ان کو اُمید دلائی گئی ہے۔ فرض کیا کہ یہودی فاسق تھے ظالم تھے خونی تھے لیکن اسقدر بے انصافی نہیں چاہیے کہ ہم یہ رائے ظاہر کریں کہ انھوں نے اتفاق کر کے تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کو جو ان کے ایمان کا مدار ہونی چاہیے تھی توریت میں سے نکال دیا اور بجائے اس کے ایک سادہ توحید جو بالکل قرآن کے موافق ہے توریت میں لکھدی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ہزاروں اختلافات کے جو یہودیوں میں پائے جاتے ہیں اس بات میں ان کے تمام فرقے متفق ہیں کہ کبھی ان کو تثلیث اور کفارہ کی تعلیم نہیں دی گئی۔ ان دنوں میں کئی فاضل یہودیوں سے خط و کتابت کر کے ان سے یہ امر استفسار کیا گیا کہ آپ لوگوں کو جیسا کہ انجیل سے انکار ہے ویسا ہی قرآن سے بھی ہے۔ اس لیے ہم آپکو قسم دیکر پوچھتے ہیں کہ کیا خدا کے بارے میں توریت کی تعلیم عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث اور کفارہ سے مشابہ ہے یا قرآن کی تعلیم سے مشابہ تو انہوں نے بڑی صفائی سے جواباً خطوط بھیجے اور تحریر کیا کہ توریت میں خدا کے بارے میں سراسر توحید کی تعلیم ہے ایک حرف بھی توریت کی تعلیم کا ایسا نہیں ہے کہ تثلیث اور کفارہ پر دلالت کرتا ہو اور لکھا کہ وہ تعلیم قرآن کی تعلیم کے بالکل موافق اور تثلیث اور کفارہ کی تعلیم سے بالکل مخالف اور منافی ہے اور توجہ دلائی کہ توریت موجود ہے اور نبیوں کی تمام کتابیں موجود ہیں خود دیکھلو کہ ان میں تثلیث اور کفارہ کی تعلیم کہاں اور کدھر ہے۔ وہ چٹھیات انکی ہمارے دفتر میں موجود ہیں اور خود یہودی ہمارے اس برٹش انڈیا میں بکثرت پائے جاتے ہیں ہر ایک براہ راست دریافت کر سکتا ہے۔

بیشک ایک خدا خوف اور طالب حق آدمی کو اس موقعہ پر غافلانہ طور پر نہیں گذرنا چاہیے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ الٰہی مدرسہ میں سب سے پہلے تعلیم پانے والے یہودی ہیں جو خدا کی قوم کہلاتے رہے ہیں پس اس سے زیادہ دنیا میں کونسا حیرت افزا واقعہ ہوگا کہ باوجودیکہ توریت کی تعلیم کو تازہ کرنے کے لیے چودہ سو برس تک متواتر نبی آتے رہے اور کثرت انبیا کی وجہ سے کسی اجتہاد کی بھی حاجت نہ ہوئی مگر پھر بھی یہودی تثلیث اور کفارہ کے مسئلہ سے بیخبر رہے اگر یہی مدار نجات تھا تو ان صدہا نبیوں کی زندگی پر افسوس ہے جو یہودیوں کی تعلیم کے لیے بھیجے گئے اور پھر ان کو اصل تعلیم سے بیخبر رکھتے رہے کیا یہ مقام غور نہیں کہ یہودیوں میں ایک بھی کوئی ایسا فرقہ نہیں کہ جس نے ایک ذرہ گمان بھی کیا ہو کہ ان کی نجات تثلیث اور کسیکی صلیبی موت پر موقوف ہے پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر عیسائیوں کے فرقے سب کے سب تثلیث کے قائل ہوتے تب بھی ایک عیسائی کو خوش ہونے کے لیئے کوئی بات ہاتھ میں ہوتی مگر اب عیسائیوں کے لیے کسقدر تلخی اور ناخوشی کا مقام ہے کہ اندرونی ثبوت نے بھی ان پر خدا کی حجت پوری کر دی اور قرآن شریف کے نزول کے زمانہ میں بھی وہ فرقے موجود تھے جنکا قرآن شریف میں ذکر موجود ہے۔

اب جبکہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت اور یہودیوں کی پاک کتابوں اور یہودیوں کی اتفاق رائے اور خود عیسائیوں کے بعض فرقوں کی شہادت سے بھی ثابت ہوا کہ تثلیث اور کفارہ مسیح کا مسئلہ نہ عقل سے ثابت ہے اور نہ نقل سے

حضرت مسیح کی ولادت آدم کی ولادت سے بڑھ کر نہیں

تو اب پانچواں امر یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا حضرت مسیح میں کوئی ایسی خاص بات ہے جس سے ان کی نسبت خدائی کا گمان پیدا ہو سکتا ہے سو جہاں تک انسانی طاقتیں زور سے گواہی دے سکتی ہیں ہم اس گواہی کو پوری بصیرت اور پورے زور سے ادا کرتے ہیں کہ کوئی بھی امر ایسا نہیں جس سے حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہو جو اُن کی خدائی کا گمان پیدا کرتی ہو ہاں بار بار اُن کی ولادت کو پیش کیا جاتا ہے مگر ہم تو اُس پہلے انسان کو بھی خدا نہیں کہہ سکتے جس کے باپ اور ماں دونوں نہ تھے اور ہم روز دیکھتے ہیں کہ صدہا کیڑے بغیر ذریعہ ماں باپ کے پیدا ہوتے رہتے ہیں تو کیا ہم انکو خدا قرار دیدیں یا خدا کے بیٹے سمجھ لیں کیا کریں ہماری دانست میں قرآن نے حضرت مسیح اور اُن کی ماں پر ایک بڑا احسان کیا ہے جو یہود کے بہتان کو اپنی تصدیق سے رد کر دیا اور حضرت مسیح کی ولادت کو اسطور سے مان لیا جس سے حضرت مریم کی پردہ پوشی ہوگئی ورنہ یہودی اُسکی ولادت کی نسبت جو کچھ کہتے ہیں وہ اس لائق نہیں کہ اسجگہ اُس کا ذکر بھی کیا جائے غرض حضرت مسیح کی ولادت میں کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یونانی اور ہندی طبیبوں نے اس کی نظیریں دی ہیں کہ کبھی انسان محض ماں کے مادہ سے بغیر باپ کے نطفہ کے پیدا ہو سکتا ہے۔

ابن اللہ کی حقیقت

ہاں شاید کوئی یہ کہے کہ حضرت مسیح کا اپنے تئیں ابن اللہ کہنا انکی خدائی کی دلیل ہے تو اُسکا یہ جواب ہے توریت صدہا خدا کے بیٹوں سے بھری پڑی ہے بلکہ یعقوب کی نسبت یہ فقرہ ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پہلوٹا بیٹا ہے اور صرف خدا کے بیٹوں کا ذکر نہیں بلکہ بعض جگہ تو خدا کی لڑکیوں کا بھی ذکر ہے اور ایک آیت میں یہ بھی ہے کہ تم سب خدا ہو اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ وہ تمام بیٹے غیر حقیقی تھے مگر مسیح خدا کا حقیقی بیٹا تھا اصل بات یہ ہے کہ عیسائیوں نے اس خیال میں بہت دھوکا کھایا ہے عارف جانتے ہیں کہ یہ عادت الٰہی ہے کہ خدا اپنے جن خاص بندوں سے پیار کرتا ہے کبھی ایسے لفظ اُن کے حق میں بیان کر دیتا ہے کہ ایک جاہل ان الفاظ کو دستاویز پکڑ کر بآسانی اُن کو خدا بنا سکتا ہے آدم کو بھی انجیل میں خدا کا بیٹا لکھا ہے پس کیا وہ درحقیقت خدا کا بیٹا ہے۔ پہلا مقدمہ تو یہی پیش آیا ہے ذرا اسکا تو فیصلہ کرو۔

یہ تو ان انبیا کا حال ہے جنکا ذکر توریت میں ہے اور اگر اسی طرح کوئی خدا بن سکتا ہے تو ہم اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کی رو سے بآسانی ٹھہرا سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ اُن کے حق میں فرماتا ہے **ید اللہ فوق ایدیھم** یعنی یہ خدا کا ہاتھ ہے جو تمہارے ہاتھوں پر ہے اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور پھر ایک اور آیت میں فرمایا ہے **قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا** یعنی کہہ اے میرے بندو تم رحمۃ الٰہی سے نومید مت ہو تمہارے سب گناہ بخشے جائیں گے۔ اب اس آیت میں تمام دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے قرار دیا گیا اور نہ صرف یہی بلکہ انکو گناہ بخشنے کا اختیار بھی دیا گیا اب بتاؤ اس سے زیادہ نقلی طور پر خدائی کا اور کیا ثبوت ہوگا اسی طرح اور بہت سی آیات قرآن شریف کی ایسی ہیں کہ اگر چاہو تو ان آیات سے آنحضرت صلی اللہ

قرآن کریم کے الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں

علیہ وسلم کی خدائی ایسی صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے کہ اُن کے مقابل پر حضرت مسیح کا ابن اللہ ثابت کرنا ایک باطل خیال ہے اور نہ صرف یہی بلکہ غلبہ اور قدرت جو الوہیت کی ضروری صفت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ہی پایا جاتا ہے اس بات کو غور کر کے دیکھو کہ جب آنجناب نے دعوی نبوت کیا تو تمام قومیں آپ کی دشمن ہوگئی تھیں کیونکہ آپ دنیا کی تمام قوموں کو اسلام کی طرف دعوت کرتے تھے اس لیے تمام قوموں نے آپ کے نابود کرنے کا ارادہ کیا اور ایذا رسانی میں کسی نے کمی نہ رکھی بلکہ بعض بادشاہوں نے بھی کوشش کی کہ آپ کو گرفتار کر کے قتل کر دیں جسمیں وہ نامراد رہے پھر وہ کیا راز تھا جسکی وجہ سے آپ تمام دنیا کے حملوں سے بچتے رہے؟ وہ آپ کی روح کا خدا سے ایک عمیق در عمیق تعلق تھا جو کسی انسان کو اُس کی مانند نہ ہوا اور نہ ہوگا۔ آپ خدا کے لیے غیرت مند تھے اور خدا آپ کے لیے۔

یہودا حواری نے صرف تیس روپے لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا جس سے ظاہر ہے کہ حواریوں پر حضرت مسیح کے تقوے کا کیا اثر تھا لیکن آنجناب کے اصحاب چونکہ آپ کو بالکل خدا کا مظہر دیکھتے تھے اس لیے برعکس یہودا حواری کے انھوں نے اپنے گھروں کے تمام عزیز مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھدیے اور آنحضور نے اپنے پاک نبی کے سامنے وہ صدق دکھلایا جس کی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے کون اس یقین کے سمندر کی پیمائش کر سکتا ہے جو ان کے دلوں میں موجیں مار رہا تھا گویا وہ آنحضرت کے چہرہ کو خدا کا چہرہ دیکھتے تھے مگر معلوم نہیں کہ حواریوں کے دلوں میں حضرت مسیح کی نسبت کیا خیالات تھے جو پطرس جیسے بہشت کی کنجیوں کے مالک نے بھی

نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ حضرت مسیح پر لعنت بھیجی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے ایک دنیا نے منصوبے کیے لیکن کچھ بھی نقصان نہ کرسکے بلکہ جسنے سر اٹھایا وہی مارا گیا چنانچہ جب بدبخت خسرو پرویز شاہ ایران آنجناب کے خون کا پیاسا ہوا اور اپنے سپاہی گرفتاری کے لیے روانہ کردیے تو ایک رات بھی اُسپر گذرنے نہ پائی کہ خدا نے اُس کی خبر لے لی حالانکہ ثابت نہیں کہ آپ نے اُس کی ہلاکت کے لیے کوئی دعا بھی کی ہو بلکہ جب سپاہیوں نے پکڑنے کے لیے پیغام پہونچایا تو آپ نے انھیں فرمایا کہ یہ میرا کام نہیں ہے اسکا جواب خدا تعالیٰ دیگا تب دوسری صبحکو کہہ دیا کہ آج میرے خداوند نے رات کو تمھارے خداوند کو قتل کردیا دیکھو مظہر الوہیت اسے کہتے ہیں کہ ایک تو خسرو پرویز نے آپ کی گرفتاری کا ارادہ کیا اور دوسری طرف آسمانی حکم سے بلا توقف ملک الموت اُس کی جان لینے کے لیے ایران میں پہنچ گیا۔

اس واقعہ کے مقابل پر جب ہم حضرت مسیح کی گرفتاری کا واقعہ دیکھتے ہیں تو نہایت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یسوع مسیح کی ساری رات کی دعاؤں کا کچھ بھی اثر نہوا ناحق بے آرام رہے اور نیند بھی ضائع کی اور صبح ہوتے ہی انکی گرفتاری کے لیے رومی سلطنت کا ایک سپاہی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا اور یسوع مسیح کو گرفتار کرکے دن کے دس بجنے سے پہلے ہی حوالات میں جاکر داخل کردیا یہی خدائی تھی جسکا یہ انجام ہوا۔ ہم کسی شخص کا خدا سے کامل تعلق کس طرح اور کیونکر سمجھہ لیں جبتک خدا کا فضل امتیاز کے ساتھ اسی دنیا میں اُسپر نہ دیکھہ لیں مسیح وہ شخص ہے کہ جس نے دعائیں کیں اور باقرار حضرات مسیحیان وہ دعائیں قبول نہوئیں اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ مرد خدا ہے کہ جس کی تائید بغیر دعا کے بھی ہوتی رہی

یہی وجہ ہے کہ جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس مرد کی تائید میں خدا کی مددیں بارش کیطرح برس رہی ہیں تو وہ اُسپر فدا ہوگئے اور بھیڑ بکری کی طرح اُس کی راہ میں ذبح کیے گئے اور صدق سے جانیں دیں اور اگر خدا کے دین میں کسی انسان کی پرستش جائز ہوتی تو وہ دنیا کی سب مصنوعی خداؤں میں سے اسی برگزیدہ کو بڑا خدا سمجھتے جس ادب اور اطاعت کو انھوں نے ہمارے سید نبی اللہ کی نسبت اختیار کیا کبھی موسیٰ کی آنکھہ نے نہیں دیکھا اور نہ مسیح کو دیکھنا نصیب ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مقابل پر حواریوں کی ایمانی کیفیت دیکھنی ہو تو یہودا کا نمونہ باربار غور کرکے دیکھو اور اگر یہ نہیں تو حواریوں کے سردار پطرس کی آخری گواہی انجیل میں پڑھ لو۔ یاد رہے کہ حواریوں کے یہ ناحق کے خوف تھے یہود نے کبھی انکو ایک طمانچہ بھی نہیں مارا تھا اور خود وہ لوگ حضرت مسیح کی اپنی ہی قوم کے تھے اور وہ بھی بباعث گم ہوجانے اکثر فرقوں کے بہت تھوڑے رہ گئے تھے اور ذلت میں بسر کرتے تھے تاہم حواری لوگ حضرت مسیح کی زندگی میں کوئی وفاداری کا کام دکھلا نہ سکے کسی کی ذرہ سی جھڑکی سے بھی الگ ہونے کو طیار ہوجاتے تھے کیا یہی اثر اس شخص کے وعظوں کا ہونا چاہیے جو خدائی کی قوتیں لیکر ظاہر ہو۔ غرض خدائی جلال محمدی زندگی سے ہی نمایاں ہے نہ یہ کہ ادنیٰ ادنیٰ لوگوں سے مار کھاتے پھریں اور کچھہ خدا کی تائید ظاہر نہو۔

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جبکہ مذکرہ بالا کے رو سے حضرت مسیح کی کوئی خدائی کی خصوصیت ثابت نہ ہوسکی تو کیا آپ کے اخلاق کے رو سے آپکی خدائی پر کوئی دلیل قائم ہوسکتی ہے مگر افسوس کہ اس تلاش میں بھی ہم ناکام رہے اور ہماری راست پسندی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم گواہی دیں کہ حضرت مسیح کا ایک نیک خلق بھی عقلی طور پر ثابت نہیں ہوسکا کیونکہ اخلاق دو قسم کے ہیں ایک (۱) بعض دولت اور ثروت کی حالت میں ثابت ہوتے ہیں (۲) اور بعض ایسی حالت میں کہ اول عاجزانہ طور پر زندگی بسر کرکے دشمنوں سے طرح طرح کے دُکھہ اُٹھائیں اور پھر انتقام لینے کے لیے پوری قدرت پالیں۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ ان دونوں حصوں میں سے حضرت مسیح کے نصیب میں کوئی حصہ بھی اخلاق کا نہیں ہوا۔ اگر وہ دولت اور ثروت کا زمانہ پاتے اور انواع اقسام کی فیاضیاں اور سخاوتیں اُن سے ظاہر ہوتی تو ہم کہہ سکتے کہ وہ فی الحقیقت سخی اور فیاض تھے جنھوں نے اپنے وقت میں بیواؤں کو یتیموں کو مسکینوں کو بھوکوں کو قحط زدوں کو اپنے مال سے مدد دی۔ مگر اب ہم کس ثبوت کی بنا پر اُن کا نام سخی یا جواد رکھیں۔ اور اگر وہ دُکھہ دیے جانے کے بعد قدرت اور حکومت کا زمانہ پاتے اور اپنے دشمنوں پر قابو پاکر پھر انکو بخشدیتے اور انتقام نہ لیتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ بڑے عفو اور درگذر کرنیوالے تھے مگر اب انکے عفو کا ثبوت کیا دیں کا کوئی خلق ثابت نہیں اور تاریخی واقعات کے ذریعہ سے ایک ذرہ بھی اخلاقی نیکی انکی ثابت نہیں ہوسکتی یہ اور بات ہے کہ ہم اپنے نیک خیال سے انکو اچھا اور بزرگ نبی سمجھتے ہیں ایسا خیال ہمارا محض ایمانی رنگ میں ہے نہ عرفانی اور تحقیقی رنگ میں کیونکہ کوئی عقلی دلیل ہمارے ہاتھہ میں نہیں۔

لیکن جب اُن کے مقابل پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر نظر ڈالتے ہیں تو اعلیٰ درجہ کے ثبوت بیرآں جناب کے دونوں قسم کے اخلاق ہمیں دکھائی دیتے ہیں عقل اور انصاف دونو ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم آپ کے اخلاق فاضلہ کا اقرار کرلیں کیونکہ آپ کی سخاوت کے متعلق بڑے بڑے کافروں نے گواہی دی ہے۔ باقی آیندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم اللہ اوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

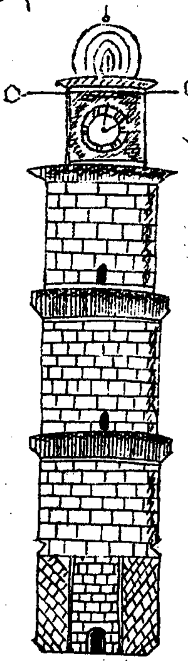

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر ئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۴ | دار الامان قادیان ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ | جلد ۶

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ و شکر نعمت صفحہ ۱

۲ — دوستوں کی نظر خدا کے لئے / ڈائری کا اقتباس / مرد وں کا جی اٹھنا / حضرت مسیح موعود کی قوت ایمانی

۳ — تبلیغ کا جوش / مسیح کی قبر کی اشاعت / پان حقہ پر نصیحت / عصائے موسیٰ کا مصنف / اسلام میں جبر نہیں ہوا / اسلام کا عظیم الشان اعجاز / درازی عمر کا راز

۴ — حکمت ایمانیا نزا ہم بخوان / ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے / این درگہ ما درگہ نومیدی نیست

کلمات طیبات ۵ و ۶

عورتوں کو تبلیغ ۶ و ۷

یسوع ناصری ۸ - ۹

تثلیث اور توحید ۱۰

" " ۱۱

" " ۱۲

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مع اہل بیت تندرست ہیں اور نزول المسیح نام ایک کتاب لکھ رہے ہیں جو اعلیٰ درجہ کے ولایتی کاغذ پر چھپ رہی ہے ✦

(۲) مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرۃ حکیم الامت بھی بخیریت ہیں ✦

(۳) گولڑوی کی کتاب جو اس نے بزعم خود اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے جواب میں لکھی ہے آ گئی ہے تعجب کی بات ہے کہ جواب تو اعجاز المسیح کا اور کتاب اردو میں۔ اعجاز المسیح کے مقابلہ میں لکھی ہوئی کتاب تو چاہئے تھی فصیح بلیغ عربی زبان میں ہوتی۔ یہ کتاب کیسی ہے اور پیر صاحب نے کہاں سے لیکر لکھی ہے عنقریب اس کا راز طشت از بام ہوا چاہتا ہے ✦

(۴) اس ہفتہ میں لاہور سے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بابو غلام محمد صاحب اور میاں غلام حسین صاحب کلرک تشریف لائے۔ اور کپورتھلہ سے میاں ظفر احمد صاحب اور میاں عزیز الرحمٰن اور میاں محمد یوسف خان صاحب افسر باورچی خانہ سرکار مہاراجہ کپورتھلہ صاحب۔ خانصاحب باوجودیکہ وہ ایک بڑے متمول اور دولتمند آدمی ہیں۔ لیکن بڑے خلیق اور ملنسار اور منکسر ہیں ✦

(۵) بیعت کرنیوالوں کے نام کالم بیعت میں درج ہیں ✦

(۶) دار الامان میں بارش ہو گئی اور فصل خریف کی تخم ریزی شروع ہے۔ اور ابھی صبح و شام بادلوں سے آسمان گھرا رہتا ہے ✦

شکر نعمت

خدا کا شکر ہے کہ محض اس کے فضل و کرم سے دفتر الحکم کی تعمیر کا کام قریب الختم ہوا اور اب دفتر کرایہ کے مکان سے اُٹھکر اپنے مکان میں آ گیا۔ چنانچہ یہ نمبر اپنے ہی دفتر میں ایڈٹ کیا گیا ہے جن احباب نے اس تعمیر میں مجھے مدد دی ہے خدا تعالیٰ خود اُن کی جزا ہو آخر میں الحکم کے ناظرین سے معافی چاہتا ہوں کہ اس مصروفیت کی وجہ سے ان کی پوری خدمت نہیں کر سکا اور خدا سے مدد چاہتا ہوں کہ میں اس قصور خدمت کی تلافی کرنیکی قوت پا سکوں

دوستو اک نظر خدا کے لئے

سید الخلق مصطفٰے کے لئے

رک نہین سکتا دلِ مجبور والمدا اندلون
دیکھکر جو ہو رہا ہے شور برپا اندلون
وا ے بر حالِ مسلمانان سمجھ سکتے نہین
کیون ہوئے جاتے ہین طاعونی نوالا اندلون
اک مسیحِ وقت کی خاطر عزیز و بے خطا
افترا تم نے بھلا کیا کیا نہ باندھا اندلون
کر چکا تھا شرک وجہل اپنا تصرف جابجا
غیرتِ حق نے ہر اک کو توڑ ڈالا اندلون
صدقے اس فضل وکرم کے اور اس احسان کے
کھل گیا رفع و توفی کا معما اندلون
پھیک گئی عجب اب نئی روح قالب توحید مین
دھوم ہے تجدید کی چاروطرف کیا اندلون
سینکڑون بھولے بھٹکے اور بگڑتے بن گئے
بحرِ رحمت نے جو آکر جوش مارا اندلون
شانِ جباری کے صدقے اور قربان کیون نہون
لطف کا اپنے دکھایا کیا نمونا اندلون
چھوڑ دو فسق و فجور و شرک اور سب بدعتین
ہین یہی طاعون کا باعث سراپا اندلون
دل مین اور اعمال مین اک پاک تبدیلی کرو
اور نیا حاصل کرو کچھ زہد و تقوی اندلون
مین چلے دل کے پھپھولے توڑنیوالا نہیں
خوب روشن ہے خدا پر میرا شیوہ اندلون
ہے بقولِ ملہمِ صادق مسافر کی دعا
کھولدے ہر اک پہ اصلیت خدایا اندلون

راقم مسافر

اشعار

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہون انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستان کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

(ڈائری کا اقتباس)

مردونکا جی اُٹھنا ہم خدا تعالےٰ کے اُسی قانونِ قدرت کو مانتے ہین جو قرآن شریف مین بیان ہوا ہے جو مردہ ایسے ہین کہ قبر مین رکھے جاتے ہین اور انکے پاس ملائکہ آتے ہین ان کی نسبت قرآن شریف کا یہی فتوی ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت مگر برنگ دیگر غیر حقیقی موت مین احیا بھی ہوتا ہے چنانچہ اس قسم کے واقعات خود ہمارے ساتھ بھی پیش آئے ہین چنانچہ مبارک کے متعلق .... اس قسم کی موتین فیمسک التی قضی علیہا الموت سے نہین اور وہ یہ احیا ہے جس پر ہم ایمان لاتے ہین کہ مردہ جی اُٹھتا ہے۔

غرض خدا تعالےٰ نے جو قانون باندھا ہے اسے ہم مانتے ہین اگر اس پر اعتبار نہ کرین اور یقین نہ لائین تو امان اُٹھ جاتا ہے پس خدا تعالےٰ کا قانون قدرت جو کتاب اللہ مین درج ہے اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہم اسبات پر بھی ایمان لاتے ہین کہ خدا تعالےٰ اپنی صفات کے خلاف نہین کرتا۔ مثلاً کوئی کہے کہ خدا تعالےٰ قادر ہے تو کیا خودکشی بھی کرلیتا ہے؟ ہم اس کے جواب مین کہینگے کہ کبھی نہین کیونکہ لہ الاسماء الحسنی کوئی صفت اس سے منسوب نہین کرسکتے وہ اپنی صفاتِ قدیمہ کے خلاف نہین کرتا غرض احیاء موتے اور قانون قدرت کے متعلق ہمارا یہی مذہب ہے کہ ہم اس احیاء کے قائل ہین جو قرآن شریف نے بیان کیا اور وہ قانونِ قدرت ہمارا امام ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے یورپ کا فلسفہ اور اس کی محدود تحقیقین ہمارے لئے رہبر نہیں ہوسکتی ہین (۱۴ ۶/۲)

حضرت مسیح موعود کی ایمانی قوت ہم اپنے خدا تعالےٰ پر یہ قوی ایمان رکھتے ہین کہ وہ اپنے صادق بندہ کو کبھی ضائع نہیں کرتا حضرت ابراہیم کی طرح اگر وہ آگ مین ڈالا جاوے۔ تو وہ آگ اس کو جلا نہیں سکتی ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایک آگ نہیں اگر ہزار آگ بھی ہو تو وہ جلا نہین سکتی۔ صادق اس مین ڈالا جاوے تو ضرور بچ جاویگا ہمکو اگر اس کام کے مقابلہ مین جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے آگ مین ڈالا جاوے تو ہمارا یقین ہے کہ آگ جلا نہیں سکیگی اور اگر شیرون کے پنجرہ مین ڈالا جاوے تو وہ کھا نہ سکین گے۔ مین یقیناً کہتا ہون کہ ہمارا خدا وہ خدا نہین جو اپنے صادق کی مدد نکرسکے بلکہ ہمارا خدا قادر خدا ہے۔ جو اپنے بندون اور اس کے غیرون مین مابہ الامتیاز رکھ دیتا ہے اگر ایسا نہو تو پھر دعا بھی ایک فضول شے ہو۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ جو کچھ مین خدا تعالیٰ کی نسبت بیان کرتا ہون اس کی قوتین اور طاقتین اس سے بھی کروڑ در کروڑ درجے بڑھکر ہین جن کو ہم بیان نہین کرسکتے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اگر قریش مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کو پکڑ کر آگ مین ڈالدیتے تو وہ آگ ہرگز ہرگز آپ کو جلا نہین سکتی تھی اگر کوئی محض اس بنا پر کہ آگ اپنی تاثیر نہین چھوڑتی انکار کرے تو وہ خبیث اور کافر ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے جب ان سب دشمنون کو مخاطب کرکے یہ کہدیا فکیدونی جمیعاً تم سب مکر کرکے دیکھلو مین اس کو ضرور بچالونگا پھر اگر کوئی یہ وہم بھی کرے کہ آگ ڈالتے تو معاذ اللہ جل جاتے یہ کفر ہے قرآن شریف سچا ہے اور خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہین وہ کوئی بھی حیلہ اور فریب آپ کی جان لینے کے لئے کرتے اللہ تعالےٰ ضرور ان کے گزند سے محفوظ رکھتا جیسا کہ محفوظ رکھکر دکھادیا۔ خواہ وہ صلیب کا مکر کرتے خواہ آگ مین ڈالنے کا غرض کوئی بھی کرتے آخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وعدے کے موافق صادق ثابت ہوتے جیسا کہ ہوئے۔ حسب طرف

ہم اپنی جماعت کو کھینچنا چاہتے ہین وہ بھی عظیم الشان مرحلہ خدا شناسی کا ہے اور ہم یقین رکھتے ہین کہ انشاءاللہ تعالیٰ

آہستہ آہستہ سب کچھ ہوجاویگا + ۱۴ ۲/۷

تبلیغ کا جوش ہمارے اختیار مین ہو تو ہم فقیرون کیطرح گھر بگھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کرین اور اس ہلاک کرنیوالے شرک اور کفر سے جو دنیا مین پھیلا ہوا ہے لوگونکو بچالین + اگر خدا تعالیٰ ہمین انگریزی زبان سکھادے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کرکے تبلیغ کرین اور اسی تبلیغ مین زندگی ختم کردین خواہ مارے ہی جاوین +

مسیح کی قبر کی اشاعت یورپ مین یورپ اور دوسرے ملکونمین ہم ایک اشتہار شائع کرنا چاہتے ہین جو بہت ہی مختصر ایک چھوٹے سے صفحے کا ہو تاکہ سب اسی پڑھ لین اس کا مضمون اتنا ہی ہو کہ مسیح کی قبر سری نگر کشمیر مین ہے جو واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے اس کے متعلق مزید حالات اور واقفیت اگر کوئی معلوم کرنا چاہے تو ہم سے کرے اس قسم کا اشتہار ہو۔ جو بہت کثرت سے چھپوا کر شائع کیا جاوے

پان حقہ وغیرہ پر نصیحت حدیث مین آیا ہے د

من حسن الاسلام ترک مالا یعنیہ

یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہو وہ چھوڑ دیجاوے۔

اسیطرح پر یہ پان۔ حقہ۔ زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزین ہین۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزون سے پرہیز کرے کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان انکا بفرض محال نہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہین اور انسان مشکلات مین پھنس جاتا ہے مثلاً قید ہو جاوکر تو روٹی تو ملیگی لیکن بھنگ۔ چرس یا اور منشی اشیاء نہیں دیجاویگی یا اگر قید نہو کسی ایسی جگہ مین ہو جو قید کے قائمقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہین۔

عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہین چاہیئے شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہو کہ ان مضر صحت چیزونکو مضر ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ نشون اور تقویٰ مین عداوت ہے افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے طبی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھکر ہے اور جس قدر قوی لیکر انسان آیا ہے انکو ضائع کر دیتی ہے۔

عصائے موسیٰ کا مصنف منشی الہی بخش مولوی عبد اللہ غزنوی اور اور اس کے مسیح موعود ؑ دوسرے رفیق اعتراض کرتے ہین کہ مین بید مشک اور کیوڑہ کا استعمال کرتا ہون۔ یا اور اس قسم کی دوائیان کھاتا ہون تعجب ہے کہ حلال اور طیب چیزون کے کھانے پر اعتراض کیا جاتا ہے اگر وہ غور کرکے دیکھتے اور مولوی عبد اللہ غزنوی کی حالت پر نظر رکھتے تو میرا مقابلہ کرتے ہوئے ان کو شرم آجاتی مولوی عبد اللہ کو بیویونکا استغراق تھا اس لئے انڈے اور مرغ کثرت سے کھاتے تھے یہانتک کہ آخیر عمر مین شادی کرنا چاہتے تھے میری شہادت ملسکتی ہے کہ مجھے کیوڑہ وغیرہ کی ضرورت کب پڑتی ہے مین کیوڑہ وغیرہ کا استعمال کرتا ہون جب دماغ مین اختلال معلوم ہوتا ہے یا جب دل مین تشنج ہوتا ہے خدائے وحدہ لاشریک جانتا ہے کہ بجز اس کے مجھے ضرورت نہین پڑتی۔ بیٹھے بیٹھے جب بہت محنت کرتا ہون تو یکدفعہ ہی دورہ ہوتا ہے۔ بعض وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ قریب ہے کہ غش آجاوے اس وقت علاج کے طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے اور اسی لئے ہر روز باہر سیر کو جاتا ہون +

مگر مولوی عبد اللہ جو کچھ کرتے تھے یعنی مرغ۔ انگور۔ انڈے وغیرہ جو استعمال کرتے تھے اس کی وجہ کثرت ازدواج تھی اور کوئی سبب نہتھا +

انبیاء علیہ السلام ان چیزونکو استعمال کرتی تھے مگر وہ خدا کی راہ مین فدا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی گھبراتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مار کر کہتے اے عائشہ ہمکو راحت پہونچا آنحضرت کے لئے تو سارا جہان دشمن تھا پھر اگر ان کے لئے کوئی راحت کا سامان نہ ہو تو یہ خدا کی شان کے ہی خلاف ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے کہ جیسے کافور کے ساتھ دو چار مرچین رکھی جاتی ہین کہ اڑ نہ جاوے +

اسلام مین جبر نہین ہوا اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہ تعلیم اور تربیت کے لئے کرتا ہے چونکہ شوکت کا زمانہ دیر تک رہتا ہے اور اسلام کی قوت اور شوکت صدیون تک رہی اور اس کے فتوحات دور دراز تک پہونچے اس لئے بعض احمقون نے سمجھ لیا کہ اسلام جبر سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم ہے لا اکراہ فی الدین اس امر کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے اسلام جبر سے نہیں پھیلا اللہ تعالیٰ نے خاتم الخلفا کو پیدا کیا اور اس کا کام یضع الحرب رکھکر دوسری طرف لیظہرہ علی الدین کلہ قرار دیا یعنی وہ اسلام کا غلبہ ملل ہالکہ پر حجت اور براہین سے قائم کرے گا۔ اور جنگ وجدال کو اٹھادیگا وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہین جو کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار کرتے ہین +

اسلام کا عظیم الشان اعجاز اسلام کا سب سے بڑا اور عظیم الشان معجزہ جس کی نظیر کہین نہیں ملسکتی وہ اس کی حقانیت اور روشنی ہے نہ کسی پہلو سے شرمندہ نہین ہوتا تمام حقائق اور صداقتین اسلام مین موجود ہین ہر ایک پہلو سے کامل سب کے حملونکا جواب دیتا ہے اور دوسرون پر ایسا حملہ کرتا ہے کہ اس کا

جواب نہیں ہوسکتا۔

درازی عمر کا راز ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو لیکن بہت ہی کم ہیں وہ لوگ جنھوں نے کبھی اس اصول اور طریق پر غور کی ہو جس سے انسان کی عمر دراز ہو قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض یعنی جو نفع رسان وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے اللہ تعالے نے ان لوگون کو درازی عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دوسرے لوگون کے لئے مفید ہین حالانکہ شریعت کے دو پہلو ہین۔ اول خدا تعالی کی عبادت۔ دوسرے بنی نوع سے ہمدردی۔ لیکن یہان یہ پہلو اس لئے اختیار کیا ہے کہ کامل عابد وہی ہوتا ہے جو دوسرون کو نفع پہنچائے۔ پہلے پہلو مین اول مرتبہ خدا تعالے کی محبت اور توحید کا ہے۔ اسمین انسان کا فرض ہے کہ دوسرونکو نفع پہونچائے اور اس کی صورت یہ ہے۔ ان کو خدا کی محبت پیدا کرے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے۔ جیساکہ **وتواصوا بالحق** سے پایا جاتا ہے انسان بعض وقت خود ایک امر کو سمجھ لیتا ہے لیکن دوسرے کو سمجھانے پر قادر نہین ہوتا اس لئے اس کو چاہئے کہ محنت اور کوشش کرکے دوسرونکو بھی فائدہ پہونچاوے۔ ہمدردی خلائق یہی ہے کہ محنت کرکے دماغ خرچ کرکے ایسی راہ نکالے کہ دوسرون کو فائدہ پہونچا سکے تاکہ عمر دراز ہو اما ما ینفع الناس کے مقابل پر ایک دوسری آیت ہے جو دراصل اس وسوسہ کا جواب ہے کہ عابد کے مقابل نفع رسان کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور عابد کی کیون نہین ہوتی؟ اگرچہ مین نے بتایا ہے کہ کامل عابد وہی ہوسکتا ہے جو دوسرونکو فائدہ پہنچاوے لیکن اس آیت مین اور بھی صراحت ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم۔ یعنی ان لوگونکو کہدو کہ اگر تم لوگ ربکو نہ پکارو تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے یا دوسرے الفاظ مین یون کہہ سکتے ہین کہ وہ عابد کی پروا کرتا ہے۔ وہ عابد زاہد جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ بنون اور جنگلون مین رہتے اور تارک الدنیا تھے۔ ہمارے نزدیک وہ بودے اور کمزور تھے کیونکہ ہمارا مذہب ہے کہ جو شخص اس حد تک پہنچ جاوے کہ اللہ اور اس کے رسول کی کامل معرفت ہو جاوے وہ کبھی خاموش رہ سکتا ہی نہین وہ اس ذوق اور لذت سے سرشار ہوکر دوسرونکو اس سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔

حکمت ایمانیان را ہم بخوان یقین ایک ایسی شے ہے جو انسان کو ایک قوت اور شجاعت عطا کرتا ہے یقین معلومات سے بڑھتا ہے اور جب معلومات وسیع ہون تو یقین کی قوت سے ایک ماتحت اپنے افسر کے سامنے اپنے مقصد کو بیان کرنے سے نہین ڈرتا لیکن اگر معلومات کم ہون تو یقین مین بھی ایک قسم کی کمزوری ہوگی اور پھر خواہ وہ افسر بھی ہو تو اُسے بھی دبنا پڑتا ہے

یہ صحیح بات ہے کہ زندگی اور طاقت تب پیدا ہوتی ہے جب پورا علم ہو اس وقت انسان اپنے آپکو مشکلات مین ڈالتا ہوا بھی پروا نہیں کرتا جیسے صحابہ جو یقین اور معرفت کے نور سے بھر کر دلین ایک قوت اور شجاعت رکھتے تھے وہ بادشاہون کے سامنے کس دلیری سے جا بولے۔

یقین ایسی چیز ہے جو موت کو بھی آسان کردیتا ہے اسی لئے شہادت کی موت سہل اور آسان ہے۔

اگر ایک پکے مسلمان کو قتل کی دھمکی دی جاوے تو وہ قتل اس کو سہل معلوم ہوگا یقین ایک روحانی سکن ہے۔

شہادت کی موت والا دنیا اور طول امل کو طاق پر رکھ دیتا ہے۔ غرض انسان کو یقین حاصل کرنا چاہئے اس سے پہلے کہ وہ فلسفا اور طبیعات مین ترقی کرے۔

اے کہ خواندی حکمت یونانیان
حکمت ایمانیان را ہم بخوان

جس نے حکمت ایمان نہین پڑھی وہ مردہ پرست ہی رہا۔

ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے جون جون انسان بڈھا ہوتا جاتا ہے دین کی طرف بے پروائی کرتا جاتا ہے۔ یہ نفس کا دھوکہ اور سخت غلطی ہے جو موتکو دور سمجھتا ہے۔ موت ایک ایسا ضروری امر ہے کہ اس سے کسی صورت مین بچ نہین سکتے اور وہ قریب ہی قریب ہے ہر ایک نیا دن موت کے زیادہ قریب کرتا جاتا ہے مین نے دیکھا ہے کہ بعض آدمی اوائل عمر مین بڑے نرم دل تھے لیکن آخر عمر مین آکر سخت ہوگئے ایسا کیون ہوتا ہے؟ نفس دھوکہ دیتا ہے کہ موت ابھی بہت دور ہے حالانکہ بہت قریب ہے موت کو قریب سمجھو تا کہ گناہون سے بچو

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست خدا تعالے کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہین ہوتا انسان اگر سچے دل سے اخلاص لیکر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنیوالا ہے یہ سمجھنا کہ کس کس گنہ گار کو بخشے گا خدا تعالے کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے اس کی رحمت کے خزانے وسیع اور لاانتہا ہین اس کے حضور کوئی کمی نہیں اس کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ انگریزونکی نوکریون کی طرح نہین کہ اتنے تعلیم یافتہ کو کہان سے نوکریان ملین خدا کے حضور جسقدر پہونچین گے سب اعلی مدارج پائین گے یہ یقینی وعدہ ہے وہ انسان بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو خدا تعالے سے مایوس ہو اور اس کی نزع کا وقت غفلت کی حالت مین اس پر آجاوے۔ بے شک اس وقت دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو گذشتہ اشاعت

اس سلسلہ مین داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بنجاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ ہو بہت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ مین تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤگے۔ یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائینگے۔ نہیں خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہین ہوتا۔ اسپر کبھی برے دن نہین آسکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو۔ اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پروا نہین۔ مومن اگر مشکلات مین بھی پڑے۔ تو وہ ہرگز تکلیف مین نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لیے بہشت کے دن ہوتے ہین خدا کے فرشتے مان کی طرح اسے گود مین لے لیتے ہین ✚

مختصر یہ کہ خدا خود ان کا محافظ اور ناصر ہو جاتا ہے یہ خدا جو ایسا خدا ہے کہ وہ علیٰ کل شئی قدیر ہو وہ عالم الغیب ہے، وہ حی و قیوم ہے۔ اس خدا کا دامن پکڑنے سے کوئی تکلیف پا سکتا ہے؟ کبھی نہین۔ خدا تعالیٰ اپنے حقیقی بندوں کو ایسے وقتون مین بچا لیتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ آگ مین پڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندہ نکلنا کیا دنیا کیلئے حیرت انگیز امر نہ تہا کیا ایک خطرناک طوفان مین حضرت نوح اور آپ کے رفقا کا سلامت بچ رہنا کوئی چھوٹی سی بات تھی اس قسم کی بے شمار نظیرین موجود ہین اور خود اس زمانہ مین خدا تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے کرشمے دکھائے ہین دیکھو مجھ پر خون اور اقدام قتل کا مقدمہ بنایا گیا ایک بڑا بھاری ڈاکٹر جو پادری ہے وہ اس مین مدعی ہوا اور آریہ اور بعض مسلمان اس کے معاون ہوئے لیکن آخر وہی ہوا جو خدا نے پہلے فرمایا تھا کہ ابرأ (بے قصور ٹھہرانا)

پس یہ وقت ہے کہ تم توبہ کر دو اور اپنے دلوں کو پاک صاف کرو۔ ابھی طاعون تمہارے گاؤن

مین نہین یہ خدا کا فضل و کرم ہے۔ اس لئے توبہ کا وقت ہے اور اگر مصیبت سر پر آ پڑی اس وقت توبہ کیا فائدہ دیگی۔ جمون۔ سیالکوٹ اور لودیانہ وغیرہ اضلاع مین دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے ایک طوفان برپا ہے اور قیامت کا ہنگامہ ہو رہا ہے اس قدر خوفناک موتین ہوئی ہین کہ ایک سنگدل انسان بھی اس نظارہ کو دیکھکر ضبط نہین کرسکتا چھوٹا سا بچہ پاس پڑا ہوا تڑپ رہا اور بلبلا رہا ہے ماں باپ سامنے مرے ہین کوئی خبر گیر نہیں ہے، بہت عرصہ کا ذکر ہے کہ مینے ایک رویا دیکھی تھی کہ ایک بڑا میدان ہے۔ اس مین ایک بڑی نالی کھدی ہوئی ہے جسپر بھیڑین لٹا کر قصاب ہاتھ مین چھری لئے ہوئے بیٹھے ہین اور وہ آسمان کی طرف منہ کئے ہوئے حکم کا انتظار کرتے ہین میں پاس ٹہل رہا ہون۔ اتنے مین مین نے پڑھا **قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم** یہ سنتے ہی انھون نے جھٹ چھری پھیر دی بھیڑین تڑپتی ہین اور وہ قصاب انہیں کہتے ہین کہ تم ہو کیا گوہ کہانیوالی بھیڑین ہی ہو وہ نظارہ اسوقت تک میری آنکھون کے سامنے ہے ✚

غرض خدا بے نیاز ہے اُسے صادق مومن کے سوا اور کسی کی پرواہ نہین ہوتی اور بعد از وقت دعا قبول نہین ہوتی ہے ✚

جب اللہ تعالیٰ نے مہلت دی ہے اس وقت اسے راضی کرنا چاہیئے لیکن جب اپنی سیہ کاریون اور گناہون سے اُسے ناراض کر لیا اور اس کا غضب اور غصہ بھڑک اٹھا اس وقت عذاب الٰہی کو دیکھکر توبہ استغفار شروع کی اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ جب سزا کا فتویٰ لگ چکا ✚

یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی شہزادہ بھیس بدل کر نکلے اور کسی دولتمند کے گھر جاکر روٹی یا کپڑا یا پانی مانگے اور وہ باوجود مقدرت ہونے کے اس سے مسخری کرین اور دھکے مار کر نکال دین اور وہ اسیطرح سارے گھر پھرے۔ لیکن ایک گھر والا اپنی چارپائی دیکر بٹھالے اور پانی کی بجائے شربت اور خشک روٹی کی بجائے پلاؤ دے اور پھٹے ہوئے کپڑون کی بجائے اپنی خاص پوشاک اس کو دے۔ تو اب تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ چونکہ دراصل تو بادشاہ تہا اب

ان لوگون سے کیا سلوک کریگا۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کم بختون کو جنہون نے باوجود مقدرت ہونے کے اس کو دھتکار دیا اور اس سے بدسلوکی کی سخت سزا دیگا اور اس غریب کو جس نے اس کے ساتھ اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھکر سلوک کیا وہ دیگا جو اس کے وہم و گمان مین بھی نہین آسکتا ✚

اسیطرح حدیث مین آیا ہے کہ خدا کہیگا کہ مین بھوکا تہا مجھے کھانا نہ دیا۔ مین ننگا تہا مجھے کپڑا نہ دیا۔ مین پیاسا تہا مجھے پانی نہ دیا۔ وہ کہینگے کہ یارب العالمین کب؟ وہ فرمائیگا کہ فلان جو میرا حاجتمند بندہ تہا۔ اس کو دینا ایسا ہی تہا جیسا مجھکو اور ایسا ہی ایک شخص کو کہیگا کہ تو نے روٹی دی کپڑا دیا وہ کہیگا کہ تو تو رب العلمین ہے، تو کب بھوکا تہا کہ مین نے دیا تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ فلان بندہ کو دیا تہا ✚

غرض نیکی وہی ہے جو قبل از وقت ہے اگر بعد مین کچھ کرے تو کچھ فائدہ نہین۔ خدا انکی قبول نہین کرتا جو صرف فطرت کے جوش سے ہو۔ کشتی ڈوبتی ہے تو سب روتے ہین اور دعائین مانگتے ہین مگر وہ رونا اور چلانا چونکہ تقاضا فطرت کا نتیجہ ہے اس لئے اس وقت سودمند نہین ہو سکتا۔ اور وہ اس وقت مفید ہو جو اس سے پہلے ہوتا ہے جبکہ امن کی حالت ہو۔

یقیناً سمجھو کہ خدا کو پانے کا یہی گر ہے جو قبل از وقت چوکنا اور بیدار ہوتا ہے ایسا بیدار کہ گویا اس پر بجلی گرنیوالی ہے۔ اسپر ہرگز نہین گرتی لیکن جو بجلی کو گرتے دیکھکر چلاتا ہے اسپر گرتی اور ہلاک کریگی وہ **بجلی** سے ڈرتا ہے نہ **خدا** سے

اسیطرح پر جب طاعون گھر مین آگئی اس وقت اگر توبہ و استغفار شروع کیا **تو وہ طاعون کا خوف ہے نہ خدا کا اس کا بت طاعون ہے خدا** معبود **نہین** اگر خدا سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس کو نقصان نہ پہنچائے یہ مت سمجھو کہ طاعون گرمی مین ہٹ جاتی ہے۔ سردی کے دنون مین پھر یہی بلا آن موجود ہوتی ہے بعض وقت اس کا دورہ ستر ستر برس تک ہوتا ہے۔ یہود پر بھی یہی بلا پڑی تھی۔ غیر المغضوب مین اللہ تعالیٰ نے یہی تعلیم

[illegible] راہ سے بچا ئیو جن
[illegible] از وقت عاجزی کروگے
[illegible] تمہارے لئے نیک نتیجے پیدا
[illegible] اگر تم غافل ہوگئے تو کچھ فائدہ نہ ہوگا
[illegible] وقت یاد رکھو اور موت کو سامنے موجود
[illegible] ہوشیار نادان ہوتے ہیں اگر ایک
[illegible] بھی امن سے گذر جاوے تو بے خوف
[illegible] ہے ہیں +

[illegible] تم لوگ کچھ محنت کر کے کھیت طیار
[illegible] ہو تو فائدہ کی امید ہوتی ہے اسیطرح
[illegible] دن محنت کے لئے ہیں اگر اب غافل
[illegible] گے تو اسکا مزا پاؤگے اگرچہ زمینداری
[illegible] دنیا کے کاموں کے مقابلہ میں نمازوں میں
[illegible] ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اور تہجد کے لئے
[illegible] - مگر اب اگر اپنے آپ کو اسکا عادی کرلو
گے تو پھر کوئی تکلیف نہ رہیگی - اپنی دعاؤں
میں طاعون سے محفوظ رہنے کی دعا ملالو اگر
دعائیں کروگے تو وہ کریم رحیم خدا احسان کریگا +
دیکھو اب کام تم کرتے ہو اپنی جانوں اور
اپنے کنبہ پر رحم . . . کرتے ہو بچوں پر تمہیں رحم
آتا ہے جسطرح اب ان پر رحم کرتے ہو - یہ بھی
ایک طریق ہے کہ نمازوں میں ان کے لئے دعائیں
کرو - رکوع میں بھی دعا کرو - پھر سجدہ میں دعا کرو
کہ اللہ تعالےٰ اس بلا کو پھیر دے اور عذاب سے
محفوظ رکھے - جو دعا کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا
کبھی ممکن نہیں ہے کہ دعائیں کرنیوالا غافل پلید
کیطرح مارا جاوے - اگر ایسا ہو تو خدا کبھی
پہچانا ہی نہ جاوے وہ اپنے صادق بندوں
اور غیروں میں امتیاز کر لیتا ہے - ایک بچایا جاتا
ہے دوسرا اپچایا جاتا ہے - غرض ایسا ہی کرو
کہ پورے طور پر تم میں سچا اخلاص پیدا ہو جا
وے +

خلافت راشدہ
ابھی چھپ رہی ہے

حضرت مسیح موعود کی تبلیغ عورتوں کو

ہم ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک سترہ برس پیشتر کی ایک تحریر شائع کرتے ہیں اور اس کی اشاعت سے ہماری غرض اس حکم کی تعمیل ہے جو اس کے اوپر لکھا گیا ہے - جیساکہ ناظرین ذیل میں ملاحظہ کرینگے - ہم امید کرتے ہیں کہ جو مقصد اس تحریر سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا اس کے پورا کرنے کا ہمارے ناظرین لحاظ رکھینگے اور پورے طور پر تبلیغ کرینگے + ایڈیٹر

جس شخص کے پاس یہ اشتہار پہنچے اس پر فرض ہے کہ گھر میں جاکر اپنے کنبے کی عورتوں کو تمام مضمون اس اشتہار کا اچھی طرح سمجھا کر سنادے اور ذہن نشین کردے اور جو عورت خواندہ ہو اس پر بھی لازم ہے کہ ایسا ہی کرے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار بغرض تبلیغ وانذار

چونکہ قرآن شریف واحادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر وثابت ہے کہ ہر یک شخص اپنے کنبہ کی عورتوں وغیرہ کی نسبت جن پر کسی قدر اختیار رکھتا ہے سوال کیا جائیگا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت میں اُس نے ان کو سمجھایا اور راہ راست کی ہدایت کی یا نہیں اس لئے میں نے قیامت کی بازپرس سے ڈر کر مناسب سمجھا کہ اُن مستورات و دیگر متعلقین کو (جو ہمارے رشتہ دار یا قرابت واسطہ دار ہیں) اُن کی بے راہیوں و بدعتوں پر بذریعہ اشتہار کے اُنہیں خبردار کروں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قسم قسم کی خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہیں اور اُن بری رسموں اور خلاف شرع کاموں سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہیں جو نیک اور دینداری کے کاموں سے کرنا چاہیئے ہر چند سمجھایا گیا کچھ سنتے نہیں ہر چند ڈرایا گیا کچھ ڈرتے نہیں - اب چونکہ موت کا کچھ اعتبار نہیں اور خدا تعالےٰ کے عذاب سے بڑھکر اور کوئی عذاب نہیں اس لئے ہم نے ان لوگوں کے بُرا ماننے اور بُرا کہنے اور ستانے اور دکھ دینے سے بالکل لاپروا ہو کر محض ہمدردی کی راہ سے حق نصیحت پورا کرنے کے لئے بذریعہ اس اشتہار کے ان سب کو اور دوسری مسلمان بہنوں اور بھائیوں کو خبردار کرنا چاہا تا ہماری گردن پر کوئی بوجھ باقی نہ رہ جائے اور قیامت کو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمکو کسی نے نہیں سمجھایا اور سیدھا راہ نہیں بتایا سو آج ہم کھولکر باواز بلند کہہ دیتے ہیں کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچھ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے اُس راہ سے نہ بائیں طرف مونہہ پھیریں نہ دائیں اور ٹھیک ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نکریں - لیکن ہمارے گھروں میں جو بدرسمیں پڑگئی ہیں اگرچہ وہ بہت ہیں - مگر چند موٹی موٹی رسمیں بیان کی جاتی ہیں تا نیک بخت عورتیں خدا تعالیٰ سے ڈر کر اُنکو چھوڑ دیں اور وہ یہ ہیں

(۱) ماتم کی حالت میں جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخیں مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات مونہہ پر لانا - یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ سب رسمیں ہندوؤں سے لی گئی ہیں - جاہل مسلمانوں نے اپنے دین کو بھلا دیا اور ہندوؤں کی رسمیں پکڑ لیں کسی عزیز اور پیارے کی موت کی حالت میں مسلمانوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں یعنی ہم خدا کا مال اور ملک ہیں اسے اختیار ہے جب چاہے اپنا مال لے لے اور اگر رونا ہو تو صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ شیطان سے ہے +

(۲) دوم برابر ایکسال تک سوگ رکھنا اور نئی نئی عورتون کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنون مین سیاپا کرنا اور باہم عورتون کا سر ٹکرا کر چلا کر رونا اور کچھ کچھ موُنہہ سے بھی بکواس کرنا اور پھر برابر ایک برس تک بعض چیزون کا پکانا چھوڑ دینا اس عذر سے کہ ہمارے گھر مین یا ہماری برادری مین ماتم ہوگیا ہے یہ سب ناپاک رسمین اور گناہ کی باتین ہین جن سے پرہیز کرنا چاہیئے

(۳) سوم سیاپا کرنیکے دنون مین بیجا خرچ بھی بہت ہوتے ہین حرام خور عورتین شیطان کی بہنین جو دور دور سے سیاپا کرنیکیلئے آتی ہین اور مکر اور فریب سے موُنہہ کو ڈہانک کر اور بہنون کیطرح ایک دوسری سے ٹکرا کر چیخین مار کر روتی ہین ان کو اچھے اچھے کھانے کھلائے جاتے ہین اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتلانے کے لئے صد ہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ مین تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ تا لوگ واہ واہ کرین کہ فلان شخص نے مرنے پر اچھی کرتوت دکھلائی اچھا نام پیدا کیا سو یہ سب شیطانی طریق ہین جن سے توبہ کرنا لازم ہے

۴ - اگر کسی عورت کا خاوند مرجائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا بُرا جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بھارا گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ مین نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاک دامن بیوی ہوگئی ہون حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے عورتون کے لئے بیوہ ہونیکی حالت مین خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونیکی حالت مین بُرے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کرلے اور نابکار عورتون کے لعن طعن سے نہ ڈرے - ایسی عورتین جو خدا اور رسو ل کے حکم سے روکتی ہین - خود لعنتی اور شیطان کی چیلیان ہین جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے جس عورتکو اللہ رسول پیارا ہے اس کو چاہیئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت مین مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ . . بہتر ہے +

(۵) یہ بھی عورتون مین خراب عادت ہے کہ وہ بات بات مین مردون کی نافرمانی کرتی ہین اور ان کی اجازت کے بغیر انکا مال خرچ کردیتی ہین اور ناراض ہونیکی حالت مین بہت کچھ بُرا بھلا ان کے حق مین کہہ دیتی ہین ایسی عورتین اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہین ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہین اللہ تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتون پر لازم ہے کہ اپنے مردون کی تابعدار رہین ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہین اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو مین حکم کرتا کہ عورتین اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق مین کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اُس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سنکر پھر بھی باز نہین آتی تو وہ لعنتی ہے خدا اور رسول اُس سے ناراض ہین - عورتون کو چاہیئے کہ اپنے خاوندونکا مال نہ چراوین اور نامحرم سے اپنے تئین بچائین اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگون کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہین ان سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتین نامحرم لوگون سے پردہ نہین کرتین شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے - عورتون پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتون کو اپنے گھرون مین نہ آنے دین اور انکو اپنی خدمت مین نہ رکھین کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو -

(۶) عورتون مین یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہین اور گالیان دیتے ہین اور شور مچاتے ہین اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہین ایسی عورتین اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہین کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جنہیں صدہا مصالح ہین مردون کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضروریات یا مصلحت کے وقت چار تک بیویان کرلین پھر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیون بُرا کہا جائے ایسی عورتین اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکمون کا مقابلہ کرتی ہین نہایت مردود اور شیطان کی بہنین اور بھائی ہین کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے موُنہہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہین اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر مین ایسی بدذات بیوی ہو تو اُسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لئے دوسرا نکاح ضرور کرے

۷ بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہین کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہین پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہین چاہتے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہین اور ایک طور سے وہ ان عورتون کے مددگار ہین جو اپنے خاوندون کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہین سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے +

(۸) ہماری قوم مین یہ بھی ایک نہایت بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہین کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے بنی آدم سب خدا تعالےٰ کے بندے ہین رشتہ ناطہ مین صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت مین مبتلا نہین جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام مین قومون کا کچھ بھی لحاظ نہین صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تم مین سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ

تر ہر ہیز گار ہے ✦

(۹) ہماری قوم مین یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ شادیون مین صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے سویاد رکھنا چاہئیے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری مین بہاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کہانا یہ دونون باتین عند الشرع حرام ہین اور آتشبازی چلوانا اور کنجرون ڈومون کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے گناہ سر پر چڑھتا ہے صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنیوالا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستون کو کہانا پکاکر کہلا دیوے ✦

(۱۰) ہمارے گھرون مین شریعت کی پابندی کی بہت سستی ہے بعض عورتین زکوٰۃ دینے کے لائق اور بہت سا زیور اُن کے پاس ہے وہ زکوٰۃ نہین دیتین بعض عورتین نماز روزہ کے ادا کرنے مین بہت کوتاہی رکھتی ہین۔ بعض عورتین شرک کی رسمین بجالاتی ہین جیسے چیچک کی پوجا۔ بعض فرضی بیویون کی پوجا کرتی ہین بعض ایسی نیازین دیتی ہین جن مین یہ شرط لگادیتی ہین کہ اس کو ہین کہاوین کوئی مرد نہ کہاوے یا کوئی حقہ نوش نہ کہاوے۔ بعض جمعرات کی چوکی بھرتی ہین مگر یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ سب شیطانی طریق ہین۔ ہم صرف خالص اللہ کے لئے ان لوگون کو نصیحت کرتے ہین کہ آؤ خدا تعالیٰ سے ڈرو ورنہ مرنے کے بعد ذلت اور رسوائی سے سخت عذاب مین پڑوگے اور اُس غضب الٰہی مین مبتلا ہوجاؤگے جس کا انتہا نہین ✦

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار

ام احمد از قادیان

یسوع ناصری

نمبر (۱)

یسوع ناصری زمانہ سلف کے الجھنون مین ایسا الجھا ہوا ہے اور اس کی سرگذشت افسانہ سی ایسی مبہم ہے کہ ہم اس کو **نقشِ پا بر ریگ** سے مشابہت دے سکتے ہین۔ ہم جانتے ہین کہ "یسوع" اس نام کا کوئی شخص ہوا ہے مگر واقعی ہمکو اس امر کا مطلق علم نہین ہے کہ وہ کس ڈھب کا آدمی تہا صرف انجیل ہی ایک ایسی کتاب ہے جس سے کہ ہم اس کے کچھ حالات معلوم کرسکتے ہین[۱] مگر غیر متعصب محققین کی تفتیشات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ انجیل بعید از قیاس اور دور از فہم و فراست قصون اور افسانون کا بے ترتیب مجموعہ ہے نہ کہ کوئی معتبر تواریخ یسوع کی بابت کوئی صاف اور یقینی دعوی کرنا فرض سے کم دبیش اور کچھ نہین ہے اس لئے ہم صرف قیاس دوڑا سکتے ہین ✦

لبرل مصنف لاحاصل فلاسفی چہانٹتے ہین اور فصاحت گھوٹتے ہین جبکہ نئے عہد نامہ کی تواریخی صحت کی بیخ کنی کردینے پر بھی وہ یسوع کی مدح سرائی کرتے ہوئے اس کو بنی نوع انسان مین سب سے نیک اور اعلیٰ انسان[۲] قرار دیتے ہین

لیکن واقعات اس ڈھنگ کی بحث کی ہرگز اجازت نہین دیتے۔ ہم مناسب طور پر اس کے نام کی عزت کرسکتے ہین اور زمانہ قدیم کے مذہبی پیشواؤن ریفامرون اور نیک مردون کی فہرست مین اس کا نام درج کرسکتے ہین مگر اس سے تجاوز کرنا پرلے درجے کی بے انصافی ہے۔

اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جاوے کہ یسوع کی سرگزشت مندرجہ نیا عہد نامہ اس شخص کی سوانحعمری کا جزو ہے جو کہ نفس الحقیقت پیدا ہوا اور ستایا گیا تو وہ ایک گزرے ہوئے زمانہ کے قصون سے اخذ کئے ہوئے خیالات سے ایسی خلط ملط ہوئی ہوئی ہے کہ ان کی تہ مین اگر کوئی تواریخ کے ٹکڑے ہون بھی توان کا پتہ لگانا ناممکن ہے **گوتم بدھ** بلاشبہ ایک تواریخی شخص تہا تو بھی اسکی سرگذشت مین اس قدر دست اندازی کی گئی ہے کہ ہم درحقیقت اس کی بابت یقینی طور پر کچھ نہین جانتے ہین۔ سکندر اعظم ایک تواریخی شخص تہا تو بھی اس کی تواریخ افسانون کا ایک انبار ہے یہی حال **کرشن شنکر کبیر نانک** اور بیسیون دیگر مہان پرشون کا ہے ✦

بذریعہ علمی تحقیقات کے ہم اصلی یسوع کا کوئی پتہ نہین لگا سکتے اس کی تصویر بحال نہین ہوسکتی اس نے کوئی تحریری یادداشت اپنی بابت نہین چھوڑی۔ اُس کے پیرو ناخواندہ تھے اس کا زمانہ جہالت کا زمانہ تہا **پال** کو صرف اس کی روایتین دستیاب ہوئین وے کہان تک صحیح ہین اُس کے جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ صریحاً نہ ہی تو وے جمع کئے جانے کے لائق معلوم ہوتی ہین اور نہ ہی ان مین ایسی مطابقت ہے کہ ہم ان کو پال کے ذاتی خیالات سے جدا کرسکین جیسا کہ مسٹر رے بتین۔ صاحب فرماتے ہین "وہ یسوع جو کہ اس پر پوشیدہ الہام نازل کرتا ہے

شخص" "اس کو ربانی کہنا مبالغہ نہیں ہے" یہی حال اکثر دیگر لبرل مصنفون کا ہے۔ العجب!

فٹ نوٹ [۱] انسان یسوع اُس کے خیال اور ارادون اور اس کے زمانہ کے بیرونی شکل کے علم کے لئے ہماری امید صرف نیا عہد نامہ ہے اگر یہ امید ٹوٹ جائے تو اس کی ساری یادگار شہرت کا ستون دار آسمان بوسیدگی ہے۔ عیسویت کی بنیاد جہانتک کہ یہ خارجی اور شخصی ہے تنکون پر رکھی گئی" (جان ڈبلیو۔ کیدوک)

[۲] مسٹر رے مین صاحب یسوع کو باوجود مجذوب قرار دینے اور یہ بات قبول کرنے کے کہ اس کے دوست اس کو دیوانہ خیال کرتے تھے اور اس کے دشمن مشہور کرتے تھے کہ اس کے اندر بھوت ہے فرماتے ہین " وہ شخص جس کا کہ یہان نقشہ کھینچا گیا ہے انسانی عظمت کی چوٹی پر درجہ حاصل کرنیکا مستحق ہے" " یہ نہایت اعلیٰ انسان ہے۔ ایک عظیم الشان

اس کا من گھڑت ایک سایہ ہے" یہ اس کا اپنا آپ ہے جسکو کہ سنتا ہے۔ جبکہ خیال کرتا ہے کہ یسوع مجھ سے بول رہا ہےؔ۔

دین عیسوی کے قدیم حمایتوں اور کرشچن چرچ کے نا دروں کی تحریرونکے مطالعہ کرنے مین جہانکہ ہمین قدرتًا ایسی زبان کی امید کرنی چاہئے جوکہ واقعات مندرجہ انجیل کا صحیح صحیح وقوع پذیر ہونا بیان کرنے والی ہو (اگر وہ واقعات دراصل وقوع مین آئے ہون ہم صرف ایسی زبان ہی نہین پاتے۔ بلکہ دیکھتے ہین کہ جابجا لفظون کا ہیر پھیر کرکے جان بوجھ کر مغالطے دے گئے ہین۔ اور نفس مضمون کا ذرا بھی خیال نہ رکھتے ہوئے ہر قسم کی حیلہ سازی کو کام مین لایا گیا ہے اگر ہم خاص اس جگہ جاوین جہان کہا جاتا ہے کہ یسوع مسیح دفن کیا گیا تھا تو ہم وہان صرف یہی پاوینگے کہ وہ وہان کبھی نہین تھا تواریخ اسکے انسانی شکل مین موجود ہونے کی شہادت طلب کرتی ہے لیکن ایک دیوار پر تیزی سے دوڑتے ہوئے سایہ سے بڑھکر اس کو اس کا کوئی سراغ نہین ملتا۔

"بیت اللحم کا ستارہ" اس کے راستہ پر نہیں چمکا اور انتظام قدرت اس کے مشاہدہ بغیر معطل کیا گیا۔ تواریخ یورپ کے مجوسیون کی ہمزبان ہوکر پوچھتی ہے" وہ کہان ہے جو پیدا ہوا ہے یہودیون کا بادشاہ" مگر اس کو انکی مانند اپنے سوال کا کوئی جواب نہین ملتا سوائے اس ہدایت کے جوکہ ایک مقام کی ویسی ہی رہنمائی کرتی ہے جیسی کہ دوسری کی سوائے اُن بیانات کے جوکہ ایس کیولا پنٹس بدھ اور

سلہ پلل کا یسوع کوئی شخص نہین تھا لیکن ایک خیال تھا اُس نے شخصی یسوع کی بابت واقعات دریافت کرنے کی محنت گوارا نہیں کی وہ دراصل اس بات کا فخر کرتا تھا کہ اُس نے حواریون سے کچھ نہین سیکھا اس کا مسیح ہر ایک نئی ضرورت کے موافق سال بسال نئی طاقتون اور اوصاف کو اختیار کرتے ہوئے اپنے خیال اور جذبات سے نکالا ہوا ایک وہمی قیاس تھا۔

(جان۔ ڈبلیو۔ کیڈوک)

کرشن سے ویسے ہی منسوب ہوتے ہین جیسے کہ یسوع سے۔ سوائے ان پیشنگوئیون کے جنکے پورا ہونیکی کوئی شہادت نہین ملتی سوائے ان معجزون کے جنکا جنہیں دیکھنے والا کہا جاتا ہے۔ اُنہین ہی اُن سے منکر بھی تبلایا جاتا ہے۔ سوائے غیر معتبر بیانات بغیر تاریخ واقعات اور گمنام تحریرون کے یسوع کی شاگردی کا دم بھرنیوالے بے فائدہ جوسیفس ورٹیکٹس کے فقرون کو پیش کرتے ہین ان کا یسوع کے مصلوب ہونے کی جگہ۔ اصلی صلیب کے ٹکڑون یا کیلون کو جن سے اُس کے ہاتھ پائون چھیدے گئے تھے اور قبر جسمین کہ وہ رکھا گیا تھا بطور شہادت پیش کرنا لاحاصل ہے۔ دوسرون نے بیسیون دیومالا کے دیوتون کے لیئے جوکہ کبھی اس دنیا میں پیدا ہی نہین ہوئے اسی قسم کی باتین گھڑی ہین کیا ٹائنا کے ایپولو نیئس کے عزیز شاگرد ڈامس نے ہندوستان کو آتے ہوئے کوہ قاف پر وہی زنجیرین نہیں دیکھی تہین جن سے کہ پرومیتھئس چٹانون کے ساتھ باندھا گیا تھا؟

کیا elcyttison نہین کہتے تھے کہ ھرکیولیز اُن کے ملک مین گیا تھا؟ اور کیا وے اپنی کہانی کو ثابت کرنے کے لئے ایک چٹان پر اس کے پاون کا نقش نہین تبلاتے تھے کیا کیڈز مین اس کی قبر نہین دیکھی جاتی تھی اور وہان اس کی ہڈیان نہین دکھلائی جاتی تہین؟ کیا یونان میں پاچس کا مزار نہین دیکھا جاتا تھا؟ کیا ڈیلفی میں اپولو کا مقبرہ نہین دیکھا جاتا تھا۔ کیا ایچلیز کی قبر ڈوڈونا مین نہین دیکھی جاتی تھی۔ جہانکہ سکندر اعظم نے اس پر ایک تاج رکھکر عزت کی تھی

سلہ اس بارے مین ہم ایک علیحدہ مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہین

سلہ دیکھو ہیروڈوٹس بک ۴ باب ۸۲

سلہ دیکھو ڈوہیواس صفحہ ۲۶۴ + سلہ نائجنز ایشنٹ آرٹ اور مائی تہالوجی صفحہ ۱۹۶ مسٹریز آف ایڈنی صفحہ ۹۰

سلہ دیکھو ڈوہیواس صفحہ ۲۶۴ + سلہ دیکھو بیلز پیتھین جلد اول صفحہ ۲۷

کیا ایس کیولاپیئس کی قبر کینڈیا مین دریائے لیوسمس کے نزدیک ایک گفا مین نہین بنی ہوئی تھی۔ کیا ڈیوکالیئس (جو کہ طوفان سے بچ رہا تھا) کی قبر ایتھنز مین اولمپیئس جووکی سنکچوائری کے نزدیک نہین تبلائی جاتی تھی؟ کیا اوسیرس کی قبر مصر مین نہین دیکھی جاتی تھی جہانکہ پروہت مقررہ وقتون پر جلوس میں جاتے تھے اور اس پر پہول چڑہاتے تھے؟ کیا یونس جوکہ ایک مچھلی سے نکالا گیا تھا) کی قبر نینی یونس میں موصل کے نزدیک نہیں دیکھی جاتی تھی کیا آدم۔ حوّا۔ ہابیل۔ سیّد ابراہیم اور دیگر پرانے عہدنامہ کے اشخاص کی قبرین تاحال نہین دیکھی جاتی ہین اور کیا بادشاہ کانسٹنٹائن نے سینٹ جارج کے مقبرہ پر ایک خوبصورت گرجا سمر ین نہیں کیا تھا؟ تب یسوع ناصری جیسے شخص کی ہستی کے ثبوت مین اس قسم کی شہادت کیا وزن رکھتی ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ اس کی زندگی کے ریکارڈز اتنے بہت قلیل ہین اور ان کو کلیسائی مطلب۔ تعصب باطل پرستی اور جہالت کے ہاتھون نے ایسا بنا دیا ہے رنگ دیا ہے اور بدل دیا ہے کہ اصلی نقشے کا پتہ لگانا مشکل ہے باقی آئندہ

(آریہ میگزین)

سلہ بیلز پیتھین جلد اول صفحہ ۲۷

سلہ ایضًا جلد اول صفحہ ۲۷

سلہ ایضًا جلد اول صفحہ ۱۲ اقدم بولینگ صفحہ ۱۵۵

سلہ چمبرز آرٹیکل جونا)

سلہ بائیبل فار لیرنرز جلد اول صفحہ ۲۱۵ ۔گولڈزیہر صفحہ ۲۸۰

سلہ اکیوری اس متھس صفحہ ۲۶۴)

تثلیث اور توحید

کہ اس شخص کا نظیر سخاوت میں دنیا میں نہیں بچہ صدہا کتابیں ان واقعات سے بھری ہیں اور جب آپ نے برابر بیس برس تک دکھ اٹھا کر مکہ فتح کیا اور ان لوگوں پر قابو پایا جو ہزاروں خون ریزیوں کے وجہ سے اس لائق تھے کہ ان کی بوڑھی اور جوان عورتیں اور شیر خوار بچے مع ان کے قتل کئے جاتے تو آپ نے تمام لوگوں کا گناہ بخش دیا اور کہا کہ آج میں تم سے وہ معاملہ کرتا ہوں کہ جو یوسف نے قابو پانے کے بعد اپنے بھائیوں سے کیا تھا جاؤ میں نے سب کو آزاد کر دیا یہ کہنا مکہ والوں کے لئے بڑا نشان ہوا اور سچائی کے قبول کرنے کے لئے ان کے دل اچھل پڑے اور طاقت بالا ان کو کھینچ کر لے گئی اور شام ہونے سے پہلے ہی سب نے اسلام قبول کر لیا اب دیکھو کیسی صفائی سے ثابت ہوا کہ اخلاق فاضلہ جو کہ خدا کی صفات کے ظل ہوتے ہیں یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی ثابت ہیں اور آپ صرف سخی اور کریم النفس ہی نہیں بلکہ حلیم اور پاک سینہ اور دشمنوں کے گناہ بخشنے والے تھے غرض جنگوں کے میدانوں نے آپکی شجاعت کو ثابت کیا اور داد و دہش نے آپ کی سخاوت ثابت کی اور دشمن پر قابو پا کر گناہ بخش دینے نے آپ کے اعلیٰ درجہ کا حلم اور رحیم ہونا ثابت کر دیا

پھر ہم حضرت مسیح کی خدائی کی کوئی جز تلاش کرنے کے لئے یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا خدا کی عام خدائی کی طرح ان کی دعوت عام تھی یا ایک خاص گروہ تک محدود تھی۔ ظاہر ہے کہ خدا صرف یہودیوں کا خدا نہیں بلکہ تمام قوموں یہودی مجوسی۔ عیسائی ہندو۔ ستارہ پرست وغیرہ کا خدا ہے اور جو شخص خدا کا پورا ظل ہو کر دنیا میں ہدایت کے لئے آتا ہے ضرور ہے کہ اس کی دعوت بھی عام ہو اور چاہیئے کہ اس کی فطرتی ہمدردی کا دائرہ اس قدر وسیع ہو جسقدر زمین پر مختلف قومیں وسعت کے ساتھ موجود ہیں غرض مظہر کامل کے لئے یہ ضروری ہے کہ جیسے خدائی عام ہے ویسا ہی اس کی دعوت بھی عام ہو اب دیکھو یہ تعجب کی جگہ ہے یا نہیں کہ دعوی تو خدائی کا ہے مگر ہمت اس قدر منقبض اور مضمحل ہے کہ صرف ڈیڑھ قوم یہود تک جو بارہ قوموں میں سے باقی رہ گئی تھی اور وہ بھی ذلیل اور پست حالت میں تھی صرف انہی تک حضرت مسیح اپنی خدائی کا دائرہ محدود رکھنا چاہتے ہیں گویا رب العلمین کے مقابل پر ایک چھوٹی سی خدائی کی تجویز کی گئی ہے کیا خدا کی خدائی یہودیوں کے چند اجڑے ہوئے گھروں تک محدود تھی میں کیونکر مان سکتا ہوں کہ جو شخص اپنے تئیں اس خدا کا اوتار قرار دیتا ہے کہ جو دنیا کی تمام قوموں کا خدا ہے اس کی ہمت اور نظر صرف اپنے چند آبائی شریکوں تک ہی محدود رہے۔

دیکھو جو خدا کا پورا خلیفہ اور مظہر اتم تھا اس نے مسیح کی طرح نہیں کیا جو صرف مکہ والوں تک اپنی دعوت کو محدود رکھا ہو بلکہ ظاہر کر دیا کہ وہ بھی خدا کی طرح اپنی دعوت عام رکھتا ہے۔ ہم اس مقام میں کسی پر زبردستی نہیں کرینگے بلکہ صرف ہم حضرت مسیح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت اور ہمدردی کا بالمقابل اندازہ دکھلانے کے لئے انجیل اور قرآن شریف میں دو آیتیں لکھدیتے ہیں تا ناظرین کو معلوم ہو کہ ان دونوں بزرگ نبیوں میں سے کون نبی صفت علو ہمت اور عام ہمدردی کی بنا پر دعوت کے لئے اٹھا ہے اور کون نبی صرف اپنے خاندان کے چند گھروں تک اپنی ہمت اور ہمدردی محدود رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ انسان کی پاک فطرت اور پورا مظہر الٰہی ہونے کے لئے یہ بھی ایک پیمانہ ہے کہ بنی نوع کی ہمدردی کے بارے میں اس کی ہمت ایسی عالی اور اس کی خیر خواہی ایسی اتم اور اکمل ہو کہ کوئی فرد انسانی اور کوئی قوم اس کے نیک ارادوں سے باہر نہ رہ سکے ایسا شخص درحقیقت خدا کا کامل مظہر اور کامل خلیفہ ہوتا ہے جس کی بنی نوع کے لئے ہمدردی تمام انسانی روحوں پر محیط ہوتی ہے اور ایسی کامل ہوتی ہے جو خدا کی ربوبیت اور رحیمیت کے دوش بدوش چلتی ہے۔ سو اس عظیم الشان صفت کی جب ہم حضرت مسیح میں تلاش کرتے ہیں تو چاروں انجیلوں کی ورق گردانی کر کے صرف ہمیں یہ آیت ملتی ہے کہ میں بجز بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا (متی ۲۴/۱۵) لیکن قرآن اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں تمام نوع انسان کی اصلاح کے لئے پیش کیا جیسا کہ خدا نے فرمایا قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی کہدے کہ میں تمام انسانوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں اور ہم نے تمام عالموں کے لئے تجھے ایک رحمت مجسم بنا کر بھیجا ہے۔

اب دیکھو کہ دعوت کے امر میں محمدی ہمت نے زمین کا کوئی ایسا کنارہ چھوڑنا نہیں چاہا جس میں کوئی فرقہ انسانوں کا موجود ہو بلکہ تمام انس و جن کو ہدایت کے لئے بلایا ہے اور کسی سے بخل نہیں کیا پھر آنجناب کے مقابل پر اس نبی کو دیکھو جس کی طرف خدائی کا دعوی منسوب کیا گیا ہے کہ اسرائیل کی بھیڑوں سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا اور پھر حیرت پر حیرت یہ کہ اس فرض کو بھی پورا نہ کر سکا۔

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے ظہور سے بہت عرصہ پہلے بنی اسرائیل کے فرقے زمین پر متفرق ہو چکے تھے بلکہ ان کے بارہ فرقوں میں سے دس فرقے دنیا کے مختلف مقامات اور بلاد میں بخت نصر کے حادثہ کے وقت پراگندہ ہو چکے تھے۔ خود محقق عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ بعض فرقے ان میں سے ایران کی طرف سے ہو کر افغانستان میں جا اقامت گزین ہو گئے تھے اور درحقیقت وہی لوگ ہیں جو اب افغان کہلاتے ہیں اور ان کے ملک میں آباد ہیں اور بعض فرقے انہیں میں سے ہندوستان سے ہو کر کشمیر کی طرف چلے گئے اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ کشمیری لوگ درحقیقت وہی اسرائیلی ہیں جو طرح طرح کے انقلاب کے بعد آخر مسلمان ہو گئے اور پھر توریت کی آخری وعدہ کے موافق حق قبول کرنیکے بعد ان کو سلطنت بھی دی گئی جیسا کہ ظاہر ہے

کہ افغانون مین بھی ابتک سلطنت اور حکمرانی پائی جاتی ہے اور کشمیری بھی بادشاہ رہے ہین اور بعض یہود یونان کی طرف بھی چلے گئے تھے اور بعض تبت میں اور بعض چین تک بھی گئے لیکن ان کا گروہ کثیر افغانستان اور کشمیر میں رہا

پھر اگر مسیح اس دعوے مین سچا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی متفرق بھیڑون کو جمع کرنے آیا ہے تو اس کا فرض تھا کہ صلیب کے واقعہ کے بعد ان تمام ملکون کی سیاحت کرتا جن مین یہود نے بود وباش اختیار کرلی تھی اور مناسب تھا کہ جبکہ وہ یروشلم کے یہودیون کی اصلاح سے نومید ہو چکا تھا تو بلا توقف صلیب سے نجات پاکر یا بقول عیسائیان دوبارہ زندگی حاصل کرکے ہندوستان مین آتا اور ایران اور افغانستان کی سیر کرتا اور کشمیر مین جاتا اور اس ملک کے یہودیون پر اتمام حجت کرتا اور اس حیات ابدی کی طرف ان کو بلاتا جس سے یروشلم کے یہودی بے نصیب رہے تھے اور اسطرح اپنا فرض پورا کرکے ان کامل بندون مین داخل ہوتا جو اپنی ذمہ واری کے کامون کے لئے جان دینے تک کو طیار ہوتے ہین۔ یہ کس قسم کی دانشمندی تھی کہ فرض منصبی تو ابھی پورا نہین کیا اور وہ بدقسمت قومین جن کی اصلاح کے لئے آیا تھا ابھی اکثر ان کے بلکہ قریباً تمام انکو ایک قلیل فرقہ کے اس کے آنے سے ہی بیخبر ہین جھٹ آسمان پر جا بیٹھا۔ کیا آسمان پر بھی کوئی یہودیون کا فرقہ رہتا تھا جن کی اصلاح کے لئے آسمانی سفر بھی ضروری تھا اور جبکہ مسیح مین اس قدر قوت اور طاقت موجود تھی کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ کشمیر کا سفر اس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا بلکہ یہ ملک بلاد شام سے آب و ہوا مین بہت ملتا تھا اور سچ تو یون ہے کہ افغانستان مین جانا بھی کچھ دشوار نہ تھا پھر اس کو کیونکر یہ خیال آیا کہ اپنے فرض سے سبکدوش ہونے سے پہلے ہی لاکھون یہودیون کو بے خبر اور ناکام چھوڑ کر آسمان کی راہ لی۔ تعجب کہ کیونکر اسکا قدم آسمان کی طرف چلا اور کیونکر اس کے کانشنس نے قبول کرلیا کہ ایک گروہ کثیر یہودیون کو جو صدہا سال سے اس کی انتظار کررہے تھے اور دن رات اس کے ظہور کے لئے دعائین مانگتے تھے اور وطن سے بے وطن تھے بیگانگی اس نے فراموش کردیا اور ایک ذرہ ہمدردی کی رگ جنبش مین نہ آئی ۔

نکتہ

اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر وہ اپنا فرض منصبی ادا کرلیتا تو قابل تعریف ٹھہر جاتا آسمان پر نبی سیاح کہلاتا اور زمین پر تکالیف سفر کی وجہ سے قوم کی نظر مین سچا فدیہ ٹھہرتا ظاہر ہے کہ آسمان پر اس کا بیٹھنا نہ اس کے لئے مفید تھا اور نہ اس کی قوم کے لئے۔ سچا فدیہ یہی تھا کہ وہ یہودیون کا پتہ لگاکر ان دور دراز ملکون تک سفر کرتا کہ جن ملکون مین یہودیون نے بود و باش اختیار کرلی تھی اور اس عظیم الشان فدیہ کی یادگار کے لئے نہایت مناسب اور موزون تھا کہ وہ اسی تلاش مین غربت مین مرتا اور غیر ملک مین اس کی قبر ہوتی۔ تب ہر ایک عقلمند قائل ہوتا کہ درحقیقت اس نے قوم کی بھلائی کے لئے اپنی جان کو مشقت اور تکلیف مین ڈالکر اور آخر اسی راہ مین جان دیکر ان کے لئے اپنی تئین کفارہ کیا۔ مگر یہ بیہودہ کفارہ سمجھ مین نہین آتا کہ قوم کے تو لاکھون آدمی ابھی اس کے وجود سے ہی بے خبر بیٹھے ہین مگر اس نے ایک لعنتی موت کو اپنے لئے پسند کرلیا۔ ایسے کفارہ مین کوئی سچی فلاسفی مخفی نہین۔ اگر زید کے سر مین سخت درد ہوتا ہو اور بکر اس کی اس حالت سے گھبراکر اپنا سر پھوڑ دے تو کوئی عقلمند اقرار نہیں کریگا کہ بکر نے زید کی خیرخواہی کے لئے یہ فعل کیا اسیطرح مسیح کی حقیقی خیرخواہی یہودیون کے حق مین اسی مین تھی کہ وہ تکالیف سفر اپنے پر گوارا کرلیتے اگر ایسا کرتے تو خدا کی راہ مین سچے شہید کہلاتے اور چونکہ مسیح کے لفظ کے ایک یہ بھی معنی ہین کہ بہت سیاحت کرنیوالا لہذا وہ اس سیاحت سے ان معنون کے بھی مصداق ہو جاتے تب ہر ایک شخص آہ کھینچ کر کہتا کہ کاش مین بھی قوم کے لئے ایسی ہی تکالیف اٹھا کر قوم کے لئے فدیہ ہوتا جیساکہ مسیح نے اٹھائین اور فدیہ ہوا اور آئندہ نسلون کے لئے یہ اس کا کارنامہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہوتا کہ وہ قوم کی اصلاح اور دستگیری اور غمخواری کے لئے دور دراز ملکون مین گیا اور غربت اور مسافرت کی حالت مین جان دی اور وہیں دفن ہوا اور اس صورت مین وہ ہجرت کی سنت قدیمہ کو بھی جو سنت انبیاء ہے پورا کرلیتا بلکہ اپنے اس قول کے رو سے جو نبی بے عزت نہین مگر اپنے وطن مین آسمان اور زمین دونون جگہون مین عزت پاتا ہائے اس نے یہ کیا کیا کہ اپنے فرض منصبی کو ناتمام چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھا گویا بار نبوت سے گھبراکر گوشہ گزینی اور آرام پسندی اختیار کی جو طریق مردی اور فتوت سے بہت بعید ہے ۔

غرض حضرت مسیح کا اپنے فرض منصبی سے قاصر رہنا اور ان کے مقابل پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انسانون کو پورے جوش سے ہدایت کے لئے دعوت عام کرنا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح مین ایک ایسا فرق ہے کہ جس سے بداہت معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مین صفت رحمت عامہ موجود تھی اور وہ تمام لیاقتین آپکے نفس نفیس مین جمع تھین جو دنیا کی تمام مختلف قومون کو دعوت کرنے کے لئے ایک کامل مصلح مین ہونی چاہئیں مگر حضرت مسیح کی فطرت مین نہ رحمت عامہ اور نہ باقی یہ تمام صفات موجود تھین یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح کی ہمت اپنی قوم کے چند نفر کفار سے یعنی یہود سے آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ ان کی فطرت مین آگے بڑھنے کے قوے موجود نہ تھے ناچار انھون نے ایک تھوڑے سے اور مختصر کام پر ہی اپنی نبوت کو ختم کردیا اور صاف اقرار کردیا کہ مین صرف یعقوب کی اولاد اور اپنے جدی لوگون کے لئے پیغام دعوت لیکر آیا ہون اور دنیا کی قومون سے مجھے کچھ کام نہین لیکن محمدی

اسمٰعیل

ہمت اور فطرت چونکہ تمام انسانی روحوں سے ہمدردی کا تعلق رکھنی تھی اور آنجناب کی وہ روح تھی جس سے تمام روحیں فیضیاب ہونے کے لئے پیدا کی گئی تھیں لہذا اس عالی ہمت نے اس پر اکتفا نہ کیا کہ وہ صرف قریش تک ہی اپنی رسالت کو محدود رکھتے یا محض عرب تک ہی اپنی دعوت کا انحصار کر لیتے بلکہ تمام نوع انسان کو دین اسلام کی طرف بلایا اور یہ ثابت کر دیا کہ اس پاک اور کامل فطرت کو یہ جوش دیا گیا ہے کہ ہر ایک جو زمین پر رہنے والا ہے خواہ نوع انسان میں سے ہے یا نوع جن میں سے ہے وہ اس کے فیض عام سے فائدہ اٹھاوے سچ تو یہ ہے کہ زمین کے تمام کناروں تک تمام ہمدردی کا خیال دل میں بھر جانا اور عام قومیں جو دوسری قوموں سے بکلی منقطع ہو کر اور علیحدہ علیحدہ مذہبوں اور ناموں سے مخصوص ہو کر اپنی اپنی جگہ پر مستقل ہو چکی تھیں سب کی اصلاح کا فکر کرنا اور سب کو نیکی اور ہدایت کی طرف بلانا اس قسم کی دعوت عامہ کا منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو بھی نہیں دیا گیا ان میں سے بعض کا تو وہ زمانہ تھا کہ ہنوز مختلف قومیں دنیا میں آباد نہیں تھیں اور بوجہ نہ پڑنے کسی تفرقہ قاطعہ کے تمام انسان ایک ہی قوم کے حکم میں تھے اور بعض کا وہ زمانہ تھا کہ قومیں آباد تو تھیں مگر ایک کو دوسری کی خبر نہ تھی یا خبر بھی تھی مگر ملاقات باہمی سخت دشوار تھی سہل اور آسان نہ تھی ان دونوں مذکورہ بالا صورتوں میں غیر ممکن تھا کہ کسی نبی کی اتباع گذشتہ میں سے کل قوموں کے لئے دعوت عامہ ہوتی یا وہ دعوت کل قوموں کے لئے دعوت کہلا سکتی پس جیسا کہ دوسرے نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں تمام قوموں کے لئے دعوت عامہ کا منصب نہیں دیا گیا ایسا ہی حضرت مسیح کو بھی نہیں دیا گیا یہ منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خاص کیا گیا کیونکہ آپ ہی کی فطرت اس بوجھ کی متحمل ہوئی اب جہاں تک انسانوں کیلئے خدا تعالیٰ کی خدائی کا زمین پر دامن پھیلا ہوا ہے وہاں تک ان تمام انسانوں کے لئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی عام ہے اور یہ ایک عظیم الشان خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے جسمیں کوئی دوسرا نبی شریک نہیں +

ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کا مظہر تام ہوتے یا یوں کہو کہ خدا ہوتے تو یہ خصوصیت انہیں ہونی چاہئے تھی اور ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ اس ذات کامل کا روپ بنکر جس نے سب انسانوں کے لئے اپنے سورج اور چاند اور دوسری مخلوقات کو پیدا کیا ہے ایسی کم ہمتی دکھلاتے کہ صرف یہودیوں کے معدودے چند گھروں تک اپنی نبوت کو منحصر کر لیتے بلکہ چاہئے تھا کہ وہ یہ سمجھتے کہ جیسا کہ خدا تمام نوع انسان کا خدا ہے ایسا ہی میں بھی تمام نوع انسان کے لئے بھیجا گیا ہوں اور یہ عذر کہ اگرچہ پہلے انھوں نے یہی کہا تھا کہ میری رسالت بنی اسرائیل تک ہی محدود ہے اور میں خاص انھی کے لئے بھیجا گیا ہوں مگر آخر کو اس قول کی پابندی چھوڑ دی اور اپنے اس اقرار پر قائم نہ رہ سکے اور پھر دعوت عام کا دعویٰ کر دیا یہ جواب ایسا ہے کہ بجز اس کے کہ ایک طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجو کی جائے اور یہ مان لیا جائے کہ ان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی تھی کہ ان کو اپنے قول اور اقوال کا کچھ بھی پاس نہ تھا اور کچھ بھی اس جواب کا نتیجہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جبکہ خود بقول حضرت مسیح کے یہ بات فیصلہ پا چکی تھی کہ وہ صرف یہودیوں کے لئے بھیجے گئے ہیں نہ کسی اور کے لئے تو پھر اس فیصلہ اور اس اقرار کے بعد ان کیلئے یہ گنجائش باقی نہیں تھی کہ وہ پہلے بیان سے انکاری ہو کر یہ کہدیتے کہ میں نہ صرف بنی اسرائیل کے لئے بلکہ تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں اس کی تو بعینہٖ یہ مثال ہے کہ مثلاً فرض کرو کہ گواہ خالد نام نے حلف اٹھا کر ایک جج کے سامنے اول یہ بیان کیا کہ زید نے جو ایک بڑا مالدار تھا ایک کروڑ روپیہ مجھے اس غرض سے حوالہ کیا تھا کہ میں اس روپیہ کی کوئی جائداد خرید کر بکر کو اس کی طرف سے دیدوں اور وہ جائداد کا مالک واحد ہوگا اور اس جائداد میں کسی اور شخص کو ایک پیسہ کا بھی حصہ دار قرار نہ دیا جائیگا اور پھر اپنے تتمہ بیان میں لکھوایا کہ زید نے یوں کہا تھا کہ وہ جائداد صرف بکر کے حوالہ نہیں کی جائیگی بلکہ اس کے پچاس اور شخص بھی مالک ہونگے اور بکر کے شریک مساوی نہ کہ بکر اکیلا اور ان کے یہ یہ نام ہیں تو اب بتلاؤ کہ کیا وہ جج اس مختلف بیان کو صحیح سمجھ لیگا اور پیش کردہ اشخاص کو بکر کے شریک قرار دیدیگا نہیں بلکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اسی وقت اس کو حلف دروغی کے مقدمہ میں پھنسائیگا اور اس سے پوچھے گا کہ تیرے ان دونوں بیانوں میں سے کونسا سچا اور کونسا جھوٹا ہے اور آخر قانون کی حد تک حلف دروغی میں اس کو سزا دیگا

یہ حضرت عیسیٰ کی سخت بے ادبی ہے کہ نعوذ باللہ ایسے تناقض اقوال ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں جو کسی عدالت میں پیش ہونے سے جرائم قابل سزا میں پھنساتے ہیں لیکن افسوس کہ حضرات پادری صاحبوں کو اس حرص شدید کی وجہ سے کہ کسی طرح حضرۃ مسیح کو خدا مان لیا جائے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ان کی کلام میں امور متناقضہ اور متضادہ جمع ہو گئے ہیں۔ ایک بات کرتے ہیں اور پھر اسی وقت دوسری بات اس کی ضد اور اس کی نقیض بیان کر دیتے ہیں مثلاً ایکطرف تو یہ کہتے ہیں کہ مسیح خدا کامل ہے اور پھر دوسری طرف یہ بھی کہدیتے ہیں کہ وہ انسان کامل ہے اور نہیں سوچتے کہ جب تمام انسانی لوازم انسانیت کا کمال ثابت کرنے کے لئے انکی ذات میں جمع ہونگے تو وہ الوہیت کے کمالات کے مخالف پڑ جائیں گے کیونکہ ایک طرف تو انسانی جہالتیں اور انسانی سہو و نسیان اور انسانی شہوات کا طوفان حضرۃ مسیح کے نفس میں مان لیا جائیگا اور پھر اسی نفس کی نسبت یہ بھی عقیدہ رکھنا پڑیگا کہ تمام جہالتوں سے ازلی پاک اور تمام سہو و نسیان سے ازلی برتر و اعلیٰ ہے۔ پادری صاحبوں کیلئے ہرگز مناسب نہیں کہ اپنے غلط عقیدہ کو خواہ نخواہ صحیح ٹھہرانے کے لئے حضرت مسیح کے کلام کو تناقضات کا مجموعہ بناویں اور اس طرح پر یہودیوں کو نکتہ چینی کیلئے ......

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

تاج پوشی کا التوا ۲۶ جون کا دن حضور قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی کی رسوم ادا ہونے کے لئے مقرر ہوچکا تھا مگر شاہنشہون کے شاہنشاہ مالک الملک مولی کریم کے حضور اس مبارک تقریب کے لئے ابھی اور وقت آنے والا تھا اس لئے ملک معظم کی علالت طبع کی خبر نے کل وفادار رعایا کو سخت صدمہ پہنچایا ہے مگر مرضیٔ مولا از ہمہ اولی۔ آپ کی بحالی صحت کے لئے عام دعائین کی گئی ہین اور خداوند کریم کا شکر ہے کہ اب قیصر ہند کی صحت روز بروز روبہ ترقی ہے تاج پوشی کا جشن غالباً اکتوبر یا ستمبر مین ہو سکیگا ٭

عرفت ربی بفسخ العزائم اگرچہ قیصر ہند کی علالت طبع نے تمام رعایا کے دلکو رنج پہونچایا ہے مگر اس علالت نے یورپ اور امریکہ کی مادہ پرست دنیا اور انگلستان کے دہریون کے سامنے ایک عبرت ناک اور عظیم الشان سبق خدائے لم یزل ولایزال کی ہستی کو منوانے کا پیش کر دیا ہے ظرفۃ العین مین ایسی کیفیت کا پیدا کر دینا جو دنیا کے بڑے بڑے مدبرون اور اہل الرائے فرزانون سے لیکر معمولی درجہ کے انسان کے ارادہ علم اور یقین اور امید کے بالکل خلاف ہو بجز خدائے مقتدر کے کس کے حیطہ اقتدار مین ہے اس لئے ایک بزرگ کا یہ قول کہ عرفت ربی بفسخ العزائم حقیقت میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ٭ خدا کرے کہ ہمارے قیصر کو شفاء عاجل نصیب ہو اور یورپ کے مادہ پرستون اور منکران خدا کو علی کل شیئ قدیر کی خدائی منوانے کے لیئے یہ التوا رہنمائی کا کام دے آمین

مسلمانون کی شادیان پاؤنیر مین اس عنوان سے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے جس مین افسوس ظاہر کیا گیا کہ مسلمانون کے طریقہ نکاح اور قانون طلاق کے متعلق گورنمنٹ کو توجہ کرنی چاہئے اگرچہ اس مضمون مین اسلامی آبادی کے ادنی طبقہ کی عورتون پر بحث کی ہے لیکن تاہم یہ بحث بہرحال مسلمانون سے متعلق ہے پاؤنیر صاحب گورنمنٹ کو مشورہ دیتے ہین کہ نکاحون کی باقاعدہ رجسٹری ہوا کرے اور نکاح خوان ملان مقرر کئے جاوین ان کو باضابطہ رجسٹر دیئے جاوین جس نکاح کی رجسٹری نہو اسے صحیح تسلیم نہ کیا جاوے۔ ایسا ہی طلاق کے متعلق طلاق کی بوجہ موجہ کی تشریح کی جاوے۔ جسکے بدون طلاق جائز نہ سمجھی جاوے اس قسم کی انوکھی رائے پاؤنیر صاحب گورنمنٹ کو دیئے رہے ہین ہمکو نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے معزز ہمعصر **چودھوین صدی** نے اس مضمون پر طبع آزمائی کرتے ہوئے اسلامی قانون شریعت کی بیحرمتی کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا اور بلا سوچے سمجھے پاؤنیر کی تجویز کی تائید کرتا ہے ہمین کچھ ضرور نہیں کہ پاؤنیر کی صحت نیت پر بحث کرین مگر یہ معاملہ جس رنگ مین پیش کیا گیا ہے کچھ شک نہین کہ اسلامی شریعت کی ناواقفی پر مبنی ہے اسلامی قانون نکاح اور طلاق کے متعلق کامل بلکہ اکمل ہے اور اس سے بہتر کوئی اور قانون ہونا ناممکن ہے پنجاب کے بعض اضلاع مین نکاح کے رجسٹر رکھے گئے ہین جنکا نتیجہ ہماری رائے مین اور بھی خراب اور افسوسناک ہے۔ نکاح خوان ملانون سے ملکر اغوا نہایت آسانی سے ہوسکتا ہے۔ پائنیر یا اسکا مؤید چودھوین صدی اگر گورنمنٹ کو یہ رائے دیتے کہ **اسلامی احکام** کو ایسے مقدمات مین نافذ کیا جاوے اور ان حدود کو استعمال کیا جاوے جو اسلام نے مقرر کی ہین تو ہم دعوی سے کہتے ہین کہ اس قسم کے مقدمات مین بہت جلد معتدبہ کمی ہوکر اصلاح ہوسکتی ہے ٭

اس لئے ہم اپنے معزز ہمعصرون کو متوجہ کرتے ہین کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کرین اور بجائے شادیون کے رجسٹری ہونے کے **گورنمنٹ** کو یہ صلاح دین کہ وہ اسلامی حدود اور احکام کو ایسے مقدمات کے انفصال کے لئے نافذ کرے اور مسلمانون کے مقدمات توریث اور دیوانی اور فوجداری وغیرہ کے لئے ایک **محکمہ قضاء** مقرر کیا جاوے جہان مسلمانون کے مقدمات کا فیصلہ از روئے شریعت ہو مسلمان اگر توجہ کرین اپنی شریعت کی عزت اور حرمت کو بحال کرنا چاہین تو ہمین یقین کامل ہے کہ گورنمنٹ کو توجہ دلانے پر ایسے محکمے کا انعقاد ہوسکتا ہے۔ اگر مناسب اور قرین مصلحت ہوا تو اس **محکمہ قضاء** کی ضرورت پر چند مضامین لکھینگے

سول ملٹری سرکاری ملازمت مین قومی امتیاز

گزٹ لاہور کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے وہ کہ کیا ہندوستان کے مسلمانون کا بھی سرکاری ملازمت سے کچھ حصہ نخرہ ہے؟ اگر اس کا جواب نفی مین ہے تو سوال فوراً یہین ختم ہوجاتا ہے اگرچہ ہر ایک شخص اس کی وجہ دریافت کرنیکا مجاز ہے لیکن جس صورت مین جواب اثبات مین ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اکثر پبلک محکمون کی ملازمت مین صرف ایک ہی قوم کے افراد بھرتی کئے گئے ہین چنانچہ دہلی کے جدید محکمہ جشن تاج پوشی مین سپرنٹنڈنٹ سب ڈویژنل آفیسران اور سپر سب اورسیر اہلکار منشی۔ نقشہ نویس۔ سٹورکیپر خزانچی۔ ٹھیکہ دار سپلائی کرنیوالے چپراسی چوکیدار۔ بلکہ پنکھا قلی غرض کہ اعلی و ادنی تمام ملازمین ہندو ہی ہندو ہین؟ کیا صوبہ بھر مین قابل اور تعلیم یافتہ مسلمان کلارک ماتحت اہلکار ٹھیکہ دار کام نہیں سکتے؟ کیا ہندو سارڈینٹ اور ٹھیکہ دار ہی واقفکار اور قابل اعتبار رہ گئے ہین؟ کیا چوکیداری چپڑاس۔ پنکھا قلی کی تقرری کیواسطے کوئی ضروری اور خاص معیار ہے جسمین مسلمان ناکام رہتے ہین؟ یا مسلمان درحقیقت فطرتاً ہی ہندو امیدوارون سے کمزور ہین؟ کیا مسلمانون کے دلومین گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور عقیدت کا جوش کم ہے؟ جسکے واسطے ان کے تمام حقوق مراعات نظرانداز کئے جاتے ہین کیا ہماری عادل اور انصاف مجسم گورنمنٹ دربار دہلی کے

تمام ... ر د اور مستقبل ملازمین اور ٹھیکہ داران وغیرہ ... فہرست بغرض ملاحظہ طلب کرینگی تکلیف گوارا کرینگی؟ اور اس عرضداشت کو حق بجانب پاسنے پر از راہ مہربانی غریب مسلمانوں کی بہتری کے لئے انکے حقوق پر ... ہو گی؟ معروضہ بالا شکایت محض ایک ... کے طور پر ہے ورنہ تمام صوبہ کے ... ر محکموں اور دفتروں میں اعلی عہدے ہندوؤں کے ہاتھوں میں ہیں اور اس پر بھی مسلمانوں کو مورد الزام بنایا جاتا ہے

کل معاملات

(لوکل معاملات سے مراد الحکم کے کالموں میں ضلع گورداسپور کے معاملات ہوا کرینگے) ایڈیٹر

نائب تحصیلداروں کے محرر ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ نائب تحصیلداروں کے محرر معمولی چپڑاسی ہوتے ہیں جنکو چھ سات روپے ماہوار تنخواہ ملا کرتی ہے اور بلحاظ انکے کام کے کہ وہ نائب تحصیلداروں کے محرر ... ہوتے ہیں وہ اپنی حیثیت اور وضع کو اس ... میں ہرگز قائم نہیں رکھ سکتے اس لئے ان کی تنخواہوں میں ترقی ہونی ضروری ہے ہمیں یہ معلوم کرکے ازبس خوشی ہوئی ہے کہ اس معاملہ پر توجہ کی گئی ہے اور غالباً دس ماہوار کی سردست یہ آسامی مقرر ہوئی ہے یا ہونے والی ہے۔ اب دوسرا سوال ہم یہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ آیا اس آسامی پر وہی محرر جو اب کام کرتے ہیں رہنے چاہیں یا نئے آدمی رکھے جاویں؟ اس کا جواب انصاف اور ... ل کو مد نظر رکھکر صاف ہے کہ یہ ترقی ان ہی لوگوں کو ملنی چاہئے جو پہلے سے کام کرتے ہیں نہ یہ کہ کمی تنخواہ پر تو وہ کام کرتے رہیں اور ترقی کسی اور کو ملے علاوہ بریں یہ لوگ بوجہ عرصہ دراز سے کام کرتے ... تجربہ کار بھی ہیں۔ ہم اپنے ضلع کے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر میجر ڈاس صاحب بہادر سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس سوال کو حل کرتے وقت سابق ملازمین کا پورا لحاظ رکھینگے ✤

بٹالہ اسٹیشن کا بکنگ آفس الحکم کے ناظرین کو یاد ہوگا کہ سٹیشن بٹالہ کے بکنگ آفس کے متعلق چند اصلاح طلب امور کی طرف ہم نے توجہ دلائی تھی ہم ریلوے کی بالائی انتظامیہ خصوصاً ڈی۔ ٹی۔ ایس صاحب بہادر کی توجہ فرمائی کے ازبس مشکور ہیں کہ انھوں نے ہماری تجویز پر بہت ہی جلد نوٹس لیا اور سٹیشن ماسٹر صاحب بٹالہ کو ان اصلاحوں کی طرف توجہ دلائی ✤

اب بکنگ آفس کے متعلق کس قدر اصلاح ہوئی؟ یہ ایک سوال ہے جسکا جواب تجربہ اور عام شہادت پر موقوف ہے ہمکو اس کے بعد امرتسر لاہور وغیرہ جانے کی ضرورت پڑی ہے اور اس سوال کا جواب ہم نے باوجود ڈی ٹی ایس صاحب بہادر کے نوٹس لینے کے عملی طور پر دیکھنا چاہا ہے۔ مگر اس کا جواب ہمکو بجز مایوسی کے اور نہیں ملا۔ ہمکو اس امر کا بے شک اعتراف ہے کہ بٹالہ کا سٹیشن ماسٹر ایک خوش اخلاق اور نرم مزاج آدمی ہے لیکن ہم اس امر کے بیان کرنے میں غلطی نہیں کرتے کہ موجودہ بکنگ آفس کا انتظام قابل اصلاح ہے اور یہ ہمکو عمدہ حالت پر نظر نہیں آتا جب تک موجودہ بکنگ کلرک اپنے اخلاق میں نمایاں ترقی نہ دکھلائے اور زیادہ مستعدی اور ہوشیاری سے کام نہ لے۔ بٹالہ کا سٹیشن بوجہ تجارت کی ایک منڈی ہونے کے پٹھانکوٹ لائن پر سب سے بڑا سٹیشن ہے اس اسٹیشن پر جیسے یہ ضروری ہے کہ سٹیشن ماسٹر خوش اخلاق اور سب سے محبت سے پیش آنے والا ہو اسیطرح یہ بھی لازمی ہے کہ بکنگ کلرک اور دوسرے ملازم رفق اور ملائمت سے پیش آنیوالے ہوں اور اگر ذرا اور توجہ کی جاوے تو یہ سب کچھ ممکن ہے اور ہمیں امید ہے کہ ڈی۔ ٹی۔ ایس صاحب ضرور توجہ کرینگے ✤

اور اس امر کے لئے ضرور ضرور احکام نافذ فرماوینگے کہ اول ٹکٹ ہمیشہ گاڑی کی روانگی سے ایک گھنٹہ پہلے ملنے شروع ہوا کریں ✤

دوم۔ مستورات کو ٹکٹ لینے اور اندر جانے کے لئے ممکن سہولت اور آسانی ہو ✤

سوم انٹرمیڈیٹ کلاس کے مسافروں کے لئے الگ کھڑکی کھلی ہو فقط نشان ہو ہم بٹالہ کے سٹیشن ماسٹر صاحب سے بھی امید کرتے ہیں کہ وہ ان امور پر پوری توجہ کرینگے ہاں ہم یہ بھی ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آجکل موسم گرما میں خصوصیت کے ساتھ پانی بھی کافی طور پر مسافروں کو نہیں ملسکتا اور یہ صرف بٹالہ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ بٹالہ سے لیکر امرتسر تک برابر یہی حال ہوتا ہے سقہ یا ہندو کہار ایکطرف پانی لیکر کھڑے رہتے ہیں اور کبھی کبھار ایک آدھ ہانک لگا دیتے ہیں اس موسم میں یہ عملہ بڑھا دینا چاہئے پانچ دس منٹ میں ایک سقہ یا ایک ہندو پانی پلانے والا اتنی بڑی ٹرین کے مسافروں کے لئے مکتفی نہیں۔ ہم جناب صاحب ڈی ٹی ایس بہادر سے امید کرتے ہیں کہ اس سوال پر غور فرماوینگے اور ہمیں بھی اطلاع دیکر مشکور فرماوینگے کہ انہوں نے اس پر کیا نوٹس لیا ✤

اسی کی تائید میں دن بدن پٹھانکوٹ لائن پر تجارت اور سواریوں کی کثرت ہو رہی ہے خصوصاً بٹالہ اور امرتسر کے درمیان اس لئے اب موجودہ ٹرین جو ایک صبح اور ایک شام کو جاری ہیں مکتفی نہیں اگر ساری لائن پر دو سے زیادہ گاڑیاں چلانی نامناسب ہوں تو کم از کم بٹالہ اور امرتسر کے درمیان دو لوکل ٹرینیں جاری ہوجانی ضروری ہیں اور اگر ٹائم ٹیبل میں بھی مناسب تبدیلی کردی جاوے تو بہت ہی فائدہ مسافروں کو ہوسکتا ہے مثلاً اگر تقسیم اوقات یوں ہوجاوے کہ ایک گاڑی امرتسر سے صبح کے چھ بجے گرمیوں میں اور آٹھ بجے سردیوں میں روانہ ہوا اور دوسری لوکل ٹرین موجودہ وقت پر چلے اور رات کی گاڑی بجائے

سات بجے کے اگر امرتسر سے ۳ بجے بعد دوپہر روانہ ہوا کرے تو بٹالہ ۴ بجے کے بعد پہنچ جایا کرے جس سے مسافروں کو بہت ہی بڑا آرام ملے اور رات کو جو انہیں تکلیف ہوتی ہے نہ ہو غرض اس قسم کا مناسب تغیر و تبدل ٹائم ٹیبل میں کیا جاوے اور ایک زاید ٹرین کم از کم سر دست بٹالہ اور امرتسر کے درمیان جاری ہو جانی ضروری ہے جس سے اس لائن پر سفر کرنے والے مسافروں کو بہت بڑے آرام اور فائدہ کی توقع ہے ؎

قادیان اور بٹالہ کی سڑک

بٹالہ کی تحصیل کو فخر ہے کہ وہ ایک لائق محنتی اور غیر متعصب تحصیلدار لالہ موتی رام صاحب اپنا مقامی حاکم رکھتی ہے لالہ موتی رام صاحب کا ذکر ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم میں کیا ہے اور صرف یہ اس لئے کہ وہ ہمیشہ ان رفاہ عام کاموں پر پوری توجہ فرماتے ہیں جن کی بابت انہیں توجہ دلائی جاوے۔ قصبہ قادیان کی صفائی کے متعلق آپکو توجہ دلائی گئی تھی آپنے پورا نوٹس لیا اور ایسا ہی یہاں کے قصابوں کے متعلق جب ظاہر کیا گیا کہ وہ عمدہ گوشت نہیں بیچتے۔ بلکہ بعض اوقات ایسے مریل مریض جانور بیچتے ہیں کہ جن سے بیماری کا اندیشہ ہوتا ہے اس پر بھی آپ نے توجہ تو فرمائی مگر ابھی تک مزید توجہ کی ضرورت ہے اور ہمیں امید ہے کہ وہ اپنی قادیان کی رعایا کو مشکور فرماسکیں گے اگر اس کے متعلق پورا نوٹس لیں اسی وقت جس معاملہ پر ہم جناب تحصیلدار صاحب کو توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ اس سڑک کے متعلق ہے جو بٹالہ سے قادیان کو آتی ہے اگرچہ صاحب ممدوح نے ہماری پہلی گذارشوں پر نظر فرما کر اس سڑک کی درستی کے لئے کچھ مٹی وغیرہ ڈلوائی تھی اور کچھ درخت بھی لگائے جانے شروع ہوئے تھے مگر آپکے عارضی طور پر چلے جانے کے باعث یہ کام ادھورا رہ گیا اب ہم پھر آپ کی بیدار مغزی اور رعایا پروری سے امید کرتے ہیں کہ چونکہ اس سڑک پر کثرت سے بیلوں کی آمد و رفت ہے اس لئے اگر سر دست فنڈ اس کے تختہ بنانے کی اجازت نہیں دیتا تو اس کی مرمت کرا کر عام حالت درست کرا دی جاوے خصوصاً وہ ٹکڑا جو قادیان کو آتا ہے اس حصہ پر برسات کے دنوں میں سخت خطرہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ہم آپکی نیک نیتی اور پبلک بھی خواہی سے امید کرتے ہیں کہ اس سڑک کی حالِ زار پر ضرور توجہ فرمائی جاوے گی ؎

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

جناب میرزا خدابخش صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے دارالامان سے آج روانہ ہو رہے ہیں ؎

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پرپرائیٹر بمبئی ہوس لاہور [illegible] شادی انگلستان میں کی تھی خدا تعالےٰ کے فضل سے انکے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبید اللہ رکھا گیا دارالامان میں اس بچے کا عقیقہ کیا گیا خدا تعالےٰ مولود مسعود کو دینی و دنیوی نعمتوں سے بہرور کرے آمین

جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن [illegible] لاہور میڈیکل کالج میں پروفیسر ہو کر تبدیل ہوئے ہیں آپ کی روانگی پر جہلم میں ایک الوداعی جلسہ ہوا جسمیں عمایدِ شہر کے علاوہ سول سرجن بہادر اور [illegible] شامل تھے اس جلسہ میں ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا سول سرجن بہادر نے بہترین الفاظ میں اعتراف کیا یہ ہمارے سلسلہ کی خوبیوں کے زندہ ثبوت ہیں ؎

ہمارے عزیز بھائی شیخ احمد حسین احمدی فریدآبادی مصحح رفاہ عام پریس کی اہلیہ نے تپ دق کے عارضہ سے انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کا جنازہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معہ اپنی جماعت کے دارالامان میں پڑھا خدا مرحومہ کو غریق رحمت کرے آمین

لاہور کے پیسہ اخبار کے نام مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب کی طرف سے عنقریب ایک نوٹس جاری ہونیوالا ہے کہ اس نے بلا وجہ ان کی رشتہ دار عورت کے متعلق جھوٹی خبر طاعون سے بیمار ہونے اور پھر بدحواسی سے باہر نکالے جانے اور پھر مر جانے کی شائع کی پیسہ اخبار نے اگر معافی نہ مانگی اور اس خبر کی تردید نہ کی تو یقین کیا جاتا ہے اس سے قانونی سلوک ہو ؎

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پیسہ اخبار کو ایک دو نوٹس اور بھی اس قسم کے ملنے والے ہیں یہ نتیجہ ہے شتاب کاری کا ؎

خلافت راشدہ کا دیباچہ طبع ہو رہا ہے بہت جلد اشاعت کی توقع کی جاتی ہے

ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے معزز ہمعصر نیر اعظم مراد آباد ۵ جولائی کی اشاعت میں تین ہفتے ماقبل کی ایک مراسلات خلیفۃ المسیح کے متعلق چھاپ کر اپنی بے احتیاطی کا ثبوت دیتا ہے غالباً ایڈیٹر کے سفر میں ہونے کا نتیجہ ہے ؎

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جناب صاحبزادہ سراج الحق صاحب کی طرف سے **پان** پر ایک مضمون شائع ہوا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون کو سنا اور اور بعض تحریکات کی وجہ سے آپنے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اشتہار منشی اشیاء کے استعمال کے روکنے کے لئے شائع کریں یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ اشتہار کب شائع ہو۔ لیکن تاہم حضرت حجۃ اللہ منشا کو [illegible] چرس۔ افیون۔ شراب۔ زردہ (جو پان کے ہمراہ کھایا جاتا ہے) علی ہذا القیاس اور دوسری منشی اشیاء سے سخت بیزار ہیں اور نفرت ظاہر فرماتے ہیں اور اپنی [illegible] کو منع فرماتے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو ہرگز ہرگز استعمال نہ کریں اس سے کہ یہ اشتہار شائع ہو ہم مختصر طور پر یہ لکھنا کافی اور ضروری سمجھتے ہیں ؎

مذہبی اور اسلامی دنیا کی خبرین

ہندوستان مین تو سینکڑون مذہبی فرقے تھے ہی لیکن آئرلینڈ اور برطانیہ اعظم مین بھی کچھ کم نہیں ہین چنانچہ یہ بات دریافت کی گئی ہے کہ وہان دو سو ستائیس مذہبی فرقے ہین +

سفورامی کے امریکن کالج مسلمان کی پروفیسر مس آئی ڈوی کے مسلمان ہونے پر قسطنطنیہ کی یورپین آبادی مین بڑی حیرت پھیلی ہے اس پر مدراس کا اخبار ہندو رقمطراز ہے کہ مسلمانون کو چاہیئے کہ اور بہت سے عیسائیون کو مسلمان بنالین تاکہ پادریون کو پتہ لگجاوے کہ جب وہ کسی ہندو بیوی کو میان سے یا بیٹے کو مان باپ سے جدا کر کے عیسائی کرتے ہین تو انہین ایسا ہی ناگوار معلوم ہوتا ہے

تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک ہندو نے کلکٹر حیدر آباد سے درخواست کی کہ اس کو مسلمان ہونے کی اجازت دی جاوے کلکٹر کو اپنے عقائد کے یقین دلانے اور بلا تامل اجازت دینے کے لئے اس نے بیان کیا کہ اہل ہنود کی رسم کے مطابق بعد از مرگ جسم کے جلائے جانے سے مجھکو ڈر لگتا ہے دفن ہونے کو پسند کرتا ہون اس لئے بغیر اسلام قبول کرنے کے چارہ نہین +

اسکندریہ کے انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ فرنچ اخبارات کی یہ رائے بالکل غلط ہے کہ مصری حکومت کو سنوسی کی طرف سے خطرہ ہے اور وہ اس پر حملہ کرنیوالا ہے اور نہ یہ ہی خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ نواح جبیل پر چاڈ مین فرانسیسی فوج نے سنوسی کی سپاہ کو ملکر شکست دی ہے +

بیعت

خدا بخش صاحب ساکن شہر جہلم

اہلیہ سید سرور شاہ صاحب دانہ ہزارہ مانسہرہ

ولایت علی شاہ کوٹلہ مالیر

قربان علی شاہ ״ مسماۃ بیگا بی بی زوجہ

شیخ احمد جان صاحب الہ آباد

محمد دین صاحب امام مسجد گجرات

میان بھاگ ہنڈل - سیالکوٹ

غلام محمد - ״ ״

غلام احمد ״ ״

ڈاکٹر جمال الدین راول پنڈی

عبد الکریم لودیانہ + زوجہ عبد الکریم لودیانہ

اہلیہ جناب حکیم محمد شاہ نواز صاحب راول پنڈی

اہلیہ جناب سردار بخش صاحب برادر حکیم شاہ نواز صاحب + حیات محمد ریشم باف

بھڈال سیالکوٹ + جناب شیخ ضیاء اللہ ہیڈ ماسٹر گجرات - مدرسہ انگریزی مانسہرہ

فقیر محمد - جہلم محلہ کھوکران

چودھری حسن محمد صاحب نمبر دار کوٹلی خواجہ سیالکوٹ + محمد دین ٹپ گرام نسترکڑہ قلعہ بھنگیان - افضل دین - خوشاب

خیوتا - اکمل الدین + سلطان بخش صاحب

رحیم بخش کمپوڈر - محمد علی صاحب وٹرنری اسسٹنٹ درجہ اول شہر میرٹھ

امیر بخش صاحب گرداور قانونگو منڈالہ والی

قصور + مسماۃ کرم بی بی زوجہ امیر بخش صاحب

عبد العزیز - عمر دین - سیالکوٹ

نظام الدین سیالکوٹ - سید محمد سرور شاہ

اہلیہ جناب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب

دادی جناب ڈاکٹر صاحب ״

سکندر بیگ برادر ڈاکٹر صاحب

محمد حیات خان صاحب معرفت ڈاکٹر صاحب

مہان خان بی بی اہلیہ غلام قادر ریشم باف

از ملتان بیرون پاک دروازہ

مسماۃ غلام عائشہ اہلیہ ״

محمد نواب خان - للیانی - لاہور

شعیب + ابراہیم - حبیب اللہ - عبد الخالق

یوسف + عبد اللہ - عبد الہادی

صدیق + عثمان + عبد الغفار - عبد الغفور

سلیمان - محمد - میر محمد - نور دین ایوب

محمد دین طالب علم راول پنڈی

مسماۃ کلثوم زوجہ شیخ ہدایت اللہ صدر بازار پتیا در ״

علی بخش + صغری + برکت علی لودیانہ

زوجہ علی بخش - نبی بخش جہٹ

اولیاء از جہٹ لودیانہ

بوڈو - کرم بخش مولا بخش عظمت برج

محمد ابراہیم - بھنی - جلندر - پھلور

علیا - علی پور لودیانہ متصل بہادلہ

گوجر + بہادلہ - لودیانہ

عطا محمد طالب علم ״ ״

مسماۃ عائشہ - جوگی والہ - غازیخان

موسی + غازیخان

صاحبو + پایا خان - کریم بخش + رحیم بخش

واحد بخش - مسماۃ حیات زوجہ الہ بخش

عیسی - مسماۃ چنن + مسماۃ مبارکہ

بی بی جنت - عینی + زوجہ عیسی

مسماۃ عالم خاتون زوجہ ״

مسماۃ نور بھری زوجہ خدا بخش

مسماۃ فاطمہ - مسماۃ سجائی زوجہ مسلم

مسماۃ صاحبہ زوجہ مسلم

اہلیہ ثانیہ - ضامن علی صاحب کپور تھلہ

برہان بخش صاحب نمبردار گجرانوالہ

محمد ہاشم گجرانوالہ

عبد اللہ کتب فروش مالیر کوٹلہ

عتیق الرحمن - از فیروز پور

حبیب الرحمن از فیروز پور

عبد القادر صاحب - میان میر - صدر بازار

چھاونی محلہ فراشان

چودھری سکندر صاحب - گجرات - پسیانوالہ

خدا بخش رحیمہ - حسن محمد

خان محمد - غلام محمد - شاہ محمد

فضل دین - سلطان + امیر علی گجرات

عبد العزیز مدرس مدرسہ زنانہ

میان محمد امین صاحب

قاضی امیر علی صاحب - عبد الکریم

حافظ کریم بخش - عمر الدین - اللہ داد

شیخ علی - احمد خان - محمد خان - عبد الحق

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی اڈیٹر کے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (الکاوی القریۃ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نور دکھلا کے تیرا سبکو کیا ملزم و خوار
سبکا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

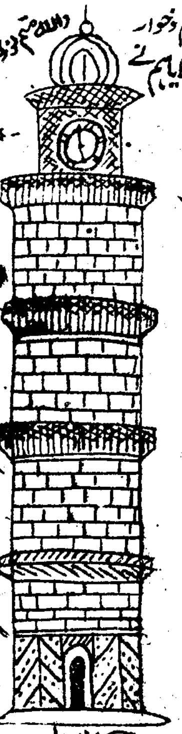

مینارۃ المسیح

الحکم

چہ گویم با تو گرانی جہاد در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

| نمبر ۲۵ | قادیان دار الامان ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء یوم پنجشنبہ | جلد ۶ |

فہرست مضامین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی مین — صہ ۱
خلوت و جلوت — صہ ۲
سید علی حائری لاہوری شیعہ کا وسیلۃ الابتلا — صہ ۳ و ۴
ت طیبات امام الزمان — صہ ۵ و ۶ و ۷
ضر نوٹ اور نکات — صہ ۷ و ۸
یسوع ناصری — صہ ۹ و ۱۰
قصیدہ — صہ ۱۰ تا ۱۲
مذہبی دنیا — صہ ۱۲
تثلیث اور توحید — صہ ۱۳
ایضاً
ایضاً — ۱۴ و ۱۵ و ۱۶
ایضاً

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی مین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین مین ایک تجویز پیش کرتی چاہتا ہون جس سے امید کیجاتی ہے کہ الحکم کی تبلیغ کا میدان وسیع ہو جاوے اور وہ یہ ہے کہ اسقدر مدت کیلئے جو دفتر مذکور کی تعمیر مین لگی اخبار الحکم جدید خریداروں کو

چار روپے سالانہ قیمت پر دیا جاوے

پس ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ تک جسقدر جدید خریدار ہونگے ان سے الحکم کی قیمت ایک سال کیلئے صرف چار روپے لی جاوے گی۔

اور پرانے خریداروں سے یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ انوار احمدیہ پریس کی کل طبع شدہ کتابین جو مطبع کی ملکیت ہین وہ ایک ان دو مہینون کے اندر **نصف قیمت** پر خرید سکینگے۔ خواہ ایک نسخہ خریدین یا ایک سے زیادہ

جدید خریداران کے علاوہ اور کوئی شخص نصف قیمت پر ان کتابونکو لینے کا حقدار نہوگا جدید الطبع کتابین جو اس مہینے مین طبع ہون اس رعایت سے مستثنی ہین اس کے بعد یہ رعایت نرہیگی

ایڈیٹر الحکم قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

خلوت اور جلوت

عیسائی مذہب مین خلوت زیادہ تھی اور موسوی مذہب مین **جلوت** اسلام چونکہ ان دونون کا جامع تھا اس لئے دست بکار دل بہ یار پر عمل کیا۔ جو قوت انسان مین ہو اُسے محل اور موقع پر استعمال کرو۔ اس کو تلف نہیں کرنا چاہئے اور جس قوت مین تحریک اور جوش نہ ہو۔ خواہ نخواہ اسے جوش مت دو۔ ایسی خلوت کرنہ بیمارون کی عیادت کرے نہ تشریک جنائز ہو اور بہت سی نیکیون اور خوبیون سے محروم کردے کسی حالت مین مفید اور نیکی کا کام نہیں ہوسکتی یاد رکھو نیکی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تجرید سے ملتی ہے اور دوسری قسم کی نیکی وہ ہے جو دوسرون کی شمولیت سے ملتی ہے جو تجرید ہی کو اختیار کرتا ہے وہ نیکی کے دوسرے حصے کو ضائع کرتا ہے۔ اس امت کا نام اللہ تعالےٰ نے امتہ وسطاً رکھا کہ اس مین نہ افراط ہے نہ تفریط۔ پہلی اُمتین یا افراط پر تھیں یا تفریط پر۔ موسیٰ کی شریعت مین تشدد انتقام تھا اور عیسائیون مین عفو پر زور دیا گیا تھا اگر عفو نکرتے تو گنہگار ہوتے مگر اسلام نے دونون کو جمع کیا اور موقع اور محل شناسی کی تعلیم دی کہ سزا کا محل اور موقع ہو تو سزا دو اگر عفو کا موقع ہے جس سے اصلاح متصور ہے تو معاف کرو۔ اس تعلیم کے اختیار کرنے مین رحمت اور ہیئت دونون پائی جاتی ہین اور صفات الٰہی مین بھی یہی نمونہ ہے کبھی جلالی رنگ ۔ کبھی جمالی رنگ دیکھ لو کبھی بارشین ہوتی ہین اور کبھی قحط اور امساک باران۔ انسان کامل کبھی نہین ہوتا جب تک تخلقوا باخلاق اللہ پر اس کا عمل نہ ہو۔ پس جب ہم خدا تعالےٰ کے صفات کو دیکھتے ہین تو وہ دونون قسم کے نظر آتے ہین ان مین سختی اور نرمی کا ظہور نظر آتا ہے اسی طرح سالک کو چاہئے کہ **خلوت اور جلوت کا جامع** ہو اور جلال و جمال کا مظہر ۔

طلب العلم فریضتہ

حدیث مین لکھا ہے کہ طلب العلم فریضتہ اس مین سب امور آجاتے ہین جہالت ایک قسم کی موت ہے اس سے انسان تب ہی بچ سکتا ہے کہ سچے علوم کو حاصل کرے انبیاء علیہم السلام کے انکار کی بڑی بھاری وجہ جہالت اور عدم واقفیت ہے جو کچھ ہم اس وقت لیکر آئے ہین وہ اس زمانہ کی طبیعتون پر گران گزرتا ہے کوئی کافر کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ مین بھی یہی ہوا ہے اور اسی وجہ سے مین نے کہا ہے طلب العلم فریضتہ کیونکہ اس سے غفلت دور ہوتی ہے اور حقائق کی طرف توجہ ۔ ۔ ۔ جب غفلت انسانون مین آجاوے تو وہ انکار کو پیدا کرتی ہے ۔

اسی کی تائید میں

یاد رکھو لغزش ہمیشہ نادان کو آتی ہے شیطان کو جو لغزش آئی وہ علم کی وجہ سے نہیں بلکہ نادانی سے آئی اگر وہ علم مین کمال رکھتا تو لغزش نہ آتی قرآن شریف مین علم کی مذمت نہیں بلکہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور نیم ملان خطرہ ایمان مشہور مثل ہے پس میرے مخالفون کو علم نے ہلاک نہین کیا بلکہ جہالت نے ۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا **قل رب زدنی علما** پس اگر علم کوئی معمولی اور چھوٹی سی چیز ہوتی تو یہ دعا آپ کو تعلیم نہ کی جاتی اور پھر فرمایا **من یوتی الحکمتہ فقد اوتی خیراً کثیراً** غرض ساری سعادتین علم صحیح کی تحصیل مین ہین یہ جسقدر لوگ نصرانی ہوگئے ہین وہ جہالت کے سبب ہوئے اگر علم کامل ہوتا تو انسان کو خدا نہ بناتے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جہنمی کہین گے **لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر** یہ جو کہتے ہین العلم حجاب الاکبر یہ غلط ہے الجہل حجاب الاکبر علم نور ہے وہ حجاب نہیں ہو سکتا بلکہ جہالت حجاب الاکبر ہے۔ خدا کا نام علیم ہے اور پھر قرآن مین آیا ہے **الرحمن علم القرآن** اسی لئے ملائکہ نے کہا ۔ لا علم لنا الا ما علمتنا مختصر یہ کہ یاد رکھو ساری زہرین نادانی مین ہین جہالت سچ مچ ایک موت ہے تمام اطباء اور ڈاکٹر اور دوسرے لوگ جو غلطی کھاتے ہین وہ قصور علم کی وجہ سے کھاتے ہین۔ انبیاء علم لیکر آتے ہین جب دنیا مین ظلمت چھا جاتی ہے اور مخلوق شیطان ہوجاتی ہے اور خدا تعالےٰ سے کوئی تعلق نہین رہتا اس وقت خدا تعالےٰ اپنے بندون کو تجدید کے لئے بھیجتا ہے ۔

از کلمات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا کی ہر پرستش کی چیز ۔ سورج چاند وغیرہ انسان کے خادم ہین ان کو مخدوم بنانا جائز نہین ہے چہ جائیکہ خدا بنایا جاوے (حکیم الامتہ)

قرآن نے کیا کیا ۔ پہلی ضرورت ہستی باری تعالےٰ کی ہے اس کے دلائل دئے ۔ ملائکہ ۔ تقدیر ۔ رسالت کتابون کی ضرورت ۔ ختم نبوۃ مر کر جی اُٹھنے پر بحث کی۔ جب ان ستۃ چیزون پر ایمان کامل ہوجاوے

سید علی حایری لاہوری شیعہ کا وسیلۃ المبتلا

حضرۃ حجۃ اللہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح موعود و امام المنتظر نے رسالہ دافع البلاء مین یہ دعوٰے کیا گیا تہا کہ مین حسین سے بڑہکر ہون اسپر لاہوری شیعہ علی حائری نے وسیلۃ المبتلا نام ایک رسالہ شائع کیا اُسکا جواب پشاور کے ایک **شیعہ** صاحب نے شائع کیا ہے جسکو ناظرین کے دلچسپی کے لئے ہم ذیل مین درج کرتے ہین

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج یہ رسالہ **وسیلۃ المبتلا** میری نظر سے گذرا ہرچند مین نے اپنے تئین ضبط کیا اور دلکو سمجہایا کہ ایسے معاملات مین کیون دخل دیتے ہو مگر دل قابو سے نکل گیا اور یہ خیال کیا کہ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے علماء امامیہ کیسے بودے خیال کے ہین وہ عقل خدا داد سے کام نہین لیتے اپنے علم اور شرافت کا کوئی کرشمہ نہین دکھلاتے۔

کیا ایک ایسے مدعی امامت کے مقابل مین اس قسم کے جوابات بے دلیل کفایت کرسکتے ہین خدا مین امامیہ ہوکر انصافاً کہتا ہون کہ ہرگز یہ روایات اور استدلال من غیر کلام اللہ ایک ایسے زبردست مدعی کے بالمقابل مکتفی نہین ہوسکتے گالیان نکالنا اور کسیکو نجس اور خبیث اور ضال لکھنا اور جسقدر الفاظ ناشائستہ لغت کے کتابون مین درج ہین اپنی تحریر کو اُن سے مزین کرنا علم اور شرافت کو بٹا لگانا ہے۔

علماء ربانی کا کام یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے اپنے عندیات کو قوت دین۔ پھر انصاف پسند طبائع پر ان کی معقولیت ظاہر کرین ناظرین حق اور باطل مین خود تمیز کرینگے

اب مین جناب مولویصاحب کی خدمت مین عرض کرتا ہون۔ جنابمن آپ کا مخاطب ایک مدعی امامت ہے۔ اگرچہ آپ اس کو کاذب اور مفتری جانتے ہین پس اس کے مسلمات سے اُسے ساکت کرنا لازم ہے تفسیر برغانی اور طبرانی ابونعیم وغیرہ کا حوالہ دینا یا اونکی روایات غیر صحیح پیش کرنا ایک مدعی امامت کے بالمقابل جسکا دعویٰ ہو کہ مین حکم ہوکر قرآن مجید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنیکے لئے دنیا مین آیا ہون اپنے اوپر جہالت کا الزام قائم کرنیسے زیادہ نتیجہ خیز نہین ہوسکتا وہ نہ حنفی ہے۔ نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی اور نہ جعفری نہ مقلد نہ اہل حدیث پھر آپ حنفیون یا شافعیون یا مالکیون وغیرہ کے علماء یا مفسرین کے اقوال پیش کرکے اس کو ملزم کیونکر کرسکتے ہین۔ اگر وہ ان اقوال کا پابند ہو تو منصب امامت درحقیقت اسکے لئے سزاوار نہین ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مین اس وقت کا حکم ہون برغانی ہویا طبرانی انہین مفسرون کے اپنے عندیات کا ذخیرہ ہوگا یا کچھ اور اور اگر آپ کہین کہ تفسیر قرآن ہم تو ہم لکھینگے کہ پھر استقدر مختلف الاقوال تفاسیر جنکی تعداد ہزار ہا سے بڑھ گئی کیون شائع ہوئے ہین اور ان مین اختلاف ہے کیون واقع ہوا اور حضرت مہدی آخرالزمان کی نسبت کیا آپکے مسلمات مین درج نہین کہ وہ اختلاف رفع کرینگے آوینگے اور سب ادیان کو ایک دین بناوینگے کیا جب امام مہدی تشریف لاوینگے بلا وعظ اور بلا نصیحت اور بلا تغیر و تبدیل دین خود بخود ایک ہوجاویگا آیا کچھ ترمیم اور تنسیخ بھی کرینگے یا نہیں۔ کیا وہ ظاہر ہوکر مجتہدین کربلا کے فتوے پر چلینگے۔ یا مجتہدین نجف و ایران یا مجتہدین لکھنؤ و لاہور فرماوین وہ کس مجتہد کے مقلد ہونگے اور کس کے فتوے پر چلینگے نہین مین بھول گیا وہ ضرور آپکے فتوے پر چلینگے مگر افسوس یہ بھی آپ نہ مانینگے پس جو امام ہوتا ہے وہ کسی کا مقلد نہین ہوتا بلکہ وہ خود حکم ہوتا ہے اسکے بالمقابل تفسیر برغانی اور دلائل النبوت کا حوالہ دینا کوئی عقلمند طبیعت اسکو جائز رکھ سکتی ہے ہان اس کے مسلمات قرآن مجید اور سنت صحیحہ ہین مین بہت خوش ہوتا کہ جب آپنے سورۃ انعام کی آیت یا ایہا الذین امنوا الخ پیش کی تہی اس کی تفسیر مین قرآن مجید ہی سے ثابت کیا ہوتا کہ لفظ وسیلہ سے جو آیت مرقومہ بالا مین ہے حسین اور اس کے آبا کرام مراد ہین اور اپنے دعویٰ کو مؤکد کرنیکیلئے بخاری۔ یا مسلم کی کوئی حدیث پیش کی ہوتی جو مدعی امامت کے مسلم کتب سے ہین یا ذرہ غصے کو ٹالکر اپنی ہی تفسیرون کی طرف رجوع کیا ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہین جہان تک مین اپنی تفسیرون کو دیکھتا ہون انہین بھی اس آیت کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین۔ ایک شخص بیہقی اور حاکم اور ابونعیم کا حوالہ دیتا ہے اور ایک روایت یا حاکم بیان کرتا ہے دوسرا اسکے بالمقابل قرآن مجید سے نکال کر خدا کا کلام پیش کرتا ہے اور اپنے دعوے کے واسطے سنت صحیحہ اور حدیث پیش کرتا ہے ہم کسکو مانین اور کسکو جانین کہ وہ عالم اور عامل بالقرآن ہے اسکے آگے آپ فرماتے ہین ثابت ہے کہ حسین ع اور اس کے آباء اطہار کو انبیاء و اصیاء نے سخت تکلیف کیوقت خدا اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے جسکی وجہ سے ان کی حاجتین پوری ہوئین۔ آپ اپنے زعم کی بنیاد مجاہد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ کا قول قرار دیتے ہین اور آیت فتلقی آدم من ربہ کلمات کو اپنے زعم کی تفسیر قرار دیتے ہین گویا آپ کا قول مجمل تہا جو پہلے سے کسی کتاب آسمانی مین درج چلا آتا تہا قرآن نے اس کی تصریح کردی بریں عقل و دانش بباید گریست اسی فہم لطیف کے بھروسے پر اپنے مخالف پر طعن کرتے ہین ذرہ انصاف کرین اور اپنی ہی کتابون کو دیکھین۔ کہ کیا علماء اور مفسرین امامیہ نے کلمات کی تفسیر مین صرف انہیں نامہای مبارک پر حصر تفسیر رکھا ہے میرے پاس اس وقت تین تفسیرین امامیہ کی موجود ہین۔ تفسیر عمدۃ البیان خلاصۃ المنہج۔ مجمع البیان انمین بہت سے مختلف اقوال درج ہین پھر حیات القلوب نکال کر جلد اول صفحہ ۵۶ و ۵۷ مین روایات مختلفہ کا حال دیکھین کہ کس قدر اقوال نقل کئے گئے ہین اور ہر ایک کو علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بسند صحیح از امام محمد باقر منقول است و در حدیث معتبر دیگر منقول است و بسند صحیح از حضرت صادق منقول است وغیرہ وغیرہ کرکے لکھا ہے پھر مولانا صاحب جب آپکے گھر مین یہہ روایات متعدد و مختلف ہین۔ تو مہربان من آپ نے کلمات کی تفسیر مین جزم کسطرح کرلیا کہ ان سے مراد اسماء پنجتن پاک ہین اور پھر اوس پر متفق علیہ کا جملہ بھی جڑ دیا اسمین تو علماء اور مفسرین امامیہ ہی متفق نہین اورون کا تو کیا ذکر۔ اس کے آگے آپ ارقام فرماتے ہین کہ تہتر مذہب کی متفق علیہ حدیث ہے

سے بھی یہی ثابت ہے کہ حضرت نوح عم نے طوفان کیونکر اور حضرت ابراہیم نے الی آخرہ [illegible] مہربانی کر کے تہتر مذہب کے اتفاق کا جو آپ نے دعوے کیا ہے ہر ایک مذہب والے کی ایک ایک حدیث اس مضمون کی متعلق درج فرمادین اور ہم آپکے ان احادیث پیش کردہ مین مطابق اصول احادیث جرح بھی نکرینگے خواہ وہ ضعیف ہی کیون نہون - صرف مذہب والے کا نام اور حدیث کے وہ عربی الفاظ جو [illegible] روایات درج کئے گئے ہون معہ حوالہ کتب جس سے وہ حدیث نقل کی گئی ہے مرحمت فرمادین - پھر مین اصل مطلب کی طرف عود کر کے آپ سے دریافت کرتا ہون کہ آپ رسالہ کے سر پر یہ عبارت درج فرماتے جسکے الفاظ یہ ہین (اس کے [illegible] مین اور امام حسین کی فضیلت بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء پر)

(۱) ان الفاظ کے ثبوت مین آپنے کونسا قولِ خدا کا ذکر کیا جہان اللہ جل شانہ نے فرمایا ہو کہ امام حسین عم افضل ہین تمام انبیاء پر اجمالی طور یا تفصیلی طور جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے نام ذکر کر کے -

(۲) [illegible] حدیث صحیح مین رسول اکرم نے فرمایا [illegible] کہ حسین افضل ہین تمام انبیاء سے

(۳) امام حسین نے خود فرمایا ہو کہ مین افضل ہون تمام انبیاء پر سوا [illegible]

(۴) باقی ائمہ اہلبیت عم مین سے کسی امام نے فرمایا ہو کہ امام حسین عم افضل ہین تمام انبیاء سابقہ سے [illegible] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم -

[illegible] ہم آپکا منطقی ثبوت دیکھتے ہین کہ کہان آپنے منطق کا صغریٰ اور کبریٰ قائم کر کے اسکا ثبوت دیا ہے +

(الاشارۃ تکفی للعاقل) چونکہ تمام انبیاء نے حضرت حسین علیہ سلام اور ان کے آباء کرام کو وسیلہ اپنی دعاؤن مین گردانا ہے

نوٹ (اس کا ثبوت ابھی آپ کے ذمہ باقی ہے) اور اسی کے ذریعہ سے ان کی دعائین قبول ہوئین اس لئے جسکا وسیلہ لایا جاتا ہے اور اس کے طفیل انبیاء علیہم السلام کی دعائین قبول ہوتی ہین وہ وسیلہ ضرور خدا کے [illegible] افضل ہوتا ہے ورنہ انبیاء علیہم السلام اس کو وسیلہ نگردانتے - یہ ہے آپکی انوکھی منطق اور بوسیدہ علم کلام

مثالاً - کیا اگر کوئی حکیم کسی مریض کو ایک نسخہ تبلادے کہ اگر تم یہ نسخہ استعمال کرو تو تم اچھے ہو جاؤ گے اور تمہارا مرض سلب ہو جاویگا - اور ایسا اتفاق بھی ہو جاوے کہ وہ مریض اچھا ہو جاوے تو کوئی عاقل اس سے یہ نتیجہ نکالیگا کہ وہ نسخہ افضل ہے بیمار سے تعجب کا مقام ہے کہ جس الزام پر آپنے اپنے مخالف کو کوسا - کہ حسین سے اپنے کو افضل تبلاتے ہین خود اسمین مبتلا ہو گئے - کہ خود حسین کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت کرنے لگے - پھر دعوٰی تو اسقدر مگر دلیل ندارد - آپ کو چاہئے تھا کہ فضیلت کے وہ مدارج تحریر کرتے کہ [illegible] ان باتون سے حسین عم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ علماء امامیہ نے حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرنیکے لئے بالمقابل باقی صحابہ کے مدارج فضیلت قائم کئے ہین آپ کو چاہئے تھا کہ (مثالاً) تحریر کرتے کہ حضرت امام مظلوم حسین عم عابد تھے اور اس کے بالمقابل حضرت آدم یا حضرت نوح کی عبادت انسے بہت کم یا حضرت حسین عم صابر اور شاکر تھے اور اسکی بالمقابل دیگر فلان فلان انبیاء مین صبر اور شکر کم تھا اور اس کمی کو اس ترازو مین بھی وزن کرتے جو آپ کے پاس ہے وغیرہ وغیرہ -

جب اس قسم یا اس جیسے جو بخیال آپکی وجہ فضیلت قرار پاسکتی ہون تمام مدارج اور اصول فضیلت بالمقابل باقی انبیاء علیہم السلام کے آپ بیان فرماتے اور ان کو نص یا حدیث صحیح اور تواتر اور تعامل قومی سے بھی موکد کرتے تب اہل حق پر ظاہر ہو جاتا کہ واقعی حسین علیہ السلام افضل ہین دیگر انبیاء پر - یہ خشک منطق کہ چونکہ انبیاء گزشتہ نے حسین عم کو وسیلہ اپنی دعاؤن مین خدا کے پاس گردانا ہے اس لئے وہ افضل ہین ہمارے کس کام - اول تو آپ قرآن سے ثابت کرین کہ واقعی حضرت آدم نے حسین کا نام لیکر اُن کو وسیلہ گردانا تھا - اس وقت حسین کہان تھا نام لکھا ہوا دیکھا کہان ذکر ہے - قرآن مین کہ حضرت آدم نے ساق عرش پر اسماء پنجتن لکھے ہوئے دیکھے کہان ذکر ہے کہ آدم نے دیکھکر سمجھ بھی لیا کہ یہ حسین یا پنجتن پاک میری نسل سے [illegible] سال بعد پیدا ہونگے تو ان کے دل مین القاء کیا اور القاء کرنیکا ذکر قرآن مین کہان ہے قرآن مجید تو صاف ہے اور ایک لطیف بیان اپنے اندر رکھتا ہے - دیکھین جہان [illegible] اسماء کی تعلیم کا ذکر ہے وہان اللہ جل شانہ نے صاف فرمایا [illegible] علم آدم الاسماء کلھا فقال انبئونی باسماء ہؤلاء قال [illegible] آدم انبئہم باسمائہم فلما انبأہم باسمائہم - مگر اس جگہ بھی [illegible] من ربہ کلمات صاف ہے دوسرے موقعہ پر بھی حضرت آدم کے قصہ مین قرآن شریف نے کلمات کی تفسیر کردی ہے سورہ اعراف ربنا ظلمنا انفسنا الخ

اب جس کی تصریح خود قرآن کریم نے کردی ہو نہ کنایہ نہ اشارہ سے بلکہ صاف الفاظ مین - اور کچھ ابہام اور شک بھی باقی نہ رہتا ہو پھر ایسی معقول استدلال قرآنی کو چھوڑ کر آپکے یا برغالی کے زعم کی پیروی کون عقلمند کرسکتا ہے

(بیان) سید علی ہمدانی اور طبرانی نے لکھا ہے اپنی اپنی کتابون مین - اے مدعی علم و تحقیق کیا یہ لوگ معصوم تھے کہ جو کچھ انھون نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے واجب الاخذ ہے یا ان پر وحی نازل ہوتی تھی یا حضرت آدم خواب مین آکر انکو تبلا گئے تھے کہ ابتلا کے وقت مین ذیہ نام لئے تھے (ان کنتم شہداء ام علی اللہ تفترون) وہ سینکڑون سالون کے بعد کے زمانہ مین ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا فرمایا ہے اور منقولی روایت جسکی صحت کا کوئی معیار انکے پاس نہین اپنی اپنی کتابون مین درج کردی سنئیے رسول خدا نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت کذاب پیدا ہونگے اور جھوٹی حدیثین میرے نام سے روایت کرینگے پس تم کو لازم ہے کہ اسوقت حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کرو اگر موافق ہو تو لیلو ورنہ ترک کردو - پھر ہم بغیر اس معیار کے کسی حدیث کو کیونکر صحیح سمجھ سکتے ہین جبکہ خود آنحضرت صلعم یہ معیار تصحیح حدیث تبلا دیا ہے اور مولانا صاحب بھی اس حدیث کو اپنے کسی رسالہ مین ذکر کیا ہوا ہے - پس یہ بات کہ جو حدیث کسی کتاب مین لکھی ہوئی ہو وہ درحقیقت حدیث رسول ہوگی امر مسلم نرہا بلکہ جو حدیث مطابق کتاب اللہ ہوگی وہ حدیث رسول ہوگی - دیکھیں اصول کافی کتاب العلم امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہین فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف فدعوہ کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فہو زخرف - اصول کافی کے دیباچہ ہی مین نظر کرین کہ ہمارے شیخ المحدثین اپنے شیعون کی احادیث کی نسبت کیا تحریر فرماتے ہین طرفہ برین یہ کہ آپ تو ان علماء پر جنکی روایات آپنے پیش کی ہین تبرا بھیجتے ہین پھر اُن سے حجت پکڑنا چہ معنی دارد - وہ حالتون سے خالی نہین یا تو آپ میرزا صاحب کے اصول سے بکلی ناواقف ہین یا عوام کو دھوکہ دیتے ہین +

اب آخری فیصلہ بھی ذرا سن لین - غایۃ المقصود حصہ اول صفحہ ۱ سطر ۹ ملاحظہ ہو - جناب مولانا صاحب نے خود تسلیم کرلیا ہے (کہ نبوت افضل از امامت است قطعاً) اس جگہ امام حسین جو واقعی امام تھے ان کی نسبت کوئی استثناء ذکر نہیں

* سیٹھی حائری صاحب مہربانی کرکے یہ بھی بتادین کہ خارجی بھی ان تہتر فرقون مین شامل ہین یا نہین - ایڈیٹر

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(حضرت اقدس کی ایک مختصر سی تقریر جو ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حضور نے فرمائی)

مرشد اور مرید کے تعلقات استاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئیں جیسے شاگرد استاد سے فائدہ اٹھاتا ہے اوسیطرح مرید اپنے مرشد سے لیکن شاگرد اگر استاد سے تعلق تو رکھے مگر اپنی تعلیم مین قدم آگے نہ بڑھاوے تو فائدہ نہین اٹھا سکتا یہی حال مرید کا ہے پس اس سلسلہ مین تعلق پیدا کر کے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہئے طالب حق کو ایک مقام پر پہونچکر ہرگز ٹھہرنا نہین چاہیئے ورنہ شیطان لعین اور طرف لگا دیگا اور جیسے بند پانی مین عفونت پیدا ہو جاتی ہے اسیطرح اگر مومن اپنی ترقیات کے لئے سعی نہ کرے تو وہ گر جاتا ہے بس سعادتمند کا فرض ہے کہ وہ طلب دین مین لگا رہے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی انسان کامل دنیا مین نہین گذرا لیکن آپ کو بھی رب زدنی علما کی دعا تعلیم ہوئی تھی۔ پھر اور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت مین ترقی کریگا اسے معلوم ہوتا جاویگا کہ ابھی بہت سی باتین حل طلب باقی ہین بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ مین (اس بچے کیطرح جو اقلیدس کے اشکال کو محض بیہودہ سمجھتا ہے) بالکل بیہودہ سمجھتے تھے لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت مین ان کو نظر آئے اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بڑھانے کے ساتھ ہی علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔ تم نے بہت ہی بیہودہ باتون کو چھوڑ کر اس سلسلہ کو قبول کیا ہے اگر تم اس کی بابت پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کروگے تو اس سے تمہین کیا فائدہ ہوا۔ تمہارے یقین اور معرفت مین قوت کیونکر پیدا ہوگی ذرا ذراسی بات پر شکوک اور شبہات پیدا ہون گے اور آخر قدم کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے۔ دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہین ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتون مین مصروف ہو جاتے ہین شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے میرا یہ مطلب نہین کہ تجارت کرنی منع ہے نہین صحابہ تجارتین بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے انھون نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلون کو لبریز کر دے انھون نے حاصل کیا یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان مین شیطان کے حملے سے نہین ڈگمگائے کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہین روک سکا۔

میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہین گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہین ایسے لوگون پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے دوسرے وہ لوگ ہوتے ہین جو **دین کی ترقی کی فکر** مین ہو جاتے ہین یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے ہان چونکہ تجارت سے بڑا منافع ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی **طلب دین اور ترقی دین** کی خواہش کو ایک **تجارت** ہی قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے پس مین بھی خدا تعالیٰ کے ان ہی الفاظ مین نہین یہ کہتا ہون کہ ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم **مین زیادہ امید ان پر کرتا ہون جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہین کرتے** جو اس شوق کو کم کرتے ہین مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پالے اس لئے کبھی سست نہین ہونا چاہئے ہر امر کو جو سمجھ مین نہ آئے پوچھنا چاہئے تاکہ معرفت مین زیادت ہو پوچھنا حرام نہیں بحیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہئے اور عملی ترقی کے لئے بھی۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ **قرآن شریف کو غور سے پڑھین**۔ جہان سمجھ مین نہ آئے دریافت کرین اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسرون سے دریافت کر کے فائدہ پہونچاوے۔

قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہ مین بڑے بڑے نایاب اور بیش بہا گوہر موجود ہین جب تم کسی عیسائی سے ملوگے تو دیکھوگے کہ ان مین نقالون اور ٹھٹھے والون کی طرح دیانت مفقود نظر آئے گی۔ یون تو ان مین سے بعض ایسے ہین جو یہ دعوے کرتے ہین کہ ہم قرآن شریف کے ترجمہ سے واقف ہین مگر انھون نے مشق تو کی ہے لیکن انہین روحانیت نہین ہے اور اس کا ہمین بارہا تجربہ ہوا ہے جب ان کو بلایا گیا تو انھون نے گریز کی ہے۔ اگر واقعی ان مین روحانیت ہے؟ اگر واقعی ان کی معرفت اور علم یقین کے درجہ تک پہونچا ہوا ہے؟ تو پھر کیا وجہ کہ وہ گریز کرتے ہین دیکھو لاہور کے بشپ صاحب نے لاہور مین بڑے دھوم دھام سے لیکچر دئے اور اپنی قرآن دانی اور حدیث دانی کے ثبوت کے لئے بڑی کوشش کی لیکن [illegible] کی تو باوجود یکہ پانچ ہیزار [illegible] شرمندگی دلائی [illegible] ہمارا دشمن ہے [illegible] ہم کو افسوس ہے کہ [illegible] صاحب توسیح کی تعلیم کا کامل نمونہ ہونا چاہیئے

تھا اور اپنے دشمنوں کو پیار کرو پر ان کا پورا عمل ہوتا اگر مین انکا دشمن بھی ہوتا حالانکہ مین سچ کہتا ہون اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ **نوع انسان کا سب سے بڑھکر خیر خواہ اور دوست مین ہون** ہان یہ سچ ہے کہ مین ان تعلیمات کا دشمن ہون جو انسان کی روحانی دشمن ہین اور اس کی نجاۃ کی دشمن ہین غرض بشپ صاحب کو کئی بار اخبارون نے اس معاملہ مین شرمندہ کیا۔ مگر وہ سامنے نہ آئے عیسائیون کی یہ حالت ہے کہ اگر کسیکو سادہ دیکھتے ہیں تو چھوٹا ہے تو بیٹا بنا کر اور بڑا ہے تو باپ بنا کر اندر داخل ہوتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اگر وہ حالات سے واقف ہے تو پھر اس سے بغض کرتے ہین اس لئے کہ جب وہ اسے تعلق توڑ بیٹھتے ہین تو خلوق سے سچی ہمدردی کیونکر پیدا ہو۔ مگر ہماری جماعت خاص ہے اس کو عام مسلمانون کی طرح نہ سمجھین یہ مسلمان دابۃ الارض ہین اور اس لئے اُس کے مخالف ہین جو **آسمان سے آتا ہے**۔ جو زمینی بات کرتا ہے وہ دابۃ الارض ہے خدا تعالےٰ نے ایسا ہی فرمایا تھا روحانی امور کو وہی دریافت کرتے ہین جن مین مناسبت ہو چونکہ ان میں مناسبت نہ تھی اس لئے انھون نے **عصائے دین کو کھالیا** جیسے سلیمان کے عصا کو کھالیا تھا اور اس سے آگے قرآن شریف مین لکھا ہے کہ جب جنون کو یہ پتہ لگا تو انھون نے سرکشی اختیار کی اسیطرح پر عیسائی قوم نے جب اسلام کی یہ حالت دیکھی یعنی اس دابۃ الارض نے اس **عصاء راستی** کو کمزور کر دیا تو ان قومون کو سپر وار کرنے کا موقع دیدیا جن وہ بے چپکر وار کرے اور پیار کے رنگ مین دشمنی کرتے ہین وہی پیار جو حوا سے آکر نحاش نے کیا تھا اس پیار کا انجام وہی ہونا چاہئے جو ابتدا مین ہوا آدم پر اسی سے مصیبت آئی اسوقت گویا وہ خدا سے بڑھکر خیر خواہ ہو گیا اسیطرح پر یہ

بھی وہی **حیاۃ ابدی** پیش کرتے ہین جو شیطان نے کی تھی اس لئے قرآن شریف نے اول اور آخر کو اسی پر ختم کیا اس مین یہ سر تھا کہ تا بتایا جاوے کہ ایک **آدم آخر مین بھی آنیوالا ہے**۔ قرآن شریف کے اول یعنی سورہ فاتحہ کو **ولا الضالین** پر ختم کیا یہ امر تمام مفسر بالاتفاق مانتے ہین کہ ضالین سے عیسائی مراد ہین اور آخر جس پر ختم ہوا وہ یہ ہے قل اعوذ برب الناس ملک الناس۔ الہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس سورۃ الناس سے پہلے قل ھو اللہ مین خدا تعالیٰ کی توحید بیان فرمائی اور اس طرح پر گویا تثلیث کی تردید کی اس کے بعد سورۃ الناس کا بیان کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ عیسائیون کی طرف اشارہ ہے پس آخری وصیت یہ کی کہ شیطان سے بچتے رہو یہ شیطان وہی **نحاش** ہے جسکو اس سورۃ مین **خناس** کہا ہے جس سے بچنے کی ہدایت کی اور یہ جو فرمایا کہ رب کی پناہ مین آؤ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جسمانی امور نہین ہین بلکہ روحانی ہین خدا کی معرفت معارف اور حقائق پر پکے ہو جاؤ تو اس سے بچ جاؤ گے اس آخری زمانہ مین **شیطان اور آدم کی آخری جنگ** کا خاص ذکر ہے۔ شیطان کی لڑائی خدا اور اس کے فرشتون سے آدم کے ساتھ ہو کر ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ اس کے ہلاک کرنے کو پورے سامان کے ساتھ اُتریگا اور خدا کا مسیح اس کا مقابلہ کریگا یہ لفظ مسیح ہے جس کے معنے خلیفہ کے ہین عربی اور عبرانی مین حدیثون مین مسیح لکھا ہے اور قرآن شریف مین خلیفہ لکھا ہے غرض اس کے لئے مقدر تھا کہ اس آخری جنگ مین خاتم الخلفاء جو چھٹے ہزار کے آخر مین پیدا ہو **کامیاب ہو**۔

سورۃ العصر مین دنیا کی تاریخ موجود ہے جسپر خدا تعالےٰ نے اپنے الہام سے مجھکو اطلاع دی ہے اور یہ اصلی اور سچی تاریخ ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک کسقدر زمانہ گذرا ہے پس اس حساب سے اب ساتوین ہزار سے کچھ سال گذر گئے اور خاتم الخلفاء چھٹے ہزار کے آخر مین پیدا ہوا تا کہ اول را باآخر نسبتے دارد کا مصداق ہو۔ آدم بھی چھٹے دن پیدا ہوا تھا اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے اس چھ دن کے چھ ہزار ہوئے اور پھر آدم کی پیدائش چھٹے دن کے آخر مین ہوئی تھی اس لئے خاتم الخلفاء بھی چھٹے ہزار کے آخر مین ہوا اور ساتوین مین جنگ ہے اس جنگ سے توپ و تفنگ کی لڑائی مراد نہین بلکہ یہ عیسائیت اور الہی دین کی آخری جنگ ہے۔ عیسائیت نے زمینی خدا بنالیا ہے اور یہ وہی **خدا یا خیالی خدا ہے** جیسے بہت سی عورتیں ایک وہمی حمل رجا کا کر لیتی ہین یہان تک کہ پیٹ مین وہمی طور پر حرکت بھی معلوم ہوتی ہے اور پیٹ بڑھا ہوا بھی ہے اسیطرح پر فرضی مسیح بنالیا گیا ہے جسے خدا سمجھا گیا ہے غرض سچے مسیح کے مقابل وہ کھڑا ہے اب یہ لڑائی ان دونون مین شروع ہو اور خدا اس مین اپنا **چمکتا ہوا ہاتھ دکھلا ئیگا**۔

چالیس کروڑ سے بھی زائد انسان عیسائی ہو چکے ہین جب اول ہی اول یہ لوگ آئے تو مولوی ان کے حملون اور اعتراضون سے محض ناواقف تھے ان کو پورا علم ان کے اعتراضون کا تھا اور نہ قرآن شریف کے حقائق ہی سے آگاہ تھے برخلاف اس کے عیسائیون کے پاس اقبال اور تالیف قلوب کے ذریعے تھے اس لئے ان کی ترقی ہوتی گئی مگر اب ان مین ایک بھی نہین جو اس کے تنزل کو دیکھ سکے ✣ اب ان کا دور ختم ہونیوالا ہے اور مختصر طور پر جعلی فرضی خدا کو سمجھ لینگے اصل بات تو یہ ہے کہ عیسائیون کا تانا بانا

اور یہ اور سناتن سے بھی بودا ہے کیونکہ انھون نے ساری بنیاد **حیات مسیح** پر رکھی ہوئی ہے اس کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی ساری عمارت گر جاتی ہے یہ بات اس زمانہ مین کہ وہ زندہ آسمان پر گیا ہے کوئی مان نہین سکتا جبکہ دلائل قطعیۃ الدلالت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اب تو لاش کے دکھا دینے تک نوبت پہنچ گئی ہے کیونکہ (سرینگر) کشمیر مین اس کی قبر واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے ان ساری باتون کے ہوتے ہوئے کون عقلمند یہ قبول کر سکتا ہے اور اس کی موت کے ساتھ ہی **صلیب۔ کفارہ۔ لعنت** وغیرہ ساری باتین علوم یقینیہ کی طرح غلط ثابت ہو جائینگی۔ ان ساری باتون کے علاوہ یہ مذہب ایسا کمزور ہے کہ جو پہلو اس نے اختیار کیا ہے وہی بودا۔ ایک لعنت ہی کے پہلو کو دیکھو اگر اس پہلو کو اختیار نہ کرتے تو بہتر تھا کیونکہ جب یہ سچی بات ہے کہ لعنت کا تعلق دل سے ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملعون خدا کا اور خدا ملعون کا دشمن ہو جاوے اور خدا سے اس کا کوئی تعلق نہ رہے اور وہ خدا سے برگشتہ ہو جاوے تو پھر کیا باقی رہا ایک کتاب مین لکھا ہے کہ مسیح کو شیطان لئے پھرا۔ اگر جسمانی طور پر شیطان لئے پھرا ہوتا تو مسیح تماشا دکھا سکتے تھے اس کا کوئی معقول جواب تو نہیں دے سکے کسی یہودی کو شیطان لکھ دیا اور پھر تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا۔ غرض اب عیسائی مذہب کے خاتمہ کا وقت آ گیا+

پس تم اپنی ہمت اور سرگرمی مین سست نہ ہو۔ بہت سے مسلمان کہلا کر دوسرے امور مین منہمک ہو جاتے ہین مگر تم خدا سے ڈرو اور سچی تبدیلی اور تقویٰ طہارت پیدا کرو اس راہ مین سست ہونا شیطان کو نقب لگا کر ایمان کا مال لیجانے کا موقع دینا ہے

اس وقت وہی خدا جو آدم پر ظاہر ہوا تھا اور دوسرے نبیون پر ظاہر ہوتا رہا ہے وہی مجھ پر ظاہر ہوا ہے

اسوقت خدا نے موقع دیا ہے کہ تم اپنے معلومات کو بڑھا سکو۔ اس لئے جو بات سمجھ مین نہ آئے اس کو فوراً پوچھ لینا چاہئیے جو سمجھنے سے پہلے کہتا ہے کہ سمجھ لیا اس کے دل پر ایک چھالا سا پڑ جاتا ہے آخر وہ ناسور ہو کر نکلتا ہے مین تھکتا نہین ہون خواہ کوئی ایک سال تک پوچھتا رہے پس اس موقع کی قدر کرو میری باتون کو سنو اور سمجھو اور ان پر عمل کرو پھر خادم دین بنو سچائی کو ظاہر کرو۔ خدا سے محبت کرنا اور مخلوق سے ہمدردی کرنا یہ دونون باتین دین کی ہین ان پر عمل کرو

مختصر نوٹ اور نکات

پیشگوئیون کے سائنس سے ناواقف اور الہیات سے نابلد لوگون کے منہ سے جب ہم یہ اعتراض سنتے ہین کہ انذاری الہامی پیشگوئی مین کوئی شرط نہین ہونی چاہئیے تو تعجب کے علاوہ معترضین پر رحم بھی آتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ جہالت حقیقت خطرناک موت ہے۔ ایسے لوگون کو اگر قرآن شریف اور سنن انبیاء سے اطلاع ہوتی تو ایسے اعتراض نکرتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ اس باطنی شریعت پر بھی توجہ نہین کرتے کہ ہر انسان نزول بلا کے خطرے سے دعاؤن پر زور دیتا اور صدقات و خیرات سے رد بلا چاہتا ہے پس اگر توبہ اور رجوع الی اللہ کوئی چیز نہ تھی اور اس سے موعود عذاب ٹل نہین سکتے تو پھر یہ اضطراری جوش انسان کی فطرت مین کیون ہے؟

قرآن شریف بنی نوع انسان کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کرنے مین وہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیتا ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی کتاب مین موجود نہین ہے کیونکہ وہ محض احسان تک ہی اس کو نہین چھوڑتا جس مین بسا اوقات انسان جزا اور پاداش کا بھی خواہان ہوتا ہے بلکہ وہ اس نیکی کی ہدایت کرتا جو **ایتائی ذالقربی** کے نام سے پکاری جاتی ہے اور یہی نیکی کا آخری درجہ ہے ماں اپنے بچے کے ساتھ جو نیکی کرتی ہے وہ ایک طبعی جوش کا نتیجہ ہے بچہ سے اس کو کسی معاوضہ کی خواہش نہین ہے

اب اس کے مقابلہ مین دنیا کی مذہبی کتابون اور تحریرون کی ورق گردانی کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ اس درجہ سے تہیدست محض ہین

ایک روز ہم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی خدمت مین حاضر تھے فرمایا کہ عبادت دو قسم کی ہے ایک روحانی اور اور جسمانی جسمانی عبادت تو یہ صاف نظر آتی ہے۔ مگر روحانی عبادت مین مین معلوم کرتا ہون کہ جسقدر خدا تعالےٰ کے انعام و برکات ہون اسیقدر روح مین ایک خاص قسم کا تذلل اور انکساری پیدا ہوتی جاتی ہے اور مین دیکھتا ہون کہ روح آستانہ الوہیت پر گری پڑتی ہے مومن کا کمال یہی ہے کہ وہ خدا کے فضل دیکھ دیکھ کر بجائے شیخی اور فخر کے فروتنی اختیار کرتا اور خدا کے حضور شرمندہ ہوتا ہے

قرآن کریم کی قدر و منزلت سے ناآشنا جب کبھی کسی احمدی سے یہ سنتے ہین کہ وہ قرآن شریف کو ہی **اپنا امام حکم** مانتا ہے اور اس کا ایمان ہے کہ قرآن شریف اپنی تعلیم مین کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہین جیسا کہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے **ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیئ** یعنی ہم نے تیرے پر وہ کتاب نازل کی ہے جس مین ہر ایک چیز کا بیان ہے تو پھر اعتراض کرنے لگتے ہین کہ فجر کی نماز کے دو فرض اور دو سنت کہان لکھے ہین حالانکہ ان نادانون کو یہ معلوم نہین کہ **سنت** بھی ایک چیز ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ و سلم کا عمل ہے۔ اس مین شک نہین کہ قرآن شریف مین تمام امور بیان کر دئے

گئے ہین لیکن تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اس کی مجملات کی تفاصیل پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا ہر مولوی اور ملان کا کام نہین بلکہ یہ خاص طور پر ان لوگون کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمیٰ مدد دئے گئے ہون یہ نہین کہ ہر کس و ناکس قرآن شریف کو ہاتھ میں لے کر ڈوئی نکالنے کی بے سود کوشش کرے ایسے لوگ جو بوجہ غیر ملہم اور غیر تعلیم یافتہ ہونے کے استخراج و استنباط قوت نہین پاتے ان تعلیمات کو ... مل مان لین جو سنن متوارثہ متعاملہ کے ذریعہ ملی ہین اور وحی نبوت سے نور پانے والون کی نقل کرکے اپنی نیکی ... کرا ہین

⁂

مذہب اس زمانہ مین صرف ایک **فیشن** ... گیا تھا کیونکہ تمام مختلف مذاہب کے لوگون نے بالاتفاق کسی نہ کسی پہلو سے مان رکھا تھا کہ اب خدا تعالےٰ کی تازہ بتازہ تجلیات کا نزول نہیں ہوتا مردہ پرست اور مادہ پرست مذاہب ہی ... اس حالت مین ہوتے تو کوئی افسوس کا مقام نہ تھا کیونکہ ان مین روحانیت ہے ہی نہین لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اسلام جو تمام صداقتون اور سچائیون کا منبع اور ماخذ اور ہر زمانہ مین زندہ برکات کا ثبوت اپنے ساتھ رکھنے والا تھا اس کے ماننے والون نے بھی اس کو ایسی حالت مین پہنچا دیا تھا یہان تک کہ بڑے جلسون مین جہان مختلف مذاہب کے لوگون کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا بعض ناخدا ترس بول اُٹھے کہ اس وقت کوئی نہین جو زندہ برکات اپنے ساتھ رکھتا ہو مگر خدا تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خدا کے بے انتہا اسلام اور برکات ... ہون لاکر ثابت کردیا کہ روئے زمین پر **زندہ اور علمی مذہب** صرف اسلام ہے کیونکہ مذہب اسی زمانہ تک علم کے رنگ مین رہ سکتا ہے جب تک خدا تعالےٰ کی صفات ہمیشہ تازہ بتازہ تجلی فرمائی رہیں ورنہ کہانیون کی صورت مین ہوکر جلد مر جاتا ہے یہ موت تمام مذاہب پر وارد ہوچکی **اسلام اپنی زندگی کے ثبوت مین اپنی زندہ برکات کے اظہار کے لئے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی نبی اللہ مسیح موعود کے وجود پر ناز کرتا ہے جس نے اس الحاد کے زمانہ مین مذہب کو نہ بطور فیشن بلکہ بطور سائنس دنیا کے سامنے پیش کیا۔**

کیا کوئی ہے جو اس کا جواب ہو!

⁂

یاد رکھو سچائی سچائی ہے گو ساری دنیا اس سے انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو ایک عالم اس کا مصدق اور معترف ہو

⁂

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفون کی عجیب حالت ہے کہ وہ جب کوئی بات آپ کے منصب اور مرتبہ کے متعلق سنتے ہین تو آتش حسد سے جل بھن کر اسپر اعتراض کر دیتے ہین اور شور مچاتے ہین اور طرز مناظرہ کے خلاف سوال کرنے لگتے ہین مثلاً جب آپ کا یہ دعوےٰ سنا کہ وہ ابن مریم سے افضل یا حسین سے بڑھ کر ہے تو جامہ سے باہر ہو گئے حالانکہ اگر ان کو کوئی اعتراض ہو تو اعتراض اصل دعویٰ پر ہونا چاہیئے باقی جو کچھ وہ کہتا ہے سب صحیح ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جاوے (اور ہو چکا ہے) کہ وہ **مامور من اللہ ملہم۔ صادق** مسیح موعود ہے تو پھر اور امور پر تو اعتراض ہی فضول اور لاحاصل ہے۔ کہان گئی ان کی منطق دانی اور اصول مناظرہ کی وسیع واقفیت

⁂

مامور من اللہ جب اپنے سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنی قوم سے چندہ مانگتا ہے اور **من انصاری الی اللہ** کہتا ہے؟ تو ناخدا ترس اعتراض کرتے ہین کہ چندون کی کیا ضرورت ہے؟ اصل یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کو رعایت اسباب کا سبق دینا چاہتے ہین جو بجائے خود دعا کا ایک شعبہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے وعدون پر انکو کامل یقین ہوتا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اگر ایک بھی انکا ساتھ دینے والا اور ان کی آواز پر لبیک کہنے والا نہ ہو تب بھی ان کے کاروبار مین روک پیدا نہ ہو من انصاری الی اللہ کہکر ما مور نصرت الٰہیہ کا استقبال کرتا ہے اور ایک فرط شوق سے بے قرارون کی طرح اس کی تلاش مین ہوتا ہے

⁂

موت کے متعلق ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

"**موت** سے کبھین ڈرنا چاہیئے
مگر خدا کے غضب سے بچنا چاہیئے
کیونکہ موت تو بہرحال آنیوالی ہے"

"**موت** نہین ٹلتی مگر جو خدا کے دین کے خادم ہون اعلائے کلمۃ اللہ چاہتے ہون ان کی عمر دراز کی جاتی ہے جو اپنی زندگی کھانے پینے تک محدود رکھتے ہین انکا خدا ذمہ وار نہین

موت مومن کے لئے خوشی کی باعث ہے کیونکہ وہ ایک مرکب ہے جو دوست کو دوست کے پاس پہنچاتی ہے"

⁂

قرب الٰہی کے حصول کی دو چیزین ہین اول **سچا ایمان**، دوم **اعمال صالحہ** عیسائی مذہب مین دونون باتین نہین ہین۔ اصول ایمان کی جگہ کفارہ نے لی۔ اور اس کے ساتھ ہی اعمال صالحہ حذف ہوئے کیونکہ ضرورت نہ رہی

⁂

مصر کے اخبارات مسلمان ریفارمرین انگریزی طرز پر لیکچر دینے کی روح پھونکنا چاہتے ہین افسوس کی بات ہے کہ کھڑے ہوکر تقریر کرنا یہ مسلمانون ہی کی ایجاد ہے جسکو...

یسوع ناصری

گذشتہ اشاعت سے آگے

پہلی دو صدیوں مین عیسویت کے پیرو کئی فرقوں میں منقسم تھے۔ لیکن وے تمام دو حصوں مین اکٹھے کئے جا سکتے تھے ایک وہ حصہ جسمین کہ ناصری ابیونائیٹز اور متعصب شامل تھے دوسرا وہ جس مین کہ باقی تمام فرقے شامل تھے اور ناسٹکس کے نام سے پکارے جاتے تھے فریق مقدم الذکر کی بابت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یسوع کے مصلوب ہونیکے قائل تھے مگر فریق موخر الذکر جو کہ یسوع کو بطور آئیون[1] (Aeon) مانتے تھے اگرچہ مصلوبی تھے لیکن انکا یہ اعتقاد تھا کہ یسوع کسی بعید الفہم حکمت سے مصلوب ہوا تھا۔ مگر باوجود اس قسم کی اختلاف رائی کے ابتدا مین دونون فریق متفق تھے کہ یسوع کی موت درحقیقت صلیب پر نہین ہوئی جیسا کہ آج کل پراٹسٹنٹ وغیرہ عیسائیونکا یقین ہے۔ ٹی ڈبلیو ڈون صاحب کی رائی ہے کہ ناسٹک یا مشرقی عیسائیون نے اپنا اس قسم کا عقیدہ ہندوستانی تصلیب سے لیا تھا انھون نے بہت سے دیگر مسائل بھی جن سے کہ کرسچین چرچ نہایت آلودہ پایا گیا ہے ہندوستان سے لئے تھے[2] انکا حسب ذیل اعتقاد تھا۔

ظلمت مین مقید روحکی نجات کے لئے وہ روشنی کے شہزادی بالا سورج کی روح مانے ذہنی دنیا (سورج جس کا نمونہ ہی) کے استخلاص کے لئے تعین ہوکر اپنے تائین انسان کے درمیان ظاہر کیا روشنی تاریکی مین نمودار ہوئی لیکن تاریکی نے اس کو نہ پہچانا فی الحقیقت روشنی اور اندھیر کا ملاپ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے صرف انسانی شکل اختیار کی تصلیب کیوقت یسوع صرف بادی النظر مین مرتا ہوا معلوم دیا اس کا جسم غائب ہو گیا تھا اردگرد کھڑے ہوئے لوگون نے اس کے بجائے ایک روشنی کی صلیب دیکھی جسپر کہ ایک آسمانی آواز سے یہ الفاظ نکلے۔ "صلیب اگس (دروازہ) کرسٹس (خوشی) کہلاتی ہے" دیکھو بائیبل تھس اینڈ ہیرپیلیز ان اور یلیجز صفحہ ۵۱)

ناسٹکز نہایت چرب زبانی سے انجیلی تواریخون مین سے کئی آیتین اپنے عقیدے کی تائید مین پیش کرتے تھے یسوع کے یہودیونکے درمیان مین سے نکل کر چلے جانے کی کہانی جب کہ وہ اس کو ایک پہاڑی کے دامن سے سر کے بل گرانے لگے تھے (لوقا $\frac{۴}{۲۹ و ۳۰}$) اور جب کہ وے اس کو سنگسار کرنے لگے تھے (یوحنا $\frac{۸}{۵۹}$ و $\frac{۱۰}{۳۱ و ۳۹}$) ایسی مثالیں تھین جو آسانی رد ہو سکتی تھین اس بارے مین بشپ ہاسٹس صاحب اپنے خیالات یون ظاہر کرتے ہین

"کیا تم انجیل کو مانتے ہو؟ (تم پوچھتے ہو) بیشک مین مانتا ہون۔ تو پھر کیا تم یہ بھی یقین رکھتے ہو کہ یسوع پیدا ہوا تھا؟ میرا ایسا یقین نہین ہے۔ کیونکہ اس سے کسی طرح بھی یہ لازم نہین آتا کہ چونکہ مین انجیل کو مانتا ہون اس لئے میرے لئے یہ بھی ماننا لازمی ہو۔ کہ یسوع پیدا ہوا تھا تب کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ مریم کنواری سے پیدا ہوا تھا منیر کہتا ہے کہ خدا نہ کرے جو مین کبھی یہ بات قبول کرون کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح ...... وغیرہ

دیکھو لارڈ نرز ورکس جلد ۸ صفحہ ۱۴) مسٹر کنگ صاحب ناسٹک عیسائیونکا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہین :۔

"ان کے خاص مسائل ان کے زمانہ سے صدیون پہلے ایشیا کو چک کے کئی شہرون مین مانے جاتے تھے یہان انکا آغاز غالباً اسوقت ہوا جبکہ شاہان سیلیوسڈی Seleucidae اور Ptolemies (ٹالمیز) کے عہد مین ہندوستان کے ساتھ براہ راست راہ و رسم قائم ہوئی ابتک مین الیسی نیز اور میگا ئیزو کا کالج ٹریس کے آرتکس قاہرہ کے کیوریٹس تمام ایک قدیم اور مشترک مذہب کی صرف شاخین ہین اور اس کی اصلیت ایشیائی ہے" دیکھو کنگز ناسٹکز صفحہ ۱

ان قدیم عیسائی ناسٹکز کا نئے عہد نامہ کی کئی آیتون مین حوالا پایا جاتا ہے جیسا کہ :۔

ہر ایک روح جو اقرار کرتی ہے کہ یسوع مسیح جسم مین آیا ہے خدا کی طرف سے ہے اور ہر ایک روح جو اقرار نہین کرتی کہ یسوع مسیح جسم مین آیا خدا کی طرف سے نہین (یوحنا کا پہلا خط عام باب ۴ آیت ۲ و ۳) کیونکہ بہت سے دغاباز دنیا مین گھس آئے ہین جو اقرار نہین کرتے کہ یسوع مسیح جسم مین آیا (یوحنا کا دوسرا خط باب ۱۔ آیت ۷)"

اس طرح کی زبان کبھی استعمال نہ کی جاتی اگر یسوع مسیح کی انسانی ہستی کی اصلیت سے انکار نہ کیا جاتا یا جیسا کہ اغلب معلوم دیتا ہے کہ اگر رسول اپنے دعوے کے ثبوت مین کوئی شہادت پیش کر سکتا۔ اس بارہ مین قدیم عیسائیون کے درمیان زمانہ دراز تک جھگڑے ہوتے رہے برسس اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بھائیون کو کہتا ہے :۔

اے میرے عزیز اس بات کا خیال رکھو کہ تمہارے جھگڑے تم کو اپنی زندگیون سے محروم نہ کرین۔ تم خدا

---

[1] لفظ Aeon عموماً "رات کی ملکہ" یا "دستار فضیلت" کے معنون مین آتا ہی مگر ناسٹکز اس لفظ کو گرہون یا سورج وغیرہ مین مقیم ارواح کے معنون مین استعمال کرتے تھے (دیکھو سولر ایلیگریز مصنفہ جی۔ ایچ گولڈ ڈاک G. H Gauladuke صفحہ ۲۵)

[2] جبکہ عیسائی دنیا کے ایک حصہ میں خاص دلچسپی کی باتین یسوع کی انسانی سرشت اور انسانی زندگی تھی عیسائی دنیا کے ایک دوسرے حصہ مین اس کے وجود کے متعلق خیالات ایسے وہمی ہو گئے تھے کہ اس کی انسانیت درجہ صفر تک پہنچ گئی تھی مختلف ناسٹک طریقہ رسستم عموماً اس بارہ میں متفق تھے کہ یسوع ایک آئی ون تھا وہ انسانون کی روح کا نجات دہندہ تھا اُن کی جسمانی نیچر کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہیں رکھتا تھا (ہسٹری آف دی ڈاگما [illegible] آف جیزس مصنفہ اے ریوائل)

(نوٹ نمبر۱) ایچ فینی مسیح بیان کرتا ہے کہ یسوع سے قبل بھی کئی کفر تھے اور اس مین ذرا بھی شک نہین ہو سکتا کہ یہ قول بالکل درست ہے کیونکہ تمام عیسائی فرقون کے بہت سے مسائل اور رسومات یسوع ناصری کے زمانہ سے پیشتر موجود تھین (ٹی ڈبلیو ڈون)

[illegible]

کے برگزیدون کو کیسے ہدایت کرو گے جبکہ تم خود قابل اصلاح ہو؟ اس لئے تم ایکدوسرے کو تنبیہ کرو اور آپس مین امن قائم رکھو کہ مین تمہارے باپ کے روبرو کھڑا ہوا خدا کے آگے تمہارا حساب دے سکون،، ہرمس بک باب ۳

اگناٹیئس اپنے خط بنام سمیرنٹرز مین لکھتا ہے۔ صرف یسوع مسیح کے نام پر مین تمام مصیبتین جھیلتا ہون۔ وہ جو کہ مکمل انسان بنایا گیا تھا مجھے طاقت دیتا ہے جبکہ بعضے نہ جانتے ہوئے انکار کرتے ہین یا خصوصاً اُن سے انکار کیا گیا ہے جو کہ جھوٹ کے پیرو ہین نہ کہ سچائی کے۔ جن کی نہ ہی پیشگوئیون اور نہ موسیٰ کی شریعت سے تسلی ہوئی ہے نہ ہی تاہنوز انجیل سے یا ہماری تکالیف کے دیکھنے سے وہ قائل ہوئے ہین۔ کیونکہ وہ ہماری بابت بھی ویسا ہی خیال کرتے ہین اُس شخص سے مجھ کو کیا حاصل جو کہ میری تعریف کرے اور میرے خدا کے حق مین یہ کلمہ کفر کہے کہ وہ جسم مین نہین آیا تھا،، باب ۲

پھر وہی اپنے خط بنام اہل فیلڈلیفیا میں لکھتا ہے :۔

"مین نے بعضون کی نسبت سنا ہے جو کہتے ہین کہ جبتک ہم اصل کتاب مین لکھا ہوا نہ دیکھ لین ہم یقین نہین کرین گے کہ ایسا انجیل مین لکھا ہے۔ اور جب مین نے کہا کہ لکھا ہے تو اُنھون نے جواب مین وہ کہا جو کہ اُن کی تحریف شدہ نسخون مین لکھا تھا،، باب ۲۔

پولیکارپ اپنے خط بنام فلی پینیز مین لکھتا ہے "جو کوئی یسوع مسیح کے جسم مین آنیکا قائل نہیں ہے وہ دین عیسوی کا مخالف ہے اور وہ جو اُس کے مصلوب ہونیکا قائل نہین ہے شیطان کی طرف سے ہے اور وہ جو خدا کے پاک کلام کو اپنی نفسانیت کیموافق اُلٹ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نہ ہی قیامت ہو گی نہ انصاف وہ شیطان کا اکلوتا ہے،، باب ۷

اگناٹیئس۔ اہل میگنیشیا سے کہتا ہے:۔

"اجنبی عقیدون پر مت بھولنا نہ ہی قدیم داستانون پر جو کہ لاحاصل ہین کیونکہ اگر ہم ابھی یہودی شریعت کے ہی پابند رہے تو گویا ہم خود ہی اقرار کرتے ہین کہ ہم نے فضل حاصل نہین کیا کیونکہ نہایت پاک پیغمبر بھی یسوع مسیح کے موافق چلتے تھے اسواسطے اگرچہ اُنھون نے ان قدیم قوانین مین تربیت پائی تھی تو بھی امید مین تر[illegible] ہوئین اُنھون نے سبت کا ماننا ترک کر دیا اور خداوند کے دن کو ماننے لگے جسدن کہ اُس ہی اور اس کی موت سے ہماری زندگی بھی نکلی ہے جس سے کہ بعض ابھی تک منکر ہین۔ جس اسرار سے ہم ایمان لائے ہین اور اس لئے منتظر ہین کہ ہم اپنے ایک ماتر مالک یسوع مسیح کے شاگرد ثابت ہون ..... اے میرے عزیزو یہ باتین اس لئے تم کو نہیں لکھتا کہ تمہارے مین سے کسیکو اس غلطی مین مبتلا پاتا ہون۔ لیکن اپنے تائین آپکا ایک ادنیٰ خادم جان کر مین تم کو خبردار کرتا ہون تاکہ تم فضول عقیدہ کے جال مین نہ پھنس جاؤ،، (باب ۳) ،، (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

قصیدہ

اے برادر بہ بین کہ در قرآن
بہر مہدی خدا چہ داد نشان
ہم در الہام ہین کہ قبل ازوقت
چون خبر دادہ این امام زمان
از دل و جان شوی غلام امام
گر شوی آگہ زین رموز نہان
آیت اِذا برق البصر و خسف القمر
جمع الشمس و القمر یقول الانسان
یومئذٍ این المفر الہام [illegible] مین
ایک نذیر آیا۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا
پر خدا اس کو قبول کریگا اور بڑے
زور آور حملون سے اس کی سچائی [illegible]
ظاہر کر دیگا ✤
اے گروہِ احمدی کر حمد رب دوجہان
جس نے اپنے فضل سے تجھکو کیا ہے شادمان
تیرے مہدی کی سچائی آج سب پر کھل گئی
کر دئے ظاہر خدا نے دونون قرآنی نشان
پہلے رمضان مین ہوا تھا چاند اور سورج کو گہن
اب ہے طاعونی نشان لو دیکھتا سارا جہان
ہر دو قرآنی نشان جب صاف ظاہر ہو گئے
کون ہے جو اب نہ مانے مہدئ آخر زمان
ہان مگر جو منکر قرآن ہے وہ معذور ہے
ہے یہان روئے سخن با زمرۂ اسلامیان
دیکھکر بین نشان پھر بھی نہ لانا اعتقاد
صاف آیات اللہ کی تکذیب ہے کر لو عیان
اب تو جو منکر ہے حضرت مہدی موعود کا
سینہ زوری سے وہ داخل ہے بزمرۂ مسلمان
ورنہ مسلم غیر مسلم مین ہی پھر کیا امتیاز
کونسا الزام رکھوگے بذمہ کافران
چھوڑ دو ضد و عناد انصاف سے کچھ کام لو
ورنہ طاعون توڑ دیگی سب کی سب ہٹ دھرمیان
اب تو صدق و کذب کا جھگڑا ہی سب طے ہو گیا
کر چکی ہے فیصلہ صادر عدالت آسمان
کاذبون کی قرقیون کا حکم ہے طاعون کو
صادقون کو مل گئین امن و امان کی ڈگریان
فارق طاعون کی صورت دیکھتے ہی پڑ گئین
کاذبان بدزبان کی سخت نبضیں ڈھیلیان
وہ جو رکھتے تھے سدا ہنگامۂ شورش بپا
چپ ہوئے ایسے کہ گویا اب نہین منہ مین زبان
کان کاٹے سے بھی کوئی اب ہلاتا سر نہین
کالبد مین گویا مطلق نہین روح روان
جن کو دعوے تھے کہ ہم ہین رستم و اسفندیار
خاک مین سب مل گئین یہ اُن کی شورہ پشتیان
کائین کائین کی صدا اب کان مین آتی نہین
پھر لین اہل نظر نے گویا منہ مین گھنگنیان
جمگھٹون پر ایسا سناٹے کا عالم چھا گیا
جیسے جاتا ہے کوئی بے کوس و کرنا کاروان
یہ ہے طاعونی نشان کا اہل دنیا پر اثر
تین کی گردن کی گئین سخت شل استخوان
[illegible] کو دیکھا چاہئے
[illegible] زن سر گریبان
[illegible] نزول

دی رہا ہے مژدۂ خیر و صلاح خادمان
سبکو آگہ کر دیا تھا آپ نے پہلے چار سال
ملک مین آنے کو ہے طاعون بلائے جان ستان
توبہ و ترک گناہ و خبث اس کا ہے علاج
بڑھ گئین ہین ان دنون ہر قوم مین بدعملیان
ہوگا جب پنجاب مین طوفان طاعون جوشزن
قادیان کو اس کے صدمے سے نہ ہوگا کچھ زیان
کیونکہ یہ مسکن ہے اس کے مہدئ موعود کا
اس کی نسبت ہے اوی القریۃ ندائے آسمان
اپنے مہدی کی صداقت کیلئے رب العلا
قادیان کو ٹھیک کر دکھلائیگا دار الامان
چونکہ اہل اللہ کو دنیا نے کبھی جانا نہین
چشمۂ خورشید سے ہین کور چشم شپران
اس لئے اسوقت نااہلون نے بس جی کھول کر
اس ندائے آسمانی پر اڑائی کھلیان
اہل اخبارات کو اک مشغلہ ہاتھ آ گیا
ناصح مشفق پہ دنیا کو بنایا بدگمان
آج اس پیشین گوئی کی صداقت دیکھئے
کسطرح سے دونون پہلو سے ہوئی جلوہ کنان
ملک مین طاعون کا گھر گھر ہے جھاڑو پھر رہا
قادیان ہے فضل حق سے با ہمہ امن و امان
گرچہ دو دو کوس پر اک آگ ہے بھڑکی ہوئی
اک جزیرہ کی طرح پر قادیان ہے درمیان
لاکن اب تک پاک ہے طاعون کی صدمات سے
گویا بٹھلائے گئے ہیں اس کے در پر حاجبان
یا کسی نے کھینچ دی ہے گرد مین روئین فصیل
جسکو ڈھا سکتے نہیں طاعون کے جنگی جوان
آج وہ اخبار اس اقرار سے خاموش ہین
کلمۃ الحق کی اشاعت ہے انہین از بس گران
آہ دنیا اہل دنیا کا کلیجا کھا گئی
دین کی باتون سے لوگون کو نہین دلچسپیان
پیشگوئیون کی حقیقت پر نہین مطلق نظر
کھا رہے راہ خدا میں ہین سراسر ٹھوکران
سوچتے ہرگز نہیں یہ اس خدا کا کام ہے
قبضۂ قدرت مین جس کی ہے سپہر واختران
وہ ہی اپنے مہدئ صادق سے دیتا ہے پیام
تاکہ اس کا حکم کر دے اسکے بندون پر بیان
ورنہ مشت خاک انسان کو کہان یہ دستگاہ
خود بنا کر پیشگوئیان خود ہی کرلے پوریان
عقل انسان بھی ہے لاریب روشن سے چراغ

اس سے بھی انسان نے اکثر کی ہین کارستانیان
لیک علم غیب بالاتر ہے کہنا عقل سے
خواہ افلاطون ہو یا ہو ارسطوئ زمان
بیگمان یہ علم ہے مخصوص پروردگار
بے بتائے اس کے اس سے بیخبر ہین بندگان
حضرت مہدی کی ان اخبار غیب اظہار پر
اب تلک بھی جس کو شک و شبہ ہو خلجان جان
چاہئے اس کو اوی القریۃ کی پیشین گوئی پر
بالمقابل ہو کے کرنے از سر نو امتحان
وہ بھی دیدے اپنے مسکن کے لئے اک اشتہار
اس کو طاعون سے بچا لینے کا بنجاوے ضمان
شہر کردے کہ میرا شہر بھی بچ جائے گا
پائینگے طاعون سے امن اس شہر کے باشندگان
تین جاڑون تک اگر وہ اس کا مسکن بچگیا
پھر تو وہ مخدوم اور ہم اسکے ادنی چاکران
آزمائش کے سوا ہے شان مومن سے بعید
دوسرے مومن کے حق مین کذب کی بدظنیان
آزمائش کے لئے سب کو صدائے عام ہے
بالخصوص انکو جو اب تک ہین مخالف بدزبان
اے مخالف صاحبان اب آپ سے ہے التجا
وقت ہے دکھلائے حضرات اپنی پھرتیان
اپنی عزت کا کرشمہ آپ ہی دکھلا دیئے
اپنے اہل شہر مین آج آپ ہین پیرمغان
بالمقابل آپ بھی کردیجئے گا مشتہر
اپنے قصبہ کو بچا لینے کی پیشین گوئیان
گر نہ نکلا آپ کی جانب سے ایسا اشتہار
پھر تو دنیا آپ کو سمجھیگی طبل غازیان
آج تک دنیا کو جو کچھ آپ پر ہے اعتبار
صاف اڑ جائیگا وہ مثل غازۂ روئے بتان
آپکو آگاہ کر دینا ہمارا فرض ہے
اب عمل کرنا نکرنا اختیار حضرتان
جن مسلمانون کو خود اس بات کی طاقت نہین
اور کوئی ملا انہین ہو دے رہا دم بازیان
چاہئے ان کو کہ ملا سے دلاوین اشتہار
گر گریت و لعل سے مفت کھاوے روٹیان
پیرجی کو پیشوا کو شاہ جی کو شیخ کو
اب نہین لازم کہ گھر میں ہی بگھارین شیخیان
اپنے اپنے مسکنون کا جلد دیدیں اشتہار
جسکا قصبہ بچ گیا وہ ہے امام مومنان
یہ کوئی جنگ و جدل کا معرکہ مطلق نہین

صرف اللہ سے دعا کرنا ہے بہر بندگان
ہو گئی جس کی دعا مقبول وہ مقبول ہے
واقعی اس کا مخالف ہے شریک مدبران
آریو۔ عیسائیون۔ سکھو۔ سناتن دھرمیون
آپ بھی سنتے ہو یا سو یہ انوکھی داستان
آپ بھی اپنے بزرگون سے دلادو اشتہار
جنکو طاعون سے بچا لینے کا ہو تاب و توان
جسکا مسکن طعمۂ طاعون سے بچ جائیگا
اس کا مذہب حق ہے باقی استخوان مردگان
مذہبون کے پرکھنے کو یہ کسوٹی ٹھیک ہے
اس سے خود کھوٹا کھرا ہو جائیگا سب پر عیان
اس کسوٹی پر کھرا نکلا تو مذہب مہر ہے
ورنہ دانا ہو کے کیون باندھو گرہ مین کوڑیان
پاس مذہب مت کرو پاس خدا کام آئیگا
جسکو ہوگا پاس حق حق ہوگا اسکا پاسبان
قادیان کو صدمۂ طاعون سے لینا بچا
سرسری مت سمجھو۔ اسمیں ہے عجب راز نہان
اس سے دنیا کو خدا نے اپنا دین بتلا دیا
تا رہے باقی نہ روز حشر عذر عارفان
مہدئ حق کا بھی دنیا کو پتا بتلا دیا
تاکہ اس کے فیض سے سیراب ہون تشنہ لبان
نیز روشن کر دیا قرآن کلام اللہ ہے
اس کے حکمون کی اطاعت مین ہے راحت جاودان
اسکے کامل متبع سے ہوتا ہے حق ہمکلام
جس سے اعلیٰ تر نہین رتبہ برائے خاکیان
یہ وہ درجہ ہے کہ جس سے انبیاء ممتاز ہین
جن کی کفش پائے پر قربان ہین تاج شہان
یہ وہ درجہ ہے کہ جس سے بندۂ خاکی نژاد
پاتا ہے عز و شرف بر زمرۂ قدوسیان
جنکو یہ رتبہ عطا کرتا ہے ایزد ذو الجلال
ان کی عزت چاہتا ہے برتر از شاہنشہان
انہین کی خاطر خدا نے خلق کو پیدا کیا
انہین کی خاطر بنائے یہ زمین و آسمان
دوستان حق یہی ہین حق تعالیٰ کے عزیز
ان کے دشمن دشمن حق ہین سراپا سفلگان
جب کبھی دنیا نے ان کی کی نہ قدر و منزلت
ہو گیا قہر الٰہی نازل اہل جہان
آسمانی آفتون نے کر دئے فرش زمین
ایک کی خاطر ہزارون کینہ جو متکبران
[illegible]

کردے غرقاب جب تنسیکڑوں کشتیان
حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی خاطر کر دیا
لشکر فرعونیوں کو لقمہ آب روان
لوط کی خاطر کرو اشتیا جھلسا گیا
اور دیا بار ندیا تزاالہ پانے ا شکران
النعمیٰ ملتا ہے جنکو ہمکلامی کا شرف
ان کی کرو اتا ہے عزت خود خدا کو ہر کان
چونکہ آج اس رتبہ عالیہ سے ممتاز ہین
حضرت مہدی غلام احمد رئیس قادیان
ان کی خاطر بھی خدا کو ویسی ہی منظور ہے
جیسے منظور نظر تھی خاطر پیغمبران
انہین کی خاطر تھا ان حملہ طاعون سے
جو شتاب سے سزا سے طعنہ طعنہ نشان
کم نہین جوش جسکا نوح کے طوفان سے
ہوگئے اب سیہ غرق و غارت لشکر فرعونیان
فکر سوزان سے بہر خرمن اہل حسد
برق و آتش بار ہے بہر گروہ لوطیان
سنت اللہ میں تفریق روا رکھتا نہیں
ہر چہ سابق بود استقبال خواہد شد بیان
حضرت مہدی کی نسبت ہے یہ افواہ قدیم
آپکے ماتحت ہوگا لشکر غارت گران
غیر اہل حق سے دنیا صاف کردی جائیگی
بات مگر باقی رہینگے مومنین و صالحان
اب سمجھ مین آگیا یہ مقولہ ٹھیک ہے
پڑا اس پہلو سے جسکے منتظر ہین جاہلان
ملک وہ مہدی کا شکر لشکر طاعون ہے
جس کے کپڑے کمر بستہ ہین تیاریان
جسکے وقت ... حملے کا ہوا ہے یہ اثر
گر گئے ہین دشمنون کے ہاتھ سے تیر و کمان
غیر اہل دنیا کی نسبت جو رکھتے ہین خیال
وہ بھی پورا ہوگا پر دیکھینگے باقی ماندگان
قصہ کوتاہ حضرت مہدی سے جو انکار ہے
ہو رہا ہے وہ وبال جان و مال منکران
اب بھی گر منکر سمجھ جا دین تو کچھ بگڑا نہیں
ورنہ دشمن کام ہونگے دشمنان دوستان
ہی وزیر الدین دعا کر سب کی دکھ آنکھیں جدا
جس سے آجائے نظر تو کو نکو راہ راستان
حضرت مہدی سے تجھکو ہے دعا کی التجا
کیونکہ سولہ سال سے ہے تو گدا ئے آستان
ہو عزیز اللہ تین محمد احمدی دار ین جین
تخت و دولت راحت و عزت بین ہر ملک میں ہین
تیرہ سو اور بیس ہجری سنہ کا ہو وے مستقر
یہ عزیزیہ حضرت مہدی کا مین ہوتا ہے بحر ہوا اتفاق
یا الٰہی حضرت مہدی کی برکت سے رہے
تیری رحمت شامل احوال ملہ خادمان

مذہبی دنیا

وکیل ہمارے دیرینہ معاصر اشاعت السنہ مولوی محمد حسین صاحب ابو سعید بٹالوی کی ایڈیٹری میں جولائی مین پھر نمودار ہو نیوالا ہے اس قدر عرصہ دراز کی غیر حاضری کا لطیف مضمون جو اشاعت السنہ کی کہن منتقی کا نتیجہ ہوگا غالباً بے لطفی سے نہ پڑھا جاویگا اگر ایڈیٹر صاحب نے اپنے معمول کے موافق اس کو لکھنا ضروری سمجھا اشاعت السنہ کے ذریعہ ملک اور قوم کی کیا خدمت کیجاویگی اس کیلئے سر دست اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ دیدہ باید

دیو سماج خدا سے منکر ہے لاہور کا پیورٹی سرونٹ جو برہمو سماج کے ایک لیڈر کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے دیو سماج (اگنی ہوتری کی جماعت) کو خدا کی ہستی سے منکر بتاتا ہے اور تعجب کرتا ہے کہ دیو سماج کے ممبران نے جشن تاجپوشی پر دعا مانگنے کا کس طرح انتظام کیا جبکہ وہ سمجھتے ہی نہین کہ کوئی طاقت ایسی ہے جو انسانی دعاؤن کو سنتی اور قبول کرتی ہے دیو سماج کا خدا کی ہستی سے منکر ہونا واقعی ایک ایسی خبر ہے جو پنجاب کی تعلیم یافتہ سوسائٹی کے ضرور حیرت ہوگی اس امر کے متعلق کہ آیا دیو سماج واقعی خدا سے منکر ہے یا پیورٹی سرونٹ کا بیان نرا بہتان ہے ہمکو کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہین مگر ہان جس امر کو پیورٹی سرونٹ کا برہمو ایڈیٹر پیش کرتا ہے اس پر نظر کرنا ہم ضروری سمجھتے ہین اگر انکار خدا کی یہی صورت ہے جو پیورٹی سرونٹ نے بیان کی ہے تو ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برہمو سماج بھی اس الزام کے نیچے ہے جبکہ وہ یہ مانتی ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے کسی کامل اور صادق بندہ سے ہمکلام نہین ہوسکتا تو پھر قبولیت دعا کا پتہ کسطرح لگ سکتا ہے۔ برہمو سماج اس اصول کے ماتحت چل کر خدا پرست نہین کہلا سکتی بجز لفظی اور خیالی اعتراف کے خدا تعالےٰ کی ہستی پر زندہ ایمان رکھنے والا اور دوسرون کو منوا دینے والا اس وقت صرف ایک ہی شخص ہے جو دنیا میں میرزا غلام احمد قادیانی کے نام مسیح موعود اور خاتم الخلفاء ہو کر ظاہر ہوا

سوامی ودیکانند مشہور سیاح اور ویدانتی لکچرار نے کلکتہ مین انتقال کیا۔ سوامی ودیکانند نے اپنی طلاقت لسانی سے امریکہ مین کئی انگریز مردون اور عورتون کو اپنا مرید بنا لیا تھا۔ کلکتہ کے ایک کثیر الاشاعت ہندی اخبار مین بارہا ان کے برخلاف مضامین مین شائع ہوا کرتے تھے کہا جاتا تھا کہ وہ بہت فضول خرچ تھے اور ایسے ہوٹلون مین رہا کرتے تھے جہان گائے کا گوشت بڑی بے تکلفی سے استعمال ہوتا ہے۔

تھیاسوفیکل سوسائٹی کے یورپین ممبر آج کل اسلام پر غیر معمولی توجہ مبذول کر رہے ہین مسز اینی بسنٹ کے بعد بمبئی جون کو مس ایڈگار ایم۔ اے ایک امریکن خاتون نے جو سوسائٹی مذکور کی ایک معزز ممبر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف پر ڈیڑھ گھنٹہ تک لیکچر دیا مگر ہمیں تعجب ہے کہ جب

تثلیث اور توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

یہ حضرت مسیح کی زندگی پر ظالمانہ حملہ ہے کہ ان کی طرف اس دروغ بے فروغ کو منسوب کریں کہ اول مسیح ہونے کا دعوی کرتے رہے ایک مدت تک بلکہ صلیبی واقعہ تک بار بار کوچہ و بازار میں یہ سناتے رہے کہ میں بجز اسرائیل کی بھیڑوں اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا اور پھر جب دیکھا کہ یہ بات تو بنتی نہیں اور یہودی مجھے قبول نہیں کرتے اور ان کی نسبت تو اب بکلی امید قطع ہو چکی ہے تو اپنی ان تمام باتوں کو فراموش کر کے کہ جو کہا کرتا تھا کہ مجھے دوسری قوموں سے کچھ غرض و واسطہ نہیں یہ شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں بلکہ میں تو تمام قوموں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اب دیکھو اس تناقض کو جس کی نسبت سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا ارتکاب کرانے والی ایک غرض نفسانی تھی حضرت مسیح کی طرف منسوب کرنا کس قدر اس غریب اور راستباز نبی پر ظلم شدید ہے۔

اگر بطور فرض مان لیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسی علیہ السلام کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکلا تھا جس میں بظاہر اس قائل شرم تناقض کا وہم گذرتا تھا تو مناسب تھا کہ پاک دل محققین کی طرح ان دونوں قسم کے کلمات میں جو اپنی ظاہری صورت میں ایک نادان کے نزدیک تناقض کا خیال پیدا کرتے تھے اور حضرت مسیح پر اعتراض کا موقع دیتے تھے ایسے معنوں سے تطبیق کر دیتے کہ تناقض باقی نہ رہتا اور یہودیوں کو ہنسنے کا موقع نہ ملتا چنانچہ بات بھی یہی تھی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اول تو صاف صاف کہہ دیا کہ میں بجز اسرائیل کی بھیڑوں کے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا اور پھر جبکہ وہ یہودی جو یروشلم میں اور اس کے گرد تھے شرارت اور بے ایمانی سے باز نہ آئے اور حضرت مسیح کو قبول نہ کیا تو پھر حضرت مسیح نے اپنا فرض منصبی پورا کرنے کے لیے اپنے پر یہ حق واجب اور فرض لازم دیکھا کہ ان یہودیوں کی طرف توجہ کریں جو مختلف ملکوں کی طرف جلاوطن ہو کر چلے گئے تھے جیسا کہ بعض یونانیوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور بعض ہندوستان اور کشمیر کی طرف چلے آئے تھے اور بعض افغانستان میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اب دیکھو یہ معنی کیسے صاف اور سیدھے اور قریب قیاس ہیں جن کے ماننے سے نہ تو کوئی تناقض لازم آتا ہے اور نہ مسیح جیسے راستباز نبی کے کلام میں کسی بناوٹ اور جدید منصوبہ کی بدبو آتی ہے اور دل خود مان لیتا ہے کہ جب کہ حضرت مسیح کو معلوم تھا کہ وہ تمام یہودیوں کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے ہیں نہ صرف چند گھروں کے لیے تو یہ انکا کام تھا اور انکو کرنا چاہیے تھا کہ جب کہ یروشلم کے یہودی سرکشی اور شرارت سے پیش آئے تھے اور ان سے امید ہدایت قطع ہو چکی تھی تو وہ تکالیف سیاحت اور سفر اپنے ذمے کر ان یہودیوں کی طرف متوجہ ہوتے جو دور دراز ملکوں میں چلے گئے تھے اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت مسیح یروشلم کے یہودیوں سے نومید ہو کر گم گشتہ یہودیوں کے فرقوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ اپنے پہلے قول اور اقرار کے مخالف اپنے حواریوں کو یہ حکم کیا کہ اب تم غیر قوموں کی طرف جاؤ اور انکو اپنے دین کی دعوت کرو تو یہ ایک دوسرا اعتراض حضرت مسیح پر وارد ہو گا کہ جس حالت میں ابھی دس فرقے یہود کے ان کے وجود سے ہی بے خبر تھے جن تک اپنی دعوت کو پہونچانا مسیح کا اصل فرض تھا تو کیوں اس فرض کو نظر انداز کر کے دوسری قوموں کی طرف توجہ کی۔

غرض یہ بات کسی طرح ٹھیک نہیں ہے کہ حضرت مسیح کی دعوت عام تھی اور جبکہ دعوت عام نہ تھی تو اس سے خدائی کا دعوی بیداہت باطل ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی کفارہ کا مسئلہ کیونکہ خدا تمام قوموں کا خدا ہے نہ صرف یہودیوں کا اور وہ سب کے لیے نجات کے طریق ظاہر کرتا ہے نہ محض اسرائیل کی اولاد کے لیے پس اگر یہ بات سچ ہے کہ انسانوں کی نجات بغیر کسی کے سولی ملنے کے غیر ممکن ہے تو اس صورت میں دوسری تمام مخلوقات کی نجات کے لیے کسی دوسرے مسیح کے خون کی اشد ضرورت ہے بلکہ دو مسیحوں کی ضرورت۔ (۱) ایک تو ایسا مسیح چاہیے کہ جس فرض کو حضرت عیسی علیہ السلام ادھورا چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے تھے یعنی یہود کے دوسرے فرقوں تک حکم الہی پہونچانا جو ان کا فرض تھا اس فرض کو وہ پورا کرے اور سیاحت اختیار کر کے جس قدر یہود غیر ملکوں میں آباد ہیں ان کو خدا کا حکم پہونچاوے اور پھر ان کے لیے سولی ملجاوے (۲) دوسرا وہ مسیح چاہیے جو دوسرے تمام انسانوں کے لیے جو یہودی نہیں ہیں صلیب پر اپنی جان دیوے۔

یسوع کی خدائی پر بحث اسکی پیش کردہ معصومیت کے لحاظ سے

اب جبکہ دلائل مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہرگز یہ دعوی نہیں کیا کہ میری دعوت تمام نوع انسان کے لیے عام ہے بلکہ

دعویٰ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تو دعوت کی رو سے تو حضرت مسیح میں کوئی ایسی خصوصیت پائی گئی جس سے ان کی خدائی کا کچھ خیال پیدا ہوسکے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا معصوم ہونے میں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ہے تا یہ حجت پیش ہوسکے کہ وہی خصوصیت ان کی خدائی پر ایک دلیل ہے

پس واضح ہو کہ اس مقام میں حضرت مسیح کا اپنا ہی قول ایک فیصلہ کرنے والا قول ہے کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ ایک نے آ کے مسیح سے کہا اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اُسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا دیکھو انجیل متی باب ۱۹ - ۱۷۔ آیت مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نیک ہونے سے انکار کیا ہے اور اس کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ مسیح اپنے تئیں گنہگار سمجھتا تھا اور پادری صاحبوں کی طرف سے اسکا یہ جواب ہے کہ چونکہ مسیح جانتا تھا کہ میں خدا ہوں اس لیے اس طرز کی تقریر سے اس کا یہ منشا تھا کہ جو شخص مجھے انسان سمجھتا ہے وہ کیوں مجھے نیک کہتا ہے کیا انسان نیک ہوسکتا ہے مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ جواب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اگر مسیح نے اپنی خدائی کا دعویٰ یہودیوں کے آگے پیش کیا تھا تو ایسا دعویٰ کرنے والا تو اُن کے نزدیک کافر اور نہایت بد آدمی اور بموجب توریت کی رو سے واجب القتل تھا تو پھر کیونکر ایک یہودی ایسے دعویٰ کو سُنکر اسکو نیک کہہ سکتا تھا اور اگر اس یہودی نے خدائی کے دعویٰ کو مان لیا تھا تو پھر ایسی بات کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا تو میری خدائی سے منکر ہو کر پھر مجھے کیوں نیک کہتا ہے یہ بات درحقیقت

غیر معقول اور غیر ممکن ہے کہ ایک یہودی شخص نے اپنے کانوں سے سنا ہو کہ حضرت مسیح خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر وہ اُن کو نیک کہہ سکے یہودیوں کا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرنے والا نیک ہوسکتا ہے پس جس یہودی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نیک کہا تھا اس کی نسبت پادری صاحبوں کو بہرحال یہ فرض کرنا پڑے گا کہ وہ حضرت مسیح کی خدائی پر ایمان رکھتا تھا ورنہ وہ کیونکر ان کو نیک کہہ سکتا تھا تو اس صورت میں وہ توجیہ باطل ہو جائے گی جو پادری صاحبان اس آیت میں کرتے ہیں پس کچھ شک نہیں کہ ایسے معنی مذکورہ بالا آیت کے محض بناوٹ سے کیے گئے ہیں مسیح کے الفاظ سے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں نکلتے اور ایسی کھینچ تان سے مسیح کے معصوم بنانے کے لیے کوشش کرنا ہرگز کوئی منصف اور عقلمند پسند نہیں کرے گا۔

صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے مذکورہ بالا آیت میں اپنے نیک ہونے سے سادہ اور سہل الفاظ میں انکار کیا ہے اور یہی الفاظ راست بازوں کے محاورہ میں ہمیشہ سے داخل ہیں کہ وہ اپنے تئیں کمزور سمجھکر حقیقی نیکی خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اصل کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر صرف خدا ہی نیک ہے اور تمام بندے اُسی سے قوت پا کر نیک بنتے ہیں نہ کوئی خود بخود۔ اب کس قدر ظلم اور حق پوشی ہے کہ ایک سیدھے اور صاف اقرار کو جو راست بازوں کی خو اور خلق کے سراسر مناسب حال ہے خدائی کے دعوے کیطرف کھینچا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہی الفاظ قدیم سے راستبازوں کے استعمال میں آتے رہے ہیں اور ہر ایک قوم کے راستبازوں کے منہ سے یہی کلمے نکلے ہیں کہ وہ حقیقی نیکی کا سرچشمہ

اپنے مولیٰ کریم کو ٹھہراتے رہے ہیں لہٰذا جب اُنکو نیک کہا جاتا تھا تو وہ انکسار کے طور پر اور اپنی کمزوری کو خیال کر کے یہی جواب دیتے رہے کہ حقیقی نیکی خدا کے لیے مسلم ہے

اب ایسے کلمات کو جو اپنی کمزوری اور خدا کی عظمت کے لیے وضع کیے گئے تھے متکبرانہ رنگ میں لے آنا اور اُن سے خدائی کا دعویٰ نکالنا عجیب طرح کا تحکم ہے۔ کیا ایک پاک کانشنس قبول کر سکتا ہے کہ نیک اُستاد کہنے سے مسیح کو یہ جوش آیا کہ لوگ مجھے خدا کرکے کیوں نہیں پکارتے حالانکہ آیت کے سیاق سباق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح نے اس مقام میں اپنی فطرتی سعادت کی وجہ سے انکسار دکھلایا اور اس شخصکو اس بات پر متنبہ کیا کہ حقیقی نیکی کا سرچشمہ خدا ہے اور جو کچھ تو مجھمیں نیکی دیکھتا ہے وہ میری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے یہ ایک معرفت کا سبق تھا جو مسیح نے اسکو دیا نہ یہ کہ شیخی میں آ کر نہایت تکبر سے اپنی خدائی کو پیش کیا۔ خدائی تو جو کچھ تھی وہ روزانہ مصیبتوں اور ناکامیوں سے ظاہر تھی حاجت بیان نہیں پھر اس کے نہ ماننے سے ناراض ہونا اور چڑنا اور غصہ ہونا اخلاق سے بھی بہت بعید تھا اور سراسر بیوجہ تھا ہمیں پادری صاحبان معاف کریں اگر انکو یہ بات تلخ معلوم ہو کہ جس شخص کو حفاظت خود اختیاری کی بھی طاقت نہیں تھی جو خدائی کے ادنیٰ لوازم میں سے ہے۔ اور یہودیوں نے جو خود کمزور اور ذلیل ہو رہے تھے اسکو پورے اقتدار سے تکلیفیں پہنچائیں اور جو کچھ چاہا اس سے کیا تو کیا ایسے شخصکو عقل سلیم خدائے قادر مطلق کہہ سکتی ہے یا ایک عاجز انسان؟ کیا ہم خدا کی طرف یہ ذلتیں منسوب کر سکتے ہیں کہ وہ چند کمزور انسانوں کے ہاتھ سے پکڑا گیا اور حوالات میں

کیا گیا اور ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں اس کا چالان ہوا اور سپاہیوں کے ہاتھ سے اس طمانچے کھائے اور ساری رات کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اور کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ جو شخص خود خدا تھا اسکو بھی دعا کی حاجت تھی؟۔

(مسیح کی عصمت پر بعض مخالفین کے اعتراضات)

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جیساکہ پادری صاحبان سمجھتی ہیں معصوم ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے استغفار گناہ گار ہونے کے معنے نکالے جاتے ہیں تو پھر حضرت مسیح کے اس اقرار سے کہ مجھے نیک مت کہو بوجہ اولی گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ مسیح کی عملی حالتیں اچھی معنوں پر روشنی ڈالکر حق الیقین تک انکو پہنچاتی ہیں کیونکہ اول تو مسیح نے یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا اصطباغ لیا جسمیں اعتراف گنہ کا ہے پس اصطباغ کیا لیا گویا گنہگار ہونے پر مہر لگا دی مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ہاتھ پر توبہ نہیں کی۔ یہ بات ایک بڑے غور کے لائق ہے کہ اگر مسیح معصوم تھا تو اسے توبہ کی کیا ضرورت تھی دوسرے کی خدمت میں ایک ذلت کے ساتھ حاضر ہونا اور گناہ کا اقرار کرنا بجز اس صورت کے کب ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے دل میں محسوس کرتا ہو کہ میں گنہ گار ہوں اور دوسرے یہ کہ مسیح پر اور اس کی والدہ پر دشمنوں نے جو یہودی ہیں وہ سخت نزالزام لگائے ہیں جن کے لکھنے سے بھی ہاتھ کانپتا ہے بلکہ بعض الزام تو ایسی ہیں کہ مسیح نے اپنے ذمہ خود ان کو قبول کر لیا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ انجیلوں میں حواریوں نے اپر گواہی دیدی ہے اور عیسائی ور خول نے ان کو مان لیا ہے اور یہودیوں کی کتابوں اور تاریخوں کے دیکھنے سے جو اعتراضات سے پر ہیں مسیح کی عصمت کی نسبت اسقدر دقتیں اور مشکلات پیش آگئی ہیں کہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کاش پادری صاحبان خدا کے پاک نبیوں کی نکتہ چینی نہ کرتے اور توہین اور تحقیر اور عیب گیری نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا دل نہ دکھاتے تا مسلمان بھی یہودیوں کی کتابوں کے مدد سے اور خود انجیلوں میں سے بھی حضرت مسیح کے عیبوں کی تفتیش نہ کرتے یہ گناہ درحقیقت پادری صاحبوں کی گردن پر ہے کہ وہ تمام مقدس اور راستباز نبیوں کی عیب گیری پر کمربستہ ہو گئے اور طرح طرح کی بیجا تاویلوں بلکہ افتراؤں سے چاہا کہ خواہ نخواہ خدا تعالےٰ کے پاک نبیوں کو گنہگار ٹھہرا دیں اس لیے خدا نے حضرت مسیح کو بھی نکتہ چینیوں سے محفوظ نہ رکھا یہ مقولہ نہایت سچ ہے بلکہ پادری صاحبوں کے حق میں یہ پیشگوئی ہے کہ عیب مت لگاؤ تا تم پر بھی عیب لگایا جائے۔ اور یاد رہے کہ یہ طریق نبیوں کی عیب گیری اور نکتہ چینی کا درحقیقت انیسویں صدی عیسوی کے پادریوں کو اس کا موجد کہنا چاہیے مگر انھوں نے اچھا نہیں کیا کہ اس طریق پر حد سے زیادہ زور دیا اور مسلمانوں کے دلوں کو حد سے زیادہ آزار پہونچایا۔ ہم سمجھ نہیں سکتے کہ وہ کونسی عصمت اور پاکدامنی حضرت مسیح میں ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود نہیں مسیح کی سرگذشت میں گنہ کا اقرار بھی موجود ہے گنہگاروں کی طرح توبہ بھی موجود ہے اور گنہگاروں والے افعال بھی موجود ہیں۔ اور اگر دشمن کی نکتہ چینی اور عیب گیری سے کوئی نبی خدا کا مجرم بن سکتا ہے تو جیساکہ یہودیوں کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے ایسی نکتہ چینیوں کے انبار در انبار حضرت مسیح کی زندگی میں بھی موجود ہیں۔

مثلاً ایک شراب کو ہی دیکھو جو ام الخبائث ہے جس سے طرح طرح کے نفسانی جوش پیدا ہو کر کبھی انسان مرتکب فسق و فجور کا ہوتا ہے اور کبھی خونریزی کا ارتکاب کرتا ہے اور بلاشبہ یہ تمام گناہوں کی ماں ہے مگر نہ صرف یہودیوں کے اعتراضات سے بلکہ انجیل سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح تمام عمر اس کے مرتکب رہے اسیوجہ سے

(شراب اور مسیح کا اسکو استعمال کرنا)

عیسائیوں کی عشاء ربانی کی بھی یہ ایک جزو ہے اور انجیل میں حضرت مسیح اقرار کرتے ہیں کہ یوحنا تو شراب نہیں پیتا تھا مگر اپنی نسبت مبالغہ سے کھاؤ پیو کا لفظ استعمال کیا ہے

غرض اس میں کسی کو بھی کلام نہیں کہ یسوع مسیح شراب پیا کرتا تھا۔ چنانچہ پرچہ اخبار ایپی فنی ۲۷ اپریل ۱۹۰۱ء میں بھی جو ایک مشہور پادریوں کا پرچہ انگریزی زبان میں کلکتہ سے نکلتا ہے یہ عبارت ہے "مسیح گوشت بھی کھاتا تھا اور شراب بھی پیتا تھا اور کتاب دانی ایل باب اول میں شراب کو ناپاک قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ دانی ایل اسکو ناپاک سمجھتا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ شراب ایسی خبیث چیز ہے کہ اس کا پلید ہونا اس بات کا محتاج نہیں کہ توریت یا انجیل یا کسی دوسرے صحیفہ میں اسکو پلید اور ناپاک لکھا ہو بلکہ اگر فرض کے طور پر کسی کتاب نے شراب کی تعریف کی ہو تو شراب اس سے قابل تعریف نہیں ٹھہرے گی ہاں اس کتاب پر اعتراض آئے گا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے جس چیز کے عیب اور مضرتیں تجارب سے کھل گئے ہوں اسمیں ہم کتاب کی شہادت کے محتاج نہیں ہیں ہزاروں قسم کی زہریں اور خبیث چیزیں دنیا میں موجود ہیں جنکی مضرتیں تجربہ نے ہمپر کھولدی ہیں پس ضرور نہیں کہ ہم ان چیزوں کو خبیث ٹھیرانے کے لیے آسمانی کتابوں کی ورق گردانی کریں ان سب میں سے اول درجہ پر شراب ہے دنیا میں ہزاروں شہادتیں اس کی مضرت اور خباثت پر موجود ہیں ان سب کا لکھنا موجب تطویل ہے اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ عیسائیوں میں سے فقط ایک نامی انسان کی شہادت شراب کے بارہ میں بیان کی جائے چنانچہ ہم ذیل میں اس شہادت کے لیے جناب وائسرائے **لارڈ کرزن** کی سپیچ تحریر کرتے ہیں اور یہ وہ تقریر ہے جو وائسرائے ممدوح نے بمقام شملہ ۱۲ جون ۱۹۰۱ء کو فوجی ٹمپرنس سوسائٹی کے جلسہ پر بیان فرمائی تھی چونکہ اس سپیچ کا پڑھنا ناظرین کے لیے دلچسپی سے خالی نہیں اسلیے ہم اسکو بجنسہ نقل کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے

"اب میں اس انجمن کی کارروائی اور اس کی ترقیات

پر گفتگو کرتا ہوں۔ فوج برطانیہ کے اعتدال یا غیر اعتدال کے جس پہلو کو دیکھو اس نے صبر و رتغیرات کی کئی منزلیں طے کی ہیں۔ ہمیں ان سپاہیوں کے واقعات یاد ہیں جنکو ساتھ لیکر ڈیوک آف ولنگٹن نے بہت سے میدان مارے تھے ان میں چنداں اعتدال یا پرہیزگاری نہ تھی۔ وہ ادنی درجہ کے لوگوں میں سے بھرتی کیے جاتے تھے اور ان ایام میں یہ عجیب وہم پھیلا ہوا تھا کہ سب سے زیادہ شرابی سب سے عمدہ لڑنے والا ہوتا ہے اگرچہ بعد کے تمام تجارب نے اس امر کو غلط قرار دیا ہے ڈیوک آف ولنگٹن نے کئی بار اس بات کو بیان کیا تھا اور وہ اپنے سپاہیوں کی بہادری کی عزت کو ان کی بدیوں کی نفرت کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیان کرتا تھا۔ لیکن وہ زمانہ اب آگیا اور موجودہ زمانہ میں کوئی کمان افسر ایسا نہ ملے گا جو یہ نہ کہے کہ بہت شراب پینے والا سپاہی ... اخلاقی طور پر موجب ذلت اور جنگی موقع پر خطرناک ہے (نعرہ خوشی) وزرہ لارڈ رابرٹ کی رپورٹ جنوبی افریقہ کی جنگ میں سپاہیوں کے متعلق پڑھو وہاں انھیں مجبوراً ابھی خوشی سے بھی شراب سے پرہیز رکھنا پڑا چونکہ شراب ملتی ہی نہ تھی اور باوجود اس کے انھوں نے مردانہ اور شریفانہ کارروائیاں کیں بلکہ ان کی واپسی پر لارڈ رابرٹ نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ جس اعلی درجہ کے مرد یہ میدان میں تھے اب ویسے نہ رہیں گے کیونکہ وطن میں شراب پینے کے لیے بہت سی ترغیب انھیں مجبور کرتی تھی۔ پس اب ہم ایک ایسے زمانہ میں آگئے ہیں جس میں ہر ایک شخص اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ پرہیز رکھنے والا سپاہی شرابی سے بہتر ہے اور اوسط درجہ کا شرابی سخت شرابی سے بہتر ہے اور ... بالکل نہ پینے والا سب سے بہتر ہے۔ (نعرہ خوشی) اس امر سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن صاحبان ہمیں یہاں نہیں رکنا چاہیے۔ یہاں تک تو صرف لفظی باتیں تھیں اب ان کو حقیقی واقعات پر لگانا چاہیے افلاطون کے امثال کو پڑھ کر خوش ہو لینا اور اتنے ہی میں سمجھ لینا کہ ہم اپنا کام کر چکے کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر صرف تقریر کرنا کہ اب ہماری فوج جنگ بلکلاوہ یا جنگ واٹرلو کے ایام سے بہتر ہے اور اسی کو اپنے مقصد کا انجام سمجھ لینا کچھ مفید نہ ہوگا۔ نہ جرنیل کے اور نہ کسی اور مقام کے سپاہیوں کے لیے یہ بات مفید ثابت ہوگی کہ ان عمدہ خیالات پر خوشی کے نعرے مارے جائیں اور بعد میں ان ساری تقریروں کو نہایت فیاضی کے ساتھ رجمنٹ کے شراب خانہ کے خم میں ڈبو دیا جاوے (نعرہ خوشی)

پس ہمیں واقعات کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور صرف خیالات کے ساتھ یا نقشوں کے ساتھ اپنے آپکو دھوکا نہ دینا چاہیے کیونکہ اگر کوئی بات خیالات سے بڑھ کر غلط ہو سکتی ہے تو وہ نقشوں کے ہندسے ہیں۔ پس میں صرف اتنے پر کہ گذشتہ تاریخ کی نسبت اب بہتر حال ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب سب کچھ درست ہے اور نہ میں مجرموں اور اردلیوں کے کمروں کے نقشجات کا کچھ حوالہ دینا چاہتا ہوں تا کہ ایسا نہ ہو کہ صرف نقشوں کو دیکھ کر میں خوش ہو جاؤں اور سمجھ لوں کہ ہم نے لڑائی جیت لی ہے مجرموں کے نقشے نہ تو کافی معیار ہو سکتے ہیں اور نہ وہ غلطیوں سے خالی ہیں اور وہ کمان افسر بے وقوف ہوگا جو صرف نقشوں کی صفائی پر بھروسہ کرکے یہ کہدے کہ اب شراب بہت نہیں پی جاتی ہمیں تسلیم کرنا چاہیے اس انجمن کو بھی چاہیے کہ اس بات کو تسلیم کرے کہ اگرچہ شراب کے سبب سے جرم اب کم ہوتا ہے تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بہت زیادہ ہے اور اگرچہ شرابی اور بد انتظام تھوڑے ہیں تاہم چاہیے کہ اور بھی تھوڑے ہوں اور کہ اب بھی رجمنٹوں میں ایک بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی موجود ہے جو کہ عادتاً سخت شرابی ہیں اگرچہ ان سے کوئی جرم صادر نہ ہوا ہو اور اگرچہ وہ حد سے باہر نہ ہو گئے ہوں تاہم وہ حد پر پہنچ چکے ہیں۔ اگلے دن مجھے ایک انگریزی فوج کا نقشہ دکھایا گیا جس میں یہ لکھا تھا کہ صرف ایک رجمنٹ میں ایک مہینہ کے اندر (---) دو ہزار ایسی من شراب پی گئی ہے اور اس بیماروں اور نہ پینے والوں کے مقابل ۴۰۰ آدمی ہیں۔ اس سے یہ اوسط نکلی کہ ہر ایک آدمی ہر روز قریباً تین سیر شراب پیتا ہے اور اگر ان میں بعض آدمی تھوڑا پینے والے ہوں گے تو پھر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بہت پینے والے کس کثرت سے پیتے ہونگے۔ اس انجمن کو چاہیے کہ ایسے آدمیوں کو اپنے میں ملائے۔ ہمیں صرف یہی نہیں چاہیے کہ جرم کے روکنے کی خاطر سخت شراب خوری کو بند کر دیں بلکہ ہمارا یہ منشا ہے کہ ایسی شراب خوری کو بھی روکا جائے جس سے جسمانی اور اخلاقی قوی کو نقصان پہنچتا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ اگر ہر ایک کمان افسر کو یہ کہا جائے کہ تمہاری حکومت تمہاری رجمنٹ کی پرہیزگاری سے جانچی جائیگی اور شراب خانہ کی رونق ایک خراب کرنیل کی نشانی ہوگی تو اس سے بہت فائدہ ہوگا اور میں یہ تجویز ہی کمانڈر ان چیف کے آگے باادب پیش کرتا ہوں۔

اب صرف ایک اور امر باقی ہے جسکی طرف میں اس انجمن کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ ایک زیادہ وسیع خیالات کی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب کو برٹش تاج کے نائب یعنی وائسرائے ہند سے لے کر ایک معمولی سپاہی تک ... کسطرح اپنا رویہ رکھنا چاہیے ہم سب کو چاہیے کہ اپنے وطن کی خاطر ایک نمونہ قائم کریں جو آدمی نیک نمونہ قائم کرتا ہے وہ اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ لیکن شرابی کیا نمونہ قائم کرے اور کونسا نمونہ وہ قائم کر سکتا ہے وہ جو شراب کی عادت کو پاؤں کے نیچے کچل ڈالنے کی بجائے اس کے آگے گر جاتا ہے۔ وہ کیا نمونہ قائم کرے گا۔ اس موقع پر یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ دیسی سپاہی بھی شراب پیتے ہیں کیونکہ ایک کا گناہ کرنا دوسرے کے واسطے موجب معذرت نہیں ٹھہر سکتا۔

اب اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ عیسائی قوم میں شراب نے بڑی بڑی خرابیاں پیدا کی ہیں اور بڑی بڑی مجرمانہ حرکات ظہور میں آئی ہیں لیکن ان تمام گناہوں کا منبع اور نیز مسیح کی تعلیم اور اسکے اپنے حالات ہیں۔ باقی آئندہ

۲۸ نمبر

لوز و دکھلا کے تیر اسکو کیا ملزم و خوار
سبکا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم — رجسٹرڈ ایل ۶۷

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — رجسٹرڈ ایل ۶۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ۔ اذا وی القریۃ

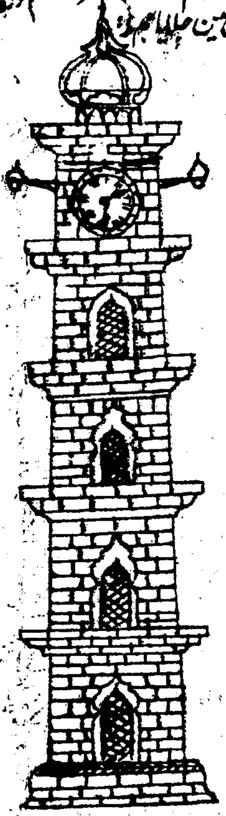

منارۃ المسیح

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد (براہین)

الحکم

دار الامان قادیان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہار در قادیان بینی
شفا بینی دوا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء یوم پنجشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی	ص ۱
مختصر نوٹ اور نکات	ص ۲
	ص ۳
دار الامان کا ہفتہ	ص ۴
مدرسہ و بیعت کالم	ص ۴
کلمات طیبات امام الزمان	ص ۵
"	" ۶
"	" ۷
"	" ۸
"	" ۹
"	" ۱۰
"	" ۱۱
"	ص ۱۲
تثلیث اور توحید	ص ۱۲ تا ۱۶

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی میں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ میں میں ایک تجویز پیش کرنی چاہتا ہوں جس سے امید کیجاتی ہے کہ الحکم کی تبلیغ کا میدان وسیع ہو جاوے اور وہ یہ ہے کہ اس قدر مدت کے لئے جو دفتر مذکور کی تعمیر میں لگی اخبار الحکم جدید خریداروں کو چار روپے سالانہ قیمت پر دیا جاوے پس ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک جسقدر جدید خریدار ہونگے اُن سے الحکم کی قیمت ایکسال کے لئے صرف چار روپے لیجاوے گی اور پرانے خریداروں سے یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ انوار احمدیہ پریس کی کل طبع شدہ کتابیں جو مطبع کی ملکیت ہیں وہ ایکبار ان دو مہینوں کے اندر نصف قیمت پر خرید سکیں گے خواہ ایک نسخہ خریدیں یا ایک سے زیادہ پرانے خریداروں کے علاوہ اور کوئی شخص نصف قیمت پر ان کتابوں کو لینے کا حقدار نہ ہوگا جدید الطبع کتابیں جو اس مہینے میں طبع ہوں اس رعایت سے مستثنیٰ ہیں اس کے بعد یہ رعایت نہ رہے گی ؎

ایڈیٹر الحکم قادیان

فہرست کتب کے لئے دیکھو صفحہ ۱۷

متفرق نوٹ اور نکات

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی میں قدیم خریداران الحکم سے جو نصف قیمت پر کتابوں کے دیے جانے کی رعایت مشتہر کی گئی ہے اسمیں بعض احباب کو یہ مغالطہ پیدا ہوا ہے کہ وہ انوار احمدیہ پریس کی ہر طبع شدہ کتاب نصف قیمت پر لینا چاہتے ہیں اشتہار میں صراحت ہے کہ جو مطبع کی ملکیت ہیں رفع شک کے لیے دوسرے مقام پر ان کتابوں کی فہرست درج کی جاتی ہے

بہرہ اشتہارات میں شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان کا ایک اشتہار کو کسی نمایاں جگہ پر نہ چھاپ سکنے کے لیے عذر کرتے ہیں شیخ صاحب نے ان دوا ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کے مجوزہ نسخہ کے موافق ترکیب دیکر بنایا ہے اور ان دواؤں کے مفید ہونے کے لیے اتنا ہی کہدینا کافی ہے طاعون کے جو تین علاج حضرت اقدس نے ایک اشتہار میں لکھے تھے گریاں۔ عرق ... و ... اکثر صاحب نے عام لوگوں خصوصاً اپنی جماعت کے فائدہ کے لیے محنت سے طیار کیے ہیں ہر خواہشمند اُن سے منگوا سکتا ہے۔ ہر گھر میں یہ دوائی اگر رہے تو مفید ہے۔

راولپنڈی کے چودھویں صدی میں آجکل بعض تحریریں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف شائع ہونے لگی ہیں۔ باقی آئندہ کی قید اٹھ جانے کے بعد اگر مناسب و ضروری سمجھا گیا تو ہم انشاء اللہ ریویو کرینگے اللہ کبیر

پیر گولڑوی نے سیف چشتیائی جو کتاب طیار کی ہے اُس کے ٹائیٹل پیج پر دو تلواروں کی تصویر بھی دی ہے۔ ہمکو یاد پڑتا ہے کہ لارڈ لارنس کے سٹیچو پر جو تلوار اور قلم کا کتبہ ہے اُس پر اعتراض کیا گیا تھا اور اہل ہند یا کم از کم اہل پنجاب کی خواہش ظاہر کی گئی تھی کہ اس کتبہ کو بدل دیا جاوے سیف چشتیائی کے مصنف کی غرض ان تلواروں کے بنانے سے اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف قتل کا مخفی اشارہ نہیں یا جہاد کی ترغیب نہیں تو اس فضول تحریک سے کیا فائدہ تھا یہ امر بہرحال گورنمنٹ کے نوٹس لینے کے قابل ہے اور ہم اس پر کسی قدر صراحت سے لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک گوشہ نشین۔ نقاب پوش۔ درویش کی تحریر میں تلواروں کا نشان حیرت انگیز امر ہے اور کسی خاص راز کیطرف ایما کرتا ہے ورنہ پیر گولڑوی کے مذاق اور مشرب کے لحاظ سے تو طنبور و چنگ کی تصویریں موزون تھین +

یسوع مسیح کا شیطان اُس پر ایمان نہ لایا بلکہ اس کو ساتھ لیکر پہاڑی پر چڑھ گیا اور اُسے گمراہ کرنا چاہا یسوع کا شیطان کے ساتھ چلے جانا ایک حیرت انگیز بات ہے اور ہماری سمجھ مین نہین آتی کہ شیطان کو اس قدر قابو یسوع پر کیون ملا؟ بالمقابل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ مسیح اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا مقابلہ کرنے والے ذرا اس مقام پر بھی غور کر لین +

یورپین فلاسفر جو شیطان کے وجود ہی کے قائل نہین معلوم نہین انجیل کے اس واقعہ کے کیا معنے کرتے ہین شاید نورافشان اس راز کو بیان کردے

خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی ابتدائی حالت مین اُس دقیق در دقیق ذات اور نہان در نہان ہستی کو کامل شعور اور بصیرت سے شناخت نہین کر سکتا اور یہ مامور و مرسل خدا تعالیٰ کی ہستی کا زندہ اور بین ثبوت ہوتے ہین اس لئے ان ماموروں کے وجود بین جو خوردبین کا حکم رکھتے ہین خدا نظر آتا ہے اس لئے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین ؎

آن خدائے کہ ازو اہل جہان بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

ایک مشہور ضرب المثل ہے خدا داری چہ غم داری لیکن ایک آریہ اس سے کیا تسلی پا سکتا ہے جبکہ وہ اپنے خدا کے وجود کو ہی ثابت نہین کر سکتا یا اُسے مان کر کم از کم اتنا مانتا ہے کہ وہ اُس کی روح اور ذرات جسم کا خالق نہین ہے اور عملوں کے معاوضہ کے سوا کوئی کرم اور فضل ضعیف انسان پر نہین کر سکتا غرض بد قسمت ہے وہ انسان جو ایسے پرمیشر پر بھروسہ رکھتا ہے جسکو اپنا وجود ثابت کرنیکے لئے بھی بباعث کمی قدرت کوئی عمدہ اسباب میسر نہین ہین +

انجیل مین جس خدا کا ذکر ہوا ہے کیا اسکا پرستار خدا داری چہ غم داری سے کوئی تسلی پا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ جب وہ اپنے خدا کی یہ حالت خود دیکھتا اور پڑھتا ہے کہ ساری رات دعا کر کے پھر بھی اپنے مطلب مین ناکام رہا اور نہایت ہی ذلت سے گرفتار ہو کر ایلی ایلی کہتا ہوا مر گیا وہ دوسرون کی مدد کیا کریگا حقیقت مین ان حالات اور واقعات کے تصور سے جو انجیل کے خود ساختہ خدا یسوع مسیح کے بیان کئے گئے ہین ایک سالک اور صادق کی کمر ہمت ٹوٹ جاتی ہے اور اسے مایوس ہو کر کہنا پڑتا ہے کہ او خود گم است کرا رہبری کند

البتہ اس نقرہ کے موافق اصلی اور حقیقی تسلی اور اطمینان ایک صادق مسلمان کو ملسکتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ ایک **قادر حیی و قیوم رحمن رحیم** غرض تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام رزائل سے منزہ خدا کو اس کے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ نرا زبانی دعوی نہیں بلکہ حقیقت بھی ہے جو چاہے وہ **اسلام** کا مطالعہ کرے پھر اس پر عمل کر کے دیکھ لے کہ سچا اطمینان اور سکینت اسمین ملتی ہے یا کسی اور مذہب مین

*

حضرة مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ایکروز فرمایا کہ امر ہم **شوری بینہم** پر غور کرتے کرتے مین صحابہ کی اُس پاک سیرة کے نتیجہ پر پہنچا کہ دنیا مین اس قسم کے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہین جو اپنی کمزوریون کو کسی سے سنکر صبر کر سکین اور ان کی صلاح کرین بلکہ اگر کسی کو کسی کی غلطی یا نقص سے آگاہ کیا جاوے تو وہ خطرناک طور پر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے لیکن صحابہ کی پاک سیرة کا اس سے پتہ ملتا ہے کہ اگر ان کو کسی غلطی یا کمزوری پر مطلع کیا جاتا تو وہ نہایت ہی خوشی اور شکر گذاری سے اس بات کو سنتے ۔ حقیقت مین وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہے جسکو کوئی نصیحت کرنیوالا دوست ملے ✣

بعض فطرتین کیسی سعادتمند اور پاک ہوتی ہین کہ بعض قسم کے **گناہ** کا نام سنکر بھی انہیں تعجب ہوتا ہے حضرة علی رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر قرآن شریف مین **لوط** کی قوم کی بے حیائی کا ذکر نہ ہوتا تو ان کے وہم مین بھی نہین آسکتا تھا کہ ایسی بے حیائی بھی ہوتی ہے اسی قسم کی پاک فطرت ہمارے حکیم الامة کی ہے ۔ ہم آپ کا ایک واقعہ لکھکر اس امر کا اظہار کرتے ہین ۔ مولانا ممدوح نے ایک بار فرمایا کہ جب مین لکھنو مین طب پڑھتا تھا اسمین علت ابنہ کی بیماری کا ذکر آیا تو مجھے تعجب ہوا اور مین نے کہا کہ یہ بالکل غلط ہے میرے استاد سخت حیران ہوئے وہ زور دیتے تھے اور مین انکار کرتا تھا اس وقت میری عمر بائیس سال کے قریب تھی اس سے ایک دانشمند آپکی پاکیزہ فطرة کی طرف پے لے جا سکتا ہے ۔ اسی تذکرہ کلام مین آپ نے اس بیماری کے اسباب بتائے عام فائدے کے لئے وہ بھی درج کردیتے ہین ✣

اوّل ۔ جو شخص عورت سے لواطت کرے اس کی اولاد ایسی ہوگی ✣

دوّم ۔ مٹھائی کھانے کی عادت

سوّم امیرون کے لڑکون کو ان کے کھلانے والے ایسی بدعادتین ڈالدیتے ہین ✣

چہارم ۔ صحبت بد

ان سب کا علاج ہے ۔ **استغفار اور توبہ** ✣

ملفوظات مین سے کچھ

(نماز اور حج)

عبادة کے دو حصے تھے ایک وہ جو انسان اللہ تعالی سے ڈرے جو ڈرنیکا حق ہے خدا تعالی کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لیجاتا ہے اور اس کی روح گداز ہو کر الوہیت کی طرف بہتی ہے اور **عبودیت** کا حقیقی رنگ اسی مین پیدا ہوجاتا ہے ✣

دوسرا حصہ عبادة کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنیکا حق ہے اسی لئے فرمایا ہے والذین امنوا اشد حبا للہ اور دنیا کی ساری محبتون کو غیر فانی اور آنی سمجھکر حقیقی **محبوب** اللہ تعالے ہی کو قرار دیا جاوے ✣

یہ دو حق ہین جو اللہ تعالی اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے ان دونون قسم کے حقوق کے ادا کرنیکے لئے یون تو ہر قسم کی عبادة اپنے اندر ایک رنگ رکھتی ہے مگر اسلام نے دو مخصوص صورتین عبادت کی اُس کے لئے مقرر کی ہوئی ہین ✣

خوف اور محبت دو ایسی چیزین ہین کہ بظاہر ان کا جمع ہونا بھی محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اُس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے مگر اللہ تعالے کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے جسقدر انسان خدا کے خوف مین ترقی کریگا اسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاویگی اور جسقدر محبت الہی مین وہ ترقی کریگا اسیقدر خدا تعالی کا خوف غالب ہو کر بدیون اور برائیون سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لیجائیگا ✣

پس اسلام نے ان دونون حقوق کو پورا کرنے کے لئے ایک صورت نماز کی رکھی جسمین خدا کے خوف کا پہلو رکھا ہے اور محبت کی حالت کے اظہار کے لئے حج رکھا ہے **خوف** کے جسقدر ارکان ہین وہ نماز کے ارکان سے بخوبی واضح ہین کہ کسقدر تذلل اور اقرار عبودیت اسمین موجود ہے اور حج مین محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہین بعض وقت شدت محبت مین کپڑے کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے کپڑون کو سنوار کر رکھنا یہ عشق مین نہین رہتا ۔ سیالکوٹ مین ایکعورت ایک درزی پر عاشق تھی اسے بہتیرا پکڑ کر رکھتے تھے وہ کپڑے پھاڑ کر چلی آتی تھی غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کا لباس مین ہوتا ہے وہ حج مین موجود ہے ۔ سر منڈایا جاتا ہے ۔ دوڑتے ہین محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کی ساری شریعتون مین تصویری زبان مین چلا آیا ہے پھر قربانی مین بھی کمال عشق دکھایا ہے اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے نادان ہے وہ شخص جو اپنی نابینائی سے اعتراض کرتا ہے ✣

دار الامان کا ہفتہ

(بزرگانِ ملت)

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مع اہل بیت بفضلہ تعالیٰ خوش و خرم ہیں۔

۲ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرۃ حکیم الامۃ بھی بفضلہ تعالیٰ بہمہ وجوہ تندرست ہیں حکیم الامۃ ایک روز کے لئے دارالامان سے باہر ایک شہادۃ کے لئے جانے کی ضرورت پڑی تھی آج مع الخیر تشریف لے آئے ہیں۔

۳ مولوی سید محمد احسن صاحب ابھی تک امروہہ میں ہیں۔

تالیفات وتصنیفات

۱ حضرہ حجۃ اللہ کی کتاب نزول المسیح نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ کاغذ پر خاص اہتمام سے طبع ہو رہی ہے اس کتاب کی اشاعت پر مذہبی عالم میں ایک حیرت انگیز تبدیلی کی امید کی جاتی ہے۔

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی کتاب **خلافت راشدہ** الحکم کی اگلی اشاعت سے پہلے پہلے انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائیگی نہایت ہی عجیب وغریب کتاب ہے جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے مضامین کی فہرست پورے نو صفحوں پر ہے۔۔۔ قیمت علاوہ محصولڈاک عمر اور مع محصولڈاک عہ

ست بچن چھپ کر شائع ہو گیا ہے آریہ دھرم طبع ہو رہا ہے اور ازالہ اوہام کی دوسری جلد بھی۔

مدرسہ

۱ - مدرسے کا کل اہتمام جیساکہ پہلے بھی شائع ہو چکا ہے حضرت نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیرکوٹلہ کے ہاتھ میں حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے دیدیا ہے۔

۲ - مدرسے کی امداد کے لئے چندہ جمع کرنے کو جناب میرزا خدا بخش صاحب سفیر ہو کر قوم کی خدمت میں مختلف شہروں میں گئے ہیں امید ہے قوم نہایت عزۃ اور خوشی سے اُن کو ریسیو کریگی اور اُن کے اغراض ومقاصد کی تکمیل میں پوری مدد دیگی۔

بیعت کا کالم

شیخ عبدالعزیز زورہ تصبہ شبین کشمیر تحصیل ہری پور
محمد عزیز دین صاحب دولت پور جہلم تحصیل پنڈدادنخان
اکبر علی صاحب خاص ہوشیار پور

عبداللطیف صاحب لناچور جالندہر نواشہر
بورا صاحب نول- منٹگمری
شامہ 〃 〃
حاجہ 〃 〃
غلام محمد 〃 〃
جیوا صاحب 〃 〃
صوبہ 〃 〃
احمد 〃 〃
علی 〃 〃
ولی محمد 〃 〃
امیرا 〃 〃
شاہ محمد 〃 〃
مسماہ عالم خاتون 〃 〃
مسماہ پناہ بی بی زوجہ عبدالحمید سیدعالہ 〃

محمد دین ملکی گجرات کہاریان
امام الدین بیگ قادیان
احمد بیگ پٹی لاہور قصور
غلام محی الدین بیگر وڑ سیالکوٹ ظفروال
میرزا سلطان بیگ قلعہ مغلان ۴
فضل بیگ
محمود ڈنگہ گجرات
عبدالعزیز پت رائی لاہور قصور
مسماۃ بہاگی زوجہ میان اکمل الدین صاحب خوشاب
حافظ بی بی بنت میان اکمل الدین خوشاب
حافظ کرم دین صاحب 〃
مسماۃ الہ جیوائی 〃
بلند خانصاحب - جہلم نوان بازار
محمد صاحب دلینہ گجرات
عزیز محمد پنڈوری گہگوڑیان ہوشیارپور
رشید محمد 〃 〃 〃
ابراہیم - بٹالہ
محمد عزیز الدین نکیریان ہوشیارپور
غلام رسول 〃
اقبال علی تہاڑہ لودیانہ
شہاب الدین 〃 〃
اہلیہ سکندر علی لکھو کلان گورداسپور
زینت بنت سکندر علی 〃 〃
مع برکت بی بی و 〃 〃
مہر بی بی 〃 〃
منشی غلام محمد صاحب 〃 〃
فضل الٰہی صاحب 〃 〃
فقیر اللہ 〃 〃
گلاب بی بی والدہ 〃 〃
غلام محمد صاحب 〃 〃
۱ بنت غلام محمد 〃 〃
۲ بنت غلام محمد 〃 〃
عبدالرزاق لودیانہ
محمد ابراہیم 〃
قمر الدین 〃
قطب الدین 〃
محمد حسن 〃
پیر بخش 〃

باقی آئندہ

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

حضرت اقدس کی ایک لانظیر تقریر

(جو ۱۴ مئی ۱۹۰۱ء کی شام کو حضور نے جناب سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن کے اس سوال کے جواب میں فرمائی کہ کیا **مردون سے استعانت مانگنی چاہیے**)

بات یہ ہے کہ مردون سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین یہ ضعیف الایمان لوگون کا کام ہے کہ مردون کی طرف رجوع کرتے ہین اور زندون سے دور بھاگتے ہین خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی مین لوگ انکی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جب وہ انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہو گئی اللہ تعالےٰ نے کہین بھی مردون کے پاس جانے کی ہدایت نہین فرمائی بلکہ **کونوا مع الصادقین** کا حکم دیکر زندون کی صحبت مین رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستون کو بار بار یہان آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہین اور ہم جو کسی دوست کو یہان رہنے کیواسطے کہتے ہین تو اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ محض اس کی حالت پر رحم کر کے ہمدردی اور خیرخواہی سے کہتے ہین مین سچ سچ کہتا ہون کہ **ایمان درست نہین ہوتا جب تک انسان صاحب ایمان کی صحبت** مین نہ رہے اور یہ اس لئے کہ چونکہ طبیعتین مختلف ہوتی ہین ایک ہی وقت مین ہر قسم کی طبیعت کیموافق حال تقریر ناصح کے منہ سے نہین نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے کہ اُس کی سمجھ اور فہم کیمطابق اس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے جس سے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنون تک نہ رہے تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اس کے مذاق کے موافق نہین ہے اور اس سے اُس کو بد دلی پیدا ہوا اور وہ حسن ظن کی راہ سے دور جا پڑے اور ہلاک ہو جاوے غرض قرآن کریم کے منشا کیموافق تو **زندون** ہی کی صحبت مین رہنا ثابت ہوتا ہے اور استعانت کے متعلق یہ بات یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اصل **استمداد** کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اور اسی پر قرآن کریم نے زور دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** پہلے صفات الٰہی ربّ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین کا اظہار فرمایا۔ پھر سکھایا کہ

ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنی عبادت بھی تیری کرتے ہین اور استمداد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ اصل حق استمداد کا اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے کسی انسان، حیوان، چرند پرند غرضیکہ کسی مخلوق کے لئے نہ آسمان پر نہ زمین پر یہ حق نہین ہے۔ مگر ہان دوسرے درجہ پر ظلی طور سے یہ حق اہل اللہ اور مردان خدا کو دیا گیا ہے۔ ہم کو نہین چاہئے کہ کوئی بات اپنی طرف سے بنالین۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فرمودہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے اندر اندر رہنا چاہئے اسی کا نام صراط مستقیم ہے۔ اور یہ امر **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** سے بھی بخوبی سمجھ مین آسکتا۔ اس کے پہلے حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا محبوب۔ معبود اور مطلوب اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہئے اور دوسرے حصے سے رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا اظہار ہے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ رسالت مین ایک امر ظاہر ہوتا ہے اور ایک مخفی ہوتا ہے مثلاً **لا الٰہ الا اللہ** ایک کلمہ ہے جسے رسالت مآب نے با ین الفاظ لوگون کو پہنچا دیا ہے۔ لوگ مانین یا نہ مانین۔ یعنی رسالت کا کام صرف پہنچا دینا تھا مگر رسالت کے یہ ظاہری معنے ہین۔ ہم جب اور زیادہ غور کر کے بطون کی طرف جاتے ہین تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جو **لا الٰہ الا اللہ** کے ساتھ بطور ایک جزو غیر منفک کے شامل ہوئی ہے یہ صورت ابلاغ تک ہی محدود نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت قدسیہ کے زور سے اس تبلیغ کو باثر بنانے مین لانظیر نمونہ دکھلایا ہے اور قرآن کریم سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آپ کو کس قدر سوزش اور گدازش لگی ہوئی تھی چنانچہ فرمایا

لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین یعنے کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اس فکر مین کہ یہ مومن کیون نہین بنتے۔ یہ یہی بات ہے کہ ہر نبی صرف لفظ لیکر نہین آتا بلکہ اپنے اندر وہ ایک درد اور سوز و گداز بھی رکھتا ہے جو اپنی قوم کی اصلاح کے لئے ہوتا ہے اور یہ **درد اور اضطراب کسی بناوٹ سے** نہیں ہوتا بلکہ فطرتًا اضطراری طور پر اس سے صادر ہوتا ہے۔ جیسے ایک مان اپنے بچے کی پرورش مین مصروف ہوتی ہے اگر بادشاہ کی طرف سے اس کو حکم بھی دیا جاوے کہ اگر وہ اپنے بچے کو دودھ نہ بھی دے اور اسطرح پر اس کے ایک دو بچے مر بھی جاوین تو اس کو معاف ہین اور اس سے کوئی باز پرس نہ ہوگی تو کیا بادشاہ کے ایسے حکم پر کوئی مان خوش ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہین بلکہ بادشاہ کو گالیان دیگی وہ دودھ دینے سے رک سکتی ہی نہین یہ بات اس کی طبیعت مین طبعًا موجود ہے

اور دودھ دینے مین اس کو کبھی بھی ہٹنت نہین جانا یا اس کا معاوضہ پانا مرکوز اور ملحوظ نہین ہوتا۔ اور یہ جوش طبعی ہی جو اُس کو فطرت نے دیا ہے ورنہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو چاہئے تھا کہ جانورون کی مائین بکری۔ بھینس۔ یا گائے یا پرندون کی مائین اپنے بچون کی پرورش سے علیحدہ ہو جاتین۔ ایک فطرت ہوتی ہے ایک عقل ہوتی ہے اور ایک جوش ہوتا ہے ماؤن کا اپنے بچون کی پرورش مین مصروف ہونا یہ فطرت ہے اسیطرح پر مامورین جو آتے ہین اُنکی فطرت مین بھی ایک بات ہوتی ہے وہ کیا؟ مخلوق کے لئے دلسوزی اور بنی نوع انسان کی خیرخواہی کے لئے ایک گداز ش۔ وہ طبعی طور پر چاہتے ہین کہ لوگ ہدایت پاجاوین اور خدا تعالیٰ مین زندگی حاصل کرین پس یہ وہ سر ہے جو **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے دوسرے حصہ مین یعنی اظہار رسالت محمدیہ مین رکھا ہوا ہے۔ جیسے پیغام پہنچانے والے عام طور پر پیغام پہنچا دیتے ہین اور اس بات کی پرواہ نہین کرتے کہ اُس پر عمل ہوا یا نہ ہو گویا وہ تبلیغ صرف کان ہی تک محدود ہوتی ہے برخلاف اس کے ماموران الٰہی کان تک بھی پہونچاتی ہین اور اپنی قوت قدسی کے زور اور ذریعہ دل تک بھی پہونچاتے ہین اور یہ بات کسب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور **ظل اللہ** بنتا ہے پھر وہ **مخلوق** کی ہمدری اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ مین کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ لوق کی تکلیف دیکھ نہین سکتے تھے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **عزیز علیہ ما عنتم** – یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہین سکتا۔ وہ اس پر سخت گران ہے اور اسے ہر وقت اسبات کی تڑپ

لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچین۔ ان ساری باتون کو یکجائی طور پر دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوّل خدا تعالےٰ مدد دیتا ہے پھر دوسرے درجہ پر **مامور من اللہ** کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دل مین جو جوش ڈالا ہے اور وہ اسی جوش اور تقاضاء فطرت کے ساتھ مخلوق کی بہتری مین ہر ایک قسم کی کوشش کرتے ہین جیسے ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی ہے بلکہ اس بھی بڑھکر اس لئے کہ والدہ کا نفس مزکی نہین ہے اور یہ مزکی النفس لوگ ہوتے ہین اُنہین کو صادقین اس آیت **کونو مع الصادقین** مین فرمایا گیا ہے اب مین سورۃ الفاتحہ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہون کہ **اہدنا الصراط المستقیم** مین انعمت علیہم کی راہ طلب کی گئی ہے اور مین نے کئی مرتبہ یہ بات بیان کی ہے کہ **انعمت علیہم** مین چار گروہون کا ذکر ہے نبی صدیق۔ شہید۔ صالح۔ پس جبکہ ایک مومن یہ دعا مانگتا ہے تو اُن کے اخلاق اور عادات اور علوم کی درخواست کرتا ہے۔ اسپر اگر ان چار گروہون کے اخلاق حاصل نہیں کرتا تو یہ دعا اُس کے حق مین بے ثمر ہوگی اور وہ بے جان لفظ بولنے والا حیوان ہے یہ چار طبقے ان لوگون کے ہین جنہون نے خدا تعالےٰ سے علوم عالیہ اور مراتب عظیمہ حاصل کئے ہین نبی وہ ہوتے ہین جنکا تبتل الی اللہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ خدا سے کلام کرتے اور وحی پاتے ہین۔ اور صدیق وہ ہوتے ہین جو صدق سے پیار کرتے ہین سب سے بڑا صدق **لا الٰہ الا اللہ** ہے اور پھر دوسرا صدق **محمد رسول اللہ** ہے وہ صدق کی تمام راہون سے پیار کرتے ہین اور صدق ہی چاہتے ہین تیسرے وہ لوگ ہین جو **شہید** کہلاتے ہین وہ گویا خدا تعالےٰ کا مشاہدہ کرتے ہین شہید وہی نہین ہوتا جو

قتل ہو جاوے کسی لڑائی یا وبائی امراض مین مارا جاوے بلکہ شہید ایسا **قوی الایمان** انسان ہوتا ہے جسکو خدا تعالےٰ کی راہ مین جان دینے سے بھی دریغ نہ ہو۔ صالحین وہ ہوتے ہین جنکے اندر سے ہر قسم کا فساد جاتا رہے جیسے تندرست آدمی جب ہوتا ہے تو اس کی زبان کا مزا بھی درست ہوتا ہے پوری اعتدال کی حالت مین تندرست کہلاتا ہے کسی قسم کا فساد اندر نہین رہتا۔ اسیطرح پر صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہین ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہین ہوتا اس کا کمال اپنے نفس مین نفی کے وقت ہے اور شہید۔ صدیق۔ نبی کا کمال **ثبوتی** ہے۔ شہید ایمان کو ایسا قوی کرتا ہے گویا خدا کو دیکھتا ہے۔ صدیق عملی طور پر صدق سے پیار کرتا اور کذب سے پرہیز کرتا ہے اور نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ ردائے الٰہی کے نیچے آجاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ کمال کسی دوسرے کو حاصل نہین ہو سکتے اور مولوی یا علما کہتے ہین کہ بس ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لے اور نماز روزہ کے احکام کا پابند ہو جاوے اس سے زیادہ ان احکام کے ثمرات اور نتائج کچھ نہین اور نہ ان مین کچھ حقیقت ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے اور ایمانی کمزوری ہے اُنھون نے رسالت کے مدعا کو نہیں سمجھا۔ اللہ تعالےٰ جو ماموروں اور مرسلون کو خلق اللہ کی ہدایت کیواسطے بھیجتا ہے۔ کیا اس لئے بھیجتا ہے کہ لوگ انکی پرستش کرین؟ نہین بلکہ ان کو نمونہ بنا کر بھیجا جاتا ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے بادشاہ اپنے ملک کے کاریگرون کو کوئی تلوار دے تو اس کی مراد بھی ہے کہ وہ بھی ویسی تلوار بنانیکی کوشش کرین۔ اللہ تعالےٰ ان لوگون کو جو مامور اور مرسل ہوتے ہین اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف بناتا ہے اور دنیا کی طرف مامور کرتا ہے تا لوگ اُنکے اخلاق اور

کمالات سے حصہ لیں اور اسی طرز و روش پر چلیں۔ کیونکہ یہ لوگ اس وقت تک فائدہ پہنچاتے ہیں جب تک زندہ ہوں۔ گذرنے کے بعد تنزل ہو جاتا ہے اسواسطے صوفی لوگ کہتے ہیں کہ زندہ بلی مردہ شیر سے بہتر ہوتی ہے خدا تعالیٰ اپنے پاک کلام مین فرماتا ہے

الر۔ کتاب احکمت الاٰیۃ

الف سے مراد اللہ اور لؔ سے مراد جبرائیل اور رؔ سے مراد رسل ہین چونکہ اس مین بھی قصہ ہے کہ کونسی چیزین انسانون کو ضروری ہین اس لئے فرمایا **کتاب احکمت** الاٰیۃ یہ کتاب ایسی ہے کہ اس کی آیات پکی اور استوار ہین قرآن کریم کی تعلیمون کو اللہ تعالیٰ نے کئی طرح پر مستحکم کیا تا کہ کسی قسم کا شک نہ رہے اور اسی لئے شروع مین ہی فرمایا **لاریب فیہ** یہ استحکام کئی طور پر کیا گیا ہے۔

اوّلاً۔ قانون قدرت سے استواری اور استحکام قرآنی تعلیمون کا قانونِ قدرہ سے کیا گیا۔ جو کچھ قرآن کریم مین بیان کیا گیا ہے قانون قدرت اس کو پوری مدد دیتا ہے گویا جو قرآن مین ہے وہی **کتاب مکنون** مین ہے اسکا راز انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بدون سمجھہ مین نہین آسکتا اور یہی وہ سر ہے جو **لا یمسہ الا المطہرون** مین رکھا گیا ہے غرض پہلے قرآنی تعلیم کو قانون قدرۃ سے مستحکم کیا ہے مثلاً قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کی صفت وحدہ لاشریک بتلائی جب ہم قانون قدرہ مین نظر کرتے ہین تو ماننا پڑتا ہے کہ ضرور ایک ہی خالق و مالک ہے کوئی اس کا شریک نہیں دل بھی اسے ہی مانتا ہے اور دلائل قدرہ سے بھی اسی کا پتہ لگتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز جو دنیا مین موجود ہے وہ اپنے اندر کرویت رکھتی ہے۔ جیسے پانی کا قطرہ اگر یانہ سے چھوڑین تو وہ کروی شکل کا ہوگا اور کروی شکل توحید کو مستلزم ہے اور یہی وجہ ہے کہ پادریون کو بھی ماننا پڑا کہ جہان تثلیث کی تعلیم نہین پہونچی وہان کے رہنے والون سے توحید کی پرستش ہوگی۔ چنانچہ پادری فنڈر نے اپنی تصنیفات مین اس امر کا اعتراف کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قرآن کریم دنیا مین نہ بھی ہوتا تب بھی **ایک** ہی خدا کی پرستش ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا بیان صحیح ہے کیونکہ اسکا نقش انسانی فطرت اور دل مین موجود ہے اور دلائل قدرت سے اُس کی شہادہ ملتی ہے۔ برخلاف اس کے انجیلی تثلیث کا نقش نہ دل مین ہے نہ قانون قدرت اس کا مؤید ہے یہی معنے ہین **کتاب احکمت** الاٰیۃ کے یعنی قانونِ قدرت سے اسکی تعلیمون کو ایسا استحکام اور استوار کیا گیا ہے کہ مشرک و عیسائی کو بھی ماننا پڑا کہ انسان کے مادہ فطرت سے توحید کی باز پرس ہوگی

دوسری وجہ استحکام کی خدا تعالیٰ کے نشانات ہین کوئی نبی کوئی مامور دنیا مین ایسا نہین آتا جسکے ساتھ تائیدات الٰہی شامل نہون اور یہ تائیدات اور نشانات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت پر شوکت اور پُر قوت تھے آپکے حرکات سکنات مین کلام مین نشانات تھے گویا آپکا وجود از سرتا پا **نشانات الٰہی** کا پتلا تھا۔

تیسرا احکام نبی کا پاک چال چلن اور راستبازی ہے یہ منجملہ ان باتون کے ہے جو عقلمندون کے نزدیک امین ہونا بھی ایک دلیل ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اس سے دلیل پکڑی ۔

چوتھا احکام جو ایک زبردست وجہ استواری اور استحکام کی ہے نبی کی قوت قدسیہ ہے جس سے فائدہ پہنچتا ہے جیسے طبیب خواہ کتنا ہی دعوے کرے کہ مین ایسا ہون اور ویسا ہون اور اُس کو سدیدی خواہ لوگ زبان ہی کیون نہو لیکن اگر لوگون کو اُس سے فائدہ نہ پہونچے تو بھی کہینگے کہ اس کے ہاتھ مین شفا نہین ہے۔ اسی طرح پر **نبی کی قوت قدسی** جسقدر زبردست ہو اُسی قدر اس کی شان اعلیٰ اور بلند ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے استحکام کے لئے یہ پشتیبان بھی سب سے بڑا پشتیبان ہے۔

ہمارے پیغمبر خدا صلعم کی قوت قدسی اس درجہ پر پہنچی ہے کہ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ مین دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کسینے آپ کے مقابلے مین کچھ نہین کیا۔ یہودی دنیا کے کتے ہین۔ عیسائیون کو دیکھو تو وہ اللہ تعالےٰ کی توحید کے چشمے سے دور جا پڑے کوئی حضرت مریم کی پرستش کرتا ہے کوئی مسیح کو خدا جانتا ہے اور دنیا پرستی ہی شب و روز کا شغل اور کام ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طیار کردہ جماعت کو اگر دیکھا جاوے تو وہ ہمہ تن خدا ہی کے لئے نظر آتے ہین اور اپنی عملی زندگی مین کوئی نظیر نہین رکھتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور کامیاب زندگی کی تصویر یہ ہے کہ آپ ایک کام کے لئے آئے اور اُسے پورا کر کے اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے جسطرح بندوبست والے پورے کاغذات پانچ برس مین مرتب کر کے آخری رپوٹ کرتے ہین اور پھر چلے جاتے ہین۔ اسی طرح پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین نظر آتا ہے اُس دن سے لیکر جب **قم فانذر** کی آواز آئی پھر **اذا جاء نصر اللہ** اور **الیوم اکملت لکم دینکم** کے دن تک نظر کرین تو آپ کی لا نظیر کامیابی کا پتہ ملتا ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاص طور پر **مامور** تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپکی زندگی مین

کامیابی نصیب نہ ہوئی جو انکی رسالت کا منتہا تھی وہ **ارض مقدس** اور موعود سرزمین کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکے بلکہ راہ ہی مین فوت ہو گئے۔ کافر کب مان سکتا ہے اور ایک بے ایمان آدمی راہ مین فوت ہو جانے اور وعدہ کی زمین مین نہ پہنچ سکنے کے وجوہات کب سننے لگا وہ تو یہی کہیگا کہ اگر مامور تھے تو وہ وعدے زندگی مین کیون پورے نہ ہوئے سچی بات یہی ہے کہ سب نبیون کی نبوت کی پردہ پوشی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوئی۔

ایسا ہی مسیح علیہ السلام کی زندگی پر نظر کرو ساری رات خود دعا کرتے رہے دوستون سے کراتے رہے آخر شکوہ پر اتر آئے اور ایلی ایلی لما سبقتنی بھی کہدیا۔ یعنی اے میرے خدا تونے مجھے کیون چھوڑ دیا۔ اب ایسی حسرت بھری حالت کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ **مامور من اللہ** ہے جو نقشہ پادریون نے مسیح کی آخری حالت کا جاکر دکھایا ہے وہ تو بالکل مایوسی بخشتا ہے لاکھین تو اتنی یقین کہ خدا کی پناہ اور کام کچھ بھی نہ کیا ساری عمر مین کل اکیس بیس آدمی طیار کئے اور وہ بھی ایسے **پست خیال** اور کم **فہم** جو خدا کی بادشاہت کی باتون کو سمجھ ہی نہ سکتے تھے اور سب سے بڑا مصاحب جسکی بابت یہ فتوی تھا کہ جو زمین کرے آسمان پر ہوتا ہے اور بہشت کی کنجیان جسکے ہاتھ مین تھین اسی نے سب سے پہلے لعنت کی اور وہ جو امین اور خزانچی بنایا ہوا تھا جسکو چھاتی پر لٹاتے تھے اسی نے تیس درم لیکر پکڑوا دیا اب ایسی حالت مین کب کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسیح نے واقعی **ماموریت** کا حق ادا کیا۔

اور اس کے مقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا پکا کام ہے اس وقت سے جب کہ کہا کہ مین ایک کام کرنے کے لئے آیا ہون جب تک یہ نہ سن لیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم آپ دنیا سے نہ اٹھے۔ جیسے یہ دعوے کیا تھا کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ اس دعوی کے مناسب حال یہ ضروری تھا کہ کل دنیا کے مکر وحیلے متفق طور پر آپ کی مخالفت مین کئے جاتے۔ آپ نے کس جوش اور دلیری کے ساتھ مخالفون کو مخاطب کرکے کہا کہ **فکیدونی جمیعًا** یعنی کوئی دقیقہ مکر کا باقی نہ رکھو۔ سارے فریب مکر استعمال کرو۔ قتل کے منصوبے کرو۔ اخراج اور قید کی تدبیرین کرو مگر یاد رکھو **سیہزم الجمع ویولون الدبر** آخر فتح میری ہے تمہارے سارے منصوبے خاک مین ملجاوینگے تمہاری ساری جماعتین منتشر اور پراگندہ ہوجاوینگی اور پیٹھ دے نکلین گی جیسے وہ عظیم الشان دعوے انی رسول اللہ الیکم جمیعًا کسی نے نہین کیا اور جیسے **فکیدونی جمیعًا** کہنے کو کسی کی ہمت نہ ہوئی یہ بھی کسی کے منہ سے نہ نکلا سیہزم الجمع ویولون الدبر۔ یہ الفاظ اسی منہ سے نکلے جو خدا تعالے کے سایہ کے نیچے الوہیت کی چادر مین لپٹا ہوا پڑا تھا۔

غرض ان وجوہات پر ایک اجنبی آدمی بھی نظر ڈالے تو اس کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالے نے کیسے صاف اور واضح طور پر کتاب اللہ کو مضبوط ومستحکم فرمایا ہے اگر کوئی قانون قدرت پر نظر کرتا ہے تو قول اور فعل الٰہی کو باہم مطابق پاتا ہے پھر اگر خوارق پر نظر کرتا ہے تو اسقدر کثرت سے ہین کہ حد شمار سے باہر ہین یہان تک کہ آپکا قول۔ فعل وحرکات وسکنات سب خوارق ہین قوت قدسیہ کو دیکھتا ہے تو صحابہ کرام کی پاک تبدیلی حیرت مین ڈالتی ہے پھر **کامیابی** کو دیکھتا ہے تو دنیا بھر کے ماموروں اور مرسلون سے بڑھکر ہے۔

ان وجوہات احکام آیات کے علاوہ میرے نزدیک اور بھی بہت سے وجوہات ہین منجملہ ان کے ایک **اُکر** کے لفظ سے پتہ لگتا ہے یہ لفظ مجددون اور مرسلون کے سلسلہ جاریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو قیامت تک جاری ہے اب اس سلسلہ مین آنے والے مجددون کے خوارق۔ ان کی کامیابیان ان کی پاک تاثیرون وغیرہ وجوہات احکام آیات کو گن ہی نہین سکتی اور یہ سب خوارق اور کامیابیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے متبعین مجددون کے ذریعہ سے ہوئین۔ اور قیامت تک ہونگی درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابیان ہین۔ غرض ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ مردون سے **استمداد** خدا تعالی کی منشاء کے موافق نہین۔ اگر مردون سے مدد کی ضرورت ہوتی تو پھر زندون کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہزارون ہزار جو اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہین اسکا کیا مطلب تھا۔ مجددین کا سلسلہ کیون جاری کیا جاتا؟ اگر اسلام مردون کے حوالے کیا جاتا تو یقینا سمجھو کہ اس کا نام ونشان مٹ گیا ہوتا۔ یہودیون کا مذہب مردون کے حوالے کیا گیا نتیجہ کیا ہوا! عیسائیون نے مردہ پرستی سے بتلاؤ کیا پایا؟ مردون کو پوجتے پوجتے خود مردہ ہو گئے۔ نہ مذہب مین زندگی کی روح رہی نہ ماننے والون مین زندگی کے آثار باقی رہے۔ اول سے لیکر آخر تک مردون ہی کا مجمع ہو گیا اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا خدا **حی وقیوم خدا** ہے پھر وہ مردون سے پیار کیونکر نے لگا وہ حی وقیوم خدا تو بار بار مردون کو جلاتا ہے **یحی الارض بعد موتہا** تو کیا مردون کے ساتھ تعلق پیدا کرا کر جلاتا ہے نہین ہرگز نہین! اسلام کی حفاظت کا ذمہ اسی حی وقیوم خدا نے **انا لہ لحافظون** کہکر اٹھایا ہوا ہے پس ہر زمانہ مین یہ دین زندون سے زندگی پاتا ہے اور مردون کو جلاتا ہے۔ یاد رکھو اسمین قدم قدم پر زندے آتے ہین پھر فرمایا **ثم فصلت** ایک تو وہ تفصیل ہے جو قرآن کریم مین ہے دوسری یہ کہ قرآن کریم کے معارف وحقائق کے اظہار کا سلسلہ قیامت تک دراز کیا گیا ہے ✝

ہر زمانے مین نئے معارف اور اسرار ظاہر ہوتے ہین فلسفی اپنے رنگ مین طبیب اپنے مذاق پر صوفی اپنے طرز پر بیان کرتے ہین اور پھر یہ تفصیل بھی **حکیم وخبیر** خدا نے رکھی ہے حکیم اس کو کہتے ہین کہ جن چیزون کا علم مطلوب ہو وہ کامل طور پر ہوا اور پھر عمل بھی کامل ہوا ایسا کہ ہر ایک چیز کو اپنے اپنے محل وموقع پر رکھ سکے حکمت کے معنے وضع الشئی فی محلہ ۔ اور خبیر مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی ایسا وسیع علم کہ کوئی چیز اس کی خبر سے باہر نہین چونکہ اللہ تعالے نے اس کتاب مجید کو **خاتم الکتب** ٹھہرایا تھا اور اس کا زمانہ قیامت تک دراز تھا وہ خوب جانتا تھا کہ کسطرح پر یہ تعلیمین ذہن نشین کرنی چاہئین چنانچہ اُسی کے مطابق تفاصیل کی ہین پھر اس کا سلسلہ جاری رکھا کہ جو مجدد ومصلح احیاء دین کے لئے آتے ہین وہ خود مفصل آتے ہین اس کے بعد ایک عجیب بات سوال مقدر کے جواب کے طور پر بیان کی گئی ہے یعنی اس قدر تفاصیل جو بیان کی جاتی ہین انکا خلاصہ اور مغز کیا ہے؟

الا تعبدوا الا اللہ خدا تعالے کے سوا ہرگز ہرگز کسی کی پرستش نکرو اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علت غائی یہی عبادت ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا ہے ۔ **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** ۔ عبادت اصل مین اس کو کہتے ہین کہ انسان ہر قسم کی قساوت ۔ کجی کو دور کرکے دل کی زمین کو ایسا صاف بنادے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے عرب کہتے ہین مور معبد جیسے سرمہ کو باریک کرکے آنکھون مین ڈالنے کے قابل بنالیتے ہین ۔ اسیطرح جب دل کی زمین مین کوئی کنکر ۔ پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو اس کا نام عبادۃ ہے ۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس مین شکل نظر آجاتی ہے اور اگر زمین کی کی جاوے تو اسمین انواع واقسام کے پھل پیدا ہوجاتے ہین

پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اسمین کسی قسم کی کجی اور ناہمواری ۔ کنکر ۔ پتھر نہ رہنے دے تو اس مین **خدا نظر آئے گا** مین پھر کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درخت اس مین پیدا ہوکر نشو ونما پائین گے اور وہ اثمار شیرین وطیب انمین لگین گے جو اکلھا دائم کے مصداق ہونگے یاد رکھو کہ یہ وہی مقام ہے جہان صوفیون کے سلوک کا خاتمہ ہے ۔ جب سالک یہان پہنچتا ہے تو خدا ہی خدا کا جلوہ دیکھتا ہے اسکا دل عرش الٰہی بنتا ہے اور اللہ تعالے اس پر نزول فرماتا ہے ۔ سلوک کی تمام منزلین یہان آکر ختم ہوجاتی ہین کہ انسان کی حالت تعبد درست ہو جس مین روحانی باغ لگجاتے ہین اور آئینہ کیطرح خدا نظر آتا ہے اسی مقام پر پہنچکر انسان دنیا مین جنت کا نمونہ پاتا ہے اور یہان ہی **ہذا الذی رزقنا من قبل** واتوا بہ متشابہا کہنے کا حظ اور لطف اُٹھاتا ہے

غرض حالت تعبد کی درستی کا نام عبادۃ ہے پھر فرمایا ۔ **اننی لکم منہ نذیر وبشیر** چونکہ یہ تعبد تام کا علم الشانی کا کام انسان بدون کسی اسوۂ حسنہ اور نمونہ کاملہ کے اور کسی نمونہ قدسیہ کے کامل اثر کے بغیر نہین کرسکتا تھا اس لئے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ مین اُسی خدا کی طرف سے نذیر اور بشیر ہو کر آیا ہون اگر میری اطاعت کروگے اور مجھے قبول کروگے تو تمہارے لئے بڑی بڑی بشارتین ہین کیونکہ مین بشیر ہون اور اگر رد کرتے ہو تو یاد رکھو کہ مین نذیر ہو کر آیا ہون ۔ پھر تم کو بڑی بڑی عقوبتون اور دکھون کا سامنا ہوگا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوجاتی ہے اور اسی طرح پر کورانہ زیست جو خدا تعالے اور اس کے رسول سے بالکل الگ ہوکر بسر کیجاوے جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور وہ بہشت جو مرنے کے بعد ملیگا اسی بہشت کا اصل ہے اور اسی لئے تو بہشتی لوگ نعماء جنت کے حظ اُٹھاتے وقت کہینگے **ہذا الذی رزقنا من قبل** دنیا مین انسان کو جو بہشت حاصل ہوتا ہے وہ **قد افلح من زکٰھا** پر عمل کرنے سے ملتا ہے ۔ جب انسان عبادۃ کا اصل مفہوم اور مغز حاصل کرلیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کا پاک سلسلہ جاری ہوجاتا ہے اور جو نعمتیں آئندہ بعد مردن ظاہری مرئی اور محسوس طور پر ملین گی وہ اب روحانی طور پر پاتا ہے پس یاد رکھو کہ جب تک بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع نہو اور اس عالم مین اوس کا حظ نہ اُٹھاؤ ۔ اُسوقت تک سیر نہ ہو اور تسلی نہ پکڑو ۔ کیونکہ وہ جو اس دنیا مین کچھ نہین پاتا اور آئندہ جنت کی امید کرتا ہے وہ طمع خام کرتا ہے اصل مین وہ من کان فی ہذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ کا مصداق ہے اس لئے جب تک ماسوائے اللہ کے کنکر اور سنگریزے زمین دل سے دور نکرلو اور اُسے آئینہ کی طرح مصفا اور سرمہ کی طرح باریک نہ بنالو ۔ صبر نکرو ہان یہ سچ ہے کہ انسان کسی مزکی النفس کی امداد کے بغیر اس سلوک کی منزل کو طے نہین کرسکتا اسی لئے اس کے انتظام وانصرام کے لئے اللہ تعالے نے کامل نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا اور پھر ہمیشہ کے لئے آپ کے سچے جانشینون کا سلسلہ جاری فرمایا ۔ تاکہ ناعاقبت اندیش براہمؤن کا رد ہو ۔ جیسے یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ جو کسان کا بچہ نہین ہے نلائی (گوڈی دینے) کے وقت اصل درخت کو کاٹ دیگا اسی طرح پر یہ زمینداری جو روحانی زمینداری ہے کامل طور پر کوئی نہین کرسکتا جب تک کسی کامل انسان کے ماتحت نہ ہو جو تخم ریزی ۔ آبپاشی ۔ نلائی کے تمام مرحلے طے کرچکا ہو اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ **مرشد کامل** کی ضرورت انسان کو ہے مرشد کامل کے بغیر انسان کا عبادت کرنا اسی رنگ کا ہے جیسے ایک نادان ناواقف بچہ ایک کھیت مین بیٹھا ہوا اصل پودون کو کاٹ رہا ہے اور اپنے خیال وہ سمجھتا ہے کہ وہ گوڈی کررہا ہے یہ گمان ہرگز نکرو

کہ عبادت خود ہی آجاویگی نہیں جب تک رسول نہ سکھلائے انقطاع الی اللہ اور تبتل تام کی راہیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ پھر طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام کیونکر حل ہو اس کا علاج خود ہی بتلایا

وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ

یاد رکھو کہ دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے قوت حاصل کرنے کے واسطے **استغفار** ہے جسکو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اسی طرح پر روحانی مگدر **استغفار** ہے اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے۔ غفر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ استغفار سے انسان اُن جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں۔ پس استغفار کے یہی معنے ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کرکے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اُن پر غالب آوے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی بجاآوری کی راہ کی روکوں سے بچکر اُنہیں عملی رنگ میں دکھائے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں ایک سمی مادہ ہے جس کا موکل شیطان ہے اور دوسرا تریاقی مادہ ہے جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا تو سمی قوت غالب آجاتی ہے۔ لیکن جب اپنے تئیں ذلیل وحقیر سمجھتا ہے اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کی روح گداز ہو کر بہ نکلتی ہے اور یہی استغفار کے معنے ہیں یعنی یہ کہ اس قوت کو پاکر زہریلے مواد پر غالب آجاوے۔

غرض اس کے معنے یہ ہیں کہ عبادت پر یوں قائم رہو۔ اول رسول کی اطاعت کرو دوسرے ہر وقت خدا سے مدد چاہو۔ ہاں پہلے اپنے رب سے مدد چاہو جب قوت ملگئی تو **توبوا الیہ** یعنی خدا کی طرف رجوع کرو

استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے۔ جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے عادت اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیگا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دیدے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاویگا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جاوے گی جسکا نام توبوا الیہ ہے اس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خدا سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالیٰ سے قوت نہ پائیگا کیا کرسکیگا توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے پھر اگر اسطرح پر استغفار کروگے اور پھر توبہ کروگے تو نتیجہ یہ ہوگا

یمتعکم متاعاً حسناً الی اجل مسمی سنت اللہ اسیطرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کروگے تو اپنے مراتب پالوگے ہر ایک شخص کے لئے ایک دائرہ ہے جس میں وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے ہر ایک آدمی نبی۔ رسول۔ صدیق شہید نہیں ہو سکتا۔ غرض اس میں شک نہیں کہ تفاضل درجات امر حق ہے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ان امور پر مواظبت کرنے سے ہر ایک سالک اپنی اپنی استعداد کے موافق درجات اور مراتب کو پالے گا یہی مطلب ہے اس آیت کا **ویؤت کل ذی فضل فضلہ** لیکن اگر زیادت لے کر آیا ہے تو خدا تعالیٰ اس مجاہدہ میں اُس کو زیادت دیدیگا اور اپنے فضل کو پالیگا جو طبعی طور پر اُس کا حق ہے ذی الفضل کی اضافت ملکی ہے مطلب یہ ہے کہ خدا محروم نہ رکھے گا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میاں ہم نے **ولی** بننا ہے؟ جو ایسا کہتے ہیں وہ دنی الطبع کافر ہیں انسان کو مناسب ہے کہ قانون قدرت کو ہاتھ میں لیکر کام کرے۔

اب ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ مردوں سے مدد مانگنے کا خدا نے کہیں ذکر نہیں کیا بلکہ زندوں ہی کا ذکر فرمایا خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا جو اسلام کو زندوں کے سپرد کیا۔ اگر اسلام کو مردوں پر چھوڑا جاتا تو نہیں معلوم کیا آفت آتی۔ مردوں کی قبریں کہاں کم ہیں کیا ملتان میں تھوڑی قبریں ہیں۔ گرد وگرما گدا و گورستان اُس کی نسبت مشہور ہے میں بھی ایک بار ملتان گیا۔ جہاں کسی قبر پر جاؤ مجاور کپڑے اتارنے کو گرد ہو جاتے ہیں۔ پاک پٹن میں مردوں کے فیضان سے دیکھلو کیا ہو رہا ہے۔ اجمیر میں جاکر دیکھو بدعات اور محدثات کا بازار کیا گرم ہے۔ غرض مردوں کو دیکھوگے تو اس نتیجہ پر پہنچوگے کہ اُن کے مشاہد میں سوا بدعات اور ارتکاب مناہی کے کچھ نہیں خدا تعالیٰ نے جو صراط المستقیم مقرر فرمایا ہے وہ زندوں کی راہ ہے مردوں کی راہ نہیں۔ پس جو چاہتا ہے کہ خدا کو پائے اور حی وقیوم خدا کو ملے تو وہ زندوں کو تلاش کرے۔ کیونکہ ہمارا خدا **زندہ خدا** ہے نہ مُردہ۔ جنکا خدا مردہ ہے۔ جنکی کتاب مردہ وہ مردوں سے برکت چاہیں تو کیا تعجب ہے؟ لیکن اگر سچا مسلمان جسکا خدا زندہ خدا جسکا نبی زندہ نبی جس کی کتاب زندہ کتاب ہے۔ اور جس دین میں ہمیشہ **زندوں کا سلسلہ جاری** ہو۔ اور ہر زمانہ میں ایک **زندہ انسان**

خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنے والا آتا ہو وہ اگر اس زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیوں اور قبروں کی تلاش میں سرگردان ہو تو البتہ تعجب اور حیرت کی بات ہے!!!

پس تم کو چاہیئے کہ تم زندوں کی صحبت تلاش کرو۔ اور بار بار اُس کے پاس آکر بیٹھو۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ میں تاثیر نہیں ہوتی سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوئی جو سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوگا اس میں بھی تدریجی ترقی کا قانون کام کرتا ہوگا پس چاہیئے کہ صحابہ کی طرح اپنے کاروبار چھوڑ کر یہاں آکر بار بار اور عرصہ تک صحبت میں رہو تاکہ تم دیکھو جو صحابہ نے دیکھا اور وہ پاؤ جو ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پایا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

یا تو ن لوٹ مقدمی یا نون اللہ نون لوٹ

تم دیکھتے ہو کہ میں بیعت میں یہ اقرار لیتا ہوں کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا** یہ اس لئے تاکہ میں دیکھوں کہ بیعت کنندہ اس پر کیا عمل کرتا ہے ذرہ سی نئی زمین کسی کو ملجاوے تو وہ گھر بار چھوڑ کر وہاں جا بیٹھتا ہے اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ وہاں رہے تا وہ زمین آباد ہو۔ محمد حسین جیسے کو بھی بار میں جاکر ٹھہرنے کی ضرورت آپڑی۔ پھر ہم جو ایک نئی زمین اور ایسی زمین دیتے ہیں جس میں اگر صفائی اور محنت سے کاشت کی جاوے تو ابدی پھل لگ سکتے ہیں کیوں یہاں آکر لوگ گھر نہیں بناتے اور اگر اس بے احتیاطی کے ساتھ اس زمین کو کوئی لیتا ہے کہ بیعت کے بعد یہاں آنا اور چند روز ٹھہرنا بھی دوبھر اور مشکل معلوم دیتا ہے تو پھر اس کی فصل کے پکنے اور بار آور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ خدا تعالےٰ نے قلب کا نام بھی زمین رکھا ہے **اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا**۔ زمین کو کسقدر تردد کرنا پڑتا ہے۔ بیل خریدتا ہے ہل چلاتا ہے۔ تخم ریزی کرتا ہے آبپاشی کرتا ہے غرضیکہ بہت بڑی محنت کرتا ہے اور جب تک خود دخل نہ دے کچھ بھی نہیں بنتا لکھا ہے کہ ایک شخص نے پتھر پر لکھا دیکھا کہ زر بسع زر ہی زر ہے کھیتی تو کرنے لگا مگر نوکروں کے سپرد کر دی لیکن جب حساب لیا کچھ وصول ہونا تو درکنار کچھ واجب الاداد ہی نکلا۔ پھر اس کو اس موقعہ پر شک پیدا ہوا تو کسی دانشمند نے سمجھایا کہ نصیحت تو سچی ہے لیکن تمہاری بیوقوفی ہے۔ خود تم ہم نہ تب فائدہ ہوگا۔ ٹھیک اسیطرح پر ارض **دل** کی خاصیت ہے۔ جو اس کو بیعزتی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اُس کو خدا تعالیٰ کا فضل اور برکت نہیں ملتی۔ یاد رکھو میں جو **اصلاح** خلق کیلئے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فیض کا وارث بنتا ہے لیکن میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اس کا پتہ بھی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے؟ اس کے لئے کچھ نہیں ہے وہ جیسا تہیدست آیا تھا تہیدست جاتا ہے۔

یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اللہ اللہ فی اصحابی** گویا صحابہ خدا کا روپ ہوگئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ انکو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا کا قرب بندگان خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد **کونوا مع الصادقین** اسی پر شاہد ہے یہ ایک سر ہے جسکو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں **مامور من اللہ** ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کرسکتا۔ بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کرسکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں جو آج ہی کی تقریر سنکر چلے جاویں اور بعض باتیں اُن میں اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے۔ جسمیں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ **من کان فی ہذہ اعمی** کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھکر میری وہی حالت ہے **لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین**

میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جاویں اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نیا انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ میں اور **ہوں** میں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں اور ہو گیا ہوں اُسے فائدہ نہیں پہونچتا۔

فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہوجاوے تو کچھ بات ہے

ورنہ کچھ بھی نہیں میرا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کے اشتغال چھوڑ دو۔ خدا تعالےٰ نے دنیا کے شغلوں کو جائز رکھا ہے کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلا آتا ہے اور اسی ابتلا کی وجہ سے انسان چور قمار باز ٹھگ۔ ڈکیٹ بن جاتا ہے اور کیا کیا بُری عادتیں اختیار کر لیتا ہے مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لئے مدد سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذات اس میں دین ہی ہو۔ پس ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دنیا ہی کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کے خانہ کو بھی دنیا ہی سے بھر دو اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہونچاتا ہے اور اس کی زبان پہ نرا دعوےٰ ہی رہ جاتا ہے،

الغرض زندوں کی صحبت میں رہو تا کہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے ٭

تثلیث اور توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

جس شخص کے نمونے کو دیکھکر پرہیزگاری میں لوگوں نے ترقی کرنا تھا جب کہ وہی خود شراب کا مرتکب ہوا پھر ان بجا حرکات میں اوروں کا کیا گناہ ہے اور جس حالت میں مسیحی لوگ یقیناً جانتے ہیں کہ ہمارا رہبر اور ہادی شراب پینے کا شائق تھا بلکہ عشاء ربانی سے اس نے شراب خواری کو دین کی جز ٹھہرا دیا تھا تو اس صورت میں کسی دوسرے

کی تقریر سے اثر کیا اثر پڑسکتا ہے اگر ایسی نصیحتیں کیونکر ایک آیت بھی انجیل میں سے شراب کے حرام ہونے پر پیش ہو سکے جس کے نہ ملنے کا ہر ایک پرہیزگاری کے واعظ کو افسوس ہو گا تو ان نصیحتوں میں سچائی کی روح پڑجاوے اور دلوں پر ان کا فوق العادت اثر ہو لیکن وے لوگ جو عیسائی کہلاتے اور انجیل شریف پر فدا ہیں جبکہ وہ شراب خوری کی انجیل میں ممانعت نہیں پاتے بلکہ حضرت مسیح کو جس سے وہ پیار کرتے ہیں۔ خود اس کو مرتکب دیکھتے ہیں تو کیونکر شراب سے رک سکتے ہیں انسان بالطبع اپنے ہادی اور پیشوا کی پیروی کرتا ہے اور اس کے نمونے پر چلتا ہے

پھر جبکہ مسیح نے شراب سے بچنے کا نمونہ دکھلایا اور اسی لئے اسکو کہاؤ پیو کہا گیا تو کیونکر عیسائیوں کو شراب چھوڑنے کی طاقت ملسکتی ہے اب ہزار کوشش کرو بے فائدہ اور ہزار سعی کرو لاحاصل کیونکہ آپ لوگوں کے پیشوا کی زندگی میں اس قسم کی پرہیزگاری اور معصومیت نہیں۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ عیسائی قوم کی عصمت کو اس خانہ خراب شراب نے قوت غضبیہ اور شہویہ کے اشتعال دینے سے بڑا نقصان پہونچایا ہے لیکن ہم قبول نہیں کر سکتے کہ عیسائیت کے دائرہ میں رہ کر ہر ایک طبیعت اور فطرت کا آدمی شراب سے کامل پرہیز کر سکتا ہے اِلّا شاذ و نادر جو معدوم کے حکم میں ہے ٭

شراب کی اباحت کا انجیل کی اخلاقی تعلیم پر اثر

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ شراب کی اباحت نے انجیل کی تمام اخلاقی تعلیم کو بیکار کر دیا مثلاً یہ سچ ہے کہ یہ فقرہ اپنی ظاہری صورت میں بہت عمدہ ہے کہ شر کا مقابلہ نکر اور اگر کوئی شخص تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے تو تو دوسری بھی پھیر دے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ ایک شراب خوار آدمی اس حکم کا پابند رہ سکتا ہے؟ کیا وہ ایک دانت نکالنے سے غصے میں آکر چار دانت نہیں نکال دیگا؟ ایسا ہی انجیل کا یہ فقرہ کہ جو شخص بیگانہ عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ دل میں اس سے زنا کر چکا۔ یہ دیکھنے میں تو اچھا ہے لیکن عقلمندوں میں سے کون ہے جو اس بات کو قبول کریگا کہ ایک مے خوار جب مے سے بدمست ہو اور شہوت غالب ہو اور نفس طالب ہو تو وہ ایسی حالت میں اپنی نظر پاک رکھ سکتا ہے نہیں بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ وہ نہ صرف صلح سے بدکاری میں مبتلا ہو گا بلکہ چونکہ وہ شراب سے اندھا ہے لہٰذا وہ زنا بالجبر کا بھی مرتکب ہو گا۔ ایسی تعلیم جس نے گناہ سے تو منع کیا ہے لیکن گناہ کے جو اصل موجبات ہیں اُن کے بڑے بڑے دروازے کھول دئے ہیں وہ حقیقی نیکی قائم نہیں کر سکتی ٭

اس کے مقابل پر قرآن شریف نے ایک طرف تو شراب کی سخت مذمتیں بیان کر کے اور پرہیزگاری کی دشمن ٹھہرا کر قطعی طور پر اس کو حرام کر دیا اور پھر دوسری طرف آنکھ اور دل کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ ایک بیوی کرو یا دو یا تین یا چار لیکن حرامکاری سے اپنے تئیں بچاؤ کیونکہ جو شخص اپنے تئیں پاک رکھنے کے لئے چند بیویوں سے نکاح کرتا ہے وہ اُس سے اچھی حالت میں ہے جو ایک بیوی رکھتا ہے مگر اس سے موافقت نہیں رکھتا اور حرامکاری میں پڑتا یا ہمیشہ اپنی نظر پاک رکھتا ہے۔ جو شخص شراب نہیں پیتا اور پھر ضرورت کر کے ایک بیوی کے بیمار ہونیکی حالت میں یا کسی اور وجہ سے ناقابل اور موجب نفرت ہونے کی حالت میں دوسری بیوی نکاح میں لاتا اور دونوں کے حقوق کی رعایت رکھتا ہے وہ سچا پرہیزگار ہو کر فرشتوں کی طرح زمین پر چلتا ہے اس کا بھی ثبوت کافی ہے کہ اس قسم کے لوگ کثرت کے ساتھ پرہیزگار پاؤ گے میرے نزدیک اس شخص سے بڑھکر کوئی

خطرناک حالت مین نہین ہے جو ایکطرف تو شراب پیتا ہے جو شہوتون کو اُبھارتی اور جوش دیتی ہے اور دوسری طرف اس کی کوئی بیوی نہین ہے جس سے وہ اُن متحرک شدہ شہوتون کو محل پر استعمال کر سکے۔

اسی وجہ سے مین اپنے سچے دل سے اپنے سید و مولے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بمقابل حضرت مسیح کے بہت پیار سے دیکھتا ہون اور معصومیت کے اعلےٰ اور اکمل مقام پر پاتا ہون کیونکہ محسن حقیقی نے جو پرہیزگاری کے اسباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے وہ حضرت مسیح کو عطا نہین کئے ہین۔ مین شریر انسانون کی طرح خواہ نخواہ کی رعایت نہین کرتا اور نہ کسی خدا کے مقدس اور راستباز پر بیہودہ حملہ کرنا چاہتا ہون لیکن مین نے خوب غور کر کے دیکھا ہے اور جہان تک فکر کام کر سکتا ہے خوب سوچا ہے میرے نزدیک جبکہ مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہین تھا اور کوئی اس کی بیوی بھی نہین تھی تو گو مین مانتا ہون کہ خدا نے اس کو بھی برے کام سے بچایا۔ لیکن مین کیا کرون میرا تجربہ اسکو نہیں مانتا کہ وہ عصمت مین ایسا کامل ہو سکے جیسا کہ وہ دوسرا شخص کہ جو نہ شراب پیتا ہے اور نہ حلال وجہ کی عورتون سے اس کو کچھ کمی ہے گو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسیح کا یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ باوجود شراب پینے اور باوجود کسی بیوی کے نہ ہونے کے پھر بھی وہ پرہیزگاری پر قائم رہا۔ لیکن جب مین دیکھتا ہون کہ شریر دشمنون نے انھی واقعات کو مدنظر رکھکر مسیح پر یہ الزام لگائے ہین کہ کیون اُس نے مریم نام ایک کنجنی کو یہ موقع دیا کہ اُس نے اس کو چھوا اور اُس کے سر پر اپنے ہاتھون سے تیل ملا اور پیرون کو اپنے بالون سے پونچا اور کیون اُس نے ایک دوسری عورت کو جو فاحشہ کر کے مشہور تھی جسکا نام بھی مریم تھا ہمیشہ اپنے پاس رہنے دیا تو مجھے خیال آتا ہے کہ کاش ایسے معجزے سے مسیح اپنے تئین بچاتا تو اچھا ہوتا مسیح کا یہ فرض تھا کہ ایسی عورتون کو جو جرائم کاریون مین شہرت پا چکی تھین اپنے پاس سے دفعہ کر کے حواریون مین ایک نیک نمونہ قائم کرتا۔ اب دشمنون کا بھی اعتراض ہے کہ اس نے اس فرض کے ادا کرنے مین اسیوجہ سے کمزوری دکھلائی کہ وہ شراب کا عادی اور نعوذ باللہ شہوت انگیز جذبات مین گرفتہ رہتا ایسا اعتراض کرنیوالے صرف یہودی ہی نہین بلکہ وہ بھی ہین جو عیسائی قوم مین سے ہین اور نہایت بے قیدی سے ایسے اعتراض مسیح کے چال چلن پر کر کے پھر ان رسالون کو نہ صرف لنڈن کے بازارون مین تقسیم کرتے بلکہ ہندوستان اور دوسرے ملکون مین بھی شائع کرتے ہین۔

عیسائیون کا بالآخر قرآن کریم کی تعلیم کی طرف رجوع کرنا

مین دیکھتا ہون کہ اب انیس سو برس کے بعد عیسائی صاحبون کو محسوس ہوا ہے کہ شراب پینا ایسا گناہ ہے جو اخلاق کو بگاڑتا اور پرہیزگاری کا ستیاناس کرتا ہے اور ان کے جنٹلمین اس کوشش مین ہین کہ اس بدعت کا اپنی قوم مین سے استیصال کرین لیکن میرے خیال مین ایسی کوشش کرنا مسیح سے آگے قدم رکھنا یا ایک نئی انجیل بنانا ہے مین دیکھتا ہون کہ وہ سبق جو زمانہ دراز کی شراب خواری نے عیسائی صاحبون کو دیا ہے اور وہ مشکلات جو ان کو پیش آئی ہین وہ قرآن شریف کی تعلیم کی طرف ان کو کھینچ رہی ہین۔ مجھے اس سے تعجب آتا ہے کہ جو شراب خواری کا خوفناک نقشہ لارڈ کرزن نے اپنی سپیچ مین کھینچا ہے وہی نقشہ نہایت موثر الفاظ مین قرآن کریم مین پاتی ہین لیکن فرق اتنا ہے کہ قرآنی نقشہ تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے سکھایا اور اس سپیچ کا نقشہ لارڈ کرزن کو زمانہ نے اور تجربون کے مشاہدہ نے بتایا۔ لارڈ کرزن نہایت مدبر اور اصلاح کے کامون مین سرگرم معلوم ہوتے ہین اور ان کی سپیچ مین گورنمنٹ اور قوم کی ہمدردی کی روح موجود ہے اگر ان کے لئے ممکن ہوتا تو وہ ایسی موثر سپیچ مین ضرور کوئی انجیل کی آیت بھی یاد دلاتے اور اگر یہ سپیچ کسی افسر مسلمان کی طرف سے ہوتی تو وہ پرزور قرآنی آیات سے دکھاتا کہ کس قدر خدا شراب پینے والون پر ناراض ہے بہرحال غنیمت ہے کہ ایسے بیدار مغز اعلیٰ افسر گورنمنٹ اور رعایا کے خیرخواہ نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ درحقیقت شراب مجرمانہ حرکات کی موجب ہوتی ہے اور اخلاقی اور روحانی قویٰ پر بہت برا اثر ڈالتی ہے۔

پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اخلاقی تعلیم بے فائدہ ہے جس مین شراب کی ممانعت نہیں۔ شراب خورون کو عفو اور درگذر کی تعلیم کرنا اور شہوت کی نظر سے روکنا اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ہم ایک شخص کو ایک دوا سے بے ہوش کر دین اور پھر اُس سے ہوشمندون کے کام لینا چاہین۔ نبی کے لئے اہم امر یہ ہوتا ہو کہ وہ گناہون کے اصل اسباب اور موجبات معلوم کر کے اُن کے دور کرنے کے لئے کوشش کرے اور جب وہ دور ہو جاوین گے تو خود گناہ کا سیلاب رک جائیگا۔ سو قرآن اور انجیل مین یہ فرق ہے کہ انجیل نے تو گناہ کے علل اور اسباب سے نظر اندازی کر کے محض چند اخلاقی فقرون کے بولنے سے لوگون کو خوش کرنا چاہا ہے اور قرآن نے حکیم حاذق اور سچے ہمدرد کیطرح ان علل اور اسباب اور موجبات کو درمیان سے اُٹھانا چاہا ہے جو اخلاقی خباثت کو پیدا کرتے ہین۔ پس اس

جگہ ان لوگون کو غور کرنا چاہئے جو خواہ نخواہ انجیلی تعلیم پر فخر کرتے اور اخلاقی خزانہ کی اُس کو کنجی سمجھتے ہین۔ ہم سچ سچ کہتے ہین کہ انجیلی تعلیم نے شراب کو حلال اور مباح کر کے اخلاقی حالات کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ رحم انصاف۔ راستبازی۔ پرہیزگاری جو کچھ عمدہ صفتین ہین ان سب کی شراب دشمن ہے پھر جب تک ایک گھر مین دشمن موجود ہے کیونکر توقع ہو سکتی ہے کہ اُس گھر والے اُس دشمن کے حملہ سے بچ سکین ✣

ایسا ہی یہودی آج تک یہ بھی کہتے ہین کہ یسوع مسیح کا ایک یہ بھی توریت کے رو سے گناہ تھا کہ اس نے ماں کی بے عزتی کی دیکھو متی باب ۱۲-۱۲ وہ یہ بھی الزام رکھتے ہین کہ وہ عمداً ایک بے گناہ کی نقصان رسانی کا مرتکب بھی ہوا دیکھو متی باب ۵-۱۳ اُن کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اس وجہ سے بھی توریت اُس کو گنہ گار ٹھہراتی ہے کہ اُس نے اپنے شاگردون کو حرام کا مال کھانے سے منع نکیا دیکھو متی باب ۱۱-۱ وہ بڑے دعوے اور اصرار سے اس لئے بھی اُس کو مجرم ٹھہراتے ہین کہ اس نے ایک بدکار اور فاحشہ عورت کو موقع دیا کہ اُس کے بعض اعضا سے اپنے اعضاء چھوئے اور اپنے مال حرام کا عطر اس کے سر پر ملے دیکھو لوقا باب ۷-۳۷ و ۳۸ وہ یہ بھی کہتے ہین کہ توریت کے رو سے نہایت سخت اور قابل نفرت اس سے یہ بھی گناہ ہوا کہ اُس نے خدا کی تحقیر کی اور اپنے تئین اُس کے برابر ٹھہرا کر اس کے نام کو بیعزت کیا پس وہ اس حرکت سے نہ صرف گنہ گار بلکہ کافر در واجب القتل ہو گیا دیکھو یوحنا باب ۵-۱۸ اُن کا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مریم مگدلینی ایک عورت فاحشہ تھی کیون یسوع نے اُس کو آخر تک اپنے پاس رکھا اور اپنے تئین اُس کی صحبت سے نہ بچایا وہ لوگ اس کے گنہ گار ہونیکا یہ بھی موجب ٹھہراتے ہین کہ اُن کا قول ہے کہ ایک مرتبہ یسوع کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہو گیا تھا اور قوم اسرائیل مین اس گناہ کی یہان تک شہرت ہوئی کہ ایک بزرگ نے جو مسیح کا اُستاد بھی تھا اس سے وہ حرکت دیکھکر اور سخت ناراض ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کو اپنے سے علیحدہ کر دیا دیکھو کتاب سیفر لولڈتھ یشو۔ یہودی لوگ اپنی شرارت اور خباثت سے یہ بھی الزام پیش کرتے ہین کہ یسوع مسیح کی ماں پاکدامن نہین تھی یعنی حضرت مسیح کی پیدائش نعوذباللہ ناجائز ہے اور یہ امر صریح معصوم ہونے کے برخلاف ہے اس جگہ پادری صاحبان کے لئے بڑی مشکل ہے کیونکہ جب مان لیا گیا ہے کہ یسوع کی پیدائش اپنے باپ کی طرف سے نہ تھی تو اس بات کا بار ثبوت عیسائیون کے ذمہ ہے کہ روح القدس بھی عورتون کو حاملہ کر دیا کرتا ہے اور جب تک نظیرون کے ساتھ اس کا شافی ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک معترضین کا حق ہے کہ اعتراض کرین ✣

ہندوؤن مین اس قسم کے افسانے بہت ہین اور پرانون مین اس قسم کے تذکرے پائے جاتے ہین کہ بعض عورتون کو چاند سے حمل ہو گیا تھا اور بعض کو سورج سے اور بعض کو اندر سے اور بعض کو کسی اور دیوتا سے لیکن وہ نظیرین بھی یقینی طور پر پیش کرنے کے لائق نہین کیونکہ ہندوؤن مین نیوگ کی بھی رسم ہے جو مقدس مانی گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت کی حیا کے سبب سے نیوگ کی اولاد کو ان اجرام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو گا کیونکہ ہندوؤن کے نزدیک نیوگ کی رسم ایک بڑی مقدس رسم ہے اور گو دوسری قومین اپنی اجنبیت کی وجہ سے اعتراض کرین مگر چونکہ یہ تمام کارروائی وید کے رو سے ہے۔ اس لئے ایک مہاتما آریہ اس بات سے کچھ بھی کراہت نہین کرتا کہ کسی وقت اولاد کی ضرورت کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہمبستر کراوے اور وہ بھاگوان اس طرح پر اجنبی مرد کے ذریعہ سے گیارہ تک اولاد نرینہ لے سکتی ہے مگر لڑکیان حساب سے باہر ہین گو بیس ہو جائین۔ معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اوائل زمانہ مین نیوگ مین یہ شرط تھی کہ اس دھرم ریت کے بجالانے والا کوئی مقدس برہمن ہو اور استعارہ کے طور پر اسی کو سورج یا چاند یا اندر یا کوئی دیوتا کہدیا کرتے تھے اور جاہلون سے حقیقت کو چھپانے کے لئے قوم کے بزرگون مین یہ ایک اصطلاح تھی مگر پھر بعد اس کے نیوگ کا مسئلہ بہت وسیع کیا گیا اور برہمن کے لفظ مین بزرگ اور مقدس ہونیکی شرط نہ رہی بلکہ یہ لفظ عام قومیت پر اطلاق پا گیا اور اب بغیر شرط اعمال کے ایک خاص قوم کے لوگونکو جو شاید ان بزرگون کی اولاد ہین برہمن کہا جاتا ہے اور اُن ہی سے نیوگ کی رسم کرائی جاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس رسم کے لئے کسی دوسرے کو جو مضبوط جوان قابل حمل ٹھہرانے کے ہو انتخاب کیا جاتا ہے۔ ہندوؤن مین نیوگ کی رسم بکثرت رہی ہے اور اب بھی ہے مگر یہ کارروائیان بہت پردہ سے اور احتیاط سے کی جاتی ہین۔ غرض ہندوؤن کے خاندانون کی ایسی نظیرون مین کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو گیا بہت شبہ ہے اس لئے ہم ان سے جیسا کہ فائدہ اُٹھانا چاہئے نہین اُٹھا سکتے اور یونانیون مین بھی ایسے تذکرے ہین مگر دراصل یونانی گویا یورپ کے ہندو ہین پس کچھ شک نہین کہ وہ بھی نیوگ کی رسم کو پوشیدہ

رکھ کر ایسے بچون کو دیوتاؤن کی طرف منسوب کرتے رہے ہین یا یون لکھو کہ انھون نے بھی مقدس انسانون کو دیوتا ہی سمجھ لیا تھا اور ہندون مین اب تک یہ عام خیال کیا جاتا ہے کہ رشی رکھی سب پرمیشر ہی کے مورت ہین اسی وجہ سے بہت سی عورتین جگن ناتھ یا کاشی جی کے مندرون مین کسی مقدس برہمن سے اولاد لینے کے لئے پڑی رہتی ہین اور بعض جوگی جو بڑے مرتاض اور سدھ گویا پرمیشر کا روپ کہلاتے ہین وہ اجدھیا یا کاشی یا جگن ناتھ جی کے جنگلون مین کسی تالاب یا کسی پہاڑی سرسبز درخت کے نیچے پرمیشر کے دھیان مین بیٹھے رہتے ہین اور جب تپ مین سخت درجہ پر محو ہوتے ہین اور ایسی انقطاع کی حالت اُن پر طاری ہوتی ہے کہ سچ مچ ایشر کے ہی اوتار نظر آتے ہین اور وہ بدقسمت ہندو جنکو اولاد کی کمی ہجر وہ وید کی آگیا سے ان دھرم مورت رشیون کی خدمت مین اپنی جوان عورتین ہر طرح سے آراستہ کرکے بھیجدیتے ہین اور کسی کو خبر بھی نہین ہوتی کہ چند دن مین ہی وہ عورتین حاملہ ہوکر گھرون مین آجاتی ہین اور شاید رام جی کا لفظ جو ہندو مذہب کے طوائف پر بولا جاتا ہے اس کی اصلیت بھی یہی ہے کہ ان مقدسون کو رام یعنی پرمیشر سمجھا جاتا ہے اور اس طرح کی ذریت رام جنی کہلاتی ہے

غرض جس بات کی ہم تلاش مین تھے یعنی یہ کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا اس کی نظیر یقینی طور پر ہندوؤن اور یونانیون مین ہمین مل نہیں سکی بلکہ اکثر یہ قصے استعارون کے رنگ مین لئے گئے گو ممکن ہے کہ ایسا بھی ہو لیکن امکان ثبوت کے قائم مقام نہین ہو سکتا ۔ پھر جبکہ یہود اس قسم کی پیدائش کو مانتے نہین اور عیسائیون کے اس قسم کے نظائر نہین تو اس مسئلہ کے حل کرنے مین بڑی مشکلات کا سامنا ہے ۔ چونکہ مخالف کی نظر حضرت مسیح جیسے نبی کی پاک فطرت پر دھبہ لگاتی ہے اور معصوم ہونے کے دعوے کو سر سے اُڑا دیتی ہے اس لئے میرے خیال مین پادری صاحبون کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے اس مشکل پیش آمدہ سے کوئی رہائی کی راہ نکالین اور یہ کہنا کہ مسیح خدا تھا اس کو باپ کی کیا حاجت تھی یہ دعوی بر دعوی ہے کیونکہ ابھی کہان ثابت کیا گیا ہے کہ درحقیقت وہ خدا ہے کیا چند معمولی نشانات جو محض قصون کے رنگ مین پائے جاتے ہین اور ایسے فوق العادۃ امور مین دوسرے نبی شریک بھی ہین اُن قصون سے خدائی ثابت ہوجائے گی؟ ماسوا اس کے اگر فرض کے طور پر مان لیا جاوے کہ مسیح چونکہ خدا تھا اس لئے وہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا تھا تو ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر باوجود خدا ہونے کے اس کو مان کی کیا حاجت پڑی؟ اور ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ جبکہ مسیح بغیر مان کے پیدا نہیں ہو سکا تو اس سے قیاس کر سکتے ہین کہ باپ بھی کہین مخفی ہوگا اور چونکہ ہم کسی مخالف کا بغیر حجت قوی کے مونہہ بند نہین کر سکتے اس لئے اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہے اگر کوئی یہ کہے کہ کیون جائز نہین کہ اندر اور چاند کی اولاد کی طرح اس جگہ بھی کوئی استعارہ ہی ہوا اور صدیقہ کے حمل کے لئے کوئی مخفی صدیق ہو اور ایک عیسائی کی طرف سے یہ جواب ٹھیک ٹھیک نہین ہو سکتا اور نہ بطور حجت صحیحہ کے قابل استدلال ہے کہ قرآن نے حضرت مسیح کی ولادت کو بے پدر مان لیا ہے کیونکہ جس حالت مین قرآن کی وحی اُن کے نزدیک خدا کی طرف سے نہین ہے بلکہ نعوذ باللہ انسانی افترا ہے تو کیا وہ انسانی افترا سے اپنی بات کو سرسبز کرنا چاہتے ہین پس قرآن کی شہادت ان کو کچھ بھی فائدہ نہین دے سکتی ۔ بجز اس کے کہ وہ قرآنی وحی من جانب اللہ قبول کرلین ؎

اس مشکل کے حل کرنے کے لئے مسلمانون مین سے ایک فرقہ نے جو نیچریون کے نام سے مشہور ہین اس خیال کو ظاہر کیا ہے کہ درحقیقت عیسٰی علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے نطفے سے تھے لیکن یہ خیال عقل اور نقل دونون کے مخالف ہے کیونکہ صرف اتنی ہی بات تھی کہ حضرت مسیح بھی اپنے چار اور بھائیون کی طرح یوسف کے نطفے سے پیدا ہوئے تھے تو عقل قبول نہین کر سکتی کہ جو شور قیامت حضرت مریم کے سر پر یہودیون نے مچایا جسکو قرآن شریف نے آیت وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا مین بیان فرمایا ہے وہ ایسی معمولی اور جائز پیدائش مین شور مچایا جاتا ۔ اور نقل سے اس لئے یہ خیال مخالف ہے کہ قرآن کی نص صریح سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم ابھی پیٹ مین ہی تھین کہ ان کی والدہ نے اپنے پر یہ نذر مان لی تھی کہ اس نے اپنے پیٹ کے بچے کو ہیکل یعنی خانہ خدا کی خدمت کے لئے تمام عمر تک وقف کر دیا ہے اور عہد کر لیا ہے کہ وہ بچہ جو پیٹ مین ہے ہمیشہ کے لئے دنیا کے تعلقات اور نیز تعلق بیوی یا میان سے دست بردار رہیگا تو اس صورت مین کیونکر ممکن تھا کہ برخلاف عہد کے مریم صدیقہ کا ناطہ کسی شخص سے کیا جاتا بلکہ وہ پیدا ہونے پر نذر کے موافق ہیکل کے بزرگون کے سپرد ہو چکی تھی اور مان باپ قطعًا اس سے دست بردار ہو چکے تھے جیسا کہ آیت وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا سے ظاہر ہے ۔ یعنی بعد اس کے کہ وہ لڑکی مان باپ نے ہیکل کے بزرگون کے حوالہ کردی زکریا نبی اس کی پرورش کا متکفل ہوگیا اور یہودیون مین یہ قدیم

رواج تھا کہ اس طرح پر ہیکل کی خدمت کے لئے راہبانہ زندگی بسر کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کی نذر مقرر کرنے سے مقرر ہو جاتی تھین اسی قصہ کو قرآن شریف کی یہ دو آیتین تصریح سے بیان کرتی ہین اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم دیکھو سورت ال عمران یعنی وہ وقت یاد کر جبکہ عمران کی بیوی نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ مین جو بچہ ہے اُس کو مین تعلقات زوجیت اور دوسرے کاروبار دنیا سے آزاد رکھ کر تیری نذر کرتی ہون پس میری نذر قبول کر تو سمیع علیم ہے اس آیت مین دو لفظ قابل یادداشت ہین ایک نذر اور دوسرے محرر۔ نذر کا لفظ اُس چیز پر بولا جاتا ہے جسکو انسان اپنے دل مین کسی خاص شخص کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور محرر کا لفظ اس کی تاکید مین ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ کسی طرح سے غیر کو اس مین اشتراک نہیں ہوگا یہان تک کہ والدین بھی ایسے بچے سے اپنی اطاعت نہیں چاہتے اور نہ کسی اور کی قید اطاعت مین لاتے ہین پس ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ مریم کو نذر کے طور پر ہیکل کی خدمت کے لئے تارک بٹھایا گیا تھا اور چونکہ توراۃ مین حکم ہے کہ اپنی نذرون اور قسمون کو پورا کرو اس لئے والدین کا اختیار نہ تھا کہ وہ اپنی نذر کو توڑ کر مریم کا کسی سے ناطہ کر دیتے لہذا یہ خیال کہ مریم کا یوسف سے ناطہ ہو گیا تھا اور اس کے بعد یوسف سے حمل ہو گیا تھا نہایت جاہلانہ خیال اور نص صریح قرآن کے مخالف ہے اور انجیل بھی اس خیال کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ وہ انجیلین جو چھپی ہین جو ان چار انجیلون کے علاوہ ہین اُن مین بھی یہ نذر کا قصہ موجود ہے جو قرآن شریف سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ اُنمین تو لکھا ہے کہ نہ صرف ماں باپ نے یہ نذر مانی تھی بلکہ مریم کے باپ نے بھی مانی تھی اور خود مریم نے بھی بالغ ہو کر نئے سرے سے اپنے عہد اور اقرار سے اس نذر کی تجدید کی تھی یعنی خدا سے عہد کیا تھا کہ وہ مرتے دم تک خاوند نہیں کرے گی۔ اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس موکد عہد اور نذر کے جو کہ مریم کے باپ اور ماں اور خود مریم کی طرف سے تھا پھر کیون مریم نے خاوند کر لیا اور توریت کے حکم کو توڑ دیا ✦

اس سوال کا جواب کسی پادری صاحب نے صفائی سے نہین دیا۔ لیکن حال مین مجھے ایک فاضل یہودی کی کتاب ملی جس نے صحیح طور پر اس عقیدہ کو حل کر دیا ہے وہ کہتا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ مریم جب ہیکل کی خدمت کے لائق ہوئی تو کچھ مدت خدمت مین مشغول رہی لیکن بالغ ہونے کے ساتھ ہی کسی نامعلوم طریق سے اس کو حمل ہو گیا اور اس پر شبہات پیدا ہوئے اور یہودیون نے ایک رومی سپاہی پر یہ الزام لگایا بہرحال جب وہ حاملہ پائی گئی تو ہیکل کے منتظم بزرگون کو یہ امر بہت شاق گذرا اور اُنھون نے اس حمل کے بعد مریم کو ہیکل کی خدمت پر رکھنا نامناسب تصور کیا اس لئے اُنھون نے کوشش کر کے ایک بوڑھا آدمی بنی اسرائیل مین سے تلاش کیا جسکا نام یوسف تھا اور اس کو مجبور کیا کہ مریم کو اپنے نکاح مین لادے وہ شخص بوڑھا بھی تھا اور وجہ معاش بھی نہایت قلیل تھی یعنی بڑھئی تھا اور اس کے گھر مین اس کی جورو بھی زندہ موجود تھی۔ ان مشکلات کے سبب سے مریم کے جورو بنانے سے اس نے انکار کیا اور بزرگون کی خدمت مین بادب عرض کی کہ مین بوڑھا ہون اور میرے گھر مین ایک بیوی موجود ہے اور بچے بھی ہین اس لئے مجھے اس نکاح سے معاف رکھا جائے مگر بزرگون نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کر دیا تا خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیان نہ ہون کچھ تھوڑے دنون کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا جسکا نام یسوع رکھا گیا آج تک یہود اس بات کو نہیں مانتے کہ وہ لڑکا معجزے کے طور پر پیدا ہوا تھا غرض اُس یہودی فاضل کا یہ بیان ہے جو ہم نے لکھا۔ اور اس بیان سے بخوبی سمجھ مین آ سکتا ہے کہ کیون ضرورت نکاح کی پڑی تھی اور اس کے مقابل پر جو انجیلون مین یہ بیان ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہان مین دستور ہے یوسف سے ناطہ ہوا تھا یہ بالکل دروغ اور بناوٹ ہے بلکہ سچ بات یہی ہے کہ ہیکل کے منتظم بزرگون نے ایک باکرہ عورت کے حمل کو دیکھکر اور دشمنون کے اعتراض سے ڈر کر اور خاندان کی فضیحت سے اندیشہ کر کے پردہ پوشی کے لئے یہ تدبیر سوچی تھی اور ہر چند وہ جانتے تھے کہ ایسا نکاح توریت کے برخلاف ہے کیونکہ وہ عہد جو مریم کے تارک رکھنے مین خدا سے کیا تھا وہ اس مین ٹوٹتا تھا تاہم ننگ و ناموس کی مصلحت نے اور شماتت اعدا کے خوف نے ان کو اس کام کے لئے سخت مجبور کر دیا تھا اور ہر چند اس حمل کو اس طرح پر پوشیدہ کیا گیا تھا تاہم شریر یہودیون نے جو اس خاندان کے دشمن تھے ناجائز طور پر شہرت دیدی تھی چنانچہ آج تک انہی خیالات سے وہ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نام کو جو یسوع ہے۔ یسو بولتے ہین یعنی بغیر عین کے اور یہ ایک ایسا گندہ لفظ ہے جسکا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے اور میرے دل مین گذرتا ہے کہ قرآن شریف نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسٰی رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیون نے بگاڑ دیا تھا اور ایسے بدخطابون سے ان کا یہ مطلب تھا

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

مرکب جوہر عشبہ مغربی

فی شیشی کلان ۲ — ۲ خورد فی شیشی ۱

سارسپریلا

ان امراض کا علاج بڑی شد و مد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے انکے غروب کرنیکا آلا اگر کوئی ہے تو صرف یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خونکو ردی کر دیتا ہے تو اسکو کوئی درست کر سکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ڈہونڈتا نہین بلکہ عالم وجود سے کہوتا ہے جو ہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کے لئے مسلمہ حکماء سلف و خلف کا نسخہ ہے اسکے پینے والیکا خون گندہ نہین ہوتا یہ ہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا جاتا ہے عشبہ مغربی کو میڈیکل انسپکٹر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنے کا اقرار دیا ہے یہ **جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون کو تباہ کر کے گونا گون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اسوقت بھی ایک فادزہر ہے جس کے استعمال سے** درد مفاصل - تیرگی خارش - پھوڑے پھنسی - زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے - خنازیر - ناصور - بھگندر - چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے - سوکھی خارش - چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین - تو وہ یہ عرق ہے جوان جملہ بیماریون سے نجات دیتا ہے - سوزاک کے بعد جو ہاتھون اور پاؤن کے تلوون مین جلن رہتی ہو - پلیان زرد گرتی ہون - ریح کا درد - عرق النساء اور عورتون کے رحم کے بگاڑ اور تلوون کے درد وغیرہ کو بھی دور کرتا ہے + **فی شیشی کلان (عہ)**

سنون مستحکم دندان

یہ وہ منجن ہے کہ دانتون کو جلا دیتا ہے بخدا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے آنکھ گئی جہان گیا - دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کی طرح چمکدار مضبوط صاف ہو جاتے ہین - بدبو میل دور - منہ سے لیسدار رطوبت کا فور - مسوڑے مضبوط اور خون جانا رک جاتا ہے (۱/۴ تولہ) ...... عہ

حب قبض کشا

حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہین — ۸/

رہ سکتے جن کو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے - طبیعت ان کی پریشان - سر مین درد - منہ بدمزہ - سر بھاری - پیٹ مین ریاح - منہ سے بدبو - زبان میلی رہتی ہے - ان گولیون کے استعمال سے ورم جگر - نفخ - فراقر - دل کا دہڑکنا - جسم کا پھیکا پن - سست ہو جانا - کثرت تھوک - کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتی ہے - ایک گولی رات کو دودھ کے ساتھ کھانے سے اور صبح اجابت بافراغت آجانے سے طبیعت بشاش - جسم ہلکا انسان تندرست اور چالاک اور توانا رہ سکتا ہے اور بہی بعید عمر طبعی کو پہنچنے کا ہے +

پتہ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ الصحت لاہور - موچی دروازہ اعوان منزل

صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام الہمام علیہ الصلوۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لہلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

(جو خدا تعالیٰ کے رسل کی تکذیب و انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے)

روغن نوری - یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالیٰ مبتلائے طاعون و ہیضہ نہ ہون گے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے ابدان مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جائینگے اگر مبتلائے مرض کو دین تب بھی اسے بفضلہ تعالیٰ مریض شفایاب ہو علاوہ ازین اس کے استعمال سے - تپ محرقہ + کالی کھانسی تلی + قے - اسہال + پیچش (مروڑ و خون و آنون کا آنا) حارزی بیماری + سوزش سینہ + تصور ہضم + ہچکی + نفث الدم و ابتدائے سل + درد گوش

درد دندان ۱۵/ + ناسور ۱۲/ - خنازیر ۱۲/ - زخم آتشک ۱۲/ - بھگندر ۱۹/ پھوڑے پھنسیان - بواسیر کے زخم - زہر بچھو زہر زنبور وغیرہ اور ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی (قیمت فی شیشی عہ)

عطر روح افزا مصلح ہوا و وبا — یہ عجیب عطر ہے اس کا پھوا کان مین رکھو تو علاوہ تعطیر و تفریح طبع کے ضرر ہوا وبائی کی اصلاح ہو - جہان طاعون و ہیضہ ہو وہان اس کا استعمال بہت مفید ہے قیمت فی شیشی عہ

کشتہ سیم یک آتشہ - دماغ و اعصاب قیمت فی چونی ۸/

گٹکہ سیماب + مصلح شیر - و مصفی خون - عہ - محصول ذمہ خریدار +

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ مول ضلع لاہور

اس رعایت سے آپ فائدہ اٹھاوین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریئے مین ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف **چار روپیے** لیجا وے گی۔ اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل میں درج ہے وہ پرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دی جاوینگی جس سے وہ صرف ایک بار فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ ایکبار خواہ ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲ - رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ء ۶ - الانذار ۲ - حضرت اقدس کی عزیز عہد کی پرانی تحریرین ۲ - اصلاح النظر ۲ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۴ - برہان الحق ۳ - سلک مروارید ۴

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہیئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقوےٰ و طہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جسکا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے طاعون کیلئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا۔ اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسی لگایا جاوے۔ سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ اس دوا کے فائدہ کی نسبت مین اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ما تقدم کیطور پر ضرور استعمال کرین۔

قیمت — ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے

قیمت ایک صد گولیان ۱۲/ — دو چند گولیان عہ/
عرق شیشی کلان جو قریباً ایک ماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲/ — عرق شیشی خورد ۷/ — مرہم فی ڈبیہ ۸/

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال کیا جاوے گا

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

رجسٹرڈ ل

نور دکھلا کے تیرا اسکو کیا ملزم خوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

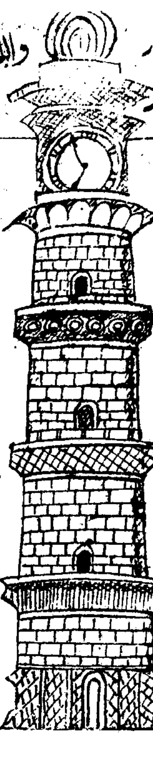

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّہٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲	۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ روز پنجشنبہ	جلد ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیر گولڑی کی کتاب کی حقیقت

التذکرۃ والتبصرۃ لاولی الابصار والافکار

اہل انصاف غور سے پڑھیں

آج کل سائیں مہر علی صاحب چشتی نے ایک کتاب بنام سیف چشتیائی بجواب شمس بازغہ مؤلفہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی لکھی ہے جس کے صفحہ ۱۹۵ پر وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کی تفسیر و حاشیہ چڑھاتے ہوئے سائیں صاحب نے مندرجہ ذیل ایک عجیب و غریب قصہ بطور نظیر لکھا ہے چنانچہ وہ قصہ سیف چشتیائی سے بعینہ یہاں نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا

قطب العالم سلطان العاشقین دیوان المعشوقین حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ تعالے عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک خادم بارگاہ کو جب ہنود نے ایک ہندو کے مکان میں جس میں بغرض ملاقات محبوبہ جا گھسا تھا اُس کے پکڑنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اندر میں اُس محبوبہ کا شوہر ہے وہ خادم نہیں۔ بعد اس کے ایک روز قطب العالم رضی اللہ تعالے عنہ نے اُسکو فرمایا کہ فلانے میں تمہارے لیے کب تک فلاں ہندو بنوں گا میرے سفید بالوں سے حیا کر۔ اس قصہ عزیزہ کا یہاں ذکر کرنے سے سائیں صاحب کی یہ غرض ہے کہ جیسے قطب العالم نے بشکل ہندو متشکل ہو کر اپنے خادم بارگاہ کو چھپا لیا تھا ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بھی کسی دوسرے انسان پر ڈالی گئی تھی اور اُس مشبہ کو یہودیوں نے پھانسی دیدیا۔

ناظرین غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ یہ کیسا لغو قصہ ہے جس نے مہر علی صاحب کے سارے اگلے پچھلے سرمایہ و کمال کو پبلک کے سامنے ظاہر کر دیا۔ اب ہم ترتیب وار اس لغو قصہ کو قرآن کریم کے معیار صادق کے سامنے پیش کر دیتے ہیں ناظرین خود کھری کھوٹی کو اس سچی کسوٹی سے پرکھ کر پیر صاحب کی مؤلفات اور اُن کے مایہ کمال کو جانچ لیں گے کہ ایک صادق مامور من اللہ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں سے اپنی پردہ دری کرا رہے ہیں۔ غور کرو

خدا تعالے فرماتا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی نیکی اور تقویٰ پر لوگوں کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو۔ پھر خداوند تعالے فرماتا ہے فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ یعنی مجرموں کا مددگار نہ ہو۔ پیر صاحب لکھتے ہیں کہ قطب العالم نے اپنے خادم بارگاہ کے ایسے موقعہ پر مدد کی جو گناہ کے ارادے سے بغیر اجازت مالک مکان دوسرے کے مکان میں گھس گئے پھر طرفہ یہ کہ خواجہ صاحب پر بھی مداخلت بیجا کے جرم کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ خدا تعالے تو یوں فرماتا ہے وَلَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا یعنی اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اُن کی اجازت کے سوا مت داخل ہو۔ اگر خادم بارگاہ کوئی بے علم نادان تھا تو کیا قطب العالم صاحب کو ارشاد ایزدی معلوم نہ تھا۔ اور سنو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ یعنی مومنوں کو کہدو کہ اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور اپنے شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔ پیر صاحب لکھتے ہیں اور حضرت خواجہ محمد سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہیں کہ وہ اپنے معہ خادم کے ایک اجنبی عورت کے پاس کوٹھری میں گھس گئے

اور اُس خادم کو اس امر شنیع سے منع نہیں کیا بلکہ کئی بار اُس کے لیے خود ہندو بنے۔ واقعی اب معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کے ساتھ عشقبازی اور مداخلت بیجا سلیمانی اپنا بہت فخر جانتے ہیں اس لیے پیر صاحب نے خواجہ صاحب اور اُن کے خادم بارگاہ کے گناہ کو بطور فخر ظاہر کیا۔ پھر پیر صاحب نے خواجہ صاحب کی جانب سے لکھا ہے کہ فلانے کب تک میں تمہارے لیے ہندو بنوں گا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ قطب العالم اس واقعہ سے پہلے بھی کئی بار بلا تعداد ہندو بن چکے ہیں مگر پیر صاحب خدا تعالے تو یوں فرماتا ہے ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا + یعنی جو ایمان لائے پھر کافر ہو پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر انکار میں بڑھ گئے تو خداوند تعالے اُنکو نہیں بخشے گا اور نہ اُن کو سیدھا راستہ دے گا۔ خیال فرماؤ پیر صاحب نے خواجہ صاحب پر ناحق تہمت لگائی اور اُن کو ہندو بنا کر اسلام سے خارج ہونے کی نسبت کی۔

واہ سائیں صاحب اپنے بزرگوں کا پیشواؤں اور اُن کے پیروں کی خوب عزت و تعظیم کی اور پردہ پوشی کا حق بجا لائے سو پیر صاحب نے اسی فرضی میں لکھا کہ قطب العالم نے خادم کو فرمایا میرے سفید بالوں کی حیا کر گویا قطب العالم صاحب خداوند تعالے کا خوف یاد نہیں دلاتے بلکہ اپنی شخصی عزت قائم رکھنے کے لیے فرماتے ہیں کہ میرے سفید بالوں کی حیا کر۔ مومن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار ہوتے ہیں وہ تو یوں فرمایا کرتے ہیں اتقوا الله۔ یعنی خدا تعالے سے ڈر پھر خدا تعالے فرماتا ہے اتقوا الله یعنی خدا تعالے سے ڈرو وایای فارهبون یعنی میرے ہی سے ڈرو۔ فلا تخشوا الناس واخشونی یعنی لوگوں سے نہ ڈرو میرے ہی سے ڈرو۔ کیا جو قطب العالم ہوا کرتے ہیں وہ خدا تعالے کا خوف یاد دلاتے ہیں یا اپنا۔ واہ سائیں صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کے مقابل ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور اُن کے آسمان پر جانے کے خوب قابل وثوق پختہ دلائل پیش کرتے ہو جنکو بچے بھی پڑھ کر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں ناظرین غور فرماویں یہ ہے و لکن شبه لهم کی تفسیر اور اس واقعہ کی نظیر جو لکھتے ہیں گولڑی صاحب۔ واقعی یہ قصہ پیر صاحب کے لیے یعض الظالم علی یدیه کا مصداق ہو گیا ہے۔ واضح ہو پیر صاحب نے یہ قصہ لکھکر جو حضرت سلیمان صاحب پر تھوپا ہے سراسر غلط اور بے ہودہ ہے۔ کیونکہ اس قصہ میں سارے کبائر گناہوں کے ثبوت دیے گئے ہیں حالانکہ ایسے گناہ متقی مومنوں بالخصوص ایسے بزرگوں سے صادر نہیں ہوتے۔ سائیں صاحب یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ سلیمان صاحب نے اپنی شکل کو متشکل کر کے خادم کو بچا لیا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی شبیہ خود بخود حواری پر ڈالی تھی اور وہ معہ اُس شبیہ کے مقتول ہو گیا تھا یا یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا یہ مقام قابل غور ہے کہ حواری معہ شبیہ حضرت علیہ مقتول ہو گیا۔ پھر اسمیں یہود سچے ہیں لا یکلف الله نفسا الا وسعها یہودیوں نے سمجھا ہوا تھا کہ عیسیٰ جو مدعی نبوۃ ہے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہوا تو بموجب شہادت تورات کتاب استثناء ہم اُسکو قتل نہیں کر سکیں گے۔ تو جب کہ یہود نے یقینا حضرت عیسیٰ کی شبیہ کو قتل کر ڈالا تو پھر وہ معذور ہیں اور اپنے دعوے میں سچے ہوتے ہیں حالانکہ خداوند تعالے فرماتا ہے وما قتلوه یقینا یعنی اسکو قتل کرنے کا یہود کے پاس کوئی یقینی ثبوت نہیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کو وہ قتل کرتے تو اُنکو یقین ہوتا۔ اور قتل شبیہ سے خداوند تعالے یہود کو یوں ہرگز نہ فرماتا وما قتلوه یقینا کیونکہ شبیہ کے مقتول ہونے سے یہود معذور ہو جاتے اور پھر خداوند تعالے معذور کو ملزم نہیں بناتا لا یکلف الله نفسا الا وسعها

خداوند تعالے کو حضرت عیسیٰ کے آسمان پر لیجانے کی ضرورت کیا تھی کیا ہمارے مخالفین میں سے کوئی ہے جو اس بات کو بیان کرے۔ سنو خداوند فرماتا ہے مجھے کسی زندے اور مردے انسان کو آسمان پر لے جانے کی ضرورت نہیں اور یہ کام میرے قانون کی کتاب میں درج ہے چنانچہ خداوند تعالے فرماتا ہے الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا یعنی کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے سمیٹنے والی نہیں ٹھیرایا جو ہم کسیکو آسمان پر لے جاویں۔ سائیں مہر شاہ صاحب سیف چشتیائی کے صفحہ ۱۹۵ پر ۱۹ سطر سے یوں رقمطراز ہیں "الغرض ایک شخص کا متشکل باشکال مختلفہ ہو جانا یا ایک ہی شخص کا ایک وقت میں متعددہ مکانوں میں موجود ہونا صرف امکان ہی نہیں رکھتا ہے بلکہ واقعات مشہودہ میں سے ہے"۔ واہ واہ سائیں صاحب اگر یہ بات ممکنات میں سے ہے تو ایسی کرامت کا اظہار آج کل فرض عین ہے آپ کی یہی ایک کرامت دیکھکر ہزاروں لوگ آپ کے آگے گردن جھکا لیں گے ورنہ عنقریب زمانہ آتا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ...... ہزار مریدوں میں لاکھوں اور آکر شامل ہوں گے اور آپ دست حسرت ملتے ہوئے رووینگے۔ پھر آپ لکھتے ہیں بلکہ یہ بات واقعات مشہودہ میں سے ہے۔ لعنة الله علی الکاذبین اگر ہے تو دکھاؤ۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس و الحجارة اعدت للکافرین۔ ہاں شعبدہ بازی کا ایک طریقہ ہند و پنجاب میں آج کل بھی ہے ایک شیشہ ہے جو خود دکھائی نہیں دیتی اور اُس کے پیچھے ایک وجود کے کئی وجود بلکہ اُس شیشہ کے پیچھے ایک آدمی کے ساری اعضا کاٹے ہوے الگ الگ دکھائی دیتے ہیں یہی کرتب سیکھکر لوگوں کو دکھا دو تا کچھ اور جاہل آپ کے دام میں پھنس جاویں گے تا قطب العالم والے قصہ کی تصدیق اور سچائی کے جو معتقد ہیں کچھ تعجب نہیں کہ آپ کی یہ کرامت بھی مشتہر کریں مگر سائیں صاحب موتی پر ناحق تہمت نہ لگاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تذکروا موتاکم الا بالخیر ایسی واہیات قصوں کو

قرآن کریم کی تفسیر میں داخل مت کرو۔ بتاؤ من فسر القرآن برائه فلیتبوء مقعده من النار۔ اس قصہ کو قرآن کریم کی تفسیر میں داخل کرنے والے کے مصداق ہے یا نہیں۔

پھر سائیں مہر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے رسول ہونے کا دعوی کیا ہے سنو حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں خدا تعالے کا فرستادہ اور اُس کا رسول ہوں اور وہ اپنی غیب کی باتیں بجز مقبول فرستادوں کے کسی پر نہیں کھولتا چونکہ مجھ پر قبل از وقت وقوع غیب کی خبریں کھولتا ہے جو پوری ہو جاتی ہیں اس لیے میں اُسکا رسول ہوں۔ چنانچہ ابتک صدہا پیشگوئیاں جو قبل از وقت وقوع دنیا کے آگے حضرت مرزا صاحب نے پیش کی ہیں پوری ہو گئی ہیں اگر وہ خدا تعالے کے فرستادہ نہ ہوتے تو فلا یظہر علے غیبه احدا الا من ارتضی من رسول کے ہرگز مصداق نہ ہوتے واقعی اگر چشتی صاحبان کو اپنے گھر کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض نہ کرتے کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن جو کہ حضرت سلیمان صاحب کے زمانہ میں ان کے ایک مقبول عالم مرید نے اتصال الامام الحسن البصری بامیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں عربی زبان میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جو فخر المطابع دہلی میں کئی سال سے چھپ چکی ہے اور خاندان چشت نظامی میں ایک مقبول اور معروف کتاب ہے اُس کے صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۶ پر علامہ مؤلف یوں لکھ گئے ہیں فلا یظہر علے غیبه احدا الا من ارتضی من رسول ای ونبی وولی مقبول یعنی خداوند تعالے اپنے بھید کی باتیں بجز اپنے فرستادہ نبی اور ولی کے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اس علامہ نے اس امر کی ایک اور جگہ بھی تشریح کی ہے متقدمین اولیاء اللہ میں سے اس امر کی شہادت چاہتے ہو تو سن لو۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ وَدُهُورٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتٰىلِیْ
وَیُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَیُعْلِمُنِیْ فَاَقْصُرُ عَنْ جِدَالِیْ

اور اپنے قصیدہ کے ان اشعار میں دعوی کرتے ہیں کہ قبل از وقوع امور آیندہ کے مجھی اطلاع دیجاتی ہے۔ غور کرو یہ دعوی رسالت نہیں تو اور کیا ہے اگر وہ رسول نہ ہوتے تو یہ دعوی کیوں کرتے کیونکہ انکو خبر تھی کہ اس امر میں نص قطعی الدلالۃ آچکی ہے فلا یظہر علے غیبه احدا الا من ارتضی من رسول چونکہ اُنکو یقین تھا کہ ما تہ رابعہ کا میں مجدد ہوں خدا کا رسول ہوں اسلیے وہ دعوی کرتے ہیں کہ تا دم زیست خداوند تعالے کی سُنت میرے ساتھ یہی رہے گی کہ وہ مجھے اپنے بھید کی باتوں پر اطلاع دیتا رہیگا۔ اس لیے فرماتے ہیں۔

وَیُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَیُعْلِمُنِیْ فَاَقْصُرُ عَنْ جِدَالِیْ

یہ نہ کہو کہ اُنھوں نے اپنی زبان سے دعوی نہیں کیا اُنکے الہامات اور کتاب فتح الربانی دیکھو۔ ایک شخص بحکم لاٹ صاحب تحصیل میں آکر تحصیلداری کا کام کرنے لگے اور اسکی تحصیلداری کے کام کو لوگ دیکھ لیں پس اُس کا کام خود دعوی ہے اور نیز دلیل ہے اُس کے دعوی کی۔ تحصیل یا ضلع کے چپڑاسی کے پاس جو چپڑاس کی مہر ہوتی ہے اُس کی وہی زبان اور دعوی اور دعوی کی بین دلیل ہوتی ہے کہ میں تحصیل یا ضلع کا چپڑاسی ہوں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالے ہر ایک صدی کے سر پر دین اسلام کو تازہ کرنے کے لیے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجتا ہے ان اللہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها۔ لفظ بعث جو نبیوں اور رسولوں کے لیے خداوند تعالی نے قرآن کریم میں استعمال فرمائی ہیں وہی لفظ مجدد کے لیے اس حدیث میں مذکور ہے چنانچہ خداوند تعالے فرماتا ہے

فبعث اللہ النبیین یعنی خدا تعالی نے نبی بھیجے ان اللہ یبعث لهذه الامة خداوند تعالے ہر صدی کے سر پر بھیجتا رہے گا پس جو خداوند تعالی کی طرف سے بھیجا جاوے اُسکو رسول نہ کہا جاوے تو کیا کہا جاوے خدا تعالے کا فرستادہ رسول ہی ہوتا ہے اور ہر مجدد مائۃ کو خدا تعالے خود اپنا رسول فرماتا ہے تم اُسکو رسول کیوں نہیں مانتے۔

بھلا انسان کا بھیجا ہوا تو رسول کہلاوے اور خدا کا بھیجا ہوا نہ رسول نہ کہلاوے کیسی بے انصافی ہے۔ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کے جانب جو قاصد بھیجا تھا اُس کے بارے آیا ہے فلما جاء الرسول جب وہ قاصد فرستادہ یوسف علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ آج کل تو ہر ایک فرد دنیاوی امور میں رسول بنا ہوا ہے۔ سر رسولان بلاغ باشد وبس۔ مگر خدا کے بھیجے ہوے کو رسول کہنے سے جھجکتے ہیں۔ البتہ جو جو مجدد ہر صدی کے سر پر خداوند تعالی کیطرف سے رسول ہو کر آتے ہیں اُن کا صرف یہی کام ہوتا ہے کہ امور دین اسلام میں جو غلطیاں ہو جاتی ہیں اور اپنے خیالات اور اوہام کو لوگ داخل کر کے اسلام کے اُس اصلی شکل و چہرہ کو جس رونق کے ساتھ اُسکو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے چھپا دیتے ہیں تب وہ مجدد لوگوں کے زوائد کو اُٹھا کر اسلام کا اصلی چہرہ و شکل دکھا دیتا ہے پس مجدد خداوند تعالے کیطرف سے اپنے امور کے لیے مامور ہو کر آتا ہے۔ چنانچہ مجدد صدی چہارم حضرت مسیح موعود کے بارے میں القول المستحسن فی فخر الحسن کے صفحہ ۵ سطر ۱ پر علامہ مؤلف یوں لکھتے ہیں وکذلک یقع من عیسی فانه اذا نزل یرفع کثیرا من شرع الاجتہاد المقرر فتبین بر فع صورته

الحق المشروع الذی کان علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو حکم و عدل فرمایا ہے حکم و عدل سے کئی نادان ناراض بھی ہوا کرتے ہیں۔ موجودہ فرقے اہل اسلام کے اگر راستی پر ہوتے تو خدا تعالیٰ ایک شخص کو حکم و عدل کے نام سے نامزد کرکے کیوں بھیجتا جو انمیں آکر حق اور باطل کی انکو تمیز کرکے دکھا دے۔

اگر یہ کہو کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کا لقب کیوں اختیار کیا تو یہ خدا تعالیٰ سے پوچھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے یہ لقب کیوں انکو دیا ہے دنیا میں یہی قاعدہ ہے کہ جو انسان اخلاق و صفات و قویٰ و کام میں کسی دوسرے کے ساتھ مشابہ ہو اسکو اسی کے نام سے موسوم کر دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور انبیاء کی تو یہ قدیمی سنت ہے۔ دیکھو القول المستحسن ص ۱۰۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی ہے چند نام کے موحد جو پیر صاحب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں منافقانہ طور پر ملا کر شامل ہو جاتے ہیں انکی کتاب سیف چشتیائی کے ص ۱۰۹ سطر ۲ سے لیکر مندرجہ ذیل عبارت پڑھ لیں جہاں و لکن شبہ لہم کی تفسیر لکھتے ہوے یہ حقائق و معارف درج کیے ہیں۔ رہا یہ کہ القاء شبہ امکان نہ وقوع بھی رکھتا ہی یا نہیں اور بر تقدیر وقوع منافی ہے حکمت الٰہیہ یا نہ سو معروض ہے کہ تعینات و تشکلات جو عارض ہیں حقیقت جامعہ کو بمنزلہ لباسوں کے ہوتے ہیں وہی حقیقت ایک لباس کو اتار کر دوسرے کو پہن سکتی ہے بحول اللہ و قوتہ۔

اسجگہ ہم پیر صاحب سے صرف اتنی عرض کرکے پوچھتے ہیں کہ حقیقت جامعہ سے مراد آپ کیا رکھتے ہیں۔

اعجاز المسیح میں جو آپ نے نکتہ چینیاں کی ہیں اسمیں پادریوں اور نصاریٰ کی نکتہ چینیاں قرآن کریم پر تعداد و نمبر میں زیادہ ہیں مگر کیا وہ قرآن کا مقابلہ کر سکتی ہیں ہرگز نہیں پس جیسا پادری اور نصاریٰ قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی سورۃ سے فصاحت و بلاغت میں مقابلہ نہیں کر سکتے نکتہ چینیاں آسان ہیں پر نکتہ نمائی مشکل ہے اگر نکتہ نمائی آسان ہوتی تو بالمقابل تفسیر لکھنے سے کیوں بھاگے ہو۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کسی دوسرے فصیح بلیغ کتاب سے سرقہ کرکے عبارت لکھی ہے سنو۔ عرب و عجم کے سیکڑوں شاعروں و ادیبوں کی نظم و نثر میں کئی موقع میں توافق ہو گیا ہے جنھوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا نہ سُنا اور حرّی کی امکنہ و ازمنہ پر دو میں بعد پایا گیا ہے پس کیا ہم اُنپر یہ گمان کرینگے کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے کے نقال اور سارق رہی اسلیے ان کے بعض مواقع نظم و نثر میں تطابق و توافق پایا جاتا ہے نہیں نہیں کسی کو ایسی شخص نقال اور سارق ہونے سے ادیب و فصیح و بلیغ نہیں ہوتا اگر یہ بات ہوتی تو آپ کے لیے اب بھی موقع ہی سورہ فاتحہ کی تفسیر ایسی فصیح و بلیغ عربی میں اگر آپ لکھ نہیں سکتے تو سرقہ کرکے ہی دنیا کو دکھاتے فان لم تفعلوا و لن تفعلوا حضرت مرزا صاحب نے تو یہی اشتہار دیا تھا کہ میری عربی اور عرب کے ادیب کی عبارت میں تمیز کرکے دکھا دو تو انعام لو مگر تم لوگوں میں سے کوئی بھی نہ اٹھا اب تم اچھا دیتے ہو خدا کیطرف سے تم پر حجت پوری ہو چکی

محمد فضل چنگوی احمدی

مکرر

اگر کہو ختم نبوت کے معنی کیا ہیں۔ تو سنو الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی جو کچھ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے حلال و حرام اوامر و نواہی بیان کرد ہے ہیں اور جو ہمکو بذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ چکی ہیں اسمیں کمی و زیادتی تغیر و تبدیل نہیں ہو سکیگا اور قیامت تک نبی اور رسول آتے رہیں گے مگر احکام اوامر و نواہی وغیرہ میں سب محمد رسول صلعم کے تابع ہونگے یہی معنے ہیں ختم نبوت کے۔ محمد فضل

مختصر نوٹ اور نکات

دارالامان کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں خصوصاً مدرسہ اور مہمان خانہ کی وسعت کا سوال آج کل خصوصیت سے قابل غور ہو رہا ہے مدرسہ کی حالت یہانتک کمزور ہو رہی ہے کہ اگلے مہینہ غالباً مدرسہ کے ماہواری اخراجات بھی مشکل سے پورے ہوں اگرچہ ہمارا یقین ہے کہ یہ کاروبار جو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ سے متعلق ہے چلے گا اور ضرور چلے گا لیکن اسوقت نصرت کرنے والوں کو بڑے بڑے مدارج کا مستحق بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ اس قسم کی تقریبیں پیدا کر دیتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے حضور تو زمین و آسمان کے خزانے ہیں پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اسوقت نصرت کرکے اجر نصرت کے مستحق ہو جاتے ہیں قال الامام الموعود علیہ السلام

بہمت اہل نصرت را دہند آخر و نہ قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

ایک شخص جو اس دنیا میں موجود ہے جب تک وہ تزکیہ نفس کرکے اپنا سلوک ختم نہیں کرلیتا اور پاک ریاضتوں سے گندے جذبات دل سے نہیں نکال دیتا اسوقت تک وہ کبھی حیوان یا کیڑے مکوڑے سے مشابہ ہوتا ہے اور جوں جوں وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرکے اپنی حالت میں ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اسی قدر انسانیت (جو ایک پاک جوہر ہے) کی طرف آتا ہے۔ اور اسی زندگی میں وہ گویا ہزار ہا موتوں سے نکل کر انسانیت کا شرف حاصل کرتا ہے یہ ایک منزل ہے سلوک کی راہ میں۔ جہاں نادان اور ظاہر پرست لوگوں نے بعض اہل اللہ کے کلام میں دھوکا کھایا ہے اور تناسخ کا استنباط کیا ہے جو صحیح نہیں۔

کتاب آیات الرحمٰن

مصنفہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد حسن صاحب امروہوی بجواب عصائے موسیٰ [illegible] الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ [illegible] قیمت [illegible] قادیان

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن کی

۴ دسمبر ۱۹۰۱ء بعد نماز مغرب

ایک تقریر

ایک بہت ہی ضروری امر ہے جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ میری طبیعت بھی اچھی نہیں ہے لیکن کل نواب صاحب جو جانے والے ہیں اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں بیان کردوں تا کہ وہ بھی سن لیں اور جماعت کے دوسرے لوگ بھی سن لیں اور وہ یہ ہے۔

(حاشیہ: یعنی نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ)

کہ تمام انبیاء علیہم السلام جو دنیا میں آئے ہیں اگرچہ انھوں نے جو احکام دنیا کو سنائے وہ مبسوط اور مطول تھے اور بہت کچھ جزئیات بھی بیان کریں اور تمام امور جو توحید۔ تہذیب۔ معاملات اور معاد کے متعلق ہوتے ہیں غرض جسقدر امور انسان کو چاہییے ان سب کے متعلق وہ ہر قسم کی ہدایتیں اور تعلیمیں لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ یا وجود ان ساری جزئی تعلیموں اور ہدایتوں کے ہر ایک نبی کی اصل غرض اور مقصد یہ رہا ہے کہ لوگ گناہوں سے نجات پاکر اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے بکلی نفرت کرکے خدا ہی کے لیے ہو جاویں + انسانی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اس لیے انبیا علیہم السلام کی بعثت کی غرض اسی مقصد کیطرف انسان کو رہبری کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی گم گشتہ متاع اور مقصد کو پھر حاصل کرلے۔ گناہ اگرچہ بہت ہیں اور ان کے بہت سے شعبے اور شاخیں ہیں یہانتک کہ ہر ادنیٰ قسم کی غفلت بھی گناہ میں داخل ہے لیکن عظیم الشان گناہ جو اس مقصد عظیم کے بالمقابل انسان کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لیے پڑا ہوا ہے وہ شرک ہے انسان کی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اور گناہ اور اس کے محرکات سے بہت دور رہے اس لئے کہ جوں جوں بدقسمت انسان اس میں مبتلا ہوتا ہے اسی قدر اپنے اصلی مدعا سے دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر گرتے گرتے ایسی سفلی جگہ پر جا پڑتا ہے جو مصائب اور مشکلات اور ہر قسم کی تکلیفوں اور دکھوں کا گھر ہے۔ جسکو جہنم بھی کہتے ہیں۔

دیکھو انسان کا اگر کوئی عضو اپنی اصلی جگہ سے ہٹا دیا جاوے مثلاً بازو ہی اگر اتر جاوے یا ایک انگلی یا انگوٹھا ہی اپنے اصلی مقام سے ہٹ جاوے تو کسقدر درد اور کرب پیدا ہوتا ہے۔ یہ جسمانی نظارہ روحانی اور اخروی عالم کے لیے ایک زبردست دلیل ہے اور جہنم کے وجود پر ایک گواہ ہے + گناہ یہی ہوتا ہے کہ انسان اس مقصد سے جو اس کی پیدائش سے رکھا گیا ہے دور ہٹ جاوے پس اپنے محل سے ہٹنے میں صاف درد کا ہونا ضروری ہے۔ تو شرک ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو اس کے اصلی مقصد سے ہٹا کر جہنم کا وارث بنا دیتا ہے۔

شرک کی کئی قسم ہیں ایک تو وہ موٹا اور صریح شرک ہے جس میں ہندو۔ عیسائی۔ یہود اور دوسرے بُت پرست لوگ گرفتار ہیں جس میں کسی انسان یا پتھر یا اور بیجان چیزوں یا قوتوں یا خیالی دیویوں اور دیوتاؤں کو خدا بنا لیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ شرک ابھی تک دنیا میں موجود ہے لیکن یہ زمانہ روشنی اور تعلیم کا کچھ ایسا زمانہ ہے کہ عقلیں اس قسم کے شرک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی ہیں یہ جدا امر ہے کہ وہ قومی مذہب کی حیثیت سے بظاہر ان بیہودگیوں کا اقرار کریں لیکن در اصل بالطبع لوگ ان سے متنفر ہوتے جاتے ہیں۔

مگر ایک اور قسم کا شرک ہے جو مخفی طور پر زہر کی طرح اثر کر رہا ہے اور وہ اس زمانہ میں بہت بڑھتا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد بالکل نہیں رہا

ہم یہ ہرگز نہیں کہتے اور نہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے رعایت اسباب کی ترغیب دی ہے اور اس حد تک جہاں تک یہ رعایت ضروری ہے اگر رعایت اسباب نہ کی جاوے تو انسانی قویٰ کی بیحرمتی کرنا اور خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فعل کی توہین کرنا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں جبکہ بالکل رعایت اسباب کی نہ کی جاوے ضروری ہوگا کہ تمام قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور ان سے کوئی کام نہ لیا جاوے اور ان سے کام نہ لینا اور انکو بیکار چھوڑ دینا خدا تعالیٰ کے فعل کو لغو اور عبث قرار دینا ہے + جو بہت بڑا گناہ ہے پس ہمارا یہ منشا اور مذہب ہرگز نہیں کہ اسباب کی رعایت بالکل ہی نہ کی جاوے بلکہ رعایت اسباب اپنی حد تک ضروری ہے آخرت کیلیے بھی اسباب ہی ہیں خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور بدیوں سے بچنا اور دوسری نیکیوں کو اختیار کرنا اسی لیے ہے کہ اس عالم اور دوسرے عالم میں سکھ ملے تو گویا یہ نیکیاں اسباب کے قائمقام ہیں۔

اسی طرح یہ بھی خدا تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ دنیوی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے اسباب کو اختیار کیا جاوے نوکری والا نوکری کرے زمیندار اپنی زمینداری کے کاموں میں رہے مزدور مزدوریاں کریں تا وہ اپنے عیال و اطفال اور دوسرے متعلقین اور اپنے نفس کے حقوق کو ادا کرسکیں۔ پس ایک جائز حد تک یہ سب درست ہے اور اسکو منع نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب انسان حد سے تجاوز کرکے اسباب ہی پر پورا بھروسہ کر لے اور سارا دارومدار اسباب ہی پر جا ٹھیرے تو یہ وہ **شرک** ہے جو انسان کو اس کے اصلی مقصد سے دور پھینک دیتا ہے۔

مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلاں سبب نہ ہوتا تو میں بھوکا مرجاتا یا اگر یہ جائیداد یا فلاں کام نہ ہوتا تو میرا برا حال ہوجاتا فلاں دوست نہ ہوتا تو تکلیف ہوتی۔ یہ امور اس قسم کے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ جائیداد یا اور اسباب و احباب پر اسقدر بھروسا کیا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے کلی دور جا پڑے یہ خطرناک شرک ہے جو قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ

اور فرمایا

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

اور فرمایا

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اور فرمایا

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ

قرآن شریف اس قسم کی آیتوں سے بھرا پڑا ہے کہ وہ متقیوں کا متولی اور متکفل ہوتا ہے تو پھر جب انسان اسباب پر تکیہ اور توکل کرتا ہے تو گویا خدا تعالیٰ کی ان صفات کا انکار کرتا ہے اور ان اسباب کو ان صفات سے حصہ دیتا ہے۔ اور ایک اور خدا اپنے لیے ان اسباب کا تجویز کرتا ہے۔ چونکہ وہ ایک پہلو کیطرف جھکتا ہے اس سے شرک کیطرف گویا قدم اٹھاتا ہے جو لوگ حکام کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ان سے انعام یا خطاب پاتے ہیں ان کے دل میں انکی عظمت خدا کی سی عظمت داخل ہوجاتی ہے وہ ان کے پرستار ہوجاتے ہیں اور یہی ایک امر ہے جو توحید کا استیصال کرتا ہے اور انسان کو اس کے اصلی مرکز سے ہٹا کر دور پھینک دیتا ہے پس انبیا علیہم السلام یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اسباب اور توحید میں تناقض نہ ہونے پاوے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رہے اور مآل کار توحید پر جا ٹھیرے۔

وہ انسان کو یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ ساری عزتیں سارے آرام اور حاجات براری کا متکفل خدا ہی ہے۔ پس اگر اس کے مقابل میں کسی اور کو بھی قائم کیا جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ دو ضدوں کے تقابل سے ایک ہلاک ہوجاتی ہے۔

اس لیے مقدم ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید ہو۔ رعایت اسباب کی جاوے اسباب کو خدا نہ بنایا جاوے اسی توحید سے ایک محبت خدا تعالیٰ سے پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ نفع و نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے محسن حقیقی وہی ہے ذرہ ذرہ اسی سے ہے کوئی دوسرا درمیان میں نہیں آتا جب انسان اس پاک حالت کو حاصل کرے تو وہ موحد کہلاتا ہے غرض ایک حالت توحید کی یہ ہے کہ انسان پتھروں یا انسانوں یا اور کسی چیز کو خدا نہ بناوے بلکہ انکو خدا بنانے سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرے اور دوسری حالت یہ ہے کہ رعایت اسباب سے نہ گزرے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ اپنے نفس اور وجود کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جاوے اور اسکی نفی کی جاوے بسا اوقات انسان کے زیر نظر اپنی خوبی اور طاقت بھی ہوتی ہے کہ فلاں نیکی میں نے اپنی طاقت سے کی ہے انسان اپنی طاقت پر ایسا بھروسہ کرتا ہے کہ ہر کام کو اپنی ہی قوت سے منسوب کرتا ہے انسان موحد تب ہوتا ہے جب اپنی طاقتوں کی بھی نفی کرے۔

لیکن اب اسجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان جیسا کہ تجربہ دلالت کرتا ہے عموماً کوئی نہ کوئی حصہ گناہ کا اپنے ساتھ رکھتے ہیں بعض موٹے گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور بعض اوسط درجہ کے گناہوں میں اور بعض باریک در باریک قسم کے گناہوں کے شکار ہوتے ہیں۔ جیسے بخل ریاکاری یا اور اسی قسم کے گناہ کے حصوں میں گرفتار ہوتے ہیں جب تک ان سے رہائی نہ ملے انسان اپنے گم شدہ انوار کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام دیے ہیں بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کی بجا آوری ہر ایک کو میسر نہیں ہے مثلاً حج یہ اس آدمی پر فرض ہے جسے استطاعت ہو پھر راستہ میں امن ہو پیچھے جو متعلقین ہیں انکے گذارہ کا بھی معقول انتظام ہو۔ اور اسی قسم کی ضروری شرائط پوری ہوں تو حج کرسکتا ہے ایسا ہی زکوۃ ہے یہ وہی دے سکتا ہے جو صاحب نصاب ہو۔ ایسا ہی نماز میں بھی تغیرات ہوجاتے ہیں لیکن ایک بات ہے جس میں کوئی تغیر نہیں وہ ہے

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اصل یہی بات ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ سب اس کے مکملات ہیں توحید کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک عبادات کی بجا آوری نہ ہو اس کے یہی معنے ہیں کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا اس وقت اپنے اقرار میں سچا ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر عملی پہلو سے بھی وہ ثابت کر دکھائے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی دوسرا محبوب و مطلوب اور مقصود نہیں ہے جب اس کی یہ حالت ہو اور واقعی طور پر اس کا ایمانی اور عملی رنگ اس اقرار کو ظاہر کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور اس اقرار میں جھوٹا نہیں ساری مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنا اس کے ایمان میں آگئی ہے تب وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ منہ سے نکالتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جو اس کا دوسرا جزو ہے وہ نمونہ کے لیے ہے کیونکہ نمونہ اور نظیر سے ہر بات سہل ہوجاتی ہے انبیاء علیہم السلام نمونوں کے لیے آتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع کمالات کے نمونوں کے جامع تھے کیونکہ سارے نبیوں کے نمونے آپ میں جمع ہیں

آپ کا نام اسی لیے محمد ہے کہ اس کے معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ محمد وہ ہوتا ہے جس کی زمین و آسمان پر تعریف ہوتی ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا کے لوگوں نے انکو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا انھیں ذلیل سمجھا اور بخیال خویش ذلیل کیا لیکن آسمان پر ان کی عزت اور تعریف

ہوتی ہے وہ خدا تعالے کے حضور راستباز ہوتے ہیں + اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کی تعریف کرتی ہے ہر طرف سے واہ واہ ہوتی ہے مگر آسمان اُن پر لعنت کرتا ہے خدا اور اُس کے فرشتے اور مقرب اُس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ تعریف نہیں کرتے مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان دونوں جگہ میں تعریف کیے گئے۔ اور یہ فخر اور فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملا ہے۔ جس قدر پاک گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ یوں تو حضرت موسیٰ کو بھی کئی لاکھ آدمیوں کی قوم مل گئی مگر وہ ایسے مستقل مزاج یا ایسی پاکباز اور عالی ہمت قوم نہ تھی جیسی صحابہ کی تھی رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ قوم موسیٰ کا یہ حال تھا کہ رانکو مومن ہیں تو دنکو مرتد ہیں آنحضرت اور آپکے صحابا کا حضرت موسیٰ اور ان کی قوم سے گویا کل دنیا کا مقابلہ ہوگیا۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جو جماعت ملی وہ ایسی پاکباز اور خدا پرست اور مخلص تھی کہ اُس کی نظیر کسی دنیا کی قوم اور کسی نبی کی جماعت میں ہرگز پائی نہیں جاتی احادیث میں ان کی بڑی بڑی تعریفیں آئی ہیں یہانتک فرمایا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ اور قرآن شریف میں بھی ان کی تعریف ہوئی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ موسیٰ کی جماعت جن مشکلات اور مصائب طاعون وغیرہ کے نیچے آئی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طیار کردہ جماعت اس سے ممتاز اور محفوظ رہی۔ اس نبی کریم صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قوت قدسی اور انفاس طیبہ اور جذب الی اللہ کی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ کیسی زبردست قوتیں آپ کو عطا کی گئی تھیں جو ایسا پاک اور جاں نثار گروہ اکٹھا کرلیا + یہ خیال بالکل غلط ہے جو جاہل لوگ کہدیتے ہیں کہ یونہی لوگ ساتھ ہو جاتے ہیں۔ جب تک ایک قوت جذب اور کشش کی نہ ہو کبھی ممکن نہیں ہے کہ لوگ جمع ہو سکیں۔ میرا مذہب یہی ہے کہ آپ کی قوت قدسی ایسی تھی کہ کسی دوسرے نبی کو دنیا میں نہیں ملی۔ اسلام کی ترقی کا راز یہی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قوت جذب بہت زبردست تھی اور پھر آپ کی باتوں میں وہ تاثیر تھی کہ جو سنتا تھا وہ گرویدہ ہو جاتا تھا جن لوگوں کو آپ نے کھینچا اُن کو پاک صاف کر دیا اور اُس کے ساتھ ہی آپ کی تعلیم ایسی سادہ اور صاف تھی کہ اس میں کسی قسم کے گورکھ دھندے اور معمّے تثلیث کی طرح نہیں ہیں + چنانچہ نپولین کی بابت لکھا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور کہا کرتا تھا کہ اسلام بہت ہی سیدھا سادہ مذہب ہے جس نے تثلیث کی تکذیب کی ہے + غرض آپ وہ دین لائے جو سیدھا سادہ ہے جو خدا کے سامنے یا انسان کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ قانون قدرت اور فطرت کے ساتھ ایسا وابستہ ہے کہ ایک جنگلی بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ تثلیث کی طرح کوئی لاینحل عقدہ اس میں نہیں جسکو نہ خدا سمجھ سکے اور نہ ماننے والے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں۔ تثلیث قبول کرنے کیلیے ضروری ہے کہ پہلے بت پرستی اور اوہام پرستی کرے اور عقل و فکر کی قوتوں کو بالکل بیکار اور معطل چھوڑ دے۔ حالانکہ اسلام کی توحید ایسی ہے کہ ایک دنیا سے الگ تھلگ جزیرہ میں بھی وہ سمجھ میں آسکتی ہے یہ دین عیسائی جو پیش کرتے ہیں یہ عالمگیر اور مکمل دین نہیں ہو سکتا۔ اور نہ انسان اس سے کوئی تسلی یا اطمینان پا سکتا ہے مگر اسلام ایک ایسا دین ہے جو کیا باعتبار توحید اور اعمال حسنہ اور کیا تکمیل مسائل سب سے بڑھ کر ہے۔ ہزاروں قسم کی بدکاریاں یہود کی ہیں جو موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے ساتھ تھے پائی جاتی ہیں اور مسیح کے حواریوں کا ذکر بھی کرنا نہیں چاہیے کہ جنہیں سے ایک نے چند کھوٹے درہمے کر اپنے آقا کو پکڑا دیا اور ایک نے لعنت کی۔ اور کسی نے بھی وفاداری کا نمونہ نہ دکھایا۔ لیکن صحابہ کی حالت کو دیکھتے ہیں تو ان میں کوئی جھوٹ بولنے والا بھی نظر نہیں آتا۔ ان کے تصور میں بھی بجز روشنی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ حالانکہ جب عرب کی ابتدائی حالت پر نگاہ کرتے ہیں تو وہ تحت الثری میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں بت پرستی میں منہمک تھے یتیموں کا مال کھانے اور ہر قسم کی بدکاریوں میں دلیر اور بیباک تھے ڈاکوؤں کی طرح گذارا کرتے تھے گویا سر سے پیر تک نجاست میں غرق تھے پھر میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا عظیم الشان اسم اعظم تھا جس نے انکی جھٹ پٹ کایا پلٹ دی اور ان کو ایسا نمونہ بنادیا کہ جس کی نظیر دنیا کی قوموں میں ہرگز نہیں ملتی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اگر اور کوئی بھی معجزہ پیش نکریں تو اس حیرت انگیز پاک تبدیلی کے مقابلہ میں کسی خودساختہ خدا کا ہی کوئی معجزہ ہمیں دکھلائے + ایک آدمی کا درست کرنا مشکل ہوتا ہے مگر یہاں تو ایک قوم طیار کی گئی کہ جنھوں نے اپنے ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ بھیڑ بکری کیطرح اس سچائی کے لیے ذبح ہوگئی جسکو اُنھوں نے اختیار کیا تھا + حقیقت یہ ہے کہ وہ زمینی نہ رہے تھے بلکہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیم۔ ہدایت اور مؤثر نصیحت نے اُن کو آسمانی بنا دیا تھا۔ قدسی صفات اُن میں پیدا ہوگئی تھیں دنیا کی خباثتوں اور ریاکاریوں سے وہ ایسے سبک اور ہلکے پھلکے کر دیے گئے تھے کہ اُنمیں پرواز کی قوت پیدا ہوگئی تھی۔ یہ وہ نمونہ ہے جو ہم اسلام کا دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں یہی اصلاح اور ہدایت کا باعث تھا جو اللہ تعالے نے پیشگوئی کے طور پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام مُحَمَّد رکھا۔ جس سے زمین پر بھی آپ کی ستایش ہوئی۔ کیونکہ آپنے زمین کو امن۔ صلحکاری۔ اور اخلاق فاضلہ اور نیکوکاری سے بھر دیا تھا۔

مینے پہلے بھی کہا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسقدر اخلاق ثابت

ہوئے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں۔ کیونکہ اخلاق کے اظہار کے لیے جبتک موقع نہ ملے کوئی اخلاق اخلاق ثابت نہیں ہوسکتا ....

مثلاً سخاوت ہے لیکن اگر روپیہ نہ ہوتو اسکا ظہور کیونکر ہوا یا ہی کسی کو لڑائی کا موقع نہ ملے تو شجاعت کیونکر ثابت ہو۔ ایسا ہی عفو اس صفت کو وہ ظاہر کرسکتا ہے جسے اقتدار حاصل ہو ......

غرض سب خلق موقع سے وابستہ ہیں۔ اب سمجھنا چاہیے کہ یہ کس قدر خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقعے ملے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو وہ موقعے نہیں ملے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخاوت کا موقعہ ملا۔ آپ کے پاس ایک موقع پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں ایک کافر نے کہا کہ آپ کے پاس اسقدر بھیڑ بکری جمع ہیں کہ قیصر وکسریٰ کے پاس بھی اسقدر نہیں آپ نے سب کی سب اُسکو بخشدیں وہ اسی وقت ایمان لے آیا۔ کہ نبی کے سوا اور کوئی اس قسم کی عظیم الشان سخاوت نہیں کرسکتا۔ مکہ میں جن لوگوں نے دُکھ دیے تھے جب آپ نے مکہ کو فتح کیا تو آپ چاہتے تو سب کو ذبح کردیتے۔ مگر آپ نے رحم کیا اور لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہدیا۔ آپ کا بخشنا تھا کہ سب مسلمان ہوگئے۔ اب اس قسم کے عظیم الشان اخلاق فاضلہ کیا کسی نبی میں پائے جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں وہ لوگ جنھوں نے آپ کی ذات خاص اور عزیزوں اور صحابہ کو سخت تکلیفیں دیں تھیں اور ناقابل عفو ایذائیں پہونچائی تھیں آپ نے سزا دینے کی قوت اور اقتدار کو پاکر فی الفور اُن کو بخشدیا حالانکہ اگر ان کو سزا دیجاتی تو یہ بالکل انصاف اور عدل تھا۔ مگر آپ نے اس وقت اپنے عفو اور کرم کا نمونہ دکھایا۔

یہ وہ امور تھے کہ علاوہ معجزات کے صحابہ پر مؤثر ہوئے تھے اس لیے آپ اسم بامسمیٰ محمد ہوگئے تھے صلی اللہ علیہ وسلم اور زمین پر آپ کی حمد ہوتی تھی۔ اور اسی طرح آسمان پر بھی آپ کی تعریف ہوتی تھی اور آسمان پر بھی آپ محمد تھے یہ نام آپ کا اللہ تعالیٰ نے بطور نمونہ کے دنیا کو دیا ہے جبتک انسان اس قسم کے اخلاق اپنے اندر پیدا نہیں کرتا۔ کچھ فائدہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کرسکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بنالے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اسکی بابت فرمایا ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی محبوب الٰہی بننے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ آجکل لوگوں نے اتباع سے مراد صرف رفع یدین۔ آمین بالجہر اور رفع سبابہ ہی کے لیے ہے باقی امور کو جو اخلاق فاضلہ آپ کے تھے انکو چھوڑ دیا یہ منافق کا کام ہے کہ آسان اور چھوٹے امور کو بجا لاتا ہے اور مشکل کو چھوڑتا ہے سچے مومن اور مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ تو یہی ہے کہ وہ سچا متبع ہو اور آپ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے جو سچائی کو قبول نہیں کرتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں مگر کوئی برکت اور ظہور ان مسجدوں کے بھرے ہوئے ہونے سے نظر نہیں آتا؟ اس لیے کہ یہ سب کچھ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ سچا اخلاص اور وفا جو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں ان کے ساتھ پائے نہیں جاتے۔ سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہوگئے ہیں جوں جوں انسان ان کے حالات سے واقف ہوتا جاتا ہے اندر سے گند اور خبث نکلتا آتا ہے مسجد سے نکل کر گھر کی تفتیش کرو تو یہ ننگ اسلام نظر آئیں گے

مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک کوٹھا ہزار من گندم کا بھرا ہوا خالی ہوگیا اگر چوہے اسکو نہیں کھاگئے تو وہ کہاں گیا۔ پس اسی طرح پر پچاس برس کی نمازوں کی جب برکت نہیں ہوئی اگر ریا اور نفاق نے انکو باطل اور حبط نہیں کیا تو وہ کہاں گئیں۔ خدا کے نیک بندوں کے آثار ان میں پائے نہیں جاتے۔ ایک طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے۔ اگر وہ نسخہ اس کے لیے مفید اور کارگر نہ ہوتو چند روز کے تجربے کے بعد اسکو بدل دیتا ہے اور پھر تشخیص کرتا ہے۔ لیکن ان مریضوں پر تو وہ نسخہ استعمال کیا گیا ہے جو ہمیشہ مفید اور زود اثر ثابت ہوا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے نسخہ کے استعمال میں غلطی اور بد پرہیزی کی ہے یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ارکان اسلام میں غلطی تھی اور نماز روزہ حج زکوٰۃ مؤثر علاج نہ تھا۔ کیونکہ اس نسخہ نے ان مریضوں کو اچھا کیا جن کی نسبت لاعلاج ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا۔

میں جانتا ہوں کہ جن لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اور بدعتیں تراشی ہیں یہ انکی اپنی شامت اعمال ہے ورنہ قرآن شریف تو کہہ چکا تھا اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ اکمال دین ہوچکا تھا اور اتمام نعمت بھی خدا کے حضور پسندیدہ دین اسلام ٹھہر چکا تھا۔ اب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خیر کی راہ چھوڑ کر اپنے طریقے ایجاد کرنا اور قرآن شریف کی بجائے اور وظائف اور کافیاں پڑھنا یا اعمال صالحہ کے بجائے قسم قسم کے ذکر اذکار نکال لینا یہ لذت روح کے لیے نہیں ہے بلکہ لذت نفس کیخاطر ہے لوگوں نے لذت نفس اور لذت روح میں فرق نہیں کیا اور دونوں کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے حالانکہ وہ دو مختلف چیزیں ہیں اگر لذت نفس اور لذت روح ایک ہی چیز ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ ایک بدکار عورت کے گانے سے بدمعاش کو

تصدیق المسیح

ذیل میں ہم ایک قصیدہ درج کرتے ہیں جو ضمیمہ شحنہ ہند میں چھپے ہوئے قصیدہ کا جواب ہے ٭

[illegible] خوبی اور عمدگی سے اس قصیدہ میں تصدیق [illegible] مسیح کے مضمون کو ادا کیا ہے وہ قابل [illegible] ہے ٭ اب ہم بدون کسی تمہید کے اس قصیدہ کو درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مولوی عبد العزیز خلف [illegible] مولوی غلام رسول مرحوم ساکن قلعہ میاں سنگھ نے ایک قصیدہ یائیہ لکھا ہے جسپر غیر مقلدین کو بڑا ناز ہے اور وہ جا بجا کہتے پھرتے ہیں کہ یہ قصیدہ بے نظیر ہے اسکا جواب ناممکن ہے میں اس قصیدہ کا شعر بشعر جواب ارسال کرتا ہوں۔ اُمید [illegible] نہ صرف مولوی صاحب موصوف بلکہ [illegible] اہل اسلام غور سے مطالعہ فرما کر شیوۂ اتقا اختیار کریں گے جن ابیات میں مولوی عبد العزیز نے ایک نیک بزرگ باپ کا بیٹا ہو کر خدا کے برگزیدہ امام کو سخت و سست کہا ہے [illegible] کا جواب نہیں دیا گیا۔

[illegible] حضرت مسیح موعود کا ایک ادنےٰ خادم

قصیدہ

تصدیق المسیح

ہمی وزن اسی قافیہ پر

بشکر منعم ایماں براہ احسانی
کہ داد پاک نبی را نزول روحانی

دہم جواب عزیز [illegible] قصیدہ خود
[illegible] قاصد [illegible] ثبوت قرآنی

غلام احمد مرسل شدہ مثیل مسیح
کا نبیاء بنی اسرائیل میدانی

بہ نور خوان بتدبر تو وعد استخلاف
ز حرف شبہ رود شبہت بآسانی

بمرد عیسیٰ مریم کہ شاہد اند برو
بیان احمد صلی اللہ علیہ وسلم و صد لوع و نص قرآنی

ببیں بآیت قرآن قد خلت من قبل
وفات یافتہ شدہ ہر رسول یزدانی

ز دفیصلہ احماع آن جماعت پاک
کہ زندہ نیست نبی بجسم انسانی

نوشتہ است ہمیں قصہ در کتاب حدیث
عجب کہ منکر قول رسول یزدانی

ترا بفوت مسیحا چرا یقین ناید
چو در نبیٔ تو ۔ توفیتنی ہمی خوانی

نوشت سید احسن جواب مہر علی
فزود در دل عالم چہ نور ایمانی

ثبوت داد کہ مرفوع صد ملعون ہست
محال ہست بگردوں صعود جسمانی

ترا نہ شرم ہمی آید از کلام بدت
بمرد احمد صلی اللہ علیہ وسلم و زندہ مسیح نصرانی

چہ فرق ماند میان مسیحی و مسلم
یقیں نمود چو رفع و نزول جسمانی

بگفت سید کونین اماکم منکم
شدی مخالف فرمانش ظالم جانی

تراں کفر و ضلالت چو ختم می سازد
طلوع صبح صداقت شود بتابانی

مراد و معنی نزال دو عالم کرد بیان
بگفت باطن معنی ز بطن قرآنی

قصور چشمہ خور نیست گر نہ بیند کور
بخواں مقولہ خور را بچشم امعانی

جدا نہ جسم نبی گشت عائشہ گوید
تو کیستی کہ کنی رد قول حقانی

جرابہ بحث لطیف و کثیف می آئی
رسول نیست مگر یک بشیر اگر دانی

پے صعود سوالے چو کافراں کردند
هل کنت الا بشرا

ہمیں جواب بداد ند زامر سبحانی
بجسم نور عروج رسول شد بسما

بعین حالت بیداری کہ میدانی
بحد عدل بیارید معجزات مسیح

کہ نیست خالق عالم جز ذات رحمانی
بشر شریک صفات خدا نمی باشد

کہ گوئی ثانی مطلق و را بنادانی
بحرف آنکہ چو لا یحضر جعون گفت خدا

حیات مردہ با عجاز قول شیطانی
بحق ختم رسل آمدہ لما یحیی

چرا مراد نداری حیات جسمانی
شفائے دیدۂ اکمہ یعنی شب کور

مسلم ست ز اعجاز نزد حقانی
نہ چو سالک ایں راہ بے خبر ہستی

بگو حقیقت روح امیں چہ میدانی
نداد نعمت عظمیٰ ترا خدائے قدیر

خموش باش کہ نابلد شہر عرفانی
چہ میرزا کند اقرار اتباع رسول

بگفت ایں ہمہ فیض نبی سبحانی
اگر حقیقت یاجوج گفت می دانم

چہ شد کہ ہست غلام رسول یزدانی
بداد فتویٰ تکفیر گر میاں صاحب

خلاف مذہب حق از طریق عدوانی
عجب مدار ہمیں ہست مسلک علما

ببیں فتاویٰ تکفیر پیر جیلانی
ز دست شاں نہ اماں یافت ہستشاہ عشقین

نہ بو حنیفہ نہ مالک نہ شافعی دانی
غنیاء و حسن و برہان حکیم امت ما

مبارک اند نہ از مردمان خذلانی
چرا نداد جواب کتاب تفسیرے

کند چو مہر علی دعوے زباں دانی
بمردہ اند ہمہ عالمان خطۂ ہند

مجال بحث ندارند از پریشانی
کجاست شوکت میر ٹھ رئیس اہل حدیث

کند ز کبر و منی ادعائے لسانی
نویسد از قلم خود جواب تفسیرے

کہ نسبت سب و شتم شیوہ مسلمانی
بصیر ہست شناسندہ امام زماں

مکفر اعور و اعمیٰ ز نور ایمانی
عیاں نشان ضلالت ز چہرہ اش گفتی

ہمیں بحق نبی گفتہ شد بنادانی
رخ رسول چو بو بکر دید مومن شد

فزود مرد شقی را بکفر و طغیانی
دعائے خیر کنم در جواب سب و شتم

کہ در قصیدہ خود دادہ ای بشیطانی

ہمہ دردِ ٹپی آنحضرت اگر بگو کہ کجاست
محتال شد لولاک لمحی وجانی

مسیح و دختر احمد چو زندہ اند مستور
چرا بہ عقد سماوی شدی بحیرانی

دریں صدی کہ گذشتند سالہائی کثیر
چرا مجدد ے نامد ز فضل سبحانی

مثیل حضرت موسیٰ ست احمد مرسل
چرا خلیفہ او در کمال روحانی

مسیح وقت نباشد بہ گلشن ہستی
ہمہ بخوردہ زباغ رسول صنوانی

بہ تیغ قاطع برہاں بداں تو کسر صلیب
استعارہ خنازیر را چوے خوانی

اگر قتال کند مہدی و مسیح زماں
شود چہ سود ازیں قتل و آتش افشانی

بجائے امن جہاں موجب فساد شدی
در آمدی بفزونی بلائے دورانی

بحق او یضع الحرب آمدست صریح
چرا سلاح نذار د بسیف برہانی

شدست دعویٰ مہدی بہ بینہ ثابت
ندیدی تو کسوف و خسوف رمضانی

وقوع واقعہ از پیشگوئے نبوی
مصححی بہ حدیث ضعیف گردانی

سزائے مفتریاں شد ز حق چو قطع وتیں
کن انتظار اخیرش بامر ربانی

بحسن ظن و دعا و بہ صبر و استقلال
ببیں بآخر کارش اگر مسلمانی

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال - کیوں اس زمانہ میں مجدد و مصلح کی ضرورت ہے اور کیا کیا مفاسد وجود مجدد و مصلح کی مستدعی ہیں۔

جواب مذکورہ بالا سوال کا جواب اگر اسلامی اعتقاد کے لحاظ سے دیا جاوے تو اتنا کہدینا کافی ہے کہ چونکہ ہر صدی کے سر پر ایک معلم آسمانی کا آنا ضروری ہے نہ فقط از روئے حدیث نبوی بلکہ از روئے آیت استخلاف و نیز کل وہ مفاسد جو اس مجدد و مصلح کے وجود کی مستدعی ہیں کلیۃً پیدا ہو گئے ہیں اس لیے کسی مصلح کا آنا ضروری ہے رہا یہ امر کہ واقعی نیچرل طور پر کوئی ثبوت مجدد کی ضرورت کا مل سکتی ہے جو قول خداوند عز اسمہ کی مصدق ہو تو اسکا ثبوت بداہتہً ہر طبقہ نیچرل میں مل سکتا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ جمادات سے لیکر نوع انسان تک ہر شئی ہر آن ایک حالت تغیر میں بدلتی رہتی ہے یہانتک کہ ان اشیا خواص بھی کہ آن نئے جوہر دکھاتے ہیں گویا زمانہ کی بوقلمونی انکی تاثیرات وخوبی کو مات نہیں کر سکتی بلکہ اپنی دوڑ میں فوری جوہر ان اشیا میں دیکھتی ہے جو پہلے ماسبق حالت میں نا معلوم تھا سو اسیطرح کلام الٰہی بھی اپنی متن خوبی میں نیچر سے کسیطرح اپنی خوبیوں و معارف کے دکھانے میں پیچھے نہیں سو جیسا نیچر کے عاشق از زمان قدرت اسکے باتیں بدلنے پر بھی معًا پیدا کرتی ویسی کلام الٰہی کے از زمان زمانہ کے بدلنے پر بھی پیدا کر دیتا ہے کیونکہ جب ذات الٰہی بیحد و لا انتہا اپنی ذات مبارک میں ہے تو اسکا قول و فعل بھی اپنی ذات میں بیحد و بے انتہا ہے جیسے اس کے نیچر کے زمان اسکے فرضی زمانہ کی ضروریات پر پیدا ہو جاتے ہیں ویسے ہی اسکے کلام مجید کے سمجھنے والے اپنے موقعہ پر اللہ تعالیٰ آپ بھیجتا رہتا ہے وہ مفاسد جنکو دنیا کیلئے جیسے نیچر خاص خاص بوٹیوں کے اگانے سے علاج پیدا کر دیتی ہے اسیطرح کلام الٰہی خاص خاص مفاسد انسانی کو زائل کرنیکے لیے خاص خاص علاج پیدا کر دیتی ہے گویا فعل و قول خداوندی اپنی تاثیرات و اسباب خیزی میں یقینًا اعجازی مطابقت رکھتی ہیں جس جس قسم کے مفاسد فی زمانہ نیچر سے پیدا ہوتے رہے ویسی ویسی ہی مذہبی دنیا بھی قول خداوندی کے موافق واقعات فاسدہ پیش آتے رہے سو جیسے کہ نیچر میں خاص امراض کے ظہور کیوقت خدا تعالیٰ نے نیچر کو خادم بنا کر ایک حاذق طبیب کے انکو رسائی دیکر شفا بخشی ویسے ہی روحانی امراض کے پیدا ہونے پر اللہ نے سلسلہ انبیاء و اولیا و مجددین و مصلحین قائم کیا جو ضرورت حقہ پر آکر اسی رسوم پاک سے حسنِ آدم کیوقت ایک قوم میں جسکی فساد کی فرشتوں نے بھی دہائی دی تھی امن و صلحکاری پھیلائی تھی اسی کلام سے آج کو فساد کی رفع کیلئے بھی مجدد و مصلح کی ضرورت ہے۔ زمانہ شاہد ہے اور تاریخ بتاتی ہے کہ کس طرح قومیں ترقی و تنزل روحانی و جسمانی کرتی ہیں اور کیا کیا رذیل اسباب انھوں نے تنزل کے لیے پیدا کیے اور کیا کیا۔ اعلیٰ اسباب کسی مصلح کے انہیں انکو ذلت و پستی سے نکالنے میں پیدا ہو گئے یہ بیان کا محتاج نہیں تاریخیں ہر قوم و ہر ملت کی موجود ہیں جو چاہے دیکھ سکتا ہے کل اقوام کی پستی کے اسباب ایک ہی ہیں اور کل کے عروج کی ایک ان سب کی تہ میں وہی آیت قرآنی کام کر رہی ہے جو سطر ہے سے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم مفاسد کی موجودگی ضرور بالضرور مصلح کی آمد کی نشان ہے جیسے سو ہوا بارش کی خوشخبری لاتی ہے ویسی ہی مفاسد دنیا مصلح کی خوشخبری لاتی ہیں موجودہ صورت زمانہ کی اگر تفصیلاً ذکر کی جاوے تو ایک زمانہ چاہیے اور ایک ضخیم کتاب اسکی فہرست کے لیے کہ جس پہلو دیکھو جا بجا پڑا تالو مفاسد زمانہ ہر شاخ و شعبہ اخلاق کے لحاظ سے مردہ مچھلی کیطرح بر سطح آب تیرتے ہیں ہر ایک بالغ خرد ذرا سی چشم زدن میں معلوم کر سکتا ہے چہ جائیکہ بیان کریں یا بیان کردہ کو پڑھنے میں وقت تحریر خرچ کیا جاوے قوموں میں دنیاوی لحاظ سے کیا مذہبی لحاظ سے کیا ملکی لحاظ سے کیا خوف و خشیت الٰہی کو سرد مہری پیدا ہو گئی ہے السیمین خلت و پیار قطعًا جاتا رہا حیا و شرم مفقود ہے فحش کی عادت پیدا ہو گئی اپنی غرض النفسانی نہیں بے پروائی ہو گئی مذہبی مشاغل دو کاندار سمجھے گئے پابندی مذاہب جنون یا مانیا دہریت و بیکرداری وضعداری و خوبی شاہان وقت کو زمانہ بین مذاہب کے مددگار معین سمجھتے تھے مذہبی پالیسی میں انٹرسٹ لینا سلطنت کی بربادی سمجھنے لگے گویا انکے نزدیک سلطنتوں کی بربادی مذہبی شوق اور خدا پرستی میں ہے مذہب میں موثر ہیں ان کے عروج و آسودہ حالی و ملکداری کا رتین ہے الغرض کہانتک بیان کیا جاوے نہ محکوم قوموں میں خدا پرستی ہے نہ حاکموں میں زمین الٰہی محبت سے بیزار ہے بحر و بر الغیاث پکار رہی ہیں قریب ہے کہ آسمان سے ایک مصلح کا نزول ہو بلکہ ہو گیا ہوتا کیونکہ زمین ماجرہ کیطرح اپنے بچوں کے لیے ایک عرصہ سے العطش العطش پکار رہی ہے پھر کیا وجہ کہ آسمان فریاد رس خدا لبیک لبیک کہکر اپنے عرش سے ندا دے کہ اے زمین ہاجرہ اٹھ اور جا اپنے بچہ کو دیکھ کہ جنہوں نے پاؤں مارتے ہیں وہیں سے حیات کا چشمہ دودھ سا سفید اور شہد سا میٹھا پانی لیکر نمودار ہوا ہے اے غفلت کے شکار و غفلت سے جاگو اور بستر آرام سے کروٹ بدلو اور دیکھو تمہارے لیے ہاں تمہارے لیے آسمان سے اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت مستمرہ کیموافق بطن قادیان سے ایک شخص پیدا کیا اور یہ وہی شخص ہے جسکو دانیال نبی نے اپنی کتاب میں اور عیسیٰ ابن مریم نے اپنی کتاب میں اور پیغمبر آخر الزمان نے صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاک لبوں سے فرمایا تھا کہ جب سورج اور چاند گہن لگے اور جب ایک شخص قتل ہو اور یاجوج ماجوج اپنی زمینوں سے نکلیں اور دجال کی شرارت حد سے گذرے اور مومنوں میں برائے نام ایمان ہو تو اس وقت ایک مجدد فارسی الاصل مادر النہر

الطلاق فی الاسلام

مصری اخبار المؤید میں اس عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا (جسکا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔)
ایڈیٹر

اگر کوئی شخص اس بات کا دعوےٰ کرے کہ صرف مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے آبادی کے مسئلہ کیطرف خاص توجہ کی ہے اور اُن اصولوں کو بیان کیا ہے جنپر اُس کی ترقی کا دارومدار ہے تو یہ ہرگز مبالغہ نہ سمجھا جاویگا کیونکہ آبادی کی بنیاد خاندان کے پیدا کرنے پر ہے۔ قرآن مجید میں کسی مسئلہ کی نسبت اس قدر احکام وارد نہیں ہوئے جس قدر کہ اس کی نسبت وارد ہوئے ہیں۔ کوئی سورۃ ایسی نہیں جسمیں نظام خاندان کا کوئی اصول بیان نہ کیا گیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر اوقات اور موقعوں پر اکثر اہم امور کی نسبت سوال کیا جاتا تھا آپ کبھی تو قرآن مجید کی زبان میں اور کبھی اپنے اجتہاد سے جواب دیتے تھے مگر آپ کو کبھی ایسا جواب دینے کا اتفاق نہیں ہوا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے "† قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا وتشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما ان اللہ سمیع البصیر"۔ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کیا ہے۔ آپنے فرمایا کہ تو اُس پر حرام ہوگئی۔ اس پر وہ عورت اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگی حتی کہ قرآن مجید نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا اور شوہر کے قول کو ایک بیہودہ اور جھوٹی بات فرمایا۔ مذہب اسلام ظہار کرنے والوں کو یہ سزا نہیں دیتا کہ عورت اس پر قطعاً حرام ہو جاوے بلکہ ایسی سزا تجویز کرتا ہے جس کا اثر خاص مرد کی ذات تک محدود رہے۔ خدا وند تعالےٰ فرماتا ہے:

"† الذین یظاھرون من نسائھم ما ھن امھاتھم ان امھاتھم الا اللائی ولدنھم وانھم لیقولون منکراً من القول وزورا - ان اللہ لعفو غفور - والذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذالکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر۔ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ذالک لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ وللکافرین عذاب الیم"

قرآن مجید میں دو سورتیں عورتوں کے نام کے ساتھ موسوم ہوئی ہیں "ایک طوال" اور دوسری قصیر یعنی طلاق۔ ایک تیسری سورۃ بھی انہیں کے ساتھ شامل ہونی چاہیئے یعنی سورۃ مجادلہ جسمیں شوہر اور زوجہ کے تعلقات کی نسبت بحث ہے۔ اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اس چھوٹے سے گروہ یعنی خاندان کو ایک عظیم الشان چیز ظاہر کرنا مقصود ہے جس سے مرکب ہوکر قوم کا گروہ بنتا ہے۔

---

† مسلمانو!! جو لوگ تم میں سے اپنی بیبیوں کے ساتھ ظہار کر بیٹھیں وہ کچھ اُن کی مائیں تو نہیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ مگر ہاں بی بی کو ماں کہہ بیٹھنے سے اُنھوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات کہی اور بیشک اللہ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں۔ پھر لوٹ کر وہی کام کرنا چاہتے ہیں جسکو کہہ چکے ہیں کہ نہیں کرینگے تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد کو ایک بردہ آزاد کرنا چاہیئے۔ مسلمانو! تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے تاکہ اُس پر کاربند رہو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اُس کی سب خبر ہے پھر جسکو بردہ میسر نہ ہو وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اور جس سے نہ ہو سکیں تو ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یہ حکم اس لئے دیا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر پورا ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں اور جو لوگ منکر ہیں اُن کو عذاب ہے۔

جو امر اسلام میں اس قدر مہتم بالشان ہے وہ بیشک اس بات کا سزاوار ہے کہ سب سے پہلے ہمارے علماء کی جماعت میں مابہ البحث قرار دیا جاوے اور اس میں اختلافات کا بالکل نام ونشان بھی باقی نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ لازم ہے کہ اس کے لئے ایک خاص نظام قرار دیا جاوے جس میں حدود اللہ کی پوری پوری رعایت کی گئی ہو اور وہ اس طرح پر جاہلوں کے ہاتھ میں نہ رہنا چاہیئے جیسا کہ اس وقت ہے۔

خداوند تعالےٰ نے تمام قوم کو یا ان لوگوں کو جن کے ذمے قومی نگرانی عاید کی گئی ہے اس طرح پر خطاب کیا ہے "وان † خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکماً من اھلہ وحکماً من اھلھا" یوں نہیں فرمایا کہ زوجہ اور شوہر دونوں اپنے اپنے حکم بھیجیں بلکہ قوم یا اولی الامر کو حکم دیا ہے تاکہ ان کو قوم کی طرف سے قوت حاصل ہو۔ اور اُن کے فیصلہ کے نفاذ میں کوئی امر مانع نہ ہو سکے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ صریح حکم کیوں وجوب سے پھیر کر استحباب کی طرف لایا گیا بلکہ بالکل محو کر دیا گیا ہے حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسئلہ تحکیم کو نہایت عظیم الشان اور اہم کاموں کی بنیاد قرار دیا ہے جیسا کہ حضرۃ علی رضا اور حضرۃ معاویہ کے درمیان خلافت کے قصہ کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ مگر اُن کے بعد ایسے خلف پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی تمام ہمت اور قوت قوموں کے مغلوب اور مقہور کرنے میں صرف کی اور اُس کے سوا اپنے تمام فرائض دوسروں کے ذمے ڈالدیئے۔ پس ہم اُن امراء میں جو خلفاء کے نام سے مشہور ہیں کوئی ایسا شخص نہیں پاتے جس نے اُن احمقوں کے روکنے کے لئے جو اس اجازت (یعنی طلاق کی اجازت) کو بہت بری طرح استعمال کرتے ہوتا ہے:

بقیہ حاشیہ † اگر تم کو میاں بی بی میں کھٹ پٹ کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبے میں سے مقرر کرو اور ایک پنچ عورت کے کنبے میں سے لو۔

---

† اے پیغمبر اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تجھ سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

تھے۔ تحکیم کی آیت پر کسی وقت عملدرآمد کیا ہو سلام کا ایک اصول ہے کہ اگر کوئی دولتمند شخص اپنی دولت میں بری طرح تصرف کرتا ہو تو وہ تصرف سے روک دیا جاتا ہے (جیسا کہ اس وقت کورٹ آف وارڈس کے ذریعہ سے انتظام ہوتا ہے) اگرچہ ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنے مال میں تصرف کرسکتا ہے لیکن اس حکم میں یہ مصلحت ملحوظ ہے کہ قوم کی خود قوم کی طرف سے نگرانی ہو۔ تاکہ ہر شخص اپنی تمام کاروبار میں اعتدال کے طریقہ پر ثابت قدم رہے۔ قومی زندگی میں شوہر اور زوجہ کے درمیان جو تعلق اور ارتباط ہے وہ اس تعلق کی نسبت زیادہ قوی ہے جو ایک شخص کو اپنے مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس مین پوچھتا ہون کہ اس مین کیون نہین احتیاط کیجاتی اور اس کو کس واسطے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اسمین احمق لوگ جسطرح چاہین تصرف کرین؟ اگرچہ ہمارے امراء اور حکام اس کو پسند کرتے ہون مگر اسلام علانیہ اس کا انکار کرتا ہے ؁

اکثر مجلسون مین مینے بعض کو آہستگی کے ساتھ یہ بات کہتے سنا کہ اس تحکیم کی آیت پر خلفائے راشدین کے مبارک زمانہ مین بھی عملدرآمد نہین ہوا حالانکہ یہ وہ لوگ ہین جو قرآن مجید کے رموز اور اسرار سمجھتے اور اس پر عمل کرنے مین سب سے زیادہ حریص تھے مین اس کے جواب مین عرض کرتا ہون ذرا تامل کیجئے یہ خیال آپ کو صرف انہیں کتابون پر اکتفا کرنے سے پیدا ہوا ہے جو آپکے ہاتھو مین ہین اور کسی مجھ جیسے شخص سے جو اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کا موقع نہین ملا۔ کشاف مین تحکیم کی آیت کی نسبت لکھا ہے کہ عبیدہ سلیمانی سے مروی ہے کہ مین حضرۃ علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین حاضر ہوا ایک عورۃ اور اُسکا شوہر بھی آپ کی خدمت مین حاضر تھے اُن دونون کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے ان دونون جماعتون نے اپنی اپنی طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیا حضرۃ علی نے اُن دونون حکمون سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ کونسا فرض تمہارے ذمہ عائد کیا گیا ہے؟ تمہارا فرض یہ ہے کہ اگر تم زوجہ اور شوہر مین تفریق مناسب سمجھو تو تفریق کردو اور اگر تم ان دونو کو جمع کرنا مناسب خیال کرو تو ان کو جمع کردو

اس پر شوہر نے کہا کہ مین تفریق نہین چاہتا حضرۃ علی رضؓ نے فرمایا کہ جھوٹا ہے تجھکو کتاب اللہ کا حکم بہرحال ماننا پڑیگا ؁

عورۃ نے کہا کہ مین قرآن مجید کے حکم پر راضی ہون خواہ میری مرضی کے موافق ہو یا مخالف۔ علماء مسلمین کو اسپر غور کرنا چاہئے اگر انکو اپنے دلائل کی اصلاح کی ضرورت ہو ؁

لوگون کے دلون مین سخت گھبراہٹ پیدا ہوگی جبکہ انکو یہ بات محسوس ہوگی کہ ہماری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ عورۃ کو اُس کے وہ حقوق دئے جائین جو اُس کو بحیثیت زوجہ ہونے کے حاصل ہین اگر خداوند تعالےٰ نے عورت کو کوئی ایسی قدسی قوت عطا فرمائی ہوتی جس سے اس کے نفس مین دائمی اطمینان پیدا ہو جاتا اور اس پر خواہشات کے تسلط کا اندیشہ باقی نہ رہتا تو ہم ایسی حالت مین مردون کو ان کی موجودہ حالت گمراہی پر چھوڑ دیتے۔

اکثر عورتون کی حالت پر جو اُن کی شوہرون کے ساتھ ہے کسی قدر غور کرو۔ مین اسبات کا ذمہ دار ہون کہ اُس شقاوت اور بدبختی کے دور کرنیکا خیال تمہارے دلون مین ضرور پیدا ہوگا اور تمہاری ہمت کو اُس کے دفعیہ پر آمادہ کرے گا ؁

مرد عورۃ کو ایسا اسباب خیال کرتا ہے جو اُس کے ہاتھ مین ہے اور خاص اُس کی ملک ہے جسمین کوئی دوسرا شریک نہین ہے وہ اس مین جسطرح چاہے تصرف کرسکتا ہے اس خیال کی بنیاد پر وہ کبھی اس کو معلقہ چھوڑ دیتا ہے اور کبھی بے گناہ طلاق دیدیتا ہے اور خدا کی مرضی کے خلاف اس کو نقصان پہنچاتا اور احکام خداوندی کو پس پشت ڈالدیتا ہے۔ عورۃ نہایت حیران اور پریشان ہوتی اور کسی کو اپنا مددگار نہین پاتی ہم نے ایک ڈراما کا جو پورٹ سعید کے قاضی کے سامنے کیا گیا ایک نہایت عجب سین دیکھا ہے اور وہ یہ کہ ایک عورت چادر اوڑھتی ہے اور قاضی فوراً فسخ نکاح کا حکم دیدیتا ہے ایسا اتفاق بارہا سنا گیا۔ کیا ہمارے حاکمون اور رئیسون کو مناسب ہے؟ ہماری قومی مصیبت نہایت سخت اور خطرناک ہوگئی ہے خدا کے لئے ہماری فریاد سنو اور قوم کی حالت پر جس کی اصلاح کا بار آپکے ذمہ ڈالا گیا ہے کسی قدر غور و فکر کرنے کی زحمت گوارا کرو

ایسے اہم مسائل مین صرف ایک مجتہد کی رائے پر اکتفا کرنا کسی طرح مناسب نہین ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ دوسرے ائمہ کی رائین اس مسئلہ مین قومی مصلحتون کیمطابق اور قوم کو ہلاکت اور بربادی سے بچانے مین زیادہ تر مفید اور کارآمد ہون قسطنطنیہ کے علماء نے مصری علماء پر سبقت کی کہ انہون نے شرعی احکام کا ایک مجموعہ مرتب کردیا جس مین انھون نے صرف امام اعظم کے مذہب کی پیروی نہین کی بلکہ انھون نے قوم کی مصلحت کو مدنظر رکھا ہے اور اُسی کے مطابق معاملات مین شرعی احکام لکھے ہین پس اگر طلاق کے مسئلے مین بھی اسی طریقہ کی پیروی کی جاوے تو بیشک نہایت مفید ہوگا۔ جنکو خدا نے توفیق دی ہے ان پر یہ بات چندان مشکل نہیں ہے

(قوم کی بہبودی کا خواستگار المؤید)

بیعت کا کالم

نام — مقام — ضلع

غلام رسول — خوشاب — شاہپور۔
فتح بی بی زوجہ غلام رسول — 〃
فتح دین — 〃
غلام بی بی زوجہ فتح الدین — 〃
جلال بی بی زوجہ مولوی فضل الدین صاحب — 〃
فتح بی بی زوجہ محمد دین — لاہور — شرقپور
محمد عبداللہ صاحب — بمبئی
سوہنی خان نمبردار صاحب — ساونان — جالندہر
غنی خان نمبردار صاحب — 〃 — 〃
منشی دلاور خان صاحب — پشاور شہر
بھاگی زوجہ شرف الدین صاحب — کہاریان — گجرات
محمد عبداللہ — 〃 — 〃
گہند بلا — گوڑ پڑ — جالندہر — نون شہر
الہ بخش — 〃 — 〃 — 〃
خیر الدین — 〃 — 〃 — 〃
سید ہو — 〃 — 〃 — 〃
الہ بخش — 〃 — 〃 — 〃
محمد بخش — 〃 — 〃 — 〃
بدر الدین — 〃 — 〃 — 〃

تثلیث و توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

کتا اپنی جبلی شرارتوں سے حضرت مسیح اور ان کی والدہ صدیقہ کے چال چلن پر ناجائز حملہ کریں اور ان کی عصمت اور طہارت سے محروم قرار دیں جس نہایت مکروہ صورت پر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ پر بہتان لگائے گئے اور ان کی عیب شماری کی گئی۔ اس کی نظیر دوسرے تمام نبیوں میں نہیں پائی جاتی۔ حضرت مریم صدیقہ اور انکے سعید لڑکے کو ایسے بہتانوں سے جو کچھ دلی صدمہ پہنچا ہوگا اس کا اندازہ ہر ایک شریف کر سکتا ہے انھی بہتانوں کی وجہ سے یہود پر یہ پھٹکار پڑی کہ جو عیب وہ حضرۃ مریم اور حضرت مسیح پر لگاتے تھے وہی [illegible] انکے مردوں اور عورتوں میں [illegible] کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو قوم کسی [illegible] پر عیب لگاتی ہے وہ اسی عیب میں خود گرفتار ہو جاتی ہے مثلاً یورپ کے پادریوں اور ان کے پیروؤں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شہوت پرستی کا الزام لگایا تھا آخر یہ لوگ جس قدر استیفاء لذات اور ناجائز شہوات میں گرے اور جس قدر ایک گروہ کثیر یورپ کے مردوں اور عورتوں نے کھلی کھلی حرام کاری کے نمونے دکھلائے دنیا کی [illegible] میں اس کی نظیر تلاش کرنا ایک عبث کوشش ہے۔ غرض جو کچھ حضرت مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہود نامسعود نے ایک طومار عیبوں کا جمع کر رکھا ہے اور جیسا کہ ان کی ساری زندگی گناہ سے بھری ہوئی زندگی قرار دی ہے یہ نظارہ پادریوں کے لئے ایک نہایت عبرۃ کا نظارہ ہے اور اس سے سمجھ آسکتا ہے کہ کیونکر ہر ایک شخص کے لئے عیب جوئی کا میدان وسیع ہے۔ پھر ان خیالات میں پڑنا کہ دوسرے تمام نبیوں کو گنہ گار قرار دیں اور مسیح کا نام معصوم رکھیں۔ گویا خود لوگوں کو توجہ دلانا ہے۔ کہ اٹھو تم بھی یسوع مسیح کے عیبوں کی تلاش کرو۔ وہ یاد رکھیں کہ اس غیر مہذب اور گندے طریق میں پڑ کر ان کو کامیابی نصیب نہیں ہوگی اور نہ یہ شریف اور نیک فطرت انسانوں کی عادت ہو سکتی ہے کہ خدا کے ان مقدس نبیوں کو گالیاں دیں اور ان کا نام فاسق اور فاجر رکھیں جنکو اس قادر حقیقی نے کروڑہا مخلوقات کا پیشوا ٹھہرا کر جاہ و جلال کے تخت پر بیٹھا دیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ تم دوسرے نبیوں کو بد کہکر مریم کے بیٹے کو نیک نہیں بنا سکتے خدا کے تمام پاک نبی ایک وجود کے حکم میں ہیں۔ جب وجود واحد میں سے ایک عضو کی صحت خراب ہو جائے تو سارے وجود کی صحت خراب ہو جاتی ہے کسی کا عیب مت تلاش کرو کہ وہی عیب تم پر لگایا جائیگا۔ گمان مت کرو کہ دوسرے نبیوں کو عیبناک ٹھہرا کر یسوع مسیح بے عیب ثابت ہو جائیگا بلکہ خدا کی غیرت جو اس کے پاک نبیوں کے لئے ہے وہ تمہیں دکھائے گی کہ یسوع کے مخالفوں نے سب سے زیادہ اس کے عیب دکھلائے ہیں یہاں تک کہ انھوں نے اس کی والدہ کی عزت پر حملہ کرکے یسوع کی ولادۃ کو بھی عیبناک صورت میں دکھایا ہے پھر معصوم کیا اور عصمت کس بات کی۔ یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع کی ولادۃ کے بارے میں زبان بند کردی اور ان کو تعلیم دی کہ تم بھی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا تھا ورنہ اگر قرآن بھی وہی رائے حضرۃ مسیح کی ولادۃ اور ان کی ماں کی چال چلن کی نسبت ظاہر کرتا جو یہودیوں نے ظاہر کی تھی تو تمام دنیا اسی کثرۃ رائے کی طرف مائل ہو جاتی اور ضرورۃ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرۃ مسیح اور ان کی ماں کی معصومیت ثابت کرنا ایک امر محال اور غیر ممکن ہو جاتا۔ اور گو اب بھی لوگوں کو اس جدید منطق کی طرف راہ نہیں کہ کیونکر روح القدس کنواری عورتوں کو عطیہ حمل عطا کرتا ہے اور نہ کسی کے پاس اس کی نظیریں ہیں لیکن چونکہ اسلام نے وحی الٰہی کی اطاعت سے اس قسم کے حمل کو مان لیا ہے اس لئے ایمانی رنگ میں نہ کسی دلیل سے مسلمانوں کو قبول کرنا پڑا کہ ایسا ہی ہوگا۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح کا یہ کہنا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتی کہ مسیح اس طرح کی تعریف سے ناخوش تھا جب تک اس کو خدا خدا کرکے نہ پکارا جائے بلکہ ہر ایک ایماندار کا کانشنس اسی پر گواہی دیتا ہے کہ مسیح نے خدا کی عظمت اور جلال کو یاد کرکے اپنی فطرتی کمزوریوں کو تصور میں لاکر نہ چاہا کہ اس کو نیک کہا جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ مسیح نے اس کلمہ سے اس نیک کہنے والے کو یہ بھی جتلایا کہ جب تم لوگ اپنے دلوں میں مجھے اچھا نہیں جانتے اور کہتے ہو کہ یہ شخص شراب خوار اور بے قید اور اجنبی عورتوں سے تعلق رکھنے والا اور ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور نہ سبت کی تعظیم کرتا ہے بلکہ میری ماں پر بھی ایسی ایسی تہمتیں لگاتے ہو تو پھر مجھے نیک کہنا کیا فائدہ۔ زبان سے وہی بات کہو جو تمہارے دل میں ہے یہ خیال اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہود اب تک مسیح کو اچھا نہیں جانتے۔ جس شخص نے یہودیوں کی کتابیں دیکھی ہوں گی یا ان کے علماء سے مسیح کے چال چلن کی نسبت کچھ استفسار کیا ہوگا وہ میرے اس بیان کی تصدیق کرے گا کہ عیسائیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو نکتہ چینی کی ہے۔ وہ اس نکتہ چینی سے بہت ہی تھوڑی ہے جو یہودی حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کرتے ہیں کوئی ایسا الزام جو تقویٰ اور نیک چلنی کے برخلاف ہو تصور میں نہیں آسکتا

جو یہود نے حضرت مسیح اور اُن کی ماں اور اُن کے حواریون پر نہیں لگایا جس قدر گستاخی سے حضرت مسیح اور ان کی ماں کی نسبت انہون نے عیب شماری کی ہے ایک مسلمان کی قلم سے وہ باتین نہین نکل سکتین لیکن یہودیون کے اعتراض کو توڑنا سہل بات نہین وہ خدا کے مقدس کلام کو پیش کرکے کہتے ہین کہ ضرور تہا کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا مین آتا جیسا کہ ملاکی کی کتاب مین بصراحت موجود ہے پھر ابن مریم سچا مسیح کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ اُس کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے نازل نہین ہوا۔ یہودی مسیح کی اس تاویل کو نہین مانتے کہ ایلیا کے نزول سے مراد کوئی اور شخص ہے یعنی یوحنا جو ایلیا کے خو اور طبیعت پر آیا وہ کہتے ہین کہ یہ ملحدانہ تاویل ہے اور ایک اور گناہ ہے جو اُس سے ظہور مین آیا کیونکہ اس نے اپنے تئین مسیح صادق ٹھہرانے کیلئے خدا کے کلام کی تحریف کی۔ ایک یہودی فاضل اپنی کتاب مین جو اسوقت میرے سامنے رکھی ہے لکھتا ہے کہ ہمارے لئے خدا کے سامنے یہ حجت بس ہے کہ خدا نے ملاکی نبی کے صحیفے مین یہ خبر دی ہے کہ خود ایلیا نبی دوبارہ دنیا مین آویگا یہ نہین کہا کہ اس کا مثیل آئیگا۔ پھر ان کا ایک اور اعتراض یہ ہے کہ انجیلون مین اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مریم روح القدس سے حاملہ ہوئی تھی لیکن اعمال باب ۲-۳۰ مین لکھا ہے کہ خدا نے داؤد نبی سے قسم کھا کر کہا کہ مسیح تیری نسل سے ہوگا اگر مسیح روح القدس سے ہے تو داؤد کی نسل کیسے ہو سکتا ہے اور توریت سے ظاہر ہے کہ نسل مرد سے کہلاتی ہے ؎

یسوع کی عملی غلطیان

اس امر کا لکھنا بھی اس جگہ غیر موزون نہ ہوگا کہ جسقدر مسیح کی عصمت اور راستبازی کے بارہ مین یہودیون نے نکتہ چینیان کی ہین عیسائی قوم کے بعض محققون نے اُن سے کم نہین کین وہ کہتے ہین کہ انسان معصوم وہ ہوتا ہے کہ جو غلطی کرنے سے بھی معصوم ہو اور گنہ سے بھی معصوم ہو لیکن مسیح سے دونون رنگ مین خلاف عصمت حرکات صادر ہوئی ہین وہ آخر عمر تک شراب پیتا رہا اور شراب پینے کا حامی تہا اور شراب پینے والی اور بدکار عورتون کی اُس ؎ کے پاس ؎ آمد و رفت بھی وہ بعض ناکردہ گناہون کی نقصان رسانی کا بھی موجب ہوا اور اُس نے شراب کو عشاء ربانی یعنی ایک مذہبی رسم مین داخل کرکے عیسائی مذہب مین ہمیشہ کیلئے برا نمونہ قائم کیا جسکا خمیازہ آج تک یورپ کی قومون کو کھینچنا پڑا یعنی شراب کا رواج حد سے زیادہ ہو گیا۔ پس کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ گنہ سے معصوم تہا اور گنہ گار نہ تہا ایسا ہی وہ خطا سے بھی معصوم نہ تھا چنانچہ ظاہر ہے کہ اُس نے محض اپنی ذاتی غرض پر نظر رکھ کر الیاس کی دوبارہ آنے کی پیشگوئی کے حقیقی معنے ترک کرکے تاویل کے طور پر بیان کیا اور کہا کہ ایلیا خود نہین بلکہ اس کی خو اور طبیعت پر کوئی اور آگیا ہے حالانکہ ملاکی نبی کے صحیفہ مین صاف لکھا تہا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ آنا ضروری ہے مسیح کو اس تاویل کی اس لئے حاجت پڑی کہ وہ حقیقی معنون کے رو سے جو ظاہر الفاظ سے نکلتے ہین سچا نبی بھی نہین ٹھہر سکتا تہا چہ جائے کہ اس کو خدا بنایا جاتا۔ پس اس صورت مین اگر مسیح کی نسبت بہت ہی نرمی اور نیک ظنی کی جائے تب بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہودیون کے مقابل پر مسیح نے صریح غلطی کی راہ اختیار کی ہے یا یون کہو کہ خواہ نخواہ سچا مسیح بننے کے لئے ظاہر اور کھلے کھلے معنون کو عمداً ترک کر دیا ہے اگر مسیح نے صحت نیت اور ایمانداری سے انھی معنون کو صحیح سمجہا ہے یعنے یہ کہ حقیقی طور پر ایلیا کی آمد ثانی مراد نہین ہے بلکہ کسی اور کا آنا مراد ہے تو پھر اُس نے اپنی آمد ثانی کے بارے مین بھی معنے کیون بیان نہ کئے کہ وہ خود دوبارہ دنیا مین نہیں آئیگا بلکہ کوئی اور شخص جو اس کی خو اور طبیعت پر ہوگا آئیگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی جس کے آج تک یہودی منتظر ہین مسیح کے دعوے کو باطل کرتی تھی اور اس کو کاذب ٹھہراتی تھی اس لئے اُس نے اپنے تئین سچا مسیح بنانے کے لئے یہی مصلحت دیکھی کہ ایلیا کی حقیقی آمد ثانی سے انکار کر دے بجز اس کے اُس کے لئے کوئی اور راہ نہ تھی اور نہ یہ قدرت تھی کہ اُس کو زندہ کرکے پیش کر سکتا لیکن اپنی آمد ثانی مین اُس کی ایک اور مصلحت تھی اور وہ یہ کہ مسیح کا یہ دعوی کہ داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہون اُس وقت صحیح ثابت نہین ہوا اور جس قدر لوگ اس دعوی کی اُمید پر اُس کے ساتھ ہوئے تھے بہتیرے اُن مین سے مرتد ہو گئے لہٰذا مسیح نے اپنی کلام کو بدلکر یہ کہنا شروع کیا کہ میری بادشاہت زمین کی نہین بلکہ آسمان کی ہے اس سے دوستون کی امیدین ٹوٹ گئین کیونکہ یہودی تو زمین کی بادشاہت کے بھوکے اور پیاسے تھے وہ آسمان کی محض ایک وہمی بادشاہت سے کیونکر تسلی پکڑ سکتے تھے وہ تو اسی امید پر جیتے تھے کہ ایسا مسیح اُن کی قوم مین سے ظاہر ہوگا کہ جو زمین پر ایک زبردست بادشاہت قائم کریگا اور اُن کے دشمنون کو ہلاک کرکے اُن کی ماتحتی سے ان کو نجات دیگا اب بجائے اس کے کہ ان کی سالہا سال کی امیدین پوری کی جاتین حضرت مسیح اس طرح پر اُن کو تسلی دینے لگے کہ نجات دینے سے مراد گناہ سے نجات دینا ہے اور بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت ہے اور ایلیا سے مراد یوحنا ہے جو اُس کی خو اور طبیعت پر آگیا ان استعارون پر ایمان لاؤ اور غیر قومون کی دنرات غلامی کرو اور خوش رہو مین تمہارا ضرور منجی ہون مگر روحانی طور پر اور ضرور بادشاہ ہون مگر آسمانی طور پر اب وہ بچارے مصیبت کے مارے جو غیر طاقتون کے پیرون کے نیچے کچلے گئے

؎ یہ مریم مگدلینی اور نیز اس فاحشہ عورۃ کی طرف اشارہ ہے جس نے مسیح کے سر پر اپنا عطر ملا اور نیز اس قصے کی طرف اشارہ ہے جو یہودیون مین مشہور ہے جو مسیح ایکدفعہ ایک عورۃ پر عاشق ہو گیا تہا اور اُس کی وجہ سے بعض بزرگون نے ہمیشہ کے لئے

تباہ ہوگئے برباد ہوگئے ویران ہوگئے ملک سے جلاوطن کئے گئے غلام بنائے گئے ذلیل کئے گئے ایسے منجی کو کیا کرتے اور ان چند لفظوں پر کیونکر خوش ہوسکتے تھے کوئی عمدہ نمونہ بھی تو نظر کے سامنے نہ تھا حواری جنہوں نے اس منجی کو قبول کرلیا تھا وہ بھی تو طرح طرح کے لالچوں اور عیبوں مین گرفتار تھے جنہوں نے اُس منجی پر ہی آخرکار لعنت بھیجی۔ پھر جبکہ یہودیوں نے کوئی نمایاں کرشمہ نجات کا دکھائی ندیا تو پھر وہ کیونکر مسیح کو منجی مان لیتے انھوں نے بار بار عرض کی کہ حضرت ہمارے گناہ ہونگے آپ کچھ فکر نہ کرین اس کا ہم خود تدارک کرلینگے ہمارے لئے اس کو چھوڑ رہنما توریت کافی ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہین کہ آپ اسکا کچھ زیادہ تر بندوبست کر ہی نہیں سکتے کیونکہ آپکے شاگردون مین کوئی عمدہ نمونہ استقامت اور ترک دنیا کا ظاہر نہین پھر ہمین آپ روحانی نعمت کونسی دینگے ان باتون کو جانے دیجئے ہم ان کو قبول نہین کرسکتے بلکہ ایسی بیہودہ باتون سے قوم کو زیادہ تر نفرت ہوتی جاتی ہے اگر آپ سچے مسیح ہین اور نوشتون کے موافق ہمارے دردون دکھون کو دور کرنے آئے ہین تو ہماری قومی آزادی کا کچھ بندوبست کیجئے۔ غیر طاقتون کی سختی سے ہمین رہائی دیجئے جلاوطن شدہ فرقون کو پھر وطن کا منہ دکھائیے جسمانی مصیبتون سے توریت کے وعدے کے موافق مخلصی دلائیے اور موسیٰ کی طرح فرعونیون پر ہاتھ صاف کیجئے پھر آپ ہمارے اور ہم تمہارے ہین مگر ایسے مسیح کو ہم کیا کرین کہ جو ایک ذرہ بھی ہماری ان مصیبتون کو دور نہیں کر سکتا جنہون نے اسرائیل کی قوم کو آگ کی طرح کھا لیا اور لوہے کے تنور مین ڈال لیا۔ یہ یہودیون کا ایسا سوال تھا جسکا جواب مسیح کو کچھ بھی نہین آیا مگر وہ دل مین محسوس کرگیا کہ اب مین ان کے سامنے لاجواب ہون تب اُس نے چالاکی سے

ایک تیسرا پہلو بدلا یعنے پہلے تو یہ کہا تھا کہ ابھی مین داؤد کا تخت قائم کرونگا اور جب وہ بات غیر ممکن نظر آئی تو جھٹ کہہ دیا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے اور جب یہود نے آسمانی بادشاہت پر ہنسی اُڑائی تو اب تیسرا پہلو یہ بدلا کہ اب تو مین زمین کا بادشاہ ہو نہین سکتا باپ کی بھی مصلحت ہے مگر آخری زمانہ مین مین بڑے جلال کے ساتھ اترونگا اور اسرائیل کی قوم کو غیر طاقتون سے نجات دونگا۔ اب جبکہ مسیح نے پیچھا چھوڑانے کے لئے دور کی ڈالدی اور دل مین یہ خیال کیا کہ اس قدر لمبے زمانہ کی کون تحقیقات کرے گا مگر یہودی بھی ان باتون کے اُستاد تھے اُنھون نے تاڑ لیا کہ یہ ٹوٹالتا ہے تب اُنھون نے بادب عرض کی جسکا یہ خلاصہ تھا کہ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد تب مسیح نے جھٹ چوتھا پہلو بدل دیا کہ ابھی بعض تم مین سے زندہ ہونگے کہ مین آجاؤنگا۔ اور تم ابن آدم کو آسمان کے بادلون پر اُترتے دیکھوگے تب یہودی اپنی درازی عمر کی خوشخبری پاکر خوش ہوگئے اور اس پر زیادہ بحث نہ کی کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ خوشامد کے لفظون پر زیادہ جرح نہین کرتا غرض حضرت مسیح جیسا کہ انجیل مین استاد کہلاتا ہے اس حاضر جوابی کا استاد نکلا مگر افسوس کہ یہ پیشگوئی اُس کی ایسا قابل شرم دروغ تھا جس کی تصریح کی بھی حاجت نہین۔ غرض اس فرقے کے اعتراضات مین سے ایک تو یہی اعتراض ہے جو بیان کیا گیا اور یہ فرقہ لنڈن مین موجود ہے جو فری تھنکر کہلاتے ہین اور ہمیشہ اخبارات اور رسالے انہی مضمون کے شائع کرتے رہتے ہین عیسائی دوسرون پر حملہ کرتے ہین اور وہ عیسائیون پر۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہین کہ جبکہ مسیح الیاس ثانی کی نسبت جو بنصریح صحیفہ ملاکی مین موجود ہے یہ کہتا ہے کہ وہ آنا حقیقی طور پر نہین بلکہ اس سے مراد یوحنا نبی ہے جو ایلیا کی خو اور طبیعت

پر آیا ہے تو مسیح کو مناسب تھا کہ اپنی آمد ثانی کو اسی طور پر قرار دیتا مگر اُس نے ایسا نہین کیا بلکہ دونون موقعون پر دو قسم کی مصلحت کو مدنظر رکھا ہے چونکہ ایلیا کی حقیقی طور پر آمد ثانی مسیح کے پہلے نہیں ہوئی اس لئے اُس کو بات بنانے کے لئے کہنا پڑا کہ ایلیا سے مراد یوحنا ہے تا اپنا دعویٰ برباد نہ ہوجائے لیکن دوسرے موقع پر جہان اپنی آمد ثانی کا ذکر ہے یہودیون کے آنسو پونچھنے منظور تھے تا وہ جسمانی طور پر جیسا کہ وہ انتظار کرتے تھے منجی سمجھ لین لہذا یہی کہدیا کہ مین ہی آجاؤنگا اور یہ سراسر فریب کا طریق ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی کے وقت کچھ کہا اور اپنی آمد ثانی کے وقت کچھ کہا اور دونون پہلوؤن مین اپنا ہی فائدہ مدنظر رکھا۔ یہ تو اعتراض ہے مگر یاد رہے کہ مسیح کا ہرگز یہ دعویٰ نہین تھے بلکہ اُس نے انجیل مین صاف طور پر اقرار کردیا ہے کہ میری آمد ثانی بھی ایلیا یعنی الیاس کے مانند ہوگی دیکھو متی باب ۱۷ آیت ۱۰ سے بارہ تک۔ اس مین مسیح نے صاف اشارہ کردیا کہ الیاس کو دو مرتبہ دکھ اُٹھانا پڑا ایک اپنی آمد اول مین۔ دوسرے اپنی آمد ثانی مین جو بروزی رنگ مین تھی اور ایسا ہی مسیح دکھ اُٹھائیگا صرف یہ فرق ہوگا کہ پہلے دکھ کے ساتھ محض صبر تھا اور دوسرے دکھ کے ساتھ ظفر مقدر تھی۔ پھر اسی انجیل کے ایک مقام مین لکھا ہے کہ مسیح چور کیطرح آئے گا دیکھو انجیل متی باب ۲۴ آیت ۴۳۔ اور ظاہر ہے کہ چور منہ چھپاکر آتا ہے۔ اپنی وضع بدلاکر آتا ہے اور ۱۔ سلاطین۔ اور ۲۔ سلاطین سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو الیاس کے سوانح سے بہت ہی مشابہت تھی مثلاً جن معجزات سے مسیح کو خدا بنایا جاتا ہے اور وہی معجزات ایلیا نے بھی دکھائے تھے بلکہ اُس سے بھی بڑھکر کیونکہ ایلیا کے دشمن اس کی پیشگوئی

اور بد دعا سے اس کی نظر کے سامنے ہلاک ہوتے رہے مگر مسیح ایسا نکرسکا پھر دوسری شباہت یہ ہے کہ جیسا کہ نادان لوگون کا یہ خیال ہے کہ مسیح آسمان پر اٹھایا گیا یہی خیال ایلیا نبی کی نسبت یہودیون کا ہے کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا اور جیسا کہ مسیح کی نسبت کم فہم لوگ اب تک یہ کہہ رہے ہین کہ وہ آسمان سے پھر نازل ہوگا ایسا ہی یہودیو نکا ایلیا کی نسبت اعتقاد ہے کہ وہ بھی نازل ہوگا اور جیسا کہ مسیح دکھ دیا گیا اس کے قتل کا ارادہ کیا گیا ایسا ہی ایلیا کے ساتھ بھی کیا گیا اور جیسا کہ آمد ثانی بروزی طور پر تھی ایسا ہی مسیح کی آمد ثانی بھی بروزی طور پر ہے اسی کی طرف مسیح متی باب ۱۷ - آیت ۱۰ سے ۱۲ تک اشارہ کرتا ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ جسطرح ایلیا نے اپنی آمد اول مین مخالفون کے ہاتھ سے دکھ اٹھایا اور پھر آمد ثانی مین بروزی طور پر دکھ اٹھایا ایسا ہی مسیح کے ساتھ ہوا اور ہوگا گو آخر وہ فتح یاب ہوکر خدا کا جلال ظاہر کریگا - غرض یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کہ داؤد کا تخت قائم کرنے کی پیشگوئی جب صحیح نہ نکلی تو مسیح نے اس غلطی کی پردہ پوشی کیلئے اپنی آمد ثانی کا وعدہ کیا گویا شک کرنیوالوں کو سراسر فریب سے یہ اطمینان دینا چاہا کہ گو اب مین داؤد کے تخت کو قائم نہین کرسکا مگر آخری زمانہ مین مین دوبارہ آؤن گا اور پھر داؤد کا تخت قائم کرون گا کیونکہ جیسا کہ ہم بھی بیان کرچکے ہین مسیح نے ہرگز دعوے نہیں کیا کہ فی الحقیقت مین ہی دوبارہ آجاؤن گا ایسا خیال کرنا حضرت مسیح پر سراسر تہمت ہے بلکہ انھون نے یونس سے اپنے تئین شباہت دیکر یہ سمجھایا کہ مین قبر مین داخل ہون گا مگر نہ مردہ بلکہ زندہ اور ایلیا سے اپنے تئین مشابہت دیکر یہ سمجھایا کہ میری آمد ثانی ایلیا کیطرح ہوگی اور دونون قسم کی آمد مین جاہل لوگ مجھ سے دشمنی کرینگے جیسا کہ ایلیا سے کی سو آج یہ سب باتین پوری ہوگئیں کیونکہ جبکہ یہ راقم مسیح کی روح کے رنگ سے رنگین ہو کر اور اسی کے لباس مین ظاہر ہوا تو نہ مسلمانو نے مجھے قبول کیا نہ عیسائیون نے اور مین کافر ٹھہرایا گیا اور قتل کے فتوے لکھے گئے +

یسوع کی تعلیم کی غلطیان

اب پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ عیسائی قوم کے نکتہ چینیون نے جیسا کہ مسیح کو اعمال کے رو سے غیر معصوم اور گنہگار ٹھہرانے کے لئے بہت کوشش کی ہے اور ایک بڑا ذخیرہ مثالب کا اس کی نسبت طیار کیا ہے ایسا ہی اس امر کا بھی ثبوت دیا ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے بھی معصوم نہیں تھا اور اس کی تعلیم خطا سے پاک نہین ہے مثلاً اس نے اپنے تمام شاگردون کو خصی ہونے کی ترغیب دی اور ظاہر ہے کہ خدا نے ہرگز یہ ارادہ نہین کیا کہ تمام انسان خصی ہوکر سلسلہ دنیا کا ختم کرین سو اس سے ثابت ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے ہرگز معصوم نہیں اور ایسی عقل اس کو ہرگز عطا نہین کی گئی تھی جو غلطی سے اس کو بچاتی - پس جس خدا نے اس کو غلطی سے نہیں بچایا کیونکر یقین ہو کہ اس کو گناہ سے بچایا ہوگا اور مسیح خود اقرار کرتا ہے کہ معصوم الفعل نہ ہونا ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ معصوم القول نہ ہونا جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ جو چیز اندر جاتی ہے وہ انسان کو ناپاک نہین کرتی ہے جو اندر سے نکلتی ہے یعنے برے کلمے جو کفر اور فسق کی تعلیم دیتے ہین حقیقی گناہ بھی ہے اور عملی گناہ انکی فرع ہین +

ایسا ہی مسیح کی تعلیم کا ایک یہ بھی مسئلہ ہے کہ خدا پیٹ مین رہا - خدا پیدا ہوا - خدا نے بچہ دیا - خدا بچہ بنگیا - اور خدا بجز اس کے پورا خدا نہین ہوسکتا جبتک کہ روح القدس اس سے شامل نہ ہوا اور نیز یسوع ابن مریم بھی شامل نہ ہو اور جب یہ تین اکٹھے ہوجائینگے تب ان کو کہا جائیگا کہ یہ ایک خدا ہے ورنہ نہین اب ظاہر ہے کہ یہ کسقدر بیہودہ گمان اور خطائی القول ہے اگر مسیح گناہ سے معصوم ہوتا تو ان بیہودہ باتون سے بھی ضرور معصوم ہوتا کیونکہ اعمال مین نہ معصوم ہونے سے صرف اپنی ذات پر اثر پڑتا ہے لیکن اقوال مین نہ معصوم ہونے سے تمام دنیا پر بد اثر پڑتا ہے اور جو شخص اپنے اعمال مین معصوم نہین وہ صرف آپ ہلاک ہوتا ہے اور جو شخص اپنے قول مین معصوم نہیں وہ نہ صرف اپنے تئین ہلاک کرتا ہے بلکہ تمام بنی نوع کو ہلاک کرنا چاہتا ہے بلکہ قول کے گناہ نسبت فعل کے گناہون کے زیادہ سخت ہین کیونکہ جھوٹ اور بیجا مبالغہ اور گالی اور لعنت اور بدزبانی اور کفر اور شرک اور جھوٹی گواہی یہ سب قولی گناہ ہین اور کچھ شک نہین کہ یہ فعلی گناہ سے بدرجہا بڑھکر ہین ظاہر ہے کہ عملی گناہ کے لئے ہمیشہ کا جہنم نہین مگر قولی گناہ کے لئے ہمیشہ کا جہنم ہے -

مذکورہ بالا عیسائیون کا ایک یہ بھی اعتراض حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہے کہ یسوع مسیح کی یہ تعلیم جیسا کہ عیسائی صاحبان سمجھے بیٹھے ہین کہ انسان اعمال سے نہین بلکہ یسوع مسیح کے خون سے نجات پائیگا - اس تعلیم نے کروڑہا بندون پر گناہ کے دروازے کھولدئے ہین - اور فسق و فجور اور بے قیدی مین جو کچھ حالت یوروپ کی ہورہی ہے اور جسقدر اکثر اُن کے صلاحیت اور ضبط شہوات

(باقی آئندہ)

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ضمیمہ اخبار الحکم نمبر ۲۴ ج ۷

شیشی خورد عہ

جوہر عشبہ مغربی یا سارسا پریلا

شیشی کلاں ۲/

ان امراض کا عروج بڑے شد و مد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے۔ جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خون کو ردی کردے تو اس کو کوئی درست کر سکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو دبوتا نہین بلکہ عالم وجود کو کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنیکے لئے مسلم حکماء سلف و خلف کا نسخہ ہے۔ اس کے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اس کو محافظِ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا قرار دیا ہے یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون کو تباہ کرکے گوناگون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے وجع مفاصل۔ تیرگی خارش۔ پھوڑے۔ پھنسی۔ زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناصور۔ بھگندر۔ چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین۔ تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ جلدی بیماریون سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو ہاتھون اور پاؤن کے تلوون مین جلن رہتی ہو۔ ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتون کے رحم کے بگاڑ اور تلوون کے درد وغیرہ کو بھی بھی دور کرتا ہے۔ شیشی کلان ۲/ محصولڈاک ۸/ شیشی خورد عہ ۸/

حب قبض کشا

بمحصول

حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے جنکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے۔ طبیعت اُن کی پریشان سر مین درد۔ منہ بدمزہ۔ سر بھاری۔ پیٹ مین ریاح۔ منہ سے بدبو۔ زبان میلی رہتی ہے ان گولیون کے استعمال سے ورم جگر نفخ۔ قراقر دل کا دھڑکنا۔ جسم کا تھکنا سُن ہو جانا۔ کثرت تھوک۔ کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتا ہے ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کھانے سے اور صبح اجابت با فراغت آجانے سے طبیعت بشاش۔ جسم ہلکا۔ انسان چست اور چالاک اور توانا رہ سکتا ہے اور یہی بھید عمر طبعی کو پہونچنے کا ہے ÷ دو درجن عہ

پتہ

زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی

ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

موچی دروازہ اعوان منزل

استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالےٰ مبتلائے طاعون و ہیضہ نہ ہون گے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے ابدان مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجاوینگے اگر مبتلائے مرض کو دین۔ تب بھی اسی طور بفضلہ تعالیٰ مریض شفایاب ہوگا وہ ازین اس کے استعمال سے تپ محرقہ۔ کالی کھانسی منسلی۔ قے۔ اسہال۔ پیچش (مروڑ و خون آؤن) کا آنا۔ جنانی بیماری۔ سوزش سینہ۔ قصور ہضم صحیک نفث الدم و ابتدائی سل، درد گوش۔ درد کان۔ ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیان۔ بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالےٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عہ

عطر روح افزا مصلح ہواء وبا

یہ عجیب عطر ہے اس کا پھوا مکان مین رکھو تو علاوہ تعطیر و تفریح طبع کے ضرر ہوا وبائی کی اصلاح ہوجاتی طاعون و ہیضہ ہو وہان اس کا استعمال بہت مفید ہے قیمت فی شیشی عہ

کشتہ سم یک آتشہ دماغ و اعصاب

قیمت فی تولہ ۱۲ گٹکہ سیماب مصلح شیر و مصفی خون ۱۲ محصول ذمہ خریدار

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ

منجن مستحکم دندان

یہ وہ منجن ہے کہ دانتون کو جلا دیتا ہے گویا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے آنکھ گئی جہان گیا۔ دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کی طرح چمکدار مضبوط و صاف ہوجاتے ہین۔ بدبو۔ میل دور۔ منہ سے لیسدار رطوبت کا فور۔ مسوڑے مضبوط اور خون جانا رک جاتا ہے (۴ تولہ) عہ۔ محصول ۱۲

صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لھلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

(جو خدا تعالےٰ کے مرسل کی تکذیب و انکار کے)

(باعث نمودار ہوتا ہے)

روغن نوری۔ یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم

اس رعایت سے آپ فائدہ اٹھائین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریے مین ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاوے گی اور جو کتابین کہ مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ ؛

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ؏ - رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ء ؏ - الانذار ۴ - حضرت اقدس کی تقریر ۲ - حضرت اقدس کی پہلی تقریرین ۴ - اصلاح النظر ۲ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲ - برہان الحق ۳ - سلک مروارید

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ واستغفار و تقوی وطہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جس کا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے۔ طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم فرمایا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسیٰ لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ماتقدم کے طور پر ضرور استعمال کرین ؛ قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے **پرچہ** ترکیب استعمال ہمراہ

قیمت ایکصد گولیان ۱۲ — عرق شیشی کلان جو تقریباً ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲
دو صد گولیان ؏ — عرق شیشی خورد ۷ - مرہم فی ڈبیہ ۸ — ادویہ ارسال ہوگا ؛

ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

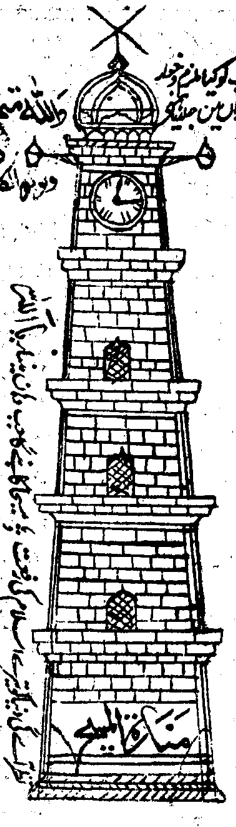

الحکم
دار الامان قادیان

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیاں بینی

دو اہیں شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۸ | ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۰ھ یوم یکشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

صفحہ	کالم	مضمون
۱-۲	۲-۳-۴ / ۱-۲	مختصر نوٹ اور نکات
۲	۲-۳	نزول المسیح اور خدا کی نصرت
۳-۴	۱	دار الامان کا ہفتہ
۵-۶	۱	کلمات طیبات حضرت امامؑ
۷-۸		ڈائری کا اقتباس
۹		دار الامان کی ایک شام
۱۰-۱۱	۱	چھوٹے چھوٹے خطبے
۱۱		خلافت راشدہ
۱۲	۱	طاعون کے مقابلہ کی تیاریاں
"	۳	اٹلی
"	"	غسل مصفے
۱۳-۱۵	۱	تثلیث اور توحید
۱۶	۱-۲	تالیف وتجارت
"	۳	بیعت

مختصر نوٹ اور نکات

اسلام کی صداقت اور سچائی پر معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے پہنچ جاتے ہیں اور اس کے ثبوت کے لیے ہمیں پچھلے قصوں کا حوالہ دینا نہیں پڑتا۔ جیسا کہ دوسرے مذاہب والوں کو یہ مصیبت پیش آتی ہے۔ بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہمیشہ طالبان حق کو تازہ ثبوت دکھاتی رہتی ہے اور متواتر نشانات مراتب عالیہ یقین تک پہونچاتے ہیں چنانچہ جیسا کہ ہر زمانہ میں خدا تعالےٰ نبوت محمدیہ کے ثبوت کے لیے کسی نہ کسی کامل اور نقدس راستباز کو بھیجتا رہا ہے آج بھی اس نے

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو عین وقت اور خاص ضرورت کے موقعہ پر بھیجا ہے تا کہ وہ رسالت محمدیہ پر

زندہ گواہ ہو

بعض متعصب اور جاہل اصول اسلام سے ناواقف طلاق پر اعتراض کرتے ہیں اور عورتوں کو بیشمار ات دار دہ شریر، کہکر بخیال خویش عورت کی عظمت اور عزت کو قائم کرنے لگے ہیں۔ اسلام نے جسقدر عزت اور حقوق عورت کو دیے ہیں دنیا کے کسی مذاہب نے نہیں دیے۔ اسوقت ان حقوق اور مدارج پر کلام مدنظر نہیں صرف اس اعتراض پر مختصر جواب دینا ملحوظ ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ انسان تعصب و جہالت سے ایسا اندھا ہوتا ہے کہ دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا۔ عام مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ سڑ گل جاوے یا کوئی ہڈی ٹوٹ جاوے اور قابل پیوند نہ ہو تو باوجودیکہ وہ جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے لیکن دانشمند ڈاکٹر یہ تجویز کرتا ہے کہ اس حصہ جسم کو کاٹ دیا جاوے۔ عورت اور مرد کے تعلقات بھی قسم کے ہیں اور عورت مرد کیلیے ایک عضو کیطرح ہی لیکن جب بعض مفاسد اس قسم کے پیدا ہو جائیں جس سے امن، سکینت قلبی اور لباس میں فرق آجاوے اور یہ عضو (عورۃ) درد اور کرب پیدا کرے

اپیلت الرحمن۔ فاضل امروہی بجواب ... مطبع ... الحق تعالیٰ از دار الامان قادیان

تالیف تجارۃ کے نام سے جدید شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار کا اعلان ہم نے دوسری جگہ کیا ہے جو یکم اگست سے شروع ہو گیا ہے۔ اسپر درست کسی قسم کی رائے دینا از وقت ہے جبتک کہ کئی نمبروں کا مطالعہ نہ کر لیا جاوے لیکن اسقدر اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ اخبار ایک بڑے کارخانہ سے متعلق ہے مالی مشکلات اسکی راہ میں کوئی روک نہیں ہو سکتی ہیں۔ مولوی سید ممتاز علی صاحب جو اس کے ایڈیٹر اور مالک ہیں جنکی اہلیہ کی ایڈیٹری سے عورتوں کے لیے ایک اخبار ہفتہ وار شائع ہوتا ہے) اس میں مذہبی مضامین کا بھی ایک حصہ رکھا ہے اس پہلے نمبر میں مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے ایک مضمون کا جو مولوی نجم الدین صاحب کے سوالوں کے جواب میں الحکم میں طبع ہوا تھا جواب لکھا ہے اس مضمون پر الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز ایک مبسوط ریویو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا کے خلاف

ہمارے لاہوری جدید ہمعصر غمخوار عالم نے دنیا کا بوجھ اُٹھایا ہے اور اپنی ۳ اگست کی اشاعت میں "مرزا صاحب کے مرید" کے عنوان سے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے۔

"۲۴ جولائی کے الحکم میں بہت سے مریدوں کی فہرست دی گئی ہے جنھوں نے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے فہرست میں ذکور و اناث دونوں کے نام شامل ہیں انمیں سے ۱۳ تیرہ ۱۴ چودہ مستورات اور چالیس کے قریب مرد ہیں اور بیعت کے کالموں کے آخر میں باقی آیندہ کا اعلان دیا گیا ہے نہ معلوم لوگ کونسے معجزات دیکھکر مرزا صاحب پر فدا ہو رہے ہیں"

ہمارے عزیز ہمعصر کو اگر وہ معجزات اور تائید کی نشان جو خدا تعالی کے صادق اور برگزیدہ مسیح موعود کی تائید میں ظاہر ہو رہے ہیں نظر نہ آئیں تو شپرہ چشم آفتاب راچہ گناہ؟ اگر ایک دو نشان ہوں تو انکا ذکر بھی کر دیا جاوے یہاں تو سیکڑوں ہزاروں کی گنتی نہیں اور ڈیڑھ سو کے قریب تو ایسے نشان ہیں جنکے ہزاروں لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ گواہ ہیں۔ مختصر طور پر ایڈیٹر صاحب کے اس سوال کا جواب حضرت مسیح موعود ہی کے الفاظ میں یہ ہے

شعر

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
این دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

ایڈیٹر صاحب سردست مناسب ہے کہ آپ اپنی ہی غمخواری کیجیے اور عالمگیر کے ہمزبان ہو کر یہ کہیے۔

شعر

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم
چساں در شیشۂ ساعت کنم ریگ بیاباں را

حضرت حکیم الامت کی کسی رشتہ دار عورت کے متعلق طاعون سے جو مرجانے کی جھوٹی خبر پیسہ اخبار نے شائع کی تھی آخر اس کی تردید اس نے کر دی۔ مگر پیسہ اخبار کا یہ کہنا کہ وہ بدون وکیل صاحب کے نوٹس کے بھی اصلاح کے لیے طیار تھے غالباً صحیح نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ جب الحکم میں ان غلط واقعات کی جو پیسہ اخبار میں طبع ہوئے تھے تردید کی گئی تھی تو اگر پیسہ اخبار اسوقت بھی اسیطرح تردید پر آمادہ تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس نے تردید نہیں کی بہرحال صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر آجاوے تو اُسے بھولا ہوا نہیں کہنا چاہیے آیندہ اُمید ہے کہ پیسہ اخبار احتیاط سے کام لے کر قلم اُٹھایا کرے گا۔

نزول المسیح اور خدا کی نصرت

شعر

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

ہم کسی دوسرے مقام پر کتاب نزول المسیح کی اشاعت کے متعلق اپنے مکرم مخدوم سید ناصر شاہ صاحب کی گرانقدر امداد چار سو روپے کا ذکر کر چکے ہیں اور ہم نے بطور خود جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ اس کے باقی اخراجات کے لیے کوشش کریں۔ مگر اس کے جانے کے بعد ہماری خوشی اور مسرت کی انتہا نہ رہی جب خدا تعالے کے محض فضل سے سید صاحب موصوف نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور بقیہ اخراجات کے پورا کرنے کے لیے بھی درخواست پیش کر دی۔ اب سید ناصر شاہ صاحب نے کل اخراجات کا ذمہ اپنے پر اُٹھایا ہے۔ اس عظیم الشان دینی خدمت کی توفیق گویا خدا کا عظیم الشان فضل ہے جو شاہ صاحب کو ملا ہے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

جو امر اسوقت قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے ارادوں کی تکمیل میں اسقدر سہولت کے ساتھ موافق اسباب کا میسر آنا اور ایسی نصرت کا ملنا آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے مگر اُس کے لیے جو چشم بینا رکھتا ہو۔ ہم جناب شاہ صاحب ممدوح کا وہ عریضہ جو انھوں نے نزول المسیح کے اخراجات کی کفالت کیلیے حضور مسیح موعود علیہ السلام میں پیش کیا ہے ذیل میں بلاکم و کاست درج کرتے ہیں جس معجزہ کا ذکر اس خط میں کیا گیا ہے اس کے متعلق ناظرین الحکم اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ایک زبردست مضمون حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے قلم سے نکلا ہوا پڑھ لیں گے سردست ہم اتنا ہی کہتے ہیں کہ یہ وہ نشان ہے جو لاکھوں کروڑوں انسانوں پر اس الٰہی سلسلہ کی عزت و عظمت کو ظاہر کر دے گا۔

اس خط کے درج کرنے سے پہلے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی شاہ صاحب کی اس جوانمردی اور ہمت کیلیے خود جزا ہو آمین۔ (ایڈیٹر) وہ خط یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مومنوں کیواسطے ایک بڑی خوشی کا دن ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی برگزیدہ مسیح کی تائید میں ایک بڑا معجزہ دکھا کر مخالفین کو روسیاہ کر دیا۔ اس خوشی میں میری دلی آرزو ہے کہ اس معجزہ کو ظہور کے واسطے جو رسالہ حضور اقدس لکھ رہے ہیں اُسکا سارا خرچ اس عاجز کا ہو۔ تا کہ اس عاجز کے واسطے موجب تائید دین اور حصول رضائے الٰہی ہو۔ اُمید ہے کہ جیسا کہ پہلے حضور نے کرم فرمائی اس عاجز کی ناچیز نذر کو قبول

دارالامان کا ہفتہ

بندگان عالی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہلبیت خدا کے فضل سے ہر طرح تندرست ہیں ۔ آپ کی صحت یوماً فیوماً عمدہ حالت پر ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب نزول المسیح کی تصنیف میں بڑے جوش اور سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں، اور اسکی طبع کے کام میں بھی بڑی سرگرمی سے کام لیا جاتا ہے چنانچہ اس کتاب کی طبع کے لیے امرتسر سے شیخ نور احمد صاحب کو چھاپنے کے لیے بلایا گیا ہے اور اب پورے چار پریسوں پر یہ کتاب جو تین ہزار چھپ رہی ہے طبع ہوگی۔ امید کیجاتی ہے کہ ستمبر میں انشاءاللہ یہ کتاب شائع ہو۔

اس کتاب کیطرف حضرت حجۃ اللہ کی خاص توجہ مبذول ہے چنانچہ ایک روز آپ فرماتے تھے کہ ہمیں تو اشاعت اور تبلیغ کا اسقدر جوش خدا نے دیا ہے کہ خواہ ہماری ساری جائیداد بھی بک جاوے مگر اشاعت عمدہ طور پر ہو جاوے۔

حضرت مامور علیہ السلام نے ارادہ فرمایا ہے کہ دو ہزار سے زیادہ جلدیں خاص آدمیوں کو بھیجکر امصار و بلاد میں شائع کی جاویں۔ یہ کتاب اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر طبع ہو رہی ہے چونکہ اسقدر جلدوں کی طبع اور اخراجات قریباً ایک ہزار روپیہ کے ہوں گے حضرت اقدس نے مناسب سمجھا ہے کہ یہ رقم وقتاً فوقتاً دوران طبع کتاب میں الگ جمع کی جاوے تاکہ کام میں کوئی روک اور دقت واقع نہ ہو ۔ چنانچہ حضرت اقدس نے جناب مولوی نورالدین صاحب کے پاس کچھ روپیہ اخراجات کے لیے دیدیا ہے اس کتاب کی اشاعت پر کسقدر انقلاب عظیم ہوگا اور کسقدر سعادت مند روحیں اس پاک سلسلہ میں داخل ہوں گی اور آسمان نے کیا ارادہ کیا ہے ؟ اس کا حضرت امام کی غیر معمولی توجہ سے پتا ہے اور ان سامان سے جو اسکی طیاری کے لیے جمع ہو رہے ہیں حضرت اقدس کے اس جوش کو ہم ہرگز الفاظ میں ادا نہیں کر سکتے ۔ اس امر کا اظہار غالباً ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے محترم بھائی جناب سید ناصر شاہ صاحب اورسیر جموں نے حضرت اقدس کے اس جوش اور سرگرمی کو دیکھکر اور آپ کے ارادہ پر کسی قدر اطلاع پاکر نہایت اخلاص سے ۴۰۰ چار سو روپیہ اس کتاب کی اشاعت کے لیے نذر کیا جزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والعقبیٰ۔ سید صاحب کی قربانی اس کتاب کے متعلق ایک قابل رشک بات ہے ہمیں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب لاکھوں انسانوں کے لیے ہدایت کا موجب ہونیوالی ہے جنکی نیکیوں کا ذخیرہ شاہ صاحب کے نامہ اعمال میں ضرور رکھا جائے گا۔ یہ ایثار یہ جوش پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قدسی نفس معلم قوی تاثیریں ڈالنے والا نہ ہو۔ اگر کوئی حضرت یسوع کے شاگرد ہوا اسکریوطی کا حوالہ دیکر پوچھے تو عیسائیوں کو کوئی جواب نہیں آ سکتا۔

اس قسم کے مخلص احباب کا پیدا ہو جانا اور ایسے اسباب کا میسر آجانا یہ تائیدات الٰہیہ ہیں یہ خدا کے نشان ہیں جو حقارت سے دیکھے جانے کے قابل نہیں ہیں ۔ اگرچہ حضرت حجۃ اللہ نے کوئی ایسا صراحۃً یا کنایۃً نہیں فرمایا کہ یہ ہزار روپے کی رقم چندہ سے جمع کی جاوے لیکن اگر ہم اس پاک تحریک کو کریں تو غیر مفید نہ ہوگی۔ ہماری جماعت کے لیے یہ موقع ہے حصول ثواب کا۔ جو چاہے سید ناصر شاہ صاحب کی طرح اس کار خیر میں حصہ لے۔ حضرت اقدس اگرچہ ایک ہزار کے قریب خرچ تصور فرماتے ہیں مگر ہماری رائے میں اسکی اشاعت کا خرچ شامل کرکے کوئی بارہ سو روپیہ کے قریب خرچ آجائے گا جس میں سے چار سو روپیہ سید ناصر شاہ صاحب نے دیدیا ہے۔ الحکم کا ہر خریدار دو دو روپے بھی اس مد میں چندہ دیدے تو یہ رقم بہت جلد پوری ہو سکتی ہے۔

اس امر کا یاد دلانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے متعلق ہر قسم کا چندہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہیے۔

(۲۔) حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب بھی خدا کے فضل سے بہت خوش اور تندرست ہیں آپ کی کتاب خلافت راشدہ شائع ہوگئی کتاب کو دیکھکر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کو مشاہدہ کرکے جوش حمد سے آپ سجدہ میں گر پڑے اور بہت دیر تک خدا کے فضل کا ذکر کرتے رہے کہ اس نے ا ر ڈھائی سال کے عرصہ میں کسطرح مجھے زندہ رکھا اور اس کتاب کو پورا کیا اور پورا کرنیکی توفیق دی اور مجھے اپنی آنکھوں سے اسکی اشاعت کا دن بھی دکھایا۔

۳۔ حضرت حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور روحانی اور جسمانی مریضوں کے معالجہ میں بدستور مصروف ہیں۔

۴۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی امروہہ میں ہیں اور بہت جلد قادیان میں آنیوالے ہیں۔

۵۔ جولائی کے آخری دنوں میں خوب بارش ہوگئی جس سے کسی قدر موسم میں خنکی کا رنگ پیدا ہو چلا تھا مگر اب پھر حبس ہونے لگا

۶۔ بیعت کرنے والوں کے نام کالم بیعت میں درج ہیں۔

۷۔ اس ہفتہ میں سید ناصر شاہ صاحب جموں سے بابو اصغر علی صاحب افریقہ سے آتے ہوئے ایمن آباد سے ۔ اور لاہور سے شیخ احمد حسین مصحح رفاہ عام پریس اور امرتسر سے نبی بخش صاحب سوداگر پشمینہ اور سیالکوٹ وغیرہ کئی مقامات سے اور بھی احباب تشریف لائے۔ حافظ محمد صاحب برادر زادہ مولانا مولوی نورالدین صاحب علاقہ جموں سے تشریف لائے جو دو مہینے تک یہاں قیام کریں گے۔ ایڈیٹر

ابر رحمت

کے اشتہار کی طرف جو اس رسالہ کی نسبت دیا گیا ہے امید ہے کہ احباب توجہ کریں گے۔ عرفانی

۵ اگست ۱۹۰۲ء کی شام کو حضرت اقدس کی طبیعت کسی قدر ناساز تھی اسلیے شام کو آپ تشریف نہ لاسکے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے دوران گفتگو میں فرمایا کہ [illegible] الدین عربی نے لکھا ہے کہ دو کیفیتوں سے میں آگاہ نہیں اور وہ میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں اول نبوۃ کی کیفیت اور دوسرے خنزیر کی خصلت کی کیفیت۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ میری سمجھ میں اس آدمی کی حالت ہرگز نہیں آتی جو محض خدا کے لیے اخلاص سے کوئی کام نہیں کرتا۔ میں اس کیفیت کو سمجھ سکتا ہی نہیں۔ پھر اسی ضمن میں فرمایا کہ قرآن شریف کی غرض وغائت اعبدوا اللہ ہے لیکن قرآن شریف نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ فرمایا اعبدوا اللہ مخلصین له الدین حنفاء

[illegible] اگست کی شام کو حضرت مسیح موعود تشریف لائے۔ پیر گولڑوی کی اس پرفن کارروائی کا ذکر تھا جو اس نے اپنی کتاب سیف چشتیائی کی تالیف میں کی ہے اور جسکا راز انکی اشاعت سے بالکل کھولدیا جاوے گا اور دنیا کو دکھایا جاوے گا کہ کتنی کھسوٹ بصنعت بھی دنیا میں ہے۔ اس کے بعد امریکہ کے مشہور مفتری مدعی الیاس ڈوئی کا اخبار پڑھا گیا جو مفتی محمد صادق صاحب ایک عرصہ سے سنایا کرتے ہیں۔ ڈوئی نے اپنے مخالف قوموں بادشاہوں اور سلطنتوں کی نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہ تباہ ہوجائیں گے۔ اس پر حضرت اقدس کی رگ غیرت وحمیت دینی جوش میں آئی اور فرمایا کہ مفتری کذاب اسلام کا خطرناک دشمن ہے بہتر ہے اسکے نام ایک کھلا خط چھاپ کر بھیجا جاوے اور اسکو مقابلہ کے لیے بلایا جاوے [اسلا]م کے سوا دنیا میں کوئی سچا مذہب نہیں ہے اور اسلام ہی کی تائید میں برکات اور نشان ظاہر ہوتے ہیں میرا یقین ہے کہ اگر یہ مفتری میرا مقابلہ کرے گا تو سخت شکست کھائے گا۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے افترا کی اسکو سزا دے۔

غرض یہ قرار پایا کہ ۸ اگست کو حضرت اقدس ایک خط اس مفتری کو لکھیں اور اسے نشان نمائی کے میدان میں آنیکی دعوت کریں یہ خط انگریزی زبان میں ترجمہ ہو کر مختلف اخبارات میں بھی شائع ہوگا اور بھیجا جائیگا۔

نزول المسیح جو آج کل لکھ رہے ہیں اور پیر گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی بھی زیر نظر ہے اسیقدر توجہ کرنے سے یہ الہام ہوا انی انا ربك القدير لا مبدل لكلماتی۔

---

۷ اگست کی صبحکو حسب معمول سیر کو نکلے۔ ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ حضور امسال شکاگو کی طرز پر ایک مذہبی کانفرنس جاپان میں ہونیوالی ہے جسمیں مشرقی دنیا کے مذاہب کے سرکردہ ممبروں کا اجتماع ہوگا اور اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں اور تائید پر لیکچر دیے جائیں گے۔ کیا اچھا ہو اگر حضور کیطرف سے اس تقریب پر کوئی مضمون لکھا جاوے اور اسلام کی خوبیاں اس میں پیش کیجاویں ہماری جماعت کیطرف سے کوئی صاحب جیسے مولوی محمد علی صاحب ہیں چلے جائیں جاپان کے [illegible] اور جاپان والوں نے ہندوستان [illegible] دعوت دی ہے بلکہ وہ ہندوستان سے [illegible] اپنا الگ [illegible] بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں اسپر فرمایا کہ بیشک ہمتو بڑی رغبت رکھتے ہیں اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ کب ہوگی اور اسکے قواعد کیا ہیں تو ہم اسلام کی خوبیوں اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اسکا مقابلہ کرکے دکھلاسکتے ہیں اور اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو کہ میدان میں کامیاب ہو سکتا ہے کیونکہ مذہب کے تین جزو ہیں اول خداشناسی۔ مخلوق کے ساتھ تعلق اور اسکے حقوق اور اپنے نفس کے حقوق۔ جسقدر مذاہب اسوقت موجود ہیں بجز اسلام کے جو ہم پیش کرتے ہیں سب نے بے اعتدالی کی ہوئی ہے بس اسلام ہی کامیاب ہوگا۔

ذکر کیا گیا کہ وہاں بدھ مذہب ہے اسکا ذکر بھی اس مضمون میں آجانا چاہیے۔ فرمایا بدھ مذہب دراصل ہندو مذہب ہی کی شاخ ہے بدھ نے جو اول ترک کی بیوی بچوں کو چھوڑ دیا اور قطع تعلق کرلیا۔ شریعت اسلام نے اسکو جائز نہیں رکھا۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کرنی اور مخلوق سے تعلق رکھنے میں کوئی ناقص بیان نہیں کیا بدھ نے اول ہی قدم پر غلطی کھائی ہے اور ہمیں حیرت پائی جاتی ہے مجھے اس بات سے کبھی تعجب نہیں ہوتا کہ ایک کتا مردار کیوں کھاتا ہے جسقدر تعجب اس بات سے ہوتا ہے کہ انسان انسان ہو کر پھر اپنی جیسی مخلوق کی پرستش کیوں کرتا ہے اسلیے اسوقت جب خدا نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے تو سب سے اول میرا فرض ہے کہ خدا کی توحید قائم کرنے کیلیے تبلیغ اور اشاعت میں کوشش کروں پس مضمون لکھا جا سکتا ہے اور وہاں بھیجا جاسکتا ہے پہلے قواعد آنی چاہییں پھر فرمایا کہ اس مضمون کے پڑھنے کیلیے اگر مولوی عبدالکریم صاحب جائیں تو خوب ہے انکی آواز بڑی بارعب اور زبردست ہے اور وہ انگریزی لکھا ہوا ہو تو اسے خوب پڑھ سکتے ہیں اور ساتھ مولوی محمد علی صاحب بھی ہوں اور ایک اور شخص بھی چاہیے الرفیق ثم الطریق۔

پھر اس سلسلہ کلام میں فرمایا زمانہ میں باوجود استغراق دنیا کے مذہب کیطرف بھی توجہ ہوگئی ہے اور مذہبی چھیڑ چھاڑ کا ایسا سلسلہ جاری ہوگیا ہے کہ پہلے کبھی ایسا موقع نہیں ملا۔

پھر اس ذکر پر کہ انجمن حمایت اسلام کو بعض اخبار والوں نے توجہ دلائی ہے کہ وہ کوئی آدمی بھیجیں فرمایا ہمارے مخالف اسلام کو کیا پیش کرینگے جبکہ اسلام کی خوبیوں کا خود انکو اعتراف نہیں ہے اول خدا کی توحید اسلام نے بڑے زور سے قائم کی مگر جب مسیح میں خدائی صفات کو قائم کرتے اور مانتے ہیں تو توحید کہاں رہی پھر برکات اسلام کا فخر ہے مگر یہ لوگ اس سے بھی منکر ہیں اگر پچھلے قصے پیش کریں تو سناتن والے بھی کر سکتے ہیں اسلام تو اس پھل کی طرح تھا جو تازہ بتازہ ہو جسکے کھانے سے لذت اور خوشی محسوس ہوتی ہے مگر اب ان لوگوں نے وہ حالت کر دینی چاہی ہے جیسے ایک سڑا ہوا پھل ہو جسکی عفونت دماغ کو خراب کرے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اسلام کو تازہ ہی رکھا ہے اور اسلیے بجز ہمارے کوئی دوسرا اسکو پیش نہیں کرسکتا آج اسلام کو وہی کامیاب کرسکتا ہے جو بیان کرتے کرتے مسیح کو قبر تک پہونچا دے۔

پھر اسی سلسلہ میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جو براہین میں وعدہ کیا تھا ینصرک اللہ فی المواطن یعنی اللہ بہت سے میدانوں میں تیری مدد کریگا اتک جسقدر میدان ہمارے سامنے آئے خدا تعالیٰ نے فتح دی۔

کلماتِ طیّبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت

اپنی شامت اعمال کو نہیں سوچا ان اعمال خیر کو جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے ترک کر دیا اور اُن کے بجائے خود تراشیدہ ورد وظائف داخل کر لیے۔ اور چند کافیوں کا حفظ کر لینا کافی سمجھا گیا بُلّھے شاہ کی کافیوں پر وجد میں آجاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کا جہاں وعظ ہو رہا ہو وہاں بہت ہی کم لوگ جمع ہوتے ہیں لیکن جہاں اس قسم کے مجمعے ہوں وہاں ایک گروہ کثیر جمع ہو جاتا ہے۔ نیکیوں کیطرف سے یہ کم رغبتی اور نفسانی اور شہواتی امور کیطرف توجہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ لذت روح اور لذت نفس میں ان لوگوں نے کوئی فرق نہیں کیا ہے۔

دیکھا جاتا ہے کہ بعض ان رقص و سرود کی مجلسوں میں دانستہ پگڑیاں اُتار لیتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ میاں صاحب کی مجلس میں بیٹھتے ہی وجد ہو جاتا ہے اس قسم کی بدعتیں اور اختراعی مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جنھوں نے نماز سے لذت نہیں اُٹھائی اور اس ذوق سے محروم ہیں وہ روح کی تسلی اور اطمینان کی حالت ہی کو نہیں سمجھ سکتے اور نہیں جانتے کہ وہ سرور کیا ہوتا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو اس قسم کی بدعتیں مسلمان کہلا کر نکالتے ہیں اگر روح کی خوشی اور لذت کا سامان اسی میں تھا تو چاہیے تھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو عارف ترین اور اکمل ترین انسان دنیا میں تھے وہ بھی اس قسم کی کوئی تعلیم دیتے یا اپنے اعمال سے ہی کچھ کر دکھاتے۔ میں ان

مخالفوں سے جو بڑے بڑے مشائخ اور گدی نشین اور صاحب سلسلہ ہیں پوچھتا ہوں کہ کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے ورد و وظائف اور چلہ کشیاں اُلٹے سیدھے لٹکنا بھول گئے تھے اگر معرفت اور حقیقت شناسی کا یہی ذریعہ اصل تھے۔ مجھے بہت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک طرف قرآن شریف میں یہ پڑھتے ہیں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور دوسری طرف اپنی ایجادوں اور بدعتوں سے اس تکمیل کو توڑ کر ناقص ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ایک طرف تو یہ ظالم طبع لوگ مجھ پر افترا کرتے ہیں کہ گویا میں ایسی مستقل نبوت کا دعوی کرتا ہوں جو صاحب شریعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا الگ نبوۃ ہے مگر دوسری طرف یہ اپنے اعمال کیطرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے کہ جھوٹی نبوت کا دعوی تو خود کر رہے ہیں جب کہ خلاف رسول اور خلاف قرآن ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ اب اگر کسی کے دل میں انصاف اور خدا کا خوف ہے تو کوئی مجھے بتائے کہ کیا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور عمل پر کچھ اضافہ یا کم کرتے ہیں؟ جب کہ ہم قرآن شریف کے بموجب ہم تعلیم دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... ہی کو اپنا امام اور حکم مانتے ہیں کیا اّرہ کا ذکر میں نے بتایا ہے اور پاس انفاس اور نفی و اثبات کے ذکر اور کیا کیا اور کیا کیا میں سکھاتا ہوں۔ پھر جھوٹی اور مستقل نبوت کا دعوی تو یہ لوگ خود کرتے ہیں یا الزام مجھے دیتے ہیں۔

یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا جبتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرلے۔ جب تک ان محدثات سے الگ نہیں ہوتا اور اپنے قول اور فعل سے آپ کو خاتم النبیین نہیں مانتا کچھ نہیں

سعدی نے کیا اچھا کہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا مدعا جس کے لیے خدا تعالے نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابد الآباد کے لیے خدا نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ قائم کی ہیں ان ساری گدیوں کو دیکھلو اور عملی طور پر مشاہدہ کرو کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ پر ہم ایمان لائے ہیں یا وہ۔

یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوۃ سے خدا تعالے کا اتنا ہی منشا قرار دیا جائے کہ مُنہ سے ہی خاتم النبیین مانو اور کرتوتیں وہی کرو جو تم خود پسند کرو اور اپنی ایک الگ شریعت بنالو۔ بغداد کی نماز۔ معکوس نماز وغیرہ ایجاد کی ہوئی ہیں کیا قرآن شریف یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی اس کا کہیں پتہ لگتا ہے۔ اور ایسا ہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنا اس کا ثبوت بھی کہیں قرآن شریف سے ملتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تو شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ کا وجود بھی نہ تھا پھر یہ کس نے بتایا تھا۔ شرم کرو کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے؟ اب خود ہی فیصلہ کرو کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے عمل رکھکر تم اس قابل ہو کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد میں بدعات کو دخل نہ دیتے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوۃ پر ایمان لا کر آپ کی طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام بنا کر چلتے تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی تمہاری ان بدعتوں

اور انہی بتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے جو ان جھوٹی نبوتوں کے بت کو توڑ کر نیست و نابود کرے پس اسی کام کے لیے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ غوث علی پانی پتی کے ہاں شاکت مت کا ایک منتر رکھا ہوا ہے جس کا وظیفہ کیا جاتا ہے اور ان گدی نشینوں کو سجدہ کرنا یا ان کے مکانات کا طواف کرنا یہ تو بالکل معمولی اور عام باتیں ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس لیے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔ ایک شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے اگر اس جیسے ہزاروں اور بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہی؟ پھر اگر یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں جیسا کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں قبروں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں مدینہ طیبہ تو جاتے نہیں مگر اجمیر اور دوسری خانقاہوں پر ننگے سر اور ننگے پاؤں جاتے ہیں پاک پٹن کی کھڑکی میں سے گذر جانا ہی نجات کے لیے کافی سمجھتے ہیں کسی نے کوئی جھنڈا کھڑا کر رکھا ہے کسی نے کوئی اور صورت اختیار کر رکھی ہے ان لوگوں کے عرسوں اور میلوں کو دیکھ کر ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے کہ یہ انہوں نے کیا بنا رکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو اسلام کی غیرت نہ ہوتی اور ان الدین عند اللہ الاسلام خدا کا کلام نہ ہوتا اور اس نے نہ فرمایا ہوتا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو بیشک آج وہ حالت اسلام کی ہو گئی تھی کہ اس کے مٹنے میں کوئی بھی شبہ نہیں ہو سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور اس کی رحمت اور وعدہ حفاظت نے تقاضا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کو پھر نازل کرے اور اس زمانہ میں آپ کی نبوۃ کو نئے سر سے زندہ کر کے دکھاوے چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور مجھے مامور اور مہدی بنا کر بھیجا۔ آج دو قسم کے شرک پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اسلام کو نابود کرنے کی بیحد سعی کی ہے اور اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل نہ ہوتا تو قریب تھا کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ دین کا نام و نشان مٹ جاتا۔ مگر چونکہ اس نے وعدہ کیا ہوا تھا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یہ وعدہ حفاظت چاہتا تھا کہ جب غارتگری کا موقع ہو تو وہ خبر لے۔ چوکیدار کا کام ہے کہ وہ نقب دینے والوں کو پوچھتے ہیں اور دوسرے جرائم والوں کو دیکھ کر اپنے منصبی فرائض عمل میں لاتے ہیں اسی طرح پر آج چونکہ فتن جمع ہو گئے تھے اور اسلام کے قلعہ پر ہر قسم کے مخالف ہتھیار باندھ کر حملہ کرنے کو طیار ہو گئے تھے اس لیے خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ منہاج نبوۃ قائم کرے یہ مواد اسلام کی مخالفت کے دراصل ایک عرصہ دراز سے پک رہے تھے اور آخر اب پھوٹ نکلے جیسے ابتدا میں نطفہ ہوتا ہے اور پھر ایک عرصہ مقررہ کے بعد بچہ بن کر نکلتا ہے۔ اسی طرح پر اسلام کی مخالفت کے بچہ کا خروج ہو چکا ہے اور اب وہ بالغ ہو کر پورے جوش اور قوت میں ہے۔ اس لیے اسکو تباہ کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک حربہ نازل کیا اور اس مکروہ شرک کو جو اندرونی اور بیرونی طور پر پیدا ہو گیا تھا دور کرنے کے لیے اور پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور جلال قائم کرنے کے واسطے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اور میں بڑے دعویٰ اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ بیشک یہ خدا کی طرف سے ہے اس نے اپنے ہاتھ سے اسکو قائم کیا ہے جیسا کہ اس نے اپنی تائیدوں اور نصرتوں سے جو اس سلسلہ کے لیے اس نے ظاہر کی ہیں دکھایا ہے، عادۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب بگاڑ حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اصلاح کے لیے کسی کو پیدا کر دیتا ہے۔ ظاہر نشان تو اس کے صاف ہیں کہ صدی سے ۱۹ برس* گذر گئے اب دانشمند کے لیے غور کا مقام ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث کرنے کا وعدہ الگ ہے اور قرآن شریف اور اسلام کی حفاظت اور نصرت کا وعدہ الگ زمانہ بھی حضرت کے بعد مسیح کی آمد کے زمانہ سے پوری مشابہت رکھتا ہے جو نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موعود کے آنے کے مقرر کیے ہیں وہ پورے ہو چکے ہیں تو پھر کیا ابتک بھی کوئی مصلح آسمان سے نہیں آیا؟ آیا اور ضرور آیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق عین وقت پر آیا مگر اس کی شناخت کرنے کے لیے ایمان کی آنکھ کی ضرورت ہے۔ باقی آئندہ

* اور اب تو بیسواں سال بھی شروع ہو گیا۔ (ایڈیٹر)

ڈائری کا اقتباس

انبیاء کی بعثت کی اصل غرض انبیا کی بعثت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کریں جو اعمال صالحہ کی قوت عطا کرتا ہے اور گناہ سوز فطرت پیدا کرتا ہے کیونکہ اعمال صالحہ کبھی نہیں ہو سکتے ہیں جب تک اللہ تعالےٰ پر سچا ایمان اور معرفت پیدا نہ ہو۔ ہر ایک عمل معرفت صحیح اور عرفان کامل کے بعد اعمال صالحہ کی مد میں آتا ہے لوگ جو کچھ اعمال صالحہ کرتے ہیں یا صدقات وخیرات کرتے ہیں یہ رسم اور عادت کے طور پر کرتے ہیں اُس معرفت کا نتیجہ نہیں ہوتے جو ایمان علے اللہ کے بعد پیدا ہوتی ہے چونکہ دنیا کی نیکیاں اور بظاہر اعمال صالحہ رسم اور عادت کے طور پر ہوتے ہیں اور دنیا خدا شناسی اور خدا رسی کے مقاموں سے دور ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالےٰ انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے جو آکر دنیا کو خدا تعالےٰ پر ایمان لانے کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں۔ باقی تمام امور اسی ایمان کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اصل غرض انبیا کے بعثت کی یہی ہوتی ہے کہ وہ انسان کو اس کی زندگی کے اصل منشاء عبودیت تامہ سے آگاہ کریں اور خدا تعالےٰ پر عرفان بخش ایمان لانیکی تعلیم دیں۔

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ انبیا علیہم السلام تھوڑے آئے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے وقت پر آیا کرتے ہیں اس لیے اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کو رسم اور عادت سے نجات دینے اور سچا اخلاص اور ایمان حاصل کرنے کی یہ راہ بتائی ہے کہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ یہ سچی بات ہے اسکو کبھی بھولنا نہیں چاہیے کہ جس نے نبی کی اطاعت کی اسنے اللہ تعالےٰ کی عبادت کا حق ادا کر دیا + رسم اور عادت کی غلامی سے انسان اسی وقت نکل سکتا ہے جب وہ عرصہ دراز تک صادقوں کی صحبت اختیار کرے اور ان کے نقش قدم پر چلے۔

مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ حقیقت یہی ہے کہ جو شخص دنیا کے لیے نفع رساں ہو اس کی عمر دراز کی جاتی ہے۔ اسپر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر چھوٹی تھی۔ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے اول اس لیے کہ انسانی زندگی کا اصل منشا اور مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حاصل کر لیا آپ دنیا میں اُسوقت آئے جبکہ دنیا کی حالت بالطبع مصلح کو چاہتی تھی اور پھر آپ اُسوقت اُٹھے جب پوری کامیابی اپنی رسالت میں حاصل کر لی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی صدا کسی دوسرے آدمی کو نہیں آئی اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ پوری کامیابی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا + اب جس حال میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پورے طور پر کامیاب ہو کر اُٹھے پھر یہ کہنا کہ آپ کی عمر تھوڑی تھی سخت غلطی ہے۔ اسکے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض ابدی ہیں اور ہر زمانہ میں آپ کے فیوض کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس لیے آپ کو **زندہ نبی** کہا جاتا ہے۔ اور حقیقی حیات آپکو حاصل ہے۔ طول عمر کا مقصد جو تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اور اس آیت کے موافق آپ ابدالآباد کے لیے زندہ رہے

مسیح کی وفات کے دو گواہ۔ مسیح علیہ السلام کی وفات پر دو زبردست گواہیاں علاوہ اور گواہوں کی شہادت کے موجود ہیں جن کا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اول خدا تعالیٰ کی شہادت، جسنے يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ فرمایا ہے اور پھر دوسری شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت کی ہے آپ نے یحیی علیہ السلام کے ساتھ حضرت مسیح کو دیکھا۔ اب ان دو گواہوں کے خلاف یہ کہنا کہ وہ زندہ ہے کہانتک صحیح ہو سکتا ہے۔؟

رجوع کا لفظ صعود کے بعد ہوتا ہے پھر جو لوگ مسیح کے مع وجود عنصری آسمان پر چڑھنے کو ثابت کرتے ہیں انکا فرض ہے کہ وہ مسیح کا رجوع ثابت کریں کیونکہ نزول کے لیے صعود لازم نہیں ہے

حدیث میں آیا ہے کہ صوم و صلوۃ سے درجہ نہیں ملتا بلکہ اس بات سے جو انسان کے دل میں ہے یعنی صدق و وفا۔ خدا یہی چاہتا ہے کہ عمل صالحہ ہو اور اُس کا اخفا ہو ریاکاری نہ ہو۔

صدق بڑی چیز ہے اس کے بغیر عمل صالحہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ خدا تعالےٰ اپنی سنت نہیں چھوڑتا اور انسان اپنا طریق نہیں چھوڑنا چاہتا اس لیے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا خدا تعالےٰ میں ہو کر جو مجاہدہ کرتا ہے اُسپر اللہ تعالےٰ اپنی راہیں کھولدیتا ہے

بت پرست بھی وجودیوں کی طرح اپنے بتوں کو مظاہر ہی مانتے ہیں قرآن شریف اس مذہب کی تردید کرتا ہے وہ شروع ہی میں یہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ اگر مخلوق اور خالق میں کوئی امتیاز نہیں بلکہ دونوں برابر اور ایک ہیں تو رب العالمین نہ کہتا۔ اب عالم تو خدا تعالے میں داخل نہیں ہے کیونکہ عالم کے معنے ہیں مَا یُعْلَمُ بِہٖ اور خدا تعالے کے لیے ہے لَا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ

موجودات کو جو وہ عین اللہ کہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف نے عین اور غیر کی کوئی بحث نہیں کی محی الدین ابن عربی سے جو منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینھا یہ بات صحیح نہیں ہے خدا تعالے فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ جب انسان کو کچھ بھی خبر نہیں پھر بتاؤ کہ عینیت کہاں ہوئی یہ تو سچی بات ہے کہ صفات کسی چیز کے اس سے الگ نہیں ہوتے خواہ وہ کہیں چلی جاوے پانی کو خواہ لندن لیجاؤ آخر وہ پانی رہے گا جب انسان خدا ہو تو اس کی صفات اس سے کیوں الگ ہونے لگی خواہ کسی حالت میں ہو۔

استحالہ کے ساتھ اس کے صفات معدوم ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک چیز کا لقا تو اس کے صفات ہی کے ساتھ ہے۔ اگر ایک پھول کے صفات اسکے ساتھ نہیں تو وہ پھول کیونکر ہو سکتا ہے پس اگر انسان خدا ہے تو پھر اسکی خدائی کے صفات اسکے ساتھ ہونے ضروری ہیں اگر صفات نہیں تو نادانی سے اسے خدا بنایا جاتا ہے انسان کیسی ایسی مصیبتوں اور مشکلات میں گرفتار ہوتا ہے کہ ٹکریں مارتا پھرتا ہے اور ایسا سرگردان ہوتا ہے کہ کچھ پتہ نہیں لگتا ہزاروں آرزوئیں اور تمنائیں ایسی ہوتی ہیں کہ پوری ہوتیں نہیں تو کیا خدا تعالیٰ کے ارادے بھی اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ پورے نہ ہوں اُسکی شان تو یہ ہے اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو انسان کو اپنے ارادوں میں نامراد کرتا ہے وہ کوئی الگ اور طاقتور ہستی ہے اگر دونوں ایک ہوتے تو یہ نامرادی نہ ہوتی۔ یہ باتیں قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں اور خدا تعالے کے حضور خطرناک گستاخی کی باتیں ہیں اس قسم کے اعتراض کرنا کہ پھر دنیا کہاں سے بنائی بے ادبی ہے جب خدا تعالی کو قادر مان لیا پھر ایسے اعتراض کیونکر کیے جاویں آریہ بھی اس قسم کے اعتراض کیا کرتے ہیں وہ خدا تعالے کو اپنی قوت اور طاقت کے پیمانہ سے ناپنا چاہتے ہیں۔

پھر دیکھو وجودیوں کے بڑے بڑے صوفی مرے ہیں اور مرتے ہیں اگر وہ خدا تھے تو انکو تو اسوقت خدائی کا کرشمہ دکھانا چاہیے تھا نہ یہ کہ عاجز انسان کی طرح تڑپکر جان دیدی یاد رکھو انسان کی سعادت یہی ہے کہ وہ خدا تعالے کے کاموں میں اپنا دخل نہ دے۔ بلکہ اپنی عبودیت کا اعتراف کرے ہمارا تو یہ ایمان اور مذہب ہے کہ ایک فوق الفوق قادر ہستی ہے جو ہمیں کام کرتی ہے جدھر چاہتی ہے لیجاتی ہے وہ خالق ہے ہم مخلوق ہیں وہ حی قیوم ہے اور ہم ایک عاجز مخلوق قرآن شریف میں جو حضرت سلیمان اور بلقیس کا ذکر ہے کہ اُس نے پانی کو دیکھکر اپنی پنڈلی سے کپڑا اُٹھایا ہمیں بھی یہی تعلیم ہے جو حضرت سلیمان نے اس عورت کو دی تھی وہ دراصل آفتاب پرستی کرتی تھی اُسکو اسطریق سے اُنھوں نے سمجھایا کہ جیسے یہ پانی شیشہ کے اندر چل رہا ہے دراصل اوپر شیشہ ہی ہے اسیطرح پر آفتاب کو روشنی اور ضیا بخشنے والی ایک اور زبردست طاقت ہے۔

اور یہ اعتراض جو کیا جاتا ہے کہ قرآن شریف غیریت اُٹھانے آیا تھا اسکو وجودیوں نے سمجھا نہیں قرآن شریف ایک اتحاد عام مسلمانوں میں قائم کرتا ہے نہ یہ کہ خالق اور مخلوق کو متحد فی الذات کرے۔ نظائر کے بغیر تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ پس ایسی کوئی مثال وجودیوں کو پیش کرنی چاہیے جس سے معلوم ہو جاوے کہ خالق اور مخلوق ایک ہی ہیں۔ انسان گناہ سے محبت کرتا ہے پھر وہ عین خدا کیونکر ہو سکتا ہے۔ وجودی کہتے ہیں کہ تمنے غیریت سے شریک بنالیا۔ ہم کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ ہم تو مخلوق مانتے ہیں کوئی الگ خدا تو تجویز نہیں کرتے اور پھر مخلوق بھی ایسی مانتے ہیں جس پر سارا ہی تصرف خدا تعالے کا ہے کیونکہ وہ حی و قیوم خدا ہے جس کے سہارے سے زندگی قائم ہے خدا تعالے اس قسم کا حی و قیوم نہیں ہے کہ جیسے معمار کی عمارت کو ضرورت نہیں ہوتی کہ معمار اُس کے ساتھ زندہ رہے یعنی اگر معمار مرجاوے تو عمارت کو اُس کے مرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ مخلوق کسی صورت میں اس کے سہارے سے الگ ہو ہی نہیں سکتی بلکہ اور مخلوق کی زندگی اور قیام کا اصلی ذریعہ وہی ہے ہم عین غیر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑتے قرآن شریف نے ان اصطلاحوں کو کبھی بیان نہیں کیا جو تعلقات خالق اور مخلوقات کے اسنے بیان کیے ہیں اُن سے باہر جانا گستاخی اور بے ادبی ہے۔

شیخ محی الدین سے پہلے اس وحدۃ وجود کا نام و نشان نہ تھا ہاں وحدۃ شہودی تھی یعنی خدا تعالی کے مشاہدہ میں اپنے آپکو فانی سمجھنا۔ وحدۃ شہودی میں من تو شدم تو من شدی اسلیئے محبت کا تقاضا تھا وجودیوں نے اس سے تجاوز کرکے وہ کام کیا جو ڈاکٹر اور فلاسفر کرتے ہیں کہ وہ خدائی کے حصہ دار بنتے ہیں۔ اور دیکھا گیا ہے کہ یہ وحدۃ وجود والے عموماً اباحتی ہوتے ہیں اور نماز و روزہ کی ہرگز پروا نہیں کرتے یہانتک کہ کنجروں (کنچنوں) کے ساتھ بھی تعلقات رکھتے ہیں انکو کوئی پرہیز اور عار نہیں ہوتا شہود کی حقیقت تو یہی ہے کہ جیسے لوہے کو آگ میں ڈالا جاوے اور وہ اسقدر گرم ہو جاوے کہ سُرخ آگ کیطرح ہو جاوے اسوقت اگرچہ آگ کے خواص اسمیں پائے جاتے ہیں تاہم وہ آگ نہیں کہلا سکتا۔ اسیطرح جس شخص کو خدا تعالی سے تعلقات قوی اور شدید ہوتے ہیں

دار الامان کی ایک شام

یکم اگست ۱۹۰۲ء

بعد از مغرب حضرۃ مسیح موعود حسب معمول تشریف فرما ہوئے سید ناصر شاہ صاحب جو (؟) سے تشریف لائے تھے اور کئی سال بعد آئے تھے وہ پاؤں دبانے لگے آپ نے فرمایا کہ "آپ بیٹھ جائیے" سید صاحب جوش ارادت اور حسن عقیدت کی وجہ سے چاہتے تھے کہ دیر تک قدم مبارک کو دباتے رہیں۔ آپ نے پھر کمال لطف اور پیار سے فرمایا کہ "آپ بیٹھ جائیں" الامر فوق الادب سنکر سید صاحب اور پرے نشین پر بیٹھ گئے

جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے استفسار کیا کہ آج جناب نے کیا لکھا ہے۔ مولانا ممدوح کی غرض اس قسم کے استفسار سے محض ایک تحریک کرنا ہوتی ہے کہ حضرۃ امام کچھ بطور خلاصہ بیان فرما دیں۔

"فرمایا آج تو میں پچھلا مسودہ دیکھتا رہا کیونکہ کاتب لکھ رہا ہے"

اس پر مولوی عبد الکریم صاحب نے پھر قصیدہ عربی کی بابت دریافت کیا جو حضرۃ حجۃ اللہ اس کتاب کے ساتھ ضمیمہ فرما دیں گے فرمایا وہ آخر میں لگائے جاینگے۔ نثر میں اس کے تداخل کی ضرورت نہیں اس لئے بعد ہی میں ان کو پورا کرونگا"

فرمایا فیصلہ بہت ہی آسان تھا اگر یہ لوگ فیصلہ کرنیوالے ہوتے۔ اب ان کو کیا معلوم ہے کہ جب میں عربی لکھتا ہوں تو کس طرح افواج کی طرح الفاظ اور فقرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں ہاں ان کو پتہ لگتا اگر یہ مقابلہ کرتے اور کچھ لکھنے کے لئے قلم اٹھاتے۔ یہ جو سرقہ کا بیہودہ الزام لگاتے ہیں ہماری طرف سے ان کو اجازت ہے کہ ایسا ہی دنیا کی کتابوں سے سرقہ کرلیں مگر جب علمی مضمون کو ادا ہی نہیں کرسکتے اور معارف سے آگاہ ہی نہیں تو نرے الفاظ اور جملوں کے سرقہ سے کیا ہوگا۔ الفاظ کو معانی کے تابع کرنا علمی کام ہے کسی مضمون کو یہ لوگ ہرگز لکھ نہیں سکتے تو وہی مثال ہے کہ ایک شخص معمار ہو اور اینٹیں چرا کر جمع کرے محض اینٹیں چرانے سے تو عمارۃ طیار نہیں ہو سکتی۔ سرقہ کا الزام تو حریری پر بھی لگایا گیا یہ لوگ الفاظ کا تتبع کرتے ہیں مضمون کا نہیں کر سکتے چنانچہ حریری کی بابت بھی مشہور ہے کہ جب ایک انشا لکھنی کیلئے کہا گیا تو نہ لکھ سکا۔ یہ قرآن شریف ہی کا معجزہ ہے کہ عبارت بھی فصیح بلیغ ایسی ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملسکتی اور مضامین بھی عالی اور علمی ہیں؛"

اس پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور ایکبار میرے دل میں آیا کہ میں کوشش کرکے مقامات حریری کی طرح سجع بافتہ میں فرضی قصے لکھ سکتا ہوں؟ آخر یہ بات معلوم ہوئی کہ الفاظ اپنے اغراض کے ماتحت کرکے افسانے لکھنے آسان ہیں مگر حقایق و معارف اور واقعات صحیحہ کو فصیح عبارت (میں لکھنا) فرمایا یہی تو معجزہ قرآن شریف کا ہے"

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ فیصلہ کی کیسی آسان راہ تھی) یہ جو مشہور کرتے ہیں کہ گولڑوی کے مقابلہ میں لاہور نہ آئے۔ ہم نے کہا تھا کہ تفاول کے طور پر قرآن کہیں سے کھول کر اس کی تفسیر المقابل لکھنی چاہیئے اسکا جواب گولڑوی نے یہ دیا کہ پہلے مباحثہ تقریر کرکے مولوی محمد حسین کا فیصلہ مان لو۔ اگر وہ کہدے کہ یہ عقیدہ غلط ہے تو معاً میرے ہاتھ پر بیعت کرلو پھر تفسیر لکھلو۔ اب بتاؤ یہ کیا فیصلہ ہوا اس پر کہتے ہیں کہ لاہور نہیں آئے؛"

حضرت حکیم الامتہ نے سید علی حایری لاہوری شیعہ کے رسالہ کا ذکر کیا کہ اس میں حضرت امام حسین کی فضیلت پر بحث کرتے ہوئے ... لکھا ہے کہ بارہ امام نور الٰہی سے پیدا ہوئے تھے جسکا ظاہری ثبوت یہی ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا (ایڈیٹر واہ حضرت شریعتمدار صاحب کیا خوب ثبوت دعوی اور دلیل میں غالباً آپ اچھی طرح امتیاز کرسکتے ہیں پس جبکہ وہ نور الٰہی سے بنے تھے تو پھر اس کیلئے فضیلت کیسی!) اور پھر لکھا ہے کہ قرآن شریف کی چودہ منزلیں ہیں یہ تقسیم اپنے طور پر کی ہے کہ لوح محفوظ سے آیا پھر جبرائیل کے پاس علی ہذا القیاس (اس پر حضرۃ حجۃ اللہ نے فرمایا کہ کیا چودھویں منزل یہ نہیں لکھی کہ آخر حضرۃ عثمان کے پاس محرف مبدل ہوگیا چودھویں منزل تو ان کے اعتقاد کے موافق یہی ہوگی نہ)

اور مدینہ منورہ سے کربلا ۱۴ منزل ہیں غرض اس قسم کے لغویات اس میں بھرے ہیں اور ایک جگہ باپ کی کتاب ہی ثبوت کیلئے کافی قرار دیدی ہے (ایڈیٹر یہ این خیال کہ پسر نتواند پدر تمام کند یا صحیح الفاظ میں یوں سمجھئے خواجہ کا گواہ مینڈک)

اور ایک مقام پر لکھا ہے کہ غایت المقصود پڑھکر اتنے ہزار مرزائی مومن ہوگئے اس پر مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی کہ گولڑوی کہتا ہے کہ میری کتاب پڑھکر اتنے ہزار نے توبہ کی۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایکطرف تو تعداد کم بتاتے ہیں اور پھر ہزاروں نکل کر ان میں بھی شامل ہوجاتے ہیں اور ختم نہیں ہوتے"

حضرت حجۃ اللہ نے ہنسکر فرمایا یہ عجیب حساب ہے جو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا کیا نام رکھا جاوے اربعہ ہے یا کیا کہ جسقدر کم ہوتے جاویں وہ بڑھتے جاویں"

حضرت اقدس نے ضمناً ایڈیٹر الحکم سے خطاب کرکے اشاعتہ السنہ کے متعلق دریافت فرمایا کہ ابھی شائع ہوا یا نہیں۔ عرض کی گئی کہ اشتہار اشاعت کے بعد کچھ معلوم نہیں ہوا اسی کے ضمن میں دہلی کے ایک پنجابی کتاب والے اخبار کا ذکر ایڈیٹر نے کیا کہ اس میں ایک نوٹ لکھکر گویا مختلف مقامات کی دھمکی دی ہے"

پھر ماسٹر عبد الرحمن صاحب نے ایک لڑکے کا خواب بتلایا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہر شخص کی خواب اس کی ہمت اور استعداد کے موافق ہوتی ہے۔ معبرین نے بھی لکھا ہے ضمناً میاں جان محمد صاحب مرحوم امام مسجد قادیان کی ایک رویا کا تذکرہ فرمایا۔ پھر فرمایا خدا تعالیٰ کا فیضان ظرف اور استعداد کے موافق ہوتا ہے خدا تو ایک ہی ہے لیکن جیسے روشنی صاف اور روشن چیز پر جیسے شیشہ ہے بہت صفائی سے پڑتی ہے اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے فیضان

کا حال ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت بہت ہی بلند تھی اس لئے قرآن شریف جیسا کلام آپ پر نازل ہوا۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کی صاف تصویر نظر آتی ہے اور اور کتابوں مین دھندلی سی روشنی پڑتی ہے مسیح ہی کو دیکھلو کہ اسرائیل کی قوم ہی پیش نظر ہے مگر قرآن شریف کسی خاص قوم کو خطاب نہیں کرتا شروع ہی سے الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی بلند ہمت اور عام دعوت ہے کہ کہتے ہین یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا مگر انجیل مین اسرائیل ہی کا ذکر ہے۔ جو پیشگوئیان ہین وہ بھی ان ہی کے متعلق ہین۔ اسی سبب سے یہودیون کو ٹھوکر لگی اور خدا کے وعدون کے مصداق اپنی ہی قوم کو سمجھ کر تمام قوموں سے بے تعلق اور غافل ہو گئے اور خدا کے وعدون کے ایفا کی آخری منزل اسی دنیا کو خیال کر کے قیامت سے بے خبر اور بہتیرے منکر ہو گئے فرمایا ہمت بلند ہونی چاہئیے چنانچہ لکھا ہے

ہمت بلند دار کہ دادار کرد گار

ان باتون مین ہی اذان ہو گئی حضرۃ امام علیہ الصلوۃ والسلام نماز کے لئے اُٹھے اور بعد نماز تشریف لے گئے ✽

چھوٹے چھوٹے خطبے

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ

اے مومنو اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنیکا حق ہے اور نہ مرو مگر اسصورت مین کہ تم مسلمان ہو اور سب کے سب اللہ تعالی کی رسی کو پکڑ لو۔

ایک وقت تھا کہ صحابہ کرام کو ان آیتون کا لطف جیسا کہ لطف کی حقیقت ہے آتا تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ ان پر ایسی حالت اور وقت گذرا ہے جب کہ وہ اجتماع کا نام و نشان نجانتے تھے وہ تمدن اور اس کے فوائد سے مطلق آگاہ اور آشنا نہ تھے اور نہیں جانتے تھے کہ سچا اتفاق اور اس کے نتائج کو کیونکر حاصل کر سکتے ہین۔ حقیقت مین آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے۔ ظاہری طور پر بھی نار (حرب) بھڑکتی رہتی تھی۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو اسطرح کھا جاتا تھا جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے اور حقیقی طور پر بھی وہ بت پرستی کی وجہ سے آگ مین تھے۔ جب ان کی مصیبتون اور تکلیفون کی شب تار انتہا کو پہنچ گئی اور وہ وقت قریب آگیا کہ وہ اس آگ کے گڑھے سے نکال لیئے جائین تو اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے رحمتہ للعالمین کو بھیجا جس نے آکر ان پر ساری آتشون کو ٹھنڈا کر دیا ✽

وہ قوم جس مین انفرادی حالت اپنے انتہا کو پہونچی ہوئی تھی وہ **حبل اللہ** کو پکڑ کر ایسے متفق ہوئے اور ایسی اخوت ان مین قائم ہوئی کہ دنیا کو اتفاق کا سبق سکھایا اور سچی اخوت کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور اسی بت پرست قوم نے ابراہیم علیہ السلام کے سچے جانشین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالی سے وہ آشتی کی کہ آخرت کی آگ اُن پر حرام ہو گئی۔ غرض وہ قوم جو پہلے **نفاق** اور بت پرستی اور خانہ جنگیون کے امراض مین خطرناک طور پر مبتلا تھی جب اُس نے ان دکھون سے نجات پائی تو خدا تعالی کی ان آیات کو جو اُن کے حق مین آیات الرحمۃ تھین کس ذوق اور لطف کے ساتھ اپنی حالت مین مشاہدہ کر کے پڑھتے ہونگے۔ اسی ذوق اور لطف کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے آج خدا تعالی نے اپنے فضل سے اس سلسلہ مین داخل ہونے کی ہم کو توفیق دی اور ہم پر انعام کیا ہر شخص جو اس سلسلہ مین داخل ہوتا ہے جب وہ اپنی پہلی حالت پر غور کرتا ہے کہ اس کی ایمانی حالت اور عرفانی حالت کیسی تھی تو وہ اپنی موجودہ حالت کو دیکھکر ان آیتون کو پڑھتا ہوا عجیب لطف اور ذوق حاصل کرتا ہے کہ خدا تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف پر کیسا لذیذ ایمان پیدا ہوا ہے اور کیسی معرفت عطا ہوئی ہے۔ اگرچہ لوگ پہلے موحد بھی کہلاتے تھے۔ مگر اس وقت توحید کی ساری انتہا **آمین اور رفع یدین** تک ہی تھی۔ اور یا بڑی بات کی تو مولود شریف کے خلاف وعظین ہین اور قبرون کو سجدہ کے متعلق بحثین ہین غرض اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتون تک ساری توحید محدود تھی۔ لیکن حضرۃ مسیح کو خدا کی صفات مین شریک کرنے مین کوئی عذر نہ تھا۔ اور اسے گناہ سمجھا ہی نہ جاتا تھا۔ ایسی حالت مین ضروری تھا کہ خدا کا برگزیدہ مسیح موعود آسمان سے آسمانی حربون اور ہتیارون کو لیکر نازل ہوتا یسوع کی خدائی کے بت کو پاش پاش کرتا۔ اور فرضی اور خیالی الٰہ اور دیوتا بنائے ہوئے خدا کو ننگا کر کے دکھا دیتا۔ اور خدا تعالے کے جلال و عظمت و جبروت کو قائم کرتا اسیطرح پر اکثر شرک اور قبر پرستی سے طبیعت مین کوئی نفرت تھی اور آزادی اور یورپ کی تقلید سے نیچریت کے مذاق کی ہوا اسر مین بھر دی ہوئی تھی جس سے ایمانی حالت اس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ یہ مان لیا تھا کہ نہ کوئی وحی ہے نہ خدا کسی سے کلام کرتا ہے معجزات کوئی چیز نہین غرض خدا تعالے ایک گول مول قریبًا معطل برائے نام ہستی مانا ہوا تھا۔ گویا اُسے زمین پر کسی قسم کا تصرف قبضہ حاصل نہین۔ سچے اور اصلی معنون مین دہریت کے ہمرنگ ایک قسم کا ایمان تھا اور جو پرانے مدرسہ کے تعلیم یافتہ تھے ان کی یہ حالت تھی کہ گویا ہزارون ہزار خدا بنائے ہوئے تھے اتفاق کا ان مین نام و نشان نہ تھا ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق پر ہر وقت آمادہ اور زبان کشا تھے۔ غرض جیسی حالت عرب کی تھی بعینہ اسی رنگ کی ہماری حالت تھی پس جسطرح پر صحابہ ان آیات کو پڑھکر ایک حظ اور ذوق اس سے حاصل کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود کو عاشقانہ نگاہ سے دیکھتے تھے اسیطرح پر آج ہم اپنے سید و مولا محبوب امام کو جب دیکھتے ہین اور ان الغامون پر نظر کرتے ہین جو اس کے ذریعہ ہم پر ہوئے تو بے اختیار اس پر درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے

اللّٰہم صل علی محمد و علی الِ محمد وبارک وسلم

بعض نادان کہتے ہین کہ اسلام کو اس وقت

کسی امام کی ضرورۃ نہیں ہے اس مین کوئی زوال نہیں آیا مسجدین آباد ہین۔ مولوی اور صوفی لوگ بکثرت ہین لیکن ان احمقون کو اتنا معلوم نہین کہ ان مسجدون مولویون اور صوفیون کی حالت اس وقت ایک عجائب گھر کی سی ہے جسمین طیور اور سباع کے ڈھیر اور نچر بھوسہ سے بھرے ہوئے ہین۔ ایک نادان بچہ انہین واقعی جاندار سمجھتا ہے۔ مگر دانشمند سمجھتا ہے کہ یہ نچر اور بھوسہ کے سوا کچھ نہیں بعینہ یہی حال ان مسجدون اور نمازیون کا ہے حقیقی ایمان ان مین پایا نہین جاتا۔ اگر سچا ایمان اور خشیت الٰہی ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسجدون سے نکلکر بھی وہی بیباکی اور رغش دیکھا جاتا ہے۔ ایک ڈویژنل جج کی کچہری سے نکلکر بھی دلیر ایک ہیبت ہوتی ہے مگر یہ کیا بات ہے کہ خدائے ذوالجلال کے دربار سے نکلکر بے حیائی بے باکی کرنے مین کوئی پرہیز نہین۔ اگر خدا تعالےٰ کے جلال وجبروت کا کوئی اثر دلپر ہوتا تو ایسی دلیری نہو تی کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک باغ مین سے کہ جہان عجیب عجیب خوشبودار پھول موجود ہین نکلے اور پھر کوئی خوشبو اپنے ساتھ نہ لائے یاد رکھو کہ نماز کام نہین دیسکتی جب تک غیرت نہ ہو۔ لاکھون مسلمان ہین جو نماز پڑھتے ہین۔ مگر اللہ تعالےٰ۔ رسول قرآن۔ شعایر اللہ کی غیرۃ ان مین نہین ہے حقیقی غیرت اللہ تعالےٰ نے اس **سلسلہ احمدی** کو ہی عنایت کی ہے۔ اس لئے اب وہی ان آیات کا مزا لیتے ہین اور کوئی نہین جو ان سے لطف اُٹھالے۔ ہماری جانین گواہی دیتی ہین۔ کہ ہم آگ سے بچے اور متفرق و پراگندہ تھے۔ ایک سلسلہ مین مسیح موعود مین ہوکر منسلک ہوئے۔ غرض ہم پر خدا تعالےٰ کا بڑا احسان ہے۔ اس لئے میرے دوستو! اس نعمت کا شکر کرو اور خدا کے حضور سجدہ کرو اور یا لآخر

اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون کو خوب یاد رکھو

۴ اگست کی شام کو بعد نماز مغرب حضرت حجۃ اللہ حسب معمول تشریف فرما ہوئے خدام پروانہ وار ارد گرد تھے ایک نوجوان نے عرض کی کہ مین اپنا خواب بیان کرنا چاہتا ہون فرمایا کل صبحکو بیان کرو مسنون طریق بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبح ہی کو خواب سنا کرتے تھے۔ +

اثنائے کلام مین اس امر پر تذکرہ ہوا کہ فیضی ساکن بھین نے اعجاز المسیح کا جواب لکھنا چاہا تھا جو خدا تعالےٰ کے وعدے کے موافق جو اعجاز المسیح کے ٹائیٹل پیج پر درج ہے بامراد نہ ہو سکا بلکہ اس دنیا سے اُٹھ گیا حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ کسقدر زبردست نشان ہے خدا کی طرف سے ہماری تصدیق اور تائید مین۔ کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ سلسلہ جیساکہ ہمارے مخالف مشہور کرتے ہین خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین تہا تو چاہئے تہا کہ فیضی نے جو لوگون کی نفع رسانی کا کام شروع کیا تھا اس مین اس کی تائید کی جاتی لیکن اسطرح پر اس کا جوانا مرگ ہو جانا صاف ثابت کرتا ہے کہ اس سلسلہ کی مخالفت کیلئے قلم اُٹھانا لوگون کی نفع رسانی کا کام نہ تہا۔ کم از کم ہمارے مخالفوں کو بھی اتنا تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ اسکی نیت نیک نہ تھی ورنہ کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی تائید نکی اور اس کو مہلت نہ ملی کہ اس کو تمام کر لیتا +

میرے اپنے الہام مین بھی یہ ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض تیس برس سے زیادہ عرصہ ہوا جب مین تپ سے سخت بیمار ہوا اسقدر شدید تپ مجھے چڑھی ہوئی تھی کہ گویا بہت سے انگارے سینے پر رکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے اس اثنائے مین مجھے الہام ہوا اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض مخالف اسلام بھی لمبی عمر حاصل کرتے ہین اس کی کیا وجہ ہے؟ میرے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ اُن کا وجود بھی بعض رنگ مین مفید ہی ہوتا ہے دیکھو ابو جہل **بدر** کی جنگ تک زندہ رہا اصل بات یہ ہے کہ اگر مخالف اعتراض نکرتے تو قرآن شریف کے ۳۰ سپارے کہان سے آتے جس کے وجود کو اللہ تعالےٰ مفید سمجھتا ہے اسے مہلت دیتا ہے ہمارے مخالف بھی جو زندہ ہین اور مخالفت کرتے ہین اُن کے وجود سے بھی یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف کے حقائق و معارف عطا کرتا ہے اب اگر مہر علی شاہ اتنا شور نہ مچاتا تو **نزولِ مسیح کیسے لکھا جاتا** +

اس طرح پر جو دوسرے مذاہب باقی ہین ان کے بقا کا بھی باعث ہے تا کہ **اسلام کے اصولون کی خوبی اور حسن ظاہر ہو** اب دیکھ لو کہ نیوگ اور کفارہ کے اعتقاد والے مذہب اگر موجود نہ ہوتے تو **اسلام کی خوبیون کا امتیاز کیسے ہوتا** غرض مخالف کا وجود بھی اگر مفید ہو تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت دیتا ہے"

چونکہ حضرۃ کی طبیعت آج کسیقدر ناساز تھی اور گرمی بھی زیادہ تھی اس کے بعد جلد نماز عشاء ادا کر دی گئی +

خلافت راشدہ

جس کتاب کا اڑھائی سال سے انتظار کیا جاتا تھا اب بالکل طیار ہوکر شائع ہو گئی ہے اس کے مضامین کے متعلق ہم کو کچھ بھی کہنے کی ضرورۃ نہین خود مصنف کا نام ہی اس کی عمدگی کی کافی دلیل ہے + قیمت فیجلد علاوہ محصولڈاک عہ مع محصولڈاک وخرچ وی

طاعون کے مقابلہ کی تیاریان

تجربہ تیلا رہا ہے کہ پنجاب کے جن جن شہرون اور علاقون مین اس نامراد بیماری نے تازہ تازہ قدم جمایا ہے وہان وہ آئندہ موسم سرما مین پوری جلادت دکھائیگی۔ ایسی سخت گرمی کے موسم مین بھی کسی نہ کسی کیس کا ہوتے رہنا اس اندیشہ کو اور بھی قوی کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کو بظاہر خاموش دیکھکر اکثر کو یہ خیال ہوگیا تھا کہ وہ انتظام کرتی کرتی تھک گئی ہے اور اب سب کچھ تقدیر پر چھوڑ بیٹھی ہے۔ لیکن ایسی پست حوصلگی اور مایوسی کی کسی نیم مہذب حکومت سے بھی توقع نہین ہوسکتی چہ جائیکہ انگلشیہ حکومت ایسی رعیت پرور اور فرزانہ حکومت کی نسبت ایسا خیال کرلیا جائے گورنمنٹ ہند کے ایک تازہ ریزولیوشن نے جو پنجاب گورنمنٹ کی تحریک پر صادر ہوا اس خیال کو باطل کرکے ثابت کردیا ہے کہ حکومت ایسے اہم معاملہ کیطرف سے جسکا اثر نہ صرف آبادی بلکہ ملک کی آمدنی اور فوجی طاقت پر بھی بہت برا پڑ سکتا ہے کبھی بے فکر نہین ہوسکتی اس ریزولیوشن مین پہلے تمام انسدادی تدابیر کے نتیجہ کی نسبت گذشتہ تجربات کا خلاصہ بتایا گیا ہے۔ سیگریگیشن (علیحدگی) کو اب ناقابل عمل حلقہ بندی کو بیفائدہ۔ اور ڈس انفکشن کو تاوقتیکہ ادویہ نہایت تیز نہ ہون۔ جنکی بو کو دیسی سخت ناپسند کرتے ہین۔ فضول محض بتاکر کل دارمدار ٹیکہ پر رکھا گیا ہے جس سے عوام کی بدظنی بہت ہوگئی ہے اور وہ اس کی سودمندی کے قایل ہوگئے ہین۔ طاعون کا بیج چودہ بڑے شہرون مین جن کی آبادی دس لاکھ کے قریب ہے اور ۲۳ اضلاع مین پڑ چکا ہے جن مین سے نو (دہلی۔ ملتان۔ حصار۔ کانگڑہ۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ منٹگمری۔ میانوالی۔ اور ڈیرہ غازیخان) مین کم اور باقی مین بہت موتین ہوچکی ہین شہرون کے علاوہ تیرہ اضلاع مین جن کی آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے تقریباً نصف آبادی یعنی ۶۵ لاکھ آدمیون کو ستمبر سے لیکر جنوری سنہ ۱۹۰۳ کے آخر تک پانچ ماہ مین ٹیکہ لگانے کی تجویز ہوئی ہے اور اقرار دیا گیا ہے کہ اس کام کے لئے زیادہ تر یورپین ڈاکٹر اور کچھ دیسی جونیر مین اسسٹنٹ سرجن سے کم نہون مقرر کئے جائین ایک آدمی ایک دن مین سات سو کو ٹیکہ لگا سکتا ہے یعنی ۶۵ لاکھ کے لئے کل ۷۷ ڈاکٹر درکار ہونگے کچھ موجود ہین۔ کچھ فوج سے مستعار لئے جاوینگے اور ۴۳ ڈاکٹر ولایت سے منگوالئے جاوین گے۔ کل خرچ ۹ لاکھ ۶ ہزار چار سو روپیہ اندازہ کیا گیا ہے۔ اس مین ۲ لاکھ روپیہ ٹیکہ کی دوائی کی قیمت اور کرایہ پر خرچ ہوگا۔ کل خرچ مین سے ۵ لاکھ ۴۸ ہزار روپیہ پنجاب گورنمنٹ دیگی اور باقی گورنمنٹ ہند۔ اعلی منتظم کپتان ولکنس چیف پلیگ میڈیکل افسر پنجاب ہونگے۔ طاعون کو اگر اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور وہ صوبہ مین ویسی ہی ہلاکت برپا کرے جسکا اندیشہ ہے تو ملک کی آبادی کی پریشانی و بربادی کے علاوہ سرکار کو بھی کچھ کم نقصان نہ پہنچے۔ زراعت کے کاروبار کا تختہ الٹ جانے سے سرکار کو قحط کے موسمون سے غالباً زیادہ خسارہ معافی معاملہ کی صورت مین اٹھانا پڑے۔ اور امرتسر و فیروزپور ایسے اضلاع کی آبادی مین قلت ہوجانے سے فوج کے لئے سپاہیون کا ملنا بھی مشکل ہوجائے۔ انسانی ہمدردی کے مقتضیات کے ساتھ ہی ان باتون کا بھی سرکار کو کچھ کم فکر نہین۔ اور اس مین کوئی شبہ نہین کہ تمام رعایا اس کی اس ہمدردی اور مآل اندیشی کی دل سے قدر کریگی۔ اگر کوئی اعتراض ہوسکتا ہے تو صرف یہ کہ عورتون کے لئے لیڈی ڈاکٹر مقرر کرنیکو فضول بتایا گیا ہے اور وجہ یہ ظاہر کی گئی ہے کہ نواں شہر اور گڑھ شنکر کے سید اور راجپوت باشندون سے بڑھکر کوئی جماعت پردہ کے معاملہ مین غیور نہین۔ لیکن ان کی پردہ دار مستورات نے ان لیڈی ڈاکٹرون سے جو خاص اس غرض کے لئے بھیجی گئین ٹیکہ لگوانے سے انکار کردیا اس پر انگریز ڈاکٹر بھیجا گیا تو سب عورتون نے بڑی خوشی کے ساتھ اس سے ٹیکہ لگوالیا۔ لیکن صرف دو تحصیلون کے تجربہ پر کل صوبہ کی نسبت یکسان قیاس کرلینا تجربہ سے غالباً درست نہین پایا جائیگا اور قرین مصلحت بھی ہے کہ کم از کم ہر بڑے شہر اور ہر ضلع مین ایک ایک لیڈی ڈاکٹر کو ضرورت پر کام دینے کے لئے موجود رکھنے کا انتظام کر رکھا جائے

اٹلی

کے مشہور خوبصورت شہر وینس مین جو عروس البحر پکارا جاتا ہے ایک قدیم بلند مینار تھا وہ پچھلے ہفتہ یک بیک گر گیا ہے۔ اسے سارے شہر کی بربادی کا پیش خیمہ سمجھا گیا ہے زلزلہ کی رو اکثر سارے شہر مین پھر رہی ہے۔ سالونیکا اور بندرعباس مین سخت زلزلے آچکے ہین اور خیال ہے کہ اس کی کوئی طاقتور لہر وینس کو بھی تہ و بالا کردے گی اس مینار کی تعمیر سنہ ۹۰۰ء مین شروع ہوکر۔ دوسو اکتیس برس بعد سنہ ۱۱۳۱ء مین ختم ہوئی تھی وہ سینٹ مارک کے گرجا کے صحن مین تھا بلند بقول بعض ۳۲۵ فیٹ اور بقول رسکن ۳۵۰ فیٹ تھا شکل مربع تھی۔ لمبائی ۴۲ فیٹ مربع تھا چوٹی پر ایک لالٹین اور اس پر ایک فرشتہ کی گلٹ شدہ برنجی مورت تھی بنیاد سطح آب کی نچلی تہ سے شروع کی گئی تھی اور عمارت شروع کرنے سے پہلے بنیادون مین ایک فیٹ محیط کی آبنوسی چوبین پاس پاس زمین مین گاڑی گئین اسپر صنوبر کے تختے بچھائے گئے اور ان تختون پر عمارت رکھی گئی سنہ ۱۸۸۵ مین تختون اور چوبون کی حالت دیکھنے کے لئے بنیادین کھودی گئین تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل صحیح و سالم ہین۔

(عسل مصفی)

مؤلفہ جناب مرزا خدابخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق مین اور معترضون اعتراضون کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب۔ قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب سے ۱۲ قیمت پر علاوہ محصولڈاک ملتی ہے

تثلیث اور توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

یہان تک کہ اکثر گورے بھیڑیون کی طرح بیگانہ عورتون پر پڑتے اور گدھون کی طرح ہرایک بدکاری کے مردار پر گرتے ہین اگر یہ تعلیم صحیح ہوتی تو عملی طور پر ہرطبقہ کے عیسائی پر اس کا بہت نیک اثر پڑتا مگر اس تعلیم کی تحریک سے یورپ مین فسق وفجور کی ندیان بہ گئی ہین اور ہرایک شخص جس پہلو سے گناہ کرنے کی قدرت اپنے اندر رکھتا تھا اُسی پہلو سے اپنے گناہ کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ شراب خوار تمام دنیا کے شراب خوارون سے سبقت لیگئے اور قمار باز تمام دنیا کے قمار بازون سے اور بدکار مرد اور بدکار عورتین تمام دنیا کے بدکار مردون اور بدکار عورتون سے۔ پس کچھ شک نہین کہ اس تعلیم نے بدیون کے کروڑ ہا درخت یورپ مین بودئے۔ پس جس شخص کے منہ سے یہ تعلیم نکلی ہے کیا اُس نے کوئی گنہ کا کام نہیں کیا اور ابھی تک اُس کو معصوم کہنا چاہئے بلکہ ان زناکارون کے گناہ سے لیکر جو یسوع کو پاکر اس پر ایمان لائے ہین جن کا ذکر تھیون کے خط اول باب ۵ آیت ۱-۲-۶ اور باب ۶ آیت ۹-۱۲ مین تصریح مندرج ہے اُن بدکار عورتون اور مردون تک جن کا گروہ کثیر حال کے زمانہ مین پیرس مین موجود ہے اور نیز لنڈن مین اور دوسرے یورپ کے حصون مین۔ سب کا مواخذہ اُس معلم سے ہے جس نے ایسی باتون سے گناہ کرنے پر لوگون کو دلیر کر دیا اور ابتدائے دنیا سے تمام نبیون نے بدیون کا کفارہ نیکیون کو ٹھہرایا تھا کیونکہ یہ مسئلہ تجربہ سے سچا ثابت ہوا ہے کہ روح کا نیکی کے کامون مین قوت پانا بدیون کی قوت کو کمزور کر دیتا ہے مگر مسیح یہ سچا مسئلہ سکھلا نہ سکا اس لئے یہ ایسا سنگین گناہ اس سے ظہور مین آیا ہے کہ عیسائی دنیا کے تمام گناہون کا وہی جڑ ہے ٭

انجیلی عفو کی حقیقت

محقق عیسائیون نے اپنی کتابون مین حضرة عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال پر ایک یہ بھی اعتراض کیا کہ ان کی تعلیم کہ شر کا مقابلہ نکرو اور بہر حال ایک طمانچہ کھا کر دوسری گال بھی پھیر دینی چاہئے سخت قابل اعتراض اور عصمت سے دور ہے کیونکہ یہ ایک ایسا طریق ہے کہ ظالم کے اخلاق کو بگاڑتا اور مظلوم کو ناحق جان کے خطرہ میں ڈالتا ہے اور ایسی تعلیم دینے والا درحقیقت دو گناہ کا مرتکب ہے (۱) ایک یہ کہ وہ شریرون کو بے سزا چھوڑ کر ظلم کو مدد دیتا ہے اور روا رکھتا ہے کہ ظالم زمین پر بکثرت ہوجاوین (۲) دوسرے یہ کہ وہ غریب مظلومون پر دادرسی کا دروازہ بند کرنا چاہتا ہے اور اس طرح پر ایک عمدہ صفت عدل کا دشمن بنکر زمین پر بغاوت اور مفسدہ پھیلانا چاہتا ہے کیا ایسا شخص کل دنیا کی بہتری کا خواہان ہوسکتا ہے۔ جو انسانون کے ایک شریف طبقہ کو یہ نصیحت دیتا ہے کہ گو کوئی تمہاری جان پر حملہ کرے۔ یا تمہاری عزت پر یا ٹھگ بازی اور دغا سے تمہارا مال لینا چاہے بہر حال نہیں چاہئے کہ وہ حملہ ہونے دو اور مقابلہ نکرو ظاہر ہے کہ ایسی تعلیم سے شرفاء کی بیویان بھی امن سے گھر وہین نہین بیٹھ سکتین کیونکہ اس تعلیم کی رو سے جیسا کہ مردون کو شر کا مقابلہ نہیں کرنا چاہئے ویسا ہی عورتون کو بھی۔ ایسی تعلیم کو پادری صاحبان لوگون کے سامنے پیش کرتے ہین کہ بڑی عمدہ تعلیم ہے حالانکہ یہ تعلیم انتظام دنیا کی دشمن انصاف کی دشمن۔ حقیقی پاکیزگی کے پھیلنے کی دشمن ہے۔ کیا یہی تعلیم اس خدا کے منہ سے نکلی ہے جسکے قانون قدرت کے آئینہ مین صاف دکھائی دیتا ہے کہ وہ انصاف اور رحم دونون کے سلسلہ کو اپنے اپنے محل پر مرعی رکھتا ہے اُسکے کامون مین جو دنیا مین نمایان ہین نہ صرف انتقام پر سارا مدار پایا جاتا ہے اور نہ صرف در گذر اور رحم پر بلکہ موقع اور محل کے لحاظ سے دونون پر۔ کیا یہ سچ نہیں کہ خدا کے قول وفعل خدا کے فعل سے مطابق ہونا چاہئے۔ پھر یہ تعلیم کہ جو حضرة مسیح نے دی ہے کیون خدا کے قانون قدرت سے مطابق نہیں۔ کلیسیا کے بڑے بڑے بزرگ اور دیندار جو دوسرے مذاہب کی نکتہ چینیون مین مصروف ہین کیون انجیل کی اُس تعلیم پر غور نہین کرتے جو غریبون اور کمزورون کو سکھاتی ہے کہ تم ہرایک ظلم کی برداشت کرو اور ظالمون کی سرکوبی کے لئے قانون پیش نہین کرتی۔ جو شخص دنیا کو ایسا سکھاتا اور ایسی تعلیم دیتا کیا وہ کوئی گناہ نہین کرتا۔ آپ لوگ اس مقام مین کیون اُس منطق اور فلسفہ سے مدد نہیں لیتے جس مین عمرین بسر کی ہین اگر کسی منطق سے یہ تعلیم صحیح ٹھہر سکتی ہے تو ہمین بتلا دین جو لوگ سچائی سے پیار کرنے کا دعوے رکھتے ہین وہ ہمین دکھلاوین کہ اس تعلیم میں کیا سچائی ہے کہ اپنی جان اور عزت اور مال کی نسبت کسی سے مقابلہ نہ کرو اور ہرایک حملہ ہونے دو اور اگر سچائی تھی تو کیون عیسائیون نے اُس پر عمل نہ کیا۔ اس صورت مین یا تو وہ لوگ گنہ گار ہوئے جو عمل کرنے سے قاصر رہے اور یا وہ گنہ گار ہوا جس نے ایسی تعلیم پیش کی جس مین اُنکی اور ان کی ذریت کی حق تلفی اور بربادی تھی اور پھر طرفہ تر یہ کہ ایک خفیف سزا سے درگذر کر کے ایک بڑی سزا کی دھمکی دی ہے مثلاً لکھا ہے کہ آنکھ کی نظر شہوت سے سارا بدن جہنم مین ڈالا جاویگا اب ایکطرف تو یہ منع کیا گیا ہے کہ ہرایک قسم کے شر کا مقابلہ نکیا جائے بلکہ اس کو نہ روکا جائے جسمین بدنظری کرنے والون اور عورتون کی عفت پر حملہ کرنے والون کے شر بھی داخل ہین جسکا مقابلہ یا روکنا ایک سچے عیسائی کے لئے حرام ہے اور

اور پھر دوسری طرف زناکار کی سزا ابدی جہنم لکھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر تھوڑی سی دنیا کی سزا سے ایسے لوگوں کی سرکوبی کیجاتی تو وہ ہمیشہ جہنم سے بچ جاتے اور جرائم سے رُک جاتے۔ پس اس تعلیم نے جیسا کمزوروں پر سختی کی ہے ویسا ہی ظالموں پر بھی ایک قسم کا ظلم کیا ہے یہ تو عیسائی محققوں کے انجیل کی اُس تعلیم پر اعتراض ہیں اور ہم اسبات کو وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ عفو اور درگذر اچھے اخلاق ہیں لیکن ہر جگہ نہ ہر محل پر۔ اس بارے میں قرآنی تعلیم سے بڑھکر دنیا میں کوئی تعلیم نہیں مثلاً دیکھو کہ انجیل کی اس تعلیم کے مقابلہ پر جسپر بڑے زور وشور سے آجکل یورپ میں اعتراض ہو رہے ہیں قرآنی تعلیم عفو یا انتقام کے بارے میں یہ ہے کہ جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله یعنی انصاف یہی ہے کہ بدی کی اُسی قدر سزا دیجائے جس قدر بدی کی گئی ہے۔ لیکن جو شخص دینے یاد لانے سے درگذر کرے اور اس درگذر سے کوئی اصلاح ہو یعنی درگذر کرنے سے مجرم پر نیک اثر پڑے اور کوئی فساد پیدا نہ ہو اور امن عامہ میں کوئی فتنہ برپا نہ ہو۔ غرض درگذر عین محل پر ہو بے محل نہ ہو تو ایسا شخص خدا سے بڑا اجر پائیگا کیونکہ درگذر سے اسکی جان کو بھی بچایا اور اس کی اخلاقی حالت کی بھی اصلاح کی اور پھر امن میں کوئی خلل آنے نہ دیا اور یہ امر صاف اور بدیہی ہے کہ گنہ کرنیوالے ایک ہی طبیعت کے نہیں ہوتے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کا گنہ معاف کیا جائے تو آئندہ کان کو ہاتھ لگاتے اور سدھر جاتے ہیں اور پھر ایسی بدی کے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ ایسی صحبتوں سے مجتنب ہو جاتے ہیں اور وہ تھوڑے ہیں۔ اور بعض ایسے شریر ہوتے ہیں کہ گناہ معاف کرنے سے اور بھی گناہ دلیر ہو جاتے ہیں اور انکی لعنتی

زندگی اور بھی خراب ہو جاتی ہے اور وہ اسطرح پر تمام لوگوں کے ایذا دینے کا موجب ٹھہر جاتے ہیں اور وہ بہت ہیں وہ اُس سانپ کی طرح ہوتے ہیں کہ جو ایک شخص کو کاٹ کر اسی پر بس نہیں کر سکتا اور ہرگز نیک اور تائب نہیں بن سکتا بلکہ تمام عمر کے لئے یہ خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے اور موقع پاکر پھر دوسرے کو کاٹتا ہے اور پھر تیسرے کو۔ ایسا ہی ایک شہر کو خالی کرنا چاہتا ہے جب تک اس کا سر کاٹ کر الگ نہ کر دیا جائے۔ بعض پادری صاحبان اسبات کو تو قبول کرتے ہیں کہ ہر جگہ عفو اور درگذر صحیح نہیں ہے بیشک اس سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ جواب دیتے ہیں کہ انجیل کا اس جگہ یہ منشا ہے کہ تم آپ سزا نہ دو بلکہ حاکموں سے دلاؤ۔ تو گویا انجیل عیسائیوں کو یہ سکھاتی ہے کہ جب تمہیں ایک گال پر طمانچہ مارا جائے تو مقدمہ سنگین بنانے کے لئے دوسری گال بھی پھیر دو اور جب دوسری گال پر طمانچہ خوب زور کا لگ جاوے اور کوئی دانت بھی ٹوٹ جائے تو پھر ضرب شدید کا دعوی کر کے عدالت میں نالش کر دو اور سزا دلاؤ۔ اب بتلاؤ کہ اگر انجیل کا یہی منشا ہے جیسا کہ پادری صاحبان بیان فرماتے ہیں تو کیا انجیل نے یہی اخلاق سکھلائے ہیں کہ اپنے تئیں درگذر کرنیوالا ظاہر کر کے دشمن کو سخت سزا کے قابل ٹھہرا دو اور ہرگز نہ چھوڑو یہ تو ایک مکاری ہے کہ اس نیت سے نرمی اور درگذر کیجائے کہ کسی طرح کوئی مجرمانہ حرکت کر بیٹھے اور جب مجرمانہ حرکت اس سے صادر ہو چکی تو پھر اس کو بذریعہ وارنٹ گرفتار کرا کر جیلخانہ میں پہونچایا جائے۔ یہ خوب عفو اور درگذر ہے۔ ماسوا اس کے اس صورت میں تو انجیلی تعلیم کا مآل یہ ہوگا کہ کسی طرح دغابازی سے مجرم کو پھنسا کر سزا کے لائق اس کو کر دیا جائے حالانکہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ اس بارے میں کامل تعلیم

یہ ہے کہ نہ ہمیشہ مجرموں کو سزا دی جائے اور نہ ہمیشہ درگذر کی جائے بلکہ محل اور موقع کو دیکھا جائے کہ اب قرین مصلحت کیا ہے اور بہتری کس امر میں ہے درگذر میں یا انتقام میں۔ ہم اسبات کو تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں کہ مسیح کی اس تعلیم سے یہ غرض تھی کہ تا یہودیوں کو جو سزا دینے پر بہت حریص تھے اس عادت سے روک دے لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ جیسا کہ یہودیوں نے ہر ایک موقع میں سزا دہی پر زور ڈال کر افراط کی راہ لی۔ ایسا ہی حضرت مسیح نے ہر ایک موقع پر ترک سزا کی تعلیم دیکر تفریط کی راہ کو اختیار کر لیا اور چونکہ دونوں راہیں جادۂ اعتدال سے منحرف تھیں اس لئے حکمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ ایک تیسری راہ دنیا کو دکھاوے جو حکمت اور موقع شناسی کا سبق دیتی اور اعتدال اور میانہ روی سکھاتی ہے سو وہ راہ قرآن شریف لایا اور یہ داغ نہ صرف انجیل پر بلکہ توریت پر بھی ہے کہ وہ دونوں اس روشن اور پرحکمت تعلیم کو پیش نہیں کر سکیں جو خدا کی پاک اور زندہ کلام قرآن مجید نے پیش کی کیونکہ وہ دونوں کتابیں قانون مختص المقام یا قانون مختص القوم کی طرح تھیں اور بنی اسرائیل کی افراط اور تفریط نے بھی چاہا تھا کہ ایک زمانہ میں قانون قصاص نہایت درجہ کی سختی کے ساتھ اُن کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہوتا اور دوسرے زمانہ میں قانون ترک سزا انہایت درجہ کے مبالغہ کے ساتھ دیا جاتا۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی فطرتوں نے تہذیب اور شائستگی کیطرف آہستہ آہستہ ترقی کی ہے پس یہ امر ایک ضروری اور بشری پیدائش کی راہ میں تھا کہ اول انسان جذبات نفس کے جوش کی وجہ سے انتقامی شریعت زیادہ پسند کرتا اور پھر الٰہی شریعت سے متاثر ہو کر

ترک جذبات کے اشتیاق سے ایسے قانون کی خواہش کرتا جس مین عفو اور درگذر پر زور دیا گیا ہو اور آخر دونون طریق افراط اور تفریط کو آزما کر حکمت اور موقع شناسی کے قانون کو ان دونون راہون افراط اور تفریط پر ترجیح دیتا اور خدا سے ایسے قانون کی درخواست کرتا کہ نہ تو خواہ نخواہ دانت کے عوض دانت نکالنا چاہتا ہے اور نہ ہر جگہ عفو اور درگذر کو پسند کرتا۔ پس انسانی فطرتون کی درخواست کے مطابق تین کتابین نازل ہوئین (۱) توریت جو افراط کی طرف لیجاتی ہے (۲) انجیل جو تفریط کی طرف کھینچتی ہے (۳) قرآن جو ہر ایک امر مین بین بین کی راہ اختیار کرتا اور توسط اور اعتدال کا طریق سکھاتا ہے

عیسائیون کا خدا

آج کل یہ بیماری کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہین بلکہ جیسی عیسائیون مین ہے ایسی ہی مسلمانون مین پائی جاتی ہے اور بقدر مراتب مشرقی لوگون نے بھی اس سے حصّہ لیا ہے جیسا کہ مغربی لوگون نے مسلمانون اور عیسائیون مین فرق یہ ہے کہ مسلمان تو لاپروائی سے پیچھے اور تھک کر خدا سے غافل ہین تاہم ہمیشہ خدا اپنا جلوہ اپنا نور ان پر ظاہر کرتا رہتا ہے اور ہر زمانہ مین ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور بہت سے سعادت کے فرزند اس نور سے حصّہ لیتے ہین لیکن عیسائی تو مدت ہوئی کہ اس خدا کو کھو بیٹھے ہین جس پر یقین آنے سے پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور اُس کی عظمت اور جلال کے تصور سے درحقیقت گناہ سے سچی بیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور یہ لوگ بجائے اس حی و قیوم کے ایک عاجز انسان کو جو مریم کا بیٹا اور یسوع کہلاتا ہے خدا قرار دیتے ہین۔ حالانکہ وہ دعاؤن کو سنتا اور نہ جواب دیسکتا ہے اور نہ کوئی اپنی عظمت اور قدرت ظاہر کرسکتا ہے۔ پس اس کے ذریعے سے اگر سچی پاکیزگی حاصل ہو تو کیونکر ہو اس کی قدرت کے نمونے جو کتابون مین لکھے ہین وہی ہین۔ جو اس نے یہودیون کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اٹھائے تمام رات کی دعا قبول نہ ہوئی یہان پر قابل شرم الزام قائم ہوا اس کی ملامت کسی خدائی چمکار سے نکر سکا اس کے معجزات مین اگر وہ صحیح بھی مان لئے جائین کوئی ایسی خوبی نہین جو دوسرے انبیاء کے معجزات مین نہ ہو۔ بلکہ ایلیا نبی کے معجزات اور اس کا مُردے زندہ کرنا بکمال قدرت مسیح کے معجزات سے بہت بڑھکر ہے ایسا ہی یسعیاہ نبی کے معجزات بھی درحقیقت بعض ایسے ہین کہ مسیح کے معجزات کو ان سے کچھ بھی نسبت نہین اور حضرت مسیح کی پیشگوئیان تو نہایت ردی حالت مین ہین کہ بجائے اس کے کہ اُن سے نیک اثر پڑے ان کو پڑھکر ہنسی آتی ہے کہ یہ کس قسم کی پیشگوئیان ہین کہ قحط پڑینگے زلزلے آئینگے لڑائیان ہونگی حالانکہ ان پیشگوئیون سے پہلے بھی سب کچھ ہو رہا تھا پس ایسے خدا پر کیون کر ایمان لاوے ✦

یہ تو پہلے قصے ہین خدا جانے ان واقعات مین سچ کسقدر ہے اور جھوٹ کسقدر لیکن اس زمانہ کے لوگون کے لئے اس نئے خدا کے ماننے مین جسکا یہودیون کی تعلیم مین بھی نام و نشان نہین اور بھی مشکلات بڑھ گئے کیون کہ ان لوگون نے نہ تو مردے زندہ ہوتے بچشم خود دیکھے اور نہ بیمارون مین سے بھوتون کا نکلنا بچشم خود مشاہدہ کیا اور نہ وہ وعدے پورے ہوئے جو ان کی نسبت کئے گئے تھے یعنے یہ کہ اگر وہ کوئی زہر کھالین تو اثر نہین کریگی اور اگر ایک پہاڑ کو کہین کہ ایک جگہ سے اُٹھ جاوے تو وہ فی الفور اُٹھ جائیگا۔ اور سانپون کو اپنے ہاتھ مین پکڑینگے اور وہ نہیں کاٹینگے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اکثر یورپ کے عیسائی خودکشی سے مرتے ہین اور فی الفور ان مین زہر اثر کرجاتی ہے اور پہاڑ کا تو کیا ذکر اگر ایک الٹا پڑا ہوا جوتا ہو تو فقط حکم سے اس سیدھا نہین کر سکتے جب تک ہاتھ ہلا کر سیدھا کرین اور سانپ وغیرہ زہریلے جانورون سے مرتے رہتے ہین۔ اب اگر اس کے جواب مین یہ کہا جاوے کہ ان آیات کے حقیقی معنے مراد نہین لینے چاہئے بلکہ اس جگہ مجازی معنے مراد ہین مثلاً زہر سے مراد غصہ کھا لیتے ہین اور سانپون سے یہ مراد کہ شریر ان کو نقصان نہین پہنچا سکتے تو قبل اس کے کہ ہم ان مین بھی گفتگو کرین ہم حق رکھتے ہین کہ اس وقت یہ سوال پیش کردین کہ جبکہ تمام دعوی جو نشانون کے لئے دئے گئے اور بار بار حضرة مسیح نے فرمایا کہ جو کچھ نشان مین دکھاتا ہون۔ میرے پیرو بھی وہی نشان دکھائینگے صرف استعارہ اور مجاز کے رنگ مین ہین اور ان سے نشان مراد نہین ہین تو اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ حضرة مسیح کیطرف معجزات منسوب کئے جاتے ہین وہ بھی استعارہ کے رنگ مین ہین۔ کیونکہ حضرة مسیح بار بار انجیلون مین فرما چکے ہین کہ جو کچھ مین معجزات دکھاتا ہون وہی معجزات میرے سچے پیرو دکھاتے رہینگے۔ اب چونکہ معجزات کے مطالبہ کے وقت یہ جواب ملتا ہے کہ ان مقامات سے مراد معجزات نہین ہین بلکہ مسیحی لوگون کی اخلاقی حالتین مراد ہیں تو کیون نہ کہا جاوے کہ حضرة مسیح کے معجزات سے بھی ایسے ہی امور مراد ہین۔

تالیف وتجارت

ہرچند کہ ملک میں اخبارون کی بھرمار کسی حد تک تکلیف دہ درجے کو پہنچ گئی ہے۔ اور نئے نئے اخبارون کے لئے ظاہراً کوئی کامیابی کا میدان نظر نہین آتا۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے تو اب تک ہمارے ملک مین بہتیرے ضروری مقاصد کے حصول کا کوئی بھی ذریعہ موجود نہین مثلاً **فن تصنیف وتالیف** کو لیجئے۔ فی الحال جس قدر اخبار اور رسالے جاری ہین اُن مین سے کوئی بھی پورے طور پر اس بات کا متکفل نہین کہ ہمارے ملک کے بعض اہل علم وفضل جن مشاغل علمیہ مین مصروف ہین۔ وہ ہمین ان مشاغل سے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہے کہ کسی صاحب تصنیف کو اپنے معاصرین علماء سے کسی نوع کی مدد کی ضرورت ہو تو وہ اُن کے ذریعے سے استمداد کر سکے یا اگر کسی جویائے کتب قدیمہ کو کسی کتاب نایاب کی جستجو ہو تو اسے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کتاب کہان کہان اور کن کن کتب خانون مین موجود ہے؟ فن تالیف وتصنیف کی خدمت کا کوئی معتدبہ ذریعہ اور ایکدوسرے کے مشاغل سے واقف ہونے کا کوئی سلسلہ موجود نہیں مذہب مین تو لوگون نے ایسی متعصبانہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ اگر کوئی مذہبی اخبار ہے تو خاص خاص فرقہ سے مخصوص منسوب ہے۔ کسی کی طبیعت مین اس قدر فیاضی نہین کہ مخالف کے کلام کو بھی جسمین وہ اپنے مذہب کی حقیقت ثابت کرنا چاہتا ہے اپنے اخبار مین جگہ دے سکے اور اُسے دیکھکر اپنے غیظ وغضب کو تھام سکے ✤

ان ضرورتون کا خیال کرکے مین نے قصد کیا ہے کہ اگست آئندہ سے ایک نہایت سستا پندرہ روزہ اخبار **تالیف وتجارۃ** کے نام سے اپنے اہتمام مین جاری کرون اس اخبار مین حتی الامکان نہایت کوشش سے ایسے معلومات جمع کئے جاوینگے جن کی شائقین علم کو اپنے اشغال علمی مین رہبری کے لئے ہمیشہ ضرورت رہتی ہے ✤

اخبار مین ایک عنوان **سیر مذاہب** بھی ہوگا جس کے تحت مین ہر مذہب وہر فرقہ کے علماء پوری آزادی سے اپنے اپنے مذہب کی حقیقت پر دل کھول کر مضامین لکھ سکینگے اور ہر قابل شخص کو تہذیب کے ساتھ اس پر نکتہ چینی کرنے کی اجازت دیجائیگی۔

اگرچہ اس اخبار کے اجرائے سے اصلی غرض مصنفین ومؤلفین کو ان کے مشاغل علمیہ مین مدد دینا ہے۔ لیکن بدین خیال کہ شاید ان مضامین کے لئے کافی مصالحہ بہم نہ پہنچ سکے یا مبادا تصنیف وتالیف کی ناقدری کی وجہ سے اخبار کو کسی قسم کا مالی نقصان اُٹھانا پڑے اس اخبار کی مدد کے طور پر دیگر اخباری مضامین وتقریظات واشتہارات تجارتی بھی اس مین درج ہوا کرینگے۔ مگر حتی المقدور ان اشتہارات کی اجرت بھی بہت معمولی اور واجبی ہوا کرے گی ✤

اہل علم کی خدمت کے سوا جو اس اخبار کا اصلی مقصد ہے دیگر **اہل قلم** کو بھی تلاش معاش مین اسطرح مدد دیجایا کرے گی کہ کم مقدور لوگون کے اشتہار تلاش معاش بالکل **مفت چھاپے جایا کرینگے** اور عام طور پر بھی اس قسم کے اشتہار نہایت خفیف برائے نام اُجرۃ پر شائع ہوا کرینگے ✤

تجارتی اشیاء مین سے کارآمد اشیاء روزمرہ خصوصاً ان اشیاء کے اشتہارات کی طرف بہت توجہ کی جائیگی جو ہر خانہ دار شخص کو اپنی خانہ داری مین مطلوب ہوتی ہین منجملہ دیگر عنوان ہائے تجارتی کے ایک عنوان **مینا بازار** ہوا کریگا جس کے ذیل مین زنانہ صنعت کی چیزین اور مدارس زنانہ کی ہنرمندیون کے نمونے مع قیمتون کے درج ہوا کرینگے ✤

رشتے ناتے کے اشتہارات کی طرف بھی خاص توجہ ہوگی اور کم استطاعت لوگون سے ایسے اشتہارون کی کچھ اُجرۃ نہ لی جاوے گی۔ غرض اس اخبار کو اغراض متذکرہ بالا کے لئے مفید بنانے مین کوئی کسر باقی نہ رکھی جاویگی ✤

یہ اخبار ۱۲ صفحون پر ۱۸×۲۲ کی ۸ تقطیع یعنی اس اشتہار کی تقطیع پر ہر مہینے کی یکم اور پندرہ کو دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع ہوا کرے گا۔ اور پہلا پرچہ یکم اگست آئندہ کو نکلیگا ✤ قیمت سالانہ عہ اور ششماہی ۹ر ہوگی محصولڈاک بھی اس مین شامل ہے نمونہ کا پرچہ مفت ✤

المشتہر

سید ممتاز علی۔ مالک رفاہ عام

سٹیم پریس لاہور

بیعت کا کالم

قطب الدین	گوڑپور	نوان شہر
امیرالدین والہٰ بخش	؍؍	؍؍
جھنڈو ونظام الدین	؍؍	؍؍
خدابخش وعبدالرحیم	؍؍	؍؍
غلام محمد وعبدالرحمن	؍؍	؍؍
نتھو ولنگرو ہیرا	؍؍	؍؍
کریم بخش ونظام الدین	؍؍	؍؍
امام الدین ومحمد بخش	؍؍	؍؍
کریم بخش وخیرالدین	؍؍	؍؍
بدرالدین ونبی بخش	؍؍	؍؍
فضل الٰہی وخیرالدین	؍؍	؍؍
کریم بخش وامام الدین	؍؍	؍؍
رکن الدین وغلامی	برائی پور	پھلور
عبداللہ وشیر علی وتبیا وفتو واحمد واسمٰعیل وابراہیم وفتح دین		
بابو نظام الدین صاحب کلرک سٹیشن	مردان	پشاور
؍؍ طالع محمد صاحب ٹکٹ کلرک	؍؍	؍؍
اہلیہ بابو نظام الدین	؍؍	؍؍
ابن	؍؍	؍؍
ابن	؍؍	؍؍
خباب منصب علی صاحب		لودیانہ
مہتاب الدین صاحب	سدہ بدرہ	سیالکوٹ

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے

جوہر عشبہ مغربی

یا

سارسپریلا

شیشی کلان ۲/

ان امراض کا عروج بڑے بشد ومد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے عزدب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خون کو ردی کردے تو اس کو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو دور کرتا ہے وجود کو کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنیکے لئے مسلم حکماء سلف وخلف کا نسخہ ہے - اس کے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا نہین بلکہ عالم یہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا جاتا ہے عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا قرار دیا ہے یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون کو تباہ کرکے گوناگون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے درد مفاصل - تیزی خارش - پھوڑے - پھنسی - زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے - خنازیر - ناسور - بھگندر - چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے - سوکھی خارش چہرہ پہ بدنما داغ پیدا ہوتے ہین - تو وہ یہ عرق ہے جوان حملے شلی بیمار ہون اس کے استعمال سے سوزاک کے بعد جو ہاتھ پاؤن کے تلون مین جلن رہتی ہو ٹانگ اور گھٹنون کے درد وغیرہ کو بھی یہی دور کرتا ہے - شیشی کلان ۲/ محصولڈاک ۸/ شیشی خورد ۱۰/

سنون مستحکم دندان

یہ وہ منجن ہے کہ دانتون کو جلا دیتا ہے سخت ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے آنکھ گئی جہان گیا دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کی طرح چمکدار مضبوط صاف ہوجاتے ہین - بدبو - میل دور - منہ سے لیسدار رطوبت کا فور مسوڑے مضبوط اور خون جانا رک جاتا ہے (۲ تولہ) ۴/ محصول ۱/

صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام - لھلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

(جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب و انکار کے) (باعث نمودار ہوتا ہے)

روغن نوری - یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ الکلام بفضلہ تعالیٰ مبتلائے طاعون وہیضہ نہ ہونگے کیونکہ جراثیم وبائیہ ان کے ابدان مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجائینگے اگر مبتلائے مرض کو دین - تب بھی اسی طور بفضلہ تعالیٰ مریض شفایاب ہوگا وہ ازین اس کے استعمال سے تپ محرقہ - کالی کھانسی - متلی - قے - اسہال - پیچش (مروڑ) خون آنون کا آنا - خناق بیماری - سوزش سینہ - قصور ہضم - چیچک نفث الدم وابتدائی سل، درد گوش - درد کان - ناسور - خنازیر - زخم آتشک - بھگندر - پھوڑے پھنسیان - بواسیر کے زخم - زہر بچھو - زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی ۸/

عطر روح افزا مصلح ہوا و وبا

یہ عجیب عطر ہے اس کا پھوا مکان مین رکھو تو علاوہ تعطیر و تفریح طبع کے مضر ہوا وبائی کی اصلاح ہوجاتی طاعون و ہیضہ ہو وہان اس کا استعمال بہت مفید ہے قیمت فی شیشی ۸/

کشتہ سم یک آتشہ

دماغ و اعصاب قیمت فی تولہ ۸/ گٹکہ سیماب مصلح شیر و مصفی خون ۸/ محصول ذمہ خریدار

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ

حب محصول قبض کشا

حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت یک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے - جنکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے - طبیعت اُن کی پریشان سر مین درد - منہ بدمزہ - سر بھاری پیٹ مین ریاح - منہ سے بدبو - زبان میلی رہتی ہے ان گولیون کے استعمال سے ورم جگر نفخ - قراقر دل کا دھڑکنا - جسم کا پھڑکنا سن ہو جانا - کثرت تھوک - کمی اشتہا وغیرہ دور ہوجاتی ہے ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کھانے سے اور صبح اجابت با فراغت آجانے سے طبیعت بشاش - جسم ہلکا - انسان چست اور چالاک اور توانا رہ سکتا ہے اور یہی بھید عمر طبعی کو پہونچنے کا ہے + دو درجن ۸/

پتہ

زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی

ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

موچی دروازہ اعوان منزل

اس رعایت سے آپ فائدہ اٹھائین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریے مین ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاوے گی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ بہ ایسے خریدارون کو نصف قیمت پر اس صے مین دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ ÷

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲؍ ۔ رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ ء ۸؍ ۔ الانذار ۲؍ ۔ حضرت اقدس کی تقریر ۲؍ حضرت اقدس کی پہلی ... ین ۳؍ ۔ اصلاح النظر ۲؍ + سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲؍ ۔ برہان الحق ۳؍ سلک مروارید ۴؍

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علاج طاعون

حضرۃ اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقوی و طہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جس کا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے ۔ طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم صادر فرمایا تھا اور خدا نخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسی لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے بارے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہ سکتا کہ یہ حضرۃ اقدس مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ما تقدم کیلئے ہر شخص ضرور استعمال کرین ÷

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ۔ **قیمت** ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے

قیمت انکصد گولیان ۱۲؍ عرق شیشی کلان جو تقریباً ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲؍

" دو چند گولیان ۶؍ عرق شیشی خورد ۷ ۔ مرہم فی ڈبیہ ۸؍

ادویہ ارسال ہوگا ÷

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (اللہ اوالقریۃ)

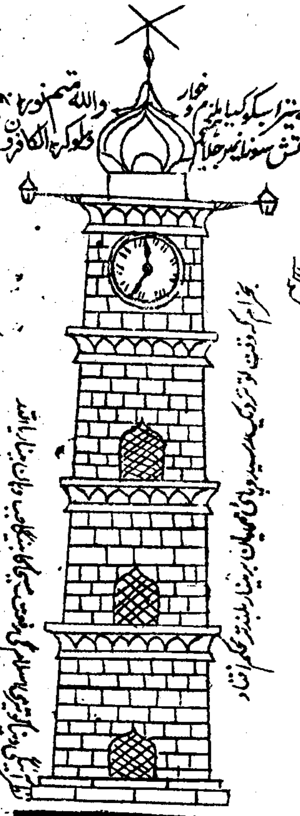

الحکم

حضرۃ قادیان دارالامان

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۲۹	قادیان دارالامان ۱۷ اگست سنہ ۱۹۰۲ یوم دوشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

مختصر نوٹ اور نکات	صہ	۱
	صہ	۲
لحم خنزیر کیون نہ کھانا چاہئے	صہ	۳
خلافت راشدہ } تفسیر القرآن	صہ	۴
کلمات طیبات	صہ	۵ و ۶
ڈائری کا اقتباس	صہ	۶
"		۷
"		۸
"		۹
"		۱۰ و ۱۱
		۱۲ -
مولوی غازی کے قصیدہ پر ایک سرسری نظر		۱۳
ہذا شیئ عجیب	صفحہ	۱۴ و ۱۵
گورنمنٹ کے دیسی پنشن یافتہ افسرونکی	صفحہ	۱۵
تقرری دیسی ریاستون مین	صفحہ	۱۵
بیعت کا کالم	صفحہ	۱۶

مختصر نوٹ اور نکات

دنیا مین ہر طرف عبرت انسانی اور ذکر الٰہی کے نشانات اور بیانات موجود ہین۔ مگر انسان اپنی غفلت اور کاہلی کے نشہ مین ایسا مدہوش اور بےخبر ہے کہ وہ آنکھین رکھتا ہوا نہین دیکھتا اور کان رکھتا ہوا نہین سنتا اور دل رکھتا ہوا نہیں سوچتا ورنہ اگر آنکھین کھولکر دیکھتا۔ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار اُسے نظر آتا۔ انسان کے گرد و پیش ہر روز اسی قسم کے واقعات مشاہدہ مین آتے ہین جو اس کے لئے بہترین معلم ہوسکتے ہین۔ مگر اصل یہ ہے ان کثیراً من الناس عن اٰیٰتنا لغٰفلون بے شک بہت سے لوگ ہماری آیات سے غافل ہین +

تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ مکافات عمل کو ہم ساتھ ساتھ دیکھتے ہین یعنی نیکیون کے عمدہ نتائج اور بدیون کے برے پھل ہر وقت دیکھتے ہین اور یہ بھی مشاہدہ مین آتا ہے کہ ایک بدی سے دوسری بدیون کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ایک نیکی سے دوسری نیکی کا۔ باین ہمہ کہ یہ امور واقعات روزمرہ ہین لیکن ہم ہین کہ بیدار نہین ہوتے +

ملک مین آج کل جس قدر ناولون اور شودیون کا رواج ترقی پا گیا ہے اس کا اندازہ ان اشتہارون اور ناولون کی اشاعت سے ہوسکتا ہے جو آئے دن شائع ہوتے ہین۔ ناول نویسی اور فسانہ گوئی کی بڑھتی ہوئی مرض ملک اور قوم کی تباہی کا پیش خیمہ معلوم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کے ارشاد کے مطابق **آیات اللہ** کو جب قوم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اس کی ہنسی اڑائی جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولٰئک لھم عذاب مھین۔ بعض لوگ ایسے ہین جو فضول قصے مول لیتے ہین تاکہ بے سمجھے سوچے خدا تعالیٰ کی راہ سے بہکا دین اور آیات الٰہی کی ہنسی اڑائین ایسے لوگون کے واسطے اہانت کرنیوالا عذاب ہے اس زمانہ مین اس قسم کے قصون کا رواج حد سے بڑھ گیا ہے جو قوم اور

دل شکن نوٹ شائع ہوا ہے حضرۃ پیر صاحب یا ضمیمے کے نامہ نگار گورنمنٹ کو ایسے مشتبہ کرنیوالے نوٹ کا ضرور کچھ جواب دین لہٰذا سائین صاحب اور ضمیمہ کے نامہ نگار اس کی سیدھی رکیک تاویل کرین تو اور بات ہے لیکن معقول جواب دینا آسان نہین تلوارون کا نشان بنانا آخر اصل راز کو کھول کر پبلک کے سامنے رکھ ہی دیگا +

خلافت راشدہ کی قبولیت کے

متعلق مختلف مقامات سے خطوط آرہے ہین جنمین سے ایک خط کسی دوسرے مقام پر درج ہے یہ کتاب بہ کثرت سے شائع ہونی چاہیئے تھی مگر ہم نے صرف ۵۰۰ کا پیان طبع کی تھین جن مین سے ۲۶۷ طیار ہین پاس مفت اکابران شیعہ یا بعض شوقین مگر نادار لوگون مین تقسیم کرنیکے لیے کردی گئی ہین اور باقی ۲۳۳ مین سے قریبًا ۱۸ جلدین مختلف اڈیٹران اخبار کے پاس بغرض ریویو روانہ کردی گئین اور ماباقی مین سے ۹ جلدین بغرض فروخت موجود ہین۔ جنکے لئے متواتر خط آرہے ہین تاہم بعض احباب کی تحریک خصوصًا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے ایما سے یہ اعلان کردیا جاتا ہے کہ آئندہ خریدار احباب کو خواہ وہ ایک ہی جلد کیون نہ خریدین خلافت راشدہ نصف قیمت پر دیجائے گی اور محصولڈاک اس مین شامل نہ ہوگا یعنی ۸ر فی جلد علاوہ محصولڈاک ہوگی ۔

لاتقنطوا من رحمۃ اللّٰہ

قرآن شریف کا ایک جامع اور انسانی امیدون کو بڑھانے والا جملہ ہے حقیقت مین رحمت الٰہی تقاضا کرتی ہے کہ کوئی تشنہ دہان اس خوشگوار اور شیرین پانی کی بہتی ہوئی نالی پر اپنا منہ رکھدے اور اُس سے سیراب ہو۔ **رحمت الٰہی** کا خاصہ ہے کہ کوئی مریض درد کی شدت اور اضطراب مین اس سے طالب تسکین ہو اور وہ فورًا اس کو تسکین دے رحمت الٰہی ہر حال مین انسان کی دستگیری کرنیکو طیار اور آمادہ ہے مگر انسان اپنی جہالت اور سستی کی وجہ سے کچھ ایسا سخت دل ہوگیا ہے کہ وہ اپنی ہمت اور اپنی طاقت پر قیاس کر کے خدا سے مایوس ہوجاتا ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے دل اس سچی امید سے ہمیشہ لبریز رہین اور رحمت الٰہی کے حصول کے لئے بیقرار ہوکر دست بدعا رہین۔ اٰمین

انبیاء علیہم السلام کا دنیا سے خارق عادۃ **استغنا** ہوتا ہے ظاہر ہے کہ وہ اپنی قوم کو مخاطب کرکے کہدیتے ہین **لا اسئلکم علیہ اجرًا**

اور پھران کی لانظیر استقامت اپنی دعوت اور تبلیغ مین عظیم الشان معجزات ہوتے ہین اہل دل کے لئے ۔ اہل دنیا کی مخالفت اور ان کی راہ مین مختلف روکون کا پیدا کردینا ایکدم کے لئے ان کے ارادہ کو پست اور کمزور نہین کرسکتا۔ بلکہ جون جون مصائب اور مشکلات بڑھتے ہین وہ اور بھی ثابت قدم اور استقلال سے آگے بڑھتے ہین لیکن کوئی مشرک دنیا پرست اس قسم کی استقامت اور توکل اور استغنا کی نظیر پیش کرسکتا ہے؟ کبھی نہین +

مشہور امریکن مورخ اور ممبر پارلیمنٹ مسٹر برائس نے اکسفورڈ مین اپنے ایک لکچر کے درمیان کہا تھا کہ اسلام دو صدیون مین دنیا کے پردہ سے اُٹھ جائیگا اگرچہ مسٹر مذکور نے اپنے اس بیان پر کوئی قوی دلیل اور ناطق برہان پیش نہیں کی اور اس لئے ضروری نہ تھا کہ اس پر کوئی ایکشن لیا جاتا تاہم غالبًا ہمارے ناظرین یہ سنکر حیران ہون گے کیونکہ یہ پہلی صدا نہیں جو **اسلام** کے دنیا سے نیست و نابود کرنے کی پیشگوئی پر مشتمل انکے کان مین پہونچی ہو۔ عیسائی مذہبی دنیا بڑے زور وشور سے اس امر کی کوشش کرتی ہے کہ وہ اپنے ارادون مین کامیاب ہو مگر وہ خدا جس نے **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** کا وعدہ دیا ہے اور جس نے ثابت کرکے دکھایا ہے کہ **ان الدین عند اللّٰہ الاسلام** وہ اگر غیر متغیر اور لایزال خدا ہے تو یہ سچی بات ہے کہ اسلام بھی **ابدی** دین ہے۔ بہرحال عیسائی تو مونکی اس قسم کی پیشگوئیون سے اتنا پتہ تو ملتا ہے کہ یہ پیشگوئیان ان اسباب اور حالات کو ملحوظ رکھکر کیجاتی ہین جو آج روئے زمین پر اسلام کے ظاہر ہورہے ہین اس لئے کیون ہم ایسے بدخواہون کو یہ نہ سنا دین کہ اے بدقسمت لوگو اسلام کا خاتمہ کردینے کی بیہودہ آرزوئین کرنے والو یاد رکھو کہ **اسلام** ایک زندہ مذہب ہے جس کی صداقتین ہمیشہ خدا تعالےٰ سے الہام پاکر اور روح القدس کی تائید سے بولنے والون کے ذریعہ زندہ رہتی ہین اور آج بھی روئے زمین پر ایک شخص موجود ہے جس نے مردہ دین کا احیا کیا اور مسیح موعود کے نام سے بھیجا گیا۔ مبارک وہ جو اس کی راہ اختیار کرتا ہے کیونکہ **زندگی کا چشمہ وہی ہے**

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع ممبران اہل بیت خدا کے فضل سے تندرست ہین حضرت حجۃ اللہ نزول المسیح کی تصنیف مین ہمہ تن مصروف ہین اور بڑی عجلت اور سرعت سے یہ کتاب طبع ہورہی ہے جسکی دوہزار جلدین مناسب طریق پر تقسیم کی جائینگی +

(۲) حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے تندرست ہین اور اعلائے کلمۃ الاسلام مین علی قدر مراتب ساعی و سرگرم ہین مولوی سید محمد احسن صاحب آجکل ڈیرہ دون مین ہین +

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کی موسمی تعطیلات کی تقریب پر ایک مہینے کے لئے ۱۵ اگست ۱۹۰۲ء سے بند کیا گیا۔

(۴) جلسہ تاجپوشی کی تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام ایک دن کے لئے بند رہا اور دفتر **الحکم** اور انوار احمدیہ پریس مین اس تقریب کی خوشی پر تعطیل کی گئی +

اس ہفتہ مین بیعت کرنیوالے احباب کے نام کالم بیعت مین درج ہین +

ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب کے ہان فرزند تولد ہوا جسکا نام ایک رویا مین **شفیق احمد** بتایا گیا تھا حضرت اقدس نے بھی یہی نام تجویز فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی نعمتون سے بہرہ ور کرے + اٰمین

جناب میرزا خدابخش صاحب جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے چندہ فراہم کرنیکے لئے حسب الارشاد حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود دورہ کررہے ہین آجکل پشاور مین ہین سلسلہ عالیہ کی ضروریات سے آگاہ قوم مدرسہ کی ضروریات پر پوری توجہ فرما کر میرزا صاحب کو اپنے مقاصد کی تکمیل مین پوری مدد دیگی۔ دراصل ان قومی ضرورتون کے لئے ہر فنڈ کے لئے ایک مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے اور قوم کے سامنے اسی سوال کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ آئے دن کی تکلیفون اور کشمکش سے گونہ رہائی ملے۔ ہم امید کرتے ہین کہ قوم کے اہل اثر بزرگ اپنی اپنی جگہ اس تجویز پر عمل کرنے کے

لحم خنزیر کیون نہ کہانا چاہیئے؟

اس کے جواب مین مسلمان اتنا کہدین توبس ہے :-

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر

کیونکہ یہ فرمان الٰہی بہترین ادلہ ہے۔ مگر دوسرو نکے [...]ت نہین ہوسکتی لہٰذا آج ہم اسکی حرمت کے بعض وجوہ بد[...] ناظرین کرکے ملتجی ہین کہ قرآن شریف کی آیاۃ مین غور کرنیکے عادی بنین اور اسکے اوامر ونواہی سے فائدہ اُٹھایا کرین +

گوشت خوک کے مضرات کے متعلق ہم انہین مصنفین و محققین کے اقوال پیش کرتے ہین جن ک[...] مین اسکا بکثرۃ استعمال ہے ”انسائیکلو پیڈیا برٹانی[کا]“ جیسی معتبر و مستند کتاب کے فاضل مؤلفین نے تسلیم کرلیا ہے کہ سور غذا کے لئے خوشگوار اور عمدہ گوشت بہم نہین پہنچا سکتا کیونکہ اس کی غذا مردود اور سڑا گلا گوشت حیوانات کا پس خوردہ گھوڑون کے فرش کی روندی ہوئی گہاس اور اسی قسم کی ردی چیزین ہوا کرتی ہین علاوہ اسکے وہ ہملاک دہن بین نامی زہریلے پودونکو بھی چٹ کرجاتا ہے جو خانگی جانورون اور پرندون کے حق مین سم قاتل ہین اسکا گوشت خاصیت مین نہایت گرم اور دیر ہضم ہے فاضل مصنف ممکلیا (کتاب شیرخوار حیوانات) مین کہتا ہے کہ سور کی تاریخ مین بڑے کام کی بات ہے کہ قدیم مصنفون نے اسکے گوشت کے استعمال کو منع کیا اور اس کی کئی وجوہ ہین یعنی گرم ممالک کے ہرموسم مین اور منطقہ معتدلہ کے گرما مین اس حیوان کا گوشت بسبب اپنے تکلیف دہ کیڑون کے سخت ضرررسان ثابت ہوا ہے خاصکر اس صورۃ مین جبکہ اُس کے پخت وپز مین کوئی کسر رہ جائے تو یہ کیڑے کھانے والون کے جسم مین بالیدہ ہونے لگتے ہین۔ ایک قسم کے سور مین ”ٹریچینا“ کیڑے پیدا ہوتے ہین جسکی نسبت ان دنون بڑی توجہ ہو رہی ہے۔ یہ بہت چھوٹے کیڑے ہوتے ہین جو بغیر خوردبین کے بشکل نظر آسکتے۔ کیونکہ یہ نہایت ہی باریک اور نازک بال کے برابر موٹے ہوا کرتے ہین۔ سور کے پٹھون مین انکا قیام ہوا کرتا ہے۔ جب ایسے حصون کا گوشت کھانے مین آتا ہے تو یہ کیڑے انسان کے امعا مین داخل ہوجاتے ہین چونکہ یہ مقام اُن کے رہنے کے قابل نہین وہ رگون مین گھس پڑتے اور خون روان کے ساتھ شامل ہوکر پٹھون مین پہنچ جاتے ہین جب وہان پر یہ اپنی ایذادہ کارروائی شروع کرتے ہین تو انسان ناقابل برداشت درد مین مبتلا ہوجاتا ہے اور اسکے سخت بخار چڑھ آتا ہے یہ مرض آبادی شمالی جرمن کو سخت پریشان کئے ہوئے ہے اور امریکہ بھی اسی بلا کا شکار ہے البتہ فرانس و انگلینڈ اس مصیبت سے کسیقدر محفوظ ہین یہان پر جرمن وامریکہ کیطرح اس کے کباب خام مستعمل نہیں ہوا کرتے یہی محقق کہتا ہے کہ اگر ایشیائی ممالک مین اس گوشت کی قطعی ممانعت نہوتی تو اسکا استعمال وہان پر بحساب امراض کا موجب ہوتا معتدل ممالک مین بھی ثابت ہوچکا ہے کہ سور کا گوشت بیچنے والے مرض کدودانے مین مبتلا ہوجاتے ہین۔ باایں بعضون کی رائے مین گوشت خوک وہم والون کے لئے عمدہ غذا ہے اور اسکی ارزانی نے بہتون کو اسکا والہ و شیدا بنادیا لہٰذا وہ اُسکے خرابیون کو دفع کرنے کے لئے ناخنون تک زور لگا رہے ہین۔ چنانچہ بعضون نے یہ ہدایتین کی ہین کہ (۱) سورونکی غذا پر سخت نگرانی رکھی جائے تاکہ وہ نکاری چیزین اور مردود گوشت نہ کہانے پائین (۲) اس کا گوشت بذریعہ خوردبین کے بڑی احتیاط سے دیکھ بھال لیا جائے (۳) کباب کے کیڑے دفع کرنے کے لئے گوشت کو خوب نمک آلودہ کرکے مسلسل دھوئین مین کم ازکم ۲۴ گھنٹون تک رکھین (۴) خیال رہے کہ یہ کیڑے معمولی دھوئین کو خیال مین نہین لاتے اور دریافت ہوا ہے کہ تین دن تک دھوان ان کا بگاڑ نہین سکا۔ ہان اس سے زیادہ مدت تک دھوان دیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ نیست ونابود ہوجاوین (۵) سور کے گوشت کو کہولتے ہوئے پانی مین پکانے سے ان زہریلے کیڑونکا مرجانا یقینی نہین جبتک عرصہ دراز تک اچھی طرح نہ پکایا جائے گو ایسی احتیاطین محالات سے ہین اگر اسکا انتظام بھی کیا جاوے تو کیا ہوا کسیطرح سے اُس کو طیار کیجئے۔ نمکین کباب۔ بیکن ہام لارڈ۔ یا پڈنگ۔ اگر پورا پورا انتظام کیا گیا تو عجب نہین کہ کیڑے مرجائین مگر ان کے مردہ جسم گوشت سے الگ تو نہین کئے جاسکتے اور ان کا جو اثر ہوتا ہے وہ ہوکر رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مآل اندیش محققین اس کے مضر اور حرام ثابت کرنے مین مذہبی اور علمی ادلہ پیش کرتے ہین اور کوئی عجب نہین کہ اس گوشت کی برائی آفتاب کی طرح سب پر ظاہر ہوجاوے علامہ ابی یوسیکو مقیم مغربی افریقہ نے اپنے سالانہ لکچر مین بڑے زور سے کہا ہے کہ عیسائی کسیطرح لحم خنزیر کو اپنے لئے حلال نہیں کرسکتے کیونکہ شریعت موسوی نے سخت ممانعت کی ہے اور سور نجس سمجھا گیا ہے نصاریٰ اُس کی حلیت پر یہ انجیلی حجت پیش کرتے ہین ”جسکو مین نے (خدا نے) پاک کیا اس کو حقیر نہ سمجھو“ علامہ موصوف کہتا ہے کہ اس سے پطرس حواری کی یہ غرض تھی کہ کوئی کسی دوسرے شخص کو ذلیل نہ سمجھے ورنہ لازم آئیگا کہ ہم نہنگ سانپ چپکلی چھچھوندر غلیظ کیڑے وغیرہ کہانے کے مجاز ہو جائین۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوسکتا بعض عیسائی اس کی حلیت اس بائیبلی آیت سے اخذ کرتے ہین ”جو چیز کہ انسان مین داخل ہوتی ہے اوسکو نجس نہین کرتی کیونکہ وہ اس کے دل مین نہین بلکہ معدہ مین چلی جاتی ہے“ مگر علامہ مقرر نے اس کو لغو خیال کرتے ہوئے کہا کہ شریعت موسوی عہد عیسوی مین گو بلحاظ عبادات و مراسم کفارہ گناہ منتغیر ہوئی ہو مگر بلحاظ حفظان صحت وہ ہرگز منسوخ نہیں ہوسکتی بسئلہ لحم خنزیر کو زیادہ تر حفظان صحت سے تعلق ہے لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ مسئلہ موسوی۔ امر عیسوی ہوجائے اگر ایسی ہی للّٰہیت اور راضی برضا رہنا منظور تہا تو پھر عیسائی کیون جزامیون سے گریز کیا کرتے ہین۔ اُنہین کیون اپنے کنبے مین مل مل کر رہنے نہین دیتے۔ ان کی ہسپتالین کیون علیحدہ کردی گئین اوس کا جواب یہی دیا جاویگا کہ شریعت موسوی اس کی مؤید ہے۔ علاوہ اس فاضل کے عیسائیون کے محقق و مقبول مفسر ڈاکٹر آدم کلارک نے بھی گوشت خوک کو ناجائز سمجھا۔ کسی دعوت مین جب اُس سے کہا گیا کہ ای ہمارے ہادی تو طعام ماحضر پر برکت کی دعا کر تو اُس نے لحم خنزیر پر دعا کرنے

مستقل [...]ل کیا ہے محقق ولسبٹر و فاضل ٹرنس کہتے ہین کہ ۱۷۱۲ء تک اکثر یورپین اقوام کا یہ عقیدہ رہا کہ مرض خنازیر نہایت درجہ ایذارسان ہے اور جب تک کہ بادشاہ وقت بیمار کو اپنے دست شفا دے مس نہ کرے ہرگز صحت نہ ہوگی۔ ٹرنس کا قول ہے کہ عہد شاہ چارلس دوم مین (۹۲۱۰۷) اشخاص اس مہلک مرض مین مبتلا ہوئے اس سے قیاس کرلیا جاسکتا ہے خنازیر [...] یورپ پر کیا ستم ڈھایا ہوگا۔ قدیم اہل روما تو یہ دعوی نہ کرسکتے کہ خنزیر مین کنٹھمالے کی قسم کے امراض پائے جاتے تھے اور جب انسان اس کے استعمال سے ویسے ہی امراض مین مبتلا ہوئے تھے تو اس کا نام اسکروفیولا رکھ دیا گیا اور غالباً عربون نے اس کا ترجمہ خنازیر کرلیا (دیکھو حاشیہ صفحہ ۴)

خلافت راشدہ

ہم نے چاہا تہا کہ اس گرامی قدر کتاب کے مضامین کی فہرست جو پورے نو صفحون پر طبع ہوئی ہے ناظرین الحکم کے مطالعہ کے لئے شائع کر دیتے تاکہ اُن کو معلوم ہو جاتا کہ یہ کتاب کسقدر عالی مضامین اور حقائق و معارف کے گران بہا موتیون کی کان ہے مگر ہم کو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ابھی ہم ایسا نہیں کر سکے اور اب چونکہ اس کتاب کی بہت تھوڑی جلدین باقی رہ گئی ہین یعنی ایکسو کے قریب اس لئے پھر دوسرے وقت اس کے تیسرے ایڈیشن کے لئے اشتہار دیتے وقت فہرست مضامین چھاپ دینے کا ارادہ ہے ذیل مین اپنے مکرم مخدوم منشی تاج الدین صاحب لاہوری کا ایک گرامی نامہ درج کرتے ہین جو انہون نے اس کتاب کے دوران مین یکسرگناری لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

نحمدہ و نصلی

مخدومی حضرۃ مولانا صاحب سلمہ ربہ

السلام وعلیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مین اپنے تئین بڑا ہی ناشکرگزار جانتا اگر مین آپ کو اس کیفیت سے بے خبر رکہتا جو مجھ پر خلافت راشدہ کے مطالعہ کے وقت گذرتی ہے جس کو مین خاص اللہ تعالیٰ کا فضل جانتا ہون کیونکہ ایسے وقت مین بڑی بڑی دعائین بے اختیار منہہ سے نکلتی ہین۔ میرے اس مبالغہ پر خیال نفرما وین مین خدا تعالیٰ کو گواہ کرکے اس وقت لکھہ رہا ہون۔ جون جون اس کو پڑھتا ہون مارے خوشی کے آنکھون سے آنسو جاری ہین اور ان عجیب در عجیب استدلالون کو پڑھکر اپنی جگہ پر سے کود پڑتا ہون اور بار بار درود شریف اور دعائین پڑھنے لگتا ہون اس قسم کے حرکات سے صاف پایا جاتا ہے کہ لاریب خدا تعالےٰ نے اس کتاب کے لکھنے مین آپ کی خاص مدد فرمائی ہے ورنہ آگے بھی تو آپ ہی کے قلم اور زبان سے نکلی ہوئی تحریرین ہوتی ہین۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ خود ہی لوگون کو الہام کرے کہ وہ ایکدفعہ اس نادر تالیف کو ضرور غور سے پڑھین تو بیشک اگر اہل بصیرۃ ہوئے تو بول اُٹھینگے کہ حق اس وقت اسی احمدی جماعت مین پایا جاتا ہے باقی تو سب مردہ اور باطل پرست ہین۔ میری تو یہ حالت ہے جیسے بڑا لذیذ کہانا انسان آہستہ آہستہ کھاتا ہے اور اس کی لذت اٹھاتا ہے اسی طرح مین خلافت کی عبارت کو بار بار پڑھتا ہون اور آگے چلنے کو دل نہین چاہتا جب تک دو چار مرتبہ درود شریف اور دعا نہ کر لی جاوے خدا جانے یہی اوقات قبولیت دعا کے ہون اگر مین آپ کے روبرو اس کتاب کو پڑہتا اور میری یہی حالت ہوتی تو آپ ضرور کہتے کہ یہ بھی اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ ایمان مین ترقی ہو۔ آج میرا ارادہ ہے بھائیون کو مسجد مین تھوڑی سی سناؤن۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے والسلام - خواستگار دعا

خاکسار تاج الدین ۹ اگست ۱۹۰۲ء

تفسیر القرآن

(دوسرا پارہ)

تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی اشاعت مین بظاہر اس قدر دیر ہوئی ہے کہ لوگون کو کہ جنہون نے پہلا پارہ پڑھ لیا ہے زیادہ انتظار کی طاقت نہین اور وہ اضطراب سے بھرے ہوئے خطوط میرے پاس روانہ کرتے ہین ؎

مین نے تفسیر القرآن کے پہلا پارہ کی اشاعت کرتے وقت ظاہر کیا تہا کہ اس عظیم الشان کام کا سرانجام میری طاقت اور ہمت سے بہت ہی بالاتر ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق بدون ممکن نہین کہ اس راہ مین قدم اُٹھا سکون۔ اسی کی تائید اور توفیق کے بھروسہ پر اس خدمت کے لئے مین نے قدم اُٹھایا ہے ورنہ مین صاف ظاہر کرتا ہون کہ اس مہتم بالشان کام کی قابلیت مجھ مین نہین یہ اس کا فضل تہا کہ پہلا پارہ طیار ہو گیا اور دوسرا چھپ رہا ہے۔ دوسری پارہ کی ترتیب مین بعض امور کو خصوصیت سے مد نظر رکھا گیا ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب بھی اس مسودہ کو جو حضرۃ حکیم الامت کی اصلاح کے بعد مجھکو ملتا ہے بہ نظر غور پڑھتے اور اس مین ضروری اصلاحین فرماتے ہین دو تین مہینون سے اس کام کی طرف بالکل توجہ نہیں کر سکا اور ناظرین کے اشتیاق نے اپنے خطوط کے ذریعہ مجھ بہت ہی شرمندہ کیا ہوا ہے ان کا روز افزون اضطراب مجھے مجبور کرتا ہے اور اکثرون نے اس قسم کی خواہش ظاہر کی ہے کہ جس جس قدر حصہ طبع ہوتا جاوے وہ ساتھ کا ساتھ خریدارون کے پاس بھیجا جاوے۔ اگرچہ میرا شروع سے یہی ارادہ اور خیال تہا کہ ایک ایک پارہ ہی جاوے لیکن اگر ناظرین زیادہ ہی مجبور کرتے ہین اور اسی طریق کو پسند کرتے ہین کہ جس جس قدر طبع ہوتا جاوے ساتھ ساتھ بھیجا جاوے تو مین اس پر بھی عملدر آمد کرنیکو آمادہ ہون اور ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء تک اس تجویز کی کافی مخالفت نکی گئی تو مین ۲۶ اگست ۱۹۰۲ء کو انشاء اللہ تعالےٰ چار جز و خریداران تفسیر القرآن کو بھیجدونگا اور آئندہ اسی طرح پر روانہ کرتا رہونگا انشاء اللہ

خاکسار شیخ یعقوب علی تراب

احمدی ایڈیٹر

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق مین اور معترضون کے اعتراضون کا دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۸۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی محمد زمان سے ۲ علاوہ محصولڈاک ملتی ہے

محققین ... نے دریافت کیا ہے کہ لحم خنزیر سے غلو صفرہ۔ سوئی ہاضمہ اور جلد وی امراض کو بڑی مدد ملتی ہے۔ چکاگو کی مجلس ادویہ نے اس مسئلہ کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی تمام ... کی تھی جس نے بعد تحقیقات ظاہر کر دیا کہ فیصدی دوا در بعض اوقات اس سے زیادہ سؤرون مین ترچیناکیڑے اور دوسری قسم کے خراب مادے پائے گئے غالباً یہ اسی قسم کے بہت سے مصالح کا لحاظ کرتے ہوئے اسلام نے اسکو قطعاً حرام کر دیا اور ۱۳۰۰ سال سے بعد مہذب دنیا کی آنکھین کہلین اور اسلامی حکم حرمت خنزیر کی خوبیان اس کی

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو گذشتہ اشاعت

پھر عقلمند کو ماننے میں کیا تامل ہو سکتا ہے جب وہ ان تمام امور کو جو بیان کیے جاتے ہیں یکجائی نظر سے دیکھے گا۔ اب میرا مدعا اور منشا اس بیان سے یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کیے ہیں اس سے اسکی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں داخل ہوتے ہیں اسلیے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالےٰ کیطرف کریں۔ فیج اعوج (ٹیڑھی فوج) کے دشمن ہوں۔ اسلام پر تین زمانے گذرے ہیں ایک قرون ثلثہ اس کے بعد فیج اعوج کا زمانہ جس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْھُمْ یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے ملحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے فیج اعوج کا ذکر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھی فرماتے تو یہی قرآن شریف ہمارے ہاتھ میں ہے اور اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ صاف ظاہر کرتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی ہے جو صحابہ کے مشرب کے خلاف ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ اس ہزار سال کے درمیان اسلام بہت سی مشکلات اور مصائب کا نشانہ بنا ہے معدودے چند کے سوا سب نے اسلام کو چھوڑ دیا اور بہت سے فرقے معتزلہ اور اباحتی وغیرہ پیدا ہو گئے۔

ہمکو اس بات کا اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ ہو مگر وہ ابدال اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں گذرے انکی تعداد اسقدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراط مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوۃ کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا اور اس کا نام فیج اعوج رکھدیا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اور گروہ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہ کا گروہ کہلائے مگر چونکہ خدا تعالےٰ کا قانون قدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لیے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرْعٍ (کھیتی کیطرح) ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کیطرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالےٰ اسکو پہونچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشا ہے توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو حقوق اخوان میں خاص رنگ ہو۔

تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہونگے۔

خدا تعالیٰ کی محبت کی بابت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن بعض اشیاء بعض سے پہچانی جاتی ہیں مثلاً ایک درخت کے نیچے پھل ہوں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اوپر بھی ہوں گے لیکن اگر نیچے کچھ بھی نہیں تو اوپر کی بات کب یقین ہو سکتا ہے اسی طرح جب بنی نوع انسان اور اپنے اخوان کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ بھی محبت ہے پس بنی نوع کے حقوق کی نگہداشت اور اخوان کے ساتھ تعلقات بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی موجود ہے۔

دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ وہ یقینی ہے ٹلنے والی نہیں تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اسکے لیے طیار رہے اسی لیے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہر وقت جبتک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق عباد۔

اور حقوق عباد بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دینی بھائی ہوگئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ ہے یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔

اللہ تعالےٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اسکی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہیے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لیے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہیے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لیے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں اللہ تعالیٰ نے

کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لیے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لیے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لیے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیے۔ اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہیے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں خدا تعالیٰ اس سے کہ کسیکو حقیقی طور پر ایذا پہونچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔ یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے اس لیے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی ہمیں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے۔ تو اس کے ساتھ نہایت رفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہیے اور ان سے محبت کرنی چاہیے کیونکہ خدا کی یہ شان ہے

بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

پس جو تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہیے کہ تم ایسی قوم ہو جس کی نسبت آیا ہے

فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ

یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تخلقوا باخلاق اللہ میں پیش کی گئی ہے

ڈائری کا اقتباس

ایڈیٹر کے اپنے الفاظ اور طرز میں

۹ اگست ۱۹۰۲ء

قیصر کی تاجپوشی

سیر میں مختلف تذکروں کے بعد قیصر ہند کی تاجپوشی کا ذکر آیا۔

فرمایا کہ رعیت کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم ہندوستان کے سرپرست ہوئے میری رائے تو یہ ہے کہ نوجوان بادشاہ کی نسبت بوڑھا بادشاہ رعایا کے لیے بہت ہی مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ نوجوان اپنے جذبات اور جوش کے نیچے کبھی کبھی رعایا کے حقوق اور نگہداشت کے طریقوں میں فروگذاشت کر بیٹھتا ہے۔ مگر عمر رسیدہ بادشاہ اپنی عمر کے مختلف حصوں میں گذر جانے کے باعث تجربہ کار ہوتا ہے اس کے جذبات دبے ہوئے ہوتے ہیں۔ خدا کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اس لیے وہ رعایا کے لیے بہت ہی مفید اور خیر خواہ ہوتا ہے۔

---

۱۰ اگست کی سیر میں

ایمان ہی سچا سکون ہے

شیعوں کے لاہوری مجتہد سید علی حائری کے دوسرے اشتہار یا رسالہ کا تذکرہ تھا جسمیں علی حائری نے لغو اور بیہودہ طریق پر حضرت امام حسین کی فضیلت کو کل انبیا پر ثابت کرنے کی بالکل بیہودہ کوشش کی ہے اور ضمناً اس امر پر بھی ذکر ہوا کہ ہمارے مخالفین مکذبین کا جو انجام ہوا ہے وہ ایک زبردست نشان ہے مثلاً غلام دستگیر کا اپنی کتاب میں مباہلہ کرنا اور پھر اسکے چند روز بعد مر جانا یا مولوی اسمٰعیل علیگڈہی کا مباہلہ کرنا اور ہلاک ہونا ایسا ہی لدھیانہ کے اول المکذبین مولوی عبد العزیز کا تباہ ہونا۔ یا دوسرے مخالفوں کا مختلف اذیتوں اور تکلیفوں میں مبتلا اور اس سلسلہ کا کامیاب اور بامراد ہونا یہ عظیم الشان نشان ہے۔

پھر باتوں ہی باتوں میں جناب نواب صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص سے میں نے کہا کہ مومن ہی دنیا و آخرت میں سچا سکھ پاتا ہے جس پر وہ شخص کہنے لگا کہ پھر سب سے بڑھ کر مومن تو انگریز ہیں۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے جو کچھ فرمایا اسکا خلاصہ وہ عنوان ہے جو ہم نے اس نوٹ کے حاشیہ میں لکھدیا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کہ سچا سکھ یا راحت کفار کو حاصل ہے ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ شراب جیسی چیزوں کے کیسے غلام ہیں اور ان کے حوصلے کیسے پست ہیں اگر اطمینان اور سکینت ہو تو پھر خود کشیاں کیوں کرتے ہیں۔ ایک مومن کبھی خود کشی نہیں کر سکتا۔ جیسے شراب اور دوسرے نشے بظاہر غم غلط کرنے والے مشہور ہیں اسی طرح سب سے بہتر غم غلط کرنے والا اور راحت بخشنے والا سچا ایمان ہے۔ یہ مومن ہی کے لیے ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ۔

مخلوق پرست دانشمند کہاں

حضرت امام حسین کی فضیلت کے دلائل یا دعاوی جو سید علی حائری نے بیان کیے ہیں ان کے تذکرے پر حضرت اقدس نے ایک موقع پر فرمایا کہ مخلوق پرست کبھی دانشمند نہیں ہو سکتے اب تو زمانہ بھی ایسا آگیا ہے علمی تحقیقات اور ایجادوں نے خود دلوں پر ایک اثر کیا ہے اور لوگ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ یہ خیالی امور ہیں۔

---

۱۰ اگست کی شام | حضرت اقدس علیہ السلام

نے مولوی محمد علی صاحب کو وہ چٹھی دی جو ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کے مشہور عیسائی مفتری کے نام لکھی ہے چنانچہ وہ چٹھی پڑھ کر سنائی گئی اس چٹھی کو ہم انشاءاللہ اخیر ستمبر ۱۹۰۲ء تک الحکم میں شائع کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ تاہم حاصل المطلب کے طور پر اتنا اب بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نے اس چٹھی میں ایک عظیم الشان **فیصلہ** کی بنیاد رکھدی ہے ٭ ہمارے ناظرین اخبار کو غالباً معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر ڈوئی کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ عہد نامہ کا رسول ہے وہ الیاس پیغمبر ہے جسکا آنا مسیح سے پہلے ضروری تھا۔ اور اس نے اپنے اخبار میں پیشگوئی کی ہے کہ وہ سلطنت وہ انسان وہ قوم ہلاک ہو جائے گی جو اسکو رسول نہیں مانتے۔ اور مسلمانوں کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے ٭ اور اس پیشگوئی میں ہماری گورنمنٹ کو بھی داخل کر لیا ہے۔ اور تمام دنیا کی سلطنتوں کو شامل کیا ہے۔

حضرت اقدس نے اس چٹھی کے ذریعہ ڈاکٹر ڈوئی کو دعوت کی ہے کہ اب فیصلہ کا طریق آسان ہے اسقدر مسلمانوں کے ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود جس کا ڈاکٹر ڈوئی انتظار کرتا ہے آگیا ہے وہ میں ہوں پس میرے ساتھ مقابلہ کر کے یہ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کون کاذب اور مفتری ہے ڈاکٹر ڈوئی اپنے مریدوں میں سے ایکہزار آدمی کے دستخط دیکر ایک قسم اسطرح شائع کر دے کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب اور مفتری ہے وہ راستباز اور صادق سے پہلے ہلاک ہو جاوے پس پھر کاذب کی موت خود ایک نشان ہو جاوے گا یہ خلاصہ ہے اس چٹھی کا جس میں اور بھی بہت سے حقائق ہیں حضرت اقدس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمیشہ کے لیے ثابت کر دیا جاوے کہ یہ غلط خیال ہے کہ تلوار **کبھی مذہب کا فیصلہ نہیں کر سکتی**

یعنی مسئلہ جہاد پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے ضمن میں حضرت مسیح کی موت اور آپ کی قبر پر بحث کی ہے اور ان واقعات کی بنا پر جو انجیل میں درج ہوئے ہیں ثابت کیا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرے بلکہ وہاں سے بچکر نکل کھڑے ہوئے اور کشمیر میں آکر فوت ہوئے۔

اس چٹھی کے ختم کرنے کے بعد مولوی عبداللہ صاحب کشمیری نے ایک فارسی نظم غازی و گولڑی کے جواب میں پڑھی جو دوسری جگہ درج ہے۔ پھر مولوی جمال الدین صاحب سیکھواں والے نے ایک پنجابی نظم تصدیق المسیح میں جو سوہل کے خیالوں کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہے پڑھ کر سنائی جس میں حضرت حجۃ اللہ کی صداقت کا معیار آپ کی عظیم الشان کامیابیاں اور دشمنوں کی نامرادیاں مذکور تھیں۔ ان نظموں کے پڑھے جانے کے بعد نماز عشا ادا کی گئی ٭

۹؍ اگست کی شام حضرت اقدس نماز مغرب سے فارغ ہو کر حسب معمول بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد کپورتھلہ سے آئے ہوئے دو تین احباب نے بیعت کی بیعت کے بعد ایک صاحب کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ قاری ہیں آپ نے فرمایا کہ کچھ سناؤ۔ چنانچہ انھوں نے آنحضرت علیہ السلام کے ارشاد کے موافق سورۂ مریم کا ایک رکوع نہایت ہی عمدہ طور پر پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد قاری صاحب سے حضرت اقدس معمولی امور دریافت فرماتے رہے۔ زاں بعد قاری صاحب نے عرض کی کہ حضور بہت عرصہ سے مجھے اس امر کا اشتیاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھے ہو جاوے اس لیے آپ کوئی وظیفہ مجھے بتا دیجئے کہ ایک جھلک ہو جاوے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا

دیکھو آپ نے میری بیعت کی جو شخص بیعت میں داخل ہوتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان مقاصد کو مدنظر رکھے جو بیعت سے ہیں یہ امور کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جاوے اصل منشا اور مدعا کے دوسرے ہیں انسان کا اصل منشا یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے قرآن شریف میں یہ اصل مقصد نہیں رکھا گیا بلکہ فرمایا ہے **اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** اصل غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع ہے۔ جب انسان آپ کی اتباع میں کھویا جاتا ہے تو ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ضمناً زیارت بھی ہو جاوے جیسے کوئی میزبان کسی کی دعوت کرتا ہے تو وہ اس کے لیے عمدہ کھانے لاتا ہے لیکن ان کھانوں کے ساتھ وہ ایک دستر خوان بھی لے آتا ہے ہاتھ بھی دھلائے جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل مقصد تو کھانا ہوتا ہے اسیطرح پر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کرتا ہے اور اسی کو اپنا مقصد ٹھیراتا ہے اس کے ساتھ آپ کی زیارت کا ہو جانا بھی کسی وقت ممکن ہے دیکھو بہت سے لوگ یہاں جو بیعت کرنے کے لیے آتے ہیں وہ مجھے دیکھتے ہیں لیکن اگر ان میں وہ تبدیلی جو میری اصل غرض ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں نہیں ہوتی تو میرے دیکھنے سے انکو کیا فائدہ ہوا۔ اس طرح خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ شخص بڑا ہی بدبخت ہے اور اس کی کچھ بھی قدر اللہ تعالےٰ کے حضور نہیں جسے گو سارے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی ہو مگر وہ سچا اخلاص وفاداری اور خدا تعالےٰ پر سچا ایمان خشیۃ اللہ اور تقویٰ اس کے دل میں نہ ہو ٭ پس یاد رکھو کہ نری زیارتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ نے جو پہلی دعا سکھلائی ہے **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** ہے اگر خدا تعالےٰ کا اصل مقصود زیارت ہوتا تو وہ اھدنا کی جگہ **ارنا صور الذین انعمت علیھم** کی دعا تعلیم فرماتا۔ جو نہیں کیا گیا۔ رسول اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں دیکھا کہ آپ نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ مجھے ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہو جاوے۔ گو آپ کو معراج میں سب کی زیارت بھی ہو گئی۔ پس یہ امر مقصود بالذات ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اصل مقصد تو اتباع ہے۔ چونکہ سورہ فاتحہ کا ذکر تھا آپ نے فرمایا کہ اس میں تین گروہوں کا ذکر ہے اول منعم علیہم۔ دوم مغضوب سوم ضالین۔ مغضوب سے مراد بالاتفاق یہود ہیں اور ضالین سے نصاریٰ اب تو سیدھی بات ہے کہ کوئی دانشمند باپ بھی اپنی اولاد کو وہ تعلیم نہیں دیتا جو اسکے کام آنے والی نہ ہو پھر خدا تعالیٰ کی نسبت یہ کیونکر روا رکھہ سکتے ہیں کہ اس نے ایسی دعا تعلیم کی جو پیش آنیوالے امور نہ تھے؟ نہیں بلکہ یہ امور سب واقع ہونے والے تھے مغضوب سے مراد یہود ہیں اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امت کے بعض لوگ یہودی صفت ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان سے تشبہ اختیار کریں گے کہ اگر یہودی نے ماں سے زنا کیا ہو تو وہ بھی کریں گے۔ اب وہ یہودی جو خدا تعالیٰ کے عذاب کے نیچے آئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے انپر لعنت پڑی تھی۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہ سب واقعات پیش آئیں گے۔ وہ وقت آگیا ہے۔ میری مخالفت میں یہ لوگ ہنسی ٹھٹھے میں بھی پیچھے نہیں رہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے عرض کی کہ حضور ایک سوال اکثر آدمی دریافت کرتے ہیں کہ انکو بعض وقت ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ جبتک کسی اہلکار وغیرہ کو کچھہ نہ دیں انکا کام نہیں ہوتا اور وہ تباہ کر دیتے ہیں فرمایا میرے نزدیک رشوت کی یہ تعریف ہے کہ کسی کے حقوق کو زائل کرنیکے واسطے یا ناجائز طور پر گورنمنٹ کے حقوق کو دبانے کے لیے کوئی مال الاخفا کسیکو دیا جائے لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ کسی دوسرے کا اس سے کوئی نقصان نہ ہو اور نہ کسی دوسرے کا کوئی حق ہو صرف اس لحاظ سے کہ اپنے حقوق کی حفاظت میں کچھہ دیدیا جاوے تو کوئی حرج نہیں اور یہ رشوت نہیں بلکہ اسکی مثال ایسی ہے کہ ہم راستہ پر چلے جاویں اور سامنے کوئی کتا آجاوے تو اسکو ایک ٹکڑا روٹی کا ڈالکر اپنے طور پر جاویں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

اسپر حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ بعض معاملات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ اصل میں حق پر کون ہے فرمایا ایسی صورتوں میں استفتاء قلب کافی ہے اسمیں شریعت کا حصر رکھا گیا ہے۔ میں نے جو کچھہ کہا ہے اسپر اگر زیادہ غور کیجاوے تو امید ہے قرآن شریف سے بھی کوئی نص مل جاوے۔ بعد نماز عشا حضور تشریف لے گئے۔

۱۱ر اگست ۱۹۰۲ء

ایک قریشی صاحب کئی روز سے بیمار ہو کر دار الامان میں حضور حکیم الامۃ کے علاج کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے متعدد مرتبہ حضرت حجۃ اللہ کے حضور دعا کے لیے التجا کی آپ نے فرمایا ہم دعا کریں گے۔ ۱۱ر اگست کی شام کو اس نے بذریعہ حضرت حکیم الامت التماس کی کہ میں حضور مسیح موعود کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر پاؤں کے متورم ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا حضرت نے خود ۱۱ر اگست کو انکے مکان پر جاکر دیکھنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ وعدہ کے ایفا کے لیے آپ سیر کو نکلتے ہی خدام کے حلقہ میں اس مکان پر پہونچے جہاں وہ فروکش تھے۔ آپ کچھہ دیر تک مرض کے عام حالات دریافت فرماتے رہے ازاں بعد بطور تبلیغ فرمایا۔

کہ میں نے دعا کی ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ نری دعائیں کچھہ نہیں کر سکتی ہیں جبتک اللہ تعالیٰ کی مرضی اور امر نہ ہو۔ دیکھو اہل حاجت لوگوں کو کسقدر تکالیف ہوتی ہیں مگر حاکم کے ذرا کہدینے اور توجہ کرنے سے وہ دور ہو جاتی ہیں اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کے امر سے سب کچھہ ہوتا ہے میں دعا کی قبولیت کو اسوقت محسوس کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ کیطرف سے امر اور اذن ہو۔ کیونکہ اس نے اُدْعُوْنِیْ تو کہا ہے مگر اَسْتَجِبْ لَکُمْ بھی ہے۔

یہ ضروری بات ہے کہ بندہ اپنی حالت میں ایک پاک تبدیلی کرے اور اندر ہی اندر خدا تعالیٰ سے صلح کر لے اور یہ معلوم کرے کہ وہ دنیا میں کس غرض کے لیے آیا ہے اور کہاں تک اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض نہیں کرتا اسوقت تک کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر انسان تبدیلی کرے تو خدا تعالیٰ پھر رجوع برحمت کرتا ہے اسوقت طبیب کو بھی سوجھہ جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر کوئی امر مشکل نہیں بلکہ اس کی تو شان ہے اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔

ایک بار میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک ڈپٹی انسپکٹر پنسل سے ناخن کا میل نکالتا تھا جس سے اسکا ہاتھ ورم کر گیا آخر ڈاکٹر نے ہاتھ کاٹنے کا مشورہ دیا اس نے معمولی بات سمجھی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اسی طرح ایک دفعہ میں نے پنسل کو ناخن سے بنایا دوسرے دن جب میں سیر کو گیا تو مجھے اس ڈپٹی انسپکٹر کا خیال آیا اور ساتھ ہی میرا ہاتھ ورم کر گیا میں نے اسی وقت دعا کی اور الہام ہوا اور پھر دیکھا تو ہاتھ بالکل درست تھا اور کوئی ورم یا تکلیف نہ تھی۔ غرض بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنا فضل کرتا ہے تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہتی مگر اس کے لیے یہ ضروری شرط ہے کہ انسان اپنے اندر تبدیلی کرے پھر جسکو وہ دیکھتا ہے کہ یہ نافع وجود ہے تو اس کی زندگی میں ترقی دیدیتا ہے۔

ہماری کتاب میں اس کی بابت صاف لکھا ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ۔ ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے۔ حزقیاہ نبی کی کتاب میں بھی درج ہے۔

انسان بہت بڑے کام کے لیے بھیجا گیا کہ لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا۔ تو خدا اُس کا تمام کام کر دیتا ہے خادم کو ہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا تو آقا اُسکو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا۔

ہمارے . . . مرزا صاحب پچاس برس تک علاج کرتے رہے انکا قول تھا کہ انکو کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہر ایک ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہو سکتا۔ توبہ و استغفار بہت کرنی چاہیے تا خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ جب خدا تعالیٰ کا فضل آتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ خدا نے یہی فرمایا ہے کہ دعا قبول کروں گا اور کبھی کہا کہ میری قضاء و قدر مانو اس لیے میں تو جبتک اذن نہ ہو لے کم اُمید قبولیت کی کرتا ہوں۔ بندہ نہایت ہی ناتوان اور بے بس ہے پس خدا کے فضل پر نگاہ رکھنی چاہیے۔

حکام اور برادری سے تعلق — چودھری عبد اللہ خاں صاحب نمبردار بہاولپور نے سوال کیا کہ حکام اور برادری سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔ فرمایا ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ سب سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی سچی اطاعت کرنی چاہیے کیونکہ وہ حفاظت کرتے ہیں جان اور مال اُنکے ذریعہ امن میں ہے۔ اور برادری کے ساتھ بھی نیک سلوک اور برتاؤ کرنا چاہیے کیونکہ برادری کے بھی حقوق ہیں البتہ جو متقی نہیں اور بدعات و شرک میں گرفتار ہیں اور ہمارے مخالف ہیں اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے تاہم اُن سے نیک سلوک کرنا ضرور چاہیے ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو جو دنیا میں کسی سے نیکی نہیں کر سکتا وہ آخرت میں کیا اجر لے گا۔ اس لیے سب کے لیے نیک اندیش ہونا چاہیے ہاں مذہبی امور میں اپنے آپ کو بچانا چاہیے جس طرح طبیب ہر مریض کی خواہ مندو ہو یا

یا عیسائی یا کوئی ہو سب کی تشخیص اور علاج کرتا ہے اسی طرح پر نیکی کرنے میں عام اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کفار کو قتل کیا گیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی شرارتوں اور ایذا رسانیوں کے سبب بلا وجہ قتل کرنے مسلمانوں کے مجرم ہو چکے تھے انکو جو سزا ملی وہ مجرم ہونے کی حیثیت سے تھی۔ محض انکار اگر سادگی سے ہو اور اس کے ساتھ شرارت اور ایذا رسانی نہ ہو تو وہ اس دنیا میں عذاب کا موجب نہیں ہوتا۔

رشوت — رشوت ہرگز نہیں دینی چاہیے یہ سخت گناہ ہے مگر میں رشوت کی یہ تعریف کرتا ہوں کہ جس سے گورنمنٹ یا دوسرے لوگوں کے حقوق تلف کیے جاویں۔ میں اس سے سخت منع کرتا ہوں لیکن ایسے طور پر کہ بطور نذرانہ یا ڈالی اگر کسی کو دی جاوے جس سے کسی کے حقوق کے اتلاف مدنظر نہ ہو بلکہ اپنی حق تلفی اور شر سے بچنا مقصود ہو تو یہ میرے نزدیک منع نہیں اور میں اسکا نام رشوت نہیں رکھتا کسی کے ظلم سے بچنے کو شریعت منع نہیں کرتی بلکہ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ فرمایا ہے۔

نماز کیطرف توجہ — خانصاحب نواب خاں صاحب جاگیردار مالیر کوٹلہ نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ ارادت کا اظہار کرتا ہے مگر چاہتا ہے کہ اسکی توجہ نماز کیطرف ہو جاوے فرمایا کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے بھی شرطیں کیوں کرتے ہیں پہلے خود کوشش کرنی چاہیے قرآن شریف میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ مقدم ہے۔ خدا تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں۔ اگر وہ خود کوشش کرنا چاہتے ہیں تو مہینے تک یہاں آکر رہیں خدا نے فرمایا ہے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ یہاں وہ نماز پڑھنے والوں کو دیکھیں گے باتیں سنیں گے خدا تعالیٰ تو غنی ہے اگر سارا دنیا اس کی عبادت نہ کرے تو اسکو کیا پروا ہے ہزاروں مومن انسان بنا دیوے تو خدا کو خوش کر سکتا ہے خدا تعالیٰ کی آزمائش کرنا یہ اچھا طریق نہیں۔

حدیث — حدیثیں دو قسم کی ہیں۔ اوّل وہ جو صراحتاً بلا تاویل ہماری مؤید اور معاون ہیں جیسے اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ۔ لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسٰى وغیرہ اور دوم کچھ اس قسم کی ہیں جو ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں اُن میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ ذرا سی توجہ سے انکا مضمون اور مفہوم ہمارے مطابق ہو جاتا ہے اور بعض بالکل محرف و مبدل قرآن شریف کے منشا کے خلاف اقوال صریحہ ہیں۔ ہم انکو رد کر دیں گے۔

خدا تعالیٰ کی آواز تو ہمیشہ آتی ہے مگر مُردوں کی نہیں آتی اگر کبھی کسی مُردے کی آواز آتی ہو تو خدا کی معرفت یعنی خدا تعالیٰ کوئی خبر اُن کے متعلق دے دیتا ہے اصل یہ ہے کہ کوئی ہو خواہ نبی ہو یا صدیق یہ حال ہے کہ آخر اک خیر شد خیر باز نیامد۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان اور اہل و عیال کے درمیان ایک حجاب رکھ دیتا ہے وہ سب تعلق قطع ہو جاتے ہیں اسی لیے فرمایا ہے فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ

کہف والا قصہ ہماری راہ میں نہیں اگر خدا تعالیٰ نے انکو سلایا ہو اور پھر جگایا ہو تو ہمارا کوئی حرج نہیں۔ مسیح کی وفات سے اس کو کیا تعلق؟ مسیح کے لیے کہاں رقود آیا ہے۔

امام حسین پر میری فضیلت سنکر یونہی غصہ میں آتے ہیں قرآن نے کہاں امام حسین کا نام لیا ہے نہ یہ کا ہی نام لیا ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو چاہیے تھا کہ حسین کا نام ہی لے دیا جاتا۔ اور پھر مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ کہہ کر اور بھی ابوت کا خاتمہ کر دیا۔ اگر اَبَا حُسَيْن کہہ دیا ہوتا تو شیعہ کا ہاتھ پڑ سکتا تھا اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ان باتوں سے لاپروا ہوتے ہیں۔ ان کی تمنا بھی یہ نہ تھی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نبیوں کی تمنا بھی پوری کر دیتا ہے

عیسائیوں سے مانعت
قبل نماز ظہر حضرت اقدس سے دریافت کیا گیا کہ عیسائیوں کے ساتھ کھانا اور معانقہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا میرے نزدیک ہرگز جائز نہیں یہ غیرت ایمانی کے خلاف ہے کہ وہ لوگ ہمارے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور ہم ان سے معانقہ کریں۔ قرآن شریف ایسی مجلسوں میں بیٹھنے سے بھی منع فرماتا ہے جہاں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر ہنسی اڑائی جاتی ہے اور پھر یہ لوگ خنزیر خور ہیں ان کے ساتھ کھانا کھانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی ماں بہن کو گالیاں دے تو کیا وہ روا رکھے گا کہ اس کے ساتھ ملکر بیٹھے اور معانقہ کرے۔ پھر جب یہ بات نہیں اللہ اور رسول کے دشمنوں اور گالیاں دینے والوں سے کیوں اسکو جائز رکھا ہے

اس کی شام
بعد ادائے نماز مغرب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام معمول کے موافق خدام کے حلقہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرآن شریف کے ایک مقام پر غور کرتے کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی عظمت اور کامیابی معلوم ہوئی جس کے مقابل میں حضرت مسیح بہت ہی کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ سورہ مائدہ میں ہے کہ نزول مائدہ کی درخواست جب حواریوں نے کی تو وہاں صاف لکھا ہے قالوا نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا و نعلم ان قد صدقتنا ونکون علیھا من الشاھدین اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جسقدر معجزات مسیح کے بیان کیے جاتے ہیں اور جو حواریوں نے دیکھے تھے ان سب کے بعد ان کا یہ درخواست کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے قلوب پہلے مطمئن نہ ہوئے تھے۔ ورنہ یہ الفاظ کہنے کی انکو کیا ضرورت تھی وتطمئن قلوبنا و نعلم ان قد صدقتنا مسیح کی صداقت میں بھی اس سے پہلے کچھ شک ہی سا تھا*

---

*نوٹ ایڈیٹر۔ قرآن شریف کے ظاہر الفاظ سے یہ تو پایا ہی نہیں جاتا کہ وہ مائدہ اُن پر نازل بھی ہوا تھا کیونکہ اس طلب مائدہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا ہے قال اللہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین اس آیت پر غور کرنے سے بھی یہ بات صاف طور پر ثابت ہوتی ہے کہ پہلے نشانات اگر مسیح نے کچھ دکھائے تھے تو بہر حال وہ اطمینان قلب حواریین کا موجب ہرگز نہ ہوئے تھے ورنہ ایسی تہدید شدید نہ ہوتی۔ اور یہ بھی کہ اس آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ نازل بھی ہوا۔ پس حواریوں کے ایمان پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں سخت زد ہے۔
کیونکہ اگر مائدہ نازل نہ ہوا ہو تو پھر اس میں کیا شک ہے جیسا ہے کہ طلب مائدہ اطمینان کے لیے تھی

اور وہ اس جھاڑ پھوک کو معجزہ کی حد تک نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں صحابہ کرام ایسے مطمئن اور قوی الایمان تھے کہ قرآن شریف نے ان کی نسبت رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا اور یہ بھی بیان کیا کہ ان پر سکینت نازل فرمائی یہ آیت مسیح علیہ السلام کے معجزات کی حقیقت کھولتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرتی ہے صحابہ کا کہیں ذکر نہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہم اطمینان قلب چاہتے ہیں۔ بلکہ صحابہ کا یہ حال کہ ان پر سکینت نازل ہوئی اور یہود کا یہ حال یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ان کی حالت بتائی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت یہاں تک کھل گئی تھی کہ وہ اپنے بیٹوں کی طرح شناخت کرتے تھے اور نصاریٰ کا یہ حال کہ ان کی آنکھوں سے آپ کو دیکھیں تو آنسو جاری ہو جاتے تھے یہ مراتب مسیح کو کہاں نصیب! اس پر عرض کیا گیا کہ حضور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی احیاء موتی کی کیفیت کے متعلق اطمینان چاہا تھا کیا انکو بھی پہلے اطمینان نہ تھا۔ فرمایا اصل بات یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی مکتب میں تعلیم پانے والے ہوتے ہیں اور تلامیذ الرحمٰن کہلاتے ہیں انکی ترقی بھی تدریجی ہوتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن شریف میں آیا ہے کذلک لنثبت بہ فؤادک ورتلنا ترتیلا میں ان باتوں کو خوب جانتا ہوں کہ انبیا علیہم السلام کی حالت کیسی ہوتی ہے جس دن نبی مامور ہوتا ہے اسدن اور اسکی نبوت کے آخری دن میں ہزاروں کوس کا فرق ہو جاتا ہے۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا کہا۔ ابراہیم تو وہ شخص ہے جس کی نسبت قرآن شریف نے خود فیصلہ کر دیا ہے ابراھیم الذی وفی۔ واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن
پھر یہ اعتراض کسطرح پر ہو سکتا ہے۔ کیا ایک بچہ مثلاً مبارک (سلمہ ربہ) جو آج مکتب میں بٹھایا جاوے وہ ایم اے۔ یا بی اے کا مقابلہ کر سکتا ہے اسی طرح انبیا کی بھی حالت ہوتی ہے کہ انکی ترقی تدریجی ہوتی ہے دیکھو براہین احمدیہ میں باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے وہ تمام آیات جو حضرت مسیح سے متعلق ہیں میرے لیے نازل کی ہیں اور میرا نام مسیح رکھا اور آدم۔ داؤد۔ سلیمان۔ غرض تمام انبیا کے نام رکھے مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں جب تک خود اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت پر یہ راز نہ کھول دیا۔ حواریوں نے جو اطمینان قلب چاہا ہے وہ ان سب نشانات کے بعد ہی جو وہ دیکھ چکے تھے اسلیے وہ اس اعتراض کے نیچے ہیں کہ انکو ضرور شک تھا۔

اس کے بعد امریکہ کے مشہور کاذب اور مفتری ڈاکٹر ڈوئی کے اخبار کا خلاصہ برادر مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھ کر سنایا + ان کے سننے کے بعد حضرت حجۃ اللہ نے پھر ذکر کیا کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي سورہ مائدہ کی آیت پر آج پھر غور کرتے ہوئے ایک نئی بات معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح سے یہ سوال ہوا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو الٰہ بنا لو۔ تو وہ اپنی بریت کے لیے جواب دیتے ہیں کہ میں نے تو وہی تعلیم دی تھی جو تو نے مجھے دی تھی اور جبتک میں ان میں تھا میں انکا نگران تھا اور جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو اُنپر نگران تھا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں آئے تھے اور یہ سوال ہوا تھا قیامت میں تو اس کا یہ جواب نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ انکو تو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ ہاں بیشک میرے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد انمیں شرک پھیل گیا تھا لیکن پھر دوبارہ جاکر تو میں نے صلیبوں کو توڑا فلاں کافر کو مارا اُسے ہلاک کیا اسے تباہ کیا نہ یہ کہ وہ یہ جواب دیتے وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ اس جواب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کو ہرگز ہرگز خود دنیا میں نہیں آنا ہے اور یہ نص ہے ان کے عدم نزول پر۔

---

۱۴ اگست کی شام | حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ

والسلام ادائے نماز کے بعد جلوس فرما ہوئے اور فرمایا کہ چونکہ یہ کتاب نزول المسیح تمام مسائل کی جامع کتاب بنانی چاہتا ہوں اس لیے میرا ارادہ ہے کہ ہمارے چند احباب میری کتابوں کے مضامین کی ایک ایک فہرست بنا دیں تاکہ مجھے معلوم ہوجاوے کہ کون کون سے مضامین اُنمیں آچکے ہیں ''

اس کے بعد ایڈیٹر الحکم نے الحکم کا وہ نمبر پیش کیا جو ۲۴ر جولائی ۱۹۰۱ء کا چھپا ہوا ہے اور جسمیں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خط مولوی عبدالرحمٰن صاحب لکھوکے والے کے نام حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے ایما سے لکھا تھا اور جس میں یہ دعوی کیا گیا تھا کہ اگر تو حضرت اقدس کے برخلاف نام لے کر کوئی الہام مخالف پیش کرے گا تو ہلاک ہوجائیگا غرض وہ مضمون ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی کہ مولوی محمد حسین صاحب کا ایک رسالہ آیا ہے جس میں چینیاں والی مسجد میں قیامت کے عنوان سے آپ نے ایک مضمون لکھا ہے " جو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے خلاف ہے لکھتے لکھتے ایک مقام پر لکھتا ہے کہ ہم اسکو برادرِ قادیان کے ساتھ ملاتے ہیں یعنی کفر کا فتویٰ دیتے ہیں چنانچہ اس کے نیچے پھر کفر کا فتویٰ مرتب کیا ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے دریافت فرمایا کہ وجوہ کفر کیا ہیں۔

مولوی چکڑالوی کہتا ہے کہ حدیث کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ حدیث کا پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ گئے سو مُڈی کا چسکا ہو سکتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ قرآن کے لانے میں اس سے بڑھ کر نہیں جیسا کہ ایک چپڑاسی یا مذکوری کا درجہ پروانہ سرکاری لانے میں ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح نے فرمایا " ایسا کہنا کفر ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی بے ادبی کرتا ہے۔ احادیث کو ایسی حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ کفار تو اپنے بتوں کے جنتر منتر کو یاد رکھتے ہیں تو کیا مسلمانوں نے اپنے رسول کی باتوں کو یاد نہ رکھا۔ قرآن شریف کے پہلے سمجھنے والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور اُسپر آپ عمل کرتے تھے اور دوسروں کو عمل کراتے تھے یہی سنتہ ہے اور اسی کو تعامل کہتے ہیں۔ اور بعد میں آئمہ نے نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ اُس سُنتہ کو الفاظ میں لکھا اور جمع کیا اور اُس کے متعلق تحقیقات اور چھان بین کی پس وہ حدیث ہوئی۔ دیکھو بخاری اور مسلم کو کیسی محنت کی ہے آخر اُنھوں نے اپنے باپ دادوں کے احوال تو نہیں لکھے بلکہ جہاں تک بس چلا صحت و صفائی کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال یعنی سنتہ کو جمع کیا۔ اور اکثر حدیثوں مثلاً بخاری کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں برکت اور نور ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلی ہیں۔ مثلاً اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کی حدیث کیسی صاف ظاہر کرتی ہے کہ مسیح تم میں سے ہوگا۔ اور یہ عیسائیوں کا رد ہے کیونکہ عیسائی فخر کرتے تھے کہ عیسی پھر آئے گا اور دین عیسوی کو بڑھائے گا لیکن آنحضرت نے سنایا کہ ہم نے اسکو آسمان پر دیگر فوت شدہ لوگوں میں دیکھا اور پھر فرمایا کہ جو آنے والا مسیح ہے وہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ہوگا۔ غرض احادیث کے متعلق ایسا کلمہ نہیں بولنا چاہیے ہاں اس معاملہ میں غلو بھی نہیں کرنا چاہیے کہ اسکو قرآن اور تعامل سے بڑھ کر سمجھا جائے۔ بلکہ جو کچھ قرآن اور سُنتہ کے مطابق حدیث میں ہو اسکو ماننا چاہیے۔ کیونکہ جب حدیث کی کتابیں نہ تھیں تب بھی لوگ نمازیں پڑھتے تھے اور تمام شعائر اسلام بجالاتے تھے پس قرآن شریف کے بعد تعامل یعنی سُنتہ ہے اور پھر حدیث ہے جو اُن کے مطابق ہو۔

مولوی محمد حسین نے پہلے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں ایسا ہی ظاہر کیا تھا کہ جو لوگ خدا سے وحی اور الہام پاتے ہیں وہ اپنے طور پر براہ راست احادیث کی صحت کر لیتے ہیں بعض وقت قواعد علم حدیث کی رو سے ایک حدیث موضوع ہوتی ہے اور ان کے نزدیک صحیح اور ایک حدیث صحیح قرار دی ہوئی ان کے نزدیک موضوع غرض بات یہ ہے کہ قرآن اور سُنتہ اور حدیث تین مختلف چیزیں ہیں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے اپنا پُرانا خواب مولوی محمد حسین صاحب کے متعلق بیان فرمایا جو کہ کتاب سراج منیر کے آخر میں درج ہے اور فرمایا کہ یہ بات ۹۴ء یا ۱۸۹۵ء کی ہے جب ہمنے یہ رویا دیکھا تھا کہ ہم جماعت کراتے ہیں اور نماز عصر کا وقت ہے اور ہمنے قرأت پہلے بلند آواز سے کی ہے پھر ہمکو یاد آیا۔ اور اس کے بعد ہمنے محمد حسین سے کہا کہ ہم خدا کے سامنے جائیں گے ہم چاہتے ہیں کہ بات میں صفائی ہو اگر ہمنے آپ کے متعلق کچھ سخت الفاظ کہے ہوں تو آپ معاف کر دیں اُسنے کہا میں معاف کرتا ہوں پھر ہمنے کہا کہ ہم بھی معاف کرتے ہیں پھر ہمنے دعوت کی اور اُس نے عذر خفیف کے ساتھ

اس دعوت کو قبول کرلیا۔ اور ایک شخص سلطان بیگ نام چبوترہ پر قریب الموت تھا اور ہم نے کہا کہ ایسا ہی مقدر تھا کہ ان کے مرنے کے وقت یہ واقعہ ہو اور ایسا ہی مقدر تھا کہ بہارالدین کے مرنے کی وقت بات ہو۔

اس خواب کے بعد فرمایا کہ واللہ اعلم بالصواب۔ خواب میں تعینات شخصیہ ضروری نہیں۔

پھر حضرت اقدس نے مولوی محمد حسین صاحب کے ان دنوں کی حالت کا ذکر کیا جب وہ بات بات میں خاکساری دکھاتے اور قدم قدم پر اخلاص رکھتے تھے اور جوتے اٹھا کر جھاڑ کر آگے رکھتے تھے اور وضو کراتے تھے اور کہتے تھے کہ میں مولویت کو نہیں چاہتا مجھے اجازت دو تو میں قادیان میں آرہوں۔ اور فرمایا کہ کسی وقت کا اخلاص اور خدمت انسان کے کام آجاتا ہے شاید ان وقتوں کا اخلاص ہی ہو جو بالآخر مولوی محمد حسین صاحب کو اس سلسلہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق دے۔ کیونکہ وہ بہت ٹھوکریں کھا چکے ہیں اور آخر دیکھ چکے ہیں خدا کے کاموں میں کوئی حارج نہیں ہو سکتا ایسا ہی اجتہادی طور پر ہمیں بعض لوگوں پر بھی یہ حسن ظن ہے کہ وہ کسی وقت رجوع کریں کیونکہ ایک دفعہ الہام ہوا تھا کہ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ وسوسہ پڑ گیا ہے پر مٹی لطیف ہے۔ وسوسہ نہیں رہیگا مٹی رہے گی۔

اس کے بعد چند مختلف باتیں ہو کر نماز عشا ادا کی گئی۔

۱۳۔ کی شام | نماز مغرب کے بعد حضرت اقدس نے کلی کی تجویز کی تکمیل کے لیے فرمایا کہ بہت ہی بہتر ہو کہ اگر مخالفین کی کتابیں جمع کر کے ان کے اہم اعتراضات کو یک جا کر لیا جاوے تاکہ انکا جواب بھی ہماری اس کتاب میں آجاوے اور یہ کتاب تمام مسائل کی جامع ہو جاوے۔

اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے اس چٹھی کے مضمون کا تتمہ پڑھ کر سنایا جو امریکہ کے مشہور کاذب مفتری الیاس ڈاکٹر ڈوئی کے نام مقابلہ کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس تتمہ کا خلاصہ یہ ہے۔ حضرت اقدس نے اسمیں لکھا ہے کہ صادق اور کاذب کی شناخت کا معیار وہ امر کبھی نہیں ہو سکتا جو مختلف قوموں میں بطور امر مشترک ہو۔ مثلاً سلب امراض کا طریق ہے جیسے ڈاکٹر ڈوئی اپنے اخبار میں لاف زنی کیا کرتا ہے کہ فلاں شخص اچھا ہو گیا اور فلاں نے صحت پائی یہ طریق اس قسم کا ہے کہ اسکے لیے ستباز اور متقی ہونیکی بھی ضرورت نہیں چہ جائیکہ یہ کسی کے مامور ہونے پر گواہ ہوسکے کیونکہ سلب امراض کا طریق ہندوؤں۔ یہودیوں عیسائیوں میں بھی پایا جاتا ہے اور مسلمانوں میں بھی بعض لوگ اس قسم کے پائے جاتے ہیں حضرت مسیح جب سلب امراض کے معجزات دکھلاتے تھے اسوقت بعض یہودی بھی اس قسم کے کام کرتے تھے اور ایک تالاب بھی ایسا تھا جسمیں غسل کرنے سے بعض مریض اچھے ہو جاتے تھے غرض حضرت حجۃ اللہ نے پہلے اسمیں یہ ظاہر کیا کہ جو امر مختلف قوموں میں مشترک ہو اور جسکی لیے نیک و بد کی کوئی تمیز نہیں صادق اور کاذب کی شناخت کا معیار نہیں ہو سکتا۔ پھر اس امر پر بحث کی ہے کہ اسکی ایک صورت ہے کہ کچھ بیمار لیکر بطور قرعہ اندازی صادق اور کاذب کو تقسیم کر دیے جاویں ایسی صورت میں صادق کے حصہ کے مریض مقابلہ کاذب زیادہ اچھے ہونگے۔ اس امر کے بیان میں یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اس طریق کو اپنے ملک میں اپنے مخالفوں کے سامنے پیش کیا ہے مگر کوئی مقابلہ کیلیے نہ آیا۔

پھر حضرت اقدس نے ڈوئی کی اس تحدی پر بحث کی ہے جو اسنے اپنے مخالفوں کے لیے کی ہے کہ میرے مخالف ہلاک ہو جائیں گے خصوصاً مسلمان حضرت حجۃ نے بڑے پر زور اور پر شوکت الفاظ میں لکھا ہے کہ کل مسلمانوں کو ہلاک کرنیکی کوئی ضرورت نہیں اور علاوہ ازیں یہ امر مشکل ہے ہو سکتا ہے اسکو یہ کہنے کی گنجائش ہو کہ مسلمان ہلاک تو ہوہی جاتے مگر بچاس یا ساٹھ سال کے اندر اور وہ خود بھی ان میں ہلاک ہو جائیگا پھر کون اس کا فیصلہ دیکھنے والا ہو اسلیے بہتر ہے کہ سارے مسلمانوں کو چھوڑ کر میرے مقابلہ پر آئے اور میں عیسائیوں کے خود ساختہ خدا کی نسبت تمام مسلمانوں سے زیادہ کراہت اور نفرت رکھتا ہوں یہانتک کہ اگر کل مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ پر رکھدیجاوے اور میری نفرت ایکطرف تو میرا پلہ اس سے بھاری ہوگا اور میں ایسے شخص کو جو عورت کے پیٹ سے نکل کر خدا ہونیکا دعوی کرے بہت ہی بڑا گنہگار اور ناپاک انسان سمجھتا ہوں مگر ہاں میرا یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اس الزام سے پاک ہے اسنے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر اس سے بہت زیادہ ہے اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے اس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے تاہم میں اسکو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اور میں نے اسے بارہا دیکھا ہے ایکبار میں نے اور مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اسلیے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ غرض اسطرح پر حضرت حجۃ اللہ نے بلحاظ اپنے کام اور ماموریت کے اور خدا تعالیٰ کے ان فضلوں اور احسانوں کے جو حضرت مسیح موعود کے شامل حال ہیں تحدیث بالنعمۃ اور تبلیغ کیطور پر ذکر فرمایا۔ اور یہاں تک کہا۔ کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے

ان امور کے پیش کرنے کے بعد آپنے پھر پر شوکت تحدی کے ساتھ اسکو مقابلہ کے لیے دعوت کی ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو اسے چاہیے میرے مقابلہ میں نکلے اور یہ دعا کرے کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہو وہ صادق کے سامنے ہلاک ہو۔ یہ خلاصہ ہے اس تتمہ کا جو ہم نے اپنے طور پر لکھا ہے اصل چٹھی ستمبر کے اخیر تک انشاء اللہ شائع ہو سکے گی۔

آج کی ڈائری میں ایک امر سہو سے فرو گذاشت کیا تھا اسے یہاں درج کر دینا فرض معلوم ہوتا ہے حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ الاحد کے ایک کبوتر کو بلی نے پکڑا جو ذبح کر لیا گیا فرمایا کہ اسوقت میرے دل میں تحریک ہوئی کہ گویا عیسائیوں کے خدا کو ہمنے ذبح کر کے کھا لیا ہے۔ پھر فرمایا کہ انگریز بھی کبوتر کا شکار کرتے ہیں اور بنی اسرائیل کی قربانیوں میں بھی شاید اسکا تذکرہ ہے بہر حال کبوتر ہمیشہ کھائے جاتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ عیسائیوں کے خدا ذبح ہوتے ہیں کیا یہ بھی کفارہ تو

مولوی غازی کے قصیدہ پر ایک سرسری نظر

الا اے غازیٔ نادان کجا راہ صفا بینی
چو چشم دل نمے داری کجا نور و ضیا بینی
اگر عو عو کنی بر مہ نہ کاہد نور آن ہرگز
کہ نورِ این مہ تابان زذاتِ کبریا بینی
اگر تف بر چراغِ حق زنی از جہل و نادانی
تو روئے خویش را سوزی و جانرا در بلا بینی
اگر چشم دلت را وا کنی ای دشمنِ نادان
بروئے احمدِ مرسل مگر نورِ خدا بینی
مہ چار دو ہم یعنی جناب میرزائی ما
زحق مامور و مرسل در لباس انبیا بینی
ستادہ بہر تصدیقش زمین و آسمان را بین
مہ و مہر درخشان را اگر از چشم حیا بینی
چہا آیاتِ حق از بہر تصدیق مسیح ما
بہر دم از خدا روشن زارض و ہم سما بینی
زمین الوقت میگوید ندا از آسمان آید
نہان در آستین او مگر دستِ خدا بینی
نبی وقت و سالار جہان باشد امام ... ما
ہمین آن احمدِ مرسل امام اولیا بینی
سمی حضرتِ احمد سپہدار مسلمانان
ہمہ زیب بر پاکش لباسِ اجتبا بینی
چنین دعوی ما باشد نہ از طور سخن دانی
شہادات سماوی را نشانہای خدا بینی
برون از حصر آیات خداوندی ہمی باشد
کہ شمس در تابانش بتاج اصطفا بینی
ز نورِ حق چو بودی بے خبر ای غازیٔ نادان
خور روشن کجا ہرگز ازین جہل و عما بینی
بزن ای مادحِ نادان زحال پیر خود لافے
پشیمان و نگونسارش بہ پیش حق چرا بینی
کہ با این شوخی و شیخی چہ کار از وے پدید آمد
سیہ شد دفتر پیری چو کارش افترا بینی
کجا این پیری و شیخی و این دزدی بکار آید
بزدزدی پیش حق نادم و رسوا بے حیا بینی
نباشد ہمتِ مردان بدزدیدن سخن گفتن
نہ این تزویر وا فسون را بہ پیش حق بقا بینی
چو از تیغ براہین و ز اعجاز مسیح ... ما
سر آن صوفی دانا فتادہ در بلا ... بینی
باین تزویر و دزدی کے بری خواہد شدن از ما
چو رازِ دفتر دزدی بہ پیش خلق وا بینی
ز استیصال فیضی از جناب حق نمی ترسی
بزیر خاک لاشِ او ز آہ میرزا بینی
ز کار فیضی نادان بہ پیری آفتے آمد
چون دزدان پیر خود را در جہان گمنام ما بینی
نہ فیضی پیش مہدی در مقابل ہم برون آمد
مگر از کور چشمی حرف زن بر آن و فا بینی
ازین بر حسب فرمانِ خدا شد از جہان بیرون
کہ تا تائید حق از بہر مہدی برملا ... بینی
ز فیضی فضلۂ باطل بدست خواجہ ہم آمد
بلافِ محض پیر خود ورا مشکل کشا ... بینی
مگر این مردۂ فیضی بہ توئے بد ہویدا شد
ازان مردود چشتی را بمیدانِ وغا بینی
فلک گریان بر احوالش زمین نفرین کنان گردد
ملک لعنت کنان بروے بنزد کبریا بینی
مقدر این پئے مہر علی از عالم بالا
الا اے منکر نادان نشانِ میرزا بینی
ز آہ میرزا پامال ... حذر کردن
خصوصاً دستِ پاک میرزا چون بدعا بینی
چو امہد تک السما گفتا مسیحا سید عالم
سر پیر فسو نگر زین فتادہ زیر پا بینی
نمی خواہم کہ اینجا از کمالش پردہ بردارم
کمال علم او ظاہر بدزدی برملا بینی
جری اللہ بمعنائی رسولِ حق عیان گردد
عیان فضل و کمالِ پیر جاہل در دغا بینی
نظر بر منطق آن پیر دانا کن تو اے غازی
چہ صغری نیز کبری در کتاب پر جفا بینی
چو از غیب مصفا از جہالت نیستی آگاہ
ازان غیر ... حد اوسط از عما بینی
چرا اے مہرشہ ناحق کشیدی زحمت و رنجے
چو کار و بار خود ظاہر تو کذب و افترا بینی
چہا از قدرت ایزد مگر بر روئے کار آید
کہ عیب چشتیائی را بہ بالائی قبا بینی
ہمی بینی کہ سیف چشتیائے عیب تو باشد
لباسے از ندامت در بر خود از ابا بینی
نہ خندد گلشن امید تو اے منکر نادان
ز بار غم چو پشتِ شیخی خود را دوتا بینی
ہمی بینی کہ بر آرد نہال باغ احمد چون
لباس زعفران در روضۂ ہم باد صبا بینی
ہمی بینی کہ نور الدین و دیگر عاشقانِ او
خرامان بر لب کوثر بصد نور و ضیا بینی
تفاخر مر ترا باید نہ کردن بر سر غازی
کہ غازی کے بکار آید چو قہر کبریا بینی
عذاب ایزدی آید بری از تو شود غازی
کند نفرین نہ پس او را مگر نغمہ سرا بینی
تکلف میکند غازی بتعریف تو ای نادان
از ان خود را با سنگبار و نخوت مبتلا بینی
ہمہ لاف و گزاف تو بود بازیچۂ طفلان
لباس خویشتن ہر دم ہمہ کبر و ریا بینی
ز ذاتِ ایزدت ہرگز ترا شرمی نمی آید
بتائید مسیحا چون تو دستِ ذو العلا بینی
ز اعجاز فصاحت چون رسیدی از سخن سازی
بہ نیرنگی چو پیران باز خود را در قبا بینی
نشانِ آسمانی مہر و ماہ و انجم تابان
درین امصار از ہر سو طاعون و وبا بینی
چرا تکذیب آیاتِ خدا سازی تو ای نادان
چو مہدی را ز آیاتش بطرز انبیا بینی
تدبر در دلائل کن بہ بین سوئے مسیح ما
کہ تا او را بصد عزت امام اصفیا بینی
دگر نہ تا تقاضائے آسمانی انتظاری کن
کہ خود را نیز داخل در گروہِ اشقیا بینی

خاکسار عبد اللہ کشمیری زرگر محمدی ساکن قادیان

خلافت راشدہ

جس کتاب کا اڑہائی سال سے انتظار کیا جاتا تہا۔ اب بالکل طیار ہو کر شائع ہو گئی ہے اس کے مضامین کے متعلق ہمکو کچھ بہی کہنے کی ضرورت نہیں خود مصنف کا نام ہی اس کی عمدگی کی کافی دلیل ہے۔ قیمت مجلد عہ علاوہ محصولڈاک عہ/ مع محصولڈاک و خرچ وی پی عہ درخواستیں دفتر الحکم قادیان میں آنی چاہیں ڈیڑھ سو کے قریب جلدیں باقی ہیں

ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

* [illegible]

* یہ اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام نے پیر گولڑوی کی نسبت اعجاز المسیح میں فرمائی تہی ۱۲ -

ہذا شئی عجیب

(حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے جو خطبہ ۸ر اگست کو پڑھا اس کا مضمون مندرجہ بالا عنوان پر تھا)

خدا تعالیٰ کی ہمیشہ سے سنت مستمرہ اسیطرح رہی ہے جب کوئی شخص اس کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر آتا ہے تو نا عاقبت اندیش کم فہم قوم نے اس کی تکذیب کی اور وہ تکذیب یہی بیان کی ہے ... ہذا شئی عجیب میں اپنی عمر کے ابتدائی حصے اور وقتوں میں جب قرآن شریف کی اس آیت یا اس قسم کی اور آیتوں کو پڑھا کرتا جن میں یہ بیان ہے کہ کفار نے کہا کہ یہ رسول تو ہماری طرح کا ایک بشر ہے جو بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اور کھانا بھی کھاتا ہے غرض تمام حوائج بشری رکھتا ہے اور ہماری جنس کا آدمی ہے ہم اس پر کیوں ایمان لاویں۔ جب میں ان آیتوں کو پڑھتا تو مجھے تعجب ہوتا تھا کہ وہ احمق کیا تصور کئے بیٹھے تھے اپنی جنس کے آدمی کو رسول ماننے میں کیا چیز روکتی تھی کیا عادتاً وہ نہ دیکھتے تھے کہ قبیلہ میں جو جو عالم اور مقبول ہوتا ہے وہ ان ہی کی جنس کا ہوتا ہے بڑا نامی گرامی صاحب سطوت حاکم اسی جنس سے ہوتا ہے کیا انھوں نے نہیں دیکھا تھا کہ کسی بستی پر کسی شریر حکمران ہوا ہو یا سوق عکاظ یا مجنہ یا مجنّہ میں کوئی بھیڑیا قصیدہ کہہ لایا ہو جو سب سے بڑھکر فصیح بلیغ تسلیم کر لیا گیا ہو اور امرؤ القیس اور پہلے معلقات سے ٹکرایا گیا ہو۔ پھر وہ کیا بات تھی کہ جب اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں بت پرستی سے نجات دینے کے لئے آیا ہوں اور سچی ہدایت اور سکھ قوم کو دینے آیا ہوں تو یہ بات کیوں اُن کو کھا گئی۔ اور وہ تکذیب اور انکار پر اُتر آئے بلکہ اس سے بھی بڑھکر ایذا رسانی اور قتل تک کے منصوبے کرنے لگے یہ راز سربستہ مجھ پر نہیں کھلا تھا۔

میں ہمیشہ اس امر پر غور کرتا رہا۔ قرآن شریف کی سچائی اور عظمت پر تو میرا بچپن کا دماغ بھی کبھی تعجب اور شک نکرتا تھا اور اس وقت بھی میرا ایمان تھا کہ جو کچھ قرآن شریف میں درج ہے بالکل سچ ہے مگر اس قسم کی کھوپڑی کے انسانوں کا وجود مجھے ناممکن معلوم ہوتا تھا جو اپنی نوع اور جنس کے رسول کے مکذب ہوتے محض اسی بنا کر کہ وہ ان کی نوع کا ہے لیکن آج اس عمر میں اس وقت میں نے اپنے کانوں سے اس آواز کو سنا۔ اور آنکھوں سے دیکھا کہ خدا کے مرسل اور مامور نے جب اپنا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر اصلاح قوم کے آیا ہوں تو وہی آواز اس کی نسبت سننے میں آئی اور پھر سارا تعجب جاتا رہا۔

آج بھی وہی کہتے ہیں جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا پر کہا گیا تھا کہ کیوں یہ قرآن دو بڑے شہروں کے نمبرداروں پر نازل نہیں ہوا آج بھی یہی کہتے ہیں کہ کیا مہبط وحی قادیان ہی رہ گیا تھا۔ قرآن شریف میں جو یہ امور درج ہیں یہ صرف

عبرت کے لئے

ہیں قرآن میں جو اللہ تعالیٰ نے ان امور کو محفوظ رکھا یہ اس لئے تھا کہ آئندہ جب کبھی کوئی مامور اور مرسل خدا کی طرف سے آئے تو ایسا احمقانہ اعتراض نکیا جاوے تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں کیا یہ خدا کی رحمت کے تقسیم کنندہ ہیں کہ وہ اُن کی مرضی سے اللہ تعالیٰ کسیکو منتخب کرے۔ خدا تعالیٰ کے حضور یہ کبھی نہیں ہوتا۔ بلکہ جو دولتمند یا معزز و مکرم بنا ہے تو ہماری تقدیر اور منشاء سے بنا ہے اسیطرح پر اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

دیکھو کوئی تم میں سے اپنی امانت کی چیز رکھنا چاہے تو وہ پہلے تجربہ کرتا ہے کہ کہیں وہ شخص جسکے پاس امانت رکھی جاتی ہے خائن نہو ایسا نہو کہ کل کو لیکر منکر ہو جاوے کیونکہ امانت کے گواہ تو مقرر نہیں کئے جاتے۔ جب انسان اپنے محل امانت کو اچھی طرح جانچ لیتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ اپنی گرانقدر امانت رسالت کیلئے جانچ نہیں کرتا؟ اسکا جواب یہی ہے

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

غرض یہ ہے کہ جو اعتراض اسوقت کیا جاتا تھا آج بھی کیا جاتا ہے کہ کیا قادیان میں یہی رہ گئے تھے کہ مسیح موعود ہوتے۔ یہ حق تھا نذیر حسین کا یا فلان کا میں کہتا ہوں اگر ان کا حق تھا تو پھر یہ کیوں نہ بنے خدا تعالیٰ نے تو اپنے فعل سے ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ یہ ہرگز ہرگز اس پاک مسند کے وارث نہ تھے جو انبیاء علیہ السلام کی مسند ہے جو نبی کریم صلعم کی مسند ہے۔ یہی اعتراض روافض کا ہے کہ حضرت علی رض کا حق خلافت تھا میں کہتا ہوں کہ تمہارے نزدیک یا خدا کے نزدیک۔ اگر خدا کے نزدیک حضرت علی کا حق تھا تو پھر کیا ... و ... حضرت عائشہ اور ابوبکر جیت گئے اور خدا معاذ اللہ ناکامیاب ہوا۔ نہیں نہیں خدا تعالیٰ ہی غالب ہے ہم اس خدا کو مانتے ہیں جو فعال لما یرید ہے جو سخت قوت زور اور سطوت سے ... کر لینے والا ہے جسکا وہ ارادہ کرتا ہے وہ علی کل شئی قدیر ہے۔ اسکا یہی ارادہ تھا اور ... یہی حق تھا جو ظاہر ہوا ...

... ہے۔ کوئی چیز خدا کی منشاء مشیت تامہ نافذہ نفاذہ کی راہ میں روک نہیں ہو سکتی۔ اسیطرح پر یہ رافضیانہ اور احمقانہ اعتراض ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کیوں مسیح موعود بنے؟

وہ تو خدا کے اپنے ہاتھ سے معطر ہو کر مسیح موعود بنگیا اب تم سب تمہارے اگلے پچھلے ناک رگڑ کر ہاتھ جوڑ کر اپنی تجویزوں اور انتخاب سے کسی ایک کو مسیح موعود بنالو جسکو تم اس عہدہ کا اپنے خیال میں حقدار سمجھتے ہو پھر دیکھو کہ فعال لما یرید غیر تمند خدا کیا فیصلہ کرتا ہے اسوقت تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ وہ جس نے ایک گمنام گاؤں کی کوٹھری میں اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ گذارا ہے اور جو

اب خدا تعالےٰ کے انتخاب کے موافق مسیح موعود ٹھہرایا گیا ہے وہی حق ہے مگر یہ کس قدر ظلم اور اندھیر ہے کہ تم اپنا کوئی انتخاب پیش نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے انتخاب پر اعتراض کرتے ہو۔ اور کہتے ہو ان ہذا شیئ عجیب۔

درحقیقت اسیطرح پر مادی دنیا کے فرزند کیا کرتے ہین جب ہمارے سید و مولا امام المتقین سرور عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عجیب بے کس و بے بس و بے سامان ظاہری حشمت و شوکت و دولت رکھنے والا انسان تھا اور چالیس برس غار حرا مین رہا نہ دنیا کی سوسائٹی کی خرخشون مین شریک ہوا اور نہ اُن سے آگاہ غار سے نکلتے ہی بولا

اقرأ باسم ربک الذی خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم

یعنی اپنے خالق رب کے نام کی تبلیغ دنیا مین کر وہ خالق جس نے علق سے الانسان بنایا۔ ہان پڑھ اور تبلیغ کر اور خوف نکر اور تیرا رب اکرم ہے تو بھی اکرم ہوجاوے گا اور جب خدا نے یہ کہا کہ قل

یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا

بدو مین تمام دنیا کے لئے رسول ہو کر آیا ہون تمام زمین میرے پاؤن کی جوتی ہوگی خدا وہ خدا ہے جو جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے دیدیتا ہے یہ اور اس قسم کی دوسری پیشگوئیان دیکھ کر مادی عقلون پر قیاس کرنیوالے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور کبھی ان پیشگوئیون کو دیکھتے تو ان کو تعجب ہوتا یہی حال اس وقت ہو رہا ہے۔ وہ جب خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود کے منہ سے خدا تعالیٰ کے ان عظیم الشان وعدون کو سنتے ہین تو تعجب کرتے ہین اور کہتے ہین

ان ہذا شئ عجیب

مگر کیسے مبارک ہین وہ لوگ جنکو اللہ تعالےٰ نے تعجب مین نہین ڈالا۔ انھون نے خدا کے مامور کی آواز سنی اور بڑھ کر لبیک کہا اور قبول کیا کہ تو مسیح موعود ہے اور سنت اللہ کے موافق اپنے وقت پر رسولون کی چادر مین ان کے قدم پر آیا پس مبارکی ہو اس قوم کو کہ خدا کی سعادت نے ان کا ساتھ دیا۔ اللہ مجھکو اور ان تمام کو جنہون نے اس مرسل و مامور جری اللہ فی حلل الانبیاء کو شناخت کیا اس عہد پر قائم رکھے جو انھون نے خدا کے مرسل کے ہاتھ پر کیا ہے اور ان تمام ٹھوکرون اور ابتلاؤن سے بچائے جو اس راہ مین آجایا کرتی ہین تا کہ ہم **شہداء علی الناس** ہون اسیطرح جیسے یہ رسول ہم پر شاہد ہے اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق کے بدون نہین ہوتا +

میرا ایمان ہے اور مین علی وجہ البصیرۃ کہتا ہون کہ یہ امام جماعت کے بدون رہ نہین سکتا۔ یہ رسالت موزون ہوئی جماعت کے لئے اسی لئے تو **جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ** اللہ تعالےٰ نے اس سے وعدہ کیا جو بجائے خود چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سچے متبعین کی ایک جماعت اس کو دیگا + اس لئے اسکا کوئی غم نہین کہ جماعت ہوگی یا نہ ہوگی جماعت ضرور ہوگی مگر غم یہ ہے کہ خدا نکرے کہ ایسی جماعت مین ہم نہ ہون۔ خدا تعالےٰ نے ہم کو سابقون مین داخل ہونے کی توفیق دی ہے ایسی حالت مین کہ سلامتی **اور امن کا شہزادہ** گمنامی کے تاریک گوشہ مین بیٹھا ہوا تھا۔ اب جبکہ سورج چڑھ گیا ہے ایسا نہو کہ ہم کوئی ٹھوکر کھائین خدا تعالیٰ غیور خدا ہے وہ کسی شوخی پر عملون کو حبط کر دیتا ہے پس ایسا ہو کہ تم سے کوئی شوخی سرزد نہو۔ تم زیادہ خدا کے حضور شرمندہ ہو کہ اس نے تم پر ایسا فضل کیا ہے کہ مسیح موعود کا تمہین شناسا بنا دیا ہے۔ خدا ایسا ہی کرے کہ تم مین شعائر اللہ کی عزت اور غیرت پیدا ہو ہو تم نمازون کو قائم کرنے والے زکوتین دینے والے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

ہو جاؤ تا خدا تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہو

والعاقبۃ عند ربک للمتقین

گورنمنٹ کے پنشن یافتہ افسرون کی تقرری دیسی ریاستون مین

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم! افسوس صد افسوس اور ہزار افسوس کا مقام ہے کہ ہماری ریاستون کی ایسی حالت خراب ہوگئی ہے کہ جس پہلو سے دیکھتا ہون خرابی ہی خرابی نظر آتی ہے اب مین آپ ہی سے پوچھتا ہون کہ یہ خرابی کیا کم ہے کہ گورنمنٹ کے پنشن یافتہ افسر دیسی ریاستون مین جاکر بڑے بڑے عہدون پر سرفراز ہو جاتے ہین کیا جو سرکاری نوکری کے لائق نہیں رہتے وہ کیا بچارے دیسی ریاستون کے ہی قسمت مین ٹھونکے جانے کے لئے ہین؟ اُن کو اب چاہئیے کہ آرام و چین سے گھر بیٹھین اور اللہ کی یاد اور پرمیشر کے دھیان مین اپنے آخری دن گذارین +

پنشن کیسے آدمیون کو ملتی ہے؟ اُن کو جو بوجہ کبرسنی کے یا اور کسی وجہ سے کام کے لائق نہین رہتے یہ نہین کہ ایک مقررہ وقت تک کام کر لینے کے بعد۔ کیونکہ اگر کوئی شخص وقت مقررہ تک کام کر بھی چکا ہو تو اگر وہ کام کرنے کے لائق ہے تو اُس کو پنشن بھی ملتا ہے اس سے صاف ہوتا ہے کہ جبتک دیکھ لیا جاتا ہے کہ اب اس بچارے کے آرام کرنے کا زمانہ ہے تو پنشن ملتی ہے گورنمنٹ کبھی ایسی بیوقوف نہین کہ باوجود کام کے لائق رہنے کے پنشن دیدے۔ اور ایک تجربہ کار کی جگہ پر کسی ناتجربہ کار کو سرفراز کرے اور وہ شخص خود بھی جو ابھی کارگذاری کے لائق ہے پنشن لینا قبول نہ کرے گا کیونکہ جب دیکھتا ہے کہ ہم گورنمنٹ کو اپنے وجود سے فائدہ پہنچا سکتے ہین تو وہ کیون اس سے باز رہیگا پنشن یافتہ حضرات جو دیسی ریاستون مین تقرری کے لئے کوشش کرتے ہین تو وہ بچارے بھی مجبور ہین۔ اُن کے دوست و اقربا ان کو یہ کہکر ضرور مجبور کرتے ہونگے کہ دیسی ریاستون مین تو گورنمنٹ کے پنشن یافتہ بحال ہوتے ہین تم کوشش کیون نہیں کرتے آخر وہ بچارے بھی کہنے سننے سے اور دیکھا دیکھی درخواست دے

بیعت کا کالم

بابو [illegible] مسعود صاحب راجپور بنگال
میاں [illegible] الرحیم صاحب ملازم ڈاکٹر عباد اللہ
صاحب امرتسر کٹرہ جیمل سنگھ
میاں عبداللہ خانصاحب نمبردار رسول پور
رکھ برانچ لائل پور
میاں میر قاسم علی صاحب طالبعلم ہائی کلاس امرتسر
بابو [illegible] خانصاحب نوشہرہ
مسماۃ [illegible] صاحبہ زوجہ محمد کلال بستی رندان
ڈیرہ غازیخان مانہ
میاں احمد صاحب 〃
بابو محمد فیروز الدین صاحب سب مرنٹ دی
انسپکٹر یوگنڈا ریلوے ملک افریقہ
میاں محمود خانصاحب بستی رندان غازیخان
میاں [illegible] ام حسین صاحب 〃 〃 〃
مسماۃ [illegible] بانوالی صاحبہ زوجہ
میاں غلام حسین صاحب 〃 〃 〃
میاں خدا بخش صاحب نبیرہ 〃 〃 〃
میاں غلام حسین صاحب 〃 〃 〃
مسماۃ سہائی صاحبہ نبیرہ
میاں غلام حسین صاحب 〃 〃 〃
مسماۃ سیاں صاحبہ زوجہ فضل محمد صاحب 〃 〃
میاں خدا بخش صاحب 〃 〃
میاں کالو خان صاحب 〃 〃 〃
میاں الہ دتا صاحب 〃 〃
میاں محمد یار صاحب 〃 〃
میاں [illegible] صاحب 〃 〃
میاں [illegible] خانصاحب 〃 〃
میاں نور [illegible] صاحب 〃 〃
میاں خدا بخش صاحب 〃 〃
مسماۃ نکی صاحبہ زوجہ میاں مسو صاحب 〃 〃
مسماۃ بختاور 〃 زوجہ احمد علی صاحب 〃 〃
میاں [illegible] خانصاحب 〃 〃
میاں [illegible] بخش صاحب برادرزادہ میاں 〃 〃
[illegible] خانصاحب 〃 〃
میاں لنگر خانصاحب 〃 〃

میاں خان محمد صاحب بستی رندان غازیخان
مسماۃ فاطمہ زوجہ صاحب خان 〃 〃
میاں محمد یار صاحب الہ یار صاحب 〃 〃
میاں الٰہی بخش صاحب و احمد یار صاحب 〃 〃
مسماۃ عزت صاحبہ 〃 〃
میاں الٰہی بخش صاحب و علی محمد صاحب 〃 〃
میاں یوسف صاحب و میاں موسیٰ صاحب 〃 〃
میاں محمد علی صاحب و میاں احمد علی صاحب 〃 〃
میاں قادر بخش صاحب و میاں عبدالقدوس 〃 〃
مسماۃ زینب صاحبہ و مسماۃ جنت صاحبہ 〃 〃
میاں پیر محمد صاحب و میر محمد صاحب 〃 〃
میاں الہ بخش صاحب و میاں الہ دتا صاحب 〃 〃
میاں الٰہی بخش صاحب و میاں الہ دتا صاحب 〃 〃
میاں رحیم بخش صاحب و میاں الہ بخش صاحب 〃 〃
مسماۃ بخت بھری صاحبہ زوجہ میاں رحیم بخش صاحب 〃 〃
میاں عیسیٰ صاحب و مسماۃ فاطمہ صاحبہ 〃 〃
مسماۃ جنت صاحبہ و میاں مہر صاحب 〃 〃
میاں عیسیٰ صاحب و میاں موسیٰ صاحب 〃 〃
میاں عمر صاحب و میاں احمد دین صاحب 〃 〃
میاں قادر بخش صاحب و میاں فتح محمد صاحب 〃 〃
مسماۃ چنن صاحبہ و مسماۃ مریم صاحبہ 〃 〃
مسماۃ عائشہ صاحبہ و مسماۃ راستی صاحبہ 〃 〃
مسماۃ بخت سوائی صاحبہ و مسماۃ جیون صاحبہ 〃 〃
میاں عمر خان صاحب و میاں احمد علی صاحب 〃 〃
میاں الہ دتا صاحب و مسماۃ چندان صاحبہ 〃 〃
مسماۃ بھرادوان زوجہ عمر خانصاحب 〃 〃
مسماۃ عزت صاحبہ و میاں الہ دتا صاحب 〃 〃
میاں عبدالرحمن صاحب و میاں قادر بخش صاحب 〃 〃
مسماۃ راستی صاحبہ 〃 〃
میاں حسین صاحب 〃 〃
میاں حسین صاحب چاہ جوگی والہ 〃
میاں ولی محمد صاحب 〃 〃
میاں بہادر صاحب 〃 〃
میاں الہ بخش صاحب چاہ بیروان 〃
مسماۃ بختاور صاحبہ زوجہ محمد دین میرک منٹگمری
مسماۃ زینب بی بی صاحبہ ہمشیرہ محمد دین 〃 〃
〃 ہاجرہ بی بی 〃 〃
میاں نور الحق صاحب و میاں سراج الحق صاحب
و فیض الحق صاحب و میاں گل محمد صاحب 〃
بابو محمد علی خان اسسٹنٹ سرجن ہاسپٹل یوگنڈا

ریلوے روبی واقعہ ملک افریقہ
میاں محمد مصطفیٰ صاحب کا لسنہ ریاست پٹیالہ نزکانہ
میاں محمد بخش صاحب سنور 〃
میاں قدرت صاحب 〃 〃
میاں عطا محمد خانصاحب پولیٹیکل ایجنٹ گلگت
میاں محمد مجیب خانصاحب نائب تحصیلدار ڈھونڈا گلی ضلع ہزارہ
میاں حافظ فتح محمد صاحب تلوکہ ضلع شاہپور
میاں ریحان و میاں مہد بخان 〃 〃
میاں ونیہ و میاں پٹھان صاحب 〃 〃
میاں امام صاحب و میاں خانصاحب 〃 〃
میاں قائم و میاں نکہ حجام و میاں 〃
خدا بخش حجام صاحبان 〃 〃
مسماۃ رحمت بی بی ہمشیرہ عزیز بٹ۔ چک امیر ح کشمیری پور
میاں ملا عبدالعزیز صاحب۔ پنڈ گمہنان ضلع سیالکوٹ
مسماۃ محمدی بی بی زوجہ 〃 〃
عبدالعزیز صاحب 〃 〃
محمد ثناء اللہ صاحب 〃 〃
مسماۃ حسین بی بی صاحبہ 〃 〃
مسماۃ حاجن بی بی صاحبہ 〃 〃
میاں عباس خانصاحب نائیک ۲۵ اسردی
پارٹی چمن قدیم ملک بلوچستان
میاں مہتاب خانصاحب ملازم رانی کسنور ہی
صاحبہ چابک سوار لکھنان اٹاوہ
چوہدری نوجدار خانصاحب نمبردار معہ عیال و اطفال
کوٹلی ہرنرائن سیالکوٹ
چودھری مہتاب دین صاحب کوٹلی ہرنرائن سیالکوٹ
زوجہ و اطفال میاں مہر دین صاحب 〃
میاں چودھری جھنڈا صاحب معہ 〃 〃
زوجہ و اطفال 〃 〃
زوجہ و اطفال میاں گلاب دین 〃 〃
میاں جیوا صاحب و میاں شاہ محمد 〃
امام مسجد 〃 〃
چودھری حیاۃ محمد نمبردار صاحب 〃
سید کرامت علی علیشاہ صاحب پسرور
میاں مہتاب دین صاحب کوٹلی
میاں فضل دین صاحب 〃
میاں الٰہی بخش صاحب
نور حسین ملازم ریلوی راولپنڈی سنگوئی اصل باشندہ
حکیم محمد قاسم صاحب ملازم ریلوی لالہ موسیٰ
سید حشمت شاہ صاحب۔ کہاریان ضلع گجرات

انوار احمدیہ [illegible] قادیان میں شیخ یعقوب علی صاحب کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

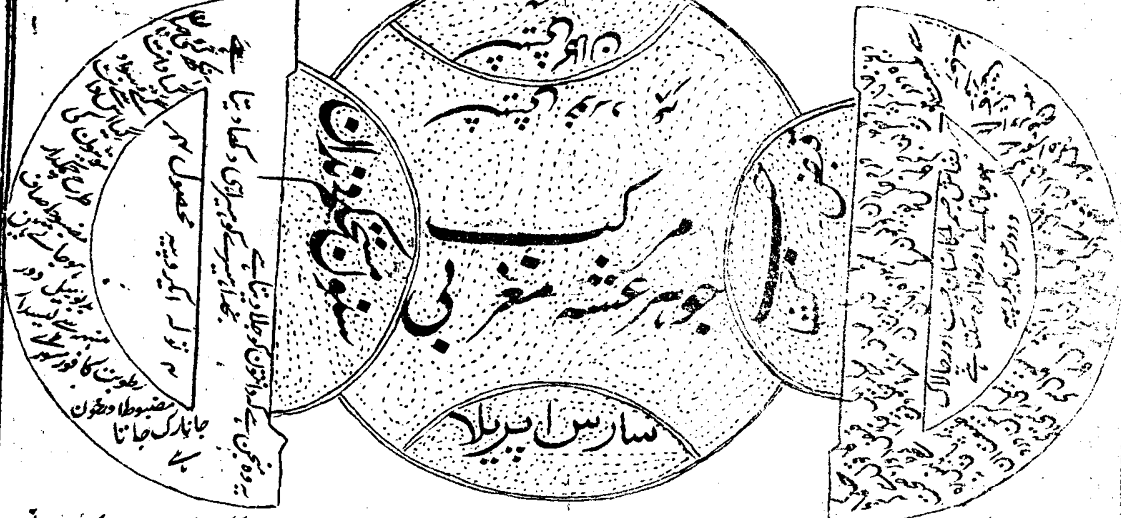

ان امراض کا عروج بڑے شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنے کا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خون کو ردی کر دے تو اس کو کوئی درست کر سکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ملوث تا نہین بلکہ عالم وجود کو کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کے لئے سلسلہ حکمائے سلف و خلف کا نسخہ ہے - اس کے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا - یہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا گیا ہے - عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر - پروفیسر - علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنے کا قرار دیا ہے - جوہر عشبہ **جوانی کے جوش غلط کاری سے جب داء آتشک کا زہر خون کو تباہ کر کے گونا گون زخمون مین ظاہر ہوتا ہو - تو اس وقت بھی ایک فاد** زہر ہے جیسکے **استعمال** سے درد مفاصل - تیرگی خارش - پھوڑے پھنسی - زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے - خنازیر - ناصور بھگندر چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین - یا تبدیل موسم پر جسم پر ددھبے - سوکھی خارش - چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین - تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ مہلک بیماریون سے نجات دیتا ہے - سوزاک کے بعد جو ہاتھون اور پاؤن کے تلون مین جلن رہتی ہو - ہڈیان درد کرتی ہون ریح بکاور د عرق النسا اور عورتون کے رحم کے بگاڑ اور تلون کے درد وغیرہ کو بھی دور کرتا ہے + **شیشی کلان ۱ے ر محصولڈاک ۸ر - شیشی خورد ۸عہ ر (پتہ) زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ**

حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل +

صدق الہدا لعلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریتہ لولا الاکرام لہلک المقام کے بموجب طاعون

(جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے)

روغن نوری یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالیٰ مبتلائی طاعون وہیضہ نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے بدن مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاینگے - اگر مبتلائے مرض کو دین - تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالےٰ شفایاب ہو - علاوہ ازین اس کے استعمال سے - تپ محرقہ - کالی کھانسی - متلی - قے - اسہال - پیچس + (مرقوم)

و خون آنون کا آنا - خنازیر کی بیماری - سوزش سینہ - قصور ہضم - چیچک - نفث الدم و ابتدائی سل - درد گوش - درد کان ناسور - خنازیر - زخم آتشک - بھگندر - پھوڑے - پھنسیان بواسیر کے زخم - زہر بچھو - زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہو گی + قیمت فی شیشی عمر

عطر روح افزا مصلح ہوا و وبا یہ عجیب عطر ہے اس کا پھوا کان مین رکھو تو علاوہ تعطیر و تفریح طبع کے ضرر ہوا و وبائی کی اصلاح ہو جہان طاعون و ہیضہ ہو وہان اس کا استعمال بہت مفید ہے قیمت فی شیشی عہ **کشتہ سیم بک آتشہ** مقوی دماغ و اعضا قیمت فی چپکی عا **کشتہ سیماب** مصلح شیر و مصفی خون قیمت عا

محصول ذمہ خریدار +

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

آپ اس رعایت سے ضرور فائدہ اُٹھا ئین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکرے مین ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف **چار روپے** لیجاویگی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پُرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے میں دی جاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اُٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۶؎ + رپورٹ جلسہ سالانہ ۹۷ء ۶؎ + الانذار ۴؎ + حضرۃ اقدس کی تقریر ۲؎ + حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۲؎ + اصلاح النظر ۲؎ + سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲؎ + برہان الحق ۲؎ + سلک مروارید ۴؎

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

علاج طاعون

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ واستغفار و تقوی و طہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جسکا نتیجہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسٰی لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کیموافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان ۔ عرق ۔ اور مرہم طیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی اس دوا کے فائدہ کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا کہ یہ حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے ۔ حفظ ما تقدم کے طور پر ضرور استعمال کرین ۔ قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے ؛

قیمت یکصد گولی ۱۲؎   عرق شیشی کلان جو تقریبًا ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲؎
دوچند گولی ۱۲؎   " " خورد ۸؎   مرہم فی ڈبیہ ۸؎

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا ؛

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

رجسٹرڈ ایل

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

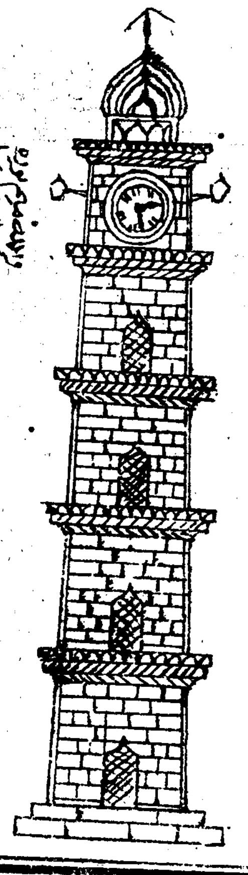

الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۰	مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۹ جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۰ھ روز یکشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
کلمات طیبات حضرت امام	۱ - تا ۳
ایک خط	۳ - تا ۴
ختم قرآن	۴
مختصر نوٹ اور نکات	"
حکیم الامت اور لندنی خط	۵ - تا ۷
ملفوظات میں سے کچھ	۷ تا ۱۰
کتاب آیات الرحمان	۱۰
ایک سوال کا جواب	۱۱
قصیدہ تہنیت جلوس تاجپوشی حضرت قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان	"
پیسہ اخبار اور سیف چشتیائی	۱۲
مراسلات	۱۳
ضروری یاد دہانی	"
ایک خطبہ کا خلاصہ	۱۴ تا ۱۵
عسل مصفیٰ	۱۵
بیعت کا کالم	۱۶

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

سورۂ **فاتحہ** اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پیش کی ہے اور اسمیں سب سے پہلی صفت **رَبّ الْعٰلَمِیْنَ** بیان کی ہے جسمیں تمام مخلوقات شامل ہے اسیطرح پر ایک مومن کی ہمدردی کا میدان سب سے پہلے اتنا وسیع ہونا چاہیے کہ تمام چرند پرند اور کل مخلوق اسمیں آجاوے * پھر دوسری صفت رحمان کی بیان کی ہے جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق سے ہمدردی خصوصاً کرنی چاہیے اور پھر رحیم میں اپنی نوع سے ہمدردی کا سبق ہے۔ غرض اس سورۂ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں یہ گویا خدا تعالیٰ کے اخلاق ہیں جن سے بندہ کو حصہ لینا چاہیے۔ اور وہ یہی ہے کہ اگر ایک شخص عمدہ حالت میں ہے تو اسکو اپنی نوع کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہیے۔ اگر دوسرا شخص جو اسکا رشتہ دار ہے یا عزیز ہے خواہ کوئی ہے اس سے بیزاری نہ ظاہر کیجاوے اور اجنبی کیطرح اس سے پیش نہ آئیں۔ بلکہ ان حقوق کی پروا کریں جو اس کے تو ہیں۔ اسکو ایک شخص کے ساتھ قرابت ہے۔ اور اسکا کوئی حق ہے تو اسکو پورا کرنا چاہیے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہانتک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے منافق کا جنازہ پڑھدیا ہے بلکہ اپنا مبارک کرتہ بھی دیدیا ہے اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے جبتک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ صلاح نہیں ہوتی زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈالدیتی ہیں اس لیے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کرسکتا جسکو وہ اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ پھر وہ شخص کیسا بیوقوف ہے

جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے۔ البتہ وہ شخص جو سلسلہ عالیہ یعنی دین اسلام سے علانیہ باہر ہوگیا ہے اور وہ گالیاں نکالتا اور خطرناک دشمنی کرتا ہے اسکا معاملہ اور ہے جیسے صحابہ کو مشکلات کو پیش آئے۔ اسلام کی توہین انھوں نے اپنے بعض رشتہ داروں سے سنی تو پھر باوجود تعلقات شدیدہ کے انکو اسلام مقدم کرنا پڑا۔ اور ایسے واقعات پیش آئے جن میں باپ نے بیٹے کو یا بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا۔ اس لیے ضروری ہے کہ مراتب کا لحاظ رکھا جاوے ؎

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

ایک شخص ہے جو اسلام کا سخت دشمن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس سے بیزاری اور نفرت ظاہر کی جاوے لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کا ہو کہ وہ اپنے اعمال میں سست ہے تو وہ اس قابل ہے کہ اسکے قصور سے درگذر کیا جاوے اور اس سے ان تعلقات پر دو نہ پڑے جو وہ رکھتا ہے۔

جو لوگ بالجہر دشمن ہو گئے ہیں انسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی نہیں کی بلکہ ابو جہل کے سر کٹنے پر سجدہ کیا لیکن جو دوسرے عزیز تھے جیسے امیر حمزہ جنپر ایک وحشی نے حربہ چلایا تھا تو باوجودیکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا آپ نے فرمایا کہ میری نظر سے الگ چلا جا کیونکہ وہ قصہ آپ کو یاد آگیا۔ اسطرح دوست و دشمن میں پوری تمیز کر لینی چاہیے اور پھر ان سے علیٰ قدر مراتب نیکی کرنی چاہیے۔

اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی کیا ساری گندم تخم ریزی سے ایک ہی طرح نکل آتی ہے بہت سے دانے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انکو چڑیاں کھا جاتی ہیں۔ بعض کسی اور طرح قابل ثمر نہیں رہتے غرض ان میں سے جو ہونہار ہوتے ہیں انکو کوئی ضائع نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ کے لیے جو جماعت طیار ہوتی ہے وہ بھی کئی درجے رکھتی ہے اسی لیے اس اصول پر اسکی ترقی ضروری ہے پس یہ دستور ہونا چاہیے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور انکو طاقت دیجاوے یہ کسقدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اسکو ڈوبنے دے اسکا فرض ہے کہ اسکو غرق ہونے سے بچاوے۔ اسی لیے قرآن شریف میں آیا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھکر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضرور ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے۔ اور جب چار ملکر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور انکو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیے۔ بلکہ اجماع میں چاہیے کہ قوت آجاوے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں معمولی باتوں کو اخبار و میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور خلق کو گمراہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسیکو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے اور ایسی خبروں کی اشاعت سے لوگوں کو دھوکا دے۔ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم اور ہمدردی پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہییں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔ یہاں مدرسہ ہے مطمح نظر کیا اصل اغراض ہمارے یہی ہیں یا اصل امور اور مقاصد کے لیے بطور خادم ہیں؟ کیا ہماری غرض اتنی ہی ہے کہ یہ لڑکے پڑھ کر نوکریاں کریں یا کتابیں بیچتے رہیں۔ یہ تو سفلی امور ہیں انسے ہمیں کیا تعلق۔ یہ بالکل ابتدائی امور ہیں اگر مدرسہ چلتا رہے تب بھی بنظر ظاہر برسوں تک بھی یہ اس حالت تک نہیں پہنچ سکتا جو اسوقت علی گڑھ کالج کی ہے۔ یہ امر دیگر ہے کہ اگر خدا چاہے تو ایک دم میں اسی علیگڑھ کالج سے بھی بڑا بنا دے۔ مگر ہماری ساری طاقتیں اور قوتیں اسی ایک امر میں خرچ ہو جانی ضروری نہیں ہیں ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جسکو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسیکی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ اس کے لیے دعا کرے محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے اگر عفو نہ کیا جاوے ہمدردی نہ کیجاوے اسطرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے

خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے پردہ پوشی کیجاوے جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہوکر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو۔ تو اس کی پردہ پوشی کیجاتی ہے اور اسکو الگ سمجھا جاتا ہے بھائی کی پردہ پوشی کبھی نہیں چاہتا کہ اس کیلیے اشتہار دے پھر جب خدا تعالیٰ بھائی بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟ دنیا کے بھائی اخوت کا طریق نہیں چھوڑتے۔ میں مرزا نظام الدین وغیرہ کو دیکھتا ہوں کہ انکی اباحت کی زندگی ہے مگر جب کوئی معاملہ ہو تو تینوں اکٹھے ہو جاتے ہیں دفتر میں بھی الگ رہ جاتی ہے بعض وقت انسان جانوروں سے یا کتے سے بھی سیکھ لیتا ہے یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ خدا تعالیٰ نے صحابہ کو بھی یہی طریق نعمت اخوت یاد دلائی ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت انکو نہ ملتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انکو ملی۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم کرے گا + خدا تعالیٰ سے مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں اس نے وعدہ کیا ہے جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کرے گا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہیگی مگر یہ دن جو ابتلا کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔ دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دلکو صدمہ پہونچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے + جس میں امیر غریب بچے جوان بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں ان کو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں + کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ یہ کاری فسق و فجور سب گناہ ہیں مگر یہ ضرور دیکھا جاتا ہے کہ شیطان نے یہ جو یہ جال پھینکا ہے اس سے بجز خدا کے فضل کے کوئی نہیں بچ سکتا۔ بعض وقت یونہی جھوٹ بولدیتا ہے مثلاً بازیگر دس ہاتھ چھلانگ مارتا ہو تو محض دوسروں کو خوش کرنے کے لیے یہ بیان کر دیتا ہے کہ چالیس ہاتھ کی ماری ہے اس قسم کی شرارتیں شیطان نے پھیلا رکھی ہیں اس لیے چاہیے کہ تمھاری زبانیں تمھارے قابو میں ہوں ہر قسم کے لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنے والی ہوں۔ جھوٹ اس قدر عام ہے کہ جسکی کوئی حد نہیں درویش۔ مولوی۔ قصہ گو واعظ اپنے بیانات کو سجانے کیلیے خدا سے نہ ڈر کر جھوٹ بولدیتے ہیں اس قسم کے اور بہت سے گناہ ہیں جو ملک میں کثرت کے ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔

(باقی آیندہ)

اطلاع

براہین الحق۔ کی اب کوئی جلد باقی نہیں ہی کوئی صاحب درخواست نہ بھیجیں۔ دوسرے اڈیشن کا انتظار کریں۔

خلافت راشدہ کی بہت تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں مجھے امید نہیں کہ استمبر کے بعد کوئی جلد باقی رہ جاوے اسلیے جنہوں نے ابھی نہیں خریدی وہ خریدیں ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

سلک مروارید اور الانذار کی ۱۰ اور ۴ جلدیں علی الترتیب باقی ہیں۔

ایک خط

جو حضرت حکیم الامت نے ایک سائل کے جواب میں تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔ سلام کا لینا اور سلام کا کرنا ایک اخلاقی امر ہے اور اسلام ہی ایک اخلاقی مذہب ہے جسنے تمام اخلاق فاضلہ میں ایسا نمونہ دکھایا کہ سیاہ و سپید کا تفرقہ مٹایا قرآن مجید میں صاف مرقوم ہے اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ حضرت ابراہیم اپنے کافر اب آزر کو فرماتے ہیں سَلٰمٌ عَلَيْكَ۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تو ہمارے سید و مولے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام بادشاہوں کو جنمیں عیسائی مجوس تھے لکھا ہے۔

۲۔ جن امام صاحبوں کا ہمیں علم نہیں کہ وہ موافق ہیں یا مخالف ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔

۳۔ آپ فتویٰ پوچھتے ہیں کہ جنمیں ۹۹ وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اُسے ہم کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

صاحب! یہ حیرت انگیز اور بعید از خیال سوال ہے اور نہایت کمزور ہے اس سوال پر اگر کوئی کہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ فرشتوں۔ رسولوں انبیا کو جزا و سزا کو نہیں مانتا مثلاً اور یہ پانچ باتیں ہیں لاکن زنا نہیں کرتا یا شراب نہیں پیتا تو اسے مسلمان کہنا چاہیے۔ آپ تو ۹۹ کا سوال فرماتے ہیں میں صرف پانچ وجہ کا تذکرہ کرتا ہوں یا ایک شخص فرشتے مانتا ہے مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو اسمیں ایک وجہ کفر کی اور ایک وجہ اسلام کی ہے کیا آپ اسے مومن مسلمان کہیں گے۔

برادرم ہاشمی۔ سیکڑوں امور کفر کے ایسے ہیں

کہ اگر ان میں ایک کا بھی معتقد ہو تو کافر ہو سکتا ہے کجا ۹۹۔ مثلاً کوئی کہے اللہ کا ماننا لغو ہے یا کہے رسولوں کا اعتقاد بیہودہ ہے تو کیا آپ کو اس کے کفر میں تردد ہوگا۔

اسرائیلی مسیح کے وقت مسیح کے منکر یہود اللہ تعالےٰ کو مانتے تھے توریت پر ان کا ایمان تھا سب رسولوں کو مانتے تھے سوائے حضرت مسیح کے کیا وہ کافر تھے یا نہ تھے۔

ہمارے پاک سردار سید و مولیٰ خاتم الرسل خاتم الانبیا شفیع یوم الجزا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود اور نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کتابوں فرشتوں کو مانتے ہیں کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں کافر ہیں اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفا یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے کہ اسکا منکر کافر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا خاتم الخلفا یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں کہ اسکا منکر بھی کافر ہو۔ اگر وہ مسیح ایسا تھا کہ اُسکا منکر کافر ہے تو یہ مسیح بھی کسیطرح کم نہیں یہ محمدی مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور اُسکا غلام ہے

کفر کے معنے ہیں انکار کرنا نہ ماننا قرآن میں مومنوں کو بھی کافر کہا ہے غور کرو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی سپارہ ۳ رکوع۔ پس جو مومن باللہ ہے وہ کافر بالطاغوت ہے مومن بُت کا کافر ہے اور اللہ کا مومن ہے اور مشرک بتوں کا مومن اللہ کا کافر ہے مرزا صاحب کے منکر مرزا صاحب کے کافر ان آیات کے کافر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے لیے مقرر فرمائیں کفر کا لفظ اپنے اندر انکار کے معنے رکھتا ہے اور بس براہین صحیحہ کے بعد جو نہ مانے وہ منکر ہے یا بمعنی وہ کافر ہے اس کی سند اوپر عرض کر چکا ہوں جو لوگ جماعت احمدیہ کے نہیں اور انکا جنازہ ہو چکا ہے تو پھر مکرر جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے دوبارہ جنازہ ضرور نہیں میرے خیال میں

تو بات بہت سہل ہے اگر جناب کے خیال میں یہ خط کافی نہ ہو تو آپ محمد حسین کا نیا رسالہ اشاعت السنہ دیکھیں جس میں ایک بڑا مولوی لکھتا ہے کہ مرزائیوں کا عمل اس شعر پر ہے

نہ رکھہ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

پھر لکھا ہے یہ لوگ حج کے منکر ہیں وغیرہ وغیرہ اب آپ ہی انصاف کریں کہ آپکو مرزا صاحب نے یہ تعلیم دی ہے۔

ختم قرآن

نیاز مند ایڈیٹر الحکم کے لیے ۲۲ اگست ۱۹۰۲ء کا دن نہایت ہی مبارک اور فرحت بخش تھا جبکہ اسکے پہلوٹے بیٹے محمود احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے چار برس آٹھہ ماہ اور ستائیس دن کی عمر میں قرآن شریف ختم کر لیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ عزیزی محمود احمد کی خوش قسمتی سے ہی ایک ایسا شفیق اور مہربان استاد میسر آیا جسنے کھیلتے ہی کھیلتے قرآن شریف پڑھا دیا۔ اور پھر اسطریق پر کہ اگر عربی خط میں صحیح اعراب دیکر کوئی عبارت لکھی ہوئی ہو تو وہ آسانی سے پڑھ سکتا ہے یہ قاعدہ یسرنا القرآن کی عمدگی کا تیسرا تجربہ ہے محمود احمد نے تو مہینہ میں قرآن شریف ختم کیا ہے۔ اور یہ سب سے چھوٹی عمر کا بچہ تھا جو اپنے استاد کے پاس آج تک قرآن پڑھنے کے لیے گیا ہے۔ بہر حال خدا تعالیٰ کا احسان ہے اور کرم ہے کہ میرا اپنے بچہ کا قرآن ختم ہوتے دیکھ لیا اب میری دلی آرزو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے اور میرے اس بچہ اور دوسری اولاد کو قرآن شریف کے پڑھنے کا شوق عطا فرماوے اور پھر اسکی سمجھہ اور عمل کی توفیق دے اور بالآخر قرآن شریف کی خدمت کا سچا جوش عطا کرے۔ آمین۔

مختصر نوٹ و نکات

نادان ناعاقبت اندیش انسان صادق کی مخالفت میں کچھ ایسا وارفتہ اور شوریدہ سر ہو جاتا ہے کہ وہ اس بات کے نتائج اور انجام پر نظر نہیں کر سکتا جو صادق کی مخالفت میں کہتا ہے۔ اس قسم کے واجب الرحم انسانوں میں سے ہمارے پرانے مخالف مولوی صاحب بٹالوی بھی ہیں جنھوں نے حال ہی میں اشاعۃ السنہ کے آٹھہ نمبروں کا مجموعہ شائع کیا ہے + جسمیں بہت سی لغو باتوں کے علاوہ آپنے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اشاعت کو دیکھکر فلسفہ اشاعت مذہب پر بھی بحث کی ہے۔ جسکا خلاصہ اور لب لباب یہ شعر ہے

نہ رکھہ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ الخ

آیا سلسلہ عالیہ احمدیہ میں یہی تعلیم دیجاتی ہے جو ہمارے نیک دل خدا ترس مدعی علم و فضل ایڈوکیٹ اہلحدیث مولوی نے بیان کی ہے؟ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونیوالے خوش قسمت لوگ اسکو سوچیں اور اس مولوی کی حالت پر ترس کھائیں جو اسقدر صفیحہ جھوٹھ بولنے میں اس قول الزور کو محسوس نہیں کر سکا۔ دروغ گویم برروئیتو سنا تو کرتے تھے مگر ہمارے دلیر دیرینہ مخالف شیخ بٹالوی نے یہ نظارہ ہی دکھا دیا۔

ہمیں ہمارا **امام** کیا تعلیم دیتا ہے اور اسکی بیعت کیسے ماننہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا گرانبار بار اٹھانے کے لیے ہر احمدی کو کہاں تک طیار ہونا پڑتا ہے یہ شرائط بیعت اور الفاظ بیعت سے پتہ لگ سکتا ہے اور یا دارالامان میں آکر ہمارے امام اور اسکے متبعین کی زندگی سے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ نادان مولوی اتنا نہیں سوچ سکا۔ کہ اگر اشاعت مذہب کی وجہ اباحت ہی ہے تو کیا رسول اللہ صلعم کی کامیابیوں کا ذریعہ بھی معاذ اللہ اباحت ہی قرار دیتا ہے؟ جبکہ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوتے تھے + سچ ہے صادق کی مخالفت عقل اور فہم کو چھین لیتی ہے۔ خدا رحم کرے۔

حضرت حکیم الامت نے ضرورۃ بیعت پر ایک لطیف مثال پیش کی جو ناظرین الحکم کی وسعت معلومات کے لیے درج کرتے ہیں۔ فرمایا ایک درخت کے ساتھ بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور ہر ایک شاخ کو حصہ رسد خوراک ملتی ہے لیکن اگر ایک ہری شاخ کو کاٹ کر الگ پھینکدیا جاوے اور پانی کے تالاب میں رکھہ دیا جاوے تو کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سبز رہ سکے؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اسے پہلے سے زیادہ پانی میں رکھا گیا لیکن یہ پانی اُسے مایہ حیات نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح جبتک ایک شخص امام کے ساتھہ تعلق پیدا نہیں کرتا + اُسوقت تک وہ ان فیوض و برکات سے حصہ نہیں لے سکتا جو امام کے ذریعہ ملتے ہیں۔ جبتک سچا پیوند اختیار

۱۹ اگست کی شام — حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ادائے نماز مغرب حسب معمول حلقۂ خدام میں بیٹھ گئے۔ کسی شخص نے ایک رقعہ دیا جو دفتر میگزین میں محرر کی اسامی کے لیے سفارش کی خواہش پر مشتمل تھا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

قبض بسط رزق کا ستر ایسا ہے کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک طرف تو مومنوں سے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں وعدے کیے ہیں مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ یعنی جو اللہ تعالےٰ پر توکل کرتا ہے اس کے لیے اللہ کافی ہے۔ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو اللہ تعالےٰ کے لیے تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اُس کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔ اور پھر فرماتا ہے رِزْقُکُمْ فِی السَّمَآءِ وَمَا تُوْعَدُوْنَ اور پھر اللہ تعالےٰ اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے کہ فَوَرَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ۔ آسمان و زمین کے رب کی قسم ہے کہ یہ وعدہ سچ ہے جیسا کہ تم اپنی زبان سے بول کر انکار نہیں کر سکتے۔ جبکہ اس قسم کے وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں پھر باوجود ان وعدوں کے دیکھا جاتا ہے کہ کئی آدمی ایسے دیکھے جاتے ہیں جو صالح اور متقی نیک بخت ہوتے ہیں اور انکا شعار اسلام صحیح ہوتا ہے مگر وہ رزق سے تنگ ہیں رات کو ہے تو دن کو نہیں اور دنکو ہے تو رات کو نہیں۔

جملہ معترضہ — یہاں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ جب میں پہلے پہل یہاں آیا تو حضور علامات المقربین ایک رسالہ لکھ رہے تھے واپسی پر گجرات ٹھیرا تو ایک شخص نے مجھسے دریافت کیا کہ آجکل مرزا صاحب کیا لکھ رہے ہیں میں نے کہا کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ جَنّٰتِ نَعِیْمٍ کی تفسیر لکھ رہے ہیں

اُس نے کہا کہ یہ کفار آرام میں نہیں سارا دن بگیاں چلتی رہتی ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کے اس آیت کے پڑھنے سے ایک اور آیت یاد آ گئی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔

پہلو سلسلہ میں — غرض یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ مگر تجربہ دلالت کرتا ہے کہ یہ امور خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ نے کیے ہیں کہ متقیوں کو خود اللہ تعالےٰ رزق دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں بیان کیا ہے۔ یہ سب سچ ہیں اور سلسلہ اہل اللہ کیطرف دیکھا جاوے تو کوئی ابرار میں سے ایسا نہیں ہے کہ بھوکا مرا ہو۔ مومنوں نے جنہیں شہادت دی اور جنکو اتقیا مان لیا گیا ہے یہی نہیں کہ وہ فقر و فاقہ سے بچے ہوئے تھے گو اعلیٰ درجہ کی خوشحالیاں نہوں مگر اس قسم کا اضطراری فقر و فاقہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ عذاب محسوس کریں۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فقر اختیار کیا ہوا تھا۔ مگر آپ کی سخاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود آپ نے اختیار کیا ہوا تھا۔ نہ کہ بطور سزا تھا۔ غرض اس راہ میں بہت سے مشکلات پیش آتی ہیں بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں کہ بظاہر متقی اور صالح ہوتے ہیں مگر رزق سے تنگ ہوتے ہیں ان سب حالات کو دیکھکر آخر یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے وعدے تو سب سچ ہیں لیکن انسانی کمزوری ہی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

حکیم الامت اور لندنی خط — حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب نے پھر ذکر کیا کہ لندن سے ایک شخص نے مجھے خط لکھا کہ لندن آ کر دیکھو کہ جنت عیسائیوں کو حاصل ہے یا مسلمانوں کو۔ میں نے اسکو جواب لکھا کہ سچی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں تھی اور سچا اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ میں تھا ہیں ان دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھلو۔ اسپر حضرت حجۃ اللہ نے بہ تسلسل کلام سابق پھر ارشاد فرمایا۔ ان روحانی امور میں ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ نتیجہ نکال لے یہ لوگ جو لندن جاتے ہیں وہ وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ بڑی آزادی ہے شراب خوری کی اسقدر کثرت ہے کہ گویا اور غیر ذمہ میں کوئی فرق ہی نہیں۔ کیا یہ بہشت ہے؟ بہشت سے یہ مراد نہیں ہے دیکھو انسان کی بھی بیوی ہے اور وہ تعلقات زوجیت رکھتا ہے اور پرندوں اور حیوانات میں بھی یہ تعلقات ہیں مگر انسان کو اللہ تعالےٰ نے ایک نظافت اور ادراک بخشا ہے انسان جن حواس اور قویٰ کے ساتھ آیا ہے ان کے ساتھ وہ ان تعلقات زوجیت میں زیادہ لطف اور سرور حاصل کرتا ہے بمقابلہ حیوانات کے۔ جو ایسے حواس اور ادراک نہیں رکھتے ہیں۔ اور اسی لیے وہ اپنے جوڑے کی کوئی رعایت نہیں کرتے جیسے کتے۔

پس اگر انسان ان حواس کے ساتھ سرور حاصل نہیں کر سکتے بلکہ حیوانات کیطرح زندگی بسر کرتے ہیں پھر ان میں اور حیوانوں میں کیا فرق ہوا۔ یہ جو فرمایا ہے کہ مومن کیلئے دو جنت ہے یہ اس لیے فرمایا ہے کہ سچی راحت دنیا کی لذات سے تب پیدا ہوتی ہے جب تقویٰ ساتھ ہو۔ جو تقویٰ کو چھوڑ دیتا ہے اور حلال و حرام کی قید اٹھا دیتا ہے وہ تو اپنے مقام سے نیچے گر جاتا ہے اور حیوانی درجہ میں آ جاتا ہے۔

لندن میں جب ہائیڈ پارک میں حیوانوں کیطرح بدکاریاں ہوتی ہیں اور کوئی شرم و حیا ایک دوسرے سے نہیں کیا جاتا تو پھر کوئی شخص انسانیت کو ضبط رکھکر دیکھے تو ایسی بہشت اور راحت سے ہزار توبہ کریگا کہ ایسی دیوث اور بے غیرت جماعت سے خدا بچائے۔ ایسی جماعت کو جو ایسی زندگی بسر کرتی ہے بہشت میں سمجھنا حماقت ہے اصل یہی ہے کہ

بہشت کی کلید تقویٰ ہے

جسکو خدا تعالےٰ پر بھروسا نہیں اسے سچی راحت کیونکر مل سکتی ہے۔ بعض آدمی

ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جن کو خدا پر بھروسہ نہیں تھا ان کے پاس روپیہ تھا وہ چوری چلا گیا اس کے ساتھ ہی زبان بند ہو گئی۔ اور ان کو (دکھا) بہشت میں کہا جاتا ہے ان کی خودکشیوں کو دیکھو کہ کسقدر کثرت سے ہوتی ہیں تھوڑی تھوڑی باتوں پر خودکشی کر لیتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایسے ضعیف القلب اور پست ہمت ہوتے ہیں کہ غم کی برداشت ان میں نہیں ہے۔ جس کو غم کی برداشت اور مصیبت کے مقابلہ کی طاقت نہیں اس کے پاس راحت کا سامان بھی نہیں ہے خواہ ہم اسکو سمجھا سکیں یا نہ سمجھا سکیں اور کوئی سمجھا سکے یا نہ سمجھ سکے۔ حقیقت الامر یہی ہے۔ کہ لذائذ کا مزہ صرف تقوےٰ ہی سے آتا ہے۔ جو متقی ہوتا ہے اس کے دل میں راحت ہوتی ہے اور ابدی سرور ہوتا ہے دیکھو ایک دوست کے ساتھ تعلق ہو تو کسقدر خوشی اور راحت ہوتی ہے لیکن جسکا خدا سے تعلق ہو اُسے کسقدر خوشی ہوگی۔ جسکا تعلق خدا سے نہیں ہے اُسے کیا اُمید ہو سکتی ہے اور اُمید ہی تو ایک چیز ہے **جس سے بہشتی زندگی شروع ہوتی ہے**

ان مہذب ممالک میں اسقدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ جن سے پایا جاتا ہے کہ کوئی راحت نہیں۔ ذرا راحت کا میدان گم ہوا اور جھٹ خودکشی کر لی۔ لیکن جو تقویٰ رکھتا ہے اور **خدا سے تعلق رکھتا ہے اسی وہ جاودانی خوشی حاصل ہے جو ایمان سے آتی ہے** +

دنیا کی تمام چیزیں معرض تغیر و تبدل میں ہیں مختلف آفات آتی رہتی ہیں بیماریاں حملے کرتی ہیں کبھی بچے مرجاتے ہیں + غرض کوئی نہ کوئی دُکھ یا تکلیف رہتی ہے اور دنیا جائے آفات ہے اور یہ امور شگفتہ کی نیند انسان کو سونے نہیں دیتے جسقدر تعلقات وسیع ہوتے ہیں اُسیقدر آفتوں اور مصیبتوں کا میدان وسیع ہوتا ہے۔ اور یہ آفتیں اور بلائیں انسان کے منزلی تعلقات میں ایک غم کو بچا سونا دیتی ہیں کیونکہ اگر اکیلا ہو تو غم کم ہو۔ مگر جب بچے بیوی۔ ماں باپ۔ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار رکھتا ہے تو پھر ذراسی تکلیف ہوئی اور یہ آفت میں پڑا اسقدر مجموعہ کے ساتھ تو اسوقت راحت ہو سکتی ہے جب کسیکو کوئی بیماری اور آفت نہ ہو۔ اور کوئی تکلیف میں نہ ہو۔

یہ بات بھی غلط ہے کہ مال سے راحت ہو۔ نرے مال سے راحت نہیں ہے اگر مال ہے صحت اچھی نہیں مثلاً معدہ خراب ہے تو وہ کیا بہشتی زندگی ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ مال بھی راحت کا باعث نہیں سچی بات یہی ہے کہ جو خدا سے تعلق رکھتا ہے وہی ہر پہلو سے بہشتی زندگی رکھتا ہے کیونکہ اللہ قادر ہے کہ وہ بلائیں اور آفتیں نہ آئیں۔ اور مالی اضطرار بھی نہ ہو۔ یا آئیں تو دل میں **ایسی قوت اور ہمت بخشدے کہ وہ ان کا پورا مقابلہ کرسکے**

جسقدر پہلو انسان کی عافیت کے لیے ضروری ہیں وہ کسی بادشاہ کے بھی ہاتھ میں نہیں ہیں بلکہ وہ سب ایک ہی کے ہاتھ میں ہیں جو بادشاہوں کا بادشاہ جسے چاہے دیدے۔

بعض لوگ اس قسم کے دیکھے گئے ہیں کہ روپیہ پیسہ سب کچھ موجود ہے مگر مسلول مدقوق ہو جاتے ہیں اور زندگی انھیں تلخ معلوم ہوتی ہے پس ان کروڑوں آفات کا جو انسان کو لگی ہوئی ہیں کون بندوبست کر سکتا ہے اور اگر رنج بھی ہو۔ تو صبر جمیل کون دیسکتا ہے؟ اللہ ہی ہے جو عطا کرے۔

صبر بھی بڑی چیز ہے جو بڑی بڑی آفتوں اور مصیبتوں کے وقت بھی غم کو پاس نہیں آنے دیتا۔ بعض امیر ایسے ہوتے ہیں کہ عافیت اور راحت کے زمانہ میں بڑے مغرور اور متکبر ہوتے ہیں۔ اور ذرا رنج آگیا تو بچوں کیطرح چلا اُٹھے۔ اب ہم کس کا نام لے سکتے ہیں کہ اسپر حوادث نہ آئیں۔ اور متعلقین کو رنج نہ پہونچے؟ کسی کا نام نہیں لے سکتے۔ یہ بہشتی زندگی کسکی ہو سکتی ہے صرف اُس شخص کی جسپر خدا کا فضل ہو۔

اس لیے یہ بڑی غلطی ہے جو یونہی کسیکے سفید کپڑے دیکھکر کہہ دیتے ہیں کہ وہ بہشتی زندگی رکھتے ہیں اُن سے جاکر پوچھو تو معلوم ہو کہ کتنی بلائیں سُناتے ہیں۔ صرف کپڑے دیکھکر یا بگیوں پر سوار ہوتے دیکھکر شراب پیتے دیکھکر ایسا خیال کر لینا غلط ہے۔ ماسوا اس کے اباحتی زندگی بجائے خود جہنم ہے کوئی ادب اور تعلق خدا سے نہیں اس سے بڑھکر جہنمی زندگی کیا ہوگی۔ کتا خواہ مردار کھالے خواہ بدکاری کرے کیا وہ بہشتی زندگی ہوگی؟ اسی طرح پر جو شخص مردار کھاتا ہے اور بدکاریوں میں مبتلا ہے حرام و حلال کے مال کو نہیں سمجھتا یہ **لعنتی زندگی ہے** اسکو بہشتی زندگی سے کیا تعلق

یہ سچ ہے کہ **بہشتی زندگی** بھی ہوتی ہے مگر اُن کی جنکو خدا پر پورا بھروسہ ہوتا ہے اس لیے وہ **هُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ** کے وعدہ کے موافق خدا تعالےٰ کی حفاظت اور تولی کے نیچے ہوتے ہیں اور جو خدا تعالےٰ سے دور ہے اُسکا ہر دن ترساں و لرزاں ہی گذرتا ہے وہ خوش نہیں ہو سکتا۔

سیالکوٹ میں ایک شخص رشوت لیا کرتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ میں ہر وقت زنجیر ہی دیکھتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ بُرے کام کا انجام بد ہی ہونا چاہیے۔ اس لیے بدی ایسی چیز ہے کہ سچ اسپر راضی ہو ہی نہیں ہو سکتی پھر بدی میں لذت کہاں ہر بُرے کام پر آخر دل پر ٹھوکر لگتی ہے اور ایک کثافت انسان محسوس کرتا ہے کہ یہ کیا حماقت کی۔ اور اپنے اوپر لعنت کرتا ہے۔ ایک شخص نے دوبارہ آنے کے عوض میں ایک بچہ مار دیا تھا۔

غرض زندگی بجز اس کے کوئی نہیں کہ بدیا سے بچے اور خدا تعالےٰ پر بھروسہ کرے کیونکہ مصیبت سے پہلے جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے مصیبت کے وقت خدا اسکی مدد کرتا ہے جو پہلے سویا ہوا ہے وہ مصیبت کے وقت ہلاک ہو جاتا ہے حافظ نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

خیال زلف تو پختن نہ کار خامان است
کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

خدا تعالیٰ غنی ہے بیکانیر وغیرہ میں جو قحط پڑے تو لوگ بچوں تک کو کھا گئے یہ اسی لیے ہوا کہ وہ کسی کے ہو کر نہیں رہے خدا کے ہو کر رہتے تو بچوں پر یہ بلا نہ آتی۔ حدیث شریف اور قرآن مجید سے ثابت ہے اور ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے کہ والدین کی بدکاریاں بچوں پر بھی بعض وقت آفت لاتی ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا جو لوگ لاابالی زندگی بسر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی طرف سے بے پروا ہو جاتا ہے دیکھو دنیا میں جو اپنے آقا کو چند روز سلام نہ کرے تو اس کی نظر بگڑ جاتی ہے۔ تو جو خدا سے قطع کرے پھر خدا اسکی پروا کیوں کرے گا اسی پر وہ فرماتا ہے کہ وہ ان کو ہلاک کر کے ان کی اولاد کی بھی پروا نہیں کرتا۔ اس معلوم ہوتا ہے کہ جو متقی صالح مر جاوے اسکی اولاد کی پروا کرتا ہے جیسا کہ اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا۔ اس باپ کی نیکی اور صلاحیت کے لیے خضر اور موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو مزدور بنا دیا کہ وہ انکی دیوار درست کر دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے لڑکوں کا ذکر نہیں کیا چونکہ ستار ہے اس لیے پردہ پوشی کے لحاظ سے اور باپ کے محل مدح میں ذکر ہونیکی وجہ سے کوئی ذکر نہیں کیا۔

پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کا مضمون آیا ہے کہ سات پشت تک رعایت رکھتا ہوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی متقی کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا

غرض نشاط خدا کا رزق ہے جو غیر کو نہیں ملتا۔

ملفوظات میں سے کچھ

مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ نے ۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء کو سوال کیا کہ حضور آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت اگر کسی سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں؟ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ حقائق اور معارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے۔ صرف **مسیح موعود** ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفا ہو کر آیا ہے۔

ہندوستان میں جسقدر **گدیاں اور مشائخ اور مرشد** ہیں سب سے ہمارا اختلاف ہے۔ بیعت دینی سلسلہ نہیں ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے۔ ان لوگوں کا ہمارے مسائل میں اختلاف ہے اگر ان میں سے کسیکو شک ہو کہ وہ حق پر ہیں تو ہمارے ساتھ فیصلہ کر لیں قرآن شریف کو حکم ٹھہرائیں۔

اصل یہ ہے کہ اسوقت سب گدیاں ایک مردہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور زندگی صرف اسی سلسلہ میں ہے جو خدا نے میرے ہاتھ پر قائم کیا ہے اب کیسا نادان ہوگا وہ شخص جو **زندوں کو چھوڑ کر مردوں میں زندگی طلب کرتا ہے۔** اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی چاہا تھا کہ ایک زمانہ فیج اعوج ہو۔ اور اس کے بعد ہدایت کا بہت بڑا زمانہ آوے چنانچہ ہدایت کے دو ہی بڑے زمانے ہیں جو در اصل ایک ہی ہیں مگر ان کے درمیان ایک وقفہ ہے اس لیے دو سمجھے جاتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اور دوسرا مسیح موعود کا زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا زمانہ قرار دیا گیا ہے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیسی دوسرے بیعت کب جائز ہو سکتی اور قائم رہ سکتی ہے۔ یہ اس شخص کا زمانہ ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا۔ اب اس کی بیعت کے سوا سب بیعتیں ٹوٹ گئیں۔

دوسرا سوال یہ کیا تھا کہ مخالف احباب رشتہ داروں سے کیسا سلوک کریں فرمایا نرمی اور نیکی تو انسان کفار سے بھی کر سکتا ہے اور کرنی چاہیے ہاں جن غلطیوں میں رشتہ دار یا احباب مبتلا ہوں۔ ان میں انکا ساتھ ہرگز نہیں دینا چاہیے۔

دعاؤں میں بڑا اثر ہے اس لیے میں نیچری خیالات کا سخت مخالف ہوں۔ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا انسان احاطہ نہیں کر سکتا۔ جسقدر انسان کا نرم اور گداز دل خدا پر بھروسہ کرنے والا ہوگا اسیقدر دعاؤں پر امید ہوگی بدون اس کے توجہ اور امید نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنے میں بڑا مزا اور بڑا اثر ہے۔ خدا تعالیٰ سے جسقدر تعلق کوئی پیدا کرتا ہے اور اسپر جسقدر ایمان کوئی لاتا ہے اسیقدر تاریکی اور مشکلات کے وقت وہ اُن کا کفیل اور وکیل ہو جاتا ہے بڑی بڑی مصیبتوں میں جہاں بچنے کی کوئی امید اور رستگاری کی کوئی صورت نہیں ہوتی وہ بچ نکلتا ہے اور بری ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا قانون دوست اور دشمن کے ساتھ یکساں نہیں جس قدر کسی کا یقین خدا تعالیٰ پر ہے اسیقدر وہ راحت و آرام میں ہے۔ درحقیقت مخلص مومن کا خدا ہی الگ ہوتا ہے۔ اور جو لوگ اسباب پرست ہوتے ہیں انکا خدا الگ ہوتا ہے۔ جو اپنی طرف سے اسباب کو توڑ کر خدا کی طرف آتے ہیں اپنر وہ ایک

اپنی تجلی سے ظہور کرتا ہے + یہ یاد رکھو کہ یقین کی قوت جسقدر بڑھتی ہے اُسیقدر استجابت دعا کا دروازہ زیادہ کھُلتا جاتا ہے۔ یقین کے ساتھ انسان بڑے بڑے مراحل طے کرتا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا صدق ہی تھا کہ جس نے آپکو ہر مشکل کے وقت بچایا مخالفوں نے کسقدر منصوبے آپ کے خلاف کیے یہانتک کہ آپکو ہلاک کرنا چاہا۔ اور تعاقب میں غار ثور تک بھی سراغ رسان جا پہنچے۔ مگر خدا تعالے پر جو سچا یقین آپ کو تھا اسی پوشیدہ ہاتھ نے آپ کو وہاں بھی بچا لیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا بھی کہ ہم ایسے موقع پر ہیں کہ اگر مخالف ذرا بھی نیچے نگاہ کریں تو ہمکو دیکھ لیں۔ مگر آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو خدا تعالے پر کسقدر یقین اور بھروسا تھا۔ حقیقت میں جو اس رنگ کا ایمان خدا پر نہیں لاتا۔ اُسے کوئی مزہ خدا پر ایمان لانے کا نہیں آسکتا + خدا پر کامل یقین خارق عادت امور کی قوت عطا کرتا ہے۔ انبیاء سے اسی لیے معجزات صادر ہوتے ہیں اور وہ بھی شدید تکالیف کے وقت جبکہ دنیادار انکی موت اور ہلاکت کی پیشگوئی کرتے ہیں وہ بچکر نکل جاتے ہیں۔ دیکھو ڈگلس کے سامنے جب کلارک کا مقدمہ تھا اُس وقت سب کی یہی رائے تھی کہ اب یہ پکڑا جاوے گا مگر میرا خدا مجھے تسلی دیچکا تھا کہ تو عزت کے ساتھ بری ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ نتیجہ ہے خدا تعالے پر کامل یقین اور کامل ایمان کا۔

دشمن کا وجود بھی عجیب چیز ہے اس کے ذریعہ سے بہت سے حقائق اور حکمتیں ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ وہ اپنے دشمنی میں حد سے بڑھکر شرارتوں اور ایذا رسانیوں کی فکر اور منصوبے کرتے ہیں اور صادقوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں مگر خدا تعالے کا ہاتھ اسوقت اُن کو نہ صرف بچا لیتا بلکہ اُن کی تائید میں فوق العادت نشان ظاہر کرتا ہے۔ پس دشمنوں سے صادق کو کبھی گھبرانا نہیں چاہیے۔ ہاں صبر اور استغفار کثرت سے کرنا چاہیے + جسقدر مخالفت شدت سے ہو اُسی قدر خدا کی نصرت قریب آتی ہے اور وہ اپنی تجلی ظاہر کرتا ہے۔ جب یہ شناخت کر لیا کہ حق کیا ہے ؟ پھر اس حق کا اگر کوئی مخالف ہو تو اس مقابل کو قابل رحم سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ اہل حق کا مخالف نہیں بلکہ خدا کو اپنے مقابلہ کے لیے بلاتا ہے اور خدا سے جنگ کرتا ہے۔

خدا تعالے مستعجل نہیں وہ جلدی نہیں پکڑتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسقدر مخالفت کی گئی اور تیرہ برس تک کسقدر گالیاں آپ نے سُنیں اسی طرح پر اب تیرہ سو برس سے اُس سیّد المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملے کیے جاتے رہے اب خدا تعالی نے ان سب حملوں کا انتقام لے لیا۔ یہ انسان کی کمزوری ہے جو جلد فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔

خدا تعالے نے اس سلسلہ کا نام بھی کشتی رکھا ہے چنانچہ بیعت کے الہام میں اِصْنَعِ الْفُلْكَ ہی فرمایا ہے صاف کہہ سکتا تھا کہ بیعت لیلو۔ مگر یہ الہام بتاتا ہے کہ یہاں بھی نوح کے زمانہ کیطرح کچھ ہونیوالا ہے چنانچہ طاعون کے طوفان نے بتا دیا کہ یہ وہی طوفان ہے۔ قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں بھی ہے

والله کہ ہمچو کشتی نوحم زکردگار
بیدولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید۔ اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں۔

توحید سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالے ہی کو اپنا مطلوب۔ مقصود اور محبوب اور مطاع یقین کر لیا جاوے + موٹی موٹی بُت پرستی اور شرک سے لیکر اسباب پرستی کے شرک اور باریک شرک اپنے نفس کو بھی کچھ سمجھ لینے تک دور کر دیا جاوے + جس میں دنیا گرفتار ہے۔

اور اخلاق سے مراد یہ ہے کہ جسقدر قویٰ انسان لیکر آیا ہے انکو اپنے محل اور موقع پر خرچ کیا جاوے یہ نہیں کہ بعض کو بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور بعض پر بہت زور دیا جاوے۔ مثلاً اگر کوئی ہاتھ کو بالکل کاٹ دے تو کیا اس سے کوئی خوبی پیدا ہوسکتی ہے ؟ ہرگز نہیں بلکہ سچے اور کامل اخلاق یہی ہیں کہ جو جو قوتیں اللہ تعالے نے دے رکھی ہیں انکو اپنے محل پر ایسے طور سے خرچ کیا جاوے کہ جسمیں افراط اور تفریط پیدا نہ ہو۔ افراط یہ ہے کہ مثلاً جسکو قوت شامہ میں افراط ہو تو حدت الحس کی مرض ہو جاوے گی اور پھر اس سے اور امراض شدیدہ پیدا ہو جاتے ہیں تفریط یہ ہے کہ اس کی حس بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ اور اعتدال یہ ہے کہ دونو اپنے اپنے محل اور مقام پر رہیں اور یہی وہ درجہ اور مقام ہے جہاں اخلاق اخلاق کہلاتے ہیں۔ اور اسی کو میں قائم کرنے آیا ہوں۔

روحانیت سے مراد وہ آثار اور علامات ہیں جو خدا تعالے کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہونے پر مترتب ہوتے ہیں اور یہ کیفیتیں ہیں جب تک پیدا نہ ہوں انسان سمجھ نہیں سکتا۔ مگر اصل غرض یہی ہیں۔

نئی جماعت کو زبان کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے حسن بیان سے ان حقائق اور معارف کو جو اپنے امام سے سیکھتی ہے دوسروں کو آگاہ کر سکے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بعض وقت صبح سے لیکر شام تک لیکچر دیتے تھے اگر کوئی شخص ان عقائد کو جو اُسنے سیکھے ہیں بیان کرنے کی قوت اور قدرت نہیں رکھتا تو وہ دوسروں کے سامنے بسا اوقات شرمندہ ہو جاتا ہے۔ اور اسے دبنا پڑتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر ایک شخص جو اس سلسلہ میں شامل ہے ان باتوں کو جو ضروری ہیں خوب یاد رکھے اور بیان کرنے کی عادت ڈالے۔

۱۰ اگست کی شام — مرزا اعظم بیگ کے پوتے **مرزا احسن بیگ** نے بیعت کی درخواست کی۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا:

بیعت اگلے جمعہ کو کر لینا مگر یہ یاد رکھو کہ بیعت کے بعد تبدیلی کرنی ضروری ہوتی ہے۔ اگر بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی جاوے تو پھر یہ استخفاف ہے۔ بیعت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ پہلے تعلقات معدوم ہو کر نئے تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ جب صحابہ مسلمان ہوتے تو بعض کو ایسے امور پیش آنے تھے کہ احباب رشتہ دار سب سے الگ ہونا پڑتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوجہل کے ساتھ اسلام سے پہلے ملتے تھے بلکہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے منصوبہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جاوے اور کچھ روپیہ بھی بطور انعام مقرر کیا۔ حضرت عمر اس کام کے لیے منتخب ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تلوار کو تیز کیا اور موقع کی تلاش میں رہے۔ آخر حضرت عمر کو پتہ ملا کہ آدھی رات کو آپ کعبہ میں آ کر نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ یہ کعبہ میں آ کر چھپ رہے اور انہوں نے سنا کہ جنگل کی طرف سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آتی ہے اور وہ آواز قریب آتی گئی یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ میں آ داخل ہوئے اور آپ نے نماز پڑھی۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ آپ نے سجدہ میں اس قدر مناجات کی کہ مجھے تلوار چلانے کی جرأت ہی نہ رہی۔ چنانچہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ آگے چلے پیچھے پیچھے میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور آپ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا کہ عمر۔ اس پر آپ نے فرمایا اے عمر نہ تو دن کو میرا پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ رات کو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے محسوس کیا کہ اب آپ بد دعا کریں گے۔ اس لیے میں نے کہا کہ حضرت آج کے بعد آپ کو ایذا نہ دوں گا۔ عربوں میں چونکہ وعدہ کا لحاظ بہت بڑا ہوتا تھا اس لیے آنحضرت نے یقین کر لیا۔ مگر دراصل حضرت عمر کا وقت آ پہنچا تھا۔ آنحضرت کے دل میں گذرا کہ اس کو خدا ضائع نہیں کریگا۔ چنانچہ آخر حضرت عمر مسلمان ہوئے اور پھر وہ دوستیاں وہ تعلقات جو ابوجہل اور دوسرے مخالفوں سے تھے یک لخت ٹوٹ گئے۔ اور ان کی جگہ ایک نئی اخوت قائم ہوئی۔ حضرت ابوبکر اور دوسرے صحابہ ملے۔ اور پھر ان پہلے تعلقات کی طرف کبھی خیال تک نہ آیا۔

غرض اس سلسلہ میں جو ابتلاؤں کا سلسلہ ہوتا ہے بہت سی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں اور بہت سی موتوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ ان انسانوں میں جو اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان میں بعض بزدل بھی ہوتے ہیں شجاع بھی ہوتے ہیں۔ بعض ایسے بزدل ہوتے ہیں کہ صرف قوم کی کثرت کو دیکھ کر ہی الگ ہو جاتے ہیں۔ انسان بات کو تو پورا کر لیتا ہے مگر ابتلا کے سامنے ٹھہرنا مشکل ہے خداوند تعالےٰ فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ یعنی کیا لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ایمان لائیں اور امتحان نہ ہو۔ غرض امتحان ضروری شئے ہے اس سلسلہ میں جو داخل ہوتا ہے وہ ابتلا سے خالی نہیں رہ سکتا۔ ہمارے بہت سی لوگ ایسے ہیں کہ وہ ایک طرف ہیں اور باپ الگ۔

---

۱۹ کی شام — منتقی کا منہ تو ایسے بند ہوتا ہے جیسے منہ میں روڑے ڈالے ہوئے ہوں۔ متقی کبھی کفر کا دائرہ وسیع کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ ایمان کا دائرہ وسیع کرنا چاہتا ہے۔ ان مخالف مولویوں کی نسبت میرا یہ عقیدہ تھا کہ ان میں صفائی نہیں ہے اور ملونی سے غرض بھرے ہوئے ہیں مگر یہ میرے وہم و خیال میں بھی نہیں تھا کہ ان سے یہ کمینہ پن ظاہر ہوگا جو انہوں نے اب میری مخالفت میں ظاہر کیا ہے۔

چونکہ عمر گذرتی جاتی ہے جیسے برف ڈھلتی ہے اس لیے ہر روز یہ خیال آتا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہو جو ان کے پاس جاوے اور ان کو فیصلہ کی راہ پر لاوے۔ اور بتائے کہ ایک وہ وقت تھا کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کی نقل فرماتا ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا اور رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی وہ زمانہ کہاں کہ دو آدمی ثابت کرنے مشکل ہیں اور یا اب یہ زمانہ ہے کہ فوجیں کی فوجیں آ رہی ہیں۔ قبل از وقت کہ جیسا کہا تھا وہ کر دیا اور کر رہا ہے۔ اور لوگوں کی نظروں میں عجیب اگر کوئی سمجھنے والا ہو تو اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا نے اپنی سنت قدیمہ کے موافق کیا اور جس طرح رسل آتے ہیں وہ اسی طرح پہچانے جاتے ہیں مجھے انہیں آثار اور نشانات کے ساتھ شناخت کرو۔ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ خدا کی محکم ہدایات کے خلاف نہیں کرتے۔ ایسا نہیں کہ حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر دیں دوسرے وہ ایسے وقت میں آتے ہیں کہ وہ ضرورت کا وقت ہوتا ہے تیسرے یہ کہ تائید الٰہی کے بدوں نہیں ہوتے۔ صریح نظر آتا ہے کہ خدا تائید کرتا ہے۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں سچائی کے تین ہی راہ ہیں اول نصوص قرآنیہ و حدیثیہ دوسرے عقل تیسرے خدا تعالیٰ کے تائیدات۔ ان تینوں ذریعوں سے جو چاہے ہم سے ثبوت لے مگر انسان بنکر نہ سفلوں کی طرح ہم سب کو دعوت دیتے ہیں خواہ سو روپیہ روز خرچ ہو جاوے آ کر آدمیت سے پوچھ لیں۔ اب وہ بیٹھے ہیں نہ کتاب ہے نہ غور ہے نہ فکر ہے۔ سفلہ لوگوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر کام کرتے ہیں یہ طریق تو تقویٰ کے خلاف ہے اگر کوئی انسان ایسا ہو جو ان پر رعب ڈال سکتا ہو وہ انہیں جا کر سمجھائے۔ دنیا دار لوگ اگر ان کو کہیں تو ان سے ڈرتے ہیں۔ خدا کرے کہ کوئی ایسا دنیا دار ہو جس کو اس طرف توجہ ہو اور ان کو سمجھائے

ایک سوال کا جواب

سوال — مسلمان مرد کو تو چار بیوی سے ایک دوسری کی زندگی میں یعنی بحالت اپنی پہلی بیوی کی عین حیات میں چاہے اس سے کوئی قصور ہی سرزد ہوا ہو۔ شریعت اسلام نے نکاح کر لینے کی اجازت دی ہے لیکن برخلاف اس کے بیچاری عورت نے کیا قصور کیا کہ وہ ایک ہی شوہر کے سوا دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی یعنی اول خاوند کی زندگی میں بغیر لینے طلاق کے دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی اس حالت میں تو نیوگ والے حق پر ہیں کہ مرد اور عورت دونوں کا حق برابر رکھا ہے +

جواب — اسی سوال کو دوسرے لفظوں میں یوں ادا کر سکتے ہیں کہ عورت و مرد کے حقوق مساوی ہونے چاہئیے اور یہی اس اعتراض کا ماحصل و لب لباب ہے +

(۱) قدرت کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور اس امر کے ماننے میں کوئی شک و شبہ دامنگیر مرد حق پذیر نہیں ہو سکتا کہ عورت بچے کو پیٹ میں رکھنے۔ درد زہ اُٹھانے جننے۔ پرورش کرنے وغیرہ کی تمام تکالیف اول سے آخر تک کلی برداشت کرتی ہے لیکن مرد کو کوئی تکلیف ان تکالیف میں سے نہیں دیگئی درآنحالیکہ مرد علی العموم اولاد سے نسبت عورت کے زیادہ منفعت حاصل کرتا ہے۔

(۲) یہ بھی کوئی مخفی امر نہیں کہ دونوں بلحاظ قوائے جسمانی ایک دوسرے کی برابری نہیں کر سکتے اور دونوں کے درمیان فرق بیّن حائل ہے ایک فطرتًا کمزور۔ نازک اندام۔ سخت و درشت کارہائے دنیوی سے خائف و ترسان ہے فریق ثانی ان صفتوں میں سے کسیکا بھی موصوف نہیں بلکہ طاقتور۔ قوی ہیکل۔ تمام رنجہائے زمانہ کے مقابلے میں بہادری کا اک زندہ نشان ہے پس جب قدرت نے عورت پر اس قدر بار ڈال رکھا ہے تو وہ شریعت جو قدرت کی مطابقت میں سر و مو کا فرق بھی نہیں رکھتی اگر اسکا بوجھ زیادہ کر دے تو اعتراض کرنیکا کونسا محل و موقع ہے +

(۳) مرد ایک ہی مہینے میں اپنا نطفہ کئی عورتوں کو دیسکتا اور ان عورتوں سے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ چنانچہ چند عورتیں ایک ہی مرد سے حاملہ ہو کر بچے جن سکتی ہیں لیکن یہ ناممکن الوقوع امر ہے کہ ایک عورت چند مردوں کا نطفہ رکھ سکے۔ تجربہ زبانِ حال سے اس کی تردید پر کمربستہ ہے ہاں صرف ایک ہی مرد کا نطفہ ایک وقت میں ٹھہر سکتا اور اسی ایک نطفے سے بچہ پیدا ہو سکتا ہے

(۴) آریہ مذہب جھوٹ کی تعلیم دیتا ہے غور کرو کہ اس کھلم کھلا بیحیائی کا نتیجہ یا بموجب آپکے نیوگ کا بچہ دراصل اُس بناوٹی باپ کے نطفہ سے نہیں ہوتا جو اولاد کا تو بہت شائق ہے لیکن طاقت خداداد اپنے اندر نہیں رکھتا بلکہ بیرج داتا کا ہوتا ہے۔ دیکھو قدرت نے تو نیوگ کرنے والے کے بیج میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ پھلدار ہو لیکن آریہ مذہب پرمیشر کو کہتا ہے کہ ہے پرماتما ایشر دھرمی دے راجہ تو چاہے میرے سیوکان نوں اچھل ہی بنا۔ پر اسان اُنہاں نوں پھلدار کرانگے اور مُنڈے کرکیان دلاوانگے پس کیا جھوٹ نہیں کہ نطفہ کسیکا ہوا اور بیٹا اسکا کہلائے جسکا وہ نطفہ درحقیقت نہیں +

(۵) علاوہ بریں مرد ایکطرح عورت پر افسر ہے کیونکہ قسم قسم کی حکومتوں کے علاوہ بچہ کا بیج رکھکر اُس عورت سے ایک قسم کا مالیہ لیتا ہے اور یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ رعایا جس قدر کثیر ہو افسر کی عزت کا باعث ہوگی۔ لیکن جس رعایا کے افسر بہت ہوں اُسکی عزت خاک بھی نہیں فرض کرو ایک نوکر ہو اور بیس حکمران ہوں تو نوکر کو کیا آرام ملیگا مگر ایک حکمران کے پاس اگر بیس نوکر ہوں تو کثرت خدام کے لحاظ سے اس کے عز و وقار۔ جاہ و امارت میں نمایاں ترقی ظہور پذیر ہوگی۔ نیز ایک نوکر کے ہاتھ بٹانے والے جب اور نوکر ہوں تو اس کی راحت کا موجب ہیں۔ بشرطیکہ آقا انصاف سے کام لے اور عدل کا پہلو ترک نکرے یہی مثال بعینہٖ کثرت ازدواج پر صادق آتی ہے اب ہمیں معلوم ہو گیا کہ مرد عورت پر فائق اور بلحاظ حقوق اس سے بالاتر ہے پس جو چیز کسی چیز پر فوقیت رکھتی ہو وہ اُس کی مساوی نہیں ہو سکتی اور مساوات کے لازم آنے سے فوقیت فوت ہو جاویگی اس لئے ثابت ہوا کہ مرد و عورت کے حقوق میں کمی و بیشی ہے اور کثرت ازدواج عین قانون قدرت کے مطابق ہے

عبدالحق از قادیان

قصیدہ تہنیت جلوس و تاجپوشی حضرت قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

از ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی عربک ٹیچر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

(۱) بشری لکم یا معشر الخلان
الیوم یوما لعید والشکران

(۲) یوم السرور لکل من ھو طائع
لملیکنا ذی الجاہ و الاعوان

(۳) یوم الجلوس و یوم حریۃ لنا
و تنعم النسوان و الصبیان

(۴) حیوا الینا معشر الاخوان
نسمعکم من مدحۃ السلطان

(۵) سلطاننا ایڈورڈ یلبس تاجہ
تدیلمعن سیماہ من لمعان

(۶) اسر القلوب بعدلہ و برحمہ
ذو التاج والافواج والرضوان

(۷) خربت مظالم کلھا فی عصرہ
شادا لمراحم بعدہ فی العمران

(۸) فاق الملوک مرتبۃ و بحکمۃ
اثارھا ظھرت علی البلدان

(۹) طاب القلوب بحسنۃ و جمالہ
عز الکرام لدیہ من احسان

(۱۰) قطع العناد من العنود بسیفہ
و بصولہ ھو قاطع الطغیان

(۱۱) طوبے لکم طوبے لکم فی طوعہ
القاہ رب الملک فوق زمان

(۱۲) ھو قیصر الھند الذی وجبت لہ
خیر المحامد من جمیع لسان

جنگی بہادروں کا سپہ سالار (۱۴) اسکی عنایت بڑھی اور اس کے فیض عام ہوئے اپنی مراد کو پہنچا اور بڑا عالی شان ہے (۱۵) سخاوت سے اسکے ہاتھ لمبے ہوگئے۔ بے خدا اس کی عمر بڑہا اور اس ...
لمبا کر۔ (۱۶) ہم اس کی طرف دوڑتے ہیں تاکہ اس کے فیض سے فیضیاب ہوں۔ وہ ایک دریا ہے جسکی تری نے پیاسوں کو سیراب کر دیا ہے (۱۷) اس کی بخشش ہماری طرف جاری ہوئی ...
دل محبت سے اُس کی طرف جاری ہے + تاکہ احسان کا بدلہ احسان ہو (۱۸) میں نے یہ نظم اس کے تاج پوشی اور تخت اور علوشان کی مبارکبادی کے لئے کہی ہے (۱۹) میرا نام مبارک ...

پیسہ اخبار
اور
سیف چشتیائی

تعصب اور عداوت بیجا کا برا ہو جو حق پوشی کا مذموم پھل لاتی ہے۔ پیسہ اخبار لاہور نے ایک کالم **مشاغل علمی** اور **ریویو** کا بھی کھول رکھا ہے جس سے پیسہ اخبار کی اپنی علمی قابلیت کا پتہ لگتا ہے۔ کیونکہ دو چار تعریفی سطروں کے لکھدینے کا نام **ریویو** نہیں ہے جو پیسہ اخبار نے سمجھ رکھا ہے بہر حال اس وقت ہم **ریویو** کی فلاسفی پر بحث کرنا نہیں چاہتے بلکہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ پیسہ اخبار کے اس کالم میں بعض ریویو ایسے لکھے جاتے ہیں جو یہی نہیں کہ نفس مضمون سے الگ ہوتے ہیں بلکہ جوش مخالفت میں واقعات سے بھی دور چلے جانا پڑتا ہے چنانچہ **سیف چشتیائی** پر جو ریویو ایڈیٹر پیسہ اخبار نے کیا ہے اس کو ہم پیسہ اخبار کی علمی قابلیت اور واقعات سے ناواقفی دکھلانے کے لئے ذیل میں پیش کرتے ہیں +

"سیف چشتیائی - یعنی حجۃ اللہ علی الشمس البازغۃ و اصلاح الفصیح لاعجاز المسیح **من تصنیف** زبدۃ المحققین رئیس العارفین مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب ساکن گولڑہ ضلع **راولپنڈی سے مرزا صاحب** قادیانی نے لاہور میں حسب وعدہ مباحثہ کرنے سے پہلوتہی کیا تھا تو پیر صاحب نے رسالہ شمس الہدایۃ چھپایا تھا"

اردو کی ان دو چار سطروں میں جہاں گرد ایڈیٹر پیسہ اخبار نے جو ٹھوکریں کھائی ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ناظرین پیسہ اخبار کے **مشاغل علمی** کالم کی داد دیں خصوصاً **من تصنیف** والے جملے کی خبر کو **سے** شروع ہونے والے جملے میں مدغم کر کے ایڈیٹر صاحب نے جو نئی تراش دکھائی ہے وہ شاید اردو اخبار نویسی کے لئے قابل فخر ہوگی۔ اسی سے قیاس ہوسکتا ہے کہ سیف چشتیائی پر ریویو کرنیوالا ریویو نویس کس پایہ اور دماغ کا انسان ہے ہم اس کو **سلپ آف پین** (لغزش قلم) ہی تصور کر لیتے لیکن اس سے آگے چلکر ایڈیٹر صاحب نے جو اپنی وسیع واقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ اسی نے اس کو سلپ آف پین نہیں رہنے دیا بلکہ تحریر کی کمزوری اور ایڈیٹر صاحب کی لیاقت ہی کا نتیجہ اسے قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے معلومات کی وسعت کے اظہار کے لئے لکھا ہے کہ جب لاہور میں حسب وعدہ مباحثہ کرنے سے پہلوتہی کی (بقول پیسہ اخبار کیا۔ اس لئے کہ آپ ولایت ہو آئے ہیں۔ آئندہ پیسہ اخبار میں یورپین اردو بولی جایا کریگی) تو پیر صاحب نے **رسالہ شمس الھدایۃ** چھپایا تھا۔ کیا خوب! معلوم ہوتا ہے ایڈیٹر صاحب نے شمس الھدایۃ بھی نہیں پڑھا۔ یا پیر صاحب کی مدح و ثنا میں واقعات بھول گئے۔ یہ وہی بات ہے جیسے کسی امریکن سیاح نے ہندوستان کے مسلمانوں اور سکھوں کے متعلق رائے دیتے ہوئے لکھا تھا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک قوم ہے جو چوٹی رکھا کرتی ہے اور ایک اور قوم سکھ آباد ہے جو داڑھی منڈوائی ہے یا اس تاریخ دان اہل کمال کی طرح جس نے سکندر اعظم کو پانڈوں سے جا لڑایا تھا۔ اس سے بہتر تھا کہ ایڈیٹر صاحب شمس الہدایۃ کا ذکر ہی نہ کرتے تا یہ ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ حضرت ایڈیٹر پیسہ اخبار صاحب سیاح یورپ! شمس الھدایۃ سائیں مہر شاہ صاحب گولڑ کا رسالہ انکے لاہور آنے سے بہت پہلے شایع ہو چکا تھا اور یہی رسالہ موجب ہوا تھا کہ انکو تفسیر نویسی کی دعوت کی گئی تھی۔ یہ پیسہ اخبار نے اس مختصر سے **ریویو** میں **اردو نویسی** کی غلطیوں کے علاوہ دو مذموم غلطیاں فحش کی ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں +

اول یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ وہ حضرت اقدس حسب وعدہ اس مباحثہ میں نہیں آئے" پیسہ اخبار کی یہ غلطی اسی قسم کا افترا ہے حضرت اقدس نے مباحثہ کیلئے نہ سائیں جی کو بلایا اور نہ پہلوتہی کی بلکہ حضرۃ حجۃ اللہ نے انکو قرآن شریف کی **اعجازی تفسیر نویسی** کی دعوۃ کی تھی جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات کا ثبوت مقصود تھا۔ مباحثہ کی حجت گولڑی صاحب نے خود تفسیر نویسی سے پہلوتہی کرنیکو لئے نکالی تھی حضرۃ اقدس نے نہ مباحثہ کی دعوۃ کی اور نہ اسمیں آنیسے پہلوتہی کی **اگر پیسہ اخبار سچا ہے تو وہ تحریر پیش کرے جس میں حضرت اقدس نے مباحثہ کے لئے اس کو بلایا تھا**۔ اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ ہرگز پیش نہ کر سکیگا۔ پھر ہم پیسہ اخبار کے جہاں گرد ایڈیٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ایسی غلطی جو واقعات کی ناواقفی کو ظاہر کرتی ہے کیا شرمناک غلطی نہیں جو غلطی کی حد سے نکل کر جھوٹ تک جا پہونچتی ہے! دوسری قابل شرم غلطی وہ ہے جو یہ لکھا کہ **شمس الھدایۃ اس مباحثہ کے بعد لکھا گیا**۔ لاہور میں رہکر یہاں کے واقعات میں (لاہور ہی کے واقعات سے ناواقفی کس قدر افسوسناک ہے۔ ہم امید نہیں کرتے کہ پیسہ اخبار اپنی ان غلطیوں کا اسی طرح پبلک میں اعتراف کرے۔ جیسے یہ غلط انفرمیشن اس نے پبلک کو دی ہے +

اس پر قیاس ہو سکتا ہے کہ یہ **ریویو** جو سیف چشتیائی پر پیسہ اخبار نے لکھا ہے وہ کیا **وقعت** رکھتا ہے۔ ہم پیسہ اخبار کی ریویو نویسی کی ہمت کا اعتراف کر لیتے اگرچہ اس کتاب پر ریویو لکھتے ہوئے کم از کم اتنا ہی لکھدیتا کہ سائیں مہر شاہ صاحب نے یہ بیشک غلطی کھائی اور کمزوری ظاہر کی کہ **اعجاز المسیح** پر (جو بیزور تحدی کے ساتھ فصیح بلیغ عربی میں ہے) اگر کچھ لکھا جاتا تو وہ بھی کم از کم عربی میں ہونا چاہئے تھا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو ایک ریویو نویس کی نظر سے کبھی رہ نہیں سکتا مگر یہاں تو دامن از کجا آرم والا معاملہ ہے ریویو نویس کے سر اور دماغ نے **ریویو نویسی** کی حیثیت سے یہ لکھا ہی نہیں۔ ورنہ غلط بیانی اور خلاف واقعہ امور کو یوں پیش کر کے اس کی وقعت کو کم نہ کیا جاتا۔ آخر میں ہم سائیں مہر شاہ صاحب اور ان کے دوستوں کو ہشیار کرتے ہیں کہ وہ آئندہ ایسے نادان دوست کی تعریفوں پر خوش نہ ہوں اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو **سیف چشتیائی پر ریویو** لکھکر

مراسلات

الحکم مین مراسلات کا صیغہ بہت ہی محدود اور تنگ ہے لیکن بعض احباب جو کچھ چاہتے ہین لکھکر الحکم مین درج ہونے کو بھیجدیتے ہین۔ جنپر عموماً بہت ہی کم توجہ کی جاتی ہے اور پھر اُن کی طرف سے شکایتین شروع ہوجاتی ہین۔ وہ بزرگ اگر خود ایڈیٹر کے منصب پر ہون اور ان کے پاس اس قسم کی مراسلات پہونچین تو شاید ان کو بھی ان کے اندراج مین وہی عذر ہو جو الحکم کے ایڈیٹر کو ہے مین بہت سے موصول شدہ مراسلات مین سے اس مرتبہ صرف تین مضمون ذیل مین بدون کسی قسم کی رائے کے اظہار کے درج کرتا ہون جن احباب کے مضامین درج نہ ہوسکین وہ مجھے معذور سمجھین ✣ ایڈیٹر

مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ گذارش یہ ہے کہ میرے ان چند شعرون کو اخبار الحکم کے کسی کالم مین جگہ دین مشکور ہونگا

شعر

دیکھا یہ کیسا پھولا پھلا باغ احمدی
کہتے تھے تم تو سب کہ ہے دوکان احمدی
دار الامان مین دیکھو عجب سیر ہے وہان
پھرتے ہین ہر طرف کو محبان احمدی
بیعت سے آؤ جلد مشرف ہو دوستو
آئیگی پھر نظر تمھین اک شان احمدی
طاعون کا شکار ہین اغیار رات دن
پر امن مین جو ہین تو محبان احمدی
احمد پہ تم نے کفر کے فتوے لگادیئے
توبہ کہان یہ کفر کہان شان احمدی
ملا نے گرچہ مرمٹے پر کچھ نہو سکا
روشن ہے سب جہان مین اب شان احمدی
آؤ ہمارے سامنے گر دل مین ہی گھمنڈ
میدان مین کھڑے ہین غلامانِ احمدی
بادِ خزان نے تم کو ہی برباد کردیا
پھولا پھلا جہان مین بوستان احمدی
احمد کا جلوہ دیکھوگے دنیا مین تم کمال
تم مردے اس طرف ہو ادھر شان احمدی
کیا گولڑی وغیرہ کے پیچھے لگے ہو تم
آجاؤ تم بہ ذیل غلامانِ احمدی
فتوے تمہارے خاک مین سب دیکھو ملگئے
خود عرش سے خدا ہے ثناخوان احمدی
سر دار پر مخالفون کے کھینچے جاتے ہین
سر دار ہین جہان مین غلامانِ احمدی

از منصوری مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۲ء

ضروری یاددہانی

ناظرین کو یاد ہوگا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ کو ایک اشتہار دیا تھا جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جملہ برادران سلسلہ احمدیہ لنگر خانہ کے انتظام کیلئے کچھ ماہواری چندہ ارسال کیا کرین اور جو صاحبان مالی مدد نہین کرسکتے وہ کسی جسمانی امداد سے اس سلسلہ کے خادم بنین اور جو نہ مالی طور سے اور نہ جسمانی طور سے اس سلسلہ کی مدد نہین کرسکتا وہ اپنے تئین اس پاک جماعت (احمدی) اور پاک سلسلہ سے نہ تصور کرے۔ ایسا شخص منافق ہے اور لکھا گیا تھا کہ مین (حضرت اقدس) یہ جو اشتہار شایع کرتا ہون کوئی معمولی تحریر نہین بلکہ ان لوگون کیلئے جو مرید کہلاتے ہین یہ آخری فیصلہ کرتا ہون مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین مگر بعضے خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہین پس ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہئے کہ اب اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کردے خواہ ایک پیسہ ہو خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہین کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے اب اس کے بعد (۵ جون سنہ ۱۹۰۲) وہ سلسلہ مین رہ نہین سکیگا۔ تین ماہ تک بیعت کرنے والے کا انتظار کیا جاویگا اگر تین ماہ تک کسیکا جواب نہ آیا یعنی ۵ جون سنہ ۱۹۰۲ تک تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جاویگا ✣

جملہ برادران قوم احمدی کی خدمت مین التماس ہے کہ ہم مین سے ہر ایک کو چاہئیے کہ جو بھائی چندہ نہین دیتے ان کو اشتہار مورخہ ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کے مضمون سے خبر دین حضرت اقدس نے اشتہار مذکور کو ایک معمولی تحریر نہین کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے احباب کو اس اشتہار کے مضمون کے سمجھنے مین غلط فہمی ہوئی حقیقت یہ ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ چندہ کی کوئی تعیین نہین کی بلکہ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا کو مد نظر رکھکر۔۔۔ غربا کو پیسہ پیسہ یا دھیلا ماہواری چندہ دینے کا ارشاد فرمایا ہے اور باقیون کو حسب مقدرت چھوڑا ہے اور بہتون کے لئے جسمانی خدمت مکتفی سمجھی گئی الغرض ہر صاحب کو چاہئے کہ اس اشتہار کو بنظر غور پڑھے اور غافلون سے اس کی تعمیل کرائی جاوے ایسا نہو کہ ایسے غافل (بقول حضرت اقدس منافق) الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ انی اری الملائکۃ الشداد کے نشانہ بنین یعنی امراض شدیدہ اور دیگر مصائب وطاعون سے ان پر یا ان کے رشتہ دارون پر ابتلا پیش آوے۔ ان لوگون پر بہت افسوس ہے

جنہون نے دنیا کے اس قدر تعلقات توڑے اور کافر اور بیدین کہلائے اور طرح طرح کی ایذائین بد اندیشون سے اٹھائین پھر وہ اس سلسلہ سے ہمدردی کرنیسے لاپروا اور متکبر پائے جاتے ہین۔ چندہ دینا کوئی نئی بات نہین آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم بھی چندہ لیا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوبکر نے چالیس ہزار روپیہ چندہ دیا تھا و آخرین منہم لما یلحقوا کے مصداق تو تب ہی بنینگے جب ان کے سے اعمال ہونگے اب ہر ایک صاحب کو مناسب ہے کہ اپنے آشناؤن اور تمام رشتہ دارون کو بذریعہ خطوط یا اشتہار اشتہار مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۲ء کی تعمیل کے لئے طیار کرے۔ یہ جو حضرت اقدس نے ارقام فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی طرح سے اس سلسلہ کی مدد نہین کرتا وہ منافق اور ہمارے سلسلہ سے خارج ہے یہ حق ہے کیونکہ جو کوئی خدا کے لئے ایک روپے مین سے ایک پیسہ یا ایک آنہ بھی ادا نہین کر سکتا اس نے اس آسمانی نور کی کیا قدر کی +

ماسٹر عبدالرحمن از قادیان

میرے مکرم مخدوم شیخ صاحب السلام علیکم اگر گنجائش ہو تو سطور ذیل کو اپنے معزز اخبار کے کسی کالم مین جگہ دیکر ممنون فرماوین +

+ ترکیب بند صادق

یہ رسالہ میرے مخدوم میر صادق حسین صاحب احمدی مختار عدالت اٹاوہ کی طبع رسا کا نتیجہ ہے اور صبح صادق پریس اٹاوہ مین معمولی سفید کاغذ پر کتابی تقطیع پر شائع ہوا ہے علاوہ ٹائیٹل پیج کے ۴۶ صفحون پر ختم ہوتا ہے ۳۱ صفحہ تک ۱۴ ترکیب بند معہ حل معانی و فٹ نوٹ ہین اور چار صفحون پر دو قصیدے۔ ایک قصیدہ تہنیت جشن ڈائمنڈ جوبلی اور ایک قصیدہ تعزیت حضور علیا کوئن وکٹوریہ درج کرکے ہر ایک قسم کے مضامین لکھنے کی قدرۃ و طاقت دکھلانیکے علاوہ حضرۃ مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان علیہ الصلوۃ والسلام کی گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت اپنی جماعت کو وفادارانہ اور اخلاصمندانہ تعلیم کا نمونہ دیا ہے باقی ۴۷ سے ۴۶ صفحون تک ہندوستان کے مشہور سخن طراز سید امجد علی صاحب اور جناب مولوی محمد وصی صاحب بی-اے- ایل ایل بی کے تقریظ اور ریویو ہے

حضرت صادق سے ناظرین کو کسی جدید انٹروڈیوس کی ضرورۃ نہین وہ اپنی موزون طبع کے نتائج کے سبب خود مشہور و ہر دلعزیز ہین۔ گلدستہ صبح صادق کی دلچسپ اور بے بہا نظمین دیکھکر کون ان کی لیاقت کا معترف نہین ہوا جو لوگ علم عروض کی مشکلات سے آگاہ ہین وہ جانتے ہین کہ بالخصوص ایسی نظمین لکھنا جنکا ایک ایک مصرعہ تاریخی واقعات پر مشتمل ہوکر کس قدر مشکل ہے تاریخی واقعات اور علمی اصطلاحات کا ایک ہی شعر مین بنا ہین اور باین ہمہ شعر کو ساقط الوزن نہونے دین فی الواقع قادر الکلامی کی دلیل ہے۔ فٹ نوٹس ایسے مفید ہین کہ ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ایک بھاری لائبریری کا عطر اور نہایت ہی مشہور و مستند مصنفون کی تحقیقات کا لب لباب ہین کچھ مبالغہ نہیں کاش جو انگریزی الفاظ ترکیب بندون مین استعمال کئے گئے تھے انکو حاشیہ پر کسی اور مناسب جگہ انگریزی مین ہی لکھدیا ہوتا تاکہ اردو خوان اصحاب تلفظ بگاڑنے کی کم کوشش کرتے۔ ترکیب بند گذشتہ مسلمانون کے کارنامون کا مرقع اور موجودہ مسلمانون کی غفلت اور بے ہنری کی تصویر ہے جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مردے از غیب برون آید و کارے بکند۔ رسالہ مذکور مصنف سے درخواست کرنیپر ۴ر قیمت پر ملسکتا ہے اہل مذاق ناظرین ضرور ملاحظہ فرماوین اور حظ اٹھاوین۔ مصنف کا پتہ یہ ہے ؎ میر صادق حسین صاحب صادق ایڈیٹر اٹاوہ پنچ اٹاوہ +

مین ہون آپکا مخلص خادم عبدالحکیم احمدی ہوشیارپوری مقیم قادیان

ایک خطبہ کا خلاصہ

ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون
والذین ہم بآیات ربہم یؤمنون

خدا پرستی کی ساری باتونکی جڑ اور ساری نیکیونکا اصل خدا تعالیٰ کا خوف ہے اس لئے حضرۃ سلیمان اپنی کتاب مین فرماتے ہین

خدا کا خوف حکمت کا آغاز

ہے یاد رکھو جسقدر نیکیان انسان کرتا ہے اگر اس کی تہ مین خدا کا خوف نہین وہ بے فائدہ ہین اونکا کوئی پھل ور نتیجہ نہین خدا تعالیٰ کے نزدیک سچا مومن اور حقیقی خدا پرست یا خدا شناس وہی ہی جو اپنے محسن مولا سے ڈرتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنا اس قسم کا نہین ہوسکتا جیسے انسان کسی مضر اور خوفناک چیز سے ڈرتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو جامع صفات کاملہ ہے اور قرآن کریم کا آغاز الحمد للہ سے صاف بتاتا ہے کہ وہ ایسی ستودہ صفات ذات ہے کہ اس کے حسن اور احسان کو دیکھکر حمد ہی کرنی پڑتی ہے یہ خوف اپنی نوعیت ایک اور قسم کی رکھتا ہے جو دنیا کے عرفی خوف سے بالکل الگ اور ماوراہی یہ بات کسطرح ثابت ہو کہ ایک شخص واقعی خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے؟ اس کے ثبوت کے لئے یہ ضروری نہین کہ ہم یہ دیکھین کہ خدا تعالیٰ کا نام لینے سے اسے وحشت ہوتی ہے بلکہ اسکا پتہ اس بات سے لگتا ہی کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کو کہان تک مانتا اور عمل کرتا ہے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی اتباع نہین کرتا تو اس سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ خدا سے نہین ڈرتا

جب انسان پر غفلت اور بے پروائی آجاتی ہے تو اس کی حالت ان بھیڑ بکری اور حیوانات کی طرح ہوجاتی ہے جو اپنی رسن سے آزاد ہوکر باڑہ کو توڑ کر دوسرے کے کھیتون مین جاکر منہ مارنے لگتی ہین

+ ایڈیٹر الحکم اسی ریویو کو کافی سمجھتا ہی۔

اور ان کو نہیں معلوم ہوتا کہ ان کھنیون کا کھانا ہم پر حرام ہے یا نہیں اسیطرح یہ غفلت اور بے پروائی کے نیچے دبا ہوا بدقسمت انسان حدود الٰہی کو توڑ کر آگے نکل جاتا ہے پھر وہ ہر قسم کی بدکاری اور فسق و فجور کرتا ہے اور نہیں ڈرتا کہ خدا کا غضب بھڑکیگا چوری کرتا ہے اور اسے خدا کا کچھ بھی خوف نہین ہوتا۔ غرض ٹھیک ان بھیڑ بکریون کی طرح وہ خدا کی روکی ہوئی چیزون پر نجاست کی طرح منہ مارتا ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی کتاب خدا کے مامور اور مرسل اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے خواہ کیسے ہی طریقون سے اس کو سمجھاؤ وہ سمجھ سکتا ہی نہین وہ کان رکھتا ہے پر دانائی اور حکمت کی باتون کو جو خدا کے برگزیدہ رسول کے پاک لبون سے نکلتی ہین سن نہین سکتا ہے۔ وہ دل رکھتا پر ان کو سمجھ نہین سکتا ہے آہ! اس وقت یہ بدقسمت انسان اپنے آپکو شاید بڑا ہی خوش قسمت سمجھتا ہو۔ کہ وہ آزادی سے زندگی بسر کرتا ہے مگر اسے معلوم نہین کہ خدا کا غضب میرے پیچھے آتا ہے ایسی حالت مین جبکہ وہ تمام حدود کو توڑ کر آزاد ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی پروا نہین کرتا اللہ تعالیٰ جو بڑا ہی غیور خدا ہے اپنے حدود اور احکام کی بے حرمتی کرنے والے کو سزا دیتا ہے اور اسے تباہ کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حدود کیا ہین؟ وہ احکام جو اس نے اپنی کتاب مین بیان کئے ہین۔ دیکھو ایک غریب سے غریب زمیندار بھی کبھی پسند نہین کرتا کہ کوئی اس کے بند کو توڑ دے اور اگر کوئی اس کو توڑتا ہے تو فی الفور آمادہ پرخاش ہوجاتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کیا ایک زمیندار جتنی بھی غیرت اور حمیت نہین رکھتا کہ اس کے احکام کی بےحرمتی کی جاوے اور ان کو پاؤن کے نیچے روندا جاوے اور وہ کچھ نہ کہے ہان یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے رحم اور ستاری سے بھی کام لیتا ہے لیکن آخر وہ شدید البطش بھی ہے اور وہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اسکے احکام کی ہتک کی جاوے

انسان مین ایک غیرت اور غصہ کا ہونا اس پر حجت ہے کہ احکام الٰہیہ کے توڑنے پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور بھڑکتا ہے یہ اسکا رحم ہے کہ وہ مامور اور مرسل بھیجتا ہے جو آکر خدا کے غضب سے دنیا کو اطلاع دیتے ہین اور ڈراتے ہین مگر جب کوئی وعظ اور نصیحت ان سیاہ دل لوگون کو اثر نہین کرتی تو پھر خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ کی چمکار دکھاتا ہے۔ ان چمکارون مین سے ایک چمکار یہ طاعون بھی ہے جو ملک مین پھیلی ہوئی ہے تم مین سے کسی نے اس سے پہلے اس قسم کی آفت اور بلا نہین دیکھی ہوگی یہ خدا تعالیٰ کے غضب کا ظاہری نشان ہے کہ جس سے لوگ اسطرح پر جیسے ایک کڑاہی مین دانے بھونے جاتے ہین۔ تباہ ہو رہے ہین بعض مہینون مین ایک ایک لاکھ کے قریب طاعون کا شکار ہونیوالون کی نوبت پہونچی ہے جسطرح مرغیون مین ایک بیماری پڑتی ہے اور وہ مرنے لگتی ہین اسی طرح لوگ مر رہے ہین اسوقت خدا کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی ہے اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اور کیا نازک وقت ہے یہ معمولی مرض نہین جس سے بہت جلد آرام ہوجانیکی توقع اور امید ہو۔ یہان تو ڈاکٹر اور طبیب بھی عاجز آگئے بلکہ خود سلطنت انگلشیہ بھی حیران ہو رہی ہے۔ تم لوگ شاید اس بات کو نہین سمجھ سکتے کیونکہ امن مین ہو مگر ان شہرون کے حالات سنو جہان یہ قیامت برپا ہے ✦

ایسی حالت مین خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون۔ جو مومن خدا تعالیٰ کے خوف سے ڈرتے ہین وہ فلاح پاجاینگے طاعون خدا کا فرشتہ ہے اسکو برا نہین کہنا چاہئے کیونکہ یہ خدا کا مامور ہے اور یہ اس لئے مقرر ہوا ہے تا انکو تباہ کرے جنہون نے خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑا ہے اور اس کے مرسل کی نافرمانی کی ہے اس سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے اور وہ **خوف الٰہی** ہے۔ میری سمجھ مین نہیں آتا کہ مین تمہین کیونکر سمجھاؤن کہ ہر ایک شخص کے دل مین خدا کا خوف پیدا ہوجائے یہ توفیق اللہ کے پاس ہے جسکو چاہے اپنا فضل دیدے ✦

جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کا نسخہ اور علاج رکھدیا ہے اسیطرح پر اسکا بھی علاج رکھا ہے اور وہ **علاج خوف الٰہی** ہے اس ڈر کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ نماز کو قائم کرو۔ اور اسے سنوار سنوار کر پڑھو۔ جیسے کوئی اپنی روٹی کو مزے لیکر کھاتا ہے اسی طرح جو نماز کو سنوار سنوار کر پڑھیگا مین سچ کہتا ہون کہ یہ اسے ایسا لذیذ کھانا معلوم ہوگا کہ اس سے بڑھکر کوئی مزیدار چیز اسے معلوم نہ ہوگی ساری نماز کے معنے سیکھو پھر سوچ کر پڑھو۔ اکثر لوگ جو نماز مین سستی کرتے ہین اس کی وجہ بھی ہے کہ انکو مزا نہین آیا ہوا ہوتا ✦

دوسری بڑی بات یہ ہے کہ ہرایک ہماری جماعت مین سے جو سنتے ہین وہ سنین اور جو نہین سنتے انکو سنا دو کہ پچھلی راتکو تہجد کے لئے اٹھو اور اپنے گناہون کی معافی چاہو۔ خدا تعالیٰ کو اس وقت کی دعائین بڑی پیاری لگتی ہین یقیناً یاد رکھو کہ اس وقت جو دعا کریگا وہ رد نہ ہوگی حضرت امام علیہ السلام جو اپنی امت پر اسیطرح کانپتے ہین۔ جیسے مان بچے کے لئے تڑپتی ہے۔ رات دن یہی حکم دیتے ہین۔ غرض اب وقت ہے۔ بلا سے پہلے بلا سے محفوظ رہنے کی فکر کرین۔ اپنی جانون اور اپنے بچون پر رحم کرو۔ یہ وقت ہے سچی توبہ کا۔ خدا ہماری جماعت پر خاص فضل کرے اور وہ نمونہ ہوکر خدا کے فضل سے بچ جاوین آمین ✦

عسل مصفیٰ۔ مولفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق مین اور معترضون کے اعتراضون کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی محمد زمان سے ۲/ قیمت علاوہ محصولڈاک ملتی ہے ✦

بیعت کا کالم

میاں جمال الدین صاحب ہمبڑاں ضلع لودیانہ تحصیل جگراؤں
میاں کمال الدین صاحب " " "
اہلیہ میاں غلام محمد صاحب " " "
دختر میاں غلام محمد صاحب " " "
میاں کریم بخش پٹواری سیالکوٹ
میاں حسن محمد صاحب "
میاں محمد غیاث صاحب محرر تھانہ گجرات
میاں خدا بخش صاحب جہلم
محمد جمیل صاحب کنسٹیل
میاں شیر خانصاحب علاقہ گلگت گوئی
میاں انبیاء صاحب پٹیالہ " "
ظاہرہ خانم صاحبہ و صغرا خانم صاحبہ پٹیالہ
میاں ... صاحب پٹیالہ۔
میاں سراج الدین صاحب۔ سعد اللہ پور گجرات
میاں شیخ زبیر صاحب ملہور۔ ضلع کانپور
میاں کریم بخش صاحب شریال علاقہ پٹیالہ
میاں فتح محمد خانصاحب۔ چک براہ کشمیر اسلام آباد
میاں نظیر حسین صاحب لاہور
میاں محمد علی صاحب چینیہ سندھواں ضلع گجرات
بابو سید ... الدین صاحب۔ ہسپتال اسسٹنٹ شمالی
لیڈ ملک افریقہ
میاں کریم بخش طالب علم جماعت سوم مدرسہ جنوبی
ضلع انبالہ و قادر نواز طالب علم جماعت سوم د
غلام حسین طالب العلم جماعت سوم " " " "
علی ... و سکندر خان " " " "
میاں محمد بیگ صاحب چک بیگی کا جڑانوالہ
میاں صدر الدین خیاط سیالکوٹ رعیہ
میاں محمد دین مراجیکی ضلع گجرات
میاں امداد بیگ صاحب ریاست پٹیالہ پائل
میاں سید حسن علیشاہ صاحب لودیانہ
میاں خواجہ عبد الخالق صاحب کشمیر ہری پور
میاں عبد الخالق رنگریز کہوڈدنی "
میاں خواجہ حبیب اللہ صاحب " "
میاں خواجہ احسن اللہ صاحب " "
میاں عبد العزیز عرف پنڈت وانپورہ کشمیر ہری پور

میاں غلام رسول صاحب عرف ڈار وانپورہ کشمیر
میاں نور الدین صاحب ڈانگہ گجرات ملکہ
میاں عبد الحمید معرفت حکیم شمس الدین سیالکوٹ
بازار لوہاران
میاں میران بخش صاحب سیالکوٹ دسکہ ...
میاں اشرف علی خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس لین راولپنڈی
میاں طالب خانصاحب سپاہی پلٹن ۲۴
پنجاب انفنٹری میں وارد محکمہ کپاس سروی
پارٹی نمبر ۱۵ قدیم بلوچستان
اہلیہ میاں عبد اللہ صاحب گورداسپور
" " ۳ دختر میاں صاحب "
میاں شیخ غلام مرتضیٰ "
میاں چوہدری باغ خانصاحب شاہ پور
سماۃ سردار بیگم دختر جناب اشرف علی خانصاحب
ڈپٹی انسپکٹر پولیس لین ضلع راولپنڈی
میاں غلام محمد خانصاحب حاصلانوالہ گجرات
میاں ہوت خانصاحب مدرس کالہ ڈیرہ غازیخان
میاں ولی محمد صاحب ڈیرہ غازیخان
میاں غلام نبی صاحب "
میاں محمد ڈار شہر امرتسر کٹڑہ حلیمانوالہ
میاں امام الدین صاحب سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب
میاں نور حسین صاحب سیالکوٹ "
میاں غلام حسین صاحب " "
میاں محمد حسین صاحب " "
میاں سراج الدین صاحب " "
میاں حافظ نور الحسن صاحب چاہ میانصاحب
جان محمد منٹگمری
میاں زبیر صاحب ملہور کانپور
میاں علی گوہر صاحب لائل پور
میاں عبد الرحیم صاحب پلٹن نمبر ۲۴ عہدہ لین
نائک ہوتی مردان کمپنی ۵ حال وارد سروس
پارٹی نمبر ۱۵
میاں مصطفےٰ صاحب کاتب گجرات
محمد اشرف صاحب بلانی "
میاں علی احمد حکیم صاحب رجوعہ "
اہلیہ میاں علی احمد " "
و ۲ لڑکے و ۲ لڑکیاں "
میاں سید گل خانصاحب گھڑی ساز انارکلی لاہور
میاں محمد رمضان خانصاحب بہاٹی دروازہ "
میاں محمد حسین کلارک دفتر سرکاری وکیل "

میاں اشفاق حسین صاحب کلارک لاہور
سماۃ نور بھری والدہ عبد اللہ ڈیرہ غازیخان
سماۃ گھور صاحبہ زوجہ اسمعیل صاحب "
صاحبہ خاتون زوجہ پیر محمد بستی رندان "
مبارکہ صاحبہ " فتح محمد " " "
جینتی صاحبہ " اللہ دتا چاہ پیرانوالہ "
غلام جنت صاحبہ بنت فقیر محمد صاحب بستی رندان "
میاں کریم بخش صاحب جھوک اوتری ڈیرہ غازیخان
میاں عبد اللہ صاحب " "
میاں حیدر صاحب " "
میاں پیرن صاحب " "
سماۃ چندو صاحبہ زوجہ عبد اللہ صاحب "
سماۃ حوا زوجہ الہ بخش صاحب " "
سماۃ جنت زوجہ حسین صاحب " "
سماۃ کوکبر زوجہ اسمعیل صاحب " "
سماۃ نور بھری زوجہ حاجی " "
میاں خدا بخش صاحب " "
سماۃ مبارکہ زوجہ فتح محمد صاحب " "
سماۃ جیوان " میاں کالو صاحب " "
سماۃ جنن دختر کالو صاحب " "
سماۃ مریم " کالو صاحب " "
میاں موسیٰ صاحب " "
سماۃ راستی زوجہ کریم بخش صاحب " "
سماۃ غلام جنت " مراد صاحب " "
سماۃ بخت بھری زوجہ میاں حسین صاحب " "
سماۃ حیات بی بی دختر میاں حسین صاحب " "
۴۰ اشخاص متعلقین نظیر حسین صاحب کوئٹہ ملک
بلوچستان "
محمد دین صاحب امام مسجد شاہ درہ لاہور
میاں حسن صاحب باشندہ شاہ پور
میاں الٰہی بخش صاحب لاہور بہاٹی دروازہ
میاں پیر محمد صاحب تیلی بیدلوپور لاہور
میاں سلطان علی صاحب دوالہ جہلم
میاں طفیل احمد صاحب محرر کارخانہ گودام سرکاری رڑکی
میاں برکت علی خانصاحب گڑھ شنکر ہوشیارپور
میاں حسن محمد صاحب جہلم کہوکہران
میاں فضل بیگ صاحب و میاں بہادر بیگ صاحب
و میاں سلطان بیگ و بڈھا رنگریز و عبد اللہ کشمیری
و غلام محمد کشمیری صاحب و دل احمد امام مسجد جامع ۔ پٹنہ انکا
فلعذری باقی آئندہ ؛

ان امراض کا عروج بڑے شد و مد سے سلطنت
جسم مین نباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنے کا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے
جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خون کو ردی کردے تو اس کو کوئی درست کر سکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ڈبوتا نہین بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کے لئے مسلّم حکمائے سلف و خلف کا نسخہ ہے اسکے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر۔ پروفیسر۔ علوم طب اور حکمائے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنے کا آلہ قرار دیا ہے یہ جوہر عشبہ

جوانی کے جوش غلط کاریسے جب آتشک کا زہر خونکو تباہ کر کے گونا گون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے وجع مفاصل۔ تیر گی خارش۔ پھوڑی پھنسی۔ زخمونکا اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناصور۔ بھگندر۔ جنیل یا جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین تو وہ یہ عرق ہے جوان جملہ تھلیلی بیماریون سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پاؤن کے تلوون مین جلن رہتی ہے ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد عرق النساء اور عورتون کے رحم بگاسا ور نلون کے درد کو بھی دور کرتا ہے

شیشی کلان ۱ر شیشی خورد عہ محصول ڈاک ۸ر

تپتہ زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ

صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ لولا الاکرام لھلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب و انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے

روغن نوری ۔ یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے

جو سعید لوگ حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ بفضلہ تعالیٰ زیادہ طاعون و ہیضہ نہون گے کیونکہ جراثیم وبائیہ ان کے بدن مین داخل ہو تو ہی ہلاک ہوجائینگے اگر مبتلا ہے مرضنکو دین تب بھی اس کے لطف و بفضلہ تعالےٰ شفایاب ہو۔ علاوہ ازین اس کے استعمال سے تپ محرقہ

کھانسی پتلی ۔ قے۔ اسہال۔ پیچش (مروڑ و خون آنون کا آنا) خنازی بیماری سوزش سینہ۔ قصور ہضم۔ چیچک۔ نفث الدم وابتدائے سل۔ درد گوش۔ درد کان ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے۔ پھنسیان۔ بواسیر کے زخم زہر بچھو۔ زہر زنبور۔ وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضل تعالیٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عہ

جوہر آملہ سار مقوی معدہ و مشتہی و ہاضم و مصفی خون و دافع خارش و پھوڑے پھنسی و وجع المفاصل و دمہ وریاح وغیرہ قیمت فی شیشی ۱ر روپے آخیر ستمبر تک ۱۲ر

کشتہ سیم یک آتشہ مقوی دماغ و اعصاب قیمت فی جو کی ۱۲ر

گٹکہ سیماب مصلح شیر و مصفی خون قیمت ۱۲ر محصول بذمہ خریدار

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

آپ اس رعایت سے ضرور فائدہ اٹھائیں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریے مین ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف **چار روپے** لیجاویگی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پر لے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دیجاوینگی جس سے وہ دونون ایکبار فائدہ اُٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ ✤

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول عہ/ + رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ء عہ/ الانذار ۴/ + حضرت اقدس کی تقریر ۲/ حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۲/ اصلاح النظر ۲/۰ + سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲/ برہان الحق ۳/ + سلک مرواریل ۴/

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقویٰ و طہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جسکا نتیجہ جناب نے اُسی اشتہار مین درج فرمایا تھا طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل۔ران + یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسیٰ لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کیموافق احباب کی سہولیت کیلئے گولیان عرق اور مرہم طیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ماتقدم کے طور استعمال کرین۔ قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہوگی

قیمت یکصد گولی ۱۲/ عرق شیشی کلان جو تقریباً ایکماہ کے لئے کافی ہوگی ۱۲/
" دوچند گولی عہ/ " " خورد ۷/ مرہم فی ڈبیہ ۸/

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا ✤

ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان باہتمام شیخ تراب احمدی ایڈیٹر و مالک الحکم

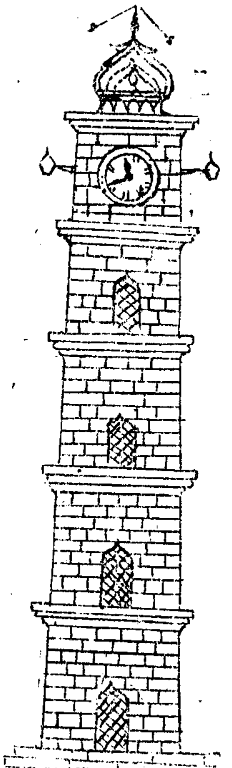

انّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّی یغیّروا ما بانفسھم

(انّہٗ اٰوی القریۃ)

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان ہی
دوا ہی شفا ہی غرض دارالامان ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۲ | دارالامان قادیان ۳۱ اگست روز پنجشنبہ ۱۹۰۲ع مطابق ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۹ ہجری | جلد ۶

فہرست مضامین

صفحات	مضامین
۱	دارالامان کا ہفتہ
″	بیعت - شکریہ - ختم
۲-۳-۴	کلمات طیبات حضرت امام
۴	جلسہ ندوۃ العلما
۵ - ۸	ملفوظات میں سے کچھ
۸ - ۹	جہاد پر مسیح موعود
۹ - ۱۰	مختصر نوٹ اور نکات
۱۰	دعا -
۱۰ - ۱۲	سورہ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ
۱۲ - ۱۵	شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کا ہم سے خطاب اور ہماری طرف سے جواب باصواب
۱۶	بیعت کا کالم -
″	اطلاع -

دارالامان کا ہفتہ

۱ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مع اہلبیت تندرست ہیں اور نزول المسیح لکھ رہے ہیں جو تین پرسیوں پر تین ہزار کے قریب تجیب رہی ہے۔ بیس جزو کاتب لکھ چکا ہے اور ۱۶ جزو کے قریب چھاپ چکا ہے کام بہت سرعت سے ہو رہا ہے۔

۲- حضرت حکیم الامۃ بھی بفضلہ تعالیٰ تندرست ہیں۔

۳- مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت پچھلے دنوں سے ناساز ہی ہے اب بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ خدا تعالیٰ آپکو شفاء عاجل عطا فرماوے آپ کی علالت طبع کی وجہ سے ہی موعودہ مضمون گولڑوی کی پردہ دری شائع نہیں ہو سکا۔ اگر اگلی اشاعت تک حضرت ممدوح نہ لکھ سکے تو پھر ایڈیٹر الحکم اس خدمت کو انشاء اللہ العزیز اپنی طاقت کے موافق سرانجام دیگا۔

بیعت

اگرچہ کالم بیعت میں بیعت کنندگان کے نام حسب معمول درج ہیں مگر ہم دو نام خصوصیت سے درج کرنا چاہتے ہیں اول ہمارے مخدوم جناب خان محمد عجب خان صاحب آف زیدہ نائب تحصیلدار اوڈونگا گلی ہیں الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں کالم بیعت میں آپکا نام مبائعین کے زمرہ میں درج ہے جو ہماری رائے میں کسی قدر خصوصیت اور تذکرہ کے ساتھ شائع ہونا ضروری تھا اور یہ اس لیے کہ ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود کی کامیابیوں کے نشان ہیں۔ خانصاحب مشہور و معروف خاندان زیدہ ضلع پشاور کے ایک ممتاز ممبر ہیں اور جناب خان عبد الغفور خان زیدہ سشن جج بہادر شاہ پور کے چچازاد بھائی ہیں + ایسے ممتاز خاندان سے تعلق رکھنے اور برسر حکومت ہونے کے باوجود آپکا سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف متوجہ ہونا جہاں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ضروری ہے آپکی عالی ہمتی اور دینداری کا ایک زبردست ثبوت ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ خانصاحب موصوف کا بہت اچھا اثر آپکے خاندان کے دوسرے ممبروں پر پڑیگا + اور دعا کرتے ہیں کہ آپکو اللہ تعالیٰ ہدایت پر استوار رکھے آمین +

دوسرا نام جو ہم خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ ہمارے عزیز مرزا احسن بیگ صاحب کا نام ہے۔ جنکا ذکر الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں کیا گیا ہے مرزا احسن بیگ مرزا اعظم بیگ رئیس لاہور کے بیٹے ہیں اور ڈاکٹر مرزا اکبر بیگ مرحوم کے بیٹے مرزا احسن بیگ کو بزرگ اس سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے

ختم - الانذار - برہان الحق - سلک مروارید - ان کتابوں کیلیے اب کسی درخواست کی تعمیل نہیں ہو سکتی - دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا چاہیے -
خلافت راشدہ کی بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں ایڈیٹر آیات الرحمن فاضل امروہی کیجواب عصای موسیٰ طیار ہے قیمت عہ یہ کتاب خاکسار سراج الحق سے مانگو

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت)

قرآن شریف نے جھوٹھ کو بھی ایک نجاست رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ۔ دیکھو یہاں جھوٹھ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹھ بھی ایک بُت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسیطرح جھوٹھ کے نیچے بجز ملمع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹھ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹھ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹھ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹھ کم ہو جاوے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت انکو ہو گی۔ اسیطرح اور قسم قسم کی بدکاریاں اور شرارتیں ہو رہی ہیں غرض دنیا میں گناہ کے سیلاب کا طوفان آیا ہوا ہے اور اس دریا کا گویا بند ٹوٹ گیا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ گناہ جو کیڑوں کی طرح چل رہے ہیں کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ جس سے یہ بلا دور ہو جاوے اور دنیا جو خباثت اور گناہ کے زہر اور لعنت سے بھر گئی ہے کسی طرح صاف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس سوال کو قریباً تمام مذہبوں اور ملتوں نے محسوس کیا ہے۔ اور اپنی اپنی جگہ پر وہ کوئی نہ کوئی علاج بھی گناہ کا بتاتے ہیں مگر تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس زہر کا تریاق کسی کے پاس نہیں ان کے علاج استعمال کرکے مرض بڑھا ہے گھٹا نہیں

مثال کیطور پر ہم عیسائی مذہب کا نام لیتے ہیں اس مذہب نے گناہ کا علاج مسیح کے خون پر ایمان لانا رکھا ہے کہ مسیح ہمارے بدلے یہودیوں کے ہاتھوں صلیب لٹکایا جا کر جو ملعون ہو چکا ہے اسکی لعنت نے ہمکو برکت دی۔ یہ عجیب فلاسفی ہے جو کسی زمانہ اور عمر میں سمجھی نہیں جا سکتی لعنت برکت کا موجب کیونکر ہو سکتی ہے اور ایک کی موت دوسرے کی زندگی کا ذریعہ کیونکر ٹھیرتی ہے؟ ہم عیسائیوں کے اس طریق علاج کو عقلی دلائل کے معیار پر بھی پرکھنے کی ضرورت نہ سمجھتے اگر کم از کم عیسائی دنیا میں یہ نظر آتا کہ وہاں گناہ نہیں ہے۔ لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہاں حیوانوں سے بھی بڑھ کر ذلیل زندگی بسر کی جاتی ہے تو ہمکو اس طریق انسداد گناہ پر اور بھی حسرت ہوتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ اس سے بہتر تھا کہ یہ کفارہ نہ ہوا ہوتا جس نے اباحت کا دریا چلا دیا۔

اور پھر اسکو معافی گناہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسیطرح پر دوسرے لوگوں نے جو طریق نجات کے ایجاد کیے ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے گناہ کی زندگی پر کبھی موت وارد ہوئی ہو۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شریر اور خطاکار لوگ معجزات دیکھکر پیشگوئیاں دیکھکر باز نہیں آئے۔ حضرت موسیٰ کے معجزات کیا کم تھے؟ کیا بنی اسرائیل نے کھلے کھلے نشان نہ دیکھے تھے مگر بتاؤ ان میں وہ تقویٰ وہ صفائی اور نیکی جو حضرت موسیٰ چاہتے تھے کامل طور پر پیدا ہوئی آخر ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے مصداق وہ قوم ہو گئی۔ پھر حضرت مسیح کے معجزات دیکھنے والے لوگوں کو دیکھو کہ ان میں کہاں تک نیکی اور پرہیزگاری اور وفاداری کے اصولوں کی رعایت تھی۔ انہیں سے ہی ایک اٹھا اور اے ربی تجھپر سلام کہتے ہوئے پکڑوا دیا اور دوسرے نے سامنے

لعنت کی ان ساری باتوں کو دیکھکر پھر سوال ہوتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے جو انسان کو ان گناہ سے روک سکتی ہے؟ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ایسی چیز ہے جو انسان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد کرتی ہے۔ جب سچا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے تو پھر دعا کے لیے تحریک ہوتی ہے اور دعا وہ چیز ہے جو انسان کی کمزوریوں کا جبر نقصان کرتی ہے۔ اس لیے دعا کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ بعض وقت انسان کو ایک دھوکا لگتا ہے کہ وہ عرصہ دراز تک ایک مطلب کیلیے دعا کرتا ہے اور وہ مطلب پورا نہیں ہوتا تب وہ گھبرا جاتا ہے حالانکہ گھبرانا نہ چاہیے بلکہ طلبگار باید صبور و حمول۔ دعا تو قبول ہو جاتی ہے لیکن انسان کو بعض دفعہ پتہ نہیں لگتا کیونکہ وہ اپنے دعا کے انجام اور نتائج سے آگاہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اسکے لیے وہ کرتا ہے جو مفید ہوتا ہے اسلیے نادان انسان یہ خیال کر لیتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہی مفید تھا کہ وہ دعا اسطرح پر قبول نہ ہو بلکہ کسی اور رنگ میں ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کا سرخ انگارہ دیکھکر مانگے۔ تو کیا دانشمند ماں اُسے دیدے گی؟ کبھی نہیں اسیطرح پر دعا کے متعلق کبھی ہوتا ہے۔ غرض دعائیں کرتے ہوئے کبھی تھکنا نہیں چاہیے۔ دعا ہی ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک قوت اور نور عطا کرتی ہے جس سے انسان بدی پر غالب آ جاتا ہے۔

مجھے بارہا اس امر کا خیال آیا ہے کہ ہماری جماعت یہ افسوس نہیں کر سکتی کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کچھ نہیں دکھایا ہے بلکہ یہاں تو اسقدر ثبوت اور نشان اُس نے جمع کر دیے ہیں کہ سلسلہ نبوت میں اسکی نظیر بہت تھوڑی ملیگی۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ہمکو نبوت کا خالی

نہیں رکھا۔ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ ہماری تائید کرتے ہیں اور عقل اور قانون قدرت ہمارے مؤید ومعاون ہیں۔ آسمانی تائیدات اور شواہد ہمارے ساتھ ہیں غرض کسی پہلو میں کمی نہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنی جماعت کی سہولت اور آسانی کیلیے تین قسم کی ترتیبیں اپنے دعاوی اور دلائل کے متعلق دوں اور پھر وہ ترتیب شدہ نقشہ چھاپ دیا جاوے۔ ایک نقشہ تو حروف تہجی کی ترتیب پر اُن نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا ہو جو ہمارے مؤید ہے۔ دوسرا نقشہ عقلی دلائل اور قانون قدرت کے شواہد کا ہو یہ بھی حروف تہجی کی ترتیب سے ہو ایسا ہی تیسرا نقشہ اُن نشانات اور تائیدات سماویہ کا ہو جو ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیے تھے یا خدا تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ پر ظاہر کیے۔ مثلاً اُن کی ترتیب یوں سمجھیں

الف

اس سے **اِبْرَاء** کا نشان لو یہ وہ نشان ہے جو مسٹر ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے سامنے پورا ہوا۔ امرت سر کے ایک پادری ڈاکٹر کلارک نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ بنایا تھا کہ عبد الحمید نام ایک شخص کو گویا میں نے اس کے قتل کے لیے بھیجا ہے۔ یہ مقدمہ مسٹر ڈگلس کے سامنے پیش ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ اور پیشگوئی کے موافق مجھے بری کیا جیسا کہ پہلے الہام اِبْرَاء (بے قصور ٹھیراتا) ہو چکا تھا۔ جو لوگ اُس وقت یہاں ہمارے پاس موجود تھے اور دوسرے مقامات کے لوگ بھی اس کے گواہ ہیں کیونکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی عادت ہے کہ جب کوئی الہام وہ سنتے ہیں اُسے فوراً بذریعہ خطوط پھیلا دیتے ہیں۔ اسطرح پر الہامات جو اس مقدمہ کے نام ونشان سے بھی پہلے ہوئے تھے ہماری اپنی جماعت میں پورے طور پر اشاعت پا چکے تھے اور وہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مقدمہ سے پہلے

اِنْ هٰذَا اِلَّا تَهْدِيْدُ الْحُكَّامِ

اور صادق آن باشد کہ ایام بلا وغیرہ الہام ہوئے تھے اور ان سب کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی تھی کہ **اِبْرَاء** (بے قصور ٹھیراتا)

ایک دانشمند اور سلیم الفطرۃ اس عظیم الشان نشان سے بہت بڑا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں نہ ہو تو اور بات ہے مگر خدا ترس اور متقی آدمی سمجھ لیتا ہے کہ یہ پیشگوئی اسطرز کی نہیں ہے جیسے رمال ہاتھ دیکھکر اٹاپ شناپ بتا دیتے ہیں یہ خدا کی باتیں ہیں۔ جو قبل از وقت ہزارہا انسانوں میں مشتہر ہوئیں اور آخر اسی طرح ہوا ورنہ کیا کسی کے خیال اور وہم میں یہ بات آسکتی تھی کہ مثل پورے طور پر مرتب ہو جاوے اور عبد الحمید اپنا اظہار بھی دے کہ ہاں مجھے بھیجا ہے۔ آخری وقت پر جو فیصلہ لکھنے کا وقت سمجھا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مسٹر ڈگلس کے دل میں القا کیا کہ یہ مقدمہ بناوٹی ہے اور اس کے دل کو غیر مطمئن کر دیا چنانچہ انہوں نے کپتان لیمارچنڈ کو (جو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا) کہا کہ میرا دل اس سے تسلی نہیں پاتا بہتر ہے کہ تم اس مقدمہ کی تفتیش کرو۔ اور عبد الحمید سے اصل حالات معلوم کرو۔ چنانچہ جب کپتان لیمارچنڈ نے اُس سے پوچھا تو اُس نے پھر وہی پہلا بیان دیا مگر جب کپتان صاحب نے اُسے کہا کہ تو سچ سچ بتا عبد الحمید رو پڑا اور اقرار کیا کہ مجھے تو سکھایا گیا تھا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ انسان کا کام ہے کیا ہر روز یہ لوگ مقدمات میں اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ واقعات پر فیصلے دیتے ہیں یا دل کی تسلیوں کو دیکھتے ہیں۔ نہیں یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھا جو وہ وعدہ کر چکا تھا وہی ہوتا تھا۔ پس **اِبْرَاء** کا نشان عظیم الشان نشان ہے جو الف کے مد میں ہے۔

اور پھر اسیطرح اس مد میں **اٰوٰی** کا نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے قادیان کو طاعون کی افراتفری سے محفوظ رکھنے کے متعلق دیا تھا **اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ**۔ ملک میں طاعون کثرت سے پڑا ہوا ہے۔ اور خدا تعالیٰ قادیان کے انتشار اور موت الکلاب سے محفوظ رہنے کی بشارت دیتا ہے۔ کہ اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے یعنی اس گاؤں پر خصوصیت سے فضل رہیگا۔ اٰوٰی کے اصل معنی یہ ہیں کہ اسے منتشر نہ کیا جاوے اور جبکہ عام طور پر قانوناً یہ امر روا رکھا گیا ہے کہ کسی گاؤں کو جبراً باہر نہ نکالا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ افراتفری اور موت الکلاب جو دوسرے شہروں میں پڑی ہے اس سے خدا تعالیٰ قادیان کو محفوظ رکھے یعنی یہاں طاعون جارف نہ ہوگی۔ پھر اسی طرح الف کے مد میں **اَبْنَا** کا نشان ہے۔ کتابوں اور اشتہاروں کو پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ ہر ایک کی پیدائش سے پہلے ایک اشتہار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ لڑکا پیدا ہوگا چنانچہ ان اشتہاروں کے موافق یہ لڑکے پیدا ہوئے ہیں اور یہاں تک کہ تعداد بھی بتا دی کہ چار لڑکے ہوں گے اور چوتھے لڑکے کی بابت یہ بھی اعلان کر دیا گیا تھا کہ عبد الحق نہ مرے گا جب تک چوتھا لڑکا پیدا ہونے کی خبر نہ سن لے۔ ایسا ہی مولوی صاحب (مولوی نورالدین صاحب) کے بیٹے کی بابت جب سعد اللہ نے اعتراض کیا تو خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کے بعد مجھے بشارت دی کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا یہانتک کہ اُسکے بدن پر پھوڑوں کے نشان کا بھی پتہ دیا گیا اور اُسکا علاج بھی بتایا گیا۔ اب کیا اشتہار پہلے سے نہیں دیا گیا تھا؟ اب دیکھلو کہ اس اشتہار کے موافق وہ بچہ **عبد الحی** نام مولوی صاحب کے گھر میں پیدا ہو گیا اور اُسکی پھوڑوں کے نشانات بھی ہیں یہ وہی خصوصیتیں ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کے وقت ہوا کرتی ہیں۔

پھر اسی کے ساتھ **اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ** کا نشان ہے۔ یہ بہت پرانا الہام ہے اور اُس وقت کا ہے جبکہ میرے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہوا۔ میں لاہور گیا ہوا تھا مرزا صاحب کی بیماری کی خبر مجھے لاہور پہنچی میں جمعہ کو یہاں آگیا تو درد گردہ کی شکایت

تھی پہلے بھی ہوا کرتا تھا اسوقت تخفیف تھی ہفتہ کے دن دوپہر کو حقہ پی رہا تھا اور ایک خدمتگار پنکھا کر رہا تھا مجھے کہا [illegible] آرام کا وقت ہے تم جا کر آرام کرو میں [illegible] بارہ میں چلا گیا ایک خدمتگار جمال نام [illegible] سے پاؤں دبا رہا تھا تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا **وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ** اور معًا اس کے تھا یہ تفہیم ہوئی اب میں نہیں کہہ سکتا کہ لفظ پہلے [illegible] ئے یا تفہیم قسم ہے آسمان کی اور [illegible] ہے اس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد ہونیوالا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ عزا پرسی کرتا ہے یہ ایک عجیب بات ہے جسکو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا [illegible] مصیبت بھی آتی ہے اور خدا اسکی عزا پرسی بھی کرتا ہے چونکہ ایک نیا عالم شروع ہونے والا تھا اسلیے خدا تعالیٰ نے قسم کھائی مجھے یہ دیکھکر خدا تعالیٰ کا عجیب احسان محسوس ہوا کہ میرے والد صاحب کے حادثہ انتقال کی وہ قسم کھاتا ہے اس الہام کے ساتھ ہی [illegible] معًا میرے دلمیں بشریت کے تقاضے کے موافق یہ خیال گذرا اور میں اسکو [illegible] خدا تعالیٰ ہی کیطرف سے سمجھتا ہوں کہ چونکہ معاش کے بہت سے اسباب انکی زندگی سے وابستہ تھے کچھ انعام انہیں ملتا تھا اور کچھ اور مختلف صورتیں آمدنی کی تھیں جس سے کوئی دو ہزار کے قریب آمدنی ہوتی تھی۔ میںنے سمجھا کہ ایسا وہ چونکہ ضبط ہو جائیں گے اسلیے ہمیں ابتلا آئے گا۔ یہ خیال تکلف کیطور پر نہیں بلکہ خدا ہی کیطرف سے میرے دل میں گذرا اور اس کے گذرنے کے ساتھ [illegible] الہام ہوا **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ** یعنی کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے چنانچہ یہ الہام میںنے ملاوامل اور شرمپت کی معرفت ایک انگشتری [illegible] اسی وقت لکھوا لیا تھا [illegible] حکیم محمد شریف [illegible] کی معرفت امرتسر بنوائی [illegible] انگشتری میں کھدا ہوا [illegible]

الہام موجود ہے۔

اب دیکھلو کہ اُس وقت سے لیکر آجتک کیسا تکفل کیا۔ اگر کسیکو شک ہو تو ملاوامل اور شرمپت سے پوچھ لے۔ محمد شریف کی اولاد موجود ہے شاید وہ مہر کن بھی موجود ہو۔ تکفل بڑھتا گیا ہے یا نہیں جس جس قدر ضرورتیں پیش آتی گئی ہیں خود اُس نے اپنے وعدہ کے موافق تکفل کیا ہے اور کر رہا ہے۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ کوئی چھوٹا سا نشان ہے اسطرح الف میں اور بہت سے نشان آسکتے ہیں۔

پھر اب (ب) کی مد میں دیکھو بشیر ہے یہ لڑکا بشیر جواب موجود ہے اسکی بابت پہلے اشتہار ہوا تھا اور اس اشتہار کے موافق یہ پیدا ہوا۔ پھر اسکی آنکھوں سے اسقدر پانی جاری تھا کہ آنکھیں بوٹی کیطرح سرخ ہو گئی تھیں اور مجھے اندیشہ تھا کہ آنکھوں کو خطرناک نقصان نہ پہونچے اسوقت میںنے دعا کی تب الہام ہوا **بَرِّقْ طِفْلِیْ بَشِیْر** بہت سے لوگ اس الہام کے بھی گواہ موجود ہیں کیونکہ میں الہام پوشیدہ نہیں رکھتا ہی نہیں ہوں تبریق کے معنے ہیں آنکھوں کا اچھا ہونا چنانچہ ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ یہ بالکل اچھا ہو گیا۔

(باقی آیندہ)

پنجاب کے مشہور شہر امرتسر میں

ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ

(مندرجہ ذیل اعلان بغرض اندراج الحکم پہونچا ہے اس لیے ہم اسکو درج کرتے ہیں)

پنجاب کیلیے یہ شرف کچھ کم نہیں ہے کہ برکات آسمانی کا سرچشمہ یعنی مذہب مقدس اسلام پنجاب ہی کیطرف سے ہندوستان میں آیا اور تمام ملک کو اپنی برکات سے مالامال کر دیا اور اب بھی پنجاب کے مسلمانوں میں جسقدر دینداری اور وضعداری کا اثر پایا جاتا ہے دوسرے صوبوں میں اتنا نہیں ہے وہاں کے مسلمانوں نے تعلیم جدید سے بھی فائدہ اٹھایا ہے مگر جہاں تک ہمکو معلوم ہے آزادی [illegible] دہریت کا رنگ ایسا نہیں چڑھا جو انکو بیخود کر دے اور فرائض مذہبی کو اُنکے دلوں سے بھلادے حقیقت یہ ہے کہ جیسے پنجاب والونکو زندہ دل کا خطاب دیا ہے اُسنے بہت موزوں اور برجستہ تجویز کی ہے کیونکہ قومی اور مذہبی ضرورتوں کا احساس بہ نسبت دوسری جگہ کے باشندوں کے انکو جلد ہوا اور ایک عام تحریک انمیں پیدا ہو گئی۔

اسی تحریک کا نتیجہ ہے کہ اُسنے ہمیشہ ندوۃ العلما کے ساتھ بہ نسبت دیگر صوبجات ہند کے زیادہ ہمدردی کی ہے، اور ندوۃ العلما کی ضرورت اور مقاصد سمجھنے میں وہاں کے لوگوں کو غلط فہمی نہیں ہوئی، اسی وجہ سے وہاں کی انجمنوں نے اپنے وکلا کو ہمیشہ ندوۃ العلما کی شرکت کے لیے بھیجا، اور بہ نسبت دوسرے صوبوں کے وہاں کے ارکان کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہی، اور اب امرتسر میں اس کے نویں سالانہ جلسہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں، امرتسر پنجاب میں ایک خوبصورت شہر اور تجارت کی منڈی ہے، اور کئی برس سے ایک انجمن معین الندوہ کے نام سے وہاں قائم ہے اسمیں شہر کے چیدہ چیدہ حضرات شریک ہیں ان حضرات نے بغیر کسی کی تحریک اور فرمایش کے ندوۃ العلما کو دعوت دی اور کلکتہ کے جلسہ میں تار اور خط وکلا کے ذریعے سے اپنی خواہش کو ظاہر کیا جو قبول کی گئی، ایک مشورہ باہمی ۶-۷-۸ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۹-۱۰-۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز پنجشنبہ جمعہ شنبہ کو اجلاس نہم قرار پایا ہے، اور اسٹرن نارتھ ویسٹرن ریلوے اور اودہ روہیلکھنڈ ریلوے نے ندوۃ العلما کے مہمانوں کیلیے **نصف کرایہ کی تخفیف** کر دی ہے، اور اُمید ہے کہ دوسری لائنوں میں بھی ایسی ہی تخفیف ہو جائے گی۔

لہذا تمام اہل اسلام سے عمومًا اور علمائے کرام و مشائخ عظام سے خصوصًا گزارش کیجاتی ہے کہ وہ قدم رنجہ فرما کر اس جلسہ میں شریک ہوں اور اپنے مفید مشوروں سے مدد دیں مگر یہ ضرور ہے کہ وہ یکم اکتوبر سے پہلے اپنی تشریف آوری کی اطلاع **شیخ غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ** و ناظم معین الندوہ امرتسر کو بقید تاریخ داخلہ دیدیں اور خود اُن سے یا ناظم ندوۃ العلما سے سارٹیفکٹ منگوالیں جسکو دکھا کر ٹکٹ لینا ہوگا۔

[illegible] واضح رہے کہ تخفیف کرایہ کی رعایت یکم اکتوبر سے [illegible] تک رہیگی اور معین الندوہ امرتسر نے [illegible]

ملفوظات میں سے کچھ

معصوم ہونے کے اسباب اور معصوم بنانے کے اسباب جسقدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر آئے تھے وہ کسی دوسرے نبی کو کبھی نہیں ملے - اسی لیے **عصمت** کے مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس مقام اور درجہ پر ہیں وہاں اور کوئی نہیں ہے خود کوئی کبھی معصوم نہیں بن سکتا بلکہ معصوم بنانا خدا تعالے کا کام ہے جس شخص کو کثیر التعداد مال ملگیا ہے اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ چوری کرتا پھرے؟ لیکن جسپر خدا کی مار ہے اور گویا روٹیوں کا محتاج ہے اس سے تو ممکن بلکہ قرین قیاس ہے کہ اگر پاخانہ میں کوڑی پڑی ہوئی ہو تو وہ اس کے اٹھانے میں بھی کوئی مضائقہ اور دریغ نہ کرے گا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کا بہت بڑا فضل تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا** - اور اصل یہ ہے کہ انسان بچتا بھی فضل سے ہی ہے پس جس شخص پر خدا تعالے کا فضل عظیم ہو اور جسکو کل دنیا کے لیے مبعوث کیا گیا ہو اور جو **رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** ہو کر آیا ہو اس کی **عصمت** کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے - عظیم الشان بلندی پر جو شخص کھڑا ہے ایک نیچے کھڑا ہوا اُس کا مقابلہ کیا کر سکتا ہے؟ مسیح کی ہمت اور بعثت صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں تک محدود ہے - پھر اس کی عصمت کا درجہ بھی اسی حد تک ہونا چاہیے لیکن جو شخص کل عالم کی نجات اور رستگاری کے واسطے آیا ہے ایک دانشمند خود سوچ سکتا ہے کہ اسکی تعلیم کیسی عالمگیر صداقتوں پر مشتمل ہوگی اور اسی لیے وہ نبی تعلیم اور تبلیغ میں کس درجہ کا معصوم ہوگا -

حضرت مسیح ایکبار چھوڑ ہزار بار کہیں کہ میں خدا ہوں لیکن کون انکی خدائی کا اعتراف کر سکتا ہے جبکہ انسانیت کا اقبال بھی آپ کے وجود میں نظر نہیں آتا دشمنوں کے نرغہ میں آپ پھنس جاتے ہیں اور ان سے طمانچے کھاتے ہوئے صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں باوجودیکہ وہ طعن کرتے ہیں کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اتر آ مگر آپ خاموش ہیں اور کوئی خدائی کرشمہ نہیں دکھاتے - برخلاف اس کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خسرو پرویز نے منصوبہ کیا اور آپ کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہا + مگر اسی رات خود ہی ہلاک ہو گیا - اور ادھر حضرت مسیح کو ایک معمولی چپراسی پکڑ کر لیجاتا ہے تائید الٰہی کا کوئی پتہ نہیں ملا -

غرض جس قدر ان امور کی تنقیح کیجاوے گی اسی قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ معلوم ہوں گے - اور آپ ایک بلند **مینار** پر کھڑے دکھائی دیں گے اور مسیح آپ سے مقابلہ کرنے میں بہت ہی نیچے کھڑے ہوں گے - اس سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور فضیلت کیا ہوگی کہ تیرہ سو برس بعد اپنے نقوش قدم سے وہ ایک انسان کو طیار کرتے ہیں جو مسیح ابن مریم پر فضیلت پاتا ہے بلحاظ اپنے کام اور کامیابی کے یعنی مسیح موعود سے مقابلہ کرتے میں یہی مسیح اپنی کامیابی اور بعثت کے لحاظ سے کم ہے - کیونکہ **محمدی مسیح** محمدی کمالات کا جامع ہے - جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام نبیوں کے کمالات یکجا جمع تھے اس لیے **مسیح موعود** جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروزی ظہور ہے ان کمالات کو اپنے اندر رکھتا ہے اور اپنی دعوۃ کی وجہ سے مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہے -

شعر

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلام احمد ہے

مسیح کو جو آسمان پر چڑھایا جاتا ہے تو سوال ہو سکتا ہے کہ وہ آسمان پر کیوں چڑھے؟ کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ عقل اس کے لیے تین شقیں تجویز کرتی ہے اور ان تینوں صورتوں میں مسیح کا صعود ثابت نہیں ہو سکتا -

شق اول - صلیب کی لعنت سے بچنے کے لیے - کیونکہ توریت میں لکھا ہوا تھا کہ جو صلیب پر لٹکایا جاوے وہ ملعون ہوتا ہے - اب اگر مسیح کے صعود الی السّمآء سے یہ غرض تھی کہ وہ اس لعنت سے بچ رہیں تو اس رفع کے لیے ضروری ہے کہ پہلے موت ہو - کیونکہ یہ رفع وہ ہے جو **قرب الٰہی** کا مفہوم ہے - اور بعد موت ملتا ہے اسی لیے **اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ** کہا گیا - اور یہ وہی رفع ہے جو **ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً** میں خدا نے بیان فرمایا ہے اور **مفتحۃ لھم الابواب** سے پایا جاتا ہے - غرض اس رفع کے لیے جو لعنت سے بچانے کے لیے ہو اور جو قرب الٰہی کے معنوں میں ہو کیونکہ لعنت کی ضد رفع تو وہی ہے جس سے قرب الٰہی ہو یہ تو بجز موت کے حاصل نہیں ہوتا - پھر جو لوگ ہمارے مخالف ہیں وہ چونکہ موت کے قائل نہیں اس لیے ان کے اعتقاد کے موافق مسیح کو یہی رفع نہیں ہوا - کیونکہ یہ رفع انسان کی آخری زندگی کا نتیجہ ہے اور یہ انکو حاصل نہیں ہوا - پس اس شق کے لحاظ سے تو ان کا آسمان پر چڑھنا باطل ہوا -

دوسری غرض رفع سے یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت مسیح کوئی نشان دکھانا چاہتے تھے مگر یہودی جنکو نشان دکھانا مقصود تھا وہ اب تک منکر ہی چلے آتے ہیں انھوں نے عین صلیب کے وقت نشان مانگا تو انکو کوئی نشان دکھایا نہ گیا پھر ایک ایسا نشان جو انکو دکھانا مقصود تھا وہ بجز شاگردوں کے کسی اور کو نہ دکھایا گیا کیا یہ تعجب کی بات نہیں چاہیے تو یہ تھا کہ صلیب پر جب ان سے نشان مانگا گیا تھا تو اسوقت نشان دکھاتے یا کہدیتے کہ میں آسمان پر اڑ جانے کا نشان

تمکو دکھاؤں گا۔ اور صعود کے دن سب کو پکار کر کہہ دیتے کہ آؤ اب دیکھو میں آسمان پر جاتا ہوں۔ پھر جب اس قسم کا کوئی واقعہ یہودیوں نے نہیں دیکھا اور وہ اب تک ہنسی اُڑاتے ہیں اور خطرناک اعتراض کرتے ہیں تو یہ غرض ہی ثابت نہ ہوئی۔

مسیح علیہ السلام کے مقابلہ میں میرے نشانوں کو دیکھو کہ کیسے واضح اور صاف ہیں اور لاکھوں انسان اُن میں سے بعض کے گواہ ہیں + براہین احمدیہ میں یہ الہام ۲۲ برس سے زیادہ عرصہ ہوا ہے درج ہے یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق

اس کی بابت محمد حسین ہی سے پوچھو کہ جب اس نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا تھا کس قدر لوگ یہاں آتے تھے۔ اور کہاں سے آتے تھے اور اب تو آنیوالے لوگوں کی بابت ہم کو دریافت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے پولیس کا ایک کانسٹبل یہاں رہتا ہے جو آنے والے مہمانوں کی ایک فہرست طیار کرکے اپنے افسروں کے پاس بھیجا کرتا ہے ان کے کاغذات کو جا کر کوئی دیکھ لے تو اُسے معلوم ہو جاوے گا کہ یہ پیشگوئی کس شان اور عظمت سے پوری ہو رہی ہے۔ یہانتک کہ ہر شخص آنے والا اس پیشگوئی کو پورا کرتا ہے۔ اسی طرح اسکا دوسرا حصہ یاتیک من کل فج عمیق۔ دیکھ لو کہاں کہاں سے تحفے تحائف چلے آتے ہیں اور روپیہ آتا ہے اس کے لیے بھی ڈاک خانہ کے کاغذات اور محکمہ ریلوے کے رجسٹر شہادت کے لیے کافی ہو سکتے ہیں۔ اب ان نشانوں کا قدر مسیح کے نشانوں کا مقابلہ تو کرکے دکھاؤ۔ وہاں تو یہود دُہائی دیتے ہیں کہ ہمنے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اگر یہودی دیکھتے تو کیوں انکار کرتے اور یہاں مخالف تک اثبات کے گواہ ہیں۔ اور صدہا نشان اس قسم کے ہیں جنکو اگر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاوے تو کئی کتابوں کی ضرورت پڑے۔

تیسرا شق مسیح کے صعود کے متعلق یہ ہو سکتا ہے کہ انکی غرض فرار کی تھی۔ یہ بالبداہت باطل ہے کیا زمین پر کوئی جگہ نہ تھی اور ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے مصداق یہودیوں سے پھر اتنا خوف ہوا کہ پہلے آسمان پر بھی نہ ٹھہر سکے۔ غرض جس پہلو سے اس مسئلہ کو دیکھا جاوے یہ بالکل غلط ہے۔ ایک ہی صورت ہے کہ انھوں نے اپنی طبعی موت سے جان دی اور پھر دوسرے مقربوں کی طرح خدا نے انکا رفع کر دیا۔ بغیر اسکے اور کوئی صورت ایسی نہیں جو اعتراض سے خالی ہو۔

علاج کی چار صورتیں تو عام ہیں دوا سے غذا سے۔ عمل سے۔ پرہیز سے علاج کیا جاتا ہے ایک پانچویں قسم بھی ہے جس سے سلب امراض ہوتا ہے وہ توجہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام اسی توجہ سے سلب امراض کیا کرتے تھے اور یہ سلب امراض کی قوۃ مومن اور کافر کا امتیاز نہیں رکھتی بلکہ اس کیلیے نیک چلن ہونا بھی ضروری نہیں ہے نبی اور عام لوگوں کی توجہ میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ نبی کی توجہ کسبی نہیں ہوتی وہبی ہوتی ہے + آج کل ڈوئی بڑے بڑے دعوی کرتا ہے یہ بھی ایک سلب امراض ہے۔ توجہ ایک ایسی چیز ہے کہ اُس سے سلب ذنوب بھی ہو جاتا ہے

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور مسیح علیہ السلام کی توجہ میں یہ فرق ہے کہ مسیح کی توجہ سے تو سلب امراض ہوتا تھا مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے سلب ذنوب ہوتا تھا اور اسوجہ سے آپ کی قوت قدسی کمال کے درجہ پر پہونچی ہوئی تھی۔ دعا بھی توجہ ہی کی ایک قسم ہوتی ہے۔ توجہ کا سلسلہ کڑیوں کی طرح ہوتا ہے جو لوگ حکیم اور ڈاکٹر ہوتے ہیں انکو اس فن میں مہارت پیدا کرنی چاہیے۔ مسیح کی توجہ چونکہ زیادہ تر سلب امراض کی طرف تھی اس لیے سلب ذنوب میں وہ کامیاب نہ ہونے کی وجہ یہی تھی۔ کہ جو جماعت انھوں نے طیار کی وہ اپنی صفائی نفس اور تزکیہ باطن میں ان مدارج کو نہ پہنچ سکی جو جلیل الشان صحابہ کو ملی۔ اور یہانتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوۃ قدسی با اثر تھی کہ آج اس زمانہ میں بھی تیرہ سو برس کے بعد سلب ذنوب کی وہی قوت اور تاثیر رکھتی ہے جو اُسوقت رکھتی تھی + مسیح اس میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے +

کافر اور مومن کی رویا میں فرق

اللہ تعالے نے وحی اور الہام کا مادہ ہر شخص میں رکھدیا ہے کیونکہ اگر یہ مادہ نہ رکھا ہوتا تو پھر حجت پوری نہ ہو سکتی۔ اس لیے جو نبی آتا ہے اُس کی نبوت اور وحی و الہام کے سمجھنے کے لیے اللہ تعالی نے ہر شخص کی فطرت میں ایک ودیعت رکھی ہوئی ہے اور وہ ودیعت خواب ہے اگر کسیکو کوئی خواب سچی کبھی نہ آئی ہو تو وہ کیونکر مان سکتا ہے کہ الہام اور وحی بھی کوئی چیز ہے اور چونکہ خدا تعالی کی یہ صفت ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ اس لیے یہ مادہ اُس نے سب میں رکھدیا ہے۔ میرا یہ مذہب ہے کہ ایک بدکار اور فاسق فاجر کو بھی بعض وقت سچی رویا آجاتی ہے اور کبھی کبھی کوئی الہام بھی ہو جاتا ہے گو وہ شخص اس کیفیت سے کوئی فائدہ اُٹھاوے یا نہ اُٹھاوے۔ جبکہ کافر اور مومن دونو کو سچی رویا آجاتی ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ عظیم الشان فرق تو یہ ہے کہ کافر کی رویا

ہماری جماعت کے واعظ

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ طیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہییں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کرکے دکھائیں۔ تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے بلکہ ان کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہوتا ہے کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لیے سب سے اول جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اس کی عملی حالت ہے۔ دوسری بات جو ان واعظوں کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کو انھوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کے لیے بول سکیں اور حق گوئی کے لیے ان کے دلیر نہ کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کرسکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہوجائیں تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔

یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھچے چلے آئیں گے مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے جن کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی اول پورا علم ہو دوم تقویٰ ہو کوئی علم بدون تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے اور تقویٰ بدون علم کے نہیں ہو سکتا۔ سنۃ اللہ یہی ہے جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے۔ پس ان تین باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں اور یہ میں اس لیے چاہتا ہوں کہ اکثر ہمارے نام خطوط آتے ہیں فلاں سوال کا جواب کیا ہے؟ فلاں اعتراض کرتے ہیں اسکا کیا جواب دیں؟ اب ان خطوط کے کسقدر جواب لکھے جاویں اگر خود یہ لوگ علم صحیح اور پوری واقفیت حاصل کریں اور ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں تو وہ ان مشکلات میں نہ رہیں۔

ہماری جماعت کو عمل کی ضرورت ہے

یاد رکھو کہ ہماری جماعت اسبات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں نرا زبان سے کہدیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمدللہ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھکر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض اور مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ۔ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اسپر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کرلیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدون زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جسکی طیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی ہے کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو پس اسکی قدر کرو۔ اور اسکی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کرکے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔

سچا ہادی خیانت نہیں کرسکتا

جو شخص خدا کیطرف سے مامور ہو کر آتا ہے اسکا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کی کمزوری کو دور کرے سچا ہادی کبھی خیانت نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ جس طرز اور چال پر کوئی چلے خواہ اسکی زندگی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہی ہو وہ پرواہ نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ خدا کیطرف سے اصلاح کے لیے نہیں آیا۔ بلکہ شیطان اسکا قرین ہے۔ سچا ہادی جو دیکھتا ہے اسکی اصلاح کرتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ وہ کسی کی ذلت اور رسوائی نہیں کرنا چاہتا مگر مریض کے امراض کو شناخت کرکے انکا علاج بتاتا ہے

+ [illegible] ایڈیٹر

خدمت دین بھی عمر بڑھانی ہے

جو لوگ دین کے لیے سچا جوش رکھتے ہیں انکی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عمریں بڑھا دی جاویں گی اس کے معنے یہی مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادم دین ہوں گے اُن کی عمریں بڑھائی جاویں گی جو خادم نہیں ہو سکتا وہ بڈھے بیل کی مانند ہے کہ مالک جب چاہے اُسے ذبح کر ڈالے۔ اور جو سچے دل سے خادم ہے وہ خدا کا عزیز ٹھیرتا ہے اور اُسکی جان لینے میں خدا تعالے کو تردد ہوتا ہے اس لیے فرمایا وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ +

جہاد پر مسیح موعود

ہمارے اس زمانہ میں کوئی مخالف تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ نہیں کرتا بلکہ گورنمنٹ عالیہ مسلمانوں کی خون عزت اور مال کی ایسی ہی محافظ ہے جیسا کہ ایک عیسائی کی پھر ایسے وقت میں بغاوت کا خیال دلمیں لانا بجز خبث باطن اور کیا ہے؟ اسجگہ ایک علمی نکتہ یاد رکھنا چاہیے جس کے سمجھنے سے ایسی بیہودہ خیال ایک دم کے لیے بھی دل میں نہیں ٹھہر سکتے۔ اور وہ یہ ہے کہ **جہاد خدا کی جلالی صفت کا ایک نتیجہ** ہے اور ترک جہاد اس کے **جمالی محامد** کا اثر۔ اور ابتدا اس کی اسطرح پر ہوئی کہ خدا نے پہلی اُمتوں کے ہلاک کرنے کے بعد اس زمانہ میں جبکہ فرعون مصر کا بادشاہ اپنے ظلم میں حد سے بڑھ گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا نبی مقرر کر کے اُس کی طرف بھیجا اور موسیٰ کو معجزات بھی جلالی دیے اور شریعت بھی جلالی دی معجزات اس لیے جلالی تھے کہ وہ فرعون جیسے ایک سرکش اور مغرور اور متکبر کو دکھائے گئے تھے اور شریعت اس لیے جلالی تھی کہ بنی اسرائیل جن کو یہ شریعت ملی تھی چار سو برس تک فرعون کی غلامی میں رہ چکے تھے اور اس رذیل زندگی کی وجہ سے جیل کے بعض قیدیوں کیطرح سخت دل۔ ظالم طبع اور سفلہ مزاج اور پست خیال۔ بہائم سیرت اور کینہ ور اور زود رنج اور نہایت بدچلن ہو گئے تھے اور پھر فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد یکدفعہ تو دولت ہونیکی وجہ سے اور آرام اور عیش کے اسباب فوق العادۃ مہیا ہونے کیوجہ سے تکبر اور خود پسندی اور بیجا حکومت کا گھمنڈ اُن کے دل میں بہت بڑھ گیا تھا اور ایذا رسانی اور دل آزاری اُن کی عادت ہو گئی تھی ان اسباب کیوجہ سے وہ اس لائق ہو گئے تھے کہ اُن کے لیے جلالی شریعت نازل ہو جو ہمیشہ اُنکو اپنے تازیانہ سے عدل سکھلاتی رہے اور جسمیں قصاص کا پورا بندوبست ہو کیونکہ اس سے پہلے انکو **عدل** کے لیے کوئی قانون نہیں دیا گیا تھا۔ سو چونکہ وہ لوگ قانون عدل اور قصاص کے سخت محتاج تھے اس لیے اُنکو توریت دیگئی کیونکہ توریت میں ایسے ہی احکام اور حدود تھے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے عوض دانت اور پوری پوری قانونی سزا دیجاتی تھی۔ لیکن بنی اسرائیل نے عدل کے قانون پر زیادہ زور دیا حتی کہ درگذر اور عفو کو اس کی تنقیص سمجھ لیا تو اسکا ضروری نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر سخت طبع لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ خواہ نخواہ عدل کے بہانہ سے انتقام لے لینا بڑی خوبی میں داخل ہے لہذا وہ لوگ اخلاق فاضلہ اور درگذر اور رحم سے بکلی محروم رہ گئے۔ اور احسان اور ہمدردی کا انمیں نام و نشان نہیں رہا۔ پس ان اسباب کیوجہ سے وہ اس لائق ٹھہر گئے کہ ایک اخلاقی تعلیم انکو عنایت کیجاوے سو انجیل کی تعلیم وہی تعلیم ہے جو صلح کا پیغام لانے والی اور عفو اور کرم کے دروازے کھولنے والی ہے۔ لیکن چونکہ انسان کی فطرت میں یہ خاصیت ہے کہ اگر اسکو افراط سے روکا جاوے تو وہ تفریط کیطرف رخ کرتا ہے لہذا یہی صورت اسجگہ پیش آگئی یعنی وہ غلطی جو افراط کے رنگ میں یہودیوں سے ہوئی تھی وہی غلطی تفریط کے رنگ میں مسیحیوں سے ظہور میں آئی۔ یعنی جیسا کہ یہودیوں نے عدل پر بہت زور دیکر عفو اور درگذر اور رحم اور مروت کے اخلاق کو چھوڑ دیا تھا ایسا ہی عیسائیوں نے عفو اور درگذر کی تعلیم پر اسقدر زور دیا کہ قصاص کا پر حکمت مسئلہ جس پر حفظ حقوق موقوف تھا بھول گیا۔ تب خدا تعالی نے قرآن شریف کو اس غرض سے نازل فرمایا کہ دونو پہلو عفو اور انتقام کے اپنے اپنے محل پر استعمال ہوتے رہیں۔ اور قرآن شریف کا کام تھا کہ جلال اور جمال کی دونوں تعلیموں کو ایک جگہ جمع کر دے اور ہر ایک کو محل مناسب پر استعمال کرنے کے لیے ہدایت فرماوے۔ کیونکہ عدل اور رحم دونوں ایسی تعلیمیں ہیں کہ کوئی بھی انمیں سے منسوخ اور موقوف کرنے کے لائق نہیں بلکہ نظام تمدن بشری انھیں دونوں صفتوں کی بقا اور وجود سے وابستہ ہے عدل کو ہاتھ سے دینا انسان کے حق واجب کو ضائع کرنا ہے ایسا ہی عفو اور مروت کی پروا نہ کر کے ہر طبعی جوش میں مست ہو جانا جو انسانی ہمدردی کے متعلق ہے اس نیکی کا دروازہ بند کرنا ہے جو طبعی طور پر بنی نوع کی حمایت کے لیے پرندوں اور چرندوں میں بھی موجود ہے اور دونوں طریق عدل اور

ہر قوت کو اپنے اپنے محل پر بقدر مناسب استعمال کرتا ہے وہ کمال ہے جس پر انسان کی سعادت تامہ موقوف ہے سو خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں ان دونوں صفتوں کے متعلق ہمیشہ کے امتیاز قائم کرنے کے لیے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دو نام عطا فرماوے۔

ایک **محمد** (صلے اللہ علیہ وسلم) جس کی نسبت فرمایا کہ یہ نام توریت میں ہے جو جلالی صفات کا مظہر ہے اور موسیٰ نے اپنی صفت کے ہمرنگ دیکھکر اس نام کو لکھا۔

دوسرا نام **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی نسبت فرمایا کہ یہ نام انجیل میں ہے جو جمالی صفات کا مظہر ہے۔ اور حضرت عیسیٰ نے اپنے خلق کے موافق اس نام کو لیا۔ اور ان دونوں ناموں میں یہ تقسیم فرمائی کہ اس زمانہ کے لیے جبکہ اسلام کو تلواروں کی اشد ضرورت تھی (اپنی حفاظت اور دشمنوں کے دفاع کے لیے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تجویز فرمایا اور اس نام کی جلالی حقیقت کی تکمیل کے لیے صحابہ کو مظفر و منصور فرمایا اور اس زمانہ کے لیے جبکہ اسلام نے اپنی ذاتی خاصیت اور اندرونی روشنی ظاہر کرنا چاہتا تھا اور بیرونی حملوں سے امن میں تھا۔ **احمد** کا نام تجویز فرمایا حضرت عیسیٰ کی صفات کے ہمرنگ تھا اور اس نام کی تجلی کے لیے دنیا کا آخری زمانہ قرار دیا جسمیں ہم ہیں

اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ظہور احمد کی تجلی کے لیے جسکو مسیح موعود بنا کر بھیجا اسکا نام بھی غلام احمد ہے اب ان تمام غلطیوں کی اصلاح ہوگی جو مذہب کی اشاعت کے لیے تلوار کی ضرورت بتاتی تھیں خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان انسانی غلطیوں کی اصلاح کرے۔ اب صلح اور امن کا زمانہ ہے اب حقیقی مسلمان وہی ہیں جو اس صلح کے محل میں داخل ہوں

مختصر نوٹ اور نکات

آیات اللہ اور تذکرہ قرآنی سے مُنہ پھیرنے کے نتائج نہایت ہی خطرناک ہیں جیسا کہ قرآن شریف نے خود فیصلہ کر دیا ہے آیات اللہ سے اعراض انسان کو ظالم تر بنا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے حضور مجرم قرار دیتا ہے چنانچہ فرمایا ہے **وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ فَاَعْرَضَ عَنْہَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ**۔ یعنی اس شخص سے ظالم تر کون ہے جسکو اُسکی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی۔ مگر اُس نے مُنہ پھیر لیا ہمنو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

خدا تعالےٰ کے ذکر سے غفلت اور اعراض انسان پر تنگی رزق کی مصیبت لاتا ہے اور اسے اندھا بنا دیتا ہے کہ وہ حقائق الاشیاء کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور روحانی عالم میں نابینا اُٹھتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے **وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی** یعنی اور جسنے میرے ذکر سے اعراض کیا بیشک اسکے لیے تنگ معیشت ہے اور ہم اسکو قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔ قرآن شریف کے ایک اور مقام پر ہے **مَنْ کَانَ فِیْ ہٰذِہٖۤ اَعْمٰی فَہُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی**۔ ان دونو آیتوں کے ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **ذکر اللہ** (جس سے مراد قرآن شریف رسول کریم۔ اور ہر مامور من اللہ بھی ذکر ہی ہوتا ہے) اعراض کرنے والا اس دنیا میں بھی اندھا ہی ہوتا ہے۔ پھر کیسا بدقسمت ہے وہ انسان جو ذکر آلہی سے مُنہ پھیر کر دین اور دنیا کی خرابی اور وبال کو خرید لیتا ہے۔ اسوقت ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن شریف سے غفلت اور اعراض اختیار کیا نتیجہ یہ ہوا کہ یوماً فیوماً ذلت و خواری میں ترقی کی پستی کیطرف گرتے گئے۔ کسب علوم و فنون اور تجارت میں ہمعصر قوموں سے بہت پیچھے رہ گئے محنت چھوڑ کر کاہل ہوگئے جو تمام مصیبتوں کی ماں ہے۔ دین کا یہ حال کہ مذہب کا نام انکی اصطلاح میں آ بنا (جنون) ہے۔ غرض مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا نہ دنیا کی رہے نہ دین کے۔

غفلت میں مدہوش انسان ایسا وارفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنے اعمال کے ابتدائی نتائج سے بھی عبرت حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ بیخبر بدمست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمْ وَہُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ** لیکن جب اس غفلت کے خطرناک نتائج بھگتنے پڑتے ہیں اور حد ہو جاتی ہے اُسوقت آنکھیں کھلتی ہیں اور پکارتا ہے **یٰوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ ہٰذَا بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ**۔ مگر اُسوقت کیا ہوتا ہے کیونکہ۔ دوہرہ

آگے کے دن پاچھے گئے اور ہر سے کیو نہ ہیت
اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

یہ سچی بات ہے کہ عبودیت بتضرع۔ انکسار یاد الٰہی۔ اور دعا کا بڑا بھاری اثر تمام جسمانی قویٰ پر بھی ہوتا ہے روح کو صفائی اور اطمینان حاصل ہو کر تمام اعضا اور قویٰ کو تسکین حاصل ہوتی ہے اور طرح طرح کے امراض قلب و دماغ دور رہتے ہیں۔ شدت جذبات اور کثرت تفکرات دوران خون اور دماغی بہ ورش پر طرح طرح سے خراب اثر ڈالتے ہیں اور اُنکا دفعیہ اکثر حالتوں میں عبادت اور دعا سے نہایت عمدہ طور پر ہو جاتا ہے ذکر آلہی سے قلب کو ایک خاص

اطمینان پہونچتا ہے جو کسی دنیاوی سامان اور انسانی تدابیر سے حاصل نہیں ہوسکتا چنانچہ قرآن شریف کا فیصلہ ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

الٰہی فطرۃ دین قیم کا دوسرا نام ہے اور اسلام بھی اسی کا مترادف سمجھنا چاہیے انسان جب اپنی فطرت کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ درحقیقت اس دین سے جس پر اس کو پیدایش سے قائم کیا گیا تھا الگ ہو جاتا ہے۔ الٰہی فطرۃ کی پہچان یہ ہے کہ پیدائشی طور پر انسان اس کا محتاج ہے یعنی اسکی فطرت میں اس کے مادی اور میلان موجود ہیں۔ خود بخود ہر ایک انسان اس کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن جو اپنی عادتوں کا غلام ہو کر فطرۃ اللہ کو تبدیل کرنا چاہتا ہے صاف ظاہر ہے کہ وہ نہیں کر سکتا۔

دعا

ایجاد دو جہان اے مالک روز شمار
تیری رحمت کا ہے جھونکا باغ عالم کی بہار
ذرہ ذرہ سے ہے تیرا جلوۂ قدرت عیاں
مہ و خورشید سے تیری صناعت آشکار
[illegible] ہے تیری ثنا میں ہر برگ شجر
ہر جڑ [illegible] کی ہے تیری دستکاری پر نثار
تیری قدرت [illegible] نرالی تیری حکمت بے نظیر
تو ہے قادر تیرا ہر اک چیز پر ہے اختیار
تیری ہی رحمت ہے عالم کی ہر اک شئی پر محیط
تو ہی سنتا ہے ہر اک مظلوم و بیکس کی پکار
[illegible] سب طاقت ہے اک قادر توانا ذوالجلال
تجھ پہ [illegible] ہے ہمارا راز اے پروردگار
تو ہے [illegible] بدل دیتا ہے سب کچھ اے کریم
پھر تری در سے پھرے محروم کیوں امیدوار
تجھ سے روشن ہے زمانہ تو ہی ہے عالم کا نور
[illegible] رنگ آمیزیوں سے ہے جہاں کا یہ سنگھار
[illegible] پر نور [illegible] مخفی ہیں ہے اس عالم کی کل
تیرے [illegible] ہے دنیا کا سارا کاروبار
تو اگر چاہے تو [illegible] یہ قوم مردہ جی اٹھے
تیرے آگے کچھ نہیں مشکل ہے اک آسان کارزار
[illegible] کرم کی اک نظر ہو اے کریم کارساز
کہ جھکا ہے تیرے آگے یہ سر عجز و نیاز (از ترکیب صادق)

سورہ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ

جمعہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء کو آپ نے بعد نماز ظہر و عصر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ٭ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ٭ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ٭ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ٭ قُلْ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٭ وَلَا یَتَمَنَّوْنَہٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ٭ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٭

یہ ایک سورہ شریف ہے اور ایسی مہتم بالشان سورہ ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کے دن پہلی رکعت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین کے زمانہ تک سنائی جاتی تھی اور اب تک بھی پڑھی جاتی ہے۔ اس سے تم اندازہ کر لو کہ کسقدر مسلمان گذری ہیں اور آج تک کسقدر جمعے پڑھے گئے ہیں اور پھر اس سورہ شریف کو پڑھ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اتباع کیا ہے اور اس سورہ کو جمعہ کے دن خصوصیت سے پڑھ کر لوگوں کو آگاہ کیا ہے پھر جمعہ ہی کو نہیں بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جمعرات کو بھی عشاء کی پہلی رکعت میں اسکو پڑھا کرتے تھے پس ہر ہفتہ میں دو بار جہری قراءت کے ساتھ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کو پہونچایا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو کسقدر اہتمام اس سورۃ کی تبلیغ میں تھا پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ اس سورۂ شریف پر بہت بڑی غور و فکر کریں۔ اور میں تمہیں پکار کر کہتا ہوں کہ افلا یتدبرون۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس التزام اور اہتمام پر نظر کر کے اس سورہ شریف پر خاص غور کی ہے یوں تو قرآن شریف میری غذا اور میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک ہر روز اسکو کئی مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا بچپن ہی سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی رکھی ہے اور میں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اسقدر اہتمام اس کی تبلیغ میں کیا ہے اس نے مجھے اس سورہ شریف پر بہت ہی زیادہ غور اور فکر کرنے کی طرف متوجہ کیا اور میں نے دیکھا ہے کہ اس سورہ شریف میں قیامت تک کے عجائبات سے آگاہ کیا گیا ہے۔

بڑے بڑے عظیم الشان مقاصد جو جمعہ میں رکھے گئے ہیں اُن سے آگاہ کیا ہے۔ میرا اپنا خیال نہیں نہیں ایمان بلکہ اس سے بھی بڑھ کر میں کہتا ہوں میرا یقین ہے اور میں علی وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ وہ مقصود کریمہ ہیں عظیم الشان

جمعہ (منجملہ ان کے مسیح موعود کے نزول کا مسئلہ بھی ہے) میں لوگوں کو لگی ہیں وہ اسی عدم تدبر ہی کی وجہ سے لگی ہیں اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس التزام پر عمیق نگاہ کی جاتی اور اس سورۃ پر تدبر ہوتا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت کم مشکلات ان لوگوں کو پیش آتیں۔

غرض یہ سورۃ اپنے اندر انتہا درجہ کی حقائق اور نہایت لطیف نکتے رکھتی ہے اور قیامت تک کے واقعات کو بیان کرتی ہے جن پاک الفاظ سے اسکو شروع کیا گیا ہے اگر کم از کم ان الفاظ پر ہی غور و فکر کیجاتی تو مجھے امید ہوتی ہے کہ اسماء الٰہی پر تدبر کرنے سے کم از کم ٹھوکر نہ لگتی۔ وہ پاک الفاظ جن سے اس سورۃ کا شروع ہوتا ہے یہ ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ

جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب اللہ تعالٰے کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس اللہ کی جو الملک ہے القدوس ہے العزیز ہے اور الحکیم ہے۔ تسبیح کیا ہوتی ہے؟ یہ سورۃ بقرہ کے شروع میں اللہ تعالٰی نے ملائکہ کی زبان سے کہلایا ہے نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ قرآن شریف میں جہاں تسبیح کا لفظ آیا ہے وہاں کچھ ایسے احسان اور انعام متفاوت بہ ظاہر کئے ہیں جن سے حمد الٰہی ظاہر ہوتی ہے اور ان احسانات اور انعامات پر غور کرنے کے بعد بے اختیار ہو کر انسان حمد الٰہی کرنے کے لیے اپنے دل میں ایک جوش پاتا ہے ہمارے پاک سید و مولےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى پھر حضور علیہ الصلوۃ و السلام کو ارشاد ہوا ہے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى غرض جہاں جہاں ذکر آیا ہے خدا کے محامد بزرگیاں اور عجیب شان کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس سورۃ کو جو يُسَبِّحُ لِلّٰهِ سے شروع فرمایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰے کے محامد اور انعامات اور احسانات اور فضل عظیم کا تذکرہ یہاں بھی موجود ہے - ہر چیز جو زمین اور آسمان میں ہے وہ اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہے یہ ایک بدیہی اور صاف مسئلہ ہے نادان دہریہ یا حقائق الاشیاء سے ناواقف سوفسطائی اس راز کو نہ سمجھ سکے تو امر دیگر ہے مگر منشاء ہدایت تو بتا رہا ہے کہ کس طرح پر ہر ذرہ ذرہ خدا تعالٰے کی تقدیس اور تسبیح بیان کر رہا ہے۔ دیکھو ایک بوٹی زمین سے نکلتی ہے بلکہ میں اسکو تشبیہ کر کے یوں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پتہ جو بول و براز میں سے نکلتا ہے کیسا صاف شفاف ہوتا ہے کیا کوئی وہم و گمان کر سکتا تھا کہ اس گندگی میں سے اس قسم کا لہلہاتا ہوا سبزہ جو آنکھوں کو طراوت دیتا ہے نکل سکتا ہے؟ اس پتہ کی صفائی، نزاکت اور لطافت خود اس امر کی زبردست دلیل اور شہادت ہے کہ وہ اپنے خالق کی تسبیح کرتا ہے۔ اسی طرح جب ذرا اور بلند نظری سے کام لو اور دیکھو کہ انسان کے جسقدر عمدہ کام ہیں وہ روشنی میں کرتا ہے پھر اللہ تعالٰے کے جتنے عجائبات ہیں وہ سب پردہ میں ہوتے ہیں اور پھر کیسے صاف کیسے دل خوش کن اور اللہ کی تسبیح کرنیوالے ہوتے ہیں ایک انار کے دانہ کو دیکھو کیسے انتظام اور خوبی کے ساتھ بنایا گیا ہے کیا وہ دانہ اللہ تعالٰے کی تسبیح نہیں کرتا اسی طرح جب آسمان اور آسمان کے عجائبات اور اجرام کو دیکھو۔ نیچر کے عجائبات سے ناواقف تو عجائبات نیچر کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہہ دیتا ہے کہ فلاں امر خلاف نیچر ہے مگر میرا یقین یہ ہے کہ جس قدر سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اسلام کے عجائبات اور قرآن شریف کے حقائق اور معارف زیادہ روشن اور درخشاں ہونگے اور خدا کی تسبیح ہوگی۔

غرض یہ سچی بات ہے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالے کی تسبیح کرتا ہے - ہر ایک ذرہ گواہی دیتا ہے کہ وہ خالق ہے اور اسی کی ربوبیت اور حیات اور قیومیت کے باعث ہر چیز کی حیات اور قائمی ہے - اسی کی حفاظت سے محفوظ ہے - پھر یہ بھی کہ وہ اللّٰہ الملک ہے وہ مالک ہے اگر سزا دیتا ہے تو مالکانہ رنگ میں اگر پکڑتا ہے تو جابرانہ نہیں بلکہ مالکانہ رنگ میں تاکہ خود مجرم کی اصلاح ہو - پھر وہ کیسا ہے؟ القدوس ہے اسکی صفات و حمد میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نقصان کا موجب ہو بلکہ وہ صفات کاملہ سے موصوف اور ہر قسم کے نقص اور بدی سے منزہ القدوس ہے

قرآن شریف پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے کہو یا اسماء الٰہی کی فلاسفی نہ سمجھنے کی وجہ سے غرض یہ ایک بڑی غلطی پیدا ہوگئی ہے کہ بعض وقت اللہ تعالے کے کسی فعل یا صفت کے ایسے معنے کر لیے جاتے ہیں جو اسکی دوسری صفات کے خلاف ہوتے ہیں اس لیے میں نصیحت کے طور پر کہہ دیتا ہوں کہ قرآن شریف کے معنے کرنے میں ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھو کہ کبھی کوئی معنے ایسے نہ کیے جاویں جو صفات الٰہی کے خلاف ہوں اسماء الٰہی مدنظر رکھ کر معنے کرو اور دیکھو کہ قدوسیت کو بٹہ تو نہیں لگتا۔ لغت میں ایک لفظ کے بہت سے معنے ہو سکتے ہیں - اور ایک ناپاک دل انسان کلام الٰہی کے گندے معنے بھی تجویز کر سکتا ہے - اور کتاب الٰہی پر اعتراض کر بیٹھتا ہے مگر تم ہمیشہ یہ لحاظ رکھو کہ جو معنی کرو انہیں دیکھ لو کہ خدا کی صفت قدوسیت کے خلاف تو نہیں ہے؟ اللہ تعالے کے سارے کام حق و حکمت سے بھرے ہوئے ہیں جس سے اسکی اور اس کے رسول اور عامۃ المومنین کی عزت و بڑائی کا اظہار ہوتا ہے -

لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

مومنوں کو معزز کرتا ہے اور پھر اسنے بڑھ کر اپنے رسولوں کو عزت دیتا ہے اور سچی عزۃ اور بڑائی حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے غرض ہر قول و فعل میں مومن کو لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عزت کا خیال کرے کیونکہ وہ **اَلْعَزِیْزُ** ہے۔

ظالم طبع انسان کی عادت ہو کہ جب خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک فعل سرزد ہوتا ہے تو وہ ہمیں اپنی طرف سے نکتہ چینی کرنے لگتا ہے آدم کی بعثت پر **نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ** کہنے والے اپنی کمی علم اور ناواقفی کیوجہ سے **اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ** پکار اُٹھے مگر چونکہ یہ گروہ صاف طینت تھا آخر اُس نے **اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ** کہکر اللہ تعالیٰ کے اس فعل **خلافت آدم** کو حکمت سے بھرا ہوا تسلیم کر لیا۔ مگر وہ لوگ جو خدا سے دور ہوتے ہیں وہ عجائبات قدرت سے ناآشنا محض اور اسرار الٰہی کے علم سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں وہ اپنے خیال اور تجویز کے موافق کچھہ چاہتے ہیں جو نہیں ہوتا جیسا ہمارے سردار سرورِ عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر کہہ اُٹھے **لولا انزل علے رجل من القریتین عظیم** یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو **الحکیم** نہیں مانتے ورنہ وہ اس قسم کے اعتراض نہ کرتے بلکہ یقین کر لیتے کہ **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ** - اسی طرح شیعہ نے خلافت خلفاء پر بعینہ وہی اعتراض کیے جو کفار نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر کیے۔

حکیم کے معنے ہی ہیں اپنے محل پر ایک چیز کو رکھنے والا اور مضبوط و محکم رکھنے والا۔ پھر اگر الحکیم صفت پر ایمان ہو تو بعثت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پر انکار کرکے کیوں اپنے ایمان کو ضائع کرتے غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں بتایا ہے کہ اس کے قول اور فعل میں سراسر **حکمت** ہوتی ہے اسلیے اس کے انکار سے بچنے کے لیے یہی اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو

الحکیم مانو

پس جو کچھہ زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اُس اللہ کی جو **المَلِکُ الْقُدُّوْس - الْعَزِیْز - الْحَکِیْم** ہے۔ زمین و آسمان کے تمام ذرات اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی ان صفات پر گواہ ہیں - پس زمینی علوم یا آسمانی علوم جسقدر ترقی کریں گے خدا تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات کی زیادہ وضاحت زیادہ صراحت ہوگی - **میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتا کہ علوم کی ترقی اور سائنس کی ترقی قرآن شریف یا اسلام کے مخالف ہوگی** سچے علوم سائنس وہ جسقدر ترقی کریں گے قرآن شریف کی حمد اور تعریف اُسقدر زیادہ ہوگی۔

اس سورہ شریف کو ان پاک الفاظ سے شروع کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنا ایک انعام پیش کرتا ہے

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

اُس اللہ نے جسکی تسبیح زمین و آسمان کے ذرات اور اجرام کرتے ہیں (اللہ نہ کہتے ہوئے) جو اُمیوں ہے وہ اللہ جو الملک القدوس العزیز الحکیم ہو) اُمیوں (عربوں) میں انہی کا ایک رسول ہمیں بھیجا۔ جو انپر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انکو پاک صاف کرتا ہے اور انکو الکتاب اور الحکمۃ سکھاتا ہو اور اگرچہ وہ اس رسول کی بعثت سے پہلے کھلی کھلی اور خدا سے قطع تعلق کر دینے والی گمراہی میں تھے۔

(باقی آئندہ)

شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کا ہمسے خطاب

اور

ہماری طرف سے جواب باصواب

نگفتہ نہ دارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی سے الحکم کے ناظرین خوب آشنا ہیں - اس لیے ہمیں انکو پبلک میں انٹروڈیوس کرنے کی چنداں ضرورت نہیں آج ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء کا شیخصاحب موصوف کا ایک پوسٹ کارڈ جس کی پشت پر مع میاں فضل الدین صاحب نونی و حکیم نورالدین صاحب بھیروی جموئی اور ایڈیٹر اخبار الحکم" لکھا ہوا تھا ہمیں موصول ہوا + شیخصاحب نے تین مختلف اشخاص کو ایک ہی کارڈ میں کیوں مخاطب کیا اور کیوں عام اخلاق اور طریق تہذیب کے خلاف جداگانہ نہ لکھا اسپر ہمیں بحث کی کوئی ضرورت نہیں یہ غالباً انکی خداداد زمین کی برکت ہے یا انکا قومی کے اصولوں کی پابندی ہے کہ تین پیسہ کے بجائے ایک پیسہ میں کام چلا لیا + بہرحال وہ خط چونکہ مولوی صاحب ! ایڈوکیٹ اہل حدیث ! ایڈیٹر صاحب اشاعۃ السنہ کی علمیت اور قابلیت کی بہر در دستاویز ہے اس لیے ہم انکو مع اپنے جواب کے ذیل میں درج کرتے ہیں -

مولویصاحب کا خط

سملہ سیخولی - مکان مراد ٹھیکہ دار
۲۳ اگست ۱۹۰۲ء
بسم اللہ
میاں فضل الدین صاحب و اصلی راقم کارڈ

+ اور شاید قواعد ڈاک خانہ کے خلاف ہی ہو - ایڈیٹر -

سے + پھر نکے کہ می آئی شناسم ۔
مرید پرافٹ قادیان ہو کر خاکسار کی نسبت دعویٰ حسن ظنی دھوکہ دہی ۔ جس سے میرے مضمون ۱ واغراض کی تائید ہوتی ہے کیا پرافٹ کا باوجود مستطیع ہونیکے حج نہ کرنا ان شبانروزی اعمال سے نہیں ہے جنسے اس کا مریدان کو آزادی دینا ثابت ہوتا ہے ۔ نہیں تو کیوں نہیں ۔ اور اگر نہیں تو صرف یہی بتاؤ کہ پرافٹ حج کیوں نہیں کرتا ۔ اگر اسکو فرض جانتا ہے ۔ خوف قتل ہے تو بشارت وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کس دن کے لیے ہے ۔ کوئی مرد میدان میں نکلے تو سنبھلکر قدم رکھے ۔ کوئی ناظم پڑھاوے تو پہلے اس بیت کو خیال میں لاوے سہ

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد

مضمون کے پورا ہونے کا انتظار تو کیا ہوتا ۔ ابھی بسم اللہ شروع ہوئی ہے پہلا صفحہ دیکھکر رہ جاتا ہے کیا آگے چلکر پیش ہوتا ہے کیا الحکم صاحب کچھ خامہ فرسائی کریں تو پرچہ کھولا ان کا خامہ میرے پاس بھیجدیں اور مصر سے بھی جوابی پرچہ روانہ ہو گا چنانچہ تاج الدین لاہوری کی معرفت کہا گیا تھا اور تمھاری بہتری اور خیر خواہی میں ہے کہ اشاعۃ السنہ سے نہ الجھو ولا تذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ ۔

الراقم ابو سعید محمد حسین

ہمارا جواب

جس کارڈ کا ذکر شیخصاحب نے اپنے اس کارڈ میں کیا ہے وہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے ایک شاگرد مولوی فضل الدین صاحب نے انکو لکھا تھا اور جسکا باعث وہ یہ بتاتے ہیں کہ جب انکا رسالہ اشاعۃ السنہ دیکھا گیا جس میں حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہندوستان و پنجاب میں اشاعت کا باعث یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے پیرو ونکو آزادی کا سبق دیتا ہے کہ تصویر بناؤ ۔ سود کھاؤ ۔ اور دور دراز سفر کی مصیبت اٹھا کر مکہ کیوں جاتے ہو بجائے مکہ قادیان کو کعبہ بناؤ ۔ گرمی کے موسم میں روزہ رکھکر بھوکے نہ مرو ۔ بلکہ اس بیت پر عمل کرو ۔ سہ

نہ رکھو روزہ نہ مرو بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ
وضو کا توڑ دو کوزہ شراب شوق پیتا جا

اشاعہ صہ ۹۲ ۔

اس تحریر کے پڑھنے سے پہلے انکو ایک مسلمان کی حیثیت سے شیخصاحب پر حسن ظن تھا کہ وہ مولوی کہلاتے ہیں اہل حدیث کے ایڈوکیٹ بنتے ہیں + وہ اسقدر جھوٹ نہ بولتے ہونگے لیکن جب قادیان میں آکر دیکھا کہ اباحت کی کوئی تعلیم نہیں بلکہ قرآن اور سنت پر عمل ہے اور دن رات اسی کی اشاعت اور جلال و عظمت کے اظہار کے لیے فکر ہے تو مولوی صاحب کے اس قول الزور پر تحیر سخت تعجب ہوا ۔ جسپر انھوں نے شیخصاحب کو ایک کارڈ لکھدیا کہ یہ آپ نے جھوٹ لکھا ہے ۔

پھر منظر مولویصاحب نے اس کارڈ کے جواب میں مندرجہ بالا کارڈ لکھا ہے + ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب باوجود مسلمان مولوی اہلحدیث کہلانیکے پھر سوءظن سے کام لیتے ہیں اور اس کارڈ کا راقم اصلی کسی اور شخص کو قرار دیتے ہیں ۔

تعجب کا مقام ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے اس رسالہ میں (جسکا ایک کوٹیشن ہم نے اوپر دیا ہے) تو پوری اباحت اور بے دینی اور بے قیدی کا الزام سلسلہ عالیہ پر لگایا ہے لیکن اپنے کارڈ میں ساری بحث اس ایک امر پر کیبد ہے کہ کیا پرافٹ کا باوجود مستطیع ہونیکے حج نہ کرنا ان شبانروزی اعمال سے نہیں ہے جنسے اسکا مریدونکو آزادی دینا ثابت ہوتا ہے" مولوی صاحب کے علمی تبحر اور قرآن دانی اور حدیث فہمی کی اگرچہ ایک سے زیادہ بار قلعی کھل چکی ہے مگر اس مختصر کارڈ نے انکی اور بھی پردہ دری کی کہ مولویصاحب حج کو اعمال شبانہ روزی سے ایک عمل قرار دیتے ہیں + ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کی یہ جدید شریعت علماء سے کوئی موزون خطاب انھیں دلادیگی ۔ کیا مولویصاحب آپ بتا سکتے ہیں کہ حج رات اور دن کے ۲۴ گھنٹوں میں کتنی دفعہ فرض ہے ۔ شاید حج اور نماز میں کوئی تمیز مولویصاحب کو نہیں یا روزانہ اعمال و عبادات پر اطلاع نہیں ورنہ اس قسم کی شرمناک غلطی کا ظہور ایسے دعوی مولویت و محدثیت پر کیونکر ہوتی ۔ مولویصاحب کو شاید اتنا بھی معلوم نہیں کہ حج ساری عمر میں ایکبار فرض ہے بہرحال اس نکتہ لطیفہ کی شرح مولویصاحب خود ہی کریں گے کہ حج بھی اعمال شبانہ روز سے ہے اس سے غرضنا مولویصاحب کی تو یہ الزام قائم کرنا تھا کہ حضرت حجۃ اللہ باوجود مستطیع ہونے کے حج نہیں کرتے چنانچہ آگے چلکر خود ہی اس کارڈ میں یہ جملہ بھی لکھا ہے "اور باتوں کو رہنے دو صرف یہی بتاؤ کہ پرافٹ حج کیوں نہیں کرتا ۔ اگر اسکو فرض جانتا ہے خوف قتل ہے تو بشارت وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کس دن کے لیے ہے"

اس فقرہ سے کم از کم اتنا تو پایا جاتا ہے کہ شیخ بٹالوی کو اپنے سیاہ جھوٹ پر کچھ شرم آئی ہے ورنہ بات کیا ہے کہ انکی طرف اباحت کی تعلیم قرار دیکر اور نماز روزہ کو چھڑا دینے والی تعلیم ٹھہرا کر پھر حج نہ کرنے پر اعتراض کرتا ہے ۔

بہرحال ہم اسی ایک فقرہ کا جواب دیدیتے ہیں جو شیخصاحب کی تسلی کا موجب ہو جاوے گا ۔

شیخصاحب ! ہمکو آپ کی علمی پردہ دری پر بار بار افسوس ہوتا ہے اور شاید آپ خوش ہوتے ہوں گے کہ آپ کے شیخ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کا وہ الہام یا کشف پورا ہو کر

+ واہ مولویصاحب ! خوب تصحیح کی ہے ۔ ایڈیٹر ⁂ اس قسم کی ترمیم ایک مولوی اور عالم کے اتقا کے خلاف ہے یہ بھکڑپن ہے ۔ ایڈیٹر ۔

جو اسطرح پر ہے می بینم کہ محمد حسین

بیراسنے کلان پوشیدہ است

لاکن پارپارہ شدہ است

جس کی تعبیر بھی خود انھوں نے ہی کی تھی

کہ آن پیراہن علمست کہ پارہ

پارہ خواہد شد۔ آپ مولوی ہیں مفتی ہیں تفسیر القرآن لکھنے کے مدعی یا منتظر ہیں آپ کی شریعت دانی کو کیا ہوگیا ؟ تعجب کی بات ہے کہ آپ کی ساری عمر اسی کشمکش میں گذری کہ اور نہیں تو سیکو کافر ہی بنائیں + اشاعۃ السنۃ کو ۱۸۶۸ء سے شائع کرنے کا دعویٰ مگر اسقدر صاف اور سہل مسئلہ حج کا جو قرآن شریف، حدیث اور فقہ کی عام کتابوں اور مسجد کے معمولی ملانوں تک کو بھی معلوم ہے آپکو معلوم نہیں ہوا۔ دہلی میں ۱۲ برس رہ کر بھاڑ جھونکا کیے شاید ایسے ہی موقع پر بولا کرتے ہیں + مولویصاحب مانع صرف زادراہ نہیں اور

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا +

خدا تعالیٰ نے خود بطور کلام کی کے بیان فرمایا ہے اگر مانع حج صرف زادراہ ہی ہوتا اور اور امور مثل صحت کی حالت کا نہ ہونا یا راہ یا مکہ میں خوداُن کیصورت کا امن نہ پایا اور کسی قسم کے عذر جو عنداللہ جائز ہیں اسمیں داخل نہ ہوتے تو یہ بطور کلام کلی کے نہ بیان فرمایا ہوتا۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کے علم و قرآن دانی کو کیا ہوا۔ بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ مولانا عبدالرحمن کی مخالفت میں اسی طرح علم سلب ہوجایا کرتا ہے۔

مولویصاحب ! آپکو ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود کے حج کی اتنی فکر کیوں پڑی ہوئی ہے ؟ آپ نے کبھی اپنے شیخ مولوی عبداللہ غزنوی کا تو اس الزام سے تبریہ کیا ہوتا صدیق حسن خان نے بھی انپر اعتراض کیا تھا کہ وہ حج کیوں نہیں کرتے اُنکی پاس روپیہ تھا بڑے امن اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے اور کوئی مانع بھی بظاہر اُنکو نہ تھا انھوں نے کیوں حج نہ کیا ؟ کیا سلطان روم جنکو آپ خلیفۃ المسلمین مانتے ہیں اُسنے حج کیا ہے حالانکہ اُنکو تو بڑی آسانی اور سہولت ہے اُنکو آپنے کتنی مرتبہ نصیحت کی اور حج نہ کرنیکی وجہ سے کتنی مرتبہ کفر کا فتوی دیا۔ حالانکہ آپنے اسی رسالہ اشاعۃ میں ترکی کے اعیان سلطنت کے افراد میں خلافت شریعت کارروائی کا ارتکاب بھی تسلیم کیا ہے جسپر ہم پھر لکھیں گے۔ اور نہیں تو امیر کابل سے ہی کہا ہوتا جہاں آپکو باریابی کا موقع ملا تھا اور کچھ نقد بھی بطور زادراہ ملگیا تھا۔ اس زادراہ کے ملنے کی وجہ سے ہی تو حج کی نصیحت شاید آپنے . . . نہیں کی اور خاموش رہے مگر آپکو شاید معلوم نہیں نہیں یقیناً معلوم نہیں مامور من اللہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے چلتے ہیں مواضع فتن سے بچنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے اور لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ارشاد قرآنی ہے پھر ایک مامور من اللہ قرآن کریم کا سچا متبع اور زندہ نمونہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت مردہ کا احیا کرنیوالا کیا مواضع فتن میں اپنے آپکو ڈال سکتا ہے ؟ ہاں آپ خلاف قرآن و سنت کرنے کے عادی ہوں تو یہ امر دیگر ہے۔ جیسا کہ تجربہ نے بتایا ہے کہ قرآن شریف نے جو خدا تعالیٰ کا قول ہے حضرت مسیح کو مُردوں میں داخل کیا جب اِنِّي مُتَوَفِّيكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کہا نبی کریم صلعم نے معراج کی رات اُنکو مردوں میں دیکھکر خدا تعالیٰ کے اس قول کی تصدیق کی مگر آپ ہیں کہ خلاف قرآن و سُنت اُنکو حیّ لا یموت بنا رہے ہیں اسپر قیاس کرکے شاید حضرت حجۃ اللہ کی نسبت بھی آپنے یہی سوچا ہوگا۔ مگر یہ لوگ جنکا قول و فعل ہر حرکت و سکون اذن الٰہی کے ماتحت ہو وہ خلاف قرآن و سنت کیونکر کرسکتے ہیں ؟ اسلیے جبتک اذن الٰہی نہو یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان احتیاطوں سے کام لیا جاوے + مگر بروقت ورود حکم الٰہی ان عذرات اور احتیاطوں کی پروا نہیں کیجاتی۔ پس اسوقت حج کے لیے قدم اُٹھانا لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ کے خلاف کرنا اور گنہگار ہونا ہے۔ حالانکہ حج مشروط بشرائط ہے اس کے علاوہ ہم مولویصاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ساری عمر آپ کی حدیث کی ورق گردانی میں گذری مگر گاؤ ما پیر شد گوسالہ نشد کا مضمون ہوگیا۔

آپ یہ تو بتائیں کہ احادیث میں مسیح موعود کا کیا کام لکھا ہے کیا جب وہ ظاہر ہوگا تو اُسکا اول فرض یہی ہوگا کہ وہ حج کرے یا مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنہ سے بچائے اور بَیْتُ اللّٰہ کی عظمت کو قائم کرے اور کاسر آپکو کم از کم مسیح موعود کے ظہور کی حدیث يَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ ہی یاد ہوتی۔ اگر کوئی ایسی حدیث، یا آیت آپکو معلوم ہے جس میں مسیح موعود کا یہ کام لکھا ہوا ہے کہ وہ آتے ہی حج کو جائیگا تو اُسے آپ پیش کریں اور اگر مسیح کا پہلا کام اور اُسکی بعثت کی اصل غرض یہی ہو کہ وہ قتل دجال کرے اور صلیب کو توڑے اور خنزیروں کو قتل کرے جس سے مراد اہلاک ملل باطلہ بذریعہ حجج و آیات بیّنہ ہے تو پھر وہی کام پہلے ہونا چاہیے اور ہم آپکو بشارت دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود حجت و برہان اور آیات بینات سے خنزیروں کے قتل اور صلیب کی شکست میں روز و شب مصروف ہیں۔

بہت سے سؤر مر چکے اور بعض سخت جان ابھی باقی ہیں اگر آپکو شک ہو تو آپ یہاں آکر دیکھ لیں کہ کیا مسیح موعود اپنے مفوضہ کام قتل خنزیر و شکست صلیب میں مصروف ہے یا نہیں ؟ اگر آپ یہ ثابت کردیں کہ مسیح کا پہلا کام حج کو جانا ہے تو ہم آپسے وعدہ کرتے ہیں کہ ہمارے سید و مولی امام زمان اس امر پر بیشک طیّار ہیں کہ خواہ کوئی بھی عذر ہو وہ حج کو اپنا پہلا کام سمجھکر جانیکو طیّار ہیں لیکن اگر مولویصاحب بخاری و مسلم اور قرآن شریف سے مسیح موعود کا کام استیصال فتن دجالیہ ثابت ہو تو پھر آپ کو شرم کرنی چاہیے کہ ایسے بیہودہ اعتراض سے بجز اپنی پردہ دری کے اور کیا حاصل ہوا۔ سوروں کے قتل اور صلیب کی شکست سے پہلے کسی اور کام

کسدن کے لیے ہے ؟

مولویصاحب ! آپکی قرآن فہمی اور علمی قابلیت پراس قسم کے اعتراض نے پانی پھیر دیا ہے اس سے بہتر تھا کہ آپ خاموش رہتے تاکہ زمانہ پر کسطرح آپکی پردہ دری نہ ہوتی ۔ کیا آپکو معلوم نہیں کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ملی تھی ! پھر اے نادان مولوی اتنا تو بتا کہ آپ ایک چھوڑ دو زرہیں کیوں پہنا کرتے تھے ۔ اور بدر کی جنگ میں نہایت اضطراب کے ساتھ کیوں دعا کرتے تھے جبکہ فتح کا وعدہ تھا ۔ فتح مکہ میں دس ہزار آدمیوں کو لے کر کیوں آئے تھے ! کیا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت نہ تھی ؟ صادق کی مخالفت انسان کو فی الحقیقۃ اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے جو دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا + اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب سنۃ الانبیا علیہم السلام سے محض ناواقف اور نابلد ہیں انبیا علیہم السلام خدا کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہیں مگر وہ ان وعدوں کو کبھی اللہ تعالی کے امتحان کے رنگ میں نہیں لانا چاہتے ۔ یعنی کبھی خدا تعالے کا امتحان نہیں کرنا چاہتے وہ عظمت الٰہی اور ادب کے خلاف سمجھتے ہیں جو ایسی دلیری اور جرأت کریں ۔ خدا کا امتحان کرنا شریروں اور بیباکوں کا کام ہے ۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے اس وعدہ پر ایمان رکھکر ایک پتھر سر پر مار لیں اور دیکھیں مرتے ہیں یا نہیں ؟ حضرت مسیح کو شیطان نے ایک بار دھوکا دینا چاہا کہ پہاڑ پر سے گر پڑ ۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو ہلاک نہ ہوگا مسیح نے اس شیطان کو یہی جواب دیا کہ لکھا ہے کہ تو اپنے خدا کو مت آزما اس پر شیطان خاموش ہو گیا مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہمارے اس جواب پر کیا لکھیں + مسیح کے اس واقعہ سے اتنا پایا جاتا ہے کہ شیطان بھی اتنا علم رکھتا تھا کہ خدا کی آزمایش نہیں کرنی چاہیے مگر آپکو اتنا علم بھی نہیں ۔

ہاں آپ کے اس سوال سے حضرت مسیح موعود کی مماثلت خوب ثابت ہوتی ہے شیطان نے حضرت مسیح کو گویا یہ تعلیم دینی چاہی تھی کہ تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَۃِ ۔ اور یہاں آپنے ۔ فرق اتنا ہے کہ وہاں شیطان بالمقابل تھا اور یہاں ایک مخالف مولوی ۔

پس آپکو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اولیاء الرحمن کبھی خدا کا امتحان نہیں کرتے ۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو مل چکی ہے یہ صحیح ثابت ہو چکی ہے اور ہمیشہ صحیح رہیگی + اس قسم کے وعدوں کا ظہور اسوقت ہوتا ہے جب شریر اور خبیث مخالف صادق کی ہلاکت اور ذلت کے منصوبے کریں اور وہ اپنے زعم میں کامیاب ہونیکے قریب ہوں ۔ اور عام لوگ یہی سمجھ لگیں کہ ہاں اب یہ مارا جاویگا اسوقت خدا تعالی اپنا کرشمہ دکھاتا ہے اور اپنی حفاظت کی شان نمودار کرتا ہے اور لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ اس کے وعدے سچے ہیں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں یہ بشارت کئی دفعہ . . . کرشمہ دکھا چکی ہے ۔ کیا آپکو معلوم نہیں جب عیسائیوں کے مقدمہ میں آپ بھی ایک لمبا چوغا جبہ پہنکر مسٹر ڈگلس کے حضور بمقام بٹالہ عیسائیوں کی گواہی دینے آئے تھے اور مسٹر ڈگلس نے آپ کی طلب کرسی پر آپسے کچھ خطاب بھی کیا تھا اس مقدمہ میں آپنے اور آپکے دوست عیسائیوں آریوں اور مخالف مسلمانوں نے یقین کر لیا تھا کہ خدا کا صادق برگزیدہ اب نہ بچیگا اسوقت قبل از وقت ابراء کی خبر دینے والا وہی خدا تھا جس نے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت دی ہوئی تھی ۔ یہ بشارت مولویصاحب ! اسدن کے لیے تھی جب اہلحدیث کا ایڈوکیٹ کرسی مانگ کر حیران ہوا تھا اور وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت والا کرسی پر بیٹھا تھا اور جانستان مقدمہ سے صاف بری ہوا تھا ۔ کیا آپ اسوقت ناس میں داخل تھے ؟ کیا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا نظارہ آپنے نہیں دیکھا تھا کہ کسطرح خدا نے بچایا ؟ اور نہیں تو اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ کا نظارہ بھی تو آپنے دیکھا تھا شاید اس نظارہ کو یاد کر کے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یاد آجاوے ۔ پھر یہ بشارت اسدن کیلیے بھی جب مسٹر ڈوئی کے سامنے اس کے دشمن نامراد اور ناکام ہوے ؟ آپ ایمان سے کہیں کہ کیا آپکی اور آپکے دوست محمد بخش متوفی ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ اور اسکے رفقا کی یہی مراد اور غرض تھی جو مسٹر ڈوئی کے سامنے پوری ہوئی ؟ جب خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے مخالفوں کو ان کے ارادوں میں نامراد کر کے کامیابی کے ساتھ واپس پھرا پھر مولویصاحب یہ بشارت اسدن کے لیے تھی جب ٹیکس کے مقدمہ میں شریر النفس لوگوں نے مالی نقصان پہونچانا چاہا ۔ اسوقت خدا تعالی نے اس سے بچا کر دکھا دیا کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ سچا وعدہ ہے ۔ اسپر بھی آپ حیرانی سے پوچھتے ہیں کہ یہ بشارت کسدن کے لیے ہی ؟ مسیح موعود کی زندگی میں بعد ہر آن ہم اس بشارت کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس کے خلاف منصوبے کیے جاتے ہیں عدالت میں جھوٹی مخبریاں تحریروں کے ذریعہ کرنے والوں میں خود آپ نے بڑا حصہ لیا ۔ قتل کے فتوے آپکے بعض بزرگ مولویوں نے دیے + اور ہر قسم کی ایذارسانی اور تکلیف دہی کی سعی اور کوشش کی ۔ پھر اسکا ان سارے منصوبوں کی شرارت سے محفوظ رہنا ان قتل کے فتووں کے اثر سے بچنا ۔ عادل گورنمنٹ کا اسکی نسبت بدظن نہ ہونا کیا یہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی تصدیق کے لیے کافی نہیں ؟ عذر کردہ حضرت حجۃ اللہ کے حج اور وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ الخ پر جو آپکا اعتراض تھا اسکا جواب کافی ہو چکا ۔ اب آپکی صرف تعلّی اور تکبر اور شیخی کا مختصر جواب عرض کر کے اس تحریر کو ختم کر دیا جاتا ہے آپنے حسب معمول بڑی تعلّی اور تکبر سے کام لیا ہے کہ اگر کوئی مرد میدان میں نکلے تو سنبھلکر قدم رکھے اور کوئی ہاتھہ بڑھاوے تو پہلے اس شعر کو خیال میں لاوے ؎ ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد + ساعد سیمین خود را رنجہ کرد ،، یہ تو آپکو چاہیے تھا کہ شکست پر شکست آپکو ملی مگر آپ ایسے سخت جان ہیں کہ پھر کہتے جاتے ہیں ہاں ابکے تو مار ہمتو آپکو مخاطب بھی کرنا نہیں چاہتے تھے اسلیے کہ آپکی علمی پردہ دری ہو چکی ۔ قوم پر آپکا کوئی اثر نہیں رہا + جبکہ ہزاروں انسان اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو رہے ہیں خدا کا صادق مسیح اپنی رسالت میں کامیاب ہو گیا اب اسکی راہ کے خس و خاشاک پر کیا نظر ! آپ ہیں جو ہمسے الجھتے ہیں اور اسکا نتیجہ بجز آپ کی مزید پردہ دری کے اور کیا ہوگا ۔ اور ہمکو جو آپنے یہ دھمکی دی ہے کہ تمہاری خیر اسمیں ہے کہ اشاعۃ السنہ سے نہ الجھو ۔ اس گیدڑ بھبکی کا ہمپر کوئی اثر نہیں ہو سکتا آپ متانت اور معقولیت سے کوئی امر پیش کرینگے تو پبلک کو مغالطہ سے نجات دینے کے واسطے ہم اسپر قلم اٹھاوینگے لیکن اگر آپ گالیوں اور دریدہ دہنی سے کام لیں گے تو ہم اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا پر عمل کرینگے مولویصاحب ! آپکو معلوم نہیں کہ یہ سلسلہ کس زور سے ترقی کر رہا ہے اور زمین کے کناروں تک کسطرح خدا کے برگزیدہ امام کی تبلیغ پہنچ رہی ہے ستر ہزار سے زیادہ لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں ۔ اب آپکی بیہودہ افترا اور جھوٹی لاف زنی کچھ نہیں کر سکتی ہے ۔ آپکو مقدمہ …

شرم آتی ہوگی جب آپ اشاعۃ السنہ کا یہ دعوی کبھی پڑھتے ہوں گے کہ ہم ہی نے اسکو اونچا کیا تھا اور ہم اسکو گرائیں گے کیا آپکو معلوم نہیں ہوا کہ کسکو کسنے اونچا کیا ؟ اور کسکو کس نے گرایا ؟ ان لاف زنیوں سے باز آجاؤ ورنہ دنیا پر اب ان کا کچھ اثر نہیں ۔ کاش خدا تعالی مولویصاحب کو اتنی سمجھ دے کہ وہ خود آکر اس سلسلہ کی کامیابیوں کو مشاہدہ کریں ۔ اور پھر سچی اور عینی شہادت پیش کرنے کی توفیق انہیں ملے جیسی براہین احمدیہ پر ریویو کرتے وقت انہیں ملی تھی ۔ بالاخر

بیعت کا کالم

میان محمد دین صاحب اوراہم شاہ پور بہرہ
میان فضل شاہ صاحب گورداسپور
میان عبدالرحمن صاحب فیض اللہ چک "
میان عبدالعزیز صاحب " " "
میان مہر دین صاحب دائی والہ سیالکوٹ ...
میان محمد شاہ صاحب قادیان
غلام فاطمہ مبارک زوجہ سردار خان کپورتھلہ
غلام فاطمہ فضل زوجہ " "
میان رحمت اللہ صاحب " "
میان رشید صاحب " "
میان سعید صاحب " "
میان قاضی شیخ احمد ملازم اصطبل " "
میرزا تقی بیگ صاحب سامانہ ریاست پٹیالہ
میرزا محمد یوسف بیگ صاحب " " "
میان فضل دین صاحب و میان امیرالدین صاحب
الہ جوایہ خوشاب
میان علی گوہر صاحب وکیسی نیٹر اسسٹنٹ
مہرہٹہ لائن -
میان محمود علی شاہ صاحب علیا شاہ بام تکلیہ
انبالہ - روپڑ
میان رحمت اللہ خیاط صاحب امرتسر کوچہ
... ان
میان ... محمد صاحب پرسیان گورداسپور
تحصیل بٹالہ
چوہدری عطاء اللہ خان صاحب ذیلدار بہلول پور
ضلع سیالکوٹ + چودھری عبداللہ خان صاحب
نمبردار چک نمبر ۱۲۷ لائل پور و اہلیہ چودھری
عبداللہ خان صاحب نمبردار
والدہ میان عبداللہ خان صاحب بہلول
پور چک ... لائل پور
میان چودھری کھیڑا صاحب کا ہلول لائل پور
میان علی گوہر صاحب " "
میان حشمت خان صاحب " "
میان غلام حسین صاحب " "
میان مظفر علی صاحب امرتسر
میان محمد ابراہیم صاحب شادیوال گجرات

میان حسن محمد صاحب فتح پور ضلع گجرات
میان دولت علی صاحب پنڈ عزیز " کہاریان
میان نبی بخش صاحب ننگل کوٹلی ضلع گورداسپور
بابو نورالدین صاحب پوسٹماسٹر دھرم کوٹ - بٹالہ
میان محمد دین صاحب راولپنڈی
میان عبدالرحمن صاحب "
میان محمد ابراہیم برادرزادہ "
میان محمد اسمعیل برادرزادہ "
میان غلام قادر صاحب قادرآباد امرتسر
میان سید امام شاہ صاحب تبو سیالکوٹ پسرور
میان رزرومنیل صاحب مانگہ " حضرو ال
میان جیوا صاحب اصل متوطن لکھنی کلان
چک عـ۱۲ نیگلہ کہدروالہ جھنگ ڈاکخانہ چک نمبر ۲۰۴
میان حبیب اللہ صاحب راولپنڈی پختہ تالاب
اہلیہ میان حبیب اللہ صاحب " "
میان فضل الہی صاحب " " "
دختر " " " "
میان قائم الدین صاحب جہلم مارکیٹ قصابان
سید مقبول شاہ صاحب سہنان گجرات کہاریان
سید نبی شاہ صاحب بہلہ " " "
میان محمود صاحب گلیانہ " "
میان جمال الدین سیکھوان بٹالہ
میان محبوب عالم لاہور اکبری منڈی
میرزا محمد احسن صاحب از قادیان
شیخ غازی احمد صاحب الہ آباد
زوجہ شیخ غازی احمد صاحب مذکور "
بی بی احمدی زوجہ ولی محمد " "
میان احمد خان " "
والدہ ولی محمد " "
بی بی نہمین زوجہ عبدالغفور " "
بی بی محمودہ بیگم " " "
زوجہ قیوم علی صاحب " "
بی بی نصیبن دختر شیخ کلن " "
بی بی امیراً "

اطلاع

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضلدین صاحب چاہتے ہین کہ ہم مندرجہ ذیل اطلاع ان کی طرف سے الحکم مین چھاپ دین

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت کے نام جسقدر خطوط بیمارون کے آتے ہین مجھے عموماً انکا جواب حکیم الامت کے ایما اور مشورے سے کثرت کے ساتھ لکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور مجھے تجربہ ہوا ہے کہ انمین ۵۰ فیصدی سے زیادہ خطوط اس قسم کے ہوتے ہین کہ راقم خط یا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسکو دوا قیمتاً بذریعہ وی پی بھیجی جاوے یا یہ شکایت ہوتی ہے کہ جہان وہ رہتا ہے وہ ایک گاؤن ہے - جہان دوائی مل نہین سکتی یا اگر ملتی ہے تو ... دوائی نسخہ مین ہے تو وہ میسر نہین آتی غرض اس قسم کے مشکلات انکے خطوط مین ہوتے ہین حضرت حکیم الامت قیمتاً دوائی نہین دیتے بلکہ ہمیشہ سے فی سبیل اللہ دیا کرتے ہین اس لئے اگر کوئی دوائی نہ ہو تو صرف نسخہ لکھکر بھیجدیتے ہین جو مندرجہ بالا اشکالات کے پیش آنیکی وجہ سے بیمار اس سے فائدہ نہین اٹھا سکتا بہرحال اس قسم کی تکلیف کا تجربہ مجھے ہوا ہے اس لئے مین نے پہلے بھی ایک مرتبہ ظاہر کیا تھا کہ ایسے لوگون کی مدد ... کے لئے اس خدمت کو مین ذمہ لیتا ہون کہ جو لوگ اس قسم کے خطوط روانہ کرتے ہین وہ میرے نام بھیجدیا کرین مین حضرت حکیم الامت کے **مشورہ** سے انکے لئے دوائی طیار کرکے قیمتاً بھیجدیا کرونگا ۔

خاکسار حکیم فضلدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

عدد التاریخ معروف بہ زنبیل تاریخی

یہ نایاب کتاب فن تاریخ گوئی مین اپنا جواب نہیں رکھتی پہلے حصّے مین جو پہلے چھپ چکا ہے فن تاریخ گوئی کے تمام اصول - قواعد اور گر معہ نادر تاریخی نقشون کے درج ہے قیمت ایک روپیہ ہے دوسرا جو ابھی ابھی طیار ہوا ہے اس کی ضخامت ۳۴۴ صفحہ کا ہے کاغذ عمدہ قسم کا سفید لگایا گیا ہے چھپائی ...

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی مالک ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

مرکب جوہر عشبہ مغربی

سرسبز اپریلا

ان امراض کا عروج بڑے شد و مد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے مغلوب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خونکو ردی کر دے تو اسکو کوئی درست کر سکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے۔ یہ مرض کو ٹوٹا نہین بلکہ عالم وجود کو کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خونکو صاف کرنیکیلئے مسلمہ حکماء سلف وخلف کا نسخہ ہے۔ اسکے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل افسر۔ پروفیسر۔ علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون دور کرنیکا قرار دیا ہے یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خونکو تباہ کرکے گوناگون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فاد زہر ہے جسکے استعمال سے وجع مفاصل۔ تیرگی خارش پھوڑے پھنسی۔ زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناصور۔ بھگندر۔ چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین۔ یا تبدیل موسم پر جسم پر سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہو جاتے ہین۔ تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ تھیلی بیماریون سے نجات دیتا ہے سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پاؤن کے تلون مین جلن رہتی ہون۔ ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتون کے رحم کے بگاڑ اور تلون کے درد وغیرہ کو بھی دور کرتا ہے ✤

شیشی کلان سے / شیشی خورد ۱۲/ محصول ۸/

پتہ

زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ لولا الاکرام لہلک المقام ✤

طاعون عذاب الٰہی ہے

(خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب وانکار کے باعث) (نمودار ہوتا ہے)

روغن نوری۔ یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالیٰ مبتلائے طاعون وہیضہ نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے بدن مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاینگے۔ اگر مبتلائے مرض کو دین تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہو علاوہ ازین اس کے استعمال سے۔ تپ محرقہ کالی کھانسی۔ متلی۔ قے۔ اسہال۔ پیچس (مروڑ خون وآنون کا آنا) خارجی بیماری۔ سوزش سینہ قصور ہضم۔ چیچک۔ نفث الدم۔ وانتہائی سل حد۔ درد گوش یعنی درد کان ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیان۔ بواسیر کے زخم زہر بچھو زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی۔ قیمت فی شیشی ۱۲/ جوہر آملہ سار مرکب مقوی معدہ ومشتہی وہاضم ومصفی خون ودافع خارش وپھوڑے پھنسی ووجع المفاصل ودمہ وریاح وغیرہ قیمت فی شیشی ۸/ کشتہ سیم یک آتشہ مقوی دماغ واعصاب قیمت فی چونی ۸/ گنگلہ سیماب مصلح شیر ومصفی خون قیمت ۸/ محصول ذمہ خریدار

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

خریداران رعایت سے ضرور فائدہ اُٹھاویں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکرے مین ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف **چار روپے** لیجاوے گی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جنکی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پُرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دیجاویگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اُٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ ؀

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲؎ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ۶ عہ؎ ـ الانذار ۴؎ + حضرت اقدس کی تقریر ۴؎ + حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۲؎ + اصلاح النظر ۲؎ + سراج عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲؎ + برہان الحق ۳؎ + سلک مروارید ۴؎

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم — **علاج طاعون** — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ و استغفار و تقوی و طہارۃ جدوار خالص کی گولیان اور عرق جس کا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے طاعون کیلئے استعمال کرنیکا حکم دیا تہا اور خدا نخواستہ طاعون کی گلٹی بغل + ران + یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم طاعون لگائی جاوے لگائی جاوے ـ سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان ـ عرق اور مرہم طیار کی ہر قیمت بہت کم رکھی گئی ـ اس دوا کے فائدے کی مین اس سے زیادہ نہیں کہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے ـ حفظ ماتقدم کے طور پر ضرور استعمال کرین ـ قیمت ادویہ علاوہ محصول ڈاک مندرجہ ذیل ہے ؀

قیمت یکصد گولی ۱۲؎ دو چند ۱۴؎ عرق شیشی کلان جو تقریبًا ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲؎ پرچہ ترکیب استعمال
″ ″ خورد ۶؎ مرہم فی ڈبیہ ۸؎ ہمراہ ارسال ہوگا

ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج

بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

نور دکھلا کے تیرا سبکو کیا ملزم خوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انہ اوی القریہ) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

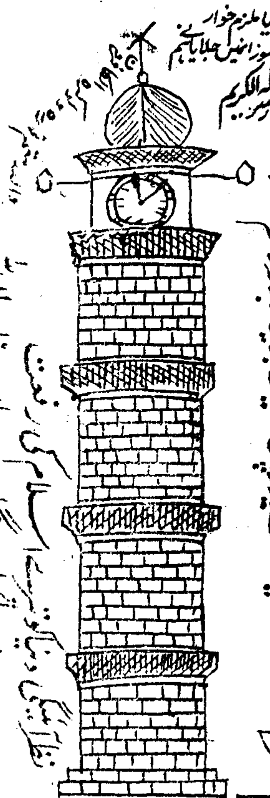

الحکم

قادیان دارالامان

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی
شفا بینی دوا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۳۲	قادیان دارالامان ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء یوم چہارشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

۱- مذہبی دنیا کی خبرین صہ ۱
(۲) نفرو الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین صہ ۲
(۳) یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور پر ریویو صہ ۳
(۴) مختصر نوٹ اور نکات صہ ۴
(۵) کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن صہ ۵ تا ۷
(۶) سورہ جمعہ پر حضرت حکیم الامت کا وعظ صہ ۸ تا ۹
(۷) ہجرت صہ ۱۰ تا ۱۱
(۸) ڈائری کا اقتباس صہ ۱۱
(۹) کیا مسیح نے جہوٹ کہا صہ ۱۱ تا ۱۲
(۱۰) مسیح موسوی چودہوین صدی مین آیا تہا صہ ۱۲
(۱۱) مسیح ناصری کی موت کا اعلان یورپ مین صہ ۱۲
(۱۲) ندوۃ العلماء کے نام خط صہ ۱۲
(۱۳) عام معاملات صہ ۱۳
(۱۴) خریداران الحکم توجہ فرماوین صہ ۱۳
(۱۵) انبیائے کرام کی تعداد اور بعثت کے مقامات ۱۴ تا ۱۵
(۱۶) بیعت کا کالم صہ ۱۶
(۱۷) دارالامان کا ہفتہ صہ ۱۶
(۱۸) آپ حج کیون نہین کرتے صہ ۱۶

مذہبی دنیا کی خبرین

جاپان مین مشرقی مذاہب کی کانفرنس کی تجویزین سنکر خیال ہوا تہا کہ یہ مذہبی کانفرنس مختلف مذاہب کے وکلاء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریگی جسکے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہی اپنی تحریر بہیجنے کا ارادہ فرمایا تہا مگر تفصیلی حالات سے معلوم ہوا کہ صرف ہندو اور بدھ مذہب ہی پر غور وخوض کیجائیگی اصل غرض یہ ہے کہ بدھ ازم اور ہندو ازم مین باہم اتحاد قائم ہو +

حمایت اسلام لاہور کے لئے امیر کابل نے چھ ہزار سالانہ کی امداد علاوہ ایکسو پندرہ ماہوار صوفی غلام محی الدین کے وظیفہ کے منظور کی ہے انجمن ہندوستان بہر کے مسلمانون کی ریپریزنٹیٹو ہے یا نہین یہ سوال قابل غور ہے غالبًا گورنمنٹ اس عطیہ کو کسی خاص نظر سے نہ دیکھے گی +

جہلم مین، مولانا مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور مولوی محمد ابراہیم کے درمیان مباحثہ ہوا جسکے حالات سراج الاخبار مین

مخالفین نے اپنی طرز پر تصویر کا ایک ہی رخ دکہانے کے لئے شائع کئے ہین۔ ہم کوشش کرین گے کہ انشاء اللہ دوسرے وقت صحیح حالات رفع وہم کے لئے چہاپ دئے جائین +

اکبری منڈی لاہور کے ڈاکخانہ مین پوسٹ کیا ہوا ایک کارڈ غلیظ گالیون سے بہرا ہوا ایڈیٹر الحکم کو بہیجا گیا کیا یہ شریر اور خبیث باطن لوگ اس قسم کی گندی گالیون سے اشاعت حق مین سد راہ ہو سکتے ہین۔ وہ یاد رکہین کہ ان کی گالیان اس سے زیادہ کچہ اثر پیدا نہین کرسکتین کہ ان کی گندی فطرۃ کے اظہار سے مسیح موعود کی ضرورۃ پر گواہ ہون +

شروع اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ سے انشاء اللہ الحکم کے کالمون مین صبح کی سیر اور شام کا دربار دو جدید کالم عجیب لطف پیدا کرنیوالے ہونگے جو الحکم کی بہتری چاہنے والے احباب اور اس کے پڑہنے والون کی مسرت کا موجب ہونگے +

امریکہ کے ایک مشہور پادری کولبس بریڈ فورڈ پر چرچ نے کفر کا فتوٰی دیدیا ہے کیونکہ وہ علانیہ تناسخ کے مسئلے کی تلقین کرتے ہین اس پر انہون نے

ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین

(حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کے خطبہ کا خلاصہ)

والسماء بنینٰھا باید وانا لموسعون ○ والارض فرشنٰھا فنعم الماھدون ومن کل شیئ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین

آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم بڑی وسعت کے مالک اور وسیع کرنیوالے ہین اور زمین کو ہم نے بچھایا پس ہم کیسے عمدہ بچھانے والے ہین اور ہر ایک چیز کا ہم نے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم یاد کرو۔ پس اللہ کیطرف بھاگو مین اسکی طرف سے کھولکر ڈرسنانیوالا ہون +

یہ آیتین مین نے اس لئے پڑھی ہین کہ اس بیماری مین جو تقریباً ایک مہینہ بھر مجھے لاحق رہی اپنی کمزور طاقت اور محدود علم سے ایک نتیجہ پر پہنچا ہون اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو اپنے رسول کی معرفت یہ تعلیم دی ہے **ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین** یہ کیا سر اپنے اندر رکھتی ہے +

اگرچہ مصائب۔ دکھ۔ فتنے۔ الام اور امتحان خدا کی طرف سے آتے ہین۔ پھر بھی خدا ہی کی طرف بھاگو اور خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر تم اللہ کو اپنا ملجا وماوا نہ بناؤ گے تو پھر ایسے مصائب آوینگے جو تمہارا استیصال کر دینگے۔

اس سے پہلے یہ فرمایا کہ ہم نے آسمان کو بنایا اور زمین کو بچھایا ان آیتون کی ترتیب پر غور کرنے اور باہم ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعض حوادث زمین سے آتے ہین اور بعض آسمان سے اور زمین اور آسمان دونون خدا کی صنعت ہین پس اگر کوئی حوادث سے بچنے کیلئے جانا چاہے تو کہان جائے کیا زمین پر؟ وہ بھی خدا کی ہے۔ کیا آسمان پر؟ وہ بھی خدا کا ہے۔ پھر امن۔ نجات اور راحت ان مصائب اور آلام سے کہان ملسکتی ہے؟ خدا ہی کی طرف بھاگنے مین +

درحقیقت یہ عجیب نکتہ معرفت اور خطا نکرنے والا علاج ہے جو رسول اللہ صلعم اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہمین بتایا گیا ہے مصائب کا آنا تو ضروری ہے مگر جس نے سیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگنے سے راحت اور سکھ ملسکتا ہے وہی نجات پا گیا

اس بیماری مین بسا اوقات تجربہ کیا ہے ایسے وقت مین کہ درد گوش کی شدت اور استیلا آگے بخار تھا مین نے اپنے اندر غور کیا ہے تو مین نے ایک لذیذ ایمان خدا پر پایا اور مجھ پر کھلا وہ خدا جو قرآن نے پیش کیا ہے اور وہ صفات رب رحمان رحیم مالک جو کتاب اللہ نے خدا کی بیان کی ہین ایسا ہی خدا ہمارا مطلوب ہے خدا تعالیٰ کی ان صفات پر یقین نے اس کرب و قلق اور شدت درد مین مجھے بڑی راحت اور طمانیت بخشی اور مین نے دیکھا ہے کہ اس یقین سے وہ تمام تکالیف جاتی رہی ہین اور عجیب عجیب خیالات آئے ہین مین نے غور کیا ہے کہ ایک بادشاہ ایسے کرب و قلق مین آرام نہین پاسکتا۔ کوئی بڑے سے بڑا دولتمند جس کی زندگی کے ایک سیکنڈ مین لاکھون کی آمدنی ہو جب خدا تعالیٰ کی **تقدیر** آکر ہیبت ناک شکل اثر ڈالتی ہے تو پھر کوئی دولت ومال تسلی نہین دیسکتا یورپ کے لوگون کی ان کوششون اور مساعی پر نظر کرو جبکہ ان کی قوم کی امید (شہزادہ وکٹر) بستر مرگ پر پڑا ہوا جان توڑ رہا تھا۔ ڈاکٹر سرہانے کھڑے ہین اور باہم مشورے کر رہے ہین تار برقیون کے ذریعہ دوسرے تمام حاذق طبیبون سے صلاحین لی جارہی ہین قوم کی قوم گھبرائی ہوئی ہے کہ کسی طرح یہ نونہال بچ جاوے۔ عجیب عجیب تدبیرون سے سمندر کی ہوا بند کر کے اسکو پہونچائی جاتی ہے کوئی نہین جو اس کرب اور قلق کا اندازہ کر سکے جو اسوقت قوم محسوس کر رہی ہے۔ ساری سلطنت جسپر کبھی آفتاب غروب نہین ہوتا خدا کی تقدیر کا مقابلہ نہین کر سکتی اللہ تعالےٰ کے ایک چھوٹے سے مرض کا مقابلہ نہیں ہو سکتا + مگر جبکہ ضروری ہین کہ امراض آئین اور انسان کو گھبراہٹ مین ڈال دین تو کیا خدا تعالیٰ نے کوئی علاج اور تریاق اس تکلیف دہ گھڑی کے لئے نہین رکھا؟ علاج ہے اور ضرور ہے اور وہ خدا تعالےٰ پر سچا اور **صحیح ایمان** ہے۔ ایمان باللہ ایک ایسی چیز ہے کہ ایسے درد کی ٹیس مین جس سے جسم پگھلا جاتا ہو۔ اس وقت روح کے اندر ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ٹیس کچھ بھی اپنا اثر پیدا نہیں کر سکتی بلکہ بعض وقت روح نے چاہا ہے کہ موت اور زندگی مین جو ایک حجاب باقی ہے وہ ہی پھٹ جاوے تو راحت کی اس کیفیت کا مشاہدہ کر لون جو اسکے بعد اپنے تمام لوازمات کے ساتھ آنیوالی ہے یورپ مین خودکشی کا بازار کیون گرم ہے؟ باوجودیکہ یہ لوگ مادی اسباب دولت وحشمت کی کانین رکھتے ہین پھر کیون دنیا کے نظارے ان کو راحت نہین دیسکتے اور وہ ایک ذرا سی مشکل اور مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ نہین کر سکتے! صرف اس لئے کہ **سچا ایمان** خدا پر نہین ایک ہی چیز ہے جو انسان کو مصیبت اور مشکل کی تاریک گھڑیون مین شادمانی اور راحت کا چہرہ دکھاتی ہے اور وہ وجہ اللہ ہی دنیا کی کوئی چیز سچی راحت ہرگز نہین دیسکتی حقیقی خوشی کا گر یہی ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب حصر کے کلمہ کیساتھ خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ قلوب کے اطمینان اور راحت کا ایک ہی ذریعہ ہے جو اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے پس جسکو یہ دولت سچے ایمان کی مل گئی اسے کرب و قلق مین بھی سچی راحت میسر ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی ہر قسم کی مقادیر پر راضی اور انشراح صدر کے ساتھ ان سے صلح کرتا ہے لیکن اگر یقین نہین تو ذرا سے کرب و قلق پر بھی ایمان جاتا رہا ہے اور خدا کی مقادیر سے جنگ پیدا ہو گئی ہے۔

اس لئے اب جو تم صحت اور تندرستی کی حالت مین ہو اس وقت کو غنیمت سمجھو اور خدا پر زندہ ایمان پیدا کرو جو اس تاریکی کے گھڑی مین نور کا کام دے اگر اسوقت سچا زندہ اور ایمان پیدا نہ ہوا تو پھر خطرہ ہے کہ انسان بے ایمان نہ مرجاوے۔ مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ انسان کی فطرت بتاتی ہے کہ اسے وہی خدا مطلوب ہے جو **قرآن شریف** نے پیش کیا ہے۔ انجیل کے خدا پر غور کر کے دیکھا ہے مین بلا مبالغہ کہتا ہون کہ اگر روح کے سامنے ایسا خدا پیش کیا جاوے جو معمولی بچون کی طرح عورت کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور پھر یہودیون سے مارین کھاتا ہوا صلیب پر لٹکایا جاتا اور ملعون ٹھہرتا ہے وہ اسپر تھوکتے بھی نہین روح کی بناوٹ ایسے خدا کو چاہتی ہی نہیں وہ تو اس خدا کے سامنے سجدہ کرتی ہے جو الحمد للہ کا مصداق رب العلمین الرحمٰن۔ الرحیم مالک یوم الدین کی صفات سے موصوف ہے +

پس مبارک ہو قرآن کو جس نے ایسا خدا پیش کیا ہے جو مصائب نازل کرتا ہے لیکن پھر بھی اس سے پیار کرنیکو جی چاہتا ہے غور کرو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیسے دکھون اور دردون مین گذرا مکی زندگی کس قدر مصائب اور مشکلات کا مجموعہ ہے مگر کیسا ایمان اور صدق و وفا ہے کہ پھر بھی خدا ہی کی طرف بھاگنے اور رجوع کی تعلیم دی جاتی ہے اور اقرار ہے کہ اے میرے مولا مین ان تمام مصیبتون کو اس وقت تک اٹھانے کو طیار ہون۔ جب تک تو

مین دعوے سے کہتا ہون کہ دنیا کی کوئی قوم یہ لانظیر نمونہ ایمان کامل کا ہرگز پیش نہیں کر سکتی جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مین نظر آتا ہے پھر خدا تعالےٰ نے نئے سرے سے ایمان زندہ کرنیکیلئے اپنے مرسل کو بھیجا ہے جو اپنے عمل سے بتا رہا ہے کہ حقیقی شے جس سے انسان زندہ ہوتا ہے وہ خدا پر ایمان ہے پس مبارک وہ ہین جو اس تندرستی کی حالت مین اس مرسل اللہ کے ذریعہ سے سچا ایمان حاصل کرتے ہین +

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب

لاہور پر ریویو

نمبر ہشتم

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء)

{اعتذار۔ یہ مضمون بعض دوسرے اہم مضامین کیوجہ سے ۲۴ اپریل کے بعد آجتک سلسلہ وار شائع نہیں ہوسکا چونکہ مضمون مین آیندہ کی قید موجود تہی اور حقیقت مین ابھی مضمون نامکمل تہا اسلئے ہم نے ضروری سمجہا کہ اسکو پہر مسلسل لکہکر خدا کے فضل سے پورا کردیا جائے ایڈیٹر}

جلالی جی اُٹھنے سے نہین معلوم بشپ صاحب کی کیا مراد ہے؟ کیا اسی کا نام جلالی جی اُٹہنا ہے کہ صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے اور یوسف کو جو مسیح کا شاگرد تہا لاش دیدی گئی اور پہر مرہم عیسیٰ کے ذریعہ زخمون کا علاج کیا گیا آخر کشمیر کیطرف چلے آئے اور خان یار کے محلہ مین آکر آپنے وفات پائی اور وہین مدفون ہوئے مسیح کا حقیقی موت مرنا اور پہر جی اٹہنا انجیل سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا رسالہ ترقی مین اس مضمون پر ایڈیٹر نے بحث کرنیکا وعدہ کیا ہے اس وقت ہم بھی اس پر مفصل لکہین گے انشاء اللہ العزیز

مگر سردست مختصر سی بحث اس مضمون پر بشپ صاحب اور آپ کے متبع عیسائیون کی ضیافت طبع کیلئے غالبًا دلچسپی سے خالی نہ ہوگی

اول مسیح کا صلیب پر مر جانا بموجب توریت کے ان کو ملعون قرار دیتا ہے گو عیسائیون نے اپنی سبک سری سے اس امر کو قبول کرلیا ہے کہ مسیح ہمارے لئے **ملعون** ہوا لیکن ایک سلیم الفطرت دانشمند کبھی اس بات کو گوارا نہین کرسکتا کہ خدا (بقول عیسائیان) یا کم از کم ایک نبی اور راستباز کو ملعون ٹہرایا جاوے اگر مسیح عیسائیون کے خیال کیموافق خدا تہا تو ملعون ہونیکے وقت لازمی امر ہے **قدوس** نہ تہا اور تمام خدائی صفات اس سے سلب ہو چکی ہوئی تہیں ۔ پہر کفارہ کی اصل غرض محض انسانیت اور وہ بھی ملعون انسانیت پورا نہین کرسکتی اور اگر کفارہ کسی کے ملعون ہونے سے ہی پورا ہوسکتا ہے تو پہر **شیطان** جو ملعون کا دوسرا نام ہے بجائے خود اچہا خاصہ **کفارہ** ہوگا کیا عیسائی اسپر ایمان لاکر بھی اسیطرح نجات پا سکتے ہین جیسے وہ اپنے معتقدات کے لحاظ سے حضرة **مسیح** کی اس موت پر ایمان لاکر جو انہین معاذ اللہ ملعون بناتی ہی ایمان لاکر نجات مانتے ہین ہم حضرة مسیح کی شان کو اس سے بہت ہی ارفع اور اقدس سمجہتے ہین اور عیسائیون کا اس قسم کا عقیدہ آپکی نسبت رکہنا مسلمانون کے پاک عقیدہ کی توہین ہے کیونکہ ہم حضرت مسیح کو خدا کا پیارا بندہ اور راستباز نبی مانتے ہین اور ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ مرفوع ہوئے برخلاف اس کے عیسائی انہین صلیبی موت سے مرنیوالا اقرار دیکر ملعون ٹہراتے ہین +

غرض حضرة مسیح کی نسبت پہلے یہ جایز رکہا جاوے کہ وہ صلیب پر مرے ہین تو اس سے ان کی شان پر خطرناک الزام عاید ہوتا ہے + علاوہ برین انجیل اس امر کی نفی کرتی ہے کہ وہ صلیب پر مرے ہون جب صلیب پر مرنا ہی انکا ثابت نہین تو جی اٹہنا تو اس کی فرع ہے اور ہم اس وقت اس امر پر بحث نکرینگے کہ کیا **حقیقی مردے جی بھی اٹہا** کرتے ہین کیونکہ جب واقعات سے یہ ثابت ہوجاوے کہ وہ صلیب پر مرے ہی نہین تو اس بحث کی ضرورت ہی نہین رہتی اس لئے دوسری بات جو ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق کرتی ہے کہ مسیح صلیب پر نہین مرے یہ ہے۔

(۲) کہ مسیح ساری رات اس موت صلیب سے بچنے کے لئے دعا کرتا رہا اور نہ خود بلکہ شاگردون کو بھی کہتا رہا اب غور طلب یہ امر ہے کہ کیا مسیح کی ساری رات کی دعا جو نہایت تضرع اور ابتہال کے ساتھ کیجاتی تہی اور صلیب کی لعنت کے خوف نے آپکو نعل در آتش کر رکہا تہا قبول ہوئی یا نہیں قطع نظر اس سوال کے کہ جب وہ خود (بقول عیسائیان) خدا تہا تو دعا کس سے کرتا تہا کیا ایک لغو کام کر رہا تہا؟ ہم اس غور طلب امر کا جواب عیسائیون ہی سے پوچہتے ہین کہ اگر دعا قبول نہین ہوئی تو پہر وہی پہلا اعتراض ملعون ہونیکا قائم ہونے کے علاوہ انجیل کی تکذیب لازم آتی ہے جس مین لکہا ہے کہ مانگو تو نہین دیا جاویگا جب خود حضرت مسیح کی دعا نامراد واپس آئی تو کسی اور کو کیا امید اور تسلی مسیح مین ملسکتی ہے؟ ایسی ناکامی اور نامرادی عیسائیون کی خیالی نجات کے خرمن کیلئے چنگاڑیکا کام دینیوالی ہے اور اگر دعا قبول ہوگئی اور انجیل کا یہ مقولہ کہ **مانگو نہیں دیا جاویگا** صحیح ہے تو پہر ہماری تصدیق ہوتی ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا کیونکہ اس سے بچنے کی اسنے دعا کی تہی +

اب عیسائی یا تو کفارہ کی کل درست بٹہائین اور مسیح کو اپنے لئے ملعون قرار دے لین اور انجیل کی تکذیب کرین یا انجیل کی تکذیب کرکے اس غلط عقیدہ سے توبہ کرین کہ مسیح صلیب پر مرا پہر انجیل کے بیانات بھی اسی امر کی تصدیق کرتے ہین کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا چنانچہ

(۳) **پلاطوس** مسیح کو چہوڑنا چاہتا تہا جیسا کہ انجیل سے صاف ثابت ہے لوقا $\left(\frac{23}{14 \cdot 22}\right)$

(چہارم) پلاطوس کی بیوی جسکا نام پراکلایا کلاڈیہ پروکولا ہے مسیح کی پوشیدہ شاگرد تہی کلیسیائے یونان اسکو سینٹ مانتی ہے اور سائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۹ صفحہ ۸۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ پلاطوس نے دعا مین مسیح سے درخواست کی کہ مع اپنی بیوی پروکلا کے سچا تائب سمجہا جاکر صادقون مین شمار ہو اور انجیل متی $\frac{27}{19}$ سے معلوم ہوتا ہے کہ پلاطوس کی بیوی نے اپنی ایک رویاء کی بناء پر پلاطوس کو مسیح کے چہوڑنے کی رائے دی جبکہ پلاطوس پہلے ہی سے اسے چہوڑنے پر مائل تہا بیوی کی رائے نے اسے اور مستحکم کردیا خصوصًا اسکے رویا کی بناپر۔

(پنجم) پلاطوس مسیح کا قائل تہا اور اسکو یہودیون کا بادشاہ مانتا تہا جبکہ اُس نے اس کی صلیب پر یہ لکھکر لگایا کہ یسوع مسیح یہودیونکا بادشاہ اور سردار کاہنون کے کہنے کے بعد بھی اسنے اُس کتبہ کو نہین بدلا۔

(ششم) صلیب کا دن سبت کی طیاری کے قریب واقع ہوا اور یہ خلاف شریعت تہا کہ کوئی سبت کے دن صلیب پر لٹکا رہے اور اس لئے مسیح صاف چند گھنٹے صلیب پر رہا جس سے وہ صرف بیہوش ہوگیا تہا + (ہفتم)

مختصر نوٹ اور نکات

۷ تاریخ کی شام کو جبکہ آسمان سے نزول بارش ہوا تو معاً ہمارے خیال مین گذرا کہ حفظ صحت کے لحاظ سے کس قدر ضروری ہے کہ مکانات محلہ اور شہر و گرد و نواح کو پاک صاف رکھا جاوے لیکن اس قدر وسیع انتظام کون کرسکتا ہے؟ کہ تمام درختون اور مکانات کی بیرونی سطح کو صاف کیا جاوے اور تمام جمے ہوئے گرد و غبار کو دھو ڈالا جاوے زمین کی تمام سطح اور نالیون کو دھو دیا جاوے کوئی انسانی طاقت یا انجمن ایسی فیاضی سے کام نہین کرسکتا یہ محض خدا کا فضل ہے جیسا اسنے فرمایا وینزل علیکم من السماء ماءً لیطہرکم اور اللہ تعالیٰ بادلون سے تم پر مینہ برساتا ہے تاکہ تم اور تمہاری بستیون کو صاف کردے بارش حفظ صحت کے اصولون کے موافق اس قدر صفائی کرتی ہے یہ ایک وسیع مضمون ہے جو اس نوٹ مین نہین آسکتا۔ اسپر غور کرنے کے لئے کافی ہے کہ بارش ہو چکنے کے بعد کے نظارہ پر غور کرو اور دیکھو کہ درخت مکانات کی بیرونی سطحین گلیون اور نالیون کے لمبے سلسلے کیسے دھوئے دھلائے صاف ستھرے نکل آتے ہین اور مہینون اور سالون کا جما ہوا کوڑا کرکٹ مینہ کے پانی مین بہا جاتا ہے فی الحقیقت یہ خدا ہی کا فضل ہے الحمد للہ علی ذالک +

یہ بالکل سچی بات ہے انسان کی زندگی اور روح قرآن ہے زندون کی زندگی اس سے قائم رہ سکتی ہے اور مردے بھی اسی کے طفیل زندہ ہو سکتے ہین اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

رسولون کا احیا کیا ہوتا ہے وہ اپنی قوت جاذبہ سے سعید الفطرت لوگون کو اپنی طرف کھینچتے ہین اور پھر اپنے قدسی نفس کی پاک تاثیرون سے اس مینہ کی طرح جو آسمان سے آتا ہے انکو مزکی اور مطہر بناتے ہین نفس پرستی اور غفلت کی زندگی سے انہین نکالتے ہین اور اس رشتہ کو قائم کرتے ہین جو حقیقی طور پر انسان اور خدا کے درمیان ہے۔ خود شناسی اور خدا شناسی قوت عطا کرتے ہین اسطرح پر انکی پہلی زندگی پر ایک موت آجاتی اور نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے +

کیسے ہی ناعاقبت اندیش اور کور چشم بلکہ کور باطن ہین وہ لوگ جو دینی تنازعات مین قرآن کریم کو عمداً چھوڑ بیٹھتے ہین اور اگر کوئی قرآن شریف کو پیش کرے تو کہہ دیتے ہین کہ قرآن ناقص ہے اور حدیث کو اسپر قاضی ٹہراتے ہین؟ افسوس یہ لوگ کیون نہین سمجھتے کہ قرآنی دلائل جو لوگ پیش نہین کرتے انپر اللہ تعالیٰ خود فتویٰ دیتا ہین کہ وہ کافر ہین۔ فاسق ہین ظالم ہین اور ہم نے قرآن مین قسم قسم کی مثال طرح طرح سے بیان کردی ہے۔ کیونکہ انسان بہت معاملات مین جھگڑالو ہوجاتا ہے اور جو شخص الٰہی معاملات مین علم یا ہدایت یا کتاب منیر کے بغیر جھگڑا کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ سبیل اللہ سے بہک جاوے۔ دنیا مین اس کی رسوائی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسکو عذاب جہنم کا مزا چکھائین + ربنا وقنا عذاب النار

حقیقت مین اگر انسان غور کن طبیعت رکھتا ہو اور انصاف اور خدا ترسی سے بہرہ ور ہو تو وہ صاف سمجھ سکتا ہے کہ قرآن شریف کے زندہ معجزات مین سے یہ چھوٹا معجزہ نہین ہے کہ جسقدر کوئی پاک باطن ہو اسیقدر اسپر قرآنی فہم کھلتا جاتا ہے اور جسقدر اپنے نفس کو پاک صاف کرے اسیقدر خاص الٰہی تعلیم کے نیچے چلا آتا ہے اور اللہ کریم کی طرف خود بخود اُٹھتا جاتا ہے وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ کو مخالفت کی نگاہ سے دیکھتے ہین وہ اس معجزہ سے یا تو انکار کرین اور اگر اقرار کرتے ہین تو انصاف سے کہین کہ کیا اس کا زندہ ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک وجود اور نمونہ نہین ہے +

انسان شیطانی وساوس اور شیطانی تسلط سے بچنا چاہے تو اس کو قرآن کریم کے تعویذ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ جو قرآن کریم کو چھوڑتا ہے اور اس ذکر الرحمٰن سے غفلت کرتا ہے شیطان اس کا قرین ضرور ہو جاتا ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ من یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ الشیطان فہو لہ قرین۔ یعنی جو شخص ذکر رحمن سے غافل ہوتا ہے ہم شیطان کو اس پر غالب کردیتے ہین تب وہ اسکا ساتھی ہوجاتا ہے اس لئے اس تعویذ کو ہر وقت زیر نظر رکھنا ضروری ہے +

کون آدمی ہے جو نہین چاہتا کہ اللہ تعالیٰ اسکا معین و مددگار رہے اور اسکو ایک قسم کا استقلال اور ثبات قدم حاصل ہو؟ ہم سمجھتے ہین ہر ایک کی یہی خواہش ہوسکتی ہے اور ہے مگر اس خواہش کے پورا کرنے کے جو طریق اختیار کئے جاتے ہین انمین اکثر ایسے ہوتے ہین کہ ثبات قدم کی بجائے استیصال کا موجب ہوتے ہین خدا کی حکیم کتاب نے ایک گر بتایا ہے اگر اس کو اپنا دستور العمل بنالیا جاوے یقیناً خدا کی نصرت آئیگی اور ثبات قدم کی دولت ملیگی وہ کیا؟ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا + اور تمہارے قدمون کو ثابت کردیگا +

خدا کی نصرت کیا ہوتی ہے؟ خدا کسی کی مدد کا محتاج نہین مگر وہ انسان پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے اور یہ اس کے فضل کے پانے کی ایک راہ ہے وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی عزت اور جلال کو قائم کرنا چاہتے ہین ان کی تائید کرنا ان کے مقاصد و اغراض کے پورا کرنے مین انکا ساتھ دینا بھی خدا کی نصرت ہے۔ اسوقت خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے جو اس کی توحید اور جلال کو قائم کرتا ہے اس کی تائید اس وقت خدا کی تائید ہے مبارک وہ جو اس مین شریک ہو کیونکہ خدا اسکا مددگار ہوگا +

خدا کی نصرت کرنیکی توفیق بھی خدا ہی سے آتی ہے اس لئے مامور من اللہ جو من انصاری الی اللہ کہتا ہے تو یہ نہین کہ اس کا کوئی ناصر نہین ہوتا اللہ تعالیٰ خود اس کے لئے نعم المولیٰ

...قابل تعمیل نہ ہوگی۔ البتہ لوگ جہان دو ہفتہ کے اندر جواب نہین آسکتا سنتے ہین منہ

کلمات طیبات

حضرۃ اقدس امام الزمان علیہ السلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسی طرح تب کی مد میں بشمبر داس کو داخل کرتے ہیں۔ بشمبر داس قادیان کا رہنے والا ایک متعدد تھا اور ایک خوشحال برہمن جو اُسوقت پٹواری تھا یہ دونوں ایک مقدمہ میں ماخوذ ہوئے جسمیں خوشحال کو دو سال اور بشمبر داس کو ایک سال کی قید کی سزا ہوئی۔ شرمپت رائے نے آکر مجھے دعا کے واسطے کہا۔ اور میں نے دعا کی تو میں نے کشف میں دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اُس کی نصف قید کاٹ دی ہے اور پھر میں نے دیکھا کہ مثل واپس آکر نصف قید رہ جاوے گی اور خوشحال اپنی پوری سزا بھگتے گا + یہ خبر میں نے پہلے ہی شرمپت کو دیدی وہ اب تک زندہ موجود ہے اور اگر اُسکو قسم دیکر پوچھا جاوے تو وہ انکار نہ کرے گا۔ غرض آخر جسطرح میں نے خبر دی تھی اور مجھے دکھایا گیا تھا وہی ظہور میں آیا یعنی مثل واپس آئی اور اسمیں بشمبر کی نصف سزا رہ گئی وہ نصف قید بھگت کر رہا ہوا۔ اسپر شرمپت نے کہا کہ تم چونکہ متقی ہو اس لیے دعا قبول ہوگئی چونکہ اسلام کے ساتھ ان لوگوں کو بغض اور عداوت ہے اس لیے شرارت سے اسلام کی تعریف نہ کی۔ اس مقدمہ میں جب اپیل کیا گیا تو رات کو علی محمد نام ایک شخص آیا اور اُسنے آکر خبر دی کہ وہ بری ہو گئے ہیں مجھے یہ خبر سُنکر تعجب ہوا کیونکہ میں نے مذکورہ بالا پیشگوئی کی تھی۔ اس تردد میں جب میں نے نماز پڑھی تو نماز ہی میں الہام ہوا اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی وہ رات تو اسی طرح گذر گئی اور میں نے مزید تحقیقات نہ کی لیکن صبح کو اصل حال معلوم ہو گیا کہ اپیل لے گئے تھے جس سے یہ غلط نتیجہ نکال لیا گیا کہ وہ بری ہو گئے ہیں آخر جیسا کہ میں نے کہا ہے اسیطرح پیشگوئی کے موافق مثل واپس آئی اور اسمیں بشمبر کی قید نصف رہ گئی اور خوشحال کو پوری سزا بھگتنی پڑی۔

اب بتاؤ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کیسے زبردست نشان ہیں اب تک ان واقعات کے زندہ گواہ موجود ہیں ان سے قسم دیکر پوچھا جاوے کہ کیا قبل از وقت انکو بتایا گیا تھا یا نہیں؟ اور پھر ٹھیک پیشگوئی کے موافق انکا ظہور ہوا ہے یا نہیں۔

پھر اسیطرح جھنڈا سنگھ نامی ایک میندار کے ساتھ درخت کاٹنے کا مقدمہ تحصیل میں اُسی تھا۔ مجھے خدا تعالےٰ کیطرف سے معلوم ہوا کہ ڈگری ہو جائے گی۔ جب کوئی دس بارہ دن ہوئے تو لوگوں نے جو بٹالہ سے آئے کہا کہ وہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے اور خود اُسنے بھی آکر بطور تمسخر کہا کہ مقدمہ خارج ہو گیا۔ مجھے اس خبر کے سُننے سے اتنا غم ہوا کہ کبھی کسی ماتم سے بھی نہیں ہوا میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ڈگری کی خبر دی تھی یہ کیا کہتے ہیں + وہ اسامی تھے اور ہم مالک تھے اور مالک کی اجازت کے بغیر وہ درخت کاٹنے کے مجاز نہ تھے۔ مختلف قسم کے ۱۵ یا ۱۶ آدمی اس مقدمہ میں تھے مجھے بہت ہی غم محسوس ہوا اور میں جیسے کوئی مبہوت ہو جاتا ہے سراسیمہ ہو کر سجدہ میں گر پڑا اور دعا کی تب ایک بلند آواز سے الہام ہوا

ڈگری ہوئی ہے مسلمان ہے

یعنی آیا باور نہ کئی۔ صبح کو جب میں تحصیل میں گیا تو وہاں جا کر ایک شخص سے جو حاکم کا سر رشتہ دار تھا میں نے دریافت کیا کہ کیا فلاں مقدمہ خارج ہو گیا ہے اُس نے کہا نہیں اس میں تو ڈگری ہو گئی ہے پھر میں نے اُس سے کہا کہ انھوں نے گاؤں میں مشہور کیا ہے کہ وہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے یہ کیا بات ہے؟ آخر کہا اصل بات یہ ہے کہ اس خبر میں وہ بھی سچے ہیں۔ جب حافظ ہدایت علی صاحب فیصلہ لکھنے لگے تو میں کہیں باہر چلا گیا تھا جب باہر سے آیا تو انھوں نے روبکار مجھ کو دی کہ یہ مقدمہ خارج کر دیا ہے۔ سر رشتہ دار کہتا ہے کہ تب میں نے اُن کو کہا کہ تم نے غلطی کی ہے اُس نے کہا نہیں میں نے کمشنر کا فیصلہ جو انھوں نے پیش کیا تھا دیکھ لیا ہے میں نے اُنکو کہا کہ فنانشل کمشنر کا فیصلہ بھی تو دیکھنا تھا۔ پھر اُسے معلوم ہوا کہ وہ فیصلہ جو اُسنے کیا تھا وہ غلط ہے اُسنے روبکار لیکر پھاڑ کر پھینکدی اور دوسری روبکار لکھی جسمیں ڈگری کا فیصلہ دیا۔

اور اسطرح پیشگوئی جو خدا تعالیٰ نے قبل از وقت مجھے بتلائی تھی پوری ہوئی اس پیشگوئی کے بھی بہت سے لوگ گواہ ہیں اور اب تک موجود ہیں۔ پھر ث میں ثَمَانِیْنَ حَوْلًا کی پیشگوئی ہے اس پیشگوئی پر ایک زمانہ گذر گیا۔ کوئی شخص ایک دم کے لیے بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں زندہ رہوں گا۔ لیکن ایک خاص تعداد سالوں تک کی خبر دیدینا کیا یہ انسانی طاقت کا کام ہے + اور پھر میرے جیسے آدمی کیلیے تو یہ قیافہ سے بھی ممکن نہیں جسکو دو بیماریاں لگی ہوئی ہیں۔ باوجود ان بیماریوں اور ضعفوں کے خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ دینا کہ تیری اسّی برس کے قریب عمر ہوگی کیسا عجیب ہو۔ اور حقیقت میں خدا ہی کیطرف سے اس قسم کی خبر ہو سکتی ہے۔ ورنہ عاجز انسان کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ پیشگوئی بھی پوری شدہ ہی سمجھہ لیجیے کیونکہ بہت عرصہ اسپر گذر گیا ہے اور میری عمر اب ساٹھ سے متجاوز ہو چکی ہے۔

پھر ث ہی کی مد میں ایک اور پیشگوئی ہے جو اس سے بھی عجیب تر اور عظیم الشان ہو کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ اس سے ایک عظیم الشان جماعت کے قائم کرنے کی خبر دیتا ہے جسوقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی اُسوقت ایک آدمی بھی ہمکو نہیں جانتا تھا اور کوئی یہاں آتا جاتا نہ تھا۔ براھین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے لیکن اب دیکھلو کہ نو ہزار سے زیادہ آدمی اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ خاص قادیان میں ایک کثیر جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر کیا یہ کوئی جھوٹ بات ہے۔ یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب +

اور بھی ث کی مد میں پیشگوئیاں ہیں مگر میں اسوقت صرف مثال کے طور پر اسوقت ایکدو بیان کرتا ہوں۔

اسیطرح ج کی مد میں جنازہ کا الہام ہے جب ہمارے بڑے بھائی صاحب مرزا غلام قادر مرحوم فوت ہوئے تو اُن کے مرنے سے پہلے جنازہ کا الہام ہوا تھا۔

اور اسیطرح جمال الدین کے متعلق بھی الہام تھا۔ خواجہ جمال الدین صاحب جب اپنے امتحان مضمون میں فیل ہوئے تو مینے دعا کی الہام ہوا سیغفر له چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے بہتر اُنکو جگہ دی دی۔

پھر ج ہی کے مد میں جمع بین الصلوتین کی پیشگوئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے لیے ایک نشان ٹھیرایا ہے اس پیشگوئی کو پورا کرنا اختیاری امر نہیں ہے موت سر پر ہے خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ خود اُس کی تکمیل کر رہا ہے۔

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت بھی نہیں کرتا ہے۔ اس پیشگوئی سے صاف معلوم ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے کیونکہ لکھا ہے کہ تجمع له الصّلوٰة یعنی اُس کے لیے نماز جمع کی جاوے گی ایسے امور جمع ہو جائیں گے کہ اُس کے لیے نمازیں جمع کیجاوینگی ایسے امور جمع ہوجائیں گے کہ اُس کے لیے نمازیں جمع کرنی پڑیں گی + آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو میں اپنا اعتقاد رکھتا ہوں اسکو میں کسی کے دل میں نہیں ڈال سکتا میں ایک سچے مسلمان کے لیے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان امور کے ساتھ جو آپ کی نبوۃ کے لیے بطور شہادت ہوں محبت کی جاوے۔ ہمیں تو یہ پیشگوئیاں بھی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ بھی کیسی تیز ہے۔ اور آپ کی نگاہ کیسی دور تک پہونچنے والی تھی کہ آپ نے سارا نقشہ اس زمانہ کا کھینچکر دکھایا۔ ہم اس پیشگوئی کو جو تجمع له الصلوٰة ہے بہت ہی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کے پورا ہونے پر ہمیں ایک راحت اور لذت آتی ہے جو

دوسرے کے آگے بیان نہیں کرسکتے کیونکہ لذت خواہ جسمانی ہو خواہ روحانی ایک ایسی کیفیت اور اثر ہے جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے کمال درجہ کی عزۃ اور صداقت ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ پورا ہوا + اب بتاؤ کہ کیا یہ امور جو جمع نماز کے موجب ہوئے ہیں خود ہم نے پیدا کر لیے ہیں یا خدا تعالیٰ نے یہ تقریب پیدا کر دی ہے ؟ صحابہ نے اس پیشگوئی کو سُنا مگر پوری ہوتے نہیں دیکھا اور اب جو پیشگوئی پوری ہوئی اور انہیں اسکی خبر ملتی ہے تو انہیں کیسی لذت آتی ہے ؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جیسا اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ہم ایک لطف اور لذت اٹھا رہے ہیں آسمان پر بھی ایک لذۃ ہے اس لیے کہ اس سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ بعض زمینی امور ایسے ہوتے ہیں کہ آسمان پر انکی خبر دیجاتی ہے اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں جو کچھ ہوتا ہے اُسکی خبر دیجاتی ہے اور اُسکا انتشار ہوتا ہے۔ غرض یہ بڑی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس سے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہوتی ہے انکو حقیر سمجھنا کفر ہے۔ یہ دوسرا نشان ہے ایکطرف ہماری صداقت کے لیے کیونکہ ہمارے لیے یہ نشان رکھا گیا تھا دوسری طرف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہ آپ کی فرمائی ہوئی پیشگوئی پوری ہوئی + لوگ ناواقفی اور جہالت سے اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہ امر بہت ہی قابل غور ہے کیا ہم نے خود ایسے امر پیدا کر لیے ہیں کہ نمازیں جمع کی جائیں ؟ پھر جب یہ امر سب خدا کیطرف سے ہیں تو پھر اعتراض کرنا ہی بڑی حماقت اور خبث ہے جو لوگ اس پیشگوئی پر اعتراض کرتے ہیں وہ مجھ پر نہیں وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بلکہ خدا تعالےٰ پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدہ مرتبہ نماز جمع نہ ہوگی بلکہ ایک اچھی میعاد تک نماز جمع ہوتی رہے گی کیونکہ ایک آدہ مرتبہ جمع کرنے کا اتفاق تو دوسرے مسلمانوں کو بھی ہو جاتا ہے۔ پس یہ خدا کا زبردست نشان ہے جو ہمارے

اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک زبردست گواہ ہے۔

ایسا ہی پھر ح کی مد میں حیات خان کا مقدمہ ہے بہت سے لوگ اس امر کے گواہ ہیں یہانتک کہ اکثر ہندوؤں کو بھی معلوم ہے اور میرے لڑکے فضل احمد اور سلطان احمد بھی اس میں گواہ ہیں + سردار حیات خان ایک دفعہ کسی مقدمہ میں معطل ہو گیا تھا۔ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم نے مجھے کہا کہ ان کے لیے دعا کرو۔ مینے دعا کی تو مجھے دکھایا گیا کہ یہ کرسی پر بیٹھا ہوا عدالت کر رہا ہے مینے کہا کہ یہ تو معطل ہو گیا ہے۔ کسی نے کہا کہ اُس جہان میں معطل نہیں ہوا + تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ بحال ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کی اطلاع دی گئی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ بحال ہو گیا۔

ایسا ہی فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ یہ پیشگوئی بھی وہیں موجود ہے کوئی ثابت کرے کہ اس الہام کیوقت کتنی جماعت تھی یا میں ہوتا تھا یا میاں شمس الدین جو براہین احمدیہ کے مسودے لکھا کرتا تھا مگر اب خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کیموافق لاکھوں کروڑوں انسانوں میں اسکو پورا کیا۔ اور کر رہا ہے ہر نیا دن اس پیشگوئی کی شان اور عظمت کو بڑھا رہا ہے جوں جوں یہ سلسلہ ترقی کرتا جاتا ہے۔

پھر خ ہے اسمیں خسوف وکسوف کی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اسکو دیکھو کہ ۱۳ تیرہ سو برس کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کا نشان مقرر کیا تھا کہ اُس کے وقت میں رمضان کے مہینہ خسوف اور کسوف ہوگا + اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ نشان ابتدائے آفرینش سے لیکر کبھی نہیں ہوا۔ کسقدر عظیم الشان نشان ہے جس کی نظیر آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مہدی کے وقت تک پائی نہیں جاتی۔ اب مجھ کو دجال اور کذاب کہا جاتا ہے۔ کیا کاذب اور دجال کے لیے ہی اللہ تعالےٰ نے یہ نشان مقرر کیا تھا۔

کیا خدا تعالےٰ کو بھی دھوکا لگ گیا کہ ایک تو مجھے صدی کے سر پر بھیجا اور پھر وہ تمام نشان اور علامات بھی قائم کردیے جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے وقت کے مقرر تھے۔ صلیب کا غلبہ بھی میرے وقت میں ہی ہوگیا اور پھر خسوف وکسوف کا نشان بھی پورا کردیا۔ اسقدر لمبا سلسلہ خدا نے دھوکے کا رکھا۔ خدا تعالےٰ کی شان اس سے منزہ ہے کہ وہ کسیکو دھوکا دے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت تو چاہتی تھی کہ کسی راستباز اور صادق کے ساتھ انکی تائید کی جاتی نہ کہ ایک کاذب اور مفتری کو بھیجا جاتا اور پھر یہ کہ کاذب کے وقت میں نشان وہ پورے کیے جو صادق کے لیے مقرر تھے کیا یہ تعجب کی بات نہ ہوگی؟ اصل یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے موافق جبکہ اسلام بہت کمزور ہوگیا تھا اور بالکل رسم پرستی اور نام کے طور پر رہ گیا تھا اور جب کہ نصاریٰ کا فتنہ حد سے بڑھ گیا تھا اور انھوں نے اسلام کے ذلیل کرنے کے لیے ہر قسم کے منصوبے کیے اور اپنی کوششوں میں کامیاب ہونے کے لیے مل ملکر اور اکیلے اکیلے زور لگایا + رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی یہانتک کہ آپ کو معاذ اللہ جھوٹا نبی کہا گیا اور خطرناک الزام آپ کی پاکذات پر لگائے اور کوئی دقیقہ اسلام کی ہتک اور بیعزتی کا باقی نہ رکھا گیا۔ اور اپنے مذہب میں اسقدر غلو کیا کہ ایک ضعیفہ عورت کے بچہ کو خدائی کے تخت پر بٹھایا۔ اور ایک انسان کو خدا بنا کر پھر اُسکو ملعون قرار دیکر اسکی لعنت کو برکت کا ذریعہ بنایا۔ تو خدا تعالیٰ نے جو غیور خدا ہے ایک عاجز انسان کو اپنے وعدہ کے موافق قائم کیا اور اُسکی تائید اور نصرت کی۔ اس کے لیے ان نشانات کو پورا کیا جو اسوقت کے لیے مقرر تھے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین کا انتقام لینے والا ٹھیرایا۔ اور وہ اسطرح پر کہ جس عاجز انسان مسیح ابن مریم کو خدا ٹھیرایا گیا تھا۔ غیرت الٰہی نے اسکو مسیح ابن مریم سے افضل بنا کر دنیا میں بھیجا اور مسیح موعود اس کا نام رکھا۔ مسیح موعود کا مسیح ابن مریم سے افضل ہونا خود یہود و نصاریٰ کے مسلمات سے ہے۔ عیسائی اعتراف کرتے ہیں کہ اس کی آمد ثانی پہلی آمد کے مقابلہ میں جلالی آمد ہوگی۔ پہلی آمد ناکامی تھی اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیے۔ غرض خدا نے مجھے مسیح موعود ٹھیرایا اور میرے نشانات کو قوت اور تعداد میں مسیح کے نشانات سے بہت بڑھ کر ثابت کیا اگر کسی عیسائی کو شک ہو تو قوت ثبوت اور تعداد کے لحاظ سے میرے نشانوں کا مسیح کے نشانوں سے مقابلہ کرکے دیکھ لے۔ ان نشانوں میں سے ہی یہ خسوف وکسوف کا نشان ہے جو اپنے وقت پر میری صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر مہر کرنے کے لیے پورا ہوا۔ میں نے سُنا ہے کہ پٹیالہ میں ایک مولوی تھا اُس نے جب دیکھا کہ خسوف وکسوف کا نشان پورا ہوگیا تو اُس نے ہاتھ مار مار کر کہا کہ اب **خلقت گمراہ** ہوگی اب خلقت گمراہ ہوگی۔ مگر اس احمق سے کوئی اتنا پوچھے کہ خدا تعالیٰ نے جب وہ نشان پورا کیا جو صادق کے لیے مقرر تھا پھر لوگ گمراہ ہونگے یا ہدایت پائیں گے؟

خسوف وکسوف کا نشان

بہت بڑا نشان ہے۔

پھر د کے مد میں دیانند کے مرنے کی خبر ہے اُسکی زندگی میں مرنے سے پہلے یہ خبر بذریعہ ایک رجسٹری شدہ خط کے اُسکو دی گئی تھی۔ اور شرمپت اور ملاوامل موجود ہیں اُن کو قسم دیکر پوچھا جاوے کہ کیا تین مہینے پہلے یہ خبر دی گئی تھی یا نہیں؟ اور اسی مد میں دلیپ سنگھ کے ناکام ہونے کی پیشگوئی ہے ابھی اس کے آنے کی کوئی خبر بھی نہیں تھی۔

آیات الرحمٰن فاضل امروہی بجواب عصائی موسیٰ بقیمت ۸ سراج الحق سے ملسکتی ہے تیار ہے

سورۂ جمعہ پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت مکہ والومنیں اللہ تعالیٰ کی عزت اور حمد کا ایک بیّن ثبوت ہے کیونکہ جسوقت اَنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مبعوث ہوئے اہل دنیا اس رشتہ سے جو انسان کو اپنے خالق کے ساتھ رکھنا ضروری ہے بالکل بیخبر اور ناآشنا تھے ہزاروں ہزار مشکلات اس رشتہ کے سمجھنے ہی میں پیدا ہوگئی تھیں اوس کا قائم کرنا اور قائم رکھنا تو اور بھی مشکل تر ہوگیا تھا۔ کتب آلٰہیہ اور صحف انبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام میں تاویلات باطلہ نے اصل عقائد کی جگہ لے لی تھی + اور پھر انکی خلاف ورزی مقدرت سے باہر تھی دنیا پرستی بہت غالب ہوئی ہوئی تھی ان کے بڑے بڑے سجادہ نشین جنا اور رہبانوں کو اپنی گدیاں چھوڑنا محال نظر آتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے بڑے لوگوں کا ذکر کیا کیونکہ اس سے چھوٹوں کا خود اندازہ ہوسکتا تھا۔ اگر ہم ایک نمبردار کی حالت بیان کریں کہ ایک محلہ میں اُسپر فاقہ کشی کی مصیبت ہے تو اس سے چھوٹے درجہ کے زمینداروں کا حال خود بخود معلوم ہوجاتا ہے + قرآن شریف نے نہایت جامع الفاظ میں فرما دیا ہے کہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

جنگلوں اور سمندروں میں غرض ہرجگہ تری وخشکی پر فساد نمودار ہوچکا ہے وہ جو اپنے آپ کو ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے انکی نسبت قرآن ہی نے خود شہادت دی ہے اَکْثَرُهُمْ فَاسِقُوْنَ

اسمیں اکثر لوگ فاسق تھے اور یہانتک فسق و فجور نے ترقی کی ہوئی تھی کہ

جَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ

یہ اسوقت کے لکھے پڑھے علما سجادہ نشین خدا کی کتاب مقدس کے وارث لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہیں جیسے بندر وہ ایسے شہوت پرست اور بیحیا ہیں جیسے خنزیر۔ اس سے اندازہ کرو ان لوگوں کا جو پڑھے لکھے نہ تھے جو کتاب مقدس کے وارث نہ تھے جو موسیٰ کی گدی پر نہ بیٹھے ہوے تھے پھر یہ تو ان کے اخلاق بد عادات بد یا عزت و ذلت کی حالت کا نقشہ ہے اگرچہ ایک دانشمند اخلاقی حالت اور عرفی حالت ہی دیکھکر روحانی حالت کا پتہ لگا سکتا ہے مگر خود خدا تعالیٰ نے یہی بتا دیا ہے کہ روحانی حالت بھی ایسی خراب ہو چکی تھی کہ وہ عبد الطاغوت بن گئے تھے یعنی حدود الٰہی کے توڑ نیوالوں کے عبد بنے ہوے تھے ان کے معبود طاغوت تھے۔ اب خیال کرو کہ اخلاق پر وہ اثر رو چیر یہ صدمہ عزت کی وہ حالت! یہ ہے وہ قوم جو نحن

اَبْنَاءُ اللّٰہِ وَاَحِبَّاءُہٗ کہنے والی تھی اس چھوٹے درجہ کی مخلوق کا خود قیاس کرلو۔ یہ نقشہ کافی ہے عقائد کے سمجھنے کے لیے یہ کافی ہے عزت و آبرو کے سمجھنے کے لیے کہ جو بندر کی عزت ہوتی ہے۔ پھر یہ نقشہ کافی ہے اخلاق کے معلوم کرنے کے لیے جو خنزیر کے ہوتے ہیں کہ وہ سارا بیحیائی اور شہوت کا پتلا ہوتا ہے۔

جب ان لوگوں کا حال مینے سنایا جو نحن ابناء اللہ واحباءہ کہتے اور ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے تو عیسائیوں پر اسی کا قیاس کرلو۔ انکی پاس تو کوئی کتاب ہی نہ رہی تھی۔ اور کفارہ کے اعتقاد نے اُن کو پوری آزادی اور اباحت سکھادی تھی۔ اور عربوں کا حال تو ان سے بدتر ہوگا جن کے پاس آج تک کتاب اللہ پہنچی ہی نہ تھی۔ اور پھر یہ خصوصیت سے عرب ہی کا حال نہ تھا۔ ایران میں آتش پرستی ہوتی تھی۔ سچے خدا کو چھوڑ دیا ہوا تھا اور اہرمن اور یزدان دو جدا جدا خدا مانے گئے تھے ہندوستان کی حالت اس سے بھی بدتر تھی جہاں پتھروں۔ درختوں تک کی پوجا اور پرستش سے تسلی نہ پا کر آخر عورتوں اور مردوں کے شہوانی قویٰ تک کی پرستش جاری ہو چکی تھی + غرض جسطرف نظر اٹھا کر دیکھو جدھر نگاہ دوڑاؤ۔ دنیا کیا بلحاظ اخلاق فاضلہ کیا بلحاظ عبادات اور معاملات ہرطرح ایک خطرناک تاریکی میں مبتلا تھی۔ اور دنیا کی یہ حالت بالطبع چاہتی تھی کہ ؎

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک رسول کو عربوں میں مبعوث کیا جیسا کہ فرمایا

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ الآیہ

یہ رسول صرف عربوں ہی کے لیے نہ تھا گو پہلے عربوں میں مبعوث ہوا۔ بلکہ اسکی دعوت عام اور کل دنیا کے لیے تھی جیسا کہ اُسنے دنیا کو مخاطب کرکے سنایا

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

اے لوگو میں تم سب کیطرف رسول ہوکر آیا ہوں اور پھر ایک اور مقام پر اللہ فرماتا ہے **وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ** یعنی ہم نے تمکو تمام عالموں پر رحمت کے لیے بھیجا ہے اسی لیے وہ شہر جہاں سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور پایا وہ **ام القریٰ** ٹھیرا۔ اور وہ **کتاب مبین** جسکی شان ہے **لَا رَیْبَ فِیْہِ** وہ **ام الکتب** کہلائی اور وہ لسان جس میں ام الکتب اُتری وہ **ام الالسنہ** ٹھیری + یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا جو آدم زاد پر ہوا اور بالخصوص ہم پر۔ غرض اس رسول نے آکر کیا؟

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

پہلا کام یہ کیا کہ انپر خدا کی آیات پڑھدیں یتلوا علیہم ایاتہ

پھر نرے پڑھ دینے سے تو کچھ نہیں ہو سکتا اس لیے دوسرا کام یہ کیا ویزکیہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظیم شان اور بلند مرتبہ ہے دوسرے کسی نبی کی بابت یہ نہیں کہ یزکیہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی قوت قدسی اور قوت تاثیر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے عربوں اور دوسری قوموں پر کیا اثر ڈالا۔ عرب کی تاریخ سے جو لوگ واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اس کی کایا پلٹ دی انکے اخلاق۔ عادات اور ایمان میں ایسی تبدیلی کی جو دنیا کے کسی مصلح اور ریفارمر کی قوم میں نظر نہیں آتی + جو شخص اس ایک ہی امر پر غور کریگا۔ تو اُسے بغیر کسی چون و چرا کے ماننا پڑیگا کہ ہمارے **سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** اپنی قوت قدسی اور تاثیر قوی اور افاضہ برکات میں سب نبیوں سے بڑھ کر اور افضل ہیں اور یہی ایکبات ہے جو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت دوسری تمام کتابوں اور نبیوں کے مقابلہ میں بدیہی الثبوت ہے۔

عیسائیوں نے حضرت مسیح کی شان میں غلو تو اسقدر کیا کہ (باوجودیکہ وہ اپنی عاجزی اور بیکسی کا ہمیشہ اعتراف کرتے رہے اور کبھی خدائی کا دعویٰ نہ کیا) انکو خدا بنا دیا لیکن اگر ان سے پوچھا جاوے کہ اس خدا نے دنیا میں آکر کیا کیا؟ تو میں دعوی سے کہتا ہوں کہ کوئی قابل اطمینان جواب اس قوم کے پاس نہیں ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ جب مسیح آئے اُسوقت یہودیوں کی ایمانی اور اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی تھی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے اخلاق اور عادات اور ایمان میں کیا تبدیلی کی؟

جبکہ وہ اپنے حواریوں کا بھی کامل طور پر تزکیہ نہ کرسکے تو اوروں کو تو کیا فیض پہونچتا + یہی موجودہ انجیل جو اس قوم کے ہاتھ میں ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چند لالچی اور ضعیف الایمان آدمیوں کے سوا وہ کوئی جماعت جو اپنے تزکیہ نفس میں نمونہ ٹھہرسکے دنیا کے سامنے پیش نہ کرسکے جو ہمیشہ اپنے مرشد و امام کے ساتھ بیوفائی کرتے رہے۔ حتی کہ بعض انمیں سے اسکی جان کے دشمن ثابت ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف نے دعوی کیا ہے وَیُزَکِّیْهِمْ اور اس دعوے کا ثبوت بھی دیا جبکہ انمیں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی وہ قوم جو بت پرستی میں غرق تھی وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والی ہی ثابت نہیں ہوئی بلکہ اس توحید کو جوش اور صدق سے انھوں نے قبول کیا کہ تلواروں کے سایہ میں بھی اس اقرار کو نہیں چھوڑا + ملک و مال احباب رشتہ داروں کو چھوڑنا منظور کیا مگر اس چھوڑی ہوئی بت پرستی کو پھر منظور نہ کیا اپنے سید و مولی رسول کے ساتھ وہ وفاداری اور ثبات قدم دکھایا جس کی نظیر دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کرسکتی۔ یہانتک کہ غیر قوموں کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا۔ یہ واقعات ہیں جنکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ میں انپر کوئی لمبی بحث کروں۔ میرا مطلب اور مدعا صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ دوسرا کام رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ کیا کہ انکا تزکیہ کیا کہ ان کی حالت یہانتک پہونچی یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا + وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور انکو فروتنی میں ترقی ملتی ہے۔ اور یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا اپنے خدا کے سامنے سجدہ اور قیام میں رات کاٹ دیتے ہیں۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ راتوں کو اپنی خوابگاہوں اور بستروں سے اٹھ اٹھکر خوف اور امید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ پھر یہانتک انکا تزکیہ کیا کہ آخر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی سند انکو مل گئی۔ کسی ہادی اور مصلح کی ایسی سچی تاثیر اور تزکیہ کا پتہ دو! میں نے ہزاروں ہزار کتابیں پڑھی ہیں اور دنیا کے مختلف مذاہب کو ٹٹولا اور تحقیق کیا ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی حیرت انگیز تبدیلی کوئی ہادی۔ پیغمبر۔ نبی۔ رسول اپنی قوم میں نہیں کرسکا۔ جو ہماری سرکار نے کی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

یہ چھوٹی سی بات نہیں یہ بہت بڑی عظیم الشان بات ہے۔ اسوقت بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تاثیر افاضۂ برکات کا **ایک زندہ نمونہ** موجود ہے جس سے آپ کی شان اور ہمت اور علو مرتبت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ تیرہ سو سال کے بعد بھی اپنی تاثیریں ویسی ہی زبردست اور قوی رکھتا ہے جس سے ہم ایک اربعہ متناسبہ کے قاعدہ سے یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ اسکی تاثیریں ابدی ہیں اور وہ ابد الآباد کے لیے دنیا کا ہادی اور رسول ہے۔ اسوقت ہمارا **امام** زندہ نمونہ ہے ان برکات اور فیوض کا جس نے آکر ان فیوض اور برکات اور قدسی تاثیروں کا ثبوت دیا ہے جو صحابہ کی کامیاب قوم پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے ہوئیں + اگر دنیا میں کسی اور نبی کے برکات اور فیوض اس قسم کے ہیں تو پھر ان کے ماننے والوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر انھوں نے اپنی قوم کا تزکیہ کیا تھا۔ تو اس کے ثبوت کے لیے آج کوئی مزکی نفس پیش کرو۔ اوروں کو جانے دو یسوع مسیح کو خدا بنانے والی قوم! اسکی خدائی کا کوئی کرشمہ اب ہی دکھائے مگر یہ سب مردہ ہیں جو ایک مردہ کی پرستش کرتے ہیں اس لیے وہ زندوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے!

غرض دوسرا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ وہ آیات جو آپ پڑھ کر سناتے اپنے عمل سے اور اس کی تاثیروں سے بتادیا کہ اس کا منشا کیا ہے؟ منشا بھی بتادیا اور عمل کرا کر بھی دکھایا۔ کیونکہ کتاب کا پڑھنا اور اس کے مطالب منشا سے آگاہ کردینا کوئی بڑا کام نہیں جبتک کوئی ایسی بات نہ ہو۔ کہ عمل کرنیکی روح پیدا ہوجاوے کتاب کا پڑھنا بھی ضائع ہوجاتا ہے جبکہ کوئی سننے کے لیے طیار نہیں جبتک پڑھنے والا خود نہیں سمجھتا دوسروں کو سمجھا نہیں سکتا۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ پہلے تعلیمات صحیحہ آحادیث پھر انکو پہونچایا جاوے اور سمجھایا جاوے کہ کیسے عمل درآمد ہوتا ہے یا خود کرکے دکھایا جاوے یہ ضروری مرحلہ ہے۔ غور کرکے دیکھو کہ کیا یہود کے سامنے ایک بڑا بھاری انبار کتاب کا نہ تھا۔ کیا مجوس کے پاس کتابیں نہ تھیں کیا عیسائی اپنی بغل میں کتاب مقدس مارے نہ پھرتے تھے اور کیا انمیں عمدہ باتیں بالکل نہیں تھیں اور ضرور تھیں۔ مگر انمیں اگر کچھ نہ تھا تو صرف یہی نہ تھا کہ ان پر عمل کرادینے والا کوئی نہ تھا۔ جب تک ایک روح اس قسم کی نہ آوے جو انسان کو مزکی بنادوے۔ اسوقت تک انسان ان تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ باقی آیندہ

خلافت راشدہ کا تیسرا اڈیشن

خدا کا شکر ہے کہ خلافت راشدہ کا دوسرا اڈیشن ایک ہی مہینہ کے اندر ختم ہوگیا + کتاب کی قیمت حضرت مصنف کی عام فیاضی کیوجہ سے کم کردی گئی تھی۔ لیکن ہمیں کامل یقین تھا اور ہے کہ اگر اس کتاب کی قیمت عا بھی ہوتی تو بھی یہ اسی عزت و احترام سے خریدی جاتی جس شوق اور دلچسپی کے ساتھ اسے خریدا گیا ہے۔ فاضل مصنف اور خاکسار پبلشر کے پاس جسقدر خطوط کتاب مذکور کی خوبیوں کی تعریف اور شکریہ کے پہونچے ہیں۔ اگر فاضل مصنف کا استغنا اور حیا مانع نہ ہوتا جو مومن کے اعلی درجہ کے ایمان کا نشان ہے اسکو خودستائی کے ضمن میں داخل نہ سمجھا جاتا تو ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں کہ ان خطوط کے اندراج کے لیے الحکم کی ایک مہینہ کی اشاعتیں

ہجرۃ

قرآن شریف میں اللہ جل شانہ نے ہجرۃ کے لفظ پر بڑا زور دیا ہے اور ایک حدیث شریف سے جو اس پاک کلام کی تفسیر کرتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے ہجرت کرتا ہے قرآن شریف کے متعدد مقامات پر ہجرۃ کرنے والوں کے لیے بڑے بڑے مدارج اور مراتب کا وعدہ دیا گیا ہے

ہم دیکھتے ہیں اور تاریخ شہادۃ دیتی ہے کہ وہ اسی دنیا میں صحابہ کی برگزیدہ قوم کے حق میں پورے ہو کر ہمیشہ کے لیے خدا تعالےٰ کے اس کلام پاک کے مصدق ٹھیرے ہیں +

قرآن شریف کے اس وعدہ اور صحابہ کے حق میں اس کے پورا ہونے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہجرۃ کامل کے بدون کوئی انعام مل سکتا ہی نہیں + چنانچہ دیکھلو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند خلافت پر بلا فصل جس صادق انسان کو جگہ ملی وہ اول المہاجرین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کیا اللہ تعالےٰ قادر نہ تھا کہ قریش یا انصار میں سے کسی اور کو خلیفہ بنا دیتا اور ایک عظیم الشان مثال اور رنگ قائم کرتا۔ بظاہر انصار پیارا لفظ ہے اور حقیقت میں خدا کے مرسل و مامور کی تائید اور نصرت میں حصہ لینے والا بڑا ہی خوش قسمت اور سعید انسان ہوتا ہے خصوصاً وہ جنھوں نے سید الرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی اور مہاجر بظاہر (چھوڑنے والا) ایسا دل خوش کن لفظ نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مہاجر کو انصار پر مقدم رکھا ہے انصار سے خلیفہ نہ ہونا خدا تعالےٰ کے کلام اور اس سنت پر مہر لگاتا ہے کہ کوئی انسان جب تک ہجرۃ نہ کرے وہ خدا کے مقرر کردہ درجوں اور فضیلتوں کو پا نہیں سکتا۔

قرآن شریف چونکہ ابد الآباد کے لیے ہے اس لیے خدا کا زندہ اور مبارک کلام ہر زمانہ میں زندہ اور مبارک رہنا چاہیے اس کے حقائق اور صداقتیں ہر وقت یکساں نتائج اور اثر رکھنے والی ہونی ضروری ہیں ۔ اس لیے آج بھی مہاجر کے لیے وہی مدارج اور انعام موجود ہیں ۔ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز حضرت احمد قادیانی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح موعود کر کے دنیا میں بھیجا ہے تا وہ پھر ہجرۃ پر ملنے والے انعامات کا نمونہ دکھلائے۔ چنانچہ آپ نے ظاہر کیا ہے کہ میرے وہ ہیں جو ہجرۃ کر کے میرے پاس بیٹھے ہیں اور پھر یہاں تک بھی لکھدیا ہے کہ کم از کم جو شخص اتنا ارادہ نہیں رکھتا کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں قادیان میں جا کر رہوں تو وہ ابھی کمزور ہے۔ مگر میں اسکو عام معنی میں لینا چاہتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ مفہوم کے موافق یہی معنی کرتا ہوں کہ مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی منہیات کو چھوڑتا ہے۔

مامور من اللہ کی صحبت میں رہنا اور دنیا اور دنیا کے مفاد پر لات مار کر چلے آنا یہ آسان بات نہیں یہ ہجرۃ کے مدارج ہیں ہجرۃ کی ابتدا اسی سے شروع ہوتی ہے اور پھر یہ کہ اللہ تعالےٰ کی منہیات کو چھوڑ دے اور علاوہ بریں چونکہ خدا تعالےٰ ہجرۃ کرنے والوں کو بڑے بڑے مدارج دینے چاہتا ہے اس لیے ضروری تھا کہ ہر ایک سچا مہاجر جو منہیات سے ہجرۃ کرتا ہے مہاجر قرار پا کر خدا تعالیٰ کے انعامات سے حصہ لے۔

وہ ہجرۃ جو وطن کو چھوڑتا ہے وہ تمہید ہوتی ہے اس ہجرۃ کی جو روحانی ہجرۃ کہلاتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کے چھوڑنے سے پوری ہوتی ہے۔

ابتدا میں انسان کو اپنے وطن اور دیگر محبوبات کو چھوڑنا سرخ موت سے بھی بڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ خدا تعالےٰ کے ایک مامور و مرسل اور خلیفہ کے لیے اعلیٰ درجہ کے مکانوں کو چھوڑکر تنگ جھونپڑوں میں رہنا گوارا کرتا ہے تو وہ قادر ہو جاتا ہے اس بات پر کہ نفس کی دوسری محبوبات و مرغوب چیزوں کو جو گناہ کی صورۃ میں اسے اچھی معلوم ہوتی ہیں چھوڑ دے۔ یہی وہ ہجرۃ ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ ہر مسلمان سے چاہتا ہے اور مامور آکر جس کی بنیاد رکھ دیتا ہے۔

جسطرح پر روزہ سے ایک نمونہ دکھایا ہے۔ کہ انسان اپنے منہ کو کھانے پینے اور شہوات کے بر لانے سے اپنے دوسرے اعضا کو باوجودیکہ تمام چیزیں اسکو جائز طور پر میسر آسکتی ہیں ۔ روکتا ہے۔ تو پھر کیوں یہ حرام چیزوں کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہو سکتا ۔ روزہ انسان پر ایک حجت ہے خدا کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنے کے لیے عمدہ عمدہ قسم کے کھانے اور ٹھنڈے شربت موجود ہیں مگر یہ محض اس لیے کہ خدا نے منع کیا ہے ان کو ایک وقت مقررہ تک استعمال نہیں کرتا پھر وہ کونسی چیز محرک اور باعث ہو سکتی ہے کہ یہ کسی کا مال چرا کر استعمال کرے ؟۔

جیسے روزہ ایک سلم ہے ویسے ہی ہجرۃ بھی ایک سلم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے جانشین کے لیے ہجرۃ کرتا ہے اور درشت اور سخت زندگی بسر کرنے پر قناعت کرتا ہے۔ وہ کیوں منہیات کو چھوڑنے پر قادر نہیں ؟ ہے اور ضرور ہے

پس ہماری جماعت اس نمونہ کو مد نظر رکھے جو خدا کے کلام اور کام نے دکھایا ہے کہ مہاجرین کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا وعدے کیے اور انھوں نے کیا فیض اٹھائے۔ اگر مسیح موعود کسیکو کوئی حکم دے تو اسکا

فرض ہے کہ وہ انشراح صدر کے ساتھ اس عسجالی ہجرت کے اختیار کرنے کو طیار ہو جاوے اگر وہ خدا کے ہاں مدارج اور انعام لینا چاہتا ہے جیسے اول المہاجرین حضرت **مولوی حکیم نورالدین صاحب** ترک وطن کا حکم دیا آپ نے فوراً قبول کر لیا۔ مولوی صاحب نے بھیرہ میں ایک عظیم الشان مکان بنوایا تھا بارہ ہزار روپیہ اُسپر لگانے کی ٹھانی تھی۔ ابھی پورے طور پر وہ مکان طیار نہ ہوا تھا۔ میں حضرت امام کے حضور موجود تھا جاڑہ کا موسم تھا مولوی صاحب چلتی ہوئی ملاقات کو آئے تھے رات کو حضرت امام کو وحی ہوئی کہ مولوی صاحب کو ہجرت کرنی چاہیے چنانچہ صبح کو مولوی صاحب کو سنایا کہ ہجرۃ کرو اور وطن نہ جاؤ۔ یہ **صدیق کا فرزند** کوئی چگونگی درمیان نہ لایا۔ مکان خراب ہوا مگر یہ مرد خدا نہیں گیا۔ پس اس قسم کی ہجرت کرو۔

اور پھر وہ ہجرۃ جو حقیقۃ الحقائق ہے ساری جماعت سے مطلوب ہے تم حاضر ہو کر قوموں کے درمیان تم نشانہ ہو چکے زمین کے فرزند کہتے ہیں کہ تم کب تباہ ہو اور آسمان دیکھتا ہے کہ تم شہداء علی الناس ہوتے ہو یا نہیں؟ پس اگر خدا کے محرمات کو چھوڑ نہ دیا اور آسمان کیلیے کوئی نمونہ نہ دکھایا تو بتاؤ دنیا کی نفرین کے سوا اور تم نے کیا پایا؟ اس لیے ضروری ہے کہ تم اپنے چال چلن اور پاک نمونوں سے ثابت کر دو کہ تم وہ مہاجر ہو جن کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر وہ ہے جو منہیات الٰہیہ سے ہجرۃ کرے۔ خدا کرے کہ تم سچے مہاجر بنو تا خدا کی برکتیں تم پر نازل ہوں اور تم دنیا پر گواہ ٹھیرو اور امام تم پر گواہ ہو

آمین

خلاصہ خطبہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سلمہٗ

ڈائری کا اقتباس

ایڈیٹر کے اپنے طرز و الفاظ میں

مسیح مجھ سے ہے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ایک کھلی چٹھی کا خلاصہ شائع کیا گیا ہے جو امریکہ کے مشہور **مفتری الیاس ڈاکٹر ڈوئی** کے نام مقابلہ کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس میں حضرت **حجۃ اللہ** کا ایک یہ فقرہ بھی تھا کہ **میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے**۔ اسپر ۳ ستمبر ۱۹۰۱ء کی شام کو بعد نماز مغرب جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے معمول کے موافق مسجد میں تشریف رکھتے تھے جناب **میرزا نیاز بیگ صاحب** کلانوری نے دریافت کیا کہ اسکا کیا مطلب ہے فرمایا **مسیح مجھ سے ہے** اس کے یہ معنے ہیں کہ مسیح کی صداقت مجھ سے ثابت ہوئی ہے اور اس لحاظ سے گویا مسیح کا نیا جنم ہوا ہے"

حضرت حجۃ اللہ کا یہ ارشاد کیسا صحیح اور درست ہے۔ مسیح جسم اور روح دونوں لحاظ سے مرچکا تھا۔ خدا کے صلوٰۃ اور سلام ہوں اس مسیح موعود پر جس نے اُس کی حقیت کو دوبارہ زندہ کیا۔ یہ ایک عظیم الشان نشان اور معجزہ ہے جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے۔

مسیح کو جبکہ ملعون قرار دیکر مردوں میں ڈالا گیا تھا + آج انیس سو برس کے بعد اس برگزیدہ رسول نے اسکی بریت ثابت کی اور اُسے **لعنۃ کی موت سے** بچایا کیا یہ **مسیح کا احیا نہیں**؟ مانا جاتا تھا کہ وہ ملعون ہو کر ہاویہ میں رہا۔ مگر اس مسیح موعود نے اپنے **قدسی انفاس سے** اُسے حیات طیبہ عطا کی جبکہ یہ ثابت کر کے دکھا دیا کہ وہ اپنی طبعی موت سے مرا ہے یعنی موت سے اور روح دوسرے آسمان پر اور خاکی جسم کشمیر جنت نظیر میں دفن ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق **اِنّی مُتَوَفِّیکَ** سے فائدہ اٹھا کر مرفوع الی اللہ مطہر ہوا ہے۔

ناواقف اور جاہل لوگوں نے اُسے خدائی کی کرسی پر بیٹھا کر جہنم کا ایندھن بنانا چاہا تھا مگر حضرت مسیح موعود نے براہین اور حجج سے ثابت کیا کہ وہ خدا کا ایک رسول ہے اور اسطرح پر گویا مسیح کی شفاعت کی ہے۔ غرض جس قدر الزام حضرت مسیح یا حضرت مریم پر متعصب یہودی اپنے عناد سے یا خوش اعتقاد عیسائی اور مسلمان اپنی جہالت سے نادان دوست بنکر لگاتے تھے ان سب سے اُنکو بچایا۔ کیا اب بھی نہ مانا جاوے گا کہ حضرت مسیح حضرت مسیح موعود سے ہے اور حضرۃ مسیح موعود نے مسیح کو زندہ کیا اور مسیح کے لیے شفیع کا کام دیا؟

کاتب ہٰذا

کیا مسیح نے جھوٹھ کہا

شاہ پور کے ضلع میں کسی نئے مخالف نے جنم لیا ہے جنکا نام غالباً مولوی یار محمد ہے اسکی کوئی مطبوعہ کتاب **مراۃ الحق** اور کچھ قلمی اوراق عربی زبان میں آئے تھے انکا ذکر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے کیا اور اس کے رسائل کا خلاصہ بیان کیا جنمیں سے وفات مسیح بھی تھا حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ تعجب ہی ہے ان لوگوں نے مسیح کی نسبت یہ عقیدہ رکھا ہوا ہے کہ وہ مردے زندہ کیا کرتا تھا اور بعض پرندوں کا خالق بھی تھا۔ عالم الغیب اور شافی بھی تھا اور پھر یہ بھی مانتے ہیں کہ وہ صاف آسمان پر چلا گیا ان لوگوں سے پوچھنا چاہیے کہ اس کی موت کی خبر اور پیشگوئی کہاں ہے؟ حالانکہ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح سے پوچھے گا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو خدا بنالو

حضرت مسیح اس سے اپنی بریت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے نہیں کہا۔ اور پھر یہ کہتے ہیں فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ لیکن اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب کہ حضرت مسیح کو قیامت سے پہلے آسمان سے اُترنا تھا تو پھر قیامت میں اُنکا یہ جواب تو دروغ گویم بر روئے تو کا مصداق ہوتا ہے؟ انکو چاہیے تھا کو وہ یہ کہتے کہ یا اللہ تو نہیں جانتا کہ میں چالیس برس تک خنزیروں کو مارتا رہا ہوں + اور صلیبوں کو توڑتا رہا ہوں فلاں کافر مارا۔ فلاں مشرک قتل کیا فلاں صلیب پرست کا سر قلم کیا۔ یہ جواب انکو تو دینا چاہیے تھا اب وہ جو اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں تو ہمارے مخالف بتائیں کہ کیا **جھوٹ بولتے ہیں؟** شاید ان مخالفوں کے عقیدہ کے موافق انھوں نے جھوٹ ہی بولا ہوگا جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے پھر آگے فرمایا قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ + غرض سورہ مائدہ کا آخری رکوع مسیح علیہ السلام کی وفات اور عدم نزول کے لیے عجیب ہے۔ فتدبرا

موسوی مسیح بھی چودھویں صدی میں آیا تھا

حضرت مسیح موعود نے اپنی تصانیف میں متعدد جگہ اس امر پر بحث کی ہے کہ مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا + اس لیے ضروری تھا کہ آنے والا مسیح موعود بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہو۔ اگرچہ قرآن شریف میں بھی ایک لطیف اشارہ مسیح موعود کی چودھویں صدی میں آنے پر کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ۔

چونکہ حضرت مسیح موعود کا ظہور اسی مبارک صدی پر عین وقت پر ہوا اس لیے مخالفین کو جب اور کوئی وجہ انکار کی نہ ملی تو یہی کہنا شروع کیا کہ مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں نہیں آیا تھا چنانچہ گولڑوی نے بھی اس مسئلہ پر اپنی تاریخ دانی کا ثبوت دیا ہے اور پردہ دری کرائی ہے وہ مانتا ہے کہ مسیح ابن مریم حضرت موسیٰ کے بعد سولھویں صدی میں آئے تھے

دروغگورا تا بخانہ اش باید رسانید کا مضمون صحیح ثابت کرنے کے لیے حضرت اقدس نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کو جو عبرانی کے فاضل ہیں حکم دیا کہ وہ کسی یہودی کی تحریر اس معاملہ میں حاصل کریں چنانچہ بمبئی کے ایک یہودی فاضل نے اپنے خط میں (جو ۳ ستمبر کی شام کو مفتی صاحب نے سنایا) اعتراف کیا ہے کہ مسیح ناصری حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ۱۲۷۲ میں پیدا ہوئے اب وہ خط محفوظ موجود ہے اور مناسب مقام پر حضرت اقدس اسے شائع کریں گے۔ اب اگر بقول عیسائیاں ۳۰ سال اور انہیں شامل کر لیے جاویں تو مسیح کی دعوت کا سال ۱۳۰۲ ہو جاتا ہے

جو چودھویں صدی کا سر ہے

اب دیکھیں گے کہ گولڑوی اس ندامت سے کیا فائدہ اُٹھاتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے جو نشان قائم کیے ہیں کوئی نہیں جو انکو جھُٹلا سکے خدا کی باتوں میں تغیر نہیں ہوتا + اے دانشمندو! غور کرو کہ انہیں تمھارے لیے آیات ہیں

مسیح ناصری کی موت کا اعلان یورپ میں

آخر کار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مسیح ناصری کی موت کا اعلان یورپ میں کرنے کے لیے مجوزہ اشتہار لکھدیا جس کا ذکر الحکم میں اشاعت پا چکا ہے حضرۃ اقدس نے اردو مسودہ ترجمہ کے لیے جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کو دیدیا ہے + یہ اشتہار دس ہزار شائع ہوگا۔ اس میں مسیح موسوی(ع) کی قبر کا نقشہ اور زندہ مسیح محمدی موعود کی تصویر بطور تبلیغ دی گئی ہے دنیا میں یہ پہلا اور عجیب نظارہ ہے؎

اکیطرف ہے شعلۂ دل اکیطرف ہے آفتاب

انگریزی میں طبع ہو جانے کے بعد الحکم میں انشاء اللہ تعالےٰ ترجمہ چھاپ دیا جاوے گا۔

فی الحال اُسکا کسی قدر خلاصہ دیدینا ہی کافی ہے اس اعلان میں حضرت اقدس نے اس عظیم الشان علمی دریافت کی خبر اہل یورپ کو پہونچائی ہے جو آپ ہی کے ساتھ مخصوص تھی یعنی یہ کہ مسیح ابن مریم صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب پر سے زندہ اتار لیے گئے اور پھر مرہم عیسیٰ کے ذریعے اُن صلیبی زخموں کا علاج کیا گیا۔ آخر کار آپ نے کشمیر میں آکر وفات پائی اور محلہ خانیار شہر سری نگر میں مدفون ہوئے + مختصر طور پر حضرت اقدس نے ان دلائل کی طرف ایما کر دیا ہے جو اس قبر کے مسیح کی قبر ہونے کے متعلق ہیں اور آخر میں اہل یورپ کو یہ بشارت دیتے ہوئے کہ مسیح موعود نازل ہو گیا ہے اپنی تصویر دی ہے۔

ندوۃ العلما کے نام خط

ناظرین الحکم کو یاد ہوگا کہ سالگذشتہ میں جب ندوۃ العلما نے حضرۃ اقدس کو دعوتی خط لکھا تھا تو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ندوۃ العلما کے نام ایک خط لکھا تھا جو الحکم میں انھیں دنوں شائع ہوگیا تھا + اور پھر انگریزی میگزین میں بھی خط طبع ہوا + اُسوقت ہم نے اس خط کو الگ چھاپ کر شائع کرنے کی تجویز کی تھی۔ اور وہ تجویز مختلف اسباب و وجوہ کی بنا پر معرض التوا میں رہی لیکن ہمنے اپنے

ایڈیٹر کو اطلاع دیں ۱۷ ستمبر سے یہ خط علحدہ پمفلٹ کی صورت میں طبع ہونا شروع ہوگا۔ اگر بقایا بالغ ۱۲ جمع ہوگئے تو پورا دو ہزار طبع ہوگا ورنہ ۴۰۰ - ہمیں کامل امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس خط کے مناسب موقع اشاعت کے لیے دست ہمت دراز کریں گے۔

عام معاملات

ہم جناب پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ فرمائی کے ازبس مشکور ہین کہ انہون نے ہماری تحریرون پر قادیان سب آفس کی ڈاک کا انتظام براہ راست ریلوے میل سروس سے کر دیا لیکن ابھی تبدیلی اوقات کی جو ضرورت محسوس ہو رہی ہے امید ہے اس پر بھی صاحب موصوف توجہ کرینگے۔ قادیان سے ڈاک بعد دوپہر روانہ ہونی چاہیئے اور بٹالہ سے قبل دوپہر آنی چاہیئے ۔

دربار دہلی پر مدعو ہونے والے بعض اخبارات نے جو بے صبری سے واویلا شروع کیا ہے اس پر ہم نے ایک مبسوط آرٹیکل لکھا تھا۔ لیکن معزز ہمعصر رفیق ہند مین جب اسپر ایک نوٹ دیکھا گیا تو اس آرٹیکل کے قائمقام اسے کافی سمجھا۔ چونکہ وہ نوٹ واقعات رواں کے لحاظ سے ضروری ہے ہم اسے ذیل مین درج کرتے ہین ‌+

دربار دہلی مین اردو اڈیٹران اخبار کی دعوت

گورنمنٹ نے چند اردو اخبارات کے اڈیٹران کو دربار دہلی مین شمولیت کے لئے مدعو فرمایا ہے۔ یہ لوگ کرایہ اپنا خرچ کرینگے اور گورنمنٹ کی طرف سے صرف اتنی مہمانی ہوگی کہ رہائش کے لئے خیمے اور سواری اور خشک رسد دو چار دن کے لئے مفت ہوگی۔ صرف اتنی بات نے بعض صاحبون کو (جو مدعو نہین ہوئے) اُن لوگون کے خلاف سخت جوش پیدا کر دیا ہے۔ جو گورنمنٹ کی طرف سے مدعو ہوئے ہین "رشک" کی تعریف یہ ہے کہ بغیر دوسرے کے زوال نعمت کا خواہشمند ہونے کے آدمی خود اس کے ساتھ ہم رتبہ بننا چاہی اور "حسد" کی تعریف یہ ہے کہ دوسرے کو اس رتبہ پر پہنچا ہوا دیکھکر دل مین جلن پیدا ہو اور یہ خواہش کی جاوے کہ دوسرا اس منصب سے گرا دیا جاوے۔ اگر دربار دہلی مین مدعو ہونا بعض سبک خیال لوگون کے نزدیک کوئی بہت بڑا منصب منیع اور پایگاہ رفیع سمجھا گیا ہے تو رشک کا کوئی مضائقہ نہتھا خود اپنے لئے بھی یہ کوشش کی ہوتی کہ مہمانی کا ٹکٹ حاصل ہو جائے لیکن جو بھائی بند مدعو ہوئے ہین۔ ان کو خفیف اور سبک الفاظ مین یاد کرنا اور ان کی ناقابلیت ثابت کرنے کے لئے اپنے اخبارات کے کالم سیاہ کرنے۔ اور اپنے دل کے جلے پھپولے پھوڑنے اور گورنمنٹ کے انتخاب پر ایسے سخت الفاظ مین لے دے کرنا ایک نہایت سبک اور اوچھی کارروائی ہے۔ بالخصوص آودھ اخبار۔ آگرہ اخبار اور وکٹوریا پیپر اور سول اینڈ ملٹری نیوز جیسے سربرآوردہ اور معزز اور ہردلعزیز ہمعصرون کی نسبت جن الفاظ کے ساتھ بعض کوتاہ نظرون مین تذکرہ کیا گیا ہے اس سے ہماری سخت دل آزاری ہوئی ہے۔ کیا یہی طریقہ ہے جس سے تمام ملک وقوم کو اتحاد و اتفاق کا لکچر دینے والے اپنے باہمی اتحاد کا نمونہ ملک کو دکھلا رہے ہین!! اور کیا یہ اُسی سیر چشمی اور استغناء اور سلف رسپکٹ کا ثبوت ہے جسپر اخبار نویسون کا فرقہ فخر کیا کرتا ہے کہ چند وقت کی خشک رسد ملنے اور گاڑی کی سواری ملنے پر اتنا طوفان شور و غوغا برپا ہو رہا ہے کہ "حضور! خدا کے واسطے ہمین یہ نعمت عطا فرمائی جائے۔ اور ہمارے فلان بھائی بند کے حال پر یہ نزول رحمت نہو کیونکہ ہم بڑے قابل ہین اور وہ سخت ناقابل !!! - برادرانہ ارتباط و اتحاد کے تعلقات اس امر کے متقاضی تھے کہ (اگر اس دعوت کو کوئی بہت بڑی نعمت عظمیٰ سمجھا گیا تھا تو) جن صاحبان کو مدعو کیا گیا ہے اُنکو مبارکبادین دی جاتین اور کل اڈیٹران اخبارات کی طرف سے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا جاتا کہ ہمارے بھائی بندون مین سے چند کے سر پر تاج اعزاز اس موقع پر رکھا گیا ہے نہ یہ کہ آپس مین ہی خانہ جنگی شروع ہو جاتی۔ ہمارے معزز اور لائق ہمعصر صاحب اخبار ہندوستانی لکھنؤ نے کمال متانت اور سنجیدگی کیساتھ رائے ڈالی ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اڈیٹران اخبار کی شان اس امر سے بہت ارفع اور اعلیٰ ہے کہ وہ دربارون مین داخلہ کو اپنے لئے عزت کا معراج سمجھین اور درباری ٹکٹون کے لئے گداگری کرتے پھرین +

خریداران الحکم توجہ فرماوین

سال رواں مین سے آٹھ مہینے گذر چکے ہین اس وقت تک کل خریدارون کی قیمت دفتر الحکم مین پہنچ جانی چاہیئے تھی مگر ابھی تک بہت سے خریدار باقی ہین جنھون نے اپنے ذمگی حساب کو بیباق نہین کیا بروقت قیمت نہ پہونچنے کی وجہ سے اخبار کے چلانے مین بسا اوقات مشکلات پیش آجاتی ہین اس لئے مین اس نوٹ کے ذریعہ ان تمام خریدارون کو متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جنکے ذمہ کچھ بھی باقی ہے وہ فی الفور بھیجدین ورنہ مطبع کی

انبیائے کرام کی تعداد اور انکی بعثت کے مقامات

(اس عنوان سے مصری اخبار المنار نے اسلام پر لکچر نمبر ۳ شایع کیا ہے جسکا ترجمہ علیگڈہ گزٹ مین طبع ہوا ہے ہم اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لئے اسے ذیل مین نقل کرتے ہین اور اتنا اور بڑھانا چاہتے ہین کہ قرآن کریم مین جسقدر انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کئے گئے ہین وہ وہ نبی ہین جنکے ممالک ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپکے جانشینون کے تحت حکومت آجانے والے تھے اور یون وہ قصص نبی کریم صلعم کی پیشگوئیان ہین۔ ایڈیٹر)

انبیائے کرام علیہم السلام جو دنیا کی ہدایت کے لئے ابتدائے آفرینش سے لیکر خاتم النبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک مبعوث ہوئے ہین انکی تعداد کی نسبت ایسی بیشمار حدیثین روایت کی گئی ہین جن سے استناد نہین کیا جا سکتا کیونکہ وہ غالباً ضعیف اور موضوع ہین انمین زیادہ صاف اور واضح وہ حدیث ہے جسکو احمد اور طبرانی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے سماء مین ابی امامہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی تعداد کس قدر ہے؟ آپنے فرمایا کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار جن مین تین سو پندرہ رسول ہین حاکم اور بیہقی نے جو روایت ابی ذر سے کی ہے اُس مین مرسلین کی تعداد تین سو تیرہ ۳۱۳ ہے حاکم اور ابن سعد کے نزدیک انس کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی تعداد آٹھ ہزار ہے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس سے مراد مرسلین ہین۔ اور جابر کی ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین ایک ہزار یا زیادہ پیغمبرون کا خاتم ہون چونکہ اس قسم کی ضعیف اور موضوع حدیثون پر کچھ اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے علماء نے تعداد انبیاء کے مسئلہ مین سکوت کا حکم دیا ہے کیونکہ ایک خاص تعداد کا قائل زیادہ کی نفی کرنیوالا ہے۔ پس جو شخص انبیا کی ایک خاص تعداد کا قائل ہوگا جس مین زیادتی ہونا ممکن ہے تو گویا کہ وہ ان انبیاء کرام کی تکذیب کرنیوالا ہوگا جو اس تعداد سے زیادہ ہین سکوت کی وجہ جو ہمارے علماء نے بیان کی ہے وہ یہی ہے مگر اس سے بھی زیادہ قوی حجت یہ ہے کہ بغیر علم کے خدا کی نسبت کوئی بات کہنا سراسر افترا اور اعتقادی امور مین محض گمان کی پیروی ہے وان الظن لا یغنی من الحق شیئًا حالانکہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا ہے۔ منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک پس ہمکو وہی تعداد کافی ہے جسکا بیان قرآن مجید مین فرما دیا ہے اور جن انبیاء کا قرآن مجید مین ذکر آیا ہے اس پر تفصیلی ایمان لانا واجب ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: -

وتلک حجتنا اٰتینٰھا ابراھیم علٰی قومہ نرفع درجٰت من نشاء ان ربک حکیم علیم ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب کلاً ھدینا ونوحًا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسٰی وھارون وکذالک نجزی المحسنین وزکریا ویحیٰی وعیسٰی والیاس کل من الصٰلحین واسمٰعیل والیسع ویونس ولوطًا وکلًا فضلنا علی العٰلمین ✦

”اور یہ ہماری سمجھائی ہوئی دلیل تھی جو ہم ابراہیم کو انکی قوم کے قائل معقول کرنیکے لئے بتائی ہم جسکو چاہتے ہیں اُسکے مرتبے بلند کر دیتے ہین اے پیغمبر بیشک پروردگار حکمت والا اور سب کچھ جانتا ہے اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا دو فرزند عطا فرمائے ان سب کو ہم نے راہ راست دکھلائی اور انہی کی نسل مین سے داؤد ع اور سلیمان ع اور ایوب ع اور یوسف ع اور موسیٰ ع اور ہارون سب کو ہم نے راہ راست دکھائی اور خلوص دل سے نیک کام کرنیوالون کو ہم ایسے ہی صلے عطا فرمایا کرتے ہین اور علی ہذالقیاس زکریا ع اور یحییٰ ع اور عیسیٰ ع اور الیاس کو کہ یہ سب ہمارے نیک بندون مین سے ہین اور اسمٰعیل ع اور الیسع ع اور یونس ع اور لوط ع ان سب کو ہم نے راہ راست دکھائی اور سب کو دنیا جہان کے لوگون پر برتری دی تھی“

پس نبوت اور رسالت کی بھی وہ تفصیل ہے جسکی وجہ سے انبیاء تمام لوگون پر فضیلت رکھتے ہین انبیاء کرام کے یہ نام اسی طرح پر ایک دوسرے کے ساتھ متصل وارد ہوئے ہین اور خدا فرماتا ہے ”واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقًا نبیًا“[1] اور مرسلین کے قصون کے بیان مین فرماتا ہے ”والی عاد اخاھم ھودًا“ ”والی ثمود اخاھم صالحًا“ ”والی مدین اخاھم شعیبًا“[2] اور نیز فرماتا ہے ”واذکر اسمٰعیل والیسع وذا الکفل وکل من الاخیار“

انبیاء کے اس سلسلہ مین ذوالکفل کا ذکر بھی فرما دیا ہے اور سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے جو سلسلہ نبوۃ کے شروع کرنیوالے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اس سلسلہ کو ختم کرنیوالے ہین سبکا ذکر آ گیا ہے کیونکہ ان دونون کا ذکر قرآن مجید مین مفصل کیا گیا ہے

ان انبیاء کرام کی تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام یا ان مین سے بلاد عرب یا اُس کے متصل شام۔ عراق اور فلسطین مین مبعوث ہوئے تھے اور زمین کا یہ چھوٹا سا ٹکڑہ جو جزیرہ نما ہے اور بحر ہند اور بحر احمر اور بحر متوسط سے محدود ہے آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء و مرسلین کی ولادت گاہ رہا ہے گویا کہ خدا نے تمام اپنی مخلوق کو گمراہی مین چھوڑ کر صرف انہین ممالک کے باشندون کو ہدایت کے لئے مخصوص کیا تھا غرضیکہ نبوت اور رسالت کو صرف اسی قطعہ زمین پر محدود کر دینے سے مذہب پر ملحدون کا نہایت سخت شبہ وارد ہوتا ہے چونکہ اُنھون نے یہود و نصاریٰ کی کتابون مین دیکھا ہے کہ ان کے نزدیک انبیاء کا سلسلہ صرف فلسطین اور شام اور اسکے قرب و جوار مین محدود ہے تو انہون نے ان ممالک کے باشندونکی طبایع اور اُن کے اخلاق و عادات سے بحث کی اور یہ شبہ پیش کیا کہ ان ممالک کے باشندون مین جو خواص ہین ان مین مذہبی دعوت قائم کرنے اور مذہبی حکومت اور روحانی ریاست کی بنیاد ڈالنے کی استعداد ہے اور جو عوام ہین انمین دعوت کے قبول کرنیکی قابلیت ہے اسی وجہ سے ان ملکون مین بیشمار ادیان اور مذاہب اور فرقے پیدا ہو گئے ہین جو دنیا کے کسی دوسرے حصے مین نہین پاتے جاتے ✦

مگر جو شخص قرآن مجید کو سمجھتا ہے اُس کے دل مین اس قسم کے شبہات اور خطرات ہرگز پیدا نہین ہو سکتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین صاف فرما دیا ہے[3] فی الواقع ہم ہی نے تم کو

انا ارسلناک بالحق بشیرًا ونذیرًا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر	خوشخبری سنانیوالا

---

[1] اور قرآن مین ادریس کا مذکور بھی لوگون سے بیان کر کہ وہ بھی بڑے سچے بندے اور پیغمبر تھے ✦

[2] اور ہم ہی نے قوم عاد کی طرف انکے بھائی ہود کو بھیجا اور ہم نے قوم ثمود کے بھائی صالح کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم ہی نے مدین والون کی طرف ...... انکے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ سلے اور اسمٰعیل اور یسع ذوالکفل کو بھی یاد کرو اور یہ سب بھی نیک بندون مین ہین

اور عذاب خدا سے ڈرانیوالا بناکر بھیجا اور کوئی امت ایسی نہین کہ اس مین کوئی ڈرانیوالا نہ گذرا ہو ۔

یہ آیت اس مسئلہ مین قول فیصل اور نص قطعی ہے کہ خدا کی رحمت اور آسمانی ہدایت ایک عام عطیہ ہے جس سے تمام قومون کو حصہ ملا ہے اور روئے زمین کی کوئی قوم اس سے محروم نہین رہی اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ اس مجمل ذکر مین جو قرآن مجید مین انبیاء اور مرسلین کی نسبت کیا گیا ہے کسی ایسے پیغمبر کا مذکور نہین ہے جو ہندوستان یا چین یا یورپ یا امریکہ مین مبعوث ہوا ہو۔ اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ ان آیات مین انبیاء کرام کا ذکر اس غرض سے نہین کیا گیا تا کہ ان کا اجمالی بیان ہو جائے بلکہ ان آیات مین خدا کے ان قوانین کا بیان کرنا مقصود ہے جو قومون مین انبیاء کے ساتھ جاری ہین اور اس سے غرض یہ ہے کہ مرسلین کے دل مضبوط ہون اور ان کے امتیون کو عبرت حاصل ہو خدا فرماتا ہے لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب اور نیز فرماتا ہے وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک اور یہ عبرت اور تثبیت صرف انہین پیغمبرونکے بیان سے حاصل ہو سکتی ہے جنکا حال کچھ نہ کچھ معلوم تھا یہی وجہ ہے کہ ان انبیاء کرام کا ذکر قرآن مجید مین مکرر سہ کرر آیا ہے جنکی قومون اور جن کے ملکون کا حال تفصیلی معلوم تھا اور ان کا ذکر اس قدر نہین آیا جنکا حال صرف بالاجمال معلوم تھا اس امر کے بیان کرنیکے لئے کہ خدا کی رحمت اپنے بندون کی ہدایت کے لئے پیغمبرون کے بھیجنے مین عام ہے کیونکہ تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے جن پر وہ مہربان ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے کسی ایسے پیغمبر کا ذکر فرماتے جو مثلاً ایک لاکھ برس پیشتر امریکہ مین مبعوث ہو چکا ہے اور اس کے بعض حالات جو اس کی قوم کے ساتھ ہوئے بیان کرتے تو کیا ایسی عبرت حاصل ہو سکتی جو قوم ہود اور صالح کے حالات سے جو ثمود کے ساتھ گذرے حاصل ہوئی ہرگز نہین۔ مجہول مطلق کا ذکر کچھ مفید نہین ہو سکتا بلکہ وہ غالباً تخیل اور اختراع پر محمول کیا جاتا ہے ۔

ہمکو کیا معلوم ہے شاید کونفیوشس اہل چین مین پیغمبر مبعوث ہوا ہو کیونکہ اس کی ہدایت اور حکمت کے آثار اب تک بالکل محو اور نیست و نابود نہین ہوئے یہی بات بُدھ کی نسبت کہی جا سکتی ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ ان قومون کے عقاید مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جن کی نسبت اسلام قطعی حکم لگاتا ہے کہ کسی آسمانی مذہب کے عقائد نہین ہین۔ خصوصاً بودھ مذہب مین شرک اور بت پرستی ہے اس کے جواب مین ہم کہتے ہین کہ کیا ان لوگون مین جنکی نسبت قرآن مجید نے تصریح کی ہے کہ انکا مذہب سچا اور اُن کی کتاب آسمانی ہے ایسے عقائد نہین پائے جاتے جنکو اسلام شرک اور بت پرستی بتلاتا ہے پس جسطرح تاویل اور تحریف سے ان مذاہب کے اصول و عقائد فاسد ہو گئے ہین اسیطرح ان مذاہب کے اصول و عقائد بھی فاسد ہو گئے ہون۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون۔ چونکہ زمانہ بعثت کو عرصہ دراز گذرا اس لئے راہ حق سے گمراہ ہو جانیکا گمان ہوتا ہے۔ عبرت کے نمونے ہمارے سامنے اور دائین بائین موجود ہین۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب تم نے ان قومون کے لئے جن کے گذشتہ زمانہ مین اخلاق و آداب پاکیزہ اور تہذیب شائستگی اعلیٰ درجہ کی تھی یہ بات جائز رکھی ہے کہ انہون نے یہ اپنے آسمانی مذہب سے حاصل کیا ہے تو ان وحشی قومون کی نسبت تم کیا کہہ سکتے ہو جن مین اور حیوانات مین بالطبع ضاحک ہونے کے سوا کچھ فرق نہین جیسا کہ بعض افریقہ کے حبشی یا جزائر بحر اعظم کے رہنے والے۔ اگر یہ جواب دیا جاوے کہ انمین پیغمبر مبعوث ہوئے ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ انکی ہدایت کے آثار کہان ہین اور اگر یہ کہا جاوے کہ ان مین کوئی پیغمبر نہین ہوا تو ہم دریافت کرتے ہین کہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے کیا معنے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ خداوند جلت حکمتہ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسکے وجود کا کمال تدریجی ترقی پر منحصر رکھا ہے پس وہ ان کمال کے مراتب مین سے جس مرتبہ کا مستحق ہوتا ہے فوراً اُس کو عطا ہوتا ہے وہ ہمیشہ جو کچھ حاصل کرتا ہے بقدر اپنی استعداد کے حاصل کرتا ہے۔ غرضیکہ اس آیت مین جو عموم ہے اُس مین اس قید کی رعایت کرنا ضروری ہے جو نظام عالم مین عام طور پر دیکھی اور تسلیم کی جاتی ہے جبکہ ہم یہ کہتے ہین کہ ہر ایک مومن بچہ جنتی ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ سن ولادت مین جنتی ہے پس کم سن مومن کے نہ جننے سے یہ کلیہ قاعدہ نہین ٹوٹ سکتا۔ اس بناء پر اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ ان وحشی قومون مین کوئی پیغمبر مبعوث نہین ہوا جو اسوائی الہلم کے ذریعے سے انکو راہ حق اور طریق صلاح کی طرف ہدایت کرے تو اس مین شک نہین کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مین ابھی تک حق کے سمجھنے اور برائی بھلائی کو پہچاننے کی استعداد اور قابلیت پیدا نہین ہوئی ۔

اسکے علاوہ تمدن اور شائستگی مین اُن کا ترقی یافتہ نہ ہونا اسبات پر دلالت نہین کرتا کہ ان مین ہدایت کی غرض سے کوئی نذیر مبعوث نہین ہوا۔ کیونکہ لوگ ہر زمانے مین انبیاء کی ہدایت سے صرف اُسیقدر فائدہ اُٹھاتے ہین جس قدر کہ انمین استعداد ہوتی ہے بعض انبیاء پر صرف چند اشخاص ایمان لائے جیسا کہ نوح علیہ السلام کی نسبت وارد ہوا ہے اور بعض انبیاء ایسے بھی گذرے ہین جن پر ایک شخص بھی ایمان نہین لایا جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کے قصے کے بعد فرمایا ہے ثم بعثنا من بعدہ رسلاً الی قومھم فجاءوھم بالبینات فما کانوا لیومنوا بما کذبوا بہ من قبل۔ اکثر انبیاء کرام کے آثار ممالک مشرق سے مٹ چکے ہین حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے بھی محفوظ نہین رہے حالانکہ وہ ابو الانبیاء اور خلیل اللہ ہین تمام مومن قومون مین اُنکا ذکر خیر صرف اس لئے محفوظ رکھا کہ ان قومون مین شائستگی کی ترقی ہو چکی تھی اور ان مین ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے جو پیغمبرون اور ہادیون کی قدر پہچانتے تھے اور نیز اس لئے کہ آپکے خاندان گرامی مین نبوت کا سلسلہ علی الاتصال جاری رہا پس باوجود اسکے کون شخص انکار کر سکتا ہے کہ جو پیغمبر جاہل اور وحشی قومون مین مبعوث ہوتے ہین اُن کے آثار کا محفوظ رہنا مشکل ہے مذہب نے بھی تدریجی ترقی کی ہے اور مشرق عہد ابراہیم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک اُسکی تکمیل ہوئی ہے پس تمام پیغمبر قومون کے عقاید اور اعمال و آداب اور اُن کے قومی تعلقات کی اصلاح کے لحاظ سے برابر نہین ہین۔ کیونکہ مختلف قومون اور امتونکی اصلاح کی ضرورتین مختلف ہوتی ہین بدوے بہ نسبت شہریون کے کم علم ہوتے ہین اور ان کے خیالات مین گمراہی بھی کم ہوتی ہے اور بوجہ ان کے سیدھے سادے اور عیش و تنعم سے دور ہونے سے اُن کے اخلاق و آداب مین فساد بھی کم ہوتا ہے اور نیز ان مین سوسائیٹیون کے حالات

بیعت کا کالم

منشی امام الدین صاحب لمبا گاؤں کانگڑہ
اہلیہ منشی امام الدین صاحب " "
محمد عقیل صاحب کانسٹیبل پولیس " "
مستری نظام الدین صاحب " "
منشی غلام دستگیر صاحب قادیان تحصیل بٹالہ
میان ابراہیم صاحب اٹھوال گورداسپور
میان الہ بخش صاحب " "
میان سلطان بخش صاحب " "
صالحہ بی بی زوجہ عبدالکریم صاحب راولپنڈی ملازم ورک شاپ کیمبرج شاپ
میان محمد صاحب }
برادر عبدالکریم صاحب } "
حافظ شاہ محمد صاحب ستونگ علاقہ کوئٹہ ملک بلوچستان
میان مہر الدین صاحب سیالکوٹ ظفروال
غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ مہر الدین صاحب "
حاکم بی بی زوجہ سلطان علی سیالکوٹ محلہ ارائیں یعقوب
مسماۃ بہاگن زوجہ اروڑا "
زوجہ میان جانان صاحب "
غلام فاطمہ بنت میان جانان صاحب "
برکت بی بی بنت اروڑا صاحب "
پیر بخش محمد گولیکے گجرات
عبدالاکبر طالب علم انٹرنس کلاس مشن ہائی سکول کانگڑہ
میان پیر بخش حجام سیالکوٹ
میان بوڑا حجام "
میان کریم بخش صاحب علی وال گورداسپور
... محمد فاضل صاحب مدرس گورنمنٹ سکول انبالہ
بابو نظام الدین صاحب
کلرک ڈاک خانہ قادیان

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع اہل بیت خدا کے فضل وکرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور **نزول المسیح** کی تصنیف مین از بس مصروف ہین یہ کتاب ۱۵۲ صفحہ تک کاتب لکھ چکا ہے تین پریس پر چھپ رہی ہے

(۲) حضرت حجت اللہ نے ٹیکا طاعون کے متعلق ایک زبردست اور ضروری اشتہار لکھا ہے ؛

(۳) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اب خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے تندرست ہین ۵ ستمبر ۱۹۰۲ء کے جمعہ میں آپنے ایک لطیف خطبہ پڑہا جو تجربہ آپنے اپنی بیماری کے دوران مین **ایمان باللہ** کی کیفیت اور اثر کا کیا ہے وہ اس خطبہ مین بیان کیا گیا جو اسی اشاعت مین دوسری جگہ ہمارے ناظرین پڑہینگے ؛

(۴) حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی فاضل اس ہفتہ دارالامان مین وارد ہوئے تعجب نہیں جو آپ گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی پر اپنا خیال توجہ فرماوین کہ وہ سالکان راہ ہدایت کے لئے غولِ راہ ثابت نہ ہونے پاوے

(۵) جناب سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی اور ماسٹر غلام محمد صاحب اور منشی مہتاب دین ڈرل ماسٹر سیالکوٹ سے اور مولوی جان محمد صاحب ڈسکہ سے میان محمد اسمٰعیل ماسٹر ٹیلی گراف میرٹھ سے اور منشی محمد اکبر مردان سے تشریف لائے ؛

(۶) پروفیسر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور سے تشریف لائے اور دو روز کے بعد واپس تشریف لے گئے آپ کے والد ماجد میرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور بھی تشریف لائے ہوئے ہین

(۷) مدرسہ تعلیم الاسلام کے ڈائرکٹر صاحب جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی ایما اور ہدایت سے سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام نے ایک سرکلر لیبران طالب علموں کے والدین کے نام لکھا ہے جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ

ہوس مین داخل ہین ؛

آپ حج کیون نہین کرتے

شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب الحکم کی گذشتہ اشاعت مین کسیقدر بسط سے شائع ہو چکا ہے لیکن اتمام حجت اور ایک نکتہ معرفت کے لئے اتنا اور عرض کرنا ضروری سمجھا ہے کہ حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب وہ خط پڑہا گیا اور یہ اعتراض پیش کیا گیا کہ آپ کیون حج نہیں کرتے ! تو فرمایا کہ میرا پہلا کام **خنزیرون کا قتل اور صلیب کی شکست ہے** - ابھی تو مین خنزیرون کو قتل کر رہا ہون - بہت سے خنزیر مر چکے ہین اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہین ان سے فرصت اور فراغت تو ہو لے ؛

شیخ بٹالوی صاحب اگر انصاف سے کام لینگے تو امید ہے یہ لطیف جواب انہین تسلیم ہی کرنا پڑیگا ؛ کیون شیخ صاحب ! ٹھیک ہے نا! پہلے خنزیرون کو قتل کر لین!

ایک دوست کو دشمنون نے سخت تکلیف دی اور ان کی شکائتیں بھی افسرانِ بالادست سے کین جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکو وہان سے تبدیل ہونا پڑا انہون نے اسکے متعلق دعا کیلئے عرض کیا کہ اس سے دشمن خوش ہونگے یہ نہیں ہونا چاہئے اس کے متعلق جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے خدا کے ساتھ روٹھنا نہین چاہئے اور خدا تعالیٰ کا شکوہ کرنا کہ اس نے ہماری نصرت نہیں کی سخت غلطی ہے مومنون پر ابتلا آتے ہین رسول اللہ صلعم ۱۳ برس تک کیسی تکلیفین اٹھاتے رہے طائف مین گئے تو پتھر پڑے اس وقت جبکہ آپکے بدن سے خون جاری تھا آپنے کیسا صدق اور وفا کا نمونہ دکھایا اور کیا پاک الفاظ فرمائے کہ یا اللہ مین یہ سب تکلیفین اسوقت تک اٹھاتا رہونگا جب تک تو راضی ہو - امتحان کا ہونا ضروری ہے نبیون اور صادقون پر ابتلا آتے ہین حضرت مسیح کو دیکھو کہ کیسا ابتلا آیا ایلی ایلی لما سبقتنی کہنا پڑا - یہودیون نے پکڑ کر صلیب پر چڑہا دیا غرض مومن کو گھبرانا نہین چاہئے

الانوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا

صحیح جوہر عشبہ مغربی

ساس اپریلا ... کلان

ان امراض کا عروج بڑی شد و مد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اسکے غروب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خونکو ردی کردے تو اسکو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہی یہ مرض کو ڈبوتا نہین بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے جوہر عشبہ انسان کے خونکو صاف کرنیکیلئے مسئلہ حکمائے سلف و خلف کا نسخہ ہے اسکے پینے والیکا خون گندہ نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکمائے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا آلہ قرار دیا ہے یہ **جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خونکو تباہ کر کے گوناگون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اسوقت بھی ایک ذو اثر ہے جسکے استعمال سے** وجع مفاصل تیری کی خارش پھوڑے پھنسی۔ زخمونکا اندمال کرتا ہے نناریز ناصور۔ بھگندر چنبل یا جسم سے چھلکی اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر درد ہے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین تو وہ یہ عرق جان جملہ ہمیلی بیماریون سے نجات دیتا ہے سوزاک کے بعد جو ہاتھ پاؤن کے تلوون مین جلن رہتی ہے ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتون کے رحم بگاڑ اور تلوون کی درد کو بھی دور کرتا ہے ✦ **حب قبض کشا** حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہین رہ سکتے جنکو وقت پر پاخانہ نہ آئے طبیعت انکی پریشان سر مین درد منہ بدمزہ۔ زبان میلی رہتی ہے ان گولیون کے استعمال سے درد جگر نفخ قراقر دل کا دھڑکنا جسم کا پھڑکنا۔ سن ہو جانا ✦ کثرت تھوک کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتی ہے ایک گولی رات کو دودہ کے ہمراہ کہانے سے صبح اجابت بافراغت آجانیسے طبیعت بشاش جسم ہلکا انسان چست اور چالاک ہوجاتا ہے اور توانا رہ سکتا ہے **سنون مستحکم دندان ✦** یہ وہ منجن ہے کہ دانتون کو جلا دیتا ہے ✦ بخدا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہی آنکھ کی جہان گیا دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کیطرح چمکدار مضبوط اور صاف ہوجاتے ہین بدبو میل دور مسوڑی مضبوط منہ سے لیسدار رطوبت کا فور اور خون جانا رک جاتا ہے۔ چار تولہ ایک روپیہ

پتہ ــ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ

... ایک روپیہ ... اعوان منزل

صدق اللہ العلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریہ لولا الاکرام لھلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے ✦ جو خدا تعالےٰ کے رسول کی تکذیب و انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے

روغن نوری یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالےٰ مبتلائے طاعون و ہیضہ نہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ انکے بدن مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجائینگے اگر مبتلائی مرض کو دین تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالےٰ شفا یاب ہو علاوہ ازین اسکے استعمال سے تپ محرقہ۔ کہانسی ✦ متلی قے۔ اسہال پیچش (بعوض خون آنون کا آنا) خنازی بیماری۔ سوزش سینہ۔ قصور ہضم۔ چیچک ✦ نفث الدم وابتدائی سل۔ درد گوش۔ درد کان۔ ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑی پھنسیان ✦ بواسیر کے زخم رنج ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضل تعالےٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عہ **جوہر آملہ** مقوی معدہ و مشتہی و ہاضم و مصفی خون دوا دافع خارش و پھوڑے پھنسی وجع المفاصل و دمہ و سیاہ جگر وغیرہ قیمت فی شیشی صرف روپیہ آخیر ستمبر تک ✦ **کشتہ سیم یاک آتشہ** مقوی دماغ و اعصاب قیمت فی چوکی

گٹکہ سیماب مصلح شیر و مصفی خون قیمت ۸؍ محصول ذمہ خریدار

المشتہر حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ

موکل ضلع لاہور

رعایت سے ضرور فائدہ اٹھائیے!

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ع سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ تک جدید خریداران سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاویگی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جنکی فہرست ذیل مین درج ہین وہ پرانے خریداروں نصف قیمت پر دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲؍ رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۱۸۹۷ع ۸؍ حضرت اقدس کی تقریر حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۲؍ اصلاح النظر ۲؍ سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب ۴؍ تفسیر سورہ تبت ۲؍

تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئین

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ واستغفار وتقوی وطہارت جدوار خطائی کی گولیان اور عرق جسکا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا تھا طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم دیا تھا اور خدا نخواستہ طاعون کی گلٹی بغل۔ ران یا گردن کے نمودار ہو تو مرہم طاعون لگائی جاوے۔ سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولیت کے لئے گولیان اور عرق اور مرہم کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ما تقدم کیطور پر استعمال کرین قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے؀

قیمت یکصد گولی ۱۲؍ عرق شیشی کلان جو نفر تنہا ایکماہ کے لئے کافی ہوگی ۱۲؍
" دوچند " ۱؍ " " خورد ۶؍ مرہم فی ڈبیہ ۸؍

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا؀

ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ معلم بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام
حضرت قادیان دار الامان

انوار احمدیہ پریس قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۷؟

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

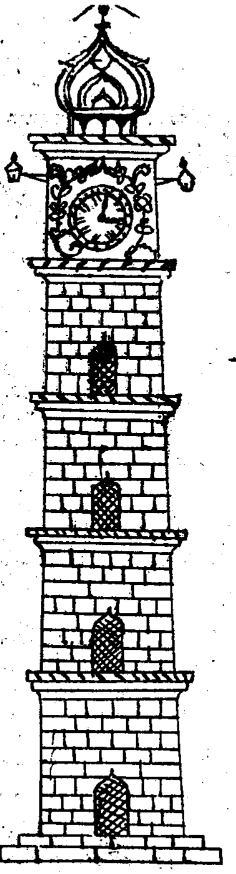

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دو ابینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۳	۱۷ر ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۴ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ	جلد ۶

تقویم احمدیہ

یعنی

دفتر الحکم کی مرتب کی ہوئی عجیب وغریب جنتری سنہ ۱۹۰۳ء اور ڈائرکٹری

خاکسار ایڈیٹر ایک جنتری کو مرتب کر رہا ہے جو سنہ ۱۹۰۳ء کی بابت دفتر الحکم سے شائع کرنیکا وہ خدا کے بھروسہ پر ارادہ کرتا ہے۔ یہ جنتری معمولی تاریخوں دنوں اور مہینوں کی جدول کے علاوہ ایک کار آمد چیز ہوگی یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک قسم کی تاریخ ہوگی + اس جنتری کے چھاپنے کا انتظام کم از کم ۵۰ درخواستوں کے آنے پر ہوگا بڑے بڑے مضامین کی اجمالی فہرست کے لیے دوسرے اشتہار کا انتظار کرنا چاہیے + سردست ہر شہر کی انجمن احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ مندرجہ ذیل امور کی بابت خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیکر مشکور فرمادیں ۱۔ انجمن کا کیا نام ہے ۲۔ کب سے قائم ہے؟ کسقدر ممبر شروع میں تھے اب کتنے ہیں ۳۔ سکرٹری کا نام۔ ۴ صدر انجمن کا نام۔ ۵۔ مختصر طور پر اغراض ومقاصد ہفتہ وار یا ماہوار جلسوں کا انعقاد۔

پیر گولڑی کی عہد شکنی پردہ دری اور چوری

اور

حضرت مسیح موعود کا عظیم الشان معجزہ

ہمہ کارش زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں پیر گولڑی کے متعلق ایک مضمون کی اشاعت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کی ناسازی طبیعت کی وجہ سے پورا نہ ہوسکا + اور اب صحت کے بعد آپ کو بعض ایسے اہم امور درپیش ہیں کہ ابھی ایک عرصہ تک اُن سے فرصت ملتی نظر نہیں آتی یعنی **خلافت راشدہ** کے تیسرے اڈیشن کی طبع کے باعث اس کی کسیقدر ترمیم اور ایزادی۔ اس لیے ہمنے مناسب سمجھا کہ ناظرین الحکم کو زیادہ عرصہ تک انتظار میں نہ رکھا جاوے اور اصل واقعات کو تازہ بتازہ پیش کردیا جاوے **پیر گولڑی** نے حال میں جو کتاب **سیف چشتیائی** شائع کی ہے اس میں اس نادان نقاب پوش فقیر نے اپنے معاہدہ کے خلاف کیا ہے جو لاہور کی شاہی مسجد کے جلسہ میں جسکو علماء اسلام کا جلسہ کہا جاتا ہے اقرار کیا تھا اور سب نے متفق ہوکر قرار کیا تھا کہ آیندہ وہ **حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود** کے مقابلہ میں نہ آئیں گے اور آپ کی تحریروں پر کوئی نوٹس نہ لیں گے + مگر جب حضرت اقدس کی طرف سے **اعجاز المسیح** پیر گولڑوی کی علمی اور عملی قابلیت کے امتحان کی غرض سے شائع ہوئی اور **فاضل امروہی** کی کتاب **شمس بازغہ** نے گولڑوی اور اس کے منہ زور غازی رفیق کی علمی پردہ دری کردی تو یہ لوگ نعل در آتش ہوگئے + اور اپنے وعدوں کا جو خدا کے گھر میں علماء کے ایک

نوٹ ۱۔ سکرٹری اور صدر انجمن کا پورا نام معہ مفصل پتا لکھنا چاہیے + **نوٹ** + یہ اطلاع ہمیں اخیر ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک ایڈیٹر کے پاس ضرور پہونچ جائیں کیونکہ تقویم میں ان امور کا بھی ایک سلسلہ اور حصہ ہے اس جنتری کی نسبت زیادہ سے زیادہ یہ رہیگی کہ اس سے بھی کم کی قدر ہے +

گروہ میں کیا گیا تھا کچھ پاس نہ کرکے اس فکر میں ہوتے کہ کسی طرح سے ان کتابوں کا جواب لکھا جاوے۔

پیر گولڑی اور اس کے رفقا کی اس عہد شکنی کے ضمن میں ہم اس امر کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت اقدس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے **انجام آتھم** میں آیندہ کے لیے مباحثہ نہ کرنے کا اقرار شائع کردیا تھا۔ چنانچہ اس **آدم آخری کو آدم اول** کے دشمن کے مثیلوں نے بار ہا چاہا کہ اس منع کیے ہوئے درخت (الشجر) کا پھل کھالے مگر کیسی عالی ہمتی اور استقلال اور **وفاء عہد** ہے کہ گالیاں سنی منظور کیں۔ قسم قسم کے نام رکھوا لینے پسند کیے مگر نہ پسند کیا تو خدا کا عہد توڑنا۔

(اے خدا کے مسیح صادق تجھ پر سلام)
تو نے سچ کہا ہے
آں روز خود مباد کہ عہد تو بشکنم

پبلک اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ لاہور میں جب گولڑوی کو اعجازی تفسیر نویسی کی دعوت دی گئی تھی تو اس حیلہ گیر نے اپنے بچاؤ اور پردہ پوشی کے لیے یہ حیلہ تجویز کیا تھا کہ تفسیر سے پہلے مباحثہ کی شرط لگا دی تھی اور اصل غرض یہ تھی کہ اگر مباحثہ منظور کریں گے تو خلاف عہد کرنیوالے قرار دیے جاینگے ورنہ اگر عہد نبھا نہیں سکیں گے تو مباحثہ میں نہ آئیں گے اور یوں ہماری پردہ پوشی ہوگی٭ + **خدا کے صادق** موعود نے **وفاء عہد** کو مقدم کیا اور اپنی شرائط کے موافق تفسیر نویسی کی دعوت اور مقابلہ کے لیے طیار رہے + جب پیر گولڑوی نے حق کو مشتبہ کرنا چاہا تو **اعجاز المسیح** کے ذریعہ اسکی **قلعی** کھولدی **اعجاز المسیح** ایک ایسا حربہ تھا جسنے گولڑوی کی خانہ ساز لیاقت کے بت کو پاش پاش کردیا اور عام طور پر معلوم ہوگیا کہ گولڑوی محض ایک گوسالہ ہے اور قرآن دانی اور عربیت سے اسے کوئی بہرہ نہیں دیا گیا اور اگر کچھ دیا گیا ہوتا تو وہ اس میدان میں کیوں پیچھے رہ جاتا جبکہ

دن کی میعاد تھی اور پھر گھر میں بیٹھکر آرام سے لکھنا تھا یا لکھانا تھا اور یہ بھی عام اجازت تھی کہ وہ جس سے چاہے مدد لے مگر ہندوستان پنجاب میں ایک بھی عالم ایسا نہ نکلا جو **اعجاز المسیح** کا مقابلہ کرتا اور کچھ اناپ شناپ بھی عربی میں لکھکر دکھا دیتا؟ **اعجاز المسیح** ابد الآباد تک خدا تعالیٰ کا

ایک زندہ نشان ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو اہل دل ہیں

اعجاز المسیح نے گولڑوی کی کلیم درویشی کو کچھ ایسا پارہ پارہ کیا کہ اسکا رفو تو اب ناممکن ہی ہوگیا مگر گولڑوی اس خیال میں رہا کہ کسی نہ کسی طرح اس داغ ندامت کو اپنے فقر و علم کے چہرہ سے دھو دے کہتا کہ **اعجاز المسیح** کے مقابلہ کے لیے کوشش نہیں کی بالکل لغو اور فضول بات ہے اسنے جان توڑ کوشش کی اور جیسا کہ اس واقعہ سے جو ہم ذیل میں لکھیں گے پایا جاتا ہے اسنے ہر چند چاہا کہ کوئی ایسی ملے جو اس ندامت کو دھونے میں اسکا مددگار ہو مگر خدائے قادر کا مقابلہ کون کرسکتا ہے؟ اعجاز المسیح کا مقابلہ نہ ہونا تھا نہ ہوا۔

آخر **مہر علی شاہ** نے اس ندامت کو دور کرنے کی ایک تجویز سوچی اور وہ یہ کہ اسے معلوم ہوگیا کہ مولوی **محمد حسن بھیں** نے **اعجاز المسیح** پر کچھ نوٹ لکھے ہیں اسلیے وہ اس فکر میں ہوا کہ ان نوٹوں کو حاصل کیا جاوے + محمد حسن کی زندگی میں تو وہ نوٹ اسکو نہ مل سکے اس کے مرنے کے بعد خدا جانے کن حیلوں اور تدابیر سے اسکی بیوہ سے ان نوٹوں کو حاصل کرلیا۔ اور انکو ہی ترتیب دیکر **سیف چشتیائی** کے نام سے **ایک رسالہ** چھاپ کر شائع کردیا۔ جو اس کی ذات فقر کی پردہ دری کا ذریعہ ہوگیا + اور پھر تعجب کی بات ہے کہ ساری کتاب انکی ہی **نوٹوں کی نقل** ہے جو صاف اور واضح الفاظ میں **چوری** ہے اور حضرت

نجم اللہ کے چند فقرات کو جو توارد کے طور پر آپ کے کلام میں آئے ہیں **سرقہ** قرار دیا۔ خدا کی شان ہے کہ جو الزام حضرت مسیح موعود کو دیتا تھا خود ہی اس الزام کے نیچے آگیا۔ سچ ہے **اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ** میں اسکی اہانت کرنے والا ہوں جس نے تیری اہانت کا ارادہ کیا۔

اس امر کا ثبوت ہم واضح طور پر ابھی پیش کرینگے مگر اس سے پہلے ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ **سیف چشتیائی** پیر جی کے حق میں بہت ہی مضر ثابت ہوئی جس نے اس کی **خیانت** اور **سرقہ** کا راز طشت از بام کردیا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ پیر صاحب **ترک حیا** سے کام لیں گے یا اپنی غلطی کا اعتراف کرکے نیک نیتی کا یوں ثبوت دیں گے کہ وہ **مسیح موعود** کے قدموں میں گر کر کہیں گے۔

یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ

بہر حال گولڑوی صاحب کی اس تمام کارروائی سے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان **نشان** ثابت ہوے ہیں

اول یہ کہ اعجاز المسیح کے ٹائٹل پیج کی پیشگوئی **وَمَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَتَنَمَّرَ فَسَوْفَ یَرَی اَنَّهٗ تَنَدَّمَ وَتَذَمَّرَ** کہ مولوی محمد حسن ساکن بھیں کا نامراد اور ناکام رہ کر وفات پاجانا بھی سیف چشتیائی کے ذریعہ ثابت ہوا کیونکہ جب محمد حسن کے نوٹ ملے تو معلوم ہوا کہ اسنے مقابلہ کے لیے قلم اٹھایا اور ارادہ کیا تھا اس اللہ تعالیٰ نے اسکو نامراد رکھا یہ چھوٹی سی بات نہیں بلکہ عظیم الشان نشان ہے جو خدا کے برگزیدہ **مسیح موعود** کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ کیونکہ محمد حسن نے جب اعجاز المسیح کے مقابلہ کا ارادہ کیا تو **اِنَّهٗ تَنَدَّمَ وَتَذَمَّرَ** کے موافق خدا تعالیٰ نے اسکا فیصلہ کردیا + اب غور طلب یہ امر ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود اس دعوی میں معاذ اللہ جھوٹے تھے اور یہ پیشگوئی بناوٹی منجانب اللہ نہ تھی تو محمد حسن نے جس کام کو

۵ یکم اپریل ۱۹۰۱ء — اِنَّهٗ تَنَدَّمَ وَتَذَمَّرَ یعنی جو شخص اعجاز المسیح کا جواب دینے کو کھڑا ہوگا اور پلنگ خوئی دکھائیگا وہ ضرور پشیمان ہوگا اور ناکام و نامراد مریگا۔

٭ اور بڑا فائدہ شرارت یہ تھی کہ محمد حسین بٹالوی جیسے کو گولڑوی نے منصف قرار دیا تھا مانا ہوا سیاہ دل دشمن ہونیکے سبب سے ضرور حضرت موعود کے خلاف فیصلہ دیگا اور یوں تفسیر نویسی کا جام ان پیالہ گولڑوی کے منہ سے ٹل جائے گا۔ منہ

شروع کیا تھا پھر وہ عام نفع رسانی اور خدا کی نصرت کا کام ہونا چاہیے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ عام نفع رساں وجود ہونیکے سبب سے حسب وعدہ الٰہی وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اور اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ محمد حسن کی پوری تائید ہوتی اور وہ اپنی اس تالیف میں بامراد ہو جاتا مگر خدا نے اسکا فیصلہ کر کے ثابت کر دیا کہ وہ نافع نہ تھا اور اعجاز المسیح کی پیشگوئی سچی نکلی۔

دوسرا نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے محمد حسن کی تحریروں کو ثبوت کے لیے قائم رکھا۔ درانحالیکہ وہ پیر گولڑی کے ہاتھ میں جا چکی تھیں اور پیر گولڑی نے ان نوٹوں کو ترتیب دیکر اپنے نام سے شائع کیا۔ اور یہ اعتراف کہیں نہیں کیا کہ مینے محمد حسن کی تحریروں کو شائع کیا ہے۔ اگر یہ ذکر کر دیتے تو شاید گولڑی کے ہمخیال مسلمان (دیرائے نام) کم از کم اس **کشتہ اعجاز المسیح** کے لیے کوئی دعا ہی کر دیتے۔ بہر حال گولڑوی کا ان تحریروں کو اپنی پردہ پوشی کے لیے ضائع نکرنا اور قائم رکھنا۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود کی تائید کا ایک نشان ہے۔

اور پھر **تیسرا نشان** یہ ہے کہ الہام اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ پورا ہوا۔ **سیف چشتیائی** (طنبور چشتیائی) میں اس مضمون چور فقیر نے بڑی دلیری اور گستاخی کے ساتھ خدا کے صادق اور برگزیدہ مسیح موعود پر سرقہ کا الزام لگایا تھا۔

وہ الزام انکو دینی تھی فقورا اپنا نکل آیا اور اس سے غرض یہ تھی کہ تا خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نشان کی بیحرمتی اور بے وقری کرے۔ مگر خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اسی رنگ میں ایک اور نشان اسی پیرا پورا کر دکھایا کہ محمد حسن کشتہ اعجاز المسیح کا سارا مسودہ اپنے نام منسوب کر لیا اور اُنکا کہیں ذکر تک نہیں کیا اب دیکھو کہ کیا یہ خدا تعالیٰ کا زبردست **نشان** ہے یا نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی طرف دو چار فقروں کا سرقہ منسوب کرنے کے ساتھ ہی خود پوری کتاب کا سارق ثابت ہو گیا۔ اور نہ صرف چور بلکہ **کذاب** بھی کیونکہ اس ساری کتاب میں یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ مسودہ مینے محمد حسن ساکن بھیں کے نوٹوں سے لیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس **مضمون چور درویش** کی رسوائی کیا ہوگی۔

پھر **چوتھا نشان** یہ ہے کہ اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۹ میں حضرت مسیح موعود کی یہ دعا درج ہے رَبِّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ اَعْدَائِیْ هُمُ الصَّادِقُوْنَ الْمُخْلِصُوْنَ فَاَهْلِکْنِیْ کَمَا تُهْلِکُ الْکَذَّابُوْنَ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ مِنْکَ وَمِنْ حَضْرَتِکَ فَقُمْ لِنُصْرَتِیْ۔ یعنی اے میرے رب اگر تو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے ہیں اور مخلص ہیں تو مجھے ہلاک کر جیسا کہ جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں تو تو دشمن کے مقابلہ پر میری مدد کے لیے کھڑا ہو جا یعنی میرے دشمن کو ہلاک کر۔

اب صاف ظاہر ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کی تائید اور نصرت کس زور شور سے ہو رہی ہے اور نصرتوں کو شاید ہمارے مخالف نہ دیکھیں مگر یہ کھلا کھلا نشان نصرت کا تو وہ دیکھ سکتے ہیں کہ محمد حسن مقابلہ کے لیے اٹھا اور اس دعا کا نشانہ ہو کر مارا گیا۔ گولڑی نے ان نوٹوں کو شائع کر کے سرقہ کا الزام لگایا۔ خود ساری کتاب کے سارق ہونے کے الزام میں پکڑا گیا اور پھر اس سے بڑھ کر اور نصرت کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی نے وہ **نوٹ** بجنسہٖ حضرت مسیح موعود کے پاس بھجوا دیے۔ حالانکہ وہ سخت مخالف گروہ کے ہاتھ میں تھے۔

پانچواں نشان۔ پیر گولڑی کو عہد شکن۔ مضمون چور۔ جھوٹ بولنے والا عربی تفسیر نویسی

سے بے بہرہ ثابت کر دیا۔ یہ خدا کے نشان ہیں پس اے قوم تو انکو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھ اور سُن۔

بنگر ای قوم نشا نہائے خدا وند قدیر
چشم بکشا کہ چشم نشانیست کبیر

اب ہم اس مضمون پر لمبی بحث کرنی نہیں چاہتے اور وہ ثبوت پیش کرتے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گولڑی نے سیف چشتیائی جو لکھی ہے وہ اسکی اپنی محنت اور دماغ کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ایک کشتہ اعجاز المسیح کے مسودوں کی چوری ہے جس سے اسکی محنت اور دماغ سوزی کی متاع کو چرایا گیا ہے۔ ہماری تو یہ رائے ہے

مضمون کے چور کو بھی حوالات چاہیئے

پیر گولڑی اور اس کے طرفدار اب بتائیں کہ انکی کیا رائے ہے

وہ ثبوت

جس سے ثابت ہو کہ گولڑی مضمون چور ہے

نقل خط

میاں شہاب الدین ساکن بھیں

پہلے ہم صفائی بیان کے لیے لکھنا چاہتے ہیں کہ میاں شہاب جنکا نام عنوان میں درج ہے یہ محمد حسن متوفی کے دوست ہیں اور علاوہ اس کے یہ اس بدقسمت وفات یافتہ کے ہمسایہ بھی ہیں اور انکی

اسرار سے واقف اور انھیں کی کوشش سے پیر مہر علی شاہ کے سرقہ کا مقدمہ پیش ہوا اور بڑی صفائی سے ثابت ہوگیا کہ اسکی کتاب سیف چشتیائی مال مسروقہ ہے اور اسمیں مہر علی کی علم اور عقل کا کچھ بھی دخل نہیں اور بجز اس کے کہ وہ اس کارروائی سے نہ صرف جرم سرقہ کا مرتکب ہوا بلکہ اُس نے اس شیخی کو حاصل کرنے کے لیے بہت قابل شرم جھوٹ بولا اور اپنی کتاب سیف چشتیائی میں اُس بد قسمت کا نام تک نہیں لیا اور بڑے زور اور دعوے سے کہا کہ اس کتاب کا میں مؤلف ہوں چنانچہ نقل خطوط یہ ہے

پہلے خط کی نقل

مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت اقدس جناب مرزا جی صاحب دام برکاتکم و فیوضکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - اما بعد آپ کا خط رجسٹری شدہ آیا دل غمناک کو تازہ کیا روئداد معلوم ہوئی - حال یہ ہے کہ محمد حسن کا مسودہ تو خاکسار کو نہیں دکھایا گیا کیونکہ اسکے مرنے کے بعد اس کی کتابیں اور سب کاغذات کرکے مقفل کیے گئے ہیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح پر جو محمد حسن نے نوٹ کیے تھے وہ دیکھے ہیں اور وہی نوٹ گولڑوی ظالم نے کتابیں منگوا کر درج کر دیے ہیں اپنی لیاقت سے کچھ نہیں لکھا اب محمد حسن کا والد وغیرہ میرے تو دشمن جانی بنگئے ہیں کتابیں تو بجائے خود ایک ورقہ نہیں دکھاتے پہلے بھی دیکھنے کا ذریعہ یہ ہوا تھا کہ جب گولڑوی نے کتابیں یعنی شمس بازغہ اور اعجاز المسیح محمد حسن کے والد سے منگوائیں اور فارغ ہو کر واپس روانہ کیں تو چونکہ وہ اہل کتب اجنبی تھا اس لیے بھولکر میرے پاس مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن کا گھر کدھر ہے مینے پوچھا کہ کیا کام ہے کہنے لگا کہ مہر علی شاہ نے مجھکو کتابیں دیکر روانہ کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے والد کو یہ کتابیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح دے آ پھر کتابیں لیکر دیکھیں تو ہر صفحہ ہر سطر پر نوٹ ہوئے ہوئے دیکھے میرے پاس سیف چشتیائی بھی موجود تھی عبارت کو ملایا تو بعینہ وہ عبارت تھی - آپ کا حکم منظور لاکن محمد حسن کا والد کتابیں نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میرے روبرو بیشک دیکھلو مگر مہلت کے واسطے نہیں دیتا خاکسار معذور ہے کیا کرے - دوسری مجھ سے ایک غلطی ہوگئی کہ ایک خط گولڑوی کو بھی لکھا کہ تم نے خاک لکھا کہ جو کچھ محمد حسن کے نوٹ تھے وہی درج کر دیے اسواسطے گولڑوی نے محمد حسن کے والد کو لکھا ہے کہ انکو کتابیں مت دکھاؤ کیونکہ یہ شخص ہمارا مخالف ہے اب مشکل ہے کہ محمد حسن کا والد گولڑوی کا مرید ہے اور اس کے کہنے پر چلتا ہے مجھکو نہایت افسوس ہے کہ میں نے گولڑوی کو کیوں خط لکھا جس کے سبب وہ سب میرے دشمن بنگئے براہ عنایت خاکسار کو معاف فرماویں کیونکہ خالی میرا آنا مفت کا خرچ ہے اور کتابیں وہ نہیں دیتے فقط

خاکسار شہاب الدین از
مقام بھیں تحصیل چکوال.

دوسرے خط کی نقل

مکرمی و معظمی و مولائی جناب مولوی عبد الکریم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد خاکسار خیریت سے ہے آپکی خیریت مطلوب ہے میں آنے سے کچھ انکار نہ کرتا لاکن کتابیں نہیں دیتے جنپر نوٹ ہیں یعنی شمس بازغہ اور اعجاز المسیح سیف چشتیائی میں جتنی سخت زبانی ہے اکثر محمد حسن کی ہے اسیوجہ سے اسکی موت کا یہ نمونہ ہوا کہ تین دن ... کی مانند آواز کرتا رہا اور اسکے منہ سے کلمہ طیبہ ہرگز جاری نہ ہوا جو لوگ پاس تھے توبہ توبہ کرتے تھے قریبیوں کے سوا سب لوگ اسوقت اٹھ گئے تھے گویا اسکو سزا اسجگہ بھی ملگئی قیامت میں جو ہوگا سو ہوگا - اب میرے خط لکھنے سے گولڑوی خود اقراری ہے چنانچہ یہ کارڈ گولڑوی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو اُس نے مولوی کرم دین صاحب کو لکھا ہے غرض گولڑوی نے محمد حسن کے والد کو بہت تاکید کی ہے کہ انکو کتابیں مت دکھاؤ یعنی اس راقم خاکسار کو - گولڑوی کارڈ میں لکھتا ہے کہ محمد حسن کی اجازت سے لکھا گیا ہے مگر یہ اعتراف راست بازی کے تقاضا سے نہیں بلکہ اس لیے کہ یہ بھید ہمپر کھل گیا اس لیے ناچار شرمندہ ہو کر اقراری ہوا - دوسرے خط میں گولڑوی کا کارڈ ہے جو اُس نے اپنے ہاتھ سے لکھکر روانہ کیا ہے ملاحظہ ہو۔

خاکسار شہاب الدین از بھیں۔

مولوی کرم الدین صاحب کے خط کی نقل

مکرمنا حضرت اقدس مرزا صاحب جی مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں ایک عرصہ سے آپ کی کتابیں دیکھا کرتا ہوں مجھے آپ کے کلام سے تعشق ہے - مینے کئی دفعہ عالم رویا میں بھی آپ کی نسبت اچھے واقعات دیکھے ہیں - اکثر آپ کے مخالفین سے بھی جھگڑا کرتا ہوں - اگرچہ مجھے ابھی تک جناب سے سلسلہ پیری و مریدی نہیں ہے کیونکہ اس بارہ میں میرے خیال میں بہت احتیاط درکار ہے جب تک بالمشافہ اطمینان نہ کیا جاوے بیعت کرنا مناسب نہیں ہوتا لیکن تاہم مجھے جناب سے غائبانہ محبت ہے - میں نے چار پانچ یوم کا عرصہ ہوا ہے کہ جناب کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے مجھے مبارکباد فرمائی ہے اور کچھ شیرینی بھی عنایت کی ہے اور اسوقت میرے دل میں دو باتیں تھیں جنکو آپ نے بیان کر دیا ہے اور اُسی خواب کے عالم ہی میں یہ کہتا تھا کہ آپکے کشف کا تو میں قائل ہو گیا ہوں واللہ اعلم بالصواب بعض باتوں کی سمجھ بھی نہیں آتی ہے اسواسطے میرا خیال ابھی تک جناب کی نسبت یک رُخہ نہیں ہے گو آپ کے صلاح و تورع کا میں قائل ہوں مینے اگلے روز آپ کی کتاب سرمہ چشم آریہ کے ابتدا میں چند اشعار فارسی اور چند اردو پڑھے

اور وہ پڑھ کر مجھے رونا آتا تھا اور کہتا تھا کہ کذابوں کے کلام میں کبھی بھی ایسا درد نہیں ہوتا۔

کل میرے عزیز دوست میاں شہاب الدین طالب علم کے ذریعہ سے مجھے ایک خط رجسٹری شدہ جناب مولوی عبد الکریم صاحب کیطرف سے ملا جسمیں پیر صاحب گولڑی کی سیف چشتیائی کی نسبت ذکر تھا۔ میاں شہاب الدین کو خاکسار نے پہلے ہی اس امر کی اطلاع دی تھی کہ پیر صاحب کی کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے اُن نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھسے منگوائی تھیں اور اب واپس آگئی ہیں مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ باصلہ درج کتاب پائے گئے۔ یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کر لیے اور اُسکا نام تک نہ لیا۔ اور طرفہ یہ کہ بعض وہ عیوب جو آپکے کلام کی نسبت وہ پکڑتے ہیں پیر صاحب کی کتاب میں خود اسکی نظیریں موجود ہیں۔ وہ دونوں کتابیں چونکہ مولوی محمد حسن صاحب کے باپ کی تحویل میں ہیں اسواسطے جناب کی خدمت میں وہ کتابیں بھیجنا مشکل ہے کیونکہ انکا خیال آپ کے خلاف میں ہے اور وہ کبھی بھی اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے ہاں یہ ہو سکیگا کہ اُن نوٹوں کو بجنسہ نقل کر کے آپ کی پاس روانہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص آدمی جناب کی جماعت سے یہاں آکر خود دیکھ جائے لیکن جلدی آنے پر دیکھا جا سکے گا۔ پیر صاحب کا ایک کارڈ جو مجھے پرسوں ہی پہونچا ہے باصلہا جناب کے ملاحظہ کے لیے روانہ کیا جاتا ہے جسمیں اُنہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ انھوں نے چُرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے لیکن ان سب باتوں کو میری طرف سے ظاہر فرمایا جانا خلاف مصلحت ہے ہاں اگر میاں شہاب الدین کا نام ظاہر بھی کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ پیر صاحب کی جماعت مجھپر سخت ناراض ہو۔ آپ دعا فرماویں کہ آپ کی نسبت میرا اعتقاد بالکل صاف ہو جاوے اور مجھے سمجھ آ جاوے کہ واقعی آپ ملہم اور مامور من اللہ ہیں۔

جناب مولوی عبد الکریم صاحب و مولانا مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں دست بستہ السلام علیکم عرض ہے۔ زیادہ لکھنے میں ضیق وقت مانع ہے میاں شہاب الدین کیطرفسے بعد السلام علیکم مضمون واحد ہے والسلام۔

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ از بھیں
تحصیل چکوال مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۲ء

دوسرا خط مولوی کرم الدین صاحب کا حکیم فضل الدین صاحب کے نام

مکرم معظم بندہ جناب حکیم صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ۳۱ جولائی کو لڑکا ✱ گھر پہونچ گیا اُسی وقت کار معلومہ کی نسبت اس سے کوشش شروع کیگئی پہلے تو کتابیں دینے سے اُس نے سخت انکار کیا اور کہا کہ کتابیں جعفر زٹلی کی ہیں اور وہ مولوی محمد حسن مرحوم کا خط شناخت کرتا ہے اور اُس نے بتاکید مجھے کہا ہے کہ فوراً کتابیں لاہور زٹلی کے پاس پہنچا دوں لیکن بہت سی حکمت عملیوں اور طمع دینے کے بعد اسکو تسلیم کرایا گیا مبلغ پانچ روپے معاوضہ پر آخر راضی ہوا اور کتاب اعجاز المسیح کے نوٹوں کی نقل دوسرے نسخہ پر کر کے اصل کتاب جسپر مولوی مرحوم کے اپنے قلم کے نوٹ ہیں ہمدست حامل عریضہ ارسال خدمت ہے کتاب وصول کر کے اسکی رسید حامل عریضہ کو مرحمت فرماویں اور نیز اگر موجود ہوں تو چھ روپیہ بھی حامل کو دیدیجیے گا تاکہ لڑکے کو دیدیے جاویں اور تاکہ دوسری کتاب شمس بازغہ کے حاصل کرنے میں دقت نہ ہو۔ شمس بازغہ کا جسوقت پہلا نسخہ آپ روانہ فرماویں گے فوراً اصل نسخہ جسپر نوٹ ہیں اسی طرح روانہ خدمت ہوگا آپ بالکل تسلی فرماویں انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہ ہوگی۔ اُس لڑکے نے کہا ہے کہ اور بھی مولوی مرحوم کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی ایک نوٹ ہیں جو تلاش پر مل سکتے ہیں۔ جسوقت ہاتھ لگے تو ان کا معاوضہ علحدہ مقرر کر کے نوٹ قلمی فیضی کے بشرط ضرورت بیکار ارسال خدمت ہوں گے آپ شمس بازغہ بہت جلدی منگا کر روانہ فرماویں کیونکہ لڑکا صرف ایک ماہ کی رخصت پر گھر میں آیا ہے اس عرصہ کے انقضا پر اُس سے کتاب لاہور لے جانی ہے اور پھر کتاب کا ملنا دشوار و متعذر ہو جاوے گا چکوال سے تلاش کریں شاید کوئی نسخہ مل جاوے تو حامل عریضہ کے ہاتھ روانہ فرماویں اور اپنا آدمی بھی ساتھ بھیجدیں تاکہ کتاب لے جاوے اُمید ہے کہ میری یہ ناچیز خدمت حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت قبول فرما کر میرے لیے دعائے خیر فرماویں گے لیکن میری التماس ہے ✱ کہ میرا نام بالفعل ہرگز ظاہر نہ کیا جاوے تاکہ پھر مجھسے ایسی مدد مل سکے۔ مولوی شہاب الدین کیجانب سے۔ السلام علیکم۔ والسلام

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ
از بھیں تحصیل چکوال
۳ اگست ۱۹۰۲ء

پیر مہر علی شاہ کے کارڈ کی نقل جسمیں وہ اقرار کرتا ہے کہ کتاب سیف چشتیائی درحقیقت محمد حسن کا مضمون ہے

مجی و مخلصی مولوی کرم الدین صاحب سلامت باشند۔ وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ اما بعد یک نسخہ بذریعہ ڈاک یا کسی آدم معتبر فرستادہ خواہد شد۔ آپکو واضح ہو کہ اس کتاب (سیف چشتیائی) میں تردید متعلق تفسیر فاتحہ (یعنی اعجاز المسیح) جو فیضی صاحب مرحوم و مغفور کی ہے ✱ باجازت اُن کے مندرج ہے چنانچہ فیمابین تحریراً و نیز مشافہتہً جہلم میں قرار پا چکا تھا بلکہ فیضی صاحب مرحوم کی خدخواست پر مینے تحریر جواب شمس بازغہ پر مضامین مندرجہ

اخفا کے عہد و معاہدہ نہیں ہوا یقیناً کا اخفا خدا کے حکم سے نہیں ہے صرف دلی کمزوری ہے خدا تعالےٰ انکو قوت دے +

لاہور میں ان کے پاس بھیجدیے تھے اور انکو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے نام پر طبع کرا دیویں افسوس کہ حیات نے وفا نہ کی اور نہ وہ میرے مضامین مرسلہ لاہور مجھے ملے آخر الامر مجبوراً یہی یہ کام کرنا پڑا لہذا آپ سے اُنکی کتابیں ... منگوا کر تفسیر کی تردید سندحیہ حسب ... سابقہ بتغیر ما کی گئی آئندہ شاید آپ ... یا مولوی غلام محمد صاحب کو تکلیف اُٹھانی ہوگی۔ والسلام۔

اخبار الحکم

اس عنوان کے تحت میں آج ہم اپنے مخدومی مفتی محمد صادق صاحب سلمہ ربہ کا ایک گرامی نامہ درج کرتے ہیں۔ اگرچہ الحکم کے متعلق اسقدر خطوط ہمارے پاس مختلف اوقات میں آئے اور آتے ہیں کہ اگر ان سبکو جمع کیا جاوے تو بلا مبالغہ اچھی خاصی کتاب ہو جاوے لیکن محض اس خیال سے انکو بہت ہی کم اخبار میں جگہ دی ہے کہ اول ... ستائی پر محمول نہ کیا جاوے۔ دوسرے ... خدمات کا اعتراف ہمیں کیا جاتا رہا ہے ... وہ ایڈیٹر الحکم کی کسی ذاتی خوبی۔ کوشش ... کا نتیجہ نہ تھیں اور نہ ہیں بلکہ محض خدا کا فضل تھا اور ہے جو اُسنے اپنے ایک ہیچمیرز بندہ سے ایک خدمت لی اور اسکو ایسی خدمت کے لیے موقع دیا۔ اسلیے ہر قسم کی حمد و ثنا کا مستحق مولی کریم ہی ہے ہم دل سے اعتراف کرتے ہیں اور حقیقت یہی ہے۔ کوئی خدمت قوم یا ملک کی ہم سے نہیں ہوسکی ... ہاں دلی آرزو اور تمنا ضرور ہے کہ کوئی ایسا کام ہو جو اپنی خطا کاریوں اور غفلت شعاریوں کی تلافی کر سکے اور اس آرزو کا پورا کرنا بھی مولی تعالیٰ ہی کے فضل پر منحصر ہے۔

غرض اس گرامی نامہ کو ہم محض تحدیث بالنعمۃ کے طور پر درج کرتے ہیں اور اسلیے بھی کہ ہماری قوم الحکم کی ضرورت کو محسوس کرکے اسکے استقلال اور استحکام کیلیے ان عملی تجاویز پر غور کرے جو ضروری ہیں۔ چونکہ مفتی صاحب کو ہمیشہ الحکم کے ساتھ خاص محبت اور اُنس رہا ہے اور یہ صرف اس لیے کہ خدا کے صادق مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پاک کلمات کے موتیوں کا یہ امین ہے اس لیے وہ وقتاً فوقتاً اپنی روح کے جوش سے الحکم کے متعلق اپنے سپاس نامے بھیجتے رہے ہیں۔ مفتی صاحب کے ذیل کے سپاس نامہ کو پڑھ کر ہمکو مفتی صاحب کا ایک بہت پرانا خط یاد آگیا جبکہ الحکم کی رفتار بہت ہی سُست اور دھیمی یعنی پندرہ روزہ تھی اور وہ ایک چھوٹی سی تقطیع کے معمولی کاغذ کے آٹھ صفحوں پر شائع ہوتا تھا۔ اس خط میں مفتی صاحب الحکم کے متعلق اپنا ایک خواب لکھتے ہیں۔ جو ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کے الحکم میں طبع ہوا ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کے لیے اسکا اندراج یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے مفتی صاحب لکھتے ہیں چندروز ہوئے کہ مینے خواب میں دیکھا کہ الحکم میری میز پر پڑا ہے گویا ڈاک والا یا کوئی چھوڑ گیا ہے اُسپر سبز ورق ہے جب مینے اسکو اُٹھایا اور کھولا تو وہ ایک لمبی چوڑے کاغذ پر

سول ملٹری کیطرح ایک ضخیم اخبار ہے اور نہایت خوشخط اور خوشنما ٹائپ کا چھپا ہوا ہے اردو میں ہے۔

یہ خواب خدا کے فضل سے کسی قدر پورا ہوگیا ہے اللہ تعالے چاہے گا تو اصلی معنوں میں بھی پورا ہو جائے گا۔

اب ہم ذیل میں وہ گرامی نامہ درج کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قوم اسپر توجہ کرے۔

(ایڈیٹر)

اخبار الحکم

اللہ تعالے کا رسول ان دنوں ایک کتاب کی تصنیف میں مصروف ہے جسکا نام نزول المسیح رکھا گیا ہے۔ ابتدا میں یہ ایک چھوٹا سا اشتہار شروع ہوا تھا کہ مخلوق الٰہی کو آنے والے اور آئے ہوئے عذاب سے ڈرائے۔ پھر پیر گولڑی کے اُس سارقہ کے افشاء پر جو اُن نے ایک مردہ کے مسودوں کو اپنے نام پر شائع کیا ہے یہ رسالہ کچھ اور بڑھا لیکن بعد میں ان رات دن گالیاں دینے والوں اور کافر کہنے والوں کی ہمدردی کے جوش میں خدا کے صادق نبی نے ارادہ فرمایا کہ اس کتاب کو ہر طرح کے دلائل اور بیانات سے کامل کرکے لوگوں کی راہ نمائی کیلیے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس کتاب کی تکمیل کے واسطے یہ بھی ضروری سمجھا گیا کہ اُن نشانات میں سے بعض کی ایک فہرست بھی اسمیں درج کی جاوے جو حضرت حجۃ اللہ کے ہاتھ پر اب تک ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس امر کے واسطے اس عاجز کو بھی حکم ہوا کہ بعض نشانات کو متفرق کتابوں وغیرہ سے جمع کرکے انکی ایک یادداشت بنا کر امام برحق کی خدمت میں پیش کروں تاکہ اس جہاد دینی میں میرے لیے کچھ ثواب کا حصہ ہو۔ اس امر کے واسطے مجھے ضرورت ہوئی کہ میں اخبار الحکم کے گذشتہ پرچوں سے کچھ مدد لوں۔ چنانچہ مینے دفتر الحکم سے سارے فائل منگوائے اور انکو دیکھنا شروع کیا۔ مطلب تو اپنے مطلب سے ہی تھا لیکن ورق گردانی کرتے ہوئے کبھی اس سُرخی اور کبھی اُس سُرخی پر نظر پڑکر میرے دل پر اس باقاعدہ ریکارڈ کا ایک عجیب اثر ہوا اور اخبار کے کالموں میں ان سالوں کے لئے اس پاک سلسلہ کی ایک محفوظ تاریخ دیکھکر بے اختیار قلب میں ایڈیٹر الحکم کا شکریہ اور اُسکے واسطے دعائے خیر نکلی۔

سنہ ۹۰ء کا اخیر یا ۱۸۹۱ء کا ابتدا تھا جب سے مجھے حضرت اقدس مسیح موعود کے دست بیعت ہونے اور آپ کی غلامی میں شامل ہونیکا فخر حاصل ہے۔ تب ہی سے ہمیشہ میری یہ عادت رہی ہے کہ آپ کے مقدس کلمات کو نوٹ کرتا اور لکھ لیتا اور اپنی پاکٹ بکوں میں جمع کرتا

دراپنے مہربانوں اور دوستوں کو کشمیر پشاور مقبلہ انبالہ لاہور سیالکوٹ افریقہ لندن روانہ کرنا جس سے احباب کی ایمان میں تازگی آتی اور میرے لیے موجب حصول ثواب ہوتا۔ مدتوں لاہور میں یہ حالت رہی کہ جب احباب سن پاتے کہ یہ عاجز دار الامان سے ہو کر آیا تو بڑے شوق اور التزام کے ساتھ ایک جگہ اکٹھے ہوتے اور میرے گرد اسطرح جمع ہو جاتے جسطرح شہد کے گرد شہد کی مکھیاں تب میں اُنھیں وہ روحانی غذا دیتا جو کہ میں اپنے امام کے پاس سے جمع کر کے لے جاتا اور اُن کی پیاسی روحوں کو اس آب زلال کے ساتھ ایسا سیر کر دیتا کہ اُنکی تشنگی اور بھی بڑھ جاتی اور اُنکی عاشقانہ روحیں اپنے محبوب کی محبت میں اُچھلنے لگتیں۔ یہی حال ہر جگہ کے محبان کا تھا جب کہ ایک مرد خدا **شیخ یعقوب علی** کو یہ توفیق اللہ تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوئی کہ وہ اس سلسلہ کی تائید میں ایک ہفتہ وار اخبار نکالکر قوم کی اس اشد ضرورت کو پورا کرے۔ سو یہ اخبار پہلے امرتسر میں جاری ہوا لیکن ایک سال ہی کے اندر جلد اپنے مرکز اصلی یعنی قادیان میں آگیا۔ ضرور تھا کہ قوم کی مالی مشکلات میں یہ آرگن بھی حصہ لیتا اور اس نے جو کچھ حصہ لیا اُس کے ذکر کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ میں دراصل اسجگہ اسکی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا بلکہ صرف اپنی شکرگذاری کا اظہار کر رہا ہوں۔ قوم احمدی کی تمام تازہ خبروں کے ذریعہ سے یہ اخبار ایک جماعت کو بہت ہی مفید اور کار آمد خدمت دے رہا ہے۔ حضرت اقدس کے الہامات کی پیش از وقت اشاعت کر کے دنیا کو معجزات و خوارق کا دکھلانا تمام احمدی انسٹی ٹیوشنز مثلاً میگزین۔ مدرسہ کے متعلق جماعت کو باخبر رکھنا۔ حضرت اقدس کے کلمات طیبات دور اُفتادوں تک پہنچانا۔ سلسلہ کے حالات کا ایک باقاعدہ ریکارڈ رکھنا۔ دشمنان دین کے حملوں کا دنداں شکن جواب دینا حضرت مولوی نور الدین صاحب کے روحانی نسخجات کو عام میں تقسیم کرنا حضرت امام کے خطوط قدیم کو محفوظ کر دینا شہر قادیان کی لوکل ضروریات سے گورنمنٹ کو وقتاً فوقتاً اطلاع دینا۔ جماعت احمدیہ کی تصانیف کا اشتہار دینا۔ حضرت مولوی نور الدین و مولوی عبد الکریم صاحب کے پرزور خطبات جماعت کو سُنا دینا غرض دشمنوں پر رعب ڈالنے اور دوستوں کو خوش کرنے کے بہت سے عمدہ کام اس مفید پرچہ سے حاصل ہو رہے ہیں باوجود ان خوبیوں کے ہنوز یہ اخبار تمام نقصوں سے نکل کر اپنے کمال کو نہیں پہونچا اور ہر امر دنیا میں تدریجاً ہوتا ہے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ جسطرح قوم نے اپنی وسعت کے مطابق اس کی قدر کی ہے اور شیخ صاحب ایڈیٹر نے وقتاً فوقتاً اسکی اطلاع کی ہے۔ ایسا ہی آیندہ بھی ترقی کرائے کرتے رفتہ رفتہ یہ ایک بڑا زبردست آرگن اس قوم کا ہو جائے گا۔

اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حسن نیت کے ساتھ لگائے ہوئے بروقت درخت کو اپنی باران رحمت کے ساتھ پرورش کرتا ہوا ایسا بنائے اتنا پھیلائے کہ روزانہ اس کے پتوں کے بار اور کریم سایہ کے نیچے لاکھوں گناہ کی دھوپ کے ستائے ہوئے مسافران دنیا آرام اور راحت پاویں۔ آمیں۔

محمد صادق

کتاب آیات الرحمٰن فاضل امروہی

بجواب عصائے موسیٰ طیار ہے

ایک روپیہ قیمت معہ محصول

ڈاک پر خاکسار محمد سراج الحق

نعمانی قادیانی سے ملے گی

سورۂ جمعہ پر حضرت حکیم الامۃ کا

وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے۔)

میں بیرونی مذاہب کو چھوڑ کر اندرونی فرقوں کیطرف توجہ کرتا ہوں کیا یہی قرآن شریف جو ہمارے سرور عالم سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے اسوقت سُنیوں۔ شیعوں۔ خوارج اور اور بہت سے فرقوں کے پاس نہیں ہے؟ کیا واعظ۔ امام۔ قاری اور دوسرے لوگ انہیں نہیں ہیں؟ مگر سب دیکھیں اور اپنی اپنی جگہ غور کریں کہ کیا اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں؟ یہ سچی بات ہے کہ جب تک کوئی مزکی نہ ہو تو تعلیمات سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي** یہ صدی جسمیں میں ہوں بڑی خیر و برکت کی بھری ہوئی ہے اور حقیقت میں وہ صدی بڑی ہی بابرکت تھی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں موجود تھے اور آپ کی وساطت سے لوگ تزکیہ سے متمتع ہوتے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ دوسری صدی بھی اس پہلی کیطرح خیر و برکت والی ہوگی اور پھر تیسری پر بھی اس پہلی کا اثر پڑے گا۔ مگر اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ کیا قرآن شریف اس چوتھی صدی میں نہ تھا جس میں جھوٹ کے پھیلنے کی آپ نے پیشگوئی فرمائی کیا تعامل اور حدیث انمیں نہ تھی؟ پھر وہ کیا بات ہے جو یفشوا الکذب کہا؟ بات اصل یہی ہے کہ وہ مزکی انمیں نہ رہا۔ مزکی کو اُٹھے ہوئے تین سو سال گذر گئے بہت زمانوں

مجھ سے سوال کیا ہے کہ ہم مہدی یا مسیح یا امام کی کیا ضرورت رکھتے ہیں جبکہ دلائل سے نتائج تک پہونچ جاتے ہیں تو پھر امام کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے اُن سے پوچھا ہی کہ اگر تمہیں امام کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو اتنا بتاؤ کہ کتاب کی موجودگی میں معلم کی کیا ضرورت ہوتی ہے؟ اگر کہو بولی کے لیے ضرورت ہے؟ تو میں پھر کہتا ہوں اچھا بولی سمجھتے ہو؟ ایک عمدہ پڑھا ہوا آدمی جسنے قرآن کو خوب پڑھا ہے اور فرض کرو وہ قاری بھی ہو وہ اپنی جان پر تجربہ کرکے صاف صاف بتاوے کہ گھر میں لمبی قراءت کی نمازیں کسقدر پڑھتا ہے؟ اور باہر کسقدر؟ جسقدر جماعت میں التزام کیا جاتا ہے کیا گھر میں بھی ویسا ہی التزام کیا جاتا ہے؟ لیکن جب دیکھا جاتا ہے کہ باوجودیکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب نماز پڑھائے تو امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کا لحاظ کرلے ان میں کوئی ضعیف ہے کوئی بیمار ہے وغیرہ اسلیے ان کے لحاظ پر چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھے لیکن تنہائی میں نمازوں کو لمبا کرے مگر غور کرکے دیکھلو کہ معاملہ بالکل اس کے برخلاف ہے اور حقیقت بالعکس ہے میں نے بہت ٹٹولا ہے اور دیکھا ہے کہ جبکہ یہ حدیث صحابہ تک پہونچتی ہے اور کذب کا کوئی احتمال نہیں رہتا تو پھر عمل درآمد کا نہ ہونا صریح اس امر کی دلیل ہے کہ ایک قوت اور کشش کی ضرورت ہے جو نہیں پائی جاتی۔

ریل گاڑی کی گاڑیوں کو دیکھو اگر انمیں باہم زنجیر ولنک کے ذریعہ پیوند بھی قائم کیا گیا ہو لیکن سٹیم انجن انکو کھینچنے والا نہ ہو تو کیا کوئی یقین کرسکتا ہے کہ وہ گاڑیاں باہم ملاپ کی وجہ سے ہی چل نکلیں گی؟ ہرگز نہیں اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ نرا **اتحاد** بھی کچھ نہیں کرسکتا جب تک اس وحدت کے مفاد سے متمتع کرنے والا کوئی نہ ہو۔ غرض ہر حال میں ایک **امام** کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کہ **یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ** جو کچھ آپ فرماتے اور تلاوت کرتے وہی کرکے بھی دکھا دیتے اور اپنے عمل سے اسکو اور بھی مؤثر بنا دیتے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ واعظ اگر خود کہکر عمل کرنے والا نہ ہو تو اسکا وعظ بالکل بےمعنی اور فضول ہوجاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی لیے مزکی ٹھیرے کہ آپ جو تعلیم دیتے تھے پہلے خود کرکے دکھا دیتے تھے پانچوقت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود پڑھ کر دکھا دی۔ دیکھو **امام** کو کسقدر التزام کرنا پڑتا ہے پھر آپ پانچوں نمازوں کے خود امام ہوا کرتے تھے اس سے قیاس کرلو کہ آپ کو کسقدر التزام کرنا پڑتا تھا پھر ان پانچوں نمازوں کے علاوہ تہجد اور دوسرے نوافل بھی پڑھتے اور بعض وقت تہجد میں اتنی اتنی دیر تک اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہتے کہ آپ کے پائے مبارک متورم ہوجاتے۔ جس سے آپ کا یہ التزام بھی پایا جاتا ہے کہ عام اور فرض نمازوں سے زیادہ بوجھ آپنے اپنے اوپر رکھا ہوا ہے۔ پھر روزہ کی تعلیم دی آپنے ہفتہ میں دو بار مہینہ میں تین روزے اور سال بھر میں معین مہینا روزے رکھکر دکھا دیے۔ اور شعبان اور شوال بھی روزے رکھا کرتے گویا قریباً چھ مہینے سال میں روزے رکھکر بتا دیے۔ حج کرکے دکھا دیا **خذوا عنی مناسککم** پھر زکوۃ کی تعلیم دی زکوۃ لیکر اور خرچ کرکے دکھا دی۔ اسی طرح جو تعلیم دی اُسے خود کرکے دکھا دیا جس سے تزکیہ نفوس ہوا۔ ایک طرف تلاوت آیات کرتے تھے اور دوسری طرف تزکیہ نفوس کرتے تھے امام ابوحنیفہ بھی امام تھے مگر نماز روزہ حج زکوۃ کے مسائل جانتے تھے امام بخاری بھی امام ہونے سے پہلے نماز روزہ کرتے تھے؟ کیوں اسلیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعامل سے سب کچھ پہلے ہی سکھا دیا ہوا تھا اگر ایک بھی حدیث دنیا میں قلمبند اور جمع نہ کی جاتی۔ تب بھی یہ مسائل بالکل صاف تھے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے فضل کے لیے مزکی کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ بڑی بڑی کتابوں والے عبد الطاغوت ہوجاتے ہیں اور جب یہ حالت پیدا ہوتی ہے اور قوم کے **دماغ اور دل** (علما اور مشائخ) کی حالت بگڑ جاتی ہے اُسوقت وہ مزکی آتا ہے اور اصلاح کرتا ہے۔ جب قوم اور ملک ضلال مبین میں پھنس جاتا ہے تو ایک انسان خدا سے تعلیم پاکر آتا ہے جو قوم کو نجات دیتا ہے۔ اور تزکیہ نفس کرتا ہے۔ خیالی ریفارمروں اور جھوٹے دعویداروں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں و مرسلوں میں بھی امتیاز اور فرق یہی ہوتا ہے کہ اول الذکر کہتے ہیں پر کرکے نہیں دکھاتے اور تزکیہ نفس نہیں کرسکتے مگر خدا کے مامور اور مرسل جو کہتے ہیں وہ کرکے دکھاتے ہیں جس سے تزکیہ نفوس ہوتا ہے ان کے قلوب صافیہ سے جو کچھ نکلتا ہے وہ دوسروں پر مؤثر ہوتا ہے۔ انمیں جذب اور اثر کی قوت ہوتی ہے جو دنیادار ریفارمروں میں نہیں ہوسکتی۔ اور نہیں ہوتی اور نہیں ہوئی۔ پس اس نافہم کے سوال کا جواب اس سے بخوبی حل ہوسکتا ہے جو کہتا ہے کہ کسی کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مامور کے آنے کا وقت صاف بتا دیا ہے جبکہ فرمایا **وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ** اسکی آمد اور بعثت سے پہلے ایک کھلی گمراہی پھیلی ہوئی ہوتی اور میں نے ابھی تمہیں بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی اور پھر کسطرح آپ نے آکر اسکی اصلاح کی اور تزکیہ نفوس فرمایا۔ جو لوگ علم تاریخ سے واقف ہیں اُن پر یہ امر بڑی صفائی کے ساتھ منکشف ہوسکتا ہے اس سے بڑھ کر تزکیہ نفوس کا کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ آپ نے کوئی موقع انسان کی زندگی میں ایسا جانے نہیں دیا جس میں خداپرستی کی تعلیم نہ دی ہو۔ میں ایک چھوٹی سی اور معمولی سی بات پیش کرتا ہوں پاخانہ کے لیے جانا ایک طبعی تقاضا اور ضرورت ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اسوقت کے لیے کسی ہادی اور مصلح نے کوئی تعلیم انسان کو نہیں دی مگر ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے

اُسوقت بھی انسان کو ایک لطیف اور بیش قیمت سبق خدا پرستی کا دیا ہے جس سے آپ کے ان تعلقات محبت کا جو خدا سے آپکے لئے تھے صاف پتہ لگ سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ انسان کو کس بلند رتبہ پر پہونچانا چاہتے تھے چنانچہ آپ نے اسوقت تعلیم دی ہے **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ** یعنی جسطرح ان گندگیوں کو تو نکالتا ہے دوسری گندگیوں سے جو انسان کی روح کو خراب کرتی ہیں بچا جیسے پاخانہ جاتے وقت دعا تعلیم کی۔ ویسے ہی پاخانہ سے نکلتے وقت سکھایا ہے **غُفْرَانَکَ**۔ غور تو کرو کہ کسقدر تزکیہ نفس کا خیال ہے + حضرت ابو الملۃ الحنفا **ابراہیم علیہ السلام** اپنی دعا میں کہتے ہیں **وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ**، پھر اگر تزکی کی ضرورت نہ تھی تو اس دعا کی کیا ضرورت + تلاوت کو اس لیے مقدم رکھا کہ علم تزکیہ کے مراتب سکھاتا ہے اور تزکیہ کو بعد میں اس لیے رکھا ہے کہ بدون تزکیہ علم کام نہیں آتا۔ اس لیے کتاب کے بعد تزکیہ کا ذکر کر دیا۔

اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ **خیر القرون قرنی** اور پھر دوسری اور تیسری صدی کو خیر القرون کہا اس کے بعد فرمایا **ثم یفشو الکذب** اب ایک نادان اور خدا کی سنت سے ناواقف کہہ سکتا تھا کہ آپ کی قوت قدسی معاذاللہ ایسی کمزور تھی کہ تین صدیوں سے آگے نہ چل سکی(؟) رہی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے کور باطن کے جواب کے لئے فرمایا

وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ

آپ کی قوت قدسی ایسی مؤثر اور نتیجہ خیز ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی ویسا ہی تزکیہ کر سکتی ہے چنانچہ **وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ** کا وعدہ فرمایا + یعنی ایک اور قوم آخری زمانہ میں آنے والی ہے جو بلا واسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور برکات حاصل کرے گی۔ اور ایک بار اور ہم اسی رسول کی بعثت بروزی کرینگے وہ بعثت بھی اسی کے ہمرنگ ہوگی جو **فی الامیین رسولا** کے وقت تھی + احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ امت کے اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچائے جاتے ہیں پس یہ جو کیسی تڑپ آپ کو پیدا ہوئی ہوگی جب آپکو بتایا گیا ہوگا کہ اس قسم کے حاشیے چڑھائے جاتے ہیں جنسے امر حق کو شناخت کرنا قریباً محال ہوگیا ہے اور وہ باتیں داخل اسلام کر لی گئی ہیں جنکا اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اس معلم کو دوبارہ بھیجدیں گے۔ **فی الامیین رسولا** کی بعثت کریں گے اس کی توجہ اُن پر ڈالیں گے جو **لما یلحقوا بھم** کے مصداق ہیں یعنی ابھی نہیں آئے آنے والے ہیں۔

باقی آیندہ

بیعت کا ایک خط

رنگون سے **ابو سعید عرب** ہمارے پاس ایک خط ارسال کرتے ہیں جسمیں انھوں نے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوۃ کو قبول کر کے بیعت کی درخواست کی اور اپنی خط کی اشاعت چاہی ہے حضرت اقدس نے عرب صاحب کی بیعت منظور فرماتے ہیں اور وہ خط عام فائدہ کی غرض سے ذیل میں درج کرتے ہیں وہ یہ ہے

میری طرف سے نہایت عاجزی کے ساتھ امام وقت کی خدمت میں عرض کریں کہ مجھے اپنے خادموں میں سے شمار کریں میرے لیے یہ بڑے فخر کی بات ہے کیونکہ مجھے حق الیقین سے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ ہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں میں خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں مجھے کچھ شک نہیں ہے بہرحال اُن نادانوں کے خیال نے اس امام آخر الزمان کو نہ پہچانا اور برے لفظوں سے یاد کیا اعوذ باللہ من القلب الخبیث الذی فیہ عداوۃ المسیح الموعود

ابو سعید عرب

حضرۃ صاحبزادہ بشیر احمد سلمہ اللہ الاحد کی شادی

۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بعد نماز عصر حضرۃ حجۃ اللہ مسیح **موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے دوسرے صاحبزادہ **میرزا بشیر احمد** صاحب کے **نکاح** کی مسنون رسم عمل میں آئی گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا ایک نمونہ اور نظارہ تھا۔ حضرت اقدس کے کمرہ کے سامنے والے صحن میں جو مسجد مبارک سے ملحق ہے احباب جمع ہوئے۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ نے خطبہ نکاح پڑھا اور ایجاب وقبول کے بعد خرمے تقسیم کیے گئے اور حاضرین مجلس کو چاء پیش کی گئی۔ صاحبزادہ صاحب کا یہ تعلق جناب مولوی **غلام حسن** صاحب سب رجسٹرار پشاور کے ہاں پیدا ہوا ہے آپکی دختر نیک اختر بی بی سرور سلطان ایک فرخندہ بخت لڑکی ہے جو خدا کے صادق اور برگزیدہ موعود کے مسعود اور بجائے خود مولود موعود کے نکاح میں آئی۔ صاحبزادہ **بشیر احمد** کو ہم نے اس لیے موعود کہا ہے کہ خدا نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے یہ بشارت حضرت اقدس کو دی تھی **سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل** چنانچہ یہ پیشگوئی آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں درج ہے اور بذریعہ اشتہار بھی شائع کی گئی تھی۔ اور اس پیشگوئی کے موافق آپ ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب اللہ تعالیٰ کے ان نشانات میں سے ایک زبردست نشان ہیں جو اُسنے اپنے صادق بندہ کی تائید میں ظاہر فرمائے +

پھر صاحبزادہ بشیر احمد صاحب بجائے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو بھی پورا کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی نسبت آپ نے ان الفاظ میں فرمائی تھی **فیتزوج**

ویولد لہ - آپ کی پیدائش اپنی جگہ اس بشارت عظیمہ کی مثبت ہے اسطرح پر آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پوری کرنیکی وجہ سے بھی خدا کا زبردست نشان اور آیت ہیں اور مسیح موعود کی صداقت پر بھی خدا کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ٹھہر کر ایک آیت اور گواہ ہیں۔ پھر صاحبزادہ صاحب ایک اور رنگ میں بھی خدا تعالے کے نشان ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کی آنکھیں خراب تھیں اور آنکھوں کی ایسی حالت ہوگئی تھی کہ حضرت اقدس امام موعود علیہ الصلوۃ و السلام کو اندیشہ تھا کہ آنکھوں کو کوئی خطرناک نقصان نہ پہونچے بہت سے علاج کیے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آخر آپ نے دعا فرمائی تو الہام ہوا بَرِّقْ طِفْلِی بَشِیْر یعنی میرے لڑکے بشیر کی آنکھیں اچھی ہوگئیں اور معًا آنکھوں کو آرام ہوگیا خدا کے فضل سے اس کے بعد آجتک آنکھوں کی کوئی بیماری آپ کو نہیں ہوئی اور خدا کرے کہ ہمیشہ محفوظ رہیں آمین لہذا یہ پیشگوئی ہی جناب موصوف کے وجود پر پوری ہوئی اسلیے اس پہلو سے بھی آپ نشان ہیں غرض وہ لڑکی کیسی بیدار بخت اور خوش نصیب اور سعیدہ و رشیدہ ہے جو خدا تعالی کے بیّن نشان کے نکاح میں آئی ہے۔

اور وہ باپ کیسا خوش نصیب ہے جسکو مرزا بشیر احمد جیسا داماد میسر آیا ہے۔
جسکو اس باپ کا بیٹا ہونے کا فخر ہے جس سے خدا تعالے کلام کرتا ہے جسکو خدا نے اس زمانہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کا مظہر اتم ٹھیرایا ہے اور ضلال مبین میں پھنسی ہوئی قوم کے لیے ہادی مہدی بنایا اور روحانی مُردوں کے زندہ کرنے کے لیے مسیح موعود بنا کر بھیجا +

بہر حال یہ پاک رسم بعد نماز عصر جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے عمل میں آئی - غالبًا یہ ذکر بھی بیمحل نہ ہوگا کہ مولوی صاحب ممدوح کی دختر بیشاور ہی میں ہیں + مہر ایکہزار روپیہ کا مقرر ہوا ہے - ہم اول صدق دل سے اپنے سید و مولی امام علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ام المؤمنین علیہا السلام اور صاحبزادہ صاحب کے خاندان ننھیال کو اور جناب مولوی غلام حسن صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اور پھر اپنی قوم کو اور دعا کرتے ہیں کہ یہ مبارک تقریب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیے بہت سی برکات و حسنات کا موجب ہو - آمین -

۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کی شام کو الحکم کا ایک غیر معمولی پرچہ اس مبارک تقریب پر شائع کیا گیا ہے +

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے جو عجیب و غریب مضامین پر مشتمل خطبہ اس موقع پر پڑھا اسکو ہم اسی اشاعت سے شروع کر دیتے ہیں +

خطبہ نکاح

صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد

از حضرۃ حکیم الامۃ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ

مومن ہر وقت اللہ تعالے کی حمد و ثنا کرتا ہے کیا بلحاظ اس کے کہ اللہ تعالی نے اسکو پیدا کیا ہے + اور یہ ایک عظیم الشان انعام انسان پر ہے کیونکہ ساری راحتیں ساری خوشیاں اور خوشحالیاں اسی کے بعد ملتی ہیں کہ پیدا ہوا ہو۔ اور پھر پیدا بھی اپنے رب کے ہاتھ سے ہوا۔ جو بتدریج کمالات تک پہونچاتا ہے + اور پھر ہمارے لیے تو خصوصیت کے ساتھ حمد ضروری ہے کیا بلحاظ اس کے کہ ایسی نعمت عظمٰی کے منعم ہیں کہ جسقدر صداقتیں اور حق و حکمت آدم سے لے کر ہمارے سید مولا سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم تک مختلف اوقات میں مختلف نبیوں - رسولوں - راستبازوں کے ذریعہ مختلف زبانوں اور ملکوں میں پہونچایا گیا ان تمام صداقتوں کا مجموعہ مبرہن اور مدلل ہوکر ہمکو ملا جس کا نام قرآن کریم ہے یہ انعام کیا کم انعام ہے بلکہ دیکھو کہ ساری دنیا کی کل صداقتیں وہ تمام ذریعے جو روح کی پرورش کے تھے وہ سب مہیمن کتاب مجید میں جس کا نام نور - شفا - رحمۃ - برکۃ ہے ہم کو دی گئی ہے - اور پھر عربی مبین میں جیسی صاف اور کھلی سہولت اور یُسر سے دی گئی - وہ سب صداقتیں مدلل اور مبرہن کرکے قرآن شریف نے بیان کی ہیں اور نہایت سہل الفاظ میں جو میرے خیال میں چار ہزار سے زیادہ لغت نہیں ہیں - پھر پہونچانے والا ایسی طاقت اور تاثیر رکھتا ہے کہ بابروشا بد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ -

یعنی محمد بن عبد اللہ اور بن آمنہ کسطرح کا وہ معلم اور ہادی ہے اور کس طرح سے اسکی پاک تاثیروں نے ایک تبدیلی کی وہ اسی ایک واقعہ سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ اس نے حیرت انگیز - آئینہ نما - فتح - اپنی قوم پر جو عرب تھی حاصل کی اور ایسی فتح کہ ایک بھی مخالف نہ رہا اور پھر یہ کسقدر تعجب انگیز کھلا آیۃ مبینہ اثر ہے کہ تیرہ سو پہلے مکہ اور مدینہ میں جس قسم کے فیوض اور برکات آپ کے پاک انفاس سے پہونچے اور آپ کی تعلیم و تربیت نے جو اثر اسوقت پیدا کیا

آج تیرہ سو برس کے بعد بھی اسی کی تعلیم و تربیت کے نیچے اسکا غلام موجود ہے

(غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم)

اور پھر کیا بلحاظ اس انعام اور فضل کے جو ہم پر اللہ تعالیٰ نے کیا کہ تیرہ سو برس سے جس کے دیکھنے کو ہزاروں۔ لاکھوں، کروڑوں مخلوق کی آنکھیں ترستی گئی ہیں۔ اور اُمت کے صلحا اور اولیا اور علماء ربانی جسکو سلام کہتے گئے ہمنے اُسکا زمانہ پا لیا اور پھر جس سے اکثر لوگوں کی بدبختی نے اُنہیں محروم رکھا ہمیں اُسکی غلامی کا شرف عطا فرمایا۔ اور اسطرح ہم پر وہ انعام کیا کہ جیسے اولین میں ایک تابع نبی اور خاتم صلے اللہ علیہ وسلم موجود تھا آخرین میں بھی اسیطرح کا تابع نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ اس لیے جب ہم پر یہ انعام یہ فضل ہوئے ہیں تو اور بھی زیادہ ہمیں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں مگر

نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ

لیکن انسان چونکہ ایک کمزور اور ضعیف ہستی ہے اس لیے ہر آن اور ہر حالت میں اسی رب العلمین اور تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص اور بدیوں سے منزہ ذات اللہ تعالیٰ کی امداد کی ضرورت ہے۔

انسان کا فانی جسم ہر آن تغیرات کے نیچے ہے اور کمزور روح علوم میں اسی فانی اور کمزور جسم کی محتاج ہے کیونکہ وہ اس جسم اور ذرات کے بغیر کوئی راحت یا علم و صداقت حاصل نہیں کر سکتی اور سارے علوم اور صداقتیں زبان۔ کان۔ آنکھ ناک اور ٹٹولنے کی حس کے ذریعے سے پہنچتی ہیں مگر یہ جسم فانی ہے اور ہر آن تنزل کی حالت پیدا کرتا ہے فضلے پیدا ہو کر جسم سے نکلتے رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ روح کا ذریعہ فانی اور کمزور ہو پھر کیسے ترقی کرے جبتک اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو۔ اسی محسن نے کیسی پاک راہ بتائی اور سچی اور حقیقی محسن اللہ کی بتائی ہوئی بتائی کہ اللہ کے فضل اور احسان کے بغیر ایک آن گذارہ نہیں ہو سکتا اسی لیے ہم اُسکی ہی مدد چاہتے ہیں۔

وَنَسْتَغْفِرُہٗ

پھر ایک اور تعلیم دی۔ اور وہ استغفار کی تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وسیع قانون اور زبردست حکم اس قسم کے ہیں کہ انسان بعض بدیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے بڑے بڑے فضلوں سے محروم رہ جاتا ہے جب انسان کوئی غلطی کرتا اور خدا تعالیٰ کے کسی قانون اور حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ غلطی اور کمزوری اس کی راہ میں ایک روک ہو جاتی ہے اور یہ عظیم الشان فضل اور انعام سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس محرومی سے بچانے کے لیے یہ تعلیم دی کہ استغفار کرو۔ یہ تعلیم بھی اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے۔ **استغفار کیا ہے** پچھلی کمزوریوں کو جو خواہ عمداً ہوں یا سہو اور نسیان اور خطا سے غرض **ما قدم و ما اخر** جو نہ کرنے کا کام آگے کیا اور جو نیک کام کرنے سے رہ گیا ہے اپنی تمام کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کی ساری نارضامندیوں کو ما اعلم و ما لا اعلم کے نیچے رکھکر یہ دعا کرے کہ میری غلطیوں کے بدنتائج اور بد اثر سے مجھے محفوظ رکھ اور آیندہ کے لیے ان غلط کاریوں سے محفوظ فرما۔ یہ ہیں استغفار کے مختصر سے معنے

بارہا ہمارے **امام علیہ الصلوۃ والسلام** لوگوں کو استغفار بتاتے ہیں مینے دیکھا ہے کہ وہ اکثر مجھ سے آکر پوچھتے ہیں کہ **استغفار** کی کتنی تسبیحیں کریں اور آپ کے یہاں کونسا استغفار معمول ہے + اس لیے مینے بتایا ہے کہ سچا استغفار یہی ہے کہ انسان اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو یاد کرکے جناب الٰہی میں یہ طلب کرے کہ ان کمزوریوں کے بُرے نتائج سے محفوظ رکھ اور آیندہ کیلیے ان کمزوریوں سے محفوظ فرما۔

وَنُؤْمِنُ بِہٖ

اور ہم پھر اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ جمیع صفات کاملہ سے موصوف ... تمام بدیوں سے منزہ ہے وہ اپنی ذات میں اپنے صفات میں اسما اور محامد اور افعال میں واحد لاشریک ہے + وہ اپنی ذات میں یکتا صفات میں بے ہمتا اور افعال میں لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اور بے نظیر ہے۔

اور اسبات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنی رضامندی اور ناراضی کی راہوں کو ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور ملائکہ کے ذریعہ اپنا کلام پاک اپنے نبیوں اور رسولوں کو پہنچاتا رہا ہے۔ اور اسکی بھیجی ہوئی کتابوں میں آخری کتاب **قرآن شریف** ہے جس کا نام شفا فضل۔ رحمۃ اور نور ہے۔ اور آخری نبی **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** ہیں جو خاتم النبین ہیں۔ اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا۔ اسوقت بھی جو آیا وہ اُسکا **غلام** ہی ہو کر آیا ہے۔

اور پھر یہ تعلیم دی کہ

نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ

یہ بات ہم میں پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز جس مطلب اور غرض کے لیے بنائی ہیں وہ اپنے نتائج اور ثمرات اپنے ساتھ ضرور رکھتے ہیں۔ اس لیے اسپر ایمان ہونا چاہیے کہ لابد ایمان کے ثمرات اور نتائج ضرور حاصل ہونگے اور کفر اپنے بدنتائج دیے بغیر نہ رہے گا۔ انسان بڑی غلطی کرتا اور دھوکا کھا جاتا ہے جب وہ اس اصل کو بھول جاتا ہے۔ اعمال اور اس کے نتائج کو ہرگز ہرگز بھولنا نہیں چاہیے + سعی اور کوشش کو ترک کرنا نہیں چاہیے۔ اور پھر یہ تعلیم دی

وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

انسان اپنی کمزوریوں پر پوری اطلاع نہیں رکھتا

اور بعض وقت نقد کو اُدھار پر پسند کرتا اور ترجیح دیتا ہے پیش پا اُفتادہ اور زبردست چیزیں مقبول نگاہ ہوتی ہیں اس لیے الٰہی احکام کو اپنی غلطی سے بھول جاتا ہے - یا ان کے ثمرات اور نتائج کو اپنی غلطی اور نادانی سے اُدھار اور دوسرے ہی جہان پر منحصر سمجھکر سستی اور لاپرواہی کرتا ہے اور اسطرح پر اصل مقصد سے دور جا پڑتا ہے - اس غلطی کو دور کرنے اور اس کے بری نتائج سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ

نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں - کیونکہ بڑی پناہ اور معاذ اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ ہے جو ساری قدرتوں اور قوتوں کا مالک اور مولیٰ ہے - اور ہر نقص سے پاک ہر کامل صفت سے موصوف -
پہلے ضروری ہے کہ شرور انفسنا سے پناہ مانگیں - انسان کی اندرونی بدیاں اور شرارتیں اکثر اسکو ہلاک کر دیتی ہیں مثلاً شہوت کے مقابلہ میں زیر ہو جاتا اور عفت کو ترک کرتا ہے بدنظری اور زنا کا ارتکاب کرتا ہے حلم کو چھوڑتا ہے اور غضب کو اختیار کرتا ہے اور کبھی قناعت کو جو سچی خوشحالی کا ایک بڑا ذریعہ ہے چھوڑ کر حرص و طمع کا پابند ہو جاتا اور کبھی ہمت بلند اور استقلال نہیں رہتا - بلکہ پست ہمتی اور غیر مستقل مزاجی میں مبتلا ہو جاتا ہے مجاہدہ کو ترک کرتا اور کسل میں مبتلا ہوتا ہے یہ نفس کی شرور ہیں اسلیے ان تمام شرارتوں اور بری نتائج سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ چاہیے - اور پھر بداعمال کے بد نتائج ہیں بھی محفوظ نہیں رہ سکتا جبتک اللہ تعالیٰ کی پناہ میں نہو -

غرض

اصل تو یہ ہے مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ اسکے سوا کوئی ہادی نہیں جسکے ہاں گمراہی کا ڈر نہیں اور جسکو اللہ ہدایت دے اسکو کوئی نامراد نہیں کرسکتا -

باقی آئندہ

مَا بِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ

یہ ایک خطبہ کا حاصل مطلب ہے جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کے جمعہ میں پڑھا

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰہِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَکَّرُوْا مَا بِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ اِنْ ھُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۔ قُلْ مَا سَاَلْتُکُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَھُوَ لَکُمْ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ۔ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۔ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ وَاِنِ اھْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ ۔ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِہٖ وَاَنّٰی لَھُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ ۔ وَقَدْ کَفَرُوْا بِہٖ مِنْ قَبْلُ وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ ۔ وَحِیْلَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَھُوْنَ کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِھِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّھُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍ - آخر رکوع سورہ سبا -

ان سے کہو کہ میں تمھیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو ہو کر اکیلے اکیلے یعنی باہم مشورہ کرکے اور مخلی بالطبع ہو کر خوب سوچو اور غور کرو اس شخص کی نسبت - جب تم ہر قسم کی بخلوں اور تیرگیوں کو دور کرکے سوچوگے تو یقیناً یقیناً تم اس نتیجہ پر پہنچو گے -

مَا بِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ

تمھارا یہ صاحب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو رسالت کا مدعی ہے یہ مجنون نہیں ہے غور کرکے دیکھو کہ یہ کتنا بڑا دعویٰ یا اور کتنی عظیم الشان حیرت انگیز تحدی ہے کہ یہ رسالۃ کا مدعی تمھارا ساتھی مجنون نہیں ہے - خوب سوچکر دیکھو یہ نرا دعویٰ ہی دعویٰ نہیں بلکہ **قرآن شریف** اس دعویٰ کے ثبوت میں عظیم الشان دلایل پیش کرتا ہے چنانچہ **پہلی دلیل** یہ دیتا ہے

اِنْ ھُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ

یہ شخص ایک خطرناک عذاب سے جو پیشدست ہے اور قریب تر ہے دور نہیں تمھارے لیے نذیر مبین ہے -
یہ دلیل عربوں کے اپنے مذاق اور فہم کے موافق ہے عربوں میں چونکہ ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں ناگہاں ایک قبیلہ دوسرے پر شبخون مارا کرتا تھا - اس لیے ان میں سے بعض تجربہ کار - گرم و سرد روزگار آزمودہ اشخاص جو اچھے عمر کے ہوتے تھے اور جو مختلف قرائن اور حالات سے دشمن کی حرکت و سکون کا پورا پتہ لگا سکتے تھے اور سمجھ سکتے تھے کہ کس رنگ میں دشمن قوم حملہ آور ہوتی ہے اور وہ تاک گھات میں لگے رہتے اور کبھی کچھ دور آگے جا کر دیکھتے غرض جن ذرائع اور صورتوں سے ممکن ہوتا تھا وہ ان امور کی طرف نگاہ رکھتے اور جب اُنکو معلوم ہو جاتا کہ دشمن تاہم

سمجھ

تو وہ ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ کر آگ روشن کر دیتے ہیں جس کے ذریعہ قوم کو خبر ہو جاتی کہ نازک وقت آتا ہے اور جس سے مراد حرب ہوتی تھی۔ وہ لوگ جو ایسے ہوشیار اور معتبر ہوتے تھے انہیں نذیر کہلاتے تھے اب خدا تعالےٰ اس عرف سے جو انہیں پورا معتارف اور مسلم ... تھا یہ بتاتا ہے کہ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۔ پہلے فرمایا کہ وہ مجنون نہیں ہے اور اب اس دعوی کے لیے دلیل یہ دی کہ وہ نذیر عذاب ہے انکو ملاؤ تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی جلیل اور مجید کتاب کیسی محکم ترتیب رکھتی ہے! اسمیں بتایا ہے کہ کوئی مجنون ایسا نہیں ہوتا جو پیشگوئی کر سکے مگر یہ تمکو ایک قریب تر آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے اب ایسی مقتدر پیشگوئی کرنا جس میں دشمن کی ہزیمت و خذلان شکست ہو اور اپنی عزت کامیابی کیا کسی مجنون کی طاقت میں ہے؟ اور کیا کوئی مجنون ایسی پر شوکت تحدی جو مقتدر پیشگوئی پر مشتمل ہو کر سکتا ہے؟ یہ عادت اللہ اور سنتہ اللہ نہیں ہے یہ پیشگوئی کرنا اس امر کی ایک بین دلیل ہے کہ یہ مجنون نہیں ہے۔ اور پھر تمہارے اپنے شعور اور عرف کیموافق یہ **نذیر مبین** کے رنگ میں پیش ہوا ہے کیا تم اسکو مجنون کہتے ہو؟ کیونکہ یہ امر تمہارے نزدیک مسلم ہے کہ مجنون کبھی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ قوم کو نہیں ڈراتا۔ اور قوم اس کے انذار پر توجہ بھی نہیں کرتی۔ کیونکہ مجنون اپنے اختلال حواس کیوجہ سے نہیں معلوم کر سکتا کہ ہوا کدھر کی ہے۔ وہ دشمن کی حرکت وسکون کے متعلق کوئی عمیق علم نہیں رکھ سکتا + چونکہ عرب جو جانتے تھے کہ نذیر کون ہوتا ہے اور وہ کن رنگوں اور ذرائع سے شناخت کرتا ہے کہ کوئی شبخون پڑنے والا ہے۔ ایسا ان واقعات کو مدنظر رکھکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نذیر مبین کہا ہے + تاکہ جو شخص خدا طلبی کی قوت اور دل رکھتا ہے وہ اس لفظ ہی سے اس نتیجہ پر پہونچ جاوے گا کہ

محمد سچا رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

غرض یہ پہلی دلیل ہے اس امر پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں مجنون نہیں ہیں۔

انجیل پڑھو یا توریت یا اور کسی مذہبی کتاب کو پڑھو تمہیں معلوم ہوگا کہ ایسی پر قوت اور پر شوکت تحدی اور چیلنج انمیں نہیں ہے جو خدا کی جلیل مجید اور حکیم کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتی ہے۔ پھر کسقدر منت اور احسان اور فضل ہے اللہ تعالےٰ کا کہ وہ نرا دعویٰ نہیں کرتی بلکہ ہر دعوی کا ایک جلی **ثبوت** پیش کرتی ہے۔ یہ دعوی جو کیا تھا کہ میں **مجنون نہیں** اسکی دلیل کیسی واضح ہے مگر پر شوکت تحدی کے رنگ میں دی کہ اے میری قوم! یاد رکھو میری مخالفت سے تم پر ایک شدید عذاب آنے والا ہے اور وہ عذاب دور بھی نہیں بلکہ قریب تر ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ خالی دھمکی تھی؟ کیا ایسا واقعہ نہیں ہوا؟ وہ مخالف دشمن اس انذار کے بعد ہلاک نہیں ہوئے؟ نہیں یہ نری دھمکی نہ تھی خدا کی مقتدر پیشگوئی پوری ہوئی اور مخالفت کرنے والے منکر ہلاک ہوئے اسی طرح جسطرح کہا گیا تھا اب **واقعات** نے دکھا دیا کہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نذیر مبین تھے۔ اور ابدالآباد کے لیے آپ کی سچائی پر ان واقعات نے مہر کر دی +

پھر **دوسری دلیل** یہ دی قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

ان کو کہدو کہ میں تم سے کوئی اجر اور مزدوری نہیں مانگتا تم اپنا اجر اپنے گھر رکھو میرا اجر میرے اللہ کے پاس ہے اور وہ ہر چیز پر نگران ہے۔

یعنی میں یہ نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کرتا ہوں تم سے کوئی مزدوری نہیں چاہتا۔ **میرے دوستو!** یہ عظیم الشان دلیل ہے آپ کی صداقت اور رسالت پر قسم برب العزۃ جسنے مدتوں سے اس دلیل کو بڑے غور اور فکر سے سمجھا ہوا ہے اور میرا سینہ لذت سے پر ہو جاتا ہے جیسے شہد سے مشک بھری ہوئی ہو۔

دنیا میں آج دیکھلو مشینوں کی ایجاد کرنے والے یا یورپ کے فلاسفر اور موجد جنکو لوگ نمونہ کے لیے پیش کیا کرتے ہیں انمیں ایک بھی نہیں ہے جسکی روح میں اجر طلبی نہ ہو جو مصنف ہیں وہ لاکھوں لاکھ روپیہ کتابوں کے مختلف اڈیشنوں سے کما لیتے ہیں جو موجد ہیں وہ اپنی ایجادات کو پیٹنٹ اور رجسٹر کرا کر دنیا کماتے ہیں اور ہزاروں ایسے موجد مرگئے ہیں جنکا راز کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکا۔ اور کوئی دوسرا اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکا۔

غرض جو کچھ کیا جاتا ہے اسکی غرض محض اجرت لینا اور روپیہ کمانا ہے۔ محض خدا کے لیے قدم اٹھانا اور جس میں نفس کا کوئی شائبہ نہ ہو خلوت جلوت میں موت کی آخری تلخ گھڑی تک ایک لحظہ کے لیے بھی اجر طلبی مقصود نہ ہونا یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے

محض خدا کے لیے ایک کام کرنا جس کی فطرت اور روح میں ہے وہ کوئی معمولی آدمی نہیں **ہے یہ فوق العادت فطرۃ بتاتی ہے کہ وہ منجانب اللہ ہے**

پس یہ کیسی لطیف دلیل ہے اس دعوی پر کہ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ

مجنون کی یہ حیثیت اور فطرۃ کہاں کہ وہ خلوص کے ساتھ نصحاً ایک کام کرے

میراں بخش کو (اس نام کا ایک شخص دیوانہ جو قادیان کی گلیوں میں بیہودہ گاتا پھرتا ہے) دیکھلو۔ کہ یہ بھی تو کچھ نہ کچھ گاتا پھرتا ہے کبھی سسّی پڑھتا ہے کبھی ہیر کبھی کچھ کبھی کچھ مگر آخر ایک پیسہ مانگنے لگتا ہے

پس اُسکی روح اور اُس کے ذلیل و پست جذبات کو دیکھو اور پھر اسپر غور کرو

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

پھر **تیسری دلیل** اور پیش کرتا ہے قرآن شریف کا یہ طرز استدلال ہے کہ وہ دلیل پر دلیل دیتا جاتا ہے - یہ ترقی ہے جو فصاحت و بلاغت کی جان ہے بڑا عظیم الشان اور بلیغ کلام وہ ہوتا ہے جسمیں ترقی پر ترقی ہو اور سست کلام وہ ہے کہ کہیں کوئی نکتہ اتفاقی طور پر نکل جاوے تو پھر پستی شروع ہو جاوے - خدا کی جلیل و مجید کتاب کا شان اس سے بالا تر ہے اس میں ترقی پر ترقی ہے دیکھو مابصاحبکم من جنۃ دعوی کیا تھا - پھر اسکی ایک دلیل دی دوسری دلیل دی اب تیسری دلیل اور شروع کرتا ہے

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ - کہدو کہ بیشک میرا رب دنیا پر حق پھینک رہا ہے یقذف اس لیے فرمایا کہ حق بڑی قوت اور شوکت کے ساتھ آسمان سے گرا ہے وہ حق جو موعود تھا وہ ایک مستحکم اور مضبوط ... ن ہے جو اسپر گرا وہ پاش پاش ہوا اور جسپر وہ گرا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسقدر قوت ہیبت اور رعب اس پیشگوئی میں ہے اور پھر اسکو اور بھی قوت دی ہے یہ کہکر کہ یہ پیشگوئی علام الغیوب خدا کیطرف سے ہے عالم الغیب نہیں فرمایا اسکی قوت اور شوکت کو بڑھانے کے واسطے مبالغہ کا صیغہ علام الغیوب بڑا بھاری غیبوں کو جاننے والا - جو چیز آسمان سے آتی ہے کوئی اسکو روک نہیں سکتا سیدھی اپنے مرکز پر آتی ہے

یہ ایک ایسی واضح اور صاف بات ہے کہ ہر روز ہم دیکھتے ہیں آسمان سے آنے والی بات اٹل ہوتی ہے اسلیے یقذف بالحق میں بڑی قوت اور شوکت ہے کیونکہ وہ آسمان سے اُترا ہے - اب اسکو کوئی روک نہیں سکتا بلکہ جسپر یہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا - پھر دیکھلو کہ یہ بھی نرا دعوی ہے نہیں رہا - کون آپ کے مقابلہ کے لیے اُٹھا جو پارہ پارہ نہ ہوا ؟ ایک بھی نہیں جو مقابلہ میں آیا اُسکا استیصال ہو گیا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی نبی اور مامور کی کامیابی کی نظیر پائی نہیں جاتی آپ کے سب دشمن آپ کے سامنے تباہ ہوے اور ایک بھی مخالف آپ کا آپ کی زندگی میں باقی نہ رہا - یہ کیسی شوکت اور اقبال کو ظاہر کرنیوالی بات ہے - پھر ایک اور **دلیل** دی -

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ - کہدو کہ وہ **الحق** جس کی تمام نبی پیشگوئی کرتے آئے تھے اور ساری نبوتیں اور رسالتیں اُسی کے ارہاص اور تمہید کے لیے تھیں وہ اب **خود** آگیا ہے اور **الباطل** اولاً بالذات اس مکہ معظمہ میں حق کی شوکت کے بعد جگہ نہ لے گا اور نہ اس ہیئت میں پھر عود کرے گا + درحقیقت ایک غور کن طبیعت اس نتیجہ پر پہونچ سکتی ہے کہ واقعات سے کیسا ثابت ہو گیا کہ یہ علام الغیوب خدا ہی کی باتیں تھیں اور ہیں اور درحقیقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے اور کامل نبی اور خاتم النبیین ہیں +

میرا یہ ایمان ہرگز نہیں کہ اس آیت کیموافق صرف مکہ معظمہ ہی سے باطل بھاگا - میں ایمان رکھتا ہوں کہ بیت اللہ میں ۳۶۰ بُت تھے اور وہ مختلف مذاہب و مشارب کا نمونہ تھے - عیسائیوں - یہودیوں - مجوسیوں غرض ہر قوم کے بُت تھے خدا تعالی نے مکہ معظمہ سے ان بتوں کو دور کر کے اس پیشگوئی کے ذریعہ دکھا دیا کہ حقیقی شوکت اس باطل کو قرآن کریم کے بعد نہ ہوگی **عیسائی** مذہب اسوقت تک اگرچہ جاری ہے **نیوگ** پرستی اگرچہ جاری ہے آتش پرستی بھی جاری ہے مگر اب خدا کے **صادق** اور برگزیدہ **مسیح موعود** نے خدا کے سلام اور نصرت اسپر ہوں ان تمام مذاہب کو چیلنج کر دیا ہے اور قرآن شریف کے حجج اور براہین کے ساتھ انکو ذلیل کر دیا ہے - ٹھیک اسی طرح جسطرح خدا تعالیٰ نے اول سے مقدر کیا ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ پر **اسلام** کا غلبہ ہوگا جیسے فرمایا

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

پس اس وعدہ کے موافق خدا کے مسیح نے قرآن شریف کے حجج و براہین اور آسمانی تائیدی نشانوں کی تلوار سے اسیطرح ان تینوں کی ناک اڑا دی ہے جسطرح **سلطان محمود** نے سومنات کی ناک کو توڑ ڈالا تھا (درحقیقت جیساکہ ولیم میور ایک متعصب عیسائی آہ مار کر چلاتا ہے کہ قرآن روک ہو گیا ہے ورنہ عیسائی مذہب پھیل جاتا اور اب ہم عربوں کو انجیل نہیں سنا سکتے کیونکہ وہ موحد ہیں) یہ سچ ہے کہ اس **الحق** کے سامنے اب **باطل** رہ نہیں سکتا -

اللہ اکبر ! مبارک ہو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ ایک سیاہ دل تلخ دشمن کے منہ سے اپنے قرآن کی صداقت عظمت اور انفاس قدسیہ کی تاثیر کا اقرار لے لیا - غرض اللہ تعالے فرماتا ہے کہ الباطل اب نہ یہاں شروع ہوگا اور نہ پھر عود کریگا اب غور کر کے دیکھلو کہ یہ پیشگوئی کیسی واضح طور پر پوری ہوئی - اور جیساکہ میں نے ولیم میور کے حوالہ سے ابھی بیان کیا ہے تلخ سے تلخ دشمنوں کو بھی اسکا اعتراف کرنا پڑا ہے اور واقعات نے دکھا دیا ہے کہ علام الغیوب نے جو فرمایا تھا وہ پورا ہوا پھر ایک اور دلیل یعنی **پانچویں دلیل** دیتا ہے

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ + ان کو کہدو کہ اگر میں گمراہ ہوں تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں ہلاک ہوجاؤں گا اور اگر میں صراط مستقیم پر ہوں اور میرا رب مجھپر وحی کرتا ہے تو یاد رکھو انه سمیع قریب وہ میری گریہ و زاری کو جو میں قوم کے لیے کرتا ہوں سنتا ہے اور وہ قریب ہے یعنی میری پیشگوئیاں پوری کرنیکو قریب ہے۔

خدا تعالے کے اسماء اور صفات کیسے سچے ہیں اگر کوئی غور کرے تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہر اسم نے اپنی صداقت اور اثر دکھایا + اب اسما نذیر مبین کی حقیقۃ کو کھولکر سنایا۔

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ۔ عنقریب ایکوقت آتا ہے کہ اے مخاطب تو دیکھ لے گا کہ ایسی مصیبت آجائیگی جسکے احاطہ سے بھاگ نہ سکیں گے۔ اور جلدی ہی نزدیک کے مکان سے پکڑے جاؤ گے۔

چنانچہ خدا تعالی کے مُنہ کی باتیں پوری ہوئیں۔ یہ ہیں نشانات خدا تعالے کی جلیل کتاب کی سچائی کے اور اسکے منجانب اللہ ہونے کے کاش ان میں کوئی غور کرے

اللہ تعالی کا بڑا احسان اور منت ہے کہ ہمارا امام علیہ الصلوۃ والسلام بھی اسی منہاج اور نقش قدم پر چلتا ہے اسی رنگ میں براہین احمدیہ کی پیشگوئیاں ہیں جیسے آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں مکی زندگی میں نظر آتی ہیں براہین کا زمانہ مکی زندگی کا نمونہ ہے۔ پہلے پیغمبری کیطرح یہ سلسلہ قائم ہوا۔ اور اب کوئی نو برس سے ہمارے آقا کی مدنی زندگی شروع ہوئی ہے اسوقت سے خدا تعالی کے نشانات کس قوت اور زور کے ساتھ پورے ہورہے ہیں!

اور زندہ خدا کا یہ نشان ہے کہ اسکے مُنہ کی باتیں ہر زمانہ میں زندہ رہیں اسی زندگی کے لیے اللہ تعالی نے مسیح موعود کو بھیجا ہے اُس نے آکر پھر ان باتوں کو زندہ کیا۔ ان باتوں کو اگر عیسائیوں۔ مجوسیوں یا یہودیوں سے پوچھو تو انکے پاس نہ ملیں گی۔ ان لوگوں میں بھی ان کا نام و نشان نہیں جو مسلمان کہلا کر خدا کے صادق مامور سے دور پڑے ہوئے ہیں۔

یہ بالکل سچ ہے کہ ان مخالف سلسلوں اور ملتوں کے خدا اور انکی کتابیں سب مرگئی ہیں اور نیست و نابود ہوگئی ہیں وہ اب زندہ نہیں ہوسکتی ہیں کیونکہ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ کا نشان پورا ہوگیا اب ابدتک زندہ کتاب قرآن مجید اور زندہ رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور زندہ مذہب اسلام ہے اور یہ زندگی اس زمانہ میں اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ عطا کی جو لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ کا مصداق ہے سو الحمد للہ کہ خدا تعالی نے اپنے مسیح کو غالب کردیا۔

ڈائری کا اقتباس

ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں۔

مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور سے تشریف لائے عند الملاقات حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ مولوی صاحب "بادجود ہمارے سلسلہ میں شامل ہونے کے ہر دلعزیز ہیں" اسپر مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور تقوی اور رزق حلال ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کو معزز بنا دیتی ہیں حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا حقیقت میں تقوی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے انسان کا اکرام ہوتا ہے۔

طاعون کے ٹیکہ کا ذکر تھا۔ اس کے متعلق ایک مبسوط اشتہار تقویۃ الایمان کے نام سے عنقریب شائع ہوتا ہے جو چھپ رہا ہے وہ الحکم کی کسی اشاعت میں انشاء اللہ کامل طور پر چھپے گا + اسی ذکر کے اثنا میں اور اسی کے متعلق ایک لطیف بات فرمائی کہ

دیکھو ایک زمیندار ہے اُسکی زمین بارانی ہے اور ایک دوسرا ہے جسنے ماندہ محنت کرکے کنوئیں سے آبپاشی کی ہے اور اپنے کھیتوں کو بھر لیا ہے مگر آسمان پر یکایک بادل ہوئے اور بارانی زمین والے تمام کھیت بھر گئے۔ اب دونوں میں سے زیادہ شکر گذار کون ہوگا؟ کیا وہ جس نے رات دن ایک کرکے اپنے کھیت بھرے ہیں؟ یا وہ جو آسمان کیطرف دیکھتا رہا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ وہ جو رات کو سویا ہوا تھا اور صبح اُٹھکر دیکھا تو کھیتوں کو لبالب پایا

اسیطرح جیر ٹیکہ کے متعلق ایک تو ہم ہیں کہ خدا تعالے نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے اور ایک وہ ہیں جو اُسی پر بھروسا کیے ہوئے ہیں۔

اسباب سے اللہ تعالی نے منع تو نہیں فرمایا مگر اسقدر محو فی الاسباب نہ ہونا چاہیے کہ شرک کی حد تک پہونچ جاوے۔ اسباب سے جائز فائدہ اعتدال کی حد تک ضرور اُٹھانا چاہیے مگر شرک فی الاسباب نہ ہونے پائے۔ اور یہ شرک اسباب اسباب سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

ہزاروں ہزار مخلوق جانتی ہے کہ جب ٹیکا کرانے والوں کو فائدہ ہوگا جیساکہ ظاہر کیا گیا ہے تو وہ شخص کسقدر خوش ہوگا اور کتنا بڑا نشان ہوگا جو یہ کہے گا کہ اوروں کو ٹیکہ نے فائدہ کیا اور مجھکو خدا نے ولنعم قیل۔ تراکشتی آورد و مارا خدا

جس راہ پر ہم چلتے ہیں یہ مرحلہ دور ہے ہم اسباب کو چھوڑتے نہیں لیکن انکو پوجتے بھی نہیں +

خدا نے اپنے فضل سے ایک **نشان** دیا ہم اسکی قدر کرتے ہیں۔ اگر وہ ہم پر ظاہر نہ کرتا تو یہ بات نہ تھی۔ لیکن اب اس **نشان** کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کی قدر کریں۔ ہر ایک شخص اپنے صدق۔ ثبات اور قوۃ کو دیکھ لے ہم کسیکو منع نہیں کرتے۔

اسباب پرستی۔ پتھر پرستی سے بڑھ کر ہے پتھروں کی پوجا اگر محرقہ ہے تو اسباب پرستی تپ دق ہے جس نے دنیا کو ہلاک کر دیا ہے۔ یاد رکھو جو اسباب میں دل لگاتا ہے وہ شرک میں مبتلا ہوتا ہے۔

الدار والوں کی حفاظت کا قوی ذمہ خدا نے لیا ہے مگر یہ دار تو وہ ہے جو خس و خاشاک و خاک کا بنا ہوا در و دیوار والا گھر ہے اور ایک وہ جو ہمارے منشا کے موافق روحانی طور پر اپنی تبدیلی کرتا ہے وہ بھی ہمارے دار میں ہے۔

برکت کا نشان۔ میرے پاس ایک شیشی مشک کی ہے جسمیں سے میں کھایا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ جب کسی چیز کے سلسلہ کو منقطع کرنا نہیں چاہتا تو جسطرح چاہے اسکو برکت دیدے میں نے گھر والوں سے کہا کہ لاؤ اس شیشی کو میں برکت دیتا ہوں چنانچہ میں نے اسمیں پھونک مار دی۔ ڈاک کے وقت مفصل آئی ایک شیشی لایا مینے سمجھا کہ کوئی دوا ہے اور رکھدی مگر مخبر کو جب اسی کھولکر دیکھا تو وہ **مشک نکلا**۔ مینے اسکو بلاکر پوچھا کہ کس نے بھیجی ہے اُسنے کہا کہ وہ کاغذ گم ہوگیا۔ اس شیشی پر بھی مرسل و فرستندہ کا نام نہیں یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے برکت کا دیا ہے مینے گھر میں خود پھونک ماری اور دوسرے دن وہ شیشی آگئی۔ یہ خدا کے عجیب کام ہیں جو آج کل ظاہر ہو رہے ہیں **فالحمد للہ علےٰ ذالک**

دار الامان کا ہفتہ

حضرت امام علیہ السلام اور جمیع ممبران اہلبیت خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔ حضرت اقدس نے کشتی نوح یا تقویۃ الایمان کے نام سے عجیب و غریب اشتہار شائع کیا ہے۔ جو اگلی اشاعت میں پورا درج کیا جاویگا۔ تحفۃ گولڑویہ کتاب شائع ہوگئی

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب بھی بفضل خدا تعالیٰ تندرست اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی گولڑوی کی سیف چشتیائی پر ایک نظر لکھ رہے ہیں جسکو پڑھ کر اسلامی دنیا از بس محظوظ ہوگی اور معلوم ہوجائیگا کہ طبل سائیں از زیر گلیمش بر آمد گولڑوی ہی کے لیے مقدر ہوا تھا۔

جناب سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی اپنی رؤیا حسب معمول سناتے ہیں پہلے دن آپنے رویا کے سنانے سے پیشتر مختصر تقریر کے ذریعہ ظاہر کیا کہ یہ فیض اور برکت انکو محض حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن کے طفیل سے ملی ہے کہ ہر روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور صاف الفاظ میں آپ حضرت اقدس کی تصدیق کرتے ہیں شاہ صاحب نے ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جسمیں لکھا ہے ۸۲۸ مرتبہ آنحضرت صلعم کی زیارت ہو چکی ہے اس اشتہار کو ہم پھر کسی وقت شائع کریں گے مگر اس میں جو حصہ نظم کا ہے اُسے اسی صفحہ کے تیسرے کالم پر درج کرتے ہیں۔

اس ہفتہ میں ہمارے مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر اور جناب مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار منشی رمضان علی صاحب اور مولوی ہند علی صاحب (جنھوں نے علی حائری لاہوری شیعہ کا جواب لکھا ہے اور جدید دو رسالے علی حائری کو خطاب کرکے لکھے ہیں جنمیں سے ایک فارسی رسالہ آج کل حضرت کو سناتے ہیں)۔ پشاور سے اور بہت احباب مختلف مقامات سے تشریف فرما ہوئے

۱۶ ستمبر ۱۹۰۲ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام کھل گیا

بیعت کرنیوالوں کے نام ہم اس ہفتہ میں بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کرسکے۔

خدا کے فضل کا اظہار

خدا کے فضل کا دنیا میں ہم اظہار کرتے ہیں
عطاءِ پاک ربانی کا ہم اقرار کرتے ہیں

بہت سے صالحین اُمّتِ احمد کو دیکھا ہے
حضورِ پاک نبوی میں جو پاک اذکار کرتے ہیں

خدا کی دی ہوئی نعمت سے اب کفران ہو کیونکر
ہمیں دیتا ہے وہ اور شکر ہم ہر بار کرتے ہیں

ہمارے حضرتِ اقدس مسیح وقت مہدی بھی
بحکم پاک وہ اس تقریر کو ہر بار کرتے ہیں

نہیں کچھ فخر کی یہ بات ہاں تحدیث نعمت ہے
ہمیں پروا نہیں اسکی کہ لوگ انکار کرتے ہیں

شہادت ہم ادا کرتے ہیں یہ اقرار صالح ہے
خدا کو درمیاں لاتے ہیں اور اظہار کرتے ہیں

ہمیں جب حضرتِ مامورِ حق سے فیض ملتا ہے
تو جوشِ دل سے لذت پاکے ہم تکرار کرتے ہیں

بھری دربار میں حضرت نے صد بار فرمایا
کہ وہ مامورِ حق ہیں لوگ کیوں انکار کرتے ہیں

مسیح اُمّتِ احمد سے ہم کو یہ ملی نعمت
کہ روز و شب محمد کا ہی ہم دیدار کرتے ہیں

مرے دربار میں دیکھا ہے تم نے مرتبہ اُن کا
غلام احمد کی عزت یاں تو سب ابرار کرتے ہیں

بدر یار محمد ملکی ہمکو رسائی اب
بلاتے ہیں ہمیں دربار میں اور پیار کرتے ہیں

خدا کی ایک حجت ہیں وہ اس آخر زمانہ میں
صراطِ مستقیم حق کو وہ تیار کرتے ہیں

سماں تب صفا ہے کیا اک شان کا دربار عالی ہے
کہ جب اجلاس اپنا سید ابرار کرتے ہیں

طریقِ مستقیم حق کو غافل چھوڑ بیٹھے تھے
وہ ان غفلت کے ماروں کو ہی اب بیدار کرتے ہیں

حضوری میں نظر آتے ہیں واں پر انبیا سارے
پھر اُن نوروں سے ہم سینہ کو پُر انوار کرتے ہیں

ستاتے ہیں اُنہیں ناگفتہ باتوں سے جو منکر
خدا سے دور ہیں وہ اور ہمیں بیزار کرتے ہیں

بہت دکھ پائیں گے آخر جو اس دامن کو چھوڑینگے
کہ وہ اصلاح بحکم حضرت دادار کرتے ہیں

ضرورت تحریر یادے

خیالات دربارہ مستورات۔ عورتوں

ایسی رعایت سے ضرور فائدہ اٹھائیں

دفتر الحکم کی خوشی سے
جنکے سے ہیں ۲۱ جولائی
سنہ ۱۹۰۲ سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ تک جدید
خریداران الحکم سے صرف چہار [illegible]
لیجاویگی اور جو کتابیں مطبع
انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہیں
جن کی فہرست ذیل میں درج ہے وہ خریداران

کو نصف
قیمت پر اس عرصہ میں دی
جاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ
اٹھا سکتے ہیں خواہ ایک یا ایک نسخہ
خریدیں یا ایک سے زیادہ

فہرست کتب

تفسیر القرآن جلد اول ۱۲ عہ رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء عہ
الانذار ۲ حضرۃ اقدس کی تقریر ۲ حضرۃ اقدس کی
پرانی تحریریں ۲ اصلاح النظر ۲
سراج الدین عیسائی کے
چار سوالوں کا
جواب ۲

تفسیر سورۃ [illegible]
تمام درخواستیں بنام
شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر
الحکم
[illegible]
آنی چاہئیں

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی
مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible]
[illegible] تقویٰ [illegible] [illegible]
طاعون کے لئے [illegible] استعمال [illegible]
طاعون کی [illegible]
[illegible]

عاجز
[illegible]
اجیر کی سہولت کیلئے [illegible]
اور [illegible] کی بھی قیمت [illegible]
فائدے کی نسبت [illegible] زیادہ [illegible]
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ
نسخہ ہے حفظ ما تقدم کے طور استعمال کریں قیمت ادویہ
علاوہ محصولڈاک حسب ذیل ہو گی
قیمت یکصد گولی ۱۲ عرق شیشی کلاں
جو [illegible] ہو گی ۱۲

ہمیشہ [illegible]
[illegible] استعمال کریں
حکیم [illegible]
شیخ عبداللہ صاحب [illegible]
ڈاکٹر [illegible]
سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام
قادیان دارالامان

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان

۱۳ ستمبر ۱۹۰۶ء
۱۷
لاہور مضمون نمبر ۳ جلد

جوہر عشبہ مغربی

شیشی کلان ۲ شیشی خورد ۱

سدس اپریلا

ان امراض کا عروج بڑے شدومد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اسکے عزوب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خونکو ردی کردے تو اسکو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ڈبوتا نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے جوہر عشبہ انسان کے خونکو صاف کرنیکیلئے مسلمہ حکمائے سلف و خلف کا نسخہ ہے اس کے پینے والے کا خون گندہ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت کہا جاتا ہے عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر۔ پروفیسر علوم طب اور حکمائے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا آلہ قرار دیا ہے یہ **جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری** سے جب **آتشک کا زہر خون کو تباہ کرکے گوناگون رنگوں میں ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی اکسیر** فادزہر ہی جسکے **استعمال سے** وجع مفاصل تری خارش بھوری پھنسی زخموں کا اندمال۔ خنازیر ناصور۔ بھگندر جنبل یا جسم سے چھلکے اترنا یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہیں تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ مہلک بیماریوں سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو بانہہ اور پاؤں کے تلوں میں جلن رہتی ہے۔ ہڈیاں درد کرتی ہوں ریح کا درد وجع النساء اور عورتوں کے رحم بگاڑ اور نلوں کے درد کو بھی دور کرتا ہے۔

سنون مستحکم دندان

یہ منجن ہر کہ دانتوں کو جلا دیتا ہے۔ بخدا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے۔ آنکھ گئی جہان گیا دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیوں کی طرح چمکدار مضبوط اور صاف ہوجاتے ہیں۔ بدبو میل دور مسوڑے مضبوط منہ سے لیسدار رطوبت کلوز اور خون جانا رک جاتا ہے محصولڈاک ۱۱ہر

حب قبض کشا

حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جنکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے طبیعت ان کی پریشان سر میں درد۔ منہ بدمزہ زبان میلی۔ ان گولیوں کے استعمال سے ورم جگر۔ نفخ۔ تراقر۔ دل کا دھڑکنا جسم کا پھڑکنا سن ہوجانا۔ کثرت تھوک کمی اشتہا وغیرہ دور ہوجاتی ہے ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کھانے سے صبح اجابت بافراغت آجانے سے طبیعت بشاش جسم ہلکا انسان چست و چالاک ہوجاتا ہے اور ... اتارہ سکتا ہے دو درجن ایک روپیہ

پتہ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

صدق الله العلام فیما اوحی الی الامام علیه الصلوٰة والسلام حیث قال انه اوی القریة لولا الاکرام لہلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب و انکار کے باعث نازل ہوتا ہے

روغن نوری

یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء الله بسلامت بفضلہ تعالیٰ مبتلائے طاعون و ہیضہ نہونگے کیونکہ جرم وبائیہ ان کے بدن میں داخل ہوکر ہلاک ہوجائینگے اگر مبتلائے مرض کو دیں تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہو علاوہ ازیں اس کے استعمال سے تپ محرقہ کہانسی تلی۔ قے۔ اسہال ... زہر و خون و آلوں کا آنا خنازیر بیماری۔ سوزش سینہ۔ قصور ہضم چیچک نفث الدم ابتدائی سل۔ درد گوش و درد کان۔ ناسور خنازیر زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیاں بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور۔ وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہیں ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی ۸ ؎

جوہر آملہ سرکہ مقوی معدہ و مشتہی و ہاضم و مصفی خون و دافع خارش و پھوڑے پھنسی وجع المفاصل و دمہ و ریاح وغیرہ قیمت فی شیشی ۸ ؎

آخر ستمبر تک ...

کشتہ سیمیک آتشہ مقوی دماغ و اعصاب

قیمت فی چوکی ۱۲ ؎

گٹکہ سیماب مصلح شیر و مصفی خون قیمت ۱۲ ؎ محصول بذمہ خریدار

المشتہر

حکیم محمد شفیع ... مغربی ... ضلع ... شفاخانہ ... جہلم

رجسٹرد ایل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

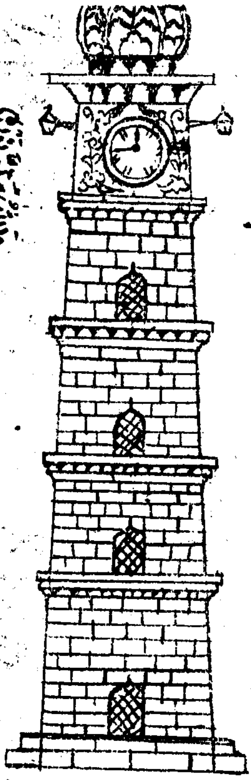

الحکم

من دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۶	مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ	نمبر ۳۴

اُسوۂ حسنۃ

ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا ہے کہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء سے الحکم کے کالموں میں صبح کی سیر اور دربار شام خصوصیت سے دو کالم ہوں گے اور ڈائری کا اقتباس حسب ضرورت ہوتا ہی ہے ہمنے اس کار خیر کی وسعت اشاعت کے لیے ایک اور تجویز بھی کی ہے کہ صرف حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی ڈائری کو بقید تاریخ جو الحکم میں چھپا کریگی الگ بطور ضمیمہ حضرۃ حجۃ اللہ کی تصنیف کی کتابوں کی صورت کے آٹھ صفحہ نمبر صرف ان لوگوں کے لیے جو الحکم خرید نہیں سکتے شائع کریں اسلیے عہ مع محصولڈاک ادا کرنے پر ایسے لوگوں کو یہ ضمیمہ ملیگا الحکم کے خریدار ونکو اس ضمیمہ کے خریدنیکی ضرورت نہو گی کیونکہ یہ اسی کا ایک حصہ ہے اس ضمیمہ کا نام ہم نے اُسوۂ حسنۃ رکھا ہے۔ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء سے انشاء اللہ طبع ہونا شروع ہوگا۔ جوہ

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

طاعون کا ٹیکا

لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ہُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ پ ۱۰ ع ۱۳

ترجمہ ہمیں کوئی مصیبت ہرگز نہیں پہنچ سکتی بجز اُس مصیبت کے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھدی ہے وہی ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے اور مومنوں کو چاہیے کہ توکل اُسی پر رکھیں ٭

شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کرکے دوبارہ طاعون سے بچانیکے لیے ٹیکہ کی تجویز کی اور بندگان خدا کی ہمدردی کے لیے کئی لاکھ روپے کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لیا درحقیقت یہ وہ کام ہے جسکا شکرگذاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے اور سخت نادان اور اپنے نفس کا وہ شخص دشمن ہے کہ جو ٹیکے کے بارہ میں بدظنی کرے کیونکہ یہ بارہا تجربہ میں آچکا ہے کہ یہ محتاط گورنمنٹ کسی خطرناک علاج پر عملدرآمد کرانا نہیں چاہتی بلکہ بہت سی تجارب کے بعد ایسے امور میں جو تدبیر فی الحقیقت مفید ثابت ہوتی ہے اُسکو پیش کرتی ہے سو یہ بات اہلیت اور انسانیت سے بعید ہے کہ جس تجویز کو نہایت خیرخواہی کیلیے لکھو کھا روپیہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور کرچکی ہے اُسکی یہ داد دیجائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس سر دردی اور صرف زر سے اپنا کوئی خاص مطلب ہے وہ رعایا بد قسمت ہے کہ بدظنی میں اس درجہ تک پہنچ جائے کچھ شک نہیں کہ اسوقت تک جو تدبیر اس علاج

۲ لوگ چاہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کلمات کی عام اشاعت ہو وہ اس کی نشرت سے اشاعت کی کوشش کریں ٭ ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان۔

اس باب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ یہ تدبیر ہے کہ ٹیکا کرایا جائے اس سے کسیطرح انکار نہیں ہوسکتا کہ یہ تدبیر مفید پائی گئی ہے اور بپابندی رعایت اسباب تمام رعایا کا فرض ہے کہ اسپر کاربند ہو کر وہ غم جو گورنمنٹ کو انکی جان کے لیے ہے اس سے اسے سبکدوش کریں۔ لیکن ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لیے ایک آسمانی **روک** نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم **ٹیکا کراتے** اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لیے ایک **آسمانی رحمت کا نشان** دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کرکے **فرمایا ہے** کہ

تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائینگے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کرکے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اسکے لیے مت دلگیر ہو۔

یہ **حکم الہٰی** ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لیے اور ان سب کیلیے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکہ کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں ابھی بیان کرچکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ **خدا جو زمین و آسمان کا** خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھپر **وحی نازل** کی ہے کہ

میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اسکے مامور کے سامنے کسیطور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو۔

اور اس نے مجھے مخاطب کرکے یہی **فرمایا** کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئیگی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا انکی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہوسکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کرینگے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔

اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دینگے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا **خدا موجود ہے** جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کرسکتا ہے اسکا **جواب** یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مر جاتے وہ عجیب قادر ہے اور اسکی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایکطرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کیطرح مسلط کر دیتا ہے اور ایکطرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ انکی خدمت کریں ایسا ہی جب دنیا پر اسکا غضب مستولی ہوتا ہے اور اسکا قہر ظالموں پر جوش مارتا ہے تو اسکی آنکھ اسکے خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل حق کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا اور کوئی انکو شناخت نہ کرسکتا۔ اسکی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں جنکو یقین اور محبت اور اسکی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کیے گئے ہیں انھیں کے لیے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا انھیں کے لیے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لیے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اسکو جانتے ہیں اور اسکی عجائب قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں

جنکو ہرگز اس قادر خدا پر ایمان نہیں جسکی آواز کو ہر ایک چیز سنتی ہے اور جس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں۔ اسجگہ یاد رہے کہ اگرچہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا گناہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسا مرض نہیں جس کے لیے خدا نے دوا پیدا نہیں کی لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اس **نشان** کو ٹیکہ کے ذریعہ سے مشتبہ کردوں جس نشان کو وہ ہمارے لیے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اسکے سچے نشان اور سچے وعدہ کی **ہتک عزت** کرکے ٹیکہ کیطرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھسے کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر تو مجھے شکرگذار اس طبیب کا ہونا چاہیے جس نے یہ نسخہ ٹیکہ کا نکالا نہ خدا کا شکرگذار جس نے مجھے وعدہ دیا کہ ہر ایک جو اس چار دیوار کے اندر ہے میں اسے بچاؤنگا میں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اس قادر خدا کے وعدے سچے ہیں اور میں آنے والے دنوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آچکے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے لوگ نجات پاویں اور اگر گورنمنٹ کو آیندہ کسی وقت طاعون سے نجات پانے کے لیے ٹیکہ سے بہتر کوئی تدبیر ملجائے تو وہ خوشی سے اسکو کرے گی اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ طریق جو مجھپر خدا نے جلایا ہے اس **گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہیں** ہے اور آج سے ۲۰ برس پہلے اس بلائے عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۸ و صفحہ ۵۱۹ پھر ماسوا اس کے یہ بڑے زور سے خدا تعالیٰ کیطرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اسکے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دیگا اور نسبتاً و مقابلۃً اس سلسلہ پر اسکا خاص

فضل ہے گا گو کسی کی ایمانی قوۃ کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جاوے سو شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کر کے معلوم کر لیا ہے کہ طاعون کا ٹیکا لگانے والے بہ نسبت دوسروں کے بہت ہی کم مرتے ہیں۔ پس جیسا کہ شاذ و نادر کی موت ٹیکہ کے قدر کو کم نہیں کر سکتی اسی طرح اس نشان میں اگر مقابلۃً بہت ہی کم درجہ پر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوں یا شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گذر جائے تو اس نشان کا مرتبہ کم نہیں ہو گا وہ الفاظ جو خدا کی پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں اُن کی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے عقلمند کا کام نہیں ہے کہ پہلے سے آسمانی باتوں پر ہنسی کرے یہ خدا کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں۔ یہ روشنی کے چشمہ سے ہے نہ تاریکی کی اٹکل سے یہ اسکا کلام ہے جس نے طاعون نازل کی اور جو اُسکو دور کر سکتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ بلاشبہ اُس وقت اس پیشگوئی کا قدر کریگی جبکہ دیکھیگی کہ یہ حیرت انگیز کیا کام ہوا کہ ٹیکا لگانے والوں کی نسبت یہ لوگ عافیت اور صحت میں رہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کہ در اصل برابر بیس یا بائیں برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں میرے **منجانب اللہ ہونیکا یہ نشان** ہو گا کہ میرے گھر کی چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلۃً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائے گی اُسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہو گی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے نہیں آئیگی الا ماشاء اللہ شاذ و نادر کا مش اگرچہ لوگ دلوں کے سیدھے ہونے اور خدا سے ڈرنے

تو بالکل بچائے جاتے کیونکہ مذہب کے اختلاف کیوجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا اُسکا مواخذہ قیامت کو ہوگا دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرت گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل ان بیہ انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے کہ تا نشان الٰہی کو کوئی دشمن دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ اپنے کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھا دے یا کوئی دوا بتلا دے تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج نہیں ہو گی کیونکہ وہ اُس خدا کی طرف سے ہے جسکی طرف سے وہ نشان ہے کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جاوے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئے گا ایسا نہیں کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی اور صدہا انسانوں کے خون کیے انکو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور نبیوں کی طرف فتح ایک نشان تھا جسکے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجرمین کے اہل حق بھی انکی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اسقدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ بھی حرج انداز نہ ہو گی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی

شک نہیں رہیگا اور وہ سمجھ جائیگا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہو گا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور انکی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی اور مخالف جو ہر ایک موقعہ پر شکست پاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں میں نے لکھا ہے اگر اس پیشگوئی کے مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو انکا حق ہو گا کہ میری تکذیب کریں اب تک جو انھوں نے تکذیب کی ہے اسمیں تو صرف ایک لعنت کو خریدا ہے مثلاً بار بار شور مچایا کہ آتھم پندرہ مہینے کے اندر نہیں مرا۔ حالانکہ پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہدیا تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کریگا تو پندرہ مہینے میں نہیں مرے گا سو اُس نے عین جلسہ مباحثہ پر ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اسنے پندرہ مہینے تک اپنی خاموشی اور خوف سے اپنا رجوع ثابت کر دیا اور پیشگوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا لہذا اُس نے رجوع سے صرف اسقدر فائدہ اُٹھایا کہ پندرہ مہینے کے بعد مرا مگر مرگیا یہ اس لیے ہوا کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا سو وہ مجھ سے پہلے مرگیا اسی طرح وہ غیب کی باتیں جو خدا نے مجھے بتلائی ہیں اور پھر اپنے وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم نہیں مگر کتاب **نزول المسیح** میں جو چھپ رہی ہے نمونہ کے طور پر صرف ڈیڑھ سو انہیں سے مع ثبوت اور گواہوں کے لکھی گئی ہیں۔ اور کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی

کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اسکو ایسا نہیں سمجھا گیا جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر اپنی شرارت سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے اور میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ ان کی مثل نہیں ملے گی اگر میرے مخالف اسی طریق سے فیصلہ کرتے تو کبھی سے انکی آنکھیں کھل جاتیں اور میں انکو ایک کثیر انعام دینے کو طیار تھا اگر وہ دنیا میں کوئی نظیر ان پیشگوئیوں کی پیش کر سکتے محض شرارت سے یا حماقت سے یہ کہنا کہ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ ایسے اقوال کو خباثت اور بدظنی کی طرف منسوب کریں اگر کسی مجمع میں اسی تحقیق کے لیے گفتگو کرتے تو انکو اپنے قول سے رجوع کرنا پڑتا یا بھاگا کہلانا پڑتا۔ ہزار ہا پیشگوئیوں کا ہو بہو پورا ہو جانا اور ان کے پورا ہونے پر ہزار ہا گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی بات نہیں ہے گویا خدائے عزوجل کو دکھلا دینا ہے کسی زمانہ میں بجز زمانہ نبوی کے کبھی کسی نے مشاہدہ کیا کہ ہزار ہا پیشگوئیاں بیان کی گئیں اور وہ سب کی سب روز روشن کی طرح پوری ہو گئیں اور ہزار ہا لوگوں نے ان کے پورے ہونے پر گواہی دی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس زمانہ میں جسطرح خدا تعالیٰ قریب ہو کر ظاہر ہو رہا ہے اور صدہا امور غیب اپنے بندہ پر کھول رہا ہے اس زمانہ کی گذشتہ زمانوں میں بہت ہی کم مثال ملے گی۔ لوگ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا **چہرہ** ظاہر ہوگا گویا وہ آسمان سے اتریگا اُس نے بہت مدت تک اپنے تئیں چھپائے رکھا اور انکار کیا گیا اور چپ رہا۔ لیکن وہ اب نہیں چھپائے گا اور دنیا اُس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھے گی کہ کبھی اُن کے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے یہ اس لیے ہوگا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا ہونٹوں پر اسکا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں اس لیے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اسکا مطلب یہی ہے کہ زمین مرگئی یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہو گئے گویا مر گئے کیونکہ خدا کا چہرہ ان سے چھپ گیا اور گذشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہو گئے سو خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ **نئی زمین اور نیا آسمان بناوے** وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جنکو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے **جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا اُن سے ظاہر ہوگا**۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اُس کے بندہ کے ہاتھ سے اُسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن افسوس کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلی سے دشمنی کی۔ ان کے ہاتھ میں بجز قصوں کے اور کچھ نہیں اور انکا خدا اُن کے اپنے ہی تصورات ہیں اور دل ٹھہرے ہیں اور ہمتیں تھکی ہوئی ہیں اور آنکھوں پر پردے ہیں۔ دوسری قومیں تو خود حقیقی خدا کو کھو بیٹھی ہیں انکا کیا ذکر ہے جنہوں نے انسانوں کے بچوں کو خدا بنا لیا۔ مسلمانوں کا حال دیکھو کہ وہ کسقدر اس سے دور ہو گئے ہیں۔ سچائی کے پکے دشمن ہیں راہ راست کے جانی دشمن کیطرح مخالف ہیں مثلاً **ندوہ العلماء** نے اسلام کے لیے جو کچھ دعوی کیا ہے اور یا **انجمن حمایت الاسلام** لاہور جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کا مال لیتی ہے

کیا یہ لوگ خیر خواہ اسلام ہیں؟

کیا یہ لوگ صراط مستقیم کی حمایت کر رہے ہیں کیا انکو پتہ ہے کہ اسلام کن مصیبتوں کے نیچے کچلا گیا اور دوبارہ تازہ کرنے کے لیے خدا کی عادت کیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ **اگر میں نہ آیا ہوتا** تو ان کے اسلامی حمایت کے دعوے کسقدر قابل قبول ہو سکتے لیکن اب یہ لوگ **خدا کے الزام کے** نیچے ہیں کہ حمایت کا دعوی کر کے جب آسمان سے ستارہ نکلا تو سب سے پہلے منکر ہو گئے۔ اب وہ اُس خدا کو کیا جواب دینگے جس نے عین وقت پر **مجھے بھیجا ہے** مگر انکو تو کچھ پروا نہیں آفتاب دوپہر کے نزدیک آگیا ابھی اُن کے نزدیک رات ہے۔ خدا کا چشمہ پھوٹ پڑا مگر ابھی وہ بیابان میں رو رہے ہیں اُس کے آسمانی علوم کا ایک دریا چل رہا ہے لیکن ان لوگوں کو کچھ بھی خبر نہیں۔ اس کے **نشان** ظاہر ہو رہے ہیں لیکن یہ لوگ بالکل غافل ہیں اور نہ صرف غافل بلکہ **خدا کے سلسلہ کی دشمنی** رکھتے ہیں۔ پس یہی حمایت اسلام اور ترویج اسلام اور تعلیم اسلام ہے جو انکے ہاتھوں سے ہو رہی ہے۔ مگر کیا یہ لوگ اپنی روگردانی سے خدا کے اس ارادہ کو روک دینگے جو ابتدا سے تمام نبی اسپر گواہی دیتے آئے ہیں۔ نہیں بلکہ خدا کی یہ پیشگوئی ضرور سچی ہونے والی ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ۔ خدا نے جیسا کہ آج سے دس برس پہلے اپنے بندہ کی تصدیق کے لیے آسمان پر رمضان میں **خسوف کسوف** کیا اور **نیر النہار** اور **نیر اللیل** کو میرے لیے گواہ بنا کر دو نشان ظاہر فرمائے ایسا ہی اُس نے نبیوں کی پیشگوئی کے موافق زمین پر بھی دو نشان ظاہر کئے۔ ایک وہ نشان جسکو تم قرآن شریف میں پڑھتے ہو **وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ** اور حدیث میں پڑھتے ہو **وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْہَا** جس کی تکمیل کے لیے ارض حجاز میں یعنی مدینہ اور مکہ کی راہ میں ریل بھی طیار ہو رہی ہے۔ دوسرا نشان طاعون کا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا **وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُہْلِکُوْہَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْ مُعَذِّبُوْہَا عَذَابًا شَدِیْدًا** سو خدا نے ملک میں ریل بھی جاری کر دی اور طاعون بھی بھیجدی تا زمین بھی گواہ ہو اور آسمان بھی۔ اب خدا سے مت لڑو خدا سے لڑنا بیوقوفی ہے اس سے پہلے خدا نے جب **آدم کو خلیفہ** بنانا چاہا تو فرشتوں نے روکا۔ مگر کیا خدا اُن کے قول سے رک گیا۔ اب خدا نے **دوسرا آدم** پیدا کرنے کے وقت فرمایا

اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

یعنی میں نے ارادہ کیا جو خلیفہ بناؤں پس میں نے اس آدم کو پیدا کیا اب بتلاؤ کہ کیا تم خدا کے ارادہ کو روک سکتے ہو پس کیوں تم ظنی

باتوں کا حسن و خاشاک پیش کرنے ہوا تو یقین کی راہ اختیار نہیں کرتے - امتحان میں نہ پڑو یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے ارادہ کو روکنے والا کوئی نہیں اس قسم کی لڑائیاں تقویٰ کا طریق نہیں البتہ اگر شک ہے تو یہ طریق ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ میں نے خدا سے الہام پاکر ایک گروہ انسانوں کے لیے جو میرے قول پر چلنے والے ہیں عذاب طاعون سے بچنے کے لیے خوشخبری پائی ہے اور اسکو شائع کر دیا ہے ایسا ہی اگر اپنی قوم کی بھلائی آپ لوگوں کے دل میں ہے تو آپ لوگ بھی اپنے ہم مذہبوں کے لیے خدا تعالیٰ سے نجات کی بشارت حاصل کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے اور اس بشارت کو میری طرح بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے شائع کریں تا لوگ سمجھ لیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے بلکہ یہ موقعہ عیسائیوں کے لیے بھی بہت خوب ہے وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ نجات مسیح سے ہے - پس اب انکا بھی فرض ہے کہ ان مصیبت کے دنوں میں عیسائیوں کو طاعون سے نجات دلا دیں **ان تمام فرقوں سے** جنکی زیادہ سنی گئی وہی مقبول ہے - اب خدا نے ہر ایک کو موقع دیا ہے کہ خواہ مخواہ زمین پر مباحثات نہ کریں اپنی قبولیت بڑھکر دکھلاویں طاعون سے بھی بچیں اور انکی سچائی بھی کھلجائے بالخصوص **پادری صاحبان** جو دنیا اور آخرت میں **مسیح ابن مریم** ہی منجی قرار دیچکے ہیں وہ اگر دل سے ابن مریم کو دنیا و آخرۃ کا مالک سمجھتے ہیں تو اب عیسائیوں کا حق ہے کہ انکے کفارہ سے نمونہ نجات دیکھ لیں اسطرح گورنمنٹ عالیہ کو بھی بہت آسانی ہو سکتی ہے کہ برٹش انڈیا کے مختلف فرقے جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر بھروسا رکھتے ہیں اپنے گروہ کے چھڑانے کے لیے اور طاعون سے نجات دلانے کے لیے یہ انتظام کریں کہ اپنے اُس خدا سے جسپر وہ ایمان رکھتے ہیں یا اپنے کسی اور معبود سے جسکو انھوں نے بجائے خدا سمجھ لیا ہے ان مصیبت زدوں کی شفاعت کیکر اور اس سے کوئی پختہ وعدہ لیکر اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر دیں جیسا کہ ہم نے یہ اشتہار شائع کر دیا ہے - ہمیں تو سراسر مخلوق کی بھلائی اور اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہے اور نیز گورنمنٹ کی مدد ہے - ورنمنٹ بجز اس کے کیا چاہتی ہے کہ اُسکی رعایا طاعون کی بلا سے بچ جائے گو کسی طرح بچ جائے - بالآخر یاد رہے کہ ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصول پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو اُنکو ضرور ٹیکا کرانا چاہیے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے اور جنکو اپنی رضامندی پر چھوڑ دیا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو انکو دیگئی ہے تو انکو بھی ٹیکا کرانا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کھاویں اور تا وہ اپنی خراب حالت کیوجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکا نہ دیں اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں۔

تعلیم

واضح رہے کہ صرف زبان سے **بیعت** کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جبتک دلکی عزیمت سے اسپر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جسکی نسبت خدا کے کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہے میں اُسکو بچاؤں گا اسجگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں **پیروی** کرنے کے لیے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ انکا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسیکا بیٹا نہ کوئی اسکا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ وہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اسکی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کیطرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لیے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کیوقت جب نیکی کیطرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اسپر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کیوقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اسپر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اسکے کل تعلقات پر اُسکو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اسکی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ دنیا اپنی اسباب اور اپنے عزیزوں پر اسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اسکو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ - رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے - مگر تم اُس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اسمیں کچھ جدائی نہ رہے اور تمھاری مرضی اسکی مرضی اور تمھاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں اور تمھارا سر ہر ایکوقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اسکے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کروگے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اسپر عمل کرے اور اسکی رضا کا طالب ہو جائے اور اسکی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھکر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمھاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اسکی توحید زمین پر پھیلانے کے لیے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اسکے بندوں پر رحم کرو اور انپر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لیے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسیکو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم

مولانا غلام

...نیک نیت اور ... ہمدرد بنجاؤ تا قبول کیے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اسکی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جبتک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ انکی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُنپر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولے کیطرف منقطع ہوجاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہوجاؤ اور اُسی کے لیے زندگی بسر کرو اور اُس کے لیے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہیے کہ ہر ایک صبح تمھارے لیے گواہی دے کہ تمنے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمھارے لیے گواہی دے کہ تمنے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کیطرح دیکھتے دیکھتے غائب ہوجاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جسپر پڑتی ہے اُسکی دونوں جہانوں میں بیخکنی کر جاتی ہے تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمھارا خدا ہے اُس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اُسکو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہوجاؤ اور صاف ہوجاؤ اور پاک ہوجاؤ اور کھرے ہوجاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمھاری ساری روشنی کو دور کر دیگی اور اگر تمھارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکا دو کہ جو کچھ ہمنے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمھاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے

جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کریگا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کیطرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ کے لیے تم بلائے گئے ہو اس میں ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مُنہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہوجاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت وہ ہے جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اُسکا مجھمیں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا متکبر اُسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اُسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا خائن اُسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اُس کے نام کے لیے غیرتمند نہیں اُسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدوں کیطرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اُسکا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اُس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اُس سے بیخبر ہے وہ جو اُسکے لیے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائیگا وہ جو اُسکے لیے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اُس کے لیے دنیا سے توڑتا ہے وہ اُسکو ملیگا تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بنجائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تمپر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُسکے ہو جاؤ تا وہ بھی تمھارا ہوجائے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جنمیں سے ایک طاعون بھی ہے سو تم خدا کو صدق کے ساتھ

پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جبتک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جبتک آسمان سے رحم نازل نہ ہو تمھاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو تمھیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر اُنپر بھروسا کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھکر ہے اور تمھارے لیے

ایک ضروری تعلیم یہ ہے

کہ قرآن شریف کو مہجور کیطرح نہ چھوڑ دو کہ تمھاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے انکو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اسپر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور اسکے ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخرکار اُسکی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جسکا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جبتک کہ محمدی سلسلہ کے لیے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لیے دیا گیا تھا

اسی کیطرف یہ آیۃ اشارہ کرتی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ موسیٰ نے وہ متاع پائی جسکو قرون اولی کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائمقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا ✱ جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو وہ میں ہی ہوں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اُس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اسکے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیے تھا۔ اور اُس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں از انجملہ ایک طاعون بھی ہے۔

✱ **نوٹ** یہودی اپنی تاریخ کی رو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا تھا دیکھو یہودیوں کی تاریخ سنہ

پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اُسکی شفاعت کریگی۔ سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کیے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالے کو دیکھتے ہو

اور اپنے روزوں کو خدا کے لیے صدق کیساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہے کہ انواع مصیبت سے تمھارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمھارا کچھہ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمھارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے اگر تمھاری زمینی عزۃ ساری جاتی رہے تو خدا تمھیں ایک لازوال عزۃ آسمان پر دے گا سو تم اسکو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کیے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمھارا خدا تمھیں آزماتا ہے کہ تم اسکی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمھاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا وہ ایک گندی چیز کیطرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائیگا اور حسرت سے مریگا اور خدا کا کچھہ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمھارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اُسکو چنتا ہے وہ اُسکے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے جو اُسکو عزۃ دیتا ہے وہ اُسکو بھی عزۃ دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھا کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اُسکیطرف آجاؤ کہ وہ تمھیں قبول کریگا عقیدہ کے رو سے

جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُسکا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیا ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوۃ کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔ اور اسمیں دوئی نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں ✱ اسکی قبر ہے خدا تعالے نے اپنی کتاب عزیز میں اُسکے مرجانیکی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنے ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اسکے مرنیکا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مریگا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنیکی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کی مرنیکی خبر نہ دی۔ اسمیں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنیکی خبر اس آیت میں ہے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ✦ سو آیت تو ماضی

✱ **نوٹ** عیسائی محققوں نے اسی رائے کو ظاہر کیا ہے دیکھو کتاب سوپر نیچرل ریلیجن صفحہ ۵۲۲۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتاب تحفہ گولڑویہ کا صفحہ ۱۳۹ دیکھ لو۔ منہ

✦ **نوٹ** اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنے والے

ہوتے ہیں تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کروڑہا عیسائیوں کو دیکھا جو اسکو خدا جانتے تھے اور صلیب توڑی اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔

دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کے یہ معنے ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جسکی زندگی کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے ہمیشہ کے لیے اسیلیے زندہ رہنے دیا کہ تا لوگ مشرک اور بیدین ہو جائیں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اسکو زندہ سمجھا جائے

اسکو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو

خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اسکو مردوں میں دیکھ لیا اب بھی تم ماننے میں نہیں آتے یہ کیسا ایمان ہے کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کے کلام پر مقدم رکھتے ہو یہ کیا دین ہے ٭ اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ مسیح مردہ روحوں میں عیسیٰ کو دیکھا بلکہ خود مر کر بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنت کو بھی چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنت ہے اگر عیسیٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بیعزتی تھی سو تم نہ اہل سنت ہو نہ اہل قرآن جبتک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے

اسلام میں خاتم الخلفا ہوں

جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لیے خاتم الخلفا تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اسکی عزت کرتا ہوں جسکا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اسکے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں٭

٭ قرآن شریف میں ایک آیت میں صریح کشمیر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسیح اور اسکی والدہ صلیب کے واقعہ کے بعد کشمیر کیطرف چلے گئے جیسا فرماتا ہے وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ یعنی ہم نے عیسیٰ کو اور اسکی والدہ کو ایک ایسی ٹیلہ پر جگہ دی جو آرام کی جگہ تھی اور پانی صاف یعنی چشموں کا پانی وہاں تھا سو اسمیں خدا تعالیٰ نے کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور اوٰی کا لفظ لغت عرب میں کسی مصیبت یا تکلیف سے پناہ دینے کیلیے آتا ہے اور صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اسکی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گذرا جس سے پناہ دیجاتی پس متعین ہوا کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ اور اسکی والدہ کو واقعہ صلیب کے بعد اُس ٹیلہ پر پہنچایا تھا۔ منہ

٭ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے۔ آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائلز مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔ منہ

کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے تھے نہ صرف اسیقدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایکدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض+

ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں ہے خدا تعالیٰ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا دیکھو میں یہ کہکر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اسکو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کیطرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں نہیں لگا رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُسپر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُنکی بات کو نہیں مانتا اور اُنکی تعہد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی جو خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع **مسیح موعود و مہدی معہود** نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لیے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص **مخالفوں** کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز اور انکا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز پا نہیں سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کیے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا انکو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ شخص جو اُنکا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا اُنکی حمایت میں ہے۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بیباک گنہگار اور بد باطن بدنفس کی فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اُس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ اُن کے لیے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا۔ وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لیے اُسکے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دنیا چاہتی ہے کہ انکو کھا جائے اور ہر ایک دشمن اُن پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو انکا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے انکو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں انکو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اُس پر ایمان لائے ہم نے اُسکو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لیے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس زمانہ کے لیے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اُس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن **وحی** پائی ہے ہم نے اسے دیکھ لیا کہ دنیا کا خدا وہی ہے اُس کے سوا کوئی نہیں کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جسکو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جسکو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اُسکے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اُسکی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے سو جب تم دعا کرو تو ان **جاہل نیچریوں** کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں اُنکی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہونگی وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے وہ مردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اسکی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اسکو کمزور سمجھتے ہیں سو ان سے ویسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ انکی حالت ہے لیکن جب تو دعا کے لیے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رؤیت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر بڑی مشکلات کے وقت اسکو جو اُسکے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنیکا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر۔ تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکایا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آ جائے گا۔ بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں

* نوٹ۔ خدا کسی کام میں عاجز نہیں آتا۔ ہاں خدا کی کتاب نے دعا کے بارہ میں یہ قانون پیش کیا ہے کہ وہ نہایت رحیم ہو کر انسان کے ساتھ دوستوں کی طرح معاملہ کرتا ہے یعنی کبھی تو اپنی مرضی کو چھوڑ کر اسکی دعا سنتا ہے جیسا کہ خود فرمایا اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور کبھی اپنی مرضی اُس سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ الخ۔ یہ ایسا اسلیے کیا کہ تا کبھی انسان کی دعا کے موافق اُس سے معاملہ کر کے یقین اور معرفت میں اسکو ترقی دے اور کبھی جب اپنی مرضی کے موافق کر کے اپنی رضا کی اُسکو خلعت بخشے اور اُسکا مرتبہ بڑھاوے اور اُس سے محبت کر کے ہدایت کی راہوں میں اُسکو ترقی دیوے۔ منہ

جو صدق اور وفا سے اُسکے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اُسکی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اُس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جسکو ابتک یہ پتہ نہیں کہ اُسکا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُسکو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُسمیں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کیطرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا میں کیا کروں اور کسطرح خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لیے لوگوں کے کان کھُلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لیے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا تعالیٰ اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لیے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنیوالا ہے تو تم دنیا کے لیے ایسے بیخود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُسکی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُسکے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی چاٹتا ہے انھوں نے سفلی اسباب کی مٹی چاٹی۔ اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انھوں نے مردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُنمیں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلہ سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے اُنکے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیے ہیں پس تم اُس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی ہے اور سب ہیچ ہے تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اُسکے اذن سے۔ ایک مردہ اسپر ہنسی کرے گا مگر کاش وہ اگر مر جاتا تو اس ہنسی سے اُس کے لیے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھکر اُنکی ریس مت کرو کہ اُنہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے اُنکا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لیے وہ غفلت میں چھوڑے گئے میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت ہو جنھوں نے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھا ہے چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ سچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے تم راستباز اُسوقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کیوقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گا اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لیے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہانتک کہ طاقت مانگنے کے لیے وہ مُنہ سے انشاء اللہ بھی نہیں کہتے اُن کے پیرو مت بنجاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟ نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی۔ اور احتمال ہے کہ اُن سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اُس سے مدد نہیں مانگو گے اور اُس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اُس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اُسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اُسپر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ سراسر مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے مگر مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اُس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بیخبر ہیں بلکہ لاپرواہ ہیں اور اُس سے مُنہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی اُنکو کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ مبارک ہو اُس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسیطرح تمہیں چاہیئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور اُنکو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں

اپنی کلام میں سکھلایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنھوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں۔ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلاویں۔ اے نادانو وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائیگا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جسکا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیر وں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دلکو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہونچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لیے پاک غذا لائے گا۔ وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھا دیگا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جنکو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمھیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے * اور

ان میں داخل ہو تم اس آفتاب کو خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جبکہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اسے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمھارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جنکی اسوقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اُس نے بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورہ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں اُن کے لینے سے انکار کرتے ہو اُس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود ابل آئے گا۔ اس دودھ کے لیے تم بچہ کی طرح رونا شروع کرو کہ دودھ پستان سے خود بخود اُتر آئے گا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑے کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر اُن کے لیے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اسمیں اپنے محبوب کے لیے جلیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے یہی ہے جو خدا نے فرمایا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا الخ یعنی اے بدو اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کے لیے اس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دیے جائینگے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کے لیے آگ میں چلتا ہے وہ آگ اُسے کھا جائیگی۔ پس مبارک وہ جو اپنے نفس کے لیے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لیے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز

داخل نہیں ہوگا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لیے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپائدار تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیانکاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

میں نے سنا ہے کہ بعض تم میں سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمھاری ہدایت کیلیے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن شریف ہے * جسمیں خدا کی

---

* نوٹ قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے اور خدا اُس کے ساتھ نہیں۔ منہ

روح القدس اب اتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اُتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اُترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ

---

* نوٹ دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کے دکھلائی کہ یوں نماز چاہیے اور روزہ رکھکر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہیے اسکا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتے رہے سنت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کیے گئے اور حدیث کا مرتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اسکو یقینی کر دیگی

منہ

توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور [illegible] اُن اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں سے تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے

نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہوا اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت نہ کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْآنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لیے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت اُن میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام اُن کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو **قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے** اگر تم خود اُس سے نہ بھاگو بجز قرآن کس کتاب نے اپنے ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ اُمید دی کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئیں۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کرو اور قرآن کی دعوۃ کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ کیا اُس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت المقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سُست اعتقادو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت اُن سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے۔ (باقی آئندہ)

کتاب

تحفہ گولڑیہ طیار ہو کر شائع ہو گیا ہے جو چاہے خرید لے

قیمت ۱۰ر محصول ڈاک ۲ر وی پی ایک آنہ۔

اُسوۂ حسنہ

الحکم کی اسی اشاعت کے پہلے صفحہ پر اسوۂ حسنہ کے عنوان سے الحکم کے ایک ضمیمہ کا اعلان کیا گیا ہے جس کی اصل غرض حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک کلمات کی اشاعت کی وسعت اور آپ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے میں شریک ہونے کا ثواب حاصل کرنا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قوم کسی جدید بوجھ کے برداشت کرنے کی بصورت موجودہ شاید متحمل نہ ہو سکے علاوہ بریں جبکہ الحکم میں وہ ڈائری بصورت کتاب بھی طبع ہو گی تو اس کی علیحدہ اشاعت کی کوئی ضرورت بھی باقی نہیں رہ جاتی اس لیے ہم سر دست اس ضمیمہ کی علیحدہ اشاعت کے سوال کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہاں انشاء اللہ تعالیٰ یہ ضرور ہو گا کہ **الحکم میں یہ حصہ بصورۃ کتاب درج ہوا کرے گا جو بعد میں ایک الگ کتاب بنجایا کریگی** اور مطبع اپنے طور پر اس کی زائد جلدیں طبع کریگا۔ جو بعد میں بصورۃ کتاب مرتب ہو کر خواہش کرنیوالوں کو مل جایا کرینگی انشاء اللہ تعالیٰ!

اس کا باقاعدہ ہفتہ وار الگ اجرا ہماری اپنی مرضی کے تابع نہ ہو گا۔ اگر قوم چاہے کہ الحکم اس خدمت کو اس صورت میں جس کا اعلان میں تذکرہ کیا گیا ہے بجا لائے۔ تو پھر ایک قومی خادم کو عذر نہیں ہو سکتا۔

الحکم کے ذریعہ آج تک قوم کی جو خدمت کی گئی ہے اور قوم نے جس عزت اور قدر کی نگاہ سے اسے دیکھا ہے اسی نے ہمیں امید دلائی ہے کہ وہ وقت قریب ہے کہ الحکم بصورت موجودہ اپنی خدمات کے سلسلہ کو ہفتہ وار کے بجائے ہفتہ میں دو بار کر دے اور ہم قوم کی خدمت میں ایک الگ سرکلر لیٹر کے ذریعہ کسی وقت یہ سوال پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر الحکم کی مستقل اشاعت ایک ہزار ہو جاوے تو موجودہ قیمت میں بہت ہی خفیف اضافہ کر کے اس کی ہفتہ وار اشاعت کو ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جاوے

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صحیحہ

سراج الاخبار نے جہلم کے مباحثہ کے متعلق جو غلط واقعات شائع کئے ہین اسپر ہم مفصل ریمارک بعد مین انشاء اللہ کرینگے اور سراج الاخبار ہی کی تحریر سے دکہائینگے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد کا مصداق ہوکر ایڈیٹر سراج الاخبار نے کہان تک اپنی تحریر کو بے وقعت کردیا ہے۔ چونکہ سراج الاخبار کے ایڈیٹر نے اپنی تحریر کی کثرت اشاعت کی خواہش کیوجہ سے پیسہ اخبار مین بھی اسکو چہپوایا ہے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ذاتی بغض اور عداوت ہے اس لئے ہم نے ضروری سمجہا کہ اصل واقعات کے سلسلہ کو بھی شروع کردیا جائے اگرچہ **کشتی نوح** کا مضمون اس سارے نمبر مین درج ہونا ہمارا مقصود تہا لیکن اسکا حد سے زیادہ بڑھ جانا اور ایک ہی اخبار کا اسکے اندراج کے لئے متحمل نہونا اور سراج الاخبار کی خلاف بیانی کے زہریلے اثر کا بہت جلد رفع کرنا ایک ضروری امر ہونا ہمین مجبور کرتا ہے کہ اس مباحثہ کے اصل حالات کے سلسلے کو شروع کردین جو ذیل مین درج کرتے ہین

ایڈیٹر

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صحیحہ

اس مباحثہ کی بنا اسوقت سے پڑی شروع ہوئی جبکہ میان ابراہیم نے سیالکوٹ مین مولوی برہان الدین صاحب سے اس بنا سے بحث کرنے سے انکار کیا کہ وہ میرے استاذ الاستاذ ہین اور پھر انکے برخلاف جہلم مین جاکر اکھاڑا جمایا اور بہت سے لوگون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے برخلاف جہلم مین برافروختہ کردیا اور کئی دن تک وعظ کے جلسے کرتے رہے اور عوام کالانعام کو جوش دلاتے رہے ؛

ان دنون جہلم کی جماعت کی طرف سے ایک خط قادیان مین حضرت اقدس کے پاس پہنچا کہ مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کو مناظرہ کے لئے بھیجا جائے مگر مولوی صاحب موصوف چونکہ قادیان کے ہائی سکول مین عربی مدرس ہین اسلئے بوجہ ملازمت آنہ سکے اور حضرت اقدس نے اُن کو بھیجنا ضروری نہ سمجہا موسم گرما کی تعطیلات کی تقریب پر مولویصاحب موصوف اپنی ننہیال مین جاتے ہوئے جو جہلم سے آٹہ دس کوس کے فاصلے پر جانب شمال دریائے جہلم سے پار علاقہ ریاست جمون مین ہے، جہلم مین آگئے اور مسافرانہ طریق پر مولوی برہان الدین صاحب کے مکان پر اترے جماعت احمدیہ کو اُنکے آنے کی خبر ملی اکثر احباب ملاقات کے لئے انکے فرودگاہ پر پہونچے مولوی صاحب موصوف سے ملاقات کی اور آپکی تشریف آوری کی خوشی ظاہر کی اور آپسے استدعا کی کہ ایکدو روز جہلم مین ٹہر کر اپنے وعظ وکلام سے احباب کو مستفید فرماوین مولویصاحب موصوف نے دو ایک روز کا رہنا بطیب خاطر قبول کیا اور ۲۴ اگست کو بوقت عشاء قاری صاحب کی مسجد مین وعظ فرمایا جماعت احمدیہ کے تمام ممبر اور اکثر دوسرے فرقے کے مسلمان بھی آپکے وعظ مین جمع ہوئے آپکا بیان علم قرآن اور اسکے حصول کے ذرایع کے متعلق تہا قرآن کریم سے نہایت لطافت بیانی کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ علم قرآن سوائے مطہر اور مزکی نفوس کے دوسرے لوگون کو حاصل نہیں ہوسکتا اور علم قرآن کے حصول کے ذرایع مین سے بڑا ذریعہ تقویٰ وطہارت یعنی تزکیہ نفس اور تطہیر قلب اور اہل اللہ کی صحبت ہے اور یہ باتین اس زمانہ مین سوائے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت پاک کے حاصل نہین ہوسکتین علاوہ ازین دیگر ضروری مسائل پر بھی اپنے وعظ مین بحث کی جس سے حاضرین نہایت محظوظ اور مطمئن ہوئے اختتام وعظ پر ایک صاحب صوفیانہ صورت بنائے ہوئے محمد الدین نامی اُٹھہ کھڑے ہوئے اور اُنہون نے

یہ درخواست کی کہ ہمارے نزدیک آپکی جماعت کے برخلاف مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی قرآن کو بہت اچہا سمجہنے والے ہین اور ہمارا اسپر کلی یقین ہے کہ وہ بہت بڑے عالم اور ہمہ صفت موصوف ہین اس لئے یہ استدعا ہے کہ آپ حضرت مسیح کی وفات وحیات کے مسئلہ مین اُن سے مباحثہ کرین اور اس مسئلہ کو طے کرین ہم لوگ سبک نہیں ہین اور ہمارا مدعا صرف تحقیق حق ہے اگر آپکے پاس حق ہے تو ہمین قبول کرنے مین کوئی عذر نہ ہوگا مولویصاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ ہم لوگون کو اپنے امام کی طرف سے بحث مباحثہ کی اجازت نہین اور نہ موجودہ زمانہ کے بحث مباحثہ کا کوئی اچھا نتیجہ نہین نکلتا ہے صرف مرغ بازی یا بٹیر بازی اور تو تو اور مین مین ہوتی ہے اسلئے اس طریق مباحثہ کو مین پسند نہین کرتا اس پر صوفی صاحب مذکور نے فرمایا کہ نہین یہ ہمارا بھی منشاء نہین کہ ایسا ہو اور ایک تماشاگاہ قائم کی جاوے بلکہ امن اور عافیت اور صلحکاری اور اچھے لوگون کی ذمہ داری سے یہ معاملہ طے کیا جائیگا اسپر مولویصاحب نے باتفاق رائے احباب اس امر کو قبول کیا اور صوفی صاحب مذکور کو اجازت دی کہ وہ مولوی ابراہیم صاحبکو بلالین صوفی صاحب نے یہ سنکر کہا کہ ایسا نہو کہ آپ اُن کے آنے سے پہلے ہی تشریف لیجاوین مولویصاحب نے بحلف اس عہد کو مستحکم کیا کہ مین انشاء اللہ العزیز آپکے مولویصاحب کے آنے سے پہلے جہلم سے باہر ہرگز نہ جاؤنگا مگر شرط یہ ہے کہ آئندہ جمعہ تک انتظار کی جاویگی اگر اس عرصہ مین وہ نہ آئے تو پھر میرا حق ہوگا کہ مین چلا جاؤن کیونکہ مین مسافرانہ طریق سے آیا ہون زیادہ نہین ٹہر سکتا پس صوفی صاحب نے یہ سنکر کہا کہ ہم مولوی محمد ابراہیم صاحب کو ابھی تار دیتے ہین وہ انشاء اللہ فوراً چلے آوینگے اس کے بعد جلسہ وعظ برخاست ہوا اور لوگ اپنے اپنے گہر چلے گئے صبح کے وقت مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب

اسی مسجد مین تشریف لائے اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد اسی مسجد مین بیٹھے رہے اور اکثر احباب جمع ہوگئے مختلف مسائل پر بطور خود گفتگو ہوتی رہی جب قریباً آٹھ بجے تو مستری عبد الکریم صاحب تشریف لائے اور اکثر تماشائی لوگ بھی جمع ہوگئے مستری صاحب موصوف نے مولوی صاحب سے حضرت مسیح کی حیات وفات کے متعلق کچھ گفتگو شروع کی اور پرجوش الفاظ مین لینے لگے اور ساتھ ہی یہ عذر بھی کیا کہ مین ایسا ہی بولا کرتا ہون آپ مجھے معذور رکھینگے مولوی صاحب نے بڑی حسن اخلاقی اور دل جوئی سے مستری صاحب کو اپنی لیاقت کے مطابق آزادی سے کلام کرتے رہے اور مولویصاحب بڑی متانت اور حلم سے جواب دیتے رہے اتنے مین مولوی کرم الدین صاحب ساکن موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم اور آپکے ہمراہ میان تک صاحب بھی تشریف لائے اور ایکطرف آکر بیٹھ گئے مستری صاحب سوال پر سوال کرتے جاتے اور جواب صواب پاتے جاتے تھے جب مستری صاحب نے عربیت کے کسی مسئلے مین غلطی کھائی تو مولویصاحب نے فرمایا کہ آپ عربی زبان نہین جانتے اور نہ اسکے قواعد سے آپ واقفیت رکھتے ہین اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اپنے کسی مولویصاحب کو بطور وکیل پیش کرین تب اُنہون نے مولوی کرم دین صاحب کو اُس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے پیش کیا مولوی کرم دین صاحب نے قبل اسکے کہ گفتگو کرین یہ بات پیش کی کہ مین کسی خاص گروہ کا آدمی نہین مین حضرت میرزا صاحب سے حسن ظنی رکھتا ہون اور دوسرے فریق سے بھی ابھی تک مجھے تعلق ہے اور مین نے کسی جانب ابھی تک فیصلہ نہیں کیا مولوی کرم الدین کی اس دورنگی گفتگو سے حاضرین کو ایک عجیب حیرت حاصل ہوئی اور جماعت احمدیہ کو تو ان کی نسبت اسی

وقت سے سوء ظنی پیدا ہوگئی کہ یہ شخص "لاالٰی ہؤلاء ولاالٰی ہؤلاء" کا مصداق ہے اس کی گفتگو سے کوئی نیک نتیجہ پیدا ہونے کی امید نہین ہوسکتی الغرض مولوی کرم الدین صاحب موصوف نے مستری صاحب کی وکالت اختیار کرکے مولوی ابو یوسف صاحب سے گفتگو شروع کی اور اپنا استدلالی طریق مین ایسا الٹا مسلک اختیار کیا کہ بات بات مین ملزم ہونے لگے اور قرآن کریم سے دو ایک ایسے استدلال پیش کئے جس سے حاضرین کو علم ہوگیا کہ مولوی کرم الدین صاحب قرآن کریم مین قطعًا دسترس نہین رکھتے اور علم قرآن سے بالکل بے بہرہ ہین آخرکار ایک ایسی غلط رائے پر اڑے کہ مستری صاحب نے سیٹھ احمد دین کے کان مین وہین اس مجلس مین بیٹھے ہوئے کہہ دیا کہ مولوی کرم دین صاحب سخت غلطی پر ہین اور نہایت غلط راہ چل رہے ہین آخر مولوی ابو یوسف صاحب نے مولوی کرم دین صاحب کو ایسا ساکت اور لاجواب کیا کہ مولوی صاحب کا رنگ فق ہوگیا اور تیور بدل گئے اور آپکی طبیعت مین ایک غیر طبعی جوش پیدا ہوگیا اور کچھ نفسانیت کا رنگ آگیا مگر مارے شرم کے کچھ بول نہ سکتے تھے اور خجالت سے عرق عرق ہوگئے اسوقت گیارہ بج چکے تھے مولوی ابو یوسف صاحب کو کھانا کھانیکے لئے پیغام آیا اور جلسہ برخاست ہوا لیکن فریق ثانی کی طرف سے مولوی کرم دین صاحب کے رنگ اڑجانے پر بے طرح جوش دیکھا جاتا تھا اور اسی اثنا مین یہ بھی مشہور ہوگیا تھا کہ مولوی ابراہیم صاحب بذریعہ تار بلائے گئے تھے مگر انہون نے آنے سے انکار کردیا ہے آخر مجبوراً اسی روز فریق ثانی نے صوفی صاحب کو ایک بجے کی ٹرین پر مولوی ابراہیم صاحب کو ہمراہ لانے کے لئے سیالکوٹ روانہ کیا اور ادھر مولوی کرم دین صاحب نے بخلاف اپنے اس اظہار حسن ظنی کے جو حضرت اقدس میرزا صاحب کی نسبت انہون نے گفتگو سے پہلے عام جلسے

کیا تھا بالاعلان حضرت اقدس اور آپکی جماعت کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور عوام کو خوب بھڑکایا اور ہنگامہ گرم کیا ادھر مولوی ابو یوسف صاحب کو کھانا کھانیکے بعد پیش از نماز ظہر نہایت شدت کے ساتھ تپ ہوگیا (اور یہ ۲۵ اگست کا دن تھا) تمام شب تپ رہا صبح کو تپ اترا اور نماز صبح مین شامل ہوئے یعنے ۲۶ اگست کی صبحکو تپ اتر گیا) اس وقت شیخ محی الدین صاحب اپیل نویس آئے اور انہون نے بیان کیا کہ مولوی کرم الدین صاحب کل مجھے کچہری مین ملے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے تو میرزا صاحب سے بہت کچھ حسن ظنی ہے اور مین وفات مسیح کا بھی قائل ہون اور یہ بھی کہتے تھے کہ مین مولوی محمد مبارک علیصاحب سے بھی ملنا چاہتا ہون مگر آج رات کے وعظ مین انہون نے حضرت میرزا صاحب کے برخلاف بہت کچھ بیان کیا ہے اتنے مین کچھ اور احباب بھی آگئے اور وہ صوفی صاحب بھی آپہونچے جو مولوی ابراہیم صاحب کو لانے کے لئے گئے تھے اور چند آدمی ان کے ہمراہ اور بھی تھے اور یہ سب لوگ آکر مولوی ابو یوسف صاحب کے پاس بیٹھ گئے تب باستدعاء حضرت مولوی برہان الدین صاحب میان نظام الدین صاحب احمدی نے حضرت اقدس میرزا صاحب کی نظم درثمین سے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور ان کے بعد خود مولوی ابو یوسف صاحب نے بھی درثمین مین سے ایک نظم پڑھی اس کے ختم ہونے پر صوفی صاحب نے فرمایا کہ مولوی ابراہیم صاحب تشریف لے آئے ہین آپ لوگ جلسہ مباحثہ کے لئے مکان تجویز کرین اور وقت مقرر کرین اور اپنی جماعت کے حفظ امن کے ذمہ وار بھی ہون ادھر سے عرض کیا گیا کہ ہم لوگ تھوڑے ہین اور آپ کثرت سے ہین اور آپکا شہر مین رسوخ بھی بہت ہے اور حکام تک راہ و رسم بھی ہے اس لئے ان سب امور کا انتظام آپکے ذمہ ہے ہم اسمین سے کوئی بات بھی اپنے ذمہ نہین لے سکتے بلکہ اپنی جماعت کا بھی ذمہ نہین اٹھا سکتے آپ لوگون کا اختیار

ہوگا اگر ہماری جماعت مین سے کوئی شخص بے اعتدالی کرے تو آپ اسکو جلسہ مباحثہ مین سے باہر نکالدین غرض اس پر بہت کچھ حیص بیص اور بحث ہوتی رہی اور فریق ثانی حفظ امن کا ذمہ وار نہ ہوا آخر دونون طرف کے لوگ شہر کے ایک معزز رئیس مہر بہاول بخش ذیلدار کے پاس گئے اُنہون نے اسبات کا ذمہ اُٹھالیا کہ ہم حفظ امن کا انتظام کر دینگے بلکہ تحصیلدار صاحب اور تہانہ دار صاحب کو بھی عین جلسہ مباحثہ مین لے آوینگے تب ذیلدار صاحب موصوف حسب قرارداد خود تحصیلدار صاحب کے پاس گئے اور حفظ امن اور مکان جلسہ کا کل فیصلہ کرکے آگئے اور فریقین کے معتبر اشخاص کو علیحدہ علیحدہ مطلع کر دیا کہ عیدگاہ شہر مین ٹہیک چار بجے سب کو جمع ہونا چاہیئے اور دونون فریق کے علماء اپنے اپنے سازو سامان سے طیار ہووین اور عند الطلب بلا عذر وحیلہ موقع پر حاضر ہوجائین پس بموجب ارشاد ذیلدار صاحب دونون فریق طیار ہو گئے اور ٹہیک چار بجے بابو غلام حیدر صاحب تحصیلدار ومیان دیوی سنگہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر مکان مباحثہ پر تشریف لے آئے اور فریقین کو طلب کیا۔ فریقین کے علماء آپہونچے اور باہم آمنے سامنے بیٹھ گئے اور باقی مخلوقات میدان عیدگاہ مین مولوی صاحبان کے اردگرد بیٹھ گئی تحصیلدار صاحب نے بالا اعلان فرمایا کہ کسی شخص کو سوائے مناظرین کے بولنے کی اجازت نہین اور نہ اشارہ اور کنایہ سے کوئی شخص کسی جانب سے کسی قسم کی شرارت کرے جو شخص ایسا کریگا اس سے قانونی سلوک کیا جاویگا اور چارو نطرف پولیس کے سپاہی تعینات کئے گئے۔ تب باجازت تحصیلدار صاحب مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب اُٹھے اور انہون نے مولوی ابراہیم صاحب کو مخاطب کرکے عربی زبان مین بصورت سوال ایک مختصر سی عبارت پڑھی جو اُسی وقت لکہی گئی تھی جس کا ماحصل یہ تہا کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیاۃ جسمانی اور آسمان پر بجسد عنصری مرفوع ہونیکے قائل

ہین اور اسباب میں ہم سے آپ تنازعہ کرتے ہین اور یہ امر ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ کی . . . سنت مستمرہ کے برخلاف اور محالات عادیہ مین سے ہے اس لئے آپ ایک امر محدث اور منکر کے دعویدار ہین نہ کہ ہم لہذا آپ پر واجب ہے کہ آپ نصوص قطعیہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے اپنے مدعا کو ثابت کرین اور اس سوال کا جواب بھی عربی زبان مین دین اور حاضرین کو ترجمہ کرکے بھی سنا دین جیسا کہ مین نے سنا دیا ہے اسکے بعد مولوی ابو یوسف صاحب بیٹھ گئے اور مولوی ابراہیم صاحب نے نقل پرچہ سوال طلب کیا۔ اس پر مولوی کرم دین صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند ژولیدہ لفظ عربی زبان مین ایک پرچہ پر لکھکر آپنے پڑھے جن کا یہ مطلب تہا کہ اہل جلسہ عربی دان نہیں ہین اس لئے عربی زبان مین تکلم فائدہ مند نہین اور اسکے بعد ایک یہ اعتراض . . بھی پیش کیا کہ آپ نے باب قال یقول . . کے بعد بجائے اِنّ مکسورہ کے اَنّ . . . مفتوحہ پڑہا ہے اور یہ از روئے قاعدہ . . . نحو غلط ہے اسپر مولوی ابو یوسف صاحب نے جوابدیا کہ اِس مجلس مین بہت سے عربی دان موجود ہین کسی اور نے بھی میری یہ لغزش سنی ہے یا صرف آپ ہی نے۔ اسکا اہل جلسہ مین سے سب نے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے یہ غلطی نہیں سنی تھی کہ مولوی ابراہیم صاحب نے بھی نکتہ چین صاحب کی تائید نہ کی اور ان کی اس حرکت کو اکثر لوگون نے ناپسند کیا پھر مولوی ابو یوسف صاحب نے فرمایا کہ آپ ہمارے مخاطب نہیں آپ نے یہ کیون دخل در معقولات کیا ہے آپ بولنے کے قطعاً مجاز نہین۔ ہان اگر آپ مولوی ابراہیم صاحب کی اعانت کرنا چاہتے ہین تو صرف اُن سے آہستگی کے ساتھ کلام کرین۔ تب میر مجلس صاحب کی رائے سے یہ بات قرار پائی کہ سوائے مولوی ابراہیم صاحب کے اور دوسری جانب سوائے مولوی ابو یوسف صاحب کے دوسرے شخص کو بولنے کی اجازت نہین اور باتفاق رائے یہ بھی قرار پایا کہ مضمون مباحثہ

اردو زبان مین ہی لکھا جاوے تاکہ عوام لوگ فائدہ اُٹھائین۔ اب مولوی کرم الدین صاحب خاموش ہوئے اور مولوی ابراہیم صاحب جواب دینے کے لئے اُٹھے اور کتاب کی صورت مین ایک بڑی لمبی لکھی ہوئی تحریر پڑہنی شروع کی اسپر مولوی ابو یوسف صاحب نے کہا کہ ہم اس کو کہان تک لکھتے جائینگے اُنہون نے تو بجائے تقریر کے ایک کتاب پڑہنی شروع کر دی ہے تب بحکم میر مجلس صاحب مولوی ابراہیم صاحب نے وعدہ کیا کہ مین یہ جو کچھ سناؤنگا جواب کے لئے اُس کی حرف بحرف نقل دیدونگا اور کل دس بجے سے پہلے پہلے نقل مولوی ابو یوسف صاحب کے پاس پہنچ جاویگی اور یہ بھی کہا کہ مجھے اپنی تقریر کے لئے کم سے کم چھہ گھنٹے ملنے چاہیئن تب میر مجلس صاحب نے فرمایا کہ شام تک جو قریباً تین چار گھنٹے ہوتے ہین آپ تقریر کر سکتے ہین تب آپنے اپنا وہ سارا اندوختہ اور آموختہ جو آپ کی کئی سال کی جانفشانی کا نتیجہ تہا۔ جستہ جستہ مقامات سے پڑہکر سنا دیا اور بجائے چھہ گھنٹے کے ایک ہی گھنٹے مین ختم کر دیا آپ کے سارے مضمون کا لب لباب یہ تہا کہ سنت اللہ کا لفظ قرآن کریم مین صرف عذاب پر بولا گیا ہے اور انہین معنے مین مقید ہے - انسان جب ایک وزنی پتھر اُٹھا کر اوپر پھینکتا ہے اور وہ اوپر چلا جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ مسیح کو آسمان پر نہیں لیجا سکتا پرندے جو ہوا مین اُڑتے ہین تو کیا مسیح اوپر نہیں چڑھ سکتا۔ مسیح کی حیات جسمانی کا ثبوت وجدانی ہے بیان مین نہین آسکتا توفی کے معنے پورا بھر لینا ہے یعنی مع جسم کے اُٹھا لینا۔ اسپر بعض تفاسیر کے متناقض اقوال کو بطور ثبوت اور شہادت کے پیش کیا اور بعض تراجم اردو کا بھی حوالہ دیا۔ مسیح کو آیۃ اللہ قرار دیکر اور متکلم فی المہد مانکر اسکے خواص کو اوروں سے الگ مانا اور اس وجہ سے اُسکو انسانی ضوابط اور خواص سے مستثنیٰ قرار دیا۔ آپکی تقریر اول سے آخر تک مختلط الترتیب اور آپکے

بیعت کا کالم

میاں فضل حق صاحب پٹواری ملک
[illegible] بستان
غلام حسین صاحب پٹواری سیالکوٹ رعیہ
فضل بی بی زوجہ غلام حسین صاحب جعفرآباد
بتول بیگم بنت 〃 〃 〃
مقبولہ بیگم بنت 〃 〃 〃
حمید احمد و رشید احمد 〃 〃 〃
[illegible] حسین صاحب گوجرانوالہ محلہ دیا سنگھ
بیگم بی بی والدہ محمد حسین صاحب
بابو رحیم علی صاحب ہیڈ کلکٹری ریاست
کپورتھلہ -
جناب منشی محمد حسین صاحب نقشہ نویس
[illegible] گیے روانہ کوچہ گنگھر و سازان
میاں الہ دتا صاحب تلونڈی تحصیل بٹالہ
میاں نور محمد صاحب 〃 〃
میاں مندا صاحب 〃 〃
میاں کرم الدین صاحب لودی ننگل
میاں قطب الدین صاحب 〃
میاں سلطان صاحب تلونڈی
میاں رانجھا صاحب باغبان خانپور
سرہند ریاست پٹیالہ
میاں قادر بخش صاحب بہادر گڑہ
ابرادر قادر بخش صاحب 〃
برادر قادر بخش صاحب 〃
۱ پسر قادر بخش صاحب 〃
۲ پسر قادر بخش صاحب 〃
میاں ریاض الدین صاحب بربرا ملک
افریقہ سمالی لینڈ -
شیخ نعمت علی صاحب ملازم رجمنٹ ۳۳
سخی پور آسام
میاں [illegible] الدین صاحب درزی گوجرانوالہ
میاں رحیم بخش صاحب کوٹ ڈسکہ
میاں عمر الدین صاحب موچی رجوعہ گجرات
سماۃ بہری بی بی زوجہ عمر الدین 〃
میاں غلام علی صاحب چوگر کہاریان 〃
میاں محمد [illegible] صاحب بھیلو مہار سیالکوٹ

میاں ماموں صاحب مالیر کوٹلہ
سماۃ کہیو بیبی ماموں صاحب 〃
میاں الہ دین معمار راولپنڈی بازار بابا سانولہ
میاں سلطان احمد صاحب میانی گجرات
اہلیہ محمد حسین دفتر سرکاری وکیل لاہور
میاں گاموں صاحب بانان کلیہ رعیڑ انبالہ
میاں غلام حسین صاحب
میاں شیخ غلام حیدر طالب علم اسلامی سکول رہتیس
میاں قدرت اللہ صاحب سنور
سماۃ عائشہ اہلیہ محمد عمر مستری جموں
میاں برکت اللہ صاحب 〃
میاں علی محمد صاحب کہنب خورد
ضلع گجرات تحصیل کہاریان
میاں رحمت اللہ رجوعہ گجرات
اہلیہ رحمت اللہ صاحب مذکور
لڑکا و لڑکی وغیرہ
صادق محمد زرگر عالم پور کندرہ ملتان

تاریخ ریاستہای ہندوستانی و دربار شہنشاہی دہلی مع تصویر و نقشجات

چونکہ یکم جنوری ۱۹۰۲ء کو دربار تاجپوشی اعلی حضرت ملک معظم قیصر ہند خلد اللہ ملکہ قرار پایا ہے اس کی یادگار میں حسب اصرار اکابر ذی فہم میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ وہ تاریخ جو بکمال محنت وجانفشانی ۲ برس میں طیار ہوئی ہے موقع انعقاد دربار تک چھاپ کر شائع کردی جائے جسمیں ابتک حتی القائم و موجودہ ۲۰۰ نوابان والاشان و راجگان بلند مکان کے حالات مع فوٹو اور (۳۰۰) علمائے عظام کے ذاتی مدارج مع ان کی تصنیفات اور (۱۰۰) صوفیائے کرام کے خاندانی مراتب و سلسلہ بزرگان مع تاریخ عرس وغیرہ اور (۱۰۰) شعرائے شیرین کلام کے دلچسپ کمالات معہ نظم متعلق تہنیت دربار تاجپوشی اور (۸۰۰) اڈیٹران سحربیان کے حالات مع کیفیت اخبارات اور (۱۰۰) روسائے عالی مقام جو خطاب یافتہ ہیں اور وہ جنکو باوجود ذیرا نب وذی لیاقت ہونے کے گورنمنٹ عالیہ سے ہنوز کوئی خطاب نہیں ملا ہے ذکر خیر درج ہے یہ نہایت عمدہ پسندیدہ کارآمد یادگار ہمیشہ قائم رہیگا امید کہ جن صاحبوں کے حالات ابتک نصرۃ المطابع دہلی میں نہیں پہونچے ہیں وہ از راہ عنایت بہت جلد ماہ اکتوبر تک نصرۃ المطابع دہلی واقع کھرکی فراشخانہ بھیجدیں اسوقت تک کوئی ایسی جامع و صحیح تاریخ شائع نہیں ہوئی جس سے ملک کے لوگوں کی کل ضرورتیں ریاستوں کی متعلق رفع ہوجاتیں کیونکہ اکثر حضرات کسی والی ریاست کا نام معہ خطاب و القاب کے پوچھتے ہیں بعض ریاست کی آمدنی اور جو اشیاء وہاں سے ممالک غیر کو جاتی اور ممالک غیر سے آتی ہیں دریافت کرتے ہیں کسیکو سرگردانی ہے کہ فلاں ریاست کہاں واقع ہے اور وہاں تک پہنچنے کے واسطے کونسا راستہ ہے اس لئے اسمیں ریاستوں کے حالات حسب ذیل لکھے گئے ہیں ٭

(۱) مقام جغرافیہ (۲) نام ریاست (۳) نام فرمانروایان ریاست از بانی ریاست تا رئیس حال معہ سنہ (۴) نام رئیس حال معہ سنہ (۵) تاریخ مسند نشینی (۶) خطاب رئیس (۷) القاب (۸) شرح نسل و مذہب (۹) تعداد عمر (۱۰) تعلیم (۱۱) نام ولیعہد (۱۲) زندگی کے بڑے واقعات (۱۳) نام پولیٹیکل افسر (۱۴) حالات کامداران ریاست از [illegible] تا ۱۹۰۲ء معہ نام کامداران (۱۵) نام سکرٹری و دیگر ملازمین ریاست (۱۶) اختیارات عدالت (۱۷) رقبہ (۱۸) تعداد آبادی (۱۹) النواب سلامی (۲۰) آمدنی یعنی محاصل (۲۱) شرح پیداوار غلہ (۲۲) شرح معدنیات (۲۳) اشیا جو ممالک غیر سے آتی ہیں (۲۴) اشیا جو ممالک غیر کو جاتی ہیں (۲۵) نام میلہ ہا معہ تاریخ و سنہ (۲۶) تعداد و نام مدارس (۲۷) تعداد مطبع و اخبار معہ نام (۲۸) نام ریل و فاصلہ از سٹیشن تا ریاست (۲۹) اشیاء دستکاری لائق تحائف (۳۰) حدود اربعہ ریاست (۳۱) نمونہ اسٹامپ و ٹکٹ ڈاکخانہ (۳۲) نمونہ

[illegible] احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی کے اہتمام شائع ہوا ٭

رجسٹرڈ ایل

انَّ اللہَ لا یغیّرُ ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بأنفسھم

انّہٗ اٰوی القریۃ

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد *

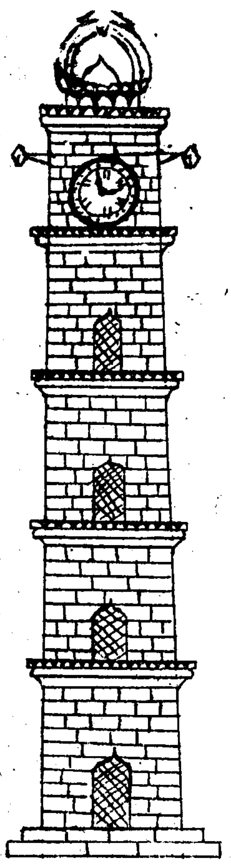

نظر آیگی دنیا کو ترے اسلام کی رفعت + مسیحا کا بنے گا جب وہاں مینار یا باللہ

اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

نمبر ۳۵ | مورخہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۲۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء روز سہ شنبہ | جلد ۶

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ **فضل حق** صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے انکے رشتہ داروں کے جو سکھ ہیں تعلقات منقطع ہوچکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنی رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے + سردار صاحب ایک وجیہ اور خوبصورت دیندار متقی نوجوان ہیں جنھوں نے اسلام کیخاطر اپنے بہت سی دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کردیا + جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولوی عبدالکریم صاحب سے بمقام قادیان خط وکتابت کریں۔ لڑکی ہنر وصورت و تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیئے +

بقیہ مضمون کشتی نوح تقویۃ الایمان

خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع ومال کا تمھیں وارث بنایا مگر تمھارا کوئی وارث دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آجاوے خدا تمھیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹھ باندہے گا اور یہ کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اسکے ملائکہ کو گواہ رکھکر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائیگا کیونکہ اس نے اپنے خالق پر جھوٹھ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعوی کرتے ہیں گویا وہ دلمیں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں پر خدا کا عقاب انکو سخت پکڑے گا اور انکا برادن اس سے ٹل نہیں سکتا سو تم صدق اور راستی اور تقوی اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جب تک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جسکی نسبت چاہے گا اسکو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کرے گا تمھیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہیے تا نفسانی تمنا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جاوے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمھاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہیے

نوٹ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب سر لیپل گریفن صاحب نے لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سو روپیہ سے زیادہ ماہوار رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور ہیں چنانچہ ان کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے مفصل حالات خط وکتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں +

کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لیے نہ الہام نمائی کے لیے قرآن شریف نے تمھارے لیے بہت پاک احکام لکھے ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال - بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بدنظری سے نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمھارے لیے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اسکی صورۃ کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اُسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کریگا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام لو بلکہ تواصوا بالمرحمۃ پر بھی عمل کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لیے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر ایک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے کہ **اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ** قرآن کا یہ منشا ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور اُنسے بغلگیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اُس سے وہ بیزار ہے تو

اگر وہ باز نہ آوے تو تو اُسے طلاق دیسکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں رہی۔ پس تیرے لیے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کرے اور تو مر جاوے۔ **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمھیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لیے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اُس کی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک تنازع قیام میں گواہی دے نہ فیصلہ کے لیے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھیرانا ہے اور **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنی بدی کا بدلا اُسیقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخشدے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اُسے اُس کا بدلہ دیگا - پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیے اور چاہیے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو نہ بیقیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے۔ اور **قرآن** انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لیے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیے کہ تو اُن کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ انکی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں

اور اس بارے میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم اُن کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کرسکتا - پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اسکی نعمتوں کو یاد کر کے اسکی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اسکی ذات پر ایسا یقین کرلینا کہ گویا اُسکو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربی یہ ہے کہ اسکی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے - بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے - اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں انکے لیے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو - تم اپنے دلسے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتوی پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیے پس اگر خدا تمھارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اُس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھیرو - لیکن اگر تمھارا کانشنس اسکو معذور نہیں ٹھیراتا اور تمھارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اُسکے لیے برکت نہ چاہو - جیسا کہ شیطان کے لیے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اسکو لعنت سے آزاد نہیں کیا - مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری

بدظنیاں جھوٹھی ہیں اور بہتیری لغزشیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھلکر قدم رکھو اور خوب پڑتال کرکے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اسطرح تم اپنے خدا کو ناراض کردو اور تمھارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لیے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسب مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جبکہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمھارے نفس کے لیے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جبکہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمھیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کرسکتے وہ بھی تمھاری پیروی سے اُس نیک کام کو کرلیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا دکھلا کر بھی ان احکام کی حکمت اُس نے خود فرمائی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھڑی میں جا۔ مگر قرآن سکھاتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر ایک موقعہ پر پوشیدہ مت کرو بلکہ تم لوگوں کے روبرو اور اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ بھی کھلے کھلے طور پر دعا کیا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کے لیے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت کریں۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اسطرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش اور جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض ہم کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ بُرائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ نہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر بھی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے پہاڑ اُس کے ذکر میں مشغول ہیں درخت اُس کے ذکر میں مشغول ہیں دریا اُس کے ذکر میں مشغول ہیں درخت اُس کے ذکر میں مشغول ہیں اور بہت سے راستباز اُسکے ذکر میں مشغول ہیں اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اُسکے ذکر میں مشغول نہیں اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الٰہی فروتنی کرا رہی ہے اور جو کچھ فرشتوں کے بارے میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ اطاعت کر رہے ہیں یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر ایک چیز اُسکی اطاعت کر رہی ہے ایک پتہ بھی بجز اُسکے امر کے گر نہیں سکتا اور بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفا دے سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کی تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اُسکی فرمانبرداری میں مستغرق ہے پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جز انکا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں اور اسکی اطاعت کرتے ہیں اور اسکی تحمید اور تقدیس میں مشغول ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ یعنے جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اُسکی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے مُنہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضا و قدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمربستہ ہے کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضا و قدر کے حکم کا تابع ہے ان دونوں حکمتوں سے باہر کوئی نہیں کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جُوا ہر ایک کی گردن پر ہے ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدّ و جزر خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو سو ہو گیا سو ہدایت اور ضلالت کا دور بھی ذرات کے دور کیطرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود باوجود اس کے ہر ایک چیز اُسکی آواز سنتی ہے اور اُسکی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے؟ اسکا سبب اس انجیلی دُعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اُسمیں خدا کی بادشاہت نہیں آئی اس لیے حکومت نہ ہونیکی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہوئی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اسکے برخلاف ہے وہ تو صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ کوئی چور خونی زانی کافر فاسق سرکش جرائم پیشہ کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کرسکتا جبتک آسمان پر سے اُسکو اختیار نہ دیا جاوے پس کیونکر کہا جاسکے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں کیا کوئی قبضہ زمین پر خدا کے

خدا کے احکام کے جاری ہونے سے مزاحم ہے سبحان اللہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ . . . خود خدا نے آسمان پر فرشتوں کے لیے جدا قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لیے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ انکی فطرت میں ہی اطاعت کا مادہ رکھدیا وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے اور سہو ونسیان انپر وارد نہیں ہو سکتا لیکن انسانی فطرت کو قبول وعدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ یہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لیے قضاء وقدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کیلیے خدا کے قضاء وقدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے انکو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے انکی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار انکو یہ فائدہ پہونچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آجکل طاعون بھی بطور سزا کے زمین پر اُتری ہے اور خدا سے سرکش اُس سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پھر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں کیونکہ جرائم بھی خدا کے قانون قضا وقدر کے نیچے ہیں سو اگرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر ہو جاتے ہیں مگر قانون تکوین یعنی قضاء وقدر سے باہر نہیں ہو سکتے پھر

کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الٰہی سلطنت کا جُوا اپنی گردن پر نہیں رکھتے دیکھو اس ملک برٹش انڈیا میں چوریاں بھی ہوتی ہیں زناکار اور خائن اور مرتشی وغیرہ ہر ایک قسم کے جرائم پیشہ بھی پائے جاتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں کیونکہ راج تو ہے مگر گورنمنٹ نے عمداً ایسی سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جسکی دہشت سے لوگوں پر زندگی مشکل ہو جائے ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ زندان میں رکھکر اُن کو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رک سکتے ہیں یا اگر قانون میں سخت سزائیں رکھی جائیں تو ان جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ جسقدر اس ملک میں شراب پی جاتی ہے فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں چوری اور خون کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لیے نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم میں کثرت پیدا کر دی ہے نہ یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اُٹھ گئی ہے بلکہ سلطنت کا اختیار ہے کہ قانون کو سخت کر کے اور سنگین سزائیں مقرر کر کے ارتکاب جرائم سے روکدے جبکہ انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو الٰہی سلطنت کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں تو الٰہی سلطنت کسقدر اقتدار اور اختیار رکھتی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر ایک زنا کرنے والے پر بجلی پڑے اور ہر ایک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل سڑ کر گر جائیں اور ہر ایک سرکش خدا کا منکر اسکے دین کا منکر طاعون سے مرے تو ایکھفتہ گذرنے سے پہلے ہی تمام دنیا راست بازی اور نیک بختی کی چادر پہن سکتی ہے۔ پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے لیکن آسمانی قانون کی نرمی نے اسقدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے ہاں تنبیہیں بھی ملتی رہتی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ بجلیاں پڑتی ہیں۔ کوہ آتش فشاں آتش بازی کیطرح مشتعل ہو کر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں جہاز غرق ہوتے ہیں ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے صدہا جانیں تلف ہوتی ہیں

طوفان آتے ہیں مکانات گرتے ہیں سانپ ڈستے ہیں درندے پھاڑتے ہیں وبائیں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا نہ ایک دروازہ بلکہ ہزارہا دروازے کھلے ہیں جو مجرمین کی پاداش کے لیے خدا کے قانون قدرت نے مقرر رکھے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں صحیح یہی ہے کہ بادشاہت تو ہے ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں ہتکڑیاں پڑی ہیں اور پاؤں میں زنجیر ہیں مگر حکمت الٰہی نے اسقدر اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے کہ وہ ہتکڑیاں اور وہ زنجیریں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھاتی ہیں اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو وہ اُسے جہنم تک پہنچاتی ہیں اور اُس عذاب میں ڈالتی ہیں جس سے ایک مجرم نہ زندہ رہے اور نہ مرے۔ غرض قانون دو ہیں ایک وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور انکی اطاعت محض فطرتی روش کا ایک خاصہ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی بھی نہیں کر سکتے۔ دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں فطرتی قانون غیر متبدل ہیں اور جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ہے ایسا ہی انسان بھی فرشتہ نہیں ہو سکتا ہے یہ دونوں قانون بدل نہیں سکتے ازلی اور اٹل ہیں اسلیے آسمان کا قانون زمین پر نہیں آ سکتا اور نہ زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے انسانی خطا کاریاں اگر توبہ کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہتر اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطا کاری کا باقی رکھا ہے تا وہ گناہ کر کے اپنی کمزوری پر اطلاع پاویں اور پھر توبہ کر کے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کیلیے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرت چاہتی ہے سہو ونسیان انسانی فطرت کا خاصہ ہے فرشتہ کا خاصہ نہیں پھر وہ قانون جو فرشتوں

کے متعلق ہے ایسا تو ہمیں کیونکر ناقد ہو سکے۔ یہ خطا کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف کمزوری منسوب کی جاوے صرف قانون کے نتائج ہیں جو زمین پر جاری ہو رہے ہیں نعوذ باللہ کیا خدا ایسا کمزور ہے جسکی بادشاہت اور قدرت اور جلال صرف آسمان تک ہی محدود ہے یا زمین کا کوئی اور خدا ہے جو زمین پر مخالفانہ قبضہ رکھتا ہے اور عیسائیوں کو اس بات پر زور دینا اچھا نہیں کہ صرف آسمان میں ہی خدا کی بادشاہت ہے جو ابھی زمین پر نہیں آئی کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ آسمان کچھ چیز نہیں اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کچھ چیز نہیں جس پر خدا کی بادشاہت ہو اور زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت آئی نہیں تو گویا خدا کی بادشاہت کسی جگہ نہیں۔ ماسوا اس کے ہم خدا کی زمینی بادشاہت کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں اُس کے قانون کے موافق ہماری عمریں ختم ہو جاتی ہیں اور ہماری حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور صدہا رنگ کی راحت اور رنج ہم دیکھتے ہیں ہزارہا لوگ خدا کے حکم سے مرتے ہیں اور ہزارہا پیدا ہوتے ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں نشان ظاہر ہوتے ہیں زمین ہزارہا قسم کے نباتات اور پھل اور پھول اُسکے حکم سے پیدا کرتی ہے تو کیا یہ سب کچھ خدا کی بادشاہت کے بغیر ہو رہا ہے بلکہ آسمانی اجرام تو ایک ہی صورت اور منوال پر چلے آتے ہیں اور ان میں تغیر تبدل جس سے ایک متغیر مبدل کا پتہ ملتا ہو کچھ محسوس نہیں ہوتی مگر زمین ہزارہا تغیرات اور انقلابات اور تبدلات کا نشانہ ہو رہی ہے ہر روز کروڑہا انسان دنیا سے گذرتے ہیں اور کروڑہا پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک طور سے ایک مقتدر صانع کا تصرف محسوس ہو رہا ہے تو کیا ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں اور انجیل نے اسپر کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ کیوں ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں آئی البتہ مسیح کا باغ میں اپنے بچ جانے کیلئے ساری رات دعا کرنا اور دعا قبول بھی ہو جانا جیسا کہ عبرانیان ۵۔ آیت ۷ میں لکھا ہے مگر پھر بھی خدا کا اس کے چھڑانے پر قادر نہ ہونا یہ بزعم عیسائیاں ایک دلیل ہو سکتی ہے کہ اس زمانہ میں خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں تھی مگر ہم نے اس سے بڑھ کر ابتلا دیکھے ہیں اور ان سے نجات پائی ہے ہم کیونکر خدا کی بادشاہت کا انکار کر سکتے ہیں کیا وہ خون کا مقدمہ جو میرے قتل کرنے کے لیے مارٹن کلارک کیطرف سے کپتان ڈگلس کی عدالت میں پیش ہوا تھا وہ اُس مقدمہ سے کچھ خفیف تھا جو محض مذہبی خلاف کی وجہ سے نہ کسی خون کے الزام سے یہودیوں کیطرف سے عدالت پلاطوس میں دائر کیا گیا تھا مگر چونکہ خدا زمین کا بھی بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لیے اُس نے اس مقدمہ کی پہلے سے مجھے خبر دیدی کہ میں تمکو بری کروں گا اور وہ خبر صدہا انسانوں کو قبل از وقت سنائی گئی اور آخر مجھے بری کیا گیا پس یہ خدا کی بادشاہت تھی جس نے اس مقدمہ سے مجھے بچا لیا جو مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے اتفاق سے مجھپر کھڑا کیا گیا تھا ایسا ہی نہ ایک دفعہ بلکہ بیسیوں دفعہ میں نے خدا کی بادشاہت کو زمین پر دیکھا اور مجھے خدا کی اس آیت پر ایمان لانا پڑا

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی زمین پر بھی خدا کی بادشاہت ہے اور آسمان پر بھی اور پھر اس آیت پر ایمان لانا پڑا

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

یعنی تمام زمین و آسمان اُسکی اطاعت کر رہے ہیں جب ایک کام کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو فی الفور وہ کام ہو جاتا ہے اور پھر فرماتا ہے

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

یعنی خدا اپنے ارادہ پر غالب ہے مگر اکثر لوگ خدا کے قہر اور جبروت سے بے خبر ہیں غرض یہ تو انجیل کی دعا ہے جو انسانوں کو خدا کی رحمت سے نومید کرتی ہے اور اسکی ربوبیت اور افاضہ اور جزا سزا سے عیسائیوں کو بے باک کرتی ہے اور اسکو زمین پر مدد دینے کے قابل نہیں جانتی جب تک اُسکی بادشاہت زمین پر نہ آوے لیکن اسکے مقابل پر جو دعا خدا نے مسلمانوں کو قرآن میں سکھلائی ہے وہ اس بات کو پیش کرتی ہے کہ زمین پر خدا مسلوب السلطنت لوگوں کی طرح بیکار نہیں ہے بلکہ اُسکا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مجازات زمین پر جاری ہے اور وہ اپنے عابدوں کو مدد دینے کی طاقت رکھتا ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کر سکتا ہے وہ دعا یہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

آمین

ترجمہ وہ خدا ہی ہے جو تمام تعریفوں کا مستحق ہے یعنی اسکی بادشاہت میں کوئی نقص نہیں اور اسکی خوبیوں کے لیے کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جو آج نہیں مگر کل حاصل ہوگی اور اسکی بادشاہت کے لوازم میں سے کوئی چیز بیکار نہیں تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے بغیر عوض اعمال کے رحمت کرتا ہے اور نیز بعوض اعمال رحمت کرتا ہے جزا سزا وقت مقررہ پر دیتا ہے اُسی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اُسی سے ہم مدد چاہتے ہیں

اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں نعمتوں کی راہیں دکھلا اور غضب کی راہوں اور ضلالت کی راہوں سے دور رکھ +

یہ دعا جو سورۂ فاتحہ میں ہے انجیل کی دعا کی بالکل نقیض ہے کیونکہ انجیل میں زمین پر خدا کی موجودہ بادشاہت ہونے سے انکار کیا گیا ہے پس انجیل کی رو سے نہ زمین پر خدا کی ربوبیت کچھ کام کر رہی ہے نہ رحمانیت نہ رحیمیت نہ قدرت جزا سزا کیونکہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ مگر سورۂ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لیے سورۂ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت کے بیان کیے گئے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ میں یہ صفات ہونی چاہییں کہ وہ لوگوں کی پرورش پر قدرت رکھتا ہو سو سورۂ فاتحہ میں رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا گیا ہے۔ پھر دوسری صفت بادشاہ کی یہ چاہیے کہ جو کچھ اس کی رعایا کو اپنی آبادی کے لیے ضروری سامان کی حاجت ہے وہ بغیر عوض اُن کی خدمات کے خود رحم خسروانہ سے بجا لاوے سو اَلرَّحْمٰن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے تیسری صفت بادشاہ میں یہ چاہیے کہ جن کاموں کو اپنی کوشش سے رعایا انجام تک نہیں پہنچا سکتے اُن کے انجام کے لیے مناسب تدبیر مدد دے سو اَلرَّحِیْم میں اس صفت کو ثابت کیا ہے چوتھی صفت بادشاہ میں یہ چاہیے کہ جزا و سزا پر قادر ہو تا سیاست مدنی کے کام میں خلل نہ پڑے سو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے لفظ سے اس صفت کو ظاہر کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۂ موصوفہ بالا نے وہ تمام لوازم بادشاہت پیش کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت اور بادشاہی تصرفات موجود ہیں چنانچہ اُس کی ربوبیت بھی موجود اور رحمانیت بھی موجود اور رحیمیت بھی موجود اور سلسلہ امداد بھی موجود اور سلسلہ سزا بھی موجود غرض جو کچھ بادشاہت کے لوازم ہیں سے ہوتا ہے زمین پر سب کچھ خدا کا موجود ہے اور ایک ذرہ بھی اُس کے حکم سے باہر نہیں ہر ایک جزا سزا اُسکے ہاتھ میں ہے مگر انجیل یہ دعا سکھلاتی ہے کہ ابھی خدا کی بادشاہت تم میں نہیں آئی اُس کے آنے کے لیے خدا سے دعا مانگا کرو تا وہ آجائے یعنی ابھی تک انکا خدا زمین کا مالک اور بادشاہ نہیں اس لیے ایسے خدا سے کیا اُمید ہو سکتی ہے سو اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ بھی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلی ہے بلکہ آسمان کی تجلی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اُسکا مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلی ہے وہ تو صریح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آ رہی ہے *

* نوٹ آیت حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ بھی دلالت کر رہی ہے کہ خدا کا حقیقی مطیع انسان ہے جو اپنی اطاعت کو محبت اور عشق تک پہنچاتا ہے اور خدا کی بادشاہت میں ہزارہا بلاؤں کو سر پر لے کر زمین پر ثابت کرتا ہے پس یہ طاعت جو درد دل سے ملی ہوئی ہے فرشتے اسکو کب بجا لا سکتے ہیں۔ منہ

ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی دولت مند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے تو کوئی اپنی موت کو ایک سیکنڈ بھی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابل علاج مرض جب دامنگیر ہوتی ہے تو کوئی طبیب ڈاکٹر اسکو دور نہیں کر سکتا۔ پس غور کرو کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلی ہے جو اُس کے حکم رد نہیں ہو سکتے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آیندہ کسی زمانہ میں آئیگی دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے ساتھ زمین کو ہلا دیا تا اس کے مسیح موعود کے لیے ایک نشان ہو پس کون ہے جو اس کی مرضی کے سوا اسکو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔ ہاں ایک بدکار قیدیوں کی طرح اُسکی زمین میں زندگی بسر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کبھی نہ مرے لیکن خدا کی سچی بادشاہت اُسکو ہلاک کر دیتی ہے اور وہ آخر پنجہ ملک الموت میں گرفتار ہو جاتا ہے پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں ہے۔ دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑہا اُس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اور کروڑہا اُسکی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتے ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اُسکی سلطنت کے خادم ہیں جو انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ چھوڑے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں، بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے ہی پہچانا گیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راز مخفی اور غیر مشہود ہے بلکہ حال کے زمانہ میں قریباً تمام عیسائی اور اُن کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیل میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک کرہ ہمارے پاؤں کے نیچے ہے اور ہزارہا قضا و قدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جو خود سمجھ آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدل اور حدوث اور فنا کہ [illegible]

کے حکم سے ہو رہا ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل کی اس دعا میں تو قبول کر لیا گیا ہے کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچے دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی تحقیقات جدیدہ سے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آسمان کچھ چیز ہی نہیں اُن کا کچھ وجود ہی نہیں پس ماحصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں آسمانوں سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین کی بادشاہت سے اُنکی انجیل نے خدا کو جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے پاس نہ زمین کی بادشاہت رہی نہ آسمان کی مگر ہمارے خدائے عزوجل نے سورہ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہکر حقیقت سے ہمیں خبر دیدی کہ وہ **رَبّ العٰلمین*** ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہانتک کسی قسم کی مخلوق کا وجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح اُن سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت انکی پرورش کرتا ہے اور ان کے

---

* نوٹ دیکھو یہ لفظ ربّ العالمین کیسا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی۔ منہ

مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اسکا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کا جاری ہے۔

اور یاد رہے کہ سورۂ فاتحہ میں فقرۂ

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو مجازات کبریٰ کا وقت ہے مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع ہے جسکی طرف آیۃ **يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا** اشارہ کرتی ہے۔ اب یہ بات بھی سنو کہ انجیل کی دعا میں تو ہر روزہ روٹی مانگی گئی ہے جیساکہ کہا کہ "ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش" مگر تعجب کہ جبکی ابھی تک زمین پر بادشاہت نہیں آئی وہ کیونکر روٹی دے سکتا ہے ابھی تک تو تمام کھیت اور تمام پھل نہ اُسکے حکم سے بلکہ خود بخود پکتے ہیں اور خود بخود بارشیں ہوتی ہیں اُسکا کیا اختیار ہے کہ کسیکو روٹی دے جب بادشاہت زمین پر آجائے گی تب اُس سے روٹی مانگنی چاہیے ابھی تو وہ ہر ایک زمینی چیز سے بیدخل ہے جب اس جائیداد پر پورا قبضہ پائے گا تب کسیکو روٹی دے سکتا ہے اور اسوقت اُس سے مانگنا بھی نازیبا ہے اور پھر اس کے بعد یہ قول کہ "جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخشدے" اس صورت میں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ زمین کی بادشاہت ابھی اُسکو حاصل نہیں اور ابھی عیسائیوں نے کچھ اُسکو ہاتھ سے لے کر کھایا نہیں تو پھر قرضہ کونسا ہوا۔ پس ایسے تہیدست خدا سے قرضہ بخشوانے کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ اُس سے کچھ خوف ہے کیونکہ زمین پر ابھی اُسکی بادشاہت نہیں اور نہ اُسکی حکومت کا تازیانہ کوئی رعب بٹھلا سکتا ہے کیا مجال کہ وہ کسی مجرم کو سزا دے سکے یا موسیٰ کے زمانہ کی نافرمان قوم کی طرح طاعون سے ہلاک کر سکے یا قوم لوط کی طرح ان پر پتھر برسا سکے یا زلزلہ یا بجلی یا کسی عذاب سے نافرمانوں کو نابود کر سکے کیونکہ ابھی خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں پس چونکہ عیسائیوں کا خدا ایسا ہی کمزور ہے جیساکہ اُسکا بیٹا کمزور تھا اور ایسا ہی بیدخل ہے جیساکہ اُسکا بیٹا بیدخل تھا تو پھر اُس سے ایسی دعائیں مانگنا لاحاصل کہ ہمیں قرض بخشدے اُس نے کب قرض دیا تھا جو بخشدے کیونکہ ابھی تک تو اُسکی زمین کی بادشاہت نہیں جبکہ اُسکی زمین پر بادشاہت ہی نہیں تو زمین کی روئیدگی اُس کے حکم سے نہیں اور زمینی چیزیں اُسکی نہیں بلکہ خود بخود آئی ہیں کیونکہ اُس کا زمین پر حکم نافذ نہیں اور جبکہ زمین پر وہ فرمانروا اور بادشاہ نہیں اور کوئی زمینی آسائش اُس کے شاہانہ حکم سے نہیں تو اُسکو سزا کا اختیار ہے نہ حق حاصل۔ لہٰذا ایسا کمزور اپنا خدا بنانا اور اُس سے زمین پر رہکر کسی کارروائی کی اُمید رکھنا حماقت ہے کیونکہ ابھی اُسکی زمین پر بادشاہی نہیں۔ لیکن سورہ فاتحہ کی دعا ہمیں سکھلاتی ہے کہ خدا کو زمین پر ہر وقت وہی اقتدار حاصل ہے جیسا کہ اور عالموں پر اقتدار حاصل ہے اور سورہ فاتحہ کے سر پر خدا کے اُن کامل اقتداری [illegible] کا ذکر ہے جو دنیا میں کسی [illegible] صفائی سے ذکر نہیں کیا جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رحمٰن ہے وہ رحیم ہے وہ مالک یوم الدین ہے۔ پھر اُس سے دعا مانگنے کی تعلیم کی ہے اور دعا جو مانگی گئی ہے وہ مسیح کی تعلیم کردہ دعا کیطرح صرف ہر روزہ روٹی کی درخواست نہیں بلکہ جو جو انسانی فطرت کو ازل سے استعداد بخشی گئی ہے اور اُسکو پیاس لگا دی گئی ہے وہ دعا سکھلا دی گئی ہے اور وہ یہ ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یعنی اے ان کامل صفتوں کے مالک اور ایسے فیاض کہ ذرّہ ذرّہ تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت جزا سزا سے تمتع اُٹھاتا ہے تو

ہمیں گذشتہ راستبازوں کا وارث بنا اور ہر ایک نعمت جو اُنکو دی ہے ہمیں بھی دے اور ہمیں بچا کہ ہم نافرمان ہو کر مورد غضب ہوجائیں اور ہمیں بچا کہ ہم تیری مدد سے بے نصیب رہ کر گمراہ نہ ہوجائیں۔ آمین۔

اب اس تمام تحقیقات سے انجیل کی دعا اور قرآن کی دعا میں فرق ظاہر ہو گیا کہ انجیل تو خدا کی بادشاہت آنے کا ایک وعدہ کرتی ہے مگر قرآن بتلاتا ہے کہ خدا کی بادشاہت تم میں موجود ہے نہ صرف موجود بلکہ عملی طور پر فیض بھی جاری ہیں غرض انجیل میں تو صرف ایک وعدہ ہی ہے مگر قرآن نہ محض وعدہ بلکہ قائم شدہ بادشاہت اور اُسکے فیوض کو دکھلا رہا ہے اب قرآن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اُس خدا کو پیش کرتا ہے جو اسی زندگی دنیا میں راستبازوں کا منجی اور آرام دہ ہے اور کوئی نفس اُس کے فیض سے خالی نہیں بلکہ ہر ایک نفس پر حسب اُسکے ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت کا فیض جاری ہے مگر انجیل اُس خدا کو پیش کرتی ہے جو ابھی اسکی بادشاہت دنیا میں نہیں آئی صرف وعدہ ہے اب سوچلو کہ عقل کسکو قابل پیروی سمجھتی ہے حافظ شیرازی نے سچ کہا ہے۔

مرید پیر مغانم زمن مرنج اے شیخ
چراکہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد

انجیلوں میں حلیموں غریبوں مسکینوں کی تعریف کی گئی ہے اور نیز انکی تعریف جو ستائے جاتے ہیں اور مقابلہ نہیں کرتے مگر قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت مسکین بنے رہو اور شر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ حلم اور مسکینی اور غربت اور ترک مقابلہ اچھا ہے مگر اگر بے محل استعمال کیا جائے تو برا ہے پس تم محل اور موقعہ کو دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی بد ہے جو محل اور موقعہ کے برخلاف ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ مینہ کسقدر عمدہ اور ضروری چیز ہے لیکن اگر وہ بے موقعہ ہو تو وہی تباہی کا موجب ہوجاتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ایک ہی سرد غذا یا گرم غذا کی مداومت سے تمہاری صحت قائم نہیں رہ سکتی بلکہ صحت تبھی قائم رہے گی کہ حسب موقع اور محل کے موافق تمہارے کھانے اور پینے کی چیزوں میں تبدیلی ہوتی رہے پس درشتی اور نرمی اور عفو اور انتقام اور دعا اور بددعا اور دوسرے اخلاق میں جو تمہارے لیے مصلحت وقت ہے وہ بھی اسی تبدیلی کو چاہتی ہے اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو لیکن نہ بے محل اور بے موقعہ اور ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھو کہ حقیقی اخلاق فاضلہ جنکے ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی زہریلی آمیزش نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان اخلاق فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کرسکتے جب تک تمکو اوپر سے وہ اخلاق عنایت نہ کیے جائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعوے میں جھوٹا ہے اور اس کے پانی کے نیچے بہت سا کیچڑ ہے اور بہت سا گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے سو تم خدا سے ہر وقت قوت مانگو جو اُس کیچڑ اور اس گوبر سے تم نجات پاؤ اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے۔ یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت نہیں پاتے اس لیے اُن کے لیے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کرسکیں سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو ٹھٹھا اور ہنسی کینہ وری گندہ زبانی لالچ جھوٹھ بدکاری بدنظری بدخیالی دنیا پرستی تکبر غرور خودپسندی شرارت کج بحثی سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملے گا۔ جب تک وہ طاقت بالا جو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کر لے جائے تمہارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک مردہ ہو جس میں جان نہیں اس حالت میں نہ تو کسی مصیبت کا مقابلہ کرسکتے ہو نہ اقبال اور دولتمندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اترتی ہے تمہارا منہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے۔ تم ابناء السماء بنو نہ ابناء الارض اور روشنی کے وارث بنو نہ تاریکی کے عاشق تم شیطان کی گذرگاہوں سے امن میں آجاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پرانا چور ہے تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔

سورۃ **فاتحہ** نری تعلیم ہی نہیں بلکہ اسمیں ایک بڑی پیشگوئی بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا نے اپنی چاروں صفات ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ ملکیت یوم الدین یعنی اقتدار جزا سزا کا کرکے اور اپنی عام قدرت کا اظہار فرما کر پھر اس کے بعد کی آیتوں میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ خدایا ایسا کر کہ گذشتہ راستباز نبیوں رسولوں کے ہم وارث ٹھہرائے جائیں انکی راہ ہم پر کھولی جائے انکی نعمتیں ہمکو دی جائیں خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اُس قوم میں سے ہوجائیں جنپر دنیا میں ہی تیرا عذاب نازل ہوا یعنی یہود جو حضرت عیسیٰ مسیح کے وقت میں تھے جو طاعون سے ہلاک کی گئی۔ خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اُس قوم میں سے ہوجائیں جنکے شامل حال تیری ہدایت نہ ہوئی اور وہ گمراہ ہو گئی یعنی نصاری اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہونگے کہ وہ اپنے صدق و صفا کی وجہ سے پہلے نبیوں کے وارث ہوجائیں گے اور نبوت اور رسالت کی نعمتیں پائیں گے اور بعض

ایسے ہوں گے کہ وہ یہودی صفت ہو جائیں گے جنپر دنیا میں ہی عذاب نازل ہوگا اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ عیسائیت کا جامہ پہن لیں گے۔ کیونکہ خدا کے کلام میں یہ سنتہ مستمرہ ہے کہ جب ایک قوم کو ایک کام سے منع کیا جاتا ہے تو ضرور بعض انمیں سے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نیکی اور سعادت کا حصہ لیتے ہیں ابتدا دنیا سے اخیر تک جسقدر خدا نے کتابیں بھیجیں اُن تمام کتابوں میں خدا تعالے کی یہ قدیم سنتہ ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو اُس کے علم میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ بعض اُس کام کو کرینگے اور بعض نہیں۔ پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس اُمت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے۔ اور کوئی گروہ انمیں سے اُن یہودیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا جنپر حضرت عیسی نے لعنت کی تھی اور وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے تھے تا وہ پیشگوئی جو آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے ظہور پذیر ہو۔ اور کوئی گروہ ان میں سے عیسائیوں کے رنگ میں ہو جائے گا عیسائی بنجائے گا جو خدا کی رہنمائی سے بوجہ اپنی شراب خواری اور اباحت اور فسق و فجور کے بے نصیب ہو گئے تا وہ پیشگوئی جو آیت وَلَا الضَّآلِّيْنَ سے مترشح ہو رہی ہے ظاہر ہو جائے اور چونکہ یہ بات مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ آخری زمانہ میں ہزارہا مسلمان کہلانے والے یہودی صفت ہو جائیں گے اور قرآن شریف کے کئی ایک مقامات میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے اور صدہا مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا یا عیسائیوں کی سی بے قید اور آزاد زندگی اختیار کرنا خود مشہود اور محسوس ہو رہا ہے بلکہ بہت سے لوگ مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ وہ عیسائیوں کی طرز معاشرت پسند کرتے ہیں اور مسلمان کہلا کر نماز روزہ اور حلال اور حرام کے احکام کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ دونوں فرقے یہودی صفت اور عیسائی صفت اس ملک میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ دو پیشگوئیاں سورہ فاتحہ کی تو تم پوری ہوتی دیکھ چکے ہو اور بچشم خود مشاہدہ کر چکے ہو کہ کسقدر مسلمان یہودی صفت اور کسقدر عیسائیوں کے لباس میں ہیں تو اب تیسری پیشگوئی خود ماننے کے لائق ہے کہ جیسا کہ مسلمانوں نے یہودی عیسائی بننے سے یہود و نصاری کی بدی کا حصہ لیا ایسا ہی انکا حق تھا کہ بعض افراد ان کے اُن مقدس لوگوں کے مرتبہ اور مقام سے بھی حصہ لیں جو بنی اسرائیل میں گذر چکے ہیں یہ خدا تعالے پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود و نصاری کی بدی کا تو حصہ دار ٹھیرا دیا ہے یہانتک کہ انکا نام یہود بھی رکھدیا مگر اُنکے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس اُمت کو کوئی حصہ نہ دیا پھر یہ اُمت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا انکو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس اُمت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور اُن کا ظل ہو۔ کیونکہ خدا تعالے کی رحمت سے بعید ہے کہ وہ اس اُمت میں اس زمانہ میں ہزارہا یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے اور ہزارہا عیسائی مذہب میں داخل کرے مگر ایک شخص بھی ایسا ظاہر نہ کرے جو انبیاء گذشتہ کا وارث اور انکی نعمت پانے والا ہو تا پیشگوئی جو آیت اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے وہ بھی ایسی ہی پوری ہو جائے جیسا کہ یہودی اور عیسائی ہونیکی پیشگوئی پوری ہو گئی اور جسحالت میں اس اُمت کیلئے ایسے بُرے نام دیئے گئے ہیں جو قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی ان کے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضا ہونا چاہیے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انھوں نے بُری چیزیں لیں اسیطرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لیے خدا نے سورۂ فاتحہ میں آیت اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں بشارت دی کہ اس اُمت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائیں گے نہ یہ کہ یہودی ہی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں اسی کی طرف سورہ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اُس کے رحم میں عیسی کی روح پھونکی گئی اور عیسی اُس سے پیدا ہوا اس آیت میں اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ اس اُمت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اُسکو ملے گا پھر اُس میں عیسی کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسی نکل آئے گا یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا گویا مریم ہونیکی صفت نے عیسی ہونے کا بچہ دیا اور اسطرح پر وہ ابن مریم کہلائے گا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کیطرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ اَنّٰى لَكِ هٰذَا یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ هُزِّی اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ یعنی اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اس کے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم

اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ نَفَخْتُ فِيْكَ مِنْ لَّدُنِّيْ رُوْحَ الصِّدْقِ یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے۔ پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اُس کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ الہام ہوا یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس اُمت میں اسطرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس اُمت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۂ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے

قرآن شریف موجود ہے ایکطرف قرآن شریف کو رکھو اور ایکطرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۂ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس اُمت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا گویا اسمیں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اُسوقت موجود تھا جب کہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لیے کوئی آیت اُتاری جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس یا بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کیطرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھدیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بنگیا۔ اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اُسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لیے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اُسپر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶

میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اسطور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اُس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا عقیدہ رسمی براہین احمدیہ میں لکھدیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لیے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جبتک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے سو اس وقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اس زمانہ کا ہے جبکہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردِ زہ تنہ کھجور

کی طرف سے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنھوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعویٰ کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انھوں نے فنا کرنا چاہا تب اُس وقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میرے دل پر گذرا اُسکا اس جگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا کہ لقد جئت شیئا فریا۔ ماکان ابوک امرء سوء وماکانت امک بغیا۔ اور پھر اس کے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے الیس اللّٰہ بکاف عبدہ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ ترجمہ۔ اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ ٭

٭ **نوٹ** اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے انکو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور اور سیدھا اور صاف مسلمان تھا ایسا ہی بہتوں نے کہا کہ تمنے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوے کیا۔ منہ

اور نہ تیری ماں تو ایسی نہ تھی مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لیے ایک نشان بناوینگے اور یہ بات ابتدا سے مقدر تھی اور ایسا ہی ہونا تھا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور اُن کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اُسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسیٰ ہے جسکی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اسکو نشان بنادینگے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورۃ پرست ہیں حقیقت پر ان کی نظر نہیں۔

باقی آیندہ انشاءاللہ

سراج الاخبار جہلم کے مستفسر کا جواب

سراج الاخبار جہلم میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کے متعلق ایک استفسار شائع کیا گیا ہے جس میں حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کو بھی جواب کے لیے مخاطب کیا گیا ہے اور مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی کو بھی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ شیخ بٹالوی اور شیخ دہلوی نے کیا جواب دیا ہے ہم نے سرسری طور پر اس استفسار کو حضرت فاضل امروہی کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے فوراً استفسار مذکور کا جواب مندرجہ ذیل لکھکر ہمیں بھیجدیا اور غالباً اسکی ایک نقل سراج الاخبار کو بھی روانہ کی گئی ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل حضرت حکیم الامۃ کے عظیم الشان کتب خانہ میں موجود ہے اور اسی سے حدیث مندرجہ جواب نقل کی گئی ہے۔ وہ تحریر جو حضرت فاضل امروہی نے ہمیں دی ہے یہ ہے اُمید ہے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگی۔ اور سراج الاخبار کے ایڈیٹر سے ہمیں اُمید ہے کہ وہ بہت جلد اسکو اپنے اخبار میں شائع کردے گا۔

السلام علیکم بعدہ آنکہ شیخ یعقوب علی صاحب مالک اخبار الحکم نے مجھسے فرمایا کہ ایڈیٹر سراج الاخبار نے مطالبہ اسناد حدیث وضع الید الیمنی علی الیسریٰ فوق الصدر کا کیا ہے اور ہمارا نام بھی اُس مطالبہ میں لکھا ہے۔ لہذا لکھا جاتا ہے مسند امام ہمام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۲۶ میں حدیث ذیل معہ اسناد لکھی ہے

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا یحیی بن سعید عن سفیان حدثنی سماک عن قبیصۃ بن ھلب عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ وعن یسارہ ورایتہ قال یضع ھذہ علی صدرہ وصف یحیی الیمنی علی الیسریٰ فوق المفصل انتہی یہ حدیث جو وائل بن حجر کی روایت سے ابن خزیمہ سے محدثین نے نقل کی ہے سو واضح ہو کہ صحیح ابن خزیمہ ہندوستان میں کہیں موجود نہیں معلوم ہوتی لہٰذا مسند

ہمارے امام کی نئی تائیدیں

شَہِدَ شَاہِدٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ

حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کا نقشہ ایک عالم یہودی نے جب دیکھا تو اُسنے اسکی طرز بناوٹ پر غور کرکے یہ رائے ظاہر کی کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل کی قبروں کے نمونہ پر ہے۔ یہ ایک شہادت ہے جو بنی اسرائیل کے ایک عالم نے دی حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اسکو کشتی نوح کے ساتھ منضم کیا جائے یہ شہادۃ بہت مؤثر ہوگی اور انشاء اللہ اس سے مفید نتائج پیدا ہوں گے۔ ایک عام تحریک ہوگی۔

پطرس کی شہادۃ وفات مسیح پر

مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے سٹریٹ سٹیلمنٹ سے آئے ہوئے ایک خط کا کچھ حصہ سُنایا۔ ہمیں راقم خط بحوالہ ایک اٹلی اخبار کے ناقل ہے کہ یروشلم میں ۱۳ جولائی ۱۸۷۹ء کو **کور** نامی ایک راہب کے مرجانے پر اسکی ترکہ میں سے بعض کاغذات برآمد ہوئے ہیں جو عبرانی زبان میں ہیں جب وہ کاغذات اور ترکہ اُس کے وارثوں کو دیا گیا اور ان کاغذات کے پڑھنے کی کوشش کی گئی تو وہ پڑھے نہ گئے کیونکہ وہ پرانی عبرانی میں تھے بہرحال بڑی کوشش اور محنت کے بعد جب کاغذ پڑھا گیا تو وہ **پطرس حواری** کی ایک تحریر تھی جسمیں پطرس ظاہر کرتا ہے کہ یہ کاغذ میں **مسیح کی وفات سے تین برس بعد** لکھتا ہے اور اب میری عمر ۹۰ سال کی ہے اور اسی کاغذ میں پطرس مسیح کو مسیح ابن مریم ہی کہتا ہے خدا۔ یا خدا کا بیٹا نہیں دیتا بلکہ الفاظ اسکو نبی ہی کے درجہ تک پہونچاتے ہیں۔ چونکہ یہ سب کاغذ عنقریب انگریزی میں طبع ہونے والا ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہم اس مقام پر اسکا ترجمہ دیں حاصل بالمطلب ہی کافی ہے۔ غرض پطرس مسیح کی موت کا معترف ہے ورنہ موجودہ نصرانیت کے محاورہ کے موافق اگر پطرس مسیح کے جی اُٹھنے کا یا آسمان پر زندہ چلے جانے کا قائل ہوتا تو اُسے کہنا چاہیئے تھا کہ **مسیح کے جی اُٹھنے یا آسمان پر چلے جانے کے تین برس بعد میں یہ لکھتا ہوں** پطرس کا یہ لکھنا کہ مسیح ابن مریم کی وفات کے تین سال بعد اسکو لکھتا ہوں اور واقعہ صلیب کا ذکر نہ کرنا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ وہ مسیح کی اُس موت کا ذکر کرتا ہے جو **کشمیر میں واقع ہوئی** تفصیلی حالات ان کاغذات کی پوری نقلوں کی اشاعت سے معلوم ہونیکی توقع ہے بائبل سوسائٹی نے ان کاغذات کی صحت کو تسلیم کر لیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چار لاکھ لیر دیکر ان کاغذات کو **وارثان کور** سے حاصل کرنیکی تجویز کی گئی ہے۔

حضرت اقدس عم اس خبر کو سنکر از بس محظوظ ہوئے کیونکہ آپ کی تائید میں ایک زبردست شہادت ہے اور عیسائیت کی شکست فاش کے لیے خود عیسائیوں کے معتبر حواری پطرس کا ہی طیار کردہ حربہ ہے۔ ایک عرصہ ہوا حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یا علام الٰہی معلوم کرایا گیا تھا کہ کسر صلیب کے دو اسباب پیدا ہو گئے ہیں اس قسم کے اندرونی اسباب ہیں اور یہ اندرونی اسباب کسر صلیب کے لیے مفید ثابت ہو رہے ہیں اللّٰھم زد فزد۔

مسیح کی دعا

ان کاغذات میں ایک کاغذ مسیح کی دعا کا بھی نکلا ہے جسمیں وہ نہایت عجز کے ساتھ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔ اس دعا کی اشاعت پر جو کشتی نوح میں کی جاتی ہے عیسائی دنیا کو معلوم ہوگا کہ مسیح اپنا مقام کیا ٹھیراتا ہے؟ مسیح اعتراف کرتا ہے کہ میرے گناہ بخش اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ پر ایسے لوگوں کو مسلط نکر جو رحم نہ کرسکیں اور یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ پرہیز گاری کے مشکلات میں مجھے نڈال اور یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ اپنے دوستوں میں مجھے حقیر نہ کر اور یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ میں اُس کمال تک نہیں پہونچا جسکی مجھے خواہش تھی غرض یہ ساری دعا جو بہت جلد شائع ہوگی مسیح کی عبودیت بندگی بیچارگی کی پوری مظہر ہے۔ اور اسکی شان نبوت کے موافق ہے۔

انگلستان میں ایک خدا پیدا ہوا۔

مسٹر گجیٹ شام ایک شخص نے انگلستان میں مسیح ہونے کا اعلان اپنے گرجا میں کیا اور اُس کے مریدوں نے اُسے تسلیم کر لیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ڈاکٹر ڈوئی نے الیاس۔ عہدنامہ کا رسول ہونے کا دعوی کیا اور یہ خدا پیدا ہوا۔ اس قسم کے کاذب مفتریوں کا پیدا ہونا اور قائم ہونا صاف بتا رہا ہے کہ خدا کا صادق و برگزیدہ مسیح موعود عم آگیا ہے۔ یہ غیر قوموں کی شہادۃ ہے ایسے مدعیوں کا پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ فطرتی طور پر طبیعتوں میں مسیح موعود کی بعثت کے لیے اضطراب پایا جاتا ہے اور اس ضرورۃ کو محسوس کیا جاتا ہے خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اسے پایا اور مغربی قومیں وقت آتا ہے کہ بڑی نیاز مندی کے ساتھ اس کے حضور سر جھکائیں گی۔

ڈاکٹر ڈوئی کو دعوۃ

امریکہ کے مفتری الیاس کو جس دعوۃ کا ذکر ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں کیا تھا۔ وہ چٹھی انگریزی زبان میں طبع ہوکر روانہ ہوگئی امید کیجاتی ہے

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صحیحہ

سلسلے کیلئے دیکھو اخبار الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء

اور آپکے استدلالات ایسے کمزور اور غریبہ تھے جنمین آپ دیگر مفسرین سے متفرد پائے جاتے تھے . . . .

اور آپکا طرز بیان نہایت کرخت اور آواز بہرائی ہوئی تھی گویا آپکو بحۃ الصوت کی بیماری ہے با این ہمہ ایک گھبراہٹ دامنگیر تھی۔ جس نے آپکو حواس باختہ بنا ہوا یا تہا غرض جون تون کرکے آپکا مضمون ختم ہوا تو میر مجلس نے فرمایا کہ ابھی آپکا بہت سا وقت باقی ہے کچھ تو اور کہیئے مگر آپ نے فرمایا کہ مین نے جو کچھ کہنا تہا کہہ چکا ہون تب میر مجلس صاحب نے مولوی ابو یوسف صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا آپ اس تقریر کا آج اور اسی وقت ہی جواب دینا چاہتے ہین کیونکہ آپ کے لئے ابھی کافی وقت ہے۔ مولوی ابو یوسف صاحب نے کہا کہ مین تحریر کا جواب تحریر سے ہی دینا چاہتا ہون میرے پاس اس وقت کوئی لکھی ہوئی کتاب موجود نہین جسکو مین سنا دون اور اسطرح میری تقریر محفوظ بھی نہین رہ سکتی مجھے مولوی ابراہیم صاحب کے مضمون کی کاپی ملجاوے تو مین انشاء اللہ تعالیٰ کل جواب دونگا +

اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا یہ ۲۶ اگست ۱۹۰۲ء کا دن تہا +

اب صبح ۲۷ اگست ۱۹۰۲ء کو مولوی ابو یوسف صاحب نے ۶ بجے صبح ہی سے اپنا جواب لکھنا شروع کر دیا اور اپنی یادداشت اور نوٹون کی بنا پر بارہ بجے تک جواب لکھکر طیار کر لیا جب مضمون پورا ہو چکا تو مولوی ابراہیم صاحب کا پرچہ بھی پہنچا اور ساتھ ہی مولوی ابو یوسف صاحب کے عربی پرچہ کا مطالبہ تہا مولوی ابو یوسف نے اپنا عربی پرچہ اس شخص کے ہاتھ بھیجدیا جو مولوی ابراہیم صاحب کا پرچہ لایا تہا مگر ادہر سے بھی مولوی کرم الدین صاحب کے عربی پرچہ کا بالمقابل مطالبہ کیا گیا لیکن انہون نے اپنا عربی پرچہ دینے سے انکار کیا اور شدت تقاضہ پر بھی نہ بھیجا اس سے مولوی کرم دین صاحب کی عربی دانی کا ایک منصف طبع انسان کو پتہ لگ سکتا ہے کہ مولوی کرم دین صاحب کو اپنی عربی کی صحت کی نسبت کچھ تو ڈہرکا تہا کہ بار بار کے مطالبہ پر بھی پرچہ ندیا اور خلاف معاہدہ کیا کیونکہ بالمقابل تحریرون کے دینے کا معاہدہ ہو چکا تہا +

مولوی ابو یوسف صاحب کو اپنا جواب مکمل کرنیکے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مولوی ابراہیم صاحب کے پرچے کو اول سے آخر تک پڑھ لینا چاہئے اور جواب کو اس سے منطبق کر لینا چاہیئے

جب مضمون مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب حرف بحرف پڑہا گیا تو معلوم ہوا کہ اسمین اکثر حصہ اُن مضامین کا نہین جو آپ نے اپنی تقریر مین بیان کئے تھے اور نہ وہ نوٹ بھی درج ہین جو اُن کی تقریر سے لئے گئے تھے اور وہ نوٹ اور مضامین جو مضمون سے عمداً خارج کئے گئے ایسے اہم اور ضروری تھے جن سے مولوی ابراہیم صاحب کی ساری قلعی کھل جاتی تھی اور آپ کے علم کی پوری پردہ دری ہوتی تھی اور اس مضمون کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ زائد مضامین اور سوال بھی اس پرچہ مین درج کئے گئے ہین تب فوراً تحصیلدار صاحب کی طرف ایک خط لکھا گیا اور مولوی صاحب کی دیانت داری کا سارا حال منکشف کیا گیا لیکن تحصیلدار صاحب کی طرف سے اس خط کا کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا +

اس کے بعد مولوی ابو یوسف صاحب کو تپ کے آثار شروع ہو گئے اور ظہر کی نماز سے پہلے تپ کی شدت ہو گئی اور بکثرت استفراغ ہونے شروع ہوئے اور تپ کا اسقدر زور ہوا کہ ٹمپریچر ۱۰۴ درجے پر ہو گیا اور ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب آپکی تیمارداری کرنے لگے ڈاکٹر صاحب موصوف بڑی دلجوئی اور جانفشانی سے (خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے) علاج کرتے رہے اور دم بدم بخار کا اندازہ لیتے رہے یہانتک کہ کثرت پسینہ کے سبب سے بخار دھیمہ ہو کر ۱۰۲ درجے پر پہونچا اس وقت ڈاکٹر صاحب موصوف نے ۶ اگرین کونین اور فناسٹین کا مکسچر بنا کر مولوی صاحب کو پلایا۔ ۶ بجے کے قریب بخار اسقدر ہلکا ہو گیا کہ مولوی صاحب نے چارپائی پر بیٹھکر ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے گزاری یہ ۲۷ اگست کا دن تہا اور وہی دن تہا جسمین مولوی ابو یوسف صاحب نے جواب سنانا تہا ادہر عیدگاہ مین چار بجے سے پہلے ہی ایک طوفان عظیم برپا ہوا ہوا تہا قاصد پر قاصد اور بلاوے پر بلاوا چلا آتا تہا مولوی برہان الدین صاحب نے یہ کہا کہ پہلے مولوی صاحبان سے کمی بیشی مضمون کی نسبت فیصلہ کر لینا چاہئے اور ہماری جماعت کے لوگ مولوی صاحبان کی اس حرکت بیجا کا عام طور پر اعلان کر دین شاید اگر اس امر کے فیصلہ تک مولوی ابو یوسف صاحب کو کچھ صحت ہو گئی تو وہ خود جاکر مضمون سنا دینگے ورنہ کسی اور شخص کو سنانے کے لئے کھڑا کر دیا جائیگا مگر پہلے اس خیانت کا تصفیہ ہونا چاہئے اور تحصیلدار صاحب کو بھی دوبارہ اسپر مطلع کیا گیا۔ تحصیلدار صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سے اُنکی اس تبدیل و تحریف کے بارہ مین باز پرس کی تو آپ نے طوعاً و کرہاً مان لیا کہ ہان ضرور کچھ مضمون جلدی کے سبب سے درج نہین ہو سکا تب تحصیلدار صاحب نے آپکو بہت کچھ نادم کیا اور آپ کی اس حرکت ناشائستہ پر آپکو ملزم ٹھہرایا مگر عوام تک ابھی یہ بات نہ پہونچی تھی اس لئے جماعت احمدیہ کے

نوٹ اگرچہ مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے مضمون کی کاپی دینے کا وعدہ کیا تہا مگر مولوی ابو یوسف صاحب و ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے ساتھ ہی ساتھ مولوی ابراہیم صاحب کی تقریر مین سے چند ضروری نوٹ کر لئے تھے دوران تقریر مین مولوی ابراہیم صاحب نے اعتراض بھی کیا تہا کہ جب مین نے تحریر دینے کا وعدہ کیا ہے تو میری تقریر کے نوٹ کیون کئے جاتے ہین اس پر مولوی ابو یوسف صاحب نے فرمایا کہ نوٹ کرنا ہمارا حق ہے ہم نے جواب دینا ہے آپ ہمکو اس سے روک نہیں سکتے اور میر مجلس صاحب نے بھی فرمایا کہ نوٹ کرنا مولوی صاحب کا حق ہے آپ بھی اُن کی تقریر کے نوٹ کر سکتے ہین +

چند تعلیم یافتہ لوگون کو عین جلسہ مین بھیجا گیا اور مولوی ابراہیم صاحب سے عام لوگونمین بہت کچھ رد وبدل کے بعد تسلیم کرایا گیا کہ آپنے کل کے سنائے ہوئے مضمون مین سے اسقدر مضامین خیانت کے طور پر چھپا لئے ہین اور ان تمام نوٹون پر جو آپ کی تقریر سے لئے گئے تھے اور آپ کے مرسلہ مضمون سے خارج تھے تحصیلدار صاحب کی فہمائش سے اور عام لوگون کے سامنے تسلیمی صاد کرائے گئے اور اعلان کیا گیا کہ یہ آپ کی خیانت ہے تب تو مولوی ابراہیم صاحب کو مارے خجالت کے موت کا سامنا ہو گیا اور اس قدر آپ عرق شرم مین ڈوبے کہ پانی پانی ہو گئے مگر اس خجالت کا آپ پر ایک فوری اثر تہا بعد مین پہر آپنے اپنا سر جہاڑ کر صافہ باندھ لیا اور اس خیانت کے اظہار کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ اس چھپائے مضمون کا جواب مولوی ابو یوسف صاحب لکھ چکے تھے پس اُسکا اظہار اگر اُسوقت نہ کیا جاتا تو مولوی ابراہیم صاحبکو اس عذر کی گنجائش ہو جاتی کہ یہ میری باتون کا جواب نہین ہے اور نہ یہ باتین میرے تحریری مضمون مین درج ہین مگر اس کارروائی کے اثنا مین مولوی ابو یوسف صاحب کی طبیعت ابھی تک نڈھال تھی اور بخار مین کوئی بھی خفت پیدا نہ ہوئی تھی اس لئے پہلے ہر بہاول بخش صاحب ذیلدار کو مولوی صاحب کا معائنہ کرایا گیا تب انہون نے تحصیلدار صاحب کی خدمت مین عرض کیا کہ مولوی ابو یوسف صاحب بعارضہ تپ شدید بیمار ہین اور مضمون سنانیکے لئے آ نہین سکتے لیکن مضمون طیار ہے اسپر تحصیلدار صاحب نے میان دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر اور چودہری غلام قادر صاحب سب رجسٹرار اور راجہ خان بہادر خان صاحب کو مولوی ابو یوسف صاحب کی بیماری کی تصدیق کے لئے بھیجا اول الذکر صاحب نے تو مولوی صاحب کی حالت دیکھکر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور کہا کہ واقعی اس وقت مولوی صاحب کی حالت شدت تپ کی وجہ سے

دگرگون ہے اور ضعف اور ناتوانی حد سے زاید ہے مگر آخر الذکر ہر دو صاحبان نے بہت تیز زبانی کی اور راجہ خان بہادر خان صاحب نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپکو اور بیماری تو کوئی نہیں آپ صرف جواب نہین دے سکتے اس لئے بیمار بن بیٹھے اس وقت مولوی صاحب کے تمام کپڑے پسینہ مین تر تھے اور لحاف کے سہارے سے چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے راجہ خان بہادر خان صاحب کی بات کا آپ نے صرف اس قدر جواب دیا کہ مین آپکی زبان کو نہین تہام سکتا اور میرا حال میرا خدا ہی جانتا ہے تب راجہ صاحب نے کہا کہ ایک معمولی تپ ہے ہمین آپ اس قدر نڈہال کیون ہو گئے ہین چلکر مضمون سنا دیجئے اسکے جواب مین شیخ معراج الدین صاحب نے راجہ صاحب موصوف کو یہ کہا کہ آپ تہوڑی دیر گھوڑے پر چڑہنے سے دو دو گھنٹہ تک اپنے نوکرون سے دبوائے اور چاپی کرایا کرتے ہین یہ تو تپ شدید ہے اس کی کیفیت اُسے ہی معلوم ہوتی ہے جسے چڑہتا ہے اسپر چودہری غلام قادر صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب کو اسوقت بخار نہین آپکا بدن ٹھنڈا ہے ہان پسینہ آیا ہوا ہے مین ڈاکٹر صاحبکو لاتا ہون اور اُنکی فیس بھی دونگا اگر مولوی صاحب کو بخار ہوا تو سو روپیہ جرمانہ بھی دونگا تب ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ آپ ضرور ڈاکٹر صاحبکو لائین اور مولوی صاحب کا ملاحظہ کرائین اور کچھ جیب سے بھی نکالین اور جسطرح پر چاہین بیماری کی تصدیق کرائین اس رد وبدل کے بعد دوبارہ میان دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو ضرور بخار ہے اور اُن کی حالت کہ رہی ہے کہ وہ اسوقت سخت ناتوان ہین مجبور نہین کرنا چاہیئے تب یہ لوگ جلسہ مین واپس گئے اور سب سے پہلے جیسا کہ سراج الاخبار بیان کرتا ہے چودہری غلام قادر صاحب نے خلاف بیانی کا ثواب لیا اور پہر شاید راجہ خان بہادر خان صاحب نے بھی ان کی تائید کر کے اپنی عقبیٰ کو سنوارا ہان میان دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے جو کچھ دیکھا

تہا صاف صاف بیان کر دیا اسی لئے سراج الاخبار نے اُن کی شہادت کو اپنے حق مین غیر مفید سمجھکر اپنے بیان مین درج نہیں کیا اور چودہری غلام قادر صاحب معہ ڈاکٹر دائیں و ہرجانہ کے ابھی تک تشریف لا رہے ہین افسوس کہ اُن کی فضول گوئی کا نتیجہ کیا ہوا اسکے بعد ہر دو مولوی صاحبان یعنی ابراہیم وکرم الدین نوبت بہ نوبت ممبر پر چڑھے اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر وہ وہ مفوات اور ہزلیات اور الزامات اور خرافات منہ سے نکالے کہ الامان الامان انکی بکواس کے سبب سے کوئی جماعت احمدیہ کا ممبر وہان پر نہ بیٹھ سکا کیونکہ حضرت اقدس امام الزمان علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کی پاک جماعت کی نسبت اہانت اور تحقیر کا کوئی دقیقہ اسوقت مولوی صاحبان نے اٹھا نہ رکھا تہا اور یہ بھی شرم نکی کہ تعلیم یافتہ لوگ اور خصوصًا حکام انتظام ہماری نسبت کیا رائے لگائینگے اور ہماری تہذیب اور شائستگی پر کس قدر نفرین کرینگے غرض مولوی صاحبان ایک ہی دھن مین لگے رہے اور ممبر پر چڑھ کر جہان قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر ہونا چاہیئے تہا ہجو قبیح اور کذب صریح کے گیت گاتے اور قصیدے پڑہتے رہے اور اپنی طرف سے اس یکطرفہ کارروائی پر اپنی ظفر کا ڈنکا بجا دیا ادہر مولوی ابو یوسف صاحب نے یہ صورت حال سنکر اپنی عزت اور حمیت دینی کو کام فرمایا اور اُسی ضعف و ناتوانی کی حالت مین افتان و خیزان مجلس مین جا پہونچے آپکے ساتھ جماعت احمدیہ کے کئی ایک اشخاص تھے اور آپکو تہامے ہوئے لے گئے تب آپ تحصیلدار صاحب کے پاس جا بیٹھے اسوقت منافق طبع مولوی کرم دین کچھ ہجو کے اشعار مولوی ابو یوسف صاحب کی شان مین پڑھ رہا تہا مولوی صاحب نے بڑی متانت سے اُس کی بیحیائی کو نظر انداز کیا اور اس کی طرف سے اپنی دریادلی سے عفو اور درگذر کو عمل مین لا کر اعراض کیا اور تحصیلدار صاحب سے کہا کہ میرا مضمون طیار ہے اگر آپ چاہین تو اس وقت سن لین مین خود تو سنا نہین سکتا مگر دوسرا شخص

سنادیگا چنانچہ منشی محمد حسن صاحب احمدی رہتاسی کو مضمون کے پڑھنے کے لیے پیش کیا اور یہ وقت شام کے قریب تھا تب مولوی ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ ہان مضمون سن لیا جاوے آپکا مدعا صرف یہ تھا کہ وقت تو گذر ہی چکا ہے لوگ ابھی چلے جاوینگے اور مضمون ناتمام رہ جائیگا اور اسکا کوئی اثر نہ ہوگا تحصیلدار صاحب نے اس امر کو ارکان مجلس کے پیش کیا تو انہون نے باتفاق رائے یہ بات منظور کی کہ کل چار بجے یعنی ۲۸ اگست کو مولوی ابو یوسف صاحب کا مضمون سنا جاوے اسپر مولوی ابراہیم صاحب نے چنان چنین تو بہت کیا کہ مجھے فرصت نہین مین آج چلا جاؤنگا مگر تحصیلدار صاحب و دیگر ارکان مجلس نے آپکی ایک نہ مانی اور آپکو اسپر مجبور کیا کہ ضرور آپکو مضمون سنکر جانا ہوگا اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا

جلسہ ۲۸ اگست ۱۹۰۷ء آج وقت مقررہ سے پہلے اسقدر مخلوق خدا کا ہجوم پایا گیا کہ میدان عیدگاہ پر ہوگیا اور مضافات کے لوگ بھی کثرت سے جمع ہو گئے مولوی ابو یوسف صاحب کے مضمون کے سننے کے لئے لوگون مین حد سے زائد خواہش اور آرزو پائی جاتی تھی ٹھیک چار بجے حکام انتظام اور پولیس کنسٹبلان بھی آپہونچے اور مولوی ابو یوسف صاحب معہ جماعت احمدیہ جلسہ مین تشریف لے آئے اور بحکم میر مجلس صاحب ممبر پر بیٹھ گئے اور مضمون پڑھنا شروع کیا شروع مین بوجہ ضعف دھیمی آواز اور آہستگی سے مضمون پڑھنے لگے مگر رفتہ رفتہ آواز مین بلندی اور تلفظ مین برجستگی ہوتی گئی اور ضعف بیماری کا کل اثر جاتا رہا غرض آواز کی خوبی اور الفاظ کی شستگی اور مضامین کی ترتیب اور معانی کی دلچسپی اور عبارت کی سلاست اور استدلالات کی قوت اور استشہادات کی ثقاہت اور خصم کے دلائل پر قدح و جرح کی مضبوطی اور مضمون خوان کی متانت اور وقار نے لوگون کے دلون پر وہ خارق عادت اثر کیا کہ اتنی بڑی مجمع کثیر مین عالم سکوت ہوگیا اور مضمون کی قوت اور سچائی نے مخالفین پر وہ استیلا پایا کہ گویا وہ دریائے حیرت مین ڈوب گئے اور مخالف مولوی صاحبان پر تو موت وارد ہوگئی کاٹو تو خون نہین حس و حرکت ندارد خاموشی کے عالم مین مولوی ابو یوسف صاحب کے چہرہ پر ٹکٹکی لگائے بیٹھے ہین اور حکام انتظام اور فہیم لوگون کے چہرہ پر آثار مسرت پائی جاتی ہین مضمون کا ابتدائی حصہ سنت اللہ کی تشریح اور تعریف اور ان مسائل طبعی کی تحقیقات مین تھا جنسے مولوی ابراہیم صاحب نے حضرت مسیح ابن مریم کے رفع جسمانی پر پتھر اور پرندون کی مثال دیکر استدلال کیا تھا اور مولوی ابو یوسف صاحب نے اس استدلال کو ان کی علم طبعی سے ناواقفی پر مبنی قرار دیکر ایسا باطل کیا کہ آئندہ مولوی صاحب کو اس قسم کے استدلال کی جرأت بھی نہ ہوگی خدا تعالی کی وہ تمام قانونی آیتین پیش کین جو اس کی مخلوقات کے لئے علیحدہ علیحدہ حدبندی رکھتی ہین اور سنت اللہ کے اصل مفہوم کو لوگون کے ذہن نشین کردیا پھر نوع انسان کے متعلق خدا تعالے کی عادت اور سنت کو بڑے بسط سے بیان کیا اور نصوص قطعیہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت کردیا کہ حضرت مسیح بنی نوع انسان کے متعلق الہی قوانین اور ضوابط اور خواص اور لوازم سے کسی طرح بھی مستثنے نہیں ہو سکتے پھر لفظ آیۃ اللہ کی تشریح کی اور اس سے مولوی ابراہیم صاحب کا اپنے دعوے پر استدلال کرنا باطل ٹھیرایا اور آیۃ اللہ اور آیۃ للناس مین قرآن ہی کی رو سے ایسے لوگون کو بھی داخل کردیا جو نبی تو کیا بلکہ کافر اور اکفر تھے پھر مولوی صاحب کا حضرت مسیح ع کے تکلم فی المہد سے اپنے دعوے پر استدلال کرنا باطل قرار دیا اور قرآن اور حدیث کی رو سے تکلم فی المہد کو حضرت مسیح ع کا ہی خاصہ ہونا غلط ٹھیرایا اور نقل صحیح سے یہ ثابت کردیا کہ کئی ایک اور اشخاص انبیاء وغیرہ مین سے اس صفت سے موصوف ہین پھر لفظ توفی پر بحث کی اور لغت اور قرآن اور حدیث کی رو سے ثابت کردیا کہ جب اللہ تعالی فاعل ہو اور انسان مفعول تو اس لفظ کے سوائے قبض روح اور موت کے اور کچھ معنے نہین اور یہ بھی بالاعلان کہا کہ اگر مولوی ابراہیم صاحب اس قاعدہ کا خلاف ثابت کردین تو ایکہزار روپیہ انعام انکو دیا جاویگا خواہ پہلے ہی سے کسی بنک مین جمع کرا لین اس کے بعد توفی کے متعلق معتبر تفاسیر سے شہادتین پیش کین اور یہ بھی کہا کہ تفاسیر کے متناقض اقوال ہمارے لئے اور ہمپر حجت نہین اس کے بعد مولوی ابراہیم صاحب کے دیگر متفرق دلائل کو اپنی لطیف جرح قدح سے باطل اور خلاف مقصود ثابت کیا اس تقریر کی بڑی خوبی یہ بھی کہ جن دلائل سے خصم پر جرح قدح کیا گیا وہی دلائل اپنے مقصود کے بھی مثبت تھے گویا خصم کی نفی اور اپنا اثبات تھا اور پھر مولوی ابراہیم صاحب کے اس سوال کا جواب دینا چاہا جو انہون نے اپنے پرچے مین زائد کردیا تھا اور وہ نصوص قطعیہ قرآنیہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر چڑہائے نہ جانے کے ثبوت کا مطالبہ تھا جسکے جواب مین مولوی ابو یوسف صاحب نے اپنا تحریری مضمون ختم کرکے اپنا ایک مطبوعہ رسالہ جو خاص اسی سوال کا جواب تھا اور مولوی ابراہیم صاحب کے ہی مقابلہ مین لکھا ہوا تھا ماسٹر ہدایت اللہ صاحب سے انکو اپنی جگہ بٹھاکر پڑھوانا شروع کیا اول تو پڑھنے سے پہلے ہی مولوی صاحبان کی طرف سے اعتراض شروع ہوا کہ یہ چھپا ہوا مضمون ہے اور یہ ہے اور وہ ہے پھر اسکے پڑھے جانے پر خفیف سے خفیف لفظ پر بھی مولوی صاحبان بگڑنے لگے اور خواہ مخواہ شور مچانا شروع کیا میر مجلس صاحب نے فرمایا کہ اس تحریر مین ابھی تک کوئی لفظ بھی خلاف تہذیب اور ہتک کا نہیں آیا آپ کیون بات بات پر بگڑتے ہین کیا آپکو اپنی کل کی کارروائی بھول گئی ہے شرم کرنی چاہئے اسپر مولوی کرم الدین صاحب بڑی گستاخی سے بول اٹھے کہ آپ فریق ثانی کی طرفداری کرتے ہین اسپر میر مجلس صاحب برافروختہ ہوگئے اور جو کچھ اس وقت مولوی کرم دین صاحب کی خاطر ہوئی اس کو ہم اس مقام مین ظاہر کرنا نہیں چاہتے اور پھر راجہ جہانداد خان صاحب بھی بھبوکے اور کچھ سراج الاخبار کے ایڈیٹر صاحب بھی بڑبڑائے اور کچھ چودہری غلام قادر صاحب نے بھی اپنے مولوی صاحبان کے برخلاف غصہ ظاہر کیا غرض یہ سب لوگ اپنے مولویون کے برخلاف بول رہے تھے (آئندہ)

بیعت کا کالم

میاں چراغ الدین صاحب برادر
حافظ امام الدین صاحب قلعہ دیدار سنگھ
گوجرانوالہ
میاں سعد اللہ صاحب نومسلم جہلم محلہ نواں
میاں عبد الرحمن صاحب معرفت حکیم
شاہنواز صاحب شہر راولپنڈی
میاں محمد رشید صاحب برادر محمد یمین صاحب
پٹواری کلیہ تحصیل روپڑ ضلع انبالہ
میاں اسعد اللہ ملازم راجہ عطا محمد خان صاحب
کشمیر براہ اسلام آباد
میاں فقیر محمد صاحب نیچہ بند راولپنڈی
میاں مہر دین صاحب ملازم ڈاکٹر
محمد حسین ہیلنگ افسر نولنشہر جالندھر
مسماۃ نور الٰہی صاحبہ زوجہ حافظ محمد علی
ساکن چک
میاں محمد فیض الحسن راونکے ڈاکخانہ گجرات
میاں فاضل صاحب 〃 〃
میاں فضل الٰہی صاحب 〃 〃
میاں احمد اللہ عرف عبد اللہ گوسج منگلی
مسجد خان بابا لودیانہ
میاں الٰہی بخش صاحب ملتان
میاں صوبا صاحب منصور اں لودیانہ
میاں علی محمد صاحب 〃 〃
ہمشیرہ میاں صوبا صاحب 〃 〃
میاں الہ بخش صاحب معرفت حکیم محمد عمر خان
صاحب فیروز پور
مسماۃ زینب بی بی 〃
میاں محمد پسر الہ بخش صاحب 〃
میاں واحد بخش 〃 پاک دروازہ
شہر 〃 〃 ملتان
میاں عبد الغنی صاحب جموں
میاں محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ
میاں غلام قادر صاحب ساکن کلیہ
ڈاکخانہ چکور شہر انبالہ تحصیل روپڑ
میاں مولا داد صاحب گجرات
میاں الہ دہو صاحب 〃

میاں شاہ محمد صاحب گجرات
میاں قاضی عبد اللطیف صدیقی طالبعلم
مشن سکول نارووال سیالکوٹ
مسماۃ فضل بیگم صاحبہ دختر میاں نظام الدین صاحب
بازار کلاں شہر جہلم
مسماۃ غلام فاطمہ 〃 〃
میاں محمد حسین صاحب معرفت منشی جھنا صاحب الدین
صاحب بہاٹی دروازہ لاہور کارخانہ
مرہم عیسٰی۔
میاں کالو صاحب چپڑاسی تار جموں
میاں عبد المجید صاحب کنسٹیبل نمبر ۲۰۰ کورٹ
پولیس لائن جہلم
میاں غلام مرتضیٰ صاحب ڈاکخانہ گر گورداسپور
میاں عبد الغنی صاحب 〃 〃
میاں عبد اللہ صاحب 〃 〃
اہلیہ میاں عبد اللہ صاحب 〃 〃
۲ لڑکیاں 〃 〃 〃
میاں عبد الحق صاحب 〃 〃
میاں نور دین صاحب 〃 〃
پسر میاں نور دین صاحب 〃
میاں محمد لطیف صاحب 〃 〃
میاں رحیم بخش صاحب 〃 〃
میاں چودھری باغخان صاحب 〃 〃
میاں اللہ دتا بافندہ 〃 〃
مسماۃ سہاگن زوجہ محمد لطیف صاحب 〃
میاں غلام محمد حجام صاحب 〃 〃
مظہر حسین سہوان محلہ سیف اللہ گنج
ضلع بدایون
میاں خدا بخش صاحب جہلم
اہلیہ 〃 〃
میاں عطاء اللہ بیگ صاحب چک
جینت تحصیل سیالکوٹ
میاں خیر الدین صاحب سراج لودیانہ
محلہ ڈھولیوال متصل مکان منشی
نظام الدین صاحب مرحوم
میاں عبد القادر شاہ صاحب ملازم
جیل جہلم
میاں محمد دین صاحب حکیم چک رحمان
گجرات
منشی ہدایت اللہ صاحب ملازم پولیس

گارڈ نمبر ۲ انارکلی لاہور۔
میاں محمد ابراہیم صاحب مستری لاہور
موچی دروازہ کوچہ لوہاراں
اہلیہ میاں احمد دین سیٹھ جہلم
اطفال 〃 〃
میاں مہتاب دین صاحب سیالکوٹ محلہ
میاں فقیر محمد صاحب کشمیری
میاں عبد الرحمن صاحب سیالکوٹ محلہ
چودھری سلطان صاحب
میاں غلام سرور ساکن پشاور حال ملازم کوئٹہ
میاں احمد دین دوری باف آدوراں گوجرانوالہ
اہلیہ 〃 〃
رسول فاطمہ } لڑکیاں 〃
غلام فاطمہ } 〃 〃
ہمشیر ۲ 〃 〃 〃
میاں ولی محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس
تھانہ ڈونگہ گلی ہزارہ
میاں محمد خان صاحب ڈریسر یوگنڈہ ریلوی
ملک افریقہ
میاں محمد حیات صاحب دہرم کوٹ رندہاوا
میاں حاکم بیگ صاحب دربان کچہری راولپنڈی
میاں محمد دین ملازم جیل 〃 〃
میاں پیر شاہ صاحب 〃 〃
میاں پیراں دتا 〃 〃 〃
میاں چراغ الدین صاحب زرگر سیالکوٹ اراضی یعقوب
میاں عمر الدین صاحب 〃
مسماۃ عائشہ بی بی صاحبہ 〃
زینب بی بی صاحبہ اہلیہ عمر الدین صاحب 〃
برکت بی بی صاحبہ
بھولار بی بی صاحبہ
نواب بی بی صاحبہ
میاں عزیز الدین صاحب
عائشہ بی بی اہلیہ عزیز الدین صاحب
میاں غلام نبی
میاں غلام حیدر
محمد شفیع صاحب
میاں محمد شریف صاحب
میاں احمد حسن کلرک پورٹ سرسٹ
احسن کماری بندر کراچی
میاں طالب الحسین بہون گام مین پور

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی کے چھپکر شائع ہوا

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مشہور و معروف اور مسلم آرگن

الحکم

قادیان دارالامان

ضرور خرید کر پڑہو

تمام درخواستین شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر و مالک الحکم کے نام آنی چاہین

علاج طاعون

حضرۃ اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار سچی توبہ و استغفار و تقوی وطہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جسکا نسخہ جناب نے اسی اشتہار مین درج فرمایا ہے طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم دیا تہا اور خدا نخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم طاعون لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کے لئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ کہہ نہین سکتا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ما تقدم کے طور پر ضرور استعمال کرین ؎

قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے۔

قیمت یکصد گولی ۱۲ر - عرق شیشی کلان جو تقریباً

" دوچند " عہ ر ایکماہ کے لئے کافی ہوگی

عرق شیشی خورد ۸ر مرہم فی ڈبیہ ۱۲ر ۸ر

ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دار الامان

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ادویہ ارسال ہوگا

الحکم نمبر ۴۳ جلد ۶ — ۳۰ دسمبر ۱۹۰۲ء

مرکب جوہر عشبہ مغربی

سارس اپریلا

ان امراض کا عروج بڑے شدومد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کردے تو اسکو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ٹوٹو ہی نہین بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کے لئے مسلمہ حکما ہی سلف وخلف کا ہے اسکے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکمائے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا آلہ قرار دیا ہے **یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون تباہ کرے اور گوناگون رنگونمین ظاہر ہوتا ہو تو اسوقت بھی ایک فاد زہر ہی جسکے استعمال سے** وجع مفاصل تیرگی خارش پھوڑے پہنسی زخمونکا اندمال خنازیر ناصور بھگندر چنبل یا جسم سے چھلکے اترین یا بدل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ مہلک بیماریون سے نجات دیتا ہے سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پاؤن کے تلوون مین جلن رہتی ہے ہڈیان درد کرتی ہون ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتون کے رحم بگاڑ اور تلون کے درد کو بھی دور کرتا ہے **+ سنون مستحکم دندان** یہ وہ منجن ہے کہ دانتون کو جلا دیتا ہے۔ بجداہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے۔ آنکھ گئی جہان گیا دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کی طرح چمکدار مضبوط اور صاف ہوجاتے بدبو دور ہو مسوڑے مضبوط منہ سے لیبدار رطوبت کافور اور خون جانا رک جاتا ہے محصولڈاک ۱/ **حب قبض کشا** حکما کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہین رہ سکتے جبکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے طبیعت ان کی پریشان سر مین درد منہ بدمزہ زبان میلی ان گولیون کے استعمال سے ورم جگر۔ نفخ قراقر دل کا دہڑکنا جسم کا پہڑکنا سن ہوجانا کثرت تہوک کمی اشتہا وغیرہ دور ہوجاتی ہے ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کہانیسے صبح اجابت بافراغت آجاتیہے طبیعت بشاش جسم ہلکا انسان چست وچالاک ہوجاتا ہے اور توانا رہ سکتا ہے دو درجن عہ

پتہ: زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت ہوموپی دروازہ اعوان منزل

صدق اللہ العلام اوحی الی الامام علیہ الصلوۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریہ لولا الاکرام لہلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

جو خدا تعالےٰ کے مرسل کی تکذیب و انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے۔

روغن نوری یہ روغن امراض وبائیہ خصوصًا طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالےٰ مبتلائے طاعون وہیضہ نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ انکے بدن مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جائینگے اگر مبتلائے مرض کو دین تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہو علاوہ ازین اس کے استعمال سے تپ محرقہ کہانسی متلی۔ قے۔ اسہال پیچش (مروڑ وخون وآنون کا آنا) خنازیری بیماری۔ سوزش سینہ قصور ہضم چیچک۔ نفث الدم وابتدائی سل درد گوش۔ درد کان۔ ناسور خنازیر۔ زخم آتشک پہکندر۔ پھوڑے پھنسیان بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور وغیرہ اس قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر و مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عہ

جوہر املسا مقوی معدہ ومشتہی وہاضم ومصفی خون ودافع خارش وپھوڑے پہنسی وجع المفاصل ودمہ ریاح وغیرہ قیمت فی شیشی مہ آخر ستمبر تک عہ **کشتہ سیمہ یک آتشہ** مقوی دماغ واعصاب قیمت فی چوکی عہ کشتہ سیماب مصلح شیر ومصفی خون قیمت عہ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر

حکیم نور محمد صاحب پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان

بہت کچھ ملگیا ہے اسیطرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹہرائے گئے اور در اصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بھی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیساکہ عیسی ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسی طرح یہ مسیح بھی سورہ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا اور جیساکہ عیسی ابن مریم کی پیدایش پر بہت شور اُٹھا اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا اسیطرح اسجگہ بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیساکہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں کو عیسی کی نسبت یہ جواب دیا وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اسکو نابود نہیں کر سکتے میں اسکو لوگوں کے لیے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتدا سے مقدر تھا۔ اور پھر جسطرح یہودیوں کے علما نے حضرت عیسی پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتا طیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اسپر فتویٰ دیا یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم فاضل جو اکثر اہل حدیث تھے انہوں نے حضرت عیسی پر تکفیر کی مہریں لگا دیں+

+ حاشیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تھے مگر جو حق پر سمجھے جاتے تھے وہ دو فرقے ہو گئے تھے - ایک وہ جو توریت کے پابند تھے اُسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے - ۲- دوسرا فرقہ اہل حدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہلحدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پھیل گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تھیں اور انکی یہ حجت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں ان پر حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تہا اور اس مین ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثین تہین یہ حدیثین مدت تک زبانی رہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئین اس لئے انمین کچھ موضوعات کا حصہ بھی ملگیا تہا اور بباعث اس کے کہ اس وقت یہودیوں کے تہتر فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی اپنی حدیثین جدا جدا رکھتا تہا اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چہوڑ دی ہتی اکثر حدیثوں پر عمل تہا اور توریت گویا متروک اور مہجور کیطرح ہتی اگرچہ حدیث کے مطابق آئی تو اسکو مانا ورنہ اسکو رد کر دیا پس اس زمانہ مین حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے ہو اور ان کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تھے زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے تھے اور نبیوں کے نوشتوں مین پہلے خبر دی گئی ہتی کہ جب یہود کئی فرقہ پر منقسم ہو جاینگے اور خدا کی کتاب کو چہوڑ کر اسکے برخلاف حدیثوں پر عمل کرینگے تب انکو ایک حکم عدل دیا جائیگا جو مسیح کہلائیگا اور اُسکو وہ قبول نکرینگے آخر سخت عذاب اُنپر نازل ہوگا اور وہ طاعون کا عذاب تہا نعوذ باللہ منہ

یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیساکہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰؑ کی نسبت کی گئی تھی انکو بہت ستایا گیا سخت گالیاں دی گئیں تہین ہجو اور بد گوئی مین کتابین لکھی گئین تہین یہی صورت اسجگہ پیش آئی گویا ۱۹۰۰ برس کے بعد وہی مسیح پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہو گئے آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تھے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تہا مگر ان لوگون نے صبر نہ کیا جب تک یہودیون کی طرح مغضوب علیہم نہ بنگئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگادی کہ مجھے عین چودہوین صدی کے سر پر جیساکہ مسیح ابن مریم چودہوین صدی کے سر پر آیا تہا۔

مسیح الاسلام

کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہین کہ انکا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہیگا وہ توڑ نہین سکیگا مگر یہ اینٹ جب اسپر پڑیگی تو اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی کیونکہ یہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفون نے طیار کر کے اسکے مقابل پر رکہدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیون نے کئے تھے یہان تک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بھی بنایا گیا جسکی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دیدی ہتی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسی ابن مریم کے مقدمے سے بہت سخت تہا کیونکہ حضرت عیسیٰ پر جو مقدمہ بنایا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات ہتی بلکہ کچھ بھی نہ ہتی مگر میرے پر جو مقدمہ کہڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوی تہا اور جیساکہ مسیح کے

رجسٹرڈ ایل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

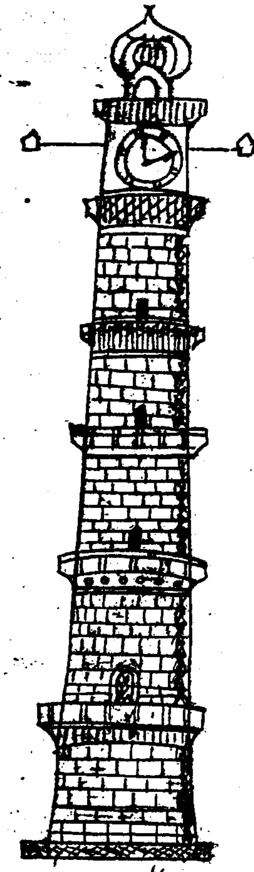

منارۃ المسیح الموعود
علیہ السلام

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

۱۷ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز مبارک جمعہ

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات قطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے ✦ سردار صاحب ایک وجیہ اور خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی اور نوجوان ہیں اور پوری صحت رکھتے ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر اپنے بہت سے دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی سیرہ و صورت اور حسن و جمال اور ترتیب میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔

مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سنو روپے ماہوار سے زیادہ رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے اور مفصل حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ والسلام

بقیہ مضمون

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

یہ بھی یاد رہے کہ سورہ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اور جسطرح انجیل کی دعا میں روٹی مانگی گئی ہے اس دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابل نظارہ ہے اور جسطرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان

مقدمہ مین یہودی مولویون نے جاکر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ مین بھی کوئی مولویون مین سے گواہی دیتا اس لئے استکام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کے لئے عدالت مین گواہی دینے کے لئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوئے صرف فرق اس قدر تھا کہ سردار کاہن کو پلاطوس کی عدالت مین کرسی ملی تھی کیونکہ یہودیون کے معزز بزرگون کو گورنمنٹ رومی مین کرسی ملتی تھی اور بعض اُنمین سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اس لئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنون کی امیدون کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی منسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر مین وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشون کی اُس نے کچھ بھی پروانہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اُسمین کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اُس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ اگر اسکے وجود کو قوم کا فخر اور حکام کے لئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہوکر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اِس فرضکو عمدہ طور پر ادا نہین کرسکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہین کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تھا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہین کرسکا اور اس کی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت مین ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھون کروڑون افراد تک پہنچیگی ویسی ویسی تعریف کے ساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اُس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اُسی کو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر یہ امتحان کا موقعہ تھا کہ دو فریق اسکے پاس آدین کہ ایک اُن مین سے اُسکے مذہب کا مشنری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اُسکے مذہب کا مخالف ہے اور اُس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسکے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑی استقلال سے برداشت کیا اور اس کو ان کتابون کے مقام دکھلائے گئے جن مین کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہنچ گیا تھا اور چونکہ اُس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اس لئے خدا نے اُس کی مدد کی اور اس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر واقعی حقیقت کھولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اُسکو نظر آگئی اُس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کیلئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس لذت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اس کی آنکھ شوق رکھتی تھی اُس ذلت کو اس نے دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھکر وہ بھی اس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اُس پیلاطوس نے اُسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ **تجھے اور تیرے باپ** کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر مین تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہین۔ اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیون سے ڈرکر ان کے بعض معزز گوا ہون کو کرسی دیدی اور حضرۃ مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا رکھا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تھا بلکہ مریدان کی طرح تھا اور اس کی بیوی مسیح کی خاص مریدنی تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہان تک کہتے صادر کرائی کہ ناحق بیگناہ مسیح کو یہودیون کے حوالہ کر دیا میری طرح کوئی خونکا الزام نہ تھا اس بات کو سنکر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اُس کی شکایت کی جائیگی۔ اور پھر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پلاطوس نے اُس وقت جو مسیح ابن مریم عدالت مین پیش کیا گیا یہودیون کو کہا گیا تھا کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چندروز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھپر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پلاطوس نے کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونون قول پیلاطوسون کے بالکل باہم مشابہ ہین اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیون کے حوالہ کردیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تھا اور اس کی عورت بھی غمگین تھی کیونکہ وہ دونون مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیون کا سخت شور و غوغا دیکھکر بزدلی اُس پر غالب آگئی ہان البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہوگیا مگر بعد اسکے مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہوچکی تھی دیکھو

عبرانیان باب ۵ آیت ۷ ✝ بعد اس کے مسیح اُس زمین سے پوشیدہ طور پر بہاگ کر کشمیر کی طرف گیا اور وہین فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سرینگر محلہ خان یار مین اس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تہا [illegible] تاہم اُس پہلے پیلاطوس کی کارروائی [illegible] رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اسپر کچھہ مشکل نہ تہا اور وہ چہوڑنے پر قادر تہا مگر وہ قیصر کی دوہائی سنکر ڈر گیا۔ لیکن آخری پیلاطوس پادریون کے ہجوم سے [illegible] حالانکہ اسجگہ بہی قیصر کی بادشاہی تہی لیکن یہ قیصرہ اُس قیصر سے بدرجہا بہتر تہی اسلئے کسی کے لئے ممکن نہ تہا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چہڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹہایا گیا تہا اور میری مخالف اور ساری قومون کے سرگروہ جمع ہو گئے تہے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکہلا دیا کہ جو اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا تہا کہ مین تم پر خون کا الزام نہین لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کے بچانے کے لئے حیلون سے کام لیا مگر اس پیلاطوس نے جو کچھہ عدالت کا تقاضا تہا اُس طور سے اُس تقاضا کو پورا کیا جسمین بزدلی کا رنگ نہ تہا جس دن مین بری ہوا اُسی دن اُس عدالت مین ایک [illegible] ج کا ایک چور بہی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع مین آیا کہ پہلے مسیح کے ساتہہ بہی ایک چور تہا لیکن اس آخری مسیح کے ساتہہ کے چور کو جو پکڑا گیا اُس پہلے کیطرح جو پہلے مسیح کیساتہہ پکڑا گیا صلیب پر نہین چڑہایا اور نہ اُس کی ہڈیان توڑی گئیں بلکہ تین ماہ کی قید ہوئی ✦

اب پہر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکہتے ہین کہ سورہ فاتحہ مین اس قدر حقائق و دقائق و معارف جمع ہین کہ اگر ان سب کو لکہا جائے تو وہ باتین ایک دفتر مین بہی ختم نہین ہو سکتین اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس صورت مین سکہائی گئی ہے یعنی اہدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکہتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہین پا سکتے اور نہ اس کے فوائد منتفع ہو سکتے ہین جب تک ہمین اسکے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہین خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ واریوں کے متعلق ہون اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق رکہتے ہون اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہون اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور مین کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جب تک کہ ان کے بارہ مین ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت مین بہی اپنا فرض سمجہتا ہے کہ اس مشکل سنہ کے بارے مین ایک لمبے وقت تک رات کو سوچتا رہے تا ہو کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر یک پیچیدہ اور الجہے ہوئے کام کو چلانا اسبات کو چاہتا ہے کہ اس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتہہ مین آجائے تو یقیناً وہ امر بہی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکہی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹہیک ٹہیک علاج نہین ہو سکتا جب تک اس مرض کی حقیقت سمجہنے اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نکل آوے کہ دل فتویٰ دیدے کہ اس راہ مین کامیابی ہوگی بلکہ کوئی انتظام دنیا مین ہو ہی نہین سکتا جب تک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتہہ مین آنے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جسپر قدم رکہا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسی لئے دوسری سورۃ مین جو سورۃ البقر ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع مین ہی فرمایا گیا ہے هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ یعنے انعام پانے کی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین ✝ پس یہ دعا یعنی دعا اهدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی اور دنیوی کے وقت مین اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف اور سیدہی راہ ڈھونڈے جس سے باسانی اس مطلب تک پہنچ سکے اور دل یقین سے بہر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے مواتق روٹی مانگنے والا خدا جوئی کی راہ اختیار کریگا اُسکا مقصد تو روٹی ہے۔ جب روٹی ملگئی تو پہر اُسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے اور ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بنایا ہے انکے گلے پڑ گیا ہم نہین سمجہ سکتے کہ مسیح ابن مریم مین دوسرون کی نسبت کیا زیادتی تہی جس سے اُس کی خدائی کا خیال آیا معجزات مین پہلے اکثر نبی اس سے بڑہکر تہے جیسا کہ

✝ سورۃ فاتحہ مین راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ مین گویا وہ قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی منہ ۱۲

✦ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بہی کہا کہ بجز یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکہایا نہین جائیگا پس مسیح نے اپنے اس قول مین یہ اشارہ کیا کہ جسطرح یونس زندہ ہی مچہلی کے پیٹ مین داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا ایسا ہی مین بہی زندہ ہی قبر مین داخل ہونگا اور زندہ ہی نکلونگا سو یہ نشان بجز اسکے کیونکر پورا ہو سکتا تہا کہ مسیح زندہ صلیب سے اُتارا جاتا اور زندہ قبر مین داخل ہوتا اور یہ حضرت مسیح نے کہا کہ کوئی اور نشان نہین دکہایا جائیگا اس فقرہ مین گویا مسیح ان لوگون کا رد کرتا ہے کہ جو کہتے ہین کہ مسیح نے یہ نشان بہی دکہلایا کہ آسمان پر چڑہہ گیا منہ ۱۲

موسیٰ اور المسیح اور ایلیا نبی اور مجھے قسم ہے
اس ذات پاک کی جسکے ہاتھہ مین جان ہو
کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے مین ہوتا
تو وہ کام جو مین کر سکتا ہون وہ ہرگز نہ
کر سکتا اور وہ نشان جو مجھہ سے ظاہر ہو
رہے ہین وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا* اور خدا کا
فضل اپنے سے زیادہ مجھہ پر پاتا۔ جبکہ مین
ایسا ہون تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے

اس پاک رسول کا جسکی غلامی کی طرف مین منسوب

کیا گیا ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء اس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش
نہین جاتا خدا جو چاہے کرے جو اس کے
ارادہ کے مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے
مقاصد مین نامرادہی نہیں بلکہ مر کر جہنم کی راہ
لیتا ہے ہلاک ہوگئے وہ جنہون نے عاجز
مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہوگئے وہ جنہون
نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک
وہ جس نے مجھے پہچانا مین خدا کی سب
راہون مین سے آخری راہ ہون اور
مین اسکے سب نورون مین سے آخری نور
ہون۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے
کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے*

* اس تصدیق کے لئے کتاب نزول المسیح کو
عنقریب دیکھو گے جو چھپ رہی ہے اور دس جز
تک چھپ چکی ہے اور عنقریب شائع ہونیوالی
ہے یہ کتاب پیر مہر علی گولڑوی کی کتاب تنبیہ
چشتیائی کے رد مین لکھی گئی ہے جسمیں ثابت
کیا گیا ہے کہ پیر صاحب نے محمد حسن مردہ
کے مضمون کو چرا کر ایسی قابل شرم غلطیون کا
ارتکاب کیا ہے کہ اب اطلاع پانے سے
انپر زندگی تلخ ہو جائیگی وہ بدبخت تو ہماری
پیشگوئی مندرجہ اعجاز المسیح کے موافق فوت
ہوگیا اور یہ دوسرا بدبخت ناحق کتاب بنا کر
پیشگوئی انی مهين من اراد اهانتك
کا نشانہ بن گیا فاعتبروا يا اولى الابصار
منہ ۱۲

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانون کو دیا
گیا **سنت** ہے یعنی آنحضرت صلعم
کی عملی کارروائیان جو آپ نے قرآن شریف
کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائین
مثلاً قرآن شریف مین بظاہر نظر پنجگانہ نمازون
کے رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کسقدر
اور دوسرے وقتون مین کس کس تعداد پر لیکن
سنت نے سب کچھہ کھول دیا ہے یہ دھوکہ
نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک ہے کیونکہ
حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی
مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھہ ہی
وجود تھا مسلمانون پر قرآن شریف کے بعد
بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی
ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ
یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات
کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے
اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا یہ فرض تھا کہ
کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگون
کو سمجھا دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے وہ گفتنی باتین کردنی کے پیرایہ
مین دکھلا دین اور اپنی سنت یعنی عملی
کارروائی سے معضلات اور مشکلات
مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل
کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث
کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم
ہوچکا تھا کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی
تھین لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے
تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام
سے واقف نہ تھے۔ ہان تیسرا ذریعہ

ہدایت کا حدیث ہے

کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور
اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر
بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث
کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم ہے جن
لوگون کو ادب قرآن نہین دیا گیا وہ اس
موقعہ پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہین
جیسا کہ یہودیون نے اپنی حدیثون کی
نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور
خادم سنت قرار دیتے ہین اور ظاہر

ہے کہ آقا کی شوکت خادمون کے ہونے
سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے
اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی
گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ
حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر
کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے حدیث
جو ایک ظنی مرتبہ ہے قرآن کی ہرگز قاضی
نہین ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ
مین ہے قرآن اور سنت نے اصل کام
سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف
تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسے
قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اس
زمانہ مین ہدایت کر رہے تھے جبکہ اس
مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت
کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو
کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے
تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی
چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے
اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور
پر صحابہ کو ڈال دیا تھا سنت ان باتون
کا نام نہین ہے جو ڈیڑھ سو برس بعد
کتابون مین لکھی گئیں بلکہ ان باتون کا
نام حدیث ہے اور **سنت** اس
عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانون
کی عملی حالت مین ابتدا سے چلا آیا
ہے جسپر ہزارہا مسلمانون کو لگایا گیا
ہان حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا
ظنی کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم
تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق
ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور
بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ
اسکے اندر موجود ہے **پس حدیث**
کا قدر نہ کرنا ایک عضو اسلام کا کاٹ
دینا ہے ہان اگر ایک ایسی حدیث ہو جو
قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور
نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے
مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو
صحیح بخاری کے مخالف ہو تو وہ حدیث

+ اہل حدیث فعل رسول اور قول رسول دونون کا نام حدیث ہی رکھتے ہین ہمین ان کی اصطلاح سے کچھ غرض نہین دراصل سنت

قبول کے لائق نہین ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہین رد کرنا پڑتا ہے اور مین جانتا ہون کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہین کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثون کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہین بہرحال احادیث کا قدر کرو اور اُن سے فائدہ اُٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ کی طرف منسوب ہین اور جب تک قرآن اور سنت اُن کی تکذیب نہ کرے تم بھی اُن کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل۔ مگر اسی کی تائید مین تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ مین یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہو تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثون اور راویون کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہون نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثین صدہا ہین جنمین پیشگوئیان ہین اور اکثر ان مین سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہین پس اگر کوئی حدیث ان مین سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس کو نہین مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اسکا متدین نہین ہے تو اس صورت مین تمہاری خود بے

ایمانی ہو گی کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثون کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دوگے پس اس صورت مین تم اسلام کے دشمن ٹھہروگے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہین ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے مین کسی محدث نے غلطی کھائی ہے اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کرکے خدا نے غلطی کھائی۔ اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہین جو قرآن کے موافق ہین تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثون پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہین جنہون نے اسلام مین فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدے کے موافق حدیث رکھتا ہے یہانتک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتون مین کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی اس پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہین کل حزب بما لدیہم فرحون ورنہ سنت نے ایک ہی طریق تبلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگون کو ہلاک کر دیا۔ شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حکم ٹھہراتے تو ایک سورہ نور ہی انکو نور بخش سکتی تھی مگر حدیثون نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت

مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہوگئے جو اہلحدیث کہلاتے تھے کیونکہ مدت سے ان لوگون نے توریت کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ آج تک ان کا عقیدہ ہے، ان کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو انمین ایسی حدیثین بکثرت موجود تھین کہ جب تک ایلیاہ دوبارہ آسمان سے اپنے عنصری وجود کے ساتھ نازل نہ ہوگا تب تک اُن کا مسیح موعود نہیں آئیگا ان حدیثون نے ان کو سخت ٹھوکر مین ڈال دیا اور وہ لوگ ان حدیثون پر تکیہ کرکے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نکر سکے کہ الیاس سے مراد یوحنا یعنی یحیٰی نبی ہے جو الیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اس کا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثون کے سبب سے تھی جو آخرکار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہوگئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثون کے معنون مین بھی غلطی کرتے ہون یا حدیثون مین بعض انسانی الفاظ مل گئے ہون۔ غرض شاید مسلمانون کو اس واقعہ کی خبر نہین ہوگی کہ یہودیون مین حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے اُنہون نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتوے لکھا اور انکو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابون کو مانتا نہین خدا نے الیاس کے دوبارہ آنے کی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلین کرتا اور بغیر کسی قرینہ صارفہ کے ان خبرون کو اور طرف کھینچ لیجاتا + اور حضرت مسیح کا نام انہون

+ جسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کا فتوےٰ لکھا گیا اُس وقت وہ پولوس بھی مکفرین کی جماعت مین داخل تھا جس نے بعد مین اپنے تئین رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی مین آپکا سخت دشمن تھا جس قدر حضرت مسیح کے نام پر انجیلین لکھی گئین ہین ان مین سے ایک مین بھی یہ پیشگوئی نہیں ہے کہ میرے بعد پولوس توبہ کرکے رسول بنجائیگا اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت

... حضرت موسےٰ کے الہامات ہین۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑھنے پر لگایا جاتا تھا بعض امور مین طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہ طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے۔ طالمود مولفہ یوسف بارکلی ...

نے صرف کافر ہی نہیں بلکہ ملحد بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ انکے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جہوٹی حدیثوں نے انکو دہوکا دیا غرض حدیثوں کے پڑہنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو انہون نے کافر اور دجال کہا اور اس سے انکار کردیا مسلمانون کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس مین صاف طور پر لکہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابین بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکہتی ہین اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہین +

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہین یقین ہی ہے جو گناہ سے چھوڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے۔ یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چھڑا دے گا اے عیسائیو ایسا جھوٹ مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کے لئے یقین کا محتاج تہا اور اس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے ان عیسائیون پر جو یہ کہکر مخلوق کو دہوکا دیتے ہین کہ ہم نے مسیح کے خون سے نجات پائی حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ مین غرق ہین وہ نہیں جانتے کہ ان کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے شراب کی مستی انکے دماغ مین ہے۔ مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اس سے وہ بے خبر ہین اور جو زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہین وہ اس سے بے نصیب ہین پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہین آسکتے اور نہ روح القدس تمہیں ملسکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکھتے ہین کیونکہ وہی خدا کو دیکہینگے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہین کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائین گے۔ مبارک تم جبکہ تمہین یقین کی دولت دیجائے کہ اسکے بعد تمہاری گناہ کا خاتمہ ہوگا گناہ اور یقین دونون جمع نہین ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ مین ہاتھ ڈال سکتے ہو جسمین تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکہ رہے ہو۔ کیا تم ایسی جگہ کہڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش فشان سے پتھر برستے ہین یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہان ایک مہلک طاعون نسل انسانی کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہین خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہین کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کرکے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو +

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقینا سمجھو کہ خدا کی کشش اسوقت تم مین پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤگے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائینگے شاید تم کہوگے کہ ہمین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہین دہوکا لگا ہوا ہے یقین تمہین ہرگز حاصل نہین کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جسکو یقین ہے کہ فلان سوراخ مین سانپ ہے وہ اس سوراخ مین کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جسکو یقین ہے کہ اسکے کہانے مین زہر ہے وہ اس کہانے کو کب کہاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ فلان بن مین ایک ہزار خونخوار شیر ہے اسکا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤن اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھین کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہین اگر تمہین خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہین ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بہسم کرنے اور کہا جانیوالی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ مین اپنے تئین ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیوارین آسمان تک ہین شیطان انپر چڑھ نہین سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا

(باقی آئندہ)

بقیہ حاشیہ لکہنا ہمین کچھ ضرورت نہین کہ عیسائی خوب جانتے ہین افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جبتک وہ اس ملک مین رہے بہت دکھ دیا تہا اور جب وہ صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جہوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریون مین اپنے تئین داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گہڑا اور عیسائیون پر سؤر کہ جو توراۃ کے رو سے ابدی حرام تہا حلال کردیا اور شراب کو بہت وسعت دیدی اور انجیلی عقیدہ میں تثلیث کو داخل کیا تا ان تمام بدعتوں سے یونانی بت پرست خوش ہو جائین منہ

خطبہ

جو ۳ اکتوبر ۱۹۰۲ کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

پر سون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **ضالین** کی تفسیر مین فرمایا کہ اس لفظ مین اللہ تعالیٰ نے یہ بھی پیشگوئی رکھی ہے کہ نصاریٰ اسلام کے اندر نا پدید ہو جاوینگے اور ان پر آخری زمانہ مین یہ موت آئیگی کہ **اسلام** ان کو کہا جائیگا یعنی بہت سا حصہ انمین سے اسلام مین داخل ہوگا میرے دل مین اس کو سنکر بہت سی باتین پیدا ہوئین سب سے بڑی بات جس نے میرے دل کی **قوت** اور ایمان کو زندگی دی ہے وہ یہ ہے کہ کسقدر عظیم الشان **امید اس مرد خدا** کو ہے مین دیکھتا ہون اور دنیا کے حالات پر نظر کر کے دیکھا جاتا ہے کہ عموماً دلون پر یاس غالب ہوتی ہے اور امید صرف ایک لفظ ہے جسکا سچا مفہوم بہت ہی تھوڑے دلون مین ہوتا ہے بہت ہی کم دل ہین جن مین امید زندہ ہو ورنہ خدا پر سوء ظن اور نا امیدی غالب ہوتی ہے خدا تعالیٰ کو جب تک دیکھ نہ لیا جاوے اور اسکا کلام نہ سن لیا جاوے اور خدا تعالیٰ کی صفات پر زندہ ایمان جب تک ہو **امید** کا خوشنما چہرہ نظر نہین آسکتا اپنے اندر دیکھو کہ کسطرح پھر ذرا ذرا سی ناکامیون پر نا امیدی اور بدگمانی کی آندہیان آنی لگتی ہین پھر جس شخص کے دل مین عظیم الشان امید ایسی امید **یقین** کا نور ساتھ رکھتی ہو کیا وہ کوئی معمولی اور عام انسان ہو سکتا ہے؟ کبھی نہین! پھر امید کی قسمین ہین ایک یہ کہ مثلاً نوکر ہو جاؤن یا اتنا ملک فتح ہو جاوے یا وہ کام ہو جاوے اس قسم کی امیدون کا تعلق ارضی اور سفلی امور سے ہے اور ہر شخص اس قسم کی امیدین جو خیالی پلاؤ سے بڑھکر وقعت نہین رکھ سکتین اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے ایک یہ امید ہے کہ اتنا بڑا مذہب جسکے ساتھ اتنی بڑی شوکت اور طاقت اور جمعیت ہے اور جسکی اشاعت کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اور کوئی طریق دجل و فریب کا ایسا ہماری نظر مین نہین آتا جس سے کام نہ لیا جاتا ہو خدا کے برگزیدہ اور پاک دین کو بدنام کرنے اور معدوم کرنے کے لئے کوئی حیلہ نہین جو استعمال نہ کیا ہو اس دین کی نسبت یہ امید رکھنا کہ وہ دین باوجود اسقدر عظیم الشان ساعی اور رنگا رنگ کے **اسلام** مین نا پدید ہو جائیگا اور وہ قومین جو اسکی حامی اور ساعی ہین وہ خدا کے فضل اور نور مین داخل ہو جائینگی۔ اس قسم کی امید رکھنا اور ایسی امید جو یقین کے رنگ سے رنگین ہو۔ ہو نہین سکتی جب تک خدا کی آواز اس کان اور دل نے نہ سنی ہو اور ایسا یقین پیدا ہو نہین سکتا جب تک خدا کی تجلی اور زور آور ہاتھ کی چمکار اس نے مشاہدہ نہ کر لی ہو۔

مین جہان تک خدا کے کلام کو دیکھتا ہون اور بڑے غور اور فکر سے اس مین سوچتا ہون۔ آدم سے لیکر اس وقت تک جسقدر نبوت کی تعلیم ہمین پہنچی ہے۔ مین نے اس تعلیم کو مختلف رنگون اور پہلوؤن سے مطالعہ کیا ہے اور باریک در باریک نگاہ سے اس پر غور کی ہے مین سچ کہتا ہون کہ صرف **دو دل** (جو حقیقت مین ایک ہی دل ہے) ایسے نظر آتے ہین کہ جنکی امید **یالیقین** اس قدر عظیم الشان ہو۔ اس مین شک نہین کہ بڑے بڑے راستباز اور خدا کے برگزیدہ نبی دنیا مین گذرے ہین ہم ان سب پر یکسان ایمان لاتے ہین اور کسی کی توہین یا تحقیر کرنا خواہ اشارۃً ہو یا کنایتاً ہمارے نزدیک کفر ہے لیکن یہ حق ہے کہ ہر ایک نبی کی **امید** اس کی استعداد کے موافق ہوتی ہے مثلاً حضرت مسیح کی امید کا انتہا بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑین ہی تھین اسکی نظر اس سے پرے نہیں جاتی۔ وہ سامریون تک کو بھی اپنی نظر مین نہین رکھتا حضرت نوح اور حضرت لوط کی امید اپنی ہی بستیون تک ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل مین ایک اولو العزم اور عظیم الشان نبی ہین ان کی امید کا دائرہ بھی ان ساٹھ ہزار یہودیون پر ختم ہو جاتا ہے جو فرعون کی غلامی مین تھے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت **بلند اور امید کو دیکھو کہ کس قدر اور وسیع ہے** وہ اپنی ہمت کے دائرے کو بنی اسمٰعیل یا عرب تک محدود نہین کرتا کسی خاص ملک اور قوم ہی کو مدنظر نہین رکھتا بلکہ کہتا ہے

یاایہاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

اور پھر ارشاد الٰہی آپ کی شان مین یون ہے۔

انا ارسلناک رحمۃ للعالمین

کل دنیا کے لئے آپکا بشیر و نذیر ہو کر آنا آپ کی ہمت بلند اور امید عظیم کا بخوبی اظہار ہے اور یہ کہنا کہ مین اس خدا کا رسول ہون:

الذی لہ ملکوت السموات والارض

زمین و آسمان کی سلطنت جسکے قبضہ اقتدار مین ہے اس مین یہ اشارہ ہے کہ میری حکومت بھی اس قدر وسیع ہے اور پھر یہ کہنا۔

اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع

کہ تو جسکو چاہے ملک دے اور جس سے

چاہے چھین لے یہ آیت صاف ظاہر کرتی ہے کہ اب مشیت الہی اسیطرح نافذ ہوچکی ہے کہ کذب اور الباطل سے ملک چھین کر الحق (محمدؐ) صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک دیا جاوے۔ غرض جس قدر تدبر اور فکر کیا جاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل انسان ثابت ہوتے ہین جنکی امید اس قدر وسیع اور ہمت ایسی بلند ہے پھر یہ باتین نرے قصے کے رنگ مین رہ جاتین اگر پوری نہ ہوتین خدا تعالی نے کیسے اُنکو حرفًا حرفًا پورا کر کے دکھایا قرآن شریف **الباطل** کو کیسے کھاگیا جیسے عصاء موسیٰ ان جادوگرون کی رسیون کو نگل گیا اسیطرح پر قرآن شریف **الباطل** کی تمام رسیون کو نگل گیا اور مذاہب **باطلہ** کے بت کو اس زبردست عصا نے پاش پاش کردیا۔ دہریت برہموازم بت پرستی۔ یہودیت۔ اور نصرانیت کو ہلاک کردیا اور اس لکڑی کی طرح جسکو اندر سے دیمک چاٹ جاوے اور باہر سے صرف ایک ڈہیچر رہ جاوے تمام مذاہب کی بنیادون کو کھوکھلا کردیا اور اگر کوئی قوت ان مین باقی تھی تو اس آخری **احمد** نے آکر اسکو زائل کردیا +

غرض دو ہی انسان ہین جو سلسلہ نبوۃ مین اتنی بڑی عظیم الشان امید اور یقین لیکر آئے ہین اور یہ دو نہیں بلکہ ایک ہی ہین کیونکہ **اول باخر نسبتے دارد** اور مسیح موعود کا آنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آمد ہے دیکھو یہ کتنی بڑی قوت یقین رکھتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس سے چند سال پہلے اس کو کوئی بھی نہین جانتا تھا اور وہ ایک ایسے گاؤن مین جسکا نام بھی باہر معلوم نہ تھا بالکل گمنامی کے گوشہ مین رہتا جہان کوئی سامان کسی قسم کی ترقی کا نہ تھا اسے خدا تعالی کی تربیت کے ... وہ طاقت یقین پائی اور ... عظیم الشان **امید** اسکو ملی کہ کل دنیا کے لئے اپنے آپ کو **مسیح اور مہدی** ٹھہراتا ہے اور خدا تعالی نے زبردست تائیدون سے ثابت کردیا کہ بیشک وہ کل دنیا کے لئے اپنے **متبوع اور مخدوم** محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم اور قلب پر مبعوث کیا گیا ہے اسی **نور** یقین سے اسکا سینہ لبریز ہے اور اسی شوکت اور قوت سے اسے حصہ ملا جو **احمد اول** کو دی گئی اسی **امید** سے لبریز ہوکر اب وہ اس مذہب کی نسبت (جسکی حامی سولہ سلطنتین ہین) کہتا ہے کہ وہ **اسلام** مین مل جاویگا کتنی بڑی قوت اور دلیری کا یہ دعوے کہ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

جو اسلام کی نسبت خدا نے مقدر کیا ہے **وہ میرے ہاتھ پر ہوگا** کیا یہ کسی چھوٹی ہمت اور محدود امید کے انسان کا کام ہے کہ اپنا نام **کاسر الصلیب** رکھے۔ اور پھر یہ کس قدر عجیب تر بات ہے کہ اسلام کی صداقت کو وہ معیار ٹھہراتا ہے کہ اسکی اشاعت کے لئے تلوار کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اسلام فی نفسہ ایک ایسی قوت اور کشش ہے جو دلون پر فتح حاصل کرتی ہے وہ اپنے طرز عمل اور علم کلام سے ثابت کرچکا ہے کہ جھوٹے ہین وہ لوگ جنہون نے اسلام پر جبر کا الزام لگایا ہے اپنی بعثت کی غرض یہ ٹھہراتا ہے کہ وہ ثابت کرے کہ اسلام اپنے حقائق اور معارف اور اپنی کامل اور پاک تعلیم اپنے روشن نشانون کے ساتھ تائید یافتہ مذہب ہے۔ اور وہ اس مقصد مین کامیاب ہوگیا ہے۔ سیاہ باطن مخالفون نے اس امر کے بیان کرنے مین اس کی مخالفت کی اور قتل کے فتوے دیئے اور اس پر انگریزون کی خوشامد کا الزام لگایا مگر وہ اپنے کام سے نہین رکا بلکہ قدم آگے ہی رکھتا رہا ہے۔ ایکدل کو سیدھا کرنا مشکل ہوتا ہے برادری کے آدمی کو ایک بات کہنی مشکل ہوتی ہے مگر اس کی ہمت اور امید کو دیکھو کہ مغربی دنیا کے مذہب کو اسلام مین ملا دینے کا مدعی ہے ایسے وقت مین کہ اسلام کو اپنون اور بیگانون نے اپنے پاؤن کے نیچے کچل ڈالا ہے وہ کہتا ہے کہ اسلام جمیع ملل پر غالب آئیگا اور ملل باطلہ ہالکہ کی صورت اختیار کرینگے جبوقت ضالین کی تفسیر مین اس نے یہ کہا مین سچ کہتا ہون کہ میرا خیال کہان سے کہان چلا گیا۔ بار بار میری دل سے ندا اُٹھی کہ اے سبحانہ تعالے اگر تیرا کلام اسکے منہ مین نہ ہوتا اور تیری روشنی اور نور اس کے آگے چلنے والی نہوتی تو یہ عاجز بشر کسطرح یہ کہہ سکتا تھا۔ حقیقت مین اس نے تیرے چہرے کو دیکھا اور تیری آواز کو سنا ہے تب ہی تو یہ امید خوبصورت امید اسکے دل مین جلوہ گر ہے جس نے **یقین** کا رنگ لیا ہوا ہے میرے پاس اس وقت تک اگر اور براہین اور دلائل اس کی سچائی پر نہوتے تو مین سچ کہتا ہون کہ اس کی اتنی بڑی بلند ہمت اور عظیم الشان امید ہی اس کی خدا کے طرف سے ہونے کی کافی دلیل تھی۔ اور یہ ہے خدا کا کس قدر احسان اور منت ہے کہ ہم عظیم الشان اور پاک انسان کی باتون سے مزا لیتے ہین اور پھر خدا نے انکے سمجھنے کی توفیق دی اللہ تعالے سب کے دلون کو روشن کرے کہ اس کی باتون کو سمجھین اور پھر اُنپر عمل کر کے دکھلائین تاکہ دنیا کے لئے

شہداء علی الناس

ہوجائین

امین

آیات الرحمن بجواب عصاء موسیٰ
تیار ہے خاکسار شارح الحق سے ...

⁂ سید احمد خان آنجہانی نے مایوس ہوکر قوم کا جنازہ اور اپکے ایک خلیفہ نے مذہب اسلام کی موت کا فتوے دیدیا اور یہ خدا کا مسیح اس امید سے لبریز ہے کہ اسلام ہی درخشان اور غالب **علی الکل** مذہب ہوگا۔ غور کرنے والو سوچو۔ !!!

امام الزمان کی ڈائری

صبح کی سیر

۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول حلقہ خدام میں سیر کو نکلے۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے ایک مختصر سا اپنی تازہ جدید تصنیف کا جو سائیں مہر شاہ گولڑوی کے متعلق آپ لکھ رہے ہیں سنانا شروع کیا جس میں سائیں جی کے سرقہ مضمون کشتہ اعجاز المسیح محمد حسن بھینی پر ایک لطیف ریویو کیا ہے۔ اور اعجاز المسیح کا جواب بازخود سرقہ مضامین کے اردو زبان میں بشکل سیف چشتیائی لکھنے سے سائیں جی کی قلعی کھلی ہے کہ اس سے وہ الزام بھی سائیں جی پر قائم ہوگیا کہ عربی تفسیر نویسی کی دعوت میں وہ فی الواقع جواب ہوگیا تھا اور اسے کوئی قوۃ قابلیت نہیں جو حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں آتا ورنہ کیا وجہ ہے کہ اعجاز المسیح کا جواب اردو میں لکھا حالانکہ خانہ نشین ہوکر لکھا ہے بہرحال یہ لطیف اور ملیح دیباچہ سنایا گیا۔

واذا العشار عطلت شہر سے باہر نکلے تو راہ میں اونٹوں کی ایک قطار کھڑی تھی آپ نے انکو دیکھکر فرمایا کہ یہ بعینہ ریل گاڑی کیطرح ایک سلسلہ ہے اور کوئی جانور نہیں جسکو آگے پیچھے اس طرز سے باندھیں گاڑیاں بھی اسی طرح باندھی جاتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسقدر فرمایا تھا خاکسار ایڈیٹر اسکو وسیع کرنا چاہتا ہے اور اگر بات کا سلسلہ اور نہ چلا دیا جاتا تو امید تھی کہ اس نقطہ پر بات آجاتی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اذا العشار عطلت کی پیشگوئی پوری ہوگئی ہے خصوصاً یہ نظارہ عرب میں اور بھی زیادہ حیرت انگیز اور مسرت بخش ہوگا جبکہ ان جنگلوں اور ریگستانوں میں جہاں یہ **جہاز بیابان** چلا کرتا تھا اب اسجگہ ریل گاڑی چلتی نظر آئیگی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دکھائی دیگی۔

دو دھاری تلوار گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی کے متعلق فرمایا کہ اس نے دوہرا کام کیا **فیضی** کی موت کا ہماری پیشگوئی کے موافق ہونا اس سے ثابت ہوگیا۔ اور **گولڑوی** کی پردہ دری ہوگئی۔ اگر فیضی زندہ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اصلاح کرتا یا اس ارادہ سے ہی باز آجاتا مگر موت نے پیشگوئی کے موافق اسے آلیا۔ اور گولڑوی اسکی **کچی ہانڈی** کھائے بیٹھ گیا اور نہ خیال کیا کہ اسکی ہر بات کی خود بھی تو تحقیق کرے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ **اپنی پردہ دری کرالی** اور محمد حسن کی بھی۔

مسیح بن باپ تھا حضرت مولانا مولوی **سید محمد احسن صاحب** امروہی نے انبالہ سے آتے ہوئے ایک خط کا تذکرہ کیا کہ کشتی نوح کے اس حصہ کو پڑھ کر جو الحکم میں شائع ہوا ہے انبالہ سے ایک مخلص دوست لکھتے ہیں کہ مسیح کے بھائی بہنوں کا جو حضرت اقدس نے ذکر کیا ہے اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یوسف گویا مسیح کا باپ بھی تھا؟ فرمایا ہم مسیح کو بن باپ پیدا ہوا مانتے ہیں اور ہماری کتابوں رسالوں اور اخبار کے بہت سی تحریروں میں لکھا جاچکا ہے۔ اور ہم اس بات کو کیا کریں کہ یہ تاریخی غلطی مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے جو صحیح تاریخ سے ثابت ہے کہ مریم کا یوسف کے ساتھ نکاح ہوگیا تھا۔ اور پھر اس سے اولاد بھی ہوئی تھی ہمنے تو۔۔ اس اولاد کا ذکر کیا ہے اور اسی قسم کی غلطی واقعہ صلیب کے متعلق ہے۔ مسیح کو صلیب دیے جانے کے درد ناک قصے موجود ہیں اور ان علماء کے نزدیک وہ چھت پھاڑ کر اڑ گئے۔ اب ہمیں کس کا قصور ہے یہ تو انکو بالکل خدا بنانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بشریت ان کے پاس نہ آجاوے۔

اور ایسا ہی حضرت مریم کو ساری عمر بتول ٹھہرانا کہ انھوں نے نکاح نہیں کیا بڑی غلطی ہے ان تاریخی امور سے ہم انکار نہیں کرسکتے۔ مسیح کی نسبت ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوے۔

والتی احصنت فرجہا مولوی **مبارک علی صاحب** نے عرض کیا کہ حضور اس امر کی تائید میں کہ مریم علیہا السلام نے ساری عمر نکاح نہیں کیا یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے والتی احصنت فرجہا فرمایا **محصنات** تو قرآن شریف میں خود نکاح والی عورتوں پر بولا گیا ہے وَ **المحصنات من النساء** اور **والتی احصنت فرجہا** کے معنے تو یہ ہیں کہ اس نے زنا سے اپنے آپکو محفوظ رکھا یہ کہاں سے نکلا کہ اس نے ساری عمر نکاح ہی نہیں کیا۔

مسیح آیۃ اللہ تھا مسیح کے آیۃ اللہ ہونے میں کوئی خصوصیت نہیں ہے جو۔۔ تا لے کیطرف سے آتا ہے وہ آیۃ اللہ ہی ہوتا ہے براہین احمدیہ میں مجھے مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے

لنجعلک آیۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آیت تھے۔ مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں عزیر بھی آیت اللہ تھے۔

مخالفوں کی طرف سے ہمارا حصہ

ان مخالفوں کی طرف سے ہمارے حصہ میں تو گالیاں ہی آئی ہیں اب اس رسالہ کشتی نوح کو پڑھ کر بھی بہت سی باتیں بنائیں گے اور گالیاں دیں گے کوئی فریبی اور مکار کہے گا کوئی کچھ۔

ابن مریم پر فضیلت کے دعویٰ کو یہ

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو + اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے +

لوگ بڑی بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی صریح وحی سے مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ محمدی سلسلہ کا خاتم الخلفا موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفاء سے بڑھ کر ہے اور غور کرکے دیکھ لو کہ ہر ایک بات اس سلسلہ کی موسوی سلسلہ سے بڑھی ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے لیے آئے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل دنیا کے لیے مبعوث ہوئے۔ اور فرمایا گیا مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ پھر آپ کی تائیدات موسیٰ علیہ السلام کی تائیدات سے بہت بڑھ کر آپ کے اعجازی نشان بڑھ کر۔ آپ کو جو کتاب دی گئی وہ موسیٰ کی کتاب سے بڑھ کر ہمیشہ کے لیے۔ غرض کل سامان بڑھ کر۔ کامیابیاں بڑھ کر پھر کیا وجہ ہے کہ اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفاء سے بڑھ کر نہ ہو؟ ہم ایسے نبی کے وارث ہیں جو رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ اور کافۃ للناس کے لیے رسول ہو کر آیا جس کی کتاب کا خدا محافظ اور جس کے حقائق معارف سب سے بڑھ کر ہیں پھر ان معارف اور حقائق کو پانے والا کیوں کم ہے؟
پھر وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ جو فرمایا گیا ہے۔ یہ مسیح موعود کے زمانہ کی ہے اور اس کے مِنْهُمْ کے وہی معنی ہیں جو اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ میں مِنْكُمْ سے مراد ہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ گروہ بھی صحابہ ہی کا گروہ ہے۔ حضرت عیسیٰ کیلیے یہ کہاں؟

اور پھر حضرت عیسیٰ اگر اسی شان سے آتے جس شان سے وہ پہلے آئے تو وہ وہ کام نہ کر سکتے جو مسیح موعود کے لیے اللہ تعالیٰ نے ٹھیرایا ہے ان کا دائرہ بہت تنگ اور چھوٹا تھا اور مسیح موعود کا دائرہ بہت وسیع ہے ان سب امور پر جب نگاہ کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود (مسیح محمدی) ابن مریم (مسیح موسوی) سے بڑھا ہوا ہے اور خود عیسائیوں نے بھی مسیح کی آمد ثانی کو پہلی آمد کے مقابلہ میں بڑھ کر مانا ہے۔

انگریزی سلطنت کی خوبیاں

خدا تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ انگریزوں کی سلطنت میں ہمیں پیدا کیا ورنہ اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو ان مولویوں ہی کے قابو میں ہوتی جو قتل کے فتوے اور کفر کے فتوے دیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے انگریزوں کو بھیجا جنہوں نے کل مذاہب کو آزادی دیدی + اور ہمارے لیے ملک بھی چن کر مقرر کیا کل مذاہب کی کھچڑی جہاں موجود ہے ہم یہاں وہ کام کر سکتے ہیں جو مکہ مدینہ میں ہرگز نہ کر سکتے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم انگریزوں کی خوشامد کرتے ہیں بلکہ ہم هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کرتے ہیں خوشامد وہ کرتے ہیں جو اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ مانتے اور سلطان روم کے لیے امیر المؤمنین ہونے کا فتویٰ دیتے اور پھر دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ کہتے ہیں ہم جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کے حکم کی بجا آوری کے لیے اور وہ محض خوشامد اور نفاق سے۔ اسقدر بیان فرما کر پھر حضرت تشریف لے گئے۔

نماز ظہر اور عصر

کے وقت کوئی بات قابل نوٹ نہیں حضور حجۃ اللہ علی الارض تشریف لائے اور بعد ادائے نماز تشریف لے گئے۔

دربار شام

حسب معمول حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے + خدام ایک دوسرے سے پہلے جگہ لینے کے لیے گرے پڑتے تھے آخر جب سب اپنی اپنی جگہ جہاں کسی کو ملی بیٹھ گئے تو حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے کشتی نوح کی اشاعت کے متعلق فرمایا کہ اُمید ہے جمعہ تک اشاعت ہو جاویگی۔

اور پھر انگریزی سلطنت کے متعلق قریباً وہی گفتگو فرمائی جو صبح کی سیر میں فرمائی تھی ہاں اتنا اضافہ اور کیا کہ چونکہ مسیح ابن مریم کے ساتھ ہمیں مشابہت ہے اس لیے جو اللہ نے فرمایا ہے وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ یعنی واقعہ صلیب کے بعد ان کو ایک اچھے ٹیلہ پر جگہ دی جہاں آرام کی جگہ اور پانی کے چشمے تھے اصل یہ ہے کہ اس جگہ (یعنی واقعات مسیح ابن مریم میں) تو صرف ظل تھا اور یہاں اصل ہے ہم کو ایسی جگہ پناہ دی جہاں یہودیوں کا بس نہیں چل سکتا یعنی سلطنت انگلشیہ کے ماتحت۔ اب یہاں یہودی حملہ نہیں کر سکتے + ہمارے لیے یہ پناہ کی جگہ ہے اور حقائق و معارف کے چشمے یہاں بہہ رہے ہیں۔

اتنے میں آسمان پر مغرب کی طرف سے ایک غبار سا اٹھا کبھی کبھی اس آندھی میں بجلی کے کوندنے کی چمک بھی نظر آتی تھی + بعض احباب نے چاہا کہ پیچھے چلیں [illegible] فرمایا دیکھو جو امر آسمان پر ہوتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔

جناب میر صاحب نے عرض کی کہ حصہ [illegible] کرکے دیکھا جاوے تو پہلے زمانہ کی نسبت خدا کا اب فضل بہت زیادہ ہے۔ فرمایا وہ تو

اس آخری زمانہ کا نمونہ تھا اور بطور ارہاص تھا۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ قرآن کریم عصا و موسیٰ کا قائم مقام تھا جو مذاہب مخالفہ کو کھا جانیوالا ہے اور حقیقت بھی یونہی ہے قرآن شریف کے مقابل پر کوئی کتاب نظر نہیں آتی۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنی ایک رویا سنائی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سیالکوٹ کے بازار میں ایک آریہ بڑے کلے کھلے والا وعظ کرتا ہے اور اسپات پر زور دیتا ہے کہ وید کی دعاؤں کی طرف توجہ کرو مجھے یہ سنکر جوش اور غیرت آئی اور میں نے کہا کہ بے شک وید میں دعائیں تو ہیں مگر انکی قبولیت اور مستجاب الدعوۃ ہونیکی علامت کا کوئی نشان بتاؤ۔ وید میں کہاں ہے۔ اسپر وہ بہت ہی چھوٹا سا ہو گیا۔" یہ خواب مبارک اور آریہ پر فتح کی دلیل ہے۔

فرمایا حقیقت میں خدا سے بے نصیب جانا یہی بڑا بھاری دوزخ ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

حکایتیست کہ نار و نگار ہجران است

اصل یہ ہے کہ جب انسان دنیا کو مقدم کر لیتا ہے خواہ جان و مال کے لیے یا دولت و ملوک کے لیے پھر اسکو دین کی طرف آنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن جن لوگوں نے دین کو طلب کیا ہے وہ اس مقام پر اسوقت تک نہیں پہونچے جب تک انھوں نے اللہ تعالیٰ کو مقدم نہیں کر لیا اور منقطعین اور متبتلین میں داخل نہیں ہوئے

شعر

سخن غنیمت کہ مایہ تو نخواہیم حیات
بشنو اے یک سخن گیر و سخن یار رسان

قرآن شریف نے جو کہا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعا کا جواب ملتا ہے لیکن وید کی دعائیں بے ثمر ہیں جنکا کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ بلکہ ساری دعائیں الٹی ہی پڑتی رہی ہیں۔

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ آج میں تعبیر الرویا پڑھ رہا تھا ایک مقام پر مجھے بہت ہی لطف آیا لکھا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے تو وہ دلالت کرتا ہے کہ نقل مکان کرے گا (ایڈیٹر علم تعبیر الرویا کی رو سے یہ کیسا عجیب استدلال ہے اس امر پر کہ مسیح اپنے ملک سے کشمیر میں ضرور آئے خصوصاً ایسی حالت میں کہ قرآن اور حدیث انکی مؤید ہوں۔)

مفتی محمد صادق صاحب آجکل ایک کتاب سُنا رہے ہیں جو داستان مسیح کہنی چاہیے اس میں واقعات صلیب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے اور ان اسرار کا اس سے پتہ لگتا ہے جو مسیح کے صلیب پر سے زندہ اُتار لیے جانے کے مؤید ہیں مفتی صاحب نے عرض کی کہ حضور میں اسکو دیکھ رہا تھا ایک مقام پر لکھا ہے کہ جب مسیح کو صلیب پر چڑھانے کا حکم ہو چکا اور پیلاطوس اور اُس کی بیوی کے چھوڑ دینے کی تدابیر میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو پیلاطوس کی بیوی نے کہا کہ ہمیں عملی تدابیر میں لگ جانا چاہیے اور اس کے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے" اس کے بعد آندھی زور پر آ گیا اور بارش کا اندیشہ ہوا اس لیے نماز عشا ادا کر لی گئی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء

آج حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود سلمہ اللہ تعالیٰ کی بارات رُوڑکی کو قادیان سے علی الصباح روانہ ہوئی اس بارات میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب اور جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب اور جناب سید السادات میر ناصر نواب صاحب اور آپ کے صاحبزادہ میر محمد اسمٰعیل صاحب اور ڈاکٹر نور محمد صاحب اور صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی اور مفتی محمد صادق صاحب راہ میں تھے مسنون طریق پر جناب میر ناصر صاحب کو امیر قافلہ بنایا گیا۔ اسی روز عشا کی نماز روڑکی میں ادا کی گئی جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جنکے ہاں بارات جانی تھی اسٹیشن ریلوے روڑکی پر معہ اپنے دوستوں کے استقبال کے لیے تشریف لائے اور تمام لوازمات تواضع جو ہونے چاہیے تھے نہایت خندہ پیشانی اور شرح صدر سے ادا کیے۔

سیر حضرت اقدس حسب معمول وقت معززہ پر سیر کو نکلے۔ ابتدائے گفتگو میں فرمایا ہزارہا بدبخت لوگوں سے قبریں بھری پڑی ہیں ہزاروں نامراد بادشاہ ہمیں ہیں ہزاروں ہی بے نصیبان میں پڑے ہیں یہ انسان اگر اپنے ہی خاندان کی موت پر قیاس کر کے تو عبرت حاصل کر سکتا ہے عمر کا سلسلہ انکے خاندان سے معلوم کر سکتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ انکی عمریں پچاس تک پہنچتی ہیں ناگپور اور ممالک متوسط کیطرف عمریں بہت ہی چھوٹی ہوتی ہیں اسطرف بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض خاندانوں کی عمریں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اصل بیہ ہے کہ یہ بھید کسیکو معلوم نہیں ہوا۔ انگریز محقق ناحق ٹکریں مارتے پھرتے ہیں کہ زمینداروں کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں یا دماغی محنت کرنے والونکی۔ یہ صرف خیالی باتیں ہیں۔

انسان اور حیوانات کی عمریں۔ انسان کی عمر بہت چھوٹی ہوتی ہے بعض حیوانات کی عمریں بہت بڑی ہوتی ہیں مثلاً کچھوہ کی عمر پانچہزار برس تک ہوتی ہے اس لیے اسکو عربی میں غیلم کہتے ہیں کیونکہ یہ گویا ہمیشہ ہی جوان رہتا ہے سانپ کی عمر بھی بڑی ہوتی ہے ہزار ہزار برس تک

جس کام کو کہے کہ کروں گا میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے چاروں طرف سے ایسے اسباب جمع ہوتے ہیں اور ایسا زور اور دباؤ آ کر پڑتا ہے کہ آخر وہ کام ہو ہی جاتا ہے بڑے بڑے رلیجے مہاراجے جو بعض اوقات مسلمان ہوئے خدا تعالیٰ کی مرضی اسیطرح پر

تھی چاروں طرف سے ایسا زور آکر پڑا کہ بجز اسلام کے چارہ نہ رہا۔

اختلاف اور اتحاد

مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ مختلف مذہب کے لوگ ایک جا جمع نہیں ہو سکتے سنۃ اللہ کا نہ سمجھنا بھی ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ بعض وقت بلا کو ہم ٹلا دیتے ہیں تو انسان بے باک ہو کر کہتا ہے کہ بلا ٹل گئی۔ اور پھر شوخیاں کرنے لگتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر اللہ تعالےٰ پکڑتا ہے اور سخت پکڑتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے پس اگر طاعون کم ہو جاوے تو اس سے دلیر نہیں ہونا چاہیے خدا تعالیٰ کی مہلت سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

مسیح موعود کے وقت میں وبا کا پھیلنا عیسائیوں اور مسلمانوں کے نزدیک تو مسلّم ہی ہے ہندو بھی مانتے ہیں کہ آخری دنوں میں ایک وبا ہوگی اور اُسوقت آنے والے کا نام رودر گوپال ہوگا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام میں جیسے آخری دنوں میں ایک موعود کے آنے کا عقیدہ مشترک ہے ویسے ہی یہ بھی مانا گیا ہے کہ اُسوقت وبا پڑے گی + پس دعاؤں سے کام لینا چاہیے اور خدا تعالےٰ کے حضور استغفار کرنا چاہیے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ غنی بے نیاز ہے اُسپر کسی کی حکومت نہیں ہے ایک شخص اگر عاجزی اور فروتنی سے اس کے حضور نہیں آتا وہ اُسکی کیا پرواہ کر سکتا ہے۔ دیکھو اگر ایک سائل کسی کے پاس آجاوے اور اپنا عجز اور غربت ظاہر کرے تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ہو۔ لیکن ایک شخص جو گھوڑے پر سوار ہو کر آوے اور سوال کرے اور یہ بھی کہے کہ اگر نہ دوگے تو ڈنڈے مارونگا تو بجز اس کے کہ خود اسکو ڈنڈے پڑیں اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا + خدا تعالےٰ سے اڑ کر مانگنا اور اپنے ایمان کو مشروط کرنا بڑی بھاری غلطی اور ٹھوکر کا موجب ہے۔ دعاؤں میں استقلال اور صبر ایک الگ چیز ہے اور اڑ کر مانگنا اور بات ہے یہ کہنا کہ میرا فلاں کام اگر نہ ہوا تو میں انکار کر دوں گا یا یہ کہدوں گا یہ بڑی نادانی اور شرک ہے اور آداب الدعا سے ناواقفیت ہے۔ ایسے لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر ایک دعا تمھاری مرضی کے موافق میں قبول کروں گا۔ بیشک ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ لیکن ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اسی قرآن شریف میں یہ بھی لکھا ہوا ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ الآیہ

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں اگر تمھاری مانتا ہے تو لَنَبْلُوَنَّکُمْ میں اپنی منوانی چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا احسان اور اُسکا کرم ہے کہ وہ اپنے بندہ کی بھی مان لیتا ہے ورنہ اُسکی الوہیت اور ربوبیت کی شان کے یہ ہرگز خلاف نہیں کہ اپنی ہی منوائے۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ جو فرمایا تو اس مقام پر وہ اپنی منوانا چاہتا ہے کبھی کسی قسم کا خوف آتا ہے اور کبھی بھوک آتی ہے اور کبھی مالوں میں کمی واقع ہوتی ہے تجارتوں میں خسارہ ہوتا ہے اور کبھی ثمرات میں کمی ہوتی ہے اولاد ضائع ہوتی ہے اور ثمرات برباد ہو جاتے ہیں اور نتائج نقصان دہ ہوتے ہیں ایسی صورتوں میں خدا تعالیٰ کی آزمایش ہوتی ہے اُسوقت خدا اپنی شان حکومت دکھانا چاہتا ہے اور اپنی منوانا چاہتا ہے اسوقت صادق اور مومن کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ نہایت اخلاص اور انشراح صدر کے ساتھ خدا کی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اُسپر خوش ہو جاتا ہے کوئی شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا۔ اسلیے خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ پس صبر کرنے والوں کو بشارت دو یہ نہیں فرمایا کہ دعا کرنے والونکو بشارت دو بلکہ صبر کرنے والوں کو اس لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اگر بظاہر اپنی دعاؤں میں ناکامی دیکھے تو گھبرا نہ جاوے بلکہ صبر اور استقلال سے خدا تعالےٰ کی رضا کو مقدم کرے۔ اہل اللہ کو نظر آجاتا ہے کہ یہ کام ہونہار ہے پس جب وہ یہ دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں ورنہ قضا و قدر پر راضی رہتے ہیں اہل اللہ کے دو ہی کام ہوتے ہیں جب کسی بلا کے آثار دیکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ قضا و قدر اسی طرح پر ہے تو صبر کرتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کی وفات پر صبر کیا جنمیں سے ایک بچہ ابراہیم بھی تھا۔

جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ دو قسمیں رکھدی ہیں اور یہ اُسکی سنت ٹھہر چکی ہے اور یہ بھی اُسنے فرمایا ہے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا پھر کسقدر غلطی ہے جو انسان اس کے خلاف چاہے۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ انسان کے ساتھ خدا نے دوستانہ معاملہ رکھا ہے کبھی ایک دوست دوسرے کی مان لیتا ہے اور کبھی اپنی منواتا ہے اور دعا بندہ اور خدا میں بھاجی کی طرح ہے۔ اگر انسان یہ سمجھ لے کہ خدا تعالےٰ کمزور رعایا کی طرح ہر بات مان لے تو یہ نقص ہے ماں بھی بچہ کی ہر بات نہیں مان سکتی۔ کبھی بچہ آگ کی انگارباں مانگتا ہے تو وہ کب دیتی ہے یا مثلاً آنکھیں دکھتی ہوں تو اُسے ڈنک یا اور کوئی دوا ڈالنی ہی پڑتی ہے اسیطرح جب بندہ چونکہ تکمیل کا محتاج ہے اسے آزاروں کی ضرورت ہے تاکہ وہ صدق و وفا اور ثبات قدم میں کامل ثابت ہو۔

پھر دعا کرانے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ صابر ہو جلد باز نہ ہو جو ذرا سی بات پر دخیال کھتر کو طیار ہے پس وہ کیا فائدہ اُٹھائے گا + اسے تو چاہیے کہ صبر کے ساتھ انتظار کرے اور حسن ظن سے کام لے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے لَنَبْلُوَنَّکُمْ فرمایا ہے تو صبر کرنے والوں کے لیے بشارت

تحریر سے معلوم ہوا کہ دو تولہ کتابوں کے لیے وہی چھ روپے ہیں۔

دی اور اُولٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰاتٌ بھی فرمایا۔ میرے نزدیک اس کے یہی معنی ہیں کہ قبولیت دعا کی ایک راہ نکال دیتا ہے حکام کا بھی یہی حال ہے کہ جب پیر نا ساعت ہوتے ہیں اگر وہ صبر کے ساتھ برداشت کرتا اور شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا تو اُسے ترقی دیدیتے ہیں قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ابتلا آویں۔ جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ یعنی کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف آمنا کہنے سے چھوڑے جائیں اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں۔

انبیا علیہم السلام کو دیکھو اوائل میں کسقدر دُکھ اٹھتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کیطرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی میں کسقدر دکھ اُٹھانے پڑے طائف میں جب آپ گئے تو اسقدر آپکے پتھر مارے کہ خون جاری ہو گیا تب آپ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے میں کلام کرتا ہوں اور لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور پھر کہا کہ اے میرے رب میں اس دُکھ پر صبر کرونگا جبتک کہ تو راضی ہو جاوے۔

اولیا اور اہل اللہ کا یہی مسلک اور عقیدہ ہوتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانی لکھتے ہیں کہ عشق کا خاصہ ہے کہ مصائب آتے ہیں اُنھوں نے لکھا ہے۔ ؎

عشقا ! یارا ! تو مغز گردان خوردی
با شیر دلاں بہ رستمی ما کردی
اکنوں ما کہ بہار رسید بنر و آوردی
ہر حیلہ کہ وردی مکتی نا مردی

مصائب اور تکالیف پر اگر صبر کیا جاوے اور خدا تعالےٰ کی قضا کے ساتھ رضا ظاہر کی جاوے تو وہ مشکلکشائی کا مقدمہ ہوتی ہیں ؎

ہر بلا کیں قوم را او دادہ ہست
زیر آں یک گنج ہا بنہادہ ہست

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا نتیجہ تھا کہ مکہ فتح ہو گیا۔ دعا میں خدا تعالے کے ساتھ شرط باندھنا بڑی غلطی اور نادانی ہے جن مقدس لوگوں نے خدا کے فضل اور فیوض کو حاصل کیا انھوں نے اسطرح حاصل کیا کہ خدا کی راہ میں مر مر کر فنا ہو گئے خدا تعالے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دین کے بعد گمراہ ہو جانے والے ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر خود گواہی دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی۔

ہم لوگوں کی شامت اعمال کو دیکھ نہیں سکتے وہ لوگ نامراد رہینگے جو ولی اور مامور کا یہ معیار ٹھہراتی ہیں کہ اس کی ہر دعا اسی طرح قبول ہو جائے گی جسطرح وہ چاہتے ہیں اور جو ولی یا مامور ہونے کا مدعی ایسا دعویٰ کرے وہ بھی کذاب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام چالیس برس تک دعا کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کی مکی زندگی میں مصائب بڑھتے رہے کیا آپ دعا نہ کرتے ہونگے؟ جو لوگ آسمانی علوم سے ناواقف ہیں وہ ان اسرار کو نہیں سمجھ سکتے۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور وہ اندھا ہو گیا اُسنے کہا کہ اسلام میرے لیے مبارک نہیں اسلیے مرتد ہو گیا۔ ایسے لوگ محروم رہ جاتے ہیں میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فتوحات کے لیے دعا کرتے تھے ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے شہادت مقدر ہے اگر تو صبر نہ کرے گا تو اخیار ابرار کے دفتر سے تیرا نام کٹ جائے گا۔

نماز ظہر ہی سے شروع ہوتی ہے جو زوال کا وقت ہے یہانتک کہ غروب تک بالکل یہ بھی میں جا پڑتا ہے اور رات میں دعا کرتا ہے یہاں تک کہ صبح میں سے جا حصہ لیتا ہے نماز کی تقسیم بھی بتاتی ہے کہ خدا نے اس تقسیم میں ایک صبح اور باقی چار ایسی رکھی ہیں جو تاریکی سے حصہ رکھتی ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اقبال تک ختم ہو جاتیں۔

ایسا ہی سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ایسے لفظ رکھے ہیں جو اس منشا کو ظاہر کرتے ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے صاف پایا جاتا ہے کہ کچھ نہیں چاہتے تیری عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے دعا کرتے ہیں گویا اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور لَنَبْلُوَنَّکُمْ کو ملایا۔ نعبد تو یہی ہے کہ بھلائی بُرائی کا خیال نہ رہے سلب اُمید و امانی ہو۔ اور ایاک نستعین میں دعا کی تعلیم ہے۔

ظہر خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کا ذکر ہوا۔ فرمایا اُسنے اپنے خط میں بڑی صفائی سے لکھدیا تھا کہ میں آپ کے دعویٰ کا مصدق ہوں اللہ نے کبھی ساری عمر بدظنی نہیں کی یہ ایک ایسا کام تھا جو دوسرے گدی نشینوں سے نہیں ہوا۔ اور کسی نے خط کا جواب تک نہیں دیا اور کسیکو ایسی توفیق نہیں ملی۔ میرے خیال میں وہ نیکی جو اُسکی طبیعت میں سخاوت تھی اُسیکا یہ ثمرہ تھا کہ اس تصدیق کی یہ توفیق ملی۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے بڑا سخی تھا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے اسلام سے پہلے جو سخاوت کی ہے اُسکا بھی کوئی اجر ملے گا۔ فرمایا کہ وہی روپیہ تو تجھے اسلام میں کھینچ لایا ہے۔

عصر حافظ محمد یوسف ضلعدار کی بابت کہ جنکو پھر اُبال آیا تحفۂ گولڑویہ کی اشاعت پر انہوں نے اشتہار دیا ہے کہ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا پر جو اس مطالبہ کیا گیا کہ کوئی ایسا مفتری پیش کرو جسنے خدا پر تقول کیا ہو اور اپنے ان مفتریات کو شائع کیا ہو اور پھر اُسنے ۲۳ برس کی مہلت پائی ہو تو پانسو روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ اسطرح قطع الوتین ایک لغو سا اشتہار کسی امرتسری عطار نے دیا تھا۔ حافظ صاحب نے اپنے اشتہار میں اسی کا حوالہ دیکر اس بوجھ کو گردن سے اُتارا اور ندوہ کے جلسہ میں حضرت کو بلایا ہے حضرت حجۃ اللہ نے تجویز فرمایا کہ اس کے متعلق ایک مختصر اشتہار ندوہ کو مخاطب کر کے لکھا جاوے چونکہ وہ اشتہار الگ طبع ہوتا ہے جو کسی وقت

ہیں اور اُولٰئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ بھی فرمایا - میرے نزدیک اس کے یہی معنی ہیں کہ قبولیت دعا کی ایک راہ نکال دیتا ہے حکام کا بھی یہی حال ہے کہ جس پر ناراض ہوتے ہیں اگر وہ صبر کے ساتھ برداشت کرتا اور شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا تو اُسے ترقی دیتے ہیں قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ابتلا آویں - جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ یعنی کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف آمنا کہنے سے چھوڑے جائیں اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں۔

انبیاء علیہم السلام کو دیکھو اوائل میں کسقدر دکھ اٹھاتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی طرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی میں کسقدر دکھ اُٹھانے پڑے طائف میں جب آپ گئے تو اسقدر آپکے پتھر مارے کہ خون جاری ہوگیا تب آپ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے میں کلام کرتا ہوں سب منہ پھیر لیتے ہیں اور پھر کہا کہ اے میرے رب میں اس دکھ پر صبر کرونگا جبتک کہ تو راضی ہوجاوے۔

اولیا اور اہل اللہ کا یہی مسلک اور عقیدہ ہوتا ہے - سید عبد القادر جیلانی کہتے ہیں کہ عشق کا خاصہ ہے کہ مصائب آتے ہیں آتھوائے نے لکھا ہے ۔ ؎

عشقا ! بسرا ! تو منتر گردان خوردی
یا ... دلاں چہ رستمی ما کردی
اکنوں کہ بیمار رسے بزرد آوردی
ہر حیلہ کہ داری مکنی نامردی

... اور تکالیف پر اگر صبر کیا جاوے اور ... کی قوت کے ساتھ رضا ظاہر کی جاوے تو وہ مشکلکشائی کا مقدمہ ہوتی ہیں ؎

ہر بلا کیں قوم را او دادہ ہست
زیر آں یک گنج ناپیدا دہ ہست

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا نتیجہ تھا کہ فتح ہوگیا - دعا میں خدا تعالےٰ کے ساتھ شرط باندھنا بڑی غلطی اور نادانی ہے جن مقدس لوگوں نے خدا کے فضل اور فیوض کو حاصل کیا انھوں نے اسطرح حاصل کیا کہ خدا کی راہ میں مرمر کر فنا ہوگئے خدا تعالےٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دس دن کے بعد گمراہ ہوجانے والے ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر خود گواہی دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی +

ہم لوگوں کی شامت اعمال کو روک نہیں سکتے وہ لوگ نامراد رہیں گے جو ولی اور مامور کا یہ معیار ٹھہراتے ہیں کہ اس کی ہر دعا اسی طرح قبول ہوجائے گی جسطرح وہ چاہتے ہیں اور جو ولی یا مامور ہونے کا مدعی ایسا دعویٰ کرے وہ بھی کذاب ہے حضرت یعقوبؑ چالیس برس تک دعا کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کی مکی زندگی میں مصائب بڑھتے رہے کیا آپ دعا نہ کرتے ہونگے ؟ جو لوگ آسمانی علوم سے ناواقف ہیں وہ ان اسرار کو نہیں سمجھ سکتے - ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر ایمان لایا اور وہ اندھا ہوگیا اس نے کہا کہ اسلام میرے لیے مبارک نہیں اسلیے مرتد ہوگیا - ایسے لوگ محروم رہ جاتے ہیں میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فتوحات کے لیے دعا کرتے تھے ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے شہادت مقدر ہے اگر تو صبر نہ کرے گا تو اخیار ابرار کے دفتر سے تیرا نام کٹ جائے گا۔

نماز ظہر ہی سے شروع ہوتی ہے جو زوال کا وقت ہے یہانتک کہ غروب تک بالکل تاریکی میں جا پڑتا ہے اور رات میں دنیا ... کرتا ہے یہاں تک کہ صبح میں سے حصہ لیتا ہے نماز کی تقسیم بھی بتاتی ہے کہ خدا نے اس تقسیم میں ایک صبح اور باقی چار ایسی رکھی ہیں جو تاریکی سے حصہ رکھتی ہیں ورنہ ممکن تھا کہ اقبال تک ختم ہوجاتیں۔

ایسا ہی سورہ فاتحہ میں ایاک نعبد و ایاک نستعین ایسے لفظ رکھے ہیں جو اس منشا کو ظاہر کرتے ہیں ایاک نعبد سے صاف پایا جاتا ہے کہ کچھ نہیں چاہتے تیری عبادت کرتے ہیں اور ایاک نستعین سے دعا کرتے ہیں گویا ایاک نعبد اور ایاک نستعین میں ادعونی استجب لکم اور لنبلونکم کو ملایا ہے۔ نعبد تو یہی ہے کہ بھلائی برائی کا خیال نہ رہے سلب امید و امانی ہو - اور ایاک نستعین میں دعا کی تعلیم ہے۔

ظہر خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کا ذکر ہوا - فرمایا اُسنے اپنے خط میں بڑی صفائی سے لکھدیا تھا کہ میں آپ کے دعوی کا مصدق ہوں الحمد للہ میں نے کبھی ساری عمر بدظنی نہیں کی یہ ایک ایسا کام تھا جو دوسرے گدی نشینوں سے نہیں ہوا - اور کسی نے خط کا جواب نہیں دیا اور کسیکو ایسی توفیق نہیں ملی + میرے خیال میں وہ نیکی جو اسکی طبیعت میں سخاوت تھی اُسیکا یہ ثمرہ تھا کہ اس تصدیق کی یہ توفیق ملی - حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوا - وہ اسلام لانے سے پہلے بڑا سخی تھا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے اسلام سے پہلے جو سخاوت کی ہے اُسکا بھی کوئی اجر ملے گا - فرمایا کہ وہی روپیہ تو تجھے اسلام میں کھینچ لایا ہے۔

عصر حافظ محمد یوسف ضلعدار کی باسی گڑھی کو پھر اُبال آیا تحفہ گولڑویہ کی اشاعت پر اُسنے اشتہار دیا ہے کہ لو تقول علینا پر جو اس سے مطالبہ کیا گیا کہ کوئی ایسا مفتری پیش کرو جسنے خدا پر تقول کیا ہو اور اپنے ان مفتریات کو شائع کیا ہو اور پھر اُسنے ۲۳ برس کی مہلت پائی ہو تو پانچسو روپیہ انعام دیا جاویگا - اسکا جواب قطع الوتین ایک لغو سا اشتہار کسی امرتسری عطار نے دیا تھا - حافظ صاحب نے اپنے اشتہار میں اسی کا حوالہ دیکر اس بوجھ کو گردن سے اُتارا اور ندوہ کے جلسہ میں حضرت کو بلایا ہے حضرت حجۃ اللہ نے تجویز فرمایا کہ اس کے متعلق ایک مختصر اشتہار ندوہ کو مخاطب کرکے لکھا جاوے چونکہ وہ اشتہار الگ طبع ہوتا ہے جو کسی قیمت

الحکم میں شائع ہو جاوے گا انشاء اللہ العزیز اس لیے ضرورت نہیں کہ اس مضمون کا اعادہ یہاں اپنے لفظوں میں کیا جاوے۔

دربار شام آج **شیخ عبد الرشید صاحب** زمیندار و تاجر میرٹھ جو آج ہی آئے تھے حضرت اقدس سے نماز سے فارغ ہوتے ہی ملے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے انکو حضرت سے انٹروڈیوس کرایا۔ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کے متعلق ذکر آنے پر شیخ عبد الرشید صاحب نے عرض کی کہ مینے تو ارادہ کیا تھا کہ بذریعہ عدالت اسکے سخت توہین آمیز مضامین پر نوٹس لوں۔ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا

ہمارے لیے خدا کی عدالت کافی ہے یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں اس لیے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے اپنی پنجابی نظم سنائی جو بہت لطیف اور معنی خیز ہے خصوصاً عورتوں کے لیے ہمنے ارادہ کیا ہے کہ عورتوں کے افادہ کے لیے اسکو الگ چھاپ دیں۔

بعد نماز عشا آج کا دربار ختم ہوا۔

۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

آج جمعہ کا دن ہے۔ حضرت اقدس کا معمول ہے کہ جمعہ کو سیر کو تشریف نہیں لیجاتے بلکہ نماز جمعہ کی طیاری کے لیے مسنون طریق پر غسل۔ حجامت تبدیلی لباس حنا وغیرہ امور میں مصروف رہتے ہیں اس لیے سیر کو تشریف نہیں لے گئے۔ جمعہ سے پیشتر ندوہ کے لیے ایک اشتہار لکھا جو کل ۲ اکتوبر کو عصر کے وقت تجویز کیا تھا اگرچہ اشتہار صرف ایک صفحہ کا تجویز کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم اور کلام میں وہ قوت اور روانگی دی ہے کہ عجیب عجائبات رنگ سے رنگین ہے اس لیے بجائے ایک صفحہ کے کئی صفحے ہو گئے۔

جمعہ جمعہ کی نماز کے لیے آپ ایک بجے سے کچھ منٹ پہلے تشریف لے گئے **منشی حبیب الرحمن** صاحب نمبردار حاجی پور بھی آپ کے ساتھ تھے آپ سے پہلے ٹھیک ایک بجے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خطبہ کیلیے کھڑے ہوئے اور جو خطبہ آپ نے پڑھا۔ وہ **ان شاء اللہ** تعالیٰ کسی دوسرے جگہ ہم درج کریں گے

بین المغرب والعشا **شیخ عبد الحق** صاحب نو مسلم نے اپنے ایک جدید رسالہ کا کچھ حصہ سنایا اس غرض سے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام اس رسالہ کا کوئی نام تجویز کریں یہ رسالہ شیخ صاحب نے ایک عیسائی کے ٹریکٹ سچا اسلام نام کے جواب میں لکھا ہے جس میں اسنے عیسائیت کو سچا اسلام قرار دیا ہے۔ حضرت اقدس نام تجویز کرنا چاہتے تھے کہ چند آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ بیعت کے بعد اسکا نام تجویز کرتا ہوں)۔ چنانچہ بیعت کے لیے وہ آدمی پیش ہوئے اور آپ نے اُن سے بیعت توبہ لی اور پھر اس رسالہ کا نام **اسلام نصاریٰ** یا **اسلام النصاریٰ** تجویز فرمایا اور یہ تقریر فرمائی۔

اسلام النصاریٰ اس رسالہ کا نام اسلام النصاریٰ رکھو۔ اور اصل رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا مقدمہ لکھو کہ سچا اسلام تو یہ ہے کہ قولاً اور فعلاً خدا تعالیٰ کو اپنی ساری طاقتیں سپرد کر دی جاویں اور اُس کے احکام کے آگے گردن رکھی جاوے کوئی اُسکا شریک ٹھیرایا جاوے اور ہر قسم کی بدراہی کو دور رہیں مگر یہ لوگ تو اس خدا سے دور ہیں جو اسلام نے بتایا اور کل نبیوں نے جسکی تعلیم دی۔ یہودی تو ابھی مرے نہیں اُن سے پوچھو کہ وہ کس خدا کو مانتے ہیں وہ صاف کہتے ہیں کہ توریت نے اُس خدا کو بیان کیا ہے جو قرآن نے بتایا ہے وہ انجیل کے خدا کو کب مانتے ہیں جو مریم کا بیٹا ہے۔ جسکو عیسائیوں نے خدا بنایا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس مقدمہ میں یہ بیان کیا جاوے کہ حقیقی اسلام کیا چیز ہے؟ عقل اور روشنی قلب کسکو تسلیم کرتی ہے کیا عیسائیت کو یا اسلام کو؟

پھر اسمیں عیسائی مذہب کی خرابیاں دکھاؤ۔ کہ انجیل نے کیا تعلیم دی ہے مثلاً طلاق ہی کا مسئلہ دیکھو۔ انجیل میں لکھا ہے کہ جو طلاق دیتا ہے وہ زنا کرتا اور کرواتا ہے لیکن اب واقعات اور ضرورتوں نے انکو مجبور کیا ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت کو تسلیم کریں چنانچہ امریکہ میں قانون بنایا گیا۔ ایسا ہی شراب کا مسئلہ ہے جس کے بغیر عشاء ربانی کامل نہیں ہوتی۔ مگر اسکی خرابیاں دیکھو کیسی ہیں اور ولایت کا یہ حال ہے کہ وہاں سادہ پانی پینے والے پر ہنسی ہوتی ہے اور پینے کے قابل صرف شراب سمجھی جاتی ہے۔ اور پانی تو کپڑے ہی دھونے کے قابل قرار دیا گیا ہے۔

اسطرح پر انکی تعلیم پر ایک مختصر سی نظر کرو ان کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کو اور۔ مگر افسوس یہ ہے کہ وہ دکھانے کے دانت بھی خراب ہیں جب دکھانے کے دانتوں کا یہ حال ہے تو کھانے کے تو اور بھی خراب ہونگے۔ کوئی چیز بھی عمدہ نہیں۔ خدا بنایا تو ایسا اور اعتقاد تجویز کیے تو ایسے تعلیم دی تو ایسی کہ اگر ایک ہفتہ اس تعلیم پر عمل کرنے کیلیے عدالتیں بند کر دی جائیں تو پتہ لگجاوے کہ اس شخص نے سچا اسلام نام رکھکر دراصل اسلام کو گالی دی ہے کیونکہ اپنا اسلام کو جھوٹا قرار دیا ہے اسلیے ضروری ہے کہ نصرانیت کی قلعی کھولی جاوے۔ اباحتی زندگی کو اسلام ٹھیرانے میں جو کچھ گند اس کتاب کے اندر ہے وہ اس نام ہی سے ظاہر ہے پس نصاریٰ کے اسلام کی حقیقت ضرور کھولنی چاہیے اسلام کا لفظ صرف قرآن نے ہی اختیار کیا ہے اور کسی نے یہ نام اختیار نہیں کیا۔

بین المغرب والعشا

بعد ادائے نماز مغرب حضرت اقدس شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے اور طاعون کے ذکر چلنے پر فرمایا خواہ کچھ ہی ہو اگر کوئی چاہے کہ یہ بلا ارضی تدابیر سے ٹل جاوے تو یہ محال ہے۔ خدا کا ایک قانون ہے کہ جس قدر کوئی قابل ہے اسی قدر اسے بچایا جاتا ہے دیکھو شہر وہیں جو بکری ذبح ہوتے ہیں وہ ان کیڑوں مکوڑوں سے بہت ہی کم ہوتے ہیں جو پاؤں کے نیچے آ کر ہر روز مارے جاتے ہیں اور بکروں کی نسبت گائے زیادہ مفید ہے وہ اسکی نسبت کم ذبح ہوتی ہیں اور اونٹ ان سے بھی زیادہ مفید ہے وہ اسکی نسبت کم ذبح ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر قابل قدر جانور ہے اسی قدر کم ذبح ہوتا ہے بنا علیہ ان سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسپر وہ چھری نہیں چلتی جو ان جانوروں پر چلائی جاتی ہے پھر انسانوں میں سے بھی جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا سچا تعلق رکھتے اور اپنے اندرونہ کو صاف رکھتے ہیں اور نوع انسان کے ساتھ خیر اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں اور خدا کے سچے فرمانبردار ہیں چنانچہ قرآن شریف سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم اسکے مفہوم مخالف سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ دوسروں کی پرواہ نہیں کرتا ہے اور وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو سچائی سے منہ موڑتے ہیں۔ وہ تمام کسریں اسکے اندر سے نکل جاتی ہیں جو خدا سے دور ڈال دیتی ہیں۔ اور جب انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور خدا سے صلح کر لیتا ہے تو خدا اسکے عذاب کو بھی ٹلا دیتا ہے خدا کو کوئی ضد تو نہیں چنانچہ اسکے متعلق ہی صاف طور پر فرمایا ہے ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم یعنی خدا نے تمکو عذاب دیکر کیا کرنا ہے اگر تم دیندار ہو جاؤ۔ طاعون بڑا خطرناک عذاب ہے جیوں بچے ہی نہیں تباہ ہوتے بلکہ یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ جنازہ کا بھی کوئی انتظام نہیں ہو سکتا مرنے والا تو مر جاتا ہے دوسرے جو زندہ رہتے ہیں وہ بھی مفقود العقل اور زندہ در گور ہوتے ہیں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ گھر والے مردہ کو باہر پھینک آئے ہیں اور کتوں نے اسکو کھایا اور وہ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ اس خوفناک مرض میں تعہد خدمت کا بھی نہیں ہو سکتا بیماردار کو نفرت اور خوف ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو یہ فرمایا قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا منشا یہ ہے کہ جیسے تمنے میرے شعار کو چھوڑ دیا ہے میں تمھاری بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ تجہیز و تکفین بھی ایک شعار ہے اور اب یہ رسم ہو گئی ہے اور اس سے بڑھ کر جب ملا آتا ہے تو اسکی غرض جانے کا لینا ہوتا ہے جنازہ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اسکا ایک لفظ آگے نہیں جاتا بلکہ وہ تو یہی سوچتا رہتا ہے کہ کچھ نمک دانے اور پیسے ملیں گے اور پھر دیکھتا ہے کہ مردہ کے کپڑے وغیرہ کس کو حصے میں آئینگے۔ غرض وہ تو مال تک بھی بچا نہیں چھوڑتے ہیں حقوق بھی جاتے رہتے ہیں۔

ایک بار حضرت اقدس یہاں تک بیان کر چکے تھے کہ ایکبارگی آیا مولوی غلام علی صاحب ...

اب ایک لاکھ تک نوبت پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں بیٹھتے بڑے کہتے ہیں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی درد ناک آواز نہ آتی ہو جو گذر گئی وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے جیسے ڈاکٹر بوڑے خان سید تفضیل علی شاہ۔ ایوب بیگ منشی جلال الدین خدا ان سب پر رحم کرے۔

طاعون بیدار کرنیوالی ہے طاعون بھی اسی طرح ... ہے کیونکہ غفلت سے بیدار کرنے کا ذریعہ ہے اگر یہ سر پر نہ ہو تو اس زمانہ میں شاید خوف ہی نہ رہے بڑے موذی طبع مفسد لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ جہاں ہیضہ وبا سے پڑتا ہے تو انکے بھی خون خشک ہو گئے ہیں۔ اور اپنی اپنی طور پر ڈر گئے ہیں بعض دانشمند کہتے ہیں کہ نفس چونکہ باز نہیں آتا اسلئے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی محرک کم ہو۔ اس دنیا کا انجام کار خاتمہ ہے اور دوسرا عالم بھی یقینی ہے۔ اور وہ زندگی کا عالم ہے خواہ بھلی یا بری اگر وہاں جا کر آنکھ کھلی اور برے آثار ہوں تو پھر بڑی مشکلات ہیں یہ بھی خدا کا بڑا رحم ہے جو اس مردود ملک پر طاعون کا تازیانہ بھیج دیا جس سے غفلت دور ہوتی ہے۔ خدا کی سنت ہے کہ جب انسان حد سے بڑھ جاتا ہے اور سخت دل ہو جاتا ہے تو ایسے عذاب بھیج دیتا ہے۔ انسان معمولی موت سے نہیں ڈرتا مگر جب ایک بندہ اپنے آپکو قریب بہ قبر سمجھتا ہے ویسے ہی ... نوجوان ہیں غفلت اور شہوت کا نشہ ایسی چیز ہے کہ جب معمولی عوارض سے انسان سبق نہ لیا تو طاعون بھیجی۔ جو عذاب کی شکل میں ہلاک کر رہی ہے۔

الاستفتاء من ندوة العلماء اسکے بعد مولانا مولوی محمد یوسف ... علی صاحب نے ایک عربی قصیدہ سنایا جو مندرجہ حاشیہ عنوان ہے یہ ہو چکا وہ تین گھنٹہ میں لکھا ہے جب وہ قصیدہ پڑھ چکے تو مولوی محمد علیم صاحب سیالکوٹی نے پنجابی نظم سنائی، اور بعدہ نماز عشا دربار ختم ہوا۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

نزول المسیح اور کشتی نوح کے متعلق تذکرہ پر فرمایا کہ کشتی نوح الگ بھی تقسیم ہو اور نزول المسیح کے ہمراہ بھی۔ کیونکہ تقسیم کے وقت ہر ایک اپنی اپنی سمت الگ اختیار کرتا ہے۔

قوت جاذبہ مجذوبہ دنیا میں یہ دونوں قوتیں جاذبہ اور مجذوبہ ہیں۔ اور انکا اثر بھی برابر جاری ہے اسلئے اس قسم کی تقسیم سے یہ فائدہ ہے کہ جو روحیں صرف تعلیم کی تلاش میں ہیں انکی سیر ... پورا کرے گی اور بعض روحیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ثبوت کی تلاش میں ہیں انکو نزول المسیح میں پورا ثبوت ملے گا اور اس سے فائدہ پہنچیگا۔ بعض صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ امام کی کیا ضرورت ہے انکے لیے بھی یہ مفید ہو گی۔ پس یہ دو قسم کی اشاعت اچھی ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے گا تو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

المومن اور الناس ثبوت اس قسم کے دیے ہیں کہ اللہ اکبر یہانتک کہ مشہودات اور محسوسات سے ایمان کی تقویت ہوتی ہے لیکن جو لوگ ایمانی فراست سے حصہ رکھتے ہیں وہ پہلے ہی سمجھ لیتے ہیں۔ جو لوگ حق قبول کرنے میں سبقت کرتے ہیں وہ صاحب فراست والے کہلاتے ہیں جب وہ اول ہی اول قبول کرتے ہیں خدا جو مومنوں کی تعریف کرتا ہے اور رضی اللہ عنہم فرماتا ہے ...

اسوقت داخل ہونیوالے کا نام الناس رکھا ہے۔ اس حالت میں تو گویا منع کرتا ہے یہ کہکر لا تقولوا آمنا بل قولوا اسلمنا یعنی یہ مت کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ ہمنے اطاعت کی۔ ایمان ہوتا ہے جب ابتلا کے موقع آویں جب ایمان لانیکے بعد ابتلا کے موقع ہی نہیں آئے وہ اسلام میں داخل ہیں یا حقوق و تکلیف کا نشانہ ہو کر نہیں دیکھا بلکہ وہ اقبال اور نصرت کے زمانہ میں داخل ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ مخزن کا نام اور خطاب انکو نہ ملا۔ بلکہ الناس انکا نام رکھا کیونکہ وہ ایسے وقت داخل ہوئے جب کام چل پڑا۔ اور رسول اللہ نے اپنی صداقت کی روشنی دکھلائی اسوقت دوسرے مذاہب حقیر نظر آئے۔ تو سب داخل ہو گئے۔

نبی کی ذمہ داری اور استغفار نبی بہت بڑی ذمہ داری لیکر آتا ہے اسلیے جب وہ اپنے کام کو کر چکتا ہے اور تبلیغ کر کے رخصت ہونیکو ہوتا ہے تو وہ وقت اسکا گویا خدا تعالیٰ کو چارج دینے کا ہوتا ہے اسی وقت میں اللہ تعالیٰ جیسا اپنا فضل کرتا ہے اسپر استغفار کا لفظ بولتا ہے اسی طریق کیموافق رسول اللہ صلعم کو بھی ارشاد الٰہی اسیطرح ہوتا ہے فسبح بحمد ربک واستغفره انه کان توابا خدا تعالیٰ ہر ایک نقص سے پاک ہے اسکی تسبیح کر اور جو کچھ سہو بشریت کی رو سے اس ذمہ داری کے کام میں ہوا ہے ... تو اس سے استغفار چاہو جس کے سپرد ہزاروں کام ہوں اسکی لغزش ضرور ہوتی ہے اور رسول اللہ صلعم تو مقام عظیم الشان لیکر آئے تھے غرض یہ ایک چارج تھا جو آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیا۔ اور جسمیں آپکی پوری کامیابی کیطرف پہلے اشارہ کر دیا اور یہ سورۃ گویا آنحضرت کی وفات کا ایک پروانہ تھا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ انبیا کی زندگی اسی وقت تک ہوتی ہے جبتک مصائب کا زمانہ رہے اسکے بعد جب فتح و نصرت کا وقت آتا ہے تو وہ گویا انکی وفات کا پروانہ ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کام کو کر چکے ہوتے ہیں جس کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ اور اصل تو یہ ہے کہ کام تو اللہ کے فضل سے ہوتے ہیں مفت میں ثواب لینا ہے جو شخص اسمیں بھی خود غرضی سستی ریا کی آمیزش کرے وہ اصل ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔

انی احافظ کل من فی الدار کی تائیدیں ایک عرصہ ہوا میں نے خواب دیکھا تھا کہ گویا میر ناصر نواب ایک دیوار بنا رہے ہیں جو فصیل شہر ہے میں نے اسکو جو دیکھا تو خوف آیا کیونکہ وہ قد آدم تک آ گئی تھی خوف یہ ہوا کہ اسپر آدمی چڑھ سکتا ہے مگر جب دوسری طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیان بہت اونچی کی گئی ہے اسلئے یہ دیوار دوسری طرف سے بہت اونچی ہے اور یہ دیوار گویا ریختہ کی بنی ہوئی ہے فرش کی زمین بھی پختہ کی گئی ہے اور ... تو وہ دیوار ہمارے گھر کے ارد گرد ہے اسکا ارادہ ہے کہ قادیان کے گرد بھی بنائی جاوے شاید اللہ رحم کرکے اس بلا میں تخفیف کر دے۔ قادیان میں آج دو تین موتیں ہو گئیں۔ فرمایا کہ پہلے سے بھی موتیں ہو جایا کرتی ہیں طاعون کی تو جو یہی الگ ہیں کوئی جنازہ اٹھانیوالا بھی نہیں ملتا بعض وقت ایک گھر میں جو ہوتی ہے تو پھر سارے گھر کا صفایا ہو جاتا ہے ... تک کو ہو جاتی ہے۔ انسان کا ایمان کیسے کہی جانیکا اب اچھا ...

رجسٹری ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

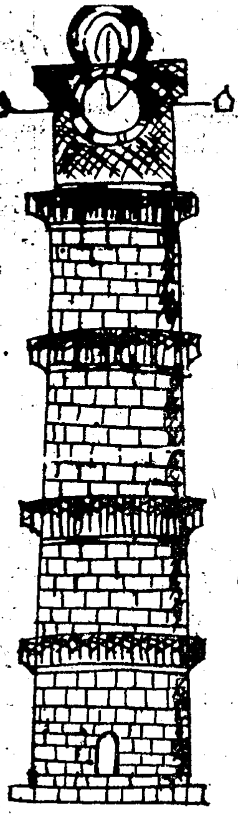

منارۃ المسیح الموعود علیہ السلام

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۶ — نمبر ۳۷

۱۴ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز مبارک جمعہ

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس وحرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں۔ سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ابن رئیس اور امیر ابن امیر ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات قطع ہوچکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیے اُس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انحضورت اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے سردار صاحب ایک وجیہہ خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی صالح اور نوجوان ہیں اور پوری صحت تندرستی رکھتے ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنے بہت زیادہ مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انہیں بہت ہی عزیز تھی قربان کردیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ اُن سے براہ راست یا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے بمقام قادیان خط وکتابت کریں۔ لڑکی خوبصورت سیرۃ وصورۃ اور حسن وجمال اور تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔

مکرر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سو روپے ماہوار سے زیادہ رکھتے ہیں اور ہر طرح سے زاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور ومعروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے تمام حقیقت اور قابلیت معلوم ہوسکتی ہے اور جو کسی صاحب کو زیادہ حالات دریافت کرنے ہوں تو خط وکتابت سے معلوم ہوسکتے ہیں والسلام

بقیہ مضمون

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

یقین دُکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر دُکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی ہے اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق وثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان

پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جسمیں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اُس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُسکا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جسپر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی جسطرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھکر اُنکیطرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اُس کا حسن اسکو ایسا مست کردیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اسکو سراسر ردّی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا و سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بیخبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پر زور سیلاب نے اسکے گھر کیطرف رُخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے اور ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اُس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعوی کرکے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دُنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کیطرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کرکے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کیطرح مت بنو جو کھال (کینچلی) اُتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمھارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اُس سے بیخبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پا سکو اسکا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو **نماز کیا چیز ہے** وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے سو جب تم نماز پڑھو تو بیخبر لوگوں کیطرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور انکا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی تمام اپنی عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کرلیا کرو تا ایسا ہو کہ تمھارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ **پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں** تمھارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمھاری زندگی کے لازم حال **پانچ تغیر** ہیں جو بلا کے وقت تمپر وارد ہوتے ہیں اور تمھاری فطرت کے لیے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔ (۱) **پہلے** جبکہ تم مطلع کیے جاتے ہو کہ تمپر ایک بلا آنیوالی ہے مثلاً جیسے تمھارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمھاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمھاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جسکا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

۲۔ **دوسرا تغیر** اُسوقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کیے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمھارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونیکو ہوتا ہے سو یہ حالت تمھاری اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اُسپر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اسکا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

۳۔ **تیسرا تغیر** تم پر اُسوقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمھارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمھاری ہلاکت کے لیے گذر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمھارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ وقت اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام اُمیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

۴۔ **چوتھا تغیر** اُسوقت تمپر آتا ہے کہ جب بلا تمپر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اسکی سخت تاریکی تمپر احاطہ کرلیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تمکو سنایا جاتا ہے اور قید کے لیے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کیے جاتے ہو سو یہ حالت اُسوقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے

۵۔ **پانچواں تغیر**۔ پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تمپر جوش مارتا ہے اور تمھیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمھارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھکر پانچ نمازیں تمھارے لیے مقرر کیں

تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمھارے نفس کے فائدہ کے لیے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نماز کو ترک نہ کرو کہ وہ تمھاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنیوالی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و قدر تمھارے لیے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو تمھارے لیے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اسکی تمام راہوں میں راستباز ہیں اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کی املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اُس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اُس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنیوالی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجا۔ چرس بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لیے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر کار ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جنکی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمھارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں*

اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمھاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے حد سے زیادہ خدا یا اُس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپروا ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسا کر کے بکلی خدا سے مُنہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اُس کے لیے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسیکو گالی کسیکو زخمی اور کسیکو قتل کرنے کے لیے طیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بےحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہانتک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لیے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمھیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمھیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمھاری حفاظت کریگا اور دشمن جو تمھاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمھاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمھاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گذریں گے خدا اُن لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں سو خدا کی طرف آجاؤ اور ہر ایک مخالفت اُسکی چھوڑ دو اور اُسکے فرائض میں سستی نہ کرو اور اُسکے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔

اے علماء اسلام میری تکذیب میں جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ انسان جلدی سے سمجھ نہیں سکتا۔ بات کو سُنکر اُسی وقت رد کرنے کے لیے طیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقویٰ کا طریق نہیں ہے اگر تم میں بعض غلطیاں نہ ہوتیں اور اگر تم نے بعض احادیث کے اُلٹے معنے نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حکم ہے آنا ہی لغو تھا تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ

---

* نوٹ یورپ کے لوگوں کو جسقدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اسکا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کیوجہ سے مگر اے مسلمانو! تمھارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا مرنا نہیں ہے۔ منہ

حاشیہ متعلق صفحہ ۲ سطر ۱۔ جو شخص بنی نوع پر قوت غضبی کو بڑھاتا ہے وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اسلیے خدا نے سورہ فاتحہ میں یہودکا نام معضوب علیہم رکھا یہ اسبات کیطرف اشارہ تھا کہ قیامت کو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزہ چکھے گا مگر جو ناحق دنیا میں غضب کرتا ہے وہ دنیا میں ہی الٰہی غضب کا مزہ چکھ لیتا ہے نصاریٰ چونکہ یہودیوں کی نسبت دنیا میں غضب میں حد سے نہ بڑھے اسلیے سورہ فاتحہ میں انکا نام ضالین رکھا گیا ضالین کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وہ گمراہ ہیں اور دوسرے معنے اسکے یہ ہیں کہ کھوئے جائیں گے یہ میرے نزدیک انکے لیے بشارت ہے کہ کسی وقت جو کھوئے ہوئے نجات پا کر اسلام میں کھوئے جائینگے اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقابل شرم رسوم کو چھوڑتے چھوڑتے برنگ مسلمین موحد بنجائیں گے۔ فرمن الفاعلین

کے لفظ میں جو سورہ فاتحہ کے آخر میں ضلالت کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز میں محو ہونا اور کھوئے جانا ہے عیسائیوں کی آئندہ مذہبی حالت کے لیے یہ ایک پیشگوئی ہے۔ منہ

تھے قدم رکھا اسی جگہ یہودیوں نے قدم رکھا تھا یعنی جیسا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جبکہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا دوبارہ دنیا میں آجائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکھتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نسبت یہودیوں کے موعود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اُترا جو اُس دعویٰ کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہو گئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ ایلیا نبی بجسمہ عنصری آسمان سے نازل ہوگا اُس کے آخر کار یہ معنے کھلے کہ ایلیا کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائے گا اور یہ معنی حضرت عیسیٰ نے خود بیان فرمائے جنکو دوبارہ آسمان سے اُتار رہے ہو۔ پس تم کیوں ایسی ٹھوکر کھاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کھا چکے ہیں تمہارے ملک میں ہزارہا یہودی ہیں تم اُنکو پوچھکر دیکھلو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہیں جو اب تم ظاہر کر رہے ہو پس وہ خدا جس نے عیسیٰ کی خاطر ایلیا نبی کو آسمان سے نہ اُتارا اور یہود کے سامنے اُسکو تاویلوں سے کام لینا پڑا وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اُتارے گا جسکو تم دوبارہ اُتار رہے ہو عیسیٰ کے فیصلہ سے تم منکر ہو اگر شک ہے

تو کئی لاکھ عیسائی اس ملک میں موجود ہیں اور انکی انجیل بھی موجود ہے اُن سے دریافت کرلو کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا وہ یوحنا ہی ہے یعنی یحییٰ۔ اور اتنی بات کہکر کہ یہود کی پرانی اُمیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اگر اب یہ ضروری ہی کہ عیسیٰ نبی ہی آسمان سے آوے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ نبی سچا نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنۃ اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اسکی جگہ یحییٰ کو ایلیا ٹھہراکر تاویل سے کام لیا گیا عقلمند کے لیے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

اور نیز جس کام کے لیے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئے گا یعنی یہ کہ مہدی سے ملکر لوگوں کو جبرًا مسلمان کرنے کے لیے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لیے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن میں فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہانتک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کرے گا یہ تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سیپارہ میں اور کس سورۃ میں لکھی ہے* سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہی

کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبرًا شائع کرنے کے لیے نہیں تھیں بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنی اُن لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنھوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکالدیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونے کے مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنی جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لیے پیشقدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کو شائع ہونے سے جبرًا روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لیے لڑائی کی جاتی تھی بجز ان تین صورتوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اسقدر برداشت کی ہے جو اسکی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی پھر یہ عیسیٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہوں گے جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع

---

* نوٹ اگر کہو کہ عربوں کے لیے یہی حکم تھا کہ جبرًا مسلمان کیے جاویں یہ خیال قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہونچایا تھا اور بہت سے صحابہ مردوں اور عورتوں کو قتل کر دیا تھا اور بقیۃ السیف کو وطن سے نکال دیا تھا اسلیے وہ تمام لوگ جو مرتکب جرم قتل یا معین اس جرم کے تھے وہ سب خدا تعالےٰ کی نظر میں اپنی خونریزی کے عوض میں خونریزی کے لائق ہو چکے تھے انکی نسبت بطور قصاص اصل حکم قتل کا تھا مگر ارحم الراحمین کی طرف سے یہ رعایت دی گئی کہ اگر کوئی انمیں سے مسلمان ہو جائے تو اُسکا گذشتہ جرم جسکی وجہ سے وہ قابل سزائے موت ہے بخشدیا جائیگا پس کہاں یہ صورت رحم اور کہاں جبر۔ منہ

کردیں گے یہانتک کہ کسی اہلکتاب سے بھی جزیہ قبول نہیں کرینگے اور آیت حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون کو بھی منسوخ کردیں گے یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہونگے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتوں کو بھی منسوخ کردیں گے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی منسوخ نہیں ہوئیں اور اسقدر انقلاب سے پھر بھی ختم نبوت میں حرج نہیں آئے گا۔ اس زمانہ میں جو تیرہ سو برس عہد نبوت کو گذر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقوں پر پھیل گیا سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہیے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے نہ تلوار کے ساتھ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کے ساتھ توڑ دے نہ یہ کہ اُن صلیبوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی سے بنائی جاتی ہیں اگر تم جبر کروگے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں * ہر ایک نادان اور ظالم طبع جب دلیل سے عاجز آجاتا ہے تو پھر تلوار یا بندوق کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے مگر ایسا مذہب ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں ہو سکتا جو صرف تلوار کے سہارے سے پھیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے اگر تم ایسے جہاد سے باز نہیں آسکتے اور اسی غصہ میں آکر راستبازوں کا نام بھی دجال اور ملحد رکھتے ہو تو ہم ان دو فقروں پر اس تقریر کو ختم کرتے ہیں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ اندرونی تفرقہ اور پھوٹ کے زمانہ میں تمہارا مسیح اور فرضی مہدی کس کس پر تلوار چلائے گا کیا سنیوں کے نزدیک شیعہ اس لائق نہیں کہ اُن پر تلوار اٹھائی جاوے اور شیعوں کے نزدیک سنی اس لائق نہیں کہ ان سب کو تلوار سے نیست و نابود کیا جاوے پس جبکہ تمہارے اندرونی فرقے ہی تمہارے عقیدہ کی رو سے مستوجب سزا ہیں تو تم کس کس سے جہاد کروگے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تلوار کا محتاج نہیں وہ اپنے دین کو آسمانی نشانوں کے ساتھ زمین پر پھیلائے گا اور کوئی اسکو روک نہیں سکے گا اور یاد رکھو کہ اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوگا کیونکہ جو اقرار اُس نے آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کے رو سے قیامت کے دن کرنا ہے اسمیں صفائی سے اُسکا اعتراف پایا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور قیامت کو اسکا یہی عذر ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں لہذا اس آیت میں اسنے صاف اقرار کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں نہیں گیا اور اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آنیوالا تھا اور برابر چالیس برس رہنے والا تب اُس نے خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولا کہ مجھے عیسائیوں کے حالات کی کچھ خبر نہیں اسکو تو کہنا چاہیے تھا کہ آمد ثانی کے وقت چالیس کروڑ کے قریب دنیا میں عیسائی پایا اور ان سب کو دیکھا اور مجھے ان کے بگڑنے کی خوب خبر ہے اور میں تو انعام کے لائق ہوں کہ تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا اور صلیبوں کو توڑا یہ کیسا جھوٹ ہے کہ عیسیٰ کہے گا کہ مجھے خبر نہیں غرض اس آیت میں نہایت صفائی سے مسیح کا اقرار ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سری نگر محلہ خانیار میں اسکی قبر ہے * اب خدا خود نازل ہوگا اور اُن لوگوں سے آپ لڑے گا جو سچائی سے لڑتے ہیں۔ خدا کا لڑنا قابل اعتراض

---

* حاشیہ۔ بعض نادان مجھپر اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ صاحب المنار نے بھی کیا کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لیے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر میں جھوٹ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو میں بار بار کیوں کہتا کہ عیسیٰ بن مریم صلیب سے نجات پاکر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر میں مر گیا اور نہ وہ خدا تھا اور نہ خدا کا بیٹا کیا انگریز مذہبی جوش والے اس فقرہ سے مجھ سے بیزار نہیں ہونگے پس سنو! اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لیے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کے رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی اور انکا شکر کرنا ہمیں اسلیے لازم ہے کہ ہم اپنا کام مکہ اور مدینہ میں بھی نہیں کر سکتے تھے مگر ان کے ملک میں یہ خدا کیطرف سے حکمت تھی کہ مجھے اس ملک میں پیدا کیا پس کیا میں خدا کی حکمت کی کسر شان کروں اور جیسا کہ قرآن شریف کی آیت وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ہمیں سمجھاتا ہے کہ صلیب کے واقعہ کے بعد ہم نے عیسیٰ مسیح کو صلیبی بلا سے رہائی دیکر اسکو اور اسکی ماں کو ایک ایسے اونچے ٹیلہ پر جگہ دی تھی کہ وہ آرام کی جگہ تھی اور اسمیں چشمے جاری تھے یعنی سرینگر کشمیر اسی طرح خدا نے مجھے اس گورنمنٹ کے اونچے ٹیلہ پر جہاں مفسدوں کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا جگہ دی جو آرام کی جگہ ہے اور اس ملک میں سچے علوم کے چشمے جاری ہیں اور مفسدوں کے حملوں سے امن اور قرار ہے پھر کیا واجب نہ تھا کہ ہم اس گورنمنٹ کے احسانات کا شکر کرتے۔ منہ

* نوٹ۔ ایک یہودی نے بھی اسکی تصدیق کی ہے کہ قبر واقعہ سرینگر یہودیوں کے انبیا کی قبروں کی طرح بنی ہوئی ہے۔ دیکھو پرچہ علیحدہ حاشیہ۔ منہ

نہیں کیونکہ وہ جبر کے رنگ میں ہے۔

ان مولویوں پر افسوس اگر ان میں دیانت ہوتی تو وہ تقویٰ کی راہ سے اپنی تسلی ہر طرح سے کراتے اور خدا نے نیک روحوں کی تسلی کردی مگر وہ لوگ جو ابوجہل کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں وہ اسی طریق کو اختیار کرتے ہیں جو ابوجہل نے اختیار کیا تھا ایک مولوی صاحب نے میرٹھ سے بذریعہ رجسٹری اطلاع دی ہے کہ امرت سر میں جلسہ ندوۃ العلماء ہے آپکو آکر بحث کرنی چاہیے مگر واضح ہو کہ اگر ان مخالفین کی نیتیں نیک ہوتیں اور فتح و شکست کا خیال نہ ہوتا تو انکو اپنی تسلی کرانے کے لیے ندوہ وغیرہ کی کیا ضرورت تھی ہم ندوہ کے علما کو امرت سر کے علما سے الگ نہیں سمجھتے ایک ہی عقیدہ ایک ہی جنس ایک ہی مادہ ہے ہر ایک کو اختیار ہے کہ قادیان میں آوے مگر بحث کے لیے نہیں بلکہ صرف طلب حق کے لیے ہماری تقریر کو سنے اگر شک ہو تو غربت اور ادب کے طریق سے اپنے شکوک رفع کرادے اور وہ جبتک قادیان میں رہے گا بطور مہمان کے سمجھا جائے گا ہمیں ندوہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ ان کی طرف حاجت ہے یہ لوگ راستی کے دشمن ہیں مگر راستی دنیا میں پھیلتی جاتی ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ نہیں کہ اس نے آج سے ۲۰ برس پہلے براہین احمدیہ میں اپنے الہام سے ظاہر کر دیا تھا کہ لوگ تمہارے ناکام رہنے کے لیے بڑی کوشش کرینگے اور ناخنوں تک زور لگائیں گے مگر آخر میں تمہیں ایک بڑی جماعت بناؤں گا یہ اسوقت کی وحی الٰہی ہے جبکہ میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا پھر میرے دعوی کے شائع ہونے پر مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے آخر حسب پیشگوئی مذکورہ بالا یہ سلسلہ پھیل گیا اور اب آج کی تاریخ تک برٹش انڈیا میں یہ جماعت ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے ندوۃ العلما کو اگر مرنا یاد ہے تو براہین احمدیہ اور سرکاری کاغذات کو دیکھکر بتلاوے کہ کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں پھر جب کہ قرآن اور معجزہ دونوں پیش کیے گئے تو اب بحث کس غرض کے لیے؟

ایسا ہی اس ملک کے گدی نشین اور پیرزادے ایسے بے تعلق اور اپنی بدعات میں ایسے دن رات مشغول ہیں کہ ان کو اسلام کی مشکلات اور آفات کی کچھ بھی خبر نہیں انکی مجالس میں اگر جاؤ تو بجائے قرآن شریف اور کتب حدیث کے طرح طرح کے طنبورے اور سارنگیاں اور ڈھولکیاں اور قوال وغیرہ اسباب بدعات نظر آئیں گے اور پھر باوجود اس کے مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعوے اور اتباع نبوی کی لاف زنی اور بعض انہیں سے عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں اور چوڑیاں پہنتے ہیں اور قرآن شریف کی نسبت اشعار پڑھنا اپنی مجلسوں میں پسند کرتے ہیں۔ یہ ایسے بڑے زنگار ہیں جو خیال میں نہیں آسکتا کہ دور ہو سکیں تاہم خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں دکھلائے گا اور اسلام کا حامی ہوگا۔

عورتوں کو کچھ نصیحت

ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں وہ تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اس پر ایمان نہیں رکھتیں انکو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لیے نکاح ثانی کے لیے پیش آجاتی ہیں اس شریعت میں انکا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لیے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قویٰ پر ظلم ہے کہ اسکو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے درحقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لیے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لیے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرالیں جو طلاق کے قائمقام ہے خدا کی شریعت دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جسمیں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لیے ایسی پیش آجاتی ہیں جنمیں وہ نکاح ثانی کے لیے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صدہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں انکا کچھ ذکر نہ تھا اسلیے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کر سکی اور آخر امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سو اب سوچو کہ اس قانون سے انجیل کدھر گئی۔ اور اے عورتو فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کیطرح انسانی تصرفات کی محتاج نہیں اور اس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدد ازدواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنے والی تھیں اپنی شریعت میں انکا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی

شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جورو ہیں کرکے انصاف نہیں کرتا ۔ باقی آیندہ

حضرۃ امام الزمان کی ڈائری

بقیہ صبح کی سیر ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

قادیان میں چند موتیں

آج معمولی تپ بھی عوارض بخار وغیرہ سے یہاں کے چوڑھوں اور دوسری اقوام میں دو موتیں ہوگئی تھیں اسکا ذکر آیا **فرمایا** ایسی موتیں محرقہ تپ سے بھی ہوتی ہیں ۔ طاعون کے حملے ہی الگ ہوتے ہیں کوئی جنازہ پڑھنے اور اُٹھانے والا بھی نہیں ملتا بعض وقت ایک گھر میں جب یہ بلا داخل ہوتی ہے تو اُس گھر کو صاف کر دیتی ہے اور عورتوں بچوں تک کو نہیں چھوڑتی ہی کہ جانوروں کو بھی ہو جاتی ہے ۔

طاعون معیار ایمان ہے

طاعون بجائے خود انسان کے ایمان کے پرکھے جانے کا بھی ایک ذریعہ ہے اب طاعون تو ہمارے مکان میں نرا مہمان ہو کر آئی ہے + اگر طاعون نہ ہوتی تو سچے مسلمان کا پتہ لگنا ہی مشکل ہوتا + جو خدا تعالے سے ڈرتے ہیں وہ اسوقت طاعون کو دیکھکر جلد تبدیلی کرتے ہیں + یہ دیکھا گیا ہے کہ معمولی موتیں جو ہر روز ہوتی رہتی ہیں ۔ یہ گو انسان کو بیدار کرنے کے لیے کافی ہیں اگر وہ ان سے عبرت حاصل کرے لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ وہ ناکافی ہیں ۔ اور وہ دنیا کے تعلقات پر موت وارد کرنے کے لیے اسقدر مفید اور مؤثر ثابت نہیں ہوتی ہیں جسقدر کہ اب طاعون! اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معمولی موتیں اب معمولی موتیں ہونے کی وجہ سے اسقدر خوفناک نہیں رہی ہیں ۔ لیکن اب طاعون کے حملوں سے ایک عالمگیر خوف چھا گیا ہے اور یہ وقت ہے کہ خدا تعالے ہی کو اپنا ماویٰ و ملجا بنایا جاوے ۔ غور کرکے دیکھو کہ کسقدر وحشت ہو سکتی ہے جب ایک گھر میں دو چار مُردے پڑے ہوں اور کوئی اُٹھانے والا بھی موجود نہ ہو + غرض طاعون اب انسان کا جوہر کھول کر دکھا دیتی ہے ۔ مصیبت اور مشکلات ہی انسان کے ایمان کے پرکھنے کا ایک ذریعہ ہیں ۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ +

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں جماعت کو بہت زیادہ آگے کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ موت سب سے بڑھ کر منذرات میں سے ہے ۔ جو تبدیلی اس نظارہ موت سے ہو سکتی ہے وہ دوسری منذرات سے نہیں ہوتی ۔

خدا تعالے جو تبدیلی چاہتا ہے وہ اسی طرح ہوتی ہے یہ وقت ہے کہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعائیں مانگیں کہ ایک پاک تبدیلی انھیں عطا ہو جن لوگوں کی پاک تبدیلی خدا تعالے دعاؤں سے چاہتا ہے انکی تبدیلی اسطرح پر ہوتی ہے کہ انپر بلائیں اور خوف آتے ہیں جیسے فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ الآیہ ۔

شیطان کی انسان سے جنگ

اگر انسان کے افعال سے گناہ دور ہو جاویں تو شیطان چاہتا ہے کہ آنکھ ۔ کان ۔ ناک ۔ تک ہی رہے اور جب وہاں بھی اسے قابو نہیں ملتا تو پھر وہ یہاں تک کوشش کرتا ہے کہ اور نہیں تو دل ہی میں گناہ رہے ۔ گویا شیطان اپنی لڑائی کو اختتام تک پہنچاتا ہے ۔ مگر جس دل میں خدا کا خوف ہے وہاں شیطان کی حکومت نہیں چل سکتی ۔ شیطان آخر اس سے مایوس ہو جاتا ہے اور الگ ہونا ہے اور اپنی لڑائی میں ناکام و نامراد ہو کر اسے اپنا بوریا بستر باندھنا پڑتا ہے ۔

موت تمام لذتوں پر موت وارد کرتی ہے

بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ نفسانی قیدوں اور ناجائز خیالات سے الگ ہونا نہیں چاہتے اور کوئی بات انپر مؤثر نہیں ہوتی ۔ آخر خدا تعالے انپر یوں رحم کرتا ہے کہ بعض ابتلا آ جاتے ہیں تو وہ آہستہ آہستہ ان سے باز آ جاتے ہیں ۔

قوموں کا باہمی جدال

اسوقت عام طور پر قوموں کا مناظرہ خدا تعالے کیطرف سے پیش آ گیا ہے مگر اس میں فتح و نصرت اسی کو ملے گی جو خدا کے نزدیک تقویٰ والی ہو اور زبان کو سنبھال کر رکھے ۔ بندوں پر ظلم نہ کرے ان کے حقوق کی رعایت کرے سفر میں حضر میں بنی نوع انسان کی ہمدردی اور رعایت کرے تو خدا تعالے اُسکی رعایت کرتا ہے جب وہ تقویٰ دیکھتا ہے تو وہ خود اُسکا ولی اور مددگار ہوتا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالے کا کسی کے ساتھ کوئی جسمانی رشتہ نہیں ہے خدا تعالے خود انصاف ہے اور انصاف کو دوست رکھتا ہے ۔ وہ خود عدل ہے عدل کو دوست رکھتا ہے اس لیے ظاہری رشتوں کی پروا نہیں کرتا جو تقوے کی رعایت کرتا ہے اُسے وہ اپنے فضل سے بچاتا ہے اور اُسکا ساتھ دیتا ہے اور اسی لیے اُس نے فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ پس اس مناظرہ میں متقی ہی کامیاب ہوگا ۔

عرب کی تجارتی اشیاء کا تذکرہ ہوتا رہا ۔ اور طائف کے ذکر پر فرمایا کہ وہ گویا اُس ریگستان میں بہشت کا نمونہ ہے اسی ذکر میں یہ بھی کہا گیا کہ عرب میں بازاروں میں ہر ایک چیز کبھی ختم نہیں ہوتی ۔ ہر وقت جسقدر چاہو میسر آ سکتی ہے ۔

برات کیساتھ باجا بجانا کیسا ہے ۔ ؟

میاں الٰہی بخش صاحب امرتسری نے عرض کیا کہ حضور یہ جو

براتوں کے ساتھ باجے بجائے جاتے ہیں اس کے متعلق حضور کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا فقہا نے اعلان بالدف کو نکاح کے وقت جائز رکھا ہے اور یہ اس لیے کہ پیچھے جو مقدمات ہوتے ہیں تو اس سے گویا ایک قسم کی شہادت ہو جاتی ہے۔ ہمکو مقصود بالذات لینا چاہیے۔ اعلان کے لیے یہ کام کیا جاتا ہے یا کوئی اپنی شیخی اور تعلّی کا اظہار مقصود ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض چپ چاپ شادیوں میں نقصان پیدا ہوئے ہیں یعنی جب مقدمات ہوئے ہیں تو اس قسم کے سوال اٹھائے گئے ہیں۔ غرض ان خرابیوں کے روکنے کے لیے اور شہادت کے لیے اعلان بالدف جائز ہے۔ اور اس صورت میں باجا بجانا منع نہیں ہے۔ بلکہ نسبتوں کی تقریب پر جو شکر وغیرہ بانٹتے ہیں دراصل یہ بھی اس غرض کے لیے ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو خبر ہو جاوے اور پیچھے کوئی خرابی پیدا نہ ہو مگر اب یہ اصل مطلب مفقود ہو گیا ہے اور اسکی جگہ صرف رسم نے لے لی ہے اور اسمیں بھی بہت سی باتیں اور پیدا کی گئی ہیں۔ پس انکو رسوم نہ قرار دیا جاوے بلکہ یہ رشتہ ناطہ کو جائز کرنے کے لیے ضروری امور ہیں۔ یاد رکھو جن امور سے مخلوق کو فائدہ پہونچتا ہے شرع اسپر ہرگز زد نہیں کرتی۔ کیونکہ شرع کی خود یہ غرض ہے کہ مخلوق کو فائدہ پہونچے۔

آتشبازی اور تماشا وغیرہ یہ بالکل منع ہیں کیونکہ اس سے مخلوق کو کوئی فائدہ بجز نقصان کے نہیں ہے۔ اور باجا بجانا بھی اسی صورت میں جائز ہے جبکہ یہ غرض ہو کہ اس نکاح کا عام اعلان ہو جاوے اور نسب محفوظ رہے کیونکہ اگر نسب محفوظ نہ رہے تو زنا کا اندیشہ ہوتا ہے جسپر خدا نے بہت ناراضی ظاہر کی ہے یہانتک کہ زنا کے مرتکب کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے اسلیے اعلان کا انتظام ضروری ہے البتہ ریاکاری۔ فسق۔ فجور یا صلاح وتقویٰ کے خلاف کوئی منشا ہو تو منع ہے۔

شریعت کا مدار نرمی پر ہے سختی پر نہیں ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا باجے کے متعلق حرمت کا کوئی نشان بجز اس کے کہ وہ صلاح و تقویٰ کے خلاف اور ریاکاری اور فسق و فجور کے لیے ہے پایا نہیں جاتا اور پھر اعلان بالدف کو فقہا نے جائز رکھا ہے اور اصل اشیا حلت ہے اس لیے شادی میں اعلان کے لیے جائز ہے۔

لڑکیوں کا گانا کیسا ہے

پھر یہ سوال کیا گیا کہ لڑکی یا لڑکے والوں کے ہاں جو جوان عورتیں ملکر گھر میں گاتی ہیں وہ کیسا ہے؟ فرمایا اصل یہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح پر ہے اگر گیت گندے اور ناپاک نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لے گئے تو لڑکیوں نے ملکر آپ کی تعریف میں گیت گائے تھے۔

مسجد میں ایک صحابیؓ نے خوش الحانی سے شعر پڑھے تو حضرت عمرؓ نے انکو منع کیا اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھے ہیں تو آپ نے منع نہیں کیا بلکہ آپ نے ایکبار اس کے شعر سنے تو آپ نے اس کے لیے رحمت اللہ فرمایا۔ اور جسکو آپ یہ فرمایا کرتے تھے وہ شہید ہو جایا کرتا تھا غرض اس طرح پر اگر وہ فسق و فجور کے گیت نہ ہوں تو منع نہیں مگر مردوں کو نہیں چاہیے کہ عورتوں کی ایسی مجلسوں میں بیٹھیں۔ یہ یاد رکھو کہ جہاں ذرا بھی مظنہ فسق و فجور کا ہو وہ منع ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

یہ ایسی باتیں ہیں کہ انسان ان میں خود فتویٰ لے سکتا ہے جو امر تقویٰ اور خدا کی رضا کے خلاف ہے مخلوق کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے وہ منع ہے اور پھر جو اسراف کرتا ہے وہ سخت گناہ کرتا ہے اگر ریاکاری کرتا ہے تو گناہ ہے۔ غرض کوئی ایسا امر جس میں اسراف۔ ریا۔ فسق۔ ایذائے خلق کا شائبہ ہو وہ منع ہے اور جو ان سے صاف ہے وہ منع نہیں گناہ نہیں کیونکہ اصل اشیا کی حلت ہے۔

ہر ایک کا کام نہیں کہ دین کے لیے بات کرے پہلے خود متقی ہونا چاہیے تاکہ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل کا مصداق ہو۔

منطقی بات بیہودہ ہوتی ہے کیونکہ اسمیں نرے داؤ پیچ ہی ہوتے ہیں اس لیے منطقیانہ طریق کو چھوڑ کر عارفانہ تقریر کا پہلو اختیار کرنا چاہیے۔

دربار شام

۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

۱۔ آج بعد عصر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کی برات روڑکی سے واپس آئی تھی۔ اسموقعہ پر ایڈیٹر الحکم نے اپنی احمدی جماعت کی طرف سے ایک مبارکباد کا خاص پرچہ شائع کیا۔ جو برات کے دلہا ماں پہونچتے ہی شائع کیا گیا تھا۔

۲۔ قبل نماز مغرب جب حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو روڑکی سے آئے ہوئے احباب ملے جو برات میں گئے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے (جو حضرت اقدس کے سلسلہ میں ایک درخشندہ گوہر ہیں اور جو عیسائیوں کی کتابوں کو پڑھ کر ان میں سے سلسلہ عالیہ کے مفید مطلب مضامین کے اقتباس کرنے کا بیحد شوق اور جوش رکھتے ہیں) پطرس کے متعلق سنایا کہ روڑکی میں پادریوں سے ملکر میں نے اس سوال کو حل کیا ہے معلوم ہوا ہے کہ صلیب کیوقت پطرس کی عمر ۳۰ یا ۴۰ کے درمیان تھی۔ ناظرین کو اس سوال عمر پطرس کی ضرورت کے لیے ہم الحکم کا وہ نوٹ یاد دلاتے ہیں

جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ بعض کاغذات اس قسم کے ہیں جنمیں پطرس لکھتا ہے کہ میں نے مسیح کی وفات سے تین سال بعد ان کو لکھا ہے۔ اور اب میری عمر ۹۰ سال کی ہے گویا مسیح نے جب وفات پائی تو پطرس کی عمر ۸۷ سال کی ہوئی۔ اور واقعہ صلیب کے وقت پطرس کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان بتائی جاتی ہے تو اب اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح واقعہ صلیب کے بعد کم از کم ۴۷ سال تک بموجب اس تحریر کے زندہ رہا۔ اور پطرس ان کے ساتھ رہا۔ اور یہ ثابت ہوگیا کہ صلیب پر مسیح نہیں مرا بلکہ طبعی موت سے مرا ہے۔ اور نہ آسمان پر اس جسم کے ساتھ اُٹھایا گیا کیونکہ رسول الحواریین پطرس اسکی موت کا اعتراف کرتا ہے اور موت کا وقت دیتا ہے۔

مفتی صاحب نے یہ عظیم الشان خوشخبری حضرت کو سُنائی۔ پھر نماز مغرب ادا ہوئی

بعد نماز مغرب

۲۔ بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ حجۃ اللہ حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوگئے بیٹھتے ہی حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے مبارکباد دی اور عرض کیا کہ حضور ڈاکٹر صاحب کو بہت ہی مخلص پایا ہے۔ کوئی بات اُنھوں نے نہیں کی یہی کہا کہ **جو حکم دیا ہے وہ کرو۔** بھائیوں میں سے بھی کوئی شریک نہیں ہوا۔ فرمایا خدا تعالےٰ نے انکو بہت اخلاص دیا ہے اور یہ تقریب پیدا کردی کہ مخالف بھائیوں سے قطع تعلق ہو جاوے۔

پھر مولوی صاحب نے عرض کی کہ باوجودیکہ کوئی تکلف کی بات نہ تھی مگر وہ بڑی ہی خاطر و تواضع سے پیش آئے اور ابھی ہیں ادھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں۔ فرمایا انمیں اہلیت اور زیرکی بہت ہے۔

اسپر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور جب الحکم میں میرا ایک خطبہ فَلَا وَرَبِّكَ پر شائع ہوا۔ تو اُنھوں نے بڑے ہی اخلاص اور صدق سے خط لکھا۔ اسکو پڑھ کر میرا ایمان بڑا قوی اور تازہ ہوگیا ہے۔

اسپر حضرت اقدس نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ **اسمیں نور فراست ہے** وہ اپنے باپ سے بھی اس معاملہ میں گفتگو کیا کرتے تھے

حافظ محمد یوسف اور قطع الوتین

حافظ محمد یوسف کا ذکر آگیا کہ اس نے اشتہار دیا ہے اور اسمیں قطع الوتین کا حوالہ دیا ہے

اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے کہ ایک مفتری کو بھی وہ تسلیم کرتا ہے کہ ۲۳ برس تک زندہ رہتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے آپ کی صداقت کا یہ عملی زمانہ مقرر کیا ہے ایک انسان کو اگر کہا جاوے کہ تیری شکل جانور کیسی ہے اسکی توہین ہے اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدۃ نبوۃ کو کذاب کی طرح کہنا سخت بے ادبی ہے آپ کی پاک زندگی کو مومن کبھی کسی ناپاک انسان کی زندگی سے مشابہت نہیں دے سکتا۔ آپ کی آمد اُسوقت ہوئی جب دنیا فسق و فجور اور فساد سے بھری ہوئی تھی۔ اور آپ اُسوقت دُنیا سے رخصت ہوئے جب آپ پورے کامیاب ہوگئے اور سب کام کر لیے۔ اس اشتہار کا جواب لکھنا ضروری تھا اس لیے میں نے ایک رسالہ مختصر سا بنا دیا ہے اور ضروری ہے کہ اسپر ٹائٹل پیج بھی لگا دیا جاوے بائبل میں بھی چھوٹے چھوٹے صحیفے موجود ہیں۔ اسمیں چونکہ ندوہ کو تبلیغ ہے اس لیے اسکا نام **تحفة الندوه** رکھدیا ہے اب بہتر ہے کہ اس کے پیچھے ایک مبارک بشارت لکھدی جاوے کہ عیسائیوں کے محققین کی تحریروں سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب کے واقعہ کے بعد بھی زندہ رہے جیساکہ پطرس کی اس تحریر سے جو ملی ہے معلوم ہوا۔

اس تحقیقات سے ہر ایک محقق کو خوش ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ان کاغذات سے ثابت ہوئی ہے جو مسیح کی خاص حواری پطرس کی لکھی ہوئی ہیں۔

خاتم النبیین

خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آپ کی مُہر کے بغیر کسی کی نبوۃ تصدیق نہیں ہوسکتی جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔

ہماری تائید کی عام ہوا چل رہی ہے

دنیا میں اسوقت ایک عام تحریک ہو رہی ہے اور آئے دن ایک نہ ایک بات ہماری تصدیق اور تائید میں نکلتی آتی ہے یہ خدا کا کام ہے اب دیکھلو کہ یہ کاغذ نکل آئے ہیں جو پطرس کے لکھے ہوئے ہیں۔ ہماری جماعت انکو پڑھ کر خوش ہوگی اور انکا ایمان بڑھے گا۔

ہماری تعلیم

کشتی نوح میں میں نے اپنی تعلیم لکھ دی ہے اور اس سے ہر ایک شخص کو آگاہ ہونا ضروری ہے چاہیے ہر ایک شہر کی جماعت جلسے کرکے سب کو یہ سُنا دے کہ ایک مستعد اور فارغ شخص کو مقرر کیا جاوے جو پڑھ کر سُنا دے اور اگر یونہی تقسیم کرنے لگو تو خواہ پچاس ہزار ہو کافی نہیں ہوسکتی ہیں۔ اس ترکیب سے اسکی اشاعت بھی ہو جاوے گی اور وہ وحدت جو ہم چاہتے ہیں جماعت میں پیدا ہونے لگے گی۔

دو گروہ

خدا تعالےٰ نے دو گروہ بنا دیے ہیں جیسے صدر اسلام میں تھے۔ ایک ضعفا اور غربا کا گروہ ہے اور دوسرا گروہ جو نفسانیت رکھتے ہیں۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے بیان

غلام رسول حجام امرتسری نے اپنی مشکلات کا ذکر کیا کہ مخالف کسطرح پر انکو تکلیفیں دیتے ہیں اور اس نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ غلام محمد لڑکا جس نے یہاں سے جاکر ایک گندہ اشتہار شائع کیا ہے وہ سخت تکلیف میں ہے

۲۔ ایک ہندو فقیر کوٹ کپورہ سے آیا ہوا تھا جو آج صبح کو ملا تھا۔ اسوقت پھر اس نے سلام کیا حضرت اقدس نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ یہ ہمارا مہمان ہے اس کے کھلانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہیے چنانچہ ایک شخص کو حکم دیا گیا اور وہ ایک ہندو کے گھر اسکو کھانا کھلانے کے لیے لے گیا

۳۔ میاں غلام رسول نے پھر اپنی تنگی بعض کا ذکر کیا اور کہا کہ امرتسر کے مقاطعین نے باہم اتفاق کر کے یہ سازش کی ہے کہ جن گھروں میں میں کھانا پکانے جایا کرتا تھا۔ انکو بند کر دیا ہے کہ وہ مجھ سے کھانا نہ پکوائیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا صبر کرنا چاہیے خبر ہے کہ تمہارے لیے کتنے گھر خدا نے رکھے ہیں اور ان سے دو چند سہ چند تمکو مل جاویں گے طاعون شروع ہوگئی ہے اور وہ ابھی ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اس لیے تم ان باتوں کا ذکر ہی نہ کرو کہ گھر چھوٹ گئے ورنہ ثواب جاتا رہیگا۔

۴۔ طاعون کے ذکر پر فرمایا تین قسم کی طاعون ہے اول صرف تپ چڑھتا ہے اور گلٹی نکلتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ سخت تپ ہی ہوتا ہے اور بعض ایسی ہوتی ہے کہ نہ تپ ہے نہ کچھ اور بس خاتمہ ہی ہو جاتا ہے۔

۵۔ جناب نواب صاحب کے لڑکے کے گلے میں ایک ہڈی کا ٹکڑا پھنس گیا تھا۔ مولوی صاحب اُس کے علاج کے لیے گئے ہوئے تھے جب نواب صاحب کے ساتھ واپس آئے تو انھوں نے ذکر کیا کہ ہڈی پھنس گئی تھی اور شکر ہے کہ نکل گئی۔ فرمایا مچھلی کی ہڈی کا علاج تو سہل ہے کہ وہی سرکہ ملا کر پلایا جاوے تو فوراً نکل جاتی ہے اور فرمایا کہ خدا کا فضل قدم قدم پر انسان کو مطلوب ہے اگر اسکا فضل نہ ہو تو یہ بھی نہیں نکل سکتا

۶۔ مولوی عبید اللہ صاحب کشمیری نے دہرم کوٹ میں جو اُن کا مباحثہ ہوا تھا اُس کا مختصر سا تذکرہ کیا۔ اور مہر نبی بخش صاحب بٹالوی کا بھی ذکر کیا کہ وہ وہاں آئے تھے اور انھوں نے ایک مختصر سی تقریر کی تھی۔ مولوی عبید اللہ صاحب نے کہا کہ وہ بار بار یہ اعتراض کرتے تھے کہ مرزا صاحب کا نام قرآن سے نکالکر دکھاؤ۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ وہ احمق نہیں جانتے کہ اگر خدا تعالیٰ ایسے صاف طور پر کہتا تو اختلاف کیوں ہوتا؟ یہودی اسی طرح تو ہلاک ہوگئے۔ بات یہ ہے کہ اگر خدا اسطرح پر پردہ برانداز کلام کرے تو ایمان ایمان ہی نہ رہے فراست سے دیکھنا چاہیے کہ حق کیا ہے؟ ہماری تائید میں تو اسقدر دلائل ہیں کہ ذرا دانا سیر ہو کر کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

۷۔ یاد رکھو کہ گفتگو کرتے وقت ضروری ہے کہ پہلے مذہب متعین کر لو۔ اسپر حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ گورداسپور میں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور اُس نے کچھ سوال کیے میں نے کہا تم نے کسی راستباز کو دنیا میں مانا ہے یا نہیں جن دلائل سے اسکو مانا ہے اسی دلیل سے حضرت اقدس سچے ہیں پھر وہ خاموش ہوگیا۔

۸۔ یہ لوگ جو بار بار پوچھتے ہیں کہ قرآن میں کہاں نام ہے؟ انکو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد رکھا ہے بُورِكْتَ يَا اَحْمَدُ وغیرہ بہت سے الہام ہیں میرا نام محمد رکھا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اور احمد نام پر ہی ہم بیعت لیتے ہیں کیا یہ نام قرآن شریف میں نہیں ہیں؟ پھر اسی قدر میرے نام آدم۔ عیسیٰ۔ داؤد سلیمان وغیرہ رکھے ہیں وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔ ماسوا اس کے یہ سلسلہ اپنے ساتھ ایک علمی ثبوت رکھتا ہے اگر ان علمی امور کو یکجائی طور پر دیکھا جاوے تو آفتاب کی طرح اس سلسلہ کی سچائی روشن نظر آتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے سارے نبیوں کے نام رکھے ہیں اور آخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کہا ہے۔

ختم نبوۃ

ہم جسطرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ خدا نے میرا نام نبی رکھا یہ بالکل سچی بات ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چشمہ افادات مانتے ہیں۔ ایک چراغ اگر ایسا ہو جس سے کوئی دوسرا روشن نہ ہو وہ قابل تعریف نہیں ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم ایسا لیمپ مانتے ہیں کہ آپ سے دوسرے روشنی پاتے ہیں۔

یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ یہ بالکل درست ہے خدا تعالیٰ نے آپ کی جسمانی ابوت کی نفی کی لیکن آپکی روحانی ابوت کا استثنا کیا ہے اگر یہ مانا جاوے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آپ کا نہ کوئی جسمانی بیٹا ہے نہ روحانی تو پھر اسطرح پر معاذ اللہ یہ لوگ آپکو ابتر ٹھیراتے ہیں مگر ایسا نہیں آپ کی شان تو یہ ہے کہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی آیت میں فرمایا ہے کہ جسمانی طور پر آپ کے بیٹا نہیں مگر روحانی سلسلہ آپکا جاری ہے لاکن جب مافات کے لیے آنا تھا اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آپ خاتم ہیں آپکی مہر سے نبوۃ کا سلسلہ چلتا ہے۔

ہم خود بخود نبی نہیں بن گئے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق جو پیشگوئیاں ہوئی تھیں پورے کیے یہ اسکا فعل اور فضل ہے يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔ جبکہ پہلے نبیوں سے کیے تھے تو پورے ہوئے ہیں براہین میں یہ الہام اسوقت سے درج ہے وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَكَانَ اَمْرًا مَّفْعُوْلًا وغیرہ وغیرہ

[illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہوا تھا۔ اس میں ہمارا کچھ تصرف نہیں کیا جس وقت اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ وعدے فرمائے ہم حاضر تھے جس طرح خدا تعالیٰ مرسل بھیجتا ہے اسی طرح اس نے یہاں اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ آئندہ کے لیے اگر اسی قسم کے جلسے گفتگو کے ہوں تو سوالات پہلے قلمبند ہونے چاہئیں تاکہ ان کے جوابات دیکھ لیے جائیں۔ کیونکہ ہم تو ان بحثوں کا سلسلہ بند کر چکے ہیں۔

چونکہ یہ کوئی بٹیر بازی نہیں اس لیے ضروری ہے کہ پہلے سے مرتب ہو جاوے۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے جو کہا ہے کہ سورہ نور سے نور حاصل کر دیا یہ ایک لطیف نکتہ معرفت ہے۔

ایک شخص نے سوال لکھ کر بھیجا تھا کہ میرے دادا نے مکان کے ایک حصہ ہی کو مسجد بنایا تھا اور اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے تو کیا اس کو مکان میں ملا لیا جاوے۔ فرمایا ہاں ملا لیا جاوے۔ ازاں بعد بعد نماز عشاء اجلاس ختم ہوا۔

۱۸ر اکتوبر بوقت عصر

مولوی کرم الدین صاحب جہلمی نے سائیں مہر علی شاہ گولڑوی کے پردہ دری والے مضمون کو پڑھ کر اور سنکر ایک خط لکھا تھا جس میں انہوں نے دھمکی دی تھی کہ اب جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں کروں گا۔ فرمایا انکو لکھ دو کہ تمہاری دھمکی تمہیں پڑے گی جو دوسرے مولوی بولا پھر بڑا ہی وہی تم پر پڑے گا۔ ہماری باتیں آسمانی ہیں ہم مقصود نہیں سمجھتے یہ نامردی ہے کہ تم نے نام تک نہیں لکھا۔

دربار شام

حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت

بعارضہ زکام ناساز تھی بعد ادائے نماز مغرب جب آپ اجلاس فرما ہوئے تو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب طبی مشورہ عرض کرتے رہے پھر مولانا مولوی محمد علی صاحب نے منشی مظہر علی صاحب کا خط سنایا جو میگزین کو پڑھ کر اس سلسلہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں انہوں نے اپنے مزید اطمینان کے لیے چاہا تھا کہ ایک مقدمہ متنازعہ کے انجام کے متعلق حضرت اقدس جواب دیں آپ نے سنت انبیاء کے موافق جو اقتراحی معجزات مانگنے والوں کو جواب دینا چاہیے جواب دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نشان نمائی اپنی اختیار میں رکھتا ہے۔

اس کے بعد مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے اپنا ایک لطیف مضمون سنایا۔ پھر ٹیکہ طاعون پر مختلف باتیں ہوتی رہیں۔

اور طاعون کے ذکر آنے پر آپ نے اپنی پیشگوئی کو دہرایا کہ براہین میں اس کی خبر دی گئی ہے اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۔ اور پھر نذیر نام رکھا اور یہ کہا کہ زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اور پھر فرمایا کہ یہی زور آور حملے ہیں۔ انسان جب کوئی بیماری نہیں ہوتا تو غافل ہوتا ہے لیکن جب زلزلہ کی طرح ہلایا جاتا ہے پھر تبدیلی کرنی چاہتا ہے جیسے فرعون کا حال ہوا۔

دوزخ

حدیث آتش دوزخ کہ گفت اند غلط است
حدیث آتش روزگار ہجران ست

خدا تعالیٰ سے جب انسان جدائی کر جاتا ہے تو اس کے تمثلات دوزخ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں کذب نہیں ہے مَن یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا الخ فرمایا ہے جب انسان عذاب اور درد میں مبتلا ہے اگرچہ وہ زندہ ہے لیکن مردوں سے بھی بدتر ہے وہ زندگی جو مرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے وہ صلاح اور تقویٰ کے بدوں نہیں مل سکتی۔ جس کو تپ چڑھی ہوئی ہے اسے کیونکر زندہ کہہ سکتے ہیں سخت تپ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ رات ہے یا دن ہے۔

مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ رڑکی میں بعض مسلمان آریہ ہو گئے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کوئی نفع پہنچا اور اب شدھ ہو کر تم کس ورن میں ہوئے اس نے کہا کہ شودر ہوں + پھر دوسرے آریہ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اس نے بھی کہا کہ میں شودر ہوں میں نے کہا کہ کیا آپ اپنی لڑکی انکو دے سکتے ہیں خاموش ہی ہو گیا۔

مسٹر پگٹ کے متعلق ایک نوٹ فری تھنکر سے سنایا گیا کہ لوگوں نے اس پر حملہ کیا پولیس نے بچا دیا۔ اور پھر مسٹر ڈوئی کا اخبار سنایا گیا اس نے ایک فقرہ لکھا ہے کہ مسیح نے دو ہزار سوروں کو شیطان میں ڈالدیا تو گویا سور کے لیے موزوں جگہ شیطان ہے۔ اور پھر سور کے لیے بہتر جگہ تمہارا پیٹ ہے۔ تو اس سے نتیجہ نکلا کہ شیطان کے لیے بہترین جگہ تمہارا پیٹ ہے۔

خمیر کی مثال

انجیل میں ایک خمیر کی مثال ہے جس کو ناظرین کی دلچسپی کے لیے ہم انجیل متی کے ۱۳/۳۳ سے نقل کرتے ہیں یہ مثال ڈوئی نے بیان کی ہے اور اس پر حجۃ اللہ نے مختصر سی تقریر کی وہ ذیل میں درج ہوگی وہ مثال انجیل میں یوں لکھی ہے اس نے ایک اور تمثیل انہیں سنائی کہ آسمان کی بادشاہت اس خمیر کی طرح ہے جسے کسی عورت نے لے کر تین پیمانہ آٹے میں ملا دیا اور ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا فرمایا اگر یہ صحیح ہے تو یہ پیشگوئی ہے عورت سے مراد دنیا ہے اور مسیح سے

ہے کہ اسوقت تک تین ہی پیمانے ہوتے ہیں یعنی خود مسیح - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسوقت یہ سلسلہ - ہم نے جو تعلیم لکھی ہے اور کشتی نوح میں چھپی ہے اسکو پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین پیمانوں کو ایک کیا گیا ہے -

عورۃ سے مراد دنیا ہے گو دنیا نے طبعاً تقاضا کیا کہ یہ سلسلے اس طرح پر قائم ہوں + ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو پیش کر کے مسیح کی تعلیم کے زوائد کو نکال دیا ہے - براہین کے الہامات میں مجھے اور مسیح ابن مریم کو ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے کہا گیا ہے +

اسکے بعد نماز عشا کا دربار ختم ہوا -

۱۸ - اکتوبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر یاجوج ماجوج کے تذکرہ پر فرمایا کہ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ کے بعد وہ خدا سے جنگ کریں گے اب گویا یہ خدا سے جنگ ہی یہ استعارہ ہے کہ جب اقبال یہانتک پہونچ جاوے کہ کوئی سلطنت انکے مقابل نہ ٹھیرے تو پھر خدا سے جنگ کرنی چاہیں گے -

خدا سے جنگ یہی ہے کہ نہ انہیں تضرع اور زاری ہے اور نہ دعا کی حقیقت پر نظر ہو بلکہ اسباب اور تدابیر پر پورا بھروسا ہو اور قضا و قدر کا مقابلہ کیا جاوے ڈوئی کے سامنے جو ہمارا مقدمہ تھا اس میں بھی خدا نے یہی فرمایا کہ ہم گویا اُتر کر لڑے انا معا ... فانقطع العدو واسبابہ - اور اسمیں دونوں دشمن ناکام اور نامراد رہے -

جب قضا و قدر اٹل ہو تو پھر جو کوئی اسکا مقابلہ کرتا ہے تو گویا خدا سے لڑائی کرتا ہے یورپ کی سلطنتوں اور خاصکر ہماری سلطنت کا بہت بڑا اقبال ہے حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر سلطنت میں طاعون جاوے گی ان کو خدا کے تصرف پر یقین نہیں پہلے بھی ایسا ہی حال تھا کہ جب کوئی آفت رعایا پر آتی تو خود ان میں تضرع کی حالت پیدا ہوتی اور وہ دعائیں کرتے اور کراتے اور صدقات سے کام لیتے مگر آجکل تدابیر اور اسباب ہی پر سارا بھروسا ہے دعاؤں کو لغو اور بیہودہ شے سمجھا گیا ہے -

اور اصل تو یہ ہے کہ قضا و قدر کا سارا سلسلہ تو پیچھے خدا پر ایمان لاتا تھا جب حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا مان لیا پھر اس سلسلہ پر کیوں ایمان لاتی

فرمایا جو لوگ افیون کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں موافق آگئی ہے وہ موافق نہیں آتی در اصل وہ اپنا کام کرتی رہتی ہے اور قویٰ کو نابود کر دیتی ہے -

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ اللہ تعالے نے جو یہ بشارت دی ہے یہ سچ ہے + اور یہ ایک نشان ہے اسکی طرف سے اللہ تعالے کسی علاج سے منع نہیں کرتا بلکہ شہد اور مشک وغیرہ کا خود ذکر کرتا ہے اس ٹیکہ - اگر ٹیکا ضروری ہوتا تو سب سے پہلے ہمکو حکم ہوتا خود گورنمنٹ کو بھی اسپر پورا وثوق نہیں ہے - یہ الہام جو انی احافظ کل من فی الدار ہے اسمیں ڈرایا بھی ہے جیسا کہ اُس نے فرمایا ہے الا الذین علوا باستکبار - جو لوگ فسق کی پرواہ نہیں کرتے وہ اللہ تعالے کی اس ذمہ داری سے الگ ہیں اور جن لوگوں کی زندگی کا درجہ ختم ہو گیا ہے وہ بھی الگ ہیں - اور سب سے آخر یہ بات ہے کہ نسبتاً حیوان میں ہیں وہ محفوظ رہیں گے قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ اللہ تعالے مومنوں اور کافروں میں ایک فرق رکھدیتا ہے اور ان میں فاروق ہو جاتا ہے اللہ تعالے ہر شے پر قادر ہے -

اس زندگی میں کیا مزہ ہے جو خشایش پر ہاتھ مارتا ہے یہی زندگی بہشتی زندگی اور قابل قدر زندگی ہے جسمیں اللہ تعالے ہمسنک ہو - ورنہ خشایش پر ہاتھ مارنے والوں کی زندگی کی تو ایسی مثال ہے جیسے بلی کے بچہ کے پیچھے کتا ہو اور وہ چوہے کے بل پر ہاتھ مارتا پھرے -

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے انسے اس امر پر گفتگو کی کہ انسان پہلے وحشی تھا اور وہ پھر ترقی کرتے کرتے تہذیب کے درجہ پر پہونچا ہے - فرمایا کہ جب ہم انسان کو مہذب دیکھتے ہیں تو کیا اسکی جڑھ تہذیب نہ بتائیں قرآن شریف سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پیچھے وحشی بنگئے - میں کہتا ہوں کہ کیا خدا تعالے کو پہلا عمدہ نمونہ دکھانا چاہیے تھا یا خراب اور اول الدن دردی کا مصداق - خدا نے برا بنایا تھا اور پھر سکھ سکھ کر خود عمدہ بنگیا یہ خدا تعالے کی شان میں گستاخی اور توہین ہے اسکی تو یہی مثال ہے جو مثنوی میں ایک بہرہ کی حکایت لکھی ہے کہ وہ کسی بیمار کی عیادت کو گیا - اور خود ہی تجویز کر لیا کہ پہلے مزاج پوچھونگا وہ کہیگا اچھا ہے میں کہوں گا الحمد للہ - اور پھر میں پوچھوں گا کہ آپ کیا کھاتے ہیں تو وہ چونکہ بیمار ہے یہی کہے گا کہ مونگ کی دال کھاتا ہوں میں کہونگا بہت اچھا ہے - اور پھر پوچھوں کا طبیب کون ہے وہ کہے گا کہ فلاں ہے میں کہونگا خوب ہے بہت شفا ہے لیکن جب وہاں گئے تو

بہرہ (مریض سے) آپ کا مزاج کیسا ہے؟

مریض - مر رہا ہوں

بہرہ - الحمد للہ

بہرہ (مریض سے) آپکی غذا کیا ہے

مریض - خون جگر -

بہرہ - بہت اچھی غذا ہے -

بیمار ہ ۔ مریض ہے ، طبیب کون ہے۔ مریض ۔ ملک الموت ۔

بیمار ہ ۔ طبیب اچھا ہے دست شفا ہے۔ ان لوگوں کی بھی کچھ ایسی حالت ہے۔

کشتی نوح

قرآن شریف سے پتہ لگتا ہے کہ جب نوحؑ کا بیٹا طوفان میں غرق ہونے لگا تو نوحؑ نے کہا کہ تو آجا تو اُس نے کہا کہ مجھے تیرے پاس آنیکی کوئی ضرورت نہیں ۔ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا ۔ گویا وہ نادان اپنے اسباب اور تدابیر سے بچنا چاہتا تھا مگر خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ آج بچنے خدا سے کوئی بچانیوالا نہیں اسی طرح میرے الہام میں بھی یہی ہے کہ واصنع الفلك باعيننا ووحينا ولا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون اور اس مسجد مبارک کے لیے فرمایا من دخله كان امنا ۔ یہ دلالۃ کرتے ہیں کہ ایک طوفان عظیم آنیوالا ہے اور اسمیں وہی لوگ بچیں گے جو میری کشتی میں سوار ہوں گے اور انی احافظ الخ الہام بھی اس کا مؤید ہے اور وہ طاعون کا طوفان ہے ۔ اور براہین میں اسکی طرف اشارہ کر کے صاف فرمایا اتی امر اللّٰہ فلا تستعجلون ۔ اسوقت جو اسمیں سوار ہوتے ہیں اور اپنی تبدیلی کرتے ہیں وہ بچ جائیں گے ۔

فرمایا زمانہ کی رسم کے موافق اب لوگ طاعون کو کہتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے یہ ایک قسم کا عام اتفاق ہے جو پیش رہا ہے ۔ بلکہ لوگ ڈاکٹر ہوتے ہیں وہ نیم دہریہ ہوتے ہیں وہ اسے علاج اور اسباب پر اعتقاد کرتے اور تکیہ کیے ہوتے ہیں کہ خدا سے انکو کوئی تعلق نہیں رہتا ۔ پنجاب میں طاعون کا حملہ بہت بڑھ کر ہے بمبئی کراچی کا کوئی اوسط اسکے ساتھ مقابلہ نہیں کھاتا ۔ اور یہ بہت بڑھی ہوئی تعداد موت کی ہے۔

پنجاب پر طاعون کا حملہ کیوں ہو رہا ہے ؟ ہمارے نزدیک اس کی یہ وجہ ہے کہ خدا نے یہاں ایک سلسلہ قائم کیا ہے تو اول المکذبین یہی لوگ ہوئے ہیں اور انھوں نے ہی کفر کے فتوے دیے ہیں بعض آدمیوں نے کہا کہ یہ طاعون گویا ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے یہ آواز کوئی نئی آواز نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا گیا تھا تطیرنا یا موسی مگر مجھے یہ تعجب ہے کہ یہ لوگ طاعون کو ہماری شامت اعمال کا نتیجہ بناتے ہیں لیکن مبتلا خود ہوتے ہیں حالانکہ اگر ہماری شامت اعمال تھی تو چاہیے تھا کہ طاعون کی خبر ہمکو دی جاتی مگر یہ کیا ہوا کہ خبر بھی ہمکو دی گئی اور موتیں تم میں ہوتی ہیں برخلاف اس کے ہماری حفاظت کا وعدہ کیا جاتا اور اسے ایک نشان ٹھیرایا جاتا ہے کچھ تو خدا سے ڈرو۔

نذیر اور اسکے لیے زور آور حملے

خدا تعالےٰ کے نزدیک نذیر وہ ہوتا ہے جو خدا اُس کے لیے تائیدی نشان جنمیں اُس کے مخالفوں کے لیے خوف ہو اوپر سے نازل کرتا ہے لکھا ہے کہ خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا ۔ خدا تعالیٰ کی پہلی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زور آور حملے طاعون کے ہیں بھی مہر او بند کی جاتی ہے اور مسئلہ افزا کرنا پڑتا ہے یا مسیح الخلق عدوانا ۔

ندوہ کے متعلق ذکر تھا ۔ فرمایا ۔ اصل یہ ہے کہ متقی کے لیے تو یہ لینے کی جگہ نہیں ہے ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس لیے لکھا ہے کہ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون ۔ یہ لوگ جو امرت سر میں آتے ہیں انکی بھی جھوٹی تہذیب نہ رہے بلکہ اسکی حقیقت کھل جاوے ۔ یاد رکھو مداہنہ سے حق نہیں چھپتا ۔ بلکہ رہی سہی برکت بھی جاتی رہتی ہے ۔ اگر کوئی شخص ڈر کر یہ علماء کی جماعت ہے ان کے ساتھ ہو جاوے ہمکو اسکی پروا نہیں جن لوگوں کے لیے سعادت مقدر ہے۔ انکا حرج نہیں خدا تعالےٰ ان کا آپ محافظ ہے ۔ اور یہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ بعض خبیث فطرت مرتد ہو جاتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی اور مسیح کے وقت میں بھی مرتد ہوئے ۔

احمق نہیں جانتے کہ ہماری طرف سے بات ہوتی تو یہ شوکت کب رہتی ۔ طاعون ہی کے ذریعہ سے دس ہزار کے قریب لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اگر یہ سلسلہ خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو وہ خود اس سلسلہ کو ہلاک کر دیتا ۔ آخری حیلے ان لوگوں کے رشتوں ناطوں اور جنازوں کے متعلق ہوتے ہیں مکہ والوں نے بھی کیے تھے مگر جیسے وہاں پہلے ہی سے فیصلہ ہو چکا تھا کہ ان سے الگ ہیں ویسے ہی یہاں بھی ۔ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کیا گیا تھا اُسکا نام دار الندوہ تھا وہ بھی آخری حیلہ تھا اور یہ بھی آخری حیلہ ہے ۔

امرت سر مکہ کیطرح ہو رہا ہے گندے اشتہار وہاں ہی سے شائع ہوتے ہیں ابو جہل کے اخوان و انصار وہاں موجود ہیں ۔ اور دار الندوہ کی کمی تھی وہ بھی آگیا

بعد عصر

عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب حضرت اقدس اندر تشریف لے گئے تو لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل جو قادیان کے آریوں میں پرانے آریہ ہیں اور حضرت اقدس کی اکثر پیشگوئیوں کے گواہ ہیں اپنے اکثر احباب کو لیکر حضرت اقدس کی ملاقات کو آگئے آپ نے اُنمیں سے ایک شخص معمر سفید ریش کو مخاطب کر کے فرمایا

دنیا کی کش مکش کی زندگی میں لذۃ نہیں اگر خدا تعالیٰ کسی کو بیٹھے بٹھلائے گذارہ دیدے تو کچھ ضرورت نہیں کہ انسان اہل حکومت کے پاس جاوے۔ ان لوگوں کے پاس جانا بھی ایک قسم کا دوزخ ہے ان لوگوں کی حالت خارش کی طرح ہے کہ جو ایک مرض ہے اور کھجلانے والوں کو اس میں ایک لذت ملتی ہے لیکن وہ شخص احمق ہی ہوگا جو اس لذت کو پسند کرے اسی طرح حکام کے دروازوں پر جانا ایسا ہی ہے۔ گوشہ نشینی کی زندگی ایک قسم کی بہشتی زندگی ہے۔ کسی نے کہا ہے ۔ ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را باکسے کارے نباشد

بچپن میں جو بچوں کو مدرسہ میں بٹھاتے ہیں اس کی کش مکش ساری عمر یاد رہتی ہے استاد کی حکومت کے نیچے ایک قسم کی تلخی معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں اسوقت تک بھی یاد ہے کہ چھٹی کے دن کے بعد یعنی ہفتہ کو جو مدرسہ کا جانا ہوتا تھا تو سخت ناگوار گذرا کرتا تھا اور تو کچھ یاد نہیں رہا مگر یہ درد ضرور یاد ہے کہ مدرسہ جانا ایک درد محسوس ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ مرضی کے خلاف بھی ایک درد ہی ہوا کرتا ہے اور جو لوگ حکام کے دروازوں پر جاتے ہیں جیسے ذیلدار وغیرہ یا اور اسی قسم کے لوگ یہ عجیب عجیب قسم کے ابتلا میں پھنس جاتے ہیں بعض کو رشوت لینے کی عادت ہو جاتی ہے وہ آدمی بڑا ہی خوش نصیب ہے اور اسکو خدا کا شکر کرنا چاہیئے جو کسی حکومت کے نیچے نہیں اور جسے فکر نہیں ہے کہ رات کو یا دن کو کوئی آواز آئے گی ۔ بعض لوگ اسیسر ہونے میں اپنی عزۃ سمجھتے ہیں مگر میں نے دیکھا ہے کہ وہ بڑے پابند ہوتے ہیں ایک بار ایک اسیسر کو جو اپنے وقت پر نہیں آیا تھا سزا ہوئی گو اُس نے کہا کہ میں شادی پر یا کہیں اور گیا ہوا تھا مگر اُسے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ میں اسیسر ہوں اور سزا دیدی آخر چیف کورٹ نے اسکو بری کر دیا ۔ غرض اس قسم کے مصائب اور مشکلات ہوتی ہیں اور بیچاروں کی حالت تا تریاق از عراق آوردہ شود کی مصداق ہو جاتی ہے خواہ اپیل میں بری ہو جاویں مگر بے عزتی اور مصائب کا ایکبار تو منہ دیکھ لیتے ہیں ۔ کیا اچھا کہا ہے سعدی نے ۔ ؎

کس نیاید بخانہ درویش
کہ خراج زمین و باغ گذار

جسقدر انسان کش مکش سے بچا ہو ہو اسیقدر اسکی مرادیں پوری ہوتی ہیں کش مکش والے کے سینہ میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے اس دنیا کی زندگی میں یہی آرام ہے کہ کش مکش سے نجات ہو کہتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا رستہ میں ایک فقیر کو بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی کیا حال ہے؟ فقیر نے اُسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اسکا حال کیسا ہوتا ہے؟ اسے تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کسطرح حاصل ہو گئیں ہیں فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گئیں ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کو چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملتا ہوتا ہے نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذت ہو دکھ نہ ہو دکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اور اپنے دلونکو صاف کرتے ہیں وہ گویا اپنی کھال آپ اُتارتے ہیں ۔ اس لیے یہ زندگی تو پھر جانی ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اُسکو کیسی ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے اسی طرح خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ بھی تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہے اور روز بروز کچھ نہ کچھ فرق آتا ہی جاتا ہے دنیا میں ڈاکٹر بھی ہیں طبیب بھی ہیں مگر کسی نے عمر کا نسخہ نہیں لکھا۔ جب لوگ بڈھے ہو جاتے ہیں پھر اُن کے خوش کرنے کو بعض لوگ آجاتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ ابھی تمہاری عمر کیا ہے؟ ساٹھ برس کی بھی کوئی عمر ہوتی ہے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں رحمت علی ایک مذکوری تھا اس کا بیٹا فقیر علی منصف ہو گیا تھا اور لوگ اسوجہ سے اسکی عزت بھی کیا کرتے تھے ڈپٹی قائم علی نے ایک دفعہ اُس سے پوچھا کہ تمہاری کیا عمر ہے اُس نے کہا کہ ۵۵ سال کی ہو گی حالانکہ وہ ۶۵ سال کا تھا ۔ قائم علی نے اُسکو کہا کہ کیا ہوا ابھی تو بچے ہو خود بھی وہ یہی عمر بتایا کرتا تھا میں نے کہا کہ ۵۵ کا سال بڑا مشکل ہے یہ ختم ہونے میں نہیں آتا ۔ غرض انسان عمر کا خواہشمند ہو کر نفس کے دھوکوں میں پھنسا رہتا ہے دنیا میں عمریں دیکھتے ہیں کہ ۶۰ کے بعد تو قویٰ بالکل گداز ہونے لگتے ہیں ۔ بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو ۸۰ یا ۸۲ تک عمر پائے اور قویٰ بھی کسی حد تک اچھے رہیں ورنہ اکثر نیم سودائی سے ہو جاتے ہیں اُنکو پھر مشورہ میں داخل کرتے ہیں اور نہ اُن میں عقل اور دماغ کی کچھ روشنی باقی رہتی ہے بعض وقت ایسی عمر کے بڈھوں پر عورتیں بھی ظلم کرتی ہیں کہ کبھی کبھی روٹی دینی بھی بھول جاتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ مدرجوانی کا دور جلد گذر

اور مشکل یہ ہے کہ انسان جوانی میں مست رہتا ہے اور مرنا یاد نہیں رہتا برے برے کام اختیار کرتا ہے اور آخر میں جب سمجھتا ہے تو پھر کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ غرض اس جوانی کی عمر کو غنیمت سمجھنا چاہیے ؎

نشان تند گانی تا لیسی سال
چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال

انحطاط عمر کا ۴۰ سال سے شروع ہو جاتا ہے ۳۰ یا ۳۵ برس تک جسقدر قد ہونا ہوتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ اور بعد اس کے بڈھے ہو کر پچھوانا شروع ہو جاتا ہے اور پچھولنے کا نتیجہ فالج ہو جاتا ہے۔

شرپت اسوقت جانے لگا فرمایا بیٹھو! ان کے ساتھ جانا یہ شرط وفا نہیں۔

پھر حضرت اقدس نے اسی سلسلہ سابقہ میں فرمایا کہ جسقدر ارادے آپ نے اپنی عمر میں کیے ہیں انمیں سے بعض پورے ہوے ہونگے مگر اب سوچکر دیکھو کہ وہ ایک بلبلہ کی طرح تھے جو فوراً معدوم ہو جاتے ہیں اور ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑتا۔ گذشتہ آرام سے کوئی فائدہ نہیں اسکے تصور سے دکھ بڑھتا ہے اس عقلمند کے لیے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان ابن الوقت ہو رہی زندگی انسان کی جو اس کے پاس موجود ہے۔ جو گذر گیا وہ وقت مر گیا اس کے تصورات بے فائدہ ہیں۔ دیکھو جب ماں کی گود میں ہوتا ہے اسوقت کیا خوش ہوتا ہے سب اٹھائے ہوے پھرتے ہیں۔ وہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا بہشت ہے اور اب یاد کر کے دیکھو کہ وہ زمانہ کہاں؟ سعدی کہتا ہے۔ ؎

من آنگہ سرتا جور داشتم
کہ بر فرق ظل ہما داشتم
اگر بر وجودم نشستی مگس

پہ پریشاں شد خاطرے چند کس

یہ زمانہ پھر کہاں مل سکتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ چلا جاتا تھا چند چھوٹے لڑکوں کو دیکھکر رو پڑا کہ جب سے اس صحبت کو چھوڑا دکھ پایا ہے پیرانہ سالی کا زمانہ برا ہے اسوقت عزیز بھی چاہتے ہیں کہ مر جاوے اور مرنے سے پہلے قویٰ مر جاتے ہیں دانت گر جاتے ہیں آنکھیں جاتی رہتی ہیں اور خواہ کچھ ہی ہو آخر پتھر کا پتلا ہو جاتا ہے شکل تک بگڑ جاتی ہے اور بعض ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ آخر خودکشی کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات جن دکھوں سے بھاگنا چاہتا ہے یکدفعہ ان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اولاد ٹھیک نہ ہو تو اور بھی دکھ اٹھاتا ہے اسوقت سمجھتا ہے کہ غلطی کی اور عمر یونہی گذر گئی مگر

دوہرہ

آگے کے دن پاچھے گئے اور ہر سے کیو نہ ہیت
اب پچتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

عقلمند وہی ہے جو خدا کی طرف توجہ کرے۔ خدا کو ایک سمجھو اس کے ساتھ کوئی نہیں ہم نے آزما کر دیکھا ہے کوئی دیوی نہ دیوتا کوئی کام نہیں آتا۔ اگر یہ صرف خدا کیطرف نہیں جھکتا تو کوئی اسپر رحم نہیں کرتا۔ اگر کوئی آفت آجاوے تو کوئی نہیں پوچھتا۔ انسان پر ہزاروں بلائیں آتی ہیں پس یاد رکھو کہ ایک پروردگار کے سوا کوئی نہیں وہی ہے جو ماں کے دل میں بھی محبت ڈالتا ہے اگر اس کے دلکو ایسا پیدا نہ کرتا تو وہ بھی پرورش نہ کر سکتی اس لیے اس کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو۔

کتاب آیات الرحمٰن فاضل امروہی بجواب عصائے موسیٰ طیار ہے قیمت ۸؎ خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرو۔ ۶؎۶؎۶؎

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں اور اطلاعیں

ندوۃ العلماء کا جلسہ اور رسل مسیح موعود

امسال ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ امرت سر میں قرار پایا چنانچہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو یہ جلسہ امرت سر میں ہوا۔ اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے سلسلہ کی تبلیغ اور اتمام حجت کے لیے ایک وفد بھیجا تھا جس میں مندرجہ ذیل احباب شامل تھے جناب مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب فاضل امروہی جو اس وفد کے امیر تھے اور جناب مولانا مولوی ابو یوسف **محمد مبارک علی** صاحب سیالکوٹی اور جناب مولانا مولوی **سید محمد سرور شاہ** صاحب ہزاروی۔ اور جناب مولانا مولوی **محمد عبید اللہ** صاحب کشمیری اور خاکسار **یعقوب علی** تراب احمدی ایڈیٹر الحکم اور لاہور سے جناب **حکیم ڈاکٹر نور محمد** صاحب بھی آشریک ہوے۔ مسیح موعود کی اس جماعت نے ندوہ میں کیا کاروائی کی؟ اور کس عظیم الشان فتح اور کامیابی کے ساتھ یہ واپس آئی؟ یہ ایک دلچسپ اور طول طویل مضمون ہے جو ہم لکھ رہے ہیں بعد انشاء اللہ العزیز بہت جلد اسکا سلسلہ الحکم میں شروع کیا جائے گا۔ قلت گنجایش نے ہمیں روکا ورنہ ابھی اشاعت سے شروع کرتے بہرحال ناظرین انشاء اللہ اس دلچسپ سلسلہ کو پڑھ کر نہایت ہی محظوظ ہوں گے

ابر رحمت

اکثر احباب اس نام کے رسالہ کو دریافت کرتے ہیں مختصر یہ ہے کہ یہ رسالہ ابر رحمت

ہدایات کی شرح صور تفسیر بھی ہو گی جو صاحب خریدنا چاہیں وہ ہم رشتگی خاکسار کے پاس بھیجدیں۔ **خاکسار محمد سراج الحق نعمانی**

اعلان قبر مسیح کی اشاعت میں اعانت

حضرت مسیح موعود کے مقاصد اور بعثت کے اغراض سے واقف ہو ان اغراض کی تکمیل میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کرنے والوں کے لیے کچھ ضرور نہیں کہ ہم زمانہ کے چکنے چپڑے الفاظ میں اس امر پر توجہ دلائیں جو ہم ذیل میں لکھنا چاہتے ہیں + الحکم کے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اور وہ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ **اسلام کی زندگی** اور **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی** اور **قرآن کریم کی زندگی** صرف ایک امر میں اسوقت ہے کہ عیسائیت کے فرضی اور خیالی **خدا یسوع مسیح کی موت ثابت کیجاوے**

مسیح کی موت اسلام کی زندگی کا باعث ہے اور شرک عظیم کا یہ بت جبتک نہ ٹوٹے صلیب پرستی اور مردہ پرستی سے نجات نہیں حضرت مسیح موعود کی بعثت کی بڑی غرض یہی ہے خدا تعالے کا شکر ہے کہ خدا تعالی کا برگزیدہ رسول اپنے اس مقصد میں بہت بڑی کامیابی حاصل کر چکا ہے چنانچہ مسیح کی وفات کے مسئلہ کو اس نے کامل طور پر حل کر دیا ہے اور خدا تعالی نے اسکی عجیب عجیب نصرتیں کی ہیں - چنانچہ کشمیر میں مسیح کی قبر کا ثابت ہو جانا ایک بڑی بھاری تائید ہے + خدا کے برگزیدہ رسول مسیح موعود نے مغربی دنیا اور یورپی اقوام پر اتمام حجت کرنے کے لیے **قبر مسیح** کا ایک اعلان دس ہزار کے قریب انگریزی میں چھپوا کر مختلف ممالک میں شائع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے - جیسا کہ الحکم میں حضرت اقدس کے اس ارادہ کا تذکرہ بھی اس سے پہلی اشاعتوں میں ہو چکا ہے - اس اعلان کی اشاعت میں محصول ڈاک کا خرچ بہت زیادہ ہوگا اور حضرت نے چاہا ہے کہ اپنی جماعت کو بھی اس ثواب عظیم میں داخل کر لیں + اس لیے بذریعہ اعلان ہذا اپنے تمام احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہر شخص جسقدر پیکٹ اپنے خرچ سے یورپ میں بھجوانا چاہے دو آدھ آنہ فی پیکٹ کے حساب سے اتنے ٹکٹوں کا محصول ڈاک مولوی محمد علی صاحب ایم - اے کے نام بمقام قادیان بھیجدے ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کا ایک فرد بھی اس ثواب سے محروم نہ رہے گا یہ چندہ بہت جلد روانہ کیا جائے -

شعر

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

قوم کا خادم خاکسار
عبد الکریم سیالکوٹی

توبہ نامہ

ذیل میں ہم اپنے پرانے بھائی چودھری **عبد العزیز** صاحب نمبردار بٹالہ کا توبہ نامہ شائع کرتے ہیں جو انھوں نے حضرت اقدس کے حضور ارسال کیا ہے بیشک چودھری صاحب نے بڑی اخلاقی جراءت سے کام لیا ہے آجکل اپنی بات کا نبھانا اور ضد کرنا ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے - مگر یہ خدا کا فضل ہے کہ چودھری صاحب نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور انکو خدا تعالے کے صادق مسیح موعود کے خدام میں داخل ہونے کے سوا نجات کی کوئی راہ نظر نہ آئی اور حقیقت میں آج نجات کے لیے خدا تعالے نے یہی راہ پسند کی ہے

بحضور عالیجناب حضرت اقدس مسیح موعود دام برکاتہ

جناب عالی

فدوی شیطان کے دہوکہ مین آکر آپ سے مرتد ہوا اور دلی بصیرت کو کہو کر ضلالت کے گڑہے مین گرا اور سال سے زیادہ عرصہ تک اسی مین رہا - اب خداوند تعالی نے آپ ہی مہربانی فرماکر حق بینی کی آنکہیں عطا فرمائین جن سے معلوم ہوا کہ صرف حضور کے ہی سلسلہ مین نجات ہے اور باقی سب جگہ ہلاکت پس آپ ہی رحمۃ اللعالمین ہین اس عاصی کی دستگیری کرین اور پچھلی خطا معاف فرماکر پھر سلسلہ احمدیہ مین داخل فرمائین تاکہ نجات ہو - مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

فدوی عبد العزیز نمبردار بٹالہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

محبی اخویم مہر نبی بخش صاحب سلمہ اللہ تعالے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا خط پہونچا - اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ - اس لیے ہم آپ کی لغزش آپ کو معاف کرتے ہیں اور آپ کی تحریر کے موافق پھر آپ کو داخل بیعت کرتے ہیں اللہ تعالے آپ کو استقلال اور ثابت قدمی بخشے اور آپ خاتمہ اسی توبہ پر کرے کہ وہ غفور و رحیم ہے آمین -
بیشک اجازت ہے جب چاہیں آویں اور بہتر ہے کہ جلسہ دسمبر میں آویں اور انشاء اللہ تعالے جیسا مناسب ہوگا آپ کا خط یا کوئی حصہ اس کا الحکم میں چھپوایا جائیگا اور آپ کے پاس ایک نسخہ کشتی نوح اور ایک نسخہ تحفۃ الندوہ ارسال ہے کہ شاید ابھی تک نہیں پہونچا ہوگا اور اگر پہونچ گیا ہے تو کسی اور کو جہاں چاہیں دیدیں رسالہ ابھی نہیں دیکھا - فرصت کے وقت انشاء اللہ تعالے دیکھوں گا - شاید تین ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ قادیان کی اس گلی میں جس میں ہم اکثر سیر کو جاتے ہیں آپ مصافحہ کے لیے میری طرف آرہے ہیں سو وہ بات پوری ہو گئی

خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان

رجسٹرڈ ایل ؎

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

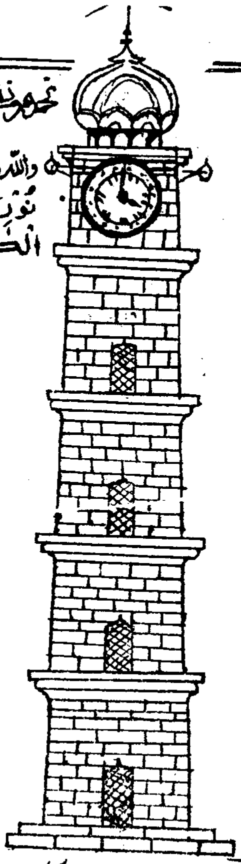

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

منارۃ المسیح الموعود علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۸ | ۲۱ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز جمعہ | جلد ۶

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ فضل حق صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنی چاہتے ہیں سردار صاحب کے پورے حالات معلوم کرنے کے لیے اس قدر اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنے رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے۔ سردار صاحب ایک وجیہ خوبصورت نیک مزاج خوش خلق دیندار متقی اور نوجوان ہیں اور پوری صحت رکھتے ہیں جنھوں نے اسلام کیخاطر اپنے بہت سے دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کر دیا۔ جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب موصوف سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے بمقام قادیان خط وکتابت کریں۔ لڑکی صورت و سیرت اور حسن و جمال اور تربیت عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔ مگر یہ کہ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں سر لیپل گریفن صاحب نے مفصل لکھے ہیں۔ سردار صاحب اس وقت اپنی ذاتی آمدنی بلا شرکت غیرے سو روپے ماہوار سے زیادہ مستقل رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں چنانچہ آپ کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت ہے اور مفصل حالات خط و کتابت سے معلوم ہوسکتے ہیں۔

آخری مضمون کشتی نوح۔

وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جوروئیں کرکے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کرکے مورد قہر الٰہی مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالےٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمھارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضاء وقدر کا قانون تمھارے لیے کھلا ہے اگر شریعت کا قانون تمھارے لیے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعاء قضاء و قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضاء و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اسکی زینت سے

بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے مت کرو جو اُن کی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سا حصہ اُن کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ واری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔

خاتمہ

یہ تمام نصائح جو ہم لکھ چکے ہیں اس غرض سے ہیں کہ تا ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے خوف سے ترقی کرے اور تا وہ اس لائق ہو جاویں کہ خدا کا غضب جو زمین پر بھڑک رہا ہے وہ ان تک نہ پہنچے اور تا ان طاعون کے دنوں میں وہ خاص طور پر بچائے جائیں سچی تقویٰ

آہ بہت ہی کم ہے سچی تقویٰ

خدا کو راضی کر دیتی ہے اور خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر ایک مکار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں۔ مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جس کا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جس کو اسی دنیا میں نور ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ۔ کامل متقی طاعون سے بچایا جائیگا کیونکہ وہ خدا کی پناہ میں ہے سو تم کامل متقی بنو جو کچھ خدا نے طاعون کے بارے میں فرمایا تم سن چکے ہو وہ ایک غضب کی آگ ہے پس تم اپنے تئیں اُس آگ سے بچاؤ۔ جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اُسکے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم چلتا ہے اور تقویٰ کی راہوں میں پورے طور پر قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لیے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لیے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ادا کرے کیونکہ علاوہ لنگر خانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں صدہا مہمان آتے ہیں مگر ابھی بوجہ عدم گنجائش مہمانوں کے لیے آرام دہ مکان میسر نہیں جیسا کہ چاہیے۔ چارپائیوں کا انتظام نہیں توسیع مسجد کی ضرورتیں بھی پیش ہیں تالیف اور اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے جہاں پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں ہماری طرف سے بالالتزام ایک ہزار بھی ماہ بماہ نکل نہیں سکتا یہی امور ہیں جنکے لیے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے اگر بلا ناغہ ماہ بماہ انکی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اُس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کرکے پھر کسیوقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے ہر ایک شخص کا صدق اُسکی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کیلیے اور دین کی اغراض کے لیے خدمت کا وقت ہے اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہیے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہر حال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لیے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جو روح القدس کی تجلی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلی سے بڑھ کر ہے روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور کبھی کسی نبی یا اوتار پر گائے کی شکل پر ظاہر ہوا اور کسی پر کچھوہ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسان کامل یعنی ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو روح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا افق بھر دیا تھا اس لیے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی لیکن چونکہ عیسائی مذہب کے پیشوا پر روح القدس نہایت کمزور شکل میں ظاہر ہوا تھا یعنی کبوتر کی شکل پر اس لیے ناپاک روح یعنی شیطان اس مذہب پر فتحیاب ہو گیا اور اس نے اپنی عظمت اور قوت اسقدر دکھلائی کہ ایک عظیم الشان اژدہا کیطرح حملہ آور ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے عیسائیت کی ضلالت کو دنیا کی سب ضلالتوں سے اول درجہ پر شمار کیا ہے اور فرمایا کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین سب پھٹ جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ زمین پر

یہ ایک بڑا گناہ کیا گیا کہ انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا اور قرآن کے اول میں بھی عیسائیوں کا رد اور انکا ذکر ہے جیساکہ آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور وَلَا الضَّالِّیْنَ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے آخر میں بھی عیسائیوں کا رد ہے جیساکہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے درمیان بھی عیسائی مذہب کے فتنہ کا ذکر ہے کہ جب سے دنیا ہوئی مخلوق پرستی اور دجل کے طریقوں پر ایسا زور کبھی نہیں دیا گیا اسی وجہ سے مباہلہ کے لیے بھی عیسائی ہی بلائے گئے تھے نہ کوئی اور مشرک۔ اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پر ظاہر ہوتا رہا اسمیں کیا نکتہ تھا سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اسقدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ دیبات کیطرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انسانیت اسقدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی انسانیت کیطرف کھینچ لائی پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہوکر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمھارے صدق و صفا سے حیران ہوجائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمھیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا تعالےٰ اسمیں اُترے۔ ایکطرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو خدا تمھاری مدد کرے۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمھارے لیے مفید ہو تمھارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بنجاؤ اور زمین اُس نور سے روشن ہو جو تمھارے رب سے تمھیں ملے آمین ثم آمین یا عباد اللہ اذکروا ایام اللہ و اذکروا تقوی القلوب انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحیٰی فلا تخلدوا الی زینۃ الدنیا و زورھا و اتقوا اللہ و استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک و سلم

پیشگوئی متعلق طاعون در نظم

نشاں اگرچہ نہ در اختیار کس بود است
مگر نشاں بدہم از نشاں نہ دادارم
کہ آں سعید ز طاعون نجات خواہد یافت
کہ جست وحشت پناہے بچار دیوارم
مرا قسم بخدا و نہ خویش و عظمت او
کہ ہست ایں ہمہ از وحی پاک گفتارم
چہ حاجت ست بہ بحث دگر ہمیں کافی
برائے آنکہ بہ شاں دلش ز انکارم
اگر دروغ برآید ہر آنچہ وعدہ من
رواست گر ہمہ خیزند بہر پیکارم

درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آیندہ ایسات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جسمیں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقعہ ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لیے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جسمیں ہمارا حصہ ہے انکی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیدیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دیدیں میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہوسکتی ہے دو ہزار تک طیار ہوسکتی ہے چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملیگا اس لیے یہ کام بہت جلدی کا ہے خدا پر بھروسا کرکے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیے میں نے بھی دیکھا کہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آیندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجایش نہ عورت کی اس لیے توسیع کی ضرورت پڑی والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

حاشیہ متعلق صفحہ ۶۹ و الحکم نمبر ۳۷

کریئر ڈلا سیرا جنوبی اٹلی کے سب سے مشہور اخبار نے مندرجہ ذیل عجیب خبر شائع کی ہے۔

۱۳ر جولائی ۱۸۸۸ء کو یروشلم میں ایک بوڑھا راہب مسمی کور مراچ انپی زندگی میں ایک ولی مشہور تھا اس کے پیچھے اس کی کچھ جائیداد رہی اور گورنمنٹ نے اس کے رشتہ داروں کو تلاش کرکے انکو حوالہ دو لاکھ فرنیک (ایک لاکھ پونے اُنیس ہزار روپیہ) کیے جو مختلف ملکوں کے سکوں میں تھے اور اس غار میں سے ملے جہاں وہ راہب بہت عرصہ سے رہتا تھا روپے کے ساتھ بعض کاغذات بھی ان رشتہ داروں کو ملے جنکو وہ پڑھ نہ سکتے تھے۔ چند عبرانی زبان کے فاضلوں کو ان کاغذات کے دیکھنے کا موقعہ ملا تو ان کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی کہ یہ کاغذات بہت ہی پرانی عبرانی زبان میں تھے جب انکو پڑھا گیا تو ان میں یہ عبارت تھی

" پطرس ماہی گیر یسوع مریم کے بیٹے کا خادم اس طرح پر لوگوں کو خدا تعالےٰ کے نام میں اور اُس کی مرضی کے مطابق خطاب کرتا ہے " اور یہ خط اس طرح ختم ہوتا ہے۔

میں پطرس ماہی گیر نے یسوع کے نام میں

اور اپنی عمر کے نوّہ سال میں یہ محبت کے الفاظ اپنے آقا اور مولے یسوع مسیح مریم کے بیٹے کی موت کے تین عید فصح کے بعد (یعنی تین سال بعد) خداوند کے مقدس گھر کے نزدیک کوہ صیہون کے مکان میں لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ان فاضلوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ نسخہ پطرس کے وقت کا چلا آتا ہے لنڈن بائبل سوسائٹی کی بھی یہی رائے ہے اور ان کا اچھی طرح سے امتحان کرانے کے بعد بائبل سوسائٹی اب ان کے عوض چار لاکھ اڑا دو لاکھ ساٹھ سینتیس ہزار روپیہ) مالکوں کو دیکر کا فذات لیا چاہتی ہے۔

یسوع ابن مریم کی دعا
ان دونوں پر سلام ہو
اس نے کہا

اے میرے خدا۔ میں اس قابل نہیں کہ اس چیز پر غالب آسکوں جسکو برا برا سمجھتا ہوں نہ میں نے اس نیکی کو حاصل کیا ہے جس کی مجھے خواہش تھی مگر دوسرے لوگ اپنے اجر کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور میں نہیں لیکن میری بڑائی میرے کام میں ہے مجھ سے زیادہ بُری حالت میں کوئی شخص نہیں ہے۔ اے خدا جو سب سے بلند ہے میرے گناہ معاف کر۔ اے خدا ایسا نہ کر کہ میں اپنے دشمنوں کے لیے الزام کا سبب ہوں نہ مجھے اپنے دوستوں کی نظر میں حقیر ٹھیرا اور ایسا نہ ہو کہ تیری تقوی مجھے مصائب میں ڈالے ایسا نہ کر کہ یہی دنیا میری خوشی کی جگہ یا میرا بڑا مقصد ہو اور ایسے شخص کو مجھ پر مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔ اے خدا جو بڑا رحم والا ہے اپنے رحم کی خاطر ایسا ہی کر تو جو ان سب پر رحم کرتا ہے جو تیرے رحم کے حاجت مند ہیں

شہد شاھد من بنی اسرائیل

ایک اسرائیلی عالم توریت کی شہادت

درباره قبر مسیح

میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے دیکھا

ایک نقشہ پاس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے قبر بنی اسرائیل کی قبروں میں سے اور وہ ہے بنی اسرائیل کے اکابر کی قبروں میں سے میں نے دیکھا یہ نقشہ آج کے دن جب لکھی میں نے یہ شہادت بماہ انگریزی جون ۱۲ سنہ ۱۸۹۹ء۔

سلمان یوسف یسحاق تاجر

سلمان یہودی نے میرے روبرو یہ شہادت لکھی۔ مفتی محمد صادق

جہلمی کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور

اشہد باللہ ان ھذا الکتاب کتبہ سلمان بن یوسف ھا ھو رجل من اکابر بنی اسرائیل وتقدم مسیح عبد اللہ بغدادی

فونوگراف اور حکیم الامۃ کا وعظ

حضرت حکیم الامۃ کا ایک مختصر وعظ سورۃ والعصر پر فونوگراف میں بند کیا گیا تھا ناظرین کے فائدہ کے لیے لکھا جاتا ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالصبر وتواصوا بالحق۔ اس مختصر سورۃ شریف میں الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین نے بعض اپنی رحمانیت سے کس قدر قرب کی راہیں اور آرام معاشرت و ترقی کی سچی تدابیر بتائی ہیں اول بتایا کہ کسی مرسل من اللہ کا زمانہ۔ اور انسان کے کمال علم اور تجارب صحیحہ کا وقت لوگوں کے لیے عصر دنیا آخری وقت ہوتا ہے جس طرح عصر کے بعد پھر دنیا کا وقت ان نمازوں کیلیے نہیں رہتا جو ایمان والوں کیلیے معراج۔ دعا۔ اور قرب کا ذریعہ۔ اور ہر ایک عیسائی اور یہودی کے رکنے کا سبب ہیں۔ اسی طرح مرسل من اللہ کا زمانہ اور انسان کے فہم اور تجارب صحیحہ کے بعد اور کوئی وقت نہیں رہتا جس میں انسان اپنی گھاٹی کو پورا کر سکے اسلیے ہر ایک مرسل من اللہ کے زمانہ اور صحت عقل کے وقت کو ذرک غنیمت جانکر یہ کام کرلیں۔ اول سچے اور صحیح علوم کو حاصل کریں مثلاً اللہ جل شانہ کی ہستی۔ یکتائی بے ہمتائی عرض وحدہ لاشریک ذات کو مانیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسما میں اسکی تعظیمات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں۔ ملائکہ کی پاکیز

حضرۃ امام الزمان کی ڈائری

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

چونکہ خاکسار ایڈیٹر الحکم حسب الایما بندگان عالی متعالی حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ۹۔اکتوبر کی صبح کو **ندوۃ العلما** کے جلسہ پر تحفہ ندوہ کے وفد میں شریک ہو کر گیا تھا اس لیے ۹ سے لے کر ۱۱ اکتوبر تک کی ڈائری وہ خود نہیں لکھ سکا۔ **صبح کی سیر** کے متعلق جو مضمون ان تاریخوں میں ہم درج کرتے ہیں وہ مفتی **فضل الرحمن** صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ اور ہم ان کے مشکور ہیں کہ انھوں نے اپنے بھائیوں کے فائدہ کے لیے پسند کیا کہ وہ الحکم میں درج ہو جاوے۔ جزاہ اللہ خیر الجزا

ایڈیٹر

۱۰۔اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء یوم جمعہ

فرمایا ندوہ کا میں لوگ اتمام حجت کی غرض سے ہم نے بھیجے ہیں ورنہ کچھ بہتری کی اُمید ہرگز نہیں۔ کیونکہ اُن کے اغراض عوام سے وابستہ ہیں یہاں تو ان کو تحفۃ الندوہ دیکر بھیجا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو نزول المسیح دلی میں بھیجیں گے والسلام

۱۱۔اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء یوم شنبہ

ایک صاحب نو وارد کو جنکا نام مولوی **حامد حسین** صاحب تھا مخاطب کرکے فرمایا۔ بہتر ہے کہ آپ پانچ سات دن یہاں قیام کریں اتنا عزم اور جلد واپس چلا جانا ٹھیک نہیں۔ دنیاوی کاموں میں لوگ کتنی تحقیقات اور چھان بین کرتے ہیں۔ حقیقت میں جو شخص جلدی رائے قائم کرلیتا ہے وہ دوسروں کو بھی ابتلا میں ڈالتا ہے۔ پس خلاف واقعہ

ظاہر کرنا خون کرنے کے برابر ہے۔
بہت باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جوں جوں انسان اُنپر زیادہ غور کرتا ہے اسی قدر نتیجہ عمدہ نظر آتا جاتا ہے۔

انسان کو سچائی تک پہونچنے کے واسطے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول خدا داد عقل اور فہم ہو۔ دوم خدا داد سمجھ اور سعادۃ ہو جن لوگوں کو مناسبت نہیں ہوتی ان کے دلوں میں کراہت اور اعتراض ہی پیدا ہوتے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ گذشتہ لوگوں میں سے اکثر لوگوں نے راست بازوں کا انکار کیا۔

آپ دور دراز سے آئے ہیں اور آپکو آتے ہی ایک روک بھی پیدا ہو گئی اور ہم نے تو ایک ہی روک کا ذکر سُنا ہے مخالفانہ گفتگو کے بجز احقاق حق نہیں ہوتا۔ بہت لوگ منافقانہ طور پر ہاں میں ہاں ملا لیتے ہیں۔ پس ایسے لوگ کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے تم خوب جی کھول کر اعتراض کرو۔ ہم اچھے طور پر جواب دینے کو طیار ہیں۔

مولوی حامد حسین صاحب کیطرف سے سوال ہوا کہ تمام اہل مذاہب اپنے مذہب کو صحیح خیال رہے ہیں۔ ہم فیصلہ کسطرح کریں۔ فرمایا بات یہ ہے کہ آجکل بلکہ ہمیشہ صحیح مذہب کی شناخت کے لیے ضروری ہے کہ دو باتیں اُس میں موجود ہوں اول یہ کہ اُس کی تعلیم پاک ہو اور تعلیم پر انسان کی عقل اور کانشنس کا کوئی اعتراض نہ ہو کیونکہ ناممکن ہے کہ خدا کے امور ناپاک ہوں۔ دوم اسکی ساتھ تائیدات سماویہ کا سلسلہ ایسا وابستہ ہو کہ جس کے ساتھ انسان خدا کو پہچان سکے اور اُسکی تمام صفات کا مشاہدہ کرے تاکہ گناہ سے بچ سکے گو انسان سچے مذہب میں ہی داخل ہو پر اگر اُس کے ساتھ کشتی نہیں تو وہ ایسے چشمہ کی مثل ہے کہ جو ایسی جگہ واقع ہے جس کے اردگرد پہاڑ یا دیوار یا ایسا خارستان ہے کہ وہاں ہم کسی طرح پہنچ نہیں سکتے۔ پس ایسا چشمہ ہمارے لیے فضول ہے۔ غرض ضروری شرط یہ ہے کہ اسقدر اسباب موجود ہوں جنسے یکی طرح پر معرفت الٰہی پیدا ہو جاوے۔ یہ بات بھی بدیہی ہے کہ انسان کو زیادہ مصیبت اباحت کی ہے کہ طرح طرح کے مصائب شدائد نفس وغیرہ کیڑے ایسے لگے ہوئے ہیں کہ اسکو کھاتے اور خدا سے روکتے ہیں۔ اور انھیں کیوجہ سے انسان اور خدا کے درمیان ایک بُعد پڑا ہوا ہے۔

پس اُس مذہب میں ایسے وسائل ہوں جو اُسکو روز بروز کھینچتے جاویں۔ اور کامل یقین پیدا کرا کر خدا سے ملا دیں۔

دنیا تو یہی کہتی ہے کہ کیا ہم خدا کے منکر ہیں۔ لیکن اُس کے اعمال بتلاتے ہیں کہ ضرور وہ منکر ہے۔ جیسے اباحت کا ذکر اکثر کیا ہو نہیں بھی کیا ہے۔ دیکھو اگر ایک سوراخ میں سانپ ہو۔ تو کیا ایک شخص باسانی کہ جانکر کہ اُس سوراخ کے قریب جاوے گا یا اُس میں ہاتھ ڈالے گا۔ ایک بن میں بہت درندے رہتے ہیں کیا باوجود علم کے اُس بن میں کوئی جاوے گا۔ ایک زہر یلے کھانے کو علم پاکر کھاوے گا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ امر یقین کے لوازم میں سے ہے کہ جس چیز کو وہ ہلاک سمجھتا ہے اُس کے قریب نہ جاوے۔ پس ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ایک موقعہ پر حقوق انسانی کو چھینتا ہے۔ تلف کرتا ہے۔ رشوت لیتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ بدمعاشی کرتا ہے۔ غصہ اعتدال پر ہے۔ وغیرہ وغیرہ پھر پیرانہ سالی اسکو ان گناہوں سے چھڑاتی ہے۔ پر جب تک جسمانی قویٰ اسکے ساتھ ہیں۔ ہر ایک قسم کی بدکاریاں کرتا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خدا پر ایمان نہیں۔

ہر ایک شخص اپنے نفس سے گواہی دے سکتا ہے کہ جیسا اسکا حق ہے اعتدال پر چلنے کا ویسا وہ نہیں چلتا۔ پس بڑا مقصود یہ ہے کہ یہ جو بے اعتدالیاں انسان سے ظہور میں آتی ہیں۔ اُنپر غور کرے کہ انکا کیا سبب ہے تو آخر معلوم ہوگا کہ جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے وہ پورا ہو نہیں ہے۔

بعض دفعہ احسان سے اور بعض دفعہ خوف سے گناہ کم ہو جاتے ہیں جیسے نسبتہً شریر لوگ ایام امراض طاعون وہیضہ میں نمازیں شروع کر دیتے ہیں پس ضروری ہے کہ جہاں دو باتیں پائی جاویں۔ تعلیم پاک اور رفتہ رفتہ خدا تک پہنچ جانا۔ وہی سچا مذہب ہے۔ اور یہ دونوں ذریعے ایسے ہیں کہ سوائے اسلام کے کہیں نہیں ملیں گے جس خدا کو اسلام پیش کرتا ہے۔ . . . . . اس صفائی سے اور کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔ ایک طرف تو اسلام کی تعلیم اعلیٰ ہے۔ دوسری طرف ایک شخص دس دن بھی تبدیلی کرے تو اسپر انوار و برکات نازل ہونے شروع ہو جاتی ہیں آجکل اسلام کے بہت فرقے ہو گئے ہیں گویا گھر گھر ایک فرقہ بنا ہوا ہے اس سے تشویش ہو گئی ہے۔ ایکطرف شیعہ ہیں کہ حسین رضؓ کو مثل لات کے بنا رکھا ہے۔ تو ایک شخص کہے گا کہ کہاں جاؤں۔ شیعہ حسین پرست بنے ہوئے ہیں۔ خوارج علی کو گالیاں دیتے ہیں۔ درمیان میں اہل سنت ہیں اگرچہ بظاہر اُن کا اعتدال نظر آتا تھا مگر اب انھوں نے ایسے قابل شرم اعتقاد بنا رکھے ہیں کہ وہ شرک تک پہونچ گئے ہیں۔ مثلاً مسیح کو خالق بنا رکھا ہے۔ احیاء موتی کرنے والا مانا ہوا ہے۔

پس پاک مذہب وہی ہے جو قرآن کا معیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اگرچہ انسان بظاہر گھبراتا ہے کہ اُس پاک مذہب کو میں کسطرح پاؤں۔ مگر یاد رکھو کہ جو ینده یابنده۔ صبر اور تقویٰ ہاتھ سے نہ دے۔ ورنہ خدا تعالےٰ غنی ہے اُسکو کسی کی کیا پرواہ ہے۔ پس انسان خدا کے سامنے خاکسار بنے تو اُسپر لطف اور احسان کرتا اور اُسکی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ توبہ دعا۔ استغفار کرے اور کبھی نہ گھبراوے۔ ہر ایک شخص بیمار ہے اور کبھی صحت نہیں پا سکتا جب تک

خدا کو نہ دیکھ لے۔ پس ہر وقت اُداس اور دل برداشتہ رہے۔ اور تمام تعلقات کو توڑ کر خدا سے تعلق پیدا کرے۔ ورنہ اُس وقت تک جب تک کہ خدا سے نہیں ملا یہ گندہ اور نجس ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى الآیہ خدا پر یقین بڑی دولت ہے۔ پس اندھا وہی ہے جسکو اس دنیا میں خدا پر پورا یقین حاصل نہیں ہوا۔ پس جب اُسکا حسن۔ جمال۔ جلال۔ اس پر ظاہر ہو گا تو خدا کی تجلی ہو گی اور پھر یہ دیکھ کر ممکن نہیں کہ گناہ کی طرف انسان رجوع کر سکے۔ پس گناہ بھی تبھی کرتا ہے جب اُسکو خدا پر شک پڑ جاتا ہے۔ پس جو شخص نفس سے بیزار ہوتا ہے اُسکو تو خدا پر یقین ہونا چاہیے۔ مسیح کے زمانہ میں تو گناہ کی کمی تھی مگر کفارہ نے دنیا کو گناہ سے پر کر دیا۔

انسان اپنی کوشش سے کچھ نہیں کر سکتا حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر جسکو خدا آنکھیں دے۔ تم سب بہرے ہو مگر جسکو خدا کان دے وغیرہ وغیرہ پس جب انسان کو خدا ہدایت دینے لگتا ہے تو اُس کے دل میں ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے۔ پس جب تک دل کا واعظ نہ ہو تسلی نہیں ہو سکتی۔ پس دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو روح القدس سے تائید نہیں ملے گی۔ وہ شخص ضرور ٹھوکر کھا کر گرے گا۔

اس دین کی جڑ تقویٰ اور نیک بختی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک خدا پر یقین نہ ہو اور یقین سوائے خدا کے اور سے ملتا نہیں اسی لیے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ پس انسان دنیا کو چھوڑ کر اپنی زندگی پر نظر ڈالے۔ اور اپنی حالت پر رحم کرے کہ میں نے دنیا میں کیا بنایا۔ سوچے اور ظاہری الفاظ کی پیروی نہ کرے۔ اور دعا میں مشغول رہے تو اُمید ہے کہ خدا اُسکو اپنی راہ دکھا دے گا نیک دل لیکر خدا کے سامنے کھڑا ہو۔ اور رو رو کر دعائیں مانگے۔ تضرع اور عاجزی کرے تب ہدایت پاویگا۔

ایک فرقہ وہ بھی ہے جو ہماری باتوں کو قبول نہیں کرتا۔ اُس سے ہماری بحث نہیں۔ اُنکی سرشت میں انکار ہے وہ موت کے بعد اسکا نتیجہ دیکھ لیں گے

سعادت مند کو تو سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ پتھر پر لوہا مارنے سے آگ اس لیے نکلتی ہے کہ آگ پتھر میں موجود ہے اور وہ صرف ضرب کا محتاج تھا۔ مگر جس کے اندر موجود نہیں اُس میں سے کیا نکلے گا۔

ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جبکہ اُس کے اندر تقویٰ ہو۔ ورنہ قبول نہیں ہوتی۔ زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔

اصل میں مخالف کی بات کا امتحان مخالف سے پوچھ کر ہوتا ہے میں نے تو اپنا مسلک بیان کر دیا ہے میرے پاس بہت عیسائی آیا کرتے تھے۔ اب نہیں آتے۔ میں تو ہمیشہ انکو یہی کہتا ہوں کہ زندہ مذہب ثابت کرو۔ مردہ تو ہمیں اُٹھانا پڑے گا۔ اور زندہ ہمکو اُٹھا دے گا۔ کچھ جواب نہیں دیسکتے یورپ۔ امریکہ میں ۱۶ ہزار اشتہار رجسٹری کرا کر بھیجا کوئی جواب نہیں آیا۔

ہمارا خدا زندہ ہے ہماری آواز سنتا ہے۔ ہمیں جواب دیتا ہے۔ پس ہم صلیب پر چڑھے ہوئے خدا کو کیوں مانیں۔ یہ لوگ شریر ہوتے ہیں اور انکے پاس باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں۔ میں ۱۵ برس کا تھا جب سے ان کے اور میرے درمیان مباحثات شروع ہیں ان کے پاس صرف اعتراض ہی اعتراض ہیں۔ اور ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں اور جاہلوں اور بدنصیبوں کو اُن اعتراضات سے تنگ کر جاتے ہیں دوسری طرف سے یہ لوگ اُسکو طمع دنیاوی دیکر ابتلا میں ڈالکر مرتد کر لیتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ۲۹ لاکھ آدمی کو انھوں نے ہند میں مرتد کیا ہے پس اسلام کا سخت دشمن یہی مذہب ہے۔

آریہ لوگ ہیں مگر ان کے ساتھ تو زمینی سلطنت بھی یاور نہیں وہ کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

ایک اخبار نے اپنی تحقیقات لکھی ہے کہ آریہ مذہب کے ہونے سے ہندو بہت مسلمان ہو رہے ہیں۔ مرتے بھی بہت ہیں۔ اور مذہب بھی بہت چھوڑتے جاتے ہیں۔ پس یہ مذہب تو کچھ چیز نہیں۔

طاعون کو دیکھا ہے کہ پہلے ہندو میں آتی ہے۔ بمبئی۔ سیالکوٹ۔ جالندھر وغیرہ میں پہلے ہندو سے شروع ہوئی اور جب مسلمانوں میں گئی تو بھی ہندو کو شامل کر لیا۔

نو وارد صاحب نے وجودی فرقہ کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا میرے نزدیک یہ بات بھی تدبر کرنے کے لائق ہے یعنی وجود اور شہود۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ وہاں قدم رکھنا غلطی اور جرأت ہے جہاں انسان قدم رکھنے کا مستحق نہیں وجودی فلسفی رنگ کا دعویٰ کرتا اور کہتا ہے کہ جسطرح ڈاکٹر مردہ پھاڑ کر اُسکا اندر دیکھ لیتا ہے میں نے اسی طرح خدا کو دیکھ لیا ہے۔ یہ بھی دعویٰ کیا ہے الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینہا یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔

شہودی مذہب استیلاءِ محبت کا نام ہے جیسے لوہا اگر آگ میں نہایت سرخ کیا جاوے تو اس صورت میں کوئی دیکھنے والا اگر اُسکو آگ کہدے تو ایک صورت سے معذور ٹھہر سکتا ہے کیونکہ آگ اُس پر مستولی ہوئی ہوئی ہے کسی کا شعر ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

غرض شہودی مذہب کی یہ بنا ہے کہ انسان خدا کے وجود سے بہت بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ جب خدا اور مخلوق کی محبت ایک دل میں آکر جمع ہوتی ہے تو انسان پر ایک نیا رنگ چڑھتا ہے

اور اُس حالت میں وہ اپنے آپکو دیکھتا ہے کہ گویا بالکل خدا میں کھویا گیا ہے اور اپنے تئیں محو دیکھتا اور خدا ہی خدا نظر آتا ہے - وجودی ایک حقیقت کا اظہار ہوتا ہے اسکو محبت سے کچھ تعلق نہیں جیسے آج کل کے وجودیوں کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے کہ میں خدا ہوں۔

شہود والا کہتا ہے کہ انسان الناس ہے خدا خدا ہے - یعنی شہود کے طور پر اپنے تئیں طالب اور خدا میں کھویا ہوا پاتا ہے -

اگر انسان کو خدا بننا تھا تو یا تو اس جہان میں خدا بنتا یا آخرۃ میں خدا بنتا مگر ثابت ہے کہ یہاں بھی انسان ہے اور وہاں بھی یہ جامہ تو اس کے اوپر سے اُترتا نظر نہیں آتا -

ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص اپنا رنگ رکھتا ہے - بہت لوگ قوالی میں ہی لذت اُٹھاتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ عارفانہ مشرب نہیں پس اگر اسکی کوئی دلیل دنیا میں ہوتی تو چاہیے تھا کہ کوئی آدمی تو ایسا نظر آتا کہ جس میں خدائی کے صفات ہوتے دنیاوی لوگوں کے مثل مگر مرت خدا اور خدا کے مرسل بندہ کا مقابلہ یوں ہو سکتا ہے کہ مسیح کو تو خدا مانا - اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے ایک مرسل تھے - پس مقابلۃً دیکھلو کہ مسیح کو تو پکڑ لیا گیا - اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے والا خود مرگیا - پس انصاف کرو کہ ایک شخص انسان کہلاتا اور اپنا کام خدا پر چھوڑتا - اُسکا پکڑنے والا خود مارا جاتا - یہودی جنکی صفت میں آیا ہے ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وہ اُس خدا کہنے والے کو ایک ہی گھنٹہ میں گرفتار کر لیتے اور مارنے کو طیار ہو جاتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اگر کوئی یہ کہے کہ وہ محض خدائی تھی تو اسکو جانے دو - جہانتک ہم دیکھتے ہیں خدا ہم سے باتیں کرتا ہے اور خوارق اور معجزات دکھلاتا ہے پھر بھی ہم انسان ہیں - دیوار کا وجود ایک الگ چیز ہے اور دھوپ کا وجود الگ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔

الآخر السورہ

یہ ساری باتیں چاہتی ہیں کہ کوئی رب ہی اور کوئی چیز مخلوق بھی ہے - پس ہمکو اپنی خدائی کا ثبوت دیں - خدا نے انسان کو مخلوق پیدا کیا ہے اور دنیا میں بھی مخلوق بنایا ہے - پھر ہم چاند سورج وغیرہ کو کسطرح خدا مان لیں -

تمام انبیا سے خوف ظاہر ہوتے رہے ہیں - اگر اُن میں کچھ بھی خدائی کا رنگ ہوتا تو خوف کیوں آتا -

میری جماعت میں بھی ایک شخص مولوی احمد جان صاحب وجودی تھے - کبھی اُنھوں نے مجھ سے اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کی اب تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں - اور ساری عمر اسی میں گذار دی -

ہم کسی کے مذہب پر نہیں - ہم تو اسلم اور روشن تر راہ اختیار کرتے ہیں - وجودیہ کے کوئی دشمن نہیں ہم تو اُنکو قابل رحم سمجھتے ہیں -

اسپر نوراحمد صاحب نے آیۃ ھو الاول ھو الاخر آہ وحدۃ وجود کے ثبوت میں پیش کی -

فرمایا اللہ تعالے کا کلام ایسا ہے کہ اسکی تفصیل بعض آیت کی بعض آیت سے ہوتی ہے - اول کی تفسیر یہ ہے کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئا - آخر کے معنے کیے کل من علیھا فان - ہم تو اُنہیں معنوں کو پسند کریں گے جو خدا نے بتلائے ہیں -

افسوس ہے کہ اس زمانہ کے وجودی صوم وصلوۃ کے تو پابند ہی نہیں اور قرآن کو کبھی کھولکر دیکھا ہی نہیں - ہاں میں اپنے اس ملک کی بات کرتا ہوں - جس میں جالندھر - بٹالہ - ہوشیارپور سیالکوٹ وغیرہ شامل ہیں - ان لوگوں کو مینے شراب خوروں بھنگیوں - اور دہریوں کی مجلس میں اکثر دیکھا ہے - اکثر کہتے ہیں کہ وجودی وہ ہے جو خدا کا نام بھی نہ لے - بلکہ جو کچھ ہے مخلوق ہے - پس یہ لوگ کہتے ہیں کہ اعلے وجودی وہ ہے کہ جسکو لوگ دہریہ کہتے ہیں - پس ہر شخص اپنے قول وفعل کا خود ذمہ وار ہے -

وکان اللہ ولم یکن معہ شیئا

حدیث ہے اور حدیث اور توریت سے ثابت ہے کہ خدا تھا اور زمین اور آسمان وغیرہ میں سے کچھ نہ تھا - یہ مسلم مسئلہ ہے تمام اہلکتاب کا پس ہمارا اختیار نہیں کہ مروڑ کر اور معنی کرلیں بعض آدمی مذاق کے دلدادہ ہوتے ہیں - مگر مذاق بھی ایک قسم کا زہر ہے ہمیں مذاقی معنے پسند نہیں کرنا چاہییں بلکہ توارد - قرآن - اور حدیث کو دیکھنا چاہیے - وہ یہی کہتی ہیں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ ان موجودہ چیزوں میں سے ایک بھی نہ تھی -

میرے خیال میں وحدۃ وجود بھی مذاق سے پیدا ہوا ہے -

کل کتب گذشتہ سے یہی معنی ثابت ہوتے ہیں - اور اس کی تفصیل قرآن اور توریت میں موجود ہے - اول تو ان بحثوں کی حاجت نہیں انسان کے واسطے پہلے تو یہی امر ضروری ہے کہ اجمالی طور پر خدا پر ایمان لاوے جب اُسکا ایمان پیدا ہوگا تو خود بخود اُس پر حقائق کھلتے جاوینگے -

دیکھو ایک مرض میں قوت ذائقہ جاتی رہتی ہے - ترشی - میٹھا - کڑوا نمکین وغیرہ سب کچھ ایک مزہ معلوم دیتا ہے - پس معلوم ہوا کہ قوۃ حاسہ بھی کام دے رہی ہے - ایک قوۃ ناک میں ہوتی ہے جس کے وہ نہیں رہتی اسکو اخشم کہتے ہیں بعض نے

کانوں کی قوت ماری جاتی ہے۔ پس جب اسطرح بعض قوتیں جاتی رہتی ہیں تو اسی طرح بعض اوقات دینی قوتیں بھی بے حس ہو جاتی ہیں۔ اور انسان سید احمد خان کی طرح دعا کا قبول ہونا اور ایسی باتیں ناممکن خیال کر بیٹھتا ہے

دعا کے قبول ہونے پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ اور ہم نے اور ہمنے اسکا نتیجہ بھی دیکھا ہے کہ لیکھرام کے قتل سے پہلے پانچ سال مینے خبر دی تھی۔

مینے سید احمد خاں کو لکھا تھا کہ مینے لیکھرام کے واسطے دعا کی ہے تو مجھے خبر دی گئی ہے کہ تیری دعا قبول ہوگئی ہے اور خدا تعالے اسکو ہیبت ناک موت سے مارے گا یہی نمونہ تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ دعا قبول نہ ہوئی تو تمہارے دعوی کا ثبوت ہوا اور اگر قبول ہوگئی تو تم اس عقیدہ سے توبہ کرنا۔ اور وہ لیکھرام کی موت کو دیکھکر فوت ہوا تھا

پس اللہ تعالے فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ آنکھیں تو اسکو دیکھ نہیں سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ جب یہ حجاب دور ہوگیا تو پھر باقی کیا رہ گیا۔

اصل میں یہ سب مذاقی باتیں ہیں ثبوت تو وہ ہے جس کا نمونہ انسان دکھلا دیوے۔ آنحضرت صلعم۔ موسی۔ عیسی کے مصائب پر ذرا غور کرو۔

ان باتوں کے ذکر کی ضرورت نہیں اول خدا سے تعلق پیدا کرو۔ جب انسان کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو اندر کے حالات کا آپ ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ جب تک گھر سے ہزاروں کوس دور ہے تو اندر کے حالات کیطرح بتلا سکے گا۔ یہ مناسب ہے کہ آپ چند روز ہمارے پاس رہیں اور خاص ہمارے سلسلہ کے متعلق جو اعتراض ہوں وہ بیان کریں۔

تو کارے زمیں را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

ہمنے بعض آدمی ایسے دیکھے ہیں جو کہتے ہیں کہ ابھی اس جھگڑے کو جانے دو۔ رفع یدین۔ اور انگلی کے اٹھانے کا فیصلہ کرو۔ مگر یہ اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے

نو وارد صاحب کیطرف سے سوال ہوا کہ سایہ کا وجود ہے کہ نہیں یعنی اسکی ذات ہے کہ نہیں۔

فرمایا وجود کے معنے ہیں مَا يُوْجَدُ یعنی جو چیز پائی جاوے۔ اس کی ہویت ہو یا نہ ہو۔ آپ آئینہ دیکھتے ہیں اس میں چہرہ نظر آتا ہے ہویت تو نہیں یعنی ایک مستقل شے قایم بالذات پس ہویت تو نہیں ہے لیکن وجود ہے۔ وجود اور ہے۔ اور ہویت اور ہے۔

آفتاب سے جہاں ظل ہے وہاں بھی دھوپ ڈالتی ہے مگر ایک چیز نے درمیان آکر ظل پیدا کر دیا ہے آفتاب اور ظل کے درمیان جبتک اوٹ نہ ہو سایہ نہیں ہو سکتا۔

خیر آپ کو بھی اس وجودیت سے کچھ مذاق ہے۔ اور ہم آپ کے مذاق کے خلاف ہیں

پھر سوال ہوا کہ روح کا اطلاق کہاں آتا ہے۔

فرمایا۔ بات یہ ہے کہ آپ کئی مرتبہ خوابوں میں طرح طرح کے تمثلات دیکھا کرتے ہوں گے اور بلا شبہ آپ جانتے ہیں کہ ان کا وجود کچھ نہیں حکمانے بھی لکھا ہے پس جسطرح ہمارے تصورات ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی صفات میں سے اس کے تصورات بھی ہیں پس جو تصور آتا ہے اگر انسانی ہے تو وہ ہیچ ہے اور اگر خدا کا ہے تو اس سے مخلوق پیدا ہو جاتی ہے مگر خدا کی کنہ میں ہم دخل نہیں دیسکتے

اسلم طریق یہی ہے کہ انسان لا تدرکہ الابصار پر ایمان رکھے کہ میرا منصب نہیں کہ خدا کی کل صفات کے میں دیکھلوں اور انکی تحقیقات کروں۔

طبیب بیان کرتے ہیں کہ پانی سرد اور آگ گرم ہے مگر یہ نہیں بتلا سکتے کہ پانی سرد کیوں ہے اور آگ گرم کیوں ہے تو فلاسفر بھی یہاں کنہ اشیاء میں آکر عاجز رہ گئے ہیں۔ یہاں اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ پر چلے کہ ہم خدا پر چھوڑ دیں

بعض اکابر محی الدین ابن العربی وغیرہ کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے بس یہی کہ یہ بحث فضول ہے یہ بات اور مرنے کے بعد معلوم ہوں گے اور بہت سی ایسے ہوں کہ مرنے کے بعد بھی نہیں معلوم ہوں گے۔

محی الدین بھی قائل ہیں کہ انسان متقی ہو اور خدا پر ایمان لانے والا ہو تو نجات پائے گا۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء

دربار شام بعد ادائے نماز مغرب حسب معمول حضرة اقدس علیہ الصلوۃ والسلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ الله الرحیم نے سخنہ ہند کے ایڈیٹر کا ایک کارڈ سنایا۔ جس میں اس نے اپنا ایک خواب لکھا تھا کہ گویا وہ قادیان آیا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ سر پائوں تک لگا ہوا ہے

مامور ایک آئینہ ہے اسپر حضرة حجۃ الله نے فرمایا کہ تعبیر الرؤیا میں یہ صاف لکھا ہے کہ جو لوگ مامورین کو بری صورت میں دیکھتے ہیں وہ لوگ اپنی پردہ دری کراتے ہیں۔

مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے والد مرحوم نے ایکبار مجھسے ذکر کیا کہ ایک ہندو اُن کے پاس آیا کرتا تھا جو رغبت اسلام رکھتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کشمیر سے آیا اور اس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ اب میں پکا ہندو ہوگیا ہوں لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد جو اُسکو دیکھا تو وہ عیسائی ہوگیا تھا جب اُس سے وجہ پوچھی گئی تو اُس نے کہا کہ مینے

ایک خواب دیکھا تھا جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک تاریک کوٹھڑی میں دیکھا اور اس میں آگ جل رہی تھی (لعنۃ اللہ علیہ) گویا خبیث نے اُسکو دوزخ سمجھا اور اس کے گرد پادریوں کو دیکھا اس سے میں نے نتیجہ نکالا کہ پادری حق پر ہیں اور آپ (معاذ اللہ) مغلوب ہو رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو تعبیر کا علم نہ تھا مجھ سے جب انھوں نے کہا تو میں نے کہا کہ اسکی یہی تعبیر ہے جو حالت اس شخص کی ہوئی۔ چنانچہ تعطیر الانام میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جب کسی نبی مامور ومرسل کو ردی حالت میں دیکھتا ہے مثلاً مجذوم دیکھتا ہے یا برہنہ دیکھتا ہے یا یہ کہ وہ بُری غذا کھاتے ہیں تو یہ سب اس کے اپنے ہی حالات ہوتے ہیں انبیا آئینہ کا حکم رکھتے ہیں اور اس کی اصلی صورت دکھا دیتے ہیں اور یہ بات ہماری اپنی تجربہ کردہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مامور و مرسل کو بُری حالت میں دیکھتے ہیں تو جلدی ہی اُنکی وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی عقوبت کے دن قریب ہوتے ہیں یہ میری تجربات سے ہے۔

نو وارد مولوی حامد حسین صاحب نے کہا کہ میں مکہ معظمہ میں تھا حاجی امداد اللہ صاحب سے ایک شخص نے ایسا ہی کہا کہ میں نے ایسی شکل پر دیکھا ہے تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ یہ تمھاری اپنی شکل ہے[+]

اس کے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جلسہ ندوۃ العلماء پر جو کارروائی کی تھی اُسکا تذکرہ کیا جسکو سُنکر حضرت حجۃ اللہ محظوظ ہوے۔

پھر مولوی عبد اللہ صاحب نے اس روئداد کے تتمہ کے طور پر مولوی محمد حسین صاحب کا کچھ ذکر کیا اور مولوی مبارک علی صاحب نے اپنا ایک واقعہ سنایا یہ سب امور جلسہ ندوہ کے متعلق ہمارے اپنے مضامین میں آئیں گے

زاں بعد مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے ابزرور میں سے پاینیر کا نقل کیا ہوا ایک مذہب نئی عنوان سے پڑھا۔ جس میں ڈاکٹر ڈوئی کو جو دعوت کی گئی ہے اُس پر ریمارک تھا پھر بعد نماز عشاء اجلاس ختم ہوا۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(۱)

صبح کی سیر حضرت حجۃ اللہ علی الارض حسب معمول سیر کو نکلے

چند آدمیوں نے اپنے خواب سُنائے آپؑ نے فرمایا باطل میں جو طیاریاں حق کیطرف آنے کے لیے ہو رہی ہیں اسکی نظارے دکھلائے جاتے ہیں۔ رویا کا بھی عجیب عالم ہوتا ہے جن باتوں کا نام و نشان نہیں ہوتا وہ وجود میں لائی جاتی ہیں معدوم کا موجود اور موجود کا معدوم دکھایا جاتا ہے اور عجیب عجیب قسم کے تغیرات ہوتے ہیں آدمی کا جانور اور جانور کے آدمی دکھائے جاتے ہیں۔

۲۔ ہمارے موجودہ مخالفوں اور دس برس پہلے کے مخالفوں میں بہت بڑا فرق ہو گیا ہے پہلے تو اپنے عقیدوں کو سچے ہی سمجھتے تھے مگر اب صرف نفاق سے کہتے ہیں جو کہتے ہیں ورنہ ان عقائد کی غلطیوں کو دل میں تسلیم کر چکے ہیں (جحدوا بها واستيقنتها انفسهم)

(ایڈیٹر)

ایک شخص جو اپنے تئیں سچا سمجھتا ہے وہ خدا تعالےٰ پر بھروسا کرتا ہے مگر یہ اب بھروسا نہیں کر سکتے۔ اور اسی لیے اگر خواہ کئی ہزار روپے کا اشتہار دیا جاوے یہ اپنے آپ کو مقابل ہو کر نشانہ نہ بنائیں گے۔

۳۔ مخالفوں کی کمی اور اپنی روزافزوں ترقی پر فرمایا۔ یہ فوق العادۃ ترقی نہو اگر تغیر واقع نہ ہوا ہو۔ انکا خزانہ کم ہو گیا ہے اور ہمارا بڑھ رہا ہے۔ اگر ان کے پاس اپنی سچائی کے دلائل ہیں تو یہ لوگ کیوں روک لیں اگر کوئی بڑا سیلاب آیا ہوا ہو اور کسی کا گھر تباہ ہو رہا ہو اور اُس کے پاس سامان بھی ہو تو کیا وہ اُسکے روکنے کی سعی نہ کرے گا؟

ہمارے پاس جو ہر روز بیعت کے لیے آتے ہیں انہیں سے ہی آتے ہیں آسمان سے تو نہیں آتے۔

۴۔ ندوۃ العلماء کے جلسہ کی تقریب پر فرمایا کہ اشاعت رسالوں کی

+ **نوٹ** ایڈیٹر شحنہ ہند کے مرشد سابق حال شاگرد حافظ محمد جان رامپوری کا ایک قصہ ایسا ہی پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے سُنایا کہ ایک زمانہ میں حافظ صاحب نے کہا کہ میں نے تمھارے والد شاہ حبیب الرحمن صاحب کو خواب میں دیکھا ہے کہ اُن کے تمام بدن پر زخم ہیں اور جگہ جگہ پٹیاں خراب بدبودار بندھی ہوئی ہیں اور وہ درد سے کرا رہے ہیں اور شاید آگ میں یا گڑھے میں پڑے ہوئے

بقیہ نوٹ۔ ہیں چنانچہ حافظ صاحب اس خواب کے بعد اُسی حالت گرفتار ہوے چونکہ شاہ حبیب الرحمن صاحب ایک نیک اور مشہور ومعروف راستباز تھے اُنکی صورت میں خدا نے جو یہ ہی اُنکو راستباز اور اولیاء الرحمن سے جانتے تھے ان کا اپنا ہی نقشہ روحانی خدا نے دکھلایا یہ ایک بدحالت میں مبتلا ہوے کہ اجمیر سے لیکر اور سہارنپور تک لاکھوں آدمی انکی خطرناک حالت سے واقف ہیں اور اتنک اس حالت کا بقیہ موجود ہے یہ ایک مختصر کیفیت سے شحنہ ہند کو مطلع کیا گیا ہے اور تفصیلی حالات دکھیت سے وہ خود واقف ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی یہی حالت وہ ہے کہ وہ خود اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھ سکتے ہیں۔ پس خدا نے جو کچھ ایڈیٹر شحنہ ہند کو خواب میں دکھلایا ہے وہ عین اُسکی حالت خراب کا فوٹو ہے۔ ایڈیٹر۔

خوب ہوگئی بہت اچھا ہوا بہت سے لوگ واقف ہو جائیں گے اور انکو پڑھ لیں گے۔ دہلی کے جلسے سے پہلے نزول المسیح بھی طیار ہو جاوے تو اچھا ہے۔

۵۔ ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میاں نبی بخش صاحب عرف عبدالعزیز صاحب نمبردار بٹالہ کا تو یہ نامہ جو انہوں نے بھیجا ہے الحکم میں چھاپ دیا جاوے اور ساتھ اپنا ایک رویا بھی جسے بارہا آپ نے فرمایا ہے سنایا کہ میں نے ایکبار اس کے متعلق دیکھا تھا کہ گویا اسی راستہ ہم سیر کو نکلے ہیں تو اس بڑ کے درخت کے نیچے جو میراں بخش حجام کی حویلی کے پاس ہے نبی بخش سامنے سے آکر ملا ہے اور اس نے مصافحہ کیا ہے یہ رویا ان دنوں کی ہے جب وہ مخالفت کے اشتہار چھپوا تا پھرتا تھا۔

۶۔ جماعت کی ترقی پر اور مولوی محمد حسین کے ابھی تین سو تیرہ ہی گنتے رہتے پر فرمایا۔ کہ بڑے زور سے ترقی ہو رہی ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ خدا قادر ہے کہ ایک دم میں تین سو تیرہ سے تین لاکھ تیرہ ہزار کر دے۔ یہ ترقی محمد حسین کے لیے تو اعجاز ہے اگر وہ سوچے اور سمجھے براہین احمدیہ کو پڑھے یہ کتاب جسنے اب تو نہیں بنا لی جس میں لکھا ہوا ہے کہ تیرے ساتھ فوجیں ہونگی باوجود مولویوں کی اسقدر مخالفت کے پھر اس قوم کا ترقی کرنا کیا یہ معجزہ نہیں جبکہ وہ اپنے ارادوں میں عاجز آگئے کسقدر جدو جہد ان لوگوں نے ہمارے نابود کرنے کے لیے کی گورنمنٹ تک سے چاہا کہ کسی نہ کسی طرح سے ہمکو پھنسا دیں مگر خدا تعالیٰ نے ایسی زور شور سے ترقی کی جسقدر زور انہوں نے مخالفت میں لگایا۔ اب تو بات صاف ہوگئی ہے مردم شماری کے کاغذات سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہماری جماعت تین سو تیرہ ہے یا ایک لاکھ کے قریب

۷۔ طاعون نے انکو دو طرح گھٹایا ہے کچھ مرتے ہیں اور اکثروں کو ادھر ملا یا ہے

اصل یہ ہے کہ جو بیج اچھی طرح بویا جاوے اور وقت پر بارش بھی ہو وہ دیکھتے ہی دیکھتے نشو و نما پاتا اور ترقی کرتا ہے دلوں کا کھینچنا اور قائم رکھنا یہ خدا کا کام ہے ان مخالفوں کو اگر اب ابو سفیان کیطرح نظارہ کرایا جاوے تو حیران ہو جائیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی فوج دکھائی۔ اور عباس کو کہا کہ انکے پاس ٹھہر کر دکھاؤ۔ اور جب اس نے وہ نظارہ کیا تو اس نے کہا کہ تیرا بھتیجا بڑا بادشاہ ہوگیا ہے مگر اسکو جواب دیا گیا کہ بادشاہی نہیں نبوۃ ہے۔

براہین احمدیہ کے زمانہ پر غور کیا جاوے جب وہ چھپ رہی تھی۔ ابتو نہیں بنائی گئی اسوقت کے الہامات اسمیں درج ہیں جو انگریزی میں بھی ہیں اور عربی میں بھی

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَہٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

ایک مخلوق ہماری طرف رجوع کریگی تو کہا جائے گا الیس ھذا بالحق۔ فانتہی امر الزمان الینا عربی میں بڑا عجیب فقرہ ہے۔ کہ زمانہ کا رجوع ہماری طرف ہوگا۔ اور آخری فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ غرض بڑی بڑی پیشگوئیاں ہیں جیسے یہ کہ **بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ملوک کو بھی اسطرف توجہ ہوگی۔ اور انمیں بھی اس سلسلہ کی اشاعت ہوگی۔ ملوک اور رؤسا کے کان حق کے سننے سے بہرے ہوتے ہیں نہ خود انکو عادت ہوتی ہے اور نہ ان کے پاس والے ایسے ہوتے ہیں ان کے مصاحب اور پاس رہنے والے بد وضع لوگ ہوتے ہیں اسلیے وہ اپنی سد و نہا کا باعث سمجھتے ہیں اگر وہ دین کی طرف توجہ کریں۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہونگے اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہوگی۔ پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھلائے بھی گئے وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے۔

اصل یہ ہے کہ خدا کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم مکہ معظمہ کی گلیوں میں تکلیف اٹھاتے پھرتے تھے اسوقت کون خیال کر سکتا تھا کہ اس شخص کا مذہب دنیا میں پھیل جائے گا۔

علم خدا تعالیٰ کے سوا اور کسیکو نہیں ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کا دائرہ بھی اشاعت اسلام کے متعلق اتنا نہ تھا جتنا اب ہے وہ تو یقین کرتے تھے کہ ہم فتح پائیں گے میرا مذہب تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہی علیم و خبیر ہے۔ ضروری نہیں کہ پیغمبروں پر بھی تفصیلی حالات ظاہر کیے جائیں۔ وہ جتنا علم چاہتا ہے دیتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر اسوقت آئیں تو اسلام کی اسقدر وسیع اشاعت اور ترقی کو دیکھکر حیران ہو جائیں

۸۔ اپنے تائیدی ثبوتوں کے متعلق فرمایا کہ اب وہ اسقدر کثرت سے ہوگئے ہیں کہ گنتے بھی نہیں جاتے۔ ہر روز زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ مجھے بارہا خیال آیا ہے کہ اگر کسی رئیس کو یہ خیال پیدا ہو تو جس [illegible] خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی سچائی کو ظاہر کیا ہے وہ ایک جلسہ کرکے اس ثبوت کو ہم سے لے۔ یہ ثبوت چار قسم کے ہیں اگر عقل کو بھی اسمیں داخل کر لیا جاوے (۱) نصوص قرآنیہ و حدیثیہ (۲) آیات ارضیہ و سماویہ (۳) ضرورۃ مشہودہ و محسوسہ (۴) دلائل عقلیہ۔ اس ترتیب سے اگر عیسائیوں کے اس جلسہ کیطرح (جو ۱۵ دن تک امرتسر میں ہوتا رہا) ایک جلسہ کیا جاوے۔ [illegible] سوم کیطرح جیسے ایک مذہبی جلسہ کیا تھا

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(دربار شام)

دعا بعد نماز

مولوی سید محمود شاہ صاحب جو سہارنپور سے تشریف لائے ہوئے ہیں حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب آپ نماز مغرب سے فارغ ہو کر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے یہ عرض کیا کہ میں نے آج تحفہ گولڑویہ اور کشتی نوح کے بعض مقامات پڑھے ہیں۔ میں ایک امر جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اگرچہ وہ فروعی ہے لیکن پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے

کہ ہم لوگ عموماً بعد نماز دعا مانگتے ہیں لیکن یہاں نوافل تو خیر دعا بعد نماز نہیں مانگتے

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ اصل یہ ہے کہ ہم دعا مانگنے سے تو منع نہیں کرتے اور ہم خود بھی دعا مانگتے ہیں اور صلوٰۃ بجائے خود دعا ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ ہندوستان میں یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیل ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے اس لیے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے جس میں کراہت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ نماز ایسی شے ہے کہ جس سے ایک ذوق، انس اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ مگر جس طرز پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضور قلب نہیں ہوتا اور بے ذوقی اور بے لطفی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں بلکہ حضور قلب کی کوشش کریں جس سے انکو سرور اور ذوق حاصل ہو۔ عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ جلدی جلدی اسکو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لیے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے اور اسی لیے ام الادعیہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ دعا مانگی جاتی ہے۔ انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔ اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ اس لیے فرمایا کہ نماز گری پڑتی ہے۔ مگر جو شخص اِقَامُ الصَّلٰوۃ کرتے ہیں تو وہ اسکی روحانی صورت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر وہ دعا کی محویت میں ہو جاتے ہیں۔ نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اسے پی لے اسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہو سکتا ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اسکا اثر نہیں جاتا۔ مومن کو بے شک اٹھتے بیٹھتے ہر وقت دعائیں کرنی چاہییں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو یہ بھی دعا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس تک برابر نماز پڑھتے ہیں پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں کوئی اثر روحانیت اور خشوع و خضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا اسکا یہی سبب ہے کہ وہ وہ نماز پڑھتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے ایسی نمازوں کے لیے ویل آیا ہے۔ دیکھو جس کے پاس اعلیٰ درجہ کا جوہر ہے تو کیا کوڑیوں اور پیسوں کے لیے اسے اسکو پھینک دینا چاہیے؟ ہرگز نہیں اول اس جوہر کی حفاظت کا اہتمام کرے اور پھر پیسوں کو بھی سنبھالے اس لیے نماز کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھے۔

سائل۔ الحمد شریف بیشک دعا ہے مگر جنکو عربی کا علم نہیں انکو تو دعا مانگنی چاہیے۔

حضرت اقدس۔ ہم نے اپنی جماعت کو کہا ہوا ہے کہ طوطہ کی طرح مت پڑھو سوائے قرآن شریف کے جو رب جلیل کا کلام ہے اور سوائے ادعیہ ماثورہ کے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھیں۔ نماز با برکت نہ ہوگی جب تک اپنی زبان میں اپنے مطالب بیان نہ کرو۔ اس لیے ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے۔ اور رکوع میں سجود میں مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو عرض کرے۔ ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں۔ اس لیے میری جماعت کے لوگ اس تعلیم کے موافق نماز کے اندر اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں اور ہم بھی کر لیتے ہیں اگرچہ ہمیں تو عربی اور پنجابی یکساں ہی ہیں مگر مادری زبان کے ساتھ انسان کو ایک ذوق ہوتا ہے اس لیے اپنی زبان میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے مطالب اور مقاصد کو بارگاہ رب العزت میں عرض کرنا چاہیے۔ میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہد کرو جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں باقی نوافل اور سنن کو جیسا چاہو طول دو۔ اور چاہیے کہ اس میں گریہ و بکا ہو تا کہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے نماز ایسی شے ہے کہ سیئات کو دور کر دیتی ہے جیسے فرمایا اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

نماز کل بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ حسنات سے مراد نماز ہے۔ مگر آجکل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکار سمجھا جاتا ہے کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے کیونکہ اسکا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا نرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا آخر مرکر خدا تعالے کے حضور جانا ہے دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اُسکا نسخہ استعمال کرتا ہے اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اُسکا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رو بدنیا اور سفلی زندگی میں نگو نسار ہیں اور انھیں نہیں معلوم کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے؟ اسکے معنوں پر بھی انھیں اطلاع نہیں ہے طبیعتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ جو عادت پسند ہوتی ہیں جیسے اگر ہندو کا کسی مسلمان کے ساتھ کپڑا بھی چھو جاوے تو وہ اپنا کھانا پھینک دیتا ہے حالانکہ اس کھانے میں مسلمان کا کوئی اثر سرایت نہیں کر گیا زیادہ تر اس زمانہ میں لوگوں کا یہی حال ہو رہا ہے کہ عادت اور رسم کے پابند ہیں اور حقیقت سے موافقت اور آشنا نہیں ہیں۔ جو شخص دل میں یہ خیال کرے کہ یہ بدعت ہے کہ نماز کے پیچھے دعا نہیں مانگتے۔ بلکہ نماز میں دعائیں کرتے ہیں یہ بدعت نہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے ادعیہ عربی میں سکھائی تھیں جو ان لوگوں کی اپنی مادری زبان تھی اسی لیے اُن کی ترقیات جلدی ہوئیں۔ لیکن جب دوسرے ممالک میں اسلام پھیلا تو وہ ترقی نہ رہی اس کی یہی وجہ تھی کہ اعمال رسم و عادت کے طور پر رہ گئے ان کے نیچے جو حقیقت اور مغز تھا وہ نکل گیا۔ اب دیکھ لو مثلاً ایک افغان نماز تو پڑھتا ہے لیکن وہ اثر نماز سے بالکل بیخبر ہے۔ یاد رکھو رسم اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز۔ صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالے کے قرب کا کوئی قریب ذریعہ نہیں یہ قرب کی کنجی ہے اسی سے کشوف ہوتے ہیں اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی اسکو اچھی طرح سے سمجھکر ادا نہیں کرتا تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے اور اس سے پیار کرتا ہے جیسے ہندو گنگا سے پیار کرتے ہیں۔ ہم دعاؤں سے انکار نہیں کرتے بلکہ ہمارا تو سب سے بڑھ کر دعاؤں کی قبولیت پر ایمان ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فرمایا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے بعد دعا کرنا فرض نہیں ٹھیرایا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی **التزامی** طور پر مسنون نہیں ہے آپ سے التزام ثابت نہیں ہے اگر التزام ہوتا اور پھر کوئی ترک کرتا تو یہ معصیت ہوتی۔ تقاضاء وقت پر آپ نے خارج نماز میں بھی دعا کر لی۔ اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ آپکا سارا ہی وقت دعاؤں میں گذرتا تھا لیکن نماز خاص خزینہ دعاؤں کا ہے جو مومن کو دیا گیا ہے اس لیے اسکا فرض ہے کہ جب تک اسکو درست نہ کرلے اور طرف توجہ نہ کرے کیونکہ جب نفل سے فرض جاتا رہے تو فرض کو مقدم کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ذوق اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز میں بے شک دعائیں کرے ہم منع نہیں کرتے ہم تقدیم نماز کی چاہتے ہیں اور یہی ہماری غرض ہے مگر لوگ آجکل نماز کی قدر نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالے سے بہت بُعد ہو گیا۔ مومن کے لیے نماز معراج ہے اور وہ اس سے ہی اطمینان قلب پاتا ہے۔ کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنی عبودیت کا اقرار۔ استغفار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود غرض وہ سب امور جو روحانی ترقی کے لیے ضروری ہیں موجود ہیں ہمارے دل میں اس کے متعلق بہت سی باتیں ہیں جنکو الفاظ پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے بعض سمجھ لیتے ہیں اور بعض رہ جاتے ہیں مگر ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تھکتے نہیں کہتے جاتے ہیں جو سعید ہوتے ہیں اور جنکو فراست دی گئی ہے وہ سمجھ لیتے ہیں

سائل۔ ایک شخص نے رسالہ لکھا تھا کہ ساری نماز اپنی ہی زبان میں پڑھنی چاہیے

حضرت اقدس۔ وہ اور طریق ہوگا جس سے ہم متفق نہیں قرآن شریف بابرکت کتاب ہے اور رب جلیل کا کلام ہے اسکو چھوڑنا نہیں چاہیے ہم نے تو ان لوگوں کے لیے دعاؤں کے واسطے کہا ہے جو اُمّی ہیں اور پورے طور پر اپنے مقاصد عرض نہیں کر سکتے انکو چاہیے کہ اپنی زبان میں دعا کرلیں + ان لوگوں کی حالت تو یہاں تک پہونچی ہوئی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ فتح محمد ایک شخص تھا اُس کی چچی بہت بڈھی ہو گئی تھی اُس نے کلمہ کے معنے پوچھے تو اُسکو کیا معلوم تھا کہ کیا ہیں اُس نے بتائے۔ تو اُس عورت نے پوچھا کہ محمد مرد تھا یا عورت تھی جب اُسکو بتایا گیا کہ وہ مرد تھا تو وہ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگی کہ پھر کیا میں اتنی عمر تک بیگانے مرد ہی کا نام لیتی رہی؟۔ یہ حالت مسلمانوں کی ہو گئی ہے۔

خطبہ

جمعہ ۱۷ اکتوبر کو حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ نے پڑھا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ الی الرکوع

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جنکو حضور کی بیعت نصیب ہوئی۔ اُن میں دو بڑی عظیم الشان صفات ہیں کفار کے مقابلہ میں بڑے شدید ہیں اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔

اس آیت میں غور کرنے سے بڑے بڑے سبق ملتے ہیں۔ دنیا میں جو قوم خدا تعالے کی برکات اور امداد کو حاصل کرتی ہے خواہ سیاسی اور تمدنی امور میں یا باطنی اور روحانی مطالب میں غرض ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل اور ان برکات اور امداد کے حصول کی راہ بیان کی گئی ہے یاد رہے کہ جو قوم ایسی قوۃ قلبی اور شجاعت رکھتی ہے کہ دوسری قومیں (جو اس سے مخالف ہیں خواہ وہ ہزار ہی کیوں نہ ہوں) اسپر اپنا اثر نہ ڈال سکیں ضروری ہے کہ وہ قوم آپس میں رحیم کریم ہو۔ اور ہر ایک اسکو دیکھتے ہو۔ اپنے بھائی کے مقابلہ میں ہمیں سے کسی فرد کو نخوت و تکبر نہ ہو یہی ایک صفت ہے جو قوم کو دوسروں کے اثر سے متاثر ہونے سے بچالیتی ہے یا یوں کہو کہ اگر کوئی قوم ایسے افراد کا مجموعہ ہو کہ جن میں باہم رفق و محبت اور رحم و مروت اس درجہ پر ہو کہ حقیقی اخوت کے تمام آثار انہیں پائے جائیں تو یہ ضروری ہوگا کہ وہ قوم اپنے مخالفوں کے اثر سے متاثر نہ ہو

اسباب کو ہمیشہ حضور دل سے یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم نے ہر ایسی بات بیان کی ہے جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری ہے اور جس سے سچی فلاح اور اصلاح قوم کی ہو سکتی ہے اور ان ذرائع اور طرق میں سے یہ بھی ایک ضروری راہ ہے کہ قوم میں قوم بننے والا مصلح اپنی ایسی تاثیر ڈالے کہ اس سے وہ ایسی قوی القلب ہو جاوے کہ دوسروں کا اثر ہی اسپر نہ ہو سکے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کتنی قوۃ قدسی اور کمال تاثیر ہے کہ آپ نے ایک ایسی قوم بنائی جس کے یہ دو عظیم الشان صفات کہ وہ آپس میں رحیم کریم اور کفار پر شدید ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود بیان فرماتا ہے۔

قرآن شریف کے اس طرز بیان اور ترتیب پر غور کرنے سے یہ ذوق اور لطف اور بھی بڑھ جاتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا کامل اور مزکی انسان تھا اللہ تعالے قادر تھا کہ وہ اس آیت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع فرماتا مگر یہ کیا راز ہے جو محمد رسول اللہ سے شروع کیا ہے خدا تعالیٰ کی حکیم اور مجید کتاب جو ہر لغت کے استعمال میں ایک سچا اور زندہ سائنس اور فلسفہ رکھتی ہے اس نے محمد رسول اللہ کہنے میں اس امر کیطرف صریح اشارہ کیا ہے کہ **کامیابی کے لیے محمدی قوم ہونا چاہیے** یا بتغیر الفاظ یوں کہو کہ محمدی قوم ہی کامیاب ہوگی **محمدی قوم کیونکر بن سکتی ہے؟** اس قوم کے ہر فرد کی ہر حرکت و سکون قابل حمد ہو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیوں کامیاب ہوئے اس لیے کہ وہ محمد ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) محمدیت کی فطرۃ میں ہے کہ وہ کامیاب ہو۔ پس جو قوم اپنی اندر اسی قوت اور اثر کو لیتی ہے ضرور ہے کہ وہ کامیاب ہو اسی لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **اُسوۂ حسنہ** قرار دیا گیا ہے۔

دنیا کی قدیم تاریخ پڑھو اور قوموں کے زوال کے اسباب مطالعہ کرو معلوم ہوگا کہ جب کوئی قوم محمدیت سے الگ ہوئی اور اُس نے خدا تعالے کی صفات کا جانہ کر کے اُنکی بے حرمتی کی اور اپنے افعال اور اعمال سے خدا کی حمد نہ کی اور اسطرح جو اس قوم میں محمدیت کا اثر نہ رہا اسپر ہلاکت آئی ہے بابل جیسے قدیم شہر جس میں کئی لاکھ انسان رہتے تھے فسق و فجور کے باعث ہلاک ہو گئے بغداد جو مستعصم باللہ کے زمانہ میں بڑا بارونق شہر اور عروس دنیا کہلاتا تھا جب اسے ہلاکو خاں نے ایک رافضی ملا کے اشارہ سے تباہ کیا اور ۴۰ لاکھ علما فضلا ہلاک ہوئے اسوقت اُسکی کیا حالت تھی؟ فسق و فجور تعیش اور شہوۃ البطن اور حیوانی اور بہیمی خواہش ایسی غالب ہو گئی تھیں کہ وہ بالطبع چاہتی تھیں کہ انپر تباہی آوے دہلی کے قلعہ کی جب تباہی ہوئی۔ اُسوقت ایسی ہی حالت تھی صلی نکل گئے تھے اور یہانتک بدکاری اور حرامکاری پھیل گئی تھی کہ شہزادے غیر عورتوں سے اور انکی عورتیں غیر مردوں سے سیاہ کاری کرتی تھیں ایسی حالت میں خدا کا غضب بھڑکا اور اُسنے اسے تباہ کر دیا۔ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کا نظام حق و حکمت سے بھرا ہوا بنایا ہے اور زمین کبھی بھی زنا کی برداشت نہیں کر سکتی جب یہ سیاہ کاری اسکی پشت پر حد سے گذرنے لگتی ہے تو وہ اپنا تختہ الٹ چاہتی ہے اور خدا تعالیٰ تباہی کی کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے غرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جو شروع کیا اسمیں اشارہ مقصود تھا کہ **محمدیت ہی کامیاب ہوگی** محمد کے معنی ہیں جو بڑا احمد کیا گیا ہے کاش عیسائی اس لفظ ہی میں غور کرتے اگر وہ خدا کو مدبر بالارادہ اور مشیت پر سچا حکم نافذ کرنیوالا مانتے اور عجز و ناتوانی سے پاک اسکی صفات کو یقین کرتے تو محمد نام ہی ہزاروں براہین صداقت اپنے اندر رکھتا تھا کیونکہ اس نام میں ہزاروں ہزار پیشگوئیاں موجود ہیں منجملہ اُن کے کیا یہ کم پیشگوئی ہے کہ آج روئے زمین پر ۹۵ کروڑ انسان ہر وقت اور ہر آن اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک و سلم پڑھتے ہیں۔ دنیا میں کسی انسان کا نام لو۔

اطلاع حکیم فضل الدین صاحب مندرجہ ذیل اطلاع شائع کرتے ہیں (۱) بعض پیکٹ جو پیڈ روانہ کیے جاتے ہیں ڈاک خانہ کی غفلت کی وجہ سے گم ہو جاتے ہیں۔ جنکا بوجھ دفتر پر پڑتا ہے

جسکی اسقدر حمد کی گئی ہو ؟ اور کیجاتی ہو کیا یہ ناگہانی اور اتفاقی باتیں ہیں خدا تعالے مدبر بالارادہ ہے اور اسکا نظام حکیمانہ ہے اسکا علم تام اور کامل ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے زمانہ میں اپنے ہمعصروں کے سامنے یہ کہا وقد لبثت فیکم عمرًا یہ کسی قوت اور احساس شوکت اور احساس بصیرت سے کہا ہے یعنی میں چالیس برس تک تمہاری اسی آزاد یا حتی سوسائٹی میں (جسمیں عرفاً کوئی بدی نہتھی جو نہو اور جو بڑی بیبا کیوں اور دلیریوں اور عرفی مشارٌ الیہ بدیوں کا مجموعہ تھی) رہا ہوں اور پھر کس شوکت اور بصیرت سے کہتے ہیں افلا تعقلون تم کیوں عقل نہیں کرتے

کیا ایسا پر شوکت دعویٰ (جس میں اپنی راستبازی اور اپنی پاک اور بے لوث زندگی کا زبردست ثبوت اور قلبی احساس ہی) کرنا آسان ہے ؟ بڑے بڑے ظالم نکتہ چیں بھی آپکو الامین اور المامون کہتے تھے اپنے ہمعصروں کے ساتھ اپنی پاک اور بے لوث زندگی کا دعوی کرنا اور انکا اسپر کوئی حرف نہ رکھہ سکنا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ؟ اگر خدا ترس دل لیکر کوئی غور کرے تو آپکی عصمت اور مطہر اور مزکی ہونیکی زبردست دلیل ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایکبار ایک صحابی نے ایک شخصکو آنحضرت پر سب اور ذم کرتے سنا اُسنے آکر حضور میں عرض کیا فرمایا انا محمد ھو مذمم - آہا ! محمد کیسا پیارا نام ہے پہلے تو اس ذم اور سب کرنیوالے نے ہی محمد کہہ لیا جسکی بات بات میں حسن اور جس کے سراپا میں کوئی عیب نہیں ہو پھر اسکا ذم کیا تو اپنا ذم کیا + یہ بڑے غور کی بات ہے جب آپکے ہمعصر وہی سوسائٹی آپکو الامین المامون اور المحمد کہتی ہے تو پھر کیا یہ خوبی خدا ہی کو پہونچتا ہے کہ وہ آپکی ذم کرے ؟ مجھے عیسائیوں کی گندہ اور سفلہ باتوں پر ہمیشہ افسوس ہوا ہے کہ یہ کیسی سوسائٹی ہے جسکا کام ذم کے سوا اور کچھہ نہیں - میں اللہ تعالے کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ جب سے میں نے انکی کتابیں پڑہی ہیں

میں بڑی بصیرت کے ساتھ (اور اس بصیرت میں حضرت امام کے سبب سے بہت بڑی ترقی ہوئی) اس نتیجہ پر پہونچا ہوں - کہ اس قوم سے بڑھ کر کوئی بیوقوف اور نادان قوم نہیں ہو سکتی - میں سچ کہتا ہوں کہ انکی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کو دیکھکر مجھے ان کے منطق اور فلسفہ پر بھی اعتماد نہیں رہا - میں بیشک انکی دانشمندی اور زیرکی کا قائل ہو جاتا - اگر یہ قوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر لیتی + کیونکہ آپکی صداقت اور سچائی ایسی روشن اور واضح ہے کہ بجز ایسے احمق اور نادان و نابینا کے جو روز روشن میں بھی آفتاب کو نہیں دیکھہ سکتا کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا - پھر یہ قوم جب انکار کرتی ہے تو اسکی دانشمندی اور زیرکی کا قائل ہونا اپنی حماقت اور نادانی کا ثبوت دینا ہے مادی دنیا کے کیڑے انکی مشینوں اور انجنوں کو دیکھکر حیران ہو جاتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ مشینیں اور یہ انجن ان رہٹوں اور بیلنوں سے بڑھ کر نہیں ساری مشینوں کا راز ایک ہی ہے - مادی باتوں پر دہوکا مت کھاؤ - علوم صحیحہ کو پانا اور حقائق الاشیا کو حاصل کرنا اور اللہ تعالے کو جمیع صفات کاملہ موصوف ماننا (جیساکہ انبیاء علیہم السلام نے آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تعلیم دی اور اسوقت خدا کے برگزیدہ و مطہر مسیح موعود نے سمجھایا اور دکھایا ہے کہ وہ لم یلد ولم یولد ہے حدوث اور تغیرات سے پاک ہے مارکھانے اور اپنا عجز دکھانے سے مبرا ہے لا تدرکه الابصار اس کی صفت ہے غرض وہ ایسا خدا ہے جو انسانی فطرت چاہتی ہے اور جسکو قرآن شریف نے الحمد للہ کہکر پیش کیا ہے) ایک الگ امر ہے اور مادی اشیا پر مرمٹنا دوسری بات + ان میں اتنا ہی فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو آسمانی بناتا ہے اور یہ مادہ پرست زمینی

غرض محمد کا لفظ اس آیت کے شروع میں رکھکر یہ ترغیب دیتا ہے کہ جو قوم آپ کی معیت میں طیار ہوتی ہے اس میں محمدیت ہونی چاہیے - اور انکی دو شانیں لازم ہیں غیر قوموں کے مقابل شدید ہوں یعنی ان کے اثر سے متاثر نہوں - اور آپسمیں رحیم ہوں - یاد رکھو کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی جبتک آپسمیں رحیم نہو - اور یہ رنگ اسمیں نہیں آسکتا جبتک کہ محمدیت کے رنگ سے رنگین نہ ہو اور محمدیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ قوم جو قوم بننا چاہتی ہے محمد کی معیت میں ہو۔

اسوقت خدا تعالیٰ نے اپنا فضل اور کرم کیا ہے ہماری جماعت کو خصوصیت کے ساتھہ اس آیۃ میں غور کرنی چاہیے کیونکہ خدا تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے جیساکہ سورہ جمعہ میں کہا گیا تھا واخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایکتو صحابہ کو بلا واسطہ مزکی اور مطہر کرنے والے ہیں اور ایک اور قوم آنیوالی ہے اُس کے معلم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے تمام محدثین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ اخرین منھم مسیح موعود کی جماعت ہے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اس جماعت کے بھی معلم ہیں جیساکہ اس آیۃ سے صاف معلوم ہوتا ہے اسلیے یہ بات بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز ہے اور ظل ہے - اور یہی وجہ ہے کہ حدیثوں میں بھی دو ہی زمانے مبارک ٹھہرائے گئے ہیں آنحضرت کا زمانہ مہدی کا زمانہ جو وہ بھی آپ ہی کا زمانہ ہے + غرض اسوقت خدا تعالے نے مقدر کیا ہوا تھا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو کر آپ ہی کی چادر کے نیچے سے برآمد ہو اور پھر وہ محمدیۃ قائم کرے۔

چنانچہ اسطرح پر بلا تفاوت ہوئے

نیم شبی دعاؤں اور گدازش سے بھری ہوئی آہوں کو ہماری جماعت کے حق میں قبول کرے اور ہماری جماعۃ کو اللہ تعالیٰ ان صفات سے موصوف کرے جو واقعی قوم بننے کے لیے ضروری ہیں آمین

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس
اور
سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

الحکم کے ناظرین کو ان اشتہارات کے ذریعہ جو وقتاً فوقتاً اراکین ندوہ کیطرف سے الحکم میں شائع ہوئے اتنا معلوم ہو چکا ہے کہ امسال ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ جو نواں جلسہ تھا ۹-۱۰-۱۱ر اکتوبر کو امرتسر منعقد ہونیوالا تھا جو ان معترہ تاریخوں پر ہوا۔ گذشتہ اجلاس کی تقریب پر ندوہ نے ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ السلام کو بھی مدعو کیا تھا مگر آپ کیطرف سے ایک مبسوط خط تبلیغ کیطور پر مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے مدیر الحکم ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۱ء کو شائع کر دیا تھا جسکا کوئی جواب ندوہ کیطرف سے نہیں دیا گیا تھا۔

رسل مسیح موعود ندوہ کی جلسہ پر

امسال امرتسر ہونیوالی اجلاس پر خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مدعو کیا گیا تھا اور بعض خطوط اور اشتہار اس قسم کے شائع کیے گئے تھے اور بھیجے گئے تھے جنہیں حضرۃ مسیح موعود کو جلسہ ندوہ پر ندوہ کے نادان دوستوں نے اگر فیصلہ مسائل متنازعہ کی دعوۃ کی تھی اس لیے بھی اور تبلیغ کے لحاظ سے بھی حضرت نے مناسب سمجھا کہ ایک وفد اس تقریب پر ندوہ کے جلسہ پر بھیجا جاوے چنانچہ جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کی صدارت پر مسیح موعود کے رسل اس موقع پر تبلیغ کے لیے ۹ر اکتوبر کی صبحکو دار الامان سے روانہ ہوئے + ہم ناظرین کو تمام کوائف سے مطلع کرنے کے لیے ساری روئداد کو تفصیلی طور پر لکھیں گے۔

ہماری روانگی

۹ر اکتوبر کی صبحکو ہمارا قافلہ بعیدات حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امرتسر کو روانہ ہوا اور ۱۰ بجے کے بعد ہم امرتسر سٹیشن پر پہونچے۔

ندوہ کے والنٹیر اور ہم

جب ہم ریلوے سٹیشن پر پہونچے تو چند نوجوان لڑکے جنکی ڈیوٹی یہ قرار دی گئی تھی کہ وہ ریلوے سٹیشن سے ندوہ میں شریک ہونیوالے مہمان کو اسلامیہ سکول کی بلڈنگ میں (جہاں یہ جلسہ ہونیوالا تھا) لے جائیں یہ نوجوان ندوہ کے والنٹیر کہلاتے تھے اور ان کے سینہ پر "خادم ندوہ" کے بیج لگے ہوئے تھے + گاڑی سے اترتے ہی یہ لوگ ہم سے ملے اور انھوں نے ہم میں سے ہر واحد سے پوچھنا شروع کیا کہ "کیا آپ ندوہ کے مہمان ہیں" مگر ہماری طرف سے انکو یہ جواب دیا گیا کہ ہم ندوہ کے مہمان نہیں بلکہ ندوہ کو دعوت کرنے کے لیے آئے ہیں اور اس لحاظ سے میزبان ہیں + غرض پلیٹ فارم سے نکل کر ہم باہر آئے اور ہمارے امیر جناب مولوی سید محمد احسن صاحب شیخ کے ایما اور مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سب سے اول یہ کام کرنا چاہیے کہ حافظ محمد یوسف صاحب اور سکرٹری ندوۃ العلما کو دو

ہماری کارروائی

رجسٹرڈ خط روانہ کیے جاویں چنانچہ مندرجہ ذیل دو خط امرتسر کے بڑے ڈاکخانہ میں رجسٹری کرا کر بھیجے گئے

پہلا خط سکرٹری ندوہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی - بخدمت جناب سکرٹری صاحب ندوۃ العلما - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں اس رجسٹری شدہ چٹھی کے ذریعہ آپکو ضروری امر کیطرف توجہ دلانی چاہتا ہوں - حافظ محمد یوسف نے بذریعہ ایک اشتہار ندوۃ العلما کے اجلاس پر ہمکو فیصلہ کے لیے مدعو کیا ہے اور ایسا ہی مولوی احمد حسن ایڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ نے بذریعہ خط کے ہمیں مدعو کیا ہے کہ ندوۃ العلما کے جلسہ پر آکر علماء ندوہ کے سامنے مسائل متنازعہ کا فیصلہ کیا جاوے مگر ندوہ کیطرف سے کوئی عام چٹھی ہمیں اس امر کے متعلق نہیں ملی کہ انھوں نے حافظ محمد یوسف کے اشتہار کے موافق یا شحنہ ہند کے ایڈیٹر کے خط کے مطابق اس معاملہ میں فیصلہ کرنے کا کوئی رزولیوشن پاس کیا ہے یا نہیں - ؟ اور ندوہ اس کام کے لیے طیار ہے یا نہیں اسلیے آپکو یہ ضروری رجسٹرڈ خط کے ذریعہ تحقیقات دیجاتی ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اطلاع دیں کہ ندوہ کے کون کون سے علما اس کام کے لیے منتخب کیے گئے ہیں یا ندوہ نے انکو کوئی اجازت اس موقع پر ایسا فیصلہ کرنیکی نہیں دی امید ہے کہ آپ اصل معاملات سے اطلاع دینگے اور ان ریزولیوشنز کی نقل بھی بھیج دینگے جو اس کے متعلق ندوہ نے پاس کیے ہیں - خاکسار معہ ایک جماعۃ علما کے آج ۱۰ بجے امرتسر پہونچگیا ہے اور ندوہ کے اجلاس کے اختتام تک یہاں قیام کرے گا جواب آج ہی ملنا چاہیے خاکسار سید محمد احسن امروہی ۹ر اکتوبر ۱۹۰۲ء ۱۰ بجے دن کے۔

دوسرا خط حافظ محمد یوسف کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی - حافظ محمد یوسف صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ مااستکبر وعابی - آپکا ایک اشتہار بغرض فیصلہ بتقریب جلسہ ندوۃ العلما شائع ہوا اور ہمیں ملا ہے - اس اشتہار کے موافق خاکسار مع ایک جماعت علما کے اس موقع پر محض خدا تعالیٰ کے لیے ایک ضروری امر کے فیصلہ کے لیے یہاں امرتسر آگیا ہے اسلیے خط مختصراً بصیغہ رجسٹری آپکو بھیجا جاتا ہے کہ آپ بواپسی ڈاک اطلاع دیں کہ ندوۃ العلما کے کون کون سے عالم اس فیصلہ کے لیے آپ نے منتخب کیے ہیں تاکہ تصفیہ شرائط کے تصفیہ کے بعد اصل مضمون کے متعلق فیصلہ ہو جاوے اور اپنے اشتہار کی صداقت کے لیے ندوۃ العلما کی اس چٹھی یا ریزولیوشن کی نقل بھی ارسال کریں جس کے رو سے آپنے اس جلسہ پر فیصلہ کے لیے ہمیں مدعو کیا ہے کیونکہ ندوہ کی اجازت اور منظوری بغیر ہمیں امید نہیں کہ آپ نے ایسا کیا ہو اور اسلیے ندوۃ العلما کو ہمنے آپکے اشتہار کے موقع اپنا مخاطب سمجھا ہے - اس خط کا جواب آپ میاں حبیب اللہ صاحب مختار عدالت کے مکان کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر کے پتہ پر بذریعہ ڈاک رجسٹری بواپسی ڈاک بھیجدیں - ہم ندوۃ العلماء کے جلسہ کے اختتام تک ٹھیرونگا فقط سید محمد احسن امروہوی ۹ر اکتوبر ۱۹۰۲ء۔

باقی آیندہ انشاءاللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بیرونجات سے اکثر مریض جو کسی وجہ سے قادیان نہیں پہنچ سکتے حضرت مولانا و مرشدنا حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب کو اپنے مقام پر بلا کر علاج کرانے کی درخواست کرتے ہیں چونکہ صاحب ممدوح بباعث اہم مقاصد دینی کے دار الامان سے ایک لحظہ کے لیے بھی باہر جانا گوارا نہیں کرتے اسیے طلبگار محروم رہتے ہیں خاکسار نے اس دقت کے رفع کرنے کے لیے صاحب ممدوح سے یہ اجازت حاصل کی ہے کہ ایسے لوگوں کے طلب کرنے پر بفیصلہ فیس حسب اقتضائے حال وحیثیت مریض ان کے پاس پہونچکر معالجہ کروں اور ضرورت کے وقت بعد اطلاع دہی اسباب علامات مرض حضرت ممدوح سے ہدایات بھی حاصل کرتا رہوں۔

مینے تعلیم طب حضرۃ ممدوح سے حاصل کرنے کے بعد ایک عرصہ انکی زیرنگرانی اور کچھ سال علحدہ اس فن میں بکامیابی تجربہ حاصل کیا - خدا کے فضل سے میرے طرز علاج کو عام پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے - میرے بیان مندرجہ بالا کی تصدیق مولانا ممدوح کی تصدیق سے ظاہر ہے -

مینے یہ بھی التزام کیا ہے کہ مریض کے مفصل حالات لکھیے اور سمجھنے پر اسکی درخواست پر خود مجرب دوائی طیار کرکے بذریعہ وی پی ارسال کردیا کرونگا

خاکسار محمد دین طبیب - گوجرانوالہ -
دروازہ کھیالی۔

تصدیق

میں تصدیق کرتا ہوں کہ حکیم محمد الدین صاحب کا اشتہار راستبازی پر مبنی ہے

نور الدین - از قادیان ۲۳ ستمبر سنہ ۲ء

توسیع مکان کا چندہ

حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض نے کشتی نوح کے آخر میں جو اعلان چندہ توسیع مکان کیلیے دیا ہے اسپر ہماری جماعت کو نہایت جلد توجہ کرنی چاہیے - حضرۃ چاہتے ہیں کہ یہ مکان نومبر میں بالکل طیار ہو جاوے - یوماً فیوماً طاعون ملک میں بڑھ رہی ہے اور جس غرض کیلیے یہ مکان طیار کیا جاتا ہے وہ اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے کہ نومبر تک یہ عمارت ختم ہو دو ہزار روپے کا تخمینہ کیا گیا ہے جسمیں قادیان کی جماعت میں سو روپے سے زائد چندہ ہوگیا ہے اب ۱۹۰۰ روپے کی ضرورت رہی جو دو ہفتہ کے اندر اندر ہونا چاہیے حضرۃ کے مقاصد کی تکمیل اور اپنے امام کے فرمان کی تعمیل میں شوق سے حصہ لینے والے احباب جلدی کریں چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام قادیان آنا چاہیے اور کوپن منی آڈر پر چندہ توسیع مکان لکھدیا جاوے - مناسب سمجھا گیا تو الحکم کے ذریعہ سے بھی رسید ملتی رہیگی یہ اطلاع حضرۃ اقدس کے حکم اور ایما سے لکھی گئی ہے اس لیے اسکو معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے + +

قبر مسیح کے اعلان کی اشاعت میں اعانت

گذشتہ ہفتہ اس اعلان کی اشاعت کیلیے ہم نے چندہ کی تحریک کی ہے یہ اشتہار بھی چونکہ بہت جلد روانہ ہونا ضروری ہے اس لیے اسطرف بھی بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے - جسقدر پیکٹ کوئی شخص اپنے خرچ سے روانہ کرانا چاہے وہ آدہ آنہ فی پیکٹ کے حساب سے بہت جلد ٹکٹ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم - اے کے پاس قادیان میں بھیجدے اسقدر مختصر تحریر ہمارے نزدیک حقائق پسند قوم کے لیے کافی ہے -

ہماری اپنی گذارش

جن احباب کے ذمہ الحکم کی کسی قدر بھی قیمت باقی ہے وہ اپنی جگہ الحکم کا وی پی لے نے میں کوئی عذر نہیں رکھتے ہوں گے - نومبر کے آخر تک سنہ ۱۹۰۲ء کا سارا حساب بیباق ہونا چاہیے - اور اسوقت تک جب بقایا کی فردیں طیار ہوئی ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ قریباً ایکہزار روپیہ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر تک ہمارے خریداروں کے ذمہ مد بقایا میں ہیں - جبکہ بوجہ تعمیر دفتر الحکم ہماری قوم کا عزیز ترین خادم الحکم کئی سو روپیہ کا زیر بار ہے وہ اسکی ضرورتوں کو محسوس کرکے اسکا واجب الطلب روپیہ کا وی پی لینے میں کوئی تامل نہ کریں گے یہ سلسلہ وی پی کا جاری ہے اگر کسی صاحبکو اپنے حساب میں کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت میں رکھکر تصفیہ کرلیں - مگر وی پی واپس نہ کریں جس سے مطبع کو دو چند زیر بار ہونا پڑتا ہے - ہماری یہ آخری اطلاع صفائی حساب کے لیے ہے - الحکم کی ترقی اور بہتری کے لیے آیندہ اشاعت میں ہم ایک سرکلر لیٹر انشاء اللہ شائع کریں گے - ایڈیٹر +

کتاب آیات الرحمن جو حضرۃ اقدس کے ارشاد کے بموجب عصائے موسیٰ کے جواب میں حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی سلمہ اللہ نے تحریر فرمائی ہے طیار ہے خاکسار سراج الحق نعمانی سے ایک روپیہ قیمت میں مل سکتی ہے - اسکی خریداری میں جلد توجہ ہونی چاہیے +

(انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

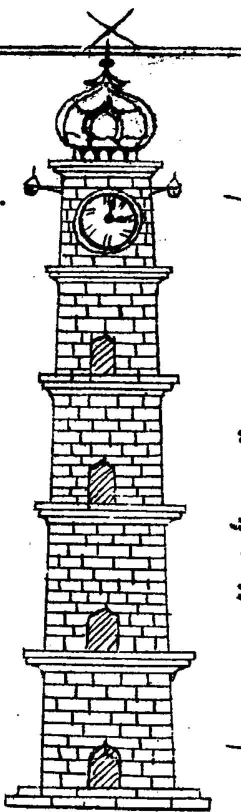

منارۃ المسیح موعود

نمبر ۳۹ | دار الامان قادیان ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۸ رجب سنہ ۱۳۲۰ھ روز مبارک جمعہ | جلد ۶

حضرۃ امام الزمان کی ڈائری

مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب فاضل امروہی نے جب حضرۃ حجۃ اللہ تقریر ختم کر چکے تو مستفسر کو مخاطب کرکے فرمایا کہ صاحب سفر السعادۃ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ نماز کے بعد دعا کی حدیث ثابت نہیں۔

حدیث پر میرا مذہب اسپر پھر حضرۃ اقدس نے سلسلہ کلام یوں شروع کیا۔ کہ میرا مذہب یہ ہے کہ حدیث کی بڑی تعظیم کرنی چاہیے کیونکہ یہ آنحضرت سے منسوب ہے جبتک قرآن شریف سے متعارض نہ ہو تو مستحسن یہی ہے کہ اسپر عمل کیا جاوے مگر نماز کے بعد دعا کے متعلق حدیث سے التزام ثابت نہیں ہمارا تو یہ اصول ہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاوے جو قرآن شریف کے منافی نہ ہو۔

بیعت اس کے بعد دو تین آدمیوں نے بیعت کی درخواست کی اور آپ نے بیعت میں داخل کیا۔

مسٹر ٹگیٹ اور ڈوئی مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ نے مسٹر ٹگیٹ اور انگلستان کے ایک جدید مدعی مسیحیت کے متعلق ولایت کے اخبار فری تھنکر سے دو نوٹ پڑھ کر سنائے۔ اور مفتی محمد صادق صاحب نے ڈاکٹر ڈوئی کے اخبار کے بعض پیرگراف سنائے۔

ڈوئی کے ذکر پر پھر حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے الیاس ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اپنے آپکو عہد نامہ کا رسول کہتا ہے۔ ہم نے اسکو دعوۃ کی ہے کہ اگر تو یسوع مسیح کو خدا سمجھتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا کیطرف سے مسیح موعود ہو کر آیا ہوں پس تو اس قسم کی دعا کر کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔ یہ جوش زیادہ تر مجھ اس لیے آیا ہے کہ اس نے تمام مسلمانوں کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی ہے یہ شخص اسلام کا بڑا دشمن ہے۔

مذہبی جنگ یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے وسایل پیدا کر دیے ہیں کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور

اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ

کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں تو یہ ضروری امر ہے کہ انکا مقابلہ ہو۔ اور ان میں ایک ہی سچا ہوگا۔ اور غالب آئیگا۔

لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

اسکی طرف اشارہ کرتا ہے یہ مقابلہ مذاہب کا شروع ہو گیا ہے اور اس مذہبی کشتی کا

سلسلہ نری زبان تک ہی نہیں رہا۔ بلکہ قلم نے اس میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے لاکھوں مذہبی رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ اسوقت مختلف مذاہب خصوصاً نصاریٰ کے جو حملے اسلام پر ہو رہے ہیں جو شخص ان حالات سے واقفیت رکھتا ہے اور اسے ان پر سوچنے کا موقع ملا ہے تو وہ ان ضرورتوں کو دیکھکر بے اختیار ہو کر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اسلام کیطرف زیادہ توجہ کرے جو شخص اسلام پر ان حملوں کی رفتار کو دیکھتا ہے تو وہ اس ضرورۃ کو محسوس کرتا ہے لیکن جسکو کوئی خبر ہی نہیں ہے وہ ان نقصانوں کی بابت کیا کہہ سکتا ہے جو اسلام کو پہونچائے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے نادان دوست کے رنگ میں اور غیر مذاہب والوں خصوصاً عیسائیوں نے دشمنی کے لباس میں۔ وہ تو یہی کہتا ہے کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے ؟ مگر اسے معلوم نہیں کہ اسلام کی ظاہری اور جسمانی صورت میں بھی ضعف آگیا ہے وہ قوۃ اور شوکت اسلامی سلطنت کی نہیں اور دینی طور پر بھی وہ بات جو **مخلصین له الدین** میں سکھائی گئی تھی اسکا نمونہ نظر نہیں آتا ہے۔

اندرونی طور پر اسلام کی حالت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور بیرونی حملہ آور چاہتے ہیں کہ اسلام کو نابود کر دیں ان کے نزدیک مسلمان کتوں اور خنزیروں سے بدتر ہیں انکی غرض اور ارادے یہی ہیں کہ وہ اسلام کو تباہ کر دیں اور مسلمانوں کو ہلاک کریں۔ اگر ایک سچے مسلمان کو ان ارادوں پر اطلاع ملے جو یہ لوگ اسلام کے خلاف رکھتے ہیں تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ ان کے تصور سے صدمہ ہی سے مر جاوے اب خدا کی کتاب کے بغیر اور اسکی تائید اور روشن نشانوں کے سوا انکا مقابلہ ممکن نہیں

اور اسی غرض کے لیے خدا تعالیٰ نے

اپنے ہاتھ سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

دجال بھی کتاب ہی کا پیرو ہونا چاہیے ورنہ دجل کیا کیا یہ تحریف کرتے ہیں پہلے حاشیہ پر لکھتے ہیں پھر ان مطالب کو متن میں داخل کر لیتے ہیں اور اس طرح پر آئے دن انکی تحریف کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جس میں انھوں نے انجیل کا ترجمہ نہیں کیا اور اپنے باطل عقیدوں کی اشاعت نہیں کی انھوں نے اپنی تحریروں اور رسالوں کے ذریعہ بہت بڑی خباثت اور گند کو پھیلایا ہے۔ انکی نیتیں اسلام کے لیے ہرگز بخیر نہیں ہیں آدم سے لیکر اسوقت تک ایسے منصوبے اور چالیں پیدا نہیں ہوئے جیسی کہ یہ قوم رکھتی ہے قوۃ۔ شوکت جو آج انکو ملی ہے اور کسیکو نہیں ملی میں پوچھتا ہوں کہ یہ قوم اسلام کے معدوم کرنے میں کس قدر کوشش کرتی ہے ؟ اور کیا کیا طریق انھوں نے اختیار کیے ہیں ؟ اور اپنے ارادوں اور کوششوں میں کہاں تک کامیابی اُس نے حاصل کی ہے ؟ اب اس سوال کا جواب سوچکر کوئی ہمیں بتائے کہ جب یہ عظیم الشان فتنہ اور اسلام کے لیے دشمن ہے تو پھر اس کی پیشگوئی بھی تو ضرور ہونی چاہیے تھی پھر وہ کہاں ہے ؟ قرآن شریف میں **ولا الضالین** تو کہا اگر دجال کوئی الگ چیز تھی تو چاہیے تھا **و لا الدجال** بھی کہا ہوتا۔ **غیر المغضوب** اور **ولا الضالین** کے متعلق تمام مفسر متفق ہیں کہ ان سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں جب پانچ وقت نمازوں میں ان فتنوں سے بچنے کے لیے دعا تعلیم کی گئی ہے کہ **الضالین** سے نہ کرنا اور نہ مغضوب قوم میں سے بنانا تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑا اور اہم فتنہ یہی تھا۔ جو ام الفتن کہنا چاہیے۔

اور یا تو تکو جانے دو واقعات بھی تو کچھ چیز ہیں متشابہات کی بحث میں نہ پڑو۔ مگر یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ پیشگوئیوں کے وہ معنے ہوتے ہیں جو واقعات کی رو سے صحیح ثابت ہو جائیں۔ اب تیرہ سو برس گذر گئے اور محدثین کا اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ کوئی کشف اور الہام چودھویں صدی سے آگے نہیں جاتا۔ سب گویا بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی سے آگے نہیں خود عیسائی قوموں میں مسیح موعود کی بعثت کا وقت یہی سمجھا اور مانا جاتا ہے۔ اور مشہودہ محسوسہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں کہ آنے والے کے لیے یہی وقت ہے وہ علامات اور نشانات جو مقرر کیے گئے تھے سب اپنے اپنے وقت پر پورے ہو گئے **یاجوج ماجوج** بھی

من کل حدب ینسلون

کا نظارہ دکھا رہے ہیں اور **دجال** بھی اپنے دجل اور فریب سے ایک عالم کو ہلاک کر رہا ہے مگر فرضی دجال جو مسلمانوں کے تخیل میں ہے اسکا ابھی نام و نشان نہیں۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ قرآن شریف میں تو لکھا ہوا ہے کہ

جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور **اَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ** اور **وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ**

یعنی قیامت تک عیسائیوں کا وجود پایا جاتا ہے

لیکن یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود آ کر عیسائیوں سے لڑائی کرے گا۔ میں کہتا ہوں کہ پھر وہ دجال کہاں گیا جسکی بابت کہتے ہیں کہ حرمین کے سوا اُسکا دخل ساری جگہ ہوگا۔ اس تناقض کا جواب ان کے پاس کیا ہے دجال تو گھوٹ کرنیوالا ہے اس لیے اسکے معنے تاجر کے بھی ہیں۔ سونے کا نام بھی دجال ہے اور شیطان کا بھی اصل یہی ہے کہ نصاریٰ کی قوم جو اسلام کی تخریب کے درپے ہے اور طرح طرح کے مشن قائم کرکے اسلام کو نابود کرنا چاہتی ہے اور حق و باطل میں التباس کرتی ہے اور اپنی کتابوں کی تحریف کرتی ہے یہی وہ گروہ ہے جس پر دجال کا اطلاق ہوا ہے کیونکہ دجال تو گروہ کا نام ہے اور جو فطور اس نے پیدا کیا ہے وہ عام طور پر محسوس ہو چکا ہے جو بازار ارتداد کا یہاں گرم ہے وہ مصر اور دوسرے ممالک میں بھی ہو رہا ہے تو اب ایک دانشمند سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرضی دجال سے بچایا تو اس قریب تر آنیوالے آفت کا کوئی سامان نہیں کیا؟ اور اسکا ذکر تک بھی نہ کیا؟ یہ غلط ہے خدا نے ذکر کیا اور اس سے بچایا ہے ہمارے نزدیک یہی گروہ دجال ہے لغت میں گروہ ہی کے معنے ہیں یہی تحریف و تبدیل کرتے ہیں قرآن شریف کا اگر ترجمہ کرتے ہیں وہ بھی ایسا۔ اسلام کو معدوم کرنا اپنا فرض اور مدعا رکھتے ہیں۔ اور یہ گروہ نرے پادریانہ رنگ میں ہی اسلام پر حملہ آور نہیں بلکہ فلسفیانہ رنگ میں بھی حملہ کرتا ہے اور اپنی ذریت کو ایسی طرز پر تعلیم دینا چاہتا ہے کہ اعمال میں سُست ہو جاویں ناول ہیں تو اس طریق سے بھی انکو اسلام سے دور ہٹانا چاہتا ہے اور فسق و فجور کی زندگی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور تاریخ ہی تو اس رنگ میں بھی بداعتقادی اور بدظنی پھیلانے کا خواہشمند ہے غرض ہر پہلو سے اسلام سے بیزار کرانا چاہتا ہے اور یہ بات بالکل بدیہی ہے جو لوگ انکی پالیسی سے آگاہ ہیں اور ان کے مکائد اور اغراض کا علم رکھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ انھوں نے اسلام کی مخالفت کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ شفاخانوں کے اجرا سے بھی یہی غرض ہے غرض جو پیرایہ اختیار کرتے ہیں اسمیں اسلام کی مخالفت اصل مدعا ہوتا ہے۔ اور ارتداد علت غائی ہوتی ہے یہ اسقدر طریق لیے پھرتے ہیں کہ فرضی دجال کے وہم و خیال میں بھی نہ ہوں گے۔

پھر بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن شریف نے ابتدا میں بھی انکا ہی ذکر کیا جیسے کہ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ پر سورہ فاتحہ کو ختم کیا اور پھر قرآن شریف کو بھی اسی پر تمام کیا کہ قل ھو اللّٰہ سے لے کر قل اعوذ برب الناس تک غور کرو۔ اور وسط قرآن میں بھی انکا ہی ذکر کیا اور تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ کہا بتاؤ اس دجال کا بھی کہیں ذکر کیا جسکا ایک خیالی نقشہ اپنے دلوں میں بنائے بیٹھے ہیں۔ پھر حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے لیے سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھو۔ ان میں بھی انکا ہی ذکر ہے۔ اور احادیث میں ریل کا بھی ذکر ہے۔ غرض جہاں تک غور کیا جاوے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ذہن میں آجاتا ہے کہ دجال سے مراد یہی نصاریٰ کا گروہ ہے

دابۃ الارض

دابۃ الارض کے دو معنے ہیں ایک تو وہ علما جنکو آسمان سے حصہ نہیں ملا وہ زمین کے کیڑے ہیں دوسرے دابۃ الارض سے مراد طاعون ہے۔ دابۃ الارض تکلمھم کا منشا تھا قرآن شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب تک انسان میں روحانیت پیدا نہو یہ زمین کا کیڑا ہے اور طاعون کی نسبت بھی سب نبیوں نے پیشگوئی کی تھی کہ مسیح کیوقت پھیلے گی۔ تکلّم الناس تکلیم کاٹنے کو بھی کہتے ہیں اور خود قرآن شریف نے ہی فیصلہ کردیا ہے اس سے آگے لکھا ہے کہ وہ اسلیے لوگوں کو کھائے گی کہ ہمارے مامور پر ایمان نہیں لائے۔

یہ غور کرنے کے مقام ہیں اب زمانہ قریب آگیا ہے اور لوگ سمجھ لیں گے۔ طاعون بڑا بھاری کتب مقدسہ اور احادیث میں مسیح موعود کا نشان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ہوئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے جو کچھ طاعون کی نسبت فرمایا ہے اُسے میں نے مفصل لکھدیا ہے یہ میرا نشان ہے جسقدر اسکا تعلق پنجاب سے ہے دوسرے حصہ ملک سے نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ اصل جڑ اس کی پنجاب میں مخفی ہے۔ سہارنپور وغیرہ میں جو لوگ اس سلسلہ کو بُری نظر سے دیکھتے ہیں اسکی بڑی وجہ یہی ہے کہ پنجاب کیطرف سے تکفیر کا فتویٰ طیار ہوا ہے۔ اور پنجاب والوں نے پیشدستی کی ہے اور تہمتیں لگا کر بدنام کیا ہے۔

مگر اب جو یہ بلا آئی ہے سوچکر دیکھو تو دشمن اسی طریق سے مارے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو یہ خیال کرتے ہو کہ وہ زمین میں دفن ہوئے اور حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ عقیدہ کہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور پھر یہ کہ مسیح مُردے زندہ کرتے تھے اور وہ خالق بھی تھے اور انھوں نے پرندے بنائے۔ یہانتک کہ لاکھوں کروڑوں پرند اب بھی موجود ہیں میں نے ایک اہل حدیث سے پوچھا کہ اگر دو جانور پیش کیے جاویں تو کیا آپ فرق کرسکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ یہ مسیح کا ہے اور وہ خدا کا ہے اس نے یہی کہا کہ اب رَل مِل گئے ہیں اسلیے تمیز نہیں ہوسکتی۔ پھر جب حضرت عیسیٰ کو خالق مانتے ہیں محیی مانتے ہیں عالم الغیب مانتے ہیں اور بقول ان کے قرآن میں انکی موت کا بھی کہیں ذکر نہیں تو پھر خدا بنانے میں کیا شک رہا۔ تعجب کی بات ہے کہ وہی متوفیک کا لفظ حضرت مسیح کی نسبت آئے تو اس کے معنے ہوں جسم سمیت آسمان پر اٹھانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آئے تو کہدیا جائے کہ اسکے معنے ہیں مرنا۔ اب غور کرکے بتاؤ کہ عیسائیوں کو کتنا بڑا موقع اور ہتھیار حملہ کرنے کا آپ دیدیا ہے۔ اگر عیسائی سوال کریں تو پھر ان کے پاس کیا جواب ہے؟ آپ نہ پڑھ سکیں گے کہ انی متوفیک یا فلما توفیتنی کیونکہ اسکے معنے

انھوں نے آسمان پر زندہ اٹھائے کے
لیے ہیں پھر کس آیت سے انکی وفات ثابت
کریں گے اور خدائی کو باطل کریں گے۔

یقیناً سمجھو کہ ان ہتھیاروں سے ان پر
فتح نہیں پا سکتے انپر فتح اور کسر صلیب کے
لیے وہی ہتھیار اور حربہ ہے جو **خدا نے مجھے دیا ہے** بیشک مسلمانوں
کو اس کی پرواہ نہیں کہ اسلام پر کیا آفت
آرہی ہے مگر خدا تعالیٰ کو پرواہ ہے جسکا
باغ ہے اسکو پرواہ ہے اُسکا باغ کاٹا
جاتا ہے اور جلایا جاتا ہے برباد کیا جاتا ہے
اُس کی غیرت نے اُس کی حفاظت کے لیے تقاضا کیا ہے اور اب ایک سلسلہ خود اُس نے قائم کیا ہے اور کوئی نہیں ہے جو اس کو روک سکے۔

۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

فرمایا دل اللہ کے قابو میں ہیں
جب تک وہ سمجھانے پر
نہ آئے دل کب کھلتا ہے اور کان کب
سنتے ہیں۔

۲- منجملہ اسلام کی بہتری کے نشانوں میں
سے ایک یہ بھی ہے کہ بڑے آدمی دیندار
ہو جائیں اور یہ وقت پر مقدر ہے۔

۳- مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب
نے عرض کیا کہ میں امرتسر میں شام کو گاڑی
میں سوار ہو کر سیر کو نکلا۔ اور میں نے یہ
کہہ رکھا تھا کہ جہاں ان مخالفوں کا جلسہ ہو
وہاں ذرا گاڑی کو آہستہ کر دیا جاوے
چنانچہ ایک مقام پر مولوی ابراہیم اور کچھ
اور لوگ بیٹھے ہوئے تھے جب وہاں سے
گاڑی گذری تو ایک شخص چھوٹا سا اشتہار
لایا کہ حیات وفات مسیح میں مباحثہ کر لیا جاوے
میں نے اُسکو یہی جواب دیا کہ جو شخص اب بھی
مسیح کی حیات کا قائل ہے اسکو ہم کمثل الحمار
یحمل اسفارا۔ کا مصداق سمجھتے ہیں وہ
ہمارا مخاطب نہیں ہے۔

پھر مولانا صاحب نے یہ بھی عرض کیا کہ میں
یہ سوچ رکھا تھا کہ اگر مجھے کچھ کہنے کا موقع
ملے تو یہ پیش کرونگا کہ حجاز ریلوے اب بڑی
سرعت سے طیار ہو رہی ہے اور روئے
زمین کے مسلمان اس چندہ میں شریک ہوئے
ہیں حضرت اقدس نے تو اس میں کوئی چندہ بھی
نہیں دیا لیکن کیا تمھیں معلوم نہیں کہ یہ بھی
اسی کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ
فرمایا گیا ہے یترکن القلاص فلا
یسعی علیہا۔ کسوف خسوف پہلے ہو چکا
اور نشانات بھی پورے ہو گئے اب یہ بھی
ہو ہی رہا اس لیے مولویوں کو چاہیے کہ وہ
سلطان کے آگے جاکر رو بیٹھیں کہ یہ ریلوے
نہ بنائی جاوے۔

فرمایا حقیقت میں یہ ریلوے مسیح موعود کا
ایک نشان ہے قرآن شریف میں بھی اسکی
طرف اشارہ ہے واذا العشار عطلت

۴- فرمایا دینداری تو تقویٰ کے ساتھ
ہوتی ہے۔ یہ لوگ اگر غور کریں تو صاف
معلوم ہوتا ہے کہ یترکن القلاص میں
ریل کیطرف اشارہ ہے کیونکہ اگر اس سے
ریل مراد نہیں تو پھر انکا فرض ہے کہ وہ حادثہ
بتائیں جس سے اونٹ ترک کیے جاوینگے
پہلی کتابوں میں بھی اس امر کیطرف اشارہ
ہے کہ اُسوقت آمد و رفت سہل ہو جاویگی۔
اصل تو یہ ہے کہ اسقدر نشانات پورے
ہو چکے ہیں کہ یہ لوگ تو اس میدان سے
بھاگ ہی گئے ہیں۔ جیسے کسوف خسوف رمضان
میں کیا اسطرح پر نہیں ہوا جیسا کہ مہدی کی
آیات کے لیے مقرر تھا اسی طرح ابتدائے
آفرینش سے ایسی سواری بھی نہیں نکلی ہے

۵- فرمایا علامات دلالت کرتی ہیں کہ مسیح
موعود پیدا ہو گیا ہے اگر یہ لوگ ہمکو نہیں
مانتے تو پھر کسی اور کی تلاش کریں اور
بتائیں کہ کون ہے کیونکہ جو نشانات اسکے
مقرر کیے تھے وہ تو سب کے سب پورے
ہو گئے۔

۶- محمد حسین اور صدیق حسن نے
لکھا ہے کہ مہدی کی حدیثیں مجروح ہیں مہدی
اور مسیح گویا ایک شعر کے دو مصرعے ہیں جب
ایک مصرعہ ٹوٹ گیا تو پھر دوسرا وزن
پورا کرنے کے لیے کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے؟
ان کے لیے بڑی مشکلات ہیں۔

۷- عادۃ اللہ اسی طور پر جاری ہے کہ
جب کوئی بات اسکی طرف سے پیدا ہوتی
ہے تو لوگ اُسکو تعجب انگیز ہی سمجھتے
ہیں۔ یہودی اپنے خیال میں انتظار
ہی کرتے رہے اور آنیوالا مسیح اللہ
وہ نبی گذر بھی گئے۔ تعجب کی بات ہے
کہ ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں مسیح
کی وفات کے متعلق کیا ہے جس سے
انکو تسلی ملتی ہے۔

۸- ایک صاحب
شاہجہانپور سے آنے والے نے پوچھا کہ سہ
سالہ پیشگوئی سے کیا مراد ہے۔
فرمایا۔ ان تین سال کے اندر بہت سی
پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں وہ سب
اسی کے ماتحت ہیں اور پھر یہ طاعون
والی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کے
ذریعہ قریباً دس ہزار لوگ اس سلسلہ
میں داخل ہوئے اور ابھی اڑھائی مہینے
باقی ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو اور کوئی
خاص عظیم الشان نشان بھی دکھا دے
جو ان سب سے بڑھ کر ہو۔ پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑے بڑے
معجزے ظاہر ہوتے رہے لیکن مخالف
یہی کہتے رہے فلیاتنا کما ارسل
الاولون۔

۹- یہ کتاب جواب لکھی جارہی ہے
ہر قسم کے معجزات کا مجموعہ ہے استجابت
دعا کا نمونہ اسمیں موجود ہے خوارق
اور پیشگوئیوں کا یہ مجموعہ ہے۔
کوئی غور کرکے دیکھے کہ کیا طاعون ہم نے
خود بنا لیا اور پھر اعجاز المسیح جو ایک نشان
ہے منعہ مانع من السماء
بھی اسی کے ساتھ ہے۔

۱۰- ایک علی گڑھی طالب العلم نے
اپنی حالت کا ذکر کیا کہ نماز میں سستی
ہو جاتی ہے اور میرے ہم مجلسوں نے
اسپر اعتراض کیا اور ان کے اعتراض
نے مجھے بہت کچھ متاثر کیا اس لیے

مطبع حضرت اقدسؑ کے نام آنی چاہییں۔

حضور کوئی علاج اس سستی کا بتائیں۔

فرمایا۔ جب تک خوف الٰہی دل پر طاری نہ ہو گناہ دور نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جہانتک موقع ملے ملاقات کرتے رہو۔ ہم تو اپنی جماعت کو قبر کے سر پر کیا چاہتے ہیں۔ کہ قبر ہر وقت مد نظر رہے۔ لیکن جو اسوقت نہیں سمجھے گا وہ آخر خدا تعالیٰ کے قہری نشان سے سمجھے گا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آخری دنوں میں آسمان سے ایک وبا نازل کرے گا۔ اور اس سے ہلاک کر دیگا۔ اُن دنوں میں جب موت کا بازار گرم ہو اور خدا تعالیٰ کی گرفت کا سلسلہ شروع ہو جاوے توبہ کرے اور سمجھے کہ زندگی ناچیز ہے اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ توبہ اور خدا تعالیٰ سے خوف اُسوقت مفید ہوتا ہے جبکہ خدا کا عذاب نہ آگیا ہو۔ خدا سے دور تر وہ ہے جو آنکھ کا اندھا اور دل کا سخت ہو اگر طاعون نہ آتی تو بھی ایک دانشمند اور سعید الفطرۃ کے لیے یہ سبق کافی تھا کہ لوگوں کے باپ دادا اور بزرگ مر گئے اور مرتے جاتے ہیں اور یہاں کوئی ہمیشہ رہ نہیں سکتا۔ لیکن اب تو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعہ مجھے اطلاع دی کہ الْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَ النُّفُوْسُ تُضَاعُ مرضیں پھیلیں گی اور جانیں جائیں گی اور ایسا ہی فرمایا غَضِبْتُ غَضَبًا شَدِیْدًا میں سخت غضب میں بھر گیا ہوں یاد رکھو کہ یہ ساری باتیں ہونے والی ہیں اور انکے آثار تم دیکھتے ہو۔ پس لازم ہے کہ انسان ایسی حالت بنا کے رکھے کہ فرشتے بھی اُس سے مصافحہ کریں ہماری بیعت سے تو یہ رنگ آنا چاہیے کہ خدا کی ہیبت اور جلال دل پر طاری رہے جس سے گناہ دور ہوں اگر ان پیشگوئیوں پر کسیکو ایمان نہ ہو تو کم از کم اتنا ہی سمجھ لے کہ اب تو ڈاکٹروں کی شہادت سے بھی معلوم ہو گیا ہے کہ خطرناک بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں جبکہ اب ایسا خوفناک نمونہ پیدا ہو گیا ہے تو وہ شخص کیسا ہی بدنصیب ہے جو اسوقت بھی غفلت سے زندگی بسر کرتا ہے۔

اسبات پر تمام کتابوں کا اتفاق ہے اور سب لوگ مانتے ہیں کہ آخری دنوں میں طاعون آئیگی سارے نبی اسکی خبر دیتے آئے ہیں اور یہ جو لکھا ہے کہ آخری دنوں میں توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔ اسکے یہی معنے ہیں کہ جب موت نے آکر پکڑ لیا پھر کیا فائدہ توبہ سے ہو گا۔ پکڑا ہوا تو در ندہ بھی عاجز ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ اور خدا کا خوف اور خشیت پابندی نماز سے شناخت ہوتی ہے۔ دیکھو انسان گورنمنٹ کے احکام کی کسقدر پابندی کرتا ہے پھر آسمانی گورنمنٹ کے احکام کی جسکو زمینی گورنمنٹ سے کوئی نسبت ہی نہیں کیوں قدر نہیں کرتا۔ یہ بڑا ہی خطرناک وقت ہے طاعون ایک عذاب الٰہی ہے۔ اس سے ڈرو۔ اور اچھا نمونہ دنیا کو دکھاؤ۔ اگر کوئی شخص سلسلہ میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے تو اس سے سلسلہ پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ سمندر میں تو ہر ایک چیز ہوتی ہے لیکن وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اسے شرمندہ ہونا پڑے گا اسواسطے بہت دعائیں کرنی چاہییں تاکہ خدا تعالیٰ غفلت سے بیدار کرے۔ سستیوں اور غفلتوں سے گناہ آتے ہیں اور پھر خدا کے خوف کا نقشہ آنکھوں سے جاتا رہتا ہے پس اسوقت وہی سعید سعادتمند ہے جو دامن کے اندر ہے جو اس خطرناک وقت میں ٹھٹھے کرنیوالوں کی مجلس میں نہ بیٹھے اور خدا سے تنہائی میں دعائیں کرے اور اس سے ڈرے کہ ایسا نہ ہو رات کو یا دن کے کسی حصہ میں اسکا عذاب آجاوے۔

۱۱۔ پھر اسی نوجوان نے عرض کیا کہ انھوں نے یہ سوال بھی مجھ سے کیا کہ قرآن شریف تو محرف مبدل نہیں ہوا۔ کسی کے آنیکی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا کہ کیا خدا کیطرف سے کسی کے آنے کی ضرورت کا ایک یہی باعث ہے کہ قرآن شریف محرف مبدل ہو؟ اور علاوہ بریں قرآن شریف کی معنوی تحریف تو کی جاتی ہے جبکہ اُسمیں لکھا ہے کہ مسیح مرگیا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر چڑھ گیا اور تحریف کیا ہوتی ہے۔ یہ لوگ تحریف تو کر رہے ہیں اور پھر مسلمانوں کی عملی حالت بہت ہی خراب ہو رہی ہے نیچریوں ہی کو دیکھو انھوں نے کیا چھوڑا ہے بہشت دوزخ کے وہ قائل نہیں ملائکہ کے وہ قائل نہیں وحی اور دعا اور معجزات کے وہ منکر ہیں انھوں نے ہندوؤں کے بھی کان کاٹے یہاں تک کہ تثلیث میں بھی نجات مان لی۔ یہ حالت ہو چکی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ کسی آنے والے کی ضرورت نہیں؟

تعجب کی بات ہے کہ دنیا تو گناہ سے بھر گئی ہے مگر انکی حالت ایسی مسخ ہوئی ہے کہ وہ محسوس ہی نہیں کرتے کہ کسی مصلح کی بھی ضرورت ہے مگر عنقریب وقت آتا ہے کہ خدا تعالیٰ انکو معلوم کرائیگا اور اُس کے غضب کا ہاتھ اب نکلتا آتا ہے۔

زمانہ تو ایسا تھا کہ رو رو کر راتیں کاٹتے مگر ان کی اس شوخی سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی ہی بدبخت ہیں۔

۱۲۔ گناہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا کا خوف دل پر ہو۔ اور جب خدا چاہتا ہے تو اپنا خوف ڈالدیتا ہے۔ محبت بھی ایک ذریعہ گناہ سے بچنے کا ہے مگر یہ بہت اعلیٰ مقام ہے مگر خوف ایک عام ذریعہ ہے جس سے جوان بھی ڈر جاتا ہے خصوصًا ان دنوں میں بلکہ بعض طبیبوں کا قول ہے کہ جوانوں کو بڈھوں کی نسبت طاعون کا زیادہ خطرہ ہے کیونکہ خون میں زیادہ جوش ہوتا ہے۔ پس یہ دن جنکو خدا کے قہر کے دن کہے جاتے ہیں دراصل خدا کے رحم کے دن ہیں کیونکہ انسان کو بیدار کرنے والے اور غفلت کی زندگی سے نکالنے والے ہیں چونکہ لوگ غفلت اور گناہ سے باز نہ آتے تھے خدا نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھائی۔ یقینًا یاد رکھو کہ اب دن برے آتے جاتے ہیں جیسا کہ سب نبیوں نے خبر دی تھی خدا نے اپنا پاک کلام مجھ پر بھی بھیجا کہ اب عقوبت کے دن آتے جاتے ہیں۔ جو اسوقت دعا کرے گا اور رونے لگے گا کہ نمازوں میں اسکو رونا آتے اور اسکا دل نرم ہو جاوے

اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے گا جبکہ شدہ غیب ہو اور اُسوقت ڈر نے لگتا ہے تو پھر شریر اور حق شناس میں کیا فرق ہوا؟ غرض اُسوقت کے تعلقات جو خدا سے قائم کروگے وہ کام آئیں گے کیا اچھا کہا ہے حافظ نے ۔ شعر

چو کاری عمر ناپیدا است بارے آن اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار سے خود باشیم

اور ایک یہ بھی علاج ہے گناہوں سے بچنے کا کہ کشتی نوح میں جو نصائح لکھی ہیں انکو ہر روز ایک بار پڑھ لیا کرو۔

دربار شام

۱۔ حضرۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب کی طبیعت کل ناساز تھی آج الحمد للہ اچھی تھی حال دریافت فرمایا اور پھر فرمایا کہ ہم نے جو تصرفات اللہ کے دیکھے ہیں اس سے تو بعض وقت دواؤں کا بھی خیال نہیں آتا۔ بعض وقت ہمکو دوا سے شفا ہوئی اور بعض وقت محض دعا سے ۔ میں نے دعا کی کہ بدون دوا کے شفا دے تو پھر اذن ہوا کہ ہم نے شفا دی اور شفا ہوگئی۔

۲۔ اس خدا پر ایمان لانے سے کیا مزہ جو قریب قریب بتوں کے ہو نہ سنتا ہو اور نہ جواب دے اُس خدا پر ایمان لانے سے مزہ آتا ہے جو قدرتوں والا خدا ہے جو ایسے خدا پر ایمان نہیں لاتا اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور تصرف پر ایمان نہیں رکھتا اسکا خدا بُت ہے اصل میں خدا تو ایک ہی ہے مگر تجلیات الگ ہیں جو اسباب کا پابند ہے اُس سے ایسا ہی سلوک ہوتا ہے اور جو متوکل ہے اس سے وہی۔

۳۔ اگر خدا ایسا ہی کمزور ہوتا تو پھر نبیوں سے بڑھ کر کوئی ناکام نہ ہوتا ۔کیونکہ وہ اسباب پرست نہ تھے بلکہ خدا پرست اور متوکل تھے ۔

۴۔ اس کے بعد مولوی کرم الدین کے اس جھوٹ اور کذب و افترا پر ایک لطیف مضمون عالی جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر کا لکھا ہوا پڑھا گیا ۔جو مولوی مذکور نے سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر کے ذریعہ شائع کیا ہے حضرۃ اقدس نے اس مضمون کو از بس پسند فرمایا اور بہت ہی محظوظ ہوئے اور خدا تعالیٰ نے ایک جلیل القدر نشان کا ذکر کرتے ہیں جو اس کارروائی سے ظاہر ہوا ہے ۔جس کے متعلق تفصیلی علم ناظرین کو دوسرے موقع پر انشاء اللہ معلوم ہوگا ۔

---

۱۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(دربار شام)

رویا بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ و السلام شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے تو آپ نے بیٹھتے ہی اپنی ایک رویا سُنائی کہ میں نے اپنے والد صاحب کو خواب میں دیکھا (دراصل ملائکہ کا تمثل تھا مگر آپ کی صورۃ میں) آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی ہے گویا مجھے مارنے کے لیے ہے میں نے کہا کوئی اپنی اولاد کو بھی مارتا ہے جب میں یہ کہتا ہوں تو انکی آنکھیں پُر آب ہوجاتی ہیں پھر وہ ایسا ہی کرتے ہیں تو میں یہی کہتا ہوں آخر دو تین بار جب اسی طرح ہوا پھر میری آنکھ کھل گئی ۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک الہام میں یوں بھی فرمایا ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ اور یہ قرآن شریف کی ایک آیت کے موافق بھی ہے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ٭

ختم نبوۃ ختم نبوۃ بھی ایک عجیب علمی سلسلہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوۃ کو بھی قائم رکھتا ہے اور اسی کے استفادہ سے ایک سلسلہ جاری کرتا ہے یہ تو ایک علمی بات ہے مگر کجا یہ کہ اس سلسلہ کو الٹ پلٹ کر دوسرے نبی کو لایا جاوے ۔حالانکہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور ارادہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا نبی آوے قطع نظر اس کے کہ وہ شریعت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ خواہ شریعت نہ بھی رکھتا ہو تب بھی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی آپ کے سوا اور آپ کے استفادہ سے الگ ہو کر نہیں آسکتا ۔ ساری براہین احمدیہ اس قسم کی باتوں سے بھری پڑی ہے اور بہت سے الہام اسکے ممد و معاون ہیں ۔

علاوہ اس کے کما استخلف الذین میں جو استخلاف کا وعدہ ہے یہ بھی اسی امر پر صاف دلیل ہے کہ کوئی پرانا نبی اخیر تک نہ آوے ۔ ورنہ کما باطل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے کما کے نیچے تو مثیل کو رکھا ہے عین کو نہیں رکھا۔ پھر یہ کسقدر غلطی اور جرأت ہے کہ خدا تعالیٰ کے منشا کے خلاف ایک بات اپنی طرف سے پیدا کرلی جاوے اور ایک نیا اعتقاد بنا لیا جاوے ۔ اور پھر کما میں مدت کی بھی تعیین ہے کیونکہ مسیح موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں آیا تھا اس لیے ضروری تھا کہ آنے والا محمدی مسیح بھی چودھویں صدی میں آئے غرض یہ آیت ان تمام امور کو حل کرتی ہے اگر کوئی سوچنے والا ہو۔

ابن مریم ابن مریم کا سوال بھی خدا تعالیٰ نے بڑی صفائی سے حل کیا ہوا ہے ۔ سورۃ التحریم میں اس راز کو کھولدیا ہے کہ مومن مریم صفت ہوتا ہے اور پھر اُسمیں نفخ روح ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے اسی ترتیب سے پہلے میرا نام مریم رکھا ۔ پھر ایکوقت آیا کہ اسمیں نفخ روح ہوا ۔اب مریم کے حمل سے جیسے مسیح پیدا ہوا جو اسی روح القدس کے نفخ کا نتیجہ تھا ۔ اسلیے یہاں خود مسیح بنا دیا ۔ براہین احمدیہ کو قرآن شریف کی اس آیت کے ساتھ جو سورہ تحریم میں بیان ہوئی رکھکر دیکھو ۔

٭ ترجمہ: [illegible]

اور پھر اس ترتیب پر غور کرو کہ جو براہین میں رکھی ہے کہ پہلے مریم نام رکھا پھر نفخ روح کیا اور پھر یا عیسیٰ کہکر پکارا اس آیت کی تفسیر کے لیے بھی در اصل یہی زمانہ تھا زمانہ بھی ایک قسم کی عقیم کی صورت پر ہوتا ہے۔

اور روح اللہ اس لیے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح کا تبریہ منظور تھا کیونکہ بعض اولاد میں شیطان کی شرکت ہوجاتی ہے اس واسطے روح اللہ کہکر اس الزام کو دور کیا غرض حضرت مریم کے متعلق جس قدر واقعات قرآن شریف میں ہیں وہی الہام یہاں بھی موجود ہیں یا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا۔ دراصل جس قسم کی گھبراہٹ مریم کو تھی اسی قسم کا جوش اب بھی یہودیوں میں پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی اَنّٰى لَكِ هٰذَا بھی براہین میں درج ہے

مولوی نذیر حسین دھلوی

مرگیا اُس کے مرنے کی خبر آئی تو آپکی زبان پر اُس کے لیے جاری ہوا مَاتَ ضَالٌّ هَائِمًا۔

ایک شخص نبی بخش نام ساکن بٹالہ نے آپ کو لکھا کہ میں عیسائیوں سے بحث کرنے لگا ہوں اور اُس نے لکھا کہ میں نے تمھیں ایک پُرانی بائبل دی تھی وہ بھیجدو۔ میں نے اُسکو لکھا ہے کہ تم عیسائیوں سے کیا مباحثہ کروگے؟ انکی ساری باتیں تو تم خود مانتے ہو؟ عیسیٰ کو زندہ آسمان پر سمجھتے ہو؟ غیب دان۔ اور مردوں کو زندہ کرنے والا کہتے ہو۔ اور پھر تمھارا یہ اعتقاد ہے کہ صرف وہی مس شیطان سے پاک ہے۔ غرض اس قسم کے جب تمھارے عقائد ہیں تو پھر اُن سے کیا بحث کرنی چاہتے ہو۔ اس سلسلہ کے بغیر اب کوئی صورت عیسائیوں سے مباحثہ کی نہیں رہی ہمارے مخالفوں نے تو اقبالی ڈگری کرالی ہوئی ہے اور انکے تمام عقائد باطلہ کی تائید کی ہوئی ہے۔

رُوْحُ اللّٰہِ

مسیح کو جو روح اللہ کہتے ہیں اور عیسائی اسپر ناز کرتے ہیں کہ یہ مسیح کی خصوصیت ہے یہ انکی صریح غلطی ہے انکو معلوم نہیں کہ قرآن شریف میں مسیح پر رُوْحُ اللہ کیوں بولا گیا ہے اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف نے مسیح ابن مریم پر خصوصیت کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے جو انکا تبریہ کیا ہے۔ بعض ناپاک فطرت یہودی حضرت مسیح کی ولادت پر بہت ہی ناپاک اور خطرناک الزام لگاتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ بعض ولد اس قسم کے ہوتے ہیں کہ شیطان ان کی پیدایش میں شریک ہوجاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح اور حضرت مریم کے دامن کو اُن اعتراضوں سے پاک کرنے کے لیے اور اس اعتراض سے بچانے کے لیے جو ولد شیطان کا ہوتا ہے قرآن شریف میں رُوْحُ اللّٰہِ کہا۔ اس سے خدائی ثابت کرنا حماقت ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ حضرت آدم کے لیے نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ بھی تو آیا ہے یہ صرف تبریہ کیا ہے لیکن جو لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں وہ ان سے خاک بحث کریں گے۔؟

دربار شام

۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء

امانتہائی حقہ

ایک شخص نے عرض کی کہ میری آنکھوں کی بینائی کم ہوگئی ہے حضور دعا کریں فرمایا دعا کروں گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آنکھ۔ کان۔ وغیرہ یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں جنپر انسان اپنا تصرف کرکے اُن کو ضائع کر بیٹھتا ہے

۲۔ طاعون کا ذکر شروع ہونے پر نواب صاحب سے مالیر کوٹلہ کا حال دریافت فرماتے رہے اور پھر فرمایا کہ پنجاب جو پکڑا ہوا ہے اس سر کو بھی تو معلوم کرنا چاہیے۔ بعض شاید بالطاعون گلٹیاں ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ بخار بھی آتا ہے مگر دراصل وہ طاعون نہیں ہوتی ہے۔ طاعون تو لکھا ہے اَلطَّاعُوْنُ اَلْمَوْتُ جس کے آثار خطرناک ہوتے ہیں اور اس کے نمودار ہوتے ہی رنگ سیاہ ہوجاتا ہے اور سرسام ہوکر پھر چند ہی گھنٹوں میں خاتمہ ہوجاتا ہے۔

اصل بات تو یہی ہے کہ اب بجز خدا کے سہارا نہیں ہے اسی کے فضل سے سب کچھ ہوتا ہے کل صبح پھر میری زبان پر جاری ہوا اِنِّيْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ مگر اس کے ساتھ ایک انذار بھی لگا ہوا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ عَلَوْا بِاسْتِكْبَارٍ۔ یہ انذار برابر چلا ہی جاتا ہے

علو کی دو قسمیں

اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک انذار ہوتا ہے اور اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ متنبہ رہیں چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کردیا اور اسی طرح یہ انذار بھی کم نہیں ہے اِلَّا الَّذِيْنَ عَلَوْا بِاسْتِكْبَارٍ یاد رکھو علو دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو وہ علو ہے جو شیطانی علو اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ میں آیا ہے اور شیطان کے حق میں واستلو بھی آیا ہے جیسے فرمایا اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ یعنی تیرا یہ استعلا تکبر کے رنگ میں ہے یا واقعی تو اعلیٰ ہے ورنہ حقیقی علو تو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کے لیے ہے جو اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے موافق اسکو ظاہر کرسکتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى یہ علو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا علو استکبار سے ملا ہوا تھا دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جسطرح پر ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دُکھ دیا جاتا تھا جب آپ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپ نے سجدہ کیا

پھر مولوی نذیر حسین دہلوی کی وفات کے تذکرہ میں مفتی صدر الدین صاحب صدر الصدور کا ذکر اور مختلف باتیں ہوتی رہیں پھر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے مسیح کی صلیب کی داستان سُنائی۔

اس کے بعد پھر طاعون کا ذکر ہوا۔ فرمایا

البلاغ مبین الحاضرالی الغائب

میرا مذہب یہی ہے کہ اگر اللہ تعالے کے ساتھ سچا تعلق ہو تو طاعون نہیں آ سکتا دیکھو چور وہاں آتا ہے جہاں تاریکی ہو۔ یہ سچ ہے کہ صحابہ میں سے بھی بعض طاعون سے مرے ہیں اور بلاشبہ ان کی موت شہیدوں کی موت تھی۔ لیکن وہ زمانہ ماموریعنی آنحضرت کے زمانہ کے بعد کا زمانہ تھا اور اس کا محفوظ رہنا تحدی کیطور پر ایک نشان نہ تھا یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ ایک نشان مقرر کیا ہے لیکن اسپر بھی ہم کہتے ہیں کہ کوئی بتا وے کہ کیا کوئی نبی کبھی کبھی طاعون سے فوت ہوا ہے؟ جب ایک امر تحدی کے طور پر ہو اور اس کے مشتبہ ہونے سے توحید کے اُٹھنے کا اندیشہ ہو اور مخلوق اس سے تباہ ہوتی ہو تو اللہ تعالے کبھی اس کو مشتبہ ہونے نہیں دیتا + اسلیے ہمیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اسکو ہمنے شائع کر دیا ہے۔ اور اگر اللہ تعالے ہمیں کوئی اسکی قطعی دوا بتائے اور علاج کیطرف توجہ دلائے تو ہم اسکو استعمال کرینگے اسوقت تک جو کچھ ہمیں بتایا ہے ہم اُسپر عمل کرتے ہیں + اگر ٹیکہ کی بابت ہمیں بتایا جاتا تو سب سے پہلے ہم لگواتے۔ ہر ایک شخص اپنے ایمان کو دیکھے اگر وہ اپنے اندر کوئی ضعف اور سستی پاتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ ٹیکا لگوا لے مگر ہم نہیں لگوا سکتے۔ کوتاہ بیں اسپر اعتراض کریں یا جو چاہیں کہیں لیکن اگر ہم ٹیکا لگوائیں اور اسکی طرف رجوع کریں تو اس کے یہ معنے یہ ہوں گے کہ ہم خدا تعالیٰ کے نشان پر ایمان نہیں لاتے + حالانکہ ہمکو خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایسا ہی قوی ایمان ہے کہ کوئی چیز اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی ہمارے دلائل توڑ دے تو ہم ٹیکا کرا لیتے ہیں۔

کیا یہ سب کو معلوم نہیں ہے کہ ابھی ضلع جالندھر اور ہوشیار پور میں بعض وارداتیں طاعون کی ہوئی تھیں جو میں نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر پنجاب کے دوسرے اضلاع میں اس کے پھیل جانے کی پیشگوئی کی تھی جسپر نا عاقبت اندیش مخالفوں نے قبل از وقت شور مچایا اور ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا + مگر اب وہ اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟ جبکہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں طاعون ہماری پیشگوئی کے منشا کے موافق پھیل گئی کیا یہ بات انسانی تصرف کے اندر ہے کہ وہ اسطرح پر کئی سال پیشتر ایک بات کی خبر دے اور پھر وہ اسیطرح پر ظہور پذیر ہو۔ پھر کسقدر کوششیں طاعون کے انسداد کے لیے کی گئی ہیں۔ لیکن اگرچہ اسباب عادیہ کے اثر کے نیچے ہوتی تو ان انسدادی تدابیر کا کوئی بین اور ممتاز نتیجہ نظر آتا؟ اس سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ انسانی تدابیر اور فراست کا کام نہیں ہے وہ کتابیں اور رسالے جنمیں طاعون کے متعلق پیشگوئیاں درج ہیں خود گورنمنٹ کے پاس بھی پہونچ چکی ہیں اور وہ ان سے ناواقف نہیں ہے کل ملک میں انکی شہرت ہو چکی ہے پس ایسی حالت میں جب کہ یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک امتیازی نشان ہمیں دیا گیا ہے تو ہم

اپنے رب کی بے عزتی کرنا نہیں چاہتے

اور یہ اللہ بھی خدا کا فضل ہے کہ اس نے حکام کے دلوں میں ڈالدیا کہ انھوں نے

جبراً ٹیکا لگانیکی قید اُڑا دی ہے

اور اختیار دیدیا کہ جو چاہے لگوا لے احمق اور نادان اس راز کو نہ سمجھ سکے تو ہمارا کوئی قصور نہیں مگر ہمیں یقین ہے کہ یہ اختیار بھی خدا نے ہمارے ہی لیے رکھا ہے۔

غرض میرے واسطے یہ ایک نشان ہے اور میں اپنے اللہ پر یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا جیسا کہ اُس نے فرمایا انی احافظ کل من فی الدار اور احافظک خاصۃ مگر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہ نرے دعوی پر ہی نہ رہے اُسکا فرض ہے کہ وہ اپنے آپکو درست کرے اور اپنی اصلاح کرے۔ جو اپنی اصلاح نہیں کرتا اور تقوی اور طہارت اختیار نہیں کرتا وہ گویا اس سلسلہ کا دشمن ہے جو اسکو بدنام کرنا چاہتا ہے اور یہ سلسلہ خود خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس لیے وہ اپنے عمل سے گویا خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے پھر اللہ تعالے اس کی کیا پرواہ کرے گا۔ اُسے تو اپنے سلسلہ کی عظمت منظور ہے۔ وہ ایسے لوگوں سے جو اس کے لیے دشمنی کا کام کریں سلسلہ کو صاف کر دے گا۔ دیکھو کئی بار موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں وبا پڑی اور دگر دد دشمن ہنسی کرتے ہوں گے + وہ سب جماعت کی اپنی خرابی اور بداعمالیوں کا نتیجہ تھا۔ کہتے ہیں بلعم نے جب دعا کی تو ۷۰ ہزار ہلاک ہوگئے تھے یہ سب ابتلا انکی اپنی بدکاریوں کا نتیجہ تھی اور انھوں نے اسطرح اپنے عمل سے گویا موسیٰ کو بدنام کیا۔ پس تم اپنے آپکو درست کرو۔ تاکہ ایسا نہو کہ تم میں سے کوئی سلسلہ کو بدنام کرنے والا ٹھہرے بہت تھوڑے ایسے ہوتے ہیں جو کوشش کرتے ہیں کہ اپنے سلسلہ کو بدنامی سے بچائیں + جب تک پوری طہارت اور پاکیزگی نہو فرشتہ نہیں آ سکتا۔ پس ضروری ہے کہ اپنے دل کے ہر حصہ کو خوب غور سے دیکھو کہ اسمیں کوئی میل نہ رہنے پائے اور پھر اپنے اعمال سے پاکیزگی کا ثبوت دو۔ دیکھو پاخانہ کو بھی صاف کرتے ہیں اور طہارت کرتے ہیں لیکن اگر کوئی ریزہ باقی رہ جاوے تو کیا کوئی کھانا کھا سکتا ہے یا اُسے نفرت نہیں آتی۔ اسی طرح پر جب تک کسی قسم کی غلاظت اور میل دلمیں اور اعمال میں ہے خدا اور اُس کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا + الہام میں جو یہ آیا ہے الا الذین علو باستکبار یہ بڑا سندر اور ڈرانے والا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن کو پڑھو اور اُس کے موافق عمل کرو کیسکو کیا معلوم ہے کہ کیا ہونیوالا ہے۔ تم خود اپنی قوم کیطرف سے جو لعنت ملامت

یہ کتابیں مفید اور کارآمد ہیں۔ ابر رحمت جو حضرۃ کے حالات میں مفصل کتاب ہے اور ۸-۹ جزو سے زیادہ ہے ہم رعایتی سستی ملے گی جسکو لینا منظور ہو پیشگی قیمت روانہ کریں ۰۰ ہم درخواست آنے پر

(صفحہ ۹ کو کئی بار خوب غور سے پڑھو)

یعنی تم وہ ہو چکے لیکن اگر اس لعنت کو لیکر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور اسکی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کسقدر مصیبت اور مشکل ہے۔ اخباروں والے کسقدر شور مچاتے ہیں اور ہماری مخالفت میں ہر پہلو سے زور لگاتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا کے کام بابرکت ہوتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس برکت سے حصہ لینے کے لیے ہم اپنی اصلاح اور تبدیلی کریں اس لیے تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کرلی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جاوے اور تم اس کی حفاظت کے سایہ میں آجاؤ میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہ نے اپنی تبدیلی کی اُنھوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لیے اسی طرح تم اپنی تبدیلی کرو۔

وہ دنیا نہ ہو بلکہ خدا ہی کیطرف متوجہ ہو جاؤ۔

خدا تعالیٰ کا شدید عذاب آنے والا ہے اور وہ خبیث اور طیب میں ایک امتیاز کرنیوالا ہے وہ تمہیں فرقان عطا کریگا جب دیکھے گا کہ تمہارے دلوں میں کسی قسم کا فرق باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی جماعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا مگر عمل سے وہ اسکی سچائی اور وفاداری ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اسکی کیا پروا ہے۔ اگر اسطرح ہزار ایسے نہیں سو بھی مر جاویں تو ہم یہی کہیں گے کہ اُسنے اپنی تبدیلی نہیں کی اور وہ سچائی اور معرفت کے نور سے جو تاریکی کو دور کرتا اور دل میں ایک یقین اور لذت بخشتا ہے دور رہا اور اسلیے ہلاک ہوگیا دیکھو ٹیکے والے اپنی جگہ اسباب پر بھروسہ مارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بچ جاویں گے اور کچھ تعجب نہیں کہ اس سے فائدہ بھی اُٹھاویں لیکن وہ جو ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اگر وہ اس دوا کو جو ہم پیش کرتے ہیں استعمال نہیں کرتے ہیں اور اس ٹیکہ کو جو خدا نے ان کے لیے طیار کیا ہے استعمال نہیں کرتے تو افسوس ہے کہ وہ اس ٹیکہ سے بھی جو گورنمنٹ نے طیار کیا ہے محروم رہے اس سے تو بہتر تھا کہ وہ ٹیکا ہی کرا لیتے۔ کیونکہ اگر وہ پورا ایمان اور اس کے موافق عمل نہیں رکھتے تو خدا تو انکی پروا نہ کریگا اور پھر انکی موت حسرت کی موت ہوگی اور اس سے ان کے ایمان کو اور بھی صدمہ پہونچے گا۔ خدا تعالیٰ صورت کو نہیں دیکھتا وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ آیا اس نے میرے منشا کے موافق اپنے آپ کو بنایا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی طاعون سے مرے اور اسے کہا جاوے کہ وہ جماعت میں تھا تو یہ ایک دھوکا اور مغالطہ ہوگا وہ حقیقت میں اس سے الگ تھا اور ایک موت تو دوسری موت کا کفارہ ہوتی ہے اگر اس کے اپنے جذبات اور نفسانی خواہشوں پر موت آ چکی تھی اور وہ دنیا کے فریبوں اور مکاریوں سے الگ ہو چکا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ہلاک کیا جاتا ہے اسکا ہلاک کیا جانا ہی اس امر کی دلیل ٹھیریگی کہ وہ اس سے الگ تھا۔

طاعون سے مرنا بیشک شہید ہونا ہے مگر اسوقت خدا نے اسکو ایک نشان ٹھیرایا ہے اسلیے اگر طاعون سے جماعت تباہ ہو جاوے تو پھر یہ نتیجہ نکلے گا کہ یہ ہماری شامت سے آئی ہے جیسا کہ بعض ظالم طبع لوگوں نے مجھے اس قسم کے خطوط لکھے۔ مگر انھیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس کی شامت اعمال کے لیے آئی ہے مگر جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے ورنہ اگر نہ وہ ٹیکا کرائے اور نہ آسمانی ٹیکا لگوائے تو پھر یہ الزام ہے۔

تبدیلیاں کرو۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کرو۔ جیسے تھوڑا سا اس کشتی نوح میں لکھا ہے خدا نے چاہا تو پھر کسی اور حصہ میں تعلیم کی تکمیل کر دونگا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ جسقدر لکھا گیا ہے اگر اسپر بھی پورا عمل کیا جاوے اور کاربند ہوں تو اللہ تعالیٰ ضرور فضل کرے گا۔ دیکھو مرنا ضرور ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا بلکہ مومن کو چاہیے کہ موت کو ہر وقت یاد رکھو تا اسے اعمال میں تبدیلی کرنیکا موقع ملے۔ مگر اسطرح طاعون سے مرنا کے نقصان ہیں دوم شماتت ہمسایہ کا مصداق ہوتا ہے ایک یہ کہ مریں اور دوسرے ٹھٹھے کیلئے کریں دوسری صورت کو دیکھتے ہیں مگر خدا حقیقت اور اصلیت کو دیکھتا ہے۔ ہم ان دنیاداروں کو سمجھانے کے لیے کہاں سے باریک فیصلے لاویں وہ تو صرف اتنا ہی دیکھیں گے کہ رجسٹر میں نام لکھا ہوا ہے۔ مگر انکو یہ کب معلوم ہوگا اور کیونکر معلوم ہوگا کہ خدا کے دفتر میں انکا نام نہ تھا۔ پس یکرنگ ہونا چاہیے دنیا تمہیں اس سلسلہ میں سمجھتی ہے اور دیکھتی ہے اسی طرح تم اپنے حالات اور اعمال کو ایسا بناؤ کہ خدا تعالیٰ کے حضور اور دفتر میں بھی تمہارا نام اسی سلسلہ میں ہو۔ اس وقت خدا نے تمہیں بڑا ترقی کا موقع دیا ہے نفس بڑا موذی ہے جبتک اس کے منہ میں لگام نہ ہو قابو میں نہیں رہتا۔ صوفی کہتے ہیں کہ جو آپ محنت کرتے ہیں سالک ہوتے ہیں لیکن جنکو خدا کھینچتا ہے وہ مجذوب ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ اپنا قانون کبھی نہیں بدلتا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ خدا تعالیٰ نے میرے الہام میں جو طاعون کے متعلق ہے یہ آیت رکھی ہے جو اس امر کی طرف رہبری کرتی ہے کہ تبدیلی کی بڑی ضرورت ہے یہ بڑی ہی خوفناک بات ہے کہ اتنا شکر کانوں تک ہی رہنے دے اور دل تک نہ پہونچے۔

بڑا ہی ظالم وہ شخص ہے جو ظاہری حالت پر خوش ہو جاتا ہے اور سچی اطاعت کیحالت نہیں دکھاتا۔ حالانکہ وہ ایک الگ چیز ہے پس اطاعت کا رنگ اگر دیکھنا چاہو تو وہ صحابہ میں دیکھو۔

ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکضرورت پیش کی اور چندہ کے لیے کہا حضرۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کچھ گھر میں تھا سب لے آئے اور حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نصف اسی طرح علی قدر مراتب دوسرے صحابہ جب آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ کیا لائے ہو اور گھر میں کتنا چھوڑ آئے ہو تو سب نے

(تصحیح۔ مولوی نذیر حسین کے متعلق جو الہام صفحہ ۷ پر درج ہوا ہے وہ صحیح یوں ہے مَاتَ ضَالًّا ھَائِمًا جناتھا اس الہام سے اسکا تاریخ...)

تصحیح صفحہ ۱۱ پر دربار شام کی تیسری سطر میں ویقولوا کیجگہ ان یقولوا پڑھا جاوے۔)

بنایا حضرت ابو بکر سے جب پوچھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ گھر میں اللہ اور اسکے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا جسقدر عمل میں فرق ہے اُتنا ہی ایمان میں۔ غرض اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اُتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔ یہ زمانہ اسی قسم کا ہے + بہت ہی نازک اور خطرناک دن آئے ہیں جو اپنے آپکو تعلیم کے مطابق بناتا نہیں وہ خدا تعالے کے سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ استغفار کرو۔ اور دعائیں کرو اور اپنے آپکو درست بناؤ۔ کوئی ایک ہی حکم نہیں کہ جس کی خلاف ورزی سے دوزخ کے دروازہ سے داخل ہوگا یا فرمانبرداری سے بہشت کے دروازہ سے جائے گا۔ کوئی کسی دروازہ سے کوئی کسی دروازہ سے پس جب تک دوزخ کے سارے دروازوں کو بند نہ کروگے فائدہ نہ ہوگا۔ یہ مت کرو کہ ایک دروازہ کھلا چھوڑ دو اور باقی کو بند کرو۔ نہیں سب کو بند کرو۔ اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی سکھاؤ۔ اور ان کے ذہن نشین کرو کہ یہ وقت بہت ہی نازک ہے اور ہماری جماعت خصوصیت کے ساتھ بڑی ذمہ داری کے نیچے ہے گورنمنٹ کو بھی ٹیکہ سے جواب دیا اور خود اصلاح بھی نہ کی تو اس کے لیے سخت خطرہ ہے۔ گورنمنٹ تو ہمپر ایمان نہیں رکھتی جو ہماری آسمانی ٹیکہ سے فائدہ اُٹھائے مگر تم جو اس سلسلہ کو خدا کی طرف سے مانتے ہو اگر عمل نہ کروگے تو خسر الدنیا والآخرۃ ٹھہروگے دیکھو جیسے دنیا کا ایک قانون ہے اسی طرح آخرت کا بھی ایک قانون ہے مثلاً شُربہ۔ جو اسے کھائیگا خواہ وہ کوئی بھی ہو چوڑا ہو ہندو ہو عیسائی ہو یا مسلمان سب کو دست آجائیں گے۔ اسی طرح ہوا۔ چاند۔ سورج وغیرہ اجرام ان سب سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالی نے ایک خاص قانون اپنے برگزیدوں اور راستبازوں کیلیے رکھا ہوا ہے وہ ایسا ٹیکہ ہے کہ اسمیں نہ نشتر کی ضرورۃ ہے نہ اسمیں تپ آتا ہے جب کوئی اسکی شرائط کو پورا کرنے والا ہو تو وہ خدا کے سایہ میں آجاتا ہے۔ تم اسے اختیار کرو۔ تا تم ضائع نہ ہو۔ ہر شخص جو اسکو سمجھے وہ دوسرے کو سمجھاوے اور حاضر غائب کو پہنچاوے تاکہ کوئی دھوکا نہ کھاوے (اس حکم کی تبلیغ کے لیے اس تقریر کا عنوان ہمنے البلاغ من الحاضر الی الغائب رکھا ہے ایڈیٹر) یاد رکھو محض اسم نویسی سے کوئی جماعت میں داخل نہیں جبتک وہ حقیقت کو اپنے اندر پیدا نہ کرے۔ آپس میں محبت کرو۔ اتلاف حقوق نہ کرو۔ اور خدا کی راہ میں دیوانہ کی طرح ہو جاؤ۔ تاکہ خدا تم پر فضل کرے اس سے کچھ باہر نہیں۔

۱۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

الہام حضور علیہ السلام نے باہر تشریف لاکر میدان میں کھڑے ہوتے ہی فرمایا کہ پہر رات باقی رہی ہوگی کہ یہ الہام ہوا اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ وَلِنَجْعَلَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ عِنْدِیْ مُعَالَجَاتٌ

مینے اس الہام کو معمول کے موافق کتاب میں لکھ لیا۔ اور پھر گھر میں (مراد حضرۃ ام المؤمنین علیہا السلام ایڈیٹر) دریافت کیا کہ آج تم نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ مینے ابھی ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک صندوق بذریعہ بلٹی آیا ہے جسکو شیخ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور وہ دوائیوں کا صندوق ہے حکیم فضل الدین کی بیوی اور مریم دائی پاس کھڑی ہیں جب اُسکو کھولا گیا تو وہ لبالب دوائیوں سے بھرا ہوا تھا ڈبیا ہیں شیشیاں ہیں غرض پورے طور پر بھرا ہوا ہے گھاس پھوس کی جگہ بھی دوائیاں ہیں۔

مینے اس لحاظ سے کہ ان کے ایمان میں اور بھی ترقی ہو کہا کہ مجھے آج یہ الہام ہوا ہے اور مینے وہ لکھا ہوا الہام اُنکو دکھا دیا۔

خدا کی قدرۃ ہے کہ کیسا عجیب توارد ہے۔ ادھر الہام میں رحمۃ منا ہے ادھر رویا میں دکھلایا گیا ہے کہ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور پھر حکیم فضل الدین کی بیوی مریم کا پاس ہونا چراغ کا لانا یہ سب مبشرات ہیں۔

لنجعل اٰیۃ للناس سے مراد یہ ہے کہ یہ وعدہ حفاظت جو ہے اس حفظ کو لوگوں کے لیے ایک نشان ٹھہراؤں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے اب کھلے کھلے طور پر کچھہ کرنا چاہتا ہے جیسے انا نجالدنا میں ہوا تھا۔ اسوقت ایک قوم ہم سے ٹکا کر رہی ہے اور ہم اس نشان کے ساتھ ناز کرتے ہیں + یہ سلسلہ خدا تعالی نے دراصل ۲۵ برس سے جاری کیا ہوا ہے۔ اس الہام کے ساتھ ایک اور دو الہام بھی تھا مگر وہ بہت لمبا تھا یاد نہیں رہا اُسکا خلاصہ اور مغز یاد رہا ہے کہ ایمان کے ساتھ نجات ہے۔

والرجز فاھجر قرآن شریف میں صاف آیا ہے والرجز فاھجر اسلیے ضروری ہے کہ صفائی کا التزام رکھا جاوے۔ خدا کی شان ہے کہ یورپ کی ہم صدہا چیزیں استعمال کرتے ہیں ریل۔ تار۔ بٹنیں اور بہت سی اشیا حتی کہ دیا سلائی تک سے تو فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر خدا کی کوئی عظیم الشان حکمت ہے کہ ہمکو ٹیکہ کیطرف توجہ نہیں دلائی بلکہ فرمایا عندی معالجات اور عندی کو مقدم کرکے اور بھی تاکید کا رنگ پیدا کیا کہ معالجات میرے ہی پاس ہیں۔ اور پھر الف اور ت کے ساتھ جو جمع ہو وہ اور بھی استغراق کا فائدہ دیتی ہے

غرض خدا تعالے کوئی عظیم الشان نشان دکھانیکا ارادہ فرماتا ہے۔

تُخْرِجُ الصُّدُوْرُ اِلَی الْقُبُوْرِ یہ بھی ایک الہام ہے اس الہام کے بعد نذیر حسین دہلوی اور فتح علی اور اللہ بخش تونسوی وغیرہ اس جہان سے رخصت ہوئے اور دیکھیے کس کی باری ہے۔

نجات ایمان ہی سے ہے جیسا کہ آج کی رویا سے معلوم ہوتا ہے در حقیقت نجات ایمان سے ہے اور خدا شناسی کی اسوقت بڑی ضرورت ہے کیونکہ خدا شناسی کے بغیر گناہ کی ناپاک زندگی پر موت وارد نہیں ہوتی۔ اور خدا شناسی کا پہلا زینہ یقین ہے خدا تعالیٰ اور اسکی عجیب در عجیب قدرتوں اور طاقتوں پر سچا ایمان اور یقین ایک معرفت کا نور عطا کرتا ہے اور دل میں اس سے ایک قوت پیدا ہوتی ہے پھر انسان اس قوۃ کے ساتھ گناہ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ دیکھو یہ لوگ اپنے ظنوں پر ایک قسم کا یقین رکھتے ہیں (ٹیکا وغیرہ)

تو کیا ہم اپنے یقین پر بھی یقین نہ رکھیں جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ بالکل سچ ہے اور وہ ہو کر رہیگا۔ کوئی طاقت اور قوت اسکو روک نہیں سکتی۔ یہ زمانہ عجیب زمانہ ہے واقعات خطرناک پیش آ رہے ہیں اور اسوقت کسیکو معلوم نہیں کہ کل کیا ہونیوالا ہے مگر خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ وہ اپنے سلسلہ کی حمایت کرے گا اور مَن فی الدّار کی حفاظت کا نشان دکھائیگا۔

یہ جو لکھا ہے کہ مسیح اپنی جماعت کو کوہ طور پر لے جاوے گا اسکا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنی قوم کو طہارت اور تقوی کی بلند چٹان پر کھڑا کرے گا۔ کیونکہ طور تجلی گاہ حق ہے اسلیے مسیح اپنی جماعت کو قرب اور ہیبت کے مقام پر لے جائے گا۔ کوہ طور جیسا میں نے ابھی کہا ہے تجلی اور ہیبت حق کی جگہ ہے۔ جہاں تبدیلی ہوتی ہے اور انسان گناہ سے بچ جاتا ہے۔ پس یہ ایک تقریب پیش آ گئی ہے کہ انسان اپنی تبدیلی کرے اور خدا کا قرب اسکی ہیبت سے تلاش کرے۔ خدا کا خوف اور ہیبت گناہوں سے بچائیگی انشاء اللہ اس سے تقوی اور طہارت میں ترقی ہوگی جو قرب حق کا ذریعہ ٹھہریگی ہیبت حق کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے طاعون ایک ذریعہ اور سامان ٹھہرا دیا ہے

بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اس بلا اور طوفان میں بھی خدا سے نہیں ڈرتا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے۔

جو لوگ ہمپر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں یا واقعی سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اسکی اطاعت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہیں وہ غور کریں کیونکہ اگر ہم نری خوشامد کرتے ہیں تو اسوقت چاہیے تھا کہ دنیا داروں اور زمانہ سازوں کی طرح سب سے پہلے ٹیکا لگوا لیتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ باینہمہ ہم گورنمنٹ کے سچے وفادار اور مخلص رعایا ہیں۔ خدا تعالیٰ کے احکام کو ہم ہر صورت میں مقدم رکھتے ہیں اطاعت بھی خدا ہی کے حکم سے ہے۔ اور اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ہماری وفاداری اور اطاعت دوسرے لوگوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ وفاداری مذہب کا ایک جزو ہے۔

طاعون کا علاج آسمانی ہی ہونا چاہیے خدا تعالیٰ نے طاعون کو رِجزٌ مِنَ السَّمَاءِ کہا ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکا علاج بھی آسمانی تدبیر اور ارادہ کے موافق ہونا چاہیے۔ زمینی تجویزوں سے کچھ نہیں ہوتا۔

مجھے تو یہ خوشی ہے کہ لوگ اب سیدھے ہو جائیں گے جیسے صوفی تزکیہ اور توبۃ النصوح کے بہانے چاہتے ہیں خدا نے یہ بہانہ پیدا کر دیا ہے۔ اب مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیں گے۔

میرا انکار کیوں کرتے ہیں؟ خدا کی قدرت ہے کہ ارضی اور سماوی تمام نشانات اور علامات پوری ہوتے جاتے ہیں اور بہت سے ہو گئے ضروریات مشہودہ محسوسہ بتا رہی ہیں کہ آنے والا اب آنا چاہیے۔ اور پھر اسقدر تائیدی نشان ظاہر ہوئے ہیں کہ کسی کے لیے اتنے نشان نہیں ہوئے اور ایسے صاف کہ ہزاروں لاکھوں انسان اسکے گواہ ہیں پھر یہ کیوں انکار کرتے ہیں صرف حدیثوں کو ہاتھ میں لیکر جو ظن کی حد سے آگے نہیں جاتے ہیں قرآن کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے قرآن شریف کھلے کھلے طور پر میری تائید کرتا ہے اور پھر حدیث صحیح بھی جو قرآن سے متعارض نہیں میری تائید کرتی ہے۔ عقلی دلائل بھی میرے ساتھ ہیں اور ضروریات مشہودہ محسوسہ بھی میرے ساتھ ہیں اگر تقوی ہوتا تو چاہیے تھا کہ خاموشی سے سنتے اور قبول کرتے مگر انھوں نے افترا باندھے اور طرح طرح سے مجھے دکھ دیے۔ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے مگر گورنمنٹ سے ڈرتے ہیں۔

دربار شام

فرمایا الحکم کو میں رات کو پڑھ رہا تھا اس میں میری کسی تقریر میں لکھا ہوا تھا اَحسب النّاس ان یترکوا ویقولوا اٰمنّا وھم لا یفتنون مجھے رات کو یہی الہام ہوا اور ایک اردو الہام بھی تھا اس میں سے اتنا یاد رہا کہ نجات ایمان سے ہی

۱۹ صبح کی سیر

۱۔ دابۃ الارض سے مراد طاعون ہے اور مغضوب جو طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ان الفاظ پر مختصر سا کلام فرمایا جو ہم پہلے کئی بار چھاپ چکے ہیں اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲۔ فرمایا دنیا میں ہر چیز کا خاتمہ تو ہو ہی جاتا ہے ہم ہر ایک عقل پر اسی لیے بھروسہ نہیں کرتے ہم تو خدا پر توکل کرتے ہیں اصل محبت دین ہی کی محبت ہے ابتدا سے عادۃ اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے صحابہ نے جب اسلام قبول کیا اور دین سے پیار کیا تو اپنے رشتہ داروں کو جو دین کے دشمن تھے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا ہمارے مخالف اگر تقوی سے کام لیتے

تو ہمارے معاملہ میں صبر سے دیکھتے اور غور کرتے۔ نذیر حسین کفر کے فتویٰ سے انکار کر دیتا کیونکہ وہ قرآن میں فلما توفیتنی اور انی متوفیك پڑھتا تھا اور پھر اُسے معلوم تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح کو معراج کی رات میں مردوں میں دیکھا اور اُسے معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اسپر اجماع ہوا۔ صوفیوں کا بھی یہی مسلک ہے غرض جسقدر دلائل اطمینان کے لیے ضروری تھے وہ وفات مسیح پر موجود تھے اور اُسے معلوم تھے مگر اسنے قوم اور برادری کو حق کے لیے چھوڑنا نہ چاہا۔ پر حق کو چھوڑ دیا

۳۔ فرمایا اسلام کے غلبہ اور فتح کی جو راہ خدا تعالیٰ نے ہمکو دکھائی ہے اور جو زبردست ہتھیار ہمکو دیا گیا ہے وہ کسی دوسرے کے خواب و خیال میں بھی نہیں ان حجرہ نشین ملانوں میں یہ فراست کہاں؟ انکو اتنا معلوم نہیں کہ جب ان کے اکابر مہدی سے منکر ہو گئے ہیں تو مسیح کہاں اُترے گا جسکو اتر کر مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرنی تھی۔

دربار شام

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

عصمت انبیا حضرۃ حجۃ اللہ آج کل عصمت انبیا پر ایک مضمون لکھ رہے ہیں یہ دراصل مضمون کا تتمہ ہے جو پہلے میگزین میں شائع ہو چکا ہے۔ ہمارا قیاس ہے کہ سنہ ۱۹۰۳ء کی جنوری کے نمبر میں غالباً یہ مضمون شائع ہو۔ بہرحال اسی مضمون پر مختصراً ذکر فرماتے رہے ہم ان نوٹس کو مرتب کرکے ناظرین کے سامنے پیش کر دیتے مگر ہماری رائے میں یہ طریق شاید مفید نہیں ہے کیونکہ ادھورے اور ناکمل نوٹ مزہ نہیں دے سکتے اور اصل مضمون کے لطف کو کم کر دیتے ہیں اس لیے ہم ناظرین کو میگزین کے اس نمبر کے انتظار کا شوق دلاتے ہیں جس میں مضمون شائع ہو۔ البتہ اسقدر کہنا ضروری ہے کہ یہ مضمون حضرت حجۃ اللہ نے بالکل نرالی طرز پر لکھا ہے۔ اور وہ اسطرح پر اختیار کیا گیا کہ آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر اعتراضات یہ ظالم طبع معترض کرتے ہیں اور گناہ دکھاتے ہیں اسی قسم کے واقعات مسیح کی زندگی میں دکھائے گئے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں آدم نے گناہ کیا کہ اُس نے گندم کا دانہ کھایا اس کے بالمقابل دکھایا ہے کہ مسیح نے سبت کے دن غیر لوگوں کی ملکیت کے کھیت میں سے خوشے توڑ کر کھائے اور وہ کھیت ان کے نہ تھے کیونکہ انھوں نے دوسری جگہ صاف اقرار کیا ہے کہ لومڑیوں کے لیے ماندیں اور ہوائی پرندوں کے لیے بسیرے مگر ابن آدم کو جگہ نہیں کہ اپنا سر دھرے آدم کا گناہ تو نہ تھا کیونکہ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا یعنی ہم نے اسکا ارادہ نہیں پایا موجود ہے مگر خوشے تو عمداً وارادتاً توڑے گئے۔ ایسا ہی حضرت نوح پر مثلاً اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے یہ خلاف ورزی کی کہ کہا گیا تھا الا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون ظالموں کے بارہ میں مجھ سے کچھ نہ کہنا وہ غرق کیے جاویں گے۔ مگر انکو یہ معلوم نہیں کہ یسوع ساری رات رو رو کر خدا کے قرار دادہ اپنی ہی پیش کردہ مسئلہ کفارہ کے خلاف دعا کرتا رہا۔ اور ایسے اضطراب اور گھبراہٹ کے نشان دکھائے کہ جسکی حد نہیں۔ یہ کیا ہوا علاوہ بریں مسیح کی سی سالہ زندگی کے واقعات تو دکھاؤ۔ شراب جو ام الجرائم اور ام الخبائث ہے وہ استعمال کرتے رہے اور بعض نامحرم اور بدوضع عورتوں کے ساتھ پھرتے رہے غرض اسطریق پر آپ نے اس سوال کو حل کرنا چاہا ہے سلطان القلم کے قلم سے جن الفاظ اور صورت پر یہ مضمون ادا ہوگا وہ تو ایک اعجاز ہوگا

شراب فرمایا جس مذہب کی بنا شراب پر ہو اسمیں تقویٰ کیونکر ہو عشاء ربانی جو عیسائی مذہب کی ایک بڑی اصل ہے اسمیں شراب کا ہونا لازمی امر ہے پھر اسکے ماننے والے کہاں اجتناب کر سکتے ہیں پھر جبکہ خدا وند یسوع کا نمونہ یہی ہو۔ شراب چھوڑنے کی ایک صورت ہے کہ جبلی قانون کے ذریعہ اصلاح کیجاوے۔

ایک اور تعجب کی بات ہے کہ مسیح کا مرشد یحییٰ شراب نہیں پیتا تھا پھر انھوں نے کیوں شروع کی۔

شراب کی حرمت کا صرف اسلام نے ہی حکم دیا ہے یہ لوگ صرف اتنا اعتراض کر سکتے ہیں کہ اوائل میں یہ حکم نہ تھا بلکہ مدینہ طیبہ میں ہوا۔ یہ اعتراض بیہودہ اور لغو ہے کیونکہ جب کہ ابھی وحی اُتر رہی تھی اور قوم نہ بنی تھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تبلیغ کر رہے تھے پھر اگر آخر وقت تک حکم نہ پایا جاتا تو اعتراض کر سکتے مگر جب اسلام نے حرام کر دیا پھر اعتراض کیوں؟۔

خلافت راشدہ کی کامیابی مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی لاجواب کتاب خلافت راشدہ کی قبولیت کے لیے جسقدر خطوط ہند کے مختلف اطراف سے آئے اور باہر سے آئے ہیں اُنکی تعداد بہت زیادہ ہے مگر افسوس کہ مخالف بجائے خود جواب دینے کی گدی گالی پر اُتر آئے مولوی عبد الکریم صاحب نے حائری لاہوری کا ذکر کیا کہ ایک چھوٹا سا رسالہ اس نے لکھا ہے بجز سب وشتم کے اور کچھ نہیں کہا اور اسبات پر زور دیتا ہے کہ شیعہ سنی ایک ہیں سب متفق ہیں اب بجز اسی گروہ کی مہدویت کی تردید کے اور کوئی کام مت کرو۔ مگر کیا اس نے خارجیوں کو بھی ملا لیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہمکو خدا نے اسی لیے مامور کیا ہے کہ جو عاجز بندوں کی شانیں بڑھائی گئی ہیں انکو گرا کر اصل مرکز پر لایا جاوے۔ اور یہ شرک دور ہو اور یہ قاعدہ کی بات ہے جب یہ بڑھائی ہوئی شان ٹوٹ گئی تو مذہب خود ٹوٹ گیا۔

اپنے حقوق کی حفاظت ایک رئیس کو کسی حاکم سے ملنے کی ضرورت پر فرمایا کہ ہم ایسی گوشہ

تو شوق سے اس کے بیان کرنے کے لیے طیار رہنا چاہیے۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالے

یہ خط کیون لکھے؟ مندرجہ بالا دونون خطوط رجسٹری کرا کر اس غرض سے بھیجے تھے کہ تا وہ اصل راز کھلجائے جو حافظ محمد یوسف کے اس اشتہار اور شحنہ ہند کے ایڈیٹر کے خط کی تہ مین مرکوز تھا - اور ان کا جھوٹ معلوم ہو۔ ندوہ کے سکرٹری سے ان لوگون نے کوئی مشورہ اور اجازت حاصل نہین کی تھی اور بدون استشارہ اس قسم کے اشتہار شائع کرنا نہ صرف اپنی ہی سبکی کرانا تھا بلکہ ندوہ کو بھی بدنام کرنا ان نادان دوستون کی دوستی کا نتیجہ تھا +

بہر حال ہمارا مطلب یہ تھا کہ تا اصل حال معلوم ہو جاوے + اور پبلک کو دکھا سکین کہ یہ لوگ جو مسلمانون کی اصلاح اور فلاح کے مدعی اور حامی نو مسلمانان نام کی انجمنین بنا کر مسلمانون کی مفلوک الحال قوم پر ٹیکس نیٹ کے بوجھ ڈالتے ہین ان کی یہ حالت ہے - حافظ یوسف اور شحنہ ہند کے ایڈیٹر اور ان کے اعیان و انصار کی غرض ایسے اشتہارون اور خطون سے جو انہون نے شائع کئے یا بھیجے فقط یہ تھی کہ وہ پبلک کو مغالطہ مین ڈالین اور سلسلہ عالیہ کی توہین کرین مگر انہین نہین معلوم کہ خدائے مقتدر اپنے برگزیدہ خلیفۃ فی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدہ کر چکا ہے **انی مہین من اراد اہانتک** -

ہماری فرودگاہ غرض یہ خطوط روانہ کرنیکے بعد ہم سب احباب ایک گاڑی پر سوار ہو کر اخویم ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کے مکان کو روانہ ہوئے ، خاکسار ایڈیٹر نے شرکت جلسہ کے لئے اپنے امیر جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی سے اجازت لی اس لئے وہ راستہ ہی مین گاڑی سے اتر گیا اور باقی احباب فرودگاہ پر پہونچے ۔ امرتسری جماعت احمدیہ نے جس اخلاص اور محبت اور اخلاق کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا اور تین دن تک جس طرح اس نے ہماری خدمت کی اسکا تذکرہ ہم الگ کرین گے +

ندوہ کا پنڈال سردست ہم اپنے ناظرین کو ندوہ کے پنڈال مین لیجانا چاہتے ہین اس لئے ہم ہال بازار سے اتر کر اسلامیہ سکول کے احاطہ مین پہونچے جو کنہیالال کے مشہور و معروف تھیٹر ہال کے جوار مین بنایا گیا ہے اسلامیہ سکول کی بلڈنگ بڑی عالیشان عمارت ہے جو امرتسر کی انجمن اسلامیہ کی سعی اور محنت کا نتیجہ ہے، اسکے وسیع احاطہ مین ندوہ کے اجلاس کیلئے پنڈال بنایا گیا تھا اور بورڈنگ ہوس اور سکول کی عمارت مہمانون کی فرودگاہ بنائی گئی تھی - اس پنڈال کے مختلف دروازے تھے جہان ٹکٹ دیکھنے والے کھڑے تھے اور پنڈال مین سامعین - علماء کرام اور ایڈیٹرون اور اراکین وغیرہ کی علیحدہ علیحدہ نشست گاہین تھین +

علماء کی نشست گاہ اور تصویرون کے پردے علماء کی نشستگاہ کے لئے ایک پلیٹ فارم بنایا گیا تھا اور جس دروازے سے علماء کرام کو داخل کیا جاتا تھا اس پر جو پردے خوبصورتی کے لئے لگائے گئے تھے ان پر چڑیون کی **تصویرین تھین** ہم نے ان پردون کو خوب غور سے دیکھا اور ہم کہہ سکتے ہین کہ غالبًا ان علماء کرام مین جو مختلف حصص ملک سے جمع ہوئے تھے کسی ایک نے بھی اس امر کا نوٹس نہین لیا کہ بحالیکہ وہ تصویر کو حرام قرار دیتے ہین (گو ہمارے نزدیک تصویر کی حرمت نسبتی ہے) لیکن انجمن اسلامیہ امرتسر نے خوب کیا کہ ان کو تصویرون کے سایہ مین جگہ دی تاکہ آیندہ ان کو تصویر کے متعلق کچھ کہنے کا موقع نہ ملے - یہ خدا تعالےٰ ہی کا ایک فعل تھا جو اس طرح یہ سرزد ہوا اور ان جبہ پوش معترضون کو لاجواب کر دیا جو ہمارے سید و مولےٰ امام حضرت اقدس مسیح موعود کی تصویر پر جو اہل یورپ پر اتمام حجت کے لئے اور تبلیغ کے لئے لی گئی تھی اعتراض کرتے تھے ان کی دیانت تقوےٰ اور خدا ترسی کا تقاضا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ اس پنڈال سے لاحول پڑھتے ہوئے بھاگتے مگر وہ گاؤ تکیون کی نشست انہین کچھ ایسی بھائی کہ ان **تصویرون** کا خیال تک نہ رہا -

پہلا اجلاس بہر حال پہلا اجلاس ۹ - اکتوبر کو صبح کے ساڑھے سات بجے شروع ہوا - ہم پہلے اجلاس کے اختتام پر پہونچے تھے اس لئے ہم اس کی کوئی کارروائی اپنی چشم دید نہین لکھ سکتے مختصرًا جو کچھ لکھین گے وہ سماعی ہے +

ندوہ اور قرآن شریف یہ امر ہندوستان کی اسلامی دنیا مین غالبًا نہایت ہی تعجب سے دیکھا جاوے گا اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ ندوہ اور اس کے حامی اس بات کا ہرگز کوئی جواب نہین دے سکتے کہ ندوۃ العلماء کے کل تین دن کے ساڑھے سولہ گھنٹہ کے اجلاس مین قرآن شریف کے لئے زیادہ سے زیادہ ۱۰ منٹ دیئے گئے اور وہ بھی تبرکًا ہر جلسہ کے شروع مین ۵ منٹ پڑھا جاتا تھا یہ نہین کہ قرآن شریف کی عظمت اور جلال ظاہر کیا جاتا اور اس کے حقایق و معارف سے اس کی محبت عمل کے لئے مسلمانون کے دل مین بٹھائی جاتی نہین بلکہ ایک شخص اٹھتا اور اپنے عجیب و غریب لہجہ سے قرآن شریف کی چند آیتین پڑھ دیتا اور سننے والون کو یہ کہنے کا موقع دیتا کہ اس قسم کی قرآن خوانی بیری رونق مسلمانی کی مصلق ہے۔

حقیقت مین ندوۃ العلماء کے اجلاس مین قرآن شریف پر اسقدر عدم توجگی ایک ناقابل عفو غلطی ہے جس کا بہت ہی برا اثر مسلمانون پر پڑے گا -

اور ہم جیسا کہ ندوہ کی تقریرون پر ریمارک کرتے ہوئے دکھائین گے قرآن شریف کیطرف بہت ہی کم التفات کیگئی ہے + بہر حال یہ ایک ضمنی بات تھی جس پر ہم شرح و بسط کے ساتھ دوسری جگہ اسی سلسلہ مین بحث کرین گے +

شیخ غلام صادق صاحب کا خیر مقدم تبرکًا جب پانچ منٹ تک قرآن شریف کی تلاوت ہوچکی تو شیخ غلام صادق صاحب رئیس امرتسر خیر مقدم کے لئے **سٹیج** پر آئے اور انہون نے روساء امرتسر کیطرف سے خیر مقدم پڑھا جس مین اول **ندوۃ العلماء** کا رسمی شکریہ تھا اور پھر اس مغائرت کا ذکر جو علماء اور ابنائے زمان (تعلیم یافتہ پارٹی) مین تھی علماء کی تعریف کرتے ہوئے شیخ غلام صادق صاحب نے ایک عجیب فقرہ بیان فرمایا جس پر ہم ریمارک کرنا ضروری سمجھتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے آپ کو بغیر کسی استثنا کے علماء کرام کے خاکپا سمجھتے ہین ان کو اپنے دین کے پیشوا اور دین کے حافظ سمجھتے ہین اگر وہ نہ ہوتے تو مسلمانان درگور مسلمانی درکتاب اس وقت کی حالت ہوئی ہوتی "

حفاظت اسلام اس مین شک نہین کہ علماء ربانی جن کی شان ہے انما یخشے اللہ من عبادہ العلماء دین کے خادم ہوتے ہین لیکن موجودہ علماء زمان جنکو ہمارے شیخ صاحب خطاب کر رہے ہین ان کو حافظ دین کہنا ایک خطرناک غلطی ہے اور یہ یا صرف خوش اعتقادی کی بات ہے - ورنہ ہم پوچھتے ہین کہ خدا تعالے نے جو **انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون** کا وعدہ فرمایا ہے اور اس لئے وہ خود حافظ دین ٹھہرا ہے یا وہ جسکو **خود** خا حافظ دین مقرر کرے کیا ان علماء مین سے کوئی ایک بھی ہے؟ جو اس دعوے کیساتھ کہہ سکے کہ **ہان خدا تعالے نے مجھے دین کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے**؟ ہم دعوے سے کہین گے کہ ایک بھی نہین اور علاوہ برین یہ لوگ حفاظت کیا کرین گے جبکہ انہون نے اس قسم کے عقائد بنا رکھے ہین جو اسلام کی حفاظت کی بجائے نصرانیت کی حفاظت کر رہے ہین مثلًا حضرت مسیح کی نسبت یہ روا رکھنا کہ وہ اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر بیٹھے ہین اور حوادث زمانہ کا ان پر کوئی اثر نہین اور بالمقابل زندہ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ماننا کہ وہ مدینہ طیبہ کی خاک مین سوتے ہین وہ آسمان پر زندہ نہین اٹھائے گئے - یا مثلًا یہ اقرار کرنا کہ صرف مسیح ابن مریم ہی مس شیطان سے پاک ہے اور کوئی نہین یا مثلًا یہ ماننا کہ روح القدس کے موتھی ہین یا مثلًا اس قسم کا عقیدہ رکھنا

خطبۂ نکاح

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد

گذشتہ اشاعت سے آگے

ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

پھر عظیم الشان اصولون مین سے یہ اصل بتائی گئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود۔ محبوب اور مطاع بنانا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا آنکھ سے بدنظری کرتا ہے یا نہین؟ کان سے حرص و ہوا کی باتین سنتا ہے یا نہین۔ ناک کے خیال سے تکبر اور فضول خرچیان کرتا ہے یا نہین؟ پھر زبان۔ ہاتھ۔ پاؤن غرض کل اعضاء فرمانبرداری مین لگے ہوئے ہین یا نہین؟ مختصر یہ کہ کوئی خوف اور امید اگر مخلوق سے ہے تو سمجھ لو کہ لا الہ الا اللہ کے معنون سے بے خبری ہے یا بے پروائی ہے۔ **لا الہ الا اللہ** کو ماننے والا کسی کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا نہین ہو سکتا اور نہ رکوع سجود کر سکتا ہے ایسا ہی مخلوق کے لئے نہ قربانی دے سکتا ہے اور نہ اپنے مال کا ایک مقرر حصّہ مخلوق مین سے کسی کے لئے الگ کر سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے لئے الگ کرنے کا حکم ہے بلکہ ساری باتون مین وہ اپنا معبود مسجود اللہ ہی کو مانتا ہے اور اپنی امید و بیم کو اسی سے وابستہ کرتا ہے۔ ہر ایک کام اس کی رضا کے لئے کرتا ہے یہانتک کہ کھانا اس لئے کھاتا ہے کہ **کلوا** کا حکم ہے اور پیتا اس لئے کہ **اشربوا** کا حکم ہے بیوی سے معاشرت کرے نہ اس لئے کہ طبعی تقاضا ہے بلکہ اس لئے کہ **عاشروھن بالمعروف** کا حکم ہے اور اس لئے **وابتغوا ما کتب اللہ لکم** کا ارشاد ہے اس سے نیکی کے کامون مین پہلا جزو پیدا ہوگا جسکو **اخلاص** کہتے ہین۔ پھر ان سارے کامون مین صواب ہو اور یہ تب حاصل ہو سکتا ہے کہ ساری الٰہی رضامندیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور حکم کے نیچے ہون کیونکہ وہ کامل انسان اللہ تعالےٰ کا سچا پرستار بندہ تھا اور ہماری اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ ان کے سوا **الٰہی رضا** ہم معلوم نہین کر سکتے اور اسی لیے فرمایا:۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

جس طرح پر اس نے اپنے غیب اور اپنی رضا کی راہین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ظاہر کی ہین اسی طرح پر اب بھی اس کی **غلامی** مین وہ ان تمام امور کو ظاہر فرماتا ہے۔ اگر کوئی **انسان** اسوقت ہمارے درمیان آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسےٰ عیسےٰ۔ داؤد۔ **محمد** احمد ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے ہے اور آپ ہی کی چادر کے نیچے ہو کر ہے کوئی راہ اگر اس وقت کھلتی ہے اور کھلی ہے تو وہ آپ مین ہو کر ورنہ یقیناً یقیناً سب راہین بند ہین کوئی شخص براہ راست اللہ تعالےٰ سے فیضان حاصل نہین کر سکتا۔ اگر کوئی اس وقت یہ کہے کہ:۔

من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

اور پھر وہ ہمارا مقتدا اور امام اور مطاع بننا چاہے تو یاد رکھو کہ وہ ہمارا امام اور مقتدا ہرگز نہین ہو سکتا ہمارا مقتدا اور امام وہی ہو سکتا ہے جو **ولیکن مبغزاے بر مصطفےٰ** پر عمل کرنے کی ہدایت کرتا ہو اور **غلام احمد** ہو۔ غرض ہر ایک نیکی نیکی تب ہی ہو سکتی ہے جب وہ اولاً اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہو اور پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے نیچے ہو٭

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ - الآیۃ :۔

یہ ایک آیت شریف ہے جس سے ایک سورہ کا ابتدا ہوتا ہے اور ایسے خطبون کے وقت اس کا پڑھا جانا مسلمانون مین مروج ہے وہ اس آیت کو ضرور پڑھتے ہین وجہ یہ ہے کہ ساری سورۃ کی طرف گویا متوجہ کیا گیا ہے جس مین میان بیوی کے متعلق حقوق کو بیان کیا گیا ہے اور تفاؤل کے طور پر اسکی ابتدا کو پڑھتے ہین تاکہ سعادتمند لوگ ایسے تعلقات پیدا کرنے سے پہلے اور بعد ان امور پر نگاہ کر لیا کرین جو اس سورۃ مین بیان ہوئے ہین وہ تعلق جو میان بیوی مین پیدا ہوتا ہے بظاہر وہ ایک آن کی بات ہوتی ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مین نے اپنی لڑکی دی اور دوسرا کہتا ہے کہ مین نے لی۔ بظاہر یہ ایک سکنڈ کی بات ہے مگر اس ایک بات سے ساری عمر کے لئے تعلقات کو وابستہ کیا جاتا ہے اور عظیم الشان ذمہ داریون اور جوابدہیون کا جوآ میان بیوی کی گردن پر رکھا جاتا ہے۔ اس لئے اس سورۃ کو **یاایھا الناس** سے شروع کیا ہے کوئی اس مین مخصوص نہین ساری مخلوق کو مخاطب کیا ہے۔ مومن۔ مقرب مخلص۔ اصحاب الیمین غرض کوئی ہو کسی کو الگ نہین کیا بلکہ **یاایھا الناس** فرمایا **الناس** جو انس سے تعلق رکھتا ہے وہ انسان ہے انسان جب انس سے تعلق رکھتا ہے تو سارے انسون کا سرچشمہ میان بیوی کا تعلق اور نکاح کا انس ہے اسکے ساتھ اگر ایک اجنبی لڑکی پر فرائض کا بوجھ رکھا گیا ہے تو اجنبی لڑکے پر بھی اس کی ذمہ داریون کا ایک بوجھ رکھا گیا ہے اس لئے اس تعلق مین **بان** نازک تعلق مین جو بہت سی نئی ذمہ داریون اور فرائض کو پیدا کرتا ہے کامل انس کی ضرورت ہے جسکے بغیر اس بوجھ کا اٹھانا بہت ہی ناگوار اور تلخ ہو جاتا ہے لیکن جب وہ کامل انس ہو تو اسکے پاک رحمت اور فضل انسان کے شامل حال ہو سکتے ہین اور ہوتے ہین۔ غرض اس تعلق کی ابتدا انس سے ہونی چاہیئے تاکہ **دو اجنبی** وجود متحد فی الارادہ ہو جائین اس لئے **یاایھا الناس** کہہ کر اسکو شروع فرمایا اور دوسری آیتہ **یاایھا الناس اتقوا ربکم** سے شروع ہوتی ہے۔

لوگو! تقوےٰ اختیار کرو۔

تقویٰ عظیم الشان نعمت اور فضل ہے جسے ملے۔ انسان اپنی ضروریات زندگی مین کیسا مضطرب اور بیقرار ہوتا ہے خصوصاً رزق کے معاملہ مین لیکن متقی ایسی جگہ سے رزق پاتا ہے کہ کسی کو تو کیا معلوم ہوتا ہے خود اسکے بھی وہم گمان مین نہین ہوتا **یرزقہ من حیث لا یحتسب** پھر انسان بسا اوقات بہت قسم کی تنگیون مین مبتلا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ متقی کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے جیسے فرمایا **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا**٭ انسان کی سعادت اور نجات کا انحصار علوم الٰہیہ پر ہے کیونکہ جبتک کتاب اللہ کا علم ہی نہو وہ نیکی اور بدی اور احکام

رب العالمین سے آگاہی اور اطلاع کیونکر پاسکتا ہے مگر تقوے ایک ایسی کلید ہے کہ کتاب اللہ کے علوم کے دروازے اسی سے کھلتے ہین اور خود اللہ تعالے متقی کا معلم ہوجاتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ انسان اپنے دشمنون سے کسقدر حیران ہوتا اور ان سے گھبراتا ہے لیکن متقی کو کیا خوف ہے اس کے دشمن ہلاک ہوجاتے ہین۔

ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ اللہ تعالے سے دوری اور بُعد ساری نامرادیون کی جڑ اور ناکامیون کی اصل ہے مگر متقی کے ساتھ اللہ تعالی ہوتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ تقوے ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولے کا محبوب بناتی ہے فان اللہ یحب المتقین۔ تقوے کے باعث اللہ تعالے متقی کے لئے مکتفی ہوجاتا ہے اور اس سے ولایت ملتی ہے ان اللہ ولی المتقین۔ پھر تقوے ایسی چیز ہے کہ دعاؤن کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین۔ بلکہ اسکے ہر فعل مین قبولیت ہوتی ہے۔

غرض تقوے جیسی چیز کیطرف توجہ دلائی ہے اور تقوے نام ہے اعتقادات صحیحہ اقوال صادقہ۔ اعمال صالحہ۔ علوم حقہ۔ اخلاق فاضلہ۔ ہمت بلند۔ شجاعت۔ استقلال۔ عفت۔ حلم۔ قناعت۔ صبر کا حسن ظن باللہ تواضع۔ صادقون کے ساتھ ہونیکا۔

پس یہ تقوے اپنے رب کا اخذ کیا کر و ربکم مین بتایا ہے کہ وہ تمہین کمالات بخشنے والا ہے اور ادنے حالت سے اعلی حالت تک پہونچانیوالا ہے اسکے متقی بنو۔

مخلوق کی نظر کا متقی نہین اگر انسان مخلوق کی نظر مین متقی بنتا ہے لیکن آسمان پر اسکا نام متقی نہین تو یاد رکھو اسکے لئے اللہ تعالے کا فتوے ہے ما ہم بمومنین۔ ایک غلط خیال عام لوگون مین پھیلا ہوا ہے مین چاہتا ہون کہ اس کو بھی دور کردون اور وہ یہ ہے کہ لوگون نے سمجھ رکھا ہے کہ دین پر عملدرآمد کرنا انسان کی مقدرت سے باہر ہے اور یہ شریعت گویا کہنے کی ہے کرنیکی نہین اسپر عمل نہین ہوسکتا۔ یہ بدی عام پھیلی ہوئی ہے اور اس نے بہت بڑا حصہ مخلوق کا تباہ کیا ہے در اصل اس قسم کے حیلے شریرون نے اپنی بدیون کو چھپانے کیلئے تراشے ہوئے ہین مگر مین یقیناً کہتا ہون کہ یہ بدی اور بدخیالی اللہ تعالے پر سوء ظن سے پیدا ہوئی ہے کہ انسان کہلائے اور کہے کہ شریعت کی پابندی نہین کرسکتے۔ اور فرائض اور سنن ادا نہین ہوسکتے یہ بڑی بدقسمتی ہے اسی ایک بدی نے ایک قوم کو تباہ کردیا اور اس نے شریعت کو نعوذ باللہ لعنت کہدیا۔ یعنے عیسائیون کی قوم نے شریعت کو بالکل الگ رکھدیا یہ شیطانی وسوسہ تھا اور شیطان اپنے غالب آیا۔ پس ایسی باتون اور خیالون سے پرہیز کرو۔ مین نے ایک ایسے ہی خطبہ مین (یعنے نکاح کے خطبہ مین) جو اگلے روز مجھے پڑھنا پڑا اور اسی طرح صادق امام کے حضور مین پڑھا) اس امر پر زور دیا تھا اور یہ میرا ایمان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسی طرح ہو اور مین خدا تعالے کے فضل اور تائید سے ایسا کرنا چاہتا ہون) کہ لوگ اپنے امام کی سچی اتباع کرین اور اسکے احکام کی تعمیل کو اپنی خواہشون پر مقدم کرلین بعض بدقسمتون نے میری ان باتونکو سن کر یہی نتیجہ نکالا کہ یہ صرف کہنے کی باتین ہین انپر عمل کرنا مشکل ہے مین کھولکر کہتا ہون کہ خطرناک بدظنی ہے جو ایک مومن کی نسبت کیجاوے اسکا محاسب اللہ تعالے کے حضور دینا پڑیگا۔ (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

جناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ ربہ۔

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے آپکا خط مجھے سنایا باعث مسرت اور خوشی ہوا ابتداء سے میری فراست یہ کہتی ہے کہ آپ مین ایک خاص سعادت اور رشد کا اساسی مادہ ہے کہ وہ باوجود کشاکش دنیوی مشاغل کے ہماری طرف کھینچتا رہتا ہے میری دعا ہے کہ خداوند قدیر اس مبارک مادہ کو بہت نشو و نما بخشے اور آپ کی عمر اور سائنز مین بہت سی برکت دیکر آپ کے ہاتھ سے بڑے بڑے روحانی کام کرادے مجھے ایسے مردون میدان کی بہت ضرورت ہے جو ایسے پر آشوب زمانہ مین طریق مستقیم پر دین کی نصرت کرین اور وہ جلال جو اسلام مدت سے کھو بیٹھا ہے اسکی بازآمد کیلئے اپنی تمام کوشش اور تمام اخلاص سے زور لگا دین۔ یہ مختصر زندگی بہرحال ختم ہوجاویگی وہ لوگ بھی نہ رہیں گے جو اسلام کی اعلی مقاصد صرف اسیقدر سمجھتے ہین جو یہ قوم جو مسلمان کہلاتی ہین اہل یورپ کے دوش بدوش ہوجائین اور انکی اقبال اور صنعات اور چال چلن سے پورا حصہ لے لین۔ اور نہ وہ لوگ رہینگے جو اسلامی روحانیت کی قائم کرنے کیلئے دن رات خداوند جلیل کے سامنے روتے ہین مگر مین جانتا ہون کہ موخر الذکر لوگ بہت مبارک ہین اور مین یقین رکھتا ہون کہ اگر پہلے سے اسلام مین ایسی ہی ذریت ہوتی کہ وہ یورپ سے مشابہت پیدا کرنیکے عاشق ہوتے توکبھی سے اسلام کا خاتمہ ہوجاتا۔

ہم اس بات سے نہین روکتے کہ حد اعتدال تک دنیا کی لیاقتین حاصل کیجائین مگر ہم دعا کرتے ہین کہ خدا نہ کرے کہ مسلمانوں پر وہ دن آوے کہ انکے مردون اور عورتون کی ایسی زندگی ہو جیسا کہ عام اہل یورپ مثلاً خاص لنڈن اور پیرس مین نمونہ پایا جاتا ہے چونکہ زمانہ اپنی تاریکی کی انتہا تک پہونچ گیا ہے اسلئے اکثر لوگونکی آنکھ سے اسلامی خوبیان مخفی ہوگئی ہین۔ وہ چاہتے ہین کہ یورپ کے قدم بقدم چلے یہانتک کہ حکم قرآنی:۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم کو بھی الوداع کہکر اپنی پاکدامن عورتونکو یورپ کی ان عورتون کی طرح بنادین جنکو نیم بازاری کہہ سکتے ہین۔ آپکی ملاقات کا بہت شوق ہے خدا جلد نصیب کرے۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس خلیفۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام خدا کے فضل وکرم سے جمیع ممبران اہل بیت سمیت خیریت سے ہین اور نزول المسیح کی تصنیف کے علاوہ عصمت انبیا پر ایک مضمون لکھ رہے ہین۔

۲- حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب حکیم الامت بھی خدا کے فضل سے بخیر وخوبی خدمت دین متین مین مصروف ہین۔

۳- حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ اپنے رنگ مین خدمت دین مین مشغول۔ آجکل آپ خلافت راشدہ کے دوسرے حصہ کے متعلق نوٹ لکھ رہے ہین۔ ایک طرف سب وشتم کے مذہب کے حامی گالیون کے خطوط آپکے نام بھیجتے ہین، دوسری طرف دور دراز حصص ملک سے خطوط آتے ہین کہ خلافت راشدہ نے یہانتک فتح حاصل کی ہے کہ بعض غالی شیعون کو توبہ کرا دی۔ چنانچہ حال مین سمالی لینڈ سے ایک شیعہ کی توبہ کے متعلق ہمین ایک خط ملا ہے اور اسقدر قبولیت اسکو حاصل ہوئی ہے کہ پندرہ بیس ہی دن کے اندر پبلشر کو کتاب کی درخواستون کے عدم تعمیل کا نوٹس دینا پڑا۔

سب احباب توجہ کریں

حضرت مسیح کی قبر کی اشاعت کے متعلق اشتہار جس کا تذکرہ الحکم کے دو گذشتہ پرچون مین ہو چکا ہے چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ اس کی اشاعت کے متعلق حضرت اقدس کا یہ حکم تھا جسکو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب شائع کر چکے ہین کہ ہر ایک دوست ایک خاص تعداد اشاعت کے لئے اپنے ذمے لیلیوے۔ چنانچہ اسوقت تک چند ایک دوستون نے ایک ایک سو اشتہار کی اشاعت کے لئے رقوم میرے نام بھیجدی ہین۔ اور بعض دوستون نے پانچ پانچ روپے اور بعض نے حسب استطاعت کم رقوم دی ہین جن کی میزان اسوقت تک قریباً للعہ ہو چکی ہے مگر یہ کام زیادہ تحریک کو چاہتا ہے۔ آٹھ ہزار اشتہار کی اشاعت کے لئے قریباً تین سو روپیہ درکار ہے اگر اسی دوست ایک ایک سو اشتہار کی اشاعت اپنے ذمے لیوین تو یہ کام بہت جلدی بخوبی انجام پا سکتا ہے لیکن چونکہ اس کی بظاہر صورت جلد امید نہین ہو سکتی اس لئے تمام شہرون کی جماعتون پر لازم ہے کہ اس امر کی طرف توجہ کرین اور احمدی جماعت کے تمام ممبرونکو اس چندہ کے لئے تحریک کرین اور جسقدر جلدی ممکن ہو سکے رقوم فراہم کر کے خاکسار کے نام ارسال کرین کیونکہ اس اشتہار کا اب بہت جلدی شائع ہو جانا نہائت ضروری ہے اور اس کی اشاعت مین سوائے اشاعت کے سرمایہ کے جمع ہونے کے اور کوئی التوا نہین اسی اشتہار کی اشاعت مین احباب ایک اور طرح سے بھی مدد دے سکتے ہین اور وہ یہ ہے کہ **کشتی نوح** جو ایک عظیم الشان کتاب حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم پر نکلی ہے اس کی کئی سو کاپیان اسی اشتہار کی اشاعت کی مدد کے لئے علیحدہ کر دی گئی ہین تاکہ اگر چندہ سے پورا روپیہ جمع نہ ہو تو اسی فروخت کا روپیہ بھی اسی مد مین لگایا جاوے اگر ہمارے باوسعت احباب دو دو چار چار روپیہ کی کتابین خرید کر مفت تقسیم کرین تو وہ دوہرے ثواب کے مستحق ہون گے۔ کیونکہ اس فروخت کا روپیہ یا تو اشتہار کی اشاعت کے لئے خرچ ہوگا اور یا اگر اشتہار کی اشاعت کے لئے کافی سرمایہ چندہ کے ذریعہ ہو گیا تو یہ روپیہ نزول المسیح کے طبع یا اشاعت مین خرچ ہوگا جو احباب اس طرح پر بھی مدد دینا پسند کرین وہ کشتی نوح کے لئے درخواستین راقم کے نام بھیجین +

قیمت فی جلد ۲؎ – آٹھ جلدون کے لئے صرف ایک روپیہ محصولڈاک فی جلد ۰/

خاکسار

محمد علی- ۲۹- اکتوبر ۱۹۰۲ء-

توسیع مکان کا چندہ

حضرت حجت اللہ علی الارض نے کشتی نوح کے آخر مین جو اعلان چندہ توسیع مکان کے لئے دیا ہے اسپر ہماری جماعت کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرتؑ چاہتے ہین کہ یہ مکان نومبر مین بالکل تیار ہو جاوے۔ یوماً فیوماً طاعون ملک مین بڑھ رہی ہے اور جس غرض کے لئے یہ مکان تیار کیا جاتا ہے وہ اسی صورت مین پوری ہو سکتی ہے کہ نومبر مین یہ عمارت ختم ہو دو ہزار روپے کا تخمینہ کیا گیا ہے جس مین قادیان کی جماعت مین سو روپے سے زائد چندہ ہو گیا ہے اب ۱۹ روپے کی ضرورت ہے جو دو ہفتہ کے اندر اندر ہونا ضروری ہے حضرتؑ کے مقاصد کی تکمیل اور اپنے امام کے فرمان کی تعمیل مین شوق سے حصہ لینے والے احباب جلدی کرین چندہ مولوی عبدالکریم صاحب کے نام قادیان آنا چاہیئے اور کوپن منی آڈر پر چندہ توسیع مکان لکھدیا جاوے۔ مناسب سمجھا گیا تو الحکم کے ذریعہ بھی رسید ملتی رہے گی۔ یہ اطلاع حضرت اقدس کے حکم سے اور ایما سے لکھی گئی ہے اس لئے اسکو معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے۔

ہماری اپنی گذارش

جن احباب کے ذمہ الحکم کی کسی قدر بھی قیمت باقی ہے وہ اپنی جگہ الحکم کا وی پی لینے مین کوئی عذر نہین رکھتے ہون گے۔ نومبر کے آخر تک سنہ ۱۹۰۲ء کا سارا حساب بیباق ہونا چاہیئے اور اس وقت تک جب بقایا کی فردین تیار ہوئی ہین تو معلوم ہوا ہے کہ قریباً ایک ہزار روپیہ سنہ ۱۹۰۲ء کے آخر تک ہمارے خریدارونکے ذمہ مد بقایا مین ہین جبکہ بوجہ تعمیر دفتر الحکم ہماری قوم کا عزیز ترین خادم الحکم کئی سو روپیہ کا زیر بار ہے وہ اس کی ضرورتون کو محسوس کر کے اس کا واجب الطلب روپیہ کا وی پی لینے مین کوئی تامل نہ کرینگے یہ سلسلہ وی پی کا جاری ہے اگر کسی صاحب کو اپنے حساب مین کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت مین رکھکر تصفیہ کر لین مگر وی پی واپس نہ کرین جس سے مطبع کو دوچند زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ ہماری یہ آخری اطلاع صفائی حساب کے لیئے ہے۔ الحکم کی ترقی اور بہتری کے لئے آئندہ کسی اشاعت مین ہم ایک سرکلر لیٹر انشاء اللہ شائع کرینگے +

ایڈیٹر

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

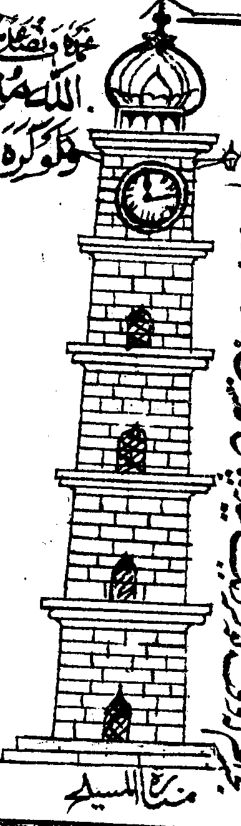

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللّٰہ مُتِمّ نورہ ولو کرہ الکٰفرون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان مِن قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بپادر قادیان بینی
دو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۱ | ۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۰ ہجری مطابق ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ | جلد ۶

حضرۃ امام آخر الزمان کی ڈائری

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲

صبح کی سیر

الہام فرمایا آج الہام ہوا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِؤُا نُوْرَکَ وَ اَنْ یَّتَخَطَّفُوْا عِرْضَکَ اِنِّیْ مَعَکَ وَ مَعَ اَھْلِکَ ۔ یہ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے اور فضل ہے کہ ہر ایک امر کے متعلق آسمان سے تار آجاتا ہے۔

یہ مضمون ۱۹ کے دربار شام کے متعلق ہے یہاں سہواً لکھا گیا۔

مامور کے الہام فرمایا مامور کے الہام ذاتی نہیں ہوتے بلکہ وہ تو شرع کا شارع ہوتا ہے۔ جیسے حضرۃ مسیح شارع تھے اور وہ یہود کے فرقوں کو ایک کرنا چاہتے تھے اسیطرح یہاں اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے متفرق شدہ فرقوں کو ایک کرے۔

اِلْہام رات کو ۹ بجے کے قریب الہام ہوا وَ اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ لِلسِّلْسِلَۃِ السَّمَاوِیَّۃِ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ ۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۔ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ ۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ۔

وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے آدمی رکھے ہیں ایک وہ جو ناس کہلاتے ہیں یہ جانتے ہوئے نہیں جانتے اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے انمیں فہم و ادراک کی قوتیں اچھی ہوتی ہیں مگر ان سے کام نہیں لیتے۔ اور ایک وہ ہیں جو شدت تعصب کی وجہ سے بالکل پتھر کیطرح بے حس و حرکت ہوتے اور انسانیت کی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں وہ بھی وقود نار ہوں گے۔ پہلی قسم کے لوگ (ناس) جو وقود نار ہوں گے ان کی وجہ یہ ہے کہ انمیں انسانیت کی قوتیں ہوتی ہیں سمجھتے ہیں مگر قوم اور برادری کے خوف سے حق کو قبول نہیں کرتے۔ اور ہٹ دھرمی کرتے ہیں اس لیے وہ بھی وقود نار ہوتے ہیں۔

ان الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تجویز اور ارادہ جو ہمارے مخالفوں نے مخفی طور پر کیا ہے یا کریں گے اس سے وہ ہمیں محفوظ رکھیگا کتنی بڑی بشارت ہے۔

دربار شام

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

خدا کا نزول بعد ادائے نماز مغرب جب حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حسب معمول اجلاس فرما ہوئے۔ تو پانچ مین جو چوڑھوں میں چند آدمی مر گئے ہیں بانیوجہ کہ ان ایام میں انھوں نے کوئی ہلاک شدہ مردار بھینس کھا لی ہے انکا ذکر ہوتے ہوتے آخر طاعون کا تذکرہ ہو پڑا۔ **فرمایا** ایکبار مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ خدا قادیان میں نازل ہو گا اپنے وعدہ کے موافق۔ اور پھر یہ بھی تھا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

۲۔ فرمایا طاعون کے خوفناک نتائج یہی ہیں کہ آخر کو جنگل بنا دیتی ہے۔ اسپر جناب مولوی **نورالدین** صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں نے پڑھا ہے یہ جو نئی آبادی بار میں ہوئی ہے اس میں پرانی آبادیوں کے نشانات ملے ہیں اور یہ لکھا ہے کہ یہ قطعات آباد تھے اور طاعون سے ہلاک ہوئے تھے۔

خدا کا جلال ظاہر ہو

۳۔ **فرمایا**۔ خواہ موذی طبع لوگ ہزاروں ہی مر جاویں مگر میرا یہ جی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو اور دنیا کو خدا کا پتہ لگے اور ثبوت ملے کہ کوئی قادر خدا بھی ہے۔ اسوقت دہریت اور الحاد بہت پھیلا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے لاپرواہی ظاہر کیجاتی ہے اور جن لوگوں نے بظاہر خدا تعالیٰ کا اقرار بھی کیا ہے انھوں نے یا تو خطرناک شرک کیا ہے جیسے عیسائی اور دوسرے مشرک بت پرست۔ اور پھر جنھوں نے بظاہر توحید کا اقرار کیا ہے یعنی مسلمان انھوں نے بھی درپردہ شرک اختیار کر رکھا ہے اور مسیح کو خدا کی صفات سے متصف ٹھہرا رکھا ہے۔ علاوہ بریں خدا تعالیٰ کی حکومت کے نشان انکے اعمال سے ثابت نہیں ہوتے۔ اعمال میں سستی بیباکی اور دلیری پائی جاتی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں نہیں رہا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس بیباکی اور باحت کے دور میں بیشک ہزاروں ظالم طبع ہلاک ہوں تا کہ دوسروں کیلیے عبرت ہو اور وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر ایمان لانیوالے ہوں۔

دیہات کے لوگ تو جنگل کے وحشیوں کی طرح ہیں مگر شہروں میں جو تعلیم یافتہ ہیں انکی حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں میں بھی اعلائے کلمۃ اللہ اور اپنے اعمال کی اصلاح اور تبدیلی کا جوش نہیں پایا جاتا۔ باپ دادا سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سن لیا اور اسی کو کافی سمجھا اعمال کی پروا نہیں۔

انما وی القریۃ

۴۔ یہ جو الہام ہو چکا ہے اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ اگر منتشر کرنے کا قانون ممنوع نہ ہوتا تو اس مفہوم کو الہام میں داخل سمجھا جا سکتا تھا مگر اب جبکہ سب جگہ قانون ممنوع ہو گیا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے جیسا کہ دوسرے الہام لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَہَلَکَ الْمَقَامُ سے پایا جاتا ہے۔ اسمیں ایک شرکت بھی ہے اور چشم نمائی بھی جیسے ایک مجرم کو جج تین سال کی سزا دے اور ساتھ ہی یہ کہدے کہ اصل ۱۴ سال کی سزا کے لائق تھا مگر عدالت رحم کر کے تین سال ہی کی سزا دیتی ہے اسیطرح یہ الہام ظاہر کرتا ہے کہ دراصل یہ جگہ بھی ایسی ہی تھی کہ ہلاک کی جاتی مگر خدا تعالیٰ اپنے اس **سلسلہ کا اکرام** ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسکے اکرام کیوجہ سے اسکو ہلاکت سے بچا لیا۔ اور اسطرح یہ نشان ٹھہرا۔

میری نصیحت

میری نصیحت اسوقت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ یہ دن بڑے سخت اور ہولناک ہیں اس لیے جہانتک ہو سکے اپنے دلوں کو اور آنکھوں کو برے جذبات سے روکے۔ اور اپنے اعمال اور چال چلن میں خاص تبدیلی کرے۔ یہ وقت تبدیلی کا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا۔ پس اسوقت خدا سے سچا تعلق پیدا کرو۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شخص عین شادی کے دن طاعون سے مر گیا دنیا کی بے ثباتی کے لیے کیسی عبرت بخش مثال ہے۔ اگر دانشمند غور کرے تو یہ دن بڑے عجیب ہیں۔ انپر نظر کرنے سے موت یاد آتی اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہوتا ہے اور یقین ایک ایسی شے ہے جو اعلیٰ درجہ کی لذت اور سرور صادق الیقین کو بخشتا ہے۔ وہ کسی اور کو میسر نہیں آ سکتی۔ خدا شناسی کے مسئلہ پر اسوقت ہزاروں قسم کے حجاب اور گرد و غبار ہیں اور وہ یقین جو لذت بخش نتائج اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ نہیں رہا۔ اور وہ سرور جو دنیا کے تعلقات میں پیدا ہونیوالے رنج اور غم کو دور کرتا ہے اسوقت نہیں۔ بلکہ یہ حالت ہو رہی ہے کہ اکسیر مل جاوے تو مل جاوے لیکن ایسے آدمی اس زمانہ میں ملنے مشکل ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسا یقین رکھتے ہوں جس نے انکی ساری قوتوں اور جذبات پر اپنا اثر کیا ہوا ہو اور ایسی معرفت عطا کی ہو جس سے انکے گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو چکی ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایسے دلوں کا ملنا بہت ہی مشکل ہے جو ایمان اور اس کے لذت بخش نتائج کی معرفت سے بھرے ہوئے ہوں۔

ضرورتیں تو اسوقت بہت سی ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ہاتھ دکھائے اور اپنی چمکار سے دنیا کو روشن کرے مگر سب سے بڑی ضرورت اسی معرفت اور یقین کا پیدا کرنا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ طاعون اسکو پورا کر رہی ہے۔ ٹیکہ کا علاج اسوقت تک آخری سمجھا گیا ہے لیکن اگر یہ علاج خدانخواستہ ٹھیک نہ ہو تو پھر مشکل ہو گی۔ ابھی تک اسکا پورا تجربہ بھی نہیں ہوا۔ جبتک ایک عدد کثیر نہ ہو کیا کہہ سکتے ہیں مثلاً لاہور میں ۵۰ یا ۶۰ ہزار آدمی ٹیکا لگوائیں اور پھر ایک دو جاڑے امن سے گذر جائیں تو کچھ پتہ ملے۔ لیکن اگر چھ مہینے کے بعد اسکا اثر زائل ہو جاوے اور ہر ششماہی کے بعد یہ نسخہ لگانے پڑا تو کچھ نہیں۔

خدا سے جنگ

احادیث میں جو آیا ہے کہ آخر خدا سے لڑائی کریں گے۔ یہ اسی قسم کی جنگ ہو گی جو خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر کے مقابلہ کیلیے ہر قسم کی طیاری کی جاویگی میرے الہام میں جو اِنِّیْ اُجَہِّزُ الْجَیْشَ ہے اس سے مراد طاعون ہی ہے۔

اور ایسا ہی حضرت مسیح نے اپنی آمد کا زمانہ نوح کے زمانہ کی طرح قرار دیا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا اور اِصْنَعِ الْفُلْکَ الہام ہوا۔ اور لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّہُمْ مُّغْرَقُوْنَ بھی فرمایا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک عظیم الشان طوفان آنیوالا ہے۔ اور پھر اس طوفان میں میری بنائی ہوئی کشتی ہی نجات کا ذریعہ ہو گی۔ اب یہ طاعون وہی طوفان ہے اور خدا کا نور اور رحمہ اسکی چمکار ہے یہی وہ سفینۃ الہلاک ہے جسکا براہین میں ذکر ہوا ہے۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ اسکا کوئی نظام مقرر نہیں کہ گرمی میں کم ہوتی ہے یا سردی میں زیادہ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض مقامات میں گرمیوں میں بھی اسکی کثرت میں فرق نہیں آیا غرض اسکا علاج بجز استغفار اور خدا تعالیٰ سے دعا کرو اور اپنے اعمال میں پاکیزگی اور طہارت کے کیا ہو سکتا ہے؟

۲۱۔ صبح کی سیر

۱۔ فرمایا بعض الفاظ قرآن شریف کے ذب اور دفاع کیطور پر آئے ہیں اور نادانوں نے اسکو مخصوص کرلیا ہے۔ جیسے مریم کو صدیقہ کہا یہ اس لیے کہ یہودی انپر فسق کے الزام اور اتہام لگاتے تھے قرآن شریف نے صدیقہ کا لفظ کہکر ان تمام اعتراضوں کو اڑا دیا دنیا مین بھی یہی قاعدہ ہے کہ جس پر الزام ہو اس کی بریت کیجاتی ہے

۲۔ فرمایا عیسائیون کو جو حق سمجھ نہین آتا۔ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی حضرت عیسے کی بددعا ہی ہے۔ ہمارے مخالف طالب حق ہوکر نہین آتے۔ حجت بازی اور دشنام دہی کا طریق انہون نے اختیار کر لیا ہے اور آدمیت کو چھوڑ دیا ہے

۲۱۔ دربار شام

اول۔ کچھ آدمیون نے بیعت کی۔

۲۔ کٹک سے دو بھائی آئے ہوئے ہین ان مین سے ایک نے نہایت اخلاص سے اپنی مرحومہ بیوی کا زیور حضور مین پیش کیا ہے کیونکہ مرحومہ اس کی وصیت کر گئی تھی۔

مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت نے اس پر عرض کیا کہ بڑے ہی اخلاص اور شہادت کا نشان ہے۔ فرمایا آخرین منہم سے کہکر جو خدا تعالے اس جماعت کو صحابہ سے ملاتا ہے تو صحابہ کا سا اخلاص اور وفاداری اور ارادت ان مین بھی ہونی چاہیئے صحابہ نے کیا کیا جس طرح پر انہون نے خدا تعالے کے جلال کے اظہار کو دیکھا اسی طریق کو انہون نے اختیار کر لیا یہان تک کہ اس کی راہ مین جانین دیدیں وہ جانتے تھے کہ بیویان بیوہ ہون گی بچے یتیم رہ جائینگے لوگ ہنسی کرینگے مگر انہون نے اس امر کی ذرا پروا نہ کی۔ انہون نے سب کچھ گوارا کیا۔ مگر اس ایمان کے اظہار سے نہ رکے جو وہ اللہ اور اس کے رسول پر لائے تھے حقیقت مین ان کا ایمان بڑا قوی تھا اس کی نظیر نہین ملتی۔

اب دیکھ لو ایک تو وہ گروہ تھا جس نے اپنی جانون کو خدا کی راہ مین کچھ چیز نہ سمجھا اور ایک عیسائی ہین جو مسیح کے کفارہ پر ناز کرتے ہین اور ایک جان دینے پر گھمنڈ کرتے ہین حالانکہ وہ بھی غلط نکلی ہے مقابلہ کر کے دیکھو کہ صحابہ کی وفاداری اور استقلال جانون کے دینے مین کیا تھا۔ اور خود مسیح کا کیسا!

استغفار اور گناہ گناہ افراط اور تفریط کا نام ہے اور استغفار یہ ہے کہ اے اللہ تو اپنا فضل و کرم رکھتا کہ اعتدال پر ہم رہین جو صراط مستقیم ہے اور انعمت علیہم کی راہ ہے۔ ہم ان عیسائیون سے پوچھتے ہین کہ کیا حضرت عیسے خدا کے محتاج تھے یا نہین جو شخص (خواہ وہ کوئی ہو) خدا تعالے کا محتاج اپنے آپ کو نہین سمجھتا۔ وہ بے ایمان ہے لیکن بڑا عارف اور فنافی اللہ کے مقام پر وہ ہے جو ہر آن اور ہر ساعت خدا تعالے کی اعانت چاہتا ہے + اور ایاک نستعین مین اسی کی تعلیم دی گئی ہے۔

پانی اور گناہ کی معافی گناہ کی معافی کے ساتھ پانی کا تعلق ہر قوم نے رکھا ہے عیسائی بھی پانی سے بپتسمہ دیتے ہین اور دوسری بعض قومین بھی کسی نہ کسی پانی کے ذریعہ اپنے گناہون کی معافی چاہتی ہین اسلام نے ایک پانی گناہون کی معافی کے لئے رکھا ہے جو دوسری قومون کو نصیب نہین ہے۔ وہ گریہ و بکا کا پانی ہے دوسرے بیرونی اور غیر حقیقی پانی ہین لیکن یہ پانی دل کے چشمہ سے پھوٹتا ہے اور گناہون کی تیرگی اور تاریکی کو لیجاتا ہے اور یہی حقیقی پانی ہے جس سے گناہ دھوئے جاتے ہین۔

مسیح اور توبہ کا بپتسمہ مسیح نے یوحنا کے ہاتھ پر جو بپتسمہ لیا وہ توبہ ہی کا بپتسمہ تھا۔ اس بپتسمہ کے بعد ہی روح القدس اترا تھا جبکہ یوحنا گناہون سے توبہ کا بپتسمہ لیتا تھا تو پھر مسیح نے بلا ضرورت کیون لیا؟ اور اس سے پہلے روح القدس کیون نہین اترا؟ یہ گویا عملی اعتراف مسیح کا اپنے گناہون کا ہے عیسائی اس کا کیا جواب دینگے۔؟

انجیل اور قرآن انجیل مین کوئی حکم اور تمیز یعنی نہین نہ حرام حلال کی تمیز بتائی ہے اور نہ کچھ اور کہان لکھا ہے انجیل مین کہ مان یا بہن کے ساتھ نکاح جائز نہین ہے؟ اس کے سوا اگر انجیل کی تعلیم پر ایک ہفتہ عمل کیا جاوے تو دنیا کا تختہ الٹ جاوے۔

مسیح اور آنحضرت صلعم مسیح کا کوئی خلق ثابت نہین ہے کیونکہ ان کو کوئی موقع اخلاق نمائی کا ملا ہی نہین برخلاف اس کے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے خلق ثابت ہین۔ آپ نے صبر کے زمانہ مین استقلال اور رضا بالقضا بردباری اور انکسار و برداشت کا پورا نمونہ دکھلایا اور اقتدار اور حکومت کے وقت بھی ان اخلاق کو پورے طور پر نباہا اور سچی شجاعت۔ ہمت بلند اور سخاوت وعفو کا نمونہ دکھایا۔ ملک و مال کیوقت وہ نمونے دکھائے جو اس کے حسب حال تھے ابتدائی حالت اور مشکلات مین بھی سچے اخلاق دکھلائے ۱۳۔ برس تک وہ صبر کا نمونہ دکھایا کہ کسی نبی کی تاریخ مین نہین ہمین کوئی مسیح کا کونسا خلق دکھائیگا ہم بالکل راستی سے کہتے ہین کہ کوئی شعبہ خلق کا ثابت نہین۔ بدون ثبوت تو ہر ایک شخص دعوے کر سکتا ہے اگر موقع ملتا اور پھر وہ اپنے اخلاق دکھاتے تو بات بھی مگر یہان تو ستنبلی از بے چادری کا معاملہ ہو رہا ہے

اسلامی جنگین اور عیسائیون کی لڑائیان اسلامی جنگین بالکل دفاعی لڑائیان تھین جب کفار کی تکالیف اور شرارتین حد سے گذر گئین تو خدا نے ان کے سزا دینے کے لئے یہ حکم دیا۔ مگر عیسائیون نے جو مختلف اوقات مین مذہب کے نام سے لڑائیان کی ہین ان کے پاس خدا تعالیٰ کی کونسی دستاویز اور حکم تھا جسکے رو سے وہ لڑے تھے۔ ان کو تو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کا حکم تھا۔

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء
دربار شام

گناہ کی حقیقت نماز مغرب سے فارغ ہوکر جب حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام شہ نشین پر حلقہ خدام مین اجلاس فرما ہوئے تو حسب الارشاد حضرت حجت اللہ جناب مفتی محمد صادق صاحب نے پادری ہو پر صاحب کی ایک کتاب گناہ کی حقیقت سنانی شروع کی۔ اس کتاب کے سننے کی ضرورت اس لئے ہے کہ حضرت اقدس میگزین کے لئے **عصمت انبیا** والے مضمون کی تکمیل کے لئے ایک اور مضمون لکھنے کا ارادہ فرما رہے ہین جس کو آج کل ہی آپ شروع فرمائینگے غرض مفتی صاحب نے اس بے معنی سی کتاب کو جسکے چلے خاص ترتیب اور ترکیب کے ہین پڑھنا شروع کیا۔ ہو پر صاحب نے **بدی اور گناہ** دو جدا جدا چیزین ٹھہرائی ہین بدی کی تعریف مین اس نے لکھا ہے جس سے غم اور تاریکی پیدا ہو۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا۔ کہ بعض امور ایسے ہوتے ہین کہ ان سے غم پیدا ہوتا ہے مگر وہ غم گناہ نہین ہو سکتا بلکہ نیکی ہوتا ہے جیسے کہ ایک ڈاکٹر یا طبیب ایک مریض کو دیکھتا ہے تو ہمدردی سے اسکا دل بھر آتا ہے اور ایک غم اور درد اسکے دل پر مستولی ہو جاتا ہے تو کیا یہ کہا جاویگا کہ پادری صاحب کی اس تعریف کے موافق

نوٹ۔ ہم نے بارہ صفحہ ڈائری کیلئے دیدئے ہین پھر بھی ہفتہ کی ڈائری ختم نہین ہوتی ہم اس تدبیر مین ہین کہ اگر اللہ تعالے چاہے تو ان تمام مشکلات کو دور کر سکین (ایڈیٹر)

کہ اس نے گناہ کیا؟ ہرگز نہیں۔

ہمارے بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تاجپوشی میں جو جشن تھا کیا تمام رعایا و اعیانِ سلطنت اور ڈاکٹروں کو ایک سرور اور غم نہ تھا؟ تھا اور ضرور تھا تو پھر کیا ان سب نے گناہ کیا؟ نہیں عیسائی گناہ کی حقیقت سے ہرگز واقف نہیں۔

پھر ایک موقع پر پادری ہو صاحب نے لکھا ہے کہ گناہ شریعت کے خلاف ہے؟ فرمایا تو ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو اس وقت کب شریعت ملی تھی جب انہوں نے قبطی کو مکا مارا تھا؟ بلکہ اس کا تمام تر حفاظت خود اختیاری رکھنا چاہئے کیونکہ اس نے ایک بنی اسرائیل کو مارا تھا۔

پھر ایک جگہ پادری مذکور نے لکھا ہے کہ گناہ خود غرضی ہے فرمایا طبعی تقاضوں مثلاً بھوک پیاس کو پورا کرنا یہ ایک قسم کی خود غرضی تو ہو سکتی ہے مگر اس کو گناہ نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح پر جائز طریق سے تمام طبعی تقاضوں اور فطری خواہشوں کو پورا کرنا گناہ نہیں ٹھہر سکتا جب تک وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہوں۔

سمجھ میں نہیں آتا عیسائی | نجات فضل سے ہے

جو کہتے ہیں کہ نجات فضل سے ہے اس فضل سے مسیح نے کیا فائدہ اٹھایا؟ اور ایسا ہی شیطان اور یہودا اسکریوطی کو کیا فائدہ ہوا؟

صبح کی سیر

۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۲ء

راستباز کی صداقت کا بڑا عظیم الشان نشان غیب کی | پیشگوئی - نجومی اور نبی کی خبر میں فرق

خبریں ہیں اور وہ خبریں ایسی ہوں کہ ان میں ایک قوت اور شوکت پائی جاوے۔

نجومی بھی اپنی اٹکل بازی سے پیشگوئی کرتا ہے مگر اس میں وہ قوت اور شوکت نہیں ہوتی۔ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں اپنے اندر ایسی قوت رکھتی ہیں کہ ان سے ایک مقتدر، متصرف اور بالارادہ ہستی کا پتہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں دشمن کی شکست اور اپنی فتح کی خبر ہوتی ہے اور یہ بات آسان نہیں کہ ایک آدمی محض اپنی اٹکل سے ایسا کر سکے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی ایسی خبریں جب وہ دیتے ہیں بظاہر حالات ناممکن نظر آتے ہیں مگر پورا ہونے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ انسانی طاقت سے بالاتر ہیں اور خدائے مقتدر اور متصرف کی قدرت نمائی ہے۔

۲ - فرمایا عیسائیوں کی چھیڑ چھاڑ مذہبی رنگ میں بہت بڑھ گئی ہے اور قرآن شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ بہت بڑھیگا آخر خدا تعالیٰ مقابلہ کرے گا اور دکھا دیگا کہ آخری فتح توحید ہی کی ہے۔

توحید کے ماننے والے میں ایک رعب ہوتا ہے جو بت پرست اور باطل کے پرستار میں نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں ہوتا۔ ان کا دل خود ان کو ملزم کرتا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے کہ عیسائی حضرت مسیح میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں بتا سکتے جس کے رو سے اس کو انسانیت سے بڑھ کر کوئی چیز سمجھ لیں۔ بڑی خصوصیت اقتداری معجزات کی ہوتی ہے مگر وہ بھی اس میں پائے نہیں جاتے اور جس رنگ کے معجزے انجیل میں بیان کئے گئے ہیں ویسے ہی معجزات دوسرے نبیوں کے جو ان سے پہلے گذرے ہیں بائیبل ہی میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔

۳ - مسٹر پگٹ مصنوعی اور مفتری مسیح لنڈن کا ذکر ہوا۔ فرمایا اس کو دعوت کیجاوے ڈوئی کی نسبت اس کو دعوت کرنے سے زیادہ فائدہ ہونے کی امید ہے اسی ذکر میں فرمایا کہ معجزات مسیح کی حقیقت رہی سہی ڈوئی نے کھولدی وہ بھی سلب امراض کرتا ہے باوجودیکہ عیسائی اسے کافر کہتے ہیں اور جہاں اس سے کوئی اچھا نہیں ہوتا تو کہدیتا ہے کہ مسیح سے بھی اچھا نہیں ہوا۔ اگر مسیح کی خدائی ایسی ہی تھی **تو ڑ سے خدائی۔**

۴ - قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے تذکرہ پر فرمایا کہ الم غلبت الروم میں کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ ایرانی مشرک تھے اور رومن عیسائی تھے مگر قیصر روم نے جس کا نام ہرقل ہے جیسا کہ بخاری میں درج ہے اسلام کی عظمت کا اعتراف کیا تھا اور وہ اس طرح پر موحد ہی تھا + غرض جب ایرانیوں نے رومیوں پر فتح پائی تو کفار مکہ نے یہ سمجھ لیا کہ ہم بھی غالب ہوں گے اور مسلمان مغلوب ہو جائیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں ان کو بتا دیا کہ ایرانی پھر مغلوب ہو جائیں گے + بعض نے اس پیشگوئی کو اٹکل کہا مگر انہیں یہ معلوم نہیں کہ اس میں دوہری پیشگوئی ہے کہ اسی دن **اسلام** کی بھی فتح ہوگی۔ چنانچہ بدر کی لڑائی میں جب فتح ہوئی اسی دن ایرانی مغلوب ہوئے (اس مضمون پر ایک عظیم الشان اور گراں قدر مضمون حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کا لکھا ہوا الحکم میں طبع ہو چکا ہے اس لئے اسی قدر اختصار کافی سمجھا گیا۔ (ایڈیٹر)

سلب امراض سے جن لوگوں | احیاء موتی

کو مسیح نے عیسائیوں کے قول کے موافق زندہ کیا وہ آخر مر گئے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **قد افلح من زکٰہا** کے نیچے لا کر جن کو زندہ کیا وہ ابد الآباد تک زندہ رہنے **صحابہ** کا مقابلہ حواریوں سے ہو ہی نہیں سکتا۔ ساری انجیل میں ایک بھی فقرہ ایسا نہیں جو صحابہ کی اس حالت کا جو قرآن نے بیان کی ہے۔ کہ خدا کی راہ میں انہوں نے جان و مال سے دریغ نہ کیا مقابلہ کر سکے۔ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی راہ میں جو صدق دکھایا وہ لا نظیر ہے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی | نزعنا ما فی صدورہم من غل

ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ میں باہم کوئی کسی قسم کی رنجش اُن میں نہ تھی اور بعد میں اگر ہو تو اللہ تعالےٰ اس کا ذمہ لیتا ہے کہ اس کو ہم دور کر دیں گے۔ شیعہ اگر یہ مانتا ہے کہ صحابہ کی باہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی رنجش تھی تو وہ گویا قرآن شریف کی تکذیب کرتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے کہ آپ کی نسبت جو فرمایا گیا ہے **ویزکیہم** تو گویا معاذ اللہ تزکیہ نہ ہوا۔ یہ بڑی دلیل ہے کذب شیعہ پر (خلافت راشدہ میں یہ مضمون بڑی وسعت سے بیان ہوا ہے اور ناظرین الحکم اکثر خطبوں میں اس کا لطف اٹھا چکے ہیں۔ اس لئے زوائد کو چھوڑ کر بعض نئے مطالب ہم نے لے لئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

غرض شیعہ سے پوچھو کہ وہ ان لوگوں کے نام تو نہ لے جن میں زمانہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی شکر رنجی تھی اگر زمانہ نبوت کے بعد ایسا کوئی واقعہ ہوا ہو تو اسکے دور کرنے کا خدا نے وعدہ فرما دیا ہے کہ ان نزاعوں کو دور کر دینگے اور **اخواناً علےٰ سرر متقابلین** کا نظارہ دکھا دیں گے اخواناً جو فرمایا تو کوئی بتائے کہ کیا **اخوت** کے حقوق شکر رنجی میں قائم رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں پھر جو یہ کہتا ہے کہ شکر رنجیاں قائم رہیں

وہ خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ شیعہ بخاری کی ایک حدیث لا تدری ما احدثوا بعدك سے جو استدلال کرتے ہیں کہ بعد میں صحابہ میں مفسدہ برپا ہو گیا انہیں معلوم نہیں کہ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کے مصداق ہو کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ اور جنکو زیادہ عرصہ آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر آخر اس آیت نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ نے ان کو بھی صاف کر دیا۔

۲۳ ر صبح کی سیر

قرآنی عظمت اور مسلمان

اس سلسلہ مضمون میں فرمایا کہ مسلمانوں میں قرآن کی عظمت نہیں رہی شیعہ ہیں وہ آئمہ کے اقوال کو مقدم کرتے ہیں اور دوسرے فریق حدیثوں کے ظنی سلسلہ کو قرآن پر قاضی بناتے ہیں۔ اسی ذکر میں عبداللہ چکڑالوی اور محمد حسین کی بحث کا ذکر آ گیا فرمایا چکڑالوی نے تفریط کی ہے اور حدیث کو بالکل لاشے سمجھا اور محمد حسین افراط کیطرف گیا ہے کہ حدیث کی بغیر قرآن کو لاشے سمجھتا ہے۔

کتاب اللہ۔ سنۃ اور حدیث

پھر آپ نے واضح اور بین طور پر اس مضمون پر کلام کیا کہ ہمارے نزدیک تین چیزیں ہیں ایک کتاب اللہ دوسرے سنۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور تیسرے حدیث۔ ہمارے مخالفوں نے دھوکا کھایا ہے کہ سنۃ اور حدیث کو باہم ملایا ہے۔ ہمارا مذہب حدیث کے متعلق یہی ہے کہ جب تک وہ قرآن اور سنۃ کے صریح مخالف اور معارض نہ ہو اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے خواہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف سے ضعیف کیوں نہ ہو جبکہ ہم اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں تو کیوں حدیث میں آئی ہوئی دعائیں نہ کریں جبکہ وہ قرآن شریف کے مخالف بھی نہیں۔ قرآن شریف پر حدیث کو قاضی بنانا سخت غلطی ہے اور قرآن شریف کی بے ادبی ہے حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک بڑھیا نے حدیث پیش کی تو انھوں نے یہی کہا کہ میں ایک بڑھیا کیلیے قرآن نہیں چھوڑ سکتا۔ ایسا ہی حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے ماتم کرنے سے مردہ کو تکلیف ہوتی ہے تو انھوں نے یہی کہا کہ قرآن میں تو آیا ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔

پس قرآن پر حدیث کو قاضی . . . . بنانے میں اہل حدیث نے سخت غلطی کھائی۔

اصل بات یہ ہے کہ اپنی موٹی عقل کی وجہ سے اگر کوئی چیز قرآن میں نہ ملے تو اسکو سنۃ میں دیکھو اور پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ جن باتوں میں ان لوگوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے خود انہیں اختلاف ہے انکی افراط تفریط نے ہمکو سیدھی اور اصل راہ دکھا دی جیسے یہودیوں اور عیسائیوں کی افراط اور تفریط نے اسلام بھیجدیا۔

پس حق بات یہی ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنۃ کے ذریعہ تواتر دکھا دیا ہے اور حدیث ایک تاریخ ہے اسکو عزۃ دینی چاہیے۔ سنۃ کا آئینہ حدیث ہے (الحکم میں کتاب۔ سنۃ۔ حدیث۔ پر حضرۃ حجۃ اللہ کی ایک تقریر شائع ہو چکی ہے ایڈیٹر) یقین پر ظن کبھی قاضی نہیں ہوتا کیونکہ ظن میں احتمال کذب کا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک قابل قدر ہے انھوں نے قرآن کو مقدم رکھا ہے۔

معراج

احادیث میں مسیح موعود کے لیے نزول من السماء نہیں لکھا نزول کا لفظ ہے اور یہ اطلاقی معنی رکھتا ہے نہ کہ حقیقی۔ نزیل لغت میں مسافر کو کہتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترا ہے۔ بہرحال قرآن ہر میدان میں فتحیاب ہے۔ آپکو خاتم الانبیاء ٹھیرایا اور اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کہکر مسیح موعود کو اپنا بروز بنا دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اسی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے تھے مگر وہ نہیں دیکھتے کہ قرآن شریف اسکو رد کرتا ہے۔ اور حضرت عائشہ [illegible] ۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک کشف تھا جو بڑا عظیم الشان اور صاف کشف تھا اور اتم اور اکمل تھا کشف میں اس جسم کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ کشف میں جو جسم دیا جاتا ہے اسمیں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوتا بلکہ بڑی بڑی طاقتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اور آپکو ایسی جسم کے ساتھ جو بڑی طاقتوں والا ہوتا ہے معراج ہوا۔

پھر آپ نے اس امر کی تائید میں جسمانیات میں استدلال کیا کہ جسم آسمان پر نہیں جاتا۔ یہ باتیں تقریباً پہلے ہم الحکم میں درج کر چکے ہیں بخوف طوالت اعادہ نہیں کرتے۔

مسیح کی پیدائش کے ذکر پر فرمایا کہ خدا کی سنۃ دو طرح ہوتی ہے ایک کثرتی جیسے عموماً عورت سے دو دھ نکلتا ہے مگر بعض اوقات نر سے بھی نکلا کرتا ہے ایسے واقعات دنیا میں ہوتے ہیں۔ یہ قلیل الوقوع واقعات خارق عادۃ کہے جاتے ہیں۔

دربار شام

شام کو اسی مضمون پر سلسلہ کلام جاری ہوا۔ جو آجکل آپ عصمت انبیاء پر لکھ رہے ہیں اور جسکا طرز ہم پچھلی اشاعت میں دکھا چکے ہیں۔

---

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

آج جمعہ ہے۔

دربار شام

برادر مکرم محمد یوسف صاحب اپیل نویس نے اپنے گاؤں میں بعض لوگوں کی شرارت کے رفع کرنے کے واسطے بعض احباب کو حضرت اقدس کے ایما سے لے جانا چاہا۔ اس کی تجویز ہوئی کہ مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی سرور شاہ صاحب کو بھیجا جاوے پھر مفتی محمد صادق صاحب نے رسالہ بیگنا ہی سنایا۔

اس کے ضمن میں مندرجہ ذیل نکات آپ نے بیان فرمائے۔

۱۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کے اسماء معصوم کے لفظ میں نہیں جیسے قدوس تو ہے مگر معصوم نہیں لکھا کیونکہ پھر بچا نیوالا اور ہوگا۔

اس پر مولوی نور الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور وجود یہ سے جب کبھی مجھے کلام کرنیکا موقع ملا ہے میں نے یہی کہا ہے خدا کا نام موجود نہیں لکھا کیونکہ موجود معنی مدرک ہے اور خدا تعالیٰ کی شان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اور پھر یہ لفظ خدا تعالیٰ کی نسبت صحابہ میں بھی نہیں بولا گیا۔

فرمایا جیسے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر انکو صلیب پر چڑھایا گیا ایسا واقعہ کسی نبی کے ساتھ نہیں ہوا۔ گناہ کا کمال کفر پر جا کر ہوتا ہے۔ اور مسیح پر یہودیوں نے کفر کا فتویٰ لگایا (ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں نے بھی خدا واسطے آپکو الامین اور المامون کہا۔ مسیح کے مخالفوں

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر سیر میں معراج الدین صاحب اپنے اور انجمن معین المسلمین کے تعلقات اور حالات مقدمہ سُناتے رہے۔ اور **دربار شام** میں مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے اپنی پنجابی نظم سُنائی اور آنی امور پر بعض وقت کلام ہوتا رہا۔ انی متوفیک اور لکن شبہ لھم پر کچھ ذکر ہوا جو بار ہا شائع ہو چکا ہے۔ بعد نماز عشاء دربار ختم ہوا۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء

مولوی جمال الدین صاحب ساکن سید والہ نے سوال کیا کہ حضرۃ ذکریا علیہ السلام کی بابت جو آیا ہے کہ الا تکلم الناس ثلثۃ ایام الا رمزا کیا اس سے یہ مراد ہے کہ وہ کلام نہ کرینگے۔ فرمایا اس سے یہی معلوم ہوتا ہے لا تستطیع نہیں۔

معجزہ اور قانون قرآن سلیمان علیہ السلام کے لیے جو آیا ہے کہ لوہا نرم کر دیا اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا تدابیر بشریہ سے الگ ہو کر جو فعل ہوتا ہے اسمیں اعجازی رنگ ہوتا ہے معجزات نبوت میں صادر ہوتے ہیں انمیں سے بہت سے افعال ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی انمیں شریک ہوتے ہیں مگر نبی ان تدابیر اور اسباب سے الگ ہو کر وہی فعل کرتا ہے اسلیے وہ معجزہ ہوتا ہے اور یہی بات یہاں سلیمان کے قصہ میں ہے۔

آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کیا لوگ قصائد نہ کہتے تھے؟ کہتے تھے مگر آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کلام فصیح و بلیغ پیش کیا تو وہ جوڑ توڑ کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وحی سے تھا۔ اسلیے معجزہ تھا کہ درمیان اسباب عادیہ نہ تھے آپ نے کوئی تعلیم پائی تھی اور بدون کوشش کے وہ کلام آپ نے پیش کیا۔ غرض اسیطرح پر لوہا نرم کرنیکا معجزہ ہے کہ اسمیں اسباب عادیہ نہ تھے۔ اور یہ بھی ممکن ہو کہ اسکے اور معنی بھی ہوں۔ مشکلات صعب سے بھی مراد لوہا ہوتا ہے وہ حضرۃ سلیمان پر آسان ہو گئیں۔ مگر اصل اعجاز کا کسی حال میں ہم انکار نہیں کرتے + ورنہ اگر خدا تعالی کی ان قدرتوں پر ایمان نہ ہو تو پھر خدا کو کیا مانا۔

ہم اسکو خارق عادت نہیں مان سکتے جو قرآن شریف کے بیان کردہ قانون قدرۃ کے خلاف ہو۔ مثلاً ہم احیاء موتی حقیقی کا کیوں انکار کرتے ہیں؟ اسلیے کہ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت۔

اسیطرح ہم نہیں مان سکتے کہ خدا اپنے جیسا کوئی اور خدا بھی بنا لیتا ہے کیونکہ یہ اسکی توحید کے خلاف ہے یا یہ کہ وہ خودکشی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی صفت حی و قیوم کے خلاف ہے۔ اسیطرح اگر کوئی کہے کہ دنیا ہمیشہ رہیگی اور یہاں ہی دوزخ بہشت ہوگا ہم نہیں مان سکتے اسکی صفت مالک یوم الدین کے خلاف ہے اور اسکے خلاف جا پڑتا ہے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر۔ ایسا ہی ہم نہیں مان سکتے کہ کوئی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر بھی چڑھ سکتا ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے کہا کہ تو آسمان پر چڑھ جا تو آپ نے یہی فرمایا سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ ایسا ہی مُردہ اگر واپس آ سکتے تو چاہیے تھا کہ قرآن شریف انکے لیے کوئی خاص قانون ورثہ بیان کرتا اور فقہ میں کوئی باب اس کے متعلق بھی ہوتا۔ غرض جو امور قرآن شریف کے بیان کردہ قانون کے خلاف ہیں ہم انکو تسلیم نہیں کر سکتے۔

پوچھا گیا کہ قرآن کا جو نزول ہوا ہے وہ یہی الفاظ ہیں یا کسطرح۔ فرمایا۔ یہی الفاظ ہیں۔ اور یہی خدا کی طرف سے نازل ہوا قرارت کا اختلاف الگ امر ہے وما ارسلنا من نبی ولا رسول میں لا محدث قرارۃ شاذہ ہے اور یہ قرارۃ صحیح حدیث کا حکم رکھتی ہے + جسطرح نبی اور رسول کی وحی محفوظ ہوتی ہے اسیطرح محدث کی وحی بھی محفوظ ہوتی ہے جیسا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے۔

پوچھا گیا جبرئیل کا نزول قلب پر ہوتا تھا یا آواز آتی تھی فرمایا۔ اسمیں بحث کی کچھ ضرورۃ نہیں جبرئیل کا تعلق قلب ہی سے ہوتا ہے اور قرآن شریف میں لفظ آیا بھی ہے مگر یہ عالم الگ ہی ہوتا ہے۔ قرآن شریف جو تمام کتابوں اور علوم کا خاتمہ کرتا ہے اسلیے وہ بڑی اقوی وحی ہے اور شدۃ کیساتھ اسکا نزول تھا۔

فطرۃ اللہ ایک شخص نے اپنی رویا سُنائی جسمیں یہ آیت تھی فرمایا اسکے معنی یہی ہیں کہ اسلام فطرتی مذہب ہے انسان کی بناوٹ جس مذہب کو چاہتی ہے وہ **اسلام** ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ اسلام میں بناوٹ نہیں ہے۔ اس کے تمام اصول فطرۃ انسانی کے موافق ہیں تثلیث اور کفارہ کیطرح نہیں ہیں جو سمجھ میں نہیں آ سکتے عیسائیوں نے خود مانا ہے کہ جہاں تثلیث نہیں گئی وہاں توحید کا مطالبہ ہوگا۔ کیونکہ فطرۃ کی موافق توحید ہی ہے اگر قرآن شریف بھی نہ ہوتا تب بھی انسانی فطرۃ توحید ہی کو مانتی کیونکہ وہ باطنی شریعت کے موافق ہے ایسا ہی اسلام کی کل تعلیم باطنی شریعت کے موافق ہے برخلاف عیسائیوں کی تعلیم کے جو مخالف ہے + دیکھو حال ہی میں امریکہ میں طلاق کا قانون خلاف انجیل پاس کرنا پڑا۔ یہ دقت کیوں پیش آئی اسلیے کہ انجیل کی تعلیم فطرۃ کے موافق نہ تھی۔

سوال کیا گیا کہ مسیح کو صلیب پر چڑھانا قرآن میں کہاں سے ثابت ہوتا ہے؟ فرمایا ولکن شبہ لھم سے یہ واقعہ عیسائیوں اور یہودیوں کو متواترات سے ہے قرآن شریف اسکا انکار کیوں کرنے لگا تھا۔ قرآن یا حدیث صحیح میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ مسیح چھت پھاڑ کر آسمان پر چلا گیا یہ صرف خیالی امر ہے کیونکہ اگر مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا اور وہ کوئی اور شخص تھا تو دو صورتوں سے خالی نہیں یا دوست ہوگا یا دشمن۔ پہلی صورۃ میں مسیح نے اپنے ہاتھ سے ایک دوست کو ملعون بنایا جس لعنت سے خود بچنا چاہتا تھا اسکا نشانہ دوست کو بنایا۔ یہ کون شریف پسند کر سکتا ہے۔ پس وہ حواری تو ہو نہیں سکتا۔ اگر دشمن تھا۔ تو چاہیے تھا کہ وہ دہائی دیتا اور شور مچاتا کہ میں تو فلاں شخص ہوں مجھے کیوں صلیب دیتے ہو + میری بیوی اور رشتہ داروں کو بلاؤ میرے فلاں فلاں رازانکے ساتھ ہیں تم دریافت کر لو۔

غرض اس تواتر کا انکار فضول ہے اور قرآن شریف نے ہرگز اسکا انکار نہیں کیا۔

ہاں یہ سچ ہے کہ قرآن شریف نے تکمیل صلیب کی نفی کی ہے جو لعنۃ کا موجب ہوتی تھی۔ نفس صلیب پر چڑھائے جانے کی نفی نہیں کی اسلیے ما قتلوہ کہا اگر یہ مطلب نہ تھا تو پھر ما قتلوہ کہنا فضول ہو جائیگا۔ یہ ان کے تواترات میں کہاں تھا؟ اس لیے فرمایا کہ صلیب کے ذریعہ قتل نہیں کیا پھر ما صلبوہ سے اور صراحت کی اور لکن شبہ لھم سے اور واضح کر دیا کہ وہ زندہ ہی تھا یہودیوں نے مردہ سمجھ لیا۔

اگر آسمان پر اُٹھایا جاتا تو خدا تعالی کی قدرت پر ہنسی

+ فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیہا

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء صبح کی سیر

یروشلم اور بیت المقدس

اس تذکرہ پر کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں پھر اس امر کی تحریک ہو رہی ہے کہ ارض مقدس کو ترکوں سے خرید کر لیا جاوے مختلف باتوں کے دوران میں فرمایا۔

یروشلم سے مراد در اصل دار الامان ہے یروشلم کے معنے ہیں وہ سلامتی کو دیکھتا ہے یہ سنت اللہ ہے کہ وہ پیشگوئیوں میں اصل الفاظ استعمال کرتا ہے اور اس سے مراد اسکا مفہوم اور مطلب ہوتا ہے۔

اسیطرح بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ ہے ہماری اس مسجد کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ رکھا ہے کیونکہ اقصیٰ یا باعتبار بُعد زمانہ کے ہوتا ہے اور یا بُعد مکان کے لحاظ سے اور اس الہام میں **المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات زمانی کو لیا ہے اور اسکی تائید **و آخرین منھم لما یلحقوا بھم** سے بھی ہوتی ہے اور **بارکنا حولہ** کا اس زمانہ کی برکات سے ثبوت ملتا ہے جیسے ریل اور جہازوں کے ذریعہ سفروں کی آسانی اور تار اور ڈاک خانہ کے ذریعہ سلسلہ رسل و رسائل کی سہولت اور ہر قسم کے آرام و آسایش قسم قسم کی کلوں کے اجرا ہوتے جاتے ہیں **اور سلطنت بھی ایک امن کی سلطنت ہے۔**

بنی اسرائیل

بنی اسرائیل خدا تعالیٰ کا دیا ہوا لقب ہے اسرائیل کے معنے ہیں جو خدا سے بیوفائی نہیں کرتے اسکی اطاعت اور محبت کے رشتہ میں منسلک قوم۔ حقیقی اور اصلی طور پر اسلام کے یہی معنی ہیں بہت سی پیشگوئیوں میں جو اسرائیل کا نام رکھا ہے۔ یہ قلت فہم کیوجہ سے لوگوں کو سمجھ نہیں آتی ہیں اسرائیل سے مراد اسلام ہی ہے اور وہ پیشگوئیاں اسلام کے حق میں ہیں۔

ان الارض یرثھا عبادی الصالحون

فرمایا اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الارض سے مراد جو شام کی سرزمین ہے یہ صالحین کا ورثہ ہے اور جو ابتک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے **یرثھا** فرمایا **یملکھا** نہیں فرمایا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وارث اس کے مسلمان ہی رہیں گے اور اگر یہ کسی اور کے قبضہ میں کسی وقت چلی بھی جاوے تو وہ قبضہ اس قسم کا ہوگا جیسے راہن اپنی چیز کا قبضہ مرتہن کو دیدیتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی عظمت ہے۔ ارض شام چونکہ انبیا کی سرزمین ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اسکی بےحرمتی نہیں کرنا چاہتا کہ وہ غیروں کی میراث ہووے **یرثھا عبادی الصالحون** فرمایا۔ صالحین کے معنے یہ ہیں کہ کم از کم صلاحیت کی بنیاد پر قدم ہو۔ مومنین کی جو تقسیم قرآن شریف میں کی گئی ہے اسکے تین ہی درجے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ظالم لنفسہ، مقتصد، سابق بالخیرات۔ ان کے مدارج ہیں ورنہ اسلام کے اندر یہ داخل ہیں۔ ظالم وہ ہوتا ہے کہ ابھی اس میں بہت غلطیاں اور کمزوریاں ہیں اور مقتصد وہ ہوتا ہے کہ نفس اور شیطان سے اس کی جنگ ہوتی ہے مگر کبھی یہ غالب آجاتا اور کبھی مغلوب ہو جاتا ہے کچھ غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور صلاحیت بھی۔ اور سابق بالخیرات وہ ہوتا ہے جو ان دونوں درجوں سے نکل کر مستقل طور پر نیکیاں کرنے میں سبقت لیجاوے اور بالکل صلاحیت ہی ہو نفس اور شیطان کو مغلوب کر چکا ہو۔ قرآن شریف ان سب کو مسلمان ہی کہتا ہے۔

ہماری جماعت ہی کو دیکھو کہ وہ ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور یہ سب کی سب ہماری مخالفوں ہی سے نکل کر آئی ہے اور ہر روز جو بیعت کرتے ہیں یہ انہیں ہی سے آتے ہیں اگر ان میں صلاحیت اور سعادت نہ ہوتی تو یہ کسطرح نکل کر آتے۔ بہت سے خطوط اس قسم کی بیعت کرنیوالوں کے آتے ہیں کہ پہلے میں گالیاں دیا کرتا تھا مگر اب توبہ کرتا ہوں مجھے معاف کیا جاوے غرض صلاحیت کی بنیاد پر قدم ہو۔ تو وہ صالحین میں داخل سمجھا جاتا ہے۔

دربار شام

مسیح کا جنازہ

بعد ادائے نماز مغرب جب ہمارے سید و مولیٰ شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے تھے تو ڈاکٹر سید **عبد الستار** صاحب رعیہ نے عرض کی کہ ایک شخص منشی رحیم بخش عرضی نویس بڑا سخت مخالف تھا مگر اب تحفہ گولڑویہ پڑھ کر اس نے مسیح کی موت کا تو اعتراف کر لیا ہے۔ اور یہ بھی مجھ سے کہا کہ مسیح کا جنازہ پڑھیں میں نے تو یہی کہا کہ بعد استصواب و استمزاج حضرۃ اقدس جواب دوں گا۔ فرمایا جنازہ میت کے لیے دعا ہی ہے کچھ حرج نہیں وہ پڑھ لیں۔

۲۔ ہمارے ناظرین منشی **شاہدین** صاحب سٹیشن ماسٹر مردان سے خوب واقف ہیں وہ اس سلسلہ میں قابل قدر شخص ہیں تبلیغ و اشاعت کا سچا شوق رکھتے ہیں جہاں جاتے ہیں ایک جماعت ضرور بنا دیتے ہیں الحکم کے خاص معاونین میں سے ہیں۔ بہرحال ناظرین یہ بھی جانتے ہیں کہ مردان میں بعض شریر النفس لوگوں کیطرف سے انکو سخت ایذائیں دیگئیں اور آخر انکی شرارت سے انکی تبدیلی ہوگئی۔ حضرۃ اقدس کے حضور جب انکی تکالیف اور مصائب کا ذکر ہوا تھا تو آپ نے صبر اور استقامت کی تعلیم دی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر خدا تعالیٰ نے اظہار حق کیا۔ افسران بالادست نے بدون کسی قسم کی تحریک کے جو منشی صاحب کیطرف سے کیجاتی از خود اس مقدمہ کی تفتیش کی۔ اور انجام کار منشی شاہدین صاحب ترقی پر گوجرخان ایک عمدہ سٹیشن پر تبدیل کئے گئے اور ان کے متعلق بہت ہی اطمینان بخش رائے افسروں نے قائم کی غرض جب منشی صاحب کی اس کامیابی کا ذکر ہوا فرمایا **عاقبۃ متقی کے لیے ہے۔**

بر گردن او بماند و بر ما بگذشت والا معاملہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نیک نیت حاکم کو اصلیت سمجھا دیتا ہے اگر اصلیت نہ سمجھیں تو پھر اللہ صبر پیدا کرتا ہے۔

۳۔ بغداد وغیرہ کی تباہی کے ذکر پر جو ہلاکو نے کی فرمایا کہ بدکاری حد سے بڑھ گئی تھی آخر خدا تعالیٰ نے اسطرح انکو تباہ کیا کہ آسمان سے آواز آتی تھی **ایھا الکفار اقتلوا الفجار۔**

فرمایا صادق مخالفوں کی شرارت اور ایذا رسانی سے اگر مارا بھی جاتا ہے تو وہ شہید ہوتا ہے مگر وہ ناعاقبت اندیش طاعون کا شکار ہوتے ہیں یا باقی رہ جاتے ہیں جو انکی نجاست اعمال سے آتی ہے۔

۴۔ اذان ہو رہی تھی آپ نے فرمایا کیسی عمدہ شہادۃ ہے جب یہ آئین گونجتی ہوئی دلوں تک پہنچتی ہے تو اسکا عجیب اثر پڑتا ہے۔ دوسرے مذاہب کے جس قدر عبادت کے بلانیکے طریق ہیں وہ اس انسانی آواز کا مقابلہ نہیں کر سکتے +

دوسری مصنوعی آوازیں کب کر سکتی ہیں۔

۵۔ اپنی جماعت کے ذکر پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے لیے وعدہ فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور خدا کے وعدے سچے ہیں۔ ابھی تو تخم ریزی ہو رہی ہے۔ ہمارے مخالف کیا چاہتے ہیں؟ اور خدا تعالیٰ کا کیا منشا ہے یہ تو انکو ابھی معلوم ہو سکتا ہے اگر وہ غور کریں کہ وہ اپنے ہر قسم کے منصوبوں اور چالوں میں ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔ اسیطرح جیسے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کیا چاہتے تھے؟ انکا تو یہی مدعا اور مقصد تھا کہ اس جماعت کو نابود کر دیں مگر دیکھو انجام کیا ہوا؟ اگر اس اعجاز کامیابی کو جو ہمارے نبی کو حاصل ہوئی ابوجہل اس وقت دیکھ تو اسکو پتہ لگے کہ کسقدر فوق العادۃ ترقی مخالفوں کی مخالفت اور شرارت کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے کر کے دکھائی یہی معاملہ یہاں ہے اگر یہ مخالف نہ ہوتے تو ایسی اعجازی ترقی ہیار ہی نہ ہوتی یعنی اس ترقی میں اعجازی رنگ نہ رہتا۔ کیونکہ اعجاز تو مقابلہ اور مخالفت سے ہی چمکتا ہے۔ ایکطرف تو ہمارے مخالفوں کی یہ کوششیں ہیں کہ وہ ہم کو نابود کر دیں۔ ہمارا سلام تک نہیں لیتے اور غائبانہ ذکر بھی نفرت سے کرتے ہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طریق پر اس جماعت کو بڑھا رہا ہے یہ معجزہ نہیں تو کیا ہے؟

کیا یہ ہمارا فعل ہے یا ہماری جماعت کا؟ نہیں یہ خدا تعالیٰ کا ایک فعل ہے جسکی تہ اور سر کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اب انکو کسقدر تعجب ہوتا ہوگا کہ چند سال پہلے جس جماعت کو بالکل کمزور اور ذلیل اور ضعیف سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ چند آدمی شامل ہیں اب اسکا شمار ایک لاکھ سے بھی بڑھ گیا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا کہ بذریعہ خطوط اور خود حاضر ہو کر لوگ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوتے۔ یہ خدا کا کام ہے اور اسکی باتیں عجیب ہوتی ہیں۔

۲۸ صبح کی سیر

رِجْزٌ مِّنَ السَّمَآءِ

حسب معمول آپ حلقہ خدام میں سیر کو نکلے طاعون کا تذکرہ شروع ہوتے ہی فرمایا کہ قرآن شریف میں اسکو رِجْزٌ مِّنَ السَّمَآءِ کہا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسپر انسانی ہاتھ نہیں پڑ سکتا اور زمینی تدابیر اس کا مقابلہ کر سکتی ہیں ورنہ یہ عذاب آسمانی نہ رہے۔

طاعون جو اسکا نام رکھا ہے یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے فاروق جب طعن اور تکذیب حد سے گذر جاتی ہیں تو پھر اس کی پاداش میں طاعون آتی ہے اور پھر صفائی کر کے ہی قہر الٰہی بس کرتا ہے۔

دَآبَّةُ الْاَرْضِ اور رِجْزٌ مِّنَ السَّمَآءِ میں تعلق۔

عرض کیا گیا کہ دآبۃ الارض اور رجز من السماء میں کیا تعلق ہے؟ فرمایا امر تو آسمانی ہی ہوتے ہیں یعنی اس طاعون کا امر آسمان سے آتا ہے اور وہ اسلوں آتھو سے بالالتزام ہوتا ہے اور اسکا معالجہ بھی آسمان ہی سے ہوتا ہے۔ دابۃ الارض طاعون کو کہتے ہیں اس لیے کہ اس کے کیڑے تو زمینی ہی ہوتے ہیں۔

طاعونی موت شہادۃ ہوتی ہے

عرض کیا گیا کہ طاعون سے مرنا شہادۃ بتاتے ہیں تو پھر عذاب کیونکر ہوا؟ جو لوگ طاعون سے مرنا شہادۃ بتاتے ہیں انکو معلوم نہیں کہ طاعونی موت تو عذاب الٰہی ہی ہے لیکن یہ جو کسی حدیث میں آیا ہے کہ اگر مومن ہو کر طاعون سے مر جاوے تو شہادۃ ہے تو یہ اللہ تعالیٰ نے گویا مومن کی پردہ پوشی کی ہے کثرۃ سے اگر مرنے لگیں تو شہادۃ نہ رہیگی پھر عذاب ہو جائیگا شہادۃ کا حکم شاذ کے اندر ہے۔ کثرۃ ہمیشہ کافروں پر ہوتی ہے۔

اگر ایسی ہی شہادۃ اور برکۃ والی چیز تھی تو اس کا نام رِجْزٌ مِّنَ السَّمَآءِ نہ رکھا جاتا۔ اور پھر کثرۃ سے مومن مرتے اور انبیا مبتلا ہوتے مگر کیا کوئی کسی نبی کا نام لے سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں پس یاد رکھو کہ اگر کوئی شاذ مومن اس سے مر جاوے تو اللہ تعالیٰ اپنی ستاری سے اسکی پردہ پوشی فرماتا ہے اور اسکے لیے کہا گیا کہ وہ شہادۃ کی موت مرتا ہے۔ ما سوا اسکے میں نے بارہا کہا ہے کہ اگر کوئی حدیث قرآن شریف کے متعارض ہو۔ اور اسکی تاویل قرآن کے موافق نہ ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہیے حکم ہمیشہ کثرۃ پر ہوتا ہے شاذ تو معدوم کا حکم رکھتا ہے۔

دربار شام

بیعت

بعد ادائے نماز مغرب اول چند آدمیوں نے بیعت کی۔ پھر مفتی محمد صادق صاحب نے دہلی کے اخبار سے چند پریگراف سنائے فرمایا یہ لغو اور کفر تو ہوتا ہے مگر اس سے تحریک ہو جاتی ہے اور شریر بچہ کے بازیچہ سے بھی ہو جاتی ہے۔

دو سوال اور اُن کا جواب

ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے منشی رحیم بخش عرضی نویس کا خط پیش کیا جسمیں دو سوال لکھے تھے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ براہین میں مسیح کی آمد ثانی کا اقرار تھا کہ وہی مسیح آئے گا۔ پھر اس کے خلاف دعوی کیا گیا یہ تنزلزل بیانی قابل اعتبار نہیں ہوتی۔؟ فرمایا ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمنے ایسا لکھا ہے اور ہمیں یہ بھی دعوی نہیں ہے کہ ہم عالم الغیب ہیں ایسا دعوی کرنا ہمارے نزدیک کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ جبتک اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہدایت نہ آوے ہم کسی امر کو جو مسلمانوں میں مروج ہو چھوڑ نہیں سکتے۔ براہین احمدیہ کے وقت اس مسئلہ کیطرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ نہیں دلائی پھر جبکہ ایک چرخہ کاتنے والی بڑھیا بھی یہی عقیدہ رکھتی تھی اور جانتی تھی کہ مسیح دوبارہ آئیگا تو ہم اسکو کیسے چھوڑ سکتے تھے جبتک خدا کیطرف سے صریح حکم نہ آجاتا۔ اس لیے ہمارا بھی یہی خیال تھا* مگر جب خدا تعالیٰ نے ہمپر بذریعہ وحی اس امر کو کھول دیا اور ہمکو سمجھایا اور یہ وحی تواتر تک پہنچ گئی۔۔ تو ہمنے اسکو شائع کر دیا۔ انبیا علیہم السلام کی بھی یہی حالۃ ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ کسی امر پر اطلاع دیتا ہے تو وہ اُس سے ہٹ جاتے ہیں یا اختیار کرتے ہیں۔ دیکھو افک عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول کوئی اطلاع نہ ہوئی۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ حضرۃ عائشہ اپنے والد کے گھر چلی گئیں۔ اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی کہا کہ اگر ارتکاب کیا ہے تو توبہ کر لے ان واقعات کو دیکھکر صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکو کسقدر اضطراب تھا مگر یہ راز ایک وقت تک آپ پر نہ کھلا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے اپنی وحی سے تبریہ کیا اور فرمایا اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ تو آپکو اس افک کی حقیقت معلوم ہوئی اس سے کیا آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی فرق آتا ہے؟ ہرگز نہیں وہ شخص ظالم اور ناخدا ترس ہے جو اس قسم کا وہم بھی کرے اور یہ کفر تک پہونچتا ہے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم

* مخالفوں کی بے ایمانی ہے کہ ایک خیال کو الہام یا وحی بنا کر پیش کرتے ہیں براہین میں یہ بات عامیانہ اعتقاد کے رنگ میں ہے نہ یہ کہ اسکی نسبت وحی کا دعوی کیا گیا ہے۔ منہ

اورانبیا علیہم السلام نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ وہ عالم الغیب ہیں عالم الغیب ہونا خدا کی شان ہے۔ یہ لوگ سنتہ انبیاء علیہم السلام سے اگر واقف اور آگاہ ہوں تو اس قسم کے اعتراض ہرگز نہ کریں۔ افسوس ہے انکو گلستان بھی یاد نہیں جہاں حضرت یعقوبؑ کی حکایت لکھی ہے ؎

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند
کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوئے پیراہن شمیدی
چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہان است
دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینیم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم
اگر درویش بر یک حال ماندے
سر دست از دو عالم برفشاندے

یہ سچی بات ہے

اور ہمیں اسکا اعتراف ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے دکھائے بغیر نہیں دیکھتے اور اُسکے سُنائے بغیر نہیں سُنتے اور اُسکے سمجھائے بغیر نہیں سمجھتے

اس اعتراف میں ہمارا فخر ہے ہم نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ ہم عالم الغیب ہیں۔ ہم نے بعض خیالات کے مسلمانوں میں نشوونما پایا تھا ایسا ہی مہدی و مسیح کے متعلق ہمارا علم تھا۔ مگر جب خدا تعالیٰ نے اصل راز ہم پر کھولا اور حقیقت بتادی تو ہم نے اسکو چھوڑ دیا اور نہ خود چھوڑا بلکہ دوسروں کو بھی اسکی طرف اسی کے حکم سے دعوۃ کی اور اسکو چھڑایا۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جس امر کو نادان اعتراض کے رنگ میں پیش کرتا ہے اسی میں ہمارا فائدہ اور ہماری تائید ہوتی ہے دیکھو براہین میں ایک طرف مجھے مسیح موعود ٹھیرایا ہے اور وہ تمام وعدے جو آنیوالے مسیح موعود کے حق میں تھے پورے کئے اور دوسری طرف ہم اپنے ہی قلم سے مسیح کے دوبارہ آنیکا اقرار کرتے ہیں اب ایک دانشمند اور خداترس مسلمان اس معاملہ میں غور کرے اور دیکھے کہ اگر یہ دعویٰ ہمارا افترا ہوتا اور ہم نے از خود بنایا ہوتا یا منصوبہ بازی ہوتی تو اس قسم کا اقرار ہم اسمیں کیوں کرتے۔ یہ سادگی صاف بتاتی ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے ہمکو علم دیا اسے ہم نے ظاہر کیا ۔ بظاہر یہ کارروائی متناقض ہے مگر ایک سعید الفطرۃ انسان کے لیے ایک روشن تر دلیل ہے۔ کیونکہ جبتک خدا تعالیٰ نے ہم پر نہیں کھولا باوجودیکہ ہمارے ساتھ وہی وعدے جو مسیح موعود کے ساتھ مخصوص کیے جاتے ہیں الہی براھین میں میرا نام مسیح رکھا جاتا ہے اور **ھو الذی ارسل رسوله** الآیہ الہام ہوتا ہے۔ مگر اسی قلم سے میں لکھتا ہوں کہ مسیح موعود دوبارہ آئے گا۔ ہم نے **قیام فی ما اقام** اللہ کو نہیں چھوڑا۔ جبتک کہ آفتاب کی طرح کھل نہیں گیا۔ یہی اعتراض ہماری سچائی کا گواہ ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی پہل وحی آئی تو آپ نے یہی فرمایا **خشیت علی نفسی**۔ بیوی کہتی ہے **کلا واللہ**۔ اور پھر بیوی نے کہا کہ آپ ضعفا کے مددگار ہیں آپکو خدا ضائع نہیں کریگا۔ پھر خدا تعالیٰ نے جب آپ پر امر نبوۃ کو واضح طور پر کھولدیا تو آپ نے تبلیغ اور اشاعت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ مومن اُس مقام کو جہاں ہوتا ہے نہیں چھوڑتا جبتک خدا نہ چھڑائے

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ضمناً عرض کیا۔ کہ تعجب کی بات ہے ایک قوم اور یہی تو ہے جس نے خدا کے اس راستباز اور صادق مسیح موعود کو تسلیم کیا ہے اور وہ اُسپر ایمان لائی ہے اس کے سامنے کیا یہ باتیں نہیں ہیں؟ ہیں مگر انکو اسپر کوئی اعتراض نہیں معلوم ہوتا بلکہ ایمان بڑھتا اور اسکی سچائی پر ایک عرفانی رنگ کی دلیل پیدا ہوتی ہے حضرۃ اقدس نے سنکر فرمایا بیشک یہ تو سچائی کی دلیل ہے نہ اعتراض۔ کیونکہ ماننا پڑے گا کہ تصنع سے یہ دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ خدا کے حکم اور وحی سے کیا گیا کیونکہ حضرۃ عیسیٰ کی آمد کے دافعات کو بھی تو اس میں بیان نہیں کیا بلکہ میرا نام عیسیٰ رکھا اور کہا **لیظھرہ علی الدین کله** میرے حق میں ہے اور ادھر کوئی توجہ نہیں ۔ پس اس سے صاف ثابت ہے کہ اگر میرا یہ کام ہوتا تو اسمیں دوبارہ آنے کا اقرار نہ ہوتا یہ اقرار ہی بتاتا ہے کہ یہ خدا کا کام ہے اسپر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اس نکتہ سے خاص ذوق اُٹھا کر عرض کیا کہ یہ بعینہ وہی بات ہے جو قرآن شریف کی حقانیت پر پیش کی جاتی ہے کہ اگر یہ آنحضرت کا اپنا کلام ہوتا تو اسمیں زینب کا قصہ نہ ہوتا۔

حضرت اقدس نے پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا یہ اب کونسی نئی بات ہے جسکا ذکر براہین میں نہیں ہے۔ براہین کو طبع ہوے ۲۵ برس کے قریب ہو گئے ہیں اور اسوقت جو پیدا ہوئے بچے تھے اب بچوں کے باپ ہیں۔ اس میں ساری باتیں درج ہیں بتاؤ کا مقابلہ اسطرح پر ہو سکتا ہے کیا تیس برس پہلے ایک شخص ایسا منصوبہ کسطرح کر سکتا ہے جبکہ اسے اتنا بھی یقین نہیں کہ وہ اسقدر عرصہ تک زندہ رہے گا۔ پھر کیونکر میں اپنا نام اتنے سال پہلے از خود عیسیٰ رکھ سکتا تھا اور ان کاموں کو جو اسکے ساتھ منسوب تھے اپنے ساتھ منسوب کرتا۔ ہاں اس سے منصوبہ بے شک پایا جاتا اگر میں اسوقت لکھ دیتا کہ آنیوالا میں ہی ہوں مگر اُسوقت نہیں کہا باوجودیکہ **ھو الذی ارسل رسوله بالھدی** کا اعتراف کیا ہے کہ میرے حق میں ہے یہ خدا کا کام تھا کہ مسیح کا دعویٰ تو اس میں بیان کیا مگر اسکو چھپایا اور زبان سے نکلوا دیا کہ وہ آئیگا۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ آج جو دعویٰ کیا گیا ہے براہین میں یہ سارا موجود ہے ایک لفظ بھی کم و بیش نہیں ہوا اگر اسمیں الہامات نہ ہوتے۔ تو اعتراض کی گنجایش ہوتی گو اسوقت بھی اعتراض فضول ہوتا کیونکہ وہ دعویٰ وحی نہیں تھا۔ بلکہ اپنی ذاتی رائے تھی۔ خدا تعالیٰ نے یہ اسلیے کیا تا ظنون اور جعلسازی کے وہم دور ہوں۔

مسیح موعود کا قریشی خلیفے

دوسرا سوال انکا اس امر پر تھا کہ آپنے مسیح موعود کو لکھا ہے کہ وہ قریش میں سے نہیں اور پھر بعض جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ قریشی ہے اس کی مطابقت کیونکر ہو؟ فرمایا مسیح موعود کو جسطرح پر ہم کہتے ہیں کہ وہ قریش میں سے نہیں وہ اس اعتبار سے نہیں جیسے قریش ہیں ۔ اہل فارس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش میں سے ٹھیرایا ہے اور میرا الہام بھی ہے **سلمان منا اهل البیت**۔ اسی نام کو مجھے اہلبیت میں داخل کیا ہے داخل کرنا اللہ تعالیٰ کا اور ہونا اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیار ہے۔

اہل فارس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت اور قریش سے ٹھیرایا ہے اسلئے مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے قریش اور اہلبیت میں ہوں۔

اسپر حضرۃ حکیم الامۃ نے لیسلب الملک من قریش کا ذکر کرکے عرضکیا کہ حضور ہم قریشیوں سے ملک چھینا گیا مگر کسی نے ہماری قوم سے غور نہیں کی کہ کیوں ایسا ہوا۔ تکبر کا اتنا بڑا خطرناک مرض ہماری قوم میں ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ سید کی لڑکی کسی دوسرے کے گھر میں دینا کفر سمجھا گیا ہے۔ اسپر حضرت صاحب نے کہا کہ ہم سے کوئی پوچھا کرتا ہے تو اسکو یہی جواب دیا کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی ایک بہن تھی کوئی ہمیں بتائے کہ وہ کس سید کو دیگئی تھی۔
غرض اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں +

بروز

پھر بروز کے متعلق سلسلہ کلام یوں شروع ہوا۔ فرمایا نیکیوں کے اور بدوں کے بروز ہوتے ہیں نیکوں کے بروز میں جو موعود ہے وہ ایک ہی ہے یعنی مسیح موعود ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ سے نیکوں کا بروز اور ضالین سے عیسائیوں کا بروز اور مغضوب سے یہودیوں کا بروز مراد ہے۔ اور یہ عالم بروزی صفت میں پیدا کیا گیا ہے جیسے پہلے نیک یا بدگذرے ہیں ان کے رنگ اور صفات کے لوگ اب بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان اخلاق اور صفات کو ضائع نہیں کرتا انکے رنگ میں اور آجاتے ہیں جب یہ امر ہے تو ہمیں اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ابرار اور اخیار اپنے اپنے وقت پر ہوتے رہیں گے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک چلا جاوے گا جب یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا تو دنیا کا بھی خاتمہ ہے لیکن وہ موعود جس کے سپرد عظیم الشان کام ہے وہ ایک ہی ہے کیونکہ جسکا وہ بروز ہے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ بھی ایک ہی ہے۔

اُحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا

حضرۃ حکیم الامۃ نے مولوی ابو رحمت حسن صاحب کا ذکر سنایا کہ وہ بڑے اخلاص کے خط لکھتے ہیں اور انھوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اس آیت پر مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تہذیب کے خلاف ہے فرمایا جو خدا تعالےٰ کو خالق سمجھتے ہیں تو کیا اس خلق کو لغو اور باطل قرار دیتے ہیں جب انھوں ان اعضا کو خلق کیا اسوقت تہذیب نہ تھی۔ خالق مانتے ہیں اور خلق پر اعتراض نہیں کرتے ہیں تو پھر اس ارشاد پر اعتراض کیوں؟ *

بعد نماز عشا دربار ختم ہوا۔

۲۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

در حکمت

۱۔ طاعون کے ذکر پر ضمنًا فرمایا۔ خدا کے کام عجیب ہوتے ہیں لوگ مغرور ہو کر مطمئن ہو جاتے ہیں مگر خدا تعالےٰ پھر پکڑتا ہے۔

۲۔ نادان انسان ذرا سی خوشی پر تکبر سے باتیں کرتا ہے۔ مگر آخر فتح اسی کی ہوتی ہے جس کے ساتھ خدا ہو۔

۳۔ اسلام نے ہمیشہ نصرانیت کی سرکوبی کی ہے اور اب وہ وقت ہے کہ ان کے عقائد کی پردہ دری ہو گئی ہے اور اسکے بعد کسیکو حوصلہ نہ ہوگا۔ کہ انسان کے بچہ کو خدا مانے۔

صحابہ کے فضائل

صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسے وفادار اور مطیع فرمان تھے کہ کسی نبی کے شاگرد و میں ایسی نظیر نہیں ملتی ہے اور خدا کے احکام پر ایسے قائم تھے کہ قرآن شریف انکی تعریفوں سے بھرا پڑا ہے۔ لکھا ہے کہ جب شراب کی حرمۃ کا حکم نافذ ہوا تو جسقدر شراب برتنوں میں تھی وہ گرا دی گئی اور کہتے ہیں اسقدر شراب بہی کہ نالیاں نکلیں۔ اور پھر کسی سے ایسا فعل شنیع سرزد نہ ہوا۔ اور وہ شراب کے پکے دشمن ہو گئے۔ دیکھو یہ کیسا ثبات اور استقلال علی الاطاعۃ تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت جس وفاداری محبت اور ارادت اور جوش سے انھوں نے کی کبھی کسی نے نہیں کی موسیٰ علیہ السلام کی جماعۃ کے حالات پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی بار پتھراؤ کرنا چاہتی تھی اور حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تو ایسے کمزور اور ضعیف الاعتقاد تھے کہ خود عیسائیوں کو تسلیم کرنا پڑا ہے اور حضرت مسیح آپ انجیل میں سست اعتقاد انکا نام رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اُستاد کے ساتھ سخت غداری کی اور بیوفائی کا نمونہ دکھایا کہ اس مصیبت کی گھڑی میں الگ ہو گئے۔ ایک نے گرفتار کرا دیا دوسرے نے لعنت بھیجکر انکار کر دیا۔
مگر صحابہ ایسے ارادتمند اور جاں نثار تھے کہ خود خدا تعالیٰ نے انکی شہادۃ دی کہ انھوں نے خدا تعالےٰ کی راہ میں جانوں تک دینے میں دریغ نہیں کیا۔ اور ہر صفت ایمان کی ان میں پائی جاتی ہے عابد۔ زاہد۔ سخی۔ بہادر اور وفادار یہ شرائط ایمان کی کسی دوسری قوم میں نہیں پائی جاتیں۔

ابتدائی مصائب

جسقدر مصائب اور تکالیف صحابہ کو ابتدائے اسلام میں اُٹھانی پڑیں انکی نظیر بھی کسی اور قوم میں نہیں ملتی + اس بہادر قوم نے ان مصیبتوں کو برداشت کرنا گوارا کیا لیکن اسلام کو نہیں چھوڑا۔ ان مصیبتوں کی انتہا آخر اسپر ہوئی کہ انکو وطن چھوڑنا پڑا اور نبی کریم صلعم کے ساتھ ہجرۃ کرنی پڑی۔ اور جب خدا تعالےٰ کی نظر میں کفار کی شرارتیں حد سے تجاوز کر گئیں اور وہ قابل سزا ٹھہر گئیں تو خدا تعالیٰ نے انھیں صحابہ کو مامور کیا کہ اس سرکش قوم کو سزا دیں۔ چنانچہ اُس قوم کو جو مسجد میں دن رات اپنے خدا کی عبادۃ کرتی تھی اور جسکی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ جسکے پاس کوئی سامان جنگ نہ تھا مخالفوں کے حملوں کے روکنے کیواسطے میدان جنگ میں آنا پڑا۔

میدان جنگ

اسلامی جنگیں دفاعی تھیں۔ پھر ان جنگوں میں یہ چندسو کی جماعت کبھی کئی ہزار کے مقابلہ میں آئی۔ اور ایسی بہادری اور وفاداری سے لڑی۔ اگر حواریوں کو اس قسم کا موقع پیش آتا تو انمیں سے ایک بھی آگے نہ ہوتا۔ ایک ذرا سے ابتلا پر وہ اپنے آقا کو چھوڑ کر الگ ہو گئے تو ایسے معرکوں میں انکا ٹھہرنا ایک ناممکن بات ہے مگر اس ایماندار اور وفادار قوم نے اپنی شجاعت اور وفاداری کا پورا نمونہ دکھایا۔ اور یہ کچھ جو پھر انھوں نے دکھایا وہ سچے ایمان اور یقین کے نتائج تھے موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو کہا کہ بڑھ کر دشمن پر حملہ کرو تو انھوں نے کیا شرمناک جواب دیا فَاذۡہَبۡ اَنۡتَ

...وحال اس میں درج ہیں۔ اسمائے اشخاص و مقامات کی تصحیح و تصدیق بذریعہ سفیر کابل کی گئی ہے جو ہدایات کہ شہزادہ نصر اللہ خان کو سفر انگلستان کے لئے کی گئی تھیں اس میں شامل ہیں حجم ۶۰ صفحہ قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصول۔ المترجم محمد حسن خان اسسٹنٹ ملٹری ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کلکتہ و مترجم ماجزہ۔

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ

تو اور تیرا رب جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے صحابہ کی لائف میں ایسا کوئی موقع نہیں آیا بلکہ انھوں نے کہا کہ ہم اُمتیں سے نہیں ہیں جنھوں نے یہ کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ۔ ایسی قوۃ اور شجاعت اور وفاداری کا جوش کیونکر پیدا ہو گیا تھا؟ یہ سب ایمان اور یقین کا نتیجہ تھا۔ جو آپ کی قوۃ قدسی اور تاثیر کا اثر تھا آپنے انکو ایمان سے بھر دیا تھا۔

حواری اور معجزات مسیح

مسیح کے حواریوں میں جو یہ ایمانی قوت پیدا نہیں ہوئی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انکو ان کے معجزات پر کوئی قوی ایمان اور بھروسا نہ تھا۔ بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ بعض عیسائی مصنفوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ حواری دنیادار اور سطحی خیال کے آدمی تھے انھیں یہ خیال تھا کہ یہ بادشاہ ہو جائیگا تو ہمکو عہدے ملیں گے۔ انکا تعلق ایک لالچ کے رنگ میں مسیح کے ساتھ تھا اسی لیے وہ ایمانی قوۃ اور عرفانی مذاق انمیں پیدا نہ ہوا + اگر وہ معجزات مسیح کو دیکھتے کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسے عجوبے دیکھکر بھی ایمان میں قوۃ نہ آئے + حقیقت یہی ہے کہ مسیح سے سلب امراض وغیرہ کے نشانات جو دیکھتے تھے وہ ایسے عام تھے کہ یہودی بھی کرتے تھے اور ایک تالاب پر بھی مریض جاکر اچھے ہو جایا کرتے تھے + اسلیے ان باتوں سے معجزات مسیح کی کوئی عظمت انکے دلمیں پیدا نہیں اور وہ نور یقین و معرفۃ جو گناہوں کو زائل کرتا ہے انمیں پیدا نہیں ہوا۔ اسلیے یہودا اسکریوطی جو مسیح کا خزانچی تھا اور جسکے پاس ایکہزار روپے کی تھیلی رہتی تھی۔ اسمیں سے چرا لیا کرتا تھا اور اسی لالچ نے اسکو ۳۰ درہم لیکر گرفتار کرانے پر آمادہ کیا۔

مسیح اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہما وسلم

مسیح کے پاس تو ایکہزار کی تھیلی رہتی تھی۔ اور تعجب ہے کہ باوجودیکہ ایکہزار روپیہ پاس رہتا تھا پھر بھی کہتے ہیں کہ ابن آدم کو سر رکھنے کو جگہ نہیں آنحضرۃ صلعم کی یہ حالت تھی کہ آپکے پاس جو کچھ ہوتا وہ سخاوت کر دیا کرتے تھے ایکبار آپکے گھر میں . . . . ایک مہر تھی آپنے اسکو لیکر تقسیم کر دیا۔

مسیح کا شوق جہاد

پادری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں پر اعتراض کرتے ہیں اپنے گھر میں نگاہ نہیں کرتے۔ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیاں بالکل دفاعی تھیں۔ مگر مسیح کو اسقدر شوق تھا کہ اس نے شاگردوں کو کہا کہ کپڑے بیچکر بھی ہتھیار خریدو۔ اصل میں مسیح کا لڑائیاں نہ کرنا ستر بی بی از بیچادری کا مصداق ہے اگر انھیں موقع ملتا تو وہ ہرگز تامل نہ کرتے بلکہ اس قسم کی تعلیم سے جو انھوں نے ہتھیاروں کے خریدنیکی دی صاف معلوم ہوتا ہے کہ انھیں کسقدر شوق تھا۔ اور داؤد کے تخت کی وراثت کا خیال لگا ہوا تھا۔ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپنے ان مخالفوں سے جنھوں نے سخت ایذائیں دی ہوئی تھیں اور جو واجب القتل ٹھہر چکے تھے پوچھا تمھارا میری نسبت کیا خیال ہے انھوں نے کہا کہ تو کریم ابن کریم ہے تو آپنے فرمایا اچھا میں نے تم سب کو بخشدیا آپکے اس رحم اور کرم نے انپر ایسا اثر کیا کہ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت مسیح کو اپنے ایسے اخلاق کے اظہار کا موقع ہی نصیب نہیں ہوا۔

اور حواریوں کے لیے تو مسیح کا آنا ایک قسم کا ابتلا تھا کیونکہ انکو کوئی فائدہ نہ ہوا اور انھوں نے کچھ نہ سیکھا۔

مسیح ابن مریم اور مسیح موعود علیہما السلام

فرمایا جو کامیابی اور اثر مسیح ابن مریم کا ہوا وہ تو صاف ظاہر ہے اور جس کمزوری اور ناکامی کے ساتھ انھوں نے زندگی بسر کی وہ انجیل کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتی ہے مگر مسیح موعود جیسا اپنے زبردست اور قوۃ قدسیہ کے کامل اثر والے متبوع کا پیرو ہے اسیطرح اس کی عظمت اور بزرگی کی شان اس سے بڑھی ہوئی ہے جو کامیابیاں اور نصرتیں اسجگہ خدا نے ظاہر کی ہیں مسیح کی زندگی میں انکا نشان نہیں نہ معجزات میں نہ پیشگوئیوں میں نہ تعلیم میں غرض جیسے آنحضرۃ صلعم اپنے مثیل موسیٰ سے ہر پہلو میں بڑھے ہوئے تھے اور گویا آپ اصل اور موسیٰ آپکا ظل تھے اسیطرح مسیح موعود موسوی مسیح سے نسبت رکھتا ہے۔

نصرانیت کا اثر

نصرانیت کا اثر آجکل عام ہو رہا ہے بعض تو بالکل مرتد ہو گئے ہیں اور بعض نے اور نہیں تو فیشن ہی انکا تتبع کر لیا ہے۔

نیکی اور بدی کی کشش

فرمایا انسان کے اندر نیکی اور بدی کی ایک کشش ہے آدمی نیکی کرتا ہے مگر نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں نیکی کرتا ہے اسیطرح ایک شخص بدی کیطرف جاتا ہے لیکن اگر اس سے پوچھا جاوے تو کدھر جاتا ہے تو وہ نہیں بتا سکتا۔ مثنوی رومی میں ایک حکایت اس کشش پر لکھی ہے کہ ایک فاسق آقا کا ایک نیک غلام تھا صبحکو جو مالک نوکر کو لیکر بازار سودا خریدنیکو نکلا تو راستہ میں آذان کی آواز سنکر نوکر اجازت لیکر مسجد میں نماز کو گیا اور وہاں جو اُسے ذوق اور لذۃ پیدا ہوا تو بعد نماز ذکر میں مشغول ہو گیا۔ آخر آقا نے انتظار کر کے اسکو آواز دی اور کہا کہ تجھے اندر کسنے پکڑ لیا۔ نوکر نے کہا کہ جسنے تجھے اندر آنے سے باہر پکڑ لیا۔ غرض ایک کشش لگی ہوئی ہے اسی کیطرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے کُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ

۲۴ اکتوبر ۔ صبح کی سیر

الہام نتیجہ خلاف اُمید ہے۔ اسکی کوئی تصریح نہیں فرمائی گئی۔

آج کی سیر میں متفرق مقامی اور آتی امور پر سلسلہ گفتگو کا شروع رہا اور ختم ہوا۔

دربار شام

عمل کی ضرورۃ ہے

۱۔ میاں نبی بخش نمبردار بٹالوی نے عرض کی کہ حضور میں کچھ لکھا پڑھا آدمی نہیں ہوں فرمایا **علم کیا اصل ضرورۃ عمل کی ہے**

قیام فی ما اقام اللہ

۲۔ ایک شخص نے ملازمت چھوڑ کر تجارۃ کے متعلق مشورہ پوچھا فرمایا نوکری چھوڑنی نہیں چاہیے **قیام فی ما اقام اللہ** بھی ضروری ہے بلا وجہ ملازمت چھوڑنا اچھا نہیں ہے۔

ایک طالب حق

۳۔ ایک ہندو نوجوان نے (جو طالب حق اپنا نام رکھتا تھا) عرض کی کہ حضور میں ایک عرصہ سے طلب حق چاہتا ہوں مگر مجھے ابھی تک وہ راہ نہیں ملی ہے فرمایا طلب حق کے لیے دو چیزوں کی ضرورۃ ہے اول عقل سلیم چاہیے۔ بعض لوگ طلب حق تو چاہتے ہیں مگر غبی اور بلید طبع ہوتے ہیں اور قوت فیصلہ نہیں رکھتے اسلیے جو کچھ سمجھایا جاوے اُسکو سمجھ نہیں سکتے اور کل مذاہب

[illegible]

ضرورت ۔ کارخانہ انوار احمدیہ مین دو پریس مینوں کی ضرورت ہے تنخواہ اور شرائط ملازمت کا فیصلہ خط و کتابت سے ہوگا

ان کے سامنے پیش کیے جاویں تو وہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ انمیں سے حق کس کے ساتھ ہے ۔ یہ بیماری ہیلیبو نے اسکو سو فسطائی عقل لکھا ہے اپر وہم غالب ہوتا ہے۔ اس لیے اول طالب حق کیواسطے ضروری ہے کہ وہم غالب نہ ہو۔

دوم قبول حق کے لیے جرات رکھتا ہو۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حق کو سمجھ تو لیتے ہیں مگر برادری کے تعلقات نہیں ٹوٹتے ۔ ایسے لوگ بزدل ہوتے ہیں یہ بزدلی بھی فائدہ نہیں پہونچاتی۔

پہلے بہل جو بچہ مدرسہ میں بھیجا جاتا ہے ۔ اسکے سامنے تو ابجد ہی پیش کی جاتی ہے ۔ کوئی بڑی کتاب نہیں رکھی جاتی ۔ اسیطرح مذہب کی پرکھ میں پہلی نسبتاً موٹی موٹے اصولوں میں مقابلہ . . . کرکے دیکھ لینا چاہیے کہ مذہب حق کونسا ہے ؟ مجھے تعجب آتا ہے کہ اسوقت مذاہب کا مقابلہ ہو رہا ہے اور امر حق صاف طور پر معلوم ہو سکتا ہے ۔ اور اس ہند ہی میں سب مذاہب موجود ہیں ۔ سناتن ۔ عیسائی ۔ آریہ ۔ مسلمان وغیرہ بڑے بڑے یہی مذہب ہیں ۔ مذہب کی پہلی جزو اور جڑ خدا شناسی ہے جسکا پہلا قدم ہی غلط اور بے ٹھکانے ہے دوسرا قدم اسکا کب ٹھکانہ پر پڑے گا ۔ اب اس اصل پر مذاہب کی شناخت کرلو۔

خدا شناسی اور سناتن دھرم سناتن دھرم کو لو ۔ انھوں نے کوئی جڑ بوٹی پتھر درخت چاند سورج غرض مخلوق میں کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کی پرستش نہیں کی اور جسکو خدا نہیں بنایا ۔ اب جس مذہب کا خدا شناسی کے متعلق یہ عقیدہ ہو ۔ اسکو علوم حقہ سے کب حصہ مل سکتا ہے اسکی اخلاقی حالتیں کیونکر درست ہو سکتی ہیں وہ تو ریل کو بھی دیکھیں تو اسے بھی سجدہ کرنیکو طیار ہیں اور اسے خدا ماننے لگتے ہیں ۔ پھر ان لوگوں میں سے ایک اور فرقہ ہے جو اپنے آپکو اصلاح یافتہ فرقہ سمجھتا ہے اور اسکو آریہ کہتے ہیں ۔

آریہ کی خدا شناسی کا یہ حال ہے کہ انھوں نے

آریہ برخلاف وید کے خدا کی توحید کا زبانی اقرار تو کیا ہے ۔ گو وید میں اگنی وایو وغیرہ کی پرستش کی گئی ہے لیکن یہ لوگ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم بتوں کی پوجا نہیں کرتے مگر خدا شناسی میں باوجود اس اقرار کے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور وہ یہ کہ وہ خدا کو کسی چیز کا خالق نہیں مانتے ۔ اور اسکو صرف جوڑنے جاڑنے والا مانتے ہیں جب خدا کی اس عظیم الشان صفت سے انکار کیا گیا تو ایسا ناقص اور ادھورا خدا کب کسی کے

ماننے میں آسکتا ہے ۔ پھر انھوں نے خدا کی دوسری صفتوں کا بھی انکار کیا ہے مثلاً وہ مانتے ہیں کہ وہ کسی انسان کو کوئی چیز عطا نہیں کر سکتا جو کچھ کسیکو ملتا ہے اسکے عملوں کی ہی پاداش ملتی ہے پھر انھیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو دنیا کا کام نہ چل سکتا کیونکہ گائے بکری بھینس اور دوسری آرام وہ مخلوق نہ ہو سکتی ۔ اس قسم کا خدا انھوں نے مانا ہے ۔ گویا خدا شناسی کے مقام سے یہ مذہب بھی گرا ہوا ہے ۔

عیسائی مذہب پھر ایک اور مذہب ہے جسکی اشاعت کیلیے کروڑہا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور وہ عیسائی مذہب ہے اس میں خدا شناسی کی اور بھی ردی حالت ہے وہ اول تو سرے سے خدا ہی کو تین مانتے ہیں اور یہ ایسا مسئلہ ان کے نزدیک ہے کہ وہ سمجھ میں آہی نہیں سکتا ۔ اور پھر ان تین میں سے ایک عاجز انسان بھی ہے جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا ۔ اور جسکی ساری عمر جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے ایک کرب اور اضطراب میں گذری ۔ مار کھاتا رہا ۔ اور آخر یہودیوں نے اسکو پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا ۔ اب اگر خدا کا یہی نمونہ ہے تو کون اسپر ایمان لا سکتا ہے

اسلام مگر اسی خدا شناسی کے متعلق جو تعلیم اسلام نے دی ہے وہ ایسی صاف ہے کہ ہر عقلمند کو اسکے ماننے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اسلام بتاتا ہے کہ اللہ وہ ہے جو تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام نقصوں سے مبرا ہے ۔ وہ تمام اشیا کا خالق اور مالک ہے وہ رحمن اور رحیم ہے ۔ اسلام کسی مخلوق کو خدا یا خدا کا ہمسر مثیل بتاتا ۔ وہ خالق اور مخلوق میں فرق بتاتا ہے ۔

اب اس اصل میں جب مقابلہ کیا جاوے تو کیسے صاف اور واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ کوئی مذہب اس اصل میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اسلام ہی سچا مذہب ہے

دوسری اصل پھر مذہب کی دوسری جزو یا اصل یہ ہے کہ وہ مخلوق کے حقوق کیسے قائم کرتا ہے ۔ اس اصل میں بھی دوسرے مذاہب کا مقابلہ کرکے دیکھلو ۔ آریہ مذہب نے تو ایسا ظلم کیا ہے کہ بجز بے غیرتی کے اور معلوم نہیں ہوتا ۔ اسنے نیوگ کی تعلیم دی ہے کہ جس شخص کے گھر میں اولاد نہو تو وہ اپنی عورت کو دوسرے شخص سے ہم بستر کراوے اور اولاد حاصل کرلے ۔ اب اس سے بڑھ کر پاکیزگی اور غیرت کا خون کیا ہوگا کہ ایک شخص کو جسکی بدقسمتی سے دو چار سال تک اولاد نہیں ہوئی کہدیا جاوے کہ تو اپنی بیوی کو دوسرے آدمی سے اولاد لینے کی خاطر ہم بستر کرالے یہ کیسی شرمناک بات ہے یہاں قادیان میں ایک شخص موجود ہے اس سے جب اس نیوگ کی بابت پوچھا گیا تو اس نے یہی کہا کہ کیا مضائقہ ہے ۔

اب کوئی عقلمند اس تعلیم کو کب گوارا کر سکتا ہے میں نے پڑھا ہے کہ ایک بنگالی آریہ ہو گیا ایک برہمو نے جب اسپر نیوگ کی حقیقت کھولی تو اسنے ستیارتھ پرکاش کو پھینکا رکر مارا اور کہا کہ یہ مذہب قبول کرنیکے لائق نہیں ۔

عیسائیوں نے مخلوق پر یہ ظلم کیا کہ کفارہ کی تعلیم دیکر اور شریعت کو لعنت کہکر نیکی کا دروازہ ہی بند کر دیا ۔ اور قوائے انسانی کی بیحرمتی کی جب کہدیا کہ کوئی نیکی کر ہی نہیں سکتا ۔ مگر اسلام مخلوق کے حقوق کو جائز اور مناسب مقام پر قائم کرتا ہے وہ ایسی تعلیم نہیں دیتا ۔ جو نیوگ کے پیرایہ میں دیگئی وہ انسانی قویٰ کی بیحرمتی نہیں کرتا اور انسان کو کفارہ کی تعلیم دیکر سست نہیں بنانا چاہتا اس نے شریعت کو لعنت نہیں بنایا بلکہ انسانی طاقتوں کے اندازہ سے رکھا ۔ اسطرح معاملہ قریباً بالکل صاف ہے اگر وہم نہو اور قبول حق میں کوئی روک نہیں ہو سکتی اگر بزدلی نہو

سائل ۔ ان مذاہب کی بابت تو مجھے پہلے سے اعتراض ہیں ۔ مگر اسلام کی کتابیں میں نے نہیں پڑھی ہیں ۔ فرمایا ۔ آپ قرآن شریف کو پڑھیں اس سے معلوم ہو جاویگا کہ وہ خدا کی نسبت کیا تعلیم دیتا ہے اور مخلوق کی نسبت کیا ؟ ان دونوں تعلیموں کو اگر آدمی غور سے دیکھے تو حق کھل جاتا ہے ۔

پھر مفتی صاحب نے میور کی ایک تصنیف سنائی جو اسنے مسلمانوں سے مناظرہ کرنیکے متعلق ہدایات پر لکھی ہے ۔ پھر چند لوگوں نے بیعت کی ۔ پھر طالب حق نے عرض کیا کہ مجھے خواب آیا تھا کہ تو مسیح کے پاس جا اور اس سے پوچھ ۔ اگر وہ کہے کہ میں مسیح ہوں تو پھر وہ جو کہے مان ۔ فرمایا ہم تو سالہا سال سے اس دعوی کی اشاعت کر رہے ہیں اور خدا نے صدہا نشان اسکی تائید میں دکھائے ہیں جنکو خدا نے سعادت اور فہم دیا ہے وہ سمجھ لیتے ہیں جنکو اس سے حصہ نہیں وہ محروم رہ جاتا ہے ۔

فرمایا حق شناسی کی راہ میں اگر وہم اور بزدلی نہو تو کوئی مشکل نہیں ہے ۔ مشرق اور مغرب میں تلاش کرو ۔ اسلام کے سوا حق نہیں ملیگا مجھے تعجب ہے کہ لوگ

شکر پر اسکو بڑھاتا ہے ۔ پس شکر کرو کہ اس کا فضل اور بھی ترقی کرے نمازوں میں ایاک نعبد و ایاک نستعین کا تکرار بہت کرو ۔ ایاک نستعین خدا کے فضل اور گم شدہ متاع کو واپس لاتا ہے ۔ اس کے بعد مولوی فتح الدین صاحب نے اپنی پنجابی نظم پڑھی پھر نماز عشاء ادا ہوئی اور اجلاس ختم ہوا ۔ الحمد للہ علی ذالک

کفر بالرب

(یہ خلاصہ اور ماحصل ہے اس خطبہ کا جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کو پڑھا۔ ایڈیٹر)

مثل الذین کفروا بربہم

مثال ان لوگون کی جنہون نے اپنے رب کا کفر کیا کرماد اس راکھ کی سی ہے جسپر آندھی کے دن سخت شدت سے ہوا چلی جو کچھ کمائی اور کسب کر چکے ہین اس سے وہ کچھ بھی فائدہ نہین اُٹھا سکتے اس سے بڑھکر اور محنت کا اکارت جانا کیا ہوتا ہے؟

اس آیت مین قابل غور یہ امر ہے کہ اللہ تعالے نے ان لوگون کے اعمال کے ضائع ہونے کی مثال دی ہے جنہون نے اپنے رب کا کفر کیا ہے دراصل کفر بالرب کفر بالنبوۃ ہے اور اسطرح پر اللہ تعالے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ جو لوگ نبوۃ پیغمبر ماموریں اللہ کا مقابلہ کرتے ہین اُنکی کوشش اور سعی بے سود اور اکارت جاتی ہے +

اگر دلونپر حسد اور بغض کے پردے اور وہم اور جہالت کی تاریکی غالب نہ ہو تو یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے کہ جو شخص خدا تعالے کی طرف سے ہونیکا دعوی کرتا ہے وہ اپنے دعوے مین راستباز ہے

رات جب حضرت نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ اسلام کی سچائی کے سمجھنے مین کیا روک ہوسکتی ہے؟ پروردگار جانتا ہے کہ آپکے اس ارشاد سے مجھے بڑا ہی مزا آیا اور مین اس نکتہ پر پہنچ گیا کہ آپکو کسقدر لذت اور ذوق سے ملا ہوا یقین اسلام کی سچائی پر ہے اور آپ کس قوت اور بصیرت کیساتھ اسلام کو تمام ادیان سے افضل اور اکمل مانتے ہین اور حقیقت مین ہے بھی یون ہی +

اگر نبوۃ کی راہ مین روکین اور پتھر ہوتے تو خدا تعالے پر رحمن نہ ٹھہرتا جو رحمانی صفت سے انبیاء کو بھیجتا ہے دیکھو یہ آفتاب ماہتاب یہ زمین و آسمان یہ ہوا اور پانی غرض تمام وہ اشیاء جو انسانی وجود کی ضرورتون کے محتاج ہین اپنے اسی تقاضائے رحمانی سے پیدا کئے ہین پھر اسی تقاضائے رحمانیت سے نبوۃ کا سلسلہ ہے جیسے ان اشیاء اور اجسام کی پیدائش کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہین اسیطرح نبوتوں کے سلسلہ کو سمجھنا مشکل نہین بلکہ آسان تر ہے کیونکہ ایک گنوار دہقان بھی جو بارش اور سورج کے مفاد کو سمجھتا ہے کہ وہ جسم کے لئے ضروری ہین اسیطرح پر . . . روح کی پرورش کے لئے سلسلہ نبوت کی تعلیم کیا مشکل ہوسکتی ہے۔

مین اوائل مین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پڑہتا اور دیکھتا کہ کسطرح پر آپ کا انکار کیا گیا تو مجھے تعجب اور حیرت ہوتی کہ کیا دنیا میں ایسے اندھے اور سیاہ اندرون لوگ بھی گذرے ہین جنہون نے محمد رسول اللہ کا انکار کیا جس کی صداقت آفتاب سے بھی بڑھکر روشن اور بین ہے۔ مگر میرا تعجب جاتا رہا جب مین نے ان آنکھون سے دیکھ لیا کہ

مسیح موعود کا انکار کیا گیا۔

مین بارہا اپنے مخدوم حضرت مولانا مولوی نوردین صاحب سے یہ تعجب ظاہر کیا کرتا تھا کہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیون انکار کیا گیا جو دنیا مین ایک ہی کامل بے عیب فرد بالکل آسمانی آدمی تھا جسپر کوئی الزام اپنون اور بیگانون نے نہین لگایا بڑے سے بڑا اعتراض اگر کوئی کیا تو شاعر اور مجنون کہدیا مگر کوئی الزام فسق یا خیانت کا باوجود اس دعوے کے کہ قد لبثت فیکم عمرا وہ نہین لگا سکے آپ کی پاک اور بے عیب ذات کا انکو شعور تھا اور وہ الآمین اور الامون آپ کو سمجھتے تھے پھر اتنی باتون کا شعور ضرور تھا کہ اس بات کی طرف ان کو توجہ دیتا کہ اتنا بڑا اسطہرا ور مزکی انسان جھوٹ نہین بول سکتا مگر کوئی ایسا پردہ انکے دلپر پڑا کہ وہ اسکو سمجھ نہ سکے لیکن جب مسیح موعود کا اسی رنگ مین انکار کیا گیا تو میرا تعجب جاتا رہا +

مین یہ ہمیشہ سوچتا رہا ہون کہ کیون انکار کیا جاتا ہے ایک شخص کا جو کہتا ہے کہ مین خدا کی طرف سے آیا ہون اور وہ اپنے ساتھ وہ تمام نشان تائیدات اور نصرت الہی کے رکھتا ہے جو ہونے چاہئین تو مین اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ اس کفر کی جڑ دراصل کفر بالرب ہے جنہون نے مسیح موعود کا انکار کیا ہے ان کو اس تعجب نے کھا لیا ہے کہ کیون خدا تعالیٰ فلان شخص سے ہمکلام ہوا مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہون نے زمانہ کی مشہودہ محسوس ضرورتون کی طرف توجہ نہین کی انہون نے نہین دیکھا کہ اگر زمانہ کو کسی وقت کسی نبی اور مامور کی ضرورت ہوتی تھی آج اس سے بڑھکر ہے وہ دیکھتے جس زمانہ مین حضرت موسیٰ حضرت نوح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہوئے اسوقت دنیا کی کیا حالت تھی اسیطرح اب دیکھو کہ دنیا کی کیا حالت ہے؟ خدا کا اقرار اور سچی عبودیت اور طہارت نہین رہی بے حیائی اور بدنظری عام ہے نکتہ گیری یا عیب چینی بہتان کھلی بے حیائی اس وقت عام ہو رہی ہین ہزارون ہزار مرتد ہو گئے اور ہزارون کے دل مین اعتراض اور شکوک پیدا ہو رہے ہین۔ مولویون صوفیون اور دوسرے لوگون مین خدا کی ہستی پر وہ یقین اور ایمان نہیں جو حقیقی نور اور معرفت عطا کرتا ہے ورنہ وہ اس طرح پر خدا کے ماموروں مرسل کا انکار نہ کرتے اگر روحین مجذوم نہ ہوتین تو اسوقت کیون نہ سمجھ لیتے کہ وہ خدا جس نے اپنی ربوبیت سے ساری چیزین اسوقت تک لا تبدیل رکھی ہین وہی سورج نکلتا ہے بارشین ہوتی ہین۔ تو کیا ایسے روحانی امساک کے وقت روحانی بارش کی ضرورت نہین! ہے اور ضرور ہے اگر ربوبیت کے فیضان پر یقین ہوتا۔ تو اسوقت مسیح موعود کا انکار نکیا جاتا یاد رکھو کہ مسیح موعود کا انکار کفر بالرب ہے اگر خدا تعالے کے کلام مین اسکا ثبوت نہ ہوتا تو البتہ یہ بات قابل التفات ہوتی مگر جب خدا کے کلام مین اسکا ثبوت ہے پھر انکار کیون؟ خدا تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ کفر بالرب کرتے ہین انکے تمام اعمال اور کاروبار راکھ کے ڈھیر کیطرح ہو جاتی ہین اب دیکھو کہ تمام مولوی صوفی مسخرات کا علم کہتے

حضرت حجۃ اللہ بٹالہ میں

عنوان مذکورہ کے متعلق اس قدر معلوم کرا دینا ضروری ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو بٹالہ کیوں جانا پڑا؟ یاد رہے کہ حکیم فضل الدین صاحب مہتمم مطبع ضیاء الاسلام نے قادیان کے شمالی جانب نیلام شدہ فصیل کا ایک ٹکڑا خرید کیا تھا اور حضرت اقدس ہی کے نام اس کا بیعنامہ لکھا گیا تھا۔ ایک شخص منگل ساکن قادیان نے اس زمین کے متعلق یہ دعوے کیا کہ اس میں کوئی حصہ اسکا اپنا بھی ہے یہ مقدمہ قریباً ڈیڑھ سال سے چلا آتا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اس قدر طول اس مقدمہ کو دیا گیا ہے غالباً یہ امر چیف کورٹ کی توجہ سے کبھی نظر انداز نہیں ہونا چاہیئے۔ بہرحال آخر مدعی نے حضرت اقدس کو شہادت میں طلب کرایا۔ اس شہادت کے ادا کرنے کے لئے حضرت اقدس کو بٹالہ جانا پڑا۔ (ایڈیٹر)

روانگی ۷۔ نومبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو بعد ادائے نماز فجر حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بٹالہ جانے کیلئے تیار ہوئے۔ ۷ نومبر کی صبح کا نظارہ دارالامان کے چوک میں قابل دید تھا۔ دارالامان کی کل جماعت مدرسہ کے طالب علم نہایت اشتیاق اور اخلاص کے ساتھ اپنے سید و مولا امام کی روانگی کے منتظر اور ہمراہ چلنے کے حکم کیلئے بیقرار تھے ہر ایک شخص اپنی اپنے طور پر مختلف حیلوں اور راہوں سے کوشش کرتا تھا کہ مجھے ساتھ جانے کا حکم ہو جاوے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے یہی فرمایا کہ چونکہ آج ہی واپس آجانا ہے اس لئے کچھ ضرور نہیں کہ سب لوگ ساتھ جاویں۔ چند احباب آپکے ہمراہ تھے۔ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ جناب میر ناصر نواب صاحب جناب حکیم فضلدین صاحب۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم ان کے سوا شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب ماسٹر محمد نعیب صاحب اور چند طلباء مدرسہ اور صاحبزادگان علیحضرۃ بھی ہمراہ تھے۔ دارالامان سے کچھ فاصلے تک سب احباب ہمراہ گئے پھر حضرت نے سب کو رخصت کر دیا اور آپ رتھ میں سوار ہو گئے۔ آپ کی سواری عجیب اثر انداز تھی دو تین سوار بھی ساتھ تھے کچھ پیدل بھی تھے اور تین یکے بھی ہمراہ تھے۔

راستہ راستہ میں اگر یکے کچھ فاصلہ پر آگے ہو جاتے تھے تو ٹھیر کر حضرت اقدس کا انتظار کرتے تھے اور پھر اکٹھے ہو کے چلتے تھے۔ شیخ عبدالرحمن اور دو چار طالبعلم حضرت اقدس کے ہمراہ پیدل جا رہے تھے اور سوار بھی ساتھ تھے۔ غرض آپ کی سواری ساڑھے نو بجے کے قریب بٹالہ پہونچ گئے۔ راستہ میں جہاں ذرا ٹھیرتے ادھر ادھر کے لوگ آکر دیکھنے کو جمع ہو جاتے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت کچھ کاغذ پر راستہ میں لکھتے بھی تھے بٹالہ جاکر معلوم ہوا کہ آپ **عربی قصیدہ** کے کچھ شعر کہتے جاتے تھے۔ اس بات کے اظہار سے ہمکو یہ دکھانا مقصود ہے کہ اعلاء حق اور بہی خواہی خلق کا کسقدر جوش آپکے دل کو عطا کیا گیا ہے کہ سفر میں بھی وہ درد دل کو نہیں چھوڑتا۔ (اللہم صل علے محمد و علے آل محمد و بارک وسلم)

شیخ عبدالرحمن صاحب کا اپنا بیان ہے کہ انکو مخاطب کر کے ان کے والد صاحب (جو ہندو ہے) کے حالات دریافت کرتے رہے اور فرمایا کہ ان کی خدمت اچھی طرح کرو اور خدا تعالےٰ سے امید رکھو کہ انکو بھی ہدایت دے اپنے اخلاق کا عمدہ نمونہ دکھاؤ اور اسلامی احکام کا عمدہ نمونہ بناؤ۔ اس قسم کی نصائح فرماتے رہے۔

بٹالہ پہونچنا جیسا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اعلیٰ حضرت کی سواری ساڑھے نو بجے کے قریب بٹالہ پہونچی اترتے ہی لوگوں کا ایک ہجوم ہو گیا اور کچہری کے اہلکار اور دوسرے لوگ زیارت کے لئے آموجود ہوئے۔ اس باغ میں جو کچہری کے سامنے ہے ڈیرا کیا گیا۔ آپ بعض حوائج سے فارغ ہو کر حلقہ خدام میں اجلاس فرما ہوئے۔ اور کاغذ طلب کیا فرمایا کہ راہ میں چند شعر کہے ہیں ان کو لکھ لوں۔ چنانچہ مفتی صاحب نے اپنی نوٹ بک پیش کی اور آپ لکھنے لگے۔

دسترخوان کھانا ساتھ ہی تھا حکم دیا کہ پہلے کھانا کھا لیا جاوے چنانچہ دسترخوان بچھایا گیا۔ ابھی کھانا کھا ہی گیا تھا کہ ہمارے پرانے دوست چوہدری نبی بخش صاحب المعروف عبدالعزیز نمبردار بٹالہ جنکا تو بہ نامہ الحکم میں درج ہو چکا ہے آگئے نہایت اخلاص سے حضرت اقدس سے مصافحہ کیا۔ حضرت بھی بڑے رحم اور شفقت سے پیش آئے۔ اور کھانا کھانے کا حکم دیا اور نہایت ترحم سے باتیں کرتے رہے۔

منشی محمد یوسف صاحب سے خطاب منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ ایک دینی جہاد کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ اسی کی جزا دیگا۔ میں نے ایڈیٹر الحکم کو حکم دیا ہے کہ وہ سارا مباحثہ الحکم میں چھاپ دیں۔ جو زاید کا بیان آپ کو مطلوب ہوں ان سے لے لیں۔ زاید اخراجات آپ کو برداشت نہ کرنے پڑینگے اور ثواب بھی ہو گیا۔ اور فرمایا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جلدی اس سلسلہ کو پھیلا رہا ہے اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلائے۔

ضمنی باتیں ضمناً فرمایا۔ کوئی درخت اتنی جلدی **پھل نہیں لاتا** جسقدر جلدی ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے یہ خدا کا فعل ہے اور عجیب یہ خدا کا نشان اور اعجاز ہے۔

فرمایا یہ صحیح نہیں ہے کہ صحابہ حضرت مسیح کی اس شان کے قائل تھے جو خدائی کی ناواقف مسلمانوں نے انکی بنا رکھی ہے اگر وہ مسیح کو اسی شان سے مانتے کہ وہ حقیقی مردے زندہ کرتے تھے اور حی و قیوم تھے تو ایک بھی مسلمان نہ ہوتا اور اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر ان کی صفات کو یقین کرتے تو وہ اخلاص اور وفاداری ان میں پیدا نہ ہوتی۔

فرمایا۔ حضرت عیسے علیہ السلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی بڑا احسان ہے کہ آپ نے انکا تبریہ کیا اور ان الزاموں سے پاک کیا جو انپر ناپاک یہودی لگاتے تھے جو یہودی مسلمان ہوتا تھا کتنی بڑی بات ہے کہ حضرت عیسے کی رسالت کا اسے پہلے اقرار کرنا پڑتا تھا۔

فرمایا۔ عیسائی مذہب ایسا ہے کہ اسکو پیدا ہوتے ہی صدمہ پہونچا جیسے کوئی لڑکی پیدا ہوتے ہی اندھی ہو ایسا ہی اس مذہب کا حال ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان کیا اور اسکو پاک کیا۔

ایک قصہ بٹالہ آنیکا تذکرہ ہو پڑا۔ فرمایا ہمارا یہاں آنا تو کوئی اور ہی حکمت رکھتا ہے ورنہ یہ شہادت کیا اور شہادت بھی لاعلمی کی۔ اسپر آپنے فرمایا کہ دو بزرگ ابوالقاسم اور ابوسعید نام تھے اتفاق سے دونوں ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔ ان کے ایک مرید نے کہا کہ میرے دل میں ایک سوال ہے اتفاق سے دونوں جمع ہو گئے ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ سوال پیش کیا کہ آنحضرت صلعم جو مدینہ میں آئے تھے اسکی وجہ کیا تھی؟ ابوالقاسم نے کہا کہ بات اصل میں یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کے بعض کمالات مخفی تھے ان کا ظہور اور بروز وہاں آنے سے ہوا۔ ابوسعید نے کہا آنحضرت صلعم اسلئے آئے تھے کہ بعض ناقص ابھی موجود تھے ان کی تکمیل کے لئے آئے۔ گویا دونوں نے اپنے اپنے رنگ پر اپنی انکساری کا اظہار کیا۔ اور ایکدوسرے کی تکریم۔ اسی طرح ہمارے یہاں آنے کی غرض تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ میاں نبی بخش سے ملاقات ہو گئی کچھ تبلیغ ہو جائیگی بہت لوگونکو فائدہ پہونچ جائیگا ان باتوں میں آپ کھانا کھا چکے۔

آداب مجلس کی ایک بات کھانا کھا چکنے کے بعد آپ مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور الگ جا کر خلال کیا اور ہاتھ وغیرہ دھوئے۔ جس سے اداب مجلس کا ایک عملی سبق ملا۔

متفرق باتین پھر اور لوگ ملاقات کے لئے آگئے۔ اور شہادت کے تذکرہ پر فرمایا کہ شہادت کا چھپانا گناہ ہے اور جب سرکار بلائے تو ضرور حاضر ہونا چاہیئے شہادت سے جب کسی کی بھلائی ہو اور حق کھل جاوے تو کیون ادا نہ کرے۔ ہر جگہ جو انسان قدم رکھتا ہے اس مین خدا کی حکمت ہوتی ہے زمین پر کچھ نہین ہوتا جبتک آسمان پر تحریک اور مقدر نہو۔

شیخ علی احمد صاحب پلیڈر کی ملاقات اسی اثنا مین شیخ علی احمد صاحب پلیڈر آگئے اور انہون نے آپ سے ملاقات کی اور اپنے قدیمی تعلقات ارادت پیش کر کے دعا کے لئے عرض کیا۔ اور اپنے کام پر چلے گئے۔

ایک سائل ایک سائل نے آکر کچھ مانگا آپ نے میر صاحب کو حکم دیا کہ اس کو کچھ دیدین اور جو آجائین انکو بھی کچھ نہ کچھ دیدو۔

منشی نبی بخش صاحب نے ایک عیسائی کا سوال پیش کیا کہ وہ ماجعلنا البشر من قبلک الخلد سے مسیح کی الوہیت ثابت کرتے ہین۔ فرمایا کہ بیشک ان لوگون پر جو مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھاتے ہین یہ سوال معقول ہے۔ انسان اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے ان مسلمانون نے خود اقرار کر لیا ہے کہ مسیح زندہ ہے اور آسمان پر بیٹھا ہے اور ایسا ہی اسکے معجزات اور اسکا خالق طیور ہونا بہت سی باتین ہین جن سے عیسائیون کو مدد ملی ہے ہم عیسائیون کو کیا روئین ہمارے گھر مین خود یہ مسلمان اسلام پر چھری چلا رہے ہین۔

ایک توحید پسند ہندو لالہ کاہن چند صاحب مختار عدالت بٹالہ (جو توحید پسند ہندو ہین) نے آپ سے الہام انت منی وانا منک کی تشریح وتفسیر کے متعلق سوال کیا کہ دافع البلاء مین جو یہ الہام درج ہے اس سے کیا مراد ہے۔؟

انت منی وانا منک فرمایا اسکا پہلا حصہ تو بالکل صاف ہے کہ تو جو ظاہر ہوا یہ میرے فضل اور کرم کا نتیجہ ہے اور جس انسان کو خداتعالے مامور کر کے دنیا مین بھیجتا ہے اس کو اپنی مرضی اور حکم سے مامور کر کے بھیجتا ہے۔ جیسے حکام کا بھی یہ دستور اور قاعدہ ہے۔ اب اس الہام مین جو خداتعالے فرماتا ہے انا منک اسکا یہ مطلب اور منشا ہے کہ میری توحید میرا جلال اور میری عزت کا ظہور تیرے ذریعہ سے ہوگا + ایک وقت آتا ہے کہ زمین فسق و فجور اور شر و فساد سے بھر جاتی ہے لوگ اسباب پرستی مین ایسے فنا اور منہمک ہوتے ہین کہ گویا خدا کا نام و نشان بھی نہین ہوتا۔ ایسے وقتون مین خداتعالے اپنے اظہار کے واسطے ایک بندہ اپنی طرف سے بھیجدیتا ہے۔ ہندوون نے جو اوتار کا مسئلہ مانا ہے یہ بھی اسیکا ہم رنگ ہے گویا خداتعالے ان کے اندر مجازی طور پر بولتا ہے۔

اس زمانہ مین اسباب پرستی اور دنیا پرستی اسی طرح پھیل گئی ہے۔ خداتعالے پر بھروسہ اور ایمان نہین رہا۔ دہریت اور الحاد کا زور ہے۔ جو کچھ حالت اس وقت زمانے کی ہو رہی ہے اسپر نظر کر کے کہنا پڑتا ہے کہ زمانہ زبان حال سے پکار رہا ہے کہ کوئی خدا نہین عملی حالت ایسی کمزور ہو گئی ہے کہ کھلی بیحیائی اور فسق و فجور بڑھ گیا ہے۔ یہ ساری باتین ظاہر کرتی ہین کہ دلون سے خدا پر ایمان اور اس کی ہیبت اٹھ گئی ہے اور کوئی یقین اس ذات پر نہین ورنہ یہ کیا بات ہے کہ انسان کو اگر معلوم ہو جاوے کہ اس سوراخ مین سانپ ہے تو وہ کبھی اس مین اپنا ہاتھ نہین ڈالتا پھر یہ بیحیائی اور فسق و فجور اتلاف حقوق جو بڑھ گیا ہے کیا اس سے صاف معلوم نہین ہوتا کہ خدا پر ایمان نہین رہا۔ یا یہ کہو کہ خدا گم ہو گیا ہے اسوقت خداتعالے نے اپنے ظہور کا ارادہ فرمایا اور مجھے مبعوث کیا۔ اسلئے مجھے کہا کہ:۔

انت منی وانا منک

اور اسکے یہی معنے ہین کہ میرا جلال اور میری توحید وعظمت کا ظہور تیرے ذریعہ ہوگا چنانچہ وہ نصرتین اور تائیدین جو اس نے اس سلسلہ کی کی ہین اور جو نشانات ظاہر ہوئے ہین وہ خداتعالے کی ہستی اور اس کی توحید اور عظمت کے اظہار کے ذریعہ ہین +

یہ امر کوئی ایسا امر نہین کہ مشتبہ یا مشکوک ہو بلکہ تمام مذاہب مین مشترک طور پر پایا جاتا ہے کہ ایک وقت خدا کے ظہور کا آتا ہے اور ایک وقت ہوتا ہے کہ خدا اسوقت گم ہوا ہوا سمجھا جاتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے جب اس کی ہستی اور توحید اور صفات پر ایمان نہین رہتا۔ اور عملی رنگ مین دنیا دہریہ ہو جاتی ہے۔ اسوقت جس شخص کو خدا اپنی تجلیات کا مظہر قرار دیتا ہے وہ اسکی ہستی توحید اور جلال کے اظہار کا باعث ٹھیرتا ہے۔ اور وہ انا منک کا مصداق ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خداتعالے کو کسی ذریعہ کی کیا ضرورت ہے؟ تو ہم کہینگے کہ یہ سچ ہے اسکو کوئی ضرورت نہین ہے مگر اس نے ہر عالم اسباب مین ایسا ہی پسند فرمایا ہے دیکھو پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے مگر یہ پیاس اور بھوک پانی اور کھانے کے بغیر فرو نہین ہو سکتی ہ اسی طرح جسقدر قوتین اور طاقتین ہین اور انکے تقاضے ہین وہ اسی طرح پورے ہوتے ہین اسی طرح دنیا کی تمدنی زندگی کی اصلاح اور انتظام کے لئے اس نے بادشاہون اور حکومت کے سلسلے کا نظام رکھا ہے جو شریرونکو سزا دیتے اور مخلوق کے حقوق انکی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرتے ہین۔ خدا خود اتر کر تو نہین آتا حالانکہ یہ سچ ہے کہ وہی حفاظت کرتا ہے اور شریرونکی شرارت سے بچاتا اور محفوظ رکھتا ہے اسی طرح روحانی نظام کے لئے بھی اسکا ایسا ہی قانون ہے یعنی پاکیزگی اور طہارت اور وہ ایمان جس سے معرفت۔ بصیرت اور یقین پیدا ہو خدا ہی کیطرف سے آتا ہے اور اسکا مامور لیکر آتا ہے اور وہ ذریعہ ٹھیرتا ہے خدا کے جلال اور عظمت کا۔ اور وہ اس وقت آتا ہے جب دنیا مین یعنی پاکیزگی نہین رہتی اور خدا سے دوری اور بُعد ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا ہے ہی نہین اور جب دنیا کے ہاتھ مین صرف پوست رہجاتا ہے اور مغز نہین رہتا تب خدا اپنے کسی بندے کے ذریعہ اپنا ظہور فرماتا ہے چونکہ اس زمانہ مین اس نے مجھے بھیجا ہے اس لئے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

انت منی وانا منک

بابو کاہن چند آپ نے رسالہ مین اور معنے کئے ہین۔

فرمایا ہم نے اور معنے کبھی نہین کئے ہین ہم تو ہمیشہ یہی معنے کرتے ہین آتھم نے بھی یہ سوال ہم سے کیا تھا اور اسکو یہی جواب دیا گیا تھا انسان کو چاہیئے کہ انصاف ہاتھ سے نہ دے یہ تو حلاوت کی بات ہے انسان اس سے اپنا ایمان بڑھاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو پھر سلسلہ ہی ختم ہو جاتا۔ آج کل لوگ خدا کے قائل نہین رہے بلکہ دہریہ ہین اس لئے خداتعالے نے اپنے جلال کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک انسان کو دنیا مین بھیجا ہے۔ اسکے بعد بابو صاحب تشریف لے گئے اور دھرمکوٹ کی جماعت آپہونچی۔ جنہون نے بڑے اخلاص سے حضرت اقدس سے مصافحہ کیا +

کنتم اموٰتا فاحیاکم ثم یمیتکم الایۃ اس آیت کے معنے پوچھے گئے۔ فرمایا۔ انسان پر ایک زمانہ آتا ہے کہ وہ نطفہ ہوتا ہے اور اسکا کوئی وجود نہیں ہوتا پھر مدارج ستہ سے گذر کر اسپر ایک موت آتی ہے اور پھر اسے ایک احیا دیا جاتا ہے۔ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ ہر حیات سے پہلے ایک موت ضرور آتی ہے اس آیت میں صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ان پر ایسا گذرا ہے کہ وہ بالکل مردہ تھے یعنی ہر قسم کی ضلالت اور ظلمت میں مبتلا تھے۔ پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ زندگی عطا ہوئی اور پھر ان کی تکمیل اور ایک موت ان پر وارد ہوئی جو فنافی اللہ کی موت تھی اسکے بعد ان کو بقا باللہ کا درجہ ملا۔ اور ہمیشہ کے لئے زندگی پائی۔

منا کم ثلاثہ ایک حدیث مولوی فتح الدین نے پیش کی جس کی تاویل کرکے اسے مسیح موعود کے وجود پر چسپاں کیا جاتا تھا۔ فرمایا کیا ضرورت ہے اس بات کی خدا تعالے نے کھلی کھلی تائیدیں ہمارے لئے رکھدی ہیں کیا منا کم ثلاثہ ہمارے مخالفوں کے لئے کافی نہیں ایک بخاری کا منکم (امامکم منکم) مسلم کا منکم (امکم منکم) اور سب سے بڑھ کر قرآن کا منکم (وعد اللہ الذین آمنوا منکم) پھر آپ نے آیت **فلما توفیتنی** پر تقریر کی کہ یہ کیسی واضح اور قطعیۃ الدلالت ہے اور وہی تقریر جو بارہا الحکم میں طبع ہوئی فرمائی اور ایسا ہی **فاوینھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین** سے استدلال فرمایا جو ہم الحکم میں آپ کی ڈائری کے ضمن میں کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔

بیعت اور کھانا منشی نعمت علی صاحب نے کھانے کے لئے عرض کیا فرمایا تکلف کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم کھانا کھا چکے ہیں جب تم لوگوں نے بیعت کر لی تو گویا ہمارے بدن کے جزو ہوگئے۔ پھر الگ کیا رہ گیا۔ یہ باتیں تو اجنبی کے لئے ہو سکتی ہیں۔

اپنی اعجازی ترقی جماعت کی اعجازی ترقی کے ذکر پر فرمایا کہ ہماری طرف سے کوئی سعی نہیں کیجاتی ہمارے واعظ نہیں باایں ہمہ اسقدر ترقی ہو رہی ہے کہ عقل حیران ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر ہماری سعی اور کوشش سے کچھ ہوتا تو شائد شرک ہوتا۔ اسلئے خدا تعالے خود چلاتا ہے کتا ہے۔ ممالک مغربی و شمالی میں جہاں ہمکو تین ہزار کا بھی علم نہیں مردم شماری کے رو سے نوسو سے زائد آدمی ہیں اور یہ جماعت اب ایک لاکھ سے بھی بڑھ گئی ہے یہ خدا تعالے کے کام ہیں مخالفت خود محرک ہو رہی ہیں بعض لوگوں کے خطوط آئے ہیں کہ محمد حسین کے رسالوں میں کوئی مضمون دیکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ آپ حق پر ہیں اور بعض ایسے خطوط بھی آئے ہیں کہ کوئی فقیر ایک کتاب لایا تھا وہ کتاب چھوڑ گیا اور اسکا پتہ نہیں غرض اس پر ذکر فرماتے رہے کہ مخالفوں نے ہر طرح سے مخالفت کی مگر خدا نے ترقی کی یہ سچائی کی دلیل ہے کہ دنیا لوٹ کر زور لگاوے اور حق پھیل جاوے اب ہمارے مقابل کونسا دقیقہ مخالفت کا چھوڑا گیا مگر آخر انکو ناکامی ہی ہوئی ہے۔ یہ خدا کا نشان ہے اس میں دو چیزوں نے بڑی مدد دی طاعون نے بیعت کرنے والوں کو بڑھایا اور مردم شماری نے تصدیق کی۔

مختلف باتوں کے دوران میں فرمایا۔ "قبول حق کے لئے قوت اور توفیق اللہ ہی کیطرف سے آتی ہے اس کی توفیق کے سوا کوئی چارہ نہیں"

فرمایا انبیاء نے کبھی تماشے نہیں دکھائے البتہ جب ان پر شدائد اور مصائب آتے تھے تو اللہ تعالے انکی طرف سے تماشا دکھایا کرتا ہے جیسے قلنا یانار کونی بردا وسلاما علے ابراہیم سے معلوم ہوتا ہے ایسا ہی ہم پر قتل کا مقدمہ بھی ایک نار تھا جس سے اللہ تعالے نے نجات دی۔

ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ انبیاء بھی قینچی کا کام کرتے ہیں ایک طرف سے قطع کرتے ہیں اور دوسری طرف پیوست کرتے ہیں۔

کسی شخص نے کہا کہ صحابہ کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے تھے پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے فرمایا یہ جھوٹ ہے میلے کچیلے ہونا اور بات ہے اور پیوند ہونے اور بات ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے والرجز فاھجر۔ پس پاک صاف رہنا ضروری ہے + ایسا ہی قرآن شریف میں فرمایا۔ لایمسہ الا المطہرون۔

نماز ظہر و عصر چونکہ عدالت میں ابھی پیش ہونے میں دیر تھی نماز کی تیاری کی گئی اور سفر میں ہونیکے باعث نماز ظہر و عصر قصر کرکے جمع کی گئی نماز میں کوئی دو سو کے قریب آدمی شریک تھے نماز سے فارغ ہوکر بیٹھے ہی تھے کہ امرتسر کی جماعت آگئی اور ادھر ادھر کی باتیں طاعون ٹیکہ وغیرہ کے متعلق ہوتی رہیں خلقت کا اژدہام اور انبوہ کثرت سے تھا۔

بہت سے آدمیوں نے اس مجمع میں دو بار بیعت کی۔

حضرت اقدس بطور گواہ آخر دو بجے کے بعد آپ بطور گواہ پیش ہوئے خلقت کا ہجوم اسقدر تھا کہ برآمدوں اور کمرہ عدالت میں جگہ نہ تھی گویا ساری کچہری وہیں امڈ آئی اور ایک سے ایک آگے بڑھکر آپ کی زیارت کرنا چاہتا تھا منشی غلام جیلانی صاحب منصف بھی موجود تھے عدالت نے بمشکل کمرہ کو خالی کرایا اور دروازوں کو بند کرا دیا بعد طریق حلف کے بعد آپ کی شہادت ہوئی اسکے بیان اور اظہار کی ہمکو ضرورت نہیں جو کچھ آپ کو صحیح اور یقینی علم تھا آپ نے بتا دیا۔

عدالت کا سلوک ہم بڑی بیماری فرو گذاشت کرینگے اگر اس امر کا اظہار نہ کریں کہ عدالت آپ سے کس طرح پیش آئی + ہم منشی نصیر الدین صاحب منصف کے اخلاق کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے نہایت احترام اور شریفانہ طریق پر حضرت اقدس کیلئے کرسی رکھوائی اور آپکو اسوقت تک کرسی پر آرام سے بیٹھے رہنے کیلئے کہا جبتک کہ وہ کمرہ عدالت سننے والوں سے خالی ہو چکے جب کمرہ میں سے سب لوگ باہر نکالدیے گئے تو انکے بیانیان دیدیا۔ کمرہ عدالت میں آپکے خدام میں سے خاکسار ایڈیٹر الحکم۔ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور مفتی محمد صادق صاحب اور شیخ عبد الرحمن صاحب موجود تھے۔

الغرض ہم منشی نصیر الدین صاحب کے اخلاق اور مردم شناسی کی تعریف کرتے ہیں جب آپ شہادت دے چکے تو منصف صاحب نے حضرت اقدس کو رخصت کیا اور آپ ایک جم غفیر کے حلقہ میں فرودگاہ پر آئے اور دار الامان کیطرف روانہ ہونیکا حکم دیا + اور خیر و عافیت سے کوئی ساڑھے چھ بجے کے قریب دار الامان پہونچ گئے + والحمد للہ علی ذالک۔

اس موقعہ پر اٹھوال۔ سیکھوان۔ دھرکوٹ اور بعض دوسرے دیہات کی جماعتیں حاضر ہوگئی تھیں۔ ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت حجۃ اللہ آپکے اہلبیت اور اکابران ملت خدا کے فضل سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔

۲- حضرت اقدس ایک عظیم الشان تصنیف میں مصروف ہیں جو خدا تعالے کا ایک بین نشان ثابت ہوگی ان شاء اللہ العزیز

۳- توسیع مکان کا چندہ تین ہزار کے قریب ہے [illegible] کی اور ضرورت در پیش ہے + تعمیر کا کام شروع ہونیوالا ہے [illegible] لکڑی کی خرید کیلئے جناب میر صاحب نواب امرتسر تشریف لیگئے

۴- پچھلے جمعہ کو مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی اہلیہ کلاں اور ڈاکٹر فیض احمد صاحب کا جنازہ پڑھا گیا۔

ناظرین اور ہم

۱- جو کتابیں اور رسالے یا جدید اخبار مختلف مقامات سے بغرض ریویو دفتر الحکم میں پہونچی ہیں انپر مناسب وقت پر ہم ان شاء اللہ اپنی رائے کا اظہار کرینگے۔

۲- جن خریداران اخبار نے ہماری گذارش پر توجہ فرما کر بذریعہ وی پی وصول کئے ہیں ہم انکی بروقت امداد و فراخدلی کو شکر گذار ہیں اور دوسروں سے ایسی ہی تمنا کرتے ہیں + نومبر کے آخیر تک تمام حساب بیباق ہو جانے ضروری ہیں +

۳- **تصحیح** - کسی گذشتہ اشاعت میں جو انعام الاذین جو باستثبار درج ہوا ہے دراصل من استکبار صحیح ہے + **کشتی نوح** - ۱۰ نومبر کو بعد اسکے جلد یا آٹھ جلد سے زیادہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

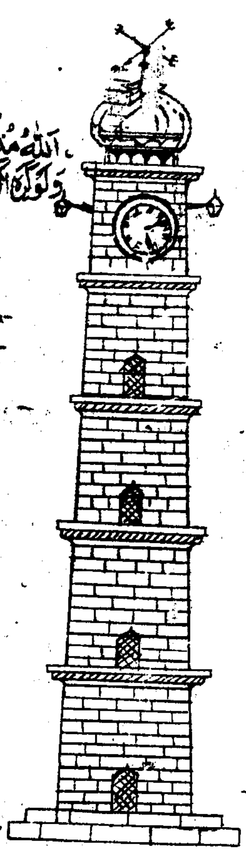

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۱ | دار الامان قادیان ۶ شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ | جلد ۶

امام الزمان کی ڈائری

یکم نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

مسیح کی آمد ثانی ہمارے مخالف اہل مسیح کی آمد ثانی کا ثبوت قرآن سے نہیں دے سکتے کیونکہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اس کے خلاف پڑی ہوئی ہے۔ جب ان سے یہ سوال ہوا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو خدا بناؤ۔ اس کے جواب میں مسیح علیہ السلام اپنا تبریہ کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک میں ان میں رہا میں ان کا نگران رہا۔ مگر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی ان کا نگران تھا اب یہ کیسی صاف بات ہے کہ اگر مسیح قیامت سے پہلے اس دنیا میں دوبارہ آئے تھے اور انھوں نے سب کو مسلمان کیا تھا تو یہ جواب انھوں نے کیا دیا؟ ان کو تو کہنا چاہیے تھا کہ میں نے تو صلیب کو توڑا ہے اور کافروں کو مسلمان کیا ہے وغیرہ وغیرہ نہ یہ کہ مجھے خبر ہی نہیں اس آیت پر حضرت اقدس نے لمبی تقریر کی جو بار ہا الحکم میں چھپ چکی ہے کہ یہ آیت نہ صرف انکی موت کا ثبوت دیتی ہے بلکہ انکی آمد ثانی کو بھی روکتی ہے۔ ورنہ ان کا یہ کلام بالکل جھوٹا ماننا پڑے گا

ہمارے مخالفین کے پاس

ہمارے مخالف اور حدیث بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ حدیثوں کا ایک طومار پیش کرتے ہیں مگر وہ اتنا نہیں جانتے کہ حدیث قرآن پر مقدم نہیں ہو سکتی۔ یہ پھر افترا کرتے ہیں کہ ہم حدیث کو نہیں مانتے حالانکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کر لینا چاہیے اگر وہ قرآن کے معارض نہ ہو۔** مگر وہ باوجودیکہ قرآن پر حدیث کو مقدم کرتے ہیں اور قاضی ٹھیراتے ہیں لیکن پھر بھی اس کی اتنی بڑی عزت نہیں کرتے۔ چنانچہ **حنفی** رفع یدین کی حدیثوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور ان پر عمل برا سمجھتے ہیں۔ اور انھیں بیکار چھوڑتے ہیں ایسا ہی دوسرے فرقوں کا حال ہے۔ کہ وہ حدیث کی خود بھی عزت نہیں کرتے۔ پھر احادیث کو وہ خود ظنی سمجھتے ہیں اور ظن وہ ہے جسمیں احتمال کذب ہو۔ پھر ظن یقین دکتاب اللہ پر حکم اور قاضی کسطرح ہو سکتا ہے؟ قرآن شریف مقبول فریقین ہے اور حدیث مقبول فریقین نہیں ہے۔

ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر اہتمام قرآن شریف کے لکھانے کا کیا ہے احادیث کا کہاں کیا ہے؟ اور علاوہ بریں کوئی حدیث ہی ہمکو دکھاؤ جس میں آپ نے پیشگوئی کی ہو کہ میرے بعد فلاں فلاں شخص آئے گا اور وہ احادیث کو جمع کرے گا۔

حدیث اور ہم ہمارا مذہب اور اعتقاد حدیث کے متعلق یہ ہے کہ ہم ہر حدیث کو جو قرآن شریف سے معارض اور سنت کے مخالف نہ ہو مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسپر عمل کریں خواہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف سے ضعیف بھی ہو

اصل میں تین چیزیں ہیں جو مینے کئی بار بیان کی ہیں

کتاب ـ سُنّت اور حدیث

یعنی کتاب ـ سُنّت اور حدیث کتابُ اللہ سب سے مقدم ہے جو خدا تعالےٰ کا کلام ہے ـ اور سُنّت کے معنی روش اور راہ کے ہیں یا دوسرے لفظوں میں اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک عمل کہو ۔ جو کچھ آپ کو حکم ہوتا تھا آپ اُسے کرکے دکھا دیتے تھے اس کرکے دکھا دینے کا نام سُنّت ہے

ان لوگوں کو یہ غلطی لگی ہوئی ہے کہ سنّت اور حدیث کو ایک ہی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں الگ ہیں ـ اور اگر حدیث جو آپکے بعد ڈیڑھ سو دو سو برس کے بعد لکھی گئی نہ بھی ہوتی تب بھی سُنّت مفقود نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ یہ سلسلہ تو جب سے قرآن نازل ہونا شروع ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہے ـ اور حدیث وہ اقوال ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے اور پھر آپکے بعد دوسری صدی میں لکھے گئے ۔ (اس مضمون پر الحکم میں پہلے ایک مبسوط مضمون نکل چکا ہے اس لیے اسقدر تلخیص پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ ایڈیٹر)

مباحثہ کیلیے ہدایات

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے اعلام و الہام کے موافق انجام آتھم میں زبانی مباحثوں کو ختم کرچکے ہیں لیکن ہماری جماعت کو جب بعض مقامات پر اس قسم کے موقع پیش آجاتے ہیں تو تبلیغ اور اشاعت کے طور پر چھوٹے چھوٹے مباحثے بھی ہوجاتے ہیں ـ فرمایا مباحثوں میں ہمیں اسی طرز کو اختیار کرنا چاہیے کہ قرآن شریف کو مقدم کریں اور حدیث کو قرآن پر قاضی نہ ٹھیرائیں ـ کیونکہ سلف نے بھی حدیث کو قرآن پر مقدم نہیں کیا اور احادیث کی صحت کا معیار قرآن شریف کو رکھیں جو حدیث قرآن کے متعارض اور سُنّت کے مخالف ہو اُسے چھوڑ دیا جاوے ـ اور یہ بھی ضروری ہے کہ سوالات پہلے سے مرتب کرلیے جاویں ـ ان اصولوں کو مدنظر رکھکر کلام کیا جاوے

نزول المسیح اور احادیث

یہ لوگ اپنی جہالت سے دھوکا دہی کیلیے احادیث کے ذخیرہ کے سوا اور کچھ نہیں پیش کرتے بعض وقت نزول مسیح کی جو احادیث ہیں انکو پیش کرتے ہیں ۔ اور اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ آسمان سے اُترے گا ـ ہم نزول مسیح کی حدیثوں کو تو صحیح سمجھتے ہیں مگر ان نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ نزول کے کیا معنے ہیں ـ نزول سے یہ ضروری نہیں کہ آسمان سے ہی وہ چیز آتی ہوئی دکھائی دیتی ہو ـ قرآن شریف میں کیا نہیں لکھا کہ ہمنے آسمان سے لوہا اتارا ـ مویشی اُتارے ـ کپڑے اُتارے ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُتارا ـ وغیرہ وغیرہ اب کوئی بتاوے کہ کیا یہ چیزیں آسمان سے اُترتی ہوئی کسی نے دیکھی ہیں ؟ ہرگز نہیں ـ

نزول مسیح کا سِرّ

پھر نزول کا لفظ کیوں اختیار کیا گیا ہمیں کیا سِرّ ہے ؟ اس لفظ کے اختیار کرنے میں اللہ تعالےٰ نے ایک سِرّ رکھا ہے اگرچہ احادیث میں بَعَث کا لفظ بھی آیا ہے جس نے اس لفظ کے معنے کر دیے ہیں تاہم لفظ نزول میں اللہ تعالیٰ نے یہ راز رکھا ہے کہ اسوقت تمام برکات زمین سے اُٹھکر آسمان پر چلی جاویں گی ـ اور پھر جو کچھ آئے گا وہ آسمان سے آئے گا (ایڈیٹر) صدق رسول اللہ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِس ـ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ ابن فارس ایمان کو ثریا سے لائے گا تو اُسکا نزول ہوگا یا کیا ؟) غرض چونکہ ایمان اور اس کے برکات زمین پر نہیں تھے اس لیے ان برکات اور ثمرات کو لانیوالے کے نزول کا ذکر فرمایا ـ

دیکھو پانی آسمان سے آتا ہے حالانکہ زمین پر بھی پانی ہوتا ہے ـ اسپر کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ قرآن میں یہ کیوں لکھا ہے کہ آسمان سے پانی اُتارا ـ

اصل بات یہ ہے کہ اگر آسمان سے پانی نہ آوے تو زمینی پانی کنوؤں اور چشموں کے خشک ہوجاتے ہیں ـ اس لیے آسمان کا پانی مقدم ہے نبی اور مامور ہمیشہ آسمان سے ہی آتے ہیں اگرچہ وہ اسی زمین پر چلتے پھرتے ہیں ـ مگر وہ اصل ان تعلقات کی وجہ سے جو انکے آسمان سے ہوتے ہیں وہ آسمانی کہلاتے ہیں ـ

وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ

ہمارے مخالف اس آیت کو بھی پیش کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ مسیح کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب مومن ہوجائینگے انکو اتنا معلوم نہیں کہ موتہ کی ضمیر اس طرف نہیں جاتی ـ تفسیر مظہری میں اس آیت پر خوب بحث کی گئی ہے اور انھوں نے دوسری قراءت قبل موتہم کی لکھی ہے اور ابوہریرہ کی حدیث جو اسکی تائید میں یہ پیش کرتے ہیں اسپر بھی جرح کیگئی ہے خود انہوں نے مانا ہے کہ ابوہریرہ کی درایت ٹھیک نہیں ـ

علاوہ بریں یہ معنی قرآن شریف کے صریح مخالف ہیں اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو مخاطب کرکے فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اب اس آیۃ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منکرین کا وجود قیامت تک رہیگا ـ کیونکہ اگر منکرین ہی کا وجود نہیں تو پھر غلبہ کیسا ؟ پھر دوسری جگہ فرمایا وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ـ اور پھر تیسری جگہ فرمایا وَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ان سب آیتوں پر یکجائی نظر کرنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہوجاتی ہے کہ کل فرقے باقی رہینگے یہ کہنا کہ کل مسلمان ہوجائیں گے غلط ہے

حَکَم

آنے والے مسیح کا نام حکم رکھا گیا ہے یہ نام خود اشارہ کرتا ہے کہ اسوقت غلطیاں ہونگی اور مختلف الرائے ... لوگ موجود ہوں گے پھر اسی کا فیصلہ ناطق ہوگا ـ اگر اُسے ہر قسم کی باتیں مان لینی تھیں تو پھر اُسکا نام حکم ہی کیوں رکھا گیا ؟

ایک لطیف دلیل

ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ مسیح آسمان سے اُترے گا ۔ بہت خوب اگر آسمان سے اُترنا مسیح موعود کا ... نشان ہے پھر ہمارے مخالف بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کا حلیہ کیوں بتایا ؟ جب آسمان سے اُترتا ہوا دکھائی دیگا تو پھر کون اُسکا انکار کرے گا ؟ اور پھر ایک مشکل اور ہے کہ ایکطرف تو اس کا یہ کھلا کھلا نشان ہے پھر دوسری طرف یہ بھی

+ فٹ نوٹ ـ مامور من اللہ کا نزول یہ بھی ہوتا ہے ـ جب وہ اپنی پوری قوت اور طاقت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہو اسکی سچائی عام طور پر پھیل جاوے اور خلق اللہ کیطرف جب وہ اپنی توجہ اور شفقت کے ساتھ مبعوث ہوتا ہے اسوقت بھی اسکا نزول ہوتا ہے یعنی مامور کا مامور

وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ

یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اس آیت سے مسیح کی حیات ثابت ہوتی ہے مگر افسوس ہے کہ ان کو اتنا معلوم نہیں کہ ساعت کے معنی صرف قیامت ہی نہیں ہوتے۔ اصل یہ ہے کہ یہودیوں کو کہا گیا تھا کہ مسیح تمہارے ادبار کی نشانی ہے اس کے بعد تم میں سلسلہ نبوت کا ختم ہو جائیگا اور بنی اسماعیل میں منتقل ہوگا ساعۃ عذاب کی گھڑی کو کہتے ہیں چنانچہ مسیح کے آنے پر ایسا ہی ہوا۔ ایک دوسری آیت بھی مثلاً لبنی اسرائیل اور لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی ابن مریم بھی اسکی تائید کرتی ہیں + پس اس کے یہی معنے ہیں کہ مسیح یہود کی بربادی کی ساعت کا نشان تھا اس کے بعد انمیں نبوت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ایلیا کی نظیر

ہمارا آنا اللہ تعالیٰ کی سُنت قدیمہ کے موافق ہے اور اسکی نظیر موجود ہے یہودی ایلیا کے آنے کے منتظر تھے مگر جب انھوں نے حضرت مسیح کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ ایلیا کہاں ہے تو اس نے اسکا آنا بروزی رنگ ہی میں بتایا اور یوحنا کی نسبت کہا کہ آنے والا ایلیا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ یہودیوں نے اسکو تسلیم نہ کیا کیونکہ ان کے ہاں پہلے کوئی نظیر نہ تھی اب فیصلہ تو خود مسیح ہی کا کیا ہوا ہے جسکو لیے اب یہ اسقدر ٹکریں مارتے ہیں۔

یہودیوں نے جب مسیح کا یہ فیصلہ سنا تو وہ یوحنا کے پاس گئے اور اس سے پوچھا مگر انکو اسکا علم ابھی نہیں دیا گیا تھا انھوں نے انکار کر دیا۔

اس سے انکی کسرشان نہیں ہوتی پیغمبروں کے لیے اجمال جائز ہے بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی تفصیل نہیں کھلتی جیسے مثلاً قیامت ہی کے متعلق دیکھو۔

غرض یہاں یہ نظیر موجود ہے اور خود مسیح ہی کا فیصلہ ہے + جو چاہے قبول کرے۔

موت و حیات کے مسئلہ میں رسول اللہ کی سُنّۃ

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا تھا ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اس کے موافق اپنی وفات پائی گویا اپنی سُنتہ سے ثابت کر دیا کہ باقی نبی بھی فوت ہو گئے۔

قرآن کریم

قرآن شریف کو جو مجمل و صامت کہتے ہیں یہ غلط ہے قرآن تو خود کہتا ہے بینات من الھدٰی اور تفصیلا لکل شئی اور اسکا نام فرقان رکھا گیا ہے اگر کوئی بات کھولکر بیان نہیں کرتا تو پھر اس کا نام فرقان کیونکر ہوگا؟ یہ لوگ قرآن کی عزۃ نہیں کرتے پھر الیوم اکملت لکم دینکم کیوں کہا گیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو قرآن شریف ہی تک تھی جب قرآن کامل ہو گیا تو اس کے بعد بہت جلد آپ کا انتقال ہو گیا۔

جسکا خدا کے ساتھ خالص تعلق ہو اللہ تعالیٰ اسکو رسوائی کی موت مارے گا یہ ناممکن ہے

دل کے فعل پر اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہیں کرتا۔ جب تک اسپر عزیمۃ نہ کرے۔ اس لیے آدم کی بابت فرمایا ولم نجد لہ عزما۔ (اسپر پہلے الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا ہے)

خرگوش کی حلت حرمت پر سوال کیا گیا فرمایا خرگوش اسکی حرمت خدا نے بیان نہیں کی اور نہ احادیث میں اسکا ذکر ہے

امام اعظم اور حدیث

یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام اعظم کو حدیث نہیں ملی یہ بالکل غلط ہے اصل یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کو حدیث پر مقدم کیا تھا اور وہ بوجہ اشتغال قرآن کریم اور اس سے استنباط کرنیکی حدیث کیطرف توجہ

۲ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

اس امر کا تذکرہ تھا کہ بعض نادان ملاں جب ہر طرح مقابلہ سے عاجز آجاتے ہیں تو اپنے اتمام حجت کے لیے کہا جاتا ہے تو فصیح بلیغ عربی نویسی میں مقابلہ کرو تو یہ کہکر پیچھا چھڑاتے ہیں کہ ان کتابوں میں غلطیاں ہیں فرمایا۔ غلطیاں نکالنے کا جو دعوی کرتے ہیں اسمیں تو یہ امر بجائے خود تنقیح طلب ہے کہ جو غلطی انھوں نے نکالی ہے خود انکی اپنی ہی غلطی تو نہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے عجبت لامری پر جب اعتراض کیا کہ لام صلہ نہیں بلکہ من آتا ہے تو اسے کیسا شرمندہ ہونا پڑا۔ بالمقابل لکھکر تو دکھائیں دعوت تو لکھنے کی ہے نہ غلطیاں نکالنے کی اور پھر ایسی حالت میں یہ بہانہ کب چل سکتا ہے جب اپنی نکالی ہوئی غلطیوں میں خود اُن کی ہی غلطیاں ہوں۔

۲۔ فرمایا جو شخص انکار کرتا ہے اُسکے دل پر انکار کی سیاہی رہ جاتی ہے۔

۳۔ فرمایا وعید میں حق لازم نہیں آتا کہ اسی طرح ہو۔ بلکہ صدقہ خیرات رد بلا کا ذریعہ ہر قوم اور ہر ملک میں سمجھا گیا ہے یونس نبی کی پیشگوئی کے موافق کیوں عذاب نہ آیا جب قوم نے توبہ کرلی اور رجوع کرلیا حضرت یونس نے کہا کہ لن ارجع کذابا۔ اب دیکھلو کہ خود حضرت یونس کو اپنی پیشگوئی کا خیال تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے قانون اور سُنت کو نہیں بدلا انھوں نے توبہ کی خدا نے عذاب ٹلا دیا۔

انذاری پیشگوئیاں توبہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں توریت کی پیشگوئیوں کو دیکھو جنمیں قوم کو ہلاک کرنے کی کیسی کیسی وعیدیں ہیں مگر پھر اسی توریت میں موجود ہے کہ خدا نے ان کو بچا لیا۔

اسلیے قرآن شریف میں وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم فرمایا یعنی بعض کا لفظ اسمیں رکھا ہے کل نہیں فرمایا۔

حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کو دیکھو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا واقعہ حدیبیہ اور حضرت عمر کے دل میں اسپر ایک وسوسہ سا پیدا ہوا یہ آپکا اجتہاد تھا پھر ایسا ہی ہجرت کے متعلق آپ نے یمامہ سمجھا اور وہ مدینہ نکلا۔ نبی بھی آخر انسان ہی ہوتے ہیں خدا پر ضروری نہیں کہ امور غیب کے تمام اسرار اُنپر کھولدے۔

۴۔ آتھم والی پیشگوئی کا تذکرہ ہوا جو بارہا ہم لکھ چکے ہیں

۵۔ عذاب ہمیشہ گالیوں اور شرارت پر آیا کرتا ہے نرے انکار سے عذاب نہیں آتا اس لیے خدا تعالیٰ نے یوم الدین مقرر کیا۔ مغضوب علیھم اسی لیے کہا کہ اُنپر دنیا میں عذاب آیا۔ ورنہ ضالین بھی قیامت کو تو مغضوب ہوں گے۔

۵۔ معجزات جو نبوۃ کی جز ہیں وہ عوام کیلیے ہوتے ہیں خواص کو معجزات کی ضرورت نہیں

حقائق و معارف سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

دربار شام

مولویوں کے ان ہتکھنڈوں کا ذکر ہوتا رہا جو وہ مباحثات میں استعمال کرتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے مباحثات میں جو چالیں ان لوگوں کی دیکھی تھیں انکا ذکر کیا۔

۳۔ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

حضرت اقدس اتمام حجۃ کیلیے ایک اشتہار کا ارادہ فرماتے ہیں اسکا ذکر مختلف رنگوں اور پہلوؤں پر ہوا ضمناً فرمایا "انجام متقی کے لیے ہے"

دربار شام ۵ نومبر ۱۹۰۲ء

جدید اعجازی تصنیف کی متعلق ذکر کرکے فرمایا کہ میں جسطرح کلمہ پر شہادت دیتا ہوں اسی بصیرۃ اور یقین کے ساتھ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ یہ خدا تعالے کی تائید اور نصرت اور ایک عظیم الشان کلام **معجزہ ہے**

جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہیں ہوگا

بہت سے شعر ایسے ہیں کہ الہامی ہیں میں اسطرح کو بیان نہیں کرسکتا۔ جسطرح یہ خدا کیطرف سے آتے ہیں + کوئی فکر اور غور کی ضرورت نہیں پڑتی۔ خود بخود چلے آتے ہیں + اور دل میں ایک القا ہوتا چلا جاتا ہے +

وحی کی دو قسم

وحی کی دو قسم ہوتی ہے ایک خفی اور ایک جلی۔ یہ وحی جو اس تصنیف میں ہو رہی ہے یہ وحی خفی ہے اسمیں عیبت حس نہیں ہوتی اور نہ قوۃ متفکرہ سے کام لینا پڑتا ہے + میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ امور میں کسطرح بیان کروں جو دوسرے اسکو سمجھ لیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ جیسے ایک نالی چلتی ہے اسیطرح یہ مضامین آتے ہیں۔ خدا تعالے اسوقت خرق العادۃ طاقت دے رہا ہے اور سارے سامان اس نے پہلے سے پیدا کردیے ہیں

قرآن کریم اور مقامات حریری وغیرہ

قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کے دعوی پر بعض نادان آریہ اور عیسائی بھی کہتے ہیں کہ مقامات حریری وغیرہ بھی فصیح و بلیغ ہیں مگر وہ یہ نہیں بتاسکتے کہ انہیں یہ دعوی کہاں کیا گیا ہے اور ان کتابوں میں کہاں پر یہ بتصریح لکھا گیا ہے کہ قرآن کی تحدی کے مقابلہ میں ہیں اور علاوہ ازیں انکو قرآن کے مقابلہ میں پیش کرنا بالکل لغو ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں حقائق اور معارف کو بیان کیا گیا ہے اور ان کتابوں میں صرف لفظوں کا اتباع کیا گیا ہے واقعات سے کوئی غرض ہی نہیں کی گئی ہے۔

معتقدوں کی خوش قسمتی

فرمایا کہ تم لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تمہارے دل کھولدیے۔ اور اللہ نے تمہیں سمجھا دیا۔ وہ امر جو بڑے بڑے مولویوں پر مخفی رہا اور مشتبہ ہوگیا وہ تمہیں سمجھا دیا گیا۔ اور تم مانتے والو مومن ٹھہرے

ایک شخص نے دعا کے لیے عرض کیا اور فرمایا میں نے تو اپنا یہ وظیفہ بنا رکھا ہے۔ پانچوں وقت اپنی جماعت کے لیے دعا کرتا ہوں

---

۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء

ہمارے مخدوم جناب **خواجہ کمال الدین صاحب** کوہاٹ کیطرف سے ہوتے ہوئے تشریف لائے انھوں نے اس علاقہ کے لوگوں میں جو غلط فہمی مخالفوں کیطرف سے پھیلائی گئی ہے اُسکا ذکر کیا کہ شحنہ ہند کے ضمیمہ نے حضور سے منسوب کرکے ایک لیکچر لکھا جس نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے مناسب ہو تو اسپر توجہ کی جاوے۔ فرمایا یہاں وہ ضمیمہ مردار کی بھی بڑھ کر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے + یہ ضروری ہے کہ یہ لوگ ہر طرح زور لگائیں آپ دیکھتے ہیں کہ ... باوجود ایسی حالتوں کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور ایسے طور پر کہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتا + اصل بات یہ ہے کہ جبتک تپش نہ ہو برسات نہیں ہوتی۔ یہ لوگ اسی تپش کے مصداق ہیں۔ جس کے پیچھے ایک زور کی برسات آتی ہے۔

ابو جہل وغیرہ کسقدر شرارتیں کرتے تھے یہانتک کہ بدر میں اس نے مباہلہ بھی کرلیا کہ یا اللہ ہم دونو میں جو شخص زمین میں فساد ڈالتا اور قطع رحمی کرتا ہے اُسے ہلاک کر اور اُسی روز وہ آپ ہلاک ہوا۔

بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔ اس نے یہی سمجھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ بچاؤ میں آ کر ایک شور ڈالدیا اور ایک تفرقہ ہوگیا بھائی سے بھائی باپ سے بیٹا جدا ہوگیا ہے اس لیے یہ مباہلہ مفید ہوگا۔ مگر جو کچھ اُسنے سمجھا تھا وہ غلط تھا آخر ہلاک ہوا

فتنہ۔ رحمت فتنہ۔ لعنت

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آنے پر ایک فتنہ تو پیدا ہوتا ہے مگر وہ فتنہ رحمت ہوتا ہے اور اس فتنہ کی اصل غرض ایک اتحاد اور وحدت ہوتی ہے جو آخر میں قائم ہوجاتی ہے۔ فتنہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک فتنہ رحمت ہوتا ہے اور ایک فتنہ لعنت وہ فتنہ جس سے شر بڑھے اور فساد پھیلے لعنت کا موجب ہوتا ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کے فتنہ کر یہ ہوتا ہے کہ آخر خدا تعالیٰ سعیدوں کو نکال لاتا ہے اور انکی ایک پاک جماعت طیار کرتا ہے۔ یہ سعید کسی معجزہ سے برگزیدہ ہوکر نہیں آتے بلکہ مامور میں ایک کشش ہوتی ہے جو سعید کو کھینچتی ہے۔

آجکل ہمارے سلسلہ کے خلاف بھی ایک عام شور پھیل گیا ہے یہانتک کہ بعض رافضیوں سے بڑھ کر لعنت کرتے اور گالیاں دیتے ہیں اور وہ اسکو عبادت سمجھتے ہیں مگر ایک قوم خدا نے طیار کی ہے جو اپنے اخلاص اور یقین میں یہانتک پہونچی ہوئی ہے کہ اس راہ میں انکا جان و مال حاضر ہے۔ ہم تو شرمندہ ہیں کہ ہم نے اس راہ میں کوشش نہیں۔ خود خدا تعالے نے ترقی کی راہیں کھولدی ہیں اور وہ لوگوں کو ہدایت کرتا ہے اور یہ اُسیکا کام ہے۔ آسمان پر اسقدر جوش ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔

عیسائیت کا بودا شہتیر

خواجہ صاحب نے اپنا خواب بیان کیا کہ حضرت اقدس کا جو مقدمہ کشمیر میں ہے فاتح ہوگیا اسکی تعبیر میں یہ نکتہ بھی بیان کیا گیا کہ کشمیر کا مقدمہ تو قبر مسیح کا ہے اور اس کے فتح پانے پر عیسائیت کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ فرمایا عیسائیوں نے تو فلسفہ اور طبعی پڑھ کر ... بدنام کیا۔ جھوٹے چھاروں کا بھی اپنے مذہب کے متعلق کہیں ہاتھ پڑسکتا ہے مگر عیسائیوں نے تو سارا بوجھ مسیح کی صلیب کے شہتیر پر رکھا ہے جسکے گرنے کے ساتھ ہی سب نیچے دب جائیں گے۔

خواب میں گالی دینا خواجہ صاحب نے ایک اور خواب بیان کیا کہ خواب میں کسی نا اہل نے اس سلسلہ کو گالیاں دیں اور انھوں نے اسکو پہلے حملہ کرنے کا موقع دیا آخر ایک تھپڑ مار کر غرق کر دیا

فرمایا یہ بڑا عمدہ خواب ہے خواب میں گالیاں دینے والا مغلوب ہوتا ہے اور اسکی تعبیر میں استدلال یہاں سے کیا گیا ہے کہ چوروں کو گالیاں دیجاتی ہیں یا جو مقدمہ ہارتا ہے وہ گالیاں دیتا ہے۔ پس جو گالیاں دے وہ مغلوب ہوتا ہے جسکو دیجائیں وہ غالب۔

معمولی پنجابی نظموں کے بعد نماز عشا ہوئی اور اجلاس ختم ہوا۔

۱۱ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

ظہر و عصر فرمایا قرآن شریف کا معجزہ ابدی معجزہ ہے، قلت مقام ہے ورنہ اگر سمجھانے والے ہوں تو اب بھی یہ اسیطرح سمجھ میں آسکتا ہے یہ نشان کلام کا جو خدا نے مجھے دیا ہے یہ بھی ایک شوکت اپنے ساتھ رکھتا ہے جب یہ معلوم ہوگا کہ اس کے ساتھ دس ہزار کا انعام ہے اور کسی نے اسکو قبول نہ کیا تو کس قدر اسکی عظمت ظاہر ہوگی۔

یہ عظیم الشان معجزہ ہے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اسمیں ان واقعات کا تذکرہ ہے جو مباحثہ میں بمقام مد پیش آئے۔ اور یہیں سے اس ترجمہ کا پتہ لگ سکتا ہے جسمیں یہ لکھا گیا۔ دیا تو ہمیں سے ایک کا اعتراف انکو کرنا پڑے گا یا اسکو معجزہ اور خارق عادت نشان مانیں گے یا اگر یہ کہیں کہ پہلے سے لکھا تھا تو پھر مجھے عالم الغیب مانیں گے۔

غرض اس **نشان کلام** کے متعلق جو اس ہفتہ میں خدا نے اپنے برگزیدہ رسول کی تائید میں ظاہر فرمایا اسکا تذکرہ فرماتے رہے

دربار شام بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ اقدس حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ تو

فارقلیط اور احمد کسی شخص کا اعتراض پیش کیا گیا کہ وہ کہتا ہے جب فارقلیط کے معنے حق و باطل میں فرق کرنیوالے کے تو قرآن شریف میں جو مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ والی پیشگوئی مسیح علیہ السلام کی زبانی بیان کی گئی ہے وہ انجیل میں کہاں ہے۔؟

فرمایا یہ ہمارے لیے ضروری نہیں کہ ہم انجیل میں سے یہ پیشگوئی نکالتے پھریں۔ وہ محرف مبدل ہو گئی ہے، جو حصہ اسکا قرآن مجید کے خلاف نہیں اور قرآن نے اس کی تصدیق کی ہے وہ ہم مان لیں گے، فارقلیط کی پیشگوئی انجیل میں ہے اور اس کے معنی حق وباطل میں فرق کرنے والا ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے کیونکہ قرآن کا نام اللہ تعالیٰ نے فرقان رکھا ہے اور آپ صاحب القرآن ہیں۔

اور پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ میں لفظ لیط بھی آگیا ہے جس کے معنے شیطان کے ہیں، بہرحال فارقلیط آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور آپ کا نام جو **احمد** ہے احمد کے معنے ہیں خدا تعالے کی بہت حمد کرنے والا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنے والا اور کون ہوگا؟ کیونکہ حق اور باطل میں آپ فرق کرنے والے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہی حمد کر سکتا ہے جو حق و باطل میں فرق کرے احمد وہی ہے جو شیطان کا حصہ دور کر کے خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال قائم کرنے والا ہو۔ پس آپ فارقلیط ہیں۔ اور دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ آپ احمد ہی ہیں گویا فارقلیط والی پیشگوئی بھی **احمد** ہی کے حق میں ہے۔

یاتون من کل فج عمیق حضرت اقدس کی پیشگوئی ایسی کثرت کے ساتھ پوری ہوئی ہے کہ اسکا شمار مشکل سے ہو سکتا ہے اور ہر روز یہ پیشگوئی اپنا نیا ظہور دکھاتی رہتی ہے۔ آج بھی ایک نوجوان مدراس سے کوئی چار سو کوس پرے سے وی ٹمریا نام حضرت اقدس کی ملاقات کو آئے راستہ کی ناواقفی کیوجہ سے آپکو بڑی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ مدراس سے آپ بمبئی گئے۔ اور بمبئی سے دہلی سے فیروزپور کیطرف گئے۔ غرض آج وہ قریب شام یہاں پہونچے۔ یہ نوجوان ہیں مگر شریفانہ خیال رکھتے ہیں۔ ابھی تک یہیں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس شرف نیاز حاصل کیا اردو بہت کم بولتے ہیں ہاں سمجھ خوب لیتے ہیں تاہم حضرت اقدس ان سے مختصر حالات دریافت فرماتے رہے اور يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کے نشان پر کلام فرمایا۔

آتھم کی پیشگوئی کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسکا رجوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے تھا نہ کہ عیسائیت سے ہی پیشگوئی کی اصل بنا اسکا یہ لفظ تھا جس سے اسنے اسیوقت رجوع کر لیا تھا اور ایک مرعوب صورت بنا کر زبان نکالی اور کانوں پر ہاتھ رکھکر کہا میں نہیں کہتا میں نہیں کہتا

پگٹ کا خط ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے مسٹر پگٹ کو ایک خط لکھا ہوا تھا اس کے جواب میں اس نے دو نوٹس انکو بھیجے ہیں وہ انھوں نے پڑھ کر سنائے، حضرت اقدس نے فرمایا معقول باتوں کی قدر ہوتی اور وہ پھیلتی ہیں لیکن جاہلانہ باتوں کی رونق دو تین سطروں ہی میں جاتی رہتی ہے جھوٹے نبیوں اور مسیحیوں کا قدم پہلے لندن میں رکھا گیا اور سچے مسیح کی آواز اسکے بعد لندن میں پہونچے گی۔

۱۲ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

عصاء موسے اور قرآن مجید قرآن مجید کے اعجاز پر کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ ابدی معجزہ اور زندہ نشان ہے جو ہر وقت دکھایا جا سکتا ہے۔ عصاء موسی کا جو معجزہ دکھایا گیا تھا اب اسکو کوئی کہاں سے لائے۔ وہ اگر ابدی ہوتا تو چاہیے تھا کہ اب تک کسی صندوق میں رکھا رہتا اور کچھ حصہ اس عصا کا سانپ بھی بنا ہوا ہوتا یہ فخر قرآن مجید کو ہی ہے۔

۲۔ پھر ڈوئی کا اخبار سنایا گیا۔ اور پنجابی نظم پڑھی گئی آخر رہی صاحب

چند باتیں ہوئیں اور آپ نے اُن کے اخلاص اور ہمت کو پسند فرمایا

۱۳ نومبر دربار شام

اہل اللہ کی زندگی اور اہل دنیا کی زندگی

اعجاز احمدی کی تصنیف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اُس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی گذرتی ہوگی فرمایا اہل دنیا کی زندگی اور اہل اللہ کی زندگی میں منافات ہوتی ہے۔ اہل اللہ کی زندگی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کے مصداق ہوتی ہے۔ مگر اہل دنیا دنیا ہی کے لیے مرتے ہیں اگر ہم اسلام کی حقیقی زندگی کو پیش کریں تو یبیتون لربھم سجدا وقیاما کے مصداق زندگی ہی کو پیش کرینگے مگر افسوس ہے کہ اسکو پیش کرتے ہیں تو دنیا کے کیڑے ہنسی کرتے ہیں۔

فرمایا آج خدا اقرب ہو کر بھی دنیا کی نظر سے مخفی ہو گیا ہے مگر خدا چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جاوے اور وہ شناخت کیا جائیگا۔

غزنویوں کی عقیدت

فرمایا ایک بار مجھے امرتسر جانیکا اتفاق ہوا۔ بعض غزنوی مجھے ملے اور مجھے پینے کو چار دی چونکہ میرے داہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے میں اس سے نہیں پی سکتا۔ بیٹے بائیں ہاتھ سے پی۔ یہ لوگ آگ ہو گئے اور مجھے کہا کہ خلاف سُنت ہے + چاہیے تو یہ تھا کہ وہ مجھ سے وجہ پوچھتے۔ مگر انھوں نے ذرا پرواہ نکی آخر میں نے انکو بتایا۔ پھر مجھے کہنے لگے کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی تعریف کی ہے یہ بدعت ہے۔ یہ لوگ آنحضرت کو یونس بن متی پر ترجیح نہیں دیتے۔ حالانکہ قرآن شریف آپکے محامد سے بھرا ہوا ہے اور آپکو رحمۃ للعالمین کہتا ہے اور سب نبیوں سے افضل ٹھیراتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقیات کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ اور تمام روحانی ترقیات آنحضرت پر ختم ہو گئی ہیں اسی لیے آپ خاتم الانبیا ٹھیرے مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ یونس سے بھی افضل نہیں مانتے تو کامل اتباع اور کامل محبت پیدا کیونکر ہو سکتی ہے - ؟

میں تو ہمیشہ ان وہابیوں سے الگ رہا ہوں کیونکہ مجھے ان سے بدبو آتی تھی کہ ان میں روحانیت نہیں چھلکا ہی چھلکا ان کے ہاتھ میں ہے مغز نہیں ہے۔

احادیث کی تنقید اور اہل کشف

مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے کہ اہل کشف محدثین کے طریق تنقید احادیث کے پابند نہیں ہوتے وہ براہ راست تنقید کر لیتے ہیں بعض احادیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہیں مگر اہل کشف کے نزدیک صحیح ہوتی تعجب ہے کہ اس فیصلہ کو اُس نے خود لکھا ہے مگر مسیح موعود کے لیے جو حَکَم ہو کر آیا ہے اسکو جائز نہیں رکھتا اس نے کیا گناہ کیا ہے ؟ غرض یہ انکی مانی ہوئی بات ہے کہ اہل کشف تنقید حدیث میں محدثین کے اصول کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور ہم تو صاف کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ قرآن اور سنت کے جو موافق ہو اسپر عمل کرتے ہیں۔

فرمایا درستی خدا ہی کی راہ میں ہو سکتی ہے نفسانی اغراض سے کبھی درستی نہیں ہو سکتی

ایمان اور استقامت

ایک نو مسلم نے اپنی مشکلات کو پیش کیا فرمایا اوائل میں جو شخص مسلمان ہو اُسکو بڑے صبر سے کام لینا چاہیے کہ صحابہ پر کسقدر تکالیف آئیں یہانتک کہ بعض اوقات اُن کے جنازوں پر پورے کفن بھی نہ ہوتے تھے۔ کچھ حصہ کپڑے ~~سے~~ اور کچھ گھاس سے ڈھانپ دیتے تھے کوئی کسیکی بھلائی نہیں کر سکتا جب تک خدا اُسکی بھلائی نہ کرے تقویٰ اختیار کرنا چاہیے جو ساری مشکلات میں انسان کو بچاتا ہے مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ سچا طریق ایمان کا یہی ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ۔ زید اور بکر کیطرف نہ جھکو اور پھر استقامت چاہیے جنمیں استقامت نہیں اُنکی ذرہ بھر قیمت نہیں۔ انبیا کے مدارج کی ترقی استقامت ہی سے ہوتی ہے۔

فرمایا جہاں تک ممکن ہو اخلاص اور تقویٰ کیطرف آؤ۔ کیونکہ مطعون تو تم پہلے ہی ہو۔ اب اللہ تم اپنے فضل سے اگر تم اخلاص اور تقویٰ میں ترقی کرو طاعون سے بچالے گا۔

فرمایا اسحالات کو دیکھکر جو آج ہو رہی ہے معلوم ہوا کہ آنحضرت کے زمانہ میں بھی یہی نقشہ تھا مساکین جن کے لیے سعادۃ مقدر تھی ساتھ ہو گئے اور شریر ہو نکی ایک جماعت مخالف ہو گئی۔

فرمایا ایک موت کے بعد خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ مطلب ہے دنیا میں کوئی شخص اس فطرتی قانون سے الگ نہیں پھر جب احمد بیگ پیشگوئی کے موافق مرگیا تو یہ ضروری تھا کہ اُن کے دوسرے متعلقین پر ایک خوف طاری ہوتا۔

---

۱۴ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

نجات۔ فضل۔ اسلام۔

ایک سائل کے اس سوال کے جواب میں کہ دوسرے مذاہب میں جو نیک لوگ ہیں کیا انکو نجات مل سکتی ہے ؟ فرمایا نجات اپنی کوشش سے نہیں ملتی بلکہ نجات محض اللہ تعالے کے فضل سے ملتی ہے اور اس فضل کے حصول کیلیے خدا تعالیٰ نے ایک قانون بنایا ہے جیسے اور باتوں کے لیے قانون اور طریق ہیں اور وہ طریق اور قانون اسلام ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع جیسے فرمایا مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ اور پھر فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

پس اسلام ہی میں نجات ہے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے مل سکتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نجات ایسی چیز نہیں ہے جو مرنے کے بعد ہی ملتی ہو ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے۔ انقطاع الی اللہ اور اس کے برکات و ثمرات اسی دنیا میں شروع ہو جاتے ہیں دوسرے

مذاہب کے پابند بیشک اس سے ذلیل ہیں اگر یہ کہو کہ مسلمانوں میں بھی وہ آثار اور نشان نہیں پائے جاتے تو ہم یہ کہینگے کہ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے جو انہوں نے توجہ نہیں کی انکی حالت اس مریض کی سی ہے۔ جس کے پاس دوا تو ہو مگر وہ اُسکو استعمال نہ کرے۔ ایسا ہی مسلمانوں کے پاس نجات کا ذریعہ قرآن تو موجود ہے لیکن جب وہ اسپر عمل ہی نہیں کرتے تو نجات یافتوں کے نشان انہیں کہاں ملیں؟ اور اصل تو یہ ہے کہ ایسے لوگ برائے نام مسلمان ہیں حقیقت میں مسلمان کہاں؟ مسلمان تو وہ ہے جو صوری یا معنوی طور پر قرآن شریف سے اعراض نہیں کرتا پس جو شخص قرآن کو سوچتا ہے اور اسپر عمل کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات پا لیتا ہے۔

قرآن شریف میں یہ حکم دیا گیا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ صادقوں کے ساتھ ہونے سے وہ تاثیرات اور انوار دلپر پڑتے ہیں جو پاکیزگی بخش اور نجات کے چشمہ تک پہونچانے والے ہوتے ہیں۔ دنیا میں یہی قاعدہ ہے کہ صادقوں کی کشش اپنا اثر کرتی ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود کیسا بابرکت تھا کہ صحابہ میں آپ کی تاثیر ہوئی۔ اسیطرح سے اب بھی خدا نے تاثیر کا ایک سلسلہ رکھا ہے یہ قانون قدرت ہے حصول فضل کا جو نجات کا موجب ہوتا ہے۔

پس اس سے باہر جانے والے اور اسکو چھوڑنے والے وہ برکات اور ثمرات جو نجات کے نتائج میں اس جہان سے شروع ہونے ہیں دوسری جگہ نہیں مل سکتے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ اسلام کے سوا دنیا میں اور کہیں رکھا ہی کیا ہے؟ ہندوؤں نے تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کو خدا بنایا ہوا ہے ایسا ہی جینیوں اور دوسرے لوگوں نے اور عیسائیوں نے ابن آدم کو خدا بنا رکھا ہے۔ غرض کسی نہ کسی قوم میں غیر اللہ کی پرستش کی جاتی ہے پھر غیر اللہ کی پرستش کرکے انسان یہ خیال کرے کہ میں نجات پا جاؤں گا یہ بھی شرک ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ سب گمراہ ہیں مگر وہی ہدایت یافتہ ہے جسکو خدا ہدایت دے یہ بالکل سچی بات ہے جو اپنی دانش اور عقل پر ہدایت پانے کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا کے قانون کو چھوڑ کر نجات چاہتا ہے وہ مشرک ہے خواہ زبانی وہ کتنا ہی توحید کا مدعی ہو۔

ہدایت کی کنجی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہی باریک ہدایتیں ہیں جو قرآن میں ہیں اور کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک باغ ہو اور اسمیں ہر قسم کے میوے اور پھل موجود ہوں مگر بتاؤ کہ کیا کوئی باغبان اور مالک کی اجازت کے بغیر اُن سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اگر کوئی بلا اجازت ہاتھ مارنیکی کوشش کرے تو فوراً چور کرکے پکڑا جاوے اسیطرح دیکھو دوکاندار وںکی دوکانوں پر ہر قسم کی اشیاء موجود ہوتی ہیں۔ کیا کوئی یونہی ہاتھ مار سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یاد رکھو اسی طرح پر کوئی شخص ہدایت اور نجات نہیں پاسکتا جبتک خدا کا فضل نہ ہو۔ اور یہ فضل سچی معرفت اور خدا سے محبت سے پیدا ہوتا ہے جو صرف اسلام پیدا کرتا ہے اور کسی مذہب میں یہ معرفت یہ تعلق اور محبت پائی نہیں جاتی جب انسان صدق دل سے اسلام میں داخل ہوتا ہے تو خدا اس کی معرفت کو بڑھانے کے لیے اپنے فضل سے نشان ظاہر کرتا ہے

معجزہ

دوسرا سوال یہ تھا کہ معجزہ کی قسم کے بعض امور اور لوگ بھی دکھاتے ہیں۔ فرمایا میں قصوں کو نہیں سُنتا۔ یہ جو فلاں یا کسی اور جگہ کے قصے سُنائے جاتے ہیں یہ کچھ نہیں سب سے پہلا معجزہ تو یہ ہے کہ انسان پاک دل ہو۔ بھلا پلید دل کیا معجزہ دکھا سکتا ہے جبتک خدا سے ڈرنے والا دل نہو تو کیا ہے؟ ضروری ہے کہ متقی ہو اور اسمیں دیانت ہو اگر یہ نہیں تو پھر کیا یہ تماشے دکھانے والے کیا کچھ نہیں کرتے جالندھر میں ایک شخص نے بعض شعبدے دکھلائے اور اس نے کہا میں مولویوں سے

انکی بابت کرامت کا فتویٰ لے سکتا ہوں مگر وہ جانتا تھا کہ انکی اصلیت کیا ہے؟ وہ اس سلسلہ میں داخل ہو گیا اور اُس نے توبہ کی۔ جن ملکوں کے قصے بیان کیے جاتے ہیں وہاں اگر معجزات دکھلانے والے ہوتے تو یہ فسق و فجور کے دریا وہاں نہ ہوتے خدا تعالیٰ کے نشانات دلپر ایک پاک اثر ڈالتے ہیں اور اُسکی ہستی کا یقین دلاتے ہیں۔ مگر یہ شعبدے انسان کو گمراہ کرتے ہیں۔ انکا خداشناسی اور معرفت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ یہ کوئی پاک تبدیلی پیدا کرسکتے ہیں اسلیے کہ وہ خدا کیطرف سے نہیں ہوتے۔

۵ نومبر ۱۹۰۲ء

خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان

اعجاز احمدی جو خدائے برتر و قادر کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے آج بالکل طبع ہوکر شائع ہوگیا۔ آج کے دربار شام میں خاکسار ایڈیٹر الحکم نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے حاضرین دارالامان کو اسکا ایک حصہ پڑھ کر سُنایا اور بعد نماز عشا دربار ختم ہوا۔

۱۶ نومبر کی صبحکو مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم حسب الایما حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اعجاز احمدی لیکر اتمام حجت کی غرض سے امرتسر روانہ ہوئے۔

تصحیح

الحکم نمبر ۴۳ جلد ۶ صد کالم ۲ - میں مبارک وہ جو اپنے نفس کے لیے خدا سے جنگ کر رہے ہیں کی بجائے مبارک وہ جو خدا کے لیے اپنے نفس سے جنگ کر رہے ہیں پڑھو۔ اور اسی صد کے میں قرآن شریف کی بجائے قرآن شریک غلط ہے۔

ندوۃ العلماء کا نواں اجلاس

اور یہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

نمبر ۳

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

گورنمنٹ کے شکر کے ضمن میں شیخ غلام صادق صاحب نے ایک بات بہت ہی قابل قدر کہی ہے اور وہ یہ ہے کہ " اگر خدا نے ہمکو اسلامی سلطنت سے لیکر کسی دوسری کے حوالہ کیا تو اچھی ہی کے حوالہ کیا "! ہم اس بات میں شیخ صاحب سے پورا اتفاق رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ واقعی بہترین سلطنت ہے جس کے زیر سایہ ہم مسلمانوں کو رکھا گیا ہے مگر ہم تعجب اور افسوس ہے کرتے ہیں مسلمانوں کی حالت پر کہ اگر ایسی مضمون کی تحریریں خدا تعالے کے راست باز کے قلم سے نکلیں تو مسلمان افروختہ ہو کر کہتے ہیں کہ اسلامی سلطنت کی ہتک کی جاتی ہے ، جس سے وہ ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑتے البتہ اپنی وفاداری کے خیالات کو صدمہ ضرور کا پہونچاتے ہیں۔

اور اس تقریر کے ضمن شیخ صاحب نے اس بات پر بھی فخر کیا ہے کہ بجز گورنمنٹ انگلشیہ کے کسی دوسری اسلامی سلطنت میں ایسی مجلس قائم نہیں ہوئی ۔ جسکی وجہ انھوں نے مذہبی آزادی ۔ امن و آسایش قرار دی ہے اور یہ بالکل سچ ہے مگر ہمیں پھر وہی افسوس کرنا پڑتا ہے کہ جب خدا تعالے کے صادق مسیح موعود نے کہا کہ اس سے بڑھ کر گورنمنٹ انگلشیہ کے خیر و برکت کی گورنمنٹ ہونے کا کیا ثبوت ہے خدا نے مسیح موعود کو اس کے تحت حکومت میں بھیجا جہاں وہ اپنا کام بڑی آزادی سے کرتا ہے اور کسی اسلامی سلطنت میں یہ آسایش اور آزادی حاصل نہیں تو نابکار اور ناخدا شناس قوم نے اسپر تکفیر کے فتو ول اور قتل کی دہمکیوں کے منصوبے کیے ۔ افسوس صد افسوس !!

مسلمانوں کی بہتری کی صورت

گورنمنٹ کے شکریہ کے بعد شیخ صاحب نے اپنے خیر مقدم میں اس امر پر زور دیا ہے- کہ " مسلمانوں کی حالت کبھی اور ہرگز بہتر نہ ہوگی جب تک دینی اور دنیوی حالت نہ سنبھلی گی " اور پھر کہا " کہ دین کے لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں مگر دنیا بھی اس سے کم لازم " ہمکو ان قومی (لگچرون) میں اور ان سپیکروں اور واعظان قوم کیخیالات پر افسوس آتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی بہتری کیصورت بجز اصلاح دنیا کے اور نہیں دیکھتے اور اصلاح دنیا بھی یورپ کی تقلید اور تتبع سے دین کا نام ضرور لیا جاتا ہے مگر وہ صرف اس لیے کہ عوام بدک نہ جائیں - ورنہ دنیا کو دین کے برابر لازم سمجھنا صاف بتا رہا ہے کہ اصل اغراض کیا ہیں - ہمیں بارہا ایسے لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا - اور ندوہ کے ایسے اجلاس میں بعض اوقات ہمیں ان لوگوں سے (جو بخیال خویش قومی وار دینی سینہ میں رکھتے ہیں اور در اصل اپنی شہرت اور جاہ طلبی کا سوز رکھتے ہیں) اس مضمون پر گفتگو ہوئی اور ہم نے کہا کہ عرب کی تاریخ قبل اسلام اور بعد اسلام کا مقابلہ کر کے بتاؤ کہ کیا اس سے بڑھ کر اصلاح اور انقلاب دنیا کی تاریخ میں پایا جاتا ہے تو انھوں نے یہی کہا کہ نہیں پھر ہم نے ان سے پوچھا اور اب عام طور پر اس سوال کو پیش کرتے ہیں کہ پھر وہ اصلاح کا کیا طریق تھا ؟ کیا یہی چیز ندوہ یا دوسری انجمنیں اور کانفرنسیں کا رہنما ہوئی ہیں ؟ یا کوئی اور ؟ -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسطرح پر ایک مردہ قوم کو زندہ کیا اور اسکی اخلاقی مجلس - تمدنی اور سیاسی حالت میں بلحاظ دنیا کے اصلاح اور انقلاب پیدا کیا غیر قوموں نے اسکا اعتراف کیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جبکہ وہی حالت - وہی صورت اب پیدا ہوگئی ہے وہ مرض اور اسکے آثار میں تو اسکا علاج کسی خانہ زاد نسخہ سے ہو ؟ کبھی نہیں ہوسکتا - اس کے علاج کی یہی صورت ہے کہ خدا تعالے اپنے ہاتھ سے ایک سلسلہ اسیطرح قائم کرے اور وہ اپنے جذب اور اثر کی قوت سے وحدت ارادی کی روح پھونکے اور اسکی روحانی اصلاح کرے چنانچہ خدا تعالے نے اس ضرورت کے وقت اپنے موعود امام کو بھیجا تا وہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے برکت کا موجب ہو - اس سے دور رہ کر مسلمان اپنی اصلاح کرسکیں ؟

این خیال است و محال است و جنوں۔

ہم اسکو طول دینا نہیں چاہتے ہمارے مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب نے دعوۃ الندوہ میں (جو الحکم میں طبع ہوئی تھی) مفصل بحث کی ہے۔

پھر شیخ صاحب نے انگریزی تعلیم کی اہمیت پر زور دیا اور اس بات کا ذکر بڑی شد و مد سے کیا کہ انگریزی داں ایم اے بی اے عوام مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادہ صوم و صلوۃ کے پابند ہیں ، ہم یہ نہیں کہتے کہ انگریزی داں ایم اے - بی اے صوم و صلوۃ کے پابند نہیں ہوتے ہوتے ہیں جنکو خدا سمجھ دیتا ہے مگر غالباً شیخ صاحب کو شاہدین بیرسٹر لاہوری کا انگریزی لکچر یاد نہیں جو انھوں نے سید احمد خان کے عرس پر بمقام لاہور دیا تھا ہم چاہتے ہیں کہ شیخ صاحب ۹ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کا سول کو پڑہیں اور پھر بتائیں کہ انگریزی خواں تشنے گریجویٹس میں انھوں نے کہانتک واقعات نفس الامری سے کام لیا ہے ؟

آخر میں شیخ صاحب نے علما اور عوام کی حالت حالت پر ایک مختصر سا ریویو کر کے اپنے خیر مقدم کو ختم کیا۔

عوام کو علماء کی عزت و احترام کیطرف توجہ دلائی اور علماء کو تکفیر بازی سے روکا مگر اسپر کیا عمل ہوگا ؟

اس خیر مقدم کے بعد شاہ سلیمان پھلواری نے مولوی مسیح الزمان صاحب پنشنر استاد دکن کو میر مجلس منتخب کیا - جو باہمی تائید سے میر مجلس ہوئے ، اور افتتاحی تقریر خود شاہ سلیمان ہی نے کی - پھر شبلی الحی نائب ناظم نے سالیانہ رپورٹ پڑھی اور اسپر اظہار اے کیا گیا - آخر مولوی شبلی نعمانی صاحب نے فارسی ترکیب بند پڑھا - اور شاہ سلیمان کے وعظ پر اجلاس اول کا خاتمہ ہوا - باقی

کتاب احمدی کامن یعنی پنجابی نظم - اعجاز احمدی | طیار ہیں حکیم فضل الدین صاحب سے لو
ار
۴ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

شعر

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کے لیے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا اور اس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار اسبات کے لیے بطور گواہ کے ہے کہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لیے کس زور سے اور کس قدر صرف مال سے مخالفین کو متنبہ کیا گیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے موضع مُدّ میں آواز بلند کہا تھا کہ ہم کتاب اعجاز المسیح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے ہم ایسی کتاب بنا سکتے ہیں اور ہمیں اس طرح کی ایک کتاب بنا سکتا ہوں اور یہ بھی سچ ہے کہ اگر مخالف مقابلہ کر سکیں اور اسی مقررہ مدت میں اسی طرح کی کتاب بنا سکیں تو پھر وہ معجزہ کیسا ہوا اس صورت میں تو ہم صاف جھوٹے ہو گئے لیکن جب ہمارے

دوست مولوی سید محمد سرور صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب ۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان میں پہنچ گئے تو چند روز کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو جیسا کہ ہمیشہ سے یہ مخالف لوگ حیلہ و بہانہ سے کام لیتے ہیں اس میں بھی کہدیں گے کہ ہماری دانست میں کتاب اعجاز المسیح ستر دن میں طیار نہیں ہوئی جیسا کہ تقریر متعلقہ جلسہ مہوتسو کی نسبت مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تقریر پہلے بنائی گئی ہے اور ایک مدت تک سوچ کر لکھی گئی ہے پس اگر اب بھی کہدیں کہ یہ اعجاز المسیح ستر دن میں نہیں بلکہ ستر مہینے میں بنائی گئی ہے تو اب یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا اور میں چند روز اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں آخر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء

کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں کیونکہ بہرحال قصیدہ بنانے کا زمانہ یقینی اور قطعی ہے کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بمقام مُد بحث ہوئی تھی اور پھر دوسری نومبر کو ہمارے دوست قادیان پہنچے اور ۷ نومبر ۱۹۰۲ء کو میں ایک گواہی کے لیے منشی نصیرالدین صاحب منصف عدالت بٹالہ کی کچہری میں گیا شاید میں نے ایک یا دو شعر راہ میں بنائے مگر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو قصیدہ پوری توجہ سے شروع کیا اور پانچ دن تک قصیدہ اور اردو مضمون ختم کر لیا اس لیے یہ امر شک و شبہ سے پاک ہو گیا کہ کتنی مدت میں قصیدہ بنایا گیا کیونکہ اس قصیدہ میں اور نیز اردو مضمون میں واقعات اس بحث کے درج ہیں جو ۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں بمقام مُد ہوئی تھی پس اگر یہ قصیدہ اور اردو مضمون اس قلیل مدت میں طیار نہیں ہوا اور پہلے اس سے بنایا گیا تو پھر مجھے عالم الغیب ماننا چاہیے جس نے تمام واقعات کی پہلے سے خبر دیدی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدت قصیدہ پر ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے اور وہ دونوں بہیئت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کے لیے اور دس ہزار روپیہ انعام پانے کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اس اردو کا رد بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو۔ اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھوڑے گا تو وہ اس شرط کو توڑنے والا ہو گا میں اپنے مخالفوں پر کوئی ایسی مشقت نہیں ڈالتا جس مشقت کا میں نے حصہ نہ لیا ہو ظاہر ہے کہ اردو عبارت بھی اسی واقعہ بحث کے متعلق ہے اور اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان اعتراضات کا جواب ہے جو انہوں نے پیش کیے تھے اس صورت میں کون شک کر سکتا ہے کہ وہ اردو عبارت پہلے بنا رکھی تھی پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق

وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ طیار ہوئی ہیں میں اُسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو ان تحریرات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدت تک جو میں نے اردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اسی قدر مضمون اردو جس میں میری ہر ایک بات کا جواب ہو کوئی بات رہ نہ جائے اور اسی قدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح و بلیغ ہو اسی مدت مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیں تو میں ان کو دس ہزار روپیہ نقد دونگا میری طرف سے یہ اقرار صحیح شرعی ہے جس میں ہرگز تخلف نہیں ہو گا اور جس کا بذریعہ عدالت بھی ایفا کرا سکتے ہیں اور اگر اب مولوی ثناء اللہ اور دوسرے میرے مخالف پہلو تہی کریں اور بدستور مجھے کاذب اور دجال کہتے رہیں تو یہ اُن کا حق نہ ہو گا کہ مغلوب اور لاجواب ہو کر ایسی چالاکی ظاہر کریں اور وہ پبلک کے نزدیک جھوٹے ٹھہریں گے اور پھر میں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ سب مل کر اردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتملہ بر واقعات لکھدیں میں کچھ نہیں کہونگا اگر انہوں نے قصیدہ اور جواب مضمون ملحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیا تو میں بیشک جھوٹا ٹھہروں گا مگر چاہیے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اردو ترجمہ لکھیں اور یہ تمام شرائط کے اسکو بھی ایک شرط سمجھیں اس مقابلہ سے تمام جھگڑے کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اور انشاء اللہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو میں یہ رسالہ **اعجاز احمدی** مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیجدوں گا جو مولوی سید محمد سرور صاحب لیکر جائیں گے اور اسی تاریخ یہ رسالہ ان تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کروں گا بالآخر میں اسبات پر بھی راضی ہو گیا ہوں کہ ان تمام مخالفوں کو جواب مذکورہ بالا کے لکھنے اور شائع کرنے کے لیے پندرہ روز کی مہلت دوں کیونکہ اگر وہ زیادہ سے زیادہ بحث کریں تو ...... اس صورت میں ۱۸ یا ۱۹ نومبر ۱۹۰۲ء تک میرا قصیدہ ان کے پاس پہونچ جائیگا۔ بہرحال ماننا پڑے گا کہ نیم نومبر سے نصف نومبر تک پندرہ دن ہوئے مگر تاہم

مین نے ملک کی حالت پر رحم کر کے اتمام حجت سے طور پر پانچ دن اُن کے لئے اور زیادہ کر دئے ہین اور ڈاک کے دن ان دنون سے باہر ہین پس ہم جھگڑے سے کنارہ کرنے کے لئے تین دن ڈاک کے فرض کر لیتے ہین یعنی ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - نومبر ۱۹۰۲ء ان دنون تک بہر حال انکے پاس جا بجا یہ قصیدہ پہنچ جائیگا اب ان کی اصل میعاد ۲۰ نومبر سے شروع ہوگی پس اسطرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہوجائیگا پھر اگر ۲۰ دن جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسوین کے دن شام تک ختم ہوجائے گی انہون نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپکر شایع کردیا تو یون سمجھو کہ مین نیست ونابود ہوگیا اور میرا سلسلہ باطل ہوگیا اس صورت مین میری تمام جماعت کو چاہئے کہ مجھے چھوڑ دین اور قطع تعلق کرین لیکن اگر اب بھی مخالفون نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہین گے بلکہ دس لعنتین انکا ازلی حصہ ہوگا اور اس انعام مین سے ثناء اللہ کو پانچ ہزار ملے گا اور باقی پانچ کو اگر فتح یاب ہو گئے ایک ایک ہزار ملے گا۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

وفات حسرت آیات

واقعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حافظ عبد اللہ خلف حافظ غلام رسول سوداگر وزیر آباد نے بعارضہ بخار انتقال کیا راقم اس وقت وزیر آباد مین موجود نہ تھا گوجرانوالہ مین گیا ہوا تھا جب ۸ بجے کی گاڑی مین واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مرحوم کی نسبت عام افواہ ہے کہ وہ طاعون سے فوت ہوا ہے اس لئے مینے سب سے پہلے میونسپل کمیٹی سے باعث فوتیدگی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر خداداد خان ریلوے ہاسپٹل اسسٹنٹ اسکے معالج تھے جنہون نے سیکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی کی تحریری استفسار پر پر جواباً تحریر فرمایا ہے کہ اس کو طاعون نہ تھا بلکہ بخار متعدی (انگریزی مین اس کا نام ہے) سے فوت ہوا ہے چونکہ متوفی نہایت خوبصورت نوجوان عابد تہجد خوان اور حافظ قرآن کریم ہونے کے علاوہ اعلے درجے کا خلیق اور استبان تھا اس لئے ہر ایک باشندہ وزیر آباد کو اسکے ۔۔۔ انتقال پر ملال ہے لیکن جماعت احمدی کو علی الخصوص حافظ غلام رسول صاحب کے ساتھ ہمدردی ہے حق سبحانہ و تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ عطا کرے اور اسکے والدین کو صبر کی توفیق بخشے

الراقم
نامہ نگار وزیر آباد

ایڈیٹر۔ حافظ صاحب مرحوم کی وفات کے متعلق جو غلط خبر سراج الاخبار نے شائع کی ہے ہم کو امید ہے کہ ایڈیٹر سراج الاخبار اس خبر کو پڑھکر اس کی فوراً تردید کرے گا اگر اسے کوئی شک وشبہ باقی ہے تو وہ ڈاکٹر خداداد خانصاحب سے براہ راست دریافت کرے ❊

یہ دنیا بہر حال گذشتنے گذاشتنے ہے تاہم رنج وخوشی کا محسوس کرنا تقاضائے بشریت ہے اس لئے ہم اس رنج مین جو ہمارے مکرم بھائی حافظ غلام رسول صاحب کو پہنچا ہے خدا سے دعا کرتے ہین کہ انکو صبر عطا فرماوے اور نعم البدل بخشے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے

الحکم سے خطاب

الحکم کی خدمات کے اعتراف اور اس کی تعریف مین ہم بلا مبالغہ کہتے ہین صدہا خطوط آئے ہونگے مگر ہم نے ہمیشہ ان خطوط کے اندراج سے پہلو تہی کیا ہے اور نہ اس کی ضرورت سمجھی ہے مندرجہ نظم کے لئے خاص طور پر اصرار کیا گیا ہے اس لئے ہم اسے درج کرتے ہین

ایڈیٹر

الحکم سے خطاب

اے بشیر جملہ مہجوران مبارک روی تو
شکر احسانِ تو چون گردد از زبانِ خاکسار
از کمال ہمت پُرجود تو اے پاکباز
ہر خمیسم میشود پر نور چشم انتظار
مرحبا ای کاتبِ اخبار جان بر تو فدا
انت من بیت کنایا سوی ہر امیدوار
از کلام قدسیِ آن مقتدائے صادقین
شاد میسازی دل غمگین بہ ہر مہ چار بار
روز وشب از خواندنش ہر دم فزاید شوقِ دل
ختم چون گردد رسد حزبِ دگر بی انتظار
بود از جور زبانِ طاعنان پشتم دوتا
از وُرودِ الحکم گردید رنج وغم فرار
آفرین فضل حق صد مرحبا صد رحمت از جان
باد بر تو ای قلوب شائقین را غمگسار
خاطرِ پاکِ رسولِ حق ز تو خشنود باد
این تمنا میکنم ہر لحظہ پیشِ کردگار

تقوی اللہ

{یہ اس خطبہ کا خلاصہ ہے جو مولانا مولوی حضرت عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو پڑھا}

یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولاتموتن الاوانتم مسلمون

ان دنون مین بلکہ ہمیشہ ایک ہی بات کی ضرورت ہے جسکی طرف تمام مسلمانون کو توجہ کرنی چاہیئے اور وہ ہے تقوی اللہ قرآن شریف کی علت غائی یہی ہے اور جہان تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مواعظ اور نصائح ہین انمین باریک در باریک طور پر تقوی اللہ ہی کی تعلیم اور ہدایت ہے تقوی کیا ہے ظاہر اور باطن مین خلوت مین اور جلوت مین ہر فعل قول ہر حرکت وسکون مین اللہ تعالی کا خوف اور اس کی صفات واسماء سے حیا کی جاوے اسی سے ایک مسلمان سچا مسلمان بنتا ہے +

جسقدر زہرین دنیا مین انسانون کو ہلاک کرنے والی موجود ہین انمین سے گناہ کی زہر بہت ہی خطرناک ہے کیونکہ دوسری زہرین صرف جسم کو ہلاک کرتی ہین مگر گناہ کی زہر جسم اور روح دونون کو تباہ کرتی ہے یاد رکھو سب سے بڑی چیز اللہ تعالی کی نافرمانی ہے گستاخی اور بے حیائی سے اللہ تعالے کے حدود کو توڑنا اور اس کی منع کی ہوئی چیزون سے نہ رکنا خطرناک موت کا باعث ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ اس موت سے بچے اور اس زہر کے زہر سے محفوظ رہے وہ اس تریاق کو استعمال کرے جسکا نام تقوی اللہ ہے اور جس کی ہدایت اس آیت مین بھی کی گئی ہے +

ہماری جماعت جس نے خدا تعالے کے نشانون کو دیکھا ہے اور اس کے برگزیدہ مسیح موعود کو جو اللہ تعالی کی عجیب آیت ہے دیکھا ہے اس کے لئے کیا دیر ہے کہ وہ متقی نہ بنے اس نے کھلے طور پر خدا تعالے کو دیکھ لیا ہے پھر کیون وہ متقیون کے لئے بہترین نمونہ نہو؟

تقوی اللہ وہ حلاوت اور لذت بخشتا ہے کہ خدا تعالے سے آواز آجاتی ہے کہ وہ اپنے بندے سے راضی ہوگیا اور اللہ تعالے کے راضی ہونے کا بھی ثبوت ہے کہ یہ خود اپنے اندر معاینہ اور مطالعہ کرے کہ کیا خود خدا تعالی سے راضی ہوگیا یا نہین؟ اگر اس کے دل مین خدا تعالے سے پوری صلح اور اس کی مقادیر سے پوری مصالحت ہے تو یقینا سمجھو کہ خدا بھی اس سے راضی ہے۔

رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ

خدا تعالے سے سچی مصالحت کرنے مین جو چیز روک ہوتی ہے وہ وہی بے حیائیان اور حدود اللہ سے اعتدا اور اس کی نافرمانیان ہین پس تم جو چاہتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہوجاوے اور تم اس سے راضی توان تمام نافرمانی کی راہون اور بے حیائی اور گستاخی کے طریقون کو چھوڑ دو اور ان سے بچو +

صراط الذین انعمت علیہم نبیون صالحین صدیقون۔ شہیدون اور نبیون کے کمالات سے حصہ لینے کے لئے قابلیت پیدا کرو۔ تمہارے دلون مین کسی قسم کا مادہ فاسد رہنے نہ پائے تم راستبازون اور سچائیون سے پیار کرنے والے ٹھہرو خدا تعالے کی راہ مین شجاعت اور ہمت سے کام لینے والے بنو تا ان کمالات سے تمہین حصہ ملے باتون کو جانے دو۔ اور لوگ بھی باتین کرتے ہین آج باتین بہت سستی ہین ان سے خدا راضی نہین ہوسکتا وہ دل کی تہ کو دیکھتا ہے جس کے اندر کچھ بھی حرامکاری اور غداری کا بیج ہے اور جو نہین چاہتا کہ نبیون اور رسولون کی سچی فطرت حاصل کرنے کی تڑپ اس مین ہو وہ خدا کے حضور راستبازون اور انعامات کا مورد نہین ٹھہر سکتا پس باتون کو چھوڑ دو۔ حسن نیت اور اعمال صالحہ کو پیدا کرو۔ مین پھر کہتا ہون کہ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اللہ تعالے کو راضی کرنے کیلئے بڑی دعائین کرین اور اپنے اعمال صالحہ کو اس کی اطاعت اور حکم کے نیچے رکھین خدا سے پوری مصالحت اور مطاعت ہو تاکہ نمازون

مین الحمد للہ کہتے وقت کوئی شکوہ اور بدظنی اسپر نہ ہو ورنہ نفاق کا اندیشہ ہے اس وقت ہم پر خدا تعالے نے بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے اپنا مسیح موعود ہم مین بھیجا ہے اور اگر مین اس کے احسانون کو بیان نہ کرون تو یہ تحدیث بالنعمتہ کے خلاف ہوگا +

پس یاد رکھو کہ گناہ سے بڑھکر کوئی زہر نہین اور اللہ کو راضی کرنے سے بہتر کوئی تریاق نہین ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کی گرفت بڑی سخت ہے مگر وہ جیسا ذو بطش ہے ذو مغفرہ بھی ہے۔ اے ہمارے بھائیو اور دوستو! جو اس فکر مین لگے ہوئے ہو کہ اس کی گرفت سے بچو اور اس کی رحمت سے حصہ لو یہ اپنے اوپر لازم کرلو کہ ایسی گفتگوئین اپنے اوپر حرام کرلو جنمین اللہ کی رضا مندی اور اعلاء کلمتہ الاسلام نہین ہے راتدن اپنا محاسبہ کرو اور دیکھو کہ وہ نعمت اور خدا کا فضل جو ہم مین موجود ہے جسکو دنیا نے رد کیا اور تم نے قبول کیا وہ نعمت جسکے لئے مین اللہ تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ کوئی لذت کھانے پینے کی یا نظارہ کی ایسی نہین جو اسکا مقابلہ کرسکے یہ وجود ہم مین ہے اور ہم مین کا ایک ہے اس تصور اور احساس سے جو ذوق اور حلاوت روح مین پیدا ہوتی ہے مین اسکو بیان کرنے کی قابلیت نہین رکھتا مگر یہ مت سمجھو کہ کفارہ والی بات اس پاک وجود کے فیض صحبت سے وہ لطف حاصل کرو۔ کہ تمہار اعمال اور اقوال مین پاک تبدیلی ہو تم دیکھتے ہو کہ باوجودیکہ طبیعت ناساز ہے لیکن کسطرح راتدن خدا تعالے کی راہ مین سرگرم ہے دن کو دن اور رات کو رات نہین سمجھتا اسے بڑی تڑپ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر ہو اور ان جھوٹی عزتون اور شانون کی چادر کو جو عاجز ترین بندگان خدا کو پہنائی گئی ہین چھین لے اور ہمیشہ کے لئے ان کو انکے اصلی مرکز پر بٹھا دے یہ ان جھوٹی شانون کی چادرون کو ان سے چھین رہا ہے اور انکو جلا کر ہمیشہ کیلئے ان کی راکھ اڑا دیگا مسیح کو جو خدا بنایا گیا ہے اور حسین اور علی کو جو درجے دئیے گئے ہین کہ انکو خدا بنایا گیا بخدا و برب العرش ان کا کوئی

بننے کی کوشش کرین اور خدا سے توفیق مانگین ساری توفیقین اسی کے ہاتھ مین ہین +

مسٹر پگٹ مدعی مسیحیت و الوہیت کو دعوت

اخباری دنیا میں انگلستان کے مصنوعی خدا اور یسوع مسٹر پگٹ کا آجکل عام چرچا ہے اسلیئے ہم امید کرتے ہیں کہ ذیل میں جو ہم جو خط درج کرینگے وہ نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاویگا۔ مسٹر پگٹ کو یہ خط ہمارے مکرم مفتی محمد صادق صاحب نے دعوت کے رنگ میں لکھا ہے مفتی صاحب کے نام مسٹر پگٹ نے اپنے وہ نوٹس بھیجی ہیں جو اسنے اپنے گرجے میں تقسیم کیے ہیں۔
گذشتہ ہفتہ کے شحنہ ہند کے ضمیمہ میں ڈاکٹر ڈوئی کی دعوت دیکھکر وہ اپنی ناواقفیت کیوجہ سے فرانس کا مسیح ٹھیرایا ہے حالانکہ وہ پاگل خانہ بھیجا گیا ہے یہ امریکہ میں ایک غیر معروف ہے کے ذکر میں مسٹر پگٹ کو دعوت نہ کرنے کی وجہ برٹش گورنمنٹ کا خوف بتاتا ہے کہ صرف اسلیے دعوت نہیں کی۔ یہ گورنمنٹ کے کیسے نادان دوست ہیں جو گورنمنٹ کی عطا کردہ مذہبی آزادی میں پلر سکوہت اندازی کرنیوالا ٹھیراتے ہیں یہ گورنمنٹ کا ہی احسان ہے کہ ہم گھر بیٹھے تمام ممالک کی خبریں لے رہے ہیں اور ہم تبلیغ کر رہے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ شحنہ ہند پہلی ہی خط کو بعد کی دلچسپی سے پڑھے گا اور اپنی غلطی کو واپس لے گا ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

آج قریباً سولہ سو سال کا عرصہ گذر تا ہے کہ عیسائیون کی قوم ایک سچے خدا خالق ارض و سموات کی عبادت چھوڑ کر اس ولیپر زلزلہ ڈالنے والے غلطی مین پڑے ہوئے ہین کہ ایک فانی انسان یعنی مریم کے بیٹون مین سے ایک یسوع ناصری کو خدا مانتے ہین اور اس کی پرستش کرتے ہین وہ یسوع جو اپنی گنہ گاری سے ایسا واقف تہا کہ اس نے اپنے زمانہ کے ایک کافر کو بھی اسبات کی اجازت ندی کہ اس کو نیک کے لفظ سے خطاب کرے وہ یسوع جو ہمیشہ اپنے تئین ابن آدم کے نام سے نامزد کرتا اور اپنے اقوال اور افعال سے ہمیشہ اپنی کمزوریون کا اظہار کرتا رہتا تہا وہ یسوع جس نے اپنی کمزور روح اور کمزور جسم کا لحاظ رکھکر ساری رات نہایت الحاح سے جناب باری مین صلیبی کی لعنتی موت سے بچے رہنے کو دعائیں مانگین ہان اسی یسوع کو خدا مانا جاتا ہے۔ خدائے قادر علیم وخبیر کے حضور مین یہ کیسے بڑے کفر کی بات ہے

كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا۔ بڑے دلیرانہ کفر کی بات ہے جو انکے منہہ سے نکلی یہ جھوٹ ہے اور بالکل جھوٹ ہے لا الہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین قال تعالےٰ فاما الذين كفروا فاعذبهم عذابا شديدا في الدنيا والاخرة وما لهم من ناصرين اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ انکار کرتے ہین اُن کے لئے سخت عذاب ہے دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور کوئی ہرگز اُنکی مدد کرنے والا نہو گا۔

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون وہی ہے اللہ جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اس سچے دین کو دوسرے تمام ادیان پر غالب کرکے دکہلا وے اور یہ بات ہو کر رہیگی خواہ مشرک لوگ اس حق سے کراہت کرکے کیسی ہی مخالفت کرین۔

انسانون کی جنس کی ذلت اور بیعزتی کے واسطے یہ عیسوی عقیدہ ایک انسان کو خدا بنانے کا کچھ کم نہ تہا لیکن اب ہم سنتے ہین کہ تم اتنے پر راضی نہین ہو بلکہ تم نے ایک قدم اور آگے بڑہا کر دعوی کیا ہے کہ مین بھی مسیح اور خدا ہون۔

ہمیشہ سے عیسائیون اور مسلمانون مین مباحثات ہوتے چلے آئے ہین اور مسلمان عیسائیون کو یہ سمجہانے کی کوشش کرتے رہے ہین کہ یسوع صرف ایک انسان تہا اور وہ اس مین تہوڑے بہت کامیاب بھی ہوتے رہے ہین لیکن تثلیث کی تاریکی روئے زمین پر اسطرح سے پہیلتی ہوئی چلی گئی جیسے کہ مبروص کے بدن پر برص کا داغ۔ لیکن اب خدائے غیور و قادر کی غیرت اس جوش مین ہے کہ اس کے نام کی بیعزتی دنیا مین نہ ہو اور اسی لئے اس حکیم خدا نے رسولون کے سردار نبیون کے خاتم اور ولیون کے بادشاہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے اپنا ایک نبی اور رسول دنیا مین مبعوث کیا ہے اور اس کو ایسے معجزات اور خوارق عطا کئے ہین جن کے سامنے انجیلی معجزات ہیچ نظر آتے ہین پس بلحاظ ہمدردی مین تم کو نصیحت کرتا ہون کہ تم اپنے تئین یا کسی دوسرے انسان کو خدا کہنے کے بڑے اور قابل شرم گناہ سے توبہ کرو۔ یہ تو ایک ایسا ناپاک جرم ہے کہ کوئی دنیوی گورنمنٹ بھی اسبات کو گوارا نہین کر سکتی کہ کوئی اور انکی سلطنت مین چھوٹا حاکم بن بیٹھے چہ جائیکہ اللہ تعالےٰ کی ازلی ابدی سلطنت مین کسیکو ایسا کرنے کی جرأت ہو اگر تم عاجزی اختیار کرو اور انسانون کا شیوہ اختیار کرکے خاکساری کے ساتھ زمین پر چلو اور خدا کے اس مسیح موعود کو مانو جو ان دلون کا مقدس رسول ہے اور جسکا نام حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو یقیناً خدا تمہین بہت سی برکتین عطا فرماوے گا۔

پر اگر تم اپنی ضد سے باز نہین آتے اور ایک سچے خدا پر ایمان نہین لاتے اور اس کے مقدس رسول یعنی محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتے اور اپنے تئین مسیح اور خدا کہنے پر اصرار کرتے ہو تو پھر فیصلہ کا ایک ہی طریق ہے اور تمام شکوک کے رفع کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم بحیثیت خدا ہونے کے اپنا حکم صادر کرو کہ یہ نبی تمہارے اس دنیا پر ٹھہرنے کے زمانے کے اندر تمہارے یہان ہوتے ہوئے مرجائے اور اپنے اس حکم سے ایک چھپی ہوئی چھٹی کے ذریعہ سے اس نبی کو مطلع کرکے اس سے درخواست کرو کہ وہ بھی تمہارے حق مین ایسی ہی دعا کرے کہ تم اس کی زندگی مین مرجاؤ۔ کیونکہ بائیبل مین ایسا ہی لکھا ہے کہ جھوٹا نبی مرجائے گا ہان مین یہ نہین کہتا کہ تم اس مسیح موعود کے حق مین دعا کرو کیونکہ تم تو خود خدا ہونے کا دعوے کرتے ہو۔ اس واسطے تمہین کسی سے دعا کرنے کی ضرورت نہین بلکہ صرف حکم جاری کرنیکی ضرورت ہے پر یہ مسیح موعود تمہارے حق مین اپنے خدا سے دعا مانگیگا کیونکہ وہ صرف انسان اور خدا کا رسول ہونے کا مدعی ہے لیکن تم کو اختیار ہے کہ اگر تم خدا ہو تو اس کی دعا کو قبول نکرو اور اسطرح یہ مقابلہ بہر حال تمہارے حق مین مفید ہے اگر تم اسبات کو اختیار کرو گے تو جھوٹے کی موت تمام مشکل مسائل حل کردے گی مباحثات

خطبہ نکاح

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب

سلمہ اللہ الاحد

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پھر فرمایا خلقکم من نفس واحدہ اللہ تعالےٰ نے تم کو ایک جی سے بنایا اوراسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اورپھر دونوں سے بہت سے مرد اورعورتیں پیدا کین قرآن شریف سے عمدہ اور نیک اولاد کا پیدا ہونا اللہ تعالےٰ کی رضا کا منطوق معلوم ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو کہ خدا نے اسے کیسا برومند کیا جسمین صدہا نبی اور رسول آئے حتی کہ خاتم الرسل بھی اسی مین ہوئے مگر یہ طیب اور مبارک اولاد کسطرح سے حاصل ہو؛ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تقوی ہے تقوے کے حصول کا یہہ ذریعہ ہے کہ انسان اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرے اور اس امر کو ہمیشہ مد نظر رکھے ان اللہ کان علیکم رقیبا جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالی تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقوی سے دور پہینک دیتی ہے بچ سکو گے دیکھو کسی عظیم الشان انسان کے سامنے انسان بدی کے ارتکاب کا حوصلہ نہین کرسکتا ہر ایک بدی کرنیوالا اپنی اس بدی کو مخفی رکہنا چاہتا ہے پہر جب خدا تعالےٰ کو رقیب اور بصیر مانے گا اوراسپر سچا ایمان لائیگا تو اپنے ارتکاب سے بچ جائے گا غرض تقوی ایسی نعمت ہے کہ متقی ذریت طیبہ بھی پالیتا ہے۔

پہر ارشاد ہوا ہے یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یہ ایک دوسری آیت ہے جس مین اللہ تعالےٰ ایسے تعلقات اور عقد کے وقت یہ نصیحت فرماتا ہے تقوی اللہ اختیار کرو اور سچی باتین کہو۔ سچی باتین حاصل ہوتی ہین کتاب اللہ کو غور کے ساتھ پڑہنے سے سنن اور تعامل کے مطالعہ سے۔ احادیث صحیحہ کے یاد رکھنے سے۔ یہ باتین ہین علوم حقہ کے حاصل کرنے کی۔ مجھے اس موقعہ پر یہ بھی کہنا ہے کہ بعض لوگ تم مین سے اپنی غلط فہمی سے احادیث کو حالمود کہتے ہین یہ ان کی سخت غلطی ہے انہوں نے ہرگز ہرگز امام کے مطلب کو نہین سمجھا کیا انکو معلوم نہین کہ حضرت امام اپنے عظیم الشان پیشگوئیان احادیث سے لیتے ہین اور اپنے دعاوی پر احادیث سے تمسک کرتے ہین! آپکا مطلب یہ ہے کہ جو حدیث قرآن شریف کے معارض ہو وہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ راجح کا مقابلہ مرجوح نہیں لے سکتے اوس کو آگے بڑہانا اور یہان تک پہنچانا جہالت ہے اگر میری باتپر توجہ نہو تو تم خود دریافت کر سکتے ہو احادیث سے انکار کرنا بڑی بدقسمتی ہے۔

حضرت امام علیہ السلام نے بارہا فرمایا ہے کہ ہمارے لئے تین چیزین ہین۔ قرآن سنت اور حدیث۔ قرآن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہکر سنایا تو سنت کے ذریعہ اسپر عمل کرکے دکہا دیا اور پہر حدیث نے اس تعامل کو محفوظ رکہا ہے غرض حدیث کو کبھی نہین چھوڑنا چاہئے جب تک وہ صریح قرآن شریف کے معارض اور مخالف واقع نہ ہوئی ہو بہلا دیکھو تو اسی نکاح کے متعلق غور کرو کہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ جب آدمی نکاح کرتا ہے تو کیا کیا امور نظر رکہتا ہے اور کا ہے عورت بیاہی جاتی ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مالدار ہے اور کا ہے یہ کہ حسین ہے یا کسی عالی خاندان کی ہے اور بعض اوقات مقابلہ مدنظر ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ علیک بذات الدین تربت یداک تاکہ تقوے بڑہے ایک سے زیادہ نکاح بھی اگر کرو تو اس لئے کہ تقوے بڑہے جب تقوے مدنظر نہو تو وہ نکاح مفید اور مبارک نہیں ہوتا۔

غرض خدا تعالی فرماتا ہے اور مومنو نکو مخاطب کرکے فرماتا ہے یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا انسان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو کا ہے مومن اور کا ہے کافر بنا دیتی ہے معتبر بھی بنا دیتی ہے اور بے اعتبار بھی کر دیتی ہے اس لئے مولا کریم فرماتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نگاہو خصوصاً نکاحون کے معاملہ مین اسکا فائدہ ہوتا ہے یصلح لکم تاکہ تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہوجاوین صدہا لوگ ان معاملات نکاح مین تقوے اور خداترسی سے کام نہین لیتے اور الہی حکم کی قدر اور عظمت انکو مدنظر نہین ہوتی بلکہ وہ اس تراش خراش مین رہتے ہین کہ یہ مقابلہ ہو یا شہوات کو مقدم کرتے ہین لیکن جب تقوے ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ دار اللہ تعالےٰ ہو جاتا ہے اور اگر نا فرمانی ہو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

بات یہ ہے جو اللہ رسول کا مطیع ہوتا ہے وہ بڑا کامیاب ہوجاتا ہے اس لئے یہ بات ہر ایک کو مدنظر رکہنی چاہئے پہر فرمایا

یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد

پہر تقوی کی تاکید اس تیسری آیت مین ہے کہ تقوی اللہ اختیار کرو اور ہر ایک جی کو چاہئے کہ بڑی توجہ سے دیکھ لے کہ کل کیلئے کیا کیا جو کام ہم کرتے ہین انکے نتائج ہماری مقدرت سے باہر چلے جاتے ہین اس لئے جو کام اللہ کے لئے نہوگا تو وہ سخت نقصان کا باعث ہوگا لیکن جو اللہ کے لئے ہے تو وہ ہمہ قدرت اور غیب دان خدا جو ہر قسم کی طاقت اور قدرت رکہتا ہے اس کو مفید اور مثمر ثمرات حسنہ بنا دیتا ہے۔

غرض مختصر یہ ہے کہ متقی بنو اور اللہ کا خوف کرو۔ تمہارے اعمال مین تکبر۔ کذب اور دوسرے کو ایذا نہو ان شرائط کی پوری پابندی کرو جو بیعت کے لئے بیان کی گئین ہین اور پہر کثرت سے درود پڑہا کرو اور استغفار کرتے رہو اور لاحول پڑہکر دوسری قومون کے لئے نمونہ بنو اس کے بعد مین اللہ کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے اس ایجاب قبول کا اقرار کراتا ہون میان بشیر احمد صاحب جو اللہ تعالےٰ کے پیغام اور اطلاع کیموافق دنیا مین آئے ہین انکا نکاح مولوی غلام حسین صاحب کی لڑکی

ہمارے حق مین منظور کرے آمین +

سورۂ جمعہ پر حضرت حکیم الامت کا وعظ

سلسلے کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

یہ سنت اللہ اور استمراری عادۃ اللہ ہے کہ جب دنیا مین بدی پہیلتی ہے۔ بدی کیسی! لکھے پڑھے بھی بندر سور اور عبد الطاغوت ہو جاتے ہین خدا کا خوف دلون سے اٹھہ جاتا اور انسانیت مسخ ہو کر حیوانیت اور بہیمیت سی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالے محض اپنے فضل وکرم سے تباہ شدہ مخلوق کی دستگیری کے لئے ایک مامور دنیا مین بھیجتا ہے جو آکر ان کی گم شدہ متاع پھر انکو دیتا ہے اور خبیثون اور طیب لوگون مین امتیاز ہو جاتا ہے اس قاعدہ کو مدنظر رکھکر صاف اشارہ ملتا ہے کہ خدا تعالے کس وقت معلم اور مزکی کو بھیجتا ہے! اس کی شناخت کا کیا طریق اور نشان ہونا چاہئے؟ یہ بڑی بھاری غلطی پہلی ہوئی ہے کہ جب کوئی مامور دنیا مین آتا ہے تو ناواقف اور نادان انسان اپنی کمزور خیال کے پیمانہ اور معیار سے اسکو پرکھنا چاہتے ہین حالانکہ اسکو پرکھنے کے لئے وہ معیار قائم کرنا چاہئے جو راستبازون کے لئے ہمیشہ ہوتا ہے ✦

گورداسپور مین ایک موقعہ پر ایک شخص حضرت امام علیہ السلام کے متعلق مجھہ سے کچھہ سوال کرنے آیا مین نے جب اس سے یہ کہا کہ تم وہ معیار پیش کرو جس سے تم نے دنیا مین کسی کو راستباز مانا ہے تو وہ خاموش ہی ہو گیا اور سلسلہ کلام کو آگے نہ چلا سکا۔ یہ بڑی پکی اور سچی بات ہے کہ راستباز ہمیشہ ایک ہی معیار سے پرکھے جاتے ہین اور انمین کوئی نرالی اور نئی بات نہین ہوتی چنانچہ ہمارے ہادی کامل فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد الہی یون ہوا

قل ما کنت بدعا من الرسل

کہدے مین کوئی نیا رسول دنیا مین نہین آیا دنیا مین مجھ سے پہلے رسول آتے رہے ہین تم نے اگر کسی کو راستباز اور صادق مانا ہے تو جس قاعدہ اور معیار سے مانا ہے تو وہی قاعدہ اور معیار میرے لئے بس ہے۔ مین نے قرآن شریف کے اس استدلال کی بنا پر بارہا ان لوگون سے جو حضرت میرزا صاحب کے متعلق سوال اور بحث کرتے ہین پوچھا کہ تم نے کبھی کسی کو دنیا مین راستباز اور صادق تسلیم کیا ہے یا نہین؟ اگر کیا ہے تو وہ ذریعے اور معیار کیا تھے؟ جن ذریعون سے تم نے صادق تسلیم کیا ہو پھر میرا ذمہ ہوگا کہ اس معیار پر اپنے صادق امام کی راستبازی اور صداقت ثابت کر دون مین نے بارہا اس گر اور اصول سے بہتونکو لاجواب اور خاموش کرایا ہے۔ اور یہ میرا مجرب نسخہ ہے اس راہ سے اگر چلو تو تم تمام مباحث کا دو لفظون مین فیصلہ کر دو گورداسپور کا جو واقعہ مین نے بیان کیا ہے جو لوگ سے سنا تہہ تھے انہون نے دیکھا ہے کہ باوجودیکہ سوال کرنیوالا بڑا چلبلا اور چالاک آدمی تہا مگر میرے اس سوال پر وہ کچھہ بھی نہ کہہ سکا بعض آدمیون نے اس کو کہا بھی کہ تم کسیکا نام ہے دو اس نے یہی کہا کہ مین نام لیتا ہون تو مرتا ہون (یعنی ماننا پڑتا ہے اور لاجواب ہونا ہوگا)

غرض یہ ایک سنت اللہ ہے خدا کا اٹل قانون ہے کہ جب دنیا پر ضلالت کی ظلمت چہا جاتی ہے اور یہ بیدینی اور فسق وفجور کی رات اپنے انتہا تک پہنچ جاتی ہے تو اسی قانون کیموافق جو ہم رات دن دیکھتے ہین کہ رات کے آخری حصہ مین آسمان پر صبح صادق کے وقت روشنی کے آثار نظر آنے لگتے ہین کوئی آسمانی نور اترتا ہے اور دنیا کی ہدایت اور روشنی کا موجب ٹھیرتا ہے۔

اسیطرح ہم دیکھتے ہین کہ جب امساک باران حد سے گذرتا ہے جسکا نام عام لوگون نے ہفتہ رکھا ہے کہ سات سال سے زیادہ نہین گذرتا تو سمجھنے والا سمجھتا ہے کہ اب بارش ضرور ہوگی ✦

اس قسم کے نشانات خدا تعالے کے ایک اٹل اور مستقل قانون کا صاف پتہ دیتے ہین اگر آنکھہ بالکل بند نہو اگر دل بالکل سویا ہوا نہ ہو تو اسبات کا سمجھہ لینا کہ روحانی نظام بھی اسیطرح واقع ہے کچھہ مشکل نہین مگر یہ آنکھ کی بصیرۃ اور دل کی بیداری بھی اللہ تعالے ہی کے فضل پر موقوف ہے مین غور کرتے کرتے اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ مامور من اللہ اور راستباز کی شناخت کے لئے ہر قسم کے دلائل ملسکتے ہین انفسی اور آفاقی دونون قسم کے دلائل ہوتے ہین یعنی اندرونی اور بیرونی دلائل۔ اندرونی دلائل مین سے ایک عقل بھی ہے پھر اس کے ساتھہ نقل کا پتہ لگا سکتے ہین اور اسے سمجھہ سکتے ہین اگر اپنی عقل یا نقل کافی نہو تو دوسرے عقیل اور فہیم لوگون سے سن کر فائدہ اٹھا سکتے ہین

بارہا میرے دل مین یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ عقل مقدم ہے یا نقل اور کیا ان دونون مین کوئی تعارض اور تناقض تو نہین؟ مین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سماعی چیزون پر بھی عقل فیصلہ دیتی ہے جیسے فرمایا گیا ہے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ

اور پھر عقل صریح اور نقل صحیح مین ہرگز کوئی تعارض نہین ہوتا دونون کا ایک ہی فیصلہ ہے اور عقل مقدم ہے کیونکہ انسان مکلف نہین ہو سکتا جب تک سوچنے اور سمجھنے نہ لگے پس اب ہم اس مدعی کے دعوے کے امتیاز کے لئے عقلی اور نقلی دلائل سے اگر فیصلہ چاہین تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچینگے کہ واقعی یہ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے ✦

عقل سے پہلے ہمین یہ معلوم کرنا ہوگا کہ کیا اس وقت کسی کے آنے کی ضرورت ہے یا نہین؟ تو جیسا کہ مین پہلے بیان کر چکا ہون خدا تعالیٰ کا مستقل اور اٹل قانون ہمین بتاتا ہے کہ اس کی طرف سے ایسے وقت پر مامور آتے ہین اور آنے چاہئین! اور پھر جب ہم نقل سے اس کا موازنہ کرتے ہین تو نقل صحیح ہمکو بتاتی ہے کہ یہ وقت خدا کے ایک مامور کے آنیکا ہے۔ تمام کشوف اور رویا اور الہامات

ناظرین !! اخبار کے بقایا خریدارون کے نام وی/پی برابر بھیجے جا رہے ہین آخر نومبر ۱۹۰۲ء تک انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب حساب بیباق کرنا چاہتے ہین ہمارے خوش معاملہ ناظرین اسوقت ہمین مدد دیکر شکر گزار بنائین - ایڈیٹر

پر شہادت دیتے ہین کہ **مسیح موعود** اور مہدی کا زمانہ چودہوین صدی سے آگے نہین ہر صدی پر مجدد کے آنیکا وعدہ بجائے خود ظاہر کرتا ہے کہ ایک عظیم الشان مجدد اس وقت ہونا چاہیئے اور چونکہ صلیبی فتنہ کثرت سے پھیلا ہوا ہے اس لئے اس صدی کے مجدد کا نام بہرحال کاسر الصلیب ہی ہوگا خواہ وہ کوئی ہو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون مین کاسر الصلیب جسکا نام رکھا گیا ہے وہ وہی ہے جسکو دوسرے الفاظ مین مسیح موعود کہا گیا ہے اور اسی طرح سے خدا تعالےٰ کے پاک کلام پر جب ہم نگاہ کرتے ہین تو اور بھی صفائی کے ساتھ یہ بات کھلجاتی ہے کہ اس نے وعدہ کیا کہ اسی امت مین سے خلفاء کا ایک سلسلہ اسی نہج اور اسلوب پر قائم ہوگا جیسے بنی اسرائیل مین ہوا اور پھر یہ بھی کھول کر بیان کیا گیا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وعدہ اور پیشگوئی کے موافق جو استثنا کے ۱۸ باب مین کی گئی تھی مثیل موسیٰ ہین اور قرآن نے خود اس دعوی کو لیا۔

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا

اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ٹھہرے اور خلفاء موسویہ کے طریق پر ایک سلسلہ خلفائے محمدیہ کا خدا تعالےٰ نے قائم کرنیکا وعدہ کیا جیسا کہ سورہ نور مین فرمایا

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملو الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم الایۃ

پھر کیا چودہوین صدی موسوی کے خلیفہ کے مقابل پر چودہوین صدی ہجری پر ایک خلیفہ کا آنا ضروری تھا یا نہین؟ اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور اس آیت وعدہ کے لفظ کما پر پورا غور کر لیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑیگا کہ موسوی خلفاء کے مقابل پر چودہوین صدی کا خلیفہ **خاتم الخلفاء** ہوگا اور وہ **مسیح موعود** ہوگا +

اب غور کرو کہ عقل اور نقل مین تناقض کہان ہوا! عقل نے ضرورت بتائی نقل صحیح بھی بتاتی ہے کہ اس وقت ایک **مامور** کی ضرورت ہے اور وہ **خاتم الخلفاء** ہوگا اس کا نام **مسیح موعود** ہونا چاہیئے۔

پھر ایک مدعی موجود ہے وہ بھی یہی کہتا ہے کہ مین **مسیح موعود** ہون اسکے دعوے کو راستبازون کے معیار پر پرکھ لو۔ مین اب ایک اور آسان ترین بات پیش کرتا ہون جو عقل اور نقل کی رو سے اس امام کی تصدیق کرتی ہے قرآن شریف مین چاند اور سورج کی سنت کے متعلق فرمایا ہے **قدرناہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب** سورج اور چاند کے نظام اور قانون پر نظر کر کے بہت سے حساب سمجھ سکتے ہو جنتریان بنا سکتے ہو جیسے دو اور دو چار ایک یقینی بات ہے اسیطرح پر یہ نظام بھی حق ہے اب اگر کوئی شخص میرزا صاحب کے دعوے کے متعلق پہلے دعوے کے وقت نقل صحیح سے کام لیتا تو یہ عقیدہ کیسی آسانی سے حل ہو جاتا تھا۔ تیرہ سو برس پیشتر کہا گیا تھا کہ اس مہدی کے وقت رمضان مین کسوف اور خسوف ہوگا اور اس سے پہلے کبھی نہین ہوا بت پرست قوم بھی سال سے پہلے جنتری لکھدیتی ہے مسلمانون کو غیرت کرنی چاہیئے تھی اور معلوم کرنا چاہیئے تھا کہ کس سال مین یہ اجتماع ممکن ہے؟ ہندو جاہل جب پتری بناکر کسوف خسوف کے پتے دیتا ہے تو ایک مسلمان کو جس کی کتاب مین:- **لتعلموا عدد السنین والحساب** لکھا ہے سوچنا چاہیئے تھا کہ وہ وقت کب ہوگا۔ اور جب اسے وقت کا پتہ لگتا تو وہ تلاش کرتا کہ مدعی ہے یا نہین؟ اگر وہ مدعی کو پالیتا تو سوچ لیتا کہ آسمان کی بات میرے یا کسی کے تعلق مین نہین ہے نقل مین موجود ہے کہ اس کے وقت کسوف خسوف ہوگا اور عقل بتاتی ہے کہ یہ اجتماع کسوف خسوف کا فلان وقت ہوگا اور وہ وقت آگیا ہے اور مدعی موجود ہے۔ جب ان امور پر غور کرتا تو بات بالکل صاف تھی اور وہ مان سکتا تھا اور بڑی سہل راہ سے سمجھ سکتا تھا اگر اتنی عقل اور سمجھ نہ تھی تو دعوے کے وقت ہی حدیث کو دیکھ لیتا اور سن لیتا اور سوچتا کہ یہ حدیث کیسی ہے اور پھر کسی ہندو سے دریافت کرتا کہ یہ موقع کب ہوگا اور وہ اسے بتاتا کہ فلان سنہ مین ہوگا اور پھر جب وقوع مین آتا تو تسلیم کر کے اپنے تزکیہ کے لئے چلا آتا۔ غرض یہ کیسی صاف اور روشن بات تھی لیکن اگر آسمان کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا اور اس کی نگاہ اتنی اونچی نہ تھی تو زمین مین ہی دیکھتا کہ اس کے لئے کیا نشان ہین! اور اس امر پر غور کرتا کہ قرآن تو اس لئے آیا ہے **لیحکم بین الناس فی ما اختلفوا فیہ** اب اس دعوی کیموافق اس وقت کوئی اختلاف ہے یا نہین؟ اور پھر قرآن شریف اس اختلاف کے مٹانے کے لئے بس ہے یا نہین؟ پہلی بات پر نظر کر کے صاف معلوم ہوتا کہ اختلاف کثرت سے پھیلا ہوا ہے سب سے پہلا اختلاف تو ہمین اپنے ہی اندر نظر آتا ہم دیکھتے ہین کہ بعض صداقتین ہمارے اندر ہین جنکو ہم ایمانیات یا عقاید کہتے ہین اور پھر کچھ اعمال ہین جو یا نیک ہوتے ہین یا بد اب مطالعہ کرتے کہ کیا وہ اعمال ان مسلمہ نیکیون اور صداقتون کے موافق ہین یا مخالف ہین؟ اگر اسکی مانی ہوئی نیکیان اور ہین اور نیک اعمال فی نفسہ اور ہین تو اس کے دل مین یہ تڑپ پیدا ہوتی کہ یہ پہلا اختلاف مٹنا چاہیئے (باقی آئندہ)

لاہور ٹمپرنس ایسوسی ایشن

یہ ایسوسی ایشن عرصہ تین سال سے نہایت کامیابی کیساتھ لاہور اور مضافات مین اشاعت ٹمپرنس کا کام کر رہی ہے چنانچہ اس کا تیسرا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶- اکتوبر کو نہایت رونق اور کامیابی کیساتھ حویلی راجہ دھیان سنگھ مین منعقد ہوا۔ ۲۵ اکتوبر کو ۴½ بجے شام کے حویلی مذکورہ سے ایک جلوس نہایت شان و شوکت کیساتھ روانہ ہوا شہر کے بڑے بڑے بازارون سے گذر کر ۹ بجے شب کو واپس پہنچا +

۲۶ اکتوبر کو صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے دوپہر تک پہلا اجلاس نہایت رونق کیساتھ ہوا صدر جلسہ انریبل نواب حاجی فتح علی خانصاحب

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صحیحہ

(بقیہ مضمون)

جب دیکھا کہ حکام انتظام کو ناراضگی پیدا ہوگئی ہے تو پھر بمصداق شعر

بباید گفت اینک ماہ پروین

سعدی رحمتہ اللہ علیہ اگر شہ روز را گوید شب است این الخ سبکے سب حکام انتظام کے ہم آہنگ ہوکر ایک ہی آواز سے بولنے لگے اور اپنے مولوی صاحبان کی تعظیم بجا لاتے رہے آخر میر مجلس صاحب نے جلسہ برخاست کردیا اور احمدی جماعت کو فرمایا کہ آپ لوگ ایک جانب ہوجائین اور دوسرے فریق کو پہلے نکل جانے دین اور ان لوگونکو باہر نکل جانے کا حکم دیدیا مگر مولوی صاحبان کی خاطر ہوتی ... ہوئی دیکھکر کچھہ دوسرے لوگ رکنے لگے اور جاکر پھر واپس رخ پھیرا تب حکام انتظام کے ہنٹرون نے وہ ... حاکمانہ کارروائی دکھلائی کہ جسکا نمونہ آگے تمام عمر مین نہ دیکھا گیا تہا پھر مولوی صاحبان بھی جاتے تعزنہ آئے اور میدان عیدگاہ مین سے یون گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور عام لوگ بجائے دروازے مین سے نکلنے کے دیوار پر سے پھاند پھاند کر گئے +

جب میدان صاف ہوگیا تو مولوی ابو یوسف صاحب معہ اپنی جماعت کے باہر نکلے آگے دروازے مین جناب تحصیلدار صاحب اور میان دیوی سنگھہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر معہ دیگر اہلکاران کھڑے ہوئے تھے تحصیلدار صاحب نے مولوی صاحبکو دیکھکر جزاکم اللہ کہا اور ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے بشاش بشاش چہرہ سے مولوی صاحب سے ہاتھ ملایا اور فرمایا کہ اب آپ امن اور چین سے بیٹھے رہیئے تب مولوی ابو یوسف صاحب بگھی پر سوار ہوکر اپنے فرودگاہ پر تشریف لے گئے اور شہر مین احمدی جماعت کو ہر طرف سے مبارکباد کی صدائین آنی شروع ہوئین اور تنورو نیز عور تونمین بھی یہ تذکرہ تہا کہ میرزائی جیت گئے فالحمد للہ علی ذالک یہ ہے انجام اس مباحثہ کا +

عشا کے وقت کچھہ رات گذری مولوی ابراہیم کی زبانی تحصیلدار صاحب کی وساطت سے ایک شخص نے وہ مضمون جو مولوی ابو یوسف صاحب نے سنایا تہا آکر طلب کیا جوابمین کہا گیا کہ وہ مضمون چھپکر شائع ہوگا تب مولوی صاحب کو ایک کاپی بھیجدی جاوے گی اور اس وقت مضمون مولوی ابو یوسف صاحب کے پاس موجود بھی نہین کسی اور شخص کے پاس رکھا گیا ہے اس کے بعد پھر مضمون کا کوئی مطالبہ نہین ہوا اور مولوی ابراہیم صاحب اسی شب کو رخصت ہوگئے دوسرے روز ۲۹ اگست ۱۹۰۲ء کو معتبر ذرائع سے سنا گیا کہ مولوی کرم الدین صاحب میر مجلس صاحب کے دولت خانہ پر عذر خواہی اور اعتراف قصور کے لئے تشریف لے گئے اور ملاقات کی درخواست کی مگر ادہر سے سوکہا جواب ملا اُتکا سا منہہ لیکر واپس چلے آئے -

صدق اللہ العظیم - انی مہین من اراد اہانتک اے مسیح مین تیری اہانت کا ارادہ کرنے والے کی اہانت کرونگا +

اس روز تو مولوی کرم الدین صاحب نے اپنے جوش نفس سے بجانہ ایڈیٹر سراج الاخبار وعظ بھی کیا اور اپنے اندر کے بخار بھی نکالے مگر دوسرے روز یعنی ۳۰ اگست کی شام کو شیخ محی الدین اپیلنویس کو ہمراہ لئے ہوئے سیٹھہ احمدالدین صاحب کے مکان پر جہان مولوی ابو یوسف صاحب فروکش تھے آپ تشریف لائے اور اپنے تمام حرکات ناشائستہ کی وجہ اپنا جوش نفس تبلایا اور اپنے قصورون کے معترف ہوکر مولوی ابو یوسف صاحب سے معافی کے لئے خواستگار ہوئے اور یہ بھی بیان کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی کے متعلق جو کچھہ کارروائی ہوئی ہے وہ میری توسط سے ہوئی ہے اور مین نے ہی اصل کتاب مولوی محمد حسن مرحوم ساکن بہین کی جسکے نوٹون سے پیر صاحب نے اپنی سیف چشتیائی لکھی ہے حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین بھیجی ہے تب مولوی ابو یوسف نے کہا کہ مولوی صاحب اللہ حسیبنا وحسیبکم ہمارا تمہارا اللہ کے ہان حساب ہے ہمنے تو اپنی عزت خدا کے دین کے لئے وقف کرر کھی ہے اور اپنی ذلت کا ہمارے دلپر کوئی بار نہیں ہماری عزت تو سب اسی مین ہے کہ خدا اور رسول اور ان کے پاک نائب حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عزت ظاہر ہو ہمیں ہم سے معاف کرانا یا نہ کرانا مساوی ہے آپ خدا سے معافی مانگین اور یہ دورنگی چھوڑ دین خدا تعالی کو راضی کرنے کی کوشش کرین تب مولوی کرم الدین صاحب نے دوبارہ کہا کہ آپ تو معاف کرین اسپر مولوی ابو یوسف صاحب نے فرمایا کہ ہماری طرف سے تو معافی ہے اور یہ بھی کہا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے متعلق جو کچھہ آپ کی خط و کتابت حضرت اقدس سے ہوئی ہے وہ بھی سب پڑھی ہے تب مولوی کرم الدین صاحب یہ کہتے ہوئے کہ مولوی نورالدین صاحب اور حکیم فضلدین صاحب اور حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین میرا السلام وعلیکم عرض کردین رخصت ہوئے اور مولوی ابو یوسف صاحب اپنی علالت طبع کی وجہ سے جلدی نماز خفتن ادا کرکے سو گئے اور علی الصباح اٹھکر اپنے ننھیال کو چلے گئے اور تیسرے دن واپس آکر دو ایکروز اور جہلم مین رہے اور دو ایک وعظ بھی فرمائے اور جمعہ کے دن جمعہ پڑہا کر رات کی ٹرین پر سیالکوٹ واپس ہوگئے اب خدا کے فضل سے اس مباحثہ کے اثر سے مخالف فریق کی شورا شوری اور غیر طبعی جوش قطعاً جاتا رہا ہے اور ایک سکوت کا عالم ہے بالاخر ناظرین اور خصوصاً ایڈیٹر سراج الاخبار انصاف کرے کہ کیا مولوی کرم الدین صاحب جنکی بات بات مین نفاق کا رنگ ظاہر ہوتا رہا ہے اور جنکا خاتمہ اور جہلم سے روانگی نفاق پر ہی ہوئی ہے ایسے مولوی قابل اعتبار اور قابل وثوق ہین اور کیا انکے بھی کسی قول اور فعل کا اعتبار ہوسکتا ہے

اب ذیل مین ہم تحصیلدار صاحب و میان دیوی سنگھہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر و مہر بہاول بخش صاحب ذیلدار کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین جن کے حسن انتظام اور حفظ امن سے یہ مباحثہ نتیجہ خیز اور فائدہ بخش اہل انصاف ہوا اور

الوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر و مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

والله متم نورہ ولو کرہ الکافرون

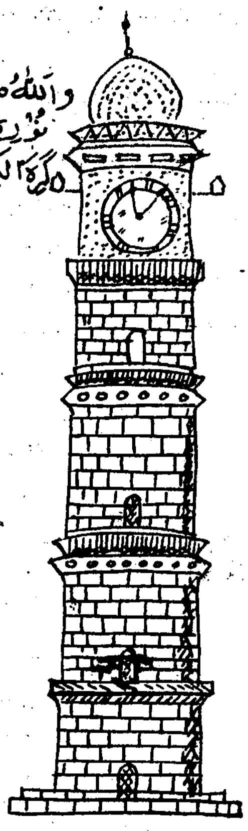

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریۃ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غم دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۲ | ۲۳- شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ر نومبر سنہ ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ | جلد ۶

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

جمع بین الصلوتین کے متعلق حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے ۳ر دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں فرمائی

ایڈیٹر

سب صاحبوں کو معلوم ہو کہ ایک مدت سے خدا جانے قریباً چھ ماہ یا کم و بیش عرصہ سے ظہر اور عصر کی نماز جمع کی جاتی ہے میں اسکو مانتا ہوں کہ ایک عرصہ سے جو مسلسل نماز جمع کی جاتی ہے ایک نو وارد یا نو مرید کو (جسکو ہمارے اغراض و مقاصد کی کوئی خبر نہیں ہے) یہ شبہ گذرتا ہوگا کہ کاہلی کے سبب سے نماز جمع کر لیتے ہونگے جیسے بعض غیر مقلد ذرا ابر ہوا یا کسی عدالت میں جانا ہوا تو نماز جمع کر لیتے ہیں اور بلا مطر اور بلا عذر بھی نماز جمع کرنا جائز سمجھتے ہیں + مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمکو اس جھگڑے کی ضرورۃ اور حاجۃ نہیں اور نہ ہم اسمیں پڑنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ میں طبعاً اور فطرتاً اسکو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے۔ اور **نماز موقوتہ** کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں بلکہ سخت مطر میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے اگرچہ شیعوں نے اور غیر مقلدوں نے اسپر بڑے بڑے مباحثے کئے ہیں مگر ہمکو ان سے کوئی غرض نہیں وہ صرف نفس کی کاہلی سے کام لیتے ہیں سہل حدیثوں کو اپنے مفید مطلب پاکر ان سے کام لیتے ہیں اور مشکل کو موضوع اور مجروح ٹھیراتے ہیں ہمارا یہ مدعا نہیں بلکہ ہمارا مسلک ہمیشہ حدیث کے متعلق یہی رہا ہے کہ جو قرآن اور سنتہ کے مخالف نہ ہو وہ اگر ضعیف بھی ہو تب بھی اسپر عمل کر لینا چاہیے۔

اسوقت جو ہم نمازیں جمع کرتے ہیں تو اصل بات یہ ہے کہ میں اللہ تعالی کی تفہیم۔ القا۔ اور الہام کے بدوں نہیں کرتا۔ بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ میں ظاہر نہیں کرتا مگر اکثر ظاہر ہوتے ہیں جہانتک خدا تعالی نے مجھپر اس جمع بین الصلوتین کے متعلق ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے **تجمع لہ الصلوۃ** کی بھی ایک عظیم الشان پیشگوئی کی تھی۔ جواب پوری ہو رہی ہے میرا یہ بھی **مذہب** ہے کہ اگر کوئی امر خدا تعالی کی طرف سے مجھپر ظاہر کیا جاتا ہے + مثلاً کسی حدیث کی صحت یا عدم صحت کے متعلق تو گو علمائے ظواہر اور محدثین اسکو موضوع یا مجروح ہی ٹھیراویں مگر میں اس کے مقابل اور معارض کی حدیث کو موضوع کہونگا اگر خدا تعالی نے اسکی صحت مجھپر ظاہر کر دی ہے جیسے **لا مہدی الا عیسی** والی حدیث ہے محدثین اسپر کلام کرتے ہیں مگر مجھپر خدا تعالی نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور یہ میرا مذہب میرا ہی ایجاد کردہ مذہب نہیں بلکہ خود یہ مسلم مسئلہ ہے کہ اہل کشف و اہل الہام لوگ محدثین کی تنقید حدیث کے محتاج اور پابند نہیں ہوتے خود مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ میں اس مضمون پر بڑی بحث

کی ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ مامور اور اہل کشف محدثین کی تنقید کے پابند نہیں ہوتے ہیں۔ تو جب یہ حالت ہے پھر میں صاف صاف کہتا ہوں کہ میں جو کچھ کرتا ہوں خدا تعالےٰ کے القا اور اشارہ سے کرتا ہوں یہ پیشگوئی جو اس حدیث **تجمع لہ الصلوٰۃ** میں کی گئی ہے یہ مسیح موعود اور مہدی کی ایک علامت ہے یعنی وہ ایسی دینی خدمات اور کاموں میں مصروف ہوگا کہ اس کے لیے نماز کی جاوے گی اب یہ علامت جبکہ پوری ہوگئی اور ایسے واقعات پیش آگئے پھر اسکو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے نہ کہ استہزا اور انکار کے رنگ میں۔ دیکھو! انسان کے اپنے اختیار میں اس کی موت فوت نہیں ہے۔ اب اس نشان کے پورا ہونے پر تو یہ لوگ رکیک اور نامعقول عذر تراشتے ہیں اور اعتراض کے رنگ میں پیش کرنے اور حدیث کی صحت اور عدم صحت کے سوال کو لے بیٹھتے ہیں لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ اگر اس نشان کے پورا ہونے سے پہلے ہماری موت آجاتی تو یہی لوگ اسی حدیث کو جسے اب موضوع ٹھہراتے ہیں آسمان پر چڑھا دیتے اور اس سے زیادہ شور مچاتے جواب مچا رہے ہیں + دشمن بھی ہتھیار کو اپنے لیے تیز کر لیتا لیکن اب جبکہ وہ صداقت کا ایک نشان اور گواہ ٹھیرا ہے تو اسکو نکما اور لاشئے قرار دیا جاتا ہے پس ایسے لوگوں کے لیے ہم کیا کہہ سکتے ہیں انھوں نے تو صدہا نشان دیکھے مگر انکار پر انکار کیا۔ اور صادق کو کاذب ہی ٹھیرایا۔ اور کس نشان کو انھوں نے مانا جو اسکی امید اُن سے رکھیں۔ کیا کسوف خسوف کا کوئی چھوٹا نشان تھا؟ اس کے پورا ہونے سے پہلے تو اسکو نشان قرار دیتے رہے مگر جب پورا ہوگیا تو اسکو بھی مشکوک کرنیکی کوشش کی بہرحال مخالفوں کی کور چشمی اور تعصب کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ اب رہی اپنی جماعت خدا کا شکر ہے کہ اسکے لیے یہ کوئی ابتلا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جس نے دمشق کے منارہ پر چڑھنے والے اور فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے زرد پوش مسیح کے اُترنے کی حقیقت کو خدا کے فضل سے سمجھ لیا ہے اور جسنے خدا کی صفات والے دجال کا انکار کرکے دجال کی حقیقت حال پر اطلاع پالی ہے اور ایسا ہی دابۃ الارض اور دجال کے متعلق ان لوگوں کے خانہ ساز مجموعوں کو چھوڑا ہے اور اسقدر باتوں پر جب وہ تجھ پر نیک ظن کرنیکے باعث الگ ہوگئے ہیں تو یہ امر انکی راہ میں روک اور ابتلا کا باعث کیونکر ہوسکتا ہے۔!

یہ بھی یاد رکھو کہ اب بات صرف حسن ظن تک نہیں رہی بلکہ خدا تعالیٰ نے انکو معرفت اور بصیرت کے مقام تک پہونچا دیا ہے اور وہ دیکھ چکے ہیں کہ **میں وہی ہوں جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا ہاں میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا** اور پھر خدا تعالیٰ نے انکی معرفت بڑھانے کے لیے منہاج نبوۃ پر اسقدر نشانات ظاہر کیے کہ لاکھوں انسان ان کے گواہ ہیں دوست دشمن دور و نزدیک ہر مذہب و ملت کے لوگ انکے گواہ ہیں زمین نے اپنے نشانات الگ ظاہر کیے آسمان نے الگ وہ علامات جو میرے لیے مقرر تھیں وہ سب پوری ہوگئیں۔ پھر اس قدر نشانات کے بعد بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ ہلاک ہوتا ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک پر خدا نے ایسا فضل کیا ہے کہ ایک بھی تم میں سے ایسا نہیں جسنے اپنی آنکھوں سے کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو؟ کیا کوئی ہے جو کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا؟ ایک بھی نہیں۔ پھر ایسی بصیرت اور معرفت بخشنے والے نشانوں کے بعد مجھپر حسن ظن ہی نہیں رہا بلکہ میری سچائی اور خدا کی طرف سے مامور ہوکر آنے پر تم علیٰ وجہ البصیرۃ گواہ ہو۔ اور تم پر حجت پوری ہوچکی ہے۔

پھر وہ بڑا ہی بدقسمت اور نادان ہوگا جو اتنے نشانوں کے بعد اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ابتلا میں پڑے جو اسکے ازدیاد ایمان کا موجب اور باعث ہونی چاہیے جو کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا تھا کہ آنیوالے موعود کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ اُسکے لیے نماز جمع کی جائیگی پس تمہیں خدا کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ یہ نشان بھی پورا ہوتا ہوا تم نے دیکھ لیا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حدیث موضوع ہے تو میں نے پہلے اسکی بابت ایک جواب تو یہ دیا ہے کہ محدثین نے خود تسلیم کرلیا ہے کہ اہل کشف اور مامور تنقید احادیث میں ان کے اصولوں کے محتاج اور پابند نہیں ہوتے تو پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھپر اس حدیث کی صحت کو ظاہر کردیا ہے تو اسپر زور دینا تقوی کے خلاف ہے۔ پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ محدثین جو ہی مانتے ہیں کہ حدیث میں سونے کے کنگن پہننے کی سخت ممانعت ہے۔ مگر وہ کیا بات تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کو سونے کے کنگن پہنا دیے چنانچہ اس صحابی نے بھی انکار کیا مگر وہ حضرت عمر رض نے اُسکو پہنا کر ہی چھوڑے۔ کیا وہ اس حرمت سے آگاہ نہ تھے؟ تھے اور ضرور تھے مگر انھوں نے آنحضرۃ صلعم کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہزاروں حدیثوں کو قربان کرنیکو طیار تھے۔ اب غور کا مقام ہے کہ جب ایک پیشگوئی کے پورا ہونے نے حرمت کا جواز کرادیا تو بلا مطر و بلا عذر والی بات پر انکار کیوں ہو؟۔

احادیث میں تو یہانتک آیا ہے کہ اپنی خواب کو بھی سچا کرنیکی کوشش کرو چہ جائیکہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی جس شخص کو ایسا موقع ملے اور وہ عمل نہ کرے اور اسکو پورا کرنے کے لیے طیار نہ ہو وہ دشمن اسلام ہے اور رسول اللہ صلعم کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھیرانا چاہتا ہے۔ اور آپ کے مخالفوں کو اعتراض کا موقع دینا چاہتا ہے۔

صحابہؓ کا مذہب یہ تھا کہ وہ آنحضرۃ صلعم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر اپنی معرفت اور ایمان میں ترقی دیکھتے تھے اور وہ اسقدر عاشق تھے کہ اگر آنحضرۃ صلعم سفر کو جاتے اور پیشگوئی کیطور پر کہدیتے کہ فلاں منزل پر نماز جمع کرینگے اور انکو موقع ملجاتا تو وہ خواہ کچھ ہی ہوتا ضرور جمع کرلیتے۔ اور خود آنحضرۃ صلعم ہی کیطرف دیکھو کہ آپ پیشگوئیوں کے پورا ہونیکے کسقدر مشتاق تھے ہمکو کوئی بتائے کہ آپ حدیبیہ کیطرف کیوں گئے کیا کوئی وقت اُنکو بتایا گیا تھا اور کسی میعاد سے اطلاع دیگئی تھی پھر کیا بات تھی؟ یہی وجہ تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوجائے۔ یہ ایک باریک سِر اور دقیق معرفت کا نکتہ ہے جسکو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا کہ انبیا اور اہل اللہ کو ان پیشگوئیوں کے پورا کرنے اور ہونیکے لیے غیر معمولی رغبت اور تحریک اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔

جسقدر انبیا علیہم السلام گذرے ہیں یا اہل اللہ ہوئے ہیں اُنکو فطرۃً رغبت دیجاتی ہے،

کی ہستی اور نبوت پر ایمان پیدا ہوتا ہے اور جب تک سچا ایمان نہو جو کچھ کرتا ہے وہ صرف رسوم اور ظاہر داری کے طور پر کرتا ہے +

(باقی) آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء سے سیر ملتوی رہی اور آج بھی آپ باہر تشریف نہین لے گئے ظہر کی نماز مین اعجاز احمدی کے متعلق کچھ ذکر ہوتا رہا +

دربار شام اعجاز احمدی کا تذکرہ مختلف صورتون مین ہوتا رہا

علاج طاعون سید عبد اللہ عرب نے اپنے اطراف مین درد کی شکایت کر کے خطرہ طاعون سے محفوظ رہنے کیواسطے آنحضرت کا کرتہ طلب فرمایا آپ نے فرمایا کرتہ تو ہم دیدینگے مگر اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے کے فضل و رحمت کا کرتہ نہو کچھ کام نہین آتا اگرچہ اللہ تعالے نے بارہا وعدہ فرمایا ہے کہ مجھے اور میری جماعت کو اس ذلت کی موت سے حفاظت فرمائیگا مگر اس حفاظت کے نیچے آنے کے لئے تقوے کی ضرورت ہے بدون تقوے حقیقی کے کوئی تشکی مسلمان یا بیعت کنندہ کا ذمہ وار نہین ہوسکتا۔ خدا تعالے حقیقت کو دیکھتا ہے نہ ظاہرداری کو +

ایک یہودی کا تذکرہ کہتے ہین ایک مسلمان نے ایک یہودی کو دعوت اسلام کی اس نے جواب دیا کہ تم برائے نام مسلمان ہو صورت پر ناز نکرو کام آنے والی حقیقت چاہیئے اور اس یہودی نے بیان کیا کہ میرے ایک بچہ پیدا ہوا جسکا نام خالد رکھا تھا تھا مگر شام تک اسے قبر مین دفن کر آیا اب خالد کا لفظ اسکے کچھ کام نہ آیا اسیطرح انسان کو حقیقت اور روحانیت کو اپنا مقصد بنانا چاہیئے ظاہرداری سے کچھ نہین بنتا +

طاعون اور اپنی جماعت فرمایا میرا دل ہرگز اس امر کو قبول نہین کرسکتا کہ جو شخص ہماری جماعت مین سچے تقوے اور طہارت رکھتا ہو وہ کبھی بھی اس ذلت کی موت سے ہلاک نہ ہوگا۔ فرق کرنے کی ضرورت ہے یعنی تم مین اور تمہارے غیرون مین ایک فرق ہو تاکہ خدا تعالیٰ بھی فرق کرے یہ سچ ہے کہ طاعون مختلف اوقات مین آتی رہی ہے مگر اس وقت خدا کا مامور تم مین ہے جو تم مین بول رہا ہے اکثر زمانون مین ایسا آدمی نہ تھا اس لئے اب امتیاز کی حاجت ہے جو شخص اللہ تعالے کے منشاء کے موافق سچا تقوے اختیار کریگا وہ ضرور اس سے فائدہ اٹھائیگا ہمین خدا نے سمجھا دیا ہے کہ جو دل تقوے اختیار کرتے ہین اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کر کے اپنے اور غیرون مین فرق کرتے ہین وہ بچائے جائینگے اور ہم یقیناً جانتے ہین کہ اگر کوئی آدمی بظاہر ہماری جماعت مین شریک ہوا اور طاعون سے مرے تو وہ کسی نہ کسی نوع کی غفلت اپنے اندر رکھتا ہوگا مین خدا تعالیٰ کو ہرگز ہرگز اپنے وعدون کا خلاف کرنے والا نہین مان سکتا وہ بیشک سچا ہے پس راتون کو اٹھکر دعائین کرو اور خدا کے فضل اور رحمت کی دیوار اپنے گرد بنالو +

اگر کوئی اس موت سے ہلاک ہو تو یہ اسکے لئے ذلت کی موت ہوگی ہمیں اس سے کوئی اعتراض نہین آتا گو لوگ اعتراض کرینگے مگر تم کو چاہیئے کہ تم خود ذلت سے بچنے کے لئے اپنے سچی تبدیلی کرو جو اپنے اندر شرارت نہین رکھتا اور درد دل رکھتا ہے خدا اسکو ضرور بچا لیگا ضرورت ہے کہ توبہ کرو +

پرانا الہام ایک بار مجھے اردو زبان مین الہام ہوا تھا کہ

"آگ سے ہمین مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلامون کی غلام"

اصل بات یہی ہے کہ جو خدا کا ہوجاوے گا خدا اسکا ہوجائے گا اور اسے بچاوے گا اور ضرر اٹھانا والا اپنے نفس سے ضرر اٹھائیگا اگر تم اپنی صفائی نہین کرتے تو کوئی طبیب اور دوا تمہارے علاج کے لئے مفید نہین ہوسکتی صرف خدا کا فضل ہی ذمہ وار ہوسکتا ہے

موتوا قبل ان تموتوا فرمایا دل کا پاک کرنا ایک موت کو چاہتا ہے جب تک انسان اپنی پہلی زندگی پر ایک موت وارد نہ کرے اور یہ محسوس نکرے کہ مین اب وہ نہین رہا جو پہلے تھا اسوقت تک سمجھ لو کہ کوئی تبدیلی نہین ہوئی جب یہ معلوم ہو کہ میری وہ زندگی اور طور اب نہیں رہا تو ہر قدم تقوے پر ہوگا یاد رکھو نفس انسان کو بڑے دھوکے دیتا ہے بیگانہ مال کی طمع کرتا حسد کرتا اور دوسرون کے مال کے زوال اور نقصان کا آرزومند ہوتا ہے اس وقت نفس آخری حالت مین ہوتا اور نکلنے کے قریب ہوتا ہے اور ان سے رہائی خدا کے خوف سے ہوتی ہے جو گویا انسان کو خصی کر دیتا ہے +

رویا بعد نماز عشا آپ نے فرمایا کہ مین نے رویا مین دیکھا ہے کہ ایک آدمی مصر سے ننگا میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آیا ہے اس سے مجھے سخت بدبو آتی ہے اس نے میرے پاس آکر کہا کہ میرے کان کے پیچھے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے مین اسے کہتا ہون پیچھے ہٹ جا پیچھے ہٹ جا۔ اس کے بعد مین بیدار ہوگیا۔ کوئی تفہیم اس کے متعلق نہین ہوئی +

---

۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر اعجاز احمدی کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا اور فرمایا کہ صرف یہی حیلہ کرینگے کہ اگر ہم چاہتے تو جواب لکھ سکتے تھے فرمایا ان کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جس نے مشتہر کیا کہ میری بکری شیر کو مارتی ہے اور جب لوگون نے اسے دیکھنا چاہا تو کہدیا کہ جب اسکا ارادہ ہو اس وقت مارتی ہے اس وقت اس کا ارادہ نہین بس اس قسم کے حیلے حوالے کرینگے +

فرمایا ابھی کیا معلوم ان مین ہماری جماعت کے کس قدر لوگ ہین جون جون وقت آتا جائیگا ادہر آتے جائینگے اس وقت تو ایک مست شرابی کی طرح ہین جو اپنی بیہوشی مین سب کچھ کہتا رہتا ہے۔ اور ہوش آنے پر سنبھلتا ہے یہ بھی ابھی تعصب اور حسد کی شراب سے بیہوش ہین +

مولوی محمد حسین کا رجوع مولوی محمد حسین کے رجوع کے متعلق ذکر پر کہا گیا کہ جو کچھ ہماری تصانیف مین اس کے متعلق لکھا گیا ہے وہ یادگار رہے گی آنحضرت نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اسکے گناہون کا کفارہ ہوجاویگا خدا کی شان ہے کہ جو لعنت وہ ہمارے لئے چاہتا تھا سب اسپر الٹ پڑی +

خدا کی کہر فرمایا خدا کی مہر مین وہ جسپر چاہے اپنا فضل کردے یہ انسان کی غلطی ہے جو ادہر ادہر بھٹکتا اور ہاتھ پاؤن مارتا ہے انسان جسقدر لذات کا طالب ہے خدا تعالے اس کو حلال ذریعہ سے عطا کر سکتا ہے اللہ تعالے کے خلق اسباب مین جو وہ اپنے بندون کے لئے کرتا ہے عجب مزا آتا ہے (کلارک کے مقدمہ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا اس مقدمہ ہی کو دیکھو کسطرح انہین پہوٹ ڈالدی +

اگر انسان خدا کو راضی کرتا ہے تو یہ سچی بات ہے کہ حاکم کے دل کو بھی وہ اُس کی طرف پھیر دیتا ہے سب کچھ اسکے قبضہ قدرت مین ہے جسطرف چاہے پھیر دے اس ایمان مین وجودی مذہب کا مزا آجاتا ہے مگر انکا قدم پھسلا ہوا ہے اگر یہان تک قدم نہ پڑا ہو تو توحید کا بھی مزا نہین آتا +

گناہ کیون ہوتا ہے

فرمایا لوگ شبہات مین مبتلا ہین جو گناہ کرتے ہین اگر غفلت کا حصہ نہ ہو تو عذاب کیون آوے؟ اس وقت ٹیکا طاعون کو ایسی طرح سمجھے بیٹھے ہین جیسے نوح کا بیٹا کہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا مگر جو چیز بچا سکتی ہے وہ خدا پر یقین ہے کیونکہ اس یقین کے بغیر اعمال میں وہ برکت نہین پیدا ہوتی جو عذاب سے بچا لیتی ہے مین سچ کہتا ہون کہ اگر آج لوگ توحید پر قائم ہوجائین تو آج یہ بلا دور ہوجاوے خدا انسان کے اعمال کو دیکھتا ہے آج جو کچھ ہوتا ہے خدا کی توحید اور توکل کے خلاف ہے زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہین مگر اسپر عمل نہین اس زمانہ مین اسباب پرستی اس قدر ہے کہ پہلے زمانہ مین اس کی نظیر نہین ملتی اب ایک وقت آئیگا کہ یا مسیح الخلق عدوانا کہین گے مگر اس وقت وہ ناس ہی ہونگے کیونکہ فرمایا ہے ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ایسے لوگون کو چندان فائدہ نہوگا +

طلوع الشمس من المغرب

مغرب سے افتاب کے طلوع ہونے کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت توبہ قبول نہوگی کیونکہ انکی توبہ کوئی حقیقت اپنے اندر نہ رکھے گی جیسے آفتاب پر ایمان لانا کوئی ثواب کا موجب نہین ہے اسیطرح جب سچائی کھل گئی پھر کیا۔ غرض اس وقت خدا کا فضل ہی کام آئے گا اور وہ لوگ الا ما شاء ربک کے نیچے ہونگے مگر مومنون کے لئے تو صاف طور پر عطاء غیر مجذوذ کا وعدہ ہے +

طاعون مامور ہے

فرمایا طاعون مامور ہے جیسے ایک سپاہی فرض منصبی پورا کرنے کے لئے وارنٹ کی تعمیل اپنے بھائی پر بھی کرتا ہے اسمین اس کا کوئی قصور نہین اسی طرح طاعون کا کیا قصور ہے یہ تو خدا کی رحمت ہے کہ یہ لوگون کو بیدار اور غافلون کے لئے تازیانہ کا کام دیگی

اب تو لوگ سالک نہ رہے بلکہ مجذوب ہوگئے خدا نے خود ان کی دستگیری کی +

ہماری نصائح کا سلسلہ جو برابر جاری ہے اب طاعون کے ساتھ وہ بھی موثر ہوگا اور دوسرون کو تازیانہ نہ پڑے" دیکھکر اصلاح کر لینگے کبھی انسان دوسرے کو مار پڑتے دیکھکر بھی درست ہوجاتا ہے زنا کی سزا اس لئے خدا نے رکھی ہے تا دوسرون کو عبرت ہو غرض ہمارے لئے تو یہ اولیاء اصفیاء بننے کا وقت آیا ہے جنہون نے ہمارے منشاء کو ابھی تک نہین سمجھا وہ اب سمجھ لینگے

خواب

فرمایا رات کو خواب مین دیکھا کہ خفیف سا ترشح ہو رہا ہے مگر بڑے آرام اور سکون سے۔

فرمایا ایمان تب قائم رہتا ہے کہ انسان کے اندر گرمی ہو جیسے کالی مرچ کو کافور کے ساتھ ضرور رکھتے ہین کہ کافور اڑ نجاوے

دربار شام

حضرت حجۃ اللہ بوجہ ناسازی طبیعت نہین آسکے +

۱۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء

بہشتی مقبرہ

صبح کی نماز کے بعد آپنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر مین نے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے کہ جماعت کی میتین وہان دفن کی جاوین تو کہا گیا کہ اسکا نام بہشتی مقبرہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جو اسمین دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا پھر معلوم ہوئی کہ کشمیر مین کچھ پرانی انجیلین نکلی ہین مین ارادہ کر رہا ہون کہ کچھ آدمی وہان جا کر ان انجیلون کو لائین تو ایک کتاب اسپر لکھی جاوے اس تجویز پر مولوی مبارک علی صاحب اٹھکر طیار ہوئے ہین اور کہا کہ مین جاتا ہون مگر اس مقبرہ بہشتی مین میرے لئے جگہ رکھی جاوے مین نے کہا کہ خلیفہ نوردین صاحب کو بھی ساتھ بھیجدو +

یہ خواب آپنے بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس سے پہلے بھی مین نے ارادہ کیا تھا کہ ہماری جماعت کے لئے الگ قبرستان ہو خدا نے بھی اس کی تائید کردی اور انجیل کے معنے بشارت کے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہان سے کوئی بڑا تائیدی امر بطور بشارت پیدا ہو اور جو شخص اس کام کو کریگا وہ قطعی بہشتی ہوگا +

سیر

آج سیر کو تشریف نہین لائے

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب نئے آئے ہوئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا مفتی محمد صادق صاحب نے پگٹ کی تصویر کا ذکر کیا کہ آئی ہے آپنے اسے دیکھنا چاہا +

عام ہمدردی اور ہمت کا تازہ نمونہ

مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کی علالت طبع کا ذکر آگیا کہ انکو اضطراب بہت ہے فرمایا کیوڑہ اور گاؤزبان بہت مفید ہے اور فرمایا کہ کیوڑہ تو میرے پاس بہت اعلیٰ درجہ کا ہے جو سید رضوی صاحب نے حیدرآباد دکن سے بھیجا ہے مگر گاؤزبان نہین کیوڑہ مین لائے دیتا ہون چنانچہ حضور اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد کیوڑے کی ایک بوتل لے آئے

یہ ہمدردی یہ ہمت جسمین سستی اور غفلت نام کو نہین کسی عام انسان کا خاصہ نہین ہوسکتی اس واقعہ کو ہم نے محض اسی غرض سے لکھا ہے

غرض مسٹر پگٹ کی تصویر حضور نے ملاحظہ کی اور پھر آج صبح کے خواب پر باہم باتین ہوتی رہین فرمایا آج تک کشمیر کے متعلق خدا کی طرف سے کوئی خبر نہین ملی مگر آج خدا نے خود ظاہر کردیا + فرمایا تخم ریزی شروع ہوگئی ہے امید ہے اور بھی کچھ معلوم ہو اور نہ عادۃ اللہ اسیطرح ہے یہ خواب بڑی مبشر اور سچی ہے خواب مین مجھے بڑا عظیم الشان کام معلوم ہوتا تھا اور حقیقت مین عظیم الشان ہے یہ عقدہ اللہ تعالے حل کردے تو برسون کا کام ایک ساعت مین ہوجاتا ہے اس سے عیسائیون اور مولویون کے گھر مین ماتم برپا ہوجائے گا +

فرمایا اس سے رجوع اسلام کی طرف کثرت سے ہوگا جیسے تسبیح کا ایک دانہ ٹوٹ جاتا ہے پھر باقی نہین ٹھہر سکتے اسی طرح انگریز ایک آزاد قوم ہے انکو توجہ ہوئی تو پادری خواہ پیٹتے ہی رہین سب کے سب ادھر متوجہ ہوجائینگے

۱۹ / نومبر ۱۹۰۲ء

بحرمت مسیح موعود ایک شخص نے عرض کیا کہ بحرمت مسیح موعود کہکر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا احیاء کا توسل جائز ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کی گئی تھی +

انہ اوی القریہ فرمایا آجکل جو قادیان میں بعض اموات ہو رہی ہیں میں انکو دیکھکر انہ اوی القریہ کی متعلق غور کرتا تھا ۔ مجھے معلوم ہوا کہ جہان جہان قرآن میں اوی کا لفظ آیا ہے اس سے پہلے کوئی نکوئی مصیبت اور تکلیف کا وقوع ہوا ہے جسکے بعد اوی آیا ہے جیسے مسیح کے لئے آیا۔ **فاوینٰھما الی ربوة ذات قرار و معین** ان کو بھی صلیب کے مشکلات اور تکالیف پیش آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یتیمی کے تکالیف سے بچانے کے لئے اوی کا لفظ استعمال فرمایا گیا اصحاب کہف پر بھی جب مصائب پڑے تو انکو بھی اوی کہکر بچایا ہے غرض قرآن شریف میں خوب غور کرکے دیکھو تو کہ اوی کا لفظ وہین آتا ہے جہان پہلے کچھ خوف ہو اس الہام اللہ اوی القریہ سے بھی یہی پایا جاتا ہے کہ پہلے کچھ خوفناک صورتیں پیش آئیں چنانچہ وہ خواب جو بیان کی گئی تھی کہ ہمارے گھر کے گرداگرد دیوار کھینچی ہے اور ابھی سارے گاؤن کے گرد نہیں کھینچی اس سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے ابھی اتوی کا وقت نہیں آیا پہلے تعض خوفناک صورتیں ہونی چاہئیں +

اوائل عمر کے بچون کی بیعت فرمایا اوائل عمر کے بچوں کی بیعت کے لئے میرا منشا نہیں ہوتا یہ متلون مزاج ہوتے ہیں اور ذرا سے اغوا کے نیچے آجاتے ہیں جب تک پختہ عمر نہ ہولے کچھ نہیں کہہ سکتے اصل یہ ہے کہ جسکے قریب موت کا خیال نہیں وہ بیدار نہیں ہوتا پختہ عمر اپنے آپکو موت کے قریب پاتا ہے مگر نوجوان اور اوائل عمر کے لڑکے موت کی پروا نہیں کرتے + -

ختم نبوت کا راز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفون نے ہرگز نہیں سمجھا جسطرح پر وہ ختم نبوة مانتے ہیں اسطرح پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہین قرآن شریف مین آیا ہے **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** اب ابوت جسمانی کی تو اللہ تعالے نے اسمین نفی کی ہے اگر روحانی ابوت کا سلسلہ بھی جاری نہ ہوا تو پھر کیا آپکو ابتر مانین گے؟ ایسا ماننا تو کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ آپ کی ابوت روحانی کا سلسلہ جاری ہے جیساکہ لفظ لاکن ظاہر کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ آیندہ جو نبوة یا رسالت ہوگی وہ آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے ہوگی کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جبتک وہ آنحضرة کی سچی اتباع سے استفادہ نہ کرے آئندہ نبوة کا فیض آپ ہی کے ذریعہ اور مہر سے ملے گا +

ہماری مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی آئینہ مین اپنی شکل دیکھے تو کیا اس شکل مین جو آئینہ مین نظر آتی ہے اصل کے خواص اور صفات نہ ہونگے اسیطرح پر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا عکس اور پرتوہ ہے آپ سے خارج کوئی چیز نہیں ۔ وحی کے معنے قرآن شریف مین مکالمات اور مخاطبات الہیہ کے آئے ہیں جس دین میں برکات سماویہ اور مکالمات الہیہ کا سلسلہ منقطع ہو جاوے اس دین کو زندہ کہنا غلطی ہے وہ دین مردود ہوگا پس اسلام کو یہ لوگ مردہ دین قرار دینا چاہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ نبی معاذ اللہ ہم یہ نہین مانتے ہمارے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہین اور اسلام زندہ مذہب کیونکہ آپکے برکات اور فیوض کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور آپکی نبوة مستقل نبوة ہے جسکے مہر سے سلسلہ نبوة چلتا ہے اور اسی کو ظل نبوت کہتے ہین ۔ ہم اس نبوة کو کفر جانتے ہین جو آنحضرت کے توسط کے بغیر دعوی کیجاوے لیکن جو سلسلہ توسط کا انکار کرتا ہے کہ ایسا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے وہ بھی کافر ہے کیونکہ وہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو ابتر اور اسلام کو مردہ مذہب ٹھہراتا ہے اور جب اسلام ایسا مذہب ٹھہرایا گیا تو پھر اس سے نجات کی کیا امید ہوگی +

یہ اسرار سمجھنے کے لئے ایک معرفت کی ضرورت ہے اور جب تک اس عالم مین معرفت کی تکمیل نکرے اس عالم مین معرفت کی کوئی امید نہیں ہو سکتی اور تکمیل معرفت ہو نہین سکتی جب تک آنحضرت صلعم سے استفادہ نکرے یا ایسے لوگون کی صحبت سے فائدہ اٹھاوے جو آپکے استفادہ سے مستفید ہوکر وہی برکات لے کر آتے ہین اس لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین اور پھر آنحضرت صلعم سے استفادہ کرنے کے لئے فرمایا **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** اور اس جہان کی عدم معرفت سے دوسرے عالم مین بھی معرفت سے بے نصیب ہونے کے لئے فرمایا **من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرة اعمی**

دیکھو اللہ تعالے نے جو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا تعلیم کی ہے اور ہر رکعت نماز مین پڑھی جاتی ہے اگر یہ نعمت کسی کو ملنے والی ہی نہ تھی تو اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی سچی بات یہی ہے کہ میری یہ باتین سمجھ مین نہین آسکتیں جب تک آنکھ نہ کھلے اور وہ صحبت سے میسر آتی ہے آنکھ کھلنے سے بصیرت اور یقین تام حاصل ہوتا ہے اور اسی جہان مین بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور دوسرے عالم مین وہ بصیرت بینائی کا باعث بنتی ہے اور نابینائی کی تکلیف اور مصیبت سے نجات دیتی ہے +

بڑے ہی تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جب یہ لوگ مانتے ہین کہ یہ امت خیر الامم ہے تو کیا ایسی ہی امت خیر الامم ہوا کرتی ہے جس میں کسیکو مخاطبات اور مکالمات الہیہ کا شرف حاصل نہ ہو حضرت موسی کی اتباع عمران کی امت مین ہزار ہا نبی ہوئے لیکن اس امت مین ایک بھی ان کا مثیل نہ ہوا تو پھر یہ امت کیونکر خیر الامم ٹھہری؟

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوة کے یہ معنے بھی ہین کہ جمیع کمالات نبوت و رسالت آپ پر ختم ہو گئے اور ایک

جیسے بادشاہ کی مہر کے بغیر کوئی فرمان مکمل نہیں ہو سکتا اسیطرح آنحضرت صلعم کی مہر کے بغیر کوئی نبوۃ سے استفادہ نہیں کر سکتا قرآن شریف میں جو فرمایا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ محبت کے کیا معنے ہیں کیا یہی کہ وہ کور رہیں یہ کیسی محبت ہے؟

گناہ کیون ہوتے ہین

کہتے ہین کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہین اور کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہین باایں ہمہ معاصی مین مبتلا ہین اصل بات یہ ہے کہ حقیقی ایمان نہین ہے اگر ایمان ہو تو پھر گناہ سرزد نہ ہوں اسی بصیرت کو بخشنے کے لیے خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے تاکہ ثابت کرے کہ وہ نبی زندہ ہے اور اس کا افاضہ جاری ہے اگر نہیں تو پھر اسلام عیسوی دین کی طرح مردہ ہے پس خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ نصاریٰ کے تصور کے مقابلے مین آیات و برکات کو ظاہر کرے اور وہ ظاہر نہین ہو سکتی ہین جب تک کسی کو وہ مقام نہ دیا جاوے کہ اپنے ہاتھ سے ایک کو طیار کرے اور اس کو وہ نشانات عطا فرماوے ہم جاہلون کے خیالات کی پروا نہین رکھتے یہ ہمارا کام نہین ہے خدا کا کام ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون شوریدہ اور سرکش ہے وہ خود درست کرے گا ہم کو فتح شکست سے کوئی غرض نہین ہے

۲۰ نومبر ۱۹۰۲ء

پگٹ کے متعلق دعا رویاء الہام

فرمایا رات کو مین نے پگٹ کے متعلق دعا کی اور آج صبح بھی کی مجھے یہ دکھایا گیا کہ کسی نے مجھے چار پانچ کتابین دی ہین جن پر لکھا ہوا تھا تسبیح تسبیح تسبیح بعد اس کے الہام ہوا

اللہ شدید العقاب

انھم لایحسنون اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی موجودہ حالت خراب ہے اور یا آئندہ توبہ نکرین گے ✦

اور یہ معنے بھی اس کے ہین لا یومنون باللہ اور یہ مطلب بھی اس سے ہے کہ اس نے یہ کام اچھا نہین کیا اللہ تعالےٰ پر افترا اور عمداً منصوبہ باندھا اور اللہ شدید العقاب ظاہر کرتا ہے کہ اسکا انجام اچھا نہ ہوگا اور عذاب الہی مین گرفتار ہوگا خلقت مین یہ بڑی شوخی ہے کہ خدائی کا دعوےٰ کیا جاوے

لفظی لطیفہ

باہمی تذکرہ مین یہ ذکر بھی آگیا کہ پگٹ کا نام اپنے اندر خنزیری معنے رکھتا ہے اس لئے کیا عجب کہ یقتل الخنزیر والی پیشگوئی کا پورا کرنے والا یہ بھی ٹہرے

پگٹ کو دعوت

حضرت حجۃ اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ پگٹ کو دعوت الی الحق کیجاوے اور اسطرح دنیا کو سچائی کا منور چہرہ دکھایا جاوے ✦

چکڑالوی

چکڑالوی کے ذکر آنے پر معلوم ہوا کہ اس نے نماز مین بھی کچھ ردوبدل کی ہے التحیات اور درود شریف کو نکال دیا ہے اور بھی بعض تبدیلیان کی ہین حضرت اقدس نے چکڑالوی کے فتنے کو خطرناک قرار دیا اور آپ کی رحمت اور حمیت اسلامی نے تقاضا کیا کہ اس کے متعلق ایک اشتہار بطور محاکمہ کے لکھا جاوے جسمین یہ دکھایا جاوے مولوی محمد حسین اور اُس نے افراط اور تفریط کی راہ اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو صراط مستقیم پر رکھا ہے پھر آپ نے کتاب سنت اور حدیث کے متعلق وہی فرمایا جو بارہا الحکم مین درج ہو چکا ہے فرمایا نبی ہمیشہ دو چیزین لیکر آتے ہین کتاب اور سنت ایک خدا کا کلام ہوتا ہے اور دوسرے سنت یعنی اسپر عمل کر کے دکھا دیتے ہین دنیا کے کام بھی تو بغیر اس کے نہین چل سکتے دقیق مسائل جو استاد بتاتا ہے پھر اسکو حل کر کے بھی دکھا دیتا ہے پس جیسی کلام اللہ یقینی ہے سنت بھی یقینی ہے ✦

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمکو صراط مستقیم پر کھڑا کر رکھا ہے وہابیون نے افراط کی قرآن شریف پر حدیث کو قاضی ٹھیرایا اور قرآن کو اس کے سامنے مستغیث کی طرح کھڑا کر دیا اور چکڑالوی نے تفریط کی کہ بالکل ہی حدیث کا انکار کر دیا اس سے فتنے کا اندیشہ ہے اس کی اصلاح ضروری ہے ہمکو خدا نے حکم ٹھیرایا ہے اس لئے ہم ایک اشتہار کے ذریعہ اس غلطی کو ظاہر کرینگے اور مضمون پیچھے لکھین گے اول خویش بعد درویش۔ جس راہ پر خدا تعالےٰ نے ہمکو چلایا ہے اسپر اگر غور کی جاوے تو ایک لذت آتی ہے قرآن شریف نے کیا ٹھیک فیصلہ فرمایا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون اور دوسری جگہ فرمایا فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون یہ ایک قسم کی پیشگوئی ہے جو ان وہابیون کے متعلق ہے اور سنت کی نفی کرنے والون کے لئے فرمایا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

دربار شام

حضرت حجۃ اللہ کی طبیعت بسبب اعداکیہی قدر ناساز تھی آپ تشریف نہ لا سکے ✦

صبح کی سیر

جمعہ کی وجہ سے آپ سیر کو نہ نکلے ✦

جمعہ

جمعہ پڑھکر فرمایا کہ رات مین نے محمد حسین اور چکڑالوی کے متعلق جو مضمون لکھا تو مینے دیکھا کہ یہ دونون میرے سامنے موجود ہین تو مین نے ان کو کہا خسف القمر والشمس فی رمضان

فبای الاء ربکما تکذبان اور الاء سے مراد مین خود ہون ✦

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب بہت سے آدمی بیعت مین شامل ہوئے اور پھر حضرت اقدس بوجہ شکایت دردسر تشریف لے گئے ✦

۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء

آج حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت بسبب عدا ناساز ہے

خطبہ

جو ۲۱ر نومبر ۱۹۰۲ء کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ایک خدا کا رسول تمھارے پاس آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے جو چیزیں تمکو دکھہ دیتی ہیں وہ اُسکو دکھہ دیتی ہیں وہ یہ نہیں دیکھہ سکتا کہ تمھیں تکلیف ہو اسے ہر وقت یہ تڑپ لگی رہتی ہے کہ تمھیں نفع پہونچے پھر جو لوگ اسکو سچے دلسے مان لیتے ہیں اور اسکے منشا کیموافق کام کرتے ہیں انپر وہ بہت ہی مہربان ہے یہ آیتیں میں اسی رنگ میں جوش اور خوشی کیساتھ تمکو سناتا ہوں جس رنگ اور خوشی سے پہلی مرتبہ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تہیں۔ یہ آیتیں سورہ توبہ کی آخری آیتیں ہیں اس سورہ کو غور سے پڑھو تو معلوم ہوگا کہ اس میں منافقوں اور مومنوں کے حالات بیان ہوئے ہیں اور بتایا ہے کہ کسطرح آیات اللہ پر ایمان لانا چاہیے۔ اور جان و مال اور وطن اللہ کی راہ میں قربان کر دینا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر طرفۃ العین کے لیے دیر روا نہ رکھی جائے۔ چونکہ یہ امور اور اسی قسم کی دوسری باتیں بظاہر ایک سُست طبیعت اور انبیاء و مرسل کی سچی اطاعت کے ذوق سے ناواقف انسان پر گراں گذرتی ہیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رسول تمھارے نقصان کے لیے کوئی بات نہیں کہتا جو کچھ تمکو سکھاتا ہے اسمیں تمھاری ہی بھلائی اور دکھوں سے نجات ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

پس اگر امنمیں سے کوئی تیری بات نمانے تو کہدے حسبی اللہ میرے لیے اللہ بس ہے اگر کوئی بھی میرے ساتھہ نہو تب بھی میں کامیاب ہونگا لا الہ الا ھو اُس نے اب ارادہ فرمالیا ہے کہ جھوٹے خدا فنا ہو جائیں علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم میرا بھروسا اُسپر ہے کوئی اسکو جیت نہیں سکتا وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

اللہ تعالےٰ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کس قدر یقین ہے اور اپنی کامیابی اور اشاعت توحید کا کسقدر علم اور بصیرت ہے وہ اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

یہ بڑی پکی بات ہے اور ہمیں ذرا بھی شک و شبہ نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبین تہے اب یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی نبی اس قسم کا آپ کے بعد اندر سے یا باہر سے آجاوے جسنے آپسے فیض نہ پایا ہو اگر کوئی اس قسم کا ایمان رکھے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی اس قسم کا آسکتا ہے یا آئے کا اعتقاد رکھے کہ جو آپسے فیض حاصل کرے وہ کافر اور لعنتی ہے اور ایسا ہی اگر کوئی ولی غوث قطب یہ دعویٰ کرے کہ جو کچھہ اسے ملا ہے وہ بلا توسط آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اسے ملا ہے تو یاد رکھو وہ انسان شیطان ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس امر پر مُہر کردی اور فیصلہ فرما دیا ہے کہ اب کوئی شخص مکالمات الٰہیہ کے فیض سے فیضیاب ہو ہی نہیں سکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے فیض حاصل نہ کرسکے جیسا کہ فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

پس توریت اور انجیل اور صحائف انبیاء جو پہلے آئے تھے وہ سب اپنے لانیوالوں کے ساتھہ ہی فنا ہوگئے اور ان کے فیض و فضل کے درخت خشک ہوگئے ان سے کوئی نفیض نہیں مل سکتا۔ .... اب خدا نے یہی پسند فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابد الآباد کیلیے زندہ رسول اور قرآن زندہ کتاب رہے جسکا پھل تازہ بتازہ اور درخت سرسبز رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہمیشہ زندہ ہے اس لیے آپکے برکات اور فیوض ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں کوئی شخص فاتبعونی سے حکم کی تعمیل کرکے دیکھہ لے میں کہولکر کہتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں دحق کے زندہ دلائل میرے پاس موجود ہیں ہاں وہ آیت اور حجت جو اس دعوی کی روشن دلیل ہے آج ہم میں خدا کے فضل سے موجود ہے (کہ آج اس دنیا میں اس زمین پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرا نام نہیں جسکے طفیل خدا خوش ہو سکتا ہو؟ وہ دلیل وہ خدا کی آیت جو اس میرے اس دعوی پر روشن حجت اور گواہ ہے وہ

حضرۃ مرزا غلام احمد قادیانی

(خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اس کے ساتھہ ہوں آمین۔) ہے۔ جسطرح آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کا موعود قرآن لیکر آیا تھا اسی طرح پر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نبوۃ کے احیا اور زندہ کے ثبوت کے لیے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفا موسوی خلفاکے مقابل پر بھیجا جاوے گا۔ جو شان احمد کا بعینہٖ ہوگا اور یوں اسمیں شان نبوۃ جلوہ گر ہوگی کیونکہ وہ آپ ہی کے قدم پر چودھویں صدی میں وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق کے تزکیہ کے لیے آئے گا + اسکی شان نبوۃ ختم نبوۃ کو مضر نہیں بلکہ ختم نبوۃ کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہے کیونکہ وہ ختم نبوۃ کی مہر نبوۃ سے آئیگا + البتہ یہ مہر اسحالت میں ٹوٹ جاتی جب ایک شخص خدا تعالےٰ کے ختم کیے ہوے خاندان اسرائیل میں سے آتا۔ اور اپنی مستقل نبوۃ لیکر آتا۔ اگر ایسا ہوتا تو بیشک نہ صرف ختمیت کی مہر ٹوٹتی بلکہ آنحضرۃ صلعم کی رسالت اور نبوۃ پر خطرناک حملہ کیا جاتا۔ اب تو آنے والا آنحضرۃ صلعم کے چشمہ فیض سے سیراب ہوکر آیا ہے اور اسکا دعوی ہے کہ جو شخص یہ دعوی کرے کہ بلا استفادہ آنحضرۃ صلعم کوئی روحانی کمال حاصل کر سکتا ہے وہ لعنتی ہے۔

میں ایمان سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جو اپنی غلطی سے یہ مان رکھا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم جیتے جی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور پھر آئیں گے یہ جھوٹا اعتقاد ہے اس سے اللہ اور اس کے رسول اور اسکی پاک کتاب کی توہین اور بے عزتی ہوتی ہے خدا نے اس سارے کارخانہ کی عزت رکھنے کے لیے چودھویں صدی کے سر پر اپنا موعود بھیجا جس کا آنا آنحضرت کا آنا لکھا ہے کیونکہ

واخرین منہم لما یلحقوا بہم کا وہ معلم اور مزکی ہو کر آیا ہے اب مرزا **غلام احمد قادیانی** (ایدہ اللہ بنصرہ) کا اپنے دعویٰ مسیحیت ومہدیت میں نبوۃ کا رنگ لیکر آنا میں حلفاً کہتا ہوں کہ ختم نبوۃ کے خلاف نہیں بلکہ اس کے اثبات کے لیے ہے۔ اس سے رسول اللہ صلعم کی شان بڑھتی ہے اور آپ کی حیات پر مرزا **غلام احمد علیہ السلام** کی بعثت ایک آیتہ اور گواہ ہے۔ واویلا اور ہلاکت ہو اسکے لیے کہ جو اس آیت کا انکار کرے کیونکہ اس کے انکار سے رسول اللہ صلعم کا انکار لازم آتا ہے۔

کوئی انصاف سے بتائے کہ اس نے کیا دعویٰ کیا یہی نہیں کیا کہ رسول اللہ صلعم کے سچے اتباع اور قرآن شریف پر عمل کرنے سے خدا میرے ساتھ بولتا ہے؟ آتھم کا جو نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اور اسکے پیشگوئی کی اسکی کیا جڑ تھی؟ ہمیں کوئی بتائے اور دکھلائے کہ کیا آتھم نے یہ لکھا تھا کہ آتھم مجھے نہیں مانتا اس لیے یہ پیشگوئی کرتا ہوں یا یہ تھا کہ اسنے معاذ اللہ آنحضرت صلعم کو اپنی کتاب میں دجال کہا ہے پس وہ تو اثبات نبوۃ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کیلیے تھی پھر ہمیں کوئی بتائے کہ کیا لیکھرام کی پیشگوئی اس لیے تھی کہ اس نے آپکو نہ مانا تھا یا اسلیے کہ اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بدن کانپتا ہے اور اس امر کے ثبوت کے لیے یہ اشعار آپکے کافی ہیں

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار
کہ ہست از کینہ داران محمد
الا اے منکر از شان محمد
ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

کاش کوئی ان امور میں غور کرتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ اس کی جوتیوں کا تسمہ کھولنے میں اپنی سعادت سمجھتا اور اس کی خاک پا کو سرمہ بنا کر رکھتا! دیکھو اور سنو! یہ وقت عزیز ہاتھ نہ آئے گا اور یہ مبارک وقت پھر نہ ملیں گے اور ہرگز نہ ملیں گے مبارک وہ جو اسکی قدر کرتے اور حسرت اُن پر جو ہنسی میں اس رسول کی باتوں کو اڑانا چاہتے ہیں۔

اے نا قدر شناس قوم! سن اور یاد رکھ کہ وہ تیری جور وجفا پر بھی تجھے عزیز رکھتا اور کہتا ہے

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٰ حب پیمبرم

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کا نزول جس طرح صحابہ کے لیے خوشی کا موجب ٹھیرایا آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پاک وحی کو پڑھتے ہوئے ہم وہی لطف اور ذوق محسوس کرتے ہیں جو صحابہ نے کیا تھا کیونکہ تیرہ سو برس کے اندر کسیکو یہ موقع نہیں ملا۔ کہ کوئی شخص میرے کھڑا ہوا پڑھ رہا ہو **لقد جاءکم رسول من انفسکم** اور خدا کا مرسل ومامور اس کے سامنے موجود ہو۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ مبارک دور ہمیں ملا خدا کا مرسل ہم میں ہے اور ہم اسی ذوق سے پڑھتے ہیں

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔

جنہوں نے اسکو قبول کیا اور خدا کے فضل سے مانا ہے وہ اسکی اطاعت کرکے دیکھیں کہ یہ ان پر کسقدر مہربان اور رحیم ہے۔

تم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بڑی بھاری ذمہ داری کا بوجھ اٹھایا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور گناہوں سے بچنے کا اقرار کیا ہے اب اگر اپنے اس اقرار کو مضبوط نہ کروگے اور اس پر عمل نہ ہوگا تو یاد رکھو کہ سزا زیادہ ہوگی کیونکہ تم پر حجت پوری ہوچکی اسکی سچائی تم پر کھل گئی۔ پھر خدا کے مرسل کی شناخت کے بعد اگر وہی گند رہا تو یہ خدا سے استہزا ہے پس ہم میں سے ہر ایک کو جیسے خوش ہونا چاہیے کہ خدا نے اپنا رسل

ہم میں بھیجا اور اپنے فضل سے اسکی شناخت کی توفیق فرمائی ویسی ہی یہ جان فرسا فکر اور غم ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسی توفیق دے کہ اس کی سچی اطاعت کریں اور گناہ سے پاک کرکے اس کے نمونہ پر چلائے۔ تاکہ دنیا بھی گواہی دے کہ یہ احمدی ہیں۔

یاد رکھو کہ اسوقت بڑا خوفناک وقت ہے طاعون پھیلتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام اور دھمکیوں کو دیکھکر کمر ٹوٹ جاتی ہے جو کشتی اس امام نے طیار کی ہے وہ ان لوگوں ہی کے لیے ہے جو اپنے آپ کو اسکے قابل بنائیں اور وہ امر اپنے اندر پیدا کریں جو کشتی نوح میں تعلیم کی ہے۔ خدا کی نظر کے سامنے طیار شدہ کشتی میں وہی سوار ہوگا جس کے دلکو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ یہ بیچکر فساد فی الارض نہ کرے گا خدا ارادہ فرماتا ہے کہ **احمدی قوم** کو خلیفہ بنا اور ساتھ ہی کہتا ہے **لننظر کیف تعملون**

اے احمدی قوم اپنے آپ کو سنوار یہ خوف جو اسوقت ہو رہا ہے یہ اصلاح کے لیے ہے صحابہ نے جو سلوک کی منزلیں طے کیں وہ آدمی نہیں کہ انکو ٹیڑھی ٹیڑھی راہ اور دکھ دیے گئے۔ قتل کیے گئے اور چکی کیطرح مصائب میں پیسے گئے پھر جب جاکر تزکیہ ہوا۔ اسی طرح اب خدا تعالیٰ ان دکھوں اور مصائب سے اسی طرح صاف کرنا چاہتا ہے تاکہ فتنہ وفساد بے حیائی اور اتلاف حقوق باقی نہ رہے اگر اب بھی کوئی فسق کا شعبہ باقی رہا تو خدا ایسے شخص کو کاٹ ڈالیگا کیونکہ وہ گندی بوٹی ہے جو دوسرے کو نقصان پہونچائے اسے باغبان رکھ نہیں سکتا۔ اچھی اور خوشبودار بوٹیاں بنو اور اللہ کو خوش کرنے کی فکر کرو تقویٰ وطہارت اختیار کرو۔ ایسا ایمان پیدا کرو جس میں کوئی خنق نہ ہو خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ایسا چال چلن اختیار کریں جو امام کا منشا ہے آمین

دعوت الحق نمبر۲

شایع ہوا

قیمت ۱/

سورۂ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر اس اختلاف کے بعد اگر اور بلند نظری سے کام لے تو اسکو بہت بڑا اختلاف ان لوگوں میں نظر آئے گا جو بخیال خویش و بزعم خود اکابر ملّت اور علماء امت بنے ہوئے ہیں ان کو باہمی اختلاف کو چھوڑ کر اگر خود انکی حالت پر نظر کی جاوے تو ان کے قول اور فعل میں بعد عظیم پایا جائے گا اسی کو زیر نظر رکھکر ایک پارسی شاعر نے کہا ہے

شعر

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

یہ واعظ یہ معلم الخیر ہونے کے مدعی صوفی اور سجادہ نشین چرا خود توبہ کمتر مے کنند کے مصداق ہیں ؟ یہانتک تو وہ شاعر عقل و دانش کی حد کے اندر ہے اس سے اور آگے چلکر کہتا ہے۔

شعر

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر می کنند

یہ گواہی جو اس پارسی بان شاعر نے دی ہر کوئی مخفی شہادت نہیں بلکہ واعظوں، صوفیوں۔ سجادہ نشینوں تک پہونچی ہوئی ہے کیونکہ انکی مجلس وعظ یا محفل وجد و حال و قال کے لیے اسکے عنصر ضروری ہیں اور ہر ایک مسلمان جو کبھی کبھی اپنی مشکلات اور مصائب میں پھنسکر بیقرار ہوتا ہے تو بدقسمتی سے اسی لسان الغیب کا فال لینے کیطرف توجہ کرتا ہے اور یوں اپنے اوپر اس دورنگی اور اختلاف کا جو واعظوں اور معلم الخیر کے مدعیوں میں ہے ایک گواہ ٹھیرتا اور اپنے اوپر حجت ملزمہ قائم کرتا ہے۔

اب ان ساری باتوں کو یکجائی نظر سے دیکھو اور غور کرو کہ کیا یہ علمی اور عملی یا ایمانی اور عملی اختلاف کسی تاکل اور شر کے ذریعہ مٹ سکتا ہے یا خود بخود؟ اور قرآن شریف جو اختلاف مٹانے کا مدعی ہے اور سچا مدعی ہے اس نے کیا راہ بتائی ہے ؟

میں بڑے درد دل سے ان مباحث اور لیکچروں کو پڑھا کرتا ہوں جو اسی زمانہ میں مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر دیے جاتے ہیں اسباب تنزل اور اسباب ترقی کے بیان کرنے میں ہمارے ریفارمر (خود ساختہ) اور مصلح قرآن شریف کو مس نہیں کرتے اور تفرقہ کے دور کرنے کے لیے قرآن شریف میں علاج نہیں ڈھونڈتے۔

جیتے ان لیکچروں اور سپیچوں کو پڑھ کر درد دل کے ساتھ یہی کہا ہے۔

يَارَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا +

غرض میں اس عظیم الشان اختلاف کو ابھی پیش کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہ کیونکر دور ہو سکتا ہے ؟ دیکھو ایک چیز ہے جسکا نام ایمان ہے اور ایک کا نام عمل ان دونوں کا باہم مقابلہ کرو اور سوچکر بتاؤ کہ کیا انمیں موافقت ہے ؟ کیا حال اور قال یکساں ہے ؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کیوں صاف دل کے ساتھ یہ اقرار نہیں کیا جاتا کہ

ایک مزکّی کی ضرورت ہے

جو انسان کو اس نفاق سے جو اس کے اندر ایمان اور عمل کی عدم موافقت سے پیدا ہو رہا ہے دور کرے اگر نرا علم کوئی چیز ہوتا معرفت صحیحہ کی ضرورت نہ ہوتی ؟ اگر اس قوۃ اور کشش کی حاجت نہ ہوتی جو انسان پر اپنا عمل کرکے اس کے دلکو صاف کرنے میں معاون اور مددگار ہوتی ہے جو مزکی کی تاثیر صحبت اور پاک انفاس کی برکت سے ملتی ہے جس کیطرف **كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کہہ کر مولا کریم نے توجہ دلائی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ پھر اسی پارسی لسان الغیب کو کیا حاجت اور ضرورت تھی جو وہ بول اٹھا کہ مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس +

اس ایمانی اور عملی اختلاف کے اوپر اور اختلاف ہے جسنے قوم کے شیرازہ کو پراگندہ اور منتشر کر دیا ہے اور وہ روح قوم میں نہ رہی جو

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا -

میں رکھی گئی تھی یعنے مختلف فرقے۔ شیعہ سنی - خوارج - مقلد - غیر مقلد - جبریہ قدریہ وغیرہ کے جھگڑوں اور قضیوں پر نگاہ کرو + تو عظیم الشان تفرقہ نظر آئیگا میں نے اکثر لوگوں سے پوچھا ہے کہ یہ فرقہ بندیاں کیوں ہیں ؟ اکثروں نے کہا ہے کہ سب فرقے قرآن ہی سے استدلال کرتے ہیں میں نے نہایت تعجب اور افسوس کے ساتھ اس قسم کی دلیری اور جسارت کو دیکھا ہے اور سُنا ہے - قرآن شریف تو اختلاف مٹانے کو آیا ہے اور یہی اس کا دعویٰ ہے جو بالکل سچا ہے پھر یہ اختلاف اس کے ذریعہ کیسے ہو سکتا ہے - ؟

میرے اس سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا - اور حقیقت یہی ہے کیا **مَعَاذَ اللّٰه** قرآن شریف موم کی ناک ہے کہ جدھر چاہی پھیر دی یا وہ اپنے اس دعوی میں معاذ اللہ سچا نہیں جو اسنے اختلاف مٹانے کا کیا ہے ؟ پھر یہ ایمان کیوں رکھتے ہو۔

میری سنو! قرآن شریف آیات محکمات ہے وہ لاریب اختلاف مٹانے کے لیے حَکَم ہے مگر اس پر مسلمانوں نے توجہ نہیں کی اور اسکو چھوڑ دیا وہ اپنی نزاعوں کو قرآن شریف کے سامنے عرض نہیں کرتے۔

مجھے ایک بار لاہور کے شیعوں کے محلہ میں وعظ کرنے کا اتفاق ہوا - مینے کہا کہ شیعوں سنیوں کے اختلاف کا قرآن پر فیصلہ ہو سکتا تھا اگر یہ توجہ کرتے ایک شخص نے کہا کہ وہ قرآن سے ہی استدلال کرتے ہیں مینے کہا کہ یہ قرآن موجود ہے آپ ہی بتا دیں کہ کہاں سے استدلال کیا ہے غرض قرآن کو ہرگز حَکَم اور فیصلہ کن نہیں مانتے اسپر ایمان ہوتا تو بڑی صفائی سے یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ سچی توجہ کے لیے ایک کامل الایمان مزکی اور مطہر کی ضرورت ہے جو اپنی قدسی قوت کی اثر سے

دلوں کے زنگ کو دور کرے۔ بدوں مزکی کے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ سمجھ میں نہ آسکے بلکہ وسیع نظارہ قدرت میں اسکے نظائر موجود ہیں۔

دیکھو ایک درخت کی ٹہنی جب تک درخت کے ساتھ پیوند رکھتی ہے وہ سرسبز ہوتی ہے۔ حالانکہ اسکو جو پانی کی غذائیت ملتی ہے وہ بہت ہی کم ہوتی ہے اب اگر اسکو دیکھکر ایک نادان اسکو کاٹ کر پانی کے ایک گڑھے میں ڈالدے کہ لے تو اب جسقدر پانی چاہے جذب کر اور اپنے دلمیں خوش ہو کہ یہ بہت جلد بار آور ہو جائیگی تو اسکی حماقت اور نادانی میں کیا شک رہ جائے گا جب وہ ڈالی بہت جلد خشک ہو کر سڑگل جائے گی۔ اور اسکو بتا دیگی کہ میں سرسبز نہیں رہ سکتی اس درخت سے الگ ہو کر۔

اسیطرح یہ نظارہ قدرت عام اور وسیع ہے اس سے صاف سبق ملتا ہے کہ ایک مزکی کی ضرورت ہے جس کے ساتھ پیوند لگا کر انسان اپنے تزکیہ کا حصہ لے سکتا ہے ورنہ مزکی سے الگ رہ کر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنی اصلاح اور تزکیہ کرلیگا۔ یہ غلط اور محض غلط ہے بلکہ ع

این خیال ست و محال ست و جنون

اور وہی مشکلے دارم کا سچا مسئلہ۔

اندرونی اختلاف اور تفرقہ اگر کچھ ایسا نہ تھا کہ اس کے دلپر اثر انداز ہو سکتا۔ اور اسکو صرف جزئی اختلاف قرار دیتا تھا تو پھر ضرور تھا کہ غیر قوموں کے عتراضوں ہی کو دیکھتا جو اسلام پر کیے جاتے ہیں اور دیکھتا کہ وہ کونسا ذریعہ ہے جو اسلام کے نابود کرنے اور اسپر اعتراض کر کے اس کو مشکوک بنانے میں غیر قوموں نے چھوڑ رکھا ہے؟ ذرا عیسائیوں ہی کو دیکھو کہ کس کس رنگ میں اسلام پر حملہ ہے شفا خانوں کے ذریعہ۔ اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ ہفتہ وار۔ روزانہ اور ماہوار ٹریکٹوں اور اشتہاروں کے ساتھ فقیروں اور جوگیوں کے لباس میں۔ مدرسوں اور کالجوں کے رنگ میں تاریخ اور فلسفہ کی شکل میں غرض کوئی پہلو نہیں جس سے اسلام پر حملہ نہ کیا جاتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پر وہ حملہ کہ تثلیث سے وقت کہا جاتا ہے واحد لاشریک باپ واحد لاشریک بیٹا۔ واحد لاشریک روح القدس۔ تین واحد لاشریک نہ کہو بلکہ ایک واحد لاشریک۔

باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق تین قادر مطلق نہ کہو بلکہ ایک قادر مطلق۔

باپ ازلی۔ بیٹا ازلی۔ روح القدس ازلی۔ تینوں ازلی نہ کہو بلکہ ایک ازلی۔

اب غور تو کرو۔ کہ یہ تو جیسا پاک پر کیسا خوفناک اور بیباک حملہ ہے۔ یہ کیا اندھیر ہے اسیطرح اس کے انبیاء۔ افعال اور صفات پر مختلف پیرایوں اور صورتوں میں حملہ کیا جاتا ہے اور غرض اسلام کو نابود کرنا ہے۔

اب اس اختلاف کو کون دور کرے اور کون اس مرض کا مداوا کرے؟ وہی جو مزکی ہو۔

مجھے نہایت ہی افسوس اور درد دل کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیت کے اس پُر آشوب فتنہ کو فرو کرنے کے بجائے مسلمانوں نے مدد دی ہے اور اس آگ پر پانی ڈالنے کے بجائے مٹی کے تیل ڈالدینے کا کام کیا ہے۔ جب اپنی عقائد میں ان امور کو داخل کر لیا جو عیسائیت کی تقویت کا موجب اور باعث ہوئے ہیں۔ (باقی آیندہ)

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس

اور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

نمبر ۴

دوسرا اجلاس دوسرا اجلاس ۲½ بجے شروع ہوا۔ حسب معمول چند منٹ تک قرآن شریف کی چند آیتیں پڑہی گئیں اور پھر مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدرس راولپنڈی نے ایک عربی قصیدہ پڑھا۔ جس میں ندوہ کی تعریف کی گئی تھی۔ اور مولوی مسیح الزمان صدر ندوہ کی تعریف کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود کی پاکذات پر کنایۃً حملہ کیا گیا تھا۔ ہم نہایت افسوس سے کہتے ہیں کہ ندوۃ العلما کے ارکین نے اس قصیدہ کا پڑھا جانا کیوں روا رکھا جبکہ اس میں ایک عظیم الشان جماعت کے پیشوا اور امام کی ہجو بھی تھی۔ دراصل ندوہ کے کھلانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور۔ یہ منافقانہ طریق ندوہ کو کامیاب نہونے دیگا جیسی کبھی نہیں ہوا خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

مسلمانوں کی ضرورتیں اس دل آزار قصیدہ کے بعد مولوی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس بھیکن پوری کا لکچر مسلمانوں کی ضرورتوں پر تھا جس میں انھوں نے مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کے ہر پہلو پر بحث کی عبادات کے متعلق بتایا کہ اکثر حصہ مسلمانوں کا تارک ہے۔ اور جدید مسلمان (نئی روشنی کے نوجوان) کہتے ہیں کہ ارکان ظاہری کی ضرورت نہیں۔

عبادات اور جو لوگ اپنے آپکو اہل عبادت اور اہل شرع سمجھتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ شکل اور ہیئت کذائی پر قانع ہیں اور ظاہری عبادت سنن کی پاکیزگی پر اثر انداز نہیں اور کہا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں مگر وہ برائیوں سے نہیں رکتے اور اہل عبادت میں یگانا ہی کی پندار حد در کی ہے۔

عبادات کے متعلق مسلمانوں کی موجودہ حالت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے بتائی ہے اسکا خلاصہ اسقدر ہے اور یہ بالکل صحیح ہے مگر ہم نہایت افسوس اور رنج سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس لیکچر میں جو بڑے اہم اور ضروری مضمون پر تھا یہ سننے کے آرزومند ہی رہے کہ وہ ان خرابیوں اور نقائص کی اصلاح کی کیا ضرورت پیش کرتے ہیں جسمیں انسان کے اصل منشا (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ) سے اسقدر بعد اور دوری ہو گئی ہے پھر کیوں اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی کہ وہ کونسی روح تھی جواب

قوم میں نہیں رہی جس نے قوم کو مردہ بنا دیا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ حقیقی یقین اور معرفت جس سے گناہ کی زہر دور ہوتی اور صلاحیت اور نیکی کی قوت آتی ہے وہ نہیں رہا۔ اور خدا تعالے پر سچا ایمان نہیں ورنہ اس قسم کی کمزوری پیدا نہ ہوتی + اس مرض کے معلوم کرنے کے بعد دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ مرض دور کس طرح ہو سکتا ہے اور جب کبھی دنیا کی اس قسم کی حالت ہوئی ہے تو اسکا علاج انسان کی اپنی تجویز کردہ دواؤں سے ہوا ہے یا خود خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے؟ ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ ندوۃ العلماء ہو یا کوئی اور مجلس اگر اسے قرآن شریف پر سچا ایمان ہے اور وہ اسکو خدا کا کلام مانتی ہے تو اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ روحانیت کے ایسے امساک کے وقت خدا تعالیٰ نے نوع انسان کی دستگیری فرمائی ہے اور کسی مامور کو بھیجکر اپنا ظہور فرمایا ہے تاکہ ہیبت حق سے دلوں پر ایک مقناطیسی اثر پیدا ہو۔ اور وہ گناہ سے نفرت کریں۔ اور پھر عبادت میں انکو لذت اور مزہ آنے لگے۔

جبکہ **ندوۃ العلما** اور تمام دوسری مجالس نے بالاتفاق یہ تسلیم کر لیا ہے کہ عبادات میں (جو انسان کی خلقت کی علت غائی ہے) مسلمانوں کی یہانتک نوبت پہنچی ہوئی ہے کہ بعض انہیں سے ایسے غیر ضروری بتاتے ہیں اور جو پابند بھی ہیں ان کے ہاتھ میں کچھ پوست اور ظاہرداری کے کچھ نہیں تو کیوں یہ اعتراف نہیں کرتے کہ قوم میں روحانیت کو زندہ کرنیوالی روح کے نفخ کرنے کے واسطے ایسے انسان کی ضرورت ہے جو خدا تعالے میں زندہ ہو اور کہہ سکے۔ ع

بشنوید ای مردگاں **من** زندہ ام

جو لوگ قوم کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں جب (بقول مولوی جبیب الرحمن صاحب اور عام تجربہ کے) خود انکی ایسی حالت ہو رہی ہے کہ ان کے ہاتھ میں پوست ہی پوست ہے اور نماز میں پڑھ کر بھی وہ اصل مقصد جو نماز کا ہے حاصل نہیں ہوتا یعنی گناہ کی زندگی پر موت نہیں آتی۔ تو پھر کسقدر صاف بات ہے کہ ایسی حالت میں ضرورت ہے اس وجود کی جو منجز

کا وارث ہو جس میں جذب اور اثر کی قوت ہو جو اپنے پاک انفاس سے ایسی روح نفخ کرے کہ قوم میں نیکی کی قوت آجائے۔ اب ضرورۃ تو صاف ہے پھر کیا ہم خدا تعالے پر بدظنی کریں کہ اس نے کوئی انتظام نہیں کیا؟ نہیں نہیں اس نے انتظام کیا اور اپنے وعدہ کے موافق اپنے ایک **صادق مامور** کو بھیجا کہ وہ **قوۃ یقین** اور **نور معرفت** پیدا کرے جو گناہ کے زہر کو دور کرتا اور انسان کو سچی بصیرۃ اور اعتبار عطا کرتا ہے وہ کون؟

حضرۃ مرزا غلام احمد قادیانی

خدا کی تائیدات اور نصرتیں اسکے ساتھ ہوں آمین

غرض عبادات کی حالت کے خراب ہونے سے مولوی جبیب الرحمن صاحب نے اگر کچھ بتایا تو صرف اسیقدر کہ اسوقت ضرورۃ ہے کہ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

مگر ہمکو افسوس ہے کہ یہ لوگ باوجودیکہ اپنے آپکو بیمار سمجھتے ہیں لیکن علاج کے لیے خود دوسرے بیمار کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں اور اسیر امید شفا۔ ع

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

معاملات

معاملات کی حالت پر بحث کرتے کرتے یہ کہا کہ معاملات کی صفائی رخصت ہو چکی ہے نفاق اور بنگ ریاست کا مرلیا جاتا ہے اور اسکو ... دیکھ پالیسی بنا لیا ہے گویا ... یعنی مسیح موعود کی ضرورت ثابت کی۔ غرض اخلاقی - علمی - عملی - ہر حالت پر لیکچر کرتے ہوئے یہی ثابت کیا کہ مسلمانوں کی حالت بہت نازک ہے مگر افسوس کہ اس نازک حالت میں پہونچکر بھی حقیقی طبیب کے علاج سے لاپروا ہیں۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

مولوی جبیب الرحمن صاحب کے لیکچر کو سنکر ہمیں خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ لوگ جو قوم کے ریفارمر بننا چاہتے ہیں اور اصلاح کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر ایسی تقریریں کرتے ہیں گویا ان کے دل میں قوم کے درد نے گدگدی کی ہوئی ہے تو یہ اس ندا اور آواز کے سننے کے لیے بڑی ہی آرزومند اور منتظر ہوں گے جو یہ کہے کہ آؤ میں **تمھیں اس قعر مذلت سے نکالوں** مگر ہمارا خیال غلط تھا + کیونکہ جب ہم نے **دعوۃ الندوہ** اور **تحفۃ الندوہ** رسایل اس قوم میں تقسیم کیے اور خود مولوی جبیب الرحمن صاحب کے مکان پر پہونچکر ان رسایل کو پیش کرنا چاہا۔ تو قبل اس کے کہ وہ انکو پڑھتے یا ہم سے ان کے متعلق کچھ دریافت کرتے نہایت ترشروئی اور بے اعتنائی سے کہا کہ **مجھے ان رسایل کی ضرورۃ نہیں**۔ جو خدا کے پیغام سننے کی ضرورۃ نہیں رکھتا خدا کو اسکی کیا پروا اور ضرورۃ ہے مگر ہمیں افسوس یہ ہوا کہ ابھی دوپہر کو یہی شخص گلا پھاڑ پھاڑ کر قوم قوم پکارتا تھا۔ اور مانتا تھا کہ قوم کی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے ہر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اور ابھی چار گھنٹے کے وقفہ کے بعد درد قوم سے بیتاب دکھائی دینے والا دل یہ نمونہ پیش کرتا ہے + غالبًا یہ ثبوت ہوگا اس امر کا کہ واقعی مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے۔ اور گفتن و کردن میں واقعی فرق ہے۔

مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورۃ

بڑے انتظار اور لمبی تقریر کے بعد مولوی جبیب الرحمن صاحب نے مسلمانوں کی حالت کا مرثیہ پڑھ کر اسکی اصلاح کیطرف توجہ کی۔ اور یہ علاج بتایا کہ ان خرابیوں کی اصلاح کے لیے ایسے علما کا موجود ہونا ضروری ہے جو متبحر ہوں اور اپنے علم پر قادر ہوں اور ایمان کا نمونہ ہوں اور ایسے علما موجود نہیں ہو سکتے یا پیدا نہیں ہو سکتے جب تک باہمی نزاعیں دور نہ ہوں اور یہ کام ندوہ نے کیا ہے۔

ہم اگلے نمبر میں انشاء اللہ تعالے اس امر پر مبسوط بحث کریں گے کہ ندوہ نے کیا کام کیا ہے اور ندوہ کے مقاصد کہاں تک واجب العمل ہیں اس موقع میں ہمکو بہت بڑا حصہ دعوۃ ندوہ کا لینا پڑیگا

باقی پانچویں نمبر میں

ح

مختصر نوٹ اور نکات

مایوسی اور نا اُمیدی ضعف ایمان کا نشان ہے، ورنہ جس جس قدر ایمان قوی اور اللہ تعالےٰ کی صفات پر یقین ہوگا اُسی قدر اُمید وسیع اور اطمینان بخش ہوگی + یہی وجہ ہے کہ آجکل مہذب ممالک میں خودکشی کی وارداتیں کثرت سے ہوتی ہیں کیونکہ وہ لوگ مادی دنیا سے پرے اپنی نظر نہیں پہنچا سکتے - اسباب ہی کو حقیقی اور اصلی ذریعہ کامیابی اور ناکامی کا سمجھ بیٹھے ہیں + مگر **اسلام** کیسا اطمینان بخش مذہب ہے کہ یوسی کے انتہائی نقطہ پر بھی خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا یقین دلاکر **اُمید** کا پیارا چہرہ دکھاتا ہے اور یہ صدا آتی ہے **لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا** - اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

عالم اجسام اور عالم ارواح کا رب جبکہ ایک ہی ہے تو پھر کیوں انسان عالم اجسام کے قواعد وقانون کو مدنظر رکھتا ہوا عالم ارواح کے نظام پر نظر نہیں کرتا - کیا جسمانی رزق بلا طلب وتلاش کسی انسان یا حیوان کو میسر آسکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر کیوں روحانی رزق بلا طلب وتلاش حاصل کرنا چاہتا ہے - انسان کا روحانی رزق **قرآن** ہے پس جس جس قدر انسان اپنی ہمت - استقلال اور سمجھ کے موافق قرآن شریف میں مجاہدہ کرے گا اسی قدر اپنی روح کی سیری کا سامان اس سے حاصل کرے گا + اور نور وعرفان پائے گا مگر اس کیلیے وہی شرط مجاہدہ کی ہے جیسے رزق اگرچہ مقدر ہی ہے لیکن ؏

شرط عقل ست جستن از درہا +

اسی طرح ہدایت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے بے شک ہے مگر انسان کا اپنا فرض ہے سعی اور مجاہدہ اور ایسے لوگوں پر راہوں کا کھول دینا رب رحیم کا وعدہ ہے **وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** - جو لوگ ہم میں ہوکر مجاہدہ کرتے ہیں ہم انکو اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں - فقط

انسان کی فطرۃ میں کسی بڑے اور عظیم الشان طاقت یا ہستی کی طرف رجوع کرنا اور اپنی سمجھ کی طاقت کے موافق اُسکی عبادت کرنا موجود ہے اگرچہ یہ مادہ خطرناک بدکاریوں یا متکبرانہ زندگی کی وجہ سے کمزور اور بیحس ہوگیا ہو لیکن یقینی امر ہے کہ ہے ضرور اور یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کوئی محرک پیدا ہوتا ہے تو پھر یہ رجوع کرتا اور اقرار کرتا ہے - بیماری اور عسر کی خوفناک اور تاریک گھڑیوں میں بے اختیار اسکے منہ سے اللہ نکل جاتا ہے اگر اللہ کا اقرار اسکی فطرت میں نہیں تو کیوں ایسا ہوتا ہے؟ اسی فطرتی اقرار کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے **اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى** کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انھوں نے کہا ہاں؟ -

---

ہمارے اخبار کا ماٹو ہے **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ** + یعنی اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے + اسمیں کسقدر رجوع الی اللہ اور تغافل وتساہل کے ترک کی ہدایت ہے تیرہ سو سال بعد مغربی دنیا کو یہ گولڈن رول ملا ہے مگر نبی امی (فداہ ابی وامی) کسقدر بلند ہمت اور مجاہد انسان ہے جسکو یہ وحی تیرہ سو سال پہلے ہوتی ہے + **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ**۔

ہائی جن (حفظ صحت) اور سنی ٹیشن کے قواعد پر جسقدر لطیف اور کامل بحث قرآن کریم نے کی ہے ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا محکمہ حفظان صحت بھی ان قواعد سے بڑھ کر پیش نہیں کر سکتا + کیسے مختصر اور جامع قواعد قرآن پیش کرتا ہے مثلاً فرماتا ہے **وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ** ہرایک قسم کی پلیدی اور گندگی سے دور رہو + اس سے ہر قسم کی صفائی اور پاکیزگی کی ہدایت کی اور **يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ** اور **يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ** کہکر **كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا** کی ہدایت فرمائی + یہانتک تو ان اسباب اور قواعد کی پابندی کو اصولاً بیان فرمایا جو حفظ صحت کے لیے ضروری ہیں اور چونکہ اصل مبدا اور منبع تمام فضلوں کا اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لیے آخر اس امر کی طرف انسان کو متوجہ کیا کہ جہاں وہ ان قواعد صحت کو ملحوظ رکھے وہاں خدا تعالےٰ کی رضا کو بھی مقدم کرے اور نیک اعمال کرے جیسے فرمایا **كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا** اور پھر حفظ صحت کے قواعد پر عمل درآمد کا اصل منشا چونکہ درازی عمر ہے اسکا راز یوں سمجھایا **وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ** - جو لوگوں کو نفع پہونچاتا ہے اسکی عمر دراز کی جاویگی اگر دانشمندان مجموعی قواعد ہائی جن پر غور کرے تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن کریم لاریب خدائے بزرگ وبرتر کا کلام ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ **هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ** ہے

غلط فہمی یا نادانی بھی خطرناک مرض ہے جو بدقسمت انسان کو لاحق ہو جاتی ہے خدا کرے کہ کوئی اسمیں مبتلا نہ ہو اس سے اچھا بھلا انسان غلط نتائج پر پہونچکر ملزم ہو جاتا ہے + آجکل کے ریفارمش کے مدعی اپنی بد نظر سوسائٹی کی معاشرت کو بھی پر نظر رکھتے ہیں اور بخیال خویش عورتوں کے حقوق کی اصلاح پر بڑا زور دے رہے ہیں اور نہایت بیباکی اور دیدہ دلیری سے کبھی کبھی یہ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کی حالت غلامی کر بدتر ہے اس سوال کا جواب انشاء اللہ مفصل ہم اپنے ایک مبسوط رسالہ میں جو اسی مضمون پر "اسلام اور عورۃ" کے نام سے نکلنے ہے دینگے مگر مختصر طور پر یہ کہدینا بھی کافی ہے کہ اسلام نے جسقدر عورۃ کے حقوق اور اسکی عزۃ کی نگہداشت کی ہے + کسی دوسرے مذہب نے ہرگز نہیں کی - قرآن شریف کے ایک جملہ **عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** کا مقابلہ دنیا کی کسی کتاب میں نہ ملے گا یعنی عورتوں کے ساتھ ایسے طریق سے معاشرت کرو جو فطرتی عقل اور نیک تقاضاؤں اور پسندیدہ طریقوں کے موافق ہو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ** تم میں نیک وہی ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ نیک ہیں - اس نے

... سے فائدہ اُٹھاتا ہے یا نہیں اور انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھتا ہے یا عبرت زدہ ہوتا ہے اور انذار کو ترجیح دیتا ہے اور ذکر الٰہی کو چاہتا ہے یا کیا؟ یہ ایک معیار ہے - ... ہر ایک شخص اپنی سعادۃ وشقاوۃ کا تنہائی میں موازنہ کرسکتا ہے + قرآن نے اس معیار کا یوں ذکر فرمایا ہے **فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى** - پس نصیحت کر جہانتک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جاویگا مگر بدبخت گریز کریگا جو بڑی آگ میں داخل ہونیوالا ہے - (ربنا وقنا عذاب النار - آمین) - ع

لعنت اللہ علی الکاذبین

ہمین معلوم کرایا گیا ہے کہ کسی محمد حنیف فیروزپوری نے ریاض الاخبار گورکھپور مین ایک مضمون چھپوایا ہے جسمین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ندوۃ العلماء کا ایک گروہ بصدارت مولوی مسیح الزمان خان صاحب شاہجہانپوری بعد اختتام جلسہ ندوہ قادیان گیا تہا اور کسی نے انسے مباحثہ اور مقابلہ نہ کیا **لعنت اللہ علی الکاذبین** ریاض الاخبار ہمارے دفتر مین نہین آتا اس لئے اس مضمون کو ہم نہین دیکہہ سکے لیکن ہمین یقین دلایا گیا ہے کہ اس قسم کا مضمون اس مین چہاپا گیا ہے فیروزپوری حنیف کو پنجاب مین کوئی اخبار نہ ملا جسمین وہ اس واقعہ کو درج کراتے جو گورکھپور بہاگ گئے یہ صریح دلیل اس امر کی ہے کہ وہ ایک غلط محض خبر شائع کرانا چاہتے تھے ہمکو ریاض الاخبار پر بھی افسوس ہے کہ اسنے بلا تحقیق کامل کیون اس قسم کا مضمون درج کر دیا جسکی کچہ اصل نہ تھی بہرحال کیا اس قسم کی چالبازیون اور چالاکیون سے یہ لوگ الہی سلسلہ پر فتح پا سکتے ہین؟ ہرگز نہین اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ دانشمند اور سلیم الفطرت پبلک کو اس نتیجہ پر پہنچا دینگے کہ ہمارے مخالفون کے پاس کذب و زور کی نجاست کے سوا اور کچہ نہین ہم نے ندوۃ العلماء کو دعوت کی **تحفۃ الندوہ اور دعوۃ الندوہ۔ اعلان الرسل** وغیرہ رسائل اور کتابین مع اشتہار جلسہ ندوہ پر خود امرتسر جاکر ندوہ کے جلسہ مین برابر تین روز تقسیم کئے علماء ندوہ اور اراکین ندوہ سے ملے مگر انمین سے ایک بھی ایسا نہ ہوا جو اس میدان مقابلہ مین باہر آتا اور قوم کو تفرقے سے بچانے کی سعی کرتا سکرٹری ندوہ کے نام رجسٹرڈ خط بہیجا جسکا جواب آج تک انہون نے نہین دیا۔

ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ یہ لوگ مسلمان کہلا کر جہوٹ کی نجاست پر منہ مارتے اور لعنت اللہ علی الکاذبین کے وعید سے نہیں ڈرتے۔ ہم وہ سب کتابین جو جلسہ ندوہ مین تقسیم کی گئی ہین اور الحکم کے وہ پرچے جسمین ندوہ کے سکرٹری کے نام رجسٹرڈ خط درج ہوا ہے بسبیل ڈاک ایڈیٹر ریاض الاخبار گورکھپور کو بھیجتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ ایسی بیہودہ اور محض جہوٹی خبر کی تردید کرینگے۔

اور اصل واقعات کو ظاہر کرنے مین ہرگز بخل سے کام نہ لینگے شاہجہان سے مولوی محمد شرافت اللہ صاحب نے جو ندوہ کے جلسے مین موجود تھے ریاض الاخبار کو جو تردیدی نوٹ لکہا ہے وہ ہمارے پاس بھی بغرض اندراج روانہ کیا ہے جو ہم ذیل مین درج کرتے ہین

ایڈیٹر

صداقت اثار مالک و مہتمم ریاض الاخبار سلمہ الغفار

السلام علیکم۔ آپکا اخبار مطبوعہ ۸ نومبر ۱۹۰۲ء مینے دیکہا اور بہت تعجب اور حیرت سے پڑہا محمد حنیف مراسلہ نگار نے جو خبر ندوہ کے قادیان جانے کی لکھی ہے وہ بالکل جہوٹ اور سراسر خلاف ہے اسکا ایک لفظ بھی سچا نہین ہے امرتسر کے جلسہ ندوۃ العلماء مین مین خود موجود تہا اور جناب مولانا مولوی مسیح الزمان خان صاحب صدر ندوۃ العلماء اسی شہر کے جسمین مین رہتا ہون رئیس اعظم ہین اور حاجی محمد سعید خانصاحب سوداگر رئیس اور حافظ محمد اسمعیل خان صاحب وکیل عدالت ججی و نیز دیگر معززان و رئیسان شاہجہانپور اس جلسہ مین شریک تھے اور لطف یہ کہ ہم سب لوگ اوسی کمرے مین ٹہرے تھے جسمین جناب مولانا مولوی مسیح الزمان خانصاحب صدر ندوۃ العلماء رونق افروز تھے اور بعد اختتام جلسہ مولویصاحب ممدوح سرہند شریف کو تشریف لے گئے تھے اور اور علماء و اراکین و معاونین ندوہ اپنے اپنے مقام کو چلے گئے لیکن یہ راقم معہ میرزا ظہور علی صاحب ساکن شاہجہانپور کے دو روز تک امرتسر مین مقیم رہا اور بعد اس کے دارالامان قادیان کو جاکر معہ میرزا صاحب موصوف کے شرف بیعت حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشرف ہوا اور ۱۹ اکتوبر تک وہان مقیم رہا لیکن ہم دونون آدمیون نے ندوہ کے کسی عالم فاضل مفتی قاضی صوفی صافی کو بغرض مباحثہ قادیان کو جاتے نہ دیکہا نہ سنا اور نہ فی الواقعہ کوئی گیا بلکہ جناب مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی بموجب اشتہار شحنہ ہند میرٹھ وغیرہ سے اسی اغراض کے لئے قادیان سے تشریف لائے ہوئے امرتسر مین موجود تھے کہ جس کسی کو بحث مباحثہ کرنا ہو کرلے اور تین روز تین اشتہار چہپے ہوئے اعلان الرسل وغیرہ بغرض اتمام حجت شائع کئے اور تمام شہر اور ندوہ مین تقسیم کئے اور تحفۃ الندوہ و دعوت الندوہ و کشتی نوح کی بہت سی جلدین علاوہ اراکین و معاونین ندوہ کو تقسیم کین جو کہ راقم کو بھی وہین ندوہ مین معہ اشتہارون کے ملین تہین اور اب تک راقم کے پاس موجود ہین مگر کسی عالم فاضل مفسر ندوۃ العلماء نے سانس تک بھی نہ لئے لیکن اسمین شک نہین کہ ندوۃ العلماء کی خاموشی حق بجانب تھی کیونکہ ندوۃ العلماء نے پہلے ہی مولویان امرتسر کی درخواست پر مباحثہ سے قطعی انکار کردیا تہا اور صاف کہدیا تہا کہ بحث مباحثہ ندوہ کے اصول کے برخلاف ہے اور ہم لوگ یہان کسی سے بحث مباحثہ کرنیکو واسطے نہین آئے ہین۔ لیکن جب یہ جہوٹی خبر آپکے اخبار مین شائع ہوئی تو بروز پنجشنبہ بوقت صبح مخدومی مکرمی حافظ سید علی صاحب ساکن شاہ جہان پور نے پاس مولانا مولوی مسیح الزمان خان صاحب کے جو کہ ندوۃ العلماء کے صدر انجمن ہین جاکر دریافت فرمایا کہ کیا آپ بصدارت ندوۃ العلماء قادیان کو تشریف لے گئے تھے تو مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا کہ حاشا و کلا مین قادیان کے جانے سے خبر بھی نہین رکہتا جس کسی نے یہ خبر شائع کی ہے وہ بالکل غلط اور محض افترا ہے ہان البتہ یہ ہوا تہا کہ علماء امرتسر ایک درخواست بغرض مباحثہ میرزا صاحب ہمارے پاس لے کر آئے تھے لیکن ہم نے اس سے انکار کر دیا تہا اور اس درخواست پر دستخط نہین کئے تھے بلکہ ہم نے یہ بھی سنا تہا کہ قادیان کے کچہ لوگ بغرض مباحثہ آئے ہوئے ہین اور ان لوگون نے وہان اشتہار بھی تقسیم کئے تھے فقط

تواب مین اوس مراسلہ نگار کے حق مین بجز اس کے اور کچہ نہین کہہ سکتا کہ اس نے اپنے ایمان کو بغل مین دبا کر اس جہوٹی خبر کو شائع کیا اور **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا نشانہ بنکر خسر الدنیا و الاخرۃ کے تاریک گڑہے مین جا گرا لہذا مین آپ کے اخلاق کریمانہ سے امیدوار ہون کہ آپ براہ مہربانی اس مراسلہ کی تردید اپنے آئندہ اخبار مین شائع کر دیجئے اور مراسلہ نگار کے ٹہیک پتہ سے مطلع فرمایئے تاکہ اس کی اس غلط بیانی اور افترا بندی کی چارہ جوئی عدالت مجاز سے کی جاوے اور اگر آپ نے ایسا نکیا تو راقم الحروف اس کی تردید دوسرے اخبارون کے ذریعہ شائع کرائے اور آپ کی اس امانت اور دیانت کی داد دینے پر مجبور ہوگا فقط زیادہ۔

والسلام

راقم خاکسار محمد شرافت اللہ خان از شاہجہانپور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

دربار دہلی اور ہم — دربار دہلی کی تقریب پر ملک ہر و دیار کے چیدہ چیدہ لوگ شامل ہونے والے ہیں اس تقریب پر بعض مذہبی سوسائیٹیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ اور وعظ کا بھی انتظام کیا ہے کیا ہمکو بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس موقع پر تبلیغ کرنی چاہیے ؟ ہماری رائے میں یہ بڑا عمدہ موقع اور تقریب ہے اور جہانتک ممکن ہو اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے ۔ اگرچہ ہماری جماعت پر بہت سے چندوں کا بوجھ ہے لیکن خدا کا فضل ہے کہ آجتک سلسلہ کی ساری ضروریات اس ضعفا غربا ہی کی جماعت سے پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں اس لیے ہم اپنی جماعت سے ہمیشہ متوقع ہیں کہ جب کسی نیک کام کی تحریک کی جاوے تو وہ ہمیشہ اپنی ہمت سے بڑھ کر قدم مارنیکو طیار ہوتی ہے اسموقعہ پر تبلیغ کی ایک صورت ہمارے ذہن میں آتی ہے اگر اکابران ملت اسے پسند فرماویں تو ہمیں اپنی رایوں سے اطلاع دیں اور تحریک شروع کریں ورنہ خیر ۔ اور وہ تجویز یہ ہے کہ ایک مختصر سا اشتہار کئی لاکھ چھپکر اس موقع پر تقسیم کیا جاوے جسمیں حضور اقدس کا دعویٰ اس کے مختصر دلائل اور آپ کی پاک تعلیم درج ہو + اس تجویز پر اگر غور کیا جاوے تو بہت جلد یہ تحریک ہونی چاہیے ۔ یہ اشتہار انگریزی اور اردو زبان میں شائع ہو

اعلان قبر مسیح کی اشاعت — حضرت مسیح کی قبر کے متعلق اعلان چھپکر طیار ہے اکہ تین سو روپیہ اسکی اشاعت کے لیے درکار ہے جسمیں سے قریباً سوا سو جمع ہو چکا ہے باقی روپیہ بہت جلد جمع ہونا چاہیے تاکہ یہ کام شروع کیا جاوے ۔ ہر شہر کی جماعت پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد اس امر کیطرف توجہ کرے یہ عظیم الشان ثواب کا موجب ہے کیونکہ کسر صلیب جو مسیح موعود کی بعثت کا اصلی مقصود ہے اس کے لیے کارگر حربہ یہی ہے ہمکو امید ہے کہ بہت جلد یہ باقی روپیہ پورا کیا جاوے گا اس کے متعلق کل روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام آنا چاہیے اور منی آڈر کے کوپن پر تقسیم چندہ اشتہار قبر مسیح ضرور درج ہونا چاہیے + اس چندہ میں شریک ہونے والوں کے لیے ایک اور سہولت بھی رکھی گئی ہے کہ وہ کشتی نوح کی چند کاپیاں خرید لیں ۔ جن کی قیمت آٹھ جلدوں کے لیے علاوہ محصول ایک روپیہ اور فی جلد ۲/ ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ بہت جلد یہ کمی پوری کیجاویگی

توسیع مکان کا چندہ — توسیع مکان کا چندہ خدا کا شکر ہے کہ جلد جلد آ رہا ہے اور اگر اسی طرح احباب نے توجہ کی تو اُمید ہے کہ بہت جلد تخمینہ شدہ رقم جمع ہو جاویگی ۔ چار سو روپیہ سے زائد کی لکڑی خرید ہی جا چکی ہے دوسرا مصالح وغیرہ خریدنے کی فکر ہو رہی ہے ۔ جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر میں حصہ لینے والے متوجہ ہوں ۔ توسیع مکان کا چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہیے اور منی آڈر کے کوپن پر اپنا پورا پتہ اور لفظ توسیع مکان لکھنا چاہیے کیونکہ لنگر کا چندہ بھی اُن کے پاس آتا ہے اور یہ روپیہ لنگر کے چندہ سے الگ رکھا جاتا ہے ۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت نصیب اعدا دردسر اور زکام کیوجہ سے ناساز رہی ۔ تاہم بندگان عالی نے اپنے کام کو نہیں چھوڑا ۔ اس ناسازی طبیعت ہی کے دوران میں ایک عظیم الشان اشتہار لکھا ہے جو چکڑالوی اور مولوی بٹالوی کے مباحثہ پر بحیثیت حکم موعود ہونے کے محاکمہ ہے ۔ یہ اشتہار بہت جلد شائع ہوتا ہے ۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اہل بیت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے تندرست ہیں

۲۔ مولانا مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب بھی خدا کے فضل سے تندرست ہیں ۔ مولوی محمد احسن صاحب گذشتہ ہفتہ میں دارالامان پہونچ گئے تھے اور اعجاز احمدی کی اشاعت پر آ گئے تھے ۔

۳۔ مولوی نور الدین صاحب نے درس قرآن مجید ختم قرآن کے بعد پھر شروع فرمایا ہے + ایڈیٹر الحکم خدا کے فضل وکرم پر توقع کر کے آرزو رکھتا ہے کہ اس مرتبہ کے درس سے وہ فہم کی کوئی نئی مگر اہم اور ضروری خدمت کر سکے اللہ تعالےٰ اسے توفیق دے آمین ۔

۴۔ اس ہفتہ ہمارے مخدوم ومحسن جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور جو پچھلے ہفتہ خیریت سے اپنے سفر انگلستان کر واپس آئے تھے دارالامان بغرض حصول نیاز امام علیہ السلام حاضر ہوئے اور دو چار روز رہ کر مع الخیر لاہور واپس تشریف لیگئے

۵۔ دارالامان کی احمدی جماعت میں خدا کے فضل سے روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور یہ بھی خدا کا شکر ہے کہ جماعت کی حالت صحت بہت اچھی ہے ۔

۶۔ بیعت کی تعداد اب اسقدر بڑھ گئی ہے کہ الحکم اب اس کی لکھتی کی برداشت نہیں کر سکتا ۔ تاہم وقتاً فوقتاً درج کرتا ہی رہتا ہے

ہم اور ہمارے معاصر

اس عنوان کے تحت میں وقتاً فوقتاً ہم اُن غلط بیانیوں کی تردید کیا کریں گے جو سلسلہ عالیہ کے متعلق کی جاتی ہیں ۔ ایڈیٹر

پیر چارک اور پگٹ — اکتوبر کے آخری پرچہ میں جالندھری پیر چارک نے اپنی معمولی فطرت کے مطابق پگٹ کے متعلق رائے زنی کرتے ہوئے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی پاک ذات پر ایک کمینہ حملہ کیا ہے اور پایونیر سے اقتباس کرتے ہوئے اپنی کم فہمی یا کم علمی کا ثبوت دیا ہے ۔

حضرت اقدس نے چیف آف قادیان ہونے پر ریمارک کرتے ہوئے پیر چارک کو شرم آ جاتی اگر وہ کم از کم سر لیپل گرفن کی تاریخ رئیسان پنجاب ہی پڑھ لیتا ۔ پھر اسے معلوم ہوتا کہ حضرت مسیح موعود واقعی قادیان کو چیف ہیں یا نہیں ۔؟

پیر چارک کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پوپ آف روم کو چیلنج دیا ہے بلکہ یہ چیلنج

٭ ۲۰ نومبر کے میگزین انگریزی میں تین عظیم الشان مضامین ہیں ۔ یعنی حضرت مسیح موعود کی تعلیم ۔ منجانب اللہ وحی کے علامات ۔ یسوع کی عصمت کے متعلق اناجیل کی تعلیم ۔ آخری مضمون خصوصاً ان پادریوں کی توجہ چاہتا ہے جو ہمیشہ انبیاء علیہ السلام پر اتہام باندھکر انکو گنہگار ٹھیراتے ہیں ۔ ایڈیٹر

ڈاکٹر ڈوئی امریکہ کے ایک کذاب اور مفتری الیاس کے مدعی کو دیا گیا ہے۔

پایونیر کی تے چاٹ کر پر چارک کا یہ کہنا کہ اگر دونوں جھوٹے ہوں تو پھر فیصلہ کیا ہو پایونیر اور پر چارک دونوں کی ضعیف الاعتقادی کا ثبوت ہے جب چیلنج میں صاف لکھا ہے کہ کاذب پہلے ہلاک ہوگا۔ تو پھر دونوں کاذب کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیا خدا کی حکومت میں حکومت نہیں ؟ کیا موت اور زندگی انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ تعجب ہے کہ عقل کا دعوی کرنیوالے ایسی بیہودہ باتیں کیوں کرتے ہیں ؟ بات اصل میں یہ ہے کہ جن کے نزدیک نیوگ جیسا حیاسوز اور اخلاق کش مسئلہ جائز ہو اور جن کے ہاں ایک عاجز انسان خدائی کے تخت پر بیٹھ سکتا ہو وہ ان اسرار معرفت کو سمجھ کیونکر سکتے ہیں !!!

جعلی مسیح اس عنوان سے نورافشاں نے ۱۴ر نومبر کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھا ہے اور رہتک کے کسی کاذب مدعی کا عدالت میں پیش ہونا بیان کر کے کہتا ہے کہ اس مسیح موعود کو جرمانہ اور قید کی سزا دی گئی تھی مرزا غلام احمد صاحب بھی عدالت میں پیش ہوئے تھے عدالت میں پیش ہونا گویا مماثلت رکھتا ہے کیا مناسب نہ ہوگا کہ تمام قیدیوں کو اس مماثلت کی خبر دیدی جائے۔ تاکہ وہ بھی اپنا موقع ہاتھ سے نہ گنوائیں؟ پادری ٹھاکرداس کو بات تو خوب سوجھی ہے اور بہتر ہو کہ وہ بھی اس ایجاد کو پیٹنٹ کرا کر اشتہار دیدیں۔ مسیح موعود بنانے کا اشتہار تو فضول ہے خدا بنانے کا اشتہار دیں کیونکہ صادق مسیح موعود تو جب عدالت میں پیش ہوا۔ نہایت عزت و احترام سے پیش ہوا مگر ٹھاکرداس صاحب کے مصنوعی خدا کی جو گت بنی وہ انکو خوب معلوم ہے اسلیے اس پھانسی پانے والے طمانچے کھانیوالے۔ منہ پر تھکوانے والے کو وہ بشارت دیدیں کہ ہمارا خدا ایسا ہی ہوتا ہے اس لیے ہم اسکو تسلیم کرنے کو طیار ہیں۔ کیونکہ اب غالباً عیسائی دنیا کے نزدیک انکی آمد کا زمانہ بھی آگیا ہے۔ بہتر ہے کہ پادری ٹھاکرداس جیلخانوں میں جاکر خداگری کے اشتہار چسپاں کریں۔ اور اس مماثلت کو اہل زندان میں ڈھونڈیں۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

جناب میرزا سلطان احمد صاحب افسر مال منٹگمری کے ذریعہ ہمکو حضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پرانی تحریریں ملی ہیں جن میں سے وقتاً فوقتاً ہم ہدیہ ناظرین کرتے رہینگے انشاء اللہ العزیز یہ تحریریں کبھی شائع نہیں ہوئیں۔ مرزا صاحب موصوف نے ہمسے وعدہ کیا ہے کہ اگر انکو اور مضامین یا تحریریں کبھی دستیاب ہوں گی تو وہ الحکم کو بڑی خوشی سے دینگے جس کے لیے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ ایڈیٹر

ایلی ایلی لما سبقتانی

کلامے کہ برو مسے پیر دست جاں
درو بندہ خواند ست خود را عیاں
کہ یارب تو پروردگارے مرا
ندانم چرا مے گذاری مرا
مسیحا دعا فرار دارد دریں
یکے جہل خود از قضائے چنیں
دوم آنکہ او ہست بے اختیار
ندارد بقول شما اقتدار
بہ بے اختیاری و جہل و نیاز
خدا سازیش نا یدت شرم باز
کہ بندہ چنیں منقصت بر خدا
تجارہ نماید بریں عقل و رائے
ز محتاج و نادان و بے اختیار
چہ خواہد پرستندۂ باشعار

الوہیت کا رد

یکے آنکہ دیدست خلق و جہاں
ز بے اختیاریش چوں بندگاں
ہم از ماندنش در رحم بندہ وار
بنہ ماہ خوں خوردن و اضطرار
ہم از زادنش از رہ مستمر
رہ بول و بد بو کہ زاید بشر
ہم از کاہش و رنج و درد بدن
ہم آہستہ بالا گرفتن بہ تن
ہم از خوردن و بنیز جوعاں شدن
کہ باشد بدل از گدا زیدن
ہم از خواب غفلت ہم از نا دانیش
ہم از عجز و فکر و ہم از سلب ہوش
دگر آنکہ عیسی خود اقرار کرد
بہنگام رفتن بران کار کرد
ازاں معتبر تر نباشد کلام
کہ گوید بقرب اجل یک امام

ہماری اپنی گذارش

سال رواں قریب الختم ہے بقایا داران سے بقایا وصول کرنیکے لیے وی پی بھیجے جا رہے ہیں ان خوش معاملہ خریداران کے ہم شکر گذار ہیں جنہوں نے ہماری وی پی وصول کر کے بر وقت کارخانہ کی اعانت فرمائی اور انسے برادرانہ گلہ ہے جنہوں نے بلاوجہ سال کے اختتام پر بھی

بیعت کا کالم

میاں چراغ الدین صاحب برادر نظام الدین قلعہ دیدارسنگھ ضلع گوجرانوالہ
میاں سعد اللہ صاحب نومسلم جہلم محلہ لوان
میاں عبدالرحمن صاحب معرفت حکیم شاہنواز صاحب راولپنڈی
میاں محمد رشید الدین برادر محمد یسین پٹواری کلیہ ضلع انبالہ تحصیل روپڑ
میاں اسعد اللہ ملازم راجہ عطا محمد خان کشمیر براہ اسلام آباد
میاں نعیم محمد نیچہ بند راول پنڈی
میاں حسین علی طالب علم سیکنڈ کلاس ایف اے گوجرانوالہ
مسماۃ نور الہی زوجہ حافظ محمد علی ساکن چک
میاں محمد فیض الحسن صاحب گجرات راہوکے
میاں محمد فاضل صاحب // //
میاں فضل الہی صاحب // //
میاں الہ بخش صاحب ملتان اندرون دروازہ محلہ کہچی والہ
میاں صوبا صاحب منصوران ضلع لودیانہ
علی محمد صاحب ولد صوبا صاحب // //
ہمشیر میاں صوبا مذکور // //
میاں الہی بخش صاحب معرفت حکیم محمد خان فیروزپور
مسماۃ زینب بی بی اہلیہ الہ بخش صاحب //
میاں جا غمد صاحب // //
میاں واحد بخش صاحب // //
میاں عبدالغنی صاحب جموں
میاں محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ
میاں غلام قادر صاحب ساکن کلیہ ڈاک خانہ چمکور ضلع انبالہ تحصیل روپڑ۔
میاں چودہری سہنان موضع مل سالکوٹ ظفروال +
میاں مولا داد ملاح سعد اللہ گجرات
میاں شاہ محمد ولد چوغتا //
مسماۃ طالع بی بی صاحبہ زوجہ گلاب بیگ رنگریز محلہ کشمیری سیال کوٹ
قاضی عبداللطیف طالبعلم مشن سکول نارووال //

مسماۃ فضل بیگم صاحبہ دختر نظام الدین درزی بازار بڑا شہر جہلم
غلام فاطمہ صاحبہ // // //
میاں محمد حسن صاحب معرفت منشی صاحب الدین بہاٹی دروازہ لاہور کارخانہ مرہم عیسیٰ
میاں کالو صاحب چپراسی تار جموں
میاں عبدالمجید کانسٹیبل نمبر ۴۸۸ کورٹ پولیس لائن شہر جہلم
میاں غلام مرتضیٰ صاحب وڈام باگر گورداسپور
میاں عبدالغنی صاحب // // //
میاں عبداللہ صاحب // // //
اہلیہ میاں عبداللہ صاحب // //
۳ دختر میاں عبداللہ صاحب // //
میاں عبدالحق صاحب // //
میاں نوردین صاحب // //
پسر ۲ میاں نوردین صاحب // //
میاں محمد لطیف صاحب // //
میاں رحیم بخش صاحب // //
میاں چودہری باغخان صاحب //
میاں الہ دتا صاحب با فندہ
مسماۃ بہاگن صاحبہ زوجہ محمد لطیف صاحب
میاں غلام محمد صاحب حجام // //
میاں مظہر حسن صاحب ضلع بدایون سہوان محلہ سیف اللہ گنج
میاں خدابخش صاحب نیا محلہ جہلم
اہلیہ میاں خدابخش صاحب // //
میاں عطاء اللہ بیگ چک جیتا تحصیل سیال کوٹ
میاں خیرالدین سراج لودیانہ محلہ ڈھولیوال
احد اللہ عرف عبداللہ صاحب گورج منگلی // لودیانہ متصل مسجد خان بابا
میاں عبدالستار شاہ ملازم جیل جہلم
میاں محمد دین حکیم چک رحمان گجرات
میاں عباس خان صاحب ہری پور ضلع ہزارہ
منشی ہدایت اللہ صاحب ملازم پولیس گارڈ نمبر ۲ انارکلی لاہور
میاں محمد ابراہیم مستری لاہور موچی دروازہ کوچہ لوہاران
اہلیہ میاں احمد دین صاحب سیٹھہ جہلم
اطفال // // //
فقیر محمد صاحب کشمیری //

میاں مہتاب دین صاحب سیال کوٹ محلہ
میاں عبدالرحمن صاحب سیال کوٹ محلہ
چودہری محمد سلطان خان صاحب
میاں غلام سرور باشندہ پشاور کوئٹہ
میاں احمد دین ڈوری باف آدوران گوجرانوالہ
اہلیہ میاں احمد دین صاحب // //
مسماۃ رسول فاطمہ صاحبہ // //
// غلام فاطمہ صاحبہ // //
ہمشیر ۲ میاں احمد دین صاحب // //
میاں ولی محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس تہانہ ڈونگہ گلی ضلع ہزارہ
راجولی خان صاحب چک نمبر ۳۸۶ گوگیرہ برانچ ضلع جہنگ +
میاں محمد خان صاحب ڈریسر یوگنڈہ ریلوے افریقہ
میاں محمد حیات صاحب دہرم کوٹ رندہاوا
میاں حاکم بیگ دربان جیل راول پنڈی
میاں محمد دین ملازم // //
پیر شاہ صاحب واڈار //
پیران دتا وارڈر جیل //
میاں چراغ الدین زرگر سیالکوٹ اراضی یعقوب
میاں عزیز الدین صاحب // //
میاں عمر الدین صاحب // //
مسماۃ عائشہ بی بی اہلیہ میاں چراغدین //
مسماۃ زینب بی بی اہلیہ میاں عمر الدین //
مسماۃ برکت بی بی اہلیہ میاں چراغدین //
مسماۃ عائشہ بی بی اہلیہ میاں عزیز الدین //
میاں غلام نبی صاحب // //
میاں غلام حیدر صاحب //
میاں محمد شفیع صاحب //
میاں محمد شریف صاحب //
احمد حسن کلارک پورٹ ٹرسٹ احسن کماری بندر کراچی
میاں محمد طالب حسین بہوگام مین پور
میاں محمد حسین صاحب چکہور سیال کوٹ ظفروال ۔ غلام محمد صاحب برام ضلع جالندہر تحصیل نواں شہر میاں محمد احسین صاحب پرتاب گڑھ ۔
میاں وزیرالدین صاحب چک نمبر ۲۷۶ لائل پور
شیخ شبیر حسن صاحب و اہلیہ سامانہ ریاست پٹیالہ
میاں مہدی حسن صاحب و اہلیہ
میاں مقبول حسن صاحب و بی بی باجران و بی بی رحمت +

در مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر کے شائع ہوا

ہو سکیں گے + ہم اپنے ان سو سرپرستوں کے تمام فہرست ریزرو رکھیں گے تاکہ ہمیں بالآخر یک بھی یہ اندازہ کرنے کا موقع مل سکے کہ سرپرستان الحکم میں سے کتنے بزرگ ہماری اعانت میں پیش دستی کرتے ہیں ہمکو اپنے بعض کرمفرماؤں پر یہانتک بھی امید ہے کہ وہ اس مذہبی تحریک میں اپنی جیب خاص سے بھی توسیع اشاعت کے کام میں حصہ لیں گے۔

اخبار کے متعلق ایک امر اور عرض کرنا باقی ہے کہ اس کی قیمت پیشگی دیجاوے اور ہر خریدار عہد کرے کہ وہ سال تمام میں ایک ایسا جدید خریدار پیدا کرے گا جو بجائے خود یہ عہد کرے کہ وہ سال میں ایک اور خریدار پیدا کرے گا۔

پھر ایڈیٹر الحکم نے اپنی طاقت اور وسعت کے موافق الحکم کے اجرا کے بعد قوم کی خدمت کے لیے جو دوسرا کام اختیار کیا ہے وہ تفسیر القرآن کی اشاعت ہے یہ سچ ہے کہ وہ خود مفسر نہیں عالم نہیں مگر وہ اس امر کو تحدیث بالنعمت کے طور پر ضرور بیان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے فہم اور سمجھ دی ہے اور اسے یہ موقع نصیب ہوا ہے کہ **حکیم الامۃ** جیسے قرآن کے عاشق اور اسکی صداقتوں کے اظہار کے شائق انسان کے حلقہ درس میں بارہا بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے اور اسنے اس سے استفادہ کیا ہے اسی استفادہ کی بنا پر **تفسیر القرآن** کا پہلا پارہ شائع ہو چکا ہے اور جس حد تک وہ مقبول ہوا اور لوگوں نے اس طرز کی جدت اور تقسیم مضامین اور ادائے مطالب کو پسند کیا ہے وہ بہت کچھ مرتب کے لیے حوصلہ افزا ثابت ہوا ہے اور اسیطرح دوسرے پارہ کے کچھ اجزا خریداران **تفسیر القرآن** کے بیحد اصرار پر شائع کر دیے گئے ہم کوشش کرنی چاہتے ہیں اور خدا سے توفیق کی دعا کرتے ہیں کہ اگر اسکا فضل شامل ہو تو اس خدمت کو مستقل طور پر سرانجام دینے کے لیے سعی کی جاوے چنانچہ دوسرے پارہ کے باقی اجزا بہت جلد اسی سال میں خدا کے فضل سے شائع کر کے شروع سال سے **تفسیر القرآن** کے مستقل ۲ جزو ماہوار شائع کرنے کا ہم انتظام کر رہے ہیں۔ کیونکہ شہدائے تفسیر القرآن کا بہت سا حصہ ہم سے برابر اصرار کرتا اور زور دیتا ہے کہ ہم اسکو مستقل شائع کریں تفسیر القرآن کے موجودہ چار سو خریداروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہم اس کام کو شروع جنوری سے باقاعدہ کر دینے کا انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں اس طرح پر امید کی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ توفیق دے اور موافق اسباب میسر آئیں تو سال میں تین پارہ تک شائع ہو جاویں گے تفسیر القرآن کے خریداروں کو ۲ سالانہ مع محصول دینا ہوگا۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خریداران تفسیر القرآن میں اس تجویز میں ہمارے ساتھ متفق نہ ہو تو وہ ایک اطلاعی کارڈ دفتر الحکم میں بھیجدے تاکہ اسکا نام خارج کیا جاوے اور ہم ان دوسرے خریداران تفسیر القرآن کی **رضامندی** پر ان سے سالانہ قیمت بمد پیشگی وصول کریں گے۔ غالباً یہ امر بیان کر دیا ضروری ہے کہ تفسیر القرآن کی ترتیب میں اول حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر جہانتک مل سکتی ہے مقدم کی جاتی ہے اور پھر حضرت حکیم الامۃ کے درس قرآن مجید سے لیے ہوئے نوٹس اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات اور تقریروں سے اقتباس کر کے خاص طرز پر ایڈیٹر الحکم مرتب کرتا ہے اور پھر حضرت حکیم الامۃ کو بغرض اصلاح مسودہ جاتا ہے آپکی اصلاح کے بعد دوسرے پارہ سے یہ التزام کیا ہے کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو وہ مسودہ بغرض نظر ثانی دیا جاتا ہے آپ کی نظر ثانی کے بعد کاتب کو لکھنے کو دیا جاتا ہے۔

خریداران الحکم میں سے جو احباب اب تک تفسیر القرآن کے خریدار نہیں ہوئے یا جنکو بوجہ الحکم کے جدید خریدار ہونے کے یہ علم نہیں ہے وہ بھی اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔

اب ہم اتنا اور لکھکر اس خط کو ختم کرتے ہیں اور عملی جواب کے منتظر رہتے ہیں کہ حسب معمول و دستور سابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کا پرچہ

خریداران الحکم کے نام ۱۹۰۳ء کی پیشگی قیمتوں کے لیے وی پی کیا جاوے گا

قوم کے عملی جواب کا خواستگار ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن

تفسیر القرآن

نوٹ۔ جو لوگ ۱۰ دسمبر کا اخبار وی پی لینے کو طیار نہوں وہ ۳۰ نومبر تک اطلاع دیدیں منجانب

احمدی قوم کے ہر فرد کے نام عموماً اور سرپرستان الحکم کے نام خصوصاً

ایڈیٹر الحکم کا کھلا خط

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں اس عریضہ کے ذریعہ اپنی قوم کے ہر فرد کی عموماً اور سرپرستان الحکم کی خصوصاً توجہ ایک ضروری اور اہم ضروری امر کیطرف مبذول کرانیکی سعی کرنا چاہتا ہوں اور اسبات کا اندازہ کرنیکا خواہشمند ہوں کہ وہ قوم جسمیں شکرگذاری کی سچی روح نفخ ہوچکی ہے اور جو اس پاک ارشاد کو خوب سمجھتی ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ) اپنے ایک قومی خدمتگذار کی صدا کو کس شرح صدر اور فراخدلی سے سنتی اور اس کی حوصلہ افزائی کے لیے طیار ہوتی ہے۔

(۲) میں اس امر کا دعویٰ کرنا نہیں چاہتا کہ مینے الحکم کے ذریعہ اپنی قوم کی کوئی خدمت کی ہے اور حقیقت میں یہ خدا تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ مجھ جیسے ہیچمیرز پر فضل ہوا کہ اس نے اس خدمت کا فخر مجکو دیا اور میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ میں کیا خدمت کر سکتا تھا مگر مینے ملک کے مختلف حصوں اور اپنی قوم کے ہر طبقہ کے افراد کے منہ سے یہ آواز سنی اور پڑھی ہے کہ الحکم نے احمدی قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے اور بہت سے خطوط شکرگذاری کے مجھے پہونچے ہیں جنکو پڑھ کر بہت ہی شرمندہ ہوتا ہوں کہ میری ناکارہ خدمت پر بھی قوم میری خدمات کی سپاس گذار رہتی ہے بجائیکہ مجھے قوم کا شکرگذار رہنا چاہیے جسکی امداد سے میں اس خدمت کو بہت ہی چھوٹے پیمانہ پر سرانجام دیتا رہا ہوں۔ اور جو میرے نزدیک کچھ بھی نہیں۔

(۳) جو لوگ شروع سے الحکم کے پڑھنے والے ہیں وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ الحکم نے کن کن مصائب اور مشکلات کے اندر سے گذر کر اسقدر ترقی کی ہے کہ اب ہماری قوم کو ایک مستقل آرگن کی صورت میں نظر آتی ہے۔ میں اسوقت نہیں چاہتا کہ الحکم کے فوائد کی تفسیر کرنے لگوں۔ بلکہ میرا مطلب اسوقت کچھ اور ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان متعدد خطوط نے جو وقتاً فوقتاً الحکم کی قومی خدمات کے اعتراف میں آئے ہیں یا ان تقریروں نے جو مینے بالمشافہ اپنے بزرگان قوم سے الحکم کے مفاد کے متعلق سنی ہیں مجھے اس امر پر حریص کر دیا ہے کہ **اگر الحکم واقعی قوم کے لیے کوئی مفید چیز ہے؟** (اس کا فیصلہ خود قوم کریگی اور اس فیصلہ کو میں اس عملی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں جو ذیل میں پیش کروں گا) تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے مفاد کا میدان وسیع نہ کیا جاوے؟ اور وہ کیا صورتیں ہیں جنسے اسکی تبلیغ اور اشاعت کا دائرہ وسیع ہو سکے؟ اکثر احباب نے کمی قیمت کیطرف توجہ دلائی ہے میں اعتراف کرتا ہوں کہ کمی قیمت کثرت فروخت کا ایک ذریعہ ہے مگر لازمی اصول نہیں ہے کہ ارزاں چیز زیادہ فروخت ہو بلکہ **ارزاں بعلت گراں بحکمت** کا مشہور مقولہ اور مسلم اس کے خلاف ہے۔ تاہم میں اس سوال کو ہمیشہ وقعت کی نظر سے دیکھتا رہا ہوں اور مینے اس کے حل کی بھی اپنی ہمت اور استعداد کے موافق کوشش کی ہے جیسا کہ ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ہر ۵ سالانہ قیمت دینے والے خریدار ہے اور عہ سالانہ پر دو پرچے کم بضاعت احباب کے نام جاری کرانے کا مجاز ہے اور عہ سالانہ دینے والا ہے ہر ایک پرچہ جاری کرانے کا حق رکھتا ہے اور اسپر عمل درآمد بھی ہوا ہے۔

مگر میں ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ کمی قیمت کا سوال ایک حد تک بےموقع اور قبل از وقت ہے۔ ۱۲ صفحہ خاص ریڈنگ میٹر کا اخبار جو ایسے عمدہ کاغذ پر ایسے اہتمام کے ساتھ طبع ہوتا ہو اور پھر ایک گاؤں میں جہاں ہر ایک چیز شہروں کے مقابلہ میں نسبتاً گراں ہے عہ سالانہ پر نہیں دیا جاتا علاوہ بریں **قومی اخباروں میں** یہ سوال بالکل بےمعنے ہوتا ہے کیونکہ اسکی طرف توجہ کرنیوالی ایک محدود اور مخصوص جماعت ہے اور اس کے ہی فائدہ اور نفع کے لیے وہ جاری ہوتا ہے۔ اس کا موضوع اپنی قوم ہوتا ہے اسلیے قوم کو اسکی بہتری اور بہبودی کے لیے ہر طرح مدد دینے کو آمادہ ہونا چاہیے نہ یہ کہ وہ سیاہی مصالحہ کے اخراجات کی فردیں بنا کر مالک کے نفع سالانہ کے نقشہ بناتی پھرے۔ قومی اخباروں کی یہ حالت ہے تو ایسے اخبار جو نہیں مذہبی اخبار اور بھی محدود الاشاعت ہوتے ہیں خصوصاً ان ایام میں جب مذہب کی طرف سے توجہ اور دلچسپی ہی نہیں رہی۔

بہرحال میں الحکم کے مقاصد اور اغراض کی اشاعت وسیع پیمانہ پر چاہتا ہوں اور خدا چاہے تو اسکے فضل سے بعید نہیں کہ بہت جلد ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوں۔ مگر جیسا کہ الحکم کا ماٹو ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔

یہ سوال قوم کے حل کرنے کا ہے قوم اگر الحکم کے مقاصد کی اشاعت وسیع پیمانہ پر چاہتی ہے تو اسکا فرض ہے کہ اسکی اشاعت میں کوشش کرے اور [illegible] نیتی سے مقررہ قیمت کو وقت پر ادا کرے۔ اسکی اشاعت میں ایک فرض سمجھکر سعی کرے۔ ہم سنہ ۱۹۰۳ء کے آخر تک اپنی قوم کے جسکی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے صرف ایک ہزار جدید خریدار چاہتے ہیں یہ ایکہزار خریدار پانچ روپیہ سالانہ دینے والے ہوں تو پھر ہم اسی قیمت پر خریداروں کو [illegible] پر ۱۲ صفحہ کا اخبار دینگے۔ یا ۲۰ صفحہ کا اخبار ہفتہ میں دو بار کرکے پہونچائیں گے۔

یہ ایک ہزار جدید خریدار حق رکھیں گے کہ وہ [illegible] سالانہ پر ایک خریدار کے نام اخبار جاری کرادیں۔ ان جدید خریداروں کے بہم پہونچانے کے لیے ہم نے اپنی جماعت کے سرگرم اور اہل اثر لوگوں میں سے سو آدمی منتخب کیے ہیں۔ اور ہم ان حقوق کی بنا پر جو الحکم کے ذریعہ پر ہوسکتے ہیں ان کو متوجہ کریں گے کہ ان میں کا ہر واحد ہمیں خصوصاً دس دس خریدار دے۔

غرض خلاصہ مطلب یہ ہے کہ الحکم کی خدمات کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنے اور اسکو عام طور پر نافع الناس بنانے کے لیے اسکی توسیع اشاعت کی ضرورت ہے اور ہم اس خط کی اشاعت کے بعد امید کرتے ہیں کہ بہت جلد ہم توسیع اشاعت الحکم کا کالم جاری کرنے کے قابل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

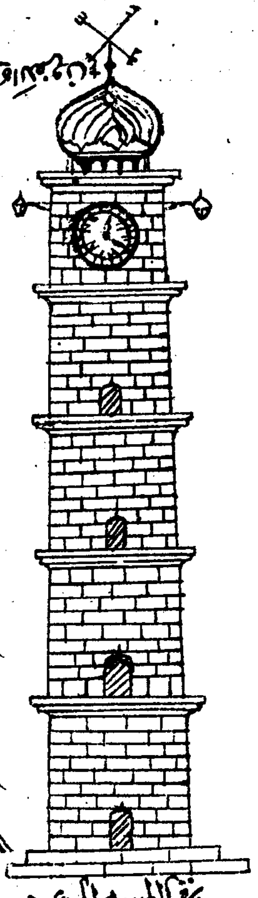

منارۃ المسیح الموعود

نمبر ۴۳	۲۹ شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ	جلد ۶

کلمات طیبات

حضرۃ امام آخر الزمان سلّمہ الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پس جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بات تھی تو میرا نور قلب کب اس کے خلاف کرنیکی رائے دے سکتا تھا اسلیے مینے چاہا کہ یہ ہونا چاہیے تاکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو۔ ممکن تھا کہ ایسے واقعات پیش نہ آتے۔ لیکن جب ایسے امور پیش آگئے کہ جنمیں مصروفیت ازبس ضروری تھی اور توجہ ٹھیک طور پر چاہیے تھی تو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ اور وہ پوری ہوئی اسیطرح جیسے خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا تھا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

پھر ان نمازوں کو جمع کرنا جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں اللہ تعالیٰ کے اشارہ اور ایما اور القا سے تھا۔ حالانکہ مخالف تو خواہ نخواہ بھی جمع کر لیتے ہیں مسجد میں بھی نہیں جاتے گھروں ہی میں جمع کر لیتے ہیں مولوی محمد حسین ہی کو قسم دیکر پوچھا جاوے کہ کیا اسنے کبھی کسی حاکم کے پاس جاتے وقت نماز جمع کی ہے یا نہیں؟ پھر خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نشان پر کیوں اعتراض کیا جاوے اگر تقویٰ اور خدا ترسی ہو تو اعتراض کرنے سے پہلے انسان اپنے گھر میں سوچ لے کہ کیا کہتا ہوں اور اسکا اثر اور نتیجہ کیا ہوگا اور کسپر پڑے گا۔

مینے اس اجتہاد میں یہ بھی سوچا کہ ممکن تھا ہم دس دن ہی میں کام کو ختم کر دیتے جو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا موجب اور باعث ہوا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی پسند کیا کہ جب یہ لوگ اپنے نفس کی خاطر دو دو مہینے نکال لیتے ہیں تو پیشگوئی کی تکمیل کیلئے الٰہی رنگ چاہیے جسکی نظیر نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اگرچہ وہ مصالح ابھی تک نہیں کھلے مگر اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور مجھے امید ہے کہ ضرور کھلیں گے۔

دیکھو ضعف دماغ کی بیماری بدستور لاحق ہے اور بعض وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ موت قریب ہو جاتی ہے تم میں سے اکثر نے میری ایسی حالت کو معائنہ کیا ہے اور پھر پیشاب کی بیماری عرصہ سے گویا دو زرد چادریں مجھے یہ پہنائی گئی ہیں ایک اوپر کے حصہ بدن میں اور ایک نیچے کے حصہ بدن میں۔ ان بیماریوں کی وجہ سے وقت صافی بہت کم ملتا ہے مگر ان ایام میں خدا تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا کہ صحت بھی اچھی رہی اور کام ہوتا رہا مجھے تو افسوس اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ تجمیع الصلوتین پر روتے ہیں حالانکہ مسیح کی قسمت میں بہت سے اجتماع رکھے ہیں۔

کسوف و خسوف کا اجتماع ہوا یہ بھی میرا ہی نشان تھا اور **واذا النفوس زوجت** بھی میرے ہی لیے ہے۔ اور **اٰخرین منہم لما یلحقوا بہم** سے بھی ایک جمع ہی ہے کیونکہ اول اور آخر کو ملایا گیا ہے اور یہ عظیم الشان جمع ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض کی زندگی پر دلیل اور گواہ ہے اور پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان کاغذ کی

کثرت ڈاک خانوں تار اور ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعے کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بھی بڑھا رہے ہیں کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہو رہے ہیں اب تو فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے اخباروں اور رسالوں کا اجرا غرض اسقدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اسکی نظیر کسی پہلے زمانہ میں ہمکو نہیں ملتی بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیل دین بھی تھی جس کے لیے فرمایا گیا تھا **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی**۔ اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں ایک **تکمیل ہدایت** دوسری **تکمیل اشاعت ہدایت** تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ آپ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ **و آخرین منھم لما یلحقوا بھم** کا وقت آنیوالا ہے اور وہ وقت اب ہے یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ اسلیے اللہ تعالےٰ نے تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کے زمانوں کو بھی اس طرح ملا یا ہے اور یہ بھی عظیم الشان جمع ہے اور پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ سارے ادیان جمع کیا جاوے گا اور ایک دین کو غالب کیا جاوے گا یہ بھی مسیح موعود کے وقت کی ایک جمع ہے کیونکہ **لیظھرہ علی الدین کلہ** مفسرین نے مان لیا ہے کہ مسیح موعود ہی کے وقت میں ہوگا۔

پھر یہ بھی کہ وہ امن کا زمانہ ہوگا کہ بھیڑیا اور بھیڑ ایک گھاٹ پر پانی پئینگے جیسا کہ اس وقت [illegible] ہے۔ ہمارے مخالفوں نے ہمارے قتل کے کسقدر منصوبے کیے مگر وہ کیوں کامیاب نہ ہو سکے اسی گورنمنٹ کے حسن انتظام اور امن کی وجہ سے پھر خدا نے یہ بھی ارادہ فرمایا ہوا تھا کہ اس زمانہ میں حقائق و معارف جمع کر دے۔

میں دیکھتا ہوں کہ جیسے ظہر و عصر جمع ہوئے ہیں .... کہ ظہر آسمان کے جلالی رنگ کا ظل ہے اور عصر جمالی رنگ کا اور خدا تعالے دونوں کا اجتماع چاہتا ہے۔ اور چونکہ میرا نام اسنے آدم بھی رکھا ہے اور آدم کے لیے یہ بھی فرمایا ہے کہ اسکو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا یعنی جلالی اور جمالی رنگ دونوں اس میں رکھے اس لیے اسجگہ بھی جلال اور جمال کا اجتماع کر کے دکھایا۔

جلالی رنگ میں طاعون وغیرہ اللہ تعالے کی گرفتیں ہیں اور انہیں سب دیکھتے ہیں اور جمالی رنگ میں اسکے انعامات اور بشارات وغیرہ ہیں۔

اور پھر میری ولادت میں اللہ تعالےٰ نے میرے ساتھ ایک اور جمع کی بھی خبر رکھی ہے جس کی خدا نے مجھے اطلاع دی اور وہ یہ ہے کہ میری پیدائش میں میرے ساتھ ایک لڑکی بھی اس نے رکھی ہے اور پھر قومیت اور نسب میں بھی ایک جمع رکھی اور وہ یہ کہ ہماری ایک دادی **سیدہ** تھیں اور دادا اصحاب اہل فارس تھے اب بھی خدا نے اس قسم کی جمع ہمارے گھر میں رکھی کہ ایک صحیح النسب سیدہ میرے نکاح میں آئی۔ اسیطرح جیسے خدا نے ایک عرصہ پہلے بشارت دی تھی۔

اب غور تو کرو کہ خدا نے کسقدر اجتماع یہاں رکھے ہوئے ہیں ان تمام جمعوں کو خدا نے مصلحت عظیمہ کے لیے جمع کیا ہے۔

ہماری جماعت کے لیے تو یہ امر **دور از ادب** ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں پیش کریں یا ان کے وہم میں بھی ایسی باتیں آ ملیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ میں کرتا ہوں وہ خدا تعالےٰ کی تفہیم اور اشارہ سے کرتا ہوں پھر کیوں اسکو مقدم نہیں کرتے اور پیشگوئی سمجھکر اس کی عزت نہیں کرتے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سمجھکر ایک صحابی کو سونے کے کڑے پہنا دیئے ~~اب تم بتاؤ کہ اور کیا چاہتی~~ ہو خدا نے اسقدر نشان تمہارے لیے جمع کر دیے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ پر ایمان ہو تو کوئی وہم اور خیال اس قسم کا پیدا نہیں ہو سکتا جس سے اعتراض کا رنگ پایا جاوے اور اگر اسقدر نشان دیکھتے ہوئے بھی کوئی اعتراض کرتا اور علحدہ ہوتا ہو تو وہ بیشک نکل جاوے اور علحدہ ہو جاوے اسکی ہمکو کیا پروا ہے وہ کہیں جگہ نہیں پا سکتا۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے **حکم عدل** ٹھیرایا ہے اور تم نے مان لیا ہے پھر نشانہ اعتراض بنانا ضعف ایمان کا نشان ہے **حکم** مانکر تمام زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ اگر مخالفوں کا خیال ہو تو انھوں نے اس سے پہلے کیا کچھ نہیں کہا دجال۔ بے ایمان۔ کافر۔ اکفر تک ٹھیرایا اور کوئی گالی باقی نہ رہی جو انھوں نے نہیں دی اور کوئی منصوبہ شرارت اور تکلیف دہی کا نہیں رہا۔ جو انھوں نے نہیں سوچا پھر اور کیا باقی رہ گیا۔ جو غیروں کی پروا کرتا اور اللہ تعالےٰ کو چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی پروا نہیں کرتا۔ جب تک خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ **حکم** کی بات کے سامنے اپنی زبانوں کو بند نہ کرو گے وہ ایمان پیدا نہیں ہو سکتا جو خدا چاہتا ہے اور جس غرض کے لیے اسنے مجھے بھیجا ہے + میں سچ کہتا ہوں کہ میرا یہ عمل اپنی تجویز اور خیال سے نہیں بلکہ

اللہ تعالیٰ کی تفہیم سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے لیے ہے۔

میں کسی اور حکم کی ضرورت نہیں سمجھتا + جو چاہتا ہے اسکو قبول کرے اور جسکا دل مریض ہے وہ الگ ہو جاوے میں ایسے لوگوں کو صلاح دیتا ہوں کہ وہ کثرت سے استغفار کریں۔ اور خدا سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ خدا انکی جگہ اور قوم لاوے۔

ایک بار مجھے الہام ہوا تھا کہ کوئی شخص میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے **ھذا الرجل یجز الدین** یہ شخص دین کی جڑ اکھاڑتا ہے میں خوش ہوا کیونکہ آثار میں ایسا ہی لکھا ہے کہ مسیح اور مہدی کی نسبت ایسے فتوے دیے جائینگے۔ **حجج الکرامہ** میں ایسا ہی لکھا ہے اور ابن عربی نے لکھا ہے کہ جب مسیح نازل ہوگا تو ایک شخص کھڑا ہو کر کہے گا **ان ھذا الرجل غیر دیننا**۔

اور مجدد صاحب [illegible] کے مکتوبات میں صاف لکھا ہے کہ مسیح جو کچھ بیان کرے گا وہ اسرار معضلہ ہوں گے اور لوگوں کی سمجھ میں نہ آئینگے حالانکہ وہ قرآن سے استنباط کرے گا پھر بھی لوگ اسکی مخالفت کرینگے۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسے مسیح موعود کے ساتھ **جمع** کا ایک نشان ہے عوام کے خیال کے موافق ایک **تغیر** بھی اس کے ساتھ ضروری ہے۔ کیونکہ وہ بحیثیت **حکم** ہونیکے ......

......غرض اگر آپ یہ چاہیں کہ ان لوگوں کی تحریرسنی بچ جائیں مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے جب تک پورے برگشتہ نہو جاویں پس اب یک در گیر محکم گیر پر عمل کرو۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں ٭

نبوۃ و معجزات مسیح قرآن کا احسان

مسیح کی نبوۃ اور معجزات ثابت نہیں ہیں کیونکہ غایت معجزات جو انجیل میں ذکر ہے ہیں یہ ہیں کہ اندھوں کا اچھا کرنا لنگڑوں کا چنگا کرنا لیکن اسی انجیل میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک حوض تھا جس میں یہ خاصیت تھی کہ غسل کرنا اسمیں ایسے امراض سے شفا بخشتا تھا۔ پس قرین قیاس ہے کہ اس کے استعمال سے مسیح ایسے کام کرتا ہو اور قطع نظر اس سے بالکل ثبوت نہیں ہے اور ملاحظہ انجیل سے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ معجزے کسنے دیکھے اور انکا کیا نام تھا اور سوائے شہادۃ قوم کے ہم اعتبار نہیں کر سکتے۔ اب جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کا مسیح پر بڑا احسان ہے جو اسکو صاحب معجزات کیا۔

مسیح کی پیشگوئیاں

رہی پیشگوئی تو وہ بھی کوئی نہیں بلکہ قیاسات اور قرائن معلوم ہوتا ہے جیسے انجیل میں لکھا ہے کہ زلزلے آوینگے۔ دیکھا آپ انصاف کریں کہ یہ کیا پیشگوئی ہے [illegible] بھی کہہ سکتے ہیں۔ دوسری پیشگوئی کہ لڑائی ہوگی اب ظاہر ہے کہ کوئی انوکھی بات ہے۔

نفی و اثبات

طالب را باید کہ اہتمام در نفی آنچہ باطلہ آفاقی و انفسی نماید و در نفسیہ اثبات معبود حقیقی ہرچہ در حوصلہ و وہم او درآید نیز در تحت نفی داخل سازد۔

انجیل کی صحت

وصحت کتابہا کہ ہزار ہا بار بعلت ترجمہ از قالبی بقالبی منتقل شدند ہم آشیا منتفاست زیرا آنکہ درایں صدہا سال باوصف چنیں تصرفات بیجا بقاء کتب برحالت اصلی خود از محالات عادیہ ست من بعد بریں تقاویم پارینہ نازجا دا ج

کردن از کمال دانشمندی ایں فرقہ ست۔ عندہ باید کرد کہ ایں معاملہ چہ قدر دور از عقل و تیزی یک بیدل ست۔

و چونکہ ہنوز صحت انجیل بر بال کبوتر ست نوشتہ آں چہ نسبتم محل اعتماد۔ شعر

ببیں دانش شاں کہ ایں خوش بنا
لیں از دست چنیں کبر و نازو ادا

اقتراحی معجزات کیوں نہیں دیئے جاتے

در بعض اوقات از بعض قسم معجزہ کہ از انبیاء برونت سوال کفار ظاہر شدہ ہست حکمت عدم ظہور آں ہمیں ست تا یقین شود کہ ایں فعل الہ ست فعل نبی نیست تا بر سحر وغیرہ حمل کردہ شود لیکن آنکس کہ از فعل مجازی کرامات ظاہر کند و معتقد دعا نبا شد نزول آں کرامت از جانب حق ثابت گردد ایں چنیں کس با ساحراں شدہ مشابہت پیدا دارد و فرق در او و در ساحر بسیار سخت می افتد۔ لیکن نبی در بعض اوقات معجزہ نبی تا بر مطلب درخواست خود [illegible] ذات خود اختیار [illegible] دارد [illegible] معنی حق مسیح معجزہ [illegible] ایں قسم از سحر بعامہ متمیز [illegible] عاقل خوب می داند کہ سحر فعل مخلوق ست با شد اما ایں قسم فعل خلق نیست بلکہ صرف از خدا است۔

مسیح موعود کے دعائیہ اشعار

ذیل میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعائیہ اشعار کا انتخاب درج کرتے ہیں جس سے غور کرنے والی طبیعت آپ کے اخلاق اور سیرۃ پر ایک عمدہ نظر کر سکتی ہیں اور معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے دعاوی میں کیسی علی وجہ البصیرۃ بولتے ہیں۔ ایڈیٹر

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن بر خلق اے جاں آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھکو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ
(ازالہ)

حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
اک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام
(براہین)

مصطفیٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے۔
(آئینہ)

اے خداوند من گناہم بخش
سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم
پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن
بنگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ میخواہم از تو نیز توئی

اے خدا اے چشمۂ نور ہدیٰ
از کرم ہا چشم ایں امت کشا
یک نظر کن سوئے ایں ازہاں
تا ہمی اے طالب اندہم ولاں

اے خداوند ارض و سما بر من در رحمت کشا
دانی تو آں در و مرا کز دیگراں پنہاں کنم
اے بس لطیفے دلبرا در ہر رگ و تارم در آ
تا چوں بخود دیدیم ترا دل خوشتر از بستاں کنم
در سرکشی اے پاک خو جاں برکنم از ہجر تو
زاں ساں ہمی گریم کز و یک عالمی گریاں کنم
خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رونما
خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آں داماں کنم

یارب مرا بہر قدمم استوار دار
واں روز خود مباد کہ عہد تو بشکنم

اے خدا اے مالک ارض و سما
اے پناہ حزب خود در ہر بلا
اے رحیم و دستگیر و رہنما
ایکہ در دست تو فصل ست و قضا
سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن بر خلق اے جاں آفریں
امر فیصل از جناب خود نما
تا شود قطع نزاع و فتنہ ہا

اے خداوند رہنمائے جہاں
صادقاں را زکاذباں بنماں
آتش افتاد در جہاں زفساد
الغیاث اے مغیث عالمیاں

اے خدا اے چارۂ آزار ما
کن شفاعت ہائے او در کار ما
اے خدا بروے سلام ما رساں
ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے

٭ یہ تحریریں قریب چالیس سال کے عرصہ کے ہیں۔ منہ

الحمد او ندم تکمیل امیا — کش فرستادی تفضل از ذری
معرفتم هم ده چو بخشیدی علم — محو مهر زاں ساں که او سایه گری
الحمد او ندم بنام مصطفیٰ — کش شده ز سر مقام نامری
دست گیر از ره لطف و کرم — در هم ازش یار و یاوری
تکیه بر زور تو دارم گرچه من — همچو خاکم بلکه از آں هم کمتری

الحمد ا هرگز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکه او را فکر دین احمد مختار نیست

یا الٰہی بار کے آید ز تو وقت مدد
بار کے بینم آں فرخنده ایام و سنین
ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدای ملت قلت انصار دین
الحمد ا زود آ و بر ما آب نصرت ما ببار
یا مرا بر دار یا رب زیں مقام آتشیں
الحمد ا نور هدی از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن از آیات مبیں
چوں مرا بخشیدهٔ صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم که ناکامم بمیرانی دریں

هر شب هزار غم بمن آید ز درد قوم
یارب نجات بخش ازیں روز پر شرم
یارب آب چشم من ایں کس نشان بشو
کامروز تر شده ست ازیں درد بستر م
دریاب چونکه آب ز بهر تو ریختیم
دریاب چونکه جز تو نمانده ست دیگرم
یارب بزار بیم نظرے کن بلطف و فضل
جز دست رحمت تو دگر کیست یاورم
جانم فدا شود بره دین مصطفیٰ
این ست کام دل اگر آید میسرم

الحمد ا ای چاره ساز هر دل اندوه گیں
اے پناه عاجزاں آمرزگار مذنبیں
از کرم آں بنده خود را بخشش ما نواز
ویں جدا افتادگاں را از ترحم ما ببیں

کرم کن بر کسی کو ناصر دین است
بلائی او بگردان گر گہے آفت شود پیدا

سورۂ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ فیصلہ بالکل آسان اور صاف تھا اگر ذرا تدبر اور غور سے کام لیا جاتا مگر رونا تو یہی آتا ہے کہ عقل سے کوئی کام نہیں لیا جاتا خدا تعالیٰ کی مخلوق میں غور نہیں کیا جاتا۔

یہ کیسی صاف بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور انسانی مخلوق کبھی برابر نہیں ہو سکتی۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کچھ انسان بناتا ہے خدا وہ کبھی نہیں بناتا اور جو اللہ تعالیٰ بناتا ہے انسان وہ ہرگز نہیں بنا سکتا۔ مثلاً ایک تنکا ہی لو۔ ساری دنیا کے صناع اور فلاسفر مل جاویں اور کوشش کریں ساری عمر جدوجہد کریں کبھی ممکن ہی نہیں کہ ایک تنکا بنا سکیں گھاس کا تنکا یا دانہ کا ذرہ نہیں بنتا پھر خیال کر لینا اور مان لینا کہ مسیح بھی خدا تعالیٰ جیسی مخلوق بنا سکتا تھا کیسی بیہودگی ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ کی مخلوق سے مثلہ انسان نہیں بنا سکتا۔

انسان اپنی صنعت سے روٹی بناتا ہے خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی پسند نہیں کر سکتی کہ وہ درختوں سے روٹیاں نکالے۔ کپڑے خدا تعالیٰ نے نہیں بنائے اسیطرح روئی انسان نہیں بنا سکتا۔

اس سے کیمیاگروں کی حماقت اور فریب کا ایک ثبوت ملتا ہے اور کسطرح واضح طور پر انکی تکذیب ہوتی ہے سونا چاندی اور چاندی سونا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔

کیا کوئی ہاتھی کے بچہ کو چوہا کہہ سکتا ہے؟ اور کیا ہو سکتا ہے کہ مکھی کے انڈے سے گھوڑا نکل آوے؟ ان امور کا سمجھنا آسان نہیں گو یہ بدیہی باتیں ہیں مگر ایک مزکی جب تک موجود نہ ہو وہ انسان کو اس قسم کے شرک سے نجات نہیں دے سکتا۔

ایک وقت آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ کیا وفات مسیح کا مسئلہ بھی کوئی اہم مسئلہ تھا لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی اہمیت کسقدر ہے؟ ایک دنیا کو اس نے تباہ کر دیا ہے اور رب العالمین کے عرش پر ایک عاجز ناتوان انسان کو بٹھایا گیا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے اسماء۔ صفات اور افعال کے متعلق سچا علم بخشنا اس شخص کا کام ہوتا ہے جو آیات اللہ کی تلاوۃ کرے اور اپنی قدسی تاثیر سے تزکیہ کرے اور سچی توحید پر قائم کرے۔ جبتک مزکی نہ ہو یہ سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ اس جہان کا پیدا کرنے والا رب العالمین ایک ہے اور اسکا کوئی بیٹا نہیں جس کے بغیر نجات عالم ہی نہ ہو سکتی ہو جیسا کہ عیسائیوں نے مان رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ وہ خلق عالم تو اللہ تعالیٰ کی صفت مانتے ہیں پھر اس خالق عالم کو کیا مشکل تھا کہ نجات بھی دے دیتا؟ اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چونکہ عادل ہے اسلیے مخلوق کے گناہوں کو بہ حیثیت عادل ہونے کے بغیر سزا کے نہ چھوڑ سکتا تھا اور رحیم بھی ہے اس لیے بیٹے کو پھانسی دیا۔ یہ کیا خوب عدل اور رحم ہے کہ گناہ گار تو بچ رہے ایک بیگناہ کو پکڑ لیا اور بیگناہ پر رحم بھی نہ کیا۔

پھر اور بھی ایک تعجب ہے کہ یہودیوں کو نجات نہ ملی حالانکہ پہلے . . . نجات کے وہی مستحق تھے جنہوں نے نجات کے فعل کی تکمیل کی کوشش کی یعنی صلیب دلوانے کی۔ انکا فعل تو گویا عیسائیوں کے اعتقاد کے موافق خدا کے ارادہ اور منشا سے توارد رکھتا تھا۔ پھر وہ غضب کے نیچے کیوں رہے + پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مسلمانوں کو نجات ملی کیا مجوسیوں کو ملی کس کو ملی؟۔

نجات تو پھر بھی محدود ہی رہی کیا فائدہ اس پھانسی سے پہونچا؟ اور پھر شیطان کا سر جب کچلا گیا تو اب کیوں گناہ ہوتا ہے۔ پھر پوچھا گیا ہے کہ گناہ کا بد اثر جسم پر ہوتا ہے یا روح پر اگر روح پر ہوتا ہے تو آدم سے کہا گیا کہ محنت سے روٹی کھائے گا۔ اور عورت درد زہ سے بچہ جنے گی۔

اور اگر جسم پر پڑتا ہے تو عیسائی آتشک اور سوزاک وغیرہ امراض میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں اور کیا عیسائی عورتیں دردزہ

سے بچہ جنتی ہیں یا نہیں اس سے تو معلوم ہوا کہ نجات کے آثار پائے نہیں جاتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مزکی کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ان خیالی باتوں سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کفارہ کا نتیجہ تو یہ ہوا کہ دنیا میں فسق و فجور اور اباحت پھیل گئی اور خدا کا خوف اُٹھ گیا۔ اب جس مزکی کی ضرورت ہے وہ ایسی خاصیت اور قوت کا ہونا چاہیے جو اس فتنہ کو دور کرے

اور آپ غور کر کے دیکھ لو کہ یہ مزکی اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوا ہے یا نہیں ایک ایک اصل جو اس نے پیش کی ہے اس کے ذریعہ مذاہب باطلہ کو اس نے ہلاک کر دیا ہے۔

ایک عیسائی نے مجھ سے پوچھا کہ اس نے آکر کیا کیا ہے میں نے کہا کہ تمکو لاجواب کر دیا ہے۔ باقی آئندہ

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

نمبر (۵)

ہم نے گذشتہ اشاعت میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی تقریر پر ریویو کرتے ہوئے اس فقرہ کو زیر ریمارک چھوڑا تھا کہ انھوں نے قوم کی اصلاح کا علاج یہ بتایا ہے کہ ان خرابیوں کی اصلاح کے لیے ایسے علمار کا موجود ہونا ضروری ہے جو متبحر ہوں اور اپنے علم پر قادر ہوں اور ایمان کا نمونہ ہوں اور ایسے علما موجود نہیں ہو سکتے جبتک باہمی نزاعیں دور نہ ہوں اور یہ کام ندوہ نے کیا ہے۔"

ہم اور قریباً تمام سننے والے اور یقیناً سارا انڈیا اس امر کی آرزومند اور منتظر تھا کہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے جو اپنے اس فقرہ میں یہ عظیم الشان دعویٰ اس ندوہ کے کام کے متعلق کیا ہے اسکا کوئی ثبوت وہ پیش کرتے۔

بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اصلاح اسی شخص کے ذریعہ ہو سکتی ہے جو اپنے ایمان کا اصل نمونہ ہو لیکن ندوہ کس انسان کو پیش کرتا ہے جو ایمان کامل کا نمونہ اور اخلاق فاضلہ کی سچی مثال ہو سکے اسکو دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیے۔ کہ حقیقی تہذیب اور کامل اصلاح کا نمونہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے اس لیے اسوقت جو شخص اصلاح کا مدعی ہو ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا اسوہ حسنہ ہو۔ کیونکہ ان صفات حسنہ سے متصف ہوئے بغیر کوئی دوسروں کے تزکیہ اور تعلیم کا تکفل نہیں کر سکتا اور اخلاق میں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری اور بنیادی تھے کیونکہ ہم سچے دل سے اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علمی اور عملی رنگ میں خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے تھے جو اس جہان کے انتظام اور اصلاح کے لیے ضروری اور دوسرے جہان کی اہلیت اور طیاری کے لیے مناسب اور موزون تھے۔

جو لوگ قرآن شریف کو خدا تعالے کا سچا کلام مانتے ہیں انکو اس کے ثبوت میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ آپ کی شان میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ پس جبتک ایسا اسوہ اور نمونہ ہم میں موجود نہو ممکن نہیں کہ سچی اصلاح ہو سکے لیکن تعجب ہے کہ ندوہ اس ضرورت کو محسوس کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی مگر کوئی ایسا نام ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا جس سے ہم یہ تسلی پا سکیں نری لفاظی سے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

مولوی حبیب الرحمٰن نے اپنے اس فقرہ میں ایک یہ بات بھی کہی ہے کہ ایسے علما کا پیدا کرنا جو اپنے ایمان کا نمونہ اور اپنے علم پر قادر ہوں اور مذہبی نزاعوں کو دور کر سکیں ندوہ کا کام تھا اور وہ اس میں کامیاب ہوا ہے۔

ہم اس فقرہ پر کسیقدر بسط سے بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اِنْ شَآءَ اللّٰهُ جہاں تک ممکن ہوگا ہم اس پر لکھیں گے مگر سردست ایک تازہ شہادۃ کا بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے اور کسی معمولی آدمی کی شہادۃ نہیں بلکہ صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ کے ذمہ دار حکمران ہز آنر سر جیمز لاٹوش بہادر بالقابہ کی رائے ہے۔

لاٹ صاحب کا جواب اس کی تردید کرتا ہے

ندوۃ العلما کا ایک ڈیپوٹیشن ہز آنر کی خدمت میں بمقام آگرہ آباد اپنا ایڈریس لیکر گیا تھا اور اس میں اپنے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ مختلف فرقوں کے جھگڑوں کو دور کیا جاوے۔ اسپر ہز آنر نے اپنے جواب میں جو ریمارک کیا ہے اسکو پڑھ کر اسلامی دنیا کو بخوبی معلوم ہو جاوے گا کہ ندوہ کے دعاوی نرے دعاوی ہی ہیں اور ان میں کامیابی کی اُمید بحالت موجودہ ناممکن محض اور اس کے علاوہ اس ایڈریس میں ایک اور راز بھی کھلا ہے جو ہندوستان کی اسلامی دنیا کے لیے ضرور قابل لحاظ ہوگا اور جسکا ذکر ہم اپنے ریویو میں کریں گے۔ بہرحال ہز آنر سر جیمز لاٹوش نے فرمایا

آپ صاحبان کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے مختلف فرقوں اور شاخوں کے باہمی جھگڑوں کو معدوم کرنا چاہیے۔ اور اتحاد کی کوشش کرنی چاہیے۔ کہ جسکا نتیجہ امن اور خوشدلی ہے مگر یہ مقصد کن وسائل سے حاصل ہوگا؟ اس امر کو صاف طور پر بیان نہیں کیا گیا

میں کہہ سکتا ہوں کہ عالم لوگ انہیں ضروری باتوں پر توجہ دلائیں گے جن پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے اور چھوٹی چھوٹی رسمی اور مروج باتوں میں آزادی قائم رکھیں گے۔ کیا آپکو اُمید ہے کہ مختلف فرقوں کے پیشوا اپنا اختلاف دور کرنیکے اور تعلیمی مقصد میں شریک ہو کر آپکو مدد دیں گے؟ میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو کہانتک کامیابی ہوگی؟ میں تسلیم کرتا ہوں

سو میں کوئی ایسے آثار نہیں پاتا کہ آپ غالباً کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ عیسائیوں میں اس غرض سے جو کارروائی بڑے بڑے پارسا اور عقلمند اشخاص کے ذریعہ سے کی گئی تھی اسکا نتیجہ بیکار نکلا۔

اب لاٹ صاحب کی اس جوابی تقریر کو پڑھ کر مسلمانان ہندوستان ضرور اس نتیجہ پر پہونچیں گے جس پر ہم پہونچے ہیں اور اب یہ انکا فرض ہوگا کہ وہ ندوہ سے اس سوال کا جواب لیں کہ وہ کن وسائل سے اس اختلاف کو مٹائیں گے۔

سر انٹونی میکڈونل لیفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ کے پاس جب ندوہ کا ڈیپوٹیشن (وفد) گیا تھا تو انھوں نے بھی ندوہ کی نسبت اپنی بے اطمینانی کا ذکر کیا تھا۔ مگر افسوس اور تعجب کی جا ہے کہ ان کے قائمقام نے اس سے زیادہ بے اطمینانی کی صورت کا اظہار کیا اور بقول پیسہ اخبار پہلے سے بھی حالات کو مشتبہ کرا دئے۔ اور نماز بخشوانے گئے تھے روزے گلے پڑے کا معاملہ ہوا اگرچہ ہمیں پیسہ اخبار پر بجائے خود افسوس ہے کہ اس نے آخر الذکر بیہودہ ضرب المثل سے کیوں کام لیا۔ جو ارکان اسلام پر ایک قسم کا حملہ ہے۔

مسلمانان ہند جو اسقدر روپیہ ان ندوہ کے کارکنوں کو دیتے ہیں اسکا نتیجہ تو لاٹ صاحب کی تقریر سے صاف ظاہر ہے۔ اب اس شہادت کے بعد ہم پھر اپنے اصل مقصد کیطرف آتے ہیں اور بطور خود ریمارک کرتے ہیں اور اسی سوال کو پیش کرتے ہیں جو لاٹ صاحب نے کیا ہے کہ مختلف فرقوں کے باہمی نزاعوں کے دور کرنے میں ندوہ نے

کن وسایل سے کام لیا ہے؟

عرب کی ضرب المثل اختلاف اور شقاق کے بعد جو اتحاد اور اتفاق قوم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا اسکو مدنظر رکھتے ہوئے پھر اس سوال پر ہمکو آجانا ہوگا۔ کہ فروعی اور جزئی اختلافوں کے مٹانے کے لیے اسوقت بھی اگر کوئی موثر اور کارآمد ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ اور اسوہ پر کوئی مزکی اور مطہر وجود خدا تعالے سے مدد پاکر وہی اثر اور قوت رکھتا ہو جو قوم کے خطرناک نزاعوں اور جھگڑوں میں در آکر زور دیکر کہے

اَاِلَی الجَاھِلِیَّۃِ وَاَنَا فِیْکُمْ

اور اس آواز کو سنتے ہی جوش ٹھنڈے پڑ جائیں اور تلواریں میان میں کرلی جائیں اور مفارقت اور باغضت مصافحہ اور معانقہ سے بدل جاوے۔

عادۃ اللہ نے تو یہی دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعۃ اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑا جس نے کبھی ہزاروں خاندانوں کو راکھ کر ڈالا تھا۔ اور اب پھر ہماری قوم کے خرمن میں لگ رہی ہے۔ ندوہ اور اس کے امثال منہ کی پھونکوں اور آستینوں سے اس آگ کو بجھانا چاہتے ہیں مگر خدا کا قانون قدرت کسی کے لیے کیونکر بدل جاوے وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اسپر نہ پڑتا جسکی فطرۃ آتش کشی کیلیے بنائی گئی ہے اور جس کے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے۔

وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا اور فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

مولوی حبیب الرحمٰن اور ان کے ہم خیال بتادیں کہ وہ کس طریقہ سے اس اختلاف کو مٹا دیں گے۔؟

جبتک وہی نسخہ اور تریاق اس زہر کیلیے استعمال نہ کیا جاوے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت استعمال کیا گیا ممکن نہیں کہ اصلاح ہوسکے

تعجب اور پھر تعجب کی جگہ ہے کہ ندوۃ العلماء نے اسبات کو تسلیم کرلیا ہے اور مولوی حبیب الرحمٰن اپنی تقریر میں اعتراف کرتے ہیں جیسا کہ پہلے ہم دکھا چکے ہیں کہ جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے۔

باقی چھٹے نمبر میں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر مسیح موعود حَکَم ربّانی کا ریویو اور اپنی جماعت کو ایک نصیحت۔

فریقین کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ مباحثہ مندرجہ عنوان کے پیش آنیکی وجہ یہ تھی کہ مولوی عبداللہ صاحب احادیث نبویہ کو محض ردی کیطرح خیال کرتے ہیں اور ایسے الفاظ منہ پر لاتے ہیں جنکا ذکر کرنا بھی سوء ادب میں داخل ہے اور مولوی محمد حسین صاحب نے انکے مقابل پر یہ حجت پیش کی تھی کہ اگر احادیث ایسی ہی ردی اور لغو اور ناقابل اعتبار ہیں تو اس سے اکثر حصے عبادات اور مسائل فقہ کے باطل ہو جائیں گے کیونکہ احکام قرآنی کی تفاصیل کا پتہ حدیث کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے ورنہ صرف اگر قرآن کو ہی کافی سمجھا جائے تو پھر محض قرآن کے رو سے اسپر کیا دلیل ہے کہ فریضہ صبح کی دو رکعت اور مغرب کی تین رکعت اور باقی تین نمازیں چار چار رکعت ہیں یہ اعتراض ایک زبردست پیرایہ میں ہے گو اپنے اندر ایک غلطی رکھتا ہے یہی وجہ تھی کہ اس اعتراض کا مولوی عبداللہ صاحب نے کوئی شافی جواب نہیں دیا محض فضول باتیں ہیں جو لکھنے کے بھی لائق نہیں ہاں اس اعتراض کا نتیجہ آخرکار یہ ہوا کہ مولوی عبداللہ صاحب کو ایک نئی نماز بنانی پڑی جس کا جمیع اسلام کے فرقوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا انھوں نے التحیات اور درود اور دیگر تمام ادعیہ ماثورہ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں درمیان سے اڑا دیں اور انکی جگہ صرف قرآنی آیتیں رکھدیں ایسا ہی اور بہت کچھ نماز میں تبدیلی کی ہوگی۔ لیکن کیا

سچ ہے کہ حدیثیں ایسی ہی ردّی اور لغو ہیں جیسا کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے سمجھا ہے معاذ اللہ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ان ہر دو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے تفریط کی فریق اول یعنی مولوی محمد حسین صاحب اگرچہ اثبات میں سچ پر ہیں کہ احادیث نبویہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ انکو ردّی اور لغو سمجھا جاوے لیکن وہ حفظ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے اور اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت اور معارضت کی وہ کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور حدیث کے قصہ کو ان نصوص پر ترجیح دیتے ہیں جو کتاب اللہ میں بتصریح موجود ہیں اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر ایک حالت میں مقدم سمجھتے ہیں اور یہ صریح غلطی ہے اور جادہ انصاف سے تجاوز ہے اللہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ یعنی خدا اور اسکی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ اس جگہ حدیث کے لفظ کی تنکیر جو فائدہ عموم کا دیتی ہے صاف بتلا رہی ہے کہ جو حدیث قرآن کے معارض اور مخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو اسکو رد کر دو اور اس حدیث میں ایک پیشگوئی بھی ہے جو بطور اشارۃ النص اس آیت سے مترشح ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ آیت ممدوحہ میں اس بات کیطرف اشارہ فرماتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی اس اُمت پر آنیوالا ہے کہ جب بعض افراد اس اُمت کے قرآن شریف کو چھوڑ کر ایسی حدیثوں پر بھی عمل کرینگے جن کے بیان کردہ قصے قرآن شریف کے بیانات سے مخالف اور معارض ہونگے غرض یہ فرقہ اہلحدیث اس بات میں افراط کی راہ پر قدم مار رہا ہے کہ قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدم سمجھتے ہیں اور اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کام لیتے تو ایسی حدیثوں کی تطبیق قرآن شریف سے کر سکتے تھے مگر وہ اثبات پر راضی ہو گئے کہ خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو بطور متروک اور مہجور کے قرار دیدیں اور اثبات پر راضی نہ ہوے کہ ایسی حدیثوں کو جن کے قصے کتاب اللہ سے مخالف ہیں یا تو چھوڑ دیں اور یا اُن کی کتاب اللہ سے تطبیق کریں پس یہ وہ افراط کی راہ ہے جو مولوی محمد حسین نے اختیار کر رکھی ہے۔

اور ان کے مخالف مولوی عبد اللہ صاحب نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے اور احادیث سے انکار ایک طور سے قرآن شریف کا بھی انکار ہے کیونکہ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

پس جب کہ خدا تعالےٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے وابستہ ہے اور آں جناب کے عملی نمونوں کے دریافت کے لیے جنپر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے اور مولوی عبد اللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہے یہ قلت تدبر کی وجہ سے خیال پیدا ہوا ہے اور اس خیال کی اصل جڑ محدثین کی ایک غلط اور ناکمل تقسیم ہے جسنے بہت سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے کیونکہ وہ تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری حدیث اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے گویا احادیث ایک قاضی یا جج کیطرح سے کرسی پر بیٹھی ہیں اور قرآن اُن کے سامنے ایک مستغیث کیطرح کھڑا ہے اور حدیث کے حکم کے تابع ہے ایسی تقریر سے بے شک ہر ایک کو دھوکا لگے گا کہ جبکہ حدیثیں سو ڈیڑھ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جمع کی گئی ہیں اور انسانی ہاتھوں کے مس سے وہ خالی نہیں ہیں اور باایں ہمہ وہ احاد کا ذخیرہ اور ظنی ہیں اور اسی قسم متواترات شاذ و نادر جو حکم معدوم کا رکھتی ہیں اور پھر وہی قرآن شریف پر قاضی بھی ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین اسلام ظنیات کا ایک ذخیرہ ہے اور ظاہر ہے کہ ظن کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص محض ظن کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا یعنی ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں پس قرآن شریف تو یوں ہاتھ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی صاحب کے فتووں کے واجب العمل نہیں اور متروک اور مہجور ہے اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں جنسے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دروغ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا پس اس صورت میں نہ تو قرآن ہمارے ہاتھ میں رہا اور نہ حدیث اس لائق کہ اس پر بھروسہ ہو سکے گویا دونوں ہاتھ سے گئے یہ غلطی ہے جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا۔ ✻

✻ نوٹ میں اس اشتہار کو ختم کر چکا تھا شاید دو تین سطریں باقی تھیں کہ خواب نے میرے پر زور کیا یہانتک کہ میں مجبوری کاغذ کو ہاتھ سے رکھکر سو گیا خواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی نظر کے سامنے آ گئے میںنے ان دونوں کو مخاطب کر کے یہ کہا خَسَفَ الْقَمَرُ وَالشَّمْسُ فِیْ رَمَضَانَ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ یعنی چاند اور سورج کو تو رمضان میں گرہن لگ چکا پس تم اے دونوں صاحبو کیوں خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو پھر میں خواب میں اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کو کہتا ہوں کہ آلاء سے مراد میں ہوں۔ اور پھر میںنے ایک دالان کیطرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اسمیں چراغ روشن ہے گویا رات کا وقت ہے اور اسی الہام مندرجہ بالا کو چند آدمی چراغ کے سامنے قرآن شریف کھولکر اس سے یہ دونوں فقرے نقل کر رہے ہیں گویا اسی ترتیب سے قرآن میں وہ موجود ہے اور انہیں سے ایک شخص کو میںنے شناخت کیا کہ میاں نبی بخش صاحب

اور صراط مستقیم جسکو ظاہر کرنے کے لیے میں نے اس مضمون کو لکھا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لیے تین چیزیں ہیں (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھکر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے (۲) دوسری سُنّۃ اور اس جگہ ہم اہل حدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں یعنی ہم حدیث اور سنۃ کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنۃ الگ چیز۔ سنۃ سے مراد ہماری صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآن کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالےٰ کا قول ہے اور سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب انبیا علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لیے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کیے گئے ہیں پس سنۃ اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سُنّۃ ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے اور جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کی اشاعت کے لیے مامور تھے ایسا ہی سنۃ کی اقامۃ کے لیے بھی مامور تھے پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سُنّۃ معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجا لائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا مثلاً جب نماز کے لیے حکم ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کے اس قول کو اپنے فعل سے کھولکر دکھلا دیا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لیے یہ رکعات ہیں ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزارہا صحابہ کو اس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا پس عملی نمونہ جو اب تک امت میں تعامل کے رنگ میں مشہود و محسوس ہے اسی کا نام سُنّۃ ہے لیکن حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کے جمع کرنے کے لیے کوئی اہتمام کیا۔ کچھ حدیثیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمع کی تھیں لیکن پھر تقوے کے خیال سے اُنھوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ میرا سماع بلا واسطہ نہیں ہے خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے پھر جب وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گذر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اسطرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہیے تب حدیثیں جمع ہوئیں اسمیں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اُنھوں نے جہانتک ان کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو ان کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی بہت محنت کی تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی اس لیے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی بایں ہمہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور نکمی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں بلکہ اُن حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اسکی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی یہودیوں میں بھی حدیثیں ہیں اور حضرت مسیح کے مقابل پر بھی وہی فرقہ یہودیوں کا تھا جو عامل بالحدیث کہلاتا تھا لیکن ثابت نہیں کیا گیا کہ یہودیوں کے محدثین نے ایسی احتیاط سے وہ حدیثیں جمع کی تھیں جیسا کہ اسلام کے محدثین نے تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئیں تھیں اُسوقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بیخبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے ناآشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنۃ کے ذریعہ سے اُنمیں پیدا ہو گیا تھا تمام حدود اور فرائض اسلام اُن کو سکھلا دیے تھے اس لیے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اُن حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے اُن ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نور علی نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سُنّۃ کے لیے گواہ کیطرح کھڑی ہو گئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہو گئے اُن میں سے سچے فرقہ کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہونچا۔ پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہل حدیث کیطرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں اور نیز اگر ان کے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصوں کو قرآن پر ترجیح دیجاوے اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے اور نہ حدیثوں کو مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح محض لغو اور باطل ٹھہرایا جائے بلکہ چاہیے کہ قرآن اور سنۃ کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن اور سنۃ کے مخالف نہ ہو اسکو بسر وچشم قبول کیا جائے یہی صراط مستقیم ہے مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں

نہایت بدقسمت + اور نادان وہ شخص ہے جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اسکو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علما اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اُس حدیث کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبد اللہ کے اہل حدیث سے اقرب ہے اور عبد اللہ چکڑالوی کے بیہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اُسے یہی چاہیے کہ وہ عبد اللہ چکڑالوی کے عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدل متنفر اور بیزار ہو اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے ✻ اور چاہیے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبد اللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں بلکہ اس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں یعنی نہ تو ایسے طور سے بکلی حدیثوں کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیدیں جن سے قرآن متروک اور مہجور کی طرح ہو جائے اور نہ ایسے طور سے اُن حدیثوں کو معطل اور لغو قرار دیدیں جن سے احادیث نبویہ بکلی ضائع ہو جائیں۔ ایسا ہی چاہیے کہ ختم نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کریں اور نہ ختم نبوۃ کے یہ معنے سمجھ لیں جس سے اُمت پر مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند ہو جاوے۔ اور یاد رہے کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لیے قیامت تک دروازے کھلے ہیں وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوۃ شریعت والی یا نبوۃ مستقلہ منقطع ہو چکی ہے ولا سبیل الیہا الی یوم القیمۃ ومن قال انی لست من امۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وادعی انہ نبی صاحب الشریعۃ او من دون الشریعۃ ولیس من الامۃ فمثلہ کمثل رجل غمرہ السیل المنہمر فالقاہ وراءہ ولم یغادر حتی مات۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالے نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اُسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت کی رو سے اُن صلحا کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جنکی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا

+ آج رات مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت بار دار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدا ہوا ہے اور کچھ جماعت تکلف اور زور سے ایک بوٹی اُس پر چڑھانا چاہتی ہے جسکی جڑ نہیں بلکہ چڑھا رکھی ہے وہ بوٹی افتیمون کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اُس درخت پر چڑھتی ہے اُسکے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور اُس لطیف درخت میں ایک کھجراہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے اور جن پھلوں کی اُس درخت سے توقع کی جاتی ہے اُن کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہے بلکہ کچھ ضائع بھی ہو چکے ہیں تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گھبرایا اور پگل گیا اور میں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیسی ہے جس نے ایسے لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے تب اُس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھیرائے جاتے ہیں اور انکی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے اور اسکو نقصان پہنچا رہے ہیں تب میری آنکھ کھل گئی چنانچہ میں آنکھ کھلتے ہی اسوقت جو رات ہے اس مضمون کو لکھ رہا ہوں اور اب ختم کرتا ہوں اور یہ جمعہ کی رات ہے اور ۱۲ بجے کے بعد ۲۰ منٹ کم دو بجے کا وقت ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ منہ

✻ اسی رات میں ایک الہام ہوا بوقت ۳ بجے ۲ منٹ اوپر اور وہ یہ ہے من اعرض عن ذکری نبتلہ بذریۃ فاسقۃ ملحدۃ یمیلون الی الدنیا ولا یعبدوننی شیئا۔ یعنی جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اسکو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جنکی ملحدانہ زندگی ہوگی وہ دنیا پر گرینگے اور میری پرستش سے انکو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔ منہ

انکو بخشا جاتا ہے جیسا کہ وہ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیا ہے اب ظاہر ہے کہ لٰکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لیے آتا ہے یعنی تدارک مافات کے لیے سو اس آیۃ کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا سو لٰکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اسطرح تدارک کیا گیا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوۃ منقطع ہو گئیں اور اب کمال نبوۃ صرف اسی شخص کو ملیگا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا اور اسطرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونیکی نفی کی گئی اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا تا وہ اعتراض جسکا ذکر آیۃ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ میں ہے دور کیا جائے ماحصل اس آیۃ کا یہ ہوا کہ نبوۃ گو بغیر شریعت ہو اسطرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوۃ حاصل کر سکے لیکن اسطرح پر ممتنع نہیں ہے کہ وہ نبوۃ چراغ نبوۃ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوۃ کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو اور اگر اسطور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ امۃ کی نفی کی جائے تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دونوں طور سے ابتر ٹھہرتے ہیں نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند

اور معترض سچا ٹھہرتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا ہے۔

اب جبکہ یہ بات طے پا چکی کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ مستقلہ جو براہ راست ملتی ہے ✱ اسکا دروازہ قیامت تک بند ہے اور جبتک کوئی امتی ہونے کی حقیقۃ اپنے اندر نہیں رکھتا اور حضرت محمدیہ کی غلامی کیطرف منسوب نہیں تب تک وہ کسی طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتارنا اور پھر انکی نسبت تجویز کرنا کہ وہ امتی ہیں اور انکی نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چراغ نبوۃ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہے کس قدر بناوٹ اور تکلف ہے جو شخص پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے اسکی نسبت یہ کہنا کیونکر صحیح ٹھہرے گا کہ اسکی نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چراغ نبوۃ سے مستفاد ہے اور اگر اس کی نبوۃ چراغ نبوۃ محمدیہ سے مستفاد نہیں ہے تو پھر وہ کن معنوں سے امتی کہلائے گا اور ظاہر ہے کہ امۃ کے معنے کسی پر صادق نہیں آسکتے جبتک ہر ایک کمال اسکا نبی متبوع کے ذریعہ سے اسکو حاصل نہ ہو پھر جو شخص اتنا بڑا کمال نبی کہلانے کا خود بخود رکھتا ہے وہ امتی کیونکر ہوا بلکہ وہ تو مستقل طور پر نبی ہوگا جس کے لیے بعد آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم قدم رکھنے کی جگہ نہیں اور اگر کہو کہ پہلی نبوۃ اسکی جو براہ راست تھی دور کی جائے گی اور اب از سر نو باتباع نبوی نئی نبوۃ اسکو ملے گی جیسا کہ منشاء آیۃ کا ہے تو پھر اس صورت میں یہی امۃ جو خیر الامم کہلاتی ہے حق رکھتی ہے کہ انہیں سے کوئی فرد بمیمن اتباع نبوی اس مرتبہ ممکنہ کو پہونچ جائے اور حضرۃ عیسیٰ کو آسمان پر سے اتارنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اگر امتی کو بذریعہ انوار محمدی کمالات نبوۃ مل سکتے ہیں تو اس صورت میں کسیکو آسمان سے اتارنا اصل حقدار کا حق ضائع کرنا ہے اور کون مانع ہے جو کسی امتی کو یہ فیض پہنچایا جائے تا نمونہ فیض محمدی کسی پر مشتبہ نہ رہے کیونکہ نبی کو نبی بنانا کیا معنے رکھتا ہے مثلاً ایک شخص سونا بنانے کا دعوے رکھتا ہے اور سونے پر ہی ایک بوٹی ڈالکر کہتا ہے کہ لو سونا ہو گیا اس سے کیا یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ کیمیاگر ہے سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کمال تو اسمیں تھا کہ امتی کو وہ درجہ و ترشح اتباع سے پیدا ہو جائے ورنہ ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے امتی قرار دینا اور پھر یہ تصور کر لینا کہ جو اسکو مرتبہ نبوۃ حاصل ہے وہ بوجہ امتی ہونے کے ہے نہ خود بخود یہ کس قدر دروغ بیفروغ ہے بلکہ یہ دونوں حقیقتیں متناقض ہیں کیونکہ حضرۃ مسیح کی حقیقۃ نبوۃ یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو حاصل ہے

✱ بعض نیم ملا میرے پر اعتراض کر کے کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خوشخبری دے رکھی ہے کہ تم میں تیس دجال آئیں گے اور ہر ایک ان میں سے نبوۃ کا دعوی کرے گا۔

اس کا جواب یہی ہے کہ اے نادانو بدقسمتو!! کیا تمہاری قسمت میں یہ تیس دجال ہی لکھے ہوئے تھے۔ ۱۴ چودھویں صدی کا خمس بھی گذرنے پر ہے اور خلافت کے چاند نے کمال کی ۱۴ چودہ منزلیں پوری کر لیں جسکی طرف آیت وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاہُ مَنَازِلَ بھی اشارہ کرتی ہے اور دنیا ختم ہونے لگی مگر تم لوگوں کے دجال ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے شاید تمہاری موت تک تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اے نادانو وہ دجال جو شیطان کہلاتا ہے وہ خود تمہارے اندر ہے اسلیے تم وقت کو نہیں پہچانتے آسمانی نشانوں کو نہیں دیکھتے مگر تمہیں کیا افسوس وہ جو میری طرح موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اس کا نام بھی خبیث یہودیوں نے دجال ہی رکھا تھا فَاتَّقُوْا تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۔ منہ

اور پہر اگر حضرت عیسیٰ کو امتی بنایا جاوے جیساکہ حدیث **امامکم منکم** سے ترشح ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ ہر ایک کمال انکا نبوۃ محمدیہ سے مستفاض ہے اور ابھی ہم فرض کر چکے تھے کہ کمال نبوۃ انکی کا چراغ نبوۃ محمدیہ سے مستفاض نہیں ہے اور یہی اجتماع نقیضین ہے جو بالبداہت باطل ہے۔ اور اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ امتی تو کہلا ئیں گے مگر نبوۃ محمدیہ سے انکو کچھ فیض نہ ہوگا تو اس صورت میں امتی ہونے کی حقیقت ان کے نفس میں سے مفقود ہوگی کیونکہ ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ امتی ہونے کے بجز اسکے اور کوئی معنی نہیں کہ تمام کمال اپنا اتباع کے ذریعہ سے رکہتا ہو جیساکہ قرآن شریف میں جابجا اس کی تصریح موجود ہے اور جبکہ ایک امتی کے لیے یہ روا ہے کہلا سکے کہ اپنے نبی متبوع سے یہ فیض حاصل کرے تو پہر ایک بناوٹ کی راہ اختیار کرنا اور اجتماع نقیضین جائز رکہنا کس قدر حمق ہے اور وہ شخص کیونکر امتی کہلا سکتا ہے جسکو کوئی کمال بذریعہ اتباع حاصل نہیں۔ اسجگہ بعض نادانوں کا یہ اعتراض بہی دفع ہو جاتا ہے کہ وحی الٰہی کے دعوی کو یہ امر مستلزم ہے کہ وہ وحی اپنی زبان میں ہو نہ عربی میں۔ کیونکہ اپنی مادری زبان اس شخص کے لیے لازم ہے جو مستقل طور پر بغیر استفادہ مشکوٰۃ نبوۃ محمدی کے دعوی نبوۃ کرتا ہے لیکن جو شخص بحیثیت ایک امتی ہونے کے فیض نبوۃ محمدیہ سے اکتساب انوار نبوۃ کرتا ہے وہ مکالمات الٰہیہ میں اپنے متبوع کی زبان میں وحی پاتا ہے تا تابع اور متبوع میں ایک علامت ہو جو انکے باہمی تعلق پر دلالت کرے افسوس حضرت عیسیٰ پر ہر ایک طور سے یہ لوگ ظلم کرتے ہیں اول بغیر تصفیہ اعتراض لعنت کے ان کے جسم کو آسمان پر چڑہاتے ہیں جو ایسے اصل اعتراض یہودیوں کا ان کے سر پر قائم رہتا ہے دوسرے کہتے ہیں کہ قرآن میں انکی موت کا کہیں ذکر نہیں گویا انکی خدائی کے لیے ایک وجہ پیدا کرتے ہیں۔ تیسری نامردی کی حالت میں آسمان کیطرف انکو کھینچتے ہیں جس نبی کے ابہی بارہ حواری بہی زمین پر موجود نہیں اور کار تبلیغ ناتمام ہے اسکو آسمان کیطرف کھینچنا اسکے لیے ایک دوزخ ہے کیونکہ روح اس کی تکمیل تبلیغ کو چاہتی ہے اسکو برخلاف مرضی اس کے آسمان پر بٹھایا جاتا ہے میں اپنے نفس کی نسبت دیکھتا ہوں کہ بغیر تکمیل اپنے کام کے اگر میں زندہ آسمان پر اٹہایا جاؤں اور گو ساتویں آسمان تک پہونچایا جاؤں تو اسمیں خوش نہیں ہوں کیونکہ جب میرا کام ناقص رہا تو مجہکو کیا خوشی ہو سکتی ہے ایسا ہی انکو بہی آسمان پر جانے سے کوئی خوشی نہیں مخفی طور پر ایک ہجرت تہی جسکو نادانوں نے آسمان قرار دیا خدا ہدایت کرے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تحریکیں

اعلان قبر مسیح کی اشاعت

حضرۃ مسیح کی قبر کے متعلق اعلان چہپکر طیار ہے اور ۔۔۔ اسکی اشاعت کے لیے درکار ہے جسمیں سے قریباً سو سو روپیہ جمع ہو چکا ہے باقی روپیہ بہت جلد جمع ہونا چاہیے تاکہ یہ کام شروع کیا جاوے ہر شہر کی جماعت پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ کرے یہ عظیم الشان ثواب کا موجب ہے کیونکہ کسر صلیب جو مسیح موعود کی بعثت کا اصل مقصود ہے اسکے لیے کارگر حربہ یہی ہے ہمکو امید ہے کہ بہت جلد باقی روپیہ پورا کیا جاویگا اسکے متعلق کل روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر تقسیم چندہ اشتہار قبر مسیح ضرور درج ہونا چاہیے۔ اس چندہ میں شریک ہونیوالوں کے لیے ایک اور سہولت بہی رکہی گئی ہے کہ وہ کشتی نوح کی چند کاپیاں خرید لیں جن کی قیمت ۸ جلدوں کے لیے علاوہ محصول عہ اور فی جلد ۲ ہو ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد کمی پوری کی جائیگی

توسیع مکان کا چندہ

توسیع مکان کا چندہ خدا کا شکر ہے کہ جلد جلد آرہا ہے اور اگر اسی طرح احباب نے توجہ کی تو امید ہے کہ بہت جلد تخمینہ شدہ رقم جمع ہو جاویگی۔ چار سو روپیہ سے زائد کی لکڑی خریدی جا چکی ہے دوسرا مصالح وغیرہ خریدنے کی فکر ہو رہی ہے جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر میں حصہ لینے والے متوجہ ہوں توسیع مکان کا چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر پورا پتہ اور لفظ توسیع مکان لکہنا چاہیے کیونکہ لنگر کا چندہ بہی انہیں کے پاس آتا ہے اور یہ روپیہ لنگر کے چندہ سے الگ مد کا ہے۔

ہماری اپنی گذارش

سال رواں قریب الختم ہے بقایا داران سے بقایا وصول کرنے کے لیے وی پی بہیجے جا رہے ہیں اُن خوش معاملہ خریداروں کے ہم شکر گذار ہیں جنہوں نے ہمارے وی پی وصول کرکے بروقت کارخانہ کی اعانت فرمائی اور اُنسے برادرانہ گلہ ہے جنہوں نے بلا وجہ سال کے اختتام پر بہی اپنی سہل انگاری سے قومی خادم کارخانہ کی ضرورتوں کو نہیں سمجہا ہم انکو یقین دلاتے ہیں کہ اس امر سے مطبع کو سخت نقصان پہونچتا ہے وہ اپنے فرض کو سوچیں۔ ایڈیٹر

مختصر نوٹ اور نکات

اگر انسان مدہم نہو تو ایمانی اصول سے اسکی اصلاح ہو سکتی ہے + اور اسطرح پر کہ اگر انسان اللہ تعالےٰ اور اسکی صفات پر سچا ایمان رکہتا ہو اور جزاء اعمال کو صحیح مانتا ہو تو اس ایمان کے نیچے اسکو ترقی کی بہت بڑی گنجایش ہے بشرطیکہ اپنے اعمال کو ایمانیات کے مطابق بنانے کی سعی کرے اور پوری امید اور یقین کے ساتہ اللہ تعالیٰ سے استعانت چاہتا ہو۔

قرآن شریف ہر ایسے فعل کو جو کسی حقیقی ضرورت

ہیں سمت و آریاؤں پیش کرنے والے البارزیں اصول پیش کرکے دکہا ہیں

معزز ہمعصر صحیفہ بجنور کی یہ رائے قابل تائید ہے جو اُس نے قیدیوں کی وردی اور انکی مذہبی فرائض کے متعلق لکھی ہے حقیقت میں ہماری عادل گورنمنٹ کی توجہ اس امر کیطرف ضرور ہونی چاہیے جو وردی اسوقت بلا تمیز مذہب وملت قیدیوں کو دیجاتی ہے یہ ناگوار امر ہے جسکا دور ہونا ضروری ہے اور یہ بھی کہ انکو اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے بلا تفریق مذہب اجازت دیجاوے۔ لارڈ کرزن کی حکومت اس فرقہ کو بھی اپنے فیوض سے بہرہ ور کیے بغیر نہ چھوڑے گی

ہم نے اکثر مرتبہ اپنے محسن ومخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور اپنے شیخ حکیم الامۃ سے سُنا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ انسان اگر گناہوں سے بچنا چاہے تو اس کے لیے ایک راہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات پر ایمان لاوے خصوصًا اُس کے علیم خبیر سمیع بصیر اور **یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ** اور **وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ**۔ اس قسم کی صفات پر جب ایمان پیدا ہو تو یہ ایمان اسے گناہوں سے روکے گا۔

آریہ گزٹ نورافشاں سے سوال کرتا ہے کہ تمام قومیں اپنے مذہبی عبادت گاہوں کی جائز تکریم کرتے ہیں اور انمیں داخل ہوتے وقت جوتا اُتار لیتی ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ عیسائی داخل ہوتے وقت بجائے جوتے کے ٹوپی اُتار لیتے ہیں۔ سوال بیشک دلچسپ ہے اگر اس کا جواب عیسائی صاحبان دیں۔

اطلاع

میاں غلام رسول حجام احمدی کھانا پکانے میں خوب ہوشیار ہیں۔ امرتسر کے مخالفوں نے اس سے کھانا پکوانا بند کر دیا ہے احمدی جماعت میں سے جن صاحب کو کسی تقریب پر کھانا پکوانیکی ضرورت ہو تو اسے بلوا لیا کریں پتہ یہ ہے۔ غلام رسول حجام۔ امرتسر قلعہ بھنگیاں۔

هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ

ایک خطبہ کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم کے الفاظ میں

دنیا میں انسان عذاب الیم سے بچنے اور سکھ اور راحت کی تلاش اور حصول میں کسقدر کوشش اور حیلہ کرتا ہے یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے کیونکہ انسان کا نفع پسند ہستی ہونا جبکہ اسکی فطرۃ میں ہے پھر وہ کیوں دُکھ سے بچنے کی کوشش نہ کرے ایک پیٹ ہی کے پالنے کو ہر ایک شخص علی قدر مراتب محنت۔ مزدوری۔ نوکری۔ زراعت۔ تجارۃ اور ان سب سے رہ کر آخر گدائی تک کرتا ہے اور بعض اس سے بھی گرے ہوئے بیحیائی اور فسق کے طریقوں کو اختیار کرتے ہیں۔

انسان کی یہ فطرۃ اور دنیوی آسائشوں اور راحتوں کے حصول کے لیے اسکی دوڑ دھوپ اسپر ایک ملزم کرنے والی حجت ہے کہ وہ آخرۃ کا فکر کیوں نہیں کرتا اور آنیوالے عذاب سے کیوں اپنے تئیں بچانے کی فکر نہیں کرتا۔

پھر جسقدر مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے خواہ وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اسکی پیدایش اور خلق کی ایک غرض اور مقصد ہے اور انسان جب کہ اپنے آپ کو اشرف المخلوقات سمجھتا ہے اور ہے بھی پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آنکھ رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور کان رکھتے ہوئے نہیں سنتا اور دل رکھتے ہوئے نہیں سوچتا کہ اس کے اس دنیا میں آنیکا کیا مقصد ہے اور غرض ہے ؟۔

جسقدر اکرام اور عزت اسکو دوسری مخلوق پر ہے صاف ظاہر ہے اسی شرف اور اکرام کے لحاظ سے اسکی زندگی کی غرض اور مقصد بھی ہوگا مگر بہت تھوڑے بلکہ بہت ہی تھوڑے ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس امر پر کبھی غور کی ہو کہ ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں ورنہ اکثر ایسے ہیں جو

خوردن برائے زیستن است
تو معتقد کہ زیستن برائے خوردن است

کے مصداق ہیں۔ آج میں یہی راز بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں ہماری زندگی کا مقصد ہے اور اس مقصد کے نتائج کیا ہیں ؟

اس سوال کا جواب دینے کے واسطے مجھے بہت کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے قرآن شریف نے جو خدا تعالیٰ کی زندہ اور ہمیشہ کی مجید کتاب ہے انسانی زندگی کی غرض اور مقصد کو خود بیان کر دیا ہے اور اس سے بہتر الفاظ میں ادا ہونا ہی ناممکن ہے پس انہیں الفاظ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری خلقت کی غرض یہ بتائی ہے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

یعنے جنوں اور انسانوں کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حقیقت میں یہ عظیم الشان مقصد ہے انسانی زندگی کا اگر انسان سمجھے۔ اور اس مقصد کے پورا کرنے کے قوی اور فطرۃ اس میں موجود ہے اگر وہ کام لے انسان فطرتًا اپنے محسن سے محبت کرنے اور اسکی اطاعت کرنے کا مادہ رکھتا ہے لیکن کس قدر بدقسمتی ہے کہ وہ اپنے خالق کو بھول جاوے۔ اور مادی اور مری اشیا کی پرستش میں جو خود اُسکی طرح مخلوق اور اسکی خادم ہیں مصروف ہوجاوے۔

یہ نسیان۔ یہ غفلت۔ یہ خدا فراموشی۔ یہ خود غرضی میرے دوستو یاد رکھو ایک دردناک عذاب میں انسان کو مبتلا کر دیتی ہے۔ پھر کیا تم نفع پسند ہستی ہو کر اس آواز کے سننے کے لیے طیار ہو

هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ

کیا میں تمہیں ایسی تجارۃ بتادوں جو تمکو دردناک عذاب سے نجات دے!

کون دل ہے جو عذاب سے بچنا نہیں چاہتا

کونسی فطرۃ ہے جسے سکھ کی تلاش نہیں؟ ہاں ہر ایک کو ہے اور سب کو ہے - پھر کیا وجہ ہے کہ جس مفید تجارۃ کیطرف بلایا جاتا ہے اس سے منہ پھیرا جاتا ہے۔ اسکی ایک ہی وجہ ہے کہ عوذ اللہ فکر کی قوتیں اور ایمان کی طاقتیں زائل یا بے حس ہو چکی ہیں اور اب ضرورۃ ہے اس امر کی کہ ان کو بیدار اور ہوشیار کیا جاوے -

سنو! دنیا کی تجارتیں ہر حال میں نفع رساں نہیں ہو سکتی ہیں انمیں بعض اوقات خطرناک خسارے آتے اور نقصان پیدا ہوتے ہیں جن کے صدمے اکثر ناقابل برداشت ثابت ہوئے ہیں۔ مگر یہ تجارۃ جو میں بتاتا ہوں نہیں نہیں خدا کی بتائی ہوئی تجارۃ جو اسکی حکیم و مجید کتاب میں درج ہے ایک ایسی تجارۃ ہے جسپر چلکر کبھی کوئی خسران میں نہیں پڑا - بلکہ اس تجارۃ کے کرنے والوں کے سر پر ہمیشہ کامیابی کا زریں تاج رکھا گیا ہے - اور انھوں نے اطمینان اور سکینت کی دولت کو حاصل کیا ہے۔

ہزاروں ہزار انبیاء و رسل اور صلحا اور اولیا اس کے گواہ ہیں اور ہر شخص اپنی جان پر تجربہ کرکے دیکھ سکتا ہے۔ کہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون کیا صحیح اور سچا ارشاد ہے -

غرض وہ تجارت کیا ہے

تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون، یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنت تجری من تحتہا الانہار و مساکن طیبۃ فی جنت عدن ذلک الفوز العظیم -

وہ تجارت جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے اور ابدی راحت اور سکھ عطا کرتی ہے یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ - اور پھر حسب مقدور ممکن ہے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں سعی کرو - یہ تمہارے لیے بہتر اور خیر و برکت کا موجب ہے اگر تمکو اسکا علم ہو۔

اس تجارت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمہاری خطا یو غلطی کرے گا اور کمزوریوں کے برے نتایج سے محفوظ رکھے گا - اور گناہوں کے صدور سے بچالے گا اور تمکو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی اور جس میں عمدہ عمدہ مکانات ملیں گے اور پھر ان سے کوئی نہ نکالے گا جسکو یہ میسر آجاویگا اس سے بڑھ کر اور کیا مراد ہوگی؟

یہ ہے وہ تجارۃ اور اسکے مفاد اور ثمرات۔

اس تجارۃ کی راہ اللہ تعالے اپنی صادق کتاب میں ان الفاظ میں بتاتا ہے جو میں نے پڑھ کر سنائی ہے۔ غور کرو اور سوچو کہ اس تجارۃ کے لیے صادق کتاب ایک اصول اور راہ بتاتی ہے اور کس محبت اور پیار سے بادشاہوں کا بادشاہ فرماتا ہے هل ادلکم کیا میں تمہیں بتاؤں ایسی تجارۃ؟ اللہ اللہ! کیسے پیارے الفاظ ہیں دنیا کی تجارتوں میں خسارے ہی ہوتے ہیں - بڑی بڑی محنتوں کے بعد بسا اوقات خطرناک صدمہ پہونچتا ہے - جہاز سارے مال و متاع کو لیکر غرق ہو جاتا ہے اور قسم قسم کے نقصان پہونچتے ہیں مگر یہ عجیب نفع بخش تجارۃ ہے کہ جس میں نام کو بھی خسارہ نہیں ہے۔ بلکہ بڑے بڑے دکھوں سے نجات دینے والی اور ابدی راحت کا موجب یہ تجارت ہے - پھر وہ تجارت کیا ہے؟

اللہ اور اسکے رسول کو مان لو

اللہ تعالے پر ایمان اور اس کے رسول پر ایمان حقیقت میں ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی ساری مشکلات کو آسان کر دیتی اور اسے دکھوں اور تنگیوں سے نجات بخشتی ہے -

اللہ تعالے کہ جو ہمارا خالق - مالک رازق ہے اور جسنے بے انتہا انعام اور فضل اور مہربانیاں ہمپر کی ہیں) کی طرف سے جسقدر بے پروائی ہے وہ بیان نہیں ہو سکتی اور دنیا اور مافیہا کی طرف اسقدر توجہ ہے کہ اسکا اندازہ نہیں ہو سکتا - ایک کتے کیطرح دنیا کے لیے ہانپتا پھرتا ہے مگر خدا کیطرف ایک قدم نہیں اٹھاتا - یہ کیوں؟ اسلیے کہ اس پر ایمان نہیں دہریت پھیل گئی ہے اور خداشناسی کے نہ ہونے کی وجہ سے خدا پرستی اٹھ گئی ہے

انسان کی فطرۃ میں یہ بات ہے کہ وہ جس سے محبت کرتا ہے اسکو بہت یاد کرتا ہے اسکی راہ میں قدم اٹھاتا ہے۔

میں اسباب کو نہیں سمجھ سکتا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اور پھر وہ نافرمانی بھی کرتے ہیں یہ دھوکا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اگر خدا کو مانتے تو گناہ کے نزدیک نہ جاتے + جب انسان ایک چیز کے مفید یا مضر ہونے کا سچا اور یقینی علم رکھتا ہے تو اس کے حصول یا ترک کے لیے پوری کوشش کرتا ہے یہ اس کی فطرۃ ہے جو بدل نہیں سکتی۔ پھر گناہ کی زہر کو ہلاک کرنیوالی مانکر اور خدا کو شدید العقاب مانکر کیونکر اسکی طرف قدم اٹھا سکتا ہے

ایک دولت مند دوست پر انسان کسقدر بھروسا اور ناز کرتا ہے پھر خدا جسکا مولی اور والی ہو اس سے بڑھ کر کون خوش قسمت ہوتا ہے + مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسکی طرف انسان بہت ہی کم آتا ہے۔

جسقدر بلائیں - بدکاریاں - زنا فسق - فجور اور لڑکیاں گھر گھر ہو رہی ہیں اور کوئی خوف و خطر نہیں رہا - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہیں اگر ایمان ہو تو کوئی چور چوری کرنیوالا نہ ہو کیونکہ وہ ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالے جو اپنے وعدوں میں سچا ہے اسنے فرمایا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون

ایک زنا کرنیوالا یا بدنظری کرنے والا یا گالی دینے والا اگر خدا سے غیور پر ایمان رکھتا ہو تو وہ پسند نہیں کر سکتا کہ حدود اللہ کو توڑے - اسکا دل کانپ جاتا ہے تم نے سنا ہوگا کہ حضرۃ یوسف علیہ السلام کو مصر کی ایک خوبصورت نوجوان عورت نے جو بڑی دولت مند تھی ایک الگ کوٹھڑی میں لے جاکر بدفعلی کرنی چاہی مگر اس خدا کے راستباز صدیق نے انکار کیا۔ اور اسکا کہنا نہ مانا اور اسکی دھمکیوں اور لالچوں کی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ جیسے ایک سانپ کو دیکھ کر بھاگتا ہے اسی طرح وہ اس سے ڈرا اور بھاگا کیا بات ہے جو ظاہر شیر سے وہ ڈرکر بھاگتے ہیں؟ صرف خدا پر

قاعدہ یسرنا القرآن - سپارہ اول قاعدہ یسرنا القرآن کے مطابق - اعجاز احمدی - کاسر احمدی پنجابی نظم - سخن معقول - فیض احمدی - درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب کے نام آنی چاہیئیں

سچا ایمان اور یقین وہ جانتے تھے کہ جیسے اللہ نے اسکو بہت ہی برا اور قابل نفرت فعل ٹھیرایا ہے

عزیزو غور تو کرو جس شخص کو خدا پر یقین ہو کہ اسکی غیرت کی آگ بھسم کرنے والی ہے اور جہنم ایک تنور ہے جس کا ایندھن بےحیا اور حدود اللہ کو توڑنیوالے انسان ہیں اسکا دل بیحیائی پر دلیری نہیں کر سکتا۔ تم خدا کو حاضر ناظر سمجھکر بتاؤ کہ اگر خدا کو مانتے ہو تو بیحیائی کی باتیں اور گالیاں کیوں دیتے ہو تمہاری زبان تمہاری آنکھ اور کان کیوں ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جو اللہ کی قدوسیت اور غیرت کے مخالف ہیں؟

یہ حسد و بغض کیوں ہے ایک دوسرے کی چغلی کر کے کیوں بھائی کا گوشت کھانا پسند کیا جاتا ہے غرض وہ تجارۃ جو انسان کو دکھوں سے نجات دیتی ہے اور جنت کا وارث بناتی ہے اسکا پہلا جزو ایمان باللہ ہے۔ اللہ پر ایمان ایسی چیز ہے کہ سچا مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ جیسے اندھیری کوٹھڑی میں چراغ کے جلنے سے بیچینی دور ہو جاتی ہے اسیطرح خدا پر ایمان ایک ایسی روشنی ہے جس سے سینہ میں محبت اور اطمینان کا ایک چراغ روشن ہوتا ہے۔ دنیا میں یہ ضروری ہے کہ انسان کو کوئی نہ کوئی غم اور درد پہونچے کسیکا بیٹا یا اور عزیز مرتا ہے یا اور کسی قسم کی تکلیف اور رنج ہوتا ہے لیکن جس سینہ میں خدا پر ایمان ہے وہ

انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر راحت اور اطمینان پاتا ہے اور پھر اللہ تعالے کے وعدہ کیموافق اسے بشارت ملتی ہے + پس تم اپنے اندر اسبات کا اندازہ کرو کہ کیا تمہارے افکار کم ہو گئے ہیں اور کوئی بیچینی اور درد تمہیں نہیں ستاتا اگر رنج اور غم تمہیں بیقرار کر رہا ہے تو پھر یقیناً سمجھو کہ اللہ پر ایمان نہیں ہے۔

میں اسی اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا بڑی قوۃ اور بڑا قوی ہے خدا رکھنے والا کوئی غم رکھ نہیں سکتا مثل مشہور ہے

خدا داری چہ غم داری

خدا کے نام میں بڑی لذۃ ہے۔ میں ہرگز نہیں مان سکتا کہ خدا تعالے کو مانکر کوئی اسکی نافرمانی کرے۔ اللہ تعالے کے ماننے والے میں سب اسکی صفات آجاتی ہیں۔ میرے عزیز

حضرۃ امام آخر الزمان کی ڈائری

گزشتہ اشاعت میں ۲۴ نومبر تک کی ڈائری ہم دے چکے ہیں ۲۳ و ۲۴ کو بدستور حضرۃ حجۃ اللہ کے اعدا کی طبیعت ناساز رہی۔ اس ہفتہ زیر اشاعت میں بھی بعض اوقات ناسازی طبیعت کی شکایت رہی اس لیے صرف ہم ان تاریخوں کا تذکرہ کرینگے جن تاریخوں میں حضور والا تشریف لاتے رہی اور آیندہ کے لیے بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی تاریخ یا وقت ہم چھوڑ دینگے تو صرف اسحالت میں جبکہ آنحضرۃ علیہ الصلوۃ والسلام نے کوئی ارشاد نہ فرمایا ہو یا کسی وجہ سے باہر تشریف نہ لائے ہوں + اور یہ امر بھی ہمیشہ ملحوظ رہے کہ ڈائری ترتیب میں ہمیشہ سے یہ ملحوظ خاطر رہتا ہے کہ صرف ان امور کو ہم لیتے ہیں جو مہتم بالشان ہوتے ہیں بعض وقتی ضرورتوں کے موافق جو باتیں ہوتی ہیں وہ چھوڑ دیجاتی ہیں مثلاً ایک شخص اپنی بیماری کا ذکر کرنے لگا اور اسپر مختلف امور متعلق امراض کا سلسلہ جاری ہو تو الحکم کبھی التزام نہ کریگا کہ اس سارے سلسلہ کو قلم بند کرنیکی بےسود کوشش کرے۔ وہ اسمیں سے صرف مطلب کی بات نکال لیگا + پس الحکم کی ڈائری کی ترتیب ہمیشہ سے یہی التزام ہے اور جو نہ صرف اصول اخبار نویسی کی بنا پر بلکہ علم السیرۃ کے موافق بھی ٹھیک ہے۔

ایکبات اور قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈائری کی ترتیب مضامین کے لحاظ سے کرلی جاتی ہے اور یہ اسقدر اہم اور مشکل کام ہے کہ جسے ایڈیٹر ہی سمجھ سکتا ہے جسکو کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ سیر کے واقعات میں سے ایک مضمون کے متعلق تمام کلمات طیبات کو قریباً ایک جا کرنے پڑتے ہیں اور پھر اسطرز پر کہ کلام کا سلسلہ بھی نہ ٹوٹے اور ربط میں بھی فرق نہ آوے۔

ہمارے ناظرین الحکم کی ڈائری سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکیں گے اور پھر اس محنت کا بھی پتہ لگ سکے گا + ہم ڈائری کی ترتیب غیر مرتب سلسلہ پر رکھنا نہیں چاہتے کیونکہ تقریر بعض دفعہ موجودہ لوگوں کے امراض کے نقشہ پر ہوتی ہے اس لیے اسمیں ہر قسم کی باتیں آتی ہیں + پھر یہ ہمارا کام ہوتا ہے کہ انکو جدا جدا حصص میں تقسیم کریں۔ ان امور کو اس لحاظ سے بیان کرنا ضروری تھا کہ چونکہ یہ ایک **مامور من اللہ** کی قولی اور فعلی سنتہ کے جمع کرنے کا اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے پس اگر یہ نہ بتایا جاوے کہ اسمیں ہمارا اپنا تصرف کسقدر ہے تو ایک مغالطہ کم از کم کسیوقت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہم خدا تعالے کے محض فضل و کرم اور سعی کی تائید سے اس ذمہ داری کی خدمت کو سرانجام دیتے ہیں۔ ایڈیٹر

۲۵ نومبر ۱۹۰۲ء

"دربار شام"

مصر میں تبلیغ

حضرۃ حجۃ اللہ کو اللہ تعالی نے آج سے قریباً ۱۷ برس پیشتر یہ بشارۃ دی تھی کہ "میں تیری دعوۃ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔" اس کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں اور یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ کل دنیا پر بجز کسی شاذ قطعہ کے آپکی دعوۃ کسی نہ کسی پیرایہ میں پہونچ چکی ہے مصر میں بھی آپ کے نام کی تبلیغ تو ہوگئی اور اللہ تعالے چاہے گا تو وہاں کوئی سعید گروہ بھی پیدا کرے گا۔ مختلف اوقات میں عربی رسالجات وہاں بھیجے جاتے اور وہاں کے اخبارات میں مخالفانہ اور موافقانہ رایوں کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ حال میں اللواء نام مشہور اخبار نے (کشتی نوح کا جو ٹیکہ کے متعلق انگریزی میں جدا شائع ہوا ہے) دیکھا ہے اور اسپر جو یہ آیت

لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولنا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون +

لکھی ہے اسکو لیکر اسی قسم کا اعتراض کیا ہے کہ ترک اسباب کرتے ہیں اور اس آیت کا

۴ نادر کہو منہ کے کہنے سے کچھ نہیں بنتا خدا کو دھوکا نہیں دے سکتے وہ دل کے ارادہ اور اسرار کو جانتا ہے۔ اگر خدا سے سچی محبت نہیں تو زبان سے خواہ کتنا ہی اللہ اللہ کہے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا پر ایمان پیدا نہیں ہو سکتا جبتک خدا تعالی کے زندہ نشانوں کے ساتھ ایک مامور دنیا میں نہ آئے دیکھیں تو ہمارا یہ سلسلہ اور ہمارا امام ہی ہے خدا کی تائیدیں اور نصرتیں

صحیح مفہوم نہیں سمجھا۔ اس تذکرہ پر آپ نے فرمایا

وہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ مصر میں اعلان و اشاعت کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت اسطرح ہوئی۔ مخالف بڑے بڑے پیرایوں میں شہرت دیتے تھے سعیدوں کا گروہ ان سے نکل کر الگ ہو گیا + اس سے انکو خبر تو ہو گئی۔

(ایڈیٹر۔ اس سے آپ کو اپنی دعوی اور کامیابی پر جو بصیرت اور یقین ہے اسکا اندازہ کرنا چاہیے۔ یہ ایک زبردست دلیل ہے آپکی سچائی پر کہ کوئی مخالفت آپکو پرکاہ کی برابر بھی جنبش نہیں دے سکتی اور مایوس نہیں کر سکتی۔)

ایمان اور اسباب

فرمایا اسباب پرستی بھی آجکل ایک خطرناک شرک کی حد تک پہونچی ہوئی ہے مومن کا جسقدر ایمان اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے اسی قدر وہ اسباب کی نفی اپنے ایمان میں کرتا اور جب یہ ایمان کامل ہو جاتا ہے تو اسکی ایمانی نظر میں اسباب کا سلسلہ معدوم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا اور توکل رہتا ہے۔ اس درجہ پر بعض امور اس قسم کے بھی پیش آتے ہیں کہ فی الحقیقت بلا توسط اسباب ظاہری اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو مدد دیتا ہے اور شفا دیتا ہے میں نے اپنی ذات پر ان امور کو مشاہدہ کیا ہے بعض امراض میں بدون کسی دوا کے استعمال کے مجھے شفا دی ہے۔ اسباب پرست خواہ کچھ ہی کہے مگر میں ایسے نشانوں کو بیقدری کی نگاہ سے دیکھوں یا انہیں ضائع کروں تو معصیت ہی نہیں کفر تک نوبت پہنچتی ہے۔ اسی طرح یہ طاعون سے محفوظ رہنے کا نشان جو دیا گیا ہے میں اسکا کیونکر انکار کروں میں یقین رکھتا ہوں کہ

بدون ٹیکہ کے مجھے بچایا گیا ہے

ما من داء الا له دواء

یہ سچ ہے کہ ہر مرض کی دوا اس نے پیدا کی ہے۔ مگر یہ تو نہیں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کسی مریض کو بدوں دوا کے شفا نہیں دیتا یہ ترک ادب ہے ما من داء الا له دواء ایک چیز ہے اور وہ ہے مقام پر لیکن درجہ توکل اور ایمان کا جو ہم رکھتے ہیں ایک اور مقام پر ہے

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

رعایت اسباب

ہم رعایت اسباب کرتے ہیں اس حد تک جہاں تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جب وہ براہ راست ایک امر فرماتا ہے تو ہم اسکو چھوڑ نہیں سکتے۔ پس رعایت اسباب کی ایک وجہ ہے وہ ہم پر حرام نہیں اور نہ اسے ہم حرام سمجھتے ہیں۔ اپنی حفاظت ضروری ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و الله يعصمك من الناس پر بھی اپنی حفاظت کے اسباب کو نہ چھوڑتے تھے اور کوئی نبی یا ولی ایسا نہیں ہو سکتا جو رعایت اسباب کو حرام قرار دے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اپنی زندگی کا اصل سہارا اور تکیہ اللہ تعالیٰ کو قرار دیتا ہے + اور اللہ تعالیٰ کی آزمایش کرنا نہیں چاہتا۔ یہ گستاخی ہے۔ ہم رعایت اسباب کرتے ہیں لیکن ایمانی حالت میں نفی اسباب کرتے ہیں اور یہ ایک باریک سر ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہ قانون قدرت ہے کہ جوں جوں بندہ اپنے ایمان میں ترقی کرتا جاتا ہے اسی قدر وہ اس کے لیے اسباب کم کرتا جاتا ہے اور پھر غیب سے فضل کرتا ہے۔

و اذا مرضت فهو يشفين

دنیا میں مبتلا اور اسباب میں گرفتار لوگوں کو یہ بات کس طرح سمجھ میں آئے۔ میں یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھے بدوں اسباب اس نے شفا دی ہے ایکبار میرے دانت میں درد ہوا ایک شخص سے میں نے علاج پوچھا اس نے کہا علاج دندان اخراج دندان میں اسی خیال میں تھا کہ یکایک غنودگی ہوئی۔ اور اس کے بعد دانت میں درد نہیں ہوا۔ اور آجتک خدا کے فضل سے نہیں ہوا۔ اسوقت میری زبان پر جاری تھا و اذا مرضت فهو يشفين

جنات

کسی شخص نے سوال کیا کہ جنات کا وجود کس قسم کا مانا گیا ہے؟ فرمایا ہمیں ہماری ایمانی حالت میں ہے عرفانی حالت نہیں اور یہ امر ہماری ایمانی حالت میں نہیں اور نہ جنوں کی ہمیں ضرورت ہے ایمہ درست ہے ومن حسن الاسلام تركه ما لا يعنيه۔

(ایڈیٹر۔ اہل بصیرت آپ کے اس جواب پر غور فرمائیں کیا سچائی کے ساتھ بیان کر دیا ہے علماء سوء کی طرح نہیں کہ خواہ نخواہ جو پہ چوں اسمیں دخل دینے کو طیار ہیں اور جواب دینے کو موجود تا کہ کوئی یہ نہ کہدے کہ کچھ آتا نہیں۔ مگر صادق مسیح موعود! بے شک تو خدا کا رسول ہے خدا کے رسول کے بغیر اس قدر تقوی اور خشیت سے کام لینے والا نہیں ہوتا۔)

علاج الطاعون

فرمایا طاعون کا علاج یہی ہے کہ جہاں تک بس ہے اپنے ایمان کو اللہ پر بڑھائے کیونکہ جسقدر اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے گا اسی قدر اسپر توکل اور بھروسا بڑھے گا اور اسی قدر خوف پیدا ہوگا اور گناہوں سے نفرت ہوگی اور تقوی میں ترقی۔

جسقدر اپنی حالت کو تقوی میں چلا سکو چلاؤ۔ ایسی حالت پیدا کرو کہ روح ترساں و لرزاں ہو کر پانی کی طرح اللہ تعالیٰ کیطرف بہے۔ جو ایسا کرے گا وہ ایک گھر میں اگر ہو تو دوسروں کا شفیع ہوگا۔ تقوی والا اگر مر بھی جاوے گا تو سیدھا جنت میں جاویگا۔

یہ وہم کامت کھاؤ۔ کہ ہم بیعت کر چکے ہیں۔ بیعت کچھ چیز نہیں اگر خدا سے تعلق نہو ایک شخص جو طبیب کے نسخہ کو اسکی ہدایت کے مطابق استعمال نہیں کرتا تو ایسا نسخہ ہاتھ میں پکڑے رکھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو ہماری بیعت میں تو داخل ہوتا ہے مگر اس تعلیم پر عمل نہیں کرتا جو ہم دیتے ہیں۔ ہمارے ساتھ تعلق رکھنے میں پاکیزگی اور طہارۃ شرط ہے نرا تعلق کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتا + اگر نرا تعلق کوئی سودمند ہوتا تو بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو بڑا جنت چال چلن رکھتے ہیں، انکو اسلام سے کیا واسطہ اور تعلق !!!۔

طاعون انہی لوگوں کو سیدھا کرنیکو آئی ہے لوگ سیدھے نہ ہوتے تھے اس لیے اس نے یہ بلا مسلط کردی یہ بھی اللہ تعالیٰ کا رحم ہے

مباحثہ مُدّ کے مفصّل حالات

ایڈیٹر کا انٹروڈکٹری نوٹ

مباحثات کا فلسفہ اور حالت موجودہ

انسان کی ذہنی۔ علمی اور روحانی غرض ہر قسم کی ترقی کے دیگر اسباب اور ذرائع مختلفہ میں سے مباحثات بھی اہم اور ضروری چیز تھے۔ اور ہیں۔ ان سے تبادلۂ خیالات کے علاوہ طبیعت کو غور کرنے اور نتائج کے استخراج کے لیے بڑی بھاری تحریک ہوتی ہے۔ انسان کا مختلف طبیعتوں اور مزاجوں کا پیدا ہونا خود اس امر کی صداقت کے لیے ایک کافی دلیل ہے۔ اس لیے ہم اسپر زیادہ بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتے۔ اسوقت صرف اتنا اور بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ زمانہ کی ترقیوں اور نیرنگیوں کے ساتھ ساتھ اس فن کی بھی بہت بڑی تنقید ہوئی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب مباحثات ترقی کا ذریعہ نہیں رہے بلکہ تنزل کا باعث قرار دیے جاتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ مباحثات احقاق حق اور ابطال باطل کی نیت سے نہیں کیے جاتے بلکہ اصل غرض صرف فاتحیت ہوتی ہے گویا مباحثات نے آج کل قمار بازی کی شکل اختیار کرلی ہے۔ اس لیے مباحثہ کرنے والے ہر ایک قسم کا داؤ مکر و فریب اور حیلہ استعمال کرتے ہیں جس سے وہ اپنے فریق مخالف کو بظاہر لوگوں کے سامنے شکست یافتہ قرار دیدیں۔ ایسی صورت میں حق کا ظاہر ہونا قریباً ناممکن یا مشکل تر ہوتا ہے بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنی سعادت ازلی اور خدائی تربیت کے فضل سے راہ پا لیتے ہیں ورنہ عموماً حق کو ملتبس کیا جاتا ہے۔ اور یہ امر ایک صادق کے لیے بھی مشکل معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو کسطرح پر اس حق کو سمجھائے جو وہ لیکر آتا ہے۔ اگرچہ اُسکے لیے اور بہت سی راہیں اللہ تعالےٰ کھولتا ہے۔

غرض مباحثات نفس الامر میں مفید تھے مگر زود رنج۔ غداروں اور متعصب لوگوں نے مباحثات کو قمار بازی کا رنگ دیدیا ہے۔

حضرۃ حجۃ اللہ اور مباحثات

حضرت مسیح موعود نے اپنی پاک فطرۃ کے موافق ابتدا میں علما کو جب دعوۃ کی اور انھوں نے اسے نہایت تندی اور تیزی سے رد کیا نہ صرف رد کیا بلکہ اسکی مخالفت کے لیے اُٹھے تو آپ نے انکو مباحثات کے لیے بلایا۔ اور نہایت نرمی۔ پیار اور محبت سے چاہا کہ وہ امر حق سمجھ لیں اور دوسروں پر اسے مشتبہ نہ کریں مگر جب ان لوگوں کے حالات مکر و زور آپ پر کھلے اور انکا ظلم و افترا حد سے گذر گیا تو آپ نے اعلام الٰہی سے مباحثات کو خود بند کر دیا۔ اور آسمانی نشانات اور تائیدات کے لیے دعوۃ کی۔ جب اسطرف بھی کوئی نہ آیا تو پھر آپ نے قلم کے ذریعہ اُن غلط بیانیوں کی اصلاح کرنی چاہی جو مخالف پھیلا رہے تھے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اس میں پوری کامیابی سے ہوئے مگر مخالفوں نے اپنی شرارت کو نہ چھوڑا وہ اسمیں ترقی ہی کرتے رہے۔ انکا شرارتوں میں ترقی کرنا اللہ تعالےٰ کی غیرت کا محرک ہوا اور ادھر سے حقائق و معارف اور تائیدات کا ایک پر زور سلسلہ شروع ہو گیا اور جماعت میں اسقدر ترقی شروع ہوئی کہ اب بیعت کے نام لکھنے والے بھی تھک گئے اور اب مخالفوں کو جب کوئی اور حیلہ ہاتھ نہ آیا تو یہ تجویز سوچی کہ جہاں کوئی احمدی ہو اسکی خلاف لوگوں میں جوش پیدا کیا جاوے اور اشتعال دلا کر اسکو ہر قسم کی تکلیف دی جاوے

مباحثہ مُدّ کی اصل وجہ

چنانچہ مد میں بھی جو مباحثہ ہوا اس کی تہ میں اسی قسم کی سازشیں اور شرارتیں کام کر رہی ہیں۔ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس اکیلے اس گاؤں میں بیعت کر گئے تھے لیکن وہ مردان میں رہتے تھے اور ایک قانون پیشہ اور ذکی اور ذی وجاہت ہونیکی وجہ سے ان لوگوں کے اثر سے محفوظ تھے۔ پھر جب اُن کے بھائی محمد یعقوب صاحب نے بھی بیعت کرلی تو ان شریروں کو موقع ملگیا کہ ان کو تنگ کریں۔ گاؤں والے تو شاید کبھی تعرض نہ کرتے مگر بعض شریروں کے اشتعال سے آخر جاہل لوگ تو تھے ہی مخالفت پر اُٹھے اور یہاں تک مخالفت سے کام لیا کہ اگر مقابل میں حضرت اقدس مسیح موعود کا حلم پلا نہ ہوتا (جو صبر اور برداشت کی تعلیم پر آپ کے حکم سے پابند کیے جاتے ہیں) تو ممکن تھا کہ اشتعال طبع پیدا ہو کر نقض امن ہو جاتا مگر ہم منشی محمد یعقوب صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے مخالفوں کے ہر قسم کے جور و ستم سہکر اپنے طرز سے ثابت کر دکھایا کہ وہ ان تکلیفوں اور مشکلات کی ایک پرکاہ کی برابر بھی پروا نہیں کرتے۔ بہر حال جب انکو حد سے زیادہ تنگ کیا گیا یہاں تک تجویزیں کیں کہ سقہ۔ دھوبی۔ بھنگی وغیرہ لوگ ان کے کام نہ آئیں تو انہوں نے منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس کو اطلاع دی۔ انہوں نے مردان سے آکر ان مخالفوں کو مناسب طریق پر سمجھایا اور انکی ان تکالیف پر جو وہ دے رہے تھے قانونی چارہ جوئی بھی کرنی چاہی۔ لیکن آخر یہ فیصلہ فریقین کی طرف سے ہوا کہ مسائل متنازعہ کا فیصلہ ہو جاوے۔ منشی محمد یوسف صاحب نے اسکو منظور کر لیا کیونکہ وہ شوق سے چاہتے تھے کہ کسی طرح پر ان لوگوں کو تبلیغ ہو جاوے۔ وہ دارالامان آئے اور حضرت اقدس سے انہوں نے اپنے اس منشا کو عرض کیا حضرۃ اقدس نے حسب معمول مخالف علما کے مکر و حیل سے انکو مطلع کیا اور فرمایا کہ ایسے مباحثات سے فائدہ نہیں ہوتا مگر منشی صاحب کے اصرار پر حضرۃ اقدس نے منظور کر لیا کہ مولوی سید محمد سرور صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب وہاں چلے جائیں اور جیسا کہ منشی صاحب نے ظاہر کیا کہ تبلیغ ہو جاویگی کچھ وعظ کرینگے یہی غرض انکی روانگی میں رکھی گئی۔

(باقی آیندہ)

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم شایع ہوا

بسم الله الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

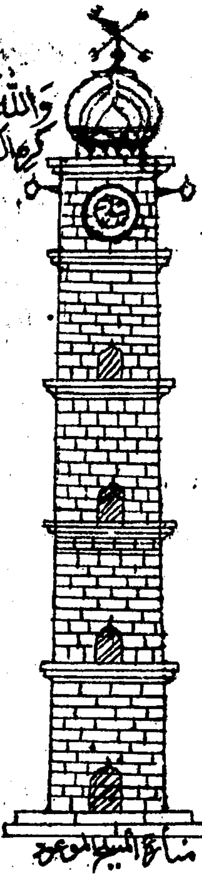

منارۃ المسیح الموعود

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۴ | ۹- رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۲ء روز چہار شنبہ | جلد ۶

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن-

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جو شخص ایمان لاتا ہے اُسے اپنے ایمان سے یقین اور عرفان تک ترقی کرنی چاہیئے نہ یہ کہ وہ پھر ظن میں گرفتار ہو- یاد رکھو ظن مفید نہیں ہو سکتا- خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً- یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بامراد کر سکتی ہے یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا- اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گذار سکے وہ پانی نہ پی سکے کہ شاید اس میں زہر ملا دیا ہو بازار کی چیزیں نہ کھا سکے کہ انہیں ہلاک کرنیوالی کوئی شے نہ ہو- پھر کس طرح وہ رہ سکتا ہے- یہ ایک موٹی مثال ہے اسی طرح پر انسان روحانی امور میں اس سے فایدہ اُٹھا سکتا ہے- اب تم خود یہ سوچ لو اور اپنے دلوں میں فیصلہ کر لو کہ کیا تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود حکم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو- وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنیوالا نہیں ہوگا- لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے تو پھر اسکے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتیار ڈال دو- اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنیوالے ٹھیرو-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا وہ حکم عدل ہوگا اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو پھر کب ہوگی یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں میں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اور صادق تلاش کرو اور یقیناً سمجھو کہ اس وقت اور صادق نہیں مل سکتا- اور پھر اگر دوسرا کوئی صادق نہ ملے اور نہیں ملے گا- تو پھر میں اتنا حق مانگتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو دیا ہے-

جن لوگوں نے میرا انکار کیا ہے اور جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں اُنہوں نے مجھے شناخت نہیں کیا اور جس نے مجھے تسلیم کیا اور پھر اعتراض رکھتا ہے وہ اور بھی بدقسمت ہے کہ دیکھ کر اندھا ہوا-

اصل بات یہ ہے کہ معاصرت بھی رتبہ کو گھٹا دیتی ہے اس لئے حضرت مسیح کہتے ہیں کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں- اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُنکو اہل وطن سے کیا کیا تکلیفیں اور صدمے اُٹھانے پڑے تھے اور یہ انبیاء علیہ السلام کے ساتھ ایک سنت چلی آتی ہے ہم اس سے الگ کیونکر ہو سکتے ہیں اس لئے ہم کو جو کچھ اپنے مخالفوں سے سننا پڑا یہ اسی سنت کے موافق ہے مایاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن

افسوس اگر یہ لوگ صاف نیت سے میرے پاس آتے تو میں انکو وہ دکھاتا جو خدا نے مجھے دیا ہے اور وہ خدا خود انپر اپنا فضل کرتا- اور انہیں سمجھا دیتا مگر اُنہوں نے بخل اور حسد سے کام لیا- اب میں ان کو کس طرح سمجھاؤں-

جب انسان سچے دل سے حق طلبی کے لئے آتا ہے تو سب فیصلہ ہو جاتے ہیں لیکن جب بدگوئی اور شرارت مقصود ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا- میں

کبتک ان کے فیصلے کرتا رہونگا

حجج الکرامہ میں ابن عربی کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو اُسے مفتری اور جاہل ٹھیرایا جائیگا اور یہانتک بھی کہا جاویگا کہ وہ دین کو تغیر کرتا ہے۔ اسوقت ایسا ہی ہو رہا ہے اس قسم کے الزام مجھے دئے جاتے ہیں۔ ان شبہات سے انسان تب نجات پا سکتا ہے جب وہ اپنے اجتہاد کی کتاب ڈھانپ لے۔ اور اسکی بجائے وہ یہ فکر کرے کہ کیا یہ سچا ہے یا نہیں بعض امور بے شک سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں لیکن جو لوگ پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں وہ حسن ظن اور صبر اور استقلال سے ایک وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اُنپر اصل حقیقت کو کھول دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ سوال نہ کرتے تھے بلکہ منتظر رہتے تھے کہ کوئی آ کر سوال کرے تو فائدہ اُٹھاتے تھے ورنہ خود خاموش سر تسلیم خم کئے ہوئے بیٹھے رہتے تھے اور جرأت سوال کرنے کی نہ کرتے تھے میرے نزدیک اصل اور مسلم طریق یہی ہے کہ ادب کرے جو شخص ادب الٰہی کو نہیں سمجھتا اور اُسکو اختیار نہیں کرتا اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ہلاک نہ کیا جائے۔

وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں جو ایک ہی دن میں حق الیقین کے درجے پر پہونچنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ایک ظن ہوتا ہے اور ایک یقین۔ ظن صرف خیالی بات ہوتی ہے اسکی صحت اور سچائی پر کوئی حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں احتمال کذب کا ہوتا ہے لیکن یقین میں ایک سچائی کی روشنی ہوتی ہے پہونچتا ہے کہ یقین کے بھی مدارج ہیں۔ ایک علم الیقین ہوتا ہے پھر عین الیقین اور تیسرا حق الیقین جیسے دور سے آگ کی آدمی دھواں دیکھتا ہے تو وہ آگ کا یقین کرتا ہے اور یہ علم الیقین ہے اور جب جا کر دیکھتا ہے تو عین الیقین اور جب ہاتھ ڈال کر دیکھتا ہے کہ وہ جلاتی ہے تو وہ حق الیقین ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکی ابھی ظن سے مخلصی نہیں ہوئی۔ جبکہ سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جو مامور خدا کی طرف سے آتے ہیں انکے ساتھ ابتلا ضرور ہوتے ہیں پھر میں کیونکر ابتلا کے بغیر آ سکتا تھا اگر ابتلا نہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل میں سے آ جاتے۔ تاکہ انکو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملتا کہ آنیوالے کے لئے لکھا ہے کہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ہوگا۔ اور اسیطرح حضرت مسیح کیوقت ایلیا ہی آ جاتا تاکہ انکو ٹھوکر نہ لگتی۔

ایک یہودی فاضل نے اسپر بڑی کتاب لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ایلیا نہیں آیا۔ اور اگر خدا بھی ہم سے پوچھیگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب پیش کر دیں گے۔

اسقدر معجزات جو حضرت مسیح سے صادر ہوئے بیان کئے جاتے ہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے ایلیا کو بھی زندہ کر کے لے آتے۔ ایماناً بتاؤ کہ کیا ایلیا کا ابتلا بڑا تھا یا نمازوں کو جمع کرنے کا ابتلا جس ابتلا نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا۔ اب اسقدر لوگ جو گمراہ ہوئے اور مسیح اور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر رہے تو اسکا باعث وہی **ایلیا** کا ابتلا ہی ہے یا کچھ اور غرض ابتلا کا آنا ضروری ہے مگر سچا مومن کبھی اُنسے ضائع نہیں کیا جاتا۔

اس قسم کے لوگوں نے کسی زمانہ میں بھی فایدہ نہیں اُٹھایا کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انہوں نے فائدہ اُٹھایا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔ میں نے عام طور پر شائع کیا کہ استجابت دعا کا مجھے نشان دیا گیا ہے جو چاہتے میرے مقابلہ پر آئے میں نے کہا کہ جو مجھے حق پر نہیں سمجھتا وہ میرے ساتھ مباہلہ کر لے میں نے یہ بھی شائع کیا کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف کا ایک نشان مجھے عطا ہوا اس میں مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ مگر ایک بھی ایسا نہ ہوا جو میرے سامنے آتا اور میری دعوت کو قبول کر لیتا۔ پھر خدا نے مجھے بشارت دی کہ ینصرک اللہ فی مواطن۔ اور اسکا ثبوت دیا کہ ہر میدان میں مجھے کامیاب کیا۔ پس اگر ان نشانات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا اور اسکی تسلی نہیں ہوتی پھر وہ کسی اور کے پاس جاوے یا کسی عیسائی کے پاس جاوے اور تسلی کر لے اگر کر سکتا ہے لیکن سچائی کو چھوڑ کر تسلی کہاں۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ایسے لوگ لا من الاحیاء ولا من الاموات کے مصداق ہوتے ہیں۔

غرض نمازوں کے جمع کرنے میں یہ راز اور سر تھا۔ اور **انما الاعمال بالنیات** اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ آیا یہ سستی اور کسل کی وجہ سے تھا یا ایک معقول اور مبارک طریق پر۔

یاد رکھو کہ اسقدر نشانات دیکھ کر بھی جسے کوئی شک و شبہ گذر سکتا ہے تو اُسے ڈرنا چاہیئے کہ شیطان اُسکے ساتھ ہے۔ میں جس راہ کی طرف بلاتا ہوں یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر غوثیت اور قطبیت ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام ہوتے ہیں جو لوگ مجھے قبول کرتے ہیں انکی دین و دنیا بھی اچھی ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما چکا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ درحقیقت وہ زمانہ آتا ہے کہ انکو امیت سے نکال کر خود قوت بیان عطا کریگا اور وہ منکرین پر غالب ہونگے۔ لیکن جو شخص دلائل اور نشانات کو دیکھتا ہے اور پھر دیانت امانت اور انصاف کو ہاتھ سے چھوڑتا ہے اُسے یاد رکھنا چاہیئے کہ

من اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ

تم بہت سے نشانات دیکھ چکے ہو اور صرف تمہی کو طور پر اگر ایک نقشہ طیار کیا جاوے تو کوئی حرف باقی نہ رہیگا کہ اس میں کئی کئی نشان نہ آئیں تریاق القلوب میں بہت سے نشان جمع کئے گئے ہیں اور تم سے اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھے۔

اب وقت ہے کہ تمہارے ایمان مضبوط ہوں اور کوئی زلزلہ اور آندھی تمہیں ہلا نہ سکے۔ بعض تم میں ایسے بھی صادق ہیں کہ اُنہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھی گو خدا نے اپنے فضل سے انکو سینکڑوں نشان دکھا دئے لیکن اگر ایک بھی نشان نہ ہوتا تب بھی وہ مجھے صادق یقین کرتے اور میرے ساتھ تعلق رکھتے چنانچہ مولوی نورالدین صاحب کسی نشان کے طالب نہیں ہوئے۔ انہوں نے سنتے ہی آمنّا کہدیا اور فاروقی ہو کر صدیقی عمل کر لیا۔ لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر شام کی طرف گئے ہوئے تھے واپس آئے تو راستہ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوےٰ نبوت کی خبر پہونچی وہیں انہوں نے تسلیم کر لیا۔

(حضرت اقدس نے اسقدر تقریر فرمائی تھی کہ مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ ایک جوش اور صدق کے نشہ سے سرشار ہو کر اُٹھے اور کہا کہ میں اس وقت حاضر ہوا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رضیت باللہ ربا و بمحمد نبیا کہہ کر اقرار کیا تھا۔ اب میں اسوقت صادق امام مسیح موعود اور مہدی معہود کے حضور یہی اقرار کرتا ہوں کہ مجھے کبھی ذرا بھی شک اور وہم حضور کے متعلق نہیں گذرا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے ایسے ہیں جنکا ہمیں علم نہیں اور میں نے ہمیشہ اسکو ادب و نبوت کے خلاف سمجھا ہے

رمضان المبارک کا پہلا خطبہ

(جو ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا)

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

ایمان والو تم پر روزہ لکھا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر لکھا گیا تھا غرض اس سے یہ ہے کہ تم سکھ پاؤ۔ ہر ایک انسان فطرتاً اپنا بچاؤ دکھوں سے چاہتا ہے اور سکھ اور راحت پانے کا آرزومند ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزہ اسی غرض کے لئے فرض کیا گیا ہے کہ تا تم سکھ پاؤ۔ حقیقت میں روزے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہیں۔ یہ انسان کو دکھوں سے بچاتے اور عنایات الہیہ کا مستحق بنا دیتے ہیں۔

جیسے اس جگہ یہ فرماتا ہے کہ لعلکم تتقون اسی طرح قرآن شریف کے پہلے ہی پارہ میں جہاں انسان کو عبادت کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر کہ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ وہاں عبادت کو سکھوں کا باعث بتایا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روزہ ایک عبادت ہے۔ قرآن شریف کی اصل غرض اور منشا یہی ہے کہ وہ انسانوں کو تقویٰ کی تعلیم دے اور وہ تقویٰ میں ترقی کریں اس لئے سارا قرآن شریف مختلف رنگوں اور صورتوں میں اسی تعلیم سے بھرا ہوا ہے۔

قرآن شریف نے اپنے اس منشا کو پورا کرنے کے لئے مختلف ذریعے استعمال کئے ہیں کہیں صفات الہی کا تذکرہ کیا ہے تاکہ مومن صفات الہی پر ایمان لائیں اور ان سے ان میں حیا پیدا ہو اور بہت سے طریق قرآن شریف نے مد نظر رکھے ہیں روزہ بھی انہیں سے ایک ہے اور یہ سب سے بڑھ کر ہے۔ دیکھو ایک آدمی کو سخت بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ قریباً تڑپتا ہو پیاس شدید ہو ہونٹ خشک ہو رہے ہوں اور جان نکلتی ہو ٹھنڈا پانی اور خوش ذائقہ کھانا طیار موجود ہو اور ہر قسم کی خواہش کے سامان موجود ہوں مگر وہ ان سب سے بچتا ہے اور جانتا ہے کہ میرے مولا کا یہ حکم ہے کہ روزہ میں کھانا پینا اور مباشرت کرنا حرام ہے اور ان امور سے بچنا ایک ایسی موٹی بات ہے کہ ہر شخص جانتا ہے۔ ایک عامی آدمی بھی جو خداشناسی کی باریکیوں سے کوئی آگاہی اور معرفت نہیں رکھتا اگرچہ وہ کیسا ہی تنہائی میں ہو اور کوئی اسے نہ دیکھتا ہو مثلاً غسل خانہ میں ہو اور ٹونٹی سے پانی کی خوشنما دھار پڑ رہی ہو وہ کبھی جرأت نہ کریگا کہ ایک گھونٹ پانی کا پی لے اس قسم کی دلیری پیدا نہیں ہوتی۔

غور کرو کہ کس قدر پابندی ہے مگر یہ ڈھانچہ ہے مغز اور حقیقت اور ہے اللہ تعالیٰ نے یہ مشق سکھائی ہے جیسے باوجود بھوک کے کھانا نہیں کھاتا پیاس میں پانی نہیں پیتا حالانکہ سب کچھ موجود ہے۔ مگر اللہ کے حکم کے مقابلہ میں جائز اشیاء سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ پھر دوسری حرام کردہ چیزوں پر کیوں دلیری کریگا۔ روزہ کی اصل غرض یہی سبق دینا ہے کہ انسان منہیات اور خدا کی حرام کردہ چیزوں سے بچے۔ جیسے روزہ میں کھانا پینا وغیرہ حرام ہے کیا اسی طرح اسنے حرام نہیں کیا چوری کرنا زنا کرنا اور فسق و فجور کی باتیں سننا بے حیائی کے لئے آنکھ ایسے کھلے چھوڑ دینا جیسے بھیڑ بکری دوسرے کے کھیت پر جا پڑتی ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔

پھر اس موٹے حکم میں جو دیباچہ اور مقدمہ ہے ان امور کی جب ایسی پابندی کی جاتی ہے اور ایک جاہل سے جاہل بھی جرأت اور دلیری نہیں کرتا کہ اس حد بندی کو توڑے تو پھر کس قدر افسوس اور شرم کی بات ہے کہ محرمات پر انسان دلیر ہو۔

یاد رکھو اگر کوئی شخص حقیقت کی طرف نہیں گیا تو اس نے روزہ نہیں رکھا وہ صرف بھوک کا پیاسا رہا۔ سنو! اللہ کریم و رحیم ہے اسکو ہماری بھوک پیاس سے مزا نہیں آتا وہ خود روزہ کا نتیجہ بتاتا ہے لعلکم تتقون۔ تاکہ تم سکھ پاؤ۔ پس تم اس نمونہ سے اصل حقیقت کی طرف چلے جانیکی کوشش کرو۔

مَیں سچ کہتا ہوں کہ گناہ ایک خطرناک زہر ہے جس سے جسم اور روح دونو ہلاک ہوتے ہیں اور مجذوم سے بھی بڑھ کر جسم اور روح کو سزا دیتا ہے اس گناہ کی زہر کا تریاق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف اور اسکی صفات پر ایمان اور حیا پیدا ہو۔ اسکی حد بندیوں کو توڑنے کی جرأت نہ کی جاوے اور یہ باتیں روزہ سے پیدا ہوتی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا سے قریب کرنیوالی یہی چیز ہے تجربات یہی ہے کہ اس ظاہر سے اصل حقیقت کی طرف بڑھے اور قدم اٹھاوے۔

اس روزہ کے لئے بڑی شرطیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑے فیاض اور کریم تھے روزہ میں خصوصیت کے ساتھ بڑھکر فیاضی کرتے تھے۔ اس لئے جو طاقت رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ مساکین کے ساتھ خاص سلوک کرے۔

پس اپنے روزے کو بے کار نہ کرو جیسے حلال اور طیب چیزوں کو خدا کے ارشاد اور حکم کی تعمیل کے لئے ایک خاص وقت تک چھوڑ دیتے ہو اور گویا حرام کر لیتے ہو اسیطرح اسکی حرام کردہ چیزوں سے بہت بڑھکر بچو اور اپنے جسم اور روح کو اس ہلاکت اور عذاب سے بچاؤ۔ جو محرمات کے قریب جانے سے آتا ہے چاہیئے کہ تمہارا وقت استغفار اور تسبیح اور حمد الہی میں گذرے تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور سوراخوں کو شیطان کے داخل ہونے سے بچاؤ۔ جیسے چور کوئی نہ کوئی سوراخ دیکھ کر اندر گھس جاتا ہے شیطان بھی متاع دین و ایمان چرانے کے لئے انسان کے سوراخوں سے داخل ہوتا ہے بڑا سوراخ آنکھ ہے یہ آنکھ اگر بے حیائی سے بچے تو یقیناً سمجھو کہ شیطان کو دوسرے سوراخوں سے کم داخل ہونیکا موقع ملتا ہے اسکا پہلا موقع یہی ہے۔ پھر کان ہیں زبان ہے غرض جس قدر سوراخ ہیں انکو بچاؤ اور بند کرو اسی طرح جسطرح اپنے صندوقوں کو قفل لگا کر بند کرتے ہو۔ اور چور سے بچاتے ہو۔

بیہودہ فسق و فجور کی باتوں کو چھوڑ دو۔ اور نامحرم عورتوں کی باتیں مت سنو۔ تمہاری زبانوں پر سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم ہو۔ تم درود شریف اور استغفار پڑھو تا زبان محفوظ رہے۔

غرض ان ایام رمضان میں خصوصیت سے کوشش کرو کہ تا تم بدیوں اور دکھوں سے بچائے جاؤ اور تمہاری گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو جاوے۔ یہ بڑا ہی غنیمت وقت ہے خدا کا شکر کرو جسنے روزہ رکھنے کی توفیق دی ہے۔

رمضان میں شیطان زنجیروں سے جکڑا جاتا ہے مگر مومنوں کے لئے اس لئے تم مومن بنو اور اب شیطان کی زد سے نکل جاؤ۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور دعائیں کرو کہ یہ نعمت ہاتھ سے نہ جاوے۔ کیونکہ یہ گناہوں کے بخشے جانے اور گناہوں کے نہ پیدا ہونے کا ایک ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق دے اور اسکے نیک نتائج سے بہرہ ور کرے

مختصر نوٹ اور نکات

جسطرح پستان میں آکر خون دودھ بنجاتا ہے اسی طرح توریت اور انجیل کے احکام قرآن شریف میں آکر حکمت بن گئے۔ اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا تو توریت اور انجیل اس اندھے تیر کی طرح ہوتیں کہ کبھی ایک دو مرتبہ نشانہ پر لگ گیا اور سو مرتبہ خالی گیا شریعت قصوں کے طور پر توریت سے آئی اور مثالوں کے طور پر انجیل سے ظاہر ہوئی اور **حکمت کے پیرایہ میں قرآن شریف سے حق اور حقیقت کے طالبوں کو ملی۔**

نبیوں کی سیرۃ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابطال باطل اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے دو قسم کی توجہ سے کام لیا ہے ایک حکیمانہ دلائل اور بینات کے قائم کرنے سے دوسرے اقبال علی اللہ اور عقد ہمت سے اس بطلان کے استیصال کے لئے دعاؤں میں مصروف ہوجانے سے۔ یہ سلسلہ منہاج نبوۃ میں پایا جاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا تقاضا یہی ہے کہ وہ جیسے اسباب ظاہری سے نتائج پیدا کرتا ہے اسی طرح نہاں در نہاں اسباب سے بھی مختلف نتائج اور مسببات کو ظاہر کرتا ہے اس لئے ہر پاک گروہ جیسے دلائل و بینات سے کام لیتا ہے اسی طرح **دعا اور عقد ہمت** سے اندرونی مخالفتوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ ان دو ذریعوں کو لیکر انصاف پسند اگر حضرت اقدس مسیح موعود کے حالات کو معائنہ کرے تو کچھ شک نہیں کہ اُس پر صدق ظاہر ہوجاوے کہ کس طرح پر اس مؤید من اللہ نے دلائل و بینات سے بطلان کو پاش پاش کیا اور پھر کیسے خدا کے قہری نشانوں سے اس کے جلال و جبروت کا ثبوت دیا ہے کوئی ہو جو اس اصل میں غور کرے۔

انسانی فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ طرح طرح کے اشغال و انہماکات میں پڑکر وہ خدا کی طرف سے غافل اور کاہل ہوجاتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کے دل پر کچھ ایسا زنگ غفلت بیٹھ جاتا ہے کہ وہ دل از خود بیدار نہیں ہوسکتا۔ اور پھر ایسا سستی کا بوجھ پڑتا ہے جو اُسے اُٹھنے نہیں دیتا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی محرک اُسے تنبیہ کرنے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کو بھیجے چنانچہ یہی فطرت انسانی وقتاً فوقتاً مامورین اور مجددین کے آنے کی ضرورت ثابت کرتا ہے۔ اور اسی فطرت کی طرف قرآن شریف نے ایک جگہ اشارہ بھی کیا ہے **فطال علیہم الامد فقست قلوبہم** یعنی ان پر زمانہ دراز ہوگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکے دل سخت ہوگئے اس اصل کو جو فطرتی ہے کوئی توڑ نہیں سکتا پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال بعد بھی کوئی عظیم الشان مصلح اور مامور نہیں آنا چاہئے تھا جو آکر خفتہ دلوں کو بیدار کرے غور کرو!!!

تعجب اور حیرت ہی ہوتی جب ایک طرف انسانی فطرت کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ چشم دید ماجرا اور ذاتی بصیرت کو چاہتا ہے اور دوسری طرف یہ عملی عقیدہ اپنے مخالفوں کا دیکھتے ہیں کہ باب الہامات اور مکالمات کا گویا سلسلہ ہی بند ہے؟

مذہب اسی زمانہ تک علم کے رنگ میں رہ سکتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کی صفات ہمیشہ تازہ بتازہ تجلی فرماتی رہیں ورنہ کہانیوں کی صورت میں ہوکر وہ جلد مرجاتا ہے کیا ایسی ناکامی کو کوئی انسانی کانشنس قبول کرسکتا ہے جبکہ ہم اپنے اندر اس بات کا احساس پاتے ہیں کہ ہم اس معرفت تامہ کے محتاج ہیں جو کسی طرح بغیر مکالمہ الہیہ اور بڑے بڑے نشانوں کے پوری نہیں ہوسکتی تو کسطرح خدا تعالیٰ کی رحمت ہم پر الہامات کا دروازہ بند کردے؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اُس نے کوئی دروازہ الہام کا بند نہیں کیا بلکہ انسان کی اس فطرتی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اسوقت بھی ایک مامور مرسل کو بھیجا جس نے اگر یہ گمشدہ صداقت دنیا کو پھر دی اور پیشگوئیوں اور بڑی بڑی نشانات سے دکھا دیا کہ اب تک خدا اسکے معاصرانہ کلام کرتا ہے اور اسکی سنتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس کے پاس آتا اور اپنی فطرتی تقاضی کو پورا کرتا ہے اور اپنی روح کی سیری کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔

اسی طرح انسان جیسے تمدنی نظام میں ایک بادشاہ یا سرگروہ کی ماتحتی میں رہتا ہے روحانی تمدن میں بھی اسے ایک ہی **امام** کے ماتحت ہوکر چلنا پڑتا ہے اور اگر وہ ایک امام کے ماتحت نہو تو بے شک وہ خائب و خاسر ہوگا۔

قرآن ان تمام کمالات کا جامع ہے جنکی انسان کو تکمیل نفس کے لئے حاجت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام کمالات عملی رنگ میں موجود ہیں جو کل اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہیں۔ اور جنکی کسی نہ کسی حصہ زندگی میں انسان کو ضرورت پڑتی ہے۔

صفات الٰہی کے مسئلہ کو جس وضاحت اور صفائی سے اسلام نے سمجھایا ہے اور کوئی کتاب اور مذہب نہیں سکھا سکا۔ عیسائیوں نے اپنی نادانی اور جہالت سے کفارہ کی کل ٹھیک بٹھانے کے لئے جہاں اور بہت سی غلطیاں کھائی ہیں ایک یہ بھی عظیم الشان غلطی کھائی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رحم اور عدل دونو خدا تعالیٰ کی ذات میں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ عدل کا تقاضا سزا ہے اور رحم کا تقاضا درگذر۔ مگر وہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ کا **عدل** درحقیقت رحم ہی ہے کیونکہ وہ عدل بھی انسانوں ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔ ظالم خطا کار کو جو سزا دیجاتی ہے تو اس سے اسکے دوسرے ہم جنسوں پر رحم ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم و جفا کاری نکریں۔ پس عدل بھی ایک قسم کا رحم ہی ہے لیکن یہ عیسائیوں کا اپنا قصور نہیں بلکہ انکی ناکمل اور ناقص تعلیم کا قصور ہے جو صفات الٰہی کے مسئلہ کو سمجھ نہیں سکی۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی عام انسانوں سے نرالی ہوتی ہے اور انکا ہر ایک ارادہ اور ہر فعل ایسے ایسے عجائبات کا مظہر ہوتا ہے کہ ان تمام کو آیت یا معجزہ کہہ سکتے ہیں کاش! کہ انسان ان برگزیدوں کے حالات پر نظر کرے اور غور سے دیکھے اور تمام شوخیوں اور بکواسوں کو چھوڑ کر اصلاح کی نیت سے انکا مطالعہ کرے اسوقت ان برگزیدوں کے حالات قابل اعتبار محفوظ کتاب قرآن مجید میں موجود ہیں اور انکا زندہ نمونہ حضرت مسیح موعود میں نظر آتا ہے جو **جری اللہ فی حلل الانبیاء** کا مصداق ہوکر آیا ہے۔

غفلت سے انسان کا دل ڈگمگاتا رہتا ہے اور آخر دینی و دنیوی خرابی کا باعث ہوجاتا ہے انجیل نے یہ کہہ کر کل کی فکر آج مت کرو انسانی قویٰ کا خون کردیا ہے اور انسان کی فطرت پر ظلم کرنا چاہا ہے انسان فطرتاً کل کا فکر آج کرنا چاہتا ہے اور یہ مادہ اسمیں اسلئے ودیعت رکھا گیا ہے کہ تا وہ آخرت کی فکر کرے۔ مگر انجیل اس سے ہٹاتی اور روکتی ہے برخلاف اسکے قرآن کریم نے کسی صحیح تعلیم دی **ولتنظر نفس ما قدمت لغد**۔ الآیۃ قرآن نے یہ تو کہا کہ یہ مت کہو کہ میں کل یہ کام کرونگا۔ مگر اس سے یہ نہیں کہا کہ کل کی فکر مت کرو۔ [illegible]

سُورۃ جمعہ پر حکیم الاُمّت کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

امرتسر میں پندرہ روز تک مباحثہ ہوا۔ اگر حکیم کریم ہوتا تو ایک ہی منٹ میں ختم کر دیتا۔ ایک ہی اصل اس نے پیش کی تھی جسکا جواب عیسائی اور دوسری قومیں ہرگز ہرگز نہیں دے سکتیں اور قیامت تک نہ دے سکیں گی۔ پھر وہ اصل ایسی اصل نہیں ہے کہ اسے یونہی رد کر دیا جاوے بلکہ ہر سلیم الفطرت و دانشمند انسان کو ماننا پڑیگا کہ یہ سچی اصل ہے اور وہ اصل یہ ہے کہ ہر مذہب کی الہامی کتاب کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ جو دعویٰ وہ کرے اسکی دلیل بھی آپ ہی پیش کرے [illegible]

میں تو امید [illegible] کسر صلیب میں کامیاب ہو گیا [illegible] قرآن شریف کی وہ عزت اور عظمت ظاہر کی کہ میرا ایمان ہے [illegible] کی۔ اس نے کل مباحثہ میں [illegible] اس طرز اور اصل کو نہیں چھوڑا۔ جو دعویٰ بیان کرتا قرآن شریف سے اور جو دلیل بیان کرتا وہ بھی کتاب اللہ سے دیتا۔

اور پندرہ دن تک برابر اسی کا التزام کیا۔ اب بتاؤ کہ یہ طرز بیان مزکّی کے سوا آ سکتا ہے؟ میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ جسقدر تم اسوقت موجود ہو تم سب سے زیادہ میں کتابیں پڑھ چکا ہوں۔ اور کتاب میری ہر وقت کی رفیق ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اس طرز پر مباحثہ کی بنیاد کوئی نہیں ڈال سکا۔ اور ایسی طرز کہ مخالف پہلا ہی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ جو چاہے آزما کر دیکھ لے میں نے تو آج ہی اس اصل سے فائدہ اٹھایا۔ ایک شخص نے اعتراض کیا میں نے اسے یہی کہا کہ اس اصل کو مدّنظر رکھو۔

مجھ پر اعتراض کیا گیا کہ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ اور پھر رمضان ہی میں کیوں رکھا جاتا ہے؟ میں نے اسکو اوّلاً یہی جواب دیا کہ تم بتاؤ تمہاری کس کتاب نے منع کیا ہے کہ روزہ نہ رکھو اور پھر اس منع کے دلائل کیا دئے ہیں میں تو بتاؤں گا کہ روزہ کیوں رکھنا چاہیئے اور رمضان میں کیوں فرض کیا گیا اُسے کچھ جواب بن نہ پڑا۔ میں نے اس مضبوط اور محکم اصل کو لیکر کہا کہ دیکھو ہماری کتاب قرآن شریف روزہ کا حکم دیتی ہے تو اسکی وجہ بھی بتاتی ہے کہ کیوں روزہ رکھنا چاہیئے لعلکم تتقون۔ روزہ رکھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دکھوں سے بچ جاؤ گے اور سکھ پاؤ گے۔ رمضان ہی میں کیوں رکھیں؟ اسکی وجہ بتائی شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن چونکہ اس میں قرآن نازل ہوا یہ برکات الٰہیہ کے نزول کا موجب ہے۔ اس لئے وہ اصل غرض جو لعلکم تتقون میں ہے حاصل ہوتی ہے

اسی طرح جس امر کو لو۔ یا جس نہی کو لو۔ قرآن نے اسکے اسباب اور نتائج کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ اُنکے نتائج سے بہرہ مند ایسے دنیا کو دکھا دیا ہے۔ آخرت کے وعدے تو آخرت میں پورے ہوں گے اور ضرور ہوں گے مگر اس دنیا میں اسنے حصّہ دیا اور ایسا حصہ دیا کہ اربعہ متناسبہ کے قاعدہ کے موافق وہ آخرت پر پلّو دلائل اور حجج کے ٹھیرے۔ جن کو دیکھ کر اب کوئی آخرت کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ ہی تک وہ فیض اور فضل محدود اور مخصوص نہ تھا اب بھی اگر کوئی قرآن شریف پر عمل کرنیوالا ہو خلوص سے اللہ تعالیٰ کی طرف آوے وہ ان انعامات اور فضلوں سے حصّہ لیتا ہے اور ضرور لیتا ہے اسوقت بھی لیتا ہے دیکھو ہمارا امام ان وعدوں اور فضلوں کا کیسا سچا نمونہ اور گواہ موجود ہے۔

غرض سب کچھ قرآن میں ہے مگر مزکّی کے بغیر معلم کے بغیر وہ تزکیہ اور تعلیم نہیں ہوتی۔ مزکّی اپنی کشش اور اثر سے تزکیہ کرتا ہے اور ان انعامات کا مورد بنانے میں اپنی دُعا۔ عقد ہمّت۔ توجہ تام سے کام لیتا ہے جو دوسرے میں نہیں ہوتی ہے

ایک بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ وفات مسیح پر اسقدر زور کیوں دیا جاتا ہے ثابت ہو گیا کہ وہ مر گیا اب اسکی کیا ضرورت ہے کہ بار بار اسی کا تذکرہ کیا جاوے؟ میں نے اسکو کہا کہ یہی وہ سر ہے جس سے یہ مسیح موعود بنایا گیا اور جو کسر صلیب کا تمغہ لیتا ہے تم اور میں اور ما و شما اس قابل نہیں ہوئے یہ ثبوت ہے اس کے خدا کی طرف سے ہونے اور اس کے کامیاب ہو جانے کا۔ میں سچ کہتا ہوں اور ایمان سے کہتا ہوں کہ میری آنکھ نے وہ دیکھا جو بہت تھوڑوں نے ابھی دیکھا ہوگا۔ میں دیکھ چکا ہوں کہ کسر صلیب ہو چکی میں نے اُسی روز اسکا مشاہدہ کر لیا تھا جب اسنے امرتسر کے مباحثہ میں وہ اصل پیش کی جسکا ابھی میں نے ذکر کیا ہے اس سے بھی بہت عرصہ پہلے مجھے اسکی خوشبو آ رہی تھی۔ اندر باہر۔ جہاں کہیں ہو۔ کوئی بھی مضمون ہو جسپر یہ بول رہا ہو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خواہ وہ وفات مسیح سے کتنا ہی غیر متعلق ہو مگر وفات مسیح کا ذکر ضرور ہی کریگا۔ یہ عزم۔ یہ استقلال اور عقد ہمت مامور کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ملتی ہے اور یاد رکھو نہیں ملتی ہے۔ تم مامور من اللہ کو اسکے عقد ہمت اور توجہ تام سے ہی شناخت کر سکتے ہو بے شک خدا تعالےٰ مضطر کی دعا سنتا ہے جب انسان مضطر ہو تو کیوں نہ سنے میں دیکھتا ہوں کہ اپنی بیماری۔ یا دوسرے بیماروں کو دیکھتا ہوں تو میں مضطر ہوتا ہوں اور میرا مولیٰ میری دعا سنتا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ صورت جاتی رہتی ہے تو پھر وہ حالت پیدا نہیں ہوتی اسوقت میں اپنے نفس کو کہتا ہوں کہ تو مزکّی نہیں ہو سکتا اسوقت مزکّی وہی ہو سکتا ہے جو ہر حالت میں مسیح کی وفات کو لے آتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ میں قرآن پڑھایا کرتا ہوں مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ فرمایا قرآن شریف پڑھایا کرتے ہو تو بس یہی کافی ہے کہ انّی متوفیک کے معنے انّی ممیتک پڑھا دیا کرو۔ اب غور کرو کہ کسقدر عقد ہمت ہے کیسی توجہ ہے ساری نصیحتوں میں اسے یہی ایک ضروری معلوم ہوئی ہے مجھ سے اگر وہ شخص پوچھتا تو شاید سینکڑوں نصیحتیں کرتا اور وہ بظاہر ضروری بھی ہوتیں مگر نہ کرتا تو یہی نکتہ اور یہی سب سے اہم ہے یا کسی اور سے وہ پوچھتا تو وہ اپنی جگہ سوچ لے کہ کیا وہ یہی نصیحت کرتا جو اس مزکّی نے کی؟ میں سچ سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہ کرتا۔ یہ اسی کا کام ہے دوسرے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہی تو بتاتا ہے کہ یہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے۔

(باقی آئندہ)

ڈائری امام الزمان سلمہ الرحمان

۲۹ نومبر ۱۹۰۲ء

(صبح کی سیر)

سہ سالہ پیشگوئی کے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر فرماتے رہے۔ اور بلکوال میں ٹیکا کی وجہ سے جو نقص پیدا ہوا اس کا بھی ذکر فرمایا۔ فرمایا ہماری جماعت تین سو سے بھی کم تھی اور اب قریباً دو لاکھ تک نوبت پہونچتی ہے۔

فرمایا حق کا رعب ایسا ہوتا ہے کہ منہ بند ہو جاتے ہیں۔ آخر دسمبر تک سہ سالہ پیشگوئی کی میعاد ہے ابھی معلوم نہیں کہ اس مہینے میں اور کیا کیا ظاہر ہو۔

تعجب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کے چمکانے اور بس ہمارے سلسلہ کی تائید میں اس قدر کثرت سے زور دے رہا ہے اور پھر بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں یہ بھی عادۃ اللہ ہے کہ مکذبین کی تکذیب خدا کے نشانات کو کھینچتی ہے جب انکی تکذیب ٹھنڈی ہو جاوے گی تو نشانات بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ دیکھو برسات میں جس قدر گرمی زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر بارش زیادہ ہوتی ہے

خدا تعالیٰ نے منہاج نبوۃ کا نظارہ دوبارہ دکھلا دیا ہے کیا کیا کچھ کیا ہے ہماری تائیدات میں نہ زمین کو چھوڑا اور نہ آسمان کو مگر ان لوگوں نے کسی بات سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ ہمیشہ سے ان لوگوں کا خیال تھا کہ صدی کے سر پر کوئی آیا کرتا ہے۔ اب اس میں سے بھی بیس سال گذر گئے۔ مگر انکو آج تک سمجھ نہ آئی۔ اب تو قیامت کا سامنا باقی ہے اور تو کوئی کسر باقی نہیں۔

تعجب ہے کہ بار بار دجال کذاب کہتے ہیں اور انکے پاس کوئی دلیل نہیں وہ غور نہیں کرتے کیا اس طرح پر خدا تعالیٰ دجال اور کذاب کی تائید کیا کرتا ہے۔ ایک دفعہ ایک مخالف نے مجھے ایک خط لکھا۔ کہ آپ کی مخالفت میں لوگوں نے کچھ کمی نہیں کی مگر ایک بات کا جواب ہمیں کچھ نظر نہیں آتا۔ کہ باوجود اس قدر مخالفت کے آپ کامیاب ہوتے جاتے ہیں یہ تائید کیوں ہوتی ہے

پس یہ بات عقلمندوں کو فکر میں ڈال رہی ہے دو پہلو غور کے لائق ہیں اول یہ کہ بیس سال ہوئے جبکہ ہمارے پاس ایک شخص بھی نہ تھا اور اسوقت پیشگوئی ہو رہی تھی کہ تیرے ساتھ ایک جماعت کثیر ہو گی دوم مخالفوں کو بار بار کہا جاتا ہے کہ جس قدر شرارتیں اور مکر و فریب تم کر سکتے ہو کرو پھر ہم اسکو بڑھا کر دکھا دینگے جیسے فرمایا اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وانتھی امر الزمان الیس ھذا بالحق یعنی اُسوقت ہم ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا یہ ہماری بات اور ہمارا سلسلہ سچا نہ تھا۔

ایمان کی لذت بھی یہی ہے کہ خدائی نصرتوں کو انسان آنکھوں سے دیکھ لے تب آنکھیں کھلتی ہیں جب انسان سمجھ لیتا ہے کہ سچ یہی ہے تو پھر اُس پر مرنے کو طیار ہو جاتا ہے۔

جب تک خدائی نصرتیں چمک کر ظاہر نہیں ہوتی ہیں اُسوقت تک یہ تذبذب میں رہتا ہے۔ مگر جب انکی چمکار نظر آجاتی ہے تو سینہ کی غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں۔

جن لوگوں نے ابتک الحکم کا سابقہ حساب بیباق نہیں کیا وہ بہت جلد ڈسمبر کے ختم ہونے سے پہلے بھیجدیں تاکہ حساب صاف ہو اور مطبع کی ضروریات میں آسانی۔ خاکسار ایڈیٹر

۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

فرمایا اسی میں تو بڑا مزا ہے کہ خدا کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔ تقویٰ طہارت بھی سے ایمان بڑھتا اور اسکی آبپاشی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ اسوقت ہوتا ہے جب خدا کی ہستی اور وجود ثابت ہو جاوے۔

جیسے براہین کے آخری اوراق کو دیکھا اسمیں لکھا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اسکو قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

اس پر مجھے خیال آیا کہ اسوقت دنیا کہاں تھی اسوقت تو ہمارا دعویٰ بھی نہ تھا یہ ایک پیشگوئی تھی جو آج طاعون پر پوری ہوئی اور زور آور حملوں میں سے طاعون بھی مراد ہے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دنیا میں ابھی ایسی روحیں بھی ہیں کہ جب انکی آنکھیں کھلیں گی جب ایک انقلاب نظر آئیگا جیسے کہ ابوسفیان میں فراست کم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو کہا کہ کیا تو اب بھی نہیں سمجھتا۔ تجھے دو دفعہ یا تجھے ابتک پتہ نہیں لگا کہ یہ انسانی ہاتھ کا کام نہیں تو وہ کہتا ہے کہ بے شک تائید خداہی تمہارے ساتھ ہے .... پس خدا کی تائیدات ہمارے دلائل میں سے ہوتی ہے۔ اسیطرح آخرکار لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آجاویگا کہ یہ ہونا کیا ہے؟ اور ہم کہاں چلے جاتے ہیں۔

مدت ہوئی کہ مجھے خدا کی وحی سے یہ بتایا گیا یخرون علی الاذقان سجدا ربنا اغفرلنا انا کنا خاطئین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسی قوم ہے جو بعد میں آویگی اور اُسی قوم کیواسطے خوشخبری بھی آئی ہے لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین خدا تعالیٰ نے ایک الہام میں محمد حسین کا نام فرعون رکھا ہے ہامان نذیر حسین تھا جو نامراد مرگیا مگر فرعون آخر ایمان لایا تھا۔

ابن عربی کہتے ہیں کہ فرعون کا ایمان قرآن سے ثابت ہے اور وہ جہنم میں نہیں جاویگا کہ اسنے حضرت موسیٰؑ کی پرورش بطور باپ کے کی تھی اور شائد یہی وجہ ہو جس سے اُسکو ایمان نصیب ہوا ہو۔

ہمارے نبی کریمؐ کو دوسروں سے تربیت کا موقع خدا نے نہیں دیا بلکہ خدا نے خود سب کچھ سکھایا

ایک نو وارد شخص نے عرض کیا کہ میں آپ کا عاشق ہوں مجھے کوئی وظیفہ بتایا جاوے جس سے میری غفلتیں دور ہوں۔

فرمایا نماز میں استغفار بہت کیا کرو اور خدا سے دعا مانگو کہ میری غفلتوں کو دور کر خدا کے ساتھ بے صبری کرنیوالے بدنصیب اور مردود اور بدبخت ہو جاتے ہیں انکی ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی شخص نے کنواں کھودنے کے واسطے بیس ہاتھ گڑھا کھودا ابھی ایک ہاتھ پانی باقی تھا کہ تھک کر رہ گیا۔

خدا کی محبت اور ذوق و شوق کسیقدر محنت اور دکھہ سے ملکر آتا ہی اہل اللہ کی یہی عادت تہی اور ان لوگوں کا یہ قول ہوا کرتا تہا کہ

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

یاد رکہو کہ مخالفت نفس بہی عبادت ہوتی ہی۔ سید عبد القادر لکہتے ہیں کہ جب آدمی عابد اور عارف ہوجاتا ہی تو اسکی عبادت کا ثواب ضائع ہوجاتا ہی پہر خود ہی لکہتے ہیں کہ اسکے یہ معنے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر نقد پا لیتے ہیں یعنی جب نفس امارہ بدل کر مطمئنہ ہوجاتا ہے تو وہ جنت میں پہونچگیا جو کچہہ پانا تہا پالیا اب اجر کیسا پس جو شخص جلدی کرے تو پہر خدا غنی اور بے پروا ہے صبر سے خدا رحم کرتا ہی اور اُس پر دروازے کہول دیتا ہے۔

اہل اللہ کہتے ہیں کہ جب انسان عابد ہوجاتا ہے تو اسکی عبادتیں ساقط ہوجاتی ہیں پہر خود ہی شرح کرتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجہنا کہ نماز روزہ معاف ہوجاتے ہیں بلکہ رنجنیں ساقط ہوجاتی ہیں یعنی نماز روزہ اس ذوق سے ادا کرتے ہیں جسطرح انسان دو وقت روٹی کہاتا ہے۔

فرمایا دوستی اور اخلاص کا حق جیسے خدا ادا کرتا ہے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ مگر بات یہ ہی کہ انسان صبر سے کام نہیں لیتا اور جلد تہک کر اس سے منہ پہیر لیتا ہے۔

یہ بہی کچہہ عادۃ اللہ ہی ہے کہ جب کوئی خدائی سلسلہ آتا ہے تو ہمیشہ مخلوق خدا کے راستباز ہی سے مخالفت کرتی ہے حالانکہ سینکڑوں کذاب دنیا میں مکر اور فریب کرکے دہوکہ دیتے پہرتے ہیں۔ انکی مخالفت کبہی نہیں کیجاتی۔ معلوم ہوتا ہی کہ راستباز کی مخالفت پر تو شیطان تلا ہوا ہوتا ہے اور وہ لوگ خود شیطان کا مظہر ہوتے ہیں۔

ابوجہل کو آنحضرت صلعم نے فرعون کہا وہ پرلے درجہ کا متکبر اور سرکش اور بیدین تہا کیونکہ اول تو اسکو ایمان نصیب ہوا۔ دوسرے سر کاٹنے والے کو کہا کہ ذرا گردن لمبی کرکے کاٹنا تا کہ دوسروں سے یہ سر بڑا دکہائی دے گویا مرتے دم تک تکبر نہ چہوڑا۔ بعد میں مکہ کے لوگ سمجہ گئے تہے کہ یہی دین سچا ہے۔ مگر مرتبہ ہمیشہ اُسی کو ملتا ہے جو عسر کے وقت ساتہہ ہوتا ہے۔

پہر فرمایا **انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر** سے یہی مراد ہی کہ تیری اولاد کثرت سے ہوگی اب تو عقیقہ کی قربانیاں کر مگر ہماری مخالف کم بخت روحانی اور جسمانی اولادوں سے محروم قرار دیتے ہیں۔

اشتہار کے متعلق ذکر پر فرمایا کہ غزنویوں کو بہی ضرور راستہ بانا ہیجو مولوی عبد اللہ صالح آدمی تہے خدا صالح کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا شاید انکی سمجہ میں آجاوے۔

مولوی عبد اللہ کو رؤیا میں ایکدفعہ میں نے دیکہا کہ میں قرآن کہول کر بیٹہا ہوں الہام ہوا **هذا كتابي وهذا عبادي۔ فاقرؤ كتابي على عبادي** شاید ان لوگوں کو ہدایت ہوجاوے۔

۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

برطانیہ اور کابل فرمایا گورنمنٹ انگلشیہ نے بڑی آزادی دے رکہی ہے اور ہر قسم کا امن ہی مگر کابل میں تو لوگ ایکطرح سے اسیر اور مقید ہیں۔ وہ باہر جانا چاہیں تو انکے لئے کئی قسم کی پابندیاں ہیں اور بیہودہ نگرانیاں کیجاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے اس مبارک سلطنت کے ماتحت رکہا۔

فرمایا جو لوگ حق کو چہپاتے ہیں وہ مرد نہیں بلکہ عورتیں ہیں۔

فرمایا جو خدا کی پروا نہیں کرتا وہ برباد ہوجاتا ہی یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہی کہ انہوں نے انکار کیا یہ آثار اچہے نہیں اللہ تعالیٰ بعض وقت انصاف پسند کافر کو ظالم کلمہ گو کے مقابلہ میں پسند کرتا ہے۔ اس سلسلہ کے لئے گورنمنٹ انگلشیہ کے سوا دوسری حکومتیں سخت مضر ہیں انمیں امن نہیں ہے

یکم دسمبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد مخالفوں کی مخالفت کے تذکرہ پر فرمایا کہ مخالف مامور کی عمر کو بڑہاتے ہیں اور وہ گویا سلسلہ نبوت کی رونق کا باعث ہوتے ہیں انکی مخالفت سے تحریک پیدا ہوتی اور خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ جب مخالفت اُٹہہ جاتی ہی تو گویا مامور بہی اپنا کام کرچکتا ہی اور وہ فتحیاب ہوکر اٹہایا جاتا ہے دیکہو جبتک کفار مکہ کی مخالفت کا زور شور رہا اسوقت تک بڑے بڑے معجزات ظاہر ہوئے لیکن جب **اذا جاء نصر الله والفتح** کا وقت آیا اور یہہ سورۃ اتری تو گویا آپکے انتقال کا وقت قریب آگیا فتح مکہ گویا تہی آپکے انتقال کا ایک مقدمہ تہی۔ غرض ان مخالفانہ تحریکوں سے بڑے بڑے فائدے ہوتے ہیں اور ہماری جماعت ان مخالفوں ہی میں سے نکل کر آئی ہے اور اگر یہ مخالفت نہوتی تو اس زور شور سے تحریک اور تبلیغ نہوتی۔

پہر وجودیوں رافضیوں وغیرہ کا ذکر ہوتا رہا۔ اسکے بعد آپ نے تقویٰ کے متعلق کچہہ نصائح فرمائیں جنکا اقتباس یہ ہے۔

تقویٰ فرمایا اصل تقویٰ جس سے گند دہویا جاتا ہی اور جس سے گناہ دور ہوتے ہیں اور وہ تقویٰ جسکے لئے نبی آتے رہے میں اسوقت پایا نہیں جاتا۔ بہت ہی کم کوئی ایسا ہوگا جو **قد افلح من زكٰها** کا مصداق ہو۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر انسان متقی ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کریں اگر خدا پر ایمان ہو تو جن چیزوں کو یہ ظالمانہ طور پر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ متقی اور مومن کو جائز طور پر ملتی ہیں۔ چور اور زانی کو اگر خدا تعالیٰ پر ایمان ہو تو وہ کبہی چوری یا زنا کی جرأت نکرے خدا پر ایمان ہی نہیں ہی تو اس قسم کی شوخیاں اور شرارتیں کیجاتی ہیں اور بیحیائی اور بدکاری سے خوف نہیں کیا جاتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ چور چوری نہیں کرتا جبکہ مومن ہو یہ بالکل سچی بات ہی بکری کے سر پر اگر شیر ہو تو اسکو حلال کہانا بہی بہول جاتا ہے چہجائیکہ وہ کسی دوسرے کے کہیت میں جاوے اسیطرح پر اگر خدا کا خوف ہو تو ممکن نہیں کہ گناہ کرے۔ دنیوی حکومتوں سے جب انسان ڈرتا ہے تو انکی قواعد اور قوانین کے خلاف ورزی نہیں کرتا پہر اگر خدا کا خوف واقعی کرے تو کیونکر ممکن ہوسکتا ہی کہ وہ گناہ پر دلیری کرے۔ میں دیکہتا ہوں اور خدا کی **وحی** سے دیکہتا ہوں کہ وہ اسوقت تقویٰ کی بنیاد نئے سرے سے ڈال رہا ہے۔ قرآن شریف کی ابتدا تقویٰ سے ہوئی ہی اور قرآن شریف کی غرض تقویٰ ہی ہے۔

ايّاك نعبد واياك نستعين میں تقویٰ ہی کی تعلیم ہے اس سے بڑہکر کون متقی ہوسکتا ہے جو عبادت کرکے پہر استعانت چاہتا ہے۔ پہر دوسری سورۃ میں بہی اسی تقویٰ سے شروع کیا ہے

تقویٰ کے نتائج اللہ تعالیٰ متقی کے ساتہہ ہوتا ہے جیسے فرمایا **ان الله مع المتقين** پہر اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے جیسے فرمایا **انما يتقبل الله من المتقين**۔

اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے

کرانے پر بھی نہیں ہوتا۔ یرزقہ من حیث لا یحتسب ہر تنگی سے اسے نجات ملتی ہے۔

پھر سب سے بڑی یہ ہے کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔

اسکا اصل مفہوم تقویٰ ہی ہے یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت کی ان پر ملائکہ اترتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کرو اور جس بہشت کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا اسکی خوشخبری تم کو ہو ہم تمہارے دنیا اور آخرۃ میں رفیق ہیں۔

یعنی متقی سے آخر مکالمہ الٰہی شروع ہو جاتا ہے اور یہ عظیم الشان فضل اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ بھی ولمن خاف مقام ربہ جنتان ایک قسم کی جنت ہی ہے اصل جنت جو کہ متقیوں سے اللہ تعالیٰ نے جس جنت کا یہاں وعدہ کیا ہے اس سے دنیا کی جنت بھی مراد ہے اور قرآن شریف میں آیا بھی ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔

الدنیا سجن المومن کے معنے بعض لوگ کہتے ہیں کہ دنیا مومن کے لئے تو سجن ہوتی ہے پھر جنت کہاں؟ یہ سچ ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن ہوتی ہے مگر اسکی حقیقت سے وہ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مومن تین قسم کے ہوتے ہیں ظالم۔ مقتصد۔ اور سابق بالخیرات پہلی حالت میں یعنی ظالم ہونیکی حالت میں نفس کے ساتھ جنگ اور کشاکش ہوتی ہے اس صورت میں بھی وہ مومن تو ہوتا ہے یہ زمانہ مجاہدہ کا زمانہ ہوتا ہے یہی وہ وقت ہوتا ہے جب ایک سجن میں ہوتا ہے اسکے بعد مجاہدات کا سلسلہ رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے یہاں تک جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت پر پہونچتا ہے تو سب سلوک کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور یہ آواز آجاتی ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

یہ رجوع الی الرب مومن کا جنت ہے اور رضوان من اللہ اکبر بھی بڑا جنت ہے۔ پس متقی کا جنت تو یہی ہے جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے جیسے کنوئیں کا کھودنا پانی نکالنے کا مقدمہ ہوتا ہے اس میں تکالیف اور محنت تو کرنی پڑتی ہیں لیکن آخر اسکا انجام خوش کن ہے اسیطرح یہ الدنیا سجن المومن ہے اور یہی اس کا حل ہے۔

ظالم۔ نفس امارہ کے جنگ وجدل کا زمانہ ہے اور مقتصد میں نفس لوامہ کی حالت ہوتی ہے

آخری حالت محبت ذاتی اور سابق بالخیرات میں مطمئنہ ہوتا ہے۔ اس میں جنگ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور فتوحات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسوقت یہ ولمن خاف مقام ربہ جنتان کا مصداق ہوتا ہے اور امر الٰہی کی تعمیل میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اسکا ارادہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اسکے اوامر کی تعمیل ایک ذوق سے کرتا ہے۔ اور اسکی تمام حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے ہوتی ہیں۔ اور وہ اسوقت پوری کوشش کرتا ہے کہ اگر اسے کہا جائے کہ تیری ساری محنت کا کوئی اجر نہ ہوگا بلکہ تجھے سزا ملیگی تب بھی وہ رک نہیں سکتا۔ اسی کا نام آخری حالت اور محبت ذاتی ہے۔

وہ جنکے سہارے پر [illegible] نہیں ہوتے۔ دنیا میں بھی [illegible] ہیں [illegible] ایک کام کرتے [illegible] پس یاد رکھو کہ محبت ذاتی میں اجر کا خیال نہیں ہوتا۔ یہ آخری مقام ہے جہاں سالک کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان جب تک انسان [illegible] اسباب سے کام کرتا ہے اسوقت تک شیطان کو بہکانے کا موقع مل سکتا ہے لیکن جب وہ اس مرحلہ سے نکل جاتا ہے تو پھر ان عبادی لیس لک علیہم السلطان کے گروہ میں آجاتا ہے اور شیطان کے تسلط سے نکل آتا ہے [illegible] معاملہ میں تفرقہ ممکن ہے لیکن محبت ذاتی میں تفرقہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے ماں اور بچے کے تعلقات میں اگر [illegible] اگر دودھ نہ دے گی اور اس سے بچہ کو کوئی صدمہ پہونچے تو مجھے کوئی سزا ملیگی۔ تو وہ اس سے کوئی اثر [illegible] ہوگی بلکہ ایسا حکم اور مشورہ دینے والے کو [illegible] دیکھیگی۔

ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے پس جب انسان نیکیوں اور ایمان میں ترقی کرتا ہے تو اسکی اس بچہ کی سی حالت ہو جاتی ہے جو ہر حالت میں ماں ہی کیطرف دوڑتا ہے جیسے ایک مثال ہے ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے۔ جسقدر مشکلات اور مصائب آتے ہیں اسی قدر سالک قدم آگے بڑھاتا ہے اور انہیں اسے زیادہ لطف آتا ہے اور مجاہدہ میں اور بھی ترقی کرتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ برکات اور تائیدات نہیں ملتیں جب تک محبت ذاتی نہ ہو۔ دنیا میں اگر کوئی خدمتگار بدون کسی امید اجر کے خدمت کرتا ہے تو وہ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھا جاتا ہے۔

استغفار انسان پر بعض اوقات غفلت کی تیرگی چھا جاتی ہے اس لئے اسلام نے استغفار کی ہدایت کی ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ زنگ آہستہ ہی نہ پائے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ بعض لوگ استغفار پر اعتراض کیوں کرتے ہیں استغفار تو یہ ہے کہ زنگ پاس آنے ہی نہ پاوے اور گناہ کا صدور ہی نہ ہو۔

تمام انبیاء بشریت کے لحاظ سے اسکے محتاج ہیں اور جسقدر کوئی استغفار زیادہ کرتا رہتا ہے اسیقدر اسکی عظمت کا مقام بلند ہوتا ہے۔

بہشت سے مطابق ہونا [illegible] وہ دنیا کی نظر سے [illegible] سب [illegible] آگئی ہے۔ [illegible] افسوس آتا ہے کہ جب [illegible] اشتہارات [illegible] سکتا ہے تو پھر وہ [illegible] نار الحطمۃ ہیں۔

یکم ستمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

(ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں اقتباس)

ماہ رمضان آج رمضان المبارک کا چاند دیکھا گیا۔ بعد نماز مغرب خود حجۃ اللہ مسیح موعود [illegible] بلال کے لئے تشریف لے گئے اور چاند دیکھا اور مسجد میں آکر فرمایا کہ رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا ہے۔

تزکیہ نفس اور تجلی قلب شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور

کرامت پر بھی نہیں ہوتا۔ یرزقہ من حیث لا یحتسب ہر تنگی سے اسے نجات ملتی ہے۔

پھر ایک بڑی بات ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ۔

اسکا اصل مفہوم تقویٰ ہی کا ہے یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اسپر استقامت کی انپر ملائکہ اترتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کھاؤ اور جس بہشت کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا اسکی خوشخبری تم کو ہو ہم تمہارے دنیا اور آخرۃ میں رفیق ہیں۔

یعنی متقی سے آخر مکالمہ الٰہی شروع ہوجاتا ہے اور یہ عظیم الشان فضل اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ بھی

ولمن خاف مقام ربہ جنتان ایک قسم کی جنت ہی ہے اصل جنت ہی کہ متقیوں سے اللہ تعالیٰ نے جس جنت کا یہاں وعدہ کیا ہے اس سے دنیا کی جنت بھی مراد ہے اور قرآن شریف میں آیا ہی ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔

الدنیا سجن المومن کے معنے بعض لوگ کہتے ہیں کہ دنیا مومن کے لئے تو سجن ہوتی ہے پھر جنت کہاں؟ یہ سچ ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن ہوتی ہے مگر اسکی حقیقت سے وہ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مومن تین قسم کے ہوتے ہیں ظالم۔ مقتصد۔ اور سابق بالخیرات پہلی حالت میں یعنی ظالم ہونیکی حالت میں نفس سے ساتھ جنگ اور کشاکش ہوتی ہے اس صورت میں بھی وہ مومن تو ہوتا ہے یہ زمانہ مجاہدہ کا زمانہ ہوتا ہے یہی وہ وقت ہوتا ہے جب یہ سجن میں ہوتا ہے اسکی وجہ مجاہدات کا سلسلہ رفتہ رفتہ ختم ہوجاتا ہے یہانتک جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت میں پہنچ جاتا ہے تو سب سلوک کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے اور یہ آواز آجاتی ہے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

ارجعی الی ربک اس میں مومن کا جنت ہے اور رضوان من اللہ اکبر بھی بڑا جنت ہے پس متقی کا جنت تو یہی ہے جب وہ نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے جیسے کنوئیں کا کھودنا پانی نکالنے کا مقدمہ ہوتا ہے اس میں تکلیف اور محنت تو کرنی پڑتی ہیں لیکن آخر اسکا انجام خوش کن ہے اسیطرح پر الدنیا سجن المومن ہے اور یہی اس کا حل ہے۔

ظالم۔ نفس امارہ کے جنگ وجدل کا زمانہ ہے اور مقتصد میں نفس لوامہ کی حالت ہوتی ہے

آخری حالت محبت ذاتی اور سابق بالخیرات میں مطمئنہ ہوتا ہے۔ اس میں جنگ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور فتوحات حاصل ہوجاتی ہیں۔ اسوقت یہ ولمن خاف مقام ربہ جنتان کا مصداق ہوتا ہے اور امر الٰہی کی تعمیل میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اسکا ارادہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوجاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے اوامر کی تعمیل ایک ذوق سے کرتا ہے۔ اور اسکی تمام حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے ہوتی ہیں۔ اور وہ اسوقت جوش سے کوشش کرتا ہے کہ اگر اسے کہا جاوے کہ تیری ساری محنت کا کوئی اجر نہ ہوگا بلکہ تجھے سزا ملے گی تب بھی وہ رک نہیں سکتا۔ اسی کا نام آخری حالت اور محبت ذاتی ہے۔

اجر کے سہارے سے پانے سے کچھ ترقی نہیں ہوتی۔ دنیا میں بھی اسی قسم کے آدمی ہوتے ہیں جو اپنی ذہن میں ایک کام کرتے جاتے ہیں پھر یاد رکھو کہ محبت ذاتی میں اجر کا خیال نہیں ہوتا۔ یہ آخری مقام ہے جہاں سالک کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔

ان عبادی لیس لک علیہم السلطان جب تک انسان اپنے اسباب سے کام کرتا ہے اسوقت تک شیطان کو بہکانے کا موقع مل سکتا ہے لیکن جب وہ اس مرحلہ سے نکل جاتا ہے تو پھر ان عبادی لیس لک علیہم السلطان کے گروہ میں آجاتا ہے اور شیطان کے تسلط سے نکل آتا ہے اجر کے معاملہ میں تفرقہ ممکن ہے لیکن محبت ذاتی میں تفرقہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے ماں اور بچے کے تعلقات میں اگر ماں کو کہا جاوے کہ تو اگر دودھ نہ دے گی اور اس سے بچے کو کوئی صدمہ پہونچے تو تجھے کوئی سزا نہ ملے گا۔ تو وہ اس سے کوئی اثر پذیر نہ ہوگی بلکہ ایسا حکم اور مشورہ دینے والے کو گالیاں دیگی۔

ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے پس جب انسان نیکیوں اور ایمان میں ترقی کرتا ہے تو اسکی اس بچہ کی سی حالت ہوجاتی ہے جو ہر حالت میں ماں ہی کیطرف دوڑتا ہے جیسے ایک مثال ہے ماں مارے بچہ ماں ماں پکارے۔ جسقدر مشکلات اور مصائب آتے ہیں اسی قدر سالک قدم آگے بڑھاتا ہے اور انہیں اسے زیادہ لطف آتا ہے اور مجاہدہ میں اور بھی ترقی کرتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ برکات اور تائیدات نہیں ملتیں جب تک محبت ذاتی نہو۔ دنیا میں اگر کوئی خدمت گار بدون کسی امید اجر کے خدمت کرتا ہے تو اسے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھا جاتا ہے۔

استغفار انسان پر بعض اوقات غفلت کی تیرگی چھا جاتی ہے اس لئے اسلام نے استغفار کی ہدایت کی ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ زنگ آنے ہی نہ پائے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ بعض لوگ استغفار پر اعتراض کیوں کرتے ہیں۔ استغفار تو یہ ہے کہ زنگ پاس آنے ہی نہ پاوے اور گناہ کا صدور ہی نہ ہو۔

تمام انبیاء بشریت کے لحاظ سے اسکے محتاج ہیں اور جسقدر کوئی استغفار زیادہ کرتا رہا ہے اسیقدر اسکی عظمت کا مقام بلند ہے۔

بہشت سے جو لوگ ہیں وہ دنیا کی نظر سے مخفی ہیں۔ بلکہ اب ہمارا اکثر یہی ہے۔ مجھے بڑا افسوس آتا ہے کہ جب انکی یاد انسان خدا میں سکتا ہے تو پھر وہ پکشٹ کیوں ناراض ہیں۔

یکم دسمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

"ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں اقتباس"

ماہ رمضان آج رمضان المبارک کا چاند دیکھا گیا۔ بعد نماز مغرب خود حجۃ اللہ مسقف مسجد کی بیت پر ہلال دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور چاند دیکھا اور مسجد میں آکر فرمایا کہ رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا ہے۔

تزکیہ نفس اور تجلی قلب شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینے کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور

اور روزہ سے **تجلی قلب** ہوتی ہے تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جنسے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے انزل فیہ القرآن میں یہی اشارہ ہے۔ بے شک روزہ کا اجر عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔

اپنا التزام صوم

ایک مرتبہ ایام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھکو خواب میں دکھائی دیا۔ اور اُسنے یہ ذکر کرکے کہ کسیقدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کیطرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں۔

اپنا اہل بیت ہونا

اہل بیت کے متعلق حضرت جری اللہ نے اپنی ایک رویا سے جو الحکم نمبر ۴۴ جلد ۴ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۳ کالم نمبر ۲ میں درج ہے اور اسکا اقتباس یہ استدلال فرمایا بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات بتلاتے ہیں اور میں اسکو سنتا ہوں مگر صورت نہیں دیکھتا ایک حالت بین الکشف والالہام ہوتی ہے ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء کی رات کو آپ نے مسیح موعود یعنی میری نسبت فرمایا یضع الحرب ویصالح الناس یعنی ایکطرف تو جنگ وجدال اور حرب کو اٹھا دیگا دوسری طرف اندرونی طور پر مصالحت کرا دیگا۔ گویا مسیح موعود کے لئے دو نشان ہونگے اور بیرونی نشان یہ کہ حرب نہ ہوگی دوسرا اندرونی کہ باہم مصالحت ہو جائیگی پھر اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن۔

سلمان یعنی دو صلحین مسیح موعود کے ہاتھ سے ہونگی اور وہ علی مشرب الحسن یعنی حسنی المشرب ہوگا جنہوں نے دو صلحین کرادی تھیں۔

فرمایا میں حسین کے مشرب پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ حسن المشرب ہوں کہ جسنے صلح کرادی تھی غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اہل بیت میں داخل کیا اور میں نے اس رویا کے موافق چھ ماہ تک برابر مخفی طور پر روزوں کا التزام کیا۔ اس اثنا میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے بعض گذشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیا اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جنکا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اسکے انوار روحانی تمثلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جنکا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمانکیطرف گئے تھے جن میں سے بعض چمکدار اور بعض سبز و سرخ تھے انکو دل سے ایسا تعلق تھا کہ انکو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ انکو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا اُن کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جنکو ان امور سے خبر ملتی ہے"

ایڈیٹر اس حصہ کو ہم نے صحت اور تفصیل کی غرض سے حضرت حجتہ اللہ کی لائف میں سے لیکر نقل کر دیا ہے۔

غرض یہ حالت روزہ رکھنے سے گذری۔ فرمایا یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا ہے اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا۔ مگر

نشاط نوجوانی تابہ سی سال
چو چل آمد فرو ریزد پر و بال

چالیس سال کے بعد حرارت غریزی کم ہو جاتی ہے

بدنی اور مالی عبادتیں

فرمایا عبادات دو قسم کی ہوتی ہیں عبادات مالی اور بدنی۔ مالی عبادتیں تو اس کے لئے ہیں جسکے پاس مال ہو۔ اور جسکے پاس نہیں وہ معذور ہے بدنی عبادتیں بھی انسان جوانی ہی میں کر سکتا ہے ورنہ ۶۰ سال کے بعد طرح طرح کے عوارضات لاحق ہو جاتے ہیں نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر نابینائی آجاتی ہے سچ کہا ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اند۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں

موئے سفید زاجل آورد پیام

اس لئے انسانکو چاہیے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارہ میں خدا فرماتا ہے **ان تصوموا خیر لکم** یعنے اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے

فدیہ توفیق روزہ کا موجب ہے

ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔

اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشدیگا۔

اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کیطرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کیواسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اسکے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اسکے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اسکا دل اس بات کیلئے گریاں ہے تو فرشتے اسکے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہو۔ تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھیگا یہ ایک باریک امر ہے اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کیوجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہونگے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا

رحم کرکے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے مگر جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں خدا انکو دوسری مشقت میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں انکو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نکرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اسکے نفس پر اسکے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنت۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں گرنا چاہتا ہے تو وہ خدا آگ سے بچاتا ہے۔

۲ر دسمبر ۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء تک

بوجہ رمضان شریف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول ہے بعد ادائے نماز مغرب آپ تشریف لیجاتے ہیں اور قریب عشاء تشریف لاتے ہیں اور کچھ دیر اجلاس فرماتے ہیں۔ اس لئے ان تاریخوں کے دربار شام کی کیفیت بہت ہی کم قابل ذکر ہے۔

یکم رمضان کی شام کو جب حضرت اقدس واپس تشریف لائے تو عیسائیوں کے ایپی فینی میں سے استغفار اور ذنب کے متعلق ایک مضمون سنایا گیا حضرت اقدس اسکو سنتے جاتے تھے اسکی جواب کے لئے مختصر اشارات بھی دیتے جاتے تھے۔ امید کیجاتی ہے کہ اس مضمون پہ ایک مبسوط بحث کسی وقت میگزین میں انشاء اللہ ہو گی چنداں ضرورت نہیں کہ صرف اشارات ہی دیکر ہم ڈائری کی تاریخ پوری کرنیکی سعی کریں۔ بلکہ اس کے لئے منتظرین میگزین کا انتظار کرنا چاہیئے۔ البتہ ایک بات جو اہم ہے وہ ہم درج کر دیتے ہیں

فرمایا استغفار کے معنے سمجھنے میں ان لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے استغفار کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ گناہوں سے بچا اور انکے برے نتائج سے محفوظ رکھ اور دوسرے اس کے یہ معنے ہیں کہ گناہ سرزد ہی نہ ہولیں۔ جس کتاب میں یہ نہیں لکھا وہ ناقص اور نامکمل کتاب ہے ہر ایک انسان کو خدا سے مانگنا چاہیئے کہ ان قویٰ کا ظہور و بروز نہو جنمیں گناہ کی سمیت ہے۔ اس دعا کی ہر بشر کو ضرورت ہے کیونکہ خدا کا سہارا طلب کرنا بشریت کا خاصہ ہے

۵ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو مسٹر ہال نے جو لیکچر عیسائیت پر دئے ہیں انکا خلاصہ سول ملٹری گزٹ لاہور سے سنتے رہے اور ضمناً بعض فقرات پر ملاحت بھرے فقرے فرماتے رہے۔ مثلاً ذکر آیا کہ خدا محبت ہے فرمایا عیسائیوں کو تو کہنا چاہیئے خدا بغض ہے کیونکہ پہلے بیٹے سے ہی دیکھو لو کیا سلوک کیا۔

۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو آپکی طبیعت ناساز تھی۔ مگر اس روز ایک عظیم الشان وحی آپکو ہوئی جو ہم اسم اعظم کے نام سے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں

اسم اعظم

۶ر دسمبر ۱۹۰۲ء کی رات کو حضرت اقدس علیل تھے مسجد میں تشریف نہ لائے۔ ۷ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ فرمایا کل تین دفعہ بروا اطراف کا دورہ ہوا۔ نصف شب کے قریب سخت دورہ ہوا۔ کہ اگر **وحی الٰہی** زندگی کی بشارت نہ دیتی تو میں یقیناً سمجھتا کہ اب آخری وقت ہے اسی حالت میں غنودگی سی آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے بند ہے۔ اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہے میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا سامنے کیا دیکھتا ہوں کہ تین بیل ہیں ایک ان میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا اسکو میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا پھر دوسرا اسی طرح حملہ آور ہوا اسکو بھی ہٹا دیا تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر [illegible] کھڑا ہو گیا اور میں اسکے ساتھ جو [illegible] [illegible] ہیں اللہ تعالیٰ [illegible]

كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي ترجمہ اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے اے میرے رب مجھے محفوظ رکھ اور میری نصرت کر اور مجھ پر رحم کر

فرمایا۔ یہ دعا ایک حرز اور تعویذ ہے اور میرے دل میں اسوقت یہ بات پڑی تھی کہ یہی اسم اعظم ہے فرمایا کہ میں اسی دعا کو اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کرونگا۔ آپ بھی پڑھا کریں۔

فرمایا کہ اس میں بڑی بات جو سچی توحید سکھاتی یعنی اللہ جلشانہٗ کو ہی ضار و نافع یقین دلاتی ہے یہ ہے کہ اس میں سکھایا گیا ہے کہ ہر شئے تیری خادم ہے یعنی کوئی موذی اور مضر شئے تیرے ارادے اور اذن کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ یہی وہ **قیمتی ایمان** اور جوہر **ایقان** ہے جسکے لئے یہ آسمانی سلسلہ مخصوصاً قایم ہوا ہے اور جو ہر ایک مذہب اور ملت کے دل سے بالکل اٹھ گیا ہوا ہے

توحید اور ایمان کا اصل اصول یہی ہے کہ اللہ جلشانہٗ کو تمام ذرات کائنات پر متصرف اور مدبر بالارادہ اور اپنی مشیت اور علم اور قدرت اور حکمت کے مقتضا کے موافق کام کرنیوالا یعنی **يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ** مانا جاوے۔ اور تمام ذرات کون و مکان کو اسکے ارادہ اور قدرت کے ہاتھوں میں محض بے جان کٹھ پتلی کی طرح تسلیم کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ آسمان پر اٹھ گیا ہوا رسالت پر اس پاک رسول اور نبی کے طفیل سے جیسا ہے واللہ الحمد۔

اظہار رائے

جو کتابیں رسالجات وقتاً فوقتاً دفتر الحکم میں بغرض ریویو آتے ہیں ہم انپر اس عنوان کے نیچے ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں لکھا کرتے ہیں ایک عرصہ سے ہمارے پاس کئی کتابیں اور رسالے بغرض ریویو آئے ہوئے تھے جن میں سے صرف دو پر ہم آج اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور باقی پر پھر کبھی۔ انشاء اللہ العزیز

ان دو میں سے پہلی کتاب

ہمارا قیصر

ہے۔ یہ کتاب دفتر پیسہ اخبار لاہور سے حال میں شائع کی ہے اپنے بادشاہ کے ساتھ ارادت اور عقیدت رکھنے والی وفادار رعایا کے ہر فرد بشر کو چاہیئے کہ اسکے حالات اور سوانح عمری کو پڑھ کر پوری واقفیت پیدا کرے تاکہ جسقدر وہ اس کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ سے واقف ہو گا اسی قدر اسکے دل میں اپنے بادشاہ کے لئے زیادہ محبت اور زیادہ فرمانبرداری اور وفاداری کا جوش پیدا ہوگا۔

اسی غرض کو مد نظر رکھکر ہمارا قیصر نام کتاب شائع کی گئی ہے اور یہ پہلی کتاب ہے جو اردو زبان میں اس طرز اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند و انگلستان کی لائف پر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحوں پر ختم ہوئی ہے جس میں طفولیت سے لیکر تاجپوشی تک کے حالات درج ہیں۔ مصنف نے چونکہ کتاب کو عجلت میں طیار کیا ہے اسلئے اسکی ظاہری مراتب پر بہت بڑی توجہ نہیں کر سکا۔ پھر حال نفس مضمون اور ترتیب واقعات اور ضرورت وقت کے لحاظ سے یہ کتاب بہت مفید اور کارآمد ہے۔ ہماری رائے میں اس کتاب کی اشاعت کثرت سے ہونی چاہیئے۔ بلکہ سررشتہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ہر سکول میں اسکی ایک ایک کاپی پہونچائی جاوے کتاب مجلد ہے اور سوا روپیہ قیمت پر دفتر پیسہ اخبار سے ملسکتی ہے۔ ہم اپنے ہم عصر کو یہ رائے دینا چاہتے ہیں کہ وہ دربار دہلی کی تقریب پر اس کتاب کو کسی قدر کم قیمت پر فروخت کریں تو بہت مفید ہو۔

دوسری کتاب جسپر ہم ریمارک کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ہمیں دفتر پیسہ اخبار ہی سے پہونچی ہے اسکا نام

عربی بول چال

ہے۔ اس کتاب کی ہم جسقدر سپارش کریں گے وہ بہت [illegible] ... اور ندوۃ العلماء وغیرہ مجاوں کے مکتبوں اور کالجوں میں۔ مسلمانوں کو اپنی مذہبی زبان کی علم اشاعت کے خیال سے اس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ یہ دونو کتابیں دفتر پیسہ اخبار لاہور سے ملیں گی۔ باقی کتابوں اور رسالوں پر ہم انشاء اللہ جلد ریویو کریں گے۔

(حضرت فاضل امروہوی کا)

رسالہ یک روزہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

قول الشحناء والشوکۃ المہود والقول الاحسن لتائید السلسلۃ الاحمدیہ

شعر

من از آن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

تعریف شوکت حسب کتب لغات

شاکۃ الشوکۃ شوکا اصابتہ و وجد فی جسمہ + والشوکۃ ایضاً فرحۃ خبیثۃ مولدۃ محدث غالباً فی ابہام الید + حضرت شوکت کا یہ انقلاب کیوں ہوا اسلئے کہ الہام قدیم تھا انی مہین من اراد اہانتک صدق اللہ تعالیٰ و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ واضح و لائح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ایک عالم اس امر کا عالم ہے کہ الہام مذکورہ حضرت مجدد الوقت مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ السلام کا مدۃ دراز ۲۳ یا ۲۴ سال سے دنیا میں شائع ہو رہا ہے ۔ اور ہزاروں آدمیوں نے اسکا پورا ہونا متعدد نشانوں سے متعدد مقاموں میں اور متعدد اشخاص میں مشاہدہ کر لیا ہے صدق اللہ تعالیٰ کل یوم ھو فی شان اگر کسی مخالف نے اس مدعی علم کی تذلیل کرنی چاہی جو مصداق علمناہ من لدنا علماً کا ہے تو خود اس مخالف کے علم کی پردہ دری ہو گئی ۔ اور اگر کسی نے عدالت فوجداری میں ذلیل و ماخوذ کرانا چاہا تو ملائکۃ اللہ کی فوج در فوج مخالفین کی تذلیل کے لیے نہجاً مثل فوجداروں کے متعین ہو گئے اور اگر عدالت دیوانی میں کسی مخالف دیوانہ نے

اسکی اہانت چاہی تو خود وہ مخالف ایسا ذلیل اور ذلیل ہوا کہ دیوانی سے نوبت اسکی بدایوانگی پہنچ گئی اور جس نے مدعی الہام بنکر الہاماً اسکا مقابلہ کیا تو ایات الرحمن نے اسکے دساوس کا تمام تار و پود اُدھیڑ دیا اور اگر اسکے کلام معجز بیں کبھی نے اپنی جہالت اور کج فہمی سے کوئی بیجا نکتہ چینی کرنی چاہی تو وہ خود گرداب اغلاط میں ایسا پھنسا کہ پھر اُس گرداب سے نکل نہ سکا اب ناظرین غور فرماویں کہ مخالفین مدعیان علم و فضل کا اس خارستان اغلاط میں پھنس جانا کسقدر موجب انکی اہانت کا ہے مگر اسکا کیا علاج کہ خود کردہ را علاجے نیست ایک مثل مشہور ہے غرضکہ نظائر اور شواہد ہیں ماموریں اللہ کے مخالفین کے اہانت کی جنکی شیون مختلفہ اور متعددہ بحکم کل یوم ھو فی شان کے ظہور میں آتی ہیں ان چند سطور میں مفصلاً کب منضبط ہو سکتی ہیں بالفعل ایک نظیر حضرت شحناء و شوکت کی اس خارستان اغلاط میں پھنسنے کی ناظرین کے روبرو پیش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ جو بوجہ ارتکاب اس بغض و شحناء کے جو انکو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ساتھ ہے وہ حضرت مصداق شاکۃ الشوکۃ کے ہو گئے ہیں ۔ اور ایک طفل مکتب کے اشتہار کو اپنے ضمیمہ و میمہ میں بڑے فخر کے ساتھ نقل کر کر لکھتے ہیں کہ مولانا شاکر صاحب نے بہت معقول تحریر فرمایا ہے خیر آپ کے مولانا صاحب سے تو بعد انقضاء اس میعاد کے جو حضرت اقدس نے انکو عطا فرمائی ہے بعض مواخذات اور مطالبات خود انکی تحقیقی کی بموجب کیے جاوینگے بالفعل آپکی شوکت کی شان جو شاکۃ الشوکۃ کی مصداق ہو گئی ہے دکھلائی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر اس تنبیہ کے بعد آپنے اپنے بغض و شحناء سے بتضرع و انکسار الٰہی رجوع کیا تو فبہا و نعم ما ہو ؎ چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند میل ما را جانب زاری کند + ورنہ یاد رکھیے کہ الشوکۃ فرحۃ خبیثۃ مولدۃ محدث غالباً فی ابہام الید کے آپ مصداق ہو جاوینگے ولیس علی لیشرح بہ انفسہم ؎ چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ پاکاں برد + اگرچہ ہم مدۃ سے سنتے تھے کہ آپ کا ضمیمہ و میمہ مخالفت میں حضرۃ اقدس کے مدۃ سے شائع ہو رہا ہے جسمیں سوا سب و شتم کے کوئی علمی مسئلہ موجود نہیں ہوتا مگر اب تک صرف سماع ہی تک نوبت پہونچی تھی کسی ضمیمہ کا مطالعہ نہیں کیا گیا تھا کیونکہ ہمکو

حضرۃ قدس کی ممانعت تھی اور آیات قرآنیہ سے بھی سب و شتم کا جواب ہرگز نہ دینا چاہیے لیکن ضمیمہ جسمیں اعجاز احمدی پر آپنے اپنی لیاقت مجددیت السنہ مشرقیہ کی ظاہر فرمائی ہے اور ہر جگہ اعوجاج اور کجی کو اختیار کیا ہے جب مطالعہ کیا تو بحکم ؎ خلاف خارست ہی رادو تا نشست بیست کے بغرض احقاق حق اور ابطال باطل کے یہ ناگزیر ہوا کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس وارست العجب وما ادریک ما العجب یہ وہ مجددیۃ السنہ مشرقیہ کا اور اعجاز احمدی پر تعلیق جسکو اور پھر ایک طفل مکتب کو مولانا قرار دینا شرم شرم ؎ سلم حق گرچہ مواسا ما کند + چونکہ از حد بگذرد رسوا کند + اولاً اسجگہ مجکو یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلا انکی صفت شحناء اور وصف الشوکۃ فرحۃ خبیثۃ مولدۃ آہ کے کچھ اور تعریف بھی آپکی کیسی بیا کر دوں کہ آپکے ماتھے کی لکھی ہوئی ہے اے ناظرین یہ حضرت شوکت و شحناء وہی ہیں کہ سابق اس سے حضرۃ مسیح موعود کی عناد و مخالفت کے سبب آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحدیث سے انکار کر کر زندیق شوکت اور وصف محمدیہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنی تھی و نعوذ باللہ یہ تکذیب و انکار اگرچہ انکی کلام میں منطوق نہ ہو لیکن التزاماً اور مفہوماً اسکے کلام سے بخوبی سمجھی جاتی ہے جبتک اس مفہوم کا انکار نہ کریں تب تک اس تکذیب سے بری نہیں ہو سکتے لیکن آجتک اس تکذیب و انکار سے جو مفہوماً ہے تو یہ نہیں کی شحناء مجسم جو ٹھیرے پس ایسے شحناء سے کیا بعید ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تکذیب کریں جو بروز محمدی ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ ایسی شوکت و شحناء سے تو یہ بھی بعید نہیں ہے کہ اللہ کی الوہیت کے بھی مکذب اور منکر ہو جاویں و نعوذ باللہ الکریم من ہذہ الشحناء العظیم ۔ اور آپنے جسکو مولانا کر کر تحریر فرمایا ہے اسکو تو یہ حسن یا حسن الاقوال آزاد کر کر مولا غناقہ کا مرتبہ عصمونہ حاصل کر چکے ہے مگر جبکہ اب وہ خود بخود پھر ماخوذ و گرفتار ہو گیا تو اب میرا کیا قصور ہے بقول شخصے خود کردہ را علاجے نیست خیر بعد انقضاء میعاد مہلت عطیہ حضرۃ اقدس اسکو بھی دیکھا جاویگا بالفعل آپکی اس تعریف مذکورہ محررہ دستخط خاص کے بعد آپکے قول کو بلفظ قول شحنا ہم نقل کرینگے اور رد اسکا زیر عبارۃ قول احسن کے لکھیں گے تاکہ ناظرین بحکم الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کے احسن الاقوال کو اختیار کر کر اسکا اتباع کریں اور قول شحناء کو ترک کر کر مردود سمجھیں۔

قول شخنا ۔ ایڈیٹر شحنہ ہند جنوری ۱۹۰۳ء عربی قصیدہ بالمقابل لکھکر پیش کریگا **قول احسن** کیوں حضرۃ کیا یہ بھی تنگ نہیں ہوئی کہ گھر گھوڑا اور نخاس مول ۔ الحضرت اعجاز احمدی جو پانچ روز میں لکھا گیا ہے اُسکو تو معیار صدق و کذب مستجاب الدعا اور یا مورمن اللہ ہونیکا قرار دیا گیا ہے کیونکہ انسانی طاقت سے یہ بات باہر ہے کہ کوئی کتاب نظم مع النثر پُر از معارف وحقائق قرآنی و لطائف و دقائق فرقانی مع تضمن ادلہ قاہرہ شرعیہ وعقلیہ کے تھوڑے عرصہ میں تصنیف کرکرا ور پھر چھاپکر دنیا میں شائع کر دیجاوے پس جبکہ آپ مدۃ دہ تیم ماہ یا زائد میں کوئی قصیدہ بالمقابل اُس کتاب ہیں کذائیکے لکھکر پیش کرینگے تو وہ مقابل اُس کتاب موصوف بصفات کذائیہ کا کیونکر ہو سکیگا نلک اذا قسمۃ ضیزی کیا پانچ روز کے مقابلہ میں ۲۲ و ۲۳ روز کی مہلت تھوڑی تھی اب فرماتے کہ ڈھائی یا تین ماہ میں صرف لکھنے نام ایک قصیدہ ہونیکا بغیر نقض ادلہ شرعیہ وعقلیہ کے جو اعجاز احمدی میں مذکور ہیں لکھنے کا وعدہ کرنا آپکی طرف سے بیت بازی ہوئی جو **الشعراء یتبعہم الغاون** کا مصداق ہے یا کلام معجز مستجاب اللہ ہوا آپنے تو اسی ضمیمہ میں خود فتویٰ دیدیا ہے کہ معجز وہ کلام ہے جو خدا کیجانب سے بطور وحی اور الہام کے نازل ہو لہذا آپکے خود اقرار سے انکا مستجاب اللہ ہونا ثابت ہوگیا کیونکہ طاقت انسانی سے باہر ہے ورنہ پھر آپ بھی ویسی ہی کتاب پُر از معارف متضمن دلائل عقلیہ ونقلیہ کے اندر میعاد ۲۲ یا ۲۳ روز کے باوجود دعوے مجددیت السنہ مشرقیہ کے کیوں نہیں لکھ سکے پھر حضرۃ مصنف اعجاز احمدی کو تو مشاقی و تمرین لسان عرب اور علم ادب کا بھی کچھ دعویٰ نہیں صرف دعوے استجابۃ دعا کا بسبب مامور من اللہ اور مستجاب اللہ ہونیکے ہے ورنہ پس پھر بیان فرمایئے کہ بفرض تسلیم اگر ڈھائی تین ماہ میں محنت کرکر جو آپنے ایک بیہودہ قصیدہ لکھا تو یہ بیت بازی آپکی طرف سے ہوئی جو **والشعراء** آہ کے مصداق ہے یا حضرۃ اقدس کیطرف سے جو **الا الذین امنوا وعملو الصلحت وذکروا اللہ کثیرا** میں مذکور ہیں اور بیت بازی کی نسبت تو آپ خود بھی فتویٰ دے چکے ہیں کہ **والشعراء** آہ اُن شاعروں کا آپنے اس ضمیمہ میں ذکر فرمایا ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بالضرور غاون میں داخل ہیں کیونکہ اُنکے اشعار و قصائد میں بجز مقدمات خیالیہ اور وہمیہ یا انواع تشبیہات بعیدہ دور از صدق وتواب یا تحریص اعراض ناس مہنی عنہا یا جرح وقدح فی الانساب یا مدح وثنا غیر مستحقین یا افتخار بالباطل وغیرہ کے اور کچھ نہیں پایا جاتا ہے بخلاف حضرۃ اقدس کی کتب مصنفہ منظومہ یا منثورہ کے جنمیں بجز معارف حقائق قرآنی اور لطائف و دقائق فرقانی یا اعلاء کلمۃ اللہ اور نعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ارشادات وہدایات الصراط المستقیم کے اور کچھ نہیں موجود ہے دیکھو اُن کتب اور پڑھو اول سے آخر تک اعجاز احمدی کو ہی جنکو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں انکا استثنا ارشاد فرمایا ہے کما قال اللہ تعالیٰ **الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وذکروا اللہ کثیرا** اگر آپکیں حضرۃ اقدس بھی علماء اُمت کو یہودی وبدذات وکذاب وکذا بطور ہجو کے لکھا ہے **فما الفرق بین الشعراء الغاوین وبینہ** تو اسکا جواب بھی آیۃ کے آگے مذکور ہوا ہے کیونکہ حضرۃ اقدس نے بھی پہلے کبھی اُن اُمور کا بادی نہیں ہوا ہے بلکہ مخالفین ہی بادی ہو **والوزر علی البادی** کما قال اللہ تعالیٰ **وانتصروا من بعد ما ظلموا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون** آخر آیۃ میں اللہ جل شانہ نے اُنہیں ظالموں کی ناکامی اور نامرادی کیلیے وعید فرمادیا ہے جو انواع انواع سے ایذائیں پہونچانیکے بادی ہوئے تھے اور انکو **الذین ظلموا** کے نام سے نامزد فرمادیا ہے غور سے تم قرآن مجید کو اور پھر مطالعہ کرو حضرۃ خاتم النبیین صلعم کی سوانح زندگی کو لہذا آپکا آیۃ **والشعراء** آہ جسکے آپ ہی مصداق ہیں بغیر استثناء **الا الذین امنوا** آہ کے مطلقاً مذمت شعرا میں لکھنا **لا تقربوا الصلوۃ** کا مصداق ہوا ہے یا نہیں جس سے مصداق حضرۃ اقدس ہوتے ہیں ۔ آگے نا جمع کرنا دس ہزار روپیہ کا یا پانچ ہزار روپیہ کا سو یہ بھی کہ آپکے مولانا سے وعدہ انقضاء میعاد مہلت کے بعض مواخذات کا جواب طلب کیا جاویگا اور پھر اُنکیطرف سے جواب یا صواب آمادہ مبالغ مذکورہ جمع کیے جاوینگے انشاء اللہ اور اعجاز احمدی میں عرب کو کسی جگہ مستثنیٰ نہیں کیا گیا اس تحدی میں وہ بھی مخاطب ہیں **وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین** الہام ہو ہیں اور رسالہ کتب تحدیہ میں انکو ساتھ ہی تحدی کیگئی ہے ۔ **قول شحنا** ضمیمہ فہرست مرزاجی نے ارض کو مخاطب بنایا ہے حالانکہ خدا کے سوا دوسرے کو حاضر سمجھکر پکارنا شرک ہے اور اگر آپ فرمادیں کہ قرآن میں بھی **یا ارض ابلعی ماءک** تو یہاں کفار کے عذاب دینے کو زمین کو حکم کیا گیا ہے چنانچہ زمین وہ حکم بجالائی مگر موضع مُد کی زمین (جسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب سے چند مرزائیوں کا مناظرہ ٹھہرا تھا مگر مرزائی میدان سے بھاگ گئے) مرزاجی کی مامور نہیں اور نہ اُسنے یا مرزاجی کے مخالفوں کو کوئی نقصان پہونچایا انتہی **قول احسن** یہ اعتراض کیسی جہالت سے ناشی ہوا ہے کہ ارض مراد خود ارض کو سمجھا گیا حالانکہ قرآن مجید میں جسکی بلاغت اور فصاحت اسی ضمیمہ میں معترض کو مسلم ہے متعدد مقاموں ارض سے مراد اہل ارض اور قریہ سے اہل قریہ بحذف مضاف مراد لیا گیا ہے قال اللہ تعالیٰ **وان من قریۃ الا نحن مهلکوہا او معذبوہا قبل یوم القیمۃ** ۔ ایضاً **الم غلبت الروم فی ادنی الارض** آہ۔ وغیر ذلک من الشواہد الکثیرۃ التی لا تسعنی ہذا القرطاس اور جناب یہ بھی لکھتے ہیں کہ غائب کا مخاطب کرنا مطلقاً شرک قرار دیتا ہے حالانکہ تمام مکاتیب سلف صالح میں غائبین مکتوب الیہم کو زمانہ خیر القرون سے لیکر آجتک مخاطب کیا گیا ہے اور بصیغہ خطاب ہی غائبین کو یاد کیا جاتا ہے کسی آیۃ یا حدیث میں مکاتیب میں مکتوب الیہم غائبین کو بصیغہ خطاب مخاطب کرنا منع نہیں کیا بلکہ جس مکتوب کو اللہ تعالیٰ نے کتاب کریم فرمایا ہے اُسمیں بھی ایسا ہی صیغہ خطاب کا موجود ہے انہ من سلیمن وانہ **بسم اللہ الرحمن الرحیم ان لا تعلوا علی واتونی مسلمین** وغیر ذلک من الشواہد التی جارت فی الاحادیث ایضاً ومکاتیب السلف الصالح معہذا کوئی ملاں مکتوب الیہم غائبین کو حاضر ناظر نہیں سمجھتا ہے اور تیسری جہالت یہ کہ فرماتے ہیں کہ مخالفین مذکورہ کو کوئی نقصان نہیں پہونچایا پھر قد قال بصیغہ ماضی کہنا غلط ہوگیا معترض یہ بھی نہیں سمجھتا کہ مامور من اللہ کے مخالفین کیلیے جو ہلاکت کی پیشگوئی ہوتی ہے خواہ وہ بعد الموت ہی وارد ہو وہ انکی نزدیک ایسی محقق ہوتی ہے کہ بسبب متیقن کی بصیغہ ماضی ہی اسکا تعبیر کرنا فصیح وبلیغ ہوتا ہے بصیغہ استقبال ۔ قرآن مجید میں اسکے شواہد بھی بہت ہیں اور پھر معترض عنا کیا جواب دیگا اس آیۃ کا **ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا** ۔ وغیر ذلک من الآیات الکثیرۃ ۔ اے ناظرین کیا ابتک بھی شوکت صاحب مضمون الشوکۃ فرحۃ خبیثۃ الخ کے مصداق نہیں ہوے **قول شحنا** اسی صفحہ سطر نو میں دیکھو ۔ ترکیب نحوی غلط ہے اگر صید اکذب و بامصنہ کی صفت ہیں تو موصوف و صفت کا ایک سا ہونا چاہیے حالانکہ صید اموصول ہے کے باعث معرفہ اور کذوبا مصنہ انکرہ ہے اور اگر بدل قرار دیجیگا تو بدل اور مبدل منہ کا بھی تعریف وتنکیر میں ایک ہی حال ہوتا ہے اور اگر کذوب موصوف اور مصنہ اور صید صفۃ ہے تو تعجب ہے کہ ایک صفت نکرہ اور ایک معرفہ مصرعہ ثانیہ میں اغذہ کی جگہ صیدہ موزون ہے کیونکہ صید کے معنے جسطرح شکار کے ہیں شکار کردن کے بھی ہیں **قول احسن** افسوس کہ اس لیاقت نحوی پر الہامی کلام پر اعتراض کیا جاتا ہے معترض کو شرح جامی بھی یاد نہیں رہی قاعدہ بدل اور مبدل منہ کا اسمیں موجود ہے **ویکونان ای البدل والمبدل منہ معرفتین نحو ضرب زید اخوک ونکرتین نحو جاءنی رجل غلام لک ومختلفین نحو بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ وجاءنی رجل غلام زید** انتہی موضع الحاجۃ کیا اس عبارۃ میں لفظ مختلفین سے جاءنی رجل غلام زید تک آپنے نہیں پڑھا گیا اور صورۃ کیا اب بھی آپ الشوکۃ فرحۃ خبیثۃ الخ کے مصداق نہیں ہوے اور کیا ابتک بھی الہام **انی مہین من اراد اہانتک** صادق نہیں آیا پھر حضرت جس لفظ کو آپ صید پڑھتے ہیں وہ

حضرۃ اقدس علیہ السلام کی اچھوتی اور پرانی تحریریں

نکتہ معرفت

بدانکہ اللہ تعالیٰ سہ گونہ صفات خود بر خلق می دارد۔ یکے ایجاد کردن و پرورش کردن۔ دوم مہربانی و شفقت زیرا کہ حفاظت بحز مہربانی متصور نیست۔ سوم جزائے نیکاں نیک دادن و پاداش بداں بد۔

پس بداں ارشدک اللہ تعالیٰ کہ ایں ہر سہ صفات دریں سورہ فاتحہ بدیں نہج بیان شدہ است اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝ پس مظہر صفت ربّ العٰلمین اول بنی اسرائیل شدند و مظہر صفت الرحمٰن الرحیم نصاریٰ و مظہر صفت مٰلکِ یوم الدین اسلام و ایں آخر صفت جامع سہ صفات بوجہ کمال ست (آگے حضرۃ اقدس نے اردو میں تحریر فرمایا ہے۔ ایڈیٹر) اب بیان پہلی صفت کا یہ ہے کہ ظاہر ہے خدا تعالیٰ نے کس کس طرح بنی اسرائیل کی پرورش کی اور کیونکر انکو قوموں سے انتخاب کر کے برگزیدہ کیا اور آسمان سے انکو روٹیاں اور پتھروں سے انکو پانی پلایا۔ اول خدا تعالیٰ نے دشت سینا میں چالیس برس تک آسمان سے روٹی بھیجی اور وہ نمونہ وسط تھا عیسی مسیح کے لیے جو بن باپ پیدا ہوا۔ پھر بعد اس کے خدا نے پتھروں سے پانی نکالا اور وہ نمونہ وسط ظہور خاتم الانبیاء کے تھا کیونکہ خدا نے بت پرستوں اور امیوں سے انکو پانی پلایا اور پانی کی مثال اس لیے بھی دی ہے کہ اسمٰعیل کے لیے بھی پانی ہی نکلا تھا۔

اور اسی ضمن میں وہ پیشگوئی بھی ہے کہ پتھر بے وسیلہ ہاتھوں کے تراشا گیا۔ اور یہی ہے وہ پیشگوئی جو انجیل میں ہے کہ خدا پتھروں میں سے ابراہیم کے لیے اولاد پیدا کر سکتا ہے سو اس نے بت پرستوں میں سے ابراہیم کے لیے اولاد پیدا کی۔

ایک سوال کا لطیف جواب

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کسطرح سمجھا جاوے کہ معجزہ صدق دعوی پر دلیل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ معجزہ کی غرض تو یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ یہ شخص خدا کی طرف سے ہے اور خدا اپنے کاموں سے شناخت کیا گیا ہے سو جبکہ ایسے کام کہ وہ خدا ہی کر سکتا ہے ظہور میں آتے ہیں پس ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کے کام ہیں اور وہ شخص خدا کا نبی کہلاتا ہے اور خدا کے کام دنیا میں تین قسم کے ہیں یا وہ کام ہیں کہ اسکی ربوبیت پر دلالت کرتے ہیں اور یا وہ کام ہیں کہ اسکی رحمت اور فضل پر دال ہیں اور فرق ربوبیت اور رحمت میں یہ ہے کہ ربوبیت عام ہے اور رحمت خاص کیونکہ جب خدا نے ایک کو عدم سے پیدا کر کے برگزیدہ کیا اور اس کے لیے سب سامان مہیا کر دیے تا وہ پرورش پاوے یہ ربوبیت ہے اور جب خدا نے ہلاکت سے بچا کر عوض عذاب کے نعمت نازل کی تو یہ رحمت ہے اور سارا جہان اسکی رحمت سے زندہ ہے کیونکہ کوئی متنفس اس کے آگے بیگناہ نہیں ٹھہر سکتا۔

تیسرا کام پروردگار کا یہ ہے کہ وہ مالک جزا و سزا کا ہے اور یہ تیسری صفت بوجہ اکمل ہونے کے ہر دو صفات سابق کو بھی پورا کرتی ہے اب جاننا چاہیے کہ جس طور کا نبی ہوتا ہے اکثر اور زیادہ اسطرز کے معجزات اس سے ظہور میں آتے ہیں اس لیے موسیٰ سے وہ معجزات ہوئے جن میں یہ مطلب تھا کہ تا بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے خلاص کر کر اپنی تربیت خاص سے انکو پرورش کرے اور حقیقۃ میں وہ سب معجزے جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے سب کے سب اسی قسم کے تھے جنسے اصلی مطلب یہ تھا کہ خدا اسطرح پر زور آور ہاتھ سے جنگ کر کے اور خونی نشان دکھلا کر اپنے بندوں کو دشمنوں کے ہاتھ سے خلاصی دیتا ہے سو اس میں کمال تربیت اسکی پائی جاتی ہے بعد اسکے پتھروں سے پانی اور آسمان سے روٹی چالیس برس تک دی تا معلوم کریں کہ خدا ان کا مربی اور تربیت کرنیوالا ہے

غرض خدا نے ابتدا سے آخر تک بنی اسرائیل سے ایسے کام کیے جن سے ارباب فطنت کو یقین کلی آتا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کی تربیت کی بعد اس کے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور ان سے اس قسم کے معجزات ہوئے جن سے خدا کی رحمت ثابت ہوتی ہے اور ان کے حق میں وارد ہوا ہے **وَرَحْمَةً لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ** یعنی یہ بنی اسرائیل کے لیے رحمت ہے سو اس لیے خدا نے مسیح کا نام رحمت فرمایا کہ اس کے ظاہر کرنے سے یہ مقصود تھا کہ بنی اسرائیل خدا کی قدرتوں پر ایمان لا کر دل سے اسکی طرف متوجہ ہوں سو مسیح سے اس قسم کے معجزات صادر ہوئے اور خاتم الانبیاء کو پہلی دونوں صفتوں کی جامع صفت **مالک یوم الدین** کے ماتحت بھیجا تا وہ ان لوگوں کو زندہ کرے جو مر چکے تھے۔ اس لیے آپ کے معجزات سب سے بڑھ کر اور روشن تر اور صاف تر ہیں

نوٹ پانی کی مثال قرآن شریف اور الہامی کتابوں میں ہمیشہ شریعت سے دی جاتی ہے اور ثبوت نبوۃ در الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اسی مثال کو لیا ہے۔

پس یہ کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے حضرۃ حجۃ اللہ کی تحریروں یا تقریروں میں یہ نکتہ پہلے نظر سے نہیں گذرا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم سب سے پہلے خوش نصیب ہیں جو اس نکتہ کے اشاعت کی توفیق پاتے ہیں جس قدر انسان اس میں فکر کرے گا وہ بڑی لذۃ سے اسکو پڑھے گا۔ ایڈیٹر

چندہ توسیع مکان

توسیع مکان کا چندہ خدا کا شکر ہے کہ جلد جلد آ رہا ہے چار سو روپیہ سے زائد کی لکڑی خریدی جا چکی ہے دوسرے اشیاء کی فکر ہے مولوی عبد الکریم صاحب کے نام یہ چندہ آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر لکھنا چاہیے کہ توسیع مکان کا چندہ کیونکہ لنگر کا روپیہ بھی ان کے پاس آتا ہے۔ اور یہ چندہ لنگر کے چندہ سے الگ ہے +

ندوۃ العلماء کا نواں اجلاس

اور

ہمارے ریمارک

(نمبر ۶)

ہم نے گذشتہ نمبر میں مولوی حبیب الرحمن کی تقریر پر ریمارک کرتے ہوئے بتایا ہے کہ رفع اختلاف صرف ندوہ کا دعوی ہی دعوی ہے اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے وہ اس میں کامیاب ہو۔ اس سے بڑھ کر ہماری اس رائے کے مضبوط و مستحکم ہونے کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ سر جیمز لاٹوش نے بھی ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں اپنی یہی رائے ظاہر کی اور لاہور کے مشہور اخبار پیسہ نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا کہ وہ لاٹ صاحب بہادر کے سامنے اور یہی حالات کو مشتبہ کر آئے۔

مشتبہ نہیں حقیقۃ الحال ہی یونہی ہے ندوہ نے کوئی کام نہیں کیا اور نہ کوئی اس سے توقع ہو سکتی ہے نہ صرف ندوہ بلکہ ہماری رائے میں یہ بنام نہاد مجلسیں اس دعوی میں کامیاب ہی نہیں ہو سکتی ہیں ہمکو یاد پڑتا ہے کہ ۱۸۹۵ء میں کلکتہ کے اخبار حبل المتین نے ایک تحریک کی تھی جسکی تائید اکثر اخبارات میں ہوئی تھی بلکہ بلاد اسلامیہ کے بعض اخبارات میں بھی اس مسئلہ پر بحث چھڑی تھی اور پر زور آرٹیکل لکھے گئے تھے اور وہ تحریک یہ تھی کہ مسلمانان روئے زمین کے چند معززین و مقتدر علماء اسلام باہم ہر سال کسی مقام پر اکٹھے ہو کر مسلمانوں کی بہتری کے سوچنے اور شیعہ اور سنی مسلمانوں کے باہم اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کیا کریں۔

یہی تحریک مختلف اوقات میں مختلف رنگوں میں مسلمانوں کے سامنے پیدا کی جاتی رہی ہے اور ندوہ نے بھی اسکو اپنے مقاصد میں داخل کیا ہے اور مولوی حبیب الرحمن صاحب نے اپنی تقریر میں تو یہ کہہ ہی دیا کہ ندوہ نے یہ کام کیا ہے ہم انہیں ریمارکوں میں بتائیں گے کہ ندوہ نے کیا کیا ہے؟ مگر ابھی ہمکو ایک اور بات اسی کے متعلق ضمناً کہنی ہے۔ غرض یہ محمڈن انٹرنیشنل کانفرنس کے متعلق تحریکیں ہو رہی تھیں۔ لاہور کے ہمعصر پیسہ اخبار نے اس کانفرنس کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے یا اسکی ضرورت کو ثابت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کانفرنس ام القریٰ یعنی مکہ میں ہونی چاہیئے علیگڈہ کی پارٹی کی طرف سے حاجی محمد اسماعیل خان نے ایسی کانفرنس کے انعقاد سے پولیٹیکل نقصانات کا اندیشہ ظاہر کیا بہر حال کثرت رائے اسطرف تھی کہ ایسی کانفرنس کی اشد ضرورت ہے۔

اسوقت ہم نے بھی بذریعہ الحکم اپنی رائے کا اظہار کیا تھا جو الحکم نمبر ۲۸-۲۹ مورخہ ۲۰ و ۲۷ ستمبر ۱۸۹۶ء میں طبع ہو چکی ہے اسکا اس سے تعلق ہے اسلیے غیر ضروری نہیں بلکہ مناسب ہوگا اگر ہم اس رائے کو یہاں کوٹ کر دیں اور وہ یہ ہے۔

میں نے بھی اس معاملہ پر خوب غور کیا اور باوجودیکہ مجھے توجہ دلائی گئی کہ اپنی رائے ظاہر کروں ابتداً میں نے مصلحتاً مناسب سمجھا کہ کسی قسم کی رائے دوں کیونکہ میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ ایسی کانفرنس قائم ہو کیونکر سکتی ہے؟ میں اس امر کو نو مبارک فال سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد ہو۔ اور وہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا پر عمل کریں مگر میرے خیال میں یہ وحدت ارادی کی روح کسی مجمع یا کمیٹی سے پھونکی نہیں جا سکتی ہاں ایک شخص اس قسم کی روح مسلمانوں میں پھونک سکتا ہے جو نہ صرف مینی نہیں بلکہ آسمانی ہو۔ یہ کام اس کے بغیر نہ ہو گا نہیں بلکہ یہ ایک مامور من اللہ ہی کا کام ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسوقت ایک نذیر دنیا میں آ گیا ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت نے عملی طور پر دکھا دیا ہے کہ ایسا اتحاد جو ہاں چاہئے بھائیوں میں ہونا چاہیے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے پس میں اس امر کو باواز بلند کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ مسلمانوں کے باہمی تفرقہ پردازی اور انکی حالت زبونی کو محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلامی اخوت اور یگانگت کی روح پھونکیں تو وہ اس امام سے اپنا تعلق پیدا کریں اور پہلے خود تجربہ کریں پھر قوم کو اس مفید نسخہ کی طرف توجہ دلائیں تو البتہ وہ کامیاب ہو سکتے ہیں اور سچا اتحاد قائم ہو سکتا ہے ورنہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک شیعہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہوا کیونکہ صدق دل سے ایک سنی مسلمان سے جو انکا دل و جان سے مداح ہے مل سکتا ہے اور ایسا ہی ایک سنی کیونکر ان کا لیوں کو سنتا ہوا شیعہ سے مل سکتا ہے اگر ایسا ہو تو وہ مداہنہ اور نفاق کے طور پر ہوگا جو اور بھی برا اثر پیدا کرے گا۔ ہاں اگر سچا اتحاد ہی ہو تو پھر سمجھنا کہ مذہب کو خیر باد کہنا ہوگا " ہمارا یہ جواب وقت ہم نے ایسے اتحاد کے متعلق ظاہر کی تھی اور خدا کا فضل ہے کہ اب تک ہم اس رائے پر قائم ہیں اور وہ لوگ جو ایسی انٹرنیشنل کانفرنس بنانا چاہتے تھے وہ اسمیں اسی طرح ناکام رہے جیسے ہمنے بڑی غور و فکر کے بعد ظاہر کیا تھا۔

لاہور کے شیعہ مجتہد مولوی سید علی حائری سے حال میں ہمکو ملنے کا اتفاق ہوا۔ بہت سی باتوں کے بعد ہم نے ان سے رخصت ہوتے وقت جو سوال کیا تھا وہ عام ناظرین کے فائدہ کے لیے اور خصوصاً اس وجہ سے کہ اس مضمون سے اسکا تعلق ہے یہاں درج کرتے ہیں اور جو جواب

انھوں نے اسوقت دیا ستے کھی لکھدیتے ہیں تاکہ پبلک کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں ان کا دین سے کہاں تک تعلق ہے اور دنیا سے کہانتک علاقہ!

ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ نے حجۃ شاہدہ میں مسلمانوں کو اتفاق کی بڑی تاکید کی ہے کہ وہ باہم متفق ہو کر حضرت اقدس مرزا صاحب کی مخالفت کریں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ طریق کونسا ہے جس سے آپ مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد پیدا کر سکیں؟ مولوی سید علی حائری نے اس کا جو جواب دیا افسوس ہے کہ ناظرین کو سنتے ہی مایوس کرنے والا ہے

انھوں نے فرمایا کہ میری اس سے صرف غرض یہ ہے کہ جیسے ہم لوگ ہندوؤں یا دوسرے مذہب والوں سے ملتے ہیں اور اخلاق سے پیش آتے ہیں ایسے ہی آپسمیں پیش آویں۔ اور علمی باتوں کا ذکر تک نہ کریں۔

اسپر رائے زنی کرنی ہم ناظرین پر ہی چھوڑ دیتے ہیں غرض یا ہمی اختلاف مٹانے کا دعوی کرنا آسان ہے اور کرکے دکھانا مشکل ہے۔ ہز آنر سر چارلس ٹانوش نے ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں جو کچھ کہا اکل بجا فرمایا ہے + مولوی حبیب الرحمن خاں نے اپنی اس تقریر میں نری لفاظی سے کام لیا اور کچھ پیش نہ کیا اگر ندوہ اس مقصد میں کامیاب ہوا تھا تو اسے چاہئے تھا کہ وہ لاٹ صاحب کے جواب میں اس اتحاد کو پیش کرتا۔ مگر افسوس نہیں تو بتا نا گیا

ہم نے اس مضمون میں ذکر کیا ہے کہ ندوہ نے جو کیا ہے وہ بھی ہم بتا ئیں گے وہ یہ ہے کہ ندوہ کے اجلاس میں بہت سی باتیں ایسی ہوئی تھیں جو خدا فرخ اور اسلام کی ہتک کرنے والی تھیں مگر ندوہ نے اسپر نوٹس نہ لیا ہم مثال کے طور پر دو کا یہاں ذکر کر دیتے ہیں اور تفصیلاً ان کو اپنے اپنے مقام پر لکھیں گے۔

ایک نئی روشنی کے نوجوان نے اپنے لیکچر میں مذہب کا نام **مذہبی تخیلات** رکھا۔ جس سے بڑھ کر کوئی ہتک کرنے والا لفظ اسلامی عقائد کے لیے نہ ہو گا۔

اور ایک مولوی صاحب نے اذان کی آواز سنتے ہی بجائے کہ وہ ٹھیک وقت پر دی گئی تھی۔ موذن ہانک بے ہنگام برداشت کا قابل نفرت مصرعہ پڑھا۔ در سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ادنیٰ ممبر کے سوا مسلمانوں کے اتنے بڑے جلسہ میں کسی کے منہ سے نہ نکلا کہ اذان کی جو اسلام کے عظیم الشان شعائر میں سے ہے ایسی ہتک کیوں کی جاتی ہے؟

یہ البتہ ندوہ نے کیا ہے اگر یہ کوئی اسلام کے لیے مفید سمجھا جاوے مگر ہم تو یہی کہیں گے کہ

وائے بر ین مسلمانی

ہم ان شاء اللہ اپنے مضامین کو سلسلہ میں جو خدا جانے ایک سال یا اس سے کم و بیش عرصہ تک جاری رہے مفصل بتائیں گے کہ ندوہ یا ایسے امثال مجلسوں سے مسلمانوں کو نفع کے بجائے نقصان پہونچنے کا کتنا احتمال ہے۔ باقی آئندہ

نظم +

از منشی محمد نواب خاں صاحب ثاقب

کیا یہ عیسیٰ ہو بت جو دار الامان میں ہے
آیا ہے حیات تو جو مسیح زماں میں ہے
ہم اس کے دم سے ہیں یہی دعویٰ ہے سربسر
کیا آج ہمارا بعض مسیحا کا امتحان میں ہے
یاں آ کے ہو رہے ہیں عالم و عامی کھنچے ہوئے
اک جذب ایسا کچھ ہے کہ بیاں میں ہے
روح القدس ہی ہر زنگ ... میں ہر زماں
وحی اللہ آپ کے روح رواں میں ہے
باقی نہیں ہے خواہش فانی ضمیر میں
... خدا کا ولولہ اس نوجواں میں ہے
کشتی بنا کے رہا ہے یہ حق کی وجہ سے
... حکم خدا یا اماں میں ہے
... ہے نام کو ہر حال میں یہ خوش
رحمت جو اس کے خامہ عنبر فشاں میں ہے
آجائے اہل دل نہ کیوں دل دیے بغیر
کیا دلربا ادا ہے جو اس دلستاں میں ہے
وہ جذب اور حق ہے جو حق سے اسے ملا
یہ معجزہ جنوں کے ہر اک نشاں میں ہے
کسر صلیب قتل خنازیر سے ہے کام
جو ہر یہی تو آپ کی تیغ زباں میں ہے
اعلاء نام حق ہو شکست صلیب ہو
ہے یہ خوشی جو ان کے دل شادماں میں ہے
راہ خدا میں انکی ہتھیلی میں جان ہے
ہر دم یہ فکر زندگی جاودان میں ہے
دیں کے ہی غم میں خوش ہیں نہیں اور کوئی غم
دنیا کی زندگی میں یہ دار الجناں میں ہے
لاکھوں ہی لیکے جاتی ہیں دنیا سے جی کو سیر
برکت کچھ ایسی آپ کے دستار خوان میں ہے
پانی کی طرح مال بہاتا ہے یہ مسیح
قیصر کا عدل و داد و حکومت جہاں میں ہے
یہ معجزے ہیں اور یہ ہمارا مسیح ہے
عیسیٰ کی جان ہو گئی جان جہان میں ہے
رگڑوی ہے ناک ہر کہیں لیکن کہاں نجات
گر ہے کہیں پناہ اسی آستان میں ہے
بال و پر ہما ہیں ہمایوں کو نوچ پھینک
بس ہے اگر ہما تو اسی آشیاں میں ہے
دنیا میں چھا رہی ہے بلا کی سیاہ رات
شور و بائے عام ہے انس و جان میں ہے
بیوجہ آسماں پہ چڑھایا مسیح کو
کیوں ایسے پڑ گئے وہ کس گماں میں ہے
کیوں ہو گئے ہیں گنگ یہ کیا کوئی بتلائے
آخر یہی زباں ہی تو انکے دہاں میں ہے
بنتی نہیں ہے بات سو سب دشنام کے
کہاتے ہیں یہ کہ ضعف لاتواں میں ہے
بس گالیوں کے تیر چلانے ہیں دور سے
کچھ رنگ علم و فن ادب ہی کماں میں ہے
اٹھے ہو ایک شیخ جی شیخی بگھارنے
ذلت کا جنکی تذکرہ پیر و جوان میں ہے
آخر کو انکی شیخی جھڑ جا کر گری ہوئی
اسکا برا نمونہ خواری جہان میں ہے
نام انکا ہم نہ لیں گے یہاں تا اٹھ جائے
کچھ بھی تمیز گر خرد نکتہ داں میں ہے
جی چاہتا نہیں کہ بتائیں اتا پتا
سچ یہ چھپتے ہو لطف اسی چیستاں میں ہے
باقی آئندہ

+ یہ نظم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ۲۹ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو پڑھی گئی۔

مذہبی دنیا

تابکے | جوں جوں سائنس اور علم کی روشنی ہوتی جاتی ہے مغربی دنیا عیسائی مذہب سے اٹھتی جاتی ہے اور مذہب کو قوم کا ایک نشان سمجھکر یا فیشن قرار دیکر وضع داری کے طور پر اسے نباہنا چاہتی ہے بشپ کولنسو۔ اور طامس پین اور ان کے اقران و امثال کثیر التعداد ایسے لوگ تھے اور ہیں جنھوں نے موجودہ ذخیرہ بائبل سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور اس کے متعلق عجیب و غریب خیالات ظاہر کیے۔ اب امریکہ کے ایک آزاد خیال پال کیرس صاحب چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے لیے ایک جدید عہد نامہ تجویز کریں کہ جدید خیالات کو بھی جو حسب اقتضاء ضرورت زمانہ پیدا ہوں ۔۔۔ مانتے جائیں۔

اس قسم کی تحریکوں کا پیدا ہونا کسر صلیب کے اندرونی اسباب میں سے ایک سبب ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائیوں کے آزاد خیال لوگ موجودہ بائبل میں وہ اطمینان اور سکینت نہیں پا سکتے جو فطرتاً مذہب کا پابند ہوکر انسان پانی چاہتا ہے اور بائبل ان علوم کے سامنے جو اب نئے پیدا ہو رہے ہیں ٹھہر نہیں سکتی۔ جدید علوم کا پیدا ہونا اور عیسائی قوموں میں اسکی ترقی انکو آزاد خیال اور بائبل سے بیزار بنا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان میں دہریت اور الحاد پھیل رہا ہے اس لیے عیسائی کسی نہ کسی طرح چاہتی ہیں کہ اس گرتی ہوئی لکڑی کو ٹھہرائیں مگر اب وہ اپنے مرکز سے ہٹ چکی ہے انگلش اور امریکن نیشن کے آزاد خیال اسکو سہارا دینے کے بجائے دھکا دیکر گرانا چاہتے ہیں۔ سائنس اور جدید علوم کا بوجھ انکے آگے پیچھے کیطرف لا رہا ہے۔ اب وہ ٹھہر نہیں سکتی ہم ان تحریکوں کو پڑھ کر کس قدر خوش ہوتے ہیں اور ہمیں اپنے صادق امام کی کامیابی کیسی یقینی معلوم ہوتی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اندر ہی اندر عیسائی مذہب کے ابطال کے سامان

مبارکباد بتقریب شادی حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد طال عمرہ

جو حامد ہیں خدا کے انکو وہ محمود کرتا ہے
ہر اک کام انکا اپنے فضل سے بہبود کرتا ہے
کچھ ایسا فضل اسکا شامل حال انکی ہوتا ہے
زمانہ چشم حیرت سے انھیں مشہود کرتا ہے
ہمیشہ راحت و فرحت شعار ان کا بناتا ہے
ہمیشہ دشمنوں کو انکے رنج آلود کرتا ہے
بڑھاتا ہے انھیں اور نعمتیں دیتا ہے عالم میں
وہ پورا انکا رحمت سے ہر اک مقصود کرتا ہے
جب اپنے فضل کی بنیاد ان کے حق میں رکھتا ہے
زماں بھر اپنے بندوں کی انھیں مسجود کرتا ہے
جہاں کے بادشاہ ہوں تو بناتا ہے غلام ان کے
انہیں مخدوم کرتا ہے انہیں مسعود کرتا ہے
کھڑے ہوتے ہیں جب حاسد مقابل اسکی پاکوں کے
انھیں مقبول کرتا ہے انھیں مردود کرتا ہے
در رحمت کو اپنے کھول دیتا ہے پیاروں پر
شقاوت کی ہر اک راہ اپنہ وہ مسدود کرتا ہے
غرض ہر کام میں انکو خدا سے نصرۃ آتی ہے
ہر اک ان کے مقصد کو وہ خود موجود کرتا ہے
جناب حضرۃ مہدی کے گھر میں آج شادی ہے
ہر اک دل میں اسے رحمت سے حق خوشنود کرتا ہے
مبارک ہو مبارک ہو تجھے اے مہدی دوراں
تری محمود کو دلہن سے حق مسعود کرتا ہے
مرادیں تیری بر آئیں مسیحا دین و دنیا میں
جو تیرا ہے تو ہی مولا ترا موجود کرتا ہے
تری ہاتھوں سے داعی نے کیا تثلیث کو زائل
تری حملہ سے ہر اک شر کو وہ نابود کرتا ہے
ہوا کسر صلیب ایسا نہیں اب کسر کچھ باقی
یہ ہی اظہار قدرۃ وہ سے معبود کرتا ہے
تجھے رکھے سلامت حق ترقی روز افزوں ہو
ہر اک خاطر شیدا تری بہبود کرتا ہے
تجھے رشتہ یہ برکت ہو تجھی سے ہو قیام حق
ہر اک تجھ سے بھی ہر ایک شہ د والجود کرتا ہے
ترا محمود احمد ہو بشیر الدین مبشر ہو
خدا احمد کو اپنے فضل سے محمود کرتا ہے
شرف ہو دین و دنیا کا شریف احمد ترا مہدی
مبارک ہی مبارک ہو جو دل خوشنود کرتا ہے
بنا دے انکو حق محسود اور حافظ ہو وہ انکا
وہی حاسد بناتا ہے وہی محسود کرتا ہے
رفیقو ملکے سب آمین کہو میری دعاؤں پر
جو حق سے مانگتے ہیں اپنہ وہ افزود کرتا ہے
الٰہی سایہ رحمت میں لے اپنے بندوں کو
مبارک بیش اب حضرۃ میں یہ مقصود کرتا ہے

ازمولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی احمدی مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام دار الامان قادیان

اعلان قبر مسیح کی اشاعت

حضرت مسیح کی قبر کے متعلق اعلان چھپکر طیار ہے اور ۳۰۰ روپیہ اسکی اشاعت کے لیے درکار ہے جس میں سے قریباً سو روپیہ جمع ہو چکا ہے باقی روپیہ بہت جلد جمع ہونا چاہیے تاکہ یہ کام شروع کیا جاوے ہر شہر کی جماعت پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد اس امر کیطرف توجہ کرے۔ یہ عظیم الشان ثواب کا موجب ہے کیونکہ کسر صلیب جو مسیح موعود کی بعثت کا اصل مقصود ہے اس کے لیے کارگر حربہ یہی ہے ہمکو امید ہے کہ بہت جلد باقی روپیہ پورا کیا جاوے گا اس کے متعلق کل روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام آنا چاہیے اور منی آرڈر کے کوپن پر تقسیم چندہ اشتہار قبر مسیح ضرور درج ہونا چاہیے ۔ اس چندہ میں شریک ہونے والوں کے لیے ایک سہولت یہی رکھی گئی ہے کہ وہ کشتی نوح کی چند کاپیاں خرید لیں جن کی قیمت ۸ جلدوں کے لیے علاوہ محصول عہ اور فی جلد ۲ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد ہی پوری کی جاویگی

ایک عظیم الشان معجزہ ظاہر ہوا

چہ ہیبتہا بدادند این جوان را
کہ ناید کس بہ میدان محمد

ہر سید ان تحدی مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر ہوئی ہے + اور الحمد للہ آج ۱۰- دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء بروز بدھ مطابق ۹- رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۰ھ پر اسکا ظہور ہوا اور اعجاز احمدی کا خارق عادت نشان ظاہر ہو گیا۔

۱۰- دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک اعجاز احمدی کا جواب لکھنے والے ثناء اللہ اور اسکے رفقا کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا گیا تھا اور یہی حصر اسپر رکھا گیا تھا اور لطف یہ ہے کہ اعجاز احمدی کے جواب کے لئے کوئی خاص قید بھی ۔ ۔ ۔ نہین تھی صرف یہی لکھا تھا کہ وہ ایسا قصیدہ مع اسیقدر اردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شایع کر دین تو مین بلا توقف دس ہزار روپیہ انکو دیدونگا اور یہ کہہ کر انکو غیرت دلائی گئی کہ اسوجہ سے بھی انکو کوشش کرنی چاہیئے کہ میں ایک اشتہار مین پیشگوئی کے طور پر یہ خبر دیچکا ہون کہ آخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک کوئی خارق عادت نشان ظاہر ہوگا اور گو وہ نشان اور صورتون مین بھی ظاہر ہو گیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ کا اور اس اردو مضمون کا جواب نہ لکھا یا نہ لکھوایا تو یہ نشان انکے ذریعہ سے پورا ہو جائیگا سو انہین لازم ہے کہ اگر وہ میرے کاروبار کو انسان کا منصوبہ خیال کرتے ہین تو مقابلہ کرکے اس نشان کو کسی طرح روکدین اور دیکھو مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ اگر وہ اکیلے یا دوسرون کی مدد سے میعاد معینہ کے اندر میرے قصیدہ اور اردو عبارت کے مطابق اور ان اشعار کی تعداد کیمطابق قصیدہ چھپوا کر شایع کرینگے اور تاریخ وصولی سے بیس دن کے اندر بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیجدین گے تو صرف مین یہی نہین کرون گا کہ دس ہزار روپیہ انعام دونگا بلکہ اس غلبہ سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہو جاویگا ورنہ ان کا حق نہین ہوگا کہ پھر کبھی مجھے جھوٹا کہین یا میرے نشانون کی تکذیب کرین۔ دیکھو مین آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہون کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہون اگر مین صادق ہون اور خدا تعالی جانتا ہے کہ مین صادق ہون تو کبھی ممکن نہین ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن مین ایسا قصیدہ بنا سکین اور اردو مضمون کا رد لکھ سکین کیونکہ خدا تعالے ان کی قلمون کو توڑ دیگا اور انکے دلون کو غبی کر دے گا +

اب ایک سلیم الفطرۃ غور سے ان سطور کو جو جلی قلم سے لکھے گئے ہین پڑھے اور سوچے کہ کیا یہ بشری طاقتونکے اندر ہے کہ وہ اس قسم کی تحدی کرسکے یہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی صداقت کا خاص معیار تھا اور اسی پر آنحضرت نے حصر صداقت رکھا تھا۔ اور آخری جلی سطرین بڑی وضاحت سے اس بصیرت اور معرفت کو ظاہر کرتی ہین جو آپ اپنے من جانب اللہ ہونے پر رکھتے ہین ان سب سے بڑھ کر عظیم الشان دو پیشگوئیان ہین جو مندرجہ ذیل الفاظ مین اسی صفحہ ۳ پر درج ہین +

واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہونگے۔ اول۔ وہ قادیان مین تمام پیشگوئیون کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہین آئین گے اور سچی پیشگوئیون کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہوگی۔ سوم۔ اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہو جائے گی +

اب دانشمند پبلک دیکھے اور خود انصاف کرے کہ

کیا اب بھی کہوگے کہ نشان پورا نہیں ہوا؟

جیسے حضرت اقدس نے زمین آسمان کو گواہ رکھکر اسپر اپنی صداقت کا حصر رکھا تھا اب اسی زمین و آسمان کی شہادت سے ثابت ہوگیا کہ یہ صادق اور خدا کا مامور و مرسل ہے۔ سچ ہے۔

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

اے خدا کے برگزیدہ اور مطہر کئے ہوئے مسیح موعود تجھکو مبارک ہو آج تیری صداقت آفتاب کیطرح روشن ہوگئی تجھے رحمت برکت کا نشان تیرے خدا کی طرف سے ملا اسی کے موافق جو تو نے اس سے مانگا۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے تیری تصدیق میں یہ نشان ظاہر کیا اور تجھے فتح و ظفر کی کلید عطا ہوئی تا ان لوگوں کو جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات ہو اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو حق اپنی برکتوں کے ساتھ آگیا اور باطل اپنی نحوستوں کے ساتھ بھاگ گیا۔

احمدی قوم! تجھے مبارک ہو کہ تیرے پیشوا اور امام کا صدق کھل گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔
آخر میں ہم اپنے مطاع باذن اللہ۔ محبوب و مولا امام کے حضور احمدی قوم کیطرف سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید
سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خدمتگذار دلی خاکسار شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

ایک اور نشان ظاہر ہوا

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانے است کبیر

عرصہ ہوا حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا تُخْرَجُ الصُّدُوْرُ اِلَی الْقُبُوْرِ اور انہیں دنوں میں یہ الہام الحکم کے ذریعہ شایع ہوگیا تھا۔ جن لوگوں نے اس الہام کو پورا کیا مولوی نذیر حسین دہلوی بھی انہیں سے ایک تھا۔ ۸- دسمبر ۱۹۰۲ء کو ۵½ بجے صبح کے اس نشان کو پورا کرنیوالوں میں مولوی رسل بابا امرتسری بھی بعارضہ طاعون فوت ہوئے۔ مسمیٰ مولوی رسل بابا سلسلہ عالیہ کا سخت مخالف تھا۔ ایک کتاب بھی اس نے لکھی تھی اور آجکل اس نے حضرت حجۃ اللہ کے خادموں کو امرتسر میں تکلیف دہی کا خاص مذاق پیدا کر لیا تھا مولوی رسل بابا کے بعض نادان دوست انکو اور اپنے آپکو طاعون کا نشانہ ہونے میں بطور نشان پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں کیوں طاعون نہیں ہوتا یا رسل بابا کو کیوں نہیں ہوتا آخر خدا نے اُنکو نے رسل بابا کو طاعون میں پکڑا اور وہ ۱۲ روز تک سخت تکلیف کے بعد آخر تخرج الصدور الی القبور کا نشان پورا کرنیکو اس جہان سے کشتہ طاعون ہوکر رخصت ہوا۔ اسکی موت مسیح موعود کی صداقت پر ایک روشن دلیل ٹھہری۔ امرتسری مقلدین و غیر مقلدین نے اسکی زندگی کیلئے بہت دعائیں کیں۔ مگر وما دعاء الکٰفرین الا فی ضلال کا مصداق ہوئیں۔ پچھلے جمعہ حضرت اقدس کو الہام ہوا تھا یموت قبل یومی ھٰذا یعنی اگلے جمعہ سے پہلے مر جاویگا۔ چنانچہ اب رسل بابا کی موت کی خبر نے ثابت کر دیا کہ یہ پیشگوئی ٹھیک تھی۔ ایسے عبرت انگیز نشان کیصورت میں حجت پوری ہوگئی اور رسل بابا کی لاش اور قبر زبان حال سے اپنے ہمعصر مولویوں اور دوسرے لوگوں کو جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں مخاطب کرکے نہایت حسرت اور سوز کے ساتھ کہتی ہے۔ ع روزگار م بشد بنادانی۔ من نکردم شما حذر بکنید۔ کیا اہل امرتسر اس آواز کو سنینگے اور دیدہ عبرت کھولکر اس کو دیکھینگے۔

* مولوی رسل بابا نے گندی کا ایمان ذبح کرنے کے لئے اپنے شاگرد کو مامور کر رکھا تھا۔) بلکہ نیز ... ان لوگوں کی قبر میں داخل کئے جائیں گے

ایک مبشر الہام ۹- دسمبر ۱۹۰۲ء کو ہوا
سلام علیک یا ابراہیم۔ حنفیوں کا سب سے بڑا امام تھا۔
سلام علی امرک صرت فائزا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

إنه آوى القرية

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم باتو گر آئی بدار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

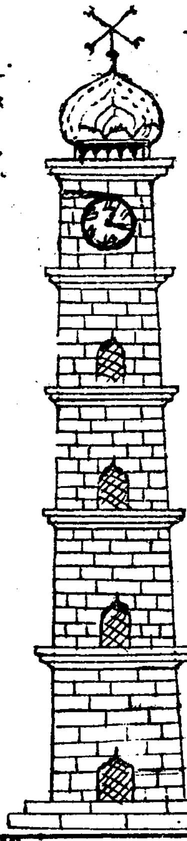

نمبر ۴۵ | مورخہ ۱۶ رمضان شریف ۱۳۲۰ھ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۲ء روز چارشنبہ | جلد ۶

کلماتِ طیبات

حضرۃ امامِ آخر الزمان سلمہ الرحمن

حضرۃ اقدس کی ایک تقریر جو ۸ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء بوقت سیر آپ نے فرمائی

فرمایا اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو ایک حالت میں رکھ سکتا تھا مگر بعض مصالح اور امور ایسے ہوتے ہیں کہ اسپر بعض عجیب و غریب اوقات اور حالتیں آتی رہتی ہیں۔ انہیں سے ایک ہم و غم کی بھی حالت ہے + ان اختلاف حالات اور تغییر و تبدیل اوقات سے اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتیں اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں کیا اچھا کہا ہے

اگر دنیا بیک دستور ماندے
بسا اسرار ہا مستور ماندے

جن لوگوں کو کوئی ہم و غم دنیا میں نہیں پہونچتا اور جو بجائے خود اپنے آپ کو بڑے ہی خوش قسمت اور خوشحال سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسرار اور حقائق سے ناواقف اور نا آشنا رہتے ہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسوں میں سلسلہ تعلیم کے ساتھ یہ بھی لازمی رکھا گیا ہے کہ ایک خاص وقت تک لڑکے ورزش بھی کریں۔ اس ورزش اور قواعد وغیرہ سے جو سکھائی جاتی ہے سررشتہ تعلیم کے افسروں کا یہ منشا تو ہو نہیں سکتا کہ انکو کسی لڑائی کے لیے طیار کیا جاتا ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور لڑکوں کا وقت کھیل کود میں دیا جاتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اعضا جو حرکت کو چاہتے ہیں اگر انکو بالکل بیکار چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی طاقتیں زائل اور ضائع ہو جاویں اور اسطرح پر اسکو پورا کیا جاتا ہے بظاہر ورزش کرنے سے اعضا کو تکلیف اور کسی قدر نقصان ان کی پرورش اور صحت کا موجب ثابت ہوتی ہے اسیطرح پر ہماری فطرۃ کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے تاکہ تکمیل ہو جاوے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈالدیتا ہے اس سے اس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں جس شخص کو خدا پر یقین نہیں ہوتا انکی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ذرا سی تکلیف کے پہونچنے پر گھبرا جاتے ہیں اور وہ خودکشی میں آرام دیکھتا ہے + مگر انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اسپر اس قسم کی ابتلا آویں۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ پر اسکا یقین بڑھے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن جنکو تفرقہ اور ابتلا نہیں آتا۔ انکا حال دیکھو کیسا ہوتا ہے وہ بالکل دنیا اور اسکی خواہشوں میں منہمک ہوگئے ہیں انکا سر اوپر کیطرف نہیں اٹھتا۔ خدا تعالیٰ کا انکو بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیا اور بجائے اسکے ادنیٰ درجہ کی باتیں حاصل کیں کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی ان کے لیے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتے جو کسی مال و دولت اور دنیا کی لذت میں نہیں ہیں + مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کیطرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں اور اسکی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں۔

لیکن جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور جنکو ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے اُن پر ابتلا آتا ہے۔

جو کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی ابتلا نہیں آیا وہ بدقسمت ہیں وہ تو ناز و نعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے زبان ہے مگر وہ حق بول نہیں سکتی خدا کی حمد و ثنا اُس پر جاری نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لیے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ اُن کے آنکھیں ہیں مگر وہ قدرت کا نظارہ نہیں دیکھ سکتیں بلکہ وہ بدکاری کے لیے ہیں پھر انکو خوشی اور راحت کہاں سے میسر آتی ہے یہ مت سمجھو کہ جسکو ہم و غم پہونچتا ہے وہ بدقسمت ہے نہیں خدا اسکو پیار کرتا ہے۔ جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جراحی کا عمل ضروری ہے اسی طرح خدا کی راہ میں ہم و غم آنا ضروری ہے۔ غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔

ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ

ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے

دنیا میں جسقدر قومیں ہیں کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا۔ جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو۔ کیا ایک ہندو ایک پتھر کے سامنے بیٹھکر یا درخت کے آگے کھڑا ہو کر یا بیل کے روبرو ہاتھ جوڑ کر کہہ سکتا ہے کہ میرا خدا ایسا ہے کہ میں اس سے دعا کروں تو وہ مجھے جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ جسے یسوع کو خدا مانا ہے وہ میری دعا کو سنتا اور اسکا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے جس نے کہا

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

تم مجھے پکارو میں تمکو جواب دونگا

اور یہ بالکل سچی بات ہے کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے آخر اسکی دعاؤں کا جواب اُسے ضرور دیا جاوے گا۔

قرآن شریف میں ایک مقام پر ان لوگوں کے لیے جو گوسالہ پرستی کرتے ہیں اور گوسالہ کو خدا بناتے ہیں آیا ہے **اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا** کہ وہ انکی بات کا کوئی جواب انکو نہیں دیتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو خدا بولتے نہیں ہیں وہ گوسالہ ہی ہیں۔ ہم نے عیسائیوں سے بارہا پوچھا ہے کہ اگر تمہارا خدا ایسا ہی ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کے جواب دیتا ہے تو بتاؤ وہ کس سے بولتا ہے؟ تم جو یسوع کو خدا کہتے ہو پھر اسکو بلا کر دکھاؤ۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ سارے عیسائی اکٹھے ہو کر بھی یسوع کو پکاریں وہ یقیناً کوئی جواب نہ دیگا کیونکہ وہ مر گیا۔

عیسائیوں کو ملزم کرنے کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی تیز ہتھیار نہیں ہے۔ ان سے پہلا سوال یہی ہونا چاہیے کہ کیا وہ ناطق خدا ہے یا غیر ناطق؟ اگر غیر ناطق ہے تو اسکا گونگا ہونا ہی اس کے ابطال کی دلیل ہے لیکن اگر وہ ناطق ہے تو پھر اسکو ہمارے مقابل پر بلا کر دکھاؤ۔ اور اس سے وہ بولیاں بلواؤ جن سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ انسان کی مقدرت اور طاقت سے باہر ہیں یعنی علیم انسان پیشگوئیاں اور آیندہ کی خبریں۔

مگر وہ پیشگوئیاں اس قسم کی ہی نہیں ہونی چاہییں جو یسوع نے خود اپنی زندگی میں کی تھیں کہ مرغ بانگ دے گا۔ یا لڑائیاں ہونگی قحط پڑیں گے۔ بلکہ ایسی پیشگوئیاں ہوں جنمیں قیافہ اور فراست کو دخل نہ ہو۔ بلکہ وہ انسانی طاقت اور فراست سے بالاتر ہوں۔

میں دعوی سے کہتا ہوں کہ کوئی پادری یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا کہ خدا قادر کے مقابلہ میں ایک عاجز و ضعیف انسان یسوع کی اقتداری پیشگوئیاں پیش کر سکے۔

غرض یہ مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کا خدا دعاؤں کا سننے والا ہے۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک طالب نہایت رقت اور درد کے ساتھ دعائیں کرتا ہے مگر وہ دیکھتا ہے کہ ان دعاؤں کے نتائج میں ایک تاخیر اور توقف واقع ہوتا ہے اس کا ستر کیا ہے؟ اس میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اول تو جس قدر امور دنیا میں ہوتے ہیں انمیں ایک قسم کی تدریج پائی جاتی ہے۔ دیکھو ایک بچہ کو انسان بننے کے لیے کسقدر مرحلے اور منازل طے کرنے پڑتے ہیں ایک بیج کا درخت بننے کے لیے کسقدر توقف ہوتا ہے۔ اسیطرح پر اللہ تعالیٰ کے امور کا نفاذ بھی تدریجاً ہوتا ہے۔ دوسرے اس توقف میں یہ مصلحت الٰہی ہوتی ہے کہ انسان اپنے عزم اور عقد ہمت میں پختہ ہو جاوے اور معرفت میں استحکام اور رسوخ ہو۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر انسان اعلے مراتب اور مدارج کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسی قدر اسکو زیادہ محنت اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس استقلال اور ہمت ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو انسان کامیابی کی منزلوں کو طے نہیں کر سکتا۔ اسلیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پہلی مشکلات میں ڈالا جاوے۔ **اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا** اسی لیے فرمایا ہے۔

دنیا میں کوئی کامیابی اور راحت ایسی نہیں ہے جس کے ابتدا اور اول میں کوئی رنج اور مشکل نہ ہو۔ ہمت کو نہ ہار دینے والے مستقل مزاج فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور کچے اور نا واقف راستہ میں ہی تھک کے رہ جاتے ہیں۔ پنجابی میں کسی نے کہا ہے۔

اِبہو ہینگی ایبیا جیے دن تھوڑے ہو۔

پس جب خدا پر سچا ایمان ہو کہ وہ میری دعاؤں کو سننے والا ہے تو یہ ایمان مشکلات میں بھی ایک لذیذ ایمان ہو جاتا ہے اور مرہم کا ایک اعلیٰ یا قوتی کا کام دیتا ہے۔ ہموم و غموم کے وقت اگر انسان کو کوئی پناہ نہ ہو تو دل کمزور ہونا جاتا ہے اور آخر وہ مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتا اور خودکشی کرنے پر آمادہ ہوتا بلکہ بہت سے

خدا کے گھر کی حفاظت جو انسان نہ کرے

اس میں اور

حیوان مطلق میں فرق کیا ہے

اکسیر خاں ... فایدے اور ... جدول سے مقابلہ اور ... شدہ ... ان کا اور غیر صاحبان ... سرکاری رپورٹوں سے مقابلہ ... (عہ)

رازِ ... ... الملت والدین امیر المومنین ... مملکت خداداد افغانستان ... گذشتہ وحال کی کتابوں ... کتابیں بھیجی نہ پڑیں (عصر) +

حضرات! آپ انسانی گھروں کی تعمیر اور مرمت میں روز و شب حیران و سرگرداں رہتے ہو مگر یہہ تو کہو جسم کا جو خدا کا گھر ہے آپ کو کس قدر فکر ہے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا ہے

انسان صنعتِ قدرت کا اک صندوق سربستہ ❊ ولیکن یہہ نہیں کھلتا کہ اسمیں بولتا کیا ہے؟

آپ کا جسم کلوں کا مخزن ہے۔ یہاں ہر ایک کل علیحدہ علیحدہ کام میں لگی ہوئی ہے کہیں کھانا معدے میں جا رہا ہے۔ کہیں خون سے فضلہ علیحدہ ہو رہا ہے کہیں دل گھڑی کے پینڈلم کی طرح چل رہا ہے اور کہیں دماغ تمام اعضاء جسم پر حکمرانی کر رہا ہے۔ اس کارخانہ کا انتظام کچھ اس قسم کا ہے کہ اگر ایک کل بھی بیکار ہو جاوے تو یہ گھر گر پڑتا ہے اسلئے

دانا لوگ جو عقل اور شعور رکھتے ہیں جس طرح سے

انسانی گھروں کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح خدا کے گھر کو بھی وبائی بیماریوں سے (جو آگ کا حکم رکھتی ہیں) بچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بڑے بڑے **کارخانوں میں ہر وقت آتش زنی سے بچنے کیلئے واٹر پمپ اور پانی سے بھرے ہوئے گھڑے موجود رکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح طاعون بکار خوفناک آگ ہے پس**

آتش طاعون

اکسیر شفا

کو بجھانے کے لئے **تریاق طاعون** ایجاد کیا ہے۔ اگر یہہ دوا آپ کے گھر میں (جو خدا نے آپکو عطا کیا ہے) موجود ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس خوفناک آگ کو بجھانے کا ذریعہ آپ کے پاس ہے جس سے فی الفور آگ فرو ہو جائیگی۔ ہزارہا سرٹیفکٹ موجود ہیں اور ہزاروں شیشیاں ہر مہینے میں باہر جاتی ہیں۔ اس سے ضعف دل کی جگہ تقویت دل حاصل ہوتی ہے۔ قے اور بخار اس سے رک جاتے ہیں ❊ **غریبوں** مسکینوں عاجزوں درماندوں اور مفلسوں کو للہ اور فی سبیل اللہ مفت اور اہل استطاعت و دنیاداروں سے اسکی لاگت فی شیشی (عہ) ۳ شیشی (ہما) چھ شیشی (صہ) درجن شیشی (ے) محصولڈاک بذمہ طلبگار مگر پیشگی آنا چاہئے

پتہ:۔ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور (موچی دروازہ)

اکسیر شفا یعنی تریاق طاعون دافعہ وبائے طاعون کی زہری اثر سے مریضاں صحت یافتہ کے سرٹیفکیٹ اور تاریں وغیرہ

(۱) جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری برمکان حکیم مولوی مرزا محمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی :- دوائے اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضوں مبتلائے طاعون کو دی۔ انہیں سے دو مریض جو فوراً مبتلائے مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی بعد ۱ منٹ کے اُن کا بخار تمام اُتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو دو روز سے مبتلائے بخار تھے اس دوا کے دیتے ہی پیاس کی شدت کم ہوگئی اور بخار میں بھی افاقہ ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اُترتا نہیں۔ مگر خدا کے فضل سے اور آپ کی اس دوائی کے پینے سے چار شخصوں کو فائدہ ہوا

ے

عجب اثر ہوتی ہے
دوائی آپ کی ہے بالکل نقش اسم اعظم ہے
کٹی کالی بلا کے مرض میں بھی مبتلا انساں کی
کرے تعریف کس منہ سے دوائی احمدی تیرا

دل بیمار سے بالکل کدورت دور ہوتی ہے
کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے
دیا جسکو وہیں اس سے بلا یہ دور ہوتی ہے
مثال اسم اعظم وہ خود مشہور ہوتی ہے

اب تمام دوا ختم ہوگئی ہے اور آپ کی ادویات کا شور بمبئی میں ہے مگر کیا کریں ہم یہاں اور آپ لاہور میں ہیں +

(۲) جناب ابراہیم بن عمر صاحب کوٹھی جان محمد اینڈ کمپنی بمبئی :- دوائی بلیگ کی کل سات عدد شیشی مجھے ملی ہیں۔ اس دوا کی نسبت اس قدر کہنا کافی ہے کہ قریب ۵ شیشیوں سے جن جن لوگوں کو دیگئی مرض مہلک سے وہ جانبر ہوگئے +۔ (۳) جناب محمد یوسف خاں صاحب مسجد بمبئی :- (ترجمہ چٹھی انگریزی) آپ کے عرق بیوبانک پلیگ نے جادو کا کام کیا ہے اور بمبئی میں بہت سی جانیں بچائی ہیں۔ اکثر بیمار اور تیمار دار اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ (۴) جناب سید سید عبدالرحمن خلف سید محی حسین قلعہ دار از مقام جزیرہ حبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی :- آپ کی ایجاد کردہ اکسیر شفاء مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام دیا ہے۔ (۵) منشی عبدالرحمن صاحب کوتل فروش بمبئی : مدن پورہ برمکان عبدالکریم نمبر ۲۰۹ :- جس دن سے آپکی ادویات آئیں جسکو دیں فوراً خدا نے صحت بخشدی۔ (۶) نور محمد صاحب شہر بمبئی چھوٹا سونا پور۔ محلہ پارسی کی تیسری چال :- بہت سی جگہ بمبئی میں آپ کی مرسلہ دوائی آئی اس سے بہت سے لوگ اچھے ہوگئے (۷) دھنپت رائے کلرک ڈسٹرکٹ لوکل فنس کراچی :- دوائی طاعون یا دافعہ گانٹھ بخار نے بمبئی اور کراچی میں بہت ہی فائدہ دکھایا ہے +

(۸) سیٹھ انسے ولی بندہ بھاوستے آف کمرشل کمپاڑی شہر کراچی۔ آپ نے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑوں شفا پاچکے اور پاتے جاتے ہیں بس مجھے اس تجربہ نے مجبور کردیا کہ میں بھی آپ کی تکلیف کا باعث ہوں۔ چونکہ میرے ڈیپارٹمنٹ میں کئی آدمی اس بلا میں مبتلا ہیں۔ مہربانی فرماکر بذریعہ کارڈ بتا یئے دوائی بطور ہمدردی روانہ فرماکر داخل ثواب ہوں۔ (۹) جناب منشی گیان چند صاحب از کراچی لوکل فنڈ ڈیپارٹمنٹ کین شاپ :- آپ صاحب کی دوائی کراچی میں تمام لوگوں کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔ سب خورد وکلاں آپ صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ (۱۰) جناب صوبہ وار حسن صاحب سینٹر کراچی رامباغ گاڑی احاطہ : عرق طاعون دو تین مریضوں کو دیا گیا بحکم شافی مطلق شفایاب ہوگئے (۱۱) جناب غلام احمد صاحب ڈاکٹر بمبئی :- عرض یہ ہے کہ آپ کی دوائی اکسیر شفا پُر اثر نے اس موذی مرض (طاعون) پر انشاءاللہ الا کرالله تعالٰے کو معلوم ہے جس شخص کو دیگئی اُسکو شفا حاصل ہوئی۔ (۱۲) جناب دین محمد صاحب ہیڈ مستانی از کراچی :- امید ہے کہ براہ عنایت عند اللہ وعند الرسول ایک شیشی دوائی طاعون سے فدوی مرحمت فرماویں چنانچہ اس فی سبیل اللہ دوائی سے کتنے مریضوں کو شفا حاصل ہوئی۔ (۱۳) جناب مخدوم مظفرالدین صاحب صدیقی کلارک آفس ڈپٹی سنٹری کمشنر صاحب بہادر کراچی :- آپ کی دوائی سے بہتوں کو فائدہ مند ہوئی۔ (۱۴) جناب علی محمد صاحب سیڈ منشی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی :- واضح ہو کہ آپ نے پیشتر بندہ کو عرق طاعون میاں محمود کے ذریعہ بھیجا تھا اس عرق نے بالکل خوب فائدہ کیا۔ (۱۵) جناب محمد عبدالقادر صاحب از پولیس لائن جمعدار کراچی :- آپ کی بیوبانک ڈراپ یادہ دوائی

جو چھوٹی سی شیشی میں بنی آئی تھی اکثروں کو مفید پڑی ہے +

(۱۶) جناب محمد علی صاحب خانساماں بنگلہ سرجن کپتان ایچ۔ سی ای۔ آرمن صاحب ڈاکٹر بہادر :- آپ کی دوا بخش منحوس طاعون کے بیماروں کو دیا۔ اور اُن کو شفا ہوئی۔ آپ کو دعا دیتے ہیں +

(۱۷) جناب عبدالرزاق شاہ صاحب ولد نعمت اللہ صاحب نقشبندی متصل نارئیل باڑی دیا ئڈ ساسن شہر بمبئی :- عرض یہ ہے کہ آپکی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی میں بہت لوگوں کو اللہ تعالٰے نے صحت بخشی اور بچشم خود دیکھتا ہوں کہ جس وقت مریض کو دوا پلایا فوراً ہوش آگیا مرض جاتا رہا + (۱۸) جناب پریتم داس حکومت رائے صاحبان میونسپل کمشنر حیدرآباد سندھ :- آپ کی دوائی اکسیر شفا جو یہاں چند اشخاص نے منگوائی تھی اس سے صحت یاب ہوئے +

(۱۹) جناب ہاشم بھائی حبیب بھائی فاکلینڈ روڈ بمبئی :- میرے ہاتھ آپکی دوائی بیوبانک پلیگ کی صرف ۲ یا ۳ شیشیاں لگیں جنہیں غریب محتاج بیماروں کو پلائیں جتنوں کو دیں سب کے سب اچھے ہوگئے۔ (۲۰) جناب عبداللہ بخش کھلا بندر کراچی :- تین بوتل دوائی طاعون مریضوں کو تقسیم کی گئی فائدہ مند ثابت ہوئی +

(۲۱) جناب محمد خاں صاحب مدرس جزیرہ حبشان بورڈو :- ۳ شیشی دوائی طاعون مریضوں کو دیگئی فائدہ مند نکلی۔ (۲۲) جناب عبدالحمید ڈرائنگ مین کارخانہ جی آئی پی ریلوے بمبئی :- آپکی دوائی اکسیر شفا یعنی بیوبانک پلیگ بہت آدمیوں کو مفید ہوئی (۲۳) جناب منشی سکندر خاں صاحب مقام نارائن گنج متصل برہان الدین شاہ پیر دو شیشی عرق طاعون ارسال کریں پہلی سے شفا ہوئی +

(۲۴) جناب منشی قلندر خاں صاحب ہوش آرسے۔ انڈر۔ ایم۔ آئی کمپ ہوسکوٹ بنگلور :- آپ کے مرسلہ عرق طاعون کے استعمال سے بہت مریضوں کو شفا ہوچکی ہے۔ (۲۵) جناب غلام حسین صاحب از متنا میسور :- آپ کی بھیجی ہوئی اکسیر شفا سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ (۲۶) جناب ڈاکٹر سعداللہ خاں صاحب رفیس نمبر ۹ عرق طاعون مفید و زود اثر دوا ہے (۲۷) جناب قاضی محمد سلیمان صاحب تماور :- بیاسی کال کے ایجنٹ گوند گرام سامی صاحب کو ایک شیشی عرق طاعون ارسال فرماویں۔ آپکی پہلی شیشیوں نے بہت اثر کیا ہے (۲۸) جناب عبداللطیف صاحب مدراس ریلوے پولیس بورنگ پیٹھ :- آپ کے عرق طاعون سے بڑا فائدہ ہوا ہے (۲۹) جناب ابراہیم صاحب بورنگ پیٹھ محال الدار :- آپکے کی شیشیوں سے بہت فائدہ ہوا۔ (۳۰) جناب محمد حیات بادشاہ چند پیٹ ارکاٹ :- میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے دو روز میں آپکے عرق طاعون سے صحت یاب ہوئی (۳۱) جناب شیخ عبدالحمید معرفت عبدالقیوم صاحب کونسٹنٹ فدی سٹی میونسپلٹی ہنگلور :- دوائی طاعون بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرماویں +

(۳۲) جناب قلندر حسین صاحب آرسے ایم۔ او ہوسکوٹ بنگلور :- سابقہ عرق طاعون سے آرام ہوا۔ (۳۳) جناب حکیم درویش سید خاکی شاہ صاحب پیٹن بتی گلال درزی لالجی دودھ والے کے اوپر بھلا مایوسکے سامنے (بمبئی) :- آپ سے جس قدر دوائی منگوائی وہ از حد نایاب شے۔ تعریف بندہ نہیں کرسکتا +

(۳۴) سرکار جلالت آثار جناب نواب آقا محمد خاں صاحب بہادر کاظمین علاقہ ہندوستان بدست سید منشی نوبخت

آپ کی ایجاد کردہ دوائی طاعون مفید ہے (۳۵) جناب غلام مصطفٰے صاحب درزی بیجاپور دکن شاہ پور دروازہ :- آپ کا بنایا ہوا عرق دافعہ طاعون بڑا مفید ہے (۳۶) جناب محی الدین خاں احمد سیٹھ جنرل بازار میسور :- آپ کی دوا اکسیر شفا دافعہ مرض طاعون بڑی مفید ہے (۳۷) جناب عبدالحفیظ صاحب معرفت عبدالرحیم صاحب بورنگ پیٹھ :- آپ کی ایجاد کردہ عرق طاعون کے استعمال سے لوگوں نے شفا پائی۔ (۳۸) جناب عبدالکریم احمد صاحب سیٹ خوشحال از میسور لشکر محلہ جنرل بازار :- آیا دنانک میشن میں کہاں تک فوائد ہیں میں کیا بیان کروں۔ (۳۹) جناب محمد یوسف خاں صاحب معرفت مسٹر زرجیٹ ڈسن بمبئی :- آپ کی ارسال کردہ دوائی سے پانچ آدمی تندرست ہوگئے اور دو بے احتیاطی سے شکار اجل ہوئے (۴۰) جناب علی محمد صاحب ہیڈ منشی پولیس کراچی :- آپ کے عرق طاعون نے کلی فائدہ دیا۔ (۴۱) جناب قلندر حسین صاحب آرسے ایم۔ او ہوسکوٹ :- آپ کا عرق طاعون کئی بیماروں پر آزمایا گیا ہے خدا کے فضل سے اچھے ہوگئے۔ کسی ڈاکٹر کی دوا فائدہ نہیں کرتی تھی آپ کے شہرۂ مسیحائی کا ڈنکہ بج رہا ہے۔ (۴۲) جناب بہادر صاحب معرفت غلام حسین صاحب مسجد باڑو جنرل بازار ہوسکوٹ :- آپ کی دوا عرق طاعون سے بیماروں کو شفا ہوئی ہے جو آپ کے حق میں دعائے خیر کررہے ہیں (۴۳) جناب حکیم محمد یوسف صاحب تملکوری ریاست میسور :- آپ کے عرق طاعون کی ایک شیشی ایک ڈاکٹر نے امتحاناً مجھ سے مانگی اور تین بیماروں پر تجربہ کیا گیا دو بیمار بدرجہ صحت پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب میسور گورنمنٹ کو اطلاع دیتے ہیں کہ عرق مذکور خرید کر ریاست میسور میں تقسیم کردیں۔ طاعون کے بیمار شفا حاصل کریں گے۔ (۴۴) جناب جمال الدین صاحب بنگی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مقام گنگا نوالی :- سرمارواڑ۔ آپ کا عرق بہت لوگوں کو دیا گیا مفید ہوا (۴۵) جناب سید محمد یونس صاحب سینٹر رامباغ گاڑی خانہ کراچی :- آپکے ایجاد کردہ عرق طاعون سے دو مریض بحکم شافی مطلق شفایاب ہوئے (۴۶) جناب دین محمد صاحب ہندوستانی کارکن دوکان معرفت محمد یوسف صاحب کتب فروش کراچی :- آپ کی فی سبیل اللہ دوائی سے بہت سے مریضوں کو شفا حاصل ہوئی (۴۷) جناب سید محمد ولد سید ابراہیم صاحب مدرس جزیرہ حبشان پوسٹ مورود جنجیرہ ضلع علی باغ :- آپ کی دوائی خوب ثابت ہوئی سب منتظران چشم براہ ہیں اور آپکے لئے دعا گو ہیں (۴۸) جناب منشی عبدالرحمن صاحب کوتل فروش برمکان عبدالکریم نمبر ۲۰۹ رانیور شہر بمبئی :- جس وقت کہ یہاں بیماری پھیلی ہوئی تھی حیرانی و پریشانی پھیل رہی تھی۔ لیکن جب سے آپ کی دوا کا استعمال ہوا ہے خدا نے فوراً شفا عنایت فرمائی ہے (۴۹) سیٹھ آرائیں دوسہ بھائی گورنمنٹ کنٹریکٹر کراچی :- کئی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی ایجاد کردہ دوا دافعہ طاعون سے سینکڑوں شفا پاچکے ہیں اور پارہے ہیں (۵۰) جناب شیخ رحمٰن استاد مدرسہ نور سفر آبادی محلہ بمبئی :- آپکی دوائی دافعہ طاعون سے کئی مریض شفایاب ہوئے ہیں (۵۱) جناب لہورائے گنپت رائے جمعدار بالاسور ضلع سورت :- ایک شیشی دوائی دافعہ طاعون ارسال کریں کیونکہ یہ بڑی مجرب ہے (۵۲) جناب غلام نبی صاحب مینیجر وکٹوریہ پریس کراچی :- آپ کے اس بڑے فیض سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا ہے (۵۳) جناب محمد علیخاں صاحب بر بنگلہ ڈاکٹر کپتان ایچ سی ایل آرمن صاحب کراچی :- آپ نے جو دوائی مجھے بھیجی تھی وہ کئی بیماروں کو کئی جگہ پڑی جنہوں نے شفا پائی (۵۵) مخدوم مظفرالدین صاحب کلارک ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر از کراچی آپ کی دوا طاعون سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا ہے (۵۶) جناب نور محمد صاحب سیٹھ چھوٹا سونا پور محلہ فارسی کی تیسری چال شہر کراچی :- آپ کی دوا سے جو بمبئی میں پہنچی ہے بہت سے بیماروں کو فائدہ حاصل ہوا ہے۔ (۵۷) جناب عبدالغنی صاحب نزد عیدگاہ میونسپل انسپکٹر کراچی :- آپ کی دوا جن لوگوں کو آئی اُن میں سے اکثر لوگوں نے شفا پائی (۵۸) جناب محمد علی صاحب ٹیلر معرفت کپتان صاحب سرجن بمبئی کلب :- آپ کے عرق دافعہ طاعون سے ۴ آدمی شفایاب ہوئے ہیں (۵۹) جناب عبدالبسیط صاحب معرفت سیکنڈ مجسٹریٹ موہن روڈ بنگلور :- آپ کی دوا سے بہت سے مریض شفایاب ہوئے۔ (۶۰) جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از مقام بورنگ پیٹھ :- آپ کی دوا اکسیر شفا میں خدا کے فضل وکرم سے بیشک فائدہ ہے جب پہلے پہل بیماروں کو درد سر اور بخار کی حالت میں دوا دیجاتی ہے تو خدا

پتہ :- حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکماء ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کے فضل سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔ ایک بیمار کو حالت در سرسخت بخار اور ہذیان میں یہ دوا دی خدا کے فضل سے ۲ شیشی کے استعمال سے تندرست ہو گیا (۶۱) جناب عبدالرحیم صاحب کنٹریکٹر بورنگ بیٹھے خداوند کریم نے آپ کی دوا اور دعا دونوں میں اثر بخشا ہے جن جن بیماروں کو آپ کی دوا از طاعون دیگئی صحت پاکر آپ کو دعا دیتے ہیں (۶۲) جناب محمد علی صاحب چپڑاسی ڈپٹی ڈسٹرکٹ کمشنر ارنن صاحب از کراچی کیمپ :- آپ کی ارسال شدہ دوائی سے کئی آدمیوں کو فایدہ ہوا ہے (۶۳) آدم ولد عرفی خیاط :- آپ کی دوا نے بہت فایدہ کیا (۶۴) جناب دوانگر محمد صاحب معرفت مکن جی کمپنی اینڈ کو شہر کراچی :- آپ کی دوا جس وقت حد درکراچی میں پہنچی بہت سے غربا کو فائدہ حاصل ہوا (۶۵) جناب سید دستگیر صاحب زمیندار ہوسکوٹہ :- آپکی دوائی جس وقت مجھے ملی ایک بیمار طاعون درحالت نزع تھا بیہوشی لرزہ آتا تھا اور قسم قسم کی تکلیفات میں مبتلا تھا جس وقت دوائی پلائی گئی دو تین خوراک کے استعمال سے اچھا ہوا۔ ایک اور راجپوت عمر ۵۰ سال جسکے خاندان کا خاتمہ طاعون سے ہوا تھا طاعون میں مبتلا ہوا اور مجھے بلایا میں نے اسکو آپ کی دوائی دی جس سے وہ بفضل شافی مطلق جلد تندرست ہو گیا۔ (۶۶) جناب منشی عبدالعزیز صاحب ڈاکن جیمز از ری نیو سٹار کمپنی کراچی :- آپ کی دوا سے بہت مریض چنگے ہوئے (۶۷) بخشی گیان چند صاحب لوکو ڈیپارٹمنٹ :- آپکی دوائی ہم لوگوں کو فایدہ پہنچا رہی ہے سب خورد و کلاں آپ کو دعا دیتے ہیں (۶۸) جناب حاجی عبداللہ صاحب سالٹ انسپکٹر سٹیشن بردر کلاں کراچی :- آپ نے جو ایک شیشی دوائی طاعون ارسال کی تھی وہ ایک بیمار پر استعمال کی گئی جس کو کلی فایدہ ہوا۔ (۶۹) جناب محمد صادق صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ مچھی مارکیٹ کراچی :- مولینا مولوی محمد عبداللہ کو جو دوائی طاعون بھیجی تھی وہ فرماتے ہیں کہ یہی دوائی بیشک اس مرض مہلک کے واسطے کافی ہے (۷۰) جناب محمد عبدالقادر صاحب پولیس لائن کراچی :- آپ کی دوائی مفید ہے (۷۱) جناب او سیری نو اساپلے مرچنٹ کنٹونمنٹ بنگلور :- میرے ایک دوست نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عجیب دوائی سے ہزاروں مریض شفایاب ہو گئے (۷۲) جناب عبدالرحیم صاحب کنٹریکٹر بورنگ بیٹھے :- آپ کی دوا دو بیماروں کو دیگئی وہ دونوں بفضل خدا تندرست ہو گئے۔ (۷۳) جناب عبدالوحید صاحب سوکن ویڈ مینٹ جان مال بنگلور :- میں نے تیس بیماروں پر آپکی دوائی طاعون دی جو بالکل صحت یاب ہوئے (۷۴) جناب محمد علیشاہ صاحب خانساماں ملازم ڈاکٹر آبرنم صاحب ڈپٹی سنیٹری کمشنر کراچی جب میں بمبئی میں تھا تو آپ نے مجھے دوائی روانہ کی تھی اور اس دوا سے چالیس آدمی تندرست ہوئے تھے آپ کے حق میں پانچ وقت نماز پڑھکر دعا کرتا ہوں (۷۵) جناب راج محمد ڈپٹی ستارا سی نو ڈرا ٹو منٹ آفس سیٹم پورٹ ڈبلیو ریلوے گجرات :- یہاں طاعون سے غربا بکثرت اجل کا شکار ہو رہے ہیں میں نے سنا ہے کہ آپکی دوائی نے بمبئی میں مسیحائی کا اثر دکھایا ہے۔ (۷۶) جناب محمد یوسف خاں صاحب معرفت رجرڈ سن اور کروڈس (بمبئی) :- آپکی ارسال شدہ دوائی سے سات بیمار تندرست ہو گئے (۷۷) جناب علی محمد صاحب ہیڈ منشی سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی :- یہاں ان دنوں اس مرض منحوس نے دانہ پیلا اچھا دیا ہے اور لوگوں کا حال بہت قابل افسوس ہے کوئی علاج بھی اب تک نہیں پایا جاتا بہت ناامیدی و حسرت علاج میں مرے جاتے ہیں۔ آنجناب کی ایجاد کردہ دوائی کی بہت تعریف سنی ہے عوام میں خوشی کی دھوم مچگئی ہے۔ (۷۸) جناب عبدالرحمٰن صاحب ابن غلام حسین صاحب محلہ سونا پور سنار سی کی چال دوسرا بھائیک بمبئی :- آپ کی دوائی طاعون از حد مجرب ہے۔ (۷۹) فقیر عبداللہ ابن محمد قاسم صاحب الوری محرر ڈاک جنجیرہ ضلع قلابہ (بمبئی) :- آپکی دوائی طاعون سے میرے ایک محب کو پورا فائدہ ہوا۔ (۸۰) شیخ اسمعیل عرف میاں بھنو مفرقا کلینڈر روڈ القشلین شیخ مہمو صاحب کی در دوئی شہر بمبئی :- جناب منشی حسام الدین صاحب اڈیٹر اخبار کشف الحقایق بمبئی نے ایک شیشی دوائی طاعون عنایت فرمائی دو تین مریضوں کو دی جس سے مرض میں بہت تخفیف ہوئی (۸۱) جناب غلام احمد صاحب ڈاکٹر اسسٹنٹ بمبئی :- آپ کی دوا جس شخص کو دی شفا ہو دیتی (۸۲) جناب بابو دھنپت رائے صاحب ڈاکٹر آفس کراچی :- آپ کی فیاضی نے بہت سے کراچی کے بندگان خدا کو موت کے پنجے سے چھڑا کر ان کو آپ کا ممنون احسان کیا ہے۔ آپ نے وہ کام کیا جو قابل تعریف ہے۔ (۸۳) جناب بابو سر محمد صاحب کلرک پوسٹ آفس کراچی :- آپ نے جو عرق طاعون محمد حسن کلرک کو روانہ فرمایا تھا بہت سے لوگوں کی زندگی کا بانی کا موجب ہوا۔ (۸۴) جناب قاضی اولاد علی صاحب ایم- اے کلرک ڈسٹرکٹ کراچی :- آپ کی ایجاد کردہ دوائی طاعون عجیب شے ہے جسکی شہرت عام پھیلگئی ہے (۸۵) جناب ابراہیم بن عمر معرفت میاں جان محمد نمبر ۲۰ منڈن اسٹریٹ بمبئی :- جو آپ نے محسوسات عدد شیشی عنایت فرمائی ہیں وہ قریباً بیس مریضوں کو دی گئیں جن میں سے ۱۵ آدمی بالکل صحت یاب ہوئے۔ (۸۶) جناب عبدالرزاق شاہ صاحب ولد نعمت اللہ شاہ صاحب واقع ساسن کی ریشم کی گون محلہ نادر بالا ٹی شہر بمبئی :- بچشم خود دیکھتا ہوں کہ جس وقت آپ کی دوائی مریض کو پلائی وہ ہوش میں آگیا اور مرض جاتا رہا۔ (۸۷) جناب محمد یوسف خاں صاحب ٹوسپیچنگ کلرک ہیڈ آفس میسرز رچرڈسن کروڈس بمبئی :- آپ کی دوا نے بہت سی جانیں بچالی ہیں میرے بہت سے دوست اسکی تعریف کرتے ہیں (۸۸) جناب ابراہیم صاحب نعلبند معرفت تہمتن جی سیٹھ دار دوا الصدر بازار کراچی چھاونی :- آپ کی دوا نے بہت لوگوں کو فایدہ پہنچایا ہے (۸۹) جناب کرشن داس پدن داس جی اچی گورنمنٹ سٹیمپ وینڈر سورت کیمپ مقام سورت :- آپ کا عرق درحقیقت تعریف کے قابل ہے میں نے ایک بوتل ایک دوست سے لیکر دو بیماروں پر استعمال کی جن کو کلی فایدہ ہوا۔ (۹۰) جناب سیدی حسن سیدی محمد عیدروسی مستقبل روضہ مرحوم نواب سیدی ابراہیم مقام جزیرہ حبشان :- آپ کی ایجاد کردہ دوائی سے اکثر کو منفعت ہوئی ہے (۹۱) جناب الیشر داس صاحب این- ایم معرفت مسٹر کھیم چند لیگ کلرک کراچی کنٹونمنٹ :- آپ کی اس دوائی نے بڑا اثر دکھلایا ہے۔ (۹۲) جناب ہاشم بھائی حبیب بھائی فاکلینڈ روڈ شہر بمبئی :- آپکی دوا سے بیماروں کو بہت فایدہ ہوا ہے (۹۳) جناب عبدالرحمٰن صاحب شریف مقام پیٹھور ضلع بنگلور :- آپکی نوازش کا جہان ممنون و مشکور ہو رہا ہے ہر طرف آپ کے احسان کی دھوم مچی ہے خداوند کریم آپ کا سایہ عاطفت دایم و قایم رکھے۔ (۹۴) میاں محمد علی صاحب پی نستی ڈاکٹر ڈربن صاحب کراچی :- ہزاروں آدمی آپکی دوا سے فیضیاب ہوئے۔ (۹۵) جناب اوڈونی پرتیم داس حکمائی میونسپل کمیٹی حیدرآباد سندھ :- آپ کے عرق طاعون کی تعریف سنکر ڈاکٹر نے مشاہدہ کیا اس نے بھی تعریف کی (۹۶) جناب ابوبکر مولانا معرفت مسٹر ہیرالال صاحب ملا دروازہ کرجا کورٹ بمبئی :- آپکے عرق کی ایک بوتل میں نے ایک دوست سے حاصل کر کے ایک مریض پر آزمائی جسکو پورا فایدہ ہوا۔ (۹۷) جناب عبدالرحیم صاحب معرفت مجسٹریٹ صاحب درجہ دوم سوحین روڈ بنگلور :- آپ کی دوائی نے کئی آدمیوں کی زندگی بچالی۔ لوگ پلیگ کیمپ میں جانے سے گھر مرجانا ہی پسند کرتے ہیں ان کو یہ دوا برابر دیرہا ہوں اور وہ شفایاب ہو رہے ہیں (۹۸) جناب سید غلام دستگیر صاحب زمیندار ہوسکوٹہ :- آپکی دوا نے بہت لوگوں کو خدا کے فضل سے طاعون سے بچایا ہے (۹۹) جناب سید محمد اسمعیل صاحب وکیل عدالت بانکے پور محلہ مراد پور سبزی باغ :- آپ کی دوائی مریضوں پر آزمانے سے مفید ثابت ہوئی (۱۰۰) سرن سنگھ صاحب وکیل عدالت دیوانی موضع کو نہاؤاں ڈاکخانہ الیسٹ انڈین ریلوے :- آپ کی دوا اکسیر شفا چار مریضوں پر آزمائی گئی تین زندہ سلامت ہیں۔ ایک مرگیا دوا ختم نہ ہوتی تو اور دیتا۔ (۱۰۱) جناب سید وارث حسین صاحب دائرہ شاہ محبت اللہ شاہ صاحب الہ آباد :- آپ کی دوا نے بہت نفع بخشا۔ روز تقسیم کرتا ہوں۔ تخمیناً بارہ آدمیوں نے آجتک صحت پائی ایک مرگیا۔ آپ کا نام دوائی کیا ہے آب حیات یا آب نفا ہے۔ (۱۰۲) جناب باقر حسین صاحب ناظر کلکٹری الہ آباد :- آپ کی مرسلہ دوائی تین مریضوں کو دی تینوں تندرست ہو گئے (۱۰۳) جناب لالہ مرلارام صاحب سکنڈ ماسٹر مڈل سکول ضلع انبالہ :- بیشک کی دوائی مریضوں کو دیگئی بہت فایدہ ہوا- (۱۰۴) جناب محمد ابراہیم صاحب سارجنٹ موڈنڈہ ضلع انبالہ :- آپ کی اکسیر شفا بیشک اکسیر ہے۔ (۱۰۵) جناب شیخ نیاز علی صاحب موضع گمرسی ضلع الہ آباد :- آپ کی مسیحائی اثر اکسیر شفا سے الہ آباد میں اکثر مریضان طاعون شفایاب ہوئے (۱۰۶) جناب بیبی پرشاد صاحب ہیڈ کلرک منشی کچہری الہ آباد :- دوائی سے کامل فایدہ ہوا +

(۱۰۷) جناب کالکا پرشاد صاحب نائب صدر و اصلباتی نویس کچہری کلکٹری الہ آباد :- آپکی دوائی دو مریضوں کو بطور تجربہ دیگئی دونو بحکم خدا صحت پا گئے (۱۰۸) دھنون برسکان مرزا آغا بیگ صاحب سب انسپکٹر پنشن یافتہ موضع بیگم سرائے ضلع الہ آباد :- جو دوا آپکے یہاں سے چھوٹو عطار اللہ نے منگائی اس سے بہت مریضوں کو فایدہ ہوا ہے۔ (۱۰۹) حکیم غلام نبی صاحب متصل بیرانی منڈی ریاست جموں حویلی درگاہ سنگھ ابیات بہار سلامت زبلا ازمن +
ہمدم وہم پیشہ وہمنام من + ہست فلاطون و مسیح النفس + شد
بمریضاں چو شفا دادرس + این زنو اکسیر شفا در رسید + مژدہ
بلال را چہ روان در دمید + ہر کہ از اکسیر شفا یاب شد + رنگ
رخ زرد چو عناب شد + لیک ہمہ صرف بیک ہفتہ گذشت +
بار بعطا ساز ہمین ہفت و ہشت + گر شدے بازار بلا یک است و تیر +
رونق جموں بشکستہ این عسس + از گرہ خویش کنم شہد صرف + عرق
زفیض تو درین نیست صرف + من بطفیل تو شدم فیض بخش +
تو لقبت ساختہ در جودرخش + (۱۱۰) جناب محمد احمد خاں صاحب اسسٹنٹ گورنمنٹ رپورٹر اخبارات الہ آباد :- طاعونی دوا نے بہت اچھا اثر کیا ہے اور طاعونی مقامات کو بہت کچھ فایدہ پہنچا رہا ہے جزاک اللہ (۱۱۱) جناب سید واکر حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ محلہ چک الہ آباد :- واقعی آپ کی دوا نہایت مفید اور شفا بخش ثابت ہوئی جن لوگوں نے بحالت ابتدائی مرض اسکا استعمال شروع کیا وہ بچگئے اور ان کو بفضلہ صحت ہوئی (۱۱۲) جناب بابو مہر سنگھ صاحب تار بابو جموں :- خدا آپ کا اقبال
کرے۔ دوائی فرستادہ جناب پہنچی۔ ترنج ہیرے آپ شد
بائیں ران پر گلٹی ہوگئی تھی اور سخت درد میں مبتلا
اسکے حوالے کی گئی تین خوراک دوائی دیگئی درد سے انکا
کہ کلی آرام ہو جاویگا (۱۱۳) جناب لالہ چاند کا پیو
عیسٰی پور (جونپور) :- آپ کی دوائی اس مرض
کے لئے بیشک اکسیر ہے (۱۱۴) جناب رحیم بخش
شکر گڑھ (گورداسپور) :- جن مریضوں کو آپکی دوا
ہوئے (۱۱۵) جناب کھیم سنگھ صاحب نمبردار
آپ کی دوائی ایک عورت کو دیگئی صحتیاب ہوئی
ارور سنگھ و شہنا سنگھ دفعدار للیانی ضلع لاہور
کو آپ کی دوائی دیگئی صحتیاب ہوئے (۱۱۷) جناب
صاحب داتی مانہ رہتاس ضلع آگرہ :- اکسیر شفا واقعی اکسیر
چار مریض بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہوئے (۱۱۸) جناب
وحید صاحب سب رجسٹرار نوبت پور ضلع پٹنہ :- اکسیر شفا سے
لوگوں کو فایدہ کثیر ہوا۔ (۱۱۹) جناب رام کشن لال صاحب مختار فوجداری بانکے پور :- آپکی دوائی طاعون سے بہت سے لوگ صحت یاب ہوئے۔ (۱۲۰) جناب محمد مجید صاحب نوبت پور پٹنہ :- آپکی دوائی مریضان طاعون کو دی صحتیاب ہوئے (۱۲۱) جناب شیخ علی صاحب جزیرہ حبشان :- آپکی دوا اکسیر شفا دافع طاعون بہت فایدہ مند ہے (۱۲۲) رام کشن لعل مختار فوجداری بانکے پور (پٹنہ) :- آپکی دوائی طاعون دس مریضوں کو دی بخار ٹوٹ گیا گلٹی میں بہت تخفیف و درد ہے اور سب کو امید صحت ہے (۱۲۳) جناب سید عمر حسین صاحب (حبشان) دو شیشی دوائی طاعون سے چار مریض شفایاب ہوئے (۱۲۴) ہرنگی سیاہو صاحب محلہ نالبلاغ شیخو پورہ (مونگیر) :- آپکی دوا سے بہت لوگ اچھے ہوئے (۱۲۵) جناب مولوی سید محمد یوسف صاحب از ریلوے سٹیشن جموی :- اکسیر شفا کو از حد مفید پایا۔ (۱۲۶) جناب برکھ چندر سین اجوترہ سوجیت گڑھ ڈاکخانہ رنبیر سنگھ پورہ ریاست جموں :- جہاں تک میں نے دیکھا ہے آیا دوائی طاعون کو اکسیر پایا اسی طرح تما آپ کو اس فیاضی کا اجر عظیم دیگا واقعی یہ ایک اعلٰے فرض ہے آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے جو کسی فرد بشر کا کام ہے (۱۲۷) جناب حکیم سید مرتضٰی عنایت حسین صاحب پھلواری قادری (پٹنہ) :- قریباً چار صد بیماران طاعون بحکم خدا میرے ہاتھوں سے آپ کی دوا اکسیر شفا سے شفایاب ہوئے۔ افسوس کہ قبل میں رجسٹر مریضان کا انتظام نہ تھا بعد آنے حکم جناب والا کے ہم نے رجسٹر شروع کیا ہے +

مستنا ہے
تنا کیا ہی؟
خون سی فضلہ علیحدہ ہوتا ہے
گھر گر پڑتا ہی اسلئے

ستان
کتابوں
(عص) +
طب

پتہ :- حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکماء ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور (موچی دروازہ)

عارضہ پلیگ کا علاج اس طرح کرتے تھے جو مجھے گذارش کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسی کو عارضہ پلیگ کا شروع ہوا تو فوراً اکسیر شفا استعمال کی گئی اور گلٹی پر جونک یا کھربا لگایا گیا اور مطابق آپکے رسالہ "حرز طاعون" اور "طاعون اور اسکا علاج" میں جو آپنے تحریر فرمایا ہے تعمیل کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے بیماران کو صحت عطا فرمائی ؂

اسماء مندرجہ ذیل ہیں

(۱) تقی محمد حیات ساکن دیرانی ٹولہ (۲) ظہور الدین خیاط (۳) مسماۃ جنود ھیا دھ ساکن چوہٹہ مراد پور (۴) مسماۃ دولتیا محلہ سبزی باغ (۵) حسن رضا محلہ مراد پور (۶) عنایت الدین محلہ دریا پور (۷) شیخ نبی بخش محلہ سبزی باغ (۸) تیا دوسادین محلہ سبزی باغ (۹) شیخ رحیم بخش محلہ مراد پور (۱۰) کبیر الدین سید احسان صاحب مختار محلہ باقر گنج (۱۱) مندر اج حجام باقر گنج (۱۲) مسماۃ اطورما محلہ مراد پور (۱۳) سکندری محلہ راجا پور (۱۴) مسماۃ سودیریا محلہ راجا پور جمال الدین پشمینہ فروش (پنجاب)۔ (۱۶) داہو ساکن چوہٹہ (۱۷) منسی محلہ کالا ٹولہ (۱۸) گو ہرنی بند ساکن جھجرہ (۱۹) الیس کہار محلہ سبزی باغ (۲۰) محرر مسٹر نجم الہدےٰ صاحب بیرسٹرایٹ لا (۲۱) دسین جھول ملازم مسٹر حسین امام صاحب بیرسٹرایٹ لا (۲۲) بیخ دفتر لونڈ ملا ساکن چکارب (۲۳) پتیت گوالہ محلہ باقر گنج (۲۴) سکھدیو سید کی کہار یالم پور (۲۵) بیرناگ گوالہ جھجرہ مین پوری (۲۶) مطلوب حسین ساکن بہوانی (۲۷) ڈومہ دو سلیمہ جھجرہ مین پوری (۲۸) خفتا دو سلیمہ سنہنا کا بیٹی ہوسہ دو سلیمہ جھجرہ مین پوری (۲۹) شیو نانک ملازم مسٹر نجم الہدےٰ سے وہ جانبر ہوئے بیرسٹرایٹ لا (۳۰) مالی کپور محلہ دریا پور (۳۱) کی جھمو ساکن گلی بمبئی (۳۲) ترجیہ بیتیا ساکن کالا ٹولہ (۳۳) مہندری ساکن کالا ٹولہ جادو کا کام کیا ہے (۳۴) ساکن کالا ٹولہ (۳۵) چھو ٹورام باسی باقر گنج اور تیار اسکی تھی کوچیان محلہ باقر گنج (۳۷) اہلیہ نور چشم سد ہو ساہو عبد الرحمن خلف سید رنگ گوالہ دریا پور محلہ مرگیا (۳۹) سکھدیو سنگھ متصل بمبئی (۴۰) محمد عبد اللطیف مختار مرگیا (۴۱) رام دہک واقعی اکسیر کا کام دیا ہے (۴۲) چنتو جینتہ سبزی باغ (۴۳) مسماۃ گلابو بمبئی: مدن کوسہ مرگیا (۴۴) بانکی ناتھ گوپال زرگر محلہ باقر گنج (۴۵) عمرلی بانیہ آئیش جسکو دیں فوراً گنج (۴۶) دوار کا گوالہ جھجرہ مین پوری (۴۷) رام کنور شہر بمبئی چھوٹا سوداگری فروش محلہ باقر گنج (۴۸) دوکہو باسی دریا پور محلہ بمبئی میں آپ کہ سد ہو دریا پور محلہ (۵۰) محمد اسمعیل سبزی باغ ؂

(۱۳۸) حضرت جناب عبد الحق صاحب محرر (سرہند) :۔ آپ کی دوائی کا بادافعہ گلٹی مریضوں پر استعمال کرایا گیا عمدہ اثر ہوا (۱۳۹) قاضی عبد الحکیم صاحب جلال پور جٹاں سیالکوٹ :۔ آپ کی اکسیر شفا سے بہت لوگوں کو شفا حاصل ہوئی (۱۴۰) جناب پر تھی سنگھ صاحب نائب تحصیلدار متعینہ پلیگ ڈیوٹی رتن گڈھ (انبالہ)۔ دو شیشی پہنچی۔ دو تین آدمیوں کو متصل موضع سوانڈہ تحصیل روپڑ میں اور ایک آدمی کو موضع موسونڈہ میں کہی اور مریضان طاعون کو دیگئیں خدا کی قدرت سے سب شفایاب ہوئے فقط ایک آدمی جس نے باقاعدہ دوائی نہیں کھائی تھی مرگیا لیکن تاہم اسکی گلٹی کا درد بالکل بند ہو گیا

میری رائے میں یہ دوائی موجودہ حالت میں ایک گھر میں موجود ہونا ضروری ہے امید ہے کہ گورنمنٹ بھی اس قابل قدر دوائی کی قدر کریگی

تھوڑے ہی عرصہ میں یہ دوائی مہتاب کی طرح چمک گئی ہے (۱۴۱) جناب مرزا آغا بیگ صاحب سب انسپکٹر پنشن یافتہ بیگم سرائے الہ آباد :۔ آپ کی دوائی سے مریضان طاعون نے صحت پائی واقعی یہ دوا دنیا بھر میں اپنا ثانی نہیں رکھتی (۱۴۲) جناب کیدار ناتھ صاحب ورما انڈین گارڈ ننگ رعیت ملا سنگ نمبر ۲ کونسل ہوس سرب کلکتہ :۔ آپ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپکی دوائی نے اعجاز مسیحائی کا کام کیا۔

جناب شمس الحکماء حکیم سید امداد امام صاحب رئیس

بنوڑا اودھ اخبار مطبوعہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "ہم خوشی سے دیکھتے ہیں کہ وہ دوا جو پٹنہ وغیرہ میں سرکاری طور پر تقسیم ہوئی تھی جناب حکیم غلام نبی صاحب لاہوری کی دوا تھی تصدیق کی ہے جسکو انہوں نے تجربہ کے وقت مفید طاعون پایا۔ (۱۴۳) مادھو پرشاد صاحب ریڈر صاحب کچہری سماچار

ترموہانی (مرزاپور) :۔ ایک شیشی سے دو آدمیوں کی جان بچ گئی ؂ (۱۳۵) جناب امرسنگھ رام صاحب ساہوکار ہوشیار پور :۔ آپ کی دوائی سے ایک مریض کو مطلق آرام ہو گیا (۱۳۶) جناب میرا صاحب پٹواری موزنڈہ (انبالہ) :۔ ایک شیشی سے دس مریضوں کو فائدہ ہوا۔ (۱۳۷) چوہدری نجتاور سنگھ صاحب منیلہ (انبالہ) اس سے پیشتر دو شیشی مرسلہ آنجناب سردار پرتھی سنگھ صاحب متعینہ پلیگ ڈیوٹی نے تین مریضان پر آزمائش کی تھی جس سے صحت کامل حاصل ہوئی اگرچہ اس مرض کا علاج بڑے بڑے حکماء و ڈاکٹران سے نہیں ہوا۔ مگر آپکی دوا ایک جادو کا اثر رکھتی ہے (۱۳۸) لکشمی شنکر صاحب وکیل گنج مرزاپور :۔ آپ کی دوائی پلیگ بہت سے مریضوں پر مفید ثابت ہوئی :۔ (۱۳۹) جناب شیخ نظیر حسین صاحب عرف چھوکو عطار محلہ نخاس کہنہ الہ آباد :۔ تعجب بالائے تعجب این ست کہ ازدعائے نفعے و نہ از دوائے اثرے۔ الغرض دوائیکہ ملازمان جناب ترتیب نمودہ اند خیلے نافع۔ اکثر اشخاص کہ از استعمال نمودند از مرض مہلک محفوظ ماندند۔ (۱۴۰) منقومل صاحب اسلی گنج مرزاپور آپکی دوائی دفعیہ طاعون میں اکسیر ہے (۱۴۱) جناب تریاق حسین صاحب محلہ دریا آباد الہ آباد :۔ آپ کی دوائی طاعون سے سینکڑوں آدمی اچھے ہو گئے۔ (۱۴۲) جناب نرسنگھ مل صاحب سیاہہ نویس رنبیر سنگھ پورہ (جموں) :۔ دوائی طاعون قابل تعریف ہے جن جن کو دی کامل فائدہ ہوا :۔ (۱۴۳) جناب لالہ لچھمن داس صاحب ناظر محکمہ پولیس جموں :۔ دوائی طاعون کی از حد تعریف سنی (۱۴۴) لالہ چندر نرائن صاحب کھتری عرف لالہ چندو لال صاحب واسلی گنج مرزاپور :۔ ایک شیشی اکسیر شفا سے تین آدمی جنکو انگریزی ڈاکٹر اور حکیم جواب دے چکے تھے بالکل شفایاب ہو گئے یہاں آپکی دوائی تیر بہدف کا کام دے رہی ہے (۱۴۵) جناب محمد عظیم صاحب پٹواری ازمسانی (جالندھر) :۔ آپکی دوائی طاعون ایک جادو ہے (۱۴۶) محمد عبد القادر صاحب مسانی (جالندھر) :۔ آپ کی حکمی دوائی جسکو دی آرام ہوا۔ ایسی زود اثر دوائی نہیں دیکھی (۱۴۷) جناب کاکا ولد کرم سنگھ از موضع کٹانہ ضلع جالندھر :۔ آپکی مجرب دوا پلیگ کا تجربہ کیا بہت ہی عمدہ ثابت ہوئی (۱۴۸) جناب لالہ بدری پرشاد صاحب بہار گو محلہ بنی بابو (مرزاپور) :۔ آپکی دوائی تیر بہدف ہے

(۱۴۹) جناب مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار

لاہور ۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

لاہور کے زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی صاحب

نے جو بوجہ اپنی شہرت کے محتاج تعریف نہیں ایک مفصل رسالہ طاعون کی تاریخ حالات واسباب ٹیکہ کی کیفیت پر شائع کیا ہے جسکی دس ہزار کاپیاں مفت تقسیم کی ہیں۔ علاوہ اسکے حکیم صاحب کی مشہور دوائی اکسیر شفا جو طاعون کے علاج کے لئے آجتک باقی تمام ادویہ سے مفید ثابت ہوئی ہے وہ بھی حکیم صاحب رفاہ عام کے لئے مفت تقسیم کرتے ہیں مہاراجہ صاحب نابہ نے حکیم صاحب کے علاج پلیگ کی نسبت یہ سرگرمی دیکھ کر انہیں ایک

قیمتی خلعت معہ طلائی کڑوں کے عنایت کیا ہے

(۱۵۰) جناب عبد الرحمن خاں صاحب جادو پریس (جونپور) دوائی مرسلہ ۵ آدمیوں کو دیگئی بفضل تعالےٰ نفع ہوا (۱۵۱) احمد دین ملازم رو شنی طویلہ دیوان ٹھاکر داس صاحب جموں :۔ آپ کی دوائی تجربہ سے طاعون کے لئے مفید ثابت ہوئی (۱۵۲) پربھو رام صاحب چونی خورد (انبالہ) آپ کی دوائی طاعون اکسیر اعظم ہے (۱۵۳) جناب سید جواد حسین صاحب کوتھا ڈاکخانہ نواںگر (بلیا) :۔ شیشی مرسلہ مفید ثابت ہوئی (۱۵۴) برتاب سنگھ صاحب پٹواری موزنڈہ ضلع انبالہ (۱۵۵) گھنڈو مل کھتری چوہڑہ سویٹنڈ ڈاکخانہ بہرالہ ضلع جالندھر :۔ آپ کی مشہور دوائی پلیگ سے اکثر آدمیوں کو فائدہ ہوا ہے (۱۵۶) جناب ہری نارائن پرشاد صاحب (مرزاپور) آپ کی شیشی ابھی ایک شخص کو جو قریب المرگ تھا دیگئی بفضل خدا بہ نسبت سابقہ بہت اچھی حالت میں ہے (۱۵۷) چھید ملیعل صاحب بھارگو اسلی گنج (مرزاپور) :۔ آپ کی دوا سے اکثر فائدہ ہوا ہے۔

(۱۵۸) منشی میراسی صاحب ازمسانی (جالندھر) :۔ آپ کی دوائی سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ (۱۵۹) جناب دیوان سالگرام صاحب رخصتی انبہ ضلع ہوشیارپور۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ جناب کی دوائی عمدہ اور زود اثر ہے (۱۶۰) جناب شیخ خدا بخش عبد الحمید صاحب سوداگر بازار چوک الہ آباد :۔ آپ کی دوا جن جن مریضوں کو دیگئی خدا کے فضل سے شفا ہو گئی (۱۶۱) لالہ جسونت لعل صاحب مقام گوسلاں (لدیانہ) :۔ آپکی دوا ایک مریض پر آزمائی گئی فائدہ ہوا۔ (۱۶۲) جناب جگن پرشاد صاحب ٹون ہال مرزاپور (۱۶۳) جناب محمد ابو سعید صاحب رسولپور (الہ آباد) آپ کی دوا چار شخصوں کو دیگئی وہ قریب المرگ تھے بہت کچھ فائدہ ہوا ہے ان کی جان بچی (۱۶۴) جناب سندر سنگھ صاحب ذیلدار جالندھر موضع مسانی سے معلوم ہوا کہ جناب کی دوائی جن بیماروں کو دی گئی وہ راضی ہو گئے۔ (۱۶۵) ابو محمد اسد اللہ خاں صاحب محلہ واسلی گنج مرزاپور :۔ آپکی دوائی پلیگ نہایت مفید ہے۔ آپنے بندگان خدا پر نہایت احسان کیا۔ (۱۶۶) جناب لالہ گوپال داس صاحب ڈسکہ (سیالکوٹ) :۔ ایک لڑکا موضع جامکے کا رہنے والا اسکے استعمال سے بچ گیا۔ خدا جزائے خیر دے (۱۶۷) جناب منشی عبد الرحمن خاں صاحب (جموں) آپکی دوائی بیماری طاعون پر بڑی مفید پائی (۱۶۸) جناب سید غلام مصطفےٰ صاحب متصل مسافر خانہ شاہ گنج (جونپور) :۔ آپکی دوائی آزمائی گئی اکثر آدمیوں کو جو جونپور میں شفا ہوئی (۱۶۹) جناب عالم خاں صاحب دانا آباد (الہ آباد) :۔ آپ کی دوائی الہ آباد میں بہت لوگوں کو مفید ہوئی (۱۷۰) عبد العزیز صاحب کنھالہ (انبالہ) :۔ اکسیر شفا کے استعمال سے کامل شفا ہو گئی (۱۷۱) جناب بوٹا مل صاحب ضلع انبالہ :۔ جو شیشی دوائی بنام محمد شریف روانہ فرمائی تھی اس سے کامل صحت ہوئی (۱۷۲) جناب مرزا آغا بیگ صاحب سب انسپکٹر پنشن یافتہ بیگم سرائے الہ آباد :۔ آپ کی دوائی طاعون دنیا بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتی (۱۷۳) اننت رام صاحب اگوکے ضلع سیالکوٹ :۔ ایک مریض بخار طاعونی کا تک اتر گیا (۱۷۴) جناب مادھو پرشاد صاحب میونسپل پریس الہ آباد :۔ آپکی دوائی بہت سے مریضوں پر آزمائی گئی مجرب ہے۔ (۱۷۵) لکھمی داس صاحب نور بخش ماسٹر ایم۔ بی ہائی سکول جامکے ضلع سیالکوٹ :۔ آپ کی دوا مریضان طاعون کو دیگئی صحت یاب ہوتے ؂ (۱۷۶)

جناب شمس الحکماء حکیم سید امداد امام صاحب (اثر)

رئیس عظیم ضلع پٹنہ اپنے رسالہ "مفید الطاعون" (جو بحکم گورنمنٹ بنگال تصنیف کیا گیا ہے) کے صفحہ ۴۵ میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ راقم نے زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی خاں صاحب کی دوا کو بھی جو شیشیوں میں بکتی ہے مفید طاعون پایا ہے دوا حکیم صاحب موصوف کے کارخانہ میں بمقام لاہور فروخت ہوتی ہے اور ایک روپیہ کو ایک شیشی بکتی ہے ایک شیشی دو تین بیمار کے لئے کافی ہے ابتدائے مرض میں بڑا فائدہ دکھاتی ہے اور حفظ ماتقدم کے خیال سے بھی قابل قدر ہے

تاریں

تار نمبر ۲۲۷ مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء (۱۰۰ شیشی) تار نمبر ۳۲ مورخہ ۲۶ فروری (۵۰ شیشی) تار نمبر ۱۵۱۳۴ مورخہ ۲۷ اپریل (۱۵۰ شیشی) تار نمبر ۳۴۴ مورخہ ۲۷ نومبر (۵۰ شیشی) تار نمبر ۹ مورخہ ۱۲ اکتوبر (۱۰۰ شیشی) تار نمبر ۲۴۲ مورخہ ۲۷ نومبر ۲ شیشی تار نمبر ۱۷ مورخہ ۱۸ مارچ (۵۰ شیشی) ؂ تار نمبری ۱۵۸۱ مورخہ ۹ مارچ (۱۰۰ شیشی) تار نمبر ۳۴۷ مورخہ ۲۱ نومبر (۳۵ شیشی) تار نمبر ۵۴۸ مورخہ ۲۴ دسمبر ۵۰ شیشی تار نمبر ۱۱۰۳ مورخہ فروری (۶ شیشی) تار نمبر از کاٹھیاواڑ ؂ تار نمبری ۶۹۱ از بنگلور تار نمبری ۵۷۱۷ از کراچی تار نمبر ۳۴۷۸ از آرگام تار نمبر ۳۱۳۲ از بنگلور تار ۱۴۵۴ از نورنگ پیٹھ تار نمبر ۵۱۸۶ از بنگلور تار نمبر ۱۵۶۹ از کراچی تار مورخہ ۱۱ دسمبر از بنگلور تار ان کے علاوہ صدہا خطوط اور تاریں آئیں اور آرہی ہیں۔

الحمد للہ والمنۃ کہ

ہر چہار طرف سے اکسیر دافع طاعون کے تعریفی خطوط اس قدر جمع ہو رہے ہیں کہ جن سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے یہاں پر گنجایش نہیں ہے۔ اکسیر شفا مندرجہ ذیل پتہ پر طلب فرمائیے

زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور (موچی دروازہ)

ایسی بدقسمت یورپ کے ملکوں میں خصوصاً پائے جاتے ہیں جو ذرا سی نامرادی پر گولی کھا کر مر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خودکشی کرنا خود اُن کے مذہب کی موت اور کمزوری کی دلیل ہے اگر اسمیں کوئی قوت اور طاقت ہوتی تو اپنے ماننے والوں کو ایسی یاس اور نامرادی کی حالت میں نہ چھوڑتا۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ پر اسے ایمان ہے اور اس قادر کریم ہستی پر یقین رکھتا ہے کہ وہ دعائیں سنتا ہے تو اس کے دل میں ایک طاقت آتی ہے۔

یہ دعائیں حقیقت میں بہت فائدہ مند ہوتی ہیں اور دعاؤں والا آخرکار کامیاب ہو جاتا ہے ہاں یہ نادانی اور سوءِ ادب ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کے ارادہ کے ساتھ لڑنا چاہے مثلاً یہ دعا کرے کہ رات کے پہلے حصہ میں سورج نکل آوے اس قسم کی دعائیں گستاخی میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ شخص نقصان اُٹھاتا ہے اور ناکام رہتا ہے جو گھبرانے والا اور قبل از وقت چاہنے والا ہو۔ مثلاً اگر بیاہ کے دس دن بعد مرد و عورت یہ خواہش کریں کہ اب بچہ پیدا ہو جاوے تو یہ کیسی حماقت ہوگی اُسوقت تو اسقاط کے خون اور چھیچھڑوں سے بھی بے نصیب رہیگی اسی طرح جو سبزہ کو نمو نہیں دیتا وہ دانہ پڑنے کی نوبت ہی آنے نہیں دیتا۔

مینے ارادہ کیا ہوا ہے کہ ایکبار اور شرح و بسط کے ساتھ دعا کے مضمون پر ایک رسالہ لکھوں مسلمان دعا سے بالکل ناواقف ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جنکو بدقسمتی سے ایسا موقع ملا کہ دعا کریں مگر انھوں نے صبر اور استقلال سے چونکہ کام نہ لیا اس لیے نامراد رہے کہ پھر دہریت کا مذہب اختیار کر لیا کہ دعا کوئی چیز نہیں یہ دھوکا اور غلطی اسی لیے لگتا ہے کہ لوگ حقیقت دعا سے ناواقف محض ہوتے ہیں اور اس کے اثر سے بیخبر۔ اور اپنی الٹی خواہش کو پورا نہ ہوتی دیکھکر کہہ اُٹھتے ہیں کہ دعا کوئی چیز نہیں ہے اور سب کو برگشتہ ہو جاتے ہیں۔

دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے اگر دعاؤں کا اثر نہ ہوتا تو پھر اسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ باقی آئندہ

حضرۃ اقدس عم کی پُرانی اور اچھوتی تقریریں

اثباتِ نبوۃِ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم

نبوۃ اس جناب کی اسطرح پر ثابت ہے کہ انھوں نے نبوۃ کا دعوےٰ کیا اور معجزے ظاہر کیے۔ لیکن ثبوت اس امر کا کہ انھوں نے نبوۃ کا دعویٰ کیا پس تواتر سے ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا اور ثبوت معجزہ کا دو طرح پر ہے ایک یہ کہ انھوں نے خدا کا کلام لوگوں کو سنایا اور کہا کہ اگر تم کو انکار ہے تو ایسی کلام تم بھی بنا لاؤ۔ پس باوجود اس کے کہ وہ لاف بلاغت اور فصاحت کی مارتے تھے اور اکثر اُن میں شاعر تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح الزام دیں پھر بھی کم سے کم ایک سورہ کی برابر نہ بنا سکے پس باوجود اس کے کہ سب باتیں انکی نقل کی گئی ہیں مگر آج تک کسی سے منقول نہیں کہ کسی نے ان میں سے جواب بھی دیا تھا اور کس طرح ہو سکتا تھا کہ جس کلام کو صدہا مخالف سُنتے تھے اور نو اعتقادوں کو پڑھا جاتا تھا اس میں خلاف واقعہ درج ہو اور ایسا جھوٹ جسکو وہ فی الفور ثابت کر سکیں لکھا جاوے۔ اور یہی دلیل ہے

شق القمر کی۔

اور دوسری قسم ثبوت معجزہ کی یہ ہے کہ اس قدر خوارق عادات نقل کیے گئے ہیں اور بطرق متعددہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس کا خلاف ہونا عقلاً محال ہے جیسے ہنود میں باوجود کثرۃ اختلاف کے اس قدر بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اگلی زمانہ میں ایک شخص ضرور ہوا ہے جس کا نام رامچندر تھا۔ اور جیسے ثابت ہوا کہ نوشیرواں ضرور عدالت کی طرف مائل تھا اور حاتم سخی تھا اور یا جیسے ہر شخص اپنی ماں کو جانتا ہے یا اولاد کو پہچانتا ہے۔ اسی طرح معجزات ثابت ہیں اور تحدی جو کی گئی وہ ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے قرآن شریف کہتا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم گویا یہانتک یقین بڑھا ہوا ہے اور اسقدر ثبوت ہیں کہ مشاہدہ کو اسپر فوقیت ہے۔ اور سوائے اس کے دو وجہ ثبوت نبوۃ کے اور ہیں ایک وہ اخلاق عظیم کہ ان میں تھے اور ایک وہ علم و حکمۃ کہ باوجود اُمّی ہونے کے انمیں تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اکثر غزوات میں مصروف تھے پھر بھی ایک نقطہ شریعت کا باقی نہ رہا جو آپ نے بیان نہ کیا ہو۔ تمام فقہ۔ عبادات۔ معاملات۔ اور فرائض اور تعزیرات جنسے دفتر بھرے ہوئے ہیں بیان کیے۔ اور اسی طرح وہ شجاعت دلیل نبوۃ ہے جو ان میں تھی۔ اور وہ وثوق یعصمک اللہ من الناس پر اور وہ قوی دلی کہ جنگ بدر میں جب شکست آئی اور بعض لوگ پیچھے ہٹے آپ اپنی جگہ سے ایک بالشت بھر پیچھے نہ ہٹے اور ہزاروں کے سامنے اکیلے حملہ کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے ان اللہ

لا یکذب۔

پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے موقع میں اپنا آپ معلوم کروانا اور بلند آواز سے کہنا کہ میں نبی ہوں اور وہی ہوں جس کی تلاش میں ہو سوائے صادق کے کس کا کام ہے اور اسیطرح وہ اخلاق عظیم جو آپ میں تھے اور وہ صبر اور وہ حلم اور وہ مروۃ جو اُن میں تھی کہ مخالفین نے باوجود کثرت مخالفت کے کوئی عیب اُنپر ثابت نہ کیا پس کسطرح ہو سکتا ہے کہ یہ سب باتیں ایک ایسے شخص میں کہ درحقیقۃ نبی نہیں تھا جمع ہوئیں؟ اور کب ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ ان سب کمالات کو اس شخص میں جمع کرے جسکو وہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے اور نہ صرف جمع کرے بلکہ تیئیس برس تک اسکو مہلت دے اور محفوظ رکھے اور اسکو دین کو تھوڑے عرصہ میں سب دینوں پر غالب کرے اور قیامت تک اسکے آثار کو باقی رکھے یہ سب باتیں سوائے صادق کے کہاں ہو سکتی ہیں اور کب ممکن ہے؟ بلکہ مفتری کا ٹا جاتا ہے اسکو راہ نہیں ملتا

پر جو حق ہے وہ باقی رہتا ہے اور بڑھتا ہے اور پھولتا ہے اور اچھے درخت کی مانند پھل دیتا ہے اور اُس کی عمر دراز ہوتی ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ اس قوم میں ظاہر ہوئے۔ جو سب قوموں سے زیادہ تر جاہل تھی۔ جن کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔ جنکو کچھ حکمت کی خبر نہیں تھی جنکا مذہب بت پرستی تھا۔ اور پیشہ چوری تھا اور سراسر عیبوں میں بھرے ہوئے تھے۔ اس نور نے اُن کے اخلاق تبدیل کیے جہل کی جگہ علم و حکمت بخشے اور فضائل علمی اور عملی میں کامل کیا اور ایک عالم کو ایمان اور عمل صالح سے منور کیا اور اُن کے اخلاق ذمیمہ کا قلع قمع کیا اور ظاہر ہے کہ عادتوں اور خلقوں کا بدلنا نہایت دشوار ہے۔ اور آدمی اپنے خلقوں کو بدل نہیں سکتا۔ پس ظاہر ہے کہ جبکہ اپنا عیب دور کرنا مشکل ہے تو دوسرے آدمیوں کے عیب جو لکھوکہا ہوں تھوڑے عرصہ میں بالکل دور کر دینا کس قدر مشکل ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ اس مشکل سے بڑھ کر اور کوئی مشکل نہیں اور کلام اللہ سے یہ دونوں امور ثابت ہیں۔ اول انکا عیب دار ہونا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت سے پاک صاف ہو جانا بخوبی ثابت ہوتا ہے کیونکہ کلام اللہ میں اول کافروں کے عیب بیان ہوئے ہیں۔ پھر اُن اشخاص کا حال بیان کیا کہ ایمان سے مومن ہوئے۔ ان دونوں حالات کے دیکھنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ اول وہ کسقدر شیطان کے پنجہ میں گرفتار تھے اور پھر نور صحبت سے کسقدر نورانی ہوئے جیساکہ اُن کے کفر کا حال بیان کیا ہے کہ یاکلون و یتمتعون الآیۃ اور پھر ایمان کے بعد یہ خلق حاصل ہوا یبیتون لربہم سجدا و قیاما۔

ذوق نماز

رمضان المبارک کے دوسرے خطبہ کا خلاصہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ +

ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمکو ذکر الٰہی سے غفلت میں نہ ڈالدے راحت پسند اور نفع جو ہستی (انسان) کے سامنے وہ کون سی ایسی پیاری اور مرغوب شے پیش کروں جو دل بہلانے والی اور ہر حال میں کام آنے والی ہو؟ میرا ایمان ہے کہ وہ **خدا ہے** اور اسکے سوا کوئی چیز ایسی نافع اور دلربا نہیں جیسی ذکر اللہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں اللہ جل شانہ بڑی دولت ہے اور یہ بالکل سچ ہے

خدا داری چہ غم داری

بعض لوگ جن کی عقل ماری گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اپنا محبوب بناتے ہیں من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله ۔ الآیہ لیکن جو مومن ہیں وہ تمام اشیاء سے بڑھ کر اللہ ہی کو محبوب بناتے ہیں۔

یہ راز سمجھنے کے لیے (کہ کیوں جاہل انسان اللہ تعالیٰ کی محبت غیروں کو دیتا ہے اور کیوں مومن اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسیکو محبوب نہیں سمجھتا) ضروری ہے کہ انسانی فطرت پر غور کر لیا جاوے انسان بالطبع نفع رساں اور خوبصورت وجود سے محبت کرتا ہے + ظاہری اشیاء کے حسن اور احسان تک جس کی نظر اُٹھتی ہے وہ اُن میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے لیکن جو دوربیں اور باریک بیں ہے اس کی نظر ان سے بھی بڑھ کر اصل ذات تک جاتی ہے جو حقیقی محسن اور اپنے حسن میں یکتا اور یگانہ ہے + اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دنیا میں ایک قوم ایسی رکھی ہے جنھوں نے اپنے چال چلن سے ثابت کر دیا ہے کہ انکی نظر میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی محبوب و محسن نہیں ہے۔ اور اسی لیے وہ دنیا میں رہ کر دنیا کے علائق رکھتے ہوئے ان تمام تعلقات سے بے تعلق اور الگ ہیں اور ذکر اللہ سے غافل نہیں اور

دل بیار دست بکار

کے مصداق ہیں۔

مگر جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کو دیکھنا نہیں چاہا اور دلفریبیوں اور مال و اولاد کے افکار نے انکو اپنا پابند کر لیا ہے وہ غفلت کی حالت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور دنیا و دین میں خسارہ میں ہیں۔

جن لوگوں کی یہ حالت ہے کہ دُنیا کے دھندوں سے اُنھیں فرصت نہیں ملتی اور وہ ذکر اللہ میں لذت نہیں پاتے۔ ان کی حالت اس سے زیادہ نہیں کہ جیسے ایک بندر نچانے والا قلندر ایک محلہ میں آکر اپنی ڈگڈگی بجاتا ہے تو بچے بیچین ہو کر جمع ہو جاتے ہیں اور اپنی ساری خوشیوں اور راحتوں کی انتہا اسی تماشے کو سمجھتے ہیں اسی طرح یہ غافل عن ذکر اللہ لوگ مال و بنون اور دنیائے دوں کے تماشوں میں مبتلا ہوئے ہیں اُنھیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنا وقت عزیز رائگاں کر رہے ہیں۔ لیکن جب یہ تماشا ختم ہوگا اور آنکھ بند کرنی پڑیگی اُسوقت اُنھیں معلوم ہوگا کہ ہم کیا کرتے رہے؟ ابھی معلوم نہیں کہ ہم کس غرض کے لیے آئے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔

اسی لیے قرآن شریف میں اس دنیا کو لہو و لعب کہا گیا ہے جو انسان کو اس کے اصل منشا اور مقصد زندگی سے الگ پھینک دیتی ہے۔

پس غور کرو اور سوچو کہ تمھارا کیا فرض ہے اور تم کیا کرتے اور تمھارے ان کاموں کا انجام کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اسقدر غفلت اور بے پروائی کیوں ہے؟ میرا اپنا تجربہ ہے کہ یہ غفلت اسی لیے ہے کہ انسان نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ اس لذت اور ذوق سے ناآشنا ہے جو اس کی یاد میں ملتا ہے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ انسان ایک ذائقہ پسند ہستی ہے اگر کھانے میں نمک اعتدال اور مناسبت سے زیادہ ہو تو کیسے کھانے پھینک دیتا ہے۔ اور اگر کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے ہیں تو کیوں ان سے نفرت کرتا ہے؟ صرف اس لیے کہ وہ ذائقہ کی حس جس سے ایک مزہ اور لطف اٹھاتا ہے وہ نفرت پیدا کرتی ہے۔ پھر جب کہ ان ادنیٰ باتوں میں ایک ذائقہ چاہتا ہے تو کیوں ذکر اللہ میں ذوق لینا نہیں چاہتا؟ اگر وہ ذوق لیتا تو ہرگز اس حالت کو نہ پہونچتا اور اپنے فرض و منشاء زندگی سے دور نہ جا پڑتا۔

دیکھو اگر تم اپنے بیٹے کو بازار میں کوئی سودا لینے یا کسی اور کام کے لیے بھیجو اور وہ اصل کام کو چھوڑ کر کھیل و تماشہ میں مصروف ہو جاوے تو کیا تم اس سے خوش ہو جاؤ گے یا اسے سزا دو گے؟ یقیناً تم اسے سزا دو گے۔ پھر کیوں اللہ تعالیٰ کے حضور اس امر کو یقینی نہیں سمجھتے وہ فرماتا ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو اسلیے بھیجا ہے کہ وہ میری عبادت کریں جیسے آسمان پر اس کی مخلوق ہے کہ وہ ہر وقت اس کی تحمید و تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے کوئی کھڑا عبادت کر رہا ہے کوئی سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور کوئی سبحان اللہ کہتا ہے یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا غیور خدا ہے۔ اور وہ پسند نہیں کرتا کہ اسکو چھوڑ کر اور بت بنا کر ان میں مشغول ہو۔ اولاد مال و منال اور دنیا کے مختلف اشغال سب بت ہی ہیں اگر خدا تعالیٰ کیطرف سے روکنے والے ہوں۔ وہ شخص یقیناً بت پرست ہے جو خدا کو چھوڑتا ہے اور ان بتوں کو پوجتا ہے غرض خدا تعالیٰ اس امر کو عزیز رکھتا ہے کہ زمین بتوں سے پاک کی جاوے اور سُبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر کا ذکر ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے بڑھ کر کوئی چیز ناراض کرنیوالی نہیں کہ اس کے ملک میں رہ کر اس کی مخلوق ہو کر اس کا رزق کھا کر پھر بیحیائی سے دوسروں کیطرف توجہ کرے یہ امر بھی تمھاری فطرۃ میں موجود ہے جبکہ تم ذرا سا بھی احسان یا سلوک کرو۔ اگر وہ تمہارا ذرا سا بھی مقابلہ کرے یا خلاف مرضی کرے تو تم کیسے ناراض ہوتے ہو۔ اسی طرح جبکہ خدا تعالیٰ جو خالق ہے اور رازق مالک ہے اور سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے پھر وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ تم اسے چھوڑ کر اوروں کی پرستش کرو۔ یا اوروں کے تعلقات فائق سمجھیں اس سے ہٹا سکیں

میں پھر اصل بات کیطرف آتا ہوں کہ ساری غفلتوں اور سستیوں کی جڑ یہ ہے کہ انسان ذوق عبادۃ کو حاصل کرنیکی فکر نہیں کرتا۔

پروردگار چاہتا ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق میں چکھ کر پرکھ کر اور دیکھ کر چھو کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بڑی پیاری ہستی ہے اگر اسکا خوف اور محبت رکھکر احکام اور کلام کی عزۃ کرے اور اس سے ایسا پیار کرے جیسا والدین اور اولاد سے کرتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اسمیں غور کرے گا تو حقیقۃ میں وہ دیکھ لے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی عزیز چیز نہیں ہو سکتی۔

وہ اس امر کو تجربہ کرے گا کہ بیحیائیاں اور بدکاریاں دور ہونے لگیں گی اور روح میں ایک لذت اور اطمینان پیدا ہو جاوے گا۔ کیونکہ اطمینان اور سکینت ذکر الٰہی سے ہی پیدا ہوتے ہیں

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

یہی نمازیں ہیں جنکو ہم لوگ پڑھتے ہیں مگر کیا کبھی ان نمازوں سے کوئی مزہ اور ذوق لینا بھی چاہا ہے۔ یا یوں ہی ایک فرض اور بوجھ سمجھ کر انکو ادا کرتے ہو اگر ذوق نماز پیدا ہو جاوے تو یہ ایسے پیاری نظر آویں کہ چھوڑنے کو جی ہی نہ چاہے گا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ نماز کا مزہ ہی نہیں چکھتا۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انسان ایک ذوق پسند ہستی ہے اور میرے نزدیک یہ ایسی حجۃ ہے کہ جیسے معمولی اشیاء کھانے میں ایک مزہ اور ذوق لیتا ہے پھر کیوں نماز میں مزہ لینا پسند نہیں کرتا۔

اگر اسکو مزہ نہیں آتا تو پھر اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے جیسے ایک بیمار کے منہ کا مزہ بدل جاتا ہے۔ اور اسے شیریں چیزیں بھی تلخ معلوم ہوتی ہیں۔ اور وہ ان چیزوں کو جو بد مزہ معلوم ہوتی ہیں چھوڑ دیتا ہے پس جب نماز میں مزہ نہیں آتا ہے تو اسکو چھوڑتا ہے اس لیے کوشش کرو کہ نمازوں میں مزہ آنے لگے۔

جب تک خدا کی نماز نہیں پڑھتا اسوقت تک مزہ نہیں آ سکتا۔ پس ہمارے سب دوست جو یہاں موجود ہیں وہ اس امر کی کوشش کریں کہ ان کو نمازوں میں ایک ذوق آنے لگے۔ اور اس کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرو کہ کوئی اور چیز تمھیں اپنی طرف مائل کر کے ذکر اللہ سے نہ روک سکے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ اسکے انعام اور احسان کو مطالعہ کرو۔ اور آج خدا تعالیٰ پر ایمان یا زندہ ایمان پیدا کرنے اور اس کے حسن اور احسان کو دکھا دینے کو اسکا برگزیدہ بندہ مسیح موعود خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اس کے ساتھ ہوں (آمین) آیا ہے مبارک وہ جو اس سے یہ نور حاصل کرتا ہے۔ غرض تم خدا کا ذکر کرو۔ اور نماز میں سنوار سنوار کر پڑھو سال روزہ میں روزہ کی حقیقت پر غور کر کے سچا روزہ رکھو یعنی اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچو اور اس کے اوامر کی تعمیل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو آمین۔

آیات الرحمٰن بقیۃ عہ

خاکسار سراج الحق نعمانی سے لو۔

بقیہ مضمون رسالہ
یک روزی
حضرت فاضل امروہی

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۴۳ جلد ۶

پھر اسپر تماشا یہ ہے کہ صید کو نکرہ سمجھکر
...ب واقع ہوئے اُسکی صفت کے بلفظ
...صول یعنی الذی اسکے معترض معرفہ قرار
...تا ہے شرم شرم۔ اگر آپ مبدل منہ اور
...ل کا تعریف و تنکیر میں مساوی ہونے کا
...م ثابت کر دیویں تو دس روپے انعام کے
...کی نذر کیے جاویں گے اور جو آپ سے
مسئلہ حل نہ ہوسکے تو اپنے مولانا صاحب
یعنی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یہ دس روپیہ
دلوایئے کیونکہ انھوں نے بھی خطاب
مولوی فاضل کا حاصل کر لیا ہے اگرچہ بزرگ
لکھے نام محمد فاضل کے مصداق ہیں کیونکہ
...ابحاث صرفی یا نحوی فاعل و مفعول
... لینے سے کوئی فضیلت بجز ترقی
معکوس کے حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اور
اخذہ کی جگہ پر صیدہ کو مناسب اور
موزون کہنا بھی سرتاپا غلط ہے۔ کیونکہ حضرت
چونکہ لفظ صید کا مصدر اول ہی آچکا ہے
پھر اسکا تکرار بلا کسی وجہ لطیفہ کے کیونکر
مناسب ہو سکتا ہے علاوہ یہ کہ لفظ صیدہ
کو متکلم کے مافی الضمیر کو پورے طور پر ادا
ہی نہیں کر سکتا کیونکہ متکلم کا مافی الضمیر تو
اسجگہ پر یہ ہے کہ اسکو ایک شدت کے ساتھ
پکڑا جاوے اور ایسی پکڑ کو تمام قرآن مجید
میں بلفظ اخذ ہی تعبیر فرمایا گیا ہے کما
قال اللہ تعالیٰ ثم اخذتهم فكيف
كان نكير امثال اس کی قرآن مجید میں اس قدر
کثرت سے موجود ہیں کہ ان کا لکھنا یہاں پر شاید
موجب آپکی ملالت کا ہو لہذا ترک کیا گیا۔

قول شخناء جب ارض مخاطب ہے تو دوسرے
مصرعہ میں لا تبتغوا کی جگہ لا تبتغی اور
نضایر و الکی جگہ نضایری چاہیے اس صورت
میں قافیہ غلط ہوگا۔

قول احسن کیسی جہالت ہے اے مدعی علم
السنہ کے کیا قرآن مجید میں بھی اصلاح کا ارادہ
رکھتے ہو غلبت الروم فی ادنی
الارض وهم من بعد غلبهم
سيغلبون میں ضمائر جمع مذکر غائب کی
کسطرف راجع ہیں ذرہ تو قرآن مجید میں غور تو
تدبر کیجیے تاکہ لا تبتغوا بھی آپکی سمجھ میں آجاوے
اور اسجگہ پر معترض کی لیاقت علمی علم عروض و
قوافی عرب کی نسبت بھی ناظرین کو معلوم ہو گئی
ہوگی انحضرت برین ریش و فش یہ دعوی مجددیت
السنہ مشرقیہ کا معترض اتنا بھی نہیں جانتا کہ عرب
عرب اپنے قصائد اور اشعار میں مرفوع منصوب
اور مجرور کو متحاذات یعنی مرفوع کو مجرور کو
مجرور کو مرفوع وغیرہ وغیرہ پڑھتے ہیں
شرح جامی ہی میں دیکھو لکھا ہے ؎

سلام على خير الانام وسيد
حبيب اله العلمين محمد
بشير نذير هاشمي مكرم
عطوف رؤف من يسمى باحمد

اور کتاب سیبویہ میں ایک باب ہی
قائم کیا ہے جس میں ضرورۃ شعری کے لیے تغیر
اعراب کو بھی منفصلا لکھا ہے فانه لو
قال باحمد بالفتح لا يخل بالوزن
ولكنه يخل بالقافية فان حرف
الروى فى سائر الابيات الدال
المكسورة ہم نے رسالہ صیانۃ الاناس
عن وسواس الخناس میں کثرت سے ایسے اشعار لکھے
ہیں جنہیں مرفوع منصوب مجرور کو متحاذات
پڑھا گیا ہے فلا یرجع الیہ - اور شعر مذکور
تو جمع مذکر کا صیغہ ہے یعنی نضایروا نہ ایسے
جو صیغہ واحد مؤنث حاضر کا ہے افسوس
معترض کو تمیز صیغوں کے میزان منشعب کی
بھی نہیں ہے

قول شخناء دوسرے مصرعہ کے یہ معنی ہوئے
کہ ایسے شخص کا ارادہ کرتے تھے جو بھیڑیے
کیطرح بھونکے اور فریب کرے کسی شخص کا
کسی شخص کو ارادہ کرنا تو ترکیب ہے اگر مطلب
ہے کہ ایسے شخص کی جستجو کا ارادہ کرتے تھے
جو بھیڑیے کیطرح غل مچاوے تو یہ کیجیے ؎

و یدعون من یعوی کذئب و یختر

یعنی ایسے شخص کو بلاتے تھے۔

قول احسن اے ناظرین یہ کیسا جہل اور تحکم
ہے جو معانی لطیفہ یریدون سے حاصل ہوتے
ہیں وہ یدعون میں ہرگز پیدا ہی
نہیں ہو سکتے کتب لغت میں لکھا ہے الارادۃ
قوۃ مرکبة من شهوة وحاجة واَمل
اور نیز لکھا ہے اراد زید فلانا على الامر
حمله عليه پس جبکہ اہالی مُدّ کی خواہش اور
شہوۃ اور امل بسبب عناد اور تعصب کے بھی تھی
کہ کوئی ثناء اللہ جیسا شخص ہمکو ملے جو مثل بھیڑیے
کے چیخنے والا اور فریب دینے والا ہو جو اہل
حق پر معاندانہ حملہ کرے تاکہ امر حق کا ظہور
نہ ہونے پاوے تو ان معنے کے اظہار کے لیے
جو مافی الضمیر متکلم کے ہیں متکلم بلیغ بجائے
یریدون کے جس میں معانی متعددہ کی
طرف حسب مافی الضمیر متکلم کے اشارہ پایا
جاتا ہے یدعون کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس
صورت میں بسبب عدم ادائے مراد کے
کلام مرتبہ بلاغت اور فصاحت سے گر جاویگا
اے مدعی علم السنہ کیا اب بھی آپ کی وہی
شوکت قائم رہی جو آپ کی خاطر میں مرکوز
ہے یا حسب الہام انی مهين من اراد
اهانتك کے الشوکة فرخة خبيثة
مولة الخ کیطرف منقلب ہوگئی پھر آپ
فرماتے ہیں کہ مخاطب تو ارض تھی پھر یہاں دوسرے
لوگ کہاں سے کود پڑے ؎

برین فہم و دانش بباید گریست

سورہ روم وغیرہ میں جہاں سے دوسرے لوگ
کود پڑے ہیں وہیں سے یہاں پر بھی کود پڑے
ہیں۔ اے شوکت صاحب اگر آپ اب بھی ان
مغالطات اور اغلاطات سے رجوع فرماویں گے
تو وعدہ رب العالمین عسى ربكم ان
يرحمكم موجود ہے ورنہ پھر وان عدتم
عدنا بھی فرمایا گیا ہے۔

ثانیا اسجگہ پر میں یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ
اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر جو سائیں
مہر شاہ صاحب گولڑوی نے حملہ کر کے اپنے
علم کی پردہ دری کی ہے وہ ایک اغلاط بھی کئی

پیش کردوں تاکہ ان دو تین شاہدوں سے ناظرین پر واضح ہو جاوے کہ خود دعوی ہمنے اول میں ان سطور کے کیا ہے وہ مبنی محض صدق اور راستی پر ہے سیف چشتیائی میں صفحہ ۵ سطر اول حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ کلمہ کل بوجہ مضاف ہونیکے معرفہ کیطرف مجموع اجزا کا افادہ دیتا ہے جو یہاں پر مقصود نہیں تھی۔

اقول یہ کیسی جہالت ہے کتب فن ادب سے ہمارا ہم لفظ کل کے استعمال کا جو قاعدہ کتب معتبرہ فن میں لکھا ہے بیان کئے دیتے ہیں وہی ہذہ لفظ کل جبکہ نکرہ یا معرفہ مجموع پر داخل ہووے تب تو استغراق افراد کو مفید ہوتا ہے مثال اول کل نفس ذائقة الموت مثال ثانی و کلهم اٰتیه یوم القیمة فردا اور جبکہ مفرد معرفہ پر آتا ہے تو استغراق اجزا مراد ہوتا ہے جیسا کہ کل زید حسن یا کل الرمان اکلت ہاں بعض مقاموں میں صرف تکثیر اور مبالغہ کے لیے بھی آجاتا ہے کما قال اللہ تعالی دیرہ فیہا عذاب الیم تدمر کل شئ بامر ربها فاصبحوا لا یری الا مساکنهم اس آیت میں لفظ کل شئے صرف واسطے تکثیر اور مبالغہ کے آیا ہے کیونکہ یہاں نہ استغراق افراد مراد ہو سکتا ہے اور نہ استغراق اجزا و بدا اس کے بعد فاصبحوا لا یری الا مساکنهم فرمانا صحیح نہ ہوگا۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ سائیں صاحب تو کیا اپنے قاعدہ کو صحیح ثابت کرسکیں گے چونکہ آپ کو مجددیت السنہ مشرقیہ کا دعوی بھی ہے اگر آپ اس قاعدہ موضوعہ سائیں صاحب فن ادب سے ثابت کردیویں تو میں دس روپے دینے کو طیار ہوں جہاں آپ اپنا اطمینان کرنا چاہیں جمع کردیے جاویں۔

ایضاً سائیں صاحب صاحب سیف چشتیائی میں لکھتے ہیں کہ لفظ ایمان کا تکرار دو دفعہ مستکرہ ہے۔ **اقول** اے ناظرین اصل عبارۃ اعجاز المسیح کی یہ ہے فلا ایمان له او یضیع ایمانه اس اعتراض سے معترض نے اپنے ایمان ہی کو ضائع کردیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسقدر تکرار موجود ہے کہ اسکو اسجگہ پر ہم شمار نہیں کرسکتے ہیں یہ اعتراض قرآن مجید کی بلاغت اور فصاحت پر واقع ہوتا ہے دیکھو آیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا تکرار قرآن مجید میں کسقدر ہوا ہے اور پھر دیکھو متعدد مقاموں میں تکرار کلمات ایک ایک آیۃ میں موجود ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔ بالحق انزلناہ و بالحق نزل۔ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لهم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء۔ الحاقة ما الحاقة وما ادرىك ما الحاقة القارعة ما القارعة وما ادرىك ما القارعة۔ انا انزلناه فی لیلة القدر وما ادرىك ما لیلة القدر لیلة القدر خیر من الف شهر پھر دیکھو سورہ رحمن میں آیۃ فبای آلاء ربکما تکذبٰن کتنی مرتبہ مکرر لائی گئی ہے اور سورہ مرسلات میں آیۃ ویل یومئذ للمکذبین چند مرتبہ مکرر کی گئی ہے اسکا جواب سائیں صاحب تو کیا دیویں گے مگر آپ حضرت مجیب آپ کے دعوی مجددیت السنہ مشرقیہ کے مطالبہ جواب سائیں صاحب کیطرف سے کیا جاتا ہے اگر آپ اس تکرار کو منہاج قرآنی کے بموجب مستکرہ ثابت کردیویں تو اس کے بالعوض کتنی دس روپے انعام پیش کیے جاویں گے آنحضرت کتب تحریرانہ حضرت اقدس کے مقابلہ لیے ہیں یہ بھی مرکوز خاطر رہے کہ اُن کا اعجاز تجدید وجہ سے دجہ اول تو یہ ہے کہ کوئی کتاب معدودے پیشین گوئیوں سے خالی نہیں ہے مثلاً اعجاز المسیح میں ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے کہ من قام للجواب وتنمر فسوف یری انه تندم وتذمر اسی قسم کی بہت پیشین گوئیاں اعجاز المسیح میں مندرج ہیں یہ پیشین گوئی کس زور شور سے پوری ہوئی ہے دیکھو محمد حسن جیسیں متوفی کو جس کے اردو زبان کے نوٹ سائیں صاحب نے سرقہ کیے ہیں جب اُس نے جواب کے لیے کچھ نوٹ لکھنے تو نامرادی اور ناکامی کے ساتھ فوت ہوگیا۔ اور پھر جب سائیں صاحب نے اُسکے نوٹوں کو اپنی کتاب سیف چشتیائی میں درج کیا لکھات منجانب اللہ تعالےٰ چند طرح سے اُسکے علم کی پردہ دری دنیا میں شائع ہوگئی ایک رسوائی تو بحیثیت علم کے یہ ہوئی کہ یہ تدلیس اُن کی طشت ازبام افتادہ ہوگئی جو مصداق مثل مشہور کے ہے کہ طبل سائیں از زیر گلیمش بر آمد اور دوسری یہ ذلت علما کے لیے کیا تھوڑی ہے کہ محمد حسن متوفی نے جو نوٹ لکھے تھے وہ سب کے سب خود اُسکے اغلاط تھے اگر وہ زندہ رہتا تو نہیں معلوم وہ کیا کیا تغییر و تبدیل کرتا یا کیا کیا محو و اثبات کرتا یا بالکل شائع ہی نہ کرتا مگر سائیں صاحب نے اُس کے تمام رطب و یابس کو حاطب اللیل کی طرح جمع کرکر جھٹ پٹ شائع کردیا۔

وجہ دوم اعجاز کی یہ ہے کہ مخالف و موافق خوب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی مدرسہ یا کالج عربی میں علم ادب کی تعلیم نہیں پائی اور کتب علوم ادبیہ و فنون آلیہ میں سے کوئی کتاب کسی کالج یا مدرسہ عربی میں نہیں پڑھی اور زبان عربی اُنکی مادری زبان بھی نہیں ہے صرف واسطے حصول ملکہ راسخہ زبان عربی کے دعائیں بہت کی ہیں وہ دعائیں ہی مستجاب ہوئی ہیں پس یہ ملکہ راسخہ زبان عربی میں جو ان کو حاصل ہوا محض دعا کا نتیجہ ہے جو بلا توسط اسباب کے منجانب اللہ تعالےٰ ہے اور یہی معنے اعجاز کے ہیں کیونکہ معجزہ فعل الہی ہوتا ہے پس اگر حضرت اقدس مامور من اللہ نہ ہوتے تو یہ دعائیں بوجہ ایسے دعاوی کے جو مخالفین کے نزدیک کاذبہ ہیں کبھی قبول ہو سکتی تہیں بلکہ درصورت عدم صدق کے مادری زبان میں بھی تحریر کرنا بھلا دیا جاتا ان اللہ لا یهدی من هو مسرف كذاب بلکہ قطع وتین واقع ہو جاتا کما قال اللہ تعالےٰ و لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا

منه الوتين۔

وجہ ثالث وجود اعجاز سے فاذ ہونا مخالفین کا ہے مقابلہ کرنے کتب تحدیانہ حضرۃ اقدس سے اُس میعاد میں جس میں خود حضرۃ اقدس نے کتب عربیہ نظم و نثر پیرایہ معارف و حقائق قرآنی و مملو از لطائف و دقائق فرقانی تحریر فرما کر دنیا میں شائع فرمادی ہیں اور یہ وجہ اعجاز کی ایسی ہے کہ عوام پر بھی ایک حجت بینہ ہے کیونکہ عوام چونکہ اعجاز فصاحت و بلاغت کو نہیں سمجھ سکتے لہذا یہ میعاد عطیہ حضرۃ اقدس اُن پر بھی ایک پوری حجت ہے کیونکہ اگر حضرۃ اقدس نے در صورۃ عدم صدق دعویٰ کے صرف اپنی محنت اور کوشش سے بغیر استجابت دعا کے یہ کتب تصنیف فرما کر دنیا میں تصدیق دعویٰ کے لیے شائع کی ہیں تو وہ کونسا امر مانع ہے کہ مخالفین بھی باوجود دعویٰ علم لسان عربی کے ویسی ہی کتابیں مقابلہ میں اُس المیعاد نہیں لکھ سکتے پس اس سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ تائید محض الٰہی ہی ہے جو تصدیق دعویٰ کے لیے منجانب اللہ واقع ہوتی ہے اور یہی حقیقت اعجاز کی ہے کہ مدعی ماموریت کے دعویٰ کے بموجب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی تائید واقع ہو کہ مخالفین اُس پر قادر نہ ہو سکیں یا اللہ کی طرف سے مخالفین کی ہمت کو ہی اُس کے مقابلہ سے صرف کر دیا جاوے اور یہ تائید دعویٰ ماموریت مدعی کی درصورت صدق دعویٰ ماموریت کے ہی واقع ہوتی ہے نہ درصورۃ کاذب ہونے دعویٰ کے ورنہ پھر کارخانہ نبوت باطل ہو جاوے گا اور صادق کاذب کی شناخت کے لیے کوئی معیار باقی نہ رہیگا

ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين۔ الآیہ

پھر دیکھو معجزات سویہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خذلان مسیلمہ کذاب وغیرہ کو جو کتب سیر معتبرہ میں مندرج ہیں اور کتب کلامیہ میں اس مسئلہ کی تفصیل و تشریح بخوبی موجود ہے

فليرجع اليها۔

پس یہ وجہ اعجاز کی اُن عوام کے لیے جو فصاحت اور بلاغت کو نہیں سمجھ سکتے ایک حجت بینہ ہے حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے پر۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میعاد سے زائد میں کوئی مخالف مقابلہ کر سکے گا کیونکہ دوسری وجوہ اعجاز کی اُس مقابلہ کو مانع ہو رہے ہیں یعنی اعجاز فصاحت و بلاغت جو منجانب اللہ ہے مخالف کہاں سے لاوے گا اور پیشین گوئیاں جو فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول الآیہ کے مصداق ہیں وہ اُس کے کلام میں کہاں سے آویں گے۔ اور نیز معارف و لطائف قرآنی جو لا تنقضي عجائبه کے مصداق ہیں وہ اُسکو کیونکر حاصل ہو سکیں گے کہ لا يمسه الا المطهرون وارد ہے

تمت

دوسرا رسالہ

یکروزی

حضرۃ فاضل امروہی کا

بسم الله الرحمن الرحيم
حامدا و مصليا

وہی ضمیمہ ذمیمہ شحنہ اور الشوکۃ الیہودیہ
اور
وہی القول الاحسن لتائید السلسلۃ الاحمدیہ

قول شحنہ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہ قصیدہ ۲۰ روز کے اندر معجزہ ہے اور اُس کے بعد معجزہ نہیں الخ

قول احسن کیسی جہالت ہے کہ اردو عبارت کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتا۔ ناظرین سے التماس طلب ہے کہ یہ مفہوم شحنہ کا کس عبارت یا فقرہ سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ بیس روز کے بعد اعجاز احمدی اعجاز نہ رہے گا بلکہ ایسے کج فہموں کے لیے جابجا بصراحت مذکور کیا گیا ہے کہ اعجاز کلام کا ایسا اعجاز ہے کہ ابد الآباد تک باقی رہتا ہے۔ اور بیس روز کی جو مہلت مخالفین کو دیگئی ہے اُس کی وجہ موجبہ یہ ہے کہ وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ اعجاز عوام کے لیے یہ میعاد بھی ہے۔ کیونکہ عوام اعجاز فصاحت عبارات اور بلاغت کلام کو کب سمجھتے ہیں اور چونکہ تبلیغ و دعوۃ حضرت مسیح موعود کی جملہ عوام و خواص کے لیے ہے لہذا عوام پر بھی حجت قائم کرنا ضروری ہے اور وہ بجز اس میعاد کے بسبب عدم فہم کے وجہ اعجاز بلاغت کلام کی حجۃ نہیں ہو سکتی یعنی ایک ایسی میعاد مقرر کی جاوے جو طاقت انسانی سے اُس میعاد میں مقابلہ ہو سکے مگر جب کہ بین المیعاد مقابلہ نہ ہو سکا تو اعجاز ثابت ہو گیا مثلاً حضرۃ اقدس نے ایک کتاب پانچ روز میں نظم و نثر ہم عربی و ہم اردو متضمن معارف قرآنی و لطائف فرقانی یعنی اعجاز احمدی دنیا میں اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لیے تحدیانہ شائع کی اور بیس بائیس روز کی مہلت میں مخالفین سے مطالبہ جواب کیا گیا پس اگر یہ تائید الٰہی تصدیق دعوے ماموریت کے لیے منجانب اللہ نہ ہوتی تو مخالفین بیس روز میں تو اسکا مقابلہ کر سکتے تھے جبکہ مخالفین سے اُسکا مقابلہ اس قدر مہلت دینے میں بھی نہ ہو سکا تو ثابت ہوا کہ دعویٰ ماموریت منجانب اللہ کی تصدیق کے لیے یہ ایک فعل الٰہی تھا جسکو دوسرے لفظوں میں معجزہ کہتے ہیں اس میعاد دہی کے یہ معنے کیونکر ہو سکتے ہیں کہ بعد بیس روز کے وہ اعجاز قائم نہ رہے گا بلکہ یہ اعجاز تو قیامت تک باقی رہے گا یعنی کسی مخالف سے اس میعاد عطیہ میں مقابلہ نہ ہو سکے گا لہذا علاوہ اعجاز فصاحت اور بلاغت کے وجوہ اعجاز میں سے عوام کیلیے

ایک وجہ اعجاز کی یہ میعاد بھی ہے جیسا کہ خواص کے لیئے فصاحت اور بلاغت بھی ایک وجہ اعجاز کی ہے اور یہ اُس کتاب میں مندرج ہونا پیشین گوئیوں کا جنکا وقوع مشاہدہ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے یہ بھی ایک وجہ اعجاز کی ہے غرضکہ وجوہ اعجاز متعدد ہیں آگے رہا یہ امر کہ مخالفین بیس بائیس روز کی میعاد سے زائد میں یعنی برس دو برس میں اُس کا مقابلہ کرسکیں گے تو پھر وہ معجزہ نہ رہا سو جواب اسکا یہ ہے کہ دیگر وجوہ اعجاز (یعنی اعجاز فصاحت و بلاغت و اعجاز اندراج پیشین گوئیہا و اندراج معارف قرآنی وغیرہ وغیرہ) مانع اس کے مقابلے سے ہیں ہم یہاں پر تمہاری مسلمہ نظیر ہی پیش کرتے ہیں یعنی اعجاز المسیح جسکو شائع ہوئے دو برس ہو گئے آج تک کسی سے اُسکا جواب و مقابلہ نہ ہو سکا چنانچہ تم نے خود صفحہ ۳۶۲ سطر ۱۶ میں بالفاظ ذیل اقرار کیا ہے کہ اُس کے (یعنی اعجاز المسیح کے) جواب کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوا اور ایدعی کا پلہ جیتا رہا انتہی) مگر معترض کو معجزہ کی تعریف درحقیقۃ نہیں معلوم پھر باوجود اس اقرار کے پھر انکار کرتا ہے تعریف معجزہ کی یہی ہے کہ مدعی ماموریت کے مقابلہ میں مخالفین اُس کے امر خارق پیش کردہ کے مقابلہ پر یا تو قادر ہی نہ ہو سکیں یا اللہ تعالےٰ اُس کے مقابلہ پر اُنکی ہمت کو ہی صرف کر دیوے سابق ضمیمہ ذمیمہ کے رد میں ہم نے اس وجہ ثالث اعجاز کو مفصلاً معہ براہین کر دیا ہے فلیرجع الیہ باقی اس اعتراض بیجا کے تحت میں جو اور خرافات ہے اُس سے ہم اعراض کرتے ہیں والذین ھم عن اللغو معرضون مومنوں کی ہی شان ہے۔

قول شحنا ص ۳۶۱ سطر ۹۔ اور اگر قرآن پر مرزا جیبر کا ایمان ہے تو آیت وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ کے موافق اردو زبان میں اعجاز دکھائیں اور اسی میں تحدی کریں الخ

قول احسن کیوں حضرۃ شحنا صاحب یہاں پر تو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ماسوائے عرب سے بھی اس آیت سے تمسک کر کر انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ملک عرب کا ہی رسول گردانا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپ کی قوم کی زبان عربی ہی تھی نہ عجمی آپکے استدلال سے لازم آتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ہی رسول تھے نہ عجم کے ونعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد الخبیث۔ ابتو آپ بسبب عناد حضرۃ مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایمان برسالۃ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہاں اگر اب بھی تا دب کے ساتھ ہمارے شاگرد بنکر ہم سے اس آیت کے آپ معنی سمجھیں تو آپ کا ایمان قائم رہ سکتا ہے ورنہ آپ کے ایمان کی اب خیر نہیں ہے۔ الحضرت اس آیۃ میں صرف مرسلین ماسبق کا ذکر ہے کیونکہ ارسلنا صیغہ ماضی کا ہے اور ظاہر ہے کہ جسقدر مرسلین سابق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گذرے ہیں وہ ایک خاص خاص قوم کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور اُن کی رسالت جزئی تھی نہ کافۃ للناس چنانچہ خود لفظ قوم کا انکی اس تخصیص رسالت پر دلالت کرتا ہے لیکن آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفا اور نواب مثلاً مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اس آیت میں داخل نہیں ہیں کیونکہ اُن کے حق میں تو آیۃ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین نازل ہو چکی ہے ایضاً قال اللہ تعالےٰ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لیکر آج تک متعدد ذرائع اور سامان تبلیغ دین اسلام کے اسقدر پیدا ہو گئے ہیں کہ کل دنیا بمنزلہ ایک شہر کے ہو گئی ہے اور علاوہ ان جملہ ذرائع کے تراجم السنہ مختلفہ کے ذرائع ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ مرسلین سابقین کے کسی وقت میں نہیں ہوئے تھے۔ پھر دیکھو اس الہام کو جو براہین احمدیہ میں ۲۴ سال سے مندرج ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا

افسوس کہ آپ کے حصہ میں آیۃ مذکور کا آخری حصہ یعنی ولکن اکثر الناس لا یعلمون ہی آیا ہے۔ یہاں پر مجدد السنہ مشرقیہ نے ایک اور تماشا دکھلایا ہے اور مثل مشہور دروغگو را حافظہ نباشد کے آپ مصداق ہو گئے ہیں اور وہ یہ کہ یہاں تو آپ لکھتے ہیں کہ یہ تحدی ہندوستان کے لیے نہیں ہے بلکہ عرب کے لیے ہے ہندوستان کی مادری زبان تو اردو ہے انتہیٰ اور ضمیمہ ذمیمہ سابقہ ص ۳۵ سطر ۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ پھر مرزا صاحب نے اپنے قصیدہ میں صرف ہندوستان کے علما و فضلا سے تحدی کی ہے نہ کہ شعرا و علماء عرب سے الخ جب کہ اسقدر تناقض اور تعارض آپ کے اردو کلام میں موجود ہے تو پھر دعوے مجددیت السنہ مشرقیہ کی اب بھی پردہ دری ہوئی یا نہیں بلکہ توجروا۔ الحضرت پھر یہ اعتراض کرتے ہوئے ذرہ تو عقل انسانی کو کام میں لائے ہوتے اور سمجھا ہوتا کہ حضرۃ اقدس نے تو اعجاز احمدی کے حصہ اول اردو کے ساتھ بھی تحدی کی ہے اور کتاب اعجاز المسیح کا ترجمہ بین السطور فارسی میں موجود ہے اور کل کتاب کے ساتھ بھی تحدی کی گئی ہے اندریں صورت تینوں زبانوں یعنی عربی فارسی اردو میں بھی تحدی واقع ہو گئی اور آپ کے قول کے بموجب بھی ہندوستان کے علما فضلا

ضروری اطلاع

ایڈیٹر الحکم آجکل بعض اہم ضروری معاملات میں ازبس مصروف ہے

حجت پوری ہو گئی۔ اب فرمایئے کہ جاہل اور علوم وفنون سے نابلد بلکہ اردو زبان سے بھی بے خبر اب بھی آپ ہوئے یا نہیں۔ باقی آپ کی لغویات کا جواب ہم نہیں دے سکتے ہیں۔ ہاں اعجازی قصیدہ کے اشعار پر جو آپ نے اپنی لیاقت علمی کی پردہ دری کی ہے اسکو پیش کش ناظرین کرتے ہیں۔

قول شحنا۔ یعنی اگر تجھے شک ہے تو موضع مُد کے گنواروں سے پوچھ لے۔ درحقیقت دہقانوں کی خبر اور شہادت بہت معتبر ہو گی تجھ سے جیسی روح ویسے فرشتے۔ و الحقیقۃ اظہر ہر طرح سے مہمل ہے اگر اظہر صیغہ افعل التفضیل ہے تو مبتدا اور خبر کا تذکیر وتانیث میں مطابق ہونا چاہیئے حالانکہ حقیقت مؤنث اور اظہر مذکر ہے اور اگر اظہر باب افعال سے متکلم کا صیغہ ہے تو مصرعہ اولے میں شک کا ہونا اور سوال کرنا یہ معنے ہے آپ نے غالباً معنے اول مراد لیے ہیں جو قاعدہ نحو کے خلاف ہیں پس اظہر کی جگہ تُظہر بصیغہ مجہول چاہیئے یعنی حقیقت خود ظاہر ہو جاتی ہے۔

قول احسن ؎ مرد جاہل در سخن باشد دلیر + زانکہ آگہ نیست از بالا و زیر۔ معترض نے معنی دہقان کے جنگلی جاہل یا گنوار وحشی کے سمجھ لیے ہیں مجدد السنۃ مشرقیہ جو ہوئے۔ ایحضرت دہاقین جمع دہقان کی ہے اور معنے دہقان کے کتب لغات میں لکھے ہیں الدهقان بالکسر والضم القوی علی التصرف مع حدۃ والتاجر وزعیم فلاحی العجم ورئیس الاقالیم پس معنی دہقان کے حسب کتب لغات عرب وہ لوگ ہوئے جو رئیس قریہ اور دانشمند اور سمجھ والے ہیں چنانچہ چند صاحب اس قریہ میں ایسے بھی ہیں۔ اور آپ کا ایراد جو و الحقیقۃ اظہر پر ہے اس سے کل حقیقت آپ کی مجددیت السنہ مشرقیہ کی ہر ایک منصف پر اظہر من الشمس ہو گئی۔

مگر ہر جگہ ہم کتب نحو کی عبارات لکھ کر آپ کو تعلیم نہیں کر سکتے آپ کسی مدرسہ میں تعلیم پایئے مگر بڑے طوطہ کو کون پڑھاوے گا

اور اگر پڑھایا بھی تو کیا حاصل ؎
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
لاکھ طوطہ کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

لیکن یہاں پر قرآن مجید سے چند شواہد جو افعل التفضیل کے تذکیر وتانیث کے بارہ میں ہیں ہم پیش کیے دیتے ہیں مگر افسوس کہ آپ نے جیفہ دنیا کو آخرت پر ایسا اختیار کر لیا ہے کہ امر حق کا قبول کرنا آپ کو سخت مشکل اور دشوار ہو گا بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر و ابقی کیوں حضرت یہاں پر الاخرۃ تو مؤنث ہے اور ابقیٰ صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا نہیں۔ ایضاً قال اللہ تعالےٰ وجادلہم بالتی ھی احسن اے ناظرین اس آیت میں التی اور ھی مونث ہے اور احسن افعل التفضیل مذکر ہے یا نہیں اب بھی آپ قول احسن کو تسلیم کریں گے یا نہیں خیر اب بھی سمجھ جاؤ کہ موت در پیش ہے اور قیامت میں وعدہ جزا سزا کا پورا ہونیوالا ہے قال اللہ تعالےٰ بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی و امر کیوں حضرت یہاں پر بھی لفظ ساعۃ مؤنث ہے اور ادھی و امر صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا نہیں مگر آپ نے تو اپنے گروہ گمراہ کی رعایت کرنی اپنے اوپر فرض و واجب کر لی ہے آپ حق کو کب قبول کر سکتے ہیں تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ کیوں حضرت یہاں بھی لفظ اُمّت اور ضمیر ھی مؤنث ہے اور لفظ اربیٰ صیغہ افعل التفضیل کا مذکر ہے یا نہیں غرضکہ کہاں تک میں شواہد کلام اعجازی حضرت اقدس کے پیش کروں اگر تقوی اور ایمان ہے تو یہ آیات بینہ بھی کافی ہیں ورنہ سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون بھی قرآن مجید میں آپ جیسے لوگوں کے لیے موجود ہے۔

قول شحنا صفحہ ۳۳ سطر ۲ معلوم نہیں ترجمہ کس ذات شریف نے کیا ہے۔ احضروا صیغہ امر کا ترجمہ (حاضر ہو گئے) نہیں ہے بلکہ حاضر ہو ہے یہ کیا تال اور چیز ہے اور خلق اور چیز۔ دونوں میں سے ایک حشو ہے۔ یوں کہیے ؎ و نودی بین الناس فی الجمع احضروا۔ یعنی لوگوں میں منادی کی گئی کہ مجمع کی جماعت میں حاضر ہو۔ اور اگر احضروا صیغہ ماضی مجہول ہے تو علاوہ اس کے کہ روی غلط ہو گی جب تک حسب قاعدہ تاویل مصدر میں نہ ہو جاوے نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ نہیں بن سکتا۔ پس یوں چاہیئے ؎ و نودی بین الساکنین ان احضروا اس صورت میں امر معروف کے معنے بھی صحیح ہو سکتے ہیں۔

قول احسن چونکہ شحنا صاحب مدعی شاعریت کو بھی ہیں لہٰذا ہو حسب خود اپنے فتوی کے پورے مصداق ہیں آیت الم تر انھم فی کل واد یھیمون کے کبھی ماضی مجہول کے صیغہ کو صیغہ امر کا قرار دے رہے ہیں کبھی فرماتے ہیں کہ یہ مصرعہ یعنی و نودی بین الناس والخلق احضروا اسطرح ہونا چاہیئے و نودی بین الناس فی الجمع احضروا کبھی کہتے ہیں یوں بھی نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیئے و نودی بین الساکنین ان احضروا افسوس کہ مطلب اور مراد متکلم بلیغ سے بعد المشرقین اختیار کر کے کیسے سرگشتہ اور حیران ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں ایحضرت آپ کی الفاظ ناقصہ مراد متکلم بلیغ کو ہرگز ادا نہیں کر سکتے کیونکہ مافی الضمیر متکلم بلیغ کا یہ نہیں ہے جو آپ نے اپنی جہالت سے سمجھا ہوا ہے یعنی یہ کہ مُد کے ساکنین کو کسی طرف سے حکم حاضر ہونے کا صادر ہوا تھا بلکہ مطلب اور مراد صرف یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں میں اس مناظرہ کی شہرت ہو گئی اور پھر وہاں کی خلقت مقام مناظرہ میں حاضر ہو گئی اور یہ مطلب انھیں الفاظ منظومہ سے حاصل ہوتا ہے جو مصرعہ محررہ میں باتند مسلمہ ...

کے منسلک کیے گئے ہیں یعنی ونودی بین الناس والخلق احضروا

اور اسپر مزید یہ ہے کہ شحنا صاحب لفظ الخلق کو ناس پر معطوف سمجھتے ہیں اور اس سمجھ پر یہ امر متفرع کرتے ہیں کہ لفظ الخلق کا حشو ہے۔ ایحضرت لفظ الخلق حشو نہیں ہے بلکہ مبتدا ہے اور احضروا بصیغہ ماضی مجہول اسکی خبر واقع ہوئی ہے۔ پھر لفظ نودی کو غلط قرار دیکر احضروا کو نودی ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ سمجھ لیا ہے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

ایحضرت یہاں پر نودی فعل کی اسناد ظرف کیطرف واقع ہوئی ہے جو بین الناس ہے کیونکہ فعل کی اسناد ظرف کیطرف بھی مجازاً واقع ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالےٰ لقد تقطع بینکم وضل عنکم ما کنتم تزعمون ایضاً قال تعالےٰ ولما سقط فی ایدیھم مفسرین نے لکھا ہے علے ہذا القیاس یہاں پر بھی علی منہاج بلاغت و فصاحت قرآن مجید کے نودی فعل مجہول بین الناس کیطرف مسند کیا گیا ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے و نودی کون ہذہ المناظرۃ بین الناس مطلب یہ ہوا کہ اس مناظرہ کے واقع ہونے کی شہرت وہاں کے لوگوں میں ہوگئی اور اس شہرت پر خلقت وہاں کی حاضر ہوگئی۔ اور نودی کا غلط کہنا آپکے دعوی مجددیت السنۃ مشرقیہ کا مقتضا ہے اگر آپ نے کتاب سیبویہ کا باب ما یحتمل الشعر بھی مطالعہ کیا ہوتا تو اس نکتہ چینی سے آپکو بڑی شرم آتی اُس کے حواشی پر بھی لکھا ہوا ہے وضرورۃ الشعر علی سبعۃ اوجہ وھی الزیادۃ والنقصان والحذف والتقدیم والتاخیر والابدال وتغییر وجہ من الاعراب الی وجہ اخر علی طریق التشبیہ وتانیث المذکر وتذکیر المؤنث الخ

اور اختلاف حرکات ردی کا تو شعرائے عرب جیسا کوئی عیب ہی نہیں شمار کیا جاتا بلکہ فارسی میں بھی اکابر شعرا کی کلام میں اسکی نظیریں موجود ہیں ؎

عاشق منم چنانکہ افسر بود
عاشق مصحف او کافر بود

اسمقام پر چونکہ ہماری غرض اعتراض کی ہدایت ملحوظ ہے لہٰذا عربی اشعار کو جو کتاب سیبویہ میں لکھے ہیں ان سے استشہاد کے لیے ترک کر دیا۔

قول شحنا صفحہ سطر پھر غلطی کھائی

قول احسن ابھی حضرت اگر شرح جامی آپنے نہیں پڑھی تھی تو ہدایت النحو ہی ہم سے پڑھ کر دعوی تجدید سنت السنہ مشرقیہ کا کیا ہوتا کیونکہ جب آپکو فعل کی تذکیر و تانیث کا مسئلہ ہی نہیں معلوم تو آپ کا یہ دعوی کون قبول کریگا بہرحال اب بھی با ادب سے ساتھ ہمارے شاگرد بنجایئے مگر اول ہدایت النحو پڑھ لیجیے اور خوب یاد کر لیجیے وان کان الفاعل مونثا حقیقیا وھو ما باذائہ ذکر من الحیوان انث الفعل ابدا الی قولہ وان فصلت فلک الخیار فی التذکیر والتانیث الی قولہ وکذلک فی المونث الغیر الحقیقی نحو طلعت الشمس وان شئت قلت طلع الشمس اگر اب بھی آپ نہ سمجھیں اور کہیں کہ یہ تو بیان فاعل کا ہے نہ مفعول مالم یسم فاعلہ کا اور سکینۃ مفعول مالم یسم فاعلہ ہی انزل فعل مجہول کا تو گذارش یہ ہے کہ میں بڈھے طوطہ کو کہاں تک پڑھاؤں۔ ایحضرت مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم بھی بعینہ وہی ہے جو فاعل کا حکم ہے پڑھو ہدایت النحو کی یہ عبارت و حکمہ فی توحید فعلہ وتثنیتہ وجمعہ وتذکیرہ وتانیثہ علی قیاس ما عرفت فی الفاعل اب یہ تو فرمایئے کہ لفظ سکینہ کیا آپکے نزدیک مؤنث حقیقی ہے اگر ایسا ہو تو پھر بھی بڑی دقت آپکو یہ واقع ہوگی کہ اس صورت میں بھی چونکہ فصل موجود ہے تذکیر و تانیث ہمیں دونوں جائز ہیں اور اگر لفظ سکینہ آپکے نزدیک مؤنث غیر حقیقی ہے تو ایسی فاش غلطی جو یہاں آپ نے کھائی ہے اسکا ہم کیا علاج کر سکتے ہیں بجز اس کے کہ چند فحول علما جماعت احمدیہ کے اس کڑکڑاتے جاڑے میں آپکو بشارت دیکر ٹھنڈا کر دیویں تا کہ آپ کے دعوے مجددیت السنہ مشرقیہ کا دفتر ہی گاؤ خورد ہو جاوے۔

قول شحنا صفحہ ایضاً ذرہ مصرعہ ثانیہ کی تقطیع تو کیجیے عزیب کی دُم گری جاتی ہے لاحول ولا قوۃ کتنی لغویت ہے یہ دس ہزار روپیہ کا انعامی قصیدہ ہے۔ ہم محاورات کی اصلاح کریں یا تقطیع کی چولیں ٹھیک بٹھائیں

قول احسن ہاں حضرت پہلے آپ اپنی دم کی خیر منایئے آپ کے دعوے مجددیت السنہ مشرقیہ کی دم جڑ سے اکھڑ کر گر گئی لہٰذا آپ کا دعوی بالکل لنڈورا ہو گیا ذرہ بحر طویل کی بحث کتب عروض میں ملاحظہ تو فرمایئے اور جو زحافات شتر وغیرہ کے اُس میں واقع ہوتے ہیں انکو ہم سے پڑھ لیجیے تاکہ اس دم گری ہوئی میں تدارک کرا دیں۔ ٹانکے دیکر جیکا دیویں۔ اب تو ایحضرت خبردار ہو جایئے اور جب تک آپ کے اس دعوی کی دم درست نہ ہو جاوے تب تک ہیں میدان رجال فحول احمدیہ میں آپ رونق افروز نہ ہو رہیں ہاں آپ فعل ممنوعہ الصرف و رہیں اپنے مولانا فاضل سے جنکو ابحاث اور مسائل صرفیہ نحویہ میں ان کو مشق حاصل ہے ان سے تعلیم پانے کے آپ مجاز ہیں فقط اور باقی جو آپ نے لغویت ہانکی ہے اُسکا جواب اور بیہودہ اخبار کی تضحیک کا جواب ہم نے اسواسطے ترک کیا ہے کہ جہلا سے اعراض کرنے کا قرآن کریم میں حکم ہے اور نیز ایسی باتوں کا جواب بارہا ہو چکا ہے + ۷ دسمبر ۱۹۰۲ء

آپ کا خیر خواہ قدیم محمد احسن امروہوی

ایک سائل کا سوال

اور

حضرۃ فاضل امروہی کیطرف سے

جواب

سوال

اگر حضرۃ مرزا صاحب کی کتابیں بلحاظ فصاحت اور بلاغت کے عربی زبان میں حد اعجاز کو پہونچی ہوئی ہیں جن کے ساتھ تحدی کی گئی ہے اور قرآن مجید بھی یہی تحدی فرماتا ہے کما قال اللہ تعالے قل لئن اجتمعت الجن و الانس علی ان یاتو بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ و لو کان بعضہم لبعض ظہیرا پس اگر ان دونوں تحدیوں میں کچھ فرق نہیں ہے تو مرزا صاحب کا کلام مثل قرآن مجید کے ہوگیا جو لا یاتون بمثلہ میں داخل ہے اور اگر مرزا صاحب کا کلام قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے درجہ سے جو حد اعجاز کو پہونچی ہوئی ہے گرا ہوا ہے تو پھر کلام مرزا صاحب کا اعجاز نہ ہوا و کلا الشقین باطلان۔

الجواب

اس کا جواب خود قرآن مجید میں مذکور ہے قال اللہ تعالیٰ قل لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثلہ مددا۔ اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ کلمات الٰہیہ غیر متناہی ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ کلمات ربی جو غیر متناہی ہیں وہ کیا ہیں کیونکہ قرآن مجید جو ما فی الدفتین ہے وہ تو متناہی ہے لہذا وہ کلمات رب یا تو حقائق اور معارف قرآنیہ ہیں جن کی نسبت لا تنقضی عجائبہ بھی وارد ہے اور یہ حقائق و معارف قرآنیہ سوائے مطہرین و مقربین و ماموریں کے غیر مطہرین کیلیے مرحمت نہیں ہوتے کما قال اللہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون اور ان مطہرین کیلیے جس قدر یہ مکذبین ہوتے ہیں چونکہ وہ سب کے سب غیر مطہرین ہوتے ہیں انکی قدرۃ سے یہ معارف قرآنیہ و حقائق فرقانیہ باہر ہوتے ہیں اور وہ انکے مقابلہ میں عاجز ہوجاتے ہیں بدیں وجہ انمیں رنگ اعجاز پیدا ہوجاتا ہے جنکا مقابلہ مکذبین غیر مطہرین نہیں کرسکتے لا یمسہ الا المطہرون ہاں ان میں سے خاتم الخلفا کے لیے کلمات رب باعتبار فصاحت و بلاغت کے بھی رنگ اعجاز میں واسطے تجدید معجزہ بلاغت و فصاحت قرآنی کے منجانب اللہ رنگین کیے گئے ہیں اور تمام امت میں سے یہ حصہ بلاغت و فصاحت ظل قرآنی کا اسی مسیح موعود کے لیے جسکو نبی اللہ اور بروزی اسمہ احمد بھی فرمایا گیا ہے اور پیشینہ طور پر محمد ہے کما الہمنہ مالیہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مقرر و مقدر ہوچکا تھا کما قال تعالیٰ و آخرین منہم لما یلحقوا بہم و ہو العزیز الحکیم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم پس اعجاز المسیح و دیگر کتب متحدیانہ حضرۃ اقدس کی باعتبار فصاحت اور بلاغت کے بھی اعجاز ہوئیں اور بلحاظ معارف و حقائق قرآنیہ کے جو منجانب اللہ ہیں اور کلمات ربی ہیں بھی معجزہ ہوگئیں اور دیگر مراد کلمات ربی سے وہ الہامات و مکالمات الٰہیہ متضمن پیشین گوئیوں وغیرہا کو ہیں جو مقربین و مطہرین کو واسطے تائید اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کے ہمیشہ الہام ہوا کرتے ہیں انکا مقابلہ بھی غیر مطہرین و غیر مرسلین ہرگز نہیں کرسکتے کما قال اللہ تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا۔ اس زمانہ آخر میں جو تمام علوم و فنون ارضیہ انتہا درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں اس خاتم الخلفا کو تمام امت سے زیادہ تر ان الہامات اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف فرمایا گیا اور ان الہامات و مکالمات کو بصبغ اعجاز مصبغ کیا گیا جو فصاحت اور بلاغت کا انتہا درجہ ہے دیکھو براہین احمدیہ وغیرہ کو جسکی صدہا الہامات فصیح پورے ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں اور آئندہ کو ہوتے رہینگے

والحمد للہ الذی ہدانا لہذا و ما کنا لنہتدی لو لا ان ہدانا اللہ بہر دو حال یہ کتب حضرۃ اقدس کی متحدیانہ ہیں واسطے اثبات حقیت کتاب اللہ و نبوۃ محمدیہ کے منجملہ انھیں کلمات رب کے ہیں جنکی نسبت فرمایا گیا ہے ما نفدت کلمات اللہ اور ہرگاہ کہ یہ کتب متحدیانہ کلمات رب ہوگئے تو پھر ان کا اعجاز عین اعجاز قرآن مجید ہوگیا اور آیت قل لئن اجتمعت الجن الآیہ میں مراد یاتون بمثلہ سے وہ کلام ہے جو غیر کلمات رب ہووے یعنی جو قرآن مجید کے مخالف ہو نہ وہ تفسیر و تاویل جس میں حقائق و معارف قرآنی من جانب اللہ ہوں کیونکہ ان کی نسبت تو اللہ تعالے خود فرماتا ہو لا یمسہ الا المطہرون جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مطہرون کے سوا ان معارف کو کوئی مخالف مس تک نہیں کرسکتا فثبت الاعجاز بکلا الشقین۔ یہی سر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے تئیں افصح العرب فرمایا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبین قرآن ہیں اور در صورت ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افصح العرب ظاہر ہے کہ کوئی مخالف دین اسلام کا آپ کے کلام کا مقابلہ بھی فصاحت اور بلاغت میں نہیں کرسکتا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افصح العرب نہ رہینگے حالانکہ اگر آیت پیش کردہ معترض کے وہ معنے لیے جاویں جو معترض کے خیال میں ہیں تو چونکہ آنحضرۃ بھی الانس میں داخل ہیں تو لازم آتا ہے کہ آپ افصح العرب نہ رہیں واللازم باطل فالملزوم مثلہ پس جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افصح العرب ہیں بروزِ محمدی کا بھی افصح العرب ہونا ضروری ہوا جو واقع ہے الحاصل اختلاف مدارج بلاغت کلام الٰہی اور کلام حضرت مسیح موعود میں بالضرور ہے لیکن حد اعجاز کو دونوں پہونچے ہوئے ہیں قد جعل اللہ لکل شئی قدرا۔

ضروری اطلاعیں

۱- اس ہفتہ کی ڈائری چونکہ بہت ہی

۱۵ دسمبر کی ہوئی دوسری ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو مفصل حالات پھر ان شاء اللہ تعالے

سورۃ جمعہ پر حکیم الامت کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ یقین رکھو کہ جب تک خدا تعالیٰ کے فضل کے جذب کرنے کے لئے اضطراب اور سچا اضطراب نہو کچھ نہیں بنتا۔ مسیح کی موت معمولی بات نہیں یہ وہ موت ہے جو عیسوی دین کی موت کا باعث ہے۔

اس قوم کو اگر کوئی جیت سکتا ہے تو اس کیلئے یہی ایک گر ہے اب غور کر کے دیکھ لو۔ کہ اس کے لئے اس نے کس قدر دعائیں کی ہونگی دل میں کسقدر جوش اُٹھتے ہوں گے ہم تو انکو سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ایک آدمی مر گیا بس مر گیا بات کیا ہے مراہی کرتے ہیں مگر نہیں اس کے حل سے سب کچھ حل ہے۔ یہ فہم جو اسے دیا گیا ہے یہ فہم مامور من اللہ کے سوا دوسرے کو نہیں ملتا یہ اضطراب اور جوش دوسرے کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی دعویٰ کرے تو خیال باطل اور وہم محال ہے۔

پھر اختلاف اندرونی اور بیرونی پر نظر کرو کہ کیا حالت ہو رہی ہے ایک کہتا ہے بائیبل میں یہ ہے دوسرا کہتا ہے قرآن میں یہ ہے حضرت صاحب مثال دیا کرتے ہیں کہ انہوں نے مداری کے تھیلے کی سی بات کر رکھی ہے۔ جیسے وہ چاہتا ہے اس میں سے نکالتا ہے ویسے ہی یہ بھی جو روائت اپنے مطلب کی چاہتے ہیں نکال کر پیش کر دیتے ہیں اور یہ اختلاف اس شدت سے پھیلا ہوا ہے کہ اس کا بیان کرنا ہی آسان نہیں۔ صداقت اسطرح چھپ جاتی ہے جب تک مامور من اللہ خدا تعالیٰ سے لطیف فہم لیکر نہیں آتا صداقت بیج کیطرح رہتی ہے۔ جیسے جب بارش آسمان سے آتی ہے تو خواہ ساری دنیا زور لگائے کہ بیج نشو و نما پائے وہ اُگنے سے نہیں رہتا اسی طرح جب مامور من اللہ آتا ہے تو خواہ کوئی کچھ ہی کرے وہ صداقت کو ضرور نکال لیتا ہے۔ اس کی پہچان یہی ہوتی ہے کہ جو کام وہ کرتا ہے عقل صحیح اور نقل صریح اور تائیدات سماوی اسکی تصدیق کرتے ہیں۔

اسوقت آزادی کی امیں کھلی ہوئی ہیں اسلام پر وہ اعتراض کئے جاتے ہیں کہ پہلے کسی نے کبھی سُنے بھی نہ تھے میں نے بعض لوگوں سے سُنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پہلے بھی اعتراض کرتے تھے میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے پہلے کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا۔ اسلامی سلطنت کی سطوت و جبروت کے مقابلہ میں کون اعتراض کر سکتا تھا۔ یہ سب کچھ اسی صدی کا کرشمہ ہے اور اسی انڈیا میں اسکو ترقی ہے۔ جو چاہے کوئی کہدے اخبارات و رسالجات میں زور و شور سے مخالفت کیجاتی اور اعتراض کئے جاتے ہیں کوئی نہیں روکتا۔

فسق و فجور نے یہانتک ترقی کی ہے کہ شراب جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماع الاثم کہا ہے اسی پر قیاس کر لو کہ کیا حالت ہے لنڈن ایک شہر میں اسکی یہ حالت ہے کہ صرف شراب فروشوں کی دوکانوں کو الگ ایک لائن میں رکھا جاوے تو پچھتر میل سے زیادہ تک جاتی ہیں۔ اور کل کارخانے اتوار کو بند رہتے ہیں مگر شراب کی دوکانیں اتوار کو بھی کھلنی ضروری ہیں۔ اس سے اندازہ اور قیاس کر لو۔ دوسری حالتوں کا۔

عورتوں کی بابت آیا ہے کہ وہ حبائل الشیطان ہیں یعنی عورتیں شیطان کی [illegible] ہیں حقیقت میں جسقدر ابتلاان عورتوں کے [illegible] آتے ہیں اور جس طرح شیطان ان رسیوں کے ذریعہ سے اپنا کام کرتا ہے وہ کوئی ایسی بات نہیں کہ کسی سے پوشیدہ ہو۔

مشنری عورتوں اور مشنریوں سے جو خرابیاں اکثر اوقات پیدا ہوتی ہیں اور آئے دن اس قسم کی خبریں سُننے میں آتی ہیں کہ فلاں گھر میں ایک مشنری عورت آتی تھی اور وہاں سے فلاں عورت کو نکال لے گئی [illegible] اس کا پتہ نہیں وغیرہ۔ پھر اس سے ذرا اور آگے بڑھو۔ ولایت میں جو لوگ پڑھنے کے واسطے جاتے ہیں اور کوئی انکی حال کا پرساں اور نگران نہیں ہوتا پھر جو کچھ وہاں وہ کر گذریں تھوڑا ہے۔ مذہب کی رسمی قیود بھی بمبئی تک ہی سمجھی جاتی ہیں اسکے بعد پھر کوئی مذہب نہیں الا ماشاءاللہ۔ ایک معزز ہندو نے نواب محمد علی خاں صاحب کے مکان پر بیان کیا کہ یہ مت پوچھو کہ ولایت میں کیا کیا کھایا بلکہ یہ پوچھئے کہ کیا نہیں کھایا۔

غرض حبائل الشیطان کی وہ حالت جماع الاثم کا وہ زور شور۔ سلطنت کا رعب سطوت و جبروت الگ یہانتک کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ ویسے کچھ اور ہی ظاہر کر دیا گیا ہو کہ مقدمات میں تبدیلی مذہب نجات کا موجب ہو گئی اور مجسٹریٹ نے لکھ دیا کہ عیسائی مذہب کیوجہ سے خلاف گواہی دیگئی یا مقدمہ بنایا گیا۔

ایک آدمی بجائے خود ذلیل اور کس مپرس ہوتا ہے لیکن مشنریوں کے ہاں جا کر اسے روزگار ملجاتا ہے یا کسی کو ممانعت روزگار ہوئی مشنریوں نے اسے پادری بنا دیا اس قسم کے واقعات موجود ہیں یہ خیالی یا فرضی باتیں نہیں ہیں۔ مشنریوں کی بعض رپورٹوں تک سے یہ واقعات کھل جاتے ہیں اگر ان پر زیادہ غور کی جاوے۔

یہ تو ان لوگوں کی آزادی کے اسباب ہیں جنہوں نے مذہب کی پروا نہیں کی۔ اس کے علاوہ مصنفوں اور ماسٹروں کا اثر پڑھنے والوں پر اندر ہی اندر ایک مخفی رنگ میں ہوتا چلا جاتا ہے تصنیف کا ایسا خوفناک اثر ہوتا ہے کہ دوسروں کو معلوم ہی نہیں ہوتا اور شاید پڑھنے والا بھی اسے جلدی محسوس نہ کر سکے مگر آخر کار وہ ایسا متاثر ہوتا ہے کہ خود اُسکو جرأت ہوتی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی اس اثر کے متعلق لکھا ہے اور میں چونکہ بہت کتابوں کے پڑھنے والا ہوں میں نے تجربہ کیا ہے اور علاوہ بریں علم طب کے ذریعہ مجھے اس راز کو سمجھنے میں بہت بڑی مدد ملی ہے میر حسن کی مثنوی پڑھکر ہزاروں ہزار لڑکے اور لڑکیاں زانی اور بدکار ہو گئی ہیں۔ اور یہ ایسی بین اور ظاہر بات ہے کہ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ جبکہ تصانیف کا اثر طبائع پر پڑتا ہے اور ضعیف طبیعتیں بہت جلد اس اثر کو قبول کرتی ہیں تو آجکل تصانیف کے ذریعہ جو زہر مشنری گروہ نے پھیلایا ہے اس کے متعلق مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ہر رنگ میں فلسفہ۔ تاریخ۔ طب۔ وغیرہ ہر شاخ علم اور ہر کتاب میں مذہب سے مغایرت اور آزادی کا سبق پڑھایا جاتا اور اسلام کی پاک تعلیم پر کسی نہ کسی رنگ میں حملہ کیا جاتا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ تعلیم کا جادو کچھ ایسا کارگر ہوا ہے کہ ہر شخص بلا سوچے سمجھے کہ اسکے بچے کو کس قسم کی تعلیم مفید اور کار آمد ہو سکتی ہے اپنے لڑکوں کو سکول اور کالج میں بھیجتا ہے جہاں حفاظت دین کے اسباب بہم نہیں پہونچائے جاتے۔ وہاں قسم قسم کی فصیح و بلیغ تقریروں والے اور بڑی بڑی لمبی ڈاڑھیوں والے عجیب غریب باتیں سناتے ہیں اور یورپین اقوام کی ترقیوں اور صناعیوں پر لیکچر دیدیکر نوجوانوں کو اسطرف مائل کرتے ہیں یہانتک سیدھے سادے نوجوان جو اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل کورے اور صاف ہوتے ہیں مذہب کو ایک آزادی کی مانع چیز سمجھنے لگتے ہیں اور انسانی

ترقیوں کا مانع اسے قرار دیتے ہیں۔ باتوں ہی باتوں میں بہادئے جاتے ہیں۔ کہ اگر وہ اعتراض علماء کے سامنے کئے جاتے ہیں تو اُنپر کفر کے فتوے جڑے جاتی ہیں۔

ان اعتراضوں کا جو بُرا اثر پڑتا ہے اس کے متعلق مَیں ایک قصّہ بیان کرتا ہوں مگر یاد رکھو کہ میں قصّہ گو نہیں بلکہ درد دل کے ساتھ تمہیں اسلام کی حالت دکھانی چاہتا ہوں میری غرض کسی پر نکتہ چینی کرنا نہیں ہے اور نہ ہنسانا مقصود ہے + بلکہ اصلیت کا بیان کرنا مدّنظر ہے۔

میں ایک بار ریل میں سفر کر رہا تہا جس کمرہ میں مَیں بیٹھا ہوا تہا اسی کمرہ میں ایک اور بڈہا شخص بیٹھا ہوا تہا ایک اور شخص جو مجھے مولوی صاحب کہہ کر مخاطب کرنے لگا تو اس دوسرے شخص کو سخت بُرا معلوم ہوُا اور اسنے کہڑکی سے باہر سر نکال لیا۔ وہ شخص جو مجھ سے مخاطب تہا اس کے بعض سوالوں کا جواب جب مینے دیا تو اس بڈہے نے بہی سر اندر کر لیا اور بڑے غور سے میری باتوں کو سننے لگا۔ اور وہ باتیں موثر معلوم ہوئیں پہر خود ہی اُسنے بیان کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ مینے کیوں سر باہر کر لیا تہا۔ مینے کہا نہیں اُسنے بیان کیا کہ مجھے مولویوں کے نام سے بڑی نفرت ہے اس شخص نے جب آپکو مولوی کہہ کے پکارا تو مجھے بہت بُرا معلوم ہوا۔ لیکن جب آپ کی باتیں سنیں تو مجھے انسے بڑا اثر ہوا۔ مینے پوچہا کہ مولویوں سے تمہیں نفرت ہے؟ اس نے کہا کہ مینے لودہانہ میں ایک مولوی صاحب کا وعظ سنا اس نے دریائے نیل کے فضایل میں بیان کیا کہ وہ جبل القمر سے نکلتا ہے اور اس کے متعلق کہا کہ چاند کے پہاڑوں سے آتا ہے۔ مینے اسپر اعتراض کیا تو مجھے ہٹوا یا گیا اسوقت سے ہی اسلام پر کچہہ شکوک پیدا ہوگئے۔ اور میں عیسائی ہوگیا بہت عرصہ تک میں عیسائی رہا پہر ایکدن پادری صاحب نے مجھے کہا کہ ایک نئی تحقیقات ہوئی ہے دریائے نیل کا منبع معلوم ہوگیا ہے اور اسنے بیان کیا کہ جبل القمر ایک پہاڑ ہے وہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔ میں اسکو سنکر رو پڑا۔ اور وہ سلرا واقعہ مجھے یاد آگیا۔ ایک عیسائی نے مجھے مسلمان بنادیا ایک مولوی نے مجھے عیسائی کیا اسوجہ سے میں ان لوگوں سے نفرت کرتا تہا مگر آپ انمیں سے نہیں ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ اسکی یہ کہانی سُنکر میرے دل پر سخت چوٹ لگی۔ کہ اسمر ا مسلمانوں کی یہہ حالت ہی سے غرض اسوقت مسلمانوں کی حالت تو یہانتک پہونچی ہوئی ہے اور اسپر بہی انکو کسی کی ضرورت نہیں۔ (باقی آئندہ)

ندوۃ العلماء کا نواں اجلاس

اور

ہمارے ریمارک

(نمبر ۲)

مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ ندوۃ العلماء کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے اور وہ ہرگز اس مقصد میں کامیاب ہوئی نہ ہوسکتا ہے۔

البتہ مداہنہ اور نفاق کو ضرور ترقی ہوگی اور غیرت ایمان جو ضروری شے ہے اس میں نقص واقع ہوگا۔

ہم معصیت کریں گے اگر اس موقع پر یہہ نہ بتائیں کہ پہر کوئی ایسی صورت ممکن بہی ہے جس سے یہ منتشر اوراق قوم پہر مجموعی صورت اختیار کریں؟ ہمارے نزدیک ایسی صورت نہ صرف ممکن بلکہ یقینی ہے اور وہ ایک ہی ہے بجز اس کی کبہی ممکن ہوا ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ اتفاق اور اتحاد قائم ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مطاع باذن اللہ امام مفترض الطاعتہ ہم میں موجود ہو۔ اور ہم ندوۃ اور تمام ایسی مجلسوں کو جنکے دل میں قوم کے اتحاد اور اتفاق کی گدگدی ہے اور جو مسلمانوں کی ذلت اور نکبت کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ اخلاقی علمی اور عملی حالتوں میں بالکل گر گئی ہے) اور ان تمام لوگوں کو جو اپنی اصلاح کے خواہشمند ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ اس غرض کو پورا کرنیکے لئے قرآن شریف کی وعدہ خلافت کیموافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق ہوکر وہ آنیوالا آخری امام جسے مسیح موعود اور مہدی مسعودؑ کے نام سے آنا تہا آ گیا ہے اُسی کے ساتھ پیوند کرنے سے وہ قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے جو آخر اخوت کے درجہ پر پہونچاتی ہے۔ اس پر مفصل دعوۃ الندوہ میں لکہا جا چکا ہے جو اسی جلسہ میں ہم نے تقسیم کی تہی پہر مولوی حبیب الرحمٰن نے یہ بیان کیا کہ ندوہ کا اہم مقصد نصاب تعلیم کی اصلاح اور قرآن شریف کی خدمت ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ضروری مقصد ہے بے شک اسکی طرف توجہ ہونی چاہیئے مگر سوال پہر بہی ہے کہ ندوہ نے کیا کیا؟ خود ندوہ نے اعتراف کر لیا کہ چونکہ دار العلوم کو کامیابی نہیں ہوئی اس لئے پہر انگریزی کلاس کہولنے کی ضرورت پڑی۔

اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ندوہ اس مقصد میں کہانتک کامیاب ہوا ہے؟ ندوہ نصاب تعلیم کی اصلاح کیا کر سکتا تہا اور قرآن شریف کی خدمت کیا کر سکتا تہا۔

قرآن شریف کے حقایق و معارف صرف اسی شخص پر کہل سکتے ہیں جو لایمسہ الّا المطہرون کے استثنا کے نیچے ہو۔ اور یہ وہ شخص ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے تائید و نصرت پاکر یہ کہنے کا حق رکہتا ہو کہ اسلام زندہ مذہب ہے اسلام کا خدا زندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ۔ اسلام کی بولی عربی زندہ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اسکا سلسلہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔

اب ندوہ کسی ایسے شخص کا نام لے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میں اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرتا ہوں۔ ندوہ کسی ایسے شخص کو پیش نہیں کرتا اور اپنے اس مقصد کی ناکامی کا وہ خود اعتراف کرتا ہے مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ ندوہ نے اس ناکامی کی اصلاح کی تو کیونکر؟ کہ کامیابی کا ذریعہ یہ تجویز کیا کہ دار العلوم میں انگریزی کی شاخ کہولی کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت انسے پوچہے کہ کیوں حضرت؟ قرآن شریف کی خدمت کو انگریزی کلاس سے کیا تعلق اور اصلاح نصاب کو اس سے کیا نسبت!

اصل یہ ہے کہ ندوہ کا اصل منشاء صرف انگریزی تعلیم ہے اور مسلمانوں کے سامنے اپنے مقاصد کو ایسے طرز میں پیش کرنا کہ جس سے وہ یہ سمجہہ لیں کہ ندوہ کی غرض الہیات اور دینیات کی ترقی ہے صرف روپیہ جمع کرنیکی خاطر ہے۔ ہم اپنی اس رائے کی تائید میں ہی ہز آنر سر جیمز لاٹوش بہادر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی رائے کو پیش کرتے ہیں جو اُنہوں نے ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں ظاہر کی ہے چنانچہ ہز آنر نے فرمایا۔

۴۰

میں خیال کرتا ہوں کہ آپکے پروگرام کا یہ منشاء نہیں ہے کہ **معرفت الٰہی اور دینیات کا ایک** سکول قائم کیا جاوے جو زور کے ساتھ صرف **دینیات اور الٰہیات** سکہلا دے بلکہ تمہاری مراد یہ ہے کہ ہمارے طالب علم انگریزی زبان میں بھی لائق فائق ہوں مگر اسکے ساتھ علوم مشرقی میں بھی کامل دستگاہ پیدا کرلیں کیا یہ منشاء

سر سید احمد خاں کے منشاء سے جدا گانہ ہے۔

اگر تمہارا بھی یہی خیال ہے تو کیوں تم علی گڈہ کالج کی مدد نہیں کرتے اور ایک علیحدہ دار العلوم قائم کرنا چاہتے ہو؟ کیا یہ اچھا ہے کہ ایک قوم کی کوشش اور عقل سے متفرق کام کیا جاوے۔

یہ وہ رائے ہے جو ہز آنر نے ندوہ کے اس مقصد کے متعلق ظاہر کی ہے۔ لاٹ صاحب بہادر نے تو پردہ بر انداز گفتگو ہی کردی اور اصل حقیقت کو طشت از بام کر دیا اگرچہ غور و فکر کرنے والے مسلمان پہلے ہی سے جانتے تھے کہ ندوۃ العلماء کی تہ میں وہی علی گڈہی سپرٹ کام کرتی ہے اور ندوہ کے اراکین میں اگر کل نہیں تو بعض ایسے لوگ ضرور ہیں جو علیگڈہ کالج کے ساتھہ تعلق رکھتے ہیں۔ اور سالانہ جلسوں میں زیادہ حصہ لینے والے اور مقرر وہی لوگ ہوتے ہیں جو علی گڈہ سکول آف تہاٹ کے پیرو ہیں۔

علی گڈہ کالج سے جو دینی فائدہ اور اصلاح نصاب اور خدمت قرآن ہوئی ہے وہ کوئی پوشیدہ امر ہے ہی نہیں جو مسلمانوں کو معلوم نہیں۔ اسی سے ندوہ کی خدمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اور اس سے مولوی حبیب الرحمن صاحب کے اس دعویٰ کی حقیقت اور قلعی کہلتی ہے جو انہوں نے اپنے بڑے مجمع میں کیا کہ **ندوہ ایسے علماء پیدا کریگا جو مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے پر قادر ہوں گے؟**

مولوی حبیب الرحمان کو ایسا دعویٰ کرتے ہوئے خدا کا خوف کرنا چاہیئے تہا ندوہ کیا اور اسکی حقیقت کیا؟ کیا مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے والے یونیورسٹی میں طیار کئے جاتے ہیں ایسے ریفارمروں کی کوئی فیکٹری ہے؟ وہ مصلح جو مذہبی اور اخلاقی اصلاح کرنے پر قادر ہوتا ہے وہ دنیا کے انتخاب سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے انتخاب سے ہوتا ہے **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**۔

ندوہ کو ایسی بلند پروازی سے توبہ اور ترحم کرنی چاہیئے کہ اسکی حقیقت تو ذمہ دار حکمران صوبہ یہ کہول رہا ہے کہ انکی غرض انگریزی تعلیم دینا ہے بلکہ اُس نے سارے حالات پر نظر کرکے ندوہ کی مجلس کو بہت کچھ مشتبہ بنا دیا ہے۔ مثلاً یتیم خانہ پر رائے زنی کرتے ہوئے ہزآنر نے فرمایا ہے۔

"در کہ میں نے اسے دیکہا ہے اس سے کسی غیر معمولی فیاضی کا ثبوت نہیں ملتا"

ان حالات کو مدنظر رکہہ کر مسلمان سوچ لیں کہ ندوہ کیا چاہتا ہے اور کیا کرتا ہے اور کیا کہتا ہے؟ (باقی آٹھویں نمبر میں)

بقیہ نظم
منشی محمد نواب خانصاحب ثاقب

طاعون کے نشان کو سمجھے تھے کھیل لوگ
دیکھیں دو چند زہر اب اس کی سنان میں ہے
ٹلنے کی یہ نہیں ہے تباہی کئے بغیر
سورت میں آج صورت پیل دمان میں ہے
جن جن کے منکرو نکو یہ کہا گئی بگمان
لاریب موتوں کی جماعت امان میں ہے
وہ متقی جو صدق سے ہے اس کی دار میں
نزدیک ہے کہ دور مگر قادیان میں ہے
جس کا نہ کبر ہو سے ہو دماغ آسمان پر
دار الامان میں کہو وہ آسمان میں ہے
اے گرگ طمع چھوڑ دے روباہ بازیاں
ڈر صولت خدا سے جو شیر ژیان میں ہے
چل دُم دبا کے بہاگ اگر جان ہے تری
ایمان ترا دیکہہ لیا استخوان میں ہے
اس بیوفا میں ذرا بھی بوئے وفا نہیں
دعدہ وفا کرے ابھی عرصہ نشان میں ہے
حیران ہے حاسری کہ یہ کیوں آل نبکلی
کیا جانے وہ کہ وارث دین محمدی ہے
خم ٹھونک کر اور تڑے لیکر علی کا نام
نام علی کا زور اگر کچھ بھی جان میں ہے
رکھی ہینگی طاقتیں بالائے طاق سب
وہی خدا کا بل ہے جو اس پہلوان میں ہے
اے پیر گولڑہ کسی ہمزاد کو بلا
افسون گری کا کچھہ بھی اثر گر زبان میں ہے
پیران میفروش کی بھٹی کو دے جلا

کیا خاک ان کے میکدہ و دیگدان میں ہے
اک گھونٹ پی کہ عرش برین کی خبر ملی
ایسا اثر کچھ اس کی مئے ارغوان میں ہے
اعجاز احمدی کے مقابل ہو گر ظفر
لاؤ نکالکر جو ورق جزدان میں ہے
دیکھینگے کیا دکھائے طبیعت کی تیزیاں
اصغر علی ادیب بھی اس امتحان میں ہے
ہرگز نہیں کبھی نہیں ہوگا مقابلہ
یہ زور اس نشان مسیح زمان میں ہے
لالچ نہیں ہے حشمت دنیا کا کچھہ یہاں
ثاقب متاع دین کے لئے قادیان میں ہے

اعلان

انجمن اشاعت اسلام کے

عہدہ داروں میں کچھ تغیر و تبدیل کیا گیا ہے آیندہ خیراتی یا تجارتی حصص وغیرہ کا روپیہ مفتی محمد صادق صاحب فنانشل سکرٹری کے نام آنا چاہیے — شیر علی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام

تحریک برائے
خیراتی فنڈ میگزین

۱۰ جون ۱۹۰۲ء کے اخبار میں ایک تحریک کی گئی تھی کہ جس صاحب کی تنخواہ میں ترقی ہو وہ اپنی پہلی ترقی کا روپیہ میگزین کے خیراتی فنڈ کے لئے بھیجکر ثواب حاصل کریں اس تحریک کے مطابق دو صاحبوں نے ترقی ہونے پر اپنے پہلے اضافہ کی رقم بھیجکر میگزین کی اعانت کی ہے۔ اول منشی نعمت اللہ خانصاحب ڈپٹی سرنٹری اسسٹنٹ پشاور جنہوں نے سب سے پہلے اس نیک کام میں اپنے تئیں نمونہ بنایا ہے اور اب تک للعہ روپیہ دے چکے ہیں دوم شیخ احمد اللہ صاحب کلرک پلٹن ۲۶ جنہوں نے ابھی مبلغ ۱۵ روپیہ اس تحریک کے مطابق ارسال کئے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان ہر دو صاحبان کو جزاء خیر دے اور دوسرے صاحبوں کو ان کے نمونہ پر چلنے کی توفیق۔ — شیر علی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام قادیان

ٹیکا طاعون

ٹیکا طاعون کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاع ایڈیٹر الحکم کو گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے بغرض اشاعت موصول ہوئی ہے جس کو ہم فائدہ عام کے لئے درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

گورنمنٹ پنجاب کو ٹیکا دافع طاعون کی وسیع تجویز مجبوراً عارضی طور پر بند کرنی پڑی ہے۔ یہ تجویز دوائی دافع طاعون کی ۷۰۰۰۰ (دوز) معتاد روزانہ بہم پہونچنے پر مبنی تھی اور ماہ ستمبر کے نصف یا عمل ٹیکا کے واقعی شروع ہونے سے صرف ۱۵ روز پیشتر تک یہ خیال تھا کہ بمبئی کا کارخانہ دوا سازی دوائی کی اسقدر مقدار باقاعدہ طور پر بہم پہونچا سکیگا۔ لیکن پھر یہ معلوم ہوا کہ دوائی کی پوری مقدار کا بہم پہونچانا کچھ عرصہ تک ناممکن ہوگا اور امر واقع تو یہ ہے کہ جو مقدار بھیجی گئی ہے وہ ۱۰۰۰۰ معتاد روزانہ سے بھی بقدر نصف کے کم رہی ہے جسکا اُسوقت وعدہ کیا گیا تھا جبکہ گورنمنٹ پنجاب نے اُسوقت خاص طور پر دریافت کیا تھا جب اُنکو یہ اطلاع ملی کہ دوائی دافع وبا کی تیاری کا طریق بدلا گیا ہے اور کہ کارخانہ دوا سازی دوائی کی مذکورہ بالا پوری مقدار بہم پہونچانے کے قابل نہیں۔ تاہم اس تھوڑی مقدار سے بھی نہایت قابل اطمینان کام ہوا اور ماہ اکتوبر کے دوران میں قریباً ۱۲۰۰۰۰ اشخاص کو انکی مرضی سے ٹیکا لگایا گیا۔

افسوس ہے کہ اب یہ ظاہر ہوا کہ جو دوائی طریق مندرجہ بالا پر بہم پہونچائی گئی تھی وہ آلودگی سے بالکل پاک تھی اور یہ ضروری معلوم ہوا کہ اُسکا کچھ حصہ بوجہ مضر ہونے کے مسترد کیا جاوے۔ بہت تھوڑی ایسی وارداتوں کی اطلاع آئی جن میں ٹیکا لگانے کے تھوڑے عرصہ بعد موت وقوع میں آئی ہو۔ یہ کبھی ثابت نہ ہوا کہ ان وارداتوں میں سے کسی میں بھی موت فی الواقع ٹیکا لگانے کی وجہ سے وقوع میں آئی۔ لیکن اس خیال سے کہ ایسا ہونا ممکن تھا۔ یکم نومبر کو یہ احکام جاری کئے گئے کہ ٹیکا کے عمل کو بند کر دیا جاوے تاوقتیکہ پھر ایسی دوائی بہم نہ پہونچ جاوے جس پر پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہو۔ پیشتر اس کے کہ ان احکام پر عمل درآمد کیا جاتا موضع ملکوال ضلع گجرات میں ایک اندوہناک حادثہ وقوع میں آیا۔ یعنی ۱۹ اشخاص جنکو ۳۰ اکتوبر کو ٹیکا لگایا گیا وہ ۶ نومبر کو بوجہ تشنج ٹیٹنس بیمار پڑ گئے اور اب وہ سب مر گئے ہیں

ان سب اشخاص کو دوائی کی ایک ہی بوتل سے ٹیکا لگا تھا اور اُن اشخاص کے درمیان کوئی حادثہ واقع نہ ہوا جنکو دیگر بوتلوں سے اُسی وقت اور اُسی مقام پر ٹیکا لگایا گیا تھا۔ گورنمنٹ پنجاب کو اس امر کا پورا اطمینان ہے کہ گورنمنٹ موصوف کی ان ہدایات پر احتیاط کے ساتھ عمل کیا گیا ہے کہ ٹیکا لگانے میں جبر سے کام نہ لیا جائے اور اُن جملہ اشخاص نے جن کو موضع ملکوال میں ٹیکا لگایا گیا تھا اور جنمیں وہ ۱۹ اشخاص بھی شامل تھے جو فوت ہو گئے اپنی مرضی سے ٹیکا لگوایا تھا۔ بغیر اسکے کہ سرکاری طور پر کوئی دباؤ براہ راست اُنپر ڈالا جاتا۔ بلکہ زیادہ تر انکے قرب وجوار کے بارسوخ غیر سرکاری اشخاص نے اُنکو اس عمل کے لئے ترغیب ونصیحت دی تھی۔ اس مستثنیٰ صورت میں گورنمنٹ نے اُن تمام اشخاص کے قبیلوں کو جو مر گئے ہیں فیاضانہ طور پر معاوضہ دینے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس غرض سے اب تحقیقات ہو رہی ہے۔

یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ جو دوائی ابھی آئی تھی اُسکو قطعاً بے ضرر نہیں کہا جا سکتا اور نہ اُسکے استعمال کرنے میں کچھ خطرہ تھا۔ اسلئے گورنمنٹ کیلئے یہ ضروری تھا کہ تمام ٹیکا کے عمل کو فی الفور اور قطعاً بند کیا جاتا تاوقتیکہ بالکل بے ضرر دوائی پھر دستیاب نہ ہو جاتی۔ پس یہ کارروائی فی الفور کی گئی۔ بعد ازاں یہ معلوم ہوا ہے کہ جب پنجاب میں بہت سی دوائی دافع وبا کی بہم رسانی شروع ہو گئی اُس وقت چند مزید تبدیلیاں جنکی گورنمنٹ کو اطلاع نہیں ملی تھی دوائی کی تیاری کے طریق میں کی گئیں۔ یہ تبدیلیاں کمیشن وبا کی سفارشوں کے مطابق کی گئیں اور انکی غرض یہ تھی کہ دوائی کا اثر بڑھ جائے اور اسکی مقدار کم کی جائے کپتان ای ولکنسن صاحب آئی۔ ایم۔ ایس چیف افسر طبی وبا پنجاب اور کپتان سی۔ ایچ جیمز صاحب آئی۔ ایم۔ ایس جو اب بطور افسر معائن پنجاب میں عمل ٹیکا کے متعلق تعینات ہیں اور جن صاحبان پنجاب میں ٹیکے کا بڑا وسیع تجربہ ہے بہمراہی مسٹر سی۔ جے ہیلی فیکس صاحب جوڈیشل و جنرل سیکریٹری گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ کے حکم سے بمبئی گئے اور اُنہوں نے یہ دریافت کیا کہ آیا بعض صورتوں میں دوا میں آلودگی ظاہر ہونیکا یہ باعث تھا کہ جدید تبدیلیوں کے لئے مزید احتیاطیں ضروری تھیں یا یہ کہ ایک بالکل جدید پیمانہ پر دوائی تیار کرنے میں وہ دقیق احتیاطیں جو دوائی کو آلودگی سے پاک کرنے کے لئے کی جاتی ہیں پہلے کی طرح کامیابی سے نہ کی گئیں ان افسروں نے جو بمبئی سے ہو کر آئے ہیں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور گورنمنٹ کو بھی یہی رپورٹ کی ہے کہ اگرچہ عملہ کا ناتجربہ کار ہونا کسیقدر آلودگی دوائی کا باعث تھا تاہم اسکی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ دوائی کی تیاری کے ابتدائی طریق سے انحراف کیا گیا ہے۔

برسوں کے تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ مناسب احتیاط سے ایسی دوائی تیار کیجا سکتی ہے جو بالکل بے ضرر ہو اور طاعون سے محفوظ رکھے۔ گورنمنٹ پنجاب کی تجویز صرف ایسی قسم کی دوائی کے استعمال پر مبنی تھی جسکی اسیر تجربہ سے آزمائش ہو چکی تھی۔ اس وقت کارخانہ میں کافی تربیت یافتہ اور قابل اعتبار عملہ کام کر رہا ہے اور یہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ صرف وہ دوا پنجاب میں بھیجی جاوے جو ابتدائی طریق پر تیار کی گئی ہو اور اُس دوا کو کارخانہ مذکور میں اور نیز پنجاب میں علیحدہ طور پر چند ایسے زائد طریقوں سے آزمایا جائیگا جن سے دوا کے پاکیزہ ہونے کی نسبت ابتدائی اطمینان کو تقویت پہونچنے کی توقع ہو۔ پہلی دوا کی تھوڑی سی مقدار جس پر بے ضرر ہونے کا بھروسہ کیا جا سکتا ہے پنجاب میں اب بھی موجود ہے اور اُس دوا سے بعض اضلاع میں جہاں ٹیکا کی بہت ضرورت تھی پہلے چند ایام میں پھر ٹیکہ کیا گیا۔ بعینہ اس قسم کی دوائی قریباً ۵۳۰۰۰ معتاد جنکی حال کے ایجاد شدہ نہایت مکمل طریقوں سے پورے طور پر آزمائش ہو چکی ہے کارخانہ میں موجود ہیں اور وہ فوراً پنجاب میں بھیجی جائینگی اور اس مقدار کے بعد دسمبر سے ۱۰۰۰۰ معتاد روزانہ سے شروع کر کے دوا کے بڑے بڑے پارسل ہر روز لگاتار بھیجے جاوینگے امر اسطرح پر قطعاً بے ضرر دوائی کا بہم پہونچانا ممکن پایا گیا ہے جس سے اون اشخاص کو وقت پر ٹیکہ لگانا ممکن ہوگا۔ جو اپنی مرضی سے لگوانا چاہیں تاکہ اس بھاری رقبہ کی آبادی کو محفوظ کیا جائے جہاں وبا کے موسمی عود کا خوف ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے چھپکر شایع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

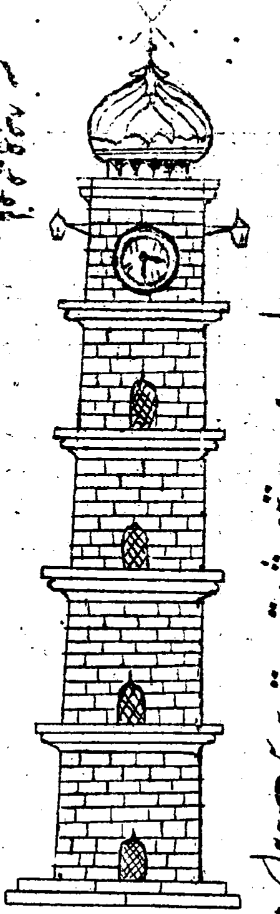

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۶ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء ۲۳ رمضان سنہ ۱۳۲۰ ہجری جلد ۶

کلمات طیبات

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اللہ تعالیٰ کی **شناخت** کی یہ زبردست دلیل اور اسکی ہستی پر بڑی بھاری شہادۃ ہے کہ محو و اثبات اس کے ہاتھ میں ہے

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ

دیکھو اجرام سماوی کتنے بڑے اور عظیم الشان نظر آتے ہیں اور انکی عظمت کو دیکھکر ہی بعض نادان ان کی پرستش کی طرف جھک پڑے ہیں اور انھوں نے ان میں صفات الٰہیہ کو مان لیا۔ جیسے ہندو یا اور دوسرے بت پرست یا آتش پرست وغیرہ جو سورج کی پوجا کرتے ہیں اور اسکو اپنا معبود سمجھتے ہیں کیا وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورج اپنے اختیار سے چڑھتا ہے یا چھپتا ہے ؟ ہرگز نہیں اور اگر وہ کہیں بھی تو وہ اس کا کیا ثبوت دے سکتے ہیں وہ ذرا سورج کے سامنے یہ دعا تو کریں کہ ایک دن وہ نہ چڑھے یا دوپہر کو مثلاً چھپ جاوے تا کہ معلوم ہو کہ وہ کوئی اختیار اور ارادہ بھی رکھتا ہے اُس کا ٹھیک وقت پر طلوع اور غروب تو صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس کا اپنا ذاتی کوئی اختیار اور ارادہ نہیں ہے۔

ارادہ کا مالک تب ہی معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو اور کرنیوالی امر کو کرے اور نہ کرنے والے کو نہ کرے۔

غرض اگر قبولیت دعا نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بہت سے شکوک پیدا ہو سکتے تھے اور ہوتے اور حقیقت میں جو لوگ قبولیت دعا کے قائل نہیں ہیں ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی ہستی کی کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ جو دعا اور اسکی قبولیت پر ایمان نہیں لاتا وہ جہنم میں جائے گا۔ وہ خدا ہی کا قائل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت کا یہی طریق ہے کہ اسوقت تک دعا کرتا رہے جب تک خدا اُس کے دل میں یقین نہ بھر دے اور انا الحق کی آواز اسکو نہ آجاوے۔

اس میں شک نہیں کہ اس مرحلہ کو طے کرنے اور اس مقام تک پہونچنے کے لیے بہت سے مشکلات ہیں اور تکلیفیں ہیں مگر ان سب کا علاج صرف **صبر** سے ہوتا ہے حافظ نے کیا اچھا کہا ہے شعر

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخون جگر شود

یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے اسکو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے وہ وقت آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ

اس کی دعاؤں کو سن لے گا اور اُسے جواب دیوے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بد نصیب اور محروم نہیں ہوتے۔ بلکہ یقیناً وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بے شمار ہیں۔ اس نے انسانی تکمیل کے لیے دیر تک صبر کا قانون رکھا ہے پس اسکو وہ بدلتا نہیں اور جو چاہتا ہے کہ وہ اس قانون کو اس کے لیے بدل دے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتا اور بے ادبی کی جرأت کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کام ہو جائیں میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بے صبری کرے تو بھلا بے صبری سے خدا تعالیٰ کا کیا بگاڑے گا۔ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بے صبری کر کے دیکھ لے وہ کہاں جائے گا؟

میں ان باتوں کو کبھی نہیں مان سکتا اور درحقیقت یہ جھوٹے قصے اور فرضی کہانیاں ہیں کہ فلاں فقیر نے پھونک مار کر یہ بنا دیا اور وہ کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنّت اور قرآن شریف کے خلاف ہے۔ اس لیے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

ہر امر کے فیصلہ کے لیے معیار قرآن ہے دیکھو حضرۃ **یعقوب علیہ السلام** کا پیارا بیٹا **یوسف علیہ السلام** جب بھائیوں کی شرارت سے اُن سے الگ ہو گیا تو آپ چالیس برس تک اُس کے لیے دعائیں کرتے رہے اگر وہ جلد باز ہوتے تو کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوتا۔ چالیس برس تک دعاؤں میں لگے رہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان رکھا۔ آخر چالیس برس کے بعد وہ دعائیں کھینچ کر یوسف علیہ السلام کو لے ہی آئیں اس عرصہ دراز میں بعض ملامت کرنے والوں نے یہ بھی کہا کہ تو یوسف کو بے فائدہ یاد کرتا ہے مگر انہوں نے یہی کہا کہ میں خدا سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ بیشک اُن کو کچھ خبر نہ تھی مگر یہ کہا اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ پہلے تو اتنا ہی معلوم تھا کہ دعاؤں کا سلسلہ لمبا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اگر دعاؤں میں محروم رکھنا ہوتا تو وہ جلد جواب دیدیتا مگر اس سلسلہ کا لمبا ہونا قبولیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ کریم سائل کو دیر تک بٹھا کر کبھی محروم نہیں کرتا۔ بلکہ بخیل سے بخیل بھی ایسا نہیں کرتا وہ بھی سائل کو اگر زیادہ دیر تک دروازہ پر بٹھائے تو آخر اسکو کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے۔ حضرۃ **یعقوب علیہ السلام** کے دعاؤں کے زمانہ کی درازی پر **وَابْیَضَّتْ عَیْنَاہُ** قرآن میں خود دلالت کر رہی ہیں غرض دعاؤں کے سلسلہ کے دراز ہونے سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہر نبی کی تکمیل بھی جدا جدا پیرایوں میں کرتا ہے۔ حضرۃ یعقوبؑ کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے اسی غم میں رکھی تھی۔

مختصر یہ کہ دعا کا یہ اصول ہے جو اسکو نہیں جانتا وہ خطرناک حالت میں پڑتا ہے اور جو اس اصول کو سمجھ لیتا ہے اُس کا انجام اچھا اور مبارک ہوتا ہے اور جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جب اُن کو پکڑتا بھی ہے تو پھر جان لینے ہی کے لیے پکڑتا ہے مگر مومن کے حق میں اُس کی یہ عادت نہیں ہے اُن کی تکالیف کا انجام اچھا ہوتا ہے اور انجام کار متقی کے لیے ہی ہے جیسے فرمایا

وَالْعَاقِبَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ

ان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتی ہیں تا کہ ان کو تجربہ ہو جاوے اللہ تعالیٰ پھر ان کے دن پھیر دیتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص کے سنجہ کے دن آتے ہیں اُس پر بہائمی زندگی کا اثر نہیں رہتا اُس پر ایک موت ضرور آجاتی ہے اور خدا شناسی کے بعد وہ لذتیں اور ذوق جو بہائمی سیرت میں معلوم ہوتے تھے نہیں رہتے بلکہ ان میں تلخی اور کدورت و کراہت پیدا ہوتی ہے اور نیکیوں کیطرف توجہ کرنا ایک معمولی عادت ہو جاتی ہے پہلے جو نیکیوں کے کرنے میں طبیعت پر گرانی اور سختی ہوتی تھی وہ نہیں رہتی۔ پس یاد رکھو کہ جب تک نفسانی جوشوں سے ملی ہوئی مرادیں ہوتی ہیں اُسوقت تک خدا ان کو مصلحتاً الگ رکھتا ہے اور جب رجوع کرتا ہے تو پھر وہ حالت نہیں رہتی۔

اس بات کو کبھی مت بھولو کہ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔

اتنا ہی کام نہیں کہ کھا پی لیا اور بہائم کیطرح زندگی بسر کر لی۔ انسان بہت بڑی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے اس لیے آخرۃ کی فکر کرنی چاہیے اور اسکی طیاری ضروری ہے اس طیاری میں جو تکالیف آتی ہیں وہ رنج اور تکلیف کے رنگ میں نہ سمجھو بلکہ اللہ تعالیٰ اُن پر بھیجتا ہے جن کو دونوں بہشتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ

مصائب آتے ہیں تا کہ ان عارضی امور کو جو تکلف کے رنگ میں ہوتے ہیں نکال دے مولوی رومی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

سید عبد القادر جیلانی بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب مومن مومن بننا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اُس پر دکھ اور ابتلا آویں۔ اور وہ یہاں تک آتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو قریب موت سمجھتا ہے اور پھر جب اس حالت تک پہنچ جاتا ہے تو رحمت الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے تو

قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا

کا حکم ہوتا ہے

اصل اور آخری بات یہی ہے۔ مگر نہ شنیدہ کہ

خدا داری چہ غم داری

آیات الرحمٰن

حضرت فاضل امروہی بجواب عصائے موسیٰ، ایک روپیہ قیمت میں خاکسار سراج الحق سے لو۔

حکیم الامۃ کا وعظ سورۃ جمعہ پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

غرض یہ حالت اس وقت اسلام کی ہو اور پھر کہا جاتا ہے کہ مزکی کی ضرورۃ نہیں ہے۔ قرآن موجود ہے میں پوچھتا ہوں اگر قرآن ہی کی ضرورۃ تھی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن شریف کے آنے کی کیا حاجت تھی۔ کسی درخت کے ساتھ لٹکا ملجاتا؟ اور قرآن شریف خود کیوں یہ قید لگاتا ہے و یعلمہم الکتاب و یزکیہم وغیرہ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ معلم اور مزکی کے بدون قرآن شریف جیسے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت غیر مفید ہوتا آج بھی غیر مفید ہوتا۔

خدا تعالےٰ نے ہمیشہ سے یہ طریق پسند فرمایا ہے کہ وہ انبیاء و مرسلین کے ذریعہ ہدایت بھیجتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ ہدایت تو آجاوے مگر انبیاء و مرسلین نہ آئے ہوں +

پس اسوقت جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں اور مختلف پہلوؤں سے میں نے دکھایا ہے ضرورتیں داعی ہورہی ہیں کہ ایک مزکی اور مطہر انسان جو قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرکے اس ہدایت کو لوگوں تک پہنچاوے جو قرآن شریف میں موجود ہے۔ یہ کام اسکا ہے کہ وہ ہدایت کی اشاعت کرے۔

جب یہ ضرورۃ ثابت ہے تو پھر اس امر کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہوسکتا کہ وہ مزکی آیا ہے یا نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ وہ مزکی آگیا اب اس کی صداقت کا جانچنا باقی رہتا ہے اسکے لیے قرآن شریف اور منہاج نبوۃ کامل معیار ہے اس سے دیکھو اس کی سچائی خود بخود کھل جاوے گی۔ اور عقلی دلائل۔ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اور تائیدات سے اسے شناخت کرلو۔

کسوف و خسوف کا کس قدر عظیم الشان نشان موجود تھا مگر دیکھنے والوں میں سے سب نے فائدہ اٹھایا؟ ہرگز نہیں۔ اس کے پورا ہونے سے پہلے تو اسے صحیح قرار دیتے تھے تکذیب وہ پورا ہوگیا تو روایت کی صحت میں شبہ کرنا شروع کردیا۔ حقیقت میں جب انسان تعصب اور ضد سے کام لیتا ہے اور ایک بات ماننی نہیں چاہتا تو اس کی بہت سی توجیہیں نکالتا ہے اور اپنے خیال کے موافق عذرات تراش لیتا چونکہ انسان کی قوتیں دن بدن آگے بڑھتی ہیں اس لیے وہ خیالات اور ترقی کرتے جاتے ہیں۔ دیکھو میں کل جس عمر کا تھا آج اس سے ایکدن بڑا ہوں + اسی طرح دیکھلو پچھلے حصہ زندگانی پر جسقدر غور کروگے اور جتنا پیچھے جاؤگے اسی قدر محققیں نمایاں فرق نظر آئے گا کہ کمزوری بڑھتی گئی ہے دیکھو پہلے بول نہ سکتا تھا پھر بولنے لگا۔ اور اپنی مادری زبان میں کلام کرنے لگا۔ پھر یہاں تک ترقی کی کہ اردو بولنے لگا۔ اور پھر بوگا عیو ما اسمیں بھی ترقی کی یہاں تک کہ اب اپنی زبان میں مسلسل دو چار فقرے بھی ادا نہیں کرسکتا۔ ایک بار حضرۃ امام علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے پنجابی زبان میں وعظ کرنے کا حکم دیا میں دو چار فقروں کے بعد ہی پھر اردو بولنے لگا۔

اسی طرح دیکھلو کہ ہر صورت میں انسان ترقی کرتا ہے بچپن کے زمانہ میں جو کپڑے کام آتے تھے اور خوبصورت اور ٹھیک موزون تھے آج میں انکو نہیں پہن سکتا + یہی نہیں کہ وہ میرے بدن پر نہیں آسکیں گے بلکہ بہت ہی برے ہو لگے۔

جہانتک غور کرتے جاؤ انسان ترقی کرتا جاتا ہے + اسی اصول کے موافق وہ نیکیوں اور بدیوں میں بھی ترقی کرتا ہے اور رسم و رواج لباس وغیرہ امور میں ترقی ہوتی رہتی ہے ایک زمانہ تھا کہ مردوں کے پاجامے گلبدن کے ہوتے تھے اور وہ دوہری پگڑیاں پہنا کرتے تھے اور بھدی سی تلواریں ہوتی تھیں اور کچھ بدنما ڈھالیں۔ مگر آج دیکھو کہ وہ طرز لباس ہی نہیں رہا۔ ان تلواروں اور ڈھالوں کی ضرورۃ ہی نہیں ہی اس اس قسم کی توپیں اور بندوقیں آئے دن ایجاد ہو رہی ہیں کہ دشمن اپنے ہی مقام پر ہلاک کردیا جاتا ہے تو اسے خبر ہوتی ہے۔

فنون حرب میں اسقدر ترقی ہوئی ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ میری غرض اسوقت زمانہ کی ایجادات اور فنون کی ترقیوں پر لیکچر دینا نہیں ہے بلکہ میں اس اصل کو تمہارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ انسان ترقی کرتا ہے اور وہ جس حالت میں ہو اس میں رہ نہیں سکتا + غرض پھر اس حکومت کے دور دورہ میں جہاں اور ترقیاں ہوئیں۔ لباس میں بھی ترقی ہونے لگی۔ پرانی وضع کی پگڑیوں کے بجائے پگڑیوں کا طور بدلا۔ ٹوپیوں کا رواج شروع ہوا + بال رکھتے تھے یہ سوچا کہ سر دھونے کی تکلیف ہوتی ہے بال چھوٹے کیے جاویں۔ بالوں پر اثر پڑا۔ پھر داڑھیوں کی صفائی شروع ہوئی۔ پھر جوتہ کیطرف دیکھا کہ پرانی وضع کی جوتے بھدے اور بدنما ہیں اس لیے ہمیں ترمیم کرنی چاہیے اور اس قسم کے ہونے چاہییں جیسا کہ پاؤں کا نمونہ نیچرنے رکھا ہے۔ پس بوٹ کیطرف توجہ ہوئی اور فرغل جبہ کے بجائے کوٹ نکلے۔ یہاں تک تو خیر تھی۔ لباس سے آگے اثر شروع ہوا۔ اک ایک نہ بندہ گذار کو نماز بھی چھوڑنی پڑی کیونکہ نماز پڑھنے میں ایک قیمتی پوشاک خراب ہوتی ہے۔ وضو کرنے سے کالر اور نکٹائی وغیرہ کا ستیاناس ہوتا ہے اور کفیں خراب ہوجاتی ہیں۔ یہ انسان کی ترقی کی ایک بات ہے اور یہی معنے ہیں میری نظر میں

من تشبہ بقوم فھو منھم

موجودہ زمانہ میں یہی اثر ہوا ہے۔ قوم کی حالت اسی طرح بگڑی ہے بعض کو فلسفہ نے تباہ کردیا ہے۔ بعض اور مشکلات اور حالتوں میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوئے۔ میری طبیعت فلسفہ کو پسند کرتی ہے مگر اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اس نے قرآن جیسا فلسفہ دیا ہے اور پھر ایک اپنا امام مجھے عطا کیا ہے کہ جس کی قوۃ قدسی اور تاثیر صحبت سے

یہ فلسفہ مجھے بہت ہی عزیز ہے اور کامل تر فلسفہ ملا۔

مینے دیکھا ہے کہ آج کل کے نوجوان جو انگریزی فلسفہ کی چند کتابیں پڑھتے ہیں جسپر بجائے خود بیسیوں نہیں سیکڑوں اعتراض ہیں بڑے فخر سے مِل۔ سنپر کے نام لیتے ہیں اور ناز کرتے ہیں کہ پلیٹو نے فلسفہ میں یہ لکھا ہے اور نیتشا عورث نے یہ کہا ہے۔ ان باتوں نے ان پر کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ اب وہ مذہب پر ہنسی کرتے ہیں اور اسکو ٹھٹھے میں اڑاتے ہیں۔ مذہب کی حالت تو یوں بد تر ہوئی۔ پھر سوسائٹی کیطرف دیکھو۔ ادنی سے اعلی تک کو مینے دیکھا ہے جب ان سے کوئی بات پوچھو تو انکی نزدیک گویا حرام ہے کسی مسلمان کا نام لینا وہ سوسائٹی کے اصولوں کو بیان کرتے ہوئے بڑے خوش ہوتے ہیں اور انگریزوں کے نام لیتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کے حوالے دینے لگتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دنیا الگ معبود ہو رہی ہے حکومت کیطرف سے جو اثر ہو رہا ہے وہ ظاہر ہے۔ بچے یوں مبتلا ہیں۔ مدارس میں مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں اور مسلمان کر نہیں سکتے گورنمنٹ برداشت نہیں کر سکتی کہ ہر مذہب کے معلم مدرسوں میں اپنی گرہ سے قائم کرے کیونکہ مذہبی تعلیم دینا خود مسلمانوں کا اپنا فرض ہے + اور اصل تو یہ ہے کہ خود مسلمانوں کی حالت ایسی ہے کہ جہاں جہاں انھوں نے بظاہر دینی تعلیم کا انتظام کیا بھی ہے وہاں بھی یہ حالت ہے کہ دینی تعلیم اصل مقصد نہیں بلکہ دنیوی علوم کے ساتھ برائے نام ایسا رکھا گیا ہے۔

میں اپنے یہاں دیکھتا ہوں دوسرے مدرسوں کی نسبت یہاں دینیات کیطرف توجہ ہے مگر مینے دیکھا ہے کہ لڑکے مسجد میں بھی انگریزی کتابوں کے سبق یاد کرتے رہتے ہیں مجھے تعجب ہی ہوا ہے عربی اور قرآن شریف کی طرف وہ توجہ نہیں پاتا ہوں جو انگریزی اور اس کے لوازمات

کی طرف ہے۔

غفلت جس قدر مسلمانوں پر سایہ کیے ہوئے ہے اس کا تو ذکر ہی نہ پوچھو۔ اعمال میں یہ حالت ہے کہ گھر میں تو اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ بھی گراں گذرتی ہے۔ لیکن اگر امام ہوں تو پھر سورہ بقرہ بھی کافی نہیں حدود اللہ میں یہ غفلت ہے کہ اپنی ہی سستی اور کمزوری سے تمام حدود اٹھ گئی ہیں کسیکو جھوٹھ یا چوری یا دوسری خلاف ورزیوں کی سزا نہیں ملتی ہے۔

ان باتوں کا اگر ذکر نہ بھی کریں اور مختصر الفاظ میں کہیں تو یہ ہے کہ مذہب ہی نادواقفی ہو گئی ہے مہذب جماعت نے مذہب کا ذکر ہی خلاف تہذیب سمجھ رکھا ہے مذہبی مباحثوں کو وہ اس قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کی کچھ حد ہی نہیں ان کی مجلس میں اگر اسلام یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا قرآن شریف کی نسبت سخت الفاظ میں حملے کیے جائیں تو ان کو سنکر خاموش ہو رہنا اور کسی قسم کا جواب نہ دینا فراخ حوصلگی اور مرنج و مرنجاں کا ثبوت ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مذہب کا تعلق صرف دل سے ہے زبان سے یا اعمال سے یا مال سے اس کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔

جہاں تک نظر دوڑاؤ مخلوق کو عجیب حالت میں مبتلا پاؤگے۔ باوجود اس حالت کے آزادی یہاں تک ہے کہ شائستہ مذہب کے متعلق تک بھی کتابیں شائع ہو گئی ہیں اور گپت پرکاش کے نام سے ان کے حالات ظاہر ہو گئے ہیں۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اسوقت دنیا میں موجود ہو اور اس کے عقائد اور متعلقات پبلک کے سامنے نہ آئے ہوں۔

جب یہ حالت ہے تو پھر میں مسلمانوں سے خطاب کرکے پوچھتا ہوں کہ

لیظہرہ علی الدین کلہ

کا وقت کب آئے گا۔ اور علامات اور واقعات سے اگر تم استدلال نہیں کرتے تو مجھے اس کا جواب دو کہ مذاہب مختلفہ کا ظہور تو اب ہو چکا ہے وہ

رسول اس وقت کہاں ہے جسنے اسلام کو جمیع ملل پر غالب کرکے دکھانا ہے۔

الغرض انسان کی اپنی ضرورتیں۔ پس و پیش کی ضرورتیں۔ اعمال کا مقابلہ عقل اور فطرۃ کے ساتھ۔ عقلاء کی گواہیاں۔ راستبازوں کی گواہیاں اپنے نفس کی گواہیاں موجودہ ضروریات کیا کافی نہیں۔ یہ ثابت کرنے کے واسطے کہ **یہ زمانہ امام کا زمانہ ہے۔**

بے شک یہ ساری شہادتیں کافی ہیں کہ یہ امام کا زمانہ ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ کوئی درخت جڑ کے سوا کوئی کام ایک تخم کے سوا نہیں چلتا آخر خدا ہی کا فضل ہوا۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ
واللہ ذوالفضل
العظیم

باقی آیندہ

ایک ہفتہ کی رخصت

اللہ تعالے کا بے انتہا شکر ہے کہ محض اسی کے فضل سے الحکم کی چھٹی جلد اس نمبر کے ساتھ ہی ختم ہوتی ہے خاکسار ایڈیٹر اپنے سرپرستوں کے لیے دعا کرتا ہے کہ خدا انکو جزائے خیر دے جنکی ہمدردی اور اعانت سے وہ اس سال کے اخیر تک قوم کی خدمت بذریعہ الحکم کرتا رہا + پورے سال کی لگاتار خدمت کے بعد معمول کے موافق اپنے فیاض ناظرین سے ایک ہفتہ کی رخصت چاہتا ہے اور اسی نمبر کے ساتھ ۱۹۰۲ء کو ختم کرتا ہی ۳۱ دسمبر کا اخبار شائع نہ ہوگا اب ۱۹۰۳ء کا پہلا نمبر انشاء اللہ تعالے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو شائع ہوگا۔ اللہ تعالے اسے توفیق دے کہ وہ آیندہ قوم کیلیے

عید آگئی
اظہار مروت کا وقت آیا

سیالکوٹ کی معزز اور مقتدر جماعت کی یہ پاک تحریک ہمیشہ اس کی نیکیوں میں ازدیاد ثواب کا باعث رہیگی جو **مدرسہ تعلیم الاسلام** کی امداد کے لیے اس نے عملی طور پر دو سال ہوئے پیش کی تھی کہ ہر فرد **احمدی جماعت** کا عید کے دن **ایک روپیہ** مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لیے دے۔ اہل ثروت حسب استطاعت اس سے زیادہ اور کم استطاعت اس سے کم بھی دے سکتے ہیں۔ اب چونکہ عید قریب آگئی ہے اور الحکم کا اس سال کا یہ آخری نمبر ہے اس لیے ہم تمام **احمدی قوم** کو یاد دلاتے ہیں کہ وہ اس تقریب پر حسب معمول اپنی قوم کے خادم مدرسہ تعلیم الاسلام کو نہ بھولیں اور **عید فنڈ** کے بہم پہنچانے میں پوری کوشش کریں۔ اگر ہمارے ممبران قوم کا اس وقت ہر ایک کس بھی دے تو **۲۵ ہزار** سے زیادہ روپیہ جمع ہو سکتا ہے بحالیکہ اکثر ایسے بھی ہیں جو کئی کئی روپے دیا کرتے ہیں۔ بہرحال دینی ضروریات سے آگاہ قوم کو اسی قدر یاد دہانی کافی ہے۔

کل روپیہ جناب خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب ڈائرکٹر مدرسہ کے نام آنا چاہیے

اور کوپن منی آرڈر پر عید فنڈ لکھا جاوے اگر صدقہ فطر بھی بھیجا جاوے تو اس کی تفصیل الگ ہو۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام

چنانکہ خدا تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام را بلا پدر پیدا کرد و محض از عنایت خود بوجود آورد ہمچناں آن سرور کائنات از قوم بت پرستاں کہ در ایشاں گاہے نبی مبعوث نشدہ بود ظہور فرمودند۔ و آن تعجبے کہ در وقت تصور ولادت مسیح بلا پدرے آید ہماں تعجب درینست کہ آں ناخواندہ را از قومے کہ گاہے در ایشاں نبی نشدہ بود افضل انبیا کرد ایں ہماں ست کہ در کتاب دانیال آمد کہ سنگی بلا وسیلہ دستہا تراشیدہ شد۔

توریت۔ انجیل۔ قرآن

و اگر تناقضے و تدافعے فیما بین انجیل و قرآن مفہوم گردد منافی حکمت بالغہ ایزدی نیست چہ در توریت بنا شریعت نہادہ اند و در انجیل دیوار ما بر کشیدہ و کلام مجید سقف انداز بران خانہ ست پس ایں ہمہ اختلاف احوال و تنوع اوضاع ضروری ست تا ایں خانہ نبوۃ بکمال خود برسد مثال آفتاب کہ اول بافق می آید باز طلوع میکند و ہر کس تواند دید و باز جہان روشن می گردد کہ ہیچکس تاب دیدنش ندارد۔

شرک

بپرہیز از آفاقی و انفسی
کہ شرک ست ظلم عظیم ای شقی

اصل گناہ شرک ہے اور جو کوئی شرک سے یعنی مال اور رزق اور علم اور عقل اور اعمال اور نفس اور بت اور شیطان اور دوسرے معبودوں سے بیزار ہو کر صرف خدا ہی کو اپنا خدا جانے اور اسی سے فضل کا منتظر رہے تو وہ بیشک رستگار ہو کر جنت میں جائیگا۔ لیکن وہ آدمی کہ ان شرکوں میں سے کسی شرک میں گرفتار ہے تو زندان سقر میں محجوب ہوگا اور مکروہ لباس میں رہیگا یہانتک کہ اسپر فضل ہو اب یہ مقام بڑا نازک اور نہایت دقیق اور لغزش کی جگہ ہے اور تھوڑے لوگ جو رستگار ہوتے ہیں ایسے کہ جو جو مقامات واسطے دفع اس شرک وارد ہیں اول سورہ فاتحہ میں۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور پرستش اور تقرب میں مدد بھی تجھ ہی سے مانگتے ہیں اس اعتقاد سے وہ سب شرک جاتے رہے **اھدنا الصراط المستقیم** تو آپ ہمکو سیدھا راستہ بتلا **صراط الذین انعمت علیھم** ان کا راستہ جنپر تیرا فضل ہوا **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** اور بچا ہمکو ان کے راستہ سے جنپر تیرا غضب ہے اور ان سے جو راہ راست پر قائم نہیں رہے۔

پھر ایک دوسری آیت میں وارد ہے **الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی**۔ سب حمدیں اس خدا تعالیٰ کے لیے ہیں جسنے ہمکو دار السلام کی ہدایت دی ہم کیا چیز تھے جو خود بخود یہانتک پہنچتے اگر وہ ہدایت نہ دیتا۔ **قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا۔**

اور داناؤں پر ظاہر ہے کہ غرض سب احکام کی یہ ہے کہ تا آدمی ہر طرح کے شرک سے دور ہو کر صرف مع اللہ ہو جاوے پس جبکہ ہم کو کلام اللہ منزل مقصود تک پہنچاتا ہے تو پھر ہم انجیل کے ناقص احکام کو کیا کریں اور کہاں وہ الہیں اور خدا کی عالی تعلیم کے سامنے وہ نکمی باتیں کس مرض کی دوا ہیں۔

حالانکہ وے بھی خدا کے کلام سے باہر نہیں لیکن ان کا رتبہ فروتر ہے اور عالی تعلیم ہے جو اوپر ذکر کی گئی اور صرف کلام مجید کے ذریعہ ظہور میں آئی۔ اگر ایسی تعلیم اور ایسی وضع سے انجیل میں ہوتی تو عیسائی لوگ شرک میں گرفتار نہ ہوتے اور ہم نے بیسیوں دفعہ بڑے اخلاص سے غور کر کے انجیل دیکھی ہے پر نام و نشان نہیں پایا۔ پس چاہیے کہ تمام غور سے اس بحث کو دیکھیں کیونکہ اگر سچ مچ خدا کی عالی تعلیم یہی ہے تو اور نبی کی کیا حاجت رہی۔

اصلاح حسب منشا کھلی چھٹی

مولوی ثناء اللہ صاحب

چونکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ کفن وغیرہ کی آمدنی جو اس ملک میں اکثر ملاؤن کو ہوا کرتی ہے کبھی انکو اس سے تعلق نہیں ہوا اور وہ اپنی تجارت سے گذارہ کرتے ہین اس لئے ہمین انکی ان ذاتیات سے بحث نہین اور ہم قبول کرتے ہین کہ ایسا ہی ہوگا یہ قول محض اس بنا پر تہا کہ ہمارے ملک مین اکثر ملا ایسے پائے جاتے ہین کہ مسجدون سے تعلق رکھتے اور پیشہ غسل اموات وجنازہ رکھتے ہیں اور اس کی آمدنی لیتے ہین اب جب کہ وہ ظاہر کرتے ہین کہ مین ان مین سے نہیں ہون سو ہم اپنی اس قدر تحریر کے اس اشتہار سے اصلاح کر دیتے ہین اور درحقیقت ہماری غرض اول سے الزام نہیں ہے کیونکہ صدہا ملا اس ملک مین ایسے پائے جاتے ہین کہ یہ خدمت غسل اموات وجنازہ اپنے ذمہ لے لیتے ہین انکو بھی ہم برا نہیں کہتے کہ قدیم سے یہ کام چلا آتا ہے کوئی ان کو برا نہیں کہہ سکتا وہ سب اپنی اپنی جگہ پر عزت رکھتے ہین۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۲ء

خدمت اسلام کی درخواست

علمائے اسلام اور صوفیائے کرام

کیخدمت مین

چند اردو اخبارات مین مندرجہ بالا عنوان کے نیچے خلیل احمد ایم۔ اے نمبر ۹ امرا تلا لین کلکتہ کا ایک مضمون شایع ہوا ہے ہم اسے ذیل مین درج کرتے ہین اور جو مضامین اس کے جواب مین شایع ہونگے انکو بھی انشاء اللہ درج کرینگے اگر ہمارے مکرم مخدوم ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز بھی اس پر توجہ کرین تو غالباً ایک مفید نتیجہ پیدا ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ **ایڈیٹر**

ہادیان دین ! چند روز ہوئے ولایت کی ڈاک مین میرے پاس ایک خط پہونچا۔ پڑہنے سے معلوم ہوا کہ ملک نمسہ واقع فرنگستان سے کاؤنٹ ہنری کوڈن ہوف صاحب۔ ایل۔ ایل ڈی نے لکھا ہے۔ یہ صاحب ملک آسٹریا کے ایک امیر کبیر ہین۔ دولت دنیا کے علاوہ دولت علم سے بھی خدا نے ان کو مالا مال فرمایا ہے۔ یہانتک کہ ان کو ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری حاصل ہے۔ یورپین زبانون کے علاوہ مختلف السنہ مشرقیہ مثلاً عربی فارسی ترکی وغیرہ کے بھی عالم ہین۔ مختلف ادیان ومذاہب فلسفہ اور تصوف کی تحقیقات کا انکو خاص شوق ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اتنے علوم سے بہرہ مند ہو وہ ایک سے زیادہ ڈیڑہ یا پونے دو خداؤن کا بھی کیونکر قایل ہو سکتا ہے ؟ چہ جائیکہ پورے تین خداؤن پر ایمان لائے نتیجہ یہ ہے کہ یورپ کے اور اہل علم کیطرح یہ بھی دین مسیحی سے بدظن ہین اور پادریون کو قائل کرنے پر کمر ہمت باندہ لی ہے۔ اس غرض سے انہون نے بالفعل ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ہے اور عیسائیت کے مقابلے مین دین اسلام کو پیش کرنے کے خواہان ہین جس میں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ جن باتون پر پادریون کو غرور ہے وہی باتین اسلام مین بدرجہا زیادہ موجود ہین یعنی دین مسیحی کو کوئی خاص شرف حاصل نہیں ہے۔ لاریب مین آپ حضرات کیخدمت ان کا اصلی خط ہی پیش کر دون تو بہتر ہوگا۔ تاکہ آپ کو صحیح اندازہ کرنے کا زیادہ موقع ملے۔ خط تو انگریزی مین ہے۔ مگر اس کا ترجمہ حاضر ہے :۔

جناب من ! آپ مجھے معاف کیجئیگا کہ آپ سے ذاتی واقفیت اور ملاقات کا شرف نہ حاصل ہونے پر بھی مین نے آپ کو خط لکھنے کی جرات کی ہے لیکن مشرق کے مختلف ادیان ومذاہب فلسفہ اور تصوف سے جو مجھے ایک خاص دلچسپی ہے اور نیز یہ امر کہ مندرجہ ذیل مضمون پر مین ایک کتاب شایع کرنا چاہتا ہون مجھکو یہ درخواست کرنے پر جرات دلاتا ہے کہ مہربانی کرکے اس مضمون کے متعلق آپ مجھے ضروری اطلاعین دین۔ اس کتاب کی تصنیف سے مندرجہ ذیل تین قولوں کی تردید منظور ہے جو ہمیشہ پادریوں کا وردزبان ہین

(۱) کسی کے ساتہہ دل سے نیکی کرنا۔ سچی عصمت پاک زندگی بسر کرنا۔ دین کے لئے قصداً فلاکت مین زندگی بسر کرنا۔ صرف دین مسیحی مین رہکر ممکن ہے۔

(۲) تمام فوق العادت واقعات مثلاً مردون کا زندون کی صورت مین نمودار ہونا۔ لاعلاج امراض کا کسی بزرگ کے واسطے سے بے علاج اچہا ہو جانا۔ بزرگون کا حاجتین برلانا۔ درگاہوں اور مزارون پر مرادون کا پورا ہونا۔ بہوت اور جن کو اتارنا۔ اور تمام معجزات اور کرامات جو دین مسیحی کے سوا کسی اور مذہب کو برحق ثابت کرنے کی غرض سے دکہائی گئی ہین وہ شیاطین اور ارواح خبیثہ کے ذریعہ سے عمل مین آئی ہیں

(۳) دین مسیحی کے سوا کسی اور مذہب کے پیرؤون سے کبہی ایسا نہ ہوسکا کہ ہزارون عقوبتین سہی ہون۔ سزائین بہگتی ہون یہانتک کہ جانین دی ہون مگر اپنے مذہب سے نہ پہرے ہون۔

جو کتاب مین شایع کرنیوالا ہون اس مین انہی تین دعوؤن کی تردید ہوگی مین یہ دکہلانا چاہتا ہون کہ یہ مقولے سراسر غلط ہین۔ مجھکو اس مسئلہ سے کوئی بحث نہ ہوگی کہ خرق عادت فی نفسہ ممکن ہے یا غیر ممکن یا معجزات کی ہیئت اور حقیقت کیا ہے مجھکو صرف یہ دکہانا ہے کہ جن واقعات کے زور پر علمائے مسیحی ایسے دعوے کرتے ہین وہ اور مذاہب مین بھی موجود ہین عیسائیت کو کوئی خاص شرف حاصل نہیں ہے آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ مستند اسلامی تصانیف سے مجھکو ان باتونکی خبر دین اور خصوصاً اولیاء کرام۔ اقطاب۔ زہاد عباد صالحین۔ سالکین۔ فقرا۔ اور درویشون کی سوانح۔ کرامت۔ آیت۔ علامت۔ مغفرت استدراج۔ دعوت۔ اسمائے وغیرہ کا پتہ چلائیں اور تارک الدنیا فقرا اور شہدائے اسلام زمانہ قدیم اور خصوصاً زمانہ حال کا ذکر کرین اور یہ بھی لکہیں کہ بزرگان دین کی سوانح مین کہیں اسبات کا بھی ذکر ہے کہ کفار کو مسلمان کرنے کے لئے یا عموماً دین کے استحکام کی غرض سے کسی بزرگ نے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت پاک دکہا دی ہو

دارالامان کا ہفتہ

۱- موسم کی خشکی اور سردی میں شدت کا رنگ پیدا ہو گیا ہے خصوصاً دو تین روز سے سردی زیادہ چمک گئی ہے۔

۲- اعلیٰحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح تندرست ہیں۔ آپ ایک عربی تصنیف میں مصروف ہیں۔

۳- مولوی صاحبان بھی خدا کے فضل سے بخیر ہیں۔

۴- جناب خواجہ کمال الدین سلسلہ عالیہ کے مشہور پلیڈر آجکل معتکف ہیں۔ آپکے ساتھ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اور میاں عبدالخالق امرتسری اور بعض دوسرے احباب بھی معتکف ہیں۔

۵- مدرسہ تعلیم الاسلام سالانہ امتحان کے بعد معمولی رخصتوں کے ساتھ کارونیشن کی تقریب پر تعطیلات کو مل ملا کر ایک ماہ کے لئے بند کیا گیا ہے۔

۶- نزول المسیح چھپ رہا ہے ابھی نہیں کہہ سکتے کہ کب تک شایع ہو۔

ہمارا مقدمہ

غالباً ناظرین منتظر ہوں گے کہ ہم انکو اس مقدمہ کے کسیقدر کوائف سے اطلاع دیں جسکا ذکر الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے اس لئے مختصراً کچھ ظاہر کر دیتے ہیں۔

ہمارا پہلا مقدمہ ناظرین کو معلوم ہے کہ سیف چشتیائی کے متعلق ۱۷- دسمبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں بعض خطوط کی بنا پر جو مولوی کرم الدین ساکن بھیں اور ان کے شاگرد میاں شہاب الدین کی طرف سے قادیان میں پہنچے تھے ایک مضمون لکھا گیا تھا۔ اس پر مخالف فریق میں بہت کچھ کھلبلی مچی اور مولوی کرم الدین نے اپنی برات و صفائی کے لئے سراج الاخبار جہلم میں ایک مضمون شایع کر دیا جس کا منشا اور مفہوم یہ تھا کہ کوئی مذکور نے ان خطوط کے بھیجنے کے متعلق جسقدر کارروائی کی ہے وہ ایک فریب اور دھوکہ تھا۔ اس پر حکیم فضل الدین صاحب مالک و مہتمم ضیاء الاسلام قادیان نے اپنے قانونی حقوق سے فائدہ اٹھا کر بذریعہ عدالت چارہ جوئی کی اور مولوی کرم الدین صاحب پر زیر دفعہ ۴۱۷ ایک نالش کر دی جس میں ذاتی ضمانتی مولوی صاحب موصوف کے نام جاری ہو گیا مگر صرف سراج الاخبار کے ایڈیٹر پر بہ حیثیت گواہ سمن کی تعمیل ہوئی باقیوں کی تعمیل نہیں ہوئی۔ ... صاحب بعذر بیماری حاضر نہ ہوسکے انہوں نے لکھا کہ میں اسقدر بیمار ہوں کہ چارپائی سے نہیں اٹھ سکتا اور ... سمن اور وارنٹ گواہوں اور مستغاث علیہ کے نام جاری ہوئے اور تاریخ مقدمہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔

مولوی فقیر محمد گواہ نے پیش ہو کر وہ اصل کاغذات حوالہ عدالت کر دیئے جو اس نے اپنے اخبار میں چھاپے تھے۔ اور اپنے خرچہ کی کمی کا عذر کیا عدالت نے ... خرچہ انکو دلا دیا اور وہ تشریف لے گئے۔

تیسرا مقدمہ اب فریق مخالف کی کیفیت سنئے ناظرین بخوبی آگاہ ہیں کہ بالمقابل نالش آجکل کے زمانہ کی ایک سنت ہو گئی ہے جب جہلم میں یہ خبر پہنچ گئی کہ نالش ہوئی ہے مولوی کرم الدین صاحب نے بھی دو استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ وغیرہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اور ایڈیٹر الحکم حکیم فضل الدین صاحب اور مولوی عبداللہ کشمیری پر دائر کر دی اور وارنٹ ضمانتی وہاں کی عدالت سے جاری ہو کر ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء تاریخ پہلی پیشی مقرر ہوئی۔

ہمارا دوسرا مقدمہ سراج الاخبار جہلم میں جو خطوط مولوی کرم الدین کی طرف سے شایع ہوئے تھے وہ چونکہ ایڈیٹر الحکم کی حیثیت عرفی کے مزیل تھے الحکم کی عزت و قعت کے لحاظ سے ہم نے قرین مصلحت سمجھا کہ عدالت سے مدلین اور ان مضامین کے متعلق جو قانونی حقوق ہم نے محفوظ رکھے تھے ان سے استفادہ کرنا چاہا۔ چنانچہ گورداسپور میں مولوی کرم الدین اور مولوی فقیر محمد ایڈیٹر و مالک سراج الاخبار جہلم پر ایڈیٹر الحکم کی طرف سے زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ وغیرہ استغاثہ دائر کیا گیا جس میں وارنٹ ضمانتی پانچ پانچ سو روپیہ مولوی کرم الدین اور مولوی فقیر محمد کے نام جاری ہو گئے ہیں اور تاریخ پیشی ۲۱- جنوری ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔

باقی حالات مقدمہ سے ہم ناظرین کو وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہیں گے ہمکو کوئی ضرورت نہ تھی کہ ان حالات کو درج کرتے لیکن جبکہ دوسرے اخبارات میں یہ خبر شایع ہو گئی ہے جس سے ہمارے سرپرستوں اور بہی خواہوں کو تشویش میں ڈالا گیا ہے اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اصل حالات سے اطلاع دیدی جائے۔

گورداسپور سے فارغ ہو کر خواجہ صاحب جہلم بغرض معائنہ تشریف لے گئے اور ساتھ ہی مناسب کارروائی کے بعد یہ حکم بھی لے آئے کہ اعلیٰحضرت کا وارنٹ بلا تعمیل واپس آجاوے چنانچہ یہ روبکار قبل از تعمیل وارنٹ پہونچ گئی۔

حادثہ ملکوال کے متعلق

گورنمنٹ پنجاب نے مندرجہ ذیل اطلاع بغرض اندراج الحکم ہمکو مشکور فرمایا ہے۔ ایڈیٹر

جب مفصل حالات پنجاب گورنمنٹ کو اس حادثہ متعلقہ ٹیکہ طاعون کی بابت معلوم ہوئے جو ۳۰- اکتوبر گذشتہ کو موضع ملکوال میں واقع ہوا تھا اسیوقت گورنمنٹ موصوف نے گورنمنٹ ہند سے اسبارہ میں خط و کتابت کی اور اس واقعہ کی نہایت خاص صورت کے لحاظ سے یہ درخواست کی کہ ان اشخاص کے کنبوں کو جو فوت ہوئے ہیں جلد اور فیاضیانہ طور پر معاوضہ عطا کرنے کی منظوری دیجاوے۔ گورنمنٹ ہند نے ایسا معاوضہ عطا کرنا منظور فرمایا جو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر مناسب تصور فرماویں۔ انیس متوفی اشخاص کے کنبوں اور انکے حالات کے متعلق اب تحقیقات ختم ہوئی ہے اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اس معاوضہ کی مقدار مقرر فرمائی ہے جو انہوں نے عطا فرمایا ہے امام الدین نمبردار کے کنبہ کے لئے جو کہ فوت ہو گیا ہے جناب ممدوح نے یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ معاوضہ کی نہایت مناسب اور پسند خاطر صورت یہ ہے کہ نہر جہلم پر زمین عطا کیجائے اور اس لئے دو مربعہ اراضی عطا کیجاتی ہے فوت شدہ

مختصر نوٹ اور نکات

تجدید دین کے متعلق جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسے بندے کو پیدا کرتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے تو کم سواد خود غرض لوگ کہدیتے ہیں کہ علماء یا صوفی موجود ہیں مجدد کی کیا ضرورت ہے؟ بحالیکہ انکو اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ تجدید دین کیا شے ہے؟

یاد رکھو **تجدید دین** وہ پاک کیفیت ہے جو اول عاشقانہ جوش کیساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہونچ گیا ہو پھر دوسرون مین جلد یا دیر سے سرایت ہوتی ہے۔

مجدد اور خیالی ریفارمر مین زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ اول الذکر آسمانی ہے اور آخر الذکر زمینی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہین وہ نرے استخوان فروش نہین ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہین خدا تعالیٰ انکو ان تمام نعمتون کا وارث بناتا ہے جو نبیون اور رسولوں کو دیجاتی ہین اور ان کی باتین از قبیل جوشیدن ہوتی ہین اور نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہین نہ مجرد قال سے پس ان علامات اور نشانات کو لیکر دیکھو کہ جھوٹے ریفارمرون اور اللہ تعالیٰ کے مامورون مین کیا فرق ہے؟

دل کے بیمار کبھی دلیل و برہان سے شفایاب نہیں ہوئے بلکہ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ دلائل اور براہین سے انکا مرض اور بھی راسخ اور لاعلاج ہوتا گیا ہے بقول شخصے

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

قرآن شریف نے اسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضا پس جب دیکھو کہ معقول اور متین باتون کو جو ایک مامور من اللہ پیش کرتا ہے اور جنکو وہ دلائل اور بینات سے مزین دیتا ہے سنکر تمہارے دل مین کوئی مخدوش خیال پیدا ہوتا ہے یا اوہام ترقی کرتے ہین تو اس کا علاج یہی ہے کہ استغفار کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو توہمات کی ظلمت دل کو تاریک کر دیگی اور نیکی اور سعادت کی قوتوں کو اندھیرے میں ڈالکر بیکار کرنا چاہے گی۔

انسان کی بناوٹ اور اس کے قوٰی کی ساخت صاف بتاتی ہے کہ وہ محنت اور سعی کرے اور دنیا مین تجربہ یہ آواز بلند شہادت دے رہا ہے۔

هر دو آن گرفت جان برادر که کار کرد

پھر تعجب اور پھر تعجب ہے کہ عیسائی قوم باوجودیکہ وہ اپنے دنیوی کاروبار کی ترقیوں مین محنت اور مساعی کو لازم سمجھتی ہے روحانی اور ابدی ترقیات کے لئے کسی مجاہدہ اور سعی کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتی بلکہ اس کے لئے ان کے پاس ایک لٹکا ہے کہ جو مسیح پر ایمان لے آوے وہ ان تمام ترقیات اور مدارج کا وارث ہو جاتا ہے اور کوئی گناہ اور فسق کی راہ اس کی ان ترقیوں مین روک نہیں ہوسکتی!! یہ عجیب منطق شاید کسی عیسائی دانشمند کو سمجھ آ جاوے تو آجاوے ورنہ دنیا کا لوئی اور عقلمند تو اس کو سمجھنے سے یقیناً قاصر ہے۔ نور افشان اس معمہ کو حل کر دے تو عیسائی دین پر اس کا بہت بڑا احسان ہو سکتا ہے۔

حقیقت مین مبارک اور خوش قسمت ہے وہ زمانہ جس مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور **اصلاح** خلق کے لئے مبعوث ہو اور مبارک اور خوش قسمت ہین وہ اہل زمانہ جو اس مبارک وقت کو پائیں اور اس **داعی الی اللہ** کی قدر کرین جس کی قدر حقیقت مین اپنی ہی بہتری اور بہبودی اور فلاح ہے۔

اہل زمانہ! یہہ وقت بھی وہی مبارک اور سعید وقت ہے جب کہ اصلاح خلق کے لئے خدا کی طرف سے ایک صادق موعود اپنے وقت پر آیا اور ایک سعید الفطرت بلکہ خوش قسمت اور سعادتمند قوم نے اس کو قبول کیا۔ مگر ابھی بہت ہین جو اس چشمہ سے دور اور مہجور ہین پس اٹھو اور اسے شناخت کر کے وہ پہل کہاؤ جو وہ لے کر آیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح کو بعض واقعات ایک ہی رنگ کے پیش آئے ہین مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نتیجہ مین بڑے ہی ممتاز ثابت ہوتے ہین مثلاً ایک متکبر جبار کا شیطان کے وسوسہ سے برانگیختہ ہونا اور آپ کی گرفتاری کا ارادہ کر کے اپنے ہی بیٹے کے ہاتھ سے ہلاک ہو جانا ایک زبردست نشان اور گواہ ہے۔ اور اس کے بالمقابل اسی رنگ کا واقعہ مسیح کو پیش آیا جسے قطع نظر اپنے اصلی دعوون کے غلو کرنے والون نے آسمانی چڑھ جانا کہا ہے یعنی گرفتار ہو جانا چالان کیا جانا اور پولیس کی حراست مین ایک شہر سے دوسرے شہر مین منتقل کیا جانا آخر یہودیوں کے حوالہ ہو کر صلیب پر کھچے جانا۔ ان واقعات کو لیکر انسانیت اور خدائی کا مقابلہ کرو اور بتاؤ کہ ایسی خدائی سے وہ انسانیت ممتاز ہے یا نہین؟

عیسائیون مین جسقدر کوئی فلسفہ مین ترقی کرتا ہے اسیقدر وہ عیسائیت سے بیزار اور متنفر ہوتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے **اسلام** کی اس قدر محبت اور عظمت بڑھ جاتی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اسلام حق و حکمت ہی کا دوسرا نام ہے اور عیسائیت مین معقولیت اور حکمت کا نام و نشان نہین

چونکہ الحکم کا یہ نمبر اس سال کا آخری نمبر ہے اس لئے ہم اپنے ناظرین کو نئے سال اور عید کی مبارکباد دیتے ہین اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والونکو توفیق دے کہ ہم اپنے اعمال مین صلاحیت اور تقوے کا رنگ پیدا کرنے کے قابل ہون اور قوم اور ملک اور نوع انسان کی بھلائی کا باعث ہوسکین۔ آمین

عید مبارک

عید مبارک قریب ہے۔ ہمین پہلے ہی امید ہے کہ احمدی قوم کو عید کے چندہ کا خود فکر ہوگا مگر یاد دہانی کے واسطے درخواست ہے کہ احمدی جماعت ایسی امداد سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو محروم نہ رکھے گی کیونکہ قوم کو خوب معلوم ہے کہ اس کی فیاضی سے اس جگہ آیندہ نسلون کے جوان قوم کی خدمت کیواسطے تیار کئے جا رہے ہین اپنے شہر کے احباب اور معززین مین تحریک کر کے اور عید کا ایک ایک روپیہ وصول کر کے راقم کے نام قادیان روانہ فرما کر عنداللہ ماجور ہون۔

راقم

محمد علیخان عفی عنہ رئیس مالیرکوٹلہ و ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء

عاجزی اور علو و استکبار

فجر کی نماز سے پیشتر اس کے متعلق فرمایا کہ اس میں علو اور تکبر سے یہ مراد نہیں ہے کہ مال و وجاہت کا تکبر ہو بلکہ ہر ایک شخص جو عاجزی اور تذلل سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش نہیں کرتا اور اس کے احکام کو نہیں مانتا وہ اس میں داخل ہے خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو۔؟

ان ایام میں جماعت کو کیا کرنا چاہیئے

ظہر کے وقت حضرت حجۃ اللہ نے جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ ہماری جماعت کو واجب ہے کہ اب تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے اس وقت زمینی اسباب۔ منصوبہ بازی اور حجت کام نہ آئے گی دنیا سے دل لگانا اور اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے غنیمت یہی امر ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کی جاوے اور اس کا یہی وقت ہے طاعون سے یہی فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ اس کے ذریعہ خدا سے صلح کر لیں بہت سی امراض ایسی ہوتی ہیں کہ وہ دلال کا کام کرتی ہیں اور انسان کو خدا سے ملا دیتی ہیں۔ ہماری جماعت کو خصوصاً وہ تبدیلی یکدفعہ کرنی چاہیئے جو اس کو دس سال میں کرنی تھی بجز اس کے اور کوئی جگہ پناہ کی نہیں ہے کہ وہ خدا پر بھروسہ کر کے دعائیں کریں تو ان کو بشارتیں مل جاویں گی۔ صحابہ پر جیسے سکینت اتری تھی ویسی ان پر اترے گی۔ صحابہ کو انجام تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کیا ہوگا مگر دل میں یہ تسلی ہو جاتی تھی کہ خدا ہمیں ضائع نہ کریگا اور سکینت اسی تسلی کا نام ہے جیسے میں اگر (خدانخواستہ) طاعون زدہ ہو جاؤں اور گلے تک میری جان آ جاوے تو مجھے ہرگز یہ وہم نہ ہوگا کہ میں ضائع ہو جاؤں گا اس کی وجہ صرف وہی تعلق ہے جو میرا خدا کے ساتھ ہے وہ بہت قوی ہے انسان کی ہمت ہونے کا یہ وقت کا موقع ہے راتوں کو جاگو۔ دعائیں کرو۔ تمام کمزوری جو کسل اور سستی کرتا ہے وہ اپنے گھر والوں اور اولاد پر ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ جڑ کی طرح ہے اور اہل و عیال اس کی شاخیں ہیں۔

بعض ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے کیونکہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وهم لا یفتنون۔

آنحضرت صلعم کو ابتلا اور فتح مکہ کی خبریں دی جاتی تھیں۔ اور دوسری طرف جان کی بھی خبر نظر آتی تھی۔ اگر خوشی کا ہی حال ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا۔ یہ اسی کا حوصلہ تھا۔

بعض ابتلا صرف تبدیلی کیوا سطے ہوتے ہیں عملی نمونہ ایسے اعلیٰ درجہ کے ہوں کہ ان سے تبدیلیاں ہوں اور ایسی تبدیلی ہو کہ خود انسان محسوس کرے کہ اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا بلکہ میں اب اور انسان ہوں۔ اس وقت خدا کو راضی کرو حتیٰ کہ تم کو بشارتیں ہوں کل لکھتے ہوئے مجھے پرانا الہام نظر پڑا **ایام غضب اللہ غضبت غضباً شدیداً ینجی اہل السعادۃ** یہاں اہل السعادۃ سے مراد وہ شخص ہے جو عملی طور پر صدق دکھاتا ہے خالی زبان تک ایمان کا ہونا کوئی فائدہ نہیں دیتا جیسے صحابہ نے صدق دکھایا کہ جان تک دیدی اور بال بچوں کو قربان کر دیا۔ انہوں نے جان مال آبرو عزت سب کچھ خاک میں ملا دیا آج اگر کسی کو کہیں کہ سودس جاؤ تو عذر کریں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی تھی پھر بھی ہم پر فلاں مصیبت آئی۔ مگر ہم نے بارہا کہا ہے کہ زبانی ماننے اور نری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں چاہیئے کہ خدا میں گداز ہو کر نیا وجود بن جاوے قرآن میں کہیں صرف آمنو نہیں کہا عملوا الصلحت ساتھ ہے غرض خدا ایک موت چاہتا ہے اور میرا تجربہ ہے کہ خدا مومن پر دو موتیں جمع نہیں کرتا۔ ایسے نازک وقت میں جماعت کو چاہیئے کہ تیر کی طرح سیدھی ہو جاوے اگر ہزاروں آدمی بھی طاعون سے مر جاویں تو میں خدا کو ہرگز ملزم نہ کروں گا اور یہی کہوں گا کہ انہوں نے احسان کا پہلو چھوڑ دیا ورنہ **ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین**

---

۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء

جہاد حرام ہے

دوران کلام میں اعلیٰ حضرۃ مسیح موعود نے ارشاد فرمایا کہ جہاد حرام ہے اب تلوار کا وقت نہیں ہے اب اس وقت اسلام کی **شیرینی** اور **حلاوت** سے دلوں کو فتح کرنا چاہیئے اسلام کبھی تلوار سے دلوں میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا۔ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تاثیرات اور ثمرات سے قبول کیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور ہم کو عمر دی (اللہ آپ کی عمر میں برکت دے۔ آمین ایڈیٹر) تو لوگ اسلام کی شیرینی اور حلاوت کو جو اس میں ہے واقعی محسوس کر لیں گے۔

آنحضرت کی جنگیں دفاعی تھیں

یہ بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد اس غرض سے کیا تھا کہ لوگوں کو جبر سے مسلمان کریں۔ قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور نہ جبر سے کوئی مذہب قبول کیا جا سکتا ہے قرآن شریف میں تو صاف فرمایا **لا اکراہ فی الدین**

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کیے وہ صرف دفاعی تھے جب آپ کی اور آپ کے صحابہ کی تکالیف حد سے بڑھ گئیں اور بہت ستائے گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے مقابلہ کا حکم دیا چنانچہ پہلی آیت جو جہاد کے متعلق ہے وہ یہ ہے

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان اللہ علی نصرهم لقدیر الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا

یعنی ان لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی جن کے مقابلہ قتل کے لئے مخالفوں نے چڑھائی کی (اس لئے اجازت دی گئی) کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ تعالیٰ مظلوم کی حمایت کرنے پر قادر ہے یہ وہ مظلوم ہیں جو ناحق اپنے وطنوں سے نکالے گئے ان کا گناہ بجز اس کے اور کوئی نہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

غرض آنحضرت صلعم کی لڑائیاں اس وقت تھیں جبکہ کفار کے ظلم انتہا تک پہنچ گئے۔

خون مسیح پر ایمان لانا

فرمایا انسان روحانی طور پر جسقدر ترقیات کر سکتا ہے خون مسیح نے اسے روک رکھا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ نظام قدرت یہی ہے کہ ساری ترقیات مجاہدات پر مبنی ہیں دنیوی امور میں بھی دیکھتے ہیں کہ جس قدر ترقیاں ہوتی ہیں وہ کوشش سے ہوتی ہیں قرآن شریف میں آیا ہے۔ **لیس للانسان الا ما سعی** مگر جو شخص اس بات پر ایمان رکھتا ہو کہ سارے گناہ خون مسیح سے دھوئے گئے وہ کس طرح پر روحانی امور میں ترقی کر سکتا ہے؟ تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ جو لوگ خون مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہ اپنی

دنیوی ترقیوں میں کیوں کوشش کرتے ہیں جبکہ اس جگہ ترقی کوشش پر موقوف ہے تو کیوں دوسری عالم کی ترقی کی جڑ خون مسیح ہی کو قرار دیتے ہیں اگر یہ خون ترقیوں کا باعث ہے تو دنیوی امور میں بھی تو اس کا کوئی نمونہ ہونا چاہیے۔ اصل یہ ہے کہ ایک سچائی کے آگے اس خون مسیح نے ہزار میل کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔

ہمارا یہی مذہب ہے کہ جیسے انسان نے اس دنیا کی ترقیات کے لئے مجاہدات اور کوششوں سے کام لیا ہے اوس عالم کی ترقیات کے لئے بھی یہی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ جب انسان اپنے فسق اور گناہوں کا مطالعہ کرتا رہتا ہے تو رفتہ رفتہ ایک پاک مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ مجاہدات پر اللہ تعالیٰ کی راہیں کھلتی ہیں اور نفس کا تزکیہ ہوتا ہے جیسے فرمایا ہے قد افلح من زکھا اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یہ آیات عیسائیوں کے ہاں کہاں ہیں خوب یاد رکھو کہ دنیا اور دین کی ترقیوں کے لئے کوشش کی حاجت ہے سچی ترقیوں کا خواہشمند کسی خون پر ایمان نہیں لاتا ہماری باتیں رفتہ رفتہ ان کو سمجھ آجائیں گی اور پتہ لگ جاویگا کہ انہوں نے ایک مردہ انسان کو خدا بنا رکھا ہے اور ان کے پاس قصے کہانیوں سے بڑھکر اور کچھ بھی نہیں مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ حقیقت میں جو راہیں فلاح کی قرآن شریف بیان کرتا ہے وہ ان کو معلوم نہیں ہیں اور کسی نے ان کے سامنے ان کو بیان نہیں کیا۔

پھر اس سلسلہ کلام میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ قانون قدرت توڑ نہیں سکتا اسی دنیا میں ہر شخص اپنے اپنے مقامات پر مجاہدات ہی سے پہنچتا ہے [illegible] والے کو اپنے رنگ کی کوشش کرنی پڑتی ہے [illegible] علم کو اپنے رنگ کی۔ غرض ہر ایک کوشش کرتا ہے۔

جن لوگوں نے خون مسیح ہی کو کافی سمجھ لیا ہے ان سے پوچھو کہ انہوں نے کس نجاست سے نجات پائی ہے۔

فرمایا کہ یہ قصہ بالکل جھوٹا قصہ ہے کہ ایک عورت کا بچہ بھی خدا ہو جاتا ہے اور خدا عورت کے پیٹ میں گیا اور پھر معمولی طریق پر پیدا ہو کر بچوں کے عوارض

کے دکھ دیکھتا رہا اس نظارہ کو ہی آدمی ذرا دیکھے تو اس کو ہنسی آتی ہے کہ بچپن میں بعض اوقات ماں کے طمانچے کھائے ہونگے اور کبھی باہر لڑکوں میں کھیلتا ہوگا اُن سے لڑ بھڑ کر مار کھائی ہوگی اور روتے ہوئے گھر کو آتا ہوگا اور پھر بڑے ہو کر بھی مار کھاتا رہا کیا یہ بھی کوئی معجزہ تھا!!

مسیح کا ابتلا اصل میں سخت ابتلا ہے کہ یہودیوں کو اتنا بڑا موقع ملا کہ انہوں نے ان کی پیدائش پر بھی اعتراض کئے اور موت پر بھی۔ انسان سوچے کہ اس میں کیا بھید ہے؟ میرے نزدیک یہ بات ہے کہ چونکہ اس قدر غلو ان کی شان میں کیا جانا تھا اور خدا کی اس قدر ہتک ہونی تھی اس لئے یہ داغ باقی رہ گیا۔

نوٹ … چونکہ تاریخ وار مضمون درج ہونے میں کاتب سے سہو ہو گیا ہے اور مضمون ترتیب وار نہیں لکھا گیا ناظرین عذر سمجھیں

۱۴ دسمبر ۱۹۰۲ء

ہمارے مہمان ظہر کے وقت لاہور سے ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب۔ جناب میر محمد اسماعیل صاحب ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب تشریف لائے۔

یأتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی بہت کثرت سے پوری ہوئی اور ہر روز پوری ہوتی ہے آج بھی اس پیشگوئی کے موافق ہمارے مخدوم ومکرم بھائی **ابو سعید عرب رنگون سے تشریف** لائے عرب صاحب ایک سعید نوجوان ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رنگون میں گویا تشنہ نمونہ ہیں سلسلہ کی ضروریات میں اولانعزی سے حصہ لیتے ہیں ہم انشاء اللہ کسی دوسرے مقام پر دوسرے وقت عرب صاحب کے حالات سے ناظرین کو آگاہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو آج شہادت میں گورداسپور جانا تھا انہوں نے عرض کیا کہ میں قادیان سے باہر جانا نہیں چاہتا مگر اب تو خدا لے چلا ہے آپ نے فرمایا کہ یہی تو قیام فی ما اقام اللہ ہے۔

طاعون طاعون کے ذکر پر حضرة حجة اللہ نے فرمایا کہ پہلے گنیفنیا کا جلاب دینا اور پھر کیوڑہ اور سرنبسی دینا اور جونک لگانا مفید ہے کیونکہ انہیں خونی اور سوداوی مواد ہوتے ہیں

اسپر ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے عرض کیا کہ طاعون کے کیڑے ننگے پاؤں چلنے والے لوگوں کو پاؤں کے راستہ داخل ہو کر ران میں گلٹی کا موجب ہوتے ہیں اور بذریعہ ہاتھ داخل ہو کر بغل میں اور منہ کے راستہ داخل ہو کر زیر کان گلٹی نکلتی ہے۔ اس قسم گفتگو کے بعد عصر اور ظہر کی نماز جمع ہوئی اور گورداسپور جانے والے احباب روانہ ہوئے اور یہی وجہ تھی کہ نمازیں جمع کی گئیں۔

۱۵ دسمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام بعد نماز مغرب حسب معمول حضرة اقدس تشریف لے گئے اور پھر کھانا کھا کر تشریف لائے اور بیعت ہوئی پھر آپ نے مبائعین کو مخاطب کر کے نصائح فرمائیں کہ بیعت کر کے صرف زبانی طور پر اتنا ہی ماننا ضروری نہیں کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اسیقدر مان لینا برکت اور ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ یہ دن بلا کے ہیں اور ہر طرف طاعون پھیلی ہوئی ہے صرف زبانی اقرار کچھ فائدہ نہیں دے سکتا جب تک اعمال ساتھ نہ ہوں۔ پس کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو اچھے عمل کرو نیک بنو ہر ایک بدی سے بچو اور متقی ہو جاؤ۔ یہ دن ایسے ہیں کہ دعاؤں میں گذارو۔ راتوں کو بھی تضرع زاری کرو۔ جب ابتلاء کے دن آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کا غضب جوش میں ہوتا ہے اس وقت صدقہ۔ خیرات۔ دعا اور تضرع کام آتی ہے اپنی زبان کو نرم کرو اور استغفار کثرت سے پڑھو اور نمازوں میں دعائیں کرو اگر انسان ایمان لاکر عمل نہ کرے تو ایسے آدمی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر یہ شکایت کرنی کہ مجھے بیعت سے کچھ فائدہ نہیں ہوا بالکل بیفائدہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ صرف قول سے خوش نہیں ہوتا۔

اعمال صالحہ اس لئے جہاں ایمان کا ذکر ہے وہاں اعمال صالحہ کا بھی ذکر ضرور کیا ہے اور اعمال صالحہ وہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یاد رکھو انسان کے اعمال پر

ہمیشہ چور پڑتے ہیں ایک اہلین سوریا کا چور ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان دوسروں کے دکہانے کے واسطے کوئی کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اس میں ملحوظ اور مقصود نہیں ہوتی۔ پہر ایک عجب کا چور ہے اور عجب یہ ہے کہ خود ہی عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے کہ میں نے نیکی کا کام کیا ہے یا عمدہ کام کیا ہے۔ اور قسم قسم کی بدکاریاں بھی دوسرے اعمال کے ابطال کا موجب ہوتی ہیں پس اعمال صالحہ ان عیبوں سے پاک ہوتے ہیں۔

اعمال صالحہ کا اثر دنیا میں

اعمال صالحہ سے انسان اس دنیا میں ہی فائدہ اٹھاتا ہے اگر سارے گہر میں ایک بھی نیک ہو تو وہ گویا سارے گہر کی حفاظت کا باعث ہو جاتا ہے پس یاد رکہو کہ اعمال صالحہ تم کو فائدہ پہنچائیں گے۔ نرا ایمان کچھ فائدہ نہیں دیسکتا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی طبیب کا نسخہ لیکر رکھ چھوڑے اور اس کو استعمال تو کرے نہیں اور پہر کہے کہ کچھ فائدہ نہیں ہوا تم نے اب توبہ کی ہے آئندہ خدا دیکہنا چاہتا ہے کہ تم اس توبہ سے کیا فائدہ اٹہاتے ہو اور اپنے آپ کو کس قدر صاف کرتے ہو یہ وقت ایسا ہے کہ خدا تقوے کے ذریعے امتیاز کرتا ہے بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کا تو شکوہ کرتے ہیں مگر اپنی اصلاح نہیں کرتے انسان اپنی جان پر خود ظلم کرتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے۔

استغفار کی ضرورت

چونکہ بہت سے آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو گناہ سے واقف نہیں ہوتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار رکھ دیا ہے جو گویا تمام قسم اور تمام اعضاء کے گناہوں پر حاوی ہے فرمایا آج کل حضرت آدم علیہ السلام کی دعا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین کثرت سے پڑہنی چاہیے یہ دعا پہلے ہی قبول ہو چکی ہے غفلت سے زندگی بسر کرنے والا کسی ایسے ابتلا اور بلا میں گرفتار نہیں ہوتا جو فوق الطاقت ہو کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی۔

اس وقت گورداسپور سے احباب واپس آ گئے اور آپ حالات مقدمہ سنتے رہے۔ فرمایا ہمارا ایمان ہے کہ سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے خواہ وہ اسباب سے کرے خواہ بلا اسباب۔ پہر نماز عشاء پڑہکر حضرت حجۃ اللہ تشریف لے گئے۔

(ڈائری کی یہ تاریخیں الحکم کے سپیشل رپورٹر نے نوٹ کی تہیں ایڈیٹر نے اپنے الفاظ میں مرتب کر لیا ہے کیونکہ ایڈیٹر خود سفر گورداسپور میں تہا)

ہر ایک خریدار جس کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے جلد بھیجدے

ایڈیٹر

دعا

حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا سات کا الہام سنایا کہ اس کو درج کر دیا جاوے ۲۱ دسمبر کی رات کو جس کی صبح کو ۲۲ دسمبر تھی اور جو آخر عشرہ رمضان کی پہلی رات تھی آپ کو یہ الہام ہوا۔

یاتی علیک زمان کمثل زمن موسٰے

فرمایا اس زمانہ میں جو بیس پچیس برس کے قریب ہوتا ہے یہ الہام کبھی نہیں ہوا موسیٰ کا نام تو کئی الہاموں میں رکھا گیا ہے۔

مولانا مولوی حضرۃ عبدالکریم صاحب نے عرض کی کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ مسیح اپنی جماعت کو طور پر لے جاوے گا شاید اس کا تعلق اس سے ہو۔

فرمایا خدا تعالیٰ نے جیسے بنی اسرائیل میں ایک مسیح رکھا تہا اور اس لئے لقد اتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل الایۃ فرمایا اسی طرح آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں بھی ایک مسیح رکہا ہوا تہا مگر مسلمانوں نے اس کو نہ سمجہا اور آسمان سے انتظار کرنے لگے۔

افسوس ہے کہ ان کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اس سے پائی جاتی ہے کہ مسیح اسرائیلی آوے یا یہ کہ آپ ہی کی امت میں سے آوے یہاں بھی اسی طرح مسیح کا آنا ضروری تہا جیسے بنی اسرائیل میں ایک مسیح آیا۔

براہین کا اقرار اور مصنف کی...

فرمایا براہین میں جو مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر کیا گیا ہے اور پہر وہ تمام وعدے اور آیات میرے حق میں ہیں جو مسیح موعود کے لئے ہیں اور پہر میں اقرار کرتا ہوں کہ مسیح دوبارہ آئیگا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوی بناوٹ کی راہ سے نہیں کیا گیا اور اس قسم کے واقعات قریباً تمام نبیوں کے کی مقدمات زندگی میں پائے جاتے ہیں۔

سیاح نبی

فرمایا مسیح کی نسبت جو کہتے ہیں کہ وہ سیاح نبی تہا ہم پوچھتے ہیں کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ ۳۳ برس کی عمر میں آسمان پر اٹہائے گئے۔ تو وہ زمانہ کونسا تہا جو انکی سیاحت کا زمانہ کہلاتا ہے سیاح نبی جو کہا جاتا ہے سیاحت کا زمانہ بھی بتانا چاہئے۔ بجز اس کے کہ جو ہم کہتے ہیں تسلیم کر لیا جاوے۔ اور کوئی راہ نہیں ہے

دربار شام

آج کل جیساکہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوۃ والسلام کا معمول ہے بعد ادائے نماز مغرب تشریف لیجاتے ہیں اور پہر کہانا تناول فرماکر واپس آتے ہیں اور قبل از عشا اجلاس فرماتے ہیں حضرت اقدس کے تشریف لاتے ہی ہمارے مکرم مخدوم ابوسعید عرب صاحب نے جو رنگون سے آئے ہوئے ہیں۔ سوال کیا کہ مسیح کی ولادت کے متعلق کیا بات ہے وہ بن باپ کسطرح پیدا ہوئے؟

بن باپ پیدائش

حضرۃ اقدس نے جواباً فرمایا انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ہم اسبات پر یقین لاتے ہیں کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے ہیں اور قرآن شریف سے یہی ثابت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرۃ مسیح یہود کیواسطے ایک نشان تھے جو ان کی شامت اعمال سے اس رنگ میں پورا ہوا زبور اور دوسری کتابوں میں لکہا گیا تہا کہ اگر تم نے اپنی عادات کو نہ بگاڑا تو نبوت تم میں رہے گی مگر خدا تعالیٰ

کے علم میں تہا کہ یہ اپنی حالت کو بدل لینگے اور شرک و بدعت میں گرفتار ہو جاینگے جیسا انہوں نے اپنی حالت کو بگاڑا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق یہ تنبیہی نشان ان کو دیا اور مسیح کو بن باپ پیدا کیا۔

اور بن باپ پیدا ہونے کا سر یہ تہا کہ چونکہ سلسلہ نسب کا باپ کی طرف ہوتا ہے اسطرح گویا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور اسرائیل کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی کیونکہ وہ پورے طور سے اسرائیل کے خاندان سے نہ ہے مبشراً برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد میں جو بشارت ہے اس کے دو ہی پہلو ہیں یعنی ایک تو آپکا وجود ہی بشارت تہا کیونکہ بنی اسرائیل کے خاندان نبوۃ کا خاتمہ ہو گیا دوسرے زبانی بھی بشارت دی۔

یعنی آپ کی پیدائش میں بھی بشارۃ تھی اور زبانی بھی انجیل میں بھی مسیح نے باغ کی تمثیل میں اس امر کو بیان کر دیا ہے اور اپنے آپ کو مالک باغ کے بیٹے کی جگہ ٹہرایا ہے بیٹے کا محاورہ انجیل اور بائبل میں عام ہے اسرائیل کی نسبت آیا ہے کہ اسرائیل فرزند من بلکہ نخست زادہ من است آخر اس تمثیل میں بتایا گیا ہے کہ بیٹے کو بعد وہ مالک خود آکر باغبانوں کو ہلاک کر دیگا اور باغ دوسروں کے سپرد کر دیگا۔ یہ اشارہ تہا اس امر کی طرف کہ نبوت ان کے خاندان سے جاتی رہی پس مسیح کا بن باپ ہونا اس امر کا نشان تہا۔

پھر سوال کیا کہ مسیح کے بن باپ پیدا ہونے پر عقلی دلیل کیا ہے؟ فرمایا آدم کے بن باپ پیدا ہونے پر کیا دلیل ہے؟ عقلی امتناع بن باپ پیدا ہونے میں کیا ہے؟ اور جو فلاسفروں کی بابت پوچھو تو آجکل بڑا فلاسفر وہ ہے جو خدا ہی کا انکار کرے اور بعض فلاسفر مانتے ہیں کہ انسان انسان سے پیدا ہی نہیں ہوا بلکہ بندروں سے آدمی بنگیا۔ عقل کیطرف پھر ہم ان کو کیا کہیں آجکل کی عقل خدا سے انکار کراتی ہے عقل کیا کہہ سکتی ہے کہ جو انسان کے اندر بول رہا ہے وہ کیا چیز ہے۔ یاد رکھو عقلی ہتہیار نکمے ہیں جب تک خود وہ انا الحق نہ کہے کچھ نہیں ہوتا۔ ہم تو اس کی آواز سنتے ہیں

اور اس کے وعدوں کو پورا ہوتا ہوا دیکھتے ہیں پس اس سے ہم نے خدا کو شناخت کیا ہے نہ عقل سے جو پہلا شخص فلسفی ہوگا وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہیگا کہ **خدا ہونا چاہیئے** اور ہونا چاہیئے اور **ہے** میں بہت بڑا فرق ہے ہم کہتے ہیں کہ **خدا ہے** عقلی دلائل سے خدا کا وجود چاہیئے ثابت نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ اسلام کا کوئی مسئلہ عقل کے خلاف نہیں؟ فرمایا ہاں یہ سچ ہے مگر یہ ایسا ہی ہے جیسے روٹی کیساتھ سالن بھی ہو۔ عقلی حواس کے علاوہ اور حواس بہی ہیں جو خدا شناسی کے لئے ہیں اور عقل بھی ان کے ساتہ ملجاتی ہے یہ کوئی تسلی کی راہ نہیں بتا سکتی جب تک کہ وہ دوسرے حواس ساتہ نہ ہوں۔

سوال۔ اگر غیر پوچہیں تو انہیں کیا جواب دیں فرمایا ان کو یہی جواب دو کہ جو اس کے اہل ہیں انکے پاس رہو کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ان حواس کے ذریعہ ہم ان باتوں کو محسوس کریں جن کے لئے دوسرے حواس ہیں کیا کان آنکہ کا کام دیسکتے ہیں یا زبان کانوں کا کام دیسکتی ہے پھر کس قدر غلطی ہے کہ اس امر پر زور دیا جاوے۔ خدا شناسی کے لئے حواس اور ہیں اور ان کے ذریعہ ہی ان امور پر جو ان محسوسات سے ماورا ہیں ایمان پیدا ہوتا ہے عقلمند ان چیزوں پر جیسے ملائک ہیں۔ خدا ہے۔ روح کا بقا ہے ان پر عقلی دلائل تلاش نہیں کرتا بلکہ اس راہ سے ایمان لاتا ہے جو اس کے لئے مقرر ہے فلاسفر صرف اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں وہ قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ہاں انکار کر دیتے ہیں۔

مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ نے کہا کہ وجود تسلسل کا سلسلہ مجوسیوں سے لیا گیا ہے جنہوں نے اپنی وساتیر میں اسکو چرخہ اور زنجیر بیان کیا ہے پھر اسی سلسلہ میں حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔

کہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے وجود سے بلکہ کوئی وجود روشن نہیں ہے مگر نادان دہریہ انکار ہی کرتا ہے پہ بڈلا نے لکہکر دروازے پر لگا دیا تہا کہ God is nowhere کوئی خدا نہیں مجہے تعجب ہوتا ہے کہ اگر انکار کیا جاوے تو مخلوق کا کیا جاوے نہ **خدا کا** کیونکہ اس کے تصرفات کا تو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔

فرمایا جو طالب حق ہو وہ ہماری صحبت میں رہے ہم اس کو بتاتے ہیں کہ جن صفات کے ساتہ قرآن نے اس کو موصوف قرار دیا ہے ہم عملی تجربہ سے ثابت کر کے دکہاتے ہیں ان لوگوں کی نادانی یہ ہے کہ ایک عالم کی بات دوسرے عالم سے دریافت کرنا چاہتے ہیں جبکہ لامسہ باصرہ وغیرہ ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ہیں تو پھر اور کونسا کام سلسلہ ترتیب کو چھوڑ کر ہو سکتا ہے پس یاد رکھو کہ اللہ کو معلوم کرنے کے لئے اور ہی حواس ہیں ہم بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کوئی دہریہ اس امر کا جواب دے کہ یہ طاقت اور اقتدار کی پیشگوئیاں کیا چیز ہیں اگر علوم کوئی چیز ہیں تو کوئی ہمارے مقابلہ پر کر کے دکہا دے۔

خدا عاجز نہیں ہے وہ طاقت رکہتا ہے اس کے مقابلہ پر بجز تسلیم کے چارہ ہی نہیں بہت مدت کا الہام ان پیشگوئیوں کے متعلق ہے کہ ان پیشگوئیوں سے بڑہکر کوئی نشان نہیں۔ کیونکہ ان پیشگوئیوں میں وہ تازہ بتازہ طاقت دکہاتا ہے جو خدا سے شرارت کرے گا اسے آخر مرنا ہوگا اس کے ساتہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس ذکر پر کہ یہ جو کہتے ہیں کہ لیکہرام کو کسی مرید سے قتل کروایا فرمایا کہ یہ کیسی حماقت کا اعتراض ہے بیعت کا معاملہ تو صفائی کے لئے ہے کیا وہ شخص مرید رہ سکتا ہے جو بیعت تو کرے صفائی چال چلن کے لئے اور نیکیوں کے لئے اور اس کو تعلیم دی جاوے قتل کی پھر کوئی بتاوے کہ ایسا مشورہ کس سے کیا کس کو اشارہ کیا یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ جسطرح ہم خدا کو سمجہتے ہیں دوسروں کو اس طریق پر سمجہہ آ سکتا ہی نہیں۔ یہ لوگ جو دہریہ ہیں وہ تو خدا کو مانتے ہی نہیں جو بظاہر مانتے ہیں وہ بھی دہریت کا رنگ رکہتے ہیں کیونکہ تائیدیں تو ان کے ساتہ ہیں نہیں اس لئے پوری استقامت۔ پھر دوسرے تعلقے

اور پاک دل ہونا نصیب نہین ہوتا۔

سوال کیا کہ پوتا کیون وارث نہین ہوتا۔ فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک قانون کیا ہوا ہے اگر اسی پر وراثت کا قانون ہوتا تو پھر کہتے کہ پڑ پوتا نہ ہوتا۔ اور پھر گویا ساری دنیا آدم کی اولاد کہلا کر سلاطین اور دوسرے لوگون سے وراثت کی حصہ دار ٹھہرتی۔ بیٹے کی نسبت اس مین ایک کمزوری تھو پیدا ہوجاتی ہے ترتیب یہ چاہتی ہے کہ ایک کا نام لیا جاوے پھر جس کو وارث قرار دیا جاتا اس کے متعلق دوسرے کے محروم ہونے کا سوال ہو سکتا۔ پس یہ ایک قانون ہے اس مین کوئی حرج نہین جبکہ وصیت کے وقت دوسرے مساکین وغیرہ کو بھی دے سکتے ہین تو پوتے کو زیرحکم **ونواصہ بالحق و تواصو بالمرحمۃ** سلوک کر سکتے ہین فرمایا اصل یہ ہے کہ **جب تک انسان منہاج نبوت پر ایمان نہ لائے ایمان درست نہین ہوتا۔**

اس کے بعد مفتی صاحب نے ایک یونی ٹیرین کے رسالہ متعلق بائبل کو سنایا ہم انشاء العزیز کسی دوسرے وقت اس ٹریکٹ کا خلاصہ دینگے

۲۳ دسمبر ۱۹۰۲ء

ظہر کی نماز سے پہلے حضرت حجۃ اللہ نے اپنا رات کا الہام سنایا **انہ کریم تمشی امامك وعادی من عادی** یعنی وہ (اللہ) کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا ہے اور جو تیرا دشمن ہے وہ اس کا دشمن ہے

فرمایا مین قرائن سے سمجھتا ہون کہ یہ الہام اسی پچھلے الہام **یاتی علیك زمن کمثل زمن موسیٰ** سے ملتا ہے یہ الہام جیسا کہ توریت سے پایا جاتا ہے کہ خدا بنی اسرائیل کے آگے آگے چلتا تہا اس سے ملتا ہے یہی اس کو موسیٰ اور عادی کے قافیہ سے پہچانا ہے کہ ان کا باہم تعلق ہے

ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ } بعض لوگ جہالت سے یہ اعتراض کر دیتے ہین کہ ہر شخص کو اسی کی زبان مین الہام ہونا چاہئے پھر یہان عربی مین کیون ہوتے ہین؟ مین اس کا جواب یہی دونگا کہ خدا تعالیٰ سے پوچھو وہ کیون عربی زبان مین الہام کرتا ہے۔

اور اصل سر اس مین یہ ہے کہ مجھے جو الہام عربی زبان مین ہوتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے سبب سے ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمارے متبوع ہین اور انہی کے ذریعہ اور طفیل سے ہم کو جو کچھ ملا ہے ملا ہے۔ اور پھر یہ سب کچھ آپ ہی کی تائید مین ہے اس لئے ہماری اصلی زبان اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے عربی ہی ہے پس اللہ تعالیٰ اس زبان کو عظمت دینے کے لئے اور اس کو زندہ زبان ثابت کرنے کے لئے اس زبان مین الہام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زبان کو محفوظ رکھے تعجب کی بات ہے کہ جس مین ہم ذوق حاصل کرتے ہین اور اس سے اسلام قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اس پر یہ مخالف اعتراض کرتے ہین۔ اس وقت ہمارے نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ رکہا ہے اور وہ اس زبان کو نہیں چھوڑتا اور چونکہ اس وقت وہی کاروبار ہو رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے تھے اور مکہ مین ہو رہا تہا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسی زبان کو پسند فرمایا ہے اور کثرت کے ساتھ وحی اسی زبان مین ہوتی ہے کیونکہ ساری غرض اور غایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تائید ہے ہان شاذ و نادر کے طور پر دوسری زبانون مین بھی وحی ہوتی ہے وہ خارق عادۃ کے طور پر ہے۔ جیسے مجھے انگریزی عبرانی سنسکرت وغیرہ مین بعض وقت وحی ہوئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک بار فارسی مین وحی ہوئی۔

این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

پھر جو لوگ کہتے ہین کہ عربی مین ہونا چاہئے وہ ایسی ہی بات کہتے ہین جیسے یہود کہتے تھے کہ نبوت اسرائیل سے باہر نہین ہونی چاہئے فرمایا جس قدر نبی دنیا مین آتے رہے ہین ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی شبہ رہ ہی گیا ہے مثلاً مسیح کے وقت یہ شبہ۔ انکار کے لئے ہو گیا کہ وہ کہتے تھے کہ مین تو داؤد کا تخت بحال کرنے کو آیا ہون پھر وہ ملک کیون نہ ملا! ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بعض شبہات مین پڑ گئے حاصل غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض امور اس لئے مخفی رکھتا ہے کہ ایمان کی قدر ہو اگر کھلے کھلے طور پر ایک امر ہو تو پھر ایمان ایمان نہ رہا۔

حکم۔ } آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا نام اسی لئے تو حکم رکہا تہا کہ وہ ان ظنون مین فیصلہ کرے گا۔ ان لوگون کے پاس حقائق و معارف نہین ہین بلکہ ظنون ہین احادیث کا ایک ذخیرہ لوگون کے پاس ہے اور خود ہی انہون نے حسن وغیرہ نام رکھے ہین اور یہ ذخیرہ سب فرقون کے پاس الگ ہے پس ہمین بتائین کہ کیا مسیح موعود سب کی احادیث تسلیم کر لیگا یا کوئی رد بھی کریگا؟ اگر ایک ماننے اور دوسرون کی رد کرے تو انہون نے کہ تصفیہ کیا ہے! غرض حکم اس لئے کہا ہے کہ وہ ان مین فیصلہ کریگا جو لینے کے قابل ہون گی وہ لیگا اور جو رد کرنے کے لائق ہون گی ان کو رد کریگا حکم کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس مین چھوڑنے کے بھی قابل ہون گی۔

[illegible]

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ۱۳ برس تک مصائب اور تکالیف برداشت کین اور مہدی کی نسبت یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ تلوار اٹھائیگا۔ یہ بالکل غلط خیال اور وہم ہے مہدی نے اگر لڑائی کے لئے آنا ہوتا تو مسلمانون کی حالت جنگ کے مناسب حال ہوتی اور وہ جنگی قواعد اور فنون حرب سے واقف ہوتے اور سب سے بڑھے ہوئے ہوتے حالانکہ وہ آلات حرب و ضرب مین یورپ کے محتاج ہین اس صاف ظاہر ہے کہ مہدی اس غرض کے لئے ہرگز نہین آئے گا اور خدا کا یہ ہرگز منشا نہین ہے۔ ہماری تلوار کیساتھ مقابلہ کرنے کا وقت نہین ہے اب حرام ہے تلوار اٹھانا۔ ہماری تلوار ہماری دعائین ہین جو ایک تبدیلی پیدا کر دین گی اور لوگون پر حقیقت منکشف ہو جائے گی اور سچائی کی راہ کھل جائے گی۔

۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء

حسنۃ الدنیا و حسنۃ الآخرۃ

ابو سعید عرب صاحب نے دریافت کیا کہ یہ دعا جو سکھائی گئی ہے کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ اس میں حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرۃ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا انسان نفس کی خوشحالی کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ دنیا کی زندگی اور مصائب و مشکلات اور شدائد اور جانکاہ بیماریوں سے محفوظ رہے۔ اور فسق و فجور اور قسم قسم کے گناہ جو روحانی بیماریاں ہیں اور جن کی وجہ سے خدا سے دور ہو کر تکالیف میں مبتلا ہو جاتا ہے ان بیماریوں سے بھی امن میں رہے پس یہی حسنۃ الدنیا ہے مختصر الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ روحانی اور جسمانی طور پر تمام بلاؤں اور ذلتوں سے محفوظ رہے۔ انسان فطرتاً بہت ہی ضعیف بناوٹ رکھتا ہے جیسے فرمایا خلق الانسان ضعیفا ذرا ناخن میں درد ہو تو بے قرار ہو جاتا ہے اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ بڑی بیماریوں کا تو کیا ذکر۔ مجھے تو ذرا بیخ زبان میں درد ہے تو اس سے ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور زیادہ بات کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اس سے انسان کی تکالیف کا قیاس اور اندازہ ہو سکتا ہے۔

ایسا ہی جب انسان کی زندگی خراب ہو اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جیسے بازاری عورتیں اپنی زندگی بسر کرتی ہیں انکو معلوم بھی نہیں کہ خدا کیا چیز ہے بلکہ وہ بہائم کی سی زندگی بسر کرتی ہیں اس قسم کی حالتوں سے محفوظ رہنے کا نام حسنۃ الدنیا ہے اور حسنۃ الاخرہ۔ آخرۃ کا ایک عالم ہے جس کا کبھی انقطاع نہیں ہوگا حسنۃ الاخرہ در اصل اسی عالم کے حسنات کا ثمرہ اور نتیجہ ہے اسی لئے اس دعا میں اس کو موخر کیا ہے پس اگر دنیا کے حسنات اکمل اور اتم طور پر مل جاویں تو یہ فال نیک ہے حسنۃ الاخرہ کے لئے یہ غلط خیال ہے جو کہتے ہیں دعا کیا مانگنی ہے حسنۃ الدنیا ضرور مانگنی چاہئے کیونکہ صحت کی حالت اور ہر قسم کی بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رہنا انسان کی روحانی حالت پر اثر انداز ہے آخرۃ کے لئے یہی راہ ہے اور اسی لئے دنیا کو مزرعۃ الاخرۃ کہا جاتا ہے در حقیقت جسکو اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں صحت اور اچھی فطرۃ عطا کرے اور اعمال صالحہ کی طرف رجوع دلادے وہ بڑا ہی خوش قسمت اور سعید ہے کہ اس سے امید کی جاتی ہے کہ آخرۃ بھی اچھی ہو یہی ان دونوں عالموں میں تعلق ہے

پھر اس سلسلہ کلام میں فرمایا کہ جس پیمانہ کے لحاظ سے جو دیا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو نیکی اور پاکیزگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ اپنی عمدہ فطرت کے باعث ہوتا ہے ہر ایک انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ ان مراتب اور مدارج تک پہنچ جاوے جن تک سعید الفطرہ لوگ پہنچ جاتے ہیں بعضوں کی کھوپری کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ وہ چوری بدکاری اور ہر قسم کی بے حیائی کو ہی پسند کرتے ہیں وہ نیکوں اور پاک لوگوں کی صحبت میں بیٹھکر حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا کرتے ہیں ایسا ہی نیک اور پاک لوگ ان کی مجلس میں حیران ہوتے ہیں گویا ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک سمندر حائل ہوتا ہے یا ایک دیوار کھچی ہوئی ہوتی ہے نہ وہ ادھر آ سکتے ہیں نہ یہ ادھر جا سکتے ہیں۔ دیکھو ہماری جماعت ہے جو ہر طرح سے اپنا اخلاص ظاہر کرتی ہے ایک ہمارے مخالف ہیں جو گالیاں دینے ہی میں ثواب سمجھتے ہیں کیا ان کے دل آنکھ کان نہیں ہیں مگر وہ صم بکم عمی فھم لا یرجعون کے مصداق ہیں۔

ہفتہ زیر اشاعت کے الہام

۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء

انی مع الافواج آتی

۲۱ر دسمبر ۱۹۰۲ء

یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ

۲۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء

انک کریم تمشی امامک

وعادی من عادی

۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء

انی صادق صادق سیشہد اللہ لی

اطلاع

مخزن جواہر یا خورشید

ہمارے مطبع سے یہ عدیم المثال اور نرالی طرز کا عجیب غریب پر اسرار ناول ہر انگریزی مہینے کی پہلی اور پندرھویں کو ۲۰ صفحہ کا معہ ٹائیٹل رسالہ کی صورت میں شائع ہوتا ہے قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک ۲/

خلاصہ مضامین

شہزادہ جمشید اور ہیلن فلپائن کے حسن و عشق کا دلکش تاریخی افسانہ ضمناً صلیبی لڑائیاں ترکی فتوحات دنیا کے نامور سلاطین مشاہیر بانیان مذاہب کے حالات اور عقائد۔ وہ کونسا مذہب ہے جو منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

المشتہر

منشی نجم الدین منیجر نجم المطابع وزیر آباد پنجاب

سر پرستان الحکم کی خدمت میں التماس

(۱) میری پہلی چٹھی پر اکثر احباب نے توجہ فرما کر خریداروں کے نام بھیجنے شروع کر دئے ہیں اور اکثر کی نسبت مجھے پورا یقین ہے کہ وہ توجہ کریں گے ابھی تک خاموش ہیں اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس ضروری امر کی طرف توجہ کریں گے

(۲) شروع سال الحکم میں بعض ضروری ترمیمیں اس کو زیادہ مفید بنانے کے متعلق زیر تجویز ہیں خدا تعالیٰ کی توفیق رفیق شامل حال ہوئی تو امید ہے ناظرین اسے نہایت دلچسپی سے پڑھیں گے

(۳) بعض احباب نے آج کی تاریخ تک بھی اپنا بقایا حساب صاف نہیں کیا اس لئے ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء کا الحکم حساب درست رکھنے کے لئے اور مطبع کی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے ہم اپنے خوش معاملہ خریداروں کی صفائی معاملہ پر توقع کر کے ان کے نام وی پی کریں گے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت کریں گے اس تحریر کے علاوہ

ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی

ملک معظم قیصر ہند کی تاجپوشی کی خوشی کے لئے دہلی مین عظیم الشان دربار یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو ہوگا اورکل ممالک محروسہ مین اس روز بڑی خوشی منائی جاویگی اور اظہار خوشی کے لئے ہر ضلع اور صوبہ اور بڑے قصبات مین مناسب تجاویز اور صورتین اختیار کی گئین ہین۔

اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خوشی کی تقریب پر ایک عظیم الشان یادگار قائم کرنے کا ارادہ فرمایا ہے جو گورنمنٹ انگلشیہ کے ان احسانات کے شکریہ مین ہے جو تاج برطانیہ کے طفیل ہمپر ہوئے ہین اس کا مفصل ذکر الحکم کی کسی اگلی اشاعت مین انشاء اللہ العزیز ہوگا۔ لیکن اس قدر ہم ابھی کہدیتے ہین کہ یہ یادگار تمام یادگارون سے بڑھکر مفید اور موزون ہوگی اور وہ **ہمیشہ کے لئے جہاد کے موقوف کردینے کی ایک عمدہ تجویز ہے** جو بصورت پمفلٹ اعلیحضرت نے کارونیشن کی تقریب پر پیش کی ہے ہم امید کرتے ہین کہ گورنمنٹ آف انڈیا اس تجویز کے عملی طور پر مفید ثابت کرنے کے لئے بہت جلد اور مناسب نوٹس لیگی۔ کیونکہ اس تجویز پر عمل ہو جانے سے بہت بڑے فوائد گورنمنٹ اور رعایا کو پہونچنے یقینی ہین۔ بہر حال اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ یادگار اگر گورنمنٹ نے توجہ فرمائی تو بہت ہی نتیجہ خیز ہوگی۔

ایک اور یادگار

اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ [illegible] ایک میموریل گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور ارسال کیا ہے وہ ایک عظیم الشان تقریب کی یادگار مین **مسلمانان ہند کے لئے** ہے۔ کہ ان **کو جمعہ کے** پورے دن یا آدھے دن کی تعطیل منظور فرمائی جاوے۔ دراصل یہ تجویز اعلیحضرت نے کئی سال پہلے کی تھی مگر اس وقت بعض لوگون نے چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا دیا اور پھر خود بھی کچھہ نہ کیا اب اللہ تعالےٰ نے پھر یہ مبارک اور موزون تقریب دکھائی اس تقریب پر اعلیحضرت مسیح موعود نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کارونیشن کی تقریب پر یہ میموریل ہندوستان کے فیاض طبع اور بیدار مغز وائسرائے لارڈ کرزن کے حضور بھیجا جاوے کیا عجب کہ وہ اس پر توجہ فرماوین۔ کیونکہ انہون نے جہان بہت سی مسجدین واگذار کرائی ہین جہان انہون نے عظیم الشان مسجدون کو تحائف اور عطیے دئے ہین ان مسجدون کی آبادی اور رونق کے لئے اس تقریب پر مسلمانون کو یہ حق عطا فرماوین کہ وہ اس مبارک دن مین وہ نمازین پڑہین یہ یادگار نہ صرف کارونیشن کی ہوگی بلکہ لارڈ کرزن کی بھی یادگار ہوگی۔ ہم امید بھرے دل کے ساتھہ لارڈ کرزن کے اس حکم کے منتظر ہین جو وہ اس میموریل کی نسبت صادر فرماوین گے۔

الحکم کی طرف سے ایک یادگار کا اعلان اگلی اشاعت مین ہوگا

تقویم احمدیہ

دفتر الحکم کی طرف سے ۱۹۰۳ء کی جنتری عجیب وغریب جنتری **تقویم احمدیہ** کے نام سے طیار ہو رہی اور امید کیجاتی ہے کہ اگر کوئی مانع اور رکاوٹ پیش نہ آئی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین یہ جنتری شائع ہو جائے گی اس سے پہلے ناظرین نے اس قسم کی جنتری نہ دیکھی ہوگی اور یہ اپنی طرز کی پہلی جنتری ہوگی جو اس سلسلہ مین شائع ہوگی مین کسی اگلی اشاعت مین اس جنتری کے مضامین کی فہرست اپنے ناظرین کو دکھاؤن گا۔

اس جنتری کی قیمت ہر حالت مین ۸ر فی جلد علاوہ محصول ہوگی۔ کیونکہ اس مین بہت سی تصاویر بھی ہون گی۔

میرا چاہتا تہا کہ اس جنتری مین سلسلہ عالیہ کی ڈائرکٹری بھی بناؤن مگر مجھے افسوس ہے کہ مجھے میرے منشا کے موافق ضروری واقفیت نہیں پہونچا۔ [illegible] مدد نہیں دی گئی ہے، امید کرتا ہون کہ تقویم احمدیہ کا پہلا ایڈیشن سلسلہ عالیہ کے سرگرم ممبرون مین ایک [illegible] اور توجہ پیدا کرے گا اور آئندہ خود بھی وہ اس کے مفید بنانے کے لئے مدد دینے کے لئے جوش پائین گے

ایڈیٹر الحکم ومرتب تفسیر القرآن وتقویم احمدیہ

اس سال کے باقی مضامین

دسمبر کا یہ آخری پرچہ ہونے کی وجہ سے ہمکو بعض ضروری اور اشد ضروری اطلاعون کا اسی نمبر مین شائع کردینا قرین مصلحت معلوم ہوا جو مختلف عنوانون کے نیچے درج ہو چکی ہین انمین سے ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ جلد ۶ اس نمبر کیساتھہ ختم ہوتی ہے مگر ابھی تک بہت سے مضامین ہین جو مسلسل شروع ہین اور باوجود سال ختم ہونے کے ختم نہین ہوئے شروع سال سے ہم انشاء اللہ العزیز التزام کرین گے کہ ان بقایا مضامین کو پورا کردین خصوصاً لاہور کے بشپ صاحب کے مضمون یسوع مسیح پر جو ہمارے ریویو کی نمبرون مین شائع ہو چکا ہے اسے پہلے پورا کرین گے اور ایسا ہی ندوۃ العلما کے نوین اجلاس پر جو مبارک نکلے

واقعات اور خبرین

مذہبی دنیا

بیت المقدس مین یہودی باشندون نے ایک کتب خانہ قائم کیا ہے جسمین ۲۴ ہزار کتابین ہین جو زیادہ تر عبرانی زبان مین ہین چند نادر الوجود قلمی نسخے بھی ہین ۔

جولائی مدینہ منورہ مین محل موسومہ حنفیہ کے اندر ایک مسجد خاص شاہی خرچ سے تعمیر ہوئی ہے۔ والئی فرانس کی گورنمنٹ نے بہت سے پادریون کو وظائف اس لئے بند کردئے ہین کہ انہون نے مجلس اخوان الصفا کی تائید مین درخواست روانہ کی تھی ۔

مسز اینی بسینٹ بنارس واپس آگئی ہین اور ایک بڑے تھیاسوفیکل جلسہ کی طیاریان کر رہی ہین ۔

مدراس کی مشنری کانفرنس ۔ مدراس مین ۱۱ دسمبر سے ایک عالیشان مشنری کانفرنس بیٹھی ہوئی ہے اس کانفرنس مین تقریر کرتے ہوئے لارڈ بشپ مدراس نے ظاہر کیا کہ موجودہ مردم شماری کے مطابق اس وقت ہندوستان مین دس لاکھ بارہ ہزار عیسائی ہین لارڈ بشپ نے اقرار کیا کہ زیادہ تعداد اس مین بھنگیون کی ہے جو اپنی سوشل حالت کو بڑہانے کی غرض سے عیسائی ہو رہے ہین یہ ہین پادریون کی روحانی فتوحات !!!

مولوی ہدایت رسول لکھنوی بمبئی مین ایک شوہر والی عورت کے ساتھہ نکاح کرنے کے جرم مین افسوس ہے قید کے سزایاب ہوئے ۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنہ کے تازہ نمبر مین ان ورثاء کو جنہون نے ان کی وصیت سے ناراضمندی ظاہر کی ہے بصورت اصرار محرومی کا خوف دلایا ہے ۔

عیسائی مشنریون کی کارگزاریان ایران مین

۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۲ء تک آنریبل ایس جے ڈبلیو بنجمن اضلاع متحدہ امریکا کی طرف سے ایران مین قونسل رہا ہے اس نے ۱۸۸۷ء مین ایک ضخیم کتاب ایران اور ایرانی کے نام سے شائع کی ہے [illegible] کا بیان ہے کہ مقیم ایران (۵۰) سوداگرون کی نسبت مشنریون کی اسی قدر تعداد کو ملکی امداد کی زیادہ ضرورت اخفا ہوئی غیر ملک کے سوداگرون کی طرف سے ایرانیون کے دلون مین کوئی اندیشہ نہین پیدا ہوتا لیکن کبھی کوئی یورپین یا امریکن پادری اس ملک مین قدم دہرتا ہے تو باشندگان ملک کے دلون مین آتش تعصب بہڑک اوٹھتی ہے اور منتظمان ملک بلاوجہ اور بیجا اس کے خلاف آمادہ ہو جاتے ہین یہ کہنا ٹہیک ہے کہ مشنریون کو دیکھکر لوگون کو گبہرانا ہرگز نہین چاہیے لیکن جب کہ ہم دیکھتے ہین کہ ان کو دیکھکر غیر قومین برافروختہ اور مضطرب ہو جاتی ہین تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ اگر وہ دیکھکر مفتوحین ناراض نہین تو کم سے کم ہراسان تو ضرور ہوتے ہون ۔ مشنری ۱۵ سال سے یہان موجود ہین لیکن بقول بنجمن صاحب کے اس کا نتیجہ صرف یہ ہی حاصل ہوا ہے کہ ایرانیون کے دلون کو ان اجنبی مشنریون سے کچھہ انس نہین ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمانون کے مذہب مین کچھہ دخل دین چنانچہ بالفرض اگر ذرا بھی کسی قسم کی درپردہ کوشش مسلمانون کو اپنے مذہب پر لانے کے لئے ان سے سرزد ہوئی تو یقیناً ان کو یہ ملک چھوڑ دینا پڑیگا اس لئے مجبوراً یہ بیچارے صرف نسطوری یہودی ۔ ارمنی ۔ باشندون مین ہی جو کہ آبادی کا ایک قلیل حصہ ہین وعظ کرتے رہتے ہین جولائی ۱۸۸۶ء مین تبریز کے باشندے مشنریون کے خلاف ایسے برافروختہ ہوئے کہ ولی عہد ایران نے قونصل امریکا کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ تبریز کے مشنریون کو اپنے مدارس کل کاروبار موقوف کر دینے کی ہدایت کردین تاکہ شہر کے عیسائی قتل عام کے اندیشہ سے محفوظ رہین چونکہ یہ اطلاع شہزادہ مذکور نے نیک نیتی سے دی تھی اس لئے سفیر نے اس کو بسر و چشم منظور کیا ایران مین پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دونون قسم کے مشنری باوجود حکام کی علانیہ مخالفت کے مسلمانون کو اپنے مذہب پر لانے کی فکر مین سرگردان رہے ہین بنجمن صاحب سوال کرتے ہین کہ کیا مشنریون کو ایسی کارگذاریان عمل مین لانے سے پیشتر کہ جن سے [illegible] ان کی اور نیز اور غیر ملکی باشندون کی [illegible] ضائع ہونے کا ڈر ہو علاوہ ازین اس [illegible] گورنمنٹ کی مشکلات بڑہتی ہین جس کی اجازت [illegible] درمہمان نوازی سے وہ یہان رہتے ہین پس [illegible] پیش کرنا لازم نہین ! اور پھر بنجمن صاحب مذکور یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ درحقیقت یہ اہم مسئلہ ہے کہ مشنریون کو کہان تک غیر اقوام کے امن مین خلل ڈالنا اور پھر اس خلل اندازی کے نتائج کا ان کو ذمہ وار بنانا جائز ہے

دلچسپ خبرین

کہتے ہین کہ امریکا کے ڈاکٹر لِنل فیلڈ نے ایک ایسی مرکب دوا ایجاد کی ہے جس کے استعمال سے وہ مردہ مکھیون ۔ کتون ۔ بلیون اور نیز آدمیون کو بھی زندہ کر سکتے ہین ان کی ایجاد کا تجربہ ہو چکا ہے جو صحیح اترا ہے ۔

ایڈیٹر ۔ ڈاکٹر لنل فیلڈ کی ایجاد یسوعی معجزات کی حقیقت کو بھی پہیکا کر دے گی انجیل مین تالاب کا قصہ کچھہ رونق پہلے ہی کہو چکا ہے ۔

کل دنیا مین ۳۰۶۴ زبانین اور ۱۰۰۰ ہزار مذہب جاری ہین ۔

کہتے ہین کہ شکر کا زیادہ استعمال موتیابند کی بیماری پیدا کرتا ہے ایک مینڈکون اور مچھلیون کے تالاب مین شکر گھول کر اس کا تجربہ کیا گیا ۔

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ امراض شُش کے بیمارون کو پہاڑ کی ہوا جس قدر نفع دیتی ہے اسیقدر چونہ والے پہاڑون کی ہوا بھی نفع دیتی ہے ۔

پیرس کے ڈاکٹر گاریل نے بجلی اور مقناطیس سے ایک آلہ ایجاد کیا ہے کہ اگر انسان کوئی چیز نگل جا دے تو اس کے ذریعے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ چیز کس جگہ ہے اور پھر نکال لی جاتی ہے ۔

لنڈن کا اخبار سنیٹ کہتا ہے کہ دانت کے درد سے آنکھون کو بھی نقصان پہونچتا ہے ۔

اطلاع ۔ میان غلام رسول احمدی حجام امرتسر قلعہ بہنگیان مین رہتا ہے اور قسم قسم کے بہانے کاٹنے مین خوب ہوشیار اور تجربہ کار ہے ۔ امرتسر کے مخالفون نے اس کو اذیت پہنچانے کے لئے [illegible] ون کو منع کر دیا ہے کہ اس سے کوئی کہانا نہ پکوائے پس ہماری جماعت مین جس شخص کو کسی مبارک تقریب پر کہانا پکوانے کی ضرورت ہو تو وہ ان کو بلائے ۔ کلم بھی اچھا ہوگا اور ثواب بھی ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام [illegible] محبوب علی صاحب [illegible] مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

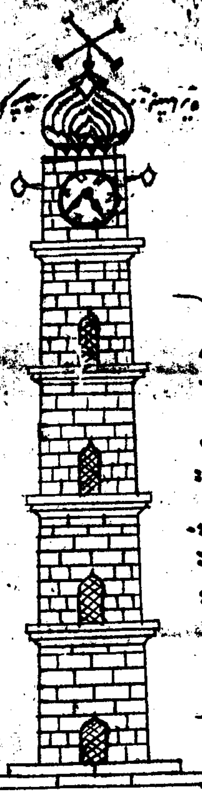

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عفی

... ۱۱ الحکم سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء روز شنبہ | جلد ہفتم

ناظرین الحکم کو نیا سال اور عید مبارک ہو

سنہ ۱۹۰۲ء اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عنوان سے ہمارا سالانہ آرٹکل الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ شائع ہوگا معمول کے موافق اُمید کیجاتی ہے کہ ناظرین الحکم کی دلچسپی اور دلیاں کا موجب ہوگا کیونکہ وہ آرٹکل گویا سلسلہ عالیہ کی سالانہ رپورٹ کا قائمقام ہوتا ہے۔

گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی ۔ صدا ہر گذرنے والی ساعت سے آتی ہے مگر اسکی مقدوری کی نفس کے لیے طفل تسلی کا کام دیجاتی ہے لیکن جب ان ساعتوں کے مجموعی دن اور دنوں کے مجموعہ ہفتہ اور مہینہ اور پھر سال کا خاتمہ ہوتا ہے تب یہ احساس ہر دل میں ضرور ہوتا ہے کہ عمر کا بہت بڑا حصہ گذر گیا اس لاتبدیل اور لاتحویل قانون قدرۃ کے موافق ایک سال ہماری عمر سے اور کم ہو گیا بلکہ آج نئے سال میں بھی دس دن گذر گئے ۔ مبارک وہ جنہوں نے سال بھر اپنے اعمال کا محاسبہ کرکے اسکو جانے نہ دیا بلکہ قدرۃ کی اس صدا کی کہ وقت کی قدر کرو پوری قدر کی ۔ اگر ہم نے گذشتہ میں ایسا نہیں کیا تو آنیوالے سال ہی میں ذرا احتیاط

فطرتاً انسان نئے سال کے آغاز میں بہت سی اُمیدیں اور ارادے دل میں پیدا کرلیتا ہے خدا کرے کہ ہمارے ارادے اور خواہشیں اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت کے اظہار اور اسلام کی نصرۃ و حمایت اور قرآن کی عظمت و شوکت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزۃ و رفعت اور آپ کے بروز مسیح موعود علیہ السلام کے پاک نام کی تبلیغ و اشاعت پر مبنی ہوں اور ان کے ساتھ ہی اپنی تبدیلی کا رنگ لیے ہوئے ہوں۔ آمین

ہدیہ عید

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عید کی مبارک صبح کو جو الہام بطور ہدیہ عید سنایا اور اسکے متعلق جو اشتہار شائع کیا گیا ہے اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وھو ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی

وحی الٰہی کی ایک پیشگوئی جو پیش از وقت شائع کی جاتی ہے

چاہیے کہ ہر ایک شخص اسکو خوب یاد رکھے

اور چہرہ چمک رہا ہے پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کیطرف منتقل ہو گئی چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الٰہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں *

یُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ شَیْئًا ۝ اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ ۝ بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ ۝

ترجمہ خدا جو رحمٰن ہے تیری سچائی ظاہر کرنیکے لیے کچھ ظہور میں لائیگا خدا کا امر آرہا ہے تم جلدی نکرو۔ یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دیجاتی ہے۔

صبح ۵ بجے کا وقت مطابق یکم جنوری ۱۹۰۳ء و یکم شوال ۱۳۲۰ھ روز عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔ اس سے پہلے ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک اور وحی ہوئی تھی جو میری طرف سے حکایت تھی اور وہ یہ ہے اِنِّیْ صَادِقٌ صَادِقٌ وَّ سَیَشْہَدُ اللّٰہُ لِیْ ترجمہ میں صادق ہوں صادق ہوں عنقریب خدا تعالیٰ میری گواہی دیگا ۔ یہ پیشگوئیاں باآواز بلند پکار رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی ایسا امر میری تائید میں ظاہر ہونیوالا ہے جس سے میری سچائی ظاہر ہوگی اھ

الرحمٰن فاضل امروہی کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے اب ۸ فی نسخہ رکھی گئی ہے اور یہ کمی قیمت تین ماہ تک یعنی ۱۵ جنوری کی یکم سے شمار ہونگے خاکسار محمد سراج الحق جمالی نعمانی از قادیان

...ر شام

...م جنوری ۱۹۰۳ء

...یح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ...ں کے موافق مغرب کی نماز ادا کرکے جب اجلاس فرما ہوئے تو سب سے پہلے چند آدمیوں نے بیعت کی + بعد بیعت جناب **ابو سعید صاحب عرب** اپنے حالات کے متعلق کچھ عرض کرتے رہے اور اپنے خواب وغیرہ سناتے رہے جسمیں انکو انکی حالت کے تغیرات بصورت ترقی دکھلائے گئے تھے - اسی سلسلہ خواب میں ایک شخص نے اللہ تعالے کا تمثل بصورت حضرة مسیح موعود دیکھنا بیان کیا - اسپر **حضرة حجۃ اللہ نے فرمایا** کہ اللہ تعالی کے تمثلات ہوتے ہیں **سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ** نے لکھا ہے کہ میں نے اللہ تعالے کو اپنی ماں کی شکل میں دیکھا اور میں نے ایک بار اپنے باپ کی شکل میں دیکھا اصل یہی ہے کہ یہ تمثلات ہوتے ہیں -

یبدی لک الرحمن شیئاً

آج صبح جو الہام ہوا تھا - اس کے متعلق فرمایا کہ شئے سے مراد کوئی عظیم الشان بات ہے اس کی عظمت کیلئے ہی اللہ تعالے نے اسکو پوشیدہ رکھا ہے کیونکہ چھپانے میں ایک عظمت ہوتی ہے جیسے جنت کے انعامات کے لیے فرمایا ہے

فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین

کھانے پر جیسے دستر خوان ہوتا ہے اسکے چھپانے میں بھی ایک عظمت ہی مقصود ہوتی ہے - غرض یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے -

اصلاح کا ذریعہ نصائح یا نشان

ہماری جماعت کی اصلاح نصائح سے نہیں بلکہ نشانوں سے ہوگی کیونکہ انسان کے اندر جو دہریت ہوتی ہے وہ دور نہیں ہوسکتی جب تک نشانات نہ دیکھے + کیونکہ نصائح کا اثر معمولی طریق پر آتی ہوتا ہے لیکن خدا کے نشانات اپنا گہرا اور دیرپا اثر کرتے ہیں اور خدا شناسی کا ذریعہ بجز اس کے نہیں اس لیے کہتے ہیں کہ خدا را بخدا باید شناخت یہ سچی بات ہے کہ خدا اپنا پتہ آپ دیتا ہے جس چیز کو انسان پہچانتا ہے اور اسکی معرفت اور علم اسے ہوتا ہے اس سے متاثر ہوجاتا ہے دیکھو انسان دریا کو جوش و خروش میں دیکھے یا آگ کو شعلہ زن دیکھے یا صاعقہ اور سانپ کو دیکھے تو کبھی بھی اپنے آپ کو ان میں نہیں ڈالے گا کیونکہ جانتا ہے کہ اسکا نتیجہ مضر ہوگا - یعنی موت ہوگی - پس ایکطرف جو **اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ** کہتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہی کرتوتیں کرتا رہتا ہے جنمیں دلیری اور بیباکی پائی جاتی ہے اس لیے میں نہیں مان سکتا کہ اللہ پر ایمان رکھکر پھر انسان گناہ کیطرف دوڑے + خدا کی معرفت اور شناخت پہلا مرحلہ ہے تھوڑے دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا **اِنِّیْ اَنَا الصَّاعِقَۃُ**

ابو سعید عرب صاحب نے عرض کیا کہ میں حیران ہوتا تھا کہ نماز کے لیے تو یہ آیا ہے کہ **اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ** + مگر نماز پڑھنے والے ان باتوں سے نہیں رکتے حضرة اقدس نے **فرمایا** نماز نماز بھی ہو - پہلے ایمان شرط ہے جس کا ایمان قوی ہو اسکو نماز کی بھی لذت آئے گی - اور پھر وہ اسمیں ایسا حظ اٹھائے گا کہ دنیا کی شان و شوکت دیکھکر بھی متاثر نہ ہوگا اور دولتمند انسان اسکے سامنے کسی حسرت کا باعث نہ ہوں گے بلکہ وہ مرے ہوئے کیڑے کے برابر انکو سمجھے گا پہلی بات خدا کی معرفت ہے جو کچھ تو خدا کے فضل سے آتی ہے اور کچھ انسان کی اپنی حرکت سے

رحمن و رحیم

اللہ تعالے کے دو نام ہیں ایک رحمن دوسرا رحیم - رحمن تو یہی ہے کہ فطرة عمدہ اللہ مناسب حال اہل اللہ کے عطا کرتا ہے اور رحیمیۃ کہ جب یہ خدا تعالی کے عطا کردہ قوٰی سے کام لے تو اسپر نیک نتائج مترتب کردیتا ہے - رحیمیت کے نیچے آکر کوشش کرنا اسکا فرض ہوجاتا ہے اس لیے فرمایا **وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا**

دعا کی حقیقت

پنجاب میں ایک مثل ہے جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا ۔ مانگنے سے مراد دعا ہے - دعا کی حقیقت یہی ہے کہ اس میں سوز و گداز و رقت پیدا ہو جب اسحالت اور نکتہ پر دعا پہنچتی ہے تو وہ قبول ہوتی ہے - ایسی حالت کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے **اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ** یونہی کہدینا کہ دعا کوئی چیز نہیں سخت نادانی اور حماقت ہے لوگوں نے دعا کا تجربہ نہیں کیا یہ سچ ہے کہ دعا سے پہلے ایک موت آتی ہے اس موت کے بعد پھر نئی زندگی دعا کے ذریعہ عطا کی جاتی ہے جس شخص کو پیاس لگی ہوئی ہو کیا وہ ایک قطرہ سے پیاس بجھا سکتا ہے اسکو تو پیالہ بھر کر پانی پینا چاہیے تب اس کی پیاس بجھے گی - اسیطرح دعا میں پوری رقت اور گدازش کی حالت پیدا ہو اور نقطہ مقررۃ تک پہونچے تو اسکو قبولیت کی عزت ملے -

دعا دراصل اسی کیفیت کا نام ہے کہ جب روح نہایت عاجزی اور تضرع کے ساتھ آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اسوقت سنۃ اللہ یہی ہے کہ ... اگر دعا کرنے والے کے مصالح کے لحاظ سے اسکا قبول کرنا مناسب ہو تو اللہ تعالے اسکا جواب دیتا ہے -

عرب - کیا براہ راست جواب دیتا ہے یا فرشتوں کے ذریعہ -

حضرة مکالمات الٰہیہ میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالے اپنے بندہ کی زبان پر ایک کلام جاری کرتا ہے اسوقت وہ بندہ کالمیت ہوتا ہے اور وہ کلام زور سے میخ فولادی کیطرح دل میں گڑ جاتا ہے اور اسکے ساتھ برکات اور انوار ہوتے ہیں جس سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ خدا کیطرف سے ہے خدا نے اسکا نام وحی رکھا اور مجازاً الہام بھی کہدیتے ہیں -

میرا مذہب تو یہ ہے کہ جبتک انسان ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی صحبت سے ... اسکا ایمان معرض ... کشمکش میں ہے کبھی مسلمان ہوتا ہے اور کبھی کافر

عرب - میں جو نماز پڑھتا ہوں تو دل میں یہی خیال رہتا ہے کہ جلد نماز سے باہر ہو جاؤں

حضرة نماز کو تدبر سے پڑھو اور خدا کے کلام اور ادعیہ ماثورہ کے سوا اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگو اور دل کی گدازش ... غنیمت سمجھو کہ یہ موقع ملا ہے -

کلماتِ طیّبات

حضرۃ امامُ الزّمان سلّمہ الرحمٰن

۳۱ اگست ۱۹۰۲ء کو جناب بابو غلام مصطفٰی صاحب میونسپل کمشنر وزیر آباد قادیان دارالامان آئے تھے اس تقریب پر حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض علیہ السلام نے بطور تبلیغ مندرجہ ذیل تقریر فرمائی جو الحکم کی اس اور اگلی اشاعتوں میں درج ہوتی ہے

وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ وَھُوَ خَیْرُ الرَّفِیقِ

ایڈیٹر

اصل بات یہ ہے کہ جبتک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہوکر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا اس وقت تک پُرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا اس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُننے تو اسکو یہ نہیں چاہیے کہ سنتے ہی اسکی مخالفت کیلیے طیار ہو جاوے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ اُسکے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے خوف کو مدنظر رکھکر تنہائی میں اسپر سوچے میں جو کچھ اسوقت کہنا چاہتا ہوں وہ کوئی معمولی اور سرسری نگاہ سے دیکھنے کے قابل بات نہیں بلکہ بہت بڑی اور عظیم الشان بات ہے میری اپنی بنائی ہوئی نہیں بلکہ **خدا تعالےٰ کی بات ہے** اس لیے جو اسکی تکذیب کے لیے جرأت اور دلیری کرتا ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتا ہے اور رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تکذیب پر دلیر ہوتا ہے۔ مجھے اس کی تکذیب سے کوئی رنج نہیں ہوسکتا البتہ اسپر رحم ضرور آتا ہے کہ نادان اپنی نادانی سے خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسیکو بھی اس سے بیخبری نہ ہوگی کہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک **مجدد** کو بھیجتا ہے جو دین کے اُس حصہ کو تازہ کرتا ہے جسپر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ مجدّدوں کے بھیجنے کا اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اُس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں فرمایا ہے۔ پس اس وعدہ کے موافق اور رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اس پیشگوئی کے موافق جو کہ آنحضرۃ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر فرمائی تھی یہ ضروری ہوا کہ اس صدی کے سر پر جس میں سے انیس برس گذر گئے کوئی مجدّد اصلاح دین اور تجدید ملت کے لیے مبعوث ہوتا۔ اس سے پہلے کہ کوئی خدا تعالیٰ کا مامور اُس کے الہام و وحی سے مطلع ہوکر اپنے آپکو ظاہر کرتا مستعد اور سعید فطرتوں کیلیے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بیقراری کے ساتھ اس **مردِ آسمانی** کی تلاش کرتے اور اس آواز کے سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انکو یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے **وعدہ کے موافق آیا ہوں**۔ یہ سچ ہے کہ چودھویں صدی پر اکابر امت کی نظریں لگی ہوئی تھیں اور تمام کشوف اور رویا اور الہامات اس امر کیطرف ایما کرتے تھے کہ اس صدی پر آنے والا موعود عظیم الشان انسان ہوگا جس کا نام احادیث میں **مسیح موعود** اور **مہدی** آیا ہے مگر میں کہوں گا کہ جب وہ وقت آگیا اور آنے والا آگیا تو بہت تھوڑے وہ لوگ نکلے جنھوں نے اسکی آواز کو سُنا غرض یہ بات کوئی نرالی اور نئی نہیں ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے پس اس وعدہ کے موافق ضروری تھا کہ اس صدی میں بھی جو انیس سال تک گذر چکی ہے مجدد آتے اب اس دوسرے پہلو کو دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کیا اسوقت **اسلام** کے لیے کوئی آفات اور مشکلات ایسی پیدا ہو گئی ہیں جو کسی مامور کے لیے **داعی** ہیں۔ جب ہم اس پہلو پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پر اسوقت دو قسم کی آفتیں آئی ہیں۔ اندرونی اور بیرونی

اندرونی طور پر یہ حالت اسلام کی ہوگئی ہے کہ بہت سی بدعتیں اور شرک بی بدعت کے بجائے پیدا ہوگئے ہیں۔ اعمالِ صالحہ کی جگہ صرف چند رسومات نے لے لی ہے۔ قبر پرستی اور پیر پرستی اس حد تک پہنچگئی ہے کہ وہ بجلئے خود ایک **مستقل شریعۃ** ہوگئی ہے۔ مجھکو ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ مجھکو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ اس امر کو انھوں نے نہیں سمجھا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ مگر اپنے گھر میں یہ لوگ ہرگز غور نہیں کرتے کہ **نبوۃ کا دعویٰ تو انھوں نے کیا ہے جنھوں نے اپنی شریعۃ بنالی ہے** کوئی بتائے کہ وہ ورد اور وظائف جو سجادہ نشین اور مختلف گدیوں والے اپنے مریدوں کو سکھاتے ہیں میں نے ایجاد کئے ہیں؟ یا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعۃ اور سنّتہ پر عمل کرتا ہوں اور اسپر ایک نقطہ یا شعشہ بڑھانا کفر سمجھتا ہوں۔ اور ہزارہا قسم کی بدعات ہر فرقہ اور گروہ میں اپنے اپنے رنگ کی پیدا ہو چکی ہیں۔ تقویٰ اور طہارۃ جو اسلام کا اصل منشا اور مقصود تھا۔ جس کے لیے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطرناک مصائب برداشت کیں جنکو بجز نبوۃ کے دل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کرسکتا وہ آج مفقود و معدوم ہوگیا ہے۔ جیل خانوں میں جاکر دیکھو کہ جرائم پیشہ لوگوں میں زیادہ تعداد کن کی ہے زنا۔ شراب اور اتلاف حقوق اور دوسرے جرائم اس کثرۃ سے ہو رہے ہیں کہ گویا یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ کوئی خدا نہیں! اگر مختلف طبقات قوم کی خرابیوں اور نقائص پر مفصل بحث کی جاوے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہو جاوے ہر دانشمند اور غور کرنیوالا انسان قوم کے مختلف افراد کیحالت پر نظر کرکے اس صحیح اور یقینی نتیجہ پر پہنچ جاویگا کہ وہ تقویٰ جو قرآن کریم کی علت غائی تھا جو اکرام کا اصل موجب اور ذریعہ شرافت

محتاج موجود نہیں + عملی حالت جسکی اشد ضرورت تھی کہ ابھی ہوتی جو غیر ملل اور مسلمانوں میں مابہ الامتیاز تھی سخت کمزور اور خراب ہوگئی ہے بیرونی حصہ میں دیکھلو کہ جسقدر مذاہب مختلفہ موجود ہیں ان میں سے ہر ایک اسے کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ عیسائی مذہب اسلام کا سخت دشمن ہے۔ عیسائی مشنریوں اور پادریوں کی ساری کوششیں اس ایک امر میں صرف ہورہی ہیں کہ جہانتک ممکن ہو جسطرح ممکن ہو اسلام کو نابود کیا جاوے۔ اور اس توحید کو جو اسلام نے قائم کی تھی جس کیلئے اسکو بہت سی جانوں کا کفارہ دینا پڑا تھا اسے ناپید کرکے یسوع کی خدائی کا دنیا کو قائل کرایا جاوے اور اس کے خون پر یقین دلایا جاوے جو بےقیدی۔ آزادی اور اباحت کی زندگی کو پیدا کرتا ہے۔ اور اسطرح پر وہ پاک غرض تقوی و طہارت اور عملی پاکیزگی کی جو اسلام کا مدعا تھا مفقود کی جاوے۔ عیسائی پادریوں نے اپنی ان اغراض میں کامیابی حاصل کرنیکے واسطے بہت سے طریقے اختیار کیے ہیں اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو مرتد کرلیا۔ اور بہت سے ہیں جنکو نیم عیسائی بنا دیا ہے اور بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو ملحدانہ طبیعت رکھتے ہیں اور اپنی طرز بود و باش اور رفتار و گفتار میں عیسائیت کے اثر سے متاثر ہیں .... + نوجوانوں کی ایک جماعت اور مخلوق ہے جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئی ہے اور کالجوں میں اسکی تربیت ہوئی وہ خدا تعالے کے کلام کے بجائے فلسفہ اور طبعیات کی قدر کرتی ہے اور اسکو مقدم اور ضروری سمجھتی ہے اسلام اس کے نزدیک عرب کے جنگلوں کے حسب حال تھا۔ ان باتوں اور حالتوں کو جب میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں ہیں دوسروں کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میرے دل پر سخت صدمہ ہوتا ہے۔ کہ آج اسلام ان مشکلات اور آفتوں میں پھنسا ہوا ہے اور مسلمانوں کی اولاد کی یہ حالت ہو رہی ہے وہ وہ اسلام کو اپنے مذاق ہی کے خلاف سمجھتے ہیں۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو الہی حدود سے باہر تو نہیں ہوے۔ حلال کو حرام نہیں کرتے مگر وضع قطع لباس پسند کرتے ہیں انھوں نے ایک قدم نصرانیت میں رکھا ہوا ہے۔ اب صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اندرونی طور پر وہ بدعات اور شرک کا رسوم ہیں اور بیرونی طور پر یہ آفتیں خصوصاً صلیبی مذہب نے جو نقصان پہونچایا ہے۔ اسلام وہ مذہب تھا کہ اگر ایک آدمی بھی اس سے نکلتا اور مرتد ہو جاتا تو قیامت برپا ہوجاتی اور یا اب یہ حالت ہے کہ مرتدوں کی انتہا ہی نہیں رہی۔ اب ان تمام امور کو یکجائی طور پر کوئی عقلمند سوچے اور خدا کے لیے غور کرے کہ

کیا خدا کی خاص تجلی کی ضرورت نہیں؟

کیا ابھی تک اللہ تعالے کے اس وعدہ حفاظت کے پورا ہونے کا وقت نہیں کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ؟ اگر اسوقت کسی مدد اور تجلی کی ضرورت نہیں تو کوئی ہمیں بتائے کہ وہ وقت کب آئیگا۔

غور کرو اور سوچو! کہ ایک طرف تو حالات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس قسم کی ضرورتیں پیدا ہوگئی ہیں کہ اللہ تعالی اپنی خاص تجلی فرمائے۔ اور اپنے دین کی نصرت عملی سچائیوں اور آسمانی تائیدات سے کرکے دکھاوے۔ دوسری طرف صدی نے مہر لگا دی ہے کہ اللہ تعالے کے اس وعدہ کے موافق (جو اسکے برگزیدہ افضل الرسل رسول خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوا کہ ہر صدی کے سر پر تجدید دین کے لیے مجدد بھیجا جاوے گا) کوئی مجدد آنا چاہئیے صدی میں سے انیس برس گذر گئے اگر ابتک باوجود ان ضرورتوں کے پیدا ہوجانے کے بھی کوئی مامور مبعوث نہیں ہوا تو پھر خدا کے لیے غور کرو کہ اس میں اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ کیا اس سے اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ کے وعدہ کا خلاف ثابت نہ ہوگا؟ کیا اس سے ارسال مجدد کی پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی باطل نہ ہوگی؟ کیا یہ نہ پایا جاوے گا کہ اسلام ایسا مذہب ہے کہ اس پر ابھی آفتیں آئیں اور خدا تعالی کو اس کے لئے غیرت نہ آئی؟ اب کوئی ہمارے دعوی کو چھوڑ اور الگ رہنے دے مگر ان باتوں کا سوچ کر جواب دے۔ میری تکذیب کر دیگے تو اسلام کو ہاتھ سے تمہیں دینا پڑے گا۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے وعدے کے موافق اللہ تعالے نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ کیونکہ عین ضرورت کے وقت خدا کے وعدہ کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق خدا تعالی نے

یہ سلسلہ قائم کیا

اور یہ ثابت ہوگیا کہ صدق اللہ و رسولہ اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سچی ہیں۔ ظالم طبع ہے وہ انسان جو انکی تکذیب کرتا ہے۔ (باقی وارد)

ای سبکر آنٹر رفتہ

یعنے

ایک حق جو

دو تین روز سے لاہور کے ایک معزز اور قدیمی رئیس خاندان کے ایک پنڈت صاحب دار الامان میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت اقدس کی زیارت اور آپ سے استفادہ انکا منشار تھا ۲۶ دسمبر کی شام کو حضرت مسیح موعود سے انکا جو مکالمہ ہوا اُسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں (ایڈیٹر)

گناہ سوز فطرت کیونکر پیدا ہو؟

حضرت اقدس۔ آپنے کون کونسی کتاب دیکھی ہے؟

پنڈت صاحب۔ مثنوی مولانا روم صاحب اپنشد اور کئی مذہبی فقرا کی کتابیں۔ مگر انسان کا اپنے نفس پر قابو پانا مشکل ہے یہ بالضرور انسان کو گناہ کی طرف لیجاتا ہے

حضرت اقدس۔ اصل بات یہ ہے کہ جسطرح طبیب کے پاس کوئی بیمار جاتا ہے تو اسوقت تک وہ اسکا علاج نہیں کرسکتا جب تک وہ تشخیص نکرلے کہ مرض کا اصلی سبب کیا ہے؟ اور جب وہ مرض کا سبب اصلی معلوم کرلیتا ہے تو پھر وہ اسکا علاج تجویز کرتا ہے لیکن جب تک

پورے طور پر مرض کی تشخیص نہیں ہو لیتی تو وہ عمدہ طور پر اسکا علاج نہیں سوچ سکتا ٹھیک یہی حال گناہ کا ہے کیونکہ گناہ ایک روحانی **بیماری** ہے جب تک اسکی ماہیت معلوم نہیں ہوتی اسوقت تک انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ اسپر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ انسان گناہ کی طرف کیوں جھکتا ہے؟ اور یہ گناہ کا خیال پیدا ہی کیوں ہوتا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اسوقت تک انسان گناہ کرتا ہے جبتک کہ وہ خدا سے بیخبر رہتا ہے بھلا کبھی کوئی شخص جو چوری کرتا ہے وہ اسوقت کرتا ہے جبکہ گھر کا مالک جاگتا ہو اور روشنی بھی ہو؟ یا اسوقت کرتا ہے جبکہ مالک سویا ہوا ہو۔ اور ایسا اندھیرا ہو کہ کچھ دکھائی نہ دیتا ہو؟ صاف ظاہر ہے کہ وہ اسی وقت چوری کرتا ہے جب وہ یقین کرتا ہے کہ مالک بے خبر ہے اور روشنی نہیں ہے اسی طرح پر ایک شخص جو گناہ کرتا ہے وہ اسوقت کرتا ہے جبکہ خدا سے **بے خبر** ہو جاتا ہے اور اس کو اسپر کچھ یقین نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ جبکہ اسے یقین ہو کہ **خدا** ہے اور وہ اس کے اعمال کو دیکھتا ہے اور اسکو سزا دے سکتا ہے اور یہ علم ہو کہ اگر میں کوئی کام اسکی خلاف مرضی کرونگا تو وہ اسکی سزا دیگا جب یہ علم اور یقین خدا کی نسبت ہو تو پھر گناہ کی طرف میل اور توجہ نہیں ہو سکتی۔ جب انسان پھر یقین رکھتا ہے کہ میں ہمیشہ اس کے سامنے ہوں اور وہ میری بد اعمالیوں کی سزا دیسکتا ہے اور میرے اعمال کو دیکھتا ہے پھر جرأت نہیں کر سکتا جیسے ایک بھیڑ کو بھیڑئیے کے سامنے باندھ دیا جاوے تو کسی دوسرے کے کھیت کی طرف جانا درکنار اس کے سامنے کتنا ہی گھاس کھانے کے لئے ڈالا جاوے تو وہ اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیگی کیونکہ ایک خوف جان اسپر غلبہ کئے ہوئے ہے پس جبکہ **خوف** ایک وحشی جانور تک اتنا اثر کر سکتا ہے کہ وہ کھانا تک چھوڑ دیتا ہے تو پھر انسان جب اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے اسی طرح سمجھے اور یقین کرے کہ وہ دیکھتا ہے اور گناہ پر سزا دیتا ہے تو اس یقین کے بعد گناہ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا بلکہ وہ یقین رکھتا ہے کہ وہ صاعقہ کی طرح اسپر گرے گا اور تباہ کر دیگا۔ پس یہ خوف جو خدا تعالیٰ کو بزرگ و برتر اور قدرت والا ماننے سے پیدا ہوتا ہے اسکو گناہ سے بچائیگا اور یہ سچا ایمان پیدا کرے گا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک گناہ کبیرہ کہلاتے ہیں جیسے چوری زنا۔ ڈاکہ وغیرہ جو موٹے موٹے گناہ کہلاتے ہیں۔ دوسرے صغیرہ جو بلحاظ بشریت کے انسان سے سرزد ہو جاتے ہیں باوجودیکہ انسان اپنے آپ میں بڑا ہی بچتا اور محتاط رہتا ہے مگر بشریت کے تقاضے سے بعض بار ایسے امور اس سے سرزد ہو جاتے ہیں جو دوسری قسم کے گناہ ہیں۔ اسیطرح پر گناہ کے دور ہونے کے بھی دو ذریعے ہیں۔ اول وہ ذریعہ ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غلبہ خوف کے سبب سے دور ہو جاتے ہیں یعنی استیلاء خوف الٰہی ہی ایک ایسی شے ہے جو گناہوں کو دور کرتی ہے اور اسنے بچاتی ہے یہ ذریعہ ایسا ہے جیسے پولیس کے خوف سے انسان قانون کی خلاف ورزی سے بچتا ہے پھر دوسرا ذریعہ گناہوں سے بچنے کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اطلاع پانے کے بعد اسکی محبت بڑھتی ہے اور پھر اس محبت سے گناہ دور ہوتے ہیں۔ ان دو ذریعوں سے ہی گناہ دور ہوتے ہیں۔

ایک اور قسم کے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں گناہ انسے سرزد نہ ہو مگر وہ کچھ ایسے غفلت میں پڑ جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ گناہ ہو ہی جاتے ہیں لیکن یہ امر انسان کی فطرت اور رگ و ریشہ میں رچا ہوا ہے کہ وہ شدت خوف سے بچتا ہے جیسے مینے کہا کہ شیر کے سامنے اگر بکری کو باندھ دیا تو وہ گھاس نہیں کھا سکتی یا حاکم کے سامنے کوئی انسان اکڑ کر کھڑا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اس کے سامنے نہایت عاجزی اور احتیاط سے خاموش کھڑا ہوگا۔ یہ احتیاط اور عجز خوف اور حاکم کی رعب اور حکومت کا نتیجہ ہے لیکن یہی نتیجہ محبت سے بھی پیدا ہوتا ہے جب ایک شخص اپنے محسن کے سامنے جاتا ہے تو وہ اس کے احسان کو یاد کر کے خود بخود نرم اور محتاط ہو جاتا ہے اور ایک حیا اسکی آنکھوں میں پیدا ہوتا ہے محسن کے ساتھ محبت بڑھتی ہے جیسے کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کر دے تو وہ اس سے کس قدر محبت کرتا ہے پھر اس محبت کے تقاضے سے وہ اسکی خلاف ورزی اور خلاف مرضی کرنا نہیں چاہتا۔ یہ فرمانبرداری اور اطاعت محبت ذاتی سے پیدا ہوتی ہے اسیطرح پر انسان اگر خدا تعالیٰ کے ان احسانات کا علم ہو جاوے جو اسپر اسنے کئے ہیں تو وہ اسکی محبت ذاتی کی وجہ سے گناہوں سے بچے گا۔ اور پھر کوئی تحریک اسوقت نہیں لے جا سکتی۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دیوے کہ اگر تم ممنے بچہ کو دکھ دو گی یا دودھ نہ دو گی یہانتک کہ اگر وہ بچہ مر بھی جاوے تو تم کو کوئی سزا نہ ملیگی بلکہ ہم انعام دیں گے تو وہ ہرگز ہرگز اس حکم کی تعمیل نہ کرے گی اور ایسا کرنا پسند نہیں کریگی۔ اس لئے کہ اسکی فطرت میں بچہ کے ساتھ محبت کا ایک جوش ہے اور یہ جوش محبت ذاتی کا جوش ہے۔

پس انسان جب خدا تعالیٰ کے ساتھ اس قسم کی محبت کرنے لگتا ہے تو پھر اس سے جو نیکیاں صادر ہوتی ہیں اور وہ گناہوں سے بچتا ہے تو وہ کسی طمع یا خوف سے نہیں بلکہ اسی محبت ذاتی کے تقاضے سے۔

محبت ذاتی کا یہ نشان ہے کہ اگر محبت ذاتی والے کو یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اس کے اعمال کی پاداش میں اسکو بجائے بہشت کے دوزخ ملے گا یا اُسے معلوم ہو کہ اسپر کوئی نتیجہ مرتب نہوگا اور بہشت دوزخ کوئی چیز ہی نہیں جسکے خوف یا جسکی طمع کے لئے وہ حکم کی بجا آوری کرے تب بھی اسکی محبت میں کوئی فرق نہ آئیگا۔ کیونکہ یہ خوف اور رجا کے پہلوؤں کو دور کر کے فطرت کا رنگ پیدا کرتی ہے۔ محبت ذاتی کا یہ **خاصہ** ہے کہ جب انسان کے اندر نشو و نما پاتی ہے تو ایک آگ پیدا کر دیتی ہے جو اندر کی نجاستوں کو جلا کر صاف کرتی ہے یہ آگ ان نجاستوں کو جلاتی ہے جنہیں ہم خود جلا نہ سکتے تھے۔ پس یہ مقام انسان کے لئے تکمیل کا مقام ہے اور اس جگہ تک اسے پہونچنا ضروری ہے۔

پنڈت صاحب: ۔ میں خدا کا منکر نہیں ہوں اور نہ اسکے بندہ ہونیکا منکر۔

حضرت اقدس: ۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان دو قسم کا ہے ایک وہ ایمان ہے جو صرف زبان تک محدود ہے اور اسکا

اثر افعال اور اعمال پر کچھ نہیں۔ دوسری قسم ایمان باللہ کی یہ ہے کہ عملی شہادتیں اسکی ساتھ ہوں۔ پس جب تک یہ دوسری قسم کا ایمان پیدا نہو میں نہیں کہہ سکتا کہ ایک آدمی خدا کو مانتا ہے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کو مانتا بھی ہو اور پھر **گناہ** بھی کرتا ہو۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ پہلی قسم کے ماننے والوں کا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس اقرار کے ساتھ ہی وہ دنیا کی نجاستوں میں مبتلا اور گناہ کی کدورتوں سے آلودہ ہیں پھر وہ کیا بات ہے کہ وہ **خاصہ** جو ایمان باللہ کا ہے اسکو حاضر ناظر مان کر پیدا نہیں ہوتا؟ دیکھو انسان ایک ادنے درجہ کے چوہڑے چمار کو حاضر ناظر دیکھکر اسکی چیز نہیں اُٹھاتا پھر اس خدا کی مخالفت اور اس کے احکام کی خلاف ورزی میں دلیری اور جرأت کیوں کرتا ہے جسکی بابت کہتا ہے کہ مجھے اس کا اقرار ہے؟ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ دنیا کے اکثر لوگ ہیں جو اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں کوئی پرمیشر کہتا ہے کوئی گاڈ کہتا ہے کوئی اور نام رکھتا ہے۔ مگر جب عملی پہلو سے انکے اس ایمان اور اقرار کا امتحان لیا جاوے اور دیکھا جاوے تو کہنا پڑے گا کہ وہ نرا دعویٰ ہے جسکے ساتھ عملی شہادت کوئی نہیں۔

انسان کی فطرت میں یہ امر واقع ہے کہ وہ جس چیز پر یقین لاتا ہے اسکی نقصان سے بچتے اور اس کے منافع کو لینا چاہتا ہے۔ دیکھو! سنکھیا ایک زہر ہے اور انسان جب کہ اس بات کا علم رکھتا ہے کہ اس کی ایک رتی بھی ہلاک کرنے کو کافی ہے تو کبھی وہ اسکو کھانے کے لئے دلیری نہیں کرتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا کھانا ہلاک ہونا ہے۔ پھر کیوں وہ خدا تعالیٰ کو مان کر ان نتائج کو پیدا نہیں کرتا جو **ایمان باللہ** کے ہیں اگر سنکھیا کے برابر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو تو اس کے جذبات اور جوشوں پر موت وارد ہو جاوے مگر نہیں یہ کہنا پڑے گا کہ نرا قول ہی قول ہے **ایمان** کو یقین کا رنگ نہیں دیا گیا ہے۔ یہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے اور دھوکا کھاتا ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں۔

پس پہلا فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ اپنے اس **ایمان** کو درست کرے جو وہ اللہ پر رکھتا ہے۔ یعنی اسکو اپنے اعمال سے ثابت کر دکھائے کہ کوئی فعل ایسا اس سے سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی شان اور اسکے احکام کے خلاف ہو۔

یہ دھوکا جو انسان کو لگتا ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے باوجودیکہ عملی شہادت اس ایمان کے ساتھ نہیں ہوتی درحقیقت یہ بھی ایک قسم کی **مرض** ہے جو خطرناک ہے مرض دو قسم کی ہوتی ہے ایک مرض **مختلف** ہوتی ہے یہ وہ ہوتی ہے جسکا درد محسوس ہوتا ہی جیسے درد سر یا درد گردہ وغیرہ دوسری قسم کی مرض کو مرض **مستوی** کہلاتی ہے اس مرض کا درد محسوس نہیں ہوتا اور اس لئے مریض ایکطرح اس کے علاج سے تساہل اور غفلت کرتا ہے۔ جیسے برص کا داغ ہوتا ہے بظاہر اسکا کوئی درد یا دُکھ محسوس نہیں ہوتا لیکن آخر کو یہ خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے پس خدا پر ایسا ایمان جو عملی شہادتیں ساتھ نہیں رکھتا ہے ایک قسم کی مرض مستوی ہے۔ صرف رسم و عادت کے طور پر مانتا ہے یا یہ کہ باپ دادا سے سنا تھا کہ کوئی خدا ہے اسلئے مانتا ہے اپنی ذات پر محسوس کر کے کب اس نے اسکا اقرار کیا۔ یہ اقرار جس دن اس رنگ میں پیدا ہوتا ہے ساتھ ہی گناہوں کی میل کچیل کو جلا کر صاف کر دیتا ہے۔ اور اس کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں جبتک آثار ظاہر نہوں وہ ماننا نہ ماننا برابر ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ یقین نہیں ہوتا اور یقین کے بغیر ثمرات ظاہر نہیں ہو سکتے۔ دیکھو جن خطرات کا انسان کو یقین ہوتا ہے انکے نزدیک ہرگز نہیں جاتا مثلاً یہ خطرہ ہو کہ گھر کا شہتیر ٹوٹا ہوا ہے تو وہ کبھی اس کے نیچے جانے اور رہنے کی دلیری نہ کریگا یا یہ معلوم ہو کہ فلاں مقام پر سانپ رہتا ہے اور وہ رات کو پھرا بھی کرتا ہے تو کبھی رات کو اُٹھ کر وہاں نہ جاوے گا۔ کیونکہ اسکے نتائج کا قطعی اور یقینی علم رکھتا ہے۔ پس اگر خدا کو مان کر ایک رتی کی سنکھیا جتنا بھی اثر اور یقین نہیں ہوتا تو سمجھ لو کہ کچھ بھی نہیں مانتا اور اصل یہی ہے کہ ساری خرابی کی جڑ ایمان کی کوتاہی ہے۔

پنڈت صاحب:۔ یہ بڑا اصل منشا تو یہ ہے کہ خدا کی ہستی پر تو ایمان ہے مگر پھر بھی گناہ ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس:۔ آپ کیوں کہتے ہیں؟ کہ ایمان ہے ایمان تو انسان کے نفسانی جذبات کو مردہ کر دیتا ہے اور گناہ کی قوتوں کو سلب کر دیتا ہے آپ کو یہ سوال کرنا چاہیے کہ گناہ سے بچنے کا علاج کیا ہے؟ میں یہ کبھی نہیں مان سکتا کہ ایمان بھی ہو اور گناہ بھی ہو ایمان **روشنی** ہے اس کے سامنے گناہ کی ظلمت رہ نہیں سکتی بھلا یہ کبھی ہو سکتا ہے؟ کہ دن بھی چڑھا ہوا ہو۔ اور رات کی تاریکی بھی بدستور موجود ہو؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ پس اصل سوال یہ رہ جاتا ہے کہ **گناہ سے کیونکر بچیں**؟ اس کا علاج وہی ہے جو پہلے بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر سچا **ایمان** پیدا ہو۔

پنڈت صاحب:۔ بے شک میرا یہ کہنا کہ خدا کو مانتا ہوں اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔

حضرت اقدس:۔ بس یہی اصل بات ہے جبتک عملی شہادتیں ساتھ نہوں یہ نفس کا دھوکا ہے جو کہتا ہے کہ مانتا ہوں۔ **سچا ایمان** گناہ کو باقی نہیں رہنے دیتا۔ اور سچا ایمان پیدا کیونکر ہوتا ہے؟ آپ یاد رکھیں جو مریض طبیب کے پاس جاتا ہے تو طبیب اسکی مرض کو تشخیص کر کے ایک علاج اسکا بتا دیتا ہے اسکا فرض ہے کہ وہ بیمار کو متنبہ کر دے علاج کرنا نہ کرنا یہ مریض کا اپنا اختیار ہے۔ وہ یہ بتا دیگا کہ داغ لگانے کی جگہ ہے تو داغ دو۔ یا جونک لگاؤ وغیرہ یعنی جو علاج ہو وہ بتا دیگا اسیطرح پر ہم اصل علاج بتا دیتے ہیں کرنا نہ کرنا ہر شخص کے اپنے اختیار میں ہے۔

پس اصل بات یہی ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ ان آنکھوں سے نظر نہیں آتا ہے اور نہ ان حواس سے ہم اسکو محسوس کر سکتے ہیں کیونکہ اگر وہ ان محسوسات میں سے ہوتا جنکو یہ حواس ہیں تو بے شک وہ نظر آجاتا یا محسوس ہو سکتا مگر ان حواس میں کوئی حس اسکے لئے بکار نہیں۔ اسکی شناخت کے خاص وسائل ہیں اور اور حواس ہیں۔ گو حکیموں برہموؤں اور فلاسفروں نے بجائے خود ٹکریں ماری ہیں لیکن وہ سب غلطیوں میں مبتلا ہیں اور وہ ایمان جو انسان کی زندگی میں ایک حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دیتا ہے انکو نصیب نہیں ہوا جب خود انکی یہ حالت ہے تو وہ…

سورۃ جمعہ پر حضرت حکیم الامت کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یّشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم

اللہ تعالےٰ بڑے ہی فضلوں کا مالک ہے یہ اسی کا فضل ہے کہ وہ کس کے زمانہ میں امام۔ معلّم۔ مزکّی۔ تالی بھیجدیتا ہے اور کوئی توکم درد مند انسان مبعوث فرمادیتا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے فضل اور رحم کا ایک عظیم الشان نمونہ تھا آپکی بعثت اللہ تعالےٰ کی رحمانی صفت کے انتہائی تقاضے کا نتیجہ تھی۔ اسی لئے فرمایا ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین محمّد وہی ہوتا ہے جسکی تعریف کی جاتی ہے آپکے نام ہی میں رحمانیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ تعریف اسی کی کی جاتی ہے جو بلا مزدوری کام آئے اور شفقت فرمائے۔ اگر مزدوری بھی لے تو پھر تعریف کیسی! بے وجہ عنایت فرمائی ہی تعریف ہوتی ہے اور بے مانگے دینے والا رحمٰن ہوتا ہے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمٰن کا مظہر ہوئے۔ اس قسم کے رحیم و کریم عنایت فرما کے احکام کی خلاف ورزی ایک شریر النفس اور ناپاک فطرت کا کام ہے کیونکہ فطرتی طور پر بمصداق جبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیہا محسن کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے اور محبت کا شدید تقاضا اس کی اتباع ہے اس لئے فرمایا گیا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ جو چاہتا ہے کہ وہ مولا کریم کا محبوب ہو اسکو لازم ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے اور سچی اتباع کامل محبت سے پیدا ہوتی ہے اور محبت محسن کے احسانوں کی یاد سے بڑھتی ہے جو شخص اس محسن اور عنایت فرما کی خلاف ورزی کرتا ہے جو بلا وجہ اور بلا مزدمروت و احسان کرتا ہے وہ سب سے زیادہ سزا کا مستحق ہوتا اسی لئے ابوالخنفار کے منہ سے قرآن شریف میں اب اذر کو یہ کہلوا دیا انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمٰن یعنی جسنے بلا وجہ تم پر احسان کیا تیرا قلب اچھا ہوتا تو اسکی محبت میں تو ترقی کرتا برخلاف اس کے تونے بتوں کی پرستش کی پس اس رحمانی صفت کے انکار کیوجہ سے عذاب بھی شدید آئیگا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پہلو سے بھی رحمانیت کے مظہر تھے کہ آپ قرآن جیسی رحمت شفا۔ نور۔ امام کتاب لیکر آئے اور قرآن کا نزول رحمانی صفت ہی کا اقتضا تھا جیسے فرمایا الرحمٰن علم القرآن قرآن کا نزول چونکہ اس صفت کے نیچے تھا آپ جب معلّم القرآن ہوئے تو اسی صفت کے مظہر بنکر باوجود اسکے کہ اسنے دکھ اٹھائے مگر دعا۔ توجہ عقد ہمت اور تدبیر کو نہ چھوڑا۔ یہانتک کہ آخر آپ کامیاب ہوگئے۔ پھر جن لوگوں نے آپکی سچی اور کامل اتباع کی انکو اعلیٰ درجہ کی جزا ملی۔ اور انکی تعریف ہوئی۔ اس پہلو سے آپکا نام احمدؐ ٹھیرا۔ کیونکہ دوسرے کی تعریف جب کرتا ہے جب فایدہ دیتا ہے چونکہ آپنے عظیم الشان فایدہ دنیا کو پہونچایا اس لئے آپکی تعریف بھی اسی قدر ہوئی۔ اس سے بڑھ کر کیا فائدہ ہوگا کہ ابدالآباد کے لئے خلافت کا سلسلہ آپکے کامل متبعین میں رکھدیا۔ وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الایۃ اسی وعدہ حقہ اور صادقہ کے موافق آج ہی خدا تعالےٰ خاتم الخلفار کو بھیجا ہے۔

غرض! خدا میں جو رحمٰن و رحیم کی صفت تھی محمّدؐ و احمدؐ میں وہ جلوہ گر ہوئیں اس لئے وہ اپنے سچے غلاموں میں دونوں باتیں پیدا کردیتا ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ جسقدر مصلحان اسلام میں ہوئے ہیں وہ یا اسم محمدؐ کے نیچے تھے یا اسم احمدؐ کے۔

میں نے دیکھا ہے کہ علمار ایک بڑی بھاری غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں جب کہ وہ تمام مختلف پیشگوئیاں جو مختلف اشخاص کے حق میں ہوئی ہیں ایک ہی آدمی میں جمع کرنا چاہتے ہیں۔ وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم کی آیت ہی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ موعود خلیفے ایک سے زیادہ ہونگے۔ پھر کیوں سعی کی جاتی ہے کہ سب کا مصداق ایک ہی ہو۔ مختلف مہدی ہوئے اور اپنے اپنے وقت پر ہوگذرے مسیح ہی ایک مہدی ہے اور وہ اب موجود ہے مگر ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء جسکو چاہتا ہے فضل دیتا ہے

اگر کہو کہ اسوقت بہت سے سلسلے گدی نشین اور سجادہ نشین اور کیا کیا ہیں تو سنو مثل الذین الایۃ اسفار ان بڑی کتابوں کو کہتے ہیں جن سے کشف حقایق ہوجاتا ہے مگر کوئی بتائے کہ ان انکشافات کے اسباب سے گدھا کیا نفع اٹھا سکتا ہے گدھا جسکی عقد ہمت اور توجہ اس سے پرے نہیں کہ دانہ اور گھاس ملجاوے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ اچھی اروڑی مل جاوے اور طویلہ کا آخری حصہ ہو جو خاکروب نے اچھی طرح صاف نکیا ہو۔ رات کو جھول اور پالان مل جاوے۔ مقدرت سے زیادہ بوجھ نہ ہو اصل غرض اسکی تھوڑی سی نفس پرستی ہے اسی مثال کو تعالیٰ یہاں بیان کرتا ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انکے پاس انکشاف حقایق کے اسباب ہوتے ہیں مگر وہ ان سے اسقدر فائدہ صرف اٹھاتے ہیں جسقدر گدھا دانے۔ گھاس۔ جل۔ پالان اور تھوڑی سی رستی یا اروڑی سے پس جنکی اصل غرض دنیا ہوتی ہے۔ وہ ان اسباب انکشاف حقایق سے اسی مقدار دنیا طلبی کے فائدہ اٹھاتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

اسوقت ایک قوم دنیا میں موجود ہے۔ جسنے ۲ سو زبان میں ایک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور پھر ترجمہ در ترجمہ کرکے بھی کہتے ہیں کہ وہ کلام اللہ ہے۔ اگر پوچھو کہ اسپر عمل کرنا شرط ہے یا نہیں تو کہدیتے ہیں کہ شرط نہیں کیونکہ شریعت لعنت ہے پر سمجھ میں نہیں آتا کہ اسقدر بوجھ کیونکہ اٹھایا ہے اسکی غرض ترجمہ کنندہ کی غرض روپیہ ہے پریچر کی غرض اتنی ہی ہے کہ تنخواہ مل جاوے یہ قوم اسکی مصداق ہے یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھٰذا من عند اللّٰہ لیشتروا بہٖ ثمنًا قلیلًا۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ اسقدر زبانوں میں مسیح نے کلام نہیں کیا مگر پھر بھی وہ اس کا نام کلام اللّٰہ۔ کتاب مقدس رکھا جاتا ہے پریچروں کو کلام الٰہی کے خادم کہا جاتا ہے اس سے کس صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ تیلوا کی صفت نہیں رہی یہ تو ہے غیر مذہب کے لوگوں کا حال اپنے گھر میں غور کرو بڑی کثرت کے ساتھ وہ لوگ جو علمار کہلاتے ہیں ...

(باقی آئندہ)

پاک شاعری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پرچہ مخزن نمبر ۲ جلد ۳ ماہ مئی ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۸۴ پر ایک خط منظم پیغام بیعت کے جواب میں طبع ہوا ہے جو شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے کی فکر کا نتیجہ ہے۔ کسی دردخواہ نے بہ نیت خیر نصیحت کی ہے۔ بیعت کا لفظ حضرت امام الوقت مسیح موعود مہدی مسعود مجدد دوران حضرت **میرزا غلام احمدؐ صاحب** سلمہ الرحمان رئیس قادیاں کی ذات بابرکات کو درمیان لاتا ہے۔ شیخ صاحب نے شاعرانہ تلازم جو اپنے خیال کی رَو میں باندھے ہیں وہ شاعرانہ مذاق پر انکو پسند ہوں گے مگر جس کوچہ میں اُنہوں نے پاؤں رکھا ہے اور جس میدان کا مرد وہ اپنے آپکو ظاہر کرتے ہیں یہ واقعی بے حقیقت اور بے اصل خیال ہے اُنہوں نے اپنے خیرخواہ اور ہمدرد ناصح کے قابل قدر پیغام کو اپنی شاعرانہ نازک خیالیوں یا تک بندیوں سے ٹالدیا ہے۔ اور صداقت کا خون کیا ہے۔ مجھے توفیق بخشی گئی ہے کہ حضور امام پاک کی زبان حق ترجمان سے اس پیغام بیعت کی جو کسی نہایت ہی محبت بھرے دل سے پہونچایا گیا ہے تائید کی ہے۔ مجھے بیہودہ شاعرانہ نازک خیالیوں سے جنکی زینت نرا جھوٹ ہو کچھ سروکار نہیں نہ میں اس مذاق کا شاعر ہوں ہاں میں نے اصول اسلام کو مدنظر رکھ کر کچھ اشعار لکھے ہیں اور اپنے اس تعلق خاطر سے جو شیخ صاحب سے مجھکو ہے محض نیک نیتی کی بنا پر سچی نیکی اور اصلی خوشی اور حقیقی تسلی کی راہ پر انہیں لانا چاہا ہے یہ میرے آئینہ دل کا عکس ہے جو میں شیخ صاحب پر ڈالنا چاہتا ہوں۔ میں انکو جانتا ہوں وہ مجھے جانتے ہیں دل ہی دل کا معاملہ ہے کیا اسوقت وہ اپنے اس رویا کو یاد نہ کریں گے جو اُنہوں نے خود مجھے سنائی تھی اور ایک بڑی شاندار داڑھی والا شخص انکو دکھلایا گیا تھا۔ خدا جانے رویا میں اُنہوں نے وہ صورت کیسی حیرت انگیز عزت سے دیکھی ہوگی مگر اسوقت معلوم نہیں سکو ظاہر میں بہی ویسا ہی قابل قدر تصور فرماتے ہیں یا نہیں یہ وہ جانیں مگر اس رویا کے اندر ایک راز ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے کہولے گا بہرحال مجھے امید ہے کہ شیخ صاحب میرے اس جواب کو اس کے سچے محل پر رکھ کر حق سے توفیق مانگیں جسکی میں انکے لئے دُعا مانگتا ہوں بہتر ہوتا کہ وہ اس راہ میں اس انداز سے قدم رکھتے ہوئے خدا کا خوف کرتے طبع آزمائی کے لئے جہان میں اور میدان تہوڑے ہیں اپنی مشغلہ پسند طبیعت کو اسی طرف مصروف رکھتے آگے کی خدا جانے مگر اب تک جو اس آسمانی مرد کے مقابل میں آیا ہے اسکا نتیجہ آخرکار ایک افسوسناک حالت پر مبنی ہوا ہے ہر رنگ میں خدا نے غلبہ اپنے بندے کو بخشا ہے۔ بہتر ہے کہ شیخ صاحب اپنے قلم کو روک لیں اور اپنے زور طبیعت کے لئے اور میدان پسند کریں۔ اور وہ اپنے فعل کو بجائے متعدی کے لازمی ہی رہنے دیں۔ آخر میں یہ کہہ کر جواب لکھتا ہوں

نصیحت گوش کن جاناکہ از جان دوست تر دارند
جواناں سعادت مند پند پیر دانا را۔

جواب خط منظوم بہ تائید پیغام بیعت

اقبال
خضر سے چھپ کے مر رہا ہوں میں ؎ تشنہ کامی فنا ہوں میں

حامد
جانب حق سے حق نما ہوں میں ؎ آمیرے پاس باخدا ہوں میں
خضر کی اب تلاش ہے بے سود ؎ تشنہ کاموں کی لب پنا ہوں میں
زندگی بخش جام ہے میرا ؎ ہوں بقا جسمیں وہ فنا ہوں میں
اے مقام فنا کے دلدادہ ؎ مجھ میں آ منزل بقا ہوں میں

اقبال
ہمکلامی ہے غیریت کی دلیل ؎ خامشی پر مٹا ہوا ہوں میں

حامد
ہمکلامی میں لطف صحبت ہے ؎ پیار کی باتیں کر رہا ہوں میں
عاشق زار کیلئے سُن لو ؎ خامشی کہتی ہے بلا ہوں میں

اقبال
کانپ اُٹھتا ہوں فکر مرہم پر ؎ وہ دل درد آشنا ہوں میں

حامد
جس سے بڑھ جائے اور لذت درد ؎ زخم خوردہ وہی دوا ہوں میں

اقبال
تنکے چُن چُن کی باغ اُلفت کو ؎ آشیانہ بنا رہا ہوں میں

حامد
باغ الفت کا وہ شجر میں ہوں
آشیانہ بنا کھڑا ہوں میں

اقبال
گُل پژمردہ چمن ہوں مگر ؎ رونق خانہ صبا ہوں میں

حامد
مجھ سے رونق ہے باغ احمدؐ کی ؎ گُل کھلے جس سے وہ صبا ہوں میں

اقبال
کارواں سے نکل گیا آگے ؎ مثل آوازہ درا ہوں میں

حامد
کارواں سے جدا ہو جو راہ رو ؎ اسکو بڑھکر پکارتا ہوں میں
ہو لی بہٹکوں کو کارواں کی خبر ؎ دے۔ وہ آوازہ درا ہوں میں

اقبال
دست واعظ سے آج بچ کے نماز ؎ کس ادا سے قضا ہوا ہوں میں

حامد
جس ادا سے ہو قضا نماز ؎ ہاں سکہاتا وہی ادا ہوں میں

اقبال
مجھ سے بیزار ہے دل زاہد ؎ دیدہ حور کی حیا ہوں میں

حامد
دیدہ حور کی حیا ایمان ؎ ایسے مومن بنا رہا ہوں میں

اقبال
ہے زباں مائل ترانہ شوق ؎ سننے والے کو دیکھتا ہوں میں

حامد
طور کا وہ ترانہ ازلی ؎ قادیاں میں پکار رہا ہوں میں

اقبال
میں نے مانا کہ بے عمل ہوں مگر ؎ رمز وحدت سے آشنا ہوں میں

حامد
بے عمل قول قول بیجا ہے ؎ باعمل ہو کے کہہ رہا ہوں میں
میرے مولا کے ہیں نشاں مجھ میں ؎ فضل مولا کی اک ندا ہوں میں
مجھکو نسبت ہے ذات واحد سے ؎ سرِ وحدت سکہا رہا ہوں میں
مجھکو بخشا گیا ہے صدق مقال ؎ وہ بلائے تو بولتا ہوں میں

اقبال
سب کسی کا کرم ہے یہ ورنہ ؎ کیا مرا شوق اور کیا ہوں میں

حامد
واقعی میں ہوں مورد اکرام ؎ آمیرے پاس دیکھ کیا ہوں میں

اقبال
میں کسی کو بُرا کہوں تو بہ ؎ ساری دنیا سے خود بُرا ہوں میں

حامد
ایسی رندانہ توبہ سے حاصل ؎ ایسے انداز جانتا ہوں میں
نری شعر و نہیں ہے یہ لفاظی ؎ قول زور اسکو مانتا ہوں میں
سچ ہے یہ فی قلوبہم مرض ؎ اس یقیں سے بُرا ہوا ہوں میں
گبر و منعقاہے خوف کا یہ مقام ؎ جس سے اسوقت ڈانٹتا ہوں میں
بے شعوری کی زندگی غافل ؎ باشعوری میں دیکھتا ہوں میں

اقبال
جام ٹوٹا ہوا ہوں میں لیکن ؎ مئے حق سے بھرا ہوا ہوں میں

حامد

آپ انگور میں جو ڈوبے ہیں ⁂ انکو ہر وقت تاڑتا ہوں میں
ٹوٹ جائیں خدا کرے یہ جام ⁂ یہ دعا حق سے مانگتا ہوں میں
حوض کوثر پہ ہوں مئے حق کی ⁂ جام بھر بھر پلا رہا ہوں میں

اقبال

ایک دانے پہ ہی نظر تیری ⁂ اور خرمن کو دیکھتا ہوں میں

حامد

ہے میرے پاس دانۂ ایماں ⁂ ہر زمیں میں لگا رہا ہوں میں
اسی دانے سے دیکھ دانا دل ⁂ کتنے خرمن بنا رہا ہوں میں

اقبال

تو جدائی پہ جان دیتا ہے ⁂ وصل کی راہ سوچتا ہوں میں

حامد

یار سے وصل جس سے ہو جاوے ⁂ راہ سیدھی نکالتا ہوں میں
میں ہوں غیر سے جدا کیونکر ⁂ یار کا وصل چاہتا ہوں میں

اقبال

بھائیو نہیں بگاڑ ہو جس سے ⁂ اس عبادت کو کیا سراہوں میں

حامد

جس عبادت میں ہووے شرکت غیر ⁂ اس عبادت کو کیا سراہوں میں
بھائی چھوڑی نہ جس کا الفت غیر ⁂ کب تلک اسسے ہر نباہوں میں
میں تو ہوں کل زمانہ کا مصلح ⁂ اللہ اللہ بگاڑتا ہوں میں

اقبال

بُت پرستی تو ایک مذہب ہے ⁂ کفر غفلت کو جانتا ہوں میں

حامد

کفر غفلت ہی مجھکو کیا نسبت ⁂ تیری غفلت کو جانتا ہوں میں
میرا مذہب تو حق پرستی ہے ⁂ بُت پرستی سے بھاگتا ہوں میں
میرا کعبہ بتوں سے صاف کیا ⁂ ماحیٔ شرک پر فدا ہوں میں

اقبال

مرگ اغیار پر خوشی ہے تجھے ⁂ اور آنسو بہا رہا ہوں میں
میرے رونے پہ ہنس رہا ہے تو ⁂ تیری ہنسنے پہ رو رہا ہوں میں

حامد

مرگ اغیار یار کے ہے لئے + ×
یار چاہے تو کیوں نہ چاہوں میں۔
تجھ سے جاتی رہی ہے غیرت دیں۔
تجھپہ آنسو بہا رہا ہوں میں۔
کفر کی موت پر قلق ہو تجھے
العجب اس پہ ہنس رہا ہوں میں۔

(باقی آئندہ)

مکرمی ایڈیٹر صاحب الحکم! السلام علیکم۔ ھدیہ ثاقب آپکے اخبار کے ناظرین کی نذر ہے اخبار گوہر بار میں درج فرمایئے۔ اس میں کشتی نوح کی تعلیم کو نظم کیا ہے۔ حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کے الفاظ ہی بندش میں لئے جائیں۔ بالتدریج نظم ہوتی رہے گی امید ہے کہ آپ چھاپتے رہیں گے۔

(محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلوی)

ھدیۂ ثاقب

بزرگان ملت سلام علیکم
سلام علیکم و قلبی لدیکم
جہاں میں گناہوں کا اٹھا جو طوفان
ہوا غیب سے ایک کشتی کا سامان
وہ طوفان کیا تھا عذاب خدا تھا
وہ طاعون تھا اور عقاب خدا تھا
تنور زمیں جوش سے تھا اُبلتا
یہ پھرتا تھا پانی زمیں پہ اُچھلتا
کہ اتنے میں اک ناخدا نے ندا دی
کہ آؤ خدا نے یہ کشتی بنا دی
وہ نوح نبی بنکے آیا خدا سے
سلامت کا مژدہ وہ لایا خدا سے
بروزِ محمدؐ مثیلِ مسیحا
مقدر تھی جس پر شکست چلیپا
وہ احمدؐ جو احمدؐ کا پیغام لائے
ہم اُنپہ ہیں ایمان و اسلام لائے
محمدؐ سے انکو محبت ہے ایسی
کہ باہم ہیں ہم رنگ وحدت ہے ایسی
خلاف اسکی جس جس نے کہولے دہن ہیں
ملے پھر جواب اُن سے دنداں شکن ہیں
اُٹھا وہ جری خدا قادیاں سے
زمین سلامت ہے دار الاماں سے
سعیدوں کو کشتی پہ بٹھلا کے چھوڑا
کنار سلامت پہ پہونچا کے چھوڑا
تھی وہ کشتی نوح تعلیم احمدؐ
ہوں ماں باپ میرے فدائے محمدؐ
جو دی اس مسیحا نے تعلیم ہمکو
ہے یہ جان و دل سے وہ تسلیم ہمکو
یہی دل میں آئی اسے نظم کر دوں
یہ سلک گہر مہ یہ بزم کر دوں

پڑھو گرچہ ثاقب کی منظوم ہے یہ
یہ تعلیم احمد کا مفہوم ہے یہ

منظوم الکلام الفصیح فی تعلیم المسیح

تمہارا زباں سے یہ اقرار بیعت
ہے لاشے نہ جبتک ہو دل کی عزیمت
جو ہے میری تعلیم پہ دل سے عامل
کہ گویا وہ ہے میرے گھر میں داخل
وہ گھر جسکا وعدہ خدا نے دیا ہے
حفاظت کا تم سب کی ذمہ لیا ہے
جو اس دار کی چار دیوار میں ہے
ہمار حق الہام فی الدار میں ہے
نہ سمجھو وہی لوگ ہیں گھر کے اندر
ملا ہے جنہیں خشت اور خاک کا گھر
نہیں بلکہ وہ لوگ ہی دار میں ہیں
مری پیروی کی جو آثار میں ہیں
مرا گھر حقیقت میں روحانیت ہے
ہو اسمیں تقوی کی جسمیں صفت ہے
وہ ہیں چند باتیں مری پیروی کی
وہ ہے پیروی پیارے زندہ نبیؐ کی
بڑی بات یہ ہے جو بالابتدا ہے
یقیناً یہ جانو کہ واحد خدا ہے
وہ قیوم ہے جس سے قائم جہاں ہے
وہ قادر ہے اور خالق جسم و جان ہے
نہ بدلیں نہ بدلیں ازل سے ابد تک
نہیں رو فنا کو صفات احد تک
نہ خود ہے پسر اور نہ اسکے پسر ہے
ہمیں ایسے پیوند سے سر بسر ہے
وہ زندہ ہی سولی پہ چڑھا کر مر گیوں
وہ رو رو کے فریاد و غوغا کرے کیوں
وہ ہے دور اور اسپہ نزدیکتر ہے
اُسے ذرہ ذرہ پہ یکساں نظر ہے
رگ جان سے نزدیک اور دور سے وہ
پرے آنکھ سے آنکھ کا سا نور ہے وہ

(باقی آئندہ)

۲۴ر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء

۲۵؍دسمبر ۱۹۰۲ء

الہام

ظہر سے پہلے حضرت حجۃ اللہ نے اپنا رات کا الہام سنایا جو یہ ہے **انی صادق صادق وسیشہد اللہ لی**

دربار شام

اول۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بہیرہ کا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے تعارف کرایا۔ اور پہر **اللوا** کے متعلق بعض تذکرہ ہوتے رہے۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد } فرمایا کہ ہمارے لئے تو جو کوئی کچھ لکہتا ہے خواہ وہ کچھ ہی لکہے ہمارے لئے خیر کا باعث ضرور ہو جاتا ہے اب دیکہو اگر اللوا کچھ نہ لکہتا تو یہ مضمون لکہنے کی تحریک کیونکر ہوتی۔ ان تحریکوں سے یہ رسالہ طیار ہو گیا ہے اور امید ہے کہ بہت سعید الفطرت لوگ اس سے فائدہ اٹہائیں گے۔

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود / چوں بیاید ہنوز خر باشد } بعض مرتد لوگوں کے پہر مسلمان ہونے کے تذکرہ پر فرمایا کہ اکثر لوگ تبدیل مذہب محض اکل اشرب کے لئے کرتے ہیں انکو اسلام کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ خصوصاً وہ لوگ جو عیسائیت کی آزادانہ زندگی بسر کر چکے ہوں انسے اسلام کی پابندیاں ہونا بہت ہی مشکل ہے البتہ جو سعید الفطرت ہیں وہ اس سے الگ ہیں حقیقت اسلام کی طرف دیکہا جاوے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو لوگ بدکار ہیں اور جنکے رگ و ریشہ میں فسق و فجور ملا ہوا ہے وہ ہمارے کام کے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انکو اسلام کی حقیقت سے کوئی مناسبت اور تعلق نہیں ہمارے کام کے تو وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو اسلامی احکام کی پابندیوں کا بوجہ اٹہا سکیں۔ اور تقویٰ و طہارت سے تزکیہ نفس کریں اس لئے بہت بہرتی بہرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس کوئی ایسا شخص خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی اگر ہمارے پاس آتا ہے اور اسکی خواہشوں میں گند بہرا ہوا ہے کہ جب

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم } ذکر کرتا ہے دنیا کا اور نفسانی اغراض کا وہ ہمارے مطلب کا کیسے ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی اکرام متقی ہی کا تہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے **ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم**۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز و مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے نزدیک جو مکرم ہے وہی ہمارے نزدیک مکرم ہو سکتا ہے۔ اور وہ متقی ہوتا ہے اسکے سوا منافق۔ ہم اپنی جماعت کے لئے ہی چاہتے ہیں کہ وہ تقویٰ میں ترقی کرے اور اگر باہر سے کوئی آوے تو وہ ایسا ہونا چاہیئے جو متقی بننا چاہتا ہو۔ ورنہ بدنام کرنے والا نہ ہو۔

ازاں بعد مفتی محمد صادق صاحب نے کیا مسیح خدا تہا؟ کے نام سے ایک یونی ٹیرین کا رسالہ سنایا اسکا اقتباس ہم پہر کسی وقت دینگے انشاء اللہ العزیز۔

اور اس اثنا میں ایک پنڈت صاحب نے آکر بڑے اخلاص سے نیاز حاصل کیا حضرت اقدس بہی بڑے تلطف اور کرم سے جیسا کہ آپ کا ہمیشہ سے معمول ہے پیش آئے۔ پنڈت صاحب شوق سے وہ رسالہ سنتے رہے۔ پہر نماز عشاء ہو کر اجلاس ختم ہوا۔

۲۶؍دسمبر کی روئداد الگ زیر عنوان
ای سیکا افٹر ٹروتھ
شائع ہوئی ہے

۲۷؍دسمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

فرمایا۔ ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جو امور ایسے ہوں کہ انکی سمجھ میں نہ آئیں تو انکو اپنی جگہ کوئی رائے انکے متعلق ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں بجائے اس کے کہ وہ پس پشت رائے زنی کریں ہم سے دریافت کر لیا کریں کیونکہ یہ طریق خطرناک ہے کہ ایک بات سمجھ میں نہ آئی اور پہر اسپر رائے زنی کرنے لگیں۔ اس سے اعمال کے حبط ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

ہمارا سارا کاروبار اللہ ہی کیلئے ہے اور کوئی امر ایسا نہیں ہوتا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو۔

اسکے بعد لاہور کے پادری گریس وولڈ کا ایک پمفلٹ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے پڑہ کر سنایا۔ اس رسالہ پر امید کی جاتی ہے کہ ریویو آف ریلیجنز میں کوئی نوٹس لیا جاوے لیکن ہم امید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہیں کہ **الحکم** کے مقاصد کے لحاظ سے اسپر **ریویو** کیا جاوے۔

۲۸؍اور ۲۹؍دسمبر کی شام کو بہی یہی رسالہ پڑہا گیا

۲۹؍دسمبر کو رسالہ کے سنانے سے پہلے کسیقدر کلام آپنے فرمایا وہ ہم محل اور موقع کی مناسبت سے آئندہ کسی وقت دیں گے۔

۲۸؍دسمبر ۱۹۰۲ء

"غیر معمولی ملاقات"

قبل دوپہر حضرت اقدس کے حضور بعض احباب کو شرف قدم بوسی حاصل ہوا۔ جناب ابو سعید عرب صاحب نے اپنے بعض احباب کا تذکرہ کیا اور گونہ افسوس ظاہر کیا کہ انکو اس سلسلہ کی آگاہی اور اطلاع نہیں۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ نے اس تحریک پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی ہم بعد میں پہونچے تہے تاہم ابہی سلسلہ تقریر شروع ہی ہوا تہا۔ ہم نے ایسے طرز پر اسکو قلمبند کیا ہے کہ سلسلہ ناتمام نظر نہ آئیگا انشاء اللہ العزیز (ایڈیٹر)

دنیا دار الحجب | فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دار الحجب رکہا ہے کچھ چھپایا ہے کچھ ظاہر کیا ہے اسنے دنیا میں اپنے اور رسول بہیجے مگر اپنا منہ چھپایا۔ اس نے کتابیں اور شریعتیں نازل کیں مگر کسی نے ان کتابوں کو اترتے نہیں دیکہا۔ نبیوں کی معرفت پیشگوئیاں کیں بعض انہیں سے پوری ہو گئیں اور کچھ باقی رہ گئیں وہ لوگ جنکی نظر دنیا کی سطح سے اوپر نہیں جاتی انہوں نے ان باتوں کو

۲۹ دسمبر ۱۹۰۲ء

غیر معمولی ملاقات

قبل دوپہر حضرۃ اقدس کے حضور بعض احباب کو شرف قدمبوسی حاصل ہوا۔ جناب

ابو سعید عرب صاحب نے

اپنے بعض احباب کا تذکرہ کیا اور کچھ کوئی ظاہر کیا کہ انکو اس سلسلہ کی حقانیت پر اطلاع نہیں۔ حضرۃ حجۃ اللہ نے اس تحریک پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی ہم بعد میں پہونچے تھے تاہم ابھی سلسلہ تقریر شروع ہی ہوا تھا۔ ہم نے ایسی طرز پر اسکو قلم بند کیا ہے کہ سلسلہ ناتمام نظر نہ آئے گا انشاء اللہ العزیز۔ ایڈیٹر

دنیا دار الحجب ہے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دار الحجب رکھا ہے کچھ چھپایا ہے کچھ ظاہر کیا ہے اُسنے دنیا میں اپنے نبی اور رسول بھیجے مگر اپنا منہ چھپایا۔ اُسنے کتابیں اور شریعتیں نازل کیں مگر کسی نے ان کتابوں کو اُترتے ہوئے نہیں دیکھا۔ نبیوں کی معرفت پیشگوئیاں کیں بعض انہیں سے پوری ہو گئیں اور کچھ باقی رہ گئیں وہ لوگ جن کی نظر دنیا کے سطح سے اوپر نہیں جاتی انھوں نے ان باتوں کو دیکھ کر اعتراض کیا اور کہدیا کہ فلاں بات پوری نہیں ہوئی مگر انھیں اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر اطلاع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا؟ کہ تا ایمان داروں اور جلدبازوں میں امتیاز ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اسبات پر قادر ہے کہ اُسی جو کچھ قیامت کو کرنا ہے وہ ابھی دنیا میں کرکے دکھا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ علی کل شئ قدیر ہے مگر پھر ایمان ایمان نہ رہتا۔ اور نہ اسکے ثمرات میسر ہوتے۔ جو لوگ ایمان کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اسکو نہیں سمجھ سکتے وہ ایسے اعتراض کرتے ہیں۔ ایمان کی حقیقت کچھ نہ کچھ مخفی رہنا ضروری ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے

شقی اور سعید

منھم شقی و سعید یہ دونوں فریق اسی سے بنتے ہیں

سعید جلد بازی نہیں کرتے بلکہ حسن ظن اور صبر سے کام لیکر ایمان لاتے ہیں اور حصہ پاتے ہوتے ہیں وہ جلد بازی سے کام لیکر اعتراض کرتے ہیں۔ جو لوگ منہاج نبوۃ کو نہیں چھوڑتے وہ ٹھوکر نہیں کھاتے۔ اور کوئی ایسا اعتراض نہیں کرتے۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ مجھپر کوئی ایسا اعتراض نہیں ہو سکتا جو پہلوں پر نہ ہوا ہو۔ جو کوئی مجھپر اعتراض کریگا وہ دین سے خارج ہو کر اعتراض کریگا۔

عرب صاحب نے حضرۃ حجۃ اللہ کے جذب کا تذکرہ کیا اور کہا کہ میں ۱۸۹۴ء میں لاہور آیا جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھو ایک کتاب آپکی تصدیق میں اور ایک مولوی نے آپ کی تردید میں دی مگر میں نے دونوں وہیں کسی کو دیدیں اور پرواہ نہ کی مجھے کہا گیا کہ قادیان آؤں مگر میں نہ آیا اور اب خدا کی شان ہے کہ وہ اسقدر فاصلہ سے (رنگون) مجھے لایا اور اسقدر خرچ کثیر کے بعد مجھے آنا پڑا۔

نماز کی بیذوقی اور ذوق۔

عرب صاحب نے عرض کیا کہ میں نماز پڑھتا ہوں مگر دل نہیں ہوتا۔ فرمایا جب خدا کو پہچان لوگے تو پھر نماز ہی نماز میں رہوگے دیکھو یہ بات انسان کی فطرۃ میں ہے کہ خواہ کوئی ادنی سی بات ہو جب اسکو پسند آجاتی ہے تو پھر دل خواہ نخواہ اسکی طرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح جب انسان اللہ تعالیٰ کو شناخت کر لیتا ہے اور اُس کے حسن و احسان کو پسند کرتا ہے تو دل بے اختیار ہو کر اسی کیطرف دوڑتا ہے اور بیذوقی سے ایکذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اصل نماز وہی ہے جسمیں خدا کو دیکھتا ہے۔ اس زندگی کا مزہ اسی دن آسکتا ہے جبکہ سب ذوق اور شوق سے بڑھکر جو خوشی کے سامانوں میں مل سکتا ہے تمام لذت اور ذوق دعا ہی میں محسوس ہو۔ یاد رکھو کوئی آدمی کسی موت و حیات کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا خواہ رات کو موت آجاوے یا دن کو۔ جو لوگ دنیا سے ایسا دل لگاتے ہیں کہ گویا کبھی مرنا ہی نہیں وہ اس دنیا سے نامراد جاتے ہیں وہاں انکے لیے خزانہ نہیں ہے۔ جس سے وہ لذۃ اور خوشی حاصل کر سکیں۔

انسان جس لذۃ کا خوگرفتہ اور عادی ہو جب وہ اس شے چھڑائی جاوے تو وہ ایک دُکھ اور درد محسوس کرتا ہے اور یہی جہنم ہے پس جبکہ ساری لذتیں دنیا کی چیزوں میں محسوس کرنیوالا ہو تو ایکدن یہ ساری لذتیں تو چھوڑنی پڑینگی پھر وہ سیدھا جہنم میں جاویگا لیکن جس شخص کی ساری خوشیاں اور لذتیں خدا میں ہیں اسکو کوئی دکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہو سکتی۔ وہ اس دنیا کو چھوڑتا ہے تو سیدھا بہشت میں ہوتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ دل اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسوقت چاہتا ہے دلمیں یہ بات ڈالدیتا ہے اور اسکو سمجھ آجاتی ہے کہ سچا سرور اور خوشحالی اسمیں ہے کہ خدا کو پہچانا جاوے۔ دیکھو میں اسوقت یہ بات تو کر رہا ہوں مگر میرے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ دلوں تک اسکو پہنچا بھی دوں یہ خدا ہی کا کام ہے جو دلوں کو زندہ کرتا ہے اور بیدار کرتا ہے۔ باقی تمام جوارح آنکھ۔ ہاتھ وغیرہ ایسی ہیں جو انسان کے اختیار میں ہیں مگر دل اسکے اختیار میں نہیں ہے اسوقت تک اپنے آپکو مسلمان نہیں سمجھنا چاہیے جبتک دل مسلمان نہ ہو جاوے اور دل مسلمان نہیں ہوتا جبتک وہ لہو و لعب سے لذۃ حاصل کرتا ہے اسکے مسلمان ہونیکا وہی وقت ہے جب وہ دنیوی حیثیت سے دل برداشتہ ہو گیا ہے اور دنیا کی لذتیں اور خوشیاں ایک تلخی کا رنگ دکھائی دیتی ہیں جب یہ حالت ہو تو پھر انسان اپنے آپکو یہ شاہد کرتا ہے کہ میں وہ نہیں رہا ہوں بلکہ اور ہو گیا ہوں پھر دلمیں ایک کشش پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لذۃ حاصل کرتا ہے اور ایسی محبت اس کا رسوم ہو جاتی ہے جیسے کسی پیارے عزیز کو دیکھکر خوش ہوتا ہے یہ ہے اصل جزو ایمان کی مگر یہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم اسبات کا نمونہ نہیں بتا سکتے اور نہ الفاظ میں اسکو سمجھا سکتے ہیں کیونکہ الفاظ حقیقۃ کے قائمقام نہیں ہوتے۔ جب یہ حالت آتی ہے تو پھر انسان اپنے گذشتہ زندگی پر حسرت اور افسوس کرتا ہے کہ وہ یونہی ضائع ہو گئی کیوں پہلے ایسی حالت مجھپر نہ آئی۔ نماز کیا چیز ہے؟ نماز دل

نماز کیا ہے

میں رب العزۃ سے دعا ہے جسکے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے جب خدا تعالیٰ اسپر اپنا فضل کریگا اسوقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی اُسوقت سے اسکو نماز میں لذۃ اور ذوق آنے لگے گا۔ جسطرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزہ آتا ہے اسیطرح پھر گریہ و بکا کی لذۃ آئیگی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائیگی

دیکھا ہے گو ہم اسکی کنہ اور کیفیت بیان نہ کر سکیں مگر یہ سچی بات ہے کہ اسکو علو ہی سے تعلق ہے بعض امور آنکھوں سے نظر آتے ہیں اور بعض نہیں ہر صورت میں فلسفہ کام نہیں آتا + پس اصل بات یہی ہے کہ ایک وقت ایسی حالت انسان پر آتی ہے کہ وہ محسوس کرتا ہے کہ آسمان سے اس کے دل پر کچھ گرا ہے جو اسے رقیق کر دیتا ہے اسوقت نیکی کا بیج اسمیں بویا جاوے گا + + + فقط

دارالامان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

دسمبر کے آخری ہفتہ میں اجتماع کا آغاز۔

غالباً ۱۸۹۱ء ہی کے دسمبر کا آخری ہفتہ وہ پہلا ہفتہ ہے جب سے کہ اس تقریب پر احباب کے مجمعوں کا آغاز دارالامان میں شروع ہوا + گویا اس لحاظ سے ہم زمانہ کے عرفی الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پہلا سالانہ اجلاس دسمبر ۱۸۹۱ء میں ہوا۔ اس جلسہ پر کل ملا کر ۷۰ کے قریب دوست جمع ہوئے تھے اور صرف اسقدر ہی کارروائی ہوئی کہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو بعد نماز ظہر رسالہ آسمانی فیصلہ حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

آئندہ کے لیے جلسوں کا انعقاد۔

آئندہ کے لیے حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے تجویز کیا کہ انھیں تاریخوں میں احباب جمع ہوا کریں چنانچہ اس تجویز کے مطابق ہر سال باوجود بہت سی قدرتی روکوں کے بھی یہ جلسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی کر گئے۔ یہاں تک کہ ان دنوں میں گذشتہ سالوں میں باوصفیکہ طاعون کی وجہ سے بہت سی روکیں اور مشکلات سفر میں پیدا ہوگئیں تھیں لیکن پھر بھی بسا اوقات یہ اجتماع ہزاروں انسانوں کے مجمع تک پہونچ گیا۔ اور کرسمس تعطیلات کے علاوہ عیدین پر بھی بڑے بڑے مجمعے ہونے لگے۔

ان مجمعوں کی غرض کیا تھی؟

یہ جلسے کس غرض کے لیے منعقد کیے جاتے تھے اور کیے جاتے ہیں؟ یہ ایک سوال ہے جسکا جواب گو ہمارے ناظرین الحکم کو ایک حد تک معلوم ہی ہو مگر ان لوگوں کے لیے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد سے ہنوز ناواقف ہیں یا جنہیں اس سلسلہ کے متعلق غلط بیانیاں کی گئی ہیں ان پاک اغراض کو جو ان جلسوں سے رکھی گئی تھیں بیان کرنا ضروری ہے اور بجائے اس کے کہ ہم اپنے الفاظ میں ان امور کو بیان کریں بہتر اور مناسب ہوگا کہ خود اس سلسلہ کے پیشوا اور امام ہی کے الفاظ میں اسکو بیان کر دیا جاوے:

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولے کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجاوے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض

بیعت کی غرض

کے حصول کے لیے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالے چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جاوے سو اس بات کے لیے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے۔ اور دعا کرنا چاہیے کہ خدا تعالے یہ توفیق بخشے اور جبتک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے

بیعت کیونکہ بابرکت ہو

کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی چونکہ ہر ایک کے لیے بباعث ضعف فطرۃ یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لیے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لیے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لیے مقرر کیے جاویں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالے چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں **کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لیے اور دعا میں شریک ہونے کے لیے اس تاریخ پر آجانا چاہیے** اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لیے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاویگی کہ خدا تعالے اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لیے قبول کرے اور پاک تبدیلی انمیں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کا منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس جلسہ تک سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لیے دعائے مغفرت کی جاوے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لیے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لیے بدرگاہ حضرۃ جل شانہ کوشش کی جاوے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو وقتاً فوقتاً

ظاہر ہوتے رہیں گے"

غرض ان مطالب اور مقاصد کو ملحوظ خاطر رکھکر حضرۃ اقدس نے اس جلسکی بنیاد رکھی تھی اور آج ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے **بارھویں سالانہ جلسہ** کے حالات سے ناظرین الحکم کو آگاہ کیا چاہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمکو یہ توفیق سنہ ۱۸۹۷ء سے ملی کہ ہم ان جلسوں کی روئداد و نکو شائع کریں چنانچہ سنہ ۱۸۹۷ء کے جلسہ کی روئداد ایک مبسوط رپورٹ کی صورت میں جو ۱۲ جزو کی ایک مبسوط کتاب ہے پہلی رپورٹ شائع ہوئی۔ پھر سال بسال اس مقصد کے پورا کرنیکا ذریعہ الحکم ہی کو قرار دیا گیا۔

جلسہ کی ممانعت بعض لوکل اور پراونشل ضرورتوں کے لحاظ سے خصوصاً طاعون کے عام انتشار کیوجہ سے اس سال حضرۃ حجۃ اللہ نے گذشتہ سال کیطرح قرین مصلحت سمجھا کہ عام اثردحام کو روکدیا جاوے چنانچہ ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم میں اعلیٰ حضرۃ کیطرف سے ایک اعلان بطور ضمیمہ شائع ہو چکا ہے لیکن باہمہ احباب کا اس تقریب پر جمع ہو جانا اب کوئی غیر معمولی بات نہیں رہی + اسلیے باوجود ممانعت کا اعلان جاری ہونیکے بھی احباب کی آمد ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء سے شروع ہو گئی۔

۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو وزیر آباد اور جموں سے بعض احباب تشریف لے آئے آج کوئی غیر معمولی کارروائی نہیں ہوئی بلکہ جس قدر حصہ الحکم کی گذشتہ ڈائری میں دیا گیا ہے وہی آجکی کارروائی ہے

۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء آج سیالکوٹ بھیرہ اور لاہور سے اکثر احباب آگئے بھیرہ سے آنیوالی جماعت میں کہ ہم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کو اثر و ڈیوس کرتے ہیں عشاء سے پہلے مولوی عبدالکریم صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو حضرۃ اقدس کے حضور پیش کیا اور بتایا کہ ڈاکٹر صاحب جو ایک وجیہ نوجوان ہیں اس سلسلہ کے ساتھ سچا اخلاص رکھنے والے اور اسکی عزت میں جوش سے حصہ لینے والے ہیں۔ سیالکوٹ سے آنے والوں میں میر حامد شاہ صاحب تھے۔ آج بھی کوئی غیر معمولی کارروائی نہیں ہوئی۔ قبل نماز عشا جو ہوا وہ ہم ڈائری کے سلسلہ میں دینگے۔ آخیر دسمبر تک یہی بات ہیں اسلیے ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں +

انانیت اور صدّیقیت

یہ ایک خطبہ کا خلاصہ ہے جو دوسری جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو حضرۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

ان آیتوں میں ایکبات ہے جو اسبات کی جڑھ ہے کہ کسطرح انسان ان نعمتوں کا جو اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کے رنگ میں آتے ہیں انکار کرتا ہے باوجودیکہ اس نعمت کی اشد ضرورت ہے اور تمام نعمتوں اور فضلوں سے بڑھ کر یہ وجود ہوتے ہیں پھر وہ کیا بلا اور آفت ہوتی ہے جو اتنی بڑی عظیم الشان ضرورۃ سے نہ صرف انکار کراتی بلکہ مقابلہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ کتاب اللہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیڑا جو سعادت کی جڑھ کو کاٹتا ہے وہ انانیت کا کیڑا ہے جب رسول منکروں کے پاس دلائل اور معجزات لیکر آئے تو وہ **فرحوا بما عندھم من العلم** کے مصداق ہو گئے۔ یعنی جو کچھہ ان کے پاس علم تھا اُسپر نازاں کرنے لگے اور خوش ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے ان علوم کو اپنی اس واقفیت کو معیار ٹھیرا کر راستبازوں کو پرکھنا شروع کیا ان فرضی اور خیالی کسوٹیوں پر ماموران الٰہی کیونکر پورے اترتے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ انکار کر بیٹھے اور ہلاک ہو گئے سب سے بڑی اور بھاری روک کی چٹان جو اس راہ میں ہے جس سے بہتوں نے ٹھوکر کھائی اور جس کا بنیادی پتھر ابلیس نے رکھا تھا وہ یہی خودی اور انانیت ہے کہ اسنے کہا **انا خیر منه** یہ لعنتی سلسلہ کی بنا ہے جو خلیفۃ اللہ کے مقابلہ میں شروع ہوتا ہے یہی وہ لفظ ہے جس نے اسکو ساری سعادتمندیوں اور ترقیوں سے روکدیا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں سے دور پھینکدیا۔ اپنے تئیں کچھہ سمجھنا یہ ایک ایسی خطرناک زہر ہے کہ اس کے استعمال کرنے والا کبھی بچ سکتا ہی نہیں تو وہی راز تھا جو سارے نبی اس کبر اور انانیت سے بچنے کی تعلیم دیتے آئے۔

اس راہ میں (جو اللہ کی راہ ہے جو شخص بھی لذۃ حاصل کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ملنا چاہتا ہے اور اس کے دل میں تڑپ ہے کہ اسکا سینہ اسکے نور اور فیضان سے بھر جاوے) یہ ضروری ہے کہ ہر قسم کے کبر سے پاک ہو۔ یہ اسقدر قسمیں رکھتا ہے کہ گن نہیں سکتے ان سب سے بڑھ کر خودی اور انانیت ہے۔ اللہ جل شانہ نے **انا خیر منه** کہنے والے کو پسند نہیں کیا بلکہ اسکو ملعون ٹھیرایا اسکے حضور برگزیدہ قوم وہ ٹھیری جسنے کہا **سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ** مولیٰ کریم! تو ہی اپنی مصلحتوں کو جانتا ہے ہمکو کیا معلوم ہے کہ تیرا یہ خلیفہ کن اغراض اور مصالح کے لیے پیدا کیا گیا ہے ہمارا علم کچھہ نہیں ہمتو اسی قدر جانتے ہیں جو تو نے ہمکو علم بخشا۔ بیشک تو ہی علیم و حکیم ہے۔

اس قوم کی مانند اس دوسرے متکبر کا بھی حق ہونا چاہیے تھا کہ وہ اپنی محدود و ادنیٰ ضعیف ہستی پر نظر کرتا اور خدا کی مشیت اور خلیفۃ اللہ کی بعثت پر اعتراض کرنے کے لیے انانیت سے کام نہ لیتا مگر اسنے **انا خیر منه** کہکر انانیت کی لعنت کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔

اس انانیت کے مقابلہ میں ایک اور صفت ہے جو سعیدوں میں ہوتی ہے وہ **صدّیقیت** کی صفت ہے۔ اس صفت کا عظیم الشان مظہر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک فرشتہ گذرا ہے جس کا نام ابوبکر صدیق تھا رضی اللہ عنہ جسکی نظیر اسوقت تک قائم رہیگی جب تک دنیا میں آدمی اور عقل کشتی لڑینگے + اور ان نظیر

سعادتمند کے فرزند ہمیشہ ہمیشہ سبق لیتے رہینگے
اس لئے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوی
نبوۃ و رسالۃ پر کسی قسم کی تحقیقات و تامل
نہیں کیا **مالہ اللہ ما علیہ** پر بحث
نہیں کیں خلیفۃ اللہ کی دعوۃ جہاں پہونچی
وہیں کہدیا کہ **وہ صادق ہے** ہر ایک
شخص جو غور کرنے والا دل رکھتا ہے
اور ذوق والا دل رکھتا ہے اس معاملہ
میں سوچے۔ ابوبکر کا سر قریش میں بڑا غور
کن اور دقیقہ رس مانا گیا تھا۔ انساب کے
متعلق جھگڑوں اور مشاجرات میں ابوبکر کی
رائے قطعی ہوتی تھی اور تمام دنیا کے معاملات
میں بنظیر ہوشیار اور ذکی تھا ایک ایسے معاملے
میں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قوم اور
برادری کے تعلقات کو یک لخت چھوڑ
کر گویا ایک آگ میں کودنا تھا۔ اور دنیا
کے تمام دکھوں اور تکلیفوں کو برداشت
کرنا تھا وہ ذرا پیش و پس نہیں کرتا اور کہتا
ہے کہ محمد سچا ہے صلی اللہ علیہ وسلم
یہ کیا بات ہے؟ ایکطرف یہ نظیر ہے دوسری
طرف وہ ابلیس موجود ہے جو کہتا ہے
اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ۔

بات یہی ہے کہ صدیق نے انانیت کو
دور کر دیا اور خلیفۃ اللہ کے مقابلہ میں اپنی
ہستی کو محض لاشے سمجھا اور کالمیت ہو کر
داعی کے امر کو قبول کیا جس سے یہ عظیم الشان
صدق کی روح اسمیں نفخ ہوئی۔ جب تک
مامور و مرسل کے مقابلہ میں کوئی اس صدیقی
رنگ کو اختیار نہیں کرتا وہ اپنے سینہ کو
اس نور سے نہیں بھر سکتا جو خدا کی یہ قوم
لیکر آتی ہے۔

ہمارے زمانہ میں جب خلیفۃ اللہ نے
ارحق اللہ بولا ہے تو بہت سی ملک صفت صدیقی
مشرب انسان بول اٹھے کہ یہ آسان
دعوی ہے اس سے بھی بڑا دعوی تو ہمیں ماننے
میں کوئی عذر نہیں میرے مکرم مخدوم مولوی نورالدین
صاحب سے شروع دعوے میں ایک شخص نے کہا کہ مرزا صاحب نے
مسیح موعود ہونیکا دعوی کیا ہے آپنے فوراً شرح صدر کہا کہ تو
دعوی بھی کہے تو ماننے کو طیار ہوں گا
اب ہماری کیطرح متکا نزد لائل ہوگئے ہیں
مگر واللہ اسوقت جب **نورالدین** نے
مانا تو دعوی ہی دعوی تھا دلائل بالکل
مخفی تھے۔ مگر مجھے عجیب ذوق آتا ہے
کہ ایکطرف یہ صدیقی مشرب انسان یوں
تسلیم کرتا ہے دوسری طرف ایک دوسرا شخص
ہے جو کہتا ہے کہ ارہ ۔۔۔ منتی ہے

ہمنے اسکو اونچا کیا اور ہم گرا ئینگے

اس **انا** کے مترادف **ہم** نے اسکو اسفل
السافلین میں گرا دیا اور یہ **خلیفۃ اللہ**
ملائکہ کا مسجود ہو کر رہا۔ وہ ہم کہنے والا
اس نعمت اور نور سے اس ذوق اور سرور
سے جو اس کے دربار میں اس کے کلام اور صحبت
سے ملتا ہے محروم ہو گیا۔

غرض یاد رکھو سب سے بڑی روک انانیت
ہے جو صدیقیت کے نور سے محروم کر دیتی
ہے اس لیے ہر ایک شخص کو جو چاہتا ہے کہ
وہ معرفۃ اور بصیرۃ میں ترقی کرے اللہ
کے فیضان اور انوار کو حاصل کرے ضروری
ہے کہ وہ اپنے سینہ کو کبر کے ان بتوں سے
صاف کرے کسی گوشہ میں کسی قسم کا علم
رکھا ہوا ہو تو وہ اسکو اس خلیفۃ اللہ کے
مقابل نکال ڈالے۔ خلیفۃ اللہ کی ہر حرکت
و سکون قول و فعل غرض ہر ادا کے ساتھ پوری
صلح اور آشتی ہو اور کبھی یہ لفظ زبان پر نہ
آنے پاوے کہ

یہ ٹھیک نہیں

جو یہ کہتا ہے اور اس کی کسی ادا پر اعتراض
کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ اس کے اندر انانیت کا
خبیث مادہ ہے یہ اگر منارہ کا حکم دیتا ہے
تو ٹھیک ہے کیوں؟ خلیفۃ اللہ ہے مسیح
کا دعوی کرتا ہے مرسل اللہ کہتا ہے باغ کو
گرو رکھتا ہے یا بیٹے کو عاق کرتا ہے سب
ٹھیک ہے کیوں مرسل اللہ ہے؟ پس یاد
رکھو کہ خدا کے فیضان اور علوم حقہ کے وارث
ہونا چاہتے ہو تو اسکی ہر حرکت و سکون سے
کلی آشتی پیدا کرو۔ کوئی رزم اور پیکار تمہارے
دل میں نہ رہے بڑی لعنت مکذبوں پر اسی
سے پڑی فرحوا بما عندھم من علم۔
غور کرو کہ اللہ تعالی کی نور اور حکیم کتاب میں
یہ آیات کیوں ہیں؟ اس لیے کہ تا آئندہ کیلئے
یہ سبق اور ہدایت ہو۔ اور ارشاد حاصل کرنے
والوں کے لیے رہنما ہے
برادران اللہ تعالی کے فضل کا وقت ہے بشارت
اور ہشیار کی ہو تمکو کہ تم اس نور کے سامنے تنے
اور اس سورج کیطرف تم نے کھڑکیاں کھولدی
ہیں۔

اب ہر شخص کو خاتمہ بالخیر کے لیے ڈرنا چاہیے
کبھی بھی نفس سے مطمئن نہ ہو یہ بسا اوقات
طرح طرح کی شرارتیں پیش کر دیتا ہے۔ تمکو
چاہیے کہ تمکو خلیفۃ اللہ کے کسی قول و فعل حرکت
و سکون پر سوتے ہوئے جاگتے ہوئے اٹھتے
بیٹھتے غرض کسی حالت میں کوئی اعتراض نہ ہو
جب یہ حالۃ پیدا ہو جاوے تم دیکھوگے کہ سینہ
میں ایک نور اترتا ہے اور نمازوں اور دعاؤں میں
لذت آنے لگتی ہے پھر نیا سلسلہ نیا خدا نظر
آنے لگا۔ میرے دل میں بہت جوش اس قسم کا
ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک صدیقی
مشرب پیدا ہو۔ سب کے سب اس خلیفہ کے مقابلہ
میں جو اللہ کی مشیت نافذ ہے اور حجت قاطعہ ہے
جاہل بنجاؤ۔ اس سے بہتر کوئی شے ہیں ملیگا ہم کو
اللہ تعالی ہم کو توفیق دے کہ اسکے سامنے ہم اسطرح
بیٹھیں جیسے کمیں جاڑے کی شدۃ میں سورج
کے وجود کو غنیمت سمجھکر اس کے سامنے بیٹھتے
ہیں خدا تعالے ہمارے اخلاق و عادات و تقوی
و طہارۃ و خشیت میں وہ حالت پیدا کرے کہ ہم
اس خلیفۃ اللہ کی دعاؤں کے فیوض کو حاصل
کر سکیں جو نہایت رقت اور گداز مش کے ساتھ
ہر روز ادپر چڑھتے ہیں۔ آمین۔

امور منزلیہ

الحمد للہ کہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۲ء بعد نماز
فجر خاکسار ایڈیٹر الحکم کے گھر میں دوسری
لڑکی (دختر) پیدا ہوئی۔
میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے اسکو دیندار
اور نیک بخت اور لا میرے لیے
بنائے جو قرۃ العین ہو۔
اور وہ اپنی حالۃ و حیثیت کے لحاظ سے
(عورت ذات) ہو کر والدین کے لیے مبارک
اور سعید ثابت ہو آمین۔
اس عزیزہ کا نام حضرۃ امام علیہ السلام نے
حمیدۃ تجویز فرمایا اللہ تعالے اسمیں وہ
اوصاف پیدا کرے جو اس کے نام کے لحاظ
سے اسے حمیدہ خاتون ثابت کریں آمین

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور پر ریویو

(نمبر نہم)

مسیح کے جلالی جی اُٹھنے پر ہم اس ریویو کے حسب حال کافی بحث کر چکے ہیں۔ اور زیادہ بسط و شرح سے اس مضمون پر ریویو کرتے ہوئے انشاء اللہ لکھیں گے جو **قیامۃ مسیح** کے عنوان سے رسالہ ترقی میں طبع ہوا ہے۔

بشپ صاحب فرماتے ہیں کہ "انجیل کی کتاب لکھنا اسکی شان سے بعید تھا اور اس کام کے واسطے اس کے شاگرد مقرر کیے گئے جنپر وحی ہوئی اور روح القدس کی ہدایت پاکے انھوں نے تمام بنی آدم کی ہدایت اور تسلی کے لیے انجیلوں کو قلمبند کر دیا۔"

بشپ صاحب کی عادت میں یا تو یہ امر داخل ہے اور یہ سکینڈ نیچر ہو گیا ہے کہ وہ جو دعوے بیان کرتے ہیں اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے اور یا انجیل اور عیسائی دین کی تاثیر اسکا سبب ہے کیونکہ یہ کتاب اپنے دعاوی پر کوئی دلیل اپنے اندر سے پیش ہی نہیں کر سکتی۔ بہرحال ہمیں بشپ صاحب نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح نے خود کوئی انجیل نہیں لکھی اور جو کچھ پیش کیا جاتا ہے وہ مسیح کے شاگردوں نے وحی اور روح القدس کی ہدایت سے لکھا۔

ہمکو اس امر کی زیادہ تنقیح کی یہاں ضرورت نہیں کہ بشپ صاحب اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک سچے ہیں کیونکہ خود انکا بلا دلیل دعویٰ ہی پیش کرنا ان کی کمزوری کا نشان ہے لیکن مختصر طور پر اتنا کہدینا ضروری ہے کہ انکا یہ دعویٰ عیسائیوں کے عام مسلمات اور انجیل کے بھی خلاف ہے قطع نظر ان حوالجات اور ریفرنسز کے جو ہم اس امر کی تائید میں عیسائی مصنفوں اور مفسرین کی کتابوں سے پیش کر سکتے ہیں۔ لوقا اور مرقس کی بابت عام اعتقاد ہے کہ وہ مسیح کے شاگرد یا حواری نہیں اور نہ بارہ حواریوں میں اس کا نام ہے۔ یہ پہلی دلیل ہے بشپ صاحب کے ابطال دعویٰ پر۔ پھر لوقا خود کہتا ہے کہ جنے جو کچھ لکھا ہے سن سنا کر لکھا ہے چنانچہ اپنی انجیل کے شروع میں اس امر کا اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اُسنے ان چیزوں کا حال ان لوگوں سے جو آنکھ سے دیکھنے والے تھے سنکر لکھا اور پھر یہ بھی تسلیم کر لیتا ہے کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کرکے ترتیب سے لکھوں۔ ان الفاظ کو پڑھ کر ہر ایک آدمی اس صحیح نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ اول لوقا نے جو کچھ لکھا سنکر لکھا۔ **وحی و الہام** سے جیسا کہ بشپ صاحب کا دعویٰ ہے۔ دوم لوقا اپنے آپکو شاگردوں کے زمرہ میں داخل نہیں کرتا۔ سوم لوقا اپنی انجیل سے پہلے کی ساری تصنیفات پر پانی پھیرتا ہے کیونکہ وہ اپنی انجیل کو صحت سے لکھنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ چہارم پہلی تصنیفات کو بے ترتیب قرار دیتا ہے۔

اب بشپ صاحب لوقا کی انجیل کے ان دعاوی کو لیکر ذرا اپنے دعویٰ کی توزین کرکے دکھا دیں کہ لوقا کو کب الہام ہوا۔ کب اُسنے مسیح کی شاگردی کی۔ ایسا ہی حال مرقس کا ہے اکثر عیسائی مصنفوں نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ اول مرقس کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کون تھا اور ایبا سیلیکل رکیارڈز۔ ہیلپس ٹو دی بائبل سٹڈی وغیرہ کے مطالعہ سے یہی راز کھلتا ہے کہ مرقس کی انجیل میں آخری بارہ آیات مرتدین کی ہیں۔ کیا وہ آیات الہام سے داخل کی گئیں ہیں۔ مرقس کی انجیل کی تحقیقات پر ہمارے ایک مکرم بھائی شیخ عبدالحق صاحب نے جو تین سال تک عیسائی بھیا لوجی کی سٹڈی کرتے رہے ہیں لکھا ہے ہمیں اس انجیل کی حقیقت کو بڑی صفائی سے کھولا ہے بہتر ہو کہ بشپ صاحب اپنے اس دعویٰ کی تصدیق میں اس رسالہ کا جواب لکھکر دکھائیں اور عیسائی مصنفوں کے اعتراضات کو اٹھائیں جو اسپر کیے جاتے ہیں۔ ایسا ہی حال متی اور یوحنا کی انجیل کا ہے متی کی انجیل پر بھی ایک رسالہ شیخ صاحب موصوف نے شائع کر دیا ہے۔ یہ دونوں رسالے دفتر الحکم سے مل سکتے ہیں۔

غرض یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ اناجیل مروجہ نہ تو الہام سے لکھی گئی ہیں اور نہ اُن پر وحی ہوئی۔ ہم زور کے ساتھ بشپ صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں تو **اناجیل ہی سے ثابت کرکے دکھائیں؟** اور اس ثبوت میں پادری فورمن نے جو تیغ و سپر عیسوی میں نشانات شناخت رسول کے رکھے ہیں انپر بھی حواریوں کی رسالہ کو ثابت کریں۔ بشپ صاحب اگر ساری عمر بھی یہ کام کرتے رہیں تو وہ عہدہ برآ نہو سکیں گے۔

آخر میں بشپ صاحب یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اوروں کے ساتھ مقابلہ کرنا تو درکنار ہم ذرا دیکھیں کہ اپنی ذات اور کام کی نسبت جو انکشاف مسیح نے ان آیتوں میں (جنکا حوالہ شروع میں دیا گیا) کیا وہ معقول ہے۔؟

ہم تو مقابلہ کرکے دکھائیں گے کیونکہ ابھی تک ہم صرف ایک پہلو پر بحث کرتے آئے ہیں۔ بشپ صاحب چونکہ مقابلہ میں یسوع کو پورا نہیں اتار سکتے اس لیے موازنہ سے بچنا چاہتے ہیں ہمارے ناظرین جنہوں نے اصل ریویو کے گذشتہ آٹھ نمبر و نکو پڑھا ہے بخوبی جانتے ہیں کہ جو دعاوی بشپ صاحب نے کیے تھے وہ سب کے سب باطل ثابت ہوئے ہیں۔ اور اب ان کے اس استفہامی فقرہ کا جواب ہم جرأت کے ساتھ دیتے ہیں کہ ہرگز **معقول نہیں۔**

پھر بشپ صاحب سوال کرتے ہیں کہ اس سے انسانی جوہر کی اشد ضروریات رفع ہوتی ہیں یا نہیں؟ ہم صاف کہتے ہیں اور ہم نے اس جواب کو مدلل کرکے پہلے دکھا دیا ہے کہ

ہرگز نہیں؟

انجیلی یسوع انسانی ضروریات کا ناکامل نمونہ ہے۔ اور وہ زندگی کے کسی پہلو میں ہادی اور رہنما نہیں ہو سکتا۔ پھر بشپ صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ وہ صرف ہادی یا معلم کی حیثیت سے اپنے آپکو پیش نہیں کرتا۔ تعجب ہے کہ مسیح کا مشن اُن کے نزدیک کیا ہے؟

اور اگر مناسب اور موزوں ہوا تو اسی کے ضمن میں ریورنڈ گر یسوولڈ کے جدید رسالہ پر ریویو کریں گے۔ وما توفیقی الا باللہ ٭

ایک خط

کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ ایک ڈاکٹر چارلس نام عیسائی مذہب کے عالم امریکہ سے عیسویت پر لیکچر دینے کے لیے لاہور تشریف لائے تھے اور لاہور میں اُنھوں نے کچھ لیکچر دیے ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب (جو ہمیشہ اس ٹوہ میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی موقع ان کو ملے تو وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کریں اور اسی وجہ سے دور و دراز تک انکی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے) نے اُنکو ایک دعوتی خط لکھا چونکہ وہ خط دلچسپی سے خالی نہیں اسلیے ہم اپنے ناظرین کی واقفیت کے بڑھانے کے لیے ذیل میں درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ ایڈیٹر

خط

بخدمت ڈاکٹر چارلس کہتبرٹ ہال صاحب ڈی۔ ڈی۔ بیرو لیکچرر۔

ریورنڈ صاحب - مینے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ آپ امریکہ سے خاص اس مطلب کے لیے تشریف لائے ہیں کہ اس ملک کے باشندوں کو تجربہ مذہب عیسوی پر چند وعظ کریں۔ میں اس بات کے سمجھ سکنے سے قاصر ہوں کہ وہ کونسا تجربہ مذہب عیسویت ہو سکتا ہے جسکو آپ مذہب عیسوی کی صداقت کے ثبوت میں بطور دلیل کے پیش کر سکتے ہیں اگر اس تجربہ سے آپکی مراد علمی تحقیقات اور ایجاد اور ملکی قوۃ کی ترقی ہے تو یونان کے بُت پرست اور روما کے ہزار کہ دیوتاؤں کے پجاری ان علمی اور ملکی ترقیوں کے باعث اپنے زمانہ کے یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں زیادہ تر سچے مذہب کے پیرو معلوم ہوتے ہیں۔ اور اگر اس تجربہ سے آپ کی یہ مراد ہے کہ یورپ کے عیسائیوں نے تجارت اور دوسرے ذرائعہ سے بہت روپیہ جمع کر لیا ہے اور یہ اُن کے مذہب کی صداقت کا ایک نشان ہے تو پھر عیسائیت کے معتقدین سیدھے جہنم کو جاتے ہوئے نظر آتے ہیں اگر موجودہ یورپ کی تہذیب مذہب عیسوی کی صداقت کا ثبوت ہے تو پھر پہلے حواری اور خود آپکا خداوند یسوع مذہب عیسوی کا ایک بڑا دشمن نظر آتا ہے۔ اگر عیسائی تجربہ سے آپکا یہ منشا ہے کہ عیسائیوں میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی اور تمدنی خوبیاں پائی جاتی ہیں اور یہ انکی مذہب کی صداقت کا ایک نشان ہو تو یورپ کے موجودہ اخلاق کے متعلق جو سیکڑوں شہادتیں خود اہل یورپ سے ہمکو ملی ہیں اُن میں سے صرف دو تین کو میں اسجگہ نقل کرکے دکھاتا ہوں کہ عیسائی تجربہ کیا شہادت دیتا ہے

(۱) ایسی مفلسی۔ ایسی تباہی۔ ایسی مصیبت۔ ایسی جہالت اسجگہ پائی جاتی ہے کہ یہ مقام مجھے ایک آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی پر نظر آ رہا ہے۔ (۲) تمام عیسائی دنیا قدیم الایام سے آج تک مفلسی۔ تباہی۔ بدی اور پرلے درجہ کی گناہ گاری میں پڑی ہوئی ہے۔ (۳) لکھو کھا آدمی جو بپتسمہ لے چکے ہیں نہایت ہی خراب قسم کی بدکاری میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں (۴) تمام مختلف گرجوں کے افسر ہمکو اطلاع دیتے ہیں کہ قوم مذہب سے بالکل بے پروا ہے اور انجیل اُنپر اپنا کوئی اثر ڈال نہیں سکتی۔

میں تعجب کرتا ہوں کہ آپ نے اس امر کے واسطے اتنے اتنے وسیع سمندر چیرنے کی تکلیف اُٹھائی کہ ہمیں عیسائی تجربہ سے آگاہ کریں۔ جہانتک میں دیکھ سکتا ہوں انجیل میں یسوع کا کوئی بھی ایسا حکم نہیں جو کسی عاقل دور اندیش کے لیے قابل عمل ہو۔ مثال کے طور پر میں یسوع کے چار پانچ احکام کو لیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی دانا اُنپر عمل کر سکتا ہے۔

اول

یسوع کہتا ہے کہ الزام نہ لگاؤ۔

کیا تم کو عدالتیں فوراً بند کر دینی چاہییں جج فوراً موقوف کر دینے چاہییں۔

دوم

یسوع کہتا ہے کہ کل کا فکر نہ کر

کیا گورنمنٹ کے سارے دفتر جو سالہا سال پہلے امور کا فکر کرتے ہیں سب کے سب بند کر دینے چاہییں

سوم

یسوع کہتا ہے کہ اپنا خزانہ زمین پر نہ رکھ

کیا تمام سرکاری خزانوں کو آگ لگا دینی چاہیے

چہارم

یسوع کہتا ہے کہ صدقہ پوشیدگی میں دو

کیا خیرات کی تمام فہرستیں جو مشنریوں کی اخبار میں چھپتی ہیں کفر سے بھری ہوئی ہیں

پنجم

یسوع کہتا ہے اگر کوئی تیرا کوٹ لے لے تو اسی چغہ بھی دیدے

کیا جب بوئروں نے ہماری دانا گورنمنٹ سے ٹرانسوال پر جھگڑا کیا تو انکو ساتھ ہی کیپ کالونی بھی دیدینی چاہیے تھی۔

مثال کے لیے یہ باتیں کافی ہوں گی۔ یسوع کے تمام اصول اسی قسم کے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ یہ اصول ایک غریب چھوٹے سے گروہ کے واسطے تھے جو غریب یسوع کے پیچھے ہو لیا تھا۔ یسوع کا کبھی یہ منشا نہ تھا کہ ایک عالمگیر مذہب دنیا میں قائم کرے۔ لیکن عالمگیر مذہب اور شریعت اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں کی ہے جو نبیوں کے خاتم رسولوں کے سردار حضرۃ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ میں اس پاک کتاب کی چند آیتوں کا ترجمہ اسجگہ نقل کرتا ہوں جس سے آپکو اس عالمگیر شریعت کی عظمت اور شان نظر آ جائیگی۔

اول

انکو سزا دینا ضروری ہے جو مخلوق کو تکلیف دیں اور زمین میں فساد کریں۔

دوم

تم اپنا صدقہ پوشیدہ بھی دو اور ظاہر بھی دو

سوم

جو کچھ خدا نے تمہیں دیا ہے اسمیں سے خرچ کرو

چہارم

کہدو کہ ایک ہی اللہ ہے وہ بے احتیاج ہے نہ اسکو کسی نے جنا نہ وہ جنتا ہے اور کوئی اسکی مانند نہیں ہے۔

ان دنوں میں بھی خدا نے قادر مطلق پہلے نبیوں کی مانند ایک نبی مبعوث کیا ہے جسکے ہاتھ پر سیکڑوں معجزات دنیا پر ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ ان سب کو روحانی زندگی عطا کرتا ہے جو حق جوئی کی نیت سے اُسکے پاس آتے ہیں۔ میں آپ کو میگزین

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شایع ہوا

ضروری اطلاع [illegible]

جمہور توں تو ۲۲ یا ۲۳ جنوری تک واپس قادیان آسکوں گا خاکسار ایڈیٹر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

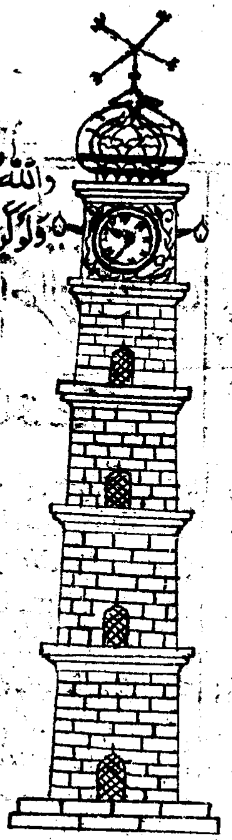

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷ | ۱۷ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء | نمبر ۲

صدائے غیبی بتصدیق حضرت مسیح موعود

واقعہ ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو میرے ایکدوست نے جسکا نام میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اور نہ انہوں نے اجازۃ ظاہر کرنیکی دی ہے چند آدمیوں میں حلف اُٹھا کر بیان کیا کہ آج راتکو بوقت ۳ بجے ایک شخص مقبول صورۃ کو دیکھا جس کے ایک ہاتھ میں صراحی اور ایک ہاتھ میں پیالہ ہے ادھر اُدھر پھرتا ہے میں نے جو اُس سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں تو جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں اور جماعۃ احمدیہ کو تلاش کرتا پھرتا ہوں تاکہ انکو آب کوثر پلاؤں پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اے مخالفان جماعۃ احمدیہ اب بھی مسیح موعود کی تصدیق میں کسر رہ گئی ہے جلد استغفار اور توبہ کرو اور مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرو تاکہ نجاۃ کا سبب ہو ورنہ کف افسوس ملوگے۔ یہ رویا اللہ تعالیٰ نے ایک سخت مخالف کو دکھایا ہے وہ اُمروز سے نرم اور خائف ہے اور ایمان لے آیا ہے خدا اسکو یہ توفیق دے

المشتہر

ایس۔ ایم۔ یوسف احمدی کمسریٹ ایجنٹ۔ از کیمپ انبالہ بازار توپ خانہ۔

بقیہ نظم الکلام الفصیح فی تعلیم المسیح

از

جناب ثاقب مالیر کوٹلوی

رگ جان سے نزدیک پر دور ہے وہ
پرے آنکھ سے آنکھ کا نور ہے وہ
اگرچہ ہے اُس ذات عالی میں وحدت
پہ اُس کی تجلی میں پاؤگے کثرت
جب انسان میں ہو نیا رنگ پیدا
دل و جان سے وہ خدا پر ہو شیدا
وہ صف اپنی ہستی کی ساری اُلٹ دے
جو اک آن میں اپنی کایا پلٹ دے
جو خود وہ اپنی حالت میں بالکل نیا ہو
نیا ہی خدا اُسپہ جلوہ نما ہو
غرض جتنی اور جیسی رنگت دکھلائے
خدا بھی اُسے ویسی صورۃ دکھلائے
مگر یاں آنے نہ دو تم تحیر
کہ ممکن ہے کیسے خدا میں تغیر
تغیر خدا میں نہ ہوگا ذرا کچھ
ازل سے نہ بدلا نہ بدلے خدا کچھ
وہ پہلے سے ہے اور کامل خدا ہے
وہ خالق ہے مخلوق اُس سے جدا ہے
مگر جب کوئی بڑھ کے نیکی دکھلائے
خدا بھی نئی اک تجلی دکھائے
چڑھے نردبان ترقی پہ جوں جوں
ترقی قدرت کا جلوہ ہو افزوں
وہ قدرت دکھاتا ہے عادت سے بڑھکر
جو بندہ بدل جائے عادت سے بڑھکر
جو ایسا بدل کر دکھائے خدا کو
خوارق میں اور معجزوں میں مثل ہو
جب ایسے خدا پر یقیں تم کو آئے
تو سمجھیں گے تم ہم پہ ایمان لائے
نہ کچھ فکر نفس اور آرام کی ہو
طلب دل میں صرف اس دل آرام کی ہو
مقدم وہی ہو علائق کو توڑ دو
الگ ہو کے سب سے فقط اُس سے جوڑ دو
دکھا دو رہ حق میں صدق و وفا تم
بنو مرد میدان شیر خدا تم
پر ستار اسباب ہے ابن آدم
عزیز و اقارب پہ مرتا ہے ہر دم
وہ ہے محو حب عزیزان جانی
یہی دل کی ٹھنڈک یہی شادمانی
مگر تم کو صرف اُس خدا کی طلب ہو
مقدم وہی اور اسکا ادب ہو
کرو اسطرح تم عبادت خدا کی
بنو آسماں پر جماعت خدا کی۔

کلمات طیبات

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب میرا یہ دعویٰ کہ اس صدی پر **میں** تجدید دین کے لیے بھیجا گیا ہوں صاف ہے میں زور سے کہتا ہوں کہ **اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے** اور اسپر ۲۲ برس سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ اسقدر عرصہ تک میری تائیدوں کا ہونا یہ اللہ تعالےٰ کا الزام اور حجت ہے تم لوگوں پر۔ کیونکہ میں نے جو مجدد ہونیکا دعویٰ کیا ہے کہ میں فسادوں کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا ہوں حدیث اور قرآن کی بنا پر کیا ہے اب جو لوگ میری تکذیب کریں گے وہ میری نہیں، اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کریں گے انکو کوئی حق تکذیب کا نہیں پہونچتا جب تک وہ میری جگہ دوسرا **مصلح** پیش نہ کریں کیونکہ زمانہ اور وقت بتاتا ہے کہ مصلح آنا چاہیے کیونکہ ہر جگہ مفاسد پیدا ہو چکے ہیں اور قرآن شریف کہتا ہے کہ ایسی آفتوں کے وقت حفاظت قرآن کے لیے مامور آتا ہے اور حدیث کہتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجا جاتا ہے پھر ضرورتیں موجود ہیں اور یہ وعدے حفاظت اور تجدید دین کے الگ ہیں تو ان ضرورتوں اور وعدوں کے موافق آنے والے کی تکذیب کی تو دو ہی صورتیں ہیں یا کوئی اور مصلح پیش کیا جاوے یا ان وعدوں کی تکذیب کی جاوے۔

بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حفاظت کی کوئی ضرورۃ نہیں ہے وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ دیکھو جو شخص باغ لگاتا ہے یا عمارت بناتا ہے تو کیا اسکا فرض نہیں ہوتا؟ یا وہ نہیں چاہتا کہ اسکی حفاظت اور دشمنوں کی دست برد سے بچانے کے لیے ہر طرح کوشش کرے باغات کے گرد کیسے کیسے احاطے حفاظت کیلیے بنائے جاتے ہیں اور مکانات کو آتشزدگیوں سے بچانے کے لیے نئے نئے مصالح طیار ہوتے ہیں اور بجلی سے بچانے کے لیے تاریں لگائی جاتی ہیں؟ یہ امور اس فطرۃ کو ظاہر کرتے ہیں جو بالطبع حفاظت کے لئے انسانوں میں ہے۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ **وہ اپنے دین کی حفاظت کرے**؟ بیشک حفاظت کرتا ہے۔ اور اس نے ہر بلا کے وقت اپنے دین کو بچایا ہے اب بھی جبکہ ضرورۃ پڑی اسنے

مجھے اسی لیے بھیجا ہے

ہاں یہ امر حفاظت کا مشکوک ہو سکتا یا اس کا انکار ہو سکتا تھا اگر حالات اور ضرورتیں اس کی مؤید نہ ہوتیں۔ مگر کئی کروڑ کتابیں اسلام کے رد میں شائع ہو چکی ہیں اور ان اشتہاروں اور دو ورقہ رسالوں کا تو شمار ہی نہیں جو ہر روزہ اور ہفتہ وار اور ماہوار پادریوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ انکتابوں کو اگر جمع کیا جاوے جو ہمارے ملک کے مرتد عیسائیوں نے سید المعصومین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک ازواج کی نسبت شائع کی ہیں تو کئی کوٹھے ان کتابوں کے بھر سکتے ہیں اور اگر انکو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر رکھا جاوے تو وہ کئی میل تک پہونچ جائیں۔

عماد الدین۔ صفدر علی اور ٹھاکر داس وغیرہ نے جیسی تحریریں شائع کی ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ عماد الدین کی تحریروں کے خطرناک ہونے کا بعض انصاف پسند عیسائیوں کو بھی اعتراف ہے چنانچہ لکھنؤ سے جو ایک اخبار شمس الاخبار نکلا کرتا تھا اسمیں اسکی بعض کتابوں پر رائے لکھی گئی تھی کہ اگر ہندوستان میں پھر کبھی غدر ہوا تو ایسی تحریروں سے ہوگا ایسی حالتوں پر بھی کہتے ہیں کہ

اسلام کو کیا بگڑا ہے

اس قسم کی باتیں وہ لوگ کر سکتے ہیں جنکو یا تو اسلام سے کوئی تعلق اور درد نہیں اور یا وہ لوگ جنھوں نے حجروں کی تاریکی میں پرورش پائی ہے اور انکو باہر کی دنیا کی کچھ خبر نہیں ہے پس ایسے لوگ اگر ہیں تو [illegible] وہ نہیں ہاں وہ لوگ جو نور قلب رکھتے ہیں جنکو اسلام کے ساتھ محبت اور تعلق ہے اور زمانے کے حالات سے آشنا ہیں انکو [illegible] پڑتا ہے کہ یہ وقت کسی

عظیم الشان مصلح کا وقت ہے

غرض اسوقت میرے مامور ہونے پر بہت سی شہادتیں ہیں

اول اندرونی شہادۃ

دوم بیرونی شہادۃ

سوم صدی کے سر پر آنیوالے مجدد کی نسبت حدیث صحیح

چہارم اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کا وعدہ حفاظت۔

اب پانچویں اور زبردست شہادۃ میں اور پیش کرتا ہوں اور وہ سورۃ النور میں وعدہ استخلاف ہے۔ جسمیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ اس آیت میں استخلاف کے موافق جو خلیفے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ہوں گے وہ پہلے خلیفوں کی طرح ہونگے اس قرآن شریف میں آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ فرمایا گیا ہے جیسے فرمایا ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ اور آپ مثیل موسیٰ استثنا کی پیشگوئی کے موافق بھی ہیں پس اس مماثلت میں جیسے **کَمَا** کا لفظ فرمایا گیا ہے ویسے ہی سورہ نور میں **کَمَا** کا لفظ ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت اور مماثلت تامہ ہے۔ موسوی سلسلہ کے خلفا کا سلسلہ حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام پر آکر ختم ہو گیا تھا اور وہ حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ اس مماثلت کے لحاظ سے کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ چودھویں صدی میں ایک خلیفہ اسی رنگ و قوۃ کا پیدا ہو جو مسیح سے مماثلت رکھتا ہو اور اس کے قلب اور قدم پر ہو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اس امر کی اور دوسری شہادتیں اور تائیدیں نہ بھی پیش کرتا تو یہ سلسلہ مماثلت بالطبع چاہتا تھا کہ چودھویں صدی میں عیسوی بروز آپ کی امت میں ہو وے جو آپ کی مماثلت میں

معاذ اللہ ایک نقص اور ضعف ثابت ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس مماثلت کی تصدیق اور تائید فرمائی بلکہ یہ بھی ثابت کر دکھایا کہ مثیل موسیٰ موسیٰ سے اور تمام انبیاء علیہم السلام سے

افضل تھے

حضرت مسیح علیہ السلام عیسوی اپنی کوئی شریعت لیکر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے اسی طرح محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لیکر نہیں آیا

بلکہ قرآن شریف کے احیاء کے لیے آیا ہے

اور اس تکمیل کے لیے آیا ہے جو

تکمیل اشاعت ہدایت کہلاتی ہے

تکمیل اشاعت ہدایت کے متعلق یاد رکھنا چاہیے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو اتمام نعمت اور اکمال الدین ہوا۔ تو اسکی دو صورتیں ہیں اول تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیل ہدایت من کل الوجوہ آپ کی آمد اول سے ہوئی۔ اور تکمیل اشاعت ہدایت آپ کی آمد ثانی سے ہوئی۔ کیونکہ سورہ جمعہ میں جو اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ والی آیت آپ کے فیض اور تعلیم سے ایک اور قوم کے طیار کرنے کی ہدایت کرتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ایک بعثت اور ہے۔ اور یہ بعثت **بروزی** رنگ میں ہے جو اسوقت ہو رہی ہے پس یہ وقت تکمیل اشاعت ہدایت کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اشاعت کے تمام ذریعے اور سلسلے مکمل ہو رہے ہیں۔ چھاپہ خانوں کی کثرۃ اور آئے دن ہنئی نئی ایجادوں کا پیدا ہونا۔ ڈاکخانوں۔ تار برقیوں۔ ریلوں۔ جہازوں کا اجرا اور اخبارات کی اشاعت ان سب امور نے مل ملا کر دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کر دیا ہے پس یہ ترقیاں بھی دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی ترقیاں ہیں کیونکہ اس سے آپکی کامل ہدایت کے کمال کا دوسرا جزو تکمیل اشاعت ہدایت پورا ہو رہا ہے۔ اور یہ اسی کے موافق ہے جیسے مسیح نے کہا تھا کہ میں توریت کو پورا کرنے آیا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ

میرا ایک کام یہ بھی ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کروں

غرض یہ عیسوی مماثلت بھی ہے علاوہ بریں حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں بھی جو آفتیں پیدا ہو گئی تھیں اسی قسم کی یہاں بھی موجود ہیں اندرونی طور پر یہودیوں کی حالت بہت بگڑ گئی تھی اور تاریخ سے اس امر کی شہادۃ ملتی ہے کہ توریت کے احکام انھوں نے چھوڑ دیے تھے بلکہ اس کے بجائے طالمود اور بزرگوں کی روایتوں پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اسوقت مسلمانوں میں بھی ایسی ہی حالت پیدا ہو گئی ہے کتاب اللہ کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اس کے بجائے روایتوں قصوں پر زور مارا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سلطنت کے لحاظ سے بھی ایک مماثلت ہے اُسوقت رومی گورنمنٹ تھی۔ اور اسوقت برٹش گورنمنٹ ہے جسکے عدل و انصاف کا عام شہرہ ہے۔ اور یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہ بھی چودھویں صدی میں آئے تھے اور اسوقت بھی چودھویں صدی ہے ان سب کے علاوہ ایک اور سر بھی ہے جو مماثلت کو مکمل کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح اخلاقی تعلیم پر زیادہ زور دیتے تھے اور موسیٰ کی جہادوں کی اصلاح کرنے آئے تھے انھوں نے کوئی تلوار نہیں اُٹھائی **مسیح موعود** کے لیے بھی مقرر تھا کہ وہ اسلام کی خوبیوں کو تعلیم کی سچائیوں سے قائم کرے اور اس اعتراض کو دور کرے جو اسلام پر اسی رنگ میں کیا جاتا ہے کہ وہ تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے یہ اعتراض مسیح موعود کے وقت میں بالکل اُٹھا دیا جاوے گا کیونکہ وہ اسلام کے زندہ برکات اور فیوض سے اُسکی سچائی کو دنیا پر ظاہر کریگا۔ اور اس سے یہ ثابت ہو گا کہ جیسی آج سی ترقی کے زمانہ میں بھی اسلام محض اپنی پاک تعلیم اور اُس کے برکات اور ثمرات کے لحاظ سے مؤثر اور مفید ہی ایسا ہی ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مفید اور مؤثر پایا گیا ہے کیونکہ **یہ زندہ مذہب ہے** یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آنیوالے مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی اسکے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا یَضَعُ الْحَرْبَ وہ لڑائیوں کو اُٹھا دیگا۔ اب ان ساری شہادتوں کو جمع کرو۔ اور بتاؤ کہ کیا اسوقت ضرورۃ نہیں کہ کوئی

آسمانی مرد نازل ہو؟

جب یہ مان لیا گیا کہ مجدد کا آنا ضروری ہے اور ہر صدی پر مجدد مبعوث ہوگا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ [illegible] مماثلت [illegible] ہے تو اس مماثلت کے لحاظ سے ضروری ہے کہ اس صدی کا مجدد مسیح ہو کیونکہ چودھویں صدی پر موسیٰ کے بعد آیا تھا۔ اور آجکل چودھویں صدی ہے چودہ کے عدد کو بڑی مناسبت ہے چودھویں صدی کا چاند کامل ہوتا ہے اسی کیطرف اللہ نے لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ میں اشارہ کیا ہے یعنی ایک بدر تو وہ تھا جبکہ رسول اللہ صلعم نے اپنے مخالفوں پر فتح پائی۔ اسوقت بھی آپکی جماعۃ قلیل تھی اور ایک بدر یہ ہے۔ بدر میں چودھویں صدی کیطرف اشارہ ہے اسوقت بھی اسلام کی حالت اذلہ کی رہی ہے۔ سو ان سارے وعدوں کے موافق اللہ تعالیٰ نے **مجھے مبعوث کیا ہے۔**

احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ آنے والے موعود کے وقت دنیا **ظلم اور زور** سے بھری ہوئی ہوگی ظلم اور زور سے یہ مراد نہیں کہ اسوقت حکومت ظالم ہوگی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں آنے والے مسیح کے وقت میں ضروری ہے کہ سلطنت عادل ہو اور امن ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ ہمکو ایسی عادل اور امن دوست گورنمنٹ اس نے عطا کی ہے جسکی نظیر آج دنیا کی کسی سلطنت میں نہیں ملتی ہے جیسے مسیح کے زمانہ میں رومی گورنمنٹ جو اپنے عدل و انصاف کے لیے مشہور تھی۔ مگر ہماری گورنمنٹ رومی گورنمنٹ سے بدرجہا بہتر اور بڑھ چڑھ کر عادل ہے یہانتک کہ اس مقدمہ میں جو پادری ہنری مارٹین کلارک کیطرف سے مجھ پر ہوا تھا کپتان ڈگلس جو ان دنوں گورداسپور کا کمشنر تھا۔ باوجودیکہ بعض کوتاہ اندیشوں کا یہ خیال تھا کہ ایک معزز پادری کیطرف سے مقدمہ ہے لیکن اس انصاف پسند حاکم نے اصلیت کو نکال لیا اور معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ بعض ادنیٰ درجہ کے آدمیوں کی چالاکی کا نتیجہ تھا۔ کپتان ڈگلس جو آجکل دہلی میں ڈپٹی کمشنر ہیں ہمیشہ تک اس عدیم المثل انصاف کے باعث مشہور رہیں گے اور یہ تو گورنمنٹ کے ایک عہدہ دار کی مثال ہے

سورۃ جمعہ پر حضرۃ حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

کثرۃ کے ساتھ وہ لوگ جو علما کہلاتے ہیں ایسے ملیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ تبارک الذی یاد ہے اور کچھ نماز جنازہ آجاوے گویا سارے قرآن میں انکو اتنی ہی ضرورۃ ہے کہ مردے یا نئے تعلق نکاح وغیرہ سے کچھ کماوے۔ قرآن کی غرض وغایت ان کے نزدیک صرف اتنی ہی ہے اس سے آگے کچھ نہیں۔ مصنفوں کو دیکھو کتابیں لکھنے میں مطلب صرف اتنا ہے کہ کچھ فائدہ ہو ان اسفار کا نتیجہ گدھے کی طرح ہے جو فوائد قلیل کے لیے اسقدر بوجھ اٹھاتا ہے کیا بری مثال ہے وہ جامع اخلاق انسان جو صفات عالیہ کا وارث ہوسکتا ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل ورحم کا وارث بن سکتا ہے وہ انسان جس کا خدا اللہ ہے اور بچھڑا نہیں وہ اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے منشا زندگی کو معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی معلم آوے جو مزکی ہو اور تالی آیات اللہ کا۔ مجھے اس آیت نے بارہا متاثر بنایا ہے اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا وہ معبود کیسا ہوسکتا ہے جو کسی کی بات کا جواب ہی نہیں دیتا اگر وہ کسی ایک سے بھی بولتا تو کم از کم یہ الزام اٹھ جاتا۔ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اب کسی سے کلام نہیں کرتا مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ بچھڑے خدا پر ایمان لائے ہیں نہ کہ متکلم خدا پر۔ وہ ہرگز نہیں مانتے کہ وہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین خدا ہے ایک نیچری . . کہتا ہے کہ دعاؤں کا کچھ نتیجہ اور اثر نہیں اس قسم کا اعتقاد رکھنے والا بھی خدا کو بچھڑا ہی مانتا ہے اسلام کے خدا پر وہ یقین نہیں لاتا جس کی بابت یقین رکھنا ضروری ہے کہ وہ اللہ وہی ہے جس نے فرمایا ادعونی استجب لکم۔

غرض انسان اسفار سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک معلم مزکی موجود نہ ہو۔ اگر ساری دانش اور قابلیت کتابوں پر منحصر ہوتی تو میں سچ کہتا ہوں کہ میں سب سے بڑھ کر تجربہ کار ہوتا کیونکہ جسقدر کتابیں مینے پڑھی ہیں بہت تھوڑے ہوں گے جنہوں نے اسقدر مطالعہ کیا ہو اور بہت تھوڑے ہونگے جنکے پاس اسقدر ذخیرہ کتب کا ہو مگر میں یہ بھی سچ کہتا ہوں کہ وہ ساری کتابیں اور سارا مطالعہ بالکل رائگاں اور بیفائدہ ہوتا اگر میں امام کے پاس اور اسکی خدمت میں نہ ہوتا۔ مجرد کتابوں سے آدمی کیا سیکھ سکتا ہے جبتک مزکی نہ ہو اب میری حالت یہ ہے کہ جبکہ مینے محض خدا کے فضل سے راستباز کو پالیا ہے تو ایک منٹ بھی اس سے دور رہنا نہیں چاہتا یہانتک کہ ایک نے ہزار روپیہ دیکر بلوانا چاہا مگر مینے گوارا نہ کیا۔ پھر اسپر مجھے تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے دوسرے بھائی کیونکر قادیان سے باہر جانا چاہتے ہیں۔ میں یہ باتیں صرف تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں شاید کسیکو فائدہ ہو + کہ مینے بہت کتابیں جمع کیں لیکن جو کچھ مجھے ملا محض اسکے فضل سے ملا۔ تم نہ تھی کوئی دعویٰ نہ تھا اسوقت میرے دل نے مان لیا تھا کہ یہ سچا ہے میرے لیے اسکی سچائی کی دلیل اور نشان میں آپ ہی تھا پھر میرا لڑکا عبد الحی آیۃ اللہ ہے محمد احمد مرگیا تھا لودھیانہ کے ایک معترض نے اسپر اعتراض کیا میرے غافل دل نے اسکی پرواہ نہ کی اور حقیقت میں میری یہ حالت تھی کہ میں محض اولاد کا خواہشمند نہ تھا میں اسی مجلس میں ایک شخص کو بطور شہادت پیش کرسکتا ہوں اور وہ ایڈیٹر الحکم ہے کہ ایک طبیب نے جو اشتہاری ہے مجھے اسکی معرفت پیغام دیا کہ تم میرا علاج کرو تمہارے یہاں اولاد ہو جاوے گی۔ میں نے اسکو یہی جواب دیا کہ مجھے محض اولاد کی ضرورۃ نہیں بلکہ سعادت مند اولاد کی ضرورۃ ہے اگر اس کا کوئی نسخہ تمہارے پاس ہو تو میں کئی ہزار روپیہ دینے کو طیار ہوں اسکا جواب اس نے کچھ نہ دیا۔ (ایڈیٹر۔ یہ واقعہ بالکل درست اور صحیح ہے) غرض مینے اس لودھیانوی معترض کی تحریر کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا اور [illegible] خدا کی [illegible] آقا امام نے اسپر توجہ کی [illegible] بشارت ملی جو ازالۃ [illegible] کے [illegible] درج ہے اور پھر اسکے چند برس [illegible] بچہ جسکا نام عبد الحی ہے پیدا ہوا [illegible] کشف کے مطابق اسکے جسم پر بعض پھوڑے پھنسیاں نکلے جنکے علاج میں میری طبابت گرد تھی [illegible] ان پھوڑوں کی باعث سخت تکلیف تھی اور وہ ساری رات اور دن بھر تڑپتا اور بیچین رہتا جسکے ساتھ ہمکو بھی کرب ہوتا مگر ہم مجبور تھے کچھ نہ کرسکتے تھے ان پھوڑوں کے علاج کیطرف بھی اس کشف میں ایما تھا اور اسکی ایک جز ہلدی تھی اور اسکے ساتھ ایک اور دوائی تھی جو یاد نہیں رہی تھی ہم نے اسکے اضطراب اور کرب کو دیکھکر چاہا کہ ہلدی لگائیں آپ نے کہا کہ میں جرأت نہیں کرسکتا کیونکہ اسکا دوسرا جز یاد نہیں مگر ہم نے غلطی کھائی اور ہلدی لگادی جس سے وہ بہت ہی تڑپا اور آخر ہمکو وہ دھونی پڑی۔ اس سے ہمارا ایمان تازہ ہوگیا کہ ہم کیسے ضعیف اور عاجز ہیں کہ اپنے قیاس اور فکر سے اتنی بات نہیں نکال سکے۔ اور یہ مامور اور مرسلوں کی جماعۃ ایک مشین اور کل کیطرح ہوتے ہیں جس کے چلانے والا اللہ تعالےٰ ہی ہوتا ہے اس کے بلائے بغیر یہ نہیں بولتے غرض میرا ایمان ان نشانوں سے بھی پہلے کا ہے۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمکو نشان کے بغیر نہ چھوڑا سیکڑوں نشان دکھا دیے۔ اور خود میرے ہی گھر میں نشان موجود ہے جسکا مینے ذکر بھی کیا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھو کہ جو لوگ اپنا ایمان کسی نشان سے مشروط رکھتے ہیں وہ ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کو آزمانا چاہتے ہیں اور اس سوء ادبی اور جرأت کی سزا انکو یہ ملتی ہے کہ وہ محروم رہ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اقتراحی معجزات مانگتے ہیں انکو کوئی نشان نہیں دیا جاتا ہے اب بھی ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اس قسم کے اعتراض اور جرأت کیا کرتے ہیں کہ اتنے عرصہ میں فلاں قسم کا عذاب ہمپر آجائے۔ وہ اللہ تعالےٰ کو اپنی عقل اور رحم کے پیمانہ میں محدود کرنا چاہتے ہیں اور اسی حکومت کی خواہش کرتے ہیں حالانکہ اَللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ اس کی شان ہے۔

مختصر یہ کہ ہم محتاج تھے اور قحط زدہ تھے نظر ہم چاہتے تھے کہ اسوقت ہماری دستگیری کیجاوے لیکن ہماری صرف صورۃ سوال تھی اگر ہم میں عقل ہوتی تو زمانہ کی حالت کو دیکھکر آنیوالے کی تلاش کرتے مگر میں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل کا شکریہ کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ٹھوکر نہیں کھانے دی بلکہ میری حفاظت فرمائی ہے

(باقی آئندہ)

ڈائری حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

بقیہ دربار شام

اس لیے اسقدر مانگو کہ اس نقطہ تک پہنچ جاؤ کہ رقت پیدا ہو جائے۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو دل خود محسوس کر لیتا ہے کہ یہ تغیر خدا نے کیا ہے ایکبار بھی اس کا تجربہ ہو جاوے گا تو اس کی چاشنی لگ جائیگی۔ مشکلات اجنبیت کے لیے ہوتے ہیں جب وہ اجنبیت جاتی رہی تو مشکلات بھی نہیں رہتی ہیں بلکہ لذۃ کے ساتھ نماز اور دعا کی طرف توجہ کرتا ہے۔ یاد رکھو ساری لذتیں خدا تعالےٰ کی یاد اور محبت میں ہیں اور یہ لوگ جو دنیا داری کی عیش و عشرت میں بظاہر زندگی بسر کر رہے ہیں یہ بہائم کی زندگی ہے عارف تو ان کے دیکھنے سے بھی متنفر ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایک مختصر سی زندگی میں جس کی بابت اتنا بھی یقین نہیں کہ رات کو سوئیں گے تو صبح زندہ اٹھیں گے اسقدر غفلت سے کام لے رہے ہیں ایسے لوگوں کو مرنے کے وقت حسرۃ ہوگی۔ اسلیے یہ سچی بات ہے کہ ایمان کا پہلا نشان یہی ہے کہ دنیا اور اسکی شان و شوکت مردہ کیڑے سے بھی کمتر دکھائی دے اور زینت الدنیا پر کوئی حسرت نہ کرے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ لوگ بدقسمت ہیں اور انکی بہائم کی سی زندگی ہے انسان کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ منقطعین کا شوق کرے انکے سوا سب مردہ ہیں زندہ وہی ہوتے ہیں اور ذو حظ عظیم وہی ہیں جنکو خدا زندہ کرتا ہے اور جنکو دیکھکر دنیا اور دین کے مصائب دور ہوتے ہیں اور انسان رحمۃ کے قریب آتا ہے۔ لعنۃ کے قریب جاکر لعنۃ ہی کا حقدار ہوگا۔ یقیناً یاد رکھو کہ دنیا بے ثبات ہے اسی لیے حکم ہے کونوا مع الصادقین فرمایا صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ تا کہ تم بھی صادق بنو۔

عرب۔ مجھے یہاں رہنے سے بڑا فائدہ ہوا ہے اور اب میں عجیب عجیب خواب دیکھتا ہوں۔

حضرۃ ؑ نشو و نما اور ترقی رفتہ رفتہ ہوتی ہے آپ کی خوش قسمتی ہے جو آپ یہاں آگئے اور رہے ورنہ وہ اگر چاہتا تو آپ اس تماشاگاہ بمبئی لاف و گزاف کے کیا ے جاتے ہمتو ان کھیل تماشوں سے ایسے متنفر ہیں کہ اگر قریب بھی ہو تو یہ کہیں کہ کب یہاں سے اٹھ جائیں۔

عرب میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اب مثقال ذرہ بھی حسرت نہیں رہی۔

حضرۃ ؑ اچھا اللہ تعالےٰ ثابت قدم رکھے اور ترقی بخشے

عرب فرشتوں کے متعلق کیا بات ہے آپ نے کبھی انکو دیکھا ہے

حضرۃ ؑ ہمتو ہر روز انکو دیکھتے ہیں بعض وقت مجسم ہوکر نظر آتے ہیں۔ اسپر حضرۃ ؑ نے تین چار واقعات فرشتوں کے مجسم ہونیکو بیان فرمائے۔ انمیں سے ایک واقعہ وہ ہے جب آپ مبعوث اور مامور ہونے سے پہلے روزہ رکھا کرتے تھے۔ ملائکہ کی جماعۃ نے کہا کہ یہ شخص اسقدر مشقت کیوں اٹھاتا ہے اور ایک یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بڑے میدان میں ایک دس بارہ برس کے لڑکے کی عمر کی شکل میں متمثل دیکھا اور اس کے پاس آپ گئے تو اس نے ایک بڑا نان سفید جو پاکیزہ اور درخشاں تھا آپکو دیا اور کہا کہ یہ تو تمہارے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے۔ اور پھر ایکبار اسی تمثل میں نظر آیا اور کہا کہ خدا تمہاری ساری مرادیں پوری کر دے گا۔

اور ایک وہ واقعہ بیان فرمایا جو قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ کے الہام کے ساتھ ہے پھر لیکھرام کے متعلق جو ملائکہ شداد و غلاظ نظر آئے انکا ذکر کیا۔ اور واقعہ لیکھرام کے متعلق ایک اور کشف بتایا کہ اس کے مرنے سے پہلے دیکھا کہ ایک چمکیلا نیزہ میرے ہاتھ میں ہے ایسا میں لیکھرام کا سر ہے ایک فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ اب یہ نہیں آوے گا۔

فرمایا یہ عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ فرشتوں کے متعلق تذکرہ میں رویا اور کشف میں آپنے فرق بتایا کہ رویا میں غیبت حس ہو جاتی ہے اور روح کہیں کی کہیں ہوتی ہے کشف میں مکان نہیں بدلتا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مقام پر ہی ہے آوازیں بھی بعض اوقات سنتا ہے۔ اور کشف بیداری میں بھی ہو جاتا ہے

عفتہ ؑ إنّي أنا الصّا جو آپ کا الہام ہے اسکے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی کہ یہ بالکل نیا نام ہے فرمایا ہاں یہ ویسا ہی ہے جیسے افطر و اصوم طاعون کے متعلق ہوا تھا۔ ایک وقت روزہ رکھونگا اور ایکوقت روزہ کھولونگا حقیقۃ جیسا فرماتا ہے ویسا ہی وقوع میں آتا ہے چند سال سے دیکھتے ہیں کہ شدۃ گرما یا سرما میں طاعون کم ہو جاتی ہے اور بہاری موسم میں چمکتی ہے اسی قسم کے لطیف محاورات میں سے انّی انا الصّاعِقَۃ بھی ہے۔

۲ر جنوری ۱۹۰۳ء

صبح کی سیر

الہام فرمایا رات مجھے الہام ہوا۔ جَاءَنِیْ آئِلٌ وَّاخْتَارَ وَ اَدَارَ اِصْبَعَہٗ وَ اَشَارَ یعصمک اللہ من العدیٰ ویسطو بکل من سطا۔ آئل جبرئیل ہے فرشتہ بشارت دینے والا۔ **ترجمہ** آیا میرے پاس آئل اور اس نے اختیار کیا (یعنی مجھے چن لیا) اور گھمایا اپنی انگلی کو اور اشارہ کیا خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور ٹوٹ پڑے گا ہر اس شخص پر جو تجھپر اچھلا۔

فرمایا ایل اصل میں ایالت سے ہے یعنی اصلاح کرنیوالا اور سیاست کرنیوالا جو مظلوم کو ظالم سے بچاتا ہے یہاں جبرئیل نہیں کہا آئل کہا اس لفظ کی حکمت یہی ہے کہ وہ دلالت کرے کہ مظلوم کو ظالم سے بچاوے اسلیے آئل ہی فرشتہ کا نام رکھا۔

یہ بھی پہلے الہام سے ملتا ہے اندکر جید تمشی امامک و عادیٰ لک من عادیٰ یہ چندروز پہلے کا الہام ہے

کہ وہ کریم ہے تیرے آگے آگے چلے گا اور جو تجھ سے عداوت کرے گا وہ اس سے عداوت کرے گا۔ آل چونکہ لغت میں بمشکل مل سکتا ہوگا یا کم مستعمل ہوگا اسلیے اللہ نے خود ہی اسکی تفصیل کر دی یہ کہکر کہ آل جبرئیل ہے فرشتہ بشارت دینے والا

جسطرح انبیا علیہم السلام کے صفات ہوتے ہیں اسیطرح ملائک کے بھی صفات ہوتے ہیں اور اصیعہ کے جو معنی ہم کرتے ہیں وہ اجتہادی ہیں اصل حقیقت تو اسوقت کھلے گی جب اسکا ظہور ہوگا اسپر

ابو سعید عرب صاحب نے عرض کی کہ کاش مجھکو بھی جبرئیل دکھلایا جاتا فرمایا جب خدا آپکو وہ آنکھیں عطا کرے گا تو آپ بھی دیکھ لیں گے وما نتنزل الا بامر ربک وہ تو خدا کے حکم سے نازل ہوتا ہے

جنت من حضرۃ الوتر +

اسپر اپنا ایک پرانا کشف بیان کیا کہ جب مولوی محمد حسین صاحب نے ہمارے کفر کا فتویٰ دیا اور لوگوں کو بھڑکایا کہ یہ مسلمان نہیں انکے جنازے درست نہیں اور انکو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دیا جاوے اسوقت چونکہ بغض وعداوت بڑھ گئی تھی ہم گویا تنہا رہ گئے۔ اسوقت میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی شکل پر ایک شخص آیا ہے مگر مجھے فوراً معلوم کرایا گیا کہ یہ فرشتہ ہے میں نے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو اسنے کہا کہ جنت من حضرۃ الوتر میں جناب باری سے آیا ہوں میں نے کہا کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ بہت سے لوگ تم سے الگ ہو گئے ہیں اور تمھاری عداوت میں بڑھتے جاتے ہیں یہ پیغام دینے آیا ہوں میں نے اسکو الگ ہو کر ایک بات کہنی چاہی جب وہ الگ ہوا تو میں نے کہا کہ لوگ تو مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہیں مگر کیا تم بھی الگ ہو گئے ہو۔ اسنے کہا نہیں ہم تمھارے ساتھ ہیں سنا پھر حالت کشف اسپر جاتی رہی۔

حدیث وقرآن

حدیث کے ذکر پر پھر آپ نے فرمایا کہ حدیث پر مدار شریعت اگر رکھا جاوے تو قرآن کو ترک کرنا پڑے گا۔ جو انسان کی تباہی کا باعث ہے سچی بات یہی ہے کہ جو حدیثیں قرآن کی شارح ہیں انکی تو عزت اور تعظیم کرو۔ اور جو قرآن کے مخالف ہیں انکو چھوڑ دو۔

عرب صاحب نے سوال کیا کہ جس طرح لوگ مرتے ہیں کیا قیامت کو بھی اسی طرح ترتیب وار حاضر ہوں گے یا ایک دم تمام اولین وآخرین۔

فرمایا یہی ثابت ہے کہ ایکدم اٹھیں گے یہ ماننا پڑتا ہے ہمارا خدا بڑا قادر خدا ہے دیکھو نطفہ کیا چیز ہے پھر اس سے کامل انسان بنا دیتا ہے۔ ہر شخص جو خدا کو مانتا ہے اسکو یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ دیکھو آفتاب، ماہتاب جو روشن اجسام ہیں کیا انکو دیکھکر وہ کہہ سکتا ہے کہ انکے بنانے کا سامان کن چھکڑوں پر آیا تھا اور انکا مصالح کہاں سے آیا یہی کہنا پڑے گا کہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون پس ہم کو ایسا ہی ماننا چاہیے کہ وہ قیامت کو یکدم سب کو اٹھا وے گا اور جن حسرتوں سے مومن مر گئے تھے کہ ہمارے مخالفوں کا کیا حال ہوا ہوگا وہ اسوقت انکو دکھلا دیا جاوے گا کہ دیکھلو یہ راستباز ہیں اور یہ منکروں کا حال ہے تبھی تو راستبازوں کو لذت آئیگی پس جبتک ہم خدا کو صاحب قدرت نہ مانیں سے مان ہی نہیں سکتے۔ پہلے کاموں کو دیکھو تو ہمکو تسلیم کرنا پڑتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک حصہ میں خدا کو مانیں اور دوسرے میں انکار کریں خدا کی صفات اور کام غیر محدود ہیں کیا دنیا کی ہزارہا در ہزارہا قدرتیں اسبات کی کافی دلیل نہیں ہیں کہ خدا بڑا قوی خدا ہے۔ خدا کبھی معطل نہیں ہوگا ہمیشہ خالق۔ رازق۔ رب رحیم۔ رحمن ہے اور رہیگا۔ میرے نزدیک ایسے عظیم الشان جبروت والے کی نسبت بحث کرنا گناہ میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی چیز منوانی نہیں چاہتا جسکا نمونہ یہاں نہ دیا ہو۔ ہم لڑکپن میں گلہری کو مار کر پھر زندہ کیا کرتے تھے یعنی اسکو مار کر جب وہ بےحس وحرکت ہو جاوے تو تازہ گوبر میں دبا دیا جاوے تو وہ زندہ ہو جاتی اسی طرح مکھی بھی زندہ ہو سکتی ہے یہ موت حقیقی موت نہیں ہوتی غشی اور سنبہ کی سی حالت ہوتی ہے اور یہ بھی ایک قسم کی موت ہے یہ نمونہ ہے احیاء موتیٰ کا۔

عرب صاحب نے سوال کیا کہ فرشتہ آکر قبر میں کس زبان میں سوال کریگا

فرمایا یہیں عربی فارسی اردو انگریزی سنسکرت سب زبانوں میں الہام ہو جاتے ہیں پھر کیا فرشتہ ہر زبان سے قاصر رہ سکتا ہے وہ ہر زبان بول سکتا ہے۔

سوال کیا کہ وہاں کے سوالات محدود ہیں من ربک وغیرہ ہیں وہ سوال خوب یاد کر لیے جاویں تو وہاں پاس ہو سکتے ہیں

فرمایا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ ایک ایمانی کیفیت ہے وہ دنیاوی امتحانوں کیطرح نہیں کہ آدمی مکائد و مکر سے پار ہو سکے بلکہ وہاں جس رنگ کی دل رنگینی ہوگا اسی کا اظہار ہوگا اور اسی کے موافق بوجہ من الوجوہ قبر میں رنج یا راحت کا سامان مہیا کیا جاویگا۔

عرب صاحب نے پوچھا کہ کیا مرنے کے بعد کوئی تعلق زمین سے رہتا ہے؟

فرمایا ہاں ضرور رہتا ہے ایک تعلق مومن کا آسمان سے ہوتا ہے اور ایک قبر سے بھی رہتا ہے اصل حساب کتاب برزخ میں ہوگا اور مقابلہ حشر میں ہوگا تاکہ انبیاء اور ان کے مخالفین کی حالت کا اظہار ہو کہ جنکو دنیا میں ذلیل سمجھا جاتا تھا وہ عزۃ کی کرسی پر بٹھائے جاتے ہیں اور جنکو کاذب کہا جاتا تھا وہی صادق ہیں

سوال کیا کہ کیا حشر میں جسم ہوگا یا نہیں اور ہوگا تو یہی یا اور۔

فرمایا جسم تو ہوں گے مگر یہ نہیں لکھا کہ یہی یا اور۔ تین سال کے بعد پہلا

جسم تو رہتا نہیں۔ اس کا قائمقام نیا جسم آ جاتا ہے پس ہمارا یہ ایمان ہے کہ ایک جسم دیا جاوے گا جیسا اُس علیم کے علم میں ہے وہ قادر ہے کہ اس بدن سے بھی کچھ حصہ لے اور ضرور لے گا تو اس حصہ کو بھی جلالی رنگ میں غیر فانی کرے۔ سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی دوسرے کی یہ صفت نہیں کہ ابد الآباد تک رہے انسان کو غیر فانی جسم جو دیا جاوے گا یہ خدا کا عطیہ ہوگا۔

سوال کیا گیا کہ حیوانات کو کیوں ایسے جسم نہ ملیں گے **فرمایا** ہم کو ضرورت نہیں کہ اس پر بحث کریں ایک شخص سخاوت کرتا ہے ایک فقیر کو پیسہ دیتا ہے دوسرے کو روپیہ جسکو پیسہ دیا گیا ہے اُس کا حق نہیں کہ جھگڑا کرے۔ بہشت والوں کو ابد الآباد کے لیے رہنا ہوگا البتہ دوزخ کی بابت آیا ہے **یاتی علیٰ جہنم زمان لیس فیہا احد ونسیم الصبا تحرک ابوابہا** کیونکہ وہ بھی آخر خدا کے ہاتھ سے بنے ہوئے ہیں اُن پر بھی کوئی زمانہ ایسا آنا چاہیئے کہ عذاب میں تخفیف ہو۔

یہ معرفت کی باتیں ہیں یہ نہیں لکھا کہ بہشت میں مومنوں کیطرح اُنکو مدارج ملیں گے بلکہ اُن کے ماتھے پر دوزخ کا نشان ہوگا۔

پھر **سوال کیا** کہ ابدی راحت بھی عذاب ہو جاتی ہے فرمایا بہشت میں روز تجدید ہوتا رہے گا اسیطرح دوزخیوں کی بابت لکھا ہے **کلما نضجت جلودہم بدلنٰہم جلودًا غیرہا لیذوقوا العذاب** خدا کا تجدد محدود نہیں ہو سکتا یہ بے پایاں ہے اور **لدینا مزید** اسکے موافق زیادتی ہوتی رہیگی۔

پھر **پوچھا** کہ جنے کبھی روزہ نہیں رکھا کیا کرے۔ **فرمایا** گذشتہ کا وسعت کے موافق فدیہ دو اور آیندہ عہد کرو کہ ضرور رکھوں گا۔

۳ جنوری
(صبح کی سیر)

اللہ اور رحمٰن

سیر کو نکلتے ہی سلسلہ کلام **یُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ** الہام سے شروع ہوا فرمایا رحمٰن اپنے اندر بشارۃ رکھتا ہے چونکہ یہ بشارۃ تھی اس لیے اس الہام میں رحمٰن کا لفظ رکھا ہے اور شَیْئًا کے لفظ میں کچھ خفا تھا جو گو اُسکی عظمت کے لیے ہے مگر ایک خفا ضرور ہے اس لیے اس خیال سے کہ وہم نہ پیدا ہو پھر اور واضح الفاظ میں فرمایا **بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ** ۔ **یُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ** میں لام بھی انتفاع کے لیے فرمایا دوسرے الہام **وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ الْعِدٰی** میں اللہ کا لفظ اس لیے رکھا کہ اللہ اپنے جلال کو چاہتا ہے اور اس عصمت میں اظہار جلال مقصود تھا اس لفظ کو اختیار فرمایا۔ جو اسم اعظم ہے۔

موسیٰ و مثیل موسیٰ علیہما السلام

اس ضمن میں فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** اس معیت میں حضرۃ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ بھی ہیں اور گویا کل جماعۃ آپ کی آگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا بلکہ کہا **اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ** اس میں کیا ستر تھا کہ انھوں نے اپنی ہی ساتھ معیت کا اظہار کیا؟ اس میں یہ راز ہے کہ **اللّٰہ** جامع جمیع شیون کا ہے اور اسم اعظم ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعۃ کے ساتھ اسم اعظم کی معیت مع تمام صفات کے پائی جاتی ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی قوم شریر اور فاسق فاجر تھی آئے دن لڑنے اور پتھر مارنے کو طیار ہو جاتی تھی اسلیے اُنکی طرف معیّت کو منسوب نہیں کیا بلکہ اپنی ذات تک اسی رکھا ہے۔ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علو مدارج کا اظہار مقصود ہے

ایمان عرفان کیسے ہوتا ہے؟

فرمایا یہ پیشگوئیاں جو ہیں یہ ایمان کو قوی کرکے عرفان بنا دیتی ہیں نری باتوں سے ایمان قوی نہیں ہو سکتا جبتک ہمیں قوۃ کی شعاعیں نہ پڑیں اور یہ اللہ تعالے کے ان نشانات سے پیدا ہوتی ہیں پس ان پیشگوئیوں کو خوب کان کھولکر سُننا چاہیئے دوسرے وقت جب یہ پوری ہوتی ہیں تو ایمان کی تقویۃ کا باعث ہو کر اسکو عرفان بنا دیتی ہیں اس لیے جو امر پیشگوئی پر مشتمل ہو میں اُسکو ضرور سُنا دیا کرتا ہوں اور میری غرض اس سے یہی ہوتی ہے یہ ایک نور بخشتی ہیں اور جبتک اللہ تعالیٰ کیطرف سے نور نازل نہ ہو انسان غلطی میں پڑا رہتا ہے

تعبیر الرویا

ابو سعید **عرب** صاحب نے اپنی رویا بیان کی کہ ایک کتی پیار سے کاٹتا ہے اور پھر اُس نے انڈا دیا جسکو انھوں نے توڑ ڈالا اور وہ بھاگ گیا فرمایا کتا ایک برزخ ہے درندگی اور چرندگی میں جب وہ محبت سے کاٹے تو محبت ہے اور کتے سے مراد خفیف سا دشمن ہوتا ہے اس کے انڈے سے مراد اُسکی ذریت ہے جب اُسکو توڑ دیا تو گویا خفیف اور کمزور دشمن کی ذریت کو تلف کر دیا۔

بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ

فرمایا جس بادشاہ کے ہم زیر سایہ ہیں اُسکو چھوڑ کر دوسروں کے باس جانا یہ توہین ہے **بئس الفقیر علے باب الامیر**

مولوی محمد حسین اور اسکا رجوع۔

ابو سعید **عرب** صاحب نے اپنے ذوق سے بیان کیا کہ محمد حسین والی پیشگوئی یقینًا خدا کیطرف سے ہے **فرمایا** کہ اسمیں کیا شک ہے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ رجوع کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی مقدر کیا تھا۔ اصل میں محمد حسین زیرک آدمی تھا مگر میں دیکھتا تھا کہ ابتدا سے اسمیں ایک قسم کی خود پسندی تھی پس اللہ تعالے نے چاہا کہ اسطرح پر اسکا تنقیہ کر دے۔ اس کے لیے استفراغ ہے براہین میں ایک الہام درج ہے جس میں اسکا فرعون نام رکھا گیا ہے اُسنے بھی آخر یہی کہنا تھا کہ **اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ** اس لئے اس کے لیے بھی **اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ** کا وقت مقدر ہے اسپر **پوچھا گیا** کہ وہ کیا امر ہے جس کی وجہ سے یہ آخری سعادت

اس کے لیے مقدر ہے **فرمایا** یہ تو اسے ہی بہتر جانتا ہے مگر اس نے ایک کاتم کیلیے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا تھا اور وہ واقعی اخلاص سے لکھا تھا کیونکہ اسوقت اسکی یہ حالت تھی کہ بعض اوقات میرے جوتے اٹھا کر جھاڑ کر آگے رکھدیا کرتا تھا اور ایکبار مجھے اپنے مکان میں اس غرض سے لے گیا کہ وہ مبارک ہو جاوے اور ایکبار اصرار کرکے مجھے وضو کرایا بغرض بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تھا کئی بار اس نے ارادہ کیا کہ میں قادیان ہی میں آکر رہوں مگر میں نے اسوقت اسے یہی کہا تھا کہ ابھی وقت نہیں آیا اس کے بعد اسے یہ ابتلا پیش آگیا کیا تعجب ہے کہ اس اخلاص کے بدلے میں خدا نے اسکا انجام اچھا رکھا ہو۔

اسپر ایک بھائی نے **سوال** کیا کہ حضور اب اسے کیسا سمجھیں **فرمایا** اب تو حکم حالت موجودہ ہی پر ہوگا وہ دشمن ہی اس سلسلہ کا ہے دیکھو جب تک نطفہ ہوتا ہے اس کا نام نطفہ رکھتے ہیں گو اسکا انسان بنجاوے مگر جوں جوں اسکی حالتیں بدلتی جاتی ہیں اسکا نام بدلتا جاتا ہے مضغہ علقہ وغیرہ ہوتا ہے آخر اپنے وقت جاکر انسان بنتا ہے یہی حال اسکا ہے سر دست تو وہ اس سلسلہ کا مخالف اور دشمن ہے اور یہی اسکو سمجھنا چاہیے۔ پھر اس ضمن میں **فرمایا** کہ سزا او عذاب صرف کفر ہی کے باعث نہیں آتا بلکہ فسق و فجور بھی عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔

مفتری آخر تھک جاتا ہے

فرمایا کبھی کوئی جھوٹھ اسقدر چل نہیں سکتا۔ آخر دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بدی کرنے والے جھوٹے اور فریبی اپنے جھوٹ میں تھک کر رہ جاتے ہیں پھر کیا کوئی ایسا مفتری ہو سکتا ہے جو برابر ۲۵ برس سے خدا پر افترا کرتا ہو اور نہ تھکا ہو اور خدا کو بھی اس کے لیے غیرت نہ آوے۔ بلکہ اسکی تائید میں نشانات ظاہر کرتا رہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا خدا تعالےٰ ہمیشہ صادقوں ہی کی نصرۃ اور تائید کرتا ہے۔

دیکھو یہ جو پیشگوئی ہے کہ میری **عمر ۸۰ برس** کے قریب ہوگی کیا کوئی مفتری اس قسم کی پیشگوئی کر سکتا ہے بالخصوص اسپر تیس برس گذر بھی گئے ہوں۔ اور ایسا ہی اسوقت جب کوئی نہ جانتا تھا اور نہ یہاں آتا تھا کہا یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کیا یہ مفتری کر سکتا ہے کہ ایسا کہے اور پھر خدا بھی ایسے مفتری کی پروا نہ کرے بلکہ اس کی پیشگوئی پوری کرنیکو دور و دراز سے لوگ بھی اس کے پاس آتے ہیں اور ہر قسم کے تحائف اور نقد بھی آنے لگیں اگر یہ بات ہو کہ مفتری کے ساتھ بھی ایسے معاملات ہوتے ہیں تو پھر نبوۃ سے ہی امان اٹھ جاوے۔ یہی نشانات ہیں جو ہماری جماعۃ کی محبت اور اخلاص میں ترقی کا باعث ہو رہے ہیں مفتری اور صادق کو تو اس کے منہ ہی سے دیکھکر پہچان سکتے ہیں۔

فرمایا سچائی کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ صادق کی محبت سعید الفطرۃ لوگوں کے دلوں میں ڈالدیتا ہے احمق کو یہ راہ نہیں ملتی کہ نور کا حصہ لے وہ ہر بات میں بدگمانی ہی سے کام لیتا ہے۔

فرمایا ہمکو تکلف اور تصنع کی حاجۃ نہیں خواہ کوئی ہماری وضع سے راضی ہو یا ناخوش ہمارا اپنا کوئی کام نہیں ہے خدا کا اپنا کام ہے اور وہ خود کر رہا ہے۔

فرمایا جب انسان خدا کو چھوڑتا ہے تو پھر وہ مکائد پر بھروسہ کرتا ہے۔

اپنی سچائی پر بصیرت

فرمایا اللہ تعالیٰ ہمکو مجوب ہونے کی حالت میں نہ چھوڑیگا وہ سب پر اتمام حجۃ کر دیگا

یاد رکھو سماوی اور ارضی آدمیوں میں فرق ہوتا ہے جو خدا کیطرف سے آتے ہیں وہ خود انکی عزۃ کو ظاہر کرتا اور انکی سچائی کو روشن کرکے دکھاتا ہے اور جو اسکی طرف سے نہیں آتے اور مفتری ہوتے ہیں وہ آخر ذلیل ہو کر تباہ ہو جاتے ہیں۔

پیشگوئیوں کے متعلق فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے وعدے اور اسکا کلام بہرحال سچا ہے ہاں یہ ہوتا ہے کہ کبھی وہ جسمانی رنگ میں پوری ہوتی ہیں کبھی روحانی رنگ میں اور منہاج نبوۃ میں اس کے نظائر موجود ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ گائیں ذبح ہوتی ہیں تو وہ صحابہ کا ذبح ہونا تھا اور آپ نے دیکھا کہ سونے کے کڑے پہنے ہوئے ہیں جو پھونک مارنے سے اڑ گئے ہیں سے مراد جھوٹے پیغمبر تھے بس خدا کا کلام کسی نہ کسی رنگ میں ضرور سچا ہے۔

جماعۃ کی خوش قسمتی

فرمایا اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ہماری جماعۃ کا ایمان کمزور رہے مہمان اگر نہ بھی چاہے تو بھی میزبان کا فرض ہے کہ اس کے آگے کھانا رکھدے اسی طرح پر اگرچہ نشانوں کی ضرورت کوئی بھی نہ سمجھے تب بھی اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جماعت کے ایمان کو بڑھانے کے لیے نشانات ظاہر کرتا ہے یہ بھی سچی بات ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کو نشانوں کے ساتھ مشروط کرتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں حضرۃ مسیح کے شاگردوں نے مائدہ کا نشان مانگا تو یہی جواب ملا کہ اگر اسکے بعد کسی نے انکار کیا تو ایسا عذاب ملے گا جسکی نظیر نہ ہوگی۔

ادب طالب

پس طالب کا ادب یہی ہے کہ وہ زیادہ سوال نہ کرے اور نشان طلب کرنے پر زور نہ دے جو اس آداب کے طریق کو ملحوظ رکھتے ہیں خدا انکو کبھی بے نشان نہیں چھوڑتا اور انکو یقین سے بھر دیتا ہے صحابہ کی حالت کو دیکھو کہ انہوں نے نشان نہیں مانگے مگر کیا خدا نے انکو بے نشان چھوڑا؟ ہرگز نہیں تکالیف پر تکالیف اٹھائیں جانیں دیں اور لڑکوں عورتوں کو خطرناک تکلیفوں سے ہلاک کیا مگر نصرۃ ہنوز نمودار نہ ہوئی آخر خدا کے وعدہ کی گھڑی آگئی اور انکو کامیاب کر دیا اور دشمنوں کو ہلاک کیا۔ یہ سچی بات ہے کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ پہلے ہی دن ساری نشان ظاہر کر دے تو پھر ایمان کا کوئی ثواب اور نتیجہ ہی نہ ہو۔ عرفان آکر یقین سے تو بھر دیتا ہے مگر اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ ان ساری ترقیوں کی جڑ **ایمان ہی ہے** اسی کے ذریعے سے انسان

بڑی بڑی منزلیں طے کرتا اور سیر کرتا ہے

اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ سے یہی پایا جاتا ہے کہ جب کامل معرفت ہوتی ہے تو پھر اسکو عجیب و غریب مقامات کی سیر کرائی جاتی ہے اور یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو ادب سے اپنی خواہشوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ تمام منہاج نبوۃ اسی پر دلالت کرتا ہے پہلے نشان بھی ظاہر نہیں ہوتے بلکہ ابتلا ہوتے ہیں۔

صدیقی فطرۃ حاصل کرو۔

پس صدیقی فطرۃ حاصل کرنی چاہیے انھوں نے کونسا نشان مانگا تھا شام سے مکہ کو آرہے تھے راستہ ہی میں خبر ملی وہیں یقین لے آئے۔ اسکی وجہ وہ معرفۃ تھی جو آپ کی تھی معرفۃ بڑی عمدہ چیز ہے جب انسان کسی کے حالات اور چال چلن سے پورا واقف ہو تو اس کو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کو معجزہ اور نشان کی کوئی حاجت ہی نہیں ہوتی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے حالات سے پورے واقف تھے اس لیے سنتے ہی یقین کر لیا۔

ہماری بعثت کی غرض۔

فرمایا ہمیں جس بات پر اللہ تعالیٰ نے مامور کیا ہے وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے تقویٰ ہونا چاہیے نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔ یہ حرام ہے اگر تم تقویٰ کرنے والے ہوگے تو ساری دنیا تمھارے ساتھ ہوگی پس تقویٰ پیدا کرو۔

جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزو اعظم ہے انکو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انھیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے میدان میں ترقی کریں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں ہو سکتی۔ اسوقت کل دنیا کے مذاہب کو دیکھلو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے حقیقی خدا چھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اسکی معرفۃ ہو جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکل نہیں ہو سکتے۔

(اس سیر میں سے ہمنے مضمون غیر کو نکال کر آپؑ ہی کی تقریر کے مختلف فقروں کو ایک جا جمع کر دیا ہے۔ ایڈیٹر)

ظہر سے پہلے لودھیانہ سے آئے ہوئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا **قاضی خواجہ علی** صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا کہ مینے انکو کہا تھا کہ قادیان چلو **فرمایا** اگر وہ یہاں آجاوے تو اسکو اصل حالات معلوم ہوں اور ہماری جماعت کی ترقی کا پتہ لگے وہ ابھی تک تین سو تک ہی کہتا ہے اور یہاں اب ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ تعداد بڑھ گئی ہے اگر شبہ ہو تو گورنمنٹ کے حضور درخواست کر کے ہماری جماعت کی الگ مردم شماری کرالیں۔ براہین احمدیہ میں جو لکھا تھا کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ وَ انْتَہٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ۔ اب دیکھیں کہ وہ وقت آیا ہے یا نہیں گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں جو میموریل ستمبر ۱۸۹۹ء میں بھیجا گیا تھا اسمیں صاف اس امر کی پیشگوئی ہے کہ یہ جماعۃ تین سال میں ایک لاکھ ہو جاوے گی اور وہ پوری ہو گئی۔ بہت سے لوگ ایسے ضعفا و غربا میں سے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں مگر آ نہیں سکتے

فرمایا دیندار آدمی دنیا دار کی طرف جو رجوع کرے تو اس میں اپنی ذلت اور توہین سمجھتا ہے۔ ایک صحابی پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض تھے اسوقت ایک بادشاہ نے اپنا سفیر اس کے پاس بھیجا اور چاہا کہ وہ اسکے پاس چلے آویں صحابی نے اس خط کو لیکر تنور میں پھینک دیا اور رونا شروع کر دیا کہ ایکطرف تو میری یہ حالت ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں اور دوسری طرف میں یہاں تک گر گیا کہ ایک کافر میرے ایمان میں طمع کرنے لگا جس سے ضرور کوئی سخت معصیت ہوئی ہے۔ جسقدر زیادہ دینداری اور خدا پرستی ہوگی اسی قدر اہل دنیا سے نفرت پیدا ہو گی ہمکو جسقدر تکالیف دیگئی ہیں اور جس قدر سب و شتم کیا گیا ہے یہ ہماری تبلیغ کے لیے ایک ذریعہ ہو گیا ہے جیسے جسقدر گرمی شدۃ سے ہو برسات بھی اسی نسبت سے زیادہ ہوتی ہے عرب کے لوگ عیش و عشرت اور ناپاک خواہشوں اور فعلوں میں مستغرق تھے انہیں مذہب اور مذہبی مباحثات سے کیا کام تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل یوں کھڑے ہو گئے انہوں نے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکالیف دیں مگر آخر وہی ہوا جو خدا کا منشا تھا۔ اسی طرح یہاں دیکھلو کہ کسقدر زور شور سے مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے بہت سے لوگ ہیں جو بدعات اور بدکاریوں میں مبتلا ہیں اکثر ہیں جو کنجریوں کے پیچھے پڑے ہیں اور بھنگ چرس مدک تاڑی گانجا شراب وغیرہ پیتے ہیں یا دہریہ ہوتے ہیں مگر کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا۔ برخلاف اس کے ہماری اسقدر مخالفت کی جاتی ہے کہ ایک چھوٹے سے مسئلہ وفات و حیات مسیح پر وہ شور اٹھایا گیا جس کی حد نہیں رہی قتل کے فتوے دیے گئے اسمیں راز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی اشاعت چاہتا ہے

دربار شام

بیعت کے بعد طاعون کا ذکر ہوا۔ جس پر حضرۃ اقدسؑ نے ایک لمبی تقریر طاعون کے متعلق فرمائی۔ ہم کسی قدر تلخیص کے ساتھ اسکو ذیل میں لکھتے ہیں

تقویٰ کی ضرورت

فرمایا جب تک انسان تقویٰ میں ایسا نہ ہو جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا پڑے اسوقت تک کچھ نہیں ہوتا جسقدر زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اسیقدر اللہ تعالیٰ بھی توجہ فرماتا ہے اگر یہ اپنی توجہ معمولی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی معمولی توجہ رکھتا ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے غَضِبْتُ غَضَبًا شَدِیْدًا یہ طاعون کے متعلق ہے اور پھر فرمایا اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَ اَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ اُفْطِرُ وَ اَصُوْمُ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور اسکو ملامت کرونگا جو ملامت کرتا ہے

ہیں روزہ کھولوں گا بھی اور روزہ رکھوں گا بھی۔ یہ سب الہام طاعون کے متعلق ہیں ملامت ایک دل کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک زبان کے ساتھ زبان کے ساتھ تو یہی ملامت ہے جو مخالف کرتے ہیں لیکن دل کی ملامت یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرے جو ہم پیش کرتے ہیں۔ اور اُنپر عمل کے لیے طیار نہ ہو + روزہ رکھونگا اور کھولوں گا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت تک گویا طاعون کا زور گھٹ جائے گا یہ روزے کے دن ہوں گے اور ایک وقت ایسا ہوگا کہ اسمیں کثرت سے ہوگی۔ اب دیکھا گیا ہے کہ کثرت سردی اور کثرت گرمی میں اسکی شدت اور تیزی رُک جاتی ہے لیکن بہاری موسم فروری مارچ اور ستمبر اکتوبر میں اسکا زور بڑھ جاتا ہے + مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ دورے تھمنے والے نہیں ہیں خدا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دورے شدید ہیں دمن پر خداتعالیٰ سے غفلت اور سستی پھیل گئی ہے نیکیوں کیطرف توجہ نہیں رہی ایسی صورت میں کیا اسکا علاج ڈاکٹری اصولوں سے ہوگا یا کوئی اور علاج اثر پذیر ہو سکے گا جب تک خدا کی مرضی نہ ہو۔

مت خیال کرو کہ ہمارا ملک یا شہر یا گاؤں ابھی تک محفوظ ہے یہ کل دنیا کے لیے مامور ہو کر آئی ہے اور اپنے اپنے وقت پر ہر جگہ پھیرے گی۔ اس کے دورے بڑے لمبے ہوتے ہیں بعض وقت لوگ ان وجوہات کو نہیں سمجھ سکتے لیکن یاد رکھو کہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور ایما سے ہو رہا ہے اب اس کے وجوہ ہوئے ہیں بائیس برس پہلے خدا نے براہین میں مجھے اسکی خبر دی اور پھر متواتر وقتاً فوقتاً وہ اطلاع دیتا رہا یہانتک کہ جب ابھی پنجاب کے دو ضلعوں میں تھی تو اس نے مجھے بتایا کہ کل پنجاب اسکی اثر سے متاثر ہو جائے گا۔ اسوقت لوگوں نے اسپر ہنسی کی مگر اب بتائیں کہ ان کی ہنسی کا کیا جواب ہوا!؟ اجنبی لوگ اگر نہ مانیں تو نہ سہی مگر ہماری جماعت جو ان نشانات کو دیکھتی ہے اسے

چاہیئے کہ اپنی تبدیلی کرے جو شخص امن کے زمانہ میں خدا سے ڈرتا ہے وہ بچایا جاتا ہے ڈرنیوالے زمانہ میں تو ہر ایک ڈرتا ہے جب سونٹا اٹھایا جاوے تو اس سے بھیڑ بکری کتا بلی سب ڈرتے ہیں انسان کی اس میں کونسی خوبی ہے یہ تو اس حالت میں ان سے جا ملا۔ ورنہ اسکی دانشمندی اور دور بینی کا یہ تقاضا ہونا چاہیے تھا کہ پہلے ہی سے ڈرتا۔ بعض گاؤں میں سخت تباہی آرہی ہے یہاں تک کہ گھروں کے گھر مقفل ہو گئے۔ جب زور سے پڑتی ہے تو پھر کھا جانے والی آگ کیطرح ہوتی ہے۔

ایک بار بلاد شام میں پڑی تھی تو جالنوس تک کی صفائی اس نے کر دی تھی یہ بڑی خطرناک بلا ہے اس سے بےخوف ہونا نادانی ہے حقیقی ایمان ایک موت ہے جب تک انسان اس موت کو اختیار نہ کرے دوسری زندگی مل نہیں سکتی۔ جو لوگ نری بیعت کر کے چاہتے ہیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں وہ غلطی کرتے ہیں انکو نفس نے دھوکا دیا ہے دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلانی چاہتا ہے اگر وہ اس حد تک نہ پیوے تو شفا کی امید رکھنی فضول ہے مثلاً وہ چاہتا ہے کہ دس تولہ استعمال کرے اور یہ صرف ایک ہی قطرہ کافی سمجھتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا پس اس حد تک صفائی کرو اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانیوالا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ رجوع کرنیوالوں پر رحم کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ انسان جب متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے اور اُسکے غیر میں فرقان رکھدیتا ہے اور پھر اُسکو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے نہ صرف نجات بلکہ ویرزقہ من حیث لا یحتسب پس یاد رکھو جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اُسکو مشکلات سے رہائی دیتا ہے اور انعام و اکرام بھی کرتا ہے اور پھر متقی خدا کے ولی ہو جاتے ہیں۔

تقویٰ ہی اکرام کا باعث ہے کوئی خواہ کتنا ہی لکھا پڑھا ہوا ہو وہ اسکی عزت و تکریم کا باعث نہیں اگر متقی نہ ہو لیکن اگر ادنیٰ درجہ کا آدمی بالکل اُمی ہو مگر متقی ہو وہ معزز ہوگا یہ دن خداتعالیٰ کے روزہ کے ہیں انکو غنیمت سمجھو اس سے پہلے کہ وہ

اپنا روزہ کھولے تم اس سے صلح کر لو۔ اور پاک تبدیلی کر لو۔ جنوری کا مہینہ باقی ہے فروری میں پھر وہی سلسلہ شروع ہونیوالا ہے۔ ایسی بلاؤں کا باعث مامور کی تکذیب ہوتی ہے اس لیے اور کوئی علاج کارگر نہیں ہو سکتا۔ بعض صحابہ بھی اس مرض سے مرے ہیں لیکن وہ شہید ہوئے جیسے لڑائیاں جو ویسے ہلاکت کا موجب تھیں انمیں مرنے والے صحابہ بھی شہید ہوئے تھے۔ جو نیک آدمی مرجاتا ہے اُسکو بشارت شہادت ملتی ہے جو بد آدمی مرتا ہے اسکا انجام جہنم ہے۔ جو شخص نیکیوں میں ترقی کرتا اور خدا سے پناہ مانگتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو بچا لیتا ہے دیکھو یک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش واللہ اعلم پیغمبر گذرے ہیں مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ انمیں سے کوئی طاعون سے بھی ہلاک ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ یہ بلا بھی مامور ہوتی ہے اور خدا کے حکم سے نازل ہوتی ہے اسکی مجال نہیں کہ بلا حکم کوئی کام کرے +

یہاں حضرت نے ہاتھی والی رؤیا سنائی جو کئی مرتبہ شائع ہوئی۔

پھر **فرمایا** کہ اگرچہ آجکل کسیقدر امن ہے مگر میں ڈرتا ہوں کہ وہ وقت خطرناک زور کا قریب ہے اسلیے ہماری جماعت کو ڈرنا چاہیے اگر کسی میں تقویٰ ہو جیسا کہ خداتعالیٰ چاہتا ہے تو وہ بچایا جائیگا اس سلسلہ کو خدا نے تقویٰ ہی کے لیے قائم کیا ہے کیونکہ تقویٰ کا میدان بالکل خالی ہے۔ پس جو متقی بنیں گے انکو معجزہ کے طور پر بچایا جائے گا۔

عرب صاحب نے پوچھا کہ جو لوگ حضور کو بُرا نہیں کہتے اور آپ کی دعوۃ کو نہیں سنا وہ طاعون سے محفوظ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

فرمایا میری دعوت کو نہیں سنا تو خدا کی دعوت تو سنی ہے کہ تقویٰ اختیار کریں۔ پس جو تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہی ہے خواہ اس نے ہماری دعوۃ سنی ہو یا نہ سنی ہو کیونکہ یہی غرض ہے ہماری بعثت کی۔

اسوقت تقویٰ عنقا یا کبریت کیطرح ہوگیا ہے۔ کسی کام میں خلوص نہیں رہا بلکہ ملونی ملی ہوئی ہے خدا چاہتا ہے کہ اس ملونی کو جلا کر خلوص پیدا کرو۔ اسوقت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نمونہ ہے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یورپ اور دیگر ممالک کی بگڑی ہوئی حالتوں کا علم نہ تھا خدا تعالےٰ کی وحی پر ایمان تھا اور اب عرفان کی حالت پیدا ہوگئی ہے جو چاہے ان ممالک میں جا کر دیکھ لے

۴ جنوری ۱۹۰۳ء

(صبح کی سیر)

حالات متعلقہ طاعون ہی پر سلسلہ کلام جاری رہا۔ اور اسی کے حسب حال نصائح فرماتے رہے جن کا بہت بڑا حصہ گذشتہ شب کی تقریر کا ماحصل تھا۔

البتہ اس سوال پر کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ غریب آدمی پہلے مرتے ہیں بڑے دولتمند بچے ہوئے ہیں فرمایا اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سنۃ اللہ ایسی ہی رکھی ہے نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ہی فرمایا ہے مکہ میں قحط پڑا ابو جہل وغیرہ آرام سے گذارتے تھے۔ ابتدا میں بڑے شریر لوگوں کو الگ رکھتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ گناہوں کا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہوتا ہے۔

جہلم جانے کے متعلق اس امر کے جواب میں کہ لوگوں کا ہجوم ہوگا فرمایا میں بالطبع زیادہ انبوہ کو پسند نہیں کرتا۔ اشاعت کا طریق جو اللہ تعالےٰ نے ہمارے لیے رکھا ہے وہی درست طریق ہے یہاں پر ہر طبقہ سے لوگ چلے آتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں اور خطوط کے ذریعہ بھی سلسلہ جاری ہی ہے۔

وصیت ابراہیم

یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو جمعۃ الوداع میں حضرۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامتہ نے پڑھا۔ اور ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے اپنی طرز پر لکھا۔ ایڈیٹر

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔ الی آخرہٖ

الرکوع - ۱۶ رکوع پارہ اول:

ان آیتوں میں ان کلمات شریف میں اللہ تعالےٰ ایک شخص کی راہ پر چلنے کی ہدایت فرماتا ہے اور وہ انسان اس قسم کا ہے جسکو ہر مذہب و ملت کے لوگ عموماً یا غالباً عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ کون ہے؟ ابوالانبیا حنفا کا باپ ابراھیم علیہ الصلٰوۃ والسلام۔ یہ ابراہیم وہ ہے جسکی نسبت اس سے پہلے فرمایا وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ کہ جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں کے بدلے انعام دینا چاہا تو اس نے انکو پورا کر دکھایا۔

اللہ تعالےٰ جب انسان کو سچے علوم عطا کرتا ہے اور اسکا ان علوم کے مطابق عملدرآمد ہو پھر اس میں قوت مقناطیسی پیدا ہوجاتی ہے اور نیکیوں کا نمونہ ہو کر دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ یہ درجہ اسکو تب ملتا ہے جب وہ اللہ تعالےٰ کا وفادار بندہ ہو اور اُسکی فرمانبرداری میں ایسا ثابت قدم اور مستقل مزاج ہو کہ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں بارسا میں ضرا میں غرض ہر حالت میں قدم آگے بڑھانے والا ہو۔ اور اللہ جلشانہ کی وفاداری میں چست ہو۔ اسکو حاجتیں بیشتر آتی ہیں مگر وہ اسکے ایمان کو ہر حال میں بڑھانے والی ہوتی ہیں کیونکہ بعض وقت حاجت پیش آتی ہے تو دعا کا دروازہ اسپر کھلتا ہے اور توجہ الی اللہ اور تضرع الی اللہ کے دروازے اسپر کھلتے ہیں اور اسطرح وہ حاجتیں مال و جان کی ہوں۔ عزۃ و آبرو کی ہوں غرض دنیا کی ہوں یا دین کی اس کے تقرب الی اللہ کا باعث ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ جب وہ دعائیں کرتا ہے اور ایک سوز و رقۃ اور دلگدازِ طبیعت سے بابُ اللہ پر گرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں کامیاب ہوجاتا ہے تو باب شکر اسپر کھلتا ہے اور پھر وہ سجدات شکر بجا لا کر ازدیاد نعمت کا وارث ہوتا ہے جو ثمرات شکر میں ہیں اور اگر کسی وقت بظاہر ناکامی ہوتی ہے تو پھر صبر کے دروازے اسپر کھلتے ہیں اور رضا بالقضا کے ثمرات لینے کو طیار ہوتا ہے + اسی طرح یہ حاجتیں جب کسی بدبخت انسان کو آتی ہیں اور وہ مالی۔ جانی یا اور مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو یہ حاجتیں اور بھی اسکی دوری اور مہجوری کا باعث ہوجاتی ہیں کیونکہ وہ بیقرار مضطرب ہو کر قلق کرتا اور نا امید اور مایوس ہو کر مخلوق کے دروازہ پر گرتا ہے اسوقت اللہ تعالیٰ سے ایسا بیگانہ اور ناآشنا ہوتا ہے کہ ہر قسم کے فریب و دغا سے کام لینا چاہتا ہے اگر کبھی کامیاب ہوجائے تو اسکو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمۃ کے ذکر اور اسکی حمد و ستایش کا موقع نہیں ملتا۔ بلکہ وہ اپنی کرتوتوں اور فریب و دغا اور چالبازیوں کی تعریف کرتا اور شیخی اور تکبر میں ترقی کرتا اور اپنی حیل و تجاویز پر عُجب و ناز کرتا ہے۔ اگر ناکام ہوتا ہے تو رضا بالقضا کے بدلے اسکی مقادیر کو کوستا اور بری نگاہ سے دیکھتا اور اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔ غرض یہ حاجتیں تو سبکو ہیں اور انبیا اولیا و صدیقوں اور تمام منعم علیہ گروہ کے لیے بھی مقدر ہوتی ہیں مگر سعید الفطرۃ کے لیے وہ تقرب الی اللہ کا باعث ہوجاتی ہیں اور اسکو مزید انعامات کا وارث بنا دیتی ہیں اور شقی مضطرب ہو کر قلق کرتا ہے اور ناکام ہو کر سخط علی اللہ کر بیٹھتا ہے۔ کامیابی پر وہ مبتلا فی الشرک ہوجاتے ہیں اور ناکامی پر مایوس۔

مشکلات اور حوائج کیوں آتے ہیں؟ انمیں بار بار یک در باریک مصالح الٰہیہ ہوتے ہیں

کیونکہ مشکلات میں وسائط کا مہیا کرنا تو ضروری ہوتا ہے اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ مَن یَّشفَع شفاعۃً حسنۃ کا ثواب لینا ہی کیسی نعمت الٰہی ہے اور پھر ان میں یہ حکمت ہوتی ہے کہ ان خدمات کے ثمرات مساعی جمیلہ ان کی فکر اور محنت پر اللہ تعالیٰ کو انعام دینا منظور ہوتا ہے۔ اور اس طرح پر نہ سنن الٰہی باطل ہوتے ہیں۔ اور نہ سلسلہ علم ظاہری کا باطل ہوتا ہے۔

غرض سچا اور پکا مومن وہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت امام نے شرائط بیعت میں لکھا ہے کہ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں قدم آگے بڑھاوے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان امور کا پیش آنا ضروری ہے تو ہر ایک حالت میں فرمانبردار انسان کو چاہیے کہ ترقی کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے تا کامیابی کی راہیں اسے مل جائیں۔ اور یہ ساری باتیں ابراہیمی ملّۃ کے اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

ابراہیمی ملّۃ کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کہا أَسْلِمْ تو فرمانبردار ہو جا۔ انھوں نے کچھ نہیں پوچھا یہی کہا أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اسلام کسی دعوے کا نام نہیں۔ بلکہ اسلام یہ ہے کہ اپنی اصلاح کر کے سچا نمونہ ہو صلح و آشتی سے کام لے فرمانبردار ہو سارے اعضا قلب زبان جوارح اعمال و اموال انقیاد الٰہی میں لگ جائیں۔ منہ سے مسلمان کہلا لینا آسان ہے۔ شرک حرص طمع اور جھوٹھ سے گریز نہیں زنا چوری غفلت اور کینہ پروری ایذا رسانی سے دریغ نہیں پھر کہتا ہے میں فرمانبردار ہوں۔ یہ دعویٰ غلط ہے۔ کیسا عجیب زمانہ تھا جب یہ دعویٰ کہ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ نَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ۔ علیٰ رؤس الاشہاد کئے جاتے تھے ایسے پاک مدعیوں کی طرح مومن بننا چاہیے جن کی تصدیق میں خدا نے بھی فرمایا کہ ہاں سچ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے مخلص عابد ہیں۔ مومن کو أَسْلِمْ کہنے کے ساتھ ہی أَسْلَمْتُ کہنے کے لیے طیار رہنا چاہیے۔ یہی نکتہ معرفۃ کا ہے جو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ اور اسی کے نہ سمجھنے کی وجہ سے فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے مصداق ہو جاتے ہیں بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مدارج تحقیقات پر پہنچے ہوئے ہیں اس غلط خیال نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اسی سے مشرکوں نے استدلال کر لیا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا۔

غرض ایک راستباز کی شناخت کے لیے کبھی کوئی مشکل یہود یا نصاریٰ یا منکرین امام پر نہ آتی اگر وہ سمجھتے کہ پاک رسول نے کیا دعویٰ کیا

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

ان کو کہہ دو کہ میں نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا نئے رسول کے لیے مشکلات ہوتی ہیں لیکن جس سے پہلے اور رسول اور نواب اور ملوک اور راستباز گذر چکے ہیں اسکو کوئی مشکلات نہیں ہوتی جن ذرائع سے پہلے راستبازوں کو شناخت کیا ہے وہی ذریعے اسکی شناخت کے لیے کافی اور صحیح ہیں۔ تعلیم میں مقابلہ کر لے اس کا چال چلن دیکھ لے کہ پہلے راستبازوں جیسا ہے یا نہیں دشمن کو دیکھ لے کہ اسی رنگ کے ہیں یا نہیں۔

آدمی کو ایک آسان راستہ نظر آتا ہے مگر خدا کے فضل سے مجھے محض اللہ ہی کے فضل سے اس آیت کے قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کے بعد راستباز کی شناخت میں کوئی مشکل نہیں پڑی۔

مگر بات یہ ہے کہ تعلیم الٰہی کے بغیر یہ سمجھ نہیں آ سکتی اور تعلیم الٰہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ قانون ٹھیرا دیا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ

میں پھر کہتا ہوں کہ ملت ابراہیم بڑی عجیب راحت بخش چیز ہے وہ ملۃ وہ سیرۃ کیا ہے؟ أَسْلِمْ فرمانبردار ہو کر چلو۔ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

پھر اس ملۃ اور سیرۃ کو چونکہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام نے شفا بخش رحمۃ اور نور پایا تھا اس لیے نہ صرف اپنے ہی لیے اسکو پسند کیا بلکہ وَوَصّٰى بِهَآ إِبْرٰهِيْمُ الآیۃ اسی سیرۃ اور ملۃ کی ابراہیم نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ ایک دانا انسان اولاد کے لیے کوئی ضرر رساں چیز نہیں چاہتا مکان زمین ان کیلئے مضبوطی۔ خوبصورتی اور دیگر لوازم کی کیسی سعی کرتا ہے اور کیوں؟ اولاد کی بہتری کے خیال سے یہ انسانی فطرۃ میں ہے کہ وہ اولاد کی بہتری چاہتا ہے پھر ابراہیم جیسا اولوالعزم جیسا انسان جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الَّذِیْ وَفّٰى اس نے اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کی ہوگی؟ اور وہ خواہش اس وصیت ابراہیمی سے ملتی ہے اور اس دعا سے اسکا پتہ ملتا ہے جو انھوں نے کی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیۃ اس وصیت پر غور کر کے ہمیں اندازہ کرنا چاہیے کہ ہم اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کرتے اور کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ الغرض یہی باتیں تھیں یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہونا اور اس کے احکام پر کاربند ہونا اسی کی وصیت اپنی اولاد کو کی اور اس کے پوتے کے بیٹے کریم ابن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق ... کی یہی ملۃ تھی۔ اب تم سب اپنے اندر ہی اندر سوچو کہ کیا خواہش اور ارادے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو کہا کہ قرآن پڑھا کرو اس نے کہا کہ میری شان کے موافق کوئی قرآن مجھے دیدو۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ کیوں اس نے قرآن پر خرچ کرنے سے مضائقہ کیا۔ علی العموم لوگ یہی چاہتے ہیں کہ قرآن مفت مل جاوے اور اخراجات میں خواہ کسی قدر بھی روپیہ خرچ کریں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی طرف توجہ ہی نہیں۔ دیکھو ہمارے امام کو الہام ہو چکا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ سورج کے ہوتے سورج کے وجود پر۔ وہ کہتا ہے کہ جن کی خواہش اور محبت قرآن کریم سے نہ ہوگی ان کی اولاد گندہ خراب و خستہ ہوں۔ اب تم سب اپنی اپنی جگہ دیکھو کہ بیاہ شادی اور معاشرت کے وقت کیا کیا خواہشیں ہوتی ہیں۔ ایک طرف ان کو رکھو اور دوسری طرف اس تعلیم الٰہی پر غور کرو۔ جو امام کی معرفۃ ملا ہے۔

پھر ابراہیم کا پوتا یعقوب اپنی اولاد کو مخاطب کر کے کہتا ہے یَا بَنِیَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى الآیۃ اے میری اولاد اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک دین برگزیدہ کیا ہے فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ پس تم کو تاکید کرتا ہوں کہ تمہاری موت آئے تو

مگر ایسے رنگ میں کہ تم مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہو۔

انسان کو موت کا وقت معلوم نہیں اور پتہ نہیں اُسوقت حواس درست ہوں یا نہ ہوں اور پھر یہ امر اختیاری نہیں اس لیے یہ عقدہ کسطرح حل ہو ایک صحیح حدیث نے اس مسئلہ میں میری رہنمائی کی ہے۔ اور اُس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو فرشتے اُس کے اعمال کو لکھتے جاتے ہیں سعادۃ کے اعمال بھی اور شقاوۃ کے اعمال بھی اور موت کے قریب اُنکی میزان کی جاتی ہے اور پھر وہ مقادیر الٰہیہ سبقت کرتی ہیں اگر وہ لوگوں کی نظر میں نیک تھا پر اللہ سے معاملہ صاف نہیں یا اللہ سے معاملہ صاف ہے مگر لوگوں کی نگاہ میں نہیں تو وہ کتاب باعث ہوتی ہے کہ اُسکا خاتمہ اللہ کی رضا یا سخط پر جیسی صورۃ ہو ہو۔ پس ہر روز اپنے اعمال کا محاسبہ چاہیے + ایک صحابی نے ہماری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ جاہلیت میں میں نے کچھ صدقات کیے تھے کیا وہ بابرکات ہوں گے؟ ارشاد ہوا کہ **اسلمت ما اسلفت** یہ اسلام اُنکی ہی برکۃ سے تجھے نصیب ہوا ہے۔ موت علی الاسلام اسطرح نصیب ہو سکتی ہے کہ انسان ہر روز محاسبہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف کرے۔ اگر تعلقات صحیح نہ ہوں تو توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ **ام کنتم شهداء** الآیہ تم تو موجود تھے تمھارے اسلاف گواہی دیتے ہیں کہ یعقوب نے آخر وقت کیا ارشاد کیا کس کی اطاعت کرو گے؟ انھوں نے کہا **نعبد الٰهك** ہم اللہ کے فرمانبردار رہیں گے جو تمھارا اسحٰق اور ابراہیم کا معبود تھا اور وہ ایک ہی تھا **و نحن له مسلمون** ہم ہمیشہ اُسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ پس یہ حق وصیت کا ہے اور تمام وعظوں کا غطر اور اصل مقصد یہی ہے جو تمھارے سامنے پیش کیا ہے اور یہ وصیت ہے جس شخص کی

جو ابو الانبیا اور ابو الحنفا ہے۔

اور اسی کی وصیت کو میں نے تمھارے سامنے پیش کیا ہے پس تم اپنے کھانے پینے۔ لباس دوستی محبت رنج راحت عسر یسر افلاس و دولتمندی صحت اور مرض تعلقات و تمتع میں اس اصول کو مدنظر رکھو کہ اللہ کی فرمانبرداری سے کوئی قدم باہر نہ ہو پس یہ وصیت تمام وصیتوں کی ماں ہے اللہ تعالیٰ تمھیں توفیق دے کہ ہر حال میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری مدنظر ہو اور یہ ہو نہیں سکتی جب اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہو اور یہ بھی بغاوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک کو بڑا بناتا ہے اور اُسکو برگزیدہ کرتا ہے مگر یہ اُس کی مخالفت کرتا اور اس سے انکار کرتا ہے برہمو وں نے اسی قسم کا دعویٰ کیا ہے جو وہ رسالۃ و نبوۃ کے منکر ہیں۔ یہ بغاوۃ ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ مطاع ہو اور وہ گویا ارادہ الٰہی کا دشمن اور باغی ہے پس **اهدنا الصراط المستقيم** کی دعا کرو۔ علوم پڑھاؤ اور گھمنڈ نہ کرو رنج میں راحت میں اور عسر یسر میں قدم آگے بڑھاؤ۔

خطبہ ثانی

ان الله يامر بالعدل والاحسان الآیہ

اس آیۃ میں بڑے حکم ہیں۔ پہلا حکم عدل کا ہے ایک عدل و انصاف بندوں کے ساتھ ہے دیکھو ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہم سے دغا فریب کرے یا ہمارا نوکر ہو تو وہ ہماری خلاف ورزی کرے پس ہمکو بھی لازم ہے کہ اگر ہم کسی کے ساتھ خادمانہ تعلق رکھتے ہیں تو اپنے مخدوم و محسن کی خلاف ورزی نہ کریں اپنے فرائض منصبی کو ادا کریں اور کسی سے کسی قسم کا مکر و فریب اور دغا نہ کریں یہی عدل ہے۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔

یہ عدل باہم مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور پھر جیسے ہم اپنے محسنوں کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو محسنوں کا محسن اور مربیوں کا مربی اور **رب العلمين** ہے اُس کے ساتھ معاملہ کرنے میں عدل کو ملحوظ رکھیں۔ اس کے ساتھ کسیکو شریک نہ کریں

اور اُسکا ند اور مقابل تجویز نہ کریں۔

اس کے بعد دوسرا حکم احسان کا ہے مخلوق کے ساتھ یہ کہ نیکی کے بدلے نیکی کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر سلوک کریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان یہ ہے کہ عبادۃ کے وقت ہماری یہ حالت ہو کہ ہم گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور اگر اس مقام تک نہ پہونچو تو یقین ہو کہ وہ ہمکو دیکھتا ہے۔

پھر تیسرا حکم **ایتاء ذی القربی** کا ہے ذی القربیٰ کے ساتھ تعلق اور سلوک انسان کا فطری کام ہے جیسے ماں باپ بھائی بہن کے لیے اپنے دل میں جوش پاتا ہے اسی طرح اللہ کی فرمانبرداری میں متوالا ہو۔ کوئی غرض مدنظر نہ ہو۔ گویا محبت ذاتی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہو۔

پھر چوتھا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے ہر قسم کی بے حیائیوں نافرمانیوں اور دوسرے کو دُکھ دینے والی باتوں سے اور ان بغاوتوں سے جو اللہ جل شانہ۔ یا حکام یا بزرگوں سے ہوں اور آخر میں یہ ہے **يعظكم لعلكم تذكرون** اللہ تعالیٰ تمھیں وعظ کرتا ہے غرض اور منشاء الٰہی یہ ہے کہ تم اسکو یاد رکھو۔ دو قسم کے وعظ ہوتے ہیں اور دو ہی قسم کے سُننے والے۔ وعظ کی دو قسمیں تو یہ ہیں کہ کچھ پیسے ملجاویں اور زیادہ مدح سرائی ہو کہ عمدہ بولنے والا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارے وعظ میں یہ دونوں باتیں نہیں بلکہ وہ محض نفع کے لیے کہتا ہے جو کہتا ہے اور سُننے والوں میں سے ایک قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جنکو اسوقت کچھ مزہ آتا ہے اور پھر یاد کچھ نہیں رہتا دوسرے بالکل کورے کا رے ہوتے ہیں پس تم اس قسم کے سُننے والے نہ بنو بلکہ وعظ کی اس غرض کو ملحوظ رکھو۔

لعلكم تذكرون

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین

آیات الرحمٰن

کی قیمت ایک روپیہ تھی اب رفاہ عام کے لیے آٹھ آنے کر دی گئی ہے یہ کتاب

الدین

عید الفطر کی نماز کے بعد حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت نے جو خطبہ پڑھا ہے اس کو ہم اس عنوان کے تحت میں درج کرتے ہیں بحولہ وبقوتہ (ایڈیٹر)

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

دین کے معاملہ میں جبر نہیں وہ کھلی چیز ہے رشد اور غی الگ الگ چیزیں ہیں رشد کے اختیار کرنے اور غی کے چھوڑنے میں کسی اکراہ کی ضرورت نہیں۔ اس آیت میں تین لفظ ہیں دین۔ رشد اور غی

الدین اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک کتاب میں جو دین کی توضیح اور تفسیر فرمائی ہے وہ یہ ہے **ان الدین عند اللہ الاسلام** اللہ تعالیٰ کے حضور دین کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے؟ **الاسلام**! اپنی ساری قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ اللہ کا فرمانبردار ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو لے اور اسپر روح اور راستی سے عمل درآمد کرے۔ **دین** کے متعلق جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سوال کیا ہے اور آپ نے صحابہ کرام کو بلکہ ہم کو آگاہ کیا ہے کہ یہ جبریل تھا اتاکم **لیعلمکم دینکم**۔ پس دین کی حقیقت اور اسکا صحیح اور سچا مفہوم وہ ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت بیان فرمایا۔ **الاسلام** کے معنے یہ ہیں سر رکھدینا۔ جان سے دل سے اعضا سے مال سے غرض ہر پہلو اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری کرنا۔

دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزیں عطا فرمائی ہیں جنکے ذریعہ ہم اس کی کامل اطاعت۔ فرمانبرداری اور وفاداری کا اظہار کرسکتے ہیں اور پھر ان کے ذریعہ سے اندر ہی اندر قویٰ پر حکمرانی کرسکتے ہیں۔ اور ان کو الٰہی فرمانبرداری میں لگا سکتے ہیں۔ غرض دین کی اصل حقیقت جو قرآن شریف نے بتائی ہے وہ مختصر الفاظ میں کامل وفاداری۔ سچی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے

الدین کی اصل غرض

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کے توسط سے جو کچھ صحابہ کو اور ہم کو سکھایا ہے وہ ان سوالات میں بیان ہوا ہے جو صحابہ کی موجودگی میں جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے اور جنکی اصل غرض **لیعلمکم دینکم** تھی۔ ان میں سے پہلا یہ ہے **ما الایمان**؟ یارسول اللہ ایمان کس چیز کا نام ہے؟ فرمایا **ان تومن باللہ**۔ ایمان کی عظیم الشان اور پہلی جزو ایمان باللہ ہے۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ ایمان کا سرچشمہ اور اسکی ابتدا اللہ پر یقین کرنے سے شروع ہوتی ہے **ایمان باللہ** کیا چیز ہے؟ اللہ تعالےٰ کو جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور سچی اور تمام بدیوں اور نقایص سے منزہ یقین کرنا۔ اور اسکے سوا کسی شے سے کوئی امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اسکا ند اور شریک نہ ماننا یہ **ایمان باللہ** ہے۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کو ان صفات سے موصوف یقین کرتا ہے تو ایسے خدا سے وہی قرب اور تعلق پیدا کرسکتا ہے جو خوبیوں سے موصوف اور بدیوں سے پاک ہوگا۔ پس جس جس قدر انسان فضائل کو حاصل کرتا اور رزائل کو ترک کرتا ہے اسیقدر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے قرب کے مدارج اور مراتب کو بڑھاتا اور اللہ تعالےٰ کی ولایت میں آتا جاتا ہے۔ کیونکہ پاک کو گندے کے ساتھ قرب کی نسبت نہیں ہوسکتی اور جوں جوں رزایل کیطرف جھکتا اور فضائل سے ہٹتا ہے اسیقدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہوکر اس کے فیضان ولایت سے دور اور مہجور ہوتا جاتا ہے۔

یہ ایک قابل غور اصل ہے اور اسکو کبھی ہی ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے۔ صفات الٰہی پر غور کرو۔ اور وہی صفات اپنے اندر پیدا کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ **قرب الٰہی** کی راہ قریب ہوتی جائیگی۔ اور اسکی قدوسیت اور سبحانیت تمہاری پاکیزگی اور طہارت کو اپنی طرف جذب کریگی۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں جو خود ناپاک اور گندی نیت رکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ کیوں ہمکو قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ ایسے لوگوں کو قرب الٰہی کیونکر حاصل ہو۔ جو اپنے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا نہیں کرتے قدوس خدا ایک ناپاک انسان سے کیسے تعلق پیدا کرے؟

ایمان بالملائکہ کی اصل غرض

ایمان باللہ کے بعد دوسری جزو ایمان کی ایمان **بالملائکہ** ہے۔ ایمان بالملائکہ کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ نے یوں سمجھ دی ہے کہ انسان کے دل پر ہر وقت ملک اور شیطان نظر رکھتے ہیں۔ اور یہ امر ایسا واضح اور صاف ہے کہ اگر غور کرنے والی فطرت اور طبیعت رکھنے والا انسان ہو تو بہت جلد اسکو سمجھ لیتا ہے بلکہ موٹی عقل کے آدمی بھی معلوم کرسکتے ہیں اور وہ اس طرح پر کہ بعض وقت یکایک بیٹھے بٹھائے انسان کے دل میں نیکی کی تحریک ہوتی ہے یہانتک کہ ایسے وقت بھی تحریک ہوجاتی ہے جبکہ وہ کسی بڑی بدی اور بدکاری میں مصروف ہو۔ میں نے ان امور پر مدتوں غور کی اور سوچا ہے اور ہر ایک شخص اپنے دل کی مختلف کیفیتوں اور حالتوں سے آگاہ ہے وہ دیکھتا ہے کہ کبھی اندر ہی اندر کسی خطرناک بدی کی تحریک ہو رہی ہے اور پھر محسوس کرتا ہے کہ معاً دل میں رقت اور نیکی کی تحریک کا اثر پاتا ہے یہ تحریکات نیک یا بد جو ہوتی ہیں بدوں کسی محرک کے تو ہو نہیں سکتی ہیں پس یہ وہی بات ہے جو میں نے ابھی کہی ہے کہ انسان کے دل کی طرف ملائکہ اور شیاطین نظر رکھتے ہیں۔ پس ایمان بالملائکہ کی اصل غرض یہ ہے کہ ہر نیکی کی تحریک پر جو ملایکہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے کبھی کسل و کاہلی سے کام نہ لے اور فوراً اسپر عمل کرنے کو طیار ہوجاوے اور توجہ کرے اگر ایسا نہ کریگا تو **واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ** کا مصداق ہوکر پھر نیکی کی توفیق سے بتدریج محروم ہوجائے گا۔

فرشتوں کی[illegible]

یہ پکی بات ہے کہ جب انسان نیکی کی تحریکوں کو ضائع کرتا ہے تو پھر وہ دل پر

وقت مغفرت ،بد موقع نہیں ملتا۔ اگر انسان اسوقت متوجہ ہوجاوے تو معاً نیک خیال کی تحریک ہوتی ہے چونکہ اس خواہش کا محرک محض فضل الٰہی سے متلک ہوتا ہے جب انسان اسکی تحریک پر کاربند ہوتا ہے تو پہر اس فرشتہ اور اسکی جماعت کا تعلق بڑہتا ہے اور پہر اس جماعت سے اعلیٰ ملائکہ کا تعلق بڑہنے لگتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوجاتا ہے۔

ایک حدیث میں صاف آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے پیار کرتا ہے تو جبرئیل کو آگاہ کرتا ہے تو وہ جبرئیل اور اسکی جماعت کا محبوب ہوتا ہے اسیطرح پہر درجہ بدرجہ وہ محبوب اور مقبول ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ وہ زمین میں مقبول ہوجاتا ہے۔ یہہ حدیث اسی اصل اور راز کی حل کرنیوالی ہے جو میں نے بیان کیا ہے ایمان بالملایکہ کی حقیقت پر غور نہیں کی گئی اور اسکو ایک معمولی بات سمجہ لیا جاتا ہے۔ یاد رکہو کہ ملائکہ کی پاک تحریکوں پہ کاربند ہونے سے نیکیوں میں ترقی ہوتی ہے یہانتک کہ انسان اللہ تعالیٰ کا **قرب** اور دنیا میں **قبول** حاصل کرتا ہے۔ اسیطرح پر جیسے نیکیوں کی تحریک ہوتی ہے میں نے کہا ہے کہ بدیوں کی بہی تحریک ہوتی ہے اگر انسان اسوقت تعوذ استغفار سے کام نہ لے دعائیں نہ مانگے لاحول نہ پڑہے تو بدی کی تحریک اپنا اثر کرتی ہے اور بدیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے پس جیسے یہ ضروری ہے کہ ہر نیک تحریک کے ہوتے ہی اسپر کاربند ہونے کی سعی کرے اور سستی اور کاہلی سے کام نہ لے یہ بہی ضروری ہے کہ ہر بد تحریک پر فی الفور استغفار کرے لاحول پڑہے۔ درود شریف اور سورۃ فاتحہ پڑہے اور دُعائیں مانگے۔

یہ بات بہی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایمان باللہ کے بعد ایمان بالملائکہ کو کیوں رکہا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ساری سچائیوں اور پاکیزگیوں کا سرچشمہ تو جناب الٰہی ہی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے پاک ارادے ملایکہ پر جلوہ گری کرتے ہیں اور ملائکہ سے پاک تحریکیں ہوتی ہیں۔ ان نیکی کی تحریکوں کا ذریعہ دوسرے درجہ پر چونکہ ملائکہ ہیں اس لئے ایمان باللہ کے بعد اسکو رکہا۔

ملایکہ کے وجود پر زیادہ بحث کی اسوقت حاجت نہیں یہ تحریکیں ہی ملایک کے وجود کو ثابت کر رہی ہیں اس کے علاوہ لاکہوں لاکہہ مخلوق الٰہی ایسی ہے جسکا ہم کو علم بہی نہیں اور نہ انپر ایمان لانے کا ہمکو حکم ہے۔ اس کے بعد تیسرا جزو ایمان کا **ایمان بالکتب** ہے براہ راست مکالمہ اول فضل ہے پہر ملایکہ کی تحریک پر عمل کرنا اسکے قرب کو بڑہاتا ہے انکے بعد کتاب اللہ کے ماننے کا مرتبہ ہے کتاب اللہ پر ایمان بہی اللہ کے فضل اور ملایکہ ہی کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب پر عمل درآمد جو سچے ایمان کا مفہوم اصلی ہے چاہتا ہے محنت اور جہاد۔ چنانچہ فرمایا **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا** یعنی جو لوگ ہم میں ہوکر مجاہدہ اور سعی کرتے ہیں ہم انپر اپنی راہیں کہولدیتے ہیں۔ یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے میری سمجہ میں نہیں آتا کہ کیوں اختلاف کے وقت انسان مجاہدات سے کام نہیں لیتا۔

کیوں ایسے وقت انسان دبدہا اور تردد میں پڑتا ہے اور جب یہ دیکہتا ہے کہ ایک کچہہ فتویٰ دیتا ہے اور دوسرا کچہہ تو وہ گہبرا جاتا اور کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ کاش وہ **جاھدوا فینا** کا پابند ہوتا تو اسپر سچائی کی اصل حقیقت کہل جاتی۔ مجاہدہ کے ساتہہ ایک اور شرط بہی ہے وہ تقویٰ کی شرط ہے۔ تقویٰ کلام اللہ کے لئے معلم کا کام دیتا ہے

واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ

اللہ کی تعلیم تقویٰ پر منحصر ہے اور اسکی راہ کا حصول جہاد پر۔ جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور جہاد اور تقویٰ اللہ سے روکنے والی

ترقیات کا مانع ایک خطرناک غلطی ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہوجاتے ہیں اور وہ یہ ہے **فرحوا بما عندھم من العلم** کسی قسم کا علم جو انسان کو ہو وہ اسپر ناز کرکے اسی کو اپنے لئے کافی اور راحت بخش سمجہے تو وہ سچے علوم اور انکے نتایج سے محروم رہ جاتا ہے۔ خواہ کسی قسم کا علم ہو۔ وجدان کا۔ سائینس کا۔ صرف و نحو یا کلام یا اور علوم غرض کچہہ ہی ہو انسان جب انکو اپنے لئے کافی سمجہ لیتا ہے تو ترقیوں کی پیاس مٹ جاتی ہے اور محروم رہتا ہے۔

راستباز انسان کی پیاس سچائی سے کبہی نہیں بجہہ سکتی بلکہ ہر وقت بڑہتی ہے اسکا ثبوت اس سے بڑہ کر کیا ہوگا کہ ایک کامل انسان **اعلم باللہ۔ اتقی للہ اخشی للہ** جسکا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سچے علوم۔ معرفتیں سچے بیان اور عمل درآمد میں کامل تہا اس سے بڑہ کر اعلم۔ اتقی اور اخشی کوئی نہیں پہر بہی اس امام المتقین اور امام العالمین کو یہ حکم ہوتا ہے **قل رب زدنی علما**

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سچائی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور یقین کی راہوں اور علوم حقہ کے لئے اسی قدر پیاس انسان میں بڑہے گی جسقدر وہ نیکیوں اور تقویٰ میں ترقی کرے گا جو انسان اپنے اندر اس پیاس کو بجہا ہوا محسوس کرے اور **فرحوا بما عندھم من العلم** کے آثار پائے اسکو استغفار اور دعا کرنی چاہیئے کہ وہ خطرناک مرض میں مبتلا ہے جو اسکے لئے یقین اور معرفت کی راہوں کو روکنے والی ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں بے انت اور اسکے مراتب و درجات بے انتہا ہیں پہر مومن کیونکر مستغنی ہوسکتا ہے۔ اس لئے اسے واجب ہے کہ اللہ کے فضل کا طالب اور ملایکہ کی پاک تحریکوں کا متبع ہوکر کتاب اللہ کے سمجہنے میں چست و چالاک ہو۔ اور سعی اور مجاہدہ کرے تقویٰ اختیار کرے تا سچے علوم کے دروازے اسپر کہلیں۔

غرض کتاب اللہ پر ایمان تب پیدا ہوگا جب اسکا علم ہوگا اور علم منحصر ہے مجاہدہ اور تقویٰ پر اور **فرحوا بما عندھم من العلم** سے الگ ہونے پر۔

اس کے بعد جو تہا رکن ایمان کا **ایمان بالرسول** ہے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ڈہیروں ڈہیر کتابیں ہیں پرانے لوگوں کی یادداشتیں ہیں ہم نیکی اور بدی کو سمجہتے ہیں کسی مامور و مرسل کی کیا ضرورت ہے؟

(باقی آئندہ)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق خبریں اور اطلاعیں

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے کامل فضل وکرم سے تندرست ہیں۔

آپ کے اہل بیت اور صحابہ کبار بھی خدا کے فضل سے ہر طرح بخیریت ہیں و الحمد علیٰ ذلک۔

حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب دو چار روز کے لیے لاہور تشریف لے گئے تھے

مع الخیر واپس قادیان تشریف لے آئے۔

آج جہلم میں مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ کی پیشی ہے۔ مفصل حالات پھر۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے ایک قدیم دوست کے ہمراہ ہفتہ زیر اشاعت میں پولیس کے دو تین آدمی ساتھ لیکر قادیان آئے اور مدرسہ میں فروکش ہوئے اور ۱۱ر جنوری سنہ ۶ کو واپس چلے گئے۔ ان کے آنے اور جانے کی کیفیت بھی ہم اگلی اشاعت میں مفصل تحریر کریں گے۔ جس میں ہم دکھائیں گے کہ ان کے آنے کی کیا غرض تھی۔ اور قادیان میں آکر انہوں نے کیا کیا اور کیا لیکر گئے۔ اس کے ضمن میں وہ خط وکتابت بھی ہم درج کریں گے جو حضرت اقدس سے ہوئی۔

تفسیر القرآن کی ماہوار اشاعت کے متعلق بہت سے خطوط آ رہے ہیں جنہوں نے ہمارے اس ارادہ کو اور بھی مستحکم کر دیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز ناظرین تفسیر القرآن کے سلسلہ کو پڑھ کر محظوظ ہوں گے پہلے نمبر کے ان مضامین کی مختصر فہرست جو علاوہ تفسیر القرآن کے ہوں گے ذیل میں دیتے ہیں۔

(۱) کچھ اپنی نسبت (۲) قرآن اپنی نسبت کیا کہتا ہے (۳) قرآن اور حدیث (۴) اصول التفسیر۔ (۵) تفسیر القرآن کا پہلا پارہ اسپر نوٹ ہیں۔ فہرست علاوہ حصہ تفسیر القرآن کے یہ پانچ مضامین ہوں گے انہیں سے بعض غالباً مسلسل ہوں۔

دوسرے پارہ کے جسقدر اجزا اور طیار ہیں وہ بھی اسی کے ہمراہ روانہ کیے جائیں گے اب تک اس کا ملتوی ہونا ہماری اپنی غفلت یا سستی کا نتیجہ نہیں بلکہ قدرتی اسباب ایسے پیش آتے رہے ہیں کہ اب تک وہ پورا نہیں ہوا۔ لیکن ہم اس توقف و تعویق کو ضرور مفید سمجھتے ہیں۔ بہرحال پہلا نمبر تو انشاء اللہ تعالےٰ اس مہینہ کی آخری تاریخ تک شائع ہونے کی توقع کیجاتی ہے۔ بحولہ وبقوتہ۔

ہمارا سالانہ آرٹکل ۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء سے پہلے بوجہ مصروفیت مقدمہ شروع نہیں ہو سکتا

اردو میگزین

جیسا کہ پہلے اطلاع دیجا چکی ہے کہ میگزین کے نمبر ۱۱-۱۲- جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کے میگزین کے ہمراہ روانہ ہوں گے مگر خریداران میگزین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر پہلی ہی ترتیب پر میگزین شائع ہوتا تو نمبر ۱۱- ۲۰ جنوری کو اور نمبر ۱۲- ۲۰ فروری کو اور جنوری کا میگزین ۲۰ مارچ سنہ ۰۳ کو علی التواتر شائع ہوتے تو جبکہ جنوری ہی میں تینوں نمبر و مکمل ہی شائع کرنیکی کوشش کیگئی تھی تو آپ لوگ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تین مہینے کا کام گویا ایک مہینہ میں کرنا پڑا اور اسپر مقدمہ کی وجہ سے بعض مصروفیتوں نے مہتمم مطبع کو بجائے خود کئی روز ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضر رکھا اسلیے ان تمام مجبوریوں کے ہوتے ہوئے بھی میگزین کے تینوں نمبر ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک ناظرین کو پہنچا سکیں تو وہ ہمیں معذور سمجھیں گے۔

بقیہ خط منظوم بتائید پیغام بیعت

اقبال

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا
بھولی بھٹکوں کی رہنما ہوں میں
ہوں زمیں پر گذر فلک پہ مری
دیکھ تو کس قدر رسا ہوں میں
علم پلتا ہے میری گود میں میں
راز ہستی سے آشنا ہوں میں
رہبری دہر یا ہے کام مرا
رشک خضر خجستہ پا ہوں میں
ہوں مفسر کتاب ہستی کی
مظہر شان کبریا ہوں میں
تو مری ہمسری کرے تو یہ
دیدۂ ہست کی ضیا ہوں میں
بوند اک خون کی ہے تو لیکن
غیرت لعل بے بہا ہوں میں
دل نے سنکر کہا یہ سب سچ ہے
پر مجھے بھی تو دیکھ کیا ہوں میں
راز ہستی کو تو سمجھتی ہے
اور آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں
میرے دم سے جہان بستا ہے
اس اندھیرے میں چاندنا ہوں میں
ہے تجھے واسطہ نظاہر سے
اور باطن کو دیکھتا ہوں میں
علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تو خدا جو خدا نما ہوں میں
علم کی انتہا ہے بے چینی
اس مرض کی مگر دوا ہوں میں
شمع تو محفل صداقت کی
حسن کے بزم کا دیا ہوں میں
گلشن طور میں بہار مری
قطرۂ بحر آشنا ہوں میں
تو ہے وابستہ زمان ومکاں
اور اس بند سے رہا ہوں میں

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس دارالامان قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم طبع ہوا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

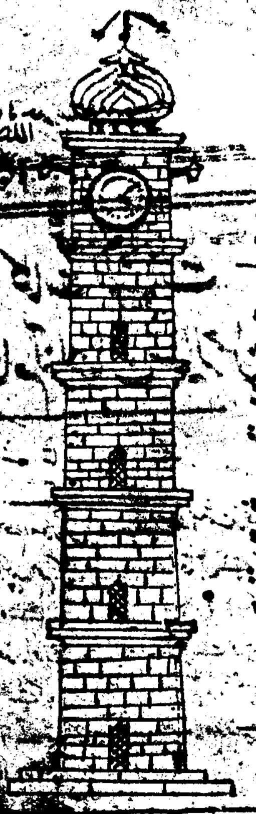

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انی آوی القریۃ

الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بیا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳ | ۲۴ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

بقیہ خط منظوم بتائید پیغام بیعت

بقیہ مشتاق اقبال

لمسئے یہ دل ہو میرے پہلو میں
تو یہ سمجھے کہ دھریا ہوں میں
اہل دل کو نگار سے مطلب
سب بزرگوں کی خاک پا ہوں میں
فیض اقبال ہے اسی در کا
بندہ شاہ لافتیٰ ہوں میں

حامد

عقدۂ عقل و دل کو مجھ سے پوچھ
اسکا حق سے گرہ کشا ہوں میں
گنج اسرار جس کا سینہ ہے
اُس کا اب روپ بنگیا ہوں میں
احمد مجتبیٰ کا ہوں میں غلام
لطف احمد سے مجتبیٰ ہوں میں
وحی قرآن پاک کی رو سے
عقل اور دل کو جانچتا ہوں میں
ایسی عقلوں کا اعتبار ہے کیا
جنکو گمراہ دیکھتا ہوں میں
حق کا شاہد ہمیں خدا کا کلام
فرق خدا انکو جانتا ہوں میں

مجھکو بخشا گیا ہے پاک ادراک
وارث علم انبیا ہوں میں
عقل ہے بے رفیق درماندہ
وحی حق کا ثنا سرا ہوں میں
عقل کی کیا مجال ہے اسکے
یہ کہے اس غذا ربا ہوں میں
دید حق ہو نہ جسمیں علم وہ کیا
ایسے علموں کو کیا سرا ہوں میں
چشمہ علم پاک ہے قرآں
وہ ہدیٰ تابع ہدیٰ ہوں میں
عقل کو جو کہ روشنی بخشے
اس کا دعویٰ ہے وہ ضیا ہوں میں
عقل چھوڑے تو رہ نما ہے وہ
اُس سے اسوقت آشنا ہوں میں
اُس سے جو فیضیاب ہوں آکر
ایسی عقلوں کو ڈھونڈتا ہوں میں
ہوں مفسر علوم قرآں کا
مہبط وحی کبریا ہوں میں
رہبری راہ حق کی ہو جس سے
ہاں وہ مرد خجستہ پا ہوں میں
مجھکو کیا غم کوئی کرے تحقیر
مظہر شان ذو العلیٰ ہوں میں
قطرۂ خون دل کو گم کرکے

راز ہستی کو پاگیا ہوں میں
جس کی دلکو تلاش رہتی ہے
اسکو آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں
رحمت عالمین تھا جو دم
پھر اسی دم کو دیکھتا ہوں میں
جس اندھیرے سے دل ہوئے تاریک
اُس اندھیرے کا چاندنا ہوں میں
جن سے ظاہر ہے نور حق ہو پدید
اُن کے باطن کو دیکھتا ہوں میں
علم حق سے ہے معرفت حق سے
اے خدا جو خدا نما ہوں میں
علم جس کی ہے انتہا راحت
اب وہی علم دے رہا ہوں میں
جکو حق نے کہا سراج منیر
بزم کا اُس کی اک دیا ہوں میں
دل احمد ہے عرش رب جلیل
عشق میں اُسکے تیں فنا ہوں میں
گلشن احمدی کی مجھ سے بہار
اُس کی کشتی کا ناخدا ہوں میں
میں زمان و مکاں سے ہوں آزاد
اُسکے دامن سے بندھگیا ہوں میں
جب کھلے گی تجھے حقیقت دل
خود کو سمجھے گا دہریا ہوں میں

کلمات طیّبات

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب ان تمام امور کو یکجا کر کے دانشمند غور کرے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں کیا وہ اس قابل ہے کہ سرسری نگاہ سے اسے رد کر دیا جاوے یا یہ کہ اس پر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے جو کچھ ہمارا دعویٰ ہے کیا یہ صدی کے سر پر ہے یا نہیں؟ اگر ہم نہ آتے تب بھی ہر ایک عقلمند اور خدا ترس کو لازم تھا کہ وہ کسی آنیوالے کی تلاش کرتے کیونکہ صدی کا سر آ گیا تھا اور اب تو جبکہ بیس برس گذر چکے ہیں اور بھی زیادہ فکر کی ضرورت تھی۔ موجودہ فساد اپنی جگہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ کوئی شخص اسکی اصلاح کے لیے آنا چاہیے۔ عیسائیت نے وہ آزادی اور بے قیدی پھیلائی ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کے بچوں پر جو اسکا اثر ہوا ہے اُسے دیکھکر تو کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے نیچے ہی نہیں ہیں ساری باتوں کو چھوڑ دو۔ اس **صلیبی فتنہ** ہی کی اصلاح کے لیے جو شخص آئے گا اُسکا نام کیا رکھا جاویگا؟ یہ فتنہ بالطبع اپنی اصلاح کرنیوالے کا نام **کاسر الصلیب** رکھتا ہے اور یہ **مسیح موعود** کا دوسرا نام ہے۔ قرآن اور حدیث نے مختلف طریقوں سے اس مضمون کو ادا کیا ہے اور آنیوالے موعود کی بشارت دی ہے۔ اس کو خوب سمجھ لینا چاہیے کیونکہ جب انسان ناقص طور پر سمجھتا ہے گویا کچھ نہیں سمجھتا۔ لیکن جب کامل غور اور فکر کے بعد ایک بات کو سمجھ لیتا ہے پھر مشکل ہوتا ہے کہ کوئی اسے گمراہ کر سکے۔ اسلیے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اس سوال کو حل کرنے کی خوب فکر کریں۔ معمولی اور چھوٹی سی بات نہ سمجھیں بلکہ یہ ایمان کا معاملہ ہے جنت اور دوزخ کا سوال ہے میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھیرا لیتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** کے انکی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا؟ جبکہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیۃ استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کیطرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفا کا سلسلہ قائم کرے گا مگر اسنے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اسوقت تک کوئی خلیفہ اس اُمّت میں نہیں؟ اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اسبات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذ اللہ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لیے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اس اُمّت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیۃ کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو **اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم** میں ایک آنیوالے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اسطرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جنکی تکذیب لازم آئیگی بلکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ **الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا** پھر سوچو! کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے یہ میں از خود نہیں کہتا **خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی** اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اسکی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے **انت منی وانا منک** بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اسکی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کیلئے جرأت کرے ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کسکی تکذیب کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکر تکذیب ہوتی ہے اسطرح پر کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا؟ اور پھر آپ نے جو **اِمامکم منکم** فرمایا تھا وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے اور آپ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذب ٹھیرے گا یا نہیں؟ پس پھر میں کھول کر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہوگا۔ مجھے بیدین اور گمراہ کہنے میں دیر ہوگی مگر پہلے اپنی گمراہی اور روسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن اور حدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لیے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا۔ **میں قرآن اور حدیث کا مصدق و مصداق ہوں** میں گمراہ نہیں بلکہ **مہدی ہوں**۔ میں کافر نہیں بلکہ

انا اوّل المؤمنین

کا مصداق صحیح ہوں اور یہ جو کچھ میں کہتا ہوں **خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ صحیح ہے** جسکو خدا پر یقین ہے جو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق مانتا ہے اُسکے لیے یہی حجت کافی ہے کہ میرے مُنہ سے سُنکر خاموش ہو جائے لیکن جو دلیر اور بیباک ہے اسکا کیا علاج! خدا خود اُسکو سمجھا لے گا۔

اسلیے میں چاہتا ہوں کہ آپ خدا کیلئے سوچ کر غور کریں اور اپنے دوستوں کو بھی وصیت کریں کہ وہ میرے معاملہ میں جلدی سے کام نہ لیں بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں اور پھر خدا تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگیں کہ وہ ان پر حق کھول دے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان تعصب اور ضد سے پاک ہو کر حق کے اظہار کیلئے خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کرے تو ایک چلّہ نہ گذرنے پائیگا کہ اُس پر حق کھل جاویگا۔

تقویم احمدیہ — دفتر الحکم کی عجیب و غریب جنتری طیار ہو رہی ہے۔

مگر بہت ہی کم لوگ ہیں جو ان شرائط کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں ۔

اور بہتیرے اپنی کم سمجھی یا ضد و تعصب کی وجہ سے خدا کے ولی کا انکار کر کے ایمان سلب کر لیتے ہیں ۔ کیونکہ جب ولی پر ایمان نہ رہے تو ولی جو نبوۃ کے لیے بطور میخ کے ہے اسی پھر نبوۃ کا انکار کرنا پڑتا ہے ۔ اور نبی کے انکار سے خدا کا انکار ہوتا ہے ۔ اور بہتیر بالکل ایمان سلب ہو جاتا ہے ۔ اسوقت ضروری ہے کہ خوب غور کر کے دیکھا جاوے کہ کیا عیسائی فتنہ نہیں ہے جو مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ کے مصداق ہو کر لاکھوں انسانوں کو گمراہ کر رہا ہے ۔ اور مختلف طریق اس نے اپنی اشاعت کے رکھے ہیں ۔ اب وقت ہے کہ اس سوال کا جواب دیا جاوے کہ اس فتنہ کی اصلاح والے کا نام آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رکھا ہے صلیب کا زور تو دن بدن بڑھ رہا ہے اور ہر جگہ اسکی چھاؤنیاں قائم ہوتی جاتی ہیں ۔ مختلف مشن قائم ہو کر دور و دراز ملکوں اور اقطاع عالم میں پھیلتے جاتے ہیں ۔ اس لیے اگر اور کوئی بھی ثبوت اور دلیل نہ ہوتی تب بھی طبعی طور پر ہمکو ماننا پڑتا کہ اسوقت ایک مصلح کی ضرورت ہے جو اس فساد کی آگ کو بجھائے ۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اسنے ہم کو صرف ضروریات محسوسہ مشہودہ تک ہی نہیں رکھا ۔ بلکہ اپنے رسول کی عظمۃ و عزۃ کے اظہار کے لیے بہت سی پیشگوئیاں پہلے سے اسوقت کیلئے مقرر رکھی ہوئی ہیں جن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اسوقت ایک آنیوالا **امر رب** ہے اور اسکا نام **مسیح موعود** اور اسکا کام **کسر صلیب** ہے ۔ اب اس ترتیب کے ساتھ ہر ایک سلیم الفطرۃ کو اتنا تو ماننا پڑیگا کہ بجز اس تسلیم کے چارہ نہیں کہ کوئی **مرد آسمانی** آوے اور اسکا کام اسوقت **کسر صلیب** ہی ہونا چاہیے لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کا کام ہوگا اسکا کیا مطلب ہے ؟ کیا وہ **لکڑی کی صلیب کو توڑے گا** ؟ اور اس سے فائدہ کیا ہوگا ؟ صاف ظاہر ہے کہ لکڑی کی صلیب کو اگر توڑتا پھریگا تو یہ کوئی عظیم الشان کام نہیں اور نہ اس کا کوئی معتد بہ فائدہ ہو سکتا ہے ۔ اگر وہ لکڑی کی صلیب کو توڑ دے گا تو اس کے بجائے سونے چاندی اور دھاتوں کی صلیبیں عیسائی بنا لیں گے ۔ اور اس سے کیا نقصان ہوا ۔ اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور نیز بداور صلاح الدین نے بہت سی صلیبیں توڑیں تو کیا وہ بس ایک امر سے مسیح موعود بن گئے ؟ نہیں ہرگز نہیں ۔

معلوم ہوا کہ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتی کہ وہ لکڑی کی صلیب جو بعض عیسائیوں نے لٹکائی ہوتی ہے مسیح موعود توڑتا پھرے گا بلکہ اس کے اندر ایک حقیقۃ ہے اور اس حقیقۃ کی تائید میں حدیث کا ایک اور لفظ **يضع الحرب** کا آیا ہے یعنی مسیح موعود لڑائیوں کو اٹھا دے گا ۔ اب ہمیں کوئی سمجھائے کہ ایکطرف تو مسیح موعود کا یہ کام ہے کہ وہ لڑائی کے سلسلہ کو یکدفعہ اٹھا دے اور دین کے لیے لڑائی کا نام لینا حرام سمجھا جاوے اور دوسری طرف یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمانہ امن کا زمانہ ہوگا ۔ اور سلطنت عادل سلطنت ہوگی جس سے اور بھی تقویت پہنچتی ہے اس منشا کی کہ اسوقت لڑائیاں حرام ہوں گی ۔ اچھا لڑائیاں ہونگی نہیں اور صلیب توڑنا مسیح موعود کا کام ہے پھر سوچکر دیکھو کہ ہمارے اس دعوی کی تصدیق صاف طور پر ہوتی ہے یا نہیں کہ صلیب توڑنے سے یہ لکڑی یا پیتل وغیرہ کی صلیبیں (جو عیسائی تبرک کیطور پر گلے میں لٹکائی پھرتے ہیں) توڑنا مراد نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ایک اور حقیقۃ کیطرف اشارہ کرتا ہے ۔

اور وہ وہی ہے جو ہم لیکر آئے ہیں ۔ ہم نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ اسوقت **جہاد حرام ہے** کیونکہ جیسے مسیح موعود کا وہ کام ہے يضع الحرب بھی اسیکا کام ہے اس کام کی رعایت سے ہمکو ضروری تھا کہ **جہاد کے حرام ہونیکا فتوی صادر** کریں ۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اس وقت **دین کے نام سے تلوار یا ہتھیار اٹھانا حرام اور سخت گناہ ہے ہمکو ان وحشی سرحدیوں پر افسوس آتا ہے کہ وہ آئے دن جہاد کے نام سے بعض واردتیں کرتے ہیں جو در اصل اپنا پیٹ پالنے کے لیے کرتے ہیں اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور اس میں خلل انداز ہوتے ہیں ایک سچے مسلمان کو ان وحشیوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہونی چاہیے**

تو پھر یکسر الصلیب کے کیا معنے ہیں ؟ توجہ سے سننا چاہیے کہ مسیح موعود کی بعثت کا وقت غلبہ صلیب کے وقت ٹھیرایا گیا ہے اور وہ صلیب کو توڑنے کے لیے آئیگا اب مطلب صاف ہے کہ مسیح موعود کی آمد کی غرض عیسوی دین کا ابطال کلی ہوگا اور وہ حجۃ و براہین کے ساتھ جنکو آسمانی تائیدات اور خوارق اور بھی قوی کر دینگے دو صلیب پرستی کے مذہب کو باطل کر کے دکھا دے گا ۔ اور اسکا باطل ہونا دنیا پر روشن ہو جائیگا اور لاکھوں دلیر اعتراف کر لیں گی کہ فی الحقیقت عیسائی دین انسان کے لیے رحمت کا باعث نہیں ہو سکتا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ساری توجہ اس صلیب کیطرف لگی ہوئی ہے صلیب کی شکست میں کیا کوئی کسر باقی ہے موت مسیح کے مسئلہ نے ہی صلیب کو پاش پاش کر دیا ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آکر مرا تو کوئی عقلمند ہمیں بتائے کہ اس سے صلیب کا باقی کیا رہتا ہے ؟ اگر تعصب اور ضد نے بالکل ہی انسان کے دلکو تاریک اور اسکی عقل کو ناقابل فیصلہ نہ بنا دیا ہو تو ایک عیسائی کو بھی یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ اس مسئلہ سے عیسائی دین کا سارا تار و پود ادھڑ جاتا ہے ۔ باقی آئندہ

تقویم احمدیہ ۔ دفتر الحکم کی عجیب و غریب جنتری طیار ہو رہی ۔

حضرت اقدس کی زبانی اور چھوٹی تحریریں

تفسیر آیت

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں یہود نے اتنی ظاہر پرستی کی کہ باطنی احکام کا کچھ لحاظ نہ کیا اور نصاریٰ نے اتنی باطن پرستی کی کہ ظاہری احکام کا کچھ لحاظ نہ رکھا اور احکام الٰہی کو جو چراغ اور حقیقت نما تھی فضول سمجھکر ترک کر دیا اور ہر ایک کے باطنی معنی کر لئے اور سمجھ لیا کہ مسیح میں وہ سب پورے ہو گئے اس طرح گمراہ ہو گئے اور افراط تفریط میں پڑ گئے اور کلام مجید ان دونوں نقطہ اعتدال پر قائم کرتا ہے

سوال

اگر یوں کہیے کہ پہلے سے خدا نے کیوں نہیں ہر ایک کو اعتدال پر قائم کیا

جواب

اس کا یہ ہے کہ انسان میں دو خصلت افراط تفریط کی ضرور ہیں پرور دگار نے چاہا کہ امتحان کر کے ان دونوں خصلتوں سے انسان کو بچاوے کیونکہ سوائے تحقق افراط تفریط کے تحقق اعتدال کا محال ہے کل مطالب شائستہ اور عمدہ تمام کتب سابق کے واسطے تکمیل نفوس ناقصہ بشری کے ہیں سب کلام اللہ میں درج ہیں پس محال ہے کہ کلام انسانی میں تمام مواعظ ربانی اس اختصار اور خوش اسلوبی سے مندرج ہوویں کہ پہلی کتابوں میں اس کی نظیر نہ پائی جاوے لیکن وہ مطلب جس کے حق و ناحق ہونے میں خود عیسائیوں اور یہودیوں کو نزاع ہے وہ بھی اسطرح لکھے ہیں کہ جس محل میں یہودی حق بجانب ہیں انکی طرف اشارہ کر دیا اور جس محل میں نصاریٰ حق بجانب ہیں اسکی طرف اشارہ کر دیا۔ جاننا چاہیے کہ مواعظ و حکم کے ہیں ایک تو از قسم حقائق ہیں جو کسی زمانہ کو

کسی وقت میں اسکی کمی بیشی منظور ہے جیسے انجیل مرقس میں ساتواں باب ۱۵ آیۃ کوئی چیز جو باہر سے آدمی کے اندر جاتی ہے اُسے ناپاک نہیں کر سکتی پر وے چیزیں جو اُسمیں سے نکلتی ہیں وے ہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ اندر آدمی کے دل سے بُرے خیال زناکاری حرامکاری خون چوری لالچ شرارت مکر مستی بدنظری کفر غرور بیوقوفی نکلتی ہے۔ حقیقت دوم جو کوئی اپنی جان بچانی چاہے پر جو کوئی میرے اور انجیل کے لیے اپنی جان کھووے اُسے بچاوے گا۔ دوسرے احکام و تہذیب اخلاق جو کمی بیشی قبول کر سکتے ہیں اور حسب استعداد ہو سکتے ہیں جیسے بعض قوم میں عذر غالب ہوتا ہے اور بعض قوم اور باشندوں ملک میں تہور اور دلاوری غالب ہوتی ہے اور بعض قوم اور باشندہ ملک میں جنت غالب ہوتی ہے اور کتاب الہامی ہر ایک افراط تفریط حسب حال ان کے معالجہ کرتی ہے سو جاننا چاہیے کہ . . . یہودی صرف ظاہر پرستی اور دل بستگی ظاہری حکموں سے بقدر رکھتے تھے کہ تزکیہ باطن کیطرف بالکل خیال نہیں تھا اور سوائے تسلیم احکام ظاہری مثل نہانا اور غسل کرنا اور بدن صاف رکھنا اقدام سب محارم کا کرتے تھے واسطے معالجہ اس قدر افراط کے جو ان کے دلوں پر غالب ہو گیا تھا تقاضا حکمت ربانی کا یہ ہوا کہ یک لخت تمام احکام ظاہری موقوف کیے گئے اور نہایت مبالغہ سے واسطے تصفیہ باطن اور تزکیہ نفس کے توجہ دلائی گئی خلاصہ مضمون انجیل کا اسی قدر ہے اور ہر ایک وعظ تعلیم اس کا اسی پر دلالت کرتا ہے پر قرآن مجید میں بدستور احکام حسب استعداد ان کے مقرر کیے گئے اور نمونے بھی بدستور مقرر کیے گئے کیونکہ نمونہ اصل سے لازم پڑا ہوا ہے کہ اصل کو یاد دلایا جاوے اور اصل کی محافظت سوائے نمونہ کے ممکن نہیں اور انجیل صرف واسطے تنبیہ کے تھی اسواسطے اسمیں نہایت کوشش اور مبالغہ سے باطن کیطرف توجہ دلائی گئی اور ظاہری نمونے بالکل ساقط کیے گئے

الا یہ دونوں امر یعنی ساقط کرنا ظاہری احکام کا اور نہایت مبالغہ تزکیہ باطن کیطرف معالجہ خاصہ اسی افراط کا تھا اور ہرگز ممکن نہیں کہ یہ دونوں امر دوام اور ہمیشہ انکے واسطے مقرر کیے جاویں پس جبکہ اکثر افراد یہود کو تنبیہ ہو گئی اور اکثر افراد نصاریٰ کی تفریط کی طرف مائل ہو گئے یعنی جیسے یہود باطن کا انکار کرتے تھے ویسے ہی نصاریٰ ظاہر کا انکار کرنے لگے اور تفریط میں اُس درجہ میں پہونچے جس درجہ میں یہود افراط میں تھے پس لازم آیا کہ ایک اور کتاب الہامی ہو جو ان دونوں کو نقطہ اعتدال پر قائم کرے اور وہی فرقان مجید ہے اور جیسے یہود باطنی احکام کی بالکل منکر تھے ویسے ہی نصاریٰ ظاہری احکام کے منکر ہوئے یہانتک کہ کئی برس پہلے بخت نصر نے بیت المقدس کو مسمار کر دیا جواب یہ کتاب قرآن مجید دونوں فرقوں کو نقطہ اعتدال پر قائم کرتی ہی اور افراط تفریط سے باز رکھکر حقیقت کیطرف توجہ دلاتی ہے اور زبان شرع میں اسی کا نام نسخ ہے اور کلام اللہ میں مغضوب علیہم نام یہودیوں کا ہے جنہوں نے صرف ظاہر پرستی شروع کر کے باطن کا انکار کیا اور **لا الضالین** نام نصاریٰ کا ہے جنہوں نے ظاہر کا انکار کیا اور گمراہ ہو گئے کیونکہ ظاہر نمونہ اور چراغ ہے واسطے باطن کے جو کوئی نمونہ چھوڑ دے وہ گمراہ ہو جاتا ہے سو سورہ فاتحہ میں یہی ظاہر ظاہر افراط اور تفریط ان دونو فرقوں کیطرف اشارہ ہوا ہے جو آیہ

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

جشن تاجپوشی شاہ ایڈورڈ ہفتم کی خوشی میں ایک روحانی دعوت

خداوند عالم اس جشن کو مبارک کرے تمام اسلامی اخباروں اور رسالوں کے خریداروں کی خدمت میں التماس اس جشن عظیم کے شکریہ میں تفسیر القرآن بالقرآن کا ایک پارہ یعنی پارہ عم مفت پیش

تعطیل جمعہ

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے اس ضروری میموریل کا تذکرہ کیا تھا جو دربار دہلی کی تقریب پر حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعطیل جمعہ کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور ارسال کیا تھا۔ آج ہم اس میموریل کو ذیل میں درج کرتے ہیں اور تمام مسلمان **اخبارات** کے ایڈیٹر صاحبان سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اس کو ایک قومی اور دینی خدمت سمجھ کر نہ صرف اپنے اخبارات میں جگہ دیں گے بلکہ پرزور الفاظ میں اسکی تائید کریں گے۔

لاٹ کرزن کی گورنمنٹ سے ہمکو بہت بڑی امید اور توقع ہے کہ وہ اس میموریل پر پوری توجہ فرمائیں گے اور ہندوستان کی ۹ کروڑ رعایا کو انکی مذہبی عبادت کے ادا کرنے کے لئے سہولت بہم پہونچا کر ان پر احسان عظیم کرنے والے ٹھہریں گے اور اسطرح پر **تعطیل جمعہ** نہ صرف ہمارے قیصر ہند کی تاجپوشی کی عظیم الشان یادگار ہوگی بلکہ **لاٹ کرزن** کی گورنمنٹ کی بھی گرانقدر یادگار ٹھہریگی۔ اور مسلمانان ہند کے دلوں پر انکی عظمت و مہربانی کا گہرا نقش قایم کرکے انکو وفاداری اور ارادتمندی میں اور بھی راسخ کریگی۔ سردست ہم اصل میموریل کو درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور آئندہ امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمکو توفیق ملی تو اسپر وقتاً فوقتاً یاددہانی کرتے رہیں گے اگرچہ لاٹ کرزن کی فیاض گورنمنٹ ہمکو یقین دلاتی ہے کہ کسی یاددہانی کی ضرورت ہی نہ پڑیگی۔ بہرحال وہ میموریل یہ ہے۔ (ایڈیٹر)

میموریل جو حضرت مسیح موعودؑ نے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں تعطیل جمعہ کے لئے پیش کیا ہے

چونکہ تاج پوشی کا جلسہ جو دہلی میں ہوگا ہر ایک فرقہ رعایا گورنمنٹ برطانیہ کو اس سے بہت خوشی ہے اور مسلمانوں کو ایک خاص خوشی ہے اس جلسہ میں انکے اسلامی تخت گاہ کے شہر کو عزت دیگئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس محسن گورنمنٹ کو مسلمانوں پر ایک خاص نظر عنایت ہے اور مسلمانوں کی مدت دراز سے ایک دلی تمنا ہے جسکے پیش کرنے کے لئے اسوقت سے زیادہ مبارک کوئی وقت نہیں کہ ہمارے بادشاہ عالیجاہ قیصر کی تاج پوشی کے جلسہ کا دن قریب ہے اس لئے مجھے تحریک کی گئی کہ میں اس التماس کو ادب سے پیش کروں کیونکہ میں ایک ایسے مسلمانوں کے گروہ کا امام ہوں کہ جو برٹش انڈیا اور دوسرے مقامات میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے اور میں ضروری نہیں سمجھتا کہ میں ان کے نام لکھوں کیونکہ وہ مجھ سے بیعت کرنے والے ہیں یعنی میرے مرید ہیں اور مجھ سے الگ نہیں ہیں یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں تالیف کرکے شائع کی ہیں جنکا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہوجائیں اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو میں امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہوجائے گی علی الخصوص گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام کیطرف سے ایسی کارروائیوں کا ہونا ضروری ہے جن سے مسلمانوں کے دلوں میں منقوش ہوجائے کہ یہ سلطنت اسلام کے لئے درحقیقت چشمہ فیض ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ حضور لارڈ کرزن بالقابہ نے ایسی نمایاں کارروائیاں کی ہیں کہ مسلمانوں کو کبھی نہیں بھولیں گی جیسا کہ لاہور کے قلعہ کی مسجد کا مسلمانوں کو عطا کرنا اور ایک باہر کی مسجد جسپر ریل والوں کا قبضہ تھا مسلمانوں کو عنایت فرمانا اور نیز اپنی طرف سے لاہور کی شاہی مسجد کیلئے ایک قیمتی لالٹین اپنی جیب سے مرحمت فرمانا ان فیاضانہ کارروائیوں سے جسقدر مسلمان شکرگذار اور گرویدہ ہیں اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا لیکن ایک تمنا ان کی ہنوز باقی ہے اور وہ امید رکھتے ہیں کہ جن ہاتھوں سے یہ مرادیں پوری ہوئی ہیں وہ تمنا بھی انہیں ہاتھوں سے پوری ہوگی اور وہ آرزو یہ ہے کہ روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کرکے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جسکا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دیجائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کردو اور مسجدوں میں جمع ہوجاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گنہگار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جسقدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اسقدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں اسی غرض سے قدیم سے اور جب سے کہ اسلام ظاہر ہوا ہے جمعہ کی تعطیل مسلمانوں میں چلی آئی ہے اور اس ملک میں بھی برابر آٹھ سو برس تک یعنی جبتک کہ اس ملک میں اسلام کی سلطنت رہی جمعہ میں تعطیل ہوتی تھی اسیوجہ سے ریاست پٹیالہ میں جمعہ کی تعطیل ان دنوں تک ہوتی رہی اور اس ملک میں تین قومیں ہیں۔ ہندو عیسائی مسلمان۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے مذہبی رسوم کا دن گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے یعنی اتوار جس میں وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے جس کی تعطیل عام طور پر ہوتی ہے لیکن یہ تیسرا فرقہ یعنے مسلمان اپنے تہوار کے دن سے یعنے جمعہ سے محروم ہیں۔ برٹش انڈیا میں کون مسلمان ہے جو آہ مار کر یہ نہیں کہتا کہ کاش جمعہ کی تعطیل ہوتی لیکن اس کرزنی دور میں جبکہ لارڈ کرزن اس ملک کے وائسرائے ہیں۔ مسلمانوں کو اس تمنا کے پورے ہونے میں بہت کچھ امید بڑھ گئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جبکہ لارڈ موصوف نے دلی فیاضی اور ہمدردی سے انکی مساجد واگذار کرادی ہیں تو پھر وہ امر جو مسجدوں کی

[illegible]

علتِ غائی ہے یعنے نماز جمعہ یہ امر بھی انہیں ہاتھوں سے انجام پذیر ہوگا مسجد تو مثل دسترخوان یا میز کے ہے جسپر روٹی رکھی جاتی ہے مگر نماز جمعہ اصل روٹی ہے تمام مبنا کی بڑی بھاری غرض نماز جمعہ ہے پس کیا ہمارے عالی ہمت وائسرائے لارڈ کرزن یہ روا رکھیں گے کہ وہ ہمیں دسترخوان تو دیں مگر روٹی ندیں ایسی دعوت تو ناقص ہے اور امید نہیں کہ ایسا فیاض دل جوانمرد ایسی کمی کو اپنے پر گوارا کرے اور اگر ایسا ہمدرد وائسرائے جشن کے بعد کم امید ہے کہ اس کی نظیر ملے اس فیاضی کی طرف توجہ نہ فرماویں تو پھر اس کے بعد عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ مسلمانوں کے لئے کبھی وہ دن آوے کہ دوسرے وائسرائے سے یہ مراد پا سکیں یہ ایک ایسی مراد ہے کہ اس کا انجام پذیر ہونا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ برطانیہ کی محبت کی طرف ایک زبردست کشش سے کھینچ لے گا اور ان احسانوں کی فہرست میں جو اس گورنمنٹ نے مسلمانوں پر کئے ہیں اگر یہ احسان بھی کیا گیا کہ عام طور پر جمعہ کی تعطیل دیجائے تو یہ ایسا احسان ہوگا جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہوگا اور اس کا مسلمانوں کے دلوں پر بڑا اثر پڑے گا بالخصوص جب کہ عین تاج پوشی کے جلسہ میں جہاں ہزارہا رئیس اور والیان ملک موجود ہونگے اس احسان کو تاج پوشی کی ایک یادگار ٹھہرا کر سنایا جائے گا تو جو کچھ مسلمانوں کے دلوں میں خوشی سے بھری ہوئی محبت پیدا ہوگی اس کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس دن لوگ تمام شہر میں خوشی کے نعرے کے ساتھ لارڈ کرزن کے گیت گائیں گے اور اس کے حق میں دعائیں کرینگے اور اس کارروائی سے اسلام اور عیسائیت میں ایک میلان پیدا ہو جائے گا اور یہ تمام تعریف لارڈ کرزن کے عہد کی طرف ہمیشہ کیلئے منسوب رہے گی اور میری دانست میں عام مسلمانوں کو خوش کرنیکے لئے جو کارنامہ وہ چھوڑ جائینگے۔ اس سے بہتر کوئی نہ ہوگا۔ مسلمان ایک قوم ہے جو سب سے زیادہ مذہب کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور ہر ایک تالیف قلوب جو مذہبی رنگ میں کیجائے وہ ان کے دلوں کو کھینچ لیتی ہے پس اعلےٰ سے اعلےٰ حکمت عملی مسلمانوں کے مسخر کرنے کی یہی ہے کہ مذہبی رنگ میں ان کو کوئی فائدہ پہنچایا جائے۔ چونکہ تاجپوشی کے جلسہ کا موقعہ ایک ایسا بابرکت موقعہ ہے کہ ہندو مسلمانوں کی اس طرف آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ اس مبارک رسم کی یادگار میں کیا کچھ سرفرازی ہر دو فریق کی کیجاتی ہے پس اگر گورنمنٹ اس مبارک دن کی یادگار کے لئے مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل کھولدے یا اگر نہ ہو سکے تو نصف دن کی ہی تعطیل دیدے تو میں سمجھ نہیں سکتا کہ عام دلوں کو خوش کرنے کے لئے اس سے زیادہ کوئی کارروائی ہے مگر چونکہ گورنمنٹ کی فیاضی کا تنگ دائرہ نہیں ہے اور اگر توجہ پیدا ہو تو اس کو کچھ پروا نہیں ہے اس لئے صرف نصف دن کی تعطیل ایک ادنےٰ بات ہے یقین ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس مبارک یادگار میں پورے دن کی تعطیل عنایت فرمائے گی اور یہی مسلمانوں کو توقع ہے جمعہ کے دن کو کچھ مسلمانوں سے ہی خصوصیت نہیں بلکہ یہ دن عیسائی مذہب میں بھی قابل تعظیم ہے کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جمعہ کے روز ہی صلیب دیئے گئے تھے اور عیسائی عقیدہ کے رو سے تمام برکات کی جڑ یہی واقعہ ہے یہودیوں کا سبت بھی اس زمانہ تک کہ جب وہ مصر سے نہیں نکلے تھے جمعہ ہی تھا قدیم مصری سلطنت میں بھی جمعہ کی ہی تعطیل ہوتی تھی اور حضرت آدم بھی جمعہ کے دن ہی پیدا ہوئے تھے نوح کی کشتی ارارات کے پہاڑ پر جمعہ کے دن ہی لگی تھی پس اس تعطیل سے یہ تمام یادگاریں قایم ہو سکتی ہیں اور مسلمان اس بات پر راضی ہیں کہ ان کی بعض غیر ضروری تعطیلیں بند کر کے ان کی جگہ جمعہ کی تعطیل دیجائے اور مجھے اس بات کا خیال ہے کہ جمعہ کی تعطیل رعایا اور گورنمنٹ میں ایک حقیقی مصالحت کی بنیاد ڈالے گی اور خیالات پر ایک ایسا اثر ہوگا کہ وہ فوق العادت تصور کیا جائے گا اگرچہ گورنمنٹ بہت دانشمند ہے لیکن عام مسلمانوں کے حالات سے ذاتی واقفیت مجھے اس بات کے اظہار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ اس موقعہ پر مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی طریق نہیں اس لئے ایک بڑی جماعت کی تحریک سے یہ میموریل ارسال حضور کیا جاتا ہے اور امید کیجاتی ہے کہ توجہ سے اس پر غور کی جائے خاص کر میرے لئے جو ہمیشہ اس سعی میں ہوں کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ سچے اخلاص میں ترقی کریں اس تعطیل سے ایک دستاویز ملتی ہے اور گورنمنٹ کی عنایات ثابت کرنے کے اور نئے دلائل حاصل ہوتے ہیں اس لئے میں اس عرض کے لئے جرات کرتا ہوں کہ اس عرضداشت پر ضرور توجہ فرمائی جائے اور اس کو ایک معمولی عرضی سمجھ کر ٹال نہ دیا جائے اور نہ یہ تصور کیا جائے کہ صرف ایک شخص کی یہ درخواست ہے کیونکہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں یہ ایک شخص کی درخواست نہیں بلکہ ایک لاکھ معزز مسلمان کی درخواست ہے اور چونکہ وہ لوگ مجھ سے بیعت اور مریدی کا تعلق رکھتے ہیں اس لئے ضروری نہیں سمجھا گیا کہ ان کے نام لکھے جائیں اور میں ان سب کی طرف سے بطور ایڈووکیٹ ہو کر امید بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ عرضداشت روانہ کرتا ہوں اور دعا پر ختم کرتا ہوں +

لاہور میں مسلمانوں کے ایک مذہبی جلسے کی تیاریاں

ہم اس امر کو کمال مسرت سے شائع کرتے ہیں کہ انجمن نعمانیہ لاہور کا پندرھواں سالانہ جلسہ ۳۰ و ۳۱ جنوری و یکم فروری سنہ ۱۹۰۳ء کو (جمعہ۔ ہفتہ اور اتوار کے دن) بمقام لاہور بڑی تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جسکے لئے ابھی سے دھوم دھام کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس انجمن کا مقصد خاص مذہبی ہے۔ پولیٹیکل معاملات وغیرہ سے اس کو کوئی سروکار نہیں اور سب سے بڑی خصوصیت اس انجمن کی یہ ہے کہ نہ صرف مختلف اسلامی فرقوں کے متعلق بلکہ غیر مذاہب والوں کے مقابل بھی اسکی پالیسی بالکل صلح پسندی کی ہے۔ نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصوں کے بڑے بڑے نامی علما اور مشاہیر اور سپیکر اس کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اپنی فصیح و بلیغ تقریروں سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہیں گذشتہ جلسہ میں علاوہ لاہور کے علماء و فضلاء اور اور سپیکروں اور شعرائے نامدار کے۔ پشاور۔ گوجرانوالہ گجرات۔ سیالکوٹ۔ لدھیانہ۔ کانگڑہ۔ پٹیالہ۔ بٹالہ بہاولپور۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ جالندھر۔ ہوشیارپور۔ جہلم راولپنڈی۔ الہ آباد۔ سرہند وغیرہ مختلف مقامات کے بڑے بڑے معززین اور بزرگان قوم شریک ہوئے تھے۔ اور وعظ اور تقریروں اور نظموں نے جو سماں باندھا تھا ...

[illegible]

اس رعایت سے مستفید ہونا چاہیں وہ براہ عنایت بہت جلد سکرٹری صاحب انجمن کی خدمت میں اپنے عزم تشریف آوری کی اطلاع دیکر تصدیق کی سند سکرٹری صاحب سے منگ

۶ - جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

(صبح کی سیر)

معمول کے موافق اعلیٰ حضرت سیر کو نکلے۔ طاعون کے معمولی تذکرہ کے ضمن میں فرمایا "موت بھی ایک وقت ہی جو انسان پر آتا ہے اور یہاں آکر سب علوم ختم ہو جاتے ہیں اور کوئی کچھ نہیں بتا سکتا"

بعض احباب نے خواب سنائے اور تعبیر سنی۔ **خواب میں اپنا ختنہ کرنا** - اس سے مراد طریق تقوے اختیار کرنا اور شہوات کا کاٹنا ہے۔ **قیامت کی خبر سننا** اس کی تعبیر دینداروں کی فتح اور بے دینوں کی ذلت کیونکہ قیامت کو یہی ہونا ہے **فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر** اس کی شہادت ملتی ہے۔

فرمایا میرے الہام میں طاعون کے متعلق آیا ہے **یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احد** جہنم سے مراد اس الہام میں طاعون ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ طاعون کا نام نشان نہ ہوگا۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام سے اس حدیث کی بھی تازہ صحت ہوگئی جو انہیں الفاظ میں جہنم کے متعلق ہے اور بارہا الحکم میں طبع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ جب اول اول طاعون زور سے نمودار ہوئی تو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک بار فرمایا **ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما** والی دعا کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور فرمایا تھا کہ میرے دل میں یہی پڑتا ہے کہ **عذاب جہنم** میں جہنم کے عذاب سے مراد طاعون کا عذاب بھی ہے اس الہام نے آپکے معنوں کی بھی تصدیق کردی۔

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا جب طاعون خاموش ہو جائے گی تو پھر **یغاث الناس و یعصرون** یعنے بارشیں ہونگی اور فصلیں پکیں گی۔ کشادگی ہوگی مگر یہ سب کچھ اپنے وقت پر ہوگا۔

فرمایا نیکی کی یہ بھی جڑ ہے کہ دنیا کے جائز لذات اور شہوات میں بھی حد اعتدال سے نہ بڑھے مثلاً کھانا پینا حرام تو نہیں مگر یہ بھی مناسب نہیں کہ رات دن کا شغل یہی ہو .... یہ لذات دنیا اسواسطے ہیں کہ نفس کا گھوڑا اس دنیا کی راہ میں کمزور نہ ہو جیسے یکہ والے سفروں میں ۸ یا ۹ کوس پر دم دیتے ہیں اور نہاری وغیرہ کھلاتے ہیں تاکہ پہلا تکان رفع ہو جاوے۔ پہلے پر انبیاء علیہم السلام نے جو حظ دنیا کا لیا ہے وہ اسی قسم کا ہے کیونکہ **اصلاح عالم** کا ایک بڑا کام انکے سپرد تھا اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری نکرتا تو وہ ہلاک ہو جاتے۔ اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر ہاتھ مار کر فرماتے **ارحنا یا عائشہ** ہمکو راحت پہنچا۔

انبیاء علیہم السلام کا یہ دستور نہیں ہوتا کہ وہ حظوظ دنیا میں منہمک ہو جائیں انہماک ایک زہر ہے۔ ایک بد معاش آدمی جو چاہتا ہے کھاتا پیتا اور کرتا ہے اسیطرح اگر ایک صالح بھی کرے تو خدا کی راہیں اسپر نہیں کھل سکتی ہیں جو خدا کے لئے قدم اٹھاتا ہے خدا کو اسکا پاس ضروری ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی** کھانے پینے اور تنعم کا نام ہی تقویٰ ہے جائز امور میں حد اعتدال سے بڑھنا بھی گناہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے آپ حجرے میں تشریف رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت لیکر اندر گئے تو دیکھا کہ ایک کھجور کی چٹائی بچھی ہوئی ہے جسپر لیٹنے سے پہلوؤں پر ان پتوں کے نشان ہوگئے ہیں حضرت عمر رضی نے گھر کی اور جائداد کی طرف نگاہ کی تو صرف ایک تلوار ایک گوشہ میں لٹکتی ہوئی نظر آئی یہ دیکھ کر انکے آنسو جاری ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ خیال آیا ہے کہ قیصر و کسریٰ جو کافر ہیں انکے لئے کسقدر تنعم ہے اور آپکے لئے کچھ بھی نہیں فرمایا میرے لئے دنیا کا اسی قدر حصہ کافی ہے کہ جس سے میں حرکت و سکون کر سکوں۔ میری مثال ایسی ہے جیسے ایک مسافر سخت گرمی کے دنوں میں اونٹ پر جا رہا ہو اور جب سورج کی تپش سے بہت تنگ آوے تو ایک درخت کو دیکھکر تھوڑی دیر اسکے نیچے آرام کرے جونہی ذرا پسینہ خشک ہو پھر چل پڑے یہ اسوہ حسنہ ہے جو اسلام کو دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر - و نعم ما قیل

نے بہ نفس خویش میلش نے بہ جسم خویش کار

فرمایا مومن کو اس زندگی پر ہرگز مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ اسقدر بلائیں اس زندگی میں ہیں کہ جنکا شمار نہیں خدا بینائی جاتی رہے تو اندھا ہو جاتا ہے اور پھر گویا موت ہی ہے ایسا ہی ایک بیماری ہوتی ہے کہ پاخانہ بند ہو کر منہ کے راستہ نکلتا ہے ایسا ہی گردہ اور مثانہ کی خطرناک بیماریاں ہیں کہ زنگار رنگ کے سرخ سبز سیاہ پتھر اندر ہی اندر بن جاتے ہیں اسکا کوئی خاص سبب بھی بیان نہیں کر سکتے امرا جو نفیس غذائیں اور عمدہ پانی استعمال کرتے ہیں وہ ایسے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ دو شخص ایک ہی مقام پر ایک ہی قسم کی خورد و نوش رکھتے ہیں لیکن ایک ایسے عوارضات میں مبتلا ہو جاتا ہے دوسرا نہیں۔ غرض کچھ کہہ نہیں سکتے یہی وجہ ہے کہ طب کا نام ظنی علم رکھا ہے علل مادیہ میں یہ لوگ اسباب کی تحقیقات کرتے ہیں مگر کوئی نہیں بتا سکتا کہ الہام یا کشف کے وقت جو غنودگی اور ربودگی ہوتی ہے اس کا کیا باعث ہے؟ ان لوگوں کا دستور ہے کہ جب انکو ایک بات کا سبب معلوم نہو تو اسکا انکار کر دیتے ہیں۔ اسی لئے لوگ وحی اور الہام کے منکر ہیں۔ مگر یہ علوم بے انتہا ہیں جب تک انسان بے اعتدالیوں کا خلعت دور نکرے اس سے واقف نہیں ہو سکتا۔

منہ دل در تنعم ہائے دنیا گر خدا خواہی ۔ کہ میخواہد نگار من تہیدستان عشرت را۔

پھر اسی سلسلہ کلام مین فرمایا کہ

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى

جو جایز خواہشین اپنے مقام اعتدال سے بڑھ جایئن ان کا نام ہوائے ہے فرمایا ۔ ۳ سال کے قریب عرصہ ہوتا ہے کہ مین نے ایک مرتبہ خواب مین دیکھا کہ بٹالہ کے مکانات مین ایک حویلی ہے اس مین ایک سیاہ کمبل پر مین بیٹھا ہوا ہون اور لباس بھی کمبل ہی کی طرح کا پہنا ہوا ہے گویا کہ دنیا سے الگ ہوا ہون اتنے مین ایک شخص لمبے قد کا آیا اور اس نے پوچھا کہ مرزا غلام احمد مرزا غلام مرتضیٰ کا بیٹا کہان ہے ؟ مین نے کہا کہ مین ہون اس نے کہا مینے آپکی تعریف سنی ہے کہ آپ کو اسرار دینی اور حقایق ومعارف مین بہت دخل ہے یہ تعریف سنکر مین آیا ہون مجھے یاد نہین کہ مینے کیا جواب دیا اسکے بعد اس نے آسمان کی طرف منہ کیا اور اس کی آنکھون سے آنسو جاری تھے جو بہ کر رخسار پر پڑ رہے تھے اس کی ایک آنکھ اوپر تھی اور ایک نیچے اور اسکے منہ سے حسرت بھرے یہ الفاظ نکل رہے تھے۔

تہیدستان عشرت را

اس کا مطلب مینے یہ سمجھا کہ یہ مرتبہ انسان کو نہین ملتا جب تک وہ اپنے اوپر ایک ذبح اور موت وارد نکرے ۔ اس پر ابوسعید عرب صاحب نے مندرجہ عنوان آپ کا شعر پڑھا آپ نے فرمایا مین اسکو مصرعہ کو یادگار کے طور پر رکھیا ہی۔

دربار شام

عربی تصانیف کے متعلق اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ اگر یہ سلسلہ نہوتا تو یہ سب مولوی ہماری جماعت کو نظر استخفاف سے دیکھتے اور کہتے کہ یہ لوگ جاہل ہین مگر اب خود ہی بولنے کے لایق نہین ہی۔

اسی سلسلہ کلام مین ابوسعید عرب صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ مین نے حضور کی تصنیفات کو مطالعہ نہین کیا مگر میرا ایمان ہے کہ حضور بالکل سچے ہین اور مسیح اور مہدی کا دعوے حق ہی مگر دوسرے لوگون سے کلام کرنے کے لئے مین چاہتا ہون کہ حضور کی زبان مبارک سے مسیح موعود ہونے کا ثبوت سنون حضرت اقدس نے اس کے جواب مین جو کچھ فرمایا ہم اس کو اختصار کے طور پر لکھین گے کیونکہ اس مضمون کے متعلق بسط کے ساتھ کلمات طیبات مین بھی ایک مضمون چھپ رہا ہے بہرحال آپ نے فرمایا۔

مسیح موعود ہونے کا ثبوت

قرآن پر تدبر سے نظر کرنے والے کو معلوم ہوگا کہ دو سلسلون کا مساوی ذکر ہے اول وہ سلسلہ جو موسیٰ سے شروع ہو کر مسیح علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتا ہے یا اس شخص پر ختم ہونا چاہیے جو مثیل مسیح ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہین **اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ** الآیۃ (سورۃ مزمل)

موسوی اور محمدی سلسلہ

اور پھر سورۃ نور مین وعدہ استخلاف فرمایا کہ جس طرح پر موسوی سلسلہ ہو گزرا ہے اسی طرح پر محمدی سلسلہ بھی ہوگا ۔ تاکہ دونو سلسلون مین بموجب آیات قرآنی باہم مطابقت اور موافقت تامہ ہو چنانچہ جب کہ موسوی سلسلہ آخر عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا ضروری تھا کہ محمدی سلسلہ کا خاتم بھی عیسیٰ موعود ہوتا ۔ ان دونون سلسلون کا باہم تقابل مرایا متقابلہ کیطرح ہے یعنے جب دو شیشے ایک دوسرے کے بالمقابل رکھے جاتے ہین تو ایک شیشہ کا دوسرے مین انعکاس ہوتا ہے۔

موسوی مسیح اور محمدی مسیح

اور اس تقابل سلسلہ سے یہ بھی بخوبی معلوم ہوجاتا ہے کہ آخری سلسلہ کا آخری موعود کس شان کا ہوگا کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہی کہ آخر آنے والا عظیم الشان ہوتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھیرے ۔ اگر یہ قاعدہ اور سنت نہ ہوتی تو پھر معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت اور عظمت باقی انبیاء سابقین پر نہوتی لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ کی مصلحت دنیا مین عظیم الشان اصلاح چاہتی تھی اس لئے مناسب یہی تھا کہ ان سب سے بڑھکر آپکی عظمت دکھاوے تاکہ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہو ۔ دنیاوی حکام بھی جب ایسی مصلحت رکھ لیتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ خدا اس مصلحت کو مدنظر نہ رکھتا کبھی حکام دنیا پسند نہیں کرتے کہ آخر میں کسی نالایق کو بھیج دیں اور کہدیں کہ گو یہ نالایق ہے مگر اسکی بات مان لو۔ اب ایک شخص جو کل دنیا کی اصلاح کے لئے آنیوالا تھا کب ہو سکتا تھا کہ وہ ایک معمولی انسان ہوتا!

جسقدر انبیاء علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے وہ سب ایک ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اسلئے کہ انکی شریعت مختص القوم اور مختص الزمان تھی ۔ مگر ہمارے نبی وہ عظیم الشان نبی ہیں جنکے لئے حکم ہوا کہ **مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ قُلْ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا** ۔ اس لئے جسقدر عظمتیں آپکی بیان ہوئی ہیں مصلحت الہیہ کا یہی تقاضا تھا کیونکہ جس پر ختم نبوۃ ہونا تھا اگر وہ اپنے کمالات میں کوئی کمی رکھتا تو پھر وہی کمی آئندہ امت میں رہتی۔

کیونکہ جسقدر کمالات اللہ تعالےٰ کسی نبی میں پیدا کرتا ہے اسی قدر اسکی امت میں ظہور پذیر ہوتے ہیں اور جسقدر کمزور تعلیم وہ لاتا ہے اتنا ہی ضعف اسکی امت میں نمودار ہوجاتا ہے ۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جس عظمت اور شان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اسی عظمت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ تقابل میں بھی وہی عظمت دکھاتا۔

اور ہم ظاہر طور پر دیکھتے ہیں کہ دونوں تعلیموں میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے جیسے کہ قرآن شریف حقایق اور معارف سے بھرا ہوا ہے توریت انجیل بالکل انسے خالی ہے انکی کل تعلیم قصص کے رنگ میں ہے اور قرآن شریف علوم کا خزانہ ہے۔

ان دونوں سلسلوں کا اقتضا اس وجہ سے بھی تھا کہ چونکہ اسحاق اور اسمٰعیل دونوں بھائی تھے اور دونوں میں برکات کی تقسیم مساوی نہیں تصفیہ تقسیم تب ہی ہوتا کہ دونوں سلسلوں میں باہم تطابقت اور عین موافقت ہوتی۔

اسمٰعیل کی اولاد میں اللہ تعالےٰ نے ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرمایا جسکی امت کو **كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ** کہا کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو کیونکہ وہ لوگ جنکو شریعت قصہ کے رنگ میں ملی تھی

وہ دماغی علوم کی کتاب و شریعت کے ملنے والونکے کب برابر ہو سکتے ہین پہلے صرف قصص پڑھی ہوگئے۔ اور انکے دماغ اس قابل نہ تہے کہ حقائق و معارف کو سمجھ سکتے مگر اس امت کے دماغ اعلیٰ درجہ کے تہے اسی لئے شریعت اور کتاب علوم کا خزانہ ہے۔ جو علوم قرآن مجید لیکر آیا ہے وہ دنیا کی کسی کتاب مین پائے نہین جاتے اور جیسے شریعت کے نزول کے وقت وہ اعلیٰ درجہ کے حقایق و معارف سے لبریز تہی ویسے ہی ضروری تہی ترقی علوم و فنون سب اسی زمانہ مین ہوتا بلکہ کمال انسانیت بہی اسی مین پورا ہوا۔

اس **مقام** پر عرب صاحب نے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر بہی یونان وغیرہ مین علوم کا چرچا تہا۔ فرمایا علوم سے مراد دنیوی علوم نہین ہے اور نہ ہین ان ارضی علوم سے کچھ تعلق نہین علوم حقیقی وہی ہوتے ہین جو انبیاء لے کر آتے ہین اور ارضی اور سفلی علوم جو دنیا کے لوگ سمجھتے ہین جیسے تار۔ ریل غبارہ یا کلون کی ایجاد وغیرہ یہ کھیلیں ہین اور یہ ارضی چیزین ہین جو جونہی انسان مرجاتا ہے اس کے ساتھ ہی فنا ہو جاتی ہین مگر وہ علوم جو انبیاء لیکر آتے ہین وہ مرنے کے بعد ہی زندہ رہتے ہین ان کو کبھی فنا نہین ان علوم سے مراد **خدا کے علوم ہین** (پھر اسی سلسلہ مین اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے فرمایا) یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف جو علوم لے کر آیا ہے وہ دنیا کی کسی اور کتاب مین پائے نہین جاتے ہین۔ توریت مین کسی علوم کا ذکر نہین اور انجیل مین نشان تک بہی نہین پایا جاتا۔ قرآن کریم کی عظمت کے بڑے بڑے دلائل مین سے یہ بہی ہے کہ اس مین عظیم الشان علوم ہین جو توریت و انجیل مین تلاش کرنے ہی عبث ہین اور ایک چھوٹے اور بڑے درجہ کا آدمی اپنے اپنے فہم کے موافق ان سے حصہ لے سکتا ہے۔

توریت کو دیکھو کہ ہستی باری تعالے اور قیامت کے متعلق ایک بہی فقرہ اس مین نہین ہے ادہر قرآن شریف کو دیکھو کہ ہستی باری تعالیٰ اور قیامت کے کیسے دلائل بہرے ہوئے ہین اور پہر عقلی اور نقلی دونو طرح کے ثبوت ہین قرون اولیٰ مین صرف نقل ہی نقل تہی۔ پہر یہود۔ نصاریٰ۔ آریہ۔ برہمو نیچری غرض سب فرقون کا رد اس مین موجود ہے غرض قرآن شریف ایک اکمل اور اتم کتاب ہے اللہ تعالے نے جب دیکھا کہ خلقت مین علوم حاصل کرنے کے دماغ موجود ہوگئے ہین تو اس نے قرآن جیسی کتاب بھیجدی۔

غرض یہ سلسلہ موسوی سلسلہ سے کسی صورت مین کم نہ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان تک تو مماثلت اور مطابقت مین فرمایا کہ بدی کا حصہ بہی تم کو ویسے ہی ملیگا جیسے یہود کو ملا۔ اور اس سلسلہ کی نسبت بار بار ذکر ہوا۔ کہ آخر تک اس کی عظمت قائم رکھیگا سورۃ فاتحہ میں بہی اس کا ذکر ہے جب کہ **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** فرمایا۔ مغضوب سے مراد یہودی ہین۔

اب قابل غور یہ امر ہے کہ یہودی کیسے مغضوب ہوئے۔ انہوں نے پیغمبروں کو نہ مانا اور حضرت عیسیٰ کا انکار کیا تو ضرور تہا کہ اس امت میں بہی کوئی زمانہ ایسا ہوتا۔ اور ایک مسیح آتا جس سے یہ لوگ انکار کرتے۔ اور وہ مماثلت پوری ہوتی۔ ورنہ کوئی ہمکو بتلائے کہ اگر اسلام پر ایسا زمانہ کوئی آنے والا ہی نہ تہا اور نہ کوئی مسیح آنا تہا پہر اس دعائے فاتحہ کی تعلیم کا کیا فائدہ تہا۔ قرآن شریف کی مختلف آیات کے جمع کرنے سے اور پہر انپر یکجائی نظر کرنے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آنیوالا مسیح ضرور اسی امت میں سے ہوگا اور حدیث بہی اسکی شرح کرتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ اس امت میں سے ہوگا۔ غرض اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان سلسلون مین بالکل مطابقت ہے اور محمدی سلسلہ مین آنیوالا خاتم الخلفاء مسیح کے رنگ پر ہوگا حدیثون مین بہی یہی آیا ہے کہ **اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ** یعنے وہ امام تم ہی مین سے ہوگا۔

سوال ہوا کہ مسیح کس قوم سے ہوگا؟ فرمایا مہدی کی بابت تو مختلف روایات ہین مگر مسیح کی بابت نہین لکہا کہ وہ کس قوم سے ہوگا۔ اور یہ لطف کی بات ہے کہ چونکہ کسی قوم کا ذکر نہین ہے اور مسلمانون کا خیال تہا کہ وہ اوپر سے آنے والا ہے اس لئے اس دعوے مین آجتک کسی کو جرأت نہین ہوئی کہ افترے سے کام لیتا مہدی کا ذب ہونے کے دعوے جو بہت لوگون نے کئے اس کی وجہ یہی تھی کہ اس کی قوم کا ذکر تہا جہان جسکو گنجایش ملی اسنے پاؤن جماکر دعوے کر دیا۔

پوچہا گیا کہ عیسائی لوگ توریت کو نہیں مانتے انجیل کو مانتے ہیں فرمایا انجیل میں ہرگز کوئی شریعت نہیں ہے بلکہ توریت کی شرح ہے اور عیسائی لوگ توریت کو الگ نہیں کرتے جیسے مسیح توریت کی شرح بیان کرتے تہے اسی طرح ہم بہی قرآن شریف کی شرح بیان کرتے ہیں جیسا کہ وہ مسیح موسیٰ سے چودہ سو برس بعد آئے تہے اسیطرح ہم بہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہویں صدی میں آئے ہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا **بعض مخالف کہتے ہیں ہم بہی تو اھدنا الصراط المستقیم** پڑھتے ہیں ہمکو یہودی اور مغضوب کیوں کہا جاتا ہے فرمایا کہ یہودی بہی تو ہدایت اب تک طلب کر رہے ہیں اور **اھدنا الصراط المستقیم** مانگ رہے ہیں اور توریت پڑہتے ہیں پہر گمراہ کیوں ہوئے۔

خلیفہ

عرب صاحب نے خلیفہ کے معنے دریافت کئے فرمایا خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پہیل جاتی ہے اسکو دور کرنے کیواسطے جو انکی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔

[illegible] میں مطابقت

مثلاً گذشتہ انبیاء میں جو خلیفہ ہوئے وہ وہی تہے جو مقاصد توریت کے کہول کر بیان کیا کرتے تہے۔ ورنہ تعلیم سب کی ایک ہی تہی۔ یہود کو جو توریت میں یہ تعلیم دی تہی کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکہ کے بدلے آنکہ مگر توریت کا اس عدل سے وہ مطلب نہ تہا جو یہودی لوگ اپنی جہوٹی روایتوں اور حدیثوں کی بنا پر اصل اخلاق کو دور کر کے ظاہری شریعت کے پیچہے لگ گئے کہ اگر ظاہر شریعت پر عمل نہ کرینگے تو گنہگار ٹہیرینگے اور عفو گویا بالکل نکرنا چاہیئے حالانکہ اس سے خدا تعالیٰ پر حرف آتا ہے کہ وہ کیوں عفو کی عادت ترک کر بیٹھا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بنی اسرائیل چار سو برس کی غلامی کیوجہ سے فرعونیوں کے ساتہہ تعلقات رکھتے تہے جو ظالمانہ طبیعت رکھتے تہے اس لئے بہت سے مفاسد انہیں پیدا ہوگئے تہے اور چال چلن خراب ہوگیا تہا۔ اس ظالمانہ عادات کی بیخ کنی کے لئے عدل کے رنگ میں یہ تعلیم انکو دی گئی تہی مگر انہوں نے اس کو الٹا سمجہا۔ ورنہ ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اخلاق کا وہ حصہ جو عفو کہلاتا ہے

بالکل زائل کر دیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ بڑے سخت دل ہو گئے۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰ مبعوث ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ یہودیوں کی سخت دلی بہت بڑھی ہوئی ہے اور وہ کئی قسم کے فسق و فجور میں مبتلا تھے اس لئے انہوں نے آکر عفو کی تعلیم دی اور اخلاق کی تجدید کی۔ یہ کہنا کہ انجیل ہی میں اخلاق بھرے ہوئے ہیں سخت غلطی ہے کیا پہلے نبیوں کی کتابیں جو سو زیادہ ہیں وہ سب اخلاقی تعلیم سے خالی ہیں؟ ہرگز نہیں مسیح نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی اور نہ نئی شریعت پیش کی یہودی ابتک کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ لیا ہمارے ہی صحیفوں سے لیا ہے چنانچہ ایک یہودی نے ایک کتاب لکھی ہے اور اس نے بتایا ہے کہ کون کونسے فقرے عیسیٰ علیہ السلام نے انکی کسی کتاب سے لئے ہیں۔

غرض سچی تعلیم کی نشانی یہ ہے کہ وہ انبیاء کی تعلیم سے مشابہ ہو۔ انکا اصول ایک ہی ہوتا ہے اور اختلاف تب ہوتا ہے کہ اصول میں ہو ورنہ فروع میں اگر کوئی اختلاف ہو تو وہ اختلاف نہیں کہلاتا۔ اور اگر فروع میں جو اختلاف بھی ہو تو اس کی مثال ایسی ہے .... کہ گرمیوں میں اور کپڑا ہوتا ہے سردیوں میں اور۔ فروعات میں تبدیلیاں ضرور ہوا کرتی ہیں۔

ایسا ہی مثلاً ایک زمانہ تھا کہ شراب جیسی خبیث چیز کو لوگ بے دھڑک پیتے تھے اور پھر وہ زمانہ آپ کا آگیا کہ اس کی بیخ کنی کیجاوے حضرت دانیال کو کہا گیا کہ آپ شراب پئیں تاکہ آپ کا چہرہ سرخ ہو جاوے اور بادشاہ وقت کا حکم ہے کہ جس کا چہرہ سرخ نہ ہوگا وہ مارا جاوے گا اسپر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ شراب پیو مگر میں ساگ پات کھاتا ہوں اور دیکھنا کہ کس کا چہرہ زیادہ سرخ ہوتا ہے چنانچہ جب آپ آئے تو سب سے زیادہ آپ کا چہرہ سرخ تھا۔

پوچھا گیا کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کو شریعت کے ماننے کا کیوں حکم نہ دیا؟ فرمایا کہ وہ خود شریعت کو مانتے تھے اور شاگردوں کو ماننے کے لئے فرمایا اگر انکے وقت میں شریعت منسوخ ہو گئی ہوتی تو یہ کیوں فرماتے کہ فریسی اور فقیہہ جو موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں وہ جو کہیں سو کرو۔ اور جو وہ کریں وہ نکرو اس سے صاف معلوم ہوا کہ شریعت توریت کی بحال تھی اور انجیل میں بذات خود کوئی شریعت نہیں تھی

مسیح موعود کا ذکر قرآن میں

عرب صاحب نے سوال کیا کہ مسیح موعود کے متعلق قرآن میں کہاں کہاں ذکر ہے فرمایا۔ سورۃ فاتحہ سورۃ نور۔ سورۃ تحریم وغیرہ میں سورۃ فاتحہ میں تو اهدنا الصراط المستقيم سورۃ نور میں وعد الله الذين امنوا منكم الاية سورۃ تحریم میں جہاں مومنوں کا مثالیں بیان کی ہیں ان میں فرمایا ومريم ابنت عمران التي احصنت فرجها۔

مومنوں کی دو مثالیں

فرمایا اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو اس میں دو قسم کی عورتوں سے مثال دی ہے۔ اول فرعون کی بیوی سے اور ایک مریم سے۔ پہلی مثال میں یہ بتایا ہے کہ ایک مومن اس قسم کے ہوتے ہیں جو ابھی اپنے جذبات نفس کے پنجہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور ان کی بڑی آرزو اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ خدا ان کو اس سے نجات دے یہ مومن فرعون کی بیوی کی طرح ہوتے ہیں کہ وہ بھی فرعون سے نجات چاہتی تھی۔ مگر مجبور تھی۔ لیکن جو مومن اپنی تبلیں تقوےٰ اور طہارت کے بڑے درجہ تک پہونچاتے ہیں اور احصان فرج کرتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ ان میں عیسیٰ کی روح نفخ کر دیتا ہے۔ نیکی کی یہ دو مرتبے ہیں جو مومن حاصل کر سکتا ہے مگر دوسرا وہ بہت بڑھ کر ہے کہ اس میں نفخ روح ہو کر وہ عیسےٰ بن جاتا ہے یہ آیت صاف اشارہ کرتی ہے کہ اس امت میں کوئی شخص مریم صفت ہوگا کہ اس میں نفخ روح ہو کر عیسیٰ بنا دیا جاوے گا۔ اب کوئی عورت تو ایسی ہے نہیں اور نہ کسی عورت کے متعلق پیشگوئی ہے اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اس سے یہی مراد ہے کہ اس امت میں ایک ایسا انسان ہوگا۔ جو پہلے اپنے تقوےٰ و طہارت اور احصان و عفت کے لحاظ سے صفت مریمیت سے موصوف ہوگا اور پھر اس میں نفخ روح ہو کر صفات عیسوی پیدا ہونگی اب اس کی کیفیت اور لطافت براہین احمدیہ سے معلوم ہوگی کہ پہلے میرا نام **مریم** رکھا پھر اس میں روح **صدق** نفخ کر کے مجھے عیسیٰ بنایا۔ مومنوں کی جو یہ دو مثالیں بیان کی گئی ہیں وہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتی ہیں

پھر اس کے متعلق آپ نے جو فرمایا بارہا الحکم میں درج ہوا ہے آخر اس لطیفہ پر اس کو ختم کر دیا کہ مریم صفات والے کے لئے ضرور ہے کہ وہ عیسویت کے رنگ میں تبدیل ہو جاوے اگر اس آیت میں صرف مریم کا لفظ ہوتا تو بہت سے افراد ہو سکتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے احصان فرج اور نفخ روح کی قید لگا کر بتا دیا ہے کہ ایک ہی شخص ہوگا یہ ایک استعارہ تھا جو کسی کی سمجھ میں نہ آیا اس کے لئے یہی وقت مقدر تھا پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ مریم۔ نفخ روح اور میرا نام عیسےٰ رکھنے کے الہاموں میں صرف ۹ یا ۱۰ ماہ کا فاصلہ ہے جو کہ مدت حمل ہے ان تمام ترقیات کا سلسلہ خدا کے ہاتھ میں ہے کسی کو کیا خبر ہے کہ کس طرح ایک بیج زمین کے اندر کیا کیا بن کر آخر کار ایک پتا بن جاتا ہے۔

۸ جنوری ۱۹۰۳ء

دربار شام

شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد اور سید عابد علی شاہ صاحب اور بعض اور آدمیوں نے بیعت کی۔ بیعت کے بعد حضرت اقدس نے جماعت کو خطاب فرمایا۔

زمانہ کی موجودہ حالت

اس پُر آشوب زمانہ میں جو غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے اللہ تعالےٰ کے حدود کی پروا نہیں کیجاتی۔ اور یہ حالت اہل دنیا کی ہو رہی ہے کہ اگر ذرا سا نقصان بھی دنیا کا دیکھیں تو اسکے لئے دین کے بہت بڑے حصہ کو چھوڑ دینے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں طرح طرح کے امتحانوں میں دیکھا جاتا ہے کہ انسان

کسطرح خدا سے بُعد اور دوری اختیار کرتا اور اس کے اوامر و حدود کی پروا نہیں کرتا ہے مثلاً عدالتوں کے موقعوں پر دیکھتے ہیں کہ کسطرح معصیت کرتے ہیں ایسا ہی نفسانی جذبات کے وقت خدا تعالیٰ کی عزت و عظمت کا کوئی پاس نہیں کیا جاتا۔ پس ایسے وقت اور ایسی حالت میں ہماری جماعت کے لئے یہی نصیحت ہے کہ وہ خدا ترسی اور تقویٰ اختیار کریں۔ کیونکہ اس جماعت کے قائم کرنے سے اللہ تعالےٰ کا یہی مطلب ہے کہ سچی تقویٰ اور اخلاص جو بالکل اُٹھ گیا ہے اور سچا ایمان جو نہیں رہا اسکو پھر قایم کرے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ نیکی اور تقوےٰ کا بیج ضائع کرے وہ جب دیکھتا ہے کہ ایک فصل ضائع کی گئی ہے تو دوسرے فصل طیار کر دیتا ہے پس یاد رکھو کہ

ہمارے مبعوث ہونے کی اصل غرض یہی ہے کہ پھر تقوےٰ کی زندگی بحال ہو یہی قرآن شریف بتاتا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔ اسکا وعدہ اسی طرح موجود ہے اور قرآن شریف بھی تازہ بتازہ محفوظ ہے اور احادیث کا بھی اسقدر حصہ جو قرآن اور سنت کے خلاف نہیں موجود ہے مگر جو چیز نہیں رہی وہ یہی **تقوےٰ** ہے کلام الٰہی پر ایمان لانا اور اس کے موافق عملی حالت کو درست کرنا نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی اس کا نام لینے والا اور اخلاص اور پاکیزگی سے عبودیت کا اظہار کرنے والا نہیں رہا تو اسکی الوہیت تقاضا کرتی ہے کہ ایک مردہ قوم کی بجائے ایک **زندہ قوم** کو کھڑا دیتا ہے اسی غرض کے لئے اسی سنت کے موافق اس نے اس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔

نیکی کی حقیقت

ترک شر کافی نہیں کسب خیر

یاد رکھنا چاہیے کہ نیکی کی حقیقت اتنی ہی نہیں کہ بعض لوگ کسی شر سے ذرا سا پرہیز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نیک ہیں مثلاً ایک کہتا ہے کہ میں نے کبھی چوری نہیں کی یا فلاں شخص موجود نہ تھا اور میں نے اسکے گھر کو آگ نہیں لگا دی۔ ایسی شرارتوں سے بچنا درحقیقت کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں ہے۔ بہت سے جانور بھی ایسے ملیں گے جنہیں یہ صفات پائے جاتے ہیں۔ میاں حسین ایک نام ایک شخص تھا اس کے پاس ایک کتا تھا وہ روٹیوں کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور ہرگز کھاتا نہ تھا۔ اور نہ کسی کو آ نشانے دیتا تھا۔ ایسا ہی ایک بلی کی بابت سنا تھا کہ اسکو بھی ایسا ہی سکھلایا گیا تھا۔ بعض لوگوں نے امتحاناً ایک کوٹھری میں گوشت۔ حلوا وغیرہ جو اس کی مرغوب چیزیں ہیں رکھدیں اور اس کو بند کر دیا تین دن کے بعد جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ چیزیں ثابت پڑی ہوئی تھیں۔ اور بلی مری ہوئی تھی۔ انسانکو ان واقعات کو سنکر شرم کرنی چاہیے کہ ان جانوروں نے انسان کے حکم کو ایسا مانا کہ جان دیدی اور یہ انسان ہوکر خدا کے حکم کو نہیں مانتا۔

اسی طرح بہت سی کتے ایسے موجود ہیں کہ وہ ویسی وفاداری کرتے ہیں کہ انسان خدا کے ساتھ نہیں کرتا۔ جب اس میں وفاداری نہیں ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے فیوض کیسے نازل ہوں۔ دیکھو انسان کو وہ قوتے دئے گئے ہیں کہ دوسرے کو نہیں ملے۔ پھر نرہی شر سے پرہیز کامل نیکی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس میں بہایم بھی شریک ہیں گھوڑے بھی وفادار ہوتے ہیں اور بہت سے کرتب کرتے ہیں جھک جاتے ہیں چابک گر جاوے تو اٹھا کر پکڑا دیتے ہیں۔ اس لئے انسان کا یہ فخر کرنا کہ چند گناہ جو خود اس نے گنے ہوئے ہیں نہیں کرتا یہ تو بہایم سیرت انسانوں کا کام ہے جو موٹے موٹے گناہ کرتے ہیں ایسے لوگ کتے بلی کی طرح ہوتے ہیں جنہوں نے جب برتن کھلا دیکھا تو منہ مار لیا۔ اسی طرح وہ انسان انسان نہیں بلکہ کتے بلے ہیں جو اپنی حرکات میں خدا کے احکام کی رعایت نہیں رکھتے آخر وہ پکڑے جاتے ہیں اور زندان میں رکھے جاتے ہیں جیلخانوں کو جاکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ کسقدر مسلمان ان میں ہیں کسی کا شعر ہے

حضرت انسان کہ حد مشترک را جامع است
مے تواند شد مسیحا مے تواند خر شدن

ترقی

خدا کے لئے نفحات ہیں۔ بعض خدا کی لہر کے دن ہوتے ہیں اسوقت انسان خدا سے قوت پاتے ہیں اور بدیوں سے بچنے کی انہیں ایک خاص توفیق ملتی ہے یہ ایسی قوت پانے کے دن ہیں میں اس امر سے منع نہیں کرتا کہ حد اعتدال تک دنیا کی کوشش کرو۔ مگر ایسا نہ ہو کہ دنیا ہی میں منہمک ہو جاؤ بلکہ دنیا دین کی خادم ہو اور اضطرار سے بچائے۔ میں ایسی دنیا کو روا نہیں رکھتا کہ اس میں ایسا انہماک ہو اور غرق ہو جاوے کہ دنیا دین کے لئے ابتلا بن جاوے اور پھر خدا اور اس کے احکام سے اسقدر غفلت اور لاپروائی پیدا ہو کہ نماز روزہ کا خیال بھی نہ رہے۔

دنیا و دین

خدا تعالےٰ سے دور پھینکنے والی دنیا کا سب سے بڑا حصہ اور دین سے نفرت دلانے والا قرب سلاطین ہے جسقدر ان کا قرب ہوتا ہے اسیقدر دل سخت ہوتا ہے اور ایک قسم کا تکبر اور رعونت بڑھتی ہے۔ پس ہمیشہ ایسی راہوں سے بچنا چاہیے جو انسان کی عبودیت میں فرق ڈالنے والی ہوں۔ بیشک تجارت والے تجارت کریں اور ملازمت پیشہ ملازمت کریں مگر خدا کا خوف رکھیں اور سوچیں کہ ان کے باپ دادا کہاں گئے اور سوچیں کہ وہ عزیز و آشنا جو سال گذشتہ میں ہمارے ساتھ تھے ان میں سے اب کتنے باقی رہے ہیں۔

سال دیگر را کہ مے داند حساب
تا کجا رفت آنکہ با ما بود پار

کسیکو آیندہ کی کیا خبر ہے کہ کیا پیش آوے اب طاعون ہی کو دیکھو کہ کیسی صفائی کر رہی ہے۔ خدا کا وجود برحق ہے اس کی بلاؤں سے کوئی دوسرا نجات نہیں دے سکتا جب تک وہ خود فضل نہ کرے۔ اس لئے بہتر ہے کہ سچی تقوےٰ اختیار کرو۔ جب تک انسان توسن گھوڑے کی طرح ہو مار کھاتا ہے لیکن جب ٹھیک ہو جاتا ہے تو پھر اشارہ پر چلتا ہے پس عوام تو مار کھاتے ہیں اور خواص پر وحی و الہام ہوتا ہے۔ ان کیلئے وحی اشارہ ہی ہوتی ہے۔ اس حالت پر پہونچکر انسان گویا تعلیم یافتہ اسپ ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اشارہ پر چلتے ہیں مگر دوسرے لوگ مار کھانے کے سوا کام نہیں کرتے جب یہ مار کھانے کا زمانہ گذر جاتا ہے تب وحی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ زمانہ آتا ہے۔ لیکن

یہ مرحلہ سہولت سے طے نہیں ہوتا۔

تقویٰ ایسی شے نہیں کہ جو صرف منہ سے پورا ہو جاوے بلکہ شیطان بہکاتا ہے جیسے ذراسی شیرینی پر بھی چیونٹیاں آتی ہیں اور جمع ہو جاتی ہیں اسی طرح شیطان ذراسا موقع پاکر بھی گرد ہو جاتا ہے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ تا انسان کو معلوم ہو جاوے کہ کوئی خود بخود عصمت اختیار نہیں کر سکتا جب تک خدا کی طرف سے طاقت نہ آوے جب طاقت آتی ہے تو فوراً تبدیلی کر لیتا ہے۔

تبدیلی کے لئے ضروری ہے۔ کہ دعا میں لگا رہے اور اس کیلئے بہتر ذریعہ نماز ہے یہی نماز ایک نلکی ہو جاتی ہے جس کے ذریعہ خدا اندر داخل ہو جاتا ہے اور شیطان کے زہر کو دور کر دیتا ہے دعا ہی ہے جس سے انسان پاک صاف ہو جاتا ہے دعا کرنے والے کو ضروری ہوتا ہے کہ پہلے اپنے مالک کی تعریف و توصیف کرے۔ یہہ ضروری ہے اگر کوئی ایک طرف حاکم سے مانگے اور دوسری طرف گالی دے تو اُسے خاک ملیگا الٹا سزا پاوے گا۔

اسی لئے سورہ فاتحہ میں پہلے الحمد للہ کہا گیا ہے پھر بتایا ہے کہ وہ رب العالمین ہے۔ الرحمٰن ہے یعنے بغیر اعمال کے رحمت کرتا ہے پھر وہ الرحیم ہے یعنے اس کی رحمت ایسی ہے کہ کوشش پر بھی ثمرات مرتب کرتا ہے مالک یوم الدین ہے جزا و سزا اسکے ہاتھ میں ہے ان تعریفوں سے لازم آیا کہ بڑا خدا جو رب رحمٰن رحیم ہے وہ حاضر ناظر ہے اس لئے اب دعا کے وقت یہہ کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین پھر اھدنا الصراط المستقیم کی دعا مانگی۔ سیدھی راہ وہ کہا ان لوگوں کی جنپر تیرے انعام و اکرام ہوئے گویا جو تیری مقبول راہ ہے اور جسپر چلکر تیرے تلطف کا یقین ہے ان لوگوں کی نہیں جنپر کوئی فیض اور فضل مرتب نہیں ہوتا بلکہ مغضوب بنا دیتی ہے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا دین اور دنیا کی ساری حاجتوں پر حاوی ہے۔ کیونکہ کسی امر میں جبتک صراطِ مستقیم نہ ملے کچھہ نہیں بنتا۔ طبیب کو زراعت کرنے والے کو غرض ہر انسان کو ہر کام میں صراط مستقیم کی ضرورت

بعض کہتے ہیں کہ انبیاء اس دعا کو کیوں مانگتے ہیں؟ انکو معلوم نہیں وہ ترقیات کے لئے مانگتے تھے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ غیر محدود ہے اسکے فیضان و فضل بھی غیر منقطع ہیں اس لئے وہ ان غیر محدود فضلوں کے حاصل کرنے کے لئے اس دعا کو مانگتے تھے

پس انسان کو وہ توفیق مانگنی چاہیے جو اس کی فطرت میں نیکی اور پاکیزگی پیدا کرے۔ اسکے بعد فسق- فجور- زنا- چوری- طمع- حقارت- عجب- بخل اور دوسرے اخلاق رزیلہ سے پرہیز کرنے کی قدرت ملتی ہے اور پھر وہ اخلاق فاضلہ میں ترقی کرتا ہے۔ اخلاق فاضلہ کے دو بڑے حصے ہیں لوگوں سے محبت و اخلاق اور ہمدردی سے پیش آنا اور خدا سے محبت ذاتی سے پیش آنا۔ اور اس کی خدمت کے مضمون کو تلاش کرنا جس سے خدا راضی ہو جاوے جو لوگ ان باتوں کے کرنے والے ہوتے ہیں وہی مرضی ہوتے ہیں اور انکے لئے خدا نے فرمایا لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ؕ اس سے زیادہ اور کیا چاہیے کہ خدا ان کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے ھو یتولی الصالحین حدیث صحیح میں آیا ہے کہ خدا تعالےٰ عبد مومن کے جوارح ہو جاتا ہے وہ اس کی آنکھیں ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے وغیرہ یہاں تک کہ من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب لکھا ہے کہ جو اہل اللہ کو ستاتے ہیں خدا انپر ایسے حملہ کرتا ہے جیسے کوئی شیرنی کے بچے کو اٹھالے تو شیرنی جھپٹتی ہے۔

غرض خدا کی رحمت سے فائدہ اٹھانا اسی پر موقوف ہے خدا کو سب کا ایک ہی ہے مگر جیسے جیسے اس کی طرف قدم بڑہاؤ وہ بھی بڑہاتا ہے اور خاص قسم کی رحمتیں اور تائیدیں اور نصرتیں عصمت اور حفاظت کیلئے کرتا ہے اور وہ ایسی تائیدیں ہوتی ہیں جو ہر ایک کی نہیں ہوتی ہیں اور اسی لئے یہ نشان بنجاتی ہیں انبیاء پر بھی مصائب اور مشکلات آتی ہیں مگر انمیں انکی ایسی تائید و نصرت ہوتی ہے کہ دوسرے حیران ہو جاتے ہیں دیکھو مکہ والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کسقدر کوششیں کیں مگر آخر واللہ یعصمک من الناس ہی صحیح ثابت ہوا۔

پس ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ خدا کے منشاء کے مطابق ہمارے اپنے آپ کو صاف کرے اور اسکی محبت و یاد کا سلسلہ جاری رکھیں اور اسکے لئے نماز سے بہتر کوئی چیز نہیں جو کم از کم ہر روز پانچ مرتبہ موقع ملتا ہے روزہ سال کے بعد آتا ہے زکوٰۃ وہ دیتا ہے جسکے پاس مال ہو حج وہ کرتا ہے جو من استطاع الیہ سبیلا کا مصداق ہو۔ اس لئے نماز کو ہمیشہ وقت پر پڑہا جاوے اور اسکو ضائع نہ کیا جاوے۔

جب بار بار دعا کرو گے اور سمجھو گے کہ ایسی ذات کے سامنے کھڑا ہوں جو ہر دعا قبول کر سکتا ہے تو اسی ساعت اور لحظہ دعا میں جوش پیدا ہو گا اللہ تعالےٰ کے حضور دنیا کا سا حال نہیں کوئی حاکم ہو یا کوئی ہو وہ ناداری سے کسی وقت خالی نہیں ہو سکتا بھرا بھرایا خزانہ خدا کا ہے اسکے لئے صرف یقین کی حاجت ہے کہ میں ذلیل ہوں اور اسکے سامنے ہوں جو ابھی چاہے تو بیڑا پار کر سکتا ہے۔ پس جہانتک تضرع کر سکتا ہے کرے پھر وہ دیکھ لے گا کہ قبولیت ملتی ہے۔ اور سب سے بڑہ کر یہ کہ خدا ملتا ہے۔

عرض کیا گیا کہ بلعم کی دعا جو قبول ہوئی یہ کیا بات ہے؟ فرمایا قبولیت دعا دو قسم کی ہوتی ہے ایک بطور ابتلا دوسری بطور اصطفا۔ بلعم کی دعا بطور ابتلا کے تھی اسطرح پر تو بعض ہندوؤں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ اصطفا کے طور پر صرف مومن کی دعا سنی جاتی ہے۔ اور یوں تو کیڑے مکوڑے کا بھی رزاق ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب ابو سعید عرب کو خطاب کر کے فرمایا کہ آپ چونکہ دور رہتے ہیں اگر کوئی پوچھے کہ کیا ثبوت ہے تو آپ کو یہی جواب دینا چاہیے کہ اس سلسلہ کی حقانیت کا ثبوت اسی طریق پر ہے جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اسکی نبوت کی جو حصے ہیں جو پہلی کتابوں میں کچھہ ذکر ہوتا ہے یہ نظری ہوتا ہے اسپر لوگ جھگڑے کرتے ہیں اور شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو توریت میں تھی اس پر اعتراض کرتے ہیں ایسا ہی مسیح کی پیشگوئی پر کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے اسی طرح اگر ہماری بابت پیشگوئیاں پیش کیجاویں تو اسی قسم کے جھگڑے پیش کر دیتے ہیں جیسے یہودی کرتے تھے۔ پھر ہم قرآن سے استنباط کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ ہمارے ساتھہ ہیں ماسوا اسکے رہ راست تائیدات ہماری ساتھہ ہیں نزول المسیح میں جو ڈیڑہ سو نشان لکھا ہے کیا کوئی انکی تکذیب کر سکتا ہے۔ غرض اسپر آپ پیشگوئیوں کا ذکر فرماتے رہے

۲۳ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

(صبح کی سیر)

من تشبہ بقوم فھو منھم

عرب صاحب نے انگریزی قطع وضع کے متعلق ذکر کیا آپ نے فرمایا انسان کو جیسے باطن میں اسلام دکھانا چاہیے۔ ویسے ہی ظاہر میں بھی ان لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے جو انگریزی لباس کو بہانتک اختیار کرتے ہیں کہ عورتوں کو بھی اس لباس اور وضع میں رکھنا پسند کرتے ہیں جو شخص ایک قوم کے لباس کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ اس قوم کو اور پھر دوسری اوضاع واطوار حتی کہ مذہب کو بھی پسند کرنے لگتا ہے۔ اسلام نے سادگی کو پسند فرمایا ہے تکلفات سے منع کیا۔

چھری کانٹے سے کھانا

چھری کانٹے سے کھانے کے متعلق فرمایا کہ اسلام نے منع تو نہیں فرمایا ہاں تکلف سے ایک بات یا ایک فعل پر زور دینے سے منع کیا ہے اس خیال سے کہ اس قوم سے مشابہت نہ ہو جاوے ورنہ یوں تو ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چھری سے گوشت کاٹکر کھایا اور یہ فعل اس لیے کیا کہ امت کو تکلیف نہ ہو۔ جائز صورتوں پر کھاتا جائز ہے مگر بالکل اسکا پابند ہونا تکلف کرنا اور کھانے کے دوسرے طریقوں کو ناجائز سمجھنا منع ہے کیونکہ آہستہ آہستہ انسان یہانتک تتبع کرتا ہے کہ انکی طرح طہارت بھی چھوڑ دیتا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم سے یہی مراد ہے کہ التزاماً ان باتوں کو نکرے ورنہ بعض وقت جائز ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہیں ہے میں خود بعض وقت میز پر کھانا رکھ لیتا ہوں جب کام کی کثرت ہوتی ہے۔ اور بیٹھا لکھتا ہوتا ہوں اور ایسا ہی کبھی چٹائی پر کبھی چارپائی پر بھی کھاتا ہوں۔

تشبہ کے معنی یہی ہیں کہ اس لکیر کو لازم پکڑ لیا جاوے ورنہ ہمارے دین کی سادگی پر غیر اقوام نے بھی رشک کھایا اور انگریزوں نے بھی تعریف کی ہے۔ اور اکثر اصول ان لوگوں نے عرب سے لیکر اختیار کیے تھے مگر اب رسم پرستی کیطور پر مجبور ہیں کہ ترک نہیں کر سکتے

ڈاڑھی (ریش)

پھر عرب صاحب نے ڈاڑھی کے متعلق پوچھا فرمایا یہ ہر ایک انسان کے دل کا خیال ہے بعض ڈاڑھی مونچھ منڈوا دینکو خوبصورتی سمجھتے ہیں مگر ہمیں اس سے ایسی سخت کراہت ہے کہ سامنے ہو تو کھانا کھانیکو جی نہیں چاہتا۔ ڈاڑھی کا جو طریق انبیا اور راستبازوں نے اختیار کیا ہے وہ بہت پسندیدہ ہے البتہ اگر بہت لمبی ہو تو ایک مشت رکھکر کٹوا دینی چاہیے۔ خدا نے یہ ایک امتیاز عورت اور مرد کے درمیان رکھدیا ہے۔

اسپر جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر نے طاعون کے متعلق پلیگ گائیڈ جدید کتاب کا حوالہ دیا کہ اسمیں لکھا ہے کہ ڈاڑھی ہرگز نہ منڈانی چاہیے ورنہ اگر زخم ہوا تو طاعونی مادہ فوراً اثر کریگا آپ نے فرمایا کہ استروں سے بھی بعض اوقات دوسرے زہر اور آتشک کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں اس لیے ہمیشہ استرے کے استعمال کرنے میں بہت احتیاط لازم ہے اور مشتبہ پر تو اسکا استعمال بہت خطرناک ہے ہاں غیر مناسب بال کٹوا دینے چاہییں نہ کہ منڈوانے۔

پیشگوئیاں اور احتیاط

فرمایا پیشگوئیوں کے لیے انسان کو یہ طمع ہرگز نہیں کرنی چاہیے کہ ایسی کھلی ہوں کہ نام تک لیکر بتایا جاوے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہوگا کیونکہ توریت میں جو آپکے متعلق پیشگوئیاں ہیں وہ ایسی صراحت سے نہیں بلکہ ایسے الفاظ تھے کہ یہود کو ٹھوکر لگی اور ایسا ہی الیاس والے معاملہ میں ٹھوکر کھائی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام امور پر یکجائی نظر کرنی چاہیے۔ پھر موزون اور منقی کو ثبوت ملتا ہے کہ ایک طرف قرآن احادیث کتب سابقہ ہمارے ساتھ ہیں اور ایک طرف صدہا نشانات جنمیں سے ڈیڑھ سو کا ذکر نزول المسیح میں ہے۔ اور یہی سنت اللہ ہے کہ صادق نشانوں سے شناخت کیا جاتا ہے۔

فرمایا پھر اعتراض کرنیوالوں کو حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا ثبوت مشکل ہوگا یہودیوں کو دوبار حیرت کا مقام پیش آیا اول مسیح کے معاملہ میں جب انھوں نے یوحنا کو الیاس ٹھیرایا دوسرا آنحضرت صلعم کیوقت کہ وہ بنی اسماعیل میں سے ہوئے۔ مسیح کا نام نعوذ باللہ ابن ذباب یعنی مکھیوں کا سردار رکھا اور مجنون کہا۔ آنحضرت کو بھی ساحر اور مجنون کہا۔

آخری زمانہ کا ذکر قرآن میں

ریل وغیرہ کے تذکرہ پر فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا نے ہماری جماعت کو فائدہ پہنچایا ہے سفر کا آسان ہونا بہت آرام دہ بات ہے اس زمانہ کی نسبت خبر دی گئی ہے واذا النفوس زوجت واذا الصحف نشرت اس قسم کی دوسری آیات سے بتایا فرمایا

کسوف وخسوف اور شق القمر

کسوف خسوف کے ذکر پر فرمایا کہ یہ پرانا نشان ہے جو اسوقت پورا ہوا ہے براہین احمدیہ میں اسکا ذکر استعارہ کیطور پر اسطرح آیا ہے وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولون سحر مستمر یہ میرا الہام بھی ہے اور بعض محدثین کا یہ بھی مذہب ہے کہ شق القمر بھی ایک قسم خسوف کی تھا۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے حوالہ دیا کہ عبداللہ ابن عباس کا یہی مذہب ہے اور شاہ ولی اللہ بھی یہی کہتے ہیں اور ہمارا اپنا مذہب بھی یہی ہے کہ وہ از قسم خسوف تھا کیونکہ بڑے بڑے علما اسطرف گئے ہیں

طوفان نوح

طوفان نوح کے متعلق فرمایا کہ قرآن سے یہ ثابت نہیں کہ کل زمین کی آبادی کو اسوقت تباہ کر دیا تھا۔ بلکہ صرف انہی قوم پر تباہی آئی تھی

ختم نبوۃ

سوال کیا گیا کہ مسیح ناصری کے آنے سے ختم نبوۃ ٹوٹتی ہے تو مرزا صاحب کے دعویٰ نبوۃ سے کیوں نہیں ٹوٹتی - فرمایا مسیح

الدین

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲)

یہ لوگ اپنے مخازن علوم کو کافی سمجھتے ہیں اور خطرناک جرم کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور باغی ٹھیرائے جاتے ہیں اور یہ سچ بھی ہے اللہ تعالیٰ ہی سے تو وہ مقابلہ کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ ایک انسان کو معظم و مکرم اور مطاع بنانا چاہتا ہے تو ہر ایک کا فرض ہے کہ رضاء الٰہی کو مقدم کرے اور اسکو اپنا مطاع سمجھے ارادہ الٰہی کو کوئی چیز روک نہیں سکتی اس کے مقابلہ میں تو جو آئیگا وہ ہلاک ہوجائیگا پس جو خلاف ورزی کرتا ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ میرے علوم کے سامنے اسکی احتیاج نہیں وہ اس تعظیم ۔ مکرمت ۔ اعزاز میں جو اس مطاع مکرم و معظم کے متبعین کو ملتا ہے حصہ دار نہیں ہوتا بلکہ محروم رہ جاتا ہے ۔ خواہ ایسا انسان اپنے طور پر کتنی ہی نیکیاں کرتا ہو مگر بس ایک انسان کی مخالفت اور خلاف ورزی سے اسکے اعمال حبط ہوجاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان مختار کے خلاف کرتا ہے اسپر بغاوت کا الزام ہے ۔ دنیوی گورنمنٹوں کے نظام میں بھی یہی قانون ہے ایک بھلا مانس آدمی جو کبھی بدمعاملگی نہیں کرتا ۔ چوری اور رہزنی اسکا کام نہیں تاجر ہے تو چونگی کا محصول اور دوسرے ضروری محاصل کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرتا ۔ زمیندار ہے تو وقت پر لگان ادا کرتا ہے لیکن اگر وہ یہ کہے کہ بادشاہ کی ضرورت نہیں اور اسکے اعزاز و اکرام میں کمی کرے تو یہ شریر اور باغی قرار دیا جاویگا ۔

اسی طرح پر ماموروں کی مخالفت خطرناک گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور ہو سکتا ہے ابلیس نے یہی گناہ کیا تھا ۔ انبیاء علیہ السلام کے حضور شیاطین بہت دھوکے دیتے ہیں میرے نزدیک وہ لوگ بڑے ہی بدبخت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مختار کے خلاف کرنا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ ذرہ ذرہ اسپر لعنت بھیجتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ معزز و مکرم اور مطاع ہو تو اسکی مخالفت کرنے والا تباہ نہو تو کیا ہو یہی سر ہے جو انبیاء و مرسل اور ماموریں کے مخالف ہمیشہ تباہ ہوئے ہیں سو وہ جرم بغاوت کے مجرم ہوتے ہیں ۔

پس کتابوں کے بعد رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے ورنہ انسان **متکبر** ہوجاتا ہے اور پہلا گناہ دین میں خلیفۃ اللہ کے مقابلہ میں یہی تھا ابیٰ و استکبر اس میں شک نہیں کہ سُنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ ماموروں پر اعتراض ہوتے ہیں اچھے بھی کرتے ہیں اور بُرے بھی مگر اچھوں کو رجوع کرنا پڑتا ہے اور بُرے نہیں کرتے ۔ مگر مبارک وہی ہیں جو اعتراض سے بچتے ہیں کیونکہ نیکوں کو بھی آخر مامور کے حضور رجوع اور سجدہ کرنا ہی پڑا ہے ۔ پس اگر یہ ملک کیطرح بھی ہو پھر بھی اعتراض سے بچو کیونکہ خدا تو سجدہ کرائے بغیر نہ چھوڑیگا ورنہ لعنت کا طوق گلے میں پڑے گا ۔

جزا و سزا اس کے بعد پانچواں رُکن ایمان کا **جزا و سزا** پر ایمان ہے ۔ یہ ایک فطرتی اصل ہے اور انسان کی بناوٹ میں داخل ہے کہ جزا اور بدلے کے لئے ہوشیار اور سزا سے مضایقہ کرتا ہے یہ ایک فطرتی مسئلہ ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ۔ ایک بچہ بھی جب دیکھتا ہے کہ یہاں سے دُکھ پہونچیگا وہاں سے ہٹتا ہے اور جہاں راحت پہونچتی ہے وہاں خوشی سے جاتا ہے ۔ چلا چلاک بھی جزا لینے کو طیار رہتا ہے یہانتک کہ فاسق و فاجر کی فطرت میں بھی یہ امر ہے ۔

ایک آدمی کبھی پسند نہیں کرتا کہ دوسرے کے سامنے ذلیل و خوار ہو ۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ معزز ہو ہم نے دیکھا ہے کہ فیل ہونے سے ایک بچہ کو کیسی ذلت پہونچتی ہے بعض اوقات ان ناکامیوں نے خودکشیاں کرادی ہیں بعد پاس ہونے سے کیسی خوشی ہوتی ہے زمیندار کو دیکھا جب بروقت بارش نہو پھل کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہو کیسا رنج ہوتا ہے لیکن اگر غلہ گھر لے آئے تو کیسا خوش ہوتا ہے ۔ اسی طرح ہر حرفہ صفت والا دوکاندار غرض کوئی نہیں چاہتا کہ محنت کا بدلہ نہ ملے اور بچاؤ کا سامان نہو ۔

پس جب یہ فطرتی امر ہے تو اسکو بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان کا جزو رکھا ہے کہ جزا و سزا پر ایمان لاؤ ۔ اللہ مالک یوم الدین ہے رنج و روشن کی طرح اسکی جزائیں سزائیں ہیں اور وہ مخفی نہ ہونگی اور مالکانہ رنگ میں آئیں گی جیسے مالک اچھے کام پر انعام اور بُرے کام پر سزا دیتا ہے ۔ اس حصہ پر ایمان لاکر انسان کامیاب ہوجاتا ہے مگر اس میں سستی اور غفلت کرنے سے ناکام رہتا ہے اور قرب الٰہی کی راہوں سے دور چلا جاتا ہے ۔

دوسرا سوال پھر دوسرا سوال جو جبرائیل نے تعلیم الدین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور آپنے اسکا جواب دیا وہ ہے ما الاسلام ؟ اسکا جواب جو پاک انسان خاتم الانبیاء و خاتم الاولیاء خاتم الکمالات کی زبان سے نکلا وہ یہ ہے ان تشھد ان لا الہ الا اللہ ۔

جو بات انسان کے دل سے اُٹھتی ہے ضرور ہے کہ اسکا اثر اس کے اعضاء و جوارح اور مال پر پڑے کون نہیں سمجھتا کہ شجاعت اگر اندر ہو تو وہ اپنے ہاتھ بازو اور اعضاء سے محل و موقع پر اسکا ثبوت نہ دیگا ۔ اگر وہ موقع پر بھاگ جاتا اور بزدلی ظاہر کرتا ہے تو کوئی اسکو شجاع نہیں کہہ سکتا ۔ اسی طرح سخاوت ایک عمدہ جوہر ہے لیکن اگر اسکا اثر مال پر نہیں پڑتا ۔ تو وہ سخاوت نہیں بخل ہے ایسا ہی عفت ایک عمدہ صفت ہے ضرور ہے کہ جس میں یہ صفت ہو وہ بدنظری اور بے حیائی سے بچے اور تمام فواحش و ناپاک کاموں سے پرہیز کرے ۔ اسیطرح جسکے اندر قناعت ہو ضروری ہو کہ وہ دوسروں کے مال پر بے جا تصرف سے پرہیز کریگا ۔ غرض یہ ضروری بات ہے کہ جب اندر کوئی بات ہو تو اسکا اثر جوارح اور مال پر ضرور ہوتا ہے ۔ پس اگر سچی نیازمندی فرمانبرداری تحریک ملائکہ ۔ کتابوں ۔ ملکوں ۔ خلفاء اور مصلحوں کی اطاعت میں ہو اور دل میں یہ بات ہو تو زبان پر ضرور آئیگی اور وہ اظہار کرے گا ۔ اگر سچائی سے کسی انسان کو مانا ہوا ہو اور اسکے اظہار سے مضایقہ ہو تو یاد رکھو دل کمزور ہے ۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اگر اللہ کے اسمار پر کامل یقین ہو اور اس کے رسولوں پر ملایکہ پر اور کتابوں اور انبیار پر یقین ہو اور ایسا ہی اس یقین ہیں انکو ثواب اور اللہ کا قرب داخل ہے تو اس یقین کا اثر زبان پر آتا ہے اور وہ ایک لذت کے ساتھ کہہ اٹھتا ہے اشھد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله۔

بے ریب سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامل صفات والا انسان کل سچائیوں اور علوم حقہ کا لانے والا ہے۔ جب یہ اقرار اور وہ ایمان ہو تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ سچی نیازمندی کے ساتھ جناب الٰہی کے حضور پیش ہو۔ اور یہی نماز ہے نماز ظاہری پاکیزگی ہاتھ منہ دھونے اور ناک صاف کرنے اور شرمگاہوں کو پاک کرنے کے ساتھ یہ تعلیم دیتی ہے کہ جیسے میں ان ظاہری پاکیزگی کو ملحوظ رکھتا ہوں اندرونی صفائی اور پاکیزگی اور سچی طہارت عطا کر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سبحانیت۔ قدوسیت مجدیت۔ پھر ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور اسکے ملک و ملک میں تصرفات اور اپنی ذمہ واریوں کو یاد کرکے کہ اس قلب کے ساتھ ماننے کو طیار ہوں سینہ پر ہاتھ رکھکر تیرے حضور کھڑا ہوتا ہوں۔ اس قسم کی نماز جب پڑھتا ہے تو پھر اسکی وہ خاصیت اور اثر پیدا ہوتا ہے جو ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر میں بیان ہوا ہے پھر پاک کتاب کا کچھ حصہ پڑھے اور رکوع کرے اور غور کرے کہ میری عبودیت اور نیازمندی کی انتہا بجز سجدہ کے اور کوئی نہیں۔ جب اس قسم کی نماز پڑھے تو وہ نیازمندی اور سچائی جب اعضار اور جوارح پر اپنا اثر کر چکی تو اور جوش مار کر ترقی کریگی اور اسکا اثر مال پر پڑے گا۔

صدقہ کی ضرورت

اور ایک مقررہ حصہ اپنے مال کا دیگا۔ جیسے آج کے دن بھی صدقۃ الفطر ہر شخص پر غنی ہو حر ہو یا عبد غرض سب پر واجب ہے کہ صدقہ دے تاکہ روزں کے لئے طہر کا کام دے اور نماز سے پہلے ایک مقام پر جمع کرے۔ اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ وحدت پیدا ہو اسلام کے ہر امر میں وحدت کی روح پھونکی گئی ہے جب تک وحدت نہ ہو اسپر اللہ کا ہاتھ نہیں ہوتا جو جماعت پر ہوتا ہے میں درختوں کو دیکھ سوچتا ہوں کہ اگر ایک ایک پتہ کہے کہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں اور اپنے رب سے مانگتا ہوں وہ مجھے سرسبز کردیگا کیا وہ الگ ہو کر سرسبز رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ مرجھا جائے گا۔ اور اونے سے جھوکے سے گر جائے گا اس لئے ضروری ہے کہ ایک شاخ سے اسکا تعلق ہو اور پھر اس شاخ کا کسی بڑی شاخ سے اور اسکا کسی بڑے تنے سے تعلق ہو جو جڑ اور اسکی رگوں سے اپنی خوراک کو جذب کرے۔ یہ سچی مثال ہے جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا بیج لگاتا ہے تو جو شاخ اس سے الگ ہو کر بارآور اور ثمردار ہونا چاہے وہ نہیں ہو سکتی خواہ اُسے کتنے ہی پانی میں رکھو وہ پانی اسکی سرسبزی اور شادابی کی بجائے اس کے سڑنے کا موجب اور باعث ہوگا۔ پس وحدت کی ضرورت ہے اسی لئے صدقۃ الفطر بھی ایک ہی جگہ جمع ہونا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید سے پہلے یہ صدقہ جمع ہو جاتا اور ایسے ہی زکوٰۃ کے اموال بڑی احتیاط سے اکٹھے کئے جاتے یہانتک کہ منکرین کے لئے قتل کا فتویٰ دیا گیا۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے بھائیوں میں ابھی یہ وحدت پیدا نہیں ہوئی یا ہوتی ہے تو بہت کمزور ہے۔

تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان ہے کہ تم نے اسکو کامل صفات سے موصوف مانا ہے اور یہانتک تم نے توحید سے حظ اٹھایا ہے کہ اگر کوئی غلطی سے مخلوق میں سے کسی کو ان صفات سے موصوف مانتا تھا تم نے اسکو بھی اس امام کے طفیل سے چھوڑا اور اب تم پاک ہو گئے کہ مسیح کو خالق اور باری۔ محلل محرم اور محی اور ممیت اور عالم الغیب سمجھیں تو جیسے یہ امتیاز حاصل کیا تھا اب کیسی ضرورت تھی کہ پھر صحابہ کیطرح تمہارے سارے تعلقات اس شجر طیبہ کے ساتھ ہوتے جسکے ساتھ پیوند ہو کر وہ تمام پھل لانے والے تم ہو سکتے تھے مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے جب میں کسی کو اپنے تعلقات سے باہر دیکھتا ہوں۔ دیکھو تمہارے تعلقات تمہارے چال چلن۔ شادی و غمی حسن معاشرت۔ تمدن۔ سلطنت کے ساتھ تعلقات غرض ہر قول و فعل آیندہ نسلوں کے لئے ایک نمونہ ہوگا پھر کیا تم چاہتے ہو کہ رحمت اور فضل کا نمونہ تم بنو یا لعنت کا۔

پس دعائیں کرو کہ تم جو اس پاک چشمہ پر پہونچے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے سیراب کرے اور عظیم الشان فضل اور خیر کے حاصل کرنے کی تمہیں توفیق ملے۔ اور یہ سب توفیقیں اسوقت ملیں گی جب تمہارے سب معاملات ایک درخت سے وابستہ ہوں۔

پس ان سارے چندوں اور اغراض میں ایک ہی تنا اور جڑ ہو۔ پھر ایسی وحدت ہو کہ تمام دغا اور فریب کپٹ سے بری ہو جاؤ۔ شاید تم نے سمجھا ہو کہ کسی کتاب کا نام کشتی نوح ہے۔ نہیں کچھ اغراض و مقاصد ہیں کچھ عقاید اور اعمال ہیں اسپر وہی سوار ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اسکی تعلیم کے موافق بناتا ہے۔ پھر ان سب کے بعد تقویٰ کی وہ راہ ہے جسکا نام روزہ ہے جس میں انسان شخصی اور نوعی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک وقت معین تک چھوڑتا ہے۔

اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کا استعمال کیوں کریگا۔ روزہ کی غرض اور غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نکرے اسلئے فرمایا لعلکم تتقون۔

پھر جیسے پنجگانہ نماز ہیں ہر محلے میں باجماعت پڑھتی ہیں اور پھر جمعہ کی نماز سارے شہر والے اسی طرح اور گرد کے دیہات والے اور کل شہر کے باشندے جمع ہو کر عید کی نماز ایک جگہ پڑھتے ہیں اس میں بھی وہی وحدت کی تعلیم مقصود ہے غرض اسلام کے ہر رکن میں ایک وحدت کو قایم کیا ہے پھر اسکو قائم رکھنے کے لئے خاص حکم بھی دیا لا تنازعوا۔ باہم کش مکش نکرو۔ کیونکہ جب ایک کھچا کھچی کرتا ہے تو دوسرا بھی اس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہوا بگڑ جاتی ہے۔ جب یہ خود دوسرے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو چونکہ وہ بھی کبریائی کا مظہر ہے اس لئے تکبر کرتا اور وحدت اٹھ جاتی ہے

(باقی آئندہ)

نصیحت

اے مومنو خوف ہے کچہ خدا کا
گہٹاتا ہے کیوں مرتبہ مصطفیٰ کا
جو ختم الرسل ہیں وہ سوئیں زمیں پر
بٹھایا ہے عیسیٰ کو عرش بریں پر
صحیح نص سے بہائی ہم کو بتا دو
کلام الٰہی سے ہم کو پتا دو
مع جسم ہے وہ فلک پر چڑھایا
کسی نے ہمیں آجتک نہ بتایا
سند زندہ انکی کی ہے پاس بھائی
نہیں آجتک تمنے ہمکو دکھائی
دو آیہ وہ آئیں کے کیونکر زمیں پر
کہ جو زندہ بیٹھے ہیں عرش بریں پر
ارے بہائیو چھوڑ دو اب تو غفلت
ہوئی پوری دنیا میں اب ساری حجت
پیمبر نے جو کچہ زباں سے کہا ہے
بخاری میں جا دیکھ لے کیا لکھا ہے
نہیں مانتے گر ہو حجت ہماری
تو تم دیکھ لو جا کے مسلم بخاری
یہہ قول نبی سے ہوا ہے مبیّن
کہ موعود عیسیٰ ہوئے ہیں ہویدا
خلافِ پیمبر اگر تم کروگے
مسلماں ہو کر نہ ہرگز مروگے
ہمیں تیس آیت سے ظاہر ہوا ہے
مسیح ابن مریم جہان میں موا ہے
نشان سماوی سے ظاہر ہوا ہے
کہ موعود کا وقت اب آگیا ہے
جو موعود آنا تہا سو آگیا ہے
پتا اس کے آنیکا ہم کو ملا ہے
کلام الٰہی نے دی یہ نشانی
کہ موعود عیسے ہے وہ قادیانی
خدا سے ڈرو اور بیعت کو آؤ
کدورت کو دل سے تم اپنے مٹاؤ
تمہارے مٹانے سے یہ کب مٹیگا
تمہارے ستانے سے کب یہ ہٹیگا
نہیں مانتے گر ہو کہنا ہمارا
تو بد حشر ہو وے ٹھکانا تمہارا
الٰہی بحق مسیح زمان تو
مجھے جلد پہونچا دے دار الامان تو

اطاعت میں موعود کے رکہہ الٰہی
مٹا میرے دل سے گنہ کی سیاہی

رفع الزام

میرے مکرم معظم ایڈیٹر صاحب السلام علیکم
میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ از راہ عنایت ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار دُر بے بہا میں درج فرما کر خاکسار کو شکریہ کا موقع دینگے۔

میخانہ میں آئے تو لڑائی دیکھی۔
مسجد میں گئے تو تہا پائی دیکھی
ریفارمروں میں بہی تنازعہ برپا
ہر وصل میں صورت جدائی دیکھی

میرا اصول ہمیشہ یہی ذیل کے شعر میں رہتا ہے۔
تو پاک باش برادر مدار از کس باک

عرصہ تقریباً ۳ سال کا گذرا ہوگا۔ کہ میرے مکرم دوست مستری حسن دین صاحب نے میرے روبرو حضرت مجدد دوران مسیح موعود اور مہدی موعود کے بارے میں چند دلائل بیان فرمائے جس میں کہ آپ کامیاب ہوئے + میں نے اسی روز سے اپنے تمام بیہودہ خیالات کو جو میرے کو معترض تھے۔ دور کئے۔ گو چند عرصہ کے لئے خاکسار کو چند مولویوں نے راہ حق کیطرف جانے سے روکا مگر کچہ بن نہ پڑا۔ اور آخر کار اُن کو نہایت سخت درجہ کی ذلت نصیب ہوئی (میرا بچپن ہی سے علماء و فضلا کے پاس جانے کا اتفاق ہوتا رہا ہے) میرا مدعا جو مضمون کے ارسال کرنیکا ہے وہ یہ ہی کہ آج میں نے اخبار دار العلوم دہلی میں ایک مضمون بہ عنوان " مرزا جی کی چالاکیوں کا انکشاف " پڑہا۔ مجھکو اس مضمون کے پڑہنے سے جسقدر حیرت ہوئی۔ اور جسقدر تفکرات اور خیالات مجھے دامنگیر ہوئی۔ وہ انسانی قلم سے بہت دور ہیں۔ میرا دل چاہتا ہی کہ اس بیہودہ مضمون کی تردید کے لئے قلم اٹہاؤں راقم اس مضمون کے ارسال کرنیکا حاجی احمد علی امرتسری ہی اس نے جو کچہ تحریر کیا۔ وہ اُن کی لیاقت پر دال ہی میرا ارادہ جناب ایڈیٹر صاحب اس مضمون کے مطالعہ کے بعد یہ بالکل نہ تہا کہ میں اس کی تردید کے لئے اپنی قلم چند سکنٹ کے لئے اٹہاؤں۔ مگر بخیال اس امر کے کہ اس سے خلق مشتبہ ہو جاوے گا اگر اس کی تردید خاکسار ذیل کی چند سطور میں کرے۔

الٰہی مطلع انوار رحمت ساز جانم را
کلید مخزن اسرار دل گردان زبانم را

راقم مضمون کے بہیجنے والا اخبار میں تحریر کرتا ہی کہ عوام الناس میں یہ بیہودہ خیال معلوم نہیں کہ کسطرح سے پہیل گیا ہی کہ دے ہر وقت صبح و شام لکہا کرتی ہیں کہ مرزا جی کے مریدوں کی تعداد بیحساب ہوگئی ہی مگر ان عقل کے اندہوں اور گانٹہ کے پکوں یہ بات شاید معلوم نہیں کہ مرزا جی نے الحکم میں جعلی بیعتوں کی فہرست کہولی ہے قصہ کوتاہ بطور مثال کے تحریر کرتے ہیں۔"
میرے ایک دوست کے بہائی میاں محمد دین طالب علم اسلامیہ سکول راولپنڈی (مدعا خاکساری) میں پڑہتا ہی اور وہ اکثر حکیم شہنواز کی دوکان پر جایا کرتا تھا۔ پس اس کا وہاں جانا ہی تھا کہ حکیم صاحب نے اس کا نام اخبار الحکم میں فہرست جعلی بیعت کنندگان میں درج کرا دیا۔ اب دیکھئے کہ اس جگہ راقم مضمون نے کسقدر حق کو چہپایا اور خدا کا ذرا بہی خوف نہ کیا ناحق سچ۔ راست میں کلمات کو جہوٹ مشہور کیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد و مسیح موعود۔ و مہدی موعود کو راست مسیح سمجہتا ہوں اور ان کے تمام احکام کی پابندی کرنی نہ صرف مجہیر بلکہ تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے مگر افسوس بجائے پابندی احکام کے مخالفت پر کمر باندہی ہوئی ہی اور ہر ساعت منصوبے گہڑتے رہتے ہیں کہ اس نور کو اپنی پہونکوں سے بجہائیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ خدائے قدوس ہمارا معاون اور مددگار ہے۔ ہمیں صرف اسی کی مدد درکار ہے۔ خواہ تمام جہان کے لوگ ایکطرف کیوں نہ ہو جائیں۔

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

آہ ! اس بدبخت قوم نے تیرے پاک نبی کو نہ مانا اور انواع و اقسام کی تکلیفیں دینے کے علاوہ اس کو نہایت ہی ناشائستہ اور سب و شتم سے یاد کیا۔ افسوس آتا ہی۔ کہ انہوں نے کسطرح ایسے بیہودہ اور لغو مضمون کو اپنے اخبار میں درج کیا ہے معلوم ہوتا ہی۔ کہ ایڈیٹر صاحب مضمون کی حقیقت پر کچہ غور نہیں کرتے اور خواہ مخواہ اخبار میں درج کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایڈیٹر کا یہ اہم فرض

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چہپکر شائع ہوا

ہمارا مقدمہ

مقدمہ کے تفصیلی حالات کے لیے جنکو پڑھ کر ان شاء اللہ العزیز ہمارے ناظرین از بس محظوظ ہوں گے اور اُنکے ایمان میں ترقی ہوگی ہم اس اشاعۃ سے دو صفحے بڑھاتے ہیں لیکن سردست وہ جہلم کے مقدمات کے نتائج کے منتظر ہیں اس سبب ہمنے اپنی قوم کیطرفسے مقدمات جہلم کے خارج ہونے پر جو ضمیمہ شائع کیا ہے اُسکو درج کرتے اور اگلی اشاعۃ میں تفصیلی حالات درج ہونے شروع ہونگے

(ایڈیٹر)

الحق کی عظیم الشان فتح ۔ منحوس باطل کی خطرناک شکست

یعنی

جہلم والے مقدمات کا پہلی ہی پیشی پر خارج ہونا

اور

حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں کا پورا ہونا

شعر

بنگر اے قوم نشانہائی خداوندِ قدیر

چشم بکشا کہ بہ چشم نشانی ست کبیر

شعر الہامی

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے

کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے

شعر

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرۃ آتی ہے

جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

شعر

کبھی نصرۃ نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو

کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

الحکم

کا خاص پرچہ جو ۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء کو اس عظیم الشان نشان کے ظہور پر ایڈیٹر الحکم نے خادم قوم ہونے کی حیثیت سے اعلیٰ حضرۃ **حجۃ اللہ فی الارض** مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بطور **مبارک باد** پیش کیا اور قوم کو ان نشانات کے پورا ہونے کی اطلاع کے لیے اور دوسرے لوگوں پر اتمام حجۃ کی خاطر شائع کیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد ہم نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ستایش کرتے ہوئے یہ **مژدہ** راحت بخش اپنی قوم کو خصوصًا اور دوسرے لوگوں کو عمومًا سُناتے ہیں کہ جو مقدمات فوجداری حضرۃ **حجۃ اللہ علی الارض مسیح** موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور حکیم فضل الدین صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ وغیرہ تعزیرات ہند مولوی کرم الدین صاحب ساکن بھیں کی طرف سے جناب رائے سنسار چند صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع جہلم کی عدالت میں دائر تھے ۔ اور جنکی پہلی پیشی ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو ہوئی تھی وہ پہلی ہی پیشی پر خدا تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے موافق جو اُس کے برگزیدہ رسول کی معرفۃ ایک عرصہ پہلے شائع ہو چکے تھے

خارج ہو گئے

اور حضرۃ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ اور آپ کے خدام و اہل جوان مقدمات میں شریک تھے عزۃ و احترام کے ساتھ بری ہوئے وللہ الحمد ۔ ہم اس عظیم الشان کامیابی پر سید و مولیٰ امام ؑ کی حضور قوم کیطرف سے بحیثیت ایک قومی خادم ہونے کے مبارکباد عرض کرتے

گر قبول افتد زہے عزو شرف

مقدمات میں کامیابی بظاہر ایک معمولی اور مرہ کی بات ہے ۔ اور جب دو فریق عدالۃ جاتے ہیں تو ایک ضرور کامیاب اور دوسرا نامراد رہتا ہے لیکن یہ کامیابی معمولی کامیابی نہیں یہ خارق عادۃ کامیابی ہے یہ خدا کا عظیم الشان نشان ہے جو معمولی نگاہ اور نظر سے دیکھے جانے کے قابل نہیں کیونکہ مقدمہ کے وجود سے بھی ایک سال پہلے اللہ تعالیٰ اپنے مامور اور مرسل مسیح موعود کو ایک کے ذریعہ سے اس **وارنٹ کیس** کے دائر ہونے اور پھر اس سے **بری** ہونے کی اطلاع دی تھی ۔ جو الحکم مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہو چکی ہے * اور پھر متواتر مقدمات کے دائر ہونے سے چند روز پیشتر اس کے متعلق الہام ہونے شروع ہوئے جنکو ہم اس اشتہار کے حاشیہ میں دیدیا ہے سان تمام الہامات کو یکجائی نظر سے دیکھو اور بتاؤ کہ یہ انسانی طاقت اور قیافہ شناسی کے اندر ہے کہ **ایک سال پہلے** پورے وثوق اور زور کے ساتھ ایک واقعہ کی خبر دیجاوے ایسی حالۃ میں کہ اس کے متعلق کوئی نشان بھی پایا نہ جاتا ہو ؟ **الحق !** خدا کے وعدے سچے اور اُسکی باتیں پوری ہیں ۔ اُنہیں کوئی تغیر نہیں

اے دانشمندو ! اے قوم کے مدبرو !! اور اے نوجوانو !!! خدا کیلئے اُٹھو !!! اور سوچو کہ کیا یہ چھوٹی سی بات ہے ؟ کیا ابھی تک تم پر حجۃ پوری نہیں ہوئی ؟ کیا تم اس کے بعد کسی اور نشان کے منتظر ہو ؟؟؟ !!!

اے **مظفر ! تجھ پر سلام !!!** فتح و ظفر کی کلید تجھے خدا کیطرف سے دی گئی ۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے موافق جو تیری زبان سے اُسنے صادر کرایا **انی صادق ! انی صادق** لاریب تو روز روشن میں صادق ٹھیرا ۔ بیشک ! تیری اس پیشگوئی کے موافق کہ سیشہد اللّٰہ لی

* یہ عکسی دوسری جگہ [illegible] ایم - اے [illegible]

تیرے لیے زمین و آسمان اور رب السموٰت والارض کے خدا نے ایک زبردست شہادۃ پیدا کی اسی کے موافق جو تو نے مانگی۔ تیری صداقت کھل گئی۔

اے خدا کے جری! (تجھپر صلوٰۃ اور سلام) تجھے عزۃ کا خطاب دیا گیا۔ اسی کے موافق جو کئی سال پہلے خدا نے کہا تھا لَكَ خِطَابُ الْعِزَّةِ کیونکہ اس خطاب کے ساتھ ایک عظیم الشان نشان ہے جیسے کہا گیا تھا کہ "اور ایک عظیم الشان نشان اس کے ساتھ ہوگا"۔ اے خاتم الانبیا کے موعود اور اے انبیا و مرسلین کی نوید! تجھے ہر طرف سے برکات دکھائی گئیں۔ اسی کے موافق جو خدا نے اس مقدمہ کو جاتے ہوئے بمقام لاہور ۱۶ر جنوری کو تجھے مخاطب کر کے فرمایا اٰرِیْكَ بَرَكَاتٍ مِّنْ كُلِّ طَرَفٍ اور ہر طرف سے تیری زیارت اور شرف بیعت کے لیے لوگ دوڑے آئے۔ تیری قبولیت ملائکہ نے دنیا میں پھیلا دی۔

اے خدا کے برگزیدہ رسول! الحق خدا تیرے ساتھ کھڑا ہوا اپنے وعدہ کے موافق جب اُس نے کہا انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم۔ اور اے مہدی! فی الحقیقۃ خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آیا جیسا اُس نے فرمایا انی مع الافواج اٰتی۔ اے جری اللہ! خدا تعالیٰ نے جیسا قریباً تین سال پہلے خبر دی تھی اسی طرح وقوع میں آیا کہ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔

اے نبی اللہ! تجھے وہ بشارۃ ملی جس کا وعدہ بشارۃ تلقاها النبیون میں یوم العیدہ کو دیا گیا۔ لاریب خدا تعالیٰ کے وہ سارے وعدے جو اُسنے اس مقدمہ کے متعلق کیے تھے پورے ہوئے ان تمام پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر ہم پھر تجھکو اور تیری قوم کو مبارکباد دیتے ہیں!!! چونکہ وہ انسان بھی بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی پیشگوئیوں اور وعدوں کے پورا کرنے کا ایک ذریعہ بنا لیا ہو اس لیے ہم صدق دل سے اپنے محسن و مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں کے فخر خواجہ کمال الدین صاحب احمدی بی اے۔ ایل ایل بی۔ پلیڈر چیف کورٹ پنجاب کو بھی مبارکباد دیتے ہیں جنکو ان وعدوں کے پورا کرنے میں خدا تعالیٰ نے خاص طور پر چن لیا اور ایسا ہی اپنے مخدوم مولنا مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر کو جو خواجہ صاحب کا دایاں بازو رہے ہیں اور اسی طرح شیخ نور احمد صاحب بی اے پلیڈر اور شیخ عزیز اللہ صاحب بی اے پلیڈر بھی مبارکباد کے قابل ہیں جنکو خدا نے اس مبارک کام میں ہمت و سعی سے شریک ہونیکا موقع دیا۔ اور ایسا ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فخر جناب شیخ رحمۃ اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس بھی خاص مبارکباد کے قابل ہیں جنھوں نے اس مبارک کام میں بہت بڑا حصہ لیا۔ یہ مقدمات خدا کے فضل و کرم سے پوری صفائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نشانوں کو پورا کرتے ہوئے خارج ہوئے۔

آخر میں ہم جناب منشی میاں غلام احمد صاحب تحصیلدار جہلم اور جناب دیولی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر جہلم کے بھی شکر گذار ہیں جنکی مستعدی اور انتظامی قابلیت کی وجہ سے ہر طرح امن اور اطمینان رہا۔ ہم خصوصیت سے صاحبان ممدوح کا ذکر الحکم میں کرینگے۔ ضلع جہلم کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اور لیکے لائق اور منتظم تحصیلدار پر جسقدر نازکریں بجا ہے عالی جناب رائے سنسار چند صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول نے جس دیانت اور معدلت گستری سے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا وہ ہمیشہ کے لیے میجر ڈگلس صاحب بہادر حال ڈپٹی کمشنر دہلی کے نام نامی کے ساتھ یادگار رہیگا جنھوں نے ڈاکٹر ریورینڈ ہنری مارٹین کلارک کے مقدمہ میں اپنی بیدار مغزی اور بیریا پالیسی سے انگلش نیشن کی انصاف پسندی کو ظاہر کیا تھا۔ اگرچہ رائے صاحب موصوف نے جو کچھ کیا اپنا فرض ادا کیا ہے۔ تاہم وہ ہماری جماعۃ کے شکریہ کے مستحق ہیں جکے ذریعہ ایک عظیم الشان نشان پورا ہوا*

مختصراً ہم اپنی جہلم کی جماعۃ کی مہمان نوازی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے تین دن تک ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی روزانہ دعوۃ کا فیاضی سے انتظام کیا اور ایسا ہی ہمارے مکرم مخدوم جناب نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات بھی خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے جہلم آتے جاتے وقت جماعۃ احمدیہ کو دعوۃ اور ٹی پارٹی دی۔ چونکہ ہم یہ سب مفصل حالات الحکم کے ساتھ بطور ضمیمہ شائع کرینگے سر دست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

بالآخر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حمد و ستائش کرتے ہیں جسنے محض اپنے فضل سے یہ کامیابی کا نشان دکھایا اور ہماری دلی دعا ہے کہ وہ ہمیں اس پاک گروہ میں قائم رکھے جسکے لیے اُسنے اپنے مرسل و مامور کو فرمایا فطوبیٰ لمن وجد ورأی آمین!!۔ اے احمدی قوم! تجھکو مبارک ہو!!! کہ تیرا امام خدا کے وعدوں کے موافق مظفر و منصور ہوا۔ اور شش الہام شاہت الوجوہ کے مصداق ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

الہامات متعلق مقدمہ جو قبل از وقت بذریعہ الحکم شائع ہوئے۔

(۱) یریدون ان یطفئوا نورك یریدون ان یتخطفوا عرضك انی معك ومع اهلك ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء

(۲) رب كل شئ خادمك رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی جسکے ساتھ تین سندور والی بھی تھی۔ ۷ دسمبر ۱۹۰۲ء

(۳) سلام علیك یا ابراهیم سلام علی امرك صرت فائزاً۔ ۹ دسمبر ۱۹۰۲ء

(۴) انی مع الافواج اٰتی ۱۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء

(۵) انه کریم تمشی امامك عادی لك من عادی۔ ۲۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء

(۶) انی صادق صادق وسیشهد الله لی ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء۔

(۷) یبدی لك الرحمن شیئاً اتی امر الله فلا تستعجلوه بشارۃ تلقاها النبیون یکم جنوری ۱۹۰۳ء۔

(۸) جاءنی آئل واختار وادار اصبعه

آئل جبرئیل ہر فرشتہ بشارۃ دینے والا۔

واشار یعصمك الله من العدا ویسطو بكل من سطا۔ ۳ر جنوری ۱۹۰۳ء

(۹) ان وعد الله اتی وركل وركا فطوبیٰ لمن وجد ورأی۔ ۹ر جنوری ۱۹۰۳ء (۱۰) اریك بركاتٍ من كل طرفٍ۔ شب ۱۶ر جنوری ۱۹۰۳ء بمقام لاہور (۱۱) اثرك الله علی كل شئ۔ ۱۸۔جنوری ۱۹۰۳ء کی شب میں

راقم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خدمتگذار ازلی شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم (قادیان دار الامان) ۱۹ر جنوری ۱۹۰۳ء وقت شب

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

لازماً اپنے ظاہری الفاظ ہی پر پوری ہوتی ہے تو پھر انکو گویا ماننا پڑے گا یہود کی طرح کہ مسیح ابھی نہیں آئے۔ اور جب مسیح کے آنے کا ہی انکار یہی ہوا تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی انکار کرنا پڑا اور اس طرح اسلام ہاتھ سے جاتا ہے اسی لیے میں بار بار اس امر پر زور دیتا ہوں کہ میری تکذیب سے اسلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اس صورت میں عقلمند سوچ سکتا ہے کہ ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصہ کے رنگ میں مسیح کی آمد ثانی ہے اور ان کا فیصلہ گویا چیف کورٹ کا فیصلہ ہے جو اسکے خلاف کہتا ہے وہ نامراد رہتا ہے اگر حضرت عیسیٰ نے خود آنا تھا تو صاف کہدیتے کہ میں خود ہی آؤں گا۔ یہودی بھی تو اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایلیا کا مثیل آنا تھا تو کیوں خدا نے یہ نہ کہا کہ ایلیا کا مثیل آئے گا غرض جسقدر یہ مقدمہ ایلیا کا ہے اسپر اگر ایک دانشمند صفائی اور تقویٰ سے غور کرے تو صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ کسی کے دوبارہ آنے سے کیا مراد ہوتی ہے اور وہ کس رنگ میں آیا کرتا ہے۔

دو شخص بحث کرتے ہیں ایک نظیر پیش کرتا ہے اور دوسرا کوئی نظیر پیش نہیں کرتا تو بتاؤ کس کا حق ہے کہ اسکی بات مان لی جاوے؟ یہی کہنا پڑے گا کہ ماننے کے قابل اسی کی بات ہے جو دلائل کے علاوہ اپنی بات کے ثبوت میں نظیر بھی پیش کرتا ہے اب ہم تو **ایلیا** کا فیصلہ شدہ مقدمہ جو خود مسیح نے اپنے ہاتھ سے کیا ہے بطور نظیر پیش کرتے ہیں یہ اگر اپنے دعوی میں سچے ہیں تو دو چار ایسے شخصوں کا نام لے دیں جن کی آسمان سے اترنے کی نظیریں موجود ہوں مسیح کے حق میں کوئی نہ کوئی نظیر ضرور ہوتی ہے اس مقدمہ میں تنقیح طلب یہی امر ہے کہ جب کسی کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہو تو کیا اس سے اس شخص کا پھر آنا مراد ہوتا ہے۔ یا اسکا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے اور اسکی آمد ثانی سے یہ مراد ہوتی ہے کہ کوئی اسکا مثیل آئے گا۔ مگر اس تنقیح طلب امر میں انکا دعویٰ بنتا ہے کہ وہ شخص خود ہی آتا ہے تو پھر حضرت عیسیٰؑ پر جو الزام عائد ہوتا ہے اسے دور کر کے دکھا دیں اول یہ انکا فیصلہ فراست صحیحہ سے نہیں ہوا۔ اور دوسرے معاذ اللہ وہ جھوٹے نبی ہیں کیونکہ **ایلیا** تو آسمان سے آیا ہی نہیں وہ کہاں سے آ گئے۔ اس صورت میں فیصلہ یہودیوں کے حق میں صادر ہوگا۔ اسکا جواب ہمارے مخالف مسلمان ہمکو ذرا دیکر تو دکھائیں۔ لیکن یہ ساری مصیبت اُن پر اس ایک امر سے آتی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم استعارہ نہیں مانتے۔ اصل بات یہی ہے اور وہی فیصلہ حق ہے جو مسیح نے دیا ہے کہ **ایلیا** کے آنے سے مراد یہ تھی کہ اسکی خو اور طبیعت پر اسکا مثیل آئے گا۔ اسکے خلاف ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا مشرق یا مغرب میں پھرو اور **اسکی نظیر لاؤ کہ دوبارہ آنے والا خود ہی آیا کرتا ہے؟** اس اعتقاد کو دل میں جگہ دو گے تو نتیجہ وہی ہوگا کہ اسلام ہاتھ سے جائیگا۔ مسیح کو یہودیوں نے اسی وجہ سے جھوٹا قرار دیا کیا ہمارے مخالف مسلمان بھی چاہتے ہیں کہ اسکو جھوٹا قرار دیں؟ پھر ایک اور اعتراض اسی قصہ کی بدولت پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مسیح مُردوں کو زندہ کرتے تھے یا وہ قدرتیں اور طاقتیں ان میں موجود تھیں جو انکی طرف منسوب کی جاتی ہیں تو پھر کیا وجہ ہوئی کہ انہوں نے **ایلیا** کو زندہ نہ کر لیا یا آسمان سے بہ اختیار خود نہ اُتار لیا۔

میرے مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے میرے مخالفوں کو ضرور ہے کہ وہ اس قضیہ کو صاف کر لیں جو مسیح کو پیش آیا اور جس کا فیصلہ انہوں میرے حق میں کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ بہت سی باتیں پیشگوئیوں کے طور پر نبیوں کی معرفت لوگوں کو پہنچتی ہیں۔ اور جب تک وہ اپنے وقت پر ظاہر نہ ہوں انکی بابت کوئی یقینی رائے قائم نہیں کی جا سکتی لیکن جب انکا ظہور ہوتا ہے اور حقیقت کھلتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مفہوم اور منشا تھا اور جو شخص اسکا مصداق ٹھہرا جس کے حق میں ہو انکو اسکا علم دیا جاتا ہے جیسے فقیہ اور فریسی بڑے **ایلیا** کے دوبارہ آنے کا قصہ پڑھتے سنتے تھے اور وہ نہایت شوق کے ساتھ اسکا انتظار کرتے رہے لیکن اس کی حقیقت اور اصلیت کا علم انکو اُس وقت تک عطا نہ ہوا جب تک کہ خود آنے والا مسیح جس کے لئے وہ نشان تھا نہ آ گیا۔ میں یہ علم مسیح کو ملا اور اس نے آ کر فیصلہ کیا کہ **ایلیا** کی آمد سے یہ مراد ہے۔

اسیطرح پر حضرت **یعقوب علیہ السلام** حضرت **یوسف علیہ السلام** کے فراق میں چالیس سال تک روتے رہے آخر جا کر آپ کو خبر ملی تو کہا **انی لاجد ریح یوسف** ورنہ اس سے پہلے آپ کا یہ حال تھا کہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے **وابیضت عیناہ** تک نوبت پہنچی اسی کے متعلق کیا اچھا کہا ہے

کسی پرسید زاں گم کردہ فرزند
کہ ای روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی

ہمارے معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز کی جنوری کی اشاعت میں فرقہ احمدیہ کی ترقی کے نیچے ایک عجیب نوٹ شائع ہوا ہے جسکا اندراج الحکم کے کالموں میں از بس ضروری ہے بعض احباب کہا کرتے ہیں کہ میگزین کا کوئی مضمون الحکم میں درج ہونا نہیں چاہیے یہ انکی غلط فہمی اور حلقہ اشاعت کو محدود کرنے والی رائے ہے اگرچہ انکا یہ مطلب اور مدعا نہیں ہوتا بلکہ انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس سے الحکم یا میگزین کی اشاعت پر بوجہ اتحاد مضامین کوئی اثر نہ پڑے۔ بیشک انکی نیت نیک اور صحیح ہے لیکن اشاعت کو وسیع

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

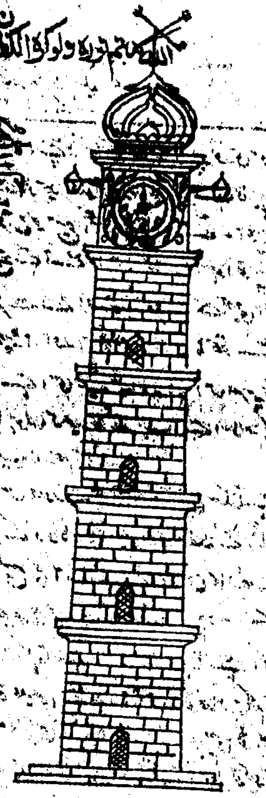

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۵	مورخہ ۷ ؍ فروری ۱۹۰۳ء روز شنبہ	جلد ۷

کلمات طیبات

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور یہ ابتلا انکو پیش آگیا کہ ایلیا کا آسمان سے آنا مسیح کے آنے سے پہلے ضروری ہے۔ اب انصاف شرط ہے اگر یہ فیصلہ کسی جج کے سامنے پیش ہو تو وہ بھی یہودیوں ہی کے حق میں ڈگری دے گا۔ کیونکہ یہ صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ ایلیا آئے گا۔ اور اس سے پہلے کوئی نظیر اس قسم کے بروز کی ان میں موجود نہ تھی جو مسیح نے یوحنا کو ایلیا بنایا اب اگرچہ ہم ان کتابوں کی بات تو یہی کہتے ہیں کہ فلا نصدقوا ولا نکذبوا۔ لیکن یہ بھی ساتھ ہی ضروری بات ہے کہ قرآن شریف میں یہ آیا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ علاوہ بریں اس قصہ ایلیا کی قرآن شریف نے کہیں تکذیب اور تردید نہیں کی اور یہودی اور عیسائی دونوں قومیں بالاتفاق اسکو صحیح مانتی ہیں اگر یہ قصہ صحیح نہ ہوتا تو عیسائیوں کا حق تھا کہ وہ بول پڑتے اور اس کی تکذیب کرتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگر اس قصہ کو غلط کہا جائے تو عیسائیوں کے لیے ان مشکلات سے نجات اور مخلصی ہے جو اسکو صحیح مانکر انھیں پیش آتی ہیں لیکن جب کہ انھوں نے تکذیب نہیں کی اور اسکو صحیح تسلیم کر لیا ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم بلا وجہ تکذیب پر آمادہ ہوں۔ حق یہی ہے کہ یہودیوں میں یہ خبر صحیح موجود تھی کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا آئے گا اور اسی لیے جب مسیح آگیا تو وہ مشکلات میں پڑے اور انھوں نے مسیح سے ایلیا کے متعلق سوال کیا اور مسیح نے یوحنا کی صورت میں اس کے آنے کو تسلیم کر لیا۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ ہوتی تو سب سے پہلے مسیح کا یہ حق تھا کہ وہ بجائے اس کے کہ یہ کہتے کہ آنے والا ایلیا یوحنا ہی ہے یوں جواب دیتے کہ کوئی ایلیا آنے والا نہیں ہے مسیح نے اگر اسکو صحیح تسلیم نہ کیا ہوتا تو وہ یوحنا کی شکل میں ایلیا کو نہ اتارتے یہ چھوٹی اور معمولی سی بات نہیں مسیح کا یہود کے اس اعتراض کو مانکر اسکا جواب دینا بھی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ وہ بجائے خود اس امر کو صحیح اور یقینی سمجھتے تھے۔ یہودیوں کا یہ عذر بہر حال قابل پذیرائی تھا اور مسیح نے اسکو قبول کر کے یہی جواب دیا کہ آنیوالا ایلیا یوحنا ہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ اب اگر استعارات کچھ چیز نہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں یہ جزو اعظم نہیں ہوتی تو پھر جیسے یہودیوں نے حضرت مسیح کی اس تاویل کو تسلیم نہیں کیا کہ یہ بھی انکار کریں کہ وہ فیصلہ صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ایلیا والے قصہ کی مسلمان تکذیب تو کر نہیں سکتے کیونکہ قرآن شریف نے کہیں اس کی تکذیب نہیں کی اور تکذیب کے اول حقدار تو حضرت مسیح اور ان کے متبعین ہو سکتے ہیں۔ جبکہ یہ بات ہے کہ استعارات کوئی چیز نہیں اور ہر پیشگوئی

سورۂ جمعہ پر حضرۃ حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعۃ سے آگے۔

لَا یَتَمَنَّوْنَہٗۤ اَبَدًا

یعنی کبھی بھی مرد میدان ہو کر نہ نکلیں گے اور **الموت** کی تمنی نہ کریں گے۔ مباہلہ کیلیے وہ آمیں گے لوگوں کے سامنے چونکہ انکار نہیں کرسکتے اس لیے ایسی شرائط اور حجتیں پیش کریں گے جن کا آخری نتیجہ یہ ہو کہ **مباہلہ** نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ اپنی بداعمالیوں اور ایمانی کمزوریوں کو تو خوب جانتے ہیں صرف پردہ دری کے لیے حیلے بہانے کرتے ہیں اور دنیوی مفاد اور منافعوں کو نقصان سے بچانے کی خاطر یہ سجائے خود کیسی حیرت انگیز اور عظیم الشان تحدی ہے جس میں مخالفوں کو غیرت بھی دلائی گئی ہے کہ کبھی بھی مباہلہ نہ نکلیں گے۔ اب اگر وہ اپنی ذاتی شعور اور بصیرۃ سے اپنے ایمان میں قوت پاتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق پر نہیں سمجھتے تو پھر کونسا امر ہے جو ان کو اس تمنی سے روک سکتا ہے؟ وہ اتنا ہی غور کریں کہ اس میدان میں نہ نکلنے سے **لَا یَتَمَنَّوْنَہٗ اَبَدًا** کی پیشگوئی پورا کرنے والے ٹھیریں گے مگر آخر خدا تعالے کی ہی باتیں سچی اور لا تبدیل ہوتی ہیں یہی سچ ہے کہ وہ کبھی **الموت** کی تمنی نہ کریں گے کیونکہ

واللّٰہ علیم بذات الصدور۔ قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم

اللہ تعالے **صدور** (مراکز قوی) کا عالم ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ یہ بھی مباہلہ ہی ہے مقابلہ جو کرتے ہیں اس مقابلہ میں مباہلہ کا رنگ موجود ہوتا ہے اس لیے وہ موت جس سے بھاگتے ہیں اسی سے مخالف ہلاک ہوتے ہیں **ثم تردون الی عالم الغیب** پھر عالم الغیب کے حضور جاؤ گے اور وہاں بھی عذاب ہوگا۔ اور یہ اربعہ متناسبہ کے قاعدہ کی رو سے صحیح ثابت ہے کیونکہ جب اس جہان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق وہ معذب ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق وہ اُس جہان میں بھی معذب ہوں گے۔

اب اس قوم کا فیصلہ کر کے اللہ تعالے صرف مومنوں کو مخاطب کرتا ہے یا بہ تغیر الفاظ یوں کہو کہ **اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ** کی مصداق قوم کو مخاطب کرتا ہے۔ اور پہلے اس قوم کا ذکر کیا کہ جنہوں نے **تشابہ بالیہود** کیا۔

اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے مصداق گروہ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے **یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ** الآیہ یعنی اے مومنو! جب تم نماز کے لیے جمعہ کی دن پکارے جاؤ تو اللہ کے ذکر کی طرف کوشش کر کے چلے آؤ۔ **ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ** یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے ابھی کہا ہے کہ یہ آیت **اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ** کے نیچے ہے اور یہ بالاتفاق مانا گیا ہے کہ وہ مسیح موعود و مہدی مسعود کا زمانہ ہے۔ کھلے الفاظ میں یوں کہتا ہوں کہ یہ قوم ہماری قوم احمدی قوم ہے اور ہم کو اللہ تعالے مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

مسیح موعود کا زمانہ بھی حقیقت میں ایک **جمعہ** ہے۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کی تکمیل جمعہ کی آخری ساعت میں ہوئی تھی۔ اسی طرح یہ ضروری تھا کہ **آدم ثانی** کی بعثت بھی جمعہ ہی کہلاتے۔ اور جس طرح جمعہ کے دن باقی ۲۶ مسجد کو معطل کر دیتا ہے اور سب کو اکٹھا ایک مسجد میں جمع کر کے ایک ہی امام کے تابع کر دیتا ہے **مسیح موعود** کا نام **امامکم منکم** اسی لیے رکھا گیا ہے اور **حکم** بھی اسی واسطے رکھا گیا ہے۔ یہ باتیں میں محض خوش اعتقادی کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ میں یقین رکھتا ہوں اور اللہ نے جہانتک مجھے سمجھایا ہے یا اُس نے آپ سمجھایا ہے قرآن شریف یہی مطلب کو ادا کرتا ہے۔ اور قرآن شریف نے اس آیت میں **نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰھُمْ جَمْعًا** میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ آیت **اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ** کو سورہ جمعہ ہی میں اللہ تعالے نے رکھا ہے۔

غرض مسیح موعود کا زمانہ ایک روحانی جمعہ ہے اور **یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** سے مراد یہی قوم ہو سکتی اور ہے جو مسیح موعود کو ماننے والی ہے اگرچہ عام طور پر عام مسلمان بھی اس حکم کے نیچے ہیں لیکن جو باوجود مسلمان اور مومن کہلانے کے مسیح موعود کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل قرآن شریف کی اس آیت کے مصداق ہیں **یُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَیَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ** میں یقینی طور پر سچا مصداق اس آیت کا انہیں لوگوں کو مانتا ہوں جو کل قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اور عملی یا اعتقادی طور پر کسی حصہ کا انکار نہیں کرتی ہیں۔ غرض اللہ تعالی مومنوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم ذکر اللہ کی طرف چلے آؤ۔

صلوۃ کیا ہے؟ اس کا جواب خود اللہ تعالے نے اپنی پاک کتاب میں دیا جہاں **اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ** نماز تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے پس اگر نماز پڑھ کر بھی بے حیائیاں اور بدیاں نہیں رکتی ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی تک نماز اپنے اصل مرکز پر نہیں اور وہ سچا مفہوم جو نماز کا ہے وہ حاصل نہیں ہوا۔ اس لیے میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں مخاطب کر کے کہنا چاہتا ہوں کہ تم اپنی نمازوں کا اسی معیار پر امتحان کرو۔ اور دیکھو کہ کیا تمہاری برائیاں دن بدن کم ہو رہی ہیں یا نہیں۔ اگر نسبتاً انہیں کوئی فرق و امتیاز نہیں ہوا تو پھر یہ خطرناک بات ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لیے بلایا جاوے تو اللہ تعالے کے ذکر کی طرف آجاؤ۔

کرنے کے مضطرب ہیں۔ اور اسی لیے ہمنے الحکم میں متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم اور میگزین کے خریدار وہیں سے اگر کوئی الحکم کو چھوڑ کر میگزین خریدنا چاہتا ہے وہ گویا اپنی محبت بند کرنی چاہتا ہے یا میگزین کو چھوڑ کر الحکم لینا چاہتا ہو تو اسیطرح وہ بھی اپنی ایک آنکھ کو الوداع کرتا ہے میگزین الحکم کے مقاصد کی وسعت اشاعت کا ذریعہ اور الحکم میگزین کے اغراض کو پیدا کرنے کا آلہ ہے۔

اور اسی لیے کبھی ایسی ضرورت آپڑتی ہے کہ میگزین کے بعض مضامین کو الحکم میں درج کر دیا جاوے جس سے ہماری ایک غرض میگزین کی عام شہرت ہی ہوتی ہے بہرحال فرقہ احمدیہ کی ترقی کے عنوان کے نیچے میگزین میں شائع کیا گیا ہے وہ کثرت اشاعت کا محتاج ہونیکی وجہسے ہم الحکم کے کالموں میں درج کرتے ہیں اور ایسا ہی جہاد کے استعمال کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے اسکی اشاعت بھی فی نفسہٖ ضروری ہے (ایڈیٹر)

فرقہ احمدیہ کی ترقی

گذشتہ تین سال میں اس فرقہ نے حیرت انگیز ترقی کی ہے ۱۸۹۸ء میں اسکی تعداد صرف چند سو تک تھی مگر آج اسکا شمار ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اس ترقی کے اس حصہ کا ثبوت جو ان تین سال کے پہلے نصف حصہ میں ہوئی ہے کسی قدر مردم شماری کے کاغذات سے مل سکتا ہے اگرچہ وہاں بھی پوری تعداد اسوقت کے مطابق درج نہیں ہوسکی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ مردم شماری کا کام شروع ہونے کے بعد وہ اشتہار جاری کیا گیا جسکی رو سے اس فرقہ کا نام احمدیہ فرقہ رکھا گیا ہے اور اس سے پہلے اس فرقہ کا نام کوئی مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے سب لوگ جو اس فرقہ کے پیرو تھے اس نام سے مطلع نہ ہوسکے۔ احاطہ بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ (ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۰۱ء جلد ۹ بمبئی حصہ اول) سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف علاقہ بمبئی میں اس فرقہ کی تعداد ۱۱۰۸۷ تھی مگر فرقہ احمدیہ کا بہت بڑا حصہ پنجاب میں ہے جہاں سب سے زیادہ مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ قبول ہوئی ہے اور بسبب نزدیکی کے لوگ زیادہ فائدہ اٹھا سکے ہیں۔ پنجاب میں اسکی حیرت انگیز ترقی ہم کسی دوسرے موقعہ پر بیان کرینگے بالفعل ہم بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ میں سے وہ حصہ نیچے نقل کرتے ہیں۔ جس میں افسر مردم شماری نے اس فرقہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی ہے۔

"اس فرقہ کے بانی میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ہیں اور انھوں نے کوشش کی ہے کہ اس مردم شماری میں اُن کے پیرووں کی تعداد پوری پوری معلوم ہوجاوے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح ہوں اور اپنے فرقہ کے خاص اصولوں کو انہوں نے ایک اشتہار میں بیان کیا ہے جو مردم شماری کی کارروائی کے ابتدا میں ہم کو پہنچا ہے۔ مختصر طور پر وہ اصول اسطرح پر بیان کیے جا سکتے ہیں۔ اشتہار کے الفاظ میں اس فرقہ کی خاص علامت یہ ہے کہ وہ نہ صرف جہاد کو موجودہ حالت میں ہی رد کرتا ہے بلکہ آئندہ بھی کسی وقت اس کا منتظر نہیں ہے۔ مذہب کے پھیلانے کے خاطر خون بہانے کو یہ فرقہ قطعاً ممنوع سمجھتا ہے" اس کے بعد اس فرقہ کا بانی اپنے درمیان بحیثیت مسیح یا امام ہونے کے اور عیسویت کے بانی کے درمیان ایک مماثلت قائم کرتا ہے اُن کا دعویٰ ہے کہ اُن کی آمد کی پیشگوئی پہلے سے کیگئی تھی اور ان کا منشا یہ ہے کہ صلح اور آشتی کی بنا ڈالیں۔ اپنے مریدوں کے لیے بعض اعلےٰ درجہ کے اصول چال چلن کے قائم کیے وہ بیان کرتے ہیں کہ کیوں اس فرقہ کا نام احمدیہ فرقہ رکھا گیا۔ اُن کا بیان ہے کہ پیغمبر اسلام یعنی (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے دو نام تھے ایک محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جو کہ جلالی نام تھا اور جس میں آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کی کامیابیوں کی طرف اشارہ تھا اور دوسرا احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جو جمالی نام تھا جس میں اشارہ اس صلح اور اخوت کیطرف تھا جو آپکے ذریعہ دنیا میں پھیلنی تھی۔ جہاد کی تعلیم اور مذہب کے نام سے ہر قسم کی خونریزی کو مردود ٹھہرا کر امام یہ بیان کرتا ہے کہ اسکا اور اس کے فرقہ کا نام احمدیہ ہے اس فرقہ کی ترقی کا آئندہ مردم شماریوں میں خیال رکھنا چاہیے اور پرانے مسلمانوں کے لیے اس کی ترقی کسی قدر دلچسپی کا باعث ہوگی۔ اشتہار سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ بانی کی وفات کے بعد جانشین کا کیا انتظام کیا گیا ہے۔"

لیکن یہ ترقی بمقابلہ اس عظیم الشان ترقی کے جو گذشتہ سال کے آخری حصہ میں اس فرقہ نے کی ہے بہت ہی کم ہے جیسا کہ ایک طرف طاعون کے خطرناک حملوں سے پنجاب کی عام مردم شماری میں کمی آگئی ہے فرقہ احمدیہ کی تعداد بڑے زور کے ساتھ بڑھتی گئی ہے۔ کیونکہ لوگوں نے تجربہ سے دیکھ لیا ہے کہ طاعون سے بچاؤ کی صرف ایک ہی صورت انہیں نظر آئی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو قبول کر لیا جاوے اس لیے طاعون کی ترقی کے ساتھ جوق در جوق لوگ جماعۃ احمدیہ میں داخل ہوتے گئے ہیں

کتاب ایات الرحمن

کی قیمت یکم جنوری سے تین ماہ تک آٹھ آنہ رکھی گئی جو صاحب منگوانا چاہتے ہیں خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب فرماویں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ضروری اطلاع احمدیوں کو اور اُن سے التفات اور توجہ کی درخواست

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو کالج بنایا جانا

جابجا مدرسے ہیں کوئی مڈل تک ہے کوئی انٹرنس تک۔ پھر کس امر اور کس ضرورت نے ہمیں اسطرف توجہ دلائی کہ قادیان میں بظاہر اسی نقش اور نمونہ کا مدرسہ ہم بھی جاری کریں۔ اگر ہمارا اصلی مقصد کوئی اور نئے نہ تھی اور اُسے ہمنے حاصل نہیں کرلیا اور آئندہ ہماری آنکھوں کے سامنے دلوں کو خوش کرنے والا اور حوصلوں کو بڑھانے والا منظر پیدا نہیں ہوگیا۔ تو ہمنے بھی وہی کام کیا جو عام طالبانِ دنیا کر رہے ہیں۔ ہم ایک قوم ہیں اور بحمد اللہ دنیا کے ہر ملت و مذہب سے بالکل الگ اور ممتاز قوم ہیں ان معنوں کے لحاظ سے کہ ہمارا شعار اور ایمان ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ ہمارا امام خدا کا صادق اور برگزیدہ خلیفہ مسیح موعود (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی متبوعہ) پہلا اور لاشریک شخص ہے اس امر میں کہ اُس نے اس دور میں جس میں دنیا کو خدا بنایا گیا ہے بیعت میں مومنوں کے لیے یہ پاک اور مبارک فقرہ رکھا اور ہر ایک مُنہ سے شہادتین کے اقرار کے بعد کہلوایا کہ **میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔**

پھر اس لحاظ سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو جاری کرکے ہمنے کوئی خصوصیت اور امتیاز پیدا نہیں کیا تو ہمنے اُس عہد کو پورا نہیں کیا جو ہمنے خدا تعالیٰ کے سامنے اُس کے بندہ کے یا خود اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کیا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے اور تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ہم جسقدر شکر کریں کم ہے کہ ہم اُس اصلی مقصود کے حاصل کرنے میں جو اس مدرسہ کے جاری کرنے سے ہمارے پیش نظر تھا ایک حد تک کامیاب ہوگئے ہیں۔

اس لباس میں ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم قوم کے بچوں کو جو ہنوز مصفا اور بے نقش لوح کی مانند ہیں اپنے قابو میں لائیں اور شروع ہی سے اپنے مقدس اور الٰہی سلسلہ میں اُنکی تربیت کے وسائل پیدا کریں۔ اس لیے کہ بچپن کی معصوم زندگی اور آغاز میں جس نقش کو اپنی ذو در اعتقادا اور وسوسہ سے پاک تختی پر مرتسم کرلے اُسے زمانہ کے پرفتنہ سیلاب اور ابلیسی ناخن نہ دھو سکتے ہیں اور نہ کسی طرح چھیل سکتے ہیں۔

ہم صحیح اور پختہ تجربہ اور سچے استقرا سے اس نتیجہ پر پہونچے تھے کہ ایک بھی مدرسہ ایسا نہیں جو قوم کے بچوں کو اُس مبارک اُسوہ پر نشو و نما دینے کا متکفل ہو جسے خاتم النبیین رحمۃ للعالمین (علیہ الصلوۃ والسلام) نے قائم کیا اور جس کی اتباع کے بغیر خدا تعالیٰ کے رضوان اور خوشنودی کا سرٹیفکٹ نہیں مل سکتا۔ کل مدرسے اور کالج بلا استثنا مقصود بالذات دنیا کو رکھتے اور محض دنیا پرست قوموں کے نقش قدم پر چلنے اور چلانے کو قومی ترقی سمجھتے ہیں۔ ان مدرسوں کی در و دیوار سے ان کے تربیت یافتوں کی زبانوں اور دلوں سے لگاتار آوازیں آتی اور راست بازوں کے دلوں کو دکھاتی ہیں کہ دنیا سب چیزوں پر مقدم ہے۔

کیا ہمنے بھی قادیان میں لڑکوں کو وہی چند کتابیں ہی پڑھا دیں یا بیگانہ وار وعظوں کے روکھے پھیکے جملے اُن کے سامنے پیش کیے۔ اگر ہماری قدرۃ کی رسائی اسی حد تک ہوتی تو ہم بھی ویسے ہی بیسود کام کرنے والے ہوتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں خاص خصائص سے شرف امتیاز بخشا جنمیں روئے زمین کے مسلمانوں میں سے کوئی طبقہ اور بشر ہمارا شریک نہیں۔ سب سے بڑی اور قابل قدر تحریک جو ہمنے معصوم فطرۃ اور اثر پذیر بچوں کے آگے پیش کی وہ خدا تعالیٰ کے مقدس **مسیح** کا مبارک وجود ہے جو اپنے ایمان اور عمل سے ہو بہو وہی اُسوہ اور نمونہ ہے جس کے اتباع کے لیے قرآن کریم آیا۔ سوچنے والے سوچیں اور غیرتمند خوب فکر کریں کہ کسقدر خوش نصیب وہ والدین ہیں جن کے بچوں کی آنکھوں کو یہ شرف ملے کہ زندگی کے رنگا رنگ اور پر ابتلا نظارہ گاہ میں وا ہوتے ہی اُن کے سامنے وہ مبارک اور فرخندہ چہرہ آجائے جو خدا تعالیٰ کی سچی خلافت اور بے عیب صورۃ ہے۔ ہمارے مدرسے کے لڑکے خدا کے مسیح کو دیکھتے ہیں آپکی تقریریں سنتے رہیں۔ آپ کے پاک نمونہ کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسی ایک امر کو اگر ہم بڑی تفصیل سے بیان کرنا چاہیں تو اس جگہ سے اسکا پورا حق ادا ہو جائے

لاکہ خدا کے خلیفہ کو دیکھتے ہیں تو سبھی کچھ دیکھتے ہیں۔

دوسری بات اور لاشریک خصوصیت یہ ہے کہ ہم ہر روز باقاعدہ عصر کے بعد لڑکوں کو حضرت **مولوی نورالدین** صاحب کے درس قرآن مجید میں شامل ہونے کی عزۃ دیتے ہیں۔ یہ بھی ایسی نعمت ہے کہ کوئی ملک اور شہر اس میں ہمارا شریک نہیں۔

ان سب باتوں اور نمونہ کا یہ اثر اور نتیجہ ہے کہ مڈل اور انٹرنس کے اکثر لڑکے دین کی پابندی اور سلسلہ حقہ احمدیہ کی نسبت سچی غیرت اور عصبیت رکھتے اور اُمید دلاتے ہیں کہ وہ دنیا کے لیے نیک نمونہ ہوں۔ میری فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ میں بہت جلد کسی شخص کیطرف مائل اور کسی بات کا گرویدہ نہیں ہوتا۔ اگر میں صحیح تجربہ اور بصیرت سے لڑکوں میں آثار رشد و سعادت محسوس نہ کرتا تو میں قوم کو دھوکا دینے کا مجرم ہوتا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بعض لڑکوں کی غیرت اور پابندی اور اُنکا عاشقانہ آنکھوں سے حضرت خلیفۃ اللہ کے چہرہ مبارک کو ساری نشست میں دیکھتے رہنا میرے لیے باعث رشک ہوتا ہے۔ وہ اپنے کھیلوں اور بچپنے کے دل لگی کے سامانوں سے الگ ہوکر سب سے پہلے مسجد میں حاضر ہونیکی کوشش کرتے ہیں اس لیے کہ صف اول میں جگہ لیکر خلیفۃ اللہ کے بہت قریب بیٹھ سکیں۔

غرض لڑکوں کی اس خوشنما اور امید افزا حالت کو دیکھکر جو انٹرنس کی منزل میں پاؤں رکھنے کے ساتھ اُن میں پیدا ہوگئی مدرسہ کے کارکنوں کے دل میں یہ خیال باحوصلہ پیدا ہوا اور غور و فکر کے بعد ارادہ نے عزم کی صورت پکڑلی کہ مدرسہ کو کالج بنایا جائے۔ اس لیے کہ انٹرنس تک ابھی بہت خام اور ناتمام عمر اور تجربہ ہوتا ہے اور اگر دو برس ایف اے کی تقریب سے اور اگر خدا چاہے تو دو برس اور بی اے کی تحریک سے اور ایک سال ایم اے کی وساطت سے ہمارے پاس رہ سکیں تو پھر خاصے عمر رسیدہ تجربہ کار قوی دل اشداء ہوکر یہاں سے نکلیں گے۔ سردست تو کالج ایف اے تک ہوگا اور باقی بھی بنالدار و مدار توکل پر۔ وجہ حق تو یہ تھا کہ آغاز ہی میں پورا کالج بنایا جاتا۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ اس کارروائی کو جلد بازی پر محمول کریں اور جوش سے کہدیں یا رائے دیں کہ ابھی وقت قلت سرمایہ کے سبب سے اس امر کا مقتضی نہیں کہ کالج جاری کیا جائے۔ مگر اس رائے زنی میں وہ خود جلد باز اور عجلت کرنے والے ٹھیرینگے۔ اسلیے کہ انٹرنس تک محدود کر دینے میں مدرسہ کی وہ غرض پوری نہیں ہوتی یا آخر کار اُس کے نابود ہو جانیکا اندیشہ ہے جو ہمیں اس کار خیر کی محرک ہوئی ہے

ابتدائی عمر کے جوش فوری جوش اور جذبات کے سے اُبال ہوتے ہیں۔ عمر کی لمبی رفتار میں اور دنیا کے ہر امتحان اور پر فتنہ نظاروں اور کاموں میں بسا اوقات ان میں سردی آجاتی اور ہر وقت امکان رہتا ہے کہ بالعرض یہ تحریک اپنا کام کر لے۔ مگر کالج کی پختگی سے کل کو ایک عمدہ پختگی اور مضبوط بصیرت رفیق طریق ہو جاتی ہے اور یقین مربیوں کے دلوں میں بھر جاتا ہے کہ ان کے برسوں کے اندوختہ اور محنت پر کسی بد معاش کا ہاتھ نہیں پڑ سکے گا۔ غرض یہ تو بالکل عین مصلحت اور طے شدہ بات ہے کہ کالج ہو جب ہمارا مقصود پورا ہوتا ہے اور کالج کی تجویز پختہ بھی ہو گئی اور اُمید ہے کہ آئندہ مئی سے جاری بھی ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ کی توفیق سے قوم کا یہ کام ہے کہ اس نیک کام میں دل کھول کر شریک ہوں۔ کالج کھولنے سے ایک سال تک تو کوئی زائد خرچ نہیں پڑے گا۔ مولوی **محمد علی** صاحب **ایم اے** ریاضی پڑھائیں گے۔ اور وہ ریاضی میں مسلم ہیں۔ ماسٹر **شیر علی** صاحب **بی اے** جو انگلش میں بالخصوص قابل ہیں انگریزی پڑھائیں گے۔ حضرت مولوی **نور الدین** صاحب باقاعدہ ایک گھنٹہ کالج میں دینیات کے معلم ہوں گے۔ اور خاکسار **راقم** بھی ایک گھنٹہ باقاعدہ عربی کی تعلیم دیگا اور یہ تینوں معلم بلا کسی دنیوی اجرت کے کالج کو مدد دیں گے۔ اور دوسرے سال صرف پچاس روپے کا زیادہ بار ہوگا۔ اگر مدرسہ کی امداد میں وہی پہلا جوش ہوتا جو ایک عرصہ تک قائم رہا تو اتنی ہی امداد اور آمدنی ایف اے تک کالج بنانے میں بھی کافی تھی مگر افسوس بہت لوگوں نے بے توجہی کی اور ان کے جوشوں میں سردی پیدا ہو گئی۔ بہت سے شہر ہیں کہ ان سے کچھ بھی امداد اب تک مدرسہ کو نہیں پہنچی اور بعض ایسے ہیں کہ ان سے ناقابل اعتنا امداد ملتی ہے۔ سیالکوٹ اور لاہور دو شہر ہیں جنہوں نے اس کام میں پوری فیاضی سے حصہ لیا ہے اور ایک معقول رقم ماہ بماہ انکی طرف سے مدرسہ کو ملتی ہے۔ مگر اکثر شہر بعض غلط فہمیوں یا ناعاقبت اندیشی کے سبب سے اسکی طرف سے پہلو تہی کیے بیٹھے ہیں۔ اور وہ اسطرح رہا کرتے ہیں کہ مدرسہ کو خدانخواستہ کوئی صدمہ پہنچے اور اعدائے ملت کو شماتت کا عمدہ موقع ملے۔ ہر ایک شخص کو خوب ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ یہ مدرسہ حضرت کا مدرسہ ہے اور ان کے حکم سے جاری کیا گیا ہے اور اس کی شکست کی زد آخرکار سوچ لینا چاہیے کس کی ہمت اور وقعت پر پڑتی ہے۔

اس اعراض اور غفلت قوم کا یہ نتیجہ ہے کہ پچھلے مہینہ کی تنخواہ قرض لیکر پوری کی گئی۔ کیا اتنی اطلاع غیرت مند قوم کو چونکا دینے کے لیے کافی نہیں۔ کیا وہ برداشت کر سکیں گے کہ ان پر غیظ احزاب کو جو ہمارے استیصال پر ٹڈی دل کی طرح جمع ہو گئے ہیں پہلا موقع خوشی منانے کا دیں۔ اُمید ہے کہ خدا کی برگزیدہ جماعت سچے اتفاق اور مشکور سعی سے ایک دفعہ اُٹھ کھڑی ہوگی اور یکمشت چندہ اور باترتیب اور باقاعدہ چندہ سے مدرسہ اور کالج کی امداد کا ثواب لیگی۔ جو لوگ اب تک شریک نہیں ہوئے وہ بھی شریک ہو جائیں خواہ بہت ہی خفیف رقم دیں۔ اور شہروں کے لوگ ان تمام بھائیوں کو بھی شامل کرنے کی کوشش کریں جو دیہات میں رہتے اور ضروریات قوم سے ناواقف ہیں۔ اکثر شہروں میں ایسے عالی ہمت اور کارکن افراد ہیں جو اس کام کا بیڑا اٹھا سکتے اور بخوبی نبھا سکتے ہیں۔ لاہور میں حکیم **محمد حسین** صاحب قریشی۔ کپورتھلہ میں منشی **محمد خان** صاحب اور منشی اروڑا صاحب۔ سیالکوٹ میں **میر حامد شاہ** صاحب۔ ماسٹر غلام محمد صاحب۔ گوجرانوالہ میں منشی **احمد دین** صاحب اپیل نویس وزیر آباد میں شیخ نیاز احمد صاحب۔ شیخ محمد جان صاحب۔ جہلم میں سیٹھ احمد الدین صاحب۔ منشی محمد حسن صاحب رہتاسی۔ راولپنڈی میں حکیم شاہ نواز خان صاحب۔ پشاور میں خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار۔ امرتسر میں ڈاکٹر عباد اللہ صاحب۔ نبی بخش صاحب رفوگر۔ اسی طرح حیدرآباد دکن میں اور ہر ایک شہر میں سربرآوردہ اور چیدہ احمدی اس کام کو اپنا فرض سمجھ لیں۔ سب سے اول اور بہت جلد مدرسہ کو جانکاہ فکر سے سبکدوش کریں اور کالج کے لیے عزم صمیم سے خط مستقیم پر قدم اٹھائیں۔ اُمید ہے کہ ہمارے [illegible] جس وثوق سے قوم کے آگے ہاتھ پھیلا رہی ہیں انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گی اور ہمیں اچھا موقع ملیگا کہ کچھ عرصہ کے بعد ہم ایک اور مضمون میں احمدیوں کی سرگرمی اور تعاون کا نمونہ غیروں کے آگے پیش کر سکیں

اے ارحم الراحمین سمیع بصیر مولیٰ تو خود ان دردمندانہ نعروں کو پہلے قبول فرما اور پھر قوم کے دلوں میں انھیں جگہ دے کہ ساری توفیق تجھ ہی سے اور تیرے ساتھ ہیں۔ آمین

خاکسار عبد الکریم از قادیان۔ ۳ فروری ۱۹۰۳ء

فتح قادیان

گذشتہ اشاعت سے آگے

بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

خاکسار حسب دعوۃ آپ کے مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۱ و ۲۳ قادیان میں اس وقت حاضر ہے۔ جناب کی دعوۃ قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں چونکہ آپ بقول خود ایک ایسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کیلیے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لیے خصوصاً ہے۔ اس لیے اُمید ہے کہ آپ میری تفہیم **میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں گے** اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشیں گے کہ میں مجمع میں آپ کی پیشگوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں میں مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اس عہدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع دیں

۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ از قادیان

جواب حضرۃ اقدس کی طرف سے

از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ آپ کا رقعہ پہنچا اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و شبہات پیشگوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعوی سے تعلق رکھتے ہوں رفع کرا دیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی اور اگرچہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کرونگا کیونکہ اسکا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنیکے لیے طیار ہوں اگرچہ آپ نے اپنے اس رقعہ میں

دعویٰ تو کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کے لیے اول یہ اقرار کر دیں کہ آپ منہاج نبوۃ سے باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ یا حضرت یونس پر عائد ہوتا ہو اور اُن کی حدیث اور قرآن کی پیشگوئیوں پر زد نہ ہو دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہیں ہوں گے صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دیدیں کہ میرا یہ اعتراض ہے پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جاوے گا اعتراض کے لیے لمبا لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی آپ اعتراض پیش کریں گے کیونکہ آپ اطلاع دیکر نہیں آئے چوروں کی طرح آگئے اور ہم ان دنوں میں باعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت خرچ نہیں کر سکتے۔ یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ کو بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے صم بکم۔ یہ اس لیے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے اول صرف ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں تین گھنٹے میں اُسکا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپکو متنبہ کیا جائے گا کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور کچھ لکھکر پیش کرو آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اسکو سنا دیں ہم خود پڑھ لیں گے مگر چاہیے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو اس طرز میں آپ کا کچھ حرج نہیں ہے **کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے آئے ہیں یہ طریق شبہات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے میں باواز بلند لوگوں کو سنا دوں گا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے اسطرح تمام وساوس دور کر دیے جاوینگے لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے** رنگ میں آپ کو بات کا موقع دیا جاوے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک میں یہاں ہوں بعد میں ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤنگا سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے لیکن ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹے تک آپ کے لیے خرچ کر سکتا ہوں اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے خود خدا تعالیٰ نے فیصلہ کریگا

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

سوچ کر دیکھلو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائیں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤں گا۔ ایسا ہی صدہا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کریگا جسکو اپنے وساوس دور کرانے میں اور کچھ غرض نہیں لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے اُنکی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں بالآخر اس غرض کے لیے اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں **تو قادیان سے بغیر تصفیہ کئے خالی نہ جاویں** دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں اول چونکہ میں انجام آتھم میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کروں گا اس وقت پھر اُسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا صرف آپکو یہ موقع دیا جاوے گا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض پیشگوئی پر ہو ایک سطر یا دو سطر تک لکھکر پیش کریں اور جسکا یہ مطلب ہو کہ **یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوۃ کی رو سے قابل اعتراض ہے** اور پھر چپ رہیں اور میں **مجمع عام** میں اسکا جواب دوں گا جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں پھر دوسرے دن دوسری پیشگوئی اسی طرح لکھکر پیش کریں یہ تو میری طرف سے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور آپکی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں۔ اور آپکو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اگر سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جائیں اور ناحق فتنہ و فساد میں عمر بسر نہ کریں اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کرے گا **اُسپر لعنت ہو** اور خدا کرے **کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے** آمین۔ سو میں اب دیکھونگا آپ سنت نبوی کے مطابق اس قسم کو پورا کرتے ہیں **یا قادیان سے نکلتے ہوئے اس لعنت کو ساتھ لیجاتے ہیں** اور چاہیے کہ اول آپ مطابق اس قسم مؤکدہ کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھکر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے **مسجد میں مجمع کیا جاوے گا** اور آپکو بلایا جاویگا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیے جائیں گے۔ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

مرزا غلام احمد عفی عنہ (مہر)

مولوی ثناء اللہ کا خط

اما بعد خاکسار ابو الوفا ثناء اللہ بخدمت مرزا غلام احمد صاحب آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہونچا مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا جب کہ میں آپکی حسب دعوۃ مندرجہ اعجاز احمدی صہ ۱۱ و ۲۳ حاضر ہوا ہوں اور بعینہ انہیں لفظوں میں رقعہ ادسے میں اُنہی مضمون کا حوالہ دیکھا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے بجز العادۃ طبیعۃ ثانیۃ کے اور کیا معنی رکھتی ہے جناب من کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کے لیے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ یہیں (خاکسار) آپکی پیشگوئیوں کو جھوٹی ثابت کردے تو فی پیشگوئی مبلغ سو روپیہ انعام لے اور اس رقعہ میں آپ مجھکو ایک دو سطر لکھنے کے پابند کرتے اور اپنے لیے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ بھلا یہ کیا تحقیق کا طریق ہے کہ میں تو ایک دو سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دیکر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں جسکی بابت آپنے مجھے یہ پیر دعوت کی ہے۔ جناب والا کیا ایک دو سطر کے لکھنے کے لیے آپنے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی جس سے عمدہ میں امرتسر ہی میں بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو ضایع کرنا اور بلا نیل مرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا اس لیے میں آپ کی اس بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا اور آپ بلاشک تین گھنٹے تقریر کریں۔ مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہوکر سناؤں گا

اور پھر ایک گھنٹہ کے بعد تین سطریں لکھکر پانچ نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا ۔ چونکہ مجمع عام آپ پسند نہیں کرتے اس لیے فریقین کے محدود آدمی ہوں گے جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے۔

آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں ۔ اطلاع دینا آپنے شرط نہیں کیا تھا ۔ علاوہ اس کے آپکو آسمانی اطلاع ہوگئی ہوگی ۔ آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی وقت مجھکو دیدیجیے گا ۔ کارروائی آج ہی شروع ہو جائے آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیجدوں گا باقی لعنت کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں موجود ہے۔

ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ از قادیان ۔

۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء

جواب الجواب حضرۃ اقدس کیطرف سے

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ آپکا رقعہ حضرۃ اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا چونکہ مضامین اس کے محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے ظاہر ہوتی تھی ۔ لہذا حضرت اقدس انجام آتھم میں اور نیز اپنے خط مرقومہ جواب رقعہ سامی میں مستحکم لکھا چکے ہیں اللہ اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کرینگے خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامورمن اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کرسکتا ہے ۔ طالب حق کے لیے جو طریق حضرۃ اقدس نے تحریر فرمایا ہے، کیا وہ کافی نہیں ۔ لہذا آپ کی اصلاح جو بطرز نشان مناظرہ آپنے لکھی ہے ۔ وہ ہرگز منظور نہیں ہے ۔ اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے ہیں کہ جلسہ محدود ہو بلکہ فرماتے ہیں ۔ کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرای وغیرہ مجتمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جاوے

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء

خاکسار محمد احسن بحکم حضرۃ امام الزمان علیہ السلام

گواہ شد ۔ گواہ شد ۔

محمد سرور ابو سعید عفی عنہ

مندرجہ بالا خط وکتابت اگرچہ ناظرین کو خود ایک عجیب موقع اصل نتیجہ پر پہنچنے کا دیتی ہے مگر ہم اپنی جگہ امور تنقیح طلب پر انشاء اللہ بحث کر کے دکھائیں گے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس معاملہ میں کہاں تک تقویٰ اور خدا ترسی سے کام لیا ہے ۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

(ایڈیٹر)

ناظم ندوہ سے خط وکتابت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یا ان سنیوں کا اسلام جو عیسیٰ مسیح کو بعض پرندوں کا خالق اور غیب دان اور محی و قدیر سمجھتے ہیں اور اسی جسم خاکی کے ساتھ لا تغیر پذیر زندہ خلاف سنتہ اللہ مانتے ہیں اور اسطرح خدا تعالیٰ کی صفات میں شریک کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ سوا مسیح اور مسیح کی ماں کے کوئی بھی پیدایش کے وقت مس شیطان سے محفوظ نہیں رہا چاہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں اور اسطرح افضل الانبیاء کی کسر شان کرتے ہیں ۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ مسیح کے ساتھ روح القدس ہمیشہ رہتا تھا اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ امی وابی) کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہتا تھا اور ان باتوں سے ابن مریم کو جو کشمیر جنت نظیر کی خاک میں مدفون ہے آسمان پر چڑھکتے ہیں اور عیسائیوں کو ان کے شرک میں مدد دیتے ہیں یا نیچریوں کا اسلام کہ خدا کو جو کرنا تھا وہ کر چکا اب وہ کچھ نہیں کرسکتا ۔ اسکا ہاتھ بندھا ہوا ہے ۔ وہ کسی دعا کرنیوالے کی دعا نہیں سنتا ۔ اور فرشتہ کوئی وجود خارجی نہیں ۔ جبرئیل ایک قوت ہے جو ملکہ نبوۃ کہلاتا ہے ۔ خدا تعالےٰ پکارنے والے کو جواب نہیں دیتا گو کتنا ہی مجاہدہ کرے ناک رگڑتے رگڑتے مرکیوں نہ جائے شارع اسلام کی کتنا ہی احترام کرے ۔ اپنی کیسی ہی تبدیلی کیوں نہ کرے خدا اسکو کبھی اپنے مکالمہ سے مستفیض نہیں کرتا اور اگر کچھ ہونا تھا تو وہ ہو چکا اب رونا چلانا کام نہیں آتا اور وہ ہرگز جواب دینے والا نہیں ۔ وہ خدا جو کبھی بولا کرتا تھا اب اسمیں تکلم کی قوۃ نہیں اب مسلمانوں اور عام انسانوں کی کیسی ہی حالت خراب ہو جائے ۔ انکی دینی حالت کیسی ہی بگڑ جائے اور ان کے عقائد کیسے ہی فاسد ہو جائیں وہ دنیا میں کتوں سوروں کی طرح کیوں نہ ہو جائیں اب کوئی آسمانی مزکی اور نور خدا کی طرف سے آنے والا نہیں جو انکو تاریکی سے نور کیطرف لے جائے اور ناپاکی سے پاک کرے ۔ یا غیر مقلدوں کا اسلام کہ حضرت موسیٰ کے پیرو نبی اور رسول ہوتے تھے اور انپر وحی آتی تھی انکے ذریعہ سے خدا کا کلام لوگوں کو پہونچتا تھا ۔ بہت سے اڑے وقتوں میں خدا کی طرف سے خدا کی جماعتوں کو تسکین آتی تھی ۔ حضرت موسیٰ کے زندہ نشان دکھلانے کے لیے موسیٰ کی امت میں اکثر افراد موجود رہتے تھے ۔ لیکن امت محمدیہ کے لیے یہ رد دیا کہ یہ سب کچھ نہیں ہوتا ۔ کوئی مردہ اپنا کا زندہ ثبوت دکھلانے والا نہیں ۔ انکے غلاموں کے نصیب میں یہ درجات ہیں ہی نہیں ۔ خدا کا یہ دعا تعلیم کرنا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم بالکل یونہی ہے ۔ شاید بہلانے کے لیے ہے ورنہ اس کا ثبوت خارجی کبھی نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے ۔ اور اس امت میں کسی زمانہ میں کوئی مزکی آئیگا بھی تو وہ حضرت موسیٰ کا خلیفہ آئیگا ۔ یا خارجیوں کا اسلام اشاعت ہوگا ۔ غرض کونسا اسلام اشاعت کیا جائے گا اور کونسی دینداری وغیرہ کی تعلیم دیجائیگی ؟ کیا ندوہ کے علما جو مختلف گروہوں کے علما ہیں آپسمیں حساب رسدی تقسیم کرلیں گے۔

نمبر ۵ ۔ دار الافتا سے فتویٰ دریافت کرنیوالوں کو کس قسم کا جواب دیا جائے گا ؟ کیا حق اور حقیقت کے مطابق ہوگا یا ہر ایک شخص کو اس کے فرقہ کے اصول مسلمہ کے مطابق ؟ اگر حق اور حقیقت کے مطابق جواب دیا جائے گا تو ندوہ کے علما جو مختلف گروہوں کے علما ہیں اور اکثر معاملات اور عبادات میں بہت متفرق الخیالات ہیں کس بات کو حق اور حقیقت سمجھیں گے اور اگر اس فرقہ کے اصول مسلمہ کے مطابق ہوگا تو یہ کیسی خرابی ہوگی کہ حق اور حقیقت کو پس پشت ڈالکر صرف سائل کے خیالات کی پیروی کی جائے گی ۔ فقط

عاجز ارادت حسین احمدی ۔ موضع اودین ۔
ڈاک خانہ کجرہ ۔ ضلع مونگیر ۔ (باقی آئندہ)

اردو تحریر میں مختصر نویسی کی ضرورۃ اور اخباروں کی سہولت

پیسہ اخبار کی ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء کی اشاعۃ میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک نوٹ لکھکر اردو زبان کی ایک بڑی ضرورۃ کو پورا کرنیکا ارادہ ایڈیٹر صاحب نے ظاہر کیا ہے ۔ ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھ کلی اتفاق رکھتے ہیں کہ بیشک اردو تحریر میں اخبارات کی سہولت اور زبان کی خدمت کے لیے لفظوں کا اختصار از بس ضروری ہے ۔ بلکہ اگر اردو میں بھی کوئی مختصر نویسی کا طریق ایجاد ہوسکے (اگرچہ موجودہ طرز تحریر بھی اختصار کی ایک ممتاز شان رکھتا ہے) تو بہت بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن یہ کام کل ایڈیٹران اخبارات کا ہے کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنیکے لیے ملکر محنت کریں بہرحال ایڈیٹر پیسہ اخبار کی یہ تجویز ہمکو امید دلاتی ہے کہ وہ وقت دور نہیں ہے کہ اردو میں مختصر نویسی کی کوئی بہت ہی سہل راہ پیدا ہوسکے جس کے لیے ہم خود بھی ایک عرصہ سے غور کر رہے ہیں ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مندرجہ عنوان تجویز کو کل اخبارات بڑی خوشی کے ساتھ ماننے پر آمادہ ہونگے ہم بڑی خوشی کے ساتھ اس تجویز کی تائید کرتے ہیں اور اس کے متعلق ہم اپنا ارادہ ...

ہمارا مقدمہ

چونکہ ہمارے ناظرین جو مقدمہ جہلم کے متعلق ہوا ہے بہت منتظر ہیں ہم اصل فیصلہ بیان مولوی کرم الدین درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

نقل بیان کرم الدین مورخہ ۱۷ ۱/۲ مشمولہ مثل فوجداری اجلاسی رائے سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر باختیار مجسٹریٹ درجہ اول صدر جہلم

نمبر مقدمہ	مرجوعہ	فیصلہ	موقع
۴	۱۷ ۱/۲	۱۹ ۱/۲	جہلم

مولوی کرم الدین ولد مولوی صدر الدین ذات آوان ساکن بھیں تحصیل چکوال مستغیث۔

بنام عبد اللہ کشمیری و شیخ یعقوب علی و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور ملزمان

(جرم دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند)

بیان کرم الدین ولد صدر الدین ذات آوان عمر تخمیناً ۔۔ سال پیشہ زمینداری و امامت و درس ساکن بھیں باقرار صالح۔ میرے دادا کا نام مہر محمد ہے۔ مہر محمد کے باپ کا نام مجھکو ٹھیک یاد نہیں ہے محمد حسن متوفی کے باپ کا نام نور حسن تھا۔ نور حسن کے باپ کا نام اسد نور تھا اُس کے باپ کا نام مجھکو یاد نہیں ہے۔ مگر اس قدر معلوم ہے۔ کہ مہر محمد کا باپ اور اسد نور کا باپ حقیقی بھائی تھے محمد حسن کے تین پسران ہیں۔ اُسکی عورت بھی ہے۔ وہ میری حقیقی ہمشیرہ ہے محمد حسن کا ایک بیٹا ۱۶-۱۷ سال کا ہوگا۔ باقی دونوں بہت چھوٹے ہیں۔ نور حسن زندہ ہے مگر ضعیف العمر اور بیمار ہے۔ محمد حسن کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ سوال وکیل مستغیث جواب دیا۔ محمد حسن کے لڑکے میرے زیر اہتمام ہیں۔ محمد حسن متوفی کا ماتم میں نے کیا ہے۔ یعنی میں نے ہی محمد حسن کے جنازہ کے واسطے لوگوں کو بلایا اور میں نے ہی اسکی ماتم کا خرچ کیا۔ اور میرے پاس ہی لوگ ماتم پرسی کو آئے۔ محمد حسن کا گور و کفن میں نے ہی کیا۔ اس کی ماتم پرسی کے خط میرے پاس ہی باہر سے آئے۔ بہت سی چٹھیات میرے پاس اُسکی ماتم پرسی کی بابت معزز اشخاص کی تحریر موجود ہیں۔ محمد حسن کا باپ نور حسن ان پڑھ ہے مولوی محمد حسن کا قائمقام اب میں ہی بطور مولوی اس علاقہ میں ہوا ہوں۔ مجھکو محمد حسن کے برخلاف تحریرات سے سخت رنج ہوا ہے ۱۷ ۱/۲

دستخط انگریزی مجسٹریٹ درجہ اول۔ مقابلہ شد

نقل حکم اخیر عدالت فوجداری اجلاسی لالہ سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر باختیار مجسٹریٹ درجہ اول مقام صدر جہلم۔

نمبر مقدمہ	مرجوعہ	فیصلہ	موقع	نمبر نقل
۴	۱۷ ۱/۲	۱۹ ۱/۲	جہلم	

مولوی کرم الدین ولد مولوی صدر الدین ذات آوان ساکن بھیں تحصیل چکوال مستغیث

بنام

عبد اللہ کشمیری احمدی مدرس قادیان و شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور مستغاث علیہم

(جرم دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند)

تجویز عدالت

حالات اس استغاثہ اور استغاثہ نمبری (۵) کے تقریباً یکساں ہیں۔ اس واسطے یہ حکم اُن دونوں استغاثوں کے متعلق سمجھا جاویگا۔ مستغیث ان دونوں استغاثوں میں ایک شخص مولوی کرم الدین ہے مگر ملزمان میں سے مرزا غلام احمد قادیانی و شیخ یعقوب علی دونوں ایک ہی ہیں۔ تفاوت صرف یہ ہے کہ استغاثہ نمبری (۴) میں عبد اللہ کشمیری بھی اُن کے ساتھ ملزم ہے۔ مگر استغاثہ نمبری (۵) میں عبد اللہ کشمیری ملزم نہیں ہے۔ بلکہ بجائے اُس کے حکیم فضل الدین اُن کے ساتھ ملزم ہے۔ کہ جو ۷ ارجنوری کو بوجہ عدم تعمیل وارنٹ حاضر عدالت نہیں ہوا۔ (۲) مستغیث کا بیان یہ ہے کہ مولوی محمد حسن فیضی اُس کا حقیقی بہنوئی تھا کہ جو اب مرگیا ہے اور مشہور و معروف عالم و فاضل تھا اُسکی نسبت ملزمان نے ہتک آمیز کلمات تحریر اور شائع کیے ہیں۔ جنکا کہ ذکر اُس نے اپنے ہر دو استغاثہ جات میں مفصل درج کیا ہے پس اب ملزمان پر مواخذہ زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند کیا جاوے۔ (۳) مستغیث کا جو بیان نسبت اُسکی رشتہ داری اور تعلق ہمراہ مولوی محمد حسن فیضی متوفی لیا گیا۔ تو اُس کا یہ بیان ہے۔ کہ وہ محمد حسن متوفی کا حقیقی سالا ہے۔ یعنی محمد حسن متوفی کی عورت اُسکی ہمشیرہ حقیقی ہے۔ اور کہ اُسکا پڑدادا اور محمد حسن متوفی کا پڑدادا حقیقی بھائی تھے۔ یہ بھی اُسکا بیان ہے۔ کہ محمد حسن متوفی کا باپ نور حسن جو اَن پڑھ ہے۔ وہ بھی ابتک زندہ ہے۔ اور کہ اُسکی عورت یعنی ہمشیرہ حقیقی مستغیث اور محمد حسن کی تین لڑکیاں جو ابھی نابالغ ہیں وہ بھی زندہ اور موجود ہیں۔ اور اُسکی سرپرستی میں رہتی ہیں۔ اور کہ وہ بھی انکی خبرگیری کرتا ہے۔ اور کہ اُس نے محمد حسن متوفی کی ماتمداری اور تجہیز و تکفین کیا تھا۔ اور کہ اُسی کے پاس لوگ اُسکی ماتم پرسی کیلئے آتے تھے۔ (۴) پس اب اس مرحلہ پر وکلا ملزمان نے یہ سوال پیدا کیا۔ کہ بموجودگی بیوہ و پسران محمد حسن متوفی کے مستغیث کو جو محض سالا متوفی ہے یا پانچ پشت دور کا رشتہ دار ہوسکتا ہے۔ کوئی منصب دائری استغاثہ جات ہذا نہیں ہے۔ لہذا یہ استغاثہ جات خارج ہوکر ملزمان رہا ہونے چاہییں چنانچہ فریقین کے وکلاء کی بحث اس اہم اور ابتدائی اعتراض کے متعلق سماعت کی گئی۔ اور اُسپر کافی طور سے غور کیا گیا۔ نتیجہ اُسکا یہ ہے کہ ہماری رائے میں بلاشبہ مستغیث کو کوئی منصب دائری استغاثہ جات ہذا کا بموجودگی بیوہ و پسران متوفی نہیں ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں وجوہات اُس کے متعلق قلمبند کرتے ہیں (۵) وکلا ملزمان کی اول حجت یہ ہے کہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری جسکے تحت میں ہی استغاثہ ہذا زیر باب اکیس ہو سکتا ہے۔ الفاظ مظلوم شخص (aggrieved person) وہ شخص سمجھے جانا چاہیے۔ کہ جو زیر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری اس جرم میں راضی نامہ بھی کرسکتا ہو کیونکہ یہ جرم قابل راضی نامہ ہے۔ پس اگر کوئی ایسا شخص استغاثہ زیر باب اکیس۔ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری دائر کرے کہ جو اس جرم میں راضی نامہ نہ کرسکتا ہووے۔ تو وہ منصب دائری اس استغاثہ کا نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ بغیر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کی تعمیل نہیں ہوسکی اور جرم قابل راضی نامہ نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ قانون نے اسکو جرم قابل راضی نامہ قرار دیا ہے۔ مگر ہماری رائے میں یہ دلیل وکلاء ملزمان کی درست معلوم نہیں ہوتی ہے۔ قانون نے جرم ازالہ حیثیت عرفی زیر باب اکیس کو جیسا کہ دیگر جرائم کو قابل راضی نامہ زیر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری صرف اُن حالتوں میں قرار دیا ہے جبکہ دفعہ مذکور کی فہرست جرائم کی نمبر ۳ کی تعمیل بھی ہوسکے۔ اگر اس خانہ کی تعمیل نہیں ہوسکتی۔ تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ جرم قابل راضی نامہ نہیں ہے۔ مثلاً جرم زیر دفعہ ۴۹۸ تعزیرات ہند کے لیے خاوند عورت بھی

دعوی کرسکتا ہے - اور وہ شخص بھی کہ جسکی حفاظت میں خاوند نے اُسکو چھوڑا ہوا تھا - مگر راضی نامہ صرف اسکا خاوند ہی کرسکتا ہے - علی ہذا القیاس اگر کسی شخص کا چالان زیر دفعہ ۳۲۵ تعزیرات ہند کیا گیا ہو مگر بعد میں وہ مر گیا - تو استغاثہ تو اُسکی نسبت پولیس کی معرفت ہی دائر ہو سکتا ہے - حالانکہ اس کا راضی نامہ ایسی صورۃ میں نہیں ہو سکے گا - پس ان امور سے صاف ثابت ہوتا ہے - کہ یہ ضرور نہیں - کہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری جو مظلوم شخص دعوی از الہ حیثیت عرفی دائر کر سکتا ہو - وہ وہی شخص ہو - کہ جسکا ذکر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کی جدول جرائم کے خانہ نمبر ۳ میں کیا گیا ہے - یا دوسرے الفاظ میں اگر ایسی عبارت کو لکھا جاوے تو یہ ہوگا - کہ متذکرہ بالا امور سے یہ ثابت نہیں ہوتا - کہ شخص مظلوم مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری مترادف شخص ہتک شدہ مندرجہ دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کے ہے کر جیساکہ وکلاء مستغاثہ بھی منتشر اور بے سروپا طور سے بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ جیسا ابھی اوپر ذکر کیا گیا ہے - وہ مختلف اشخاص ہو سکتے ہیں - اور اکثر دفعہ ہوتے ہیں علاوہ بریں اگر وکلاء ملزمان کی حجت اول کو صحیح اور درست مان لیا جاوے - اور سوائے شخص ہتک شدہ کے اور کوئی شخص دائری استغاثہ کا منصب نہ رکھتا ہووے - تو پھر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی تشریح (نمبر ۱) ایک فضول اور بےمعنی عبارۃ ہو جاتی ہے - کیونکہ پھر تو ایک متوفی کی توہین ہو جانے کی حالت میں کوئی بھی استغاثہ دائر نہ کر سکا کرے گا - حالانکہ قانوناً ایسا استغاثہ دائر کیا جا سکتا ہے - پس وکلاء فریقین کی اس بحث سے ہمارا اتفاق نہیں ہے - کہ شخص مظلوم مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری - جو استغاثہ زیر باب اکیس تعزیرات ہند دائر کرسکتا ہے وہ وہی شخص ہونا چاہیے - کہ جو دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کی جدول جرائم کے خانہ (۳) میں مندرج ہے - ساتھ اس کے ہم وکلاء ملزمان کی اس حجت سے بھی اتفاق نہیں کرتے ہیں - کہ اگر ایسا نہ مانا جاوے گا تو زیر دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری جرائم زیر باب اکیس تعزیرات ہند کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا - کیونکہ اُنکی حجت کے مطابق جبکہ ایک رشتہ دار متوفی کے دعوے از الہ حیثیت عرفی کا فیصلہ ہوا - تو دوسرے رشتہ دار متوفی پھر جدید دعوے دائر کر سکتا ہے - مگر ہماری رائے میں

دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کے الفاظ بالکل صاف ہیں - اسمیں صاف مندرج ہے - کہ جبکہ ایک دفعہ عدالت مجاز کے جرم کا فیصلہ کر دیگی اور ملزم بری یا سزایاب ہو جاویگا - تو انہیں واقعات پر کبھی اُسکی تحقیقات اور تجویز نہیں ہو سکے گی - پس نہ ختم ہونیوالی سلسلہ کا خوف وکلاء ملزمان اپنی حجت اول کو ظاہر کرنے سے بیان کرتے ہیں وہ خود الفاظ دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کے مطالعہ سے قطعی جاتا رہتا ہے - پس ان حالات میں جو اختلافات وسقم قانون کو وکلاء ملزمان بیان کرتے ہیں - کہ واقعہ ہوں گے - اگر الفاظ مظلوم شخص مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری اور شخص ہتک کردہ مندرجہ دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری کو مترادف نہ مانا جاوے وہ ہماری رائے میں کوئی واقعی اور درصل وجود نہیں رکھتی ہیں - (۲) البتہ اگر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کے الفاظ مظلوم شخص کو دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی تشریح نمبر ۱ سے علحدہ کرکے پڑھا جاوے تو دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری کی تعبیر میں بڑی دقت پیش آتی ہے - مثلاً اگر ایک شخص متوفی جس کی کہ ہتک کی گئی ہے - اُس کے پسران بھی ہیں - اور اسکی بیوہ بھی ہے - اور علاوہ ان کے اُسکے دوسرے رشتہ داران قریبی مثلاً - بھائی - چچا - اور باپ بھی ہیں اور وہ سب کے سب زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح (نمبر ۱) تعزیرات ہند ایک ہی دفعہ مختلف استغاثجات از الہ حیثیت عرفی نسبت کسی شخص کے دائر کریں - جیساکہ تشریح نمبر ا دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند مذکور کے تحت وہ کرسکتی ہیں - کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے - کہ ایک کا استغاثہ دائر کر دینا - دوسروں کو اُنکی دائری سے روک دیوے - تو پھر سوال یہ لازمی طور سے پیدا ہوگا کہ کس کے استغاثہ کی تحقیقات ہووے - اور کسکو نظر انداز کیا جاوے یا اگر اُن دائر کردہ استغاثجات میں سے کوئی شخص مثلاً بھائی متوفی ملزم سے ملجاوے اور راضی نامہ دیدیوے (کیونکہ حسب بحث وکلاء استغاثہ شخص مظلوم مندرجہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری زیر دفعہ (۳۴۵) ضابطہ فوجداری راضی نامہ دیسکتا ہے - بوجہ اسکے کہ اُن کی بحث کے مطابق ایسی حالت میں وہی شخص ہتک شدہ ہے) اور اسمیں ملزم لامحالہ بری کیا جاوے - تو پھر کیا اثر دیگر استغاثجات دائر شدہ پر ایسی بریت کا پڑے گا - جبکہ زیر دفعہ ۴۰۳ ضابطہ فوجداری اُنہیں واقعات پر

کسی جرم کی تحقیقات اور تجویز اور دوبارہ نہیں ہو سکتی - اور جبکہ ایک دفعہ کوئی شخص اُن سے بری یا سزایاب ہو چکا ہے - تو پھر کسی طرح سے اُن دیگر استغاثجات کے ساتھ سلوک کیا جاویگا یا اگر یہ مان لیا جاوے کہ وہ شخص راضی نامہ نہیں دے سکتا - مگر اگر وہ دانستہ یا نادانستہ اپنے استغاثہ کو خارج ہونے دے - اور ملزم کو کسی طرح سے اُسمیں سے بری کراوے - تو کیا اثر اُسکی ایسی کارروائی سے دیگر استغاثجات متدائرہ پر پڑے گا - کیونکہ ایسی حالت میں ایک مقابلتاً دور کا رشتہ دار اپنے فعل سے کسی متوفی ہتک شدہ کے اپنے سے زیادہ قریبی اور قدرتی رشتہ داران مثلاً بیوہ یا پسران یا باپ کو اُن جائز حقوق یعنی دائری مقدمہ از الہ حیثیت عرفی سے اور اُسکے متعلق انصاف حاصل کرنے سے محروم کرسکتا ہے - کہ جو واقعی بڑا ظلم اور قانون فوجداری کے تحت بیقاعدگی ہوگی یا اگر متوفی کا پسر اور بیوہ جو سب سے قریب ترین رشتہ متوفی سے رکھتی ہوں اور جو قدرتاً استغاثہ از الہ حیثیت عرفی دائر کرنے کے لیے سب سے زیادہ اور سب سے اول مستحق ہوں - مگر خواہ ملزم سے ملکر یا کسی دیگر باعث سے وہ ایسا دعوی اور استغاثہ دائر نہ کرنا چاہتے ہوں - اور نہ اُن الفاظ کو کہ جو متوفی کی نسبت تحریر کی گئی ہیں وہ از الہ حیثیت عرفی کی حد تک پہنچی ہوئی سمجھتی ہوں - تو کیا پھر اُنکی موجودگی عدم دائری استغاثہ میں ایک اُنکے مقابلہ سے دور کے رشتہ دار کو منصب دائری استغاثہ زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح نمبر ۱ ہو سکتا ہے بفرض اگر اُن حالات کو مدنظر رکھا جاوے اور نیز جبکہ فیصلجات پنجاب ریکارڈ نمبر ۹۳ سنہ ۱۸۸۶ع و انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۴ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۱ و جلد ۲۵ صفحہ ۱۵۹ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ایک صفحہ ۳۸۳ و ضابطہ فوجداری مؤلفہ مسٹر آیر صاحب صفحہ ۳۴۰ وغیرہ کو دیکھا جاوے جنمیں جہاں ہائیکورٹ نے سوائے خاوند کو مقدمہ زیر دفعہ (۵۰۰) تعزیرات ہند دائر کرنے کا اختیار دینے کے محض نسبت اپنی زوجہ کے بدچلنی کے ہتک آمیز الفاظ بیان کیے جانے کے - کہ بوجہ اسکے کہ قانوناً اُنکی ذات کو ایک مانا گیا ہے - اور کسی رشتہ دار کو حتے کہ ماں کو اپنی بیٹی یا دختر کی ہتک کے واسطے یا بھائی کو اپنی ہمشیرہ کی ہتک کیواسطے یا پسر کو اپنی والدہ کی ہتک کیواسطے یا بھائی کو اپنی بھاوج کی ہتک کیواسطے

معلوم ہوتا ہے کہ لفظ (یا) کا حرف بین خاندان و دیگر قریبی رشتہ داران مندرج ہے۔ اور اسکے یہ کبھی معنے نہیں ہو سکتے کہ جبکہ متوفی شخص کے اس قسم کے دونوں رشتہ داران موجود ہوں۔ تو ہر دو جداگانہ استغاثہ جات ازالہ حیثیت عرفی کے ایک ہی وقت میں دائر کر سکتے ہیں۔ یا کہ اشخاص خاندان اگر دعویٰ نہیں کرنا چاہیں تو بھی دیگر قریبی رشتہ دار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر اس لفظ (یا) کے یہ معنی لیے جاوینگے۔ تو پھر وہی گزشتہ نظارہ ہر جگہ پیدا ہو جاویگا کہ جسکی تشریح فقرہ (۶) حکم ہذا میں ہم اوپر مفصل کر آئے ہیں پس ان حالات میں ہماری رائے میں لفظ (یا) سے مراد یہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ہی معنی اسکے کل عبارۃ تشریح ۱ کے ساتھ مربوط اور پیوست ہو سکتی ہیں۔ اور یہ ہی معنی اس کے متذکرہ بالا کل اختلافات اور بیقاعدگی ہائی مندرجہ فقرہ (۶) حکم ہذا کو دور کر سکتے ہیں کہ دیگر قریبی رشتہ دار کے متوفی کے صرف اسحالت میں ازالہ حیثیت عرفی کی نالش زیر دفعہ ۴۹۹ تشریح (۱) کر سکتے ہیں۔ جبکہ کوئی اشخاص اہل خاندان میں اُس کے موجود نہ ہوں۔ اور جبتک کہ وہ موجود ہوں۔ تب تک دیگر قریبی رشتہ داروں کو کوئی حق استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کو دائر کرنیکا زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری نہ ہوگا۔

(۹) اب صرف ایک امر کی نسبت تذکرہ کرنا باقی رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا اشخاص خاندان میں یا دیگر قریبی رشتہ داروں میں کون شخص شمار ہو سکتے ہیں اور کیا اُنمیں مستغیث مقدمہ ہذا شامل ہو سکتا ہے۔ مگر اول اسجگہ یہ درج کرنا ضروری ہے کہ مستغیث کے دو رشتے متوفی محمد حسن فیضی سے اُسکے بیان کے مطابق پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ اُسکا سالا ہے۔ اور دویم وہ اُسکا یکجدی ہے پانچ پشت میں ہے۔ اب ہم خیال نہیں کر سکتے کہ لفظ خاندان و رشتہ داروں قریبی کے خواہ کوئی تعبیر کی جاوے۔ اُنمیں ہی کسی کے رو سے سالا خاندان یا قریبی رشتہ داروں متوفی میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ہماری رائے میں وہ مطلق ان دونوں لفظوں کی تعریف میں نہیں آسکتا۔ اور نہ عام بول چال اہل زبان میں اُسکی نسبت ایسا اطلاق دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ تعزیرات ہند اردو میں لفظ Family ترجمہ صرف اہل وعیال ہی کیا ہے۔ بلکہ دو یکجدی اشخاص اہل اسلام کے درمیان بھی۔ کیونکہ اہل ہنود میں تو ایسے رشتہ بہت دور کے تعلقات کو چھوڑ کر کیئے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ مختلف گوت اور خاندانوں میں ہی ہوتے ہیں ایسا رشتہ قائم ہونا ہی بذات خود بڑی بھاری دلیل اسبات کی ہو جاتی ہے کہ اب جزئی تعلقات کا کچھ اثر باہمی طور سے اُن میں نہیں مانا جاوے گا اور نہ رہے گا۔ اور کہ خواہ وہ کسی وقت یکجدی ہی تھے۔ مگر آئیندہ کے واسطے وہ دو مختلف خاندان مانے جاوینگے اور متصور ہوونگے بسبب متوفی محمد حسین کا سالا ہونے کی حیثیت میں ہماری رائی میں مستغیث ہر دو مقدمات ہذا لفظ خاندان و دیگر رشتہ داروں قریبی متوفی کے ذیل میں نہیں آسکتا۔ اور نہ اُسکا اس سے پانچ پشت میں ملنا اُسکو قریبی رشتہ داروں کی تعریف میں لا سکتا ہے۔ اب یہاں یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ ہم وکلاء استغاثہ کی اس بحث کو ماننے کے واسطے طیار نہیں ہیں کہ الفاظ خاندان یا دیگر قریبی رشتہ دار مندرجہ تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کو ایسا لا محدود مہمل اور بسیط معنوں میں تعبیر کیا جاوے کہ جسطرح سے وہ عام لوگوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور کہ جسکی رو سے ایک دس بارہ پشت کا یا اُس سے بھی زیادہ دور کا یکجدی بعض دفعہ ایک خاندان میں سے کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی زمانہ میں ایک مورث کی اولاد سے ہو چکے ہیں۔ یا کہ جسکی رو سے ایک مشترکہ یکجدی جبتک ایک گھر میں رہے تو ایک خاندان میں سمجھا جاتا ہے اور جب جائیداد تقسیم کر کے علحدہ ہو جاتا ہے۔ تو علحدہ خاندان میں سمجھا جاتا ہے وعلی ہذا القیاس۔ مگر ایسا کرنے سے ہم تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ کی تشریح (۱) کو بالکل مہمل بنا دیتے ہیں۔ اور اسکو ایسی وسعت دیدیتے ہیں کہ جس سے ایک شخص کے تنگ کیے جانے کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ شخص کہ جو شخص ہتک کردہ کی زندگی میں صرف ایک ہی استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کا اُسکی جانب سے دائر کیے جانے کا مستوجب ہو سکتا تھا۔ مگر اُس کے مرجانیکی حالت میں ہزاروں نا معلوم اشخاص کے استغاثہ جات کے دائر کرنے کا مورد ہو سکتا ہے۔ یعنی کہ جو شخص متوفی کے یکجدی ہونیکو ثابت کر سکے مگر ہماری رائے میں قانون فوجداری۔ مندرجہ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی تشریح نمبر ۱ کا ایسا وسیع اور مہمل مطلب نہیں ہو سکتا۔ لہذا بوجوہات بالا ہماری رائی میں مستغیث کرم الدین کو ان ہر دو استغاثہ جات کے دائر کرنے کا کوئی منصب قانونی موجودگی پسران بیوہ و پدر متوفی نہیں ہے۔ خواہ وہ ان پڑھ ہیں یا پڑھے ہوے اور خواہ اُنکو خود زیادہ رنج ان الفاظ سے ہوا ہے کہ جو ملزمان نے متوفی محمد حسن کے بارہ میں دستاویزات متدعویہ میں درج کیے ہیں۔ (۱۰) پس ہم ان ہر دو استغاثہ جات کو خارج کر کے داخل دفتر کرتے ہیں اور ہر سہ ملزمان استغاثہ نمبر ۲ کو اور ملزمان نمبر ۱ و ۳ استغاثہ نمبر ۱ کو رہا کرتے ہیں اور ملزم نمبر ۲ مندرجہ استغاثہ نمبر ۱ حاضر نہیں ہوا ہے۔ اُس کے برخلاف ابھی اب کوئی کارروائی کرنے کی ضرورۃ نہیں سمجھتے ہیں۔ اور اُس کے برخلاف استغاثہ مذکور کو زیر دفعہ ۲۰۳ ضابطہ فوجداری خارج کرتے ہیں مندرجہ بالا حکم وکلاء فریقین کو سنایا گیا ۱۹/۱/۰۳ دستخط انگریزی رائے سنسار چند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ باختیار مجسٹریٹ درجہ اول

درست مقابلہ شد

ڈائری

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء سے ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک کی ڈائری کے واقعات یہ ہیں کہ ۱۰ و ۱۱ کو مولوی ثناء اللہ کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا۔

۱۔ اور ان سے خط و کتابت ہوئی۔ مواہب الرحمن چونکہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک چھپ جانا ضروری تھا کیونکہ ۱۵ کو آپ نے دارالامان سے جہلم کو روانہ ہونا تھا ان ایام میں انہیں امور پر گفتگو ہوتی رہی اور آپ کتاب الرحمن کی تصنیف اس کے پروف وغیرہ پڑھنے میں ازبس مصروف رہے۔

۲۔ چونکہ گذشتہ دو تین رات آپکو کتاب مواہب الرحمن کی تصنیف وغیرہ کی باعث جاگنا پڑا تھا ۱۵ کی صبحکو فرمایا کہ یہ بھی ایک جہاد تھا راتکو انسان کو جاگنے کا اتفاق تو ہوا کرتا ہے مگر کیا خوش وہ وقت ہے جو خدا کی کام میں گذرے۔

شخص مظلوم زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کی تعریف میں قرار نہیں دیا ہے۔ اور نہ اُسکو دائری مقدمہ از الہ حیثیت عرفی کا منصب دیا ہے۔ حالانکہ یہ کل ایسے قریبی اور قدرتی رشتہ دار ہیں کہ جنکو قدرتاً ایک دوسرے کی ہتک اور بدنامی میں سب سے زیادہ رنج ہوتا ہے۔ اور ہونا چاہیے۔ تو پھر یہ سب سے اول بڑا ضروری اور اہم سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا کسی متوفی شخص کی ہتک کی جاوے کی حالت میں جبکہ قانون نے اُسکے خاندان والونکو اور قریبی رشتہ دارونکو (دیکھو تشریح ۱ زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند) اجازت دائری استغاثہ دی ہے زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری کون مظلوم شخص دائری مقدمہ کے واسطے سمجھا جانا چاہیے۔ تاکہ وہ منشا واضعان ترتیب نظارہ ایسے استغاثوں کی دائری کے وقت نہ پایا جاوے جنکا کہ ذکر ہم نے ابھی اوپر کیا ہے۔ (۷) پس ان حالات میں ہماری رائے یہ ہے کہ دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری کے الفاظ شخص مظلوم (person aggrieved) کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ تشریح ۱ سے علیحدہ پڑھنا ہرگز اور مطلق امر درست اور صحیح نہیں ہوگا۔ جیسا کہ وکلاء استغاثہ کی بحث ہے اور کہ تو جس عمل کے کرنے سے اُن دقتوں اور بیقاعدگیوں کا سامنا ہمیں ضرور کرنا پڑیگا۔ کہ جنکا اوپر مفصل ذکر ہوا ہے بلکہ دونوں کو ملا کر اور پیوستہ کرکے پڑھنا ضروری اور لازمی ہے اور اسواسطے اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ لفظ (person) یعنی خاندان یا دیگر قریبی رشتہ داران (family or other near relatives) کی کیا تعریف تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کیا ہو سکتی ہے تاکہ پھر دو استغاثہ زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری بآسانی ایسی ہی طرح سے دائر کیا جاوے اُسکے متعلق وہ دقتیں اور گڑبڑ نظارہ پیدا نہ ہووے۔ کہ جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ مگر اس جگہ یہ ذکر ابھی ضروری ہے۔ کہ فیصلجات جو ملزمان کے وکیل نے پیش کیے۔ اور جنکا ذکر اوپر کیا گیا اُنمیں سے سوائے فیصلہ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد (۵) صفحہ ۵۸۰ جسمیں کہ ایک متوفی شخص کے رشتہ دار نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ اور کہ جو اس وجہ سے خارج ہوا تھا۔ کہ مستغیث کو کوئی واقعی نقصان اُس بیحرمتی متوفی سے نہیں پہونچا تھا۔ باقی جس قدر فیصلجات ہیں وہ کسی متوفی شخص کے متعلق نہیں ہیں۔ اسواسطے انکا پورا پورا اطلاق استغاثہ ہذا پر بھی نہیں ہوتا ہے۔ مگر اُنکے عام مطالعہ سے اور بالخصوص فیصلہ انڈین لا رپورٹ بمبئی (۵۰) صفحہ ۱۵۵ و بمبئی جلد (۵) صفحہ ۵۸۰ کے دیکھنے سے ضرور ایک جھلک اُس معیار اور کسوٹی کی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جسپر ہر ایک مظلوم شخص مندرجہ دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری کو مقدمات ازالہ حیثیت عرفی کے دائر کرنے کے واسطے پرکھا جا سکتا ہے اور وہ کسوٹی (دیکھو رائے جناب جنکنس صاحب بہادر چیف جسٹس بمبئی مندرجہ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد (۲۵) صفحہ (۱۵۵ و ۵۶۱) یہ ہے۔ کہ کیا شخص مظلوم کو کوئی قانونی رنج یا تکلیف پہونچا ہے۔ اور کہ قانونی رنج یا تکلیف جس سے خیالی اور وہمی رنج کو تفریق کیا گیا ہے وہ ہے۔ کہ جو شخص مظلوم کو خاص حرجانہ حاصل کرنے کا عدالت دیوانی میں مستحق بنا دے۔ پس اگر اس کسوٹی سے کہ جو ایک فاضل جج ہائیکورٹ نے کل قانون ازالہ حیثیت عرفی کے مطالعہ کے بعد تجویز کی ہے اور جو کہ نہایت معقول بھی معلوم ہوتی ہے مستغیث مقدمہ ہذا کو پرکھا جاوے۔ تو واقعی اُسکو کوئی منصب دائری استغاثہ ہذا کا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر عدالت دیوانی سے حرجانہ لینے کا بوجہ استعمال ہتک آمیز کلمات نسبت متوفی محمد حسن فیضی برخلاف ملزمان کسی کو حق ہے۔ تو وہ پسران متوفی کو بھی ہو سکتا ہے یا شاید اُسکی بیوہ یا دختر کو۔ مگر کسی صورت میں مستغیث کو نہیں ہو سکتا۔ کہ جو متوفی محمد حسن کا سالا ہے۔ یا پانچ پشت دور کا بھیدی ہے۔ لہذا بموجودگی پسران و بیوہ و دختر کو متوفی مستغیث کو کوئی حق وراثت یا حصول خاص حرجانہ نسبت ہتک متوفی نہیں ہو سکتا اس واسطے ہماری رائے میں اُسکو کوئی منصب دائری استغاثہ ہذا کا بھی نہیں ہے محض اسوجہ سے ہی کہ مستغیث اپنی ہمشیرہ زادگان و ہمشیرہ کی حفاظت کرتا ہے۔ یا کہ بوجہ اس کے کہ متوفی محمد حسن کی ماتم پرسی کے خطوط اُسکو آئے ہیں۔ اور کہ اُس نے بہت سا حصہ خرچ تجہیز و تکفین کا اُس کے واسطے کیا ہے ہماری رائے میں اُسکو منصب دائری مقدمہ ہذا زیر دفعہ ۱۹۸ ضابطہ فوجداری جبکہ اُسکو تشریح (۱) دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ملا کر پڑھا جاوے۔ حاصل نہیں ہوتا ہے کیونکہ تشریح (۱) دفعہ مذکورہ کے مطابق وہ شخص دائری مقدمہ کا منصب رکھتا ہے۔ کہ جو خاندان متوفی میں سے ہو۔ یا کہ جو اسکا قریبی رشتہ دار ہو۔ اور قریبی رشتہ یا خاندان کے شخص ہونے میں سے پرکھنے کے واسطے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ فاضل چیف جج بمبئی نے معیار یا کسوٹی قانونی رنج یا تکلیف کا سرزد ہونا رکھا ہے اور جسکا اخیری مدار دیوانی عدالت میں حرجانہ خاص کے حاصل کرنے کا حق رکھنا سمجھا گیا ہے جس کی کہ ذیل میں مستغیث نہیں آسکتا۔ یہ بھی اسجگہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ محض اخلاقی رنج اور غم کرنے یا ماننے کے کثرۃ قلت کوئی معیار تشریح مذکورہ میں دائری یا مستغاثجات کا نہیں رکھا گیا ہے۔ اور نہ عقلاً و انصافاً رکھا جا سکتا تھا۔ کیونکہ ایسی حالت میں ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ایک متوفی کے دوست کو اس کے انتقال کی وجہ سے سخت رنج ہو اور اسلیے جو ہتک آمیز کلمات اُسکے واسطے کہے گئے ہوں انکا زیادہ اثر اُسکو پہونچے بمقابلہ اُس کے ایک ان پڑھ بیوہ یا پسران یا دختر کے یا ایسی بیوہ یا پسران کے جنکو کئی وجوہات سے متوفی سے کچھ محبت یا خلوص قلبی نہ ہووے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد (۵) صفحہ (۵۸۰) میں درج ہے رشتہ دار متوفی کو جبتک کہ کسی خاص واقعی حرجانہ کے حاصل کرنے کا حق بوجہ استعمال ہتک آمیز کلمات نسبت متوفی پیدا ہو جاوے تب تک محض قیاسی یا وہمی رنج کا ہونا یا اعتبار کا ضائع ہونا اُسکو دائری مقدمہ دیوانی نسبت حرجانہ کا مستحق نہیں کر سکتا اور اسی وجہ سے اُسکو زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری مظلوم شخص نسبت دائری استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی قرار نہیں دی سکتا۔ پس اگر اس معیار سے بھی موجودہ استغاثہ کو دیکھا جاوے۔ تو بھی مستغیث نے اپنے ہر دو مستغاثجات میں سوائے اس کے کہ ایک اپنی دماغی دورہ قیاسی رنج کا اظہار کیا ہووے۔ بوجہ اس کے کہ ملزمان نے چند اخبارات اور کتابوں میں محمد حسن متوفی کی نسبت سخت الفاظ درج کیے ہیں۔ اور اس سے انکا دل دکھایا ہے۔ اور کسی خاص حرجانہ کی اُسکی ذات پر واقعہ ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے کہ جسکی وجہ سے وہ خاص حرجانہ عدالت دیوانی میں ملزمان سے لینے کا مستحق ہووے۔ اور اسلیے زیر دفعہ (۱۹۸) ضابطہ فوجداری وہ استغاثہ ہذا کے دائر کرنے کا منصب رکھتا ہووے (۸) متذکرہ بالا امور کے علاوہ ہماری رائے میں تشریح ۱ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کے بغور مطالعہ کرنے سے اُسکی عبارت

فرمایا کہ میرے اعضاء تو تھک جاتے ہیں مگر دل نہیں تھکتا وہ چاہتا ہے کہ کام کیے ہی جاؤں۔

فرمایا ایک صحابی مرتے وقت رونے لگے جب انسے پوچھا گیا کہ کیا موت کے خوف سے روتے ہو تو انہوں نے کہا موت کا تو خوف نہیں البتہ یہ افسوس ہے کہ یہ موقع جہاد کا نہیں جب میں جہاد کیا کرتا تھا اگر اسوقت یہ موقع ہوتا تو کیا اچھا ہوتا

شب۔ ظہر و عصر کی نماز جمع ہوئی اور بعد اس کے روانگی جہلم کا حکم ہوا۔ اُسوقت سے لیکر ۱۹ تاریخ تک کی ڈائری ہمارے مقدمہ کے نیچے ہوگی

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء (دربار شام)

مذہب کی غرض و غایت

ہمارے نومسلموں نے آریہ وغیرہ اقوام کے مقابلہ میں ایک اشتہار شائع کیا ہے اُسے سنکر **فرمایا** کہ مذہب کی اتنی ہی غرض نہیں کہ وہ فقط اس جہان میں فائدہ دے بلکہ اس جہان میں بھی فائدہ دے۔ جو لوگ عملی رنگ میں مذہب کی سچائیاں نہیں دکھاتے ہیں انکی نری باتیں ہی باتیں ہیں جو دعوی ہی ہیں ایسے لوگ مصیبت کے وقت ناجائز کام بھی کر بیٹھتے ہیں اور اُن کا قول و فعل یکساں نہیں ہوتا۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز

جناب خان **عجب خان** صاحب آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں۔ اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں **فرمایا** اول تو کوشش کرو کہ ایسی جگہ نہیں جہاں لوگ واقف نہ ہوں اور جہاں ایسی صورت ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی اور ناواقف ہوں تو اُن کے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کرکے دیکھ لیا اگر تصدیق کریں تو اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ورنہ ہرگز نہیں اکیلے پڑھ لو۔ خدا تعالے اسوقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت طیار کرے۔ پھر جان بوجھکر ان لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء الہٰی کی مخالفت ہے۔

ہماری جماعت کا کیا کام ہو؟

خانصاحب کے اس استفسار پر کہ ہمکو یہاں سے جاکر کیا بڑا کام کرنا چاہیے **فرمایا** ہماری دعوت کو لوگوں تک سنایا جاوے کہ ہماری تعلیم سے اُنکو واقف کیا جاوے۔ تقوی طہارت توحید۔ اور سچا اسلام اُنکو سکھایا جاوے۔

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

بیعت کے بعد ایک شخص نے اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض کے حضور اپنے قصوروں کا اعتراف کیا اور اپنی ایک رویا سنائی کہ میں نے ایک ہندو کے حقوق تلف کیے تھے رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہی ہندو مجھے کہہ رہا ہے کہ یا تو تجھے خدا ہدایت دے یا اس دنیا سے اُٹھالے کہ ہم تیرے ظلم سے نجات پائیں اس کے بعد وہ نظر سے گم ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نور کا شعلہ گرا ہے اور جس مکان میں میں تھا اُسکے دروازہ کی طرف آیا اور میں اُٹھکر اُسے دیکھا تو حضور کی شکل کا ایک آدمی ہے میں نے اُسے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُسے کہا کیا تو نہیں جانتا اور پھر کہا کہ اب بس کر بہت ہوئی ہے پھر میں نے نام پوچھا تو کہا مرزا **غلام احمد قادیانی** (علیہ الصلوۃ والسلام) اسکے بعد میں بیدار ہو گیا۔ اور اپنے افعال پر نادم ہوکر اس خواب کے ذریعہ آپ تک پہونچا ہوں۔

فرمایا تمکو اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے۔ اپنی حالت کو بدلو اور یاد رکھو کہ ایک دن ضرور مرنا ہے خدا تعالے گنہگار کو سزا دیے بدون نہیں چھوڑتا ہاں توبہ کرنے سے گناہ بخشے جاتے ہیں تمھاری فطرۃ میں سعادت تھی جو باوجود اسقدر گناہوں اور قصوروں کے اللہ تعالیٰ نے تمھاری دستگیری فرمائی۔ پس اپنی حالت میں ایک تبدیلی پیدا کرو۔

۲۲ جنوری ۱۹۰۳ء

خیالات مرفوع القلم اور عزم بالجزم

ظہر کے وقت حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ایک شخص نے بذریعہ ایک تحریر عرض کیا کہ میں افلاس سے ایسا گھبرا گیا کہ خیالات پریشان بعض وقت موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسکا کیا علاج ہے؟

فرمایا ایسے خیالات کا علاج خدا تعالے کا خوف ہے جب یہ پیدا ہو جاوے تو پھر آہستہ آہستہ کو صورۃ اطمینان نکل آتی ہے گندے خیالات جو انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اُن سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جاتا البتہ جب اُن پر عزم کر لیا جاوے تو وہ قابل مواخذہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اندر دل میں خیالات کا پیدا ہونا یہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے اس لیے وہ مرفوع القلم ہیں۔

فرمایا جلدی اور بے صبری نہ چاہیے توبہ و استغفار اور اصلاح اعمال کی کوشش کرو۔ ایسے خیالات بد کا تخم زندگی کے کسی گذشتہ حصہ میں بویا جاتا ہے اور جب اللہ تعالے چاہتا ہے کہ وہ دور ہوں تو پھر یکدفعہ ہی دور ہو جاتے ہیں اور پتہ بھی نہیں لگتا۔ گھبرانے اور بے صبری سے ایک اور آفت آتی ہے پس صبر سے استغفار اور توبہ اصلاح اعمال میں لگا رہے خدا کی آزمایش نہ کرے ورنہ خود آزمایش میں پڑے گا۔ اور ہلاک ہو جائیگا۔ خدا تعالے کے حضور کوئی چیز انہونی نہیں ہوتی اور نہ وہاں کوئی کمی ہے

مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

مقدمہ جہلم کے تذکرہ پر فرمایا کہ خدا کی طرف سے جو ہوتا ہے وہ ہوکر ہی رہتا ہے اسباب کچھ چیز نہیں۔ جو صحت نیت سے خدا کیطرف قدم اُٹھاتا ہے خدا اُس کے ساتھ ہوتا ہے صحابہ کی نظیر دیکھلو۔ اور انکی نظیر کسی نبی کے متبعین میں نہیں ملتی [illegible] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] ساتھ دیا کہ بکریوں کیطرح ذبح ہو گئے + [illegible] اور وفا کو انھوں نے کامل طور پر دکھا دیا۔ حضرۃ مسیح کے حواریوں میں سے ایک نے دشمن کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اور انکی صداقت میں شبہ کیا جب ہی تو مائدہ مانگا کہ **لنعلم ان قد صدقتنا** اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہ ان کے سچے جھوٹے ہونے کا کامل علم نہ رکھتے تھے صحابہ کرام کے دل نور یقین سے بھرے ہوے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ انھوں نے جان کی بھی پروا نہ کی

دربار شام

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

مقدمات کے تذکرہ پر **فرمایا** کہ اسوقت لوگ خدا تعالیٰ سے بالکل غافل اور منکر ہیں کوئی خانہ خدا کے لیے اُنکے دل میں نہیں اور نہ **نور ایمان** باقی ہے کیا کسی مفتری اور کاذب کی ایسی نظیر کوئی پیش کر سکتا ہے جو اسقدر اسکی مخالفت کی گئی ہو اور وہ اپنے افترا قبل از وقت شائع کرے اور پھر پورے ہو جاویں کوئی نظیر پیش کرے۔ ان لوگوں کے اعمال بیہودہ ہیں جبتک خدا پر یقین نہ ہو تعجب ہے طاعون کا یہ زور ہے اور دلوں کی سختی کا یہ حال ہے اگر کوئی اور زمانہ ہو تو انسان ہاتھ ڈالکر اسے صاف کردے مگر دلکو تو خدا ہی صاف کرے جسقدر ہمکو انپر رحم آتا ہے اسی قدر صفرا بلغم سے بھرے ہوئے معدہ کی طرح جو کھانے کا نام سنکر نفرت کرتا ہے یوں ہم سے نفرت اور بغض کرتے ہیں۔ اور اب سمجھ میں نہیں آتا کس کس کی شکایت کریں سب یکساں ہیں۔

جب سے مجھے یہ الہام ہوا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا اسکا یہ حصہ کہ زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا قابل غور ہے۔ کیا مصنوعی کاروبار اسطرح چل سکتا ہے کیا کاذبوں کو وہ خوبیاں اور تائیدیں مل سکتی ہے۔ جو صادقوں کو دیجاتی ہیں؟

رویا رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑا زلزلہ آیا ہے مگر کسی عمارت کا نقصان نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابتلا کے دن ہیں۔

۲۳ جنوری ۱۹۰۳ء

حسبنا اللہ و نعم الوکیل ایک عرب نے لکھا کہ اگر آپ ہزار روپیہ دیں تو میں آپکا وکیل اس ملک میں ہو سکتا ہوں **فرمایا** لکھدو کہ ہمیں کسی وکیل کی ضرورۃ نہیں۔ ایک ہی ہمارا وکیل ہے جو عرصہ ۲۲ سال سے وکالت کر رہا ہے اسکے ہوتے ہوئے کسی اور کی ضرورۃ نہیں اسی لئے کہا ہے الیس اللہ بکاف عبدہ

دربار شام

فرمایا جسطرح اللہ تعالیٰ تازہ بتازہ سامان تقویٰ کے جماعت کے واسطے یہاں طیار کر رہا ہے دوسری جگہ اسکا نشان نہیں ملتا یہ لوگ الہام اور تقویٰ سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اور اہل حق کی علامات بتانے سے قاصر ہیں اور صادق اور کاذب کے درمیان مابہ الامتیاز قائم نہیں کر سکتے ہماری مخالفت میں وہ یہاں تک پہونچ گئے ہیں کہ جو کچھہ صادق کے لیے خدا نے مقرر کیا تھا وہ سب کاذب کو دیدیا تقویٰ کا ادنیٰ درجہ یہ تھا کہ کم از کم خاموش ہی رہتے اور دیکھتے کہ اگر ہم کاذب تھے تو خود ہی تباہ ہو جاتے مگر کیا کریں انکی وہی مثال ہے **لھم قلوب لا یفقھون بھا**

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لا تقف ما لیس لک بہ علم** مراد از علم یقین ہست ظنون را علم نمیگویند انیاں اتباع ظن میکنند **ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔**

---

۲۴ جنوری کے رویا اور الہام گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکے۔

---

۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء

رویا ظہر کے وقت آپ نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ میرے سامنے **بجائیفل** اور ایک ڈلی چھالیہ کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے اسکے دو گھنٹے بعد تک آرام رہا۔

دربار شام

بعض پرانے کشوف اللہ تعالیٰ کے انعامات کی تحدیث پر آپ نے بعض پرانے کشوف سنائے۔ انہیں سے ایک وہ تھا جسمیں سرخ سیاہی کے چھینٹے آپ کے کرتہ پر پڑے تھے کیفیت سرمہ چشم آریہ میں درج ہے۔

ایک رویا بیان کی کہ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں اور منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہو اتنے میں جواب ملا **اصبر سنفرغ یا مرزا**

پھر ایک بار دیکھا کہ کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک سررشتہ دار کی ہاتھ میں ایک مثل ہے جو وہ پیش کر رہا ہے حاکم نے مثل دیکھکر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے غور سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک خالی کرسی پڑی ہے مجھے اسپر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر میں بیدار ہو گیا۔

(پہلی رویا جسمیں سرخ سیاہی کے قطرات گرے تھے) کی تائید و تصدیق میں فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایکبار دیکھا کہ جنت کے سیبوں میں سے ایک سیب آپ نے لیا ہے بیدار ہوئے پر وہ ہاتھ ہی میں ہے۔

تکمیل ایمان اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک خود نشان نہ دیکھے یا نشان دیکھنے والے کی صحبت تبر نہ رہے فرمایا مخالفین کا شور و غوغا دراصل ہماری عمر کو بڑھاتا ہے آخر ایک وقت آئیگا کہ وہ مخالفوں کو شرمندہ کرے گا۔

فرمایا عجیب قدرۃ الٰہی ہے کہ ایک شخص کو مامور کر کے بھیجتا ہے تو خود بخود سعید اور شقی دو گروہ بنجاتے ہیں یہ وقت ہوتا ہے کہ خدا اپنا چہرہ دکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے جو زمانہ ہوتا ہے وہ شکوک و شبہات کا ہوتا ہے۔

اسرائیل کی آخری اینٹ اور ختم نبوۃ۔ **فرمایا آخرین منھم** کے قائم مقام توریت کی ایک آیۃ تھی جس سے مسیح اسرائیلی کا گروہ تھا اور یہاں **آخرین منھم** سے ہمارا گروہ مراد ہے۔ عیسائی مسیح کو خاتم الانبیا ٹھہرا کر الہام کا دروازہ بھی بند کرتے ہیں اور ان کے بعد یوحنا نبیہ کو بھی مانتے ہیں بلکہ اس کے مکاشفات انجیل کے ساتھ شامل ہیں ابن عربی ختم نبوۃ کے تعلق یہی مانتا ہے کہ تشریعی نبوۃ ختم ہو چکی ہے ورنہ ان کے نزدیک مکالمہ الٰہی اور نبوۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

علماء کو ختم نبوۃ کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے قرآن میں **خاتم النبیین** جو آیا ہے اور جسپر الف لام ہی پڑے ہیں اس سے ہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانیوالی نبوت سب ختم ہو چکی ہے۔ پس اب اگر نئی شریعت کا مدعی ہو وہ کافر ہے لیکن **مکالمہ الٰہی** کا اگر انکار ہو تو پھر اسلام ایک مردہ مذہب ہوگا۔ اگر یہ دروازہ بھی بند ہے تو اس اُمت یہ تو پھر ہوا **خیر الامم** نہ ہوئی۔ اور **اھدنا الصراط المستقیم** دعا بیسود ٹھیری۔ تعجب ہے کہ یہود تو یہ اُمۃ بنجاوے اور مسیح دوسروں سے آوے۔

نبوۃ کے مکالمہ میں کثرت ہوتی ہے اور عام مکالمہ الٰہی میں کثرت نہیں ہوتی۔ اور نبوۃ کے مکالمہ کی کیفیت صاف ہوتی ہے۔

نماز عشا کے بعد پھر حضرۃ اقدس نے اسی مضمون پر کلام فرمایا اور مثال دیکر سمجھایا کہ جب تک دونوں میں فرق نہو تو امتیاز کیسے ہو۔

فرمایا کیا وہ شخص جس کے پاس ایک دو روپے ہوں وہ اُس بادشاہ کے برابر ہوگا جس کے پاس خزانے بھرے پڑے ہیں اور کیا انمیں فرق ہوگا یا نہیں حالانکہ زردار دونوں ہیں۔

اسی طرح نبوۃ کی وحی اور مکالمہ اور دوسرے لوگوں کے مکالمہ میں فرق کثرت اور کیفیت و کمیت کا ہوتا ہے۔

نبوۃ کا مکالمہ ایسا اجلی اور اصفیٰ ہوتا ہے کہ ہر ایک شریعت اسے برداشت نہیں کر سکتی مگر وہ جو اصفیٰ درجہ پر ہو

اور پھر مکالمہ نبوۃ کی یہ شان ہے **فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول** وہ اپنی رضامندی پہلے خواب کے ذریعہ پھر کشف کے ذریعہ پھر وحی اور اسکے تکرار سے ظاہر کرتا ہے۔ جس سے وہ امر غیب امر مشہود محسوس کیطرح بنجاتا ہے۔

اجلی اور اصفیٰ مکالمہ الٰہی ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نفس کرتے ہیں انکے لیے تقویٰ اور طہارت کی بہت ضرورۃ ہے اسی لیے فرمایا ثم **اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا۔**

پس کثرت اور قلت اور صفائی اور تکدر کا فرق ثابت کر دیتا ہے۔ مکالمہ نبوت کیا ہے اور دوسرا کیا۔

عام لوگوں کو اس لیے خوابیں آجاتی ہیں کہ سلسلہ نبوت کی تصدیق ہو۔ کیونکہ اگر ایسے خواص عام نہ ہوتے تو امر نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ پس اتمام حجۃ کیلحاظ خدا نے یہ مادہ رکھدیا۔ لیکن ایک خواب آجانے سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ نبی کی شان اور ہوتی ہے۔

فرمایا ہمارے الہامات میں جو نبی آیا ہے تو وہ شرطیں رکھتا ہے اول یہ کہ نئی شریعت نہیں لایا دوسرے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہے۔ (باقی آیندہ)

مذہبی دنیا کی خبریں اور رپورٹ

انگلستان کے رسالہ چرچ کوارٹرلی ریویو میں ملک اٹلی کے رومن کیتھولک پادریوں کا کچھ حال بیان کیا گیا ہے اسکا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وہ برسوں تک اٹلی میں رہا اور ان پادریوں کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا ہے اسکا خیال ہے کہ جنوب کے پادریوں کا چال چلن نہایت خراب ہے اور عام لوگ ان کے ایسے چال چلن کو دیکھکر گھبراتے ہیں بلکہ قدرتی سمجھتے ہیں (حقیقت میں سچی پاکیزگی اور اخلاق فاضلہ انسان کو مل نہیں سکتے اور اسکی گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی جبتک خدا کا خوف دلپر مستولی نہ ہو اور یہ خوف پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی ہستی اور قدرۃ وطاقت پر یقین نہ ہو جو خدا کے زندہ کلام سے پیدا ہوتا ہے جسکا مدعی اس زمانہ میں ایک شخص ہے یعنی حضرۃ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام - ایڈیٹر

انگلستان میں اسوقت تقریباً ڈیڑھ سو رومن کیتھولک پادری رومن چرچ اور پوپ کے برخلاف آواز اٹھا رہے ہیں وے ظاہر کرتے ہیں کہ بجائے جمہوری انتظام کے پوپ جملہ مذہبی جماعتوں کو سب امور اپنے تعلق میں لیتا جاتا ہے اور ضعیف الاعتقاد وں کو زیادہ تر حوصلہ دیتا ہے انکا قول ہے کہ بائبل کے بجائے اسوقت رومن کیتھولک لوگ اپنے وہمی خیال میں پھنسے ہوے ہیں اور سائنس کی مخالفت کر رہے ہیں - (دراصل مذہبی عالم میں یہ جوش اور تحریکیں ایک مذہبی انقلاب کی خبر دے رہے ہیں جو مسیح موعود کی بعثت کا ایک ثبوت ہے - ایڈیٹر

لنکا کے بودہوں نے ۴ر جنوری ۱۹۰۳ء کو آنند کالج میں اپنی متبرک زیارت گاہوں کی حفاظت کے سوال پر غور کرنے کے لیے عظیم الشان جلسہ کیا جس میں ہر ایک فرقے کے تین سو بروہت اور دو ہزار دوسرے لوگ جمع ہوے - اسموقعہ پر ایک بودہ منیشنل کانگرس کی تجویز کی گئی -

---

لاٹ پادری اور سور کا شکار

نیو گنی کے لاٹ پادری نے وہاں کے باشندوں کو بیرحمی سے سور مارتے ہوے اپنے سرمن میں اسپر اعتراض کیا اور دیسی عیسائیوں نے دوسرے دن درخواست کی کہ وہ انکو سور مارنا سکھلا دیویں چنانچہ لاٹ پادری نے پچاس سور اپنی بندوق سے مارے -

(عیسائیت کیا ہوئی سور کے شکار کرنے کا گر ہوئی - نیو گنی کے لاٹ پادری کو شاید یہی کام ہو بجالیکہ ہمارے پنجابی لاٹ پادری کو کلیسیا کی اندرونی مرمت سے فرصت نہیں - ایڈیٹر

جاپان کے مذہبی کانفرنس کی نسبت بہت مشہور ہو رہا ہے کہ ضرور ہوگی مسٹر اوکا کیورا جو گذشتہ برسات میں ہندوستان میں ڈیلیگیٹ لے جانے کے واسطے آئے تھے اسکی کامیابی کے لیے کوشش کر رہے ہیں لیکن جو جوش اس کانفرنس کی نسبت ہندوستان میں ہے اسکا عشر عشیر بھی جاپان میں نہیں گویا اگر کوئی مشرقی مذاہب کی کانفرنس ہوگی تو وہ چند آدمیوں کا خیال ہے نہ جاپانی نیشن کا -

---

ہز ہائنس آغا خان صاحب میر مجلس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی جو تقریر اسال کی ہوئی ہے عیسائی اخبار اُس سے فائدہ اُٹھا کر اسلام پر نکتہ چینیاں کر رہے ہیں اس لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس تقریر کے خوب تردید کیجاوے جو اسلام کے سخت مخالف ہیں +

ہمیں حیرت اور تعجب ہے کہ بعض اخبارات میں جو مسلمانوں یا مسلمان ایڈیٹروں کے ہاتھ میں ہیں اس تقریر کی تعریف کی جاتی ہے - اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ایسی تقریر کو پسند کیا گیا یا اس کی تعریف کی گئی جو یورپین معترضین اسلام کے بعض اعتراضوں کے اصول پر نظر آتی ہے تقدیر امور پردہ اور زہد وغیرہ امور جو مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں روک بتائے ہیں یہ اسلام پر ایک حملہ ہے جو ہم نہیں جانتے عمداً کیا جاتا ہے یا سہواً - مگر تعجب کا مقام ہے کہ اس تقریر کے تعریف کیجاتی ہے - ہم چاہتے ہیں کہ اس تقریر پر ریمارک کریں اس لیے ہمارے ناظرین ہمکو معذور رکھیں گے - سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ادنیٰ ممبر بھی اسلام کی ہتک کا کوئی لفظ سننے کی طاقت نہیں رکھہ سکتا - کیونکہ انکو ایک غیور امام کے ساتھ تعلق ہے - ہم اپنے معزز ہمعصر تالیف واشاعت کے ہم لاہی کہ بڑی خرابی آجکل یہ ہو رہی ہے کہ نفس مضمون کو نہیں دیکھتے بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ لکھنے والے نے زریں کرسی پر بیٹھکر مضمون لکھا ہے یا بوڑھے پھوس مونڈے ہے حقیقت میں اس تقریر کی تعریف کی بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہز ہائنس آغا خان صاحب بالقابہ کی منہ سے نکلی ہے -

---

عید اضحی کی تقریب اور قوم کی توجہ

عید اضحی کا وقت قریب آتا جاتا ہے - اور مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضروریات یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہیں چنانچہ جیسا الحکم کے کسی دوسرے مقام سے معلوم ہوگا ہائی سکول اب کالج بنایا جاتا ہے اور فنڈز کی یہ حالت ہے کہ پچھلے مہینہ کی تنخواہ قرض لیکر ادا کی گئی ہے ایسی حالت میں ہماری قوم کو جسقدر توجہ کی ضرورت ہے وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے - سیالکوٹ کی عالی ہمت جماعت نے یہ تجویز کی تھی کہ عید کی تقریب عید الفطر ہو یا عید اضحی ہر احمدی علی العموم ایک روپیہ یا علیٰ قدر حیثیت کم وبیش مدرسہ کی اعانت کے لیے دیا کرے اور مساکین فنڈ وغیرہ کے لیے قربانی کی کھالیں بھیجدی جایا کریں - چنانچہ اسپر دو سال سے برابر عملدرآمد ہو رہا ہے لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ بجائے ترقی کے اسپر عملدرآمد ہونے میں تنزل ہر سال ہے پہلے تو اس فنڈ میں معقول آمدنی ہوتی تھی اور اب قریباً نصف رہ گئی ہے حالانکہ اس سے کئی چند بڑھنی چاہیے تھی اس لیے اس سے پہلے کہ عید اضحی کا وقت آوے ہم ہر شہر کی اپنی جماعت کو ہر احمدی جماعت سے آگاہ کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں سستی یا سہل انگاری سے کام نہ لے بلکہ ہر احمدی چھوٹا ہو یا بڑا اس کار خیر میں شریک ہو یہ نہیں کہ ہمارے گھر میں سے ایک آدمی نے کچھہ دیدیا اور وہ سارے گھر کا کفارہ سمجھا گیا بلکہ جسقدر احمدی ہیں وہ سب علیٰ قدر مراتب کچھہ نہ کچھہ اس فنڈ میں دیں - اور قربانی کی تمام کھالیں یکجا جمع کر کے بعد فروخت ان کا روپیہ مساکین فنڈ میں بھیجا جاوے اس سے بہتر اور کوئی مصرف اپنی جماعت کے لیے کیا ہو سکتا ہے - ان باتوں کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھا جاوے بلکہ عمل کرنے کے لیے

مستعدی کے ساتھ ہمارے احباب طیار ہو جائیں۔ اگر ہر فرد ہماری قوم کا اس عید اضحی کی تقریب پر بالاوسط ۲ روپے بھی دے تو پچیس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے لیکن اگر ہم ۲ کے بجائے ۱ روپیہ بھی قرار دیں تب بھی چھ ہزار سے زائد رقم محض عید فنڈ میں اور قریباً اسی قدر ساتھ ہی فنڈ میں قربانی کی کھالوں سے جمع ہو سکتی ہے۔ غالباً حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طرف سے اس تحریک کے لیے عنقریب مطبوعہ کارڈ بھی روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس تقریب پر ہمارے بھائی پچھلی ساری بھول انکاری کی تلافی کر کے دکھا دیں گے۔

اور کوئی بچہ جوان بوڑھا عورت یا مرد خالی نہ رہے گا جو اس موقع پر مدرسہ کی اعانت کے ثواب میں شریک نہ ہو۔

ختم کرنے سے پہلے ان **والنٹیر صاحبان** کو بھی توجہ دلاتے ہیں جنہوں نے ماہ بماہ مدرسہ کی اعانت کے لیے چندہ جمع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ پھر کام شروع کریں۔ مدرسہ کے ٹرسٹی اور باقاعدہ چندہ دینے والے اپنی جماعت کو بڑھائیں۔

تازہ الہامات

۱۴ جنوری ۱۹۰۵ء کو عشا سے قبل حضرۃ اقدس نے یہ الہام سنایا **لا یموت احد من رجالکم** اور فرمایا کہ اس کے حقیقی معنے کہ تمہارے رجال (مردوں) میں کوئی نہ مرے گا تو یہ نہیں سکتے کیونکہ موت تو انبیاء تک کو آتی ہے اور نہ قیامت تک کسی کو زندہ رہنا ہے مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہیں ہے شاید کوئی اور معنی ہوں۔

۲ فروری کو سیر میں حضرت اقدس نے یہ الہامات سنائے جو کہ آج رات کو ہوئے **سنجیک سیغلبان۔ انی معک ومع اہلک۔ سأکرمک اکراماً عجباً۔ سمع الدعاء۔ انی مع الافواج آتیک بغتۃً۔ دعاؤک مستجاب۔ انی مع الرسول اقوم واصلی واصوم۔ واعطیک ما یدوم۔** ۳ فروری۔ **اصلی واصوم اسہر وانام واجعل لک انوار القدوم۔ واعطیک ما یدوم۔ ان اللہ مع الذین اتقوا۔** ۴ فروری **ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔**

آلنصح

سید عبد اللہ عرب صاحب نے جو کارخانہ **النفع** ادویات کا جاری کیا تھا کچھ شک نہیں جیسا کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کی تصدیق سے ظاہر ہے یہ ادویات حضرت حکیم الامۃ ہی کے مجوزہ نسخہ جات ہیں جو ہمیشہ سے آپ کے شفا خانہ میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ سید عبد اللہ عرب صاحب نے جب اپنے وطن عرب جانے کا ارادہ کیا تو یہ کارخانہ میرے سپرد کیا گیا چنانچہ اب اسکا مالک خاکسار مشتہر ہے لیکن میں نے یہ امر خلاف دیانت وتقوی سمجھا کہ ادویات ہر شخص صرف درخواست ہی پر بھیجدوں۔ یہ سچ ہے کہ ادویات مجرب نسخہ جات ہیں اور بفضلہ تعالے عموماً مفید اور نافع ثابت ہوئے ہیں مگر ہر مرض کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اس لیے ایک ہی دوا مختلف اسباب سے پیدا شدہ امراض کو ہمیشہ مفید نہیں ہو سکتی۔ پس میں نے یہ التزام کر لیا ہے کہ جب تک دوائی کی درخواست کرنے والا مریض کے مفصل حالات مرض واسباب سے اطلاع نہ دے گا اسکو دوائی روانہ نہ کی جاوے گی۔ مفصل حالات آنے پر حضرت حکیم الامۃ سے طبی مشورہ لیکر جو دوائی مناسب ہوگی وہ طیار کر کے بھیجی جاوے گی۔ اور اب تک جو درخواستیں آئی ہیں ان کے متعلق بھی میں نے یہی عمل مناسب سمجھا ہے۔ پس ہر درخواست کنندہ اپنے مفصل حالات لکھے اور ۱ کا ٹکٹ جواب کے لیے روانہ کرے۔ غرض میں اشتہاری طبیبوں کے طرز اور رنگ پر اس کارخانہ کو چلانا نہیں چاہتا کیونکہ جسقدر نقصان اشتہاری ادویات سے پہونچتا ہے میں نے اکثر ایسے مریضوں کا مشاہدہ کیا ہے اور حضرۃ حکیم الامۃ کے شفا خانہ میں بہت سے لوگ اس قسم کے آئے ہیں جو ان لوگوں کے ہاتھوں سے تباہ شدہ ہیں۔ اسلیے میں نے اشتہاری طرز کو بالکل دور کر کے یہ طریق اختیار کیا ہے جو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے لیے میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور سچا ہوں المشتہر حکیم فضل الدین مالک کارخانہ النفع قادیان دار الامان

کتابوں کی بہت بڑی ایجنسی

میں نے سلسلہ عالیہ **احمدیہ** کے متعلق اور ہر قسم کی علمی کتابوں کی بہت بڑی ایجنسی کئی سال سے قائم کی ہوئی ہے اور ہماری جماعت خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس کی تصانیف کے علاوہ جماعت کے دوسرے بزرگوں کی تصانیف بھی اس ایجنسی کی معرفت بھیجی جاتی ہیں اس ایجنسی کتابوں کے بھیجنے پر نہ پیکٹ بنانے کا خرچ خریدار سے لیا جاتا ہے اور نہ کوئی زائد کمیشن کسی سے وصول کیا جاتا ہے۔ بلکہ اصل قیمت پر کتابیں روانہ ہوتی ہیں البتہ مالکان کتب سے کمیشن لیا جاتا ہے۔ پس جو صاحب اپنی کتابیں اس ایجنسی کی معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں وہ مشتہر سے کمیشن کے لیے خط وکتابت کریں اور خریداران کتب ہمیشہ یہاں سے ہی منگواتے ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف عربی محشی)

مجلد مطبوعہ بمبئی نہایت خوشخط کسی صاحب کو ضرورت ہو تو چار روپے (۴) میں منگوا لے محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے۔ خاکسار سراج الحق نعمانی از دار الامان قادیان۔

یہ اخبار کا پرچہ چونکہ ۷ فروری کو شائع ہونا تھا لیکن کئی وجوہ کے پیش آنے پر ایک روز کا توقف ہو گیا اس لیے مناسب دیکھا گیا کہ اس الہام کو جو ۸ فروری کو سیر کے وقت حضرت نے سنایا درج کر دیا جاوے وہ یہ ہے **حرکت مہیجا**

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

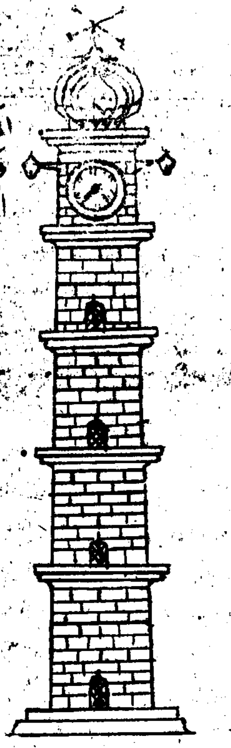

منارۃ المسیح الموعود علیہ السلام

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۶ | دار الامن والامان قادیان مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۳ء | جلد ۷

کلمات طیبات
حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

گذشتہ اشاعۃ سے آگے

یہ بیہودہ باتیں نہیں ہیں بلکہ جب سے نبوۃ کا سلسلہ جاری ہوا ہے یہی قانون چلا آیا ہے قبل از وقت ابتلا ضرور آتے ہیں تا کچوں اور پکوں میں امتیاز ہو اور مومنوں اور منافقوں میں بیّن فرق نمودار ہو اسی لیے خدا تعالے نے فرمایا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ ہُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یہ لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر نجات پا جائیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کا کوئی امتحان نہ ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوتا دنیا میں بھی امتحان اور آزمایش کا سلسلہ موجود ہے جب دنیوی نظام میں یہ نظیر موجود ہے تو روحانی عالم میں یہ کیوں نہ ہو؟ بغیر امتحان اور آزمایش کے حقیقت نہیں کھلتی۔ آزمایش کے لفظ سے یہ کبھی دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ اللہ تعالے کو جو عالم الغیب اور یعلم السر و الخفی ہے) امتحان یا آزمایش کی ضرورۃ ہے

اور بدون امتحان اور آزمایش کے اسکو کچھ معلوم نہیں ہوتا ایسا خیال کرنا نہ صرف غلطی بلکہ کفر کی حد تک پہونچتا ہے کیونکہ اللہ تعالے کی عظیم الشان صفات کا انکار ہے امتحان یا آزمایش سے اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ تا حقائق مخفیہ کا اظہار ہو جاوے اور شخص زیر امتحان پر اس کی حقیقت ایمان منکشف ہو کر اسے معلوم ہو جاوے کہ وہ کہاں تک اللہ کے ساتھ صدق اخلاص اور وفا رکھتا ہے اور ایسا ہی دوسرے لوگوں کو اسکی خوبیوں پر اطلاع ملے پس یہ خیال باطل ہے اگر کوئی کرے کہ اللہ تعالے جو امتحان کرتا ہے تو اس سے پایا جاتا ہے اسکو علم نہیں اسکو تو ذرہ ذرہ کا علم ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ایک آدمی کی ایمانی کیفیتوں کے اظہار کے لیے ابتلا آویں اور وہ امتحان کی چکی میں پیسا جاوے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے بغیر اس کے کشف حقائق نہیں ہوتا۔ یہودی قوم کے لیے یہ ابتلا مسیح کی آمد کا ابتلا بہت ہی بڑا تھا۔ اور جب کبھی خدا تعالے کیطرف سے کوئی مامور آتا ہے ضرور ہے کہ وہ ابتلاؤں کیساتھ

آوے۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی توریت میں مثیل موسی والی موجود ہے لیکن کیا کہنے والے نہیں کہتے کہ کیوں اللہ تعالے نے پورا نام لیکر نہ بتایا اور سارا پتہ نہ دیا کہ وہ عبد اللہ کے گھر میں آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوگا اور اسمٰعیلی سلسلہ میں ہوگا تیرے بھائیوں کا لفظ کیوں کہدیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر ایسی ہی صراحت سے بتا دیا جاتا تو پھر ایمان ایمان نہ رہتا۔ دیکھو اگر ایک شخص پہلی رات کا چاند دیکھکر بتاوے تو وہ تیز نظر کہلا سکتا ہے لیکن اگر کوئی چودھویں کا چاند دیکھکر کہدے کہ میں نے بھی چاند دیکھ لیا ہے تو کیا لوگ اُس پر ہنسیں گے نہیں۔ یہی حال خدا تعالی کے رسولوں اور نبیوں کی شناخت کے وقت ہوتا ہے۔ جو لوگ قرائن قویہ سے شناخت کر لیتے اور ایمان لے آتے ہیں وہ اول المومنین ٹھیرتے ہیں ان کے مدارج اور مراتب بڑے ہوتے ہیں لیکن جب انکا صدق آفتاب کی طرح کھل جاتا ہے اور انکی ترقی کا دریا نکلتا ہے تو پھر ماننے والے عوام الناس کہلاتے ہیں۔

جب خدا تعالی کا ہمیشہ سے ایک قانون سلسلہ نبوۃ کے متعلق چلا آتا ہے اور اسکے اپنے ماموروں کے ساتھ یہی سنتہ ہے تو میں اس سے الگ کیونکر ہو سکتا ہوں پس اگر ان لوگوں کے دلوں میں بخل اور ضد نہیں تو میری بات سنیں اور میرے پیچھے ہو لیں پھر دیکھیں کہ کیا خدا تعالے

انکو تاریکی میں چھوڑتا ہے جو نور کی طرف لیجاتا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ جو صبر اور صدق دل سے میرے پیچھے آتا ہے وہ ہلاک نہ کیا جاوے گا بلکہ وہ اس زندگی سے حصہ لے گا جسکو کبھی فنا نہیں۔ اسقدر لوگ جو میرے ساتھ ہیں اور جو اب اسوقت موجود ہیں کیا ان میں سے ایک بھی ہے جو یہ کہے کہ اس نے کوئی نشان نہیں دیکھا؟ ایک نہیں سیکڑوں نشان خدا تعالیٰ نے دکھلائے ہیں مگر نشانات پر ایمان کا حصر کرنا یہ ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جایا کرتا ہے۔ جسکا دل صاف ہے اور خدا ترسی اسمیں ہے میں اس کے سامنے دوبارہ آنے کے متعلق حضرت عیسیٰ ہی کا فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ وہ مجھے سمجھا دے کہ یہودیوں کے سوال کے جواب میں (کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا آنا ضروری ہے) جو کچھ مسیح نے کہا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ یہودی تو اپنی کتاب پیش کرتے تھے کہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں ایلیا کا آنا لکھا ہے مثیل ایلیا کا ذکر نہیں مسیح یہ کہتے ہیں کہ آنے والا یہی یوحنا ہے چاہو تو قبول کرو۔ اب کسی منصف کے سامنے فیصلہ رکھو اور دیکھو کہ ڈگری کسکو دیتا ہے وہ یقیناً یہودیوں کے حق میں فیصلہ دیگا مگر ایک مومن جو خدا تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور جانتا ہے کہ خدا کے فرستادے کسطرح آتے ہیں وہ یقین کرلے گا کہ مسیح نے جو کچھ کہا اور کیا وہی صحیح اور درست ہے۔

اب اسوقت وہی معاملہ ہے یا کچھ اور۔ اگر خدا کا خوف ہو تو پھر بدن کانپ جاوے یہ کہنے کی جرأت کرتے ہوئے کہ **یہ دعویٰ جھوٹا ہے**

افسوس اور حسرت کی جگہ ہے کہ ان لوگوں میں اتنا بھی ایمان نہیں جتنا کہ اس شخص کا تھا جو فرعون کے قوم میں سے تھا اور جسنے کہا کہ اگر یہ کاذب ہے تو خود ہلاک ہو جائے گا۔ میری نسبت اگر تقویٰ سے کام لیا جاتا تو اتنا ہی کہہ دیتے اور دیکھتے کہ کیا خدا تعالےٰ میری تائیدیں اور نصرتیں کر رہا ہے یا میرے سلسلہ کو مٹا رہا ہے۔

میری مخالفت میں ان لوگوں نے قرآن شریف کو بھی چھوڑ دیا ہے میں قرآن شریف پیش کرتا ہوں اور یہ اس کے مقابلہ میں احادیث کو پیش کرتے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ احادیث اس درجہ پر نہیں ہیں جو قرآن شریف کا درجہ ہے۔ اور نہ ہم احادیث کو کلام اللہ کا درجہ دے سکتے ہیں احادیث تیسرے درجہ پر ہیں۔ اور بالاتفاق مانی ہوئی بات یہ ہے کہ وہ ظن کے لیے مفید ہیں

ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً

اصل میں تین چیزیں ہیں۔ **قرآن۔ سنّۃ** اور احادیث۔ قرآن خدا تعالیٰ کی پاک وحی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور سنّۃ وہ اُسوۂ حسنہ ہے جو آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی الٰہی کے موافق قائم کرکے دکھایا۔ قرآن اور سنّۃ یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کام تھے کہ انکو پہنچا دیا جاوے اور یہی وجہ ہے کہ جب تک احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں اسوقت تک بھی شعائر اسلام کی بجا آوری برابر ہوتی رہی ہے۔ اب دھوکا یہ لگا ہے کہ یہ لوگ احادیث کو اور سنّۃ کو ایک کردیتے ہیں حالانکہ یہ ایک چیز نہیں ہیں۔ پس احادیث کو بیشک قرآن اور سنّۃ کے معیار پر پرکھ نہ لیں ہم کسی درجہ پر رکھ نہیں سکتے لیکن یہ **ہمارا مذہب ہے کہ ادنیٰ سی ادنیٰ حدیث بھی جو اصول حدیث کی رو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن اگر قرآن یا سنّۃ کے خلاف نہیں تو وہ واجب العمل ہے۔**

مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ نہیں محدثین کے اصول تنقید کی رو سے جو صحیح ثابت ہو وہ خواہ قرآن اور سنّۃ کی کیسی ہی مخالف ہو اسکو مان لینا چاہیے۔ اب عقلمند غور کریں اور خدا کا خوف دل میں رکھکر فکر کریں کہ **حق کس کے ساتھ ہے**؟ ان کے یا میرے۔ میں خدا کے کلام اور اس کے پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل کو مقدم کرتا ہوں۔ اور یہ ان لوگوں کی باتوں اور خیالی اصولوں کو مقدم کرتے ہیں جنہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا کہ یہ اصول تنقید احادیث کے ہم نے خدا کی وحی اور الہام سے قائم کیے ہیں۔

اگر یہی بات ہے کہ احادیث کے لیے قرآن اور سنّۃ کے علاوہ کوئی اور معیار ہے جو محض اپنی دانش اور عقل سے قائم کیا گیا ہے تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے؟ سنیوں کی پیش کردہ احادیث یا شیعوں کی پیش کردہ احادیث صحیح نہ مانی جاویں کیوں ایک فریق دوسرے کو رد کرتا ہے؟ اسکا جواب ہمیں کوئی کچھ نہیں دیتا۔ ان ساری باتوں سے بڑھ کر ایک بات ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں اقرار کیا ہے کہ اہل کشف جو لوگ ہوتے ہیں وہ احادیث کی صحت کے لیے محدثین کے اصول تنقید احادیث کے پابند نہیں ہوتے بلکہ وہ بعض اوقات ایک صحیح حدیث کو ضعیف ٹھیرا سکتے ہیں یا ضعیف کو صحیح کیونکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اطلاع پاتے ہیں۔

جب یہ بات ہے تو پھر **مسیح موعود** جو حَکَم ہوکر آئے گا کیا اسکو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ احادیث کی صحت بطریق پرکرسکے۔ کیا وہ خدا تعالیٰ سے فیض نہ پا سکے گا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے محروم ہوگا۔ اگر اسکو یہ مقدرت نہ ہوگی تو پھر بتاؤ کہ ایسا **حَکَم** کس کام اور مصرف کا ہوگا۔

اس لیے احادیث کو یہ لوگ جب مختلط کرنے لگیں تو اس امر کو کبھی بھولنا نہ چاہیے کہ قرآن اور سنّۃ سے اسکو الگ کرلیا جاوے۔ ہمارے ضلع میں حافظ ہدایت علی صاحب ایک عہدہ دار تھے مجھے اکثر ان سے ملنے کا اتفاق ہوتا تھا ایک بار انھوں نے کہا کہ میں ان کتابوں کو جن میں مسیح اور مہدی کے آنے کا ذکر ہے دیکھ رہا تھا۔ ان میں ہزاروں نشانیاں قائم کر رکھی ہیں۔ چونکہ ساری نشانیاں تو پوری ہونے سے رہی اسلیے مجھکو اندیشہ ہے کہ اسوقت جھگڑا ہی پڑے گا۔ یہ لوگ اس وقت تک ماننے سے رہے جبتک وہ ساری نشانیاں پوری نہ ہولیں اور وہ نشان یکدفعہ پوری ہونے سے رہے۔ حقیقت میں انکی فراست صحیح نکلی اسوقت وہی ہوا۔ انکار ہی کیا گیا۔

اصل بات یہی ہے جسکو میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ پیشگوئیوں کا بہت بڑا حصہ مجازات اور استعارات کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ ظاہری رنگ میں بھی پورا ہو جاتا ہے یہی ہمیشہ سے قانون چلا آیا ہے اس سے ہمتو انکار نہیں کرسکتے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے **اگر ساری حدیثیں پوری ہونی ہیں یعنی جو سنیوں کی ہیں وہ بھی اور جو شیعوں کی ہیں وہ بھی علیٰ ہذا القیاس تمام فرقوں کی تو یقیناً یاد رکھو کہ پھر نہ کبھی مسیح ہی آوے گا اور نہ مہدی۔**

دیکھو میری ضرورۃ سے زیادہ تو آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورۃ تھی جب آپ تشریف لائے اب بتاؤ کہ کیا اسوقت سب نے آپکو تسلیم کرلیا؟ اور کیا وہ سارے نشانات جو توریت یا انجیل میں آپ کے لیے رکھے گئے تھے پورے ہوگئے تھے؟ خدا کے واسطے سوچ کر جواب دو۔ اگر وہ ساری روایتیں جو انہیں چلی آتی تھیں اور وہ ساری نشانیاں جو انکی کتابوں میں پائی جاتی تھیں پوری ہوگئی تھیں پھر یہودیوں کو کیا ہوگیا تھا جو انھوں نے انکار کردیا۔ کبھی ساری نشانیاں پوری نہیں ہوتیں کیونکہ ایسی بہت سی ہوتی ہیں جو خود تجویز کرلی جاتی ہیں۔ اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جو کچھ اور مطلب و مفہوم رکھتی ہیں۔ جب راستبازوں کے وقت انکا انکار کیا گیا اور یہی عذر پیش کیا گیا کہ نشانات پورے نہیں ہوئے تو اسوقت اگر انکار کیا گیا تو اسی سنت پر انھوں نے قدم مارا ہے۔ میں کسی کی زبان انکار تو بند

نہیں کر سکتا تھیں۔ یہ کہتا ہوں کہ وہ میرے عذرات کو سنکر جواب دیں یونہی باتیں بنانا تو طریق تقویٰ کے خلاف ہے۔ **منہاج نبوۃ** پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے

خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھ نہیں بنتا اور نہ میں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں میں اپنے دعویٰ کو منہاج نبوۃ کے معیار پر پیش کرتا ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمائش نہ کی جاوے۔

جو دل کھول کر میری باتیں سنیں گے میں یقین رکھتا ہوں کہ فائدہ اٹھاویں گے اور مان لیں گے لیکن جو دل میں بخل اور کینہ رکھتے ہیں انکو میری باتیں کوئی فائدہ نہ پہونچا سکیں گی۔ انکی تو احول کیسی مثال ہے جو ایک کے دو دیکھتا ہے انکو خواہ کسیقدر دلائل دیے جاویں کہ دو نہیں ایک ہی ہے وہ تسلیم ہی نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں کہ احول خدمتگار تھا آقا نے کہا کہ اندر سے آئینہ لے آؤ۔ وہ گیا اور واپس آکر کہا کہ اندر تو آئینے پڑے ہیں کونسا لے آؤں آقا نے کہا کہ ایک ہی ہے دو نہیں۔ احول نے کہا تو کیا میں جھوٹا ہوں۔ آقا نے کہا کہ اچھا ایک کو توڑ دے۔ جب توڑا گیا تو اسے معلوم ہوا کہ درحقیقت میری غلطی تھی مگر اب ان احولوں کا جو میرے مقابل ہیں کیا جواب دوں؟۔ (باقی آیندہ)۔

گذشتہ سے آگے

سورہ جمعہ پر حضرۃ حکیم الامت کا وعظ

یہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ اور بیع چھوڑ دو۔ مینے اس بیع کے لفظ پر غور کی ہے کہ یہ کیوں کہا؟ انسان مختلف مشاغل میں مصروف ہوتا ہے۔ ملازمت۔ حرفت۔ زراعت وغیرہ یہاں خصوصیت کے ساتھ بیع کا کیوں ذکر کیا ہے؟ حقیقت میں جو لوگ قرآن شریف پر غور کرتے ہیں اور اسکے نکات اور معارف سے بہرہ حاصل کرنا چاہتے ہیں انکو ضروری ہے کہ وہ اسکی ترتیب اور الفاظ پر بڑی گہری نگاہ سے غور کیا کریں۔ مینے جب اس لفظ پر غور کی تو میرے ایمان نے شہادت دی کہ چونکہ یہ سب سلسلہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ کے نیچے ہے اور یہ مہدی اور مسیح کا زمانہ ہے اس زمانہ میں دجال کا فتنہ بہت بڑا ہوگا۔ اور **دجال** کے معنی کتب لغت میں جو لکھے ہیں اُس سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک فرقہ عظیمہ ہوگا جو تجارت کے لیے پھرے گا۔ گویا یہ مشترکہ کمپنیاں تجارت کی طرف بلاتی ہونگی اور **ذکراللہ** اور طرف۔ اسلیے اس بیع کے لفظ میں **دجال** کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

سورہ جمعہ پر
حضرت حکیم الامت کے
وعظ کو اسقدر پسند کیا گیا ہے
کہ اکثر خطوط کے ذریعہ ہمسے خواہش
کی گئی ہے کہ اس مضمون کو الگ - اسلام
کی فلاسفی والی جیسی سائز پر بصورت کتاب
چھاپ دیا جاوے - ہم سر دست اس کے متعلق
کچھ نہیں کہہ سکتے البتہ ہم کوشش کریں گے اگر
اس سورۃ کے باقی حصہ کی تفسیر بھی ہمکو مل گئی۔
جس کے لیے حضرت حکیم الامت نے ایکبار وعدہ
فرمایا تھا تو مکمل تفسیر غالباً ہم شائع کرنیکے
قابل ہو سکیں، انشاء اللہ تعالیٰ
مگر سر دست ہم احباب کے
ایک صفحہ سے زاید
حصہ اسکے لیے نہیں
دے سکتے
ایڈیٹر

ایک جمعہ تو ہفتہ کے بعد پڑھتے ہیں جیسے یہ جمعہ چھوٹا ہے ویسے ہی اس کے مقابل تجارتیں بھی چھوٹی ہوتی ہیں۔ لیکن ایک عظیم الشان جمعہ ہے چھ ہزار برس کے بعد ساتویں ہزار کا جمعہ ہے اگر اور دنوں میں جمعہ کیمزوری ہے اور اس کے حق میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جو جمعہ کی پروا نہیں کرتا اسکا $\frac{1}{3}$ حصہ دل کا سیاہ ہوجاتا ہے اور دو جمعہ کے ترک سے نصف اور چار جمعہ کے ترک سے سارا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور اسطرح گویا عبادۃ کی لذت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر فرمایا جو جمعہ سے تخلف کرتے ہیں میرے جی میں آتا ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دی جاوے اور پھر فرمایا کہ اس جمعہ میں ایک وقت ہے جو قبولیت دعا کا وقت ہے۔ پھر اسی جمعہ میں آدم اپنے کمال کو پہونچا۔ اور بہشت میں داخل ہوا بہشت سے باہر مخلوقات کے پھیلانے کا ذریعہ ہوا۔ اسی جمعہ میں بہت درود شریف پڑھنے کا ارشاد ہوا کم از کم سو بار جمعہ کی رات اور دن کو۔

اور ایک وعظیم الشان بات ہے کہ جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھ لیا کرو اور نہیں تو کم از کم پہلی اور آخری دس آیتیں ہی پڑھ لیا کرو۔ پہلی آیتوں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو انمیں لکھا کر **وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا** یعنی انکو ڈرایا جاوے جنھوں نے اللہ کا ولد تجویز کیا ہے اور یہ بھی ہے کہ اس بیٹا تجویز کرنے میں **مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ** نہ ان کے پاس نہ ان کے بڑوں کے پاس کوئی علمی دلیل ہے ہاں یہ بات ہے **يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا** انکو اپنی صنعتوں پر ہی ناز ہے۔

اب ان تمام امور پر نظر کرو اور سوچو تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معمولی جمعہ میں بھی فتن دجال سے ڈرایا ہے۔ جمعہ میں فتن دجال سے ڈرانا اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے جسپر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے مطلع کیا ہے کہ **جمعہ** کے ساتھ **مسیح موعود** کو عظیم الشان تعلق ہے بلکہ میں یہ یقیناً کہتا ہوں کہ جمعہ کا وجود بھی مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت اور آمد کے لیے ایک نشان اور پیشگوئی تھا۔ مگر افسوس ہے کہ جب مسلمانوں نے معمولی جمعہ سے لاپروائی کی اور اسکو ترک کردیا تو اس بڑے جمعہ کیطرف آنیکی انکو توفیق ملنی بہت مشکل ہوگئی۔ مینے بڑے غور کے ساتھ ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال کی تاریخ پر فکر کی ہے اور میں اس صحیح نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ یہ سلسلہ زوال اسوقت سے شروع ہوتا ہے جب مسلمانوں نے ترک جمعہ کو کیا + فتن دجال سے جو جمعہ کے اداب میں ڈرایا ہے یہ اشارہ تھا اس امر کیطرف کہ دجال کا فتنہ عظیم اس جمعہ میں ہونیوالا ہے۔

دجال کے مختلف معنی ہیں دجال سونیکے معنی بھی دیتا ہے۔ اور دجال تجارتی کمپنیوں کو بھی کہتے ہیں۔ یہاں جملہ میں بیع کے لفظ سے بتایا ہے کہ دجال کی پروا نہ کرو۔ اب یہ وہ جملہ آگیا ہے جسکی بنا دنیاوی جمعہ میں رکھی گئی تھی + عجیب بات ہے کہ اس مسیح موعود کو آدم بھی کہا گیا ہے اور پھر یہ اور بھی مشابہت ہے کہ جیسے آدم کی تکمیل جمعہ کی آخری گھڑی میں ہوئی تھی اسیطرح پر اس مسیح موعود کے ہاتھ پر بھی اسلام کی تکمیل اشاعت کا کام رکھا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ**۔ مفسروں نے بالاتفاق تسلیم کرلیا ہے کہ یہ غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا۔ اور حضرۃ امام نے **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ** کے جو معنے کیے ہیں وہ آپ میں سے اکثروں نے سُنے ہونگے وہ فرماتے ہیں کہ تکمیل دو قسم کی

تکمیل مراد ہے ایک تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعۃ ہدایۃ۔ تکمیل ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہو چکی اور تکمیل اشاعۃ ہدایۃ کا یہ وقت آیا ہے یعنی یہ مسیح موعود کے وقت مقدر تھی چنانچہ اسوقت دیکھتے ہو اشاعت کے کسقدر سامان اور اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔

اور پھر جیسے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک جمعہ کے ترک سے ۱/۳ حصہ دل کا سیاہ ہو جاتا ہے اسیطرح پر یہ بھی مسلم بات ہے کہ خدائی وحی کے انکار سے سلب ایمان ہو جاتا ہے پھر خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل مسیح موعود کے انکار سے سلب ایمان ہونا یقینی ٹھیرا۔ اور پھر جمعہ میں ایکوقت ایسا ہے جو قبولیت دعا کا ہے اسیطرح پر جب خدا تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ بندہ اصلاح خلق کے لیے آتا ہے تو وہ **لیلۃ القدر** کا وقت ہوتا ہے جسکی بابت قرآن شریف میں آچکا ہے کہ وہ **خیر من الف شہر** ہوتی ہے۔

ان سارے امور کو اکٹھا کرو اور پھر سوچو اور دیکھو کہ کیا اب یہ وہ وقت نہیں ہے؟ میں تم سے کہتا ہوں اور پھر اسپر پورا یقین رکھتا ہوں کہ یہ وہی وقت ہے یہ وہی جمعہ ہے۔ دجال بھی موجود ہے اور مسیح موعود بھی ہے۔

فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع

وہ وقت ایسے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُمیوں میں اپنے رسول کو بھیجا ہے ایک وہ وقت تھا جب کل دنیا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ خصوصاً عرب میں اسوقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اور ابراہیم و اسماعیل کی دعا کے نتیجہ میں انہیں رسول مبعوث کیا اور اب آپ کے آئے تیرہ سو سال گذرنے کے بعد جب اسلام کی حالت پر امت غافل ہو گئی اور اخلاقی اور ایمانی اور عملی قوتیں کمزور اور مردہ ہو گئیں اور قرآن شریف کیطرف بالکل توجہ نہ رہی بلکہ وہ وقت آ گیا کہ

رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔

کا مصداق ہے۔ اور قرآن آسمان پر اُٹھ گیا اور ہر طرف سے اسلام اور قرآن پر حملے ہونے لگے تو خدا کے اس وعدہ کا وقت آیا **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** اسکی حفاظت کی ضرورت ہے اور چونکہ وہ آسمان پر اُٹھ گیا ہے گویا اُس کے دوسرے نزول کی ضرورت ہے تب ہی تو **اخرین منھم لما یلحقوا بھم** والی قوم تعلیم اور ہدایت حاصل کرے اسلیے **اخرین منھم لما یلحقوا بھم** والی قوم کا علم ضروری ہے کہ وہی احمد ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) جو مکہ میں مبعوث ہوا تھا۔ پس اسوقت وہی احمد بروزی رنگ میں آیا ہے دیکھنے والے دیکھتے ہیں جنکو توفیق نہیں ملی وہ نہیں دیکھ سکتے۔

قرآن شریف سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک نام ذکر بھی ہے اور جیسے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا بھی وعدہ فرمایا تھا **واللہ یعصمک من الناس**۔ اور عجیب بات ہے کہ یہی وعدہ حضرت مسیح موعود سے بھی ہوا ہے ان ساری آیتوں پر غور کرنے سے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ صحیح ہے کہ **ذکر** سے مراد اس آیۃ میں جمعہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بعثت ہے جو بروزی رنگ میں مسیح موعود کی صورت میں ہوئی۔ باقی آیندہ۔

ڈائری
حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

۲۸ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

غاسق اللہ

آج صبحکو چار ساڑھے چار بجے کے قریب مشکوئے معلی میں صاحبزادی پیدا ہوئی جس کے متعلق گذشتہ شب کو پیدا ہونے سے پہلے **غاسق اللہ** کا الہام ہوا تھا الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو یہ درج ہوا ہے کہ الہام بعد میں ہوا تھا یہ سہو ہوا ہے اصل یوں ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے قریباً چار گھنٹے پیشتر یہ الہام حضرت اقدس کو ہوا تھا۔ جو اُسی وقت آپ نے تشریف لا کر مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کو سنایا۔ اس وقت رات کے ۱۲ بجے تھے حضرت حجۃ اللہ نے مولوی صاحب کے دروازہ پر دستک دی مولوی صاحب نے جب پوچھا کہ کون ہے تو فرمایا **غلام احمد** (ایدہ اللہ الاحد) **انک لعلی خلق عظیم**۔ ایڈیٹر۔ پھر آپ نے یہ الہام مولوی صاحب کو سنایا اور ایک رویا بھی سنائی جو اُسی وقت دیکھی تھی کہ حضرت حجۃ اللہ کو حضرت ام المؤمنین کہتی ہیں کہ اگر میرا انتقال ہو جاوے تو آپ اپنے ہاتھ سے میری تجہیز و تکفین کریں۔

غرض یہ الہام بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے ہوا تھا۔

دربار شام

قبل از عشا حضرت حجۃ اللہ نے اسی الہام غاسق اللہ کے متعلق فرمایا کہ غاسق عربی زبان میں اُس تاریکی کو کہتے ہیں جو بعد زوال شفق اول رات چاند کو ہوتی ہے اور قمر کی آخری رات میں جب وہ بے نور ہوتا ہے تو یہ لفظ بولتے ہیں اور خسوف کی حالت میں بھی بولتے ہیں۔

قرآن شریف میں جو **من شر غاسق اذا وقب** آیا ہے تو اس کے یہی معنی ہیں کہ ظلمت کی بُرائی سے جب وہ داخل ہو۔

فرمایا اجتہادی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ کیسی ابتلا کی خبر ہے جو منکرین کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت ہے کہ دشمن کو بھی موقع دیتا ہے چنانچہ بعض وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بظاہر شکست کا وقت پیش آجاتا جیسے فرمایا **ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس**۔

فرمایا منافقوں کی مثال **کلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا** خدا نے فرمائی ہے مگر ہمارے مخالف **قاموا** میں داخل ہیں جب تاریکی خدا کیطرف منسوب ہو تو اُس سے دشمن کی آنکھ میں ابتلا کا موقع مراد ہوتا ہے

رویا

رات کو دیکھا کہ جہلم میں ہوں اور میں ڈپٹی سنسار چند صاحب کے کمرہ میں ہوتا ہوا آگے کسی اور کمرہ کی طرف جا رہا ہوں۔

وجودی مذہب کی تردید کا رنگ

فرمایا وجودیوں کا رنگ اباحتی ہے دہریوں میں اور ان میں بہت ہی کم فرق ہے انکی زندگی بیقیدی اور آزادی کی زندگی ہے ایکبار ایک وجودی میرے پاس آیا جسنے اُسکے ہاتھ چہرہ زور سے چٹکی لی تو اُس کی چیخ نکل گئی میں نے کہا کہ کیا خدا کو درد ہوا کرتا ہے اور اسکی چیخ نکلا کرتی ہے؟ وہ اسپر شرمندہ ہو گیا۔

انسان کو خدا نے اپنی شکل پر پیدا کیا۔ اس کا مفہوم۔

اس عرض کرنے پر کہ وجودی کہتے ہیں کہ خدا نے آدم کو اپنی شکل پر پیدا کیا **فرمایا** قرآن شریف میں تو یہ نہیں توریت میں ہے مگر اسکا مفہوم یہ ہے **تخلقوا باخلاق اللہ** جیسے خدا ہر ایک عیب اور بدی سے پاک ہے

یہ بھی پاک ہونے کی کوشش کرے۔ قرآن شریف نے تو یہ کہا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

فرمایا وجودیوں سے خدا کی تعریف پوچھو اور پھر کہو کہ یہ صفات اپنے اندر ثابت کردو۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ ہم ابھی کامل نہیں تو اُسے کہو کہ جو کامل گذرا ہے اُسکو پیش کرو۔ اسی کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا۔ اور بعد نماز عشا حضور تشریف لے گئے۔

۲۹ جنوری ۱۹۰۳ء

صبح کی سیر

مولوی **نور احمد** صاحب ساکن لودی ننگل اپنا ایک پنجابی رسالہ منظوم سناتے رہے۔ جسمیں ان جھوٹے حملوں کا رد تھا جو حضرت حجۃ اللہ علی الارض کی آبرو پر مخالفوں نے کیے تھے۔ **فرمایا** جھوٹ جیسا کوئی لعنتی کام نہیں خصوصاً وہ جھوٹ جو آبرو اور عزت وغیرہ پر ہو۔ جس پیٹ سے ایسی باتیں نکلا کرتی ہیں اسے نفس کہتے ہیں۔

اسپر ضمناً جناب نے کلارک والے مقدمہ کا ایک واقعہ بیان کیا کہ حضرت اقدس کے وکیل نے چاہا کہ ایک گواہ سے اُسکی ماں کا نام پوچھا جاوے تو حضرت نے اجازت نہ دی باوصفیکہ وہ خطرناک مخالفت کا رنگ لیکر شہادت کے لیے آیا تھا وکیل نے نہایت تعجب کیا اور آپ کی صداقت کا قائل ہوا کہ ایسے موقعہ پر کہ جان کا خطرہ ہے پھر آپ اس سے کریمانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم اس امر کو نہایت مکروہ سمجھتے ہیں کہ کسی کی نسبت وہ اعتراض کیا جائے جسکی اصلاح اس کے امکان و قدرت میں نہیں۔

صبر

ایک گالیاں دینے والے اخبار کی تذکرہ پر فرمایا صبر کرنا چاہیے ان گالیوں سے کیا ہوتا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لوگ آپ کی مذمت کیا کرتے تھے اور آپکو نعوذ باللہ مذمم کہا کرتے تھے تو آپ ہنسکر فرمایا کرتے تھے کہ میں انکی مذمت کو کیا کروں میرا تو نام ہی اللہ تعالی نے محمد رکھا ہوا ہے صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح اللہ تعالی نے مجھے بھیجا اور اللہ تعالی نے مجھے اور میری نسبت فرمایا ہے یحمدک اللّٰہ من عرشہٖ یعنی اللہ تعالے اپنے عرش سے تیری حمد تعریف کرتا ہے یہ وحی براہین احمدیہ میں موجود ہے۔

جھوٹ ایسی شے ہے کہ انسان آخر ملعنک جاتا ہے پھر اگر خدا کا فضل رہے اور توفیق دے تو توبہ کرتا ہے ورنہ نامراد جاتا ہے۔

ماننسخ من ایۃ کا نمونہ

فرمایا صبحکو ایک الہام ہوا تھا میں نے حافظہ پر بھروسا کر کے اُسے نہ لکھا آخر بھول گیا اور یاد نہ رہا۔ **فرمایا** یہی بات ماننسخ من ایۃ الآیہ میں پائی جاتی ہے مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں ایک جگہ سنقرئک فلاتنسیٰ الا ماشاء اللّٰہ سے یہی ایسا ہی پایا جاتا ہے۔

۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء

جہلم سے خبر آئی کہ کرم الدین نے حضرۃ اقدس پر ایک اور مقدمہ مواہب الرحمٰن کے بعض الفاظ کی بنا پر کیا ہے **فرمایا** اب یہ ان لوگوں کی طرف سے ابتدا ہے کیا معلوم کہ خدا تعالی ان کے مقابلہ میں کیا کیا تدبیر اختیار کریگا یہ استغاثہ ہم پر نہیں اللہ تعالے پر ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مقدمات کر کے تھکانا چاہتا ہے الہام ان اللّٰہ مع عبادہ یواسیک ہی کے متعلق اجتہادی طور پر معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی الہام ساکرمک اکراماً عجبًا۔

جماعت سے خطاب

فرمایا ہماری جماعت ایمان تو لاتی ہے مگر اصل میں ہمارا ایمان نشانوں پر ہوتا ہے اگرچہ انسان محسوس نہ کرے مگر اس کے اندر بعض کمزوریاں ضرور ہوتی ہیں اور جبتک وہ کمزوریاں دور نہ ہوں اعلی مراتب ایمانی نہیں مل سکتے اور یہ کمزوریاں نشانات ہی کے ذریعہ دور ہوتی ہیں اور اب خدا تعالی چاہتا ہے کہ اپنے نشانوں سے ان کمزوریوں کو دور کرے اور جماعت اپنے ایمان میں ترقی کرے اب وہ وقت آگیا ہے کہ ان اللّٰہ علی نصرھم لقدیر کا نمونہ دکھاوے۔ اللہ تعالی کی نظر سے صادق اور کاذب خائن اور مظلوم پوشیدہ نہیں ہیں۔ اب ضروری ہے کہ سب گروہ متفق ہو کر تیرے استیصال کے درپے ہوں جیسے جنگ احزاب میں ہوئے تھے۔ جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب خدا تعالی چاہتا ہے میں نے جو خواب میں دیکھا کہ دریائی نیل کے کنارہ پر ہوں اور بعض چلائے کہ ہم پکڑے ہی گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا وقت بھی آوے جب جماعت کو کوئی یاس ہو۔

مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ذرا آخر حملوں سے سچائی ظاہر کردے گا اسوقت یہ لوگ زندہ نکالیں گے تاکہ ذلت کے مقدمہ کی حسرتیں نہ رہ جائیں کیونکہ جھوٹ گیا۔ یہ لوگ ان باتوں پر یقین نہیں کرتے جو خدا کیطرف سے میں پیش کرتا ہوں مگر وہ دیکھ لیں گے کہ اکرامًا عجبًا کیسے ہوتا ہے

دربار شام

شوق تبلیغ

فرمایا بیست تیس جلد مواہب الرحمٰن کی مجلد کرا کر مصر کے اخبار نویسوں کو بھیجی جاویں اور اگر میری مقدرت میں ہوتا تو میں کئی ہزار مجلد کرا کر بھیجتا۔

فرمایا یہاں کے لوگوں کا تو یہ حال ہے شاید مصر کے لوگ ہی فائدہ اُٹھالیں جسقدر سعید روحیں خدا کے علم میں ہیں وہ انکو کھینچ رہا ہے

جماعت کو تبلیغ

بیعت کے بعد ایک شخص نے اپنے گاؤں میں کثرت طاعون کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی **فرمایا** میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہیے کہ ہمیشہ دعائیں لگے رہو نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالے حفاظت کریگا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہو تو اللہ تعالے اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کریگا کوئی بلا اور دکھ اللہ تعالی کے ارادہ کے سوا نہیں آتا اور وہ اُسوقت آتا ہے جب اللہ تعالی کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ ان بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالے اُنکی پرواہ نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالے اُنکی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ اُنکی حفاظت کرتا ہے من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ۔ بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے لا الٰہ الا اللّٰہ کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعوی کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالی کے لیے دکھ نہیں اٹھاتے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یا مقدمہ آجاوے تو فوراً خدا کو چھوڑ دینے کو طیار ہو جاتے ہیں اور اسکی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں اللہ تعالے ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو اور دکھ اٹھانے کو طیار ہو جاوے تو خدا تعالے اُس سے دکھ اٹھا لیتا ہے اور دو مصیبتیں اُسپر جمع نہیں کرتا دکھ کا اصل علاج دکھ ہی ہے اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں۔

ایک وہ دکھ ہے جو انسان خدا کے لیے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک وہ بلائے ناگہانی اس بلا سے خدا بچا لیتا ہے پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو۔ اگرچہ ہر شخص کو وحی یا الہام نہ ہو مگر دل گواہی دیدیتا ہے کہ خدا اُسے ہلاک نہ کرے گا دنیا میں دو دوستوں کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دوسرے دوست کا مرتبہ شناخت کر لیتا ہے کیونکہ جیسا وہ اس کے ساتھ ہے ویسا ہی وہ بھی اُس کے ساتھ ہوگا دلکو دل سے راہ ہوتی ہے محبت کے عوض محبت اور رعایت کے عوض میں دعا۔

خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ میں اگر کوئی حصہ کھوٹ کا ہوگا تو اُسی قدر اُدھر سے بھی ہوگا مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بھی اُس سے کوئی فرق نہ رکھے گا۔ انسان کا اپنا دل اُسکے لیے آئینہ ہے وہ اُسمیں سب کچھ دیکھ سکتا ہے پس سچا طریق دکھ سے بچنے کا یہی ہے کہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔ اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ۔ اور اس راہ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو۔ کیونکہ اسکی بابت تم پوچھے جاؤ گے جب اسقدر اخلاص تمکو میسر آ جاوے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمکو ضائع کرے ایسا شخص سارے گھر کو بچا لیگا اصل یہی ہے اسکو مت بھولو نری زبان میں برکت نہیں ہوتی کہ ہنسی ہنسی باتیں کر لیں اصل برکت دل میں ہوتی ہے اور وہی برکت کی جڑ ہے۔ زبان سے تو کروڑہا مسلمان کہلاتے ہیں جن لوگوں کے دل خدا کے ساتھ مستحکم ہیں وہ اُسکی طرف وفا سے آتے ہیں خدا بھی اُنکی طرف وفا سے پیش آتا ہے۔ اور مصیبت اور بلا کے وقت اُنکو الگ کر لیتا ہے یاد رکھو یہ طاعون خود بخود نہیں آئی بلکہ اسکو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے جو اپنے وقت پر آئی ہے اب جو کھوٹ اور بیوفائی کا حصہ رکھتا ہے وہ بلا اور وبا سے بھی حصہ لے گا مگر جو ایسا حصہ نہیں رکھتا خدا اُسکو محفوظ رکھے گا۔

میں اگر کسی کے لیے دعا کروں اور خدا کے ساتھ اُسکا معاملہ صاف نہیں ہے وہ اُس سے سچا تعلق نہیں رکھتا تو میری دعا اُسکو کیا فائدہ دیگی لیکن اگر وہ صاف دل ہے اور کوئی کھوٹ نہیں رکھتا تو میری دعا اُس کے لیے نور علیٰ نور ہوگی تعجب ہے اُنکو دیکھا جاتا ہے کہ دو دو پیسے کی خاطر خدا کو چھوڑ دیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ خدا انصاف اور ہمدردی چاہتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ فسق فحشا اور بیحیائی سے باز آویں جو ایسی حالت پیدا کر لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اُن کے ساتھ ہوتے ہیں مگر جب دل میں تقویٰ نہ ہو اور کچھ حصہ شیطان کا بھی ہو تو خدا شراکت پسند نہیں کرتا اور وہ سب چھوڑ کر شیطان کا کر دیتا ہے کیونکہ اُسکی غیرت شرکت پسند نہیں کرتی پس جو بچنا چاہتا ہے اُسکو ضروری ہے کہ وہ اکیلا خدا کا ہو۔

من کان للہ کان اللہ لہ خدا تعالیٰ نے کبھی کسی صادق سے بیوفائی نہیں کی ہے۔ ساری دنیا بھی اگر اُسکی دشمن ہو اور اُس سے عداوت کرے تو اُسکو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی

خدا بڑی طاقت ہے اور قدرت والا ہے اور انسان ایمان کی قوت کے ساتھ اُسکی حفاظت کے نیچے آتا اور اُسکی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات دیکھتا ہے پھر اُسپر کوئی ذلت نہ آوے گی۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ زبردست پر بھی زبردست ہے بلکہ اپنے امر پر بھی غالب ہے سچے دل سے نمازیں پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو اور اپنے سب رشتہ داروں اور عزیزوں کو یہی تعلیم دو پورے طور پر خدا کیطرف ہو کر کوئی نقصان نہیں اُٹھاتا نقصان کی اصل جڑ گناہ ہے۔

ساری عزتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں دیکھو بہت سے ابرار اخیار دنیا میں گذرے ہیں اگر وہ دنیا دار ہوتے تو اُن کے گذارے ادنیٰ درجہ کے ہوتے اور کوئی اُنکو پوچھتا بھی نہیں مگر وہ خدا کے لیے ہوے اور ساری دنیا کو اُنکی طرف کھینچ لایا۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین رکھو اور بدظنی نہ کرو جب اُنکی بدبختی سے خدا کی بدظنی ہوتی ہے تو پھر نہ نماز درست ہوتی ہے نہ روزہ نہ صدقات بدظنی ایمان کے درخت کو نشو و نما ہونے نہیں دیتی بلکہ ایمان کا درخت یقین سے بڑھتا ہے۔

میں اپنی جماعت کو بار بار اسی لیے نصیحت کرتا ہوں کہ یہ موت کا زمانہ ہے اگر سچے دل سے ایمان لا کر اُسی موت کو اختیار کرو گے تو اسی موت سے زندہ ہو جاؤ گے اور ذلت کی موت سے بچائے جاؤ گے مومن پر دو موتیں جمع نہیں ہوتی ہیں۔ جب وہ سچے دل سے اور صدق اور اخلاص کے ساتھ خدا کیطرف آتا ہے پھر طاعون کیا چیز ہے؟ کیونکہ صدق اور وفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہونا یہ بھی ایک موت ہی جو ایک قسم کی طاعون ہے مگر اس طاعون سے ہزارہا درجہ بہتر ہے کیونکہ خدا کا ہونے سے نشانہ طعن تو ہونا ہی پڑتا ہے۔ پس جب مومن ایک موت اپنے اوپر اختیار کر لیتا ہے تو پھر دوسری موت اُسکے آگے کیا شے ہے؟ مجھے یہی الہام ہوا تھا کہ **آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔**

ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اُسکا ہو جاتا ہے تو خدا اُسکا ولی بنتا ہے لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بے شک خطرہ ہوتا ہے ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے اگر خدا [تعالیٰ] سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دیگی نہ کچھ اور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسکی خاص حفاظت کرتا ہے اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپکو خاص کرتے ہیں اُنپر خاص تجلی کرتا ہے اور خدا کے لیے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اسکا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جاوے۔ اس لیے میں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو اگر دل پاک نہیں ہے۔

ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا جب دل دور ہے ...... جب دل اور زبان میں اتفاق نہیں اور پھر میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر منافقانہ اقرار کرتے ہیں تو یاد رکھو ایسے شخصکو دوہرا عذاب ہوگا مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اُسکے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور اُسکو ایک **نئی زندگی ملتی ہے۔**

میں تو زبان ہی سے کہتا ہوں دل میں ڈالنا خدا کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانے میں کیا کسر باقی رکھی تھی مگر ابوجہل اور اُسکے امثال نہ سمجھے۔ آپکو اسقدر فکر اور غم تھا کہ خدا نے خود فرمایا **لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین**۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسقدر ہمدردی تھی آپ چاہتے تھے کہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جاویں مگر وہ نہ بچ سکے حقیقت میں معلم اور واعظ کا تو اتنا ہی فرض ہے کہ وہ بتا دے۔ دل کی کھڑکی تو خدا ہی کے فضل سے کھلتی ہے۔ نجات اُسی کو ملتی ہے جو دل کا صاف ہے جو صاف دل نہیں وہ اُچکا اور ڈاکو ہے خدا تعالیٰ اُسے بری طرح مارتا ہے۔ اب یہ طاعون کے دن ہیں ابھی تو ابتدا ہے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

آخر کی خبر نہیں مگر جو ابتدائی حالت میں اپنے آپکو درست کر لیں گے وہ خدا کی رحمت کا بہت بڑا حق رکھتے ہیں مگر جو لوگ صاعقہ کی طرح دیکھکر ایمان لاویں گے ممکن ہے کہ اُنکی توبہ قبول نہ ہو یا توبہ کا موقع ہی نہ ملے۔ ابتدا والے ہی کا حق بڑا ہوتا ہے قاعدہ کے موافق ۱۵ - یا ۲۰ دن اور طاعون کے روزے ہیں اور آرام کی شکل نظر آتی ہے مگر وقت آتا ہے کہ پھر روزہ کھولنے کا زمانہ شروع ہوگا۔

اب خدا کے سوا کوئی عاصم نہیں ہے۔ ابھی تمہارا دل یقین نہیں کر سکتا کہ خدا کے ارادہ کے خلاف کوئی بچ سکتا ہے فائدہ اور امن کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف ایسا جھکو کہ خود محسوس کرے کہ اب میں وہ نہیں رہا ہوں اور مصفا قطرہ کی طرح ہو جاوے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جوں جوں طاعون کا زمانہ قریب آتا جاتا ہے شور اور مفسدہ مخالفت کا بڑھتا جاتا ہے اُنکو ذرا بھی خدا کا خوف نہیں ہے

فرمایا آج مجھے خیال آیا کہ شاید یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ والا الہام اور محاصرہ والی حدیث اسی طرح پوری ہو کہ مقدمات کثرہ سے کر دیں جیسے حضرت موسیٰ کے سامنے نیل سے اور پیچھے لشکر فرعون سے محصور ہو گئے تھے اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت والے چلائیں کہ ہم پکڑے گئے۔ پہلے خدا نے ایسے کمزوروں کو پہلے سے تسلی دیدی کہ یہ مضبوط اور قوی دل ہو جائیں۔ براہین احمدیہ میں بھی اسکی طرف اشارہ ہے کہ ایک وقت ناخنوں تک زور لگائیں گے اُسوقت خدا تیرے ساتھ ہوگا واللہ یعصمک من الناس۔ اب خدا تعالیٰ نے جو دن مقرر کیے ہوئے ہیں وہ اگر نہ آویں تو ثواب کیسے ملے براہین میں اور بھی بعض خوفناک صورتیں مذکور ہیں اور انجام کار وہی ہوگا جسکی خدا نے خبر دی ہے اور ارادہ فرمایا ہے۔

فرمایا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء کی صبح کو یہ الہام ہوا تھا لا یموت احد من رجالکم اس کے معنی ابھی نہیں کھلے مگر یہاں حقیقی معنی تو موت کے نہیں ہو سکتے کیونکہ ابنیا پر بھی یہ آئی ہے۔ غالباً اور کوئی معنی ہوں گے۔

فرمایا براہین میں یہ بھی الہام ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک وھم لا یفتنون۔ ہماری جماعت پر بھی ایک فتنہ ہے صحابہ پر بھی فتنہ ہوا مگر فتنہ کا پتہ نہیں کہ کونسا فتنہ ہے اور کس راہ کا ہے مگر جب انسان خدا کا ہو جاوے تو پھر جان و مال اور آبرو کیا شے ہے کچھ نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہی تین چیزیں انسان کو عزیز تر ہوتی ہیں۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔

فرمایا ایک پرانا الہام بلیۃ مالیۃ ہے شاید وہ ان ایام کے لیے تھا۔

ابر رحمت

رسالہ ابھی نہیں چھپا اُسکے طبع کرنے سے پہلے چار سو درخواست مع قیمت پیشگی آنے پر چھپے گا ابھی درخواست مع قیمت تھوڑی سی آئی ہیں۔

خاکسار سراج الحق نعمانی

رسالہ معیار الحق

جواب ضمیمہ

یکم فروری شحنۂ مطلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔

مخالفین تو یہی ارادہ کر رہے ہیں کہ بجھا دیویں نور اللہ کا ساتھ مونہوں اپنے کے یعنی بیہودہ مکر و لفاظیوں اور جھگڑے بازیوں سے اور اللہ تو کوئی بات قبول نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ اپنے نور کو کامل اور پورا کر دیوے اور اگرچہ ناخوش لگے منکروں کو۔ اللہ تو وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ تمام ہدایتوں کے اور دین حق کے تاکہ بالآخر غالب کر دیوے اُسکو اوپر تمام دینوں کے اور اگرچہ ناخوشی رکھیں مشرک۔

درایت اور روایت سے ثابت ہے کہ آیۂ مذکورہ میں ظہور و غلبہ اور اظہار اسلام کی ایک پیشین گوئی عظیم الشان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے شروع ہوئی اور آخر زمانہ مسیح موعود علیہ السلام میں بتمام و کمال پوری ہوگی لیکن فرق صرف اسقدر ہے کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائی راشدین کے زمانہ میں مخالفین اسلام سیف و سنان کے ساتھ پیش آتے تھے جنگی مقابلہ میں بھی وہی سیف و سنان پیش کیا گیا اور مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ بعثت میں صرف افواہ کے ساتھ مخالفین مقابل ہوں گے یعنی اقوال بیہودہ معرا از حجت و برہان اور سخنان متضمن سب و شتم بے پایان کے ساتھ مقابلہ کریں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن مخالفین کی مُنہ کی پھونکوں کو رد کرے گا اور اس نور اللہ کی چمکاروں کو جو مسیح موعود کے ساتھ اترا ہوگا عالمگیر کر دیوے گا اور پھر تمام ادیان باطلہ بمقابلہ براہین اور حجتہائے دین اسلام کے کالعدم ہلاک ہو جاوینگے۔

ماسبق آیت سے یہ بھی بطور استیناس کے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اکثر لوگوں نے اپنے علما اور درویشوں کو رب قرار دے لیا ہوگا اور مسیح ابن مریم کے اتخاذ رب کا فتنہ بھی عالمگیر ہوگا اور یہ دونوں شرک دنیا میں شائع شدہ ہوں گے کیونکہ آیت مذکورہ سے پہلے اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے اتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ ترجمہ پکڑ لیا انھوں نے عالموں اور درویشوں اپنوں کو سوائے اسکے معبود اور مسیح بیٹے مریم کو رب مقرر کر لیا اور نہیں حکم کیے گئے وہ مگر یہ کہ پرستش کریں ایک معبود کو نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی معبود برحق پاک ہے اسکو اُس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں۔

ناظرین با انصاف پر واضح ہو کہ قطع نظر اس سے کہ مفسرین معتبرین پیشین گوئی مندرجہ آیت کا کامل طور پر پورا ہونا زمانہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں معہذا تمام مضمون آیات مذکورہ کا مخالفین کیطرف سے اس چودہویں صدی میں کامل طور پر مشاہدہ ہو رہا ہے اور مسیح موعود اور اُسکی جماعت بحولہ و قوتہ اتمام نور اللہ کے لیے سعی اور کوشش کر رہی ہے یعنی اودھر تو ہر ایک شخص مجسم چاہتا ہے کہ صرف اپنی بیمعنی الفاظ اور لایعنی سب و شتم اور زبانی چالاکیوں سے اس چودھویں صدی کے نور اللہ کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیو ادھر اللہ تعالیٰ کی نصرتیں اور تائیدیں مسیح موعود کے مقاصد توحید اسلام کے لیے متواتر اور پے درپے و تو مییں آرہی ہیں وکاین من ایۃ فی السموات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون یعنی اور بہت سے نشان آسمان اور زمین میں واقع ہو رہے ہیں جن پر وہ گذرتے بھی ہیں باوجود اس کے مخالفین اُن سے اعراض کرتے رہتے ہیں

شعر

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پے تصدیق او استادہ اند

لیکن جبکہ اس دنیا کے ماہتاب کے نور میں بھی عوعو کلاب سے کچھ نقصان پیدا نہیں ہو سکتا تو پھر نور اللہ کسیکی مُنہ کی پھونکوں سے کیونکر نقصان پذیر ہو سکتا ہے ولنعم ما قیل شعر

فتنا نہ نور وسگ عوعو کند
ہر کسے بر خلقت خود مے تند

صدق الله تعالیٰ ویابی الله الا ان یتم نوره ولو کره الکافرون۔ اگر کوئی کہے کہ تم نے اس چودھویں صدی کے نور کا نور اللہ ہونا کیونکر شناخت کیا تو واضح ہو کہ وہ صدہا نشان اور آثار باہرہ جو اس نور اللہ کی صداقت میں بذریعہ کتب و رسائل تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں انپر نظر ڈالو تاکہ حقیقت الحال واضح ہو مگر القاء سمع اور شہود قلب ضرور درکار ہے لمن القی السمع وھو شہید قرآئن ہیں ہم یہاں چند سطور میں صرف ایک معیار فرمودہ پروردگار یعنی آیۃ مذکورہ مختصراً بیان کرتے ہیں کہ مدت تیئیس سال سے مشاہدہ ہو رہا ہے کہ مخالفین اس نور اللہ کے محو و نابود کرنے میں جسقدر طرح طرح سے جان توڑ کوششیں کر رہے ہیں اسیقدر اس نور اللہ کی چمکاریں عالمگیر ہوتی چلی جاتی ہیں شعر

می درخشد چوں قمر تابد چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ما افتادہ اند

یہانتک ہم ہزارہا آدمیوں کا مشاہدہ لکھتے ہیں کہ ابتدائے تکفیر بازی سے جہلم کے مقدمہ تک صدہا حملجات اس نور اللہ پر مخالفین کے واقع ہوئے لیکن بموجب الہامات مبشرہ کے جو قبل سے شائع ہو چکے تھے ان حملجات کا ضرر مخالفین ہی کو پہنچا اور نظارہ حدیث من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود کا ہر کہ ومہ کو نظر آتا رہا یعنی جو فتنہ مخالفین کیطرف سے واسطے ایذا کے برپا ہوا اسکا ضرر اور وبال انھیں پر لوٹکر پڑا اور اس کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ پس آیۃ مندرجہ میں جو معیار قرار دیا گیا تھا وہ یہانتک پورے طور پر جلوہ گر ہو گیا اور جب کہ آیۃ مذکورہ میں نور اللہ ہونے کا یہ معیار قرار دیا گیا ہے کہ مخالفین کی مخالفت شدیدہ سے اس نور کو اللہ تعالیٰ اور چمکا دیگا تاکہ پیشگوئی مسیح موعود مندرجہ لیظھرہ علی الدین کلہ پورا ہو تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسکی مخالفت بھی اشد ہوگی جسکی طرف یریدون ان یطفئوا نور الله بافواھھم دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس نور کی چمکاریں عالمگیر کرنے سے نہ تھکے گا جیسے ویابی الله الا ان یتم نورہ کا بتاکید تمام صراحت کر رہا ہے اور یہی نور ہے جو سورۃ نور کی آیۃ وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض میں بلفظ کما بیان فرمایا گیا ہے جسکی تفسیر و تشریح کسی قدر آیات الرحمن میں ہم کر چکے ہیں اور یہ بہت سچی بات ہے کہ ظہور غلبہ در وقوع فتح و نصرۃ کا تب ہی متصور ہو سکتا ہے جبکہ مخالفت بھی اشد ہو۔ شعر

در کار خانہ عشق از کفر ناگزیر ست
آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

سبحان اللہ آیت معترضہ میں کس بلاغت اور فصاحت کے ساتھ دو سلسلوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے یعنی تمام ہدایتوں اور صداقتوں کا مجموعہ اور دین الحق جو ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے ثابت و متحقق ہے اسکا نزول من اللہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق سے ارشاد فرمایا گیا اور پھر کل ادیان باطلہ پر اس مجموعہ ہدایتوں کا غلبہ اور اظہار حجت و برہان سے آخر زمانہ مسیح موعود سے متعلق فرمایا گیا کیونکہ لیظھرہ علی الدین کلہ میں حرف لام جو عاقبۃ اور انجام کے لیے ہے اسکی طرف اشارہ کر رہا ہے الحاصل جبکہ مدت ۲۳ سال تک اس مسیح موعود کا صدق دعوی معیار مذکورہ آیت مذکورہ صدہا بار کامل العیار ہوتا چلا آیا ہے تو اب کیونکر کوئی مومن متقی اس سے اعراض کر سکتا ہے الا من سفه نفسه۔ واضح ہو کہ منجملہ دیگر مخالفین اندرونی کے حضرت شحنا صاحب بھی مصداق یریدون ان یطفئوا نور الله بافواھھم ہونے کے لیے کوشش کر رہے ہیں جنکی کل تحریرات سب و شتم و لایعنی کلام سے پر ہوتی ہیں معہذا شحنا صاحب اپنے تئیں بڑا مہذب اور صادق القول ہونیکا دعوی کرتے ہیں اور دوسرے اپنے ہم مسلک مخالفین حضرت اقدس کو کذاب اور لغوگو اور بدمعاش تحریر کرتے ہیں یہانپر ہم انکی عبارۃ ضمیمہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء نمبر چہارم سے بجنسہا نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جاوے کہ بموجب خود قول حضرت شحنا صاحب کے دیگر مخالفین حضرۃ اقدس ع م کے سوائے شحنا صاحب کے مصداق انھیں الفاظ کے ہیں جو شحنا صاحب نے تحریر فرمائے ہیں آگے رہے شحنا صاحب سو انکی مجددیۃ السنۃ مشرقیہ اور فضائل ذاتیہ کچھ تو رسائل یکروزی سے واضح ہو چکے ہیں اور کچھ اس رسالہ معیار الحق سے منکشف ہو جاویگی اور سائر فضائل و کمالات انکی مطالعہ ضمائم کی تحریرات سے اظہر من الشمس ہیں بقول شخصے عیاں را چہ بیاں۔ ضمیمہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء نمبر ۴ میں آپ ایک اعلان شائع فرماتے ہیں وھو ھذا۔

اعلان عام شحنہ ہند میں مرزا جی کے خلاف بیسیوں مضامین آرہے ہیں جنکا نہ املا درست ہے نہ انشا اور ہمکو اتنی فرصت نہیں کہ انکی اصلاح دیں یا از سر نو لکھیں یاد رہے یہ ہے کہ مجدد کو مضامین کی ضرورت نہیں وہ ایک گھنٹہ میں تمام ضمیمہ کو اپنے قلم سے معمور کر سکتا ہے البتہ خریداروں کی ضرورت ہے پس جو حضرات مضمون بھیجیں خریدار ہونا اور خریداروں کو پیدا کرنا اپنا فرض سمجھیں خریداروں اور معاونوں کا بیشک حق ہے کہ ضمیمہ میں مضامین دیں۔ مگر ٹھیک واقعات ہوں نہ کہ محض خلاف واقع لغویات و خرافات جیسا بعض چھچھورے پیروں نے اخبار وطنی اہل بدعہ کا قادیان جانا لکھ مارا جو بالکل غلط تھا۔ یہ مضمون ہمارے نام بھی آیا تھا مگر ہمنے شائع نہیں کیا کیونکہ ہمکو اصل حقیقت معلوم تھی۔ علی ہذا اس ہفتہ کسی بدمعاش نے ہوشیارپور سے ایک بیہودہ طومار لکھ بھیجا جس میں مرزا اور مرزائیوں کو مغلظ گالیاں دینے کے سوا کچھ بھی نہیں دلائل سے دعووں کو توڑنا چاہیے نہ کہ گالیوں سے۔ اڈیٹر۔ انتہی بلفظہ

ناظرین اس اعلان عام میں غور فرماویں خصوصاً ان الفاظ کو نظر غائر سے مطالعہ کریں جنپر نمبر دہ کا نہ دیے ہوئے ہیں وتلک عشرۃ کاملۃ۔

حسب اقرار شحنا صاحب کے اس اعلان سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ سوائے حضرت شحنا صاحب کے جو دوسرے مخالفین حضرت مسیح موعود ع م کے مسیح موعود کی نسبت تحریر کرتے ہیں وہ محض خلاف واقع لغویات خرافات غلط اور مغلظ گالیاں ہیں اور ان کے لکھنے والے بدمعاش ہیں ہاں البتہ حضرت شحنا صاحب بڑے نیک معاش اور راست باز ہیں اسبارہ میں ہم اور تو کچھ نہیں کہہ سکتے صرف اسقدر استفسار کرتے ہیں کہ ان بدمعاش اور کذاب اور مغلظ گالیاں دینے والوں کے رجوعات اسقدر کثرۃ سے آپ کی طرف کیوں ہے اور کیا وجہ ہے کہ بیسیوں مضامین خلاف واقع اور غلط در غلط متضمن مغلظ گالیوں کے پھر بدمعاشوں کے لکھے ہوئے آپکے پاس چلے آتے ہیں اور آپ انکا ملجا و ماوا ہیں کچھ نہ کچھ تو دال میں کالا ضرور ہے الجنس یمیل الی الجنس کی مثل مشہور مبادا کہیں صادق نہ ہو اور پھر ناظرین کے لیے آپکی تحریرات مندرجہ ضمائم اس امر کے اثبات کے لیے شواہد عدول نہ ہو جاویں مگر کفی بالله شہیدا کہ ہمکو تو آپکی الفاظ سب و شتم کیطرف کچھ بھی التفات نہیں ہے اسقدر بھی طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ وہ آپ کے الفاظ سب و شتم کے آپکی تحریرات سے انتخاب کر کر ناظرین کو دکھلاویں اگرچہ یہ مثل مشہور ہے کہ نقل کفر کفر نباشد مگر ہم تو ان الفاظ کا نقل کرنا بھی نہایت مکروہ

معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہمارا طریقہ مسلوک حسب ہدایت حضرت اقدس کے یہی ہے

شعر

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

ہاں البتہ یہاں پر آپ کے بعض آثار تجدید کو جو بہ نسبت السنہ مشرقیہ کے وقوع میں آرہے ہیں ناظرین کے لیے واضح طور پر بیان کرنا ضرور منظور ہے کیونکہ آپ کو بھی اس تجدید کے آثار کے اظہار کا کمال شوق ہے اور میری غرض بھی یہی ہے کہ جو لوگ آپکی تجدید السنہ مشرقیہ کو تسلیم نہیں کرتے وہ بھی آپ کے اُس منصب کو جسکے آپ مستحق ہیں تسلیم کر لیویں اور جو لوگ تسلیم کر چکے ہیں اُنکو بھی آپ کی فضیلت ادبیہ معلوم ہو جاوے لہذا چند آثار آپ کی تجدید السنہ مشرقیہ کی نسبت یہاں پر مذکور ہوتے ہیں۔

الاول

آپ نے متعدد جگہ وعدہ مستحکم کیا تھا کہ اڈیٹر سخنۂ ہند جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں عربی قصیدہ بالمقابل لکھکر پیش کرے گا انشاءاللہ تعالےٰ انتہی۔ دیکھو ضمیمہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱ سطر ۲۳ وغیرہ کو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ نے اعجاز احمدی کے مقابل کوئی کتاب بشرائط مندرجہ تصنیف کی یا نہیں اگر بشرائط مندرجہ تصنیف کی ہو تو کوئی جگہ مناسب حسب تجویز فریقین کے مقرر فرمائی جاوے کہ حضرت اقدس کی جماعت میں سے دو سہ علما جنکو علوم آلیہ اور فن ادب میں مہارت ہو اُس مقام پر حاضر ہو جاویں اور اس امر کا فیصلہ ہو کہ مضامین حقہ اور دقائق بلیغہ مندرجہ اعجاز احمدی آپ کی کتاب سے منقوض ہو گئے ہیں یا نہیں اگرچہ اب میعاد اُسکی گذر چکی ہے کہ قریب دو ماہ کے منقضی ہو چکے مگر تاہم درصورت منقوض ہو جانے اعجاز احمدی کے بشرائط مندرجہ روپیہ موعودہ و مطلوبہ آپکو دیا جاویگا اور اگر آپ نے ابھی تک کوئی کتاب کذائی تصنیف نہیں فرمائی تو پھر وہی مثل آپکے حق میں آپ پر صادق آئے کہ (ڈہل در بنارہ و آواز در پھیش) پھر آپ کے ایسے مواعید عرقوب پر بھی کیا کوئی ذی انصاف آپکو مجدد السنہ شرقیہ تسلیم کر سکتا ہے کلّا وحاشا۔

الثانی

ضمیمہ ۲۴ جنوری سنہ ۰۳ء میں صفحہ اول آپ ایک جملہ تحریر فرماتے ہیں جو غلط درغلط ہے مگر مطلب اُسکا یہ ہے کہ جب نسبت امروہہ کیطرف کیجاوے امروہوی کہنا غلط ہے بلکہ امروہی چاہیے خواہ مخواہ واو کا تداخل امروہی صاحب کے قصباتی ہونیکا پتا دیتا ہے انتہیٰ۔

ہاں حضرت یہ اعتراض بھی آپکے مجدد السنہ شرقیہ کے آثار میں سے ایک عمدہ اثر ہے۔ اگر آپکو صرف نحو عربی سے مس نہیں تھا تو کچھ قواعد فارسی ہی یاد کر لیے ہوتے ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے رسائل فارسیہ میں قاعدہ نسبت کا لکھا ہوا ہے چنانچہ غیاث اللغات میں لکھا ہے وچوں بکلمہ کہ آخر آن الف یا ہا ویای تحتانی باشد یای نسبت ملحق کنند آن الف و ہا و یا بواو بدل کنند چوں موسیٰ و موسوی و عیسیٰ و عیسوی و دنیا و دنیوی و سامانہ و سامانوی و گنجہ و گنجوی و دہلی و دہلوی آخر تک الحضرت اب فرمایئے کہ لفظ امروہہ کے آخر میں ہای ہوز موجود ہے یا نہیں اور درصورت نسبت کے امروہوی کہہ سکتے ہیں یا نہیں یہ اثر آپکی تجدید زبان فارسی کا ہوا۔

الثالث - قولہ

اردو عربی فارسی میں کیسی ہی پایہ کا کلام ہو مگر یاد رکھو کہ وہ مجدد کی اصلاح کا محتاج ہوگا ہیچ۔

تجاوُا بذئب بعدجہد اذا بہم
ونغنی ثناء اللہ منہ وتظہر

ذوب گداختن اور اذابہ گداز اینزن یعنی دوسرے سے گلوانا مگر جہد کی یہ صفت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ معنی ہوے کہ بڑے کوشش کے بعد جس نے اُنکو گلوا دیا ایک بھیڑیا لائے اور دوسرے مصرعہ میں غنی یا نغنی کا صلہ آیا ہے بلکہ من صلہ کو حروف جارہ تک کی تمیز نہیں انتہی

اقول ای ناظرین یہ تحقیق ہے شحنا صاحب کی لفظ ذوب اور گداختن کی نسبت ایسی استعداد سے بھی کیا شحنا صاحب اعجاز احمدی کے الفاظ یا معانی سمجھ سکتے ہیں ہرگز نہیں

شعر

خاہر بیند و در نیک بہ معنی نہ رسد
سعی کار نکند گر نبود استعداد

الحضرت کیا پندنامہ سعدی کو بھی نسیا منسیا کر دیا

شعر

چو شمع از پے علم باید گداخت
کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

ظاہر ہے کہ شعر ہذا میں گداخت فعل لازمی ہے نہ متعدی۔ اور عربی مصدر ذوب و ذوبان بھی لازمی آتا ہے چنانچہ کتب لغات میں لکھا ہے ذاب السمن وغیرہ یذوب ذوبا و ذوبانا ضد جمد یعنی گھی یا اور کوئی شے جو مثل اُس کے سائل ہو پگھل گیا اور یہ ذاب یذوب ضد ہے جمد یجمد کی اور جمد کے معنے کتب لغات میں یہ لکھے ہیں جمد الماء وکل سائل یجمد جمدا و جمودا قام ویبس وضد ذاب یعنی جم گیا پانی یا جو چیز رواں اور سائل ہو پس جبکہ ذاب یذوب فعل لازمی ثابت ہوا تو یہ امر ظاہر ہے کہ فعل لازمی باب افعال یا تفعیل میں لانے سے متعدی بیک مفعول ہو جاویگا جیسا کہ ذہب و اذہب کتب لغات میں ہی لکھا ہے ذوب السمن تذویبا صیّرہ ذائبا و اذاب السمن اذابۃ بمعنی ذوّب یعنی گھی وغیرہ کو پگھلا دیا کتاب لغت کا نام ہمنے اسوجہ سے نہیں لکھا کہ شحنا صاحب مثل سابق کے فرما دیویںگے کہ لسان العرب وغیرہ کوئی لغت کی کتاب ہی نہیں ہے۔ الحاصل معترض صاحب نے منتخب اللغات وغیرہ کسی فارسی لغت عرب کی کتاب میں ذوبان کا ترجمہ گداختن دیکھ لیا ہوگا اور گداختن کو صرف مصدر متعدی سمجھ لیا اور پھر اس بناء فاسد علی الفاسد کے مرتکب ہوے کہ ترجمہ اذاب کا گلوانا کہہ دیا حالانکہ اذابہ کا ترجمہ گلانا یا پگھلانا ہے وبس اور پھر بمقتضای اپنی فضیلت تجدید السنہ کے ایک مصدر فارسی گدازانیدن بنا لیا جسکو اذابہ کا ترجمہ سمجھ لیا مصرعہ

بریں عقل و دانش بباید گریست

ایہا الناظرین یہ تجدید السنہ مشرقیہ شحنا صاحب کی۔ اور صلہ عنی یا نغنی کا فرض کیا کہ یہ لکھے لیکن شحنا صاحب کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ کتب علم اصول اور شیر لغات عرب میں لفظ من کو مرادف باکے لکھا ہوا ہے اور با کے محل پر من آجاتا ہے اگر شاہد منظور ہو تو قرآن مجید میں موجود ہے وینظرون من طرف خفی دیکھیے نظر بنظر یا بصر بصر کا صلہ با آتا ہے لیکن یہاں پر من موجود ہے دیکھو تفاسیر متعلق فن ادب کو

الرابع - قولہ - شعرا

وقال اسرّوا امری وانی اروذہم
اخاف علیہم ان یضرّوا ویایروا

اسرار باب افعال سے نہیں آتا بلکہ استتارہ آتا ہے اور شر یعنی کسی امر یا بھید کے چھپانے کو نہیں کہتے بلکہ پردے اور پوشش اور پردہ میں چھپے جانے اور رلا من کو کہتے ہیں امر یا سارے کے چھپانے کو اخفا کہتے ہیں پس مصرعہ اولیٰ یوں بنا لیجیے مصرعہ

وقال اخفوا امری وانی اروذہم

یا یوں کہو مصرعہ وقال اخفوا امری وانی اروذہم اور مصرعہ ثانیہ میں یضرّوا غلط ہے اگر نسبت دینے جانے یعنی بھاگنے کے معنے ہیں تو اوباز مصدر لازم نہیں بلکہ متعدی ہے اور اگر باب افعال سے منقول ہے تو یہ معنی ہوے کہ پیشت دے جاویں جو

بالکل مہمل ہے بھاگنے اور پیٹھ دے جانے کے لیے استدبار آتا ہے نہ کہ ادبار -

اقول اس مقام میں چند آثار و علامات آپکی فضیلت علمیہ کے مجتمع ہوگئے ہیں جن سے آپ کی مجددیت السنہ مشرقیہ ناظرین کو مسلم ہوجاویگی لہذا یہ آثار نمبر وار ہم لکھے دیتے ہیں -

اول اللہ تعالےٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ستار بھی ہے جس کے معنی چھپا نیوالے کے ہیں خواہ کوئی امر ہو اس اسم میں کسقدر عمومیت ہے نہیں کہاں گئے آپ کے معنی پردہ یا پوشش اور لباس کے یا شاید آپکو اللہ تعالےٰ کی صفت ستاری ہی سے انکار ہو جب ہی تو آپکی مجددیت السنہ مشرقیہ کی پردہ دری ہوتی چلی جاتی ہے

دوم جملہ اہل لغت نے ستر اور اخفا کو ایسا مترادف قرار دیا ہے کہ ایک کا دوسرے سے ترجمہ کردیتے ہیں قطر المحیط میں لکھا ہے خفّاہ **یخفیہ سترہ وکتمہ ولم یظہرہ ایضا خفاہ یخفیہ خفیا وخفیا ای اظہرہ واستخرجہ وسترہ وکتمہ وھو من الاضداد ایضا وخفی خفیۃ وخفیۃ استتر وتواری ایضا واختفی زید اخفاء استتر وتواری واخفی الشیٔ ازال خفاءہ ای غطاءہ** وغیرہ وغیرہ پس جبکہ ستر و اخفا ایسے مترادف الفاظ ہیں جو باہم ایک دوسیرکی ترجمہ میں آتے ہیں تو یہ ایراد آپ کا کسقدر جہالت سے ناشی ہوا ہے۔

سوم نمبر دوم میں ناظرین کو معلوم ہوگیا ہے کہ اخفا لغات اضداد میں سے ہے حتی کہ ثلاثی مجرد بھی اُسکا اضداد سے ہی ہے - پس ایسے لفظ کا استعمال جو لغات اضداد میں سے ہو محل تاکید معنی ستر میں لانا موہم خلاف مراد متکلم کا ہوا جاتا ہے جو خلاف بلاغت کے ہے لہذا استروا کی جگہ پر اخفوا کا استعمال محل تاکید معنی ستر میں متکلم بلیغ کے کلام میں کیونکر آسکتا ہے کہ ایہام خلاف مراد متکلم کا ہو جائے گا -

چہارم - معترض صاحب نے اخفو کو مہموز اللام سمجھا ہوا ہے حالانکہ اخفا ناقص یائی ہے کہ لام کلمہ اُسکا جو یا ہے صیغہ جمع مذکر حاضر میں حسب قاعدہ صرف محذوف ہوگیا ہے لہذا اخفوا بر وزن افعوا باقی رہ گیا ہے نہ اخفئوا جو معترض صاحب سمجھے ہوئے ہیں اسجگہ پر ناظرین کو شحنا صاحب کی لیاقت علمیہ جو عروض و قوافی میں حاصل ہے وہ بخوبی معلوم ہوگئی ہوگی اگر شحنا صاحب اپنی اصلاح میں بجائے استروا کے اخفوا کو رکھکر وزن تقطیع تو کیجیے -

التاسع

پنجم - شحنا صاحب کی مجددیت السنہ پر ایسا ادبار آگیا ہے کہ یدبر کو بھی غلط کہتے ہیں حالانکہ محاورہ عرب میں موجود ہے دَبَرَ فلان دبرًا و دبورا ولی یعنی پیٹھ دکھا اور موتھہ پھیرا - یہ تو ہوا ثلاثی مجرد اور باب افعال سے بھی ادبر اسی معنی میں آتا ہے کہتے ہیں ادبر عنہ ای ولی پر لفظ یدبر ثلاثی مجرد اور باب افعال دونوں سے ہو سکتا ہے اگر شاہد درکار ہو تو لیجیے **فلما راٰھا تھتز کانھا جان ولی مدبرا ولم یعقب** پس جبکہ دیکھا اُسکو کہ ہلتا ہے گویا کہ وہ سانپ ہے منہ چھپا اُسسے درانحالیکہ پیٹھ دینے والا تھا اور پیچھے نہ پھرا ایضاً **وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین** ایضاً **وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین** غرضکہ معنی ادبار کے پیٹھ دینے کے ہیں جو بمعنی بھاگ جانے کے آتا ہے فارسی میں بھی بھاگنے کے لیے لفظ پُشت کا باطلاق متعدد مستعمل ہوا ہے۔ **شعر**

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

ناظرین آپ سے انصاف طلب ہیں کہ جس شخص کو سنسکرت سے ایسے فضائل علمیہ نے احاطہ کرلیا ہو کیا ایسا شخص بھی السنہ مشرقیہ کی ہمہ دانی کا دعوی کرسکتا ہے بینوا توجروا۔

العاشر قولہ شعر

برقا برج بہتان تشاد و تعمر
فقالوا لحاک اللہ کیف تزور

برج بہتان ماشاء اللہ خوب زبان نکلی گئی ہے زبان عرب میں برج بہتان کس نے باندھا اور تعمیر کیا ہے شاید مرزا جی اسے اپنا برج منارہ سمجھے ہیں کسی شاعر عرب کی سند پیش کیجیے انتہی۔

اقول ایہا الناظرون ازبرائے خدا و رسول بعد ملاحظہ اس اعتراض کے بیان فرمائیے کہ آیا معترض کو علم معانی و بیان سے کچھہ مس ہے یا نہیں ہے بینوا توجروا صریح ظاہر ہے کہ معترض کو استعارہ کے معنی کی خبر ہی نہیں ہے پھر ہمارا مخاطب صحیح کیونکر ہو سکتا ہے اس قسم کے استعارات تو قطع نظر زبان عرب کے فارسی میں بھی بکثرت مستعمل ہیں اور جسقدر ایسے استعارات متکلم کے کلام میں آچکا ہو ہاں مجھکو یاد آگیا کہ ایسے استعارات میں یہ شرط لگانا آپ کی تجدید السنہ کے آثار میں سے ایک عمدہ علامت اور بشارت ہے - ؎ اینکار از تو آید و مردان چنیں کنند ۔ ہا ہمنے تو مطول وغیرہ میں یہی پڑھا تھا کہ استعارہ کے لیے علاقہ تشبیہ کا ہونا البتہ ضرور ہے نہ یہ کہ اُس استعارہ خاصہ کو کسی شاعر نے پہلے بھی باندھا ہو اگر آپنے مطول کو نہیں پڑھا ہے تو رسائل فارسی ہی دیکھہ لیے ہوتے کیونکہ انمیں بھی استعارات کا بیان لکھا ہوا ہے - سر ہوش قدم فکر گل رخسار بادام چشم پنجہ مرگ زمام حکم وغیرہ وغیرہ کسقدر مستعمل ہیں جنکا شمار ان چند سطور میں باہر ہو سکتا ہے پھر بڑے گھر طوطہ کو ہم کہاں تک پڑھا دیں دیکھو قرآن مجید نے ایک کافر کی ناک کو خرطوم فرمادیا ہے دوزخ کے شراروں کو قصر ارشاد کر دیا ہے اور پھل بعض کو **جمالۃ صفر** بھی فرمایا گیا ہے گو حرف تشبیہ کا وہاں پر موجود ہے مگر علاقہ تو تشبیہ ہی کا ہے جو استعارہ میں ہوتا ہے کما قال اللہ تعالےٰ **انہا ترمی بشرر کالقصر کانہ جمالۃ صفر** یعنی تحقیق وہ دوزخ پھینکتی ہے شرارے مانند برج اور قلعہ کے گویا وہ شرارے اونٹ ہیں زرد - ای ناظرین شعر مذکور جس فصاحت اور بلاغت کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے کیا ہی فصیح اور بلیغ ہے کوئی ادیب عرب اور عجم کا کذب اور بہتان مخالف کا بیان کسی شعر میں کرکر باہم فصاحت و بلاغت مقابلہ تو کرکر دکھلاوے ہم ایک شمہ اُسکی بلاغت کا یہاں پر بیان کرتے ہیں واضح ہو کہ ثناء اللہ اور محالفین مُدّ کے بہتان در بہتان اور تکذیب کو حضرۃ اقدس نے ایک عمارت اور مکان عالی شان کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور علاقہ تشبیہ یہ ہے کہ جسطرح عمارت اور مکان عالی شان واسطے حفاظت کے ایک جائے پناہ ہوتا ہے اسیطرح ثناء اللہ اور محالفین مُدّ نے اپنے کذب اور بہتان کو اپنا ماوی اور ملجا قرار دے لیا ہے اب اہل علم معانی اور بیان خوب جانتے ہیں کہ یہاں پر مشبہ یعنی مکان عالی شان کلام میں مذکور نہیں ہے اور مشبہ یعنی بہتان مذکور ہے تو یہ استعارہ بالکنایہ ہوا اور لوازم یا مناسبات مشبہ بہ کے جو برج اور لفظ تشاد اور تعمر ہے لائے گئے ہیں تو یہ استعارہ تخییلیہ کیونکہ مکان عالی شان کے لیے برج کا ہونا اور اُسکا مضبوطی اور استحکام کے ساتھ تعمیر کیا جانا اسکے لوازمات یا مناسبات سے ہے اور اثبات لوازم مشبہ بہ کا مشبہ کے لیے اسکا نام استعارہ تخییلیہ ہے اور چونکہ استعارہ مرشحہ میں صفات اور مناسبات مستعار منہ کا مذکور ہوتا ہے جو یہاں پر ذکر کیا گیا ہے لہذا یہ استعارہ مرشحہ ہے اور اہل معانی و بیان کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہے کہ استعارہ بالترشیح سے استعارہ مطلقہ اور

ہ حد یہ آویگے اُسی قدر اُسکی بلاغت کا ثبوت ہوتا چلا جاوے گا نہ یہ کہ وہی استعارہ ہو جو کسی پہلے شاعر کے کلام میں ۔

مجردہ سے افضل اور بلیغ تر ہوتا ہے پس یہاں پر وہی استعارہ یا ترشیح جو استعارہ مطلقہ اور مجردہ سے بلیغ تر ہے مذکور ہوا ہے پس مصرعہ مذکورہ میں کیسی بلاغت اور فصاحت ہے کہ استعارات میں سے بھی وہ استعارہ جو بلیغ تر ہے ذکر کیا گیا ہے معترض صاحب اب تو فرمایئے کہ آپ نے جو اپنی مجددیت السنہ کا قلعہ تعمیر کرنا چاہا تھا وہ بیخ و بنیاد سے گر کر جاتا رہا یا نہیں

صدق اللہ تعالیٰ بحزبوف یوتھ بایدیہم وایدی المؤمنین

اور الہام مندرجہ براہین احمدیہ کہ وقت نو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد جو ۲۳ سال سے شائع ہو رہا ہے کیسا پورا ہوا کیا اب بھی آپکی مجددیت السنہ مشرقیہ کچھ باقی رہی۔ آپ خوب یاد رکھیں جسقدر آپ اعتراض کرینگے آپ خود ہی ان اعتراضوں کے مورد ٹھہرینگے شعر

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

قولہ نضارہا دا بمد۔ الخ ۴

اقول۔ شعر

آنکس ست اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجا است

جو بلاغت اور نکتہ ہای لطیفہ لفظ رماح میں حضرۃ اقدسؑ کے کلام میں موجود ہے اسکو معترض بیچارہ جسکو نہ علم معانی و بیان سے کچھ مس ہے اور نہ دیگر علوم آلیہ سے کچھ خبر رکھتا ہے کیا سمجھ سکتا ہے مگر ہم دیگر ناظرین کی چاشنی مذاق کے لیے کچھ قدرے لکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ مخالفین امالی ندوہ نے نہایت درجہ کی سخت مخالفت کی تھی اور ثناء اللہ صاحب کا حال تو خود قصیدہ میں مذکور ہی ہے پس لفظ سہام کا جو رماح سے بہت ادنیٰ درجہ پر ہے ایسی سخت مخالفت مخالفین کو جو مراد متکلم بلیغ کی ہے کیونکر ادا کر سکتا ہے لہٰذا تعبیرات مخالفت شدیدہ کی لفظ سہام کے ساتھ ہرگز مناسب نہ تھی بلکہ لفظ رماح کے ساتھ ہی ابلغ ہے اور اسجگہ پر مطاعن امالی ندوہ کے مشبہ ہیں جو محذوف ہیں اور رماح مشبہ بہ ہے جو مذکور ہے پس یہ استعارہ مصرحہ ہوا جسکو استعارہ بالتصریح بھی کہتے ہیں اور لفظ دربہ کا مناسبات مستعار منہ سے ہے جو رماح کے لیے لایا گیا ہے اور یہ استعارہ تخییلیہ ہے پس یہاں پر بھی استعارہ بالترشیح حاصل ہو گیا جو ابلغ الاستعارات ہے دیکھو مختصر معانی اور مطول وغیرہ اگر خود بخود نہ سمجھ سکو تو ہمارے استاد خانی ست ہم سے باادب پیش آ کر سیکھو اور یہ علم

بیان حاصل کرو۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ لفظ رماح کا حضرت مسیح موعود کے کلام میں جنکے علامات و آثار میں سے کتب مقدسہ اور کتاب اللہ اور سنتہ رسول اللہ میں مخالفین کے لیے طاعون بسزای مطاعن لکھا ہوا ہے **کما ثبت فی محلہ** ایک عجیب لطف پیدا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کتب لغات عرب میں رماح الجن کے معنے طاعون کے لکھے ہیں دیکھو کتب لغات کو پس حکم کما تدین تدان ان کے بمقابل ان کے مطاعن کے جو استعارہ مصرحہ رماح ہیں رماح الجن اللہ تعالیٰ کیطرف سے مقرر یا مقدر ہو چکا ہے لہٰذا لفظ رماح نے کلام مسیح موعود میں ایک عجیب بلاغت پیدا کر دی جو لفظ سہام سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی بدیں وجہ لفظ رماح لایا گیا ہے کہ اے ناظرین کیا اب تک بھی سینہ تجدید السنہ مشرقیہ معترض میں ایسا کارگر نیزہ نہیں لگا ہوگا جس سے تجدید کا سب کام تمام ہو گیا ولنعم ما قیل شعر

جراحات السنان لہا التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان۔

قولہ۔ وان لسان المرء مالم یکن لہ ۲
اصاۃ علی عوراتہ ھو مشعر +

اصاۃ بمعنی عقل بڑا بھاری رعینی چینی معنیٰ محاورہ چین سے ڈھونڈ کر لائے سلیس اور صاف لفظ (صواب) کیوں بھرتی نہ کر دیا یعنی

صواب علی عوراتہ ھو مشعر

آپکو تو زحاف کا دور کرنا بھی نہیں آتا نہ تھی

اقول اے معترض صاحب اگر یہ چینی ہے لغت ہے تو پھر حدیث .... میں بھی تو اس لغت کے سیکھنے کی ضروری تاکید ہے

اطلبوا العلم ولو کان بالصین کیونکہ اس لیے کہ **لو کان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس**۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ معترض کو اگر کچھ بھی عقل ہوتی تو لفظ اصاۃ پر چینی کہ تہمت نہ کرتا جس سے اسکا لایل ہونا ثابت ہو گیا عام محاورہ عرب کا ہے **مالہ حصاۃ ولا اصاۃ ای رای یرجع الیہ** ابن الاعرابی اور زحاف کی نسبت یہ گزارش ہے کہ سابق ہمنے رسالہ بکر دری میں ۳ یکو تقطیع کر کے بتا دیا تھا مگر افسوس کہ آپ پھر بھول گئے معہذا تہمت غلطی کلام معجزانہ کیطرف نسبت کرنے لگے وہی مثل ہے کہ ع خود فراموشی کند تہمت دارشاد را۔ لہٰذا پھر ہم آپ پر رحم کر کے تقطیع سکھاتے ہیں آپ باادب حاضر ہو کر سیکھ لیجیو۔ فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۹ فروری ۱۹۰۳ء

سید محمد احسن امروہوی نزیل قادیان

ناظم ندوہ سے خط و کتابت

گذشتہ اشاعۃ سے آگے

یہ خط ایکہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو رجسٹری کرا کر گیا کے پتہ سے روانہ کیا گیا تھا اس کے جواب میں دو کارڈ آئے مگر دونوں مطلب سے خالی ہیں ان دونوں کارڈوں کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ یہ ہیں

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خط تمہارا ندوہ میں پہونچا تھا میرا ارادہ اسطرف آنے کا تھا اس لیے میں نے جواب نہیں دیا اور تحریر میں طوالت زیادہ ہوتی ہے اگر آپ کو طلب حق منظور ہے پٹنہ چلے آؤ ورنہ دو چار روز میں مونگیر جاؤنگا وہاں چلے آؤ پھر اپنا اطمینان کر لو۔ اگر طلب حق ہے تو کافی طور سے اطمینان ہو جائیگا فقط

محمد علی عفی عنہ از پٹنہ ٹیڑھی گھاٹ مکان ابراہیم حسین صاحب خلف میر واجد علی مرحوم ۱۳ شعبان المعظم۔

عزیزم میاں ارادت حسین سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کے پہلے تمکو کارڈ لکھ چکا ہوں پہونچا ہوگا۔ اب پھر بنظر شفقت تمکو لکھتا ہوں کہ تم یہاں مونگیر میں ہمسے ملاقات کر کے اپنے سوالوں کے جواب سے دل کی تشفی کر لو۔ ظاہرہ تم صراط مستقیم سے بھٹکے معلوم ہوتے ہو۔ خدا تم کو راہ راست پر مستقل و برقرار رکھے۔ جلد شبہات دل سے دور کر کے اطمینان قلب کر لو۔ اس کارڈ کے دیکھتے ہی جلد یہاں مونگیر محلہ معصوم پور پہونچکر ہم سے (ملاقات) کر جاؤ۔ زیادہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

اے عزیز مجھے بہت افسوس ہے کہیں تم صراط مستقیم سے علحدہ ہو کر رحمت الٰہی سے دور نہ ہو جاؤ۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ رستہ نہ بھولو۔ ہمیشہ تمہارا لگہات میں ہے اس سے مدد مانگ اور سمجھو۔ فقیر محمد علی عفی عنہ ۲۰ شعبان از مونگیر۔

ان دو نوں کارڈوں کے جواب میں جو خط میں نے لکھا وہ ذیل میں درج ہے دوسرے کارڈ میں جو لفظ ملاقات بریکٹ میں ہے وہ میں نے لکھا ہے کارڈ میں نہیں تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ مدظلہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ درصوانہ میں بھاگلپور گیا ہوا تھا اسوجہ سے آپکے کارڈ کے جواب میں دیر ہوئی معاف فرمائیے گا آکر مجکو آپ کے دو کارڈ ملے۔ اب جواب حسب ذیل ہے۔ مجھکو تعجب ہے کہ آپ صرف طوالت کے خوف سے تحریری گفتگو کرنا کیوں نہیں چاہتے ہیں۔ اسمیں کیا کلام ہے کہ زبانی گفتگو سے تحریر بہر حالت میں عمدہ ہے۔ تحریر میں ہر شخصکو اپنے خیالات کو ظاہر کرنیکا زیادہ موقعہ ہے اور زبانی گفتگو میں ایسا ہوتا ہے کہ اکثر خیالات ظاہر کرنے سے قاصر رہجاتا ہے۔ اور تحریر میں پوری آزادی ہے اور وقت بھی سوچنے سمجھنے کا زیادہ ملتا ہے۔ اور بعض آدمی فطرتاً ایسا ہوتا ہے کہ جو زبانی گفتگو کچھہ نہیں کرسکتا اور ہکا بکا رہجاتا ہے۔ چنانچہ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ تو جب میں اپنے خیالات کو زبانی گفتگو میں ظاہر ہی نہیں کرسکونگا تو آپ میری تسلی کیا کرینگے اس لیے اُمیدوار ہوں کہ آپ میرے اس خط کا جواب تحریر فرماکر عنایت فرمائیے تاکہ میں اُسمیں غور کرسکوں اور اپنی تسلی ہوجانے کی کوشش کروں اور پھر اُس کے بعد جو کچھہ میرے دلمیں خیال پیدا ہو اُسکو آپ پر ظاہر کروں۔ اور تحریری جواب کا زیادہ تر اس لیے خواہشمند ہوں کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے سوالات اور آپکے جوابات کو شائع کروں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچاؤں۔ یہ بات بھی زبانی گفتگو میں حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور آپ کا صرف طوالت کے خوف سے تحریری جواب ندینا شبہ دلا سکتا ہے کہ کچھہ ایسی بات ہے جسکی آپ اشاعت نہیں چاہتے۔ مگر حق بات کی اشاعت سے ڈرنا کیسا؟ اس لیے اُمیدوار ہوں کہ آپ ضرور میرے سابق خط کا جواب تحریر فرماویں اور اگر طوالت سے ڈرتے ہوں تو مختصر ہی جواب دیجیے مگر جواب دیجیے ضرور اور سب باتوں کا دیجیے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ اس بات کو ضرور مانیں گے کہ تحریری گفتگو میں زیادہ سوچنے سمجھنے کا اور اپنے خیالات کے اظہار کرنیکا اور غور وفکر کرنیکا موقعہ ہے۔ ان باتوں کے موجود رہتے ہوئے صرف طوالت کے خوف سے تحریری جواب نہ دینا افسوس کی بات ہے۔ اور میرے صراط مستقیم سے بھٹکنے کے بارہ میں جو آپ تحریر فرماتے ہیں اس کے بارہ میں بھی گفتگو ہوہی جائیگی سردست ندوہ کے بارہ میں تسلی کیجیے اور تحریر کیجیے تاکہ مجکو غور وفکر کرنیکا زیادہ موقعہ ملے اور ان تحریروں کو شائع کرسکوں زیادہ کیا لکھوں۔

عاجز ارادت عین احمدی۔ موضع ادرین ڈاکخانہ کجرہ ضلع مونگیر۔

(باقی وارد)

تعطیل جمعہ کے میموریل پر پیسہ اخبار

اور

اُسکی غلط فہمی وغلط بیانی کا اظہار

شعر

رہا تیرہ ما مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

ہمارے ہمعصر پیسہ اخبار جب سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ریمارک کرتا ہے تو اسکی کھوپری کو جو کچھہ سوجھتا ہے ہمیشہ بیہودہ اور غیر معقول ہی ہوتا ہے جس سے وہ غلط فہمی اور غلط بیانی دونوں قصوروں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اسکا تازہ ثبوت اسکا وہ ریمارک ہے جو اس نے ۲ فروری ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں تعطیل جمعہ کے میموریل کے متعلق لکھا ہے۔

پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کا مسلمان کہلانیکی حیثیت سے یہ فرض تھا کہ وہ تعطیل جمعہ کے میموریل کی پر زور الفاظ میں تائید کرتا اور کل مسلمانوں کو اسکی تحریک کرتا مگر برخلاف اس کے اسنے قریباً ڈیڑھ کالم کے مضمون میں بجز ایک ضعیف سے فقرہ کے ایک لفظ بھی تائید میں نہ لکھکر غلط فہمی اور غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

اگرچہ پیسہ اخبار کی غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں پر ہم متعدد مرتبہ آرٹیکل لکھہ چکے ہیں جس کا کبھی کوئی جواب اس نے نہیں دیا۔ اور نہ دیگا۔ مگر ایک عربی ضرب المثل کا مصداق ہوکر اذا لم تستحیی فاصنع ما شئت وہ پھر قلم اٹھانے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔

تعطیل جمعہ کا سوال ایک ایسا سوال ہے جو ایک مسلمان کی روح میں اس کے لیے اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایک نام نہاد مسلمان کو خواہ وہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا کیسا ہی تیغ تحریر دشمن بھی ہو اسمیں آپ کا ہمصفیر ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ پہلی مرتبہ چند سال پیشتر جب حضرت مسیح موعود نے اس سوال کو اُٹھایا تو مولوی محمد حسین صاحب نے (باوجودیکہ وہ خطرناک دشمن اس سلسلہ کے تھے اور ہولگے) اس ضرورۃ کی معقولیت کو تسلیم کیا اور خود اس خدمت کے سرانجام دینے کا بیڑا اُٹھانا چاہا۔ اور حضرت حجۃ اللہ نے بڑی فراخدلی کے ساتھہ کل کارروائی کرنے کے لیے انکو اجازت اور اختیار دیدیا۔ مگر جو آپکی سچائی اور صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے ہمکو نہیں معلوم مولوی محمد حسین صاحبکو کیا اسباب پیش آئے کہ وہ اس خدمت کو سرانجام نہ کرسکے آخر پھر اس مبارک تقریب پر اس حافظ الاسلام نے اس تحریک کو پیش کرنا ضروری سمجھا جسکی تائید کرنے سے ایڈیٹر صاحب رہے اپنی کج فہمی کی بنا پر غیر متعلق اور خلاف واقعہ امور بیان کرنے شروع کردیے۔

گورنمنٹ اور پبلک بجائے خود صحیح نتیجہ پر پہونچ جاتی اگر پیسہ اخبار **اصل میموریل** کو شائع کردیتا۔ اور اب بھی اسکا فرض ہونا چاہیے کہ اصل میموریل کو شائع کرے۔ اس میموریل کے معاملہ میں ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر مولوی محمد حسین صاحبکو ترجیح دیتے ہیں کہ اس نے باوجودیکہ ہمارے سلسلہ کا سخت دشمن کہلانے کے پہلی مرتبہ تعطیل جمعہ پر ضروری کارروائی کرنے کا اہتمام لینا چاہا تھا اور اب بھی ہمکو اسکی اور تمام مسلمانوں کی **اسلامی غیرت** سے اُمید ہوتی ہے کہ وہ اسکی تائید کرینگے۔ مگر پیسہ اخبار کو یہ توفیق نہ ملی کہ وہ **اسلام کی خدمت** میں حصہ لیتا۔ بہر حال ہم عام لوگوں کی غلط فہمی کو رفع کرنے کے لیے ان غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو ظاہر کرتے ہیں جو پیسہ اخبار نے اس میموریل کے متعلق لکھائی اللہ کی ہیں۔

پہلی غلط فہمی اور غلط بیانی ۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اس میموریل کو پڑھکر اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ ہم نے اتوار کے بجائے جمعہ کی تعطیل کی درخواست کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ مطلب اس میموریل کا یہ ہے کہ ہندوستان میں بجائے **اتوار کے دفاتر سرکاری دفاتر اور کچہریوں میں جمعہ کی تعطیل ہوا کرے**۔

تعجب ہو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے اس میموریل سے کس مقام سے یہ نکالا ہے کہ اتوار کے بجائے جمعہ کی تعطیل ہوا کرے۔ غالباً اتوار کے ساتھ ایڈیٹر صاحبکو کچھہ خاص دلچسپی ہوگی جو اس قدر مخالفت کا زہر آپ نے اگلا ہے اور صرف اپنے خیال سے یہ سمجھا ہے کہ اتوار کی تعطیل بند کراکر جمعہ کی تعطیل کی خواہش ہے ایڈیٹر صاحبکو غصہ آگیا اور یاد رہا کہ میں کیا لکھتا ہوں۔

ہم اُمید نہیں کرتے کہ ایڈیٹر صاحب اپنی اس غلط فہمی کو پڑھکر شرمندہ ہوں۔ اور اسکی اصلاح پر آمادہ اگر انھوں نے یہ مان لیا کہ واقعی سے پہلے اس

میموریل کا مضمون سمجھنے میں غلطی کھائی ہے تو ہم سمجھ لیں گے کہ وہ قبول حق کے لیے اپنے اندر استعداد رکھتے ہیں۔

اس میموریل میں اتوار کے بجائے جمعہ کی تعطیل نہیں چاہی گئی بلکہ جمعہ کی الگ تعطیل مانگی گئی ہے اور اس کے لیے وجوہات پیش کیے ہیں۔

اوّل جمعہ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کر کے اسکو تعطیل کا دن ٹھیرایا ہے جس کے لیے قرآن شریف ایک الگ سورۃ ہے۔

دوم۔ اتوار ہندوؤں اور عیسائیوں کی مذہبی رسم کے ادا کرنے کا مشترک دن ہے مگر مسلمان اپنے سبت کے مذہبی فرائض ادا کرنے سے محروم ہیں۔

سوم۔ تیرہ سو برس سے اس دن کی تعطیل ہوتی آئی ہے اور ہندوستان میں بھی قریباً آٹھ سو سال سے یہ تعطیل ہوتی رہی ہے۔ یہانتک بعض ہندو ریاستوں مثل پٹیالہ وغیرہ میں بھی ابتک ہوتی رہی ہے۔ اور بھی وجوہات پیش کیے ہیں جن کا ذکر اسوقت ہمارا مقصد نہیں۔ بلکہ ہمکو صرف یہ کہنا ہے کہ پیسہ اخبار نے اس امر کے بیان کرنے میں یا تو غلطی کھائی ہے یا عمداً ایسا کیا ہے کہ بجائے **اتوار کے جمعہ کی تعطیل چاہی ہے** اور اس کے بیان کرنے سے اسکا مطلب اور منشا یہ ہے کہ تا گورنمنٹ کو جو عیسائی ہے اور عیسائی پادریوں کو ہمارے خلاف جوش دلائے کہ ہم گویا **اتوار کے** (جو انکا مذہبی دن تہوار ہے) تعطیل کے بند کرانے کی کوشش کرتے ہیں یا انکی بیحرمتی کرتے ہیں۔

پیسہ اخبار کا ایسی کوشش کرنا اسی کے الفاظ میں اس سے زیادہ **بدنیتی اور بد دیانتی کیا ہو سکتی ہے**۔ جبتک پیسہ اخبار اپنی اس غلط بیانی کا اعتراف کر کے اسکی تردید نہ کرے اسکی یہ تحریر اپنے اس نتیجہ کو ساتھ رکھتی ہے۔

دوسری غلط بیانی

پیسہ اخبار اپنے مبہم اور مشکوک تحریر میں ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے سلسلہ میں ایک لاکھ آدمی نہیں ہیں چنانچہ ایک جگہ نو صراحت سے یہ بھی لکھدیا ہے کہ اگر ایک لاکھ کی جمعیت صحیح ہوتی تو وہ ضرور سب مریدوں کے دستخط کرا کر بھیجتے۔"

اور ایک جگہ لکھا ہے کہ "مرزا صاحب نے لارڈ کرزن بہادر کو اس امر کا یقین دلانیکی کوشش کی ہے کہ میں ایک جماعت کا امام ہوں جو لاکھ آدمیوں سے زیادہ کی ہے۔"

ان فقرات سے پیسہ اخبار یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ **فرقہ احمدیہ** ایک قلیل التعداد آدمیوں کی جماعت ہے اور یہ بھی اسکا منشا ہے کہ لارڈ کرزن بہادر کو کوئی علم ذاتی اس جماعت کے متعلق نہیں ہے بحالیکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے زیادہ بدنیتی اور بد دیانتی کیا ہو سکتی ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ کی واقعی جماعت کو کم ظاہر کرنے کی کوشش کی جاوے۔

حضرت اقدس نے جیسا کہ میموریل میں ظاہر کیا ہے آپ کے متبعین اور مریدین کی تعداد وہ فی الواقعی ایک لاکھ سے زیادہ اور دو لاکھ کے قریب ہے اگر پیسہ اخبار کو شک ہے تو وہ گورنمنٹ سے درخواست کرے کہ وہ اس فرقہ کی **پھر مردم شماری کرلے**۔ اور پیسہ اخبار کا ایڈیٹر بھی ساتھ ہو۔ اگر پیسہ اخبار نے یہ غلطی اور دھوکا پنجاب کی مردم شماری کی رپورٹ سے کھایا ہے تو اسکو معلوم ہو جاوے گا کہ مردم شماری کے ذمہ وار آفیسر کو اس فرقہ کے متعلق کیسی غلطی لگی ہے + ہم عنقریب اس غلطی کی اصلاح کے متعلق ایک سلسلہ مضامین کا لکھنے کی فکر کر رہے ہیں۔

بہرحال اس تعداد کے معلوم کرنے کا ایک اور بھی آسان طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر پیسہ اخبار کے لیے ممکن ہو تو وہ ان فہرستوں کو معائنہ کرے جو ہر ہفتہ قادیان سے مرتب ہو کر ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور ذریعہ بھی ہے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں صوبہ **بمبئی** کی مردم شماری کی رپورٹ میں سے دکھایا ہے کہ وہاں ۱۱۰۸۷ اس فرقہ کی تعداد ہے جہاں حضرت اقدس کی دعوۃ بہت ہی کم پہونچی ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں یہ تعداد کتنی گنا زیادہ ہونی چاہیے۔

غرض ایک لاکھ سے زیادہ مریدوں کی تعداد کا ہونا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو گورنمنٹ یا پبلک کی نظر سے پوشیدہ ہو۔ ہاں ایسی نظر سے پوشیدہ رہ سکتا ہے جو حق بین نہ ہو۔ یہ دوسری غلط بیانی ہے جو پیسہ اخبار نے کی ہے۔

تیسری غلط بیانی

میموریل کی اصل غرض پیسہ اخبار کے نزدیک صرف اپنی جماعت کی جمعیت کو ایک لاکھ ظاہر کرنا ہے جس سے بڑھ کر پیسہ اخبار ہی کے الفاظ میں کوئی بد دیانتی اور بدنیتی نہیں ہو سکتی۔ خود پیسہ اخبار اپنے اس نوٹ میں یہ تسلیم کر چکا ہے کہ مطلب اس میموریل کا یہ ہے کہ **سرکاری دفاتر اور کچہریوں میں جمعہ کی تعطیل ہوا کرے**۔ تعجب کا مقام ہے کہ ایک جگہ خود وہ گیر ایڈیٹر میموریل کا مطلب اور غرض تعطیل جمعہ بتاتا ہے اور دوسری جگہ ایک لاکھ مریدوں کی تعداد کا اظہار بیچ ہے حافظہ نباشد

چوتھی غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ میموریل میں ایسی ہی خوشامد اور وائسرائے بہادر کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جیسی ایک عام آدمی کرتا ہے۔ "اسمیں مسیح اور نبی والی ایک بھی بات نہیں"

یہ فقرے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے قابلیت کی داد دینے کے قابل ہیں + باقی یہ امر واقعی ہے کہ پیسہ اخبار **امر واقعی اور خوشامد کے** درمیان فرق نہیں کر سکتا اور یا یہ ہے کہ لارڈ کرزن بہادر کے جن گرانقدر احسانات کا تذکرہ کیا گیا ہے پیسہ اخبار کے نزدیک انکی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اگر یہی بات ہے کہ لارڈ کرزن بہادر کے ان احسانات کے ذکر کرنے کا نام خوشامد ہے تو اس سے بڑھ کر بدنیتی اور بد دیانتی کیا ہو گی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ لارڈ کرزن بہادر نے قلعہ لاہور کی مسجد مسلمانوں کے لیے واگذار کی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ریلوے والی مسجد مسلمانوں کے لیے واگذار کی؟ کیا یہ سچ نہیں کہ لاہور کی شاہی مسجد کے لیے قیمتی لالٹین وائسرائے بہادر نے عطا کیا؟ وزیر خاں کی مسجد میں ایک ممبر عطا کیا؟ اگر یہ صحیح ہے تو کیا ان امور کے ذکر کو خوشامد کہنا پیسہ اخبار کے نزدیک **بد دیانتی اور بدنیتی نہیں ہے؟** لارڈ کرزن کی گورنمنٹ کیا اپنی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور احسانوں کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اسکا شکریہ ادا کیا جاوے؟ اگر پیسہ اخبار کے نزدیک یہ خوشامد ہے تو پھر معلوم نہیں **امر واقعی** کا اظہار کیا حیثیت رکھتا ہے۔

اپنی اس غلط بیانی کے ضمن میں ایک بات پیسہ اخبار نے عجیب کہی ہے جو کبھی معمولی نگاہ سے نہیں دیکھی جانی چاہیے۔ اور وہ یہ ہے کہ خوشامد سے وائسرائے کو خوش کرنیکی کوشش کی گئی ہے جس میں مسیح اور نبی والی ایک بات بھی نہیں [illegible] یہ مفہوم مخالف یہ ہے کہ وائسرائے **خوشامد پسند ہے** اور خوشامد پسند انسان مراتب انصاف کو جبتک نگاہ رکھ سکتا ہے [illegible] ہے اس قسم کا فقرہ ہماری رائے میں نہایت ہی **نفرت** سے دیکھے جانیکے قابل ہے گویا وائسرائے بہادر کا لائبل ہے بلکہ گورنمنٹ کا لائبل ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو اس بات سے روکتا ہے کہ اپنی گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا اظہار بطور تشکر و امتنان نہ کر سکیں + اور نہ صرف یہی بلکہ ایک مسلمان کے منہ سے (جو من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کی تعلیم کا پابند ہو۔ اور جسے هل جزاء الاحسان الا الاحسان کی ہدایت کی گئی ہو)

اشتہار یک آنجنبی، ر فروری کے پرچہ میں دیا گیا ہے اوس کے مشتہر حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام و مہتمم کتب خانہ قادیان ضلع گورداسپور ہیں۔

وہ ایک محسن کے احسان کے اظہار کا نام خوشامد رکھنے
شرم! شرم!! شرم!!!

اس جملہ میں نبیوں اور مسیح کی بھی بے حرمتی کی گئی ہے کیونکہ اظہار امتنان پیسہ اخبار کے نزدیک مسیح اور نبی کی شان سے بعید ہے؟ کیا نبی اپنے بادشاہ وقت کے فرمانبردار نہیں ہوتے؟ کیا **مسیح** ناصری باغی تھا؟ کیا اس نے نہیں کہا تھا کہ جو خدا کا ہے خدا کو دو اور جو قیصر کا ہے قیصر کو دو۔ کیا اس نے اپنی مسیحیت کی وجہ سے اپنی الگ حکومت قائم کی تھی؟

کیا پیسہ اخبار کسی نبی کی تاریخ میں ایسا دکھا سکتا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے وفادار رعایا نہیں ہوتے؟ یا یہ امر منافی نبوت و مسیحیت ہے؟ پیسہ اخبار کی یہ نرالی منطق اس کے لیے بہت کچھ شرم دلانے کا موجب ثابت ہوگی مگر اس سے ایک کام کی بات کا پتہ لگتا ہے جو پیسہ اخبار اور اس کے ہم خیال لوگوں کے عقیدہ کو ظاہر کیے دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کا خیالی اور فرضی **مسیح جب آئیگا وہ گورنمنٹ کی وفادار رعایا کیطرح اس کے احسانات کا شکر گذار نہ ہوگا**۔ کیونکہ اس شکر گذاری کے اظہار ہی کو پیسہ اخبار خوشامد قرار دیتا ہے کہ **مسیح اور نبی والی بات نہیں ہے** کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ انکا **خیالی مسیح ایسا وفادار نہ ہوگا**؟ اب گورنمنٹ کے لیے عجیب موقع پیسہ اخبار نے دیدیا ہے کہ وہ اس سوال کو حل کرلے اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ ایک عرصہ سے اس سوال کو حل کر چکی ہے۔

پیسہ اخبار یاد رکھے کہ اس سے بڑھ کر بدنیتی اور بددیانتی کیا ہوسکتی ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جاوے کہ کوئی **نبی یا مسیح** گورنمنٹ وقت کے احسانات کا شکر گذار نہیں ہوسکتا۔

پانچویں غلط بیانی

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ "مرزا صاحب کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ حاکم وقت کو دھوکا دیں اور اپنے سوا تمام مسلمانوں کو سرکار کا دشمن ٹھہرائیں"۔ اس فقرہ کا پہلا جواب تو یہی ہوسکتا ہے **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**۔ حاکم وقت کو دھوکا دینا ہمارے نزدیک سب سے بڑھ کر غداری اور بے ایمانی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی بددیانتی اور بدنیتی نہیں ہوسکتی۔ مگر ہم کو اندیشہ ہوتا ہے کہ پیسہ اخبار خود اپنی قائم کردہ اصطلاح کے نیچے نہ آجاوے۔ حضرت مرزا صاحب نے کبھی مسلمانوں کو سرکار کا دشمن نہیں ٹھہرایا ہاں یہ ہمیشہ کہا ہے کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کا عقیدہ صحیح نہیں ہے اگر اس کا نام دھوکا رکھتے ہیں تو پیسہ اخبار یاد رکھے ہم اس اعلان سے نہیں رک سکتے گورنمنٹ خود اسکو سمجھ سکتی ہے۔ اور سمجھ چکی ہے۔

بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ میں اس امر کو تسلیم کرلیا گیا ہے کہ اس فرقہ کی خاص علامت یہ ہے کہ **وہ نہ جہاد کو موجودہ حالت میں ہی رد کرتا ہے بلکہ آیندہ بھی کسیوقت اسکا منتظر نہیں۔ مذہب کے پھیلانے کی خاطر خون بہانے کو یہ فرقہ قطعاً ممنوع سمجھتا ہے۔**

اب پیسہ اخبار بتائے کہ کیا وہ اس کا نام دھوکا رکھتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہم لوگ جیسے اسوقت جہاد کو حرام سمجھتے ہیں آیندہ بھی کسیوقت اس کے منتظر نہیں۔ برخلاف اس کے بعض دوسرے مسلمان جو خونی مہدی اور خونی مسیح کے وقت جہاد کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں کیا پیسہ اخبار ثابت کرسکتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں؟ بلکہ خود پیسہ اخبار کے الفاظ جنکو ہم یہاں لاتے ہیں اس پر صاف دلالت کرتے ہیں کہ وہ آیندہ کسی وقت جہاد کے قائل ضرور ہیں چنانچہ پیسہ اخبار لکھتا ہے۔

"ہرگز مسلمان ہندوستان ایسے احمق نہیں ہیں جو ایسی پرامن حکومت میں جہاد پر ادھار کھائے بیٹھے ہوں اسلام کی تعلیم کا منشا ہرگز حالت امن اور سلامتی میں جہاد کرنا نہیں ہے۔"

ان فقرات کو پڑھ کر ہر ایک دانشمند اس نتیجہ پر ضرور پہونچ جاتا ہے کہ پیسہ اخبار کے نزدیک اسوقت جہاد کرنا نہیں نہ یہ کہ آیندہ بھی کسی وقت نہ کیا جاوے یعنی خونی مہدی اور خونی مسیح کے وقت۔

سلسلہ عالیہ **احمدیہ** اور دوسرے ان مسلمانوں کے درمیان جو خونی مہدی یا خونی مسیح کے منتظر ہیں یہی **مابہ الامتیاز** ہے۔ اور اسکو پیسہ اخبار کہتا ہے کہ حاکم وقت کو دھوکا دینا ہے حالانکہ دھوکا دینا یہ ہے کہ اسوقت کہتے ہیں جہاد نہیں اور دل میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ **مہدی اور مسیح کے وقت جہاد کیا جاوے** ہم پیسہ اخبار ہی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی بدنیتی اور بددیانتی ہوسکتی ہے؟

چھٹی غلط بیانی

پیسہ اخبار کہتا ہے کہ جہاد کے اس پہلو پر سر سید احمد خان اور مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب مرزا صاحب سے پہلے ہی لکھ چکے ہیں اور مرزا صاحب انکی تقلید کر رہے ہیں۔ ہمنے اس غلط بیانی پر مفصل مضمون الحکم نمبر ۴ جلد ۶ مورخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع کیا ہے جسکا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا گیا ہے اور پیسہ اخبار اسکا کوئی جواب نہیں دیسکا اور نہ دے سکے گا۔ اسمیں ہم نے واضح طور پر دکھا دیا ہے کہ سب سے پہلا محرک اور پھر عملی طور پر جہاد کی ممانعت اور حرمت کا نقش بٹھانے والا کون شخص ہے۔ اور یہ مخفی بات نہیں۔ ہم اسپر اور بھی تفصیل سے لکھیں گے جب جہاد کے قطعی استیصال کی تجویز والا مضمون شائع کرینگے

بہرحال اس غلط بیانی میں کم از کم اتنا پیسہ اخبار کو مان لینا پڑا ہے کہ حضرت اقدس برابر جہاد کی مخالفت کے متعلق کام کر رہے ہیں۔

ساتویں غلط بیانی

پیسہ اخبار کہتا ہے کہ "مرزا صاحب کے مریدوں کی کوشش شب و روز یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کے خیالات سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھائیں اور نہ مرزا صاحب کی سب **تالیفات کا مقصد جہاد کی رسم کو اٹھانا ہے** انکی غرض اور مقصد پیری مریدی کی علیحدہ گدی قائم کرنے کے اور کچھ نہیں۔"

اسمیں پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو یہ تسلیم کرلینا پڑا ہے کہ کم از کم اگر مرزا صاحب کی ساری تالیفات کا مقصد جہاد کی رسم کو اٹھانا نہیں ہے تو اکثر کا ضرور ہے کیونکہ اس فقرہ (نہ مرزا صاحب کی سب تالیفات کا مقصد جہاد کی رسم اٹھانا ہے) میں **سب** کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ سب میں نہیں اکثر میں ہے لیکن ہم پیسہ اخبار کو یقین دلاتے ہیں کہ سب میں ہے اور یقیناً ۶۰ کے قریب ایسی کتابیں شائع شدہ ہیں ان کتابوں کی کسیقدر فہرست ہمنے اس مضمون میں جسکا حوالہ اوپر دیا ہے پیسہ اخبار انکار کرے تو نام بنام شمار کرادیں گے انشاء اللہ۔

یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے مریدوں کی شب و روز یہ کوشش نہیں ہے یہ پیسہ اخبار کی دانشمندی کا نتیجہ ہے پیسہ اخبار کی رائے میں اگر ہم لوگ اپنی جماعت کے بڑھانے اور اپنے عقائد اور اصول کی تبلیغ میں شب و روز کوشاں ہیں تو دوسرے الفاظ میں اس کے یہی معنی ہیں کہ ہم **جہاد** بیہودہ خیالات کو دور کر رہے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر اعتقاد رکھتے ہی خیالی **خونی مہدی اور خونی مسیح** کے اعتقاد کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔ پس جس قدر اشاعت اور تبلیغ ہم اس سلسلہ کی کرتے ہیں وہ گویا جہاد ہی کی حرمت کی اشاعت کرتے ہیں۔

یہ بالکل غلط امر ہے کہ پیری مریدی کی گدی کا قائم کرنا مقصود ہے بلکہ ہم ان گدیوں کے مخالف ہیں جو قائم ہیں ہاں یہ سچ ہے کہ ہم ایسی جماعت بنانا چاہتے ہیں جو بنی نوع انسان کی سچی خیرخواہ اور گورنمنٹ کی حقیقی وفادار ہو۔ اور امن و سلامتی

کی سوچ پیدا کرنے والی ثابت ہو۔
ومن یہ غلط بیانیاں ہیں جو پیسہ اخبار نے پنج اس پہلی نوٹ میں کی ہیں۔ ہم ... تفصیل سے سردست لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ متین اور منصف مزاج پبلک ان عقائد سے ناواقف نہیں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہیں اور جو دوسرے خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر لوگوں کے ہیں۔

آخر میں ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار نے مسلمان کہلا کر ایک لفظ بھی تعطیل جمعہ کے متعلق نہ لکھا اور اپنی ساری منطق بیہودہ بحث میں صرف کر دی۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر کیا یقین دلا سکتا ہے کہ وہ ہماری اس تحریر کو خدا ترسی سے پڑھکر صحیح نتیجہ پر پہونچ جاویگا۔ شعر

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو از سخنم پند گیر خواہ ملال

صحیفۃ الولاء پر ریمارک

نمبر اوّل

منشی واحد علی صاحب ملتانی نے حضرۃ اقدس مسیح موعود کے رسالہ دافع البلاء پر ایک کھلا خط بطور ریویو صحیفۃ الولاء کے نام سے موسوم کر کے بصورۃ رسالہ شائع کیا ہے جس کی ایک کاپی ہمیں اپنے محترم مولانا عبدالکریم صاحب کے ذریعہ سے ملی ہے۔

ہم نے اس رسالہ کو پوری توجہ اور غور سے مکرر پڑھا ہے اور جس نتیجہ پر ہم پہونچے ہیں اسے اس ریمارک کی طرز پر عام نفع رسانی کے لیے شائع کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے ملتانی ریویو نگار اور انکے ہمخیال دوست ان ریمارکس کو خالی الذہن ہو کر پڑھیں گے۔ ✤

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کی پہلی خطرناک غلطی۔

منشی واحد علی صاحب پہلے وہ مسلمان نہیں ہیں جنھوں نے حضرت اقدس مسیح موعود کے خلاف قلم اُٹھایا ہو۔ بلکہ انسے پہلے بہت سے لوگوں نے جو ہم میں سے ...

پہلے بہت سے لوگوں نے جو ہم میں سے ... ساتھ اس سلسلہ عالیہ کی مخالفت کے لیے قلم اُٹھائے اور انکا جو انجام ہوا وہ پبلک سے پوشیدہ نہیں۔ جہانتک ہمیں ان مخالفانہ تحریروں کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے ہم نے ان تحریروں میں ایک خطرناک غلطی کا ارتکاب دیکھا ہے جس سے ہمارے ریویو نگار ملتانی کی تحریر بھی خالی نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اعتراض کرتے وقت اس امر کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے کہ ہم اس سلسلہ کو **منہاج نبوۃ** کے معیار پر پرکھنا چاہیں نہ اپنی خیالی اور فرضی باتوں سے۔ یہ ایک فرو گذاشت یا خطای عمد ہے جس سے انکے سارے اعتراضوں کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

حضرۃ مسیح موعود کا سلسلہ جیسا کہ ہمارے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ **منہاج نبوۃ** کے معیار کو چھوڑتے ہیں؟

اگر منہاج نبوۃ کو مد نظر رکھکر وہ ہماری تحریریں کو پڑھیں یا اس پر کچھ لکھنے کا ارادہ کریں تو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ان کے قلم ٹوٹ جاویں اور انہیں سر تسلیم خم کرنا پڑے بشرطیکہ خشیۃ اللہ اور تقویٰ اللہ نصب نظر ہو۔

ہم افسوس اور دلی رنج کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے ملتانی ریویو نگار نے یہ پہلی اور خطرناک غلطی اپنے اقران و امثال کی طرح کھائی ہے کہ انہوں نے دافع البلاء کے مضامین کو پڑھا مگر منہاج نبوۃ سے الگ رکھکر۔

بارہا ہماری طرف سے اس قسم کے اعلان ہوئے کہ ہم ایسے اعتراض سننے کے لیے بڑے شوق سے آرزومند ہیں جو پہلے کسی راستباز اور مامورین الٰہیہ پر کیے گئے ہوں اور صرف حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پر کیے گئے ہوں مگر ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ابد الآباد تک نہیں دیا جاویگا اور یہ عظیم الشان ثبوت ہے ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ السلام کی صداقت کا۔ مگر

اہل دل کے لیے

اس لیے ہم اس ریمارک میں انشاء اللہ العزیز یہ دکھانیکی سعی کرینگے کہ اگر ہمارے ریویو نگار صاحب کا طرز استدلال ٹھیک ہو تو پھر انھیں مشکل تر ہو جاویگا دنیا میں کسی راستباز کی راستبازی اور ماموریت کا ثابت کرنا۔

دوسری غلطی

پھر ہمارے خلاف قلم اُٹھانیوالے مستعجلین کی ایک یہ بڑی غلطی ہے کہ باوجودیکہ وہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کو سنتے اور پڑھتے ہیں کہ وہ اپنے آپکو ان آیات اور احادیث کا مصداق بتلاتے ہیں جو آنیکے خیالی یا ذہنی مسیح موعود کے لیے انکے ہاں ہیں اور جن میں ان کی بندگی اور برتری کا بھی ذکر ہے لیکن جب وہ مخالفت کے لیے کچھ لکھنا چاہتے ہیں تو ان مراتب و فضائل کو بھول جاتے ہیں۔ اور یا یہ کہ اپنا اعتقاد ہی نہیں رکھتے ہوں گے۔ کیونکہ وہی اعتراض انکو خیالی مسیح موعود پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ یہ ٹھوکر بھی ہمارے ملتانی نگار کو لگی ہے۔

اور اس نے انکو یہ سمجھنے دیا کہ کیا جن صفات کے دعویٰ کی وجہ سے وہ حضرت اقدس علیہ السلام کو مورد اعتراض ٹھیراتے ہیں۔ انکے ذہن میں جو آنیوالا شخص ہے وہ ان صفات سے عاری اور تہیدست ہو کر آئیگا؟ اگر وہ اسپر غور کر لیتے تو شاید انھیں مخالفت میں قلم اُٹھانے سے پہلے ضروری ہوتا کہ اس امر پر پہلے غور کرنی ضروری ہے کہ کیا یہ واقعی مسیح موعود ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا منہاج نبوۃ ہمارا کیا ثبوت ہے؟ مگر نہیں انھوں نے ریویو نگاری کی دھن میں اس امر پر ہرگز غور نہیں کی اور اسی لیے جو جی میں آیا اناپ شناپ کہدیا۔

تیسری غلطی

ان دو غلطیوں کے علاوہ ایک اور غلطی بھی ہے جسکی تاریکی میں ہمارے عام مخالف اور انکی تقلید سے ہمارے ملتانی ریویو نگار صاحب بھی مبتلا ہیں اور وہ یہ ہے کہ جو الہامات ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں ان کے معنی اور تفسیر وہ خود کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ اسکا کوئی حق انکو نہیں دیا گیا اور جبکہ خود ملہم کے اپنے کلام میں اُسکی ضروری تفسیر موجود ہوتی ہے کیوں اس سے احتراز کر کے اپنی اختراع اور ایجاد کو ملحوظ رکھکر اعتراض کر دیا جاتا ہے۔

یہ تین خطرناک غلطیاں ہیں جو ہمارے مخالفوں کے لیے ٹھوکر کا پتھر ہوتی ہیں اور با وجود یکہ وہ اس ٹھوکر کو کھا کر خود گرتے ہیں۔ لیکن دوسروں کو ... نہیں کرتے۔

پس اس ریویو نگار نے بھی اپنے ریویو کو اس بد تثلیث کے گرداب میں ڈالا ہوا ہے جیسا کہ ہم اپنے مقام پر ظاہر کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

تمہید

صفحہ ۱ سے ۸ تک ریویو نگار نے ایک تمہید لکھی ہے۔ جس کے صفحہ اول پر آپنے دافع البلاء کا یہ خلاصہ دیا ہے۔

الف۔ میں مسیح موعود ہوں۔
ب۔ ابن مریم سے بڑھ کر ہوں۔
ج۔ میں نبی ہوں۔ خاتم الانبیاء و خاتم الاولیاء ہوں۔

✤ ہم چاہتے تھے کہ بہت عرصہ پہلے ان ریمارکس کو شائع کرتے مگر اب تک کثرت مضامین اور قلت گنجائش مانع رہی اور بدستور مانع ہے مگر محض اس خیال سے ہم نے اس سلسلہ کو جاری کرنا ضروری سمجھا کہ منشی واحد علی صاحب کو یہ گمان باطل پیدا ہو گیا ہے کہ ان کے رسالہ کا جواب ۲ سال میں بھی نہ لکھا جاویگا۔ ہم یہ دعویٰ تو نہیں کرتے کہ ہمارے ریمارکس کا جواب ۲ سال تک نہ لکھا جاویگا مگر اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اس اسلوب پر جواب دینا انکو آسان بھی نہ ہوگا۔ منہ۔

فٹ نوٹ۔ ہماری اس تحریر میں جہاں کہیں راستباز یا برگزیدہ کا لفظ آئے گا اس سے ہماری مراد ہر وہ شخص ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے۔ منہ۔

د ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے ہمسر ہوں کیونکہ میں سچا شفیع ہوں۔ اور صرف ایک زمانہ میں قیامت تک نجات دلانے والا ہوں۔

ہ ۔ اہلبیت رسول علیہ السلام سے بڑھ کر ہوں۔

و ۔ میں ابن اللہ ہوں۔

ز ۔ جس طرح میں اللہ میں سے بطور اولاد ہوں اسی طرح اللہ مجھ سے بطور میری اولاد کے ہے یعنی اب اللہ بھی ہوں۔

ح ۔ میرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے مجھ سے بیعت کرنا خدا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کے برابر ہے مجھ کو اس طرح نہ ماننے کی وجہ سے اور مجھے برا کہنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے بطور سزا کے اس ملک میں طاعون بھیجا ہے۔

ط ۔ اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکانا اور یہ دعا مانگنا کہ ہمیں اس وبا سے محفوظ رکھ یہ بھی ضلالت ہے

ی ۔ علاج صحیح یہ ہے کہ مجھ پر ان اوصاف و عقائد و شرائط کے ساتھ ایمان لاؤ جو شخص مجھ پر ایمان نہ لائے گا مبتلائے طاعون ہو کر مر جائے گا۔

یہ دس باتیں تمہید کے صفحہ اول کا خلاصہ ریویو نگار صاحب کے ہی قریباً الفاظ میں ہے جو اُنھوں نے بزعم خود دافع البلاء کا خلاصہ بتایا ہے۔

ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل صحیح ہیں اور بعض بالکل افترا ہیں اور بعض ریویو نگار صاحب کی خیالی تفسیر اور طبعزاد مفہوم آفرینی کا نتیجہ ہیں۔ جیسا کہ ہم اپنے اپنے مقام پر انشاء اللہ العزیز ظاہر کریں گے۔

چنانچہ منشی واحد علی صاحب نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصل الفاظ کو چھوڑ کر اور لاتقربوا الصلوٰۃ کے مضمون پر عمل کر کے یہ اتہام لگا دیا ہے کہ گویا آنحضرۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابن اللہ ہونے کا دعویٰ ہے ایک ناحق شناس ناواقف اس لفظ سے چونک پڑتا ہو اور بے اختیار ہو کر راستبازوں کی مخالفت میں تیرہ دل ہو کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے لیکن جب اُسے حقیقت پر اطلاع ملے تو ممکن ہے کہ اُسکی سمجھ میں آ جاوے۔

ہمارے مخالفوں کی یہ کیسی تحریف ہے کہ اصل الفاظ کو چھوڑ کر اپنے خیالی نتائج سے کام لیتے ہیں۔ ہم اسکی ایک فقرہ کے متعلق دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کیا فرماتے ہیں۔ دیکھو دافع البلاء صفحہ ۶ انت منی بمنزلۃ اولادی ۔ اسپر حضرۃ اقدس نے حاشیہ دیا ہے جو ایک نیکدل خدا ترس کیلئے کافی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے ملتانی ریویو نگار

کی بدقسمتی ہے انکو اس سے فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ ملا۔ بہر حال وہ حاشیہ یہ ہے۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اُسکا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسیکو حق پہونچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں لیکن یہ فقرہ اسجگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا ید اللہ فوق ایدیہم ۔ ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللہ کے قل یا عبادی ہی کہا اور یہ بھی فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم پس اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھکر ایمان لاؤ۔ اور اسکی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے تاہم متشابہات کی پیروی کرو۔ اور ہلاک ہوجاؤ گے میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن۔

اب ہم اس حاشیہ اور تشریح کو جو انت منی بمنزلۃ اولادی کے متعلق کی گئی ہے پیش کر کے پوچھتے ہیں کہ منشی واحد علی صاحب خدا سے ڈر کر بتائیں کہ کیا وہ اعتراض اس سنیں میں قائم رہتا ہے جس میں انھوں نے پیش کر کے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنا چاہا ہے۔

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

(باقی دوسرے نمبر میں)

نئی کتابیں

مواہب الرحمٰن عربی مترجم فارسی قیمت	۶/
دس جلد کے خریدار کے لیے	۵/
اعجاز احمدی جسکی نظیر لکھنے کے لیے اشتہار دہ ہزار کا تمام علما کو دیا گیا قیمت	۳/
دس جلد کی خریدار کے لیے	۲/

کتب نظم پنجابی

وفات مسیح جسکو حضرتؑ نے پسند فرمایا قیمت	۲/
دس جلد کی خریدار کے لیے	۱/
کامن احمدی عورتوں کے لیے مفید ہے اور دلچسپ ہے قیمت	۱/
دس جلد کی خریدار کے لیے	۔/

کتب ردعیسائی

برہان الحق ۔ قیمت ۳/ دس جلد کی خریدار کو ۲/

دعوۃ الحق نمبر ۱ قیمت

دس جلد کی خریدار کے لیے

دعوۃ الحق نمبر ۲ قیمت

دس جلد کے خریدار کے لیے

پارہ اول مطابق قاعدہ یسرنا القرآن قیمت ۱/

برہان الحق رد مذہب عیسائی دوبارہ شائع ہوا شائقین نے اسکی خریداری کی فرمائشیں کی اور منگواتے رہتے تھے وہ محفوظ نہیں رہیں لہذا مناسب ہے کہ شائقین پھر دوبارہ درخواستیں بھیجیں

خاکسار حکیم فضل الدین از قادیان۔

مختلف خبریں

مشہور ہے کہ امیر کابل اخیر ماہ ستمبر میں ہندوستان آئینگے دیکھا چاہیے۔

سنا جاتا ہے کہ آئندہ پایہ تخت کا کام جلال آباد منتقل کیا جائیگا

کوشش ہو رہی ہے کہ پیغامات تار کی اقسام میں ہر دو فقرہ (ملتوی) اڑا کر معمولی (آرڈنیری) اور ضروری (ارجنٹ) صرف دو قسمیں رہنے دیجاویں ۔ معمولی کا محصول ۸ لفظ کے لیے ۸/ اور ضروری کا ۱۶/ ہو اور پتہ میں صرف ۲ لفظ معاف رکھے جاویں۔

سلطان مسقط کے شاہزادہ صاحب نے علیگڈھ کالج کو دیکھا اور ٹرسٹیوں کیطرف سے ایڈریس لیا جواب ترجمان کے ذریعہ دیا گیا۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ کی دو لڑکیاں حسرت بھری نگاہوں سے لاہور کی سیر کر رہی ہیں۔ اپنے دادا کی سمادھ کو بھی دیکھا

وزیروں کا محاصرہ اُٹھا لیا غنیم طاقتوں نے مان لیا جو ۲۸ تاریخ کو اُٹھا لیا جاویگا۔ وزیروں کی کفالتیں کافی سمجھی گئی ہیں

کہتے ہیں ترکی نے بلگیریا کے باغیوں کو متنبہ کرنیکی انگلش گورنمنٹ سے درخواست کی ہے مگر لارڈ لینڈڈون نے بیان کیا ہے کہ اس معاملہ میں صرف روس ہی کچھ کر سکتا ہے

فرانس نے سلطان مراکو کو سات فی صدی فرانک فیصدی سود پر دینے کا انتظام کیا ہے اور کسٹم کی آمدنی کو کفالت میں لیا گیا ہے سلطان نے اس قرضہ کو منظور کر لیا ہے۔

ڈربن میں طاعون کے ۲۳ کیس ہوئے جن میں ۲ مر گئے

امریکا میں چند مستورات نے ارادہ کیا ہے کہ ایک بنک نیو یارک شہر میں کھولیں اور اسکا کل کاروبار عورتیں کریں۔

حضور ڈیوک آف کناٹ ۱۹ اکتوبر کو مع خادم انگلینڈ سے لنڈن کو معہ آرک بشپ آف کنٹربری سخت علیل ہیں۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

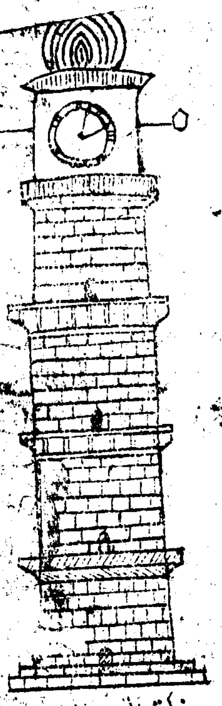
منارۃ المسیح الموعود ع

الحکم

۲۹ ذی قعد سنہ ۱۳۲۰ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷	دار الامن والامان قادیان ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۳ء	نمبر ۸

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۵ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو حضرۃ اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے بوقت سیر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی (ایڈیٹر)

دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانے والے آداب دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف جو قبولیت دعا کے ہوتے ہیں بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہو گئی ہے بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں اور جو دعا کے منکر تو نہیں انکی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ چونکہ ان کی دعائیں بوجہ آداب الدعا کی ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں کیونکہ دعا اپنے اصلی معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں اسلیے وہ منکرین دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہونچا دیا ہے۔

دعا کے لیے سب سے اول اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ تعالےٰ پر یہ سوءظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہوگا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اسقدر دعا کی گئی ہے کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے دعا کرنیوالے تھک گئے ہیں جسکا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہو گیا ہے۔ اور اس ناطرفی نے یہانتک بڑا اثر پہونچایا ہے کہ پھر دعا کے تاثیرات کا انکار شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اسقدر عرصہ دراز تک جو دعا کی گئی ہے کیوں قبول نہ ہوئی۔

مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانیوالا انسان اگر اپنے عدم استقلال اور تلوّن کو سوچے تو اسے معلوم ہو جائے کہ یہ ساری نامرادیاں اسکی اپنی ہی جلدبازی اور شتابکاری کا نتیجہ ہیں جنہیں خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامراد کرنیوالی مایوسی بڑھ گئی ہے ہمیں کبھی تھکنا نہیں چاہیئے۔

دعا کی ایسی ہی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جا کر اپنے کھیت میں ایک بیج بوآتا ہے اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا اسوقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشو و نما پا کر پھل لائیگا۔ باہر کی دنیا اور خود زمیندار بھی نہیں دیکھ سکتا کہ یہ دانہ اندر ہی اندر زمین میں ایک پودہ کی صورت اختیار کر رہا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانہ گل کر اندر ہی اندر پودہ بننے لگتا ہے اور طیار ہوتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکا سبزہ اوپر نکل آتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اسکو دیکھ سکتے ہیں۔ اب دیکھو وہ دانہ جسوقت سے زمین کے نیچے ڈالا گیا تھا دراصل اسی ساعت سے وہ پودا بننے کی طیاری کرنے لگ گیا تھا۔ مگر ظاہر بین نگاہ اس سے کوئی خبر نہیں رکھتی۔ اور اب جبکہ اسکا سبزہ باہر نکل آیا تو سب نے دیکھ لیا لیکن ایک نادان بچہ اسوقت یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اسکو اپنے وقت پر پھل لگے گا وہ یہ چاہتا ہے کہ کیوں اسی وقت اسکو پھل نہیں لگتا مگر عقلمند زمیندار خوب سمجھتا ہے کہ اسکے پھل کا کونسا موقع ہے وہ صبر سے اسکی نگرانی کرتا اور غور پرداخت کرتا رہتا ہے اور اسطرح پر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اسکو پھل لگتا اور وہ پک بھی جاتا ہے۔ یہی حال دعا کا ہے

اور بعینہ اسیطرح دعا نشو و نما پاتی اور ثمر ثمرات ہوتی ہے جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں اور صبر کرنے والے مآل اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔

یہ سچی بات ہے کہ **دعا** میں بڑے بڑے مراحل اور مراتب ہیں جنکی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنیوالے اپنے ہاتھ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ انکو ایک جلدی لگ جاتی ہے اور وہ صبر نہیں کر سکتے حالانکہ خدا تعالے کے کاموں میں ایک تدریج ہوتی ہے۔

دیکھو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آج انسان شادی کرے تو کل کو اُس کے گھر بچہ پیدا ہو جاوے حالانکہ وہ قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے مگر جو قانون اور نظام اس نے مقرر کر دیا ہے وہ ضروری ہے۔ پہلے نباتات کی نشو و نما کیطرح کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ چار مہینے تک کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتا پھر کچھ حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوری میعاد گذرنے پر بہت بڑی تکالیف برداشت کرنیکے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بچہ کا پیدا ہونا ماں کا بھی ساتھ ہی پیدا ہونا ہوتا ہے۔

مرد شاید ان تکالیف اور مصائب کا اندازہ نہ کر سکیں جو اس مدت حمل کے درمیان عورۃ کو برداشت کرنی پڑتی ہیں مگر یہ سچی بات ہے کہ عورۃ کی بھی ایک نئی زندگی ہوتی ہے۔ اب غور کرو کہ اولاد کے لیے پہلے ایک موت خود اسکو قبول کرنی پڑتی ہیں تب کہیں جا کر وہ اس خوشی کو دیکھتی ہے۔

اسیطرح پر دعا کرنے والے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تلوّن اور عجلت کو چھوڑ کر ساری تکلیفوں کو برداشت کرتا رہے اور کبھی بھی یہ توہم نہ کرے کہ دعا قبول نہیں ہوئی آخر آیندالا زمانہ آجاتا ہے اور دعا کے نتیجہ کے پیدا ہونیکا وقت پہونچ جاتا ہے جبکہ گویا **مراد** کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔

دعا کو پہلے ضروری ہے کہ اس مقام اور حد تک پہونچایا جاوے جہاں پہونچکر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے جسطرح پر آتشی شیشی کے نیچے کپڑا رکھدیتے ہیں اور سورج کی شعاعیں اس شیشہ پر آکر جمع ہوتی ہیں اور انکی حرارت وحدۃ اس مقام تک پہونچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے پھر یکا یک وہ کپڑا جل اُٹھتا ہے۔ اسیطرح پر ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہونچے جہاں اسمیں وہ قوت پیدا ہو جاوے کہ نامرادی کو جلا دے اور مقصد مراد کو پورا کرنے والی ثابت ہو جاوے

پیداست ندا را کہ بلند است جنابت

مدۃ دراز تک انسان کو دعاؤں میں لگے رہنا پڑتا ہے آخر خدا تعالے ظاہر کر دیتا ہے میں نے اپنے تجربہ سے دیکھا ہے اور گذشتہ راستبازوں کا تجربہ بھی اسپر شہادت دیتا ہے کہ اگر کسی معاملہ میں دیر تک خاموشی کرے تو کامیابی کی اُمید ہوتی ہے لیکن جس امر میں جلد جواب ملجاتا ہے وہ ہونے والا نہیں ہوتا۔ عام طور پر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک سائل جب کسی کے دروازہ پر مانگنے کے لیے جاتا ہے اور نہایت عاجزی اور اضطراب سے مانگتا ہے اور کچھ دیر تک جھڑکیاں کھا کر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا اور سوال کیے ہی جاتا ہے تو آخر اُسکو بھی کچھ شرم آہی جاتی ہے خواہ کتنا ہی بخیل کیوں نہو پھر بھی کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دیتا ہے تو کیا دعا کرنے والے کو کم از کم ایک معمولی سائل جتنا استقلال بھی نہیں ہونا چاہیے اور خدا تعالے جو کریم ہے اور حیا رکھتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اسکا عاجز بندہ ایک عرصہ سے اس کے آستانہ پر گرا ہوا ہے تو کبھی اسکا انجام بد نہیں کرتا۔ اگر انجام بد ہو تو اپنے ظن سے ہوتا ہے جیسے ایک حاملہ عورۃ چار یا پانچ ماہ کے بعد کہے کہ اب بچہ کیوں پیدا نہیں ہوتا اور اس خواہش میں کوئی مسقط دوا کھالے تو اُسوقت کیا بچہ پیدا ہو گا یا ایک مایوسی بخش حالت میں وہ خود مبتلا ہو گی۔ اسیطرح جو شخص قبل از وقت جلدی کرتا ہے وہ نقصان ہی اُٹھاتا ہے اور نہ نرا نقصان بلکہ ایمان کو بھی صدمہ پہنچاتا ہے بعض ایسی حالت میں دہریہ ہو جاتے ہیں ہمارے گاؤں میں ایک نجار تھا اسکی عورۃ بیمار ہوئی اور آخر وہ مر گئی اُسنے کہا کہ اگر خدا ہوتا تو میں نے اتنی دعائیں کی تھیں وہ قبول ہو جاتیں اور میری عورۃ نہ مرتی اور اسطرح پر وہ دہریہ ہو گیا۔ لیکن سعید اگر اپنے صدق اور اخلاص سے کام لے تو اُسکا ایمان بڑھتا ہے اور سب کچھ ہو بھی جاتا ہے زمین کی دولتیں خدا تعالے کے آگے کیا چیز ہیں وہ ایک دم میں سب کچھ کر سکتا ہے کیا دیکھا نہیں کہ اسنے اس قوم کو جسکو کوئی جانتا بھی نہ تھا بادشاہ بنا دیا۔ اور بڑی بڑی سلطنتوں کو اُنکا تابع فرمان بنا دیا۔ اور غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ انسان اگر تقوی اختیار کرے اور خدا تعالی کا ہو جاوے تو دنیا میں اعلی درجہ کی زندگی ہو مگر شرط یہی ہے کہ صادق اور وفادار ہو کر دکھلائے دل متزلزل نہ ہو۔ اور اسمیں کوئی آمیزش ریاکاری اور شرک کی نہ ہو **ابراہیم** علیہ السلام میں وہ کیا بات تھی جس نے اُسکو امام الملۃ اور ابوالحنفا قرار دیا

اور خدا تعالی نے اُسکو اسقدر عظیم الشان برکتیں دیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں وہ یہی صدق اور اخلاص تھا۔ دیکھو **ابراہیم** علیہ السلام نے بھی ایک دعا کی تھی کہ اُسکی اولاد میں سے عرب میں ایک نبی ہو۔ پھر کیا وہ اسی وقت قبول ہو گئی ابراہیم کے بعد ایک عرصہ دراز تک کسی کو خیال بھی نہیں آیا کہ اس دعا کا کیا اثر ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورۃ میں وہ دعا پوری ہوئی اور پھر کس شان کیساتھ پوری ہوئی۔

ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہمیں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں اور بڑی بڑی مشقتیں اُٹھاتے اور اپنے آپکو مشکلات اور مصائب میں ڈالتے ہیں لیکن یہ تکالیف انکو کوئی نور نہیں بخشتی اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان اُنکو ملتا ہے بلکہ اندرونی حالت اُنکی خراب ہوتی ہے۔ وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں جسکو اندر سے کم تعلق ہوتا ہے اور کوئی اثر انکی روحانیت پر نہیں پڑتا۔ اسی لیے قرآن شریف میں اللہ تعالے نے یہ فرمایا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی یعنے اللہ تعالے کو تمھاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہونچتا بلکہ تقوی پہونچتا ہے۔ حقیقت میں خدا تعالے پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر گوشت اور خون نہیں پہونچتا بلکہ تقوی پہونچتا ہے تو پھر قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اسیطرح نماز روزہ اگر روح کا ہے تو پھر ظاہر کی کیا ضرورت ہے؟ اسکا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل پکی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں انکو روح نہیں ملتی اور اسمیں وہ نیازمندی اور عبودیت پیدا نہیں ہو سکتی جو اصل مقصد ہے اور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں روح کو اسمیں شریک نہیں کرتے وہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں۔

روح اور جسم کا باہم خدا تعالی نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے۔ اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے مثلاً اگر ایک شخص تکلف سے رونا چاہے تو آخر اُسکو رونا آہی جاوے گا۔ اور ایسا ہی جو تکلف سے ہنسنا چاہے اُسے ہنسی آہی جاتی ہے۔

اسیطرح پر نماز کی جسقدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مثلاً کھڑا ہونا یا رکوع کرنا اُسکے ساتھ ہی

روح پر بھی اثر پڑتا ہے اور جسقدر جسم میں نیازمندی کی حالت دکھاتا ہے اسیقدر روح میں پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خدا ان سے سجدہ کو قبول نہیں کرتا مگر سجدہ کو روح کے ساتھ ایک تعلق ہے اسلیے نماز میں آخری مقام سجدہ کا ہے جب انسان نیازمندی کے انتہائی مقام پر پہونچتا ہے تو اسوقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آکر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدہ کی صورت میں کرتے ہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے جب روح غمناک ہو تو جسم پر بھی اس کے اثر ظاہر ہوتے ہیں اور آنسو اور پژمردگی ظاہر ہوتی ہے اگر روح اور جسم کا باہم تعلق نہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے۔ دوران خون بھی قلب کا ایک کام ہے مگر ہمیں بھی شک نہیں کہ قلب آبپاشی جسم کے لیے ایک انجن ہے۔ اسکے بسط اور قبض سے سب کچھ ہوتا ہے۔ غرض جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں برابر چلتے ہیں روح میں جب عاجزی پیدا ہوتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے اس لیے جب روح میں واقعی عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو روح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے اسلیے ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑے ہو تو چاہیے کہ اپنے وجود سے عاجزی اور ارادت مندی کا اظہار کرو اگرچہ اسوقت یہ ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ اسکا اثر دائمی ہو جاتا ہے اور واقعی روح میں وہ نیازمندی اور فروتنی پیدا ہونے لگتی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمکو نمازوں میں لذت نہیں آتی مگر وہ نہیں جانتے کہ لذت اپنی اجنبا میں نہیں ہے اور لذت کا معیار بھی الگ ہے ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اشد درجہ کی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے مگر وہ اس تکلیف کو بھی لذة ہی سمجھ لیتا ہے دیکھو ٹرانسوال* میں جو لوگ لڑتے ہیں۔ باوجودیکہ انمیں جانیں جاتی ہیں اور عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوتے ہیں مگر قومی حمیت اور پاسداری انکو ایک لذة اور سرور کے ساتھ موت کے منہ میں لے جا رہی ہے۔

باقی آئندہ

ایک لوا دادر حضرت اقدس علیہ السلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

۱۵ فروری کی سیر

اعلیٰ حضرت [illegible] علیہ الصلوٰة والسلام [illegible] ہوا اس شخصکو پورے طور پر تبلیغ ہو جاوے اس لیے اسکی ہر بات اور ہر ایک اعتراض کو نہایت توجہ سے سنکر اسکا مبسوط جواب فرماتے آج جب آپ سیر کو تشریف لے چلے تو حضرة ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ سے سلسلہ تقریر شروع ہوا رب ارنی کیف تحی الموتیٰ۔

فرمایا کہ حضرة ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے ... کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ یہ آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے کیونکہ حضرة ابراہیم علیہ السلام کو یہ ارشاد ہوا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تو اسپر ایمان نہیں لاتا۔ اگرچہ حضرة ابراہیم علیہ السلام نے اسکا جواب یہی دیا کہ بَلٰی ہاں میں ایمان لاتا ہوں مگر اطمینان قلب چاہتا ہوں لیکن آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا سوال نہ کیا اور نہ ایسا جواب دینے کی ضرورة پڑی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پہلے ہی سے ایمان کے انتہائی مرتبہ اطمینان اور عرفان پر پہونچے ہوئے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ادبنی ربی فاحسن ادبی تو یہ آیت آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے ہاں ہمیں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی ایک خوبی اس سے پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا اولم تؤمن تو انھوں نے یہ نہیں کہا کہ میں اسپر ایمان نہیں رکھتا بلکہ یہ کہا کہ ایمان تو رکھتا ہوں مگر اطمینان چاہتا ہوں۔ پس جب ایک شخص ایک شرطی اقتراح پیش کرے اور پھر یہ کہے کہ میں اطمینان قلب چاہتا ہوں تو وہ اس سے استدلال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شرطی اقتراح پیش کرنے والا تو ادنیٰ درجہ بھی ایمان کا نہیں رکھتا بلکہ وہ تو ایمان اور تکذیب کی مقام پر ہے اور تسلیم کرنیکو مشروط بہ اقتراح کرتا ہے پھر وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں ابراہیم کیطرح اطمینان قلب چاہتا ہوں؟ ابراہیم نے پہلے [illegible] انکار نہیں کیا اور پھر اقتراح بھی نہیں کیا [illegible] احیاء موتیٰ کی کیفیت پوچھی ہے اور اسکو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے یہ نہیں کہا کہ اس مردہ کو زندہ کر کے [illegible] یا یوں کر اور پھر اسکا جواب [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] دیا ہے وہ بھی عجیب اور لطیف ہے اللہ تعالیٰ نے [illegible] فرمایا کہ تو چار جانور لے اور انکو اپنے ساتھ ہلا لے [illegible] غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ ذبح کرنے [illegible] [illegible] ساتھ ہلا لیتے ہیں پھر وہ اپنے مالک کی [illegible] ہیں۔ اور اس کے بلانے پر آ جاتے ہیں [illegible] حضرت ابراہیم کو احیاء اماتت سے [illegible] وہ یہ چاہتے تھے کہ مردے خدا کی آواز [illegible] ہیں اس سے انھوں نے سمجھ لیا کہ ہر چیز طبعاً اور فطرتاً اللہ تعالیٰ کی مطیع اور تابع فرمان ہے۔

نو وارد - کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن شریف میں ایسا فرمایا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل فرمایا۔

حضرت اقدس - میں قرآن شریف سے یہ استنباط کرتا ہوں کہ سب انبیاء کے [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کو دیے گئے کیونکہ آپ تمام انبیاء کے کمالات متفرقہ اور فضائل مختلفہ کے جامع تھے اور اسی طرح جیسے تمام انبیاء کے کمالات آپکو ملے قرآن شریف بھی جمیع کتب کی خوبیوں کا جامع ہے چنانچہ فرمایا فیہا کتب قیمة اور ما فرطنا فی الکتٰب ایسا ہی ایک جگہ آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ تمام نبیوں کا اقتدا کر۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ امر دو قسم کا ہوتا ہے ایک امر تو تشریعی ہوتا ہے جیسے یہ کہا کہ نماز قائم کرو۔ یا زکوة دو وغیرہ اور بعض امر بطور خلق ہوتا ہے جیسے یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم یہ امر جو ہے کہ تو سب کی اقتدا کر یہ امر بھی خلقی اور کونی ہے یعنی تیری فطرة کو حکم دیا کہ وہ کمالات جو جمیع انبیاء علیہم السلام میں متفرق طور پر موجود تھے تجھ میں یکجائی طور پر موجود ہوں اور گویا اس کے ساتھ ہی وہ کمالات اور خوبیاں آپ کی ذات میں جمع ہو گئیں۔

چنانچہ ان خوبیوں اور کمالات کے جمع ہونے کا نتیجہ تھا کہ آپ پر نبوة ختم ہو گئی اور یہ فرمایا کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ختم نبوة کے یہی معنی ہیں کہ نبوة کی ساری خوبیاں اور کمالات تجھ پر ختم ہو گئے۔ اور آئندہ کے لیے کمالات نبوة کا باب بند ہو گیا۔ کہ کوئی [illegible] طور پر

---

* اس وقت ٹرانسوال کی جنگ جاری تہی ایڈیٹر

ہو آئے گا۔

نبی عربی اور عبرانی دونوں زبانوں میں مشترک لفظ ہے جس کے معنے ہیں خدا سے خبر پاکر بولنے والا اور پیشگوئی کرنے والا جو لوگ براہ راست خدا سے مکالمہ کرتے اور اس سے خبریں پاتے تھے وہ نبی کہلاتے تھے اور یہ گویا اصطلاح ہو گئی تھی مگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ کے لیے اللہ تعالےٰ نے اسکو بند کر دیا ہے اور مہر لگا دی ہے کہ کوئی نبی آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر نہیں ہو سکتا جبتک آپکی اُمت میں داخل نہو۔ اور آپ کے فیضان سے مستفیض نہو وہ خدا سے مکالمہ کا شرف نہیں پا سکتا جبتک آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل نہو اگر کوئی ایسا ہے کہ وہ بدون اس اُمت میں داخل ہونے اور آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض پانیکے بغیر کوئی شرف مکالمہ الٰہی حاصل کرسکتا ہے **تو اُسے میرے سامنے پیش کرو۔**

یہی ایک آیۃ زبردست دلیل ہے اس امر پر جو ہم کہتے ہیں کہ حضرۃ عیسیٰ دوبارہ نہیں آویںگے بلکہ آنے والا اس اُمت میں سے ہوگا کیونکہ وہ نبی ہونگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبوۃ کا فیضان حاصل کرسکتا ہی نہیں جبتک وہ آنحضرتؐ سے استفاضہ نہ کرے جو صاف لفظوں میں یہ ہے کہ آپکی اُمت میں داخل نہ ہو۔ اب خاتم النبین والی آیت تو صریح روکتی ہے پھر وہ کسطرح آسکتے ہیں۔ یا اُنکو نبوۃ سے معزول کرو اور انکی یہ ہتک اور بیعزتی روا رکھو اور یا یہ کہہ ماننا پڑے گا کہ آنیوالا اسی اُمت میں سے ہوگا۔

نبی کی اصطلاح مستقل نبی پر بولی جاتی تھی۔ مگر اب خاتم النبین کے بعد یہ مستقل نبوۃ رسم ہی نہیں اسی لیے کہا ہے

خارقے کز ولی مسموع است

معجزہ آں نبی متبوع است

پس ابیات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ جب آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوۃ کا شرف پہلے سے حاصل ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پھر آئیں اور اپنی نبوۃ اور اپنی نبوۃ کو کھو دیں۔ یہ آیۃ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل نبی کو روکتی ہے۔ البتہ یہ امر آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو بڑھانے والا ہے کہ ایک شخص آپ ہی کی اُمت سے آپ ہی کے فیض سے وہ درجہ حاصل کرتا ہے جو ایکوقت مستقل نبی کو حاصل ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر وہ خود ہی آئیں تو پھر صاف ظاہر ہے کہ پھر اس خاتم الانبیا والی آیۃ کی تکذیب لازم آتی ہے اور خاتم الانبیا حضرت مسیح ٹھہرینگے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آنا بالکل غیر مستقل ٹھہر جاویگا کیونکہ آپ پہلے بھی آئے اور ایک عرصہ کے بعد آپ رخصت ہو گئے اور حضرت مسیح آپ سے پہلے بھی رہے اور آخر پر بھی وہی رہے۔ غرض اس عقیدہ کے ماننے سے کہ خود ہی حضرت مسیح آنیوالے ہیں بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں اور ختم نبوۃ کا انکار کرنا پڑتا ہے جو کفر ہے۔

اسکے علاوہ قرآن شریف کی ایک اور آیۃ بھی جو صاف طور پر مسیح کی آمد ثانی کو روکتی ہے اور وہ وہی آیۃ ہے جو کل بھی میں نے بیان کی تھی یعنی **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم**۔ اگر حضرت مسیح قیامت سے پہلے دنیا میں آئے تھے اور چالیس برس تک رہ کر انہوں نے کفار اور مشرکین کو تباہ کیا تھا جیساکہ اعتقاد رکھا جاتا ہے؟ پھر کیا خدا تعالےٰ کے سامنے انکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم** یا یہ کہنا چاہیے تھا کہ میں نے تو کافروں اور مشرکوں کو ہلاک کیا اور انکو جا کر اس شرک سے نجات دی کہ تم مجھکو اور میری ماں کو خدا نہ بناؤ۔

اس آیۃ پر خوب غور کرو یہ انکی دوبارہ آمد کو قطعی طور پر رد کرتی ہے + اور اس کے ساتھ ہی ختم نبوت والی آیت بھی انکو دوبارہ آنے نہیں دیتی اب یا تو قرآن شریف کا انکار کرو۔ یا اگر اسپر ایمان ہے تو پھر اس باطل خیال کو چھوڑنا پڑے گا **اور اس سچائی کو قبول کرنا پڑے گا جو میں لے کر آیا ہوں۔**

یہ پکی بات ہے کہ آنیوالا اسی اُمت سے ہوگا۔ اور حدیث **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص مثیل مسیح بھی تو ہو۔ اگرچہ محدثین اس حدیث کی صحت پر کلام کرتے ہیں مگر اہل کشف نے اسکی تصدیق کی ہے اور قرآن شریف خود اسکی تائید کرتا ہے۔ محدثین نے اہل کشف کی یہ بات مانی ہوئی ہے کہ وہ اپنے کشف سے بعض احادیث کی صحت کر لیتے ہیں جو محدثین کے نزدیک صحیح نہوں اور ایسا ہی بعض کو غیر صحیح قرار دیسکتے ہیں۔

یہ حدیث اہل کشف نے جنہیں روحانیت اور تصفیہ قلب ہوتا ہے صحیح بیان کی ہے اور جیسا میں نے کہا ہے کہ قرآن شریف بھی اسکا مصدق ہے کیونکہ اس حدیث سے بھی سلسلہ موسوی کی طرح ایک سلسلہ کے قائم ہونے کی تصدیق ہوتی ہے اور قرآن شریف بھی سلسلہ موسویہ کے بالمقابل ایک سلسلہ قائم کرتا ہے۔ اسی کیطرف علاوہ اور آیات قرآنی کے **اھدنا الصراط المستقیم** بھی اشارہ کرتا ہے یعنی جو پہلے نبیوں کو دیا گیا ہے ہمکو بھی عطا کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ چودہ سو برس تک رکھا گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو نابود کرنا چاہا۔ اور اس قوم کو **ضربت علیہم الذلۃ** کا مصداق بنا دیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے یہ کہا کہ **انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔** یعنی یہ سلسلہ موسوی سلسلہ کے بالمقابل ہے اور یہ عمارت موسوی عمارۃ کے مقابلہ پر ہے جیسے اسمیں اخیار ہیں ویسے ہی اسمیں بھی اخیار ہیں ایسا ہی اشرار بھی بالمقابل پائے جاتے ہیں یہانتک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اگر کسی یہودی نے ماں سے زنا کیا ہوگا تو تم میں سے بھی ایسے ہونگے اور اگر کوئی سوسمار کے بل میں گھسا ہوگا تو مسلمان بھی گھسیں گے یہ کیسی مشابہت اور مماثلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے اب تعجب ہے مسلمانوں پر کہ وہ یہ تو روا رکھتے ہیں کہ اس اُمۃ میں سے یہودی بنجاویں اور یہ پسند نہیں کرسکتے کہ اس اُمۃ میں سے کوئی مسیح بھی ہو جاوے۔!!!

موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں مسیح کو بھیجا گیا تھا اسی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ اس اُمۃ میں بھی اس صدی پر مسیح آئے تاکہ اس اُمۃ کا فضل ظاہر ہو وسے اولیاء اللہ کے کشوف بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں اور جو نشانات ہونے کے لیے رکھے تھے وہ بھی اپنے اپنے وقت پر پورے ہو گئے۔ در حقیقت شدنی امور ہو جاتے ہیں جو نہیں ہونے والے ہوتے وہ نہیں ہوتے اگر علماء کے معنے سچے ہوتے تو جو کچھ انھوں نے مانا ہوا تھا انہیں سے کچھ تو پورا ہوتا۔ اعانۃ اسلام کا زمانہ تو یہی تھا پھر کیا وجہ ہے کہ خدا نے بقول ان کے کچھ بھی نہ کیا؟ انگریزوں کا تسلط **من کل حدب ینسلون** کا مصداق ہو گیا۔ اور **واذا العشار عطلت** کے موافق اونٹنیاں بیکار ہو گئیں جو اس آخری زمانہ کا ایک نشان ٹھیرایا گیا تھا عشار حاملہ اونٹنیوں کو کہتے ہیں یہ لفظ اس لیے اختیار کیا گیا ہے تا یہ وہم نہ رہے جیسا بعض لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے متعلق ہے۔ قیامت میں تو حمل نہ ہوگا۔ اور انکا رہ جانا یہانتک الگ رہا کہ مکہ مدینہ کے درمیان بھی ریل طیار ہو رہی ہے اخبارات نے بھی اس آیت اور مسلم کی حدیث سے استنباط کرکے مضامین لکھے ہیں پس یہ اور دوسرے نشان تو

پورے ہوگئے ہیں اگر صادق نہیں ہوں تو دوسرے مدعی کا نشان بتاؤ؟ اور اسکا ثبوت دکھاؤ۔ بات یہ ہے کہ افترا اور کذب کی عمر نہیں ہوا کرتی۔ یہ جلد فنا ہو جاتے ہیں مفتری کے ہلاک کرنے کے لیے خارجی قوت اور زور کی حاجت ہی نہیں ہوتی خود اسکا افترا اسکو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور مفتری کے مقابل میں کبھی جوش نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل جسقدر جوش ہوا کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے مقابل بھی ہوا تھا۔ صادق کے مقابل اس کے لیے جوش ہوتا ہے کہ شیطان سمجھتا ہے کہ اب مجھے ہلاک کیا جاوے گا اور وہ اس سے ناراض ہوتا ہے اسلیے جہانتک ممکن ہو وہ اسکی مخالفت میں زور لگاتا ہے اور یہ جوش پھیل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی بہت سے آدمیوں نے دعوے کیے تھے مگر اب کوئی انکا نام بھی نہیں لے سکتا۔ اسی طرح ہوتا رہا ہے کہ صادق کے مقابل میں بعض کاذب مدعی بھی ہوتے رہے ہیں۔ مگر کسی مقابلہ کے لیے اسقدر جوش نہیں دکھایا گیا جو صادق کے لیے دکھایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ مفتری تو شیطان کے منشا کے موافق ہوتا ہے۔ اسلیے وہ اس کے خلاف جنگ کرنی نہیں چاہتا۔ اور صادق کے سینہ پر پتھر ہوتا ہے اسکو تباہ کرنے کے لیے زور لگاتا ہے مگر آخر خود ہی شیطان اس کے جنگ میں ہلاک کیا جاتا ہے۔

ابو جہل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کسقدر زور لگایا یہانتک کہ مباہلہ بھی کر لیا۔ اور یہ دعا کی کہ جو شخص ہم میں سے کاذب ہے اور جو جھوٹ ڈالتا ہے اسکو ہلاک کر چنانچہ خود اُسی روز ہلاک ہو گیا۔ یاد رکھو کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جو اُسکے آنے سے ایک پھوٹ نہ پڑی ہو۔ اسکو اصلاح کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ ایک پھوٹ پڑے۔ کیونکہ جس شخص کا جوڑ یا ہڈی اپنی جگہ پر نہ رہے تو وہ اُسے اُتار کر نئے سرے لگاتا ہے اکثر مجھپر اعتراض کرتے ہیں کہ آریوں عیسائیوں کو دشمن بنالیا ہے۔ مگر ان کو معلوم نہیں جو خدا کیطرف سے آتا ہے وہ ضرور اپنے دشمن بنالیتا ہے کیونکہ اسکو پاک جماعت طیار کرنی پڑتی ہے جنمیں سچی تقویٰ و طہارت ہو اور سچی اخوت ہو مگر سفلی زندگی کے عادی نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک صلاحیت قائم ہو۔ وہ دنیا سے دل لگا کر خدا تعالیٰ کیطرف سے غافل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں

اب تو آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

یہی اُنکا مذہب اور مشرب ہوتا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہ مردار زندگی کیا چیز ہے؟ انسان اگر خدا تعالیٰ سے قوت پاوے تو وہ اس مردار زندگی سے مرنا بہتر سمجھے گا۔ دنیا کے دوست مطلب کے دوست ہوتے ہیں حقیقی محبت اور اخوت خدا تعالیٰ میں ہو کر ملتی ہے۔ ان لوگوں کو دیکھو جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر توبہ کی کیا ان کے باہم تعلقات نہ تھے؟ لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شناخت میں آنکھ کھلی تو پھر یہانتک متاثر ہوے کہ نہ بیٹے کو بیٹا سمجھا نہ باپ کو باپ بلکہ وہ تعلقات بالکل قطع ہو گئے اور سارے تعلقات خدا میں ہو کر قائم ہوے خدا کے لیے دشمن ہو جاتے۔ دنیا کی دولتیں جس میں خدا درمیان نہیں ہوتا وفاداری سے نہیں نباہ سکتے۔ اسیطرح ایہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت میں جب کوئی داخل ہوتا ہے تو اس کے اپنے متعلقین میں اگر خدا تعالیٰ ہدایت نہ کرے ایک شور قیامت برپا ہو جاتا ہے ورنہ بعض گہرے تعلقات رکھنے والوں کو قطع تعلق کرنا پڑتا ہے۔ یاد رکھو دنیا انسان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی یہ اسکی اپنی کمزوری ہے کہ اپنی جیسی مخلوق کو نافع یا ضار سمجھتا ہے نفع اور ضرر اللہ ہی سے ملتا ہے۔ ہماری یہی مراد اس سے یہ ہے کہ انسان معرفت کی آنکھ سے خدا کو شناخت کرے۔ جبتک عملی طور پر خدا شناسی کو ثابت کر کے نہ دکھائے تو دہریہ ہے میں نے غور کیا ہے قرآن شریف میں کئی ہزار حکم ہیں اُنکی پابندی نہیں کی جاتی ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں میں خلاف ورزی کر لی جاتی ہے۔ یہانتک دیکھا جاتا ہے کہ بعض جھوٹے تو دوکاندار بولتے ہیں اور بعض مصالحہ دار جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے اسکو رجس کے ساتھ رکھا ہے۔ مگر بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ رنگ آمیزی کر کے حالات بیان کرنے سے نہیں رُکتے اور اسکو کوئی گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ ہنسی کے طور پر بھی جھوٹ بولتے ہیں انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جبتک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے۔

انسان جب عشق و محوری میں پڑ جاتا ہے تو پھر ان لذات کو کیسے چھوڑ سکتا ہے اسکے چھوڑنے کی ایک ہی راہ ہے کہ گناہ کی معرفت انسان کو ہو اور یہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ گناہ پر سزا دیتا ہے۔ حیوان بھی جب معرفت پیدا کر لیتا ہے کہ یہ کام کرونگا تو سزا ملے گی تو وہ بھی اس سے بچتا ہے کُتے کو بھی اگر چھڑی دکھائی جائے تو وہ بھاگتا ہے اور دہشت زدہ ہو جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ انسان انسان ہو کر خدا سے اتنا بھی نہ ڈرے جتنا ایک حیوان سوٹے سے ڈرتا ہے بھیڑیے کے پاس اگر بکری باندہ دیجاوے تو وہ گھاس نہیں کھا سکتی۔ کیا اس بھیڑیے جتنی دہشت بھی خدا کی نہیں ہے؟ انسان کے پیدا ہونے کی غرض اور غایت تو یہ ہے کہ وہ سچا ایمان پیدا کرے اگر یہ ایمان وہ پیدا نہیں کرتا تو پھر اپنی پیدائش کو عبث سمجھتا ہے اور اگر اس مجلس میں وہ ایمان نہیں ہے تو اسپر حرام ہے کہ دوسری مجلس کو تلاش نہ کرے۔ خدا نے مجھے اسی لیے **مامور کیا ہے کہ تقویٰ پیدا ہو اور خدا پر سچا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے پیدا ہو** خدا تعالیٰ تاوان نہیں چاہتا بلکہ سچا تقویٰ چاہتا ہے میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ توبہ کرنے وقت گواہ رکھ لیتا تھا میں نے اُس کو پوچھا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے اُس نے کہا کہ میں نے اسلیے یہ کیا ہے کہ شاید اس توبہ کو توڑتے وقت اس گواہ سے ہی کچھ شرم آجائے لیکن آخر دیکھا کہ وہ اسکی بھی پروا نہ کر کے توبہ توڑ دیتا کیونکہ اصل شرم تو خدا تعالیٰ سے ہونی چاہیے جب خدا سے نہیں ڈرتا اور شرم کرتا تو اور کس سے کیا کرے گا ایسے لوگوں کی وہی مثال ہے

چہ خوش گفت درویش کوتاہ دست
کہ شب توبہ کرد و سحرگاہ شکست

جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں انکو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ میں انکے لیے دعا کرتا ہوں دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے۔ اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے اسمیں بڑی تاثیریں ہیں جہانتک قضاء و قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کوئی کیسا ہی معصیت میں غرق ہو دعا اُسکو بچا لیگی۔ اللہ تعالیٰ اُسکی دستگیری کرے گا اور وہ خود محسوس کرے گا کہ میں اب اور ہوں۔ دیکھو جو شخص مسموم ہے کیا وہ اپنا علاج آپ کر سکتا ہے اسکا علاج تو دوسرا ہی کرے گا۔ اس لیے **اللہ تعالیٰ نے تطہیر کے لیے یہ سلسلہ قائم کیا ہے** اور ماموروں کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔ دعا کرنا اور کروانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے دعا کے لیے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اسوقت سمجھنا چاہیے کہ دعا قبول ہو گئی یہ اسم اعظم ہے اسکے سامنے کوئی ان ہونی چیز نہیں ہے ایک خبیث کے لیے جب دعا کے ایسے اسباب میسر آجاویں تو یقیناً وہ صالح ہو جاوے اور بغیر دعا کے وہ اپنی توبہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ بیمار اور محجوب اپنی دستگیری آپ نہیں کر سکتا۔ سنت اللہ کے موافق یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک

پہونچتی ہیں تو ایک شعلہ نور کا اسکے دل پر گرتا ہے جو اسکی ساری خباثتوں کو جلا کر تاریکی دور کر دیتا اور اندر ایک روشنی پیدا کرتا ہے۔ یہ طریق استجابتہ دعا کا رکھا ہے ضرور ہے کہ انسان پہلے حالت بیماری کو محسوس کرے اور پھر طبیب کو شناخت کرے سعید وہی ہے جو اپنے مرض اور طبیب کو شناخت کرتا ہے۔ اسوقت دنیا کی حالت بگڑی ہوئی ہے جن باتوں پر خدا نے چاہا تھا کہ قائم ہوں انکو چھوڑ اگیا ہے باہر وہ ایک پھوڑے کیطرح نظر آتے ہیں جو چمکتا ہے مگر اس کے اندر پیپ ہے یا قبر کیطرح ہیں کہ جس کے اندر بجز ہڈیوں کے کچھ نہیں۔

ایسا ہی حال اخلاقی حالتوں کا ہے غیظ وغضب میں آکر گندی گالیاں دینے لگتا ہے اور اعتدال سے گذر جاتا ہے

اصل مدعا تو یہ ہونا چاہیے کہ انسان نفس مطمئنہ حاصل کرے نفس تین قسم کے ہیں امارہ لوامہ۔ مطمئنہ۔ بہت بڑا حصہ دنیا کا نفس امارہ کے نیچے ہے اور بعض جن پر خدا کا فضل ہوا ہے وہ لوامہ کے نیچے ہیں یہ لوگ بھی سعادۃ سے حصہ رکھتے ہیں بڑا بدبخت وہ ہے جو بدی کو محسوس ہی نہیں کرتا یعنی جو امارہ کے ماتحت ہیں اور بڑا ہی سعید اور بامراد وہ ہے جو نفس مطمئنہ کی حالت میں ہے

نفس مطمئنہ کو ہی خدا نے فرمایا یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔

یعنی اے وہ نفس جو اطمینان یافتہ ہے۔ اسحالت میں شیطان کے ساتھ جو جنگ ہوتی ہے اسکا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور خطاب کے لائق تو مطمئنہ ہی ٹھیرا ہے۔ اور اس آیۃ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مطمئنہ کیحالت میں مکالمہ الٰہی کے لائق ہو جاتا ہے خدا کیطرف واپس آ کے معنی یہی نہیں کہ مر جا بلکہ لوامہ اور امارہ کیحالت میں جو خدا تعالی سے ایک بعد ہوتا ہے مطمئنہ کیحالت میں وہ دوری نہیں رہتی۔ اور کوئی غبار باقی نہ رہ کر غیب کی آواز اسکو بلاتی ہے۔ تو مجھ سے راضی اور میں تجھ سے راضی۔ یہ رضا کا انتہائی مقام ہوتا ہے۔

پھر اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے بندو میں داخل ہو جا اللہ تعالی کے بندے دنیا ہی پر ہوتے ہیں مگر دنیا انکو نہیں پہچانتی دنیا نے آسمانی بندوں سے دوستی نہیں کی۔ وہ ان سے ہنسی کرتی ہے وہ الگ ہی ہوتے ہیں اور خدا تعالے کی ردا کے نیچے ہوتے ہیں غرض جب ایسی حالت اطمینان میں پہونچتا ہے تو الٰہی اکسیر سے تانبا سونا ہو جاتا ہے۔ وادخلی جنتی اور تو میری بہشت میں داخل ہو جا۔ بہشت ایک ہی چیز نہیں بلکہ فرمایا ولمن خاف مقام ربہ جنتان خدا سے ڈرنیوالے کے لیے دو بہشت ہیں۔

غرض اس مقام پر اس آیۃ کی تفسیر اور ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ کی تفسیر فرما کر اس تقریر کو ختم کر دیا یہ تفسیریں دوسرے وقت درج کرینگے ان شاءاللہ تعالے۔

حیات النبی

یہ ایک خطبہ کا خلاصہ ہے جو ۲۰ر فروری ۱۹۰۳ء کو حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

(ایڈیٹر)

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اللہ تعالے اور اُس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے بہت سی بزرگیاں اور خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں جن پر نظر کرنے سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنی مخلوقات میں سے جیسا اس عظیم الشان پاک انسان کو بنایا ہے کسی کے لیے ارادہ نہیں کیا کہ اسکی وہ عزۃ اور تکریم ہو جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہوئی ہے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور وجوہ اعزاز اسقدر ہیں کہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ کوئی دعوے نہیں کر سکتا کہ پورے طور پر انکو گن سکے۔

منجملہ اور باتوں کے یہ کسقدر عظیم الشان بات ہے کہ آپ کا نام محمد و احمد رکھا گیا صلے اللہ علیہ وسلم جسقدر نام انبیا کے قرآن میں ہیں یا توراۃ میں مذکور ہوئے ہیں مع اُن کے جنکو ہم نقصص کے نیچے رکھتے ہیں کسی نام کے ساتھ یہ نہیں پایا جاتا کہ ایسی ابدی زندگی عطا کی گئی ہو۔ تمام نبی جو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہوے۔ اس دنیا سے الگ ہوگئے۔ دنیا کی کوئی کتاب اور نہ ان کی امتیں اور قومیں غرض کوئی بھی انکا نشان نہیں دیسکتا اور ان کی زندگی کا پتہ نہیں دیتا۔ یہ قرآن کریم اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے سبکو خدا کے راستباز اور برگزیدہ نبی تسلیم کر لیا اور اسی کے طفیل سے وہ زندہ ہوگئے۔ اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا تو یقیناً مشکل کیا ناممکن ہوتا انکی نبوتوں کا ثابت کرنا۔ باوجود اس کے کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک زندگی بخشی ہے (اور یہ عظیم الشان احیاء موتی ہے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی جس نے ہزاروں سال کے مردوں کو زندہ کر دیا ہے) یہ بھی صحیح مسلم بات ہے کہ ان انبیا علیہم السلام سے اپنی خصوصیت ذاتی کے لحاظ سے کوئی زندہ نہیں یہ زندگی اور ابدی زندگی آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسیکو نہیں ملی جو اپنی خصوصیت ذاتی کے لحاظ سے زندہ جاوید ہیں۔

جیسا کہ مینے ابھی کہا آپ کی زندگی اور تعظیم وجلال کا سب سے بڑا نشان جو ابتدا سے انتہا تک فضیلت بتاتا ہے آپکا نام مبارک ہے یعنی محمد و احمد یہ دونوں نام ہمیشہ کی زندگی فضیلت اور اکرام پر دلالت کرتے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے محمد کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ آسمان پر بھی یہی مقدر ہوا اور زمین پر بھی یہی مقرر ہوا کہ آپکی تعریف کیجاوے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ میں ایک ابدی زندگی کا نشان موجود ہے کیونکہ اگر مثلاً دو سو یا تین سو برس بعد آپکا نشان مٹ جاتا تو محمد میں جو مبالغہ ہے وہ موزوں نہ ہوتا۔ لیکن اللہ کا رکھا ہوا نام ظاہر کرتا ہے کہ ہر زمانہ میں زندہ رہتا

احمد کے لفظ میں بھی اسی کیطرف اشارہ ہے کہ جو طریقہ اور جو ذریعہ اللہ تعالی کی ثنا اور حمد کا آپ لائے ہیں وہ بھی ابدی ہے اور جو ستایش اللہ تعالے نے اسکے عوض میں آپکی کی وہ بھی ابدی ہے۔

یہ چھوٹی سی بات نہیں جسقدر نام نبیوں کے ہیں انکو یاد کرو اور ان پر غور کرو۔ کہ کیا کسی نام میں کوئی ایسی پیشگوئی ہے جیسی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام میں پائی جاتی ہے اسطرح پر یہ بڑی عظیم الشان فضیلت ہے آپکی

کل سفر یوں اور راہنما نہ ولی ہے۔

پھر اس زندگی کے ماتحت عظیم الشان بات یہ ہے۔ کہ آپ کے آثار موجود ہیں جیسے آپ کا دین محفوظ ہے ویسے ہی آپکی پیدائش کا مقام سونے کا مقام لڑائی کی جگہ اور آخری آرام کرنے کی جگہ بھی بدستور محفوظ ہے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں کہ کتاب محفوظ۔ مولد محفوظ۔ مدفن محفوظ یہ فضیلت ایسی فضیلت ہے کہ خدا پکار کر کہہ رہا ہے کہ لاریب آپ **افضل الموجودات** ہیں۔

پھر منجملہ ان تمام باتوں کے جو آپکی زندگی پر دلالت کرتی ہیں خدا جو اپنے فضل سے چاہتا ہے کہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں اس کے لیے یہ سب بھی کیا ہے **ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی**۔ آسمان پر ایک جوش رہتا ہے اس امر کے لیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مراتب اور مدارج میں ترقی ہو اور آپ کی کامیابیاں بڑھیں۔ اسلیے خود اللہ تعالے اور اُس کے ملائکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اب دیکھو کہ چھوٹے سے مومن کی دعا بیکار نہیں جاتی۔ اور جو **من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ** کے موافق چھوٹی سی نیکی بھی کسیکی ضائع نہیں کرتا۔ تو خود ملائکہ کی دعاؤں کو اور اپنے درود کو کیوں کر ضائع کر دے گا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہر ساعۃ آپ کے مدارج اور مراتب میں کسقدر ترقی ہو رہی ہے۔ جو آپ کی زندگی کو بڑھا رہی ہے۔ تو جب خدا تعالے کہتا ہے کہ **محمد رسول اللہ** (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مدارج کی ترقی ہو۔ ملائکہ کہتے ہیں ترقی ہو اور پھر مومن کو حکم ہوتا ہے کہ تم بھی درود پڑھو کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا جب آپ پر درود نہ پڑھا جاتا ہو۔ کیونکہ علاوہ اُن درود پڑھنے والوں کے جو مومنوں کا گروہ ہے اللہ تعالے اور اُسکے ملائکہ تو ہر وقت اس کام میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ انہیں کسل نہیں ہوتا اور جس میں درود شریف پڑھا جاتا ہے اس سے اندازہ کرو کہ آپ کے درجات میں ہر آن کسقدر ترقی ہو رہی ہے۔

ایکبار میں نے خود حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے کہ درود شریف کے طفیل اور کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کیے ہیں اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالے کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر اُنکی لاانتہا نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہونچتی ہیں یقیناً کوئی فیض بدون وساطت آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہونچ ہی نہیں سکتا۔

اور فرمایا درود شریف کیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالے کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُسکو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو

غرض

اللہ تعالے کو آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی عظمت اور عزۃ منظور ہے کیونکہ جو عزت اور توحید آپ نے قائم کی ہے کسی اور کے ذریعے سے نہیں ہوئی۔ اور اسوقت بھی اسکے بروز **احمد** نے (خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اُسکے ساتھ ہوں) اسی توحید کو قائم کرنے کے لیے غیرت اور جوش پایا ہے۔ اب میرا یہ منشا ہے کہ ایسی حالت میں مسلمانوں کو کسقدر درود شریف کے پڑھنے کی ضرورۃ ہے کیونکہ جس رسول کا یہ درجہ ہے کہ اللہ اور اُسکے ملائکہ اُس پر درود بھیجتے ہیں نا خدا ترس مردہ پرست قوم نے اُسکی بہت ہتک کی ہے اُس سید المعصومین کی نسبت بہت سے فحش ہمیں انہیں سننے پڑے ہیں لاانتہا کتابیں اس شرک عظیم کے حامیوں کیطرف سے شائع کی گئی ہیں اور جو مسلمان باقی رہ گئے ہیں انھوں نے بھی اپنے عملی رنگ سے ہتک کی جبکہ آپ کے اتباع سنتہ کو چھوڑ دیا جو دین آپ لائے تھے اور جو تعلیم قرآن نے دی تھی اُسکو چھوڑ دیا گیا گویا دونوں طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی گئی ہے اس بیعزتی اور ہتک کا انتقام لینے اور اُس عزۃ کو قائم کرنے کے لیے پھر خدا نے اسی کو بھیجا ہے تاکہ پھر زمین پر ایک خدا کی پرستش ہو سارا وہ حمد الٰہی سے بھر جاوے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم **محمد و احمد** ثابت ہو صلے اللہ علیہ وسلم

اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی دو ہی صورتیں ہیں اول یہ کہ مسلمان اتباع سنتہ کریں اور تقوی طہارۃ اختیار کریں اور پھر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی ثابت کرنے کے لیے آیا ہے یعنی مسیح موعود اُسکی امداد اور نصرۃ کے لیے سب اکٹھے ہو جائیں اور سب ملکر اُسکے واسطے دعائیں کریں درود شریف پڑھتے ہوئے جب **علی ال محمد** کہیں تو یقیناً یاد رکھیں کہ اس آخری زمانہ میں مسیح موعود اور اُسکے متبعین اسی آل میں داخل ہیں۔ آخر میں میں اپنی ساری جماعت کو نصیحت کرتا ہوں وہ دونوں صورتوں سے درود شریف پڑھنے میں مصروف رہیں بہت تھوڑے ہیں جو جانتے ہیں کہ انکا محبوب و آقا کس نازک کام میں مصروف ہے پس سب مسلمان اللہ اور اُسکے ملائکہ کے ساتھ ہو کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں حیف ہوگا اگر ہماری جماعت کا کوئی وقت ضائع ہو جاوے۔ کیونکہ وہ یاد رکھیں کہ ہمارا محبوب آقا بہت بڑے فکروں میں گھرا ہوا ہے دشمنان دین کے حملوں سے وہ اکیلا اسلام کے لیے سینہ سپر ہو کر لڑ رہا ہے پس بدنصیب ہوگا وہ شخص جو اسکا بوجھ بٹانے میں شریک نہ ہو اور راہ یہی ہے کہ اپنے چال چلن کو درست کریں اور اتباع سنتہ میں قدم بڑھائیں اور درود شریف پڑھتے رہیں۔

اب وقت ہے کہ ہر ایک اپنے وقت کی قدر کرے اور اسے ضائع نہ کرے۔

سورۃ جمعہ پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعۃ سے آگے

یہ وہ **ذکر** ہے جو آخری خلیفہ کہلاتا ہے یہ وہ **راہ** ہے جو صراط مستقیم ہے۔ پس اسطرف آجاؤ۔ اور اسوقت دجالی تحریکوں کیطرف نہ جاؤ۔ اس صراط مستقیم کیطرف آنے یا اس ذکر کیطرف متوجہ ہونے کا اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ مان لیا کہ وہ حق ہے اور خدا کیطرف سے آیا ہے۔ یہ ایمان **زندہ ایمان** نہیں کہلا سکتا جبتک اسمیں عمل کی روح نہ ہو۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ایمان بدون عمل کے **مردہ** ہے۔ میں نے جبوقت حضرت امام کے مُنہ سے یہ سُنا کہ تم میں سے بہت ہیں جو اس چشمہ پر پہونچ گئے ہیں جو زندگی کا چشمہ ہے مگر ابھی پانی نہیں پیا۔ ہاں مُنہ رکھدیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جبوقت سے میں نے یہ سُنا ہے میں بہت ہی ترساں ہوں اور استغفار پڑھتا رہتا ہوں کہ خدا نہ کرے کہیں وہ میں ہی نہ ہوں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے میں ہم

سب یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود ۔ محبوب اور مطاع نہ ہوگا ۔ اور کوئی غرض و مقصد اللہ تعالیٰ کے اس راہ میں روک نہ ہوگی ۔ اس امام نے اس مطلب کو ایک اور رنگ میں ادا کیا ہے کہ ہم سے یہ اقرار لیتا ہے

دین پر دنیا کو مقدم کروں گا ب

اس اقرار کو مدنظر رکھکر اپنے عمل درآمد کو سوچلو کہ کیا اللہ تعالیٰ کے احکام اور امر و نواہی مقدم ہیں یا دنیا کے اغراض و مطالب اس اقرار کا منشا یہ ہے کہ ساری چیزیں اللہ کے خوف کی اور حصول مطالب کی اُمید کی اللہ تعالیٰ کے سوا نہ رہیں یعنی خوف ہو تو اسی سے اُمید ہو تو اسی سے وہی معبود ہو اسی کی عظمت و جبروت کا خوف ہو جس سے اطاعت کا جوش پیدا ہو۔ ایسی اطاعت اور عبادت روح میں ایک تذلل اور انکساری پیدا کرے گی ۔ جس سے سرور اور لذت پیدا ہوگی ۔ اور عملی زندگی کو قوۃ ملے گی لیکن جب اللہ تعالےٰ کی صفات پر کامل ایمان نہ ہو تو اس ایمان میں عملی قوت پیدا کرنیکی صلاحیت نہیں ہوتی ۔ وہ اس کھائے ہوئے دانہ کیطرح ہوتا ہے جسمیں نشو و نما پانیکی خاصیت باقی نہیں رہی ۔ غرض اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب تم نماز کے لیے جمعہ کے دن بُلائے جاؤ تو بیع کو چھوڑکر ذکر اللہ کیطرف آجاؤ ۔

عام جمعوں میں چھوٹی چھوٹی بیع ہے لیکن مسیح موعود کا وقت چونکہ عظیم الشان جمعہ ہے اس لیے اس وقت دجال کا فتنہ بہت بڑی بیع ہے اسلیے فرمایا کہ اسکو چھوڑو اور ذکر اللہ کیطرف آجاؤ۔ نتیجہ اسکا کیا ہے ؟

ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اگر تمکو کچھ علم ہے تو یاد رکھو کہ یہ تمھارے لیے مفید ہے ۔ اسمیں خیر و برکت ہے تمھارے لیے اللہ تعالےٰ جس امر کو خیر و برکت کا موجب قرار دیتا ہے اسکو ظنی یا وہمی خیال کرنا کفر ہے ۔ انسان چونکہ عواقب الامور اور نتائج کا علم نہیں رکھتا اسلیے وہ بعض اوقات اپنی کمزوری علم اور کمی معرفت کی وجہ سے گھبرا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے مامور کی صحبت میں رہنا یا اس کے پاس جانا اخراجات کو چاہتا ہے یا بعض تجارتی کاموں میں اس سے حرج واقع ہوگا دوکان بند کرنی پڑیگی یا کیا کیا عذر تراشتا ہے لیکن خدا تعالیٰ یقین دلاتا ہے کہ اسکی آواز سُنتے ہی حاضر ہو جانا خیر و برکت کا موجب ہے ۔ اسمیں کوئی خسارہ اور نقصان نہیں ۔ مگر تمکو اسکا علم ہونا چاہیے پس اسمیں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے ہاں

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

جب نماز ادا کر چکو تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل کو لو ۔ اسکا اصل اور گُر یہ ہے اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرو ۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم مظفر و منصور ہو جاؤگے ۔

خدا کی یاد ساری کامیابیوں کا راز اور ساری نصرتوں اور فتوحات کی کلید ہے ۔

اسلام انسان کو بیدست و پا بنانا یا دوسروں کے لیے بوجھ بنانا نہیں چاہتا ۔ عبادۃ کے لیے اوقات رکھے ہیں جب ان سے فارغ ہو جاوے پھر اپنے کاروبار میں مصروف ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ان کاروبار میں مصروف ہوکر بھی یادِ الٰہی کو نہ چھوڑے بلکہ

دست بکار دل بہ یار ہو

اور اسکا طریق یہ ہے کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھے اور دیکھ لے کہ آیا خلاف مرضی مولیٰ تو نہیں کر رہا ۔ جب یہ بات ہو تو اسکا ہر فعل خواہ وہ تجارۃ کا ہو ۔ یا معاشرت کا ۔ ملازمت کا ہو یا حکومت کا غرض کوئی بھی حالت ہو عبادۃ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے ۔ یہانتک کہ کھانا پینا بھی اگر امر الٰہی کے نیچے ہو تو عبادت ہے ۔

یہ اصل ہے جو ساری فتحمندیوں کی کلید ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس اصل کو چھوڑ دیا ۔ جبتک اسپر عملدرآمد رہا ۔ اسوقت تک وہ ایک قوم فتحمند قوم کی حالت میں رہی لیکن جب اسپر سے عمل جاتا رہا تو نتیجہ یہ ہوا کہ یہ قوم ہر طرح پستیوں میں گر گئی ۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْہَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّہْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

اور جب تجارۃ کے سامان ملجاتے ہیں یا کھیل تماشہ کا وقت پاتے ہیں وہ تجھے چھوڑ کر چلدیتے ہیں انکو کہدو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز ہے وہ ساری تجارتوں اور کھیل تماشوں سے بہتر ہے اور اللہ تعالےٰ بہتر رزق دینے والا ہے ۔

یہ حالت انسان کی اُسوقت ہوتی ہے جب وہ خدا تعالےٰ پر سچا اور کامل یقین نہیں رکھتا ۔ اور اُسکو رازق نہیں سمجھتا ۔ یوں ماننے سے کیا ہوتا ہے جب کامل ایمان ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے لیے سب کچھ چھوڑنے کے لیے طیار ہو جاتا ہے ۔

بعض لڑکوں سے میں نے پوچھا ہے کہ تم جو گھر جاتے ہو کیوں ؟ کیا پڑھنے کے واسطے ۔ اگرچہ عیسٰی ... تو پھر یہ خدا کے اس ارشاد کے نیچے ہے کہ لہو اور تجارۃ کو گویا خدا تعالےٰ پر مقدم کرتا ہے اس سے بچنا چاہیے ۔

اللہ تعالےٰ کو خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ یقین کرو اور مت خیال کرو کہ صادق کی صحبت میں رہنے سے کوئی نقصان ہوگا کبھی ایسی جرأت کرنے کی کوشش نہ کرو کہ اپنی ذاتی اغراض کو مقدم کرلو خدا کے لیے جو کچھ انسان چھوڑتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر پا لیتا ہے ۔ تم جانتے ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا چھوڑا تھا اور پھر کیا پایا صحابہ نے کیا چھوڑا ہوگا اس کے بدلے میں کتنے گنے زیادہ خدا نے انکو دیا ۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے جو نہیں ہے وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تجارت میں خسارہ کا ہو جانا یقینی امر کاروبار میں تباہیوں کا واقع ہو جانا قرین قیاس ہے لیکن خدا تعالےٰ کے لیے کسی چیز کو چھوڑ کر کبھی بھی انسان خسارہ نہیں اُٹھا سکتا ۔

ناظم ندوہ سے خط و کتابت

میرے دوسرے خط کے بعد بھی مولوی صاحب نے میرے سوالوں کے جواب نہیں دیے اور ایک کارڈ لکھ بھیجا جو ذیل میں درج کرتا ہوں جس سے پھر انھوں نے کسی مخاطب کی اُمید ہی نہ رکھی ۔ وہ کارڈ یہ ہے ۔

۷۸۶

از فقیر محمد علی کان اللہ لہ منشی ارادت حسین صاحب سلمہ ۔ وعلیکم السلام ۔ خط پہونچا ۔ پہلی تحریر محض اس لیے لکھی گئی تھی کہ مجھے گمان ہوا تھا کہ شاید مقاصد ندوہ کو سمجھنا مطلوب ہے اس خط سے معلوم ہوگیا کہ صرف بحث و مجادلہ کی خواہش ہے ۔ تو ہمارے بزرگان طریقت و شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے اور حتے الوسع انکی فرمانبرداری کو میں اپنا شعار جانتا ہوں ۔ اور اللہ تعالیٰ شانہ سے اس کی پوری تعمیل کی تمنا و التجا رکھتا ہوں وھو لکل امل جدیر وعلی ما نشاء قدیر ۔ آیندہ کسی مخاطبت کا میری جانب سے اُمید نہ رکھو ۔ ور رمضان المبارک ۔ مونگیر مخصوصیہ

ناظرین ذرا متوجہ ہوکر سنو اور غور کرو کہ مولوی صاحب نے کیا اور پھر ہی اور پھر ٹالا ہے اور پھر ہرگز ہرگز جواب دینا اور پوری تسلی کرنا نہیں چاہا علاوہ اس کے کہ بحث و مجادلہ کوئی بُری بات نہیں

جسکو اُن کے بزرگان شریعت و طریقت نے منع کیا ہو میں ناظرین سے انصاف چاہتا ہوں کہ میرے دوسرے خط کا کونسا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میری خواہش بحث و مجادلہ کی ہے ؟ میں مولوی صاحب سے خود یہ پوچھتا ہوں کہ آپ نے میرے کن الفاظ سے یہ سمجھ لیا ہے کہ میری خواہش بحث و مجادلہ کی ہے مگر چونکہ انھوں نے صاف لکھدیا کہ " آیندہ کسی تنخواہ طلب کا میری جانب سے انتظار نہ رہے "۔ اسوجہ سے مینے انکو پھر خط لکھنا مناسب نسمجھا - مگر اب اس اخبار کے ذریعہ سے کل علما ، ندوہ کے ساتھ انکو بھی مخاطب کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ میرے کون سے الفاظ میں سے میری بحث و مجادلہ کی خواہش پائی جاتی ہے ؟ ناظرین دیکھو کہ میں نے صاف صاف حاضر ہونیکی مجبوری یونکو دکھلا کر لکھا تھا کہ " اسلیے امیدوار ہوں کہ آپ میرے اُس خط کا جواب تحریر فرماکر عنایت فرمائے تاکہ میں اُنمیں غور کرسکوں اور اپنی تسلی ہو جانیکی کوشش کرسکوں اور پھر اُس کے بعد جو کچھ کبھی میرے دل میں خیال پیدا ہو اُسکو آپ پر ظاہر کروں "۔ اس کے بعد کون انصاف پسند دل ہے جو یہ فیصلہ کرے کہ میری خواہش بحث و مجادلہ کی تھی ؟ پھر مینے خط کو ختم کرتے کرتے بھی لکھا تھا کہ " سررشت ندوہ کے بارہ میں میری تسلی کیجیے اور تحریر سے کیجیے تاکہ مجھکو غور و فکر کرنے کا زیادہ موقع ملے اور ان تحریروں کو شائع بھی کرسکوں "۔ اب میں نہیں سمجھہ سکتا کہ ان سے بڑھ کر کون سے الفاظ ہوسکتے ہیں جو مولوی صاحب کو یقین دلانے کو میں اپنی تسلی چاہتا ہوں

ناظرین اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی صاحب میرے سوالوں کا کافی و شافی جواب نہیں دے سکتے اور نہ کوئی ندوی دے سکتا ہے اسلیے مولوی صاحب نے پہلے تو یہ سوچا کہ جواب تم کیونکر دونگا بس یہ لکھدو کہ تم چلے آؤ تمھاری تسلی کردی جائیگی کیونکہ اُنھوں نے دیکھا کہ اول تو شاید آئیگا ہی نہیں اور اگر آیا بھی تو کچھ ادھر اُدھر کے جواب دیدونگا - اہل انصاف کو اطلاع ہی نہ ہوگی کہ کیا جواب دیا گیا جو وہ انصاف کریں گے اور اگر یہ عاجز کچھ اصرار کرتا کہ آپ کے جواب ناکافی اور کسی حق جو کی تسلی نہیں کرسکتے تو وہ یہ کہدیتے کہ تم یونہی کٹھ حجتی کرتے ہو تمہاری طلب حق منظور نہیں - بلکہ اس جواب کیطرف اُن کے پہلے ہی خط میں اشارہ ہے جہاں وہ لکھتے ہیں کہ اگر طلب حق ہے تو کافی طور سے اطمینان ہو جائے گا - مگر جب قوی دلائل سے انکو لکھا گیا کہ تحریری گفتگو ہر حالت میں بہتر ہے اور تحریری ہی جواب عنایت فرمایا جاوے تو وہ اپنے اُس بہانہ کو ٹوٹا ہوا دیکھکر کہ چلے آؤ اور اپنا اطمینان کرلو یہ لکھ بھیجا کہ " صرف بحث و مجادلہ کی خواہش ہے - تو ہمارے بزرگان طریقت و شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے "۔ مگر ناظرین بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ میری خواہش مباحثہ کی نہیں تھی صرف میں یہ چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب میرے سوالوں کا جواب دیں اور میں اُنمیں غور کروں اور اپنی تسلی ہو جانیکی کوشش کروں اور پھر جو خیال میرے دل میں پیدا ہو اُس سے مولوی صاحب کو مطلع کروں اور کل تحریروں کو شائع بھی کروں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ ہو اور یہ بات زبانی گفتگو میں نہیں ہوسکتی تھی مگر چونکہ مولوی صاحب کو جواب دینا ہی نہیں تھا اور نہ دے سکتے تھے اسوجہ سے ہمیشہ بہانہ ہی ڈھونڈتے رہے میں اس نتیجہ پر کہ میرے سوالات کا کوئی ندوی بھی کافی جواب نہیں دیسکتا بڑی بصیرة سے پہونچا ہوں ایکی دلیل اول تو یہی ہے کہ سوا اس کے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جو مولوی صاحب کو جواب دینے سے مانع ہوئی ہو - اور دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ جب مولوی صاحب نے جواب نہیں دیا تو میں نے ایک اور ندوہ کے عالم کے سامنے اپنے سوالات کو پیش کرکے اپنی تسلی چاہی تو وہ بھی جواب نہ دیسکے بلکہ اُنھوں نے اقرار کیا کہ بیشک معقول اعتراض ہیں - خدا اُن کو اس حق پسندی کا اجر دے - اور ناظرین ! تمھیں اور بھی قوی دلیل اسبات کی ملجائیگی جب تم دیکھوگے کہ کوئی ندوی میرے سوالات کے کافی جواب ہرگز ہرگز شائع نہ کرے گا اور ہرگز نہ کرسکے گا -

مولویصاحب کے پچھلے کارڈ سے ایک شبہ عام لوگونکو یہ بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ بحث مجادلہ اچھی چیز نہیں ہے جبہی تو مولوی صاحب نے اس سے منع فرمایا ہے - مگر اے ناظرین ! یہ بات غلط ہے بیشک نزاع تحکم اور ہٹ دھرمی بری چیز ہے - مگر بحث و مجادلہ کوئی بری چیز نہیں یہاں مولویصاحب کا یہی مطلب بحث ہی ہے نہ تحکم - کیونکہ صاف لفظ بحث کا موجود ہے اور مجادلہ کبھی نزاع تحکم کے معنی میں بھی استعمال ہو جاتا ہے مگر یہاں نہیں - مجادلہ بحث کی تفسیر واقع ہوئی ہے کیونکہ مولویصاحب کا یہ تو مطلب ہو ہی نہیں سکتا کہ میری خواہش بحث کی بھی تھی جو اچھی چیز ہے اور مجادلہ یعنی تحکم کی بھی ہے جو بری چیز ہے - تو اب اے ناظرین ! میں سخت حیران ہوں کہ مولوی صاحب نے یہ کیا لکھدیا کہ " ہمارے بزرگان شریعت و طریقت نے اس سے (یعنی بحث و مجادلہ سے) منع فرمایا ہے "۔ جب کہ سارا قرآن بحث و مباحثہ سے بھرا پڑا ہے اور صاف حکم خدا کا موجود ہے ادع الی

سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن

ترجمہ عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے راستہ کیطرف بلاؤ اور انکے ساتھ مجادلہ کرو ایسے طور پر کہ وہ بہت ہی پسندیدہ ہو -

کیا یہ آیت اور ایسی ایسی اور آیتیں اس کارڈ کے لکھتے وقت مولویصاحب کو بھول گئی تھیں ؟ خیر کچھ ہی ہو مگر یہ ثابت ہے کہ مباحثہ کچھ بری چیز نہیں - اور علاوہ اس کے خود مولویصاحب نے چند کتابیں مباحثہ اور مجادلہ کی عیسائی وغیرہ کے مقابل میں لکھی ہیں اور اپنی کتابوں میں عیسائیونکو چیلنج بھی دیا ہے اور ان کے چیلنج پر خود بھی تیار ہوئے ہیں مصنف نیاز نامہ کو تحریری مباحثہ کے لیے لکھا بھی تھا - مگر وہ اس موقع پر کیوں ایسا لکھتے ہیں کہ ہمارے بزرگان طریقت و شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے اسکو ناظرین ہی کی سمجھ پر چھوڑتا ہوں -

اب میں پھر ندوہ کے علما کو مخاطب کرکے لکھتا ہوں کہ میرے سوالات کا جواب شائع کریں یا میرے سوالات کا حق ہونا مان لیں - اور اگرچہ مولوی صاحب نے اپنی طرف سے میرے ساتھ تخاطب کرنا موقوف کردیا ہے مگر میں موقوف نہیں کرتا اور انھیں اب بھی اختیار ہے کہ ہمارے سوالونکا تحریری جواب دیں

عاجز ارادة حسین احمدی نزیل قادیان -

اپنے دوستونکو اطلاع

میاں غلام رسول حجام احمدی ساکن امرتسر قلعہ بھنگیاں متصل حویلی کلکتیاں اعلی درجہ کے کھانا پکانا جانتے ہیں چنانچہ جہلم جب حضرت اقدس تشریف لیگئے تھے تو جہلم کی جماعت نے میاں غلام رسول کو امرتسر سے بلایا تھا اور انہوں نے نہایت خوبی اور قابلیت کے ساتھ اپنے کام کو سرانجام دیا تھا - احمدی جماعت میں سے جس کسی بھائی کو شادی یا کسی اور تقریب پر عمدہ کھانے پکانے والے کی ضرورة ہو تو اُسکو طلب کیا کرے

مدرسہ تعلیم الاسلام اور احمدی قوم

مدرسہ کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں جو مدرسہ کے منتظم ارکان کو حیران کر رہی ہیں اگرچہ وہ خدا تعالےٰ پر توکل کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ خدا جو آج سال سے اسکا متکفل اور حامی رہا ہے اور جسنے محض اپنے فضل سے ایک معمولی پرائمری سکول کو ہائی سکول اور پھر کالج تک پہونچایا ہے آیندہ بھی اسکا متکفل رہیگا۔ لیکن اسباب سے پہلو مارنا اور سعی اور کوشش کرنا یہ ہمارا پہلا فرض ہے مدرسہ کے ارکان کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ میری قوم میری آواز کو سنتی ہے اسپر توجہ کرتی ہے اسلیے وہ بار بار مجھے قوم کی خدمت میں ایسی اپیلوں کے لیے توجہ دلاتے رہتے ہیں اور قوم نے بھی اپنے طرز عمل سے بتا دیا ہے کہ وہ اپنے ایک عاجز بھائی کی آواز پر لبیک کہنے کو ہر وقت آمادہ رہتی ہے اسلیے مجھے بھی ہمیشہ جرأت ہو جاتی ہے کہ انکی جیبوں کو ٹٹولنے کے لیے دست سوال دراز کر دیتا ہوں۔ اور میں ہمیں کوئی عار اور شرم نہیں دیکھتا کہ اپنی قوم سے قوم کے بچوں اور مسکینوں کے لیے یا اور قومی ضرورتوں کی خاطر چندہ مانگوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ میں مانگتا ہوں محض خدا تعالیٰ کے لیے اور اُسکے جلال ظاہر کرنیکے واسطے ہے اور جبکہ اللہ تعالےٰ من یقرض اللہ قرضاً حسناً کہنے میں عار نہیں کرتا اور نہیں ہونی چاہیے اور اسکے برگزیدہ رسولوں نے عار نہیں سمجھی تو پھر میں خدا کے لیے مانگنے میں عار کروں تو یہ میری کمزوری ہوگی بلکہ میں اپنی واعظانہ حیثیت سے قوم کو یہ کہنے کے لیے طیار ہوں کہ اے قوم اُٹھ اور تعاونوا علی البر والتقوی پر عمل کرنے کے لیے کھڑی ہو جا۔

مدرسہ کی مالی حالت اسوقت بہت ہی ضعیف ہے مدرسہ **پندرہ سو روپے کا مقروض ہے اور ابھی سالانہ اخراجات کا بوجھ سر پر۔** پس کس قدر ضروری ہے کہ ہم لوگ اپنی ضرورتوں کو کم کرکے مدرسہ کے لیے باقاعدہ اور مستقل چندوں کے علاوہ یکمشت رقوم بطور ڈونیشن دیں اور مستقل چندوں میں اضافہ کریں۔ والیٹر اپنے فرض منصبی کو سوچیں یا ٹرسٹی دوسرے ٹرسٹی بنانے کی فکر کریں۔ اسوقت منجملہ اور ضرورتوں کے میں ایک چھوٹی سی ضرورت پیش کرتا ہوں۔ مدرسہ کے مسکین طلبہ کو اسوقت ۱۰۴ کی کتابیں دینی پڑی ہیں ابھی طبقہ ماں کے مسکین طالب علم اور کالج کے باقی ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صرف کتابوں کا خرچ جو مساکین کو دینا پڑیگا کس قدر ہوگا۔

غرض ایسی ہی بہت سی ضرورتیں ہیں اور ابتو عملہ کی ماہواری تنخواہ کے ادا کرنے میں بھی مشکلات نظر آ رہی ہیں کیونکہ پہلے سے مدرسہ پندرہ سو روپے کا مقروض ہے۔ میں قوم کو ان اخراجات پر مزید توجہ دلانے کے لیے ان مساکین کی فہرست بھی دیتا ہوں جنکو کتابیں دیگئی ہیں۔ اور امید کرتا ہوں کہ کم از کم یہ رقم تو بہت جلد ملجانی چاہیے۔ اور مدرسہ کے عام اغراض اور عمارت وغیرہ کے لیے قوم کو الگ فکر کرنی چاہیے اور وہ بھی بہت جلد۔ یہ اسکو ختم کرنے سے پہلے ایک بات اور کہنی چاہتا ہوں۔ کہ **عید اضحی** قریب آگئی ہے ہر فرد کو اپنی توفیق کے موافق اس تقریب پر مدرسہ کی عام اغراض کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہیے۔ اور قربانی کی کھال کا مصرف مدرسہ کے مساکین کی ضروریات کو سمجھ لیں۔ اسکے لیے ایڈیٹر الحکم اپنے اخبار میں پہلے بھی تحریک کر چکے ہیں اور [illegible] میں قوم کے پرجوش افراد کی خدمت میں بھیج چکا ہوں اور اب پھر اطلاع دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ قوم جیسا کہ مجھے [illegible] کہ وہ میری اس آواز کو سنے گی اور مدرسہ کی اعانت کے لیے طیار ہو جاویگی۔ عبد الکریم۔ وہ نقشہ یہ ہے

جماعت	نمبر شمار	نام طالب علم	ذات یا قومیت	کتنی قیمت کی کتابیں درکار ہیں	سفارش ہیڈ ماسٹر	رقم سفارش	کتنی رقم کی کتابیں	کتنی رقم کی دی گئیں	منظوری ڈائرکٹر صاحب
سوم ہائی	۱	[illegible]	قوم [illegible]	للعہ	یہ لڑکا مدرسہ کا وظیفہ خوار بھی ہے مگر اسکا نتیجہ سالیانہ بہت خراب نکلا ہے اور پھر فارغ ہیں مناسب نہیں کہ اسکو کتابوں کی امداد دی جائے۔		موجود ہیں	ابھی خریدنی پڑیگی	
دوم مڈل	۲	[illegible]	”	۵عہ	یہ لڑکا غریب اور محنتی ہے۔ اور کچھ کتابیں موجودہ سٹور سے بھی دیجا سکتی ہیں۔	۵عہ	سے	للعہ	
”	۳	عبد الکریم	”	”	ہوشیار محنتی اور غریب ہے۔ مولوی شیر علی صاحب نے بھی اسکی سفارش کی ہے کتابیں ملنی چاہییں۔	”	للعہ	سے	
”	۴	فضل الدین	”	”	یہ لڑکا بہت غیر حاضر رہنے والا اور کم محنتی ہے اسکو آیندہ مدد دینا دوسرے مستحقین کا حرج کرنا ہوگا۔				
”	۵	[illegible] محمد	[illegible]	للعہ	یہ لڑکا محنتی اور ہوشیار ہے۔ پہلے اسکے والدین اسکو کچھ مدد دیتے تھے مگر اب نہیں دیتے۔ حافظ روشن علی اور اسکے اقربا اسکی کچھ مدد کرتے ہیں اسکو کتابیں ملنی چاہییں	۱			
اول مڈل	۶	[illegible]	[illegible]	شلعہ	نالائق غریب ہے مگر محنتی اور ہوشیار نہیں تاہم ایک سال کیواسطے اسکو کتب دیجا سکتی ہیں	معہ	۶/	معہ	
”	۷	گوہر دین		۵عہ	یہ چاروں طالب علم دینیات کی شاخ سے تبدیل ہو کر اسطرف آئے ہیں۔ وہاں سے تو فیل ہی ہوئے ہیں۔ مگر اس فیل میں لڑکوں کا چنداں قصور نہیں معلوم ہوتا اور امید ہے کہ یہاں چل سکیں گے۔				
”	۸	عبد الرحمن کشمیری		”					
”	۹	محمد [illegible]	قوم [illegible]	”					
”	۱۰	چراغ محمد		”					
”	۱۱	میاں عبد اللہ	[illegible]	۵عہ	یہ اُس پٹواری کا لڑکا ہے جسکا ذکر [illegible] ہو چکا ہے دو بھائی اس مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں۔ انکا باپ پہلے پولیس میں تھا اب علیحدہ ہو گیا ہے اسلیے یہ فیس دیتا تھا اب معافی کی درخواست کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ چھوٹے لڑکے کی فیس معاف کی جاوے۔ اور کتابوں میں سے تین چار	۵عہ	۶/	سے	

جماعت	نمبر شمار	اسم طالب علم	قدیم یا جدید	کتنی فیس معاف ہے	سفارش ہیڈ ماسٹر	کل رقم کتب	کتنی رقم کی کتابیں مطلوب ہیں	کتنی رقم کی کتابیں خرید دی جائیں گی	منظوری ڈائرکٹر صاحب
پنجم پرائمری	۱۲	منظور الٰہی ولد [illegible] احمد	قدیم	ھر	زیادہ قیمتی کتابیں اسکو سکول فنڈ میں سے دیجاویں باقی خود خریدے۔ اس کے متعلق پچھلے سال بھی سفارش ہوئی تھی کہ اسکو کتابیں ملیں لیکن کاغذات کی ہیرا پھیری میں سال ختم ہوگیا۔	ھ	۱۲؍	للعہ ھر	
"	۱۳	عطا محمد	جدید	۸عہ	یہ ہر دو طالب علم قادیان کے رہنے والے ہیں چنداں محنتی اور ہوشیار نہیں ہیں میری رائے میں انکو ایک دو قیمتی کتابوں کے خریدنے کی مدد ملنی چاہیے۔	۶		۶	کوئی ضرورت نہیں
"	۱۴	فتح محمد	جدید	عے		۶		۶	
"	۱۵	فضل حسین	جدید	ے	سائل غریب اور محتاج ہے کھانا حضرت اقدس سے ملتا ہے کتابیں ملنی چاہییں۔	ے		ے	
چہارم پرائمری	۱۶ ۱۷	عبد الحمید و عبد المجید پسران قدرۃ اللہ خاں	جدید	عہ	آپ دونوں بھائیوں کو کل عہ وظیفہ ماہوار ملتا ہے۔ اب یہ کتابیں بھی مانگتے ہیں میری رائے میں انکو بعض قیمتی کتب مبلغ ھ تک خرید کر دیجاویں چونکہ دونوں بھائی ایک ہی جماعت میں ہیں اس واسطے بعض کتابیں یہ مشترک بھی خرید سکیں گے	ھ	۸ر	ہر	انکے لیے انتظام کیا جاویگا کالج کے مساکین فنڈ سے کتابیں دیجاویں
"	۱۸	محمود علی	قدیم	ھر	یہ لڑکا پہلے پانچویں جماعت کی تعلیم اپنے وطن میں پاچکا ہوا ہے اور فارسی انگریزی نہیں جانتا۔ اب سستی سے چاہتا ہے کہ بجائے چوتھی جماعت میں اور پانچویں میں دو سال اور گذارے اور اسیواسطے ساری کتابیں مانگتا ہے۔ مگر اسکو حکم دیا گیا ہے کہ صرف ایک جماعت کے ساتھ انگریزی اور دینیات پڑھ کر اگلے سال مڈل میں جا سکے لہٰذا اسکو فی الحال ان مضامین کی کتابیں منظور کیجاویں	عا	-	عا	
"	۱۹	محمد ابراہیم	جدید	للعہ	سائل یتیم ہے۔ جماعت احمدیہ کے ایک مخلص مرحوم ساکن [illegible] کا بیٹا ہے کتابیں ملنی چاہییں۔	للعہ	عہ	ے	
جماعت چہارم	۲۰	محمود ڈنگوی	قدیم	ھ	سائل شائق دینیات کے مساکین میں سے ہے محنتی ہے کتابیں ملنی چاہییں۔	ھ	عہ	للعہ	اور انتظام کیا جائے گا
"	۲۱	کرم الدین	"	"	" "	"	۸ر	للعہ ہر	
"	۲۲	میر محمد	"	"	" "	"	-	ھ	
جماعت سوم	۲۳	محمد اسحٰق ولد مولوی قطب الدین	"	عہ	سائل فرزند مولوی قطب الدین ہے جناب حضور ان کے حالات سے واقف ہیں پہلے سے اسکو کتابیں ملتی ہیں اور قدیم مساکین میں شامل ہے رقم بہت نہیں	عہ	-	عہ	ضرورۃ نہیں
جماعت دوم	۲۴	امام دین کمہار	جدید	عا	یہ ہر سہ طلبہ مسکین ہیں کتابیں ملنی چاہییں۔	ے	•	ے	
"	۲۵	عبد الکریم	"	"					
"	۲۶	نواب بیگ	قدیم	"					
		میزان	ما						

مفتی محمد صادق سپرنٹنڈنٹ ہیڈ ماسٹر ہے۔

[illegible]

ایڈیٹر مدرسہ کی ضروریات کو ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے ہمکو اس پر زیادہ کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہم صرف کہنا چاہتے ہیں کہ ماہوار مستقل چندہ دینے والوں کی تعداد اس حد تک ہو جانی چاہیے جو پانچ چھ سو روپیہ ماہوار کے اخراجات کو متکفل ہو سکے اور ایک مستقل سرمایہ کی بنیاد ڈالی جاوے جسکو تجارت میں لگا کر اسکی آمدنی سے مدرسہ کے اخراجات کو پورا کرنیکی دوسرے وقت اس ضرورت پر اگر مناسب ہوا تو مفصل لکھینگے۔ مدرسہ کے قرضہ کا جو ذکر کیا گیا ہے یہ بوجہ بعض چندہ دہندگان کے بقایا اور توسیع عمارت کے باعث ہے۔ ایڈیٹر۔

مردم شماری پنجاب اور فرقہ احمدیہ کے متعلق خطرناک غلطی

صوبہ پنجاب اور شمالی مغربی صوبہ کی مردم شماری کی رپورٹ اسوقت ہمارے سامنے ہے اس کے صفحہ ۱۴۳ پر سلسلہ عالیہ کے متعلق پیرگراف نمبر ۳۹ میں ایک خطرناک اور قابل افسوس غلطی کا ارتکاب ہوا ہے۔

اس فرقہ کی تعداد کو ظاہر کرتے وقت صرف ۱۱۱۱۳ ایسے مردوں کی تعداد بتائی ہے جنکی عمر ۱۵ سال سے اوپر ہے اگرچہ اس تعداد میں ۱۵ سال سے کم عمر کے بچے اور عورتیں قطعاً شامل نہیں تاہم ہم اس تعداد کی صحت کو کسی حالت میں قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہیں اور نہ کوئی شخص جو اس فرقہ کی حیرت انگیز ترقی سے واقف ہے اس تعداد کو صحیح باور کر سکتا ہے بلکہ ہمارا یقین ہے کہ گورنمنٹ بھی اس تعداد کی صحت میں شک کرنیکی وجوہات رکھتی ہے۔ جبکہ ہفتہ وار آنے والے لوگوں کی فہرستیں مرتب ہو کر بعض ذمہ وار آفیسرز کے پاس یہاں سے پہونچتی ہیں اور ہم نے اپنے اخبار کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کی فہرستوں کو شائع کیا ہے۔ جنمیں سے بعض اوقات کئی کئی سو آدمیوں کی فہرستیں شائع کیگئی ہیں۔

محکمہ مردم شماری سے اس غلطی کا ارتکاب کیوں ہوا؟ ہمارے نزدیک چند ایسی وجوہات ہیں جو اس غلطی کا موجب ہوئے ہیں جنمیں سے بعض کے لیے ہم ذمہ وار ہو سکتے ہیں

اول - اس فرقہ کا الگ نام درج ہونے کے لیے جو اشتہارات شائع کیے گئے وہ ایسے وقت شائع ہوئے جبکہ مردم شماری کا کام شروع ہو چکا تھا اور ایسی حالت میں قریباً ناممکن تھا کہ تمام افراد کو پورے طور پر اطلاع ہو سکتی۔ اگر یہ محکمہ مردم شماری کے ذمہ وار آفیسرز کو اس امر سے واقف کرنے کے لیے پوری مستعدی کیگئی مگر تاہم ایسی عجلت میں کیا ہو سکتا تھا۔

دوم - محکمہ مردم شماری کیطرف سے بجائے خود کیسا ہی التزام کیوں نہ ہو لیکن یہ امر قرین قیاس نہیں بلکہ یقینی ہے کہ شمار کنندگاں بوجہ اپنی کم سوادی اور کم واقفیت اور پھر کام کی کثرت اور وقت کی تنگی کے کبھی ایسی کوشش نہیں کرتے کہ پورے طور پر ہر فرد کی بابت دریافت کرکے لکھیں بلکہ عام قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کے نام کے ساتھ علی العموم سُنّی کا لفظ لکھ دیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس امر کو تسلیم کرنے کے لیے ہمارے یورپین آفیسرز طیار نہوں مگر کام کرنیوالے دیسی صاحبان اس طرز عمل سے ناواقف نہوں گے۔ پس اندراجات میں عجلت شمار کنندوں کی کم واقفیت اور ممبران فرقہ کا عدم علم ساری باتیں مل ملا کر اس غلطی کا باعث ہو گئی ہیں۔

ورنہ جس حال میں صوبہ بمبئی میں ۱۰۸۷۱۔ اور صوبجات متحدہ میں ۹۳۱ تعداد ہے تو یہ بات کبھی قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی کہ پنجاب میں صرف ۱۵ برس سے اوپر مردوں کی تعداد ۱۱۱۱۳ ہی ہو۔ بحالیکہ اس فرقہ کا آغاز اسی پنجاب سے ہوا اور پنجاب ہی میں اس کے متعلق کثرت سے اشاعت ہوئی ہے۔ واقعات صحیحہ کی بنا پر یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اس تعداد میں بہرحال محکمہ مردم شماری کو ایک غلطی یا دھوکا ضرور ہوا ہے۔

اس غلطی کے اسباب میں سے ممکن تھا ہم بھی ہو سکتے جبکہ یہ کہتے ہیں کہ اشتہار اس نام کے متعلق اسوقت ہوا جبکہ مردم شماری کا ابتدائی کام شروع ہوا تھا لیکن ہم اس سے بری ٹھہر جاتے ہیں جب یہ دیکھتے ہیں کہ محکمہ مذکور کیطرف سے ایک اور خطرناک اور مزیل حیثیت عرفی غلطی کا ارتکاب ہوا ہے جو معمولی تساہل انگاری کا نتیجہ ہے اور جس سے پایا جاتا ہے کہ اس پہلی غلطی کا پورا ذمہ وار بھی محکمہ مذکور ہی ہے۔ ورنہ ایسی بیہودہ غلطی نہ کی جاتی۔ اور وہ غلطی یہ ہے کہ ہمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس فرقہ کے بانی جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بحیثیت ایک مولوی کے پہلے چوڑھوں کو تبلیغ شروع کی۔ حالانکہ پنجاب کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ عالیجناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اس قوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں پیدا کیا محکمہ مردم شماری کے افسروں کو یہ غلطی اور دھوکا گورداسپور گزیٹیر بابت سنہ ۱۸۹۱ء کے صفحہ ۶۱ سے لگا ہے جہاں پہلے ہی اس غلطی کا ارتکاب ہو چکا تھا۔ اور ہمکو اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہز اونر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کو اس کی اصلاح کے متعلق لکھا گیا تھا تو انھوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو اسکی اصلاح کے لیے ہدایت کر دی تھی۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ غلطی کیسے وقوع میں آئی

اس غلطی کی اصلاح بہت جلد ہونی چاہیے چنانچہ خود حضرۃ اقدس جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس غلطی پر نوٹس لیکر ہز اونر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کو توجہ دلائی ہے ہم ذیل میں سردست اس چٹھی کو درج کرتے ہیں اور ہز اونر سر چارلس ریواز بالقابہ کی گورنمنٹ سے توقع کرتے ہیں کہ وہ بہت جلد اسکی اصلاح کرکے فرقہ احمدیہ کی قریباً دو لاکھ پبلک کو ممنون فرماینگے جنکے پیشوا اور امام کے متعلق ایسی غلطی ہو گئی ہے جو مزیل حیثیت عرفی ہے۔ وہ چٹھی یہ ہے۔

۱۔ پنجاب کی مردم شماری کی رپورٹ کے حصہ اول باب ۳ فقرہ ۳۹ صفحہ ۱۴۳ میں میرے متعلق لکھا گیا ہے کہ میرا پہلا کام بحیثیت ایک مولوی کے چوڑھوں کو تبلیغ کا تھا۔

۲۔ یہ بیان بالکل خلاف واقعہ اور بے بنیاد ہے اور میری عزۃ اور شہرت کو سخت نقصان پہونچانیوالا ہے۔

۳ جس شخص نے چوڑھوں کی تبلیغ کا دعویٰ کیا تھا وہ ایک بالکل الگ آدمی ہے جسکا نام امام الدین ہے جس کے اصول اسلام سے بالکل مخالف ہیں اور میں اور دیگر تمام سچے مسلمان ان اصولوں کو نفرت کی نگہ سے دیکھتے ہیں اور یہ شخص تیس سال سے زیادہ عرصہ سے میرے سخت مخالفوں میں سے ہے اور یہ بالکل بعید از انصاف ہے کہ ایک ایسے شخص کی تعلیم کو میری طرف منسوب کیا جائے جس سے میں سخت بیزار ہوں۔

۴۔ چوڑھے ایک ایسی قوم ہے جو اس ملک میں جرائم پیشہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور میرا تعلق ایسی قوم سے ظاہر کرنا جو ایک بالکل بے بنیاد امر ہے میری طرف ایک ذلیل حالت کو منسوب کرنا ہے چوڑھے ایک ذلیل قوم سمجھی جاتی ہے اور اس قسم کا بیان جو مردم شماری کی رپورٹ میں ہے میری شہرت کو سخت نقصان پہونچانیوالا اور میرے اور گورنمنٹ کے ہزارہا وفادار اور معزز رعایا کے لوگوں کے دلوں کو دکھ دینے والا ہے جو مجھے اپنا روحانی پیشوا اور مذہبی سرگروہ تسلیم کرتے ہیں۔

۵ - میرے اصول اور تعلیم جو ابتدا سے ہی لوگوں کو سکھا رہا ہوں وہ ایسے اخلاق فاضلہ سکھانے والے اور اعلیٰ مراتب روحانیت پر پہونچانیوالے ہیں کہ چوڑھے تو ایکطرف رہے وہ مسلمان بھی نہ انکو قبول کر سکتے ہیں اور نہ انھوں نے قبول کیا ہے جو ذلیل حالت میں ہیں اور جنکی اخلاقی حالتیں گری ہوئی ہیں بلکہ ایسے فہیم اور شریف انسان انکو قبول کرتے ہیں جو نہایت پاکیزہ زندگیاں بسر کرتے ہیں اور میرے پیرو وں میں کثرت سے رئیس جاگیردار معزز گورنمنٹ کے عہدہ دار سوداگر فاضل علماء

اور اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ مسلمان ہیں۔

۶ - اسی قسم کا ایک بیان میرے متعلق پہلے گورداسپور گزیٹر میں کیا گیا تھا لیکن جب گورنمنٹ کو اس غلطی کیطرف توجہ دلائی تو گورنمنٹ نے اپنی چٹھی نمبر ۹۳ مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء (عین اُس وقت جبکہ مردم شماری ختم ہو چکی تھی) ہوم ڈیپارٹمنٹ میں جواب دیا تھا کہ یہ فقرہ نظر ثانی کے وقت نکال دیا جاوے گا اور اسکے متعلق گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر کو ہدایت کردی گئی ہے

۷ - یہ فقرہ اب ایسی کتاب میں درج کیا گیا ہے جو کہ دنیا میں معتبر سمجھی جاتی ہے اور اگر اسکی تردید معاً ہی نہ کی جاوے تو میری عزة اور شہرت کو نقصان پہونچائے گا۔

۸ - یہی فقرہ مردم شماری کی رپورٹ کی بنا پر سول ملٹری گزٹ لاہور میں چھاپ دیا گیا ہے اور تردید نہ ہونیکی صورت میں دوسرے تمام اخبارات میں اسیطرح شائع ہو کر مجھے نقصان پہونچانے والا ہوگا اور اسطرح پر تمام دنیا کے سامنے غلطی سے میرا تعلق ایک ذلیل قوم کے ساتھ ظاہر کیا جاوے گا۔

۹ - میں رؤسا کے ایک ایسے خاندان سے ہوں جسکی گورنمنٹ ہمیشہ عزة کرتی رہی ہے بسبب ان قابل قدر خدمات کے جو اس خاندان نے وفاداری سے کی ہیں اور میری نسبت یہ خلاف واقع بیان تمام خاندان کی شہرت اور عزة کو داغ لگانے والا ہے۔

۱۰ - گورنمنٹ اس بیان کا جھوٹا اور بے بنیاد ہونا افسران ضلع کی معرفت تحقیق کر سکتی ہے"

آخر میں یہ الفاظ فرقہ احمدیہ کے متعلق رپورٹ مردم شماری میں لکھے ہیں جو ذیل میں درج ہیں:

"یہ فرقہ بڑے زور سے اس اعتقاد کو رد کرتا ہے کہ اسلام کا مہدی خونی مہدی ہوگا اور صحیح بخاری کی بنا پر جو حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے یہ روایت پیش کرتا ہے کہ وہ جنگ نہیں کرے گا بلکہ مذہب کی خاطر جو لڑائیاں ہوتی ہیں انکو بند کردے گا اپنی ضخیم تصنیفات میں مرزا صاحب نے جہاد کی تعلیم کے برخلاف بہت کوشش کی ہے اور اسبارہ میں یہ فرقہ اس فرقہ اہل حدیث کے جو افراط کیطرف چلا گیا ہے بالکل مخالف ہے۔"

اطلاع

میگزین کے مارچ کے نمبر میں جو مضمون شائع ہونا تجویز ہوا تھا وہ اپریل کے رسالہ میں بھی ختم ہوتا اور حضرة اقدس کا یہ منشا ہے کہ وہ ایک ہی رسالہ میں شائع ہو لہذا ضروری سمجھا گیا کہ مارچ و اپریل کا اکٹھا رسالہ مارچ میں شائع ہو۔ — مینیجر

صحیفة الولا پر ریمارک

نمبر دوم

گذشتہ نمبر کے پڑھنے سے ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ منشی واحد علیصاحب نے بیّنات کو چھوڑ کر متشابہات کیطرف قدم مارا ہے۔ اور ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے قرآن شریف کی اس آیت پر ذرا توجہ نہیں کی کہ فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنة + ہم انکی نیت پر کوئی حملہ کرنا نہیں چاہتے لیکن انکا طرز عمل بتا رہا ہے کہ انھوں نے پبلک کو اگر مغالطہ میں نہیں ڈالا تو خود غلطی ضرور کھائی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ صاف اور واضح امر کو چھوڑ کر ایک پہلو کو اختیار کرتے!!!

اب منشی واحد علیصاحب کا یہ کہنا کہ یہ رسالہ سکھاتا ہے کہ انسان کے بیٹے کو ابن اللہ کہو صریح اتہام اور افترا ہے اور اگر متشابہات سے وہ ایسے نتائج پر پہونچ جانا غلطی نہیں سمجھتے تو پھر ہمکو اندیشہ ہوتا ہے کہ کل کو وہ قرآن کریم کی نسبت یہ ارشاد نہ کردیں کہ یہ کتاب معاذ اللہ ماننے کے قابل نہیں کیونکہ اسمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو ید اللہ کہا گیا ہے ید اللہ فوق ایدیھم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قل یا عبادی کا ارشاد ہوتا ہے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کیوں مخاطب کرکے کہا کہ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔

منشی واحد علیصاحب کو اس میدان میں فی الحقیقة سنبھلکر قدم رکھنے کی ضرورت تھی جیساکہ اُن کے احمدی دوست نے انکو نصیحت کی تھی جسکو انہوں نے بدنیتی یا اپنی سادگی سے مفہوم بد میں لے لیا +

اسی ابنیت پر بحث کرتے ہوئے منشی صاحب نے یہ بھی لکھدیا ہے کہ یہ گویا مرزا صاحب کا شرک فی الوحدت میں مبتلا ہونا ہے + ہم نہیں جانتے کہ یہ نتیجہ منشی صاحب نے کہاں سے نکالا ہے۔ بحالیکہ حضرت اقدس کی تمام تصانیف توحید کامل کو ظاہر کر رہی ہیں اور شرک فی الاسباب تک سے بھی آپ روکتے ہیں۔

شرک فی الوحدت کے ثبوت میں ایک تو آپنے اسی انت منی بمنزلة اولادی کے الہام کو پیش کیا ہے جسکی تفسیر میں ہم خود حضرة حجة اللہ علیہ الصلوة والسلام ہی کے کلمات طیبات پیش کرچکے ہیں اور جو ایک خدا ترس مومن مسلمان کے لیے کافی ہیں جسکو ۹۹ وجوہ کفر کی پاکر ایک حصہ اسلام پر بھی اسلام ہی کی طرف ترجیح دینے کا ارشاد ہے - اور جو حسن ظن کے لیے پابند ہے - منشی واحد علیصاحب کے نزدیک اس قسم کے الفاظ جو اولیاء اللہ اور انبیا علیہم السلام کے کلام میں پائے جاتے ہیں نہ بطور حقیقت بلکہ بطور مجاز تو ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ انکو سرے سے اسلام ہی سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ کیونکہ سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق کہنے والے اولیاء اللہ بھی ہوگذرے ہیں اور توریت میں انبیا علیہم السلام اور اکابر پر ولد کا لفظ بولا گیا ہے حضرت یعقوب کو تو کہا گیا کہ اسرائیل فرزند من بلکہ نخست زادہ من است اور اسکے علاوہ اگر شطحیات کی فہرست دی جاوے تو منشی صاحب غالباً اُسے برداشت نہ کرسکینگے +

کم از کم منشی واحد علیصاحب نے حالی صاحب کے مسدس کو تو پڑھا ہوگا معلوم نہیں کہ

مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

اس مصرعہ کے معنے جو انہوں نے ایک حدیث کا ترجمہ کیا ہے کیا کرتے ہونگے ؟ یا انپر بھی ایسے الفاظ بولنے کی وجہ سے فتوی کفر دینے کو طیار و آمادہ ہوں - بلکہ اس سے بھی تجاوز کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی معاذ اللہ اعتراض کردیں +

منشی صاحب! تجکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو پہ عمل کریں اور غور کرکے بتائیں کہ آپکے اس لغو اور بیہودہ نتیجہ کا اثر کہاں تک پہونچتا ہے۔

اتقوا اللہ! اتقوا اللہ!! اتقوا اللہ!!!

پھر آپ نے اسی شرک فی الوحدة کی بحث میں انت منی وانا منک پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ مرزا صاحب کو اللہ ہونے کا دعوی ہے ہم نہیں جانتے کہ ایسے کفر صریح کا اتہام ایک صادق برگزیدہ پر لگاتے ہوئے کیوں انکا دل نہیں ڈرا - یہ دوسرا ثبوت ہے اس امر کا جو ہم نے اپنے مخالفین کی تین غلطیاں پیش کی ہیں۔

اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ کے متعلق بھی موجبہ حضرت حجة اللہ نے بارہا فرمایا اور جسکو ہم نے شائع کیا ہے اگر منشی واحد علیصاحب پڑھ لیتے اور خدا ترسی اور تقوی سے کام لیتے تو ایسا اعتراض کرتے ہوئے خود انکو شرم آجاتی مگر

قاعدہ یسرنا القرآن بار دوم شائع ہوا قیمت ۲/ علاوہ محصول ڈاک - المشتہر حکیم فضل الدین از قادیان۔

افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت اقدس کی تصانیف اور ہمارے ہاں کے اخبارات کو پڑھتے ہی نہیں اور اپنے خود تراشیدہ خیالات کی بنا پر ایک نتیجہ نکالنے کی بیہودہ کوشش کرتے ہیں جو ان کے لیے موجب ندامت ہونے کے علاوہ گناہ کا ذریعہ بنتا ہے۔ اب ہم ذیل میں وہ تشریح جو اس الہام کی خود اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے درج کرتے ہیں اور پھر منشی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ بیان سے بتائیں کہ انکا اعتراض کہاں تک باقی رہتا ہے؟

اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ

فرمایا پہلا حصہ تو بالکل اس الہام کا صاف ہے کہ توحید ظاہر ہوا یہ میرے فضل اور کرم کا نتیجہ ہے اور جس انسان کو خدا تعالیٰ مامور کر کے بھیجتا ہے اسکو اپنی مرضی اور حکم سے مامور کرتا ہے جیسے حکام کا بھی یہ دستور اور قاعدہ ہے اب اس الہام میں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا منک اسکا یہ مطلب اور منشا ہے کہ میری توحید میرا جلال اور میری عزۃ کا ظہور تیرے ذریعہ سے ہوگا۔ ایک وقت آتا ہے کہ زمین فسق و فجور اور شرک و فساد سے بھر جاتی ہے لوگ اسباب پرستی میں ایسے فنا اور منہمک ہوتے ہیں کہ گویا خدا کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے اظہار کے واسطے ایک بندہ اپنی طرف سے بھیجدیتا ہے ہندوؤں نے جو اوتار کا مسئلہ مانا ہے یہ بھی اسی کا ہمرنگ ہے گویا خدا تعالیٰ ان کے اندر مجازی طور پر بولتا ہے۔

اس زمانہ میں اسباب پرستی اور دنیا پرستی اسی طرح پھیل گئی ہے خدا تعالیٰ پر بھروسا اور ایمان نہیں رہا۔ دہریت اور الحاد کا زور ہے جو کچھ حالت اسوقت زمانہ کی ہے اس پر نظر کر کے کہنا پڑتا ہے کہ زمانہ زبان حال سے پکار رہا ہے کہ کوئی خدا نہیں عملی حالت ایسی کمزور ہو گئی ہے کہ کھلی بیحیائی اور فسق و فجور بڑھ گیا ہے یہ ساری باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ دلوں سے خدا پر ایمان اور اسکی ہیبت اٹھ گئی ہے اور کوئی یقین اس ذات پر نہیں ورنہ یہ کیا بات ہے کہ انسان کو اگر معلوم ہو جاوے کہ اس سوراخ میں سانپ ہے تو وہ کبھی اس میں اپنا ہاتھ نہیں ڈالتا پھر یہ بیحیائی اور فسق و فجور اور اتلاف حقوق جو بڑھ گیا ہے کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ خدا پر ایمان نہیں رہا۔ یا یہ کہو کہ خدا گم ہو گیا ہے

اس وقت خدا تعالیٰ نے اپنے ظہور کا ارادہ فرمایا ہے اور مجھے مبعوث کیا اسلیے مجھے کہا

اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ

اس کے یہی معنی ہیں کہ میرا جلال اور میری توحید و عظمت کا ظہور تیرے ذریعہ ہوگا۔ چنانچہ وہ نصرتیں اور تائیدیں جو اس سلسلہ کی اس نے کی ہیں اور جو نشانات ظاہر ہوئے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکی توحید اور عظمت کے اظہار کے ذریعے ہیں۔

یہ امر کوئی ایسا امر نہیں کہ مشتبہ یا مشکوک ہو بلکہ تمام مذاہب میں مشترک طور پر پایا جاتا ہے کہ ایک وقت خدا کے ظہور کا آتا ہے اور ایک وقت ہوتا ہے کہ خدا اسوقت گم ہوا ہوا سمجھا جاتا ہے اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب اسکی ہستی اور توحید اور صفات پر ایمان نہیں رہتا۔ اور عملی رنگ میں دنیا دہریہ ہو جاتی ہے اسوقت جس شخص کو خدا اپنی تجلیات کا مظہر قرار دیتا ہے وہ اسکی ہستی توحید اور جلال کے اظہار کا باعث ٹھہرتا ہے اور وہ انا منک کا مصداق ہوتا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ خدا تعالیٰ کو کسی کے ذریعہ کی کیا ضرورت ہے؟ تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ سچ ہے اسکو کوئی ضرورت نہیں ہے مگر اس نے اس عالم اسباب میں ایسا ہی پسند فرمایا ہے۔ دیکھو پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے مگر یہ پیاس اور بھوک پانی اور کھانے کے بغیر فرو نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جسقدر قوتیں اور طاقتیں ہیں اور ان کے تقاضے ہیں وہ اسی طرح پورے ہوتے ہیں اسی طرح دنیا کی تمدنی زندگی کی اصلاح اور انتظام کے لیے اس نے بادشاہوں اور حکومت کے سلسلے کا نظام رکھا ہے جو شریروں کو سزا دیتے ہیں اور مخلوق کے حقوق ان کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرتے ہیں۔

خدا خود اتر کر تو نہیں آتا۔ حالانکہ یہ سچ ہے کہ وہی حفاظت کرتا ہے اور شریر کی شرارت سے بچاتا ہے اور محفوظ رکھتا ہے اسی طرح روحانی نظام کے لیے بھی اسکا ایسا ہی قانون ہے سچی پاکیزگی اور طہارت اور وہ ایمان جس سے معرفت بصیرۃ اور یقین پیدا ہو خدا ہی کی طرف سے آتا ہے اور اسکا مامور لیکر آتا ہے اور وہ ذریعہ ٹھہرتا ہے خدا کے جلال اور عظمت کے اظہار کا۔ اور وہ اسوقت آتا ہے جب دنیا میں سچی پاکیزگی نہیں رہتی اور خدا سے دوری اور بعد ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا خدا ہے ہی نہیں اور جب دنیا کی ہاتھ میں پوست رہ جاتا ہے اور مغز نہیں رہتا تب خدا اپنے کسی بندہ کے ذریعہ ظہور فرماتا ہے چونکہ اس زمانہ میں اسی نے مجھے بھیجا ہے اسلیے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا انت منی وانا منک دیکھو الحکم نمبر ۴۰ جلد ۶۔ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء (ایڈیٹر)

امام الزمان کی ڈائری

۲۲ فروری ۱۹۰۳ء

بدخوابی

ایک مخلص کی بدخوابی کے تذکرہ پر فرمایا دیکھو قرآن شریف سورۂ مزمل میں صاف تاکید ہے کہ انسان کو کچھ حصہ رات آرام بھی کرنا چاہیے اس سے دن بھر کی کوفت اور تکان دور ہو کر قویٰ کو اپنا خرچ شدہ مادہ بہم پہونچانے کا وقفہ ملجاتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی سنت بھی اسی کے مطابق ثابت ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اصلی و انوم اس میں انسان کی مثال ایک گھوڑے کی سی ہے۔ اگر ہم ایک گھوڑے سے ایک دن اسکی طاقت سے زیادہ کام لیں اور اسے آرام کرنے کا وقفہ ہی نہ دیں تو بہت قریب ایسا وقت ہوگا کہ ہم اسکے وجود کو ہی ضائع کر کے تھوڑے فائدہ سے بھی محروم ہو جاویں گے نفس کو گھوڑے سے مناسبت بھی ہے۔

(وظیفہ)

سیالکوٹ کے ضلع کا ایک نمبردار بھائی اپنے بیعت کرنے کے بعد پوچھا کہ حضور اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ بتادیں فرمایا کہ نماز کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اسی میں ساری لذات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں صدق دل سے روزے رکھو صدقہ و خیرات کرو۔ درود و استغفار پڑھا کرو اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔ بنی نوع بلکہ حیوانوں پر بھی رحم کرو ان پر بھی ظلم نہ چاہیے۔ خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو۔ کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر نہیں گرا رہتا وہ محروم کیا جاتا ہے دیکھو اگر خدا ہی حفاظت نہ کرے تو انسان کا ایکدم گزارہ نہیں۔ زمین کے نیچے سے لیکر آسمان کے اوپر تک کا ہر طبقہ اس کے دشمنوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر اسی کی حفاظت شامل حال نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کاربند رکھے کیونکہ اس کے ارادے دو ہی ہیں۔ گمراہ کرنا۔ اور ہدایت دینا جیسا کہ فرماتا ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا پس جب اس کے ارادے گمراہ کرنے کے بھی ہیں تو ہر وقت دعا کرنی چاہیے کہ وہ گمراہی سے بچاوے اور ہدایت کی توفیق دے۔ نرم مزاج ہو کیونکہ جو نرم مزاجی اختیار کرتا ہے خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے۔ اصل میں نیک انسان تو اپنا پاؤں بھی زمین پر

پھونک پھونک کر احتیاط سے رکھتا ہے کہ کسی کیڑے کو بھی اُس سے تکلیف نہ ہو غرض اپنے ہاتھ سے پاؤں سے آنکھ وغیرہ اعضا سے کسیکو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور دعا میں مانگتے رہو۔

مرزا خدابخش صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے تھے اُن سے وہاں کے جلسہ کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ انھوں نے سنایا کہ ایک شخص نے یوں اعتراض کیا۔ کہ اسلام میں جو چار بیویاں رکھنے کا حکم ہے یہ بہت خراب ہے اور ساری بد اخلاقیوں کا سرچشمہ ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ چار بیویاں رکھنے کا حکم تو نہیں دیا بلکہ اجازت دی ہے کہ چار تک رکھ سکتا ہے اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ چار ہی کو گلے کا ڈھول بنالے قرآن کا منشا تو یہ ہے کہ چونکہ انسانی ضروریات مختلف ہوتی ہیں اس واسطے ایک سے لیکر چار تک کی اجازة دی ہے۔ ایسے لوگ جو ایک اعتراض کو اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں اور پھر وہ خود اسلام کا دعوٰی بھی کرتے ہیں میں نہیں جانتا کہ انکا ایمان کیسے قایم رہ جاتا ہے وہ تو اسلام کے معترض ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ ایک مقنن کو قانون بنانے کے وقت کن کن باتوں کا لحاظ ہوتا ہے بھلا اگر کسی شخص کی ایک بیوی ہے اُسے جذام ہوگیا ہے یا آتشک میں مبتلا ہے یا اندھی ہوگئی ہے یا اس قابل ہی نہیں کہ اولاد اُس سے حاصل ہوسکے وغیرہ وغیرہ عوارض میں مبتلا ہو جاوے تو اسحالت میں اب اس خاوند کو کیا کرنا چاہیے کیا اسی بیوی پر قناعت کرے۔ ایسی مشکلات کے وقت وہ کیا تدبیر پیش کرتے ہیں۔ یا بھلا اگر وہ کسی قسم کی بدمعاشی زنا وغیرہ میں مبتلا ہوگئی تو کیا اب اس خاوند کی غیرت تقاضا کرے گی کہ اسی کو اپنی پر عصمت بیوی کا خطاب دے رکھے۔ خدا جانے یہ اسلام پر اعتراض کرتے وقت اندھے کیوں ہوجاتے ہیں یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ مذہب ہی کیا ہے جو انسانی ضروریات کو ہی پورا نہیں کرسکتا۔ اب ان مذکورہ حالتوں میں عیسویت کیا تدبیر بتاتی ہے۔ قرآن شریف کی عظمت ثابت ہوتی ہے کہ انسان کو کوئی ایسی ضرورة نہیں جسکا پہلے سے ہی اُس نے قانون نہ بنا دیا ہو۔ اب تو انگلستان میں بھی ایسی مشکلات کیوجہ سے کثرت ازدواج اور طلاق شروع ہوتا جاتا ہے ابھی ایک لارڈ کی بابت لکھا تھا کہ اُس نے دوسری بیوی کرلی آخر اُسے سزا بھی ہوئی مگر وہ امریکہ میں جا رہا۔

غور سے دیکھو کہ انسان کے واسطے ایسی ضرورتیں پیش آتی ہیں یا نہیں کہ یہ ایک سے زیادہ بیویاں کرلے۔ جب ایسی ضرورتیں ہوں اور اُن کا علاج نہ ہو تو یہی نقص ہے جسکے پورا کرنیکو قرآن شریف سے اتم اکمل کتاب بھیجی ہے +

اسی اثنا میں شراب کا ذکر شروع ہوگیا کسی نے کہا کہ اب تو حضور شراب کے بسکٹ بھی ایجاد ہوئے ہیں۔ فرمایا شراب تو انسانی شرم حیا۔ عفت۔ عصمت کا جانی دشمن ہے انسانی شرافت کو ایسا کھو دیتی ہے کہ جیسے کتنے بلے گدھے ہوتے ہیں اسکو پیکر بالکل انھی کے مشابہ ہوجاتا ہے۔ اب اگر بسکٹ کی بلا دنیا میں پھیلی تو ہزاروں ناکردہ گناہ بھی انہیں شامل ہوجایا کریں گے۔ پہلے تو بعض کو شرم و حیا ہی روک دیتی تھی اب بسکٹ لیے اور جیب میں ڈال لیے۔ بات یہ ہے کہ دجّال نے اپنی کوششوں میں تو کمی نہیں رکھی کہ دنیا کو فسق و فجور سے بھر دے مگر آگے خدا کے ہاتھ میں ہے جو چاہے کرے۔ اسلام کی کیسی عظمت معلوم ہوتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اسلام پر بھی اعتراض کیا اُس سے شراب کی بدبو آئی۔ اُسکو حد مارنے کا حکم دیا گیا کہ شراب پیکر اسلام پر اعتراض کیا۔ مگر اب تو کچھ حد و حساب نہیں شراب پیتے ہیں زنا کرتے ہیں غرض کوئی بدی نہیں جو نہ کرتے ہوں مگر باایںہمہ پھر اسلام پر اعتراض کرنیکو طیار ہیں +

۲۳ فروری ۱۹۰۳ء

(ظہر سے پہلے)

فرمایا جسطرح اللہ تعالے نے فضائل میں اس قوم اسلام کو اُمّت موسیٰ کا مثیل بنایا ہے ویسے ہی رزائل بھی کل وہ اس قوم میں جمع ہیں جو اُن میں پائے جاتے تھے۔ یہ قوم تو یہود کے نقش قدم پر ایسی چلی ہے جیسے کوئی اپنے آقا و مولی مطاع رسول کی پیروی کرتا ہے یہود کے واسطے قرآن شریف میں حکم تھا کہ وہ دو دفعہ فساد کرینگے اور پھر اُنکی سزا دہی کے واسطے اللہ تعالی اپنے بندے اُن پر مسلط کرے گا۔ چنانچہ بخت نصر اور طیطوس دونو نے ان لوگو نکو بری طرح سے ہلاک کیا اور تباہ کیا۔ اسکی مماثلت کے لیے اس قوم میں نمونہ موجود ہے کہ جب یہ فسق و فجور میں حد سے نکلنے لگے۔ اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعار اللہ سے نفرت ان میں آگئی اور دنیا اور اُسکی زیب و زینت میں ہی گم ہوگئی تو اللہ نے

انکو بھی اُسی طرح ہلاکو چنگیز خاں وغیرہ سے برباد کرایا۔ لکھا ہے کہ اُس وقت یہ آسمان سے آواز آتی تھی ایھا الکفار اقتلوا الفجار غرض فاسق فاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے اگر کوئی کتاب قرآن شریف کے بعد نازل ہونے والی ہوتی تو ضرور ان لوگوں کے نام بھی اسی طرح عبادًا لنا میں داخل کیے جاتے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آخر کار بخت نصر یا اُسکی اولاد بت پرستی وغیرہ سے باز آکر واحد خدا پر ایمان لائی ہے اسیطرح ادھر بھی چنگیز خاں کی اولاد مسلمان ہوگئی۔ غرض خدا نے مماثلت میں طابق النعل بالنعل والا صاف معاملہ کرکے دکھا دیا ہے +

ہماری گورنمنٹ

بعض بادشاہوں کی معدلت گستری کے متعلق ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری گورنمنٹ ہم نے اسے غور سے دیکھا ہے کہ نازک معاملات میں بھی بلاتحقیق کے کوئی کارگزاری نہیں کرتی۔ بغاوت جیسے خطرناک معاملات میں تو بلاتحقیق اور فرد جرم اور ثبوت کے سوا گرفت کی نہیں جاتی تو دوسرے معاملات میں بھلا کہاں ایسا ہونے لگی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اور حکام وقت ہیں کہ اُن کے نزدیک انسان تو گاجر مولی کی طرح بنے ہوئے ہیں کسی نے شکایت کی بس پکڑا اور قتل کردیا۔ کوئی ضرورة نہیں کہ ثبوت کافی بہم پہونچایا جاوے یا کوئی لمبی تحقیقات کی جاوے۔ دیکھیے ہمارا مقدمہ پادری والا بھی تو ایک بغاوت کے ہی رنگ میں تھا کیونکہ ایک پادری نے جو اُن کے مذہب کا لیڈر اور گرو مانا جاتا تھا اُس نے ظاہر کیا تھا کہ گویا ہم نے اُسکے قتل کا منصوبہ کیا ہے۔ اور پھر اسپر بڑے بڑے اور پادریوں کی سفارشیں بھی تھیں مگر بلاتحقیق کے ایک قدم بھی نہ اُٹھایا گیا۔ اور آخر کار قوم کی پروا نہ کرکے ہمیں بری کیا گیا۔ غرض یہ بھی ہمپر خدا کا ایک فضل ہے کہ ایسی عادل گورنمنٹ کے ماتحت ہیں

دربار شام

امریکہ کے ایک انگریز کا اشتہار سنایا گیا جسمیں اُسنے لکھا ہے کہ مسیح کی دوبارہ آمد کا وقت یہی وقت ہے۔ وہ کل نشانات پورے ہوگئے جو آمد ثانی کے پیش خیمہ تھے۔ اور اُس نے اس بیان کو بڑے بشپوں اور فلاسفروں کی شہادتوں سے قوی کیا ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس میں انکی یہ بات کہ مسیح کی آمد ثانی کا وقت یہی ہے اور اُس کے آنے کے تمام نشانات پورے

ہو گئے ہیں بالکل ہمارے منشا کے مطابق ہے۔ اور رستی بھی اسمیں ہے۔ ان کی وہ بات جو حق ہو اور جہانتک وہ رستی کی حمایت میں ہوئے نہ کرنا چاہیے یہ لوگ ایک طرح سے ہماری خدمت کر رہے ہیں۔ اس ملک میں جہاں ہماری تبلیغ بڑی محنت اور صرف کثیر سے بھی پوری طرح سے کما حقہ نہیں پہنچ سکتی وہاں یہ ہماری اس خدمت کو مفت اچھی طرح سے پورا کر رہے ہیں۔ انھوں نے وقت کی تشخیص تو بالکل درست کی ہے مگر نتائج نکالنے میں سخت غلطی کرتے ہیں جو آنیوالے کی انتظار آسمان سے کرتے ہیں۔

اب آئے دن سنا جاتا ہے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں ہی مسیح ہوں جو آنیوالا تھا یا میں مہدی ہوں جس کا انتظار کیا جاتا تھا یہ کچھ ہمارے لیے مضر نہیں ہیں یہ تو بلکہ ہماری صداقت کو اور بھی دوبالا کر کے دکھاتا ہے کیونکہ مقابلہ کے سوا کسیکی بھلائی یا برائی کا پورا اظہار نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے اور چند روزہ پانی اور جھاگ والا معاملہ کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے یا پاگل خانہ کی سیر کو روانہ کیئے جاتے ہیں۔ یہ ہماری صداقت پر مہر ہیں۔ ہر نبی کے ساتھ کوئی نہ کوئی جھوٹا نبی بھی آتا ہے۔ چنانچہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں چار شخص ایسے تھے۔ اسیطرح اس زمانہ کے لیے بھی لکھا تھا کہ بہت سے جھوٹے نبی آویں گے۔ سو یہ لوگ خود ہی اس پیشگوئی کو پورا کرتے ہیں۔

بھلا کوئی بتاوے کہ وہ مہدی سوڈانی اب کہاں ہے یا پیرس کا مسیح کیا ہوا۔ انجام نیک صرف صادق ہی کا ہوتا ہے۔ سارے جھوٹے اور مصنوعی آخر تھک کر رہ جاتے یا ہلاک ہو جاتے ہیں+ اور جھوٹھ کے انجام کا پتہ دوسروں کے لیے بطور عبرت کے چھوڑ جاتے ہیں۔

لاہور کے آریہ پتر کا نے لکھا ہے کہ ہمارا شہید ۶ مارچ کی ۶ کو ایک بزدل مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اُس دن کی یادگار قائم کرنی چاہیے کہ وہ دن بڑا متبرک جاننا چاہیے + اسپر آپ نے فرمایا کہ اصل میں ہمارے یہاں کے آریہ بھول گئے۔ انکو بھی چاہیے تھا کہ ۶ مارچ کا دن جلسہ کے واسطے مقرر کرتے اور ان لوگوں کو تو خصوصیت سے اُس دن کی تعظیم کرنی چاہیے کیونکہ لیکھرام اصل میں اسجگہ سے یہ تبرک لیگیا تھا +

ایک شخص نے امریکہ سے تمباکو نوشی کے متعلق اُسکے بہت سے مجرب نقصان ظاہر کرتے ہوئے اشتہار دیا اُسکو آپنے سنا فرمایا کہ اصل میں ہم اسلیے اسے سنتے ہیں کہ اکثر نوعمر لڑکے نوجوان تعلیم یافتہ بطور فیشن ہی کے اس بلا میں گرفتار و مبتلا ہو جاتے ہیں تا وہ ان باتوں کو سنکر اس مضر چیز کے نقصانات سے بچیں۔ . . . . . .

فرمایا اصل میں تمباکو ایک دھواں ہوتا ہے جو اندرونی اعضا کے واسطے مضر ہے۔ اسلام لغو کاموں سے منع کرتا ہے اور اسمیں اعضائ کا نقصان ہوتا ہے۔ لہذا اس سے پرہیز ہی اچھا ہے +

اللہ تعالے کی ہستی کا ثبوت جسطرح سے پیشگوئی دلاتی ہے ایسا اور کوئی سچا علم نہیں۔ معرفت کو زیادہ کرنے کا صرف یہی ایک طریق ہے۔ ہماری نسبت بھی اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں فرمایا ہے کہ تیری صداقت کو پیشگوئی کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا۔

مجھے ایکدفعہ یہ خیال آیا کہ کیا وجہ تھی کہ دیانند نے بیحیائی اور بے غیرتی کا مسئلہ نکالا جسے کوئی شریف آریہ بھی بطیب

دیانند اور نیوگ

خاطر پسند نہیں کرتا بلکہ اسکا نام سنکر گردن نیچی کر لیتا ہے اور چاہ ندامت میں غرق ہو جاتا ہے۔ تو میری سمجھ میں آیا کہ چونکہ وہ شخص بغیر بیوی کے تھا اس واسطے وہ سارے اخلاق جو بیوی کے ہونے سے وابستہ ہیں اُن سب سے وہ محروم تھا۔ غیرت اور حمیت بھی ایک بیوی والے شخص کا ہی حصہ ہے چونکہ وہ بیوی سے محروم تھا اسواسطے وہ نیوگ کی خرابی کو محسوس نہیں کر سکا اور نہ سمجھا کہ اسطرح سے میں ہزاروں شریف لوگوں کے گلے پر چھری پھیرتا ہوں۔ یہی وجہ تھی ورنہ اگر اُسکے عیال ہوتے وہ ہرگز ایسی بیغیرتی کو روا نہ رکھتا۔ اب بھی بہت سے شریف آریہ ہیں جو اُسے گلے پڑا ڈھول سمجھکر ہی صرف زبان سے مان لیتے ہیں ورنہ عملدرآمد بہت کم ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرۃ اقدس اور آپکے اہلبیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں اور اسی ہفتہ میں آپنے آریہ سماج قادیان کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ایک رسالہ نسیم دعوۃ تصنیف فرمایا جو اپنے عالی مضامین اور جدید طرز بیان کیوجہ سے سچائی خود ایک معجزہ ہے اسکی تصنیف میں اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ رسول کی جو نصرۃ فرمائی ہے اُسکو الفاظ بیان نہیں کر سکتے بہرحال یہ ہفتہ خدا کی خاص برکتوں کے نزول ہفتہ ہی الحمد للہ آج یہ ۵ جزو کا رسالا ایک ہفتہ کے اندر اندر تصنیف اور طبار ہو کر چھپ گیا۔

۲۔ ۲۸ فروری اور یکیم مارچ کو قادیان کے سالانہ جلسہ کا اعلان ہو چکا ہے اس جلسہ کی مفصل رویداد ہم انشاءاللہ بہت جلد شائع کرینگے۔ ۲۸ فروری کی شام کو نگر کیرتن جسمیں یوگیندر پال کی ابتدائی تقریریں خطرناک اشتعال دلانیوالی اور دوسرے مذاہب خصوصًا مسلمانوں کے دل دکہانیوالی تہیں + لالہ بڈھامل اور منشی سومراج نے انکو پہلی ہی تقریر پر عقلمندی کے ساتہ روکدیا یوگندرپال کا غیظ و غضب معلوم نہیں کیا رنگ لاتا۔ ایک اور موقعہ پر ایک خنجری بجانیوالیکے جوش نے بعض مسلمانوں کے دلونکو صدمہ پہنچایا۔ اگر حاکم علی کنسٹبل متعینہ قادیان کا عمدہ انتظام نہوتا تو ہمکو اندیشہ تہا کہ بعض سادہ دل مسلمان اپنے مذہب کی توہین نہ سن سکتے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آریہ سماج دوسرے مذاہب کے مقتداؤں کو گالیاں دینا اور انکی ہتک کرنا کیوں اپنے مذہب کی اشاعت کا ذریعہ سمجھتی ہے۔ بہرحال ۲۸ کو قادیان کے بازار وں میں شام کیوقت راگ رنگ کا اچہا مجمع تہا۔

۳۔ آج آریہ سماج کے جلسہ کا پہلا دن ہے۔ ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ نے حفظ ما تقدم اور انتظام کے لیے لالہ نگی رام صاحب سارجنٹ اور چند سپاہیونکو بھیجدیا تہا۔ سارجنٹ صاحب مذکور دوران جلسہ میں اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے رہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ ان تمام تقریروں پر مفصل نوٹ کرینگے جو یوگیندر پال اور پنڈت رام بھجدت نے بڑے جوش دلانیوالے الفاظ میں کی تہی اور جسمیں حضرۃ اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین اور گالیوں کے سوا کچھہ نہ تھا جیساکہ ہم انکی تقریرونکو (نقل کفر کفر نباشد) درج کرینگے اور گورنمنٹ کی توجہ کیلیے پیش کرینگے۔ ایسے وقت میں جبکہ اردگرد کے جاٹ ہو سکھہ لاٹھیاں لیے ہوئے موجود تھے ایسی تقریر دینا منشا کیا ہو سکتا تھا۔ ؟

سارجنٹ صاحب نے ایسی ہجوم کو دیکھکر۔ اچھا انتظام کیا کہ انتظامی جماعت کو بڑھانیکے واسطے دیہات کے چوکیدار بھی بلا لیے تہے + جلسہ میں بار بار گلے کی رگیں پھلا پھلا کر کہا جاتا تہا کہ کہاں ہیں مرزا صاحب آئیں؟ یہ اسلیے کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت اقدس ایسے مجمعوں میں جہاں ذرا بھی احتمال نقص امن کا ہو کبھی نہیں جا سکتے اور علاوہ بریں انہوں نے کوئی درخواست مباحثہ کی نہیں کی تہی پہر وہ کیوں جاتے + اور جبکہ وہ مباحثات کو عرصہ ہوا بند کر چکے ہیں انکو بار بار پکارنا اور انکی توہین کرنا محض آئی ہوئے سکھونکو جوش میں لانا اور بھڑکانا تہا نہ کچھہ اور۔

پنڈت رام بھجدت کی ان جوش دلانیوالی اور دل آزار تقریروں پہ جبنے ریویو کرنا چاہا تہا تو انھوں نے ہمکو روکدیا اور اسی مجمع میں اعلان کیا کہ ہم حضرت اقدس کے مریدونکے ساتھہ آج کوئی گفتگو نہ کرینگے انکو بولنے کا کوئی موقع نہ دینگے مرزا صاحب خود آئیں۔ اس سے اُمید ہے کہ ہماری دقیقہ رس گورنمنٹ صحیح نتیجہ پر پہونچے گی کہ اس مجمع کی کیا غرض تہی بہرحال ہم چونکہ مفصل روئداد لکہیں گے۔ سر دستاسی اکتفا کرتے ہیں۔

خبر سرکاری

منشی رحیم بخش صاحب قائمقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منٹگمری اُس عرصہ کے لیے ضلع مذکور کے افسر مال کا کام کرینگے جب کہ خان سلطان احمد صاحب آبادی پنجاب کی اسامیات بجبر

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

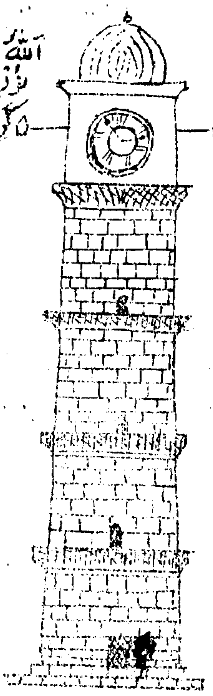

اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۹ | ۱۰ ذی الحجہ [illegible] مطابق ۱۰ مارچ [illegible] روز سہ شنبہ | جلد [illegible]

کلمات طیبات

حضرۃ امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان کو قومی حمیت اور پاسداری موت کے منہ میں خوشی کے ساتھ لے جاتی ہے اور ہر قدم ان کی محنتوں اور جانفشانیوں کی قدر کرتی ہے۔ جبکہ اغراض قومی متحد ہیں پھر انکی محنتوں کی قدر کیوں ہوتی ہے؟ ان کے دکھ اور تکالیف کی وجہ سے ان کی محنت اور جانفشانی کے باعث۔ غرض ساری لذۃ اور راحت دکھ کے بعد آتی ہے اسی لیے قرآن شریف میں یہ قاعدہ بتایا ہے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اگر کسی راحت سے پہلے تکالیف نہیں تو وہ راحت راحت ہی نہیں رہتی۔ اسیطرح جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو عبادۃ میں لذۃ نہیں آتی انکو پہلے اپنی جگہ سوچ لینا ضروری ہے کہ وہ عبادۃ کے لیے کسقدر دکھ اور تکالیف اٹھاتے ہیں جس جس قدر دکھ اور تکالیف انسان اٹھاوے گا وہی بتبدیل صورۃ کے بعد لذت ہو جاتا ہے۔ میری مراد ان دکھوں سے یہ نہیں کہ انسان اپنے آپکو بیجا مشقتوں میں ڈالے اور لاابالیانہ تکالیف اٹھانے کا دعوی کرے؟ ہرگز نہیں۔

قرآن شریف میں [illegible] لَا یُکَلِّفُ اللہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا آیا ہے اور رہبانیت اسلام میں نہیں ہے [illegible] انسان اپنا ہاتھ سکھا لے یا [illegible] چھوڑ دے یا اور قسم قسم کی تکلیف شدیدہ میں اپنی جانکو ڈالے۔ عبادت کے پیچھے دکھ اٹھانے سے ہمیشہ یہ مراد ہوتی ہے کہ انسان ان کاموں کو ترک کرے جو عبادۃ کی لذۃ کو دور کرنیوالے ہیں اور ان سے رکنے میں اولاً ایسی ضرور تکلیف محسوس ہوگی۔ اور خدا تعالی کی نارضامندیوں سے پرہیز کرے۔ مثلاً ایک چور ہے تو اسکو ضروری ہے کہ وہ چوری چھوڑے۔ بدکار ہے تو بدکاری اور بدنظری چھوڑے۔ اسیطرح نشوں کا عادی ہے تو ان سے پرہیز کرے۔ اب جب وہ اپنے محبوب اشیاء کو ترک کریگا تو ضرور ہے کہ اول اول سخت تکلیف اٹھاوے مگر رفتہ رفتہ اگر استقلال سے وہ اسپر قائم رہیگا تو دیکھ لیگا کہ ان بدیوں کے چھوڑنے میں جو تکلیف اسکو محسوس ہوتی ہے وہی تکلیف اب ایک لذت کا رنگ اختیار کرتی جاتی ہے کیونکہ ان بدیوں کے بالمقابل نیکیاں آتی جائیں گی اور ان کے نیک نتائج جو سکھ دینے والے ہیں وہ بھی ساتھ ہی آئیں گے یہانتک کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں جب خدا تعالی ہی کی رضا کو مقدم کرے گا اور اسکی ہر حرکت و سکون اسی کے امر کے نیچے ہوگی تو صاف

اور یہ [illegible] اطمینان اور سکینت [illegible] ہے جب [illegible] میں آتا ہے [illegible] آجاتا ہے۔

یا درکھو [illegible] اپنی محبوب چیز [illegible] اس کے [illegible] اپنے آپ [illegible] تکالیف [illegible] پڑتا ہے اور [illegible] متاثر ہو کر [illegible] ہی ساتھ [illegible] کامل نیاز مندی [illegible] بے اختیار ہو کر [illegible] عبادت میں لذت حاصل کرنے کا۔

تم نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنی عبادت میں لذت کا یہ طریق سمجھتے ہیں کہ کچھ گیت گالیے یا باجے بجا لیے اور یہی انکی عبادت ہوگئی۔ اس سے دھوکا مت کھاؤ۔ یہ باتیں نفس کی لذت کا باعث ہوں تو ہوں مگر روح کے لیے انمیں لذت کی کوئی چیز نہیں ان سے روحمیں فروتنی اور انکساری کے جوہر پیدا نہیں ہوتے۔ اور عبادت کا اصل منشا گم ہو جاتا ہے۔ طوائف کی محفلوں میں بھی ایک آدمی ایسا مزہ حاصل کرتا ہے تو کیا وہ عبادت کی لذت

بھی دیا تی ہے - یہ باریک بات ہے جسکو دونوں قومیں سمجھ ہی نہیں سکتی ہیں کیونکہ انہوں نے عبادت کی اصل غرض اور غایت کو سمجھا ہی نہیں

قرآن شریف سے پہلے دو قومیں تھیں - ایک برہمہ کہلاتی تھی جو رہبانیت کو پسند کرتی تھی اور اپنی زندگی کا اصل منشا یہی سمجھے ہوئے تھے - عیسائی قوم میں بھی ایسے لوگ تھے جو راہب ہونا پسند کرتے تھے اور ہوتے تھے رومن کیتھولک عیسائیوں میں ابتک ایسے لوگ موجود ہیں - اور یہ طریق انہیں جاری ہے کہ وہ راہبانہ زندگی بسر کرتے ہیں مگر اب انکی رہبانیت اس حد تک ہی ہے کہ وہ شادی نہیں کرتے ورنہ ہر طرح عیش و عشرت اور آرام کے ساتھ کوٹھیوں میں رہتے اور پرتکلف لباس پہنتے اور عمدہ کھانے کھاتے ہیں + اور جس قسم کی زندگی وہ بسر کرتے ہیں عام لوگ جانتے ہیں

مگر میری مراد رہبانیت سے اسوقت یہی ہے کہ وہ فرقہ جو اپنے آپ کو نغمہ بیب بدن میں ڈالتا تھا - اور دوسرا فرقہ ان کے مقابل وہ تھا جو اباحت کی زندگی بسر کرتا تھا - اسلام جب آیا تو اُس نے ان دونوں کو ترک کیا اور صراط مستقیم کو اختیار کیا -

اس نے بتایا کہ انسان نہ رہبانیت اختیار کرے جس سے وہ نفس کُش ہوجاوے اور خدا تعالی کی عطا کردہ قوتوں کو بالکل بیکار چھوڑ دے + اور پھر ان اخلاق فاضلہ کے حصول سے محروم ہوجاوے جو ان قوتوں کے اندر ودیعت کیے گئے ہیں - کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ جسقدر قوتیں انسان کو دیگئی ہیں یہ سب کی سب دراصل اخلاقی قوتیں ہیں -

غلطی استعمال کیوجہ سے یہ اخلاق بد اخلاقیوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں + اسلیے اسلام نے رہبانیت سے منع کیا اور فرمایا **لا رهبانية في الاسلام**

اسلام چونکہ انسان کی کامل تربیت چاہتا ہے اور اسکی ساری قوتوں کا نشو و نما اسکا مقصد ہے اسلیے اُسنے جائز رکھا کہ وہ طریق اختیار کیا جاوے جو انسان کی بیہرمتی کرنے والا اور خدا تعالے کی توہین کرنے والا نہ ہو جاوے -

اور پھر اسلام کا منشا یہ ہے کہ وہ انسان کو افراط و تفریط کی راہوں سے اس اعتدال کی راہ پر چلاوے جو صراط مستقیم ہے اسلیے اُسنے اباحت کے مسئلہ کی بھی تردید کی یہ دوسرا فرقہ تھا جو قرآن شریف کے پہلے موجود تھا - وہ سب کچھ جائز سمجھتا تھا اور آزادی اور بیقیدی میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے ساری راحتوں اور لذتوں کو

معراج سمجھتا تھا - مگر اسلام نے اسکو رد کیا اور انسان کو بیقید بنانا نہ چاہا کہ وہ نہ نماز کی ضرورت سمجھے نہ روزہ کی غرض کسی پابندی کے نیچے ہی نہیں رہے اور ایک وحشی جانور کی طرح مارا مارا پھرے - ابتک بھی یہ لوگ موجود ہیں وجودی مذہب جو بدقسمتی سے پھیلا ہوا ہے دراصل ایک اباحتی فرقہ ہے اور نماز روزہ کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا اور ممنوعات اور محرمات سے پرہیز نہیں کرتا - اس لیے اسلام نے یہ بھی جائز نہ رکھا -

رہبانیت اور اباحت انسان کو اس صدق اور وفا سے دور رکھتے تھے جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے - اس لیے ان سے الگ رکھکر احکام الٰہی کا حکم دیکر صدق اور وفا کی تعلیم دی جو ساری روحانی لذتوں کی جاذب ہیں - یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص کسی سہارے پر چلتا ہے وہ سست الوجود اور کاہل ہوتا ہے جیسے بچے اپنی والدین کی سرپرستی کے نیچے اپنی فکر معاش یا ضروریات کے پیدا کرنے سے کاہل اور لاپرواہ ہوتے ہیں - یا عیسائی لوگ جسطرح پر اعمال میں مستعد نہیں ہو سکتے - کیونکہ کفارہ کا مسئلہ جب انکو یہ تعلیم دیتا ہے کہ مسیح نے ان کے سارے گناہ اُٹھا لیے پر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسی چیز ہو سکتی ہے جو انکو اعمال کے طرف متوجہ کرے اعمال کا مدعا تو نجات ہے اور یہ انکو بلا مشقت و محنت صرف خونِ مسیح پر اتنا ایمان رکھنے سے (کہ وہ ہمارے لیے مرگیا ہمارے گناہوں کے بدلے لعنتی ہوا) ملجاتی ہے تو اب نجات کے سوا اور کیا چاہیے ؟ پھر انکو اعمال حسنہ کی ضرورت کیا باقی رہی - اگر کفارہ پر ایمان لاکر بھی نجات کا خطرہ اور اندیشہ باقی ہے تو یہ امر دیگر ہے کہ اعمال کیے جائیں لیکن اگر نجات خون مسیح کے ساتھ ہی وابستہ ہے تو کوئی عقلمند نہیں مان سکتا کہ پھر ضرورت اعمال کی کیا باقی ہے؟

روافض بھی سہارے ہی پر چلتے ہیں اور اپنی جگہ عیسائیوں کیطرح امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خون کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اگر اعمال کی کوئی ضرورت ہے تو فقط اتنی کہ ان کے مصائب کو یاد کرکے آنکھوں سے آنسو گرا لیے - یا کچھ سینہ کوبی کرلی + سارے اعمال حسنہ کی روح بھی پھنسنک یا رہی اور سینہ کوبی ہے مگر میں نہیں سمجھتا کہ اسکو نجات سے کیا تعلق - ؟

اسلیے میں یہ تعلیم کبھی دینا نہیں چاہتا کہ نہ اسلام نے دی کہ تم اپنے گناہونکی گٹھڑی کسی دوسرے کی گردن پر لاد دو - اور خود اباحت کی زندگی بسر کرنے لگو - قرآن شریف نے صاف فیصلہ کردیا ہے **لا تزر وازرة وزر اخرى** - ایکدوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا - اور دنیا میں اسکی کوئی نظیر خدا تعالی کے عام قانون قدرت میں ملتی ہے کبھی نہیں دیکھا جاتا کہ زید مثلاً سنکھیا کھا لیوے اور اس سنکھیا کا اثر بکر پر ہوجاوے اور وہ مرجاوے یا ایک مریض ہو اور وہ دوسرے آدمی کے دوا کھا لینے سے اچھا ہوجاوے - بلکہ ایک کی بجائے خود متاثر ہوگا - پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص ساری عمر گناہ کرتا ہے اور دلیری کے ساتھ خدا تعالے کے احکام کی خلاف ورزی کرتا رہے اور کہدے کہ میرے گناہوں کا بوجھ ایک دوسرے شخص کی گردن پر ہے جو شخص ایسی اُمید کرتا ہے وہ

دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

کا مصداق - پس اسلام کسی سہارے پر رکھنا نہیں چاہتا کیونکہ سہارے پر رکھنے سے ابطال اعمال لازم آجاتا ہے - لیکن جب انسان سہارے کے بغیر زندگی بسر کرتا ہے اور اپنے آپکو ذمہ دار ٹھیرتا ہے اسوقت اسکو اعمال کی ضرورت پڑتی ہے اور کچھ کرنا پڑتا ہے - اسی لیے قرآن شریف نے فرمایا ہے **قد افلح من زكٰها** فلاح وہی پاتا ہے جو اپنا تزکیہ کرتا ہے + غرضیکہ اگر انسان ہاتھ پاؤں نہ ہلائے تو بات نہیں بنتی + مگر اس سے یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیے کہ شفاعت کوئی چیز نہیں - ہمارا ایمان ہے کہ شفاعت حق ہے اور اسپر یہ نص صریح ہے **وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم** - سکنا لہم یہ شفاعت کا فلسفہ ہے یعنی جو گناہوں میں نفسانیت کا جوش ہے وہ ٹھنڈا پڑ جاوے شفاعت کا نتیجہ یہ بتایا ہے کہ گناہ کی زندگی پر ایک موت وارد ہوجاتی ہے اور نفسانی جوشوں اور جذبات میں ایک برودت آجاتی ہے + جس سے گناہوں کا صدور بند ہوکر ان کے بالمقابل نیکیاں شروع ہوجاتی ہیں پس شفاعت کے مسئلہ نے اعمال کو بیکار نہیں کیا بلکہ اعمال حسنہ کی تحریک کی ہے + شفاعت کے مسئلہ کے فلسفہ کو نہ سمجھکر احمقوں نے اعتراض کیا ہے اور شفاعت اور کفارہ کو ایک قرار دیا حالانکہ یہ ایک نہیں ہو سکتے ہیں کفارہ اعمال حسنہ سے مستغنی کرتا ہے اور شفاعت اعمال حسنہ کی تحریک - جو چیز اپنے اندر فلسفہ نہیں رکھتی ہے وہ ہیچ ہے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلامی اصول

اور عقائد اور اسکی ہر تعلیم اپنے اندر ایک فلسفہ رکھتی ہے اور شائی پیرایہ اس کے ساتھ موجود ہے جو دوسرے مذاہب کے عقائد میں نہیں ملتا۔

شفاعة اعمال حسنہ کی محرک کسطرح ہے؟

اس سوال کا جواب بھی قرآن شریف ہی سے ملتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفارہ کا رنگ نہیں رکھتی جو عیسائی مانتے ہیں کیونکہ اسپر عمل کیا جس سے کاہلی اور سستی پیدا ہوتی بلکہ فرمایا اذا سئلک عبادی عنی فانی قریب یعنی جب میرے بندے میرے بارہ میں تجھ سے سوال کریں کہ وہ کہاں ہے تو کہدے کہ میں قریب ہوں۔ قریب والا تو سب کچھ کر سکتا ہے دور والا کیا کرے گا؟ اگر آگ لگی ہوئی ہو تو دور والے کو جب تک خبر پہنچے اسوقت تک تو شاید وہ جلکر خاک سیاہ بھی ہو چکے۔ اسلیے فرمایا کہ کہدو کہ میں قریب ہوں۔

پس یہ آیت بھی **قبولیت دعا** کا ایک راز بتاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیقدرت اور طاقت پر ایمان کامل پیدا ہو اور اسکو ہر وقت اپنے قریب یقین کیا جاوے۔ اور ایمان ہو کہ وہ ہر پکار کو سنتا ہے۔ بہت سی دعائیں رد ہونے کا یہ بھی سر ہے کہ دعا کرنے والا اپنی ضعیف الایمانی سے دعا کو مسترد کرا لیتا ہے۔

اسلیے یہ ضروری ہے کہ دعا کو قبول ہونیکے لائق بنایا جاوے کیونکہ اگر وہ دعا خدا تعالیٰ کی شرائط کے نیچے نہیں ہے تو پھر اسکو خواہ سارے نبی بھی ملکر کریں تو قبول نہ ہوگی اور کوئی فائدہ اور نتیجہ اسپر مترتب نہیں ہو سکیگا۔

اب یہ بات سوچنے کے قابل ہے کہ ایک طرف تو آنحضرۃ صلعم کو فرمایا صل علیہم ان صلوتک سکن لھم تیری صلوۃ سے انکو ٹھنڈ پڑ جاتی ہے اور جوش و جذبات کی آگ سرد ہو جاتی ہے دوسری طرف فلیستجیبوا لی کا بھی حکم فرمایا۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے دعا کرنے اور کرانے والے کے تعلقات، پھر ان تعلقات سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں انکا بھی پتہ لگتا ہے کیونکہ صرف اسی بات پر منحصر نہیں کر دیا کہ آنحضرۃ کی شفاعۃ اور دعا ہی کافی ہے اور خود کچھ نکیا جاوے اور نہ یہی فلاح کا باعث ہو سکتا ہے کہ آنحضرۃ صلعم کی شفاعۃ اور دعا کی ضرورۃ ہی نہ سمجھی جاوے۔

غرض نہ اسلام میں رہبانیت ہے اور نہ بیکار نشینی کا سبق بلکہ ان افراط اور تفریط کی راہوں کو چھوڑکر وہ صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے نہ یہ چاہتا ہے کہ تعذیب جسم کے اصولوں کو اختیار کرو۔ اور اپنے آپکو مشکلات میں ڈال لو اور نہ یہ کہ سارا دن کھیل اور کود اور تماشوں، رقص گاہ میں گزار دیا ناول خوانی میں بسر کرو اور راتکو سوکر یا عیاشی میں ——— باقی آئندہ

سورۂ جمعہ پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز ہے وہ ساری تجارتوں سے بہتر ہے وہ خیر الرازقین ہے۔ مینے بہت سے ایسے بیباک دیکھے ہیں جو کہا کرتے ہیں

ای خیانت بر تو رحمت از تو گنجی یافتم
ای دیانت بر تو لعنت از تو رنجی یافتم

ایسے شوخ دیدہ خود ملعون ہیں جو دیانت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پس خدا کے لیے ان ذریعوں اور رستوں کو چھوڑو جو بظاہر کیسے ہی آرام دہ نظر آتے ہوں لیکن ان کے اندر خدا کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔ مینے بسا اوقات نصیحۃ کی ہے کہ کونوا مع الصادقین پر عمل کرنیکے واسطے ضروری ہے یہاں آکر رہو۔ بعض نے جواب دیا ہے کہ تجارۃ یا ملازمت کے کاموں سے فرصت نہیں ہوتی۔ لیکن میں انکو آج یہ سناتا ہوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام تجارتوں کو چھوڑ کر **ذکر اللہ کیطرف آجاؤ** وہ اسبات کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ کیا ہم کنبہ قبیلہ والے نہیں؟ کیا ہماری ضروریات اور ہمارے اخراجات نہیں ہیں؟ کیا ہمکو دنیوی عزت یا وجاہت بری لگتی ہے؟ پھر وہ کیا چیز ہے جو ہمکو کھینچکر یہاں لے آئی میں شیخی کے لیے نہیں کہتا بلکہ تحدیث بالنعمۃ کیطور پر کہتا ہوں کہ میں اگر شہر میں رہوں تو شاید بہت روپیہ کما سکوں لیکن میں کیوں ان ساری آمدنیوں پر قادیان کے رہنے کو ترجیح دیتا ہوں؟ اسکا مختصر جواب میں یہی دونگا۔ کہ مینے یہاں وہ دولت پائی ہے جو غیر فانی ہے جسکو چور اور قزاق نہیں لیجا سکتا مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا۔ پھر ایسی بے بہا دولت کو چھوڑ کر میں چند روزہ دنیا کے لیے مارا مارا پھروں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے ایک لاکھ کیا ایک کروڑ روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا۔ ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے۔ پس میری دولت میرا مال میری ضرورتیں اسی امام کے اتباع تک ہیں۔ اور دوسری ساری ضرورتوں کو میں ایک وجود پر قربان

کرتا ہوں۔

میرے دل میں بارہا یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ صحابہ کو جو مہاجر تھے کیوں خلافت ملی اور مدینہ والے صحابہ کو جو انصار تھے اس سے حصہ نہیں ملا بظاہر یہ عجیب بات ہے کہ انصار کی جماعت نے ایسے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جب آپ مکہ سے تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچے مگر اسمیں بھید یہی ہے کہ انصار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے چھوڑا نہیں انکی نصرت کے لیے خدا نے انکو بہت کچھ دیا۔ مگر مہاجر جنہوں نے اسکے لیے ہاں محض اسہی کے لیے اپنے گھربار بیوی بچے اور رشتہ دار تک چھوڑ دیے تھے اور اپنے منافع اور تجارتوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ وہ خلافت کی مسند پر بیٹھے۔ میں تفسیر کی بحث پڑھتا تھا اور منکم امیر ومنا امیر پر مینے غور کی ہے مجھے خدا نے اس مسئلہ خلافت میں یہی سمجھایا ہے کہ مہاجرین نے چونکہ اپنے گھربار تعلقات چھوڑے تھے انکو ہی اس مسند پر اول جگہ ملنی ضرور تھی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جب کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو ضائع نہیں کرتا۔

پس ایسے عذر بیفائدہ اور بیہودہ ہیں۔ اسوقت دنیا خطرناک ابتلا میں پھنسی ہوئی ہے۔ پہلی بلا جہالت کی ہے تدبر سے کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے اور نہیں سوچتے جب تدبر ہی نہ ہو تلاوۃ ہی نہ ہو تو اسپر عمل کی تحریک کیسے پیدا ہو۔ کتاب اللہ کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اسکی جگہ بہت بڑا وقت قصوں کہانیوں اور اور لغویات میں بسر کیا جاتا ہے۔

دوسرا نقص یہ ہے کہ فسق و فجور بڑھ گیا ہوا ہے بد معاملگی ہے جہالت ہے گندگی اور ناپاکی کو مقدم کر لیا گیا ہے۔ پھر اس کے ساتھ کبر ہے وہ کبر کہ یہ برداشت نہیں رہی کہ کوئی نصیحت کرے تو صبر کے ساتھ اس نصیحت کو سن لیں۔ اور اس کے ساتھ اور مصیبت یہ ہے کہ اپنے دکھ سے ناآشنا ہیں مرض کے حالات سے ناواقف ہیں اسے محسوس نہیں کرتے طبیب کی تشخیص پر نکتہ چینیاں کرتے ہیں اور اسے ہی مجنون ٹھیراتے ہیں۔

غرض یاد رکھو کہ اب زمانہ بہت نازک آگیا ہے۔ ایک راستباز دنیا میں آیا ہے جس کے لیے آسمان نے گواہی دی۔ اسوقت کہ جب خدا ایک بچہ سمجھا گیا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے کلام سے بتایا کہ وہ زندہ اور متکلم خدا ہے۔ اور اس نے اپنے برگزیدہ بندہ کو بھیجکر حجت پوری کی مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ اسکی مخالفت کی جاتی اور اس کے خلاف منصوبے

بازیاں ہوتی ہیں مگر اس کا کچھ پتہ نہیں یہ لوگ آخر خائب و خاسر ہونیوالے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ مخالف منصوبے بناتا ہے کوشش کرتا ہے سفر کر کے خرچ کر کے فتوی طیار کرتا ہے کہ یہ کافر ہے اور زور لگا کر کہتا ہے کہ میں اسکو گرا دوں گا۔ مگر اس کی ساری اخراجات ساری محنتیں اور کوششیں رائگاں جاتی ہیں [illegible] اور جسکو گرانے کا ارادہ کرتا [illegible] وہ بلند [illegible] جسقدر کوشش اس کے معدوم کرنے کی کی جاتی ہے اسی قدر وہ اور بھی ترقی پاتا اور بڑھتا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کے [illegible] کوئی [illegible] نہیں سکتا [illegible]

[illegible]

[illegible] پہنچ سکتے ہیں [illegible] روشنی حاصل [illegible] سارے [illegible] ساری باتیں حاصل ہوتی ہیں [illegible]

[illegible]

بعض لوگ [illegible] آتے ہیں اور کہتے ہیں انکو ایسی مشکلات پیش آتی ہیں [illegible] پیدا کردہ مشکلات [illegible] مثلاً کوئی کہتا ہے [illegible] باروٹی کے ساتھ دال ملی [illegible] ایسی باتیں جب سنتا ہوں تو اگرچہ مجھے ان لوگوں پر رحم ہوتا ہے جو ان خدمات کے لیے سفر [illegible] زیادہ افسوس ان پر ہوتا ہے جو ایسی شکایتیں کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اسقدر تکالیف سفر کی برداشت کر کے روٹی یا چارپائی کے لیے آتے ہیں یا انکا مقصد کچھ اور ہوتا ہے؟ میرے ایک پیر شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں رہا کرتے تھے ایک شخص ہجرت کر کے مدینہ میں آیا پھر اس نے ان سے کہا کہ میں یہاں نہیں رہتا کیونکہ لوگ شرارتی ہیں شاہ صاحب نے اسکو کہا کہ تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے آئے تھے یا عربوں کے واسطے اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے آئے تھے تو وہ تو ویسے ہی ہیں جیسا کہ تمنے یقین کیا تھا اور اگر عربوں کے لیے آئے تھے تو وہ بیشک ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم سمجھتے ہو پس میں بھی ان احمقوں سے یہی کہوں گا جو اس قسم کی شکایتیں کرتے ہیں کہ اگر تم اخوان منہم کے معلم کے لیے آئے تھے تو وہ اپنے دلق عظیم کے ساتھ ویسا ہی موجود ہے اور اگر ہمارے لیے آئے ہو تو ہم ایسے ہی ہیں کیا کھانا کپڑا چارپائی گھر میں نہیں ملتی تھی جو اسقدر تکلیف اٹھا کر اسی روٹی کے واسطے یہاں آئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جو لوگ آتے تھے ان [illegible] کوئی مہمان خانہ [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] آتے تھے۔ اور وہی [illegible] میاں آؤ [illegible] اس لیے کہ تمہاری [illegible] خدا کے مسیح اور مہدی [illegible] حاصل کرو۔

ہماری بات کچھ بھی [illegible] ہماری ہستی کیا؟ ہم اگر [illegible] یا کیا نہ تھے تو پھر [illegible] تھی۔ اگر کتابوں سے یہ مقصد حاصل [illegible] تھا تو پھر ہمیں کیا حاجت تھی ہمارے [illegible] بہت سی کتابیں تھیں مگر نہیں ان [illegible] کچھ نہیں بنتا۔

دیکھو ایک دوسرا بیمار ایک کھانسی والے بیمار کے پاس ہو اور وہ ساری رات کھانستا ہے اور اسکو تکلیف ہو اور وہ اسکی شکایت کرے تو یہ شکایت بیجا ہوگی وہ خود مریض ہے اسیطرح ہم جسقدر یہاں ہیں اپنے اپنے امراض میں مبتلا ہیں اگر ہم تندرست ہو کر کسی مریض کو دکھ دیں تو البتہ ہم جوابدہ ٹھیر سکتے ہیں لیکن جبکہ خود مبتلائے مرض ہیں اور یہاں علاج ہی کے لیے بیٹھے ہیں تو پھر ہماری کسی حرکت سے ناراض ہونا عقلمندی نہیں ہے۔ پس ہمارے سبب سے ابتلا میں مت پڑو۔ جو لوگ ابتلاؤں سے گھبراتے ہیں میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ وہ ہمارے لیے نہ آیا کریں۔ اور اگر ہماری کوئی تقریر انکو پسند نہ آوے تو وہ یہ سمجھیں کہ ہم مامور نہیں صادق مامور ایک ہی ہے جو مسیح اور مہدی ہو کر آیا ہے۔ پس خدا سے ڈرو اور ذکر اللہ کی طرف آؤ جو فحشا اور منکر سے بچانے والا ہے۔ اسی کو اسوہ بناؤ۔ اور اسی کے نمونہ پر چلو۔ ایک ہی مقتدا اور مطاع اور امام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اسی سے سچا پیوند کریں آمین۔

الحمد للہ۔ سورۂ جمعہ پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ ختم ہو گیا۔ اب ہم انشاء اللہ العزیز ناظرین کی استدعا کے موافق اسکو چھوٹی جیبی سائز پر چھاپ دینے کی سعی کریں گے۔ (ایڈیٹر)

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کی کتابیں بھی ہمارے پاس موجود ہیں جو چاہیں ہم سے بذریعہ وی پی طلب فرمائیں

[illegible]	۱/
[illegible] المومنین	۸/
قسطاس المستقیم	۴/
سواء السبیل	۱/
مسک العارف (چالیس حدیث سے حضرت اقدس کی تصدیق)	۱/
ایقاظ النائمین	۱/
آیات الرحمن بجواب عصائے موسیٰ	۸/
اعلام الناس حصہ دوم	۶/

المشتہر حکیم فضل الدین

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید و تصدیق میں عجیب و غریب کتابیں قابل دید۔

شہادۃ آسمانی حصہ اول	۵/
حصہ دوم	
النسر الکلثوم	۵/
رؤیائے صالحہ	۲/
اعجاز احمدی غیر اعجاز احمدی [illegible]	۱/
سراج الحق	—/
یاجوج ماجوج نظم پنجابی	۱/

سراج الحق نعمانی

جہاد کے قطعی استیصال کیلیے ایک تجویز
پیش کردہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

چونکہ تقریب جلسہ تاجپوشی ہمارے شہنشاہ عالی جاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند کے درپیش ہے اور ہر ایک شخص پر جو زیر سایہ اس سلطنت پر امن کے رہتا ہو واجب ہے کہ اس خوشی سے حصہ لے اور اس موقعہ پر اپنی خیر خواہی اور خلوص کا اظہار کرے سو میں جو ایک گوشہ گزین انسان ہوں اور قبل اس کے جو دفعۃً موت پیش آوے اُس پوشیدہ عالم کو دیکھ رہا ہوں جسکو اکثر دوسرے لوگ موت کے بعد دیکھینگے اسلیے میری معرفت اور حقیقت شناسی نے جو انصاف اور حق پسندی کو چاہتی ہے مجھے تحریک کی ہے کہ نہایت یکرنگی اور دلی جوش سے اپنے مشرب اور طریق کے مطابق اس موقعہ پر وہ باتیں ظاہر کروں جن کے لیے میرا دل جوش مار رہا ہے اور جنکو اپنا فرض سمجھتا ہوں سو سب سے اول میں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کے منتخب لوگوں کی طرف سے جو میرے تخمینہ میں اب برٹش انڈیا کے متفرق بلاد میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہیں حضرت شہنشاہ قیصر کو شکریہ بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ دعائے خیر کرتا ہوں اور جناب الٰہی سے چاہتا ہوں کہ وہ قادر کریم جسکی بے انتہا طاقت نے ذرہ ذرہ پر قبضہ کر رکھا ہے اس شہنشاہ کو جسکی سلطنت امن بخش اور ہر ایک ظالم سے حفاظت کرتی ہے تمام مکروہات زمانہ سے بچاوے اور فتح و ظفر نصیب کرے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اس بات کی توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کے خیر خواہ رہیں۔ اور دورنگی سے بچیں۔

پھر بعد اس کے میرے دل میں جلسہ تاجپوشی کی تقریب پر ایک ارادہ دوبارہ جوش زن ہوا ہے جسکو میں آج سے قریباً بائیس برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ملک میں مسلمانوں کی توجہ کے لیے شائع کیا تھا اور پھر وقتاً فوقتاً میں اس ارادہ کو اپنی متفرق کتابوں میں شائع کرتا رہا اور غالباً بیس مرتبہ کے قریب میں نے اُس ارادہ کو اپنی متفرق کتابوں میں شائع کیا ہے مگر افسوس کہ اب تک وہ میرا مطلب پورا نہ ہوا۔ اب اس تقریب جلسہ تاجپوشی پر خوب موقع نکلا ہے کہ پھر میں یہ بات پیش کروں۔ اور وہ یہ ہے کہ جس قدر مسلمانوں کو اپنی گورنمنٹ کی سچی اور دلی اطاعت کا جوش نہ ہو۔ وہ بد قسمت قوم ہے جو نفاق کے ساتھ گذارہ کرتی ہے۔ اور اب ہم نے قریباً پچاس سال کی مدت میں متواتر تجارب سے دیکھ لیا ہے کہ یہ گورنمنٹ درحقیقت مسلمانوں کے لیے ابر رحمت ہے۔ اس کے سایہ میں ہم امن سے گذارہ کرتے ہیں۔ اس کے سایہ میں اکثر مسلمان بہ نسبت اپنی پہلی حالت بے علمی سے بہت کچھ ترقی کر گئے ہیں۔ اور یہ گورنمنٹ انکی جانوں اور مالوں اور آبروؤں کی محافظ ہے۔ اور ایسے عمدہ انتظام سے امن قائم کیا گیا ہے کہ اس سے بہتر متصور نہیں تو پھر کیا اس کے علما کا فرض نہیں ہے کہ وہ پوری توجہ سے سوچیں کہ کیوں آئے دن اس محسن گورنمنٹ کو سرحدی وحشیوں کی لڑائی کی مشکلات پیش آتے ہیں کیا اسکا یہ سبب نہیں ہے کہ انہیں ایسے بد باطن ملا موجود ہیں جو ہمیشہ اُنکو یہی سبق دیتے رہتے ہیں کہ کافروں سے جہاد کرنا دین کا فرض اور بہشت کے حاصل کرنیکی ایک کنجی ہے۔ پس اس بات میں کچھ شک نہیں کہ جن اسباب سے یہ فتنہ ہمیشہ اُٹھتا رہتا ہے انھیں اسباب سے یہ فرو بھی ہوگا یعنی علما کے مقابل پر علما کی کوشش ضروری ہے۔

پس کیا ہمارے علما کوئی ایسی تدبیر نہیں کر سکتے کہ اس تدبیر کا اثر ان وحشیوں پر پڑے؟ بیشک کرتے ہیں اور اگر زیادہ اثر نہ ہو تو بلا کسی قدر ضرور اثر ہوگا۔ یہ گورنمنٹ بیشک با ہیبت اور با اقبال ہے اگر چاہے تو ایک کروڑ مفسدہ اور باغی کی بخوبی سرکوبی کر سکتی ہے لیکن آخر لڑائیوں میں عزیز جانیں ضائع ہوتی ہیں سو اگر کسی تدبیر سے کام نکلے تو کیوں جانیں ضائع ہوں۔ پس میرے نزدیک تدبیر یہ ہے کہ ایک کتاب مبسوط مخالفت جہاد میں لکھی جائے جس کا یہ مطلب ہو کہ بموجب آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ اور اصول انصاف کے اس گورنمنٹ سے ہرگز جہاد درست نہیں کیونکہ وہ دادگستری اور حق پسندی اور رعیت پروری اور بہت سے اپنے منصفانہ اصولوں کی رو سے دین اسلام کی حامی ہے اور علاوہ اس کے مقابلہ کرکے دیکھلو کہ ہندوستان کے پہلے بادشاہوں کے زمانہ کی نسبت علمی ترقی اور امن اور آزادی میں گورنمنٹ انگریزی کی رعایا مسلمان کے آگے بڑھ گئے ہیں بلکہ اگر زیادہ غور کرو تو معلوم ہوگا کہ انگریزی قوانین اسلام کے لیے راستہ صاف کر رہے ہیں ان تمام امور کے لحاظ سے اس محسن گورنمنٹ سے بغاوت یا مقابلہ یا بغاوت کے منصوبے میں شامل ہونا صرف ناجائز ہی نہیں بلکہ ایک اسلام سے خارج ہونا ہے جب ایسی کتاب طیار ہو جائے۔ تو تمام سرحدی علما کے اس پر دستخط ہو جائیں۔ اور پھر وہ کتاب زبان پشتو اور فارسی اور عربی میں ترجمہ کیجائے اور ایسی کتاب کی ہزار کا پیاں چھپوائی جائیں اور ملک میں اور دوسرے سرحدی ممالک میں تقسیم کی جائیں اگر ایسا ہو تو میں نے منظور کیا ہے کہ دس ہزار روپے تک اسکی چھپوائی کے اخراجات میں خود دیدونگا مگر شرط یہ ہے کہ محض بیہودہ اور مجمل اور منافقانہ بیان نہ ہو بلکہ ہر ایک پہلو سے مکمل ہو میں اس بات کو خوب جانتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ وہ بیان کس قوت کے ہوتے ہیں جو دل کی سچائی سے نکلتے ہیں۔ اور وہ بیان کیسے بودے اور کمزور ہوتے ہیں جو محض منافقانہ ہوتے ہیں۔ منافقانہ بیان ایک مردہ بیان ہوتا ہے اور اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک پھوڑہ کے اندر بہت سی پیپ بھری ہو اور بظاہر وہ بہائی دیتا ہو کہ زخم مل گیا ہے۔ مگر جو بیان دل سے نکلتا ہے وہ آخر دلوں کو جا پکڑتا ہے۔ میں اس بارہ میں ایسی تحریروں کو پسند نہیں کرتا جو گول مول ہوں اور صرف دو چار مختصر ورق ہوں۔ بلکہ چاہیے کہ بہت مبسوط کتاب ہو اور اسمیں تین قسم کے زبردست دلائل ہوں۔

(۱) آیات قرآنی سے متمسک ہو۔

(۲) دوسرے حدیث سے متمسک ہو۔

(۳) تیسرے دلائل عقلیہ سے متمسک ہو۔

اور میں نے سنا ہے کہ بعض والیان ریاست سرحد نے جہاد پر زور دینے کے لیے ایک کتاب لکھی ہے اس صورۃ میں اور بھی واجب ہوا کہ اُس کتاب کا اثر دور کر دیا جائے اگر گورنمنٹ یہ عذر پیش کرے کہ ایسی ہدایت گویا ایک جبر کی قسم ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ یہ جبر نہیں ہے جبکہ اس میں لوگوں کی بھلائی اور امن کی ترقی اور عافیت کی اُمید ہے تو وہ جبر کیونکر ہو سکتا ہے ایسے خیالات مسلمانوں کو پستی کیطرف لے جا رہے ہیں۔ اور درندگی کی قوتیں بڑھتی جاتی ہیں اور اس ملک کے علما کا کیا حرج ہے کہ ایسی مبسوط کتاب تصنیف کرکے اپنے دستخطوں اور مہروں سے مزین کریں انپر کوئی خرچ نہیں ڈالا جاتا بلکہ اس تمام خرچ کا میں ہی ذمہ اُٹھاتا ہوں لیکن جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے صفائی اور پوری دیانت سے ایسی کتاب تالیف ہونی چاہیے میں انکی نسبت کوئی۔ نہیں کرتا۔ مگر میرا کانشنس اس بات کو نہیں مانتا کہ جبتک پوری صفائی اور پورے دل کے جوش سے ایسی کتاب نہ لکھی جائے۔ اور ایسے تمام امور کی جڑ کاٹ نہ دکھا جائے جو جہادی

مسائل کی طرف حرکت دیتے ہیں۔ یا کسی آیندہ جہاد کی اُمید دیتے ہیں تب وہ کتاب مُوثر ہو سکے اسلیے ہمیں چاہیے کہ اُس جڑ کو جو اپنے عقائد کے اندر سے کلی نکالدیں جسکی زہر کسی وقت پھوٹنے کے لیے طیار ہے۔ میرے خیال میں یہ دو عقیدے جہاد کی جڑ ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ جو اُمید کیجاتی ہے کہ اب عنقریب زمانہ میں کوئی ایسا مہدی آنے والا ہے کہ جو جہاد اور مذہبی لڑائیوں سے زمین کو خون سے بھر کر دیگا

(۲) دوسرے یہ کہ اُس مہدی کا ہاتھ بٹانے کے لیے کوئی مسیح آنیوالا ہے جس کا کام یہی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی سخت دل سپاہیوں کیطرح تلوار سے دین کو پھیلانا چاہے گا میں دیکھتا ہوں کہ اب ایسے عقیدوں کا زمانہ گذرتا جاتا ہے اور وہ جو الہٰی بجز ان کی سختی سے پیش آتے تھے اب وہ خود سمجھ جاتے ہیں اور دل جلد تر صاف ہوتے جاتے ہیں۔ بعض نادانوں کا پہلے اس زمانہ میں ان عقیدوں پر بہت غلو تھا اور اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو تعصب اور نا سمجھی سے بہت کم حصہ رکھتے ہیں۔ وہ ان بیہودہ عقیدوں پر اب تک قائم ہیں۔ اگر یہ عقیدے قرآن شریف کے مطابق ہوتے تو ایسے عقیدوں کا ... تھا لیکن عجیب تر یہ ہے کہ ان ہر دو عقیدوں کا قرآن شریف میں نام و نشان نہیں پایا جاتا سورۃ فاتحہ اور سورۃ نور اور کئی اور مقامات قرآن میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے نبیوں کا سلسلہ آخر ایک ایسے نبی پر ختم ہوا جس نے نہ تلوار اٹھائی اور نہ جہاد کیا اور محض اخلاقی تعلیم کی قوت سے دلوں کو اپنی طرف کھینچا ایسا ہی محمدی سلسلہ میں جب وہی زمانہ آئے گا یعنی جبکہ ہجرت سے چودھویں صدی آئیگی جو اُس زمانہ سے مشابہ ہے جبکہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے بعد پیدا ہوئے تھے تب حضرت عیسیٰ مسیح کی مانند اس اُمت میں بھی ایک شخص پیدا ہوگا جو نہ جہاد کرے گا اور نہ تلوار اُٹھائے گا اور آرام سے اور صلحکاری سے دلوں کو خدا کیطرف پھیر دیگا۔ اور قرآن شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ آخری مسیح جو پہلے مسیح کے قدم پر آئے گا آدم کے زمانہ سے چھٹے ہزار کے آخر پر پیدا ہوگا یہ پیشگوئی ہے جو قرآن شریف میں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور ہے کہ اسلام چودھویں میں اپنی ترقی کا تمام مدار اخلاقی اور عقلی اور اعجازی نمونوں پر رکھے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رکھا یہی ہر جو دوسرے لفظوں میں مسیح کا دوبارہ آنا بیان کیا جاتا ہے۔ ہمیں یہ جتلانا منظور ہے کہ پہلے مسیح میں اور دوسرے مسیح میں ایسی مشابہت ہے کہ گویا وہ دونوں ایک ہیں یہی ایک پیشگوئی ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے۔ باقی سب باطل اور جھوٹے قصے ہیں جو لوگوں نے بنا رکھے ہیں اور مہدی کے متعلق جسقدر حدیثیں ہیں انمیں ایک بھی صحیح نہیں ہے قرآن نے دو مسیح بالمقابل رکھے ہیں ایک مسیح اسرائیلی اور ایک مسیح محمدی اور دونوں کی نسبت بیان ہے کہ وہ محض اخلاقی تعلیم اور آسمانی نشانوں سے دین کو پھیلانے والے ہیں سب سے پہلے اس ہر اسرائیلی سلسلہ میں موسیٰ اور یشوع وغیرہ نبیوں کی لڑائیوں سے یہ شک کیا گیا تہا کہ شاید یہ مذہب ایسا ہے کہ اسمیں بجز تلوار کے اور کچھ نہیں۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ وہ شک دلوں میں باقی رہے اس لیے اس نے موسوی سلسلہ کے آخری زمانہ میں یسوع مسیح کو بھیجا تا اپنی اخلاقی تعلیم سے اُس شک کو دور کرے اسی طرح محمدی سلسلہ میں بھی جبکہ پہلے زمانہ میں بطور مدافعت کے لڑائیاں ہوئیں تو لوگوں نے بعد میں یہ اعتراض اسلام پر کیا کہ وہ جبر سے دین کو پھیلانا رہا ہے حالانکہ وہ لڑائیاں محض دشمنوں کے حملوں کے دفع کے لیے تہیں نہ دین کے پھیلانے کے لیے جیساکہ قرآن شریف میں خدا نے صاف فرمایا کہ لَا

اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے۔ سو چونکہ اعتراض دلوں میں جم گیا تہا اور جاہل اور وحشی مسلمانوں نے بھی اپنے بد نمونوں سے اعتراض کو قوت دی تہی اور دینداری کا شعار غازی کہلانا سمجھا گیا تہا اور دین کے لیے تلوار اُٹھانا گویا بہشت کی کنجیاں ٹہر گئی تھیں اس لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں اسلام پر بھی وہ زمانہ آگیا کہ خدا اس غلطی کو اسلام میں سے نکالے اسی طرح جیساکہ موسیٰ سے چودہ سو برس بعد عیسیٰ مسیح کو خدا نے بھیجکر یہودیوں کی غلطی کو نکالدیا۔ سو اصل بات تو صرف اسقدر تہی جسکو بعض نادانوں نے کچھ کا کچھ بنا دیا مگر میں جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ ہے کہ اسلام کے عقلمند اور پاکدل لوگ اس حقیقت کو جلد تر سمجھ جائیں گے۔ میں صرف قیاسی طور پر نہیں کہتا بلکہ وہ نیک دل انسان جو ڈیڑھ لاکھ کے قریب میری اس ہدایت کو قبول کر چکے ہیں۔ وہ ایک زندہ گواہ میرے اس خیال کے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ہر روز اسلام میں سے غلط عقیدے اُٹھتے جاتے ہیں اور ان کے بدلے یہ پاک سلسلہ قائم ہوتا جاتا ہے میرے اس سلسلہ میں اگرچہ ایسے لوگ بھی بکثرت ہیں جو انگریزی خواں اور تعلیم یافتہ اور سرکاری عہدوں پر مقرر ہیں مگر ایک گروہ کثیر انمیں علما کا بھی ہے مجھے ان کے ساتھ ان مسائل کے سمجھانے میں کوئی دقت نہیں اُٹھانی پڑی۔ بلکہ وہ ایسی آسانی سے سمجھ گئے گویا وہ پہلے سے ہی طیار تھے۔ سو میں اس سے قیاس کرتا ہوں کہ اس پاک عقیدہ کے لیے قریباً کل دانشمند طیار ہیں اور عقلمند لوگ جہادی مسائل سے اندر ہی اندر بیزار ہو رہے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ درحقیقت قدیم سے خدا تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ وہ اپنے ضعیف بندوں کو نرمی اور رحم سے سمجھاوے۔ اور درحقیقت سچ یہی ہے کہ تلواریں محض زمین کو فتح کرتی ہیں۔ مگر اخلاقی تعلیم جو صرف زبانی باتیں نہ ہوں بلکہ عملی طور پر دکھائی جائے وہ دلوں پر فتحیاب ہوتی ہے ان لوگوں نے خدا کا بڑا گناہ کیا ہے جنہوں نے قرآن کی اخلاقی تعلیم کو جو افراط تفریط سے پاک اور دنیا کی ہر ایک تعلیم سے اعلیٰ تھی اپنی وحشیانہ جنگوں اور ظالمانہ خونریزیوں کے نیچے چھپا دیا ہے۔ اور چونکہ اس زمانہ میں خدا کے منشا کے برخلاف یہ کارروائیاں اُنسے ہوئیں اس لیے انکو ایسے حملوں میں بجز ناکامی اور ذلت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا اور ہمیشہ شکست اُٹھاتے اور مارے جاتے ہیں۔ لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ اگر ایسا کریں گے تو وہ خدا سے لڑیں گے اور خدا اُنسے لڑے گا کیونکہ اُسکا منشا یہی ہے کہ دنیا کو یہ معجزہ دکہاوے کہ نرمی سے اور صلح سے اور اخلاق کے کمال سے اور اعجازی نمونوں سے دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ پس جو شخص اُسکے منشا کے برخلاف دین کے لیے تلوار اُٹھاتا ہے وہ اُسکے معجزہ کو باطل کرنا چاہتا ہے اور اسکی حکمت کا دشمن ہے اس لیے کبھی اس کے لیے بہتری نہیں ہے اب کے بعد جو لوگ دین کے بہانہ سے تلوار اُٹھائیں گے گو وہ اپنی جہالت یا فریب سے مہدی کہلاویں یا ملا کے نام سے منسوب ہوں وہ بہت ذلیل ہوں گے کیونکہ خدا کے قدیم ارادہ کا انہوں نے مقابلہ کیا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس حقیقت کو کئی لاکھ انسانوں نے سمجھ لیا ہے۔ اور کروڑہا انسان اس کے سمجھنے کے لیے مستعد ہو رہے ہیں۔ اگر گورنمنٹ عالیہ مجھے اسقدر مدد دے کہ میری اس تقریر کو اپنے طور پر اخبار وغیرہ میں شائع کر دے

اور انہیں لکھدے کہ جو علماء اور عقلاء اور فتوی دینے والے جہاد کے مخالف ہیں اور وہ کتاب مخالفت جہاد پر دستخط کرنیکو طیار ہیں وہ ایک خاص عہدہ دار کے پاس جسکو گورنمنٹ پسند کرے اپنے عرائض اخیر جون ۱۹۰۳ء تک یا اس مدت تک جو گورنمنٹ مناسب سمجھے بھیجدیں اور ان کے منتخب عالم جہاد کی مخالفت کے بارے میں اپنی اپنی جگہ ایک ایک کتاب لکھیں جنہیں سے ایک یہ راقم بھی ہوگا۔ پھر مناسب ہے کہ ان تمام کتابوں میں سے جس کتاب کو گورنمنٹ پسند کرے اور پھر بعد دیکھنے اُسپر سب علما کے دستخط ہو جائیں اور پھر وہ فارسی اور پشتو اور عربی میں ترجمہ ہو کر بلاد اسلامیہ میں شائع کی جائے اور گورنمنٹ خسروانہ مہربانی کرکے ایسی کتابوں کی تالیف کے لیے بذریعہ اپنے اشتہار کے اطلاع دے اور مناسب ہوگا کہ تالیف کتاب کے لیے ایک برس مہلت رکھی جائے تا تکمیل کتاب میں کوئی دقیقہ رہ نہ جائے۔ یاد رہے کہ وحشی قوموں کو مہذب بنانے کے لیے جو ملاؤں کے پنجہ میں ہیں اس سے زیادہ کوئی تدبیر موزوں نہیں ہوگی جو علماء کے فتنہ کا علاج علماء کے ساتھ ہی کیا جائے۔ اب یہ زمانہ نیا رنگ پکڑ گیا ہے اور عملی تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ طریق جو میں نے بیان کیا ہے بہت مؤثر ہے۔ پس ہماری گورنمنٹ کو چاہیے کہ اس سے پورے طور پر فائدہ اٹھاوے۔ مسلمانوں کے لیے اس بات کے بیان کرنیکی ضرورت نہیں کہ درحقیقت خداتعالی کا یہ بڑا فضل ہے کہ یہ عادل گورنمنٹ انپر حکمرانی کر رہی ہے۔ اگر یہ گورنمنٹ اس ملک سے دستکش ہو جاوے تو چند روز میں قوموں کی باہم کشت و خون سے خون بہنے شروع ہو جائیں اور کیڑوں کی طرح ایک دوسرے کو کھا لیں۔ تب ہاتھ جوڑ کر پھر اس گورنمنٹ کو اپنے ملک میں لاویں گے۔ انسان کے لیے امن اور عافیت کی زندگی اور عادل سلطنت کے زیر سایہ رہنا بڑی چیز ہے گویا اُسے دنیا میں بہشت ہے اور جن حکومتوں کے ماتحت جان و مال ہر دم خطرہ میں ہے وہ اگرچہ مسلمان کہلا دیں لیکن ان کا وجود آرام دہ نہیں ہے۔ ہم لوگوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ہمکو ایسے حکام ملے ہیں جو حکومت کی کرسی پر بیٹھکر مذہبی رعایتوں کو طاق پر رکھدیتے ہیں اور جو تقاضا انصاف اور عدالت کا ہے وہی کرتے ہیں۔ مجھے اسبات کے لکھنے سے خوشی ہے کہ میرے پاس اس دعوی کیلئے ایک نظیر بطور ثبوت کے ہے جسپر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ گلش افسر دیکی کسقدر نیتیں نیک ہیں اور وہ کسقدر عدالت اور انصاف کے دلدادہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ چند سال ہوئے ہیں کہ ایک مشنری صاحب نے جن کا نام ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک ہے ایک جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا میرے پر دائر کیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ انکا منشاء نہیں تھا بلکہ بعض عیسائیوں نے انکو دھوکا دیا تھا۔ پھر وہ مقدمہ کپتان ڈگلس کمشنر گورداسپور کی عدالت میں جو حال میں دہلی کے ڈپٹی کمشنر ہیں تحقیقات ہوتا رہا۔ صاحب موصوف نے اُس مقدمہ پر پوری توجہ سے غور کی اور کئی دنوں کی کوشش کے بعد معلوم کر لیا کہ یہ مقدمہ محض دروغ اور سراسر بہتان ہے۔ تب اُسکو خارج کیا اور مجھے پوری صفائی سے بری فرمایا۔ اس مقدمہ کے دیکھنے والے ہزارہا آدمی تھے جاہلوں کو یہ خیال تھا کہ ایک مشنری کا مقدمہ اور انگریز کے پاس ہے وہ بہرحال اس مشنری کی رعایت کریگا۔ لیکن جسروز وہ مقدمہ خارج کیا گیا اُس دن لوگوں کے منہ سے بے اختیار نکلتا تھا کہ درحقیقت انگریز ایک ایسی قوم ہے کہ جو انصاف کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اور میں چونکہ خوب جانتا تھا کہ یہ محض بے اصل اور قابل شرم بہتان تھا اور میرا صرف خدا پر بھروسا تھا اس لیے اس مقدمہ کے راست راست فیصلہ ہونے پر میرا اعتقاد جو انگریزی سلطنت کے عدل پسند حکام کی نسبت تھا زیادہ بڑھ گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ انگریز حکام صرف عدل پسند ہی نہیں ہیں بلکہ خدا نے انکو عقل الہی دی ہے کہ مخفی حقیقت کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ امر بہت مشکل ہے کہ جب ایک حاکم کے سامنے ایسا مدعی آوے جو اسکی قوم کا بزرگ اور قابل تعظیم جنٹلمین ہو اور مقابل میں ایسا جیسا ہو دنیا سے الگ جسپر ایک طرف بباعث فرقہ جدیدہ ہونے کے قوم ناراض ہے اور دوسری طرف ایک فرقہ جدیدہ کا بانی ہونا انتظاما بھی نگرانی کے لائق ہے پھر پوری پوری عدالت سے کام لیا جاوے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسکی نظیر ابھی تک کسی دوسرے فرقہ میں موجود ہے اور نہ میں اسکا قائل ہو سکتا ہوں جبتک کہ اسکو دیکھ نہ لوں۔ پس جس قوم میں ایسے عدل پسند حکام ہیں جو فیصلہ کیوقت خدا سے ڈرتے ہیں اور عدالت کو ہر ایک تعارف پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور اپنی قوم کے بزرگوں کی بھی عدالت میں رعایت نہیں کرتے انکا سچا وفادار نہ ہونا میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے زیادہ کوئی بدبختی اور شقاوت ہے۔ میں اس نمونہ کو جو کپتان ڈگلس کی عدالت میں دیکھا ضائع نہیں کیا بلکہ ایک کتاب اسکے نام پر تالیف کرکے شائع کر دی۔ اور میں جانتا ہوں کہ صدہا سال تک یہ عادلانہ کارروائی میری جماعت کو یاد رہے گی۔

امام الزمان کی ڈائری

۱۵ فروری ۱۹۰۳ء

قبل از ظہر

ایک صاحب گوڑگانوہ سے تشریف لائے ہوئے تھے حضرت سے شرف بیعت حاصل کیا بعد از بیعت حضرت اقدس نے انکو مخاطب کرکے فرمایا کہ ہماری طرف سے تو آپ کو یہی نصیحت ہے کہ مسنون طور سے اللہ تعالی کے فضل کو تلاش کرو۔ اللہ تعالی نے قرآن شریف اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرکے یہ امر صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ انکی پیروی کے سوا کوئی راہ اسکی رضا جوئی کی باقی نہیں ہے۔ جب خدا کے فضل کا جو باب ہو اسی دروازہ کو کھٹکھٹانے اُسکے لیے کھولا جائیگا بجز اس دروازہ کے تمام دروازے بند ہیں۔ نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی شریعت قرآن شریف کے بعد ہرگز نہیں آئیگی۔ انسان کو کشوف اور وحی اور الہام کا بھی طالب نہ ہونا چاہیے بلکہ یہ سب تقوی کا نتیجہ ہیں۔ جب جڑ ٹھیک ہوگی تو اُسکے لوازم بھی خود بخود آجاینگے۔ دیکھو جب سورج نکلتا ہے تو دھوپ اور گرمی جو اسکا خاصہ ہیں خود بخود ہی آجاتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان میں تقوی آجاتا ہے تو اُسکے لوازم بھی اُسمیں ضرور آجاتے ہیں۔ دیکھو جب کوئی دوست کسی کے ملنے کیواسطے جاوے تو اُسکو یہ امید تو نہ رکھنا چاہیے کہ میں اُسکے پاس جاتا ہوں وہ مجھے پلاؤ زردے اور قلیے کھلائے گا اور میری خاطر تواضع کریگا۔ نہیں بلکہ صادق دوست کی ملاقات کی خواہش ہوتی ہے بجز اسکے اور کسی کھانے یا مکان یا عمدگی کی پرواہ اور خیال بھی نہیں ہوتا۔ مگر جب وہ اپنے صادق دوست کے پاس جاتا ہے تو کیا وہ اسکی خاطر داری کا کوئی دقیقہ باقی بھی اٹھا رکھتا ہے ہرگز نہیں بلکہ جہانتک اُس سے بن پڑتا ہے وہ اپنی طاقت

سے بیزار کر دیتی ہے اُسکی تواضع کے واسطے تکلف سامان کرتا ہے۔ غرض یہی حال روحانیت اور اُس دوست اعلیٰ کی ملاقات کا ہے۔ الہامات یا کشوف وغیرہ چیزوں کے سہارے والا ایمان ایمان کامل نہیں وہ کمزور ایمان ہے جو کسی چیز کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ انسان کی غرض اور اصل مدعا صرف رضا الٰہی اور وصول الے اللہ چاہیے آگے جب یہ اُسکی رضا حاصل کرے گا تو خدا تعالیٰ اُسکو کیا کچھ نہ دے گا۔ خود اس امر کی درخواست کرنا سوء ادب ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملا دے۔ انسان کا مدعا صرف اس ایک وحدہ لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہیے شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ رسوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہیے دیکھو میں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہو سکتا ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آجکل فقرا کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونیکی مہر کو توڑنا چاہا ہے گویا اپنی الگ ایک شریعت بنائی ہے۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریق ہیں انکے سوا خدا کے فضل اور برکات اور رحمت کے دروازے کھولنے کی اور کوئی کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں بلکہ اور اور راہوں سے اُسے تلاش کرتا ہے۔

دیکھو گناہ کبیرہ بھی ہیں اُنکو تو ہر ایک جانتا ہے اور اپنی طاقت کے موافق نیک انسان ان سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے مگر تم تمام گناہوں سے کیا کبائر اور کیا صغائر سب سے بچو کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جس کے استعمال کر کے زندہ رہنا محال ہے۔ گناہ ایک آگ ہے جو روحانی قویٰ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے پس تم ہر قسم کے کیا صغیرہ کیا کبیرہ سب اندرونی بیرونی گناہوں سے بچو۔ آنکھ کے گناہوں سے ہاتھ کے گناہوں سے کان ناک اور زبان اور شرمگاہ کے گناہوں سے بچو غرض ہر عضو کے گناہ کے زہر سے بچتے رہو اور پرہیز کرتے رہو۔

نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے نماز کی یہ صفت ہے کہ یہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں سو اسکو سنوار کر ادا کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو۔

یہ بھی یاد رکھو کہ ہمارا طریق نرمی ہے ہماری جماعت کو چاہیے کہ اپنے مخالفوں کے مقابل پر نرمی سے کام لیا کریں تمہاری آواز تمہارے مقابل کی آواز سے بلند نہ ہو اپنی آواز اور لہجہ کو ایسا بناؤ کہ کسی دل کو تمہاری آواز سے صدمہ نہ ہووے۔ ہم قتل اور جہاد کے واسطے نہیں آئے بلکہ ہم تو مقتولوں اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے اور اُنمیں زندگی کی روح پھونکنے کو آئے ہیں۔ تلوار سے ہمارا کاروبار نہیں اور نہ یہ ہماری ترقی کا ذریعہ ہے ہمارا مقصد نرمی سے ہے اور نرمی سے اپنے مقاصد کی تبلیغ ہے۔ غلام کو وہی کرنا چاہیے جو اُسکا آقا اُسکو حکم کرے۔ جب خدا نے ہمیں نرمی کی تعلیم دی ہے تو ہم کیوں سختی کریں ثواب تو فرمانبرداری میں ہوتا ہے اور دین تو سچی اطاعت کا نام ہے نہ یہ کہ اپنے نفس اور ہوا و ہوس کی تابعداری سے جوش دکھاویں۔ یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آ جاتا ہے اُسکی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹھ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کیے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اُسکی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اسکو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے اور جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیے کہ کل نا کردنی افعال سے دور رہا کریں وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جایا کرتی ہے سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے اور شرائط پر کاربند نہ ہو گے تو ان وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خدا نے ہمیں دیے ہیں۔

جیسے نصیحت کرنی ہو اُسے زبان سے کرو ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے پس جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کے موافق اپنا عملدرآمد رکھو اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ۔ مگر یاد رکھو کہ جیسے یہ باتیں حرام ہیں ویسے ہی نفاق بھی حرام ہے۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا کہ کہیں نرمی ایسا نہ ہو جاوے کہ اُسکا رنگ نفاق سے مشابہ ہو۔ موقع کے موافق ایسی کارروائی کرو جس سے اصلاح ہوتی ہو تمہاری نرمی ایسی نہ ہو کہ نفاق بنجاوے اور تمہارا غضب ایسا نہ ہو کہ بارود کی طرح جب آگ لگے تو ختم ہونے میں نہیں آتی۔ بعض لوگ تو غصہ سے سودائی ہو جاتے ہیں اور اپنے ہی سر میں پتھر مار لیتے ہیں۔ اگر تمہیں کوئی گالی دیتا ہے تو بھی صبر کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی کے پیر و مرشد کو گالیاں دی جاویں یا اُس کے رسول کے متعلق ہتک آمیز کلمے کہے جاویں تو کیسا جوش ہوتا ہے مگر تم صبر کرو اور حلم سے کلام کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا اُسوقت کا غصہ کوئی خرابی پیدا کر دے جس سے سارا سلسلہ بدنام ہو یا کوئی مقدمہ بنے جس سے سبکو تشویش ہو۔ سب نبیوں کو گالیاں دیگئی ہیں یہ انبیا کا ورثہ ہے ہم اس سے کیونکر محروم رہ سکتے تھے۔ ایسے بنجاؤ کہ گویا مسلوب الغضب ہو۔ تمکو گویا غضب کے قویٰ ہی نہیں دیے گئے۔ دیکھو اگر کچھ بھی تاریکی کا حصہ ہے تو نور نہیں آئے گا نور اور ظلمت جمع نہیں ہو سکتے جب نور آ جائیگا تو ظلمت نہیں رہیگی۔ تم اپنے سارے ہی قویٰ کو پورے طور سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دو۔ جو جو گندی قوت میں ہو اُسے اس پان والے کی طرح جو گندے پان تلاش کر کے پھینک دیتا ہے اپنی گندی عادات کو

نکال پھینکو اور سارے اعضا کی اصلاح کر لو۔ یہ نہ ہو کہ نیکی کرو اور نیکی میں بدی ملا دو۔ توبہ کرتے رہو۔ استغفار کرو۔ دعا سے ہر وقت کام لو۔ ولی کیا ہوتے ہیں یہی صفات تو اولیا کے ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہاتھ پاؤں غرض کوئی عضو ہو منشاء الٰہی کے خلاف حرکت نہیں کرتے خدا کی عظمت کا بوجھ ان پر ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا کی اجازت کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتے۔ پس تم بھی کوشش کرو خدا بخیل نہیں۔ ع

ہر کہ عارف تر است ترساں تر

پھر نماز ظہر ہوئی اور حضرت تشریف لے گئے۔

دربارِ شام

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میرے واسطے دعا کی جاوے کہ میری زبان قرآن شریف اچھی طرح ادا کرے لوگ قرآن شریف ادا کرنے کے قائل نہیں اور جیسی چاہیے میری زبان کھل جاوے۔

فرمایا کہ تم صبر سے قرآن شریف پڑھتے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو کھول دے گا۔ قرآن شریف میں یہ ایک برکت ہے کہ اس سے انسان کا ذہن صاف ہوتا اور زبان کھل جاتی ہے بلکہ اطبا بھی اس بیماری کا اکثر یہ علاج بتایا کرتے ہیں۔

۲۷ فروری ۱۹۰۳ء قبل از عصر

مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی کہ حضور اردو کتابوں کا تو کبھی پروف نہیں آتا۔

فرمایا۔ اردو کیا بھیجنا ہوتا ہے وہ تو صاف ہوتا ہے ہاں بعض نادان اتنا اکثر اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ اردو میں پنجابی ملا دیتے ہیں مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ ایک شخص نے میری طرف سے کسی ایسے ہی معترض کو جواب دیا کہ تم انصاف کرو کہ اگر وہ اردو میں پنجابی کے الفاظ ملا دیتے ہیں تو غضب کیا ہوا ان کی ملکی اور مادری زبان ہے اس کا کیا حق نہیں جب وہ انگریزی یا عربی اور دوسرے کسی زبان کا کوئی لفظ اردو میں ملاتے ہیں تو تم اعتراض نہیں کرتے مگر جب کوئی پنجابی کا لفظ ملا جاوے تو اعتراض کرتے ہو۔ شرم تو کرو یہ اگر تعصب نہیں تو کیا ہے۔

دربارِ شام

ایک شخص نے خط لکھا تھا کہ حضور مجھ کو کرایہ بھیجا جاوے میں حاضر خدمت ہوں گا۔

فرمایا مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ ہم نے بار بار ایسے لوگوں کا تجربہ کر لیا ہے کہ ان میں اخلاص اور نیک نیتی نہیں ہوتی تو کیا ضرورت ہے کہ اس طرح روپیہ ضائع کیا جاوے یہی روپیہ دینی کام میں خرچ ہوگا کیا ایسا شخص جو معترض ہے وہ ہمارے حافظ معین الدین سے بھی گیا گذرا ہے یہ بھی ہمیں قریباً پندرہ یا بیس روپے دے چکا ہے کبھی دو اور کبھی اور ماہوار دیتا ہے تو ایسے بیکس شخص جب لنگر اور دیگر اخراجات کے واسطے کچھ دیکر ہیں تو وہ شخص کیوں اپنا بوجھ نہیں سنبھال سکتا۔ اور شریعت نے تو بوجھ بھی نہیں ڈالا حج کی توفیق نہ ہو تو حج بھی ساقط ہو جاتا ہے اسی طرح اس جگہ بھی گھر بیٹھے بٹھائے بیعت ہو سکتی ہے صرف ایک پیسہ کا کارڈ صرف ہوتا ہے۔

فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ رات اور دن میں فرق ہی کیا ہے صرف نور اور ظلمت کا فرق ہے سو وہ نور تو مصنوعی بھی بن سکتا ہے بلکہ رات میں تو یہ ایک برکت ہے۔ خدا نے بھی اپنے فیضان عطا کرنے کا وقت رات ہی رکھا ہے چنانچہ تہجد کا حکم رات کو ہے رات میں دوسری طرفوں سے فراغت اور کشمکش سے بیفکری ہوتی ہے۔ اچھی طرح دلجمعی سے کام ہو سکتا ہے رات کو مردہ کی طرح پڑے رہنا اور سونے سے کیا حاصل اگر ہو سکے تو دین کی خدمت کرنی چاہیے اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہے کہ انسان کا وقت وجود قویٰ مال جان خدا کے دین کی خدمت میں خرچ ہو۔ ہمیں تو صرف مرض کے دورہ کا اندیشہ ہوتا ہے ورنہ دل یہی کرتا ہے کہ ساری ساری رات کیے جاویں۔ ہماری تو قریباً تمام کتابیں امراض و عوارض میں ہی لکھی گئی ہیں۔ ازالہ اوہام کے وقت میں بھی ہم کو خارش تھی قریباً ایک برس تک وہ مرض رہا تھا۔

اللہ اللہ کیا ہی عمدہ قرآنی تعلیم ہے کہ انسان کی عمر کو خبیث اور مضر اشیاء کے ضرر سے بچا لیا یہ منشی چیزیں شراب وغیرہ انسان کی عمر کو بہت گھٹا دیتی ہیں اس کی قوت کو برباد کر دیتی ہیں اور بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہیں یہ قرآنی تعلیم کا احسان ہے کہ کروڑ ہا مخلوق ان گندے امراض سے بچ گئے جو ان نشہ کی چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

قادیان کے آریہ سماج کے جلسہ پر جو آریہ آئے تو ان کے گندے دہنوں اور گالی گلوچ کا کسی نے حضرت اقدس کی خدمت میں ذکر کیا۔

فرمایا کہ انسانی زبان کی چھری تو رک سکتی ہی نہیں جب خدا کا خوف کسی دل میں نہ ہو۔ انسانی زبان کی بیباکی اس امر کی دلیل ہے کہ اس کا دل سچے تقویٰ سے محروم ہے۔ زبان کی تہذیب کا ذریعہ صرف خوف الٰہی اور سچا تقویٰ ہے۔ ان کی گالیوں پر ہمیں کیا افسوس ہو انہوں نے تو نہ خدا کو سمجھا اور نہ حق العباد کو ان کو خبر ہی نہیں کہ زبان کس چیز سے رکتی ہے۔

تمام قوت اور توفیق خدا ہی کو ہے اور اسی کی عنایت اور نصرت سے ہی انسان کچھ لکھ پڑھ سکتا ہے شاید اس کتاب کے خاتمہ کے لکھے جانے سے اس قوم کی قوت و ہمت اور دلائل کا خاتمہ ہو جاوے۔

میں نے کل سوچا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ جب کوئی صادق خدا کی طرف سے آتا ہے تو اس کو لوگ کتوں کی طرح کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ اس کی جان اس کا مال اس کی عزت و آبرو کے در پے ہو جاتے ہیں۔ مقدمات میں اس کو کھینچتے ہیں گورنمنٹ کو اس سے بدظن کرتے ہیں غرض ہر طرح جس طرح ان سے بن پڑتا ہے اور تکلیف پہنچا سکتے ہیں اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہیں رکھتے ہر پہلو سے اس کے استیصال کرنے پر آمادہ اور ہر ایک کمان سے اس پر تیر مارنے کو کمربستہ ہوتے ہیں چاہتے ہیں کہ ذبح کر دیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے قیمہ کر دیں۔ ادھر تو یہ جوش اٹھتا ہے مگر دوسری طرف اس کے پاس ہزار در ہزار لوگ آتے ہیں شرک و بدعت میں مبتلا ہوتے اور حق اللہ انسان کو دیا جاتا ہے مگر ان میں مولویوں کو اس امر کی پروا نہیں ہوتی۔ ہزار ہا کنجر اور لنگوٹی پوش فقیر بنتے اور خلق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں مگر ان لوگوں کو قتل اور کفر کا فتویٰ کوئی نہیں دیتا۔ ان کی ہر حرکت بدعت اور شرک سے پر ہوتی ہے ان کا کوئی کام ایسا نہیں ہوتا جو سلسلہ اسلام کے خلاف نہ ہو مگر ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔ ان کے لیے کسی دل میں جوش نہیں اٹھتا۔ غرض اس میں میں سوچتا تھا کہ کیا حکمت ہے تو میری سمجھ میں آیا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ صادق کا ایک معجزہ ظاہر کرے کہ باوجود اس قسم کی مخالفت کے اور دشمن کے تیر و تبر کے چلانے کے صادق بچایا جاتا۔ اور اس کی روز افزوں ترقی کی جاتی ہے۔ خدا کا ہاتھ اسے بچاتا اور اس کو شاداب و سرسبز کرتا ہے۔ خدا کی غیرت نہیں چاہتی کہ کاذب کو بھی اس معجزہ میں شریک

کرے اسی واسطے اُسکی طرف سے دنیا کے دلوں کو بے پروا کر دیتا ہے گویا اُس جھوٹے کی کسیکو پروا نہیں ہوتی۔ اُسکا وجود اُنکو تحریک نہیں دیتا۔ مگر برخلاف اس کے صادق کا وجود تباہ ہونے والے لوگوں کو بیقرار اور بےچین کرکے ایک رنگ میں ایکطرح سے خبر دیتا ہے اور اُن کے دل بیقرار ہوتے ہیں۔ کیونکہ دل اندر ہی اندر جانتے ہیں کہ یہ شخص ہمارا کاروبار تباہ کرنے آیا ہے۔ اس واسطے نہایت اضطراب کیوجہ سے اُس کے ہلاک کرنیکے تمام ہتھیاروں سے دوڑتے ہیں مگر اُس کا خدا خود محافظ ہوتا ہے۔ خدا خود اُس کے واسطے طاعون کیطرح واعظ بھیجتا اور اُسکے دشمنوں کے واعظوں پر اُسے غلبہ دیتا ہے وہ خدا کے واعظ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اب دیکھیے کہ اتنے لوگ جو ہر جمعہ کو بیعت کی نوبت اکثر پچاس ساٹھ تک پہنچ جاتی ہے اُنکو کون بیعت کے لیے لاتا ہے یہی طاعون کا ڈنڈا ہے جو اُنکو ڈرا کر ہماری طرف لے آتا ہے ورنہ کب جاگنے والے تھے۔ اسی فرشتہ نے اُنکو جگایا ہے +

۲۸ فروری ۱۹۰۳ء

دربار شام

دربار شام میں آریہ لوگوں میں سے چند لوگ حضرت اقدس کی زیارت کے واسطے آئے۔ حضرت نے پوچھا آپ بھی اس جلسہ کی تقریب پر آئے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ حضور ہم لوگ تو اس میں یہ بات سنکر آئے ہیں کہ آپ کا بھی لیکچر ہوگا ورنہ ہماری اسجگہ آنیکی چنداں خواہش نہ تھی۔ حضرت اقدس نے **فرمایا** کہ اصل بات یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہر قوم میں کچھ شریف لوگ بھی ہوتے ہیں جنکا مقصد کسی بیجا حقارت یا کسیکو بیجا گالی گلوچ دینا یا کسی قوم کے بزرگوں کو برا بھلا کہنا اُنکا مقصد نہیں ہوتا۔ مگر ہم تو جو کام کرتے ہیں وہ خدا کے حکم اور اسکی اجازت اور اُس کے اشارہ سے کرتے ہیں۔ اُس نے ہمیں اس قسم کے زبانی مباحثات سے روک دیا ہوا ہے چنانچہ ہم کئی سال ہوئے کہ کتاب انجام آتھم میں اپنا یہ معاہدہ شائع بھی کرچکے ہیں اور ہم نے خدا سے عہد کیا ہے کہ زبانی مباحثات کی مجالس میں نہ جاوینگے۔ آپ جانتے ہیں کہ ایسے مجمعوں میں مختلف قسم کے لوگ آتے ہیں کوئی تو محض جاہل اور ہٹ دھرمی کے خیال پر آتے ہیں کوئی اس واسطے کہ تا کسی کے بزرگوں کو گالی گلوچ دیکر دل کی ہوس پوری کرلیں۔ اور بعض سخت تیز طبیعت کے لوگ ہوتے ہیں۔ سو جہاں اس قسم کا مجمع ہو ایسی جگہ جاکر مذہبی مباحثات کرنا بڑا نازک معاملہ ہے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ جب دو شخص مقابل میں کھڑے ہوتے ہیں جبتک وہ یہ ثابت کرکے نہ دکھا دیں کہ دوسرا مذہب بالکل غلطی پر ہے اور اسمیں صداقت اور روحانیت کا عنصر نہیں وہ مردہ ہے اور خدا سے اُسے تعلق نہیں ہے تب تک اسکو اپنے مذہب کی خوبصورتی دکھانی مشکل ہوتی ہے کیونکہ یہ دوسرے کے معائب کا ذکر کرنا ہی پڑے گا جو غلطیاں ہیں اُسمیں اگر اُنکا ذکر نہ کیا جاوے تو پھر اظہار حق ہی نہیں ہوتا۔ تو ایسی باتوں سے بعض لوگ بھڑک اُٹھتے ہیں وہ نہیں برداشت کرسکتے طیش میں آکر جنگ کرنیکو آمادہ ہوتے ہیں لہذا ایسے موقع پر جانا مصلحت کے خلاف ہے اور مذہبی تحقیقات کے واسطے ضروری ہے کہ لوگ ٹھنڈے دل اور انصاف پسند طبیعت لیکر ایک مجلس میں جمع ہوں۔ ایسا ہو کہ اُن میں کسی قسم کے جنگ وجدال کے خیالات جوش زن نہ ہوں تو بہتر ہو پھر ایسی حالت میں ایک طرف سے ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور جہانتک وہ بول سکتا ہے بولے پھر دوسری طرف سے جانب مقابل بھی اسی طرح نرمی اور تہذیب سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اسیطرح بار بار ہوتا رہے۔ مگر افسوس کہ ابھی تک ہمارے ملک میں اس قسم کے متحمل لوگ اور صبر اور نرم دلی سے تحقیق کرنے والے نہیں ہیں۔ ابھی ایسا وقت نہیں آیا ہاں اُمید ہے کہ خدا جلدی ایسا وقت لے آویگا ہم نے تو ایسا ارادہ بھی کیا ہے کہ یہاں ایک ایسا مکان تیار کرایا جاوے جس میں ہر مذہب کے لوگ آزادی سے اپنی اپنی تقریریں کرسکیں درحقیقت اگر کسی امر کو ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر اور بردباری سے نہ سنا جاوے تو اُسکی سچی حقیقت اور تہ تک پہونچنے کیواسطے ہزاروں مشکلات ہوتے ہیں دیکھیے ایک معمولی چھوٹا سا مقدمہ ہوتا ہے تو اسمیں جج کسطرح طرفین کے دلائل اُن کے عذر وغیرہ کس ٹھنڈے دل سے سنتا ہے اور پھر کس طرح سوچ بچار کر بڑی تحقیقات کے بعد فیصلہ کرتا ہے۔ بعض اوقات سال ہی گذر جاتے ہیں۔ جب دنیا کے مقدمات کا یہ حال ہے تو دین کے مقدمات کا کیونکر دو چار یا دس پانچ منٹ میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ سائل کو سوال کرنا تو آسان ہے مگر جواب دینے والے کو جو مشکلات ہوتی ہیں اُنکا اندازہ کرنا مشکل ہے ایک شخص اعتراض کر دیوے کہ نظام شمسی کے متعلق اور ستاروں اور زمین کے متعلق حالات مجھے بتا دو اور جتنے وقت میں میں نے سوال کیا ہے اُتنا ہی تمہیں وقت دیا جاتا ہے کہ اتنے وقت کے اندر اندر جواب دو ورنہ تم جھوٹے ہو۔ اب صاف عیاں ہے کہ جواب دینے والا کیا کرے وہ جب تک کئی جز کی کتاب نہ لکھے تب تک جواب پورا نہ ہوتا ہوا۔ غرض اسطرح کی مشکلات ہیں جو ہمیں درپیش ہیں۔ یہ وجوہ ہیں جو ہمیں ان جلسوں میں جانے سے روکتے ہیں۔ اگر سائل ایسا کرے کہ لو صاحب میں نے سوال کیا ہے تم جب تک اسکا جواب کامل کرو میں خاموش ہوں تو جواب دینے والے کو بھی مزہ آوے اصل میں جو باتیں خدا کے لیے ہوں اور جو دل خدا کی رضا کے واسطے ایسا کرتا ہے اور اُسکا دل بجز تقویٰ سے پُر ہے وہ تو کبھی ایسا کرتا نہیں۔ مگر آج کل زبان چھری کیطرح چلتی ہے اور صرف ایک حجت بازی سے کام کیا جاتا ہے۔ خدا کے لیے ایسا ہوگا تو وہ باتیں اور وہ طرز ہی اور ہوتا ہے جو دل سے نکلتا ہے وہ دل ہی پر جاکر بیٹھتا ہے۔ حق جو کے سوال کی بھی ہمکو خوشبو آجاتی ہے۔ حق جو ہو تو اُسکی سختی میں بھی ایک لذت ہوتی ہے اُسکا حق ہوتا ہے کہ جو امر اُسکی سمجھ میں نہیں آیا اُس کے متعلق اپنی تسلی کرائے اور جبتک اُسکی تسلی نہ ہووے اور پورے دلائل نہ ملجاویں تب تک بیشک وہ پوچھے ہمیں برا نہیں لگتا۔ بلکہ ایسا شخص تو قابل عزت ہوتا ہے + جو باتیں خدا کے لیے ہوتی ہیں وہ کہاں اور نفسانی ڈھکوسلے کہاں۔ ہم نے اپنی جماعت کو بھی بارہا سمجھایا ہے کہ کسی پر اعتراض کرنے میں جلدی نہ کرو ہر ایک مذہب اصل میں خدا ہی کی طرف سے تھا۔ مگر زمانہ دراز گذرنیکی وجہ سے اُسمیں غلطیاں پڑ گئی ہیں اُنکو آہستگی اور نرمی سے دور کرنیکی کوشش کرو۔ کسیکو پتھر کیطرح اعتراض کا نشانہ نہ بناؤ ہم دیکھتے ہیں کہ آج ایک کپڑا بازار سے لیکر سلایا جاتا اور پہنا جاتا ہے چند روز کے بعد وہ پرانا ہو جاتا اور اُسمیں تغیر آکر کچھ اور کا اور ہی ہو جاتا ہے۔ اسیطرح پرانے مذہب میں بھی صداقت کی جڑ ضرور ہے۔ خدا راستی کے ساتھ ہوتا ہے اور سچا مذہب اپنے اندر زندہ نشان رکھتا ہے کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے شناخت ہوتا ہے۔ گورنمنٹ جو اس وراء الوراء ہستی کا ایک نہایت کارآمد

قل ہے اسمیں ہم دیکھتے ہیں کہ انکی نظر میں صادق کیسے عزیز اور معتبر ہوتے ہیں وہ افسر یا ملازم جنکو گورنمنٹ نے خود کسی جگہ کا حاکم مقرر فرمایا ہوتا ہے وہ کس دلیری سے کام کرتا ہے اور ذرا بھی پوشیدگی پسند نہیں کرتا مگر وہ ایک مصنوعی ڈپٹی کمشنر یا تھانہ دار وغیرہ جو جعلی طور پر کسی جگہ خود بخود حاکم بنکر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیا وہ گورنمنٹ کے سامنے ہو سکتے ہیں۔ جب گورنمنٹ کو یہ پتہ لگیگا وہ اُسکو ذلیل کریگی اور وہ ہتکڑی لگا کر جیلخانہ میں یا اور سزا ملے گی یہی حال ہے مذہبی ہستی کا جو خدا کی نظر میں صادق ہوتا ہے اُسمیں خدا کے نشان اور جرأت اور صداقت کے آثار ہوتے ہیں۔ وہ ہر وقت زندہ ہوتا ہے اور اُسکی عزت ہوتی ہے

اصل میں خدا سے ڈرنے والے کو تو بڑے بڑے مشکلات ہوتے ہیں۔ انسان پاک صاف تو جب جا کر ہوتا ہے کہ اپنے ارادوں کو اور اپنی باتوں کو بالکل ترک کر کے خدا کے ارادوں کو اسی کی رضا کے حصول کے واسطے فنا فی اللہ ہو جاوے۔ خودی اور تکبر اور نخوۃ سب اس کے اندر سے نکل جاوے اسکی آنکھ اُدھر دیکھے جدھر خدا کا حکم ہو اُس کے کان اُدھر لگیں جدھر اُسکے آقا کا فرمان ہو اُسکی زبان حق و حکمت کے بیان کرنے کو کھلے اُس کے بغیر نہ چلے جبتک اُس کے لیے خدا کا اذن نہ ہو اُسکا کھانا پہننا سونا پینا مباشرت وغیرہ کرنا سب اس واسطے ہو کہ خدا نے حکم دیا ہے اس واسطے نہ کھاوے کہ بھوک لگی ہے بلکہ اسلیے کہ خدا کہتا ہے۔ غرض جبتک مرنے سے پہلے مر کر نہ دکھا وے تب تک اس درجہ تک نہیں پہونچتا کہ متقی ہو۔ پھر جب یہ خدا کے واسطے اپنے اوپر موت وارد کرتا ہے تو خدا کبھی اسے دوسری موت نہیں دیتا۔ آجکل دیکھا جاتا ہے کہ جب لب کھولا جاتا ہے تو انکی باتوں میں سے سوائے ہنسی ٹھٹھے اور دل دکھانے والے کلمات کے کچھ نکلتا ہی نہیں جو کچھ کسی برتن میں ہوتا ہے وہ ہی باہر نکلتا ہے انکی زبانیں انکی اندرون پر گواہی دیتی ہیں۔ میں تو نیکدل انسان کو دوری سے پہچان لیتا ہوں۔ جو شخص پاک کردار سلیم دل لیکر آتا ہے میں تو اُسی کے دیکھنے کا شوق رکھتا ہوں اُسکی تو گالی بھی بری معلوم نہیں ہوتی مگر افسوس کہ ایسے پاکدل بہت کم ہیں۔

ایک آریہ صاحب بولے کہ اصل میں حضور جاہل تو دو ہی قومیں ہیں۔ آپ برا نہ مانیں تو میں عرض کر دوں۔ اول تو سکھ لوگ دوسرے یہ ہمارے مسلمان بھائی۔

اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ دیکھیے ایک سمجھنے والے کے لیے جاہل سے زیادہ اور کیا گالی ہو سکتی ہے۔ کسی شخص کو اُس کے منہ پر جاہل کہنا بہت سخت گالی ہے۔ مگر سوچو تو کیا ان حاضرین میں سے کوئی ایک بھی بولا ہے۔ کیا اب بھی سمجھیں اس مجلس کی نرمی اور تہذیب پر کچھ شک ہے بہت ہیں ہمارے منہ پر گالیاں دیجاتی ہیں مگر ہمیں سے ایک کی بھی مجال نہیں ہوتی کہ دم مار کر اسکو کچھ بھی کہہ جاوے۔ ہم انکو دن رات صبر کی تعلیم دیتے ہیں نرمی اور حلم سکھاتے ہیں یہ وہ قوم نہیں کہ آپ کے اس اصول کے مصداق بن سکے۔ ہاں ہم البتہ عوام مسلمان لوگوں کے ذمہ وار نہیں ہیں۔ ہم تب مانیں اگر کسی آریہ لوگوں کے مجمع میں اسطرح کہدیں کہ تم جاہل ہو اور وہ صبر کر رہیں اور ایک کے بجائے ہزار نہ سنائیں تو۔ آپ نے مسلمانوں کو نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ نے اُنکے اخلاق دیکھے ہیں اُن کا اور اُن آریوں کا اگر مقابلہ کیا جاوے تو بکری اور بھیڑیے کا معاملہ نظر آوے۔ عوام جو ہمارے زیر اثر نہیں ہیں اُنکا ہم ذمہ نہیں لیتے۔ گالی اور جوش دلانیوالے الفاظ سنکر صبر کرنا مردوں کا کام ہوتا ہے اگر کوئی ایسا کر کے دکھاوے تو ہم جانیں۔ نرمی ہی مشکل ہے سختی تو ہر ایک شخص کر سکتا ہے

کسی صاحب نے بیان کیا کہ آریوں نے لیکچر میں کہا کہ خدا عمر کو کم و بیش نہیں کر سکتا۔

فرمایا ہمارا تو اعتقاد ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ عمر کو کم بھی کر سکتا ہے اور زیادہ بھی کر سکتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت اگر ایسا نہیں ہوتا تو وہ کیوں مرتے ہوئے انسان سے صدقات کرتے ہیں اور کیوں علاج معالجہ کراتے ہیں۔ بلکہ عیسائیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے انکی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی پندرہ دن کی عمر باقی رہ گئی تھی دعا سے پندرہ سال ہو گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ قوم نبوت کی راہ سے بالکل محروم ہونیکی وجہ سے اس راہ اور علم سے جاہل مطلق ہے اسی وجہ سے ایسے ایسے اعتراض کرتے ہیں روحانیت سے بے بہرہ ہونیکی وجہ سے ہے ورنہ ایسے اعتراض ہرگز نہ کرتے۔ مادر زاد اندھے کو آنکھیں کیونکر دیں۔

یکم مارچ ۱۹۰۳ء - صبح کی سیر

نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج رات ایک کشف میں آپ کی تصویر ہمارے سامنے آئی اور اتنا لفظ الہام ہوا حجۃ اللہ یہ امر کوئی ذاتی معاملات سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کے متعلق یوں تفہیم ہوئی کہ چونکہ آپ اپنی برادری اور قوم میں سے اور سوسائٹی میں سے الگ ہو کر آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام حجۃ اللہ رکھا یعنی آپ اُنپر حجت ہوں گے قیامت کے دن کو اُنکو کہا جاوے گا کہ فلاں شخص نے تم سے نکل کر اس صداقت کو پرکھا اور مانا تم نے کیوں ایسا نہ کیا یہ بھی تم میں سے ہی تھا اور تمہاری طرح کا ہی انسان تھا چونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کا نام حجۃ اللہ رکھا آپکو بھی چاہیے کہ آپ اُن لوگوں پر تحریر سے تقریر سے ہر طرح سے حجت پوری کر دیں۔ اصل میں اسوقت ہماری قوم کی حالت قابل رحم ہے۔ عیش و عشرت میں گم ہیں۔ دنیا کی کیڑے بنے ہوئے ہیں اور فنا فی یورپ ہیں خدا سے اور آسمان سے کوئی تعلق نہیں۔ جب خدا کسیکو ایسی قوم میں سے نکالتا اور اُسکی اصلاح کرتا ہے تو اُس کا نام اُس قوم پر حجت رکھتا ہے۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی وجہ سے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وجئنا بک ھوءلاء شہیدا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا تھا اُس نے کچھ کہا تھا تو آپ نے فرمایا لیکر اب تو میں اپنی ہی اُمت پر گواہی دینے کے قابل ہو گیا ہوں مجھے فکر ہے کہ میری اُمت کو میری گواہی کیوجہ سے سزا ملے گی +

حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے کلمۃ اللہ خصوصیت سے کیوں کہا اس کی وجہ یہی ہے کہ اُن کی ولادت پر لوگ بڑے گندے اعتراض کرتے تھے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اُنکو ان الزاموں سے بری کرنے کے لیے فرمایا کہ وہ تو کلمۃ اللہ ہیں اُنکی ماں بھی صدیقہ ہے یعنی بڑی پاکباز اور عفیفہ ہے ورنہ یوں تو کلمۃ اللہ ہر شخص ہے اُنکی خصوصیت کیا تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالے کے کلمے اتنے ہیں کہ وہ ختم نہیں ہو سکتے انھی اعتراضوں سے ہی بری کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے انکو کہا کہ وہ شیطان کے مس سے پاک ہیں ورنہ کیا دوسرے انبیا شیطان کے ہاتھ سے مس شدہ ہیں جو نعوذ باللہ دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ اُنپر شیطان کا تسلط ہوتا ہے اللہ تعالے تو فرماتا ہے کہ شیطان کو کسی معمولی انسان پر بھی تسلط نہیں ہوتا تو انبیا پر کسطرح ہو سکتا ہے اصل وجہ صرف یہی تھی کہ اُنپر بڑے اعتراض کیے گئے تھے اسی واسطے اُنکی بریت کا اظہار فرمایا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ماکفر سلیمٰن کوئی کہے کہ کیا انبیاء بھی کافر ہوا کرتے ہیں۔ نہیں ایسا نہیں لوگوں نے ان پر اعتراض کیا تھا کہ وہ بت پرست ہو گئے تھے ایک عورت کے لیے اس اعتراض کا جواب دیا یہی حال ہے حضرت عیسیٰ کے متعلق۔

قبل از ظہر

حضرت اقدس کی زیارت کے لیے کاشی رام وید لاہور سے اور بعض اور لوگ تشریف لائے حضرت اقدس نے مخاطب کر کے ان کو فرمایا اختلاف مذاہب کا جو خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت عملی سے رکھا ہے یہ بھی ایک عمدہ چیز ہے اس سے انسانوں کی عقل بڑھتی ہے دنیا میں اگر کسی معاملہ میں اتفاق بھی کرتے ہیں تو اس کی باریک در باریک جزئیوں تک پہنچنا محال ہو جاتا ہے اور جزئی در جزئی نکلتی چلی آتی ہے۔ تبادلہ خیالات کے لیے مجمعوں میں تقریریں کرنی بھی اچھی چیز ہیں لیکن ابھی تک ہمارے ملک میں ایسی مہذب لوگ بہت ہی کم ہیں بلکہ نہیں ہیں جو آرام اور امن کے ساتھ اپنی مخالف رائے ظاہر کر سکیں + میں نے خود یہ چاہا تھا اور میرا ارادہ ہے کہ قادیان میں ایک جگہ ایسی بناویں جہاں مختلف لوگ مذاہب کے جمع ہو کر اپنے اپنے مذہب کی صداقت اور خوبیاں آزادی سے بیان کر سکیں + میں دیکھتا ہوں کہ اگر اظہار حق کے لیے مباحثے اور تقریریں ہوں تو بہت اچھی بات ہے مگر تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ ان میں فتنہ و فساد کا مظنّہ ہوتا ہے اس لیے میں نے ان مباحثوں کو چھوڑ دیا ہے + ممکن ہے دو چار آدمی ایسے بھی ہوں جو صبر اور نرمی کے ساتھ اپنی مخالف کی بات سن لیں لیکن کثرت ایسے لوگوں کی ہو گی جو عوام الناس میں سے ہوتے ہیں اور وہ اپنے مخالف کے منہ سے ایک لفظ بھی اپنے مذہب کے خلاف نہیں سن سکتے خواہ وہ کتنا ہی نرم کیوں نہ ہو + چونکہ جب مخالف بیان کرے گا تو کوئی نہ کوئی لفظ اس کے منہ سے ایسا نکل سکتا ہے جو اس کے فریق مخالف کی غلطی کے اظہار میں ہو گا۔ اور اس سے عوام میں جوش پھیل جاتا ہے ایسی جگہ نوبت امن رہ سکتا ہے جب سمجھانے والا اور سمجھنے والا اس طرح نہیں کہ جیسے باپ بیٹے میں کوئی برائی دیکھتا ہے اور اس کو سمجھاتا ہے تو وہ نرمی اور صبر سے اس کو سن لیتا ہے یہی محبت کی کشش سے البتہ فائدہ ہوتا ہے غیظ و غضب کی حالت میں یہ امید رکھنا کہ کوئی فائدہ ہو خام خیال ہے۔ اب مشکل آ کر یہ پڑی ہے کہ ایک تو دین کا اختلاف ہی ہے پھر اس پر احقاق حق لوگوں کی غرض نہیں رہی بلکہ بغض و عناد میں اس قدر ترقی کی گئی ہے کہ اپنے فریق مخالف کا نام بھی ادب یا عزت سے لینا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بڑی بے ادبی اور گستاخی سے بات کرتے ہیں پہلے ہندو و مسلمانوں میں ایسے تعلقات تھے کہ برادری کی طرح رہتے تھے اب ایسا تفرقہ پیدا ہوا ہے کہ وہ اندرونی کشش جو ایک دوسرے میں تھی باقی نہیں رہی ہے بلکہ تعصب اور دشمنی بڑھ گئی ہے پس جبکہ کوئی حصہ انس اور کشش کا ہی باقی نہ ہو اور مار جیت مقصود ہو تو پھر اظہار حق کس طرح ہو سکتا ہے۔

اظہار حق کے واسطے یہ ضروری امر ہے کہ تعصب سے اندر خالی ہو۔ اور بغض اور عناد نہ ہو ست است کے نرنے کے لیے بحث کا تو نام ہی درمیان میں نہیں آنا چاہیے۔ بلکہ اس کو چاہیے کہ بحث کو چھوڑ دے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں اور یہی میرا مذہب ہے کہ ایک اور غلطی میں لوگ پڑے ہوئے ہیں کسی مذہب پر حملہ کرتے وقت وہ اتنا غور نہیں کرتے کہ جو حملہ ہم کرتے ہیں اس مذہب کی کتاب میں بھی ہے یا نہیں؟ مسلّمہ کتب کو چھوڑ دیتے ہیں اور کسی شخص کی ذاتی رائے کو لے کر اس کو مذہب کی جز بنا دیتے ہیں۔

ہم بہت سی باتوں میں آریہ مذہب کے خلاف ہیں اور ہم ان کو صحیح تسلیم نہیں کرتے لیکن ہم ان کو وید پر نہیں لگاتے ہم کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ اس میں کیا ہے۔ ہاں پنڈت دیانند پر ضرور لگاتے ہیں کیونکہ انہوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ ہم تو اس عقیدہ کے خلاف کہتے ہیں جو شائع کر دیا گیا ہے کہ یہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے اسی طرح پر آریوں کو اگر کوئی اعتراض کرنا ہو تو چاہیے کہ وہ قرآن شریف پر کرے یا اس عقیدہ پر جو ہم نے مان لیا ہو اور اس کو شائع کر دیا ہو یہ مناسب نہیں کہ جس بات کو ہم مانتے ہی نہیں خواہ مخواہ ہمارے عقیدہ کی طرف اس کو منسوب کر دیا جاوے۔ چونکہ بہت سے فرقے ہو گئے ہیں اس لیے ہم نے ایک اصول مان لیا ہے اول نمبر قرآن کرنا چاہیے اس لیے مباحثہ کے وقت کتاب کا نام لے۔ تفسیروں اور حاشیوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر اختلاف ہے۔

اگر اس اصل کو مدنظر رکھا جاوے تو سامعین فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جب تک کتاب کو کسی نے سمجھا اور پڑھا ہی نہیں اس پر وہ اعتراض کرنے کا حق کس طرح رکھ سکتا ہے مذہب کے معاملہ میں یہ ضروری بات ہے کہ مانی ہوئی اصل پر بحث کریں۔ اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ کل کتابیں پڑھ ہی جاویں اس کے لیے تو عمر بھی وفا نہیں کر سکتی + مباحثہ اصول پر ہونا چاہیے۔ جو بطور بحث کے ہیں۔ اور چونکہ عام مجمعوں میں حق کو مشتبہ رکھا جاتا ہے انسان ضد اور تعصب سے کام لیتا ہے میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے کہ اس طریق کو چھوڑ دیا جاوے + یہ کتاب میں نے اصول مباحثہ کے لحاظ سے لکھی ہے اور اسی طریق سے جو میں نے پیش کیا ہے بحث کی ہے جو لوگ ہم کو گالیاں دیتے ہیں ہم ان کی گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہم سے تو گالیوں کی قوت ہی کھو دی ہے کس کس کی گالی کا جواب دیں

۴ مارچ - صبح کی سیر

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے ایک دوست نے لکھا ہے کہ تم حج کرنے کو گئے ہوئے ہو مگر ہمیں بھلا دیا ہے۔

فرمایا اصل میں جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں ان کی خدمت میں دین سیکھنے کے واسطے جانا بھی ایک طرح کا حج ہی ہے۔ حج بھی خدا تعالیٰ کے حکم کی پابندی ہے اور ہم بھی تو اس کے دین اور اس کے گھر یعنی خانہ کعبہ کی حفاظت کے واسطے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کشف میں دیکھا تھا کہ دجال اور مسیح موعود دونوں طواف کر رہے ہیں۔ اصل میں طواف کے معنی ہیں پھرنا تو طواف دو ہی طرح کا ہوتا ہے ایک تو چور پھرتے ہیں یعنی گھروں کے گرد طواف کرتے ہیں اور ایک چوکیدار طواف کرتا ہے مگر ان میں فرق یہ ہے کہ چور تو گھروں کو لوٹنے اور گھروں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے اور چوکیدار ان گھروں کی حفاظت اور بچاؤ اور چوروں کے پکڑنے کے واسطے طواف کرتے ہیں یہی بیان مسیح اور دجال کے طواف کا ہے

دجال تو دنیا میں اس واسطے پھرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تا دنیا کو خدا کیطرف سے پھیر دے اور اُن کے ایمان کا لوٹ لیا جاوے۔ مگر مسیح موعود اس کوشش میں ہے کہ تا اُسے پکڑے اور مارے اور اُسکے ہاتھ سے لوگوں کو دین و ایمان کے متاع کو بچاوے۔ غرض یہ ایک جنگ ہے جو ہمارا دجال سے ہو رہا ہے۔

ایک صاحب نے عرض کی حضور کیا وجہ ہے کہ بعض لوگوں کو مبشرات کثرت سے ہوتے ہیں اور بعض کو بہت کم بلکہ بالکل ہی نہیں۔

فرمایا کہ اصل میں اللہ تعالیٰ نے طبائع مختلف پیدا کی ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انکی ایمانی قوت ہی ایسی مضبوط ہوتی ہے کہ اُسے کسی نشان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اُن کا ایمان کامل ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کونسا نشان دیکھا تھا یا انکو کونسا خواب آیا یا کوئی بشارت ہوئی تھی جس سے اُنھوں نے آپکو پہچان لیا تھا۔ اگر انکا کوئی خواب یا بشارۃ وغیرہ ہوتی تو اُسکا ذکر حدیث شریف میں ضرور ہوتا وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے راستہ میں واپسی پر انھوں نے ایک شخص سے پوچھا کہ اپنے شہر کی کوئی نئی بات سناؤ اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت سے اُسے آگاہ کیا۔ فوراً بیچون وچرا مان لیا اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ اُنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے حالات دیکھے ہوئے تھے وہ بخوبی آگاہ تھے کہ یہ شخص کاذب یا مفتری نہیں انکو پہلے واقفیت اور عقل سلیم نے آپ کے فوراً قبول کر لینے پر مجبور کیا زمانہ کی حالت کو اُنھوں نے دیکھ لیا تھا۔ وقت تھا ضرورت تھی۔ ایک صادق نے خدا کیطرف سے الہام پا کر دعویٰ کیا فوراً مان لیا۔ اصل میں نشانات کی ضرورت بھی کمزور ایمان کو ہوتی ہے۔ کامل ایمان کو نشان کی ضرورت ہی نہیں۔

فرمایا کہ خدا کے عذاب سے اور اسکے محفوظ رہنے کے واسطے خدا کا قرب حاصل کرنا ضروری ہے جتنا جتنا خدا سے انسان قریب ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ مصائب شدائد اور بلاؤں سے دور ہوتا ہے جو خدا کا مقرب ہوتا ہے اُسے کبھی خدا کے قہر کی آگ نہیں کھاتی۔ دیکھو انبیاء کے وقت میں وبائیں اور طاعون سخت پڑتے رہے مگر کوئی بھی نبی ان عذابوں میں ہلاک نہیں ہوا۔ صحابہ کے وقت میں بھی طاعون پڑا اور بہت سے صحابہ اُس سے شہید بھی ہوئے مگر اُسوقت وہ صحابہ کے واسطے شہادت تھی کیونکہ صحابہ اپنا کام پورا کر چکے تھے اور اعلیٰ درجہ کی کامیابی اُنکو ہو چکی تھی اور نیز وہ کوئی سختی کا وقت بھی نہ تھا اور مرنا تو انسان کے ساتھ لازمی لگا ہوا ہے۔ اسی ذریعہ سے خدا تعالیٰ کو اُنکی موت منظور تھی۔ اُن کے واسطے شہادت تھی۔ مگر جب کسی عذاب کے واسطے پہلے سے خبر دی جاوے کہ خدا آسمان سے اپنی ناراضگی کیوجہ سے قہر نازل کریگا تو ایسے وقت میں وہ وبا رحمت نہیں اور شہادت نہیں ہوا کرتی بلکہ لعنت ہوا کرتی ہے۔ پس خدا کی طرف دوڑو کہ اُسی کے پاس معالجے ہیں اور بچاؤ کے سامان ہیں

دربار شام

۴ مارچ

ایک صاحب نو وارد تھے آپ نے اُن سے فرمایا کہ دیکھو دنیا چند روزہ ہے کسیکو بقا نہیں اور یہ دنیا اور اُسکا جاہ وجلال کسی کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہنے والے۔ چاہیئے کہ اسوقت جو اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اُسکو سمجھا وے اگر وہ درحقیقت خدا ہی کیطرف سے ہے تو اُس سے دور رہنا کیسی بدقسمتی کا موجب ہوگا۔ وقت نازک ہے دنیا نے جس امر کو سمجھنا چاہیے تھا اُسے نہیں سمجھا۔ اور جسکی طرف توجہ کرنی چاہیے تھی اُسکو پس پشت ڈال دیا ہے۔ خدا کے فرستادہ کی تلاش ضروری تھی دیکھو دنیوی ضرورتوں کے واسطے کسطرح دنیا کوشش کرتی اور جانکاہ محنتوں سے اُن کے حصول کے ذریعہ کو سوچتی ہے مگر دین کیا ایسا ہی گیا گذرا امر ہے کہ اُسکے واسطے اتنی بھی تکلیف نہ برداشت کیجاوے کہ چند روز کے واسطے ایک جگہ رہ کر اسلام کی تحقیق کی جاوے۔ ایک بیمار انسان جب کسی مریض کے پاس جاتا ہے تو مریض کی اگر طبیب تشخیص کر بھی لیوے تو معالجہ میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا دوا دی جاوے۔ ایک شہر میں پہنچکر انسان پھر بھی کسی خاص جگہ پر پہونچنے کے واسطے کسی راہبر کا محتاج ہوتا ہے تو کیا دین کی راہ معلوم کرنے اور خدا کی رضی پانے کے واسطے انسانی ڈھکوسلے کام دے سکتے ہیں اور کیا صرف سفلی عقل کافی ہو سکتی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں جب تک اللہ تعالیٰ خود اپنی راہ کو نہ بتاوے اور اپنی مرضی کے وسائل کے حصول کے ذریعہ سے مطلع نہ کرے تب تک انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ دیکھو جب تک آسمان سے پانی نازل نہو زمین بھی اپنا سبزہ نہیں نکالتی گو بیج اسمیں موجود ہے کیوں نہو۔ بلکہ زمین کا پانی بھی دور چلا جاتا ہے تو کیا وہ پانی بارش کے بغیر ہی روحانی زمین سرسبز ہو جاتی اور بارآور ہو سکتی ہے ہرگز نہیں خدا کے الہام کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو یہ جو اتنے بڑے عاقل کہلاتے ہیں اور بڑے موجد ہیں آئے دن تار نکلتی ہے ریل بنتی ہے اور انسانی عقل کو حیران کر دینے والے کام کیے جاتے ہیں کیا ان کی عقل کے برابر بھی کوئی اور عقل ہے۔ جب ایسے عاقل لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایک عاجز انسان کو جو ایک عورت کے پیٹ سے عام لڑکوں کیطرح پیدا ہوا تھا اور اُسی طرح عوارض وغیرہ کا نشانہ بنا رہا اور کھانا پینا سب کچھ کرتا ہوا یہودیوں کے ہاتھ سے سولی پر چڑھایا گیا تھا اُسکو خدا اور احد بنایا ہوا ہے اور اُس کے کفارہ سے اپنی نجات جانتے ہیں اور ایسی بودی چال اختیار کی ہے کہ ایک بچہ بھی اسپر ہنسی کرے اس کی کیا وجہ تھی۔ صرف یہی کہ انھوں نے سفلی عقل پر ہی بھروسا کیا اور ایک کوّے کیطرح نجاست پر گر پڑے۔ دیکھو جب انسان خدا سے مدد چاہتا ہے اور اپنے آپکو عاجز جانتا ہے اور گردن فرازی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ خود اُسکی مدد کرتا ہے۔ ایک مکھی ہے کہ گندگی پر گرتی ہے اور دوسری کو خدا نے عزت دی کہ سارا جہان اُسکا شہد کھاتا ہے۔ یہ صرف اسی کی طرف جھکنے کیوجہ سے ہے پس انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کی دعا پر کاربند رہے اور اُسی سے توفیق طلب کرے۔ ایسا کرنے سے انسان خدا کی تجلیات کا مظہر بھی بن سکتا ہے۔ چاند جب آفتاب کے مقابل میں ہوتا ہے تو اُسے نور ملتا ہے مگر جوں جوں اُس سے کنارہ کشی کرتا ہے توں توں اندھیرا ہوتا جاتا ہے۔ یہی حال ہے انسان کا جبتک وہ اُسکے دروازہ پر گرا رہے اور اپنے آپکو اُسکا محتاج خیال کرتا ہے تب تک اللہ تعالیٰ اُسے اُٹھاتا اور نوازتا ہے ورنہ جب وہ اپنی قوت بازو پر بھروسا کرتا ہے تو وہ ذلیل کیا جاتا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ بھی اسیواسطے فرمایا گیا ہے سادھ سنگت بھی ایک ضرب المثل ہے۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ انسان باوجود علم کے اور باوجود قوت وشوکت کے امام کے پاس ایک سادہ لوح کی طرح بیٹھے تا اُسپر عمدہ رنگت آوے۔ سفید کپڑا اچھا رنگا جاتا ہے اور جس میں اپنی خودی اور علم کا میلا ہے کوئی اسکا ٹھیک

حضرت اقدس کا وعظ دیہاتیوں کو

کئی جمعوں سے یہ سلسلہ کثرت سے جاری ہے کہ ارد گرد کے دیہات کے لوگ آ آ کر داخل بیعت ہوتے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ ضرورۃ وقت کے لحاظ سے انکو کچھ نہ کچھ نصائح کی باتیں بھی فرماتے ہیں ۶ مارچ ۱۹۰۳ء کو بعد نماز جمعہ جب بیعت ہو چکی تو حضرت اقدس نے کھڑے ہو کر پنجابی زبان میں ایک مختصر سی تقریر فرمائی جسکو ہم اپنے ناظرین کے لیے درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

فرمایا دیکھو جو سچے دل سے توبہ کرتے ہیں انکے گناہ بخشے جاتے ہیں اللہ تعالے انکو طرح طرح کی ذلتوں اور خواریوں سے بچا لیتا ہے۔ جب وہ فضل کرتا ہے تو پھر ہر مصیبت و مشکل سے نجات دیتا ہے۔ چونکہ آج تم نے توبہ کی ہے اسلیئے اللہ تعالے اپنے وعدہ کے موافق جو نیکوں کے ساتھ ہوتا ہے تمکو بچالے گا پس ضروری ہے کہ اس توبہ پر قائم رہو نماز وںمیں پکے رہو۔ جو مسلمان کہلاتا ہے اور پھر نماز نہیں پڑھتا وہ بے ایمان ہے مسلمان اور کافر میں نماز کا ہی امتیاز ہے۔ دیکھو تم میں اور ہندوؤں میں کیا فرق ہے؟ اسی نماز ہی کا فرق ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ بعض زمینداروں کی طرح نماز نہ پڑھو جو ایکدن پڑھتے ہیں اور پھر اپنی کھیتی باڑی یا بیل وغیرہ کی خاطر نماز چھوڑ دیتے ہیں اور جب کہا جاوے تو کپڑوں کے میلا ہونے کا عذر کر دیتے ہیں۔ اپنے کپڑوں میں جنکو پہنے ہو نماز پڑھ لیا کرو۔ اور اگر پانی ملے تو وضو کر لیا کرو۔ اور اگر نہ ملے تو تیمم ہی کر لیا کرو تاکہ قیامت کے دن سرخرو ہو جاؤ۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنا وقت بیہودہ کھیلوں اور تماشوں شطرنج وغیرہ میں ضائع کر دیتے ہیں ایسی باتوں سے بچنا چاہیے دیکھو آجکل طاعون بڑی خوفناک پڑی ہوئی ہے جو شخص اللہ تعالے سے ڈریگا اللہ تعالے اسکو بچالے گا۔ عذاب الٰہی سے بچنے کیلیے فقط زبانی اقرار ہی کافی نہیں اور نہ ادھوری نمازیں کافی ہو سکتی ہیں۔ بھلا ایک شخص جسکو پیاس شدت کی لگی ہوئی ہو کیا ایک قطرہ پانی سے وہ اپنی پیاس بجھا سکتا ہے؟ یا جسکو بھوک لگی ہوئی ہو تو ایک ذرہ بھر اناج سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح سے کوئی شخص ادھوری اور ناقص نمازوں سے اپنے آپ کو اللہ تعالے کے غضب سے نہیں بچا سکتا۔ پس اپنی نمازوں کو درست کرو ہر ایک قسم کی شکایت۔ گلہ۔ غیبت۔ جھوٹ۔ افترا۔ بدنظری وغیرہ سے اپنے تئیں بچائے رکھو اور جو نیک اعمال تمہاری طاقت میں ہیں تم اُسکے موافق عملدرآمد کرو اور جو تمہاری طاقت سے باہر ہیں اللہ تعالےٰ خود تمکو بچالے گا۔ جب کوئی اللہ تعالے کا ہو جاتا ہے اور ہر ایک کام میں اللہ تعالےٰ کا خوف دل میں رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکی حفاظت کرتا ہے اور اسکو مصائب و شدائد سے بچا لیتا ہے۔ وہی سچا مومن ہوتا ہے خدا کی رحمت اُسپر ہوتی ہے۔ وہی خدا کا ولی ہوتا ہے۔ جہاں ایسا شخص ہو خدا تعالے اُسکے لیے وہاں رحمت کرتا ہے پس تمکو چاہیے کہ تم اپنے آپکو صاف رکھو اور گناہوں سے بچاؤ۔ بعض گناہ لوگوں کو گناہ معلوم نہیں ہوتے۔ زنا۔ غیبت۔ جھوٹ۔ تکبر۔ کینہ۔ وغیرہ یہ سب گناہوں میں داخل ہیں اگر کوئی انکو چھوڑ دے۔ تو اللہ تعالے اسکو بہتر اجر دیگا۔ اگر چور ہے اور چوری کو اللہ تعالے سے ڈر کر چھوڑ دے تو اللہ تعالے اسکو حلال وجہ سے مال دیگا اگر کوئی زانی ہے اور زنا کو اللہ سے ڈر کر چھوڑ دے تو اللہ تعالے اُسکو نیک بیوی عطا کرے گا۔ اگر کوئی بیگانے کھیتوں سے جیسا کہ زمیندار کرتے ہیں کاٹنا چھوڑ دے تو اللہ تعالے اُسکے کھیت پر ابر رحمت برساوے گا اور اتنا غلہ پیدا ہوگا کہ وہ خوش ہو جاوے گا حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا جبکہ مومن ہو اور کوئی زنا نہیں کرتا جبکہ مومن ہو۔ گویا مومن ان باتوں سے رکتا ہے ایمان نہ ہو تو پھر خدا کی حدبندیوں کو توڑتا ہے۔

جب تک کوئی توبہ نہیں کرتا اُسپر رحم نہیں کیا جاتا اور وہ آدمی جو اپنے ہر ایک عضو کو بدی سے بچاوے مثلاً زبان کو گندی گالیوں سے اور کان کو بُری باتوں کے سننے سے اور ہاتھ کو پرایا مال اُٹھانے سے اور پاؤں کو بری جگہ جانے سے تو اللہ تعالے اُسکا حافظ ہوگا اور اسکو اپنے امن میں لے لے گا۔

میں تمکو بار بار کہتا ہوں کہ طاعون جلا دینے والی آگ کی طرح ہے جہاں یہ بھڑکتی ہے تباہ کر دیتی ہے اور بعض وقت اسکا دورہ ستر ستر برس تک ہوتا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ بُرے لوگوں کو کیوں نہیں پکڑتی پہلے پہلے خدا کا غضب دور دور آتا ہے تاکہ بعض آدمی جو نیک ہوں اُنکو مہلت مل جاوے اور وہ توبہ و استغفار کر سکیں اور جو شریر ہیں وہ اپنی شرارت سے غضب الٰہی کو کھینچ لیں۔ اسطرح پھر جو شریر ہوتے ہیں وہ اپنی شرارتوں میں بڑھتے ہیں اور آخر غضب الٰہی کے نیچے آکر اسمیں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

دیکھو ابوجہل بھی ٹھٹھے اور مخول کیا کرتا تھا کہ مجھپر کیوں عذاب نازل نہیں ہوتا مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام بھی دکھلایا گیا تھا جہاں اُسنے ہلاک ہونا تھا۔ چنانچہ بدر کی لڑائی میں وہ اسی مقام پر ہلاک ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر چھڑی مار کر کہا کہ آج اس اُمت کا فرعون مارا گیا۔

جو لوگ یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ اگر خدا ہے تو ہمکو ہمارے گناہوں کے بدلے کیوں عذاب نہیں دیتا اور نہیں پکڑتا وہ دلیری کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے کام آہستہ اور پوشیدہ ہوتے ہیں اگر وہ تہری تجلی کرے تو ایک لحظہ میں تباہ کر دے۔ دنیا میں بھی سارے کام تدریجی ہوتے ہیں اگر ایک شخص گڑ یا ریوڑیاں تقسیم کرے تو یکدم سبکو نہیں دیدیتا بلکہ ایک ایک کر کے ایسا ہی خدا تعالیٰ کا حال ہے۔ پہلے وہ دور دور بلائیں بھیجتا ہے تاکہ بعض سعید الفطرت لوگ جو کسی شامت اعمال میں گرفتار ہو گئے ہیں توبہ و استغفار کا موقعہ ملے وہ بچ جاتے ہیں اور شریر پکڑے جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ تم نے آج توبہ کی ہے۔ اللہ تعالے کا وعدہ ہے کہ جو سچے دل سے توبہ کرتا ہے اُسکے پہلے گناہ جاتے رہتے ہیں اور اللہ تعالے معاف کر دیتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے آج اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کا حکم دیا ہے کہ سچے دل سے توبہ کرنیوالوں کے گناہوں کا پہلا دفتر پھاڑ ڈالو۔ بس آج سے نیکی کرو اور اپنے آپکو پاک صاف رکھو اگر پھر گناہ کروگے تو وہ غصہ ہوگا اور اُسکا غضب بھڑکے گا۔ اللہ تعالیٰ ستار ہے جب کوئی آدمی بھولکر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالے اسکی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن جب وہ باز نہیں آتا بلکہ اصرار کرتا ہے تو پھر وہ قہار کر اُسکا غضب بھڑکتا ہے اور آخر ہلاک کر دیتا ہے

کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِین

جب ایک شخص سچے دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ لے تو پھر دوسرے اوامر و نواہی کے نیچے آتا ہے اور ایک احکام الٰہیہ کا سلسلہ چلتا ہے۔ جنپر اسکو کاربند ہونا ضروری ہے اگر وہ صرف اسی کلمہ کو پڑھ لینا ہی کافی سمجھتا ہے تو اپنے آپکو دھوکا دیتا ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں کیونکہ اسلام تو اطاعت تامہ کا نام ہے اسلام کی حالت پیدا کرنے کے لیے یعنی احکام الٰہی کی فرمانبرداری کی قوت پانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک طریق اور گر بتایا ہے اور وہ یہ ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور اپنی زندگی حیوانات کیطرح بسر کرتا ہے وہ (زندگی) حیوانات ہی کیطرح ہے اور وہ ہرگز متقی نہیں ہو سکتا۔ قرآن شریف میں اسلیے تقویٰ کی بہت تاکید کی گئی ہے یہی تقویٰ ہے۔ اتقوا کیا ہے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے انکو کیا جاوے اور جن سے منع کیا جاوے اُن سے رک جاوے۔

اس وقت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان کہلانے والے بہت ہیں مگر مسلمان بننے والے بہت ہی کم ہیں۔ خدا کا سچا خوف اور محبت بالکل نہیں رہی ایک سچے مسلمان کو اپنی اصلاح کے لیے اسی طرح مستعد ہونا چاہیے جسطرح وہ اپنی کھیتی کے لیے فکر اور تردد کرتا ہے یا اور دوسرے دنیوی امور میں دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ اسکو اللہ تعالیٰ کی تڑپ اسی رنگ کی ہونی چاہیے جسطرح وہ اپنے اور ضروریات کے لیے رکھتا ہے۔

یاد رکھو یہ زمانہ آخری زمانہ ہے اس وقت آسمان سے گولے برس رہے ہیں غضب الٰہی کا دریا جوش زن ہے عمر کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ پس جلدی کرو۔ اور عمر کو غنیمت سمجھکر آج کچھ حاصل کر لو۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو نری کہانیوں پر خوش ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے۔ ہر ایک اپنے اندر جھانک کر دیکھے کہ اس نے کہانتک تقوے کا توشہ حاصل کیا ہے۔ بیس قدر آدمی یہاں موجود ہیں غور سے ان باتوں کو سن لو۔ اپنی نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اسطرح ادا نہ کرو کہ گویا ایک بوجھ تھا جو اُتار کر پھینک دیا۔ یہ بات نہیں ہونی چاہیے بلکہ جیسے روٹی سے سیری ہوتی ہے پانی پیکر پیاس بجھتی ہے اور تسکین ہوتی ہے اسی طرح نمازوں سے ایک لذت اور سرور آنا چاہیے اگر نہیں آیا تو فکر کرو۔ دیکھو بڑا ہی بدبخت ہے وہ دھوبی جو کپڑے کو بار بار پتھر پر مارتا ہے مگر وہ صاف نہیں ہوتا۔ یا تو کپڑا ہی بہت گندا ہے یا خود نکما ہے اسیطرح تم اگر نماز پڑھتے ہو لیکن تمہاری نفسانی خواہشوں اور جوشوں کی آگ پر پانی نہیں پڑتا تو جان لو کہ وہ نری ٹکریں ہیں۔ اسلیے اسکو کچھ سمجھکر ادا کرو۔ اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر کر لیا گیا ہے۔

یہ بات مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ دھوکا نہیں کھاتا۔ اور منتر جنتر سے خوش نہیں ہوتا۔ وہ سینہ کی چھپی ہوئی باتوں کو بھی دیکھتا ہے۔ سچی فرمانبرداری اور خوف کو پسند کرتا ہے اور تقویٰ چاہتا ہے پھر اب سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ تقویٰ جو خیر الزاد ہے کسطرح حاصل ہو۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک راہ رکھی ہے کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِین یعنی جو اللہ تعالیٰ کیطرف سے آتے ہیں اُنکے پاس رہو۔ قرآن شریف نے ہر بیماری کا نسخہ بتایا ہے۔ اگر کوئی گناہ سے بچنا چاہے تو اسکا نسخہ یہی ہے کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِین صادقوں کے پاس رہنے سے انکے چال چلن انکی گفتار کردار کا اثر الگ انسان پر پڑتا ہے انکی توجہ اور جذب الگ اپنا کام کرتا ہے اور اسطرح پر گناہ سوز فطرت پیدا ہونے لگتی ہے یہ لوگ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مظہر ہوتے ہیں اسلیے پاس رہنے والے بھی ان انوار سے بقدر استعداد حصے لے ہی لیتے ہیں۔ بڑا افسوس ہے کہ اکثر لوگ بیعت کرتے جاتے ہیں اور پھر انکی ضرورت نہیں سمجھتے کہ پاس جاکر رہیں۔ بیعت کو ایک رسم کے طور پر ادا کر جاتی ہیں میں دیکھتا ہوں کہ اکثر آدمی ایک جمعہ کو ہوتے ہیں اور دوسرے جمعہ انمیں سے کوئی نظر نہیں آتا۔ اور ہی لوگ ہوتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وہ اس سے خوش ہوتا ہے جو اُسکے حکم پر چلے اور یہ توفیق نمونہ کے دیکھنے سے ملتی ہے۔ کوئی کام اُستاد کے پاس بغیر بیٹھنے کے حاصل نہیں ہوتا اس وقت دین الٰہی کا معلم آگیا ہے۔ اور وہ اُس خدا کو دکھانا چاہتا ہے جو دنیا کی نظروں سے غائب ہوگیا ہے۔ پس جس جسنے اس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ یہ اپنے اوپر لازم سمجھ لے کہ کچھ عرصہ تک اسکی صحبت میں رہے۔ خلاصہ کلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلکر لذت آتی ہے اور یہ توفیق صادقوں کی صحبت سے ملتی ہے اس وقت خدا تعالیٰ کا صادق مسیح موعود اور مہدی موجود ہے مبارک وہ جو اسکی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ حصول تقویٰ کے اس گُر کو سمجھ لیں اور ان کے گفتار اور کردار میں تقویٰ کا رنگ پیدا ہو۔ اور ان کے سارے اعضا اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوں

آمین۔

الٰہی بخش درزی کی جو تصویر ہم نے الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں دی تھی اسکے متعلق پشاور کے اہل حدیث کی طرف سے ایک رجسٹرڈ خط ہمارے پاس بغرض اندراج پہونچا ہے۔ ہم اس خط کو عنقریب درج کریں گے۔ اور انشاء اللہ العزیز دکھائیں گے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ اسکو کہتے ہیں + الٰہی بخش درزی نے اپنے بیان میں تسلیم کر لیا ہے کہ میں نے تصویر کھچوائی ہے مگر ایک احمدی نے وہ تصویر کھینچی ہے اور ایک احمدی کے ہی ایما سے وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال ہم اس تحریر کو انشاء اللہ تعالیٰ جلد شائع کریں گے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی پانچ

سالہ رپورٹ طیار ہو رہی ہے امید کیجاتی ہے کہ یہ رپورٹ جلد تر چھپکر شائع ہو ہماری قوم کے لیے مدرسہ مذکور کی رپورٹ نہایت دلچسپ اور خوش کن چیز ہوگی۔

آریہ قوم سے خطاب

حضرۃ حجۃ اللہ کی تازہ نظم

اے آریہ سماج پھنسو مت عذاب میں
کیوں مبتلا ہو یارو خیال خراب میں
اے قوم آریہ تیرے دل کو یہ کیا ہوا
تو جاگتی ہے یا تری باتیں ہیں خواب میں
کیا وہ خدا جو ہے تری جاں کا خدا نہیں
ایماں کی بو نہیں ترے ایسے جواب میں
گر عاشقوں کی روح نہیں اُسکے ہاتھ سے
پھر غیر کے لیئے ہیں وہ کس اضطراب میں
گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا
پھر کس نے لکھدیا ہے وہ دل کی کتاب میں
جس سوز میں ہیں اُسکے لیئے عاشقوں کے دل
اتنا تو سوز ہم نہ دیکھا کباب میں
جام وصال دیتا ہے اُسکو جو مرچکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق بہار و خزاں میں
ملتا ہے وہ اُسیکو جو وہ خاک میں ملا
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں
ہوتا ہے وہ اسی کا جو اُسکا ہی ہوگیا
ہے اُسکی گود میں جو گرا اُس جناب میں
پھر لوٹکو جائے دیکھو اسی سے وہ آب و تاب
چمکے اسی کا نور مہ و آفتاب میں
خوبوں کے حسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حسن ہے جو نہیں اس حجاب میں
اُسکی طرف ہی ہاتھ ہر اک تار زلف کا
اُسکے ہجراں سے رستی ہے وہ پیچ و تاب میں
ہر چشم مست دیکھو اسی کو دکھاتی ہے
ہر دل اسی کے عشق سے ہے التہاب میں
جن سے رکھوں کو کانوں پہ اُسکے یقیں نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں
قدرت سے اُس قدیر کی انکار کرتے ہیں
بکتے ہیں جیسے عزن کوئی ہو شراب میں
دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اُس پاک ذات کو
ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ پکڑیں عتاب میں
ہمکو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال
کب تک وہ منہ رہیگا حجاب و نقاب میں

اللہ نور السموات والارض۔ خدا ہے نور زمین اور آسمان کا۔ (آیۃ قرآن شریف)

خبریں اور نوٹ

حضرۃ اقدس مع اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ بخیریت ہیں اور ایسا ہی مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرۃ حکیم الامۃ بھی خیریت سے ہیں۔

اٹاوہ سے اظہار الحق نام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اخبار ہفتہ وار شائع ہوتا تھا اور پچھلے دنوں بعض وجوہات کی بنا پر بند ہوگیا تھا۔ مولوی میر صادق حسین صاحب نے اسکو پھر جاری کرنے پر مجبور کردیا ہے چنانچہ اب بجائے ہفتہ کے پندرہ روزہ شائع ہوگا۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ ابھی تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ہی اردو اخبار اس حد تک نہیں پہونچا کہ وہ اپنی اشاعت یا مالی حالت کے لحاظ سے کوئی مستقل اور مستحکم صورۃ رکھتا ہو اور بہت سے ادھورے اور نامکمل اخبارات کے بجائے ایک مکمل صورت میں ہونا بہرحال اچھا ہے لیکن صوبجات متحدہ میں اظہار الحق ایک ایسا اخبار ہے جو اس سلسلہ کی اشاعت کا عمدہ اور بہترین ذریعہ ہے اسلیے ہمارے بھائیوں کو خصوصیت کے ساتھ اخبار کی مدد کیطرف توجہ کرنی چاہیے۔

ڈاکخانہ قادیان اور حکام ڈاکخانہ کی توجہ

ڈاکخانہ قادیان کا کام یوماً فیوماً بڑھ رہا ہے جو پوسٹل اتھارٹیز کو ان تفتیشات سے معلوم ہوسکتا ہے جو ڈاکخانہ سے طیار ہو کر جاتے ہیں۔ ہمنے پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر ڈاکخانجات پنجاب کی توجہ اس امر کیطرف بذریعہ پرائیوٹ خطوط دلائی تھی جنپر صاحب موصوف نے ہمکو اطلاع دی تھی کہ وہ ان امور پر غور کر رہے ہیں لیکن ہم مزید توجہ کیواسطے ضروری مضمونکو بذریعہ الحکم پیش کرتے ہیں۔ سب سے اول تو یہ ضروری ہے کہ قادیان سے ڈاک کی روانگی کا جو انتظام ہے وہ بہت ہی خراب ہے یعنی قادیان سے قریباً ۸ بجے کے قریب ڈاک روانہ ہوتی ہے اور اس ڈاک کو بٹالہ سے رات کی گاڑی میں جانا ہے۔ جاگتے ہوئے کہ بٹالہ جاکر ڈاک قریباً ۸ گھنٹہ پڑی رہتی ہے اور قادیان میں ہم لوگ جو ڈاکخانہ کے ساتھ بڑا تعلق رکھتے ہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے پھر جو ڈاک کے آنیکا وقت ہے وہ بھی غیر مناسب اور ناموزوں ہے اگرچہ ڈاک کا تھیلا ریلوے سیل سرویس والے طیار کرتے ہیں لیکن رات کو ۹ بجے کی آئی ہوئی ڈاک بٹالہ سے ۸ بجے صبح سے پہلے روانہ نہیں ہوتی جو قادیان میں ایک بجے سے پہلے تقسیم نہیں ہوسکتی جسکی وجہ یہ ہے کہ قادیان کے پوسٹ مین کو جبتک وہ برانچ افسروں کی ہتیلیاں طیار نہ کرلے ڈاک کو وقت ہی کا موقع نہیں ملتا۔ اسطرح جو ایک دن کی آئی ہوئی چٹھیوں کا جواب تیسرے دن جاتا ہے مثلاً جو چٹھی لاہور سے پیر کو ڈالی جاتی ہے اُسکا جواب بدھ تک بھیجا جاسکتا ہے کی صبح کو سوچے گا وعلیٰ ہذا القیاس۔ اس دقت کو رفع کرنیکے لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ڈاک کی آمد اور روانگی کے اوقات تبدیلی کی جاوے اور وہ اسطرح ممکن ہے کہ قادیان سے ڈاک کی روانگی کا وقت ۴ بجے بعد دوپہر ہو۔ اور رسید کی ۹ بجے صبح کے پہونچ جانی چاہیے اس سے ہم روزہ چٹھیوں کا جواب جاسکیں گے۔ ہم محکمہ ڈاکخانہ کو اس امر کیطرف بھی توجہ کرنی چاہیے کہ قادیان آنیوالی ڈاک کا بہت بڑا حصہ اور جانے والی ڈاک کا بہت بڑا ہمارے سلسلہ ہی کا ہے یعنی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اسلیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکخانہ کیطرف سے ہم لوگوں کو زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جاویں ہمنے یہ تحریک کی تھی کہ دار الامان (احمدی محلہ) میں جہاں لنگر خانہ کا دفتر اور سکول ضیاء الاسلام پریس حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے مکانات مہمان خانہ وغیرہ اور شفا خانہ اور دفتر الحکم اور کارخانہ انوار احمدیہ پریس وغیرہ کے قریب لیٹر بکس رکھی جاوے۔ یہ سخت ضرورۃ محسوس ہورہی ہے بلکہ ڈاکخانہ کے افسر خاص اس امر کیطرف متوجہ ہونا چاہیے کہ ریلوے [illegible]

جیوش انسکلوپیڈیا

اسکے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب کی چٹھی الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں چھپ چکی ہے بعض احباب کیطرف سے چندہ ہوچکا گیا ہے لیکن ابھی تک جو رقم وصول ہوئی ہے وہ کتاب کی قیمت کا صرف چوتھا حصہ ہے اسلیے دیگر احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ بہت جلد اسطرف توجہ فرماویں۔ مفصلہ ذیل احباب کی طرف سے مندرجہ ذیل رقوم خاکسار کے پاس پہونچ چکی ہے۔ پچھلی اشاعت میں جو رقوم چھپی تھیں وہ وعدے تھے اب ایفاء وعدہ کی رقوم لکھی گئیں رسید بدر یعہ اخبار ملتی رہیگی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا رہیگا کہ کسقدر رقم جمع ہوچکی ہے۔ رقم جمع شدہ میں سے پہلی قسط ؎ کی ولایت روانہ کردیگئی ہے۔

بابو شاہدین صاحب	سے
ابو محمد افضل صاحب	۱ر
مولوی عبدالکریم صاحب	عہ
مولوی عبداللطیف صاحب	[illegible]
فضل شاہ صاحب	[illegible]
احمد حسین صاحب گنگی	عہ
نامعلوم الاسم	۲ر
مولوی عبدالغنی صاحب	۲ر
شیخ علی بخش صاحب مزنگ	۸ر
حافظ عبدالرحیم صاحب قادیان	۲ر
عبدالصمد صاحب پٹیالہ	۱ر
منشی عبدالعزیز صاحب قادیان	عہ
میاں عبدالعزیز صاحب میرٹھ	للعہ
گلاب خان صاحب کشالی	للعہ
محمد اسمعیل صاحب میرٹھ	دہ
پیر بخش صاحب دہلی	۸
سید محمد حسین صاحب بجنور	دہ
ڈاکٹر شیخ الدین صاحب روڑکی	[illegible]
زین الدین ابراہیم صاحب انجنیئر بمبئی	[illegible]
سیٹھ اسمعیل آدم صاحب	[illegible]
میاں محمد صاحب	عہ
غلام نبی صاحب راولپنڈی	عہ
ابو سعید صاحب عرب	[illegible]
مفتی محمد صادق صاحب	للعہ
شیخ علی صاحب	۸ر

مولوی قطب الدین صاحب	۲ر
منشی عبدالحق صاحب	[illegible]
حکیم فضل الدین صاحب	معہ
مولوی عبدالقادر صاحب لدہیانہ	۲ر
مولوی نورالدین صاحب	عسہ
بابو محمد شفیع صاحب جہنڈولہ	مہ
قاضی نظیر حسین صاحب بلوچستان	دہ

میزان ۸ فروری سنہ ۱۹۰۳ء تک

معہ ۹-۶ پائی

خرچ

سہ ۱۳ر

خاکسار محمد علی

ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز

قادیان - گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اللّٰہ متمّ نورہ ولو کرہ الکٰفرون

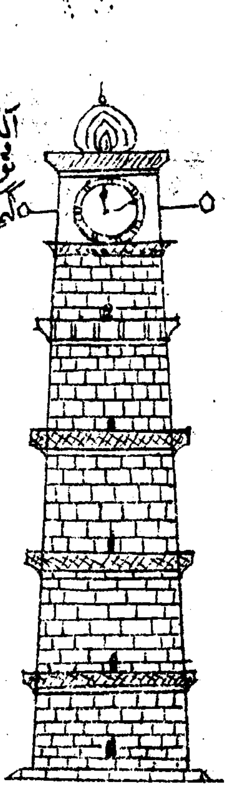

اٰوَی القَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم بانوگر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۰ | مورخہ ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء روز سہ شنبہ | جلد ۷

کلمات طیبات حضرۃ امام الزمان سلمہ اللہ الرحمن

گذشتہ اشاعت سے آگے

خدا تعالےٰ کے قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لیے **صدق** دکھایا جاوے۔ حضرۃ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرب حاصل کیا تو اسکی وجہ یہی تھی چنانچہ فرمایا ہے **اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی**۔ ابراہیم وہ ابراہیم جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک **موت** کو چاہتا ہے جبتک انسان دنیا اور اسکی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو طیار نہ ہو جاوے اور اسکی ہر ذلت اور سختی اور تنگی خدا کے لیے گوارا کرنے کو طیار نہ ہو یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی۔ بت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے۔ بلکہ ہر ایک چیز جو اللہ تعالےٰ کے قرب سے روکتی اور اسپر مقدم ہوتی ہے وہ بُت ہے + اور اسقدر بُت انسان اپنے اندر رکھتا ہے کہ اسکو پتہ بھی نہیں لگتا کہ میں بت پرستی کر رہا ہوں + پس جبتک خالص خدا تعالیٰ ہی کے لیے نہیں ہو جاتا اور اسکی راہ میں ہر مصیبت کی برداشت کرنے کے لیے طیار نہیں ہوتا صدق اور اخلاق کا رنگ پیدا ہونا مشکل ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کو جو یہ خطاب ملا کیا یہ یونہی مل گیا تھا۔ نہیں **اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی** کی آواز اُسوقت آئی جبکہ وہ بیٹے کی قربانی کے لیے طیار ہو گیا + اللہ تعالےٰ عمل کو چاہتا اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے اور عمل دکھ سے آتا ہے + لیکن جب انسان خدا کے لیے دکھ اُٹھانے کو طیار ہو جاوے تو خدا تعالےٰ اُسکو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔

دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کے لیے اپنے بیٹے کو قربان کر دینا چاہا اور پوری طیاری کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو بچا لیا۔ وہ آگ میں ڈالے گئے لیکن آگ اُنپر کوئی اثر نہ کر سکی۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں تکلیف اُٹھانے کو طیار ہو جاوے تو خدا تعالےٰ تکالیف سے بچا لیتا ہے + ہمارے ہاتھ میں جسم تو ہے روح نہیں ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ روح کا تعلق جسم سے ہے اور جسمانی امور کا اثر روح پر ضرور ہوتا ہے + اس لیے یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہیے کہ جسم سے روح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جسقدر اعمال انسان سے ہوتے ہیں وہ ایسی مرکب صورۃ سے ہوتے ہیں الگ جسم یا اکیلی روح کوئی نیک یا بد عمل نہیں کرتی یہی وجہ ہے جزا و سزا میں بھی دونوں کے تعلقات کا لحاظ رکھا گیا ہے بعض لوگ ایسے راز کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کر دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی بہشت جسمانی ہے حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ جب اعمال کے صدور میں جسم ساتھ تھا تو جزا کے وقت الگ کیوں کیا جاوے غرض یہ ہے کہ اسلام نے ان دونوں طریقوں کو جو افراط اور تفریط کے ہیں کہیں چھوڑ کر اعتدال کی راہ بتائی ہے یہ دونوں خطرناک باتیں ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیے مجرد تعذیب جسم سے کچھ نہیں بنتا۔ اور محض آرام طلبی سے کبھی کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ ایک شخص میرے پاس نور محمد نام ناندہ سے آیا تھا اُس نے کہا کہ غلام محبوب سبحانی نے ولی ہونے کا سرٹیفکٹ دیدیا ہے۔ اب ولایت کا معیار یہی ہو گیا ہے کہ غلام محبوب سبحانی یا کسی نے سرٹیفکٹ دیدیا۔ حالانکہ ولایت ملتی نہیں جبتک انسان خدا کے لیے موت اختیار کرنے کے لیے طیار نہ ہو جاوے + دنیا میں بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں جنکو کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ دنیا میں کیوں آئے ہیں ؟ حال انکا یہی پہلا سوال ہے جسکو اسے حل کرنا چاہیے۔

خود شناسی کے بعد خدا شناسی پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے فرائض کو سمجھتا ہے اور مقاصد زندگی پر غور کرتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ میری زندگی کی غرض خدا شناسی ہے اور اسپر ایمان لانا اور اسکی عبادت کرنا ہے۔ تب وہ فرائض کو ادا کرتا اور نوافل کو شناخت کرتا ہے۔ وہ روحانیت

جو ایمان کے بعد پیدا ہوتی ہے اب اسے تلاش کرو کہ کہاں ہے نہ مولوی میں ہے نہ راگ سننے والے صوفیوں میں یہ گوسالہ صورت ہیں رقت سے بےخبر ہو کر ہزار ہا سال تک بھی اگر نعرے مارتے رہیں تو کچھ نہیں بنتا۔ یہ لحوم اور دما ہیں تقویٰ نہیں پھر لحوم اور دماء اللہ تعالیٰ کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔؟

دہریہ روح کا ہی انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ حشر اجساد کوئی چیز نہیں میاں روح تنعیم پا کر آئندہ کیا کرے گا۔ یہ خیالی باتیں ہیں انمیں معقولیت نہیں ہے۔ اگر روح کوئی چیز نہیں ہے تو پھر یہ کیا بات ہے کہ جسم پر جو فعل واقع ہوتے ہیں انکا اثر اندرونی قوتوں پر بھی پڑتا ہے مثلاً اگر مقدم الراس پر چوٹ لگ جائے تو اس فساد کے ساتھ انسان مجنون ہو جاتا ہے یا حافظہ جاتا رہتا ہے مجنونوں کی روح تو وہی ہے نقص تو جسم میں ہے جسم کا اگر اچھا انتظام نہ رہے تو روح بیکار ہو جاتی ہے۔ وہ بدوں جسم کسی کام نہیں ہے اس لیے ہمیشہ جسم کا محتاج ہے جسکا انتظام عمدہ ہو۔ روحانی حالت بھی اچھی ہو گی چھوٹے بچہ میں کیوں اتنی سمجھ نہیں ہوتی کہ وہ عواقب الامور کو سمجھ سکے اسکی وجہ یہی ہے کہ ان میں ابھی قویٰ کا نشو و نما کامل نہیں ہوا ہوتا۔

اسی طرح پیٹ میں جو نطفہ جاتا ہے کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ روح اسکے ساتھ کہاں سے چلی جاتی ہے اسکے ساتھ ہی دراصل ایک مخفی قوت چلی جاتی ہے جو انبساط اور نشاط کا باعث ہوتی ہے اسی طرح اناج میں بھی وہی کیفیت چلی آتی ہے۔ اسی کیطرف مولوی رومی نے اشارہ کر کے کہا ہے

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

نا فہم اور کوڑ مغز لوگوں نے اس شعر کو تناسخ پر حمل کر لیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس سے تناسخ ثابت ہوتا ہے۔ مگر انکو معلوم نہیں کہ یہ دراصل تغیرات نطفہ کیطرف ایما ہے۔ یعنی جن جن تغیرات سے نطفہ طیار ہوتا ہے اسکو اس شعر میں ظاہر کیا گیا ہے۔ شاید بہت تھوڑے آدمی ایسے ہوں گے جنکو یہ معلوم ہو کہ نطفہ بہت سے تغیرات سے بنتا ہے جس اناج سے نطفہ بنتا ہے نطفہ کی حالت میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسکو بہت سے تغیرات میں ڈالا ہے۔ اور پھر اسکو محفوظ رکھا ہے کیونکہ وہ درحقیقت نطفہ سے اپنے وقت پر وہ پیسا بھی جاتا ہے اور اس سے روٹی بھی طیار کی جاتی ہے لیکن وہ محفوظ کا محفوظ چلا آتا ہے۔ آجکل نطفہ کے متعلق جو تحقیقات ہوئی ہے تو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اسمیں کیڑے ہوتے ہیں یہ ایک الگ امر ہے لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ اصل میں وہ ایک قوت ہے جو برابر محفوظ چلی آتی ہے ممکن ہے کہ جو کچھ ڈاکٹروں نے سمجھا ہو وہ اسی قوت کو سمجھا ہو ہر اناج کے ساتھ انسانیت کا خاصہ نہیں بلکہ وہ جوہر قابل الگ ہی ہے اور نسکو وہی کہا جاتا ہے جس کے لیے وہ مقدر ہوتا ہے اور وہ اسی دن کے لیے مقدر ہوتا ہے۔ وہ نطفہ جس میں روحانیت کی جڑ ہے بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ مضغہ علقہ وغیرہ چھ حالتوں میں سے گذرتا ہے اور ان چھ تغیرات کے بعد ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ کا وقت آتا ہے۔ اب اس آخری تبدیلی کو نشاء آخری کہا ہے یہ نہیں کہا ثم انزلناہ روحًا آخر۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ باہر سے کوئی چیز نہیں آتی۔ اب اسکو خوب غور سے سوچو تو معلوم ہو گا کہ روح کا جسم کے ساتھ کیسا ابدی تعلق ہے پھر یہ کیسی بیہودگی ہے جو کہا جاوے کہ جسم کا روح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے یہ کس قدر زبردست ثبوت روح کی ہستی کا ہے اسکو کوئی معمولی نگاہ سے دیکھے تو اور بات ہے لیکن معقولیت اور فلسفہ سے سوچے تو اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

اسی طرح ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی شخص کامیاب نہیں ہوا جو جسم اور روح دونوں سے کام نہ لے۔ اگر روح کوئی چیز نہیں تو ایک مردہ جسم سے کوئی کام کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا اس کے سارے اعضا اور قویٰ موجود نہیں ہوتے

اب یہ بات کیسی صفائی کے ساتھ سمجھ میں آتی ہے کہ روح اور جسم کا تعلق جبکہ ابدی ہے پھر کیوں کسی ایک کو نیکیار قرار دیا جاوے دعا کے لیے بھی یہی قانون ہے کہ جسم تکالیف اُٹھائے اور روح گداز ہو اور پھر صبر اور استقلال سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لا کر حسن ظن سے کام لیا جاوے۔ باقی دارد

حضرۃ امام آخر الزمان کی ڈائری

۴ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

فرمایا کہ جو شخص خدا کیطرف قدم اٹھاتا ہے خدا اسکے لیے اترتا ہے اپنے فرشتوں کو اس کی خدمت کے واسطے مامور فرماتا ہے۔ جو اُسکے واسطے کچھ کھوتا ہے اسکو اُس سے ہزار چند دیا جاتا ہے۔ دیکھو صحابہ رضی میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا تھا اور کمبل پوش ہو پھرا تھا۔ مگر جب خدا نے اُسے دیا تو کیا دیا۔ دیکھ لو کیسی مناسبت ہے اُس نے چونکہ سب سے پہلے اول خرچ کیا تھا اُسے سب سے پہلے خلافت کا تخت عطا کیا گیا۔ غرض خدا کوئی بخیل نہیں اور نہ اسکے فیض خاص خاص ہیں بلکہ ہر ایک جو صدق دل سے طالب بنتا ہے اُسے عزۃ دیجاتی ہے یہ ہمارے دشمن تو اللہ تعالیٰ سے جنگ کرتے ہیں۔ بھلا ان سے آسمانی باتیں اور تائیدات رد کی جا سکتی ہیں ہرگز نہیں پرنالہ کے پانی کو تو کوئی روک بھی سکتا ہے مگر جو آسمان سے موسلا دھار بارش ہونے لگجاوے اسکو کون روک سکے گا اور اُس کے آگے کونسا بند لگا دیں گے۔ ہمارا تو سارا کاروبار ہی آسمانی ہے۔ پھر بھلا کسی کی کیا مجال کہ اسمیں کسی قسم کا حرج یا خلل واقع کر سکے۔

ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ اصل میں زیادہ لمبی لبیں (مونچھیں) رکھنا بھی تکبر اور نخوت کو بڑھاتا ہے۔ اسی واسطے شریعت اسلام نے فرمایا ہے کہ مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔ یہود اور عیسائی اور ہندوؤں کا کام ہے کہ وہ اکثر تکبر سے مونچھیں بڑھاتے اور تاؤ دیکر ایک متکبرانہ وضع بناتے ہیں۔ خصوصًا سکھ لوگ۔ مگر ہماری شریعت کیا پاک ہے کہ جس جگہ سے کسی قسم کی بدی کا احتمال بھی تھا اُس سے بہ امنع کر دیا۔ بھلا یہ باتیں کسی اور میں کہاں پائی جاتی ہیں۔

دربار شام

۵ مارچ

حضرت اقدس نے فارسی میں فرمایا لفظ انسان امر کا تشر

کہا جاتا ہے۔ فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے یہ بات میرے دل میں ڈالی ہے اور میری فطرت میں رکھدی ہے کہ جب کوئی دوست مجھ سے الگ ہونے لگتا ہے مجھے سخت قلق اور درد محسوس ہوتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ خدا جانے زندگی کا بھروسہ نہیں پھر ملاقات نصیب ہوگی یا نہیں۔ پھر میرے دل میں خیال آجاتا ہے کہ دوسروں کے بھی تو حقوق ہیں۔ بیوی ہے بچے ہیں اور اور رشتہ دار ہیں۔ مگر تاہم جو چندروز بھی ہمارے پاس رہتا ہے اسکے جدا ہونے سے ہماری طبیعت کو صدمہ ضرور ہوتا ہے۔ ہم بچے تھے اب بڑھاپے تک پہونچ گئے ہیں ہمنے تجربہ کرکے دیکھا ہے کہ انسان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ بجز اس کے کہ انسان خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرے۔ ساری عقدہ کشائیاں دعا سے ہوجاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ کیا دوست کے لیے اور کیا دشمن کے لیے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے ہمارے بس میں ایک ذرہ بھر بھی نہیں ہے مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کردے۔

انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب تو ہوتا ہے مگر چاہیے کہ توکل کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدر کے موقع پر سخت اضطراب ہوا تھا چنانچہ عرض کرتے تھے کہ یا رب ان اهلكت هذه العصابة فلن تعبد في الارض ابداً۔ مگر آپ کا اضطراب فقط بشری تقاضا سے تھا کیونکہ دوسری طرف توکل کو آپ نے ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دیا تھا۔ آسمان کی طرف نظر تھی اور یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ یاس کو قریب نہیں آنے دیا تھا۔ ایسے اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہیے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے۔ کیونکہ یاس تو کفار کی صفت ہے۔ انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈالتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دور کردیتا ہے۔ بشریت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اسکو دفع کرتا ہے۔ دیکھو ایمان جیسی کوئی چیز نہیں ایمان سے عرفان کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ ایمان تو سعی اور کوشش کو چاہتا ہے اور عرفان خدا کی موہبت اور انعام ہوتا ہے۔ عرفان سے مراد کشوف اور الہامات جو ہر قسم کی شیطانی آمیزش اور ظلمت کی ملونی سے مبرا ہوں اور نور اور خدا کی طرف سے ایک شوکت کے ساتھ ہوں وہ مراد ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی طرف سے موہبت اور انعام ہوتا ہے۔ یہ چیز کچھ کسبی چیز نہیں مگر ایمان کسبی چیز ہوتا ہے۔ اسی واسطے اوامر ہیں کہ یہ کرو۔ غرض ہزاروں احکام ہیں اور ہزاروں نواہی ہیں انپر پورے طور سے کاربند ہونا ایمان ہے غرض ایمان ایک خدمت ہے جو ہم بجا لاتے ہیں اور عرفان اسپر ایک انعام اور موہبت ہے۔ انسانکو چاہیے کہ خدمت کیئے جاوے آگے انعام دینا خدا کا کام ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہونا چاہیے کہ وہ اس انعام کے واسطے خدمت کرے۔ مکاشفات اور الہامات کے ابواب کے کھلنے کے واسطے جلدی نہ کرنی چاہیے۔ اگر تمام عمر بھی کشوف اور الہامات نہ ہوں تو گھبرانا نہ چاہیے۔ اگر یہ معلوم کرلو کہ تم میں ایک عاشق صادق کی سی محبت ہی جسطرح وہ اس کے ہجر میں اس کے فراق میں بھوکا مرتا ہے پیاس سہتا ہے نہ کھانے کا ہوش ہے نہ پانی کی پرواہ نہ اپنے تن بدن کی کچھ خبر۔ اسی طرح تم بھی خدا کی محبت میں ایسے محو ہوجاؤ کہ تمہارا وجود ہی درمیان سے گم ہوجاوے پھر اگر ایسے تعلق میں انسان مر بھی جاوے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ ہمیں تو ذاتی محبت سے کام ہے نہ کشوف کی غرض۔ نہ الہام کی پرواہ۔ دیکھو جسطرح ایک شرابی شراب کے جام کے جام پیتا ہے اور لذت اٹھاتا ہے اسی طرح تم اسکی ذاتی محبت کے جام بھر بھر پیو جسطرح وہ دریا نوش ہوتا ہے اسی طرح تم بھی کبھی سیر نہ ہونے والے بنو۔ جب تک انسان اس امر کو محسوس نہ کرے کہ میں محبت کے ایسے درجہ کو پہنچ گیا ہوں کہ اب عاشق کہلا سکوں تب تک پیچھے ہرگز نہ ہٹے قدم آگے ہی آگے رکھتا جاوے۔ اور اس جام کو منہ سے نہ ہٹاوے اپنے آپکو اس کے لیے بیقرار و شیدا و مضطر بنا لو اگر اس درجہ تک نہیں پہونچے تو کوڑی کے کام کے نہیں۔ ایسی محبت ہو کہ خدا کی محبت کے مقابل پر کسی چیز کی قدر نہ ہو۔ نہ کسی قسم کی طمع کے [illegible] کسی قسم کے خوف کا تمہیں [illegible]

کسی کا شعر ہے کہ

آنکہ ترا شناخت جاں را چہ کند
فرزند و عیال و خانماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

میں تو اگر اپنے فرزندوں کا ذکر کرتا ہوں تو نہ اپنی طرف سے بلکہ مجھے تو مجبوراً کرنا پڑتا ہے کیا کروں اگر اس کے انعامات کا ذکر نکروں تو گنہگار ٹھہروں چنانچہ ہر لڑکے کے پہلے اسی نے خود اپنی طرف سے بشارت دی۔ اب میں کیا کروں۔ غرض انسان کا اصل مدعا تو صرف یہی چاہیے کہ کسی طرح خدا کی رضا ملجاوے۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

مدار نجات صرف یہی امر ہے کہ سچا تقویٰ اور خدا کی خوشنودی اور خالق کی عبادت کا حق ادا کیا جاوے۔ الہامات و مکاشفات کی خواہش کرنا کمزوری ہے مرنے کے وقت جو چیز انسان کو لذت دہ ہوگی وہ صرف خدا تعالیٰ کی محبت اور اس سے صفائی معاملہ اور آگے بھیجے ہوئے اعمال ہوں گے۔ جو ایمان صادق اور ذاتی محبت سے صادر ہوئے ہوں گے من كان لله كان الله له۔ اصل میں جو عاشق ہوتا ہے آخرکار ترقی کرتے کرتے وہ معشوق بنجاتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اسکی توجہ بھی اسکی طرف پھرتی ہے اور آخرکار ہوتے ہوتے کشش سے وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور عاشق معشوق کا معشوق بنجاتا ہے۔ جب جسمانی اور مجازی عشق و محبت کا یہ حال ہے کہ ایک معشوق اپنے عاشق کا عاشق بنجاتا ہے تو کیا روحانی رنگ میں جو اس سے زیادہ کامل ہے ایسا ممکن نہیں کہ جو خدا سے محبت کرنے والا ہو آخرکار خدا اس سے محبت کرنے لگے اور وہ خدا کا محبوب بن جاوے۔ مجازی معشوقوں میں تو ممکن ہے کہ معشوق کو اپنے عاشق کی محبت کا پتہ نہ لگے مگر وہ خدا تعالیٰ عليم بذات الصدور ہے اس سے انسان مظہر کرامات الٰہی اور مورد تجلیات ایزدی ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی چادر میں مخفی ہو جاتا ہے۔ ان مکاشفات اور رؤیا اور الہامات کی طرف سے توجہ پھیر لو اور ان امور کی طرف تم خود بخود جرأت کرکے درخواست نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ جلد بازی کرنے والے ٹھہرو۔ اکثر لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسا ورد وظیفہ بتادو کہ ہمیں [illegible] ہمیں الہامات اور مکاشفات

آ ہستے شروع ہو جاویں - مگر میں انکو کہتا ہوں کہ ایسا کرنے سے انسان مشرک بنجاتا ہے - شرک یہی نہیں کہ بتوں کی پوجا کی جاوے بلکہ سخت شرک اور بڑا مشکل مرحلہ تو نفس کے بت کو توڑنا ہوتا ہے - تم ذاتی محبت خدا سے اور اپنے اندر وہ تعلق وہ سوزش وہ گداز وہ رقت پیدا کرلو جو ایک عاشق صادق کے اندر ہوتی ہے - دیکھو کمزور ایمان جو طمع یا خوف کے سہارہ پر کھڑا ہو وہ کام نہیں آتا - بہشت کی طمع یا دوزخ کا خوف وغیرہ امور پر اپنے ایمان کا تکیہ نہ لگاؤ - بہلا کبھی کسی نے کوئی عاشق دیکھا ہے کہ وہ معشوق سے کہتا ہو کہ میں تو تجہپر اس واسطے عاشق ہوں کہ تو مجھے اتنا روپیہ یا فلاں شے دیدے - ہرگز نہیں دیکھو ایسی طبعی محبت پیدا کرلو جیسے ایک ماں کو اپنے بچہ سے ہوتی ہے - ماں کو نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیوں بچہ سے محبت کرتی ہے - اس میں ایک طبعی کشش اور ذاتی محبت ہوتی ہے دیکھو اگر کسی ماں کا بچہ گم ہو جاوے اور رات کا وقت ہو تو اُسکی کیا حالت ہوتی ہے - جوں جوں رات زیادہ ہوگی اور اندھیرا بڑھتا جائیگا اُسکی حالت دگرگوں ہوتی جاویگی گویا زندہ ہی مرگئی ہے - مگر جب اچانک اُسے اس کا فرزند ملجاوے تو اُسکی وہ حالت کیسی ہوتی ہے ذرا مقابلہ کرکے تو دیکھو - پس صرف ایسی محبت ذاتی اور ایمان کامل سے ہی انسان دارالامان میں پہونچ سکتا ہے - سارے رسول خدا سے لیکر اس لیے پیارے نہ تہے کہ انکو الہامات ہوتے ہیں ان کے واسطے مکاشفات کے دروازے کہولے گئے ہیں نہیں بلکہ اُنکی ذاتی محبت کی وجہ سے وہ ترقی کرتے کرتے خدا کے معشوق اور محبوب بن گئے تھے اسی واسطے کہتے ہیں کہ نبی کی نبوۃ سے اُسکی ولایت افضل ہے +

اسی لیے ہمنے اپنی جماعت کو بارہا تاکید کی ہے کہ تم کسی چیز کی بہی ہوس نہ رکھو پاک دل اور بے طمع ہو کر خدا کی محبت ذاتی میں ترقی کرو - جبتک ذاتی محبت نہیں تب تک کچہہ بھی نہیں مگر جو کہتے ہیں کہ ہمکو خدا سے ذاتی محبت ہے اور اُس کے نشان اُنہیں نہیں پائے جاتے یہ اُن کا دعویٰ غلط ہے - کیا وجہ ہے کہ ایک مجازی عاشق میں تو عشق کے آثار اور نشانات کھلے کھلے پائے جائیں بلکہ کہتے ہیں کہ عشق چھپائے سے چھپ نہیں سکتا تو کیا وجہ کہ روحانی عشق پوشیدہ رہ جائے اُسکے کچہہ نشان ظاہر نہ ہوں - دھوکا کھاتے ہیں ایسے لوگ - نہیں محبت ہی نہیں ہوتی اسی واسطے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی صادق لوگوں کے ساتھ معیت اختیار کرو اُن کی صحبت میں مدتہائے دراز تک رہو کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص چندروز ان کے پاس رہ جاوے اور اُن ایام میں حکمۃ الٰہی سے کوئی ایسا امر واقع نہ ہو - کیونکہ اُن لوگوں کے اپنے اختیار میں تو نہیں کہ جب چاہیں کوئی نشان دکھا دیں - اسی واسطے ضروری ہے کہ اُنکی صحبت میں لمبے عرصہ اور دراز مدت گذر جاوے - بلکہ نشان دکھانا تو درکنار یہ لوگ تو اپنے خدا کے ساتھ کے تعلقات کا اظہار بھی گناہ جانتے ہیں - لکھا ہے کہ اگر کوئی ولی خلوت میں اپنے خدا کے ساتھ خاص حالت اور تعلق کے جوش میں ہو اور اُسپر وہ حالت طاری ہو ایسے وقت میں اگر کوئی شخص اُسکے اس حال سے آگاہ ہو جاوے تو وہ ولی شخص ایسا شرمندہ اور پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے جیسے کوئی زانی عین زنا کی حالت میں پکڑا جاوے + کیونکہ یہ لوگ اپنے راز کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں +

چونکہ طبعاً ایسا معاملہ تہا خدا نے اسی واسطے کہا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ + کفار نے جو یہ کہا تھا کہ مَالِهٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ تو انہوں نے بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حالت دیکھکر ہی یہ کلمہ منہ سے نکالا تہا کہ کیا ہے جی یہ تو ہمارے جیسا آدمی ہی ہے کھاتا پیتا بازاروں میں پھرتا ہے - اسکی وجہ صرف یہ تہی کہ اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا فیض نہ تھا کہ اُنکو کوئی رسالت کا امر نظر آتا وہ بعید رہتے تھے اُنہوں نے جو دیکھا تہا اُسی کے مطابق رائے زنی کر دی - پس اس واسطے ضروری ہے کہ مامور من اللہ کی صحبت میں دیر تک رہا جاوے ممکن ہے کہ کوئی جسنے نشان کوئی نہ دیکھا ہو کہدے کہ اجی ہماری طرح نماز روزہ کرتا ہے اور کیا ہے + دیکھو حج کے واسطے جانا خلوص اور محبت سے آسان ہے مگر واپسی ایسی حالت میں مشکل بہت ہے جو وہاں سے نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں اسکی بہی یہی وجہ ہے کہ وہاں کی حقیقت اُن پر نہیں کہلتی - قشر کو دیکھکر رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں وہاں کے فیوض سے محروم ہوتے ہیں - اپنی بدکاریوں کیوجہ سے اور پہر الزام دوسروں پر دہرتے ہیں - اس واسطے ضروری ہے کہ مامور کی خدمت میں صدق اور استقلال سے کچہہ عرصہ رہا جاوے تاکہ اُسکے اندرونی حالات سے بھی آگاہی ہو اور صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے + + +

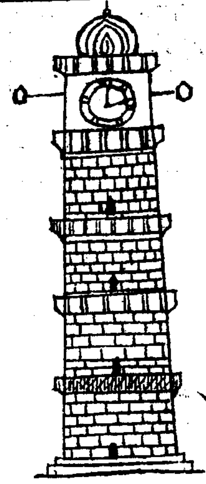

منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ رکھی گئی

نظر آئیگی دنیا کو ترے اسلام کی رفعت
مسیحا کا بنے گا جب یہاں مینار یا اللہ

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے آخر منارۃ المسیح کا بنیادی پتھر ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء بروز جمعہ رکھا گیا +

بعد نماز جمعہ حضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور ہمارے مکرم دوست حکیم فضل الٰہی صاحب لاہوری - مرزا خدابخش صاحب - شیخ مولابخش صاحب - قاضی ضیاء الدین صاحب وغیرہ احباب نے عرض کی کہ حضور منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ حضور کے دست مبارک سے رکھی جاوے تو بہت ہی مناسب ہے - **فرمایا** کہ ہمیں تو ابھی تک معلوم بھی نہیں کہ آج اس کی بنیاد رکھی جاوے گی اب آپ ایک اینٹ لے آئیں میں اسپر دعا کروں گا - اور پھر جہاں میں کہوں وہاں آپ جاکر رکھدیں - چنانچہ حکیم فضل الٰہی صاحب اینٹ لے آئے اعلیٰحضرت نے اسکو ران مبارک پر رکھ لیا - اور بڑی دیر تک آپنے لمبی دُعا کی - معلوم نہیں کہ آپ نے کیسی کیسی اور کس کس جوش سے دعائیں اسلام کی عظمت وجلال کے اظہار اور اسکی روشنی کے کل اقطاع واقطار عالم میں پھیل جانیکی کی ہونگی - وہ وقت قبولیت کا وقت معلوم ہوتا تھا - جمعہ کا مبارک دن اور حضرت مسیح موعود منارۃ المسیح کی بنیادی اینٹ رکھنے

پہلے اسکے لیے دلی جوش کے ساتھ دعائیں مانگ رہے ہیں۔ یعنی دعا کے بعد آپ نے اس اینٹ پر دم کیا اور حکیم فضل الٰہی صاحب کو دی کہ آپ اسکو منارۃ المسیح کے مغربی حصہ میں رکھدیں۔ حکیم صاحب موصوف اور دوسرے احباب اس مبارک اینٹ کو لیکر جب مسجد کو چلے تو راستہ میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نماز جمعہ پڑھا کر واپس آ رہے تھے۔ مولوی صاحب کا معمول ہے کہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر دیر تک مسجد اقصیٰ میں بیٹھا کرتے ہیں کیونکہ بیرونجات کے احباب آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور ہفتہ کے حالات سنا کرتے ہیں یا بعض مسائل دریافت کرتے ہیں۔ آج بھی اس معمول کے موافق آپ دیر سے آ رہے تھے راستہ میں جب یہ حال آپ کو معلوم ہوا تو رقت آپ کا دل بھر آیا اور اس اینٹ کو لیکر اپنے سینہ سے لگایا اور بڑی دیر تک اٹھو کر دعا کی اور کہا کہ یہ آرزو ہے کہ یہ فعل ملا کہیں شہادت کے طور پر رہے۔ آخر وہ اینٹ **فضل الدین صاحب معمار احمدی** کے ہاتھ سے منارۃ المسیح کی بنیاد کے مغربی حصہ میں لگا لی گئی۔

ناظرین یہ معمولی سی بات اور رسمی امر نہیں کہ لوگ بڑے مکانات یا عمارات کی بنیاد کسی بڑے آدمی کے ہاتھ سے رکھدیتے ہیں۔ یہ عمارت معمولی عمارت نہیں ہے۔ یہ وہ **مینار** ہے جسکی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ یہ وہ مینار ہے جہاں سے اسلام کی روشنی اقطاع عالم میں انشاء اللہ العزیز پھیلے گی۔ یہ وہ مینار ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پورا کرنے کے لیے حضرۃ مسیح موعود کے ہاتھ سے شروع ہوتا ہے وہ مسیح موعود جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا جسکو اکابران ملت اور اولیاء اُمت نے سلام کہا۔ غرض اس عظیم الشان مینار کی بنیاد خدا کے برگزیدہ مامور اور مسیح و مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو رکھدی گئی۔ فی الحقیقت وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت اور مبارک ہونگے جنکا روپیہ اس مبارک کام میں خرچ ہوگا خدا تعالےٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ہم اس میں حصہ لے سکیں۔ آمین

ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گیڑوں (تکیہ گوجرانی) لودھانہ (پنجاب) نمونجات گیروں (جنتر معہ فہرست) دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں۔

صحیفۃ الولا پر ریمارک

نمبر ۳

گذشتہ دو نمبروں میں ہم نے دکھایا ہے کہ منشی واحد علیصاحب ملتانی نے دافع البلاء پر ریمارک کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی **لا تقف ما لیس لك به علم** کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ نمبروں میں اور بھی وضاحت کے ساتھ دکھائیں گے کہ کہانتک اس ریویو نگاری میں انھوں نے حق ریویو نویسی ادا کیا ہے۔ اور خدا ترسی سے کام لیا ہے۔

ہمیں چودھری دیدی راولپنڈی کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ منشی واحد علیصاحب ہمارے ان ریمارکس پر کچھ لکھنے کا قصد کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے انکا فرض ہونا چاہیے کہ ہمارے ریمارکس کو تمام و کمال پڑھ لیں اور ساتھ ہی اس امر کا بھی فیصلہ کر دیں کہ وہ اب بحیثیت شیعہ ہونے کے ریویو لکھیں گے یا نیچری ہونے کے حیثیت سے کیونکہ انکی کتاب صحیفۃ الولا سے ان کے دونوں مذہب مترشح ہوتے ہیں واقعی اور صحیح طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ وہ نیچری ہیں یا شیعہ اسلیے ہم اپنے ان ریمارکس میں انکو دونوں طرح ملزم کرنے کا حق رکھیں گے۔

الغرض پچھلے دو نمبروں میں ہم ابن اللہ اور ابو اللہ کے متعلق جو غلط بیانیاں اور افترا منشی واحد علیصاحب نے کیے ہیں انکی حقیقت حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوۃ و السلام ہی کے کلام سے دکھا چکے ہیں اور اب ہمیں یہ کہنے کا حق ہے جیسا ہم نے اس سلسلہ کے نمبر اول میں بتایا ہے کہ ہمارے مخالف قلم اُٹھانے والے ایک تاریک تثلیث میں مبتلا ہیں اور ان میں سے ایک اقنوم یہ ہے کہ حضرت اقدس کے الہامات کی تفسیر خود کرنے بیٹھتے ہیں جسکا کوئی حق انکو نہیں دیا گیا۔ اور باوجودیکہ آپ کے کلام میں اسکی تفسیر موجود ہوتی ہے لیکن پھر بھی اس سے عمداً قطع نظر کرکے اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم سلیم الفطرت ناظرین پر یہ انصاف چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ ابن اللہ یا ابو اللہ ہونے کا جو الزام حضرت اقدس پر لگایا گیا تھا کیا وہ حضرت کے کلام سے ثابت ہوتا ہے یا ملتانی ریویو نگار کا صرف اتہام ہے؟

اب ہم اس نمبر میں ملتانی ریویو نگار کے ایک اور دھوکہ کی حقیقت طشت از بام کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ یہ کہکر مسلمانوں کو بدظن یا گمراہ کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کہتے ہیں میں نبی ہوں۔

اسپر بحث کرنے ہوئے پہلے منشی واحد علیصاحب کی نیچریانہ حیثیت سے پبلک کو آگاہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مضمون پر دو طرح سے ہم بحث کریں گے منشی واحد علیصاحب کے ریویو سے عام مسلمانوں کو یہ بھی دھوکا لگا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی آرتھوڈکس مولوی ہیں۔ ابھی تک جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے انکی حیثیت بلحاظ مذہب متحقق نہیں ہوئی کہ وہ شیعہ ہیں یا نیچری لیکن چونکہ دونو پہلو پائے جاتے ہیں ہم حق رکھتے ہیں کہ دونو طرز پر کلام کریں انکی نیچریت کے لیے سردست ان کے رسالہ کا ایک فقرہ نقل کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ صحیفۃ الولا کے صفحہ ۳۹ پر سید احمد خان بالقابہ آنجہانی کی بابت ان الفاظ میں لکھتے ہیں

اور میرے محترم بزرگ سر سید احمد خان صاحب علیہ الرحمۃ۔

اس سے منشی صاحب کی نیچریت کا پتہ لگتا ہے پس ان کے عقیدہ کے موافق تو یہ خیال ہی باطل ہے کہ اب کوئی مسیح اور مہدی بھی آنے والا ہے۔ منشی صاحب مسیح کی آمد ہی کے منکر ہیں تو دوسرے مسلمانوں پر ان کا کوئی قول حجت نہیں ٹھہر سکتا۔ اور نہ صرف اس کے منکر بلکہ انکو تو اپنے محترم بزرگ کی تقلید کیمطابق نبوت اور وحی سے بھی انکار رہے انکا تو اسلام ہی ایک جدا اسلام ہے وہ اسمیں کیوں دخل دیتے ہیں۔ عام مسلمانوں کو اس سے ہی موازنہ کر لینا کافی ہے کہ منشی واحد علیصاحب جیسا نیچری اسلام کے متعلق کیا کہے گا۔ اور پھر انکو اپنے واجب التعظیم بزرگ کی تقلید کے موافق مسیح کی وفات کا بھی عقیدہ رکھنا لازمی ہے بلکہ اسکے ساتھ ہی یہ بھی انکو اعتقاد رکھنا ہوگا کہ مسیح بن باپ پیدا نہیں ہوا۔ جو قرآن شریف کے نصوص صریحہ کے مخالف ہے پھر سید صاحب تو یہانتک ہی ترقی کر گئے تھے کہ تثلیث کے قائلین کی بھی نجات کے قائل ہو گئے تھے اس قسم کے اعتقاد کے رکھتے ہوئے بھی

منشی واحد علی صاحب اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ ہم اسوقت تبجریت کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے صرف عام مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں جنکو صحیفۃ الولا کے ذریعہ مغالطہ دیا جاتا ہے۔

اس قدر بیان کے بعد ہم دوسرا پہلو اس مضمون کے متعلق اختیار کرتے ہیں۔ منشی واحد علی صاحب کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو **نبی ہونے کا دعویٰ ہے** لیکن انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ نبی ہونے سے کیا مراد ہے؟ آیا حضرۃ اقدس کی مراد نبی ہونے سے یہ ہے کہ وہ کوئی مستقل نبی صاحب شریعت ہیں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت کے مبشر اور مبلغ اور مصدق۔

اس سوال پر بحث کرنے کے لیے ضروری ہوگا پہلے یہ فیصلہ کرایا جاوے کہ کیا آنیوالا مسیح موعود نبی ہوگا یا نہیں؟ قطع نظر اسکے کہ وہ کون ہے؟ اور یہ تو مسلم بات ہے کہ آنیوالا مسیح موعود نبی ہوگا۔ پس سوال زیر بحث یہ رہ جاتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا نہیں؟ اور یا یہ کہ عام خیال کے موافق اگر مسیح ناصری آئے گا تو وہ مبطل ختمیت ہوگا یا نہیں؟ ان سوالوں کا جواب چونکہ کسیقدر تفصیل چاہتا ہے اسلیے ہم چوتھے نمبر سے اسکو شروع کرینگے تاکہ کسی قدر یکجائی بحث سے ہمارے ناظرین کو لطف آئے

(باقی چوتھے نمبر میں)

دارالامان کا ہفتہ

ہمارے ناظرین کو عید مبارک ہو

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت بخیریت ہیں۔ بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک دونوں جگہ ہوئی۔ مسجد مبارک میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اور مسجد اقصیٰ میں حضرت حکیم الامۃ نے پڑھائی اس تقریب پر لاہور۔ کپورتھلہ۔ بٹالہ۔ امرتسر۔ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آئے

۲۔ ناظرین الحکم کو بذریعہ الحکم مدرسہ کے لیے **عید فنڈ** اور قربانی کی کھالوں کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے امید کیجاتی ہے کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتیں سرگرمی کے ساتھ اس خدمت کو سرانجام دینگی۔

۳۔ اکثر احباب مقدمہ گورداسپور کے متعلق دریافت کرتے ہیں عام اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ گورداسپور میں ایڈیٹر الحکم بنام مولوی کرم الدین و مولوی فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم کی پیشی ۲۴؍فروری ۱۹۰۳ء تھی۔ اور مقدمہ حکیم فضل الدین صاحب بنام مولوی کرم الدین ۷؍مارچ ۱۹۰۳ء تھی لیکن ان دونو تاریخوں پر کوئی کارروائی عدالت کی نہیں ہوئی جسکی وجہ یہ ہے کہ مولوی کرم الدین نے عدالت العالیہ چیف کورٹ میں ایک درخواست اس مضمون کی دی ہے کہ یہ مقدمات گورداسپور سے منتقل کیئے جاویں۔ اس لیے گورداسپور میں فی الحال تا فیصلہ عدالت العالیہ چیف کورٹ کوئی کارروائی نہ ہوگی۔ سردست ۲۵؍مارچ ۱۹۰۳ء دونوں مقدمات کے لیے مقرر ہے۔

۴۔ مقدمہ جہلم میں ۱۴؍مارچ ۱۹۰۳ء کو حکیم فضل الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر تشریف لے گئے ہیں تاریخ پیشی ۱۷؍مارچ ۱۹۰۳ء ہے یہ وہ مقدمہ ہے جس میں جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے والوں نے لکھا تھا کہ حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نام وارنٹ جاری ہوا ہے۔ اور ۲۴؍فروری کو تعمیل ہوئی ہے۔ اور جس جھوٹ سے انھوں نے باوجود وعید لعنۃ اللہ علی الکٰذبین کچھ بھی نفرت نہیں کی تھی۔

۵۔ بیعت کا سلسلہ دن بدن بڑھ رہا ہے اور کل اسماء کا اندراج الحکم کی طاقت سے باہر ہو گیا ہے۔ اس لیے آیندہ ہم کسی خاص تذکرہ کے سوا عام سلسلہ اندراج اسماء کی سردست گنجایش نہیں پاتے۔

چونکہ ایک رجسٹر از سر نو مرتب ہو رہا ہے ہر ایک بیعت کنندہ کو بہت جلد اپنے نام اور پتہ سے اطلاع دینی چاہیے۔

یاد دہانی

مارچ گذشتہ میں جو اعلان چندہ لنگر خانہ کے متعلق شائع ہوا تھا اسکا سال ختم ہو گیا ہے اگر کسیکے ذمہ بقایا ہو تو جلد بھیجدیا جاوے۔

واقعات عالم پر نظر

مسلمانوں اور عیسائیوں کی تعداد کا سوال۔

لندن کے اخبار سپکٹیٹر میں ہندوستان کے مسلمانوں اور عیسائیوں کی تعداد کے متعلق ایک دلچسپ بحث میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مردم شماری کی رپورٹ کے روسے ۱۸۹۱ء تک ہندوستانی مسلمانوں کی تعداد پانچ کروڑ تہتر لاکھ اکیس ہزار سے ۶ کروڑ چھبیس لاکھ اٹھاون ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ اور عام ہندوؤں کی تعداد میں پونے چھ لاکھ کی کمی عمل میں آئی ہے۔ عیسائی ۱۸۹۱ء میں ۲۲ لاکھ چوراسی ہزار اور ۱۹۰۱ء میں ۲۹ لاکھ ۲۳ ہزار تھے۔ ان اعداد کے دینے کے بعد راقم مضمون اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ

"گو مشنری لوگ روپیہ اور وقت اور محنت صرف کرتے ہیں کہ ہندوستانیوں کو عیسائی بنائیں مگر انھیں ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ گذشتہ دس سال میں ہندوستان کے مسلمان قریب سوا کروڑ کے بڑھ گئے ہیں جو یہاں کے کل عیسائی آبادی کے چوگنے سے بھی زیادہ ہیں۔"

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائیت کی اشاعت صرف روپیہ۔ وقت اور محنت کا نتیجہ ہے نہ دینی خوبیوں اور کمالات کے باعث اور یہی وجہ ہے کہ وہ ناکام ہے۔

خون مسیح کی برکت

ائیرلینڈ رومن کیتھولک عیسائیوں نے ایک سوسائٹی ایک صدی سے قائم کی ہوئی ہے جس کا نام ہے کرسچن برادرس اور اس سوسائٹی کے مقاصد میں سے یہ ہے کہ یتیموں اور بیکسوں کو خاص پیشوں کی عملی تعلیم دیجاوے۔ اسوقت یہ سوسائٹی ایک ٹرینینگ کالج بنانا چاہتی ہے روم کے پوپ صاحب کی برکت مانگ کر اس سوسائٹی نے بذریعہ قمار بازی اس کالج کے لیے سرمایہ جمع کرنیکی تجویز کی ہے۔ چٹھی ڈالنے کے لیے کئی انعام رکھے گئے ہیں۔ پہلا انعام والیکو پوپ لیو رومن کیتھولک دنیا کے نائب خدا کی تصویر انعام ملیگی۔ خون مسیح کی کرامات کیا کچھ کم ہیں

کوئی کتاب بیان نہیں کر سکتی۔ صفات الٰہی ہی کا نہایت بالشان مسئلہ ہے جس کے بیان کرنے سے دوسرے مذہب عاری اور تہی دست ثابت ہوتے ہیں قرآن شریف اللہ تعالیٰ کو کیسے بیان کرتا ہے۔

اللہ کیا ہے؟ الرب - الرحمن - الرحیم المالک - یہ چار صفات ام الصفات ہیں ان صفات اربعہ کے نشان والا خدا اسلام کا قرآن کا - محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے یعنی پالنے والا - بن مانگے دینے والا - اپنے پرستاروں اور بندوں کی محنتوں کو ضائع نہ کرنے والا - اور پھر ان کے اقوال اور اعمال پر اپنی ہیبت و جبروت کا پرتو ڈالنے والا - یہ ایسے نشان الٰہی ہیں جو **الست بربکم** کہنے کے ساتھ ہی انسان کی فطرت میں بالطبع نقش ہو چکے ہیں + پس جیسے ایک بچہ خواہ وہ ایام نابالغی میں اپنے باپ سے الگ ہو گیا ہو ہزاروں لاکھوں انسان اسکے آگے آویں وہ کبھی غیر کی طرف ہاتھ پھیلا کر دوڑ نہیں سکتا - لیکن جب اسکا باپ سامنے آویگا تو وہ اس کی طرف بے اختیار ہو کر دوڑیگا - اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سچے پرستار اپنے مولا کو لاکھوں لاکھ مذاہب کے پیش کردہ خداؤں میں بھی شناخت کر لیتا ہے - پس جبکہ فطرت میں ہی حقیقی خدا کا نقش موجود ہے اور حقیقی مذہب اسی کا آئینہ ہوتا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حقیقی مذہب تاریکی یا حیرانی کے پردہ میں پڑا رہے - یہ ایک معیار ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے - اب اس سے تم عیسائی اور آریہ مذہب کی حقیقت کو خوب پرکھ سکتے ہو - پھر ایک اور بات بھی قابل غور ہے - درحقیقت اپنے پہلوؤں سے پہچانا جاتا ہے مذہب کی غرض و غایت خدا شناسی اور خدا شناسی کی کے ذریعے جو اطمینان اور سکینت اور ایک نور و امتیاز کا عطا ہوتا ہے حقیقی اور خدا نما مذہب کا پیرو مذہب کی پیروی کے سچے برکات ہیں پاتا جو مذہب کا منشا ہونے چاہییں تو پھر اسے یاد رکھنا چاہیے کہ ع

این رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

کا معاملہ ہے + اس وقت مذاہب کا دنگل ہے لیکن بجز **اسلام** کے آپ کسی مذہب کے ماننے والے کی طرف سے یہ آواز نہ سنیں گے کہ وہ اپنی برکات اور ثمرات اور تاثیرات کا زندہ نمونہ رکھتے ہیں + اور یہی اسکی حقانیت اور صداقت کا ثبوت ہے - چنانچہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مہدی و مسیح حضرت مرزا **غلام احمد** قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پکار کر کہا کہ اشعار

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

غرض مذہب کی شناخت کا یہ معیار صحیح ہے اور اس معیار پر آپ کو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو نور اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے یعنی قرآن شریف وہ ایک **عرفانی نور** ہے جس کی برکات اور تاثیرات کا زندہ نمونہ اس وقت بھی موجود ہے جس پر چلکر اس نے کہا۔ شعر

آن خدائے کہ از و خلق و جہان بیخبر اند
بر من آن جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

پس اس **خدا نما وجود** کی صحبت میں رہ کر دیکھو کہ وہ **خدا دکھا دیتا ہے**۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر کی توفیق دے جنہوں نے اسکو پایا ہے واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

احمدی قوم کو تازہ خوشخبری

مڈل سکول کا نتیجہ نکل آیا - اور خدا کا شکر ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے شریک ہونہار طالب علم کل پاس ہو گئے یہ نتیجہ مدرسہ کی تعلیمی حالت کے قابل اطمینان ہونے کے لیے کافی ہے - اور جیسا کہ رپورٹ مدرسہ سے معلوم ہوگا مدرسہ نے بہیئت مجموعی جسقدر ترقی کی ہے وہ قوم کے لیے ایک مسرت افزا بات ہے اس خوشی میں ۱۶ مارچ کو مدرسہ میں تعطیل ہوئی - اگرچہ ہم ان ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی جڑ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ہیں - لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ خلق اسباب سے کام لیتا ہے اسلیے ہم الزام ناسپاسی کے ملزم ہونگے اگر تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے اور ہیڈ ماسٹر جناب مفتی محمد صادق صاحب کی محنت اور مستعدی کے لیے انکے شکر گذار نہ ہوں خدا تعالیٰ انکی شبانہ روز محنتوں کے لیے جو وہ محض خدا کے لیے اس قومی انسٹیٹیوشن کی کر رہے ہیں خود جزا ہو - باقی تفصیل آئندہ -

دوسری خوشخبری اپنی قوم کو ہم یہ سنانی چاہتے ہیں کہ آخر تفسیر القرآن کا پہلا نمبر خدا کے فضل سے شائع ہو گیا ہے - جو خریداروں کی خدمت میں اسی نمبر کے ہمراہ روانہ کیا جاتا ہے - پہلے نمبر کے مضامین کی فہرست ذیل میں آپ معائنہ کریں گے - سالانہ قیمت تین روپے ہوگی - دوسرے جزو کے اوراق بھی اسوقت تک جسقدر طبع ہو چکے ہیں پہلی اشاعت سے آگے روانہ کیے جاتے ہیں - ضرورت ہے کہ اسکی اشاعت کی طرف توجہ ہو۔

فہرست مضامین

نمبر اول

	صفحہ
۱۔ ہمارا چاند	۱
۲۔ کچھ اپنی نسبت	۱-۲
۳۔ قرآن کریم اپنی نسبت کیا کہتا ہے؟	۳
۴۔ قرآن شریف اور حدیث شریف	
الف احادیث کے درجے	
ب احادیث کی صحۃ کا معیار	
۵۔ اصول التفسیر	۶-۱۰
۶۔ تفسیر القرآن - الجزء الثالث رکوع اول۔	۱۰-۳۲
الف - دس عام مطالب	
ب - انفاق فی سبیل اللہ	۱۱
ج۔ انفاق فی سبیل اللہ کے ثمرات	"
د۔ رزالہ اوہام	۱۲
ہ نجات اور شفاعۃ کی حقیقی فلاسفی	۱۲-۱۴
و قرآن شریف سے ثبوت کہ آنحضرۃ انسان کامل تھے	۱۵-۱۸
ز ضرورت شفاعۃ	۱۹
ح قرآن شریف سے آنحضرۃ کی شفاعت کا ثبوت	۱۹-۲۲
ط آیت الکرسی	۲۲
ی ہستی الٰہی پر دلایل	
ک آریوں اور عیسائیوں سے مقابلہ	۲۴
ل قرب الٰہی کے حصول کے ذریعے	۲۶
م کرسی کے معنی	۲۷
ن الدین کے معنے	۲۸
س الدین کا پہلا رکن - الایمان	۲۸
حصول قرب الٰہی کا ذریعہ	"
ایمان بالملائکہ کی فلاسفی	۲۹
قرب الٰہی کا دوسرا ذریعہ	"
ایمان بالکتب	"
ترقیات کا مانع	۳۰
ایمان بالرسالت	"
جزا و سزا	۳۱
دوسرا سوال	"
الاحسان	۳۲
نزول و صعود	"

۱۲ مارچ کی سیر میں فرمایا کہ چند روز سے میری طبیعت بوجہ کثرت پیشاب و اسہال سخت مضمحل ہو گئی تھی رات کو دعا کی تو الہام ہوا **دعاؤک مستجاب** وہ دونوں شکایتیں رفع ہو گئیں - (مفصل ذکر ڈائری میں آئیگا ++)

۱۲ مارچ کی سیر کے وقت فرمایا کہ میں نے آج صبح خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میری جماعت کا گھوڑے سے گر پڑا ہے میں اسکی تعبیر میں فکر کرتا تھا کہ ندا آئی غنودگی کے …

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ قمار بازی ہے؟ ہم کہتے ہیں اسمیں تو شک نہیں کہ قمار بازی ہے مگر دراصل مسیح کی صلیب **کے ساتھ ہی یہ لاٹری کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا تھا جب خود خدا صاحب کی پوشاک بذریعہ لاٹری تقسیم ہوئی تو نائب خدا کی تصویر پر لاٹری پڑ گئی تو کیا تعجب!**

حج کے متعلق فرینچ زبان کی قاموس تجارۃ بحری سنہ ۱۸۶۰ء میں درج ہے کہ نہر سویز کے افتتاح اور کیپ کو لوٹی کا راستہ معلوم ہونے سے پہلے مشرق و مغرب کی تجارۃ ایکطرح سے حاجیوں کے ہی ہاتھ میں تھی حجاج کا قافلہ مشرق الاقصی سے چلکر ہر ملک و دیار میں تبادلہ اور بیچ بیوپار کرتا اور ہر شہر سے نئے حاجی ملاتا ہوا مصر تک آیا کرتا تھا اور یہاں یورپین تاجروں سے امتعہ تجارت بدلکر واپس لوٹا کرتا تھا اور دیگر فوائد کے علاوہ اس ایک فائدہ کی بدولت ہر سال کروڑ ہا روپیہ کا اضافہ مسلمانوں کی دولت میں ہوتا رہتا تھا۔

اسی حج کے متعلق اخبار وطن میں ایک عجیب خبر شائع ہوئی ہے وہ لکھتا ہے کہ عجب شان ایزدی ہے کہ عیسائی حکومتیں تو اپنی مسلمان رعایا کے لیے حتی الوسع آسانیاں پیدا کر رہے ہیں اور اسلامی حکومتیں اور علماء مذہب طرح طرح کی رکاوٹیں حج کے راستہ میں ڈال رہے ہیں حاجیوں کے لیے قرنطینہ دنیا میں سب سے اول اسلامی سلطنت مراکو نے منظور کیا ہے حج کی مخالفت کا فتوی وبا کے بہانہ سے سب سے پہلے ایک اسلامی ملک الجزائر کے علماء نے دیا۔ قطعی ممانعت کی تو ایک مسلمان مجتہد نے کی۔ سوڈانی مہدی نے آیات حج کو بالکل منسوخ قرار دیدیا تھا اور قطعی بندش کرنے کے معنی رکھنے والی ہدایات بھی اب ایک اسلامی حکومۃ (مصر) نے نافذ کی ہیں تمام اخبارات نے مخالفہ کی کل رعایا نے اعتراض کیا مگر کسی کی شنوائی نہیں ہوئی۔

ہمعصر مذکور تعجب کے ساتھ اس خبر کو شائع کرتا ہے مگر ہم اسکے تعجب کو دور کرنا چاہتے ہیں غالباً اسے معلوم ہوگا کہ مسیح موعود کے بعثت کی علامات میں سے ایک بندش حج بھی ہے اور یہ مختلف اسباب اور وجوہات سے پوری ہو گئی ہے۔ جب کہ مسیح موعود دنیا میں آ گیا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اپنے رنگ میں پوری ہو کر رہنے والی تھی سو ہو گئی جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے۔

شام میں ایک تورات کا نسخہ دستیاب ہوا ہے جو ولادت مسیح سے ۲۵۰ برس پیشتر کا لکھا ہوا بتایا جاتا ہے۔

خدا نما مذہب

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے ایک خطبہ کا ماحصل

جس قدر مذاہب دنیا میں ہیں انکی اصلی غرض اور غایت یہ ہے یا کم از کم ہونی چاہیے کہ وہ **حقیقی خدا** کی شناخت کا ذریعہ ہوں۔ مذہب کا لفظ ہی اپنے معنوں کے لحاظ سے ایک راہ کو ظاہر کرتا ہے اور اس راہ سے مراد وہ راہ ہے جسپر چلکر انسان اللہ تعالیٰ تک پہونچ سکے حقیقی اور صحیح مذہب یا منجانب اللہ وہی مذہب ہوسکتا ہے جو آئینہ کیطرح صاف اور شفاف ہو تاکہ خدا تعالیٰ کو اس میں دیکھ سکیں اور ٹھیک اور درست دیکھ لیں۔ اور اگر کوئی مذہب اللہ تعالیٰ کو نہیں دکھا سکتا یا بہمہ صفات کاملہ موصوف اور تمام نقائص سے منزہ اور مبرا نہیں دکھا سکتا اسکو ہم خدا کیطرف سے تسلیم نہیں کر سکتے۔ مذہب کی شناخت کا موٹا معیار میں یہی پیش کرتا ہوں کہ وہ مذہب **آئینہ خدا نما ہو** بہت سے لوگ اس دنیا میں موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مذہب کا معاملہ بہت ہی مشکل ہے اور سچے مذہب کا پتہ لگانا محال بلکہ ناممکن ہے مگر میں اسکے ساتھ اتفاق نہیں کرسکتا۔ میری رائے میں **مذہب حق نما** میں تاریکی اور ظلمت ہوتی ہی نہیں جو اسے مخفی کرسکے۔ اور جبکہ انسان کی اصل غرض اور اسکی پیدائش کی علت غائی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اسی لئے خدا نے اسکو پیدا کیا ہے؟ تو پھر یہ ناممکن ہے کہ اس میں ایسے قویٰ۔ فہم۔ اور بصیرت نہ ہو جس سے وہ اپنے مولا و مالک کو پہچان سکے! پس مذہب کے معاملہ کو گورکھ دھندا یا کوئی چیستان بنا دینا اس غرض کے منافی اور مخالف ہے اور یہ نہیں ہوسکتا۔ مذہب کا معاملہ صاف ہے **قد تبین الرشد من الغی** اسکی شان ہے لیکن انسان خود غور نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قویٰ سے پورا کام نہیں لیتا جس سے وہ قوتیں بیکار ہو جاتیں اور مر جاتی ہیں۔ پھر چونکہ اسے نیکی بدی میں تمیز نہیں رہتی اس لیئے اپنی نادانی اور جہالت کو مذہب کی مشکلات پر محمول کرتا ہے غرض **مذہب حق نما** وہ مذہب ہونا چاہیئے جسپر چلکر انسان اللہ تعالیٰ تک پہونچ سکے۔ اسوقت دنیا کے میدان میں سیکڑوں مذاہب کا دنگل ہے ہر ایک بجائے خود اس امر کا مدعی ہے کہ ہمارا مذہب حق پر ہے یا حق سے ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب خدا کیطرف سے ہے آریہ کہتے ہیں ہم حق پر ہیں مسلمان کہتے ہیں ہم ہیں الغرض ہر ایک اپنے مذہب کیطرف لوگوں کو دعوت دیتا اور بلاتا ہے۔ اب اس قدر شور و شغب میں جبکہ مذاہب مختلفہ کا ایک طوفان بپا ہے۔ دیکھنا ضروری ہے کہ کونسا مذہب ایسا مذہب ہے جو مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ قرآن شریف نے ایک لفظ اس تحقیق کے لیے فرمایا ہے ہم اسی پر ساری مذاہب کو پرکھ سکتے ہیں اور وہ ہے **الحمد للہ** یعنی ہر قسم کی حمد و ستائیش جو کسی انسانی عقل اور دماغ سے نکل سکتی ہے اور تمام محامد اور صفات حسنہ جو کسی کے وہم و گمان اور فکر میں آسکتی ہیں ان سب کا مستحق اصلی اللہ ہی ہے۔ اور اللہ وہ ہے جو تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام نقائص سے بری ہے۔

یہ ایک ہی لفظ بتاتا ہے کہ وہ ایسی عظیم الشان ہستی ہے جس کے لیے تمام محامد اور ستائیش زیبا ہے۔ اب اسی ایک لفظ سے سارے مذاہب کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ تم کوئی صفت اسکی تجویز کرو مثلاً کہو کہ ارادہ کرنے والا باطن و ظاہر جاننے والا۔ قدرت والا جبروت و عظمت والا غرض کوئی صفت تجویز کرو کوئی خوبی پیش کرو۔ وہ وہی نقشہ ہوگا جو قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کھینچتا ہے۔

خدا ہے اور ایک ہے اسکا دعویٰ ممکن ہے کہ آپ بہت سے مذاہب میں سنیں۔ لیکن وہ کیسا ہے؟ یہ ایک مسئلہ ہے جسکو قرآن کے سوا دوسرے

رباعی

میٹھا ہے نبات سے بھی نام احمد
دیتا ہے سرور دل کو جام احمد
احمد کا تو ہے بندۂ بے زر تاف
پیارا ہے خدا کا یہ غلام احمد

قصیدۂ احمدیہ

پچیس منہ سے اللہ کا شکر نعمت
بیاں میں ہی کچھ ہیں زبانیں نکہت
قلم دو زباں ہو کے جاتی ہے ہوتی
جو ہے یہ زباں اسکی زور فصاحت
بھرے جو ہیں سب بند حمد الٰہی
بھری ان میں بیاں میں ہے یہی حلاوت
یہ فقرہ مکرر حلاوت سے پُر ہے
ہوا اسکے چکھنے میں تازہ لطافت
ٹپک جائے رال اپنی گر ذکر شیریں
ہیں سب لذتوں سے نرالی یہ لذت
جو چکھا ہے یہ ذکر شیریں بیانی
کہلاتا ہے شاعر کو قند فصاحت
اگر شکر حق میں ہو کوتاہ کار اگر
ہے حق ہو ملے انکو حفظ زر کی دولت
زباں منہ میں گویا ہے [illegible]
کر کر سکا خدا سے پیدا طلاقت
دیا دو دیا ہے ہمیں نعمت خدا کی
ہوا ہے کرم سے ہمیں کی عنایت
بجا ہے کہ کاتب ہیں ہم بارہ [illegible]
بجا لاتے ہیں شکر کی تن سے بیکت
یہ منعم خدا کا ہے وعدہ ازل
کہ ہو شکر نعمت سے رہنگے زیادت
ہمیں شکر نعمت سے لازم یقیں
زباں میں اثر ہو بیانی ہے دورت
نہ ہے شاعری مایۂ ناز ہم کو
نہ جادو بیانی یہ ہے کبر نخوت
نہ جادو کو یا ہیں منتر سے [illegible]
مگر ذکر حق سے ہے کچھ واقفیت
کوئی بات بھی نکل جائے منہ سے
اسکو سمجھتے ہیں زور طبیعت
بہری محفل میں فریضہ ہے اپنا
کہو جو تا بہ خدا حق کی دعوت
قصیدہ بصر رنگ کا ہے کہ جس میں
نہیں شاعرانہ لوازم کی رنگت
خدا حسن نیت کا پھل ہم کو دیگا
نثر ہو کہ لکھتا ہے جیسی حقیقت
تھا مجھ کو نہیں ذوق و حوصلہ طاقت
عزیز دیکھی دلیہ تھا اک داغ ہجرت
بڑے شوق سے جا ہم قادیاں میں
ہوئی سال بھر کی جو منظور رخصت
بدن میں نہ تھی روح جان تم میں آئی
مسیحا کے دم سے ہوئی اسکو صحت
فسردہ طبیعت کھلی دم میں میری
کچھ ایسا اثر کر گیا لطف صحبت
وہ کیا جذب تھا کھینچ لایا مجھکو
وہ آقا کی نعمت کی سچی اطاعت
اگرچہ تھی دکھ کی مشغولی کی دی
کہ تھا موجزن دل میں جوش ارادت
جو نافذ ہوا حکم سرکار عالی
بڑھا حوصلہ اور ہوئی اسکی عزت
ہوا پھر جانشیں باخوشی پر
سنا جسکا سنہ نوید مسرت
برکات انجمن علیحضرت بہادر
خدا انکو رکھے ہمیشہ سلامت
تمناؤں اور التجاؤں کے پیچھے
ہو کر والیٔ تاج و تخت ریاست
گئی اپنی اعمال کی سب نحوست
خدا نے دکھایا یہ روز سعادت
رعایا میں اک نور اسلام چمکا
ہوئی دور سب شرک و بدعت کی ظلمت
ضیا اس نئے منار اسلام پایا
بلند اس سے دین خدا کی عمارت
ہے زیبا کہ گائیں شکر الٰہی
بجا ہے کریں رقص ساری رعیت
ارم کی طرح سبز و شاداب ہوگا
چلی ملک میں نو بہار حکومت
جنابہ کا پائی یہ دیدار رہیگا
رہیگی نہال اسکی ساری رعیت
ہوا ابر فیض خدا کا ترشح
ہی گلشن احمدی کو طراوت
بڑا جزم امداد حلیم ہے اسکی تہ میں
بہر اک بات میں ہی ثبات و متانت

شہر بھر کی قدر دو بہا جانتا ہو
کسی ہیں جو ہو جوہر قابلیت
ہر اک کام میں عزم بالجزم اسکا
ارادہ میں ہر اک بلندی ہمت
زباں اسکی میٹھی بیاں اسکا شیریں
سخن میں لطافت قلم میں عذوبت
نڈر ایک بن بیا ہی شیر دکھو مرد کی
یہ مردوں میں ہی شیر و مرد شجاعت
نہیں دل میں طمع مثل نیک خو میں
کوئی بات اگر ہو خلاف طبیعت
کہ تک جائے دل میں اگر بات کوئی
تو ہرگز نہیں ہے الجھنے کی عادت
بنا عقدہ کا دش سے سلجھا اسکو
سمجھ لیتے ہیں اسکی ساری حقیقت
قیافہ سے تہ کو اٹھ جاتی ہیں مطلب
خدا نے عطا کی ہے ایسی فراست
خدا نے دیا انکو نور بصیرت
نہیں انکی آئینہ میں کچھ کدورت
کہ جاتا ہے جی انکا ہر بیٹوا ایسا
غریبوں پہ کرتے ہیں وہ دل سے شفقت
ا ہر وقت میں کام آتے ہیں ای
سہارا یہ دیتے ہیں وقت مصیبت
[illegible] ہیں انہیں تو نگر
جو منتی ہیں حاتم بوقت سخاوت
رنگ اخیر شمشیر تخت ہے وکالت
پھڑکتی ہے جب انکی عرق حمیت
ارے کی گھڑی ہے طوفان بپا
کہ جب دیکھیں ہو موجزن جوش غیرت
ڈپٹیشن اک دعا کا ہے تحفہ
جو منظور ہو پھر یہ ہے کتنی دولت
دعا دی ہی ہے ہر مال و جا انکو
جو ہیں شہر کی احمدیہ جماعت
ہوئی ہے تری تاجپوشی سے [illegible]
خوشی حد سے زیادہ کمال مسرت
ہمیشہ رہے تجھ پہ سایہ خدا کا
رعیت پہ اسکا ہو ظل حمایت
بیاباں میں دم ہے اس کا خفا ہو
رہے ملک میں [illegible]
ستم کا رہے نام تک ہے دم ہمیشہ
رہے ظلم و بیداد کے سے ہم آفت
عدالت کی میزان قائم ہے
کہ ہو پاسبان تو شیر دانی عدالت
ہے یہ شیر و شکر ہر اک تلخ و شیریں
ترے ملک کے جسم میں [illegible]
قدردانی ہو ہر روز افزوں ترقی
رہیں باریست تری سلطنت و دولت
بہی خواہ کا کچھ نہ ہو بال بیکا
بد اندیش ہو غرق تیر آفت
لبیبہ کی جا خون بہا دیں سپاہی
رگ دل میں ہے ان کی جوش حمیت
خدا نے اسے دی ہے دنیا میں عزت
خدا کے یہاں اسکو پوری وجاہت
شعار مسلمان اسلام کی ہیں قائم
ہو مرضی اس سے بتائی شریعت
وہ ہو قائم اسکی کرسی و بطالہ
وہ ہو ماحی رسم قانون بدعت
بڑھے جاہ و اقبال و علم و دولت
چڑھے ہی چرخ اجلال پہ نجم شوکت
رعایا رعایا ہو اور ملک ایمن
تری معدلت گستری کی بدولت
ہو ہر سینہ ہر سطر تنبیر ممالک
ہو موزون ہر طرح نظم ریاست
اٹھے نہ کبھی سر فتنہ ہرگز
قیامت تک اسپر ہو خواب غفلت
رہے گو رہیں حاکم بیدار ہر دم
خدا کی رہے اسپہ چشم حفاظت
بلندی پہ ہو اختر کامرانی
چمکتا رہے کوکب بخت و دولت
امیدیں بر آئیں حسن و خوبی سے انکی
دکھاتی رہے اپنی پرتو طلعت
تمنائیں پوری ہوں دل کی جسے
دکھائے خدا ہر طرح اچھی صورت
امرا ہیں کی خیر و خوبی میسر
کہ شاہ کو دین و دنیا کی عزت
پلائے ہمیں جام صہبا ہی باقی
مسرت بھرا تیرا دور حکومت
خرابات دنیا کو خم چھوڑ جائیں
نہ پکڑے کوئی سرکشی پر عفونت
رہیں جاہ و اقبال سرکار سب
مشیران دربار عالی سلامت
ہوں سب مشورے باعث خیر و برکت
بڑی وجہ خیر ہو انکی صحبت
دلائے ہیں شاہ والا کو ہر دم
رذائل سے نفرت فضائل کی رغبت
تواریخ اسلام ہے اسپہ شاہد
نتیجہ فضائل کا تھا ملک و دولت
تھی عباسیوں میں فضائل کی دولت
بڑی سلطنت کا تھی انکی حکومت
بڑے ہی متقی اور عالم تھے ہیں
خلافت بھی تھی اور علم و فضیلت
[illegible]
جو منصب ہے پہنچا وہ ہے خلافت

جو کھینچا ہے حالی نے فوٹو
اسے دیکھ کر ہوتی ہر اک کو حیرت
مسدس کا انکے خلاصہ یہی ہے
کہ اسلامیوں کی ہوئی کیوں یہ گت
سبب یہ کہ اسلام کو چھوڑ بیٹھے
وہ کھو بیٹھے آخر کو سب اپنی عزت
برستا تھا جس ملک پر ابر رحمت
ہے عبرت کہ اس بد پرستی ہے حسرت
وہ دلی ہو یا لکھنو ہو کوئی
تھی کس شان و شوکت کی ان کی حکومت
بڑے جشن اور دل لگی کی مجالس
محافل میں تھے ساز و سامان عشرت
رذائل کی چلنے لگی باد صرصر
اڑا لیگئی سب کو دبت یہ نوبت
اسی سے بجی اینٹ سے اینٹ انکی
جو تھی شان و شوکت کی دیکھی عمارت
فضائل کا گنتا یہاں ہے فرد فرد
کہ رہتی ہے قائم اسی سے حکومت
یہی گر ہو جس میں بقا ریاست
جہاندار کی بس یہی ہے علامت
بڑا نیک اور متقی صاحب ہیں
بھرا اسکے سینہ میں ہے نور حکمت
بڑا پارسا اور نیت کا اچھا
بڑا مرد اور راستہ ہو اہل عفت
بری آنکھ سے وہ نہ دیکھے کسیکو
نہ ڈالے کسی پر نگاہ حقارت
نہ چشم غضب وہ دکھائے کسیکو
بھری آنکھ میں انکی ہے رحم و شفقت
نہ پکڑے یہ اور لغو پہ کان رکھے
نہ گوش اسکے ہوں آشنائے نمیمت
سنبھالے رہے جیب ہیں نقد عفت
لٹا کر نہ ہو بیٹھے قوت کی دولت
جو سوراخ حق نے کیے ہیں مقرر
کرے ہوشیاری سے انکی حفاظت
وہ ہوں کان یا آنکھ یا اور کوئی
نہیں بادہ کھینچی کی آگے ضرورت
ہر اک معرکہ میں جری ہو کے نکلے
چمکتی ہو چہرہ پہ انکے شجاعت
نہ دل چھوڑ بیٹھے نہ ہمت کو ہارے
وہ آیا ہو ایسا بلندی ہمت
بڑے کر صبر سے اپنے سر پر اٹھالے
اگر کہ ٹوٹ گرا اسپہ کوہ مصیبت
کر کر عزم ثابت سے تسخیر عالم
ملی ہو اسے دور بیں اک بصیرت
اٹھا کر نظر بھی وہ دیکھے نہ زر کو
غنی ہو کے پھر لیں کبھی قناعت
دکھا با انشا مستقل عزم میں ہے
سخن میں نہ ہو کچھ تلوّن کی رنگت
یہ اخلاق ہیں شاہ قیصر میں سارے
ملا اسکو اللہ سے فتح و نصرت
رہے منگلوں میں جو گردش ہوا صبح
قلم اسکا سر ہو جو سوچے بغاوت
کیا ہمکو آزاد مذہب میں اپنے
رہے ایسی قیصر کی دائم حکومت
یہاں مختصر عرض ہے اک بڑی
جو خدام سے پائے بندہ اجازت
بڑی آنکھ سے ہمکو تکتی ہے دنیا
ہے کچھ ہم پہ لوگوں کا سوء ظنیت
ہے دل کچھ لگا اپنا آقا سے کہنا
سکھاتی ہے یہ کچھ ہمیں احمدیت
خدا ایک ہے اور زندہ خدا ہے
دکھاتا ہے بندوں کو آیات قدرت
سوا اسکی زندہ نہیں کوئی انساں
بقائی ہے یہ اسکی لم یزل خلقت
یہ قرآن کا حکم عالی ہے باطن
محمد کی ہے اک زندہ نبوت
علیہ الصلوٰۃ علیہ التحیۃ
جہاں کے لیے بنکے آئے جو رحمت
رواں فیض ہے اس نبی عرب کا
یہ موجود قرآن میں ہے شہادت
نبی انکے پیچھے نہ آیا نہ آئے
یہ ہے مغز اسرار ختم نبوت
یہ ہاں جسپہ ڈالی مہر لگائیں
محمد نے اپنی پہنائی خلعت
وہ ظل محمد ہے احمد کا مظہر
اسی طرح آئینہ میں عکس صورت
غلام احمد عیسیٰ نیک محضر
غلامی احمد کی ہے جنکو عزت
جہاں تک نور احمد کی آئی ہیں
وہ کرتے ہیں اسلام کی دلسے خدمت
وہ ڈھنگ ہیں جنگوں سے بیزار ہیں
بتاتے ہیں سب کو لڑائی کی حرمت
دم تیغ کو کند اسنے کیا ہے
دم من جو ہی با تمام حجت
لڑائی کے فتوی کی یہ زمین [illegible]
جو ہی نیم ملا تو ہی ایک حماقت
ہو کیوں آئی دیکھو یہ سرحد پہ جھگڑے
نہ چھیڑو اگر سید ملا کی دہشت
وہاں پر نہ تلوار کا نام آئے
اگر امن ہو چاہو ہو آدمیت
غرض جلوہ شہد کی رکھتے ہیں [illegible]
بلائی ہو مردہ کو دیکھ کے جنت

ہٹایا ہے وہ اس بیان وحشیانکے | کہ اسلام میں فرض ہے قتل و غارت
ہراک دوڑتا ہے اچھلتا ہے رنمیں | بتاؤ کس طرح پائیں شہادت
گورنمنٹ میں پمفلٹ اسنے بھیجا | ہزار وں میں جسکی ہوئی ہے اشاعت
کہ مہدی موعود ہیں ہم ولیکن | میں ہوں اس سے جو ماحی قتل و غارت
دلائل یہ ہیں میرے مقابل ہو کوئی | ہے اسلام کی جنمیں زندہ صداقت
بنے مرد میداں طاقت ہے جس میں | چلائے کوئی داؤ گر ہے مہارت
بڑا ہے یہی جینا حق ہے میرا | میرے ساتھ ہے حقکی تائید و نصرت
جماعت کے دلمیں جمایا یہی ہے | گورنمنٹ کی اسنے کی ہے یہ خدمت
کہ ہو خیر خواہ گورنمنٹ دلسے | وفادار سرکار ہو یہ جماعت
وہ اخلاق کے ہوں نمونہ جہاں میں | نہیں نیکدل نیکخو نیک طینت
نہ لٹیا کسیکی چرا کر یہ بھاگیں | نہ لیکی کسی چیز پر انکی نیت
خیانت سے جنکو جرائم ہمیشہ | کریں جبت انکو دیانت امانت
تواضع سے گردن فرو ہے کہیں | نہ اترا کے دکھلائیں چشم رعونت
یہ دیں مال و جان اپنا راہ خدا میں | رہا ہر کریں ویسے سب بخل و خست
سمجھیں یہ بیگانہ شیر مادر | نہ بالائی کہانیکی رکہیں یہ عادت
وہ آقا کے ہوں اک وفادار نوکر | کریں صدق نیت سے انکی اطاعت

عمل کرکے دکھلائے گر آپ ثاقب
تو لاریب پائے وہ اعلیٰ لیاقت

مندرجہ بالا قصیدہ ہمارے مکرم دوست جناب مولوی **محمد نواب خان** صاحب **ثاقب احمدی** جاگیر دار ریاست مالیر کوٹلہ نے جناب ولیعہد صاحب بہادر ریاست مذکورہ کے عقد اختیارات کے جلسہ کی تقریب پر دربار میں پڑھا تھا۔ ہمیں کچھ شک نہیں کہ خانصاحب نے عجیب و غریب پیرایہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ بھی کی ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ کم از کم جناب نواب صاحب بہادر مالیر کوٹلہ کو **احمدی جماعت** کے عقائد اور تعلیم کا کسی حد تک اس قصیدہ کے پڑھنے سے پتہ لگ گیا ہوگا۔ اسی غرض سے اسکو طبع بھی کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کو سننے کا موقع نہ ملا ہو وہ اب پڑھ کر فائدہ اٹھا لیں۔ ایڈیٹر

ضروری گذارش

ہم بار بار اخبار کے ذریعہ اپنے باقیدار وں سے تقاضا کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس لیے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ہماری ضرورتوں کو ملحوظ رکھکر یا تو خود ہی جس قدر بقایا ان کے ذمہ ہو ارسال کریں اور یا ہمارے بھیجے ہوئے وی پی پیکٹ کے وصول کرنے کے لیے ہر وقت طیار رہیں۔ اور ہمارے خوش معاملہ خریدار پیشگی ارسال کرنے میں توقف نہ فرمائیں کیونکہ پہلی سہ ماہی میں سے بھی اب تو تیرہ ہی دن باقی رہ گئے ہیں۔ خاکسار منیجر الحکم قادیان

رسالہ سناتن دھرم

چونکہ اس رسالہ میں انصاف کی روسے کسیقدر سناتن دھرم کی مدد ہے اس لیے اسکا نام

سناتن دھرم

رکھا گیا

تصنیف لطیف حضرت اقدس امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نیوگ

اگرچہ میںنے کتاب **نسیم دعوت** نیوگ کے بارہ میں جہانتک مناسب تھا کچھہ ذکر کیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ طالب حق کے لیے بہت مفید اور کافی ہے۔ لیکن میںنے بعض لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ **پنڈت رام بھجدت** صاحب پریزیڈنٹ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب آریہ سماج کے جلسہ قادیان میں میری کتاب نسیم دعوت پہونچنے کے بعد اپنی آخری تقریر میں میرا ذکر کرکے فرماتے تھے کہ اگر وہ مجھ سے اس بارہ میں گفتگو کرتے تو جو کچھہ نیوگ کرانے کے فائدے ہیں میں سب انکے پاس بیان کرتا۔ لہٰذا بادب گذارش ہے کہ میںنے جسقدر انسانی غیرت اور انسانی پاک کانشنس کا تقاضا ہے وہ نیک نیتی سے اپنی کتاب نسیم دعوت میں بیان کیا ہے۔ میری غرض اس سے کوئی بحث ساختہ نہیں تھا صرف ہمدردی کی راہ سے ایک نصیحت تھی۔ اور میں اس بات میں اکیلا نہیں ہزار ہا **شریف ہندو اور شریف خالصہ مذہب** کے پابند سکھہ اس بات کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے کہ ایک خاوند والی اور خاندان والی عورت محض اولاد کی لالچ سے دوسرے سے منہ کالا کراوے اور خاوند زندہ موجود ہو۔

رہے **نیوگ کے فائدے** اور غالباً پنڈت صاحب کا فوائد سے مطلب نیوگ کی اولاد ہوگی کہ **مفت میں گیارہ لڑکے** پیدا ہو جاتے ہیں اور اسطرح پر اولاد بڑھتی ہے لیکن پنڈت صاحب ناراض نہ ہوں ایسی اولاد تو شریف آدمی کے لیے ایک داغ ہے نہ جائے **فخر** میرے نزدیک ایک پاکدامن عورت اگر تمام عمر بے اولاد رہے تو بے اولاد مرنا اس سے بہتر ہے کہ **غیر سے ہم بستر** ہوکر ایسی اولاد حاصل کرے کہ عند العقل ناجائز اولاد کہلاوے اور اگر سچائی کچھ چیز ہے تو پھر کیا وجہ کہ بچوں کو اس بدقسمت **دیوث** کی اولاد سمجھی جائے جسکے نطفے سے وہ بچے نہیں ہیں بلکہ وہ تو ان لوگوں کی اولاد ہیں جنکا وہ نطفہ ہیں۔ کاش اگر ایسی عورت ایسی اولاد حاصل کرنے سے پہلے ہی مرجائے تو بہتر کہ **پنڈت رام بھجدت** صاحب کو اس قابل شرم نیوگ کے مسئلہ میں بہت ضد نہیں کرنی چاہیے بلکہ چونکہ یہ مسئلہ انسانی **حیا** کے مخالف ہے اسلیے مناسب ہے کہ اس مسئلہ کو آریہ سماج کے مسائل میں سے کاٹ دیا جائے۔ اور عام اشتہار دیا جائے کہ دیانند نے بوجہ مجردانہ زندگی اور نہ محسوس کرنے اس غیرت کے جو خانہ داری کی حالت میں ہر ایک شریف مرد کو اپنی بیوی کی نسبت ہوتی ہے سخت غلطی کھائی۔ اس لیے آریہ سماج اپنے اصولوں سے اسکو خارج کرتا ہے اور اسپر بہت سے دستخط ہو جانے چاہییں تا پھر کسی معترض کو دم مارنے کی جگہ نہ رہے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ **نیوگ** کا اصول ان کے مذہب کیلیے ایک داغ ہے۔ اور میں نہیں قبول کر سکتا کہ پاکدامن عورتیں نیوگ کے لیے طیار ہو جائیں گی بلکہ مجھکو تو یہ اندیشہ ہے کہ اسپر زور دینے سے کوئی عورت زہر کھاکر مر نہ جائے ✻

اے صاحبان اور نوجوانو جو ہوا اس بلا کو تو اپنی قوم میں سے جلد دفع کرو اور خواہ نہ خواہ اسکو وید کے ذمہ مت لگاؤ۔ یہ امید مت رکھو کہ آریہ ورت کے شریف مرد اور شریف عورتیں اسکو قبول کرلینگے بلکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مذہب میں متبنیٰ کی رسم نیوگ کیوجہ سے ہی پیدا ہوئی ہے یعنی جب شریف مردوں اور شریف عورتوں نے دیکھا کہ یہ ناپاک رسم ہے تو اسجگہ متبنیٰ پکڑنے کی رسم جاری کردی۔ اور مردوں کی شرافت نے نہ چاہا کہ اس قابل شرم طریق یعنی نیوگ پر اپنی عورتوں کا عملدرآمد کرادیں۔ اس لیے انھوں نے اس بات کو پسند کرلیا کہ متبنیٰ کرلیں۔ اور اگرچہ متبنیٰ کرنا بھی ایک بناوٹ ہے۔ مگر تاہم اس بیحیائی اور ناپاک رسم سے تو ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔ یہ کیا ناپاک طریق ہے کہ اگر کسی جوڑے یا چار کو یہ کہا جائے کہ اپنی عورتوں سے ایسا کراوے تو وہ

✻ **نوٹ** آریہ ورت کی عورتوں کو ابتک اپنے خاوندوں سے ایسا سچا تعلق رہا ہے کہ وہ انکے لیے ستی ہوتی رہی ہیں لیکن ایسی عورت کہ خاوند سر پر موجود ہے اور وہ دوسرے سے ہم بستر ہوتی پھرتی ہے کیونکر ایسی محبت خاوند سے رکھ سکتی ہے۔ منہ

اور اناوی ہیں۔

دوسرا یہ قابل شرم طریق جسکا نام **نیوگ** ہے۔ سو یہ اعتراض وید پر نہیں بلکہ پنڈت دیانند پر ہے جس نے ایسا مذہب شائع کیا۔

ہماری جماعت خبردار رہے کہ خواہ نہ خواہ احتیاط سے بڑھ کر کوئی بات منہ سے نکالے یہ درست ہے کہ آریہ سماجیوں میں تیز زبان بہت لوگ ہیں جو اعتراض کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ کہاں تک ہمیں اس اعتراض کے بارہ میں تحقیق ہے بلکہ جو کچھ منہ میں آیا کہہ دیتے ہیں غرض تو ہنسی ٹھٹھا ہے نہ تحقیق۔ بعض سرسری نظر سے خدا کی کتاب کو دیکھکر بغیر اس کے جو پوری سمجھ سے کام لیں فی الفور اعتراض کر دیتے ہیں۔ خدا کی کلام میں کئی جگہ استعارہ ہوتا ہے کئی جگہ مجاز ہوتا ہے اور کئی جگہ حقیقت کا دکھلانا مقصود ہوتا ہے پس جب پورا علم نہ ہو اور اس کے ساتھ اپنا دل صاف نہ ہو تو اعتراض کرنا جہالت ہے خدا کے کلام کے صحیح معنے سمجھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا سے ملتے ہیں ایک شخص سراپا دنیا کی پلیدی میں غرق آنکھیں اندھی اور دل ناپاک ہو وہ اس حالت میں خدا کے کلام پر کیا اعتراض کرے گا اول چاہیے کہ اپنے دل کو پاک بناوے نفسانی جذبات سے اپنے تئیں الگ کرے پھر اعتراض کرے مثلاً قرآن شریف میں لکھا ہے مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ اب ایک ایسا معترض جسکو خدا کے کلام کا منشاء معلوم نہیں یہ اعتراض کرے گا کہ دیکھو مسلمانوں کے مذہب میں لکھا ہے کہ اندھوں کو نجات نہیں غریب اندھے کا کیا قصور ہے مگر جو تعصب دور کرکے غور سے قرآن شریف کو پڑھے گا وہ سمجھ لیگا کہ اسجگہ پر آنکھوں سے اندھے مراد نہیں ہیں بلکہ دل کے اندھے مراد ہیں۔ غرض یہ ہے کہ جسکو اسی دنیا میں خدا کا درشن نہیں ہوتا ہے انہیں دوسرے جہان میں بھی درشن نہیں ہوگا اسی طرح صدہا خدا کے کلام میں مجاز اور استعارے ہوتے ہیں۔ ایک نفسانی جوش والا آدمی جلدی سے سکو جائے اعتراض بنا دے گا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی سچ بات ہے کہ خدا کا کلام سمجھنے کے لیے اول دلکو ایک نفسانی جوش سے پاک بنانا چاہیے تب خدا کی طرف سے دلپر روشنی اترے گی بغیر اندرونی روشنی کے اصل حقیقت نظر نہیں آتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی یہ پاک کلام ہے جبتک کوئی پاک نہ ہو جائے وہ اس کے بھیدوں تک نہیں پہونچے گا۔ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ میں دنیاداری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی میں نے اس کلام کو جس کا نام **قرآن** ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا نہ وہ کسی انسان کو خدا بناتا اور نہ روحوں اور جسموں کو اس کی پیدائش سے باہر رکھکر اسکی مذمت اور نندیا کرتا ہے اور وہ برکت جس کے لیے مذہب قبول کیا جاتا ہے اسکو یہ کلام آخر انسان کے دلپر وارد کرتا ہے اور خدا کے فضل کا اسکو مالک بنا دیتا ہے پس کیونکر ہم روشنی پاکر پھر تاریکی میں آویں اور آنکھیں پاکر اندھے بنجاویں۔

اور اس جگہ مجھے سچائی کی حمایت سے جو میرا فرض ہے اسقدر اور کہنا پڑتا ہے کہ سناتن دھرم والے انکی چند باتوں کو الگ کرکے آریہ سماجیوں سے ہزارہا درجہ بہتر ہیں وہ اپنے پرمیشر کی اسطرح بیحرمتی نہیں کرتے کہ ہم اناوی اور غیر مخلوق ہونیکی وجہ سے اسکے برابر ہیں وہ **نیوگ** کے قابل شرم مسئلہ کو نہیں مانتے وہ اسلام پر بیہودہ اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی باتیں سب قوموں میں مشترک ہیں وہ اکثر ملنسار ہیں ان میں خطرناک شوخی اور تیزی نہیں ہے اور انکے مقابل پر آریہ صاحبوں کو اس خیال سے بھی خود ستائی نہیں کرنی چاہیے کہ ہم مورتی پوجا نہیں کرتے اوتاروں کو نہیں مانتے کیونکہ سناتن دھرم کے جوگی جو مذہب کے اعلےٰ مقام پر ہوتے ہیں وہ بھی مورتی پوجا سے دستکش ہوتے ہیں۔

رہے **اوتار** سو اصل میں سنسکرت کی زبان میں نبیوں اور رسولوں کو اوتار کہتے ہیں جنہیں **پرمیشر کا نور اترتا ہے** سو اصل مذہب سناتن دھرم کا یہ نہیں ہے کہ اوتار کی پوجا کرنی چاہیے۔ ہاں انکو وہ بہت مقدس جانتے ہیں اور انکی تعظیم کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں ✻ مگر میں نے

آریہ سماج کے بعض رسالوں اور اخباروں میں دیکھا ہے کہ ان کے بعض شوخ دیدہ لوگوں نے اوتاروں سے ٹھٹھا کیا اور سوء ادب کے الفاظ کہے ہیں یہ اچھے آدمیوں کا کام نہیں۔ سچ یہی ہے کہ بعض **آریہ صاحبوں کی شوخی حد سے بڑھ گئی ہے** یہی شوخی اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وہ بوٹی ہے جسکی جڑ بھی روحانیت کی طرف یہ قوم متوجہ نہیں۔ دین صرف شوخیوں اور زبان کی چالاکیوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ دین تو ایک موت چاہتا ہے جسکے بعد زندہ روح دکھائی دیتی ہے۔ افسوس کہ آریہ صاحبوں کے بعض باوجود طبع ممبروں نے جلسہ قادیان میں بغیر اس کے کہ دین کے کوچہ میں کچھ بھی دخل ہو **نقالوں** کیطرح اسلام کو گالیاں دیں ✻ اگر اسمیں انکی نیت نیک ہوتی تو میری طرف لکھتے کہ اسلام پر ہمارا فلاں اعتراض ہے سو اگرچہ میں ایسی مجلسوں میں حاضر نہیں ہو سکتا تاہم میں انکے شبہات کا نرمی اور روشن تقریر سے جواب دیکر انکی تسلی کر دیتا مگر اب وہ جیسے سے قادیان میں آئے تھے ویسے ہی واپس گئے اور شوخیوں اور بد زبانیوں کا انبار سر پر لے گئے مگر میں نے اپنی کتاب نسیم دعوت چند روز میں تالیف کرکے انکی دعوت کر دی اگر انمیں سے ایک ہی سمجھ جاوے تو مجھے اجر ملے گا۔

✻ **نوٹ** ان لوگوں نے نہ صرف اسلام کی نسبت بدزبانی کی بلکہ سناتن دھرم کے مقدس اصولوں کی بھی بہت سی نندیا کی اور سناتن دھرم کے غریب ہندوؤں کا دل دکھایا یا عیسائی مذہب کی بھی اپنی عادت کیموافق ناجائز طور پر حملہ کیا حملہ کرنے کے وقت حد سے گذر جانا یہی شیطانی عادت ہے یہ تو سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا نہیں ہیں مگر وہ خدا کا ایک پیارا نبی اور رسول تو تھا اور یہ تو سچ ہے کہ **راجہ رامچندر اور راجہ کرشن** درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اسمیں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ **خدا رسیدہ اوتار تھے خدا کی نورانی تجلی انپر اتری تھی اسلیے وہ اوتار کہلائے**۔ منہ

بقیہ نوٹ۔ بلکہ اس کلجگ کے زمانہ میں وہ ایک آخری اوتار کے بھی منتظر ہیں جو زمین کو گناہ سے پاک کردیگا۔ پس کیا تعجب ہے کہ کسیوقت خدا کے نشانوں کو دیکھکر سعادتمند ہندو خدا کے اس آسمانی سلسلہ کو قبول کرلیں کیونکہ انمیں ضد اور ہٹ دھرمی بہت ہی کم ہے۔ منہ

✻ **نوٹ**۔ نیک انسانوں سے محبت کرنا ایمان کا فرض ہے اور سادھ سنگت کی ضروری شرط اس سے ادا ہوتی ہے اور سناتن دھرم والے صرف گذشتہ اوتاروں سے محبت نہیں کرتے

بھی مرنے مارنے کو طیار ہو جائے گا پس ہمیں آریہ صاحبان پر کیوں افسوس نہ ہو کہ انھوں نے آنکھ بند کر کے دیانند کی باتیں قبول کر لیں۔ آخر سناتن دھرم والے بھی قوم کی رو سے آپکے بھائی ہیں کیا قدیم سے وہ وید نہیں پڑھتے تھے پھر کیوں وہ اس بیحیائی کے طریق کو پسند نہیں کرتے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جب خیر خواہی کی رو سے آریہ صاحبوں کو کہا جائے کہ آپ لوگ اس طریق کو چھوڑ دیں اور ایسے کام اپنی عورتوں سے مت کراویں تو اُلٹے غصہ کرنے لگتے ہیں۔ عجیب حالت آریہ سماج والوں کی ہے کہ ان کو اس کام میں کچھ بھی شرم نہیں آتی۔ گذشتہ دنوں میں میں نے چند آریوں کو اپنے مکان پر بلایا تھا انہیں سے ایک آریہ **کشن سنگھ** نام تھا جو بابا نانک صاحب کی پیروی سے ناراض ہو کر اب آریہ بنا ہوا ہے اور ایسے شخص کو چھوڑ کر جو روحانیت اور پاکیزگی اپنے اندر رکھتا تھا اور اپنے کرتار کی محبت سے بھرا ہوا تھا پنڈت دیانند کا ہر وقت جپ کرنا شروع کر دیا ہے اس کے ساتھ **لالہ شرمپت** اور **لالہ ملاوامل** ساکنان قادیان بھی تھے اور پنڈت **سومراج** سکرٹری آریہ سماج قادیان بھی ہمراہ تھے۔ اور چند **سناتن دھرم کے ہندو** تھے۔ تب میں نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ ایسے کام اپنی عورتوں سے کرانے مناسب نہیں۔ خاص کر اس کاؤں میں تب اُس وقت سب چپ رہے اور سکو شرم دامنگیر ہوئی مگر **پنڈت سومراج بول اُٹھے کہ اس کام میں کچھ مضائقہ نہیں**۔ تب سناتن دھرم والے جو موجود تھے بسبب اس بات کو سنکر کہ اس شخص نے ایک بھری مجلس میں اپنی عورت کی نسبت ایسا ناپاک کام روا رکھا اور حیا سے کچھ کام نہ لیا سب نے بے اختیار رام رام کہنا شروع کر دیا اور باقی آریہ جانا اپنی چادروں میں منہ چھپا کر ہنسنے لگے اور غالباً اُس وقت تیس آدمی کے قریب گواہ ہوں گے جبکہ اس پنڈت نے یہ قابل شرم کلمہ اپنے منہ سے نکالا۔

سخت افسوس ہے کہ آریہ صاحبان یہ تو نہیں کرتے کہ اس رسم کو دور کر دیں بلکہ اُلٹے جوش میں آکر کہتے ہیں کہ کیا مسلمان متعہ نہیں کرتے یا منکوحہ عورتوں کو طلاق نہیں دیتے بہتیر سمجھایا گیا کہ اے حضرات کجا طلاق دینا ضرورتوں کے وقت تمام دنیا میں جاری ہے اور کجا یہ کام کہ ایک مرد زندہ موجود اپنی عورت سے ایسا کام کراوے مگر یہ لوگ نہیں سمجھتے سناتن دھرم کے لوگ کہ جو باحیا اور باغیرت لوگ ہیں وہ ندامت سے مرے جاتے ہیں گناہ انکا اور ندامت انکو۔ بارہا کہا گیا اگر ایک انسان جو نکاح کر کے کسی وقت عورت کو طلاق دیدیتا ہے اور یا طلاق کا وقت مقرر کر دیتا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میں طلاق دیدوں گا جس کا نام بعض شیعہ کے نزدیک متعہ ہے۔ اس نکاح کو آپ لوگوں کے طریق سے کچھ مناسبت ہی نہیں اور ایسا نکاح بھی جس کا وقت طلاق ٹھہرایا جائے ہمارے مذہب میں منع ہے قرآن شریف صاف اسکی ممانعت فرماتا ہے عرب کے لوگوں میں اسلام سے پہلے ایک وقت تک ایسے نکاح ہوتے تھے قرآن شریف نے منع کر دیا اور قرآن شریف کے اُترنے سے وہ حرام ہو گیا صرف بعض شیعوں کے فرقے اسکے پابند ہیں مگر وہ جاہلیت کی رسم میں گرفتار ہیں کسی دانشمند کے لیے جائز نہیں کہ اپنی غلطی کی پردہ پوشی کیلیے کسی دوسرے کی غلطی کا حوالہ دیں کیا ایک مجرم کسی دوسرے مجرم کے حوالہ سے رہائی پا سکتا ہے خدا کے کلام میں نکاح کرنے کے بارہ میں تصریح کے ساتھ ہدایت موجود ہے انہیں ایسے نکاح کا ذکر نہیں جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میں طلاق دیدونگا۔ ماسوا اس کے اس صورت میں اصل اعتراض تو طلاق پر ہوا اور دنیا میں کوئی فرقہ نہیں جو طلاق کا مخالف ہو کسی نہ کسی ضرورت سے بعض وقت طلاق دینی پڑتی ہے غرض جب آریہ صاحبوں کو ایسے قابل شرم کام سے منع کیا جاتا ہے تو کھسیانے ہو کر یہی جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں بھی تو طلاق کی رسم ہے۔ اے حضرات یہ رسم کس مذہب میں نہیں۔ جب مرد و عورت میں سخت مخالفت ہو گی تو بجز طلاق اور کیا چارہ ہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ صاحبان ایسی باتیں نہ کریں اور **نیوگ** کو چھوڑ دیں۔ ان باتوں سے کیا فائدہ کہ **نیوگ میں بڑے بڑے فائدے اور بڑے بھید ہیں**۔ اے حضرات اگر زیادہ نہیں تو طاعون کے دنوں تک ہی ایسی رسم سے دست بردار رہو ایسا نہ ہو کہ ایسے کاموں سے اور بھی یہ بلا پھیلے۔ افسوس کہ باوجود اس رسم نیوگ کے جس سے شرمندہ ہونا چاہیے تھا آریہ صاحبوں میں بدزبانی بہت بڑھ گئی ہے بعض شریف آریہ صاحبان اس جلسہ قادیان کی تقریب پر حاضر ہوئے تھے ہیں اور خود انہوں نے اقرار کیا ہے کہ اس جلسہ میں بہت سی گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے خاص کر ایک شخص کا اکثر آریہ صاحبوں نے ذکر کیا کہ وہ تیز اور گندہ دہن تھا۔ پس واضح ہو کہ مذہب اسلام کا کام نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دینا اور ٹھٹھے سے جلسہ کو رونق دینا اور بہر و پیئوں کی طرح ہنسی کرنا اسطرح پر کوئی مذہب قائم نہیں ہو سکتا نیک انسانوں کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ کسی فرقہ کے شائع کردہ اصولوں پر اعتراض کریں مگر کسی قوم کی آسمانی کتاب پر اُس وقت تک اعتراض نہ کریں جبتک کہ اُنکو پوری واقفیت اور پورے دلائل سے علم نہ ہو۔ مثلاً **نیوگ** کا مسئلہ ہے اسمیں کچھ شک نہیں کہ باوجود خاوند کے زندہ ہونے کے اسکی عورت کا دوسرے سے ہم بستر ہونا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ **بلکہ بارہ تیرہ برس تک جبتک گیارہ بچے** پیدا ہو جائیں انسانی کانشنس اس بیحیائی کو قبول نہیں کرتی اور ہر ایک نیک فطرت اس طریق سے دور بھاگتی ہے۔ اور درحقیقت اس سے زیادہ کوئی بیحیائی نہیں اور کوئی حیا والا آدمی اسکو پسند نہیں کرے گا کہ اپنے جیتے جی اپنی عورت کی یہ حالتیں دیکھے مگر **ہماری جماعت** کو جو تقویٰ کے لیے قائم کی گئی ہے خوب یاد رہے کہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ **ویدکی تعلیم ہے** میری رائے یہی ہے کہ یہ وید کی ہرگز تعلیم نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ کبھی ایک شُرتی یا ایک آیت کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ پس ایسے موقعہ پر ایک گندہ آدمی گندے معنی کر لیتا ہے اور ایک پاک طبع آدمی پاک معنی کرتا ہے بعض آدمی اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنی بعض نفسانی اغراض کے لیے قوم میں بدچلنی پھیلانی چاہتے ہیں پس وہ بہانہ ڈھونڈنے کے لیے کسی ایسی کتاب میں سے جو قوم اُسکو آسمانی سمجھتی ہے کوئی شُرتی یا آیت پیش کر دیتے ہیں اور اسطرح پر نادانوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو چاہیے کہ اس قسم کے طریقوں سے دست کش رہیں کہ یہ طریق احتیاط اور پرہیزگاری کے برخلاف ہیں ایسی مشترک باتیں جو کم و بیش تمام قوموں میں پائی جاتی ہیں اُنکو اعتراض کے طور پر پیش کرنا سراسر جہالت یا تعصب ہے جیسکو آریہ صاحبان دکھلا رہے ہیں مثلاً گلگیوں کرنا یا ضرورت کے وقت طلاق دینا یا اور ایسے امور جنکا اشتراک سب قوموں میں پایا جاتا ہے اُنکو بطور اعتراض پیش کرنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں کہ یہ باتیں ہر ایک قوم میں پائی جاتی ہیں درحقیقت اعتراض کے لائق وہ باتیں ہیں۔

اول یہ کہ ارواح اور اجسام یعنی جیو اور پرکرتی خدا سے نکلے ہوئے نہیں یعنی خدا کی مخلوق نہیں بلکہ خدا کی طرح اپنے وجود کے آپ خدا ہیں

خاتمہ

میں رسالہ نسیم دعوت میں بیان کرچکا ہوں کہ ہر ایک **مذہب** تین طور سے پرکھا جاتا ہے۔

اوّل یہ کہ اُس نے خدا کے بارہ میں کیا لکھا ہے۔ سو افسوس ہے کہ آریہ سماج کے اصول پرمیشر کو تمام موجود چیزوں کا سرچشمہ نہیں ٹھہراتے بلکہ ہر ایک چیز کو پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور خود بخود مانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ نہ تو ان چیزوں کو پرمیشر نے پیدا کیا اور نہ انکی قوتوں کو۔ پس ظاہر ہے کہ آریہ سماج کا پرمیشر درحقیقت پرمیشر نہیں ورنہ چاہیے تھا کہ سب چیزوں کا ابتدا اُسی سے ہوتا یہ کیا ہوا کہ وہ پرمیشر تو کہلاوے اور دوسری چیزیں خود بخود ہوں جو چیز اسکی پیدائش نہیں وہ کیونکر اُسکی ہوگئی اس ناجائز قبضہ کی کوئی آریہ صاحب وجہ تو بتلائے؟ جن چیزوں کو پرمیشر نے پیدا ہی نہیں کیا اُنپر حکومت کرنا محض ظلم ہے پس اگر آریہ سماج والے سناتن دھرم والوں کو مورتی پوجا کا الزام دیتے ہیں تو ان کے اس اعتقاد کی رو سے اُنپر الزام زیادہ ہے کیونکہ بُت پرست اپنے بتوں اور دیوتاؤں کو پرمیشر اور خود بخود نہیں سمجھتے صرف یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اُن کے دیوتاؤں اور اوتاروں کو پرمیشر نے بڑی بڑی طاقتیں دے رکھی ہیں جنکی وجہ سے وہ لوگوں کی مراد پوری کرتے ہیں سو اگرچہ یہ بات غلط ہے بلکہ مرادیں دینے والا صرف ایک ہے یعنی خدا جسکو پرمیشر کہتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں وہی شخص عزت پاتا ہے اور اسکو برکت دیجاتی ہے جو سب کو چھوڑ کر سچے دل سے اپنے خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے ہر ایک وقت اُس پاک پرمیشر سے یہ آواز آتی ہے کہ **جے تو میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو** اور یہی ہم نے آزمایا اور ہم اسکے گواہ ہیں جو شخص اُسکی محبت میں محو ہو جاتا ہے اور اُسکی آتش محبت سے جلکر ایک نیا وجود لیتا ہے پس جب وہ اس آگ میں داخل ہو جاتا ہے تو زمین آسمان کی تمام چیزیں جنکی دوسرے لوگ پرستش کرتے ہیں اسکے چاکر اور خدمتگار ہو جاتی ہیں غرض یہ تو سناتن دھرم والوں کی غلطی ہے کہ اپنی جیسی چیزوں سے مرادیں مانگتے ہیں اور وہ زندہ اور چمکتا ہوا نور جو انکے سامنے ہے اور دور نہیں ہے بلکہ خود تراشیدہ پتھروں کی نسبت بہت نزدیک ہے اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے مگر تاہم وہ مانتے ہیں کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے اسکے بغیر کوئی چیز خود بخود نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی وید کی تعلیم ہوگی جسکو سناتن دھرم والے ابتک بھولے نہیں۔ اور یہی ان رشیوں منیوں کے کرتبوں سے ان شرتیوں کو دیکھنے سے جنھوں نے بنوں میں جاکر بڑی بڑی ریاضتیں کی تھیں یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ وید کی اصل حقیقت نہیں پر کھلی تھی۔ اس لیے وہ آریہ سماجیوں کیطرح جیو اور پرمانو کو انادی اور خود بخود خیال نہیں کرتے تھے بلکہ جیسا کہ انکی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے اُنکا یہی عقیدہ تھا کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے یعنی اُس کے کلمات ہیں۔ یہی مذہب اسلام کا ہے (سویا نے اکومت سو رکھہ آپو اپنا) وہ لوگ آریہ صاحبان کی صرف زبان کی چالاکی پر دھرم کا مدار نہیں رکھتے تھے بلکہ ریاضت سے محنت سے جپ سے تپ سے سچے دل کے ساتھ اپنے پرمیشر کو ڈھونڈتے تھے اور بنوں میں جاکر ریاضت کشی سے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے اور روزوں سے اپنے بدنوں کو خشک کر دیتے تھے اور گوشہ گزینی کی حالت میں اپنے پرمیشر سے دل لگاتے تھے تب وہ نور قدیم جسکا نام مختلف زبانوں میں پرمیشر گاڈ خدا اللہ ہے انپر ظاہر ہوتا تھا وہ ہرگز اسبات کے قائل نہ تھے کہ خدا کا الہام اور وحی وید تک ہی محدود ہے اور آگے ہمیشہ کے لیے انسان پر خدا کے ہمکلام ہونے کے دروازے بند ہو گئے اور قفل لگ گئے بلکہ خدا اُن سے باتیں کرتا تھا اور غیب کی باتیں اُنپر ظاہر ہوتی تھیں۔ سچ تو یہی ہے کہ خدا کو ڈھونڈنے والے جو اسکی راہ میں زاہد رہے ہیں اور اسکے لیے سب کچھ تیاگ دیتے ہیں اگر خدا اُن سے ایسی خشکی اور لاپروائی کرے اور اپنے تئیں اُنپر ظاہر نہ کرے اور چھپا رہے اور آواز تک سُنائی نہ دے تو وہ جیتے ہی مرجائیں اور دنیا میں کوئی بھی اُن جیسا بدنصیب نہ ہو کہ دنیا چھوڑی پرمیشر کے لیے مگر وہ کبھی نہ ملا دونوں جہان ہاتھ سے گئے مگر کیا کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ دوستی میں دوستی ہوں ایک عشق مجازی عشق میں گرفتار ہوتا ہے اور ایک مدت تک درد اور سوزش کے ساتھ دن رات اپنے معشوق کو اندر ہی اندر اپنی طرف کھینچتا ہے پس ناگاہ ایک شعلہ محبت کا بشرطیکہ محبت کسی شہوت پرستی پر مبنی نہ ہو سکے معشوق کے دل پر جو ابھی غافل اور بیخبر رہتا گرتا ہے تب وہ معشوق بھی اسکے درد سے حصہ لیتا ہے گویا اُس عاشق کی دن رات کی دردیں اور آہیں اُس معشوق پر ساحر کا کام کرتی ہیں تب اسکا دل اسکی طرف کھینچا جاتا ہے اور نامعلوم اسباب سے اسکے دل میں یہ بات پڑ جاتی ہے کہ یہ شخص مجھ سے پیار کرتا ہے اور نرا دل میں ہی پڑتا نہیں بلکہ آخر اُسکا گرفتار ہو جاتا ہے اور دل دل سے ملجاتا ہے گویا وہ دونوں ایک ہی ہو جاتے ہیں اور عجیب تر یہ کہ ایک عاشق گو ہزار پردہ میں اپنی محبت چھپاوے ضرور اُسکے معشوق کو اُس محبت کی خبر ہو جاتی ہے اور پھر دنیا بھی جو ہر ایک کے پیچھے جاسوس کیطرح لگی ہوئی ہے سمجھ جاتی ہے کہ ان دونوں کی باہم محبت ہے۔ اور پھر وہ محبت اگر درحقیقت پاک محبت ہے اور کوئی خباثت ناپاک شہوت کی اس کے اندر نہیں اُس مرتبہ تک ان دونوں وجودوں کو پہنچا چاہتی ہے کہ ایک دوسرے کا دل باہم کھینچا جاتا ہے بغیر دیکھنے کے بے آرامی رہتی ہے اور ان کو کچھ اٹکل نہیں آتی کہ یہ کشش کہاں سے اور کیونکر پیدا ہوگئی آخر انکے پاک دل اسقدر ضرور حظ چاہتے ہیں کہ ایکدوسری سے کچھ کلام کیا کریں ایک نظر دیکھ لیں۔ کم سے کم ایک کلام کے لیے اُنکا دل تڑپتا ہے خواہ پیچھے سے مرجائیں۔ سو یہ تو مجازی عشق کا انجام ہے کہ کمال اُسکا باہم کلام ہے۔ پس لعنت ہے ایسے مذہب پر جو کہ پرمیشر کے عاشق کو اسقدر معجزہ دینے کا بھی وعدہ نہیں کرتا کہ وہ اُسکا ہمکلام ہو جائیگا جیسا کہ ایک انسان کا عاشق اپنے معشوق کا ہمکلام ہو جاتا ہے افسوس کہ یہ لوگ تو ایسا عقیدہ ہی نہیں رکھتے۔ مگر ہم قبول نہیں کر سکتے کہ وید انسانوں کو اس مرتبہ ہمکلامی سے محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطیاں ہیں جو وید کا قصور نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مذہب وہی مذہب ہے جو خدا کو ملا وے اور ہمکلامی کا مزہ چکھا وے ورنہ ایک گوہ میں ہاتھ ڈالنا ہے جس میں بجز پلیدی کے اور کچھ نہیں۔

دوسرا طریق مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ سچا مذہب جیسا کہ خدا سے پیوند کراتا ہے ایسا ہی قوم میں پاکیزگی پھیلاتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آریہ سماج خدا سے پیوند نہیں کراتا بلکہ اُس پیدائشی پیوند کا بھی انکار کرتا ہے کہ جو بوجہ مخلوق ہونے کے ہر ایک روح کا اپنے پرمیشر سے ہو

اور پاکیزگی کا نمونہ نیوگ کی تعلیم سے ظاہر ہے۔
شاباش اے سناتن دھرم کہ تونے نہ تو ہر ایک ذرّہ اور ہر ایک جیو کو اپنے وجود کا انہیں کو پرمیشر سمجھا اور نہ تونے نیوگ کے گندہ کو اپنے اعتقاد میں داخل کیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تو اسقدر اور آگے قدم بڑھاوے جو خدا رسیدہ جوگیوں کی طرح ہو جائے جو پرمیشر کی محبت سے پُر ہوتے ہیں اور ایسا اُس سے نزدیک ہو جائے کہ مورتی پوجا کو بھی اپنے دامن سے پھینکدے تو پھر آریوں کے مقابل پر تیری ہر میدان میں فتح ہے وہ ایک راہ سے تیرے مقابل پر آئیں گے اور ساتوں راہ سے بھاگیں گے اور یہ نئی بات نہیں قدیم سے جوگیوں کا جو محبت کی آگ میں جلجاتے ہیں یہی مذہب ہے کہ بجز پرمیشر اور سب ہیچ ہے۔

تیسرا طریق سچے مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ وہ کہاں تک دنیا کے گندہ سے چھڑاتا اور خدا تک پہونچاتا اور اُس پاکذات کو دکھلاتا ہے سو آریہ مذہب اس مرتبہ سے بکلی محروم ہے اس لیے ان کے حصہ میں بجز گالیوں اور بدزبانیوں اور توہین کے اور کچھ نہیں اور خود ان کا اصول پرمیشر کی نسبت پاک اور نہ قومی پاکیزگی کی نسبت بہتر ہے نہ ان میں ان برکات کا کچھ حصہ ہے جو خدا رسیدہ لوگوں کو ملتی ہیں پس مناسب ہے کہ قادیان کے سناتن دھرم کے لوگ آریہ سماج کے ان دو اصولوں کے رد اور کھنڈن کے لیے جو وہ لوگ پرمیشر کی کم طاقتی اور نیوگ کی نسبت رکھتے ہیں کوئی جلسہ کرنا چاہتے ہیں میرے نزدیک مناسب ہے کہ دوسرے شہروں کے سناتن دھرم کے لوگ اُنکی مدد کریں اور اگر ہم نے موجودہ حالات کے لحاظ سے مناسب سمجھا تو ہم بھی اُنکی مدد سے حصہ لیں گے۔ والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

ابرِ رحمت

ہم کئی بار اس نایاب اور عجیب و غریب کتاب کا اشتہار دیا ہے بہذا اب دوبارہ دریافت کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ زبانی اور تحریری درخواستیں تو کئی سو آگئیں لیکن قیمتی درخواستیں ابھی تک پندرہ سولہ آئی ہیں پس جبتک پچیس تیس کی درخواست چارسو نہ آئیں تب تک اس کتاب کی چھپائی دشوار ہے۔ سراج الحق نعمانی

خطبۂ عید اضحیٰ

سورۂ کوثر پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

عید اضحیٰ دارالامان میں ۱۱ مارچ ۱۹۰۳ء بروز بدھ ہوئی۔ اس سے پہلی رات کو اور اسدن خوب بارش قادیان دارالامان میں ہوئی راستے خراب ہوگئے اسلیے نماز عید دو جگہ ادا ہوئی۔ مسجد اقصیٰ میں بھی اور مسجد مبارک میں بھی۔ مسجد اقصیٰ میں حسب معمول سابق نماز عید حضرت حکیم الامۃ نے پڑھائی۔ اور بعد نماز سورۂ کوثر پر خطبہ پڑھا جسے ہم ناظرین کے فائدہ کے لیے درج کرتے ہیں بحولہ و قوتہ تعالیٰ۔

(ایڈیٹر)

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ ۔ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

یہ ایک سورۃ شریف ہے بہت ہی مختصر۔ لفظ اتنے کم کہ سننے والے کو کوئی ملال طوالت کا نہیں۔ یہانتک کہ ایک چھوٹا سا بچہ بھی ایک دن میں اسے یاد کرلے۔ مگر ان کے مطالب اور معانی کو دیکھو تو حیرت انگیز۔ انکو بیان کرنے سے پہلے میں ایک ضروری بات سنانی چاہتا ہوں۔

واعظوں اور سامعین کی اقسام۔ اور وہ یہ ہے کہ جہانتک میں غور کرتا ہوں واعظوں اور سننے والوں کی دو قسم پاتا ہوں۔ ایک وہ واعظ ہیں جو دنیا کے لیے وعظ کرتے ہیں۔ دنیا کا وعظ کرنے والے بھی پھر دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اپنے وعظ سے اپنی ذات کا فائدہ چاہتے ہیں یعنی کچھ روپیہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جنکی یہ غرض تو نہیں ہوتی کہ خود کوئی روپیہ حاصل کریں مگر یہ مطلب ضرور ہوتا ہے کہ سننے والوں کو ایسے طریقے اور اسباب بتائیں جس سے وہ روپیہ کما سکیں مادی ترقی کرنے والے بنیں۔ دنیا کے لیے وعظ کرنے والوں میں اس قسم کے واعظوں کی اغراض ہمیشہ مختلف ہوتی ہیں کوئی تو جوشوں کو جوش دلاتا ان میں مستعدی اور ہوشیاری پیدا کرنے کے لیے تحریک کرتا ہے کہ وہ دشمن کے مقابلہ کے لیے چست و چالاک ہو جائیں کوئی امور خانہ داری کے متعلق۔ کوئی تجارت اور حرفہ کے لیے۔ مختصر یہ کہ انکی غرض انتظامی امور یا عام اصلاح ہوتی ہے جو دوسرے الفاظ میں سیاسی یا پولیٹکل تمدنی یا سوشل اصلاح ہے۔

اور وہ لوگ جو دین کے لیے وعظ کرنے کو کھڑے ہوتے ہیں انکی بھی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں ایک وہ جو محض اس لیے کھڑے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں اور امر بالمعروف کا جو فرض انکو ملا ہے اسکو ادا کریں بنی نوع انسان کی بھلائی کا جو حکم ہے اسکی تعمیل کریں اور اپنے آپ کو اس خیر امۃ میں داخل ہونیکی فکر ہوتی ہے جس کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الآیہ تم بہترین اُمۃ ہو جو لوگوں کے لیے مبعوث ہوئے ہو امر بالمعروف کرتے رہو اور نہی عن المنکر۔

اور ایک وہ ہوتے ہیں جنکی غرض دنیا کمانا بھی نہیں ہوتی مگر یہ غرض بھی نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف حاضرین کو خوش کرنا چاہتے ہیں یا انکی واہ واہ کی خواہش ہے کہ کیسا خوش تقریر یا مؤثر وعظ ہے۔

دینی واعظوں میں سے پہلی قسم کے واعظ بھی فتوحات ہی کا ارادہ کرتے ہیں مگر ملکی فتوحات سے انکی فتوحات نرالی ہوتی ہیں انکی فتوحات یہ ہوتی ہیں کہ برائیوں پر فتح حاصل کریں نیکی کی حکومت کو وسیع کریں۔

جیسی واعظوں کی دو قسم ہیں ایسی ہی سننے والوں کی بھی دو حالتیں ہیں۔ ایک وہ جو محض اللہ کیلیے سنتے ہیں کہ اسکو سنکر اپنی اصلاح کریں اور دوسرے جو اس لحاظ سے سنتے ہیں کہ واعظ انکا دوست ہے یا کوئی ایسا ہی تعلق رکھتا ہے۔ یعنی واعظ کی خاطرداری سے۔ اب تم دیکھلو کہ تمہارا وعظ کیسا ہے اور تم سننے والے کیسے؟ تمہارا دل تمہارے سامنے ہے اسکا فیصلہ تم کرلو جس نیت اور غرض سے میں کھڑا ہوا ہوں وہ میں خوب جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ درد دل کے ساتھ خدا ہی کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک تقسیم فرمائی ہے کہ واعظ یا مامور ہوتا ہے یا امیر یا متکبر امیر وہ ہوتا ہے جسکو براہ راست اس کام کے لیے مقرر کیا جاوے اور مامور وہ ہوتا ہے جسکو امیر کہے کہ تم لوگوں کو وعظ سنا دو اور متکبر وہ

جو محض ذاتی بڑائی اور نمود کے لیے کھڑا ہوتا ہو پس یہ اقسام واعظوں کی ہیں۔

اب میں پھر تمہیں کہتا ہوں کہ اس بات پر غور کرو کہ تمہیں وعظ کہنے والا کیسا ہے؟ اور تم کیسا دل لیکر بیٹھے ہو۔؟ میرا دل اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ناظر ہے جو بات میری سمجھ میں مضبوط آئی ہے اُسے سنانا چاہتا ہوں اور خدا کے لیے پھر مجھے حکم ہوا ہے کہ تم مسجد میں جاکر نماز پڑھا دو اس حکم کی تعمیل کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور سُناتا ہوں۔

میں دنیا پرست واعظوں کا دشمن ہوں کیونکہ اُنکی اغراض محدود ان کے حوصلے چھوٹے خیالات پست ہوتے ہیں جس واعظ کی اغراض دینی ہوں وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ دینوی وعظ سب اس کے اندر آجاتے ہیں کیونکہ وہ ایک امر بالمعروف کرتا ہے ہر بھلی بات کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ہر بری بات سے روکنے والا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کو اللہ تعالےٰ نے مھیمن فرمایا یہ جامع کتاب ہے جس میں جیسے ایک ملٹری (فوجی) واعظ کو فتوحات کے طریقوں اور قواعد جنگ کی ہدایت ہے ویسے ہی نظام مملکت اور سیاست مدن کے اصول اعلیٰ درجہ کے بتائے گئے ہیں۔ غرض ہر رنگ اور ہر طرز کی اصلاح اور بہتری کے اصول یہ بتاتا ہے۔

پس میں قرآن کریم جیسی کتاب کا واعظ ہوں جو تمام خوبیوں کی جامع کتاب ہے اور جو سکھ اور تمام کامیابی کی راہوں کی بیان کرنیوالی ہے اور اسی کتاب میں سے یہ چھوٹی سی سورۃ میں نے پڑھی ہے۔

قرآن کا طرز بیان ہم اور میں

میں اس سورۃ کے مطالب بیان کرنے سے پہلے یہ بات بھی تمہارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن شریف کا طرز بیان دو طرح پر واقع ہوا ہے + بعض جگہ تو اللہ تعالےٰ ایک فعل کو واحد متکلم یعنی میں کے لفظ کے ساتھ بیان فرماتا ہے اور بعض جگہ جمع متکلم یعنی ہم کے ساتھ + ان دونوں الفاظ کے بیان کا یہ سر ہے کہ جہاں میں کا لفظ ہوتا ہے وہاں کسی دوسرے کا تعلق ضروری نہیں ہوتا لیکن جہاں ہم ہوتا ہے وہاں اللہ تعالےٰ کی ذات اُسکے فرشتے اور مخلوق بھی اس کام میں لگی ہوئی ہوتی ہے + پس اس بات کو یاد رکھو۔ یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

انا اعطینٰک الکوثر +

بے ریب ہم نے تجھکو دیا ہے الکوثر ہر ایک چیز میں بہت کچھ۔

یہاں اللہ تعالےٰ نے ہم کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا کام ہے جیسے اسمیں آپ فضل کیا ہے فرشتوں اور مخلوق کو بھی لگایا ہے۔

بہت کچھ کے معنی مختلف حالتوں میں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے بہت کچھ عطا فرمایا ہے اب غور طلب امر یہ ہے کہ اس بہت کچھ کی کیا مقدار ہے۔؟ تم میں سے بہت سے لوگ شہروں کے رہنے والے ہیں جنہوں نے امیروں کو دیکھا ہے بہت سے دیہات کے رہنے والے ہیں جنہوں نے غریبوں کو دیکھا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے محض اپنے فضل سے ایسا موقع دیا ہے کہ میں نے غریبوں امیروں کے علاوہ بادشاہوں کو بھی دیکھا ہے اور ان تینوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ انکی ہر چیز میں ہر بات میں علی قدر مراتب امتیاز ہوتا ہے۔ مثلاً ایک کسی غریب کے گھر جاکر سوال کرے تو وہ پھلی ایک روٹی کا ٹکڑا دیدیتا ہے۔ اسکی طاقت اتنی ہی ہے + لیکن جب ایک امیر کے گھر جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اسکو کچھ دیدو۔ تو اسکو کچھ سے مراد تین چار روٹیاں ہوتی ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ جب بادشاہ کہتا ہے کہ کچھ دیدو تو اسکے کچھ سے مراد دس بیس ہزار روپیہ ہوتا ہے۔ اس سے عجیب بات پیدا ہوتی ہے جس قدر کسی کا حوصلہ ہوتا ہے اسی کے موافق اسکی عطا ہوتی ہے۔ اب اسپر قیاس کرلو یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہمنے بہت کچھ دیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کی کبریائی اسکی عظمت و جبروت پر نگاہ کرو۔ اور پھر اسکے عطیہ کا تصور کرو دیکھو ایک چھوٹی سی شمع سورج اسنے بنایا ہے اسکی روشنی کیسی عالمگیر ہے ایک چھوٹی سی لالٹین چاند ہے اسکی روشنی کو دیکھو کسقدر ہے۔ کنوؤں سے پانی نکالنے میں کسقدر جد و جہد کرنی پڑتی ہے مگر اللہ تعالےٰ کی عطا پر دیکھو کہ جب وہ بارش برساتا ہے تو پھر کسقدر دیتا ہے۔

غرض یہ سیدھی سادھی بات ہے اور ایک مضبوط اصل ہے جسقدر کسی کا حوصلہ ہو اسی قدر وہ دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لحاظ سے اب اس لفظ کے معنی پر غور کرو کہ ہم نے بہت کچھ دیا ہے خدا کا بہت کچھ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ اور پھر اسکا اندازہ بھی کون کر سکے یہ احمقانہ حرکت ہوگی اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے اس وقت کوئی کوشش کرے کہ وہ پانی کے ان قطرات کو شمار کرنے لگے جو آسمان سے برس رہے ہیں (ایڈیٹر۔ جسوقت آپ یہ خطبہ پڑھ رہے تھے آسمان سے نزول باران رحمت ہو رہا تھا) ہاں یہ بیشک انسانی طاقت کے اندر ہرگز نہیں ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے اسکو سمجھ سکے چونکہ مجھے اللہ کے محض فضل سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور آپ کی عظمت کا علم بھی مجھے دیا گیا ہے اسلیے میں اندازہ تو ان عطیات کا نہیں کر سکتا لیکن انکو یوں سمجھ سکتا ہوں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے کہ باپ انتقال کر گیا اور چلنے ہی لگے تھے کہ ماں کا انتقال ہوا۔ کوئی حقیقی بھائی آپ کا تھا ہی نہیں چنانچہ اسی کے متعلق فرمایا

الم یجدک یتیماً +

ہم نے تجھے یتیم پایا تھا +

اس یتیم کو جیسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے ہم نے بہت کچھ دیدیا خاتم الانبیاء - خاتم الرسل سارے علوم کا مالک ساری سلطنتوں کا بادشاہ بنا دیا۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ کبھی جو بے انتہا روپیہ مالیہ کا آیا ہے تو مسجد ہی میں خرچ کر دیا۔

غرض غور کرو کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم نے بہت کچھ دیا۔ کس قدر خیر کثیر ہے کچھ دیکھا بھی ہے۔ آپ کا دامن نبوت دیکھو تو وہ قیامت تک وسیع ہے کہ اب کوئی نبی نیا ہو یا پرانا آ ہی نہیں سکتا کسی دوسرے نبی کو اسقدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمانہ کے ہوئی اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ

انی رسول اللہ الیکم جمیعا

میں فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں یہ کوثر بلحاظ مکان کے عطا ہوئی۔ کوئی آدمی نہیں جو یہ کہدے کہ مجھے احکام الٰہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں کوئی صوفی کوئی بالغ مرد بالغہ عورت کوئی ہو اس سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتے۔ اب کوئی وہ خضر نہیں ہوسکتا جو لن تستطیع معی صبرا بول کہے یہ وہ موسیٰ ہے جس سے کوئی الگ نہیں ہوسکتا۔ کوئی آدمی مقرب نہیں ہوسکتا۔ جبتک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے۔

تعلیم اور کتاب میں وہ کاملیت اور جامعیت اور کثرت عطا فرمائی کہ فیہا کتب قیمۃ

کل دنیا کی مقصود کتاب ہیں اور ساری صداقتیں اور سچائیاں اس میں موجود ہیں۔

ترقی مدارج میں وہ کوثر کہ جبکہ یہ سچی بات ہے الدال علی الخیر کفاعلہ پھر دنیا بھر کے نیک اعمال پر نگاہ کرو۔ جب کہ انکے دال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ان کے جزائے نیک آپ کے اعمال میں شامل ہو کر کیسی ترقی مدارج کا موجب ہو رہی ہے۔

اعمال میں دیکھو۔ اتباع۔ فتوحات۔ عادات۔ علوم۔ اخلاق۔ میں کس کس قسم کی کوثریں عطا فرمائی ہیں۔ آدمی وہ بخشے جنکے نام لیکر عقل حیران ہوتی ہے ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگ عیاسیوں اور مرزائیوں جیسے کیا انتخاب سے ایسے آدمی مل سکتے ہیں کہ جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانی گرانے کا حکم دیں خون گرانے کے لیے طیار ہو جائیں جگہ وہ بخشی کہ ایران توران قیصر شام۔ ہند تمہارا ہی ہے وہ ہیبت اور جبروت آپکو عطا فرمائی کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی طرف کا ارادہ کرتے تو ایک مہینہ کی دور راہ کے بادشاہوں کے دل کانپ جاتے اللہ جب دیتا ہے تو اسطرح دیتا ہے۔

یہ بڑا لمبا مضمون ہے جو اس تھوڑے وقت میں بیان نہیں ہو سکتا۔ مختلف شاخوں اور شعبوں میں جو کوثر آپکو عطا ہوئی ایک مستقل کتاب اسپر لکھی جا سکتی ہے۔

باطنی دولت کا یہ حال ہے کہ تیرہ سو برس کی تو میں جانتا نہیں اپنی بات بتاتا ہوں جس قدر مذاہب ہیں میں نے انکو ٹٹولا ہے انکو پرکھ پرکھ کر دیکھا ہے۔ قرآن کریم کے تین تین لفظوں سے میں انکو رد کرنیکی طاقت رکھتا ہوں۔ کوئی باطل مذہب اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

میں نے تجربہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اور طرز انسان کے پاس ہو تو باطل مذاہب خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی وہ ٹھہر نہیں سکتا۔

پھر استحکام و حفاظت مذہب کے لیے دیکھو جس قدر مذہب دنیا میں موجود ہیں یعنی جو اللہ تعالیٰ کیطرف سے آئے ہیں انکی حفاظت کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ٹھہرایا ہے مگر قرآن کریم کی تعلیم کے لیے فرمایا انا لہ لحافظون یہ کیا کوثر ہے!!!

اللہ تعالیٰ خود اس دین کی نصرت اور تائید اور حفاظت فرماتا اور اپنے مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ میں ایک نمونہ ہوتے ہیں انکو دیکھکر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک انسان کیونکر خدا تعالیٰ کو اپنا بنا لیتا ہے۔ ہر صدی کے سر پر وہ ایک مجدد آتا ہے جو ایک خاص جماعت قائم کرتا ہے میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر ۲۵ - ۵۰ اور سو برس پر آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کوثر ہوگا؟

پھر سارے مذہب میں دعا کو مانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ جب بندہ اپنے مولیٰ سے کچھ مانگتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے۔ گو مانگنے کے مختلف طریق ہیں مگر مشترک طور پر سب مانتے ہیں کہ جو مانگتا ہے وہ پاتا ہے اس اصل کو لیکر میں نے غور کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پہلو سے بھی کیا کچھ ملا ہے۔ ۱۳ سو برس سے برابر امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے اللھم صل علی محمد و علیٰ ال محمد کہکر دعائیں کر رہی ہے۔ اور پھر اللہ اور اللہ کے فرشتے بھی اس درود شریف کے پڑھنے میں شریک ہیں اور ہر وقت یہ دعا ہو رہی ہے کیونکہ دنیا پر کسی نہ کسی نماز کا وقت موجود رہتا ہے اور علاوہ نماز کے پڑھنے والے بھی بے انتہا ہیں۔ اب سوچو کہ اس ۱۳ سو برس کے اندر کسقدر روحوں نے کس سوز اور تڑپ کے ساتھ اپنے محبوب و آقا کی کامیابیوں اور آپ کے مدارج عالیہ کی ترقی کے لیے اللھم صل علی محمد کہکر دعائیں مانگی ہونگی پھر ان دعاؤں کے ثمرہ میں جو کچھ آپکو ملا کیا اس کی کوئی حد ہو سکتی ہے؟

اگر دعا کوئی چیز ہے؟ اور ضرور ہے تو پھر اس پہلو سے آپ کے مدارج اور مراتب کی نظیر پیش کرو۔ کیا دنیا میں کوئی قوم اور امت ایسی ہے جسنے اپنے نبی اور رسول کے لیے یہ التزام دعا کا کیا ہو؟ کوئی بھی نہیں۔ کوئی عیسائی مسیح کے لیے یہودی موسیٰ کے لیے سناتنی شنکراچارج کے لیے دعائیں مانگنے والا نہیں ہے۔

اس دنیا کے مدارج کو تو ان امور پر قیاس کرو اور آگے جو کچھ آپ کو ملا ہے وہ وہاں چلکر معلوم ہو جاوے گا۔ مگر اسکا اندازہ بھی بہت کچھ سے ہو سکتا ہے۔ کہ برزخ میں حشر میں صراط پر بہشت میں غرض کوثر ہی کوثر ہوگا۔

اس عاجز انسان اور اسکی ہستی کو دیکھو کہ کیسی ضعیف اور ناتوان ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ اسکے بنانے پر آتا ہے تو اس عاجز انسان کو اپنا بناکر دکھا دیتا ہے اور ایک اجڑی بستی کو آباد کرتا ہے کیا تعجب انگیز نظارہ ہے بڑے بڑے شہروں اور بڑے اکثر باز مدبروں کو محروم کر دیتا ہے حالانکہ وہاں ہر قسم کی ترقی کے اسباب موجود ہوتے ہیں اور علم و واقفیت کے ذرائع وسیع مثلاً اس وقت دیکھو کہ کسی بستی کو اس نے برگزیدہ کیا؟ جہاں نہ ترقی کے اسباب نہ معلومات کی توسیع کے وسائل نہ علمی چرچے نہ مذہبی تذکرے نہ کوئی دارالعلوم نہ کوئی کتب خانہ! صرف خدائی ہاتھ ہے جس نے اپنے بندہ کی خود تربیت کی اور عظیم الشان نشان دکھایا غور کرو کہ کسطرح اللہ تعالیٰ ثابت کرتا ہے کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا فرمایا۔ لیکن غافل انسان نہیں سوچتا۔ افسوس تو یہ ہے کہ جیسے اور لوگوں نے غفلت کی ویسی ہی غفلت کا شکار مسلمان ہوئے آہ اگر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عالی مدارج پر خیال کرتے اور خود بھی اسکے حصہ لینے کے آرزومند ہوتے تو اللہ تعالیٰ انکو بھی کوثر عطا فرماتا۔

میں دیکھتا ہوں کہ جھوٹ بولنے میں دلیر فریب و دغا میں بیباک ہو رہے ہیں نماز و نیز سستی قرآن کے سمجھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیا جاتا ہے اور سب سے بدتر سستی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال چلن کی خبر نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ عیسائی اور آریہ آپکے چال چلن کو تلاش کرتے ہیں اگرچہ اعتراض کرنیکے لیے مگر کرتے تو ہیں مسلمانوں میں اسقدر سستی ہے کہ وہ کبھی دیکھتے ہی نہیں۔ اسوقت جتنے یہاں موجود ہیں انکو اگر پوچھا جاوے تو شاید ایک بھی ایسا نہ ملے جو یہ بتا سکے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معاشرت کیسی تھی آپ کا سونا کیسا تہا جاگنا کیسا۔ مصائب اور مشکلات میں کیسی استقلال اور علو ہمتی سے کام لیا۔ اور رزم میں کیسی شجاعت اور ہمت دکھائی۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں جو تفصیل کے ساتھ آپ کے واقعات زندگی پر اطلاع رکھتا ہو۔ باقی آئندہ

بقایا دار

بہت جلد اپنے حساب بیباق کریں۔ مینجر

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر بفضلہ تعالیٰ شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

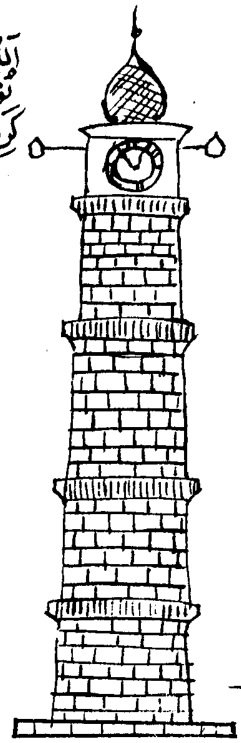

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۱۱ | ۲۳- ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴- مارچ سنہ ۱۹۰۳ء | جلد ۷

کلمات طیبات

حضرۃ اقدس امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

ہر ایک کام کے لیے زمانہ ہوتا ہے اور سعید اُس کا انتظار کرتے ہیں۔ جو انتظار نہیں کرتا اور چشم زدن میں چاہتا ہے کہ اسکا نتیجہ نکل آوے وہ جلد باز ہوتا ہے اور بامراد نہیں ہو سکتا۔ میرے نزدیک یہ بھی ممکن ہے اور ہوتا ہے کہ دعا کے زمانہ میں ابتلا کے طور پر اور بھی ابتلا آجاتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے آئے تو ان کو پہلے مصر میں فرعون نے یہ کام دیا ہوا تھا کہ وہ آدھے دن اینٹیں پاتھا کریں اور آدھے دن اپنا کام کیا کریں لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکو نجات دلانے کی کوشش کی تو پھر شریروں کی شرارت سے بنی اسرائیل کا کام بڑھا دیا گیا اور انھیں حکم ملا کہ آدھے دن تم اینٹیں پاتھا کرو اور آدھے دن گھاس لایا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب یہ حکم ملا اور اُنھوں نے بنی اسرائیل کو سنایا تو وہ بڑے ناراض ہوئے۔ اور کہا کہ موسیٰ! خدا تمکو وہ دُکھ دے جو ہمکو ملا ہے اور بھی اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو بددعائیں دیں مگر موسیٰ علیہ السلام نے انکو یہی کہا کہ تم صبر کرو۔ توراۃ میں یہ سارا قصہ لکھا ہے کہ جوں جوں موسیٰ علیہ السلام اُنھیں تسلی دیتے تھے وہ اور بھی افروختہ ہوتے تھے آخر یہ ہوا کہ مصر سے بھاگ نکلنے کی تجویز کی گئی اور مصر والوں کے کپڑے اور برتن وغیرہ جو لیے تھے وہ ساتھ ہی لے آئے جب حضرۃ موسیٰؑ قوم کو لیکر نکل آئے تو فرعون نے اپنے لشکر کو لے کر انکا تعاقب کیا + بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ فرعون کا لشکر ان کے قریب ہے تو وہ بڑے ہی مضطرب ہوئے چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اُسوقت وہ چلائے اور کہا

إِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝

اے موسیٰ ہم تو پکڑے گئے مگر موسیٰ ؑ نے جو نبوۃ کی آنکھ سے انجام کو دیکھتے تھے اُنھیں یہی جواب دیا

كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝

ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے۔ توراۃ میں لکھا ہے کہ اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ کیا مصر میں ہمارے لیے قبریں نہ تھیں۔ اور یہ اضطراب اسوجہ سے پیدا ہوا کہ پیچھے فرعون کا لشکر اور آگے دریائے نیل تھا وہ دیکھتے تھے کہ نہ پیچھے جاکر بچ سکتے ہیں اور نہ آگے جاکر مگر اللہ تعالیٰ قادر و مقتدر خدا ہے دریائے نیل میں سے اُنھیں راستہ ملگیا اور سارے بنی اسرائیل آرام کے ساتھ پار ہو گئے۔ مگر فرعونیوں کا لشکر غرق ہو گیا۔ سید احمد خاں صاحب اسموقعہ پر لکھتے ہیں کہ یہ جوار بھاٹا تھا مگر ہم کہتے ہیں کچھ ہو اسمیں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ یہ عظیم الشان معجزہ تھا جو ایسے وقت پر اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے راہ پیدا کر دی۔ اور یہی متقی کے ساتھ ہوتا ہے کہ ہر ضیق سے اُسے نجات اور راہ ملتی ہے یجعل لہ مخرجا۔

غرض ایسا ہوتا ہے کہ دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلا پر ابتلا آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلا بھی آجاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں مگر مستقل مزاج سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اسکے بعد نصرت آتی ہے + ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سِر یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لیے جوش بڑھتا ہے کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اسی قدر روح میں گدازش ہوتی جائے گی اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں + پس کبھی گھبرانا نہیں

چاہیے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہیے یہ کبھی بھی خیال کرنا نہیں چاہیے کہ **میری دعا قبول نہ ہوگی یا نہیں ہوتی**۔ ایسا وہم اللہ تعالےٰ کی اس صفت سے انکار ہو جاتا ہے کہ وہ دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان ایک امر کے لیے دعا کرتا ہے مگر وہ دعا اس کی اپنی ناواقفی اور نادانی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یعنی ایسا امر خدا سے چاہتا ہے جو اس کے لیے کسی صورت سے مفید اور نافع نہیں ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی دعا کو تو رد نہیں کرتا۔ لیکن کسی اور صورت میں پورا کر دیتا ہے مثلاً ایک زمیندار جسکو ہل چلانے کے لیے بیل کی ضرورت ہے وہ بادشاہ سے جا کر ایک اونٹ کا سوال کرے اور بادشاہ جانتا ہے کہ اسکو درحقیقت بیل دینا مفید ہوگا اور وہ حکم دیدے کہ اسکو ایک بیل دیدو وہ زمیندار اپنی بیوقوفی سے یہ کہدے کہ میری درخواست منظور نہیں ہوئی تو یہ اسکی حماقت اور نادانی ہے لیکن اگر وہ غور کرے تو اس کے لیے یہی بہتر تھا۔ اسطرح پر اگر ایک بچہ آگ کے سرخ انگارے کو دیکھکر ماں سے مانگے تو کیا مہربان اور شفیق ماں یہ پسند کریگی کہ اسکو آگ کے انگارے دیدے؟ غرض بعض اوقات دعا کی قبولیت کے متعلق ایسے امور بھی پیش آتے ہیں۔ جو لوگ بے صبری اور بدظنی سے کام لیتے ہیں وہ اپنی دعا کو رد کرا لیتے ہیں

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسکی قبولیت کے زمانہ میں اور بھی درازی ہو جاتی ہے بنی اسرائیل اسی وجہ سے چالیس برس تک ارض مقدس میں داخل ہونے سے محروم ہو گئے کہ ذرا ذرا سی بات پر شوخیوں سے کام لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ جسطرح بنی اسرائیل سے غلامی کے دنوں میں وعدے کیے گئے تھے اسی طرح پر اس اُمت کے لیے بھی ایک مماثلت ہے ان پر بھی ایک غلامی کا زمانہ آنے والا تھا اور اب وہی حالت غلامی کی ہے کیونکہ ہر پہلو اور ہر رنگ میں مسلمانوں کی حالت تنزل میں ہے + اسی مماثلت کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کی تبلیغ کا زمانہ چالیس سال تک رکھا ہے جسطرح پر موسیٰ عم نے وہ زمین نہ پائی بلکہ یشوع بن نون لے گیا اسی طرح پر قبولیت کی ارض مقدس ان مولویوں کے نصیب معلوم نہیں ہوتی جو آخر دن

مخالفت اور شرارت میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ انکو کیا کہا گیا تھا کیا تعلیم ملی تھی اور اب انھوں نے اسپر کس حد تک عمل کیا ہے۔

مجھے بڑی ہی حیرت اور بڑا ہی تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان کہلاتے ہیں یہ قرآن شریف کو پڑھتے ہیں یہ احادیث کے درس دیتے اور مسلمانوں کے لیڈر اور سرگروہ بنتے ہیں دین کے اصول سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے مدعی ہیں مگر میرے معاملہ میں ان ساری باتوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور کچھ پروا نہیں کرتے کہ قرآن شریف کے نصوص کی بنا پر میرے دعوے کو سوچیں اور میری نسبت کوئی رائے دیتے ہوئے اس بات کا لحاظ رکھیں کہ ہم جو کہتے ہیں خدا تعالےٰ کے خوف سے کہتے ہیں یا اپنے نفسانی اغراض اور جوشوں کو درمیان رکھکر کہتے ہیں اگر خدا ترسی اور تقویٰ سے کام لیتے تو **لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ** پر عمل کرتے۔ اور جبتک میری کتابوں کو پورے طور پر نہ پڑھ لیتے اور میرے پاس رہ کر میرے طرز عمل کو نہ دیکھ لیتے کوئی رائے نہ دیتے مگر انھوں نے قبل از مرگ واویلا شروع کر دیا اور خدا تعالےٰ کے کلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کی کچھ بھی پروا نہ کی ان سب کو پس پشت ڈالدیا۔ کم از کم تقویٰ کا طریق تو یہ تھا کہ وہ میرے دعوے کو سنکر فکر کرتے اور جھٹ پٹ انکار نہ کر دیتے کیونکہ میں نے انکو یہ کہا تھا کہ **خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔ خدا نے مجھے بھیجا ہے** وہ دیکھتے ہیں کہ کیا جس شخص نے اپنا آنا خدا کے حکم سے بتایا ہے وہ خدا کی نصرتیں اور تائیدیں بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے یا نہیں مگر انھوں نے نشان پر نشان دیکھے اور کہا کہ جھوٹے ہیں انھوں نے نصرت پر نصرت اور تائید پر تائید دیکھی لیکن کہدیا کہ سحر ہے۔

میں ان لوگوں سے کیا اُمید رکھوں جو خدا تعالےٰ کے کلام کی بے حرمتی کرتے ہیں خدا کے کلام کے ادب کا تقاضا تو یہ تھا کہ اسکا نام سنتے ہی ہتھیار ڈالدیتے۔ مگر یہ اور بھی شرارت میں بڑھتے اب خود دیکھ لیں گے کہ انجام کس کے ہاتھ ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ میرے بلانے کے دراصل یہی لوگ محرک ہوئے ہیں اور میری **بعثت** کے اسباب میں سے یہ بڑا سبب ہیں۔ کیونکہ جسقدر لوگ نصرانی اور بیدین ہوئے ہیں وہ دراصل مولویوں کا قصور ہے۔ جب کسی نے ان سے سوال کیا اور کوئی بات ان سے پوچھی تو انھوں نے جھٹ پٹ یہی فتویٰ دیدیا کہ یہ واجب القتل ہے۔ کافر ہو گیا بیدین ہو گیا اسکو مار ڈالو۔ اعتراض کرنے والوں نے جب یہ حالت دیکھی تو انھوں نے یہی سمجھا کہ اسلام کے عقائد فی الحقیقت ایسے ہی کمزور اور بودے ہیں کہ وہ معقولیت کے آگے نہیں ٹھہر سکتے + پس انھوں نے یہی بہتر سمجھا کہ ایسے دین کو چھوڑ دیں۔ ہزاروں ہزار لوگ پائے جاتے ہیں جن کے مرتد ہونیکی وجہ یہی مولوی ہو گئے ہیں

یہ بات کہ وہ سوال کیوں کرتے ہیں بڑی سہل ہے یہ لوگ تیرہ سو برس کے بعد چونکہ پیدا ہوئے ہیں اسقدر بُعد زمانہ کی وجہ سے گویا یہ تاریکی کا زمانہ کہنا چاہیے اسلیے انکو حق حاصل ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے پوچھیں۔ لیکن سوال کرنے پر انھوں نے جو اخلاق ان مولویوں کے دیکھے انھوں نے ان کو گمراہ کر دیا + چاہیے تو یہ تھا کہ انکو معذور اور واجب الرحم سمجھکر نرمی سے پیش آتے اور انکو سمجھاتے۔ مگر اُلٹا انھوں نے انکو اسلام سے بیزار کر دیا۔ ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کی تعلیم کی خوبیاں ظاہر کروں اور پھر ان خوبیوں کا عملی ثبوت اور اسکی تاثیروں کو دکھاؤں پس اسوقت ہمارے دو کام ہیں اول یہ کہ ان نشانوں کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ دکھا رہا ہے یہ ثابت کیا جاوے کہ **مجیب** اور **ناطق خدا** ہمارا ہی ہے جو ہماری دعاؤں کو سنتا اور ان کے جواب دیتا ہے اور دوسرے مذاہب کے لوگ جو خدا پیش کرتے ہیں وہ **لَا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا** کا مصداق ہو رہا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بوجہ ان کے کفر اور بیدینی کے انکی دعائیں **مَا دُعَاءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ** کی مصداق ہو گئی ہیں ورنہ اللہ تعالےٰ تو سب کا ایک ہی ہے مگر ان لوگوں نے اسکی صفات کو سمجھا ہی نہیں ہے۔

پس یاد رکھو کہ ہمارا خدا ناطق خدا ہے وہ ہماری دعائیں سنتا ہے۔

ہماری جماعت کو خدا تعالےٰ سے سچا تعلق ہونا چاہیے اور انکو شکر کرنا چاہیے کہ خدا تعالےٰ نے انکو یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ انکی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان دکھائے ہیں کیا کوئی تم میں سے ایسا ہی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں جسکو ہماری صحبت میں رہنے کا موقع ملا ہو اور اس نے خدا تعالےٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو

ہماری جماعت کے لیے اسی بات کی ضرورت ہے

انسان کیا کما سکتا ہے؟ ادھر بالمقابل دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع نے کیا کمایا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وعظ کرتے ہیں چالاکیاں کرتے ہیں لیکن ذرا پیٹ بھر دو تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم گئے۔

پس تم وہ چیز بنو جسکا نسخہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اتباع پر تجربہ کرکے دکھایا ہے کہ جب وہ دیتا ہے تو اسکا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ لمبی کہانی ہے۔ کہ کس کسطرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کی نصرت کی ہے۔ اسی شہر میں دیکھو مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد ایک شخص ہے۔ کیا قد میں امام الدین اس کا چھوٹا ہے یا اسکی ڈاڑھی چھوٹی ہے اس کا مکان دیکھو تو حضرت اقدس کے مکانوں سے مکان بھی بڑا ہے۔ ڈاڑھی دیکھو تو وہ بھی بڑی لمبی ہے۔ کوشش بھی ہے کہ مجھے کچھ ملے مگر دیکھتے ہو خدا کے دینے میں کیا فرق ہے +

میں یہ باتیں کسیکی اہانت کے لیے نہیں کہتا بس ایسے نمونوں کو ضروری سمجھتا ہوں اور ہر جگہ یہ نمونے موجود ہوتے ہیں۔

میں خود ایک نمونہ ہوں جتنا میں بولتا کہتا اور لوگوں کو سناتا ہوں اسکا بیسواں حصہ بھی مرزا صاحب نہیں بولتے اور سناتے کیونکہ تم دیکھتے ہو وہ خاص وقتوں میں باہر تشریف لاتے ہیں اور میں سارا دن باہر رہتا ہوں لیکن پھر تو بدظنی بھی ہو جاتی ہے لیکن اسکی باتوں پر کیسا عمل ہے بات یہی ہے کہ اللہ کا دین الگ ہے اور وہ موقوف ہے ایمان پر۔

منصوبہ باز چالاکیوں سے کام لینے والے بامراد نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی تدابیر اور مکائد پر بھروسا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم یوں کر لیں گے مگر اللہ تعالےٰ انکو دکھاتا ہے کہ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو اسکے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے

دینے کے منتظر بنو اور یہ عطا منحصر ہی ایمان پر ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ملا وہ سب سے بڑھ کر ملا۔ شرط یہ ہے

فَصَلِّ لِرَبِّكَ

اللہ تعالےٰ کی تعظیم میں لگو۔ نماز سنوار کر پڑھو نماز مومن کی الگ اور دنیادار کی الگ منافق کی الگ ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام ابراہیم بھی تھا جنکی تعریف اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **ابراهيم الذی وفّیٰ** اور وہی ابراہیم جو **جاء بقلب سلیم** کا مصداق تھا اسنے بھی تعظیم امر الٰہی کی کرکے دکھائی اس کا نتیجہ کیا دیکھا۔ دنیا کا امام ٹھیرا + اسی طرح پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ تعظیم لامر اللہ کے لیے تو **فصل لربک** کا حکم ہے مگر شفقت علی خلق اللہ اور تکمیل تعظیم امر الٰہی کے لیے

وانحر

قربانی بھی کرو۔

قربانی کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ جب یہ شروع ہوئی اسوقت دیکھو کیسے مشکلات تھے اور اب بھی دیکھو۔

ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے ۹۹ برس کی عمر تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اولاد صالح عنایت کی **اسمعیل** جیسی اولاد عطا کی جب اسمعیل جوان ہوے تو حکم ہوا کہ انکو **قربانی** میں دیدو۔ اب ابراہیم علیہ السلام کی قربانی دیکھو زمانہ اور عمروہ کہ ۹۹ تک پہونچگئی اس بوڑھاپے آیندہ اولاد کے ہونے کی کیا توقع اور وہ طاقتیں کہاں؟ مگر اس حکم پر ابراہیم نے اپنی ساری طاقتیں ساری امیدیں اور تمام ارادے قربان کر دیے ایک طرف حکم ہوا۔ اور معًا بیٹے کو قربان کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر بیٹا بھی ایسا سعید بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا! **انی اری فی المنام انی اذبحک** تو وہ بلاچون وچرا یونہی بولا۔ کہ **فافعل بما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین**۔ ابا! جلدی کرو۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ خواب کی بات ہے اسکی تعبیر ہو سکتی ہے مگر نہیں کہا پھیر کر ہی لیجیے۔ غرض باپ بیٹے نے ایسی فرمانبرداری دکھائی کہ کوئی عزت کوئی آرام کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں + مگر دیکھو کہ اسمیں اور ہمیں کیا فرق ہے؟

اللہ تعالےٰ نے ابراہیم اور اسکے بیٹے کو کیا جزا دی اولاد میں ہزاروں بادشاہ اور انبیا پیدا کیے۔ وہ زمانہ عطا کیا جس کی انتہا نہیں خلفا ہوں تو وہ بھی ملت ابراہیمی میں سارے نواب اور خلفا الٰہی دین کے قیامت تک اسی گھرانے میں ہونے والے ہیں۔

پس اگر قربانی کرتے ہو تو ابراہیمی قربانی کرو۔ زبان سے **انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض** کہتے ہو تو روح بھی اس کے ساتھ متفق ہو **ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین** کہتے ہو تو کرکے بھی دکھلاؤ۔

غرض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اسکی فرمانبرداری اور تعمیل حکم کے لیے جو اسلام کا سچا مفہوم اور منشا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہزاروں وسوسے اور دنیا کی ایچا پیچی ہوتی ہے۔

خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنے کل قویٰ اور خواہشوں کو قربان کر ڈالو اور رضاء الٰہی میں لگا دو۔ تو پھر نتیجہ یہ ہوگا۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

تیرے دشمن ابتر ہوں گے۔

انسان کی خوشحالی اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ خود اسکو راحتیں اور نصرتیں ملیں اور اسکے دشمن تباہ اور ہلاک ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز اور اپنی قربانیوں میں دکھا دیا کہ وہ ہمارا ہے ہمنے اپنی نصرتوں اور تائیدوں سے بتا دیا کہ ہم اسکے ہیں اور اسکے دشمنوں کا نام ونشان تک مٹا دیا۔ آج ابوجہل کو کون جانتا ہے ماں باپ نے تو اسکا نام ابوالحکم رکھا تھا مگر آخر ابوجہل ٹھیرا وہ سید الوادی کہلاتا مگر بدتر مخلوق ٹھیرا۔ وہ بلال جسکو ذلیل کرتے ناک میں نکیل ڈالتے اس نے اللہ تعالےٰ کو مانا اسی کے سامنے انکو ہلاک کرکے دکھایا۔ غرض خدا کے ہو جاؤ وہ تمھارا ہو جائے گا **من کان للہ کان اللہ لہ**۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہزاروں ہزار اعتراض مرزا صاحب پر کرتے ہیں مگر وہ وہی اعتراض ہیں جو پہلے برگزیدوں پر ہوے انجام بتا دے گا کہ راستباز کامیاب ہوتا ہے اور اسکے دشمن تباہ ہوتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کا بنتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے ورنہ نامراد مرتا ہے پس ایسے بنو کہ موت آوے خواہ وہ کسی وقت آوے مگر تمکو اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار پاوے۔ یاد رکھو کہ مرکر اور مرتے ہوے بھی اسکے ہونیوالے نہیں مرتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سبکو اعمال صالحہ کی توفیق دے + جو اپنی اصلاح نہیں کرتا اور اپنا مطالعہ نہیں کرتا وہ بے خبر ہے۔

کہ ان کا ایمان بڑھے خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لیے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بیفائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اُس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو در اصل اس جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجاوے گا کہ وہ الگ ہو جاوے گا اسی لیے جہانتک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دیجاتی ہے۔

اعمال پروں کیطرح ہیں بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لیے پرواز نہیں کر سکتا۔ اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ پرندوں میں فہم ہوتا ہے اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام ان سے ہوتے ہیں نہ ہو سکیں مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی۔ اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہوتے ہیں انکو اپنے فہم سے کسقدر کام لینا پڑتا ہے کسقدر دور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں اور خطوط کو پہنچاتے ہیں۔ اسیطرح پر پرندوں سے عجیب عجیب کام لیے جاتے ہیں پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے۔ اور سوچلے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لیے ہے یا نہیں؟ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھ پاؤں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے سستی اور غفلت نہ کرے۔

ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کیوجہ سے دھوکہ میں پڑجاتا ہے اسلیے خود خالی الذہن ہو کر تحقیق کرنی چاہیے مثلاً میں نے دیکھا ہے کہ آریہ اور عیسائی اعتراض کر دیتے ہیں کہ قرآن شریف میں قسمیں کیوں کھائی ہیں؟ اور کچھ اپنی طرف سے حاشیہ چڑھا کر اسکو عجیب عجیب اعتراضوں کے پیرایہ میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر ذرا بھی نیک نیتی اور فہم سے کام لیا جاوے تو ایسا اعتراض بیہودہ اور بیہودہ معلوم دیتا ہے۔ کیونکہ قسموں کے متعلق دیکھنا یہ ضروری ہوتا ہے کہ قسم کھانے کا اصل مفہوم اور مقصد کیا ہوتا ہے؟ جب اسکی فلاسفی پر غور کر لیا جاوے تو پھر یہ خود بخود سوال حل ہو جاتا ہے اور زیادہ رنج اٹھانے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ قسم کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ قسم بطور قائمقام گواہ کے ہوتی ہے۔ اور یہ مسلم بات ہے عدالت جب گواہ پر فیصلہ کرتی ہے تو کیا اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ جھوٹ پر فیصلہ کرتی ہے یا قسم کھانے والے کی قسم کو ایک شاہد صادق تصور کرتی ہے؟ یہ روزمرہ کی بات ہے۔ جہالت اور تعصب سے اعتراض کرنا اور بات ہے لیکن حقیقت کو مدنظر رکھکر کوئی بات کہنا اور۔ اب جبکہ یہ عام طریق ہے کہ قسم بطور گواہ کے ہوتی ہے پھر کیسی سیدھی بات ہے کہ اسی اصول پر قرآن شریف کی قسموں کو دیکھ لیا جاوے کہ وہاں اس سے کیا مطلب ہے؟

اللہ تعالیٰ نے جہاں کوئی قسم کھائی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ نظری امور کے اثبات کے لیے بدیہی کو گواہ ٹھیراتا ہے۔ جیسے فرمایا والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع انه لقول فصل۔ اب یہ بھی ایک قسم کا محل ہے نادان قرآن شریف کے حقائق سے ناواقف اور نابلدی جہالت سے یہ اعتراض کر دیتا ہے کہ دیکھو زمین کی یا آسمان کی قسم کھائی ہے لیکن اسکو نہیں معلوم کہ اس قسم کے نیچے کیسے کیسے معارف موجود ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی الٰہی کے دلائل اور قرآن شریف کی حقانیت کی شہادت پیش کرنی چاہتا ہے اور اسکو اس طرز پر پیش کیا ہے۔

(باقی آئندہ)

کشف الغطا

حضرت اقدس کی لطیف تصانیف سے ہے
قیمت ۲ / ر

ستاتن دھرم

آریوں کے رد میں نئی تصنیف حضرت اقدس
قیمت تصنیف ۔۔
المشتہر حکیم فضل الدین قادیان

سورۂ کوثر پر حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

حالانکہ یہ ضروری بات تھی۔ کہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حالات زندگی پر پوری اطلاع حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی کیونکہ جبتک یہ معلوم نہ ہو کہ آپ دن رات میں کیا کیا عمل کرتے تھے؟ اس وقت تک ان اعمال کی طرف تحریک اور ترغیب نہیں ہو سکتی۔

خدا تعالیٰ کی محبت یا اسکے محبوب بننے کا ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع ہے پھر یہ اتباع کیسے کامل طور پر ہو سکتی ہے جب معلوم ہی نہ ہو کہ آپ کیا کیا کرتے تھے۔ اس پہلو میں بھی مسلمانوں نے جسقدر اس وقت سستی اور غفلت سے کام لیا ہے وہ بہت کچھ انکی ذلت اور ضعف کا باعث ٹھیرا۔

اس ضروری کام کو تو چھوڑا پر مصروفیت کس کام میں اختیار کی۔ نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے میں چاء پی لی۔ حقہ پی لیا۔ پان کھالیا۔ غرض ہر پہلو اور ہر حالت سے دنیوی امور میں ہی مستغرق ہو گئے۔ مگر پھر بھی آرام اور سکھ نہیں ملتا۔ ساری کوششیں اور ساری تگ و دو دنیا کے لیے ہی ہوتی ہے اور ایسی بھی راحت نہیں۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں انکو وہ دیتا ہے تو پھر کسقدر دیتا ہے؟ اور ساری راحتوں کا مالک اور وارث بنا دیتا ہے۔ میں نے پہلے بتا دیا ہے کہ جتنا چھوٹا ہوتا ہے اُسکا اتنا ہی دینا ہوتا ہے اور جسقدر بڑا اُسی قدر اُسکی دہش ہوتی ہے۔ جسقدر کبریائی اللہ تعالیٰ رکھتا ہے اُسی کے موافق اُسکی عطا ہے۔ اور اُسکی عطا کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا

میں نے ایک دنیادار کو دیکھا ہے وہ میرا دوست بھی ہے میں کلکتہ میں اُسکے مکان پر تھا۔ اسنے مجھے دکھایا کہ وہ ایک ایک دن میں چار چار سو پانچ پانچ سو روپیہ کیسے کما لیتا ہے۔ مگر تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ میں نے اسکو ایکمرتبہ گجرات میں دیکھا بہت ہی بُری حالت میں مبتلا میں نے اسکو اور تو کچھ نہ کہا صرف یہ پوچھا کہ بتاؤ کیا حال ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ حالت ہو گئی ہے کہ رہنے کو جگہ نہیں کھانے کو روٹی نہیں اسوقت یہاں آیا ہوں کہ فلاں شخص کو پندرہ ہزار روپیہ دیا تھا۔ مگر اب وہ بھی جواب دیتا ہے میں نے اسکی اس حالت کو دیکھکر یہ سبق حاصل کیا کہ جالا کی کر

انسان کیا کما سکتا ہے؟ ادھر بالمقابل دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع نے کیا کمایا۔ بہتیرے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وعظ کرتے ہیں چالاکیاں کرتے ہیں لیکن ذرا پیٹ میں درد ہو تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم گئے۔

پس تم وہ چیز بنو جسکا نسخہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اتباع پر تجربہ کرکے دکھایا ہے کہ جب وہ دیتا ہے تو اسکا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ لمبی کہانی ہے۔ کہ کس کسطرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کی نصرت کی ہے۔ اسی شہر میں دیکھو مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد ایک شخص ہے۔ کیا قد میں امام الدین اس کا چھوٹا ہے یا اسکی ڈاڑھی چھوٹی ہے اس کا مکان دیکھو تو حضرت اقدس کے مکانوں سے مکان بھی بڑا ہے۔ ڈاڑھی دیکھو تو وہ بھی بڑی لمبی ہے۔ کوشش بھی ہے کہ مجھے کچھ ملے مگر دیکھتے ہو خدا کے دینے میں کیا فرق ہے + میں یہ باتیں کسیکی اہانت کے لیے نہیں کہتا میں ایسے نمونوں کو ضروری سمجھتا ہوں اور ہر جگہ یہ نمونے موجود ہوتے ہیں۔

میں خود ایک نمونہ ہوں جتنا میں بولتا کہتا اور لوگوں کو سناتا ہوں اسکا بیسواں حصہ بھی مرزا صاحب نہیں بولتے اور سناتے کیونکہ تم دیکھتے ہو وہ خاص وقتوں میں باہر تشریف لاتے ہیں اور میں سارا دن باہر رہتا ہوں لیکن پھر تو بدظنی بھی ہو جاتی ہے لیکن اسکی باتوں پر کیسا عمل ہے بات یہی ہے کہ اللہ کا دین الگ ہے اور وہ موقوف ہے ایمان پر۔

منصوبہ باز چالاکیوں سے کام لینیوالے بامراد نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی تدابیر اور مکائد پر بھروسا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم یوں کر لیں گے مگر اللہ تعالیٰ انکو دکھاتا ہے کہ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ جب اُسکا فضل ہوتا ہے تو اسکے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے **دینے کے منتظر بنو** اور یہ عطا منحصر ہی ایمان پر ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ملا وہ سب سے بڑھ کر ملا۔ شرط یہ ہے

فَصَلِّ لِرَبِّكَ

اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں لگو۔ نماز سنوار کر پڑھو نماز مومن کی الگ اور دنیا دار کی الگ منافق کی الگ ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام ابراہیم بھی تھا جسکی تعریف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ابراهيم الذي وفّٰى** اور وہی ابراہیم جو جاء **بقلب سليم** کا مصداق تھا اسنے سچی تعظیم امر الٰہی کی کرکے دکھائی اس کا نتیجہ کیا دیکھا۔ دنیا کا امام ٹھیرا + اسی طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ تعظیم لامر اللہ کے لیے تو **فصل لربك** کا حکم ہے مگر شفقت علی خلق اللہ اور تکمیل تعظیم امر الٰہی کے لیے

وانحر

قربانی بھی کرو۔

قربانی کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ جب یہ شروع ہوئی اُسوقت دیکھو کیسے مشکلات تھے اور اب بھی دیکھو۔

ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے ۹۹ برس کی عمر تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اولاد صالح عنایت کی **اسمعیل** جیسی اولاد عطا کی جب اسمعیل جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ انکو **قربانی** میں دیدو۔ اب ابراہیم علیہ السلام کی قربانی دیکھو زمانہ اور عمر وہ کہ ۹۹ تک پہونچ گئی اس بوڑھاپے آیندہ اولاد کے ہونے کی کیا توقع اور وہ طاقتیں کہاں؟ مگر اس حکم پر ابراہیم نے اپنی ساری طاقتیں ساری امیدیں اور تمام ارادے قربان کر دیے ایک طرف حکم ہوا۔ اور معاً بیٹے کو قربان کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر بیٹا بھی ایسا سعید بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا! **انی اری فی المنام انی اذبحك** تو وہ بلاچون وچرا یونہی بولا۔ کہ **فافعل بما تؤمر ستجدني ان شاء الله من الصابرين**۔ ابا! جلدی کرو۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ خواب کی بات ہے اسکی تعبیر ہو سکتی ہے مگر نہیں کہا پھر کر ہی لیجیے۔ غرض باپ بیٹے نے ایسی فرمانبرداری دکھائی کہ کوئی عزت کوئی آرام کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں + مگر دیکھو کہ اسمیں اور اہنیں کیا فرق ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور اسکے بیٹے کو کیا جزا دی اولاد میں ہزاروں بادشاہ اور انبیا پیدا کیے۔ وہ زمانہ عطا کیا جس کی انتہا نہیں خلفا ہوں تو وہ بھی ملت ابراہیمی میں سارے نواب اور خلفا الٰہی دین کے قیامت تک اسی گھرانے میں ہونے والے ہیں۔

پس اگر قربانی کرتے ہو تو ابراہیمی قربانی کرو۔ زبان سے **انی وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض** کہتے ہو تو روح بھی اس کے ساتھ متفق ہو **ان صلوتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين** کہتے ہو تو کرکے بھی دکھلاؤ۔

غرض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اسکی فرمانبرداری اور تعمیل حکم کے لیے جو اسلام کا سچا مفہوم اور منشا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہزاروں وسوسے اور دنیا کی ایچا پیچی ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے کل قویٰ اور خواہشوں کو قربان کر ڈالو اور رضاء الٰہی میں لگا دو۔ تو پھر نتیجہ یہ ہوگا۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر

تیرے دشمن ابتر ہوں گے۔

انسان کی خوشحالی اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ خود اسکو راحتیں اور نصرتیں ملیں اور اسکے دشمن تباہ اور ہلاک ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز اور اپنی قربانیوں میں دکھا دیا کہ وہ ہمارا ہے ہمنے اپنی نصرتوں اور تائیدوں سے بتا دیا کہ ہم اسکے ہیں اور اسکے دشمنوں کا نام ونشان تک مٹا دیا۔ آج ابوجہل کو کون جانتا ہے ماں باپ نے تو اُسکا نام ابوالحکم رکھا تھا مگر آخر ابوجہل ٹھیرا وہ سید الوادی کہلاتا مگر بدتر مخلوق ٹھیرا۔ وہ بلال جسکو ذلیل کرتے ناک میں نکیل ڈالتے اُس نے اللہ تعالیٰ کو مانا اسی کے سامنے اُنکو ہلاک کرکے دکھایا۔ غرض خدا کے ہو جاؤ وہ تمہارا ہو جائے گا **من كان لله كان الله له**۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہزاروں ہزار اعتراض مرزا صاحب پر کرتے ہیں مگر وہ وہی اعتراض ہیں جو پہلے برگزیدوں پر ہوے انجام بتا دے گا کہ راستباز کامیاب ہوتا ہے اور اُسکے دشمن تباہ ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے ورنہ نامراد مرتا ہے پس ایسے بنو کہ موت آوے خواہ وہ کسی وقت آوے مگر تمکو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار پاوے۔ یاد رکھو کہ مر کر اور مرتے ہوے بھی اسکے ہونیوالے نہیں مرتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سبکو اعمال صالحہ کی توفیق دے + جو اپنی اصلاح نہیں کرتا اور اپنا مطالعہ نہیں کرتا وہ بہتر ہے۔

دنیا کے ایچ پیچ کام نہیں آنے کام آنیوالی چیز نیکی اور اعمال صالحہ ہیں خدا سب کو توفیق عطا کرے

آمین

دوسرے خطبہ

میں اتنا ہی فرمایا کہ قربانیاں دو جو بیمار نہ ہوں دُبلی نہ ہوں۔ بے آنکھ کی نہ ہوں کان چری ہوئی نہ ہوں۔ عیب دار نہ ہوں۔ لنگڑی نہ ہوں۔ اسمیں **اشارہ** ہے کہ جبتک کامل طور پر خود ی قربان نہ کروگے ساری نیکیاں تمھاری ذات پر جلوہ گر نہ ہونگی اصل منشا قربانی کا یہ ہے پھر جسکو مناسب سمجھتا ہو کرے۔

استفسار اور اُن کے جواب

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بعض لوگ عجیب عجیب **سُوال** کرتے ہیں جنکا جواب دلچسپی سے پڑھے جانے کے قابل ہوتا ہے اسلیے اس عنوان کے تحت عند الضرورۃ ہم ایسے استفسار اور جواب شائع کیا کریں گے۔ ایڈیٹر۔

سُوال۔ مولود کے متعلق حضور کیا فرماتے ہیں؟

حضرت اقدس۔ محض تذکرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمدہ چیز ہے اس سے محبت بڑھتی ہے اور آپ کی اتباع کے لیے تحریک ہوتی اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں بھی اسی لیے بعض تذکرے موجود ہیں جیسے فرمایا **وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ**۔ لیکن اگر تذکروں کے بیان میں بعض بدعات ملا دی جائیں تو وہ حرام ہو جاتے ہیں۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

یہ یاد رکھو کہ اصل مقصد اسلام کا **توحید** ہے مولود کی محفلیں کرنے والوں میں آجکل دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی بدعات ملا لی گئی ہیں جس نے ایک جائز اور موجب رحمت فعل کو خراب کر دیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ موجب رحمت ہے۔ مگر غیر مشروع امور و بدعات منشاء الٰہی کے خلاف ہیں ہم خود اس امر کے مجاز نہیں ہیں کہ آپ کسی نئی شریعۃ کی بنیاد رکھیں اور آجکل یہی ہو رہا ہے کہ ہر شخص اپنے خیالات کے موافق شریعۃ کو بنانا چاہتا ہے گویا خود شریعت بناتا ہے۔

اس مسئلہ میں بھی افراط اور تفریط سے کام لیا گیا ہے بعض لوگ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہی حرام ہے یہ ان کی حماقت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کو حرام کہنا بڑی بیباکی ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع خدا تعالےٰ کا محبوب بنانے کا ذریعہ اور اصل باعث ہے اور اتباع کا جوش تذکرہ سے پیدا ہوتا اور اسکی تحریک ہوتی ہے۔ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اُس کا تذکرہ کرتا ہے۔

ہاں جو لوگ مولود کرتے وقت کھڑے ہوتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لے آتے ہیں یہ انکی جرأت ہے ایسی مجلسیں جو کی جاتی ہیں اُن میں بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ کثرت سے ایسے لوگ شریک ہوتے ہیں جو تارک الصلوٰۃ سود خوار اور شرابی ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسی مجلسوں سے کیا تعلق؟ اور یہ لوگ محض ایک تماشہ کے طور پر جمع ہو جاتے ہیں پس اس قسم کے خیال بیہودہ ہیں۔

جو شخص خشک وہابی بنتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دل میں جگہ نہیں دیتا وہ بیدین آدمی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا وجود بھی ایک بارش ہوتی ہے وہ اعلیٰ درجہ کا روشن وجود ہوتا ہے۔ خوبیوں کا مجموعہ ہوتا ہے دنیا کے لیے اسمیں برکات ہوتے ہیں اپنے جیسا سمجھ لینا ظلم ہے۔ **اولیاء انبیاء** سے محبت رکھنے سے ایمانی قوۃ بڑھتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ایک اعلیٰ مقام ہوگا اور اُسمیں میں ہوں گا ایک صحابی جس کو آپ سے بہت ہی محبت تھی وہ یہ سنکر رو پڑا اور کہا کہ حضور مجھے آپ سے بہت محبت تھی آپ نے فرمایا تو میرے ساتھ ہوگا۔

مشرک بھی سچی محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں رکھ سکتا۔ اور ایسا ہی **وہابی** بھی نہیں کر سکتا۔ یہ مسلمانوں کے آریہ ہیں ان میں روحانیت نہیں ہے خدا تعالےٰ اور اسکے سچے رسول سے سچی محبت نہیں ہے۔

دوسرا گروہ جنھوں نے مشرکانہ طریق اختیار کیے ہیں روحانیت ان میں بھی نہیں قبر پرستی کے سوا اور کچھ نہیں۔ پس اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ میرے نزدیک جیسا کہ وہابی کہتے ہیں حرام نہیں بلکہ یہ اتباع کی تحریک کے لیے مناسب ہے جو لوگ مشرکانہ رنگ میں بعض بدعتیں پیدا کرتے ہیں وہ حرام ہیں۔

سُوال۔ روٹیوں پر فاتحہ پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

حضرت اقدس۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی روٹیوں پر قرآن پڑھا ہے؟

سُوال۔ خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

حضرت اقدس۔ خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے اور بدعات جو ساتھ ملا لیتے ہیں وہ اس عبادت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ بدعات نکال نکال کر ان لوگوں نے کام خراب کیا ہے۔

۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء کی سیر میں

سُوال۔ سودی روپے کے لینے اور دینے کے متعلق کیا حکم ہے۔

حضرت اقدس۔ ہمارے نزدیک سودی روپیہ لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ مومن وہ ہوتے ہیں جو اپنے ایمان پر قائم ہوں اللہ تعالےٰ اُن کا خود متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر بات پر قادر ہے اس قدر مومن دنیا میں گذرے ہیں وہ کبھی ایسی مشکلات میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ **یرزقہ من حیث لا یحتسب** اللہ تعالےٰ ہر ضیق سے اُنکو نجات دیتا ہے ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک نمونہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ جب کسی سے کچھ روپیہ قرض لیتے تو اُسکے ساتھ کچھ اور بھی دیدیتے اسطریق پر کہ **ھل جزاء الاحسان الا الاحسان** پر عمل ہو جاوے۔ اور یہ جو زائد دیتے وہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصل سے دو چند سہ چند ہوتا۔ ایسی صورتیں جائز ہیں کہ اگر کسی اپنے دوست سے روپیہ لے اور کوئی شرط اُسکے ساتھ نہ ہو تو صلہ مواسات کے طور پر کچھ بڑھا کر دیدے۔

لیکن جیسے آجکل عام طور پر مروج ہے کہ پہلے سود کا فیصلہ ہو جاتا ہے یہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

ایمان بڑی با برکت چیز ہے مومن کو اللہ تعالےٰ

ایسی مشکلات میں نہیں ڈالتا۔ مومن اپنے رب کی نسبت یقین رکھتا ہے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ مومن کو یہ ضرورت نہیں ہوتی اگر ہوتی ہے تو وہ خود کفیل ہو جاتا ہے۔ سود تو کوئی چیز نہیں اگر اللہ تعالےٰ مومن کو کہتا کہ تو زمین کا پانی نہ پیا کر تو میں ایمان رکھتا ہوں کہ اسکو آسمان سے پانی ملتا جس قدر ضعف اور لاچاری ہوتی ہے اسی قدر ایمان کی کمزوری ہوتی ہے۔ کوئی گناہ چھوٹ نہیں سکتا جب تک اللہ تعالےٰ توفیق اور قوت نہ دے جب وہ قوت عطا کرتا ہے تو پھر سہولت کے دروازے کھول دیتا ہے اگر عذر نکال نکال کر گناہ کیے جاویں جیسے مثلاً کہتے ہیں کہ سودی روپیہ لیے بغیر گذارہ نہیں تو پھر عذروں کے ساتھ خدا تعالی کی کتاب کے کسی حکم پر عمل نہ ہو۔ سب راستبازوں کا تجربہ یہی ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ رحمت کا دروازہ نہ کھولے کچھ بھی نہیں بنتا۔ افسوس یہ ہے کہ جیسا بھروسہ انسان مخلوق کے دروازہ پر رکھتا ہے اگر اپنے خالق کے دروازہ پر رکھے تو کبھی محتاج نہ ہو۔ مگر یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی قدر نہیں کرتے۔

عذر رکھکر معصیت میں مبتلا ہونا یہ سفلی عذر ہے جو شیطان سے آتا ہے ورنہ خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرے تو سب کچھ ہوتا ہے۔ میں نے بعض بیماریوں میں آزمایا ہے اور دیکھا ہے کہ محض دعا سے اُسکا فضل ہوا اور مرض جاتا رہا ہے۔ ابھی دو چار دن ہوئے ہیں کثرت پیشاب اور اسہال کی وجہ سے میں مضمحل ہو گیا تھا میں نے دعا کی تو الہام ہوا

دُعَاءُكَ مُسْتَجَابٌ۔

اسکے بعد ہی دیکھا کہ وہ شکایت جاتی رہی خدا ایک ایسا نسخہ ہے جو سارے نسخوں سے بہتر ہے اور چھپانے کے قابل ہے مگر پھر دیکھتا ہوں کہ یہ بخل ہے اسلیے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔

اسلام اور غیر اسلام میں یہی فرق ہے کہ وہ اپنی قدرت کے کرشمے دکھاتا ہے جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت ہوتا تھا اب بھی خدا تعالےٰ وہی کرشمے دکھاتا ہے اور تازہ بتازہ کرشمے دکھاتا ہے اور ہم پہچانتے ہیں کہ گویا وہی زمانہ اور وقت

ہے اس سے بڑا حوصلہ پیدا ہوتا ہے وہ اپنے بندوں کو جلتی آگ میں بچا لیتا۔ ابراہیم علیہ السلام کے لیے کہا یا نار کونی بردا و سلاما۔ اور یہاں بھی ڈگلس کے سامنے جو کلارک کا مقدمہ تھا وہ اس آگ سے کم نہ تھا۔

غرض مومن کو خدا تعالےٰ ایسی مشکلات میں نہیں ڈالتا۔ جو پڑتا ہے وہ اپنی ہی کمزوری کی وجہ سے پڑتا ہے

سوال۔ بابو عطاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر نے عرض کی کہ حضور ریلوے کے محکمہ میں ملازموں کی تنخواہ میں سے ماہوار کچھ حصہ وضع ہوتا ہے اور وہ گورنمنٹ کے پاس جمع رہتا ہے پھر اسپر کچھ بونس دیا جاتا ہے کیا وہ سود میں داخل ہے؟

حضرت اقدس۔ بات اصل یہ ہے کہ سود کی تعریف یہ ہے کہ اپنے ذاتی فائدہ کے لیے روپیہ قرض دیا جاوے یہ تعریف جہاں صادق آتی ہے وہ سود ہے۔ لیکن جبکہ محکمہ ریلوے کے ملازم خود وہ روپیہ سود کے لالچ سے نہیں دیتے بلکہ جبراً وضع کیا جاتا ہے تو یہ سود کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ اور خود جو کچھ وہ روپیہ زائد دیتے ہیں وہ داخل سود نہیں ہے۔ غرض یہ خود دیکھ سکتے ہو کہ آیا یہ روپیہ سود لینے کے لیے تم خود دیتے ہو یا وہ خود وضع کرتے ہیں اور بلا طلب اپنے طور پر دیتے ہیں

سوال۔ رشوت ستانی سے اگر کسی نے مال جمع کیا ہوا ہو اور پھر وہ اس سے توبہ کرلے تو اُسے کیا کرنا چاہیے۔

حضرت اقدسؑ ایسا مال جو رشوت ستانی سے لیا گیا ہے جب توبہ کرے تو اُس مال کو اُن لوگوں کو جن سے لیا ہے واپس کرے۔ اور اگر پتہ نہ لگے تو پھر اُسے صدقہ و خیرات کر دے

سوال رہن کے متعلق کیا حکم ہے۔

حضرت اقدسؑ۔ ہمارے نزدیک رہن جبکہ نفع و نقصان کا ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا منع نہیں ہے۔

سوال۔ بعض لوگ جو عمارتوں کے بیمے کسی بیمہ کی کمپنی سے آتشزدگی وغیرہ کے متعلق کراتے ہیں اسکی بابت حضور کیا فرماتے ہیں

حضرت اقدسؑ نے اس سوال کا جواب دیتے وقت ایک اصل بیان کر دی کہ سود اور قمار سے الگ کر کے اقرارات کو شریعت نے صحیح سمجھا ہے۔ بس ان معاملات میں یہ پہلو کہ سود یا قمار کی کوئی جز تو نہیں اگر صرف اقرارات ہوں انکو شریعت نے جائز رکھا ہے۔ کہ جنمیں ذمہ داری ہوتی ہے۔

چونکہ اس قسم کے سوالوں کے متعلق ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اس لیے حضرت حجۃ اللہؑ نے فرمایا کہ لا تسئلوا عن اشیاء کبھی قرآن شریف میں آیا ہے بہت کھوج کھاج مناسب نہیں ہے ایک شخص دعوت کھانے جاوے اور پھر وہاں لمبی تحقیق شروع کر دے کہ فلاں چیز کہاں سے آئی اس نے کہاں سے لی۔ ایسے استفسار منع ہیں۔

۲۰ مارچ کی سیر میں۔ سے

سردار فضل حق صاحب نے عرض کیا کہ میرے ایک دوست کشتی نوح کی تعلیم کو پڑھ کر یہ پوچھتے ہیں کہ اگر انسانی کمزوری کیوجہ سے کوئی شرط ٹوٹ جاوے تو کیا اسکو صرف توبہ کرنی کافی ہے یا تجدید بیعت

فرمایا۔ توبہ کافی ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اگر بیعت کرلے تو یہ بھی عادت ہو۔

توبہ کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ندامت ہو اور پھر پکا عزم اس گناہ کے چھوڑ دینے کا ہو اس سے اگر وہ توبہ پر قائم نہ رہ سکے تو بھی اللہ تعالےٰ اس ندامت اور عزم پر گناہ بخش دیتا ہے۔ اصل گناہ سے بچنے کے لیے انسان کو توبہ کرنی چاہیے۔ پوری حفاظت تب ہوتی ہے جب خدا تعالےٰ کی توبہ اس کے ساتھ ہے۔

یہ بات حیران کرنے والی نہیں کہ خدا کی توبہ کیا ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ توبہ کا اصل مفہوم رجوع کرنا ہے۔ انسان کی توبہ یہ ہے کہ وہ گناہ سے نیکی کیطرف رجوع کرتا ہے اور خدا کی توبہ یہ ہے کہ وہ رحمت سے رجوع کرتا ہے جب خدا تعالےٰ رجوع برحمت فرماتا ہے اسکے بعد انسان گناہ پر قابو نہیں پاتا اور یہی وہ حالت ہوتی ہے جس کے لیے **حدیث** میں آیا ہے کہ ایک شخص گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے یہاں تک کہ ایک لمبے سلسلہ کے بعد خدا توبہ کرتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ افعل ما شئت

فانے غفرتلک یعنی نواب جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تو برے کام بھی کر بلکہ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ میں نے تیری سرشت ہی کو بدل دیا ہے اب تو بدی کرنے کی قوت ہی نہیں رکھتا۔ اسکی ایسی مثال ہے کہ ایک بد نظری کرنے والے کی آنکھیں نکال دیجاویں اور پھر اسکو کہا جاوے کہ نواب جا بدنظری کر۔ خدا تعالے اسکے گناہ کی قوتوں کو ہی سلب کر دیتا ہے۔

بدر کی لڑائی میں جب صحابہ نے اپنے صدق اور وفا کو ظاہر کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا اعملوا ما شئتم یہ ایک مقام اور درجہ تقوی کا ہوتا ہے اسوقت وہ خدا تعالے کی مرضی کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالے مذنب تواب سے پیار کرتا ہے اسلیے وہ اسکی طرف رجوع کرتا اور اپنے اندر ایک ندامت کو پیدا کرتا ہے۔

گناہ ایک زہر ہے جیسے دوسری زہریں انسان کے جسم پر اثر کر کے اسکو تباہ کرتی ہیں گناہ روحانی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے لیکن جسطرح پر بعض زہریں تریاق کے ساتھ ملکر مفید بھی ہو جاتی ہیں گناہ کی زہر بھی توبہ کے تریاق کے ساتھ ملکر نفع دیجاتی ہے کیونکہ اس سے انکساری شرمساری اور تضرع پیدا ہوتی ہے حضرت آدم علیہ السلام کے زلۃ القدم کی وجہ یہی تھی۔ اگر یہ حرکت ان سے صادر نہ ہوتی تو وہ ربنا ظلمنا انفسنا نہ کہتے کیونکہ اللہ تعالی نے ان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ پھر خدا جانے کس کس قسم کا تکبر انکو پیدا ہوتا۔

سوال۔ آدم علیہ السلام جس جنت میں تھے وہ آسمان پر تھا یا زمین پر

حضرت اقدس۔ وہ بہشت زمین پر تھا تورات سے بھی یہی ثابت ہے۔ آسمان پر ہی آدم کی کبھی بودوباش نہیں ہوئی وہاں تو مرنے کے بعد ہی جانا ہوتا ہے۔

سوال۔ شجرہ کیا تھا۔

حضرت اقدس کوئی گیہوں کا درخت کہتا ہے کوئی انگور کا درخت کہتا ہے جس سے شراب کی طرف ایما ہے اور اسکی تائید انہ من عمل الشیطان سے بھی ہوتی ہے۔ غرض یہ تھی کہ اس سے متوالے نہ ہونا

سوال۔ تنباکو کے متعلق۔

حضرت اقدس۔ تنباکو ہم مسکرات میں داخل نہیں کرتے لیکن یہ ایک لغو فعل ہے اور مومن کی شان ہے والذین هم عن اللغو معرضون۔ اگر کسیکو کوئی طبیب بطور علاج بتائے تو ہم منع نہیں کرتے ورنہ یہ لغو اور اسراف کا فعل ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتا تو آپ اپنے اور صحابہ کے لیے کبھی پسند نہ فرماتے۔

آریہ سماج قادیان کا سالانہ جلسہ اور ہم

آریہ سماج قادیان کے سالانہ جلسہ کی روئداد کے شائع کرنے میں غالباً امید سے زیادہ توقف ہو گیا ہے لیکن جن اصولوں اور پہلوؤں پر ہم اسکو ناظرین الحکم اور گورنمنٹ کی توجہ کے لیے پیش کرنا چاہتے ہیں وہ پہلو کسی دیر یا توقف کی وجہ سے کمزور نہیں ہو سکتے ہماری دیر اور توقف کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ خود آریہ سماج اس جلسہ کے متعلق کیا شائع کرتی ہے تاہم ان تحریروں کو بھی اپنی رویداد شائع کرنے وقت ملحوظ خاطر رکھیں۔

ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ آریہ سماج کے اس جلسہ کی رویداد کے درج کرنے کی ناگوار ڈیوٹی ہمکو بہت سے ایسے فقرے اور جملے لکھنے پر مجبور کریگی جنکو بالطبع ہم سخت کراہت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر ہمیں آریہ سماج کی تہذیب اور انکی اخلاقی حالت کا اندازہ کرانے کیلیے غالباً ایسا کرنا پڑے۔ اگرچہ ہم کوشش کرینگے کہ بعض جگہ صرف اشارات سے ہی کام لیں۔ ہاں ان معاملات پر جو گورنمنٹ کے نوٹس لینے کے لائق ہیں اتنا ہی کہکر آگے چلیں کہ منشی رنگی رام صاحب سارجنٹ متعینہ ڈیوٹی کی دی ہوئی انفرمیشن پر ہی توجہ کیجاوے کیونکہ الحکم کے پاکیزہ لٹریچر کو ہم ایسے لٹریچر سے جو آریہ سماج کی گھٹی میں پڑا ہوا موجود ہوتا ہے الگ رکھنا ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ ظاہر کر دینا بھی مناسب ہے کہ ہم اس رویداد کو غالباً ۱۰ اپریل سے پہلے شروع نہیں کر سکتے اور شروع کر کے بھی مسلسل جاری رکھنے کا وعدہ نہیں کرتے ہاں کوشش کرینگے کہ ایسا التزام کیا جاوے کہ کم از کم ہر دوسرے نمبر میں اسپر لکھا جاوے جیسا کہ صحیفۃ الولا پر ریمارک کا سلسلہ جاری ہے۔ اور ایسا کرنے کے وجوہات سے ہمارے ناظرین خود آگاہ ہیں اور ہماری معذوری سے واقف۔

نصیحت بعد البیعت

---

۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء کو جمعہ کے دن چند آدمیوں نے بیعت کی اور بعد بیعت حضرت اقدس نے انکو خطاب کر کے فرمایا

اصل مدعا بیعت کا یہی ہے کہ توبہ کرو۔ استغفار کرو۔ نماز ونکو درست کر کے پڑھو۔ ناجائز کاموں سے بچو میں جماعت کے لیے دعا کرتا رہتا ہوں مگر جماعت کو چاہیے کہ وہ خود بھی آپ اپنے آپ کو پاک کرے۔ یاد رکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں جسکو معلوم ہی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ اور خدا تعالی سے ڈرتے رہو۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کرے گا وہ دوسروں کے مقابلہ میں بچایا جاوے گا + پس دعا اسی کو فائدہ پہونچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالے کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے پیغمبر کسی کے لیے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جسکی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اسکو فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔

جب تک خود خدا تعالے کی رحمت کے مقام پر کھڑا ہو تو دعا بھی اسکو فائدہ پہونچاتی ہے نرا اسباب پر بھروسہ نہ کرو کہ بیعت کر لی ہے اللہ تعالے لفظی بیعتوں کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ جیسے بیعت کے وقت توبہ کرتے ہو اس توبہ پر قائم رہو اور ہر روز نئی توجہ پیدا کرو جو اس کے استحکام کا موجب ہو۔ اللہ تعالے پناہ ڈھونڈنے والوں کو پناہ

دیتا ہے جو لوگ خدا کی طرف سچے آتے ہیں وہ انکو ضائع نہیں کرتا۔

اس بات کو خوب سمجھلو کہ جب پورا خوف دامنگیر ہوا۔ اور جان کندن کی سی حالت ہو گئی اُس وقت کی توبہ توبہ نہیں جب بلا نازل ہو گئی پھر اُسکا رد کرنا اللہ تعالے ہی کے ہاتھ میں ہے۔ تم بلا کے نزول سے پہلے فکر کرو۔ جو بلا کے نزول سے پہلے ڈرتا ہے وہ نہایت ہیں اور باریک بیں ہوتا ہے اور بلا کے آجانے کے وقت تو کافر بھی ڈرتے ہیں۔ میں نے سُنا ہے کہ بعض گاؤں میں جہاں طاعون کی شدت ہوئی ہے ہندو دل سے مسلمانوں کو بلا کر اپنے گھروں میں اذانیں دلوائی ہیں وہی اذان جس سے پہلے انکو پرہیز تھا۔

جو مومن عرض کے لیے خدا سے نہیں ڈرتا خدا اوس سے خوف کو دور کر دیتا ہے۔ مگر جس کے دروازہ پر بلا نازل ہو جاوے تو وہ خواہ نخواہ اُس سے ڈرے گا۔

بہت دعائیں کرتے رہو تا کہ ان بلاؤں سے نجات ہو اور خاتمہ بالخیر ہو۔ بجز اس کے سوا بیہودہ قیل و قال فائدہ نہیں دیتی اور جیسے یہ ضروری ہے کہ ڈر کے سامانوں سے پہلے ڈرنا چاہیے یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ڈر کے سامان قریب ہوں تو ڈر جاؤ اور جب وہ دور چلے جاویں تو بے باک ہو جاؤ بلکہ تمہاری زندگی ہر حالت میں اللہ تعالے کے خوف سے بھری ہوئی ہو خواہ مصیبت کے سامان ہوں یا نہ ہوں۔

اللہ تعالے مقتدر ہے وہ جب چاہتا ہے مصیبت کا دروازہ کھولدیتا ہے اور جب چاہتا ہے کشایش کرتا ہے جو اسپر بھروسہ کرتا ہے وہ بچایا جاتا ہے۔ ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا کبھی برابر نہیں ہو سکتا اللہ تعالے ان دونوں میں ایک فرق رکھدیتا ہے۔

پس ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ سچی توبہ کریں اور گناہ سے بچیں جو بیعت کر کے پھر گناہ سے نہیں بچتا وہ گویا جھوٹا اقرار کرتا ہے اور یہ میرا ہاتھ نہیں خدا کا ہاتھ ہے جسپر وہ ایسا جھوٹ بولتا ہے اور پھر خدا کے ہاتھ پر جھوٹ بول کر کہاں جاوے؟ اور وہ **کبر مقتا عند اللہ ان تقولون ما لا تفعلون**۔ مقت خدا کے غضب کو کہتے ہیں یعنی بڑا غضب انپر ہوتا ہے جو اقرار کرتے ہیں اور پھر کرتے نہیں ایسے آدمی پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ اس لیے دعائیں کرتے رہو کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا جبتک خدا نہ رکھے۔

علاماتُ المقرّبین

خدا تعالے کے برگزیدے بندوں کے خاص نشانات اور علامات ہوتے ہیں جنسے وہ شناخت کیے جاتے ہیں۔ ہم اُنمیں سے چند یہاں درج کرتے ہیں تا کہ اُن لوگوں کو جو خدا کے برگزیدے بندوں کو شناخت کرنا چاہتے ہیں مفید ثابت ہوں

(۱) خدا تعالے کے خالص دوستوں کی یہ علامت ہے کہ انکو ایک خالص محبت دی جاتی ہے جس کا اندازہ کرنا اس جہان کے لوگوں کا کام نہیں۔

۲۔ ان کے دلوں پر ایک خوف بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ دقائق اطاعت کی رعایت رکھتے ہیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ یار قدیم آزردہ ہو جاوے۔

۳۔ انکو خارق عادت استقامت دیجاتی ہے کہ اپنے وقت پر دیکھنے والوں کو حیران کر دیتی ہے۔

۴۔ جب کوئی انکو بہت ستاتا ہے اور باز نہیں آتا تو ان کے لیے غضب اُس ذات قوی کا جوان کا متولی ہوتا ہے یکدفعہ بھڑکتا ہے۔

۵۔ جب ان سے کوئی بہت دوستی کرتا ہے اور سچی وفاداری اور اخلاص کے ساتھ ان کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالے اسکو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُسپر ایک خاص رحمت نازل کرتا ہے۔

۶۔ اُنکی دعائیں بہ نسبت اوروں کے بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں یہانتک کہ وہ شمار نہیں کر سکتے کہ کسقدر قبول ہوئیں۔

۷۔ انپر اکثر ایسے اسرار غیب ظاہر کیے جاتے ہیں اور وہ باتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں اُنپر کھولی جاتی ہیں اگرچہ اور مومنوں کو بھی سچی خوابیں اور سچے مکاشفات معلوم ہو جاتے ہیں مگر یہ لوگ تمام دنیا سے نمبر اول پر ہوتے ہیں۔

۸۔ خدا تعالے خاص طور پر ان کا متولی ہو جاتا ہے اور جسطرح اپنے بچوں کی کوئی پرورش کرتا ہے اُس سے بھی زیادہ نگاہ رحمت اُنپر رکھتا ہے۔

۹۔ جب اُنپر کوئی بڑی مصیبت کا وقت آتا ہے تو اسوقت دو طوروں میں سے ایک طور کا اُن سے معاملہ کرتا ہے یا خارق عادت طور پر اس مصیبت سے رہائی دی جاتی ہے یا ایک ایسا صبر جمیل عطا کیا جاتا ہے جس میں لذت اور سرور اور ذوق ہو۔

۱۰۔ ان کی اخلاقی حالت ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی کی جاتی ہے جو تکبر اور نخوت اور کمینگی اور خود پسندی اور ریاکاری اور حسد اور بخل اور تنگ دلی سب دور کی جاتی ہے اور انشراح صدر اور بشاشت عطا کی جاتی ہے۔

۱۱۔ ان کا توکل اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اور اسکے ثمرات ظاہر ہوتے رہتے ہیں

۱۲۔ ان کو اعمال صالحہ کے بجالانے کی قوت دی جاتی ہے جو دوسرے اُن میں کمزور ہوتے ہیں

۱۳۔ ان میں ہمدردی خلق اللہ کا مادہ بہت بڑھایا جاتا ہے اور بغیر توقع کسی اجر اور بغیر خیال کسی ثواب کے انتہائی درجہ کا جوش ان میں خلق اللہ کی بھلائی کے لیے ہوتا ہے اور خود بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اس قدر جوش کس غرض سے ہے کیونکہ یہ امر فطرتی ہوتا ہے

۱۴۔ خدا تعالے کے ساتھ ان لوگوں کو نہایت کامل وفاداری کا تعلق ہوتا ہے۔ اور ایک عجیب مستی جانفشانی کی ان کے اندر ہوتی ہے اور انکی روح کو خدا تعالے کی روح سے ساتھ وفاداری کا ایک راز ہوتا ہے جسکو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ اس لیے حضرت احدیت میں انکا مرتبہ ہوتا ہے جسکو خلقت نہیں پہچانتی۔ وہ چیز جو خاص طور پر ان میں زیادہ ہے اور جو سرچشمہ تمام برکات کا ہے اور جسکی وجہ سے یہ ڈوبتے ہوئے پھر نکل آتے ہیں اور موت تک پہونچکر پھر زندہ ہو جاتے ہیں اور ذلتیں اُٹھا کر پھر تاج عزت دکھا دیتے ہیں اور مہجور اور تنہا ہو کر پھر ایک جماعت کے ساتھ نظر آتے ہیں وہ یہی رازِ وفاداری ہے جس کے رشتہ محکم کو نہ تلواریں قطع کر سکتی ہیں اور نہ دنیا کا کوئی بلوہ اور خوف اور مفسدہ اُسکو ڈھیلا کر سکتا ہے السلام علیہم من اللہ و ملائکتہ و من الصلحاء اجمعین۔

۱۵- پندرہویں علامت اُن کی علم قرآن کریم ہے قرآن کریم کے حقائق و لطائف اور معارف جس قدر ان لوگوں کو دیے جاتے ہیں دوسرے لوگوں کو ہرگز نہیں دیے جاتے۔ یہ لوگ وہی مطہرون ہیں جن کے حق میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطھرون

۱۶- ان کی تقریروں و تحریروں میں اللہ جل شانہ ایک تاثیر رکھ دیتا ہے جو علماء ظاہری کی تحریروں و تقریروں سے نرالی ہوتی ہے اور اسمیں ایک ہیبت اور عظمت پائی جاتی ہے اور بشرطیکہ حجاب نہ ہو دلوں کو پکڑ لیتی ہے۔

۱۷- ان میں ایک ہیبت بھی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی ہیبت سے رنگین ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ خاص طور پر ان کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کے چہروں پر عشق الٰہی کا ایک نور ہوتا ہے جو شخص اسکو دیکھ لے اُس پر نار جہنم حرام ہو جاتی ہے ان سے ذنب اور خطا بھی سرزد ہو سکتا ہے مگر ان کے دلوں میں ایک آگ ہوتی ہے جو ذنب خطا کو بھسم کر دیتی ہے اور ان کی خطا ٹھہرنے والی چیز نہیں بلکہ اُس چیز کی مانند ہے جو ایک تیز چلنے والے پانی میں بہتی ہوئی چلی جاتی ہے سو ان کا نکتہ چیں ہمیشہ ٹھوکر کھاتا ہے۔

۱۸- خدا تعالیٰ انکو ضائع نہیں کرتا۔ اور ذلت اور خواری کی مار انپر مارتا ہے۔ کیونکہ وہ ان کے عزیز اور اسکے ہاتھ کے پودے ہیں انکو اسلیے بلندی سے نہیں گراتا کہ تا ہلاک کرے بلکہ اسلیے گراتا ہے کہ تا انکا خارق عادت طور پر بچ جانا دکھاوے انکو اس لیے آگ میں نہیں گراتا کہ انکو جلا کر خاکستر کرے۔ بلکہ اس لیے دھکا دیتا ہے کہ تا آگ دیکھ لیویں کہ پہلے تھی مگر اب کیسا خوش نما گلزار ہے۔

۱۹- انکو موت نہیں دیتا جبتک وہ کام پورا نہ ہو جاوے جس کے لیے وہ بھیجے گئے ہیں اور جب تک پاک دلوں میں انکی قبولیت نہ پھیل جاوے تب تک البتہ سفر آخرت انکو پیش نہیں آتا۔

۲۰- ان کے آثار خیر باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کئی پشتوں تک انکی اولاد اور ان کے دوستوں کی اولاد پر خاص طور پر نظر رحمت رکھتا ہے اور انکا نام دنیا سے نہیں مٹاتا۔

یہ آثار اولیاء الرحمٰن کے ہیں اور ہر ایک قسم ان میں سے اپنے وقت پر جب ظاہر ہوتی ہے تو بھاری کرامت کی طرح جلوہ دکھاتی ہے۔ مگر اس کا ظاہر کرنا خدا تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے۔

ایک جامع درس

---

۲۱ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء کے دربار شام میں حضرۃ حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جامع تقریر فرمائی ہمکو افسوس ہے کہ اُس روز ہم ایک مصروفیت کی وجہ سے موجود نہ تھے اس لیے اس تقریر کو خود قلم بند نہیں کر سکے تاہم ہمارے ایک عزیز نے اس کے کچھ نوٹ لیے تھے جنکو مرتب کر کے ناظرین کے فائدہ کے لیے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ پر عمل کرنے کے لیے اسے ہی پیش کر دیتے ہیں۔ ایڈیٹر

چند احباب بتقریب نماز عید اضحی دار الامان میں تشریف لائے اور انھوں نے بیعت کی۔ حضرت اقدس امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہو کر یہ تقریر فرمائی۔

فرمایا دیکھو جس قدر آپ لوگوں نے اس وقت بیعت کی ہے اور جو پہلے کر چکے ہیں اُنکو چند کلمات بطور نصیحت کے کہتا ہوں چاہیے کہ اسے پوری توجہ سے سنیں۔ آپ لوگوں کی یہ بیعت بیعت توبہ ہے۔ توبہ دو طرح سے ہوتی ہے ایک تو گذشتہ گناہوں سے یعنی اُنکی اصلاح کرنے کے واسطے جو کچھ پہلے غلطیاں کر چکا ہے اُنکی تلافی کرے اور حتی الوسع اُن بگاڑوں کی اصلاح کی کوشش کرنا اور آیندہ کے گناہوں سے باز رہنا اور اپنے آپ کو اس آگ سے بچائے رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ سے تمام گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ صدق دل اور خلوص نیت سے ہو اور کوئی پوشیدہ دغا بازی دل کے کسی کونہ میں پوشیدہ نہ ہو۔ وہ دلوں کے پوشیدہ اور مخفی رازوں کو جانتا ہے وہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا۔ پس چاہیے کہ اُسکو دھوکا دینے کی کوشش نہ کی جاوے اور صدق سے نہ نفاق سے اُسکے حضور توبہ کی جاوے۔ توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بیفائدہ چیز نہیں ہے۔ اور اسکا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا و دین دونوں سنور جاتے ہیں۔ اور اُسکو اس جہان میں اور آنے والے جہان میں دونوں میں آرام اور سچی خوشحالی نصیب ہوتی ہے دیکھو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔ اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا میں بھی آرام و آسایش کے سامان عطا فرما۔ اور آنے والے جہان میں بھی آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

دیکھو درحقیقت ربنا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ ربنا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربوں کو جو اُس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اس رب کی طرف آیا ہے۔ اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ رب کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو۔ اصل میں انسان نے اپنے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنے حیلوں اور دغابازیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اسکے رب ہیں۔ اگر اُسے اپنے علم کا یا قوت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اُسکے رب ہیں۔ اگر اُسے اپنے حسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اُسکا رب ہے۔ غرض اسطرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک اُن سبکو ترک کر کے اُن سے بیزار ہو کے اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی رب کے آگے سر نیاز نہ جھکائے اور ربنا کی پر درد اور دلکو پگھلانے والی آوازوں سے اُسکے آستانہ پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی رب کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دلسوزی اور جان گدازی سے اُسکے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اُسے مخاطب کرتا ہے کہ ربنا یعنی اصلی اور حقیقی رب تو تو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے اب میں نے اُن جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں تیرے آستانہ پر آتا ہوں۔ غرض بجز اس کے خدا کو اپنا رب بنانا مشکل ہے جب تک انسان کے دل سے دوسرے رب

اور اُن کی قدر و منزلت و عظمت دل و دماغ سے نکل نہ جاوے تب تک حقیقی رب اور اُسکی ربوبیت کا ٹھیکہ نہیں اُٹھاتا ۔ بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا رب بنا یا ہوا ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدون گذارہ ہی مشکل ہے ۔ بعض چوری و رہزنی اور فریب دہی ہی کو اپنا رب بنا ہوئے ہیں انکا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا انکے لیے اَور کوئی رزق کا راہ ہی نہیں ۔ سو ان کے ارباب وہ چیزیں ہیں ۔ دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہیں اور رات کا موقعہ بھی اُس کے مفید مطلب ہو اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا ہے تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس سے اُس کا رزق آ سکتا ہے ۔ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے ۔ غرض ایسے لوگ جنکو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے اُن کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت ۔ دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اس در کے نہ ہو اسی کے دل سے دعا نکلتی ہے ۔ غرض ربنا اٰتنا فی الدنیا ۔ الخ ۔ ایسی دعا کرنا صرف اُنھیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا رب جان چکے ہیں ۔ اور اُن کو یقین ہے کہ انکے رب کے سامنے اور سارے ارباب باطلہ ہیچ ہیں ۔

آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہوگی ۔ بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہیں ۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے ۔ طرح طرح کے عذاب ۔ خوف ۔ خون ۔ فقر و فاقے ۔ امراض ۔ ناکامیاں ۔ ذلت و ادبار کے اندیشے ہزاروں قسم کے دکھ ۔ اولاد ۔ بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں الجھن ۔ غرض یہ سب آگ ہیں ۔ تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا ۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنیوالے ہیں اور انسان کے لیے بمنزلہ آگ ہیں بچائے رکھ ۔

سچی توبہ ایک مشکل امر ہے ۔ بجز خدا کی توفیق اور مدد کے توبہ کرنا اور اُس پر قائم ہو جانا محال ہے ۔ توبہ صرف لفظوں اور باتوں کا نام نہیں ۔ دیکھو خدا قلیل سی چیز سے خوش نہیں ہو جاتا کوئی ذرا سا کام کر کے خیال کر لینا کہ بس اب ہم نے جو کرنا تھا کر لیا اور رضا کے مقام تک پہونچ گئے یہ صرف ایک خیال اور وہم ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک بادشاہ کو ایک دانہ دیکر یا ایک مٹھی لیکر خوش نہیں کر سکتے بلکہ اُسکے غضب کے مورد بنتے ہیں تو کیا وہ احکم الحاکمین اور بادشاہوں کا بادشاہ ہماری ذرا سی ناکارہ حرکت سے یا دو لفظوں سے خوش ہو سکتا ہے ۔ خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ مغز چاہتا ہے ۔

دیکھو خدا یہ بھی نہیں چاہتا کہ اُسکے ساتھ کسیکو شریک کیا جاوے ۔ بعض لوگ اپنے شرکاء نفسانی کے واسطے بہت سا حصہ رکھ لیتے ہیں اور پھر خدا کا بھی حصہ مقرر کرتے ہیں سو ایسے حصہ کو خدا قبول نہیں کرتا ۔ وہ خالص حصہ چاہتا ہے ۔ اُسکی ذات کے ساتھ کسیکو شریک بنانے سے زیادہ اُسکو غضبناک کرنے کا اور کوئی آلہ نہیں ہے ایسا نہ کرو کہ کچھ تو تم میں تمہارے نفسانی شرکاء کا حصہ ہو اور کچھ خدا کے واسطے ۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں سب گناہ معاف کروں گا مگر شرک نہیں معاف کیا جاوے گا ۔

یاد رکھو شرک یہی نہیں کہ بتوں اور پتھروں کی تراشی ہوئی مورتوں کی پوجا کی جاوے یہ تو ایک موٹی بات ہے یہ بڑے بیوقوفوں کا کام ہے دانا آدمی کو تو اس سے شرم آتی ہے ۔ شرک بڑا باریک ہے وہ شرک جو اکثر ہلاک کرتا ہے وہ شرک فی الاسباب ہے ۔ یعنی اسباب پر اتنا بھروسہ کرنا کہ گویا وہی اس کے مطلوب و مقصود ہیں جو شخص دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے اُسکی بھی یہی وجہ ہے کہ اُسکو دنیا کی چیزوں پر بھروسہ ہوتا ہے اور وہ اُمید ہوتی ہے جو دین و ایمان سے نہیں ۔ نقد فائدہ کو پسند کرتے ہیں ۔ اور آخرت سے محروم ۔ جب وہ اسباب ہی پر اپنی ساری کامیابیوں کا مدار خیال کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کے وجود کو تو اُسوقت وہ لغو محض اور بیفائدہ جانتا ہے ۔ اور تم ایسا نہ کرو ۔ تم توکل اختیار کرو ۔ توکل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کیے ہوئے ہیں انکو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ خدا تو ہی اسکا انجام بخیر کر ۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو اِن اسباب کو بھی برباد و تہ و بالا کر سکتے ہیں اُن کے دست برد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود پر پہونچا ۔

توبہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ گناہ کو ترک کرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا ۔ بدی چھوڑ کر نیکی کی طرف آگے قدم بڑھانا ۔ توبہ ایک طرف کو چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے اور پھر نہیں مرتا ۔ توبہ کے بعد انسان ایسا بنجاوے کہ گویا نئی زندگی پاکر دنیا میں آیا ہے نہ اُسکی وہ چال ہو نہ اُسکی وہ زبان نہ ہاتھ نہ پاؤں سارے کا سارا نیا وجود ہو جو کسی دوسرے کے ماتحت کام کرتا ہوا نظر آ جاوے ۔ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ وہ نہیں یہ تو کوئی اور ہے ۔

خلاصہ کلام یہ کہ یقین جانو کہ توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں ۔ یہ برکات کا سرچشمہ ہے ۔ درحقیقت اولیاء اور صلحاء یہی لوگ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے اور پھر اُس پر مضبوط ہو جاتے ہیں وہ گناہ سے دور اور خدا کے قریب ہوتے جاتے ہیں کامل توبہ کرنے والا شخص ہی ولی قطب اور غوث کہلا سکتا ہے ۔ اسی حالت سے وہ خدا کا محبوب بنتا ہے ۔ اس کے بعد بلائیں اور مصائب جو انسان کے واسطے مقدر ہوتی ہیں ٹل جاتی ہیں ۔ اس سے یہ خیال نہ آوے کہ پھر انبیاء اور نیک مومنوں کو کیوں تکلیفیں آتی ہیں ۔ ان لوگوں پر بھی بلائیں آتی ہیں اور ان کے واسطے آثار رحمت ہوتا ہے دیکھو ہمارے نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کیسی کیسی مصائب آئی تھیں ۔ اُن کا گننا بھی کسی بڑے زبردست دل کا کام ہے اُن کے نام سے ہی انسان کے بدن پر لرزہ آتا ہے ۔ پھر جو کچھ سلوک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہیوں سے ہوئے اُنکی بھی تاریخ گواہ ہے ۔ کیا کوئی ایسی بھی تکلیف تھی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو پہونچائی نہ گئی ہو ۔ جسطرح اُنکی ایذا دہی میں کفار نے کوئی دقیقہ باقی اُٹھا نہ رکھا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اُنکے کمالات میں کوئی کمی باقی نہ رکھی ۔ اصل میں ان لوگوں کے واسطے یہ مصائب اور سختیاں تریاق ہو جایا کرتی ہیں ۔ ان لوگوں کے واسطے خدا کی رحمت کے خزانے انہیں سختیوں ہی کی وجہ سے کھولے جاتے ہیں ۔ ؎

محمد جان

تو پھر اُن کا کیا حق تھا کہ وہ شہدا میں درجہ پاتے یا کسی طرح کے آخرت میں خدا کے قرب میں عزت پاتے۔ کیا اُن کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا کہلانے کا فخر بس تھا اور اُن کے واسطے یہی کافی تھا۔ نہیں اس سے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی منع فرمایا تھا اس سے کوئی حق قرب الٰہی نہیں ہو سکتا تھا۔ غرض اُن کی اپنی تو ایسی بظاہر کوئی کارنمائی نہ تھی جس سے وہ ان درجاتِ اعلیٰ کے وارث یا حقدار ہوتے مگر چونکہ ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک قسم کا تعلق تھا اللہ تعالےٰ نے نہ چاہا کہ آنحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا تعلق رکھنے والے کو ضائع کرے سو اُنکے واسطے ایسے ایسے سامان میسر کر دیے کہ وہ خدا کی راہ میں شہادت پانے کے قابل ہو گئے اور اس طرح وہ سابقین کے ساتھ مل گئے جن کے حالات سے وہ محض ناواقف تھے ایک ذرا سی تکلیف اور اجر عظیم ملگیا۔ شیعہ کیا بیوقوف ہیں اس حکمت الٰہی کی طرف تو غور نہیں کرتے اور اُلٹا روتے ہیں کہ اُن کو شہید کر دیا۔

نہیں تم مومن ہو نیکی حالت میں ابتلا کو برا نہ جانو اور برا وہی جانے گا جو مومن کامل نہیں ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم کبھی تمکو مال سے یا جان سے یا اولاد یا کھیتیوں وغیرہ کے نقصان سے آزمایا کرینگے مگر جو ایسے وقتوں میں صبر کرتے اور شاکر رہتے ہیں تو اُن لوگوں کو بشارت دو کہ اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کشادہ اور اُن پر خدا کی برکتیں ہونگی جو ایسے وقتوں میں کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی ہم اور ہمارے متعلق کل اشیا یہ سب خدا ہی کی طرف سے ہیں اور پھر آخرکار ان کا لوٹنا خدا ہی کی طرف ہے کسی قسم کے نقصان کا غم اُنکے دل کو نہیں کھاتا۔ اور وہ لوگ مقام رضا میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ صابر ہوتے ہیں اور صابروں کے واسطے خدا نے بے حساب اجر رکھے ہوئے ہیں۔ **شہدون** سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے خدا کے منشا کو پالیا اور اس کے مطابق عملدرآمد کرنے لگ گئے ایسے ہی لوگ تو ولی ہوتے ہیں۔ انہیں کو تو لوگ قطب کہتے ہیں۔ یہی تو غوث کہلاتے ہیں۔ پس کوشش کرو کہ تم بھی ان مدارج عالیہ کو حاصل کرنے کے قابل ہو سکو خدا تعالےٰ نے تو انسان سے نہایت تنزل کے رنگ میں دوستانہ برتاؤ کیا ہے۔

دوستانہ تعلق کیا ہوتا ہے یہی کہ کبھی ایک دوست دوسرے دوست کی بات کو مان لیتا ہے اور کبھی دوسرے سے اپنی بات منوانا چاہتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ بھی ایسا ہی کرتا ہے چنانچہ ادعونی استجب لکم۔ اور اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان الآیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان کی بات کو مان لیتا ہے اور اسکی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ اور دوسری جگہ فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی الآیہ سے اور ولنبلونکم آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی بات منوانا چاہتا ہے بعض لوگ اللہ تعالےٰ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہماری دعا کو قبول نہیں کرتا۔ یا اولیا لوگوں پر طعن کرتے ہیں کہ اُنکی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی۔ اصل میں وہ نادان اس قانون الٰہی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ جس انسان کو خدا سے ایسا معاملہ پڑا ہو گا وہ خوب اس قاعدہ سے آگاہ ہو گا اللہ تعالےٰ نے ماننے کے اور منوانے کے دو نمونے پیش کیے ہیں انہی کو مان لینا ایمان ہے۔ تم ایسے نہ بنو کہ ایک ہی پہلو پر زور دو ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی مخالفت کرکے اُس کے مقررہ قانون کو توڑنے کی کوشش کرنے والے ہو۔ مومن کے لیے مصائب ہمیشہ نہیں رہتے اور نہ لمبے ہوتے ہیں۔ بلکہ اُس کے واسطے رحمت محبت اور لذت کا چشمہ جاری کیا جاتا ہے عاشق لوگ عشق کے غلبہ کے وقتوں اور اُس کے دردوں میں ہی لذت پاتے ہیں۔ یہ باتیں گو ایک خشک محض انسان کے لیے سمجھانی مشکل ہیں مگر جنہوں نے اس راہ میں قدم مارا ہے وہ انکو خوب جانتے ہیں۔ بلکہ اُن کو تو معمولی آرام اور آسایش میں وہ چین اور لذت نہیں ہوتی جو دکھ کے اوقات میں ہوتی ہے۔ مثنوی رومی میں ایک حکایت ہے کہ ایک مرض ایسا ہے کہ اسمیں جبتک انکو مکّے مارتے لوٹتے اور لتاڑتے رہتے ہیں تب تک وہ آرام میں رہتا ہے ورنہ تکلیف میں رہتا ہے سو یہی حال اہل اللہ کا ہے۔ کہ جبتک انکو مصائب و شدائد کے مشکلات آتے رہیں اور انکو مار پڑتی رہے تب تک وہ خوش رہتے اور لذت اُٹھاتے ہیں۔ ورنہ بے چین اور بے آرام رہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ قادر تھا کہ اپنے بندوں کو کسی قسم کی ایذا نہ پہونچنے دیتا اور ہر طرح سے عیش و آرام میں انکی زندگی بسر کراتا۔ انکی زندگی شاہانہ زندگی ہوتی۔ ہر وقت اُن کے لیے عیش و طرب کے سامان مہیا کیے جاتے مگر اُس نے ایسا نہیں کیا اس میں بڑے اسرار اور راز نہانی ہوتے ہیں دیکھو ایک والدین کو اپنی لڑکی کیسی پیاری ہوتی ہے بلکہ اکثر لڑکوں کی نسبت زیادہ پیاری ہوتی ہیں مگر ایک وقت آتا ہے کہ والدین اُن کو اپنے سے الگ کر دیتے ہیں وہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ اُس وقت کو دیکھنا بڑے جگر والوں کا کام ہوتا ہے۔ دونوں طرف کی حالت ہی بڑی قابل رحم ہوتی ہے۔ قریباً چودہ پندرہ سال ایک جگہ رہے ہوتے ہیں آخر اُن کی جدائی کا وقت نہایت ہی رقت کا وقت ہوتا ہے اُس جدائی کو بھی کوئی نادان بے رحمی کہدے تو بجا ہے مگر اُس لڑکی میں بعض ایسے قویٰ ہوتے ہیں جن کا اظہار اس علیحدگی اور سسرال میں جا کر شوہر سے معاشرت ہی کا نتیجہ ہوتا ہے جو طرفین کے لیے موجب برکت اور رحمت ہوتا ہے یہی حال اہل اللہ کا ہے۔ ان لوگوں میں بعض خلق ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ جب تک اُنپر تکالیف اور شدائد نہ آویں اُن کا اظہار ناممکن ہوتا ہے۔

دیکھو اب ہم لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بیان کرنے میں بڑے فخر اور جرأت سے کام لیتے ہیں یہ بھی تو صرف اسی وجہ سے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر دو دونوں زمانے آچکے ہوئے ہیں۔ ورنہ ہم یہ فضیلت کس طرح بیان کرتے۔ دکھ کے زمانہ کو بری نظر سے نہ دیکھو یہ خدا سے لذت کو اور اسکے قرب کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

اُسی لذت کے حاصل کرنے کے واسطے جو خدا کے مقبول لوگوں کو ملا کرتی ہے دنیوی اور سفلی کل لذات کو طلاق دینی پڑا کرتی ہے۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

ایسے وقت میں انسان کو چاہیئے کہ صبر جمیل کرے اور خدا سے بدظن نہ ہو۔ وہ لوگ تو خدا کے اسلام کو انعام کے رنگ میں دیکھتے ہیں اور ابتلا میں لذت پاتے ہیں۔ قرب کے مراتب جسطرح جلد ابتلا کے وقت میں طے ہوتے ہیں وہ یوں زہد و تعبد یا ریاضت سے تو سالہا سال میں بھی تمام نہیں کیے جاتے۔ ان لوگوں میں سے جو خدا کے قرب کا نمونہ بنے اور خلق کی ہدایت کا تمغہ اُن کو دیا گیا یا وہ خدا کے محبوب ہوئے ایک بھی نہیں جس پر کبھی نہ کبھی مصائب اور شدائد کے پہاڑ نہ گرے ہوں۔ ان لوگوں کی مثال مشک کے نافہ کی سی ہوتی ہے وہ جب تک بند ہے ہمیں اور ایک پتھر یا مٹی کے ڈھیلے میں کچھ تفاوت نہیں پایا جاتا۔ مگر جب اُس پر سختی سے جراحی کا عمل کیا جاوے اور اُسکو چیرا جاوے تو ہے چیرا جاوے تو معًا اس میں سے ایک خوش کن خوشبو نکلتی ہے جس سے مکان کا مکان معطر ہو جاتا ہے اور قریب آنے والا بھی معطر کیا جاتا ہے سو یہی حال ہے انبیا اور صادق مومنوں کا کہ جبتک اُن کو مصائب نہ پہونچیں تب تک اُنکے اندرونی قویٰ چھپے رہتے ہیں اور ان کی ترقیات کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے قویٰ دو قسم کے موقعوں پر اظہار پذیر ہوتے ہیں۔ بعض تو مصائب شدائد اور دکھوں کے زمانہ میں۔ اور بعض اُنکی کامیابی کے زمانہ میں کیونکہ یکطرفہ کارروائی قابل اعتماد نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ ایک شخص جس نے بچپن سے خوشحالی آمد آرام اور آرایش کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں اُس کے قویٰ کا پورا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے اور دوسرا جو بچپن سے غربت کی مار بدحالی میں مبتلا رہا ہے اُسکے قویٰ کا بھی پورا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کسی شخص کے اخلاق فاضلہ اور اُسکے خلق کے متعلق اُس کے حالات کا اندازہ تب ہی ہو سکتا ہے جب اُس پر انعام و ابتلا ہر دو طرح کے زمانے آچکے ہوں۔ سو اس امر کے دیکھنے کے لیے ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سی اور کوئی مثال نہیں کیونکہ باقی انبیا میں سے اکثر ایسے تھے کہ انہوں نے نہایت کار ایک زمانہ دیکھا دوسرے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ مثلاً حضرت عیسیٰ ہیں

ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی تھے۔ خدا کے نزدیک اُن کے بڑے مدارج ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں رکھکر اگر انکو اسی کسوٹی پر پرکھا جاوے تو اُن کے اخلاق بہت گرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ انھوں نے اقتدار اور ثروت کا زمانہ نہ پایا اور نہ اُس کے متعلق اُن کے اخلاق کا اظہار ہوا۔ ہمیں تو قرآن شریف مجبور کرتا ہے ورنہ ہم اگر اُن کے حالات کے لحاظ سے اور اُن کی عام سوانح کی وجہ سے دیکھیں تو وہ تو ایک کامل انسان کے مرتبہ سے بھی گرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کجا یہ کہ عیسائی اُنکو خدائے قدوس کا مرتبہ دے بیٹھے ہیں۔ بھلا اُن کا صبر اُنکی داد و دہش اُن کی جود و سخا کا کونسا نمونہ دنیا میں باقی رہا ہے۔ اُن کی شجاعت کے اظہار کا کونسا موقعہ تھا۔ کس جنگ میں انہوں نے اس امر کا ثبوت دیا۔

اُنکی بعثت کا زمانہ صرف تین سال تھا اور وہ بھی مصائب کا زمانہ۔ مقابلہ پر صرف ایک اپنی ہی قوم تھی جو معدودِ چند سے زیادہ ہرگز نہ تھی اُن کا بیشتر گروہ امر بھی اُن کے لیے کوئی نرالا نہ تھا جس کی مثال پہلے نہ پائی جاتی ہو۔ قوم پہلے ہی توحید پسند تھی اُن کے اخلاق اور اُن کے عقائد کا بہت سا حصہ نسبتًا اچھا تھا۔ اُن میں خدا ترس گوشہ نشین وغیرہ بھی تھے۔ غرض اُن کا کام نہایت سہل اور آسان تھا۔ ادھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف دیکھو کہ آپکی نبوت کے زمانہ میں سے ۱۳ سال مصائب اور شدائد کے تھے۔ اور دس سال قوت و ثروت اور حکومت کے مقابل میں کئی قومیں۔ اول تو اپنی ہی قوم تھی۔ یہودی تھے۔ عیسائی تھے۔ بت پرست قوموں کا گروہ تھا۔ مجوس تھے وغیرہ جن کا کام کیا ہی؟ بت پرستی۔ جو اُن کا حقیقی خدا کے اعتقاد سے پختہ اعتقاد اور مسلک تھا وہ کوئی کام کرتے ہی نہ تھے جو اُن بتوں کی عظمت کے خلاف ہو شراب خوری کی یہ نوبت کہ دن میں پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ شراب بلکہ پانی کے بجائے شراب ہی سے کام لیا جاتا تھا۔ حرام کو تو شیر مادر جانتے تھیں۔ اور قتل وغیرہ تو اُنکی نزدیک ایک گاجر مولی کی طرح تھا۔ غرض کل دنیا کی

اقوام کا نچوڑ اور گندے عقائد کا عطر اُن کے حصہ میں آیا ہوا تھا۔ اُس قوم کی اصلاح کرنی اور پھر اُن کو درست کرنا اور پھر اسپر زمانہ وہ کہ یکہ و تنہا بے یار پھرتے ہیں۔ کبھی کھانے کو ملا اور کبھی بھوکے ہی سو رہے۔ جو چند ایک ہمراہی ہیں انکی بھی ہر روز بری گت بنتی ہے۔ بے کس اور بے بس ادھر کے اُدھر اور اُدھر کے ادھر مارے پھرتے ہیں وطن سے بیوطن کر دیے گئے ہیں۔ پھر دوسرا زمانہ تھا کہ تمام جزیرہ عرب ایک سرے سے دوسرے سرے تک غلام بنا ہوا ہے۔ کوئی مخالفت کے رنگ میں چوں بھی نہیں کر سکتا۔ اور ایسا اقتدار اور رعب خدا نے دیا ہوا ہے کہ اگر چاہتے تو کل عرب کو قتل ڈالتے اگر ایک نفسانی انسان ہوتے تو اُن سے اُن کی کرتوتوں کا بدلا لینے کا عمدہ موقعہ تھا جب اُلٹ کر مکہ فتح کیا ------ لا تثریب علیکم الیوم فرمایا۔

غرض اسطرح سے جو دونوں زمانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آئے اور دونوں کے واسطے ایک کافی موقعہ تھا کہ اچھی طرح جانچے پرکھے جاتے۔ اور ایک جوش یا فوری ولولہ کی حالت نہ تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح کے اخلاق فاضلہ کا پورا پورا امتحان ہو چکا تھا اور آپ کے صبر استقلال۔ عفت۔ حلم۔ بردباری۔ شجاعت سخاوت۔ جود۔ وغیرہ وغیرہ غرض کل اخلاق کا اظہار ہو چکا تھا۔ اور کوئی ایسا حصہ باقی نہ تھا کہ باقی رہ گیا ہو۔

غرض ایسے ایسے مصائب ہیں جو اُنکے لیے رحمت ہے اور ان سے ان لوگوں کے اندرونی کُن ظاہر ہوتے ہیں۔ دیکھو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جنہوں نے ہمیشہ ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی۔ اور سید سید کرکے پکارے جاتے تھے انہوں نے بھی تو سختی کا زمانہ نہ دیکھا تھا انکو ایسے ایسے زمانے دیکھنے کا موقعہ ہی نہیں ملا تھا کہ وہ ان صحابہ کے مراتب کو پہونچ سکتے۔ اُن کی ساری زندگی ناز و نعمت میں گذری تھی۔ نہ انھوں نے کسی جہاد میں حصہ لیا تھا نہ کسی کفر ہی کو توڑا تھا تو خدا نے جو اُن کو شہید کیا کیا اُن پر ظلم کیا۔ ہرگز نہیں۔ انہوں نے پچاس پچپن برس کی عمر تک وہ زمانہ نہ دیکھا تھا کہ شدائد کیا ہوا کرتے ہیں اور انھوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ جب صحابہ بکریوں کی طرح ذبح ہوتے تھے

خدا کا مقرب بننے کے واسطے ضروری ہے کہ دُکھ سہنے جاویں۔ اور شکر کیا جاوے اور نئے دن ایک نئی موت اپنے اوپر لینی پڑتی ہے جب انسان دنیوی ہوا و ہوس اور نفس کی طرف سے بکلی موت اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے تب اُسے وہ حیات ملتی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتی۔ پھر اُسکے بعد مرنا کبھی نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے تم بھی اسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بہت بڑا حصہ غم والم میں گذرا ہے۔ توبہ کے درخت بولو تا تم اُس کے پھل کھاؤ۔ توبہ کا درخت بھی بالکل ایک باغ کے درخت کی مانند ہے۔ جو جو حفاظتیں اور خدمات اس باغ کے لیے جسمانی طور سے ہیں وہی امور توبہ کے درخت کے واسطے روحانی طور پر ہیں۔ پس اگر توبہ کے درخت کا پھل کھانا چاہو تو اس کے متعلق قوانین اور شرائط کو پورا کرو ورنہ بیفائدہ ہوگا +

یہ خیال نہ کرو کہ توبہ کرنا مرنا ہوتا ہے خدا قلیل شے سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ دھوکا کھاتا ہے۔ دیکھو اگر تم بھوک کو دور کرنے کے لیے ایک لقمہ کھانے کا کھاؤ یا پیاس کے دور کرنے کے لیے ایک قطرہ پانی کا پیو تو ہرگز تمھاری مقصد برآری نہ ہوگی۔ ایک مرض کے رفع کرنے کے واسطے ایک طبیب جو نسخہ تجویز کرتا ہے جبتک اُسکے مطابق پورا پورا عمل نہ کیا جاوے تب تک اُسکے فائدہ کی اُمید امر موہوم ہے اور پھر طبیب پر بھی الزام غلطی اپنی ہی ہے۔ اسی طرح توبہ کے واسطے مقدار ہے اور اُسکے بھی پرہیز ہیں۔ بے پرہیز بیمار صحت یاب نہیں ہو سکتا + اب طاعون کے متعلق اللہ تعالے نے مجھی مخاطب کر کے فرمایا کہ انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا باستکبار۔

دیکھو خدا تو سب کا خدا ہے۔ مگر اُسکے تعلقات خاص خاص کے ساتھ خاص خاص ہیں جتنی جتنی کوئی اُس سے صلح کرتا ہے اُتنا ہی وہ اُسکی حفاظت کرتا ہے۔ تم میں ہر ایک کو بھی آواز آسکتی ہے جو مجھے آئی اگر تم سچی تبدیلی اور اُس سے صلح پیدا کرو۔ خدا بخیل نہیں۔ مگر ہاں اُسنے ایک اندازہ رکھا ہوا ہے جبتک اُس تک انسان نہ پہونچے تو وہ کامل نہیں ہوتا اور نہ اُس پر وہ فیض جاری کیا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شرابی کو اگر پوری مقدار شراب کی نہ دی جاوے تب تک وہ بیہوش نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب اُس انتہائی درجہ محبت تک ترقی نہ کیجاوے تب تک لاحاصل ہوتا ہے قانون قدرت جس طرح جسمانی چیزوں کے واسطے ہیں۔ ایسے ہی روحانی امور کے واسطے بھی ہیں۔

دیکھو ابو الحسن خرقانی۔ بایزید بسطامی یا شیخ عبد القادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ یہ سب خدا کے مقرب تھے اور اُنھوں نے بھی شریعت ہی کی پابندی سے یہ درجہ پایا تھا نہ کہ کوئی نئی شریعت بنا کر۔ جیسا کہ آج کل کے گدی نشین کرتے ہیں + یہی نماز تھی اور یہی روزے تھے۔ مگر انھوں نے اسکی حقیقت اور اصل غرض کو سمجھا ہوا تھا۔ بات یہ تھی کہ اُنھوں نے نیکی کی مگر سنوار کر انھوں نے اعمال کو بیگار کے طور پر پورا نہ کیا تھا بلکہ صدق اور وفا کے رنگ میں ادا کرتے تھے۔ سو خدا نے اُن کے صدق و سداد کو ضائع نہ کیا۔ خدا کسی کا احسان اپنے اوپر نہیں رکھتا۔ وہ ایک پیسہ کے بدلے میں جب تک ہزار نہ دیلے تب تک نہیں چھوڑتا۔ پس جب کسی انسان میں وہ برکات اور نشانات نہیں ہیں اور وہ خدا کی محبت یا تقوے کا دعوی کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ مگر خدا پر الزام نہیں لگاتا بلکہ اپنا گند ظاہر کرتا ہے۔ خدا کی جناب میں بخل ہرگز نہیں۔ پس کوشش کرو کہ اسکی رضا کے موافق عمل درآمد کر سکو + اگر مصائب کے وقت میں تم مومن ہو اور خدا سے صلح کرنے والے اور اُسکی محبت میں آگے قدم بڑھانے والے ہو تو تو وہ رحمت ہے تمھارے واسطے۔ کیونکہ خدا قادر ہے کہ آگ کو گلزار کر دے۔ اور اگر تم فاسق ہو تو ڈرو کہ وہ آگ ہے جو بھسم کرنیوالی ہے اور قہر الہی ہے غضب ہے جو نیست و نابود کرنے والا ہے۔ فقط

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ مغربی دنیا میں۔

اللہ تعالے کے فضل و کرم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا دائرہ یوماً فیوماً وسیع ہو رہا ہے اور اللہ تعالے کے اس وعدہ کے موافق (جو اُس نے اپنے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا) کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔ دور دور جگہوں میں بشدت پہونچ رہی ہے + چنانچہ اس وقت آپ کی بعثت کی خبر قریباً تمام بلاد اسلامیہ اور یورپ اور امریکہ اور آسٹریلیا تک پہونچ چکی ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ دن قریب ہیں کہ جب مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ اس امام الوری کو اپنا روحانی رہنما تسلیم کر لیں گے + ہندوستان کے باہر جو آپ کی تبلیغ ہوئی ہے انہیں سے آج ہم صرف تین واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔

اول

انگلستان کے ایک مشہور اخبار سنڈے سرکل مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۴۴ پر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک چھوٹا سا نوٹ شائع کیا گیا ہے جسکو ہم اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لیے ذیل میں درج کرتے ہیں سنڈے سرکل نے حضرت حجۃ اللہ کو انگلستان کی دنیا میں انٹروڈیوس کرانے کے لیے آپکی تصویر بھی شائع کر دی ہے + غالباً یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سنڈے سرکل کو اس نوٹ کے لکھنے کی تحریک اس کھلی چٹھی سے ہوئی ہے جو حضرت مسیح موعود نے انگلستان اور بلاد یورپ و امریکہ میں مسٹر پگٹ کے نام شائع کی ہے اور جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ خدائی کا دعوی کرنے والا مفتری پگٹ خدا کے سچے اور برگزیدہ مسیح کی زندگی میں فوت ہو جاوے گا۔ اس عجیب اور حیرت افزا دعوت نے انگلستان اور یورپ کی دنیا کو بیدار کر دیا ہے۔ چنانچہ اسی تحریک پر مندرجہ بالا اخبار یہ ریمارک کرتا ہے۔

تازہ ترین مسیح

ایورنڈ۔ جے۔ ایچ۔ ایس۔ پگٹ کا ہندوستانی حریف

لاریب للیکیٹن کے گرجہ کے پاسٹر مونڈ۔ جے۔ ایچ سمتھ پگٹ کے عیسی مسیح ہونے کے تعجب خیز دعاوی کا جوش ابھی تک ہمارے ناظرین کے دلوں میں تازہ ہے اسلیے وہ دلچسپی سے اس خبر کو سُنیں گے کہ اقصاء مشرق میں ہند کے صوبہ پنجاب میں کلیٹن کے پاسٹر کا ایک حریف کھڑا ہو گیا ہے۔ اس جدید مسیح کا نام مرزا غلام احمد ہے جو قادیان کا رئیس ہے۔

اس مذہبی جوش رکھنے والے انسان نے یورپ اور امریکہ میں اشاعت کے لیے ایک اعلان شائع کیا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

"او ہیبت کے مدعی مسٹر پگٹ کو تنبیہ"

نمش الدین

خدا کا مقرب بننے کے واسطے ضروری ہے کہ دُکھ پہنچے جاویں - اور شکر کیا جاوے اور نئے دن ایک نئی موت اپنے اوپر لینی پڑتی ہے جب انسان دنیوی ہوا و ہوس اور نفس کی طرف سے کلی موت اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے تب اُسے وہ حیات ملتی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتی - پھر اُسکے بعد مرنا کبھی نہیں ہوتا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے تم بھی اسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بہت بڑا حصہ غم والم میں گذرا ہے - توبہ کے درخت بو لو تا تم اُس کے پھل کھاؤ - توبہ کا درخت بھی بالکل ایک باغ کے درخت کی مانند ہے - جو جو حفاظتیں اور خدمات اُس باغ کے لیے جسمانی طور سے ہیں وہی اس توبہ کے درخت کے واسطے روحانی طور پر ہیں - پس اگر توبہ کے درخت کا پھل کھانا چاہو تو اس کے متعلق قواعد اور شرائط کو پورا کرو ورنہ بیفائدہ ہوگا +

یہ خیال نہ کرو کہ توبہ کرنا مرنا ہوتا ہے خدا قلیل شے سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ دھوکا کھاتا ہے - دیکھو اگر تم بھوک کو دور کرنے کے لیے ایک لقمہ کھانے کا کھاؤ یا پیاس کے دور کرنے کے لیے ایک قطرہ پانی کا پیو تو ہرگز تمھاری مقصد براری نہ ہوگی - ایک مرض کے رفع کرنے کے واسطے ایک طبیب جو نسخہ تجویز کرتا ہے جبتک اُسکے مطابق پورا پورا عمل نہ کیا جاوے تب تک اُسکے فائدہ کی اُمید امر موہوم ہے اور پھر طبیب پر بھی الزام غلطی اپنی ہی ہے - اسی طرح توبہ کے واسطے مقدار ہے اور اُسکے بھی پرہیز ہیں - بے پرہیز بیمار صحت یاب نہیں ہوسکتا + اب طاعون کے متعلق اللہ تعالےٰ نے مجھی مخاطب کرکے فرمایا کہ انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علو باستکبار۔

دیکھو خدا تو سب کا خدا ہے - مگر اُسکے تعلقات خاص خاص کے ساتھ خاص خاص ہیں جتنی جتنی کوئی اُس سے صلح کرتا ہے اُتنا ہی وہ اُسکی حفاظت کرتا ہے - تم میں سے ہر ایک کو بھی آواز آسکتی ہے جیسے مجھے آئی اگر تم سچی تبدیلی اور اُس سے صلح پیدا کرو - خدا بخیل نہیں - مگر ہاں اُسنے ایک اندازہ رکھا ہوا ہے جبتک اُس تک انسان نہ پہونچے تو وہ کامل نہیں ہوتا اور نہ اُسپر وہ فیض جاری کیا جاتا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شرابی کو اگر پوری مقدار شراب کی نہ دی جاوے تب تک وہ بیہوش نہیں ہو سکتا - اسی طرح جب اُس انتہائی درجہ محبت تک ترقی نہ کیجاوے تب تک لا حاصل ہوتا ہے "قانون قدرت جس طرح جسمانی چیزوں کے واسطے ہیں - ایسے ہی روحانی امور کے واسطے بھی ہیں -

دیکھو ابو الحسن خرقانی - بایزید بسطامی یا شیخ عبد القادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ یہ سب خدا کے مقرب تھے اور انھوں نے بھی شریعت ہی کی پابندی سے یہ درجہ پایا تھا نہ کہ کوئی نئی شریعت بنا کر - جیساکہ آج کل کے گدی نشین کرتے ہیں + یہی نماز تھی اور یہی روزے تھے - مگر انھوں نے اسکی حقیقت اور اصل غرض کو سمجھا ہوا تھا - بات یہ تھی کہ انھوں نے نیکی کی مگر سنوار کر انھوں نے اعمال کو بیگار کے طور پر پورا نہ کیا تھا بلکہ صدق اور وفا کے رنگ میں ادا کرتے تھے - سو خدا نے اُن کے صدق وسداد کو ضائع نہ کیا - خدا کسی کا احسان اپنے اوپر نہیں رکھتا - وہ ایک پیسہ کے بدلے میں جب تک ہزار نہ دیلے تب تک نہیں چھوڑتا - پس جب کسی انسان میں وہ برکات اور نشانات نہیں ہیں اور وہ خدا کی محبت یا تقوے کا دعوی کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے - مگر خدا پر الزام نہیں لگاتا بلکہ اپنا گند ظاہر کرتا ہے - خدا کی جناب میں بخل ہرگز نہیں - پس کوشش کرو کہ اسکی رضا کے موافق عمل درآمد کر سکو + اگر مصائب کے وقت میں تم مومن ہو اور خدا سے صلح کرنے والے اور اُسکی محبت میں آگے قدم بڑھانے والے ہو تو وہ رحمت ہے تمھارے واسطے - کیونکہ خدا قادر ہے کہ آگ کو گلزار کرے - اور اگر تم فاسق ہو تو ڈرو کہ وہ آگ ہے جو بھسم کر دیوالی ہے اور قہر اور غضب ہے جو بیخ و بنیاد نابود کرنے والا ہے - فقط

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ مغربی دنیا میں۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا دائرہ یوماً فیوماً وسیع ہو رہا ہے اور اللہ تعالےٰ کے اس **وعدہ** کے موافق (جو اُس نے اپنے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا) کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا - دور دور جگہوں میں بشدت پہنچ رہی ہے + چنانچہ اس وقت آپ کی بعثت کی خبر قریباً تمام بلاد اسلامیہ اور یورپ اور امریکہ اور آسٹریلیا تک پہونچ چکی ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ دن قریب ہیں کہ جب مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ اس امام الوریٰ کو اپنا روحانی رہنما تسلیم کر لیں گے + ہندوستان کے باہر جو آپ کی تبلیغ ہوئی ہے اسمیں سے آج ہم صرف تین واقعات کا ذکر کرتے ہیں -

اول

انگلستان کے ایک مشہور اخبار سنڈے سرکل مورخہ ۱۴ / فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۲۴ پر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک چھوٹا سا نوٹ شائع کیا گیا ہے جسکو ہم اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لیے ذیل میں درج کرتے ہیں سنڈے سرکل نے حضرت حجۃ اللہ کو انگلستان کی دنیا میں انٹروڈیوس کرانے کے لیے آپ کی تصویر بھی شائع کر دی ہے + غالباً یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سنڈے سرکل کو اس نوٹ کے لکھنے کی تحریک اُس کھلی چٹھی سے ہوئی ہے جو حضرت مسیح موعود نے انگلستان اور دیار یورپ و امریکہ میں مسٹر پگٹ کے نام شائع کی ہے اور جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ خدائی کا دعوٰی کرنے والا مفتری پگٹ خدا کے سچے اور برگزیدہ مسیح کی زندگی میں فوت ہو جاوے گا - اس عجیب اور حیرت افزا دعوۃ نے انگلستان اور یورپ کی دنیا کو بیدار کر دیا ہے - چنانچہ اسی تحریک پر مندرجہ بالا اخبار یہ ریمارک کرتا ہے -

تازہ ترین مسیح
ایورنڈ - جے - ایچ - ایس - پگٹ کا ہندوستانی
حریف

لاریب للیکپٹن کے گرجہ کے پاسٹر ریورنڈ - جے - ایچ سمتھ پگٹ کے عیسی مسیح ہونے کے تعجب خیز دعاوی کا جوش ابھی تک ہمارے ناظرین کے دلوں میں تازہ ہے اسلیے وہ دلچسپی سے اس خبر کو سُنیں گے کہ اقصائے مشرق میں ہند کے صوبہ پنجاب میں کلپٹن کے پاسٹر کا ایک حریف کھڑا ہو گیا ہے - اس جدید مسیح کا نام مرزا غلام احمد ہے جو قادیان کا رئیس ہے -

اس مذہبی جوش رکھنے والے انسان نے یورپ اور امریکہ میں اشاعت کے لیے ایک اعلان شائع کیا ہے جس کا عنوان یہ ہے -

"توہینت کے مدعی مسٹر پگٹ کو تنبیہ"

معلوم ہوتا ہے مسٹر پگٹ کے پرائیوٹ سکرٹری نے میرزا غلام احمد کو وہ دونوں اعلان بھیجے ہیں جنمیں مسٹر پگٹ کے دعاوی کا تذکرہ ہے ہندوستانی مسیح مسٹر پگٹ کو گستاخ۔ کفر گو متکبر۔ بے ادب اور مسرف وغیرہ کا خطاب دیتا ہے اس کے بعد مرزا غلام احمد صاحب کی تنبیہ شروع ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا غضب جوش میں ہے اس توہین اور گستاخی کی وجہ سے جو اُسکے مقدس نام اور اسکے برگزیدہ رسولوں کی اس شخص نے کی ہے جسنے نہایت شوخی سے خدا اور زمین و آسمان کے خداوند ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسلیے میرے پاک۔ قدوس۔ کامل اور مقتدر خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسلیے اسکو تنبیہ کروں جو اُس کے لیے مقدر ہے اگر وہ اپنے ان غیر متعلق دعاوی سے توبہ نہ کریگا تو وہ بہت جلد میری زندگی ہی میں ہلاک ہو جائیگا۔ اور یہ سزا اس خدا کی طرف سے ہے جو رب السموات والارض ہے اُسکا غضب ایسے جھوٹے مدعی کو ہلاک کر دیگا تاکہ آئندہ کوئی ایسے جھوٹے اور گستاخ دعووں سے زمین کو ناپاک نہ کرے۔

اگرچہ ہندوستانی پیغمبر حقیقی مسیح ہونے کا مدعی ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ عیسیٰ مسیح کی خو اور طبیعت پر آیا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اقرار کرتا ہے کہ وہ ایک انسان ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ہزاروں آسمانی نشان اُسکے ہاتھ پر ظاہر ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ انسانوں میں اُسکی ذریعہ سے ایک پاک تبدیلی ہو چکی ہے۔

وہ اپنے اس عجیب معمولی اعلان کو اسپر ختم کرتا ہے کہ مسٹر پگٹ کی موت میری زندگی میں میرا ایک اور نشان ہوگا۔ اور اگر میں مسٹر پگٹ سے پہلے مرجاؤں تو میں سچا مسیح نہیں ہوں اور نہ میں خدا کیطرف سے ہوں۔ لیکن اگر قادر سلطان خدا مجھے مسٹر پگٹ کی موت کا شاہد بناوے جو میری ہی دعا کا نتیجہ ہوگی پھر ساری دنیا **گواہ رہے کہ میں سچا مسیح ہوں اور میں خدا کی طرف سے آیا ہوں**

ہم دونوں اس اعلیٰ طاقت کے زیر تصرف ہیں اور مقتدر خدا جو جھوٹے مسیح کو حقیقی مسیح کے سامنے ہلاک کریگا میری عمر ۷۰ سال سے متجاوز ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ مسٹر پگٹ مجھ سے ۱۵ سال چھوٹا ہے۔

مرزا صاحب کی پیشگوئی بالکل صاف ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسکی گذشتہ پیشگوئیاں صحیح ہیں۔ انگلستانی اور ہندوستانی مدعیوں کا مقابلہ بہرحال نہایت دلچسپی سے دیکھا جاویگا۔

مندرجہ بالا ریمارک انگلستان کے اخبار میں شائع ہوا ہے مسٹر پگٹ کے نام جو چٹھی شائع ہوئی تھی جیسا کہ سنڈے سرکل ظاہر کرتا ہے وہ صرف یورپ اور امریکہ ہی میں شائع کی گئی تھی انہیں ممالک کے لیے تھی۔ لیکن ولایت کے اخبارات سے یہ خبر گشت کرتی ہوئی ہندوستانی اخبارات کو بھی مل گئی ہے۔ اور بڑی دلچسپی کے ساتھ انڈین پریس نے اسکو شائع کیا ہے تاہم کئی ہزار میل کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے مدعی کو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ مسیح موعود کا دعوت کرنا چھوٹی سی بات نہیں ہے یورپ کی دنیا اگر اس سرکلر لیٹر کو نگاہ سے دیکھے گی تو تعجب نہیں کہ وہ روحانی فائدہ اٹھائے

دوسرا واقعہ سین فرانسسکو کے ارگونٹ نام اخبار کی ۱۶ دسمبر ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں سے قابل تذکرہ ہے اخبار مذکور اس چٹھی پر ریمارک کرتا ہے جو امریکہ کے مفتری ڈاکٹر ڈوئی کو اس پیشگوئی کے جواب میں (جو اُس نے کل مسلمانوں اور مخالف سلطنتوں کے ہلاک ہونے کی کی تھی) جو علحدہ بھی اردو میگزین کے ہمراہ شائع ہو چکی ہے۔

سین فرانسسکو کا مشہور اخبار ارگونٹ جو کم وبیش چالیس سال سے جاری ہے اس چٹھی پر ریمارک کرتا ہوا اسکی انگریزی زبان کی تعریف کرتا ہے جسمیں وہ شائع ہوئی ہے۔ امریکہ کے ایک مشہور اخبار کا میگزین کی تعریف کرنا چھوٹی سی بات نہیں ہے اگرچہ ہمارے معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر اس خیال سے کہ یہ امر خودستائی ہوگا ان خطوط اور ریمارکس کو میگزین میں جگہ نہ دیں جو میگزین کی اعلیٰ زباندانی کے متعلق انہیں پہونچے یا اخبارات میں شائع ہوئے ہیں مگر ہم ضرور اسکا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں خصوصاً اس وجہ سے کہ ہمارے لاہور کے ہمعصر پیسہ اخبار نے میگزین کی پراسپکٹس ہی کو دیکھکر (باوجودیکہ آپ ٹائٹل سے آگے نہیں پڑھے) اسکی انگلش کی حقارت کی تھی۔ اُس وقت ہم نے اسکا جواب دینا نہیں چاہا تھا اس خیال کہ تجربہ اور پبلک خود اسکو جواب دیگی اسلیے ہم اپنے ہمعصر کو مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایسے تمام نوٹس پیش کریں۔ بہرحال اس چٹھی کی عمدہ اور اعلیٰ تحریر کی تعریف کرتے ہوئے تو ارگونٹ ڈاکٹر ڈوئی کے نام کی چٹھی کا اقتباس درج کرتا ہے جسکو اب یہاں درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اسطرح یہ دعوت امریکہ میں پہونچ چکی ہے۔ اور اب ہم **تیسرا واقعہ** درج کرتے ہیں۔

مصر میں دعوۃ حضرت حجۃ اللہ کی دعوۃ مصر میں پہونچ گئی اور آخر وہاں ایک جماعۃ کے قائم ہونیکی اُمید ہو ہی گئی ہے

چنانچہ مصر سے جو خط بیعت کے لیے پہونچا ہے اسے ہم بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں

من مصر ۲۰ مارس ۱۹۰۳ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرۃ محدث الوقت ومجدد الزمان المسیح الموعود والمہدی المعہود والامام المنتظر المؤید من اللہ الصمد السید میرزا غلام احمد القادیانی المہدی ادام اللہ علوہ واعز بہ الاسلام والمسلمین۔ امین۔

یغشاہ من عند اللہ ونور من لدنہ تعالیٰ نظرتکم ولا زلت ناظرا الیکم کانی اشاہد طلعتکم واحظی بردیاکم فی قیامی وقعودی یقظا کنت او نائما ولو کنتم فی المشرق الاقصیٰ۔ وعنی بذلک تمتعی بالروحانیۃ الغیر متناہیۃ زمانا ومکانا۔ کیف لا والملئکۃ تنزل علینا وھو القائل "نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ" فسبیلنا الیکم ھو النور الکاشف الفارق الجاذب لقلوبنا وارواحنا واشواقنا الیکم کاننا فیکم ومنکم وبکم والیکم کالروح مع اجسامکم فلا تسلیم لکم عندی ولا کلام ولا شوق ولا تحیۃ کما یفعل المتغناطیون الذین تحجبہم الحجب ولکنی انما اخاطبکم مع ھذا لاکم کما امر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الذی اوصانا باتباع المسیح الموعود عن بعض اخوتنا

ان غبت او حشت الوری یا سیدی
الان یا نور فدا لستنی
قلبی محلک انت فیہ فینبغی
ان لا یقال لساکن او حشتنی

اللہ ربنا ومحمد نبینا وانتم یا عیسی بن مریم مسیحنا لانکم جوہرۃ الاول وروح الثانی وبوحنا المتحدان ابلیا الربانی لا بعد فکم الاکل فان متفان

تاثوة الیکم متوجه بکلیاتہ لجنابکم لانه یراکم کما رأکم النبی صلی الله علیہ وسلم نازلاً من السماء اماماً هادیاً حکماً عادلاً بیدکم حربة تقتلون بها الدجال شیطان اخر الزمان الذی اضل اهل الارض وظهرت مفاسده فی البلاد عموما وفی بلادنا خصوصا فان اصابته ولدی وثمرة فوادی بسهم من سهامه مرمزین لوجوب مطاردة الدجال القوی الذی بعثکم الله لقتاله وقتال اتباعه خصوصا جماعة البر ولستنبط الذین رفعوا رایة الظلم واخفض بینهم العدل واستحکم فیهم الهوی وانتهت بهم الفتنة الشدیدة الی تفریق ما اوصله الله من لحمة النسب بین الفرع واصله والی قطع اسباب المحبة التی احکم الله ربطها۔

فوحق من فتق حجب العلوم الاز ضیۃ والحکم وقال «ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنهما» لنجدن النصر من عند الله الذی لایخذ لکم ولن یخذ لکم لان کل امورکم فی یده ولبست اسلحتکم ارضیه لانکم لستم فی احتیاج لسیوف ادیال هذا العالم لان اعداء الحق یحاربوننا بتقاریرهم ومکائدهم کما حصل مع بنی اسرائیل فی ایام الرومان وقت مجیئکم الاول

زمانکم الثانی کزمانکم الاول۔ اکثر المسلمین اخواننا استعواتهم ا واضاعوا الصوم والصلوٰة وقست قلوبهم وفسدت طباعهم وما بقی فیهم الا اسم الاسلام ورسم الدخول فی المساجد (حمامة البشری) فوجب علینا الفرار الی الله ربنا وانباعکم فیما انتم علیہ لان شعوری بما انتم علیہ حق لاریب فیه وقد بایعتکم علی کتاب الله وسنة رسوله قاصداً ایاکم بقلب سلیم ونیة صحیحه راجیا بابتها لکم وبرکة دعائکم ادراک کل ماٰمول لجمیع اخوانی المسلمین ولاسیما اعضاء جمعیة المباحث العلمیة التی احضه منهم بالذکر حضرة الفاضل المحترم الشیخ **حامد احمد** بدعی

ان نستغلق الآن معانی دروس کتبکم التی اتممنا منها ثلاثة وهی "حمامة البشری" و "الهدی" و "الخطبة الالهامیة" واما الحصول علی باقیها بواسطة الشیخ الحبیب الحکیم "غلام النبی احمد" وبما اننا نعرف اللغة الانکلیزیه نرغب مطالعة ما کتب انکلیزا عنکم بها واسال الله الفوز فی الدنیا والاخرة امین برکتکم امین

کتبه محمد حبیب صاحب

المعرض العام بشارع غیط العدہ بمصر۔

اس خط پر مولوی غلام نبی صاحب مندرجہ ذیل الفاظ لکھتے ہیں

بخدمت امام الزمان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ ایک دلیر آدمی ہے کسیکی ملامت انکے شیخ کا کوئی خوف نہیں مسائل حمامہ وغیرہ کو تسلیم کرتے ہیں جیسے کئی سال کا پیاسا انسان پانی پاتا ہے اور بڑے شوق سے پیتا ہے خط اسکا خود شاہد ہے۔ انگریزی جانتے ہیں دربار کے موقعہ پر جو آپکی طرف سے انگریزی مضمون نکلا ہے اور ریویو آف ریلیجنز کے ایک دو پرچے اور آپکی وہ صورت جس میں مولوی نورالدین صاحب کی بھی تصویر ہو ارسال فرمادیں اور بہت لوگ آپکی طرز تعلیم کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں کس سے پڑھا اور کہاں تک پڑھا جو کچھ مجھے معلوم تھا میں نے بیان کیا۔ بس صرف کتابیں ارسال کرنے سے جہاد وغیرہ کا مسئلہ حل ہو جائیگا اگر اور کوئی تفصیل کی کتاب عربی انگریزی میں سے چھپی ہو وہ بھی مع دیگر کتب ارسال فرمادیں اور شرائط بیعت۔

اور انھوں نے یہ خواب دیکھا المسیح کلمة عبرانیة معناها الماسح فالعالم متسخ ومحتاج لما سحہ له فیزیل اوساخهم وادرانهم وکان یلہ دها فی المنام بالفاظ متنوعة هذا معناها۔ فقام مبشر حالته کانه قال کان قرأ کتب حضرتکم بل بهذا الحلم ومقنعا کانه ما یحتاج بعد هذا الی الدلائل المعلقة بحضرتکم۔ اور امید ہے حضور جواب ارسال فرمائینگے پتہ یہ ہے شارع غیط العدہ

نزب عابدین محمد حبیب صاحب المعرض العام بمصر۔
غلام نبی هندی قادیانی

قرآن کریم

چھ مہینے میں پڑھایا جاتا ہے

جو لوگ اپنی اولاد کو قرآن کریم جیسی رحمت۔ نور۔ شفا۔ نعمت سے بہرہ ور کرنے کے خواہشمند ہوں وہ اس تحریر کو غور سے پڑھیں۔ قاعدہ **یسرنا القرآن** کی تدوین سے تجربہ ہو گیا ہے کہ اگر محنت کرنیوالا استاد ہو اور بچہ بھی ہوشیار ہو تو ۹ مہینے کے اندر قرآن شریف پڑھایا جا سکتا ہے۔ مگر ہم لوگوں کو مدرسہ تعلیم الاسلام کے مدرس ہونیکی وجہ سے اور قرآن کریم کے بھی مدرس ہونیکی وجہ سے قاعدہ یسرنا القرآن کے مطابق اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر خدا کے فضل سے ایسا اشتہار دینے کا حوصلہ پیدا ہوا ہے کہ جو صاحب اپنی اولاد کو چھ سات مہینے کے اندر قرآن شریف ختم کرانا چاہتے ہوں وہ ہم سے بذریعہ خط وکتابت فیصلہ کرلیں ہم پانچ سال سے زائد عمر کے بچہ کو اسی میعاد کے اندر انشاء اللہ العزیز قرآن شریف ختم کرادینگے اور نہ صرف ختم بلکہ ہم سکو مایہ ہوگا اور جہاں سے کوئی چاہے سن لے۔ کیونکہ پڑھانے کا طریق تجربہ کے باعث ایک خاص طرز کا ہو گیا ہے طوطے کیطرح نہیں پڑھایا جاتا بلکہ خاص قواعد کی بنا پر بچہ کے خوب ذہن نشین کرایا جاتا ہے۔

ہم اس خدمت کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسا کرکے اسکے کلام کی خدمت اور اشاعت کیلئے اپنے ذمہ لیتے ہیں پس جو اپنی اولاد کے قیمتی وقت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام سے محبت رکھتے ہیں وہ بذریعہ خط وکتابت ہم سے فیصلہ کرکے اپنے بچوں کو ہمارے سپرد کردیں اور پھر دیکھ لیں کہ موعود عرصہ میں کس طرح ان کا بچہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔

خاکساران شیخ عبدالرحمن قادیانی و شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی

تفسیر القرآن کی ماہواری اشاعت

الحکم کی گذشتہ اشاعت کے ہمراہ تفسیر القرآن کا پہلا نمبر خریداران تفسیر القرآن کو جن کے نام پہلے سے درج رجسٹر تھے بھیجا گیا ہے۔ چند احباب ایسے بھی ہوں گے جنکے نام محض اس خیال سے بھیجا گیا ہے کہ وہ اسکی خریداری منظور کرینگے + لیکن ہم کسیکو جبراً خریدار بنانا نہیں چاہتے تفسیر القرآن کے ماہوار اشاعت ان کثیر التعداد اصرار کرنے والے خطوط کی بنا پر کی گئی ہے جو وقتاً فوقتاً خاکسار کے پاس پہونچتے رہے ہیں + اسلیے ہم ان احباب کو جن کے پاس تفسیر القرآن کا پہلا نمبر بامید قبولیت پہونچا ہے موقع دیتے ہیں کہ وہ اس کے حسن و قبح اور اسکی ضرورت کے سوال پر بخوبی غور کرلیں اور اگر وہ اسکی خریداری سے معذور ہوں تو انہیں بیشک اختیار ہے کہ وہ واپس بھیجدیں۔ لیکن براہ کرم کوئی بزرگ ایسا ہرگز نہ کریں کہ دراصل تفسیر القرآن کے خریدار بھی نہ ہونا چاہتے ہوں اور پہلا نمبر بھی رکھ لیں کیونکہ اس سے ہمارے مسلسل نمبروں کے فائل میں نقصان پہونچے گا۔

ایک امر اور غلط فہمی کے لیے ظاہر کرنا ضروری ہے کہ دوسرا پارہ ۶۸ صفحہ تک پہلی الگ خریداران تفسیر القرآن کے پاس اپنے اصرار سے بھیجا جاچکا ہے اور ۴۸ صفحہ تک کے فرمے اور چھپ گئے ہیں جو الحکم کی اگلی اشاعت کے ساتھ انشاء اللہ روانہ کرینگے۔ اور اسطرح پر دوسرا پارہ الگ مکمل کرکے بھیجا جاوے گا۔ لیکن یہ اوراق اور راجز اصرف ان خریداروں کو بھیجے جاوینگے جنکی پیشگی قیمت وصول ہوچکی ہے۔ دوسرے صاحب حسب معمول یہ پارہ مکمل ہونے پر بھی لے سکتے ہیں + اسطرح پر جزئی اشاعت سے ایک فائدہ بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ ہم ہر نمبر پر اپنے ناظرین تفسیر القرآن کی رائیوں کو معلوم کرسکا کریں گے اگر کوئی نقص یا غلطی رہ گئی ہو تو اسکی اصلاح ہو جایا کریگی انشاءاللہ۔

ماسٹر نبی بخش احمد جان
مالکان کارخانہ گبردن تکیہ گوجران لودہانہ (پنجاب) نمونجات گبرون جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں۔

البشریٰ

اور اُس کا پہلا مبارک خریدار

ہمارے ناظرین الحکم کی اشاعت کے ساتھ البشریٰ ایک عربی ماہوار رسالہ کا اشتہار پڑھیں گے۔ اس کی ضرورت اہمیت کے متعلق اگلی اشاعت میں کچھ لکھوں گا لیکن سردست مجھے ایک ضروری امر کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ البشریٰ کے اجرا پر کیا کیا رائے زنیاں ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ اس کے اجرا سے میری اصل غرض حضرت حجۃ اللہ کے بعثت کی بشارت کا ممالک اسلامیہ میں پہونچانا اور مسلمانوں کو مذہبی اور قومی زبان عربی کا مذاق پیدا کرنا ہے پس جو لوگ ان اغراض کو اہم سمجھتے ہیں وہ ضرور میرے ساتھ ہوں گے + چنانچہ میں بڑی خوشی کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ البشریٰ کا اشتہار دیکھکر پہلا شخص جس نے البشریٰ کی خریداری کے لیے درخواست کی وہ حضرت

حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین

صاحب ہیں حضرت حکیم الامۃ کا پہلا خریدار ہونا البشریٰ کے لیے مبارک فال ہے اور میں اس خوشی کی تقریب پر البشریٰ کے دس پرچے اسکے جاری ہونے پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے مڈل اور انٹرنس کے ان طالب علموں کو دینے کا انشاءاللہ وعدہ کرتا ہوں جو انٹرنس کے امتحان میں عربی بطور دوسری زبان کے لیں اور مڈل میں عربی زبان میں اول رہیں

سرکاری خبریں

اے۔ میریڈتھ صاحب بجائے ویرنگ صاحب جو رخصت پر جاتے ہیں بطور ڈپٹی کمشنر ملتان تعین کیے جاوینگے۔

ولسن جانسٹن صاحب لفٹنٹ فیرر صاحب اور کپتان نکولس صاحب بندوبست کا کام سیکھنے کے لیے ہزارہ میں تعینات کیے جاوینگے

کپتان۔ بی۔ ڈی۔ فٹز پیٹرک بطور ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور کام کرینگے۔

فیرر ریڈیٹی اور لطیف صاحبان ابھی تعلیم بندوبست کے خاتمہ پر دہلی۔ راولپنڈی اور سیالکوٹ میں تعینات کیے جاوینگے۔

کپتان۔ اے۔ سی۔ الیٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر اس موسم کے لیے ڈلہوزی تعینات کیے جاوینگے۔

اے۔ ایچ پارکر صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو چھ ماہ کی رخصت عطا ہوئی اور ایم۔ ایچ ہیریسن صاحب موصوف کو سبکدوش کریں گے۔

ایف۔ ایچ برٹن صاحب انڈر سیکرٹری گورنمنٹ کو چھ ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔

پی۔ ایل بارکر صاحب، صاحب موصوف کو سبکدوش کرینگے۔

دستخط
فرینک لی اسسٹنٹ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب

اعلان

چونکہ امتحان مڈل کا نتیجہ نکل گیا ہے اسواسطے پیرہ پیریٹری کلاس (یعنی نویں جماعت) یکم اپریل سنہ ۱۹۰۳ء کو کھولی جائیگی۔ جو احباب یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد اور اقربا کو موجودہ زمانہ کی رسمی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم اور نیک صحبت کا بھی حصہ ملے وہ اپنے بچوں کو جلد روانہ کردیں تاکہ تعلیم میں حرج نہ ہو۔ اس جماعت کی فیس مدرسہ ادنی درجہ ۶ہ ہے اور فیس بورڈنگ ہوس ۲ار اور خرچ خوراک ۳ہ سے ۴ہ تک درجہ وار ہے باقی تفصیل کے واسطے جو صاحب چاہیں راقم کے ساتھ خط و کتابت کرسکتے ہیں۔ والسلام

محمد صادق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی اسکول ۱۲ مارچ ۰۳ء

رجسٹرڈ ایل ۲۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی

دعا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

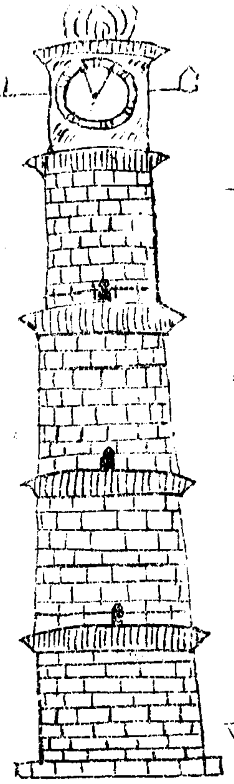

نمبر ۱۲ | یکم محرم ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء روز شنبہ | جلد

کلمات طیبات حضرۃ امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب ہر قسم کی قسم پر اعتراض کرنا کہ جنہا پاک فطرۃ یا بلید الطبع انسان کے دوسرے کا کام نہیں کیونکہ اس میں تو عظیم الشان صداقت موجود ہے صحیفہ فطرت کی عام شہادۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کلام الٰہی اور نزول وحی کی حقیقت بتانی چاہتا ہے۔ سماء کے معنی بادل کے بھی ہیں جس سے مینہ برستا ہے۔ آسمان اور زمین میں ایسے تعلقات ہیں جیسے نر و مادہ میں ہوتے ہیں۔ زمین میں بھی کنوئیں ہوتے ہیں لیکن زمین پر بھی آسمانی پانی کی محتاج رہتی ہے جبتک آسمان سے بارش نہ ہو زمین مردہ سمجھی جاتی ہے اور اسکی زندگی اس پانی پر منحصر ہے جو آسمان سے آتا ہے اسی واسطے فرمایا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب آسمان سے پانی برسنے میں دیر ہو اور امساک باراں ہو تو کنوؤں کا پانی بھی خشک ہونے لگتا ہے۔ اور ان ایام میں دیکھا گیا ہے کہ پانی اُتر جاتا ہے لیکن جب برسات کے دن ہوں اور مینہ برسنے شروع ہوں تو کنوؤں کا پانی بھی جوش مار کر چڑھتا ہے کیونکہ اوپر کے پانی میں قوت جاذبہ ہوتی ہے اب بیان ہوں سوچیں کہ اگر آسمانی پانی نازل نہ ہو تھوڑے عرصہ تو سب کنوئیں خشک ہوجائیں اسی طرح ہم یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نور قلب ہر ایک انسان کو دیا ہے اور اسکے دماغ میں عقل رکھی ہے جس سے وہ بُری بھلے میں تمیز کرنے کے قابل ہوتا ہے لیکن اگر نبوۃ کا نور آسمان سے نازل نہ ہو۔ اور یہ سلسلہ بند ہو جاوے تو دماغی عقلوں کا سلسلہ جاتا رہے اور نور قلب پر تاریکی پیدا ہو جاوے اور وہ بالکل کام دینے کے قابل نہ رہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ اسی نور نبوۃ سے روشنی پاتا ہے جیسے بارش ہونے پر زمین کی روئیدگیاں نکلنی شروع ہوجاتی ہیں اور پھر تخم پیدا ہونے لگتا ہے اسی طرح جب نور نبوۃ کے نزول پر دماغی اور ذہنی عقلوں میں ایک صفائی اور نور فراست میں ایک روشنی پیدا ہوتی ہے اگرچہ یہ علی قدر مراتب ہوتی ہے اور استعداد کے موافق ہر شخص فائدہ اُٹھاتا ہے خواہ وہ اس امر کو محسوس کرے یا نہ کرے لیکن یہ سب کچھ ہوتا اسی نور نبوۃ کے طفیل ہے۔ غرض اس قسم میں **نزول وحی** کی ضرورۃ کو ایک عام مشاہدہ کے رو سے ثابت کیا کہ جیسے آسمانی پانی کے نہ برسنے کی وجہ سے زمین مرجاتی اور کنوؤں کا پانی خشک ہونے لگتا ہے یہی قانون **نزول وحی** کے متعلق ہے۔ رجع پانی کو کہتے ہیں حالانکہ پانی زمین پر بھی ہوتا ہے لیکن آسمان کو ذات الرجع کہا ہے اسمیں یہ فلسفہ بتایا ہے کہ اصلی آسمانی پانی ہی ہے چنانچہ کہا ہے۔ ؎

باراں کہ در لطافت طبعش دریغ نیست
درباغ لالہ روید و در شورہ بوم خس۔

جو کیفیت بارش کے وقت ہوتی ہے وہی نزول وحی کے وقت۔ دو قسم کی طبیعتیں موجود ہوتی ہیں ایک تو مستعد ہوتی ہیں اور دوسری بلید۔ مستعد طبیعت والے فوراً سمجھ لیتے ہیں اور معارف کا ساتھ دیتے ہیں لیکن بلید الطبع نہیں سمجھ سکتے اور وہ مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں دیکھو مکہ معظمہ میں جب وحی کا نزول ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا کلام اُترنے لگا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل ایک ہی سرزمین کے دو شخص تھے ابوبکر رضہ نے تو کوئی نشان بھی نہ مانگا اور مجرد دعویٰ سنتے ہی آمنا کہکر ساتھ ہولیا۔ مگر ابوجہل نے نشان پر نشان دیکھے مگر تکذیب سے باز نہ آیا اور آخر خدا تعالےٰ کے قہر کی تیغ ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔ غرض خدا تعالیٰ کی وحی ہر قسم کی طبیعتوں کو باہر نکال دیتی ہے طیب اور خبیث میں امتیاز کر کے دکھا دیتی ہے وہ بہار کا موسم ہوتا ہے اُسوقت ممکن نہیں

کوئی تخم شگفتگی کے لیے نہ نکلے لیکن جو کچھ ہوگا وہی برآمد ہوگا - نیک اور سعید الفطرۃ اپنی جگہ پر نمو دار ہوتے ہیں اور خبیث الگ اور اس سے پہلے وہ ملے جلے ہوے ہوتے ہیں جیسے گندم اور بھگھاٹ کے دانے ملے ہوے تو رہتے ہیں لیکن جب زمین سے نکلتے ہیں تو دونوں الگ نظر آتے ہیں یا مالک گندم کی حفاظت کرتا اور بھگھاٹ کو نکالکر باہر پھینکتا ہے -

پس نزول **وحی** کے ثبوت کے لیے اللہ نے یہ متا جرہ پیش کیا ہے جسکو نادان اپنی نادانی اور جہالت سے اعتراض کے رنگ میں پیش کرتا ہے حالانکہ اسمیں ایک عظیم الشان فلسفہ رکھا ہوا ہے - اسی لیے والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع کہکر فرمایا انہ لقول فصل - انہ لقول فصل جو کلام الٰہی کے لیے بولا گیا ہے یہ ایک نظری امر تھا اسکے ثبوت کے لیے بدیہی امر کو پیش کیا ہے - جیسے امساک باراں کے وقت ضرورت ہوتی ہے مینہ کی اسیطرح اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں زمین بالکل مرچکی ہے یہ زمانہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا ہوگیا ہے جنگل اور سمندر بگڑ چکے ہیں جنگل سے مراد [illegible] اور بحر سے اہل کتاب ہیں - جاہل و عالم بھی مراد ہوسکتے ہیں غرض انسانوں کے ہر طبقہ میں فساد واقع ہوگیا ہے جس پہلو اور جس رنگ میں دیکھو دنیا کی حالت بدل گئی ہے روحانیت باقی نہیں رہی اور نہ اسکی تاثیریں نظر آتی ہیں - اخلاقی اور عملی کمزوریوں میں ہر چھوٹا بڑا مبتلا ہے خدا پرستی اور خداشناسی کا نام و نشان مٹا ہوا نظر آتا ہے - اسلیے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نور نبوت کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے - خدا تعالیٰ کا شکر کرو اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس **نور** کو نازل کیا ہے مگر تھوڑے ہیں جو اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی بنا پر دلائل عقلیہ اور نشانات بینہ سے اس سلسلہ کی صداقت کو ظاہر کر دیا ہے - تعلیم کو انسان اگر دیکھے تو صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ سچی تعلیم یہی تعلیم ہے جسکو عقل منکر قبول کرینگے - اسلامی تعلیم ہی ایک ایسی تعلیم ہے کہ جسکو عدل کہتے ہیں - اس تعلیم میں ایک کشش موجود ہے - سورہ فاتحہ میں جب خدا کو پیش کیا ہے دنیا کا کوئی مذہب ایسے پیش نہیں کرتا - عیسائیوں نے جو خدا دکھایا ہے اس کے مقابلہ میں ہم کہتے ہیں لم یلد ولم یولد ہے - ہاں اگر مریم کے پیٹ میں واقعی خدا آگیا تھا تو چاہیے تھا کہ وہ پیٹ ہی میں مریم کو وعظ کرتے اور ایک لمبا لیکچر دیتے جسکو دوسرے لوگ بھی سن لیتے تو اس خارق عادت لیکچر کو سنکر سارے شبہات دور ہو جاتے اور ...... خواہ نخواہ ماننا پڑتا - بلکہ اور بھی خدائی کا ثبوت ملتا اگر پیٹ ہی میں معجزے دکھانے شروع کر دیتے تو اور بھی معاملہ صاف ہو جاتا اور خواہ نخواہ ماننا پڑتا - مگر بجائے اسکے کہ اس کی الوہیت کی کوئی عظمت ثابت ہوتی ہر پہلو سے اسکا نقص اور کمزوری ہی ثابت ہوتی ہے -

مریم کا نکاح حمل میں کیا گیا جو شرعاً جائز نہ تھا - اور ایک نکاح سے تین تنبیہیں توڑی گئیں - یعنی ماں نے عہد کیا تھا کہ نکاح نہ کریگی اور خود مریم نے بھی عہد کیا ہوا تھا - ان ساری باتوں کے علاوہ ایک اور اعتراض ہے جس کا جواب عیسائی نہیں دے سکتے - عیسائی مذہب میں دوسری شادی منع ہے لیکن یوسف کی پہلی بیوی تھی - اور بھی اس قسم کے اعتراض ہیں - یہودیوں کی کتابوں کو پڑھو وہ کیا حقیقت بیان کرتے ہیں اور ہمکو تو ایسے اعتراض کرتے ہوے بھی افسوس اور حیا مانع ہوتے ہیں - پادری عماد الدین نے اپنی کتابوں میں راحاب - تمر - اور بنت سبع کی بابت لکھا ہے کہ وہ اچھے چال چلن کی عورتیں نہ تھیں وہ لکھتا ہے کہ خداوند نے یہ کیا کیا کہ ایسے خاندان میں جنم لیا پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ وہ ایسا کریم ہے کہ ایسے لوگوں میں بھی جنم لینے سے دریغ نہیں کیا - مگر ایک دانشمند غور کرے کہ یہ کیسی وسعت اخلاق ہے -

لیکن ہمارا خدا لم یلد ہے اور کس قدر خوشی اور شکر کا مقام ہے کہ جس خدا کو ہمنے مانا اور اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہر طرح کامل اور قدوس ہے اور کوئی نقص اسمیں نہیں پایا۔ وہ خوبیاں کامل طور پر اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں اور ساری صفات انکو بیان کرتی ہیں چنانچہ اول یہ کہ اسمیں ذاتی حسن ہے اور اسکے متعلق لیس کمثلہ شئ فرمایا قل ھو اللہ احد فرمایا اور کہا کہ وہ الصمد ہے بے نیاز ہے - نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ اسکا کوئی بیٹا ہے نہ کوئی اسکا پیدا [illegible] قرآن شریف کو غور سے پڑھو [illegible] کہ جا بجا اسکا حسن دکھلایا گیا ہے [illegible] کشش احسان کی ہے [illegible] خدا کے احسان کا کیا [illegible] بچہ کو کیا [illegible] نور الدین صاحب [illegible] باپ اپنے بیٹے کو [illegible] جان کو کیسا پیار کیا [illegible] لڑکا یہ سنکر ڈر گیا اور بھاگ گیا [illegible] سے بھاگنے کی وجہ [illegible] کہا کہ جب خدا نے [illegible] امید ہو سکتی ہے [illegible] ہے تو پھر اسکو [illegible]

تمہاری [illegible] کا بھی نشان ہے اور [illegible] ہیں تو کیا یہ چیزیں خدا کو انسان سے عزیز تر ہوتی ہیں مگر ایسا نہیں [illegible] چیزیں [illegible] کے لیے وہ ہلاک کرتا ہے - [illegible] رکھے ہوے ہوتے ہیں یہ بھی خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کیونکہ [illegible] چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں غرض یہ اصل صحیح نہیں ہے [illegible] سمجھ لیا جاتا ہے کہ وہ جس چیز سے پیار کرتا ہے اسکو ہلاک کرتا ہے - سچا خدا جس سے پیار کرتا ہے اسکی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی - عیسائی اپنے خدا کی نسبت ایسا نمونہ پیش نہیں کرتے اور حقیقت میں نہیں ہے کیونکہ مسیح کا اپنا نمونہ یہ ہے کہ دشمنوں کے ہاتھوں سے سخت ذلیل ہوے اور اس وقت وہ اگر خدا تھے یا خدا کے بیٹے تھے تو دشمنوں کو خطرناک ذلت پہنچنی چاہیے تھی مگر بظاہر دشمن کامیاب ہوگئے اور انکو ایسے پکڑ کر صلیب پر چڑھا ہی دیا - لیکن ہمارا خدا ایسا نہیں ہے اس نے اپنے رسول کو بھی ہر میدان میں نصرت کی اور کامیاب کیا - اب دوسرے مذہب اسکا نمونہ کہاں پیش لائیں - یہ یاد رکھو کہ ہمارا خدا کسیکو پھانسی پر نہیں چڑھاتا جس قدر کام کرینگے اسمیں عزت پائینگے اس نے ہمارے قوی کو بیکار نہیں رکھا - بقول سعدیؒ

عقائد با عقوبت در نرخ برابر است
رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت

خدا نے چاہا ہے کہ تم زنانہ سیرت نہ ہو بلکہ مرد بنو اب کبھی مانتے ہو کیسے احسان کیے ہیں کہ بہر حقائق و معارف کے خزانے کھولے گئے کسی کے سامنے ہمیں اس نے شرمندہ نہیں کیا

ہے نادار سے ضروری سمجھا کہ اُسکو شائع کیا جاوے لیکن چونکہ آجتک یہ سلسلہ اشاعت میں نہیں آیا اسکو شائع کردیا جاوے۔

نشانات کس سے صادر ہوتے ہیں؟

اس سوال کا جواب حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے ایک بار اپنی ایک مختصر سی تقریر میں یوں دیا ہے فرمایا۔ نشانات کس سے صادر ہوتے ہیں جس کے اعمال بجائے خود خوارق کے درجہ تک پہونچ جاتے ہیں مثلاً ایک شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرتا ہے وہ ایسی وفاداری کو [illegible] خارق عادت حد تک پہونچا دیتا ہے اسکی محبت اسکی عبادت خارق عادت ہو۔ ہر شخص ایثار کر سکتا ہے اور کرتا ہے لیکن اسکا ایثار خارق عادت ہو غرض اسکے اخلاق عبادات اور سب تعلقات جو خدا تعالیٰ کے ساتھ رکھتا ہے اپنے اندر ایک خارق عادت نمونہ پیدا کریں تو چونکہ خارق عادت کا جواب خارق عادت ہوتا ہے اسلیے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر نشانات ظاہر کرنے لگتا ہے پس جو چاہتا ہے کہ اس سے نشانات کا صدور ہو تو اسکو چاہیے کہ اپنے اعمال کو اس درجہ تک پہنچاوے کہ ان میں خارق عادت نتائج کے جذب کی قوت پیدا ہو جاوے۔ انبیاء علیہم السلام میں یہی ایک نرالی بات ہوتی ہے کہ انکا تعلق اندرونی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا شدید ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کا ہرگز نہیں ہوتا انکی عبودیت ایسا رشتہ دکھاتی ہے کہ کسی اور کی عبودیت نہیں دکھا سکتی + پس اس کے مقابلہ میں الوہیت اپنی تجلی اور اظہار بھی اسی حیثیت اور رنگ کا کرتی ہے عبودیت کی مثال عورت کی سی ہوتی ہے کہ جیسے وہ حیا و شرم کے ساتھ رہتی ہے اور جب مرد بیاہنے جاتا ہے تو وہ علانیہ جاتا ہے اسی طرح عبودیت پر وہ خفا میں ہوتی ہے لیکن الوہیت جب اپنی تجلی کرتی ہے تو پھر وہ ایک بین امر ہو جاتا ہے اور ان تعلقات کا جو ایک سچے مومن اور عبد اور اسکے رب میں ہوتے ہیں خارق عادت نشانات کے ذریعہ ظہور ہوتا ہے۔ انبیا علیہم السلام کے معجزات کا یہی راز ہے اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ کل انبیا علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لیے آپکے معجزات بھی سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

امام الزمان کی ڈائری

دربار شام

۲۳ر مارچ ۱۹۰۱ء

میت کے لیے فاتحہ

ایک بزرگ نے عرض کی کہ حضور میں نے اپنی ملازمت سے پہلے یہ منت مانی تھی کہ جب میں ملازم ہو جاؤنگا تو آدھ آنہ فی روپیہ کے حساب سے نکالکر اُسکا کھانا پکوا کر حضرت پیران پیر کا ختم دلاؤنگا اس کے متعلق حضور کیا فرماتے ہیں

فرمایا کہ خیرات تو ہر طرح اور ہر رنگ میں جائز ہے اور جسے چاہے انسان دے مگر اس فاتحہ خوانی سے ہمیں نہیں معلوم کیا فائدہ اور یہ کیوں کیا جاتا ہے میرے خیال میں یہ جو ہمارے ملک میں رسم جاری ہے کہ اس پر کچھہ قرآن شریف وغیرہ پڑھا کرتے ہیں یہ طریق تو شرک ہے اور اسکا ثبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے نہیں۔ غربا و مساکین کو بیشک کھانا کھلاؤ

نصیحت بعد از بیعت

چند احباب نے بیعت کی تھی اس پر اُنکو چند کلمات بطور نصیحت فرمائے۔

پانچوں نمازیں عمدہ طرح سے پڑھا کرو۔ روزہ صدق سے رکھو اور اگر صاحب توفیق ہو تو زکوۃ۔ حج وغیرہ اعمال میں بھی کمربستہ رہو۔ اور ہر قسم کے گناہ سے اور شرک اور بدعت سے بیزار رہو۔ اصل میں گناہ کی شناخت کے اصول صرف دو ہی ہیں۔

اول حق اللہ کی بجا آوری میں کمی یا کوتاہی دوم حق العباد کا خیال نہ کرنا۔

اصل اصول عبادت بھی یہی ہیں کہ ان دونو حقوں کی محافظت کماحقہ کی جاوے۔ اور گناہوں سے جنکی کوتاہی کرنے کا نام ہے اپنے عہد پر قائم رہو اور جو الفاظ اسوقت تم نے میرے ہاتھ پر بطور اقرار زبان سے نکالے ہیں ان پر مرتے دم تک قائم رہو + انسان بعض اوقات دھوکا کھاتا ہے وہ جانتا ہے کہ میں نے اپنے لیے توبہ کا درخت بولیا ہے اب اُسکے پھل کی اُمید رکھتا ہے۔ یا ایمان میں نے حاصل کرلیا ہے اُسکے اب نتائج مترتب ہونے کا منتظر [illegible] مگر اصل میں وہ خدا کے نزدیک [illegible] اور نہ سچا مومن کچھہ بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی اور منظوری کی حد تک نہیں پہنچی ہوئی ہو وہ چیز اسکی نظر میں رد اور حقیر ہوتی ہے اُسکی کوئی قدر و قیمت خدا کے نزدیک نہیں ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک انسان جب کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ کرتا ہے جبتک کوئی چیز اُسکی پسندیدگی میں نہ آوے تب تک اس کی نظر میں ایک ردی محض اور بے قیمت ہوتی ہے تو جب انسان کا یہ حال ہے تو خدا تعالیٰ قدوس اور پاک اور بےلوث ہستی ہے وہ ایسی ردی چیز کو اپنی جناب میں کب منظور کرنے لگا +

دیکھو یہ دن ابتلا کے دن ہیں۔ وبائیں ہیں قحط ہے۔ غرض اسوقت خدا کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے ایسے وقت میں اپنے آپ کو دھوکا مت دو۔ اور صاف دل سے اپنی کوئی پناہ بناؤ۔

یہ بیعت اور توبہ اُسوقت فائدہ دیتی ہے جب انسان صدق دل اور خلوص نیت سے اس پر قائم اور کاربند بھی ہو جاوے۔ خدا خشک لفاظی سے جو حلق کے نیچے نہیں جاتی ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہونچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اسکو برکت دیتا ہے۔ جسکو دیکھتا ہے کہ اُسکا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے۔ نہ کہ ظاہری قیل و قال پر۔ جس کا دل ہر قسم کے گند اور ناپاکی سے معرا اور مبرا پاتا ہے اُس میں آ اُترتا ہے۔

عیسائی کیسے شرمندہ ہوتے ہیں آریوں کو کیسے شرمندہ ہونا پڑتا ہے کیا کوئی عیسائی فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے خداوند کی تعلیم [illegible] بکار نفیس۔ الغرض انسان یا حسن کا گرویدہ ہوتا ہے یا احسان کا۔ اور کمال ظاہر ہے پر اسلام نے اللہ تعالیٰ کی نسبت بیان کیا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں پہلے حسن و جمال اس کو دکھایا ہے اور اگر ان سے انسان اس کی طرف رجوع نہیں کرتا تو پھر تیسری صورت غضب کی بھی ہے اسلیے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین بھی کہہ دیا ہے لیکن [illegible] وہی شخص ہے جو اس [illegible] احسان سے فائدہ اٹھاتا ہے [illegible] احکام کی پیروی کرتا ہے اسلیے خدا قریب ہو جاتا ہے اور دعاؤں کو سنتا ہے۔

یاد رکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے جس قدر انسان روح کی صفائی کرتا ہے اسی قدر عقل میں تیزی پیدا ہوتی ہے اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر اسکی مدد کرتا ہے مگر فاسقانہ زندگی والے کے دماغ میں روشنی نہیں آسکتی۔ تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہو اور صادقوں کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے اور تمہیں توفیق ملے۔ یہی ہمارا منشا ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ملفوظات میں سے کچھ.

آیات مبین | میرے نزدیک آیات مبین وہ ہوتی ہیں مخالف جسکے مقابلہ سے عاجز ہو جاوے خواہ وہ کچھ ہی ہو کر جس کا مخالف مقابلہ نہ کر سکے وہ اعجاز ٹھہر جاوے گا جبکہ اسکی تحدی کی گئی ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اقتراح کے نشانوں کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ نبی کبھی جرأت کر کے یہ نہیں کہے گا کہ تم جو نشان مجھ سے مانگو میں وہی دکھا سکتا ہوں اس کے منہ سے جب نکلے گا یہی نکلے گا انما الآیات عند اللہ اور یہی اسکی صداقت کا نشان ہوتا ہے۔ کم نصیب مخالف اس قسم کی آیتوں سے یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ معجزات سے انکار کیا گیا ہے مگر وہ آنکھوں کے اندھے ہیں انکو معجزات کی حقیقت ہی معلوم نہیں ہوتی اس لیے وہ ایسے اعتراض کرتے ہیں اور نہ ذات باری کی عزت اور جبروت کا ادب ان کے دل پر ہوتا ہے۔ ہمارا خدا تعالیٰ پر کیا حق ہے کہ ہم جو کہیں وہ وہی کر دے۔ یہ سوء ادب ہے اور ایسا خدا خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ اسکا فضل ہے کہ اس نے ہمکو امید اور حوصلہ دلایا کہ ادعونی استجب لکم۔ یہ نہیں کہا کہ تم جو مانگو گے وہ دیا جاوے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بعض اقتراحی نشانات مانگے گئے تو آپ نے یہی خدا کی تعلیم سے جواب دیا قل [illegible] ربی هل کنت الا بشرا رسولا۔ خدا کے رسول کبھی اپنی بشریت کی حد سے نہیں بڑھتے اور وہ آداب الٰہی کو مدنظر رکھتے ہیں۔ باتیں منحصر ہیں معرفت پر جس قدر معرفت بڑھی ہوئی ہوتی ہے اسی قدر خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل پر مستولی ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر معرفت انبیاء علیہم السلام ہی کی ہوتی ہے اسلیے انکی ہر بات اور ہر ادا میں بشریت کا رنگ جدا نظر آتا ہے اور تائیدات الٰہیہ الگ نظر آتی ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نشان دکھاتا ہے جب چاہتا ہے وہ دنیا کو قیامت بنانا نہیں چاہتا۔ اگر وہ ایسا کھلا ہوا ہو کہ جیسے سورج تو پھر ایمان کیا رہا اور اس کا ثواب کیا؟ ایسی صورت میں کون بد بخت ہوگا جو انکار کرے گا۔ نشان بین ہوتے ہیں مگر آنکھ باریک بین دیکھ سکتی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دقت نظر اور معرفت سعادت کی وجہ سے عطا ہوتی ہے اور تقویٰ سے ملتی ہے۔ شقی اور فاسق اسکو نہیں دیکھ سکتا۔ ایمان اسوقت تک ایمان ہے جب تک اسمیں کوئی پہلو اخفا کا بھی ہو۔ لیکن جب بالکل پردہ برانداز ہو تو وہ ایمان نہیں رہتا۔ اگر مٹھی بند ہو اور کوئی بتا وے کہ اس میں یہ ہے تو اسکی فراست قابل تعریف ہو سکتی ہے لیکن جب مٹھی کھول کر دکھا دی اور پھر کسی نے کہا کہ میں بتا دیتا ہوں تو کیا ہوا۔ یا پہلی رات کا چاند اگر کوئی دیکھ کر بتلائے تو البتہ اسے تیز نظر کہیں گے لیکن جب چودھویں کا چاند ہو گیا اسوقت کوئی کہے کہ میں نے چاند دیکھ لیا وہ ٹھٹھا ہوتا ہے تو لوگ اسکو پاگل کہیں گے۔ غرض معجزات وہی ہوتے ہیں جن کی نظیر لانے پر دوسرے عاجز ہوں۔ انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ انکی حد بندی کرے کہ ایسا ہونا چاہیے یا ویسا ہونا چاہیے۔ اسمیں ضرور ہے کہ بعض پہلو اخفا کے ہوں کیونکہ نشانات کے ظاہر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ایمان بڑھے اور اسمیں ایک عرفانی رنگ پیدا ہو جس میں ذوق ملا ہوا ہو لیکن جب ایسی کھلی باتیں ہوں گی تو اس میں ایمانی رنگ ہی نہیں آ سکتا چہ جائیکہ عرفانی اور ذوقی رنگ ہو۔ پس اقتراحی نشانات سے اسلیے منع کیا جاتا ہے اور روکا جاتا ہے کہ اسمیں پہلی رگ سوء ادبی کی پیدا ہو جاتی ہے جو ایمان کی جڑ کاٹ ڈالتی ہے۔

ایک پرانا الہام | ابتدائے جنوری ۱۹۰۲ء کو ایک عرب صاحب آئے ہوئے تھے۔ بعض لوگ ان کے متعلق مختلف رائیں رکھتے تھے حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۹ر جنوری کی شب کو اس کے متعلق الہام ہوا

قد جرت عادۃ اللہ انہ لا ینفع الاموات الا الدعاء

اس وقت رات کے تین بجے ہوں گے حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ اسوقت پر میں نے دعا کی تو یہ الہام ہوا فکلمہ من کل باب ولن ینفعہ الا ھذا الدواء (ای الدعاء)

اور پھر ایک اور الہام اسی عرب کے متعلق ہوا کہ فتبع القرآن ان القرآن کتاب اللہ کتاب الصادق۔

چنانچہ ۹ر جنوری ۱۹۰۲ء کی صبح کو جب آپ سیر کو نکلے تو حضرت اقدس نے عربی زبان میں ایک تقریر فرمائی جس میں سلسلہ محمدیہ اور موسویہ کی مشابہت کو بتایا اور پھر سورۃ نور کی آیت استخلاف اور سورۃ تحریم سے اپنے دعاوی پر دلائل پیش کیے اور قرآن شریف اور احادیث کے مراتب بتا کر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عرب صاحب جو پہلے بڑے جوش سے بولتے تھے بالکل صاف ہو گئے اور انہوں نے صدق دل سے بیعت کی اور ایک اشتہار بھی شائع کیا اور بڑے جوش کے ساتھ اپنے ملک کی طرف بغرض تبلیغ چلے گئے۔ چونکہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام تھا ہم نے اسکی عزۃ و عظمۃ

اور اپنا گھر بناتا ہے۔ مگر جس دل میں کوئی کسی قسم کا بھی رخنہ یا ناپاکی ہے اسکو لعنتی بناتا ہے۔

دیکھو جسطرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورۃ ہوتی ہے۔ اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے۔ کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھکر پیاس بجھا سکتے ہو۔ کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈالکر بھوک سے نجات حاصل کر سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ پس اسیطرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی [illegible] تو بہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔ روحانی حالت کے سنوارنے اور اثمار باغ کے پھل کھانے سے پہلے تم کو چاہیے کہ اس باغ کو بھی وقت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کرکے یعنی آنکھوں کا پانی پہونچاؤ۔ اور اعمال صالحہ کے پانی کی نہر سے اس باغ کو سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو اور پھلے پھولے اور اس قابل ہو سکے کہ تم اس سے پھل کھاؤ۔ یاد رکھو ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ادھورا ایمان ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اگر ایمان کامل ہو تو اعمال صالحہ سرزد نہ ہوں۔ اپنے ایمان اور اعتقاد کو کامل کرو ورنہ کسی کام کا نہ ہوگا۔ لوگ اپنے ایمان کو پورا ایمان تو بناتے نہیں پھر شکایت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں انعامات نہیں ملتے جن کا وعدہ تھا۔ بیشک خدا نے وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ **من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب** یعنی جو خدا کا متقی اور اسکی نظر میں متقی بنتا ہے اسکو خدا تعالی ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے۔ خدا کا یہ وعدہ برحق ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا اور بڑا رحیم کریم ہے جو اللہ تعالے کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا ہے۔ اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے۔ مگر وہ جو ایک طرف دعوی اتقا کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے۔ ان دونوں میں سے ہم کسکو سچا کہیں اور کسکو جھوٹا۔ خدا تعالے پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے **ان اللہ لا یخلف المیعاد**۔ خدا تعالی اپنے وعدوں کا خلاف نہیں کرتا۔ ہم اس مدعی کو جھوٹا کہیں گے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا تقوی یا ان کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا کی نظر میں قابل وقعت ہو یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے لوگوں کے متقی اور ریاکار انسان ہوتے ہیں۔ سو انپر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے جس سے سرگرداں اور مشکلات دنیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ خدا تعالے متقی کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ اپنے وعدوں کا پکا اور سچا اور پورا ہے۔

رزق بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ یہ بھی تو ایک رزق ہے کہ بعض لوگ صبح سے شام تک ٹوکری ڈھوتے ہیں اور برے حال سے شام کو دو نیم آنے ان کے ہاتھ میں آتے ہیں۔ یہ بھی تو رزق ہے مگر لعنتی رزق ہے نہ رزق **من حیث لا یحتسب**۔

حضرت داؤد زبور میں فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا جوان ہوا جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا اور نہ اسکی اولاد کو دربدر دھکے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ یہ بالکل سچ اور راست ہے کہ خدا اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور ان کو دوسروں کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بھلا اتنے جو انبیا ہوئے ہیں اولیا گذرے ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے۔ یا انکی اولاد پر یہ مصیبت پڑی ہو کہ وہ دربدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں۔ ہرگز نہیں۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اسکی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور انکی خود حفاظت فرماتا ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالے نے ایک ذکر کیا ہے کہ ایک دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ وہ گرنے والی تھی اسکے نیچے خزانہ تھا لڑکے ابھی نابالغ تھے۔ اس دیوار کے گرنے سے اندیشہ تھا کہ خزانہ ننگا ہوکر لوگوں کے ہاتھ آجائے گا۔ وہ لڑکے بیچارے خالی ہاتھ رہجاوینگے تو اللہ تعالے نے دو نبیوں کو اس خدمت کے واسطے مقرر فرمایا۔ وہ گئے اور اس دیوار کو درست کر دیا کہ جب وہ بڑے ہوں.... تو پھر کسیطرح ان کے ہاتھ وہ خزانہ آجاوے۔ پس اسجگہ اللہ تعالی نے یہی فرمایا کہ **وکان ابوہما صالحا** یعنی ان لڑکوں کا باپ نیک مرد تھا جس کے واسطے ہم نے اسکے خزانہ کی حفاظت کی۔ اللہ تعالے کے ایسا فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے کچھ اچھے نہ تھے اور نہ اچھے ہونے والے تھے۔ ورنہ یہ فرماتا کہ یہ لڑکے اچھے ہیں صالح ہیں اور صالح ہونے والے ہیں۔ بلکہ ان کے باپ کا ہی حوالہ دیا۔ کہ انکے باپ کے نیکی کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے۔ دیکھو یہی تو شفاعت ہے۔

وہ لوگ جو بڑے بڑے ادعا کرتے ہیں کہ ہم یوں نیکی کرتے ہیں اور متقی ہیں مگر ان کے یہ دعوے قرآن شریف کے مطابق نہیں ہوتے اور نہ اس کسوٹی پر صادق ثابت ہوتے ہیں کیونکہ وہ فرماتا ہے **وہو یتولی الصالحین**۔ **ان اولیاءہ الا المتقون**۔ تو اسوقت افسوس سے ہمیں ان لوگوں کی ہی حالت پر رحم آتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اصل سبب اسکا یہ ہے کہ انکا صدق و وفا اور اخلاص خدا کے نزدیک اس درجہ کا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ دوسروں کے شرک سے قابل نفرت ہوگیا ہوا ہوتا ہے۔ ایمان کم ہوتا ہے اور لافیں زیادہ ہوتی ہیں۔ خدا تعالے بار بار فرماتا ہے **لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا**۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم خدا کو وعدہ خلاف یا جھوٹا کہیں۔ اور اسکی نسبت الزام کا خیال بھی کریں۔ اصل میں ایسے لوگوں کا ایمان ناکارہ ایمان ہوتا ہے جو لعنت کے مورد ہوتے ہیں نہ رحمت کے وہ اصل میں خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ ظاہر کچھ ہوتا ہے۔ اور باطن کچھ۔ بھلا خلق نے تو دھوکا کھا ہی لیا۔ مگر وہ جسکی نظر اندرون در اندرون پہونچتی ہے وہ کسی کے دھوکہ میں آ سکتا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ ساری کمندوں کو جلا دے اور صرف محبت الہی ہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کیے ہیں آدم سے لیکر [illegible]

[illegible]

موسیٰ عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کل انبیاء اسی نمونہ کی خاطر ہی تو اس نے بھیجے ہیں۔ تا لوگ اُن کے نقش قدم پر چلیں۔ جس طرح وہ خدا تک پہونچے اُسی طرح اور بھی کوشش کریں۔ سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اُس کا ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔ شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں۔

بدنام کنندۂ نکو نامے چند

بلکہ ایسے بنو کہ تا تم پر خدا کی برکات اور اُسکی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمروں کو بڑھا بھی سکتا ہے۔ مگر ایک وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں اُسکی عمر کیا فائدہ بخش ہو سکتی ہے انمیں تو خدا کا حصہ کچھ بھی نہیں وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانے کھانے اور نیند بھرکے سونے اور بیوی بچوں اور عمدہ مکان کے یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔ اُس نے تو اپنا مقصود مطلوب اور معبود صرف خواہشات نفسانی اور لذائذ حیوانی ہی کو بنایا ہوا ہے۔ مگر خدا نے انسان کے سلسلہ پیدایش کی علت غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ پس حصر کر دیا ہے کہ صرف صرف عبادت الٰہی مقصد ہونا چاہیے اور صرف اسی غرض کے لیے یہ سارا کارخانہ بنایا گیا ہے۔ برخلاف اس کے اور ہی اور ارادے اور اور ہی اور خواہشات ہیں۔

بھلا سوچو تو سہی کہ ایک شخص ایک شخص کو بھیجتا ہے کہ میرے باغ کی حفاظت کر اُسکی آب پاشی اور شاخ تراشی سے اُسے عمدہ طور کا بنا اور عمدہ عمدہ پھول بیل بوٹے لگا کہ وہ ہرا بھرا ہو جاوے۔ شاداب اور سرسبز ہو جاوے۔ مگر بجائے اسکے وہ شخص آتے ہی جتنے عمدہ عمدہ پھل پھول اُس میں لگے ہوے تھے اُنکو کاٹ کر ضائع کرے یا اپنے ذاتی مفاد کے لیے فروخت کرلے اور ناجائز دست اندازی سے باغ کو ویران کردے تو بتاؤ کہ وہ مالک جب آوے گا تو اُس سے کیا سلوک کریگا

خدا نے تو اسے بھیجا تھا کہ عبادت کرے اور حق اللہ اور حق العباد کو بجا لاوے مگر یہ آتے ہی بیوی بچوں میں مشغول بچوں میں محو اور اپنے لذائذ کا بندہ بنگیا اور اُس اصلی مقصد کو بالکل بھول ہی گیا بتاؤ اُس کا خدا کے سامنے کیا جواب ہوگا

دنیا کے یہ سامان اور یہ بیوی بچے اور کھانے پینے تو اللہ تعالیٰ نے صرف بطور بھاڑے کے بنائے تھے جس طرح ایک یکہ بان چند کوس تک ٹٹو سے کام لیکر جب سمجھتا ہے کہ وہ تھک گیا ہے اُسے کچھ نہاری اور پانی وغیرہ دیتا ہے اور کچھ مالش کرتا ہے تا اُس کے تکان کا کچھ علاج ہو جاوے اور آگے چلنے کے قابل ہو اور درماندہ ہو کر کہیں ادھر ہی رہ نہ جاوے اس سہارے کے لیے اُسے نہاری دیتا ہے سو یہ دنیوی آرام اور عیش اور بیوی بچے اور کھانے کی چیزیں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھاڑے مقرر کیے ہیں کہ تا وہ تھک کر اور درماندہ ہو کر بھوک سے پیاس سے مر نہ جاوے۔ اور اُسکے قویٰ کے تحلیل ہونیکی تلافی ما فات ہوتی جاوے۔ پس یہ چیزیں اُس حد تک جائز ہیں کہ انسان کو اُسکی عبادت اور حق اللہ اور حق العباد کے پورا کرنے میں مدد دیں۔ ورنہ اس حد سے آگے نکلکر وہ حیوانوں کی طرح صرف پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد بنا کر مشرک بناتی ہیں۔ اور وہ اسلام کے خلاف ہیں

سچ کہا ہے کسی نے

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است

تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

مگر اب کروڑوں مسلمان ہیں کہ اُنھوں نے عمدہ عمدہ کھانے کھانا عمدہ عمدہ مکانات بنانا اعلیٰ درجہ کے عہدوں پر پہونچنا ہی اسلام سمجھ رکھا ہے۔

مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے اور پھر اُسکے مطابق کام کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ خدا کو تمہاری پرواہی کیا ہے اگر تم اُس کی عبادت نہ کرو اور اُس سے دعائیں نہ مانگو یہ آیت بھی اصل میں اُس پہلی آیت کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ہی کی شرح ہے۔ جب خدا کا ارادہ انسانی خلقت سے صرف عبادت ہے تو مومن کی شان نہیں کہ کسی دوسری چیز کو عین مقصود بنالے۔ حقوق نفس تو جائز ہیں مگر نفس کی بے اعتدالیاں جائز نہیں۔ حقوق نفس بھی اس لیے جائز ہیں کہ تا وہ درماندہ ہو کر رہ ہی نہ جاوے تم بھی ان چیزوں کو اسی واسطے کام میں لاؤ ان سے کام اسواسطے لو کہ یہ تمہیں عبادت کے لائق بنائے رکھیں نہ اسلیے کہ وہی تمہارا مقصود اصلی ہوں۔

قرآن شریف تو موت وارد کرنا چاہتا ہے۔ کھانا پینا صرف جسم کے سہارے کے واسطے ہوں انسانی بدن ہر وقت چونکہ معرض تحلیل میں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جائز رکھا کہ اس کے قویٰ کی بحالی اور کھنے اور قیام کے لیے یہ چیزیں استعمال کیا وے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کے شارح ہیں۔ آپ ایک موقعہ پر بڑے گھبرائے ہوے تھے حضرت عائشہ کو کہا کہ اے عائشہ ہمیں آرام پہونچاؤ۔ اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آدم کے ساتھ حوا کو بھی بنا دیا تا وہ اُس کے واسطے ضرورت کیوقت سہارے کا موجب ہو +

غرض یہ باتیں ہیں جن پر عمل کرنا اور اُنکو خوب یاد رکھنا ضروری ہے اور ان سب پر پوری طرح سے قائم ہونا چاہیے۔ دیکھو ایک طبیب جب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اُس کی پوری طرح تعمیل کرنی چاہیے ورنہ فائدہ سے ہاتھ دھونے چاہییں۔ ایک شخص اگر بجائے اُس نسخہ کے تحریر کردہ امور کے اُس کاغذ ہی کو دھو دھو کر پیے تو اُسے فائدہ کی اُمید ہوگی ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح تم بھی ہماری ہر ایک بات پر قائم رہو جھوٹی اور خشک محبت کام نہیں آتی۔ بلکہ تعلیم پر پوری طرح سے عمل کرنا ہی کارآمد ہوگا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کا سچا ہے۔ وہ بڑا رحیم کریم اور ماں سے باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے مگر وہ دغا باز کو بھی خوب جانتا ہے

تذکرۃ الاولیا میں ہے کہ ایک شخص چاہتا تھا کہ وہ لوگوں کی نظر میں بڑا قابل اعتماد بنے اور لوگ اُسے نمازی اور روزہ دار اور بڑا پاکباز کہیں اور اسی نیت سے وہ نماز لوگوں کے سامنے پڑھتا اور نیکی کے کام کرتا تھا۔ مگر وہ جس گلی میں جاتا اور جدھر اُسکا گذر ہوتا تھا لوگ اُسے کہتے کہ دیکھو یہ شخص بڑا ریاکار ہے اور آپ کو لوگوں میں نیک مشہور کرنا چاہتا ہے

پھر آخر کار اُسکے دل میں ایکدن خیال آیا کہ میں کیوں اپنی عاقبت کو برباد کرتا ہوں خدا جانے کس وقت مر جاؤں گا کیوں اس لعنت کو میں اپنے لیے تیار کر رہا ہوں۔ اُس نے صاف دل ہو کر پورے صدق وصفا اور سچے دل سے توبہ کی اور اُس وقت سے نیت کر لی کہ میں ساری نیک اعمال لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کیا کرونگا اور کبھی کسی کے سامنے نہ کرونگا چنانچہ اُس نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ اور یہ پاک تبدیلی اُس کے دل میں بھر گئی نہ صرف زبان تک ہی محدود رہی۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو بظاہر ایسا بنا لیا کہ تارک صوم وصلوٰۃ ہے اور گندہ اور خراب آدمی ہے مگر اندرونی طور پر پوشیدہ اور نیک اعمال بجا لاتا تھا۔ پھر وہ جدھر جاتا اور جدھر سے اُسکا گذر ہوتا تھا لوگ اور لڑکے اُسے کہتے تھے کہ دیکھو یہ شخص بڑا نیک اور پارسا ہے۔ یہ خدا کا پیارا اور اُسکا برگزیدہ ہے۔

غرض اس سے یہ ہے کہ قبولیت اصل میں آسمان سے نازل ہوتی ہے اولیا اور نیک لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کو پوشیدہ رکھا کرتے ہیں۔ وہ اپنے صدق ووفا کو دوسروں پر ظاہر کرنا عیب جانتے ہیں۔ ہاں بعض ضروری امور کو جنکی اجازت شریعت نے دی ہے یا دوسروں کی تعلیم کے لیے اظہار بھی کیا کرتے ہیں۔ نیکی جو صرف دکھانے کی غرض سے کیجاتی ہے وہ ایک لعنت ہوتی ہے خدا کے وجود کے ساتھ دوسروں کا وجود بالکل ہیچ جاننا چاہیے دوسروں کے وجود کو ایک مردہ کیڑے کی طرح خیال کرنا چاہیے اُن سے کسی قسم کے نفع یا ضرر کا خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ کچھ کسی کا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ سنوار سکتے ہیں۔ نیکی کو نیک لوگ اگر ہزار پردوں کے اندر بھی کریں تو خدا نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ اُسے ظاہر کر دیگا اور اسی طرح بدی کا حال ہے۔

بلکہ لکھا ہے کہ اگر کوئی عابد زاہد خدا کی عبادت میں مشغول ہو اور اُسکے صدق اور محبت کا جوش اُسکے دل میں بے انتہا کے نقطہ تک اظہار کر رہا ہو۔ اور اتفاقاً کنڈی لگانی بھول گیا ہو تو کوئی اجنبی یا ہر سے آ کر اُسکا دروازہ کھولدے تو اُسکی حالت بالکل وہی ہوتی ہے جو ایک زانی کی عین زنا کے وقت پکڑا جاتے سے۔ کیونکہ اصل غرض تو دونوں کی ایک ہی ہے یعنی اخفائے راز اگرچہ رنگ الگ الگ ہیں ایک نیکی کو اور دوسرا بدی کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔ غرض خدا کے بندوں کی حالت تو اُس نقطہ تک پہونچی ہوئی ہوتی ہے نیک بھی چاہتے ہیں کہ ہماری نیکی پوشیدہ رہے اور بد بھی اپنی بدی کو پوشیدہ رکھنے کی دعا کرتا ہے مگر اس امر میں دونوں نیک و بد کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو قانون بنا رکھا ہے کہ **واللہ مخرج ما کنتم تکتمون**

خدا کی رضا میں فانی لوگ نہیں جانتے کہ اُنکو کوئی درجہ اور امامت دی جاوے وہ ان درجات کی نسبت گوشہ نشینی اور تنہا عبادۃ کے مزے لینے کو زیادہ پسند کرتے ہیں مگر اُنکو خدا تعالیٰ کشاں کشاں خلق کی بہتری کے لیے ظاہر کرنا اور مبعوث فرماتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی تو غار میں ہی رہا کرتے تھے اور پہنچل چلتے تھے کہ انکا کسیکو پتہ بھی ہو آخر خدا نے اُنکو باہر نکالا اور دنیا کی ہدایت کا بار اُنکے سپرد کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہزاروں شاعر آتے اور آپ کی تعریف میں شعر کہتے تھے۔ مگر لعنتی ہے وہ دل جو خیال کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی تعریفوں سے پھول جاتے تھے۔ وہ اُن کو مردہ کیڑے کی طرح خیال کرتے تھے۔ مدح وہی ہوتی ہے جو خدا آسمان سے کرے

یہ لوگ محبت ذاتی میں غرق ہوتے ہیں ان کو دنیا کی مدح وثنا کی پروا نہیں یعنی تو یہ مقام ایسا ہوتا ہے کہ خدا آسمان اور عرش سے اُنکی تعریف اور مدح کرتا ہے۔

سنو ہماری یہ باتیں اس واسطے نہیں کہ ہم کسی کے ایمان کو کچھ بڑھا سکتے ہیں یا کسی کے دل میں کچھ ڈال سکتے ہیں۔ نہیں ہم کسی کے ایمان کو ایک ذرہ بھر بھی زیادہ نہیں کر سکتے ہم صرف اسواسطے کہتے ہیں کہ تم اتنے جمع ہو شاید ہے کہ کسی کے دل کو کوئی بات پکڑ لے اور اُسکی اصلاح ہو جاوے توفیق تو سب اللہ ہی کو ہے۔ خدا تعالیٰ قادر ہے کہ کسی کے دل میں ایمان کی حقیقی جڑ لگا دے اور پھر اُسے اُسکے ثمرات کھلا دے یا کسیکو اُسکی بدی کی وجہ قہر کی آگ سے ہلاک کرے۔ پس دعا ہی کرنی چاہیے تا اُسکی توفیق شامل حال ہو

دربار شام

۲۴ مارچ

طاعون کا ذکر ہوتے ہوتے فرمایا کہ اصل میں لوگ اس کے حقیقی علاج کی طرف سے تو بالکل غافل ہیں اور اور طرف ہاتھ پاؤں مارتے پھرتے ہیں مگر جب تک وہ اسکے اصل علاج کی طرف رجوع نہ کریں گے تبتک نجات کہاں کوئی طبیبوں یا ڈاکٹروں کی طرف بھاگتا ہے اور کوئی ٹیکہ کے واسطے بازو پھیلاتا ہے کوئی نئے تجربہ سے اور کوئی ایجاد کے درپے ہے۔ ہماری شریعت نے اگرچہ اسباب سے منع تو نہیں کیا بلکہ **فیہ شفاء للناس** سے معلوم ہوتا ہے کہ دواؤں میں خدا تعالیٰ نے خواص شفا مرض بھی رکھے ہوئے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دواؤں میں تاثیرات ہوتی ہے۔ اور امراض کے معالجات ہوا کرتے ہیں مگر ان اسباب پر بھروسہ کر لینا اور یہ گمان کرنا کہ انہی کے ذریعہ سے نجات اور کامیابی ہو جاوے گی یہ سخت شرک اور کفر ہے۔ بھروسا اسباب پر ہرگز نہ چاہیے۔ بلکہ یوں چاہیے کہ اسبابکو مہیا کر کے پھر بھروسہ خدا پر کرنا چاہیے کہ اگر وہ چاہے تو ان اسباب کو مفید بنا دے اور اُسی سے پھر بھی دعا کرنا چاہیے کیونکہ اسباب پر نتائج مترتب کرنا تو اُسی کا کام ہے اور یہی توکل ہے

ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور نماز کے متعلق ہمیں کیا حکم ہے۔

فرمایا نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرما دیجاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے تو آپ نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو کہ جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔ نماز کیا ہے۔

فسئلام

یہی کہ اپنے عجز نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا۔ اور اُسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اُسکی عظمت اور اُسکے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اُس کے آگے سجدہ میں گر جانا اُس سے اپنی حاجات کا مانگنا یہی نماز ہے۔ ایک سائل کیطرح کبھی اُس مسئول کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے۔ اُس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اسکی رحمت کو جنبش دلانا اور پھر اُس سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔

انسان ہر وقت محتاج ہے کہ اُس سے اُسکی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اُسکے فضل کا اُسی سے خواستگار رہو کیونکہ اُسی کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا ہمکو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جاویں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا کی محبت اُسی کا خوف اُسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے۔ پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا یہ تو دین ہرگز نہیں یہ سیرت کفار ہے بلکہ جو دم غافل وہ دم کافر والی بات بالکل راست اور صحیح ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ اذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون یعنی اے میرے بندو تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تمکو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھونگا اور میرا شکر کیا کرو میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ترک اور اُس سے غفلت کا نام کفر ہے پس جو دم غافل وہ دم کافر والی بات صاف ہے۔

یہ پانچ وقت تو خدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں۔ ورنہ خدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہیے۔ اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اُسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ پر کسیطرح کی امید اور بھروسہ کرنے کا حق رکھ سکتا ہے۔ اصل میں قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہونچنا ہے

اس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے جتنی لمبی وہ منزل ہو گی اُتنا ہی زیادہ تیزی کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہو گا۔ سو خدا تک پہونچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اسکا بُعد اور دوری بھی لمبی۔ پس جو شخص خدا سے ملنا چاہتا ہے اور اُسکے دربار میں پہونچنے کی خواہش رکھتا ہے اُسکے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہونچ سکتا ہے اور جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہونچے گا۔

اصل میں مسلمانوں نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اُسے دل کی تسکین آرام اور محبت سے اسکی حقیقت سے غافل ہو کر پڑھنا ترک کیا ہے تب ہی سے اسلام کی حالت بھی معرض زوال میں آئی ہے۔ وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھی غور سے دیکھ لو کہ اسلام کے واسطے کیسا تھا ایک دفعہ تو اسلام نے تمام دنیا کو زیر پا کر دیا تھا۔ جب سے اسے ترک کیا وہ خود متروک ہو گئے ہیں۔ درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اُس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے۔ نماز میں کیا ہوتا ہے یہی کہ عرض کرتا ہے التجا کے ہاتھ بڑھاتا ہے اور دوسرا اسکی عرض کو اچھی طرح سنتا ہے۔ پھر ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ جو سنتا تھا وہ بولتا ہے اور گذارش کرنے والے کو جواب دیتا ہے۔ نمازی کا یہی حال ہے خدا کے آگے سر بسجود رہتا ہے اور خدا کو اپنے مصائب اور حوائج سناتا ہے پھر آخر سچی اور حقیقی نماز کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک وقت جلد آ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُسکے جواب کے واسطے بولتا اور اسکو جواب دیکر تسلی دیتا ہے بھلا یہ بجز حقیقی نماز کے ممکن ہے ہرگز نہیں۔ اور پھر جنکا خدا ہی ایسا ..... نہیں وہ بھی گئے گذرے ہیں اُن کا کیا دین اور کیا ایمان ہے۔ وہ کس اُمید پر اپنی اوقات ضائع کرتے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں جو سوال پیش ہوا کہ کیا وجوہات ہیں جنسے اسلام کو زوال آیا اور پھر وہ کیا ذریعے ہیں جنسے اسکی ترقی کی راہ نکل سکتی ہے۔ اس کے مختلف قسم کے لوگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق جواب دیے ہیں مگر سچا جواب یہی ہے کہ قرآن کو ترک کرنے سے تنزل آیا اور اسی کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے سے ہی اسکی حالت سنور جاوے گی۔ موجودہ زمانہ میں جو انکو اپنے خونی مہدی اور مسیح کی آمد کی اُمید اور شوق ہے کہ وہ آتے ہی انکو سلطنت دیدیگا اور کفار تباہ ہوں گے یہ ان کے خام خیال اور وسوسے ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے جسطرح ابتدا میں دعا کے ذریعہ شیطان کو آدم کے ذریعہ زیر کیا تھا اسی طرح اب آخری زمانہ میں بھی دعا ہی کے ذریعہ سے غلبہ اور تسلط عطا کریگا نہ تلوار سے۔ ہر ایک امر کے لیے کچھ آثار ہوتے ہیں اور اُسکے پہلے تمہیدیں باندھی جاتی ہیں ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ بھلا اگر ان کے خیال کے موافق یہ زمانہ اُن کے دن پلٹنے کا ہی تھا اور مسیح نے آ کر اُن کو سلطنت دلانی تھی تو چاہیے تھا کہ ظاہری طاقت اُن میں جمع ہونے لگتی۔ ہتھیار اُن کے پاس زیادہ رہتے ہیں۔ فتوحات کا سلسلہ اُن کے واسطے کھولا جاتا ہے مگر یہاں تو بالکل ہی برعکس نظر آتا ہے۔ ہتھیار اُن کے ایجاد نہیں ملک و دولت ہے تو اوروں کے ہاتھ سے ہمت و مردانگی ہے تو اوروں میں۔ یہ ہتھیاروں کے واسطے بھی دوسروں کے محتاج دن بدن ذلت اور ادبار ان کے گرد ہے۔ جہاں دیکھو جس میدان میں سنو انہیں کو شکست ہی۔ بھلا کیا یہی آثار ہوا کرتے ہیں اقبال کے ہرگز نہیں۔ یہ بھولے ہوئے ہیں۔ زمینی تلوار اور ہتھیاروں سے ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ابھی تو ان کی خود اپنی حالت ایسی ہے کہ بیدینی اور لامذہبی کا رنگ ایسا آیا ہے کہ قابل عذاب اور مورد قہر ہیں پھر ایسوں کو کبھی تلوار ملی ہے ہرگز نہیں ان کی ترقی کی وہی ایک راہ ہے کہ اپنے آپ کو قرآن کی تعلیم کے مطابق بناویں اور دعا میں لگ جاویں۔ انکو اب اگر مدد آوے گی تو آسمانی تلوار سے اور آسمانی حربہ سے نہ اپنی کوششوں سے اور دعا ہی سے انکی فتح ہے نہ قوت بازو سے یہ پہلی ہو کر جسطرح ابتدا تھی انتہا بھی اُسی طرح ہے۔ آدم اول کو شیطان پر فتح دعا ہی سے ہوئی تھی۔ ربنا ظلمنا انفسنا۔ الخ اور آدم ثانی کو بھی

درباریشام

۱۳ مارچ

چند نو وارد شخصوں نے بیعت کی اور بعد از بیعت فرمایا - دیکھو بیعت تو تمہاری ہو چکی تم صبر چاہئے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو - خدا کا قہر سخت ہوتا ہے اگرچہ دنیا کا عذاب بھی سخت اور نا قابل برداشت ہوتا ہے مگر تاہم جسطرح ہوتا ہے اچھے بُرے دن گذر جاتے ہیں مگر آخرت کا عذاب تو ناپیدا کنار ہے - اسلئے مناسب ہے کہ اسکے واسطے کافی سامان کیا جاوے ہمیں کہنا پڑتا ہے کیونکہ جو شخص آتا ہے اور بیعت کرتا ہے ہم پر فرض ہوتا ہے کہ اُسے کرنے اور نہ کرنے کے کاموں سے آگاہ کریں - جیسا بیخبر آیا تھا ویسا ہی بیخبر واپس نہ جاوے ایسا نہ ہو جیسے معصیت کا خوف ہے اُسے کیوں نہ بتایا گیا - سو تم سوچ لو کہ مقدم امر دین ہی کا ہے دنیا کے دن تو کسی نہ کسی طرح گذر ہی جاتے ہیں -

شب تنور گذشت و شب سمور گذشت

غربا اور مساکین بھی جنکو کھانیکو ایک وقت ملتا ہے اور دوسرے وقت نہیں ملتا اور آرام کے مکان بھی نہیں ہوتے اُن کی بھی گذر ہی جاتی ہے اور امراء اور پلاؤ زردے کھانے والوں اور عمدہ مکانوں اور بالاخانوں میں رہنے والے بھی اپنے دن پورے کر ہی لیتے ہیں کسی کا دکھ درد سے اور کسی کا عیش میں گذارہ ہوتا ہے - مگر عاقبت کا دکھ جھیلنا بہت مشکل ہے - اور وہ عذاب اور اُسکے دکھ درد ناقابل برداشت ہونگے لہذا دانا وہی ہے کہ جو اُس ہمیشہ رہنے والے جہان کی فکر میں لگ جاوے - سو تم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالےٰ کے احکام کو اُسکے فرمودہ کے بموجب کرو اُسکی نواہی سے بچے رہو اُسکے ذکر اور یاد میں لگے رہو - دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو اپنی نمازوں میں جہاں جہاں رکوع و سجود میں دعا کا موقعہ ہے دعا کرو - اور غفلت کی نماز کو ترک کردو - رسمی نماز کچھ ثمرات مترتب نہیں لاتی اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع خضوع اور حضور قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ زاری سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں اسطرح سے ادا کیجاوے کہ گویا اُسکو دیکھ رہے ہو اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہی تمکو دیکھ رہا ہے اسطرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو -

دیکھو یہ زمانہ بے وقت موتوں کا زمانہ آگیا ہے بھلا پہلے کبھی تم نے اپنے باپ دادا سے بھی سُنا ہے کہ اسطرح اچانک موت کا سلسلہ کبھی جاری ہوا ہو - رات کو اچھا بھلا کام کاج کرتا اور چلتا پھرتا آدمی سوتا ہے اور صبحکو ایسی نیند میں سویا ہوا ہوتا ہے کہ جس سے جاگنا ہی نہیں - ابھی جس گھر میں یہ موت آئی گھر کا گھر اور گاؤں کے گاؤں اس نے خالی کر دیئے ابھی انجام کی خبر نہیں - کیا کیا دن آنے ہیں - ایک نادان اپنی نادانی کی وجہ سے جب طاعون چند دن کے لیے رک جاتی ہے اور خدا تعالےٰ کسی مصلحت سے اُسے بند کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ بس اب گئی اب نہیں آوے گی - دنیا اس ہمیشہ ہی ہوا کرتا ہے کہ بیماریاں آتی ہیں چار دن رہ کر چلی جاتی ہیں - مگر خدا کی باریک تدابیر وہ نادان نہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ مہلت دیتا ہے کہ بھلا ابھی ان میں کچھ صلاحیت اور تقوی اور خوف بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں - اس طاعون کا پچھلا تجربہ بتاتا ہے کہ ایک ایک دورہ ستر ستر سال کا ہوا کرتا ہے اس سے تو جنگل کے جانوروں نے بھی پناہ مانگی ہے - جب انسانوں کو ختم کر چکتی ہے تو اُس جنگل کے حیوانوں اور درندوں کو بھی ختم کر دیتی ہے -

ایسے وقتوں میں خدا تعالےٰ بچا لیتا ہے اُن لوگوں کو جو ان مصائب اور عذابوں کے نازل ہونے سے پہلے اپنے آپ کی اصلاح کرتے اور دوسروں سے عبرت پکڑتے ہیں - خدا تعالےٰ اُنکی حفاظت خود کرتا ہے عذابوں اور شدائد کے وقتوں میں جو آرام اور عیش کے وقت میں اُسے ڈرتے اور پناہ مانگتے ہیں مگر جب عذاب کسی پر نازل ہو جاوے تو تب توبہ بھی قبول نہیں ہوتی -

پس اب موقعہ ہے کہ تم خدا کے سامنے اپنے آپ کو درست کرلو اور اُسکے فرائض کی بجا آوری میں کمی نہ کرو - خلق اللہ سے کبھی بھی خیانت - ظلم - بد خلقی - ترش روئی ایذا دہی سے پیش نہ آؤ - کسی کی حق تلفی نہ کرو - کیونکہ ان چیزوں کے بدلے میں بھی خدا مواخذہ کرے گا - جسطرح خدا کے احکام کی نافرمانی اُسکی عظمت - توحید - اور جلال کے خلاف کرنے اور اُس سے شرک کرنا گناہ ہیں اسی طرح اسکی خلق سے ظلم کرنا - اور اُنکی حق تلفیاں نہ کرو - زبان یا ہاتھ سے دکھ دینا کسی قسم کی گالی گلوچ دینا بھی گناہ ہیں - پس تم دونوں طرح کے گناہوں سے پاک بنو اور نیکی کو بدی سے خلط ملط نہ کرو -

تمھارا دین اسلام ہے اسلام کے معنی ہیں خدا کے آگے گردن رکھدینا - جسطرح ایک بکرا ذبح کرنے کی خاطر منہ کے بل لٹایا جاتا ہے اسی طرح تم بھی خدا کی احکام کی بجا آوری میں بیچون وچرا گردن رکھدو - جبتک کامل طور سے تم اپنے ارادوں سے خالی اور نفسانی ہوا و ہوس سے پاک نہ ہو جاؤ گے تب تک تمھارا اسلام اسلام نہیں ہے - بہت ہیں کہ ہماری ان باتوں کو قصہ کہانی جانتے ہونگے اور ٹھٹھے اور ہنسی سے انکا ذکر کرتے ہونگے مگر یاد رکھو کہ یہ اب آخری دن ہیں - خدا اب فیصلہ کرنا چاہتا ہے لوگ بیحیائی - حیلہ بازی اور نفس پرستی میں حد سے زیادہ گذرے جاتے ہیں - خدا کے عظمت و جلال اور توحید کا اُنکے دلوں میں ذرا بھی خیال نہیں گویا ناستک مت ہو گئے ہیں - کوئی کام بھی اُن کا خدا کے لیے نہیں ہے - پس ایسے وقت میں اُس نے اپنے ایک خاص بندہ کو بھیجا ہے تا اُسکے ذریعہ سے دنیا میں ہدایت کا نور پھیلاوے - اور گم شدہ ایمان اور توحید کو از سر نو دنیا میں قائم کرے مگر جب دنیا نے اسکی پرواہ نہ کی اور اُلٹا دُکھ دیا اور اُسکی تکذیب کے لیے کمر بستہ ہوگئے تو خدا نے اُنکو قہر کی آگ سے ہلاک کرنا شروع کیا - کئی طرح کے عذابوں سے اُسنے دنیا کو جگایا ہے - کہیں قحط ہوئے اور کہیں زلزلے آئے آتش فشانیاں ہوئیں ہزار در ہزار لوگ تباہ ہوئے اُنھیں میں سے ایک طاعون بھی ہے یہ دور نہ ہوگی اور نہ جاوے گی جب تک یہ دنیا کو سیدھا نہ کرلے - لوگ تسلی پا جاتے ہیں کہ بس اب گئی اب نہیں آوے گی مگر وہ دھوکا کھاتے ہیں ان نادانوں کا تو کام ہی خدا سے جنگ کرنا ہو گیا ہے - مگر وہ کہاں تک - وہ دنیا کو بتانا چاہتا ہے کہ میں خدا موجود ہوں اور ان کی بیباکیوں اور شرارتوں کو دور کرنا چاہتا ہوں مگر آہستہ آہستہ اُسکے تمام کام بتدریج ہوا کرتے ہیں - جب وہ دیکھتا ہے کہ دنیا طرح طرح کے فساد اور شرارتوں سے بھر گئی اور جب اُنکا نام دنیا سے اُٹھ گیا یعنی توحید اور اُسکی کتاب اور [illegible]

کی تنبیہ کی گئی تو وہ ایسے وقت میں اپنے خاص رحم سے اپنی رحمت کا دروازہ کھول لیتا ہے اور اپنی خلقت کو الگ ایسے تحفظ کے سپرد کرتا ہے جو اسکو خدا کے عذاب سے بچیکو بڑا بیٹھے کو نفتیش کرتا اور اسکا بڑا جنیر ہوتا ہے۔ مگر جب دنیا انکی پرواہ نہیں کرتی اور بجلیئے اسکے کہ اُن سے محبت کریں اُسکو ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے تو خدا بھی اپنے غضب سے دنیا میں اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔ جو نافرمانوں کو آگ کی طرح بھسم کرتا ہے۔ اور خدا کی سلطنت کا رعب قائم کرتا اور صادق کی نصرت اور اُسکے ہمراہیوں کو بطور نمونہ اُس سے بچاتا ہے بس اب یہ وقت ہے توبہ کرو۔ اگر عذاب آگیا تو پھر توبہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا۔

توبہ میں بہت کچھ ہے۔ دیکھو جب کوئی بادشاہ ۔ ۔ کسی امر کے متعلق سمجھاوے کہ تم اس سے رک جاؤ تمھارا بھلا ہوگا۔ تو اگر وہ شخص رک جاوے تو بہتر ورنہ پھر اُسکا عذاب کیسا سخت ہوتا ہے۔ اسطرح پہلے چھوٹے چھوٹے عذابوں سے خدا تعالے لوگوں کو سمجھوتیاں دیتا ہے کہ باز آجاؤ موقع ہے ورنہ پچھتاؤ گے مگر جب یا وہ نہیں سمجھتے اور اُسکی نافرمانی سے نہیں رکتے تو پھر اُسکا عذاب ایسا ہوتا ہے

لا یخاف عقبہا

تم لوگوں نے جو میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اسی پر بھروسہ نہ کر لینا صرف اتنی ہی بات کافی نہیں زبانی اقرار سے کچھ نہیں بنتا جب تک عملی طور سے اُس اقرار کی تصدیق نہ کرکے دکھلائی جاوے۔ یوں زبانی تو بہت سے خوشامدی لوگ بھی اقرار کر لیا کرتے ہیں مگر صادق وہی ہے جو عملی رنگ سے اُس اقرار کا ثبوت دیتا ہے۔ خدا کی نظر انسان کے دل پر پڑتی ہے۔ پس اب سے اقرار سچا کرلو اور دل کو اس اقرار میں زبان کے ساتھ شریک کرلو کہ جبتک قبر میں جاویں ہر قسم کے گناہ سے شرک وغیرہ سے بچیں گے غرض حق اللہ اور حق العباد میں کوئی کمی یا سستی نہیں کرینگے اسی طرح سے خدا تمکو ہر طرح کے عذابوں سے بچاوے گا اور تمھاری نصرت ہر میدان میں کرے گا۔

ظلم کو ترک کرو۔ خیانت۔ حق تلفی اپنا شیوہ نہ بناؤ۔ اور سب سے بڑا گناہ جو غفلت ہے اُس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

علماء اسلام۔ مولوی ثناء اللہ اور مصنف المنصف

اخبار وکیل امرتسر کی ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں خاکسار مصنف المنصف نے ایک استفتا علماء کرام سے عموماً اور مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی سے خصوصاً کیا تھا اور مجھے اُمید تھی کہ میں بہت جلد اس کے جواب کو پڑھنے کے قابل ہو سکوں گا۔ مگر میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ اخبار وکیل کی ۲۳ مارچ کی اشاعت نے مجھے کسی حد تک مایوس کر دیا ہے اس اشاعت میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (مولوی فاضل) کی طرف سے اسکے جواب میں ایک تحریر شائع ہوئی ہے جو یہی نہیں کہ میرے سوال کا جواب نہیں بلکہ علماء کرام کی توہین کرنے والی بھی ہے اور خصوصاً اراکین ندوۃ العلماء کی۔

اس تحریر سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے چند اغراض ملحوظ رکھے ہیں۔ اول تو یہ کہ وہ بھی علماء کرام میں شامل ہوں دوم اپنی ایک کتاب کا اشتہار دیں تیسرے دوسرے علما کی نسبت یہ ظاہر کریں کہ ان کی رائیں ہمیشہ بودی اور کچی ہوتی ہیں اور اس طرح سے انکو بدنام کریں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس تحریر کے ذریعہ سے آپکو علماء کرام کے زمرہ میں داخل کرنا چاہا ہے مجھے اس سے کوئی بحث نہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ ہونگا کہ شہیدوں میں ملنا چاہتے ہیں اور میرے استفسار کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ میں نے تو اس استفسار کا جواب مانگا ہے اور نہ یہ کہ آپ سے المنصف پر ریویو لکھواؤں۔ المنصف پر ریویو ان علماء کرام نے کیا ہے جو مسلمانوں میں واجب العزت سمجھے جاتے ہیں اور آپ نے انکو اپنی اس رائے زنی میں نہایت ہی سبک سری سے یاد کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکی کوئی خاص وجہ ہے اور جیسا کہ میں ابھی ظاہر کروں گا ضرور ہے۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ میرے اس رسالہ المنصف کو سیکڑوں علماء کرام اسلام نے میری زبان سے سنا اور نہایت پسند فرمایا مولانا مولوی عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔ مولانا مولوی محمود الحسن صاحب اُستاد اول مدرسہ عربیہ اسلامیہ دیوبند اور مولانا مولوی گل محمد صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ مراد آباد و ملا علیم الفنوم صاحب معتمد چندہ حجاز ریلوے رئیس حیدر آباد دکن نے ملاحظہ فرما لیا۔ اور اپنے دست مبارک سے شہادت تحریر فرمادی ہیں میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے کیوں علماء کرام کی تنک کے لیے یہ ظاہر کیا کہ جن ارکان ندوہ نے آپکی کتاب پر دستخط کر دیے ہیں انھوں نے غالباً بغور نہیں دیکھی یا شروع سے دیکھی ہے۔ مولوی صاحب! مجھے آپ کے اس سوء ظن پر بہت ہی افسوس ہے کیا آپ اراکین ندوہ کی نسبت ایسی رائے رکھتے ہیں کہ وہ بغیر دیکھے یا غور کیے ہوئے اپنی رائے ظاہر کیا کرتے ہیں؟ یا انصاف کو ہاتھ سے دیکر جھوٹی اور خوشامدانہ رائیں بھی ظاہر کر دیا کرتے ہیں اس سے آپ ایسے علماء کرام کو گویا منافق بنانا چاہتے ہیں پھر دوسرے شرعی فتووں میں انکی رائے کا کیا وزن اور اہمیت ہوگی؟ مگر نہیں میں اسکو آپ کا سوء ظن اور انتقام سمجھتا ہوں۔ علماء ندوہ نے امرتسر کے اجلاس پر آپ کی کتابوں کے متعلق جو اشتہار شائع کیا تھا اور بھرے جلسہ میں کہ آپ لیکچر پڑھ رہے تھے وہ اشتہار سنایا گیا اُسوقت جو خفت آپ نے محسوس کی اور لیکچر بھی ناتمام چھوڑا وہ نقشہ مجھے بھولا نہیں بلکہ میرا چشم دید ہے غالباً یہ اسی اشتہار کا بدلا آپ نے اس پیرایہ میں لیا ہے اور ندوہ کے اراکین کو اسطرح سے بدنام کرنا چاہا ہے۔ میں تو قرآن دان نہیں لیکن آپ کو تو مفسر ہونے کا دعویٰ ہے مہربانی کرکے بتائیے کہ یہ حسن ظن ہے یا سوء ظن؟ مسلمان خود آپ ہی اس سوال کا جواب لینگے اور آپ کے اسطریق کی پڑتال کرینگے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے منہ سے ایسے الفاظ سنتا ہوں۔ وکیل کے پڑھنے والوں کو بھی ضرور افسوس ہوا ہوگا۔ اور پھر تعجب ہے کہ آپ میری کتاب پر من نہ مانم تو را مہمان کے مصداق ہو کر رائے زنی کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ نے اس کتاب کو پڑھا ہی نہیں اور یا پڑھا ہے تو سمجھا نہیں اور ناحق بیجا رکھ دیا اپنوں پر حملہ کر دیا۔

میں نے اس ساری کتاب میں کہاں دعویٰ کیا کہ میں دیانند سرسوتی کے اعتراضوں کا جواب اسلامی طریق پر دیتا ہوں؟ بلکہ میں نے تو اسکے اعتراضوں کا جواب ویدک اصول پر دیا ہے۔ اور وہ تو ہیں ویدانتیوں کے اصول پر

حضرت اقدس کا ریویو مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبداللہ چکڑالوی پر دوبارہ شائع ہوا قیمت ۲ پائی۔ حکیم فضل الدین۔ قادیان

مولد غلام

نہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ندوہ والوں کا کبھی نام ہی سنا ہے اور معلوم نہیں کہ انکے کیا عقائد ہیں؟ ورنہ اگر اس مذہب کی حقیقت آپکو معلوم ہوتی تو المصنف کی تحریر کو اس کے ساتھ تشبیہ نہ دیتے۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپکو اپنی کتاب کا اشتہار دینا مقصود تھا۔ اس لیے آپ نے رسالہ **المصنف** کو بے اثر بنانے کے لیے علماء ندوہ کی بھی توہین کردی تاکہ انکی مذلت سے اسکی وقعت قائم نہ رہے مگر مولوی صاحب یا اس سے کیا ہوتا ہے آپ نے اگر دیا نندجی کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے تو بہتر کیا اچھا ہے پھر سہولت یہی ہے ان اعتراضوں اور جواب کو جو آیت مذکورہ پر انھوں نے کیے ہیں اور آپ نے دیے ہیں اخبار میں شائع کرا دیتے توسب کو فائدہ پہنچ جاتا۔ مگر اصل غرض کتاب کی فروخت معلوم ہوتی ہے۔ اور اس طریق پر اشتہار دینا چاہا ہے۔ ورنہ اس کے کیا معنے کہ آپ اس کتاب کو میرے پاس نہیں بھیجتے۔ حالانکہ اس کو میرے استفسار کا جواب بتاتے ہیں۔

غرض آپ نے میرے استفسار کا جواب دینے کے بجائے بلا وجہ جو علماء کرام کی ہتک پر حملہ کیا ہے اور اراکین ندوہ پر اعتراض کیا ہے اسکی وجہ وہی جلسہ والا انتقام ہے اور میری کتاب پر حملہ کرنا محض اسلیے ہے کہ اسکو بیکار ثابت کرنا چاہیں مگر آپ اپنی نیت کا پھل پائیں گے اور اسمیں کامیاب نہ ہوں گے۔ اور اسلامی دنیا آپ کے اس جواب کے نتائج پر خود غور کرے گی + اگر آپ پھر کچھ لکھیں گے تو انشاء اللہ آپکی تسلی کر دی جاویگی۔ ہمیں انصاف کو ہاتھ سے دینا نہیں آیا ہوتا + آپ میں ان اعتراضوں کا جواب دینے کی کوئی قوت ہے تو پھر شائع کریں

نند کشور مصنف المنصف

وصولی زر متعلق کتاب جیوش انسائیکلوپیڈیا
لغایتہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

منشی محمد مقبول صاحب بارک ماسٹر رحیم گاڑی	۵	شیخ رحمۃ اللہ صاحب	۵
		ابو سعید صاحب عرب	۱۰
جماعت کپورتھلہ	۵	قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر	۶

بابو محبوب علی صاحب جمالپور (کلرک دفتر ریلوے)	۲ر
شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد	عہ
ڈاکٹر عبد اللہ صاحب امرتسر	۱۵
سید عبد الہادی صاحب جھنگ	۵
بابو غلام حسین صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ	۱۰
مولوی علی محمد صاحب کمبر بالی	۸ر
مولوی اللہ دتا صاحب رانا سہو	۸ر
بابو روشن دین صاحب خوشحال گڑھ	۸ر
منشی احمد الدین صاحب گجرانوالہ	۲ر
میر ناصر نواب صاحب قادیان	عہ
مستری عبد اللہ صاحب پالم پور	۸ر
منشی رستم علی صاحب انبالہ	۵
مولوی جان محمد صاحب ڈسکہ	عہ
مستری قطب الدین صاحب	عہ
بابو محمد اسحٰق صاحب سب اوورسیر	عہ
بابو فیروز علی صاحب ہاری پانڈا	۸ر
مولوی محمد فضل صاحب چنگوی	۱ر
معراج الدین صاحب لاہور	عہ
چودھری غلام احمد صاحب گلگت	۵
منشی گلاب الدین صاحب رہتاس	۱ر
بابو خیر الدین صاحب خوشحال گڑھ	۵ر
مرزا عباس علی صاحب ایضاً	۱ر
منشی محمد زمان صاحب ایضاً	۴ر
منشی اللہ دتا صاحب قلعہ دیدار سنگھ	۳ر
مولوی غلام قادر صاحب مدرس ملکا	عہ

میزان ۱ر ۱۰ عہ

آمد لغایت ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء ۱۰ ماہ عہ

باقی احباب بہت جلد توجہ فرماویں

محمد علی قادیان ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

پنڈت نند کشور صاحب قادیان میں

گذشتہ اور پیوستہ ہفتہ قادیان میں عجیب رونق کا ہفتہ تھا پنڈت نند کشور صاحب مصنف المنصف قادیان میں آئے اور انھوں نے بذریعہ اشتہار اطلاع دی کہ بازار میں آریہ سماج کی ان غلط تعلیموں پر لیکچر دیا جو سناتن دھرم کے خلاف پنڈت دیانند نے نکالی ہیں۔ پنڈت نند کشور صاحب نے پنڈت دیانند کے وید بھاشیہ اور ستیارتھ پرکاش کے حوالوں سے اپنے لیکچر کو مرتب کیا مگر ہم افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ قادیان آریہ سماج کے نئے نئے ممبر لیکچر کے دوران میں اپنے جوش کو روک نہ سکے + اور بار بار انھوں نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ لیکچر نہ ہونے پاوے مگر یہ بلا انکے سر سے نہ ٹلی۔ لیکچر سے پہلے بھی بڑی کوشش کی گئی کہ کسیطرح لیکچر نہ ہونے پاوے چنانچہ پہلے خود سماج کیطرف سے ایک گالیوں سے پُر گستاخانہ اشتہار شائع کیا گیا جسمیں پنڈت نند کشور صاحب پر ذاتی حملے تھے اور پھر دوسرے ہندوؤں کو بہکانا شروع کیا گیا کہ پنڈت دراصل مسلمان ہے اور چھپا ہوا ہے اور ایک فرضی یا موقوف شدہ سناتن سبھا اور معزول یا مستعفی ممبروں کی طرف سے بھی نوٹس دلوایا جو خود ہی سماج کی کارروائی تھی کہ پنڈت نند کشور صاحب لیکچر نہ دیں ورنہ خود ذمہ وار ہونگے۔ مگر پنڈت نند کشور صاحب نے ان باتوں کی کچھ پرواہ کی اور بازار میں دو لیکچر دیے۔ آریہ سماج کو شاسترارتھ کا بھی چیلنج دیا جو ایک عذرات پر ٹالا گیا۔ آخر پنڈت نند کشور صاحب ایک مفصل اشتہار شائع کرکے قادیان سے رخصت ہوئے۔

منارۃ المسیح

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام جیسا کہ ہم پہلے اطلاع دے چکے ہیں شروع ہو چکا ہے۔ بنیادیں بھری جارہی ہیں۔ اول اول جب منارۃ المسیح کی تعمیر کے متعلق حضرۃ حجۃ اللہ نے اشتہار شائع کیا تھا اسوقت بعض مخلص احباب نے اس قسم کے خطوط بھیجے تھے کہ ہم کوئی نقد چندہ منارہ میں دینے کے قابل نہیں لیکن جسوقت منارہ کا کام شروع ہوگا اسوقت اگر اطلاع دیجاوے تو ہم اس عمارت پر کام کرنیکو بڑی فخر سے آمادہ ہیں۔ ایسے خطوط چونکہ محفوظ نہیں رکھے گئے اسلیے کہ فرداً فرداً اطلاع دینا مشکل تھا لہٰذا بذریعہ اخبار شائع کیا جاتا ہے کہ منارۃ المسیح کا کام شروع ہوگیا ہے جو صاحب اس مبارک عمارت پر کام کرنیکے آرزومند ہیں وہ آئیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً

ایک پنجابی خطبہ کا ماحصل جو ٢٧ مارچ کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

انبیا علیہم السلام کی بعثت کی غرض اور ان کے آنے کی بہت بڑی ضرورت یہی ہے جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ایمان والو! سارے کے سارے ملکر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

انسان جو کہ فطرتاً مدنی الطبع بنایا گیا ہے جب تک وہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا وہ راحت اور آسائش حاصل نہیں کر سکتا جو اسکی فطرت چاہتی ہے + کیونکہ اسلام سچائیوں اور پاک تعلیموں اور ان کے مفید اور پاک نتائج کا نام ہے

تمدنی ضرورتوں میں سے یہ ضرورت بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان باہم ملکر رہیں اور کوئی کسی دوسرے پر ظلم و زبردستی نہ کرے اور باہم اتلاف حقوق نہ ہو۔ بلکہ باہم محبت اور الفت سے رہیں اور اللہ تعالے کی عبادت کریں جو انسان کی پیدایش کی علت غائی ہے لیکن یہ بھی اللہ تعالے کی کوئی حکمت ہے کہ اکثر انسانوں میں جھگڑے اور بکھیڑے قائم ہو جاتے ہیں اور امن میں فرق آجاتا ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ دنیا کی حالت خراب ہوتی ہے اللہ تعالے ایک شخص کو بھیجتا ہے جو بچھڑوں ہوؤں کو باہم ملا دیتا ہے اور خونخوار لوگوں میں صلح کرا دیتا ہے۔ اسکا سب سے بڑا نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں دکھایا گیا ہے جب آپ نے ظہور فرمایا اسوقت عربوں میں بڑی خطرناک لڑائیاں ہوتی تھیں اور صدیوں تک ایک دوسرے کا بدلہ لینے کے لیے مرتے رہتے تھے خون کا بدلہ ہی ان کے ہاں اعلیٰ درجہ کی کمالی سمجھی جاتی تھی اگر بیٹا باپ کا بدلہ نہ لے تو وہ ولد الحرام کہلائے۔ غرض ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ ان میں بڑے بڑے اہل الرائے اور مدبر بھی تھے مگر ایک بھی ایسا نہ تھا جو سب کو باہم ملا دے اور ان جنگوں کا خاتمہ کرے + مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب آئے تو آپ نے صدیوں کے جنگوں کا خاتمہ کر دیا اور اس آگ کے گڑھے سے انکو بچا لیا اور پھر کہا کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا یہ عظیم الشان کامیابی کسی دوسرے نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتی خواہ ساری دنیا کی تاریخ کو پڑھ کر دیکھ لو۔

غرض جب باہم پھوٹ پڑتی ہے اور وہ نفاق اور شقاق حد سے گذر جاتا ہے اس وقت اللہ تعالے ایک مامور کو بھیجتا ہے جو آکر صلح کرا دیتا ہے یہ آیت جس میں ایمان داروں کو خطاب کیا گیا ہے کہ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً بتاتی ہے کہ اسلام پر ایک حالت آنیوالی ہے جبکہ انکو اس خطاب کی ضرورت پیش آئے گی میرا دل بولتا ہے کہ وہ وقت آگیا ہے + مسلمانوں کی موجودہ حالت باہم ان کی تکفیر بازی سب و شتم اور نفاق و شقاق نے اس ضرورۃ کو پیدا کر دیا ہے کہ کوئی ایسا شخص آوے جو ان تمام نزاعوں کو دور کر کے سچا فیصلہ کر دے۔ اس وقت مقلد۔ غیر مقلد۔ رافضی۔ سنی کے جھگڑوں کو دیکھو۔ پھر درویشوں اور فقیروں صوفیوں اور سجادہ نشینوں کے حالات مشاہدہ کرو۔ اس وقت تمھیں معلوم ہوگا کہ کسقدر ضرورۃ ہے کسی صلح کرانے والے کی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب تباہ شدہ قوم عرب کے پراگندہ شیرازہ کو درست کیا اسوقت بھی ایسی ہی حالت تھی۔ لیکن جب وہ داخل اسلام ہوے تو پھر انمیں مختلف راہیں اور مختلف مشرب و مذہب نہ رہے تھے بلکہ سب کے سب ایک امام و پیشوا کے متبع تھے لیکن اس وقت ہزار ہا ہزار خانوادہ اور مشرب نکلے ہوے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو ایک کرنے کے لیے ایک امام کی ضرورۃ ہے جو اسی روح اور قوت کے ساتھ آئے جسطرح پر عربوں کی حالت کی اصلاح کیلیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آئے تھے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اسی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام غلام احمد قادیانی کہلا کر آیا اور اس نے پھر ایک ہی قوم اور ایک ہی گدڑ یا بنانا چاہا ہے۔ اسلام کا خاصہ ہے کہ وہ سب کو صلح کے جھنڈے کے نیچے لاتا ہے اس وقت باہم نزاعیں ہیں جھگڑے ہیں اور اس امام کا نام اسی لیے حکم عدل رکھا گیا ہے اس تاریکی میں اللہ تعالی نے ایک نور بھیجا ہے اب اس کی ...... اطاعت کرو ممکن نہیں کہ یہ نفاق دور رہو۔ سچا مسلمان ہونے کے لیے ایک ہی راہ ہے کہ اس سلسلہ میں داخل ہو جاؤ تاکہ تمہاری قوم زندہ قوم ہو۔

خدا ہم سبکو توفیق دے کہ ان باتوں پر عمل کریں اور امام کی محبت اور اطاعت دلوں میں پیدا ہو۔ آمین

دارالامان کا ہفتہ

اعلیحضرت مسیح الہیت اللہ کے فضل سے بخیریت ہیں آپ نے ایک جدید رسالہ حقیقۃ الدعا کے لیے قلم اٹھایا ہے اللہ تعالی اپنی روح القدس سے مدد کرے۔

بیت الدعا — حضرت اقدس نے بیت الفکر کے ساتھ ایک حجرہ دعا کے لیے بنوانا تجویز فرمایا تھا جس میں کوئی چار پائی وغیرہ آسکے خدا تعالی کا شکر ہے کہ بیت الدعا پورے طور پر بنکر طیار ہو گیا ہے ہمارے مخدوم شیخ رحمۃ اللہ صاحب جو دیرانٹر بھی ہیں انہوں نے جو دینی خدمات میں مسابقت الی الخیرات کا جوش رکھتے ہیں بیت الدعا کی تعمیر کے کل اخراجات اپنے ذمہ لیے ہیں جزاہ اللہ خیر الجزاء یہ بیت الدعا اظہار الدین کے لیے ایک میگزین ہوگا جہاں خدا کا برگزیدہ رسول اسلام کی نصرت اور تائید کے لیے کیسی کیسی دعائیں کرے گا۔ اللہ تعالی اس کو اپنے جلال کے اظہار کا ذریعہ بنائے۔

ہم خدا تعالی کے اپنے ہاتھ سے معطر کیے ہوے مسیح کے حضور التجا کرتے ہیں کہ اے صادق مسیح خدا نے تیری دعاؤں کی قبولیت کا تجھے وعدہ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ تیری روح میں دعاؤں کے لیے بڑا جوش ہے تو بیت الدعا میں اسلام کی عزۃ و عظمت و جلال کے لیئے بڑی بڑی دعائیں کرے گا۔ اپنی جماعت کے لیے بھی دعائیں کرے گا خاکسار اڈیٹر الحکم بھی ایک ناکارہ عاجز خادم ہے اسکی کوئی ذاتی علمی عملی خوبی نہیں البتہ اسکے یہ فخر ہے کہ وہ تیرے کلمات طیبات کی اشاعت کا ادنیٰ خادم ہے وہ الحکم کے ذریعہ تیری جناب میں دعا کا خواستگار ہے کہ اسکے خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کرو اور یہ کہ اللہ تعالے اسکو اور اسکی اولاد کو قرآن شریف کا سچا متبع اور اس کا خادم بنائے۔ آمین

اطلاع

پہلی سہ ماہی گذر گئی خریداران اخبار اپنے اپنے ذمہ کے مطالبات بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرماویں۔ — خاکسار مینیجر

مختصر نوٹ اور نکات

ناظرین الحکم کو ۱۳۲۱ہجری کا آغاز مبارک ہو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف غور کریں کہ چودھویں صدی میں سے پورے بیس سال گذر گئے اور اکیسواں شروع ہو گیا مگر انکا خیالی مسیح آسمان سے نہ اُترا۔ حالت موجودہ ایسی ہے کہ زبان فریاد میدارد کر لبستا بید نصرت را۔ نشانات جو بتائے گئے تھے پورے ہو گئے مگر کم فہم ابھی تک منتظر ہیں کہ مسیح آسمان سے منڈلاتا ہوا اُترے غافلو سوچو! اسلام کی حالت موجودہ کیسی ہے؟ اور اسکی حفاظت کیلئے اب کیا ہوا ہے؟۔ اور خدا تعالیٰ کے انا لہ لحافظون اور وعدہ استخلاف کو جو پورا ہو چکا ہے جھٹلانیوالے نہ ٹھیرو اتقوا اللہ! اتقوا اللہ!! اتقوا اللہ!!!۔

آیت نبوت کہو برہان رسالت کہو معجزہ یا خارق عادت کہو اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اس میں داخل ہے۔ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جسکی کتاب اپنے ہادی کی زبان میں بعینہ اسطرح شہرت پذیر ہو + تراجم مترجمین کے بہرحال خیالات ہیں گو لغت کے ہی ماتحت کیوں نہو حفاظت قرآن کے جو اسباب اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ اُن میں سے ایک زبردست سبب مجددین کی بعثت بھی ہے۔ جو ہر صدی پر ضروری ہوتی ہے لیکن کیا یہ نادانی نہیں اور اس آیت رسالت کی تکذیب نہیں جبکہ عملی طور پر مانا جاتا ہے کہ اس چودہویں صدی میں کوئی مجدد نہیں آیا! یہ صرف منکرین کی اپنی کورچشمی کا نتیجہ ہے ورنہ خدا تعالیٰ کے وعدے سچے اور اسکے برگزیدہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز و خوارق ہر زمانہ میں صحیح و صادق اور تازہ ہیں + اس صدی کا آنیوالا مجدد جسکا کام کاسر الصلیب تھا آ گیا + اسکی تائید میں ہزاروں نشان صادر ہوئے اور سعیدوں نے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہے ہیں مگر

کورچشم آنانکہ در انکار ہا اُفتادہ اند

عیسائی کفارہ کا مسئلہ پیش کرتے وقت خدا تعالیٰ کے **عدل** اور رحم کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عادل ہے۔ اسلئے بلا سزا انہیں چھوڑ سکتا اور رحیم ہے اسلئے اسکو چھوڑنا چاہیئے۔ اور اسکی یہی صورت ہے کہ تقاضائے رحم سے مسیح کو پھانسی دیا + اس فلاسفی پر ہمیں حیرت ہے یہ عجب طرز اجتماع عدل و رحم کی ہے کہ نہ **عدل** رہا نہ رحم بے گناہ کو پھانسی دیا عدل جاتا رہا۔ اور اسپر رحم نہوا۔ گناہگاروں کو چھوڑ دیا تو چلو عدل کو جواب ملا۔ اور دونوں صفتوں کا تعطل لازم آیا۔

ماسوا اسکے خدا تعالیٰ کے عدل اور رحم کی نظیریں جبکہ دنیا میں موجود ہیں اور ہم ہر روز دیکھتے ہیں پھر اسکو ناممکن کیوں کہا جاتا ہے کہ عدل اور رحم جمع نہیں ہو سکتے؟ دیکھو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو آرام کا محتاج بنایا۔ اور اسکے قویٰ میں انکی ترکیب کے بموجب مختلف تقاضے اور جذبات اور گوناگوں میلان اور تعلقات رکھے ہیں اور پھر اس کے قویٰ کے تعلقات کے مناسب اس عالم میں اسباب و آلات بھی پیدا کئے اب اگر کوئی شخص ناسمجھ قانون قدرت کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اسکی پاداش میں کسی مرض و علت میں گرفتار ہوتا ہے تو عدل اسے مارا کرتا ہے مگر معاً رحم نے ہزاروں ہزار علاج اور دوائیں اسکے لئے مہیا کر دی ہیں اور فضل اسے اس مرض سے نجات دیکر اصلی صحت کا مزا چکھا دیتا ہے یہ مشاہدہ صحیح ہے اسکو کوئی باطل نہیں کر سکتا ہے پھر کیسی نادانی اور حماقت ہے کہ کہا جاوے عدل اور رحم کے تقاضوں کو پورا کرنیکے لئے خدا تعالیٰ معاذ اللہ ایسی راہ اختیار کرتا ہے کہ نہ عدل رہے نہ رحم! سوچو!!!

مشاہدہ صحیحہ جیسے بتاتا ہے کہ قانون قدرت کی خلاف ورزی کرنیوالے مجرم کیلئے **عدل** اور رحم کے دونو تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ ایک بدکار قانون شریعت کی خلاف ورزی کرکے سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ لیکن رحم الٰہی نے اسکے لئے توبہ و انابت کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ اگر اس نے خلوص قلب سے سچی توبہ کی اور بڑی تضرع سے اپنے خالق کیطرف رجوع کیا ہے تو فضل الٰہی اسکے شامل حال ہوکر اسکے سارے گناہوں کو دھو ڈالتا ہے۔ اسی مشاہدہ کی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ فضل کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

سوال ہوتا ہے کہ توبہ کیا ہے؟ اس کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے مَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا کسی گناہ کی توبہ کا مفہوم اصلی یہ ہے کہ اسکے بالمقابل نیکی کو اختیار کیا جاوے مثلاً حرام کار کی توبہ یہ ہے کہ عفت اختیار کرے اور دروغگور کی توبہ یہ ہے کہ راستباز بنے علیٰ ہذا القیاس۔ پس وہ کیسی نادان ہیں جو توبہ کی حقیقت سمجھے بغیر اسپر اعتراض کرتے ہیں۔

جسطرح پر روشنی اور اسکے انوار فی حد ذاتہ روشنی بخش ہیں الاّ اگر کوئی تاریک جھونپڑے میں گھسا ہوا ہو اور اسے روشنی نہ پہنچے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ روشنی نور بخش نہیں ہے۔ نہیں وہ فی ذاتہ نور ہے اور اسی لئے نور بخش ہے مگر اسے حاصل کرنا چاہئے۔ اور روشنی لینے اور اسکے انوار کا مظہر بننے کیلئے جمیع سامان کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً اندھیری کوٹھڑی سے باہر اور اسکے خطوط شعاعی کے محیط میں موجود ہونا ایسا ہی آخرت کے نور اور اُس کے سامان کے حصول کیلئے یہاں فضل اور نجات کے سامان کی ضرورت ہے اور وہ سامان جاذب فضل اور مقناطیس رحم سچا ایمان ہے۔

کوئی مذہب آسمانی ایسا نہیں جسمیں دعاؤں کی تاکید نہو اور کوئی فرد بشر ایسا نہیں جسکی فطرت ایک ایک وقت اُسکو دعاؤں کی طرف نہ جھکاوے۔ پھر وہ انسان کیسا لامذہب اور فطرت انسانی و مشاہدات جاودانی کی طرف سے کیسا جاہل ہے جو دعاؤں کو فضول یا غیر مقبول خیال کرتا ہے اور وہ قوم کیسی نادان ہے جس نے عدم قبولیت دعا کو اصل ایمانی سے قرار دیا ہے۔

دعا ایک ایسا فطرتی امر ہے کہ اس سے بجز کسی بلید اور کودن کے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دنیا کا کوئی ملک یا شہر اور گاؤں تو درکنار کوئی گھر بھی ایسا نہیں جس میں دعا پر فطرتی ایمان ہونیکا ثبوت نہ ملتا ہو کہیں بڑے چھوٹوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں اور کہیں چھوٹے بڑوں کے حق میں کہیں نوکر اپنے آقاؤں کو دعا دیتا ہے کہیں آقا نوکر کے لئے کہیں دوست دوست کو دعائیں دیتا ہے اور کہیں دشمن کو دشمن بددعائیں سلام گوڈ مارننگ۔ جیتے رہو۔ خوش رہو اسی فطرتی ایمان کا ظہور ہیں تمام زبانوں میں خدا تعالیٰ کے نام قاضی الحاجات مجیب الدعوات۔ رحیم کریم۔ وغیرہ بھی قبولیت دعا کیطرف اشارہ کرتے ہیں۔ پھر ایسے عام یقین سے انکار کرنا جسپر تمام بنی نوع کی فطرتیں۔ زبانیں۔ رسومات اور عبادات شاہد ہیں اور جسپر تمام آسمانی تعلیموں کا اتفاق ہے کیسی جہالت ہے!!!۔

تقویٰ ایک فطرتی امر ہے جو ہر ایک انسان کے اندر بدی کے وقت ظاہر ہوتا ہے متواتر سرکشیوں اور بدیوں کیساتھ یہ خوف زائل ہو جاتا اور خدا پرستی اور بدکاری کے ساتھ بڑھتا ہے چنانچہ یہ علم مشاہدہ کی باتیں ہیں کہ جو جرم انسان نے پہلے کبھی نہیں کیا جب اوّل بار اسکے کرنے کا ارادہ کرے تو طرح طرح سے اس کا نور قلب اُسکو ڈراتا اور سمجھاتا ہے۔ مگر بار بار وہی ارادہ کرنیسے یہ خوف کم ہو جاتا ہے یہانتک کہ آخرکار ارتکاب ہی کر بیٹھتا ہے

جیسے فاسد عضلات و اعصاب میں جبتک کوئی ریشہ بھی اپنی اصلی حالت پر ہے اسوقت تک بجلی انمیں حرکت پیدا کر سکتی ہے اسطرح پر انسان خواہ کیسا ہی ظالم علی نفسہٖ کیوں ہو جبتک کوئی شمہ ایمان اور حیاء روحانی کا اس میں باقی ہے اسوقت تک امید کیجاتی ہے کہ ذکر قرآن اسمیں تحریک پیدا کر دے۔ اور یقیناً کرتا ہے لیکن جب عضو ماؤف کی سی حالت ہو جاوے تو پھر اسکا علاج ہی کیا بجز کاٹنے کے؟

انسان اپنی تنہائی یا خودمختاری میں جب کوئی بُرا ارادہ کرتا اور اسکی تکمیل کے واسطے تدبیر کرتا ہے۔ اُسوقت اُس کا اتالیق اور اُستاد تقویٰ ہی ہو سکتا ہے جو اسکو ان بدیوں سے بچانے کی ہدایت کرتا ہے + تقویٰ یعنے خوف الٰہی ہی اسکا واعظ اور محافظ ہوتا ہے جو اُسکو بدارادوں اور بدتدبیروں کے وقت فوراً تنبیہ کر دیتا اور ضلالت سے بچانا چاہتا ہے

صحیفۃ الولاء پر ریمارک

نمبر ۴

پچھلے نمبر کے آخر میں صحیفۃ الولاء کے رافضی یا نیچری مصنف کے اس دعوی کی تنقید ہم نے کرنی چاہی ہے کہ مرزا صاحب کو نبی ہونے کا دعوی ہے اور اس تنقید کے لئے ہم نے بتایا ہے کہ پہلے یہ سوال قابل جواب ہے کہ کیا آنیوالا مسیح نبی ہوگا یا نہیں؟ اور اسی سوال کے ضمن میں دوسرا سوال قابل بحث یہ رہ جاتا ہے کہ کیا مسیح [illegible] کے آنے سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے یا نہیں؟ [illegible] کیا ہے کہ [illegible] آنیوالا موعود نبی ہوگا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں نبی اللہ اس کے لئے آیا ہے [illegible] زیر بحث یہ باقی [illegible] ہیں یا نہیں؟ [illegible] کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی ناصری نبی فوت ہوچکا ہے [illegible] قرآن شریف [illegible] آنیوالا موعود مسیح [illegible] وفات مسیح پر بحث کرنیکی ہمکو اس مقام پر کوئی ضرورت نہیں کیونکہ [illegible] وفات مسیح کے قائل [illegible] ہمکو زیر بحث کو چھوڑ کر آگے چلنا چاہئے [illegible] مسیح اور مہدی [illegible] تعجب نہیں [illegible] مسیح و مہدی ایک [illegible] اس سے اس سوال کو حل کرنا ضروری ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں پہلا امر [illegible] طلب یہ ہے کہ آنیوالا مسیح موعود اسی امت سے ہوگا۔

اولاً ہم قرآن شریف سے اس امر پر بحث کرتے ہیں۔ اور منجملہ ان آیات کے جو اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ آنیوالا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا ایک یہ آیت ہے۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الآیۃ۔

یعنے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو زمین پر انہیں خلیفوں کی مانند خلیفہ کرے گا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ مومنوں اور اعمال صالحہ کرنیوالوں سے کیا ہے۔ اور یہ وعدہ اسی رنگ اور صورت پر ہوگا جس طرح پہلے خلیفے مقرر ہوئے تھے۔ وہ پہلے خلیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے خلفا رہے جنکو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے استحکام اور قیام کیلئے پے درپے بھیجا تھا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد کوئی صدی ایسی نہیں گذری جسمیں کوئی مجدد دین موسوی کا خلیفہ نہ آیا ہو۔ چنانچہ قرآن شریف کی یہ آیت اس امر کی تصدیق اور تائید کرتی ہے۔

ولقد آتینا موسی الکتٰب وقفینا من بعدہ بالرسل وآتینا عیسے ابن مریم البینٰت الآیۃ۔

مذہبی تاریخ صحیح سے اس امر کا صاف پتہ لگتا ہے کہ خلفا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے قیام کے لئے آتے رہے قفینا من بعدہ بالرسل کے مصداق ہیں انکی تعداد بارہ تھی اور تیرھویں خلیفے حضرت مسیح علیہ السلام تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مسیح موعود اور خاتم الخلفا رہے۔ اب آیت استخلاف کو غور سے پڑھو اور اس کے الفاظ کما پر تدبر کرو تو یہ لفظ نشان میل کی طرح بتاتا ہے کہ اسی طرز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خلفا کا سلسلہ ضروری ہے۔ اور اسی مشابہت و مماثلت کے لحاظ سے جو لفظ کما سے پیدا ہوتی ہے ضروری ہے کہ یہ سلسلہ [illegible] خاتم الخلفا اور مسیح موعود ہو۔ اور [illegible] وہ بارہ خلیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھے اور خاتم الخلفا درحقیقت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے محمدی سلسلے کے خلفا کو موسوی سلسلے کے خلفا سے مشابہت دیکر صاف طور پر سمجھا دیا کہ اس سلسلے کے آخر میں خاتم الخلفا اور مسیح موعود ہوگا۔ اور یہ آخری خلیفہ بھی جو خاتم ولایت محمدیہ ہے وہ محمدی قوم میں سے نہیں ہے یعنے قریش میں سے نہیں اور یہی [illegible] بھی تھا کہ آخری خلیفہ اپنے اباو اجداد کے رو سے اس قوم میں سے نہ تھا [illegible] تحقق مشابہت اکمل اور اتم طور پر ہو جاتا۔ پس اس آیت پر غور سے نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود اسی امت میں سے ہونا چاہئے کیونکہ جبکہ نص قطعی قرآنی یعنی کما کے لفظ سے ثابت ہوگیا کہ سلسلہ استخلاف محمدی کا سلسلہ استخلاف موسوی سے مماثلت رکھتا ہے جیسا کہ اسی کما کے لفظ سے ان دونوں نبیوں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت ثابت ہے جو آیۃ **کما ارسلنا الی فرعون رسولا** سے سمجھی جاتی ہے اور جسکی تائید اور تصدیق توریت کی کتاب استثنا کی پیشگوئی بھی کر رہی ہے اور یہ مماثلت اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے جبکہ محمدی سلسلے کے آنیوالے خلیفے گذشتہ خلیفوں کا عین نہوں بلکہ غیر ہوں۔ کیونکہ مشابہت اور مماثلت میں من وجہٍ مغایرت ضروری ہے اور کوئی چیز اپنے نفس کے مشابہ نہیں کہلا سکتی۔ پھر اگر ہم یہ فرض کریں کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدیہ کا جو تقابل کے لحاظ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابل پر واقع ہوا ہے اور جسکی نسبت اسی مماثلت اور مشابہت کی وجہ سے یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس امت کا خاتم الخلفاء ہے جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تھے اگر وہی عیسےٰ علیہ السلام ربا وجود اسکے کہ وہ وفات پاچکے باوجود اس کے کہ کوئی مُردہ واپس اس دنیا میں نہیں آتا باوجودیکہ کوئی جنت سے نکالا نہیں جاتا۔) پھر آجائیں گے تو اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے۔ کیونکہ قرآن شریف جیسا کہ لفظ کما سے مستنبط ہوتا ہے دونو سلسلوں کے خلفاء کو من وجہ مغائر قرار دیتا ہے اور یہ ایک نص قطعی ہے جسکو ساری دنیا بھی ملکر رد نہیں کرسکتی۔ اب کیسے واضح طور پر اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود اسی امت سے ہوگا۔ پھر قرآن شریف کی ایک اور آیت بھی یہی ثابت کرتی ہے کہ مسیح موعود اسرائیلی نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قرآن شریف میں بنی اسرائیل کے لئے آیا ہے کہ **ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ** اور اس قوم کو مغضوب علیھم ٹھیرایا اور ان کی عزت و رفعت کے اسباب میں سے بعثت انبیاء و ملوک تھی اس قوم میں جیسے سلسلہ سلطنت منقطع ہوگیا اسطرح پر نبوت کا سلسلہ بھی ختم ہوچکا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے میں یہی سِر تھا۔ لیکن اب اگر حضرت مسیح پھر آجاویں تو اس مغضوب اور ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق قوم کو عزت اور رفعت دی گئی جو قرآن شریف کے اس منشا کے خلاف ہے اس سے بھی صاف طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود اسی امت سے ہوگا۔

پھر ایک اور امر بھی قابل غور ہے بنی اسرائیل کے معائب اور مثالب جو قرآن شریف نے بیان کئے ہیں انہیں اصل اس ایک امر کی طرف اشارہ ہے کہ امت محمدیہ میں بھی ایک وقت اس قسم کی بداطواریاں پیدا ہوجائینگی چنانچہ حدیث صحیح نے اس کی توضیح کردی ہے کہ یہود کیطرح یہ ہوجائینگے کہ اگر کسی یہودی نے ماں سے زنا کیا ہے تو یہ ایسا بھی کرینگے اب بگڑنے میں تو یہ امت انکے ساتھ مماثلت پیدا کرے اور اصلاح کے لئے یہ ہو کہ مصلح پہلے یہودیوں میں سے آئے۔ یہ کیسی مضحکہ خیز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** پر حملہ کرنے والی بات ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہوگا۔

اور پھر آیت **آخرین منھم لما یلحقوا بھم** کے متعلق بالاتفاق تسلیم کرلیا گیا ہے کہ یہ جماعت مسیح موعود کی جماعت ہے۔ اب اگر اسرائیلی مسیح کے ذریعہ فیض پہونچنے والا ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کہاں رہے۔ خاتم الانبیاء تو مسیح اسرائیلی جا ٹھہرا۔

اسی طرح پر بہت سی آیات قرآن شریف میں موجود ہیں جو اس بات کو واضح طور پر بیان کرتی ہیں کہ آخری زمانہ میں آنیوالا **امام** اور مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔

اور **احادیث** صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ **آنیوالا مسیح** جس کا اس امت کے لئے وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ اسی امت میں سے ایک شخص ہوگا منجملہ ان کے بخاری اور مسلم کی وہ حدیث ہے جسمیں امامکم منکم اور امّکم منکم لکھا ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ اور تم ہی میں سے ہوگا چونکہ یہ حدیث آنے والے **مسیح موعود** کی نسبت ہے اور اسی کی تعریف میں اس حدیث میں حکم اور

سلسلۂ عالیہ احمدیہ اور عالمِ اخبارات

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ و دعوت کے میدان کی وسعت سلسلہ کی اخبارات کی تحریریں عالم اخبارات میں اس سلسلہ کا ذکر کرنے کا باعث ہوتے رہتے ہیں اسلئے ہم عندالضرورت ان تحریروں پر نوٹس لینے کے لئے الحکم کا کسیقدر حصہ مخصوص کرتے ہیں۔
ایڈیٹر

پیسہ اخبار غالباً اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس سلسلہ کی وقعت کم کرنیکے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دے مگر اسے معلوم ہو جائیگا کہ خدا جسکو بلند کرنا چاہتا ہے کوئی اُسکو گرا نہیں سکتا۔ ایڈیٹر صاحب ۲۸- مارچ کی اشاعت میں اپنے اردو زبان کے ماہوار رسالے کے عنوان کے نیچے اشاعت السنہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء کے رسالے میں علاوہ دیگر مضامین کے جو سب پڑھنے کے قابل ہیں ایک بہت لمبا مضمون میرآف قادیان کی پیشگوئی کا پورا نہ ہونا کے عنوان سے شایع ہوا ہے۔ اصل غرض ایڈیٹر صاحب کی اس آخری فقرہ کے اندراج سے ہی ہے مگر ہمیں افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر یا ایڈیٹر صاحبان کو یہ ریمارک کرتے ہوئے اتنا خیال نہ آیا کہ پورے چھ ماہ بعد جس رسالہ کی اشاعت کا ذکر کرتے ہیں کیا وہ اس چھ مہینے کے اندر متواتر وقت پر شایع ہوتا رہا ہے۔ اور اگر اسکی اشاعت اسی حد تک ثابت ہو کہ چھ مہینے میں ایک ہی نمبر نکلا ہو تو پھر شاید پیسہ اخبار کو اشاعۃ السنہ کی اشاعت ثانی پر افسوس کرنا پڑیگا کیا پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اس نکتہ پر غور کریگا ؟-

ست دھرم پرچارک آریہ سماج قادیان کے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے اُن ہفوات اور گالیوں پر اتراتا ہے جو جلسہ میں دی گئی تھیں ہم اس جلسہ کے حالات تحریر کرتے وقت ان تمام امور کو ملحوظ رکھیں گے اور انشاء اللہ دکھائینگے کہ آریہ سماج نے کہانتک قبول حق سے اعراض کیا ہے ؟ اور اسکی اصل غرض کیا تھی ؟ ذرا انتظار کیجئے -!!!-

وکیل میں کپور تھلہ کے ایک پروفیسر صاحب کا خط حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے نام شایع ہوا ہے جو اسکی دو تین اشاعتوں میں ختم ہوا ہے۔ ہم اس خط کا الگ جواب بذریعہ الحکم انشاء اللہ جلد تر شایع کرینگے۔

مذہبی اور اسلامی دُنیا

بیگم بھوپال کا اعلان طاعون کے متعلق سرکار عالیہ بھوپال نے طاعون کے متعلق کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ اعلان شایع کیا ہے جسکا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اس اعلان کو پڑھکر سرکار عالیہ کی خدا ترسی اور خدا شناسی کا کسیقدر پتہ لگتا ہے جو ہمارے لئے باعث مسرت ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ رعایا پر بیگم کا اعلان بہت موثر ثابت ہوگا۔ قدیم زمانہ میں الیہ دستور تھا کہ جب ملک پر کوئی آفت یا وبا آتی تو وہ نہ صرف رعایا ہی کو اعمال صالحہ کی ہدایت کرتے اور خشوع وخضوع سے دعائیں مانگنے کا احکام صادر کرتے بلکہ خود بھی ابتہال اور اضطرار کے ساتھ دعاؤں میں مصروف ہوتے اور مشکلات اور آفات کے دور ہونیکی کلید دعا ہی کو سمجھتے اور اس کی نتایج سے فائدہ اٹھاتے اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالیٰ کے پاک نام کو ہنسی میں اُڑایا جاتا ہے بیگم بھوپال کا یہ اعلان بہت ہی قابل قدر ہے۔ کیا اچھا ہو کہ تمام حکمران اس قسم کے اعلان شایع کریں بہرحال اسکا خلاصہ یہ ہے کہ

"کثرت معاصی اور اخلاقی کمزوری کے باعث یہ خدا کا غضب نازل ہوا ہے۔ مخلوق کو چاہئیے کہ توبہ کرے۔ استغفار پڑھے اور درگاہ خداوندی میں التجا کے ساتھ دعا مانگے امید ہے کہ خدا رحم فرمائیگا وہ ارحم الرحمین ہے۔ اسکے سوا کوئی شخص تدبیر نہیں کرسکتا۔"

یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ عام مخلوق کے ساتھ میں بھی اس تضرع و زاری اور دعا میں شریک ہوں۔

اسلام میں عورتوں کی حالت ایک جرمن پروفیسر نے اُن یورپین مصنفوں کو تاریخی شہادتوں کی بنا پر معقول جواب دیا ہے جو اسلام پر عورتوں کو سخت حقیر سمجھنے کے متعلق الزام لگاتے ہیں اُس نے کئی عالم و فاضل اور عابد و زاہد اور شجاع و دلیر مسلمان عورتوں کا ذکر کرکے ثابت کیا ہے کہ جو منزلت اسلام نے عورتوں کو ہر لحاظ سے دی ہے وہ بلاشبہ قابل رشک ہے۔ ہمارے کالموں میں گنجائش نکل آئی تو ہم ارادہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ اس مضمون کو پورا چھاپ دیا جاوے۔

مسئلہ تقلید کرزن گزٹ میں چند سوالات شایع ہوئے تھے انہیں سے ایک مسئلہ تقلید بھی تھا۔ اسپر ۳ مارچ کی اشاعت میں ایک مولوی صاحب اس کا جواب تحریر کرتے ہیں اور اہل حدیث کے عام مشرب اور مذاق پر رکھتے ہیں مگر ان کی تحریر میں ایک بات قابل غور ہے۔ وہ اپنے مخالف کو جواب دیتے ہوئے جواب پوچھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو کس مذہب کے موافق فتوے دیں گے ؟ پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق اور کتاب وسنت کو مقدم کرینگے" ہم اس جواب کی بڑی قدر کرتے ہیں اور اسکو بہانتک صحیح سمجھتے ہیں لیکن ہم مجیب صاحب سے ایک بات ضرور پوچھنی چاہتے ہیں کہ بیشک مسیح علیہ السلام نازل ہوکر کتاب وسنت کو مقدم کرینگے لیکن احادیث جو مختلف ہیں مثلاً شیعوں کی کچھ اور اور حنفیوں کی کچھ اور ان اختلافات میں وہ کس کے موافق فتوے دینگے ؟ غالباً آپ کہیں گے اور کہنا چاہئیے کہ چونکہ وہ **حَکَم** ہونگے جو فیصلہ وہ کرینگے وہ ناطق ہوگا جبتک تسلیم کرلیا جاوے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا۔

روس میں مذہبی آزادی زار روس نے ایک اعلان شایع کیا ہے جس کے رو سے ہر مذہب کے باشندگان روس کو مذہبی آزادی عطا کی گئی ہے اور ہر ایک صوبہ اور مفصلات میں لوکل سیلف گورنمنٹ قایم کرنے کی تجویز کا اعلان کیا ہے اور کاشتکاروں کو بیگار میں پکڑنے کا دستور بند کیا گیا ہے ہندوستان کی رعایا کو برٹش گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں رہ کر یہ حقوق اور رعائتیں عرصہ دراز سے حاصل ہیں بحالیکہ رُوسی رعایا نے بہت سی خون خرابوں بلووں اور ہنگاموں کے بعد یہ رعائتیں حاصل کی ہیں۔ برٹش گورنمنٹ نے جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے اسکی نظیر کسی دوسری سلطنت کے ماتحت اسوقت ہرگز ممکن نہیں +

البُشریٰ

یعنی

مصر اور دیگر بلاد اسلامیہ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی خوشخبری پہنچانے والا عربی اور فارسی زبان کا ماہوار رسالہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں البشریٰ کا مفصل اشتہار شایع ہوچکا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ ناظرین الحکم اس رسالہ کے جلد ہی اجرار کے لئے کوشش کریں گے۔

درخواستیں آنی شروع ہوگئی ہیں میں اسکی ضرورت اور اہمیت پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا ان ملکوں میں اس دعوت کی پہنچانے کی ضرورت آپ لوگوں سے مخفی نہیں۔ یہ کام تو آخر ہوگا لیکن مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو اس دعوت کے پہنچانے کی ثواب حاصل کرنے کا موقع ملیگا +

ضرورت

البشریٰ کے ایڈیٹوریل سٹاف میں ایک ایسے لایق عربی اور فارسی دان احمدی کی ضرورت ہے جو اردو سے عربی اور فارسی میں علاوہ ...

مطبع انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر بفضلہ تعالیٰ شایع ہوا

عدل کا لفظ بطور صفت موجود ہے جو اس فقرہ سے پہلے ہے اس لئے امام کا لفظ بھی اسی کے حق میں ہے اور یہ ہی سچی اور سچی بات ہے کہ منکم کے لفظ میں صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے وہ وہی مخاطب تھی لیکن ظاہر ہے کہ انہیں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ نہیں کیا اس لئے منکم کے لفظ سے کوئی شخص ایسا مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائمقام صحابہ ہے اور وہ وہی ہے جسکو اس آیت مفصلہ ذیل میں قائمقام صحابہ کہا گیا ہے یعنی وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

باقی آئندہ

ہماری لوکل ضروریات

افسران ضلع کے توجہ طلب

قادیان دارالامان حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا مرکز ہونے کی وجہ سے دن بدن ہر پہلو میں ترقی کر رہا ہے آبادی اسکی بڑھ رہی ہے۔ مختلف کارخانے یہاں کھلتے جاتے ہیں اور ضلع کے ذمہ وار آفیسرز کو بخوبی معلوم ہے یہاں کی ضروریات ان امور کی ترقی کے ساتھ بڑھتی جاتی ہیں۔

گذشتہ سے پیوستہ سال میں ہم نے بعض مختصر نوٹوں کے ذریعہ ذمہ وار حکام کو چند امور کیطرف توجہ دلائی تھی۔ اور ان پر کسی حد تک نوٹس لیا بھی گیا تھا مگر ایسا نوٹس حکام عدم وجود قریباً برابر کہنا چاہئے۔ اسوقت ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ایک ایسے سلیم الطبع اور دقیق الفہم انگریز ہیں جنکے حضور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اس وقت کی ذاتی نیاز حاصل ہے جبکہ میجر ڈالس امرتسر کے ڈپٹی کمشنر تھے اور آپ کے ماتحت ایڈیٹر الحکم کو ۱۸۹۶ء کے محرم کی تقریب پر بحیثیت سپیشل پولیس آفیسر کام کرنا پڑا تھا اور صاحب موصوف نے ان خدمات کے قابل اطمینان ہونے پر خوشنودی مزاج کی سند بھی دی تھی + اس لئے ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر جانتے ہیں کہ **میجر ڈالس** ہمیشہ **رفاہ عام** کے کاموں کی طرف زیادہ دلچسپی لینے والے ہیں + اور رعایا کی بہبود اور سود کا آپ کو بہت لحاظ رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آپکی توجہ کے لئے چند امور پیش کرنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اسپر توجہ فرمائیں گے۔

اول قادیاں کی صفائی کے متعلق گذشتہ دو سالوں میں تحریک اور تجویز کی گئی تھی کہ قادیاں کو **نوٹی فائیڈ ایریا** قرار دیا جاوے اس کے متعلق ابتدائی کارروائی ہو چکنے کے بعد پھر کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ باشندگان نے جہاں تک ہم کو معلوم ہے تحصیلدار صاحب بٹالہ کے بالمواجہ تسلیم کر لیا تھا کہ **عملہ صفائی** اور زائد **عملہ حفاظت** کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہوس ٹیکس دینے کو آمادہ ہیں۔ پھر نہیں معلوم کہ اس طرف کیوں توجہ نہیں ہوئی۔ آبادی کے دن بدن بڑھنے کی وجہ سے صفائی کی طرف زیادہ توجہ ہونی ضروری ہے۔ اور اسکا **کامل** انتظام بجز اسکے نہیں ہو سکتا کہ قادیان کو نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیا جاوے اس صورت میں زائد **عملہ حفاظت** کا تقرر بھی عمل میں آ سکتا ہے +

دوم - قادیان سے بٹالہ کو جو سڑک جاتی ہے وہ سڑک اگرچہ اسپر مٹی وغیرہ ڈالی جاتی ہے لیکن پھر بھی یکوں کی کثرت آمدورفت کی وجہ سے کچھ ایسی خراب اور شکستہ رہتی ہے کہ بسا اوقات یکے اولٹ جاتے ہیں اور مسافروں کو تکلیف پہنچتی ہے + خصوصاً وہ حصہ جو قادیان سے نہر کی سڑک تک جاتا ہے۔ وہ بہت ہی خراب حالت میں رہتا ہے۔ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر خود کبھی اسطرف کا دورہ فرمائیں تو انکو اس سڑک کی حقیقت بخوبی معلوم ہو جاوے۔ یہ سڑک ہر حالت میں پختہ ہو جانی چاہئے اور اس سڑک پر کوئی درخت سایہ دار بھی نہیں + جو موسم گرما کی شدت میں راہ گیروں کو آرام پہنچا سکیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ذمہ وار آفیسرز ان امور کی طرف متوجہ ہونگے۔

ڈاک خانہ قادیان

آخر قادیان کے پوسٹ ماسٹر صاحب کی تبدیلی کا سوال حل کر دیا گیا اور منشی بلی رام سب پوسٹ ماسٹر ننیاں کو منشی نظام الدین کی جگہ بھیجدیا گیا۔ یہ تو سچ ہے کہ منشی بلی رام صاحب پرانے زمانے کے ایک تجربہ کار پوسٹ ماسٹر ہیں۔ لیکن جبکہ **ننیاں کوسٹ** میں اسقدر کام کی کثرت نہیں جسقدر قادیان میں تو ان سے قادیان کے ڈاکخانہ کا کام تنہا نپٹانا کب سے دار و مدار پوسٹل اتھارٹیز کو یہ سب امور اسوقت معلوم ہو سکتے ہیں جبکہ خود سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر قادیاں کے ڈاکخانہ کو آکر دیکھیں جو سب آفس ہونے کے وقت سے شاید ایک ہی مرتبہ دیکھا گیا ہے۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ کا مقام ڈلہوزی ہے اس لئے امید کیجاتی ہے کہ وہ خود آکر ڈاکخانہ کا ملاحظہ کریں اور کام کی کثرت کے سوال کو حل کرنیکی فکر کریں۔ علاوہ بریں الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ظاہر کیا تھا کہ ڈاک کی روانگی اور رسید کی کا موجودہ انتظام بالکل ناقابل اطمینان ہے۔ قادیان میں آمدنی ڈاک ۳ بجے کے قریب تقسیم ہوتی ہے اور بسا اوقات ۳ کے بھی بعد + اور ہم نہیں جانتے کہ کیوں ایسا ہوتا ہے + اور جو ڈاک قادیان سے روانہ ہوتی ہے وہ بٹالہ میں جاکر ایک روز برابر پڑی رہتی ہے۔ یعنی مثلاً اگر یکم اپریل ۸ بجے کو قادیان میں امرتسر کے لئے چٹھی ڈالی جاوے تو وہ امرتسر ۳ اپریل کی دوپہر کو جاکر تقسیم ہوگی۔ یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے ایک دن پورا قادیان پڑی رہی اور ایک رات بٹالہ پڑی رہی اور تیسرے دن دوپہر کو امرتسر۔ اس انتظام سے اُن لوگوں کو جنکا تعلق ڈاک کے ساتھ زیادہ ہے اور جو کاروباری آدمی ہے سخت نقصان پہنچتا ہے۔ ہم اسپر توجہ دلانے کیلئے متواتر نوٹوں کے ذریعہ حکام کی توجہ کو بیدار کرینگے

لالہ گیا چند صاحب منصف گورداسپور

لالہ گیا چند صاحب منصف گورداسپور کے متعلق بعض امور اس قسم کے ہمیں معلوم کرائے گئے ہیں جو اگر صحیح ثابت ہو جائیں تو کچھ شک نہیں کہ وہ اہل مقدمہ کے انصاف کی راہ میں روک پیدا کر سکتے ہیں۔ ہم بطور خود ان معاملات کی تحقیقات اور تفتیش کر رہے ہیں اور پوری انفرمیشن کے حاصل ہونے پر ہم ان حالات کو روز روشن میں لانے کی سعی کرینگے۔

پہلے تو دفعہ ۸۴ کے اشتہاروں ہی کی متعلق یہ شکایت تھی کہ وہ زیادہ تر ان اخبارات میں شایع کر دئے جاتے ہیں جنمیں لالہ صاحب کی کتابوں کے اشتہار چھپتے ہیں۔ اور اب یہ شکایت بھی عام ہو گئی ہے کہ بتقرر ہائے کمیشن جن لوگوں کو دیا جاتا ہے وہ ایسے شخص ہوتے ہیں جن کے لالہ صاحب سے کوئی ذاتی تعارف یا تعلق ہوتا ہے + یا سرکاری ملازم ہوں اور اہلکاران عدالت کو دیا جاتا ہے چند روز ہوئے کہ ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر کی عدالت میں کوئی درخواست اسی امر کی تفتیش کے متعلق گذری جسمیں اہل کمیشن غالباً لاہور کے باشندہ تھے۔ اگر یہ شکایتیں صحیح ہیں تو انکے صحیح ہونے کا یقین دلایا جاتا ہے تو ہم گورنمنٹ پنجاب اور چیف کورٹ پنجاب کو ان امور پر توجہ کرنیکی ضرورت پیش آئیگی۔

ڈوپٹیک

ہمارے عزیز دوست منشی کرم علی صاحب احمدی مصاحب کنک [illegible] دارالامان قادیان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۸ فروری [illegible] کو ان کا پہلا فرزند عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود کو والدین کے لئے مبارک اور قرۃ العین ثابت کرے حضرت [illegible] نے بچہ کا نام [illegible] تجویز فرمایا۔ اگرچہ [illegible] دیا چاہئیے تھا۔ لیکن چونکہ اصل غرض اندراج سے اپنے ضروری واقعات کی تاریخ نوٹ کرنا مقصود

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

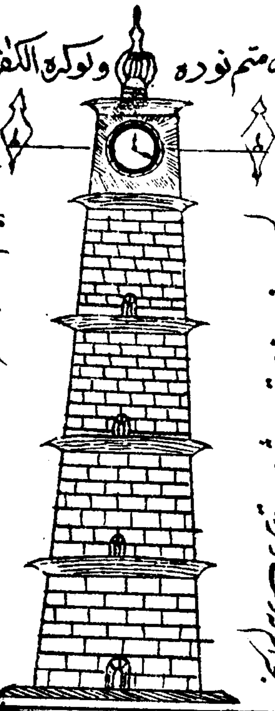

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۳ | ۱۱ محرم سنہ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء روز جمعہ | جلد ۷

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمٰن

جب حضرت صاحبزادہ بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ بیگم کی آمین ہوئی اسوقت جیساکہ حضرت حجۃ اللہ کا معمول ہے کہ خدا تعالیٰ کے انعام وعطایا پر شکریہ کے طور پر صدقات دیتے ہیں آپ نے شکریہ کے طور پر ایک دعوت دی اسپر حضرت نواب صاحب قبلہ نے ایک سوال کیا کہ حضور یہ آمین جو ہوئی ہے یہ کوئی رسم ہے یا کیا ہے؟

اس کے جواب میں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھہ فرمایا وہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

فرمایا

جو امر یہاں پیدا ہوتا ہے اُس پر اگر غور کیا جاوے اور نیک نیتی اور تقویٰ کے پہلوؤں کو ملحوظ رکھکر سوچا جاوے تو اس سے ایک علم پیدا ہوتا ہے۔ میں اسکو آپ کی صفائی قلب اور نیک نیتی کا نشان سمجھتا ہوں کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے اُس کو پوچھہ لیتے ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اسکو نکالتے نہیں اور پوچھتے نہیں جس سے وہ اندر ہی اندر نشوونما پاتا رہتا ہے اور پھر اپنے شکوک اور شبہات کے انڈے بچے دیدیتا ہے اور روح کو تباہ کر دیتا ہے۔ ایسی کمزوری نفاق تک پہنچا دیتی ہے کہ جب کوئی امر سمجھہ میں نہ آوے تو اسے پوچھا نہ جاوے اور خود ہی ایک رائے قایم کرلی جاوے۔ میں اس کو داخل ادب نہیں کرتا کہ انسان اپنی روح کو ہلاک کرلے ہاں یہ سچ ہے کہ ذرا ذراسی بات پر سوال کرنا بھی مناسب نہیں۔ اس سے منع فرمایا گیا ہے لا تسئلوا عن اشیاء کم اور ایسا ہی اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ آدمی جاسوسی کرکے دوسروں کی برائیوں کو نکالتا ہے یہ دونوں طریق برے ہیں لیکن اگر کوئی امر اہم دل میں کھٹکے تو اسے ضرور پیش کرکے پوچھہ لینا چاہیئے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ اگر کوئی شخص خراب غذا کھالے اور وہ پیٹ میں جاکر خرابی پیدا کرے اور اس سے جی متلانے لگے تو چاہیئے کہ فوراً قے کرکے اسکو نکال دیا جائے لیکن اگر وہ اسکو نکالتا نہیں تو پھر وہ آلات ہضم میں فتور پیدا کرکے صحت کو بگاڑ دیگی۔ جیسے ایسی غذا کو فوراً نکالنا چاہیئے جو بات دل میں کھٹکے اسے جلد باہر نکال دو۔ غرض میں اسکو آپ کی سعادت کی نشانی سمجھتا ہوں کہ آپ جو بات سمجھہ میں نہ آوے اسے پوچھہ لیتے ہیں اور اسکو اعتراض بن جانے کا موقع نہیں دیتے۔

بخاری کی پہلی حدیث یہ ہے انما الاعمال بالنیات اعمال نیت ہی پر منحصر ہیں۔ صحت نیت کے ساتھہ کوئی جرم بھی جرم نہیں رہتا۔ قانون کو دیکھو اس میں بھی نیت کو ضروری سمجھا ہے۔ مثلاً ایک باپ اگر اپنے بچے کو تنبیہ کرتا ہو کہ تو مدرسہ جاکر پڑھ اور اتفاق سے کسی ایسی جگہ چوٹ لگ جاوے کہ وہ بچہ مر جاوے تو دیکھا جاوے گا کہ یہ قتل عمد مستلزم السزا نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اس کی نیت بچے کو قتل کرنے کی نہ تھی۔ تو ہر ایک کام میں نیت پر بہت بڑا انحصار ہے اسلام میں یہ مسئلہ بہت سے امور کو حل کر دیتا ہے پس اگر نیک نیتی کے ساتھہ محض خدا کیلئے کوئی کام کیا جاوے اور دنیا داروں کی نظر میں وہ کچھہ ہی ہو تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو کہ انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے اما بنعمت ربک فحدث پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہیئے۔ اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ اور اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ تحدیث کے یہی معنے نہیں ہیں کہ انسان فقط زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہیئے مثلاً ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ وہ عمدہ کپڑے پہن سکتا ہے لیکن وہ ہمیشہ میلے کچیلے کپڑے پہنتا ہے اس خیال سے کہ وہ واجب الرحم سمجھا جاوے۔ اس کی آسودہ حالی کا حال کسی پر ظاہر نہ ہو۔ ایسا شخص گناہ کرتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو چھپانا چاہتا ہے اور نفاق سے کام لیتا ہے۔ دہوکہ دیتا ہے اور دنیا میں ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب مشترک تھا آپ کو جو ملتا تھا پہن [illegible] کرتے تھے جو کپڑا پیش کیا جاتا [illegible] تھے لیکن آپ کے بعد بعض لوگوں نے اسی [illegible] تو اضع دیکھی کہ رہبانیت کی جزو بلا دی بعض درویشوں [illegible] گوشت میں خاک ڈال کر [illegible] تھے۔ ایک درویش کے پاس کوئی شخص گیا۔ اسنے

کہا کہ اس کو کھانا کھلا دو اس شخص نے اصرار کیا کہ میں تو آپ کے ساتھ ہی کھاؤنگا۔ آخر جب وہ اس درویش کے ساتھ کھانے بیٹھا تو اسکے لئے نیم گوگولے طیار کرکے آگے رکھے گئے اس قسم کے امور بعض لوگ اختیار کرتے ہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے باکمال ہونے کا یقین دلائیں۔ مگر اسلام ایسی باتوں کو کمال میں داخل نہیں کرتا۔ اسلام کا کمال تو تقویٰ ہے کہ جس سے ولایت ملتی ہے جس سے فرشتے کلام کرتے ہیں خدا تعالیٰ بشارتیں دیتا ہے ہم اس قسم کی تعلیم نہیں دیتے کیونکہ اسلام کی تعلیم کے منشاء کے خلاف ہے۔ قرآن شریف تو کلوا من الطیبٰت کی تعلیم دے۔ اور یہ لوگ طیب عمدہ چیزوں میں خاک ڈال کر غیر طیب بنادیں اس قسم کے مذاہب اسلام کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے ہیں یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اضافہ کرتے ہیں انکو اسلام سے اور قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ خود اپنی شریعت الگ قائم کرتے ہیں۔ میں اسکو سخت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ حسنہ ہیں ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہانتک ممکن ہو آپ کے نقش قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔

اسی طرح پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادہ مستقیم سے بہک گئے ہیں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عاشروھن بالمعروف۔ مگر اب اسکے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دو قسم کے لوگ اسکے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے کہ دین کا کوئی اثر ہی اُن پر نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی اُن سے نہیں پوچھتا۔ اور بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اُس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ اُن میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اور کنیزک اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے [illegible] کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے [illegible] بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں یہانتک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تو آپ اسوقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے اپنے سودے خود خرید لایا کرتے تھے ایک بار آپ نے کچھ خریدنا تھا ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور مجھے دیدیں آپ نے فرمایا کہ جسکی چیز ہو اسکو ہی اٹھانی چاہئے۔ اس سے یہ نہیں نکالنا چاہئے کہ آپ لکڑیوں کا گٹھا بھی اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ غرض ان واقعات سے یہ ہے کہ آپ کی سادگی اور اعلیٰ درجہ کی بے تکلفی کا پتہ لگتا ہے۔ آپ پا پیادہ بھی چلا کرتے تھے اسوقت یہ کوئی تمیز نہ ہوتی تھی کہ کوئی آگے ہو یا پیچھے جیسا کہ آجکل وضعدار لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ کوئی آگے نہ ہونے پائے۔ یہاں تک سادگی تھی کہ بعض اوقات لوگ تمیز نہیں کر سکتے تھے کہ ان میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی سفید تھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ آپ ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن جب حضرت ابوبکر نے اٹھ کر کوئی خادمانہ کام کیا اور اسطرح پر سمجھا دیا کہ آپ پیغمبر ہیں تب معلوم ہوا۔ (ایڈیٹر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سادگی بعینہٖ اسی قسم کی ہے۔ آپ سیر کو نکلتے ہیں تو کوئی تمیز نہیں ہوتی کہ کوئی آگے نہ بڑھے بلکہ بسا اوقات جلیل القدر اصحاب کو خیال پیدا ہوتا ہے کہ خاک اُڑتی ہے اور حضرت اقدس پیچھے ہیں مگر حضرت حجۃ اللہ نے کبھی اس قسم کا خیال بھی نہیں فرمایا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پیچھے سے لوگ چلے آتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کو ٹھوکر لگ گئی ہے یا جوتی نکل گئی ہے یا چھڑی گر گئی ہے مگر کبھی کسی نے نہیں دیکھا یا سنا ہوگا کہ آپ نے کوئی ملال ظاہر کیا ہو۔ یا کسی خاص وضع کو پسند کیا ہو + مسجد میں بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ آپ صحابہ کے زمرہ میں بیٹھے ہیں اور کوئی اجنبی آیا ہے تو اُس نے بڑھ کر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب یا حضرت حکیم الامۃ سے اول مصافحہ کیا اور حضرت مسیح آپ کو سمجھا تو ان بزرگوں نے زبان سے بتایا کہ حضرت صاحب یہ ہیں + غرض شان محمدی کا سارا نمونہ آپ میں نظر آتا ہے جسکو شک ہو وہ یہاں آکر اور رہ کر دیکھ لے)

بعض وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑے بھی ہیں ایک مرتبہ آپ آگے نکل گئے اور دوسری مرتبہ خود نرم ہوگئے تاکہ عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل جائیں اور وہ آگے نکل گئیں۔ اسی طرح پر یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بار کچھ حبشی آئے جو تماشہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو انکا تماشہ دکھایا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آئے تو وہ حبشی اُن کو دیکھ کر بھاگ گئے۔

غرض جب انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو غور سے مطالعہ کرتا ہے تو اسے بہت کچھ پتہ ملتا ہے لیکن بعض احمق کور باطن ایسے بھی ہیں جو آپ کی زندگی پر تدبر تو کرتے نہیں اور اعتراض کرنے کے لئے زبان کھولتے ہیں یہ حال عیسائیوں اور آریوں کا ہے۔

غرض اسوقت لوگوں نے سنت اور بدعت میں سخت غلطی کھائی ہوئی ہے اور انکو ایک خطرناک دھوکا لگا ہوا ہے وہ سنت اور بدعت میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنی مرضی کے موافق بہت سی راہیں خود ایجاد کرلی ہیں اور انکو اپنی زندگی کے لئے کافی رہنما سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ انکو گمراہ کرنے والی چیزیں ہیں جب آدمی سنت اور بدعت میں تمیز کرلے اور سنت پر قدم مارے تو وہ خطرات سے بچ سکتا ہے لیکن جو فرق نہیں کرتا اور سنت کو بدعت کے ساتھ ملاتا ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے وہ بالکل واضح اور بین ہے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے کرکے دکھا دیا ہے۔ آپ کی زندگی کامل نمونہ ہے لیکن باوجود اُس کے ایک حصہ اجتہاد کا بھی ہے + جہاں انسان واضح طور پر قرآن شریف یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی کمزوری کیوجہ سے کوئی بات نہ پاسکے تو اسکو اجتہاد سے کام لینا چاہئے۔ مثلاً شادیوں میں جو بھاجی دیجاتی ہے۔ اگر اُسکی غرض صرف یہی ہے کہ تا دوسروں کو پھر اپنی شیخی اور بڑائی کا اظہار کیا جاوے تو یہ ریاکاری اور تکبر کیلئے ہوگی اس لئے حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص محض اسی نیت سے کہ اما بنعمۃ ربک فحدث کا عملی اظہار کرے اور مما رزقناھم ینفقون پر عمل کرنیکے لئے دوسرے لوگوں سے سلوک کرنیکے لئے دے تو یہ حرام نہیں پس جب کوئی شخص اس نیت سے تقریب پیدا کرتا ہے اور اسمیں معاوضہ ملحوظ نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا غرض ہوتی ہے تو پھر وہ ایک سو نہیں خواہ ایک لاکھ کو کھانا دے منع نہیں + اصل مدار نیت پر ہے۔ نیت اگر خراب اور فاسد ہو تو وہ ایک جائز اور حلال فعل کو بھی حرام بنا دیتی ہے۔

ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک بزرگ نے دعوت کی اور اُس نے چالیس چراغ روشن کئے بعض آدمیوں نے کہا کہ اسقدر اسراف نہیں چاہئے۔ اس نے کہا کہ جو چراغ میں نے ریاکاری سے کیا ہے اسے بجھا دو۔ کوشش کی گئی ایک بھی نہ بجھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی فعل ہوتا ہے اور دو آدمی اسکو کرتے ہیں ایک اس فعل کو کرنے میں مرتکب معاصی کا ہوتا ہے اور دوسرا ثواب کا۔ اور یہ فرق نیتوں کے اختلاف سے پیدا ہو جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک شخص مسلمانوں کی طرف سے نکلا اکڑ اکڑ کر چلتا تھا اور صاف ظاہر ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا کہ یہ وضع خداوند تعالیٰ کی نگاہ میں معیوب ہے مگر اسوقت محبوب ہے کیونکہ اسوقت اسلام کی شان اور شوکت کا اظہار اور فریق مخالف پر ایک رعب پیدا ہو + پس ایسی بہت سی مثالیں اور نظیریں ملینگی جن سے آخرکار جا کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ انما الاعمال بالنیات بالکل صحیح ہے۔

اسی طرح پر میں ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں کہ کوئی راہ ایسی نکلے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا اظہار ہو اور لوگوں کو اُس پر ایمان پیدا ہو۔ ایسا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے اور نیکیوں کے قریب کرتا ہے۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر لا انتہا فضل اور انعام ہیں انکی تحدیث مجھ پر فرض ہے + پس میں جب کوئی کام کرتا ہوں تو میری غرض اور نیت اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار ہوتی ہے + ایسا ہی اس آمین کی تقریب پر بھی ہوا ہے۔ یہ لڑکے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہیں اور ہر ایک ان میں سے خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کا زندہ نمونہ ہیں اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے ان نشانوں کی قدر کرنی فرض سمجھتا ہوں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت اور خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں اسوقت جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھ لیا تو مجھے کہا گیا کہ اس تقریب پر چند دعائیہ شعر جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا شکریہ بھی ہو لکھدوں۔ میں جیسا کہ ابھی کہا ہے اصلاح کی فکر میں رہتا ہوں میں نے اس تقریب کو بہت ہی مبارک سمجھا اور میں نے مناسب جانا کہ اسطرح تبلیغ کردوں باقی آئندہ

ملفوظات احمدیہ

لوگ اس نعمت سے بے خبر ہیں کہ صدقات۔ دعا۔ اور خیرات سے ردِ بلا ہوتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زندہ ہی مرجاتا۔ مصائب اور مشکلات کے وقت کوئی امید اسکے لئے تسلی بخش نہ ہوتی مگر نہیں اسی لئے لا یخلف المیعاد فرمایا ہے لا یخلف الوعید نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کے وعید معلق ہوتے ہیں جو دعا اور صدقات سے بدل جاتے ہیں اسکی لا انتہا نظیریں موجود ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان کی فطرت میں مصیبت اور بلا کے وقت دعا اور صدقات کی طرف [illegible] کا جوش ہی نہ ہوتا۔

جسقدر راستباز اور نبی دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ کسی ملک اور قوم میں آئے ہوں مگر یہ بات ان سب کی تعلیم میں یکساں ملتی ہے کہ انہوں نے صدقات اور خیرات کی تعلیم دی۔ اگر خدا تعالیٰ تقدیر کے محو اثبات پر قادر نہیں تو پھر یہ ساری تعلیم فضول ٹھہر جاتی ہے اور پھر ماننا پڑے گا کہ دعا کچھ نہیں۔ اور ایسا کہنا ایک عظیم الشان صداقت کا خون کرنا ہے۔

اسلام کی صداقت اور حقیقت دعا ہی کے نکتہ کے نیچے مخفی ہے کیونکہ اگر دعا نہیں تو نماز بے فائدہ زکوٰۃ بے سود اور اسی طرح سب اعمال معاذ اللہ لغو ٹھہرتے ہیں۔

ہمارے مخالف ہر طرف سے کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے نابود کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ ہر قسم کی تدبیریں اور منصوبے کرتے ہیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ پہلے ہی ہمکو تسلی دے چکا ہے **مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین** خدا کے ساتھ لڑکر کبھی کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ انکا بھروسہ اپنی تدابیر اور حیل پر ہے اور ہمارا خدا پر۔

کوئی مشکل مشکل اور کوئی مصیبت مصیبت رہ سکتی ہی نہیں اگر کوئی شخص استقامت اور صبر اپنا شیوہ کرلے اور خدا تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرے۔ **خدا داری چہ غم داری۔**

نشانات جو ظاہر ہوتے ہیں یہ اسی طرح ظاہر ہوتے ہیں جیسے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک رات تک تو ماں خیال کرتی ہے کہ میں مرجاؤنگی اور وہ دردِ زہ کی تکلیف سے قریب المرگ ہوجاتی ہے اسی طرح پر نبیوں کے نشان بھی مصیبت کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔

نشان کی جڑ دعا ہی ہوتی ہے یہ اسم اعظم ہے اور دنیا کا تختہ پلٹ سکتی ہے۔ دعا مومن کا ہتیار ہے۔ اور ضرور ہے کہ پہلے ابتہال اور اضطراب کی حالت پیدا ہو۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

جب تک انسان عقاید صحیحہ [illegible] نہیں ہوتا وہ کوئی نیکی نہیں کر سکتا۔ اور عقاید صحیحہ کی اصل اول اللہ تعالیٰ کو جمیع صفات کاملہ سے موصوف ماننا ہے۔ شرک سے جہالت پیدا ہوتی ہے اور انسان علوم حقہ سے محروم رہ جاتا ہے [illegible] الٰہی ہو جاتی [illegible] صفات الٰہیہ ہو جاتی ہیں [illegible] شرک سے جہالت اور [illegible] علوم حقہ گھٹ جاتے ہیں اور جب جہالت پیدا ہونے لگتی ہے اور وہم پرستی [illegible] تو وحدت [illegible] جاتی ہے تو ساری [illegible] کے لئے [illegible]۔

ایک بار کسی نے حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ [illegible] سوال [illegible] اور وہ سوال [illegible] ہوتا ہے اسوقت [illegible] خیال [illegible] جاوے [illegible] جواب دیا جاوے۔ فرمایا [illegible] نہیں ہے [illegible] اسکا علاج پوچھا تو فرمایا کہ اس سوال [illegible] آمد و رفت کی جگہ پر [illegible] سوال حل ہو جاویگا ایک اور قاعدہ انہوں نے مجھے بتایا جب مشکل سے مشکل [illegible] کاغذ پر [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] واضح کردیگا۔

حضرت [illegible] مجھے یہ سمجھ آئی ہے [illegible] علیہ السلام [illegible] **من الطین** ہے شیطان اور آدم [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ طینی [illegible] وہ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ شیطان کا مظہر نہ بنو۔ شہید بھی طین ہوتے ہیں گویا اس درجہ تک پہنچ جاؤ کہ شہید ہو سکو۔

ایک دفعہ حضرت حکیم الامۃ سے ایک دوست رخصت ہونے لگا تو آپ نے اسکو رخصت کرتے وقت فرمایا انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گدا ہو جاوے جیسے وہ مانگتا ہی رہتا ہے اور ٹلتا نہیں اسی طرح پر جب انسان آستانہ الوہیت پر صبر اور استقلال کے ساتھ بیٹھ جاوے تو میرا اعتقاد ہے کہ وہ جو چاہے لے سکتا ہے۔ یہانتک کہ قلم دوات بھی سونے کی بنا سکتا ہے۔ نماز میں بہت سا موقع دعا کے ہیں ان میں دعائیں کرے۔ ح

کلام الامام امام الکلام

"اسلام کی موجودہ حالت پر"

بیکسی شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دین احمد کار نیست

ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاراں تن ربود
حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست

ایں خداوندان نعمت ایں چنیں غفلت چراست
بیخود از خواب اند یا خود بخت دین بیدار نیست

اے مسلمانان خدارا یک نظر بر حال دیں
آنچہ مے بینم بلا حاجت اظہار نیست

آتش افتادہ است در بنیاد دیں یکسر ز کیں
ویں ہمہ غافل ز کار مردم دیندار نیست

ہر زمان از بہر ایں در خون دل غلطے شوم
محرم ایں درد با جز عالم اسرار نیست

آنچہ بر ما مے رود از غم کہ داند جز خدا
زہر مے نوشیم لیکن زہرہ گفتار نیست

ہر کسے غمخواری اہل و اقارب مے کند
اے دریغ ایں بیکسی را ہیچ کس غمخوار نیست

خون دین بینم رواں چوں کشتگان کربلا
[illegible] ایں مرداں را مہرِ آں دلدار نیست

[illegible] شان در کار نفس
کار یک سہ جو د سخاوت در رہ دادار نیست

اے سہ داری مقدور [illegible] تائید آں دیں
[illegible]

بس کہ چوں در خواب [illegible] نقصاں
آنکہ مثل او بزیر گنبد دوّار نیست

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بیکساں
جز دعا بامداد و گریہ اسحار نیست

اے خدا ہر گز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

اے برادر پنج روزہ ایام عشرت بابود
دائما عیش و بہار گلشن و گلزار نیست

سکھ اور دکھ دونوں یوں تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتے ہیں مگر دکھ اپنے کرتوتوں ہی کے بدلے میں آتا ہے اور سکھ فضل سے ہی آتا ہے۔

عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کبھی مامور یا مصلح آتا ہے تو ایک تماشا اور ایک تماشائی ہو جاتی ہے مگر دنیں کچھ ہی تک چلے ہوتی ہیں اس لئے امتیاز کیلئے مصائب اور مشکلات بھیج دیتا ہے

مختصر نوٹ اور نکات

بس دنیاکی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیاکا فانی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو انسانی نور کو نہایت درجہ گھٹادیتا ہے اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پُہنچاتا ہے۔ پس تم اپنے تئیں اس سے بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو۔ جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی بیعت سے اصل غرض جبکہ حقیقی تقویٰ اختیار کرنا اور سچا مسلمان بنناہی ہے تو پھر شرائط بیعت جو متقی اور مسلمان ہونیکی ہدایت کرتے ہیں۔ بیعت کی ضرورت باقی نہیں رہتی یہ ایک وہم ہے جو قلتِ تدبر سے ناشی ہوتا ہے بات اصل یہ ہے کہ بیعت اس غرض سے ہوتی ہے کہ تا وہ تقویٰ اور اسلام جو ابتدائی حالت میں تکلّف اور تصنع سے اختیار کیجاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور بہ برکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہوجاوے اور اس کا جزو بن جاوے۔ اور وہ مشکواتی نور دل میں پیدا ہو جاوے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتاہے جسکو متصوّفین دوسرے لفظوں میں روح قدس کہتے ہیں جس کے پیدا ہونیکے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ایسی بُری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں بُری اور مکروہ ہوتی ہے اور نہ صرف خلق خدا سے انقطاع میسّر آتا ہے۔ بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر ایک موجود کو کالعدم سمجھ کر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتاہے سو اس نور کے پیدا ہونے کیلئے ابتدائی اتقا جس کو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھدی للمتقین۔ یہ نہیں فرمایا کہ ھدی للفاسقین یا ھدی للکافرین ابتدائی تقویٰ جسکے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آتاہے۔ وہ ایک فطرتی حصہ ہے جو کہ سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیّت اولیٰ اسکی مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے۔ مگر وہ اندرونی نور جسکو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشانا ہ خلقا آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی تولد ثانی پاتاہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتاہے اور اس کے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتاہے اور تولد ثالث پاتاہے۔

اسوقت تمام روئے زمین پر مذہبی دنیا میں ایک ہل چل مچی ہوئی ہے ہر مذہب کے پیرو اپنے مذہب کے بقاء و قیام کی طرف خاص طور پر متوجہ ہیں اور باوجودیکہ مذہب کی طرف سے اسوقت سخت غفلت اور لاپرواہی پھیلی ہوئی تھی مگر اب خارق عادت طور پر انسانوں کے قویٰ میں خود بخود مذہب کی تفتیش کی طرف حرکت پیدا ہورہی ہے یہ تمام اشیا اس بات کی علامت خاص ہیں کہ کوئی آسمانی مصلح پیدا ہوگیاہے کیونکہ روح القدس کی تحریک کے بغیر یہ حرکت پیدا نہیں ہوسکتی۔ پس جو لوگ مذہبی دنیاکی موجودہ حالت پر نظر کرتے ہیں ان کو بالاتفاق ماننا پڑے گا کہ یہ زمانہ کسی آسمانی مصلح کے نزول کا زمانہ ہے اور ہم یقین اور بصیرت کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ مصلح آگیا اس کے ساتھ خدا کے فرشتوں کا نزول ہوا ہے جنہوں نے یہ حرکت پیدا کی ہے۔ وہ مصلح کون ہے؟ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جب کوئی مصلح آتا ہے تو یہ سچی بات ہے کہ چونکہ اس کے ساتھ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اس لئے دلوں میں مذہب کی طرف اور سچائی کے لئے ایک تحریک پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ حرکت حسب استعداد و طبائع دو قسم کی ہوتی ہے ایک حرکت تامہ اور دوسری حرکت ناقصہ۔ حرکت تامہ وہ حرکت ہے جو روح میں صفائی اور سادگی بخش کر اور عقل اور فہم کو کافی طور پر تیز کر کے راستی کی طرف لیجاتی ہے اور حرکت ناقصہ وہ ہے جو روح القدس کی تحریک سے عقل اور فہم تو کسی قدر تیز ہو جاتا ہے۔ مگر بباعث عدم سلامت استعداد کے وہ راستی کی طرف نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ یعنے عقل اور فہم کے جنبش میں آنے سے پہلی حالت اس شخص کی پہلی حالت سے بدتر ہو جاتی ہے۔

اس عالم کا تمام دانشمندوں نے عالم اسباب اسی بنا پر رکھا ہے کہ اس میں ہر ایک واقعہ خاص خاص اسباب کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے اور ہر ایک واقعہ کے مختلف اسباب بے شک ہوسکتے ہیں اور ممکن ہے کہ ہمیں ان اسباب کا علم نہ ہو۔ لیکن بلا اسباب کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آتا۔ اسلام ان اسباب کو بیان کرتا ہے جو اپنے نتائج مفید اور صحت بخش رکھتے ہیں مثلاً حکم دیتا ہے یحل لہم الطیبات یعنے ان کے واسطے تمام پاک اشیاء اور ہر طرح سے بہتری اور پسندیدہ چیزیں حلال کرتا ہے

ویحرم علیہم الخبائث یعنی اونپر تمام ناپاک اشیاء حرام کرتاہے۔

طیبات سے مراد وہ تمام افعال اور اشیاء ہیں جو بذات خود پاکیزہ اور خوش گوار ہوتی ہیں اور اپنے نتائج بھی مفید اور صحت بخش ظاہر کرتے ہیں۔ برعکس اس کے خبائث وہ تمام افعال اور اشیاء ہیں جو بذات خود بغیر ضرر، انکے نتائج بھی پر ضرر اور قبیح ہوتے ہیں پس حکم ہے کہ طیبات کو اختیار کرو۔ اور خبائث سے بچو۔

حلال محنت اور مزدوری سنت انبیاء علیہم السلام ہے اسکو عار سمجھنا انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا ہے۔ جو شخص اللہ اور اسکے رسولوں کی توہین کرتا ہے وہ ضرور رسوا کیا جاتاہے۔ مگر نصیحت مومن کیلئے مفید ہوتی ہے اور غیر مومن کے لئے مضر مسلمانوں کی خستہ حالی اور تباہ کاری کی تہ میں یہ راز بھی ہے کہ وہ محنت و مشقت سے جی چراتے اور اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ۔ مرد آن گرفت جان بزرگ و کار کرد

ظالموں کا جلد تر خاتمہ ہوجاتاہے۔ چوروں اور ڈاکوؤں کی نسلیں جلد تر منقطع ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے کہ لا یزید الظالمین الا خسارا اس حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے ظاہری اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں جب حرام کی کمائی اور فضول مال آنے لگتا ہے تو اسکو شوق شراب خواری۔ عیاشی۔ بدکاری بھی بڑھ جاتی ہے اور وہ اپنے نتائج ساتھ لاکر خاتمہ کردیتے ہیں۔

جو شخص قرآن کریم سے غافل ہوتاہے۔ وہ پنجہ شیطان میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ شیطانی وساوس اور تسلط سے بچانیوالا یہی ایک نسخہ اور تعویذ ہے اس کی تصدیق قرآن شریف سے ہی ہوتی ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین یعنے جو شخص ذکر الرحمٰن سے غافل ہوجاتاہے۔ ہم شیطان کو اسپر غالب کردیتے ہیں۔ تب وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے جسکے سمجھنے کے لئے ہم نے تفسیر القرآن کی ماہوار اشاعت کا التزام کیا ہے

ماسٹر نبی بخش احمد جان

مالکان کارخانہ گبرون تکیہ گوجران۔ لودھیانہ (پنجاب) نمونجات گبرون جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں۔

البشریٰ کے خریداروں میں جلد نام درج کرائیے

قربِ الٰہی کے مراتبِ ثلاثہ

قرب الٰہی کے مراتب ثلاثہ کی تفصیل معلوم کرنے کیواسطے تین قسم کی تشبیہ سے کام لینا پڑتا ہے اول قسم قرب کی خادم اور مخدوم کی تشبیہ سے مناسبت رکھتی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والذین آمنوا اشد حبا لله یعنے مومن جنکو دوسرے لفظوں میں بندہ فرمانبردار کہہ سکتے ہیں سب چیز سے زیادہ اپنے مولیٰ سے محبت رکھتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ جیسے ایک نوکر بااخلاص وباصفا، وباوفا بوجہ مشاہدہ احسانات متواترہ والطاف ما شکاترہ وکمالات ذاتیہ اپنے آقا کی اسقدر محبت واخلاص و یکرنگی میں ترقی کرجاتا ہے جو بوجہ ذاتی محبت کے جو اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اپنے آقا سے ہم طبیعت وہم طریق ہوجاتا ہے اور اس کی مرادات کا ایسا ہی طالب اور خواہاں ہوتا ہے۔ جیسے آقا خود اپنی مرادات کا خواہاں ہوتا ہے اسی طرح بندۂ وفادار کی حالت اپنے مولیٰ کریم کے ساتھ ہوتی ہے یعنے وہ بھی اپنے خلوص اور صدق وصفا میں ترقی کرتا کرتا اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اپنے وجود سے بکلی محو فنا ہوکر اپنے مولیٰ کریم کے رنگ میں ملجاتا ہے

آنجا کہ محبتے نمک میریزد ٭ ہر پردہ کہ بود از میان برخیزد
این نفس دنے کہ صد ہزارش دہن است ٭ خاموش شود چو عشق شور انگیزد
چون رنگ خودی رود کسے را از پیش ٭ یارش ز کرم برنگ خویش آمیزد

سو ایسا خادم جو ہمرنگ اور ہم طبیعت مخدوم ہو رہا ہے طبعی طور پر ان سب باتوں سے متنفر ہوجاتا ہے جو اس کے مخدوم کو بُری معلوم ہوتی ہیں وہ نافرمانی کو اسی جہت سے نہیں چھوڑتا تاکہ اس پر سزا مترتب ہوگی اور تعمیل حکم اس وجہ سے نہیں کرتا تاکہ اس کو انعام ملے گا اور کوئی قول یا فعل اسکا اپنے اخلاق کاملہ کے تقاضا سے صادر نہیں ہوتا بلکہ محض اپنے مخدوم حقیقی کی اطاعت کی وجہ سے جو اسکی طبیعت میں رچ گئی ہے صادر ہوتا ہے۔ اور بے اختیار اسی کی طرف اور اسکی مرضیات کی طرف کھنچا جاتا ہے وہ ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری گال کا پھیرنا خواہ نخواہ واجب نہیں جانتا اور نہ طمانچہ کی جگہ طمانچہ مارنا اسکو لابدًا ضروری ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے یکرنگ دل سے فتویٰ پوچھتا ہے جو اس وقت خاص میں اس کے محبوب حقیقی کی مرضی کیا ہے! اور اس بات کے لئے کوئی معقول وجہ تلاش کرتا ہے کہ کس طریق کے اختیار کرنے میں زیادہ تر خیر ہے جو موجب خوشنودی حضرت باری تعالیٰ جل شانہ ہے آیا عفو میں یا انتقام میں سو جو عمل موجودہ حالت کے لحاظ سے قرین الصواب ہو اسیکو برید ئے کار لاتا ہے اسی طرح اسکی بخشش اور عطا بھی سخاوت جبلہ کے تقاضا سے نہیں ہوتی بلکہ اطاعت کامل کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی اطاعت کے جوش سے وقت موجودہ میں خوب سوچ لیا ہے۔ کہ کیا اسوقت اسکی سخاوت یا ایسے شخص پر احسان و مروت مقرون بمرضی مولیٰ ہو سکتی ہے اور اگر نامناسب دیکھتا ہے تو ایک حبہ خرچ نہیں کرتا اور کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ غرض احمقانہ تقلید سے وہ کوئی کام بھی نہیں کرتا بلکہ سچی اور کامل محبت کیوجہ سے اپنے آقا کا مزاجدان ہو جاتا ہے۔ اور یکرنگی اور اتحاد کی روشنی جو اس کے دل میں ہے وہ ایک تازہ طور پر اسکو سمجھا دیتی ہے جو اس خاص وقت میں کیونکر اور کس طرز سے کوئی کام کرنا چاہیے جو مخدوم حقیقی کے منشار کے موافق ہو اور چونکہ اسکو اپنے منعم حقیقی سے [illegible] ذاتی پیدا ہو جاتا ہے اسلئے اطاعت اور فرمانبرداری [illegible] پر کوئی آزار رساں بوجہ نہیں ہوتا بلکہ وہ فرمانبرداری اس کیلئے ایک امر طبعی کے حکم میں ہو جاتی ہے جو بالطبع مرغوب اور بلا تکلف وتصنع اس سے صادر ہوتی رہتی ہے اور جیسے اللہ جلشانہ کو اپنی خوبی اور عظمت محبوب بالطبع ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر کرنا اس کے لئے محبوب بالطبع ہوجاتا ہے اور اپنے مخدوم حقیقی کی ہر ایک عادت وسیرت اسکی نظر میں ایسی پیاری ہو جاتی ہے کہ جیسے خود اسکو پیاری ہے سو یہ مقام ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جنکے سینہ محبت غیر سے بالکل منزہ وصاف ہوجاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کو ڈھونڈنے کیلئے ہر وقت جان قربان کرنے کو طیار رہتے ہیں ؎

سینہ می باید تہی از غیر یار ٭ دل ہمی باید پر از یاد نگار
جاں ہمے باید براہ او فدا ٭ سر ہمے باید بپائے او نثار
ہیچ میدانی چیست دین عاشقاں ٭ گویمت گر بشنوی عشاق وار
از ہمہ عالم فرو بستن نظر ٭ لوح دل شستن ز غیر کردگار

قرب کی دوسری قسم ولد اور والد کے تشبہ سے مناسبت رکھتی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا یعنے اپنے اللہ جلشانہ کو ایسی دلی جوش اور محبت سے یاد کرو جیساکہ باپوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ مخدوم اسوقت باپ سے مشابہ ہوجاتا ہے جب محبت میں غایت درجہ شدت واقعہ ہوجاتی ہے اور محبت جو ہر یک کدورت اور غرض سے مصفا ہوتی ہے دل کے تمام پردے چیر کر دل کی جڑ میں اسطرح سے بیٹھ جاتی ہے کہ گویا اسکی جز ہے تب جسقدر جوش محبت اور پیوند شدید اپنے محبوب سے ہے وہ سب حقیقت میں مادر زاد معلوم ہوتا ہے اور ایسا طبیعت سے ہمرنگ اور اسکی جز ہو جاتا ہے کہ تسلی اور کوشش کا ذریعہ ہرگز یاد نہیں رہتا اور جیسے بیٹے کو اپنے باپ کا وجود تصور کرنے سے ایک روحانی نسبت محسوس ہوتی ہے ایسا ہی اسکو بھی ہر وقت باطنی طور پر اس نسبت کا احساس ہوتا رہتا ہے اور جیسے بیٹا اپنے باپ کا حلیہ اور نقوش نمایاں طور پر اپنے چہرہ پر ظاہر رکھتا ہے اور اسکی رفتار اور کردار اور خو اور بو بصفائی تمام اس میں پائی جاتی ہے۔ علی ہذا القیاس یہی حال اس میں ہوتا ہے اور اس درجہ اور قرب اول کے درجہ میں فرق یہ ہے کہ قرب اول کا درجہ جو خادم اور مخدوم سے تشبہ رکھتا ہے وہ بھی اگرچہ اپنے کمال کے رو سے اس درجہ ثانیہ سے نہایت مشابہت رکھتا ہے لیکن یہ درجہ اپنی صفائی کی وجہ سے تعلق مادرزاد کے قائمقام ہوگیا ہے اور جیسا باعتبار نفس انسانیت کے دو انسان مساوی ہوتے ہیں لیکن بلحاظ شدت وضعف خواص انسانی کے ظہور آثار میں متفاوت واقعہ ہوتے ہیں ایسا ہی ان دونوں درجوں میں تفاوت درمیانی ہے غرض اس درجہ میں محبت کمال لطافت تک پہنچ جاتی ہے اور مناسب اور مشابہت بالی بال میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ خیال کرنا چاہیے کہ اگرچہ ایک شخص کمال عشق کی حالت میں اپنے معشوق سے ہمرنگ ہو جاتا ہے مگر وہ شخص اپنے باپ سے جس سے وہ نکلا ہے مشابہت رکھتا ہے اسکی مشابہت اور ہی آب وتاب رکھتی ہے۔

تیسری قسم کا قرب ایک شخص کی صورت اور اس کے عکس سے مشابہت رکھتا ہے یعنے جیسے ایک شخص آئینہ صاف ووسیع میں اپنی شکل دیکھتا ہے تو تمام شکل اُسکی مع اپنے تمام نقوش کی جو اسمیں موجود ہیں عکسی طور پر اس آئینہ میں دکھائی دیتی ہے ایسا ہی اس قسم ثالث قرب میں تمام صفات اللہ صاحب قرب کے وجود میں تمامتر صفائی منعکس ہو جاتی ہیں۔ اور یہ انعکاس ہر ایک قسم کے تشبہ سے جو پہلے اس سے بیان کیا گیا ہے اتم واکمل ہے کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ جیسے ایک شخص آئینہ صاف میں اپنا مُنہ دیکھکر اس شکل کو اپنی شکل کے مطابق پاتا ہے وہ مطابقت ومشابہت اس کی شکل سے نہ کسی غیر کو کسی تکلف یا حیلہ سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کسی فرزند میں ایسی ہوبہو مطابقت پائی جاتی ہے اور یہ مرتبہ کس کے لئے میسر ہے؟ اور کون اس کامل درجہ قرب سے موسوم ہے؟ اس کا جواب ہم انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت میں دیں گے۔

حقیقت البیعت

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوات والسلام کا کچھ عرصہ سے قریبًا معمول ہوگیا ہے کہ جب لوگ بیعت کرتے ہیں تو اُن کو آپ تبلیغ فرماتے ہیں ۳-۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں چند آدمیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت توبہ کی ٭ بعد بیعت آپ کھڑے ہوئے اور مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

بہت لوگ بیعت کی حقیقت نہیں سمجھتے۔ اسلئے یاد رکھو کہ تم نے آج اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنے پچھلے گناہوں کا اقرار کرکے آئندہ کے لئے توبہ کی ہے۔ کہ کوئی گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ نہیں کرینگے ٭ یہ وہ عہد اور اقرار ہے جو تم نے میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے ٭ اس لئے تمکو چاہیے کہ اپنے اس اقرار اور عہد کے موافق جہانتک تمہاری سمجھ اور طاقت ہو گناہوں سے بچتے رہو کیونکہ اس اقرار کی دو تاثیریں ہوتی ہیں یا تو آئندہ زندگی میں یہ فضل کا وارث بنادیتا ہے جبکہ وہ اپنے عہد پر قایم رہیگا تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق اس پر رحمت نازل کرے گا۔ اور جب

اس عہد اور اقرار کو توڑے گا تو پھر عذاب کا مستحق ہوگا کیونکہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو توڑتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کی توہین کرتا ہے۔ دنیا میں دیکھو کہ جب ایک آدمی کسی سے کوئی اقرار کرکے اسے توڑتا ہے تو وہ جرم عہد شکنی کا مرتکب ہوتا ہے اور سزا پاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے ساتھ جو عہد کرکے توڑتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور مجرم ٹہرایا جاتا ہے اور اسے سزا ملتی ہے۔

پس آج کے جمعہ کے دن کا اقرار کہ ہم گناہوں سے بچتے رہینگے بڑی بھاری بات ہے کیونکہ یا تو آج سے تمہارے لئے رحمت کی بنیاد پڑتی ہے اور یا عذاب کی۔ اگر کوئی شخص محض خدا کیلئے ان ساری باتوں کو چھوڑتا ہے جو اس کی عادت میں ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نارضامندی کا موجب ہیں تو وہ بڑی رحمت کا مستحق ہوتا ہے۔ عادت کا سنوارنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے جیسے افیونی۔ شرابی۔ جھوٹ بولنے والے وغیرہ کو اپنی عادت کا چھوڑنا بہت ہی مشکل معلوم ہوتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو یہ سہل کام نہیں ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی آدمی گناہ کرتا رہتا ہے اور ایک حصہ اسکی عمر کا اس گناہ میں گذر جاتا ہے تو جیسے انہیں نشہ بازوں کو جو افیونی۔ چرسی۔ بھنگی وغیرہ ہوتے ہیں اپنی عادت کے خلاف چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے گنہگار کو بھی اپنی عادت سے باز آنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے اور بدن دکھ اٹھاتے ہوئے وہ اس عادت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ لیکن اگر وہ دکھ اٹھا کر بھی اس بدعادت کو چھوڑنے کیلئے طیار ہو جاوے تو پھر وہ آرام بھی پاتا ہے۔

اسوا اس کے ایک اور مشکل یہ بھی ہوتی ہے کہ افیونی یا شرابی یا اور کسی قسم کا نشہ کہانیوالے کو تو اس کے گھروالے بھی پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ وہ ان نشوں کو چھوڑ دے کیونکہ جسقدر وہ نشے میں غرق رہیگا اسی قدر معاش میں سست اور غافل ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ بیوی بچے والدین سب اس سے ناراض ہونگے اور کوشش کرتے رہیں گے کہ کسی طرح وہ ان نشوں سے باز آوے مگر بعض عادتیں اور گناہ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ گھروالے اور کنبہ والے ان کے حامی ہوجاتے ہیں مثلاً رشوت لینے والا اگر توبہ کرے اور رشوت سے باز آوے تو بیوی ناراض ہوگی والدین ناراض ہونگے کیونکہ بظاہر ان کے مفاد اور آمدنی میں فرق آئیگا اور وہ کب گوارا کرینگے کہ ایسا ہو۔ اس قسم کی صورتوں میں تو وہ اس کے گناہ کی عادتوں کے حامی اور معاون ہونگے ایسا ہی ایک زمیندار اپنے کاروبار کو چھوڑ کر جب نماز پڑھنے لگے تو گھروالے کب پسند کرینگے کہ وہ ہل چھوڑدے اور نماز میں لگا رہے وہ تو اسے ملامت کریں گے یا کب وہ چاہیں گے کہ یہ روزہ رکھکر سست ہو اور کام نہ کرے۔ اسی طرح پر چوری یا قماربازی کی عادت رکھنے والے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے گھر والے انکی حمایت کرتے ہیں اور پھر ان کو ان عادتوں سے باز آنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک تو ان کا نفس ہی جو عادت کا خوکردہ ہوتا ہے۔ ان بدیوں کو چھوڑنا نہیں چاہتا پھر گھروالے بھی حامی ہوتے ہیں اس لئے توبہ کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن جو سچی توبہ

اختیار کرتا ہے اسمیں کچھ شک نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے بڑے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔

آجکل طاعون کے سبب انسانوں کی زندگی بڑی مشکل اور خطرہ میں پڑی ہوئی ہے اب یا انسان اس مشکل کو اختیار کرے جو گناہوں سے توبہ کرنے میں ہے اور جو خدا کے فضل کا وارث بنا دیتی ہے یا اس مشکل کو اختیار کرے جو آخر تباہ کر دیتی ہے۔ عقلمند جانتا ہے کہ توبہ ہی بہتر ہے۔ یہ مت سمجھو کہ فریب یا دغا سے کوئی رزق کما سکتا ہے رزق دینے والا اللہ ہی ہے قرآن شریف میں وعدہ ہے۔ کہ جو شخص توکل کریگا اور متقی ہوگا اللہ تعالیٰ اسکو خود رزق دیگا جیسے فرمایا مَن یتقِ اللہ یجعل لہٗ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب یعنے جو شخص اللہ سے ڈر کر گناہ کو چھوڑ دیگا تو میں ہر ایک تنگی سے اسے نجات دونگا۔ اور اس کے لئے رزق کی ایسی راہ پیدا ہوگی اور ایسے طور سے اسکو رزق ملیگا کہ معلوم بھی نہیں ہوگا کہ کہاں سے رزق آتا ہے ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا ھو یتولی الصالحین جیسے ماں شیرخوار بچہ کی پرورش کرتی ہے اس طرح پر اللہ تعالیٰ اسکا تکفل کرتا ہے پھر ایک جگہ فرمایا ہے رزقکم فی السماء وما توعدون تمہارا رزق اور جو کچھ تمکو وعدہ دیا گیا ہے آسمان میں ہے پھر اسکو تاکید کے ساتھ ثابت کیا کہ فورب السماء والارض انہ لحق درحقیقت خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور اس سے ڈر کر گناہوں سے بچنا ہی ایک ایسی چیز ہے جو اسکو ساری تنگیوں سے نجات بخشتی ہے جو خدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑتا ہے وہ درحقیقت اسکو مانتا ہی نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی اصلی جڑ یہی ہے کہ جب گناہ چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر ہی چھوڑتا ہے مگر آج ایسا زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے گناہ چھوڑنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ طاعون کا خوف ہی اصلاح کا باعث ہو رہا ہے یہ مت سمجھو کہ طاعون ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کے رحم کے خلاف ہی نہیں ہرگز نہیں خدا تعالیٰ کی ذات رحمت سے بھری ہوئی ہے اور اس کے غضب میں بھی دراصل رحمت ہی ہوتی ہے۔ ۳۰ لاکھ کے قریب آدمی طاعون سے ہلاک ہو چکا ہے مگر یہ سختی نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو ہزاروں آدمیوں کو ہدایت کیسے ہوتی دنیا کی زندگی تو بہر حال گذر جاتی ہے شب تنور گذشت وشب سمور گذشت مگر اگلی زندگی کا فکر کرنا چاہئے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ سوئے ہوئے لوگوں کو طاعون کے تازیانہ سے بیدار کرنا چاہتا ہے۔ یہ اسکی رحمت ہے جیسے باپ بعض اوقات بیٹے کو نیک چلن ہونے کیلئے مارتا ہے تو اس کی اصل غرض اصلاح ہوتی ہے اسی طرح خدا کی مار میں اصل رحمت ہی ورنہ وہ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ تو وہ تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا۔ پس جو لوگ بیعت کرتے ہیں انکو مناسب ہے کہ وہ سچی توبہ کریں اسکے بغیر فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بازار سے شربت بنفشہ لے اور دراصل وہ نہ ہو تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اسی طرح پر جو نرے سڑے ہوئے لفظی

ہیں وہ زبان تک ہی آتے ہیں اوپر نہیں جاتے خدا تعالیٰ کے حضور کوئی فایدہ نہیں پہنچا سکتے اسی صورت میں بیعت کرانیوالے کو تو ثواب ہو جاتا ہے مگر کرنیوالے کو نہیں ہوتا یہ بھی یاد رکھو کہ بیعت کے معنے بیچدینے کے ہیں اگر تم میں سے کوئی اپنا بیل بیچدے تو وہ پھر اسپر کیا حق رکھ سکتا ہے جس نے لیا ہے وہ اسے جس طرح چاہے کام میں لائے اسی طرح پر تم نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں بیچدیا ہے۔ اب جسکی بیعت کی اس کی مرضی پر چلنا ضروری ہوگا۔ اگر کچھ اپنی مرضی کے موافق کرو اور کچھ اس کی باتیں مانو تو یہ بیعت کوئی فائدہ نہ دیگی بلکہ نقصان ہوگا خدا تعالیٰ ملی جلی باتوں کو پسند نہیں کرتا وہ خلوص چاہتا ہے اس لئے اپنی طاقت کے موافق کوشش کرو کہ صالح بن جاؤ۔ اپنی عورتوں کو بھی نصیحت کرو کہ وہ نمازیں پڑھیں۔ معمولی ایام کے سوا جب کہ انہیں نماز معاف ہوتی ہے۔ کبھی نماز چھوڑنی نہیں چاہئے۔ اسی طرح پر اپنے ہمسایوں کو بھی سکھاؤ اور غافل نہ رہو یہ بھی چاہیئے کہ اس بات کو کسی واقف کار سے معلوم کر لو کہ خدا تعالیٰ نے جو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اس کی کیا غرض ہے؟ لوگوں نے خدا تعالیٰ کے دین کو بدل دیا ہے خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسکو اصل حالت پر قائم کرے۔ آج اگر یہ کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور ان کے فیوض و برکات جاری ہیں آپ کی نبوت ابدی نبوت ہے اب کوئی نبی نہیں آسکتا تو یہ سنکر ناراض ہوتے ہیں مجھے تعجب ہوتا ہے کہ اگر کسی کے باپ کو گالی دیجاوے تو وہ جوش میں آکر مرنے مارنے کو طیار ہو جاتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہتک اور توہین سنکر ان کو غیرت نہیں آتی۔ مگر ہم ان مخالفوں کی پروا نہیں کرتے ہم یہی کہینگے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے سب سے آخر پیدا کیا ہے ویسے ہی سب کمال آپ کو دئے ہیں۔ کسی نبی میں کوئی صفت ایسی نہیں جو آپ میں موجود نہ ہو۔ آپ تمام فضائل کا مجموعہ ہیں۔ آپ کے فیوض اور برکات برابر جاری ہیں اور آپ زندہ نبی ہیں۔

کیا تم قبول کر سکتے ہو کہ بہت سے مہمان موجود ہوں اور بہتوں کو تو عمدہ عمدہ کہانے پلاؤ وغیرہ دئے جائیں اور کچھ آدمی ایسے بیٹھے رہیں اور ان کو معمولی روٹی دی جاوے کیا وہ مہمان اس تفریق کو دیکھکر یہ نہ کہیگا کہ کاش میں نہ آتا۔ اب اسی طرح پر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تو مر گیا پھر حضرت مسیح میں کیا خصوصیت تھی جو زندہ رہے؟ کیا ایسا اعتقاد رکھکر دوسرے نبیوں کی ہتک نہیں ہوتی؟ انکا دل کیوں ایسی توہین کو روا رکھتا ہے؟ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تو صرف ۶۳ سال کی ہے اور حضرت عیسےٰ مرنے ہی میں نہ آویں میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عیسےٰ نے وہ کیا کام کیا ہے جس کے بدلے یہ زندگی انہیں دیجاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہ ارشاد ہو کہ قل رب زدنی علما اور دوسری طرف زندگی کچھ بھی نہ ملے۔ آپ ساری دنیا کیلئے آئے اور ہمیشہ کیلئے آئے اور یہ حال اور مسیح ایک چھوٹی سی قوم کیلئے آئے بارہ حواری بھی وقت پر ساتھ نہ

رہ سکے اور یہ حالت کہ ابدی زندگی ان کے لئے تجویز کی جاوے؟ یہ سب بیہودہ باتیں ہیں مخالف خواہ کچھ ہی کہیں اصل یہی ہے کہ جو حیات طیبہ آپ کو دی گئی ہے کہ وہ دوسرے کو نہیں ملی اور نہیں مل سکتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسقدر تعریف کیجاوے وہ کم ہے اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر زندہ موجود ہیں تو سب سے پہلے ہم آمنا کہتے ہیں مگر ان کی تو وہ حالت ہو رہی ہے بیکے بر سر شاخ و بن مے برید غرض سعادت کے کل دروازے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلے ہیں

ڈائری اس کی ترتیب اور اشاعت

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض جلیل القدر صحابہ کے حضور اکثر دفعہ ڈائری کی موجودہ اشاعت کا سوال زیر غور آیا ہے اور ہم نے بجائے خود اس اہم سوال پر غور کر کے الحکم کی بعض اشاعتوں میں کوئی نہ کوئی نوٹ لکھا ہے لیکن آج ہم کسیقدر تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں *

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈائری ایسی نہیں کہ ہر ایک شخص اس کے لکھنے کے لئے قلم اٹھانے کی جرأت کر سکے اور نہ اس قوم (ماموریں) کے قول وفعل سے مفید نتائج اور تعلیم کا پیدا کر لینا ہر انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ اگرچہ یہ ہمارا اعتقاد اور یقین ہے کہ ان کا کوئی قول اور فعل ایسا نہیں ہوتا جو اللہ تعالیٰ کی جلی وخفی وحی کے ماتحت نہ ہو مگر یہ کبھی ہم مان نہیں سکتے کہ ہر شخص ان اسرار اور رموز کو سمجھ سکتا ہے جو اسکی تہ میں ہوں۔ اگر ایسا ہو سکتا تو غالباً دنیا میں کسی مامور من اللہ کی مخالفت کرنے والا کوئی نہ ہوتا اور سب صدیقی فطرت لیکر آمنا وصدقنا کہکر ساتھ ہو لیتے۔ مگر مشاہدہ بتا رہا ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ ایک ہی قول یا فعل ہے جو ایک ارادت مند سعید الفطرت کے نزدیک نور، شفا اور رحمت ہے اور وہی قول یا فعل ہے جو بدقسمت مخالف کی نگاہ میں ٹھوکر کا پتھر اور ابتلا کی چٹان ہے۔ غرض جہانتک ہم غور کرتے ہیں یہ سوال معمولی طور پر حل کرنے کے قابل نہیں ہے۔ قرآن شریف میں خضر و موسیٰ کے قصہ سے ایک عظیم الشان سبق ہمیں مل سکتا ہے اور ڈائری نویسی کے سلسلہ کی حد تک ایک گر ملتا ہے بشرطیکہ غور کیا جاوے۔

ہم نے کئی مرتبہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا ہے یہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم نے ڈائری لکھنے کا جو التزام رکھا ہوا ہے وہ اپنی جگہ احتیاط اور حزم کے نیچے ہے لیکن ہمکو اس اعتراف میں کوئی افسوس یا شرم نہیں کہ ممکن ہے بسا اوقات ہم اس فرض کو کما حقہ ادا نہ کر سکیں کیونکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ماموروں کی ڈائری لکھنے والا انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ اور بجائے خود علم السیرۃ کے اغراض اور غوامض پر غائر نظر رکھتا ہو۔ ہماری اپنی رائے ہمیشہ سے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈائری لکھنے کا اصل حق حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب یا حضرت حکیم الامۃ کا ہو سکتا ہے جنہوں نے یہی نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ کو کثرت سے پڑھا بلکہ علم السیرۃ کے فلسفہ پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق کے ساتھ نظر کی ہے چنانچہ جن لوگوں نے سیرۃ مسیح موعود کو پڑھا ہے وہ اس امر کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ان کے ذمہ چونکہ اور بہت سے دینی کام ہیں۔ اس لئے ہم نے اسکی ضرورت کو محسوس کر کے الحکم میں ہمیشہ بڑی احتیاط کے ساتھ ڈرتے ڈرتے اس سلسلہ کو شروع کیا ہوا تھا۔ جو اب تک بھی جاری ہے۔ لیکن اب تو یہ سمجھو کہ اس سلسلہ کی ترقی کی ضرورت پیش آئی یا کچھ اور اسباب واقع ہوئے کہ مطبوعہ ڈائریوں سے گذر کر قلمی ڈائریاں بھی لکھی جانی شروع ہو گئی ہیں اور ایک رنگ میں شایع کیجاتی ہیں۔ اور اس سے ایک نقص پیدا ہو گیا ہے کہ بعض امور جو ڈائری کے تحت میں نہیں آسکتے اور نہ ان کو حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول وفعل کے ماتحت رکھا جا سکتا ہے اشاعت پاتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان پر خواہ نخواہ کے اعتراض ہوتے ہیں۔

الحکم چونکہ خدا کے فضل سے ۶ سال کا پرانا اخبار ہے جسکو قوم اور ملک بھی اسوقت وقعت کی نگاہ سے دیکھتا اور سلسلہ کی زبان سمجھتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے ذمہ واریوں کو بہت بڑھا ہوا پاتے ہیں۔ ہماری کسی معمولی سے فروگذاشت یا عدم احتیاط قوم کے لئے مضر ثابت ہو سکتی ہے اور بجائے مفید ہونے کے ہم قوم کے لئے خطرناک بن سکتے ہیں (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو آمین) اس لئے اپنی ان ذمہ واریوں کو سمجھتے ہوئے ہم کو کئی مرتبہ ضرورت پیش آئی ہے کہ ہم نے ڈائری کے متعلق اپنی ریت کے اعلان دئے ہیں اور بتایا ہے کہ اسمیں ہمارا اپنا کسقدر تصرف ہوتا ہے اور کس طرح پر ہم اسکو مرتب کرتے ہیں

وہ لوگ جو حضرت حجۃ اللہ کے حضور رہتے ہیں ان مشکلات کو جو ڈائری کی اشاعت میں آجکل پیش آجاتی ہیں بخوبی سمجھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ اپنی ذمہ واریوں کو نگاہ رکھتے ہوئے ہم انکے ظاہر کرنے کا موقع نہیں دیکھتے۔ لیکن ہاں ہم کو یہ ضرور کہنا پڑتا ہے۔ کہ ڈائری کی اشاعت میں جو طریق ہم نے اختیار کر رکھا ہے وہ ایک حد تک قابل اطمینان ہے لیکن اب مشکل یہ پیش آئی ہے کہ مختلف ڈائریاں مختلف نتائج پیدا کرنے کا موجب نہ ہوں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی ایک مجلس کے یہ الفاظ ہمارے دل پر اسوقت تک ایک گہرا اثر کئے ہوئے ہیں جو آپ نے ان نقصانات کو دیکھ کر جو بلا سوچے سمجھے اپنی رائے کے موافق بعض امور کی اشاعت سے ہو سکتے ہیں فرمایا کہ "یا ہمکو خاموش ہونا پڑے گا یا لکھنے والوں کو بند کرنا پڑے گا"۔ کیونکہ جب معمولی معمولی باتوں کو بھی ڈائری میں داخل کر دیا جاوے گا تو وہ ڈائری نافع اور سود مند ہونے کی بجائے مضحکہ خیز ہو جائیگی مثلاً اگر لکھا جاوے کہ حضرت اقدس اسوقت آئے اور دروازہ کھول کر پھر کچھ یاد آیا اور واپس چلے گئے تو اس سے پڑھنے والوں کو کوئی دینی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ مخالفوں کو ایک ہنسی کرنے کا موقع مل جاویگا۔ یا مثلاً اس بات کے لکھنے کی کوئی چنداں ضرورت نہیں سمجھی جاتی کہ آج کی نمازیں آپنے با جماعت پڑھیں کیونکہ اس کا مفہوم مخالف لیکر مخالف کہدیتا ہے کہ معلوم ہوا کہ اس سے پہلے آپ کبھی نماز با جماعت نہیں پڑھتے۔ اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو موٹی نظر میں ڈائری کی تحت میں آسکتی ہیں۔ لیکن درحقیقت ان کے اندراج سے کوئی فائدہ متصور نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس قسم کی ریمارکس سے ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ہم اپنی ذمہ واری کو دیکھتے ہوئے ڈائری کی اشاعت میں بہت کچھ ڈرتے ہیں الحکم اگر قوم کا سلسلہ کا آرگن نہ سمجھا جاتا اور اس کا اثر ایڈیٹر کی اپنی ذات تک محدود ہوتا تو چنداں پروا نہ تھی لیکن اب یہ بات نہیں ہے الحکم کی آواز قوم کی آواز سمجھی جاتی ہے اور اسکی ترقی کے ساتھ ساتھ اسکی ذمہ واریاں بڑھ رہی ہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ کس طریق پر ہم ڈائری کی مشکلات کو پیش کریں بہرحال ہم مختصر طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم ڈائری کی ترتیب میں ہمیشہ سے اس اصول کو مدنظر رکھتے ہیں کہ ان امور کو الحکم میں درج کرتے ہیں جو مستقل حقائق اور آپکے وصایا اور نصائح ہوتے ہیں۔ باقی آئی امور جو وقتی ضرورتوں کے لحاظ یا تسلسل کلام کی وجہ سے ہوتے ہیں انکو نظر انداز کر دیتے ہیں مثلاً اگر کسی نئی ایجاد کا ذکر ہوا یا کسی بیمار کا ذکر ہوا یا کوئی اور ذکر چل پڑا۔ تو ہم کبھی التزام نہیں کرتے کہ ان باتوں کو نوٹ کریں ہاں اگر کوئی ہماری زیر نظر کام کی بات اسمیں ہو تو ہم اسے نوٹ کر لینگے۔ اور ایسا ہی ڈائری کی ترتیب میں ہم ہمیشہ ایسا ہی التزام کرتے ہیں اور ڈائری کی ترتیب مضمون کی لحاظ سے کر لی جاتی ہے اور یہ اسقدر مشکل اور اہم کام ہے کہ جسکو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا البتہ وہ لوگ کسی حد تک سمجھ سکتے ہیں جو یہاں کچھ عرصہ تک رہے ہوں اور حضرت حجۃ اللہ کی تقریریں انہوں نے سنی ہوں اور پھر ان کو مرتب صورت میں الحکم میں پڑھا ہو تب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر محنت کی ساتھ مضامین کو یکجا کیا جاتا ہے۔ ان ذمہ واریوں کو نگاہ رکھکر ہمیں ضرورت پڑی ہے کہ ڈائری کے متعلق یہ مضمون لکھیں۔ ہمارا طرز و روش آج تک ڈائری کی متعلق یہی رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ یہی رہیگا۔

واللہ الموفق والمستعان خاکسار ایڈیٹر۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر اول

آجکل بہت سی تحریکیں اس قسم کی ہو رہی ہیں کہ ہم مندرجہ بالا عنوان پر ایک مفصل بحث کریں۔ چونکہ اصول معاشرت اور تمدن کی رُوحِ رواں اور اصل جان ایک معنی سے عورت ذات ہی ہے اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ یہ مضمون بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاوے گا۔ اگرچہ اپنی اہمیت و دقت کی وجہ سے یہ مضمون اس قابل تھا کہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ یا حضرت مولانا و بخدمنا حکیم الامۃ اس پر قلم اُٹھاتے (اور کچھ عجب نہیں کہ ہماری اس تحریک سے انکو توجہ ہو جاوے) لیکن ہمنے محض اس خیال سے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ یہ مناسب سمجھا کہ جہانتک ہماری سمجھ اور ذہنی قوت رسا ہو سکتی ہے اس مضمون پر ضرور کچھ نہ کچھ لکھا جاوے۔ اسی مضمون کے ضمن میں غالباً ہمکو کثرت ازدواج اور پردہ۔ طلاق وغیرہ کے مضامین پر بحث کرنی پڑے گی جس کے ساتھ یورپین مصنفوں اور دوسرے معترضوں کے خیالات اور آرائے کی تنقید ہمارا کام ہوگا۔ اور خصوصیت کے ساتھ **ہز ہائینس آغا خاں صاحب** بالقابہ کی اس تقریر کے ایک حصہ پر جو انہوں نے **محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس** کے گذشتہ اجلاس میں کی تھی **ریویو** کرنا ضروری ہوگا۔ اس تقریر کا ایک حصہ ہمنے اس لئے کہا ہے کہ اس مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے جو حصہ اس کے متعلق ہے اس پر بحث کریں گے اور باقی امور پر اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو کسی دوسری تقریب پر کچھ لکھ سکیں گے اگر توفیق ملی۔

ان امور پر نظر کر کے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مضمون کوئی معمولی مضمون نہیں ہے جس پر رائے زنی کرنا آسان ہو بلکہ اس مضمون کے لکھنے میں ہم کو بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرنی ہوگی اور **عورت ذات کے** متعلق قریباً دنیا کے یا کم از کم انڈیا کے بڑے بڑے مذاہب کے احکام پر نظر کرنی پڑے گی بہرحال کچھ ہی ہو جہاں تک ہم سے ممکن ہوگا ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اس مضمون پر بحث کرینگے۔

نفس تمدن کیوجہ سے اور اخلاقی طور پر عورت فی نفسہا اس قابل ہے کہ اسکی مناسب تعظیم اور قدر کیجاتی۔ کیونکہ دینی و دنیوی سلسلہ کے کمال میں انبیاء علیہم السلام کی والدہ ہونے کا شرف اسے حاصل ہے۔ جہانتک انسانی نسل اور اسکی ترقیوں کی تاریخ ہماری نظر کے سامنے آسکتی ہے۔ وہاں اول قدم عورت کا بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

اس امر سے کوئی فلاسفر کوئی صوفی کوئی عالم کوئی بادشاہ کوئی نبرد آزما پہلوان غرض کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا کہ ساری دنیا کی ماں بہرحال عورت ہی ہے اگرچہ مختلف حیثیتوں اور حالتوں میں اس کے کئی نام کیوں نہ بدل گئے ہوں۔ اور اسمیں بھی کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ کم و بیش ہر مذہبی سوسائٹی اور کتاب میں یا ہر فرقے کے اخلاقی قوانین میں ماں کی حرمت و عزت کسی حد تک قرار دی گئی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ باقی ہے کہ اس کی تعمیل کہاں تک ہوتی ہے اور اس کی تکمیل کہاں تک کی گئی ہے۔

جہانتک دنیا کی تاریخ مل سکتی ہے اور جہاں تک مختلف قوموں اور ملکوں کے رسم و رواج اور تمدنی حالت کا پتہ ملتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیشہ (بجز ایک زمانہ خاص کے جسکا ذکر ہم کریں گے انشاء اللہ) باوجودیکہ عورت کا جائز احترام ضروری تھا اس ام الدنیا کا انسانی عزوں نے مناسب احترام نہیں ہونے دیا اور اسکو ایسی ذلیل اور شرمناک حالت میں رکھا ہے جس سے زیادہ شرمناک حالت غالباً ملنی ہی ناممکن ہو۔

یہ مشاہدہ صحیح ہے جسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ باوصفیکہ ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے انسانوں نے اسی کے رحم میں اسی کا خون کھا کر پرورش پائی ہے لیکن انجام کار اسکو کمزور اور حقیر مخلوق سمجھ کر اس پر ہر قسم کے ستم روا رکھے گئے ہیں۔ اور بجز دو ایک کے کبھی انسانی ہمدردی اور محبت اس عاجز مخلوق کے لئے جوش میں نہیں آئی۔ یا اگر آئی ہے تو وہ ایسی ضعیف اور ناقابل ذکر ہے کہ اس کا بحالت موجودہ کہیں پتہ ہی اب نہیں مل سکتا۔ مردوں نے عورتوں کو انکے ہی پیٹ سے نکلکر یہ سمجھا ہے کہ وہ دوسری اشیاء کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مسخر کر دی ہیں۔ اور جسطرح وہ چاہیں اُن سے سلوک کریں اور پیش آئیں۔ اسمیں کوئی خطا اور گناہ نہیں۔ لیکن اگر اخلاقی حیثیت سے بھی دیکھا جاوے تو یہ خطرناک ناسپاسی کا داغ ہے جو انسانی پیشانی پر لگتا ہے۔

اسلام سے پہلے کی تاریخ پڑھو مختلف قوموں اور ملکوں کے حالات پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی راحت بخش مخلوق جو اس کیلئے لباس قرار دی گئی تھی جو انسان کی کوفت و کلفت میں اس کے لئے سکون کا باعث تھی۔ ایک تاریکی کے گڑھے میں پڑی نظر آئیگی جہاں اس پر ہر قسم کے ستم توڑے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے ظلم اس کے لئے روا رکھے جاتے ہیں۔ ان کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور ذلیل ترین حالت میں انہیں رکھا جاتا ہے۔ یہ تو بہر خیر گذری کہ خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام دیکر بھیجدیا ورنہ معلوم نہیں یہ فرقہ کس تحت الثراء میں پڑا ہوتا اور کیا اس کا حشر ہوتا۔ اور پھر خدا جانے مخلوق کس تباہی اور تاریکی میں مبتلا ہوتی۔

ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ عورت خواہ کیسی ہی دانشمند اور ہوشیار ہو مگر مرد کے سامنے بیوقوف اور نالائق ٹھیرے گی اور وہ اس قابل نہیں سمجھی جائیگی کہ کسی اہم معاملہ میں مرد کی مشیر کار اور صلاح کار ہو۔ اور نہ کوئی بات اسکی اس لائق ہو سکتی ہے کہ اسکو قابل پذیرائی سمجھ کر اس پر عمل کر لیا جاوے۔

عیسائی دُنیا کے خیال کے موافق یسوع مسیح کی شکل میں خدا مجسم ہو کر آیا (معاذ اللہ) مگر ہمکو تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اس عجیب خدا نے بہی معمولی وقت تک اپنی ماں کے پیٹ میں رہ کر اسکا خون پیا اور پھر سخت تکلیف کے ساتھ آخر پیدا ہوا جس سے بیچاری پاک مریم پر دشمنوں نے کیا کیا الزام اور بہتان لگائے اور بنی اسرائیل کے بزرگ اس وجہ سے کیسی کیسی مشکلات میں پھنسے کہاں کو باوجودیکہ مریم اور اسکی ماں نے ہمیشہ تارکہ رہنے کا عہد کیا ہوا تھا اس عہد کو توڑنا پڑا اور پھر باوجودیکہ توریت کی شریعت کے موافق حمل میں نکاح ہی جائز نہ تھا تاہم ان بزرگان یہود کو دفع الوقتی کے لئے اس شریعت خفیفہ کا خیال بھی نہ رہا اور انہوں نے چٹ منگنی پٹ بیاہ کی مثل پر عمل کر کے یوسف نجار کے ساتھ شادی کر دی حالانکہ اس کی ایک اور بیوی بھی تھی۔ اور تعدد ازدواج اگر توریت کی شریعت کے موافق کچھ بھی اثر اور حکم رکھتا ہو لیکن عیسوی شریعت میں ایک شرمناک بات سمجھی جاتی تھی) کا ارتکاب کرنا پڑا یہ سارے کرشمے یہ ساری مصیبتیں اور مشکلات عیسائی دنیا کے مجوزہ خدا کی عورت کے پیٹ میں آنیکی وجہ سے پیش آئیں۔ لیکن کمزور عورت ضعیف الفطرت عورت شاید اس امر سے تسلی پکڑتی کہ اب جبکہ خود خدا نے مجھے اپنی ماں بنایا ہے (معاذ اللہ) تو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی میری مشکلات کا خاتمہ ہو جاویگا اور میری قدر و عزت ہونے لگے گی مگر

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

حضرت مریم کی جو عزت اس فرضی خدا نے کی ہے وہ انجیل کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے کہ لیسے کلمات سے انہیں یاد کیا کہ گویا کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور اسے عورت کے لفظ سے پکارا جو کم از کم ایک مہذب کے مُنہ سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ یہ عزت ہے جو عورت کی پہلے کی گئی ہے اور یہ وہ درجہ ہے جو اس ام الکائنات کو دیا گیا ہے۔

یہ تو دو ہزار برس کی بات ہے لیکن ہم کہتے ہیں جسقدر پیچھے آپ چلے جاویں اس ضعیف ہستی کی ایسی ہی حالت نظر آئیگی کہ ایک دردِ دل رکھنے والا انسان اس منظر کو نہ دیکھ سکے گا اور اس ام الکائنات کی دردانگیز کہانی کو نہ سن سکے گا۔ ہر زمانہ میں ہزاروں ہزار ترقیاں ہوئیں مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجز زمانہ اسلام کے اگر کبھی محروم رہی تو عورت ہی محروم رہی۔ اور معرض زوال میں ہی آتی رہی۔

دنیا میں رومۃ الکبریٰ کی سلطنت کسی زمانہ میں عظیم الشان سلطنت تھی اور مغربی عیسائیت کا مرکز اور پایہ تخت تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سلطنت میں قوانین و آئین کے لحاظ سے ہر قسم کی ترقیاں

ڈائری حضرت امام الزمان مسیح الزمان

"در بلدِ شام"

۲ را پریل ۱۹۰۳ء

انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی کے معنے

فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہمارے ساتھ ہی عجیب معاملہ ہے ہمارا یہ الہام کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی ایک نئی طرز کا الہام ہے ہم نے اب سے پہلے کسی الہامی عبارت میں اس قسم کے الفاظ نہیں دیکھے۔ اس کے معنے جو ہمارے خیال میں آتے ہیں یہ ہیں کہ ایسا شخص بمنزلہ توحید ہی ہوتا ہے جو ایسے وقت میں مامور ہو کہ جب دنیا میں توحید الٰہی کی نہایت ہتک کی گئی ہو۔ اور اسی نہایت ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو۔ ایسے وقت میں آنیوالا توحید مجسم ہوتا ہے ہر شخص اپنا ایک مقصد اور غائت مقرر کرتا ہے مگر اس شخص کا مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ کی توحید ہی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنے طبعی جذبات اور مقاصد سے بھی مقدم کر لیتا ہے اپنی ساری ضرورتوں کو پیچھے ڈالدیتا ہے۔ اسی طرح پر ہر ایک شخص کا اپنے مقاصد کا ایک بت ہوتا ہے اور وہ اس تک پہنچنا چاہتا ہے گو یہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے کہ اس تک پہنچاوے یا اس کی عمر کا پہلے ہی خاتمہ کر دے۔ وہ اپنی مال یا عزت وآبرو یا بال بچوں یا دوسری حوائج کے لئے تڑپتا ہے اور بے خود ہوتا ہے اور بسا اوقات لوگ انہیں مشکلات میں پڑ کر خودکشی ہی کر لیتے ہیں۔ مگر وہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اس کا یہی جوش خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے ہو جاتا ہے۔ اور اپنی نفسانی خواہشوں کی بجائے خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے مضطرب اور بے خود ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسے وقت میں . . . . یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید بہت ہی پیاری ہے یہ توحید ہی ہے جسکے واسطے اللہ تعالیٰ نے کبھی وبا کبھی قحط اور کبھی اپنے پیارے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ کی تلوار سے اس کے قیام کے واسطے ہزاروں مشرک جانوں کو تباہ کر دیا۔ مکہ و مدینہ منورہ کے حالات بھی صرف اسی کی خاطر پیچیدہ ہوئے تھے موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بھی اسی توحید کیلئے تھا۔

عقیدہ ہی سے اعمال میں قوت آتی ہے جیسا قوی اور کامل عقیدہ ہو ویسے ہی اس کے مطابق اعمال صادر ہونگے۔ اگر عقیدہ ہی زنگ آلودہ اور کمزور اور مردہ ہوگا تو پھر اعمال کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟

اگرچہ ظاہر اعمال نماز روزہ میں تو تمام مسلمان باہم مشترک ہیں اور اکثر بجالاتے ہیں۔ مگر پھر انکے نتائج میں برکات کے اختلاف کا باعث جو ہے تو صرف یہی عقیدہ ہے جن کے عقائد عمدہ اور کامل ہوتے ہیں ان کیلئے نتائج عمدہ اور برکات کثرت سے نازل ہوتے ہیں۔ مگر کمزور عقاید والے اپنے اعمال کی قوت پر تو نگاہ نہیں کرتے برکت کے نہ ملنے کی شکایت کرتے ہیں۔

عداوت کی توجہ فرمایا محبت اور عقیدت کی توجہ تو ایک جدا امر ہے مگر عداوت کی توجہ بھی بے فائدہ نہیں ہوتی بلکہ مفید ہوتی ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے مقابل میں محبت اور عقیدت کی توجہ تو نہایت ہی کم بلکہ کچھ بھی نہ تھی مگر عداوت کی توجہ کامل طور سے تھی اور آخر یہی عداوت کی توجہ آپ کی عام لوگوں اور عرب کے کناروں میں شہرت پہنچانے کا باعث ہو گئی ورنہ آپ کے پاس اسوقت اور کیا ذریعہ تھا جو اپنی دعوت کو اسطرح شائع کرتے۔ آپ کے واسطے اسوقت تبلیغ کا پہنچانا نہایت مشکل تھا مگر خدا تعالیٰ نے یہ کام کیا کہ دشمنوں ہی کے ہاتھوں سے ایسا کرا دیا اب موجودہ زمانے میں ہمارے دشمن بھی ایسا ہی کرتے ہیں اگرچہ اسوقت کی فوری حالت ایسی ہوتی ہے کہ ہماری جماعت . . . . کو ان لوگوں کی کارروائیوں سے رنج اور صدمہ ہوتا ہے مگر انکی کارروائیوں کا انجام ہمارے مفید مطلب اور بخیر ہوتا ہے اصل میں ان لوگوں کی گالیاں تو ایسی ہیں جیسے عورتیں شادی کے موقعہ پر لڑکے والوں کو دیتے ہیں ان سے اسوقت کون ناراض ہوتا ہے۔ یہی حال ان مخالفوں کی گالیوں کا ہے۔ یہ گالیاں ہمارے مفید مطلب ہیں۔ یہ ہماری تبلیغ کا ذریعہ بنتی ہیں اور سعید اور شریف انکی گالیوں ہی سے اندازہ کر لیتے ہیں کہ حق کس کے پاس ہے اسطرح پر ہماری جماعت ان میں سے ہی نکل کر آتی ہے اور دن بدن نکلتی آتی ہے

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ آجکل تو لوگ فرعون کی خصلت رکھتے ہیں کہ چاروں طرف سے خوف آیا تو ایمان لے آئے اور مان لیا جب خوف جاتا رہا تو پھر مخالفت شروع کر دی۔

اِظہارُ الدّین اور مسیحِ موعُود

[۳-۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو جو خطبہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ نے پڑھا۔ اس کا خلاصہ]

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی نے اپنا رسول ہدایت اور دین الحق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ کل دینوں پر اسکو غالب کر دیوے۔ یا یہ کہو کہ اب یہ حق اور ہدایت تمام دینوں پر غالب ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول ہدایت و حق کے ساتھ بھیجا ہے اس آیت پر بڑے ذوق اور سرور کے ساتھ میں چند باتیں بیان کرنی چاہتا ہوں کہ کسطرح پر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت اپنے دین کو غالب کرنے کیواسطے ہو رہی ہے۔

اس بات پر بحث کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ آیت کس کے حق میں ہے تمام مفسرین نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آنیوالے مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ واضح حجت کے ساتھ ہاں ایسے طور پر کہ دنیا بول اٹھے کہ حقیقی اسلام کے دلایل کو کھلا غلبہ مل گیا اسوقت ہوگا جبکہ مسیح موعود آئیگا اور اسطرح پر یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث میں مسیح موعود کے حق میں ہے یا یہ کہدو کہ مسیح موعود کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئینگے اور ملل باطلہ وہالکہ پر اسلام کو غالب کر کے دکھا دینگے یہ بالکل سچ ہے کہ جب سے قرآن کریم کا نزول ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اسی وقت سے باطل کی شکست کی بنیاد رکھی گئی آپ کا وجود باجود اور آپ کی کتاب خطرناک حربہ تھا اور ہے ذلیل باطل کے ہلاک کرنے کیواسطے حقیقتاً اسی وقت اور ساعت سے تمام باطلوں کی ہلاکت اور شکست کا سلسلہ شروع ہو گیا لیکن ایک وقت مقدر رکھا کہ اس باطل کو ایسی شکست ہو کہ وہ پھر سر نہ اٹھا سکے اور اس کو ہوا کی کچلیاں نکال ڈالی جاویں تا پھر وہ ڈنگ چلانے کے قابل نہ رہے۔

اس وقت جو شخص زمانے کی موجودہ حالت سے آگاہ اور واقف ہے اور اسے معلوم ہے کہ ملل باطلہ نے اسلام پر کیسے دانت چلانے چاہے ہیں اور کسطرح پر اس زمانہ کی نسلوں کو تباہ کرنا چاہا ہے۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام سے واقف ہے وہ اگر کوئی تعصب اور شرارت نہیں رکھتا تو اُسے چلا کر کہنا پڑیگا کہ لاریب یہی شخص ہے جو اس آیت کا مصداق ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اکثر لوگوں کو اس بات کا علم نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے کیا کیا ہے؟ اور جنکو علم ہے اُن میں سے اکثر اپنی خفاش صفتی کی وجہ سے اس کو دیکھ نہیں سکتے میں مختصر طور پر تمہیں بتاتا ہوں کہ آپ نے کسطرح پر لیظھرہ علی الدین کلہ کر کے دکھایا ہے۔ ہم ہیں اور ہمارے دشمنوں میں یہی ایک امر فیصلہ کے لئے تنقیح طلب ہو سکتا ہے اور اسی پر فیصلہ ہو سکتا ہے اگر وہ توجہ کریں۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کھلے طور پر اسلام کو غالب کر دکھایا ہے اور اس کے دلایل اور براہین ہمارے پاس ہیں پس جب یہ ثابت ہو جاوے تو پھر مسیح موعود کے دعویٰ کے لئے کسی اور ثبوت کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہ جاتی کیونکہ یہ مسلم امر ہے کہ وہ اظہار الدین جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے مسیح موعود ہی کے ساتھ مختص ہے اور مسلم ہے۔

جیسے مفسرین نے اس آیت کو مسیح موعود کے حق میں تسلیم کیا ہے اسی طرح پر اس انسان نے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پوری بصیرت اور کامل شعور کے ساتھ خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کی بنا پر اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے۔ اور پچیس برس پہلے سے جس وقت کوئی دعویٰ مسیح موعود ہونیکا نہ تھا یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپا ہوا موجود ہے۔ اب صرف یہ دکھانا باقی ہے کہ اظہار الدین اس آیت کے کھلے منشاء کے موافق ہوا ہے یا نہیں؟ دین کو غالب کرنیکی دو راہیں ہیں اول اسلام کی تائید کیلئے عجیب سامان بہم پہنچائے جاویں دوم باطل کے حملوں کی تردید کا کافی سامان ہو یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ احقاق حق اور ابطال باطل کے سامان بہم پہنچانا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ دونوں باتیں کامل اکمل اتم طور پر مسیح موعود نے کر کے دکھائی ہیں

سب سے بڑا مسئلہ ذات باری تعالیٰ کا ہے تمام قوموں نے اس میں غلطی کھائی ہے حتی کہ عام مسلمانوں نے جو موجود ہیں اور جنکو لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دی گئی تھی جو قرآن شریف کی تعلیم کی اصل غرض اور منشا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس تعلیم کی اشاعت کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ اسکو اب چھوڑ دیا ہے۔ قرآن شریف نے سکھایا تھا وہ الحی القیوم ہے۔ وہ کلام کرنے والا ہے اور امور کی تدبیر اور تصرف کرنیوالا ہے وہ اپنے ارادہ اور امر کن کے ساتھ ہر چیز پر متصرف ہے یہ عقیدہ مسلمانوں میں مٹ چکا تھا کوئی گدی پر کوئی صوفی کوئی سجادہ نشین نہیں جو ان باتوں کا ثبوت دے سکے۔ خیالی طور پر اگر کسی نے خدا کو مانا ہو تو یہ جدا امر ہے لیکن نرے خیالی باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ دوسرے مذاہب تو ذکر ہی فضول ہے۔ وہ اس مسئلہ میں پیش نہیں ہوسکتے آریہ عیسائی برہمو تو اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے قائل ہی نہیں رہے مسلمان ان مانتے تھے مگر ان میں سے بھی کوئی ثبوت نہیں دے سکتا کہ وہ مانتا ہے کہ اس کا خدا بولنے والا متصرف مقتدر زندہ خدا ہے اس مسئلہ کو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح نے عجیب رنگ میں دکھایا ہے یہی مسئلہ ہے جس پر ساری روحانی ترقیوں کا انحصار ہے اور ایمانیات کی اصل جڑ یہی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کے متعلق عقیدہ صحیح نہ ہوا تو پھر اعمال صالحہ میں حسن اور صواب کیسے پیدا ہوسکتا ہے اس لئے سب سے پہلے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے خدا کے برگزیدہ مسیح نے اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات کے متعلق سچا اور یقینی علم دیا اور پھر یہ علم خیالی اور ذہنی طور پر نہیں دیا بلکہ یقینی طور پر بصیرت کے ساتھ عطا کیا۔ اس نے دکھا دیا کہ خدا تعالیٰ جیسے پہلے متکلم۔ متصرف۔ قادر مدبر تھا اب بھی اسی طرح ہے اور میرے ساتھ کلام کرتا ہے اپنے بڑے زور شور سے یہ دعویٰ کیا۔

ان خدائے کہ از واہل جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

اور پھر اس دعویٰ کو ان تائیدوں اور نصرتوں سے جو اسکی ہو رہی ہیں ثابت کرکے دکھایا کہ وہ مقتدر۔ متکلم متصرف خدا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اب بھی ہے۔ اور کن فیکون کا مالک ایسا ہی ہے جیسے موسیٰ کے وقت تھا۔ جبکہ وہ دریا پر پہونچے اسوقت اگر قادر یفعل ما یشاء خدا اسکے ساتھ نہ ہوتا تو عاجز بندہ موسیٰ ہلاک ہو جاتا۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں الہیات کی بنیاد اسی ایک مسئلہ پر پڑتی ہے للہ ساری روحانی ترقیوں کی اصل اور جڑ یہی ہے میں اگر کافی وقت ہوتا اور خطبہ متحمل ہوسکتا تو تمہیں کھول کر سناتا کہ کیونکہ اس مسئلہ میں قوموں نے غلطی کھائی اور وہ ہلاک ہوئی ہیں اور انہوں نے قدوس قادر الحی القیوم متکلم خدا کی ہتک کی ہے اور خدا کا اقرار کرکے کس طرح پر دہریت پھیلائی گئی ہے میں بصیرت اور کامل شعور کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج زندہ خدا کا ثبوت صرف حضرت مسیح موعود نے دیا ہے۔ اور کوئی متنفس خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو اس قابل ہے ہی نہیں [illegible] مسیح موعود کو کہ [illegible] اس مسئلہ میں جان ڈالدی [illegible] تو یہ ہے کہ خدا کو زندہ خدا کی صورت میں دکھا دیا۔

پھر بہت بڑا مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کا مسئلہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ٹھہرایا گیا ہے۔ مگر ختم نبوت کی حقیقت سمجھنے میں خطرناک غلطی کھائی ہے بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ نبوت یونہی ختم ہوگئی آپ سب سے پیچھے آئے اور نبوت اسطرح پر ختم ہوگئی۔ مگر یہ کوئی نہیں بتا سکتا تھا کہ نبوت آپ پر کیسے ختم ہوئی؟ اس کی [illegible] یا نہ طبعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی ہے کیونکہ تمام کمالات نبوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئے اور قرآن کریم سے باہر کوئی سچائی اور راستی نہیں اسکی تعلیم کامل اور مکمل ہے اس لئے طبعی طور پر جبکہ کمالات نبوت آپ پر ختم ہوئے آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ لیکن باوجود اس کے مسلمان اپنی غلطی یا بدقسمتی سے کم از کم عملی طور پر یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے اور اسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی جاتی تھی اور کوئی ثبوت آپکی رسالت اور ختم نبوت کا نہیں دیا جاتا تھا۔ بلکہ حضرت عیسےٰ کو آسمان پر زندہ مان کر جیسے خدا تعالیٰ کی توہین کیجاتی تھی ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک حیات پر حربہ چلایا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ کی صلوات ہوں اس مسیح موعود پر کہ اس نے روشن دلایل سے ثابت کرکے دکھا دیا کہ زندہ نبی آپ ہی ہیں جنکے فیوض اور برکات کا سلسلہ ابتک جاری ہے میرے دل میں تڑپ پیدا ہوتی اور جوش ہوتا ہے کہ کاش مسلمانوں کو خبر ہوتی کہ یہ اپنے سید و مولا محبوب کا کیسا عاشق اور اسکی عزت و عظمت کے اظہار کا کیسا خواہشمند ہے کہ وہ اسکی زندگی کے مقابلہ میں کسی اور کی زندگی سمجھتا ہی نہیں اگر انہیں اس عشق و محبت کی خبر ہوتی تو وہ اس کے خاک پا کو سرمہ بناتے اور دیار میں لے جاتے۔ جگر خون ہو جاتا ہے جب ان لوگوں کی حالت دیکھی جاتی ہے کہ کیا یہ انسان اس قابل تھا کہ اسکو گالیاں دیجائیں اور اس کا گناہ صرف اتنا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ ثابت کرنا چاہتا ہے اور عیسائیوں کے فرضی خدا کو مردہ ثابت کرتا ہے۔ بھلا بتاؤ کیا مسیح کی موت کے ثابت کرنے سے اسکی جائداد بڑھتی ہے؟ نہیں اسکی غرض صرف یہ ہے کہ تا مردہ پرستی کا استیصال ہو اور خدا قدوس واحد لاشریک کی عبادت ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عزت ہو اور اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ عاجز انسان جو خدا بنایا گیا تھا زندہ نہ کیا جاوے اب اس بات پر مسلمان اس کے دشمن ہیں افسوس تم پر اے گروہ منکرین! کتنی منت ہے اس مسیح کی تمہاری گردنوں پر کہ جسنے **زندہ خدا۔ زندہ رسول اور زندہ کتاب** ثابت کرکے دکھائی۔ مبارکی ہو تجھکو اے خدا کے مسیح تو جیت گیا۔

پھر قرآن شریف کا مسئلہ تھا۔ قرآن شریف بلاشبہ ایک کتاب ہے اور ایسا ہی توریت انجیل بے جان وید بھی کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔ مگر ان سب میں کوئی عالم صوفی متکلم مسلمان فرق اور مابہ الامتیاز نہیں بتاتے۔ تقریروں بحثوں میں ممکن ہے وہ بڑی لمبی لمبی رکھتے ہوں لیکن یہ کوئی آکر نہیں بتاتا کہ قرآن شریف میں وہ کیا چیز ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں؟ اگر خدا کا برگزیدہ مسیح موعود نہ آیا ہوتا تو قریب تھا کہ قرآن شریف کی نسبت بھی وہی مردہ کتابوں کا فتویٰ صادر ہو جاتا۔ مگر اس نے آکر بتایا اور دکھا دیا کہ قرآن میں برکت ہے یہ زندہ کتاب ہے دوسروں کو زندگی عطا کرتی ہے اس پر چل کر انسان خدا کی نصرت اور برکات کو حاصل کرتا ہے معجزات اور کرامات دکھا سکتا ہے مہبط وحی ہوسکتا ہے منعم علیہم کی جماعت پر جو انوار اور فیوض و برکات نازل ہوتے ہیں ہر زمانہ میں قرآن کریم کا سچا متبع ان سے بہرہ ور ہوسکتا ہے۔

اور حقیقت میں یہ امر قابل لحاظ بھی ہے۔ اگر اسمیں یہ خوبی اور برکت نہیں تو پھر اس سے کیا فائدہ۔ بطور چیستہ جب کہ اسمیں سے مصری کھائی گئی ہو کبھی اس قابل نہیں ہوسکتا کہ اس کی طرف توجہ کیجاوے لیکن جبکہ اس میں مصری موجود ہو تو وہ اس قابل ہوتا ہے کہ آنکھ اسے دیکھے اور ہاتھ اس کی طرف لپکے۔ اب تمام قومیں اپنی کتابوں کی نسبت عملی طور پر اعتراف کرتی ہیں کہ وہ اس چھتے کیطرح ہیں جنمیں مصری نہیں ہے۔ لیکن اس خدا کی مسیح نے پرزور اور قاطع دلایل کے ساتھ ثابت کردیا ہے کہ اسکی مصری ویسے ہی موجود ہے وہی برکات نتایج بلا تفاوت اب بھی اس کی پیروی سے حاصل ہوسکتے ہیں جیسے اس مہبط وحی کے وقت تھے یہ کتنا بڑا احسان ہے۔!

غرض کہ اُسنے اللہ تعالیٰ کی ذات اسکے ملائکہ رسل اور کتابوں کے متعلق کیسے واضح اور قوی دلایل کے ساتھ دکھایا ہے کہ یہ ساری ہستیاں حق ہیں یہ کتنا بڑا احسان اس انسان کامل کا تھا مگر اے نااہل لوگو! تم پر افسوس کہ تمنے اس آسمانی مائدہ کو رد کیا۔

پھر ایک عظیم الشان بات ہے قرآن شریف کا مایہ ناز مسئلہ مسئلہ دعا تھا اس کتاب مجید نے اول ہی اھدنا الصراط المستقیم کہا اور آخر ہی قل اعوذ برب الناس کی دعا سکھائی تھی۔ اور اسمیں یہ دکھایا تھا کہ خدا تعالیٰ کے انعامات کی جاذب دعا ہے جو قوم بعد قرن زندہ رہیگی اور وہ قوم زندہ قوم ہوگی جو دعا کو اپنی سپر بنائے رکھے گی۔ کیونکہ پہلے منعم علیہم کے برکات نازل ہونیکی دعا سکھائی اور آخر میں خاتمہ بالخیر کے لئے سکھایا کہ خدا تعالیٰ کی راہوں کے دشمن خناس سے بچا۔ ایسا عظیم الشان مسئلہ اسوقت بالکل ایسے چھوڑ دیا گیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی تائیدات مستکاثرہ ہوں اس مسیح موعود پر کہ جسنے اس مسئلہ کو زندہ کیا۔

اسی طرح پر احقاق حق کے لئے کوئی طریق اور راہ اسنے باقی نہیں چھوڑی۔

باطل کی تردید کیلئے اس نے کیا کیا یہ بھی چھوٹا سا مضمون نہیں اسلئے مختصراً اشارہ کرتا ہوں کہ ایک باطل جسنے حقوق اللہ پر حملہ کرنیکے لئے سارے زور لگائے جسنے اللہ تعالیٰ کی ساری کتابوں اور نبیوں کی بے ادبی کی ہے وہ تثلیثی مذہب ہے جسنے حضرت عیسےٰ کو زندہ اور عرش پر مان کر اور اسکو لعنتی اور خون گرانیوالا تسلیم کرکے انسان کی نجات کا انحصار اس لعنت پر رکھا ہے اور انسانی قویٰ کی بے حرمتی کی ہے۔ غرض یہ ایک زہریلا کوبرا ہے

مکر ناک اژدہا ہے جو برابر راستی کا دشمن ہے اور جس نے آدم کی ایڑی کو کاٹا ہے مگر اس آدم ثانی نے اسکی زہر سے بھری کچلیوں کو نکال ڈالا ہے اور آدم اول کا انتقام آخری جنگ میں جو اس نحاش سے ہوئی لے لیا ہے۔ اب آئندہ اسے قدرت نہ دی گئی کہ وہ اپنے زہریلے دانت راستی پر مار سکے۔ اے عزیزو! اگر تمہیں معلوم ہو کہ کس طرح پر اس کا سر کچلا گیا ہے تو تم قدوس قدوس کہکر سجدوں کو گو کو بھی میں مختصر بتاتا ہوں کہ سب سے بڑا حملہ اس نے مسیح کی موت کے ذریعہ کیا ہے کہ اگر وہ مر گیا تو خدا نہیں۔ اور پھر یہ طرح پر مرا ہے اسکے ثبوت سے ملیبی نجات کی حقیقت بھی کھل جاتی ہے اور کوئی حقیقت اسکی باقی رہتی ہی نہیں۔ احمق نادان مسلمان چلاتے ہیں اور عیسائیوں کی حمایت کیلئے چھوڑے ہیں کہ زندہ ہے مگر قرآن شریف انکے مارنے کا جو بتاتا ہے کہ وہ زندہ ہی نہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہے اور زندہ ہے قرآن اگر سچی کتاب ہے اور ضرور ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ مسیح مر گیا۔ خدا کے حضور سے ہوں اس مسیح موعود پر جسے کشف سے لگا دیا برابر اس مسئلہ کو لیپ سے اپنے قول اور زور سے بیان کیا ہے یہاں تک کہ اس قبر تک پہنچا دیا جس میں مریم کا بیٹا جو خدا بنایا گیا ہے۔ مر کر لیٹا ہوا ہے۔ تم دیکھو گے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس تبلیغ کو کامل کر دیا تو کریوں کا یہ سر لیا ہوگیا اور خدا کا جلال ظاہر ہوگا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا نشان ظاہر ہو گیا۔ اور اسی ایک مسئلہ سے باطل کا سر کچلا گیا۔ اب غور سے دیکھو کہ کیا یہ وہی نہیں ہے جسکے لئے کہا گیا تھا لیظھرہ علی الدین کلہ۔ لاریب یہ وہی برگزیدہ موعود ہے جیسے بادل سے پہلے ٹھنڈی ہوا آنے لگتی ہے اب سارے یورپ میں ہوا چل رہی ہے قیصر جرمن نے کا اٹھایا ہے کہ حماقت ہے انسان کو خدا بنانا! انگلستان چیخ اٹھا ہے کہ عیسائی مذہب کی اصلاح کر لی جاوے۔

اب چاروں طرف سے اس قسم کی ہوا چل رہی ہے۔

بَرَکَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَصَلَوَاتُ عَلَیْکَ یَا اَیُّہَا الْمَسِیْح

خدا کے حضور ہماری جماعت کو چاہئے کہ سجدے میں پڑی رہے اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے دن آ گئے احمدی قوم! خدا کا تجھ پر بڑا احسان ہے اس لئے بڑے شاکر اور متقی ہو جاؤ تاکہ نعمت بڑھے اور باقی وعدہ پورے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین

مغرب میں اسلام کا سبق امریکہ کے مشہور مہذب شہر شکاگو میں ہر دے رہی ہیں۔ سینچر کے روز سے لیکر دو تک طلاق کے مقدمات پیش ہوتے ہیں۔ دو منٹ کے سوال و جواب کے بعد جج ہر ایک جوڑے کو ایکدوسرے سے آزاد کر دیتا ہے ولایتی اخبار لکھتا ہے کہ جسقدر شادیاں ایک سال میں ہوتی ہیں ان میں سے تین چوتھائی سال کے اندر الگ ہو جاتی ہیں۔ مغربی ممالک کو مسئلہ طلاق کی قدر اب معلوم ہوئی ہے اور رفتہ رفتہ انکو عملی طور پر اسلامی تعلیم قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ بھی اسلام کی فتح ہے

دربار شام

(۵ اپریل ۱۹۰۳ء)

کثرت عوارض کی وجہ انسان کی مختلف امراض اور عوارض کا ذکر تھا جو انسان کو لاحق ہوتے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ ایک یا دو بیماریاں ہی انسان کو لاحق کر دیتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی امراض ہیں جن میں وہ مبتلا ہوتا ہے۔ اسقدر کثرت میں خدا تعالیٰ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ تا وہ ہر طرف سے انسان اپنے آپ کو عوارضات اور امراض میں گھرا ہوا پاکر اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہے اور اسے اپنی بے ثباتی کا ہر دم یقین رہے تاکہ مغرور نہ ہو اور غافل ہو کر موت کو نہ بھول جاوے۔ اور خدا سے بے پروا نہ ہو جاوے۔

دنیا کی ہر چیز تماشہ نیست بعض مخالفین کے طاعون سے ہلاک ہونے کی خبر آئی۔ اسپر فرمایا کہ دشمن کی موت سے خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ عبرت حاصل کرنی چاہئے ہر ایک شخص کا خدا تعالیٰ سے الگ الگ حساب ہے سو ہر ایک کو اپنے اعمال کی اصلاح اور جانچ پڑتال کرنی چاہئے دوسروں کی موت تمہارے واسطے عبرت اور ٹھوکر سے بچنے کا باعث ہونی چاہئے نہ یہ کہ تم ہنسی ٹھٹھے میں بسر کرو اور بھی خدا سے غافل ہو۔

میں نے ایک جگہ توریت میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ اس میں فرماتا ہے کہ ایک وقت ہوتا ہے کہ جب میں ایک قوم کو اپنی قوم بنانی چاہتا ہوں تو اسکے دشمنوں کو ہلاک کرکے اسے خوش کرتا ہوں مگر اسی قوم سے لاپرواہیوں سے ایک وقت پھر ایسا آجاتا ہے کہ اسکو تباہ کرکے اسکے دشمنوں کو خوش کرتا ہوں۔

اعمال کی دو قسمیں فرمایا اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں کی نظر میں نیک اور نمازی وغیرہ ہوتے ہیں مگر انکا اندر بدیوں اور گناہوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جنکا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے وہ عنداللہ تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوتے ہیں۔ مگر ان دونوں میں سے کامیاب ہونے والے وہی ہوتے ہیں جو عنداللہ متقی اور خدا کی نظر میں نیک ہوتے ہیں اور ان پر خدا راضی ہوتا ہے صرف لاف زنی کام نہیں آسکتی۔

اسوقت دو قوموں کا آپس میں مقابلہ ہے۔ ایک تو ہمارے مخالف ہیں اور دوسرے ہماری جماعت اب خدا تعالیٰ دونو کے دلوں کو دیکھتا اور ان کے اعمال سے آگاہ ہے یہی جاننا ہے کہ ہماری جماعت اس کی نگاہ میں کیسی ہے اور دشمن کیسے اور وہ ان سے کہاں تک ناراض ہے پس ہر ایک کو چاہئے کہ اپنا حساب خود ٹھیک کرے چاہئے کہ دوسروں کا ذکر کرتے وقت توبہ سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ اپنے اعمال کا خیال ہو۔ کہ کہانتک ہم خدا کے منشاء کو پورا کرنے والے ہیں یا صرف لافیں ہی لافیں ہیں ایسی کا کوئی موقوف نہیں ہوگئی خدا جانے کب تک اسکا وعدہ ہے اور اس نے کیا کچھ دکھانا ہے۔ ستا سال سے تو ہم برابر دیکھتے ہیں کہ لوگ فیوگا بڑھتی ہی جاتی ہے اور پیچھے قسم نہیں ہٹاتی پہلے سال کی نسبت ستا ہے کہ ترقی پر ہے۔

زمانہ ایسا آیا ہوا ہے کہ لوگ اپنے نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں ہزارہا انعامات اور خدا تعالیٰ کے فضل کے نشانات اور عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنے سے تو نفس کو شرم نہ آئی۔ کہ خدا کا بھی حق ادا کرے مگر شاید اس قہری کو دیکھ کر اپنی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں۔ افسوس لوگ انعامات و احسانات الٰہیہ سے تو شرمندہ نہ ہوئے اب اس عذاب سے ہی ڈر کر سنور جاویں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ مسلمان کہلا کر مسلمانوں کی اولاد ہو کر اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح گالیاں دیتے ہیں جیسے چوہڑے چمار کسی کو نکالا کرتے ہیں اللہ اور رسول سے انکو بجز گالیوں کے اور کوئی تعلق ہی نہیں بڑے گندہ دہن اور پرلے درجہ کے عیاش بدمعاش بھنگی چرسی۔ قمار باز وغیرہ ہوتے ہیں۔

اب ایسے لوگوں کو زجر اور توبیخ کے واسطے خدا جوش میں نہ آوے تو کیا کرے۔ خدا غفور بھی ہے وہ شدید العقاب بھی ہے ایسے لوگوں کی اصلاح بلا بجز عذاب اور قہر الٰہی کے نازل ہونے کے ممکن ہے؟ ہرگز نہیں چونکہ بعض طبائع عذاب ہی سے اصلاح پذیر ہوتے ہیں اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جب عذاب الٰہی نازل ہو جاتا ہے تو پھر اسکا ٹلنا محال ہو جاتا ہے اور پھر وہ اپنا کام کرکے ہی جاتا ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی استنباط ہوتا ہے کہ قبل از نزول عذاب توبہ و استغفار سے وہ عذاب ٹل بھی جایا کرتا ہے۔

گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں انکے ثمرات سے خدا محفوظ رکھے اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوہ انسان میں موجود ہیں انکے صدور کا ہی وقت نہ آوے۔ اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں یہ وقت بڑے خوف کا ہے۔ اسلئے توبہ و استغفار میں مصروف ہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزول عذاب اور جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ۔ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ

دُعاء و نِدا

دعاء اور ندا دو لفظ مرادف ہیں اور اُن کے لغوی معنے پکارنے کے ہیں حضرت زکریا کے حال میں ایک جگہ خدا نے فرمایا وزکریا اذ نادیٰ ربه اور یہ کافی ثبوت اس بات کا ہے کہ دعاء اور نداء دو مرادف لفظ ہیں خدا کو پکارنا اُس کی طرف متوجہ ہونا اور اسکو حاضر سمجھنا اور اس کے الہٰ او معبود برحق ہونیکا اقرار کرنا۔ پس جو شخص کہ اس طرح پر خدا کو پکارتا ہے خدا اُس کو قبول کرتا ہے جیسے کہ قال الله تعالےٰ و قال ربکم ادعونی استجب لکم (آیت ۶۲۔ المومن ۴۰) اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون (آیت ۱۸۲۔ البقرہ ۲) غرض کہ لفظ دعاء اور ندا میں بہ لحاظ اُس کے حقیقی معنے کے امر مسؤل عنه داخل نہیں ہوتا بلکہ وہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ اُن دو آیتوں میں سے پہلی آیت یہ ہے۔ ھنالك دعا زکریا ربه قال رب ھب لی من لدنك ذریة طیبة انك سمیع الدعاء (آیت ۳۴۔ آل عمران ۳) دوسری آیت یہ ہے وزکریا اذ نادیٰ ربه رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین (آیت ۸۹۔ الانبیاء)

بہت جگہ قرآن مجید میں بغیر لفظ دعاء کے سوال کیا گیا ہے اور حاجت چاہی گئی ہے جیسے حضرت ابراہیم نے کہا رب ھب لی من الصلحین فبشرنه بغلام حلیم (آیت ۹۹ و ۹۸۔ الصافات ۳۷) اور سورہ النمل میں جو یہ آیت ہے امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء (آیت ۶۳۔ النمل ۲۷) اس میں بھی لفظ دعاء انہیں معنوں میں آیا ہے جو اور آیتوں میں آیا ہے اور مسؤل عنه پر بولا نہیں گیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اذا دعاه ملکذا وکذا

لیکن اگر خدا سے کچھ مانگا جاوے اور سوال کیا جاوے تو اُس حالت میں بھی خدا کی طرف متوجہ ہونا اور اُس کو معبود برحق سمجھنا لازم آتا ہے اور لفظ ندا لفظاً یا معناً اُس پر مقدر ہوتا ہے اس لئے دُعاء کا لفظ مسؤل عنه پر بھی بولا جاتا ہے اور لفظ دعا کے معنے الابتھال الی الله بالسؤال کے ہو جاتے ہیں۔ یعنے عاجزی کے ساتھ خدا سے کچھ مانگنے کے اور یہی سبب ہے کہ دعا کو بمعنے اوّل یا بمعنے ثانی عبادت کہا گیا ہے چنانچہ اس آیت میں وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین (آیت ۶۲۔ المومن ۴۰) عبادت کا لفظ مرادف دُعا کے آیا ہے اس لئے کہ شروع آیت میں ادعونی کا لفظ ہے تو اسکی مناسبت سے یستکبرون کے بعد عن دعائی آتا مگر وہاں عن عبادتی آیا ہے یہ کافی ثبوت ہے کہ دعاء اور عبادت مرادف لفظ ہیں۔

اسی آیت کے مطابق دو حدیثیں مشکوٰة شریف میں موجود ہیں پہلی حدیث یہ ہے عن النعمان بن بشیر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الدعاء ھو العبادة ثم قرأ وقال ربکم ادعونی استجب لکم رواه احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجه دوسری حدیث یہ ہے عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الدعاء مخ العبادة رواه الترمذی ۔

عجیب واقعات

نمک کا شہر ملک پولینڈ (یورپ) میں کیلرگ نام ایک شہر ہے جو زمین کے نشیب میں واقع ہونے کے علاوہ کل کا کل نمک کے پہاڑ میں سے تراشا گیا ہے تین ہزار کے قریب اس شہر کے باشندے ہیں جو سب نمک کی کانوں میں کام کرتے ہیں اور اس شہر کے تمام مکانات اور سب سڑکیں مثل شفاف سفید ہیں اس میں ایک نمک کا گنبد ہے جس پر برقی روشنی ہوتی ہے۔ کوئی متعدی مرض اسجگہ سننے میں نہیں آئی اور باشندے اس شہر کے اکثر بڑی عمر تک پہنچتے ہیں۔

انقلاب مالا بار کا ایک مشہور ڈاکو جرم میں ماخوذ ہو کر حبس دوام کی سزا پاکر کالے پانی بھیجا گیا وہاں سے بھاگ کر وہ مدت تک غائب رہا اب مقام نندیال کا ایک میونسپل کمشنر گرفتار ہوا ہے۔ جو وہی پرانا ڈاکو ہے اُس نے اس عرصہ میں بڑی دولت پیدا کر لی تھی اور اس شہر کا معزز رئیس بن گیا تھا۔ عمر قید سے امیری اور امیری سے جیل عجیب کارخانہ قدرت ہے حقیقت میں یہ انقلاب عبرت بخش ہے۔

زلزلے اور آتش فشانیاں جزائر غرب الہند میں پھر بعض پہاڑ آتش فشانی کر رہے ہیں اور جزائر سینٹ ونسینٹ اور مارٹینگ پر پھر تباہی آئی ہے باشندے پریشان حال ہیں ادھر یورپ کے آتش فشاں پہاڑوں میں مادہ آتش فشانی جوش میں آیا ہے۔

سکسنی کے مقام کارسروی میں ۲۴ مارچ کو کئی بار زلزلہ محسوس ہوا۔ اٹلی میں کوہ وسوویس کی آتش فشانی ہر دم بڑھ رہی ہے انگلستان کے مقام سٹافورڈ شائر اور ڈربی شائر میں بھی ۲۴ مارچ کو زلزلہ آیا بعض جگہ چمنیاں گر پڑیں اور لوگ مکانوں سے نکل کر بازاروں میں بھاگے سینٹ ونسینٹ میں پہاڑ سے پتھر اُڑ اُڑ کر برستے ہیں اور سخت اندھیرا چھایا ہوا ہے باشندے گھبرائے ہوئے ہیں۔ ایسا ہی حال جنوبی امریکہ کے ملک مکسیکو میں ہو رہا ہے۔ باشندے سراسیمہ ہو کر پہاڑوں کو بھاگ گئے

قطب جنوبی کی مہم جہاز ڈسکوری میں ایک مہم قطب جنوبی کی تحقیقات کے لئے گئی ہے مہم مذکور ۸۰ درجہ عرض بلد تک پہونچی ہے ایک سلسلہ کوہستان قطب کے قریب دریافت ہوا ہے۔ اب تک مہم مذکور کا ایک ملاح بوجہ شدت سرما ہلاک ہوا ہے۔ ✦

درختوں کا مطب پیرس میں ایک شفاخانہ جہاں درختوں کا علاج ہوتا ہے جب درخت مرجھانے لگتا ہے تو اسے کھود کر شفاخانہ میں لے آتے ہیں اور وہاں علاج سے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ ✦

انسانی قربانی معلوم نہیں یہ کہاں تک سچ ہے؟ کہ گنگا کی وادی میں ایک ریاست بستہر ہے وہاں ابتک انسانی قربانی ہوتی ہے جسے بھونڈہ کہتے ہیں یہ قربانی ایک مہاتما بھیوریم کے استھان میں ہوتی ہے۔ ✦

مذہبی دُنیا پر نظر

مذہبی لاپروائی لنڈن کے روزانہ اخبار ڈیلی نیوز نے تحقیقات کے بعد ظاہر کیا ہے کہ لنڈن کے باشندگان میں ہر سات میں سے ایک کسی مذہبی جلسے میں شامل ہوتا ہے اگر ہر ایک شخص پر سوالات کئے جاویں تو ممکن نہیں کہ ایک فیصدی سے زیادہ آدمی اپنے آپ کو کھلے طور پر ناستک ظاہر کریں لیکن پچاسی فیصدی آدمی ایسے ہیں جو کبھی بھی کسی مذہبی جلسہ میں شامل نہیں ہوتے انہیں سے ممکن ہے کہ ہزار میں ایک باوجود خداپرست ہونے کے گھر ہی میں اپنی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے لیکن عام طور سے کلام نہیں کہ عملی طور پر یہ سب کے سب ناستک ہونگے ✦

مذہب کی طرف سے ایسی لاپروائی اور عدم توجہ بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص انتظام معمول کے موافق ہو جو دنیا کو اسکی گم شدہ متاع مذہب پھر واپس لا کر دے اور مذہب کی طرف توجہ پیدا ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کو مسیح موعود کے نام سے بھیجا ہے۔ جو پھر ایمان کو از سر نو زندہ کر رہا ہے۔ ✦

قمار بازی کی ترقی انگلستان میں قمار بازی کی یہانتک ترقی ہے کہ بل کے سبب صنا کو اپنی ایک پبلک تقریر میں اعتراف کرنا پڑا ہے کہ قمار بازی میں بڑے آدمیوں کی وجہ سے ترقی ہو رہی ہے انہوں نے بیان کیا کہ جبتک جنٹلمین اور لیڈیز اپنے گھروں میں بیٹھ کر بیدھڑک شرطیں بدنے سے باز نہیں آتے اسوقت تک مفلسوں اور غریبوں کی تباہی قمار بازی سے ہوتی رہیگی۔ قمار بازی کا انسداد محض اس طریق سے نہیں ہو سکتا جب تک انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون کی تعلیم نہ دیجاوے بغیر اس تعلیم کے ناممکن ہے ان امراض سے یورپ کا شفا پانا۔

دربار شام
۳ اپریل ۱۹۰۳ء

بار ہا ہمیں تعجب آتا ہے کہ کیوں یہ لوگ حضرت عیسیٰ سے بیجا محبت کرتے ہیں انھوں نے اُن کا کیا دیکھا تھا جو اُن پر ایسے شیدا ہیں کہ اُنکو خدا ہی بنا دیا ہے۔ ایسے اُنکی محبت میں اندھے ہوئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنکا کلمہ پڑھتے ہیں اُنکی توہین اپنی ہی زبان سے کرتے ہیں۔ توہین کیا ہوتی ہے یہی کہ ایک شخص جس میں اعلیٰ درجہ کے اوصاف ہوں اُنکو نظر انداز کر کے ایک ایسے شخص کو اُس سے بڑھ چڑھ کر متصف باوصاف کیا جاوے جسمیں وہ اوصاف نہیں ہیں + تعزیرات میں توہین کی مثال کے نیچے یہ مثال لکھی ہے کہ ایک شخص کہے کہ زید اور بکر نے (جو در حقیقۃ چور تھے) چوری کی ہے مگر عمرو (جو ایک شریف آدمی ہے اور در حقیقۃ اُسکی کوئی سازش اُس چوری میں نہیں) نے چوری نہیں کی اور نہ ہی اُسکا اسمیں کچھ تعلق ہے تو قانوناً ایسا کہنے والا شخص عمرو کی توہین کرتا ہے اور وہ مجرم قرار دیا جاوے گا اور مستحق سزا ہوگا۔ غرض توہین کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی اتنی تعریف کی جاتی ہے کہ گویا اُن پر جب مصیبت آئی تو خدا کو زمین پر اُن کے بچاؤ کی کوئی راہ نظر نہ آئی اور اُنکو آسمان پر اور پھر بھی دوسرے آسمان پر جا چھپایا۔ بالمقابل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب سخت مصائب اور شدائد آئے تو اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ بقول مولویوں کے آپکو بالکل بے مدد اور کس مپرس چھوڑ دیا اور آپ کو ایک غار میں جو آسمان کے مقابل میں جسطرح وہ بلند ہے اسفل میں واقعہ تھی پناہ میں دی۔ غار کی تعریف بھی کیا کہ بچھوؤں سانپوں اور ہر قسم کے موذی حشرات الارض کا گھر تھا۔ بھلا ایسا ہو تو یہ توہین نہیں تو کیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سرور کائنات فخر الاولین والآخرین۔ اشرف الخلق تو اُمیدوار ہیں کہ ہم لمبی عمر پاویں مگر اُنکو تو صرف تریسٹھ سال کی عمر دیجاتی ہے اور اُن کے مقابل میں حضرت عیسیٰ گویا اب تک زندہ ہیں اور دو ہزار برس کی اُن کی عمر ہو چکی اور اُنکی حالت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا + آپ رہتے تو دنیا کی اصلاح کرتے جیسا کہ پہلا تجربہ بتا چکا ہے کہ ضرور ہزاروں کی اصلاح کرتے اگر اور عمر پاتے۔ مگر بالمقابل حضرت عیسےٰ اتنی عمر میں نہ کوئی نیکی کرتے ہیں نہ نماز نہ روزہ نہ زکوٰۃ۔ اور نہ کسیکی اصلاح ہے۔ اُنسے نہ کسیکو نفع ہے اور نہ وہ کسی سے کسی قسم کے ضرر کو دور کر سکتے ہیں۔ نیز پرانا گذشتہ تجربہ بھی اس امر کا شاہد تھا کہ صرف بارہ آدمی مدت کی کوشش سے طیار کیے آخر وہ بھی یوں الگ ہوے کہ کسی نے لعنت کی اور کسی نے تیس روپے کے عوض دشمن کے ہاتھ میں دیدیا + پھر مرنے کے بعد جب آنحضرتؐ کی روح آسمان پر گئی تو پھر وہ حریف موجود تھی کہ وہ تو آسمان میں مع جسم عنصری تشریف رکھتے ہیں اور جناب کا جسم ہزاروں من مٹی کے نیچے پڑا ہے اور پھر اسی پر ختم نہیں آخر کار اُنکی اُمت میں وہ پھر آوینگے اور چالیس سال تک اُن پر حکومت کرینگے اور اُن سے بیعت لینگے۔ **بھلا غور تو کرو کہ یہ توہین نہیں تو اور کیا ہے**

پھر بات اور ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن شریف میں یہ وعدہ کرتا ہے کہ میں تیری اُمت میں سے تیری اُمت کی اصلاح کے واسطے خلیفے بھیجتا رہوں گا مگر آخر اس وعدہ کا ذرا بھی پاس نہ کیا اور ایک ایسی قوم میں سے جس کے متعلق اُس نے وعدہ کر لیا ہوا تھا کہ اس قوم پر میرا غضب نازل ہو چکا ہے۔ میں اُن پر کبھی کوئی روحانی اور جسمانی فضل اور نعمت ہرگز نازل نہ کروں گا۔ مگر آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی وعدہ خلافی فرما کر اُسے بھیجا اور اپنے قانون کو بھی توڑا۔ کیا یہ کوئی گوارا کر سکتا ہے کہ خدا پر وعدہ خلافی عائد ہو ہرگز نہیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ +

ہماری تو یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ اُسی عیسیٰ کو اُتار کر کرینگے کیا؟ آخر اُن کے قویٰ تو وہی ہوں گے جو پہلے تھے۔ پہلے کیا کیا تھا جواب کر لینگے۔ ایک ذلیل سے معدود چند ایک قوم تھی اُنکی اصلاح بھی نہ ہوئی یہاں تک کہ ایک دفعہ اُن سے پانسو آدمی مرتد ہو گئے تھے یہ لوگ اگر حضرت موسیٰ کے دوبارہ آنے کی اُمید رکھتے تو کچھ موزون بھی تھا۔ کیونکہ وہ صاحب عظمت اور جبروت تو تھے۔ اُنمیں شجاعت بھی تھی۔ اب یہ عیسیٰ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں پھر مشکل یہ ہے کہ عادت کا جانا محال ہے۔ اُنکو مار کھانے اور تیز دلی کی عادت ہو گئی ہوئی تھی وہ اگر دجال سے جنگ کرینگے تو کس طرح سادھرائینگے مسلمانوں کی بھی یہ عادت ہو گئی ہے کہ حضرت عیسےٰ ہی آوینگے۔ لکیر کے فقیر ہیں۔ باپ دادا اور مولوی جو اس بات کی تعلیم دیتے ہوئے خواہ قرآن شریف کے مخالف ہی ہو وہ اسی ہو ہو کی گنگا کیطرح اس اعتقاد کو نہ ترک کر سکینگے خواہ کوئی دلیل ہو یا نہ ہو

ان لوگونکو تو اپنے گھر کا حال بھی معلوم نہیں کہ ان کے اس اعتقاد سے اسلام کو کیسا ضعف پہنچایا ہے۔ عیسائی جب کسیکو مرتد کرنے پر آتے ہیں تو یہی حجۃ پکڑتے ہیں کہ تمھارا نبی مردہ اور ہمارا زندہ اور آسمان پر موجود ہے اب بتاؤ کہ ان دونوں میں سے کون احیا اور خدا کا پیارا ہے اور یہ نکالکر دکھا دیتے ہیں مسلمانوں ہی کی کتابوں سے اب قریباً ہر ایک فرقہ میں سے الگ الگ ملا جلا کر ۲۹ لاکھ کے قریب آدمی مرتد ہو چکا ہے۔ کیا سید اور کیا پٹھان کیا قریش اور کیا مغل ہر قوم اس وبا میں ہلاک ہوتی ہے۔ ایسے ایسے لوگ جو فخر اسلام کہنے کے مستحق بجانے کے قابل تھے وہ اب بیدین ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور پھر اسی پر ابھی تمام نہیں بلکہ وہ جان سے مال سے عزۃ و آبرو سے عورتوں سے لڑکیوں سے اس امر کیلئے کوشاں ہیں کہ کسطرح دنیا سے اسلام کا نشان مٹا دیں بھلا اگر یہی وہ فتان لوگ نہیں تو اور کون ہوگا۔ اس قوم کا فتنہ تو ان مسلمانوں کے بنا دئی دجال کے فتنہ سے بھی کہیں بڑھ گیا۔ بھلا یہ بتا دیں تو سہی کہ ……… اس قوم کی جس کا فتنہ دجال سے بھی زیادہ ہے خبر کہاں دیگئی ہے۔ قرآن شریف نے تو اسی واسطے دجال کا نام نہیں لیا بلکہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہا۔ جس سے مراد یہی قوم نصاریٰ ہے وَلَا الدَّجَّال کیوں نہ کہا۔ اصل امر یہی ہے کہ یہی وہ قوم ہے جس سے تمام انبیا اپنی اپنی اُمت کو ڈراتے آئے ہیں۔

ان لوگوں کے خیالات کی بنا احادیث موضوعہ پر ہے جو قرآن شریف کی مہر سے خالی ہیں۔ مگر ہم قرآن شریف کو ان احادیث کی خاطر چھوڑ نہیں سکتے قرآن شریف بہرحال مقدم ہے۔ بھلا قرآن شریف کو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود جمع کیا۔ لکھوایا اور پھر نماز وغیرہ میں بار بار پڑھ کر سُنایا۔ کیا اگر احادیث بھی ویسی ہی ضروری ہیں تو انمیں سے بھی کسیکو اسیطرح جمع کیا اور بار بار سنایا اور دور کیا ہرگز نہیں اور جب نہیں کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرض منصبی میں کوتاہی کی ہرگز نہیں بلکہ صحیح امر یہی ہے کہ قرآن شریف ہی آپ لائے تھے اور اسی کے جمع کرنے کا آپ کو حکم تھا سو آپ نے کر دیا اب احادیث میں سے وہ قابل عمل اور اعتقاد ہے جس پر قرآن شریف کی مہر ہو کہ یہ اسکے خلاف نہیں۔

پھر اسی پر بس نہیں قرآن شریف کہتا ہے کہ عیسیٰ مر گئے اور پھر دوبارہ قیامت تک وہ اس دنیا میں نہیں آئینگے بلکہ آنے والا اُن کا مثیل اُنکی خو بو لیکر آوے گا جیسا کہ آیت قرآن شریف فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں صاف بیان ہے۔

علام مولد

پھر کہتے ہیں کہ سیدنا المسیح کی توہین کرتے ہیں۔ بھلا سوچو تو کہ ہم اگر اپنے پیغمبر سے اُن جھوٹے اعتراضات کو جو نافہمی اور کور چشمی سے کرکے مسیح کو آسمان پر زندہ بٹھا کر آنحضرتؐ پر کئے جاتے ہیں اُن سے دور کرنے کے واسطے مسیحؑ کی اصلی حقیقت کا اظہار نہ کریں تو کیا کریں۔ ہم اگر کہتے ہیں کہ وہ زندہ نہیں بلکہ مر گئے ہیں جیسے دوسرے انبیاء بھی مر گئے ہیں تو ان لوگوں کے نزدیک تو یہ بھی ایک قسم کی توہین ہوئی۔ ہم تو خدا کے بلائے بولتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ فرشتے آسمان پر کہتے ہیں۔ افترا کرنا تو ہمیں آتا نہیں اور نہ ہی افترا خدا کو پیارا ہے۔

اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جس طرح آنحضرتؐ کی کسر شان اور ہتک کی گئی ضرور ہے کہ اس کا بدلہ لیا جاوے اور آنحضرتؐ کے نور اور جلال کو دوبارہ از سر نو تازہ و شاداب کرکے دکھایا جاوے اور یہ اس مسیح کے بُت کی ٹوٹنے اور اس کی موت کے ثابت ہونے میں ہے۔ پس ہم خدا کے منشاء اور ارادے کے مطابق کرتے ہیں۔ اب ان کی لڑائی ہم سے نہیں بلکہ خدا سے ہے +

ان لوگوں نے تو حضرت مسیحؑ کو خاصہ خدا بنایا ہوا ہے اور پھر کہلاتے ہیں موحد۔ ان کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہے۔ قائم ہے۔ علی السّماء۔ خالق۔ رازق۔ غیب دان۔ محیی ممیت ہے۔ بھلا اب بتاؤ کہ اگر یہ صفات خدا کی نہیں تو کس کی ہیں۔ بشریت تو ان صفات کی حامل ہو سکتی ہیں۔ خدائی میں فرق ہی کیا رہا + یہ تو عیسائیوں کو مدد دے رہے ہیں۔ پورے نہیں نیم عیسائی تو ضرور۔ اگر ہم ان کے عقائد ردیہ کی تردید نہ کریں تو کیا کریں پھر ہمیں ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ اسلام آنحضرتؐ خدا کیطرف سے پاک نبی اور قرآن شریف خدا کا کلام برحق نہیں۔ اور حضرت مسیح زندہ نہیں بلکہ مر کر کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔ یہی سچا عقیدہ ہے۔

ایک صاحب نے یہ سوال کیا کہ جو لوگ ایک ہی دفعہ تین طلاق لکھ دیتے ہیں اُن کی وہ طلاق جائز ہوتی ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ قرآن شریف کے فرمودہ کی رو سے تین طلاق دی گئی ہوں اور اُن میں سے ہر ایک کے درمیان اتنا ہی وقفہ لکھا گیا جو قرآن شریف نے بتایا ہے تو ان تینوں کی عدت کے گزرنے کے بعد اس خاوند کا کوئی تعلق اس بیوی سے نہیں رہتا۔ ہاں اگر کوئی اور شخص اس عورت سے عدت گزرنے کے بعد نکاح کرے اور پھر اتفاقاً وہ اُس کو طلاق دیدے تو اُس خاوند اول کو جائز ہے کہ اُس بیوی سے نکاح کر لے۔ مگر اگر دوسرا خاوند خاوند اول کی خاطر سے یا لحاظ سے اُس بیوی کو طلاق دے کہ تا وہ پہلا خاوند اُس سے نکاح کرلے تو یہ حلالہ ہوتا ہے اور یہ حرام ہے +

لیکن اگر تین طلاق ایک ہی وقت میں دی گئی ہوں تو اُس خاوند کو یہ فائدہ دیا گیا ہے کہ وہ عدت کے گزرنے کے بعد بھی اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ یہ طلاق ناجائز طلاق تھا اور اللہ و رسول کے فرمان کے موافق نہ دیا گیا تھا۔

دراصل قرآن شریف میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہ امر نہایت ہی ناگوار ہے کہ پرانے تعلقات والے خاوند اور بیوی آپس کے تعلقات کو چھوڑ کر الگ الگ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے طلاق کے واسطے بڑے بڑے شرائط لگائے ہیں۔ وقفہ کے بعد تین طلاق کا دینا اور ان کا ایک ہی جگہ رہنا وغیرہ۔ یہ امور سب اسواسطے ہیں کہ شاید کسی وقت اُن کے دلی رنج دور ہو کر آپس میں صلح ہو جاوے +

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کبھی کوئی قریبی رشتہ دار وغیرہ آپس میں لڑائی کرتے ہیں اور تازے جوش کی وقت میں حکام کے پاس عرضی پرچے لیکر آتے ہیں تو آخر دانا حکام اُسوقت اُن کو کہہ دیتے ہیں کہ ایک ہفتہ کے بعد آنا۔ اصل غرض انکی صرف یہی ہوتی ہے کہ یہ آپس میں صلح کر لیں گے اور اُن کے یہ جوش فرو ہونگے تو پھر انکی مخالفت باقی نہ رہیگی اسی واسطے وہ اُسوقت اُن کی وہ درخواست لینا مصلحت کے خلاف جانتے ہیں +

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی مرد اور عورت کی الگ ہونیکے واسطے ایک کافی موقعہ رکھ دیا ہے۔ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ طرفین کو اپنی بھلائی بُرائی کے سوچنے کا موقع مل سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے الطلاق مرتٰن۔ یعنی دو دفعہ کی طلاق ہونے کے بعد یا اُسے اچھی طرح سے رکھ لیا جاوے یا احسان سے جدا کر دیا جاوے۔ اگر اتنے لمبے عرصے میں بھی انکی آپسمیں صلح نہیں ہوتی تو پھر ممکن نہیں کہ وہ اصلاح پذیر ہوں + ایک صاحب نے سوال کیا کہ وتر کسطرح پڑھنے چاہئیں۔ ایک اکیلا بھی جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا کہ اکیلا وتر تو ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔ وتر تین ہیں۔ خواہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر تیسری رکعت پڑھ لو خواہ تینوں ایک ہی سلام سے درمیان میں التحیات بیٹھ کر پڑھ لو۔ ایک وتر ٹھیک نہیں +

ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضور مخالفوں سے جو ہمیں اور حضور کو سخت گالی گلوچ نکالتے ہیں اور سخت سُست کہتے ہیں اُن سے السلام علیکم لینا جائز ہے یا نہیں + فرمایا مومن بڑا غیرت مند ہوتا ہے۔ کیا غیرت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ تو گالیاں دیں اور تم اُن سے السلام علیکم کرو ہاں البتہ خرید فروخت جائز ہے اسمیں حرج نہیں کیونکہ قیمت دینی اور مال لینا کسی کا اسمیں احسان نہیں +

ہمیں کئی بار اس آیت کی طرف توجہ ہوئی ہے اور اسمیں سوچتے ہیں کہ من کل حدب ینسلون۔ اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ ساری سلطنتیں ریاستیں اور حکومتیں ان سب کو یہ اپنے زیر کر لیں گے۔ اور کسی کو ان کے مقابلے کی تاب نہ ہوگی۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ حدب کے معنے ہیں بلندی۔ ینسل کے معنے ہیں دوڑنا۔ یعنی بلندی پر سے دوڑ جاویں گے۔ کل۔ عمومیت کے معنے رکھتا ہے یعنی ہر قسم کی بلندی کو کود جاویں گے۔ بلندی پر چڑھنا قوت اور جرأت کو چاہتا ہے۔ نہایت بڑی بھاری اور آخری بلندی مذہب کی بلندی ہوتی ہے۔ سارے زنجیروں کو انسان توڑ سکتا ہے مگر رسم اور مذہب کی ایک ایسی زنجیر ہوتی ہے کہ اسکو کوئی ہمت والا ہی توڑ سکتا ہے۔ سو ہمیں اس ربط سے یہ بھی ایک بشارت معلوم ہوتی ہے کہ وہ آخر کار اس مذہب اور رسم کی بلندی کو اپنی آزادی اور جرأت سے پھلانگ جاوینگے۔ اور آخر کار اسلام میں داخل ہوتے جاوینگے اور یہی ضالّ کے لفظ سے بھی ٹپکتا ہے اور اس امر کی بنیادی اینٹ قیصر جرمن نے چند دن ہوئے اپنا عقیدہ عیسویت کے متعلق ظاہر کرکے رکھدی ہے +

یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ دجال کانا ہوگا ایک آنکھ بالکل نہ ہوگی اور دوسری میں گل ہوگا۔ یہ ایک نہایت باریک استعارہ ہے یعنی اُس کی ایک آنکھ (قرآن کی آنکھ) تو بالکل نہ ہوگی۔ اسطرف سے تو وہ بالکل اندھا اور نابینا ہوگا اور دوسری توریت والی سو وہ بھی کانی ہوگی اسمیں بھی گل ہوگا۔ یعنی اسکی تعلیم پر بھی پورے طور سے کاربند نہ ہونگے۔ چنانچہ واقع نے کیسا صاف بتا دیا ہے کہ یہ اسی طرح ہے۔ اور آنحضرتؐ کی پیشگوئی کیسی صاف طور سے پوری ہوئی۔

عیسویت کے ابطال کے واسطے تو ایک دانا آدمی کیلئے یہی کافی ہے کہ ان کے اس عقیدے پر نظر کرے کہ خدا مر گیا ہے۔ بھلا کوئی سوچے کہ کبھی خدا بھی مرا کرتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ خدا کا رُوح نہیں بلکہ جسم مرا تھا تو اُن کا کفارہ باطل جاتا ہے +

دربار شام

۴ - اپریل ۱۹۰۳ء

طاعون کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ ایک عرب صاحب تو وارد تھے اُنہوں نے قرآن شریف سُنایا۔ اُس کی لذت اور رقت کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ دنیا میں ہزاروں لذتیں ہیں مگر رقت جیسی کوئی بھی لذت نہیں۔ یہی ہے جس سے نماز اور عبادت کا مزہ آتا ہے اور پھر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عالم اخبارات

پائونیر۔ قیصر جرمن اور حضرت مسیح موعودؑ

الہ آباد کا مشہور و معروف اخبار پائونیر ۱۹ مارچ ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں قیصر جرمن کے مذہب پر رائے زنی کرتا ہوا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک عجیب ریمارک کرتا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اس نوٹ کو دیتے ہوئے ہم اس امر کے اظہار سے نہیں رک سکتے کہ حضرت حجۃ اللہ کی دعاوی کی صداقت اور آپ کی بعثت کی اصل غرض کو عیسائی دنیا نے تو سمجھ لیا مگر افسوس ہمارے مخالف مسلمانوں پر کہ وہ ابتک فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضا کے مصداق ہو رہے ہیں۔ ہم نے الحکم کے ایک نوٹ میں ظاہر کیا ہے کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے۔ تو چونکہ اسکی ساتھ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اس لئے غیر معمولی جوش اور تحریک مذہب کی شروع ہو جاتی ہے ایسا ہی اسوقت یہی ہو رہا ہے۔ اور یہ انتشار روحانیت حضرت مسیح موعود ہی کی وجہ سے ہو رہا ہے اب ہم اس نوٹ کو درج کرتے ہیں۔

حال میں ایمپرر ولیم قیصر جرمن نے اپنے عقاید مذہبی کے متعلق ایک عجیب اشتہار دیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ الہام دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو معمولی دنیا داروں کے طرز کے الہامات ہوتے ہیں جیسے موسیٰ (یا وشاہ یہود) شارلیمن۔ کینٹ اور میرے دادا ولیم اعظم کو ہوا کرتے تھے اور دوسرے وہ اعلیٰ درجہ کے الہامات ہوتے ہیں جو بالکل مذہبی امور کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں جہانتک ہم سمجھ سکتے ہیں قیصر جرمن قسم اوّل کے الہامات سے بڑھکر کسی بات کا مدعی نہیں ہوا ہے لیکن اس کی نسبت تو ہم ہندوستان میں اچھے رہے کیونکہ ہمارے یہاں سردار قادیان ہے جس نے ڈاکٹر ڈوئی اور بشپ ویلڈن دونوں کو چیلنج کیا ہے کہ اگر کسی کو طاقت ہے تو میرے مسیح موعود ہونے کو غلط ثابت کرے۔ لیکن مماثلت اسی پر ختم ہے کہ لفظ الہام دونو طرف پایا جاتا ہے ورنہ بڑا فرق ہے اسلئے کہ سردار قادیان چھپ کر نہیں رہتا اُسنے ہمیں اپنا فوٹو بھی دیدیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ تصویر اس موعود کی مبارک شکل دکھاتی ہے جسکے انتظار میں کروڑہا انسان گذر گئے۔ ظاہر ہے کہ قادیانی اس خواہش میں ہے کہ عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر اُن کے مریدوں میں آ شامل ہوں انہوں نے دین عیسوی کے عین کونے کے پتھر پر حملہ کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے اس (عیسائی) دین کا بانی اس طرح فوت نہیں ہوا جسطرح کہ عموماً مانا جاتا ہے بلکہ اُس نے کشمیر کی طرف سفر کیا تھا اور سرینگر میں (اپنی) سکونت اختیار کی تھی جہانکہ وہ عیسیٰ صاحب کے نام سے مشہور تھا۔ اس امر کے ثبوت میں انہوں نے قبر کی تصویر دی ہے جو سرینگر کے محلہ خان یار میں واقع ہے اور کسی قدر سرسری طور پر قدیم کتب کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اگر ہم ایک لمحہ کے لئے کافر کہہ لیں تو ہم خوشی سے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ جرمنی میں جو کچھ کیا گیا ہے اسکی نسبت رئیس قادیان بہت زیادہ موجودہ زمانے کی ضروریات کے مطابق اور روحانی منہاج نبوۃ پر واقع ہے اور ان کا فوٹو گراف کا استعمال کرنا ظاہر کرتا ہے کہ انگریزی سائنس دانوں کیطرح وہ زمانہ کی روش و رو دان سے خوب آگاہ ہیں۔

قرآن شریف پڑھانے کے خواہشمند

پچھلے ہفتہ جو اعلان ہم نے چھ سات مہینے میں قرآن شریف ختم کرانے کا شائع کیا گیا ہے۔ اُس کے متعلق شیخ عبدالرحمٰن صاحب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ

۱۔ ایک وقت میں بارہ سے زیادہ طالب علم نہ لئے جاویں گے ان طالب علموں کو کم از کم چھ ماہ تک ان کے پاس رہنا ہوگا۔

۲۔ فیس ماہوار پانچ روپیہ فی لڑکا لی جاوے گی ہاں اگر ایک ہی شخص کے دو بیٹے ہونگے تو ایک کے ساتھ خاص رعایت ہوگی۔

۳۔ باہر سے جو لڑکے آئینگے اُن کے رہنے کیلئے ہم اپنے پاس انتظام کرینگے۔

۴۔ جو لڑکے میعاد مقررہ کے اندر قرآن شریف ختم نہ کرنا چاہیں اُن کی درخواستوں پر بعد میں غور ہوگی۔ پہلے ان لڑکوں کو لیا جاوے گا۔ جو مقررہ عرصہ کے اندر قرآن ختم کرنا چاہیں۔

۵۔ اگر ایسے لڑکے پہلے داخل ہو جاویں گے تو منتظمین اختیار رہیگا کہ عدم گنجائش کی وجہ سے انکو الگ کر دیں

محکمہ مردم شماری کی غلطی کا اعتراف

ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں جو چیٹھی اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محکمہ مردم شماری کی رپورٹ کی اس غلطی کے متعلق بھیجی تھی جو اس نے آپ کی تبلیغ کے متعلق گورداسپور گزیٹیر کی بنا پر کہا تھی کہ معاذ اللہ مرزا صاحب کا پہلا کام چوڑہوں کو تبلیغ تھی۔ اس خطرناک اور مزیل حیثیت ریمارک نے پنجاب گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی تھی اور ہم خوشی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ اس پر مناسب نوٹس لیا۔ لاٹ صاحب بہادر نے افسوس کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ اس قسم کی غلطی کا ارتکاب ہوا ہے۔

ہم پنجاب گورنمنٹ کے شکر گذار ہیں کہ اُس نے ملک کو ایک خطرناک مغالطہ سے بچانے کے لئے اپنے فرض کو ادا کیا ہم اُمید کرتے ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہوگا اس کی اصلاح شائع کیجاوے گی۔

عربی بول چال۔ عربی زبان میں کلام کرنے کے لئے ایک مفید کتاب ہے۔ قیمت ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک۔ دفتر اخبار الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب سے مل سکتی ہے۔

البشریٰ

ہم نہایت مسرت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ البشریٰ کیلئے درخواستیں آنی شروع ہو گئی ہیں ایک ہی ہفتہ کے اندر پچیس درخواستوں کا آجانا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے اور اسی انداز سے اگر درخواستوں کا سلسلہ جاری رہا تو ہم امید کر سکتے ہیں کہ سن ۱۹۰۳ء میں البشریٰ کا پہلا نمبر غالباً شائع کرنے کے قابل ہو سکینگے اس وقت مسلمانوں نے اپنی مذہبی اور قومی زبان عربی کو جو ام الالسنہ ہے بالکل چھوڑ دیا ہے اور بعض مسلمان خود کوشش کر رہے ہیں کہ اس زبان کو چھوڑ دیا جائے۔ ایسی حالت میں ہماری قوم کو احیاء قرآن اور احیاء اسلام کا عشق رکھتے ہوئے کسقدر ضروری ہے کہ وہ عربی زبان کا مذاق پیدا کریں جس کیلئے ہم نے یہ رسالہ جاری کرنا چاہا ہے۔ بلاد اسلامیہ میں حضرت حجۃ اللہ کی تبلیغ کو پہنچانے کے آرزومند اور اس ثواب میں شریک ہونے کے خواہشمند بہت جلد اس رسالہ کی درخواستیں بھیجکر ہمیں اس قابل بنانیکی فکر کریں کہ یہ جاری ہو جاوے۔ اگرچہ تین سو درخواستوں کے آنے پر ہم نے اس کا اجرا موقوف رکھا ہے۔ لیکن اپنے دل میں خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے اس کا اعلان شائع کرتے وقت یہ عزم کر لیا تھا کہ اگر ایک بھی اُس کا خریدار نہ ہوگا تو بھی ہم کم از کم ایک سال تک اسکو چلانے کیلئے کوشش کرینگے مگر خدا کا شکر ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی خریداری کے ساتھ ہی درخواستیں آنی شروع ہو گئی ہیں خریداران الحکم میں سے جن بزرگوں کی درخواستیں ابھی تک نہیں آئی ہیں ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ بہت جلد اپنی درخواستیں بھیجدیں۔"

بعض درخواستوں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم قیمت عنقریب بھیجدینگے ایسے بزرگوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ جب تک ہم قیمت کے بھیجنے کا کوئی اعلان نہ کریں قیمت نہ بھیجی جاوے۔

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن کی مستقل اشاعت کے خریدار ہماری توقع امید اور توقع سے بڑھ کر آ رہی ہیں یہ اکثر دریافت کیا جاتا ہے کہ سال میں کسقدر تفسیر ملے گی۔ ہم یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتے مگر امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ العزیز زیادہ کر زیادہ چار سپارہ اور کم از کم ۳ سپارہ پورے ہو جائیں گے

حائری لاہوری صاحب کی منطق

صفحہ نمبر ۴ تبصرہ

مولوی صاحب حضرۃ اقدس کے اس الہامی فقرہ پر جرح کرتے ہیں کہ (انی بایعتک بایعنی ربی انت منی بمنزلۃ اولادی) مرزا صاحب نے اس الہام کی رو سے ابن اللہ ہونیکا دعوی کیا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ کجا یہ فقرات الہامی اور کجا ابن اللہ ہونیکا دعوی۔ مولانا صاحب نے حاشیہ کے نوٹ پر جو کلمہ اولادی پر لکھا ہوا تھا اگر تدبر کیا ہوتا تو ایسی صریح غلطی نہ کرتے رسالہ دافع البلا کے دیکھنے والوں پر مولوی صاحب کی خوش فہمی کا پردہ فاش ہو گیا اور حق طبعین تاڑ گئیں کہ واقعی مولوی صاحب فخر المتکلمین اور تاج الشیعہ ہیں کیونکہ انھوں نے اصلی مطلب کو نہ سمجھکر یا عمداً حق سے چشم پوشی کرکے حضرت اقدس پر یہ اتہام لگایا ہے مرزا صاحب کلمۂ اولادی پر یہ نوٹ لکھتے ہیں (یاد رہے کہ خدا تعالے بیٹوں سے پاک ہے نہ اسکا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسیکو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں لیکن یہ فقرہ اسجگہ از قبیل مجاز اور استعارہ ہے۔ خدا تعالے نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور فرمایا ید اللہ فوق ایدیہم ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللہ کے قل یا عبادی بھی کہا اور یہ بھی فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم پس اس خدا کے کلام کو ہشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھکر ایمان لاؤ اور اسکی کیفیت میں دخل مت دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اسکے کلام میں پایا جاتا ہے پس اس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ اور میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الہ واحد والخیر کلہ فی القرآن انتہی قولہ سلمہ) اے اہل بصیرۃ اب بعد اس قدر واضح تشریح کے بھی کوئی ذی شعور کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے ابن اللہ ہونیکا دعوی کیا ہے ہاں اگر مولوی صاحب جیسے منطق دان باوجود اسقدر صفائی کے بھی معترض ہوں تو جائے شکوہ نہیں چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد۔ مولوی صاحب مناس مثال کو (سخن فہمی عالم بالا معلوم شد) صادق کرکے بتلا یا جناب من آپنے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا یہ قول کہ تعریف المرء علی النفس قبیح تو کو نقل کر دیا۔ مگر انا کلام اللہ الناطق وھذا کلام اللہ الصامت بھول گیا کیا یہ بھی تعلی اور خودستائی پر دال ہے اور الہامی نہیں کیا۔ سلونی قبل ان تفقدونی بھی شیخیت اور خواہش نفسانی کا نکلا ہوا فقرہ ہے۔ افسوس آئمہ اہلبیت علیہم السلام کے اقتدا کا زبانی مدعی ہونا اور نسبت ائمہ سے اسقدر ناواقف ہونا خود ماننا اور اپنی تصنیفات میں لکھنا کہ ائمہ علیہم السلام کے اقوال ظہور اور بطون پر مشتمل ہوتے ہیں اور وقت پر اسکو بھول جانا ائمہ دین ہمیشہ علماء ظہور اور کٹ ملاؤں کے نشانہ ملامت رہے کوئی امام وقت ایسے اعتراضوں سے نہیں بچا اور نہ کوئی نبی اور مامور اس سے مستثنیٰ رہا۔ امام زین العابدین علیہ السلام کو کہا گیا کہ العیاذ باللہ یہ یہودیوں کی سی باتیں کرتا ہے امام جعفر الصادق علیہ السلام کی نسبت کہا کہ یہ شخص ایسی باتیں بتاتا ہے جسکو ہم نہیں سمجھ سکتے اور اپنی غیب دانی کا مدعی ہے غرضیکہ ہمارے اول المسلمین کو مجنون اور اسکے کلام پاک کو دیوانوں کی بڑ قرار دیا گیا تو اور کس کس کا ذکر کریں پناہ بخدا ایسے علماء سے جہلا سے کیا شکوہ ہے مولوی جی کہاں مرزا صاحب نے خدا کیطرف حقیقتہً اپنی ولدیت کی نسبت کی ہے جسپر آپ جائز اور ناجائز کا فتوی لگانے لگے مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ یہ فقرہ اسجگہ از قبیل مجاز و استعارہ ہے۔ اور متشابہات کے رنگ میں ہے اور اسکی تشریح کم فہم علماء کے لئے بھی کر دی یقین رکھو خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے پھر آپ کی منطق بگھارنے سے فائدہ کیا اور اذا تولد الحادث الا بن حادث سے اپنی علمیت کا رنگ جمانا اور حادث اور قدیم کا اسپر حاشیہ چڑھانا سراسر نادانی اور تحکم ہے۔ مجازی ولد ہونیکا دعوی بھی اس کلمہ سے کہ یہ حضرۃ اسجگہ قبیل مجاز یا استعارہ میں ہے آپکا اختیار و استنباط ہے (چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا)

مولوی جی حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ اس فقرہ الہامی میں استعارہ ہے قرب و منزلت پر جو خدا اور اسکی مامور میں ہوتے ہے اور جو کیفیت اور طمانینت اور تسلی اور تشفی دلانے والے الفاظ الہامی انکے دل پر خدا کے جانب سے نازل ہوتے ہیں اور وہ متشابہات کے رنگ میں ہی ہوتے ہیں انمیں اکثر اسی قسم کے مجاز اور استعارہ کا رنگ پایا جاتا ہے۔ دیکھو ید اللہ فوق ایدیہم میں رسول کے ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ فرمایا اور یہ مجاز اور استعارہ ہے نہ اور کچھ یا بقول آپکے واقعی خدا کا ہی ہاتھ ہمارے جیسا ہاتھ یا رسول اللہ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ بنگیا تھا کیونکہ اگر مجاز اور استعارہ کے رنگ میں اسکو تسلیم نہ کیا جاوے تو آپکے منطق کے مطابق ہاتھ تو حادث چیز کا ہوتا ہے پھر خدا قدیم بھی حادث ہوا اور اگر ایک ہاتھ ثابت ہوا تو دوسرا ہاتھ خدا کا علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ہاتھ ہوگا پھر باقی جسم سر اور گردن کا ہونا لامحالہ لابدی ہے اسکو حسین اور بلے بے صاحب کے اعضا ظاہری پر قیاس کر لو اور پنجتن پاک علیہم السلام سے مکمل خدا بنا لو دل ماشاد و چشم ما روشن البتہ آپکا یہ لکھنا کہ خدا جسم اور جسمانی لوازم سے پاک ہے غلط ہو جاویگا اب دونوں صورتوں میں جونسی صورت اختیار کریں آپکا اختیار ہے۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں تشابہ تامہ ضرور نہیں ہوتے بلکہ جس چیز میں تشابہ بسبیل استعارہ منظور ہوتا ہے وہی مراد لیجاتی ہے جیسے زید کالاسد اب زید کا اسد کی مانند ہر چیز سے مشابہ ہونا لازمی نہیں بلکہ جو چیز اسد میں صفت مخصوص اور ممتاز یعنے دلاوری ہے اس سے استعارہ اور مجاز کے رنگ میں زید کالاسد کا معنے زید بہادر یا شجاع لیا جاتا ہے۔

سنو سنو غور سے سنو قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہا گیا (ومارمیت اذ رمیت ولاکن اللہ رمی)۔ کیا آپکے خیال میں خدا نے آکر کنکر اٹھا کر مارے تھے کنکر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مارے تھے اگر مجاز و استعارہ نہ لیا جاوے تو اللہ جلشانہ کا یہ کہنا (ولاکن اللہ رمی) العیاذ باللہ لغو ہوا کیونکہ خارج میں اسکی تصدیق نہیں ہو سکتی نہ خدا آیا نہ اوسنے کنکر ماری پھر الہامی فقرات ایسی ہے مجاز اور استعارہ کا رنگ اپنے ساتھ رکھتے ہیں جو خدائے حکیم اپنے مرسلوں اور ماموروں کی تسلی اور تشفی کے لئے نازل فرماتا ہے اور چونکہ عموماً وہ متشابہات کی قسم سے ہوتے ہیں اس لئے ان میں ایک پوشیدہ حکمت مضمر ہوتی ہے جو خدا خود جانتا ہے یا اگر حکمت الٰہی اسکی مقتضی ہو تو وہ مرسلین کو اسکی تفسیر یا تاویل بتلا دیتا ہے اور وہ جو راسخون فی العلم ہوتے ہیں وہ تو کل من عند اللہ پر ایمان رکھتے ہیں وما یعلم تاویلہ الا اللہ پر عمل کرتے ہیں۔ ہمارے مولوی صاحب الہامی کتابوں سے بھی بہت ناواقف ہیں توراۃ میں بنی اسرائیل کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے حضرت یعقوب کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے پھر واقعی وہ الہامی کلمات اسناد ولد پر دلالت کرتے ہیں اور حضرت یعقوب کو خدا نے بیٹا بنا لیا تھا اور اسرائیل خدا کی حقیقی اولاد تھے یا مجازی (فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم) کیا خدا حاجیوں کا باپ ہوتا ہے خدا کا اپنے ذکر کو ان کے باپ دادوں کی ذکر جیسا فرمانا اور مثال میں بیان کرنا کیا نتیجہ نکالتا ہے۔ مولانا صاحب اپنی منطق کے مطابق اس آیۃ کریمہ میں مشبہ مشبہ بہ کا محل قائم کرکے ہمکو ذرہ سمجھا دیویں اور اسکی تفسیر کرکے معنے بتلا دیں آپکی عنایت ہوگی (یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ) کیا جناب مولا علی المرتضےٰ علیہ السلام خارج میں ہارون بن گئے تھے یا ہارون سے انکی تشابہ تامہ تھی اسی کا نام مجاز اور استعارہ ہے۔ بندہ خدا تم عالم کہلاتے ہو تمکو سب سے زیادہ خدا سے ڈرنا چاہئے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء قرآن کھولو اور دلمیں تدبر کرو چھوڑو زید و عمر کے اقوال کو اور قرآن سے مدد لو خدا کا وعدہ ہے والذین جاہدوا فینا لنھدینھم سبلنا صراط المستقیم کی دعا کو عملاً کرکے بتلاؤ اور خاضع اور خاشع ایسے قرآن میں تدبر کرو اور خدا سے ہدایت کی توفیق مانگو اور کسی امام کی صداقت کے دریافت اور تحقیق منہاج ثبوت پر کرو یہ مت کہو کہ شیخ طوسی اور بابویہ قمی اسطرح لکھ گئے ہیں انکی کلام میں حقیقت کو اب تلاش نہ کرو اپنی نور معرفت جلا دینے کی کوشش کرو

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و مہتمم چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

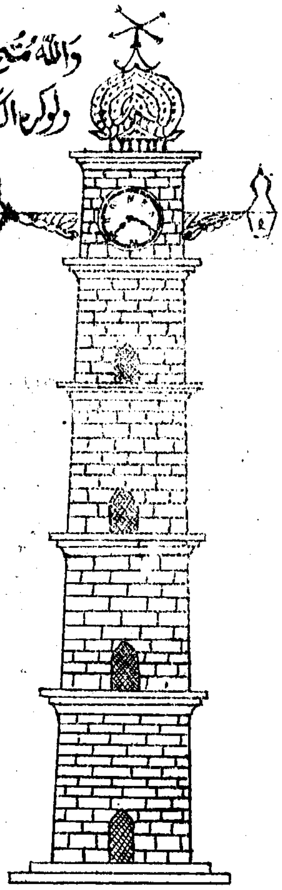

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیاں

چہ گویم باتو گرائی بہادر قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۴	مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء مطابق ۱۸ محرم روز شنبہ۔	جلد ۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

پس یہہ میری نیت اور غرض تھی چنانچہ جب میں نے اسکو شروع کیا اور جب یہ مصرع لکھا ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقا رہے۔ تو دوسرا مصرع الہام ہوا۔ اگر یہہ جڑ رہی سب کچھہ رہا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی میرے اس فعل سے راضی ہوا ہے۔ قرآن شریف تقوی ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علت غائی ہے اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اُس کی نمازیں بھی بیفائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں چنانچہ اسکی طرف اشارہ کرکے سعدی کہتا ہے

کلید در دوزخ است آن نماز
کہ در چشم مردم گذاری دراز

ریاءالناس کے لئے خواہ کوئی کام بھی کیا جاوے اور اس میں کتنی ہی نیکی ہو لیکن وہ بالکل بے سود اور اُلٹا عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے فقرا خدا تعالیٰ کیلئے عبادت کرنا ظاہر کرتے ہیں مگر دراصل وہ خدا کیلئے نہیں کرتے بلکہ مخلوق کیواسطے کرتے ہیں انہوں نے عجیب عجیب حالات ان لوگوں کے لکھے ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے لباس کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ سفید کپڑے پہنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ عزت میں فرق آئیگا۔ اور یہہ بھی جانتے ہیں کہ اگر میلے رکھیں گے تو عزت میں فرق آئیگا اسلئے امرا میں داخل ہونے کے واسطے یہہ تجویز کرتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنیں مگر اُن کو رنگ لیتے ہیں اور ایسا ہی اپنی عبادتوں کو ظاہر کرنیکے لئے عجیب عجیب راہیں اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً روزہ کے ظاہر کرنیکے واسطے جب وہ کسی کے ہاں کھانیکے وقت پہنچتے ہیں اور وہ کھانے کیلئے اصرار کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ آپ کھائیے میں نہیں کھاؤنگا مجھے کچھ عذر ہے اس فقرہ کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ مجھے روزہ ہے۔ اس طرح پر حالات اُن کے لکھے ہیں۔ پس دنیا کی خاطر اور اپنی عزت و شہرت کیلئے کوئی کام کرنا خدا تعالیٰ کی رضامندی کا موجب نہیں ہو سکتا اس زمانہ میں بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو رہی ہے کہ ہر ایک چیز اپنے اعتدال سے گر گئی ہے عبادات اور صدقات سب کچھ ریاکاری کیواسطے ہو رہے ہیں اعمال صالحہ کی جگہ چند رسوم نے لے لی ہے اسلئے رسوم کے توڑنے سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کوئی فعل یا قول قال اللہ اور قال الرسول کی خلاف اگر ہو تو اُسے توڑا جائے۔ جبکہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور ہمارے سب اقوال و افعال اللہ تعالیٰ کے نیچے ہونے ضروری ہیں پہ ہم دنیا کی پرواکیوں کریں جو فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ اُسکو دور کر دیا جاوے اور چھوڑا جاوے جو حدود الہٰی اور وصایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہوں اُنپر عمل کیا جاوے کہ احیاء سنت اسی کا نام ہے۔ اور جو امور وصایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہ ہوں اور نہ اُنمیں ریاکاری مدنظر ہو بلکہ بطور اظہار شکر و تحدیث بالنعمۃ ہوں تو اُس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

ہمارے علماء تو یہانتک بعض اوقات مبالغہ کرتے ہیں کہ میں نے سنا ایک مولوی نے ریل کی سواری کے خلاف فتویٰ دیا اور ڈاکخانہ میں خط ڈالنا بھی وہ گناہ بتاتا تھا۔ اب یہانتک جن لوگوں کی حالت پہنچ جاوے اُن کے پاگل یا نیم پاگل ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ یہ حماقت ہے دیکھنا یہ چاہئے کہ میرا فلاں فعل اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے موافق ہے یا خلاف ہے اور جو کچھ میں کر رہا ہوں یہ کوئی بدعت تو نہیں اور اس سے شرک تو لازم نہیں آتا اگر ان امور میں سے کوئی بات نہو اور فساد ایمان پیدا نہو تو پھر اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کا لحاظ رکھہ لے میں نے بعض مولویوں کی نسبت ایسا بھی سنا ہے کہ صرف و نحو وغیرہ علوم کے پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں اور اُسکو بدعت قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ علوم نہ تھے یہ پیچھے سے نکلے ہیں۔ ایسا ہی بعض نے توپ یا بندوق کے ساتھ لڑنا بھی گناہ قرار دیا ہے ایسے لوگوں کے احمق ہونے میں شک کرنا بھی غلطی ہے قرآن شریف

تو فرماتا ہے کہ جیسی طیاری وہ کریں تم بھی ویسی ہی طیاری کرو یہ مسائل دراصل اجتہادی مسائل ہیں اور انہیں نیت کا بہت بڑا دخل ہے غرض ہمارا یہ فعل اللہ تعالیٰ جانتا ہے محض اس کی شکر گزاری کے اظہار کیلئے ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہاں کوئی کام ہوتا ہے اور جو لوگ حسن ظن سے کام نہیں لیتے یا اسرار شریعت سے ناواقف ہوتے ہیں بعض وقت انکو ابتلا آجاتا ہے اور وہ کچھ کا کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کہانیاں سُنا رہے ہیں اسوقت اگر کوئی نادان اور نااہل آپکو دیکھے اور آپکے اغراض کو مدنظر نہ رکھے تو اُس نے ٹھوکر ہی کھانی ہے یا ایک مرتبہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے اور دوسری بیوی نے آپکے لئے شوربے کا پیالہ بھیجا تو حضرت عائشہ نے اس پیالہ کو گرا کر پھوڑ دیا۔ اب ایک ناواقف حضرت عائشہ کے اس فعل پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے افعال پر نظر نہیں کرتا ایسے امور پیش آتے ہیں جو دوسرے علم نہ رکھنے کیوجہ سے انپر اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ اعتراض سے پہلے انسان کو چاہئے کہ حسن ظن سے کام لے اور چند روز تک صبر سے دیکھے پھر خود بخود حقیقت کھل جاتی ہے کچھ عرصہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت مہمان آئی اور ان دنوں میں کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ چند بیبیوں سے نماز ساقط ہوگئی تھی اُس نے کہا کہ یہاں کیا آنا ہے کوئی نماز ہی نہیں پڑھتا حالانکہ وہ معذور تھیں اور عنداللہ انپر کوئی مواخذہ نہ تھا۔ مگر اُس نے بغیر دریافت کئے اور سوچے ایسا کہدیا تزکیہ دل میں ہوتا ہے بغیر اس کے کچھ نہیں بنتا۔

حالانکہ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے گھر میں اسقدر التزام نماز کا ہے کہ جب پہلا بشیر پیدا ہوا تھا اسکی شکل مبارک سے بہت ملتی تھی وہ بیمار ہوا اور شدت سے اسکو بخار چڑھا ہوا تھا یہانتک کہ اُسکی حالت نازک ہوگئی اسوقت نماز کا وقت ہوگیا تو انہوں نے کہا کہ میں نماز پڑھ لوں ابھی نماز ہی پڑھتے تھے کہ وہ بچہ فوت ہوگیا نماز سے فارغ ہو کر مجھ سے پوچھا کہ کیا حال ہے! میں نے کہا کہ اسکا تو انتقال ہوگیا اسوقت میں نے دیکھا کہ انہوں نے بڑی شرح صدر کے ساتھ کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وقت میرے دل میں ڈالا گیا کہ اللہ تعالیٰ انکو نہیں اُٹھائیگا جب تک اس بچہ کا بدلہ نہ دے لے چنانچہ اس کے فوت ہونے کے قریباً چالیس دن بعد محمود پیدا ہوا اور اُس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بچے پیدا ہوئے۔

غرض ظنون فاسدہ والا انسان ناقص الخلقت ہوتا ہے چونکہ اس کے پاس صرف رسمی امور ہوتے ہیں اسلئے نہ اسکا دین درست ہوتا ہے نہ دنیا ایسے لوگ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نماز کے مطالب سے ناآشنا ہوتے ہیں اور ہرگز نہیں سمجھتے کہ کیا کر رہے ہیں نمازیں تو ٹھونگیں مارتے ہیں لیکن نماز کے بعد دعا میں گھنٹہ گھنٹہ گذار دیتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ نماز جو اصل دعا کے لئے ہی اور جسکا مغز ہی دعا ہے اسمیں وہ کوئی دعا نہیں کرتے۔ نماز کے ارکان بجائے خود دعا کیلئے محرک ہوتے ہیں۔ حرکت میں برکت ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیٹھے بیٹھے کوئی مضمون نہیں سوجھتا جب ذرا اُٹھ کر پھرنے لگے ہیں تو مضمون سوجھ گیا ہے۔

اسطرح پر سب اعمال کا حال ہے اگر انکی اصلیت کا لحاظ اور مغز کا خیال نہ ہو تو وہ ایک رسم اور عادت رہ جاتی ہے اس طرح روزہ میں خدا کیواسطے نفس کو پاک رکھنا ضروری ہے لیکن اگر حقیقت نہو تو پھر یہ رسم ہی رہ جاتی ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل پر خوش نہیں ہوتا اور اس کا عملی اظہار نہیں کرتے وہ مخلص نہیں ہیں میرے خیال میں اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے فضل پر سال بھر تک گاتا رہے تو وہ سال بھر ماتم کرنیوالے سے اچھا ہے۔

جو امور قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہوں یا ان میں شرک یا ریا ہو۔ اور انمیں اپنی شیخی دکھائی جاوے وہ امور اثم میں داخل ہیں اور منع ہیں۔

دف کیساتھ شادی کا اعلان کرنا بھی اسی لئے ضروری ہے کہ آئندہ اگر جھگڑا ہو تو ایسا اعلان بطور گواہ ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی شخص نسبت اور ناطہ پر شکر وغیرہ اسلئے تقسیم کرتا ہے کہ وہ ناطہ پکا ہو جاوے تو گناہ نہیں ہے لیکن اگر یہ خیال نہو۔ بلکہ اس سے مقصد صرف اپنی شہرت اور شیخی ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہوتے۔

اسی طرح میرے نزدیک باجے کی بھی حلت ہے اسمیں کوئی امر خلاف شرع نہیں دیکھتے بشرطیکہ نیت میں خلل نہ ہو نکاحوں میں بعض وقت جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور وراثت کے مقدمات ہو جاتے ہیں جب اعلان ہوگیا ہوا ہوتا ہے تو اسے مقدمات کا انفصال سہل اور آسان ہو جاتا ہے اگر نکاح گم صم ہو گیا اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ تو پھر وہ تعلقات بعض اوقات قانوناً ناجائز سمجھے جاکر اولاد محروم الارث قرار دیدی جاتی ہے ایسے امور صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہیں کیونکہ ان سے شرع کے قضایا فیصل ہوتے ہیں یہ لڑکے جو پیدا ہوتے رہتے ہیں بعض وقت انکے عقیقہ پر ہمنے دو دو ہزار آدمی کو دعوت دی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری غرض اس سے یہی تھی کہ تا اس پیشگوئی کا جو ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے کیگئی تھی۔ بخوبی اعلان ہو جاوے۔

بدظنی سے حبط اعمال ہو جاتا ہے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھونگا ایکبار وہ دریا پر گیا تو اُس نے دیکھا کہ ایک جوان عورت ہے اور ایک مرد بھی اُس کے ساتھ ہے اور دونوں بڑی خوشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں اُسنے دعا کی کہ الٰہی! میں اس شخص سے تو بہتر ہوں کیونکہ اُس نے حیا چھوڑ دیا ہے۔ اتنے میں کشتی آئی اور وہ اسمیں سوار ہوگئے۔ سات آدمی تھے وہ غرق ہوگئے۔ وہ شخص جسکو اسنے شرابی سمجھا تھا دریا میں کود پڑا اور چھ کو بچالایا اور ایک باقی رہا تو اسکو مخاطب کرکے کہا کہ تو نے ایسا گمان کیا تھا۔ اب ایک باقی ہے اسے نکال لا۔ اسوقت اسنے سمجھا کہ یہہ تو مجھے ٹھوکر لگی۔ آخر اس سے اصل معاملہ پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تیرے لئے خدا کا مامور ہوں یہ عورت میری والدہ ہے اور جسکو تو شراب کہتا ہے یہ اس دریا کا پانی ہے اور یہاں میں خدا تعالیٰ کے حکم سے بیٹھا ہوں۔

غرض حسن ظن بڑی عمدہ چیز ہے انکو ہاتھ نہیں دینا چاہئے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام پر اُسکا شکر کرنا کبھی ناجائز نہیں ہو سکتا جبتک کہ محض اُسکی رضا ہی مطلوب ہو اور دنیا کی شیخی اور نمود غرض نہ ہو۔

مقرب کامل

قرب الٰہی کی اقسام ثلاثہ بیان کرتے ہوئے تیسرے قسم کے قرب کے ذکر پر یہہ سوال کیا گیا ہے کہ یہہ مرتبہ کس کیلئے میسّر ہے اور کون اس کامل درجہ قرب سے موسوم ہے!

اس کا جواب یہ ہے کہ یہہ اسی کو میسّر آتا ہے کہ جو الوہیت وعبودیت کے دونوں قوسوں کے بیچ میں کامل طور پر ہو کر دونوں قوسوں سے ایسا شدید تعلق پکڑتا ہے کہ گویا ان دونوں کا عین ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کو بکلی درمیان سے اُٹھا کر آئینہ صاف کا حکم پیدا کر لیتا ہے اور وہ آئینہ دو جہتیں ہونیکی وجہ سے ایک جہت سے صورت الٰہیہ بطور ظلی حاصل کرتا ہے اور دوسری جہت سے وہ تمام فیض حسب استعداد طبائع مختلفہ اپنے مقابلین کو پہنچاتا ہے اسیکی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثمّ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ پھر نزدیک ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ سے) پھر نیچے کیطرف اُترا (یعنی مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے نزول کیا پس اسی جہت سے کہ وہ اوپر کیطرف صعود کرکے انتہائے درجہ قرب تام کو پہنچا اور اسمیں اور حق میں کوئی حجاب نہ رہا اور پھر نیچے کیطرف اُس نے نزول کیا اور اسمیں اور خلق میں کوئی حجاب نہ رہا یعنے چونکہ وہ اپنے صعود اور نزول میں اتم واکمل ہوا اور کمالات انتہائیہ تک پہنچ گیا اس لئے دو قوسوں کے بیچمیں یعنے وتر کی جگہ میں جو قطر دائرہ ہے اتم واکمل طور پر اسکا مقام ہوا بلکہ وہ قوس الوہیت اور قوس عبودیت کیطرف اس سے بھی زیادہ تر خیال وگمان وقیاس میں نہیں آسکتا نزدیک ہوا مثلاً صورت

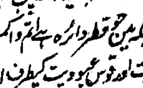

اُن دو قوسوں کی یہ ہے اس شکل میں جو خط مرکز دائرہ کو قطع کرتا ہے جو قطر دائرہ ہے یہی قاب قوسین یعنے دونوں قوسوں کا وتر ہے جاننا چاہئے کہ دونوں قسم وجود واجب اور ممکن کی ایک ایسے دائرہ کیطرح ہیں کہ جو خط گذرندہ بر مرکز سے دونوں قوسوں پر منقسم ہو وہی خط جو قطر دائرہ ہے جسکو قرآن شریف میں قاب قوسین سے تعبیر کیا ہے اور عام بول چال علم ہندسہ میں اُس کو وتر قوسین کہتے ہیں وہ ذات مفیض اور مستفیض میں بطور برزخ واقع ہے کہ جو اپنے اخص کمال میں جو انتہائے درجہ کمالات کا ہے مخشہ مرکز دائرہ سے جو وتر قوس کا درمیانی نقطہ ہے مشابہت رکھتا ہے یہی نقطہ تمام کمالات انسان کامل کا دل ہے جو قوس الوہیت وعبودیت کی طرف بخطوط مساوی نسبت رکھتا ہے اور یہی نقطہ ارفع نقاط اُن خطوط عمودیہ کا ہے جو محیط سے قطر دائرہ تک کھینچ جائیں۔ اگرچہ وتر قوسین اور بہت سے ایسے نقاط سے تالیف یافتہ ہے جو درحقیقت کمالات روحانیہ صاحب وتر کے صور محسوسہ ہیں لیکن بجز ایک نقطہ

مرکز اُس کمال کی ضرورت ہے کہ جو جمعیت وتر کو بہ نسبت جمیع دوسرے کمالات کے اعلیٰ و ارفع و اخص و ممتاز طور پر حاصل ہے جسمیں حقیقی طور پر مخلوق میں سے کوئی اُسکا شریک نہیں ہاں اتباع و پیروی سے ظلّی طور پر شریک ہو سکتا ہے اب جاننا چاہئے کہ در اصل اُسی نقطہ وسطی کا نام حقیقت محمدیّہ ہے جو اجمالی طور پر جمیع حقائق عالم کا منبع و اصل ہے اور در حقیقت اُسی ایک نقطہ سے خط وتر انبساط و امتداد پذیر ہوا ہے اور اُسی نقطہ کی روحانیت تمام خط وتر میں ایک ہویّت ساریہ ہے جسکا فیض اقدس اس سارے خط کو تعیّن بخش ہو گیا ہے۔ عالم جسکو متصوفین اسماء اللہ سے تعبیر کرتے ہیں اُس کا اول و اعلیٰ مظہر جس سے وہ علی وجہ التفصیل صدور پذیر ہوا ہے۔ یہی نقطہ درمیانی ہے جسکو اصطلاحات اہل اللہ میں نفسی نقطہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ نام رکھتے ہیں اور فلاسفہ کی اصطلاحات میں عقل اول کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور اس نقطہ کو دوسرے تمام نقاط کیطرف وہی نسبت ہے جو اسم اعظم کو دوسرے اسمائے الہٰیّہ کیطرف نسبت واقع ہے غرض سرچشمہ رموز غیبی و مفتاح کنوز لاریبی اور انسان کامل دکھلانے کا آئینہ یہی نقطہ ہے اور تمام اسرار مبدء و معاد کی علت نمائی اور ہر یک زیر و بالا کی پیدائش کی لمیّت یہی ہے جسکے تصوّر سے بالکنہ و تصوّر بکنہ سے تمام عقول و اوہام بشریہ عاجز ہیں اور جسطرح ہر ایک خدا تعالیٰ کی حیات سے مستفاض اور ہر یک وجود اُس کے وجود سے ظہور پذیر اور ہر یک تعیّن اس کے تعین سے خلعت پوش ہے۔ ایسا ہی نقطہ محمدیّہ جمیع مراتب اکوان اور خطہ امکان پر باذنہ تعالیٰ حسب استعدادات مختلفہ و طبائع متفاوتہ موثر ہے۔ اور چونکہ یہ نقطہ جمیع مراتب الٰہیہ کا ظلّی طور پر اور جمیع مراتب کونیہ طبعی اور اصلی طور پر جامع بلکہ انہیں دونوں کا مجموعہ ہے اس لئے ہر یک مرتبہ کونیہ پر جو عقول و نفوس کلیہ و جزئیہ مراتب طبعیہ الی الآخر تنزلات وجود سے مراد ہے اجمالی طور پر احاطہ رکھتا ہے ایسا ہی ظلّ الوہیت ہونیکی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اسکو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنے اصل سے ہوتی ہے اور امہات صفات الٰہیہ یعنے حیوۃ علم ارادہ قدرت سمع بصر کلام معہ اپنے جمیع فروع کے اتم و اکمل طور پر اسمیں انعکاس پذیر ہیں۔ اس نقطہ مرکز کو جو برزخ بین اللہ و بین الخلق ہے یعنے نفسی نقطہ سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مجرد کلمۃ اللہ کے مفہوم تک محدود نہیں کر سکتے جیسا کہ مسیح کو اسی نام سے محدود کیا گیا ہے کیونکہ یہ نقطہ محمدیّہ ظلّی طور پر مستجمع جمیع مراتب الوہیّت ہے اسیوجہ سے تمثیلی بیان میں حضرت کو ابن تشبیہ دی گئی ہے باعث اسی نقصان کے جو اُن میں باقی رہ گیا ہے کیونکہ حقیقت عیسویہ مظہر اتم صفات الوہیّت نہیں ہے بلکہ اسکی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے برخلاف حقیقت محمدیّہ کے کہ وہ جمیع صفات الٰہیہ کا اتم و اکمل مظہر ہے جسکا ثبوت عقلی و نقلی طور پر کمال درجہ پر پہنچ گیا ہے سو اسیوجہ سے تمثیلی بیان میں ظلّی طور پر خدائے قادر ذوالجلال سر آنحضرت کو آسمانی کتابوں میں تشبیہ دی گئی ہے جو ابن کیلئے بجائے آب ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کا اضافی طور پر ناقص ہونا اور قرآنی تعلیم کا سب الہامی تعلیموں سے اکمل و اتم ہونا وہ بھی درحقیقت اسی بنا پر ہے کیونکہ ناقص پر ناقص فیضان ہوتا ہے اور اکمل پر اکمل۔

اور جو تشبیہات قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظلّی طور پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں اُن میں سے ایک یہی آیت ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ثم دنا فتدلّی فکان قاب قوسین او ادنیٰ** یعنے وہ (حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ترقیات کاملہ قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے واقع ہے بلکہ اس سے نزدیک تر اب ظاہر ہے کہ وتر کی طرف اعلیٰ میں قوس الوہیت ہے سو جبکہ نفس پاک محمدی اپنے شدت قرب اور نہایت درجہ کی صفائی کی وجہ سے وتر کی حد سے آگے بڑھا اور دریائے الوہیت سے نزدیک تر ہوا تو اس ناپیدا کنار دریا میں جا پڑا اور الوہیت کے بحر اعظم میں ذرّہ بشریت گم ہو گیا اور یہ بڑھنا نہ مستحدث اور جدید طور پر بلکہ وہ ازل سے بڑھا ہوا تھا اور ظلّی اور مستعار طور پر اسبات کے لائق تھا کہ آسمانی صحیفے اور الہامی تحریریں اسکو مظہر اتم الوہیت قرار دیں اور آئینہ حق نما اسکو ٹھہرادیں یہ دوسری آیت قرآن شریف کی جسمیں یہی تشبیہ نہایت اصفیٰ و اجلیٰ طور پر دیکھی ہے یہ ہے **ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم** یعنی جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ہے جو انکے ہاتھوں پر ہے واضح ہو کہ جو لوگ آنحضرت سے بیعت کرتے تھے وہ آنحضرت کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کیا کرتے تھے اور مردوں کیلئے یہی طریق بیعت کا ہے سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے بطریق مجاز آنحضرت کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس ہی قرار دیدیا اور اُنکے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہ کلمہ مقام جمع پر ہے جو بوجہ نہایت قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بولا گیا ہے اور اسی مرتبہ جمع کیطرف جو محبت تامہ و طرفین پر موقوف ہے اس آیت میں بھی اشارہ ہے **ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی** یعنی تو نے نہیں چلایا خدا نے ہی چلایا جبکہ تو نے چلایا ایسا ہی یہ اشارہ اس دوسری آیت میں پایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا** یعنے انکو کہدے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر اسراف کیا (یعنے ارتکاب کبائر کیا) تم خدا کی رحمت سے نومید مت ہو وہ تمہارے سب گناہ بخشدیگا اب ظاہر ہے کہ بنی آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو بندے نہیں ہیں بلکہ سب نبی وغیرہ نبی خدا تعالیٰ کے بندے ہیں لیکن چونکہ آنحضرت کو اپنے مولا کریم سے قرب اتم یعنے تیسرے درجہ کا قرب حاصل تھا سو یہ سخن بھی مقام جمع کر سرزد ہوا اور مقام جمع قاب قوسین کا مقام ہے جسکی تفاصیل کتب تصوّف میں موجود ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مقام جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت کے ایسے رکھدئے جو خاص اُسکی صفتیں ہیں جیسا کہ آنحضرت کا نام محمد رکھا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے مگر ظلّی طور پر آنحضرت کو دی گئی ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت جسنے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤف اور رحیم جو خدا تعالیٰ کے نام ہیں ان ناموں سے بھی آنحضرت پکارے گئے ہیں اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت مظہر اتم الوہیت ہیں اور انکا کلام خدا کا کلام اور انکا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت ہے **قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جلشانہ اور قرآن اور آنحضرت ہیں اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو کیونکر شامل کر لیا اور آنحضرت کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان معہ اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اُسکی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ہو گئیں اور اُسکے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی اسی جامعیت تامہ کی وجہ سے سورۃ آل عمران جزو تیسری میں مفصل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالیت شان خاتم الرسل پر جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور انکی اس عظمت و جلالیت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو اسیوجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جسقدر نبی و رسول گذرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیت آنحضرت کا اقرار کرتے آئے ہیں اور حضرت موسیٰ نے توریت میں یہ بات کہکر کہ خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے اُنپر چمکا صاف جتلا دیا کہ جلالیت الٰہی کا ظہور فاران پر آکر اپنے کمال کو پہنچ گیا اور آفتاب صداقت کی پوری پوری شعاعیں فاران پر ہی آکر ظہور پذیر ہوئیں اور وہی توریت ہمکو یہ بتلاتی ہے کہ فاران مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے جسمیں حضرت اسماعیل علیہ السلام جدّ امجد آنحضرت کی سکونت پذیر ہوئی اور یہی بات جغرافیہ کے نقشوں سے بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں بجز آنحضرت کوئی رسول نہیں اُٹھا سو دیکھو حضرت موسیٰ نے کیسی صاف صاف شہادت دی گئی ہے کہ وہ آفتاب صداقت جو فاران کے پہاڑ سے ظہور پذیر ہو گا اُسکی شعاعیں سب سے زیادہ تیز ہیں اور سلسلہ ترقیات نور صداقت اُسکی ذات جامع برکات

مختصر نوٹ اور نکات

دُنیا کی ہر ایک شے کو ناقص اور محدود دیکھ کر دانشمند آدمی کا یقین حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ ضرور ان محدود الوجود اور ناقص فی الذات اشیاء کا کوئی خالق ہے اور جو ان اشیا موجودات سے وراء الورا اور فوق الفوق اور صاحب عرش عظیم زبردست اور غیر محدود قوتوں اور طاقتوں والا ہے جس نے اپنی قدرت اور حکمت سے یہ عالم بنایا ہے۔ اور اپنی دانائی سے ہر ایک چیز کو خاص خاص صفات و عوارض و حدود و قیود کر مقید کیا۔ محدود اشیاء کے ملاحظہ سے اس لا محدود کی ضرورت ثابت ہوتی ہے جس کی ذات سب سے بالاتر اور نرالی بے عیب اور قدوس ہے نقص و عیب کو وہاں راہ نہیں وہ الحی القیوم ذات ہے جسکے سہارے سے ذرہ ذرہ کا وجود اور بقا ہے اور ضرور وہ ایک ہی کیونکہ ایک سے زیادہ وجود غیر محدود ہونے ممکن نہیں ذات و صفات میں غیر محدود وہستی ایک ہی ہوسکتی ہے اور ضرور ایک ہی ہے۔

اس سے بڑھ کر دنیا کی بدقسمتی اور محرومی اور کیا ہوگی کہ بعض ابناء دنیا الہام کے لفظ کو ملتبس کرنا چاہتے ہیں اور ہر سوچ و فکر کے نتیجہ کو قطع نظر اس کے کہ وہ ایک قطاع الطریق اور ڈاکو کے منصوبے یا ایک خونخوار انسان کے مکر و حیل ہوں الہام کہدیتے ہیں یا خیالی امور کا نام الہام رکھتے ہیں۔ ایسے ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھنا کلام الہی کی بے حرمتی اور ہتک ہے یہہ جرأت اور شوخی وہی لوگ کرتے ہیں جنکو اس سچے خدا کی خبر نہیں جو اپنے خاص اور لذیذ مکالمہ سے دلوں کو تسلی دیتا اور ناواقفوں کو روحانی علوم کی معرفت بخشتا ہے۔ الہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا اپنے ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اُس کے ساتھ جسکو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے **ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے** جب یہ مکالمہ اور مخاطبہ کافی اور تسلی بخش سلسلہ کے ساتھ شروع ہو جاوے اور اسمیں خیالات فاسدہ کی تاریکی نہو اور نہ غیر مکتفی اور چند بے سروپا لفظ ہوں اور کلام لذیذ اور پر حکمت اور پرشوکت ہو تو وہ خدا کا کلام ہے جس سے وہ اپنے بندہ کو تسلی دینا چاہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے اُس وقت جو خطبہ پہلے پہل آپنے مدینہ میں پڑھا ہے وہ نہایت ہی قابل غور ہے ہم اُس کا ترجمہ یہاں دیتے ہیں اُسکو بغور پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کسطرح پر آپنے آخرت کی رغبت اور شفقت علی خلق اللہ کی ہدایت فرمائی ہے اور کس طرح پر خدا تعالیٰ کی عظمت اور محبت کے پیدا کرنے کی راہ تعلیم فرمائی ہے یعنی بہر حال اس کا ترجمہ یہہ ہے

اے لوگو! قبل اسکے کہ تم اس جہان کو چھوڑ و نیک اعمال کا ذخیرہ اپنے آگے بھیجو یقین جان لو بخدا ہر ایک شخص تم میں کو بالضرور ایک خوفناک بلا میں پڑنے والا ہے اور بیشک دنیا کو اس طرح پر چھوڑنے والا ہے جیسے کوئی بکریوں کو اپنے محافظ بغیر چھوڑ دے۔ اور بیشک خدا ہر ایک سے ایسے طور پر کہ نہ اسکے لئے کوئی ترجمان ہوگا اور نہ روک ٹوک کرنیوالا دربان یعنی گویا مُنہ در مُنہ پوچھے گا کہ ہمارا کوئی پیغمبر تیرے پاس نہیں آیا تھا۔ اور ہمنے ہمارے احکام تجھکو نہیں پہنچائے تھے؟ اور کیا ہمنے تجھکو بہت سا مال عطا نہیں فرمایا تھا۔ (تا کہ ہماری راہ میں دے) اور تجھپر اپنا فضل اور احسان نہیں کیا تھا۔ (تا کہ اپنے بنی نوع کے ساتھ مروت اور سلوک سے پیش آئے) پس بتا تو نے کیا چیز آگے بھیجی تھی پس یقیناً اسوقت انسان دائیں بائیں دیکھے گا اور کوئی چیز دکھائی ندیگی جسکو بتا سکے پھر سامنے کی طرف نظر کریگا اور ادھر بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔

پس جس سے ہوسکے اپنے تئیں اس آگ سے بچالے خواہ کھجور کی گٹھلی کا ایک ٹکڑا ہی دیکر کیوں نہ بچائے۔ اور جسکو اتنی بھی توفیق نہو تو کسی کے حق میں کوئی کلمہ خیر ہی کہے یا اسے بھلائی کی بات بتائے کیونکہ بیشک آخرت میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا بلکہ سات سو گنے تک دیا جاویگا۔ خدا کی سلامتی اور رحمت اور برکت تم سب پر ہو۔

تقویٰ کے معنے ہیں خوف الہی کا طالب ہونا اور اُسی سے ڈر کر اُسکی رضا کے مطابق کرنا نہ تکبر رعونت اور خودنمائی کے تقاضاؤں کے مطابق نہ دنیاداری۔ رسم پرستی اور ہوا و ہوس یا کسی شہوت کے مطابق نہ کسی دنیاوی شخص سے ڈرنا نہ کسی نقصان یا مصیبت کے خوف سے تکیہ کرنا بلکہ ہر حال اور قال میں اللہ کی رضا کا طالب ہونا اور اُسی سے ڈرتے رہنا اور حق پر استقامت رکھنا یہ تقویٰ ایک عجیب نور ہے اور اسی پر تمام ترک دنیا و ترک شہوات منحصر ہے اور یہی تمام نیک اعمال اور خدا پرستی کی بنیاد ہے پس جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی مخلصی کا راستہ خود پیدا کردیتا ہے یعنی اگر کسی وقت میں حق گوئی اور خدا ترسی کی وجہ کر شریر لوگ اوس کے دشمن بنکر اُسکو تکلیف دینا اور ذلیل و خوار کرنا چاہیں تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ خود بخود خلاصی کی صورتیں پیدا کردیتا اور اُس کا متکفل اور والی بنکر نئے نئے طریق سے اُسکو رزق پہنچاتا رہتا ہے یعنی اگر دنیا پرست اور بدمعاش لوگ اُسکو رزق سے تنگ کرنا چاہیں اور جو جو ظاہرا صورت اس کے معاش کی ہو اُسکو بند کردیں تو اللہ تعالیٰ خود کسی نئے طریق سے رزق پہنچانا شروع کردیتا ہے۔

ان اللہ مع المتقین تحقیق اللہ متقیں کے ساتھ ہے ان اللہ مع المحسنین تحقیق اللہ محسنین کے ساتھ ہے۔ ان اللہ مع الصابرین تحقیق اللہ صابرین کے ساتھ ہے یعنی اللہ مومنین محسنین اور صابرین کا رفیق و غمگسار اور یار و وفادار بنجاتا ہے ہر حال و قال میں اُنکے ساتھ رہتا شریروں کی شرارت اور نفس کی خباثت سے اُنکو بچاتا دکھ اور درد کے وقت میں اطمینان دیکر غم غلط کرتا ہر غلطی اور خطا کے وقت انکو طرح طرح سے آگاہ کردیتا اور اُن کو اخلاقی اور دینی معاملات میں عجیب استقامت ہمت اور شجاعت عطا فرماتا ہے الغرض جب اللہ ساتھ ہے تو سمجھ لو کہ کیا کچھ اس کے ہاتھ ہے۔

ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین تحقیق اللہ تائب اور طاہر لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ توابین کے معنے ہیں بہت توبہ کرنے والے جو شخص اپنی خطا اور غلطی پر آگاہ ہوکر فوراً پشیمان ہوں اور آئندہ کیواسطے اُس سے باز آجائیں تو اُن کو تائبین کہتے ہیں اور توابین تفضیل ہے تائبین کی یعنی بہت توبہ کرنیوالے یعنی وہ لوگ جنکے دلوں میں ایک بدی کے خیال اور ارادہ کے ساتھ ہی خوف ندامت اور درد پیدا ہوکر فوراً فعل سے پہلے ہی باز آجائیں۔ غلطیاں ہمیشہ انسان سے سہواً یا عمداً طور سے ہوتی رہتی ہیں لیکن سعید لوگ فوراً اُن سے نادم ہوکر باز آتے رہتے ہیں متطہرین کے معنے ہیں پاک اور صاف رہنے والے یعنی وہ لوگ جو اپنے جسم اور روح کو ہر قسم کی غلاظت اور عیب سے پاک و صاف کرتے رہتے ہیں پس اللہ تعالیٰ تواب اور متطہر لوگوں کو دوست رکھتا ہے محبت الہی کے جو نتائج ہیں۔ وہ کیا ہیں ذوق شوق پیدا ہوتا۔ نور عرفان اور اللہ کی معیت و رفاقت حاصل ہونا خواب مکاشفات اور الہامات ہیں اوس محبوب کے پیغام پہنچتے اور ایمان و ایقان میں روز بروز ترقی ہوتی اور بشارات ملکر حق الیقین کی منازل طے ہوتی۔

علیھم صلوٰۃ من ربھم و رحمۃ و اولئک ھم المھتدون یہ آیت صابرین کی نسبت ہے جو لوگ مصیبت کے وقت یہ کہکر چپ ہو رہتے ہیں کہ ہم اللہ کیواسطے ہیں اور جو کچھ ہمارا ہے وہ تمام اللہ کا ہے ہمیں اللہ کی طرف پہنچنا ہے اون پر اون کے رب کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص فیوض۔ انعامات اور رحمت کے مورد ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہبری اور رہنمائی اُن کے شامل حال ہوتی ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاخرۃ تحقیق جن لوگوں نے یہ قرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اوس قول پر قایم ہوگئے یعنی تمام اپنا حال و قال اُس اقرار کے مطابق بنالیا یعنی تمام دنیا پرستی۔ ریاکاری۔ فریب ظلم اور بدذاتی کو چھوڑ کر اللہ کی رضا پر پورے طور سے قایم ہوگئے۔ اوسی کو اپنا رزاق قرار دے لیا کبھی کسی خوف اور اندیشہ سے اُن کا دل اس ایمان اور یقین سے متزلزل نہیں ہوا اون لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کھاؤ اور جس بہشت کا تمکو وعدہ دیا گیا تھا اس کی بشارت لو۔ اور ہم دنیا و آخرت میں تمہارے رفیق ہیں۔ تنزیل ملائکہ کا ایک عجیب سلسلہ ہے جو رویائے صادقہ مکاشفات اور الہامات کی صورتمیں ہمیشہ متقی اور مومن لوگوں پر ظاہر ہوتا رہتا انکو ہر قسم کے خوف اور حزن سے نجات دیتا اور دنیا میں بھی بہشتی زندگی کے سامان پیدا کردیتا ہے۔

دربارِ شام

۱۱- اپریل ۱۹۰۳ء

اصل میں ایمان کے کمال تام کا ذریعہ الہامات صحیحہ اور پیشگوئی ہوتے ہیں۔ ایمان کبھی قصوں کہانیوں سے ترقی نہیں پکڑ سکتا۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ انسان جس مذہب میں پیدا ہوتا ہے جس راہ و رسم کا پابند اپنے آباؤ اجداد کو پاتا ہے اکثر اُسی کا پابند ہوا کرتا ہے۔ اگر ایک بت پرست کے گھر میں پیدا ہوا ہو تو بت پرستی ہی اُس کا شیوہ ہوگا۔ اور اگر ایک عیسائی کے ہاں اس نے تربیت پائی ہے تو وہی خو بو اسمیں پائی جاویگی مگر اس کے مسائل اور اُس کی بنیاد عقاید کا بہت سا حصہ ایسا ہوتا ہے کہ اُسکی عقل و فہم میں کچھ بھی نہیں آیا ہوتا صرف لکیر کا فقیر ہوتا ہے۔ بچپن اور اوایل عمر میں تو کیا کوئی ان مذاہب کی حقیقت سے آگاہ ہوگا۔ عیسویت کے حامی تو اگر ان سے کوئی پوری تعلیم کا پورا جوان عاقل بالغ بھی ان کی تثلیث کے راز کو پوچھے تو کہدیتے ہیں کہ یہ راز ہے جو ایشیائی دماغ کی بناوٹ کے لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے اور یہی حال بت پرست کا ہے ہاں البتہ اسلام ایک دنیا میں ایسا مذہب ہے کہ جسکے عقاید ایسے ہیں کہ انسان اُنکو سمجھ سکتا ہے اور وہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں اسلام کے مسائل ایسے ہیں کہ کسی خاص دماغ یا عقل کے واسطے خاص نہیں بلکہ وہ تمام دنیا کے واسطے یکساں ہیں اور ہر ایک کی سمجھ میں آسکتے ہیں مگر وہ زندہ ایمان کہ جس سے انسان خدا کو گویا دیکھ لیتا ہے اور وہ نور جس سے انسان کی آنکھ کھل کر اسکو ایقان تام حاصل ہو جاوے وہ صرف الہام ہی پر منحصر ہے۔ الہام سے انسان کو ایک نور ملتا ہے جس سے وہ ہر تاریکی سے مبرا ہو جاتا ہے۔ اور ایک قسم کا اطمینان اور تسلی اُسے ملتی ہے۔ اُس کا نفس اُسی دن سے خدا میں آرام پانے لگتا ہے۔ اور ہر گناہ فسق فجور سے اُسکا دل ٹھنڈا ہوتا جاتا ہے۔ اُس کا دل امید اور بیم سے بھر جاتا ہے اور خدا کی حقیقی معرفت کی وجہ سے وہ ہر وقت ترساں لرزاں رہتا ہے۔ اور زندگی کو ناپایدار جانتا اور سفل لذات کی ہوس اور خواہش کو ترک کرکے خدا کی رضا کے حصول میں لگ جاتا ہے اور درحقیقت وہ اُسی وقت گناہ کی آلودگی سے علیحدہ ہوتا ہے +

جب تک تازہ نور انسان کو آسمان پر سے نہ ملے اور خدا کا مشاہدہ نہ ہو جاوے تب تک پورا ایمان نہیں ہوتا۔ اور جب تک ایمان کمال درجہ تک نہ پہنچا ہو تب تک گناہ کی قید سے رہائی ناممکن ہے۔ بجز الہام کے ایمان کی تصویر لوگوں کے پاس ہوتی ہے اُس کی ماہیت سے لوگ بے بہرہ اور خالی محض ہوتے ہیں تعجب ہے کہ یورپ تو آجکل بہت سی ٹھوکریں کھا کر ان امور کو تسلیم کرتا جاتا ہے مگر ہمارے مولوی انکار و کفر میں غرق ہیں۔ اگر الہام ہونے کا نام بھی لیا جاوے تو کفر کا فتویٰ تیار ہے۔ وحی کے نزول کا دعویٰ کرنے والا تو اکفر اور ضال و دجال ہے۔ افسوس آتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کے کلام سے کیسے دُور جا پڑے ہیں۔ اور اُن سے فہم قرآن چھین لیا گیا ہے۔ بھلا اگر خدا تعالیٰ نے اس امت کو اس مشرف سے محروم ہی رکھنا تھا تو یہ دعا ہی کیوں سکھائی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس دعا سے تو صاف نکلتا ہے کہ یا الٰہی ہمیں پہلے منعم علیہم لوگوں کی راہ پر چلا اور جو انکو الہامات ملے ہمیں بھی وہ انعامات عطا فرما انعمت علیھم کون تھے۔ خدا نے خود ہی فرما دیا ہے کہ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح۔ لوگ تھے اور اُنکا بڑا انعام یہی الہام اور وحی کا نزول تھا۔ بھلا اگر خدا نے اس دعا کا سچا نتیجہ جو ہے اُس سے محروم ہی رکھنا تھا تو پھر کیوں ایسی دعا سکھائی ہمیں تعجب آتا ہے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا۔ یہی تو ایک چیز تھی جو نہایت نازک اور روح کی غذا تھی۔ جو انسان اس کے حصول کا پیاسا نہیں ممکن نہیں کہ اُس کے اندر پاک تبدیلی آسکے۔ اور جب تک انسان اسطرح خدا کا چہرہ نہ دیکھے اور اُسکی سریلی آواز سے بہرہ ور نہ ہو تب تک ممکن نہیں کہ گناہ کی زہر سے بچ سکے۔ خیر خود تو محروم اور بے نصیب تھے ہی مگر دوسروں کو جو اس قسم کے خیال رکھیں کہ خدا کسی سے ہمکلام ہو سکتا ہے کافر جانتے ہیں۔ وہ تو دوسروں کو کافر کہتے ہیں مگر ہمیں خود اُن کے ایمان کا خطرہ ہے کہ انکا ایمان ہی کیا ہے جو اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں اور خدا کے حضور وہ دعا کے واسطے ہاتھ ہی کسطرح اُٹھا سکتے ہیں +

وہی چیزیں ہیں کہ جو خدا تک انسان کو پہنچا سکتی ہیں۔ دیدار۔ جسکی موسےٰ نے بھی درخواست کی تھی اور وہ بھی الہام ہی کی وجہ سے تھی۔ کیونکہ جب انسان اسکی طرف ترقی پاتا ہے تو اور اور مدارج کی بھی اسکے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ ترقی کرنا چاہتا ہے +

دوسری چیز خدا تک پہنچنے کی گفتار ہے اور یہ فضل خدا کا تو ایسا ہوا ہے کہ عورتوں تک بھی گفتار سے مشرف ہوتی رہی ہیں۔ حضرت موسےٰ کی ماں کو بھی ہمکلامی کا شرف حاصل تھا۔ حضرت عیسےٰ کی حواریوں کو بھی یہ نعمت ملی ہوئی تھی۔ خضرؑ کو بھی الہام ہوتا تھا۔ تو کیا اسلام ہی ایسا گیا گزرا تھا اور خدا کی نظر میں گرا ہوا تھا کہ اسے بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی پیچھے پھینک دیا ان وہابیوں کا تو یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نہ صحابہ میں سے کسی کو اور نہ بعد میں آئمہ میں سے کسی کو اور نہ ہی بڑے بڑے خدا کے ولیوں مثلاً حضرت شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ ان میں سے کسی کو بھی الہام نہیں ہوا اور یہ سارے کے سارے ہی خشک مُلاں تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف نہ ملا ہوا تھا۔ ان کے ہاتھ میں بھی فرضی قصے کہانیاں ہی تھیں لاکن رسول اللہ و خاتم النبیین کے معنے ہی ان کے نزدیک یہی ہیں کہ الہام کا دروازہ آپؐ کے بعد ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آپ کے بعد آپ کی اُمت سے یہ برکت کہ کسی کو مکالمات اور مخاطبات ہوں بالکل اُٹھ گئی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہر صدی اس امر کی منتظر ہوتی ہے کہ اس امت میں سے چند افراد یا کوئی ایک فرد ضرور خدا کی ہمکلامی سے مشرف ہونگے اسلام پر سے گرد و غبار کو دور کرکے پھر اسلام کے روشن چہرے کو چمکا کر دکھایا کریں ان لوگوں سے اگر پوچھا جاوے کہ تمہارے پاس سچائی کی دلیل ہی کونسی ہے کوئی معجزات یا خارق عادت تمہارے پاس نہیں تو دوسروں کا حوالہ دیدینگے خود خالی اور محروم ہیں۔ صحابہ آنحضرت کے پاس رہ کر اور آپ کی صحبت کی برکت سے آنحضرت صلعم کے ہی رنگ میں رنگین ہو گئے تھے اور اُنکے ایمانوں کیواسطے آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں اور معجزات کثرت سے دیکھنے اور ہر وقت مشاہدہ کرنے سے اُن کے ایمانوں کا تزکیہ اور تربیت ہوتی گئی اور آخر کار ترقی کرتے کرتے وہ کمال تمام تک پہنچ کر آنحضرت کے رنگ میں رنگین ہو گئے مگر ان لوگوں کے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے واسطے اگر ان سے پوچھا جاوے تو کیا ہے۔ تیرہ سَو برس کا حوالہ دینگے کہ اُسوقت یہ معجزات اور خارق عادات ظاہر ہوا کرتی تھی۔ پیشگوئیاں بھی تھیں۔ مگر اب کچھ بھی نہیں +

میں نہیں سمجھتا کہ اگر خدا تعالیٰ اسے شر الامم بنانا تھا تو اس کا نام قرآن شریف میں خیر امتہ کرکے کیوں پکارا کیونکہ اس کی موجودہ حالت بقول سوبوں کے بدتر معلوم ہوتی ہے۔ اندرونی بیرونی حملوں سے پاش پاش ہوا جاتا ہے۔ دجّال نے آکر ہر طرف سے گھیر لیا ہے اور پھر ایسے مصیبت کیوقت میں خدا نے اگر خبر گیری بھی کی تو ایک اور دجّال بھیج دیا جو دین کا حامی ہونے کی بجائے بیخ کن ہے۔ اور ان کے لوگ ہزار مجاہدے اور ریاضت زہد و تعبد کریں مگر خدا سے مکالمے کا شرف کبھی نہیں نصیب ہے۔ اور ایسے گئے گزرے ہیں کہ دوسری امتوں کی عورتوں سے بھی درماندہ اور پس پا افتادہ ہیں۔ انہیں تو ایک موسوی شریعت کے خادم ہزاروں نبی آتے اور ایک ایک زمانے میں چار چار سو نبی بھی ہوتے رہے مگر اس امت میں آنحضرت صلعم کی شریعت کا خادم ایک بھی صاحب الہام نہ آیا گویا کہ سارے کا سارا باغ ہی بے ثمر رہ گیا۔ پہلے لوگوں کے باغ تو مثمر ہوئے مگر ان کے اعتقاد کے بموجب نعوذ باللہ آپؐ کا باغ ہی بے برگ و بار ہوا اگر ان لوگوں کا یہی دین اور ایمان ہے تو خدا دنیا پر رحم کرے اور لوگوں کو ایسے ایمان سے نجات دیوے +

ایمان کی نشانی ہی کیا ہے اور اس کے معنے کیا ہیں۔ یہی کہ مان لینا اور پھر اُس پر یقین آجانا جب انسان ایک بات کو سچے دل سے مان لیتا ہے تو اُس کا اسیر یقین ہو جاتا ہے اور اُسی کے مطابق اُس سے اعمال بھی سرزد ہوتے ہیں + مثلاً ایک شخص جانتا ہے کہ سنکھیا زہر ہوتا ہے اور اُس کے کھانے سے انسان مرجاتا ہے + یا ایک سانپ جانکاہ

دشمن ہوتا ہے جسکو کاٹتا ہے اس کی جان کے لالے پڑجاتے ہیں۔ تو اس ایمان کے بعد نہ تو وہ سنکھیا کھاتا اور نہ ہی سانپ کی سوراخ میں انگلی ڈالتا۔ آجکل طاعون کے متعلق لوگوں کو ایمان ہے کہ اسکی لاگ سے انسان ہلاک ہوجاتا ہے۔ اسی واسطے جس مکان میں طاعون ہو اُس سے کوسوں بھاگتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں غرض جس چیز پر ایمان کامل ہوتا ہے اُس کے مطابق اُس سے عمل بھی صادر ہوا کرتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ خدا موجود ہونے کا تو ایمان ہو اور جزا سزا کے دن کا ایمان ہو اور حساب کتاب یاد ہو تو پھر گناہ باقی رہ جاویں یہ مسئلہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا خدا کا ایمان سانپ کے خوف سے بھی گیا گزرا ہے مومن ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اور پھر بااینہمہ چوری۔ جھوٹ۔ زنا۔ بدنظری۔ شراب خوری فسق فجور میں فرق نہیں۔ نفاق اور ریاکاری کی تصدیق نہیں۔ زبانی ایمان کا دعویٰ ہے۔ ورنہ عملی طور پر ایمان اور دین کچھ بھی چیز نہیں +

ہم صاف مشاہدہ کرتے ہیں کہ انسان کو جس چیز کے مفید ہونیکا ایمان ہے اُسے ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ کوئی امیر اور کوئی غریب ہم نے نہیں دیکھا جو اپنے گھر سے اپنی جائیداد یا دولت کو جو اُس کے پاس .... ہے باہر نکال پھینکتا ہو۔ بلکہ ہم نے تو کسی کو ایک پیسہ بھی پھینکتے نہیں دیکھا پیسہ تو کجا ایک سوئی بھی اگر کمائی ہوئی ٹوٹ جاوے تو اسے رنج ہوتا ہے کہ میرے کارآمد چیز تھی۔ مگر ایمان باللہ کی قدر ان لوگوں کی نظر میں اس سوئی کے برابر بھی نہیں اور نہ اُس کا فائدہ ایک سوئی کے برابر لوگ جانتے ہیں پس جب ایمان ایسا ہوتا ہے کہ ایک سوئی کے برابر بھی اُس کی قدر اون میں نہیں ہوتی تو اُسی کے مطابق اُن کو انسان سے نفع بھی نہیں پہنچتا۔ اور نہ انکو وہ کمال حاصل ہوتا ہے کہ خدا اونپر الہامات کے دروازے کھول دیوے۔

دربارِ شام

۱۲- اپریل ۱۹۰۳ء

ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ۔ خواب ہر ایک انسان کو عمر بھر میں کبھی مبشر اور کبھی دہشتناک ضرور آتے ہیں۔ مگر وہی قضا مبرم اور فیصلہ نہیں ہوا کرتی خداتعالیٰ کی معرفت کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ قضا کبھی ٹل بھی جایا کرتی ہے خواب کے حالات خواہ مبشر ہوں یا منذر دونوں صورتوں میں قضاء معلق کے رنگ میں ہوا کرتے ہیں۔ اُن کے نتائج کے برلانے یا روکنے کے واسطے ضروری ہے کہ انسان خداتعالیٰ کے حضور دعا کرے۔ کہ اگر یہ امر میرے واسطے مفید اور تیری رضا کے موجب ہے تو تو اسے جیسا مجھے خواب میں مبشر دکھلایا ہے ایسا ہی بشارت آمیز صورت میں پورا کر ورنہ منذر ہے تو اُس کے خوفناک صورت سے اپنے آپ کو حفاظت میں رکھنے کیلئے بھی استغفار اور توبہ کرتا رہے اہل علم خوب جانتے ہیں کہ قضا ٹل جایا کرتی ہے اسلئے انسان پوری تضرع خشوع خضوع اور حضور قلب سے اور سچی عاجزی فروتنی اور درد دل سے اُس سے دعا کرے۔ خواب میں دیکھے ہوئے معاملات کے متعلق خواہ وہ کسی رنگ میں ہوں۔ دونوں صورتوں میں دعا کی ضرورت ہے

ہمیں بارہا خیال آتا ہے کہ حضرت عیسےٰ کو بھی کوئی ایک وحشتناک ہی معاملہ معلوم ہوا ہوگا کہ انہوں نے ساری رات دعا میں صرف کی اور نہایت درجے کے دردانگیز اور بلبلانے والے الفاظ سے خدا کے حضور دعا کرتے رہے ممکن ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی تقدیر معلق کو مبرم ہی خیال کر بیٹھے ہوں اور اسی وجہ سے اُنکا یہ سارا اضطراب اور گھبراہٹ بڑھ گئی ہو اور اس درجے کا گداز اور رقت اُن میں اپنا آخری دم جان کر ہی پیدا ہوئی ہو کیونکہ اکثر ایک تقدیر جو معلق ہوا کرتی ہے ایسی باریک رنگ میں ہوتی ہے کہ اُس کو سرسری نظر سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مبرم ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمت اللہ علیہ بھی اپنی کتاب فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ میری دعا سے اکثر وہ قضا جو قضا مبرم کے رنگ میں ہوتی ہے ٹل جاتی ہے۔ اور ایسے بہت سے واقعات ہوچکے ہیں۔ مگر اُن کو اس امر کا جواب ایک اور بزرگ نے دیا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تقدیر معلق ایسے طور سے واقع ہوتی ہے کہ اُسکا پہچاننا کہ آیا معلق ہے یا مبرم محال ہوجاتا ہے اُسے سمجھ لیا جاتا ہے کہ وہ مبرم ہے گر درحقیقت ہوتی وہ تقدیر معلق ہے اور وہ ایسی ہی تقدیریں ہونگی جو شیخ عبدالقادر رحمت اللہ علیہ کی دعا سے ٹل گئی ہوں۔ کیونکہ تقدیر معلق ٹلجایا کرتی ہے + غرض اہل اللہ نے اس امر کو خوب واضح طور سے لکھا ہے کہ قضا معلق ٹل جایا کرتی ہے +

حضرت عیسےٰ پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی بڑی بھاری صعوبت اور مشکل کا وقت تھا کیونکہ ان کی اپنی ہی کتاب کے الفاظ بھی ایسے ہی ہیں کہ آخر میں فرمایا کہ **سمع لتقواہ** یعنی تقدیر تو بڑی سخت تھی اور بڑی مصیبت کا وقت تھا مگر اسکی تقوےٰ کی وجہ سے آخرکار اُسکی دعا ضائع نہ گئی بلکہ سنی گئی یہ عیسائی بدنصیب اس امر کیطرف تو نہیں خیال کرتے کہ اول تو خدا اور اُس کا مرنا یہ دونوں فقرے اسپر کیسے متضاد پڑے معلوم ہوتے ہیں جب ایک کان میں یہ آواز ہی پڑتی ہے تو وہ چونک پڑتا ہے کہ این یہ کیا لفظ ہیں اور پھر اسوا اسکے ایسے ایک شخص کو خدا بنائے بیٹھے ہیں کہ جس نے بخیال انکی ساری رات یعنی چار پہر کا وقت ایک لغو اور بیہودہ کام میں جو اس کے آقا و مولا کی منشاء اور رضا کے خلاف تھا خواہ مخواہ ضائع کیا۔ اور پھر ساری رات رویا اور ایسے درد اور گداز کے الفاظ میں دعا کی کہ لوہا بھی موم ہو گر ایک بھی نہ سنی گئی۔ واہ اچھا خدا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ اُسوقت اُن کی روح انسانی تھی نہ روح الوہیت۔ ہم پوچھتے ہیں کہ بھلا اُن کی روح اگر انسانی تھی تو اسوقت اُنکی الوہیت کی روح کہاں تھی کیا وہ آرام کرتی تھی اور خواب غفلت میں غرق نوم تھی۔ خود بچارے نے بڑے درد اور رقت کے ساتھ چلا چلا کے دعا کی حواریوں سے دعا کرائی مگر سب بے فائدہ تھی وہاں ایک بھی نہ سنی گئی۔ آخرکار خدا صاحب یہودیوں کے ہاتھ سے ملک عدم کو پہنچے۔ یہ قابل شرم اور افسوس ہیں ایسے خیالات ہمارے آنحضرت پر بھی ایسا ہی ایک وقت مصیبت اور صعوبت کا آیا تھا اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء پر ایک ایسا مشکل اور نہایت درجے کی مصیبت کا ایک وقت ضرور آتا ہے آنحضرت پر احد کا معاملہ کوئی تھوڑا معاملہ تھا۔ آخرکار وہاں شیطان بھی بول اٹھا تھا کہ نعوذ باللہ آنحضرت مارے گئے اور ہوسکتا ہے کہ بعض صحابہ نے بھی اس افراتفری میں ایسا خیال کیا ہو اور بعض صحابہ تو تتر بتر بھی ہوگئے تھے۔ آپ ایک گڑھے میں گر پڑے تھے۔ **وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتمًا مقضیا**۔ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضرور انبیاء اور صلحا کو بھی دنیا میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ نہایت درجے کی مصیبت کا وقت اور سخت جانکاہ مشکل ہوتی ہے۔ اور اہل حق بھی ایک دفعہ اس صعوبت میں وارد ہوتے ہیں مگر خدا جلد تر اُن کی خبرگیری کرتا اور اُنکو اس سے نکال لیتا ہے + اور چونکہ وہ ایک تقدیر معلق ہوتی ہے اسی واسطے اُن کی دعاؤں اور ابتہال سے ٹل جایا کرتی ہے +

شیخ رحمت اللہ صاحب کی دوکان کو آگ لگنے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے ننگے سر اور ننگے پاؤں سجدے میں گر کر دعا کی تو معًا دعا کرتے کرتے خدا نے ہوا کا رُخ بدل دیا اور امن کی آواز آگئی اور ہر طرح سے اطمینان ہوگیا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ ہوا یا پانی آگ وغیرہ بھی ایکطرح کے ملائکہ ہی ہیں۔ اِن بڑے بڑے ملائکہ وہ ہیں جنکا اللہ تعالےٰ نے نام لیا۔ مگر اس کے سوا باقی اشیا مفید بھی ملائکہ ہی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے اسکی تصدیق ہوتی ہے جہاں فرماتا ہے کہ **وان من شیءٍ الا یسبح بحمدہٖ** الخ۔ یعنی کل اشیاء خداتعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں تسبیح کے معنے یہی ہیں کہ جو خدا اُن کو حکم کرتا ہے اور جسطرح اُسکا منشاء ہوتا ہے وہ اُسی طرح کرتے ہیں۔ اور ہر ایک امر اُس کے ارادے اور منشاء سے واقع ہوتا ہے۔ اتفاقی طور سے دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ اگر خداتعالیٰ کا ذرہ ذرہ پر تصرف تام اور اقتدار نہ ہو تو وہ خدا ہی کیا ہوا اور دعا . . کی قبولیت کی اُس سے کیا امید ہوسکتی ہے۔ درحقیقت یہی ہے کہ وہ ہوا کو جدھر چاہے اور جب چاہے چلا سکتا ہے اور جب ارادہ کرے بند کرسکتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں پانی اور پانیوں کے سمندر ہیں جب چاہے جوش زن کردے اور جب چاہے ساکن کردے۔ وہ ذرہ ذرہ پر قادر اور مقتدر خدا ہے اُس کے تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں وہ جنہوں نے دعا سے انکار ہی کر دیا ہے اُن کو بھی یہی مشکلات پیش آئے ہیں کہ اُنہوں نے خدا کو ہر ذرہ پر قادر مطلق نہ جانا اور اکثر واقعات کو اتفاقی مانا اتفاق کچھ بھی نہیں بلکہ جو ہوتا ہے اور اگر پتہ بھی درخت سے گرتا ہے تو وہ بھی خدا کے ارادے اور حکمت سے گرتا ہے اور یہ سب ملائکہ ہیں کہ خداتعالیٰ کے حکم کے اشارے سے کام کرتے ہیں اور اُن کی خدمت میں لگائے جاتے ہیں جو خدا کے سچے فرمانبردار

اور اُسی کے رضا کے خواہاں ہوتے ہیں جو خدا کا بن جاتا ہے اُسے خدا سب کچھ عطا کرتا ہے۔ ؎

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

من کان اللہ کان اللہ لہ۔ پھر ایسے مرتبے کے بعد انسان کو وہ رعیت ملتی ہے کہ باغی نہیں ہوتی۔ دنیوی بادشاہوں کی رعیت تو باغی بھی ہو جاتی ہے مگر ملائکہ کی رعیت ایک ایسی رعیت ہے کہ وہ باغی نہیں ہوتی۔

دربارِ شام

۱۳ اپریل ۱۹۰۳ء

حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل خواب سنایا جو گذشتہ شب کو آیا تھا۔ فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحرِ زخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو اُلٹا بہنے لگا ہے +

فرمایا کہ اب تو وہ زمانہ طاعون نے دکھانا شروع کر دیا ہے جس طرح مدینہ منورہ میں یہودی قتل ہوئے تھے تو ایک بڑا شخص زندہ رکھا گیا تھا۔ اُس نے پوچھا کہ فلاں شخص کا کیا حال ہوا فلاں کا کیا حال ہوا۔ غرض جسکے متعلق اُس نے دریافت کیا اُسی کے متعلق جواب ملا کہ وہ سب قتل کئے گئے تو پھر اُس نے کہا کہ لوگوں کے مارے جانے کے بعد میں نے زندہ رہ کر کیا لینا ہے۔ مجھے بھی زندگی کی ضرورت نہیں سو آجکل طاعون وہ حال دکھا رہا ہے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ انسان لمبی عمر کے بھی خواہشمند ہوتے ہیں مگر جب دوست اور تعلق دار ہی نہ رہے تو اس عمر کا ہونا بھی ایک وبال ہو جاتا ہے ایسی حالت دیکھکر انسان ایسی لمبی عمر کی بھی آرزو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انسان دوستوں اور رشتہ داروں کے بغیر رہ سکتا ہی نہیں +

ایک جانور آج کل کے موسم میں شام کے بعد مسجد مبارک کے شہ نشین احباب پر حملہ کیا کرتا ہے اُس کے متعلق فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر کیجاوے کہ ایک دفعہ یہ اسجگہ پکڑا جاوے پھر ہم اسے چھوڑ ہی دینگے مگر ایک دفعہ پکڑا جانے سے اتنا تو ضرور ہوگا کہ پھر وہ کبھی آئندہ اسجگہ اسطرح حملہ کرنے کا ارادہ نہ کرے گا +

ہر جانور کا یہ قاعدہ ہے اور اُس کے اندر ایک خاصیت ہے کہ جس جگہ سے اُسے ایک دفعہ ٹھوکر لگتی ہے اور مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اُس جگہ کا پھر وہ کبھی قصد نہیں کرتا۔ مگر صرف انسان ہی ایک ہے جو باوجود اشرف المخلوقات ہونے کے ان پرندوں وغیرہ سے بھی گرا ہوا ہے کہ جہاں سے ایسے مصائب پہنچتے ہیں اور ضرر اور نقصان اُٹھاتا ہے اُس کی طرف بھاگنے کا حریص ہوتا ہے ہوشیار نہیں ہوتا اور نہ ہی اس نافرمانی کو ترک کرتا ہے۔ بلکہ جذبات نفس کا مطیع ہوکر پھر اسی کام کو کرنے لگتا ہے جس سے ایک بار ٹھوکر کھا چکا ہو۔

صبح کی سیر

۱۴ اپریل ۱۹۰۳ء

صادق کی بعثت کے ساتھ ہی آسمان سے اس کیواسطے ایک کشش نازل ہوا کرتی ہے جو دلوں کو اُنکی استعداد کے مطابق کشش کرتی اور ایک قوم بنا دیتی ہے۔ اسی سے تمام سعید روحیں صادق کے طرف کھنچی چلی آتی ہیں دیکھو ایک شخص کو دوست بنا کر اُس کو اپنے منشا کے موافق بنانا ہزار مشکل رکھتا ہے اور اگر ہزاروں روپے خرچ کر کے بھی کسی کو صادق وفادار دوست بنانے کی کوشش کی جاوے تو بھی معرض خطر میں ہی پڑنا ہے اور پھر آخر کار اس خیال کے برعکس نتیجہ نکلتا ہے۔ مگر ادھر اب لاکھوں ہیں کہ غلاموں کیطرح سچے فرمانبردار وفادار صدق و وفا کے پتلے خود بخود کھنچے چلے آتی ہیں۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اس امر کی اطلاع آج سے بائیس ۲۲ برس پیشتر جب اسکی ایک بھی مثال قائم نہ ہوئی تھی دی گئی۔ چنانچہ الہام ہے کہ والقیت علیک محبۃ منی +

آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشش کا نزول ہے۔ سعید تو دوستی کے رنگ میں چلے آتے ہیں مگر شقی بھی اس حصے سے محروم نہیں انہیں مخالفت کا جوش شعلے مار رہا ہے جب کہیں ہمارا نام بھی اُن کے سامنے آجاتا ہے تو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتے اور بیخود ہو کر مجنونوں کیطرح گالی گلوچ تک آجاتے ہیں۔ ورنہ بھلا دنیا میں ہزاروں فقیر۔ لنگوٹی پوش۔ بھنگی۔ چرسی کنجر بدمعاش۔ بدعتی وغیرہ ہزاروں پھرتے ہیں مگر ان کے لئے کسی کو جوش نہیں آتا اور کسی کے کان پر جوں نہیں چلتی وہ جاہیں بد نصیبیاں اور بے دینیاں کریں پھر بھی اُن سے مست ہی ہو رہے ہیں اس کیوجہ بھی صرف یہی ہے کہ وہ چونکہ روحانیت سے خالی ہیں اسواسطے ان کیواسطے کسی کو کشش نہیں +

آنحضرت صلعم کے زمانہ بعثت میں ہزاروں ہزار لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر بھی آپ صلعم کی مخالفت کے لئے کمربستہ ہوئے۔ اپنے مالوں کا۔ جانوں کا نقصان منظور کیا۔ اور آنحضرت کی مخالفت کے لئے دنرات تدبیروں اور منصوبوں میں کوشاں ہوئے۔ مگر دوسری طرف مسیلمہ تھا ادھر کسی کو توجہ نہ تھی۔ اُسکی مخالفت کے واسطے کسی کے کان بھی کھڑے نہ ہوئے۔ آنحضرت صلعم کے واسطے جسطرح گھر گھر میں پھوٹ اور جدائی ہوتی تھی مسیلمہ کے واسطے ہرگز نہ ہوئی غرض صادق کیواسطے ہی ایک کشش ہوتی ہے جو دلوں کے ولولوں کو اُبھارتی اور جوش میں لاتی ہے۔ سعیدوں کے ولولے سعادت اور شقیوں کے شقاوت کے رنگ میں پھل لاتے ہیں شقی چونکہ اُسی فطرت کے ہوتے ہیں اسیواسطے اُنکو واسطے کشش بھی اُلٹے رنگ میں ثمرات لاتی ہے +

تعلیم الاسلام کالج

دارلامان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کو تعلیم الاسلام کالج بنانیکے متعلق جو اعلان حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے اخبار الحکم مورخہ ۷ فروری ۱۹۰۳ء میں دیا تھا اس کے متعلق اب عملی کارروائی کا وقت آگیا ہے کیونکہ نتیجہ امتحان انٹرنس عنقریب نکلنے والا ہے احباب کے مشورہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت کے بعد یہ قرار پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کالج کا افتتاح ۱۵ مئی ۱۹۰۳ء کو کر دیا جاوے۔ وما توفیقنا الا باللہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اس کالج میں موجودہ زمانہ کی رسمی تعلیم یعنے انگریزی۔ ہسٹری۔ پرشین مے تھے میٹکس۔ کے ساتھ دینی تعلیم اور علم ادب عربی بالخصوص پڑھایا جاوے گا۔ جو بزرگ چاہتے ہیں کہ انکی اولاد اور قربا اپنے ایام تعلیم بزرگان دین کی نیک صحبت اور پابندی شریعت حقہ اسلام میں گذاریں۔ اور مفاسد زمانہ سے بچکر رسمی تعلیم بھی حاصل کریں۔ انکے لئے موقعہ ہے کہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ فی الحال فرسٹ ایر کھلے گا۔

فیس مفصلہ ذیل ہوگی

درجہ اول سو سے زاید آمد	للعہ	ماہوار
” دوم پچاس سے سو تک آمد	سے	”
” سوم پچاس سے کم آمد	عمار	”

داخلہ عہ

غریب طلباء کی فیس پرنسپل صاحب کی سپارش اور ڈائرکٹر صاحب کی اجازت سے نصف یا معاف بھی ہو سکیگی +

اس بات کا ذکر بھی خالی از فائدہ نہو گا کہ حضرت حکیم الامۃ مولوی حکیم نورالدین صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلجنس بھی اپنے اوقات گرامی میں سے کالج کے طلبا کی تعلیم پر صرف فرمایا کرینگے جو طلبا داخل ہونا چاہیں۔ ان کو چاہئے کہ ۱۵ مئی سے پہلے یہاں آجائیں باہر کے طلباء کیواسطے ایک بورڈنگ تیار ہے جسکی فیس ماہوار ۱۲ ار اور خرچ سے تک روپیہ ماہوار تک ہوتا ہے مفصل قواعد کیلئے راقم سے خط و کتابت کرنی چاہئے

المشتہر محمد صادق عفی عنہ سپرنٹنڈنٹ کالج

دربار شام

۱۴ - اپریل - ۱۹۰۳ء

ایک شخص نے پوچھا کہ کیا ہندوؤں والی دھوتی باندھنی جائز ہے یا نہیں اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ تشبہ بالکفار تو کسی رنگ میں جائز نہیں۔ اب ہندو ماتھے پر ایک ٹیکا سا لگاتے ہیں کوئی وہ بھی لگالے۔ یا سر پر بال تو ہر ایک کے ہوتے ہیں مگر چند بال بودی کی شکل میں ہندو رکھتے ہیں اگر کوئی ویسے ہی رکھ لیوے تو یہ ہرگز جائز نہیں مسلمانوں کو اپنے ہر ایک چال میں وضع قطع میں غیرتمندانہ چال رکھنی چاہئیے۔ ہمارے آنحضرت ؐ تہ بند بھی باندھا کرتے تھے اور سراویل بھی خریدنا آپ کا ثابت ہے جسے ہم پاجامہ یا تنبی کہتے ہیں۔ ان میں سے جو چاہے پہنے علاوہ ازیں ٹوپی۔ کرتہ چادر۔ اور پگڑی بھی آپ کی عادت مبارک تھی جو چاہے پہنے کوئی حرج نہیں۔ ہاں البتہ اگر کسی کو کوئی نئی ضرورت درپیش آئے تو اسے چاہئے کہ ان میں ایسی چیز کو اختیار کرے جو کفار سے تشبیہ نہ رکھتی ہو اور اسلامی لباس سے نزدیک تر ہو۔ جب ایک شخص اقرار کرتا ہے کہ میں ایمان لایا تو پھر اسکے بعد وہ ڈرتا کس چیز سے ہے۔ اور وہ کونسی چیز ہے جس کی خواہش اب اس کے دل میں باقی رہ گئی ہے کیا کفار کی رسوم و عادات کی اب اُسے ڈر چاہئے تو خدا کا اور اتباع چاہئے تو محمد رسول اللہؐ کی کسی ادنےٰ سی گناہ کو خفیف نہ جاننا چاہئے۔ بلکہ صغیرہ ہی سے کبیرہ بن جاتے ہیں اور صغیرہ ہی کا اصرار کبیرہ ہے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے ایسی فطرت ہی نہیں دی کہ ان کے لباس یا پوشش سے فائدہ اُٹھائیں۔ سیالکوٹ سے ایکدفعہ انگریزی جوتا آیا ہمیں اُس کا پہننا ہی مشکل ہوتا تھا کبھی ادھر کا اودھر اور کبھی بائیں کا دائیں۔ آخر تنگ آکر سیاہی کا نشان لگایا گیا کہ شناخت رہے مگر اسطرح بھی کام نہ چلا آخر میں نے کہا کہ یہہ میری فطرت ہی کے خلاف ہے کہ ایسا جوتا پہنوں۔

اُسی صاحب نے سوال کیا کہ اگر ایک شخص جاتا ہو اور ایک جگہ پر دو راہ جمع ہو جائیں ایک دائیں اور دوسرا بائیں تو کس راہ کی طرف جاوے +

فرمایا کہ اس سے اگر تمہاری مراد بھی جسمانی راہ ہے تو پھر اُس راہ جاوے جسمیں اس کی صحت نیّت اور کوئی فساد نہیں۔ اور اگر جانتا ہے کہ ادھر بدبو اور عفونت ہے اور یا کنجروں اور فاسقوں خدا اور رسول کے دشمنوں کے گھر ہیں تو اس راہ کو چھوڑ دے۔ غرض صحت نیت کا خیال کرے اور فساد کی راہ سے پرہیز بکلی کرے +

ایک اور سوال کیا کہ بے ایمانی کس طرح پیدا ہوتی ہے +

فرمایا کہ بے ایمانی خدا کی معرفت نہ ہونے اور ایمان کے کامل درجہ تک نہ پہنچنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے ادھورا ایمان اسکی وجہ ہوتی ہے +

ایک اور صاحب نے سوال کیا کہ حضور جب سلسلہ موسوی اور سلسلہ محمدی میں مماثلت ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس سلسلے کے خادم تو نبی کہلائے مگر ادھر اسطرح کوئی بھی نبی نہ کہلایا +

فرمایا کہ مشابہت میں ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ بالکل آپسمیں ایک دوسرے کے عین ہوں اور ان کا ذرا بھی آپس میں خلاف نہ ہو اب ہم جو کہتے ہیں کہ فلاں شخص تو شیر ہے۔ تو اب اسمیں کیا بھلا ضروری ہے کہ اس شخص کے جسم پر لمبے لمبے بال بھی ہوں۔ چار پاؤں بھی ہوں اور دم بھی ہو اور وہ جنگلوں میں شکار بھی کرتا پھرے۔ بلکہ جسطرح من وجہ تشابہ ہوتا ہے ویسا ہی من وجہ تخالف بھی ہونا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے کنتم خیر امۃ تو ہمیں ہی فرمایا ہے۔ جو اعلیٰ درجہ کی خیر اور برکات تھے وہ اسی امت میں جمع ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلعم کا زمانہ ایسے وقت تک پہنچ گیا ہوا تھا کہ دماغی اور عقلی قویٰ پہلے کی نسبت بہت کچھ ترقی کر گئے تھے۔ اُس زمانے میں تو ایک گونہ جہالت تھی۔ اب کوئی کہے کہ اسطرح بھی تشابہ نہ ہوا تو یہ اُس کا کہنا درست نہ ہوگا نبوّت جو اللہ تعالیٰ نے اب قرآن شریف میں آنحضرت ؐ کے بعد حرام کی ہے۔ اس کے یہہ معنے نہیں ہیں کہ اب اس اُمت کو کوئی خیر و برکت ملے ہی گی نہیں۔ اور نہ اسکو شرف مکالمات اور مخاطبات ہوگا۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ؐ کی مہر کے سوائے اب کوئی نبوت نہیں چل سکیگی۔ اس امت کے لوگوں پر جو نبی کا لفظ نہیں بولا گیا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ حضرت موسےٰ کے بعد تو نبوت ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ ابھی آنحضرت جیسے عالیجناب اولوالعزم صاحب شریعت کامل آنیوالے تھے۔ اسی وجہ سے اُن کے واسطے یہ لفظ جاری رکھا گیا مگر آنحضرت کے بعد چونکہ ہر ایک قسم کی نبوّت بجز آنحضرت ؐ کی اجازت کے بند ہو چکی تھی اسواسطے ضروری تھا کہ اسکی عظمت کی وجہ سے وہ لفظ نہ بولا جاتا۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جسمانی طور سے آپ ؐ کی اولاد کی نفی بھی کی ہے اور ساتھ ہی روحانی طور سے اثبات بھی کیا ہے۔ کہ روحانی طور سے آپ باپ بھی ہیں۔ اور روحانی نبوت اور فیض کا سلسلہ آپ کے بعد جاری رہیگا اور وہ آپ میں سے ہو کر جاری ہوگا نہ الگ طور سے وہ نبوّت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہوگی ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جاوے تو نعوذ باللہ اُس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے۔ اور اسمیں تو نحوست ہے۔ اور نبی ؐ کی ہتک شان ہوتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ جو کہا کہ کنتم خیر امۃ۔ یہ جھوٹ تھا۔ نعوذ باللہ۔ اگر یہ معنے کئے جاویں کہ آئندہ کے واسطے نبوت کا دروازہ ہر طرح سے بند ہے تو پھر خیر الامۃ کی بجائے شر الامم ہوئی یہ امت۔ جب اسکو اللہ تعالیٰ سے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی نصیب نہ ہوا تو یہ تو کالانعام بل ہم اضل ہوئی اور بہائم سیرت اسے کہنا چاہئے نہ کہ خیر الامم + اور پھر سورۃ فاتحہ کی دعا بھی لغو جاتی ہے اسمیں جو لکھا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو سمجھنا چاہئے کہ اُن پہلوں کے پلاؤ زردے مانگنے کی دعا سکھائی ہے۔ اور اُن کی جسمانی لذات اور انعامات کے مورث ہونیکی خواہش کیگئی ہے ہرگز نہیں + اور اگر یہی معنے ہیں تو باقی رہ ہی کیا گیا جس سے اسلام کا علو ثابت ہو وہ کہ اسطرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت ؐ کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی اور آپ حضرت موسیٰ ؑ سے مرتبے میں گرے ہوئے تھے کہ اُن کے بعد تو اُنکی امت میں سے سینکڑوں نبی آئے مگر آپ کی اُمت سے خدا کو نفرت ہے کہ انہیں سے کسی ایک کے ساتھ مکالمہ بھی نہ کیا۔ کیونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔ آخر اُس سے کلام تو کیا ہی جاتا ہے +

نہیں بلکہ آنحضرت ؐ کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر آپ میں سے ہو کر اور آپ کی مُہر سے۔ اور فیضان کا سلسلہ جاری ہے۔ کہ ہزاروں اس امت میں سے مکالمات اور مخاطبات کے شرف سے مشرف ہوئے اور انبیاء کے خصائص اُن میں موجود ہوتے رہے ہیں۔ سینکڑوں بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے ایسے دعوے کئے چنانچہ حضرت عبد القادر جیلانی رحمت اللہ علیہ ہی کی ایک کتاب فتوح الغیب کو ہی دیکھ لو +

ورنہ اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ اگر خدا نے خود ہی اس امت کو اعمیٰ بنایا تھا تو عجب ہے خود ہی اُسے اعمیٰ بنایا اور خود ہی اعمیٰ کیواسطے زجر اور توبیخ ہے کہ آخرت میں بھی اعمیٰ ہوگی اس امت بچاری کے کیا اختیار اس کی مثال تو ایسی ہے کہ ایک شخص کسی کو کہے کہ اگر تو اس مکان سے گر جاوے گا تو تجھے قید کر دیا جاوے گا مگر پھر اُسے خود ہی دھکا دیدے ...... گویا نبوت کا سلسلہ بند کر کے فرمایا کہ تجھے مکالمات اور مخاطبات سے بے بہرہ کیا گیا اور تو بہائم کی طرح زندگی بسر کرنیکے واسطے بنائی گئی اور دوسری طرف کہتا ہے کہ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ اب بتاؤ کہ اس متناقض کا کیا جواب ہے۔ ایکطرف تو کہا کہ خیر امت اور دوسری جگہ کہدیا کہ تو اعمیٰ ہے آخرت میں بھی اعمیٰ ہو گی۔ نعوذ باللہ + کیسے غلط عقیدے بنائے گئے ہیں +

اور اگر کوئی باہر سے اسکی اصلاح کیواسطے آگیا تو بھی مشکل اس امت کے نبی کی ہتک شان اور قوم کی بھی ناک کٹی ہوئی کہ اسمیں گویا کوئی بھی اس قابل نہیں کہ اصلاح کرنیکے قابل ہو سکے۔ اور کسی کو یہ شرف مکالمہ عطا نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس پر بس نہیں بلکہ آنحضرت ؐ پر اعتراض آتا ہے کہ ایسے بڑے نبی ہو کر اُن کی اُمت ایسی کمزور اور گری گزری ہے۔ ایسا نہیں بلکہ بات یوں ہے کہ آنحضرت ؐ کے بعد بھی آپ کی امت میں ہی نبوت ہے اور نبی ہیں۔ مگر لفظ نبی کا بوجہ عظمت نبوت استعمال نہیں کیا جاتا لیکن برکات اور فیوض موجود ہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ وہ کیا راہ ہے جس سے انسان خدا کو پا سکے۔ فرمایا جو لوگ برکت پاتے ہیں اُن کی زبان بند اور عمل اُن کے وسیع اور صالح ہوتے ہیں۔ پنجابی میں کہاوت ہے کہ کہنا ایک جانور ہوتا ہے اُس کی بدبو سخت ہوتی ہے اور کرتا خوشبودار درخت ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی چاہئے کہ انسان کہنے کی نسبت کر کے بہت کچھ دکھائے۔ صرف زبان کام نہیں آتی بہت سے ہوتے ہیں جو باتیں بہت بناتے ہیں اور کرتے ہیں نہایت سست اور کمزور ہوتے ہیں جن باتوں کے ساتھ روح نہ ہو وہ نجاست ہوتی ہیں۔ بات وہی برکت والی ہوتی ہے جس کے ساتھ آسمانی نور ہو اور عمل کے پانی سے سرسبز کی گئی ہو اس کیواسطے انسان خود بخود ہی نہیں کر سکتا چاہئے کہ ہر وقت خدا سے دعا کرتا رہے اور درد وگداز سے سوز سے اُس کے آستانے پہ گرا رہے اور اُس کی توفیق مانگے۔ ورنہ یاد رکھے کہ اندھا مریگا۔ دیکھو جب ایک شخص کو کوڑھ کا ایک داغ پیدا ہو جاوے تو وہ اُس کے واسطے فکرمند ہوتا ہے اور دوسری باتیں اُسے بھول جاتی ہیں۔ اسی طرح جسکو روحانی کوڑھ کا پتہ لگ جاوے اسے بھی ساری باتیں بھول جاتی ہیں اور وہ سچ علاج کیطرف دوڑتا ہے۔ مگر افسوس کہ اُس سے آگاہ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ انسان کے واسطے یہ مشکل ہے کہ وہ سچی توبہ کرے ایکطرف سے توڑ کر دوسری طرف جوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے ہاں مگر جسے خدا توفیق دے۔ ہاں ادب سے۔ حیا سے۔ شرم سے اُس سے دعا اور التجا کرنی چاہئے کہ وہ توفیق عطا کرے اور جو ایسا کرتے ہیں وہ پا بھی لیتے ہیں اور اُنکی سنی بھی جاتی ہے صرف باتونی آدمی مفید نہیں ہوتا۔ کپڑا جتنا سفید ہوتا ہے اور نیچے اسپر کوئی رنگ نہیں دیا جاتا اتنا ہی عمدہ رنگ اس پر آتا ہے۔ پس تو اسیطرح اپنے آپ کو پاک کرو تا تم پر خدائی رنگ عمدہ چڑھے۔ اہل بیت جو ایک پاک گروہ اور بڑا عظیم الشان گھرانا تھا اُس کے پاک کرنے کیواسطے بھی اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا یعنی اُسے ناپاکی اور نجاست کو دور کر دونگا۔ اور خود ہی اُنکو پاک کیا تو بھلا اور کون ہے جو خود بخود پاک صاف ہونیکی توفیق رکھتا ہو پس لازمی ہے کہ اُس سے دعا کرتے رہو اور اُسی کے آستانے پہ گرے رہو۔ ساری توفیقیں اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔

ماسٹر نبی بخش احمد جان

مالکان کارخانہ گیردن تکیہ گوجران لودہیانہ پنجاب

نمونجات گیردن جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں۔

صُبح کی سیر

۱۵- اپریل ۱۹۰۳ء

فرمایا۔ رات کے سوال کا یہ حصہ کہ جب مماثلت ہے موسوی اور محمدی سلسلوں میں تو محمدی سلسلے میں موسوی سلسلے کی طرح نبی کیوں نہ آئے یہ حصہ ایسا ہے جس سے ایک انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے لہذا ہم اس کے متعلق زیادہ تشریح کر دیتے ہیں۔

اوّل تو یہی بات کہ مماثلت کے لئے ضروری نہیں کہ دوسرے کا وہ عین ہو۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں ضرور فرق ہوتا ہے۔ ایک خوبصورت انسان کو چاند سے مشابہت دیدیتے ہیں مگر چاہئے کہ اُس میں ایسے انسان کا ناک ہو۔ کان نہ ہوں۔ صرف ایک گول سفید چمکیلا سا ٹکڑا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ مشابہت کیواسطے بعض حصے میں مشابہت ضرور ہوتی ہے۔ دیکھئے حضرت موسےٰ ع سے آنحضرت ؐ کو مشابہت ہے۔ اور اسمیں صرف اعلیٰ جزو یہی ہے کہ حضرت موسےٰ ع نے ایک قوم کو جو فرعون کے ہاتھ غلامی میں مبتلا تھی اور اُن کے حالات گندہ ہو گئے تھے وہ خدا کو بھول گئے تھے اور اُن کے خیالات اور ہمتیں پست ہو گئی تھیں موسےٰ ع نے اُس قوم کو فرعون سے نجات دلائی اور اُن کو خدا سے تعلق پیدا کرنیکے قابل بنا دیا۔ اسی طرح آنحضرت ؐ نے بھی ایک قوم کو بتوں کی غلامی اور رسم و رواج کی قید سے نجات دلائی اور اپنے دشمن کو فرعون کیطرح ہلاک و برباد کیا۔ یہ مشابہت تھی۔

اگر غور سے دیکھا جاوے تو ہمارے نبی کریم ؐ کو آپکے بعد کسی دوسرے کے نبی نہ کہلانے سے شوکت ہے۔ اور حضرت موسیٰ ع کے بعد اور لوگوں کے بھی نبی کہلانے سے انکی کسر شان۔ کیونکہ حضرت موسیٰ ع بھی ایک نبی تھے اور اُن کے بعد ہزاروں اور بھی نبی آئے تو انکی نبوت کی خصوصیت اور عظمت کوئی نہیں ثابت ہوتی۔ برعکس اس کے آنحضرت ؐ کی ایک عظمت اور آپ کی نبوت کے لفظ کا پاس اور ادب کیا گیا ہے کہ آپکے بعد کسی دوسرے کو اس نام سے کسی طرح بھی شریک نہ کیا گیا۔

اگرچہ آنحضرت ؐ کی اُمت بھی ہزاروں بزرگ نبوت کے نور سے منور تھے اور ہزاروں کو انوار نبوت کا حصہ عطا ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت ؐ کا نام خاتم الانبیا رکھا گیا تھا۔ اسلئے خدا نے نہ چاہا کہ کسی دوسرے کو بھی یہ نام دیکر آپ کی کسر شان کی جاوے۔ آنحضرت ؐ کی اُمت میں سے ہزارہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا اور نبوت کے آثار اور برکات اُن کے اندر موجزن تھے مگر نبی کا نام اور نیز صرف شان نبوت آنحضرت ؐ اور سد باب نبوت کی خاطر اُن کو اس نام سے ظاہر المعنی نہ کیا گیا۔ مگر دوسری طرف چونکہ آنحضرت ؐ کے فیوض اور روحانی برکات کا دروازہ بند بھی نہ کیا گیا تھا اور نبوت کے انوار جاری بھی تھے جیسا کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے نکلتا ہے کہ آنحضرت ؐ کی مہر و اذن سے اور آپ کی نور سے نور نبوت جاری بھی ہے۔ اور یہ سلسلہ بند بھی نہیں ہوا یہ بھی ضروری تھا کہ اُسے ظاہراً بھی شائع کیا جاوے تاکہ موسوی سلسلے کے نبیوں کے ساتھ آپ کی اُمت کے لوگ بھی مماثلت کے پورا کرنے میں صاف طور سے نبی اللہ کا لفظ فرما دیا اور اس طرح سے دونوں امور کا لحاظ نہایت حکمت اور کمال لطافت سے رکھ لیا گیا۔ ادھر یہ کہ آنحضرت ؐ کی کسر شان بھی نہ ہو۔ اور ادھر موسوی سلسلے سے مماثلت بھی پوری ہو جاوے۔ تیرہ سو برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوت کی عظمت کے پاس سے نہ کیا اور اُس کے بعد اب مدت دراز کے گذرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس امر پر پختہ ہو گئے تھے کہ آنحضرت ؐ ہی خاتم الانبیا ہیں اور اب اگر کسی دوسرے کا نام نبی رکھا جاوے تو اس سے آنحضرت کی شان میں کوئی فرق بھی نہیں آتا اسواسطے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لئے ظاہراً بھی بول دیا۔ یہ ٹھیک اسی طرح سے ہے جیسے آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ قبروں کی زیارت نہ کیا کرو اور پھر فرما دیا تھا کہ اچھا اب کر لیا کرو۔ پہلے منع کرنا بھی حکمت رکھتا تھا کہ لوگوں کے خیالات ابھی تازہ تازہ بت پرستی سے ہٹے تھے تا پھر وہ اُسی عادت کی طرف عود نہ کریں پھر جب دیکھا کہ اب انکا ایمان کمال کو پہنچ گئے ہیں اور کسی قسم کے شرک و بدعت کو ان کے ایمان میں راہ نہیں تو اجازت دے دی بالکل اسی طرح یہ امر ہے۔ پہلے تیرہ سو برس اُس عظمت کے واسطے نبوت کا لفظ نہ بولا اگرچہ صفتی رنگ میں صفت نبوت اور انوار نبوت موجود تھے اور حق تھا کہ ان لوگوں کو نبی کہا جاوے مگر خاتم الانبیا کی نبوۃ کی عظمت کے پاس کی وجہ سے وہ نام نہ دیا گیا مگر اب وہ خوف نہ رہا تو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ کا لفظ فرمایا۔ آپکے جانشینوں اور آپ کی اُمت کے خادموں پر صاف صاف نبی اللہ بولنے کے واسطے دو امور مدنظر رکھنے ضروری تھے۔ اول عظمۃ آنحضرۃ اور دوم عظمۃ اسلام۔ سو آنحضرت ؐ کی عظمت کے پاس کیواسطے اُن لوگوں پر ۱۳۰۰ برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا تاکہ آپکی ختم نبوۃ کی ہتک نہ ہو کیونکہ اگر آپ کے بعد ہی آپکی اُمت کے خلیفوں اور دوسرے لوگوں پر بھی نبی کا لفظ بولا جانے لگتا جیسے حضرت موسیٰ کے بعد کے لوگوں پر بولا جاتا رہا تو اس میں آپکی ختم نبوۃ کی ہتک تھی اور کوئی عظمۃ نہ تھی۔ سو خدا نے ایسا کیا کہ اپنی حکمۃ اور لطف سے آپ کے بعد ۱۳۰۰ برس تک اس لفظ کو آپکی اُمت پر سے اٹھا لیا تا آپکی نبوۃ کی عظمۃ کا حق ادا ہو جاوے۔ اور پھر چونکہ اسلام کی عظمۃ چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں جن پر آنحضرت کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جاوے اور تا پہلے سلسلہ سے اسکی مماثلت پوری ہو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے واسطے آپکی زبان سے نبی اللہ کا لفظ نکلوا دیا۔ اور اسطرح پر نہایت حکمۃ اور بلاغت سے دو متضاد امور کو پورا کیا اور موسوی سلسلہ کی مماثلت بھی قائم رکھی اور عظمت اور نبوۃ آنحضرۃ ؐ بھی قائم رکھی۔

سوال۔ کیا کوئی عورت نبیہ ہو سکتی ہے۔ فرمایا نہیں۔ اسد تعالیٰ

ازالہ اوہام۔ کا دوسرا حصہ چھپکر طیار ہو گیا ہے قیمت ۱۴ ار۔ المشتہر حکیم فضل الدین۔ قادیان

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ الرجال قوامون علی النساء۔ اور للرجال علیہن درجۃ تا عورتیں اصل میں مردوں کی ہی ذیل میں ہوا کرتی ہیں۔ جب صاحب درجہ اور صاحب مرتبہ کے واسطے ایک دروازہ بند کر دیا گیا تو یہ بیچاری ناقصات العقل کس حساب میں ہیں ✦ ✦ باقی آیندہ

تعلیم الاسلام کالج

تعلیم الاسلام کالج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۳ء کو انشاء اللہ تعالیٰ جاری کیا جاوے گا۔ کالج کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے چندہ کی اپیل قوم کے نام لکھی تھی اسکا اثر نکلنا شروع ہونے لگا ہے چنانچہ ہمارے ملک سے ہمارے محترم بھائی منشی نذیر الدین صاحب نے کالج کے لیے فی الحال چندہ بھیجا ہے۔ منشی نذیر الدین پہلے احمدی ہیں جنہوں نے کالج کے لیے چندہ بھیجا ہے۔ اب چونکہ کالج کے افتتاح کی عملی کارروائی شروع ہونے والی ہے اسلیے احمدی قوم کو جلد تر توجہ کرنی ضروری ہے ہمارا اپنا خیال ہے کہ منشی نذیر الدین صاحب کالج کے ٹرسٹی نہیں۔ اور انکا ابھی تک شاید معلوم بھی نہیں کہ ٹرسٹی ہونے کی قواعد کیا ہیں۔ یہ ساری باتیں بہت جلد مدرسہ کی سالانہ رپورٹ سے انہیں معلوم ہو جائینگی لیکن ہم اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پانچ سو روپیہ یکمشت چندہ دینے والے بزرگ ٹرسٹی ہوتے ہیں۔ کیا عجب کہ منشی نذیر الدین صاحب کا نام ہم ٹرسٹیوں کی فہرست میں دیکھیں اور آپ کی تحریک سے اور بھی نام ٹرسٹیوں کے لیے مل سکیں۔ بہرحال منشی صاحب کی یہ ہمت اور مسابقت الی الخیرات دوسروں کے لیے تحریک کا باعث ہے۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ قوم جلد اسطرف توجہ کرے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام مع اہل بیت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور اپنی دعوت تبلیغ میں روز و شب مصروف ہیں۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبد الکریم صاحب اور فاضل امروہی وغیرہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست اور اپنی ہمت و وسعت کے موافق دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

۳۔ موسم کا رنگ بدل گیا ہوا ہے فصل کی کٹائی شروع ہو گئی ہے ✦ گرمی کا موسم آ چلا ہے

۴۔ تعلیم الاسلام کالج کا وقت تبدیل ہو گیا کالج کے افتتاح کے لیے ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی ہے اس تاریخ سے کالج کھل جاویگا ✦ اللہ تعالیٰ ان اغراض اور مقاصد کو پورا کرے جن کے لیے یہ کالج کھولا جاتا ہے اور قوم اور ملک کیلیے اسکو مفید اور برکت کا ذریعہ بنا دے۔ قوم کے دلوں میں اسکی سرپرستی اور اعانت کا جوش ڈالے اور اسکے سرپرستوں اور کارکنوں کو بامراد کرے۔

۵۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد دن بدن اس کثرت سے بڑھ رہی ہے کہ اس کا اندراج الحکم میں دشوار ہو گیا ہے یہی وجہ تھی اور ہے کہ ہم نے اس کالم کو بند کر دیا ہوا ہے لیکن اس کے متعلق بہت سے خطوط چلے آتے ہیں کہ اسے کھولا جاوے سردست ہم عدم گنجائش کی وجہ سے مجبور ہیں

ڈاکخانہ قادیان

ڈاکخانہ قادیان کے متعلق ہم کسی گذشتہ اشاعت میں لکھ چکے ہیں کہ ڈاک کی رسیدگی اور روانگی کا انتظام محکمہ ڈاک کی بدنامی کا موجب ہو رہا ہے۔ جبکہ ڈاکخانہ کے ذریعہ صد ہا روپیہ ماہوار کی آمد محکمہ ڈاک کو ہے جیسا کہ ان نقشہ جات سے معلوم ہو سکتا ہے جو ماہ بماہ طیار کرائے جاتے ہیں۔ پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ اسکے انتظام کیطرف توجہ نہ کی جاوے۔ ڈاک کی تقسیم کا یہ حال ہے کہ ۴ بجے تک بھی بمشکل پوری ڈاک تقسیم ہوتی ہے پھر اس دن کے خطوط کا جواب اسی روز کیسے دیا جا سکتا ہے ✦ اور ادھر روانگی کا یہ حال ہے کہ بٹالہ میں جا کر ایک ۲۴ کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور رجسٹری شبانہ روز ڈاک وہاں پڑی رہتی ہے یہ بدنظمی سخت توجہ کی محتاج ہو رہی ہے ذمہ وار افسران ڈاکخانہ میں سے کوئی آ کر اس ڈاکخانہ کو نہیں دیکھتا اور نہیں پوچھتا کہ کیوں ایسی بدنظمی ہے۔ پوسٹ ماسٹر الگ نالاں ہے کہ کثرت کار کی وجہ سے میری صحت معرض خطر میں ہے اور حقیقت میں وہ اپنی کمزوری لاغری اور کثرت کار کی وجہ سے اس امر کا محتاج ہے کہ اسے آرام کرنے کا موقع دیا جاوے چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سب پوسٹ ماسٹر نے ایک ماہ کی رخصت مانگی تھی جو اُسے نہیں دی گئی ہم اسپر اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ کیوں رخصت نہیں دی گئی۔ لیکن ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ موجودہ انتظام بہت کچھ قابل افسوس اور موجب ندامت محکمہ ہو رہا ہے۔ قادیان کے ڈاکخانہ کا انتظام اب ایک آدمی کے کرنے کا نہیں رہا۔ یہ ڈاکخانہ اب کم از کم دو کلرکوں اور ایک انسپکٹر کو چاہتا ہے۔ جبتک یہ انتظام نہ ہو اس امر کی ضرورت ہے کہ ڈاک کی روانگی اور رسیدگی میں جو نقص واقع ہو رہا ہے اسکو دور کیا جاوے۔ اور یہ اُسوقت رفع ہو سکتا ہے کہ ذمہ وار آفیسر کو ڈاکخانہ کا معائنہ کریں اور پبلک کی شکایتیں سننے کا انہیں موقع دے کاروباری پبلک جنکا تعلق ڈاکخانہ سے زیادہ ہے وہ حیران ہو رہی ہے اور اس بدنظمی کی سخت شاکی ہے۔ اب جلد توجہ کیجاوے۔ ورنہ کاروباری پبلک کو مجبور ہو کر ڈائرکٹر جنرل تک پہونچنا ہوگا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ بیدار مغز پی۔ ایم۔ جی۔ بہت جلد نوٹس لیں گے اور پبلک کو شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

دارالامان کی مقامی ضرورتیں

ہم کسی گذشتہ اشاعت میں اس امر کا ذکر کر چکے ہیں کہ جیسا موجودہ حالت قادیان کی مقامی ضرورتیں بڑھ رہی ہیں اور آبادی بھی یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے تو لسعد ضروری ہے کہ حکام بالا دست ان رفاہ عام امور کیطرف توجہ کریں جنکی ضرورت محسوس کیجاتی ہے ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۳ء سے قادیان کا تعلیم الاسلام سکول کالج بنایا جاتا ہے اور کالج کے کھلنے سے طلبہ کی کثرت کی اُمید کیجاتی ہے۔ پھر جبکہ یہ کالج واقع ہے اسکے اردگرد ایک خطرناک ڈھاب موجود ہے جسمیں برسات کا پانی جمع رہتا ہے اور جو ملیریا فیور کا موجب ہو سکتا ہے محکمہ حفظان صحت جہاں رعایا کی حفظان صحت کی تدابیر پر پورا لحاظ رکھتا ہے اور اسے رکھنا چاہیئے۔ اس کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ایسے امور پر غور کرے اور جبکہ پنجاب میں طاعون کثرت سے پھیل رہا ہے صفائی اور حفظ کی تدابیر پر عملی کارروائی کے لیے پورا ایکشن لے اگر قادیان کا رقبہ نوٹیفائد ایریا قرار دیا جاوے اور عملہ صفائی کا باقاعدہ مقرر ہو تو وہ گلی کوچے جہاں سے گذرنا بھی بعض اوقات مشکل ہوتا ہے اور وہ نشیبی حصے جہاں گندہ پانی جمع ہو کر مضر صحت جرم کو پیدا کرتا ہے اچھی حالت میں ہو جائیں اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیا جو اسوقت محض اس وجہ سے کہ کوئی انکا نگران حال اور پرسان نہیں احتیاط کے ساتھ فروخت نہیں کی جاتیں مضر صحت نہ ہوں ✦ یہ سب امور اس قابل ہیں کہ انپر توجہ کی جاوے اور جہانتک ہم سمجھتے ہیں تحصیلدار صاحب بٹالہ کے فرائض میں داخل ہے کہ وہ ایسی باتوں پر غور کر کے افسران بالا دست کو اسپر توجہ دلائیں اور ہم لالہ موتی رام صاحب کی ذات سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ اسسے پیشتر کہ بٹالہ کی تحصیل کو چھوڑیں ان شکایتوں کی [illegible]

صحیفۃ الولاء پر ریمارک

نمبر (۵)

اور منجملہ ان دلائل کے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت سے ہوگا قرآن شریف کی آیۃ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہے یعنی تم بہترین اُمتہ ہو جو اس لیے نکالی گئی ہو تا دجال معہود کے فتنہ کو فرو کرکے مخلوق کو فائدہ پہونچاؤ۔ اس آیت میں الناس کا ترجمہ دجال جو کیا گیا ہے ہم اس پر قرآنی استشہاد پیش کرتے ہیں چنانچہ فرمایا ہے لخلق السموات و الارض اکبر من خلق الناس یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اسرار اور عجائبات ہیں دجال معہود کی طبائع کی بناوٹ اسکے برابر نہیں یعنی گو وہ لوگ زمین و آسمان کے اسرار معلوم کرنے میں کتنی ہی جانکاہی کریں اور کیسی ہی طبع رسا دکھلا دیں پھر بھی انکی طبعیتیں ان اسرار کے انتہا تک نہیں پہونچ سکتی ہیں؟ ایسا ہی مفسرین نے الناس سے مراد دجال معہود لیا ہے۔ دیکھو معالم وغیرہ اور ان معنوں کے لیے قرینہ قویہ یہ ہے کہ کھلا ہے کہ دجال معہود اپنی ایجادوں اور صنعتوں سے خدا تعالےٰ کے کاموں پر ہاتھ ڈالے گا۔ اور اسطرح پر خدائی کا دعوی کرے گا۔ اور اسبات کا سخت حریص ہوگا کہ خدا کی باتیں جیسی بارش برسانا اور پھل لگانا اور انسان وغیرہ حیوانات کی نسل جاری رکھنا اور سفر اور حضر اور صحت کے سامان فوق العادۃ طور پر انسان کے لیے مہیا کرنا ان تمام باتوں میں قادر مطلق کی طرح کارروائیاں کرے اور سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہو جاوے اور کوئی بات اُس کے آگے ان ہونی نہ ہو غرض جیسے اس آیت میں الناس سے مراد دجال ہی ہے ایسا ہی کنتم خیر امۃ اخرجت للناس میں الناس کے لفظ سے دجال ہی مراد ہے کیونکہ تقابل کے قرینہ سے اس آیت کے یہ معنی ہوتے ہیں کنتم خیر امۃ اخرجت لشر الناس اور شر الناس سے مراد متفق علیہ طور پر دجال ہی ہے۔ اور ان معنوں کی تصدیق ..... سورہ لم یکن کے الفاظ شر البریہ اور خیر البریہ بھی کرتے ہیں۔

غرض اس آیت سے بڑی صفائی کے ساتھ واضح ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح ہی امت سے ہوگا۔ پھر آنے والے مسیح اور اسرائیلی مسیح کا جو حلیہ بیان کیا گیا ہے اسمیں اختلاف ہے اسرائیلی مسیح کو سرخ رنگ لکھا ہے جیسا کہ علی العموم شامی لوگ ہوتے ہیں ایسا ہی ان کے بال بھی جعد لکھے ہیں مگر آنیوالے مسیح کا رنگ گندم گوں اور بال بھی سیدھے لکھے ہیں۔ اور صحیح بخاری میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ جہاں کہیں حضرت عیسی علیہ السلام کا حلیہ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہاں انکو احمر لکھا گیا اور کہیں اس التزام کو نہیں چھوڑا اور آنیوالے مسیح کو گندم گوں قرار دیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آنے والے مسیح اور تھے ورنہ تفریق حلیتین کا التزام کیوں کیا گیا۔ غرض جہانتک اس سوال کیطرف توجہ کی جاوے نصوص قرآنیہ حدیثیہ سے صرافۃً بلا تاویل یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح اسی اُمتہ سے ہوگا۔

اب اس امر کی تنقید اور توضیح کے بعد دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ کیا آنیوالے مسیح کے لیے یہی وقت ہے یا نہیں جسمیں ہم ہیں ؟

اس سوال کے جواب میں بھی جہانتک واقعات کا سلسلہ شہادت دیتا ہے + اور آنیوالے مسیح موعود کی تعیین وقت پر اکابر اُمتہ کے کشوف اور رویا دلالت کرتے ہیں اور وہ علامات و آثار جو مسیح موعود کیلیے بتائے گئے تھے انپر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وقت ہے جسمیں مسیح موعود کو آنا چاہیے۔ ہم ذیل میں مختصرا اس امر تنقیح کے متعلق بحث کرتے ہیں۔

اول ہمنے اوپر دکھایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسی ہیں اور آپ کے بعد سلسلہ خلافت آیت استخلاف کے موافق اسی طرح پر چلا ہے جس طرح حضرت موسی علیہ السلام کے بعد چلا تھا۔ اس سلسلہ کے مقابلہ کے لحاظ سے جیسے یہ ضروری تھا کہ خاتم الخلفا مسیح موعود ہو اسی طرح پر اس خاتم الخلفا کا ظہور بھی موسوی مسیح کی مدت ظہور کے مقابل میں واقع ہو۔ چونکہ موسوی مسیح ظاہر نہیں ہوا تھا جبتک کہ سن موسوی کے حساب سے چودھویں صدی نے ظہور نہیں کیا۔ اس لحاظ سے محمدی مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی پر ضروری ہے تاکہ دونوں مسیحوں کا مبدء سلسلہ فاصلہ باہم متشابہ ہو۔ اور سلسلہ کے آخری خلیفہ کو چودھویں صدی کے سر پر ظاہر کرنا تکمیل نور کیطرف اشارہ ہے کیونکہ مسیح موعود اسلام کے نور کا متمم نور ہے

اس لیے اسکی تجدید چاند کی چودھویں رات سے مشابہ ہے اسی طرف اشارہ ہے اس آیت میں کہ لیظھرہ علی الدین کلہ کیونکہ اظہار تام اور اتمام نور ایک ہی چیز ہے اور یہ قول کہ لیظہرہ علی الادیان کل الاظہار اس قول سے مساوی ہے کہ لیتم نورہ کل الاتمام پھر دوسری آیت میں اسکی اور بھی تصریح کر دی ہے جہاں فرمایا واللہ متم نورہ و لو کرہ الکفرون تمام نور کے لیے چودھویں رات مقرر ہے اسلیے اتمام نور اسلام کے لیے بھی چودھویں صدی مقرر تھی۔

اور ایسا لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ میں بھی ایک پیشگوئی اس امر کی ہے کہ چودھویں صدی پر جبکہ اسلام مشکلات اور مصائب کے درمیان ہوگا اسی طرح پر جیسا کہ بدر کے وقت تھا اسوقت اللہ تعالے کی نصرت ظاہر ہوگی۔ اور بہت سے قرائن اور اشارات اس قسم کے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ چودھویں صدی یعنی اسی صدی میں مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے۔

علاوہ بریں مسیح موعود کا کام یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کسر صلیب کے لیے آئے گا۔ اسکا کام خود بتا رہا ہے کہ وہ کس زمانہ میں آئیگا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ اسوقت صلیبی مذہب کا غلبہ ہوگا اور ملک میں ہر پہلو سے بے اعتدالیاں ہونگی۔ اس نتیجہ پر پہونچنے کے لیے کسی مزید غور کی بھی حاجت اور ضرورۃ نہیں رہتی کیونکہ ظاہر ہے کہ عیسائیت کا اثر لاکھوں انسانوں کے دلوں پر پڑ گیا ہے اور ملک اباحت کی تعلیموں سے متاثر ہوتا جاتا ہے صد ہا آدمی ہر ایک خاندان میں نہ صرف دین اسلام سے ہی مرتد ہو گئے۔ بلکہ جناب سیدنا رسول اللہ صلعم کے سخت دشمن ہیں اور اب تک بہت سی کتابیں رد اسلام میں جنمیں سب وشتم کے سوا کچھ نہیں شائع کی گئی ہیں ایسی حالت میں عقل سلیم بجائے خود تجویز کرتا ہے کہ اسلام کی نصرت اور تائید میں کوئی انتظام نہ کیا جاتا۔ بیرونی فتنوں کے فرو کرنیکے لیے اور مسلمانوں کی اندرونی حالت کو پاک کرنیکے لیے جو تجربہ ظہور میں آتا ہے تیرھویں صدی کا پورا سو سال کا تجربہ بتاتا ہے کہ ان زہریلی ہواؤں کی اصلاح جو زور شور سے چل رہی ہیں اور عام وبا کی طرح ہر ایک شہر اور گاؤں سے کچھ نہ کچھ اپنے قبضہ میں لا رہی ہیں ہر ایک معمولی طاقت کا کام نہیں کیونکہ یہ پھیلنا تمام تنیرات اور ذخیرہ اعتراضات خود ایک معمولی طاقت نہیں بلکہ زمین نے لینے وقت پر ایک جوش مارا ہے اور اپنی تمام زہر زیر تکہ بڑی قوت کے ساتھ اگلا ہے اس لیے اس زہر کی مدافعت کے لیے آسمانی طاقت کی ضرورت ہے کیونکہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے - (باقی پھر)

ملفوظات احمدیہ

ہر رات حاملہ عورت کی طرح ہوتی ہے جیسے وہاں معلوم نہیں کہ کیا پیدا ہو نہیں معلوم صبحکو کیا نتیجہ پیدا ہو۔ اسلیے متقی اپنی اوقات کو ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ ہر وقت طیار رہتا ہے یہ جانکر کہ معلوم نہیں کس وقت آواز پڑ جاوے۔

نبوۃ کا لفظ ہمارے الہامات میں دو شرطیں رکھتا ہے اول یہ اسکے ساتھ شریعت نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ بواسطہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم۔

جو لوگ ملائک سے انکار کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں انکو اتنا معلوم نہیں کہ دراصل جس قدر اشیا دنیا میں موجود ہیں ذرہ ذرہ پر ملائکہ کا اطلاق ہوتا ہے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ بغیر اسکے اذن کے کوئی چیز اپنا اثر نہیں کر سکتی جہانتک کہ پانی کا ایک قطرہ بھی اندر نہیں جا سکتا اور نہ وہ مؤثر ہو سکتا ہے مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ کے یہی معنے ہیں اور رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ خَادِمُكَ کے بھی یہی معنے ہیں۔ یہی اسلام اور ایمان ہے اس کے سوا بد بودار چیز ہے۔

موت کا مضمون بہت ہی مؤثر مضمون ہے اگر یہ انسان کے اندر چلا جاوے تو انسان بدیوں سے بچنے کی بہت کوشش کرے۔ ابراہیم ادہم اور شاہ شجاع جیسے بادشاہوں پر اسی مضمون نے اثر کیا تھا جو سلطنتیں چھوڑ کر فقیر ہو گئے

جو چیز علل اور اسباب سے پیدا ہوتی ہے وہ خلق ہے اور جو محض کُنْ سے ہو وہ امر ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون عالم امر میں کبھی توقف نہیں ہوتا۔

خلق سلسلہ علل و معلول کا محتاج ہے جیسے انسان کے بچہ پیدا ہونے کے لیے نطفہ ہو پھر دوسرے مراتب۔ اور طبعی اور طبابت کے قواعد کے نیچے ہوتا ہے مگر امر میں یہ نہیں ہوتا ہے۔

حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات

قرآن شریف عمل کے لیے ہے اور عمل کے لیے ضروری ہے کہ اسکا علم ہو اور قرآن کا علم حاصل ہوتا ہے تقویٰ سے پس تقویٰ اختیار کرو۔

اپنے گناہوں کی معافی کے لیے جب خدا تعالیٰ سے دعا مانگو تو چھپکر اور آہستہ مانگا کرو۔

زبر الاولین کی ساری صداقتیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ انہیں ان صداقتوں کے دلائل نہیں مگر قرآن شریف انکو مدلل بیان کرتا ہے اور اسرار شریعت سے آگاہی بخشتا ہے۔

چھوٹا آدمی قرآن شریف سے استدلال نہیں کرتا بلکہ وہ تو اسکے سننے سے بھی عاری ہوتے ہیں انهم عن السمع لمعزولون انکے لیے ہی ہے۔ پھر ان کا اس پر عملدر آمد کیونکر ہو اور قرآن ان کے لیے راحت جان نہیں ہو سکتا۔ قرآن ایسی چیز ہے کہ اس سے ہم تمام دنیا کے صادق اور کاذب میں فرق کر سکتے ہیں۔

قرآن شریف کو پڑھو اور آیات اللہ میں غور کرو کہ کیا تمکو قرآن شریف سے لذت آتی ہے یا کسی اور کے کلام سے پھر تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ تم کون ہو؟ قرآن شریف سعید اور شقی دو ہی قسم کے آدمیوں کا ذکر کرتا ہے اس طریق پر تم اپنی سعادت اور نجات یا شقاوت اور سزا کا پتہ لگا سکتے ہو۔

ایمان تمام خوبیوں کا جامع ہے اور کفر تمام بدیوں کا۔

اصل قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اور اسکو سمجھا جائے اور اور وں کو سمجھایا جائے۔

جب مامورین اللہ دنیا میں آتے ہیں تو تین چیزیں ان کے زمانہ میں واقع ہوتی ہیں۔ ۱۔ دنیا میں قحط پڑتے ہیں ۲۔ لڑائیاں ہوتی ہیں ۳۔ وبائیں آتی ہیں۔

اللہ کے احسان یاد کرنے سے بغض۔ حسد۔ کینہ وغیرہ بیماریاں رفع ہو جاتی ہیں۔

فساد کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کی سی اطاعۃ اور محبت کسی اور سے کی جاوے۔ اور شفقت علی خلق اللہ نہ ہو یہی اور فساد کی اصل ہیں۔

امام کے لیے تین شرطیں ہیں۔ اول احکام الٰہی مخلوق کو پہنچاتا ہے۔ ۲۔ مستقل مزاج ہوتا ہے کوئی امر اسکی دعوت اور تبلیغ کی راہ میں روک نہیں ہو سکتا۔ ۳۔ خود اسکو احکام الٰہی پر پورا یقین ہوتا ہے۔

حصول رزق کے گر۔ اول جناب الٰہی میں دعا مانگنا۔ دوم ان قوانین پر کاربند ہونا جو رزق کے متعلق خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں بیان فرمائے ہیں۔ سوم خدا تعالیٰ کے عطیات و انعامات کا شکر کرنا۔ چہارم متقی بننا۔

مسلمان کو پکا مسلمان ہونے کے واسطے کم از کم دو کام ضرور کرنے چاہییں اول کم از کم پانچ یا زیادہ سے زیادہ دس آیتیں ہر روز فکر سے پڑھنی چاہییں اور نماز سنوار کر پڑھنی۔

التحیات زبانی عبادتیں **الصلوات** بدنی عبادتیں۔ **الطیبات** مالی عبادتیں

سب نیکیوں کی جڑ نماز ہی ہے صحابہ کرام نماز میں ایسے محو ہو جایا کرتے تھے کہ نماز کے بعد ایکدوسرے سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ مومن کو جو ملتا ہے نماز ہی سے ملتا ہے۔ اسی سے ہر طرح کے وساوس دور ہوتے ہیں۔ اور مشکلات حل ہوتی ہیں جس نے نماز کو نہ پہچانا اس نے یقیناً اسلام کو نہیں پہچانا جسکو ایک دفعہ نماز کی لذت آجاوے پھر وہ دوسری لذتوں کو ایسا بھول جاتا ہے کہ اسکا دل کرتا ہے کہ ہر وقت نماز ہی پڑھتا رہوں مگر بصیرت خدا ہی کیطرف سے ملتی ہے۔ جب وہ کسیکو اپنی طرف کھینچتا ہے تو حواس ہی اللہ ہو جاتے ہیں یعنی اسکی آنکھیں اور کان اور ہو جاتے ہیں۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا تم کوشش کرو خدا رستہ دکھا دیگا۔ دعا کیے جاؤ اور دعا کا پیچھا نہ چھوڑو۔ آخر جو بندہ یابندہ۔ اگر تضرع پیدا نہیں ہوتا تو تضرع پیدا کرنے کا بھی یہی علاج ہے کہ دعا کرو تضرع پیدا ہو جاوے۔ نماز میں جو قومہ اور جلسہ اور دیگر مختلف حالتیں اور تغیرات ہیں ان کا بھی مطلب ہے کہ تم میں قلق پیدا ہو جاوے۔ قلق بار بار اٹھنے بیٹھنے سے ظاہر ہوتا ہے قلق خدا کو بہت پسند ہے۔ طالب حق جو ہوتا ہے اسمیں ضرور ہی قلق اور بیقراری ہو جاتی ہے۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ عبادۃ کا مغز دعا (نماز) ہی ہے۔

تمام ذرات خدا کے تابع ہیں۔ خدا کے سوا کسی پر امید رکھنا کہ فلاں میری بھلائی برائی کمی بیشی کر سکتا ہے یہ بھی شرک ہے۔ وہ خدا ایسا ہے کہ سب کچھ کر سکتا ہے جب کسی بادشاہ کے سامنے لوگ جاتے ہیں تو پہلے اس کی تعریف کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے سامنے جانے کے لیے ہمیں سکھایا گیا کہ الحمد للہ رب العلمین یعنی وہ پاک ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور ہر نقص سے پاک ہے اور ہر ایک کی پرورش اس کے ہاتھ میں ہے۔ پھر فرمایا کہ الرحمن الرحیم یعنی وہ ہماری کوششوں اور دعا کے بغیر ہمپر فضل کرنے والا ہے۔ جسطرح ابھی ہم پیدا ہوئے ہی نہ تھے کہ اس نے زمین اور ضروری سامان پہلے ہی طیار کر دیے۔ یہ سب رحمانیت کی صفت کا تقاضا ہوا۔ پھر ایسے بھی بعض نعماء ہیں کہ دعاؤں پر حاصل ہوتے ہیں۔ پھر مالک یوم الدین یعنی ہر ایک نیک و بد عمل کا بدلا دینے والا وہی ہے پس کسی سے نفع و نقصان کا خوف مت رکھو کیونکہ جزا ہر عمل کی اسی کیطرف سے آتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ دعائیں مانگا کرو۔ اور دعاؤں میں لگے رہو۔

تفسیر القرآن کا دوسرا نمبر ۲۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو انشاء اللہ شائع ہو جاویگا مضامین فہرست ۲۴ اپریل الحکم میں شائع ہوگی قیمت سالانہ ۲ے

خطبہ

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ

ترجمہ

وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات کو مان لیا بعد اس کے کہ انکو سخت دکھ پہونچے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر سچا تقویٰ اختیار کیا اور ایسی عبادت کی کہ گویا اسکو دیکھ رہے ہیں انکے لیے بہت بڑا درجہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے آکر کہا کہ دشمنوں نے تمہاری ہلاکت کرنے کے لیے لشکر اکٹھا کیا ہے۔ تم ڈر جاؤ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو اس خبر کو سنکر ان کا ایمان اور بھی بڑھ گیا اور انہوں نے کہا کہ دشمنوں کی کثرت کے مقابلہ میں اللہ ہمارے لیے بس ہے اور اسی نے ہماری کامیابی نصرت اور تائید کی وکالت لے رکھی ہے آخر وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس ہوئے۔ وہ دشمن جو کثرت کے ساتھ آئے تھے ذلیل ہوئے۔ اور مومن دوہری خوشی لیکر آئے اول فتح کی خوشی اور دشمنوں کا مال لیکر واپس ہوئے اور کوئی دکھ اور نقصان انکو نہ پہونچا اور سب سے بڑی کامیابی یہ ملی کہ انہوں نے اللہ کی رضامندی کی پیروی کی۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ان آیتوں میں ہمارے لیے ہمارے سلسلہ کے لیے عظیم الشان سبق اور عظیم الشان بشارت اور خوشخبری ہے۔ ان آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل اور انکی جماعت پر ضرور ہے کہ ایک ایسا وقت آئے کہ کل دنیا ان کی مخالفت کے لیے اٹھے اور وہ اپنے ہر قسم کے ہتھیار ان پر چلانے کے لیے طیار ہو اور وہ اپنی مادی اور زمینی اسباب پر بھروسہ کرکے یہ فتوی دیدیں

غلام

کہ اب ان کو ہلاک کر دینگے۔ لیکن ایسی حالت میں جوں جوں مصائب اور مشکلات بڑھتے ہیں انہ ماموروں کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے ان کی روحوں میں خدا تعالیٰ کی محبت عظمت اور اپنی بیکسی سے اسپر توکل اور اسکی طرف تبتل کی حالتیں پیدا ہوتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی پاک جماعت ہر زمانہ میں ایک زندہ اور عجیب نمونہ ہیں جنکو دیکھ کر مومن کی آنکھیں روشن ہوتی اور اللہ تعالیٰ پر اس کا ایمان بڑھتا ہے۔

ایک وقت تھا کہ جب صحابہ کا قلیل اور ضعیف گروہ اپنے محبوب و مولا کے ساتھ تھا۔ ایک طرف مدینہ کے یہود انکو دھمکیاں دیتے تھے دوسری طرف کل عرب منصوبہ بازیاں کر رہا تھا کہ جسطرح ممکن ہو انکو ہلاک کر دیں۔ ایسی حالت میں کوئی شخص عقل اور قیاس سے یقین نہیں کر سکتا تھا کہ یہ بیکس انسان جو اپنے وطن سے مہجور ۳۰۰ کوس بیٹھا ہوا ہے اور اہل وطن بھی اس کے دشمن ہیں ایسا عظیم الشان انسان ہوگا کہ اسکی کامیابی کی نظیر دنیا میں نہ ملے گی۔

حقیقت میں مادی اسباب مادی عقول اس قسم کا فتوی استحالت ہی دے سکتی ہیں + مگر صحابہ یقین کرتے تھے کہ یہ **کامیاب** ہوگا اور اسکی کامیابی اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک زندہ نشان ہوگی اور اسکی سچائی کا بیّن ثبوت! قربان ان لوگوں کے ایمان پر کیسے خدا تعالیٰ کی باتوں کو مانتے ہیں۔ جب دنیا انکی موت کا فتوی دیتی ہے وہ اپنی زندگی پر ایمان لاتے ہیں ایمان ایسی لذیذ شئے ہے کہ یہ خطرناک اور جانستان مشکلات میں بھی انسان کو معرفت کا نور عطا کر کے اسکی ساری مایوسیوں اور کو فتنوں کی تاریکی کو دور کر دیتا ہے۔ یہ کیسا ہیبت ناک نظارہ ہے جو ان آیتوں میں بیان کیا ہے کہ صحابہ کو اطلاع ملتی ہے کہ سارا عرب مخالفت کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہے اور وہ مقابلہ کے لیے آتے ہیں تم ان سے ڈر جاؤ + منافق ایک نقطہ کہتا ہے کہ انسانوں ہی ڈر جاؤ مگر وہ خداپرست قوم باوجود اپنی کمزوری اور قلت بیکسی اور غریب الوطنی کے کس ایمان اور سرور کے ساتھ کہتے ہیں حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ ان کا یہ قول انکی ایمانی قوت کا پتہ دیتا ہے دشمن کی کثرت انکی قلت چاہیے تھی کہ ایمان کو کمزور کرتی اور وہ ڈر جاتے مگر یہ رپورٹ ان کے لیے ترقی کا کام دیتی انکی قلبی اور ایمانی حالت کا اظہار ان لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا اس رپورٹ پر ایمان انکا بڑھ گیا۔

مجھے اس آیت کو پڑھ کر لذت آتی ہے کہ وہ کیسی خداپرست متبتل اور متوکل قوم ہے کہ دنیا اور اسکی فوجیں انکی نظر میں ہیچ اور مردہ کیڑے سے بھی بڑھ کر ہیچ ہیں۔ دشمن کی کثرت اسپر کوئی رعب نہیں ڈال سکتی کیوں؟ وہ مقتدر غالب ہستی پر ایمان رکھتے ہیں اسلیے کہتے ہیں۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

وہ کیا ایمان تھا؟ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی ان کو اللہ تعالیٰ کے وعدے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں یاد آگئیں کہ وہ وقت آگیا ہے

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

بڑی کثرت کے ساتھ لوگ چڑھ کر آئیں گے مگر شکست کھائیں گے۔

ابھی تو وہ قوم سامنے آئی ہے نہ شکست دی ہے مگر ان کے اجتماع کی ہی خبر سے ایمان بڑھ گیا کہ اب وہ وقت آگیا ہے اگر اس قوم نے اللہ تعالیٰ کو واقعی دیکھ نہیں لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور نصرتوں کا مشاہدہ نہیں کر لیا تو کیوں بے اختیار ان کے منہ سے نکلتا ہے

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

اس ایمان کا نتیجہ کیا ہوا۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْٓءٌ اس ایمان کی بدولت اس توکل کی وجہ سے وہ کمزور اور قلیل جماعت بامراد کامیاب ہو کر اللہ کی نعمت اور فضل لیکر واپس ہوئی۔ اور انھیں کوئی دکھ نہ پہونچا۔

میرے دوستو! ان آیتوں کا نمونہ ماموریں اللہ کے وقت دیکھا جاتا ہے اسوقت خدا تعالیٰ کے خلیفہ مسیح موعود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مظہر کے وقت پھر ان کے ظہور کی نوبت آئی ہے۔ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا۔ الآیۃ۔ یا وصفکا اس قوم کو بڑے بڑے زخم پہونچ چکے تھے وطن اور قوم سے وہ نکالے گئے لیکن پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو پکارا تو لَبَّیْکَ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے + دیکھو فتح کی پیشگوئیاں تھیں نصرتوں کے وعدے موجود تھے پایں اگر کوئی چشم زخم پہونچا تو پھر بھی یہ قوم خدا کے وعدوں پر سچا ایمان لاتی ہوئی لبیک کہتی ہے

آفرین اے صحابہ تیرے ایمانوں پہ

بڑے بڑے دکھ پہونچے۔ بھائی ذبح ہوئے لیکن + تمھارا ایمان کیا ایمان تھا کہ وہ بڑھتا ہی

یہانتک کہ خدا کے وعدے پورے ہوئے
پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا اسوہ سمجھتا ہے ضرور ہے کہ وہ ان امتحانوں کے نیچے آوے جو اس کے ایمان کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں + کوئی سلسلہ جو خدا تعالےٰ کیطرف سے آتا ہے اسپر ایسے ابتلا لازماً آتے ہیں اس وقت بھی خدا تعالےٰ کے برگزیدہ مسیح موعود کے خلاف اور اس کی قوم کے خلاف منصوبے ہوتے اور انکو صفحہ ہستی سے معدوم کرنیکی تجویزیں ہوتی ہیں لیکن ان باتوں کو سنکر اس کی جماعت کا کثیر حصہ ایسا ہے کہ انکا ایمان بڑھتا ہے۔

بہت سے لوگ اسوقت ہیں کہ انکو کہا گیا کہ فلاں مولوی نے تمھارے خلاف فتوے طیار کیے ہیں رشتے ناطے بند کر دیے دکھ دیے۔ مگر وہ حسبنا اللہ کہہ اٹھے۔ کہ یہ سچا موعود ہے اور یہ سلسلہ سچا ہے اسکو ہم چھوڑ نہیں سکتے اسکی طرف سے مبارکی ہو ان لوگوں کو جنھوں نے ایسا ایمان پایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو تقویٰ طہارت نصیب کرے اور اپنا فضل کرے کہ وہ شہداء علے الناس ہوں۔ آمین +

عام اخبار اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

لاہوری ہم عصر پیسہ اخبار نے ۱۱ اپریل کی اشاعت میں جہاد پر ایک مضمون شایع کیا ہے جس کی غرض اس کارروائی کو چھپانا ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے جہاد کے استیصال کے متعلق ہو رہی ہے پیسہ اخبار کے لائق نامہ نگار نے (کیونکہ پیسہ اخبار نے اس کی رائے کو اپنے ایڈیٹوریل میں درج کیا ہے) اپنے اس مضمون میں جہاد کے خلاف کارروائی کرنے والے مسلمانوں کو خود غرض کہا ہے جس سے صاف طور پر صاحب مضمون کا عندیہ اور منشا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دل سے اس مسئلہ کی ضرورت سمجھتا ہے ورنہ اس کے کیا معنے کہ جہاد کی مخالفت کرنے والوں کا نام وہ خود غرض رکھتا ہے۔ ہم اس بیہودہ اور طولانی سلسلہ کو جو تاریخی استشہاد کے لیے پیش کیا ہے چھوڑتے ہیں کیونکہ نفس مضمون سے اسکو کچھ تعلق نہیں ہے اصل سوال یہ ہے کہ کیا جہاد کا اعتقاد مسلمانوں میں ہے یا نہیں؟ اور وہ آنیوالے مسیح اور مہدی کے وقت میں جہاد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں یا نہیں؟

اس سوال پر پیسہ اخبار نے بحث نہیں کی۔ بلکہ غیر متعلق امور کا سلسلہ شروع کر دیا + ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اگر ان کا اعتقاد جہاد کے متعلق وہی ہے جو ہم رکھتے ہیں یعنی اس وقت اسے حرام ٹھیراتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ہماری مخالفت کے لیے اٹھتے ہیں انھیں تو چاہیے کہ ہماری تائید کریں نہ یہ کہ ہمیں گالیاں دیں یہ ایک ضروری پوائنٹ ہے جو کسی صورت میں نظر انداز نہیں ہونا چاہیے + ہمکو تعجب ہے کہ پیسہ اخبار ایکطرف تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسلمان جہاد کا خیال بھلائے ہوئے ہیں اور دوسری طرف جہاد کے نہ ہونیکی وجہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ کی طاقت مضبوط ہے۔ اور وہ وہی اشکال سے ڈر نہیں سکتی۔

سید احمد خان کی تعریف کی جاتی ہے کہ اس نے ان احادیث پر پانی پھیر دیا ہے جن میں مسیح اور مہدی کی بشارتیں موجود ہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان بشارتوں کی بنا پر جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مسیح اور مہدی آنے والے ہیں وہ جہاد کا خیال ضرور رکھتے ہیں ورنہ سید احمد خان کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ ان حدیثوں کی صحت ہی سے انکار کرتے ٭ اور پیسہ اخبار کے نامہ نگار نے کیوں اسکو فخریہ بیان کیا۔ جب یہ امر ثابت شدہ ہے کہ ان بشارتوں سے جہاد کا وجود پایا جاتا ہے تو اب دیکھنا یہ باقی ہے کہ کسقدر لوگ ہیں جو سید احمد خان کی اس تاویل کو ماننے والے ہیں پیسہ اخبار خود ہی انکی تعداد بتا دے۔ کیا عام مسلمان اہل حدیث حنفی شافعی مالکی حنبلی وغیرہ بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں یا صرف ایک محدود جماعت جو اس اعتقاد کے ساتھ قرآن اور ارکان اسلام کے متعلق بھی اپنے ایسے خیال رکھتی ہے جو دوسرے مسلمانوں کے نہیں ہیں۔

پھر علیگڈھ سکول کے تعلیم یافتہ طالب علموں کو کل مسلمانوں کا ریپریزنٹیٹو قرار دینا کونسی دانشمندی ہے گورنمنٹ ایسی بیوقوف اور نادان نہیں کہ وہ عام مسلمانوں اور علیگڈھ کی پارٹی میں تمیز نہ کر سکے پھر جبکہ تمام مسلمانوں کا یہی مذہب ہے تو کیوں اسے نظر انداز کیا جاوے ہمارا روئے سخن ہمیشہ ان لوگوں کیطرف ہے جو مسیح اور مہدی کے منتظر ہیں پس ہم ان کے غلط معتقدات کی اصلاح کرنی چاہتے ہیں اور جہاد کے خیالات ان کے دلوں سے دور کرنا چاہتے ہیں۔

نامہ نگار کی وسعت معلومات پر ہمیں افسوس آتا ہے اور پیسہ اخبار کی ایڈیٹر کی لوکل انفرمیشن پر تعجب آتا ہے کہ ایکطرف تو سید احمد خان کی خدمات متعلقہ جہاد کو کافی سمجھا جاتا ہے اور مسلمانوں میں چھ سو سال سے جہاد کا خیال نہ ہونا ظاہر کیا جاتا ہے دوسری طرف اتنا معلوم نہیں کہ لاہور کی انجمن اسلامیہ کو ہی پچھلے دنوں جہاد کے خلاف ایک فتویٰ شائع کرنیکی ضرورت پڑی۔ ایسا رسالہ کیوں شائع کیا گیا اگر یہ فتنہ خوابیدہ کا بیدار کرنا تھا۔ اگر مسلمانوں کے دلوں میں کوئی امر اسکا محرک انکو نظر نہ آتا تھا تو کیا مسلمانوں کا روپیہ یوں ہی برباد کیا گیا اور سر درد بستان باد دمانیدن کا کام انھوں نے کیا۔

نامہ نگار موصوف کی تحریر میں آخری بات اور بھی قابل توجہ ہے لکھا ہے کہ یہ خیال کہ کسی خاص مجمع میں علماء اسلام سے مسئلہ جہاد کا تصفیہ کرایا جاوے فتنۂ خوابیدہ کو جگانا اور مشکلات کا پیدا کرنا ہے کوئی حقیقی خیر خواہ ایسا مشورہ نہیں دے سکتا۔ اور نہ ہی کبھی عاقبت اندیش گورنمنٹ ایسے ضرر رساں مشورہ دلوں پر کاربند ہو کر اپنی مشہور پالیسی کو ترک کر سکتی ہے۔

پیسہ اخبار کا یہ آخری کوٹیشن خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ اگر یہ سچ ہے جیسا کہ پیسہ اخبار نے ظاہر کیا ہے کہ چھ سو سال سے یہ خیال بھولا ہوا ہے تو پھر کیا وجہ ہے؟ کہ محض جہاد کے متعلق علماء اسلام سے تصفیہ کرانے میں یہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہو سکتا ہے؟ یہ بات معمولی اور سرسری نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل نہیں ہے اگر جہاد کا خیال اور اعتقاد دلوں پر راسخ اور پایا جاتا نہیں تو کیوں اس کے تصفیہ سے اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے؟ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ خیال بڑے بڑے طور سے اکثر دلوں میں قائم ہے کہ ذرا سی تحریک سے پیدا ہو سکتا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار اور اسکے نامہ نگار کی ساری کوشش جو اس مضمون کے لکھنے میں صرف کی گئی ہے اسی ایک فقرہ سے رائگاں ثابت ہوگی اور ملمع سازی کھل گئی جو اس مضمون کی بنا تھی۔ اگر مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کا خیال اور اعتقاد راسخ نہیں ہے تو پھر کیوں علماء کے تصفیہ سے وہ آگ سلگ سکتی ہے۔

فرزانہ گورنمنٹ اس امر پر کافی غور کر چکی ہے اور وہ کبھی اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ مہدی اور مسیح کے منتظر جہاد کے قائل نہیں۔ اور یہ امر بھی کھل گیا ہے یا اور بھی واضح ہو جاوے گا کہ اسکے استیصال کی صورت یہی ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود پر ایمان لایا جاوے جس قدر لوگ اسکی جماعت میں داخل ہوتے ہیں وہ ان خیالات کو اسی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور انھیں چھوڑنا پڑتا ہے۔ پس مسئلہ جہاد کے متعلق تنقیح طلب دو امر ہیں۔

٭ نوٹ۔ بے قید اباحتی شخص ہے جو مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ یہودیوں اور شیعوں کے مسلم مسئلہ یعنی مسیح کی آمد ثانی اور مہدی کی آمد کا انکار کرکے ایک تواتر قومی اور تعامل کے مسئلہ کا انکار کرتا ہے وہ اس انکار سے اپنی مذہبی اور تاریخی واقفیت پر ذلت بخش داغ لگاتا ہے۔ اس ظالم کا انکار اس عظیم الشان پیشگوئی کے عدم وجود کا باعث نہیں ہو سکتا جو تمام نبیوں کی زبان پر چلی آتی ہے +

اول - کیا مسیح اور مہدی کے منتظر مسلمانون اور علی گڑہی مسلمانون مین بلحاظ اس عقیدہ کے کوئی فرق ہے یا نہین؟

دوم - مسیح اور مہدی کے منتظر مسلمانون کو جہاد پر یقین ہے یا نہین!!

اور یہ دونون سوال ہین - دونون تو مون مین زمین آسمان کا فرق ہے اور جو لوگ مسیح مہدی کے منتظر ہین وہ جہاد کا خیال بھی ضرور رکھتے ہین پس ہم یہی کوشش کر رہے ہین کہ یہ غلط خیال مسلمانون کے دل سے دور کیا جاوے جو لوگ اس امر مین ہمارے ساتھ ہین کہ جہاد حرام ہے پھر ان کا ہماری مخالفت کرنا ان کے دعوے کو باطل ٹہرانا ہے۔

ہم اس سے زیادہ کچھ لکھنے کی ضرورت نہین سمجھتے کیونکہ پیسہ اخبار کے نامہ نگار نے اپنے مضمون کے آخری حصہ مین معناً تسلیم کر لیا ہے کہ یہ خیال مسلمانون کے دل مین خطرناک طور پر جاگزین ہے چنانچہ وہ فقرات جو جلی قلم سے اوپر ہم نے لکھے ہین قابل غور ہین۔

ان لوگون کا مسائل جہاد کی مخالفت کرنا ہی بتلا رہا ہے کہ ان کے دلون مین کیا ہے۔

جمعہ کی تعطیل

جمعہ کی تعطیل پر پیسہ اخبار نے واقعات کی غلط فہمی اور غلط بیانی پر رائے زنی کی تھی جس کی اصلاح ہم نے اسی وقت کر دی تھی ۱۱ - اپریل ۱۹۱۱ء کی اشاعت مین پیسہ اخبار نے کسی حد تک اپنی غلطی کا اعتراف کھلے الفاظ مین کر لیا ہے اور اگر وہ فراخدلی اور انصاف سے کام لیتا تو یقین تہا کہ اپنی ساری غلطی کا اعتراف کر لیتا مگر یہ اس کے لئے مشکل ہے تاہم یہ بھی غنیمت ہے - پیسہ اخبار کو ہم نے بحثیت مسلمان کے ملزم کیا تو اس نے کھسیانا ہو کر بجائے صاف لفظون مین تائید کرنے کے اور راہ اختیار کی اس کی تحریر سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس تجویز کا موید ہے لیکن تعصب اسے کچھ کرنے نہین دیتا۔

" لکھتا ہے کہ چونکہ اتوار کے سوائے یہ تعطیل مانگی ہے اس لئے اس کا قبول ہونا اور بھی دشوار اور بعید از قیاس ہے ہم کہتے ہین کہ اس وقت سوال یہ نہین کہ قبول ہونا قرین قیاس ہے یا بعید از قیاس - بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا اسلام کی شوکت کے اظہار کے لئے مسلمانون کی ہفتہ وار عید کی تعطیل ضروری ہے یا نہین اس کا منظور کرنا یا نہ کرنا گورنمنٹ کے ہاتھ مین ہے لیکن کیا اگر کوئی جائز امر کسی وجہ سے سردست حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اس کے جائز حقوق کو بھی چھوڑ دینا چاہئے کیا ساری درخواستین جو ہندو یا مسلمان اپنے جائز حقوق کی بنا پر کرتے ہین سب کی سب منظور کی جاتی ہین! ہم کو اس سے کوئی بحث نہین کہ گورنمنٹ منظور کرتی ہے یا کیا؟ ہمارا اپنا فرض اسی قدر ہے کہ جس امر کو مسلمانون اور اسلام کے لئے بہتر اور مفید سمجھا جاوے اس کے حصول کے لئے سعی کرین - جمعہ کی تعطیل منجملہ ان باتون کے ہے پس ہر ایک **مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت** سے فرض ہے کہ وہ اس تجویز کی تائید کرے اور اس کو مسلمانون کا قومی اور مذہبی کار سمجھکر متحد طاقت سے گورنمنٹ کے حضور درخواست کرین - اور پھر امید ہو سکتی ہے کہ گورنمنٹ بھی ضرور لحاظ کرے اس تعطیل کے متعلق ہر مسلمان اخبار نویس اور اسلامی انجمن کا فرض ہے کہ وہ ہماری موید ہو ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا فرض ادا کر دیا - وہ اپنی نیت کے موافق اس عمل کی جزا لیگا۔

ہمین بارہا حیرت ہوتی ہے کہ کیون ایسی باتون پر بیجا نکتہ چینی کی جاتی ہے جو عام اغراض اسلام کے مفید اور نافع ہوتی ہین پیسہ اخبار کی یہ رائے کہ ہندوستان مین جمعہ کی تعطیل کی اگر کوئی صورت ہے تو یہی ہے کہ مسلمان آپس مین فیصلہ کر کے اس روز دوکانین اور دیگر پرائیویٹ کاروبار بند کر دیا کرین - ہم اس رائے کی مخالفت نہین کرتے بیشک یہ بھی عمدہ بات ہے اور جمعہ کی شوکت اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایک راہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ غرض مفقود نہین ہونی چاہئے کہ ہم گورنمنٹ سے التجا نکرین اور تعطیل نہ چاہین۔

ہم امید کرتے ہین کہ پیسہ اخبار اپنی رائے پر نظر ثانی کر کے کھلے الفاظ مین اس میموریل کی تائید کرنا اپنا فرض سمجھیگا اور دوسرے مسلمان معاصرین کو متوجہ کریگا۔

چودہوین صدی اور میموریل پر

چودہوین صدی پیسہ اخبار کے اس نوٹ ہی کی نقل پر اپنی رائے کا اتنا اضافہ کرتا اور استہزا کرتا ہے کہ اگر مرزا صاحب کو اصول سیاست مدن کے متعلق بھی کوئی الہام ہوا کرتا تو وہ انگریزی گورنمنٹ کے سامنے ایسی درخواست پیش نکرتے - ہم اس استہزا کا تو کوئی جواب دینا نہین چاہتے بجز اس کے کہ مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ہمیشہ سے سنت اللہ چلی آئی ہے لیکن ایڈیٹر چودہوین صدی کی اصول سیاست مدن سے واقفیت البتہ ہم معلوم کرنا چاہتے ہین امید ہے کہ وہ قوم کو اپنی وسیع واقفیت سے محروم نرکھین گے۔

مگر نہین ڈر لگتا ہے کہ وہ اپنی قابلیت ظاہر کرتے ہوئے اسبات کا شاید لحاظ نہ رکھہ سکین کہ اسلامی اصول کیا ہین اور ان مین اب کسی ترمیم یا تنسیخ کی ضرورت نہین جیسا کہ اس پارٹی کے بعض افراد کی رائے ہے کہ نماز اور روزہ مین ترمیم ہونی چاہئے اسلامی اصول اگر مکمل اور عالمگیر ہین! اور ہین اگر وہ دنیا کی ضرورتون کے لئے متکفل ہین اور ہین تو پھر ہم دیکھین گے کہ جمعہ کی تعطیل کو سیاست مدن کے اصول کے خلاف چودہوین صدی **کا مسلمان ایڈیٹر کیسے ثابت کر سکتا ہے!** اور اس پر جمعہ کی فرضیت کے سوال کو حل کرتا ہے؟ مسلمانون کے یہ ریفارمر ہین اور ان سے بہتری کی توقع!!!

حائری لاہوری صاحب کی منطق

صفحہ نمبر ۴ تبصرہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور تدبر فی القران کو اپنا دستور العمل گردانو اور ہیچ مین دیگرے نیست کو چھوڑو - ہم آپ کو ایک نیک مشورہ دیتے ہین اگر آپ نہین یا جو رشید ہو اس کلام پر غور کر کے اس سے نتیجے تک پہنچے

وَ قال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانه اتقتلون رجلاً ان یقول ربی الله و قد جاءکم بالبینت من ربکم وان یک کاذباً فعلیه کذبه وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم ان الله لا یهدی من هو مسرف کذاب

(پ ۲۴ مین المومن ر ۸)

ترجمہ - اور کہا ایک مرد نے جو مومن آل فرعون سے تہا اور اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تہا کہ کیا تم مار ڈالو گے ایک شخص کو جو کہتا ہے کہ پروردگار میرا اللہ اور آیا ہے وہ تمہارے رب کی طرف سے ساتھ مضبوط ظاہر دلیلون کے - اور اگر یہ ہے جھوٹا پس اوپر اس کے ہے جھوٹ اس کا - اور اگر یہ سچا ہے

تو پہونچینگی تم ان میں سے جو یہ وعدہ دیتا ہے تم کو اور نہین پورا کرتا اس شخص کی بات کو جو حد سے گذرنے والا دروغگو ہے - ایک امامیہ مفسر اس کی تفسیر یون لکہتا ہے کہ اگر بالفرض موسیٰ حد سے گذرنے والا دروغگو ہے - نبوت کے دعوے مین تو خدا تعالیٰ اس کو راہ راست نہ دکھلائیگا اور اس کو رسوا کریگا پس احتیاج اسکے قتل کی کیا ہے (دیکہو تفسیر عمدۃ البیان صفحہ ۱۷۹ جلد سوم -

پھر خدا سے ڈر کر آپ اسی قول پر ہمارے امام وقت کی صداقت کو نہین پرکھتے کیونکہ اس جگہ حضرت حزقیل نے ایک عام اصول سچی بات پرکھنے کا بتلا دیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دعوے مین جہوٹا ہے تو اس جہوٹ کا وبال اسپر پڑے گا اور خدا اس کو رسوا کرے گا اور اس مسرف کذاب کا کام کبھی پورا نہیں ہونے دیگا - غور کرو آیت کے آخری کلمات پر ان الله

لا یهدی من هو مسرف کذاب - پھر اے حق جو علماء اس وقت کہان ہو اور کیون اس کلام مین تدبر نہین کرتے ہو کیا پچیس۲۵ سال سے زیادہ عرصہ نہین ہوا اس امام وقت کا کام روزافزون اور اعجازی ترقی سے چل رہا ہے کیا خدا کا ہاتھ اس کی مدد مین نہین ہے کیا ایسے **مسرف کذاب** کو اقول شما خدا سے روز افزون ترقی نصیب کر رہا ہے پس یہ ہے ایک معیار صدق اور کذب کے لئے جو کافی ہے اگر کوئی خشیۃ الله رکھتا ہو اور تعصب اور جہوٹ اور تقلید کو رانہ کو ترک کرے -

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار نذر علی از مقام رہتم

نئی ڈائری

۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء دربار شام

کالجون اور مدرسون مین انجیل پڑہانے کے متعلق ذکر ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہمین تو تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ انجیل کو پیش کس خیال سے کرتے ہین اس کی تعلیم تو انسانی فطرت ہی کے خلاف پڑی ہوئی ہے انسان تو ایک درخت کی طرح مثال خیال کرو اور اس کی مختلف شاخون کو انسان کی مختلف قوے - انسان اس بات پر مجبور ہے کہ وہ مختلف اوقات پر مختلف قوے سے کام لیوے - کیونکہ اس کی فطرۃ مین اس کی پیدائش کے وقت سے ایسا ہی رکھا گیا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک انسان کو ایک وقت ایک بیجا اور بامحل غضب ہو تو اس کی جگہ حلم کرے - اور ہمیشہ ایک قوت سے کام لے دوسرے قوے کے ظہور کا موقع ہی نہ آوے - اگر ایسا ہی خدا نے کرنا تہا تو اتنے مختلف قوے کیون انسان کو دئے اگر صرف ایک عفو اور حلم ہی دیتا باقی قوے سے جب کام لینا ہی گناہ تہا تو وہ عطا کیون کئے - نہین ایسا نہین بلکہ انسان کی انسانیت اور اخلاق فاضلہ ہی اسی مین ہین کہ محل اور موقع کے مطابق اپنے قوی کا بھی اظہار کرے - ورنہ اسمین اور حیوانون مین مابہ الامتیاز کیا ہوا -

ہم دنیا مین دیکھتے ہین کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اگر ان سے ایک دو مرتبہ عفو اور درگذر کیا جاوے اور نیک سلوک کیا جاوے تو اطاعت مین ترقی کرتے اور اپنے فرائض کو پوری طور سے ادا کرنے لگ جاتے ہین تو وہ شرارت مین اور بھی زیادہ ترقی کرتے اور احکام کی پرواہ نہ کرکے ان کو توڑ دینے کی طرف دوڑتے ہین - اب اگر ایک خدمتگار کو جو نہایت شریف الطبع آدمی ہے اور اتفاقاً اس سے ایک غلطی ہوگئی ہے اُسے اُٹھکر مارنے اور پیٹنے لگ جائین تو کیا وہ کام دیگا نہین بلکہ اس سے تو عفو کرنا اور درگذر کرنا ہی اسکے واسطے مفید اور اس کی اصلاح کا موجب ہے - مگر ایک شریر کو کہ جس کا بارہا تجربہ ہوگیا ہے کہ وہ عفو سے نہین سمجہتا بلکہ اور بھی شرارت مین قدم آگے رکھتا ہے تو اس کو تو ضرور سزا دینی پڑے گی اور اس کے واسطے مناسب یہی ہے کہ اُسے سزا دیجاوے -

اس ..... قانون کے سوا انجیلی تعلیم پر چلکر تو انسانی تمدن کا نظام چل سکتا ہی نہین بہلا اگر ایسا ہی ان کا مذہب تہا تو پھر عدالتون کے قائم کرنے کی کیا ضرورت تہی - عدالتون کے قوانین مین کیون سزائین مقرر ہین کسی مجرم کے واسطے کہین قانون مین عفو کا حکم نہین دیا گیا بلکہ ہر جرم کی سزا مقرر کی گئی ہے انجیلی تعلیم نے صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا ہے اگر ہمین خدا کی کتاب سے یہ امر نہ معلوم ہوتا کہ یہ مختص الزمان اور مختص المکان تعلیم ہے تو اسکے آسمانی اور الہامی ہونے مین تو ہمین انکار ہی کرنا پڑتا - کیونکہ ہماری بشری ضرورتون کے پورا کرنے کی اس مین وسعت نہین کیا اگر کسی شریر کو اس کی اصلاح کی لئے سزا دیجاوے تو وہ گناہ ہے اور کیا ایک شخص کو جو بد معاش چوری کرکے لوگون کا مال مار چکا ہے اس کو عین محل پر سزا دیجاوے

تفسیر القرآن اور البشریٰ

مین خدا کا جسقدر شکر کرون وہ کم ہے کہ تفسیر القرآن کی اشاعت مین غیر معمولی طور پر احمدی قوم نے دلچسپی لی ہے اور ایک ہی نمبر کے بعد جبکہ ابھی دوسرا نمبر شائع نہین ہوا - یہ اشاعت ساڑہے پانچ سو تک پہنچ گئی - اور ابھی درخواستین آرہی ہین تفسیر القرآن کے متعلق روزانہ درخواستون کی اوسط اس وقت تین چار تک ہے جس سے امید کیجاتی ہے کہ دوسرے نمبر کی اشاعت تک جو کہ ۳ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء کو انشاء الله تعالے شائع ہوگا سات سو خریداران تک نوبت پہنچ جاوے گی اور اگر مین ان تمام خریدارون کو تفسیر القرآن کا پہلا نمبر بہیج سکتا جن کو پہلا پارہ بہیجا گیا تہا تو مین یقین کرتا ہون کہ ان مین سے بہت سے خریدار نکل آتے لیکن ان پورے نامون کا محفوظ نہ رکھا جانا مجھے اس امر مین مانع ہوا بہر حال مین دیکھتا ہون کہ خدا تعالے نے اس کی قبولیت دلون مین ڈالدی ہے - اور یہ میری سعادۃ اور خوش قسمتی ہے - مین پہلے ظاہر کر چکا ہون کہ سال مین انشاء الله کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ چار پارے مکمل ہوسکین گے دوسرے پارے کے متعلق اس قدر گذارش کرنا ضروری ہے کہ ۴۸ صفحہ تک ان خریدارون کو بھیجا گیا ہے جن کی پیشگی قیمت دفتر مین پہونچی ہوئی تھی لیکن اگر کسی شخص کو الحکم کی اس اشاعت تک بھی نہ پہونچی ہون اور اسکی قیمت داخل کردی ہوئی ہو تو اس کی اطلاع پر انشاء الله بھیجے جاوین گے بعض لوگ جو بالکل جدید خریدار ہین ان کو پہلے اور دوسرے پارہ کے نہ ملنے کی وجہ سے تعجب ہوتا ہے ان کو معلوم رہے کہ پہلا اور دوسرا پارہ الگ الگ طبع ہوئے ہین جنمین سے پہلے پارہ کی قیمت علاوہ محصولڈاک عہ اور دوسرے پارے کی پیشگی قیمت عہ ہے پہلا پارہ مکمل ہے اور دوسرا بھی بہت جلد مکمل ہوجاویگا ان کو اپنا سلسلہ قائم رکہنے کے لئے وہ منگوا لینے چاہئے

البشریٰ کے متعلق بھی درخواستون کا سلسلہ جاری ہے اور امید کیجاتی ہے کہ جون تک کل تعداد پوری ہوجاویگی مین اس کے متعلق اب بہت تحریک اور ترغیب کی ضرورت نہین سمجہتا بعض لوگ سوال کرتے ہین کہ البشریٰ کیسے چل سکتا ہے کیونکہ

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و مہتمم چہپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

قادیان دار الامان

چہ گویم باتو گرائی چہادر قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۵ | ۲۵ - محرم الحرام ۱۳۲۱ھ مطابق ۲۴ - اپریل ۱۹۰۳ عیسوی | جلد ۷

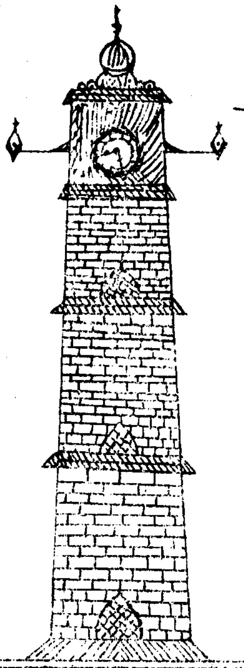

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

"اعجاز التنزیل"

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے کلام الٰہی کے معجزہ ہونے کے متعلق فرمائی - ۲۷ نومبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو بوقت سیر - (ایڈیٹر)

اللہ تعالے کا کلام جو اسکے برگزیدوں - رسولوں پر نازل ہوتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ عظیم الشان اعجاز اپنے اندر رکھتا ہے اور کوئی شخص تنہا یا دوسروں کی مدد سے اسکی مثل لانے پر قادر نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالے ایسے لوگوں کی صرف ہمت کر دیتا ہے اور اس طرح پر اسکا معجزہ ہونا ثابت ہوتا ہے - وہ بار بار مخالفوں کو اسکی مثال لانیکی دعوت اور تحدی کرتا ہے لیکن کوئی اسکے مقابلہ کے لئے نہیں اٹھ سکتا، قرآن شریف جو اللہ تعالے کا کلام ہے - کامل معجزہ ہے - دوسری کتابوں کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسی تحدی کی گئی ہو جیسی قرآن شریف نے کی ہے اگرچہ ہم اپنے تجربہ اور قرآن شریف کے معجزہ کی بنا پر یہ ایمان لاتے ہیں کہ خدا کا کلام ہر حال میں معجزہ ہوتا ہے لیکن قرآن شریف کا اعجاز جس کمال اور جامعیت کے ساتھ معجزہ ہے - دوسرے کو ہم اس رنگ پر نہیں رکھ سکتے کیونکہ بہت سی وجوہ اور صورتیں اسکے معجزہ ہونے کی ہیں - اور کوئی شخص اس کی مثال بنانے پر قادر نہیں - جو لوگ کہتے ہیں کہ کلام الٰہی معجزہ نہیں ہو سکتا وہ بڑے ہی گستاخ اور دلیر ہیں - کیا وہ نہیں جانتے اور دیکھتے کہ خدا تعالے کی ساری مخلوق بے مثل اور لانظیر ہے پھر اسکے کلام کی نظیر کیسے ہو سکتی ہے؟ ساری دنیا کے مدبر اور صناع ملکر اگر ایک تنکا بنانا چاہیں تو بنا نہیں سکتے پھر خدا کے کلام کا مقابلہ وہ کیسے کر سکتے ہیں؟

محض کلام کے اشتراک یا الفاظ کے اشتراک پر یہ کہدینا کہ کوئی معجزہ نہیں نری حماقت اور اپنی موٹی عقل کا ثبوت دینا ہے - کیونکہ ان اعلے مدارج اور کمالات پر ہر شخص اطلاع نہیں پا سکتا - جو باریک بین نگاہ دیکھ سکتی ہے۔

میرا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خالص کلام لعل کی طرح چمکتی ہے - لیکن با اینہمہ قرآن شریف آپ کی خالص کلام سے بالکل الگ اور ممتاز نظر آتا ہے - اسکی وجہ کیا ہے -؟

ہر چیز کے مراتب ہوتے ہیں مثلاً کپڑا ہے - تو کھدر - ململ - اور خاصہ - لٹھہ - محض کپڑا ہونے کی حیثیت سے تو کپڑا ہی ہیں اور اس لحاظ سے کہ وہ سفید ہیں بظاہر ایک مساوات رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں - اور ریشم بھی سفید ہوتا ہے - لیکن کیا ہر آدمی نہیں جانتا کہ ان سب میں جدا جدا مراتب ہیں - اور امتیاز فرق پایا جاتا ہے - ؎

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس جس طرح پر ہم سب اشیاء میں ایک امتیاز اور فرق دیکھتے ہیں اسی طرح کلام میں بھی مراتب اور مراتب ہوتے ہیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام جو دوسرے انسانوں کے کلام سے بالاتر اور عظمت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک پہلو سے اعجازی حد تک پہونچا ہے لیکن خدا تعالے کے کلام کے برابر وہ بھی نہیں تو پھر اور کوئی کلام کیونکر اس سے مقابلہ کر سکتا ہے -؟

یہ تو موٹی اور بدیہی بات ہے کہ جس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ قرآن شریف معجزہ ہے لیکن اس کے سوا اور بھی بہت سے وجوہ اعجاز ہیں - خدا تعالے کا کلام اسقدر خوبیوں کا مجموعہ ہے - جو پہلی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں - خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں - اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں -

کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصل یہ ہے کہ جسقدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلے سے اعلے درجے کا تھا - جس سے بڑھکر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آیندہ ہوگا - اس لیے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلے مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہانتک کوئی دوسرا کلام نہیں پہونچا - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقامات کمال آپ پر ختم ہو چکے تھے۔ اور آپ انتہائی نقطہ پر پہونچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا اور جیسے نبوت کے کمالات آپ پر ختم ہو گئے اسی طرح اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری جسقدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہونچی ہوئی ہے۔

یعنے کیا باعتبار فصاحت و بلاغت کیا باعتبار ترتیب مضامین کیا باعتبار تعلیم کیا باعتبار کمالات تعلیم کیا باعتبار ثمرات تعلیم غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے۔ اور اسکا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی یعنے جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد خواہ بلحاظ تعلیم خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہے۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو معجزہ ہے۔ گو ملاں میری مخالفت کی وجہ سے اس امر کو قبول نہ کریں لیکن اس سے قرآن شریف کے اعجاز میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ یہ لوگ جوش تعصب میں بعض وقت یہانتک اندھے ہو جاتے ہیں کہ ادب کے کل طریقوں کو پس پشت ڈالدیتے ہیں اوہ دانہ کے مباحثہ میں لہ ظہراً و بطن میں نے پیش کیا تو مولوی محمد حسین صاحب کو جوش آگیا اور راوی کی مخالفت شروع کر دی۔ کیا خدا کے کلام سے محبت اور ارادت کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے تھا۔ یاد رکھو الطریقۃ کلہا ادب اگر اسکو درست نہ سمجھتا تھا تو قرآن شریف کی محبت کی وجہ سے اسقدر مخالفت بھی تو جائز نہ تھی۔

الغرض قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا نہیں ہو سکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے۔ حضرت موسے علیہ السلام کے معجزات کا اگر آج نشان دیکھنا چاہیں تو کہاں ہے؟ کیا یہودیوں کے پاس وہ عصا ہے؟ اور اس میں کوئی قدرت اس وقت بھی سانپ بننے کی موجود ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض جسقدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے۔ انکے ساتھ ہی ان معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں۔ ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی

زندہ نبی

ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپ کو عطا ہوئی ہے اور کسی دوسرے کو نہیں ملی۔ آپ کی تعلیم اسلئے زندہ تعلیم ہے کہ اسکے ثمرات اور برکات اسوقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے۔ دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اسوقت ایسی نہیں ہے جس پر عمل کرنے والا یہ دعوےٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے حصہ دیا گیا ہے اور میں ایک آیت اللہ ہو گیا ہوں۔

لیکن

ہم خدا تعالےٰ کے فضل و کرم قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں چنانچہ خدا تعالے نے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ صدہا نشان اسوقت تک ظاہر ہو چکے ہیں اور ہر قوم اور مذہب کے سرگروہوں کو ہم نے دعوت کی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آکر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں مگر ایک بھی ایسا نہیں کہ جسنے اپنے مذہب کی سچائی کا کوئی نمونہ عملی طور پر دکھلایا ہو۔

ہم خدا تعالےٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعوےٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اسکے مقابل نہیں ہے۔ میں علے وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے۔ مثلاً تعلیم ہی کو دیکھیں تو وہ عظیم الشان معجزہ نظر آتی ہے اور فی الواقع معجزہ ہے۔ ایسے حکیمانہ نظام اور فطری تقاضوں کے موافق واقع ہوئی ہے کہ دوسری تعلیم اسکے ساتھ ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن شریف کی تعلیم پہلی ساری تعلیموں کی متمم اور مکمل ہے۔ اسوقت صرف ایک پہلو تعلیم کا دکھا کر میں ثابت کرتا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم اعلے درجہ پر واقع ہوئی ہے اور معجزہ ہے مثلاً توریت کی تعلیم (حالات موجودہ کے لحاظ سے کہو یا ضروریات وقت کے موافق) کا سارا زور قصاص اور بدلہ پر ہے .... جیسے آنکھ کے بدلہ آنکھ اور دانت کے بدلہ دانت اور بالمقابل انجیل کی تعلیم کا سارا زور عفو صبر اور درگذر پر تھا اور یہانتک اس میں تاکید کی کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اس کی طرف پھیر دو کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلے جاؤ۔ کرتہ مانگے تو جبہ بھی دیدو۔

اسی طرح پر ہر باب میں توریت اور انجیل کی تعلیم میں یہ بات نظر آئے گی کہ توریت افراط کا پہلو لیتی ہے اور انجیل تفریط کا۔ مگر قرآن شریف ہر موقع اور محل پر حکمت اور وسط کی تعلیم دیتا ہے۔ جہاں دیکھو جس بارہ میں قرآن کی تعلیم پر نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ محل اور موقع کا سبق دیتا ہے۔ اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نفس تعلیم سب کا ایک ہی ہے لیکن اس میں کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ توریت اور انجیل میں سے ہر ایک کتاب نے ایک ایک پہلو پر زور دیا ہے۔ مگر فطرت انسانی کے تقاضے کے موافق صرف قرآن شریف نے تعلیم دی ہے۔ یہ کہنا کہ توریت کی تعلیم افراط کے مقام پر ہے اس لئے وہ خدا کی طرف سے نہیں یہ صحیح نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ اس وقت کی ضرورتوں کے لحاظ سے ایسی تعلیم کی ضرورت تھی۔ اور چونکہ توریت یا انجیل قانون مختص القوم اور مختص الزمان تھیں۔ اس لئے ان تعلیموں میں دوسرے پہلوؤں کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ لیکن قرآن شریف چونکہ تمام دنیا اور تمام نوع انسان کے واسطے تھا۔ اس لئے اس تعلیم کو ایسے مقام پر رکھا جو فطرت انسانی کے صحیح تقاضوں کے موافق تھی۔ اور یہی حکمت ہے کیونکہ حکمت کے معنے ہیں وضع الشئ فی محلہ یعنے کسی چیز کو اسکے اپنے محل پر رکھنا پس یہ حکمت قرآن شریف نے ہی سکھائی ہے۔

توریت جیسا کہ بیان کیا ہے ایک بیجا سختی پر زور دے رہی تھی اور انتقامی قوت کو بڑھا لی تھی۔ اور انجیل بالمقابل بیہودہ عفو پر زور مارتی تھی قرآن شریف نے ان دونوں کو چھوڑ کر حقیقی تعلیم دی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علے اللہ یعنے بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کر دے اور اس معاف کرنے میں اصلاح مقصود ہو اس کا اجر اسکے رب کے پاس ہے۔

(باقی آئندہ)

تتمہ ڈائری ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء

ہم دنیا مین دیکھتے ہین کہ ہزارون انسان ایسے ہوتے ہین کہ ان کی اصلاح ہی سزا اور چشم نمائی پر منحصر ہوتی ہے۔ لڑکے جو استادون کے پاس تعلیم پاتے ہین ان کو بھی کچھہ نہ کچھہ چشم نمائی کرنی پڑتی ہے اگر وہ ہمیشہ اور ہر خطا پر عفو ہی کرتے رہین تو لڑکا خراب ہوجاتا ہے ایسی تعلیم اب یہ لوگ کرتے ہی کیون ہین انہین تو چاہیئے تھا کہ ایسے چھپاتے یہہ تو زمانہ ہی ایسا تھا کہ اس کی تعلیم کو لوگون سے پوشیدہ رکھتے اگر کوئی انجیل پوچھتا بھی تو کہدیتے کہ انجیل فلان الماری مین بھول گئی ہے اور آج وہان رہ گئی ہے کل دینگے اور اس طرح ہر روز ٹال [illegible]۔ کیونکہ انجیلی تعلیم موجودہ زمانہ مین اس قابل ہی نہین رہی ہے کہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا جاوے۔ ہم پوچھتے ہین کہ کیا کبھی کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے اس تعلیم پر عمل کرکے دکھایا ہو۔ کسی پادری اور عیسائی کو جب یہ بات حاصل نہین تو اور کوئی کیا کریگا اور سب سے بڑھکر یہ کہ خود مسیح نے بھی [illegible] اس کی تعلیم کے موافق عمل کرکے نہین دکھایا اور [illegible] عمل ثابت نہین ہے اور ہمارے [illegible] ہین اگر یہ تعلیم صحیح ہے تو چاہیئے تھا کہ [illegible] کبھی کرتے [illegible] اور [illegible] انجیل کہا کہ دوسری بھی پھیر دیتے مگر [illegible] ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ انجیل اور تصنع [illegible] نام کسی نے اس پر عمل کرکے دکھایا [illegible] غیرت رکھنے والا ہوتا ہے برخلاف [illegible] دیکھا گیا ہے کہ اگر ذرا سی بات بھی [illegible] خراج ہوئی ہے تو عدالت تک پہنچاتے [illegible] سے کوشش کرتے ہین کہ سزا دلائی جاوے۔

مگر قرآن شریف اسکے مقابلے مین کیا تعلیم دیتا ہے فرماتا ہے۔ **جزاء سیئة سیئة مثلها ومن عفی و اصلح فاجره علی اللہ**۔ یعنے بدی کی سزا اسی قدر بدی ہے۔ لیکن اگر کوئی معاف کردے اور اس عفو میں اصلاح مدنظر ہو بگاڑ نہو تو ایسے شخص کو خدا سے اجر ملیگا دیکھو قرآن شریف نے انجیل کی طرح ایک پہلو پر زور نہین دیا بلکہ محل اور موقع کے موافق عفو یا سزا کی کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ عفو غیر محل نہو۔ ایسا عفو نہ ہو کہ اس کی وجہ سے کسی مجرم کو زیادہ جرأت اور دلیری بڑھ جاوے اور وہ اور بھی گناہ اور شرارت مین ترقی کرے۔ غرض دونون پہلوؤن کو مدنظر رکھا ہے اگر عفو سے اس کی عادت بگڑ جاتی ہے تو عفو کی تعلیم ہے اور اگر اصلاح سزا مین ہو تو سزا دینی چاہیئے اور پھر اگر قرآن شریف کی اور باقی تعلیمون کو بھی زمانہ کے ساتھ مطابق کرنا چاہین تو اور کوئی تعلیم اسکا مقابلہ نہ کرسکے گی۔

دابۃ الارض فرمایا قرآن شریف نے جو فرمایا

اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود جسکے وقت کے متعلق یہ پیشگوئی ہے اس کے دعاوی کا بہت بڑا انحصار اور دارومدار نشانات پر ہوگا۔ اور خدا نے اسے بھی بہت سے نشانات عطا فرما رکھے ہونگے کیونکہ یہ جو فرمایا کہ

ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون یعنے اس عذاب کی وجہ یہ ہے کہ انہون نے ہمارے نشانات کی کچھہ بھی پروا نہ کی اور ان کو نہ مانا۔ اسواسطے انکو یہ سزا ملی ہے۔ ان نشانات سے مراد صرف مسیح موعود کے نشانات ہین ورنہ یہ امر تو ٹھیک نہین کہ گناہ تو زید کرے اور اس کی سزا عمرو کو ملے جو اس سے تیرہ سو سال بعد آیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اگر لوگون نے نشانات دیکھے اور ان سے انکار کیا تو اس انکار کی سزا تو ان کو اسی وقت مل گئی اور وہ تباہ اور برباد ہوگئے۔ اور اگر آیت سے وہی نشانات مراد ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تھے تو اب ہزارون لاکھون مسلمان ایسے ہین کہ اگر ان سے پوچھا بھی جاوے کہ بتاؤ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کون کونسے نشانات ظاہر ہوئے تو ہزارون مین سے شاید کوئی ہی ایسا نکلے جس کو اس طرح پر آپ کے نشانات کا علم ہو۔ ورنہ عام طور سے اب مسلمانون کو خبر تک بھی نہین کہ وہ نشانات کیا تھے اور کس طرح خدا نے آپ کی تائید مین ان کو ظاہر فرمایا۔ مگر کیا اس لاعلمی سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ لوگ سارے کے سارے ان نشانات سے منکر ہین اور ان کو وہ نہین مانتے حالانکہ وہ مومن بھی ہین۔ اگر ان کو علم ہو تو وہ مانے بیٹھے ہین ان کو کوئی انکار نہین۔ ان لوگون کے متعلق تو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشانات ماننے کا لفظ لا سکتے ہی نہین کیونکہ انہون نے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی نبوت کے تفاصیل سمیت مان لیا ہوا ہے۔ وہ انکار کیسے کرسکتے ہین۔ اور دیگر مذاہب کے لوگون پر وہ نشانات اب حجت نہین کیونکہ انہون نے وہ دیکھے نہین ہین جنہون نے دیکھ کر انکار کیا تھا وہ ہلاک ہوچکے موجودہ زمانے کے لوگون نے آپ کے نشانات دیکھے ہی نہین۔ تو وہ اس انکار کیوجہ سے ہلاک کیسے ہوسکتے ہین؟

پس معلوم ہوا کہ ان نشانات سے مراد مسیح موعود ہی کے نشانات ہین جن کے انکار کیوجہ سے عذاب کی تنبیہ ہے اور خدا کا غضب ہے۔ ان لوگون کے لئے جنہون نے مسیح موعود کے نشانات سے انکار کیا ہے اور یہ خدائی فیصلہ ہے جس کو رد نہین کرسکتا۔

یہ نص صریح ہے اس بات پر کہ طاعون مسیح موعود کے انکار کیوجہ سے آئی ہے

النصح

از میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

رد کبھی اے دوستو حکم قضا ہوتا نہین
کون کہتا ہے کہ لکھا جا چکا ہوتا نہین
حق نے جو وعدہ کیا وہ کیا وفا ہوتا نہین
نکلے جو مومن کے منہ سے وہ بھی کیا ہوتا نہین

کیون سمجھتے ہو اسے تم عبد مومن کا کلام
جبکہ دعوے صاف ہے اسکو کہ ہے حق کا پیام
قدرت حق مین کبھی بھی دخل انسانی نہین
کام جو انسان کرے وہ کار رحمانی نہین

جو کہ ہو طاقت سے انسان کے وہ لاثانی نہین
گفتۂ حق وہ ہے جس کا کوئی بھی ثانی نہین
حق کا کہنا اور ہے بندہ کا کہنا اور ہے
اور اس کا طور ہے اور اور اسکا نور ہے

گفتۂ انسان جو ہے وہ پر خطا ہووے تو ہو
اس مین ممکن ہے اگر ثابت ریا ہووے تو ہو
آدمی کی یونہی اک منہ کی ہوا ہووے تو ہو
جھوٹ کی اس مین اگر کوئی ادا ہووے تو ہو

عبد مومن کا مگر ہو مل چکا جس کو خطاب
بات وہ کہدیگا جو وہ بات ہوگی لاجواب
اس مین جو ہوتی ہے ہیبت اس مین وہ [illegible] کہان
اس مین جو ہوتی ہے شوکت اسمین وہ شوکت کہان

اسمین جو ہوتی ہے قدرت اسمین وہ قدرت کہان
اسمین جو ہوتی ہے جرأت اسمین وہ جرأت کہان
یون کھڑا دعوے سے ہوکر کوئی کہہ سکتا نہین
بوجھ ہے بھاری اسے ہر کوئی سہہ سکتا نہین

عبد مومن کی زبان اپنی زبان ہوتی نہین
اس کی اپنی کوئی قوت درمیان ہوتی نہین
بات جو کہدے وہ ہرگز بے نشان ہوتی نہین
ہوکے رہتی ہے وہ یونہی رائگان ہوتی نہین

وہ بھی حق کے ساتھ ہے اور حق بھی اسکے ساتھ ہے
آستین مین اس کی پوشیدہ خدا کا ہاتھ ہے

(باقی آئندہ)

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریرین

معجزہ ہمارے نزدیک معجزہ اسے کہتے ہین جسکے ساتھہ اس شخص کے صدق کے اظہار کا قصد کیا جاوے جس نے نبوت کا دعوے کیا ہو۔ اور اس کے لئے کئی شرطین ہین۔

اول - یہ شرط ہے کہ چاہیئے معجزہ فعل اللہ ہو یعنے ثابت ہو جاوے کہ یہ اللہ تعالے کا فعل ہے۔ خلق اللہ کا فعل نہین ہے۔

دوم - شرط دوسری یہ ہے کہ خارق العادت ہو کیونکہ طلوع الشمس اور شگوفہ ربیع کو معجزہ نہین کہین گے +

سوم - تیسری شرط یہ ہے کہ اسکا معارضہ نہ ہو سکے۔ کیونکہ معنے اعجاز کے یہی ہین۔

چہارم - چوتھی شرط یہ ہے کہ مدعی نبوت کے ہاتھہ سے ظاہر ہو۔ کیونکہ معجزہ اسی واسطے ہے کہ اسکا نبوت اس سے تصدیق کیا جاوے۔

پانچویں - شرط یہ ہے کہ موافق دعوے کے ہو۔ مثلاً کوئی کہے کہ مین جانور زندہ کرتا ہون اور پہاڑ کو ہلا دے تو یہ موافق دعوے کے نہین ہے۔

چھٹی - شرط یہ ہے کہ معجزہ تکذیب نہ کرے مثلاً کسی نے کہا کہ مین جانور کو بلا دیتا ہون۔ پس جانور بولے اور کہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔

سوال

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کس طرح سمجھا جاوے کہ معجزہ صدق دعوے پر پختہ دلیل ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اصل غرض معجزہ کی یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ شخص خدا تعالے کیطرف سے ہے اور خدا تعالے اپنے کامون سے شناخت کیا جاتا ہے اور نبی سے ایسے کام ظہور مین آتے ہین کہ بجز خدا تعالے کے اور کوئی نہین کر سکتا جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ خدا تعالے کا کام ہے۔ اور جسکے ہاتھہ پر اس کی تصدیق کے لئے یہ فعل ظاہر ہوتے ہین۔ وہ خدا تعالے کا نبی کہلاتا ہے۔

اور خدا تعالے کے کام دنیا مین تین قسم کے ہین یا ایسے کام ہین جو اللہ تعالے کی ربوبیت پر دلالت کرتے ہین اور یا وہ کام ہین کہ اس کی رحمت اور فضل پر دال ہین اور فرق ربوبیت اور رحمت مین یہ ہے کہ ربوبیت عام ہے۔ اور رحمت خاص کیونکہ جب خدا نے ہر ایک کو عدم سے پیدا کر کے برگزیدہ کیا اور اسکے لئے سب سامان مقرر کر دیا تا وہ پرورش پاوے۔ تو یہ ربوبیت ہے اور جب خدا نے ہلاکت سے بچا کر غذا دیکے عوض نعمت عطا کی تو یہ رحمت ہے اور سارا جہان اس کی رحمت سے زندہ ہے کیونکہ کوئی متنفس اسکے آگے بے گناہ نہین ٹھہر سکتا الا ما شاء اللہ۔

اور تیسرا کام پروردگار کا یہ ہے کہ وہ مالک جزا اور سزا کا ہے اور یہ تیسری صفت بوجہ اکمل ہر دو صفت سابق کو بھی پورا کرتی ہے +

اب جاننا چاہیئے کہ جس طور کا نبی ہوتا ہے اکثر اور زیادہ تر اسی طرز کے اس سے معجزہ ظہور مین آتے ہین۔ اس لئے موسے علیہ الصلوۃ والسلام سے وہ معجزات ہوئے جن مین یہ مطلب تھا۔ کہ تا بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھہ سے خلاص کر کے اپنی تربیت خاص سے ان کو پرورش کرے۔ اور حقیقت مین وہ سب معجزہ جو موسے علیہ السلام نے فرعون کے سامنے دکھائے سب اس قسم کے تھے جن سے اصلی مطلب یہ تھا کہ خدا اسطرح زور اور ہاتھہ سے جنگ کر کے اور قوی نشان دکھا کر اپنے بندون کو دشمنون کے ہاتھہ سے خلاصی دیتا ہے۔ سو اس مین کمال تربیت اس کی پائی جاتی ہے۔ بعد اسکے پتھرون سے پانی آسمان سے روٹی کا عطا ہونا اسی لئے تھا کہ وہ معلوم کریں کہ خدا ان کا مربی اور تربیت کرنے والا ہے۔ غرض خدا تعالے نے ابتدا سے آخیر تک بنی اسرائیل سے ایسے کام لئے۔ کہ جن سے ارباب فطنت کو یقین کلی آ گیا ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کی بڑی تربیت کی۔ بعد اسکے حضرت عیسے علیہ السلام ہوئے ان سے ایسے معجزات صادر ہوئے جن سے خدا کی رحمت ثابت ہوتی ہے۔ اور انکے ہی خون مین اس لئے وارد ہوا کہ رحمت بنی اسرائیل سے اپنے یہ بنی اسرائیل کے لئے رحمت ہے اس سے یہ غرض تھی کہ بنی اسرائیل خدا کی تمرد ترک کر کے ایمان لا کر دل سے اس کی طرف متوجہ ہون مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا۔ اسلئے آپکے معجزات وخوارق اسی قدر قوت مین بڑھے ہوئے ہین جس قدر آپ کی تبلیغ اور دعوت کا دائرہ وسیع ہے۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات اور مکتوبات

"توضیح بغرض تصحیح"

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین حضرت حکیم الامت کے ارشادات کے عنوان کے تحت مین آ چکا یہ ارشاد قرآن کریم کی بعض مشکل آیات کے حل کے متعلق شایع ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت حکیم الامت کے ایک استفسار پر قرآن شریف کی بعض آیات مشکلہ کے حل کے لئے فرمایا کہ اگر اس آیت کو لکھکر مٹھی مین رکھکر سو جاوے تو اللہ تعالے اسے حل کر دیتا ہے" اسپر بعض احباب کو تعجب ہوا۔ اور انہون نے حضرت حکیم الامت سے سوال کیا ہے کہ پھر کیا قرآن کریم کے سمجھنے اور حل کرنے کے لئے تقوے کی ضرورت نہین لا یمسہ الا المطہرون صحیح نہین وغیرہ وغیرہ + یہ شبہ ہے جو اس تحریر سے ناشی ہوا ہے۔ اس لئے ہم اس امر کی توضیح بغرض تصحیح کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین +

الحکم مین حضرت حکیم الامت کے ارشادات کے تحت مین کئی مرتبہ قرآن شریف کے حل مطالب کے بہت سے قاعدے جو انہون نے تجربہ کئے ہین درج کئے ہین۔ جن کے اعادہ اور تکرار کی یہان ضرورت نہین + ہم کو صرف اس جگہ اسی شبہ کے متعلق کچھ لکھنا ہے +

قرآن شریف کے مطالب و مقاصد پر اطلاع پانا تقوے کو چاہتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ قرآن شریف نے خود فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اغراض مین جو یعلمہم الکتب فرمایا ہے تو یہ بھی تزکیہ کے بعد یعنے اول کا کام یتلوا علیہم آیاتہ دوسرا کام یزکیہم۔ تیسرا یعلمہم الکتب۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقوے اور تزکیہ نفس پہلی شرط ہے۔ پھر قرآن شریف کے حل معانی کے لئے شرط ہے مجاہدہ۔ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا جو لوگ ہم مین ہو کر مجاہدہ کرتے ہین ہم انکی پر اپنی راہیں کھولدیتے ہین۔

غرض قرآن شریف کے سیکھنے کیلئے تزکیہ تقوے اللہ اور مجاہدہ ضروری ہے۔ اب یہ بات کہ قرآن شریف کی آیت لکھکر مٹی مین رکھکر سونے سے اسکا مطلب حل ہو جاتا ہے کیا ان امور سے منافی اور متناقض ہے اور کوئی ایسا آدمی جو متقی نہ ہو محض اسی صورت سے قرآن شریف سیکھہ سکتا ہے ؟ -

ایسا سوال کرنے سے پہلے یہ دیکھہ لینا ضروری ہے کہ کیا کوئی فاسق - فاجر - قرآن شریف کے مطالب کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے گا ؟ قرآن شریف کے سمجھنے کا شوق اور محبت تو اسی کے دل میں پیدا ہوگی۔ جو متقی ہو اور مجاہدہ کرنیوالا ہو + سگ را بہ مسجد چہ کار فاسق کو قرآن شریف سے کیا تعلق اور محبت ؟

بس جو شخص متقی اور پاکباز ہوگا وہی سعی کریگا کہ اسپر قرآن شریف کے اہم امور کھل جائیں اور یہ طریق کہ کاغذ پر آیت لکھکے مٹھی میں لیکر سو جائیں یہ کوئی شعبدہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک فطرتی اصل ہے

جو انسان کے اندر موجود ہے اس سے صرف توجہ کا اسطرف مبذول کرنا مقصود ہے جو شخص سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے قرآن شریف کا دھیان رکھیگا وہ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا کے نیچے کام کرتا ہے اسلئے اللہ تعالے اسپر کشف حقایق کر دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ یہ ترکیب یا عمل مجاہدہ اور سعی فی الدین کے ماتحت ہے اور یہ مجاہدہ بجائے خود منحصر ہے تقوے پر پس اس سے ہرگز دھوکا نہ کہانا چاہیئے کہ فاسق فاجر بھی فایز المرام ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں اسے کبھی راہ نہین مل سکتی۔ (ایڈیٹر)

"مکتوبات حکیم الامت"

ذیل مین جو خط آپ کا درج کیا جاتا ہے اس خط مین مسئلہ ولایت کی تحقیقات کی گئی ہے اور اسکے آخری حصہ مین آپکی قرآن شریف سے محبت اور عشق کا ثبوت ملتا ہے اور حفظ قرآن کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے + بالفعل ہم کو ان خطوط اور ارشادات کے اندراج سے ان منتشر امور کو یکجا جمع کرنا ہے اگر اللہ تعالے نے ہمیں توفیق دی تو ہم ان امور کو سوانح کی صورت مین پیش کرینگا ارادہ رکھتے ہیں اسوقت ان کی ترتیب پڑھنے والون کے لئے امید کیجاتی ہے۔ انشاء اللہ العزیز بہت دلچسپ ہوگی + ہم اپنے ناظرین سے درخواست کرتے ہین کہ ان کے پاس کوئی خط حضرت حکیم الامت کا ہو وہ ہمارے پاس بھیجدین تاکہ دوسرے لوگون کو بھی اس سے فایدہ پہونچے۔ (ایڈیٹر)

پیارے۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

ولایت دو قسم ہے ایک ولایت تربیت حضانت (دودھ پلانا لڑکین مین رکھنا) دوسرے ولایت مال اور نکاح کی تربیت اور پلنے مین عورت ولی ہر تزویج اور نکاح میں عورت کو ولایت نہین۔ باپ ہی ولی ہے اگر موجود ہو اگر نہ ہو تو دادا چچے لڑکی کے اور بھائی غرض لڑکی کے باپ والی۔ عورت کسی طرح ولایت نکاح نہین رکھتی۔ عورت نے اگر نکاح کر دیا تو باپ اعتراض کر سکتا ہے۔ ہان خود لڑکی اگر بالغ ہو اعتراض کر سکتی ہے محدثین کے مذہب میں باپ کا نکاح کیا ہوا لڑکی کی عدم رضا مین ٹوٹ سکتا ہے الا لڑکی بھی بدون مرضی باپ کے نکاح نہین کر سکتی۔ غرض عورت کسی صورت مین ولی نہین۔ مہر کے بدلے لڑکی کبھی نہین ہو سکتی۔ یہ ہبہ ناجایز ہے۔

پیارے۔ عزیز خدا خدا ہے اور رسول رسول مدینہ طیبہ رزقنا اللہ اقامتنا و جوارہا۔ بڑی پاک جگہ ہے۔ الا مدینہ کا جانا رکن حج نہین کسی مذہب والے نے نہین لکھا۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ ظاہر ہے۔ محدث لوگون کی کتابین موجود ہین شیخصاحب عنایت فرماکا فرمانا خلاف تحقیق ہے صرف خیالی امر ہے اور خیال بھی صرف شیخصاحب کا۔ حج کے احکام ضروری قرآن شریف مین موجود ہین۔ وہان مدینہ جانے کا ذکر بھی نہین۔ بلکہ سچ پوچھو تو کوئی دلیل نہین جس سے کسی حالت مین بھی مدینہ طیبہ کا جانا فرض نکلتا ہو ہان ہجرت کے واسطے اسوقت جب دین صرف حجاز مین رہجاوے گا۔ ایک وقت مدینہ طیبہ جانے کا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ الا وہ صرف حجاز کا لفظ ہے جس مین مکہ معظمہ مدینہ طیبہ دونوں ہین سے جس مین چاہین رہ سکتے ہین۔ فرضیت مدینہ طیبہ جانے کی دلیل قرآن شریف سے حدیث صحیح سے عقل سے۔ اجماع سے شیخصاحب کو لانی چاہیئے اگر نکلے ہم ان کے ممنون ہو کر ایک دفعہ ضرور الغرض فرض اور اس رکن کے بہ نیت فرض سفر کرینگے اور ثواب شیخصاحب کو حاصل ہوگا۔

خاکسار نورالدین عفا اللہ عنہ

پیارو کبھی کبھی دو تین حروف سے یاد فرمالیجئے راقم کو آپ کے کرم نامے سے نہایت فرحت ملا کرتی ہے خصوصًا جب آپ مسایل شرعیہ مین کچھ لکھتے ہین پیارو آپ نے اپنے دلی دوست کے حق مین کبھی دعا بھی فرمائی۔ دعا کا محتاج ہون۔ مبارک ہو راقم نے قرآن شریف کے تیرہ سیپارے یاد کر لئے دیکھو دین جی کیسا بڑا کام مین نے پیری مین کر لیا۔ بڑا عالی ہمت ہون۔ یہ عدیم الفرصتی یہ قرآن کا یاد کرنا وما توفیقی الا باللہ اب دعا کرو قرآن شریف ختم ہو جاوے۔ پیارو دعا کرو۔ دعا کرو۔ دعا کرو۔

رفع الزام

ہمارے نہین نہین حق کے مخالفون کی عجیب حالت ہے۔ کہ جب کوئی اور بات انہین نہین ملتی تو جھوٹی اور بے اصل خبریں اڑانے کی کوشش کرتے ہین۔ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت کے متعلق مشہور کیا کہ آپنے معاذ اللہ حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اسپر ہمارے ایک محترم بھائی سید سرور شاہ صاحب نے حضرت حکیم الامت سے اسکے متعلق استفسار کیا اسکے جواب میں آپنے جو کچھ لکھا اسے ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔ (ایڈیٹر)

یہ خط سید سرور شاہ صاحب کے اس خط کا جواب جبکہ سید صاحب نے مخالفین سے یہ سنا تھا کہ مولوی نورالدین مرزا سے منکر ہوگیا ہے استفسار کیا تھا۔

ومن اظلم ممن افترے علے اللہ کذبًا او کذب بایاتہ۔

نورالدین نے تو میرزا کی آیات دیکھ لئے کہ وہ منجانب اللہ ہے۔ پس اگر وہ ان آیات اللہ کا مکذب ہے تو اسے ظالم تر کون ہے۔ مگر وہ بحمد اللہ ظالم نہین اور اسی اعتقاد پر ہے۔

(نورالدین)

ایک سائل کے جواب مین

السلام علیکم۔

۱- اذا قاتل احدکم فلیتجنب الوجہ۔ ان اللہ خلق آدم علے صورتہ۔ ہا ضمیر صورتہ کے اس احد کیطرف جاتی ہے۔ جو قاتل کا مفعول ہے

۲- نفخ فے الشراب کی ممانعت تو مجھے وہی معلوم ہوتی ہے کہ پینے والا پیتے وقت پانی کے اندر سانس نکالے۔ یہ منع ہے۔ نہ دم کرنا۔

۳- یہ تعظیمین جو ہمارے ملک مین مروج ہین بالکل عجم کا دستور ہے۔ عرب خصوصًا زمانہ صحابہ مین انکا رواج نہ تھا۔ کہا ہے ما ہے جس کو ملین اسے معانقہ کے لئے یا اور ضرورت کے لئے اٹھنا ثابت ہے اور بس۔

۴- علماء متقدمین کو برا کہنا بہت ہی برا ہے۔ سباب المومن فسق صحیح ۔۔۔ ہے۔ قرآن کریم مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

والذین جاؤ وا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔

اور گالی تو بتون کو اور ان کو بھی جائز نہین جن کی لوگ پرستش کرتے ہین۔

۵- فاتحہ خلف الامام اور رفع سبابہ سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ اسپر اگر کوئی نعوذ باللہ کفر یا اضلال کا فتوے دے تو احمق ہے۔ اور ایسے لوگون پر کیا حکم کیا جاوے۔ یہ اسوقت کہا جاسکتا ہے جب اس ملک مین اسلام کا حکم ہو۔

۷- تخالف اسلامیون مین جائز نہین۔ مگر کیا کیا جاوے۔ جب اسلام کی حکومت نہین اور کوئی اختلاف کو مٹانیوالا نہین۔ خود بیت اللہ مین چار مصلے موجود ہین۔ اور جگہ کون مٹا سکتا ہے۔

۸- لوطی اور لواطت کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔ اگر حکومت اسلام ہو اور مرتکب لواطت ضرور کافر ہے

ابلیس ... ہے کان من الجن قرآن میں موجود ہے۔

۱۰- ملائکہ کس چیز سے بنے مجھے معلوم نہیں اور نہ اسکی بہت ضرورت ہے۔

۱۰- سماع موتے احادیث سے ثابت ہے۔

۱۱- **قبرستان** کی تعظیم۔ رسول اکرم۔ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجر و انصار سے ثابت نہیں۔

۱۲- اہل دہ اگر کچھ لوگون کو نکالدین تو ان کو جمعہ پڑھنا تو ضرور ہے۔ اگر مسجد مین کوئی نہ جانے دے تو کیا کرین **لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا**۔ ممکن ہو جمعہ پڑھ لین۔

۱۳- **المومنون لایموتون**۔ مجھے یاد نہین کہ کوئی حدیث ہو یہ تو موضوع معلوم ہوتی ہے۔

۱۴- **من فی القبور** سے کفار مراد ہین۔

۱۵- **مومن** جب مرجاتا ہے اس کی روح کو جسم سے ضرور تعلق رہتا ہے۔

۱۶- **قرآن مجید** کو زیر زانو رکھکر بیٹھنا جائز نہین۔ یہ نور۔ ہدے۔ رحمت کلام الہی ہے بڑے شعائر اللہ سے ہے **ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب** قرآن سے ثابت ہے۔ فصل الخطاب فی مسئلہ فاتحہ الکتاب اب میرے پاس نہین رہی۔ مسایل کا مختصر جواب مین نے عرض کردیا ہے اگر مفصل معہ دلایل مطلوب ہوگا۔ تو پھر۔ مگر مین جانتا ہو کہ مسایل صاف ہین اور یہ جواب ایک متقی مومن کو بس ہے۔

والسلام۔ (نورالدین) ۲۳-مئی سنہ ۱۹۰۶ء از قادیان

صبح کی سیر

۷-اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

صحابہ کی فضیلت | فرمایا **لا تلہیہم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ** یہ ایک ہی آیت صحابہ کے حق مین کافی ہے کہ انہون نے بڑی بڑی تبدیلیان کی تھین اور انگریز بھی اس کے معترف ہین ان کی کہین نظیر ملنا مشکل ہے۔ بادیہ نشین لوگ اور اتنی بہادری اور جرأت تعجب آتا ہے۔

طاعون کے علاج کے متعلق ذکر آنے پر فرمایا مجھے سمجھ نہین آتا کہ طاعون کا کوئی قطعی علاج ہو۔ اس کے زور کے وقت اور اس بیماری مین مبتلا شدید کو اگر کوئی دوائی فائدہ کرے تب تو مان لین۔ جب زہریلے مواد نہایت تیزی سے پیدا ہو رہے ہون اس وقت کسی دوائی کا عمل دکھلا دو تو سہی اسکا نسخہ تو محض اللہ تعالی ہی ہے۔

تفہیم توحید | اب خدا کیطرف سے امید ہے کہ وہ دن قریب ہین کہ ہمارا غلبہ ہو جاوے کیونکہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ لوگ توحید کیطرف رجوع کرتے جاتے ہین۔ عیسائیون نے مسیح کی خدائی پر اب اتنا زور دینا چھوڑ دیا ہے ہنود مین آریہ توحید کیطرف مائل ہو رہے ہین۔ پس یہ ایک ہوا چل پڑی ہے۔ جب ان سب لوگون نے اپنے اصول چھوڑ دیئے ہین تو ان کی تو خودکشی ہو رہی ہے۔

جیسے چھ مہینے کے بعد کھیتی کی حالت کچھ اور ہی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ان لوگون کے عقائد مین بین فرق نظر آتا جاتا ہے۔

ایک اکیلے آدمی کا کام ہرگز نہین کہ کسر صلیب کر سکے مگر ہان جب خدا کا ارادہ اسکے ساتھ ہو۔ تو ہر ملائک اس کی امداد مین کام کرتے ہین۔

نزول مامور | جب مامور۔ مامور ہو کر آتا ہے تو بے شمار فرشتے اسکے ساتھ نازل ہوتے ہین اور دلون مین اسکی طرح نیک اور پاک خیالات کو پیدا کرتے ہین (جیسے اس سے پہلے شیاطین برے خیالات پیدا کیا کرتے ہین) اور یہ سب مامور کیطرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ اسی کے آنے سے یہ تحریکین پیدا ہوتی ہین۔ اسی طرح فرمایا

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر۔ الآیۃ

خدا تعالے نے مقدر کیا ہوا ہوتا ہے۔ کہ مامور کے زمانہ مین ملائک نازل ہون۔ کیا یہ کام بغیر امداد الہی کہین ہو سکتا ہے۔ کیا یہ سمجھ مین آسکتا ہے کہ ایک شخص خود بخود اٹھے اور کسر صلیب کر ڈالے۔ نہین۔ ہان اگر خدا اسے اٹھاوے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

یہ کسر صلیب اعزازاً اور اکراماً مسیح موعود کیطرف منسوب کیجاتی ہے ورنہ کرتا تو سب کچھ خدا ہے۔ یہ باتین عین وقت پر واقع ہوئی ہین قرآن سے بہ تصریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ یہی یہی ہے جسکا نام خدا نے رکھا ہے۔ **ستۃ ایام** چھٹے دن کے آخری حصہ مین آدم کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ براہین مین اسی کیطرف اشارہ ہے۔

اردت ان استخلف فخلقت آدم

پھر فرمایا **ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون**۔

آج سے پہلے جو ہزار برس گذرا ہے وہ باعتبار بداخلاقیون اور بداعمالیون کے تاریکی کا زمانہ تھا۔ کیونکہ وہ فسق و فجور کا زمانہ تھا اسی لئے آنحضرت نے **خیر القرون قرنی** کہکر تین سو برس کو مستثنی کر دیا ہے۔ باقی ایک ہزار ہی رہ جاتا ہے۔

ورنہ اسکے بغیر احادیث کی مطابقت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اس طرح ہر پہلی کل کتابون سے بھی مطابقت ہو جاتی ہے اور وہ بات بھی پوری ہوتی ہے کہ ہزار سال تک شیطان کھلا رہیگا۔ یہ بات بھی کیسی پوری ہوتی ہے۔ اور انگریز بھی اسی واسطے شور مچاتے ہین کہ یہی زمانہ ہے جسمین ہمارے مسیح کو دوبارہ آنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ ایسا مطابق آیا ہے کہ کوئی مذہب اس سے انکار کر ہی نہین سکتا۔ یہ ایک علمی نشان ہے جس سے کوئی گریز نہین ہو سکتا۔

ایک بھائی کے خواب بیان کرنے پر فرمایا۔ کہ یہ خواب ایک عجیب بات پر ختم ہوا ہے۔ .... شیطان انسان کو طرح طرح کے تمثیلات سے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ مگر معلوم ہوا کہ تمہارا نتیجہ بہت اچھا ہے۔ کیونکہ اس رؤیا کا اختتام اچھی جگہ پر واقع ہوا ہے۔ ایسا اکثر ہوا کرتا ہے چنانچہ ایک اولیا اللہ کا تذکرہ لکھا ہے۔ کہ جب انکا انتقال ہوا تو ان کا آخری کلمہ یہ تھا کہ ابھی نہین ابھی نہین۔ ایک ان کا مرید یہ کلمہ سنکر سخت متعجب ہوا اور رات دن رو رو کر دعائین مانگنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ ایک دن خواب مین ان سے ملاقات ہو گئی۔ دریافت کیا کہ یہ آخری لفظ کیا تھا اور آپ نے کیون کہا تھا۔ جواب دیا کہ شیطان چونکہ موت کے وقت ہر ایک انسان پر حملہ کرتا ہے کہ اس کا نور ایمان آخیر وقت پر چھین لے اس لئے حسب معمول وہ میرے پاس بھی آیا اور مجھے مرتد کرنا چاہا۔ اور مین نے جب اسکا کوئی وار چلنے نہین دیا تو مجھے کہنے لگا کہ تو میرے ہاتھ سے بچ نکلا اس لئے مین نے کہا کہ ابھی نہین ابھی نہین یعنے جب تک مین مر نہ جاؤن مجھے تجھ سے اطمینان حاصل نہین۔

پھر فرمایا آج رات مجھے بھی خواب آیا ہے سنہ معلوم اسکے اصل مفہوم کیا ہین یعنے اسکے لفظون سے اجتہادی معنے نکالے ہین جیسا کہ مین کسی راستہ پر چلا جاتا ہون گھر کے لوگ بھی ساتھ ہین اور مبارک احمد کو مین نے گود مین لیا ہوا ہے۔ بعض جگہ نشیب و فراز بھی آجاتا ہے جیسے کہ دیوار کے برابر چڑھنا پڑتا ہے۔ مگر آسانی سے اتر چڑھ جاتا ہون اور مبارک اسی طرح میری گود مین ہے۔ ارادہ ہے کہ ایک مسجد مین جانا ہے جاتے جاتے ایک گھر مین جا داخل ہوئے ہین گویا وہ گھر ہی مسجد موعود ہے جس کی طرف ہم جا رہے ہین۔ اندر جا کر دیکھا ہے کہ ایک عورت بعمر ۱۸ سال سفید رنگ وہان بیٹھی ہے اسکے کپڑے بھگوے رنگ کے ہین مگر بہت صاف ہین جب اندر گئی ہین تو گھر والون نے کہا ہے کہ یہ حسن کی ہمشیرہ ہے اور یہین خواب ختم ہو گئی۔

اسلام مین عورتون کی حالت

نمبر دوم

رومتہ الکبرے کی عظیم الشان اور مغربی عیسائیت کی عروس سلطنت مین ہم دیکھتے ہین کہ پادریون کے ادنےسے اشارہ پر شاہراہون پر بھیڑ بکری کیطرح ہزارہا عورتین ذبح کیجاتی تھین اور ان ستمگارون کو ان کی تکالیف پر کوئی رحم نہین آتا تھا۔ باوجودیکہ ایکگال پر طمانچہ کھاکر دوسری پھیر دینے کی تعلیم اس قوم کو دی گئی تھی لیکن ان بھیڑون کے لباس مین ظاہر ہونے والے بھیڑیون کو اس ضعیف مخلوق پر جابرانہ حکومت کرنے کا بہت بڑا شوق تھا۔ پادریون کے جسقدر فتوے عورتون کے خلاف جاری ہوتے تھے ان کی تعمیل فی الفور کی جاتی تھی۔ اسوقت غلامون سے بھی بڑھکر عورتون سے سلوک کیا جاتا تھا۔ اگر رومتہ الکبرے کی تاریخ اٹھاکر دیکھین یا اس کی گلیون مین ہمارا گذر ہو تو اس ضعیف مخلوق کے خون کی نالیان بہتی ہوئی نظر آئین گی اور تاریخ کے اوراق خون عورت سے رنگے ہوئے دکھائی دینگے+ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہونچین گے کہ ایسی حالت اور صورت مین جبکہ عیسائیت کا پورا عمل دخل وہان تھا۔ عورت کی یہ عزت و حرمت تھی تو معلوم ہوا کہ عیسائیت عورت ذات کے حقوق قایم کرنے مین بالکل پیچھے رہی ہے یا اگر کوئی حقوق عورتکے قایم کئے بھی گئے ہین تو یہ مذہب اسقدر قوت اور اثر اپنے اندر نہین رکھتا جو ان پر عملدرآمد کراسکے کیونکہ مذہب کے پورے کمال کے دنون مین اسکے ماننے والے بلکہ نمونہ دکھانے والون کی یہ حالت ہے جس جس قدر آپ غور کرتے جائین گے اسیقدر یہ داستان خون سے رنگین نظر آئے گی+

دنیا کی پیدایش سے لیکر اب تک (بجز زمانہ اسلام کے) کبھی اس کمزور ہستی پر کوئی وقت ایسا آیا ہی نہین کہ مذہبی حیثیت اور قانون کے موافق اس کی عزت کی گئی ہو۔

پھر اس ام الدنیا کی ایک اور دردانگیز داستان ہے جسکا سننا بھی کسی نرم دل آدمی کا کام نہین جادو کے الزام مین اس مظلوم مخلوق پر بہت ستم توڑے گئے اور ڈائن کے خیال اور وہم سے خدا کی یہ عاجز مخلوق یورپ اور ایشیا مین زندہ جلا دی گئی۔ بڑی بے دردی اور بے رحمی سے ان کو تھوتھے تیرون سے اڑایا گیا۔ اسی پر بس نہین کیگئی بلکہ حاملہ عورتون کے پیٹ چاک کرکے ان کے بچون بچون کو نکالا گیا ہے اور مرد ہوکر بھی ان کے دلپر چوٹ نہین لگی اور رحم نہین آیا+ جسقدر خرابیان تام مل سکتے تھے عورت کے لئے تجویز کئے گئے۔ مگر اسپر بھی وہ جوش جو اس مخلوق پر بے رحمی اور بے دردی کا پیدا ہو رہا تھا فرو نہین ہوا۔

نہین معلوم اس مخلوق نے مردون کا کیا بگاڑا تھا کہ معصوم اور شیرخوار لڑکیون کی چیخین آسمان پر پہونچی ہوئی ہین اور بے دردی اور بیمہری کے ساتھ ان کو زندہ درگور کیا گیا۔ سننے والے کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے اور آنکھون سے آنسو بہ نکلتے ہین۔ لیکن وہ کیسا پتھر کا کلیجہ رکھنے والے تھے۔ کہ جنہون نے والدین ہوکر اس عاجز مخلوق کو تہ خاک کردیا۔ اور ان کی استغاثت کی آواز پر کوئی رحم کا نشان ظاہر نہ کیا+ جن مظالم کو پڑھ کر سنگدل سے سنگدل انسان کا بھی زہرہ گداز ہوجاتا ہے۔ اسلام سے پہلے وہ ان پر روا رکھے جاتے تھے وحشی و نا خدا شناس قوم خود ساختہ بے حس و حرکت بدن بھدے معبودون کے قدم ایک عرصہ دراز تک اس درماندہ مخلوق کے خون سے تر رہے ہین+ انکو لاکر ان کی قربانگاہو پر ذبح کیا گیا۔ اور اس کو باعث نجات سمجھا گیا ہے۔ خانقاہون اور گرجون کے تہ خانے اور مندرون کی کوٹھڑیان ان بے گناہون کی لاشون سے مدتون سڑتی رہی ہین۔ ایک راہب یا پادری کے معمولی اشارہ پر ہزارون بے گناہ عورتون کا مارا جانا ایک معمولی بات تھی۔ اور یہ دراز ریش جبہ پوش جو خانقاہون مین پڑے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے ان کے لئے فرشتہ موت ثابت ہوتے تھے+ صدیون تک یہ خدا کی مخلوق نہایت ہی ذلیل اور شرمناک حالت مین رکھی گئی ایسی حالت جو نہ آنکھون سے دیکھی جاوے اور نہ کانون سے سنی جاوے+ جاؤ دنیا کی تاریخ پڑھو اور دیکھو کہ رومتہ الکبرے مین ان پر کیا گذری۔ قسطنطنیہ مین کیا بیتی۔ ہندوستان مین ان سے کیا سلوک ہوا؟ ایران مین ان پر کیا گذرکہا اور کیا کیا ظلم ان پر روا رکھے گئے اور سب سے بڑھکر یورپ مین ان پر کیا کیا ستم توڑے گئے+ عیسائیون کی خانقاہون اور گرجون نے ہندوؤن کے مندرون اور شوالون نے آتش پرستون کے آتش کدون نے یہ سب مظالم کیے ہین۔ اور وہ ان شرمناک اور خونی مناظر کے گواہ ہین+

اگر یہان تک ہی صبر کیا جاتا تو خیر تھی درویش بر جان درویش جسمانی مظالم اور مصائب ہی پر انتہا ہوجاتی مگر ان ستم رسیدون کی اخلاقی اور روحانی حالت کا بھی ساتھ ہی خون کیا جاتا تھا۔ ایران مین مرد کی مذہب نے زوجہ اور مان بہن مین کوئی تمیز ہی رہنے نہ دی تھی اور شاکت مت والون سے بھی آگے بڑھ گئے تھے ہندوستان مین بھی خطرناک حالت ہو رہی تھی یہان تک کہ ایک ہی عورت سارے بھائیونسے تعلق پیدا کرسکتی تھی اور اسکو کوئی اخلاقی اور شرعی گناہ نہ سمجھا جاتا تھا۔ اب تک بھی اس رسم کا بقیہ اکثر مقامات پر موجود ہے۔

ہمکو حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ دنیا مین بڑے بڑے عظیم الشان اور مشہور لوگ گذرے ہین جنمین ریفارمر اور مصلح اور مختلف ادیان اور اقوام کے ہادی بھی تھے لیکن ان کی ہدائیون اور تعلیم کو جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی نے ان بیچاریون کی دردناک حالت پر بجز خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نے توجہ نہین کی۔ اس مین کوئی شک نہین کہ ان کی ہدائیون اور تعلیمون مین ہم بہت ہی عمدہ باتین پاتے ہین جو اخلاقی طور پر کارگر اور مفید ہوسکتی ہین لیکن کوئی ہمین بتائے کہ عورتون کے متعلق ان کی ہدائیون مین کیا پایا جاتا ہے؟ ہندوؤن کو ویدون پر ناز ہے لیکن کوئی ہمین بتائے کہ ویدون کے مصنفون نے اس مخلوق کے لئے کیا کیا ہے۔؟ بودھ نے اپنی تعلیم مین عورتون کو کیا فائدہ پہونچایا۔ عیسائی مذہب نے عورتون کے کونسے حقوق برقرار رکھے۔؟

ان ساری باتون کا جواب ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ "کچھ بھی نہین" دینا پڑے گا۔

یہ حیرت اور تعجب اور بھی بڑھ جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ مشرق اور مغرب مین سب جگہ عورت کے معاملہ مین قریباً یکسان ہی خیالات اور حالات پائے جاتے ہین اور جس چیز سے دنیا دنیا بنی ہے۔ اس کے احترام اور عزت مین لاپروائی سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کے جائز حقوق بھی اس کو دینے سے مضایقہ کیا جاتا ہے۔ اور حتے الوسع کوشش کی گئی ہے کہ اس کو برباد کیا جاوے اور پاؤن کے نیچے کچلا جاوے+ اور اس کو محض ایک مردہ عضو کیطرح اخلاقی پہلو معطل چھوڑا جاتا ہے بنی نوع انسان کے ہر ایک سامان ترقی کے لئے اسکی معیت ننگ و عار خیال کیجاتی ہے یورپ جیسے مہذب ملک مین بھی جہان اس لطیف جنس کے اعلی مہذب ہونیکا دعوے کیا جاتا ہے وہان بھی اگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو اس ضعیف مخلوق (فیمیل سیکس) کا وہی مایوسی بخش نظارہ نظر آتا ہے سوائے انسانی جذبات کے [illegible] ہمدم زار دینگے اور کونسی اخلاقی تعلیم عورتونکو دیجاتی ہے اور کون کونسے حقوق اسکے لئے ریزرو رکھے جاتے ہین کچھ بھی نہین جو کچھ اسلام اور ہادی اسلام نے عالم نسوان کیلئے فوائد و منافع رکھے ہین وہ شاید ہی کسی موجودہ مذہب نے عورتون

[illegible]

مقرب کا ل

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت کا اقرار کرکے زبور پینتالیس میں یون بیان کیا ہے (۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہین زیادہ ہے تیری لبون مین نعمت بنائی گئی ہے اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حائل کرکے اپنی ران پر لٹکا - (۴) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کہ تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا (۵) بادشاہ کے دلون مین تیرے تیر تیزی کرتے ہین لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہین (۶) اے خدا تیرا تخت ابد الآباد (یہ فقرہ اسی مقام جمع سے ہے جو قرآن شریف مین کئی مقام مین آنحضرت صلعم کے حق مین بولا گیا ہے) تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبون سے زیادہ تر تجھے معطر کیا - بادشاہون کی بیٹیان تیری عزت والی عورتون مین ہین۔

اسی طرح حضرت یسعیا نبی نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت و مظہر تام الوہیت ہونے کے بارہ مین اپنے صحیفہ کے باب بیالیس مین بطور پیشگوئی وحی پاکر یون بیان کیا ہے دیکھو میرا بندہ جسے مین سنبھالونگا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے مین نے اپنی روح اسپر رکھی وہ قومون پر راستی ظاہر کرے گا - وہ نہ گھٹے گا اور نہ تھکے گا - جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے - بیابان اور اس کی بستیان کیدار (یعنے عرب) کے آباد دیہات (جس سے مکہ معظمہ وغیرہ مراد ہین) اپنی آواز بلند کرین خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا - (خداوند سے مراد ظلی طور پر آنحضرت ہین کیونکہ وہ مظہر اتم الوہیت اور درجہ سوم قرب پر ہین جیسا کہ کئی دفعہ ہم بیان کر چکے ہین) وہ اپنے تئین اپنے دشمنون پر قوی دکھلائے گا - قدیم سے مین خاموش رہا ہون اور ستایا اور آپ کو روکے رکھا پر اب مین اس عورت کی طرح جو دردِ زہ مین ہو چلاؤنگا مین پہاڑ اور ٹیلون کو ویران کر ڈالونگا - اور اندھون کو اس راہ سے جسے وے نہین جانتے لیجاؤنگا۔

ایسا ہی یوحنا نبی نے آنحضرت صلعم کی جلالیت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے بطور پیشگوئی گواہی دی جو انجیل متی باب سوم مین اس طرح پر درج ہے (۱۱) مین تو تمہین توبہ کے لئے پانی سے بپتسما دیتا ہون لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی تر ہے کہ مین اس کی جوتیان اٹھانیکے لایق نہین وہ تمہین روح قدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا اس پیشگوئی پر محض نادانی کی راہ سے عیسائی لوگ خصومت کرتے ہین کہ یہ حضرت مسیح کے حق مین ہے مگر یہ دعوے سراسر باطل و بے بنیاد ہے اول تو حضرت مسیح حضرت یوحنا کے ہمعصر تھے نہ کہ بعد مین آنیوالے یا بعد مین ابنیت کا منصب پانیوالے ماسوا اسکے ہر ایک شخص آزما سکتا ہے کہ دائمی طور پر سچے طالبون کو روح قدس اور آتش محبت سے بپتسمہ دینے والا آسمان کے نیچے صرف ایک ہی ہے یعنے جناب سیدنا و مولانا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم جسکے جلال تام کا حضرت مسیح اپنی پیشگوئیون مین آپ اقرار کرتے ہین اور اسی روح کے بپتسما کیطرف اللہ تعالے نے قرآن شریف مین اشارہ بھی فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وایدہم بروح منہ یعنے خدائے تعالے مومنون کو روح قدس سے تائید کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے صبغة اللہ

ومن احسن من اللہ صبغۃ یعنے یہ خدا کا بپتسمہ ہے اور کون سا بپتسما اس سے بڑھ کر خوبصورت ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو قوم روح القدس سے کسی وقت تائید دی گئی ہے وہ اب بھی بحال ہے کیونکہ اب بھی وہی خدا ہے جو پہلے تھا اور قوم بھی وہی ہے جو پہلے تھی سو اگر حضرات عیسائیون کو اس بات مین کچھ شک ہو کہ اس پیشگوئی کا مصداق آنحضرت صلعم ہین حضرت مسیح نہین ہین تو نہایت صاف اور سہل طریق فیصلہ کر سکتا یہ ہے کہ چالیس دن تک کوئی ایسے پادری صاحب جو اپنی قوم مین نہایت بزرگ اور روح قدس بپتسمہ پانے کے لایق خیال کئے جاتے ہین اور ان کی بزرگواری اور خدا رسیدہ ہونے پر اکثر عیسائیون کو اتفاق ہو وہ اس امر کی آزمائش و مقابلہ کے لئے کہ روح قدس کی تائیدات سے کونسی قوم عیسائیون اور مسلمانون مین سے فیضیاب ہے کم سے کم چالیس دن تک اس عاجز کی رفاقت اور مصاحبت اختیار کرین پھر اگر کسی کرشمہ روح القدس کے دکھلانے مین وہ غالب آجائین تو ہم اقرار کر لینگے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح کے حق مین ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ اسکو چند اخبارون مین چھپوا بھی دینگے لیکن اگر ہم غالب آگئے تو پادری صاحب کو بھی ایسا ہی اقرار کرنا پڑیگا اور اخبارون مین چھپوا بھی دینا ہوگا کہ وہ پیشگوئی حضرت محمد صلعم کے حق مین نکلی مسیح کو اس سے کچھ علاقہ نہین بلکہ اس تصفیہ کے لئے ہماری صحبت مین بھی رہنا کچھ ضروری نہین یہ عاجز عنقریب اس رسالہ کے بعد رسالہ سراج منیر کو انشاء اللہ القدیر چھپوانیوالا ہے وہ سب مضمون روح القدس کی تائید سے ہی بہم پہنچا ہے سو اب کوئی ایسا عیسائی جو قوم مین بزرگوار اور واقعی نیکبخت ہو اسکا مقابلہ کرکے دکھاوے ورنہ کون دانا ہے جو بے امتحان ان کی روح القدس کے بپتسما کا قایل ہوگا۔

چون گمانے کنم اینجا مدد روح قدس
کہ مرا در دل شان دیو نظر مے آید
این مدد ماست در اسلام چو خورشید عیان
کہ بہر عصر مسیحائے دگر مے آید

اب ہم پھر اصل کلام کیطرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ شان جلیل و عظیم آنحضرت صلعم جو مظہر اتم الوہیت ہین جیسے تمام نبی ابتدا سے بیان کرتے آئے ہین ایسا ہی حضرت مسیح نے اس شان عالی کا اقرار کیا ہے - یہ اقرار جابجا انجیلون مین موجود ہے بلکہ اسی اقرار کے ضمن مین حضرت مسیح اقرار کرتے ہین کہ میری تعلیم ناقص ہے کیونکہ ہنوز لوگون کو کامل تعلیم کی برداشت نہین مگر وہ روح راستی جو نقصان سے خالی ہے (یعنے سیدنا حضرت محمد صلعم جسکا قرآن شریف مین بھی نام حق آیا ہے) وہ کامل تعلیم لائیگا اور لوگون کو نئی باتون کی خبر دیگا انجیل برنباس مین تو صریح نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو محمد صلعم ہے درج ہے اور اسکے ٹالنے کے لئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانون نے کسی زمانہ مین یہ نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کتاب برنباس مین درج کر دیا ہوگا یا خود کتاب تالیف کر دی ہوگی گویا مسلمان لوگ کسی رات کو اتفاق کرکے مسیحی کتب خانون مین جا گھسے اور اپنی طرف سے برنباس انجیلون مین جابجا محمد صلعم نبی نام درج کر دیا یا خود یونانی یا عبرانی زبانون مین اپنی طرف انجیل برنباس بنا کر اور کئی ہزار نسخے اسکے لکھ کر پوشیدہ طور پر جبکہ عیسائی سوتے تھے وہ کتابین ان کے کتب خانون مین رکھ آئے لیکن ایک فاضل انگریز عیسائی جس نے کچھ تھوڑا عرصہ ہوا قرآن شریف کا انگریزی مین ترجمہ کیا ہے اس نے اپنے دیباچہ مین اس تقریب کے بیان مین کہ انجیل برنباس مین پیشگوئی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے مین موجود ہے - یہ قصہ تحریر کیا ہے کہ برنباس کی انجیل پوپ پنجم کے کتب خانہ مین تھی اور ایک راہب جو اس پوپ کا دوست تھا اور مدت سے اس انجیل کی تلاش مین تھا وہ پوپ کی الماری مین جبکہ پوپ ... یا ہوا تھا - اس انجیل کو پاکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ میری وہ مراد ہے جو مدت کے بعد پوری ہوئی اور اس انجیل کو اپنے دوست پوپ کی اجازت سے لے گیا اور نام آنحضرت صلعم کا یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھلا کھلا انجیل مین لکھا ہوا دیکھ کر م

م مسلمان ہوگیا (باقی آئندہ)

صبح کی سیر

۹ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

حق و باطل فرمایا حق اپنے زور اور قوت سے چلتا اور اسکے ساتھ باطل بھی ضرور چلتا ہے لیکن باطل اپنی قوت اور طاقت سے نہیں چلتا بلکہ حق سے پرتو سے چلتا ہے کیونکہ حق چاہتا ہے کہ ساتھ ساتھ کچھ باطل بھی چلے تاکہ تمیز ہو۔ کاذبوں اور منکروں کے وجود سے بہت سی تحریکیں ہو جاتی ہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دن ہی سارا مکہ آمنا و صدقنا کہکر ساتھ ہو لیتا تو پھر قرآن شریف کا نزول اسی دن بند ہو جاتا اور وہ اتنی بڑی کتاب نہ ہوتی + جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا اسی قدر حق کی قوت اور رفتار تیز ہوتی ہے۔ زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھ هاڑ تپتا ہے اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔

ہم نے خود آزما کر دیکھا ہے کہ جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور و غل ہوا ہے وہاں ایک جماعت تیار ہو گئی۔ اور جہاں لوگ اس بات کو سن کر خاموش ہو جاتے ہیں وہاں زیادہ ترقی نہیں ہوئی۔ فتح کے لئے اول لڑائی کا ہونا ضروری ہے اگر لڑائی نہ ہو تو فتح کا وجود کہاں سے آئے۔ پس اسی طرح اگر حق کی مخالفت نہ ہو تو اس کی صداقت کس طرح کھلے۔

قصر نماز نماز کے قصر کرنے کے متعلق سوال کیا گیا کہ جو شخص یہاں آتے ہیں وہ قصر کریں یا نہ فرمایا جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اسکے واسطے قصر جایز ہے۔ میری دانست میں جس سفر میں عزم سفر ہو پھر خواہ وہ تین چار کوس ہی کا سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جایز ہے۔ یہ ہماری سیر سفر نہیں ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اسکے پیچھے پوری ہی نماز پڑھنی پڑے گی۔ حکام کا دورہ سفر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنے باغ کی سیر کرتا ہے + خواہ نخواہ قصر کرنے کا تو کوئی وجود نہیں۔ اگر دوروں کی وجہ سے انسان قصر کرنے لگے تو پھر یہ دائمی قصر ہوگا جسکا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے + حکام کہاں مسافر کہلا سکتے ہیں۔ سعدی نے بھی کہا ہے + ؎

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت

باجا اور آتشبازی نکاح پر باجا بجانے اور آتشبازی چلانے کے متعلق سوال ہوا۔ فرمایا ہمارے دین میں دین کی بنا یُسر پر ہے۔ عُسر پر نہیں ہے اور پھر **انما الاعمال بالنیات** ضروری چیز ہے۔ باجوں کا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اعلان نکاح جس میں فسق و فجور نہ ہو جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں ضروری شے ہے کیونکہ اکثر دفعہ نکاحوں کے متعلق مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے اور پھر وراثت پر اثر پڑتا ہے اس لئے اعلان کرنا ضروری ہے۔ مگر اس میں کوئی ایسا امر نہ ہو جو فسق و فجور کا موجب ہو۔ رنڈی کا تماشا آتشبازی فسق و فجور اور اسراف ہے۔ یہ جایز نہیں۔ باجے کے ساتھ اعلان پر پوچھا گیا کہ جب برات لڑکے والوں کے گھر سے چلتی ہے۔ کیا اسی وقت سے باجا بجتا جاوے۔ یا نکاح کے بعد فرمایا ایسے سوالات اور جزی در جزی نکالنا بیفائدہ ہے اپنی نیت کو دیکھو کہ کیا ہے اگر اپنی شان و شوکت دکھانا مقصود ہے تو فضول ہے اور اگر یہ غرض ہے کہ نکاح کا صرف اعلان ہو تو اگر گھر سے بھی باجا بجتا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے اسلامی جنگوں میں بھی تو باجا بجتا ہے وہ بھی ایک اعلان ہی ہوتا ہے۔

ایک اور سوال ایک زرگر کیطرف سے سوال ہوا کہ پہلے ہم زیوروں کے بنانے کی مزدوری کم لیتے تھے اور ملاوٹ ملا دیتے تھے۔ اب ملاوٹ چھوڑ دی ہے اور مزدوری زیادہ مانگتے ہیں تو بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ ہم مزدوری وہی دیں گے جو پہلے دیتے تھے۔ تم ملاوٹ ملا لو۔ ایسا کام ہم ان کے کہنے سے کریں یا نہ کریں فرمایا کھوٹ والا کام ہرگز نہیں کرنا چاہیئے اور لوگوں کو کہدیا کرو کہ اب ہم نے توبہ کر لی ہے جو ایسا کہتے ہیں کہ کھوٹ ملا دو وہ گناہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ پس ایسا کام ان کے کہنے پر بھی ہرگز نہ کرو۔ برکت دینے والا خدا ہے اور جب آدمی نیک نیتی کے ساتھ ایک گناہ سے بچتا ہے تو خدا ضرور برکت دیتا ہے۔

پھر سوال ہوا کہ ملا لوگ مردہ کے پاس کھڑے ہو کر اسقاط کرتے ہیں کیا اسکا کوئی طریق جایز ہے +

فرمایا اسکا کہیں ثبوت نہیں ہے۔ ملاؤں نے ماتم اور شادی میں بہت سی رسمیں پیدا کر لی ہیں یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔ ایک مختار عدالت نے سوال کیا کہ بعض مقدمات ہیں اگرچہ وہ سچا اور صداقت پر ہی مبنی ہو۔ مصنوعی گواہوں کا بنانا کیسا ہے +

فرمایا اول تو اس مقدمہ کے پیروکار بنو۔ جو بالکل سچا ہو۔ یہ تفتیش کر لیا کرو۔ کہ مقدمہ سچا ہے یا جھوٹا۔ پھر سچ آپ ہی فروغ حاصل کریگا۔ دوم گواہوں سے آپ کا کچھ واسطہ ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ موکل کا کام ہے کہ وہ گواہ پیش کرے یہ بہت ہی بری بات ہے کہ خود تعلیم دیجاوے۔ کہ چند گواہ تلاش کر لاؤ اور انکو یہ بات سکھا دو۔ تم خود کچھ بھی نہ کہو موکل خود شہادت پیش کرے خواہ وہ کیسی ہی ہو۔ پھر سوال ہوا کہ بعض باتیں واقع میں صحیح ہوتی ہیں۔ مگر مصلحت وقت اور قانون ان کے اظہار کا مانع ہوتا ہے تو کیا ہم لا تکتموا الشہادہ کے موافق ظاہر کر دیا کریں۔

فرمایا یہ بات اسوقت ہوتی ہے جب آدمی آزاد بالطبع ہو۔ دوسری جگہ یہ بھی تو فرمایا ہے۔

لاتلقوا بایدیکم الی التہلکہ قانون کی پابندی ضروری شے ہے جب قانون روکتا ہے تو رکنا چاہیئے جبکہ بعض جگہ اخفاء ایمان بھی کرنا پڑتا ہے تو جہاں قانون بھی مانع ہو وہاں کیوں اظہار کیا جاوے جس راز کے اظہار سے خانہ بربادی اور تباہی آتی ہو۔ وہ اظہار کرنا منع ہے۔

مکرر آتشبازی کے متعلق فرمایا کہ اس میں ایک جز گندھک کا بھی ہوتا ہے اور گندھک وبائی ہوا صاف کرتی ہے چنانچہ آج کل طاعون کے ایام میں مثلاً انار بہت جلد ہوا کو صاف کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص صحیح نیت اصلاح ہوا کے واسطے ایسی آتشبازی جس سے کوئی خطرہ نقصان کا نہ ہو چلا دے تو ہم اس کو جایز سمجھتے ہیں۔ مگر یہ شرط اصلاح نیت کے ساتھ ہو کیونکہ تمام نتایج نیت پر مترتب ہوتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ صحابی نے گھر بنوایا اور آپ کو مجبور کیا کہ آپ اس میں قدم ڈالیں آپ نے اس مکان کو دیکھا اسکے ایکطرف کھڑکی تھی آپ نے دریافت کیا کہ یہ کس لئے بنائی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ٹھنڈی ہوا کے آنے کے واسطے آپ نے فرمایا کہ اگر تو اذان سننے کے واسطے اس کی نیت رکھتا تو ہوا تو آہی جاتی اور تیری نیت کا ثواب بھی تجھے ملجاتا۔

۱۱ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

فرمایا جب ہمیں یہ الہام ہوا تھا واصنع الفلک باعیننا و وحینا۔ اسوقت تو ایک شخص بھی ہمارا مرید نہ تھا۔ اگر یہ سلسلہ من عند غیر اللہ ہوتا تو آج تک الٰہی بخش کی طرح بیکار ہی پڑا رہتا۔ کیا یہ ثبوت کافی نہیں۔

الٰہی بخش تو میرے الہامات کے پیچھے پیچھے چلتا ہے ایسا کیوں کرتا ہے کہ الہام ہمارے سالہا سال سے شائع ہو چکے ہیں ان کی اب نقل کرتا ہے اصل میں جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اسیطرح حق اپنے انوار سے شناخت کیا جاتا ہے۔

استفسار اور ان کے جواب

سوال - ایک وقت مین طلاق کامل ہوسکتی ہے یا نہین اور تین طلاق کے بعد پہلا خاوند نکاح کرسکتا ہے یا نہین؟ -

جواب - ایک ہی وقت مین طلاق کامل نہین ہوسکتی دراصل تین ماہ مین ہونی چاہیئے۔ فقہا نے ایک مرتبہ تین طلاق دینے کو جائز رکہا ہے لیکن اس مین یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ عدت کے بعد اگر خاوند رجوع کرنا چاہے تو وہ عورت اسی خاوند سے نکاح کرسکتی ہے اور دوسرے شخص سے بھی کرسکتی ہے -

سوال - جب تین طلاق ہوجاوین تو کیا پہلا خاوند پھر بھی نکاح کرسکتا ہے -

جواب - جب تین طلاق واقع ہوجائین تو پہلا خاوند اس عورت سے نکاح نہین کرسکتا۔ جب تک کسی دوسرے سے وہ نکاح نہ کرے اور پھر وہ خاوند اس کو طلاق دیدیوے مگر عمداً اسلئے نہ دے کہ پہلا شخص اس سے نکاح کرے۔ اس کا نام حلالہ ہے اور یہ حرام ہے۔ ہان اگر ایسے اسباب پیش آجاوین کہ وہ دوسرا شخص اس عورت کو طلاق دیدیوے تو پھر وہ پہلے شخص سے شادی کرسکتی ہے لیکن اگر ایک ہی مرتبہ تین طلاق دی جاوین اور پھر عدت گذرنے کے بعد وہی خاوند نکاح کرنا چاہے تو وہ نکاح کرسکتا ہے کیونکہ اس کی یہ طلاق شرعی طریق پر نہین دی گئی جس مین تین ماہ کی عدت مقرر ہے - اور اس مین حکمت یہ ہے کہ ہر ایک اپنے نفع و نقصان کو سمجھ لے۔ دو طلاقین دیکر اگر تیسری نہین دی اور عدت گذر گئی ہے تب بھی رجوع ہوسکتا ہے +

سوال - اکیلا وتر پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب - فرمایا ہم نے اکیلا وتر پڑھنے کا حکم کہین نہین دیکھا ہان دو رکعت کے بعد خواہ سلام پھیر کر تیسری رکعت پڑھ لے خواہ تینون رکعت ایک ہی نیت سے پڑھ لے +

سوال - مخالف کے جنازہ کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

جواب - متوفی اگر بالجہر مکذب اور مکفّر نہ ہو تو اسکا جنازہ بے شک پڑھ لیا جاوے کوئی حرج نہین کیونکہ علام الغیوب خدا ہی کی ذات ہے -

سوال - مخالف مکذب کے ساتھ السلام علیکم کہنا اور سلام کا جواب دینا اور خرید و فروخت جائز ہے یا نہین؟

جواب - جو گالیان نکالتے ہین اور صریح مخالف ہین ان کا سلام نہ لو نہ دو - نہ ان سے ملکر کھانا کھاؤ البتہ خرید و فروخت جائز ہے اس مین کسی کا احسان نہین -

نوٹ - جو شخص یہ ظاہر کرتا ہے کہ مین کسی ایک فریق کے ساتھ نہین وہ بھی مکذب ہی ہے ایسے لوگ منافق ہوتے ہین -

سوال - انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا کس کی شان مین ہے -

جواب - اگر قرآن شریف کو دیکھا جاوے۔ تو جہان یہ آیت ہے وہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویون ہی کا ذکر ہے سارے مفسر اسپر متفق ہین کہ اللہ تعالے امہات المومنین کی صفت اس جگہ بیان فرماتا ہے - دوسری جگہ فرمایا ہے الطیبات للطیبین یہ آیت چاہتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر والے طیبات ہون ہان اس مین صرف بیبیان ہی شامل نہین بلکہ آپ کے گھر کے رہنے والی ساری عورتین شامل ہین اور اس لئے اس مین بنت بھی داخل ہوسکتی ہے بلکہ ہے - اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئین تو حسنین بھی داخل ہوئے پس اس سے زیادہ یہ آیت وسیع نہین ہوسکتی جتنی وسیع ہوسکتی تھی ہم نے کردی - کیونکہ قرآن شریف ازواج کو مخاطب کرتا ہے اور بعض احادیث نے حضرت فاطمہ اور حسنین کو مطہرین مین داخل کیا ہے پس ہم نے دونون کو یکجا جمع کرلیا -

شیعہ نے ازواج مطہرات کو سب و شتم سے یاد کیا ہے اور چونکہ خدا تعالے کو معلوم تھا کہ یہ لوگ ایسا کرینگے اس لئے قبل از وقت ان کی براءت کردی -

سوال ہوا کہ بعض مخالف کہتے ہین ہم پر کیون طاعون نہین آتی +

جواب مین فرمایا کہ ایک تنگ دروازہ ہے جب لاکھہ آدمی گذرنے والا ہے تو کیا وہ سب کے سب ایک ہی دفعہ گذر جائین گے + یا کسی آدمی نے لاکھہ آدمی کی دعوت کی ہے تو کیا سب کو یکدم کھانا کھلاویگا - نہین بلکہ نوبت بہ نوبت طاعون کا دورہ بہت لمبا ہے ابھی سے کیون گھبراتے ہین دو چار موٹے موٹے مخالف اگر جلد ہی مرجاوین تو پھر خاتمہ ہی ہوجاوے ان مخالفون کی ہی وجہ سے تو انوار - برکات - اور خوارق کا نزول ہوتا ہے - اور ہوگا - ابھی بعض کو ہدایت بھی ہوگی + اور خدا تعالے کا قانون اسی طرح پر چلا آتا ہے +

سوال - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو پوچھا رب ارنی کیف تحی الموتے اس سے کیا غرض ہے؟

جواب - اس مین اللہ تعالے کا مطلب جس کو سرِ الٰہی سمجھنا چاہیئے یہ ہے - کہ ہر ایک چیز میری آواز سنتی ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردون کے زندہ ہونے پر کوئی شک پیدا نہین ہوا کیونکہ ہم تو ہر روز دیکھتے ہین کہ منتفق پانی اغذیہ مین سے جانور پیدا ہوجاتے ہین - پیٹ مین بچہ پیدا ہوجاتا ہے کیا وہ پہلے مردہ نہین ہوتا - پس واقعات سے انکار کرنے والا تو بڑا احمق ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اصل سر سے واقف ہونا چاہتے تھے - پس خدا تعالے نے فرمایا کہ ہر ایک چیز میری آواز سنتی ہے جیسے پرندے تمہاری آواز سن کر دوڑے چلے آتے ہین اسی طرح ہر ایک چیز میری آواز سنتی اور میرے پاس دوڑی چلی آتی ہے یہانتک کہ ادویہ اور اغذیہ جو انسان کے پیٹ مین جاتی ہین اور ہر ذرہ ذرہ میری آواز سنتا ہے پس یہان اللہ تعالے ایمان اور معرفت کا یقین دلانا چاہتا ہے +

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کو خالق سے ایک باریک کشش ہوتی ہے جیسے کسی کا شعر ہے ؎

ہمہ را روے در خدا دیدم
و آن خدا بر ہمہ ترا دیدم

خدا تعالے نے جو ملائکہ کی تعریف کی ہے وہ ہر ایک ذرہ ذرہ پر صادق آسکتی ہے جیسے فرمایا ان من شیء الا یسبح بحمدہ ویسے ملائکہ کی نسبت فرمایا یفعلون ما یومرون - اسکی تشریح نسیم دعوت مین خوب کردی ہے ہر ایک ذرہ ملائکہ مین داخل ہے اگر ان اعلے کی سمجھ نہین آتی تو پہلے ان چھوٹے چھوٹے ملایک پر نظر ڈالکر دیکھو - ملایکہ کا انکار انسان کو دہریہ بنادیتا ہے - غرض اس قصہ مین اللہ تعالے کو یہ دکہانا مقصود ہے کہ ہر ایک چیز اللہ تعالے کی تابع ہے اگر اس سے انکار کیا جاوے تو پھر تو خدا تعالے کا وجود بھی ثابت نہین ہوسکتا - آخیر مین اللہ تعالے کی صفت عزیز اور حکیم بیان کی ہے - یعنے اسکا غلبہ قہری ایسا ہے کہ ہر ایک چیز اسکی طرف رجوع کررہی ہے بلکہ جب خدا تعالے کا قرب انسان حاصل کرتا ہے تو اس انسان کیطرف بھی ایک کشش پیدا ہوجاتی ہے جس کا ثبوت سورۃ العادیات مین ہے (اسکے متعلق جو آپ نے فرمایا وہ دوسرے وقت درج کرینگے انشاء اللہ العزیز) عزیز حکیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکا غلبہ حکمت سے بھرا ہوا ہے ناحق کا دکھہ نہین ہے +

اسی طرح یا مسیح الخلق عدوانا اس وقت سے چھپا ہوا اور شائع شدہ ہے جبکہ طاعون کا کہین نام ونشان بھی نہ تھا اور اب آج طاعون کیوجہ سے لوگ آتے اور زبان حال سے کہتے ہین یا مسیح الخلق عدوانا اور اکثر اپنے خطون مین لکھتے ہین - اب یا تو یہ ثابت کرو کہ یہ الہام ہمارا من گھڑت ہے اور ہم نے اپنی کوشش سے چند لوگون کو اس کے مکمل کرنے کے واسطے ملا لیا ہے یا یہ قبول کرو کہ یہ جو دو دو اور چار چار سو آدمی یکدم بیعت کرتے ہین یہ خدا کی تائید ہے +

جس زور کے طاعون کیوجہ سے لوگ اس سلسلہ مین داخل ہو رہے ہین اس طرح کسی یقین چھوڑ و ہم بھی نہ تھا کیونکہ یہ الہام اسوقت کا ہے جب ان لوگون کا نام ونشان بھی نہ تھا اس لئے ان تمام نامون کو محفوظ رکھا جاوے اور اگر ان لوگون کا الگ رجسٹر نہ ہو تو رجسٹر بیعت ہی مین سرخی کے ساتھہ ان کو درج کیا جاوے -

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ کنجنی کی بنوائی ہوئی مسجد مین نماز درست نہین ہے -

پھر ایک شخص نے پوچھا کیا قیامت کے دن بھی ہماری جماعت اسی طرح آپ کے آگے پیچھے ہوگی - فرمایا یہ تفصیلین نہین ہو سکتی ہین ایسے سوال طریق ادب سے بعید ہین - یہ بات اللہ تعالے پر چھوڑ دو -

سوال ہوا کہ مخالف ہم کو مسجد مین نماز پڑھنے نہین دیتے حالانکہ مسجد مین ہمارا حق ہے + ہم ان سے بذریعہ عدالت فیصلہ کر لین - فرمایا ہان اگر کوئی حق ہے تو بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرو فساد کرنا منع ہے کوئی دنگہ فساد نہ کرو -

سوال ہوا کہ کیا مخالفون کے گھر کی چیز کھائین یا نہ فرمایا نصارے کی پاک چیزین بھی کھالیجاتی ہین - ہندوؤن کی مٹھائی وغیرہ بھی ہم کھالیتے ہین پھر ان کی چیز کھا لینا کیا منع ہے - ان مین تو نماز سے منع کرتا ہون کہ ان کے پیچھے نہ پڑھو - اس کے سوائے دنیاوی معاملات مین بیشک شریک ہو احسان کرو - مروت کرو - اور ان کو قرض دو اور ان سے قرض لو - اگر ضرورت پڑے اور صبر سے کام لو - شاید کہ اس سے سمجھہ بھی جاوین -

ایک شخص نے عرض کی کہ میرے لئے دعا کرو کہ نماز کی توفیق اور استقامت ملے -

فرمایا حقیقت مین جو شخص نماز کو چھوڑتا ہے وہ ایمان کو چھوڑتا ہے اس سے خدا کے ساتھہ تعلقات مین فرق آ جاتا ہے - اس طرف سے فرق آیا تو معًا اس طرف سے بھی فرق آ جاتا ہے +

پھر اسی شخص نے عرض کی کہ میرے سر پر ہاتھہ رکھو آپ نے اسکے سر پر ہاتھہ رکھہ دیا اور اس طرح پر اخلاق فاضلہ کا ثبوت دیا -

۱۳ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

بیماریون کے ذکر پر فرمایا کہ بیماری کی شدت سے موت اور موت سے خدا یاد آتا ہے اصل یہ ہے کہ خلق الانسان ضعیفا انسان چند روز کے لئے زندہ ہے + ذرہ ذرہ کا وہی مالک ہے جو حی و قیوم ہے جب وقت موعود آ جاتا ہے تو ہر ایک چیز السلام علیکم کہتی اور سارے قوے رخصت کر کے الگ ہو جاتے ہین اور جہان سے یہ آیا ہے وہین چلا جاتا ہے -

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ آسمانی علاج ابھی تک لوگون نے غیر مفید سمجھا ہوا ہے - سچی توبہ اور تقوے کیطرف پورا رجوع نہین کیا مگر یاد رکھین کہ خدا رجوع کرائے بغیر نہین چھوڑے گا +

مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی نے سوال کیا کہ رکوع اور سجود مین قرآنی آیت یا دعا کا پڑھنا کیسا ہے ؟ فرمایا سجدہ اور رکوع فروتنی کا وقت ہے اور خدا کا کلام عظمت چاہتا ہے - ماسوا اسکے حدیثون سے کہین ثابت نہین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی رکوع یا سجود مین کوئی قرآنی دعا پڑھی ہو -

رہن کے متعلق سوال ہوا آپنے فرمایا کہ موجودہ زمانہ اور رہن جائز ہین گذشتہ زمانہ مین یہ قانون تھا کہ اگر فصل ہو گئی تو حکام زمینداروں سے معاملہ وصول کر لیا کرتے تھے اگر نہ ہوتی تو معاف ہو جاتا اور اب خواہ فصل ہو یا نہ ہو حکام اپنا مطالبہ وصول کر ہی لیتے ہین پس چونکہ حکام وقت اپنا مطالبہ کسی صورت مین نہین چھوڑتے تو اسی طرح یہ رہن بھی جائز رہا کیونکہ کبھی فصل ہوتی اور کبھی نہین ہوتی تو دونون صورتون مین مرتہن نفع ونقصان کا ذمہ دار ہے - پس رہن عدل کیصورت مین جائز ہے -

آجکل گورنمنٹ کے معاملے زمینداروں سے ٹھیکہ کی صورت مین ہو گئے ہین - اور اس صورتمین زمینداروں کو کبھی فائدہ اور کبھی نقصان ہوتا ہے - تو ایسی صورت عدل مین رہن بیشک جائز ہے -

جب دودھ والا جانور اور سواری کا گھوڑا رہن باقبضہ ہو سکتا ہے اور اسکے دودھ اور سواری سے مرتہن فائدہ اٹھا سکتا ہے تو پھر زمین کا رہن تو آپ ہی حاصل ہو گیا -

پھر زیور کے رہن کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا زیور ہو کچھ ہو جبکہ انتفاع جائز ہے تو خواہ نخواہ تکلفات کیون بنائے جاوین - اگر کوئی شخص زیور کو استعمال کرے تو اس سے فائدہ اٹھاتا ہے تو اسکی زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ ہے زیور کی زکوٰۃ بھی فرض ہے چنانچہ کل ہی ہمارے گھر مین زیور کی زکوٰۃ ڈیڑھ سو روپیہ دیا ہے پس اگر زیور استعمال کرتا ہے تو اس کی زکوٰۃ دے اگر بکری رہن رکھی ہے اور اسکا دودھ پیتا ہے تو اسکو گھاس بھی دے +

اعلان

ہمارے مدرسہ کے متعلق بک ڈپو کھولا گیا ہے جس مین مفصلہ ذیل کتب فروخت کے لئے موجود ہین جنپر قیمت نقد یا وی پی منگوانے پر حسب ذیل کمیشن دیا جائیگا -

جو صاحب یکمشت دس روپیہ کی کتابین خریدین ان کو ایک آنہ فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا -

عنہ سے ننہ تک کے خریدار کو ۱ر فی روپیہ اور ننہ سے زائد ۲ر فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا - اس کے متعلق خط وکتابت براہ راست ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان سے ہونی چاہئے +

فہرست کتب

(۱) شرح ترمذی اربعین اول ودوم مجلد تکو ہر دو جلد عہ ر
(۲) اجرومیہ نحو عربی کا ایک مشہور مفید ابتدائی رسالہ ر
(۳) قاعدہ اردو عربی (مصنفہ فاضل صاحب محمد علیخان ڈاکٹر کرم بخش) ۱ ر
(۴) قاعدہ یسرنا القرآن - حصہ اول ودوم وسوم ہر سہ حصہ ۲ ر
(۵) سیرۃ المسیح (تصنیف حضرت مولوی عبد الکریم صاحب) قیمت .... ۸ ر
(۶) نشان آسمانی (تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) قیمت ۳ ر
(۷) مواہب الرحمن " " ۶ ر
(۸) نسیم دعوت " " ۲ ر
(۹) اعجاز احمدیہ " " ۳ ر
(۱۰) مسک العارف الموسوم بہ چہل حدیث (تصنیف حضرت مولوی محمد احسن صاحب - قیمت .... ۱۰ ر
(۱۱) پنج ارکان اسلام منظوم قیمت .... ۱ ر
(۱۲) تقریر جلسہ مذاہب الموسوم بہ اصول اسلام کی سچی فلاسفی ۳ ر
(۱۳) واقعات صحیحہ (اس کتاب مین پیر مہر شاہ گولڑوی کی از راہ دہوکہ بازی لاہور مین آنے اور شکست خوردہ واپس جانے کے متعلق ذکر ہے) ۲ ر
(۱۴) درثمین (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اردو فارسی نظمونکا مجموعہ قیمت .... ۶ ر
(۱۵) سلسلہ دینیہ (چھوٹے بچونکے لئے اردو کا ابتدائی رسالہ) ۵ ر
(۱۶) تسہیل التعلیم (مطبوعہ آگرہ) ۲ ر
(۱۷) عسل مصفے (تصنیف ابو العطاء مرزا خدا بخش صاحب حضرۃ اقدس علیہ السلام کی دعاوی اور دلائل پر ایک بسیط کتاب) عہ ۸ ر

اس کے علاوہ اگر کوئی اور کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف مین سے کوئی صاحب منگوانا چاہین تو اصل قیمت پر روانہ کیجائیگی + المرقوم

۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء +

محمد صادق عفی عنہ
سپرنٹنڈنٹ کالج تعلیم الاسلام

صبح کی سیر

۲۰-اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

حباب ہستی فرمایا مجھے ہمیشہ تعجب آتا ہے کہ باوجود اس قدر بے بنیاد ہستی کے انسان دنیا مین بنیادین قایم کرتا ہے صرف ایک دم کی آمد و شد ہے اور کچھ بھی نہین - پھر یہ سلسلہ خدا نے کیسا رکھا ہے کہ جو شخص یہان سے رخصت ہو جاوے اسکو اجازت نہین کہ واپس آکر وہان کی خبر ہی بتلا جاوے - اس سے حکماء اور فلاسفر اور دانایان زمان سب عاجز ہین ہان اسی قدر پتہ ملتا ہے جو خدا کی کلام نے بتایا ہے +

آدمی جو مرتا ہے اکثر اپنے بڑے بڑے تعلقات اور عزیز اور پیارے رشتہ دار چھوڑ جاتا ہے مگر معاً انتقال کے بعد ان سے کچھ تعلق رہتا - آجکل یورپ کو ہر ایک بات کی تلاش ہے چنانچہ امریکہ میں ایک شخص سے معاہدہ ہوا (جو واجب القتل تھا) کہ جب اسکا سر کاٹا جاوے تو اسکو بہت بلند آواز سے پکارا جاوے تو مین آنکھ سے اشارہ کرونگا - چنانچہ جب سر کاٹا گیا تو بڑے زور سے آوازین دی گئین مگر کچھ حرکت نہ ہوئی -

آنزا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

یہ سچ ہے ؎

آنزا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

احیاء موتیٰ جو کچھ خدا نے فرمایا ہے وہی سچ ہے - ہان موت اور نیند کو آپس مین مشابہت ہے - احیاء موتے کیبارہ سوال ہونے پر فرمایا کہ اس مین ہمارا یہ عقیدہ نہین کہ اعجازی طور بھی احیاء موتے نہین ہوتا - بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ وہ شخص دوبارہ دنیا کیطرف ...... رجوع نہین کرتا - مبارک احمد کی حیات اعجازی ہے اس مین کوئی بحث نہین کہ کسی شخص کی باقاعدہ طور پر فرشتہ جان قبض کرے اور زمین میں دفن بھی کیا جاوے وہ پھر کبھی زندہ نہین ہوتا شیخ سعدی نے خوب کہا ہے ؎

واہ کہ گر مردہ باز گردیدے
درمیان قبیلہ و پیوند کو
رد میراث سخت تر بودے
وارثان را ز مرگ خویشاوند

خدا تعالے نے بھی فرمایا - **ویمسک الذی قضیٰ علیہ الموت** - کشف کیا ہے - اسی بیداری کے ساتھ کسی اور عالم کا تداخل ہوجاتا ہے اس مین حواس کے معطل ہونے کی ضرورت نہین دنیا کی بیداری بھی ہوتی اور ایک عالم غیوبیت بھی ہوتا ہے یعنے حالت بیداری ہوتی اور اسرار غیبی بھی نظر آتے -

قتل انبیاء قتل انبیاء پر سوال ہونے پر فرمایا توریت مین لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاویگا اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر قرآن کی نص صریح سے پایا جاوے یا حدیث کے تواتر سے ثابت ہو کہ نبی قتل ہوتے رہے ہین تو پھر ہم کو اس سے انکار نہین کرنا پڑے گا - بہر حال یہ کچھ ایسی بات نہین کہ نبی کی شان مین خلل انداز ہو کیونکہ قتل بھی شہادت ہوتی ہے - مگر ہان ناکام قتل ہوجانا انبیاء کی علامات مین سے نہین -

یہ مصالح پر موقوف ہے کہ ایک شخص کے قتل سے فتنہ برپا ہوتا ہے تو مصلحت الٰہی نہین چاہتی کہ اس کو قتل کرا کر فتنہ برپا کیا جاوے - جسکے قتل سے ایسا اندیشہ نہ ہو اس مین ہرج نہین - *

پھر فرمایا - جو کچھ اللہ تعالے نے قرآن مین بیان فرمایا ہے وہی کچھ حدیث مین - ہان بعض باتون کا استنباط ایسا علے حدیثون نے کیا ہے کہ دوسرے گو اسکو سمجھ نہین سکتے - ورنہ حدیث قرآن سے باہر نہین - خدا نے قرآن کا نام رکھا ہے **مفصلا** - اس پر ایمان ہونا چاہیئے - بعض تفاسیر سوائے انبیاء کے اور کی سمجھ مین نہین آتین پھر اس طرح حدیث مین قرآن سے زائد کچھ نہین

۲۱-اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

الہام فرمایا آج صبح جب مین نماز کے بعد ذرا لیٹ گیا تو الہام ہوا مگر افسوس ہے کہ ایک حصہ اسکا یاد نہین رہا - ایک پہلے عربی کا فقرہ تھا اور اسکے بعد اس کا ترجمہ اردو مین تھا وہ اردو فقرہ یاد ہے **یہ بات آسمان پر قرار پاچکی ہے تبدیل ہونے والی نہین** - اور عربی فقرہ کچھ اس سے مشابہ تھا **تقعد و تمکن فی السماء** مگر وہ اصل فقرہ بھول گیا اور اس نسیان مین بھی کچھ منشاء الٰہی ہوتا ہے - گویا اسکا یہ مطلب ہے کہ یہ اب تقدیر مبرم ہے اس مین اب تبدیلی نہین ہوگی - غرض تغیرات قضاء و قدر کا ارادہ آسمان پر پختہ کیا گیا ہے

وحی اور کشف وحی کئی قسم کی ہے - عادت اللہ ہے کہ جب وہ سماع پر موقوف ہو تو اسے وحی کہتے روئیت کے متعلق ہو تو اس کو کشف کہتے ہین - ایک قوت شامہ سے ہوتی ہے جیسے **انی لاجد ریح یوسف** کبھی قوت لامسہ سے بھی ہوتی غرض تمام حواس خمسہ سے وحی ہوتی ہے - اور ہم کو قبل از وقت بذریعہ وحی ان باتون کی اطلاع دیجاتی ہے - مثنوی رومی مین ایک حکایت لکھی ہے کہ ایکدفعہ چند قیدی آنحضرت کے پاس پابجولان آئے ان قیدیون نے خیال کیا کہ آنحضرت ہمین اس حال مین دیکھکر بہت خوش ہونگے - آپ نے فرمایا کہ نہین - یہ خیال تمہارا غلط ہے - جس وقت تم لوگ گھوڑون پر سوار اور ناز و نعمت مین بآرام چلتے تھے - مین تو اسوقت تمہین پا بزنجیر دیکھ رہا تھا اب مجھے تمہارے دیکھنے کی کیا خوشی ہے - پھر مطلب یہ ہے کہ الہام کے ساتھ عموماً کشوف بھی ہوا کرتے ہین -

اشتہار تبلیغ مین میں نے اپنا ایک خواب درج کیا ہے - کیا دیکھتا ہون کہ مین اپنے باغ مین سے سیر کرکے نکلا ہون دیکھا کہ کچھ سوار گھوڑون پر باغ مین داخل ہوئے مین نے سمجھا کہ یہ اس کو پامال کردین گے - مین بھی ان کے عقب مین جا داخل ہوا ہون کیا دیکھتا ہون کہ سب کہین نظر نہین آتے جب وسط باغ مین گیا ہون تو دیکھا کہ سب کے سر اور ہاتھ اور پاؤن کٹے ہوئے ہین اور کھال اتاری ہوئی ہے مین نے رقت مین آکر اور رو کر خدا سے دعا کی ہے کہ یا اللہ یہ تیرا ہی کام تھا مین اکیلا ان کا مقابلہ کیا کرسکتا تھا تو فوراً تعبیر بتلائی گئی کہ سر کا کٹنا - غرور اور تکبر کا ٹوٹنا ہے - ہاتھون کا کٹنا یعنے انسان اپنے ہاتھون سے اپنے بچاؤ اور دشمن کے قتل کی مدد لیتا ہے - گویا ان کے اسباب امداد کٹ گئے پاؤن سے انسان بھاگ سکتا ہے یعنے اب کوئی صورت مفر نہین - کھال زینت اور پردہ ہوتا ہے یعنے ان تیرے مخالفون کی زینت جاتی رہی اور پردہ دری ہوگئی - یہ اب پورا ہورہا ہے - پس ہر جگہ **ما رمیت اذ رمیت** سے ہی کام چلتا ہے انسان کی کیا طاقت ہے -

قضاء عمری قضاء عمری پر سوال ہوا کہ جمع الوداع کے دن لوگ تمام نمازین پڑھتے کہ گذشتہ نمازین جو ادا نہین کین ان کی تلافی ہوجاوے اسکا کچھ وجود ہے یا کہ نہین -

فرمایا ایک فضول امر ہے - مگر ایک دفعہ ایک شخص بیوقت نماز پڑھ رہا تھا کسی شخص نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ خلیفہ وقت ہین اسے منع کیون نہین کرتے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ کہین اس آیت کے نیچے ملزم نہ بنایا جاؤن -

أرأیت الذی ینہیٰ عبداً اذا صلےٰ -

ہان اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضاء عمری کے دن پڑھ لونگا - تو اس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو - کیون منع کرتے ہو - آخر دعا ہی کرتا ہے - ہان اسمین پست ہمتی ضرور ہے پھر دیکھو منع کرنیسے کہین تم ہی اس آیت کے نیچے نہ آجاؤ +

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

اعلان قبر مسیح یوز آسف کے نام سے حضرت مسیح علیہ السلام کی جو سری نگر کشمیر میں موجود ہے اسکا اعلان تمام بلاد یورپ اور امریکہ میں کیا گیا ہے چنانچہ ایک ہی روز سات ہزار پیکٹ روانہ ہوئے تھے اس اعلان نے مغربی دنیا کی عیسویت کے قصر میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا ہے اور وہ وقت بہت قریب ہے کہ مغربی قومیں بڑی نیاز مندی کے ساتھ حضرت مسیح موعود کیطرف رجوع کریں۔ اخبارات میں اس اعلان کا عام چرچا ہو رہا ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ امریکہ میں۔ مسٹر الگزنڈر رسل وب کے نام سے ہمارے ناظرین نا آشنا نہیں ہیں شخصہٗ حق میں جس امریکن طالب حق کے خطوط چھپے ہیں وہ یہی شخص ہے۔ یہ گویا پہلا مسلمان ہے جو امریکہ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ لیکن جب مسٹر وب ہندوستان میں آیا اور لاہور بھی آیا تو بعض لوگوں کی وجہ سے وہ قادیان آنے سے محروم رہا۔ جسکو امریکہ میں جاکر اُسنے محسوس کیا جیسا کہ اُس کے ان خطوط سے ظاہر ہے جو پہلے کسی وقت الحکم میں طبع ہوئے تھے انھوں نے اس سلسلہ کو اپنے بعض دوسرے نومسلم یا اسلام کیطرف راغب امریکن لوگوں سے بھی انٹروڈیوس کرایا ہے۔ جنمیں سے ایک شخص مسٹر انڈرسن ہیں جن کی خط وکتابت ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سے رہتی ہے۔

حال میں مسٹر موصوف نے ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو نیویارک سے ایک خط لکھا ہے جسکو ہم محض اس لحاظ سے شائع کرتے ہیں کہ تا ہماری قوم کو معلوم ہو جاوے کہ کسطرح یہ سلسلہ اب دور دراز اقطاع عالم میں پھیل رہا ہے۔

وہ خط یہ ہے۔

نیویارک ۸ مارچ ۱۹۰۳ء

ڈیر سر

آپ کا ۲۸ جنوری کا لکھا ہوا نوازشنامہ مجھے ملگیا اور اب میں اس کا جواب لکھتا ہوں اکثر اوقات مجھے مسٹر وب کے ذریعہ سے ریویو آف ریلیجنز کے نسخے ملتے رہے ہیں جو کہ قادیان سے شائع ہوتا ہے مجھے اسکے بعض آرٹیکلوں سے حقیقی طور پر دلچسپی ہے کیونکہ وہ واقعات حقہ پر لکھے جاتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ جس شخص کی فطرت میں تحقیق حق کا بلوغ ہوگا۔ اسکی نظر میں وہ بہت قابل قدر ہونگے میں خود اسے خریدنا چاہتا ہوں اور اُمید ہے کہ اسی ماہ میں اسکی قیمت ارسال کر دونگا۔

احمدیت میں مجھے بہت سے فوائد حاصل ہوئے اور میں اس امر میں تم سے متفق الرائے ہوں کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کے واسطے یہ امر مقدر ہے کہ وہ اسلام کے مختلف فرقوں کو ایک کر دیویں اور ریویو آف ریلیجنز کے مطالعہ اور نیز دوسرے ذرائع سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مقدس انسان ہی مہدی ہے یا کم از کم مہدی کا پیش خیمہ ہے۔

یہ جو مینے اوپر کے فقرہ میں دوسرے ذرائع کا لفظ لکھا ہے اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان دنوں ایک صاحب مسٹر محمد برکت اللہ صاحب بمبئی کے باشندہ یہاں وارد ہیں اور جنسے مجھے مسٹر وب نے ملاقات کرائی ہے اُن سے مینے بہت سے امور دریافت کیے جس میں سے ایک مسیح کے مقبرہ واقع سرینگر کشمیر کا امر بھی تھا مسٹر برکت اللہ نے تو اسے محال سمجھا ہے مگر میرا خیال یہی ہے کہ یہ بات بالکل سچ ہے کہ مسیح سرینگر میں مدفون ہے۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ وہ صلیب سے ہرگز نہیں مارا گیا ہے تاہم مسٹر برکت اللہ کا یقین ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب ایک عجیب قابلیت اور لیاقت کے اور نیز معلم علیہ السلام ہیں اور انکی طاقت دن بدن بڑھ رہی ہے لیکن جیسا کہ آپکو معلوم ہے ریویو آف ریلیجنز میں جس قدر دعاوی ہیں اور جہانتک اُن سے میرا تعلق ہے میں انکی تائید کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے تمام فرقوں میں عنقریب ایک وحدت پیدا ہونیوالی ہے اور ہمارے شاندار مذہب کا اقبال پھر ویسا ہی چمکے گا جیسا کہ پہلے پانصد سال یعنی ساتویں صدی سے لیکر گیارھویں تک چمکتا رہا۔

اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ تم سے اس سلسلہ کے متعلق بہت کچھ خبریں مجھکو ملیں گی۔

(میں ہوں تمھارا سچا دوست انڈرسن)

ہمارا مقدمہ

ہمارے ناظرین عرصے سے منتظر تھے کہ ہم اپنے مقدمہ کے متعلق کوئی اطلاع انکو نہیں دیتے اسکی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ کوئی نئی بات پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔ مولوی کرم الدین صاحب مستغاث علیہ نے دونوں مقدمات میں چیف کورٹ میں درخواست دی ہوئی تھی کہ وہ مقدمات گورداسپور سے منتقل ہو کر جہلم چلے جاویں۔ چنانچہ چیف کورٹ میں ۴ اپریل ۱۹۰۳ء تاریخ مقرر ہوئی تھی لیکن کثرت کام کیوجہ سے یہ مقدمہ اُس روز پیش نہ ہو سکا۔ اور پھر ۲۰ اپریل پر ملتوی ہوا۔ لیکن اسروز بھی اسی وجہ سے پیش نہ ہوا۔ اور ۲۱ اپریل کو پیش ہوا۔ ہماری طرف سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور و معروف پلیڈر جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے و ریسٹر اور اپیل پیروکار تھے۔ مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر تھے جو بیمار ہونے کے باعث حاضر عدالت عالیہ نہ ہو سکے اور پھر انکی بجائے منشی حکم چند صاحب وکیل پیش ہوئے۔ آخر معمولی بحث کے بعد عدالت عالیہ چیف کورٹ سے مولوی کرم الدین صاحب کی درخواست نامنظور اور مسترد ہوئی۔ اور مقدمات کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوا یعنی قرار پایا کہ مقدمات گورداسپور ہی میں ہوں۔

الحمد للہ علیٰ ذٰلک یہ جو کچھ ہوا اگرچہ قانونی وجوہات کی تقویت پر اسکی بنا ہو لیکن دراصل اللہ تعالےٰ ہی کا فضل و کرم ہے۔

اب گورداسپور میں باقاعدہ مقدمہ شروع ہوگا جو مقدمہ جہلم میں مولوی کرم الدین صاحب نے دربارہ اپنی ذاتی توہین کے متعلق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام اور حکیم فضل الدین کے خلاف دائر کیا ہوا تھا اور جس میں بڑی تحدی کے ساتھ نا اہلوں کے جھوٹ کی نجاست اور جھوٹ بولنے کے خطرناک وعید سے خوف نہ کھاکر شائع کیا تھا کہ وارنٹ نکلے ہیں۔ اس کے انتقال کے لیے چیف کورٹ میں درخواست دائر کردی گئی ہے کہ یہ مقدمہ بھی گورداسپور میں ہی ہونا چاہیے اس کے نتیجہ پر اطلاع دینگے (مقدمہ جہلم میں تاریخ نگرانی ۱۵ مئی ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی ہے)

سیرۃ ایوب صادق

ہر احمدی ہمارے مغفور و مرحوم محترم عزیز بھائی مرزا ایوب بیگ صاحب کے نام سے ضرور واقف ہوگا۔ ایک عرصہ گذرتا ہے کہ ہمارے معزز مخدوم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب برادر کلان و حقیقی ایوب مرحوم نے آپکی مختصر لائف لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ وہ سیرت لکھی جانی شروع ہو گئی ہے اور ہمارے پاس چھپنے کے لیے بھی پہونچ رہی ہے اُمید کیجاتی ہے کہ یہ سیرۃ بہت جلد طبع ہو جاوے صرف ۵۰ جلدیں طبع ہونگی اور غالبًا مفت تقسیم ہونگی۔ ایوب مرحوم کی سوانح اس قابل ہیں کہ وہ کثرت سے شائع ہوں۔ اسلیے ہم کوشش کرینگے کہ الحکم کے ذریعہ بھی یہ سیرت شائع ہو۔۔۔۔

میثاق النبیین

اس خطبہ کا خلاصہ جو ۱۰- اپریل ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا - (ایڈیٹر)

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ قال أأقررتم واخذتم علٰی ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشٰھدین۔ فمن تولّٰی بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفٰسقون- اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تعالےٰ نے تمام نبیون سے اقرار لیا کہ مین نے جو تمکو حکمت اور کتاب دی ہے یعنے اپنی معرفت اور شناخت کے ذریعہ تمکو عطا کئے ہین ایک وقت آنیوالا ہے - کہ اس کے متعلق بڑی بڑی غلطیان اور فتور واقع ہونگے - اس وقت ان غلطیون کی اصلاح و تجدید دین کے لئے ایک عظیم الشان رسول آئیگا جو ان حقایق اور صداقتون کی تصدیق کریگا اور تمام غلط فہمیون اور غلط تعلیمات بیہودہ رسومات اور خیالی معتقدات کو جو اپنی خواہشون اور جوشون کا نتیجہ ہونگے الگ کر دیگا + چونکہ اس کا کام عظیم الشان ہوگا اور تمام دین اور گروہ انبیا پر بھی ایک احسان ہوگا - اس لئے تم سب کا فرض ہوگا کہ اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو - پھر اللہ تعالےٰ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور میرے اس عہد کو مانتے ہو کہ اس کی نصرت کروگے اور اس پر ایمان لاؤگے انہون نے جوابدیا ہان ہم ایسا ہی کرینگے اس پر ایمان لائین گے اور اس کی نصرت کرینگے - اس پر اللہ تعالےٰ نے کہا کہ تم اپنے اس معاہدہ کے گواہ رہو اور مین بھی تمہارے ساتھ ایک گواہ ہون - پس اسوقت جو شخص ایسے روشن دلایل دیکھنے کے بعد اس کی بیعت اور نصرت سے انکار کریگا - وہ فاسق (بدعہد) ہوگا +

یہ آیتین اللہ تعالےٰ کی کتاب مین بڑے ہی غور و فکر کے قابل ہین - سب مفسر بالاتفاق مانتے ہین کہ ان آیتون مین ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک عہد کا ذکر ہے اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی سے اللہ تعالےٰ نے اور ہر نبی نے اپنی امت سے یہ اقرار لیا کہ خاتم النبیین پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت ضروری ہوگی + اس اقرار اور عہد کو کتب سابقہ مین اور صحایف انبیاء مین مختلف طریقون سے ادا کیا گیا ہے - لیکن جہانتک ہم اس کتاب اور انبیاء علیہم السلام کے صحیفون کو دیکھتے ہین یہ بات بڑی صفائی کے ساتھ معلوم ہوتی ہے کہ ابتدائے اصلاح کے وقت سے یعنے آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر حضرت مسیح علیہ السلام تک برابر دو شخصون کی پیشگوئی چلی آتی ہے اور وہ پیشگوئی دو مختلف شاخین رکھتی ہین - اور اسی وجہ سے دو شخصون کے متعلق جداگانہ پیشگوئی قرار دیجاتی ہے ورنہ دراصل ایک ہی شخص کی پیشگوئی ہے - لیکن چونکہ دو مختلف عنوانون کے ماتحت یہ پیشگوئی ہے - اس لئے ہم بھی اس کو دو ہی شخصون کے متعلق کہین گے - ایک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور دوسری بھی آپ ہی کی مگر بروزی رنگ مین مسیح موعود کے متعلق

اس مین کوئی کلام اور شک اور تردد باقی باقی نہین رہتا کہ یہ پیشگوئی متواتر متوارث طور پر چلی آئی ہے اسی کے متعلق خدا کی حکیم اور مجید کتاب ان آیتون مین ذکر کرتی ہے اس لئے اس آیت پر بڑا ہی تدبر کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیا اہم ضرورت تھی جو اللہ تعالےٰ نے سارے نبیون سے یہ عہد لیا اور پھر ہر ایک نبی نے اپنی امت کو وصیت کی ؟

یہ ایک سوال ہے جسکو حل کرنا ضروری ہے جہانتک مین نے اس آیت پر سوچا ہے - اور خدا تعالےٰ نے مجھے اسکے حل کرنے کی راہین بتائی ہین وہ اگرچہ بہت ہی لذیذ اور طویل الذیل باتین ہین مگر مین مختصر طور پر اس وقت کے مناسب حال کچھ بتاؤن گا +

اس جگہ اللہ تعالےٰ نے تین نقطہ رکھے ہین جو بڑے ہی قابل غور ہین اور اس سوال کے حل کرنے کی کلید ہین - (۱) کتاب (۲) حکمت (۳) مصدق

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام نبیون کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ان دو ذریعون سے ان کو بہرور کیا جو اللہ تعالےٰ کی شناخت معرفت اور پھر اس کی عبادت کی جان ہین - یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ جو شناخت اور عبادت اپنی نسبت مخلوق سے چاہتا ہے اسکے دو ہی ذریعے ہین ایک وحی جس کو دوسرے الفاظ مین کتاب اللہ کہا گیا ہے دوسرے اس کو سمجھنے اور موقع پر برتنے کا فہم صحیح جو حکمت سے تعبیر کیا گیا ہے - اللہ تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت کی بہت ہی راہین اور ذریعے ہین - لیکن سب سے کامل اور افضل ذریعہ وحی ہے - جس سے اس کی ہستی کا کھلا کھلا ثبوت ملتا ہے - ایسا ثبوت کہ کسی شک و شبہ کی گنجایش باقی رہ سکتی ہی نہین اور حکمت وہ باتین ہوتی ہین - جو اسطریق اور معرفت کو بتاتی ہین - جو اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے ضروری ہے اور یہی دونون ذریعے ہین - جو اللہ تعالےٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کے لئے مقرر فرمائے ہیں انہین دونون ذریعون کی وجہ سے اسلام دنیا مین اکیلا مذہب ہے جو اپنی سچائی اور صداقت پر زبردست دلائل رکھتا ہے - جن کا مقابلہ کوئی قوم اور مذہب نہین کر سکتا + اب تیسرا لفظ مصدق ہے - جو اس امر کی ضرورت بتاتا ہے کہ ایک ایسا انقلاب اور وقت آئے گا کہ جب کتاب اور حکمت مین نقصان واقع ہوگا - اور لوگ ان دونون ذریعون سے محروم ہو جائین گے - اس وقت ایک عظیم الشان رسول دنیا مین آئیگا جو حق باطل مین فرق کر دیگا - اور اس کی سچائی کا یہ نشان ہوگا - کہ وہ ان صداقتون اور حقایق کی تصدیق کرے گا - جو نبیون کو دی گئی تھین یہ نشان گویا اسکا حلیہ ہے جو ہزارون برس پہلے متواتر اللہ تعالےٰ اپنے نبیون کی معرفت دنیا کو بتاتا آیا ہے اسقدر عرصہ دراز پہلے یعنے ابتدائے اصلاح دنیا کے وقت سے لیکر ہمیشہ ہر زمانے مین جب یہ حلیہ اسکا بتایا جاتا رہا ہے تو یہ حلیہ کسی حالت اور صورت مین ناقص اور ادھورا نہین ہو سکتا ہے - گورنمنٹ بھی جب کسی کا حلیہ مشتہر کرتی ہے تو عموماً وہ مکمل ہوتا ہے - پھر اللہ تعالےٰ جو حلیہ ہزارون سال سے بتاتا چلا آیا ہے اور کسی زمانہ مین اس مین کوئی فرق نہین آیا - اس کے صحیح اور ٹھیک ہونے مین کیا شک ہو سکتی ہے ؟ -

اور حقیقت الامر یہ ہے کہ ایسا واضح درخشان خط و خال والا حلیہ نظر ہی نہین آتا - جو اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے - وہ حلیہ کیا ہے ؟ مصدق لما معکم یعنے اس نبی کی شناخت کا معیار اس کی تصدیق کا خطا نہ کرنے والا نشان یہ ہوگا کہ وہ ان تمام گذشتہ صداقتون کی جو پہلے انبیاء اور راستبازون کو دی گئی تھین - اور جن مین اس وقت غلطیان خرابیان - اور بے اعتدالیان واقع ہو چکی ہون گی تصدیق کرے گا - یہ ایک معیار ہے جو کبھی خطا نہین کر سکتا - اور اس سے بڑھکر پردہ برانداز نشان ہو ہی نہیں سکتا - خدا تعالےٰ کی ہستی جو شناخت لینے رسولون کی کرانی چاہتی ہے اس کی کامل اور واضح راہ بھی ہے - بھلا بتاؤ تو سہی کہ وہ کون شخص ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شناخت کا آرزو مند نہ ہو - کیونکہ آپ خاتم الانبیاء - اور ابدالآباد کے لئے نبی تھے - اور ہین - اور کامل مکمل ہادی تھے - اور ہین - اور آپکا نہ ماننا خدا تعالےٰ کے غضب کا وارث بنتا تھا - اس لئے آخری زمانہ کے اہل کتاب کو مصدق لما معکم نشان بتایا - کوئی مفسر - عالم - ادیب - مصدق لما معکم کے معنے

سوائے اسکے کچھ نہیں کرسکتا۔ کہ وہ خاتم الانبیاء جو عہد نامہ کا رسول کہلاتا ہے۔ جس کی بابت کل نبیوں سے میثاق لیا گیا۔ ان تمام صداقتوں اور حقایق کی جو گذشتہ انبیا کے ذریعہ ظاہر ہوئیں تصدیق کریگا اور اس کے قول فعل سے حق کی تائید اور تصدیق ہوگی۔ اور تمام غلط تعلیمات۔ بیہودہ اعتقادات اور لغو باتوں کو الگ کر دے گا + اس امر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی آپ کی پاک تعلیمات میں مشاہدہ کرو کہ آپنے کیسے تمام سچائیوں اور صداقتوں کی تصدیق کی اور ہر ایک بیہودگی کو دور کر دیا۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ اللہ قادر کریم جو ذوالجلال ہے ایک نبی کے متعلق سارے نبیوں اور ان کے ذریعہ ان کی امتوں سے عہد لیتا ہے۔ کہ تم نے اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا اور جو نہ مانے گا۔ وہ لعنت کے نیچے آجاویگا۔ ایسا کیوں کیا گیا۔؟ یہ بات بڑی لذیذ اور قابل غور ہے۔ اصل یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آئے ہوتے تو سب کے سب انبیا اور رسول ہلاک ہو جاتے۔ آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کا نشان نہ ہوتا۔ سب مٹ چکے تھے دنیا کی دست درازیوں اور فضول مبالغہ کی وجہ سے مجھے اس امر کے کہنے میں بھی عار نہیں کہ اللہ تعالے کا نام بھی مٹ گیا تھا ایک ناپاک مذہب نے ضعیفہ عورت کے بچے کو عرش عظیم پر خدا کا ہمسر بنا کر جا بٹھایا تھا۔ ایران میں نور اور ظلمت دو خدا مانے جاتے تھے۔ ہندوستان کے فرزندوں نے بچھوؤں۔ سانپوں۔ پتھروں درختوں کو ہی خدا نہ بنایا تھا بلکہ ان سے بھی آگے بڑھکر عورت اور مرد کی شرمگاہوں تک پرستش کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ اسی طرح پر کل دنیا کی حالت ہو چکی تھی۔ ساری دنیا مر چکی تھی۔ تمام اخلاق فاضلہ اور روحانی قوتوں کا خون ہو چکا تھا اسی کو خدا کی حکیم کتاب نے ظهر الفساد فی البر والبحر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ عیسائی جو آج ابن مریم کو خدا کہتے اور الفا امیگا قادر مطلق خدا کہتے ہیں خیال کرلو کہ تیرہ سو برس پہلے ان کی کیا حالت ہوگی۔ یہ بدترین اعتقاد ہے جو دنیا میں رکھا گیا ہے۔ جس کی نسبت قرآن شریف میں کہا گیا ہے کہ قریب ہے آسمان پھٹ جاوے اور زمین شق ہو جاوے۔ پھر ایسے طوفان بے تمیزی کے دور کرنے والے عظیم الشان نبی کا اگر اقرار نہ لیا جاتا تو کسقدر اندھیر مچتا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اقرار لینا بڑا ہی پر حکمت تھا۔ خدا تعالے جانتا تھا کہ اصلی توحید اسی نبی کے ذریعہ ظاہر ہو۔ اسی لئے سب سے اقرار لیا۔

لیکن اس وقت جب وعدہ اور عہد کا رسول آیا سعادتمندوں۔ راستی کے فرزندوں نے معًا اسکو قبول کر لیا۔ اور اس کا دعوے سنتے ہی بابی انت وامی کہکر ساتھ ہو لئے۔ ایک ازلی شقیوں کا گروہ بھی تھا۔ جس نے اس وقت بھی نہ پہچانا اور جو اب تک بھی محروم ہیں + یہ آیتیں کیا سبق دیتی ہیں اور ان کی تہ میں وہ کیا سر ہے جو مسلمانوں کو تنبہ کرتا ہے وہ یہ ہے شروع میں بتایا ہے کہ اس طرح ابتدائے زمان اصلاح سے لیکر آج تک مسیح موعود کی بھی پیشگوئی ہوتی چلی آئی ہے اور ہر ایک نبی اور اکابر امت اپنے اپنے وقت کے لوگوں کو اس عظیم الشان انسان کی بعثت کی خبر دیتا آیا ہے اور سلام کہتا آیا ہے + اصل یہ ہے کہ مسیح موعود کی آمد اور بعثت بھی دراصل اسی ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے۔ مگر دوسرے رنگ میں اور مسیح موعود بھی ایک عظیم الشان فتنہ کو فرو کرنے کے لیے آنے والا تھا۔ اس لئے اسی طرح اس کی بشارت ہمیشہ ملتی آئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کیف

انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

+ وہ ساری امت کے مرسلوں راستبازوں سے اقرار لیتا ہے کہ جب وہ آئے تو اس کی نصرۃ کیجیو۔ اس سے اندازہ کر کے دکھایا کہ مسیح موعود کا کتنا بڑا درجہ ہے۔ یہ مبالغہ نہیں۔ یہ نری لفاظی نہیں۔ اس کو مبالغہ کہنا گناہ ہے اللہ تعالے اور اس کے نبی کا کام اور کلام بلاوجہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالے خوب جانتا تھا۔ کہ مسیح موعود کی بعثت بھی اسی حالت میں ہوگی جب عظیم الشان دجل اور فتنہ صلیب کے پیرو کا برپا ہوگا۔ اور حقیقی خدا کی عبادت اور پرستش کا نام و نشان مٹ چکا ہوگا + اب کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ کتاب اور حکمت بگڑ نہ گئی تھی۔ اسوقت وہی حالت ہو چکی تھی ابن مریم کی خدائی تسلیم کرانے میں ہر امر کو روا رکھا گیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ایمان اور اعمال صالحہ کا نام تک نہیں رہا تھا۔ اور یہ خدا کا موعود ثریا سے ایمان لیکر آیا ہے۔ پس اسوقت ہر ایک کا فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کی نصرت کے لئے اکٹھا ہو + جن لوگوں نے خدا کے فضل سے اس کی شناخت کی توفیق پائی ہے وہ اپنے پاکیزہ چال چلن اور اعمال صالحہ سے اسکی نصرت کریں۔ اور ہر طرح سے اس کی تائید کے لئے طیار ہو جائیں۔ اللہ تعالے ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ اس موعود کی بعثت کو پورے کرنے والی ثابت ہو۔ آمین +

طاعون کے متعلق ایک تازہ الہام

طاعون کے متعلق ایک یہ الہام ہے۔ **قلنا یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی.**

اس الہام کے متعلق جہاں تک میری رائے ہے وہ یہ ہے کہ یہ عام شہروں اور دیہات کے متعلق نہیں اور نہ اس سے دوام منع ثابت ہوتا ہے۔ غالبًا یہی ہے کہ بعض دیہات اور شہروں میں جن کی نسبت خدا کا ارادہ ہے چند مہینوں تک طاعون نہ رہے۔ اور پھر جہاں خداوند قدیر چاہے۔ پھر پھوٹ پڑے۔ اور یہ بکلی بند نہیں ہوگی۔ جبتک وہ ارادہ بکمال وتمام پورا نہ ہو جائے۔ جو آسمان پر قرار پایا ہے۔ اور ضرور ہے کہ زمین اپنے مواد نکالتی رہے۔ جب تک کہ خدا کا ارادہ اپنے کمال کو پہنچے +

خاکسار غلام احمد

اعتذار

خاکسار ایڈیٹر الحکم بغرض پیروی مقدمہ عدالت العالیہ چیف کورٹ پنجاب میں گیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے ۲۴- اپریل کا الحکم اپنے وقت پر شایع ہونے کی بجائے ایک ہفتہ بعد شایع ہوتا ہے + میری اتنی اطلاع ہی اس توقف کے لئے کافی عذر سمجھی جاوے گی + (انشاء اللہ العزیز)

تازہ الہام

۱۸- اپریل کی شام کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں لیٹا ہوا تھا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب میری نظر کے سامنے سے پھر گئے۔ پھر یہ لفظ الہام ہوئے

ساخبرہ فی آخر الوقت انک لست علی الحق

البشرے کی درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں + اس وقت درخواستوں کی رفتار کسیقدر سست ہے جو تیز ہونی چاہیئے +

بیعت

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَہٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی - کچھ عرصہ سے ہمنے کالم بیعت کو محض اسوجہ سے کہ ایک ہفتہ کے مبائعین کے نام کالم بیعت میں سما نہ سکتے تھے ہمنے ملتوی کر دیا تھا جسپر ہمارے مخالفوں کو یہ کہنے کا حوصلہ ہوا کہ اب کوئی حضرت اقدس کی بیعت میں داخل نہیں ہوتا لہذا انپر اتمام حجت کرنے کی غرض سے آج سے پھر ہم اس سلسلہ کو شروع کرتے ہیں آئندہ انشاء اللہ اسیطرح جیسے پہلے الحکم میں مسلسل طبع ہوتا رہا ہے جاری رہے گا۔ ایڈیٹر۔

نمبر	نام مبائعین سع پتہ	مقام
۱	ماسٹر مولوی آل نبی صاحب	چندوسی مراد آباد
۲	سید جماعت علیصاحب پوسماسٹر	"
۳	مولوی محمد صادق صاحب مدرس مدرسہ	"
۴	طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی	"
۵	قاضی رحمت اللہ صاحب (دیادی پور)	کپور تھلہ
۶	قادر بخش صاحب (مجانی)	امرتسر
۷	نور احمد صاحب (لودی ننگل)	گورداسپور
۸	عبد الخالق صاحب	"
۹	حکیم حبیب اللہ صاحب	"
۱۰	سید ارادت حسین صاحب (مونگیر بہار)	گجرہ
۱۱	غلام محمد صاحب	گوجرانوالہ
۱۲	حسن بی بی زوجہ مستری محمد سعید صاحب ورک شاپ	راولپنڈی
۱۳	سیدہ بی بی زوجہ خواجہ احمد صاحب کوٹلکو شاہ پڑیانوالی	گجرات
۱۴	غلام علیصاحب قلعہ دیوا سنگہ گوجرانوالہ	کے پہلو
۱۵	چوہڑ صاحب کشمیری	"
۱۶	میاں عمر صاحب	"
۱۷	میاں بڈھا صاحب	"
۱۸	فیروز الدین صاحب	"
۱۹	اللہ دتا صاحب	"
۲۰	اللہ رکھی دختر غلام علیصاحب	"
۲۱	ایمنہ بی بی	" "
۲۲	کرم بی بی	" "
۲۳	عالمہ بی بی	" "
۲۴	عمر بی بی	" "
۲۵	امام بی بی	" "
۲۶	حسین صاحب	"
۲۷	گھسیٹا صاحب چوکیدار	"
۲۸	علم الدین صاحب	"
۲۹	کرم علی صاحب	"
۳۰	کریم بخش صاحب	"
۳۱	زینب بی بی دختر غلام محی الدین صاحب کوٹ خان پنڈدادنخان	

نمبر	نام پتہ مقام وغیرہ
۳۲	اکبر شاہ خان صاحب - نجیب آباد۔
۳۳	چودھری فضل احمد صاحب ورائج لمبیدوار ضلعدار نہر جہلم ڈاک خانہ پھلو وال۔
۳۴	جھنڈو صاحب منشی مجھوئی وال امرتسر
۳۵	نبی بخش صاحب " "
۳۶	منشی خدا بخش صاحب برانچ ۲۶۵ جھنگ
۳۷	مولوی عبد الحمید صاحب - ہنگو - کوہاٹ
۳۸	شیر محمد صاحب بستی محمد کلانہ - جھنگ
۳۹	خدا بخش خاں صاحب نائب مدرس رعیہ سیالکوٹ چک جگت رائے پسرور۔
۴۰	پٹھانا صاحب - بستی وریام کملانہ - جھنگ
۴۱	صلابت صاحب "
۴۲	حسین بخش صاحب جمعدار اشٹیشن الملک نظام
۴۳	شیخ نور محمد صاحب تحصیلدار ضلع ہوتی علاقہ
۴۴	محبوب علیصاحب کلرک دفتر اکونٹنٹ جی آئی پی ریلوے جبلپور۔
۴۵	حکیم محمد ابراہیم صاحب شیدا مونگیر محلہ دلاور پوری شیدا مونگیر
۴۶	محمد سعید الحسن صاحب مختار نواب سرائے مونگیر
۴۷	سید عبد الفلاح صاحب ابن مولوی میر طالب علیصاحب گوداوری نرساپور معلم حلیہ
۴۸	عبد الستار صاحب - دینا پور صبہ
۴۹	سید فتح حسین صاحب سیالکوٹ۔
۵۰	ولی محمد رنگپورہ معماران سیالکوٹ
۵۱	کریم بخش صاحب معمار محلہ شاہ گراہ علی اٹاوہ
۵۲	مراد بخش صاحب " حکیم محمد یوسف صاحب "
۵۳	محمد عبد اللہ صاحب متعلم انجینیر کلاس لاہور۔
۵۵	عباس خانصاحب نائک پلٹن ۱۲ کمپنی ۲ چھاونی متعینہ سروے پارٹی نمبر ۱۵ کیمپ میانمیر۔
۵۶	عبد الرحیم صاحب لیس نائک گائڈ پلٹن ہوتی مردان حال متعینہ سروے پارٹی نمبر ۱۵ کیمپ میانمیر
۵۷	محمد اکبر صاحب درویش مسجد گوجرانوالہ
۵۸	سید محمد تقی صاحب قصبہ ماچھی واڑہ - لودھیانہ
۵۹	شیخ غلام محمد صاحب " محلہ ملا خان "
۶۰	غلام موسی صاحب مدرس مدرسہ صدر نوشہرہ پشاور
۶۱	عبد الحق صاحب کلرک ہیڈ آفس پسرور۔
۶۲	امیرن بی بی زوجہ رمضان علیصاحب اٹاوہ محلہ کڑہ
۶۳	اللہ دتا صاحب - لوٹکی - سیالکوٹ
۶۴	محبوب عالم صاحب نائب مدرس مدرسہ من ماجرہ
۶۵	ابراہیم صاحب - گجرات
۶۶	احمد الدین صاحب
۶۷	الٰہی بخش صاحب - نواں محلہ - جہلم
۶۸	مسماۃ بیگم زوجہ الٰہی بخش صاحب "

نمبر	نام پتہ مقام وغیرہ
۶۹	برہان بخش صاحب نمبردار قردو تروالہ - گوجرانوالہ
۷۰	اللہ دتا صاحب موچی بازار موچیاں راولپنڈی
۷۱	دین محمد صاحب - کرمل - بین پوری
۷۲	امیر بخش صاحب دہمجلہ چابکسواراں - لاہور
۷۳	فیروز الدین صاحب - کوٹلی فقیر چند
۷۴	محمد صدیق صاحب "
۷۵	غلام محی الدین صاحب - اکبری دروازہ لاہور
۷۶	محمد حسن خانصاحب - لونہی کشمیر - اسلام آباد
۷۷	مولوی غلام رسول صاحب گولیکی - گجرات
۷۸	برکت بی بی ہمشیر سلطان عمر خان - ہوشیارپور
۷۹	فتح الدین صاحب محلہ تیلی سیالکوٹ
۸۰	منشی رحیم بخش صاحب عرضی نویس رعیہ "
۸۱	عائشہ بی بی - امرتسر
۸۲	نظیر النساء بی بی - مونگیر - گجرہ
۸۳	غلام محمد خانصاحب - ایگاں - لودیانہ
۸۴	مریم بی بی " "
۸۵	عبد الحکیم صاحب - ملتان چھاونی
۸۶	اہلیہ سید جلال شاہ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ بربرا ملک افریقہ
۸۷	فتح علی صاحب ملک پور - گجرات
۸۸	دین محمد صاحب - کرمل بین پوری
۸۹	منشی عمر الدین صاحب مدرس - دیدار سنگھ - گوجرانوالہ
۹۰	مولا بخش صاحب رفوگر لاہور دچھو والی
۹۱	محمد زکریا صاحب سنور - پٹیالہ
۹۲	حافظ کریم بخش صاحب عمر الدین صاحب
۹۳	اللہ داد حجام۔
۹۵	عبد الکریم صاحب - گوجرانوالہ
۹۶	چودھری سکندر صاحب - رجوعہ - گجرات پھالیہ
۹۷	خدا بخش صاحب " حسن محمد صاحب " غلام محمد صاحب " خان محمد صاحب " خنجر صاحب فضل الدین صاحب " خوشی محمد صاحب " شاہ محمد صاحب " سلطان صاحب " دین محمد صاحب " عمر صاحب " امام الدین صاحب " فتح بی بی زوجہ محمد یار صاحب " " "
۱۱۰	کریم الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ساہیوال شاہ پور
۱۱۱	غلام نبی صاحب امام مسجد پریمی کوٹ - گوجرانوالہ حافظ آباد
۱۱۲	محمد علیصاحب گجرات اصل سیالکوٹ۔
۱۱۳	محمد اسمعیل صاحب وثیقہ نویس لودھیانہ
۱۱۴	سیف الدین صاحب - میرٹھ قدیم سیالکوٹ
۱۱۵	برکت علیصاحب - چھاونی میرٹھ۔
۱۱۶	علم الدین صاحب - ڈھولن - سیالکوٹ - ظفروال
۱۱۷	قطب الدین صاحب - سیالکوٹ
۱۱۸	حکیم یوسف علیصاحب مینیجر صبح صادق پریس اٹاوہ
۱۱۹	عبد الستار صاحب درہ خیل
۱۲۰	حبیب الرحمن صاحب " عنایت اللہ صاحب " عثمان صاحب " خلیل الرحمن صاحب " اسعد صاحب " عبد الرحمن صاحب " تقی اللہ صاحب " غلام محمد صاحب " نور الدین صاحب "
۱۲۸	

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

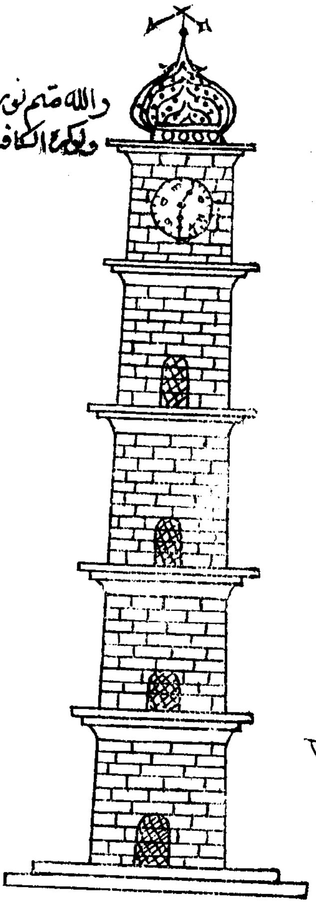

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اناالراوی القرنات

الحکم

دارالامان حضرت قادیان

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷ | ۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۲ - صفر سنہ ۱۳۲۱ھ روز پنجشنبہ | نمبر ۱۶

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

اعجاز التنزیل

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اب اس تعلیم پر نگاہ کرو کہ نہ یہ توریت کی طرح محض انتظام پر ہی زور دیتی ہے اور نہ انجیل کی طرح ایسے عفو پر جو بسا اوقات خطرناک نتائج کا موجب ہو سکتا ہے۔ بلکہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکھتی ہے مثلاً ایک خدمت گار ہے جو بڑا شریف اور نیک چلن ہے کبھی اس نے خیانت نہیں کی اور کوئی نقصان نہیں کیا۔ اگر اتفاقاً وہ چاء پلانے کے لئے آئے اور اس کے ہاتھ سے پیالیاں گر کر ٹوٹ جاویں تو اس وقت تقاضے وقت کیا ہوگا۔ کیا یہ کہ اس کو سزا دیں یا معاف کردیں ایسی حالت میں ایسے شریف خدمت گار کو معاف کر دینا ہی اس کے واسطے کافی سزا ہوگی۔ لیکن اگر ایک شریر خدمتگار جو ہر روز کوئی نہ کوئی نقصان کرتا ہے۔ اس کو معاف کر دینا اور بھی دلیر کر دینا ہے۔ اس لئے اس کو سزا دینی ضرور ہوگی۔ مگر انجیل یہ نہیں بتاتی

انجیل پر عمل کرکے تو گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اگر کوئی ہندوستان مانگے تو وہ انگلستان بھی اس کے حوالے کرے۔ کیا عملی طور پر انجیل مانی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ گورنمنٹ کے سیاست مدن کے اصولوں پر مختلف محکموں کا قائم کرنا اور عدالتوں کا کھولنا دشمن سے حفاظت کے لئے فوجوں کا رکھنا وغیرہ وغیرہ جس قدر امور ہیں انجیل کی تعلیم کے موافق نہیں ہیں اس لئے کہ انجیل کی تعلیم کے موافق کوئی انتظام ہو سکتا ہی نہیں ہے۔

غرض قرآن شریف کی تعلیم جس پہلو اور جس باب میں دیکھو اپنے اندر حکیمانہ پہلو رکھتی ہے۔ افراط یا تفریط اس میں نہیں ہے بلکہ وہ نقطۂ وسط پر قائم ہوئی ہے اور اسی لئے اس امت کا نام بھی **امت وسطاً** رکھا گیا ہے۔ یہ بات کہ انجیل یا توریت کی تعلیم کیوں اعتدال اور وسط پر واقع نہیں ہوئی۔ اس سے خدا تعالےٰ پر کوئی اعتراض نہیں آتا۔ اور نہ اس تعلیم کو ہم خلاف آئین حکمت کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حکمت کے معنے ہیں :- **وضع الشئے فی محلہ** اس وقت کی حکمت کا تقاضا ایسی ہی تعلیم تھی۔ جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ سزا کے وقت سزا دینا بھی حکمت ہے۔ اور عفو کے وقت عفو ہی حکمت ہے۔ اسی طرح پر اسوقت طبایع کی حالت کچھ ایسی ہی واقع ہوئی تھی۔ کہ تعلیم کو ایک پہلو پر رکھنا پڑا۔ بنی اسرائیل

۴۰۰ برس تک فرعون کی غلامی میں رہے تھے اور اسوجہ ان لوگوں کے عادات اور رسوم کا ان پر بہت بڑا اثر پڑا ہوا تھا۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بادشاہ کے اطوار و عادات اور آئین ملکداری کا اثر رعایا پر پڑتا ہے بلکہ ان کے مذہب تک پر اثر جا پڑتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے **الناس علے دین ملوکہم** چنانچہ سکھوں کے زمانہ میں عام لوگوں پر بھی یہ اثر پڑا تھا۔ کہ عموماً لوگ ڈاکہ زن اور دھاڑوی ہو گئے تھے ہری سنگہ وغیرہ بڑائیں ہی لوٹ لیا کرتے تھے۔ اسی طرح پر فرعونیوں کی غلامی میں رہ کر بنی اسرائیل عدل کو کچھ سمجھتے ہی نہیں تھے ان پر جو ہمیشہ ظلم ہوتا تھا۔ وہ بھی اعتدا اور ظلم کر بیٹھتے تھے۔ پس ان کی اصلاح کے لئے تو یہ امر ضروری چاہئے تھا کہ ان کو **عدل کی تعلیم** سکھائی جاتی۔ اس لئے یہ تعلیم ان کو دی گئی کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ اس تعلیم پر وہ اسقدر پختہ ہوگئے کہ پھر انہوں نے انتقام لینا ہی شریعت کی جان سمجھ لیا۔ اور یہ مذہب ہو گیا کہ اگر بدلہ نہ لیں گے تو گنہ گار ٹھہریں گے۔ اسواسطے جب حضرت مسیح علیہ السلام آئے اور انہوں نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کی حالت ایسی ہو گئی ہے۔ تو انہوں نے حد درجہ کے عفو کی تعلیم دی کیونکہ جسقدر زور کے ساتھ وہ انتقام پر قائم تھے

اگر اس سے بڑھ کر عفو کی تعلیم نہ دی جاتی تو وہ موثر ثابت نہ ہوتی - اس لئے ان کی تعلیم کا سارا مدار اسی پر رہا ۔ پس ان اسباب اور وجوہ کے لحاظ سے یہ دونو تعلیمین اگرچہ اپنی جگہ **حکمت** ہین لیکن ان کو قانون **مختص المقام** یا قانون **مختص الوقت** کی طرح سمجھنا چاہیئے نہ ابدی اور دائمی قانون -

خدا تعالے کی حکمتین اور احکام دو قسم کے ہوتے ہین بعض مستقل اور دائمی ہوتے ہین بعض آنی اور وقتی ضرورتون کے لحاظ سے صادر ہوتے ہین - اگرچہ اپنی جگہ ان مین بھی ایک استقلال ہوتا ہے - مگر وہ آنی ہی ہوتا ہے - مثلاً سفر کے لئے نماز یا روزہ کے متعلق اور احکام ہوتے ہین اور حالت قیام مین اور یا ہر جب عورت نکلتی ہے تو وہ برقع لیکر نکلتی گہر مین ایسی ضرورت نہین ہوتی کہ برقع لیکر پھرتی رہے ۔ اسی طرح پر توریت اور انجیل کے احکام آنی اور وقتی ضرورتون کے موافق تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو شریعت اور کتاب لیکر آئے تھے وہ کتاب مستقل اور ابدی شریعت ہے اس لئے اس مین جو کچھ بیان کیا گیا ہے - وہ کامل اور مکمل ہے ۔ قرآن شریف قانون مستقل ہے ۔ اور توریت انجیل اگر قرآن شریف نہ بھی آتا تب بھی منسوخ ہو جاتین کیونکہ وہ مستقل اور ابدی قانون نہ تھے -

مین نے بعض احمقون کو اعتراض کرتے سنا ہے کہ ایسا کیون کیا گیا - خدا تعالے نے پہلی کتابون کو کیون منسوخ کیا گیا اسکو علم نہ تھا - پہلے ہی مکمل اور مستقل ابدی شریعت بھیجدی ہوتی ؟ یہ اعتراض بالکل نادانی کا اعتراض ہے یہ کوئی کلیہ قاعدہ نہین ہے کہ ہر نسخ کے لئے ضروری ہے کہ علم نہ ہو - اگر یہ صحیح ہے کہ ہر نسخ مین عدم علم ثابت ہوتا ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جو کپڑے برس یا دو برس کے بچے کو پہنائے جاتے ہین کیون وہی کپڑے پانچ دس برس یا پچیس برس کے ایک جوان کو نہین پہنائے جاتے ہین کیا ہو سکتا ہے کہ وہی گز آدھ گز کا کرتہ ایک نوجوان کو پہنایا جاوے ہرگز کوئی سلیم الطبع انسان اس بات کو پسند نہین کرے گا بلکہ وہ ایسی حرکت پر ہنسی اڑائے گا - اب اس مثال سے کیسی صفائی کے ساتھہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہرگز ضروری نہین ہے کہ ہر نسخ کے لئے عدم علم ثابت ہو -

جب ہم بجائے خود معرض تغیر مین ہین تو ہماری ضرورتین اس تغیر کے ساتھہ ساتھہ بدلتی جاتی ہین - پھر ان تبدیلیون کے موافق جو نسخ ہوتا ہے وہ ایک علم اور حکمت کی بنا پر ہوا یا عدم علم پر - یہ اعتراض سراسر جہالت اور حمق کا نشان ہے - جیسے پیدا ہونے والے بچے کے منہ روٹی کا ٹکڑا یا گوشت کی بوٹی نہین دے سکتے اسی طرح پر ابتدائی حالت مین شریعت کے وہ اسرار نہین مل سکتے جو اسکے کمال پر ظاہر ہوتے ہین طبیب ایک وقت خود مسہل دیتا ہے اور دوسرے وقت جبکہ اسہال کا مرض ہو اسکو قابض دوا دیتا ہے ہر حالت مین ایک ہی نسخہ وہ کیسے رکھہ سکتا ہے -

غرض قرآن شریف **حکمت** ہے - اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیمون کا مخزن ہے ۔ اور اسطرح پر قرآن شریف کا پہلا معجزہ اعلے درجہ کی تعلیم ہے - اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اس کی عظیم الشان پیشگوئیان ہین - چنانچہ سورہ فاتحہ اور سورہ تحریم اور سورہ نور مین کتنی بڑی عظیم الشان پیشگوئیان ہین ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ساری پیشگوئیون سے بھری ہوئی ہے - ان پر اگر ایک دانشمند آدمی خدا سے خوف کہا کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ کس قدر غیب کی خبرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہین - کیا اسوقت جبکہ ساری قوم آپ کی مخالف تھی اور کوئی ہمدرد اور رفیق نہ تھا - یہ کہنا کہ سیہزم الجمع ویولون الدبر چھوٹی بات ہو سکتی تھی - اسباب کے لحاظ سے تو ایسا فتوے دیا جاتا تھا کہ ان کا خاتمہ ہو جاوے گا مگر آپ ایسی حالتین اپنی کامیابی اور دشمنون کی ذلت اور نامرادی کی پیشگوئیان کر رہے اور آخر اسی طرح وقوع مین آتا ہے - پھر تیرہ سو سال کے بعد قائم ہونے والے سلسلہ کی اور اسوقت کے آثار و علامات کی پیشگوئیان کیسی عظیم الشان اور لانظیر ہین - دنیا کی کسی کتاب کی پیشگوئیون کو پیش کرو کیا مسیح کی پیشگوئیان ان قرآن کا مقابلہ کر سکتی ہین جہان صرف اتنا ہی ہے کہ زلزلے آئین گے قحط پڑین گے - آندھیان آئین گی - مرغ بانگ دیگا - وغیرہ وغیرہ -

اس قسم کی معمولی باتین تو ہر ایک شخص کہہ سکتا ہے اور یہ حوادثات ہمیشہ ہی ہوتے رہتے ہین پھر اس مین غیب گوئی کی قوت کہان سے ثابت ہو - اسکے مقابلہ مین قرآن شریف کی پیشگوئی دیکھو -

الم ۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون - مین اللہ بہت جاننے والا ہون - رومی اپنے حد مین اہل فارس سے مغلوب ہو گئے ہین اور بہت ہی جلد چند سال مین یقیناً غالب ہونے والے ہونے والے ہین - پہلے اور آیندہ آنیوالے واقعات کا علم اور ان کے اسباب اللہ ہی کے ہاتھہ مین ہین - جس دن رومی غالب ہونگے وہی دن ہوگا جب مومن بھی خوشی کرین گے ۔

اب غور کرکے دیکھو کہ یہ کیسی حیرت انگیز اور جلیل القدر پیشگوئی ہے ایسے وقت مین یہ پیشگوئی کی گئی جب مسلمانون کی کمزور اور ضعیف حالت خود خطرہ مین تھی ۔ نہ کوئی سامان تہا نہ طاقت تھی ایسی حالت مین مخالف کہتے تھے کہ یہ گروہ بہت جلد نیست و نابود ہو جائیگا مدت کی قید بھی اس مین لگادی اور پھر یومئذ یفرح المومنون کہہ کر دوہری پیشگوئی بنادی یعنے جس روز رومی فارسیون پر غالب آئین گے اسی دن مسلمان بھی بامراد ہوکر خوش ہون گے چنانچہ جس طرح پر یہ پیشگوئی کی تھی - اسی طرح بدر کے روز یہ پوری ہو گئی - ادھر رومی غالب ہوئے اور ادھر مسلمانون کو فتح ہوئی - اسی طرح سورہ یوسف مین ایات للسائلین کہہ کر اس سارے قصہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور پیشگوئی بیان فرمایا ہے - غرض ......

جہانتک دیکھا جاوے قرآن شریف کی پیشگوئیان بڑے اعلے درجہ پر واقعہ ہوئی ہین اور کوئی کتاب اس رنگ مین ان پیشگوئیون کا مقابلہ نہین کر سکتی - کیونکہ یہ پیشگوئیان یہی نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی مین پوری ہو گئی تھین - بلکہ ان کا سلسلہ برابر جاری ہے - چنانچہ بہت سی پیشگوئیان تھین - جو اب پوری ہو رہی ہین - اور بہت ابھی باقی ہین جو آئیندہ پوری ہون گی -

منجملہ ان پیشگوئیون کے جو اسوقت پوری ہو رہی ہین اس سلسلہ کی پیشگوئی ہے - جو قرآن شریف کے اول سے شروع ہو کر آخر تک چلی گئی ہے چنانچہ سورہ فاتحہ مین صراط الذین انعمت علیہم کہہ کر مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی - اور پھر اس سورہ مین مغضوب اور ضالین دو گروہون کا ذکر کرکے یہ بھی بتادیا کہ جب مسیح موعود آئیگا تو اسوقت ایک قوم مخالفت کرنیوالی ہوگی جو مغضوب قوم یہودیون کے نقش قدم پر چلیگی اور ضالین مین یہ اشارہ کیا کہ قتل دجال اور کسر صلیب کے لئے آئیگا - کیونکہ مغضوب سے یہود اور ضالین سے نصارے بالاتفاق مراد ہین اور آخر قرآن شریف مین بھی شیطان کا ذکر کیا - جو اصل دجال ہے اور ایسا ہی سورہ نور کی آیت استخلاف مین مسیح موعود یا خاتم الخلفاء کی پیشگوئی کی - اور اسی طرح سورہ تحریم مین صراحت کے ساتھہ ظاہر کیا کہ اس امت مین بھی ایک مسیح آنیوالا ہے - کیونکہ جب مومنون کی مثال مریم کی سی ہے تو اس امت مین کم از کم ایک تو ایسا شخص ہو جو مریم صفت ہو اور مریم مین نفخ روح ہو کر مسیح پیدا ہوا کہ تو اس مومن مین جب نفخ روح ہوگا تو وہ خود ہی مسیح ہوگا

(باقی آئندہ)

منارۃ المسیح اور اُس کی مخالفت

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کی توجہ طلب اور غور کے لائق

۲۸- مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے ایک اشتہار منارۃ المسیح کی تعمیر کے متعلق اپنی جماعت کی اطلاع کیخاطر شایع ہوا تھا اور قریباً تین سال بعد مسجد اقصے (جو قادیان کے بازار مین واقع ہے اور جس کو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوۃ والسلام) کے والد بزرگوار جناب میرزا غلام مرتضے خانصاحب مرحوم رئیس قادیان نے تعمیر کرایا تھا) کے مشرقی گوشہ پر اس مینار کا بنوایا جانا تجویز ہوا اور کام شروع ہو گیا۔

لیکن اب ہم کو معلوم ہوا ہے کہ سنت اللہ کے موافق اس مینار کی تعمیر کی مخالفت کیجا رہی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور یا اور ذمہ وار حکام کو اس مینار کی تعمیر کی خیالی مضرتون سے بدظن کرنے کی کوشش کیجاتی ہے + اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے جناب میجر ڈالس صاحب کو اس مغالطہ سے بچانے کی کوشش کرین جو ان کو دیا جاتا ہے اور ہم صاحب موصوف کی بیدار مغزی اور معاملہ فہمی سے امید کرتے ہین کہ وہ اس معاملہ پر سرسری نظر نہ کرینگے۔ بلکہ بغور اس کو دیکھین گے اور اصل معاملہ کی تہ تک پہونچکر مناسب نوٹس لین گے +

ہم خیال کرتے ہین کہ صاحب موصوف کو اس امر کی بخوبی اطلاع ہو گی کہ قادیان مین منتشر لوگ اس قسم کے موجود ہین جو مرزا صاحب کی مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہین اور ہر معمولی اور ادنے سے معاملہ کو ہندو و مسلمانون کا سوال بنا دینا ان کی اغراض مین داخل ہے + چونکہ ہمین یقین ہے۔ کہ صاحب موصوف کے پاس اس قسم کے لوگون کی ایک فہرست ہو گی اس لئے ہم ضرورت نہین سمجھتے کہ اس پر زیادہ بحث کرین اور تفصیل دین لیکن ہان اگر وہ پھر بھی چاہین تو ہم ان کو اس قسم کے لوگون کا تفصیل کے ساتھ علم دے سکتے ہین +

بہرحال منارۃ المسیح کی مخالفت کا شور جو بلند کیا جاتا ہے اس کی غرض بجز اس کے اور کچھ نہین کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اور آپ کی جماعت کو دکھ دیا جاوے۔ صاحب موصوف اگر خود قادیان مین آئین اور وہ چند روز قیام کرین تو انہین مفصل حالات یہان کے معلوم ہو سکتے ہین اور بحیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ انہین معلوم ہونے چاہئین۔ اب تک جو کچھ آپ کو معلوم ہوگا وہ محض عارضی خارجی اور درمیانی اطلاعون کی بنا پر ہوگا +

غور طلب امر منارۃ المسیح کی تعمیر کے متعلق یہ ہے کہ کیا یہ منارۃ المسیح کی تعمیر کسی (مذہبی) امر پر مبنی ہے یا نہین ؟ کیونکہ اگر منارۃ المسیح کی تعمیر مذہبی اصل پہ مبنی ہے تو غالباً صاحب موصوف اس نتیجہ پر پہونچ جائینگے کہ مخالفت کرنے والے محض گورنمنٹ کو بدنام کرنا چاہتے ہین اور یہ دکھانا چاہتے ہین کہ وہ مذہبی امور مین باوجود مذہبی آزادی دی گئی ہے دست اندازی کرتی ہے جو بالکل غلط ہے۔ یہ منارہ ایک مذہبی اصل پر جو عظیم الشان پیشگوئی کے رنگ مین ہے تعمیر کیا جاتا ہے اور اسکے روکنے کی کوشش کرنا ایک کثیر التعداد جماعت کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کرنا ہے۔ اور ہماری عبادات مین سدراہ ہونا ہے +

یہ سوال کہ منارۃ المسیح کی تعمیر سے بے پردگی ہوگی۔ یہ خود صاحب ڈپٹی کمشنر قانونی طور پر ..... حل کر سکتے ہین کہ کیا اپنے مکان کے اندر تعمیرات محض اس بنا پر روکی جا سکتی ہین کہ وہ کسی دوسرے کے مکان سے اونچی (ہین) اگر یہ کوئی قانونی نکتہ ہے تو پھر لاہور امرتسر کی وہ تمام عظیم الشان بلند عمارتین گورنمنٹ کو گرا دینی چاہئیں جن پر چڑھکر دوسرون کے گھر نہین نظر پڑ سکتے ہے۔ ہم تفصیل کے ساتھ ان معاملات پر بحث کرینگے +

سردست ہم یہ دکھانا چاہتے ہین کہ منارۃ المسیح مذہبی اصل کی بنا پر بنایا جاتا ہے + دوسرا اس منارہ کی تعمیر سے رفاہ عام مقصود اور مدنظر ہے چنانچہ منارۃ المسیح کا جو اشتہار شایع کیا گیا ہے اسکے اغراض مین سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصہ پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جاوے گا یہ روشنی علاوہ مسجد کے روشن کرنے کے انسانون کی آنکھون کو روشن کرنے کے لئے دور دور جائیگی اور ایک مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بہت بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانچسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا۔ نصب کر دیا جاوے گا تا نمازی لوگ اپنے وقت کو پہچانین اور نیز دوسرے انسانون کو بھی اپنے وقت شناسی کیطرف توجہ ہو۔

یہ اغراض اس منارہ کی تعمیر کے متعلق ہین غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ عام فائدہ کے لئے ہین یا نقصان کے لئے علاوہ ازین یہ منارہ اسلام کی مذہبی رسوم مین سے ہے۔ اور مسجد کے عام اغراض کی تکمیل اسکا مقصود ہے۔ ہر ایک جگہ ہندوون نے اپنے مذہبی معبد بہت اونچے بنا رکھے ہین اور مسلمانون نے بھی اور گورنمنٹ عالیہ کی فیاضانہ آزادی نے ایسی عمارتون کی نسبت خواہ وہ ہندوون کیطرف سے ہون یا مسلمانون کیطرف سے یا عیسائیون کیطرف کوئی روک نہین رکھی۔ اس مخالفت سے بجز اس کے اور کچھ غرض نہین کہ سرکار کا وقت ضایع کرایا جاوے۔ اور ہماری جماعت کے مذہبی معتقدات کو صدمہ اور مالی نقصان پہونچایا جاوے + اس لئے ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے امید کرتے ہین۔ کہ وہ کل امور پر کافی غور کر لینگے۔ اور چونکہ عام طور پر ہر ایک قابض کسی زمین کا اس پر کوئی عمارت بنا سکتا ہے۔ پھر وہ عمارتین جو مذہبی رسوم کے ادا کرنے کے لئے کل برٹش انڈیا مین موجود ہین۔ ان پر اعتراض کرنے والے درحقیقت ایک مفسدہ کی بنیاد ڈالتے اور گورنمنٹ عالیہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہین جو غیر ممکن ہے اسلئے ہم صاحب موصوف کیخدمت مین مکرر عرض کرتے ہین کہ وہ اس سوال پر جیسا کہ ان کی ذات سے امید کرتے ہین نہایت دور اندیشی اور انصاف پروری سے نگاہ کرینگے۔ اور واقعات کی اصلیت معلوم کرنے کی کوشش کرینگے +

تعلیم الاسلام کالج

جیسا اعلان کیا جا چکا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ ۱۵- مئی سنہ ۱۹۰۳ء سے تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح ہوگا کالج کی عمارت کو وسیع کرنے کے لئے سردست بڑی عجلت سے کوشش کی جا رہی ہے اور بڑی بڑی کمرون کی تعمیر کا کام شروع ہے + مدرسہ اگرچہ ان ضرورتون کیوجہ سے پہلے ہی مقروض ہو گیا ہے اور جدید ضرورتین اور بھی اسے مقروض کر رہی ہین اسلئے قوم کی متفقہ کوشش اور توجہ کی ضرورت ہے + ہر قسم کا روپیہ متعلق مدرسہ خانصاحب نواب محمد علیخانصاحب ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام آنا چاہیئے +

البشرے کے متعلق درخواستون کا سلسلہ برابر جاری ہے سومالی لینڈ (افریقہ) سے البشرے کے متعلق بڑی مسرت سے بھرا ہوا خط ہمارے مخدوم ڈاکٹر سید جلال کا پہونچا ہے وہ سومالی لینڈ مین اسکی اشاعت کے متعلق خاص دلچسپی لے رہے ہین + ناظرین دعا کرین کہ وہ وقت جلد آپہنچے کہ ہم اس بشارت عظیم کو دوسرون تک پہونچا سکین +

مکتوبات حکیم الامتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میرے پاس جواب طلب خطوط بکثرت آتے ہیں - اور ہر ایک یہی لکھتا ہے کہ جواب جلد دیر نہ فرما دین - مثلاً ایک شخص نے لکھا ہے کہ میرا مباحثہ آریہ اور عیسائیون سے ہے - تاریخ مقرر ہے ہفتہ کے اندر جواب دو - اور سوالات ذیل لکھدیئے -

تناسخ کی تردید مفصل لکھو - وجوہ تحریف توریت وانجیل بہ تفصیل لکھو - قصہ نکاح زینب کا بہ تفصیل جواب دو - وغیرہ وغیرہ - ایک کا تذکرہ بطور نمونہ ذیل ہے -

اذ قتلتم احدکم فتنہ ... الوحید - اہ - قتل فعل متعدی ہے اس کا مفعول محذوف ہے - اصل عبارت یون ہے اذ اقتلتم احدکم احدا - مفعول ہو کہ معلوم غیر ملتبس تھا اور احدکم قرینہ ہے - اس کو حذف کردیا - اور موہنہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ موہنہ اوجہ ہے - تمام قوے ظاہریہ کا مجمع - آنکھ ناک زبان - بلکہ کان - اور ماتھا جس میں تمام اخلاقی قوے موجود ہیں سب موہنہ میں ہیں - ماتھے کے ہر ایک طرف صدغین کے اوپر وہ مقام ہے کہ اگر اسے صدمہ پہونچ جاوے تو زبان بند ہو سکتی ہے - بدن میں علی العموم ایسے مقامات نہیں - مشابہ میں ہمیشہ امور نفسہ مراد ہوا کرتے ہیں - مثلاً زید کالاسد میں شجاعت مراد ہوا کرتے ہیں اسکا دم ... غرور نہیں ... اخلاق فاضلہ اور قوے ملکیہ میں اشرف اور مشابہ آدم ہے - اوران قوے کا بڑا مجموعہ موہنہ میں ہے - اس لئے موہنہ پر مارنا درست نہیں +

۲- سماع موتے - کے ثبوت میں احادیث بکثرت ہیں - میں چند حوالے دیتا ہون - آپ رجوع الی الکتاب کرکے نقل کرلیں پرچہ علیحدہ ملفوف ہے - شرح الصدور فی احوال الموتے والقبور میں مفصل مرقوم ہیں - اور یہ عجیب وغریب کتاب - بمقام لاہور - بازار کشمیری - میان فقیر اللہ سوداگر کتب سے ملسکتی ہے - اور حدیث لسمع قرع نعالہم مسلم میں ہے - اور حدیث ابو سعید خدری مسند احمد بن حنبل اور طبرانی کی اوسط میں ہے - اور کچھ احادیث علی پرچہ پر لکھوادی ہیں ملاحظہ فرما دین -

۳- مدرک رکوع حسب فرمان عالیشان سرور عالم فخر وسید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم مدرک رکعت ہے - اس کے خلاف کوئی ذی علم فتوے نہیں دیسکتا - مگر جناب من غور کرو - رکوع میں تو وہی شخص جاوے گا - جس نے رکوع کے پہلے فرایض کو پورا کرلیا - کیا ایک شخص اگر امام کو رکوع میں پاوے تو بدون وضو یا بدون تکبیر تحریمہ یا قیام کے وہ رکوع میں شریک ہو سکتا ہے - ہرگز نہیں - اسی طرح میرے فہم وعلم میں ہے - الحمد شریف پڑھکر امام کا ساتھ دینا چاہیئے - پس قرأت الحمد شریف کے اگر مقتدی نے امام کو رکوع میں پالیا تو وہ رکعت ہوگئی - اور اگر امام کو سجدہ میں پایا تو رکعت نہ ہوئی - یہ ہے میرے نزدیک امر محقق - اور میں بحمد اللہ کسی کے جواب کے لئے کذب اور تقول علی اللہ ہرگز نہیں کرتا - اور نہ مجھے ضرورت تھی کہ مولوی فضل الدین صاحب کے رد کے لئے کچھ ایسا لکھتا - جو خلاف اللہ ورسول کے ہوتا ہم -

نماز فرض کے بعد سنت کا پڑھنا احادیث سے ثابت ہے اور بعد طلوع آفتاب کے بھی جائز ہے غور کرو - حدیث علیحدہ مرقوم اور ملفوف ہیں دیکھ لیجئے -

۵- اسفروا بالفجر ... دوسری جگہ ... بھی ہے - اور اس کی بابت اسفروا کے معنے خود حدیث بلال میں موجود ہیں - اسکو علیحدہ پرچہ پر لکھدیا ہے ملاحظہ فرمایئے - اگر بہت کچھ کلام ہو تو اطلاع دیجئے - مگر جواب میں آپ کو معلوم رہے - کہ مجھے کام بہت ہے والسلام -

آپ کے سوال نمبر ۶ مفصل مرقوم ہے - آپ نے کونوا قردۃ خاسئین میں دو اعتراض فرمائے ہیں

اول یہ کہ قرآن میں مجاز ممکن نہیں - پھر اگر حکایات میں مجاز ہوا تو سب حکایات قرآنی مجاز ہون گی - اور اسی کلام ہی میں کذب ثابت ہوتا ہے -

دوم - جب حکم الہی اور ارادہ ہوگیا کہ بندر ہو جاؤ - تو حکم الہی کو کیا وجہ مانع ہوئی - کہ وہ بندر نہ ہوئے -

عزیز من - یہ دونون امر ایسے موہنہ سے آپ نے نکالے ہیں - کہ ان کے سننے کے بعد عالمانہ جواب دینا مجھے پسند نہیں رہا - مگر آپکے حالات سے مجھے اطلاع نہیں - اس لئے بپاس خاطر لکھتا ہون - ذرہ غور سے سنو -

امام سیوطی عقود الجمان میں فرماتے ہیں

وکیہو بحث مجاز اقسامہ حقیقتان الطرفان +
او مجازان کذا مختلفان + کانبت البقل شباب العصر
والارض احیاہا ربیع الدہر + وشاع فی الانشاء والقرآ

اوراس کی شرح میں فرماتے ہیں - وقع المجاز العقلی فی القرآن کثیرا - پھر شرح میں امام سیوطی نے تین اور مثالین دی ہیں -

اول - یوما یجعل الولدان شیبا - حالانکہ دن بوڑھا نہیں - بوڑھا کر دینا اللہ تعالے کا کام ہے -

دوم - یذبح ابناءہم - حالانکہ ثابت نہیں کہ فرعون اپنے ہاتھ سے کرتا تھا - اگر کہا جاوے کہ اس کے حکم سے ذبح ہوئے تو مجاز ہوگیا -

سوم - واذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا - اول تو ایمان کا زیادہ ہونا مجاز ہی پھر ایمان کو زیادہ کرنے والا اللہ ہے نہ آیات -

اور چار مثالیں میں اور سناتا ہون -

اول امہ ہاویہ - اللہ تعالے سورہ القارعہ میں فرماتا ہے جسکے نامہ اعمال خفیف ہوئے - اس کی ماں ہاویہ ہے - آپ غور کرو - یہ کیسی حقیقت ہے -

دوم - فلا اقتحم العقبۃ - وما ادراک ما العقبۃ - فک رقبۃ یہاں غلام کا آزاد کرنا - مساکین کا کھانا کھلانا - ڈھکی اور پہاڑ فرمایا -

سوم - ینزل من السماء من جبال - اللہ تعالے آسمان سے بادل سے پہاڑ تا آتا ہے -

چہارم - اللہ نور السموات والارض

مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح -

اللہ تعالے آسمانون زمینون کا نور ہے - اور اس کا نور ایسا ہے جیسے چمنی میں چراغ - اور وہ رکھا ہے طاق میں - اور روشن ستارہ کی طرح چمکتا ہے -

کیون مولویصاحب - اللہ تعالے - چراغ کی مثال ہے -

تمام قرآن شریف ایسی مثالون سے بھرا ہوا ہے - بلکہ غور کرو تو آپ کو معلوم ہوگا صلوۃ - صوم - زکوۃ - حج - اسلام - ایمان فسق - نفاق - تمام الفاظ مجاز ہیں - کیونکہ عام مولوی صلوۃ کے معنے تحریک صلوین - چوتڑ ہلانا کرتے ہیں - اور لغت میں لکڑی کو سیدھا کرنیکے لئے گرم کرکے سیدھا کرنا - اسکے معنے ہیں -

صوم کے معنے کسی چیز سے رکنا - زکوۃ کے معنے بڑھنا - اور حج کے معنے ہیں قصد کرنا -

اب بتاؤ کیا یہاں حقیقی معنے اگر لئے جاوین تو شرع شریف اجازت دے گی - ہرگز نہیں کیا چوتڑ ہلادے اور نماز ہوگئی یا لکڑی کو

ملفوظات احمدیہ

ایمان کی لغت یہی ہے کہ خدائی نصرتوں کو انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے جب وہ خدا کی نصرتوں کو دیکھتا ہے تب اُس کا ایمان بڑھتا ہے اور معرفت اور بصیرت کی آنکھ کھلنے لگتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کی نصرتوں کی چمک نظر نہیں آتی اسوقت یہہ حالت تذبذب میں رہتا ہے لیکن جب انکی چمکار نظر آجاتی ہے اُسوقت سینہ کی غلاظتیں دُور ہو جاتی ہیں اور اندر ایک صفائی اور نور نظر آتا ہے وہ حالت ہوتی ہے جب اس کے لیے کہا جاتا ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔

اہل اللہ کہتے ہیں کہ جب انسان عابد کامل ہو جاتا ہے اُسوقت اسکی ساری عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ پھر خود ہی اس جُملہ کی شرح کرتے ہیں کہ اس سے یہہ مطلب نہیں ہے کہ نماز روزہ معاف ہو جاتا ہے نہیں بلکہ اس سے یہہ مطلب ہے کہ تکالیف ساقط ہو جاتی ہیں یعنے عبادات کو وہ ایک طور پر ادا کرتا ہے جیسے دونوں وقت روٹی کھاتا ہے۔ وہ تکالیف مدرک الحلاوت اور محسوس اللذت ہو جاتی ہیں پس ایسی حالت پیدا کرو کہ تمہاری تکالیف ساقط ہو جائیں اور پھر خدا تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل اور نہی کو بچنا فطرتی ہو جاوے۔ جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے تو گویا ملائکہ میں داخل ہو جاتا ہے جو یفعلون ما یؤمرون کے مصداق ہیں۔

سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ جب آدمی عارف اور عابد ہو جاتا ہے تو اسکی عبادت کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ پھر خود ہی اُس کی تشریح کرتے ہیں کہ اس کے یہہ معنے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر نقد پالیتے ہیں یعنے جب نفس امّارہ بدل کر مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ تو جنّت میں پہنچ گیا جو کچھ پانا تھا پالیا۔ اس لحاظ سے ثواب نہیں رہتا۔ مگر بات اصل یہہ ہے کہ ترقیات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سوا اگر ہم کسی اور راستہ پر چلتے تو ہماری کثرت الہام کسی اور زبان میں ہوتی مگر جب کہ اسی خدا اُسی کی کتاب اور اُسی نبی کے اتباع پر ہم چلانا چاہتے ہیں تو پھر ہم کیوں عربی زبان میں مثل لانے کی تحدی نہ کریں۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب میں کسی کتاب کا مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں اور قلم اُٹھاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی اندر سے بول رہا ہے اور میں لکھتا جاتا ہوں۔ اصل یہہ ہے کہ یہہ ایک ایسا سلسلہ ہوتا ہے کہ ہم دوسروں کو سمجھا بھی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آجاتا ہے اور میرا ایمان تو یہہ ہے کہ جنّت ہو یا نہ ہو خدا تعالیٰ پر پورا یقین ہونا ہی **جنت** ہے۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ایمان کے حصول کے ذرائع

اول۔ صبر کرے۔ صبر کے معنے ہیں مصائب کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نکرے۔ شہوت کے مقابلہ میں حلم۔ مصائب کے مقابلہ میں شجاعت غرض ہر بدی کو ترک کرنا اور ہر نیکی کو لیکر اُسپر جمے رہنا حرص اور طمع کے مقابلہ میں شجاعت سے کام لے جلد بازی کے مقابلہ میں دور اندیشی سے کام لے۔

دوم۔ اگر کسی بدی کا کوئی موقع آیا ہے تو اس بدی کو کسی احسن تدبیر سے ہٹا دینا اور اس بدی اور اسکی شر سے بچ جانا۔

سوم۔ جو کچھہ خدا تعالیٰ نے دیا ہوا ہے اُس میں سے خواہ جسمانی طاقت ہو خواہ مال کی طاقت ہو آنکھ سے ہو سکے زبان سے ہو سکے قلم سے ہو غرض جس طرح بن پڑے اور جس چیز کی ضرورت ہو اُسکو خرچ کرے۔ مگر محض اللہ کی رضا کے واسطے۔

چہارم۔ وہ افعال و اقوال جن سے حق اللہ اور حق العباد کا کوئی حصہ نہیں نکلتا انکو ترک کر دیں یعنے دینی یا دنیوی فوائد سے بے بہرہ امور سے الگ رہنا یعنے اعراض عن اللغو کرنا چاہیئے۔

پنجم۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور خود بھی عامل ہونا۔

بحث مباحثہ میں دشمن پر غلبہ پانیکی راہ

اوّل۔ بحث کی خواہش اور ابتدا نہ کرو

دوم۔ اگر کوئی مباحثہ کیلئے مجبور کرے تو پھر اللہ سے دعا کرو۔ اور استغفار پڑھو۔

سوم۔ قرآن شریف ہی سے تمسک کرو اور اسی سے جواب ڈھونڈو۔

چہارم۔ یہہ دُعائیں پڑھو۔ (۱) لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ (۲) سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم (۳) رب زدنی علما۔ (۴): رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی۔

جو شخص گناہ سے بچنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علیم و خبیر ہونے اور اپنی موت کو یاد رکھنے سے اپنی مراد پا سکتا ہے۔

کلام الامام امام الکلام

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدا الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا۔
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا۔
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشان اس میں جمال یار کا
اُس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا۔
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا۔
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اُس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا۔
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا۔
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں۔
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اُس عقدۂ دشوار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے تیرے اُس حسن کی۔
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اُس تری گلزار کا
چشم مست ہر حسین ہر دم دکھاتی ہے تجھے۔
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا۔
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا
ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا۔
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں۔
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا۔
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن کا دوسرا نمبر خریداران تفسیر القرآن کی خدمت میں بھیجا جا چکا ہے۔ اس نمبر میں امتیاز کیلئے یہ التزام کر لیا ہے کہ زیر تفسیر آیات کو جلی قلم سے اور محدود بہ خطوط کیا گیا ہے اور ترجمہ اور تفسیر کو بھی الگ الگ کر دیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت اور آسانی ہو۔ اور قرآن شریف کے ترجمہ کا طرز اور نمونہ دکھایا جاوے تاکہ اگر اللہ تعالےٰ ہمکو کسی قوت و توفیق دے جسکی ہم اُسکی درگاہ سے امید کر رہے ہیں تو ناظرین کو اندازہ کرنیکا موقع ملجاوے کہ یہہ ترجمہ انکو مل سکتا ہے تفسیر القرآن کی اشاعت بڑھانے میں الحکم کا ہر خریدار عموماً اور معززّ اصحاب خصوصاً حصّہ لیں۔ تفسیر القرآن کی اشاعت اگر کم از کم ہزار ہو جاوے تو اسی قیمت پر انشاء اللہ اُسکا حجم بڑھ سکتا ہے امید ہے کہ ہمارے سرپرست اس طرف توجہ کریں گے۔

مینیجر تفسیر القرآن

مقرّب کامل

پس اس فاضل انگریز کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہ کتاب پوپوں کے کتب خانوں میں چاروں انجیلوں میں شامل کرکے عزت کے ساتھ رکھی جاتی تھی تب ہی تو ایسے ایسے بزرگ اور فاضل راہب اُس انجیل کو پڑھ کر مسلمان ہوتے تھے پادری صاحبوں نے مدت تک اپنی کتابوں میں جو ہندوستان میں اکثر اردو میں تالیف کیں اس انجیل کا کسی کتاب میں تذکرہ نہیں کیا اور مسلمانوں اور ہندوؤں میں سے ایسے لوگ بہت کم ہونگے جنکو یہ معلوم ہوگا کہ عیسائیوں کے پاس ان چار انجیلوں کے علاوہ پانچویں انجیل بھی ہے جسکو پڑھ کر بڑے بڑے فاضل اور خدا ترس راہب مسلمان ہوتے رہے ہیں لیکن اب پادری صاحبوں نے اسقدر اپنے منہ سے اقرار کرنا شروع کر دیا ہے کہ محمد صاحب کا نام ہماری انجیل برنباس میں لکھا ہوا تو ضرور ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے لکھدیا ہوگا چنانچہ پادری ٹھاکر داس نے اپنی اظہار عیسوی کے صفحہ ۳۳۲ میں کسیقدر عبارت انجیل برنباس کی جسمیں نام آنحضرت یعنے محمد رسول اللہ ؐ ایک پیشگوئی حضرت مسیح میں لکھا ہوا ہے نقل کرکے آخر میں یہی ناکارہ اور فضول عذر پیش کر دیا ہے کہ یہہ یا تو کسی عیسائی کا اور یا کسی مسلمان کا جعل ہے لیکن اب تک عیسائی لوگ مسلمانوں کے ان سوالات کے مدیون ہیں کہ وہ جعل کس مسلمان نے کیا اور کب کیا اور کس کس کے روبرو کیا اور کیوں وہ جعلی کتاب پوپوں کے متبرک کتبخانوں میں الہامی کتابوں کے ساتھ بعزت تمام رکھی گئیں اور کیوں بڑے بڑے راہب اور فاضل پادری اُن کتابوں کو پڑھ کر اور فی الحقیقت سچ سمجھ کر دین اسلام قبول کرتے رہے۔ اگر در خانہ کس است بس است۔

ایک بڑی پیشگوئی حضرت مسیح کی جو انجیل متی باب ۲۱ میں لکھی ہے آنحضرت کی جلالیت تامہ اور مظہر تام الوہیت ہونے میں اُن لوگوں کے لئے بڑا قوی ثبوت ہے جو ذرا آنکھ کھولکر اس پیشگوئی کو پڑھیں کیونکہ اس پیشگوئی میں جو آیت ۳۳ سے شروع ہوتی ہے اُن تینوں قسموں کے قرب کی خوب ہی تصریح کی گئی ہے جسکا ثابت کرنا اس حاشیہ کا اصلی مدعا ہے سو حضرت مسیح علیہ السلام نے اُن نبیوں کو جو شریعت موسوی کی حمایت کے لئے اُن سے پہلے آئے تمثیلی طور پر قرب کے درجہ میں بطور نوکروں کے بیان کیا ہے جو پہلا درجہ ہے اور پھر اپنے لئے قرب کے دوم درجہ کا اشارہ کرکے بیٹے کے لفظ سے اپنے اُس مقام قرب کو ظاہر فرمایا ہے۔ اور پھر تیسرا درجہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت ہے وہ شخص قرار دیا جو بیٹے کے مارے جانیکے بعد آئیگا جو باغ کا مالک اور نوکروں کا آقا اور اس بیٹے کا باپ مجازی طور پر ہے۔ یہہ بات نہائت صاف طور پر ظاہر ہے کہ جسطرح نوکروں کے آنے اور بیٹے کے آنے سے مراد وہ نبی تھے جو وقتاً فوقتاً آتے گئے۔ اسی طرح اس تمثیل میں مالک باغ کے آنے سے بھی مراد ایک بڑا نبی ہے جو نوکروں اور بیٹوں سے بڑھکر ہے جسپر تیسرا درجہ قرب کا ختم ہوتا ہے وہ کون ہے؟ وہی نبی ہے جسکا اسی انجیل متی میں فارقلیط کے لفظ سے وعدہ دیا گیا ہے اور جسکا صاف اور صریح نام محمد رسول اللہ انجیل برنباس میں موجود ہے یہہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ مسیح جیسا ایک نبی قرب کے تینوں درجوں کے بیان کرنے میں صرف دو ٹکڑے اُسمیں سے بیان کرکے رہجائے اور تیسرے ٹکڑہ کی مصداق کی طرف کچھ بھی اشارہ نہ کرے بیشک ہر یک عاقل اس پیشگوئی پر غور کرکے بیقین کامل سمجھ لیگا کہ یہہ تین تمثیلیں تینوں قسم کے نبیوں کی طرف اشارات ہیں اور خود تین قسم قرب ایک ایسی روشن اور شاندار صداقت ہے کہ بجز اُس خاص شخص کے جس کی عقل کو طوفان تعصب نے تحت الثرٰی میں لے گیا ہو ہر ایک فرقہ اور قوم کا آدمی معارف یقینیہ سے سمجھتا ہے۔

اور یہہ بات کہ کیونکر اور کسطرح معلوم ہو کہ انسان کامل جو سب کاملین سے اکمل اور مظہر اتم مراتب الوہیت اور حقیقی طور پر درجہ سوم قرب سے ممتاز ہے وہ درحقیقت تمام بنی آدم میں سے ایک ہی ہے جو حضرت سیدنا و مولینا محمد ہیں اور باقی سب رسل و غیر رسل اُس سے مراتب میں کم ہیں ہاں بعض طبائع ظلی طور پر حسب اندازہ دائرہ استعداد اپنی کے اُس کمال کو پاتے ہیں مگر حقیقی و اتم و اکمل و اشد و اجلٰی و اصفٰی و ارفع و اعلٰی طور پر کمال مرتبہ ثالثہ اُسیکو حاصل ہے اس سوال کے جواب میں ہم پہلے بھی کسیقدر تحریر کر آئے ہیں کہ وجدان صحیح اور دلائل معقولہ اسبات کو چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جو واحد لا شریک ہے اور وحدت کو دوست رکھتا ہے وہ مصدر واحدت ہو یعنی اُسکا طرز پیدائش متفرق اور پریشان طور پر نہ ہو بلکہ اُس نے مخلوقات کے تمام افراد کو ایک احسن انتظام وحدت سے ظہور پذیر کیا ہو اور اسی پر ہمارا ذاتی مشاہدہ بھی شہادت دے رہا ہے جب ہم چھوٹے چھوٹے کیڑوں سے لیکر انسان تک نظر پہنچاتے ہیں یا ہم ایک ایسے آدمی سے جسکی علمی و عملی قوتیں نہائت ہی ضعیف یا پر ظلمت ہیں ایک اعلیٰ درجہ کی فطرت پر نگاہ ڈالتے ہیں تو تمام سلسلہ مخلوقات کا ہمیں یوں نظر آتا ہے کہ گویا وہ ایک خط مستقیم عمودی ہے جسکی ایک طرف ارتفاع اور دوسری طرف انخفاض ہے سو ہمیں اس خط پر نظر ڈالنے سے بناچاری ماننا پڑتا ہے کہ یہہ سلسلہ مخلوقات ادنیٰ المخلوق سے لیکر ایک اعلیٰ مخلوق تک پہنچا ہے اور ایسی عمدہ ترتیب سے یہ سلسلہ اوپر کو چڑھتا ہے کہ بعض حیوان درمیان میں ایسے آ گئے ہیں کہ اُنپر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ انسان اور حیوان برزخ ہیں مثلاً بندر۔

اور یہ دقیقہ کہ تمام کامل انسانوں میں سے ایک ہی اکمل و اتم انسان پر اختتام سلسلہ کائنات ہوتا ہے یہہ ایک ایسے دایرہ کے کھینچنے سے جو دو قوسوں پر مشتمل ہو سمجھ میں آ سکتا ہے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وجود واجب و ممکن جس تناسب سے روحانی طور پر واقعہ ہے اگر اُس امر معقول کو ایک صورت محسوسہ میں دکھلایا جائے تو ایک ایسے دایرہ کی شکل نکل آئیگی جسکا انقسام دو قوسوں پر ہوگا جنمیں سے ایک قوس اعلیٰ اور دوسرا قوس ادنیٰ ہوگا اسطرح پر قوس اعلیٰ تقسیم و انقسام سے بکلّی منزہ اور ادراک عقل و فہم و قیاس و گمان بالاتر ہے لیکن قوس ادنیٰ جو موجودات ممکن الوجود کا قوس ہے وہ باعتبار شدت و ضعف و زیادت نقصان مراتب متفاوتہ و تحافہ پر مشتمل ہے کیونکہ یہہ بات نہائت ظاہر ہے کہ انسانی ترقیات کا سارا سلسلہ وتر کے کسی ایک ہی نقطہ پر ختم نہیں ہو سکتا وجہ یہہ کہ جس نقطہ فطرتیہ سے کوئی نفس اوپر کو ترقی کرنا شروع کریگا اُس کی سیدھی رفتار اُسی نقطہ انتہائی تک ہوگی جو اُسکی جبلت اور استعداد کے پیش رو پڑا ہوا ہے اب فرض کرو کہ مثلاً نقاط ج۔ د ب۔ ک جو استعدادات مختلفہ انسانیہ کے فطرتی نقطے ہیں نقاط ع ص ط م تک جو اُن کے پیش رو نقاط پڑے ہیں جنکی طرف وہ بخط مستقیم بڑھ سکتے ہیں ترقی کریں تو یہ خطوط مستقیمہ ترقی کی اپنی عمودی حالت میں وتر کے اُن اُن نقطوں کو جا ملینگے جو ٹھیک ٹھیک اُنکے محاذات میں پڑے ہیں اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ اس سفلی قوس میں ایک نقطہ ایسا بھی ضرور ہے کہ جو ٹھیک ٹھیک نقطہ مرکز کے محاذ ہے اب فرض کرو کہ وہ نقطہ ح ہے جو مرکز ع کے محاذ اسی طرح نقطہ د کا خط ص اور نقطہ ب کا خط ط اور نقطہ ک کا خط م کا محاذ ہے جبکہ یہہ امر بداہت ظاہر ہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ ثبوت ہندسے سے بھی باستعانت اُنیسویں شکل مقالہ اوّل اقلیدس و سینتالیسویں شکل مقالہ مذکورہ بپایہ صحت پہنچ سکتا ہے کہ اگر کسی طرف محیط کے کئے نقاط فرض کرکے قطر دایرہ تک خطوط مستقیمہ عمودی حالت میں کھینچے جائیں تو سب سے بڑا وہ خط مستقیم ہوگا جو نقطہ مرکز تک پہنچیگا +

اور یہہ امر اس بات کو ثابت کرنیوالا ہے کہ نقطہ مرکز تمام نقاط وتر قوسین کی نسبت جو ترقیات انسانیہ کے انتہائی نشان ہیں ارفع و اعلیٰ ہے پس اس سے بالضرورت ماننا پڑا ہے کہ جسقدر مختلف استعدادیں قوس بشریت میں داخل ہیں اُنمیں سے صرف ایک ہی ایسی استعداد ہے جو سب استعدادوں کی نسبت بلند تر و کامل تر ہے +

اور ثبوت اس بات کا جو صاحب اُس استعداد کامل کا وہ حقیقی طور پر جناب سیدنا و مولینا حضرت محمد مصطفےٰ ؐ ہیں ان پیشگوئیوں سے ہو سکتا ہے جنمیں سے بعض کو ہمنے اسی حاشیہ میں لکھدیا ہے اور نیز ایک عمدہ ثبوت اسکا قرآن شریف سے بھی ملسکتا ہے کیونکہ کمالیت وحی ہوا کرتی ہے جسقدر کسی مورد وحی کی استعداد بلند ہوتی ہے جو ہر فطرت مصفّا ہوتا ہے۔ جذبات محبت نمایاں ہوتے ہیں اور حرکات شوقیہ میں تیزی اور گرمی ہوتی ہے اور وفا اور صدق و قیام اور استحکام ہوتا ہے اُسی قدر اُسکی وحی میں کمال ہوتا ہے اب ہماری طرف سے یہہ دعولے ہے جسکو ہم بمقابل ہر ایک فریق کے ثابت کرنیکو تیار ہیں کہ وحی قرآنی اپنی تعلیم اور معارف اور برکات اور علوم میں ہر یک وحی سے اقویٰ

اعلیٰ ہے اور اُس کے اثبات میں کسیقدر ہم کتاب براہین میں لکھہ بھی چکے ہیں اور اکثر حصہ اُس کتاب کا جو انشاء اللہ رسالہ سراج منیر کے بعد چھپنا شروع ہو گا انہیں ثبوتوں سے بھرا ہوا ہے اور ہمنے اپنی کتاب براہین میں جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے نہایت معقول اور مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت قرآن شریف اپنے معارف اور حکمتوں اور پُر برکت تاثیروں اور بلاغتوں میں اُس حد تک پہنچا ہوا ہے جس تک پہنچنے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں اور جس کا مقابلہ کوئی بشر نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوسری کتاب کر سکتی ہے اور حقیقی اور کامل معجزہ اپنے نبی کریم کی رسالت ثابت کرنیکے لئے یہی بڑا بھاری معجزہ اہل اسلام کے ہاتھہ میں ہمیشہ کے لئے قیامت تک ہے جواب بھی ایسا تازہ بتازہ موجود ہے جیسے آنحضرت کیوقت میں موجود تھا اور اب بھی مخالفوں کو ایسا ہی لاجواب اور رسوا کر رہا ہے جیسے وہ پہلے کرتا تھا۔ اب اس تمام تقریر کا مدعا و خلاصہ یہ ہے کہ عند العقل قرب الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفےٰ کیلئے مسلّم ہے جسکی شعاعیں ہزار ہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بیشمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کرکے نور قدیم تک پہنچا رہی ہیں وللہ در القائل ؎

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا۔ کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی۔ اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں کہ اُس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی + کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد مصطفےٰ کو پیشوائی کے لئے قبول کیا اور قرآن شریف کو رہنمائی کے لئے اختیار کر لیا اللھم صل علی سیدنا و مولٰینا محمدٍ و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ الحمد للہ الذی ھدیٰ قلبنا لحبّہ و لحبّ رسولہ و جمیع عبادہ المقربین۔

تا بر دلم نظر شد از مہر و ماہ مارا۔ گزدست سیم خالق قلب سیاہ مارا۔ لطف عمیم دلبر ہر دم مرا بخواند۔ ہر چند مے زنند ایں اغیار راہ مارا + در کوئے دلستانم چوں خاک کو شب و روز۔ دیگر نشاں چہ باشد اقبال و جاہ مارا +

النصح

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور دنیا ہے الگ اور اُن کی ہے دنیا الگ
اور فرقے ہیں الگ اور اُن کا ہے فرقہ الگ
اُن کو جو ملتا ہے رب سے اور کو ملتا نہیں۔
اُن کا دل ہلتا ہے جیسے اور کا ہلتا نہیں
اُن کے رُتبہ پر پہنچنا دوستو آساں نہیں۔
وہ بھی انساں ہیں مگر اُن سا کوئی انساں نہیں
اُن کا جو ایماں ہے اوروں کا وہ ایماں نہیں

وہ بھی بندے ہیں مگر بندے تو سب یکساں نہیں
چُن لیا حق نے اُنہیں وہ اس لئے ممتاز ہیں
حق کی مرضی اُنکو ہے معلوم وہ ہمراز ہیں۔
جو یہہ پاتے ہیں خدا سے اور وہ پاتے نہیں۔
جو یہہ لاتے ہیں جہاں میں اور وہ لاتے نہیں۔
جو یہہ سمجھاتے ہیں آکر اور سمجھاتے نہیں۔
یہہ وجود پاک دنیا میں یوں ہی آتے نہیں
اُن کا آنا بے سبب ہے اور نہ جانا بے سبب
چین پانا بے سبب نے دکھ اُٹھانا بے سبب
اور کا ہونا جدا ہے اِن کا ہے ہونا جدا۔
جاگنا اِن کا جدا ہے ان کا ہے سونا جدا۔
اِن کا ہے ہنسنا جُدا اور اِن کا ہر رونا جدا۔
کاٹنا اِن کا جدا ہے ان کا ہے بونا جدا۔
یہہ بھی کھاتے ہیں مگر ہاں انکا کھانا اور ہے
جس زمیں کے یہہ ہیں واں کا آب و دانہ اور ہے
بے ضرورت اِن کا یہاں تشریف لانا ہے محال
یہہ نہیں آتے نہ جب تک دین میں آئے زوال۔
جبکہ سب دنیا بگڑ جاتی ہے بدیوں سے کمال۔
پھیلتا ہے ہر طرف دنیا میں جب دام ضلال۔
بھول جاتے ہیں حقوق حق کو جب سب مرد و زن
جب بگڑ جاتا ہے ادنیٰ اور اعلیٰ کا چلن۔
پھیل جاتا ہے جہاں میں ہر طرف ظلم و فساد۔
اور خلقت کو خدا کی کچھ نہیں رہتی ہے یاد۔
جب تباہ ہوتے ہیں ظلم و جور سے حق العباد
ظالموں سے جب نہیں مظلوم کو ملتی ہے داد
ترک ہو جاتا ہے اکثر دین کا علم و عمل۔
اور جگہ لیتا ہے اس کی آکے جب کذب و دغل
اس طرح ہوتا ہے جب برباد یہہ باغ جہاں
دیکھتا ہے اِس کی ویرانی کو اس کا باغباں
سوکھتی اوس کو نظر آتی ہیں ساری ٹہنیاں۔
بے ثمر رہنے کے جب آثار ہوتے ہیں عیاں
تب امنڈ آتا ہے یکدم رحم رب العالمین۔
باغ کا مالی بنا کر بھیجتا ہے اک امین۔
جسکو ملتا ہے یہہ منصب حق سے ہے مامور وہ
اور حریم قدس کا دُنیا میں ہے اک نور وہ +
ہاں جناب پاک حق کا ایک ہے منظور وہ
نصرت مولا سے ہو جاتا ہے خود مشہور وہ +
دُور ظلمت کو ہے کرتا نور کی چمکار سے۔
باغ کے سارے شجر لدتے ہیں برگ و بار سے
اُس کے آنے سے ہرا آتی پھر جہاں میں اک بہار
ایک موسم ہر طرف آتا نظر ہے لالہ زار۔ +
کِھلتے جاتے ہیں شگوفے ہر طرف سو صد ہزار
ہر چمن آراستہ ہوتا ہے با نقش و نگار۔
بے ثمر ہوتا ہے گر اِس باغ میں کوئی شجر
بیخ و بن سے پھینک دیتا ہے اُسے وہ کاٹ کر
ملک کا مالک ہے غیرت مند وہ رب کریم۔

یہہ نہیں منظور اُسکو ہو کوئی اُس کا سہیم
شرک اُس کی ذات میں کرنا یہہ ہے ظلم عظیم
ایسے مُشرک کے لئے تیار ہے نار جحیم
شرک کی تعلیم سے بیزار ہے رب العباد۔
ملک میں اُس کے نہیں جائز ہے یہ ظلم و فساد
ہو خدا اُس کے سوا موجود یہہ ہرگز نہیں۔
کوئی ہو اُس کے سوا معبود یہہ ہرگز نہیں۔
ہو خلائق کا کوئی مسجود یہہ ہرگز نہیں۔
دے سکے کوئی زیاں یا سود یہہ ہرگز نہیں۔
لے سکے حق خدائی کیا کسی کی شان ہے۔
کر سکے دعویٰ خدائی کا کہاں امکان ہے
جس قدر دنیا میں گذرے اب تلک ہیں انبیاء
اور جنکی ذات سے پھیلی ہے توحید خدا۔
وحدتِ حق پر ہوئے ہیں جان دل سے سب فدا
واپسیں دم تک یہی اُن کی زبانوں پر رہا
سب سے بالا سب سے اعلیٰ سب سے برتر ایک ہے
یہ شہادت صاف ہے اللہ اکبر ایک ہے
حضرت ابراہیم کی بھی تھی یہی پہلی پکار۔
اک طرف ہوتا ہوں میں اور چھوڑتا ہوں سب
اک خدا ہے جس کے ہیں اوصاف بحد و شمار۔
میرا بھی مالک وہی ہے اور میرا پروردگار۔
بندۂ فرماں ہوں اُس کا جو ہے رب العلمین
میں بری ہوں اُن سے جنکو پوجتے ہیں مشرکین
عہد تھا یہہ ایک پہنچایا تھا جو تکمیل کو۔
کی وصیت اُس کی اسحاق اور اسمٰعیل کو
یہہ ہی سچا عہد تھا پہنچا جو اسرائیل کو
کی وصیت اُس نے اسکی یوسف راحیل کو
موت جب یعقوب کو آئی کیا اقرار یہہ
سارے بیٹوں کو بلا کر کر دیا اظہار یہہ
سن لو تم سب کا ہے سچا ایک ہی پروردگار۔
باپ دادا کا ہمارے ہے یہی عہد اُسے
سر جھکائیں اُس کے آگے اور رکھیں اس پر مدار
بندۂ فرماں ہوں اُس کے جو ہے سچا کر
ہے وہ ابراہیم اور اسحاق کا واحد خدا
اور اسمٰعیل نے بھی اُس کو پوجا +
سارے نبیوں نے جو مانا وہ تو ہے اقرار یہہ۔
دی شہادت سب نے جسکی وہ تو ہے اظ
موسیٰ و عیسیٰ کا مذہب بھی تو ہے مختار یہہ
اور فرماتے رہے ہیں سیدِ ابرار یہہ
سارے نبیوں کا جو دین ہے وہی احمد کا دیں
آپ نے اِس دین کو کامل کیا ہے با
ہے یہی اسلام جسکو کر لیا حق نے پسند۔
ہے یہی وہ دین سب دینوں سے جو
سب صحیفوں میں یہہ ہے مکتوب بے نقص و گزند
عقل کی میزان میں تل کر ہیں نکلے وہ

(باقی آئندہ)

× سراج منیر چھپ چکا ہے عرصہ گذر گیا +

دربارِ شام

۲۲- اپریل ۱۹۰۳ء

جماعت کی تقسیم ایک تذکرہ پر فرمایا کہ ہماری جماعت میں بھی عجیب قسم کی کھچڑی ہے ایک **طاعونی جماعت** ہے یعنے وہ جماعت جو طاعون کے نشان کو دیکھکر اس سلسلہ میں داخل ہوئی ہے اور یہہ جماعت کثرت کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اور بعض قمری شمسی ہیں جو کسوف خسوف کا نشان دیکھکر ایمان لائے اور ہمارے ساتھ آن ملے۔

ایک گروہ خواب بینوں کا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعہ سے ہدایت کی ہے یہہ گروہ بھی بڑا بھاری گروہ ہے۔ بعض عقلی ہیں بعض نقلی ہیں کہ انہوں نے نصوص قرآنیہ سے ہی اس سلسلہ کو پہچانا ہے۔ اسطرح یہہ مختلف طریق سے آئے ہوئے۔

وجود اعدا ہمارا نقارہ ہے فرمایا اعدا کا وجود بھی ہمارا ایک نقارہ ہے جو اعلان کا باعث ہو رہا ہے نقارے بھی تو کئی قسم کے ہوتے ہیں انہیں سے ایک دشمن کا وجود بھی ہے مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کسی کے مکان میں نقب لگا رہا تھا اس صاحب مکان کا پڑوسی کہیں ادھر آنکلا اُس نے چور سے پوچھا کہ تو کیا کرتا ہے چور نے جواب دیا کہ میں ڈھول بجاتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ اس سے آواز تو آتی نہیں چور نے کہا کہ کل صبح کو تو سن لیگا کہ اس سے کیسی آواز آتی ہے۔ اسی طرح پر یہ اعدا ہمارے نقارے ہیں اور اعلان کر رہے ہیں۔

حضرت حسنین رضی اللہ عنہما حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ایمان ہے کہ بزرگوں اور اہل اللہ کی تعظیم کرنی چاہئے لیکن حفظ مراتب بڑی ضروری شے ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ حد سے گذار کر خود ہی گنہگار ہو جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کی ہتک ہو جائے وہ شخص جو کہتا ہے کہ کل انبیاء علیہم السلام حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی امام حسین ہی کی شفاعت سے نجات پائینگے اُس نے کیا غلو کیا ہے جس سے سب نبیوں کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔

مگر میری سمجھ میں یہہ بات نہیں آتی کہ ان لوگوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعریف میں تو اسقدر غلو کیا ہے مگر امام حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے وقت ان لوگوں سے ایسا دلی جوش صادر نہیں ہوتا اسکی وجہ معلوم نہیں کیا ہے؟ شاید یہی باعث ہو کہ انہوں نے حضرت معاویہ کی بیعت کر لی تھی۔

۲۴- اپریل ۱۹۰۳ء

روح منہ ایبی فینی میں کسی ہندو نے ایک مضمون شایع کر دیا ہے کہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کی نسبت روح اللہ کا لفظ آیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ اسپر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح کو **روح منہ** فرمانے سے اصلی مطلب یہہ ہے کہ تا ان تمام اعتراضات کا جواب دیا جاوے جو اُن کی ولادت کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ یاد رکھو ولادت دو قسم کی ہوتی ہے ایک ولادت تو وہ ہوتی ہے کہ اُس میں روح الٰہی کا جلوہ ہوتا ہے اور ایک وہ ہوتی ہے کہ اسمیں شیطانی حصّہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ وشارکھم **فی الاموال والاولاد** یہہ شیطان کو خطاب ہے غرض خدا تعالیٰ نے روح منہ فرما کر یہودیوں کے اس اعتراض کو رد کیا ہے جو وہ نعوذ باللہ حضرت مسیح کی ولادت کو ناجائز ٹھہراتے تھے۔ **روح منہ** کہہ کر صاف کر دیا کہ انکی ولادت پاک ہے۔

یہودی تو ایسے بے باک اور دلیر تھے کہ اُن کے مُنہہ پر بھی اُنکی ولادت پر حملہ کرتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ مس شیطان سے پاک ہیں اسمیں بھی اسی کی تصدیق ہے ورنہ تمام انبیاء اور صلحا مس شیطان سے پاک ہوتے ہیں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیّت نہیں۔ اونکی صراحت اسواسطے کی ہے کہ اُنپر ایسے ایسے اعتراض ہوئے اور کسی نبی پر چونکہ اعتراض نہیں ہوئے۔ اس لئے اُن کی لئے صراحت کی ضرورت بھی نہ پڑی دوسرے نبیوں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے الفاظ ہوتے تو یہہ بھی ایک قسم کی توہین ہے۔ کیونکہ اگر ایک مسلم و مقبول نیک آدمی کی نسبت کہا جاوے کہ وہ تو زانی نہیں یہہ اُسکی ایک رنگ میں ہتک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خود اہل مکہ تسلیم کر چکے ہوئے تھے کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے تب ہی تو آپ کا نام اُنہوں نے امین رکھا ہوا تھا اور آپنے اُنپر تحدی کیا کہ قد لبثت فیکم عمرا۔ پھر کیا ضرورت تھی کہ آپ کی نسبت یہی کہا جاتا۔ یہہ الفاظ حضرت مسیح کی عزت کو بڑہانے والے نہیں ہیں اُنکی برأت کرتے ہیں اور ساتھ ہی ایک کلنک کا بھی پتہ دیدیتے ہیں کہ اُن پر الزام تھا۔

یاد رکھو کہ **کلمہ** اور **روح** کا لفظ عام ہے۔ حضرت مسیح کی کوئی خصوصیّت اس میں نہیں ہے **یومن باللہ وکلماتہ**۔ اب اللہ تعالیٰ کے کلمات تو لا انتہا ہیں۔ اور ایسا ہی صحابہ کی تعریف میں آیا ہے **ایدھم بروح منہ** پھر مسیح کی کیا خصوصیّت رہی۔

حضرت مسیح کی ماں کی نسبت جو صدیقہ کا لفظ آیا ہے یہہ بھی دراصل رفع الزام ہی کیلئے آیا ہے یہودی جو معاذ اللہ انکو فاسقہ فاجرہ ٹھہراتے تھے قرآن شریف نے صدیقہ کہکر اُن کے الزاموں کو دور کیا ہے کہ وہ صدیقہ تھیں۔ اس سے کوئی خصوصیت اور فخر ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ عیسائی کچھ فائیدہ اُٹھا سکتے ہیں، بلکہ ان کو تو یہ امور پیش بھی نہیں کرنے چاہئیں۔

۲۵- اپریل ۱۹۰۳ء

الہام **یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی**

مولوی محمد حسین صاحب کے ذکر پر فرمایا کہ اصل میں اگر کوئی صاف دل اور بے تعصب ہو کر ہمارے دلایل سُنے تو اُسکو معلوم ہو جاوے کہ درحقیقت ہم حق پر ہیں۔ ہمارا ان کا اختلاف ہی کیا ہے۔

مسیح کی حیات ممات کا بڑا مسئلہ ہے اور یہہ ایسا صاف ہے کہ اس میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں پڑتی شروع سے یہہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے اور وفات مسیح اکثر اکابران ملت کا مذہب ہے۔ صحابہ کا یہی مذہب تھا۔ رہا حضرت عیسے کا احیاء موتیٰ۔ اسمیں روحانی احیاء موتیٰ کے تو ہم بھی قایل ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ روحانی طور پر مردے زندہ ہوا کرتے ہیں اور اگر یہہ کہو کہ ایک شخص مر گیا اور پھر زندہ ہو گیا یہ قرآن شریف یا احادیث سے ثابت نہیں ہے اور ایسا ماننے سے پھر قرآن شریف اور احادیث نبوی گویا ساری شریعت اسلام ہی کو ناقص ماننا پڑے گا۔ کیونکہ **ردِّ موتیٰ** کے متعلق مسائل نہ قرآن شریف میں ہیں نہ حدیث نے کہیں انکی صراحت کی ہے اور نہ فقہ میں کوئی بات اسکے متعلق ہے غرض کسی نے بھی اسکی تشریح نہیں کی۔ اس طرح پر یہہ مسئلہ بھی صاف ہے۔

پھر ان کا جانور بنانا ہے سو اس میں بھی ہم اس بات کے تو قایل ہیں کہ روحانی طور سے معجزہ کے طور پر درخت بھی ناچنے لگ جاوے تو ممکن ہے مگر یہہ کہ اُنہوں نے چڑیاں بنا دیں اور انڈے بچے دیدئے۔ اس کے ہم قائل نہیں ہیں اور نہ قرآن شریف سے ایسا ثابت ہے۔ ہم کیا کریں ہم اس طور پر ان باتوں کو مان ہی نہیں سکتے جس طرح پر ہمارے مخالف کہتے ہیں کیونکہ قرآن شریف صریح اس کے خلاف ہے اور وہ ہماری تائید میں کھڑا ہے۔ اور دوسری طرف بار بار کثرت کے ساتھ ہمیں الہام الٰہی کہتا ہے۔ **قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مومنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مسلمون**۔ اب ان الہامات کے بعد ہم اور کس کی بات سنیں اور وہ کون ہے جس کی آواز خدا کی ان آوازوں کے بعد ہمارے دل کو لے سکے؟

مولوی محمد حسین صاحب نے تو خود لکھدیا ہے کہ اہل کشف اور ولی الہام کے رو سے احادیث کی صحت کر لیتے ہیں۔ بعض احادیث ائمہ اہل حدیث کے نزدیک موضوع ہوتی ہیں اور اہل کشف بذریعہ کشف اُن کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اور وہ حق پر ہوتے ہیں۔ اب وہ خود ہی بتادیں کہ ہم کیا کریں کیا ہم خدا تعالیٰ کے الہام کو مانیں یا کسی دوسرے کے قیل و قال کو۔

براہین احمدیہ موجود ہے اور وہ دشمنوں دوستوں سب کے ہاتھ میں ہے اسمیں اسوقت سے ۲۵ سال پہلے کی وہ وہ پیشگوئیاں اور وعدہ ہے

الھام۔ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۰۳ء رب انی مظلوم فانتصر۔ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۳ء کو یہہ الہام ہوا۔ انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها

حفظ صحت اور اسلام

حفظ صحت پر ہمارے مخدوم مکرم ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب ایم-بی نے ایک لطیف مضمون لکھا ہے۔ جو بڑی دلچسپی اور قدر سے پڑھے جانے کے قابل ہے ہم اپنے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے اسے ذیل میں درج کرتے ہیں ...... ایڈیٹر

حفظ صحت

ہائی جین - سینی ٹیشن - اس سے مراد وہ تمام تدابیر ہیں جو تندرستی قایم رکھنے کیلئے عمل میں لائی جاتی ہیں خواہ وہ اپنے جسم کے متعلق ہوں یا مکان یا شہر یا غذا یا ہوا یا عادات وغیرہ کے متعلق اس عمل کے عملی حصہ کی طرف قدیم سے تمام دانایوں اور خدارسیدہ ہادیوں کی توجہ رہی ہے جسم - پارچہ جات - ظروف اور مکان وغیرہ کی صفائی اور پاکیزگی نسبت تمام اقوام اور مذاہب میں طرح طرح کی رسومات اور عقاید دیکھے جاتے ہیں جو اغلباً اُن تدابیر حفظ صحت کا بقیہ ہیں جنکی اصل بنا حقیقی دانائی پر تھی مگر بعد ازاں رسم پرست نادانوں کے ہاتھ میں اصل صورت بگڑ کر کچھ کی کچھ بن گئی - اور چند رسوم کے اتباع کے سوائے صفائی اور پاکیزگی کے اصل فلسفہ کی طرف کچھ توجہ نہ رہی طبعاً بھی ہر ایک صحیح الفطرت انسان صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرتا اور غلیظ و بدبودار اشیا سے نفرت کرتا ہے کیا اگر ایک طرف خوشنما پھولوں کا ڈھیر ہو اور دوسری طرف سڑے ہوئے گھاس پھونس کا - تو اُن کا اثر دل پر یکساں ہو سکتا ہے یا انسان یکساں نظر سے اون کی طرف دیکھ سکتا ہے کیا اگر ایک جگہ ایک قطعہ زمین صاف اور پاکیزہ ہو اور دوسرا آلودہ کباڑ یا غلاظت یا غلیظ کیچ وغیرہ کا ذخیرہ ہو اور اُس جگہ چند مسافر وارد ہوں تو وہ ظاہر یا پہلے قطعہ زمین میں مقام کرنا پسند کریں گے یا دوسرے غلیظ قطعہ میں -

خلاصہ مطالب تمام تدابیر حفظ صحت کا صرف اسقدر ہے کہ اپنے بدن - کپڑوں - مکانات - ظروف - زیورات کتابوں صندوقوں - المماریوں گلی ظروف کے نیچے کی طرف وغیرہ کو خوب صاف اور ستھرا رکھیں - ہوا اور پانی کو تمام فاسد مادوں اور اجزا سے پاک و صاف رکھنے کی کوشش کرتے رہیں - مناسب ورزش اور شغل اختیار کریں - تاکہ تمام فضلات بدن خارج ہوتے رہیں -

خراب شدہ عقلیں اور طبیعتیں اگر ان تدابیر حفظ صحت کو فضول سمجھیں تو ایک علیحدہ بات ہے مگر کون صحیح القوی اور سلیم الفطرت انسان ان طبعی ضروریات کو بے معنی خیال کر سکتا یا اپنے بدن صفائی کو چھوڑ کر غلاظت کو پسند کر سکتا ہے -

صفائی ظاہری کا دماغ اور روح اور عقل و اخلاق پر بھی بڑا اثر ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ توّاب اور طاہر لوگوں کو دوست رکھتا ہے - متطہر کا لفظ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی صفائی پر حاوی ہے - اس لئے طاہر لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے مستحق ہو سکتے ہیں وہی لوگ مراد ہیں جو اپنے ظاہر و باطن کو ہر قسم کی غلاظت اور غلیظیت سے صاف رکھیں -

بائبل میں اسطرح پر ارشاد ہے کہ صفائی ایمانداری سے دوسرے درجہ پر ہے -

ہندو مذہب میں بھی صفائی کی طرح طرح کی بڑی پابندی ہے میرا اسجگہ پر مذاہب کے حوالے دینے سے یہہ مقصود ہے کہ اکثر عوام اور جاہل اور رسم کے پابند - بلکہ اکثر تعلیم یافتہ لوگ بھی انتظام صفائی کو کچھ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ اکثر فضول اور بے معنے سمجھتے ہیں - یہ اُن کی کھلی غلطی ہے اسمیں نہ صرف زمانہ حال کی بیحد ترقیات اور معلومات کیطرف سے جہالت ثابت ہوتی ہے بلکہ اپنے اپنے دین کیطرف سے بھی بے خبری ہے اور عمداً سرکشی پائی جاتی ہے میرا خیال ہے کہ شاید دنیا کا کوئی آسمانی مذہب ایسا نہیں جس میں صفائی کی خاص تاکید نہیں پائی جاتی -

یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ زمانہ دراز نے اصل قواعد اور احکام کو بدل کر طرح طرح کی بیہودہ صورتوں اور بے معنی تعصبات و رسومات میں تغیر کر دیا ہے -

ذیل میں ہم ہائی جین اسلام کو جو آخری آسمانی مذہب ہے اور جس کے اصل احکام کو زمانہ کی آمیزشوں اور تغیرات سے تحقیق کر لینا آسان امر ہے مختصراً درج کر کے ہائی جین کی ضرورت کیطرف ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں -

قرآن مجید فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ یعنی اپنے ہاتھوں سے ہلاکت کے سامان مت پیدا کرو - یہہ آیت صاف ظاہر فرماتی ہے کہ بہت سے اسباب ہلاکت خود انسان کے پیدا کردہ ہوتے ہیں - پس یہہ قول کہ تمام ہائی جین سراسر فضول ہے - جو امراض و بائی ظاہر ہوتے ہیں وہ تمام خاص مشیت ایزدی کے موافق ظہور پذیر ہوتے ہیں صاف اس آیۃ کریمہ کے خلاف ہے بلکہ اس سے صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے اسباب ہلاکت انسان خود اپنے ہاتھوں سے پیدا کر دیتا ہے اور اسمیں شک بھی کیا ہے چنانچہ اون بیشمار اسباب ہلاکت میں سے جو انسان خود اپنے ہاتھوں سے پیدا کرتا ہے - چند ایک حسب ذیل ہیں پتنگ بازی جس سے صدہا لڑکے چھتوں سے گر کر مرتے ہیں - ڈور کی خراش سے ہاتھ چرتے ہیں - بٹیر بازی مرغ بازی - مینڈھوں کی لڑائی میں سخت مزاجی - اور اُن کے ہمسموں کے باعث بداطواری پیدا ہوتی ہے -

کبوتر بازی سے تضیع اوقات - اور چوری کی عادات ہوتی ہے - بعض کے زیورات سوراخدار اور اندر سے خالی ہوتے ہیں - اور بچوں کی بے احتیاطی سے ان میں مواد ردیہ جمع ہوتے رہتے ہیں اور آخر وہ ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں -

پرانے زمانہ کی تاریخ و حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بچوں کے گلے میں ایسی اشیاء ڈالا کرتے تھے جو امراض اطفال اور اُن کے علاج میں قدرے فائدہ کریں - اسی طرح آجکل خام رنگ کے کھلونے اور کپڑے اور جھوٹے زیور مضر رسان ہیں بعض اوقات اُن کے بچے بے دھڑک مُنہ میں ڈالکر ہلاک ہو جاتے ہیں - اور گھر والے تعجب میں رہجاتے ہیں کہ بچہ کیوں ہلاک ہوا -

اسی طرح تنگ زیور اور تنگ لباس خون کے دوران کو روک کر انواع و اقسام کے امراض کا باعث ہو جاتے ہیں - میں نے بعض عورتوں کی کلائیاں دیکھی ہیں کہ تنگ چوڑیکے باعث خشک اور بدشکل ہو گئی ہیں - اور بعض کی بھاری چوڑے کے باعث زخمی ہو گئیں - یہی حال کانوں کا ہے کان کے صاف نہ رکھنے کے باعث یا زخمی ہونیکے باعث بہرا پن بلکہ ٹٹنس یعنی کزاز پیدا ہوا -

پنجاب میں ناک کا زیور اسقدر زیادہ ہو گیا ہے کہ عورت ناک کو صاف نہیں رکھ سکتی اور اُن کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ کیڑے ناک میں پیدا ہو گئے اور ناک کے اندر ملی زخموں سے ناک کی ہڈی گل گئی -

موم وغیرہ بالوں میں ایسا لگایا جاتا ہے کہ بالوں کی صفائی جاتی رہتی اور آخر بال بہت ہی کم ہو جاتے ہیں - عطر کی کثرت استعمال سے زکام و نزلہ کی کثرت ہو جاتی ہے ہمارے ملک کے گاؤں میں اکثر زمینداروں کی ایک رسم پسندیدہ ہے کہ لحافوں اور نیچے کے تلائیوں پر کپڑے کا غلاف چڑھا دیتے ہیں - ایسکا خاص فائدہ یہہ ہے کہ امراض جلدیہ کا مبتلا ان میں سوئے یا سوزاک - جریان یا کثرت احتلام والا ان میں آرام کرے تو انکی صفائی آسانی سے ہو جاتی ہے - بخلاف اُن لوگوں کے جو ایک ہی استر کے لحاف رکھتے ہیں اور ان کے صاف کرنیکا کوئی قاعدہ نہیں - نیز ان میں خام رنگ کی چھینٹ استعمال کرتے ہیں - رسومات میں چرخہ کا کاتنا - چکی کا پیسنا ہمارے ملک میں عمدہ ورزش تھی - مگر افسوس کہ موجودہ زمانہ میں گم ہو گئی ہے اس تدبیر سے سینہ کی ورزش ہو جاتی تھی -

عورتوں میں یہانتک خرابی ہے کہ کوئلے - مٹی - انڈوں کے چھلکے اور گلی برتنوں کو کھانے میں استعمال کر کے آپ اور اپنے بچوں کو تباہ کرتی ہیں بعض مرچ اور مصالح کی کثرت کرتے ہیں جس سے معدہ اپنے فعل سے سُست اور ناکارہ ہو جاتا ہے - بعض سالن میں املچور سے ترشی کی کثرت کرتی ہیں اور ہائپوکانڈریاسس میں گرفتار ہوتی ہیں بعض نام کے فقیر بدنام کنندۂ نکونامی چند - دھتورہ سنکھیا میٹھا تیلیا - چرس - گانجا وغیرہ کا استعمال کر کے آپ اور اپنے ہمنشینوں کو تباہ کرتے ہیں -

بدعادات - مثلاً جلق - اغلام - لواطت - زناکاری سُست اور بیکار رہنا زیادہ کھانا - بہت سونا - شراب خواری بھنگ چرس افیون پوست - گانجہ تمباکو کا استعمال وغیرہ کی عادت کر کے اکثر لوگ تباہ ہوتے ہیں +

(باقی آیندہ)

صحیفۃ الولاء پر ریمارک

نمبر ــــــــــ ۴

اس دلیل سے واضح اور بین طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور و بعثت کا یہی زمانہ ہے اور یہہ بات ایسی سریع الفہم اور صاف ہے کہ ایک بچہ بھی اسکو آسانی کے ساتھ سمجھہ سکتا ہے کہ جبکہ مسیح موعود کے نزول کی علت غائی کسر صلیب ہے اور آج کل مذہب صلیب اپنے پورے جوش جوانی میں ہے۔ جس سے بڑھکر اُس کی قوتوں کا نشو و نما اور اُس کے حملوں کا ہیبت نما طریق ہونا ممکن نہیں ہے۔ پھر اگر اسوقت خدا تعالےٰ کی طرف سے اسکی مدافعت نہوتی تو پھر کسی وقت ہوتی۔ علاوہ بریں مسیح موعود کو صدی کے سر پر آنا ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے زمانہ اور صدی کا مجدّد ہے جو صدی کے سر پر آتا ہے تو اب جبکہ بیس برس صدی میں سے گذر گئے اگر اب تک بھی مسیح موعود نہیں آیا تو پھر کیا خدا تعالیٰ یہہ چاہتا ہے کہ ایکسو سال اور تک اسلام اسی سب و شتم اور تحقیر و توہین کا نشانہ رہے! (معاذ اللہ)

غرض پہلی دلیل اس بات پر کہ مسیح موعود اسی صدی چودہویں میں آنا چاہئے اور اس کا یہی وقت ہے وہ سلسلہ مشابہت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام میں قایم ہے اور اسی مشابہت کے لحاظ سے خلفاء موسوی اور خلفاء محمدی میں مشابہت ہے جس کے لحاظ سے ضرور تھا کہ آنیوالا مسیح موعود جو مسیح ابن مریم کے مقابل واضح ہوا ہے چودہویں صدی میں آئے۔

دوم واقعات اور حالات موجودہ اس قسم کے ہیں جو اس امر کے دالٔ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اسلام کے لئے یک سلسلہ قایم ہوا ور وہ سلسلہ منہاج نبوۃ پر ہو۔ پھر مجدد کی بعثت طبعی طور پر چاہتی ہے کہ اس صدی کے سر پر مجدد آوے۔ اور چونکہ **صلیب** کا زور ہے اس لئے کسر صلیب کے لئے مجدد آنا چاہئے اُس کا نام **مسیح موعود** رکھا گیا ہے۔

ان ساری باتوں کے علاوہ وہ نشانات اور آیات ہیں جو اس زمانہ کے متعلق تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں اور وہ پوری ہوگئی ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان آثار اور علامات کے رمضان میں کسوف خسوف کا نشان تھا۔ ہم اسوقت ان اعتراضوں پر نظر کریں گے جو اس حدیث کے متعلق کئے جاتے ہیں ہمکو یہاں صرف ان علامات پر نظر کرنی ہے چنانچہ ۱۳۱۱ھ کو یہ نشان پورا ہوگیا اور ایسا ہی ان علامات میں سے اونٹوں کے بیکار ہو جانے اور ریل کے اجرا کی بھی ایک علامت تھی جو پوری ہوگئی یہانتک کہ حجاز ریلوے کے بننے سے عرب میں بھی اس پیشگوئی کا کامل ظہور ہوا چاہتا ہے۔ ایسا ہی ان علامات میں سے جو مہدی کے وقت کیلئے تھیں یہہ بھی علامت تھی کہ سہولت آمد و رفت اور خط کتابت کے ذریعے آسان ہو جائیں گے چنانچہ ڈاکخانوں دخانی جہازوں کے ذریعے یہ سہولتیں میسر آ رہی ہیں اور ساری دنیا اب ایک شہر یا محلے کا حکم رکھتی ہے۔ پھر ان علامات میں سے پریس کی ایجاد اور اس کے ذریعے اخبارات اور کتابوں کی اشاعت بھی ایک نشان تھا جو پورا ہو گیا اور ایسا ہی یہہ بھی ایک نشان تھا کہ نہریں نکالی جاویں گی۔ چنانچہ دیکھہ لو کہ کسقدر نہریں کثرت کے ساتھ جاری ہو رہی ہیں پھر ان علامات میں سے پہاڑوں کا اڑایا جانا تھا۔ یہہ بھی دیکھہ لو کہ کیسے پوری ہو رہی ہے۔ پھر یہہ تھا کہ زمین اپنے سارے اثقال باہر نکال دیگی۔ کان کنی کے علوم میں حیرت انگیز ترقیاں اور جیالوجی (طبقات الارض) کی تحقیقات کے نتایج قرآن کریم کی اس پیشگوئی کی عظمت کو بڑھا رہے ہیں ایسا ہی مسیح موعود کے زمانہ کے نشانوں میں سے قحط اور زلزلوں کا آنا وہ بھی پورا ہوا حج کا بند ہونا آخر ایک منذر نشان **طاعون** کا پھیلنا تھا وہ بھی پھیل گئی۔ اور باوجود سرتوڑ کوشش اور صرف کثیر کے ابھی تک اس کے انسداد اور علاج میں کسی کامیابی کا نہ ہونا حیرت انگیز امر ہے اور پھر ان سب نشانات کو اپنے حق میں ثابت کرنیوالا مدعی موجود ہے۔

اب یہہ بات کیسی صاف اور روشن ہے کہ جو علامات اور آثار مسیح موعود کے زمانہ کے مقرر کئے گئے ہیں وہ اسوقت پورے ہو رہے ہیں تو کیا **مسیح موعود** کا اسی زمانہ میں ہونا ضروری نہیں؟ ماننا پڑیگا کہ بے شک ضروری ہے

پھر چوتھی دلیل یہہ ہے کہ تمام اکابران امت اور اولیاء امت کے کشوف اور رویا اور الہامات اس صدی سے آگے مسیح موعود کو جانے نہیں دیتے بلکہ وہ اسی امر کو ثابت کرتے ہیں کہ اسی چودھویں صدی میں آئیگا۔

غرض کثرت کے ساتھ دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لاریب **مسیح موعود** کے نزول کا یہی زمانہ ہے۔ اور ایک مدعی موجود ہے جو پکار کر کہتا ہے

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
باز لبغض وکینہ وانکار اینان رو بہ بیں
اے علامت گر خدا را برزبان کن یک نظر
چوں خدا خاموش ماندے در چنیں وقت خطر۔
خستگان دین مرا از آسماں طلبیدہ اند
آمدم وقتے کہ دلہا خوں زغم گردیدہ اند۔
دعوی مارا فروغ از صد نشاں ہا دادہ اند
مہر و ماہ ہم از پئے تصدیق من استادہ اند۔

اب چوتھا امر یہہ باقی رہ جاتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا نہیں اس کے متعلق ہم خود حضرت حجۃ اللہ کی قلم سے لکھی ہوئی چند سطور پیش کرتے ہیں اور وہ یہہ ہیں۔ "چوتھا امر اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا چودہویں صدی کے سر پر مقدر تھا وہ میں ہی ہوں سو اس امر کا ثبوت یہ ہے کہ میرے ہی دعوے کے وقت میں آسمان پر خسوف کسوف ہوا ہے اور میرے ہی دعوے کے وقت میں صلیبی فتنے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی ہاتھ پر خدا نے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ مسیح موعود اس امت میں سے ہونا چاہئے اور مجھے خدا نے اپنی طرف سے قوّت دی ہے کہ میرے مقابل پر مباحثہ کے وقت کوئی پادری ٹھہر نہیں سکتا اور میرا رعب عیسائی علماء پر خدا نے ایسا ڈالدیا ہے کہ اُن کو طاقت نہیں رہی کہ میرے مقابلہ پر آسکیں۔ چونکہ خدا نے مجھے روح القدس سے تائید بخشی ہے اور اپنا فرشتہ میرے ساتھ کیا ہے اسلئے کوئی پادری میرے مقابل پر آ ہی نہیں سکتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی اور اب بلائے جاتے ہیں پر نہیں آتے اس کا یہی سبب ہے کہ انکے دلوں میں خدا نے ڈال دیا ہے کہ اس شخص کے مقابل پر ہمیں بجز شکست کے اور کچھ نہیں دیکھو ایسے وقت میں کہ جب حضرت مسیح کے خدا بنانے پر سخت غلوّ کیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روح القدس کی تائید سے خالی خیال کرتے تھے اور معجزات اور پیشگوئیوں سے انکار تھا ایسے وقت میں پادریوں کے مقابل پر کون کھڑا ہو کس کی تائید میں خدا نے بڑے بڑے معجزے دکھلائے۔ کتاب تریاق القلوب کو پڑھو اور پھر انصاف سے کہو کہ اگرچہ صدہا باتیں قصّوں کے رنگ میں بیان کی جاتی ہیں مگر یہہ نشان اور پیشگوئیاں جو رویت کی شہادت سے ثابت ہیں جنکے بچشم خود دیکھنے والے ابتک لاکھوں انسان دنیا میں موجود ہیں یہ کس سے ظہور میں آئے کون ہے جو ہر ایک نئی صبح کو مخالفین کو ملزم کر رہا ہے کہ آؤ اگر تم میں روح القدس سے کچھ قوت ہے تو میرا مقابلہ کرو۔ عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں میں سے کون ہے جو اسوقت میرے سامنے کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا؟ سو یہہ خدا کی حجت ہے جو پوری ہوئی سچائی سے انکار کرنا طریق دیانت اور ایمان نہیں ہے۔ بلاشبہ ہر ایک قوم پر اللہ کی حجّت پوری ہوگئی ہے۔ آسمان کے نیچے اب کوئی نہیں کہ جو روح القدس کی تائید میں میرا مقابلہ کر سکے میں انکار کرنیوالوں کو کس سے مشابہت دوں وہ اُس نادان سے مشابہت رکھتے ہیں جسکے سامنے ایک ڈبہ جواہرات کا پیش کیا گیا جس میں کچھ بڑے دانے اور کچھ چھوٹے تھے اور بہت سے اُن میں سے صفا کئے گئے تھے۔ مگر ایک دو دانے اعلیٰ قسم کے تو تھے۔ مگر ابھی جوہری نے نادانوں کے امتحان کے لئے انکو جلا نہیں دی تھی۔ تب یہ نادان غصّہ میں آیا۔ اور تمام پاک اور چمکیلے جواہرات دامن سے پھینک دئے اس خیال سے کہ ایک دو دانے ان جواہرات میں سے اس کے نزدیک بہت روشن نہیں ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ باوجودیکہ خدا تعالیٰ کی اکثر پیشگوئیاں کمال صفائی سے پوری ہوگئیں ان سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے جو سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن ایک دو ایسی پیشگوئیاں جن کی حقیقت کم بصیرتی سے انکو سمجھ نہیں آئی۔ ان کا بار بار ذکر کر رہے ہیں۔ ہر ایک مجلس میں (باقی آیندہ)

عام واقفیت بڑھانیوالی خبریں

جزیرہ فارموسا میں شیریں آلو سے شکر تیار کرنے کی تجویز و کوشش جاری ہے فی ایکڑ اراضی میں چالیس ہزار پونڈ آلو پیدا ہوتے ہیں اور اُن آلوؤں سے ایک ہزار پونڈ شکر تیار ہوسکتی ہے معقول آمدنی اور منافع کی امید ہے۔

جزیرہ فلپائن کی قوم نیگری ٹیجسن میں دستور ہے کہ بیاہ کے وقت سب لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور نوشہ و عروس کو نئے پودوں کی ڈالیوں پر بٹھا کر ان شاخوں کو اسقدر جھکاتے ہیں کہ دولہا و دُولہن کے سر ایک دوسرے سے لجائیں اس پر بیاہ ختم ہوجاتا ہے۔

انگلینڈ میں اکثر لوگ مکڑی کے جالے کی گولیاں بنا کر مثل دوا کے استعمال کرتے ہیں اس سے لرزہ دفع ہوجاتا ہے ایسا خیال ان لوگوں کا ہے۔ چینی لوگوں نے ہر ایک کیڑے کے جسم سے دوائی کا جوہر نکالا ہے اور اس کا استعمال اکثر امراض میں کیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی کاشتکاراں آئرلینڈ بعض بعض بیماریوں میں زندہ مکڑی نگل جاتے ہیں۔ فیکرس کے ملک کے ایک زندہ مکڑی کو پکڑ کے آخروٹ کے پوست کے خول میں رکھ کر پھر بند کرکے مریض تپ کے گلے باندھا جاتا ہے جب وہ مکڑی مرجاتی ہے، مریض کو آرام ہوجاتا ہے۔

لنڈن ٹائمز میں بعذیار کے بجلی کے ذریعہ نیویارک کی خبریں روزانہ شایع ہوتی ہیں جنکا خرچ ان خبروں سے کچھ ہی زیادہ ہے جو فرانس اور انگلستان کے مابین آتی جاتی ہیں

مسٹر سٹ باشندۂ فرانس نے نئے اصُولوں پر ایک اڑنے کی کل تیار کی ہے اُس نے پرندوں کے بازو کی طرح بازو بنا کر استعمال کرنیکی کوشش کی ہے گاڑی ایلومنیم دہات کی بنائی گئی ہے اس گاڑی میں ایک موٹر لگا ہوا ہے جس کے ساتھ پانچ بازو لگے ہوئے ہیں۔ ہر ایک بازو ۹ فٹ لمبا اور بیس انچ چوڑا ہے اور بازو ایک لحظہ میں تین بار اوپر نیچے حرکت کرتے ہیں۔

چار گیلن پانی میں ایک چمچہ بھر پسی ہوئی پھٹکڑی گھول کر پانی کو چند گھنٹے ٹھہرا رہنے دو تو جو کچھ غلاظت پانی میں ہوگی وہ برتن کی تہ میں جم جائیگی اور بالکل صاف ہوجائیگا

ٹوٹے ہوئے پھول زیادہ دن تک تازہ رہ سکتے ہیں بشرطیکہ جس پانی میں وہ رکھے جاویں اُس میں تھوڑا سا کافور ڈالدیا جاوے۔

مہذّب دنیا میں سوئٹزرلینڈ ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں ایجادیں پیٹنٹ نہیں کرائی جاتی ہیں۔

یہہ عجیب بات ہے کہ امریکہ کے پہلے تین پریسیڈنٹوں نے بیوہ سے نکاح کیا ہے۔

مذہبی دُنیا پر نظر

موج بہار سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطالعہ سے بہت سے جدید فرقوں کا پتہ لگتا ہے ان فرقوں میں سے ایک فرقہ موج بہار بھی ہے جسکے شاید تین یا چار ممبر تھے + ایڈیٹر الحکم جن دنوں کینال ڈیپارٹمنٹ میں کام سیکھتا تھا اسوقت قصور میں اس فرقہ کے بانی منشی و حنیت رائے قانونی پیرد کار سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس فرقہ کے اصول بالکل نرالے اور عجیب ہیں۔ ہم ان فرقوں اور مذاہب کے پیدا ہونے سے محض اس لئے خوش ہیں کہ چونکہ یہہ مسیح موعود کا زمانہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور کوئی فرقہ مخفی نہ رہے کیونکہ مسیح موعود کا کام یہہ ہے کہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرے۔ اور جب تک کل ادیان میدان میں نہ ہوں غلبہ کلی کا ثبوت کمزور ہوجاتا ہے +

عیسائیوں کے بعض جدید فرقے امریکہ اضلاع متحدہ میں یادمن عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے جو ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ بیاہ کرنا جائز بتاتے ہیں اس فرقہ کی تعداد اسقدر بڑھ رہی ہے کہ ممالک متحدہ امریکہ کے بڑے بڑے ممبران خائف ہورہے ہیں۔

مادمن عیسائیوں کے فرقہ کا قائم ہونا بھی اسلام کی عظیم الشان فتح ہے کیونکہ عملی طور پر ضرور رجوع کرنا پڑتا ہے اس سے پہلے **طلاق** کا مسئلہ عملی طور پر لے لیا گیا اور قانون بنانا پڑا اور اب **کثرت ازدواج** کیطرف توجہ ہوئی۔ یہہ اسلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے جو اسقدر دور اقصاء مغرب میں جاکر ظاہر ہوا ہے۔ اور فی الحقیقت یہہ اس اظہار الدین کے آثار ہیں جو مسیح موعود کے ہاتھ پر مقدر ہیں۔ اور جسکی خوش کن ہوائیں چل رہی ہیں۔

اسلام کی اور فتح اسی طرح عیسائیوں کا ایک مذہبی فرقہ ملک کینیڈا میں پیدا ہوا ہے ان کا خیال ہے کہ کوئی شخص ایماندار نہیں رہ سکتا اگر وہ خدا کی اطاعت کے ساتھ ساتھ انسانی گورنمنٹ کی فرمانبرداری بھی اپنا فرض سمجھے وہ اُس کے لئے بائبل کا حوالہ دیتے ہیں۔ جہاں لکھا ہے کہ ایک انسان دو مالکوں کی تابعداری نہیں کرسکتا۔ انکا خیال ہے کہ انسانوں کو پوری آزادی ملنی چاہیئے۔ اس سوال پر کہ کیا وہ مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں . . . یا نہیں! جواب یہہ ملتا ہے کہ ساری دُنیا کے انسان خدا کی اولاد ہیں۔ اس فرقہ کا نام ڈوکھوبور ہے۔

اس فرقہ کی ان تعلیمات پر نظر کرکے بھی اسلام کی فتح ثابت ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم کی عظمت کا پتہ ملتا ہے بے شک بائیبل گورنمنٹ کی اطاعت کی تعلیم جیسا کہ مندرجہ بالا فرقہ کا اعتقاد ہے اس اصل سے ثابت نہیں ہوتی۔ یہ قرآن شریف ہی کو فخر ہے کہ وہ اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول کے پہلو بہ پہلو **اولوالامر کی اطاعت** کی تعلیم دیتا ہے اور پھر یہہ فخر ہمارے سیّد و مولا امام کو ہے جنے اولوالامر کی اطاعت کے حکم کے نیچے **گورنمنٹ برطانیہ** کی اطاعت کو رکھا ہے۔ ایسا ہی مسیح کو خدا کا بیٹا ماننے کے سوال کے جواب میں اس فرقہ کا وہی اعتقاد ہے جو اسلام کا ہے۔ کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا۔

ایسے اعتقادات کچھ اب بھی پیدا ہونے شروع ہوئے ہیں۔ جب کہ حضرت مسیح موعود کی نسیم دعوت اطراف عالم میں چلنے لگی ہے اور یہہ آثار و علامات ہیں اس کی کامیابی کے۔ اللھم زد فزد۔

وکیل بحوالۂ صحیفۂ بجنور لکھتا ہے کہ کھنڈوا ضلع نمار محلہ بمبی بازار میں ایک ایسا **تشویش ناک** واقعہ گذرا ہے جو آج تک کہیں سننے میں نہ آیا تھا شیخ کمال محمد خیاط کے اندرونی کمرہ میں کھلی ہوئی رحل پر جزدان میں بند کلام مجید رکھا تھا جسے شیخ مذکور نے ماہ رمضان میں تلاوت کرنے کے بعد وہاں رکھدیا تھا۔ ۱۱- اپریل کو بوقت شام اُس نے جو دیکھا تو بجائے کلام مجید کے راکھ اسی طرح رحل پر رکھی ہوئی تھی قرآن شریف تین جزدانوں کے اندر رکھا مع دو جزدانوں کے جلکر خاکستر ہوگیا۔ صرف اوپر کا جزدان بعض بعض جگہ سے بچا رہا اور رحل کو بھی کچھ کچھ آگ لگی تھی۔ یہہ نہایت پریشان ہوا اور اس کلام مجید کو لے کر برائے تعبیر مولوی صوفی جان صاحب میرٹھی کے پاس جو وہاں اسوقت ایک نامی پیشوائے دین ہیں آیا آپ یہ معاملہ دیکھکر چپ کے چپ رہ گئے۔ نامہ نگار موصوف لکھتا ہے کہ ہماری شامت اعمال سے ہند پر طاعون وغیرہ کی اور ہیبت ناک و بربادی بخش بلائیں تو نازل ہو ہی رہی ہیں۔ مگر یہہ کسی غیر معمولی قہر ربّانی کی نشانی معلوم ہوتی ہے۔ خدا خیر ہی کرے۔

ضروری اطلاع

معزز ناظرین الحکم کو معلوم رہنا چاہیئے کہ سنہ ۱۹۰۳ء کی پہلی چوماہی گذر چکی ہے اسوقت الحکم کا سالانہ چندہ بمد پیشگی ہر خریدار کا وصول ہوجانا چاہیئے لیکن ابھی تک ایک کثیر تعداد باقی ہے۔ بلکہ بہت سے بزرگ ایسے ہیں جن کے ذمہ بعض گذشتہ سالوں کا بقایا بھی ہے۔ ہم نے اس نمبر سے وی پی کا سلسلہ جاری کردیا ہے۔ جن بزرگوں کو ابھی تک وی پی نہیں پہنچے وہ منتظر رہیں۔ آج کل مطبع میں روپیہ کی سخت ضرورت ہے اگر وی پی کی رقم کی حساب فہمی کی ضرورت ہو تو وی پی بمد امانت رکھ کر یا بعد وصول تصفیہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ خریداران الحکم کا مستقل حساب کارخانہ کے ساتھ ہے۔

خاکسار مینیجر

مختصر نوٹ اور نکات

عالم مذاہب کے میدان میں اُسوقت کل مذاہب نکلے ہوئے ہیں اور ہر ایک بجائے خود کوشش کر رہا ہے کہ اپنی صداقت دوسرے مذاہب پر ثابت کرے۔ ان مذاہب کا میدان میں آنا اور ہر ایک کا بجائے خود اپنی سچائی کے اظہار کی سعی کرنا۔ صاف طور پر بتا رہا ہے کہ اس **اظہار الدین** کا وقت یہی ہے جسکے لئے فرمایا گیا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اگر کل مذاہب میدان میں نہ آتے اور ایک مدعی اُٹھ کر کہتا کہ میں مسیح موعود ہوکر آیا ہوں اور اسلام کو غالب کرنے آیا ہوں اسی صورت میں اس کا دعوی بلادلیل سمجھا جاتا اور اسے قبل از وقت قرار دیا جاتا مگر مذاہب کی عالمگیر جنگ نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت یہی وقت مسیح موعود کے آنے کا ہے اور ہم بشارت دیتے ہیں کہ وہ حق و حکمت کے ساتھ نازل ہوا ہے

لاھور کی آریہ سماج میں نیوگ اور طلاق کے مضمون پر طبع آزمائیاں ہو رہی ہیں۔ آریہ سماج نہیں معلوم نیوگ کے مسئلہ پر کس دل گردے کے ساتھ بحث کرنیکو آمادہ ہوتا ہے ہم نیوگ کے اعتراضوں کا کوئی جواب اسوقت تک سننا پسند نہیں کرتے جبتک آریہ سماج اس نیوگ کو عام نہ کر دے۔ کم از کم ایک فہرست ایسے ذی عزت سماجیوں کی شایع کرنی چاہیئے جنہوں نے نیوگ سے فائدہ اُٹھایا ہوا اور جب آریہ سماج اس قسم کے بیان میں کوئی عار نہ سمجھے گی اسوقت ہم سمجھ لیں گے کہ بیشک آریہ سماج کے نزدیک یہ مسئلہ حیاکش نہیں ہے جیسے بعض شاکت مت والوں کے نزدیک ان کے بعض افعال و حرکات خلاف شرم و حیا نہیں۔

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جبتک اُسپر کوئی رعب یا جلالی اقتدار کا سایہ نہ ہو وہ کسی حکم کا جوا اپنی گردن پر رکھ ہی نہیں سکتا یہی فطرتی اصول ہے جسکی بنا پر قرآنی تعلیم میں یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان و اعمال صالحہ کے نتایج اور ثمرات حسنہ کا وعدہ دیا ہے وہاں ہی حق کی مخالفت پر دنیا کے عذاب عظیم اور عقبیٰ کے عذاب الیم کی بھی دھمکی دی ہے اور دنیا میں اقتداری اور جلالی نشان دکھا کر آخرت کے عذاب الیم کے لئے ایک نمونہ قایم کیا ہے + یہی وہ اصول ہے جسپر ہر ایک مامور من اللہ کے مخالفوں کو عذاب الیم سے تنبیہ کی جاتی ہے۔ اس ایک اصل پر غور نہ کرتے ہوئے نادان حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اُس نے موت کی یا دشمن کی ذلت کی پیشگوئیاں کی ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون پر تدبر کرتے تو ایسے اعتراض کیلئے مُنہ نہ کھولتے

خدا تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے لوگ جو کبھی محدث مجدد حکیم۔ خلیفہ۔ نبی۔ رسول وغیرہ ناموں سے پکارے جاتے ہیں چونکہ دنیا میں ایک اخلاقی تبدیلی کے لئے آتے ہیں کیونکہ ان کے آنے سے پہلے دُنیا کی حالت مسخ ہوگئی ہوتی ہے اور شیطان کی حکومت کے نیچے لوگ ہوتے ہیں پس شیطان ایک خطرناک جنگ کا منصوبہ کرتا ہے اس لئے ان خدا کے رسولوں کی سخت مخالفت اور مزاحمت ہوتی ہے اس مخالفت کا راز اور سِرّ یہی ہے کہ چونکہ شیطان کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے اس لئے وہ جوش پیدا کرتا ہے + قوم اپنے باپ دادا کے مانے ہوئے اصولوں پر فدا ہوتی ہے اور وہ اپنے مسلمہ اعتقادات اور رسومات کے خلاف سُننے کی طاقت ہی نہیں رکھتی حمیّت جاہلیّت اور قوم کی تیغ الگ اُن کو قبول حق سے روکتی ہے۔ بداخلاقیاں۔ بدکاریاں۔ عیش و عشرت دنیا کے آرام ایک مصلح کی بات سننے نہیں دیتے اور ایک جنگ شروع ہو جاتا ہے۔ قوم چاہتی ہے کہ وہ مصلح خاموش ہو مگر وہ اُن تمام مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے یہی باطل اعتقادات اور رزائل فاسدہ کی تردید کرنے میں جرأت اور دلیری سے کام لیتا ہے جس سے جوش بڑھتا اور مخالفوں کا غضب بھڑکتا ہے۔ لیکن آخر خدا کا مامور اپنے فوق العادت استقلال اور خارق عادت عزم سے جیت جاتا ہے اور جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔

اسی اصل پر اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے مخالف اُٹھ کر فیصلہ کرنا چاہتے تو صفائی کے ساتھ امر حق کھل جاتا مگر اُنہوں نے نہیں چاہا کہ فیصلہ ہو + کسقدر زور لگایا گیا کہ وہ مسیح کی وفات کے مسئلہ پر زور نہ دے اپنی مسیحیت و مہدویت نہ منوائے۔ مگر اُس نے اُنکی باتوں کی ذرا پروا نہیں کی اس کے نزدیک جو حق تھا اور جو حق نے دیا تھا اُس نے نہیں چھوڑا جبتک دنیا کو منوا نہیں لیا مسیح موعود کا خارق عادت استقلال اور عزم ایک عظیم الشان معجزہ ہے اور منہاج نبوۃ پر ایک قوی برہان ہے اس کی سچائی کی مگر اس کے لئے جو دیدہ بصیرت رکھتا ہو ورنہ اندھے تو سورج کے وجود سے بھی انکار کر سکتے ہیں +

ضرورت امام کا سوال اکثر لوگ کر دیتے ہیں کہ کیوں ایک امام کی ضرورت ہوتی ہے؟ اس کا کافی اور تسلّی بخش جواب اسی نام کی ایک کتاب میں دیا گیا ہے۔ لیکن ہم ایک اور پیرایہ میں اسکا مختصر جواب دینا چاہتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ انسان میں آزادی اور خود سری کا جوش مخمر کیا گیا ہے لیکن با ایں جوش آزادی اس کی فطرت میں یہ بات بھی رکھی گئی ہے کہ وہ ایک مقتدر حکومت کے نیچے ہو کر چلنا چاہتا ہے اور یہی وہ راز ہے کہ تمدن اور تہذیب کے ساتھ ساتھ حکومت کی پخ بھی لگی ہوئی ہے ورنہ اگر آزادی اور خود روی و خود سری ہی کوئی نعمت اور دولت تھی یا انسان کی زندگی کا منشاء اور مدعا یہی تھا تو تہذیب و تمدن کی غایت یہی ہوتی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوتا؟ فساد فی الارض اور سفک الدم۔ اس لئے مہذب سے مہذب اور متمدن سے متمدن قوم نے بھی کسی نہ کسی پہلو سے اپنا ایک ہی لیڈر رکھا ہے جس کے حکم کے ماتحت وہ چلتی ہے۔ جو لوگ بادشاہ کا لفظ بھی سُننا پسند نہیں کرتے اور جمہوری حکومت کی برکات کا اعلان کرتے ہیں وہ گو کسی بادشاہ کے تابع نہ ہوں لیکن اپنی جمہوری حکومت کا پریسیڈنٹ انکو بھی بنانا ہی پڑا ہے اسی طرح عملی طور پر دیکھو کہ کوئی مجلس کوئی کمیٹی کوئی نظام بدوں اس کے نہیں چلتا پس جب اس انتظام ظاہری میں انسان بالکل بے نیاز نہیں ہو سکتا اور کسی نہ کسی کے ماتحت ہو کر ہی چلنا پڑتا ہے۔ اسی طرح پر روحانی نظام اور باطنی حکومت میں بھی ایک خاص فرد کا ہونا لازمی امر ہے۔ یہی وہ خاص فرد ہے جو امام۔ خلیفہ۔ مجدد محدث۔ نبی یا رسول کے لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ اب یہ تو فطرتی اور طبعی تقاضا ہے اس کے خلاف کوئی کیا لکھ سکتا ہے؟ -

ارشادات اور ہدایت خلق اللہ کیلئے

جو لوگ مامور نہیں ہوتے خواہ وہ مکالمات الٰہیہ سے بھی مشرف ہوں اور ایسے بہت لوگ ہیں جو ہوتے ہیں اُن پر **امام** کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ کیونکہ اُن کو وہ کمالات نہیں دئے جاتے جو امام کو دئے جاتے ہیں یہ امر دیگر ہے کہ وہ ولی ہوں یا ابدال ہوں۔

روح اللہ و کلمۃ اللہ کی حقیقت

جب انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے ہدایت پاکر دنیا دون حق اور حقانیت کیطرف ترقی کرتا ہے اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا ہے تو آخر انتہائی نقطہ اُس کے تصفیہ نفس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ بکلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانیہ سے باہر آکر اور جسم کو جو تخت گاہ نفس ہے کثافت جسمانیہ کو دہو کر ایک مصفا قطرہ کی طرح ہو جاتا ہے اسوقت وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں فقط ایک روح مجرد ہوتا ہے جو گداز نفس کے بعد باقی رہجاتا ہے اور اطاعت کاملہ مولیٰ میں ملائک سے ایک مشابہت پیدا کر لیتا ہے تب اس مقام پر پہنچکر عند اللہ اسکا حق ہوتا ہے جو اسکو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا وے یعنے جب انسان تبتل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کرے جو فقط روح رہ جاوے تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک روح اللہ ہو جاتا ہے اور آسمان میں اُس کا نام عیسیٰ رکھا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اُسکو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا سایہ اسکو وہ پیدائش عنایت کرتا ہے پس درحقیقت تزکیہ اور فنا فی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اسقدر تجرد حاصل کرے کہ فقط روح ہی رہجاوے یہی مرتبہ عیسویت ہے جسکو خدا چاہتا ہے عطا کرتا ہے +

رقیمۃ الوداد فی لقاء بخیر العباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدہٗ و نصلی

محب مکرم حضرت مولوی محمد حسین صاحب ابو سعید سلمہ اللہ تعالیٰ۔
بعد السلام علیکم خاکسار محمد احسن امروہی آپ کی خدمت عالی میں چند سطور ذیل گذارش کرتا ہے وھی ھذا ؎

ولقد اسفت علی تفرق شملنا
اسفا افاض الدمع من اجفانی

حضرت مولوی صاحب اگرچہ یہ شب ہجر و فراق جو خاکسار اور جناب کے مابین واقع ہوئی ہے اُس کی مدت ایک پورے قرن کی منقضی ہو چکی ہے تاہم بحکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کے مجھکو اس شب ہجر کے صبح ہونے سے بالکل یاس بھی نہیں ہوئی ہے و لنعم ما قیل ؎

قرنہا باید کہ تا از فضل حق پیدا شود
بایزید ے در خراساں یا اویسے در قرن

ظاہر بینوں کی نظروں میں تو یہی امر متحقق ہے کہ دامن اس شب ہجر کا اسقدر طویل الذیل ہے کہ اس عالم میں اختتام کو نہ پہونچے گا اور فی الحقیقت ظاہر بھی یہی ہے کیونکہ ؎

سہ چیز است آنکہ پایانے ندارد
شب من ہجر من افسانۂ من۔

مگر میں اُسی آیت کریمہ مذکورہ کو نصب العین لیا کرکر مکرر عرض کرتا ہوں ؎

واقول للحساد موتوا حسرتا
واللہ انی قد بلغت امانی

اب اس جگہ پر بعض سبب بلوغ امانی کے کچھ مختصر التحریر کرتا ہوں وھو ھذا
آپ کو یاد ہوگا کہ جس زمانہ میں اُفق لاہور سے اشاعۃ السنۃ کا چاند طلوع ہونیکو تھا اور ابھی تک پورا طلوع نہ ہوا تھا تو اس خادم قدیم نے ایک ایسا مصباح الادلہ روشن کیا تھا جو باذن اللہ و حولہ یخرجھم من الظلمت الی النور کا مصداق ہو گیا تھا و الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ وہی قمر اشاعۃ السنۃ کا اپنے افق سے طلوع بھی ہوا اور پھر اپنے درجہ کمال کو بھی پہونچا حتی کہ بتقدیر اللہ تعالیٰ کچھ ایسے اسباب سماوی و ارضی جمع ہو گئے کہ اب وہ قمر ہر طرح سے درجہ سلخ اور مرتبہ افول کو پہنچ گیا ہے وکان امر اللہ قدرا مقدورا

اب اُس پر علاوہ یہ ہوا کہ جس افق یعنی شہر لاہور سے یہ قمر اشاعۃ السنۃ کا طلوع ہوا تھا اب اُسی افق سے گرد باد اضاعۃ السنۃ چکڑالوی کسی کی شومی اعمال سے پیدا ہو گئی ہے نہیں معلوم کہ یہ گرد باد کس کس غبی کی آنکھ میں پڑ کر اُن کو اندھا کر دیگی۔ چھٹ بھیا چٹو وغیرہ تو اس تاریکی گرد باد میں پڑ کر چکر میں آہی گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب فرمایئے کہ ایسے فتنہ عظیمہ کے وقت میں بھی کیا آپ کا اور خاکسار کا یہ فرض منصبی نہیں ہے کہ ہر دو باہم متفق ہو کر پھر اُسی قمر سنت نبوی کے لیے تضرع و زاری کے ساتھ دعائیں بھی کریں اور اس ظلمات گرد باد کے صدمہ سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنے قوائے علمیہ عطیہ آلٰہیہ سے بھی حتی الوسع کام لیویں ایسے وقت میں سلف صالح کا متفق اور متحد ہو جانا باوجود باہمی سخت اختلاف کے مقابل میں مخالفین اسلام کے کیا آپ کے پیش نظر نہیں ہے جو اس امر اسلامی میں ہم اور آپ متفق نہ ہوں تاکہ چکڑالوی اس گرد باد کے چکر میں خود ہی فبہت الذی کفر کا مصداق ہو جاوے اور پھر یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا کی فریاد خود اُس کی زبان حال یا قال سے مسموع ہونے لگے اور غافلوں پر واضح ہو جاوے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر صراط مستقیم ہے لاغیر اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔ اور ثابت ہو کہ چکڑالوی کے تمام خیالات شیطانیہ محض غلط در غلط ہیں اور وساوس الخناس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے قل اعوذ برب الناس ملک الناس الہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس اگرچہ ابھی خاکسار نے اس ضلالت کے چکر میں گرفتار چکڑالوی کی کوئی تحریر نہیں دیکھی جو اُسکے رد کیطرف توجہ کرتا مگر بتواتر سُنا گیا ہے کہ یہ شخص اُس رحمت آلٰہیہ سے بالکل محروم ہو گیا ہے جو آیت ورحمتی وسعت کل شئی فساکتبھا للذین یتقون الی آخر الآیت میں مندرج ہے۔ کیسا غضب ہے کہ یہ شخص اُس رسول نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کو احکام اتباعیہ شرعیہ میں معلم کتاب اللہ نہیں مانتا جس کی شان میں یعلمھم الکتاب و الحکمۃ خود قرآن مجید میں وارد ہے اور اُس سنت رسول اللہ کو مبین نہیں سمجھتا جس کی نسبت آخر اس آیت ذیل میں فرمایا گیا ہے ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرانہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ اور کسی جگہ پر ارشاد کیا گیا ہے الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورات والانجیل کیا سیاق و [illegible] ت ہذا سے ثابت نہیں ہے کہ تمام تفاصیل معتقدات و اعمال و اخلاق و مقامات میں اتباع اُس رسول نبی امی کا ضرور ہے ورنہ پھر رحمت آلٰہیہ سے کسیکو حصہ نہیں ملیگا اور نیز ارشاد ہوا ہے یامرھم بالمعروف و ینھاھم عن المنکر کیا اس آیت سے یہ امر ثابت نہیں کہ ہر ایک معروف شئے کا وہ نبی الرحمۃ امر فرماتا ہے جو تمام خیر دین و دنیا کو مشتمل ہے اور ہر ایک منکر سے روکتا ہے جس سے تمام شر دفع ہوتے ہیں پس جو جو معروف و منکر سنت صحیحہ مرفوعہ متصلہ میں آگئی ہیں کیا وہ واجب العمل والاخذ نہیں ہیں؟ کلا ثم کلا۔ یہ کیسا جہل ہے کہ شارع علیہ السلام کو شارع نہیں جانتا حالانکہ ارشاد ہوا ہے ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبائث پس جس اشیا کی حلت سنت طیبہ میں موجود ہے وہ سب خبائث میں داخل ہیں۔ کیونکہ وہ سب محرمات بحکم ثم ان علینا بیانہ کے بواسطہ اُس رسول نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبین ہو چکی ہیں۔ افسوس کہ یہ شخص اس مقتدا اور مطاع مطلق کے اتباع سے انکار کرتا ہے جس کے واسطے ارشاد ہوا ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر اور نیز ارشاد ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ اسوقت بن موجود نہیں ہیں جو اپنے ملحد کو یا داش سکے کردار و گفتار کی ملجا لی۔ اور نیز فرمایا گیا من یطع الرسول فقد اطاع الله اور پھر ارشاد ہے کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور نیز ارشاد ہے قل یایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا الذی له ملك السموات والارض لا اله الا ھو یحیی ویمیت فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یومن بالله وکلماته واتبعوه لعلکم تھتدون۔ اب فرمائیے کہ کوئی شخص بغیر اتباع سنت اُس رسول نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کے کیونکر ہتدی ہو سکتا ہے کیا اُسکو نہیں معلوم کہ اُس نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے لیے فرمایا گیا ہے کہ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم اور اسی کی اتباع کے لیے ارشاد ہے ما اتاکم الرسول فخذوه وما نھاکم عنه فانتھوا۔

مولوی صاحب اگر سنت رسول کوئی چیز نہ تھی تو اس قسم کی صدہا آیات خود قرآن مجید میں کیوں مندرج ہوئیں اور اگر سنت نبویہ کا اتباع جو بتعامل و نیز بتعلیم و تعلم وقتاً فوقتاً سلسلہ وار اُمت میں چلا آیا ہے بعذر مانے بار دہ کذا وکذا غیر ممکن تھا تو پھر تکلیف ما غیر ممکن اور مالا یطاق کے ہمکو اللہ تبارک و تعالٰے نے کیوں مکلف فرمایا کیوں کہ حکم الٰہی کے خرافات کے بموجب تو نبی امی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نہ مبین قرآن مجید میں اور نہ معلم کتاب اللہ اور نہ متبوع اور مقتدا اور نہ شارع شریعت اسلامیہ محلل طیبات اور نہ محرم خبائث وغیرہ وغیرہ پھر آنحضرت کی طرف ان تمام مسندوں کی اسناد کیونکر ہو سکتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان تمام مسندوں کے مسند الیہ کیونکر ٹھہر سکتے ہیں۔ ایضاً قال الله تعالٰے وانزل علیك الکتب والحکمة وعلمك مالم تکن تعلم وکان فضل الله علیك عظیما۔ اس آیت میں علاوہ انزال کتاب اللہ کے انزال حکمت کا بھی مذکور ہے یہاں پر ہم حکمت کی تعین میں بحث نہیں کرتے کہ وہ سنت نبوی ہے یا کچھ اور ہے بلکہ اس آیت کی تفسیر میں یہہ کہتے ہیں کہ آیت ہذا میں تیسرے درجہ میں یہہ تعلیم ہے جو انزال کتاب اور حکمت کے علاوہ ہے جسکو فضل عظیم سے ختم فرمایا گیا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ تیسری چیز جو علاوہ انزال کتاب اور حکمت کے ہے وہ کیا ہے اور بقا اُس کا اس عالم میں قیامت تک ہے یا نہیں۔ بشق ثانی کان فضل الله علیك عظیما کے منافی ہے اور بشق اول وہ کونسا علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اب باقی الی قیام الساعت ہے جسکو فضل عظیم کہا جاوے جواب اس کا بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ علم رسول باقی الی قیام الساعہ جو مصداق وکان فضل الله علیك عظیما کا ہو سوائے سنت صحیحہ کے جس کے تمام تفاصیل قرانی اور شرائع اسلامیہ کی تعلیم موجود ہے اور اُسکی حفاظت کے لیے سلسلہ تعامل اور نیز سلسلہ تعلیم و تعلم اس اُمت میں برابر چلا آتا ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جملہ لم تکن تعلم قرآن مجید میں موجود ہے مگر اُسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسی چیز ہے کہ صرف اجتہاد کے قوائے بشریہ سے اُس کا علم حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ محض اللہ تعالٰے کی طرف سے اُس کی تعلیم وہبی طور پر نہ ہو اسلیے اُسکو انزل کے تحت میں داخل نہیں فرمایا بلکہ طرز اسلوب نظم قرآنی کا تبدیل فرما کر اسطرح ارشاد کرنے کی ضرورت ہوئی کہ علمك مالم تکن تعلم یعنی کل وہ چیز بھی تجکو وہبی طور پر تعلیم کر دی جو تو اپنے اجتہاد قوای بشریہ سے اُس کا علم صرف کتاب کی تعلیم سے حاصل نہ کر سکتا تھا بلکہ وہبی طور پر محض تعلیم ربانی سے اُس کا علم تجکو حاصل ہوا۔ ہاں یہ امر بھی ہمکو مسلم ہے کہ یہ علم سنت نبویہ کا مغائر قرآن مجید کے ہونا غیر ممکن ہے اور یہی فضل عظیم ہے کہ جن چیزوں کا علم اجتہاد بشری سے خارج ہو وہ بطور وہبی کے اللہ تعالٰے کی طرف سے مطابق کتاب اللہ تعلیم کیا جاوے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ تمام احکام متعلق اعتقادات و اخلاق و اعمال و حشر و نشر و برزخ وغیرہ جو سنت نبویہ میں صحیح طور پر ثابت ہیں وہ منجانب اللہ تعلیم الٰہی ہیں جو وحی غیر متلو ہے اور شق ثانی قرآن مجید کا ہے۔ صدق الله ورسوله ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب الله وسنة رسوله ما دام فی الموطا اور اسی نبی امی کے مطاع مطلق ہونیکی اثبات کے لیے امور تشریعیہ میں فرمایا گیا ہے اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم تومنون بالله والیوم الاخر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امور تشریعیہ میں مطاع مطلق نہیں ہیں تو پھر ردوا الی اللہ والی الرسول کے کیا معنی ہونگے مولوی صاحب یہ شخص علاوہ انکار و تکذیب ان آیات بینہ کے تمام اون علوم حقہ دینیہ کو ضائع اور باطل کرنا چاہتا ہے جن سے امت مرحومہ کو تمام امتوں پر فخر اور شرف حاصل ہے یہ بات جُدی ہے کہ کسی فرد کامل نفس قدسی کو بعض علوم مدونہ کی حاجت نہ ہو جیسا کہ آپ نے ریویو براہین میں محرر فرما دیا ہے بعد ملاحظہ ان سطور کے فرمائیے کہ تفاصیل اعتقادات ایمانیہ و تفاصیل جملہ اعمال دینیہ اسلامیہ و نیز تفاسیر اخلاق و مقامات احسانیہ عام طور پر کافۃ للناس کو بغیر نمونہ کے کسطرح معلوم ہو سکتے ہیں جن سب کی تبلیغ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نمونہ بنکر بخوبی فرمادی جو سنت نبویہ میں موجود ہیں اور مکذبان تمام مسائل اسلامیہ مندرجہ سنت نبویہ کا کیا جواب دیوینگا اس آیت کا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کیونکہ یہ تمام مسائل جو سنت صحیحہ میں مفصل اور مشرح موجود ہیں قرآن مجید میں بایں تفصیل و تشریح کہاں مذکور و مزبور ہیں ہاں یہ مسئلہ ضرور بالضرور صحیح ہے کہ

وکل العلم فی القران لکن
یہ بھی تو مسئلہ لا جواب ہے کہ
تقاصر عنه افھام الرجال

پس بالضرور قرآن مجید سے اکثر علوم و مسائل دقیقہ کے سمجھنے میں ہم محتاج ہیں کسی ایسے معلم کامل کے جسکو وہ علوم دقیقہ بطور وہبی کے منجانب اللہ تعلیم کیے گئے ہوں۔

مولوی صاحب ہمارے اور آپ کے درمیان آجتک ان احکام شرعیہ اتباعیہ معاملہ میں کوئی تھوڑا سا بھی اختلاف نہیں ہوا ہے صرف چند احادیث پیشگوئیوں کے فہم میں اور انکو اصلی معانی سمجھنے میں کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے جنکو قطع نظر اس کے کہ ان میں مجاز اور استعارات کو بھی دخل ہوتا ہے ارکان اسلام و اخلاق و اعمال کی بجا آوری میں کچھ تعلق نہیں اور

بعد امعان نظر اور غور کر نیکے یہ اختلاف غیر معتد بہ رفع بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ انصاف اور تقوی اللہ مرعی رہے کما ثبت فی محلہ الحاصل بعد اللتیا والتی خاکسار آپ سے بالمشافہ شرف ملاقات حاصل کرنا چاہتا ہے اس غرض سے کہ اس فتنہ و فساد چکڑالوی کے دور کرنے کے لیے مشورہ کرے اور بیجا چکڑالوی کی اضاعۃ السنۃ کے بجائے اشاعۃ السنۃ النبویہ قائم کی جاوے خصوصاً ایسی حالت میں کہ قمر اشاعۃ السنۃ کا اسوقت افول کے درجہ پہ پہونچگیا ہے تا کہ بحکم اول آخر نسبتی دارد کے خاکسار کیطرف سے پھر وہی خدمت جو اول ہوئی تھی آخر میں بھی واقع ہووے

کے دہد دستا ینغرض یارب کہ ہمدستان شوند
خاطر مجموع ما زلف پریشان شما

تنبیہ برائے فرقۂ چکڑالوی

واضح ہو کہ ایسے ملحدوں کے تمسکات بیجا اس قسم کی آیات سے ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ نزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ مگر اس قسم کی آیتوں سے سنت متعاملہ نبویہ کے ترک کے لیے استدلال کرنا محض باطل ہے اور یہ مصداق اس تمسک بیجا کا ہے کہ کوئی سفیہ ترک صلوۃ پر لا تقربوا الصلوۃ سے تمسک کرے کیونکہ اول تو بقرائن سیاق و سیاق آیت مذکورہ کے ظاہر ہے کہ اس میں لفظ لکل شئ سے وہ امور مراد ہیں جو متعلق شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں کیونکہ ذکر شہادت رسول کا سیاق آیت میں مذکور ہے کما قال اللہ تعالی یوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم من انفسہم وجئنا بک شہیدا علی ہؤلاء ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ وھدی و بشری للمسلمین۔ اور ثانیاً یا وہ معارف واحکام واخبار متضمن ہدایات و رحمۃ و بشری مراد الٰہی ہیں جو مبین قرآن مجید اور معلم کتاب اللہ نے اپنے عملی نمونہ اور نیز اقوال سے مشرح طور پر استنباط کتاب الٰہی سے ہی کر کر بیان اور تعلیم فرمائی ہیں جسپر الفاظ ہدی و رحمۃ و بشری دلالت صریحہ کر رہی ہیں لہذا اللہ تبارک و تعالے کی تعلیم و ہمی کی وجہ سے کتاب اللہ بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبیانا لکل شئ ہو گئی ہے تو معانی حاصل اس آیت کے یہ ہوئے کہ کتاب اللہ معہ فہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسکو دوسرے لفظوں میں سنت نبویہ کہہ سکتے ہیں وہ سکے تمام مقاصد اسلام کے حاوی اور جامع ہے اور نور علی نور ہو کر تبیانا لکل شئ واقع ہوئی ہے نہ یہ کہ ہر ایک شخص کی نسبت تبیانا لکل شئ ہے

کلاہ خسروی و تاج شاہی
بہر کل کے سزد حاشا و کلا

اور ان معانی پر کلام بلاغت نظام نزلنا علیک الکتاب دلالت کر رہا ہے یعنی یہ کہ اس شرط حیثیت کے ساتھ تبیانا لکل شئ ہے کہ بقید نزلنا علیک کے مقید ہو ہاں البتہ چونکہ مراتب اتباع نبوی کے متفاوت ہیں لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفا اور نواب بھی ان معارف اور دقائق کے سمجھنے میں متفاوت الدرجات ہیں من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ اور یہ معنی کیونکر ہو سکتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر کم نصیب چکڑالوی تک متساوی طور پر یہ کتاب اللہ تبیانا لکل شئ ہے اور جبکہ مشاہدہ واقع ہے کہ تمام اغبیا واغنیا وانہ کیا بھی متساوی الدرجہ فہم کتاب اللہ میں نہیں ہیں تو پھر چکڑالوی کے لیے کیونکر تبیانا لکل شئ ہو سکتی ہے قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب اور ثالثاً لفظ شئ جو مصدر بمعنی مفعول کے ہے جیسا کہ خلق بمعنی مخلوق کے ہے اس سے یہاں پر وہ امور مراد ہیں جنکی تبیان کا ارادہ اللہ تعالے نے اس کتاب میں کیا ہے دیکھو کتب معتبرہ لغات کو جس میں لکھا ہے فالشئ فی حق اللہ بمعنی الشائی وفی حق المخلوق بمعنی المشئ پس جن امور اور مسائل کا بیان یا ذکر تفصیلی اُن کا قرآن مجید میں مصالح وحکم الٰہیہ ارادہ الٰہیہ میں نہیں تھا بلکہ بذمہ معلم کتاب اللہ کے مراد الٰہی میں بمصالح وحکم مقرر ہو چکا تھا اُن کا بیان فعلی یا ذکر تفصیلی خلاف مراد الٰہی کتاب اللہ میں کیونکر ہو سکتا تھا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا انی

قولہ علیہ السلام وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاہلی ولا کل ذی ناب من السباع ایضاً صدق نبیہ ورسولہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی ہذا القرآن الا وانی واللہ قد امرت ووعظت عن اشیاء انہا لمثل القرآن او اکثر کما فی المشکوۃ ملتقطا افسوس کہ جس چیز سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکید سے منع فرمایا تھا اُسکو بعض لوگوں نے اپنا مذہب قرار دے لیا اور کیونکر نہ قرار دیا جاتا کہ شارع علیہ السلام کی نواہی میں ایک لطیف اشارہ اُس منہی عنہ کے وقوع پر بطور مفہوم مخالف کے ہوا کرتا ہے لہذا یہ پیشگوئی مخبر صادق کی اب واقع ہو گئی۔ عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ رواہ احمد وابو داود والترمذی وابن ماجہ والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ۔ کبھی بعض چکڑالوی حدیث بریرہ وغیرہ سے تمسک کیا کرتے ہیں مگر اُن لوگوں کو علم دین سے کچھ بھی مس نہیں کیونکہ اس قسم کے جملہ امور جو طبعیہ بشریہ اور جبلت انسانیہ سے ہیں وہ خارج عن التشریع ہیں جنکو تشریع شارع سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ حرکات جسدیہ اور قیام فی بعض الاوقات اور قعود فی بعض الاوقات الاخری اور نوم و یقظہ وغیرہ وغیرہ یہ امور متعلق جبلت انسانی واجب التاسی اور واجب الاتباع نہیں ہیں اور بحث فیہ یعنی تشریع شارع سے خارج ہیں بلکہ گفتگو یا تو عبادات و تقربات الٰہیہ میں ہے یا اُن معاملات میں جنکی تشریع کے لیے بغرض اصلاح انسان و رفع فساد دینی و دنیوی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مبعوث ہوئے ہیں اور امور جبلیہ انسانیہ تو خارج از بحث ہیں گو بعض آئمہ ان کے مستحب اور غیر مستحب ہونے میں بھی مختلف ہیں۔ الحاصل یہ لوگ تو قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو کیا سمجھ سکتے ہیں

جب کہ اتنی بات بھی نہیں جانتے کہ متکلم بلیغ
کا کلام بموجب مقتضائے حال مخاطب کے
ہوا کرتا ہے نہ کہ مخالف مقتضائے حال مخاطب
کے بھلا جو مسئلہ مخاطبین کو بتعلیم معلم کتاب
اللہ اور مبین قرآن مجید کے معلوم ہو چکا ہے
یا اللہ تبارک و تعالیٰ کو اسلئے اظہار عظمت
اپنے نبی کریم کے یہی منظور ہے کہ فلاں
فلاں مسائل بذریعہ معلم کتاب اللہ کے
تعلیم کی جائے گی تاکہ باقتدا و تاسی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صیغہ اجتہاد
و استنباط کا بھی قیامت تک جاری
رہے اور دیگر علوم دینیہ اور کشفیہ بھی
ضائع نہ ہو جاویں۔ جس کی ترقی علوم
اور ترقی تصفیہ و تزکیہ اذہان امت
کے وقتاً فوقتاً ہوتی رہے۔ وغیرہ وغیرہ
من الحکم و المصالح کما قال اللہ تعالیٰ
یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین
اوتوا العلم درجات تو پھر اس کا
تبیان باطناب یا ذکر بالتفصیل متکلم
بلیغ کے نزدیک بالضرور ایک لایعنی
امر ہے بلکہ مضر ہے جس سے امت بالکل کورن
ہو جاوے گی پھر وہ متکلم بلیغ اپنی کتاب
فصیح بلیغ میں ایسے امور معلومہ مسلمہ
معہودہ مخاطبین کو کیوں بیان کرے گا یا صیغہ
اجتہاد و استنباط کو جو معراج ترقی امت ہے کیونکر
برباد کرے گا کہ بصورت اول اس بیان سے
کوئی فائدہ جدیدہ مخاطب کو حاصل نہ ہوگا اور نہ
کوئی مطلب جدید معلوم ہوگی لہٰذا اس صورت
میں کلام متکلم بلیغ کا غیر مفید بھی ہوگا اور
نیز خلاف مقتضائے حال مخاطب اس کا
کلام ہو جاوے گا جو موجب ہی غیر فصیح اور بلیغ
ہونے کو خصوصاً وہ کلام جو حد اعجاز بلاغت
کو پہنچا ہوا ہے اور کلام الملوک ملک الکلام
اسکی شان ہے اور بشق ثانی تضییع علوم اور کشوف اور
اضاعۃ صیغہ اجتہاد و استنباط کے لازم آویگی
جو محض خلاف حکمت حکیم مطلق کے ہے
زیادہ زیادہ ہے باتیں تو کچھ اور بھی تھیں
مگر استعجال قاصد کے سبب ارتجالاً لکھا گیا
بار باقی صحبت باقی والباقی عند التلاقی

مستعجلست قاصد وقت دگر بگویم
آنجب اگر بپرسد تفصیل ماجرا را

والسلام خیر ختام مورخہ ۲۷ اپریل
۱۹۰۳ء

رقیمۃ الودادو کا بقیہ الحکم کی اگلی اشاعت میں شائع ہوگا
(ایڈیٹر)

بیعت

اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق

محمد نور صاحب ساکن دتہ خیل
غلام رسول صاحب ۔ محمد ایوب صاحب ۔ داؤد صاحب
فیض اللہ صاحب ۔ عبد اللہ جان صاحب ۔ محمد کریم صاحب
محمود صاحب ۔ فیض محمد صاحب ۔ شان بی بی
آمنہ بی بی ۔ عبد الحی صاحب ۔ اسحٰق صاحب
اسمٰعیل صاحب ۔ سلیمان صاحب ۔ محمد کریم صاحب
محمد شان صاحب ۔ ہارون صاحب ۔ یوسف صاحب
رحمۃ اللہ صاحب ۔ آدم صاحب ۔ اسحٰق صاحب
علم خان صاحب ۔ سراج الدین صاحب ۔ عبد الغفور صاحب
ابوبکر صدیق صاحب ۔ الیاس صاحب ۔ محمد ابراہیم
صالح صاحب ۔ زکریا صاحب ۔ نیک محمد صاحب
صدر الدین صاحب ۔ عبد الکریم صاحب ۔
لبندا صاحب چوکیدار ۔ مانگا
چودھری جیوا صاحب
محمد عمر خان صاحب ۔ بستی علیخان ریاست پٹیالہ
سردار صاحب صیقل گر ۔ پٹیالہ
مولوی محمد نادر خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ جیندوی
مسماۃ راحن زوجہ چوہڑ ۔ قلعہ دیدار سنگھ
کرم علی صاحب
شیخ تھوو صاحب ۔ بنوڑ ۔ پٹیالہ
عبد الوہاب صاحب
برکت علی صاحب ۔ سلطانپور کیوبخلہ
محمد حسین صاحب
عبد الرحمٰن صاحب ۔ کوٹ لدھا سیالکوٹ
ابراہیم صاحب کشمیری
انعام اللہ صاحب ۔ قلعہ دیدار سنگھ ۔ گوجرانوالہ
منشی اللہ دتا صاحب مدرس
مرتضیٰ صاحب ۔ اہلیہ ۔ محمد عالم صاحب
محمد فاضل صاحب ۔ راجہ صاحب ۔ بی بی فاطمہ
حسین بی بی ۔ حبیب الرحمٰن صاحب
شیخ عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر اصل باشندہ
پشاور حال سنجاوری کوٹ بلوچستان
حافظ امیر خانصاحب بازار موچیاں راولپنڈی
سلطان محمد صاحب
بی بی کرم النساء زوجہ نبی بخش صاحب سررشتہ دار
ضلع لاہور چوک متی
فضل الدین صاحب ملٹری ورکس ۔ راولپنڈی

جان محمد صاحب تحصیل اجنالہ ۔ امرتسر
بوٹا صاحب ۔ محمد بخش صاحب اسمٰعیل صاحب دل محمد صاحب
بڈھا صاحب ملٹری پولیس پٹالین اپر برہما
پیر بخش صاحب ۔ جہلم
میر محمد صاحب ۔ نور احمد صاحب محمد بخش صاحب
اہلیہ بوٹا صاحب اہلیہ اسماعیل صاحب اہلیہ دل محمد صاحب
غلام رسول صاحب ۔ فاطمہ بی بی بنت رحیم بخش صاحب
دولت بی بی بنت ۔
الدین صاحب طالب علم سوکریاں خورد ۔ سیالکوٹ
اہلیہ غلام محی الدین لاہور
عظمت بی بی ۔ اہلیہ امیر علی ۔ نامہ منٹگمری
ولایت بی بی بنت ۔ احمد علی صاحب ۔ محمد علی صاحب
کرم الدین صاحب ۔ چونیاں ۔ لاہور
اہلیہ ۔ احیا کی بی بی بنت ۔ مریم ۔ نورانی
نور دین ۔ گل محمد پسر ۔ دل محمد پسر
ابراہیم صاحب ۔ اہلیہ ابراہیم صاحب ۔ محمد صدیق
صاحب ۔ حسن بی بی صاحبہ ۔ فاطمہ بی بی
چودھری بوٹا صاحب نو مسلم ۔ (شہین)
زوجہ ۔ لونڈا صاحب ۔ رمضان صاحب
واہگو صاحب ۔ راجو صاحب ۔
فضل الدین صاحب امرتسر
رحمت علی صاحب نمبردار ۔ تکونڈی لودیانہ
محمد حسین صاحب مدرس ریاضی گورنمنٹ سکول نابالہ
محمود حسن صاحب ولد محمد حسن صاحب
احمد حسن صاحب
چودھری سلطان عمر خانصاحب ۔ ہوشیارپور
علی بخش صاحب ۔ کہار ۔ متصل قادیان
احمد صاحب ۔ نواں پنڈ
شہاب الدین صاحب ۔ چراغ صاحب
بڈھا صاحب ۔ ننگل ۔ خیر الدین صاحب
کالو صاحب
تھوہ صاحب
عصمت اللہ صاحب قادر آباد
روڈا صاحب
فضل قادر صاحب ۔ فیض اللہ چک قریب قادیان
فرزند علی صاحب ۔ نور محمد صاحب ۔ زوجہ
حاکم علی صاحب ۔ زوجہ ۔ فضل بی بی دختر ۔
عصمت دختر
برکت صاحب
ابراہیم صاحب ۔ کاکو وال
رقیہ بی بی زوجہ ۔ بی بی سکینہ ۔ بی بی خدیجہ
کریم بخش صاحب ۔
زوجہ کریم بخش صاحب

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی ...

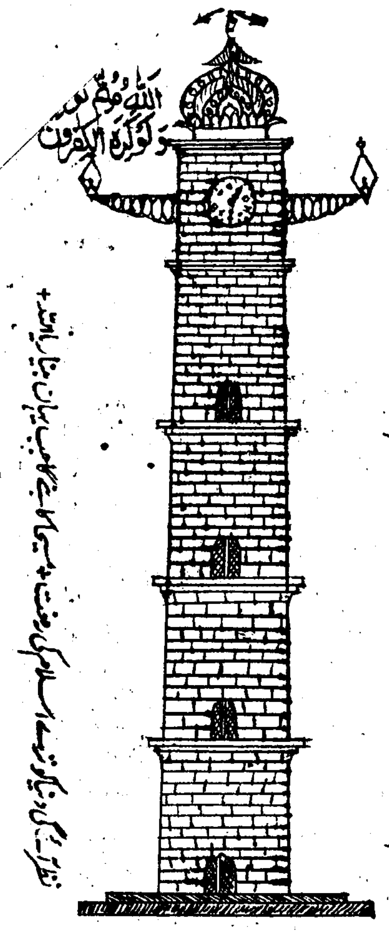

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷	۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۱ھ روز یکشنبہ	نمبر ۱۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

اعجاز التنزیل

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان پیشگوئیوں کا ظہور جو اس سلسلہ کی صورت مین ہوا ہے تو کیا یہ چھوٹی سی بات ہے یہ سلسلہ بہت بڑی پیشگوئی کا پورا ہونا ہے جو تیرہ سو سال پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لبون پر جاری ہوئی اس قدر مدت دراز پہلے خبر دینا یہ قیافہ شناسی اور اٹکل بازی نہین ہو سکتی اور پھر یہ پیشگوئی اکیلی نہین بلکہ اس کے ساتھ ہزارون وہ آیات و نشانات ہین جو اس وقت کے لئے پہلے سے بتا دئے گئے تھے۔ اور ان سب کے علاوہ اللہ تعالے نے خود یہان ہزارون نشانات کا سلسلہ جاری کر دیا چنانچہ کئی سو پیشگوئیان پوری ہو چکی ہین۔ جو قبل از وقت ملک مین شایع کی گئین اور پھر وہ اپنے وقت پر پوری ہوئی ہین۔ جن کو ہمارے مخالف بھی جانتے ہین اب کیا قرآن کریم کا معجزہ اور اس کی پاک تعلیم کا نتیجہ اور اثر نہین ہے؟ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تاثیر انفاس کے ثمرات نہین؟ ماننا پڑے گا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی طفیل ہے۔ کیونکہ یہ مسلم بات ہے۔

خارقے کز ولی مسموع است
معجزہ آن نبی متبوع است

اس لئے جس قدر یہ نشانات اور آیات یہان ظاہر ہو رہی ہین یہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خوارق اور معجزات اور پیشگوئیان قرآن شریف ہی کی پیشگوئیان ہین کیونکہ آپ ہی کی اتباع اور قرآن شریف ہی کی تعلیم کے ثمرات ہین + اور اس وقت کوئی اور مذہب ایسا نہین ہے جس کا پیرو اور متبع یہ دعوے کر سکتا ہو کہ وہ پیشگوئیان کر سکتا ہے یا اس سے خوارق کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے اس پہلو سے قرآن شریف کا معجزہ تمام کتابون کے اعجاز سے بڑھا ہوا ہے۔

پھر ایک اور پہلو فصاحت بلاغت کا ہے+

قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی اعلے درجہ کی اور مسلم ہے کہ انصاف پسند دشمنون کو بھی اسے ماننا پڑا ہے۔ قرآن شریف نے فاتوا بسورۃ من مثلہ کا دعوے کیا لیکن آج تک کسی سے ممکن نہین ہوا کہ اس کی مثل لا سکے۔ عرب جو بڑے فصیح و بلیغ بولنے والے تھے اور خاص موقعون پر بڑے بڑے مجمع کرتے اور ان مین اپنے قصائد سناتے تھے وہ بھی اس کے مقابلے مین عاجز ہو گئے۔

اور پھر قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی نہین ہے کہ اس مین صرف الفاظ کا تتبع کیا جاوے اور معانی اور مطالب کی پروا نہ کیجاوے بلکہ جیسا اعلے درجہ کے الفاظ ایک عجیب ترتیب کے ساتھ رکھے گئے ہین اسی طرح پر حقایق اور معارف کو ان مین بیان کیا گیا ہے + اور یہ رعایت انسان کا کام نہین کہ وہ حقایق اور معارف کو بیان کرے اور فصاحت و بلاغت کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے۔ ایک جگہ فرماتا ہے یتلوا صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ۔ یعنے ان پر ایسے صحایف پڑھتا ہے کہ جن مین حقایق و معارف ہین۔ انشا والے جانتے ہین کہ انشا پردازی مین پاکیزہ تعلیم اور اخلاق فاضلہ کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل ہے اور پھر ایسی موثر اور جاذب تعلیم دینا جو صفات رذیلہ کو دور کر کے بھی دکھاوے اور ان کی جگہ اعلے درجہ کی خوبیان پیدا کر دے۔ عربون کی جو حالت تھی وہ

کسی سے پوشیدہ نہین وہ سارے عیبوں اور برائیون کا مجموعہ بنے ہوئے تھے اور صدیون سے ان کی یہ حالت بگڑی ہوئی تھی مگر کسقدر آپکے فیوضات اور برکات مین قوت تھی کہ ۲۳ برس کے اندر کل ملک کی کایا پلٹ دی + یہ تعلیم ہی کا اثر تھا۔

ایک چھوٹی سی چھوٹی سورۃ بھی اگر قرآن شریف کی لے کر دیکھی جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس مین فصاحت بلاغت کے مراتب کے علاوہ تعلیم کی ذاتی خوبیون اور کمالات کو اس مین بھر دیا ہے۔ سورہ اخلاص ہی کو دیکھو کہ توحید کے کل مراتب کو بیان فرمایا ہے اور ہر قسم کے شرکون کا رد کر دیا ہے۔ اسی طرح سورہ فاتحہ کو دیکھو کہ کسقدر اعجاز ہے۔ چھوٹی سی سورہ جس کی سات آیتین ہین لیکن دراصل سارے قرآن شریف کا فن اور خلاصہ اور فہرست ہے + اور پھر اس مین خدا تعالے کی ہستی اس کے صفات۔ دعا کی ضرورت اس کی قبولیت کے اسباب اور ذرایع مفید اور سودمند دعاؤن کا طریق نقصان رسان راہون سے بچنے کی ہدایت سکھائی ہے وہان دنیا کے کل مذاہب باطلہ کا رد اس مین موجود ہے

اکثر کتابون اور اہل مذہب کو دیکھو گے کہ وہ دوسرے مذاہب کی برائیان اور نقص بیان کرتے ہین اور دوسری تعلیمون پر نکتہ چینی کرتے ہین مگر ان نکتہ چینیون کو پیش کرتے کرتے ہوئے یہ کوئی اہل مذہب نہین کرتا کہ اسکے بالمقابل کوئی عمدہ تعلیم پیش بھی کرے اور دکہائے کہ اگر مین فلان بری بات سے بچانا چاہتا ہون تو اس کی بجائے یہ اچھی تعلیم دیتا ہون + یہ کسی مذہب مین نہین یہ فخر قرآن شریف ہی کو ہے کہ جہان وہ دوسرے مذاہب باطلہ کا رد کرتا ہے۔ اور ان کی غلط تعلیمون کو کھولتا ہے۔ وہان اصلی اور حقیقی تعلیم بھی پیش کرتا ہے۔ جسکا نمونہ اس سورہ فاتحہ مین دکھایا ہے کہ ایک ایک لفظ مین مذاہب باطلہ کی تردید کر دی ہے مثلاً فرمایا الحمد للہ ساری تعریفین خواہ وہ کسی قسم کی ہون وہ اللہ تعالے ہی کے لئے سزاوار ہین۔ اب اس لفظ کو کہہ کر یہ ثابت کیا کہ قرآن شریف جس خدا کو منوانا چاہتا ہے وہ تمام نقائص سے منزہ اور تمام صفات کاملہ سے موصوف ہے + کیونکہ اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس مین کوئی نقص ہو ہی نہین۔ اور کمال دو قسم کے ہوتے ہین یا بلحاظ حسن کے یا بلحاظ احسان کے پس وہ دونون قسم کے کمال اس لفظ مین پائے جاتے ہین۔ دوسری قومون نے جو لفظ خدا تعالے کے لئے تجویز کئے ہین وہ ایسے جامع نہین ہین۔ اور یہی لفظ اللہ کا دوسرے باطل مذاہب کے معبودون کی ہستی اور انکی صفات کے مسئلہ کی پوری تردید کرتا ہے مثلاً عیسائیون کو لو وہ جس کو اللہ مانتے ہین وہ ایک عاجز ضعیف عورت کا بچہ ہے جس کا نام یسوع ہے جو معمولی بچون کی طرح دکھہ درد کے ساتھ مان کے پیٹ سے نکلا اور عوارض مین مبتلا رہا۔ بھوک پیاس کی تکلیف سے بے چین رہا۔ اور سخت تکلیفین اور دکھہ اسے اٹھانے پڑے۔ جسقدر ضعف اور کمزوریونکے عوارض ہوتے ہین ان کا شکار رہا۔ آخر یہودیون کے ہاتھون سے پیٹا گیا اور انہون نے پکڑکر صلیب پر چڑھا دیا + اب اس صورت کو جو یسوع کی (عیسائیون نے جسکو خدا بنا رکھا ہے۔) انجیل سے ظاہر ہوتی ہے کسی دانشمند کے سامنے پیش کرو۔ کیا وہ کہدیگا کہ بیشک اس مین تمام صفات کاملہ پائی جاتی ہین اور کوئی نقص اس مین نہین ؟ ہرگز نہین۔ بلکہ انسانی کمزوریون اور نقصون کا پہلا اور کامل نمونہ اسے ماننا پڑے گا۔ تو الحمد للہ کہنے والا کب ایسے کمزور اور مصلوب ملعون کو خدا مان سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن عیسائیون کے بالمقابل ایسے خدا کیطرف بلاتا ہے جس مین کوئی نقص ہو سکتا ہی نہین

پھر آریہ مذہب کو دیکھو وہ کہتے ہین کہ ہمارا پرمیشر وہ ہے جسنے ذرات عالم اور ارواح عالم کو بنایا ہی نہین بلکہ جیسے وہ ازلی ابدی ہے ویسے ہی ہمارے ذرات جسم وغیرہ بھی خدا کے بالمقابل اپنی ایک مستقل ہستی رکھنے والی چیزین ہین جو اپنے قیام اور بقا کے لئے اس کی محتاج نہین ہین بلکہ ایک طرح وہ اپنی خدائی چلانے کے واسطے ان چیزون کا محتاج ہے وہ کسی چیز کا خالق نہین اور پھر اس بات کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہین کہ جو خالق نہین وہ مالک کیسے ہو سکتا ہے ؟ اور ایسا ہی ان کا اعتقاد ہے کہ وہ رازق کریم۔ وغیرہ کچھ بھی نہین۔ کیونکہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے اس کے کرمون کا پھل ملتا ہے اس سے زائد اسے کچھ مل سکتا ہی نہین +

اب بتاؤ اسقدر نقص جس خدا مین پیش کئے جاوین عقل سلیم کب اسے تسلیم کرنیکے لئے رضامند ہو سکتی ہے ؟ اسی طرح سے جسقدر مذاہب باطلہ دنیا مین موجود ہین الحمد للہ کا جملہ خدا تعالے کے متعلق ان کے کل غلط اور بیہودہ خیالات و معتقدات کی تردید کرتا ہے +

پھر اس کے بعد رب العالمین کا لفظ ہے + جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے اللہ وہ ذات جمیع صفات کاملہ ہے جو تمام نقائص سے منزہ ہو۔ اور حسن اور احسان کے اعلے نکتہ پر پہنچا ہوا ہو تا کہ اس بے مثل و مانند ذات کیطرف لوگ کھینچے جاوین۔ اور روح کے جوش اور کشش سے اس کی عبادت کرین اسلئے پہلی خوبی احسان کی صفت رب العالمین کے اظہار سے ظاہر فرمائی ہے۔ جس کے ذریعہ سے کل مخلوق فیض ربوبیت سے فایدہ اٹھا رہی ہے۔ مگر اس کے بالمقابل باقی سب مذہبون نے جو اس وقت موجود ہین اس صفت کا بھی انکار کیا ہے۔ مثلاً آریہ جیسا ابھی بیان کیا ہے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ انسان کو جو کچھ مل رہا ہے وہ سب اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور خدا کی ربوبیت سے وہ ہرگز ہرگز بہرہ ور نہین ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنی روحون کا خالق ہی خدا کو نہین مانتے۔ اور ان کو اپنے بقا و قیام مین بالکل غیر محتاج سمجھتے ہین۔ تو پھر اس صفت ربوبیت کا بھی انکار کرنا پڑا +

ایسا ہی عیسائی بھی اس صفت کے منکر ہین کیونکہ وہ مسیح کو اپنا رب سمجھتے ہین اور ربنا المسیح ربنا المسیح کہتے پھرتے ہین اور اللہ تعالے کو جمیع مافی العالم کا رب نہین مانتے بلکہ مسیح کو اسکے فیض ربوبیت سے باہر قرار دیتے ہین اور خود ہی اس کو رب مانتے ہین اسی طرح پر عام ہندو بھی اس صداقت سے منکر ہین کیونکہ وہ تو ہر ایک چیز اور دوسری چیزون کو رب مانتے ہین۔

برہم سماج والے بھی ربوبیت تامہ کے منکر ہین کیونکہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ خدا نے جو کچھ کرنا تھا وہ سب یکبار کر دیا اور یہ تمام عالم اور اس کی قوتین جو ایک دفعہ پیدا ہو چکی ہین مستقل طور پر اپنے کام مین لگی ہوئی ہین اللہ تعالے ان مین کوئی تصرف نہین کر سکتا۔ اور نہ کوئی ان مین تغیر و تبدل واقع ہو سکتا ہے ان کے نزدیک اللہ تعالے اب معطل محض ہے۔ غرض جہانتک مختلف مذاہب کو دیکھا جاوے اور ان کے اعتقادات کی پڑتال کی جاوے تو صاف طور پر معلوم ہو جاویگا کہ وہ اللہ تعالے کے رب العالمین ہونے کے قایل نہین ہین۔

یہ خوبی جو اعلے درجہ کی خوبی ہے اور جسکا مشاہدہ ہر آن ہو رہا ہے صرف اسلام ہی بتاتا ہے اور اسطرح اسی ایک لفظ کے ساتھ ان تمام غلط اور بیہودہ اعتقادات کی بیخ کنی کرتا ہے جو اس صفت کے خلاف دیگر مذہب والون نے خود بنا لئے ہین +

مکتوبات حکیم الامت

(سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۹ صفحہ نمبر ۴)

سیدھا کردیا تو نماز ہوگئی یا ہم کسی چیز سے رک گئے تو صائم ہوگئے علیٰ ہٰذا القیاس۔

اسی واسطے علماء میں اختلاف ہوا ہے بعض کہتے ہیں۔ قرآن میں حقیقی لغوی معنے ہیں ہی نہیں اور بعض نے کہا قرآن میں مجاز نہیں اور بعض نے کہا ہے حقیقت و مجاز دونوں قرآن میں ہیں غرض یہ بحث بہت طویل ہے۔ غور کرو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اولٰئک ہم المفلحون اور اسکے معنے ہیں فلاح پانیوالا۔ کیا یہاں لغوی معنے مراد ہیں۔

عزیز من۔ مجاز میں کذب نہیں ہوا کرتا اس میں اور کذب میں فرق ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپنے مختصر معانی بھی نہیں دیکھی۔ بلکہ مجاز اور کذب میں تو ضد ہے۔ یہ تمام میرا کلام آپ کے مذاق پر ہے والا میں خود وہی مذہب پسند کرتا ہوں جو منکر مجاز ہیں۔

قرآن مجید تمام حقایق نفس الامریہ ضروریہ پر مشتمل ہے اور چونکہ یہ کلام ہے اس قدوس کا جو رب العالمین ہے۔ الرحم الراحمین اس لئے تمام کمال صدق پر مبنی ہے +

ومن اصدق من اللہ قیلا۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ وتمت کلمت ربک صدقا وعدلاً۔

اور آپ کا دوسرا سوال۔ کہ جب حکم الٰہی اور ارادہ الٰہی ہوگیا کہ بندر ہو جاؤ کیا وجہ مانع ہوئی کہ بندر نہ ہوسکے۔

عزیز من اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کونوا مع الصادقین تو کیا سب راستباز ونکے ساتھ ہوگئے۔ اور فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر۔ یرید اللہ لیطہرکم۔ تو کیا سب لوگ یسر میں آگئے ہیں اور مطہر ہوگئے کیا وجہ ہوئی کہ ارادہ الٰہی پورا نہ ہوا۔ بات یہ ہے جعل۔ کون۔ ارادہ۔ امر اور بہت سے اس قسم کے الفاظ۔ دو طرح پر آئے ہیں اور یہ بحث بہت طویل ہے اصل مطلب کو اتقان میں لکھا ہے۔ مفسرین میں۔ طبقہ تابعین اور تلامذہ ابن عباس سے۔ مجاہد اعلےٰ درجہ پر ہے۔ اور تفسیر کے طبقات میں بھی لکھا ہے۔ اذا جاء التفسیر من مجاہد فحسبک۔

ا۔ اب سنئے مجاہد فرماتا ہے۔

قال مجاہد مسخت قلوبہم ولم یمسخوا قردۃ وانما ہو مثل ضربہ اللہ لہم۔ کقولہ کمثل الحمار یحمل اسفارًا۔ فتح البیان۔

المروی عن مجاہد انہ سبحانہ وتعالےٰ مسخ قلوبہم بمعنے الطبع والختم لا انہ مسخ صورہم وہو مثل قولہ تعالےٰ کمثل الحمار یحمل اسفارًا ونظیرہ ان یقول الاستاذ للمتعلم البلید الذی لا ینجع فیہ تعلیمہ کن حمارًا۔ تفسیر کبیر۔ المسالۃ الثالثۃ۔

وقال مجاہد ما مسخت صورہم ولکن قلوبہم فمثلوا بالقردہ کما مثلوا بالحمار۔ تفسیر ابو مسعود۔

دوم۔ خاسئین جمع ہے ساتھ یا اور نون کے اور یہ جمع ذوی العقول کے لئے آتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کو ظاہری شکل ذوی العقول کی طرح تھی۔ والا اللہ تعالےٰ کونوا قردۃ خاسئۃ فرماتا۔

سوم۔ اللہ فرماتا ہے۔ جعلنا ہا نکالًا لما بین یدیہا وما خلفہا۔

کیا معنے یہود۔ عبرت کا باعث ہوئے اور ان کا قردہ ہونا باعث نکال موجود لوگون اور مابعد والوں کے واسطے ہوسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر ان کی صورت ظاہر یہ مسخ ہوئی تھی۔ تو اس امر میں مخالف لوگ انکار کرتے ہیں انکے واسطے نکال کیسے ہوسکتا ہے۔ البتہ یہود کا ذلیل ہونا بڑی عبرت کی بات ہے +

چہارم۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جعل منہم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت۔ اب آپ مجاز وغیرہ تو لین نہیں تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ قلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین سے کے سب بندر بن گئے۔ کیونکہ منہم کے مرجع کو کونوا فرمایا گیا ہو جب سب بندر بن گئے تو وہ خنزیر کس طرح بن گئے +

اور پھر بندر اور خنزیر بن کر عبد الطاغوت کیونکر ہوئے۔ کیا بندر اور خنزیر کبھی بت پرستی کیا کرتے ہیں۔ اس پر آپ خوب غور کرو۔

پنجم۔ عرب لوگ ذلیل انسان کو قردہ کہتے ہیں غور کرو۔ حماسہ کے اس شعر پر +

اتخطر الاسراف یا قرد حزیم + وہل یستعد القرد للخطرات
ابی قصر الاذناب ان تخطروا بہا + والوم بنی قرد لکل مکان

ششم۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا فی السبت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر یہود میں اور مخاطبان رسول رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وسلم میں مشہور و معروف تھا۔

پھر اگر فی الواقع وہ بندر رہ ہوئے اور صرف ان کی ظاہری صورت ہی بدلی تھی تو ہم کو ان یہود سے ثابت کرادیجئے میں اول المسلمین ہوں۔ انشاء اللہ میں اپنی رائے کو ترک کردونگا مجھے علمتم کا ثبوت چاہیئے۔ یہ قصہ بہت طول اور تفصیل چاہتا ہے اور مجھے فرصت بہت کم ہے۔ اگر آپ ملو تو تفصیل سنو۔ والسلام۔

ہمارے مکرم بھائی توجہ فرمائین

نسیم دعوت۔ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی مبارک پر اثر کتاب آریہ دھرم کے رد میں پچھلے دنون انگریزی میں ترجمہ ہوکر میگزین کے ذریعہ شایع ہوئی۔ مزید اشاعت کی غرض سے میں اور بعض اور دوستوں نے پسند کیا کہ میگزین کے علاوہ کچھ زائد نسخے چھپوائے جائین۔ اس پر ۲۰۰۰ کاپیان زائد چھپوائی گیئین۔ فی کاپی ۴ر قیمت ہے۔ اب ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ مختلف ممالک میں یہ رسالہ مفت ارسال کیا جائے۔ لیکن اس کی لاگت کے وصول کا یہ طریق ہے کہ سرگرم اہل دل احباب سے کچھ برگزیدے حسب استطاعت کاپیان خریدین اور روپیہ نقد مولوی محمد علی صاحب کے نام ارسال فرمائیں اور کوپن میں صاف تحریر کرین کہ اس قدر کاپیان انکے نام سے تقسیم کیجائین +

اس فعل جمیل سے کتابون کا روپیہ بھی وصول ہوجائے گا۔ جو درحقیقت ناگہان میگزین فنڈ پر بار ہوا اور ہمارے مکرم احباب کو اشاعت حق کے ثواب کا عمدہ موقعہ بھی مل جائے گا۔ ہر شخص رسالہ آٹھ آٹھ کاپیان خریدنے اور اس کے نام پر ارسال کرنے کی اجازت بخشے۔ والسلام۔

خاکسار عبد الکریم

کتاب جلاء الافہام اور شرح فصول اکبری ہمارے پاس موجود ہے۔ جلاء الافہام بقیمت ۱۲ر اور شرح فصول اکبری بقیمت ایک روپیہ۔ مل سکتی ہے۔ جن صاحبان کو ضرورت ہو مجھ سے طلب فرماوین۔

خاکسار فضل الرحمن مفتی
از دار الامان قادیان

ماسٹر نبی بخش احمد جان

مالکان کارخانہ گیردن تکیہ گوجران سدھیانہ پنجاب نمونہ جات گیردن۔ و جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں +

پھر اللہ تعالےٰ کی صفت الرحمن بیان کی ہے اور اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کی فطری خواہشون کو اس کی دعا یا التجا کے بغیر اور بدون کسی عمل عامل کے عطا کرتا ہے مثلاً جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے قیام و بقا کے لیئے جن چیزون کی ضرورت ہوتی ہے وہ پہلے سے موجود ہوتی ہین پیدا ہیچھے ہوتا ہے لیکن مان کی چھاتیون مین دودھ پہلے آجاتا ہے ۔ آسمان ۔ زمین ۔ سورج ۔ چاند ستارے ۔ پانی ہوا وغیرہ یہ تمام اشیاء جو اس نے انسان کے لئے بنائی ہین یہ اس کی صفت رحمانیت ہی کی تقاضے ہین ۔ لیکن دوسرے مذہب والے یہ نہین مانتے کہ وہ بلا مبادلہ بھی فضل کرسکتا ہے ؟ آریہ تو سرے سے اس مسئلہ کو مانتے ہی نہین جب کہ رب العالمین کے معنے بیان کرتے وقت بتایا ہے ۔ عیسائیون نے بھی کفارہ کا مسئلہ درست کرنے کے لئے یہی اعتقاد کر رکھا ہے کہ وہ بلا مبادلہ رحم نہین کرسکتا مگر آریون سے تو یہ پوچھنا چاہیئے کہ یہ زمین آسمان چاند سورج ہوا پانی جو موجود ہے ۔ کن گذشتہ کرمون کا پھل ہے ۔ باقی آئندہ

آریہ سماج پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظیم الشان فتح

کبھی نصرت نہین ملتی در مولیٰ سے گندون کو
کبھی ضائع نہین کرتا وہ اپنی نیک بندون کو

حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اغراض پر جب نظر کیجاتی ہے تو ہمین سے ایک عظیم الشان غرض آپ کی بعثت اور نزول کی قرآن شریف نے یہ بیان کی ہے لیظہرہ علی الدین کلہ کل ادیان پر اسلام کو غالب کرنا یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مقدر ہو چکا تھا اسی لئے جہان اس زمانہ مین تبلیغ اشاعت مذہب کے ذریعے وسیع ہو گئے ہین وہان حکومت کیطرف سے بھی آزادی مل گئی ہے جس کی وجہ سے تمام مذاہب میدان مین نکل آئے ہین اور ہر ایک اپنی اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت مین کوشان ہے ۔ یہانتک کہ وہ مذاہب جو اپنا مخفی رہنا ہی باعث عافیت سمجھتے تھے وہ بھی اپنے اصولون کی اشاعت بیدریغ کر رہے ہین + غرض حضرت مسیح موعود کے لیئے یہ مقدر ہو چکا ہے کہ آپ اسلام کو کل مذاہب پر غالب کرین اور یہ غلبہ بذریعہ حجج و براہین اور آیات و خوارق ہوگا ۔ اور یہی حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے ۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الے یوم القیامۃ یعنے مین اے مسیح موعود تیرے متبعین کو کافر منکرین پر قیامت تک غالب رکھونگا + اب دونون پیشگوئیون کو دیکھو اور پچھلے پچیس برس کے واقعات پر نظر کرو کہ کس طرح حضرت مسیح موعود نے اسلام کو کل مذاہب پر غالب کیا ہے اور یہ بھی کہ آپ کے سچے متبعین کو کس طرح ہر میدان مقابلہ مین نصرت اور ظفر ملی ہے +

یہی وجہ ہے کہ کسی آریہ عیسائی برہمو کو حوصلہ نہین پڑتا کہ آپ کے متبعین کے ساتھ اپنے اصولون پر گفتگو کرسکے + جس شخص کو ہمارے اس دعوے مین شک ہو وہ آزما کر دیکھ لے + اور اگر کہین ایسا موقع کبھی آجاوے کہ باہم مکالمہ کی نوبت پہونچ جاوے تو منکر کو سخت زک اٹھا کر مبہوت ہونا پڑتا ہے اس کی تازہ نظیر لاہور آریہ سماج کا وہ مباحثہ ہے جو مسئلہ نیوگ اور طلاق کے متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو ہوا ہے ہم اسکے تفصیلی حالات پھر لکھین گے انشاء اللہ مختصر طور پر ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس جلسہ مین اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اسلام کی وہ عظیم الشان فتح آریہ قوم کے مقابلہ پر ہوئی جو اسے عرصہ دراز تک یاد رہیگی اسلام کیطرف سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قابل قدر نوجوان ہمارے مخدوم بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر میڈیکل کالج لاہور تھے + آریہ سماج نے اس جلسہ کو بارونق بنانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا تھا ۔ اور سالانہ جلسہ کی طرح روشنی اور دیگر تکلفات کا انتظام کیا ہوا تھا اور ان کو خیال تھا کہ جلسہ ان کی کامیابی اور خوشی کا موجب ہوگا مگر جب گفتگو شروع ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے وہی سامان طرب انکے لئے ماتم کدہ بنادیا ۔ وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور ہمارے سپیکر نے جس قابلیت اور قادر الکلامی سے اپنے مضمون کو ادا کیا وہ انکی اپنی طاقت سے باہر تھا بلکہ وہ خود محسوس کرتے تھے اور انہون نے اس امر کا اعتراف کیا کہ محض ربانی تائید سے وہ بول رہے تھے ان کی تقریر کا کچھ ایسا اثر سننے والون پر پڑ رہا تھا کہ وہ خاموش سن رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کے برکات اور انوار انکے دلون مین جذب ہو رہے ہین ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر سے پہلے یہ بات بطور اصول موضوعہ پیش کی کہ ہر ایک اہل مذہب جو اعتراض دوسرے کے مذہب پر کرے اس کی بنا اسکے اپنے مذہب کی مسلمہ الہامی کتب پر ہونی چاہیئے ۔ اور ان کتابون پر ہو جنکو ہر ایک فریق اپنے لئے پیش کرے ۔ چنانچہ انہون نے بتایا کہ ہم قرآن مجید کو مانتے ہین اور پھر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو اس شرط سے کہ وہ قرآن مجید کے خلاف کوئی بات پیش نہ کرین ۔ اور یہ بھی کہا کہ آریون کیطرف سے ہم صرف وید مانینگے اور ان کا وہ ترجمہ جو پنڈت دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش یا بھومکا مین کیا ہے ۔ اس شرط کو فریق مخالف نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا + لیکن جب اس شرط کو مان لینے کے بعد نیوگ کے مفاسد اور مضار ستیارتھ پرکاش وغیرہ سے پڑھکر سنائے گئے اور طلاق کی فلاسفی ظاہر کی گئی تو پھر آریہ سماج پر گھڑون پانی پڑ گیا وہ اپنے زعم مین کچھ اور سمجھے بیٹھے تھے ۔ لیکن جب ان کو اس شرط کے ساتھ محصور کر لیا گیا تو پھر طلاق پر کیا بول سکتے تھے بجز اسکے کہ سر نیچا کرکے بیٹھ جاتے ۔ آخر انکو اعتراف کرنا پڑا کہ اب ہم آئندہ اہل اسلام سے مسئلہ طلاق و نیوگ مین بحث نہین کرتے ۔ اگلے ہفتہ ہم سناتن دھرم والون سے مسئلہ نیوگ مین بحث کرینگے +

اس طرح پر خدا تعالےٰ نے اپنے پیارے دین اسلام کی عظمت ان دلائل اور براہین کے ساتھ جو اس نے اپنے برگزیدہ مسیح موعود کو دی ہین ایک انبوہ کثیر مین ظاہر کی اور دو پیشگوئیون کو پورا کیا + لیظہرہ علی الدین کلہ ۔ کی پیشگوئی کو بھی اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کی پیشگوئی کو بھی فالحمد للہ علی ذالک ۔

اس جلسہ سے پہلے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اللہ تعالےٰ نے بذریعہ ایک رویا بشارت کامیابی بھی دیدی تھی ۔ جو انہون نے قبل از وقت احباب کو سنادی تھی جسکو پورا ہونے پر انکی ایمان تازہ ہوا ہم اس کامیابی پر اپنی ساری قوم کو عموماً اور لاہور کی جماعت کو خصوصاً مبارکباد دیتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ ہم مین سے ہر ایک کو اعلاء کلمۃ اللہ کی توفیق دے + آمین ۔

آخر مین یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ جلسہ بڑے امن و امان سے ختم ہوا ۔ جو اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ ہماری جماعت نے نہایت شائستگی اور تہذیب کے ساتھ کلام کیا ۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے بھی آخر جلسہ مین اعتراف کیا کہ یہ جلسہ نہائت امن و امان اور بغیر کسی قسم کے شور و شر کے سرانجام ہوا ہے ۔ الغرض یہ عظیم الشان فتح ہے ۔ جو آریہ سماج پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حاصل ہوئی ہے ۔ اب امید کیجاتی ہے کہ آریہ سماج کے سمجھدار اور فہیم ممبر تو کم از کم آئندہ نیوگ جیسے مسئلہ سے توبہ کرینگے +

امید کی جاتی ہے کہ اس جلسہ کے مفصل حالات جلد تر ہم شائع کرنے کے قابل ہو سکیں +

نبی معصوم یا انسان کامل

عیسائیوں سے مناظرہ کرنے والوں کے لیے ایک رہنما

عموماً عیسائی جب مسلمانوں سے مناظرہ کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو وہ نبی معصوم کی بحث درمیان میں لاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کے مقابلہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا ثابت کرکے دکھایا جاوے۔ یہ بحث لاریب بڑی ضروری اور اعلیٰ درجہ کی ہے کہ اس بات کا فیصلہ ہو جاوے کہ ایسا بزرگ نبی کون ہے؟ جسکی زندگی پاک اور مقدس ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ عیسائیوں کی غرض اس سوال کو اٹھا کر ایک مغالطہ دینا ہوتی ہے۔ ورنہ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ اس بحث سے کیا غرض ہو سکتی ہے؟ کہ کسی نبی کا معصوم ہونا ثابت کیا جاوے اور پبلک کو دکھایا جاوے کہ اس نبی سے اپنی عمر میں کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ یہ طریق بحث ایسا ہے جس سے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ گناہ کے متعلق ساری قوموں نے مجموعی طور پر کبھی، اتفاق نہیں کیا کہ فلاں قول اور فعل گناہ میں داخل ہے۔ اور فلاں گفتار اور کردار گناہ میں داخل نہیں مثلاً بعض فرقے شراب پینا سخت گناہ سمجھتے ہیں اور بعض کے عقیدہ کے موافق جب تک روٹی توڑ کر شراب میں نہ ڈالی جاوے اور ایک نو مرید مع بزرگان دین کے اُس روٹی کو نہ کھاوے اور اُس شراب کو نہ پیوے تب تک دیندار ہونیکی پوری سند حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی بعض کے نزدیک اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا بھی زنا ہے مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ ایک خاوند والی عورت بیگانہ مرد سے بیشک اُس صورۃ میں ہم بستر ہو جائے جبکہ کسی وجہ سے اولاد ہونے سے نومیدی ہوا اور یہ کام نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا موجب ہے اور جتنا ہے کہ دس گیارہ بچوں کے پیدا ہونے تک ایسی عورت بیگانہ مرد سے بدکاری میں مشغول رہکر ایسا ہی ایک کے نزدیک جوں یا پیسو مارنا بھی حرام ہے اور دوسرا تمام جانوروں کو سبز ترکاریوں کیطرح سمجھتا ہے اور ایک کے مذہب میں سور کا چھونا بھی انسان کو ناپاک کر دیتا ہے اور دوسرے کے مذہب میں تمام سفید اور سیاہ سور بہت عمدہ غذا ہیں۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کے مسئلہ میں دنیا کو کلی اتفاق نہیں ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرۃ مسیح خدائی کا دعویٰ کرکے پھر بھی اول کے معصوم ہیں مگر مسلمانوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ نہیں کہ انسان اپنے تئیں یا کسی اور کو خدا کے برابر ٹھہراوے غرض یہ طریق مختلف فرقوں کے لیے ہرگز خداشناسی کا معیار نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ طریق نہایت عمدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مقدس محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضہ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضائل میں باہم موازنہ اور مقابلہ کیا جائے یعنی یہ کھلایا جائے کہ ان تمام امور میں کس کی فضیلت اور فوقیت ثابت ہے اور کس کی ثابت نہیں کیونکہ جب ہم کلام کلی کے طور پر تمام طرق فضیلت کو مد نظر رکھکر ایک نبی کے وجوہ فضائل بیان کریں گے تو ہمپر یہ طریق بھی کھلا ہوگا کہ اسی تقریب پر ہم اُس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارۃ اور معصومیۃ کے وجوہ بھی جس قدر ہمارے پاس ہوں بیان کر دیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں اور شاخوں پر مشتمل ہے اسلیے پبلک کے لیے آسانی ہوگی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھکر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلیٰ شان کس نبی کو حاصل ہے اور گو ہر ایک شخص فضائل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضائل کا ایک کافی مجموعہ ہوگا اس لیے اس طریق سے افضل اور اعلیٰ جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑینگی جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لیے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہو جائے گا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا کہ ان تمام فضائل میں سے فضائل کثیرہ کا مالک اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری بحثیں محض خدا کے لیے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیے جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیۃ کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رو سے جو شخص عورۃ کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورۃ میں معصومیت کیا باقی رہی۔ اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ نہ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اُسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لیے خدائی کا دعویٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے ایسا ہی ایک شاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جاننا اور اپنی پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے اولاد نہ ہونے یا دیگر اسباب کی وجہ سے کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشر ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور فرقہ یہودیوں کے مذہب کے موافق غیر قوموں کے مال کی چوری کر لینا اور انکو نقصان پہونچا دینا کچھ گناہ کی بات نہیں اور بجز مسلمانوں کے سب کے نزدیک سود لینا کچھ بات نہیں تو اب کون ایسا فارغ جج ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ اس لیے حق کے طالب کے لیے افضل اور اعلیٰ نبی کی شناخت کے لیے یہی طریق کھلا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ تمام قومیں معصومیت کی وجوہ ایک ہی طور سے بیان کرتی ہیں یعنی اس بیان میں اگر تمام مذہبوں والے متفق بھی ہوں کہ فلاں فلاں امر گناہ میں داخل ہے جس سے باز رہنے کی حالت میں انسان معصوم کہلا سکتا ہے تو گو ایسا فرض کرنا غیر ممکن ہے تاہم اس امر کی تحقیق ہونے سے کہ ایک شخص شراب نہیں پیتا رہزنی نہیں کرتا ڈاکا نہیں مارتا خون نہیں کرتا جھوٹی گواہی نہیں دیتا ایسا شخص صرف اس قسم کی معصومیت کی وجہ سے انسان کامل ہونے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ کسی حقیقی اور اعلیٰ نیکی کا مالک ٹھہر سکتا ہے مثلاً اگر کوئی کسیکو اپنا یہ احسان جتلائے کہ باوجود یکہ میں نے کئی دفعہ یہ موقع پایا کہ تیرے گھر کو آگ لگا دوں اور تیرے شیرخوار بچہ کا گلا گھونٹ دوں مگر پھر بھی میں نے آگ نہیں لگائی اور نہ تیرے بچہ کا گلا گھونٹا۔ تو ظاہر ہے کہ

مختصر نوٹ اور نکات

قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی کوئی بلا نہیں یہہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں شیطان بھی موحد ہونیکا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اُس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُسکی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اُسکی گردن میں ڈالا گیا سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو گیا تکبر ہی تھا۔ اُسوقت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے موافق ایک آدم کو یہہ کہکر پیدا کیا ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم یعنے میں نے ارادہ کیا کہ دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ بس مبارک وہ جو اسکی اطاعت کیلئے سر تسلیم خم کرتا ہے اور افسوس اس پر جو ابی و استکبر کے نیچے آتا ہے +

دجالیت کاملہ کا مرتبہ یہہ ہے کہ جب حسب مضمون اخلد الی الارض نفسانی تشبیہوں کی طرف زیادہ جھکتا جاوے یہانتک کہ گہری تاریکیوں کے غاروں میں پڑکر تاریکی مجسم ہو جاوے اور بالطبع ظلمت کا دوست اور روشنی کا دشمن ہو جاوے یہہ حالت اور حقیقت پیدا ہو تو کہا جاوے گا کہ اسمیں حقیقت **دجالیہ** جلوہ گر ہے +

الیہ یصعد الکلم والعمل الصالح یرفعہ
یعنی پاک روحیں جو نورانی الوجود ہیں خدا تعالیٰ کیطرف صعود کرتی ہیں اور عمل صالح انکا رفع کرتا ہے یعنے جسقدر عمل صالح ہو اسی قدر رُوح کا رفع ہوتا ہے اسجگہ اللہ تعالیٰ نے روح کا نام کلمہ رکھا یہہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ درحقیقت تمام ارواح کلمات اللہ ہی ہیں جو ایک لا یدرک بھید کے طور پر جسکی تہہ تک انسان کی عقل نہیں پہنچ سکتی روحیں بن گئی ہیں اسی بنا پر اس آیت کا مضمون بھی ہے وکلمتہ القاہا الی مریم اور چونکہ یہہ سِر ربوبیت ہے اس لئے کسی کی مجال نہیں کہ اس سے بڑھ کر کچھ بول سکے کہ کلمات اللہ ہی بحکم و باذن ربی لباس روح کا پہن لیتے ہیں اور انہیں وہ تمام طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو روحوں میں پائی جاتی ہیں اور پھر چونکہ ارواح طیبہ فنا فی اللہ ہونے کی حالت میں اپنے تمام قویٰ کو چھوڑ دیتے ہیں اور **اطاعت الٰہی** میں فانی ہو جاتی ہیں تو گویا پھر وہ رُوح کی حالت سے باہر آکر کلمات اللہ ہی بن جاتی ہیں جیسا کہ ابتدا میں وہ کلمۃ اللہ تھے سو کلمات اللہ نام سے ان پاک روحوں کو یاد کرنا ان کے اعلیٰ درجہ کے کمال کی طرف اشارہ ہے سو انہیں **نور کا لباس** ملتا ہے اور اعمال صالحہ کی طاقت سے انکا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔

مالک یوم الدین اللہ تعالیٰ کا وہ اسم ہے جو تمام تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد ہے اسی اسم کا فطرتی نقش ہر ایک بشر کو ارادہ بدی کے وقت خود بخود دھمکاتا اور ڈراتا اور نیک ارادہ کیوقت شاباش کرتا ہے جب کوئی انسان بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اندر ہی اندر سے طرح طرح کے خوف اور دغدغہ پیدا ہوتے اور اکثر بدفعلی سے اُسکو بچا دیتے ہیں لیکن اگر ایک دفعہ انسان گستاخی کے طور پر اس اندرونی تنبیہ اور الارم کی کچھ پرواہ نہ کرے تو دوسری دفعہ میں اس کی دلیری اور زیادہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ ایک قسم کی متواتر بیکاری سے انسان ایسا سیاہ باطن اور دلیر ہو جاتا ہے کہ پھر اندرونی فہمائش کی طرف خیال تک نہیں آتا یہہ مالک یوم الدین الرحمن الرحیم کا خاص فضل ہے کہ چونکہ اُس نے ایک روز انسان سے اس کے اعمال اور افعال پر پوری پوری بازپرس کرنی ہے اس کے پہلے سے ہی نیکی یا بدی کا علم اُس کی فطرت میں ڈال دیا ہے تاکہ انصاف کے وقت بریت یا غیر بریت کے واسطے حجت ہو سکے +

انسان جس کے اندر ہزارہا قسم کی جسمانی اور روحانی طاقتیں رکھی گئیں ہیں اور جسم اور روح کے واسطے علیحدہ علیحدہ قسم کی غذائیں مقرر فرمائی گئی ہیں جبتک وہ اپنی جسمانی لیاقتوں اور طاقتوں کو کام میں نہیں لائیگا اوسوقت تک اوسکو جسمانی رزق نہیں مل سکتا۔ اور جسوقت تک اپنی روحانی حواس اور قویٰ کو کام میں نہیں لائیگا اُس وقت تک اُس کو رُوحانی رزق حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی چاہے کہ بلا کھانے اور پینے کے اُس کے جسم کو غذا پہنچ جائے تو یہہ ایک قسم کا جنون ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ بلا کاشتکاری کے اناج کاٹ لے تو یہہ خیال ہی باطل ہے اگر کوئی چاہے کہ بلا حمد الٰہی کے اُس کی رُوح تازہ اور ترقی پر رہے تو یہہ محال ہے۔ چونکہ انسان کو تمام حیوانات کی نسبت جسمانی اور رُوحانی قویٰ بدرجہا زیادہ دئے گئے ہیں۔ اس لئے اُسکو سب سے زیادہ محنت اُٹھانی پڑتی ہے۔ تمام دینی معاملات میں خداداد عقل اور قابلیت کو کام میں لگانا اُس کا فرض ہے۔ محض زبانی یا رسمی طور کی عبادت اور ذکر اذکار کی رُوح کی پرورش نہیں کر سکتے کیونکہ روح کی زندگی روحانی قویٰ کی محنت پر منحصر ہے جیسا کہ جسم کی پرورش جسمانی قویٰ کی کارگذاری اور محنت پر اگر کوئی غذا کا نام لیتا رہے یا اُس کے تصور میں بیٹھا رہے تو اُس کے جسم کی کچھ پرورش نہیں ہو سکتی ایسا ہی اگر کوئی شخص زبان یا ہاتھ پاؤں سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور رکوع و سجود میں معروف رہے۔ تا وقتیکہ اُس کی روح مشغول نہ ہو اُسوقت تک روحانی ترقیات حاصل نہیں ہو سکتیں۔

علیہم الصلوٰۃ من ربہم ورحمت واولٰئک ھم المھتدون یہ آیت صابرین کی نسبت ہے جو لوگ مصیبت کے وقت یہہ کہکر چپ ہو رہتے ہیں کہ ہم اللہ کے واسطے ہیں اور جو کچھ ہمارا ہے وہ تمام اللہ کا ہے ہمیں اللہ کی طرف پہنچنا ہے اونپر اونکے رب کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں یعنی یہہ لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص فیوض انعامات اور رحمت کے مورد ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہبری اور رہنمائی اون کے شامل حال ہوتی ہے +

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ تحقیق جن لوگوں نے یہہ قرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اوس قول پر قایم ہو گئے۔ یعنی تمام اپنا حال و قال اس اقرار کے مطابق بنا لیا یعنی تمام دنیا پرستی۔ ریاکاری۔ فریب ظلم اور بدنیتی کو چھوڑ کر اللہ کی رضا پر پورے طور سے قایم ہو گئے۔ اوسی کو اپنا رزاق قرار دے لیا کبھی کسی خوف اور اندیشہ سے اونکا دل اس ایمان اور یقین سے متزلزل نہیں ہوا اون لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کھاؤ اور جس بہشت کا تمکو وعدہ دیا گیا تھا اس کی بشارت لو اور ہم دنیا و آخرت میں تمہارے رفیق ہیں۔

تنزل ملائکہ کا ایک عجیب سلسلہ ہے جو رویائے صادقہ مکاشفات اور الہامات کی صورتمیں ہمیشہ متقی اور مومن لوگوں پر ظاہر ہوتا رہتا اونکو ہر قسم کے خوف اور حزن سے نجات دیتا اور دُنیا میں ہی بہشتی زندگی کے سامان پیدا کر دیتا ہے +

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون جب کوئی پکارنیوالا مجھکو پکارتا ہے تو میں اُس کی پکار کو سنتا ہوں۔ پس چاہیے کہ مجھ سے دعا مانگا کریں اور مجھپر ایمان رکھیں تاکہ رشد حاصل کریں

عام واقفیت بڑھانیوالی خبریں

بڑے بڑے طبیبوں کا جنہوں نے کسی خاص مرض کی تحقیقات میں شہرت حاصل کی ہے قول ہے کہ جو مرد اپنی موچھوں کو برابر بل دیتے رہتے یا ناخون کاٹتے رہتے - یا چلنے میں اپنی چھڑی گھماتے جاتے یا بھویں سکیڑتے اور پیشانی پر شکن ڈالتے رہتے یا بیٹھنے میں ایک پاؤں کا تلوا دوسرے پاؤں کے اوپر رکھتے - یا لکھتے وقت غیر ضروری الفاظ کے نیچے خط کھینچتے جاتے - یا جو مرد یا عورت چھاتا سیدھا لگا کر چلتے یا پانی برستے میں کہیں نہیں ٹھہرتے - بلکہ چھاتے کو اپنے چہرے کے آگے لگا کر چلتے جاتے ہیں - وہ یقیناً یا تو نصف دیوانہ ہو چکے یا کسی وقت ضرور دیوانے ہو جائینگے +

مسٹر جے - بے - ہکس ساکن لندن ایک ایسا آلہ فروخت کرتے ہیں جو مختلف کمروں میں لگ سکتا ہے اور اگر کسی کمرے میں رات کو آگ لگ جائے تو اُسکے ذریعہ سے فوراً اطلاع ہو جاتی ہے اگ لگتے ہی اس آلہ سے ایک گھنٹی بجتی اور لوگوں کو ہوشیار کر دیتی ہے - یہہ آلہ خصوصاً عمارات کی آتشزدگی کیلئے بہت مفید ہوگا - کیونکہ اکثر رات کو سوتے میں ایسے حادثہ کی خبر نہ ہونے کے باعث علاوہ مال و اسباب کے بہت سی بیش قیمت جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں +

دو مشہور عالم طبیبوں نے لوگونا کی مدرسہ سائنس کو اطلاع دی ہے کہ اُنہوں نے مرض نمونیا کے جرم دریافت کرلئے ہیں جو بہت جلد بڑھ جاتے ہیں - وہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ اُنہوں نے خرگوش کے خون کے پانی کو پچکاری کے ذریعہ سے ایسے مریض کے جسم میں داخل کرکے اجرام کو فنا کرنے میں بھی کامیابی حاصل کر لی ہے - اُن کا بیان ہے کہ پیرس کے پاسٹیور انسٹیٹیوٹ کے ڈاکٹر مارگورک نے جو مرض دق کے علاج کی پچکاری دریافت کی ہے - اور جس کے تجربہ میں وہ کامیاب بھی ہوئے ہیں بہت ہی درست ایجاد ہے -

بعض جانوروں کے دانت ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں ایسے جانور چوہے اور گلہری ہیں - انسان کے دانت بھی ایک قسم کی نرم جگہ سے نکلتے ہیں جو دانتوں کے بڑھ جانے کے بعد باقی نہیں رہتی مگر چوہے کے دانتوں کے نکلنے کی جگہ ہمیشہ نرم رہتی اور اُسمیں ایسا مادہ جمع رہتا ہے جس سے دانت بڑھتے رہتے ہیں - اسلئے چوہا برابر کچھ نہ کچھ کترتا ہی رہتا ہے تاکہ اُس کے دانت گھسنے کے باعث اپنی اصلی لمبائی تک قائم رہیں +

سب سے بڑی تتلیاں جزیرہ موقلقا میں پائی جاتی ہیں ان کے پرندوں کے سے پر ۱۲ انچ چوڑے ہوتے ہیں +

ایک فرنچ سائنس دان کی رائے ہے کہ اگر پودوں کی جڑوں میں گلیوکوز یا گلیسرین لگا دی جائے تو اُس درخت کے بڑھاؤ کی ترقی ہوتی ہے ابھی تھوڑے ہی دن گذرے کہ قلعہ کارکیسونی واقع فرانس میں ایک سپاہی نے پھانسی لگا کر خودکشی کرنی چاہی اُس کے ساتھیوں نے اُسے مردہ پایا مگر فوج کے ڈاکٹر نے اُسے زندہ کرنے کی کوشش کی اور آٹھ گھنٹے اُس کی زبان اور بازوؤں کو حرکت دینے کے بعد سپاہی ہوش میں آ گیا - اور اُس کا گیا ہوا دم لوٹ آیا - +

ایک لیڈی کو عجب مرض ہو گیا ہے وہ دن میں نہ تو لکھ پڑھ سکتی اور نہ اور کوئی کام کر سکتی ہے جو نظر کے پاس سے کیا جائے - اُس کی نگاہ دن کی یا گیس روشنی میں کم ہوتی جاتی ہے - مگر رات کو دیکھنے کی طاقت اُسمیں بڑھتی جاتی ہے - جوں جوں اُس کی نگاہ دن میں گھٹتی جاتی ہے - توں توں رات میں بڑھتی جاتی ہے - یہ حالت اُس کی اُس وقت سے ہو گئی ہے جبکہ گذشتہ موسم گرما میں ایک حادثہ میں اُس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی +

ماہوار باتصویر رسالۂ دلچسپ کا اجراء

اہل مُلک تو اردو اخبارات اور رسالوں کی نا قابلیت اور بے بضاعتی کے شاکی ہیں اور اردو اخبارات مُلک کی ناقدر دانی کا گلہ کرتے ہیں سچ پوچھئے تو حقیقت میں دونو طرف کا گلہ شکوہ ایک حد تک واجبی ہے - لیکن پھر بھی مُلک میں ایسے اردو اخبارات اور رسالے موجود ہیں جو اپنی قابلیت کی وجہ سے ممتاز اور معزز سمجھے جاتے ہیں اور ملکی قدر دانی بھی اون کے خیر مقدم میں دن بدن ترقی کا قدم بڑھا رہی ہے +

ہم نے اس شکوہ و شکایت کا فیصلہ کر دیا ہے: "**دلچسپ**" ایک ایسا ماہوار رسالہ جاری کیا جاتا ہے جو **عدیم المثال** قابلیت اور خوبی کے لحاظ سے ملکی قدر دانی کے لئے خصوصیت کے ساتھ بہت بڑی گنجائش پیدا کرے گا - اور کمی قیمت کی وجہ سے کثرت اشاعت کے میدان کو بہت کچھ وسعت دیگا **دلچسپ** میں تمام دنیا کی دلچسپیاں موجود ہونگی - یہہ لٹریچر کی اعلیٰ خوبیوں کے ساتھ مضامین ذیل کا مخزن ہوگا - علمی اخلاقی - سوشیل - پولٹیکل آرٹیکل - سوانح عمریاں مشاہیر عالم کے تذکرے اور تصاویر - تاریخی واقعات اور اُن کے مرقعے - تجارتی اور صنعتی حالات - طبی مضامین - جدید تحقیقاتیں - نئی علمی ترقیاں - سائنس کے کرشمے - تازہ معاملات اور مشہور مقامات کے فوٹو - عجائبات عالم - مختلف ممالک مختلف اقوام کی رسوم و عادات زنانہ معاملات - دلچسپ سٹوریاں (حکایات) جدید تصنیفات اور تالیفات پر ریویو - شائستہ مگر دل پسند مذاق - اعلیٰ درجہ کی نظمیں پرانی شاعری کے منتخب نمونے - مذاقی نظمیں مشاہیر عالم کے اقوال - ضرب الامثال - عام واقفیت ناظرین کے استفسارات - انعامی مقابلے - روئے زمین کی چیدہ چیدہ خبریں - مفید اشتہارات وغیرہ +

تصاویر کا حصہ قابل دید ہوگا +

ان تمام خوبیوں کے ساتھ لکھائی چھپائی کا غذ ایک سے ایک بڑھ کر ہونگے - اور پیسہ اخبار کے برابر (۱۸×۲۲) ۴۸ صفحوں کا ماہوار ہر مہینے کی بیسویں تاریخ کو شائع ہوگا قیمت سالانہ مع محصولڈاک صرف ایک روپیہ (عہ) ہوگی +

دلچسپ ایک ایسا رسالہ ہوگا جسکے فائل دلچسپیوں کا ہمیشہ زندہ رہنے والا مجموعہ ہونگے +

پس کوئی وجہ نہیں کہ

دلچسپ کی ماہوار اشاعت بیس پچیس ہزار نہ ہو - اب دیکھنا یہ ہے کہ اردو اخبارات کی ناقابلیت اور بے بضاعتی کی شکائت درست ہے یا ملکی ناقدر دانی کا شکوہ بجا ہے +

درخواستیں بنام منیجر دلچسپ امرتسر کے آنی چاہئیں -

آمد جوش انسکلوپیڈیا
بابت ۱۱ اپریل ۱۹۰۶ء

نام	پتہ	چندہ	نام	پتہ	چندہ
منشی محمد یوسف	مردان	عہ	محمد اکرم بیگ	سناسی کوہاٹ	۲ر
مرزا امیر اکبر	”	”	حافظ فتح الدین	مرار	سے ر
مرزا امیر احمد	”	۴ر	منشی احمد دین	گجرانوالہ	۸ر
بابو جمال دین	”	عہ	منشی عبد الخالق	بخاری	”
ہمز اللہ خاں	”	۴ر	جماعت	پشاور	۹ر
جماعت	جموں	۱۵آ	بابو اسمٰعیل	لمیاگاؤں	۲ر
منشی گلزار محمد	گڑھ شنکر	۴ر	بابو وزیر دین	سجانپور	۸ر
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل	”	۴ر	بابو برکت علی	نہر جہلم	”
سید جلال	بربرہ	عہ	میاں میراں بخش	”	عہ
مستری عبد اللہ	نہر جہلم	۸ر	میاں برکت علی	رنبل	۴ر
			بابو نذیر الدین صاحب	جاموں	للعہ

عقلمندوں کے نزدیک یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں سمجھی جائے گی اور نہ ایسے حقوق اور فضائل کو پیش کرنے والا کوئی بھلا مانس انسان خیال کیا جائے گا۔ ورنہ ایک حجام اگر یہ احسان جتلا کر ہمیں ممنون بنانا چاہے کہ بالوں کے کاٹنے یا درست کرنے کے وقت مجھے یہ موقعہ ملا تھا کہ میں تمہارے سر یا گردن یا ناک پر اُسترہ مار دیتا مگر میں نے یہ نیکی کی کہ نہیں مارا تو کیا اس سے وہ ہمارا اعلیٰ درجہ کا محسن ٹھہر جائے گا اور والدین کے حقوق کیطرح اسکے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں گے؟ نہیں بلکہ وہ ایک طور کے جرم کا مرتکب ہے جو اپنی ایسی صفات ظاہر کرتا ہے اور ایک دانشمند حاکم کے نزدیک ضمانت لینے کے لائق ہے۔ غرض یہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احسان نہیں ہے کہ کسی نے بدی کرنے سے اپنے تئیں بچائے رکھا کیونکہ قانون سزا ہی تو اسے روکتا تھا مثلاً اگر کوئی شریر نقب لگانے یا اپنے ہمسایہ کا مال چُرانے سے رک گیا ہے تو کیا اسکی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اُس شرارت سے باز رہ کر اس سے نیکی کرنا چاہتا تھا بلکہ قانون سزا بھی تو اسے ڈرا رہا تھا کیونکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر میں نقب زنی کے وقت یا کسی کے گھر میں آگ لگانے کے وقت یا کسی بیگناہ پر پستول چھوڑنے کے وقت یا کسی بچہ کا گلا گھونٹنے کے وقت پکڑا گیا تو پھر گورنمنٹ پوری سزا دیکر جہنم تک پہونچائے گی۔ غرض اگر یہی حقیقی نیکی اور انسان کا اعلیٰ جوہر ہے تو پھر تمام جرائم پیشہ ایسے لوگوں کے محسن ٹھہر جائیں گے جنکو انھوں نے کوئی ضرر نہیں پہونچایا۔ لیکن جن بزرگوار ونکو ہم انسان کامل کا خطاب دینا چاہتے ہیں کیا اُنکی بزرگی کے اثبات کے لیے ہمیں یہی وجوہ پیش کرنے چاہییں کہ کبھی انھوں نے کسی شخص کے گھر کو آگ نہیں لگائی چوری نہیں کی کسی بیگانہ عورت پر حملہ نہیں کیا ڈاکا نہیں مارا کسی بچہ کا گلا نہیں گھونٹا حاشا وکلّا یہ کمینہ باتیں ہرگز کمال کی وجوہ نہیں ہو سکتیں بلکہ ایسے ذکر سے تو ایک طور سے ہجو نکلتی ہے۔ مثلاً اگر میں یہ کہوں کہ میری دانست میں زید جو ایک شہر کا معزز اور نیک نام رئیس ہے فلاں ڈاکہ میں شریک نہیں ہے یا فلاں عورت کو جو چند آدمی زنا کے لیے بہکا کر لے گئے تھے اس سازش سے زید کا کچھ تعلق نہ تھا تو ایسے بیان میں میں زید کی ایک طریق سے ازالہ حیثیت عرفی کر رہا ہوں کیونکہ پوشیدہ طور پر پبلک کو احتمال کا موقع دیتا ہوں کہ وہ اس مادہ کا آدمی ہے گو اس وقت شریک نہیں ہے۔ پس خدا کے پاک نبیوں کی تعریف اسی حد تک ختم کر دینا بلاشبہ انکی ایک سخت مذمت ہے اور اسی بات کو انکا بڑا کمال سمجھنا کہ جرائم پیشہ لوگوں کیطرح ناجائز تکالیف عامہ سے اُنھوں نے اپنے تئیں بچایا ان کے مرتبہ عالیہ کی بڑی ہتک ہے اول تو بدی سے باز رہنا جسکو معصومیۃ کہا جاتا ہے کوئی اعلیٰ صفت نہیں ہے۔ دنیا میں ہزاروں اس قسم کے لوگ موجود ہیں کہ اُنکو موقع نہیں ملا کہ وہ نقب لگائیں یا دھاڑا ماریں یا خون کریں یا شیر خوار بچوں کا گلا گھونٹیں یا بیچاری کمزور عورتوں کا زیور کانوں سے توڑ کر لیجائیں۔ پس ہم کہاں تک اس ترک شر کیوجہ سے لوگوں کو اپنے محسن ٹھہراتے جائیں اور انکو محض اسی وجہ سے انسان کامل مان لیں؟ ماسوا اس کے ترک شر کے لیے جسکو دوسرے لفظوں میں معصومیت کہتے ہیں بہت سے وجوہ ہیں ہر ایک کو یہ لیاقت حاصل ہے کہ رات کو اکیلا اُٹھے اور حربہ نقب ہاتھ میں لیکر اور لنگوٹی باندھ کر کسی کوچہ میں گھس جائے اور عین موقع پر نقب لگا دے اور مال قابو میں کرے اور پھر جان بچا کر بھاگ جائے اس قسم کی مشقتیں نبیوں کو کہاں ہیں اور بغیر لیاقت اور قوۃ کے جرأت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی زناکاری بھی قوت مردی کی محتاج ہے اور اگر مرد ہو بھی تب محض خالی ہاتھ سے غیر ممکن ہے۔ بازاری عورتوں نے اپنے نفس کو وقف تو نہیں کر رکھا وہ بھی آخر کچھ مانگتی ہیں تلوار چلانے کے لیے بھی بازو چاہیے اور کچھ انکل بھی اور کچھ بہادری اور دل کی قوۃ بھی۔ بعض ایک چڑیا کو بھی مار نہیں سکتے۔ اور ڈاکا مارنا بھی ہر ایک بزدل کا کام نہیں۔ اب ایسا تھا کون فیصلہ کرے کہ مثلاً ایک شخص جو ایک پر ثمر باغ کے پاس پاس جا رہا تھا اس نے اس باغ کا اسلیے بے اجازۃ پھل نہیں توڑا کہ وہ ایک بڑا مقدس انسان تھا کیا وجہ کہ ہم یہ نہ کہیں کہ اسلیے نہیں توڑا کہ دن کا وقت تھا بچاس محافظ باغیں موجود تھے اگر توڑتا تو پکڑا جاتا مار کھاتا بعزۃ ہوتا۔ اس قسم کی نبیوں کی تعریف کرنا اور بار بار معصومیۃ معصومیۃ پیش کرنا اور دکھلانا کہ انھوں نے ارتکاب جرائم نہیں کیا سخت مکروہ اور ترک ادب ہے۔ ہاں ہزاروں صفات فاضلہ کے ضمن میں اگر یہ بھی بیان ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر صرف اتنی ہی بات کہ اس نبی نے کبھی کسی بچہ کا دو چار آنہ کی طمع کے لیے گلا نہیں گھونٹا یا کسی اور کمینہ بدی کا مرتکب نہیں ہوا یہ بلاشبہ ہجو ہے۔ یہ ان لوگوں کے خیال ہیں جنھوں نے انسان کی حقیقی نیکی اور حقیقی کمال میں کبھی غور نہیں کی۔ جس شخص کا نام ہم انسان کامل رکھتے ہیں ہمیں نہیں چاہیے کہ محض ترک شر کے پہلو سے اُسکی بزرگی کا وزن کریں۔ کیونکہ اس وزن سے اگر کچھ ثابت ہو تو صرف یہ ہوگا کہ ایسا انسان بدمعاشوں کے گروہ میں سے نہیں ہے معمولی بھلے مانسوں میں سے ہے کیونکہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے محض شرارۃ سے باز رہنا کوئی اعلیٰ خوبیوں کی بات نہیں ایسا تو کبھی سانپ بھی کرتا ہے کہ آگے سے خاموش گذر جاتا ہے اور حملہ نہیں کرتا اور کبھی بھیڑیا بھی سامنے سے سرنگوں گذر جاتا ہے۔ ہزاروں بچے ایسی حالت میں مرجاتے ہیں کہ کوئی ضرر بھی کسی انسان کو اُنھوں نے نہیں پہونچایا تھا بلکہ انسان کامل کی شناخت کے لیے کسب خیر کا پہلو دیکھنا چاہیے یعنی یہ کہ کیا کیا حقیقی نیکیاں اس سے ظہور میں آئیں اور کیا کیا حقیقی کمالات اسکے دل اور دماغ اور کانشنس میں موجود ہیں اور کیا کیا صفات فاضلہ اسکے اندر موجود ہیں۔ سو یہی وہ امر ہے جسکو پیش نظر رکھکر حضرۃ مسیح کے ذاتی کمالات اور انواع خیرات اور ہمارے نبی صلعم کے کمالات اور خیرات کو ہر ایک پہلو سے جانچنا چاہیے مثلاً سخاوت فتوۃ مواسات حقیقی حلم جسکے لیے قدرۃ سخت گوئی شرط ہے حقیقی عفو جسکے لیے قدرۃ انتقام شرط ہے حقیقی شجاعۃ جسکے لیے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ شرط ہے حقیقی عدل جسکے لیے قدرۃ ظلم شرط ہے حقیقی رحم جسکے لیے قدرۃ سزا شرط ہے اور اعلیٰ درجہ کی زیرکی اور اعلیٰ درجہ کا حافظہ اور اعلیٰ درجہ کی فیض رسانی اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور اعلیٰ درجہ کا احسان جنکے لیے نمونے اور نظیریں شرط ہیں پس اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ اور موازنہ ہونا چاہیے نہ صرف ترک شر میں جس کا نام عیسائی معصومیۃ رکھتے ہیں کیونکہ نبیوں کی نسبت یہ خیال کرنا بھی ایک گناہ ہے کہ انھوں نے چوری ڈاکا وغیرہ کا موقع پاکر اپنے تئیں بچایا یا یہ جرائم ان پر ثابت نہ ہو سکے بلکہ حضرۃ مسیحؑ کا یہ فرمانا کہ "مجھے نیک مت کہہ" یہ ایک ایسی وصیت تھی جس پر پادری صاحبوں کو عمل کرنا چاہیے تھا۔ پس جو لوگ عیسائی صاحبوں سے مناظرہ کرتے ہیں یا عیسائی صاحبوں سے انکو سابقہ پڑتا ہے انھیں چاہیے کہ وہ اصول پر اپنی گفتگو کریں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی و اخلاقی و برکاتی و تاثیراتی و قولی و فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرۃ کے رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے۔ جب اس طریق پر اپنی گفتگو شروع کیجائیگی تو یقیناً وہ بھاگیں گے کیونکہ عیسائیت اس اصل اور محک پر یسوع مسیح کو پورا اُتار نہیں سکتے چنانچہ جب حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور کے لاٹ پادری یعنی بشپ صاحب کو دعوۃ دی تو آخر انکو رکیک حجتوں اور بیہودہ عذروں سے اس میدان کو ٹالنا ہی پڑا۔ پس یہ ایک زبردست ہتھیار ہے اُن لوگوں کیلئے جنکو عیسائی حملہ آوروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور یہ خطا نہ کرنے والا حربہ ہے۔

حفظِ صحت اور اسلام

نمبر دوم

بعض اپنی سستی اور نادانی سے اپنے جسم۔ کپڑوں یا مکان یا محلہ کو غلیظ اور متعفن رکھتے ہیں۔ بعض غلیظ یا ناقص ہوائیں رہتے۔ یا ناقص پانی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً بڑے شہروں میں نیچے کی منزل پر اقامت رکھتے ہیں۔ حالانکہ نشیب میں عفونتیں زیادہ ہوتی ہیں بیشمار اشخاص متعدی اور وبائی امراض سے جو احتیاط لازم ہیں از روئے جہالت یا سرکشی ان کی پابندی نہیں کرتے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صدہا وبائی امراض انسان کی بدعملیوں کی وجہ سے قہر الٰہی کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں جو بنی نوع کو سخت ہراس اور گریہ و زاری میں ڈال کر کچھ عرصہ کے بعد خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ تاہم اُن کے لئے ظاہر اسباب ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔ جنکے دفیعہ کیلئے انسان کوشش کر سکتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ پھر کسی مرض کو انسانی تدبیر سے باہر سمجھنا سراسر عقل اور دین کے خلاف ہے۔

اس عالم کا نام دانشمندوں نے عالمِ اسباب اس بنا پر رکھا ہے کہ اس میں ہر ایک واقعہ خاص خاص اسباب کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ہاں ہر ایک واقعہ کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں مگر بلا اسباب کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آتا۔ پھر قرآن مجید فرماتا ہے کہ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ یعنی اون کے واسطے تمام پاک اشیاء اور ہر طرح سے ستھری اور پسندیدہ چیزیں حلال کرتا ہے وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ یعنی اون پر تمام ناپاک اشیاء حرام کرتا ہے۔ طیبات سے مراد وہ تمام افعال اور اشیاء ہیں جو بذاتِ خود پاکیزہ اور خوشگوار معلوم ہوتی اور اپنے نتائج بھی مفید اور صحت بخش ظاہر کرتے ہیں۔ برعکس اس کے خبائث وہ تمام افعال اور اشیاء ہیں۔ جو بذاتِ خود نفرت خیز اور اُن کے نتائج بھی پُر ضرر اور قبیح ہوتے ہیں۔

پس حکم ہے کہ طیبات کو اختیار کرو۔ اور خبائث سے بچو مکانات محلہ شہر۔ اور تمام گرد و نواح کو پاک و صاف رکھنا بروئے قرآن مجید اعلیٰ درجہ کی نعمتوں میں سے ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا تاکہ تمہیں اور تمہاری بستیوں کو پاک صاف کر دے ہم دیکھتے ہیں کہ جب بارش ہوتی ہے تو وہ تمام درختوں اور مکانات کی بیرونی سطح کو کیسے صاف کر دیتی ہے زور کی بوچھاڑ تمام جمے ہوئے گرد و غبار اور میل کچیل کو دھو ڈالتی ہے پھر گلیوں اور نالیوں سے پانی زور اور افراط کے ساتھ بہتا ہوا مہینوں کی غلاظت اور گندگی کو بہا کر لے جاتا ہے۔

بارش کی پرزور دھار کس طاقت کے ساتھ اپنا کام کرتی ہے۔ کیا کوئی انسانی طاقت یا انجن ہے کہ اس افراط اسقدر بلندی۔ اور اس زور و شور سے پانی برساوے جو تمام سطح زمین اور نالیوں وغیرہ کو دُور دُور تک دھو ڈالے۔ اور تمام غلاظتوں کو خود بخود اُٹھا کر بہاتے ہوئے کوسوں کے فاصلہ پر لیجا کر گرا دے۔ ایک شہر کو تمام نیچے اور اوپر سے کامل طور پر دھو ڈالے۔

الغرض بارش کے بیشمار فیضان میں سے ایک یہ بھی قابل شکر فیض ہے کہ تمام بستی اور گرد و نواح کی زمین کو ایسی عمدگی اور کمال کے ساتھ صاف کر ڈالتی ہے کہ کوئی میونسپل کمیٹی اوس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتی۔ اگر کروڑہا کروڑ روپیہ صرف کئے جا کر صدہا انجن ایک ملک پر لگائے جائیں تو وہ صفائی کے لحاظ سے ہرگز اسقدر کام نہیں دے سکتے۔ جو دو چار گھنٹہ کی بارش کر جاتی ہے پس یہ اُس سینی ٹری کمشنر حقیقی کا خاص انتظام ہے جو اُس کے تقاضا رحمانیت و ربوبیت سے ہمیشہ نوع انسان کیلئے موجود ہے جس کے لئے کوئی ٹیکس یا محصول قائم نہیں کیا گیا سوائے اس کے کہ انسان خود اپنی روحانی ترقیات کے لئے اوس ذات باری کے انعامات کو یاد کرے اور اُن کا شکریہ ادا کرتا رہے۔

پس جبکہ بارش صفائی کیلئے ایک خاص انتظام ہے اس لئے بستیوں کا اونچی سطح پر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ تمام غلاظت جو بارش کے پانی سے دھولی جاتی ہے بہکر دور دور [illegible] بستی کے قریب ہونے چاہئیں تاکہ متعفن ہو کر بارش کی صفائی کنندہ طاقتوں کو زائل نہ کر سکیں۔ اور کوئی نشیب بستی کے قریب ایسا نہ ہونا چاہئے جس میں شہر کی غلاظتوں سے لدا ہوا پانی جمع ہو۔ اس اختصار کی تفصیل یہہ ہے کہ تمام نباتی و حیوانی اشیاء مثلاً گھاس کے پولنیں لید گوبر وغیرہ جنکے انبار اکثر دیہاتوں اور شہروں کے اندر دیکھے جاتے ہیں جب اون پر بارش پڑتی ہے تو یہ سڑ کر فاسد اور خراب بنا دیتے ہیں۔ ساتھ ہی بارش کا پانی اُن کی غلاظت کو حل کر کے زمین کے اندر سرایت کرتا ہوا چاہات میں پہنچ جاتا۔ اور تمام پانی کو غلیظ اور فاسد کر دیتا ہے۔ گویا کہ کوڑی ہائے کی موجودگی سے بارش کے بعد ہوا اور پانی دونوں خراب ہو جاتی ہیں جو نشیب آبادی کے قریب ہوتے ہیں ان میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا اور طرح طرح کی نباتی و حیوانی اشیاء اُس کے اندر سڑ کر ہوا کو خراب کرتی ہیں۔ یہ تمام حضرات انسان کی پیدا کردہ خرابیاں ہیں جن سے وہ خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ اسی واسطے وہ حکیم مطلق قرآن میں ارشاد فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ۔ پ ۲ - ع

بارش اور اور طرح سے بھی تمام ہوا کو صاف کرتی ہے ایک تو تمام گرد و غبار اور فاسد ہوا [illegible] زمین پر لے آتی۔ اور کرۂ ہوا کو اُن سے صاف کر دیتی ہے

کیا کوئی انجن ہے جو تمام ہوا کو اسطرح صاف کر سکے۔

دوئم۔ بارش کے بعد جا بجا سبزہ پیدا ہو کر ہوا کے کاربانک ایسڈ وغیرہ فاسد اور مضر مادوں کو کھا جاتا ہے۔

کاربانک ایسڈ گاس ایک خراب ہوا ہے جو تمام حیوانات کے سانس کے ساتھ باہر آتی ہے اور اکثر سڑاند میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہہ تمام حیوانات و انسان کے لئے مضر ہے مگر نباتات کی اس سے پرورش ہوتی ہے اس لئے بارش کے بعد جب تمام زمین رنگا رنگ نباتات سے سرسبز ہو جاتی ہے اوسوقت اس کاربانک ایسڈ کی خوب صفائی ہوتی ہے۔

جب ہوا صاف ہوتی ہے تو اُس کے ساتھ خون بھی خوب ہوتا ہے کیا کوئی انسانی طاقت ہے جو ہوا کو اس طریق سے صاف کرے جیسے کہ باران رحمت کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تَصْرِيفِ الرِّيَاحِ یعنی ہواؤں کی گردش کو بڑے نشانات اور انعامات سے فرماتا ہے۔

ہواؤں کی گردش بھی صفائی کا بڑا موجب ہے ایک جگہ کی غلیظ ہوا اسی طاقت سے دُور دُور منتشر ہو کر بے اثر ہو جاتی ہے۔

پس اس قدرتی انجن صفائی سے ہم اسطرح پر فائدہ اُٹھا سکتے ہیں کہ اپنے مکانوں کو ہوادار بنائیں تاکہ تمام غلیظ ہوائیں ساتھ کے ساتھ خارج ہو جایا کریں اس سبق حفظ صحت کے سوائے تصریف الریاح میں اور بہت سے سبق ہیں جنکو دانشمند لوگ خوب سمجھتے وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا یعنی نرم صحت بخش ہوائیں وہی پسندیدہ ہیں۔ یہہ آیت ہمکو صاف طور پر یہ سبق سکھاتی ہے کہ اپنے مکانوں میں ہوا کے گذر اس قسم کے بنائیں کہ جب تیز ہوائیں چلتی ہوں تو خاص خاص گذروں کو بند کر کے اونکی تیزی کو نرمی میں بدل دیا جایا کرے اور انہیں یہ بھی ایک سبق ہے کہ تیز ہواؤں کے جھوکے سخت مضر ہوتے ہیں جن سے انسان کو بچنا چاہئے۔ کھانے اور پینے کے بارہ میں صاف طور پر قرآن مجید فرماتا ہے کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا۔ یعنی کھاؤ اور پیو مگر کسی قسم کی فضولیات میں مت پڑو۔ یعنی کھانا پینا تمہیں منع نہیں کسی جذبہ میں کھانا پینا ترک کر دینا اور بھوکا رہنا کوئی عبادت نہیں لیکن کھانے پینے میں کوئی اسراف مت کرو۔ نہ اسقدر زیادہ کھاؤ کہ جسم زائل ہونا شروع ہو جائے بیت نہ چنداں بخور کز دہانت برآید۔ نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید۔ نہ ایسی چیزیں کھاؤ کہ جو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچائیں اور نہ کسی قسم کی فضول عادات مثلاً شراب۔ افیون۔ پوست۔ بھنگ۔ چرس۔ پان تمباکو وغیرہ اختیار کرو۔ بلکہ جو کچھ حفظ نفس کے لئے ضروری اور لابد ہے۔ بے شک کھاؤ اور پیو۔ (باقی آئندہ)

معیار الصادق

خطبہ جو یکم مئی سنہ ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ ولو تریٰ اذ الظلمون فی غمرات الموت والملئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن ایتہ تستکبرون۔

... جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور دعوے کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا کلام اترتا ہے حالانکہ اس پر کسی قسم کا خدا کا کلام نہیں اترا اور دعوے کرتا ہے کہ میں خدا کے کلام کی طرح ایک کلام نازل کر سکتا ہوں ایسے مدعیوں کے لئے ایک وقت مقرر ہے اسوقت خدا کے فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا کر انکی روح نکالیں گے اور کہیں گے اے بے ایمانو! مفتریو! اپنی جانوں کو نکالو اس لئے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے نشانوں سے اپنی گردنیں پھیرتے تھے۔

یہ ایک آیت ہے جو بہت ہی غور کرنے کے قابل ہے کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کے ماموروں۔ مرسلوں اور برگزیدہ بندوں کی سچائی اور صداقت کی شناخت کے لئے ایک معیار قائم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا بڑا ظالم بدمعاش۔ مفسد اور شریر خدا کی سلطنت میں وہ شخص ہے جو مفتری ہے اور جھوٹی وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ آیت اگر قوی تر اثر ثبوت نبوت کے لئے نہیں رکھتی تو پھر اللہ تعالیٰ کی حکیم اور مبارک کتاب میں کیوں ہے؟ مگر نہیں یہ آیت عظیم الشان اثر ثبوت نبوت کے لئے رکھتی ہے اور منجملہ دیگر دلائل نبوت کے یہ زبردست دلیل ہے۔

جو لوگ انسان کے دل کی کتاب کو پڑھ سکتے ہیں اور وجدانی کیفیتوں کے آثار اور نتائج کا علم رکھتے ہیں وہ اس دلیل کو سوچ کر بہت بڑا حظ اٹھا سکتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالت ان کے دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کسطرح ایک مفتری بولتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ آسمان کے دروازے اس پر کھلے ہوئے نہیں ہیں اس کی زبان میں کیسا ضعف اور لکنت ہوتی ہے + اس کی آواز سے بزدلی اور کمزوری کا پتہ لگتا ہے۔ اس کے بالمقابل جو لوگ خدا تعالیٰ کی روح اور راستی سے بولتے ہیں ان کی زبان میں بیان میں ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔ ان کے کاروبار ان کے در و دیوار اُن کی گفتار و کردار سے طمانیت۔ سکون اور لذت برستی ہے۔ پس جن لوگوں کو قلب انسانی اور اسکے افعال اور آثار کے مطالعہ کا شوق ہے وہ صادق اور کاذب میں بہت جلد فرق کر لیتے ہیں اب خدا کی کتاب جو یہ آیت پیش کرتی ہے ان لوگوں کے لئے بہت بڑی روشن دلیل اور لذیذ برہان ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ... حضور سے کہا گیا ہے ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ جو اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جائے؟ کس قدر پاک فطرت اور صداقت مجسم طبیعت ہے کہ اپنی نسبت باور نہیں کر سکتی کہ اس سے افترا کا گناہ سرزد ہو سکتا اس لئے کہ آپ کی پاکیزہ فطرت میں یہ مادہ ہی تھا نہیں +

پچیسویں سپارہ کے ابتدا میں بھی یہ آیت بیان ہوئی ہے کہ من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بالصدق یعنے دو شخص بڑے بے ایمان اور بدمعاش ہیں ان سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ایک وہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے دوسرا بے ایمان وہ ہے جو سچائی کی تکذیب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت الوہیت ان دو ظالموں کو پسند نہیں کرتی ایک جو اللہ پر افترا کرتا ہے دوسرا جو مامور من اللہ صادق کا انکار کرتا ہے اور اس طرح پر اس ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹنے والا ٹھیرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو خطرناک سزا دیتا ہے۔

حقیقت میں اگر اللہ تعالیٰ کے کام اور کلام نے یہ فیصلہ نہ کیا ہوتا تو سچائی کا معیار ہی نہیں ہو سکتا تھا دنیا کی مادی حکومتیں اور سلطنتیں بھی کبھی ایسے شریروں کو پسند نہیں کر سکتیں کوئی شخص فرضی طور پر چار روپیہ کا چپراسی یا مذکوری نہیں بن سکتا۔ حالانکہ یہ بہت ہی چھوٹی بات ہے جونہی اس بات کا پتہ لگ جاوے کہ فلاں شخص نے ایسا ارتکاب کیا ہے فی الفور اسکو پکڑا جاتا اور سخت عبرت ناک سزا دی جاتی ہے۔ اور اسی طرح اگر واقعی اور حقیقی مذکوری جس کے ہاتھ میں بہت ہی زشت خط اور بھدے کاغذ پر چیل کا چھپا ہوا پروانہ ہو اور کسی نمبردار کے پاس لے جاوے اور نمبردار اسکی پرواہ نہ کرے بلکہ اس کی ہتک کرے تو اس چار روپیہ کے مذکوری کی ہتک اور توہین گورنمنٹ اپنی توہین قرار دے کر اس نمبردار کو خطرناک سزا دیگی +

پس غور کرو کہ جب مادی سلطنت اور حکومت میں بھی یہ اندھیر نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص فرضی اور جعلی مذکوری تک نہیں بن سکتا اور اگر بنے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے اور اسی طرح حقیقی مذکوری کی ہتک کرنیوالا بھی سزا پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ممیز گورنمنٹ میں یہ کب ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اتنا بڑا عظیم الشان دعویٰ کرے کہ میں خدا تعالیٰ کا مقرب ہوں اور مجھ پر اس کا کلام اترتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بچ جاوے اگر ایسا ہوتا تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ صادق اور کاذب میں مابہ الامتیاز کیا ہوتا؟ مگر ایسا نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ کی باتیں لفظی اور خیالی نہیں ہیں اگر اس میدان زندگی میں فیصلہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے وعدے خیالی سمجھے جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی کا ثبوت مشکل ہو جاتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان دونوں باتوں کا کامل معیار اور نمونہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے حق و حکمت لیکر اپنے وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ آئے تھے ایک قوم نے آپ کی مخالفت کی۔ خطرناک منصوبے آپکو تباہ کرنیکے لئے کئے آخر وہ ہلاک ہو گئے۔ اور آپ کامیاب ہو گئے۔ کیسی نصرت ظفر اور تائیدات الٰہیہ آپکے لئے ظاہر ہوئیں کہ ان کی نظیر آدم سے لیکر کبھی پائی ہی نہیں جاتی اور آپ کو جھٹلانے والے کیسے ذلیل اور خوار ہو کر تباہ ہوئے کہ ان کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ آپ کا وجود آپ کا زمانہ صدق کا ایک معیار ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب کی نسبت فرمایا ہے لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہر اختلاف میں جو لوگوں میں پیدا ہو فیصلہ کرنیوالی ہے۔ وہ شخص کافر اور خدا کے کلام کا ملزم ہے جو کہتا ہے کہ فلاں بات کا فیصلہ اس میں نہیں ہے۔ پس جب قرآن شریف کی یہ شان ہے تو اس لحاظ سے بھی ضرور تھا کہ راستبازی اور راستباز کا معیار قرآن شریف پیش کرتا۔ چنانچہ اُس نے یہ معیار پیش کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر یہ دلیل ایک نمونہ ٹھہر گئی ہے اور اسی دلیل سے ہمیشہ ہر زمانے میں صادق شناخت کیا جا سکتا ہے چنانچہ آج بھی اس ہمارے زمانے میں پچیس برس پہلے ایک شخص اُٹھا اور اسی گمنام گاؤں سے جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ آس پاس والے بھی اسے حقیر

جانتے تھے۔ اُس نے دعویٰ کیا کہ خدا کا کلام مجھ پر اترتا ہے غیب کی خبریں مجھے دی جاتی ہیں۔ اسی طریق اور بالکل اسی طرز پر یہہ دعویٰ اُسنے کئے۔ براہین احمدیہ کی تیسری اور چوتھی جلد کو پڑھ کر دیکھ لیا جاوے کہ خدا تعالیٰ کی جلالت اور ہیبت سے بھری ہوئی وحی آج سے پچیس برس پہلے کی اسمیں چھپی ہوئی موجود ہے۔ جس کے آگے سچا ایمان اس طرح سجدہ کر اٹھتا ہے جیسے خدا تعالیٰ کے اس کلام سے کے آگے

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس دلیل پر میں نے بہت غور کیا ہے اور ایک لذت کے ساتھ میں نے دیکھ لیا ہے کہ یہہ خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ وہ قوت بیان اور شوکت کلام جو اس کے دعویٰ میں ہے وہ کسی مفتری کے الفاظ میں ہو نہیں سکتی حضرت مسیح موعود کا خلوت میں جلوت میں تقریریں تحریریں بار بار کہنا کہ میں اللہ کی طرف سے ہوں مفتری نہیں ہوں۔ میرے نزدیک لا انتہا معجزات اور خوارق اس کے اسی ایک جملے کے اندر موجود ہیں۔ اپنی صداقت اور ماموریت پر کیسا یقین اور بصیرۃ ہے کہ مخالفوں کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا کسی تکلیف اور مصیبت سے نہیں ڈرتا اور پکار کر کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ یہہ دعویٰ چھوٹا سا دعویٰ نہیں معمولی آدمی جو مفتری ہو وہ نہیں کرسکتا۔ ایسے دعویٰ میں یہہ قوت یہ شوکت کہاں دل بھر اٹھتا ہے جب آدمی اس امر کا بھی تصوّر کرے کہ خدا پر افترا کر سکتا ہے۔ میں اس وقت بڑی بلند آواز سے اور تلوار سے بھی زیادہ تیز زبان کے ساتھ جو گویا سان پر لگائی گئی ہے بولتا ہوں۔ میرا دل مجھے کبھی اجازت نہیں دیتا کہ میں لکھدوں کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں پھر یہہ سوچ کر وہ شخص کیسا خدا سے بیخوف [illegible] ہے جو یہہ کہتا ہے من اظلم ممن افتری علی اللہ [illegible] میں حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ کی رحمتیں نصرتیں اور برکات اس پر آن کی آن میں بارش کیطرح برستی رہیں ہزاروں ہزار مرتبہ سن چکا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اور بارہا آپ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں اسکی طرف سے آیا ہوں۔ میری روح لذت کے ساتھ بھر جاتی اور یہہ فقرہ سیراب کرتا ہوا میرے دل پر اترتا ہے جب میں اس کے مُنہ سے سنتا ہوں مبارک ہونٹوں کا ان الفاظ کے کہنے کے لئے ہلنا ہی ہزاروں ہزار دلائل میرے سامنے پیش کر دیتے ہیں اور ایک جرار لشکر نشانات اور معجزات کے اس ایک جملہ کے ساتھ اترتا ہوا دیکھتا ہوں مجھے یاد ہے کہ ایک بار ہندوستان سے ایک شخص نے خط لکھا کہ میں آپسے دلیل نہیں مانگتا آپ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ صرف اپنے ہاتھ سے لکھدیں کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جسکی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔ حضرت نے قلم لیکر خدا کی قسم کھا کر لکھا کہ میں وہی ہوں جسکا وعدہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ میں آپکی اس تحریر سے پہلے بھی علی وجہ البصیرۃ آپ کو سچا پیغمبر اور مرسل مانتا ہوں لیکن اس تحریر کو پڑھ کر ایک حالت وجد مجھ پر تھی اور میں سرور سے بھرا ہوا تھا۔ کسقدر بصیرۃ اور شعور اسکو اپنی سچائی پر ہے۔

میں بارہا انسانی فطرت کے عجائبات پر توجہ کرتا ہوں کہ ایک فطرت اس قسم کی بنائی گئی ہے کہ وہ ان الفاظ ہی کو سنکر کہ میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں ایک لذت کے ساتھ اسکی سچائی پر ایمان لاتی ہے اور ہونٹ ہلنے کے ساتھ ہی دلائل کا ایک لشکر اترتا اُسے دکھائی دیتا ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جو ان پاکیزہ پر ہیبت الفاظ کے مقابل میں جھوٹا کہتے ہیں اللہ الکریم تیری چشم بندی بھی عجیب ہے! اخیر یہہ تو ہمارے قلب کی باتیں ہیں جو ان لوگوں کے لئے لذیذ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں + مگر یہاں تو وہی ثبوت موجود ہے جو اصدق الصادقین ہادی کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود ہے۔ آج سے پچیس برس پہلے یہی دعویٰ ایک شخص نے جب کہ کوئی شخص اُسے جانتا ہی نہ تھا۔ اور وہ ایک گمنام چھوٹی سی کوٹھڑی میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی یہہ وحیاں لکھتا ہے لیکن آخر کار . . . وہ رائی کا دانہ جو اسوقت بالکل بے حقیقت اور لاشے محض سمجھا جاتا تھا آج عظیم الشان پہاڑ ہے جسکی غاروں اور دامن میں لاکھوں لاکھ انسان زمانہ کی آفتوں اور دستبرد اور فتنوں سے بچنے کے لئے پناہ لے رہے ہیں کیا کبھی کسی مفتری کے ساتھ اس قسم کا واقعہ ہوسکتا ہے؟ یہ خدا تعالیٰ کا نشان ہے؟

[illegible] تک ایک مفتری بھی دعویٰ کرکے زندہ رہ سکتا اور کامیاب ہوسکتا ہے؟ یہہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ پر افترا کرکے خیالی اور فرضی الہام گھڑ کر شائع کرے اور دنیا بھی [illegible] معاملہ کرے اور دوست و دشمن نے اپنی کمانوں [illegible] سے اس کے لئے تیر چھوڑے ہوں اور پھر وہ عزت کی صدر پر بیٹھا ہو! کبھی نہیں۔ اگر ایک مفتری علی اللہ جو ظالم ترین شخص ہے خدائی بادشاہت میں باغی اور بدمعاش ہو کر بھی عزت پا سکتا ہے تو پھر حق و باطل میں امتیاز کیا رہا؟ اس قسم کا اعتقاد کفر اور ہجنت بیدینی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور کامیابی پر حملہ کرنا ہے۔ مجھے کسی ایسے مفتری کی نظیر دکھاؤ کہ جسنے فلیدو منی جمیعا کہا ہو کہ اپنے تصوف۔ اپنے علم اپنے مال و دولت اپنے مشایخ اپنے صوفیوں بہادروں اور عالموں اپنے دعاگوؤں اور سرنم ستی وظیفے کرنیوالوں غرض سب کو جمع کرو اور پھر زن طلاق ہے تم پر اگر مجھے مہلت دو اور دیکھو کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ اور آخر وہ کامیاب ہوا ہو + کبھی نہیں بجز صادق کے کون اس جرأت اور دلیری سے بول سکتا ہے۔ اسی طرح اسی رنگ میں اس خدا کے مسیح نے اپنے مخالفوں کو للکارا کہ اے صوفیو! اے عالمو! اے مرشدو اے نحویو! اے سجادہ نشینو۔ خواہ سہروردی ہو چشتی ہو نقشبندی ہو قادری ہو کوئی ہو تم اپنی دعاؤں سے اپنی تدابیر و مکائد سے اپنے ہر قسم کے حیل سے غرض جو کچھ تم سے ہوسکتا ہے میرے مقابلہ میں خرچ کرو۔ اور پھر دیکھو **خدا میرے ساتھ ہے۔**

اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے یہہ بہت دلیل ہے افسوس اس آنکھ پر جو اس دلیل کو یونہی دیکھے اور گذر جاوے اور افسوس اس دل پر جو اسپر نہ سوچے۔ غرض یہہ ایک معیار ہے صادق کی شناخت کا کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ پر افترا کرکے کامیاب نہیں ہوسکتا اور اسقدر عرصہ دراز تک جو زیادہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تبلیغ تک پہنچ سکتا ہے یعنے ۲۳ سال کبھی مُہلت نہیں پاتا +

دوسری طرف وہ ظالم ہے جو اس صادق کو جھوٹا کہتا ہے جو اس معیار پر صادق ثابت ہو جاوے۔ اس خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کے دشمنوں اور مکذبوں کی فہرست تلاش کرو اور اُن کے انجام پر نگاہ کرو +

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں ضعیف ترین مخلوق ہوں محض اُس کے فضل سے ہاں اسی کے فضل سے کھڑا ہوا ہوں اور اسی کے سلسلے کی غیرت ہے جو مجھ میں قوت پیدا کر رہی ہے اور میں بول رہا ہوں اور صرف اس لئے یہہ باتیں سناتا ہوں کہ شاید میرے جیسا کوئی دل ہو اور اسمیں نور آ پڑے۔

سب سے اوّل براہین کے وقت جن لوگوں نے مخالفت شروع کی لودہانہ کے چند مولوی عبدالعزیز وغیرہ تھے اور ایک قصوری مولوی غلام دستگیر نے سخت مخالفت کی اور کفر کے [illegible] کہاں ہیں؟ انکی خاک بھی نہ ملے گی مگر یہہ انکا تکذیب کیا ہوا کس برکت اور شان کے ساتھ بڑھ رہا ہے [illegible] مسیح موعود کے دعوے کے خلاف بٹالہ سے مولوی محمد حسین شیر کی طرح گرجتا اور غراتا ہوا اٹھا اُس نے اپنی جگہ دعویٰ کیا کہ میں اسکو گراؤں گا۔ سارے ہندوستان میں اُس نے شور مچایا کہ اے مسلمانوں خبردار ہو جاؤ ایک دجال اور مفتری آیا ہے اے گورنمنٹ تو بھی ڈر جا۔ غرض جہانتک اس سے ممکن ہوا۔ اُسنے کیا۔ آتشبازی کے چکر کی طرح وہ پھرا۔ اور غرض اس کی یہی تھی کہ اس درخت کو جو ابھی نکلا تھا۔ جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ مگر جو انجام ہوا وہ سب کے سامنے ہے یہہ خدا تعالیٰ کا معظم مکرم و بندہ نا قبولیت پا گیا اور خلقت کا رجوع اُسی کی طرف بڑھتا گیا اور وہ [illegible] اس برگزیدہ کے ساتھ ایک بھی نہ تھا مگر آج لاکھوں لاکھ ہیں۔ یہہ نشان ہیں ان کی قدر کرو۔ واویلا اس قوم پر جس نے ان کی قدر نہیں کی اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو توفیق دے کہ وہ اس کی قدر کرنے والے ٹھہریں + اور جبکہ اس کشتی پر بٹھایا ہے تو اپنے فضل سے بیڑا پار کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ منجدھار میں کشتی پہنچے اور اُلٹ دے۔

میرے دوستو! خدا کی کشتی ایک حکیم کی کشتی ہے اگر باطن میں کوئی قوم کو داغ لگانے والا ہے تو وہ عین منجدھار میں کان سے پکڑ کر سمندر میں غرق کر دیا جاوے گا۔

پس تم اپنے چال چلن سے ثابت کرو کہ مسیح موعود کے

خادم ہو [illegible] اللہ تعالیٰ تم سب [illegible] شہداء علی الناس بناوے دنیا میں [illegible] توحید پھیلے محمد رسول اللہ [illegible] لاشریک [illegible] قرآن [illegible] عزت کے لئے جتنے اس [illegible] وقت ہے اور [illegible] قوم [illegible] ہے جنہوں نے مسیح [illegible] دجال کو خدا بنایا ہوا ہے اپنے عمل سے قرآن کریم کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ظاہر کرو [illegible] دعاؤں میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے چاہیئے کہ لوگ تمہاری باتوں [illegible] کو دیکھیں اور [illegible] دلوں میں قائم ہو۔

آمین ثم آمین

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

شرح صدر فرمایا شرح صدر والے کو اللہ پر ایمان ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ ذکر [illegible] جاری رہتا ہے۔ آنکھ خدا کی طرف۔ کان اور زبان لغو کی طرف نہیں جاتی اسکی دوستی اور دشمنی اللہ کے واسطے ہوتی ہے اسے اپنے واسطے کوئی [illegible] وہ مخلوق پر احسان کرتا ہے۔ دانا ہوتا ہے [illegible] اور [illegible] سے بیزار ہوتا ہے۔

[illegible] اور آنحضرت اور شرح صدر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب اشرح لی صدری کی دعا خود کی تھی اور [illegible] شرح صدر چاہا تھا اور [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد [illegible] الم نشرح لک صدرک غور کرو اس سے آپ کی کیسی فضیلت اور بزرگی ثابت ہوتی ہے۔

انسان کا جب ایمان کامل ہو جاتا ہے تو اسکے اعضا میں بھی طاقت آجاتی ہے جو غیر مشروع چیزیں ہوتی ہیں ان کو دل سے برا جان لیتا ہے اس کی فطرت میں بدی سے مقابلہ کرنے کی قوت آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بڑے بڑے لوگوں کا حال اسواسطے درج فرماتا ہے کہ تا انسان ان کے حالات پڑھ سنکر خود بھی ان کے نمونے پر چلنے کی خواہش کرے اور انہیں سے کسی ایک جیسا بننے کی کوشش کرے یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی یا رسل کا ذکر کرتا ہے تو عموماً فرماتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قرآن شریف کی اصل غرض عمل ہے اور عمل کیواسطے تدبر ضروری ہے تدبر کے واسطے ضروری ہے کہ پانچ آیت سے کم نہوں اور دس آیت سے زیادہ نہ ہو تدبر کے وقت جب کسی نبی یا ولی یا فرشتہ کا ذکر آوے تو انسان دعا کرے اور خود کوشش کرے کہ ویسا بن جاوے اگر کسی بد انسان یا شیطان کا ذکر آوے تو اس راہ سے بچنے کی کوشش کرو۔ اور دعا اور استغفار وغیرہ کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور علم کامل کے مطالعہ سے ایمان ترقی کرتا ہے اور انعامات الہٰی کے مطالعہ سے محبت [illegible] اور یہ باتیں انسانی فطرت میں ہیں کہ اپنے سے زیادہ طاقت و قدرت والے اور زیادہ علم والے سے [illegible] کرتا ہے اور اسکا فرمانبردار بنتا اور پھر اسکے نیچے جاتا ہے اور اپنے محسن سے پیار بھی کرتا ہے اسی واسطے خدا تعالیٰ کبھی اپنی قدرت کاملہ اور علم تام کا بیان کرتا ہے تاکہ انسان اور سلیم الفطرت انسان ان کے مطالعہ سے ایمان و محبت میں ترقی کرے۔

گناہ کی معافی کے ذرائع ا۔ توبۃ النصوح [illegible] سچائی کی تصدیق کرنا۔ [illegible] ہو جانا۔ مصائب کا آنا۔ موت کا کرب [illegible] کرب۔ حشر کا کرب۔ پل صراط کا کرب۔ جہنم کا [illegible] کسی [illegible] اس کے واسطے صدقہ زندگی میں یا بعد الموت [illegible] شفاعت خواہ انبیاء کی [illegible] اولاد کی [illegible] ملائکہ کی ہو خواہ مسلمانوں کی ہو۔ ہجرت۔

النظم

گزشتہ اشاعت سے آگے

ہو [illegible] باد مخالف کا [illegible] بیڑا نہیں

اس کی باتیں صاف ہیں کچھ اس میں اُلجھیڑا نہیں

بد نصیبی سے جو گہری امتوں کی چال ڈھال

اپنی بد نفسی سے پیدا کر دئے صد ہا خیال

دل پھرے حق سے ہوئے آخر کو اپنے بدسگال

لگ گئے توحید باری میں بھی کرنے قیل و قال

پیروی حکم خدا کی ہو گئی جب دل پہ شاق

رکھدیا سارے نوشتوں کو اٹھا بالائے طاق

سب سے بڑھ کر اس نصاریٰ قوم نے سوچی یہ راہ

جس سے دین عیسوی کو کر دیا بالکل تباہ

راستبازان خدا کے سر پہ جا تھوپے گناہ

اپنی ان بدمستیوں کو تاکہ مل جائے پناہ

بعد صدیوں کے بنایا بیٹھ کر یہ اعتقاد

مسئلہ تثلیث کا کیا خوب آیا ان کو یاد۔

سارے نبیوں کو کہا وہ سر بسر نادان تھے

راز سے تثلیث کے سارے ہی وہ انجان تھے

کچھ نہ تھا ان میں شرف وہ عام اک انسان تھے

بھولے بھٹکے تھے وہ سب ان کو خطا او سان تھے

نسل سے داؤد کی نکلا مگر ہاں اک خدا۔

ان گنہگاروں سے رب بے گناہ پیدا ہوا

ہاتھ سے شیطان کے لاچار [illegible] ہوا

اپنے بندوں کے بچانے کو [illegible] بن پڑا۔

پیٹ میں مریم کے داخل آخرش وہ ہو گیا

تاکہ دنیا میں کرے پیدا وہ اک بیٹا خدا۔

اور گناہ کی موت کو لے اپنے اوپر وہ سہار

یاد آئی اسکو یہ تجویز بعد انتظار۔

پہلے دنیا میں خدا نے جسقدر بھیجے رسول

بھیجنا ان کا تھا گویا محض اک امر فضول۔

بعد مدت یاد آیا اس کو یہ عمدہ اصول

ازلی اور ابدی پسر لے کر لیا جس کو قبول

[illegible] بیٹا چڑھا اور مر کے کفارہ ہوا۔

فیصلہ سب ہو گیا اور جھگڑا طے سارا ہوا

اس عقیدے کی اتھاناسیس نے رکھی بنا

اپنی بد نفسی سے ایسا مسئلہ پیدا کیا

پاک نبیوں کے نوشتوں میں نہیں اسکا پتا

خود مسیحا نے معاذ اللہ نہیں ایسا کیا

پاک ہیں وہ اس سے یہ تو سب شر شیطان ہے

تین صدیاں بعد کا یہ کذب اور بہتان ہے۔

رب غیرتمند کو منظور یہ ہرگز نہیں۔

پھیل جائے سلطنت میں اسکی ایسا کفر وکیں

راندۂ درگاہ ہے مردود شیطان لعین۔

اس کے منصوبوں کی ہوتی ہے [illegible] کہیں

آسمانوں اور زمینوں پر خدا کا جب ہے راج

ان فسادوں کا وہ خود قدرت سے کرتا ہے علاج

جب عفونت پھیل کر کرتی پریشاں ہے دماغ

سنگ اور کثافت سے ہو جاتے ہیں سینے داغ داغ

کذب و بہتان کی دبا جب گھیرتی ہے باغ و راغ

اور چکا شہباز کی لیتا ہے جب آ کر کلاغ۔

غیرت غیور آجاتی ہے یکدم جوش میں

ظلمت غفلت میں سوتوں کو ہے لاتی ہوش میں

پہلے جب پیدا ہوا عیسیٰ پرستی کا خیال۔

[illegible] نے اٹھائی مجلس فسق و ضلال۔

[illegible] موسوی تعلیم کو تثلیث کے سانچے میں ڈھال

کر دیا توحید حق میں اس نے پیدا اختلال

جبر سے پھیلا دیا تثلیث نامعقول کو۔

کیسی بے راہی کی سوجھی فاسق مجہول کو۔

شاہ قسطنطین کا مشہور ہے یہ ظلم و جور

بعد عیسیٰ تین سو پچیس میں تھا اس کا دور

(باقی آئندہ)

دربار شام

یکم مئی سنہ ۱۹۰۳ء

رویا فرمایا کہ ایک رویا تھی تو وحشتناک مگر اللہ تعالےٰ نے ٹال ہی دیا۔ دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ بیل کو میدان میں ذبح کرنے لگے مگر عملی کارروائی نہ ہوئی۔ ذبح نہ ہوا کہ جاگ آگئی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگی اس پر ہم نے سوچا کہ یہ کیا سر ہے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہر ایک قسم کی دوری اور دوئی کو دور کرتا ہے اور اس سے اپنے اور مسیح موعود کے وجود میں ایک اتحاد کا ہونا ثابت کیا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ کوئی شخص باہر سے آنے والا نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کا آنا گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا آنا ہے جو بروزی رنگ رکھتا ہے۔ اگر کوئی اور شخص آتا تو اس سے دوئی لازم آتی اور غیرت نبوی کے تقاضے کے خلاف ہوتا۔

اگر کوئی غیر شخص آجاوے تو غیرت ہوتی ہے لیکن جب وہ خود ہی آوے تو پھر غیرت کیسی؟ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر ایک شخص آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے اور پاس اس کی بیوی بھی موجود ہو تو کیا اس کی بیوی آئینہ والی تصویر کو دیکھ کر پردہ کرے گی اور اس کو یہ خیال ہوگا کہ کوئی نامحرم شخص آگیا ہے اس لئے پردہ کرنا چاہیئے اور یا خاوند کو غیرت محسوس ہوگی کہ کوئی اجنبی شخص گھر میں آگیا ہے اور میری بیوی سامنے ہے نہیں بلکہ آئینہ میں انہیں خاوند بیوی کی شکلوں کا ظہور ہوتا ہے اور کوئی اس بروز کو غیر نہیں جانتا اور نہ ان میں کسی قسم کی دوئی ہوتی ہے۔

یہی حالت مسیح موعود کی آمد کی ہے وہ کوئی غیر نہیں ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا ہے اور کسی نئی تعلیم یا شریعت کو لیکر آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز اور آپ کی ہی آمد ہے جس وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے آنے سے کوئی غیرت دامن گیر نہیں ہوئی بلکہ اس کو اپنے ساتھ ملایا ہے اور یہی سر ہے آپ کے اس ارشاد میں کہ وہ میری قبر میں دفن کیا جاوے گا یہ امر غایت اتحاد کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس قدر تعریف کر کے بھی جو قرآن شریف میں کی گئی ہے اور آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرا کر بھی پھر بھی اور آپ کے بعد نبوت کے تخت پر بٹھا دیتا تو آپ کی اس قدر کسر شان ہوتی اور اس سے نعوذ باللہ یہ ثابت ہوتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی بہت ہی کمزور ہے۔ کہ آپ سے ایک شخص بھی ایسا تیار نہ ہو سکا جو آپ کی امت کی اصلاح کر سکتا۔ اس سے نہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسر شان ہوتی بلکہ یہ امر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے منافی غیرت بھی ہوتا ہے۔ شخص میں دنیا کے ادنےٰ ادنےٰ معاملات کے لئے غیرت ہوتی ہے تو کیا انبیاء علیہم السلام میں خدائی تعلقات میں بھی غیرت نہیں؟ معاذ اللہ اس قسم کے کلمات کفر کے کلمات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اطاعت کرتے اس سے کیا مراد تھی یہی کہ آپ کی نبوت کے زمانہ میں اور کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا تھا۔ ایسا ہی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آپ نے توریت کا ایک ورق دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا اس کی وجہ کیا تھی؟ یہی غیرت تھی۔ جس سے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب آنحضرت کو دیکھا تو حضرت عمر رض کو مخاطب کر کے کہا کہ اے عمر رض کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو نہیں دیکھتا یہ سن کر حضرت عمر رض نے وہ کاغذ اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور اس طرح پر غیرت نبوی کا ادب کیا۔ بھلا جب ایک چھوٹی سی بات کے لئے آپ کا چہرہ غیرت سے سرخ ہو گیا تھا تو کیا اگر وہی مسیح جو بنی اسرائیل کا آخری رسول تھا اگر آپ کی امت کی اصلاح اور آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑنے کے واسطے آجاوے گا تو آپ کو غیرت نہ آوے گی؟ اور کیا خدا تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس قدر ہتک کرنی چاہتا ہے۔ افسوس ہے یہ لوگ مسلمان کہلا کر اور آپ کا کلمہ پڑھ کر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ اور آپ کو خاتم النبیین مان کر پھر آپ کی مہر کو توڑتے ہیں اور اللہ تعالےٰ پر بھی الزام لگاتے ہیں کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اس قدر تعریفوں کے بعد جو قرآن شریف میں آپ کی کی گئی ہیں آپ سے یہ سلوک کرے + معاذ اللہ۔

شیعہ لوگوں کے ذکر پر فرمایا کہ ہمیں ان لوگوں کی حالت پر رحم آتا ہے کہ اگر حضرت حسین رض کی ایسی ہی شان اور عظمت تھی جو یہ بیان کرتے ہیں اور کل نبیوں کی نجات ان کی ہی شفاعت سے ہوئی ہے تو پھر تعجب ہے کہ قرآن شریف میں آپ کا نام ایک مرتبہ بھی اللہ تعالےٰ نے نہ لیا زید جو ایک معمولی صحابی تھے ان کا نام تو قرآن نے دیا مگر امام حسین رض کا جو ایسے جلیل القدر منجی اور کل انبیاء علیہم السلام کے شفیع تھے انکا نام بھی قرآن شریف نے نہ لیا۔ کیا قرآن شریف کو بھی ان سے کچھ عداوت تھی؟۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن شریف میں (جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔ ایڈیٹر) تحریف ہو گئی ہے۔ اور آپ کا نام بھی محرف مبدل ہو گیا ہوگا۔ تو یہ الزام بھی ان ہی کی گردن پر ہے۔ کیونکہ جن کی طرف یہ تحریف منسوب کیجاتی ہے ان کی وفات کے بعد جناب علی رض تو زندہ تھے اور وہ اپنے وقت کے مقتدر خلیفہ تھے۔ شیر خدا تھے جب ان کو یہ معلوم تھا کہ اس قرآن میں تحریف کی گئی ہے تو کیوں انہوں نے اس کو درست نہ کیا ان کو چاہیئے تھا کہ اصل قرآن شریف کی اشاعت کرتے اور اس کو درست کر دیتے لیکن جب کہ انہوں نے یہی قرآن رکھا اور اپنا صحیح اور درست قرآن شایع نہ کیا۔ تو یہ الزام بھی ان کے اپنے ہی سر رہا۔ ان کا حق تھا اور ان پر فرض تھا کہ جب اصل قرآن شریف گم کر دیا گیا تھا۔ تو اس وقت تو بھلا وہ خوف کے مارے کچھ نہ کر سکتے تھے مگر ان کی وفات کے بعد تو ان کو موقع تھا کہ لوگوں میں اس امر کا اعلان کر دیتے کہ اصل قرآن شریف یہ ہے اور جو تمہارے پاس ہے وہ محرف مبدل ہو گیا ہے مگر جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو پھر یہ الزام ان پر رہا +

۲ - مئی سنہ ۱۹۰۳ء

دعا اور الہام فرمایا آج ہم نے عام طور پر بیماروں کے لئے دعا کی تھی جس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ آثار صحت یہ نہیں معلوم کہ کس شخص کے متعلق ہے۔ دعا عام تھی۔

ہدایت مجاہدہ اور تقوےٰ پر منحصر ہے فرمایا کہ جو شخص محض اللہ تعالےٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے قانون کے موافق (والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے

ہیں) خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھاتا [illegible] اور اسے اطمینان قلب عطا کرتا ہے [illegible] خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے [illegible] اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو تو وہ دعا ہی کیا ہے اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب ہوں - جب تک انسان پاک دل اور صدق و خلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امیدوں کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا - اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید اسے ملے لیکن جب [illegible] کے دروازہ پر گرتا اور اسی [illegible] تو اس کی یہ حالت جاذب نصرت [illegible] ہوتی ہے - خدا تعالیٰ آسمان سے [illegible] دل کے کونوں میں جھانکتا ہے اور اگر کسی کونے میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سایہ میں [illegible] اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔

اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحب اغراض ہوتے ہیں اگر اغراض پورے ہو گئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان - لیکن اگر ایسے مقابل میں صحابہ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں آتا انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا - ہماری بیعت تو بیعت توبہ ہی ہے - لیکن ان لوگوں کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی - ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال و متاع عزت و آبرو اور جان و مال سے دست کش ہو جاتے تھے گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں - اور اس طرح پر ان کی تمام امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں - ہر قسم کی عزت وعظمت اور جاہ و حشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے - کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہوں گے - یہ باتیں ان کے وہم و خیال میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو جاتے تھے - اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے یہاں تک کہ جان تک دیدینے کو آمادہ رہتے تھے ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا - اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا اس کو ہزار چند کر دیا دیکھئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال و متاع خدا کی راہ میں دیدیا اور آپ کمبل پہن لیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر انہیں کیا دیا - تمام عرب کا انہیں بادشاہ بنادیا اور اسی کے ہاتھ سے اسلام کو نئے سر سے زندہ کیا - اور مرتد عرب کو پھر فتح کر کے دکھا دیا اور وہ کچھ دیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا - غرض ان لوگوں کے صدق و وفا اور اخلاص و مروت [illegible] مسلمان کے لئے قابل اسوہ ہے - صحابہ کی زندگی ایک ایسی زندگی تھی کہ تمام نبیوں میں سے کسی [illegible] کی زندگی میں یہ مثال نہیں پائی جاتی اور آپ کے صحابہ کے مقابلہ میں حضرت مسیح کے حواری تو بہت ہی گری ہوئی حالت میں نظر آتے ہیں ان میں وہ جوش صدق و وفا جو ایک مرید کو اپنے مرشد کے لئے ہونا چاہئے پایا ہی نہیں جاتا بلکہ مصیبت کے وقت سب کے سب بھاگ گئے - اور جو پاس رہ گیا اس نے لعنت بھیجنی شروع کر دی۔

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اپنی خواہشوں اور اغراض سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نہیں آتا ہے - وہ کچھ حاصل نہیں کرتا بلکہ اپنا نقصان کرتا ہے لیکن جب وہ تمام نفسانی خواہشات اور اغراض سے الگ ہو جاوے اور خالی ہاتھ اور صافی قلب لیکر خدا کے حضور جاوے تو خدا اس کو دیتا ہے - اور خدا اس کی دستگیری کرتا ہے - مگر شرط یہی ہے کہ انسان مرنے کو تیار ہو جاوے - اور اس کی راہ میں ذلت اور موت کو خوشی سے قبول کرنے والا بن جاوے ٭

دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے - مگر اسکی [illegible] بھی انہی کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑ دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالیٰ دنیا پر اس کے لئے قبولیت کو پھیلا دیتا ہے - یہ وہی قبولیت ہے جس کے لئے دنیادار ہزاروں کوششیں کرتے ہیں کہ کسی طرح کوئی خطاب مل جاوے یا کسی عزت کی جگہ بادشاہ میں کرسی ملے اور کرسی نشینوں میں نام لکھا جاوے غرض تمام دنیوی عزتیں [illegible] اسی کو دی جاتی ہیں - اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت ڈالدی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں - غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتے ہیں جب تک وہ اس سے کئی چند نہ پالیں جو انہوں نے خدا کی راہ میں دیا ہے خدا تعالیٰ کسی کا قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتا ہے - مگر افسوس یہ ہے کہ ان باتوں کو ماننے والے اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانے والے بہت ہی کم لوگ ہیں ٭

ہزاروں اہل صدق و وفا گذرے ہیں مگر کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کسی نے سنا ہوگا - کہ وہ ذلیل و خوار ہوتے ہوں - دنیوی امور میں اگر وہ نہایت درجہ کی ترقی کرتے تو زیادہ سے زیادہ تین چار آنے کی مزدوری کر لیتے اور بے کس بے بس اور گمنام لوگوں میں سے ہوتے - مگر جب انہوں نے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں لگایا تو خدا نے انکو ایسا کیا کہ تمام دنیا میں نامآور بن گئے - اور ان کی عزت و عظمت دلوں میں بٹھائی گئی - اور اب ان کے نام ستاروں کی طرح چمکتے ہیں - دنیوی عظمت اور عزت بھی بذریعہ دین ہی حاصل ہوتی ہے - پس مبارک وہی ہے جو دین کو مقدم کرے - دیکھو ایک جونک کی نسبت بیل کو اور ایک بیل کی نسبت انسان کو اور انسانوں میں خواص کو اللہ تعالیٰ نے لذات اور حظوظ دیئے ہوئے ہیں اور خواص کو خاص تو لذتوں کے ملتے ہیں - اسی طرح جو لوگ خدا کے مقرب ہو کر خواص بنتے ہیں تو ان کو دنیوی لذائذ وغیرہ بھی اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں ایک پنجابی شعر ہے جو بالکل کلام الہیٰ کے موافق اسی کا گویا ترجمہ ہے کہ "جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" - پس خدا تعالیٰ کے خاص بندے بننے کی کوشش کرنی چاہیئے ٭

تقریر دلپذیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

خلاصہ تقریر جو فاضل امروہی اور ایک مولویصاحب نووارد سے واقع ہوئی

جو گفتگو دربارہ معنی توفی کے کی گئی تھی کہ معنی اسکے سوائے قبض روح کے اور کچھ نہیں

آتے ہیں اور یہاں پر تو وہ قبض روح مراد الہی ہے جو موت میں واقع ہوتا ہے) اس گفتگو کی تلخیص کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہاں منجملہ اس کے یہ نکتہ ضروری البیان ہے کہ چونکہ بیان نفی الوہیت عیسیٰ کے سیاق میں یہ توفی واقع ہوئی ہے ۔ لہذا معنے اس کے یہاں پر سوائے موت حقیقی کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کیونکہ توفی بمعنے موت حقیقی کے ہی الوہیت عیسیٰ کے لئے زیادہ منافی ہے بہ نسبت نیند و بے ہوشی وغیرہ کے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر اسی موت حقیقی من دون اللہ کو رد الوہیت الذین من دون اللہ کے لئے برہان قاطع قرار دیا ہے کما قال اللہ تعالےٰ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً و ہم یخلقون اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان یبعثون ۔ اور بقیہ تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم جو حضرت عیسیٰ کے سیاق جواب بروز قیامت آخر سورہ مائدہ میں واقع ہوئی ہے جب کہ حضرت عیسیٰ خود نزول من السماء فرماکر اس جواب مندرجہ آیت کی تلاوت فرما دینگے تو اس جواب مندرجہ آیت کو حسب عقیدہ مخالفین کے بعض غلط یا ناقص الجواب کہہ سکتے ہیں ونعوذ باللہ منہ وجہ یہ کہ سوال اللہ تعالےٰ کا جو حضرت عیسیٰ سے قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے اگرچہ بروز قیامت ہی یہ سوال واقع ہو مگر تاہم یہ سوال اس شرک کی نسبت بھی ہے جو قبل وقت نزول ہے بعد الرفع العبودی ابتک نصاریٰ سے واقع ہو رہا ہے تاکہ نصاریٰ موجودہ زمانہ نزول تک [illegible] ہی اتمام حجت ہو جاوے اور ان [illegible] کی جاوے ۔ اور یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ صرف شرک بعد الوفات عیسیٰ ہی کا مطالبہ ہوا اور جو شرک دو ہزار برس تک یا اس سے زیادہ مدت تک بعد الرفع الی السماء واقع ہوا ہے ۔ قیامت میں اسکا کچھ مطالبہ نہو ۔ اندریں صورت جواب حضرت عیسیٰ کا اپنی بریت کے لئے یہ ہونا چاہئے تھا کہ فلما نزلت من السماء کسرت الصلیب ۔ و رددت التثلیث و ہدیت النصاریٰ الیٰ توحید الاسلام اربعین سنۃ وکذا وکذا ۔ اور اگر جواب اختصار ہی منظور تھا تو فلما توفیتنی کے اول میں رفعتنی بھی ضروری البیان تھا یعنی

باقی ہے

فلما رفعتنی و توفیتنی ۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ کی بریت ایسے اکبر الکبائر سے کرنی منظور ہے جس کی نسبت وارد ہے کہ ان الشرک لظلم عظیم ۔ تو اس لئے ضروری ہے کہ دونوں زمانوں کے شرکوں سے خصوصاً بعد الرفع کے شرک سے بھی بریت ظاہر کیجاوے ۔ مگر یہاں پر بعکس اس کے صرف بعد الوفات کے شرک سے تو بریت ظاہر کی گئی ہے اور بعد الرفع کے شرک [illegible] سے بعض سکوت اختیار کیا گیا جس [illegible] موجود ہیں پر بھی کوئی اتمام حجت نہیں ہو سکتا اور اس سوال و جواب کے نقل کرنے سے نصاریٰ کے لئے کوئی تنبیہ نہیں حاصل ہو سکتی ہے ۔ پس جواب مندرجہ قرآن مجید سے پوری بریت حضرت عیسیٰ کی نہیں ہو سکتی ؎

دو چیز طیرہ عقل است دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

اور چونکہ آیت مذکورہ میں ضمیر منفصل انت کے ساتھ تاکید واقع ہوئی ہے جو [illegible] حصر ہے لہذا حاصل [illegible] آیت [illegible] ہے کہ میری وفات کے [illegible] تو ہی ان کا رقیب و خبردار تھا ۔ مجھکو ان کے اس شرک کی [illegible] خبر نہیں ۔ الحاصل [illegible] بریت عیسویت کا تب [illegible] کہ مجھکو بعد رفع کے خبر ہے اور بعد [illegible] بعد النزول [illegible] اس شرک [illegible] کیا ہے جو مجھکو معلوم ہے ۔

مولوی صاحب نووارد چونکہ [illegible] اقرار خود علمی طور پر سمجھنا چاہتے لہذا اس میں غور فرماویں اور پھر آیت [illegible] کے مضمون کو سمجھیں کہ بغیر اجتہاد کرنے ہمارے مسلک کے نعوذ باللہ قرآن مجید قابل اصلاح عیسوی ہو جاویگا ۔

سید محمد احسن محررہ ۴ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

چونکہ ذیل رقیبہ الوداد کی گنجایش اس نمبر میں نہیں تھی لہذا آئندہ نمبر میں انشاء اللہ تعالےٰ درج ہوگا ۔

اطلاع ضروری

نمبر ۱۶ صفحہ ۱۳ سطر ۳۲ کالم ۳ میں غلطی واقع ہے جس کی عبارت غلطی یوں لکھی گئی ہے ۔ جن اشیاء کی حلت سنت صحیحہ میں موجود ہے وہ سب خبائث میں داخل ہیں کیونکہ وہ سب محرمات بحکم ثم ان علینا بیانہ کے بواسطے اس رسول نبی امی صلعم کے مبین ہو چکی ہیں ۔ صحیح عبارت یوں ہے ۔ جن اشیاء کی حلت یا حرمت سنت صحیحہ میں موجود ہے وہ سب طیبات یا خبائث میں داخل ہیں کیونکہ وہ سب طیبات یا محرمات ۔ آخر تک ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے یا کوئی معمولی اشتہار ہے کہ اس کی طرف توجہ نہ کیجاوے ۔

قرآن شریف صرف چھ ماہ میں پڑھایا جاتا ہے

ہم بذریعہ اشتہار ہذا قرآن شریف کے عاشقوں اور اپنی اولاد کے سچے خیر خواہوں کو جو اپنی اولاد کے اوقات عزیز کی قدر کرتے ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل اور کرم سے ہمیں یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالےٰ ایک متوسط ذہن کے لڑکے کو جس کی عمر ۵ سال سے کم نہ ہو چھ ماہ میں اس خوبی سے قرآن شریف پڑھا سکتے ہیں کہ عرصہ قرار دادہ پر اگر امتحاناً بچے سے قرآن شریف سنا جاوے تو وہ صحت اور عمدگی سے سنا سکیگا اور یہ امر قرآن شریف تک ہی محدود نہیں بلکہ ہر ایک اعراب دار عربی کتاب کو باسانی پڑھ سکیگا ۔

پس جو لوگ اپنی اولاد کو قرآن جیسی رحمت نور ہدایت اور شفا سے بہرہ ور کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے بچوں کو ہمارے پاس قادیان میں بھیجدیں ۔ یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بچوں کو جناب حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے قابل قدر مشوروں کے مطابق تربیت دیجاویگی اور ان کی خوراک اور رہایش وغیرہ میں صاحب موصوف کے مشورے مقدم ہوں گے ۔ اور بچوں کو نہایت نرمی محبت اور پیار سے ان کی عمر کے تقاضہ کے مطابق نہایت عمدگی سے رکھا جاویگا ۔ اور ان کی تعلیم و تربیت نہایت معقول طرز سے کیجاوے گی انشاء اللہ تعالےٰ ۔ وما توفیقنا الا باللہ

شرائط ذیل کی رعایت ہر صاحب کو لازمی ہوگی

(۱) داخلہ ایک روپیہ ۔ اور فیس ماہوار ۵ روپیہ ہوگی جو کل پہلے حضرت حکیم الامت کے پاس یا جسے وہ معتبر جانیں بطور امانت جمع کرا دینی چاہئے یا ہر ماہ کی فیس پیشگی ادا کر دیجاوے ۔ اگر قرآن شریف کے ختم ہونے پر قدر دان اس سے زیادہ قدردانی کریں تو بسر و چشم قبول کیجاوے گی ۔

(۲) ہر ایک طالب علم کو چھ ماہ کی حاضری ضروری ہوگی ۔ ایام رخصت یا بیماری وغیرہ اس میں شامل نہ ہوں گے ۔

(۳) انتظام سکونت اور خوراک وغیرہ مشتہرون کے ذمہ ہوگا مگر اس کے اخراجات پیشگی مبلغ للعہ روپیہ بطور امانت جمع کرانے ہوں گے ۔ جو فیس مقررہ

کے علاوہ ہون گے - اور ان کا حساب ہر ماہ کے آخیر پر کر دیا جاوے گا - کمی بیشی یعنی دینی ہوگی +

(۴) ہر ماہ کے اختتام پر لڑکون کی ترقی کی رپورٹ مصدقہ جناب حضرت حکیم الامت طالب علمون کے سرپرستون کو بھیجی جایا کرے گی +

(۵) لوکل طالب علمون کو اجازت ہوگی کہ وہ تعلیم کے علاوہ اوقات کو اپنے سرپرستون کی منشار کے مطابق صرف کرین +

(۶) جو صاحب اپنے بچون کو بھیجنا چاہین وہ پہلے بچے کا نام وغیرہ اور داخلہ کا روپیہ بھیجدین پھر جب درخواستون کی کافی تعداد ہو جاوے گی تو ان کو اطلاع دیجاوے گی کہ فلان تاریخ تک لڑکون کو قادیان مین پہونچا دین +

تصدیق - جہانتک میرا اپنا تجربہ اور علم ہے مجھے یقین ہے کہ دونون صاحب بہت نیک نیت ہین - انشاء اللہ بچون کے لئے ان کے مساعی مشکور رہون گے + دستخط - نورالدین

خاکساران شیخ عبدالرحمٰن قادیانی احمدی - و شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی احمدی - ۲۷ - اپریل ۱۹۰۳ء

دربار شام

۴ - مئی ۱۹۰۳ء

فرمایا کہ عادات اور رسوم کا قلع قمع کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے اور یہی ایک حجاب ہزارون انوار سے محروم بھی رکھتا ہے ورنہ ہمارا معاملہ تو نہایت ہی صاف اور [illegible] ہی دلائل اور براہین سے ایک امر کو [illegible] کیون نہ بیان کیا جاوے عادت و رسم کا پابند ضرور اس کے ماننے مین پس و پیش کرے گا - اور جب تک وہ اس حجاب کو پھاڑ کر باہر نہ نکلے اسے حق لینا نصیب ہی نہین ہوتا + آنحضرت صلعم کی صداقت کیسی اجلا اور روشنی تھی مگر ان کے دعوے کے وقت بھی عیسائی راہبون اور یہودی مولوئین نے جو عادت اور رسم کے پابند تھے ہزارون عذر تراشے اور آپ کو صادق کہنے کی بجائے کاذب کا خطاب دیا گویا رسم اور عادت کی ظلمت نے ان کی آنکھون پر ایسا پردہ ڈالا ہوا تھا کہ وہ نور کو ظلمت کہتے تھے ورنہ آپ کے معجزات بینات - اور فیوض اسقدر کامل اور واضح تھے کہ کسی کو ان سے انکار ممکن نہ تھا +

اس زمانے مین بھی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک قسم دلائل اور بینات ہمارے واسطے جمع کر دئے ہین انسان کے تسلی پانے کے تین ہی طریق ہوا کرتے ہین -

اول نقلی دلائل - سو وہ قرآن شریف کے نصوص سے ثابت ہین - کیونکہ جو شخص قرآن شریف کو کلام الٰہی مانتا ہے اسے تو اس مین چارہ نہین بلکہ اس کا ایمان ہی کلام الٰہی کے بغیر ناقص ہے +

نقلی دلائل کا دوسرا حصہ احادیث ہین - سو ان مین سے وہ احادیث قابل پذیرائی ہین جو قرآن شریف کے معارض نہ ہون - کیونکہ جو حدیث قرآن شریف کے مخالف معارض وہ ردی ہے - اور قبول کرنے کے لائق نہین - مثلاً قرآن شریف بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیم ع حضرت موسیٰ ع سے پہلے ہوئے ہین مگر اگر حدیث مین یہ ہو کہ حضرت موسیٰ ع حضرت ابراہیم ع سے پہلے ہوئے ہین تو وہ بالکل ردی ہے اور ماننے کے لائق نہین - یا ایسی ہی اگر اور کوئی مخالفت صریح قرآن شریف کی کوئی حدیث کرے تو وہ بھی اسی ذیل مین داخل ہے -

احادیث مین احتمال صدق اور کذب دونون طرح کا ہے کیونکہ احادیث تو قرآن شریف کی طرح اس وقت رسول اللہ [illegible] جمع نہین کین - اور نہ ہی ان کا قرآن شریف [illegible] طرح کوئی نام رکھا ہے بلکہ آپ سے قریباً اڑھائی سو برس بعد جمع ہوئی ہین غرض انکی صدق و کذب کا معیار قرآن شریف ہے پس جو احادیث قرآن شریف کے معارض ہین وہ ماننے کے لائق ہین + یہ جو ۷۳ فرقے بن گئے ہین [illegible] تو ان احادیث کے نتائج مین سے ایک نتیجہ ہے - جب لوگون کی توجہ قرآن شریف سے ہٹ گئی اور احادیث کو قرآن شریف پر قاضی جانا تو یہان تک نوبت پہونچی +

دوسرا ذریعہ عقل ہے جس سے انسان حق کو پہچان سکتا ہے - چنانچہ قرآن شریف مین مجرمین کے الفاظ درج ہین کہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر - سو اگر ان لوگون سے سوال کیا جاوے کہ کیا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کوئی شخص زندہ بجسمہ العنصری آسمان پر چلا جاوے اور دو ہزار برس تک وہین بیٹھا رہے اور کسی قسم کی ضروریات اور عوارض اسے نہ لگین کیا کوئی عقل ہے جو اس خصوصیت کو مان سکے بھلا ان لوگون سے

پوچھا جاوے کہ اس خصوصیت کی جو تم نے حضرت عیسےٰ مین مانی ہے کیا وجہ ہے - یہ تو ایک قسم کا باریک شرک ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون - اللہ تعالیٰ انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ ہر ایک امر مین نظائر ضروری ہین - جس چیز مین نظیر نہین وہ چیز خطرناک ہے + آج کل جس طرح کا ہمارا جھگڑا ہے اسی قسم کا ایک جھگڑا پہلے بھی اہل کتاب مین گزر چکا ہے اور وہ الیاس کا معاملہ تھا - ان کی کتابون مین لکھا تھا کہ مسیح ع آسمان سے نہین نازل ہوگا جب تک ایلیا آسمان سے دوبارہ نہ آلے - اسی بنا پر جب حضرت مسیح آئے اور انہون نے یہود کو ایمان کی دعوت کی تو انہون نے صاف انکار کیا کہ ہمارے ہان مسیح کی علامت یہ ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے دوبارہ نازل ہوگا - مگر حضرت مسیح نے اس کی یہ تاویل کی کہ [illegible] شخص یوحنا (یحییٰ) ہی ایلیا ہے اور یہ اسی کی (الیاس) خو اور طبیعت پر آیا ہے اسی کو ایلیا مان لو - وہ آسمان سے دوبارہ نہین آویگا جس نے آنا تھا وہ آچکا چاہو مانو چاہو تو نہ مانو + غرض حضرت عیسےٰ ع بھی یہ ایک [illegible] [illegible] تھی - اور ان کا فیصلہ ہمارے اس مقدمہ کے لئے ایک دلیل ہو سکتا ہے - اگر حضرت عیسےٰ ع یہود کے مقابل مین حق پر تھے تو ہمارا معاملہ بھی صاف ہے ورنہ پہلے حضرت عیسےٰ ع کی نبوت کا انکار کرین - بعد مین ہمارا معاملہ آوے گا +

اگر واقعی طور پر ان یہودیون کی طرح یہ یہودی بھی حق پر ہین تو پھر اول تو حضرت عیسےٰ کی نبوت کا ثبوت نہین تو ان کا آسمان سے آنا کجا - پس یا تو یہ مسلمان اس بات کو مان لین کہ آسمان پر کوئی شخص زندہ نہین جایا کرتا - اور نہ ہی وہ دوبارہ واپس آیا کرتے ہین - اور وہ اسی قاعدے کے مطابق حضرت عیسےٰ ع کو دوسرے انبیاء کی طرح وفات پائے ہوئے مان لین - اور یا حضرت عیسےٰ ع کی نبوت سے انکار کرین - اور اس طرح پر ان کی آمد کے متعلق تمام امیدون سے ہاتھ دھو لین غرض ان کی منفرد اور خاص قسم کی زندگی ایک خطرناک قسم کا شرک ہے - غرض دوسری قسم کے دلایل عقلی تھے سو ان کے رو سے بھی یہ قوم ملزم ہے +

(باقی آئندہ)

الوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے پبلشر شائع ہوا -

بسم الله الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

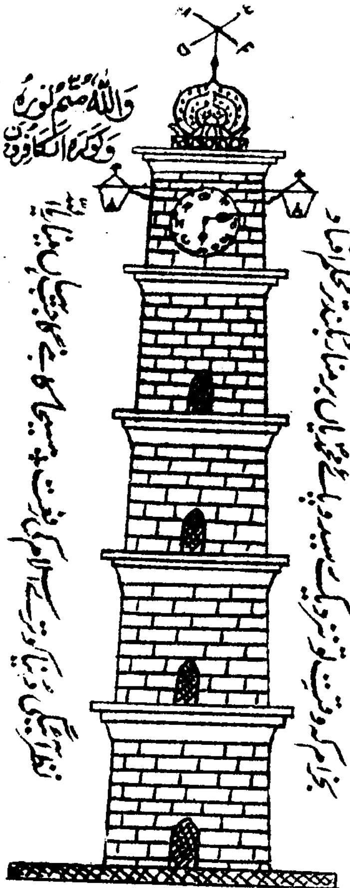

والله متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

دار الامان قادیان

الحکم

چہ گویم بالتو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۸ | مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۹ صفر سنہ ۱۳۲۱ھ روز یکشنبہ | جلد ۷

سرپرستان الحکم کے نام ایک نیاز نامہ

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ۳۰ جنوری سنہ رواں کی اشاعت میں اپنی مخدوم میر مردان علی صاحب کا گرامی نامہ درج کرتے ہوئے یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ عنقریب میں ایک سرکلر سرپرستان الحکم کی خدمت میں الحکم کی توسیع اشاعت کے لئے ارسال کرونگا اور سو منتخب اور معزز سرپرستوں کو کم از کم دس دس خریدار دینے کیلئے مجبور کروں گا مگر ابھی تک مجھے فرصت نہیں ملی کہ میں وہ موعودہ چٹھی لکھ سکوں اور سو مقتدر اور بارسوخ اصحاب کے نام منتخب کر سکوں۔ تاہم میں دیکھتا ہوں کہ باوجودیکہ اسوقت تک کوئی باقاعدہ اور متواتر تحریک توسیع اشاعت کے متعلق نہیں کیگئی لیکن الحکم کے سرپرست اور مربی اپنی جگہ بلا تحریک بھی کام کر رہے ہیں۔ جس کیلئے میں مجموعی طور پر جزاہم اللہ احسن الجزا کہتا ہوں۔ اور ان کو مزید توجہ دلانے کیلئے یہ عریضہ بذریعہ الحکم لکھتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ قوم اس پر پوری توجہ کریگی۔

الحکم کے ذریعہ سے میں جسقدر خدمات قوم کی کرنی چاہتا ہوں ان کا پورا ہونا محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے لیکن جہانتک عالم اسباب میں اسباب کا تعلق ہے وہاں تک وہ الحکم کی کثرت اشاعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کیونکہ کثرت اشاعت مجھے اس قابل بنا سکیگی کہ میں اسی قیمت میں اس کے حجم میں اضافہ کردوں اور اسیطرح وہ کل ضروریات جو ایک اخبار کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے پوری کرنیکی سعی کیجاوے +

میں دیکھتا ہوں کہ البشریٰ کے اعلان پر کم و بیش ہر روز درخواستوں کا سلسلہ جاری ہے اور ڈیڑھ سو سے زائد درخواستیں آ بھی چکی ہیں لیکن اگر ہمارے سرپرست توجہ کریں اور ہر واحد خریدار کم از کم ایک جدید خریدار ہر مہینے بہم پہنچانیکا عزم کرلے اور اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ پیشگی قیمت دینے والے خریدار بہم پہنچانے کی سعی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریگا تو الحکم کی ماہوار اشاعت ایک ہی مہینے میں سوا سو ہو سکتی ہے۔ اور اسیطرح بہت سی ضرورتیں الحکم ہی کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے الحکم نو سو چھپتا ہے لیکن دو لاکھ سے زائد آدمیوں کی جماعت کا رکن جو چھ سال سے جاری ہے اسکی یہ اشاعت بہت ہی کم ہے۔ اگر دس فیصدی بھی الحکم لینے والے ہوں تو دو لاکھ کی جماعت میں الحکم کی اشاعت کم از کم بیس ہزار ہونی چاہئے۔ مگر اس کے واسطے ضرورت ہے تحریک کی ضرورت ہے سعی اور کوشش کی اس لئے میں اپنے سرپرستوں کی خدمت میں اس مختصر سے نیاز نامہ کے ذریعہ سے یہ التماس کرتا ہوں کہ وہ الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے مناسب اور موزوں تدابیر کو کام میں لاویں۔ اور ہر واحد خریدار کم از کم ایک سال کیلئے یہ عزم کرلے کہ وہ ایک جدید خریدار ہر مہینے الحکم کو دیگا میں دیکھونگا کہ الحکم کے ۹۰۰ خریداروں میں سے کتنے ہیں جو اپنے عزیز الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں حصہ لینے والے ٹھہرتے ہیں اور اگر کم از کم چار سو بھی ایسے صاحب عزم بزرگ نکل آئیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسی قیمت میں وہ الحکم کے حجم میں بہت بڑا اضافہ دیکھیں گے اور الحکم کو ایک مکمل آرگن قریباً تمام قومی ضرورتوں کا پائیں گے اور قوم کی جن جن ضرورتوں کو محسوس کر کے الگ رسائل یا کتابوں کے اشتہارات وقتاً فوقتاً شائع کئے جاتے ہیں۔ وہ سب الحکم ہی کے ذریعہ انشاء اللہ پورے ہو سکیں گے +پس یہ کام منحصر ہے ہمارے سرپرستوں کی ہمت پر اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل پر۔

میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد توسیع اشاعت الحکم کا کالم الحکم میں قائم کر سکونگا جو بزرگ میری اس تجویز کے موافق الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے والنٹیر ہوں چاہئے کہ وہ جلد تر اطلاع دینے سے شرف بخشیں۔

قوم کا خادم۔۔۔۔۔۔۔ ایڈیٹر الحکم

دربار شام

۴-مئی ۱۹۰۳ء

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار مطبوعہ ۱۰ مئی صفحہ ۱۶

تیسرا ذریعہ ایک صادق کی شناخت کا اس کے ذاتی نشانات اور خارق عادت پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ اور منہاج نبوت پر پرکھی جاتی ہیں سو اس قسم کے دلائل بھی اللہ تعالیٰ نے اس جگہ بہت جمع کر دیئے ہیں کیا زمینی کیا آسمانی۔ کیا مکانی۔ کیا زمانی ہر قسم کے نشانات اس نے خود ہمارے لئے ظاہر فرمائے ہیں آنحضرت کی اکثر پیشگوئیوں کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ آسمان نے ہمارے لئے گواہی دی زمین ہمارے واسطے شہادت لائی اور ہزاروں خارق عادت ظہور میں آچکے ہیں زمانہ ہے سو وہ خود زبان حال سے چلا رہا ہے کہ ضرور کوئی آنا چاہیئے قوم کے ۷۳ فرقے ہو گئے ہیں یہ خود ایک حکم کو چاہتے ہیں۔ ان تمام فرقوں میں ایسے ایسے اختلاف پڑے ہیں کہ ایک دوسرے کو تکفیر کے فتوی لگائے جاتے ہیں اور ارتداد کا جرم ان میں سے ہر ایک کی گردن پر سوار ہے حنفی وہابیوں کو اور وہابی حنفیوں کو جہنمی بتاتے ہیں۔ شیعہ ان سب کو راہ راست سے بھٹکے ہوئے کہتے ہیں۔ خارجی ہیں سو وہ شیعہ کی جان کے دشمن ہیں۔ غرض ہر ایک فرقہ دوسروں کے خون کا پیاسا ہے اب ان میں سے اختلاف کے دور کرنے کے واسطے جو حکم آویگا کیا وہ ان کی مساوی باتوں کو مان لیگا اگر ایسا کریگا تو دوسرا ناراض ہو جاویگا۔ یہاں ہر ایک فرقہ یہی چاہتا ہے کہ میری اگر ساری باتیں وہ نہ مانے گا تو وہ خدا کی طرف سے نہ ہوگا۔ غرض ہر ایک نے اس کے صدق کا معیار اپنے تمام عقاید کو مان لینا مقرر کیا ہوا ہے۔ مگر کیا وہ ایسا ہی کریگا۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ ہر ایک راستی کا حامی اور ناراستی کا دشمن ہوگا۔ اگر ایسا نہیں تو وہ حکم ہی کس کام کا ہوا + اور ایسے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے وجود سے عدم بہتر ہے +

اصل مشکل یہہ ہے کہ ان بیچارے لوگوں کی عادت ہی ہو گئی ہے اور بچپن سے کانوں ہی میں پڑتا آیا ہے کہ وہ اسطرح آسمان سے ایک مینار پر اتریگا پھر سیڑھی مانگے گا اور دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھکر وہ نیچے اترے گا۔ پس آتے ہی تو بھلی نہ بری کفار کو تہ تیغ کرکے انکے اموال و املاک سب مسلمانوں کے حوالے کریگا وغیرہ ان باتوں کو جو مدتوں سے سادہ لوح پر کندہ ہو گئی ہیں دور کریں تو کسطرح وہ بیچارے معذور ہیں۔ یہہ مشکلات ہیں اور ان کا دور ہونا بجز خدا تعالیٰ کی خشیت کے ہرگز ممکن نہیں +

توفیتنی فرمایا اور بخاری نے اپنا مذہب اور اس آیت کے معنے بیان کر دئے کہ متوفیک ممیتک۔ تو پھر اس کے بعد خواہ مخواہ ان کو زندہ آسمان پر بٹھانا اون لوگوں کی کیسی غلطی ہے وہ بیچارہ تو خود بھی دہائی دیتا ہے کہ یہہ لوگ میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں بھلا اب ہمیں کوئی بتا دے کہ یہ لوگ ابھی بگڑے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر یہ بگڑے ہیں تو تو مسیح وفات پا چکے ہیں ورنہ ان کے تثلیث کفارے اور علاوہ اعتقادات پر ایمان لاؤ اور آنحضرت کی نبوت کا انکار کرو۔

. . . . یہہ جو اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں فرمایا ہے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔

اسمیں ہم نے غور کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالے شخص میں دو قسم کی صفات کی ضرورت ہے۔ اوّل تو عیسوی صفات اور دوسرے محمدی صفات کی کیونکہ مغضوب علیہم مراد یہود اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں جب یہود نے شرارت کی تھی تو حضرت عیسےٰ ان کے واسطے آئے تھے جب نصاریٰ کی شرارت زیادہ بڑھ گئی تو آنحضرتؐ تشریف آور ہوئے تھے اور یہاں خدا تعالیٰ نے دونوں کا فتنہ جمع کیا اندرونی یہود اور بیرونی نصاریٰ جن کے لئے آنیوالا بھی آنحضرت کا کامل بروز اور حضرت عیسےٰ کا پورا نقشہ ہونا چاہیئے تھا +

حکم کے سامنے کسی کی پیش ہی کیا جاتی ہے۔ اور اس سے ان کی بحث ہی کیا۔ یہ زمینی وہ آسمانی۔ یہ قابل مجھ وہ ہر وقت خدا سے تعلیم پاتا۔ یہہ لوگ ہمیں رطب یابس احادیث اور اقوال کا انبار پیش کرکے ہرانا چاہتے ہیں مگر یہہ کیا کریں ہمیں تو تیس سال ہوئے کہ خود خدا ہر وقت تازہ الہامات سے خبر دیتا ہے کہ یہہ امر حق ہے جو تو لایا ہے تیرے مخالف ناحق پر ہیں۔ ہم اب کیا کریں ان لوگوں کی مانیں یا آسمان سے خدا کی مانیں +

سوچنے والے کیواسطے کافی ہے کہ صدی کا سر بھی گذر گیا ہے اور تیرھویں صدی تو اسلام کیواسطے سخت منحوس صدی تھی ہزاروں مرتد ہو گئے یہود خصلت بنے۔ اور جو ظاہر ہیں مرتد نہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جاوے تو وہ بھی مرتد ہیں ان کے رگ و ریشے میں دجال نے اپنا تسلط کیا ہوا ہے پوشاک تک ان کی بدل گئی ہے تو دل ہی نہ بدلے ہونگے۔ صرف بعض خوف سے یا بعض اور وجوہات سے اظہار نہیں کرتے ورنہ ہیں وہ بھی مرتد اپنے دین کی خبر نہ ہوئی دوسروں کے زیر اثر ہوئے تو اب ارتداد میں کسر ہی کون سی باقی رہ گئی اگر اب بھی انکا مہدی اور مسیح نہیں آیا تو کب آئیگا جب اسلام کا نام ہی دنیا سے اوٹھ جاویگا اور یہ بیڑا ہی غرق ہو جاویگا افسوس کہ قوم اندھیر بند کئے پڑی ہے اور اسے اپنی حالت سے بھی خبر نہیں۔ [illegible]

۶-مئی ۱۹۰۳ء

فرمایا کہ وحی کا قاعدہ ہے کہ اجمالی رنگ . . . . میں نازل ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک تفہیم ہوتی ہے مثلاً جب آنحضرتؐ کو نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے تو ساتھ کشفی رنگ میں نماز کا طریق اسکی رکعات کی تعداد اوقات نماز وغیرہ کشفی رنگ میں بتا دیا گیا تھا علیٰ ہذا القیاس جو اصطلاح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسکی تفصیل اور تشریح کشفی رنگ میں ساتھ ہوتی ہے جن لوگوں کو وہ اس وحی کے منشاء سے آگاہ کرتا ہے اور اسکو دوسروں کے دلوں میں داخل کرتا ہے جب سے دنیا ہے وحی کا یہی طرز چلا آیا ہے اور کل انبیاء کی وحی اسی رنگ کی تھی وحی کشفی تصویروں یا تفہیم کے سوا کبھی نہیں ہوئی اور نہ وہ اجمال بجز اس کے کسی کی سمجھ میں آسکتا ہے +

مد سے خبر آئی ہے کہ اس جگہ آبادی کچھ او پر دو سو آدمی کی ہے اور اب تک ایک سو تین آدمی مر چکے ہیں اور ابھی چار پانچ روز مرتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے حکم دیا ہے۔ کہ اخباروں میں مد کے متعلق پیشگوئی مندرجہ قصیدہ اعجاز احمدیہ کو شائع کرکے دکھائیں اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو آگاہ کریں کہ وہی الفاظ جن پر وہ مقدمہ بنوانا چاہتا تھا خدا تعالےٰ اب پوری کر رہا ہے۔ اب لوگ سوچیں۔ وہ حق تھا یا نہیں +

استفسار اور انکے جواب

سوال۔ کیا قرآن شریف کی کوئی ایسی صریح آئت ہے جس سے ثابت ہو کہ مسیح بن باپ پیدا ہوا؟

جواب۔ اوّل یحییٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کے قصہ کو ایک جا بیان کرنا ہی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش خارق عادت طور پر ہوئی۔ یعنے حضرت ذکریا علیہ السلام بہت ہی بوڑھے تھے اور اون کی بیوی بانجھہ تھی۔ اسی طرح پر حضرت یحییٰ کی پیدائش کا حال اوّل قرآن نے بیان کیا ہے۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ذکر کیا ہے قرآن شریف کی یہہ ترتیب صاف طور پر ظاہر کرتی ہے کہ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف ترقی کی ہے۔ یعنے جسقدر اعجاز یحییٰ کی پیدائش میں تھا اس سے بہت بڑھ کر مسیح کی پیدائش میں تھا پس اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش اعجازی رنگ نہ رکھتی تھی تو پھر یحییٰ کی پیدائش کا ذکر کرکے یہ ذکر ساتھ ہی کیوں چھیڑا اور مریم علیہما السلام کا ذکر شروع کر دیا اس میں یہی سِر تھا کہ کسی کو تاویل کی گنجائش نہ رہے۔ ان دونوں بیانوں کا یکجائی ذکر اعجازی امر کو صاف ثابت کرتا ہے +

دوم - قرآن شریف نے فرمایا ہے ان مثل عیسٰے عند اللہ کمثل آدم اگر مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے تو پھر قرآن شریف کی اس آیت کے کیا معنے ہونگے اور آدم سے مماثلت کیا ہوئی۔ اور وہ کیا اعتراض مسیح پر تھا جسکا یہ جواب دیا گیا۔ تاریخی بات یہی ہے کہ یہود آپ کی پیدائیش کو ناجائز قرار دیتے تھے کہ آپکا کوئی باپ نہ تھا اس خدا تعالےٰ نے یہود کو یہ جواب دیا کہ آدم بھی تو بلا باپ پیدا ہوا تھا بلکہ بلا ماں بھی جو اعتراضات بلحاظ واقعات کے ہوسکتے ہیں اُن سے جواب کو دیکھنا چاہئے۔ اگر کوئی کہے کہ ایسا ہونا خلاف قانون قدرت ہے تو پہلے اسکو چاہئے کہ قانون قدرت کی حدبست دکھاوے { ۳۰ }

سوال - مہر کی تعداد کیا ہونی چاہئے ؟

جواب - ہر تراضی فریقین سے جو ہو اُسپر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں ہے کہ احادیث یا نصوص قرانیہ نے اسکی کوئی حد مقرر کر دی ہے بلکہ اُس سے مراد اسوقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ محض نمود کیلئے اور اس غرض کے واسطے کہ مرد ڈرتا رہے اور قابو میں رہے۔ لاکھ لاکھ کا مہر مقرر کر دیتے ہیں نیّت نہ عورت والوں کی لینے کی ہوتی ہے اور نہ مرد کی دینے کی محض نمائیش کیلئے ایسا ہوتا ہے اور آخر اس سے برے برے نتائج پیدا ہوتے ہیں میرا مذہب یہ ہے کہ ایسے تنازعوں میں نیت کو دیکھ لیا جاوے اور جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ رضا و رغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا تب تک مقرر شدہ نہ دلایا جاوے اور اسکی حیثیت اور عام رواج کو مد نظر رکھکر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔

عام واقفیت بڑہانیوالی خبریں

فرانس میں ایک قسم کا کاغذ ایجاد ہوا ہے جو گندک کے ہلکے تیزاب میں بنایا جاتا ہے جس قسم کا تیزاب اسمیں لگایا جاتا ہے اتنی ہی مدت بعد نہ صرف اُس کے اوپر کی تحریر بلکہ خود کاغذ خراب ہو جاتا ہے اس لیے جو لوگ اپنے معاہدوں کی رجسٹری شدہ نقلیں نہ رکھینگے اُنکو وعدے کے وقت مایوسی ہوگی (ایڈیٹر - کیا مادی دُنیا کی علوم کی ترقی انسان کو زیادہ دہوکہ باز بناتی جاوے گی ؟)

برلن - پایہ تخت جرمنی میں ڈاکٹروں کے کوچبان سفید ٹوپی پہنتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ اگر ڈاکٹر کی لیکایک ضرورت پڑ جاوے تو اُس کی گاڑی پہچان لی جاوے۔

انسان کی کھال میں نمی کے جذب کرنے کی حیرت انگیز قابلیت پائی جاتی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایک شخص جس نے سخت محنت کے بعد گرم پانی سے غسل کیا تھا اس کا وزن نصف پونڈ زیادہ ہو گیا۔ اسی طرح گھوڑ دوڑ کے سوار سخت محنت کے بعد پینے کی گرم چیزیں استعمال کرتے ہیں ان کے مسامات کھُل جاتے ہیں اور نمی جذب کرنے کے باعث تین سے چھ پونڈ تک اُن کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

پیرس کے مدرسہ سائینس میں ایک عجیب تحقیقات کی جا رہی ہے کہ انسان کے قد کی اونچائی اس گلٹی پر منحصر ہے جو حلق میں نرخرے کے نیچے ہوتی محقق کا خیال ہے کہ اگر اس گلٹی کو کسی ترکیب سے بڑہا دیا جاوے تو ایک بچہ اونچے سے اونچے قد تک بڑھ سکتا ہے۔

بیماروں کی تیمار داری کی ایک نئی ترکیب ایجاد ہوئی ہے جسکے ذریعہ سے ایک ہی شخص متعدد بیماروں کی تیمار داری کر سکتا ہے۔ ایک چھوٹا سا بکس ایجاد ہوا ہے جس میں ایک رجسٹر اور ایک یا زیادہ گھنٹیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ جب شفاخانہ میں متعدد بیمار ہوتے ہیں جو بخار وغیرہ سے سخت بیمار ہوں تو رجسٹر اون کی بغلوں کے نیچے رکھدئے جاتے ہیں اور جب کسی مریض کی حرارت اس درجہ تک پہنچ جاتی ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے تو اسکے رجسٹر کی گھنٹی زور سے بجنے لگتی ہے اور تیمار دار کو مریض کی نازک حالت کی اطلاع ہو جاتی ہے۔

بعض ڈاکٹروں نے تجربہ سے فیصلہ کیا ہے کہ تمباکو پینے سے کئی ایک امراض پیدا ہوتی۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں دل دہڑکنا۔ ڈسپیپسیا بھوک کی کمی حافظے کی کمزوری۔ ضعف نظر۔ کھانسی جسم کی کمزوری اولاد کی قلت۔

کتابوں کے ورق سے چکنائی دور کرنیکا یہ طریق عمدہ ہے کہ کاسٹک پوٹاس کا عرق گرم گرم بلاٹنگ پیپر کے ذریعہ سے داغ پر لگایا جاوے اور پھر دو تین ورق بلاٹنگ پیپر کے اسپر رکھکر گرم لوہا اس پر پھیر دیا جاوے اُس کے بعد ہائیڈرو کلورک ایسڈ کا نرم تیزاب ورق کی پشت پر لگا کر لوہے سے سکھا لیا جاوے۔

نیند آور دوائیوں کی بابت دریافت ہوا ہے کہ بعض میں چرس کی بہت سی مقدار ملی ہوئی ہے جو حال میں امریکہ کے ایک مشہور بیرسٹر کیلئے مہلک ثابت ہوئی ہے

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

موسیٰ علیہ السلام کے مدین میں رہنے سے سبق

۱ - خلق اللہ پر رحم اور شفقت کرے اور محض اللہ تعالےٰ کیواسطے کرے نہ کسی اجر کے واسطے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریوں کو پانی پلانے میں کیا۔

۲ - اپنے آرام کی تجاویز سوچے اور طبیعت کو خراب نہ کرے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جیسے سایہ میں بیٹھکر دعائیں شروع کر دیں۔ دعاؤں سے کام لے۔

۳ - بجائے اس کے کہ انسان خود سوال کرے۔ چاہئے کہ محنت و مزدوری سے کام لے اور والدین کی آخری عمر میں اُن کی خدمت کرے جیسا کہ ان دو لڑکیوں نے کیا۔

۴ - اگر کوئی تمسے نیکی کرے تو تم اُس کا ضرور خیال رکھو اس احسان کا بدلہ دینے کی کوشش کرو۔ اگر نہ دے سکو تو دعا کرو۔ دعا کرو حتی کہ تمہیں یقین ہو جاوے کہ حق ادا ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا

۵ - اگر بے مانگے کوئی چیز آجاوے تو اس کے لینے سے مضائقہ نہ کرے ہاں اگر ہو سکے تو اُس کا بدلہ دیدو یا دعا ہی کر دو۔

۶ - لڑکی دینے والا اگر خدمت کراوے تو داماد کو کرنی چاہئے اور اگر وہ کچھ اس امر کے بدلہ میں لڑکی کا دلی کچھ مانگے تو حرام نہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کی مختصر اسرار

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جو قرآن شریف میں درج ہے وہ یہ ہے لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین یہ ایک بڑی عظیم الشان دُعا ہے۔ اسمیں انہوں نے اپنا حال بھی عرض کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کو بھی بیان کیا اور یقین کر لیا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اور گناہ معاف نہیں کر سکتا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ گناہ انسان کی غلطی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اُس کا علاج استغفار ہے اللہ تعالیٰ کی توحید کا جو انسان پر ساری نیکیوں کے دروازے کھولتی ہے۔ اس کا اقرار کیا اور استغفار جو شر کے دروازے بند کرتا ہے اُس پر ایمان لائے۔ تکلیف کا سبب بیان کیا کہ انسان کا اپنا ہی ظلم ہے۔

غضب الٰہی کے نیچے کون آتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا جب غضب نازل ہوتا ہے تو اسمیں دو قسم کے لوگ گرفتار ہوتے ہیں اوّل وہ جو خود اس عذاب کے

نزول کا باعث ہوتے ہیں۔ دوم جو ادن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اُسکی مثال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب دی ہے کہ اگر جہاز کے نیچے کے طبقہ والے اوپر جانا پسند نہ کریں اور نیچے ہی سے سوراخ کرکے پانی لینا چاہیں اور اوپر والے اون کی بے وقوفی سے آگاہ ہونے کے باوجود بھی اُن کی حفاظت نہ کریں اور وہ سوُراخ کرکے پانی لینے لگیں تو دونوں ہلاک ہونگے اسی طرح پر عام دُنیا کی حالت ہے۔

قرآن شریف کے معانی کرنیکے واسطے ضروری امُور

۱۔ تقویٰ کی غرض سے قرآن شریف کو پڑھے نہ کسی اور غرض کے واسطے پس ترجمہ کرنے میں تقویٰ کا خیال رکھو۔

۲۔ اسماء اللہ کے معنے قرآن کریم کی روسے کرو کسی لفظ کے ایسے معنے ہرگز نکئے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے خلاف ہوں۔

۳۔ ایک جگہ کی بات اگر دوسری جگہ بھی ہو تو اسکو دیکھا جاوے اور دونوں کی مطابقت سے معنے کئے جاویں

۴۔ سنت اللہ کے خلاف معنے نکرو

۵۔ مشاھدہ اور عقل کے خلاف بھی نہوں۔ تجربہ کے خلاف نہ ہوں۔

۶۔ تعامل کے خلاف نہ ہوں۔

۷۔ کتب سابقہ اور احادیث صحیحہ سے فائدہ اٹھاؤ

۸۔ اللہ تعالیٰ کسی کو براہِ راست اپنے مکالمہ سے یا کسی اور طرح سے بتا دیوے۔

۹۔ بعض چیزوں کے آثار موجود ہیں ان کے خلاف نہو۔

۱۰۔ لغت عرب سے باہر نہ ہوں

۱۱۔ پسندیدگی معانی کی مدنظر ہووے یعنے عرف

فیس معاف

چونکہ نتیجہ امتحان انٹرنس نکل چکا ہے (جسمیں مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء سات میں سے چار پاس ہوئے ہیں اور ان چار میں سے ایک طالبعلم ایسا بھی تھا جس نے گذشتہ سال امتحان مڈل پاس کیا تھا اور صرف ایک سال کی محنت سے اُس نے انٹرنس پاس کرلیا ہے) اسواسطے جیسا کہ پہلے سے اعلان کیا جاچکا ہے۔ ۱۵ ارمئی کو انشاء اللہ کالج کی پہلی جماعت کھولی جائے گی۔ لیکن فی الحال دو سال تک اس مدرسہ کے صیغۂ کالج میں کوئی فیس نہیں لیجاویگی اور تعلیم دینیات۔ عربی۔ انگریزی۔ فارسی۔ فلاسفی۔ ہسٹری۔ ریاضی میں ہوگی۔ المشاھر محمد صادق عفی عنہ سپرنٹنڈنٹ کالج تعلیم الاسلام۔ ۱۰۔ مئی ۱۹۰۳ء

۴۔ مئی ۱۹۰۳ء کو مجھے رویا میں یہ الفاظ معلوم ہوئے

آسف آباد (یا آصف آباد) ٭ مسجد سلطان روم

محمد زیرک خان۔

آخری نام میں سے کچھ حصّہ بھُول گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اسکی کیا تعبیر ہو۔ اگر کوئی صاحب ان ناموں کے متعلق کچھ اطلاع دے سکیں تو خوب ہو والسّلام۔ محمد صادق عفی عنہ۔ قادیان

اَلنُّصْحُ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس سے پہلے کچھ نہ تھا تثلیث کا کوئی بھی طور
تیرہ تر بشپ اُسنے بھٹلائے کرائی اس پہ غور
ظلم سے تثلیث لوگوں کو کرائی خود قبول
مانتے تھے اُس سے پہلے ابن مریم کو رسُول
بات سچّی ہے یہی تاریخ ہے اس پر گواہ
شک نہیں اس میں کہ نکلی بعد عیسےٰ ہر یہ راہ
ایسی ظلمت اور ضلالت سے خدا کی ہے پناہ
دین عیسےٰ کو کیا اس بدکمیٹی نے تباہ
مار ڈالا جان سے جس نے نہ مانا یہ طریق
قتل اس انکار سے ہوتے رہے صدہا فریق
ہر طرف تثلیث کی لعنت جہاں میں چھاگئی
ظلم قسطنطین کی ظلمت جہاں پر آگئی
بدنتائج اپنے سب دنیا میں وہ پھیلاگئی
ایسی بدحالت ہوئی مخلوق سب گھبراگئی
تین سو جب سال گذرے ظلم پہنچا تا کمال
غیرت حق نے نکالا حق کو با جاہ و جلال
نسل اسمٰعیل سے ظاہر ہؤا اک پہلوان
جس کی آمد بھی نوشتوں میں لکھی باعزوشان
نکلا فاران عرب سے ایک باہیبت جوان
اور میدان میں کھڑا ہوکر ہؤا وہ رجز خوان
زور سے للکار کر ظاہر کیا توحید کو
اور جتلایا خدا پاک کی تقدیر کو
آخری پتھر نبوّت کا وہ کونے کا سرا
جس کی نسبت خود بھی عیسےٰ ابن مریم نے کہا
پیس ڈالے گا وہ پتھر جس پہ آکر گر پڑا
اور پس کر راکھ ہوجائے گا جو اُس پر گرا
بعد جانے کے میرے دنیا میں احمدؐ آئیگا
جو نہیں بتلا سکا میں تم کو وہ بتلائے گا
وہ مثیل حضرت موسےٰ دعاء ابراہام
جس کے مونہہ میں خود خدا نے دیدیا اپنا کلام
تاکہ بھر جائے زمین اُس کی ستائش سے تمام
اور صفات حق سے واقف ہوں جہاں میں خاص و عام
حضرت داؤد کا وہ پہلوان باوقار
اور سلیمان کا محمد نام وہ پیار الگار
آگیا مٹنے پہ تھا توحید کا نام و نشان
کھوچکے اس گوہر نایاب کو تھے بندگان
اور شرک و بت پرستی میں پھنسے تھے انس و جان
وحشت و غفلت میں تھا ڈوبا ہؤا سارا جہان
جتنے تھے اہل کتاب اُن کے چلن بگڑے ہوئے
افترا کرنے سے حق پر تھے دہن بگڑے ہوئے
اسود و احمر کا آخر آگیا جب رہنماء
آتے ہی حکم خدا کا اُس نے فتویٰ دیدیا۔
آسمان پر دیکھ لو جو فیصلہ اب ہوگیا
مجھ کو جو حق سے ملا ہے تم کو دیتا ہوں سُنا
اب سے کوئی غیر حق یاں پر نہ پوجا جائےگا
جو نہ مانےگا خدا کا حُکم وہ پچھتائیگا
حق نے بخشی ہے مجھے یہ دیکھ لو روشن کتاب
اب یہی دکھلائیگی سُن لو تمہیں راہ صواب
بات جو کہدیگی وہ بات ہوگی لاجواب۔
چاہتے ہو گر بھلا اپنا اسے مانو شتاب
یہ زمین و آسمان کے رب نے بھیجی ہے ہدا
رب کے بندو مان لو اس کو یہ ہے نور و شفاء
میں کبھی خواہ بنی آدم ہوں دکھلاتا ہوں حق
حق دیا مجھ کو خدا نے اور بتلاتا ہوں حق۔
خود بھی میں ہوں خادم حق اور سمجھاتا ہوں حق
حق نے بھیجا ہے مجھے اور حق سے میں پاتا ہوں حق
حق ہی میرے پاس ہے اور اُسکا میں جھنڈا ہوں
میں تمہیں کہتا ہوں حق میں مرسل داور ہوں
میں وہی کہتا ہوں جو ہیں کہہ چکے سب انبیاء
دیکھ لو تم کھول کر پہلے نوشتوں کو لکھا۔
موسیٰ و عیسٰی نے میرے حق میں ہے جو کچھ کہا
میں مصدق ہوں اُسی کا کہہ رہا ہوں برملا۔
افترا باندھو نہ حق پر تم سنو اہل کتاب
اور اگر سچے ہو لاؤ میری باتوں کا جواب
رب ہے میرا بھی وہی جو رب تھا ابراہیم کا
اور خدا میرا وہی ہے جو تھا موسٰی کا خدا
جس کو عیسےٰ نے کہا ایلی وہ ہے اللہ میرا
سب پہ قادر سب کا مالک خالق عرض و سما
بیٹا کا مریم کے جایا ہو نہیں سکتا خدا
اللہ اللہ ایلی ایلی ابن مریم نے کہا
مانتے ہو کس طرح تثلیث نامعقول کو۔
ایک ٹھہراتے ہو تم معقول اور مجہول کو۔
کیوں بڑھاتے حد سے ہو اک بندہ مقبول کو
بات تو سیدھی ہے یہ اب دخل کیا ہے فضول کو
جو سمجھ آتی نہیں وہ بات کیوں مانے کوئی
تین میں کا ایک ہونا کس طرح جانے کوئی
ابتدا سے مانتے آئے ہیں جس کو سب رسُول
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہاں ہے یہی سچا اصُول
لَمْ يَلِدْ اور لَمْ يُوْلَدْ کے ہے سوا سب کچھ فضول
بات ہے معقول یہ کرتے ہیں جس کو سب قبول
مرسلان حق کا جب سے سلسلہ جاری ہؤا
ایک ہی سب کو یہ حکم حضرت باری ہؤا

(باقی آئندہ)

۱۵۰۴ء غلام

حفظ صحت اور اسلام

نمبر ۳

لباس کی نسبت اس طرح پر ارشاد ہے وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ یہ آیت صاف ظاہر فرماتی ہے کہ گرمی اور ہر تکلیف کے لیے ہر قسم کے لباس بناؤ۔

پس کہاں ہیں وہ نام کے دیندار جو اُن تمام صریح آیات کو نظر انداز کر کے ہائی جین کو فضول اور لغو خیال کرتے اور تمام تدابیر حفظ صحت کو بے معنی سمجھتے ہیں۔ میں انکو ارشاد الٰہی پھر یاد دلاتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

اُنکے سوا اور بہت سی آیات قرآنی ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کی ہائی جین کی طرف کھینچتی ہیں۔ اور جنکی تفصیل کو ایک علیحدہ کتاب چاہتی ہے۔

اب چند رسوم اسلام اور عادات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کی طرف اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں جنسے صاف ظاہر ہو جائیگا کہ عملاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہائی جین کی کیسی بنیاد ڈالدی ہے۔

یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ لوگ اون رسومات کے اصل معنی نہ سمجھہ سکیں۔ اور محض رسم پرستی کے طور پر اون کو ادا کرتے رہیں۔

اوّل۔ پنج وقتہ نماز اور وضو۔ نماز کے روحانی اور اخلاقی مقاصد و مآل سے ہمکو اس جگہ پر کچھ بحث نہیں محض اوس کے حفظ صحت مقاصد اور نتائج پر نظر کرنا منظور ہے۔

واضح ہو کہ طہارت جسمانی اور روحانی کی تمام ضروریات نماز میں شامل ہیں۔ وضو میں چہرہ ہاتھوں اور پاؤں کو دھویا جاتا ہے جسم کے یہی حصّے ہیں جنپر زیادہ سے زیادہ میل کچیل پیدا ہوتی ہے۔ ہر وقت برہنگی کیوجہ سے اونپر طرح طرح کی غلاظت کے لگنے کا اندیشہ ہے اسلئے دنمیں انکا پنج وقتہ نماز کے ساتھ دھویا جانا فرض کیا گیا ہے۔ خراب متعفن گاسیں اور بیماریوں کے حیوانات ہوا کے ساتھ۔ ناک۔ مُنہ اور آنکھ کے اندر وقتاً فوقتاً پہنچتے رہتے ہیں اسلئے ہر وضو کے ساتھ ناک کو اندر سے دھونا اور غرغرہ کرنا سنّت ہے۔

جو خراب ذرّات یا بیماریوں کے حیوانات ناک میں داخل ہوتے ہیں اُن کی آپ تنفس کے بیان میں دیکھ چکے ہیں کہ کسطرح سے قدرت نے اون کے روکنے کے واسطے تمام ناک اور ہوائی نالیوں کے اندر بال اور رووان پیدا کر دیا ہے۔ جو ہوا کے تمام کثیف ذرّات کو پیچھے ہی روک لیتے اور پھیپھڑوں تک پہنچنے سے مانع ہوتے ہیں۔

یہ ذرّات زیادہ تر ناک کے اندر رُک کر جمع ہو جاتے ہیں۔ سو اون کی صفائی کے لیئے ہر وضو کے ساتھ ناک کو اندر سے دھونا نہائیت عمدہ اور ضروری انتظام ہے۔

مُنہ کے اندر جو کثافت اور غلاظت جمع ہو اوس کے واسطے کُرلی اور مسواک تجویز کیئے گیئے ہیں۔ آنکھ کے کوے اور پلکوں کے صاف کرنیکا وضو میں حکم ہے۔

کان کے راستہ کے اندر بھی اکثر میل کچیل جمع ہوتی رہتی ہے اس لیئے انگلی کے ساتھ اسکو بھی صاف کرنا وضو کے لوازمات میں سے ہے

چونکہ وضو میں چہرہ۔ اور ہاتھ پاؤں دھویا جاتا ہے جسکی وجہ سے ان حصوں کو ٹھنڈک پہنچکر سر کی طرف خون کا زیادہ رجحان ہو جاتا ہے۔ اسلئے سر پر مسح کرنا ضروری فرمایا گیا ہے تاکہ سر کو بھی ساتھ ہی میٹھی میٹھی ٹھنڈک ٹھنڈک پہنچکر خون کی میزان برابر ہو جانے۔

مسواک کرنا سنّت موکدہ میں سے ہے۔

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسواک کو بہت پسند فرماتے تھے اور جب باہر سے تشریف لاتے تو مسواک کیا کرتے اور تلخ لکڑی کی مسواک زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اسمیں یہہ مصلحت ہے کہ ایک تو تلخی سے مُنہ کا لُعاب بکثرت خارج ہو کر تمام باریک نالیوں کو اندر سے دھو ڈالتا ہے۔ جو فائدہ محض مسواک یا غرغروں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسواک کے ریشے اور کُرلی کا پانی اون کے اندر نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ خوردبین کے بغیر وہ نظر بھی نہیں آسکتیں۔ دوئم تلخ لکڑیوں میں ایک یہہ خاص قوت ہے کہ وہ تمام امراض کے کیڑوں اور فاسد ہواؤں کے زہروں کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ العرض تلخ لکڑی کی مسواک کرنا ایک عجیب طبی فلسفہ ہے۔

تمام جسم اور پارچہ جات کا پاک صاف رکھنا بھی لوازمات نماز میں سے ہے جو بذات خود جسمانی صحت کے واسطے نہائیت ضروری ہے۔

مساجد کا جس جگہ نمازیوں کا مجمع ہوتا ہے اعلیٰ درجہ پر پاک وصاف رکھنا واجب ہے۔ چنانچہ اصل مسجد نبوی میں کوئی غسلخانہ یا پاخانہ نہیں تھا اور میلا چراغ رکھنے کی جگہ تھی بلکہ اُس کے اندر وضو یا غسل کرنا تھوکنا کھنگھارنا اور سنکنا بھی منع تھے

اس تمام مناہی کا یہی فلسفہ ہے کہ اجتماع کی جگہ میں کسی قسم کا تعفن اور رطوبت وغیرہ نہو۔

کوئی بُودار چیز کھاکر آنے سے بھی ممانعت تھی۔ بلکہ خوشبودار چیزیں گاہے گاہے جلائی جاتی تھیں۔

جس جگہ لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں سانس کے ساتھ کاربانک ایسڈ گاس جو ایک زہریلی ہوا ہے بکثرت خارج ہو کر جمع ہو جاتی اور تمام ہوا کو ناقص کر دیتی ہے۔ اس کے سوا اور بہت قسم کی غلیظ اور متعفن ہوائیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر اگر صفائی ہوا کے لیئے خاص خاص انتظام نہ لیئے جائیں تو سخت نقصانات پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیئے نماز کے مجمعوں کے واسطے طرح طرح کے انتظام اور بندوبست فرمائے گیئے ہیں

عام طور پر بڑے بڑے مجمعوں میں تھوڑی دیر ٹھہرنا اور عطر لگانا سنت ہے۔ جمعہ کی نماز جسمیں ایک شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ نماز کے فرض نصف کر دیئے گیئے ہیں۔

عید کی نماز میں چونکہ قریب قریب دیہات کے لوگ بھی جمع ہوتے ہیں۔ اس لیئے اُس کی نسبت یہ حکم ہے کہ شہر سے باہر ادا کیجائے اور چونکہ حج کی نماز میں تمام دُنیا کا اجتماع ہوتا ہے اس لیئے اُس کے واسطے مکّہ سے نو کوس کے فاصلہ پر ایک ریتیلہ میدان تجویز فرمایا گیا تھا۔

اگر نماز کے فلسفہ ہائی جین کی پوری پوری تفصیل کیجائے تو ایک علیحدہ مبسوط کتاب چاہیئے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی کامل حکمت ایک ایسے اُمّی انسان کی زبان سے کیسے جاری ہوئی جو ایک ریگستان کی سخت وحشی اور جاہل قوم میں پیدا ہوا اور ایسے زمانہ میں جبکہ نہ کوئی سوسائٹی تھی اور نہ مدرسہ بلکہ پرانے مذہب بھی سخت ظلمات اور واہیات رسوما میں پڑے ہوئے تھے۔ اصل حقیقت یہہ ہے کہ یہہ تمام تعلیم اور انتظام محض وحی الٰہی کا نتیجہ ہے۔ خدا رسیدہ لوگوں پر کشفی حالت میں تمام اشیاء کی حقیقت کھولدی جاتی ہے اور کشفی سوسائیٹیوں اور مدرسوں میں وہ ہر قسم کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیتے ہیں۔

ظاہرا تدبیر حفظ صحت کے سوائے جسکا نماز میں بڑا التزام ہے ایک باطنی انتظام بھی ہے جسکو تمام نیک طینت خدا ترس دانشمند بآسانی سے سمجھہ سکتے ہیں۔ اوس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عبودیت۔ تضرّع۔ انکسار یاد الٰہی۔ اور دُعا کا بڑا بھاری اثر تمام جسمانی قوی پر بھی ہوتا ہے۔ روح کو صفائی اور اطمینان حاصل ہو کر تمام اعضاء اور قوی کو تسکین حاصل ہوتی اور طرح طرح کے امراض دماغ وقلب دور رہتے ہیں شدّت جذبات اور کثرت تفکرات دوران خون اور دماغی پرورش پر طرح طرح سے خراب اثر ڈالتے ہیں۔ اور انکا دفیعہ اکثر حالتوں میں عبادت اور دعا سے نہائیت عمدہ طور پر ہو جاتا ہے ذکر الٰہی سے قلب کو ایک خاص اطمینان پہنچتا ہے۔ جو کسی دنیاوی سامان اور انسانی تدابیر سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ اس طرح سے نماز حفظ صحت کی تدابیر میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی تدبیر ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد سوجانا اور علی الصباح نماز صبح کے واسطے اُٹھنا اسلامی فرائض میں سے ہے۔ اس فرض میں ایک نہائیت ضروری حفظ صحت کا مسئلہ شامل ہے۔ رات کو جلدی سوجانا اور صبح کو سویرے اُٹھنا نہائیت ہی صحت بخش ہوتا ہے۔ بروئے حکمت سونے سے بیشتر دماغ وقلب کی ایسی حالت ہونی چاہیئے کہ کسی قسم کی گھبراہٹ یا جوش یا لے جینی قریب نہ ہو اور تو دن بھر کے جھگڑے بکھیڑے ہیں قطعاً علیحدہ ہو کر دماغ اور قلب کو عین اطمینان کی حالت میں چھوڑ دیں۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۳

ہمنے گزشتہ نمبروں میں یہ دکھایا ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں عورتوں کے متعلق قریباً ایک ہی قسم کے خیالات و معتقدات رہے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ اس درد انگیز کہانی کو طول دیں مختصر یہی ہے کہ اگرچہ دنیا کے خیالات و معتقدات اور اصول معاشرت و تمدن میں کیسا ہی کچھ اختلاف اور تضاد ہے تاہم عورت ذات کے متعلق سب کی ایک ہی رائے رہی ہے۔ مشرق میں جاؤ یا مغرب میں جنوب میں دیکھو یا شمال میں۔ ربع مسکون کے کسی طبقہ میں جاؤ یہ مخلوق اپنی حالت میں یکساں ہی نظر آئیگی۔ اگرچہ اخلاق کا تقاضا اور احسان شناسی کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ چیز جس سے دنیا دنیا بنی اور مجازی طریق پر جو اس عالم کی خالقیت میں بہت بڑا حصہ لینے والی ہے۔ اس کا احترام کیا جاتا مگر نہیں اسے پاؤں کے نیچے روندا گیا ہے اور تاریخ کے اوراق عورت ذات کے متعلق خون سے لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمیں اس امر کے اظہار سے کوئی عار نہیں ہے کہ اسلام سے پہلے حتی الوسع خدا تعالیٰ کی اس درماندہ مخلوق کے کچلنے ہی کی کوشش کی گئی ہے نہ مذہبی قوانین نے عورتوں کی حرمت کی اور نہ ملکی آئین نے انکے حقوق کی نگہداشت کی بلکہ انکے گلے پر سب کی کند چھری چلتی رہی۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز مخلوق کی چیخوں کی پکار سنی اور اسکی زار و نالے نے رحمت الٰہی کے جوش میں ایسا تموج اور تحرک پیدا کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا جسنے آکر اس عاجز اور مظلوم مخلوق کی جائز عزت کو قائم کیا اور اُس کے حقوق کی نگہداشت اور مراعات کے آئین دنیا کو عنایت کئے۔ جسقدر اقوام عالم گذری ہیں یا اب موجود ہیں۔ انمیں سے روئے زمین پر ایک ہاں صرف ایک ہی قوم ہے جس نے عورتوں کا پاس و لحاظ کیا اور انکی عزت و احترام اُنکے حقوق کی نگہداشت کو آئین مذہب کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہانتک اون کی تعظیم کی اور اون کی کھوئی ہوئی عزت اون کو دی کہ اون کی اطاعت اور رضاجوئی کو کلید جنت قرار دیا اور کہہ دیا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے اے ہمارے **بالغ فرو نا ظرین!** ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ تم مشرق اور مغرب کے ادیان اور اقوام کے آئین اور قوانین ملکی و مذہبی کی تحقیق کرو۔ ساری دنیا کے ہادیوں اور ریفارمروں کی تقریروں یا تحریروں پر غور کرو لیکن یہہ عزت جو اسلام عورت کی قائم کرتا ہے اور ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت رکھ کر اُس کی اطاعت کی ہدایت کرتا ہے۔ آپ کو نہ ملیگی پر نہ ملیگی!!!

اسلام ہی کی برکت ہے کہ عورت ذات کو ام المومنین کا محترم لقب ملا۔ دنیا میں اسلام سے پہلے کیا ہادی اور ریفارمر نہیں آئے؟ کیا انڈیا کے رہنے والے اپنے مذہبی قوانین نہیں رکھتے اور اپنے واجب التعظیم ہادیوں کو نہیں مانتے؟ لیکن ہمکو کوئی بتائے کہ یہہ معزز اور شریف لقب جو دیا گیا کیا اسلام سے پہلے اُن کی نظیر کہیں ملتی ہے! ہرگز نہیں۔

ہم سچ کہتے ہیں اور ہر شخص کو اپنے اس دعویٰ کی تحقیق اور تدقیق کے لئے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اسلام کا ہدایت نامہ قرآن کریم یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ اور آپ کی سیرۃ میں بغور مطالعہ کرے اور بتلائے کہ قرآن کے سوا کوئی کتاب ہے جس نے جہان روحانی فضائل اور اخلاق فاضلہ کی بنیاد دنیا میں قائم کی ہو وہاں انسانی تمدن اور معاشرت کے وہ اعلیٰ اصول قائم کئے ہیں کہ اس وقت کی متمدن اور مہذب قوموں کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اس سے بہتر اور کسی کتاب میں ممکن نہیں لیکن ہم اپنے اپنے محل پر ان سب امور کو بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

قرآن کریم ہی دنیا میں پہلی کتاب ہے جس نے عورت کو مرد کے ساتھ ایک ہی پیمانہ پر رکھا ہے کوئی ہماری اس تحریر سے یہہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کرے کہ ہم مرد کو عورت پر کوئی شرف اور عزت نہیں دیتے! یہ بالکل غلط خیال ہوگا اگر کوئی اس نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرے ہم الرجال قوامون علی النساء کے قائل ہیں قرآن کریم نے جو امتیاز اور شرف مرد کو دیا ہے وہ بجائے خود ہے۔ اور عورت کی جو حرمت و عزت کی ہے وہ اپنی جگہ پر ہے۔ اسجگہ تو ہمکو عام بحث مقصود ہے عام معاملات میں قرآن کریم عورت اور مرد کو ایک ہی پیمانہ میں رکھتا ہے مثلاً جہان اولاد کو حکم ہوا ہے کہ تم اوّل کس پر احسان کرو تو اُس کا جواب یہی دیا گیا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرو۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی تعلیم دے کر دوسری بات یہی تعلیم فرمائی ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرو۔ والدین میں ماں باپ دونو ہی آگئے ہیں اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے گویا عورت اور مرد کی بظاہر مساوات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور ان مظالم کا خاتمہ ہوتا ہے جو اسلام سے پہلے اس کمزور ذات پر روا رکھے جاتے تھے۔

یہہ کوئی معمولی سی بات نہیں ہے بلکہ بالکل نئی اور عجیب بات تھی جو اسلام نے ساری دنیا کے خلاف قائم کی۔ اور اس بات کی کچھ پروا نہیں کی کہ مجاری کی کیا سلئے ہے اسلام نے سچائی کے پھیلانے اور اُس کے بیان کرنے میں قوموں کی باہمی قوت اور یگانگت کی پروا نہیں کی ہے۔ اور یہ ثبوت ہے اُس کے خدا کی طرف سے ہونے کا۔ محض انسانی خیالات اور تفکرات کا نتیجہ اگر اسلام بھی دوسرے زمینی مذہبوں کیطرح ہوتا تو بیشک وہ عورت ذات کے ساتھ وہی سلوک روا رکھتا جو اسوقت دنیا کی ساری قوموں نے جائز رکھا ہوا تھا مگر نہیں اسلام چونکہ آسمانی قوت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتا تھا اور وہ خدا کے مقتدر متصرف کا قائم کردہ دین تھا اس کے نزدیک ساری دنیا جبکہ وہ ایک غلطی اور بیہودگی پر متفق تھی مرے ہوئے کیڑے سے بھی زیادہ بے وقعت اور کم اثر تھی۔ اس لئے عورت کے حقوق کی نگہداشت فرماتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی مخالفت کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا۔ دانشمند اگر اس مقام پر غور کریگا تو بیشک ایسے اسلام کی سچائی اور من جانب اللہ ہونے پر ایک روشن دلیل یہاں ملے گی۔ یہہ اصول جو عورت کی عزت کو قائم کرنے کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہہ ایک عجوبہ تھا جو اس سے پہلے دنیا کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا اور نہ سُنا تھا۔ اگرچہ اب تیرہ سو برس کے بعد ممکن ہے کہ اس کو ایک معمولی بات سمجھا جاوے اور کہا جاوے کہ یہہ نئی اور نرالی بات نہ تھی لیکن جب اس امر پر خیال کیا جاویگا کہ اسوقت دنیا کی حالت اس پہلو کے لحاظ سے کیا تھی؟ اور عورتوں کیساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا تو یہہ معما بخوبی حل ہو جاتا ہے۔

یہہ بات کوئی معمولی بات نہیں کہ کل دنیا ایک ہی طریق اور خیال کو مدنظر رکھ رہی ہو۔ اسوقت ایک شخص جو امّی کہلاتا ہو دنیا کے ایک ریگستانی حصہ میں جو گویا دنیا سے بالکل الگ تھلگ پڑا ہوا ہو۔ جس پر متمدن قوموں کا سایہ بھی نہ پڑا ہو اور ہمسایہ قومیں اُس پر کچھ بھی اثر انداز نہ ہوئی ہوں وہ ساری دنیا کے برخلاف ایک امر پیش کرے اور نہ صرف پیش کرے بلکہ اُس کو منوا کر اور اُس پر عمل کرکے دکھا دے + یہ ایک ایسی بات ہی جو ہرگز ہرگز معمولی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل نہیں یہہ عظیم الشان معجزہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ نے عورت کی جائز عزّت و حرمت کے قائم کرنیکی تعلیم دی اور پھر اس تعلیم پر عمل کرکے دکھا دیا کسی ہادی کسی ریفارمر کسی مقنن کی لائف یا سوانح میں ہمیں ایسا واقعہ نکال کر دکھاؤ کہ ساری دنیا کے خلاف اُس نے ایک امر ایسی حالت اور صورت میں جو آپ کو پیش آئی پیش کیا ہو اور پھر منوا کر اُس پر عمل کرا دیا ہو۔ ساری تاریخیں پڑھو۔ مذہبی دنیا کی ساری کتابوں کی ورق گردانی کرو یہہ نظیر نہ ملے گی؟ آجکل کے نو تعلیم یافتہ یورپ کے خیالی اور بیہودہ فلسفہ کی تقلید کرکے سوال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا معجزہ ظاہر ہوا! ہم کہتے ہیں کہ آپ کے کمالات اور معجزات اسقدر ہیں کہ انسان انکو ہرگز ہرگز شمار نہیں کر سکتا۔ یہہ ایک ادنیٰ سا معجزہ ہے اگر یہہ معجزہ نہیں تو پھر ہمارے اس دعویٰ کی تردید کرکے دکھائی کہ دنیا میں کسی اور نے ایسی حیرت انگیز تبدیلی کر دکھائی ہو؟ اللّٰھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم ۔ (باقی آئندہ)

مذہبی دنیا پر نظر

عیسائیت کی ناکامی

وقتاً فوقتاً ہم اس ناکامی اور نامرادی کا ذکر کرتے رہتے ہیں جو عیسائیت کو اقطاع عالم خصوصاً ہندوستان میں ہو رہی ہے اور اُس کی یہہ نامرادی بھی حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی تصدیق کرتی ہے۔ انگلستان کی ڈاکٹر جوشیا اولڈ فیلڈ جو سال گذشتہ میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ ہمارے ملک میں یسوع ناصری کی انجیل سُنانے اور اُس کے مذہب کی اشاعت کرنے کے لئے آئے تھے اب اپنے مقصد میں پورے معنوں میں ناکام و نامراد ہو کر واپس انگلستان تشریف لے گئے ہیں وہاں جاتے ہی اونہوں نے پادریوں کی ناکامی و نامرادی کے متعلق ایک آرٹیکل شایع کیا ہے جو مذہب سے دلچسپی رکھنے والوں کے قابل مطالعہ ہے ڈاکٹر موصوف کے قول کے موافق ہندو مسلمانوں کی نظروں میں عیسائی مذہب کے مقبول نہونے کے چھہ وجوہات ہیں۔ تین وجوہات اصول سے متعلق ہیں اور باقی تین کا تعلق پادریوں کی ذات سے ہے پہلی تین وجوہات جن سے عیسائی مذہب اصولاً باشندگانِ ہندوستان کی نظروں میں وقعت حاصل نہیں کر سکتا۔ یہہ ہیں اول پادری صاحبان خیال کرتے ہیں کہ ساری جہان کی سچائی انجیل ہی میں بند ہے اور باقی مذاہب کے طریقہ عبادت کفر و الحاد پر مبنی ہے۔ (۲) مسیحی واعظین یہ بات بھولے ہوئے ہیں کہ اہل مشرق کی مقدس کتب پاک سچائیوں سے پُر ہیں اور اغلباً نہائت مفید قابل عمل ہدایات مندرج ہیں (۳) اعلیٰ ذات کے ہندو خیال کرتے ہیں کہ مشنری نہ صرف جاہل بلکہ بددیانت ہیں۔ کیونکہ عیسائیوں کی شایع کردہ رپورٹوں میں ہندو مذہب سے وہ وہ لغو باتیں منسوب کیجاتی ہیں جو دراصل اس میں پائی نہیں جاتی ہیں اس کے بعد ڈاکٹر اولڈ فیلڈ نے پادری صاحبان کی تین ذاتی کمزوریاں بیان کی ہیں کہ اوّل وہ ہندوستانیوں سے تعصّب اور نفرت سے پیش آتے ہیں (۲) ان کا پرائیویٹ چال چلن بعض حالتوں میں ہندوستانیوں سے کہ جنکو وہ ہدائت کرنے آتے ہیں بہتر نہیں ہوتا۔ اسلام اور بالعموم ایک پادری کی روحانی زندگی ایک ہندوستانی کی روحانی زندگی سے ادنیٰ ہوتی ہے۔

آریہ سماج اور سلسلہ عالیہ احمدیہ لاہور میں آریہ سماج نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاتھ سے ایسی شکست کھائی ہے جو خود اُس نے محسوس کر لی ہے۔ چنانچہ یوگ کے مسئلہ پر بحث کر کے جو کچھ درگت سماج کی ہوئی ہے اُس کو کسی طرح ٹالنے کی کوشش کی جا رہی ہے اُس کے متعلق جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل-ایم-اسسٹنٹ سرجن سے جو خط و کتابت ہوئی ہے اُسکو ہم الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ امریکہ میں الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں امریکہ کے ایک نومسلم مسٹر انڈرسن صاحب کی ایک چٹھی ہم شائع کر چکے ہیں صاحب موصوف سے ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے اُن کے مختصر سوانح دریافت کئے تھے جس کے جواب میں صاحب موصوف مندرجہ ذیل خط لکھتے ہیں

نیو یارک۔ ۳۰۔ مارچ ۱۹۰۳ء

ڈیر سر

خدا کے نام سے شروع ہو جو کہ بہت مہربان ہے۔

مجھے آپ کا ۲۸- تاریخ کا خط ملا اور میرا خیال ہے کہ اس وقت تک میرا پہلا جواب آپ تک نہ پہنچا ہوگا جو استفسار آپ نے کئے ہیں میں حتی الوسع ان کے جوابات دیتا ہوں۔

میں علاقہ روس کی ایک سرزمین نامی فنلنڈ میں پیدا ہوا تھا لیکن میرے آباؤ اجداد روس کی جنوب مشرق کی طرف سے آئے تھے اور وہ بویر جماعت سے تعلق رکھتے تھے بویر لفظ کے وہی معنے ہیں جو کہ تاتاری زبان میں بہادر لفظ کے معنے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ان کی رگوں میں تاتاری یا اسلامی خون کا کچھ حصّہ بھی ہو ہمارے خاندان کا ایک حصّہ جو کہ روس کے شمال اور فنلنڈ میں رہتا ہے وہ روسی گرجہ اور لوتھر کے گرجہ سے تعلق رکھتا ہے اور یہی مذہب کثرت سے فنلنڈ میں رائج ہیں +

اور میں کب سے مسلمان ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ میرے پیارے دوست مسٹر محمد ویب صاحب نے تو نومسلموں کے رجسٹر میں مقام قسطنطنیہ میں میرا نام نومبر ۱۹۰۱ء میں درج کیا تھا لیکن اس سے تین سال پیشتر ہی میرا خیال تھا کہ میں بعض اہل اسلام سے خواہ قسطنطنیہ میں خواہ قاخان میں خواہ روس میں اپنے سچے دین اسلام کی قبولیت کے اظہار کی خط و کتابت کروں گا۔ اور بڑی راستی سے کہہ سکتا ہوں کہ دراصل گذشتہ سات آٹھ سال یعنی ۱۸۹۶ سے میں مسلمان ہوں میری عمر نومبر ۱۹۰۳ء میں ۳۳ سال کی ہوگی اور میرا پیشہ ایک کیمسٹ (یعنی دوا ئی گری) کا ہے اگرچہ میں مرکب ادویہ کو مفردات میں لانیکا کام کرتا ہوں مگر مفردات کو مرکب بنانیکی بھی مجھ کو مشق ہے زباندانی کے لحاظ سے میں انگریزی فرانسیسی۔ سویڈش۔ ڈینش۔ جرمن روسی اور نوسوجین زبان سے بخوبی واقف ہوں۔ اور ترکی زبان سے بھی کچھ واقفیت رکھتا ہوں لیکن ابھی تک میں نے عربی زبان کا مطالعہ بالکل نہیں کیا ہے ان دنوں میں میں بیمار ہوں اور ڈاکٹر نے مجھے زیادہ نوشت و خواند سے منع کیا ہے لیکن جونہی کہ میری صحت ترقی پکڑتی ہے میں ضرور عربی پڑہونگا اور پھر قرآن کی تلاوت بھی عربی ہی میں کیا کرونگا۔ اب میرے پاس قرآن کے انگریزی تراجم ہیں جنکو میں مطالعہ کیا کرتا ہوں +

میری تعلیم کا یہہ حال ہے کہ میں مقام سویڈن میں چھہ سال کی عمر میں مدرسہ جاتا تھا اور یہاں میرے والدین نقل مکانی کر کے آ گئے تھے اور میں نے کنیڈا کے ایک کالج میں ۱۶ سال کی عمر میں تعلیم پائی ہے اور خود نیو یارک کے کالج میں بھی کچھ عرصہ جاتا رہا ہوں ۲۰ سال سے مجھکو امریکہ میں رہنے کا اتفاق ہے اور باقی ۷ سال میرے سویڈن ڈنمارک اور فنلنڈ وغیرہ ممالک میں گذرے ہیں +

میرے نام کی نسبت جو آپ کی بڑی آرزو ہے کہ میں کوئی اسلامی نام اختیار کر دوں شاید اس سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ اپنے نام کے ماقبل ایک حصّہ نام کا ایزاد کر دوں سو واضح ہو کہ میں وہ حصّہ اپنے نام کے ساتھ (احمد حسن) نام کا ایزاد کرتا ہوں۔ لیکن تاہم اس امر کا خیال رہا ہے کہ خط و کتابت میں نام کو بہت طول دیکر نہ لکھا جاوے کیونکہ امریکہ میں اس کو پسند نہیں کرتے اور اس لئے مناسب امر ہوگا کہ آئندہ آپ اے۔ ایچ۔ ایل انڈرسن کے نام سے مجھے مخاطب کیا کریں۔

اب میں خط کو ختم کرتا ہوں اور بڑی آرزو ہے کہ آپ کی صحت کامل اور ترقی درجات ہو اور مجھے دوسرے اور نئے دلچسپ حالات سے اطلاع دیویں +

مسئلہ تثلیث کی ایجاد

ڈریپر اپنی کتاب میں بڑے بڑے علماء کے حوالے سے لکھتا ہے کہ موجد اس مسئلہ کا بشپ اتھاناسی ایس الیگزنڈرائن تھا جو صدی سوم کے بعد ہوا ہے جب اُس نے یہ مسئلہ شائع کرنا چاہا تو بہت وقت بشپ ایری منکر کھڑا ہو گیا اور یہانتک اس مسئلہ میں عوام و خواص کا مجمع ہوا کہ روم کے بادشاہ تک خبر ہو گئی اتفاقاً اوس کو مباحثات سے دلچسپی تھی اُس نے چاہا کہ اس اختلاف کو اپنے حضور میں ہی فریقین کے علماء سے رفع کراوے چنانچہ اوس کی اجلاس میں بڑی سرگرمی سے یہ مباحثات ہوئے اور نہائت لطف کیساتھ کونسل کی کرسیاں بچھیں اور مناظرہ کرنیوالے ۲۵۰ نامی پادری تھے آخر موحدین کا فرقہ جو یسوع کو محض انسان اور رسول جانتا تھا غالب آیا اوسی دن بادشاہ نے یونی ٹیرین کا مذہب اختیار کیا اور چھہ بادشاہ اُس کے بعد موحد ہے چنانچہ جس قیصر کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا جس کا ذکر صحیح بخاری میں پہلے صفحہ میں ہی موجود ہے وہ بھی موحد ہی تھا۔ اُس نے قرآن کے اس مضمون پر اطلاع پا کر کہ مسیح صرف انسان ہے تصدیق کی جیسا کہ نجاشی نے بھی جو عیسائی بادشاہ تھا قسم کھا کر کہا کہ یسوع کا رُتبہ اُس سے ذرا زیادہ نہیں جو قرآن نے اوس کی نسبت لکھا ہے مگر نجاشی اس کے بعد کھُلا کھُلا مسلمان ہو گیا +

منارۃ المسجد اور اُسکی مخالفت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس مینارہ کے متعلق جو جامع مسجد قادیان کی تکمیل کی خاطر اُسکے مشرقی کونہ پر بنایا جانا تجویز ہوا ہے اور جسکا ابتدائی حصّہ قریباً ساڑھے چار ہزار روپیہ کے صرف سے طیار ہوگیا ہے) ہم ایک آرٹیکل لکھ کر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کو توجہ دلا چکے ہیں اور ہمیں کامل امید ہے کہ صاحب موصوف اس پر پوری توجہ فرمائینگے - ۸ مئی ۱۹۰۳ء کو جناب تحصیلدار صاحب بٹالہ بھی اس مینار کا موقع دیکھنے کے واسطے تشریف لائے تھے تحصیلدار صاحب نے موقعہ کو دیکھا اور فریقین کے عذرات کو تحریری طور پر لے لیا گیا ہے +

ہمیں یہہ معلوم کرکے ازبس افسوس ہوا کہ منارہ کے متعلق کسی ذمہ وار آفیسر نے اس قسم کی رپورٹ کی ہے یا بعض لوگوں نے ایسا کہا ہے کہ وہ ایک سیرگاہ ہوگا یا بطور تماشہ لوگ اسپر چڑھیں گے ہم اس مثل کی باقاعدہ نقل حاصل کرنے کے بعد اس پر مفصّل رائے زنی کرسکینگے لیکن سردست اس افواہ پر اگر یہہ سچ ہے - ہمکو یہہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ مسجد کی نسبت ایسی رائے ظاہر کرنا یہی نہیں کہ گورنمنٹ کو مغالطہ دینا ہے بلکہ مسلمانوں کی مذہبی عبادت گاہ کی توہین اور اون کے اعتقاد پر حملہ کرنا ہے. کیونکہ مسجد میں تماشہ گاہ بنانا حرام ہے مسجدیں عبادت کیلئے ہوتی ہیں نہ تماشہ گاہ اس قسم کا لفظ مسجد یا اُس کے کسی حصّہ کے نسبت استعمال کرنا خطرناک مذہبی دل آزاری ہے - جسکا اپیل ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور کرتے ہیں کہ اگر مثل میں اس قسم کا کوئی لفظ ہو تو اُس پر مناسب نوٹس لیا جاوے سردست ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ کیلئے دہلی کے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا ایک تازہ فیصلہ ایک مسجد کی تعمیر کے متعلق پیش کرکے آپ کو اس معاملہ کے متعلق غور کرنے کے لئے مدد دینا چاہتے ہیں - دہلی میں اس قسم کا ایک مقدمہ میونسپلٹی میں پیش ہوا ہے نوعیّت ایک ہی قسم کی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اگر صاحب ضلع دہلی کے فیصلہ پر غور کیا جاویگا تو ہیجر ڈالس صاحب بہادر کو اچھا موقع ایک فیصلہ کیلئے مل جاویگا - چنانچہ اس مقدمہ کے حالات حسب ذیل ہیں جو کرزن گزٹ مطبوعہ ۸ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴ میں بہ تفصیل درج ہیں - ہم کامل وثوق سے کہتے ہیں کہ حضور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور کیلئے البتہ اس فیصلہ کے بعد منارۃ المسجد کی تعمیر کا سوال بڑی صفائی سے حل ہو جاتا ہے اس سوال کے باضابطہ حل کئے جانے کے بعد ہمیں ضرورت پڑیگی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو اس راز سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں جو اس مخالفت کی تہ میں ہے -

صاحبزادہ سلطان احمد خانصاحب بیرسٹر نے جو سیول لائن میں رہتے ہیں ایک درخواست اس مضمون کی میونسپل کمیٹی میں گزرانی کہ مجھے اپنی کوٹھی کے احاطہ میں ایک مسجد بنانے کی اجازت ملجائے - جسوقت وہ درخواست جلسہ میں پیش ہوئی تو سب سے پہلے دہلی کے سیول سرجن صاحب بہادر نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ سیول لائن میں مسجد کبھی نہیں بن سکتی - اس پر ایک مسلمان ممبر نے صاحب بہادر سے سوال کیا کہ کیا وجوہات ہیں - جس سے آپ ایسا فرماتے ہیں - کیا کوئی میونسپل ایکٹ ایسا ہے جس سے سیول لائن میں مسجد بنانیکی ممانعت نکلتی ہے یا خاص اور کوئی وجہ ہے - سیول سرجن صاحب موصوف نے اس کا یہہ جواب دیا کہ صبح کے وقت موذن کی اذان سے ہمارے آرام میں خلل پڑیگا اس لئے ہم ہرگز اس بات سے رضامند نہیں ہیں کہ وہاں کوئی مسجد بنے - مسلمان ممبر نے اس کا نہایت ہی معقول جواب دیا اور بیان کیا کہ تمام دنیا میں صرف گورنمنٹ انگلشیہ کو یہہ بہت بڑا فخر ہے کہ اسکے ہاں اول درجہ کی مذہبی آزادی رعایا کو عطا ہوتی ہے - اگر سیول لائن میں مسجد کو روکا گیا تو اس کے یہہ معنے ہیں کہ برٹش اعظم کی حکمت عملی کو صدمہ پہنچایا گیا - رہا اذان کا آرام میں خلل انداز ہونے کے متعلق اس کا یہہ جواب ہے کہ موذن کی آواز زیادہ سے زیادہ بیرسٹر صاحب کے احاطہ تک جاسکتی ہے - وہاں سے قریب ملی ہوئی ہے کسی انگریز کی کوٹھی نہیں ہے کوٹھی کے ایک طرف رسالہ پڑا ہوا ہے جس میں مسلمان بھی ہیں - ایکطرف قبرستان ہے - پھر نہیں سمجھ میں آتا آرام میں خلل کیونکر پڑسکتا ہے - اگر آرام میں کوئی خلل پڑنے کا اندیشہ ہے تو سب سے زیادہ انجن کی سیٹی سے خلل پڑنا چاہئے حالانکہ اسکے خلاف آجتک کچھ نہیں سُنا گیا - اسپر جدید ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے جو اوّل درجہ کے انصاف پسند اور رحم دل ہیں مسلمان ممبر کی تائید ان الفاظ میں کی کہ بیشک گورنمنٹ انڈیا کو مذہبی آزادی دینے کا بہت بڑا فخر حاصل ہے - پھر دوران تقریر میں ایک ہندو ممبر نے یہہ سوال کیا کہ آیا سیول لائن میں کوئی مسجد بنی بھی ہے یا نہیں - اس پر دوسرے مسلمان ممبر نے یہہ جواب دیا کہ ہاں یعقوب خانصاحب آفندی مرحوم کی کوٹھی میں مسجد بنی ہوئی ہے اس کا جواب ایک ہندو ممبر نے یہہ دیا کہ وہ صرف ایک چبوترہ ہے مسجد نہیں ہے - مسلمان ممبر کی طرف سے ترکی بجواب یہہ دیا گیا کہ مسجد کے معنے جائے سجدہ ہے گنبد اور مینار سے نہیں ہے - ہر شخص کی توفیق ہے - جس کی جو توفیق ہوئی اُس نے ویسی مسجد بنالی غرض وہاں مسجد کا بنانا ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے منظور فرمالیا - اور صاحبزادہ صاحب کی درخواست پر یہہ لکھا گیا کہ سائل کمیٹی میں نقشہ داخل کرے کہ کس طرز کی مسجد بنانا چاہتا ہے - ہم ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے ممنون ہیں کہ اونہوں نے اس معاملہ میں ایسی فراخ حوصلگی اور عالی ظرفی سے کام لیا جو برٹش قوم کا درحقیقت ایک تمغہ ہے اور یہی صفت ہے جس سے برٹش قوم تمام دُنیا کی قوم سے سربرآوردہ ہے -

سچّا الہام اور اوسکی علامات

(۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جبکہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہوکر مُصفّا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے بہتا ہے اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہذا تم بھی اُس کو غمناک دل کے ساتھ پڑھو۔

(۲) سچّا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

(۳) سچّے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مظبوط ٹھوکر لگتی ہے - اور قوّت اور رُعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔

(۴) سچّا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اسمیں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہوجائیں۔

(۵) سچّا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے - اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

(۶) سچّے الہاموں پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہوجاتی ہیں - اور ہر ایک قوّت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اُس کی پہلی زندگی مرجاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۷) سچّا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے وہ نہایت ہی حلیم ہے جسکی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پاسکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

طاعون

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں خط آپ کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں ایسے اضطراب میں جس کو میں بیان نہیں کرسکتا آپ خود ہی اندازہ کرلیں کہ ایسی حالتوں میں انسان کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ یہاں طاعون ہے اور اپنا کام نہایت زور سے کر رہی ہے گویا کہ طاعون کا لفظ خود ایسا خطرناک ہے کہ آجکل تو اس کی تشریح کرنی فضول ہے مگر خانقاہ ڈوگراں اور خانقاہ کے علاقہ کی طاعون اس قسم کی ہے کہ اس طاعون کے واسطے کوئی اور زیادہ خطرناک لفظ ہونا چاہیئے گو سیالکوٹ میں بھی طاعون ہی ہے +

اور ظفروال وغیرہ میں بھی بہت سخت طاعون رہی ہے۔ مگر یہاں کا حال تو یہ ہے کہ کوئی اور مقام اس نظیر کیواسطے پیش نہیں کیا جاسکتا جیسے کہ گرمیوں میں جب لڑکے کثرت سے کنکوے اُڑاتے ہیں تو چاروں طرف سے وہ کاٹا اور وہ کاٹا کی آوازیں آتی ہیں یہی حال یہاں ہے یہاں دنوں کا حساب نہیں بلکہ راتدن میں کوئی گھنٹہ خالی نہیں جاتا جس میں کوئی نئی موت کا شور نہیں اُٹھتا۔ مرنے پر لوگ روتے اور اقربا بین کرتے ہیں مگر یہاں کے مرنے والے کے واسطے کوئی رونے والا نہیں جوان بیٹا مرتا ہے مگر باپ کو نہ تو رونا آتا ہے اور نہ ماں کو بین یاد آتے ہیں وہ مردہ کو وہیں پڑا چھوڑ کر خود کسی اور درخت کے نیچے جا بیٹھتے ہیں۔ اور اس جوان مرنے والے کے ساتھ ان کی صرف یہ ہمدردی ہے کہ وہ تلاش کرتے ہیں کہ کوئی آدمی ملے تو اس کو صرف یہ پیغام دیدیویں کہ فلاں جگہ ایک لاش پڑی ہے اس کو جلا دو یا دبا دو۔ دودھ پیتے بچوں کو طاعون ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ ماں جو ذرہ سی تکلیف میں بچے کو چوم کر چھاتی سے لگا لیتی تھی وہی اس کو گود سے نکال کر سڑک پر یا اگر بہت رحم اور درد ہوا تو کسی درخت کے نیچے تڑپنے کے واسطے رکھکر خود بھاگتی ہے۔ اور یہ اتفاقی واقعات نہیں بلکہ ہر روز یہی حالت ہے جو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور کانپ اٹھتا ہوں کہ خدا جانے یہ کیا ہو رہا ہے اور خدا کیا کرنا چاہتا ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اگر یہی حال رہا تو تو چند روز تک کوئی انسان کا بچہ چھپا نظر نہ آویگا انسان تو کیا میں چونکہ باہر جنگل میں کام کرتا ہوں ہر صبح کئی سانپ دیکھتا ہوں جو اپنی بلوں سے نکل نکل کر باہر مرے پڑے ہیں اور بعض مر رہے ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ وہ طاعون سے مرتے ہیں۔ ورنہ اس طرح سانپوں کا خود بخود مرنا چہ معنے دارد ایک ایک قدم پر میں حضرت اقدس کے الفاظ پورے ہوتے دیکھتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ دنیا مجھکو تاریک نظر آتی ہے۔ اسوقت جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ باوجود یہ حال ہونے کے کسی بشر کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے ہاں حیلہ سے تو سب کہتے ہیں کہ جو خدا کی مرضی مگر یہ الفاظ بھی اس طرح سے ادا نہیں کرتے کہ واقعی ان کو یقین ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور یہ خدا کر رہا ہے بلکہ ایک ٹھٹھے کے طور پر اور بعض وقت ساتھ گندی گالیاں بھی نکالتے ہیں اور خانقاہ میں جا جاکر اسطرح گڑگڑا کر اور سجدے میں گر گرکر دعائیں مانگتے ہیں کہ میرا دل محسوس کرتا ہے کہ اس کثیر تعداد میں سے جو اسطرح خانقاہ میں گریہ زاری کرتے ہیں اگر ایک بھی ایسے ہی سچے دل سے جیسے وہ خانقاہ میں جاتے ہیں خدا کے سامنے روویں تو خدا ضرور ضرور ان سے یہ آفت دور کر دیوے خانقاہ کے بڑے بڑے گنبد دیکھ کر اور قبروں پر سبز سرخ کپڑے دیکھ کر ان لوگوں کو ایک منٹ کیواسطے یہ یقین نہیں آتا کہ ان چیزوں کے سامنے خدا کی بھی کوئی ہستی ہے یا نہیں۔ بس دیکھتے ہی سجدے میں گرتے اور یا **حاجی دیوان یا حاجی دیوان کے نعرے مارتے اور روتے اور خاک میں لیٹتے ہیں** بلکہ ساتھ چھوٹے معصوم بچے ہوتے ہیں ان کو پکڑ پکڑ کر زبردستی انکا ماتھا قبروں کے ساتھ رگڑتے ہیں اور پھر وہ بچے جوں جوں زیادہ روتے اور چلاتے ہیں توں توں ان بیچاروں کو زیادہ رگڑتے ہیں اور اُن سے اُن کا مدعا یہ ہے کہ جب بچوں کو تکلیف دی جاوے گی تو خانقاہ والے حاجی دیوان صاحب ضرور رحم کرینگے غرض کہ میری تو یہ حالت ہے کہ جب کثرت سے موتیں چاروں طرف دیکھتا ہوں تو خواہ مخواہ کانپ جاتا ہوں اور استغفار اور دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ اس آفت کو دور کر مگر جب خانقاہ پر نظر پڑتی ہے اور خانقاہ کا نظارہ دیکھتا ہوں جو کہ ہر وقت پیش نظر رہتا ہے تو پھر خواہ مخواہ میرے مُنہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ یا اللہ واقعی یہ لوگ اسی قابل ہیں جب تک یہ عمارت تباہ نہ ہو یا یہ لوگ تیری طرف نہ مڑیں چاروں طرف آگ ہی آگ نظر آتی ہے اور چونکہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے یہی حالت رہتی ہے کہ دو ادھر سے تو جھٹ دو اُس طرف مرے اُدہر سے ہٹے تو چار دائیں طرف سے جا رہے ہیں اور وہاں سے آگے بڑھے تو چار دوسری طرف چل رہے ہیں غرض کہ قیامت کا نمونہ نظر آرہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ قیامت میں جب سورج سوا نیزہ پر آجاوے گا تو گرمی اور جلن سے بیتاب ہو کر سب بھاگیں گے مگر جو مسجد میں چلا جاوے گا وہ بچیگا لیکن یہاں ان لوگوں کے واسطے کوئی ٹھکانا نہیں جسطرف بھاگتے ہیں یا جس درخت کے نیچے جا بیٹھتے ہیں کیونکہ درخت ہی ان کے گھر ہیں وہاں ہی موت منتظر بیٹھی ہوئی ہوتی ہے فصل پختہ ہو چکی ہے اور بالکل کٹنے کے قابل ہے بلکہ بعض کھیت تو خود بخود ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہے ہیں مگر کوئی ان کی خبر لینے والا نہیں وہ کھیت جو زمینداروں نے بڑی محنت سے لگائے تھے اب جبکہ کاٹنے کا وقت ہے تو کسی انسان کے ہاتھ میں طاقت نہیں رہی کہ ان کو کاٹے ہاں چڑیاں خدا نے اس کثرت سے بھیجدی ہیں کہ چند دنوں میں سوائے خالی پودوں اور خوشوں کے جس میں دانہ بالکل نہ ہوں اور کچھ نہیں نظر آوے گا۔ دانے چڑیاں کھا رہی ہیں اور انسانوں کو طاعون کھا رہی ہے نہ کوئی انسانوں کو سنبھالنے والا اور نہ فصلوں کو اور پھر غضب یہ کہ دن بدن کچھ زیادتی ہی ہے کمی نہیں۔ کوئی رات خالی نہیں جاتی کہ ایک دو چھینٹے مینہ کے نہ پڑیں اور بادل تو ہر وقت رہتے ہیں۔ ہوا راتدن ہے سورج نظر ہی نہیں پڑتا اور چاروں طرف موت اور مُردے ہی نظر آتے ہیں۔ غرض کہ میں نے یہ سب کچھ اسواسطے لکھا ہے کہ تا آپ اس جگہ کی حالت کا اندازہ کرسکیں۔ اور ان کے لئے درد بھرے دل سے دعا کریں اور مسجد میں بھی دعا کرادیں +

یہاں اب ماتحتوں سے لیکر افسروں تک سب بھاگ گئے ہیں صرف میں ہی رہ گیا ہوں ورنہ جہاں جہاں کسی کے سینگ سمائے ہیں چلے گئے ہیں اور جو چلے نہیں گئے اور یہاں موجود ہیں وہ بھی باہر دُور جنگلوں میں اور باغوں میں جا رہے ہیں صرف شہر کا نظارہ دیکھنے کے واسطے شہر میں میں ہی باقی ہوں جو ہر وقت دیکھ دیکھ کر اور سہم سہم کر استغفار استغفار کرتا رہتا ہوں۔

آج چونکہ طاعون نے ایک خاص حملہ کیا ہے اسواسطے بے چینی کی حالت میں رہ رہا ہوں خاص خانقاہ کے احاطے میں اور اُس احاطے کے متعلق جو بستی ہے جس میں قریباً سو ڈیڑھ سو گھر کی آبادی ہے وہاں طاعون نہیں ہے صرف یہ ٹکڑا ابھی تک بچا ہوا ہے اور یہی لوگوں کی بڑی گمراہی کا اور اس بستی کے رہنے والوں کے بڑے غرور کا باعث ہو رہا ہے اور لوگوں کو یقین ہے کہ خانقاہ کے متعلق احاطے میں طاعون نہیں آسکتی۔ مگر آج وہاں بھی ایک کیس ہوا ہے جس کو میں کہہ سکتا ہوں کہ آج وہاں بھی شروع ہوئی ہے گو اسوقت تک اُس احاطے میں خیریت ہی ہے مگر مجھکو تو معلوم ہے کہ خدا انکو اتنی مہلت دیکر نہایت سختی سے پکڑنا چاہتا ہے۔ کیونکہ جوں جوں طاعون کا زور زیادہ ہوتا ہے توں توں یہ لوگ زیادہ شوخ ہوتے ہیں کہ ہمارے نزدیک طاعون نہیں آتی + خاص ڈوگر صاحبان کے قلعے میں سے بہت سے چوہے مر رہے ہیں۔ مگر اس امر کی پرواہ نہیں کرتے + میں دوبارہ دعا کے واسطے عرض کرتا ہوں اور ختم کرتا ہوں فقط

ارشاد از خانقاہ ڈوگران

تکمیل شریعت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں دنیا سے اپنے مولیٰ کی طرف بلائے گئے جبکہ وہ اپنے کام کو پورے طور پر انجام دے چکے اور یہ امر قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج میں نے قرآن کے اتارنے اور تکمیل نفوس سے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا حاصل مطلب یہ کہ قرآن جسقدر نازل ہونا تھا نازل ہو چکا اور مستعد دلوں میں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر چکا اور تربیت کو کمال تک پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ان پر پورا کر دیا۔ اور یہی دو رکن ضروری ہیں جو ایک نبی کے آنیکی علت غائی ہوتے ہیں اب دیکھو یہہ آیت کس زور شور سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز اس دنیا سے کوچ نہ کیا جبتک کہ دین اسلام کو تنزل قرآن اور تکمیل نفوس سے کامل نہ کیا گیا + اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ ہونیکی ہے جو کاذب کو ہرگز نہیں دیجاتی۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی صادق نبی نے بھی اس اعلیٰ شان کے کمال کا نمونہ نہیں دکھلایا کہ ایکطرف کتاب اللہ بھی آرام اور امن کے ساتھ پوری ہو جائے اور دوسری طرف تکمیل نفوس بھی ہو اور با ایں ہمہ کفر کو ہر یک پہلو سے شکست اور اسلام کو ہر یک پہلو سے فتح +

ویدک بنائے گئے

یورپ کے محققوں نے بڑی چھان بین کے بعد ویدوں کی تالیف کا زمانہ چودہویں صدی قبل از سنہ عیسوی قرار دیا ہے اور ان کی اس رائے کا صحیح ہونا بہت پختگی کے ساتھ ایک مقام سے جسکو مسٹر ایڈورڈ کالبروک صاحب نے بیدوں میں ہی دریافت کیا ہے صحیح ٹھیرتا ہے چنانچہ تشریح اُس کی وہ لکھتے ہیں کہ ہر بید میں علم ہیئت کا ایک ایک رسالہ اس غرض سے لگا ہوا ہے کہ پتری کی ترتیب معلوم ہووے۔ اور اس سے فرائض منصبی کے اوقات دریافت ہو جایا کریں پس وہ صریح اور قطعی دلیل جس پر انہوں نے اپنی مذکورہ بالا رائے قائم کی ہے یہہ ہے کہ جو مقام راس سرطان اور راس جدی کا اس رسالہ میں قرار دیا ہے وہ وُہی مقام ہے جو چودہویں صدی قبل از سنہ عیسوی میں ان دونوں راسوں کا تھا پس کچھ شک نہیں کہ بیدوں کی تالیف اسی زمانہ میں ہوئی تھی ؛

لندن کی خزانوں کی حفاظت

لندن کے بینکوں وغیرہ میں کروڑوں پونڈ ہر سال جمع ہوتا ہے لیکن اُن کی حفاظت کا طریقہ ایسا ہے کہ بمشکل چند ہزار پونڈ چوروں اور نقب زنوں کے ہاتھ چڑھتا ہے اور یہہ بھی اس طرح ضائع جاتا ہے۔ کہ جب کوئی غریب محرر دفتر بینک کو یا بینک سے دفتر کو روپیہ لیجاتا ہے تو راہ میں بدمعاش اُس سے چھین لے بھاگتے ہیں یا اور کسی ایسی ہی بے احتیاطی سے نقصان ہوتا ہے ورنہ حال کی تازہ ایجادیں علمی قفل اور برقی تار وغیرہ کے مارے اچھے اچھے چابک دست اور کہنہ مشق چوروں اور نقب زنونکو اپنا پیشہ چھوڑنا یا مصیبت سے قیدخانہ میں دن کاٹنے پڑتے ہیں۔

بینک آف انگلینڈ کی نہائت عمدہ حفاظت کیجاتی ہے اس کی کل مالیت کی صحیح معلومات تو مشکل ہے لیکن تخمیناً دو کروڑ پونڈ ہیں تو شک نہیں۔ اگر رات کو کوئی چالاک پہرہ والوں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر اندر بھی گھس جائے تو علاوہ دیگر پیچوں اور مضبوط قفلوں کے صندوقوں کے گرد اور راہ میں برقی تار کنڑت سے ایسے ایسے ملینگے جن کا تعلق چوکیداروں اور مختلف حکام و محافظین کے مکانات سے ہے۔ اگر ایک تار سے ذرا کوئی شئے چھو جائے تو گھنٹوں کے شور سے دور دور کے آدمی سوتے ہوئے جاگ پڑیں۔ بہت سے آلات ان صندوقوں کے متعلق ایسے ہیں کہ ناواقف شخص اگر ہاتھ لگائے تو خود بخود وہیں شکار اجل ہو کر رہ جائے۔

اس بینک میں علاوہ شاہ ایڈورڈ کے اور بہت سے تاجدار اپنا روپیہ رکھتے ہیں۔

ایک بینک میں چوکیداروں کے لئے کرسیاں دیجاتی ہیں جن میں ایسی کل لگی ہوئی ہے کہ اگر وہ ان پر بیٹھے ہلتے رہیں۔ تو وہ کرسیاں بدستور رہتی ہیں اور جہاں کوئی بیٹھے ہوئے اونگا اور حرکت اوس کی بند ہوئی کرسیاں فوراً اُس کو اچھال کر فرش پر پھینک دیتی ہیں اس طرح پر پہرہ والا سو ہی نہیں سکتا یا کھڑا رہے یا ٹہلتا رہے اگر بیٹھے تو ہلتا رہے۔ سول اینڈ ملٹری نیوز لودیانہ

تفسیر القرآن نمبر ۲ تیار ہو کر روانہ ہو چکی ہے جس صاحب کو نہ ملی ہو وہ اطلاع دے + درثمین اردو چھپکر تیار ہے ※

طاعون کے متعلق نوئی دریافتیں

غالباً یہہ سائینس کی روزافزوں ترقی کی دلیل ہے کہ آج اُسی رائے کی تردید کی جاتی ہے جو کل تک عالموں فاضلوں کی نظر میں مسلّمہ تھی اور جو رائے کہ آج پیش کی گئی ہے اور لوگوں نے اس کی صداقت کو تسلیم کر لیا ہے اغلب ہے کہ کل وہ باطل قرار دیجائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محققین بڑی سرگرمی سے اپنے علمی شغل میں مصروف ہیں ورنہ ہم ہر روز نئی اور متضاد رائیں نہ سن سکتے مثلاً طاعون کی نسبت آجتک یہ خیال تھا کہ یہ صرف چھوت چھات سے پیدا ہوتی ہے لیکن پلیگ کمیشن نے ہانگ کانگ (تتبع طاعون) میں جو تحقیقات کی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ طاعون چھونے سے بھی ہوتی ہے اور کھانے پینے سے بھی یعنی طاعونی کیڑے صرف مساما کی راہ سے ہی ہمارے جسم میں داخل نہیں ہوتے بلکہ پکی پکائی چیزوں کے ذریعہ سے بھی ہمارے منہ کے رستے ہمارے پیٹ میں جا پہنچتے ہیں۔ آجتک ڈاکٹر صاحبان صرف کیڑوں کو ہی طاعون پھیلانے کا آلہ خیال کرتے تھے لیکن آیندہ انہیں پکی پکائی غذا کی طرف بھی توجہ کرنی پڑے گی۔

دوسری حیران کرنیوالی طبی رائے یہ ہے کہ طاعون ٹیکہ سے پھیلتی ہے نہ کہ گھٹتی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب سے ہندوستان میں ٹیکہ کا رواج ہوا ہے۔ طاعون ہر سال زیادہ شدت سے حملہ آور ہوتی ہے واقعی یہ بڑی حیرت ناک بات ہے کہ ہندوستان میں ٹیکہ زیادہ زور شور سے پنجاب میں لگایا گیا اور یہی بدقسمت صوبہ سب سے بڑھ کر طاعون کا شکار بن رہا ہے

آگرہ اخبار

لفظ آل کی تحقیق

اس حدیث میں لفظ آل عیسی اور آل محمدؐ محض استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی پس اسجگہ بلاشبہ آل عیسےٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسےٰ خدا ہے اور ہم اُس خدا کے فرزندوں کی طرح ہیں اور مر کر اُسکی گود میں سوتے ہیں سو اسی قرینہ سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی دنیوی رشتہ مراد نہیں ہے بلکہ آل سے مراد وہ لوگ ہیں جو فرزندوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ کے روحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ بلکہ ہر جگہ آل کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی یہی مراد ہے نہ دنیوی رشتہ کہ جو ایک سفلی اور فانی

امر ہے جو موت کے ساتھ ہی لا انساب بینہم کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ نبی کا نفس کبھی اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ آل کے لفظ سے محض اس کی یہ غرض ہو کہ عام دنیاداروں کی طرح ایک سفلی اور فانی رشتہ کا لوگوں کو پیرو بنانا چاہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کی نظر آسمان پر ہوتی ہے اور اس کا ساحت عزت اور بلیغ ہمت اس سے پاک ہے کہ وہ بار بار ایسے رشتوں کو پیش کرے جن کے ساتھ ایمان اور صداقت اور تقویٰ لازم ملزوم نہیں ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماوے کہ یہ دنیوی رشتے اسی دنیا تک ختم ہو جاتے ہیں اور قیامت میں انساب نہیں رہیں گے۔ لیکن اس کا نبی ایک دنی سے رشتہ پر ہی زور دیتا رہے جو لڑکی کی اولاد ہے۔ حق تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک اور عظیم الشان نبیا جو جو کلمات مُنہ پر لاتے ہیں وہ اسقدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتے ہیں کہ گویا زمین سے شروع ہو کر آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ آسمان سے زمین تک آفتاب کی شعاع کی طرح نازل ہوتے ہیں اور وہ تمام کلمات اس درخت کیطرح ہوتے ہیں جسکی جڑ نہایت مضبوط اور زمین کے پاتال تک پہنچی ہوئی ہو اور شاخیں آسمان میں داخل ہوں لیکن وہی کلمات جب عوام کے محاورہ میں آتے ہیں مگر عوام کالانعام اپنی محدود فہم اور کوتاہ عقل کی وجہ سے نہائت ذلیل معنوں میں اُنکو لے آتے ہیں جو روحانیوں کے نزدیک قابل شرم ہوتے ہیں کیونکہ اُنکی دنیوی عقلوں کو آسمان سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا اور وہ نہیں جانتے کہ روحانی روشنی کیا شے ہے اس لئے وہ جلد تراپی موٹی سمجھ کے موافق نبی کے اعلیٰ مقاصد اور بلند تر اشارات کو صرف دنیوی اور فانی رشتوں پر ہی ختم کر دیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس فانی اور ناپائدار رشتہ کے ورا الورا اور قسم کے رشتے بھی ہوتے ہیں اور ایسا ہی اور قسم کی آل ہوتی ہے جو مرنے کے بعد منقطع نہیں ہو سکتی اور نفی لا انساب بینہم کے نیچے نہیں آتی۔ صرف اس قسم کی آل جو فدک جیسے ایک نام کے باغ اور چند درختوں کے لئے لڑتے پھریں اور مشتعل ہو کر کبھی ابوبکرؓ کو بُرا کہیں اور کبھی عمرؓ کو۔ بلکہ خدا کے پیاروں اور مقبولوں کے لئے روحانی آل کا لقب نہائت موزون ہے اور وہ روحانی آل اپنے روحانی نانا سے وہ روحانی وراثت پاتے ہیں جسکو کسی غاصب کا ہاتھ غصب نہیں کر سکتا اور وہ ان باغوں کے وارث ٹھہرتے ہیں جن پر کوئی دوسرا قبضہ ناجائز کر ہی نہیں سکتا پس یہ سفلی خیال بعض اسلامی فرقوں میں اسوقت آگئی ہیں جبکہ اون کی روح مرکہ ہو گئی اور اُسکو روحانی طور پر آل ہونے کا کچھ بھی حصہ نہ ملا اس لئے روحانی مال سے لاوارث ہونیکی وجہ سے اُنکی عقلیں موٹی ہو گئیں اور ان کے دل مکدر اور کوتہ بین ہو گئے اسمیں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے لیکن کلام اس بات میں ہے کہ کیوں آل کی اعلیٰ قسم کو چھوڑا گیا ہے اور ادنیٰ پر فخر کیا جاتا ہے۔ تعجب کہ وہ اعلیٰ قسم امام حسنؓ اور حسینؓ کے آل ہونے کی یا اور کسی کے آل ہونے کی جسکی رُو سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ٹھیرتے ہیں اور بہشت کے سردار کہلاتے ہیں یہ لوگ تو اس کا کچھ ذکر ہی نہیں کرتے اور ایک فانی رشتہ کو بار بار پیش کیا جاتا ہے جس کے ساتھ روحانی وراثت لازم ملزوم نہیں اور اگر یہ فانی رشتہ جو جسمانی تعلق سے پیدا ہوتا ہے ضروری طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک حقدار ہوتا تو سب سے پہلے قابیل کو یہ حق ملتا جو حضرت آدم علیہ السلام کا پہلوٹا بیٹا اور پیغمبر زادہ تھا اور پھر اس کے بعد حضرت نوح آدم ثانی کے اُس بیٹے کو حق ملتا جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے انہ عمل غیر صالح کا لقب پایا۔

سو اہل معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ اگر حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفلی رشتہ کے لحاظ سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ اس کے کہ وہ روحانی رشتہ کے لحاظ سے آسمان پر آل ٹھہر گئے تھے وہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ہوتے جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ ہوتا ہے تو کیا روح کا کوئی بھی رشتہ نہیں بلکہ حدیث صحیح سے اور خود قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ روحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے دوستی اور دشمنی بھی ہوتی ہے اب ایک عقلمند انسان سوچ سکتا ہے کہ کیا لازوال اور ابدی طور پر آل رسول ہونا جائے فخر ہے یا جسمانی طور پر آل رسول ہونا جو بغیر تقویٰ اور طہارت اور ایمان کے کچھ بھی چیز نہیں۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں بلکہ اس تحریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق صرف جسمانی طور پر آل رسول ہونا نہیں کیونکہ وہ بغیر روحانی تعلق کے ہیچ ہے اور حقیقی تعلق اُن ہی عزیزوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ جو روحانی طور پر اُس کی آل میں داخل ہیں رسول کے معارف اور انوار روحانی رسولوں کے لئے بجائے اولاد ہیں جو ان کے پاک وجود سے پیدا ہوتے ہیں اور جو لوگ ان معارف اور انوار سے نئی زندگی حاصل کرتے ہیں اور ایک پیدائش جدید اُن انوار کے ذریعہ سے پاتے ہیں وہی ہیں جو روحانی طور پر آل محمدؐ کہلاتے اور پیشگوئی مذکورہ بالا میں شیطان کا یہ آواز دینا کہ حق آل عیسےٰ کے ساتھ ہے۔ یہ شیطان کا کلمہ اسوجہ سے بھی دروغ ہے کہ وہ روحانی طور پر مشرکوں کو حضرت عیسےٰ کی آل ٹھہراتا ہے کیونکہ حضرت عیسےٰ کو خدا کہنے والے آسمان پر اُن کے ساتھ کچھ حصہ نہیں پا سکتے اور نہ اون کے وارث ٹھہر سکتے ہیں پھر وہ روحانی طور پر اُن کے آل کیونکر ہو سکتے ہیں۔

خدا تعالےٰ کے حکم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شرعی جیسا یہ کہ تو خون نہ کر چوری نہ کر جھوٹی گواہی مت دے دوسری قسم حکم کی قضا و قدر کے حکم ہیں جیسا کہ یہ حکم کہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم شرعی حکم میں محکوم کا تخلف حکم سے جائز ہے جیسا کہ بہتیرے باوجود حکم شرعی پانے کے خون بھی کرتے ہیں۔ چوری بھی کرتے ہیں۔ جھوٹی گواہی بھی دیتے ہیں مگر قضا و قدر کے حکم میں ہرگز تخلف جائز نہیں۔ انسان تو انسان قدری حکم سے جمادات بھی تخلف نہیں کر سکتے کیونکہ جبروتی کشش اس کے ساتھ ہوتی ہے سو حضرت یسوع کو خدا کا یہ حکم کہ مغضوب دل ہو جا قدری حکم تھا یعنے قضا و قدر کا حکم وہی حکم حضرت ابوبکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔

خلافت محمدیہ کے دائرہ کا پہلا نقطہ جو ابوبکر ہے وہ اس دائرہ کے انتہائی نقطہ سے جو مسیح موعود ہے اتصال تام رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ آخر نقطہ ہر ایک دائرہ کا اس کے پہلے نقطہ سے جا ملتا ہے۔ اب جبکہ اوّل اور آخر کے دونوں نقطوں کا اتصال ماننا پڑا تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو قرآنی پیشگوئیاں خلافت کے پہلے نقطہ کے حق میں ہیں یعنے حضرت ابوبکر کے حق میں وہی خلافت کے آخری نقطہ کے حق میں بھی ہیں یعنی مسیح موعود کے حق میں اور یہی ثابت کرنا تھا +

نسائی نے ابی ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے۔ یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان السنتہم احلی عن العسل وقلوبہم قلوب الذیاب یقول اللہ عزوجل بی یغترون ام علی یجترئ یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا وہ دُ[illegible] کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دینگے یعنے اپنے مذ[illegible] کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے بھیڑوں کا لبا[س] پہنکر آئیں گے اُن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہونگی او[ر]

دربارِ شام

۷ ۔ مئی ۱۹۰۳ء

عورتوں کے حقوق کے متعلق ذکر ہوتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی مختصر الفاظ میں ولھن مثل الذی علیھن ۔ ہر ایک قسم کے حقوق بیان فرما دیئے ۔ یعنی جیسے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر بھی ہیں بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں ۔ اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں ۔ گالیاں دیتے ۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے اور پردہ کے حکم کو ایسے ناجائز طریق سے کام میں لاتے ہیں کہ گویا وہ زندہ درگور ہوتی ہیں +

چاہیئے کہ عورتوں سے انسان کا دوستانہ طریق اور تعلق ہو اصل میں انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر ان سے اس کے تعلقات اچھے نہیں تو پھر خدا سے کس طرح ممکن ہے کہ صلح ہو ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیرکم خیرکم لاھلہ ۔ اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرنے والا ہی تم میں سے بہترین ہے +

۸ ۔ مئی ۱۹۰۳ء

اللہ اللہ کیا سچا مقولہ ہے کہ اولیاء اللہ کی دشمنی کفر تک پہنچا دیتی ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی جو اپنے آپ کو ایسا اور ایسا بتاتا ہے نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن شریف کی شان میں بے ادبی کے الفاظ بولتا ہے کہ یہ ظاہری تک بندی تو مسیلمہ نے بھی کر لی تھی اسمیں قرآن شریف کی خصوصیت کیا ہے ۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اب اس سے بڑھ کر کیا بے ادبی ہوگی کہ قرآن شریف کی آیات کو جو ہر پہلو اور ہر رنگ میں کیا ظاہر کیا باطن ایک معجزہ ہیں تک بندی کہا جاتا ہے ۔ قرآن شریف کا جس طرح باطن معجزہ ہے ویسے ہی اس کے ظاہر الفاظ بھی معجزہ ہیں ۔ ایک انسان کا اگر ظاہر ہی گندہ ناپاک خبیث ہوگا تو اس کی روحانی حالت کیا ہوگی ۔ عوام اور ادنیٰ نظیر والوں کے لئے تو ظاہر ہی کی خوبی معجزہ ہوتی ہے ۔ قرآن ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے ہے اور اسی لئے ہر رنگ میں معجزہ اور نشان ہے ۔

انبیاء کے جانشین اور انکی ضرورت

چونکہ الٰہیات اور امور معاد کے مسائل نہایت باریک اور نظری ہیں گویا تمام امور غیر مرئی اور فوق العقل پر ایمان لانا پڑتا ہے نہ خدا تعالیٰ کبھی کسی کو نظر آیا نہ کبھی کسی نے بہشت دیکھی اور نہ دوزخ کا ملاحظہ کیا اور نہ ملائک سے ملاقات ہوئی اور علاوہ اس کے احکام الٰہی مخالف جذبات نفس ہیں اور نفس امارہ جن باتوں میں لذت پاتا ہے ۔ احکام الٰہی ان سے منع کرتے ہیں لہٰذا عند العقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لیکر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیر اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں یا تو وہ ایک لمبی عمر لیکر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر ایک اپنی نبی امت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھکر اور اپنے پُر فیض پروں کے نیچے ان کو لے کر وہ برکت اور نور اور روحانی معرفت پہنچاویں جو انہوں نے ابتداء زمانہ میں پہنچائی تھی اور اگر ایسا نہیں تو پھر انکے وارث جو انہیں کے کمالات اپنے اندر رکھتے ہوں اور کتاب الٰہی کے دقائق اور معارف کو وحی اور الہام سے بیان کر سکتے ہوں اور منقولات کو مشہودات کے پیرایہ میں دکھلا سکتے ہوں اور طالب حق کو یقین تک پہنچا سکتے ہوں ہمیشہ فتنہ اور فساد کے وقتوں میں ضرور پیدا ہوتے رہا ہیئے تا انسان جو مغلوب سہو و نسیان ہے ان کے فیض حقیقی سے محروم نہ رہے کیونکہ یہ بات نہایت صاف اور بدیہی ہے کہ جب زمانہ ایک نبی کا اپنے خاتمہ کو پہنچتا ہے اور اس کی برکات کے دیکھنے والے فوت ہو جاتے ہیں تو وہ تمام مشہودات منقولات کے رنگ میں آجاتے ہیں پھر دوسری صدی کے لوگوں کی نظر میں اس نبی کے اخلاق اور اس نبی کے عبادات اور اس نبی کا صبر اور استقامت اور صدق اور صفا اور وفا اور تمام تائیدات الٰہیہ اور خوارق اور معجزات جن سے اس کی صحت نبوت اور صداقت دعویٰ پر استدلال ہوتے تھے ۔ نئی صدی کے لوگوں کو کچھ قصے سے معلوم ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ انشراح ایمانی اور جوش اطاعت جو نبی کے دیکھنے والوں میں ہوتا ہے دوسروں میں وہ بات پائی نہیں جاتی اور صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمانی صدق دکھلایا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی آبروؤں میں اسلام کی راہوں میں نہایت اخلاص سے قربان کیا اس کا نمونہ اور صدیوں میں تو کجا خود دوسری صدی کے لوگوں یعنی تابعین میں بھی نہیں پایا گیا ۔ اس کی کیا وجہ تھی ؟ یہی تو تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مرد صادق کا منہ دیکھا تھا جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی کفار قریش کے منہ سے بھی بیساختہ نکل گئی ۔ اور روز کی مناجاتوں اور پیار کے سجدوں کو دیکھکر اور فنافی الاطاعت کی حالت اور کمال محبت اور دلدادگی کے منہ پر روشن نشانیاں اور اس پاک منہ پر نور الٰہی برستا مشاہدہ کرکے کہتے تھے کہ عشق محمد علیٰ ربہٖ کہ محمد اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے اور پھر صحابہ نے صرف وہ صدق اور محبت اور اخلاص ہی نہیں دیکھا بلکہ اس پیار کے مقابل پر جو ہمارے سید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے ایک دریا کی طرح جوش مارتا تھا خدا تعالیٰ کے پیار کو بھی تائیدات خارق عادت کے رنگ میں مشاہدہ کیا تب ان کو یہ پتہ لگ گیا کہ خدا ہے اور ان کے دل بول اٹھے کہ وہ خدا اس مرد کے ساتھ ہے انہوں نے اسقدر عجائبات الٰہیہ دیکھے اور اس قدر نشان آسمانی مشاہدہ کئے کہ ان کو کچھ بھی اس بات میں شک نہ رہا کہ فی الحقیقت ایک اعلیٰ ذات موجود ہے جسکا نام خدا ہے اور جس کے قبضہ قدرت میں ہر ایک امر ہے اور جس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں اسی وجہ سے انہوں نے وہ کام صدق و صفا کے دکھلائے اور وہ جانفشانیاں کیں کہ انسان کبھی کر نہیں سکتا جبتک اس کے تمام شک و شبہ دور نہ ہو جائیں اور انہوں نے بچشم خود دیکھ لیا کہ وہ ذات پاک اسی میں راضی ہے کہ انسان اسلام میں داخل ہو اور اس کے رسول کریم کی بدل و جان متابعت اختیار کرے تب اس حق الیقین کے بعد جو کچھ انہوں نے متابعت دکھلائی اور جو کچھ انہوں نے متابعت کے جوش سے کام کئے اور جس طرح پر اپنی جانوں کو اپنے برگزیدہ ہادی کے آگے پھینکدیا یہ وہ باتیں ہیں کہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ انسان کو حاصل ہو سکیں جبتک کہ وہی بہار اس کی نظر کے سامنے نہ ہو جو صحابہ پر آئی تھی اور جبکہ ان کمالات کو پیدا کرنا بغیر وجود وسائل کے محالات میں سے ہے اور نجات کا یقینی طور پر حاصل ہونا بھی بغیر ذریعہ ان کمالات کے از قبیل محال تو ضروری ہوا کہ وہ خداوند کریم جس نے ہر ایک کو نجات کیلئے بلایا ہے ایسا ہی انتظام ہر ایک صدی کے لئے رکھے تا اس کے بندے کسی زمانہ میں حق الیقین کے مراتب سے محروم نہ رہیں ۔

اور یہ کہنا کہ ہمارے لئے قرآن اور احادیث کافی ہیں اور صحبت صادقین کی ضرورت نہیں یہ خود مخالف تعلیم قرآن ہے ۔ کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علی وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو گئے اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شامل حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیوے پس ان معنوں کر کے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا اور آیت موصوفہ بالا بطور اشارت ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا صادقوں کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی کیونکہ دوام حکم کونوا مع الصادقین دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے +

طاعون سے کونسی قوم فائدہ اُٹھا رہی ہے اور کس قوم کو اس سے سراسر خسارہ پڑ رہا ہے

برادر کریم بخش صاحب ساکن تت۔ بوتالہ گوجرانوالہ کے جواب میں

قادیان ۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ۔ آپ کا کارڈ مینے پڑھا۔ قاضی ضیاء الدین صاحب بفضل اللہ خیر و عافیت سے ہیں۔

مولوی غزنوی کا یا اور کسی کا احمدی جماعت کے فوت شدوں کی فہرست طیار کرنا محض حماقت کا کام ہے اور آخر کار ندامت اور ان ذلت کا موجب ہوگا ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ طاعون کو ہمارے سلسلہ کی ترقی و تائید کے لیے اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اس وقت تک ہم دیکھتے ہیں اور تمام دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ کئی ہزار آدمی طاعون کے خوف کے سبب سے ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ غور کرو کیا اس سے ہمارے مخالفوں کو دو خسارے حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ طاعون سے بکثرت مر رہے ہیں اور انشاء اللہ مرینگے دوم یہ کہ اُن ہی سے نکلکر ہزاروں آدمی ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سوچنے والے کے لیے یہ کتنا بڑا نشان ہے۔ رہا یہ کہ ہماری جماعت سے بھی کچھ لوگ مرے ہیں اور شاید آیندہ بھی بعض مریں یہ خدا تعالےٰ کی استمراری سنت کے مطابق ہے۔ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھلو جابجا خدا تعالیٰ نے مکی سورتوں میں کفار کو دھمکی دی کہ تمپر عذاب آنے والا ہے اور فرمایا کہ تم تلوار سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ آخر جب ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں گئے تو خدا تعالےٰ کے وعید کی پیشگوئیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہجرت کے ایک ہی سال کے بعد بدر کی لڑائی واقع ہوئی۔ اس لڑائی کو خدا تعالےٰ کی کتاب نے بڑے ناز اور ذوق سے **الفرقان** کہا ہے۔ درحقیقت اس لڑائی سے جو بہت ہی مختصر تھی کفر اور اسلام کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو گیا۔ قیدار کی شوکت کی تلوار کند ہو گئی۔ اُن کے آئمۃ الکفر جو ریشہ دوانی اور منصوبہ بازی میں باواسطہ یا بلاواسطہ مشارالیہ اور حصہ ہوتے تھے ہلاک ہو گئے اور ایسا ہی خدا تعالےٰ کے عذاب کی باتیں اُحد میں اور حنین میں اور تبوک وغیرہ جنگوں میں پوری ہوئیں مگر کیا ان لڑائیوں میں صحابہ شہید نہیں ہوے۔ بڑے بڑے جلیل الشان صحابی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور چچا اور رشتہ دار شہید ہوئے جناب صدیق اکبر علیہ السلام کے مبارک عہد میں جھوٹے نبیوں کے فتنہ ارتداد کے فرو کرنے میں کس قدر بزرگ صحابہ نے جام شہادت پیا۔ حضرت عمر فاروق علیہ السلام کے عہد میں عیسائیوں کے ساتھ لڑائی میں طاعون کے سبب سے قریب پچیس ہزار صحابہ کے شہید ہوے۔

اب ان مولویوں سے غزنویوں سے لاہوریوں سے امرتسریوں سے بٹالویوں سے خواہ اور بھی چند شہروں یا تمام شہروں کے مولویوں اور صوفیوں سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بھی عذاب نازل ہوا تھا۔ اسلیے کہ جب وہ کوئی ظاہری فرق نہیں دکھا سکیں گے اس لوہے کی تلوار کے کُشتوں میں جو صحابہ اور اُن کے دشمنوں کو لگی اور اس نے دونوں کو ایک ہی وضع سے قتل کیا تو اگر کوئی اور مابہ الامتیاز نہیں بتائیں گے یا مانیں گے تو انھیں صاف اعتراف کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کے قہر کی آگ نے اولیاء اللہ اور اعداء اللہ کو بے دریغ اور بلا امتیاز راکھ کیا۔ جو توجیہ اور تاویل وہ وہاں کرینگے وہی ہمارے سلسلے کے **شہدائے طاعون** کے حق میں بطریق اولےٰ چسپاں اور موزوں ہوگی۔ اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ اُسکا قدم **منہاج نبوۃ** پر ہے اسلیے ضروری ہے کہ اسکی راہ میں وہی امور پیش آئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے۔ فرق اتنا ہے کہ اُسوقت خدا تعالےٰ کی قہری اور جلالی اور انذاری پیشگوئیاں اعداء اللہ والرسول کے حق میں سیف و سنان کی شکل میں پوری ہوئیں اور آج وہی پیشگوئیاں طاعون اور اُسکی نظیروں کے رنگ میں پوری ہو رہی ہیں۔ اسبات کو معیار ٹھیرا کر کس قدر ضروری ہے کہ جیسے اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنگوں میں اس تلوار سے شہید ہوے جو اُن کے دشمنوں کی خانہ براندازی میں بڑی صفائی سے چلتی تھی آج بھی کچھ اصحاب ہمارے سلسلہ کے طاعون سے شہید ہوں۔ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ دشمن جس امر کو اعتراض کا نشانہ بناتا ہے وہی خدا تعالیٰ کے سلسلہ حقہ کی تائید و تصدیق کا نشان بنجاتا ہے سوچو اور خدا تعالےٰ کے لیے فکر کرو کہ ہمارے سلسلہ کی بڑی فضیلت کیا بات میں ہے۔ یہیں کہ یہ سلسلہ کوئی الگ اور اپنی طرز کا نرالا سلسلہ ہو یا اس میں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کے قدم بقدم اور پورے معنوں میں ہمرنگ ہو۔ خدا تعالےٰ کا بیحد شکر ہے کہ اسکی ساری باتیں بلا تفاوت وہی ہیں۔ اسی بنا پر ایک دفعہ مینے لاہور کے منشی **الٰہی بخش** اکونٹنٹ کی بدزبانی کے جواب میں ایک رسالہ لکھا تھا جو الحکم میں شائع ہوا تھا اس میں مینے بڑی تحدی سے دعوی کیا تھا کہ جو اعتراض ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر یا ذات پر وہ کرتے ہیں میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیے ہیں۔

مینے بڑے غور و فکر کے بعد بھی کوئی فرق منشی صاحب موصوف کے دل و دماغ میں اور اُن راستی کے دشمنوں میں نہیں دیکھا۔ اور مینے انہیں فرعون کیطور پر یہ دعویٰ کیا تھا کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور اُن کے دست و بازو منشی عبد الحق صاحب اپنے طومار لاطائل عصائے موسیٰ سے کوئی بڑا اعتراض انتخاب کر کے شائع کریں وہ ہم ہیں اور انکیں آخری فیصلہ ہوگا اگر وہی اعتراض ہمنے خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبیوں کے حق میں پہلے سے واقع شدہ دکھا دیا تو وہ آیندہ خدا تعالےٰ سے ڈریں اور اس سے لڑنے کی جرأت نہ کریں اور اگر ہم

کامیاب نہ ہوسے تو ہمیں تو جنت سے سخت شکست پڑے گی۔ مگر عجیب بات ہے کہ راستی کے دشمن اب تک ایسے ساکت ہیں کہ گویا زبان اُن کے مُنہ میں نہ تھی۔ جس جوش سے وہ اُٹھے تھے اور اُسی کا اُبال اُن کی وہ ناپاک کتاب تھی جنے اتنک ہمارے مبارک کھیت کے حق میں کھاد کا کام دیا ہے اُن کا فرض تھا اور سب سے اول اُن کا یہ کام ہونا چاہیے تھا کہ وہ دلیر پہلوان کی طرح میدان میں آتے اور ایک گل سر سبد اعتراض پیش کرتے اور وہ دو فریقوں میں ابدی فارق ہوجاتا۔ مگر افسوس اونھوں نے سخت کمزوری اور بُزدلی دکھائی۔ اور یہ ہماری تحدی اُن ہی کے مقابل نہیں۔ اس کا مخاطب ہر ایک مولوی اور صوفی ہے جو خدا تعالے کے مطہر مسیح کا انکار کرتا ہے۔

غرض بعض آدمی اگر ہمارے سلسلہ کے طاعون سے مر گئے ہیں یا مریں بڑی بے ایمانی یا ساگی اور ناواقفیت ہے کہ اس بات سے خدا کے سلسلہ پر اعتراض کیا جائے۔ خدا تعالے کے مسیح نے ہر ایک تحریر میں یہی دعوی کیا ہے کہ طاعون اُسکے سلسلہ کے حق میں مفید ہوگی اور رحمن نسبتاً اُس کے خدام کی جانب ہوگا۔ کوئی ہر جو ہماری کسی تحریر سے دکھا سکے کہ اُس میں دعوی کیا گیا ہو کہ ہماری جماعت سے ایک بھی نہیں مریگا۔ اپنی طرف سے ایکبات بنا لینی اور پھر اسے اعتراض کا ہدف بنا لینا پرلے درجہ کے بے ایمان کا کام ہے۔

اگر ایسا دعوی کیا جاتا تو وہی دعوی کی ایک کافی دلیل ہوجاتی اسپر کہ یہ سلسلہ خدا تعالے کی گذشتہ نبوتوں کے منہاج پر نہیں۔ کل مامور اور مجاہد اور غازی نبیوں کے بعض اصحاب اعدا کی کثیر یا کل جماعت کے مقابل اگر شہید نہ ہوئے ہوتے تو ہمارے سلسلہ کو حق پہونچتا تھا کہ ایسا دعوی کرتا کہ اُس کا ایک فرد بھی طاعون سے نہ مرے گا۔ یہ طاعون سیف اللہ ہے جو مسیح موعود میں اور اُسکے اعدا میں حکم اور فارق ہوکر آئی ہے۔ اب مسیح موعود کی جماعت میں اور اعداء میں اس ہیئت میں جنگ ہو رہی ہے۔ ضروری ہے کہ سنتہ اللہ کے موافق ہمارے سپاہیوں سے بھی کچھ لوگ مریں۔ لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ جنگ شروع ہے اور معلوم نہیں اسکا سلسلہ کہانتک لمبا چلا جلے۔ اور نادان ناعاقبت اندیش معترض ابھی سے زبان درازی کرتا ہے۔ خدا تعالے کی حکیم اور زندہ کتاب نے ان مصالح کو مدنظر رکھکر جابجا سبق دیا ہے کہ اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ اس کے معنے بجز اس کے اور کیا ہیں کہ درمیانی چشم زخم اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی جماعت کو بھی لگیں گے مگر انجام کار خدائے قہار و مقتدر کی نصرت و تائید اُن ہی کے شامل حال ہوگی۔ اس امر کی تائید میں دوسری جگہ زندہ مبارک کتاب میں لکھا ہے اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ یعنی اگر تمہیں اُحد کی لڑائی میں چشم زخم پہونچا ہے تو کوئی جائے شکایت نہیں اس لیے کہ اس سے قبل بدر کے جنگ میں تمہارے دشمنوں کو بھی تو دکھ پہنچا تھا۔ اور ہماری عادت ہے کہ درمیانی موقعوں پر اعداء اللہ اور اولیاء اللہ دونوں فریقونکو نوبت بنوبت ایسی تکلیفوں کا مزہ چکھا دیتے ہیں اور اسمیں حکمت یہ ہے کہ کچھ عرصہ کے لیے اعداء اللہ کو بھی خوشی کرنے کا موقع ملے اور وہ اپنے چال چلن سے آخری ہلاکت اور مستاصل ہوجانے کے لیے اپنی ہاتھوں سے پورے سامان طیار کریں۔ پھر ایک اور مقام میں خدا تعالے فرماتا ہے اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ یعنی اگر تمھیں کوئی درد پہنچا ہے تو تمھارے دشمنوں کو بھی تو درد پہنچا ہے مگر باوجود اسکے تم میں اور انمیں فرق یہ ہے کہ تم خدا سے وہ بڑی بڑی اُمیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔

یہ آیتیں قول فیصل ہیں ہم میں اور ہمارے نکتہ چینوں میں۔ ان آیتوں سے صاف واضح ہوگیا کہ صحابہ کے مرنے پر ایک نے یا بہتوں نے عدم علم سے یا کمزوری سے اعتراض کیا یا وسوسہ پیش کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں مارے جاتے ہیں اُن کے دلکی خیالی سنتہ نے قبل از وقت امر کو فرض یا یقین کر لیا ہوگا کہ عذاب الٰہی پوری تمیز کے ساتھ اُن کے اعدا پر محصور و موقوف رہنا چاہیے مگر خدائے حکیم کی غیر متبدل سُنتہ نے اُن کے مفروضات کے خلاف کام کیا۔ اُس دلگداز بھیانک نظارہ کو ذرا آنکھوں کے سامنے لاؤ اور دل قابو میں رکھکے تو مجھے کہو جبکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بزرگ اور محبوب چچا اور صادق مرید حضرت حمزہ (علیہ السلام) خاک و خون میں غلطاں اور بیجان پڑا ہے اور عام لاشوں میں بلا امتیاز پڑا ہے۔ قریش کی کینہ پرور اور دلیر عورت نے اُسکے کان اور ناک کاٹکر اور کانوں اور ناکوں کے ساتھ ایک ہار بنا کر گلیمیں لٹکایا ہے اور اس گرامی مقتول کی ذلت اور بیعزتی کو اپنے مذہب کی سچائی اور عزت کا قابل فخر نشان سمجھتی اور فخر کی باتوں اور اشاروں سے اپنے حریفونکو جلاتی ہے۔ اور پھر اُس درد انگیز وقت کا تصور کرو جبکہ رحیم کریم ہمدرد انسان یعنی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُس بیجان جسم پر کھڑے ہیں اور اُس غم انگیز نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور کس درد بھرے دل سے زبیر کو کہتے ہیں کہ اپنی ماںکو روکدو وہ یہاں نہ آئے وہ اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھکر برداشت نہ کر سکے گی۔ اُسوقت ضرور ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرا ہوگا اور عادۃً بعض نے اعتراض بھی کیا ہوگا کہ خدا کے موعود عذاب میں مامور کے متعلقین بھی تو بلا تفاوت شامل ہوئے ہیں۔ اور کیا یہ بات بھولنے کے قابل ہے جو منافق اُسوقت زبان سے نکالتے تھے کہ اگر ہمارے بھائی ہماری سُنتے تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملکر ناحق جانیں نہ گنواتے۔

غرض ان ساری باتوں نے متفق ہوکر اتنی گواہی تو صاف صاف دیدی کہ خدا تعالی کے وعید کی پیشگوئیوں کے ظہور کے وقت کافر اور مومن یکساں حصہ لیتے تھے اور اُسوقت بھی کچھ معترض اس قسم کے اعتراض کرتے تھے جیسے اسوقت ہمارے سلسلہ پر کرتے ہیں کہ طاعون سے احمدی کیوں مرتے ہیں۔ ہمیں ہرگز اُمید نہ تھی اور قرآن کریم کی واضح راہوں کے موجود ہوتے ہم کیونکر گمان بھی کر سکتے تھے کہ اسلام کا دعوی کرنیوالے ہمارے سلسلہ پر اس قسم کا اعتراض کرینگے مگر حق یہ ہے کہ بغض اور حسد انسان کو اندھا کر دیتے ہیں اور ان امراض کے مریض ماموران خدا پر اعتراض کرنیکے ٹھیکیدار بنجاتے ہیں اور صبر نہیں کرتے جبتک ایمان کی دولت پوری طرح اُن سے مسلوب نہ ہو جائے۔

غور کرو اگرچہ کافر اور مومن یکساں تلوار کی زد کے نیچے آئے مگر انجام کار نے کیا نظارہ دکھایا۔ اس آیت کو پڑھ لو اور سوچو کہ کس لطف کی کیفیت اور احساس کو پیش کرتی ہے اور وہ یہ ہے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی ظالم

دشمنوں کی جڑ کٹ گئی اور اُسکے بعد خدا تعالیٰ کی حمد یعنی حمد کرنیوالی قوم باقی رہگئی۔ اُن کثیر شریروں کے مقابل جن کی جڑ کٹ جائے اگر چند آدمی فوت ہو جائیں اور اُن کے خونوں سے اُن کی باقیماندہ قوم کے نونہالوں کی آبیاری ہو جائے تو کیا کہا جائے گا کہ وہ کیوں مرے دنیوی فاتحوں اور سلطنتوں کے جنگوں میں بھی خدا تعالیٰ کی یہی سُنت دیکھی جاتی ہے جس قوم کو آخر کار فتح ملجائے اور کسی معنی میں اُن کے دشمن نامراد ہو جائیں گو اُس فاتح قوم کو بھی بالمقابل بیحد جانی اور مالی نقصان پہونچا ہو مگر اُنپر کوئی شماتت اور اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ کیوں اُن کے لوگ بھی مارے گئے۔

ہم صریح دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو دنیا کو دکھائیں گے کہ ہندوستان اور پنجاب کی آبادی یا یوں سمجھلو کہ معزز صنفوں کی جماعتوں کا کس قدر حصہ روز بروز طاعون کے سبب اور تحریک سے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو رہا ہے خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی صداقت کے اظہار کے لیے ہم ایسے مبایعین کا رجسٹر مکمل کر رہے ہیں جو طاعون کے شیوع اور اشتعال کے شروع سے اور طاعون زدہ مقامات سے ہمارے سلسلہ میں شامل ہونیکی عزت حاصل کر رہے ہیں۔

جب یہ بات صاف ہے کہ طاعون ہمارے نمبر کو وہم و گمان سے بڑھ کر ترقی دے رہی ہے اور عنقریب خدا کی جماعت اسکی امداد سے لاکھوں تک پہنچ جائے گی تو کسقدر شرم کی بات ہے کہ ہم پر یہ اعتراض کیا جائے کہ فلاں فلاں آدمی ہماری جماعت کا کیوں مرا۔ طاعون کے خاتمہ پر یہ حساب ہونا چاہیے کہ کن ظالموں کی جڑ کٹتی ہے اور کونسی قوم جوش شکر سے لبریز ہو کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتی ہے۔ نادان بدزبان معترض صواب بھی فرق ہے خدا تعالیٰ کے نوشتوں کو غور سے پڑھو اور منہاج نبوۃ پر خدا کے مسیح کے سلسلہ کو پرکھو اور وہ باتیں منہ سے نہ نکالو اور وہ گمان دلمیں نہ رکھو جن سے آخر کار تمھارے حصہ میں ندامت اور ذلّت آئے۔

قطع نظر اُن مصلحتوں اور حکمتوں کے جو اوپر بیان ہوگئیں اولیاء اللہ میں سے بعض افراد کی ہلاکت اور شہادۃ سے خدا تعالیٰ کی یہ بھی غرض ہوتی ہے کہ دین حق کی باتیں ایمانی اور غیبی رنگ میں محجوب رہیں اور انکے چہرہ سے سارا اوصاف نقاب نہ اُٹھ جائے۔

اس لیے کہ اگر آخر تک ہمارے سلسلہ کا ایک بھی فرد ہلاک نہ ہو اور غیر وہ بیر بھیڑ بکری کیطرح مری پڑے تو زندگی کی لذت ضرور کہیگی کہ ہر کس و ناکس کو اس سلسلہ کیطرف کشاں کشاں لے آئے اور ایک گونہ اکراہ و اجبار سے لوگ دین الٰہی میں داخل ہوں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے مقاصد اور منشا کے خلاف ہے وہ دین میں امتحان اور ابتلا کا پہلو ضرور قائم رکھتا ہے اس لیے کہ پاک جوہروں اور صافی فطرتوں اور غور و تدبر اور فراست سے حق پا لینے والوں اور مجاہدات سے راستی کے طالبوں میں اور رمی کے پیچھے کند ذہن لا یعقل بہائم سیرت انسانوں میں فرق کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں ہر مامور کی راہ میں ابتلا پیش آئے ہیں اور قرآن کریم میں ان امتحانوں کو تمحیص کا موجب قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ آخری کامل نبوت یعنی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کفار کی نگہ میں کوئی موجب ابتلا امر ظاہر نہ ہونے دیتا مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ ایک پہلو سے حق کو واضح بھی کر دیا مگر دوسرے پہلو کو مخفی بھی رکھا۔ وہی حال یہاں بھی ہے بعض آدمی ہمارے سلسلہ سے مرے ہیں یا مریں گے اسلیے کہ خدا تعالیٰ کے امتحانوں کا دروازہ کھلا رہے مگر ہماری جماعت کی کثرۃ اور طاعون سے خصوصًا ہمارا مستفید ہونا سلیم الفطرتوں پر آشکارا کر دے گا کہ حق ہماری جانب ہے اور ہمیشہ سے حق اسی شکل میں جلوہ دکھایا کرتا ہے۔ بالفعل اتنا کافی ہے والسلام

خاکسار عبد الکریم

اقتباس درباره شام حضرۃ اقدس علیہ السلام

۱۴ مئی ۱۹۰۲ء

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار اپنے انعامات اور عطیات اور نصرتوں وغیرہ کا ذکر کرتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ چند بار ذکر کرکے بس کر دیا ہو بلکہ تمام قرآن شریف میں اس سرے سے اُس سرے تک اکثر اور بار بار اپنے احسانات کا ذکر کرتا ہے اس سے اصل غرض اللہ تعالیٰ کے سلیم الفطرت انسانوں کو خبردار کرنا ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ کسی محسن کے احسانات سے انسان کے دل میں اُس محسن کی محبت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس گُر کو قرآن میں برتا ہے اسی طرح توریت انجیل وغیرہ پہلی کتب میں بھی یہ طرز رکھا ہے

مذکورہ بالا معیار سے اگر حضرۃ عیسےٰؑ اور ہمارے آنحضرتؐ کی محبت کا مقابلہ کیا جاوے تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ قاعدہ ہے کہ محبت اور یقین کے ازدیاد کے اسباب بھی ہوتے ہیں اور وہ انعامات اور احسانات ہیں۔ حضرۃ عیسےٰؑ تو اپنی عمر میں دھکے کھاتے پھرے انھوں نے ساری رات دعا کی وہ قبول نہ ہوئی اور صلیب سے بچا نہ ملی۔ یہودے بری ذلت سے پکڑا اور کانٹوں کا تاج پہنایا۔ مگر دوسری طرف آنحضرۃؐ کی تمام عمر کو دیکھو کہ کسطرح وقتاً فوقتاً خدا کی نصرتیں شامل حال رہیں۔ حتےٰ کہ آخر کار بڑی عظیم الشان خوشخبری آگئی کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ الخ غرض اس سے دیکھو اور حساب لگاؤ کہ ان دونوں میں سے کسکو زیادہ محبت اور خدا پر کامل یقین ہونا چاہیے۔ جو شخص خدا کی قدرۃ کے زیادہ نمونے دیکھتا ہے وہی خدا سے زیادہ محبت کرتا ہے اور اسی کا یقین اعلیٰ درجہ کا ہوگا ⁂

فرمایا کہ عیسیٰ کے آنے سے تو انکی خود بھی ہتک ہوتی ہے اور ان مسلمانوں کی بھی بیعزتی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ آویں گے تو خلعت نبوۃ اُتار کر آوینگے یہ ایک ہتک ہے انکو اپنی انجیل سے بھی دست بردار ہونا پڑیگا اور مسلمانوں کو اس لیے کہ انکو آنحضرتؐ کے جبکہ ختم نبوۃ ہو چکا ہے دوسرے نبی کو ماننا پڑیگا۔ غرض اُن کے آنے میں دونوں طرف کی خیر نہیں۔

التماس

ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطلع ہمکو کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہمنے حال میں ہی ہر ایک خریدار کے لیے مطبوعہ چٹوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم التعمیل کی شکایت بیجا ہوگی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضائع ہو جاتا ہے اسطرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعین خطوط میں بیجا دیر لگتی ہے

بیعت

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَانْتَہٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

علی محمد صاحب و دین محمد صاحب پسران صاحبدین صاحب ساکن ۹ مالوم

صاحب بی بی زوجہ " "

عالم خاتون دختر عالم صاحب "

بی بی بختاور زوجہ مراد صاحب۔ "

مراد صاحب و اسماعیل صاحب ولی محمد صاحب۔ ولد "

مراد صاحب۔ شلی صاحب ولد مراد صاحب "

احمد صاحب ولد امیر الدین صاحب۔ بخش صاحب۔ "

بھاگ بی بی زوجہ امیر الدین صاحب فاطمہ بی بی "

دختر امیر الدین صاحب۔ زوجہ محمد ولد احمد صاحب "

فتح بی بی زوجہ ولیداد صاحب "

برخوردار ولد احمد صاحب مستری۔ میاں محمد صاحب

ولد برخوردار صاحب۔ اللہ یار صاحب ولد "

بخت بی بی زوجہ برخوردار صاحب "

علی محمد صاحب و شلی صاحب و مراد صاحب "

ابنائے مستری جوایا صاحب "

میاں صاحب ولد فتو صاحب مستری "

ولیداد صاحب ولد مراد صاحب "

محمد صاحب و احمد صاحب و ولیداد صاحب پران۔

مستری عالم صاحب۔

جوایا صاحب ولد غلام صاحب محمد یار صاحب۔ "

ولد جوایا صاحب۔ احمد یار صاحب ولد جوایا۔

صاحب۔ مراد صاحب ولد غلام صاحب۔ "

بھاگ بھری صاحبہ زوجہ مراد محمد صاحب کھرل "

ولد بہلول صاحب۔ میاں احمد صاحب "

مولوی مولا بخش صاحب ولد محمد دین صاحب۔

محمد الدین صاحب ولد پیر محمد صاحب "

اسمٰعیل صاحب ولد مولا بخش صاحب "

ابراہیم صاحب ولد " ست بھرائی والدہ

امیر الدین صاحب۔ نور محمد صاحب

عبد المجید صاحب ولد نتھا صاحب ساکن بھاگوراِئیں

ضلع جالندھر تحصیل سلطانپور۔

عبد القادر صاحب " عبد الرحمٰن صاحب "

زوجہ عبد المجید صاحب۔ زوجہ عبد القادر صاحب۔

زوجہ عبد الرحمٰن صاحب۔ جاماں صاحب ولد

ولد شہ نو صاحب۔ زوجہ جاماں محمد صاحب

میاں نتھو صاحب ولد لکھو صاحب۔ زوجہ

نتھو صاحب۔ دختر میاں صاحب۔ "

مبارک ڈا صاحب ولد محمد حسین صاحب "

عبد الرحمٰن صاحب ولد مولوی محمد حسین صاحب۔

والدہ مولوی محمد حسین صاحب۔ عبد الخالق

صاحب۔ عبد الحق صاحب۔

زوجہ مولوی محمد حسین صاحب۔ زوجہ عبد الرحمٰن

صاحب۔ زوجہ عبد الخالق صاحب۔

دختر مولوی محمد حسین صاحب۔

عبد الوہاب صاحب ولد علی محمد صاحب

نتھا صاحب ولد روڑا صاحب۔ شمس الدین صاحب

مہتاب صاحب۔ عبد الرحمٰن صاحب۔ اللہ دتا

صاحب۔ عبد اللطیف صاحب۔ رحمت اللہ

صاحب۔ ہاشم خاں صاحب نظام الدین صاحب

اللہ بخش صاحب۔ - - - -

قطب الدین صاحب کیورتھلہ

داماں صاحب۔ کہیران والی ریاست کپورتھلہ

محمد حسین صاحب "

سوندھا صاحب۔ سامانہ۔ ریاست پٹیالہ

پیر بخش صاحب۔ پٹیالہ

رحیم بخش صاحب۔ گجرات۔

محمد یار صاحب۔ ملتان

بابو عبد الرحمٰن صاحب شہر انبالہ

عبد الرحیم صاحب۔ عبد الحکیم صاحب "

عبد المجید صاحب عبد الحمید صاحب

اللہ بندہ صاحب۔ جان محمد صاحب

غلام نبی صاحب اللہ بندہ صاحب ولد شادی

عبد الکریم صاحب عبد الحق صاحب

شادی صاحب ولد جیون صاحب۔ احمد الدین صاحب

ولد عبد الرزاق صاحب رحیم بخش صاحب

محمد رمضان صاحب عبد الرحیم صاحب

رحمت اللہ صاحب عبد اللہ صاحب

عبد العزیز صاحب محمد رمضان صاحب

اللہ بخش صاحب عبد الحکیم صاحب

عبد الکریم صاحب

زوجہ جمال الدین صاحب۔ سعد اللہ پور

کرم الدین صاحب "

امام الدین صاحب "

غلام محمد صاحب۔ محمد عالم صاحب "

فضل احمد صاحب زوجہ نظام الدین صاحب

امام الدین صاحب۔ ساکن۔ بھیں۔

فضل بی بی زوجہ " - -

حسن بی بی دختر " - - "

حسن الدین صاحب۔ مہر الدین صاحب

مہر بی بی بنت اللہ بخش صاحب

محمد حسین صاحب ولد علی محمد صاحب۔ سعد اللہ پور

علی محمد صاحب ولد کرم الدین صاحب "

میزان کل ۱۱۷

ماسٹر نبی بخش احمدی مالک کارخانہ گبرون تکیہ گوجران لودیانہ پنجاب نمونجات گبرون دھنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں۔ ۔

کفّارہ

جیمس کا قول ہے کہ جو کتاب مذاہب عالم میں شائع ہوا ہے مگر بعض عیسائی پادریوں نے اس سے بھی بڑھ کر حقیقت فہمی کا جوہر دکھلایا ہے وہ کہتے ہیں کہ در حقیقت اصلاح کچھ چیز ہی نہیں اور نہ کبھی کسی کی اصلاح ہوئی توریت کی تعلیم کے لیے نہیں تھی بلکہ اس ایماکے لیے تھی انسان خداکے احکام پر چل نہیں سکتا انجیل کی تعلیم بھی اسی مدعا سے تھی ورنہ طمانچہ کھاکر دوسری گال بھی پھیر دینا نہ کبھی ہوا نہ ہوگا اور کہتے ہیں کہ کیا مسیح کوئی جدید تعلیم لیکر آیا تھا اور پھر آپ ہی جواب دیتے ہیں کہ انجیل کی تعلیم تو پہلے ہی سے توریت میں موجود تھی اور بائبل کے متفرق مقامات جمع کرنے سے انجیل بنجاتی ہے پھر مسیح کیوں آیا تھا؟ اسکا جواب دیتے ہیں کہ صرف خود کشی کے لیے مگر تعجب کہ خودکشی سے بھی مسیح نے جی چرایا اور ایلی ایلی لما سبقتنی منہ پر لایا۔ پھر یہ بھی تعجب کا مقام ہے کہ زید کی خودکشی سے بکر کو کیا حاصل ہوگا اگر کسی کا کوئی عزیز اسکے گھر میں بیمار ہو اور وہ اسکے غم سے چھری مار لے تو کیا وہ عزیز اس نابکار حرکت سے اچھا ہوجائے گا یا اگر مثلاً کسیکے بیٹے کو درد قولنج ہے تو اسکا باپ اسکے غم میں اپنا سر پتھر سے پھوڑ لے تو کیا اس احمقانہ حرکت سے بیٹا اچھا ہوجائے گا اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ زید کوئی گناہ کرے اور بکر کو اسکے عوض سولی پر کھینچا جائے یہ عدل ہے یا رحم کوئی عیسائی ہمکو بتلائے۔ ہم اسکے اقراری ہیں کہ خدا کے بندوں کی بھلائی کے لیے جان دینا یا جان دینے کے لیے مستعد ہونا ایک اعلیٰ اخلاقی حالت ہے لیکن سخت حماقت ہے کہ خودکشی کی بیجا حرکت کو اس مد میں داخل کیا جائے ایسی خودکشی تو سخت حرام ہے اور نادانوں اور بے صبروں کا کام ہے ہاں جانفشانی کا پسندیدہ طریق اس کامل مصلح کی لائف میں چمک رہا ہے جس کا نام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

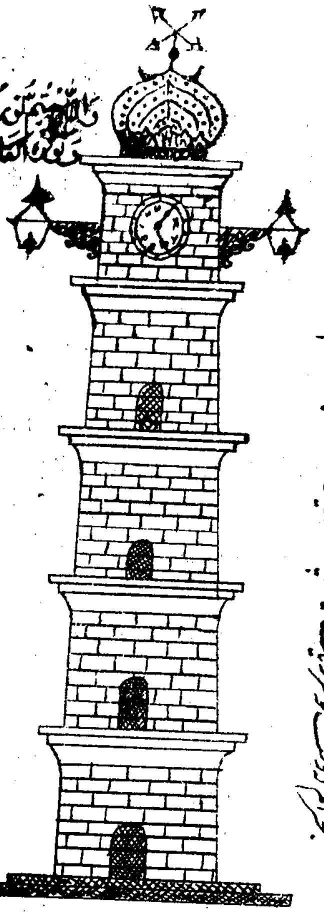

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۹ | مورخہ ۲۴ - مئی سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۲۶ صفر سنہ ۱۳۲۱ ھجری روز یکشنبہ | جلد ۷

درحضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

خریداران و سرپرستان الحکم کو معلوم ہے کہ مطبع کی ضروریات یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں اسواسطے ہر ایک صاحب کے ذمہ جس قدر زرچندہ مطبع کا واجب ہے وہ اُن کو حتی الوسع بہت جلد روانہ کر دینا چاہئے اور مطبع کی طرف سے جو قیمت طلب پیکٹ روانہ کئے جارہے ہیں اُن کو وصول کرکے مطبع کی اعانت کرلی چاہیئے +

جو لوگ فی الحال مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی پیکٹ لینے کے لئے آمادہ نہیں ہیں ان کو فی الفور اطلاع دینی چاہیئے ورنہ اگر بغیر اطلاع دئے وہ پیکٹ واپس کریں گے تو اخراجات وی پی اُن کے حساب میں درج ہونگے۔ کیونکہ پانچ مہینے سال رواں میں سے گذرچکے ہیں اور اُسوقت تک قیمتوں کا وصول ہوجانا ضروری ہے۔ اُمید ہے ہمکو بار بار کے تقاضوں سے معاف رکھا جاوے گا +

مینیجر الحکم قادیان

کلماتِ طیبات حضرۃ امام الزمان سلمہ الرحمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

(اعجاز التنزیل)

پھر اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم بیان کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کا تقاضا ہے کہ محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اُن پر ثمرات اور نتائج مترتب کرتا ہے اگر انسان کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ اس کی محنت اور کوشش کوئی پھل لاوے گی تو پھر وہ سُست اور نکمّا ہو جاوے گا۔ یہ صفت انسان کی اُمیدوں کو وسیع کرتی اور نیکیوں کو کرنے کی طرف جوش سے لیجاتی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ رحیم قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ تعالےٰ اُسوقت کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دُعا۔ تضرع اور اعمال صالح کو قبول فرماکر آفات اور بلاؤں اور تضیع اعمال سے اُن کو محفوظ رکھتا ہے۔ رحمانیت تو بالکل عام تھی لیکن رحیمیت خاص انسانوں سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری مخلوق میں دُعا۔ تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ اور قوت نہیں یہ انسان ہی کو ملا ہے۔

رحمانیت اور رحیمیت میں یہی فرق ہے کہ رحمانیت دعا کو نہیں چاہتی مگر رحیمیت دعا کو چاہتی ہے اور یہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے اور اگر انسان انسان ہوکر اس صفت سے فائدہ نہ اُٹھاوے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے۔

یہ صفت بھی تمام مذاہب باطلہ کے رد کے لیے کافی ہے کیونکہ بعض مذہب اباحت کی طرف مائل ہیں اور وہ مانتے ہیں کہ دُنیا میں ترقیات نہیں ہوتی ہیں۔ آریہ جبکہ اس صفت کے فیضان سے منکر ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا کب قائل ہوسکتا ہے۔ سید احمد خاں نے بھی دُعا کا انکار کیا ہے + اور اس طرح پر وہ فیض جو دعا کے ذریعہ انسان کو ملتا ہے اس سے محروم رکھا ہے +

پھر اللہ تعالیٰ کی چوتھی صفت مالک یوم الدین بیان کی ہے۔ جو لوگ قیامت کے منکر ہیں اس میں اُنکا رد موجود ہے۔ اُس کی تفصیل قرآن شریف میں بہت جگہ آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس صفت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحیمیت میں دُعا اور عبادت کے ذریعہ کامیابی کی راہ پیدا ہوتی اور ایک حق ہوتا ہے مگر مالکیت یوم الدین وہ حق اور ثمرہ عطا کرتی ہے۔

اور فقرہ ایاک نعبد تمام باطل معبودوں کی تردید کرتا ہے اور مشرکین کا رد اس میں موجود ہے کیونکہ

پہلے اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کو بیان فرمایا ہے اُس سے مخاطب کرکے کہا گیا ہے کہ ایاك نعبد یعنے صفات کاملہ والے خدا جو رب العالمین رحمن رحیم مالك یوم الدین ہے تیری ہی عبادت ہم کرتے ہیں۔ یہہ ہر چہار صفات جوام الصفات کہلاتی ہیں معبودان باطلہ میں کہاں پائی جاتی ہیں جو لوگ پتھروں یا درختوں یا حیوانات اور اور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں انہیں ان صفات کو ثابت نہیں کرسکتے +

اور اسی طرح ایاك نستعین میں ان لوگوں کا رد ہے جو دعا اور اُس کی قبولیت کے منکر ہیں۔ اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں آجکل کے مولویوں کا رد ہے جو یہ مانتے ہیں کہ سب روحانی فیوض اور برکات ختم ہوگئے ہیں اور کسی کی محنت اور مجاہدہ کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کرسکتا اور اون برکات اور ثمرات سے حصہ نہیں ملتا جو پہلے منعم علیہ گروہ کو ملتا ہے

یہ لوگ قرآن شریف کے فیوض کو اب گویا بے اثر مانتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات قدسی کے قائل نہیں۔ کیونکہ اگر اب ایک بھی آدمی اس قسم کا نہیں ہوسکتا جو منعم علیہ گروہ کے رنگ میں رنگین ہوسکے تو پھر اس دعا کے مانگنے سے فائدہ کیا ہوا؟ مگر نہیں یہہ ان لوگوں کی غلطی اور سخت غلطی ہے جو ایسا یقین کر بیٹھے ہیں خدا تعالیٰ کے فیوض اور برکات کا دروازہ اب بھی اُسی طرح کھلا ہے لیکن وہ سارے فیوض اور برکات محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ملتے ہیں اور اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے بغیر یہہ دعوےٰ کرے کہ وہ روحانی برکات اور سماوی انوار سے حصہ پاتا ہے تو ایسا شخص جھوٹا اور کذاب ہے۔

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی چند عبارتیں ایسی تھیں جو قرآن کے رنگ کی تھیں۔ مولوی عبد الحی صاحب جنہوں نے اتباع سنت کیا ہے اور مجھے اُن سے بہت محبت ہے ان کا مذہب توحید کا تھا وہ بدعات اور محدثات سے جدا رہتے تھے۔ وہ اُن عبارتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر یہہ قرآن کے موافق ہیں تو اس کا کیا جواب دیں؟ تو فرماتے ہیں کہ ولیوں کے کرامات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے معجزات ہی کی طرح ہوتے ہیں۔ اس لئے یہہ قرآن ہی کا معجزہ ہے۔ اصل یہی ہے کہ کامل اتباع سنت کے بعد جو خوارق ملتے ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم ہی کے خوارق ہیں اور اگر اب ان خوارق اور معجزات کا دروازہ بند ہوگیا ہے تو پھر معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بھاری ہتک ہوگی +

یہہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا انا اعطیناك الکوثر یہ اسوقت کی بات ہے کہ ایک کافر نے کہا کہ آپ کی اولاد نہیں ہے معلوم نہیں اُس نے ابتر کا لفظ بولا تھا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان شانئك ھو الابتر۔ تیرا دشمن ہی بے اولاد رہے گا +

روحانی طور پر جو لوگ آئیں گے وہ آپ ہی کی اولاد سمجھے جائینگے۔ اور وہ آپ کے علوم و برکات کے وارث ہونگے اور اس سے حصہ پائیں گے اس آیت کو ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے ساتھ ملاکر پڑھو تو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد بھی نہیں تھی تو پھر معاذ اللہ آپ ابتر ٹھہرتے ہیں جو آپ کے اعدا کے لئے ہے اور انا اعطیناك الکوثر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو روحانی اولاد کثیر دی گئی ہے + پس اگر ہم یہہ اعتقاد نہ رکھیں کہ کثرت کے ساتھ آپ کی روحانی اولاد ہوئی ہے تو اس پیشگوئی کے بھی منکر ٹھہریں گے +

اس لئے ہر حالت میں ایک سچے مسلمان کو یہ ماننا پڑے گا اور ماننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات قدسی ابدالاباد کے لئے ویسی ہی ہیں جیسی تیرہ سو برس پہلے تھیں۔ چنانچہ ان تاثیرات کے ثبوت کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور اب وہی آیات و برکات ظاہر ہو رہے ہیں جو اُسوقت ہو رہے تھے۔

سچی بات یہی ہے کہ اگر اھدنا الصراط المستقیم نہ ہوتا تو مالک جو اپنے نفس کی تکمیل چاہتے ہیں مر ہی جاتے۔ لاہور میں ایک مولوی عبد الحکیم صاحب سے مباحثہ ہوا تھا تو ہم نے اسکو یہی پیش کیا کہ تم خدا تعالیٰ کے مکالمات سے کیوں ناراض ہوتے ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تو محدث تھے تو اُس نے صاف طور پر انکار کیا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضی طور پر کہا تھا حضرت عمر بھی محدث نہ تھے۔ یہ محال ہے کہ آئندہ کسی کو الہام ہو۔ ان کو اسپر بالکل ایمان نہیں ہے وہ مکالمات کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کئے بیٹھے ہیں اور خدا تعالیٰ کو انہوں نے گونگا خدا مان لیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن شریف میں جو یہ آیا ہے لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا اس کا ان کے نزدیک کیا مطلب ہے؟ اور جب ملائکہ ایسے مومنوں پر نازل ہوتے ہیں اور اُن کو بشارتیں دیتے ہیں تو وہ بشارتیں کس کی طرف سے دیتے ہیں اس اعتقاد سے پھر قرآن شریف کا اُن کو انکار کرنا پڑیگا کیونکہ سارا قرآن شریف اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ خدا تعالےٰ کے مکالمہ کا شرف عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ شرف ہی کسی کو نہیں ملتا تو پھر قرآن شریف کی تاثیرات کا ثبوت کہاں سے ہوگا؟ اگر آفتاب دھندلا اور تاریک ہے تو اُس کی روشنی پر کوئی کیا فرق کرسکے گا؟ اور کیا یہ کہکر فخر کریگا کہ اسمیں روشنی نہیں بلکہ تاریکی ہے۔

استفسار اور انکے جواب

سوال۔ خواب کیا شے ہے؟

جواب۔ خواب کی تین قسمیں ہیں۔ نفسانی شیطانی اور رحمانی۔ نفسانی خواب وہ ہوتے ہیں جن میں انسان کے اپنے نفس ہی کے خیالات متمثل ہو کر نظر آتے ہیں جیسے مثل مشہور ہے کہ بلی کو چھیچھڑوں کے خواب +

شیطانی وہ خوابیں ہوتی ہیں جنمیں شیطانی اور شہوانی جذبات ملکر متمثل ہو جاویں اور دکھائی دیں +

مگر رحمانی وہ خواب ہوتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے واقعات کے متعلق علم اور بشارتیں دی جاتی ہیں +

سوال۔ کیا کسی بدکار آدمی کو بھی سچی خواب آجاتی ہے۔

جواب۔ ایک نیک آدمی کو بھی کبھی سچی خواب آجاتی ہے کیونکہ فطرتاً کوئی بد نہیں ہوتا اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے بنایا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے میں نے جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں توجبکہ سب کو عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے توسب کی فطرت میں نیکی بھی رکھی ہے اور نیکیوں کے سمجھنے کے لئے نبوۃ کے سلسلہ پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ انسان کو کیا معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ نیکی ہے یا بدی اسی لئے خدا نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ہمیشہ دنیا میں قائم رکھا ہے پس اس سلسلہ کو سمجھنے اور ماننے کے واسطے ہر شخص کی فطرت میں خواب کا بھی ملکہ رکھا ہے +

کیونکہ رویا صالحہ نبوّت کا ایک جزو ہے اگر یہ نمونہ ہر ایک کو نہ دیا جاتا تو پھر نبوّت کے سلسلہ پر ایمان لانا تکلیف مالا یطاق ہو جاتا +

اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کو کوئی کوئی سچی خواب ضرور آجاوے دیکھو بادشاہ مصر جو کہ کافر تھا اسکو بھی سچی خواب آگئی تھی جس جس قدر انسان صدق اور راستی میں ترقی کرتا ہے ویسے ہی نیک اور مبشر رویا بھی آتے ہیں +

سوال۔ ایک شخص نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور سوال کیا کہ ہمارے گاؤں میں طاعون بہت ہے اور اکثر مخالف مکذّب مرتے ہیں اُن کا جنازہ پڑھا جاوے کہ نہ۔

جواب میں فرمایا کہ یہہ فرض کفایہ ہے اگر کنبہ میں سے ایک آدمی بھی چلا جاوے تو ادا ہوجاتا ہے - مگر یہاں ایک تو طاعون زدہ ہے کہ جس کے پاس جانے سے خدا روکتا ہے دوسرے وہ مخالف ہے خواہ نخواہ کیوں تداخل کیا جاوے - تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو وہ اگر چاہے گا تو ان کو دوست بنا دے گا یعنی وہ مسلمان ہوجاوینگے خدا تعالے نے منہاج نبوۃ پر یہہ سلسلہ قائم کیا ہے مداہنہ سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنے ایمان کا حصہ بھی گنواؤ گے +

عالم واقعیت پر ٹانبوالی خبریں

کیلے کے ریشہ سے کپڑا یہہ سن کر واقعی حیرت ہوگئی کہ جس جنس سے کروڑہا من اس ملک میں یونہی ضایع کیا جاتا ہے اس سے ریشم ایسی گران قیمت جنس کے برابر کام لیا جاسکتا ہے ریاست ٹراونکور میں کیلہ کے ریشہ سے کپڑا بنانے میں پوری کامیابی ہوئی ہے بعض اقسام کا کپڑا ریشمی کپڑے کو مات کرتا ہے اور بعض سے موٹی قسم کا طیار ہوتا ہے تانا پہلے سوت کا ڈالا گیا مگر جلد تر یہہ مشکل بھی حل ہوگئی آیندہ تانے میں نیلا کی سن استعمال کرنے کا بھی ارادہ ہے -

قرص آفتاب میں نئے داغ نمودار ہوئے ہیں +

پاگل لوگ نیلگوں کوٹھڑی میں جلد ہوش میں آتے ہیں اور جو لوگ مخبوط الحواس ہو اکل و شرب ترک کرتے ہیں اُنہیں سُرخ رنگ کی کوٹھڑی میں رکھنے سے اچھا اثر ہوتا ہے اس امر کا تجربہ ہوچکا ہے +

بحیرہ کیسپئن کے ایک ٹن پانی میں گیارہ پونڈ نمک رہتا ہے انگلش چینل میں ۷۲ پونڈ رہتا ہے اور مردار سمندر کے پانی میں ۱۸۷ پونڈ +

سطح سمندر کے نیچے چند سو فیٹ تک شعاع شمسی پہنچتی ہے اس سے نیچے تمام اندھیرا رہتا ہے -

یورپ کے اندر ہسپتال میں سل کی بیماری کے ایک نئے علاج کے تجربہ کرنے میں کامیابی ہوئی ہے وہ علاج یہ ہے کہ یوکلپٹس کے کوئلہ کو اگر شراب کے لمپ پر بخار بنا کر اوڑایا جاوے اور سل کا مریض ان بخارات کو اپنے سانس کے ساتھ بدن کے اندر کھینچے تو فائدہ ہوگا -

اٹھ ہزار روپے کا انعامی مضمون - چونکہ ہمارے بادشاہ سلامت ایڈورڈ ہفتم کی ہمشیرہ اور ایک دو اور رشتہ دار تپ دق سے فوت ہوچکے ہیں اس لئے آپ کو طبعًا اس بیماری کی طرف سے اندیشہ رہتا ہے کچھ عرصہ ہوا آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ تپ دق پر سب سے عمدہ مضمون لکھنے والے کو آپ پانسو پونڈ جیب خاص سے عطا فرمائیں گے - یہہ انعام ڈاکٹر آرتھر لیتھم نے حاصل کیا ہے - جنکا مضمون تمام مقابلے کے مضامین میں بہترین تھا اول کھلی ہوا میں زندگی بسر کی جاوے - دوم کمزوری پیدا کرنے والے کاموں سے احتراز کیا جاوے - سوم سب سے عمدہ ورزش پہاڑ پر چڑھنا ہے چہارم مقوی غذا ہونی چاہئے - مثلًا دودھ - سبزی اور چربی دار اشیاء پنجم جو شخص دق کی طرف مائل ہوں وہ ہمیشہ طبی مشورہ لیتے رہا کریں - ڈاکٹر لیتھم مدقوق اشخاص کو سردی کے اثر سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں اور امید دلاتے ہیں کہ ان ہدایات سے تپ دق کا اندیشہ اگر معدوم نہیں تو کم ضرور ہوجائے گا چونکہ صرف ان پر فن سطور کی قیمت قریبًا آٹھ ہزار روپیہ قرار دی گئی ہے امید ہے کہ یہہ بے پرواہی کی نظر سے نہ دیکھی جاوے گی +

ملفوظات احمدیہ

گوشت خوری چونکہ انسان جلالی جمالی دونوں رنگ رکھتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ وہ گوشت بھی کھائے اور دال وغیرہ بھی کھائے - $\frac{۱۰}{۱۹۰۰}$ ۲۲

اچھوتا نکتہ عبادت اور احکام الہٰی کی دو شاخیں ہیں تعظیم لامر اللہ اور ہمدردی مخلوق - میں سوچتا تھا کہ قرآن شریف میں تو کثرت کے ساتھ اور بڑی وضاحت سے ان مراتب کو بیان کیا گیا ہے مگر سورۃ فاتحہ میں ان دونوں شقوں کو کس طرح بیان کیا گیا ہے - میں سوچتا ہی تھا کہ فی الفور میرے دل میں یہ بات آئی کہ **الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین** سے ہی یہ ثابت ہوتا ہے یعنی ساری صفتیں اور تعریفیں اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے یعنے ہر عالم میں نطفہ میں مضغہ وغیرہ میں سارے عالموں کا رب ہے پھر رحمان ہے پھر رحیم ہے اور مالک یوم الدین ہے اب اس کے بعد **ایاک نعبد** جو کہتا ہے تو گویا اس عبادت میں وہی ربوبیت - رحمانیت - رحیمیت - مالکیت یوم الدین کے صفات کا پرتو انسان کو اپنے اندر لینا چاہئے - کیونکہ کمال عابد انسان کا یہی ہے کہ **تخلقوا باخلاق اللہ** میں رنگین ہوجاوے پس اس صورت میں یہہ دونو امر بڑی وضاحت اور صفائی سے بیان ہوئے ہیں

معجزات کے تین اقسام فرمایا معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں ۱ - دعائیہ - ۲ - ارہاصیہ - ۳ - قوت قدسیہ - ارہاصیہ میں دعا کو دخل نہیں ہوتا - قوت قدسیہ کے معجزات ایسے ہوتے ہیں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی میں انگلیاں رکھدیں اور لوگ پانی پیتے رہے یا ایک تلخ کوئیں میں اپنا لب گرادیا اور اس کا پانی میٹھا ہوگیا -

مسیح کے معجزات میں بھی یہہ رنگ پایا جاتا ہے - خود ہم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے +

مسیح کے معجزات کے متعلق جو ہم نے عمل الترب کا ذکر کیا ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ وہ جو قوتیں اللہ تعالےٰ نے خلقی طور پر انسان کی فطرت میں ودیعت کی ہیں وہ توجہ سے سرسبز ہوتی ہیں - رہی یہہ بات کہ مسیح کے معجزات کو مکروہ کہا ہے - یہ ایسی بات ہے کہ بعض اوقات ایک امر جائز ہوتا ہے اور دوسرے وقت نہیں +

التماس

ہمارے معزز خریدار الحکم وتفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط وکتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہم نے حال میں ہی ہر ایک خریدار کے لئے مطبوعہ چٹوں پر چھپوا دیا ہے - ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضایع ہوجاتا ہے اس طرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے - امید ہے کہ ہمارے کرمفرما کارخانے کی تکلیف پر نظر کرکے ہماری استدعا پر ضرور عمل کریں گے - ایڈیٹر +

مختصر نوٹ اور نکات

اسلام کی عظیم الشان خصوصیت

قدیم سے ابتک ہرایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پیرایہ سے وجود باری تعالیٰ کا اقرار ضرور کیا ہے اگر علی العلوم نگاہ کی جاوے تو محض وجود باری تعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے ہاں قوموں نے اور قریبًا کل قوموں نے جس امر میں نہ سنبھلنے کے قابل ٹھوکر کھائی ہے وہ مسئلہ صفات ہے۔ کیونکہ صرف اتنا کہدینے سے کہ خدا ہے کوئی فایدہ تو مترتب نہیں ہوسکتا وہ کیسی ذات ہے؟ اُس کو یعنی اُسکی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا مناسبت ہے کیا تعلق واقع ہوا ہے۔ انتظام عالم جذبات انواع مخلوقات خصوصًا نوع انسانی کے قویٰ کے تقاضاؤں اور میلانوں کی ہیئت کذائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے۔ صرف یہی ایک راہ ہے جسپر دُنیا کے کسی مذہب نے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہرایک نے اپنی اپنی نوبت پر اسے اور بھی دھندلا کیا عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا کہ قالب انسانی میں پورا ڈھال کر ویسا ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کر کے سالک کو حیرت میں ڈال دیا۔

ہندوؤں (دی سو کالڈ آریہ) نے یہ غضب ڈہایا۔ کہ ایک خیالی اور محض وہمی وجود کے ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اس پاک ذات کو قطعًا معطل کردیا کہ مادۂ عالم اور ارواح اس کی مخلوق ہی نہیں اور وہ رُوح کے اصلی تقاضا یعنی نجات سرمدی دینے پر قادر نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس عظیم الشان مسٹری (راز) کو کھولا ہے تو اس مہیمن کتاب فرقان حمید نے کھولا ہے۔ کہ وہ صانع۔ خالق۔ رازق۔ رب۔ قادر۔ رحمن۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے اور یہ اور انکی مانند دیگر صفات ایسی ہیں جنہیں عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھ پوری مناسبت ہے۔ اس پر بھی ہرقسم کے ممکن ظنون اور محتمل شبہوں کے مٹانے کو فرمادیا لیس کمثلہ شیء

سارا قرآن شریف مسئلہ صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ اُن کا منجی خدا کیسا ہونا چاہیئے؟

(مولوی عبدالکریم صاحب)

قرآن کریم کی ملٹری ٹرمس (فوجی اصطلاحیں) اور نکتہ چینی

عداوت ایک تاریک بخار ہے جو دل دماغ کو مکدر کر کے صفات حسنہ سے انہیں محروم کر دیتا ہے عیسائیوں اور اُن کے پس خوردہ کھانے والوں نے محض حسد اور عداوت سے قرآن شریف کے الفاظ (مکر، کید) کو اعتراض کا نشانہ بنا رکھا ہے اور قرآن کریم کی اُن آیات پر جن میں یہ الفاظ آئے ہیں حقارت آمیز نگاہ ڈالتے ہیں گو تورات و انجیل میں ایسے محاورات بکثرت موجود ہیں عربی اور عبرانی کے محاورات قریب قریب ہونیکی وجہ سے لازم آتا تھا کہ قرآن کریم کی مصطلحات کا صداقت سے اعتراف کرتے مگر ضد نے اُن کی بصیرت کو دھندلا کردیا۔

ہماری دیانندی دوستوں نے بھی حق پوشی میں انہیں اگیانی لوگوں کے اقتدا کو ضروری سمجھا ہے صاف ظاہر ہے کہ ایک بولی کا لفظ جب اپنی اصلی زبان سے دوسرے ملک کی دوسری زبان میں منتقل ہوتا ہے اس کا منشاء و مفہوم اصلی دوسرے ملک کے مذاق کے قالب میں ڈھل جاتا ہے۔ مکر۔ کید ملٹری ٹرمس (فوجی اصطلاحیں) تھیں۔ قرآن کریم کی یہ آیتیں اُن کی پوری تشریح کرتی ہیں۔ اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك و یمکرون و یمکر الله والله خیر الماکرین جب بے ایمان تیری نسبت خفیہ تدابیر کررہے تھے کہ تجھے قید کرلیں یا جلاوطن کریں یا مار ہی ڈالیں اور وہ تدبیریں کررہے تھے اور اللہ بھی (تجھ کو بچا کر نکال لے جانے کی) تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیر آخر غالب ثابت ہوگئی اب عرب کی ناشکرگذار قوم کی اس بدسگالی اور خفیہ سازشوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ کرتے تھے اور اُن کی اختلاف آرا کو لفظ مکر سے ظاہر کیا ہے خود محل بتائے دیتا ہے کہ اس لفظ کے کیا معنے ہیں؟ دوسری آیت جناب ابراہیم علیہ السلام کی نسبت ہے جہاں فرمایا وارادوا به کیدًا فجعلناهم الاخسرین انہوں نے اُس کو ضرر پہنچانا چاہا پر ہم نے انہیں کو ذلیل کیا۔ وہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہتے تھے اور اس ارادہ میں باری تعالیٰ نے انہیں ناکامیاب رکھا اسی کو لفظ کید سے تعبیر فرمایا ہے (ایضًا)

تمام تغیرات ارضی و سماوی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ سے علمی سلسلوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ اگر مثلاً طاعون کا اصل علاج ادویہ اور تدابیر جسمانی پر موقوف ہے تو توبہ اور اعمال صالحہ بیکار ہے تو یا ادویہ اور تدابیر بیہودہ ہیں ایسے خیالات رکھنا دہریت اور گستاخی ہے یاد رکھنا چاہیئے تدبیر اور دعا میں کوئی منافات نہیں ہے جو کچھ ہم تدبیر یا دوا کرسکتے ہیں اُس کی تمام شرائط تاثیر بھی ہم اپنے ہی اختیار سے پیدا نہیں کرسکتے وہ بھی دعا کیطرح اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں یہ انسانی بیوقوفیاں ہیں جو ایک کو دوسری کی ضد سمجھا جاوے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک پہلو سے ہمارے لئے مبدء فیض ہے اگر ہم نیکی کی راہیں اختیار کریں تو وہ ہمارے علم اور تدبیر کو خطا سے محفوظ رکھ کر اور تدابیر صائبہ کا ہمیں الہام فرماکر .... بلا سے بچا سکتا ہے اور ہماری سرکشی اور شرارت کی حالت میں ہمارے ہی ہاتھ سے ہمیں ہلاک کرسکتا ہے۔ شریر اور خبیث طبع آدمی اسقدر آزادی پسند ہوتا ہے کہ چاہتا ہے کہ خدا سے بھی آزاد ہوجاوے مگر ایسا ہونا اس کے لئے ممکن نہیں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے تمام کاموں کو ایک ایک نظام کے رنگ میں رکھا ہے مگر پھر باوجود ان تمام نظاموں کے ہر ایک چیز کی کل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

نبیوں کی علمی اور عملی تکمیل

انبیاء علیہم السلام پر خدا تعالےٰ کے لطف اور احسان گوناگوں پیرایوں میں نازل ہوتے ہیں کسی نبی کی علمی اور عملی تکمیل بلا واسطہ ہوتی ہے اور کسی کی تکمیل میں بعض وسائط بھی ہوتے ہیں سو یہ خاص فضل کی بات ہے کہ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی تکمیل بغیر واسطہ کسی دوسرے استاد کے ہوکر اسی لحاظ سے آپکو مہدی کا لقب ملا ایسا ہی علمی تکمیل بھی بلاواسطہ ہوکر عبد کا لقب ملا کیونکہ نہ آپ کی تعلیم کسی انسان کی معرفت ہوئی اور نہ آپ عملی طاقتیں کسی مذہبی مجلس کی صحبت سے پیدا ہوئیں اور اسی خالص مہدویت کے نام کے لحاظ سے آپ کو بہت سے اسرار اور معارف اور حکم جامع بخشے گئے یہاں تک کہ قرآن شریف میں اسقدر معارف اور نکات اور علوم حکمیہ اور دلائل عقلیہ فلسفیہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت کے ساتھ بیان فرمائے گئے ہیں کہ وہ ان تمام معارف اور بلاغت کاملہ کی لحاظ سے ایک اعلیٰ درجہ کا علمی معجزہ ٹھیر گیا جسکی نظیر پیش کرنا تمام جن و انس کی طاقت سے باہر ہے سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اعلیٰ کمال جس سے آپ کی خصوصیت بھی مہدویت اور عبودیت ہے۔

مہدویت سے مراد وہ انتہا معارف اللہ اور علوم حکمیہ اور علمی نکات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر واسطہ کسی انسان کے علم دین کے متعلق سکھائے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے اوّل درجہ کا معجزہ ہیں جنکے ذریعے سے بیشمار انسان ایمانی اور عملی قویٰ کی تکمیل کر کے معرفت تامہ کی بلند مینار تک پہنچ گئے اور عارف کامل ہوگئے۔ مسلمان اگر اس بات کا فخر کریں تو بجا ہے کہ جسقدر انکو اپنے نبی کریم اور کتاب اللہ قرآن شریف کے ذریعہ سے اسرار اور علوم اور نکات معلوم ہوئے ہیں اسکی نظیر کسی نبی کی امت میں نہیں اور عبودیت سے مراد وہ حالت اتقیاد اور موافقت تامہ اور رضا اور وفا اور استقامت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئی جس سے آپ اس راہ کی طرح ہو گئے جو نرم کیا جاتا اور خمدار کیا جاتا ہے۔ یہ وہ نمونہ تھا جس کی پیروی سے بیشمار انسان استقامت کاملہ تک پہنچ گئے۔

حفظ صحت اور اسلام

نمبر ۳

اکثر یورو پین حکیموں کے یہ قول ہیں کہ سونے سے پہلے دل لگی کی باتوں اور دلچسپ کہانیوں سے اپنے دماغ کو مطمئن کر لینا چاہیئے۔ فکر و تردد کی حالت میں سونے کا ارادہ نہ کرنا چاہیئے مگر اوس آسمانی فیلسوف نے جس نے خاص الٰہی فیضان سے تمام تعلیم حاصل کی یہ طریقہ جاری فرمایا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد سو جایا کریں اور غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ دُنیاوی جھگڑوں سے دُور ہونے اور اصل اطمینان حاصل کرنے کا عبادت ذکر اور دعا سے بڑھ کر کوئی اور طریقہ ہو سکتا ہے۔ کیا واہیات ز ٹلیات اور بیہودہ حکایات قلب کو وہ اطمینان پہنچا سکتے ہیں جو نماز سے حاصل ہو سکتا ہے کیا قصے اور کہانیاں انسان کو دنیاوی تفکرات سے پاک وصاف کر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔

ظاہرا بناوٹی طور سے انسان خواہ کیسا ہی اپنے دل کو جذبات و تفکرات سے طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں کے ساتھ علیحدہ کرنا چاہے۔ مگر وہ اصل رضا۔ تسلیم صبر اور شکر کی روح جو نماز سے حاصل ہوتی ہے ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ محض ذکر الٰہی ہے جو انسان بے بنیان کی نظر میں دنیا اور مافیہا کو ہیچ دکھلا کر اس کی طرف سے قطعًا بے نیاز کر سکتا ہے۔

خواب جو حفظ صحت کیلئے نہائت ہی ضروری ہے اُس کا عمدہ طور پر حاصل ہونا ایسی تدابیر کے بغیر جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہیں ممکن نہیں۔

دوئم۔ غسل۔ اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک صاف رکھنا ہمیشہ کے لئے ضروری ہے۔

ایلیوشن میں ہم غسل کا بیان مفصل کر چکے ہیں اس لازمی عمل کو بعض حالتوں میں اسلام نے فرض کر دیا ہے۔ چنانچہ جماع یا احتلام کے بعد تمام جسم کو دھونا فرض ہے جو بڑی بڑی اخلاقی اور طبی مصلحتوں پر حاوی ہے۔

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام نے ٹھہرے ہوئے پانی میں جنبی اور بیمار کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ پانی کو علیحدہ لیکر غسل کیا جاوے۔

ہر انزال کے ساتھ بشرطیکہ وہ قدرتی طور پر اعضائے منوسہ میں پہلے اجتماع خون ہو کر تمام قوی اور اعضاء کا خلاصہ منی کے ساتھ خارج ہوتا ہے جس سے تمام عضلات و اعصاب کو خفیف ضعف پہنچتا ہے۔ مگر غسل کرنے سے خون منتشر ہو کر تمام جسم میں تقسیم ہو جاتا اور ضعف رفع ہو کر پوری تازگی اور بشاشت حاصل ہو جاتی ہے۔

ناظرین یہ یاد رکھیں کہ اسجگہ جماع سے مراد وہ جماع ہے جو خواہش صادق اور صحت قویٰ کی حالت میں قواعد قدرتیہ کے مطابق کیا جاوے۔ نہ وہ جماع جسمیں شہوت پرست لوگ بیہودہ طور پر دن رات مشغول رہتے ہیں اور طرح طرح کی بےحیائی کی حرکات کرتے ہیں۔ اسمیں نہ تو خواہش صادق ہوتی ہے اور نہ صحیح منی پیدا ہوتی ہے۔

غسل کے ساتھ پاکیزگی اور طہارت کا خیال ہونا انسان کو بہت کچھ اس فعل کی وحشیانہ کثرت اور آوارگی سے روکتا ہے۔

منی کے متعفن ہونے سے نہائت مضر اور مُہلک مادے پیدا ہوتے ہیں اس لئے اگر اس کے قطرات پارچات پر بھی لگ جائیں تو اون کا بھی فورًا پاک صاف کرنا فرائضات میں سے ہے۔ جماع قدرتی کونسا ہے اور غیر قدرتی کونسا۔ اس کی تفصیل لفظ جماع میں ہو چکی ہے۔ پس دیکھو بیان جماع کا۔

سوئم۔ روشنی کا جائے بود و باش کے لئے پورا پورا انتظام ہونا۔ اللہ کا نام قرآن مجید کا نام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن میں نور رکھا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روشنی ایک بڑی نعمت ہے۔ اور اس کی بہت سخت ضرورت ہے۔

چہارم۔ ختنہ۔ یہ عمل حفظ صحت اعضائے .... کے لئے نہائت ضروری ہے۔ ختنہ کے بغیر حشفہ کی جلد کے نیچے میل کچیل جمع رہتی ہے جو خراش کر کے آبلہ اور پھادتی اور زخم ڈال دیتی ہے۔ پیشاب کی بُوند حشفہ کی سطح پر لگی رہ کر خراش کرتی اور طرح طرح کی امراض کا باعث ہو جاتی ہے۔

بچے اس خراش کیوجہ سے اکثر اپنے عضو تناسل کو ہاتھ میں ملتے رہتے اور رفتہ رفتہ جلق کی عادی ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ میل کچیل جمع ہونے اور خراش رہنے سے حشفہ کی جلد متورم ہو جاتی ہے اور اُس کا دہانہ تنگ ہوتا چلا جاتا ہے روز بروز یہ مرض بڑھتا جاتا اور سخت سخت تکالیف کا باعث ہو جاتی ہے۔ اس مرض کا نام فائی موسس ہے۔ اسمیں اکثر پیشاب جلد کے نیچے آکر بند ہو جاتا۔ یا قطرہ قطرہ ہو کر تکلیف اور جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

یہہ پیشاب اندر ہی اندر متعفن ہو کر سپاری کو گلانا شروع کر دیتا ہے۔ کبھی اوس کا تلچھٹ بیٹھکر کنکریاں بنا دیتا ہے جو اصل تکلیف کو سہ چند اور چہار چند کر دیتی ہے جب جلد حشفہ کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو عمومًا اقوام غیر اسلام کو بھی ختنہ کرانی پڑتی ہیں اگر ختنہ نہ کرائیں تو تمام زندگی وبال ہو جاتی جماع محال ہو جاتا اور امید نسل قطع ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ کی خراش اور سوزش کی وجہ سے اکثر رسولیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات سرطان نمودار ہو کر عضو تناسل کو کھانا شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے مریض کی حالت نہائت ہی خوفناک ہو جاتی ہے جب یہہ رسولی پیدا ہو جائے تو عضو تناسل کو فورًا جڑ سے کاٹنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر فورًا عضو تناسل کو قطع نہ کیا جائے تو چند ایام میں ہی سرطان کا زہر غدود میں پہنچکر مریض کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔

جب اس کا زہر غدود تک پہنچ جائے تو پھر یہ مرض قطعًا لا علاج اور مہلک ہو جاتی ہے۔ فائی موسس کیحالت میں بعض اوقات مریض جلد کو زبردستی پیچھے ہٹا کر عضو پر چڑھا لیتا ہے۔ غلطی اور بےخبری سے ایسا کر تو بیٹھتا ہے مگر پھر اُس کی جان پر سخت بلا آن پڑتی ہے۔ فائی موسس کا دہانہ عضو کو گھونٹ کر جلد متورم اور مردار کرنا شروع کر دیتا ہے اور اگر فورًا جراحی عمل سے اس حبس کو دور نہ کیا جائے تو عضو کو گلا ڈالتا ہے چونکہ ختنہ کے نہ ہونے سے عضو ہمیشہ غلیظ رہتا ہے۔ اور اس غلاظت کے دردناک اور جانگداز نتائج نہ صرف ایک نفس پر محدود رہتے ہیں بلکہ انقطاع نسل کا باعث ہو جاتے ہیں اس لئے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ختنہ کا عام رواج قائم فرما دیا ہے۔

پنجم۔ احکام متفرقہ۔ طاعون کی نسبت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین پر طاعون کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب اس زمین پر جہاں تم ہو طاعون پھیل جائے تو اس سے مت نکلو۔ ایسا ہی دیگر وبائی امراض کے بابہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ اگر اس حکم کی اہل اسلام پوری پوری اطاعت کریں تو تمام وبائی امراض ایک ہی جگہ محدود رہجایا کریں اور گورنمنٹ کو وہ دقتیں نہ اوٹھانی پڑیں جو اس مسئلہ کی عدم تعمیل سے پیش آتی ہیں۔

وبائی امراض کے انسداد کے لئے جو صدہا طرح کی تدبیریں کیجاتی ہیں اون میں سے یہ ایک تدبیر اعلیٰ درجہ پر ضروری اور مفید ہے۔ اس تدبیر کے بغیر باقی تمام ناکام رہ جاتی ہیں۔

سر کے بالوں کی نسبت یہ ارشاد ہے کہ تمام بال منڈوا دو یا تمام بال چھوڑ دو اس میں یہ مصلحت ہے کہ سر کی تمام سطح یکساں رہنے سے تمام دماغ کو یکساں حرارت یا سردی پہنچے اور صورت اطمینان قائم رہے برعکس اس کے کچھ چھوڑ دینے میں حرارت کم و بیش ہو کر دماغی امراض کا باعث ہو سکتی ہے۔ راستوں اور سایہ کی جگہوں پر پیشاب کرنے اور پاخانہ پھرنے سے منع فرمایا ہے۔

پاخانوں کی نسبت یہ حکم ہے کہ مکانوں میں نہ ہوں اور اگر ہوں تو چھت سے اوپر ہونے چاہئیں۔ اس حکم میں یہہ حکمت ہے کہ چھت سے اوپر ہوا کھلی ہوتی ہے۔ جسقدر متعفن ہوائیں پیدا ہوں وہ فورًا ادھر ادھر پھیل کر بے اثر ہو جائیں +

(باقی آئندہ)

صحیفۃ الوائیرمالک

نمبر ۷

اے مسلمانوں کی ذرّیت! تمہیں راستی سے بغض کرنا کس نے سکھایا جبکہ تمہاری آنکھوں کے سامنے خدا نے وہ عجیب کام بکثرت دکھلائے جن کا دکھلانا انسان کی قدرت میں نہیں اور جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے تو کیا ان نشانوں کو بھلا دینا اور دو تین پیشگوئیوں کی نسبت بیہودہ نکتہ چینیاں کرنا جائز تھا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میری تصدیق کے لئے کیسا عظیم الشان نشان آسمان پر ظاہر ہوا اور تیرہ سو برس کی انتظار کے بعد میرے ہی زمانہ میں میرے ہی دعوے کے عہد میں میری ہی تکذیب کے وقت خدا نے اپنے دو روشن نیّروں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں بے نور کر دیا یہ موجودہ علماء کے سلب نور اور ظلم پر ایک ماتمی نشان تھا اور مقرّر تھا کہ وہ مہدی کی تکذیب کے وقت ظاہر ہوگا۔ خدا کے پاک نبی ابتدا سے خبر دیتے آئے تھے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے یہ ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور رمضان میں اس لئے کہ دین میں ظلمت اور ظلم روا رکھا گیا جیسا کہ آثار میں بھی آچکا ہے کہ مہدی پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا اور اس کا نام وقت کے علماء دجّال اور کذاب اور مفتری اور بے ایمان رکھیں گے اور اس کے قتل کے منصوبے ہونگے تب خدا جو آسمان کا خدا ہے جس کا قوی ہاتھ اس کے گروہ کو ہمیشہ بچاتا ہے آسمان پر مہدی کی تائید یہ نشان ظاہر کرے گا اور قرآن اسکی گواہی دے گا۔ مگر چونکہ نشانوں کے نیچے ہمیشہ ایک اشارہ ہوتا ہے گویا اون کے اندر ایک تصویری تفہیم منقوش ہوتی ہے اس لئے خدا نے اس کسوف خسوف کے نشان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ علماء مہدی جو چاند اور سورج کے مشابہ ہونے چاہئیں تھے اسوقت ان کا نور فراست جاتا رہے گا اور مہدی کو شناخت نہیں کریں گے اور تعصب کے گرہن نے ان کے دل کو سیاہ کر دیا ہوگا۔ اس لئے اس امر کے اظہار کے لئے ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ پھر اسی نشان پر خدا نے بس نہیں کی بڑی بڑی فوق العادت پیشگوئیاں ظہور میں آئیں جیسا کہ لیکھرام والی پیشگوئی جس کی ساری برٹش انڈیا گواہ ہے کیسے شان اور شوکت سے ظہور میں آگئی اور باوجود ہزاروں طرح کی حفاظتوں اور ہوشیاریوں کے کس طرح خدا کے ارادہ نے روشن دن میں اپنا کام کر دیا۔ ایسا ہی رسالہ انجام آتھم کی یہ پیشگوئی کہ عبدالحق غزنوی نہیں مرے گا جب تک کہ اس عاجز کا پسر چہارم پیدا نہ ہولے کس صفائی اور روشنی سے عبدالحق کی زندگی میں پوری ہوگئی اور ایسا ہی یہ پیشگوئی کہ اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا بعد ان لڑکوں کے جو سب مر گئے اور اس لڑکے کا تمام بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا ہوگا چنانچہ ان پیشگوئیوں میں ایسا ہی ظہور میں آیا جس طور سے اور جس تاریخ میں لیکھرام کا قتل ہونا بیان کیا گیا تھا اسی طرح سے لیکھرام قتل ہوا اور کئی سو لوگوں نے گواہی دی کہ وہ پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی چنانچہ ابتک وہ محضر نامہ میرے پاس موجود ہے جس پر ہندوؤں کی گواہیاں بھی ثبت ہیں ایسا ہی پیشگوئی کے مطابق میرے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوئے اور پسر چہارم کی پیدائش تک پیشگوئی کے مطابق عبدالحق غزنوی زندہ رہا اس میں کیسی قدرت الٰہی پائی جاتی ہے۔ ایسا ہی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا تھا اور وہ پھوڑے ایک سال سے بھی کچھ زیادہ دنوں تک اس لڑکے کے بدن پر رہے جو بڑے بڑے اور خطرناک اور بدنما اور موٹے اور ناقابل علاج معلوم ہوتے تھے جن کے ابتک داغ موجود ہیں کیا یہ طاقتیں بجز خدا کے کسی اور میں بھی پائی جاتی ہیں۔ پھر یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں بلکہ اسی قسم کے سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس اُن تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحب کیا وہ وعدہ پورا ہوگیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہونگے جو میں پھر واپس آؤں گا۔ یا مثلاً شرارت کے طور پر داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کی پیشگوئی کو بیان کرکے پھر ٹھٹھے سے کہے کہ کیوں صاحب کیا یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح بادشاہ بھی ہوگئے تھے اور داؤد کا تخت اُن کو مل گیا تھا۔ شیخ سعدی بخیل کی نسبت سچ فرماتے ہیں ؎ ندارد بصد نکتۂ نغز گوش۔ چو زلتے بہ بیند برآرد خروش۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ پیشگوئی ایک علم ہے اور خدا کی وحی ہے۔ اسمیں بعض وقت متشابہات بھی ہوتے ہیں اور بعض وقت ملہم تعبیر کرنے میں خطا کرتا ہے جیسا کہ حدیث ذھب وھلی اس پر شاہد ہے پھر احمد بیگ کے داماد کا اعتراض کرنا اور احمد بیگ کی وفات کو بھول جانا کیا یہی ایمانداری ہے اس جگہ تو پیشگوئی کی دو ٹانگ میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور ایک حصّہ پیشگوئی کا یعنے احمد بیگ کا میعاد کے اندر فوت ہو جانا حسب منشاء پیشگوئی صفائی سے پورا ہوگیا اور دوسرے کی انتظار ہے۔ مگر یونس نبی کی قطعی پیشگوئی میں سے کونسا حصّہ پورا ہوگیا۔ اگر شرم ہے تو اس کا کچھ جواب دو۔ آپ لوگ اگر بہت ہی کم فرصت ہوں اور اون تمام نشانوں کو جو سو سے زیادہ ہیں غور سے نہ دیکھ سکیں تو نمونہ کے طور پر ایک نشان آسمان کا لے لیں یعنے مہینہ رمضان کا خسوف کسوف اور ایک نشان زمین کا یعنے لیکھرام کا پیشگوئی کے مطابق مارا جانا اور پھر سوچ لیں کہ نشان نمائی میں درحقیقت یہ دو گواہیاں طالب صادق کے لئے کافی ہیں۔ ہاں اگر طالب صادق نہیں تو اس کے لئے تو ہزار معجزہ بھی کافی نہیں ہوگا۔ دیکھنا چاہئے کہ چاند اور سورج کا رمضان شریف میں گرہن ہونا کس قدر ایک مشہور پیشگوئی تھی یہانتک کہ جب ہندوستان میں یہ نشان ظاہر ہوا تو مکہ معظمہ کی ہر ایک گلی اور کوچہ میں اس کا تذکرہ تھا کہ مہدی موعود پیدا ہوگیا ایک دوست نے جو ان دنوں میں مکہ میں تھا خط میں لکھا کہ جب مکہ والوں کو سورج اور چاند گرہن کی خبر ہوئی کہ رمضان میں حدیث کے الفاظ کے مطابق گرہن ہوگیا تو وہ سب خوشی سے اچھلنے لگے کہ اب اسلام کی ترقی کا وقت آگیا اور مہدی پیدا ہوگیا اور بعض نے قدیم جہادی غلطیوں کیوجہ سے اپنے ہتھیار صاف کرنے شروع کر دئے کہ اب کافروں سے لڑائیاں ہونگی۔ غرض متواتر سنا گیا ہے کہ نہ صرف مکہ میں بلکہ تمام بلاد اسلام میں اس کسوف خسوف کی خبر پاکر بڑا شور اٹھا تھا اور بڑی خوشیاں ہوئی تھیں اور منجمین نے یہ بھی گواہی دی ہے کہ اس کسوف خسوف میں ایک خاص ندرت تھی یعنی ایک بے مثل اعجوبہ جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی اور اسی ندرت کے دیکھنے کے لئے ہمارے اس ملک کے ایک حصّہ میں انگریزی فلاسفروں کی طرف سے ایک رصدگاہ بنایا گیا تھا اور امریکہ اور یورپ کے دور دور کے ملکوں سے انگریزی منجم کسوف خسوف کی اس طرز عجیب کے دیکھنے کے لئے آئے تھے جیسا کہ اس کسوف خسوف کے ندرت کے حالات ان دنوں میں پرچہ سول ملٹری گزٹ اور ایسا ہی اور کئی انگریزی اخباروں میں بھی مفصل چھپے تھے +

(باقی آئندہ)

حضرت حجۃ اللہ امام الملۃ کے مکتوبات

ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کے مکتوبات ملفوظات پرانی تحریریں بہم پہنچانے اور اون کی اشاعت میں اُمید سے بڑھ کر ہم کو کامیابی ہوئی ہے اور الحکم کے ذریعہ قریبًا بہت بڑا حصہ ان کا شایع ہو چکا ہے۔ جسقدر مکتوبات ابھی ہمارے پاس باقی ہیں۔ ان کی اشاعت کے لئے بھی ہم الحکم کے کالموں میں آج کل پھر گنجایش پاتے ہیں اور درج کرتے ہیں بحولہٖ تعالیٰ

(ایڈیٹر)

حضرت حکیم الاُمّت کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلے

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و نظر الیہ بنظر الرحمۃ والرضوان۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ مشتمل بر ملطفات محبّت نامہ پہونچکر باعث انشراح و مسرور و ممنون ہوا۔ آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے خدا تعالیٰ آپ کو خیر و خوشی کے ساتھ جلد ملا دے تعلقات دنیا میں حاسدوں کا ہونا ایک طبعی امر ہے ولکل مقبل حاسد حفاظت و حمائیت الٰہی آپ کے لازم حال رہے بیشک ایسے تعلقات بہت خطرناک ہیں اور دل میں بجز خاص رحمت الٰہی کے انجام خیر کے ساتھ عہدہ برآ ہونا بہت مشکل ہے۔ ہمیشہ تضرع اور استغفار حضرت رب کریم کی جناب میں لازم حال ہے رکھیں اور رفق اور نرمی اور اخلاق میں تو پہلے ہی سے آنمکرم سبقت لے گئے ہیں۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ حاسدوں اور دشمنوں سے بھی یہی طریق جاری رہے اور حتی الوسع ریاست کے کاموں میں بہت دخل دینے سے پرہیز رہے کہ سلامت برکنار است کا مقولہ قابل توجہ ہے ازالہ اوہام اب تک چھپ کر نہیں آیا۔ شاید دس پندرہ روز تک آجاوے گا۔ اُس کے نکلنے کے بعد ان مکلف کو تکلیف دونگا کہ اس کا لب لباب نکال کر تشریحات وایزادات مناسبہ کے ساتھ آں مکرم کی طرف سے بھی کوئی رسالہ شایع ہو جاوے۔ مولوی محمد حسین صاحب سے جسقدر بحث ہوئی اس عاجز کی دانست میں وہ مصلحت سے خالی نہیں تھی اور امید رکھتا ہوں کہ فریقین کے بیانات کے شایع ہونے کے بعد انشاء اللہ اُس کا بہت نیک اثر دلوں پر پڑیگا۔ یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ سید محمد عسکری خانصاحب کی نسبت ابھی کچھ تذکرہ ہوا یا نہیں اور سب خیریت ہے۔

خاکسار غلام احمد از لودہانہ اقبال گنج

۱۶ راگست ۱۸۹۱ء

نوٹ از ایڈیٹر مولوی محمد حسین صاحب کے مباحثہ لودہانہ کی اشاعت کے بعد جسقدر ترقی اور رجوع سلسلہ کی طرف ہوا ہے وہ پبلک سے پوشیدہ نہیں

حضرت حکیم الاُمّت کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

معلوم نہیں اب آنمکرم کی طبیعت کیسی ہے۔ خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے جلد تر شفا بخشے اس عاجز کو آنمکرم نے قادیاں کی سڑک پر لیکھرام کے اشعار دئے تھے اُن کی طرف خیال کرنا ایسا فراموش ہوگیا کہ کبھی یاد نہ آیا۔ آنمکرم نے ایک دو مرتبہ لکہا بھی تاہم پھر بھی بھول گیا اب انشاء اللہ القدیر بقیہ مضمون کو جلد ختم کرکے اسطرف متوجہ ہونگا باعث علالت طبع و دورہ مرض حافظہ میں بہت قصور ہوگیا ہے دو تین روز سے اسقدر دورہ مرض ہوا کہ ضعف بہت ہوگیا اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ مطبع سے بار بار مطالبہ ہے کہ بقیہ مضمون بھیجنا چاہیئے مگر طاقت نہیں کہ کچھ لکھ سکوں فضل احمد کا خط نہائیت اور غائیت درجہ کی التجا سے آیا تھا کہ مولوی صاحب کی خدمت میں سفارش کریں کہ کوئی نوکری میرے گذارہ کے موافق کرادیں عسہ میں اپنے عیّال کا گذارہ نہیں کر سکتا سو اگرچہ مصلحت وقت تاحال آنمکرم کو بہتر معلوم ہوگا لیکن اگر کچھ ہرج نہ ہو اور مصلحت کے برخلاف نہ ہو اور کچھ جائے اعتراض نہ ہو اور آنمکرم کچھ اُس کی معاش کے لئے اس سے بہتر تجویز کر سکیں تو کردیں اگرچہ ابھی تک اُس کا چال چلن تاحال قابل اعتراض ہے مگر شاید آئندہ درست ہو جاوے ابرار اخیار جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں کبھی مطابق آیت کریمہ وکان ابوہما صالحہ پر عمل کر لیتے ہیں اس آیت کریمہ کے مفہوم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دو لڑکوں کے لئے حضرت خضر نے تکلیف اوٹہائی اصل میں وہ اچھے چال چلن کے ہونے والے نہیں تھے بلکہ غالبًا وہ بدچلن اور خراب حالت رکھنے والے علم الٰہی میں تھے۔ لہذا خدا تعالےٰ نے باعث اپنی ستاری کی صفت کے ان کے چال چلن کو پوشیدہ رکھ کر انکی باپ کی صلاحیت ظاہر کردی اور اونکی حالت کو جو اصل میں اچھی نہ تھی کہول کر نہ سُنایا اور ایک خوشی کی وجہ سے دو بیگانوں پر رحم کر دیا۔ امید کہ اپنی روانگی کے پہلے اس عاجز کو ضرور مطلع فرماویں اس قدر میں نے لکھا تھا کہ پھر نہایت عاجزی سے فضل احمد کا خط آیا ہے کہ خدمت میں مولوی صاحب کے میری نسبت ضرور لکھیں آنمکرم اُسکو بلاکر اطلاع دیویں کہ تیری نسبت وہاں سے سفارش لکھی ہے اگر مناسب سمجھیں تو کسی کو اُس کی نسبت سفارش کر دیں کہ وہ سخت حیران ہے اس کی ایک بیوی تو میرے پاس اسجگہ ہے اور ایک قادیاں میں ہے

خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ لودہانہ محلہ اقبال گنج

مذہبی دُنیا پر نظر

معبودان باطلہ کی ارزانی۔ مغربی قومیں تجارت کی ہوا خوب شناخت کرتی ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے اہل یورپ نے ہندوستان کے بُت پرستوں کیلئے بُت گری کی تجارت کو خوب فروغ دیا اور دہڑادہڑ یورپ سے یہ مصنوعی خدا آکر کلکتہ اور بمبئی کی منڈیوں میں فروخت ہونے لگے۔ اہل یورپ کو دیکھکر اب امریکہ والوں نے بھی اس خداگری کی تجارت کو ہاتھ میں لیا اور ان سے بھی بڑھ کر کامیابی حاصل کی کامیابی کا راز یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ امریکہ کی ساخت کے کشن گنیش وغیرہ یورپ کے مقابلہ میں سستے ہیں اسوجہ سے یہ تجارت چمک اٹھی ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کس مبتذل حالت میں پڑا ہوا ہے۔ خدا پرستی کا حقیقت میں نام مٹ چکا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت اسی ملک میں ہوئی ہے اور اس نے پکار کر کہا ؎

آن خدائے کز واہل جہاں بے خبراند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ یعنی

پاک کلمہ پاک درخت کی مانند ہے۔ پس جیسا کہ کوئی عمدہ اور شریف درخت بغیر پانی کے نشو و نما نہیں کر سکتا۔ اسی طرح راستباز انسان کے کلمات طیبہ جو اوس کے مُنہ سے نکلتے ہیں اپنی پوری سرسبزی دکھلا نہیں سکتے اور نشو و نما نہیں کر سکتے ہیں جبتک وہ پاک چشمہ انکی جڑ ہوں

الضحیٰ

گذشتہ عبث آشنا سی آگے

عہد باندھو حق سے ہے دایم کا جو عہد استوار
تم گناہ اور راستی سے ٹھیرومت تقصیروار
میں ہوں سردارِ جہاں مجھ پر ہے حکم کردگار
میں عدالت ہوں جہاں کی چھوڑدو اب انتظار
وہ تسلّی دینے والی روح حق آیا ہوں میں۔
عیسےٰ جو لایا نہ تھا ہمراہ وہ لایا ہوں میں۔
بےسبب عیسےٰ کی دشمن ہوگئی جو قوم بد
میں تمہارے سامنے اُس قوم کو کرتا ہوں رد
حق میں عیسےٰ کی شہادت ہے میرے باشدّومد
نیک راہ تمکو دکھاتا ہوں کرومت ردوبد
میں سناتا تم کو ہوں مجھ کو سناتا ہے کوئی
اپنی میں کہتا نہیں مجھکو بتاتا ہے کوئی
تم میری مانو تمہارے حق میں ہے بہتر یہی
دیکھتے ہو میں نے عیسےٰ کی بزرگی خوب کی
جو کہ عیسےٰ کو ملا تھا میں نے ہے پایا وُہی۔
اُبت عیسےٰ ربت احمدؐ بات تو نے ایک سی
تم کو آئندہ کی خبریں صاف بتلاتا ہو نہیں
جو نہ سمجھا یا کسی نے تھا وہ سمجھاتا ہو نہیں
اللہ اللہ روح حق نے خوب قایل کردیا
آکے احمدؐ نے جہاں کو حق پہ مایل کردیا۔
ادنٰی واعلےٰ کو اُس کے در کا سایل کردیا
نور فرقانی سے کیا ظلمت کو زائل کردیا
فتح کامل کا جہاں میں جب دیا پرچم اوڑا
تاج پہنے کامیابی کا خدا سے جا ملا
ہے بنی آدم کا دشمن چونکہ شیطان لعین
گھات میں ہردم لگا رہتا ہے یہ بئس القرین
اک ذرا غفلت میں پاکر آپہنچتا ہے وہیں
تاکہ ظلمت میں پھنسا کر چھین لے ایمان ودین
کفر وبدراہی کی طرزیں خوب سکھلاتا ہے یہ
زینت دنیا دکھاکر سب کو بہلاتا ہے یہ
نور اور ظلمت کا دورہ یوں ہی آتا ہے چلا
حق وباطل کی لڑائی ہوتی آئی ہے سدا
جب سے آدم کو خلافت کا یہ ہی منصب ملا
تب سے ابلیس لعین اس کے مقابل ہی کھڑا
آدم وشیطان دونوں حق کی مخلوقات ہیں
گھومتے مرکز پہ اپنے دیکھہ لو دن رات ہیں
دن کے جو اوصاف ہیں وہ سامنے ہیں سب عیاں
اور پردہ میں نظر آتی ہیں شب کی خوبیاں

روز روشن میں جو کرتی کام ہے خلق جہان
اپنی اپنی سب کمائی میں ہیں پھرتے بندگان
ہیں فراغت اور آسانی سے کرتے کاروبار
نور کا سورج کرے جبتک زمیں کو آشکار
ظلمت شب نے جو پھینکی آن کر اپنی ردا
سب جہان پر چل گئی کچھ ایسی غفلت کی ہوا
اپنے اپنے حال میں ہر اک ہے ڈھیلا سا پڑا
اب نہیں کوئی بھی قوت اُس کی کرتی ہے وفا
خودبخود سب کی طبیعت کام سے اکتا گئی
ظلمت شب آنکر اپنا اثر دکھلا گئی
فاسقوں کو ظلمتِ شب میں ہی ملتی ہے وہ راہ
جس سے امن وعافیت کو بل کے کرتے ہیں تباہ
دوڑتی ہے ہر طرف ظلمت کی یہ فوج وسیاہ
ایسے اشرار جہاں سے مانگتے ہیں سب پناہ
پردہ اور ظلمت میں ہوتے موذیوں کے کام ہیں
اپنے بدفعلوں سے سب ریکدل بدنام ہیں
بس یہی نسبت ہے باطن میں بھی ہر جاندار کو
نور سے ہر نیک کو ظلمت سے بدکردار کو
فاسق وفاجر کو اور ہر باغی مکّار کو
عاشق حق متقی کو اور ہر دیندار کو۔
نور کو بھی اسطرح نسبت ہے اُس رحمان سے
اور ظلمت کو تعلق ہے فقط شیطان سے
رنگ ظلمت گر چڑھا دل پر تو وہ شیطان ہے
نور سے روشن ہوا جب قلب وہ رحمان ہے
نور وظلمت کا جو خالق ہے یہ اُس کی شان ہے
درمیان اُس نور اور ظلمت کے ہر انسان ہے
وہ مبارک ہیں کہ جنکا قلب نورانی ہوا
راندۂ درگاہ ہیں دل جنکا ظلمانی ہوا
نور وظلمت کا اثر لیتے ہیں انسانی قوے
نور کے فرزند ہیں ظلمت کے بیٹوں سے جدا۔
اُن کے کرتب ہیں جدا اُن کے عمل اُن سے سوا
ابتدا سے حق کی جانب سے یہی ہے ابتلا
حکمت مالغ سے اُس نے یہ بنایا انتظام۔
فرق ہوتا ہے اسی سے درمیان خاص وعام
دیکھتے ظاہر میں ہو جب گردش لیل ونہار
ایک حالت پر نہیں رہتا ہے دُنیا کو قرار
گھومتی ہے یہ زمیں اور گردشیں ہیں بیشمار
پھر اقامت کا یہاں پر کسطرح ہو اعتبار۔
عقل انسانی تو یہاں فہمید سے حیران ہے
بھید قدرت کے سمجھنا کسطرح آسان ہے
سامنے آنکھوں کے فطرت کا صحیفہ ہے کھلا
خالق فطرت کے ہے افعال کا اس میں پتا
کارخانہ اوس کی قدرت کا ہے جیسے چل رہا
برخلاف اوس کے نہیں ہوگا کبھی قول خدا

(باقی آئندہ)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

غم سے بچنے کے ذریعے غم سے بچنے کے تین بڑے اسباب ہیں۔ اول اس امر کا یقین کرلے کہ جو دُکھ اور تکلیف آتی ہے وہ شامت اعمال سے آتی ہے اور اس میں الٰہی حکمت ہوتی ہے۔ دوم۔ کسی دُکھ کے آنے سے پہلے یعنے ہمیشہ ہی ذکر الٰہی کرتا رہے اور اپنے گناہوں کے بُرے نتایج سے حفاظت طلب کرتا رہے۔ سوم۔ صادقین اور خدا تعالیٰ کے پیاروں کی صحبت میں رہے ✣

ثبوت قیامت کی راہ قرآن شریف میں جو لوگ چاہتے ہیں کہ قرآن شریف سے قیامت کا ثبوت معلوم کریں اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ قیامت کے ذکر کے ساتھ قرآن شریف دُنیا کا ایک واقعہ ضرور پیش کرتا ہے اور وہ واقعہ بطور پیشگوئی ہوتا ہے۔ کیونکہ جب وہ پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے تو اربعہ متناسبہ کے قاعدہ کے موافق قیامت کا ثبوت اس سے ہوتا ہے پس غور سے مطالعہ کرو ✣

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت عالمگیر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّۃ ہر پہلو اور ہر حیثیت سے عالمگیر ہے دُنیا کے تین بڑے مرکز تھے وہ سب کے سب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فتح کرلیے جس سے یہ ثابت کیا کہ بلحاظ مکان کے آپکی نبوّۃ عالمگیر ہے کیونکہ تیرہ سو برس گذر گئے ہیں اور کوئی ایسی ضرورت پیش نہیں آئی جس کے لئے قرآن شریف مکتفی نہ ہوا ہو ✣

لباس لباس دو قسم کا ہوتا ہے ایک ظاہری دوسرا باطنی ظاہری لباس زیب زینت اور ستر اور دوسرے مفاد کے لئے ہوتا ہے باطنی لباس عمدہ اخلاق ہیں اور اخلاق کے یہ اصول ہیں استقلال۔ ہمت بلند۔ جود وسخا۔ عفت۔ حلم وبردباری۔ قناعت وغیرہ لباس التقوٰی اعلیٰ درجہ کے عقایا ہوتے ہیں اموال کو عمدہ موقعوں پر خرچ کرے عسر ویسر میں قدم آگے بڑھائے۔

انذاری پیشگوئیوں پر نظر یاد رکھو انذاری پیشگوئیوں میں لازم نہیں ہوتا کہ بالکل بعینہٖ پوری کی جاوے۔ کیونکہ خدا کا رحم اُسکے غضب پر سبقت رکھتا ہے اور اُس کا غصّہ دھیما [illegible] ہے۔ اما نرینک بعض الذی نعدھم اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنی پیشگوئیوں کے بعض حصے ضرور ہی پورے دکھائے جائینگے۔ وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انذاری پیشگوئیاں مشروط نہیں ہوتی ہیں ✣

صبح کی سیر

۹ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

طاعون سے فرار فرمایا عام لوگوں کا خیال ہے کہ وبا سے بھاگنا نہ چاہیئے۔ اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر وبا کا ابتدا ہو تو بھاگ جانا چاہیئے۔ اور اگر کثرت سے ہو تو پھر نہیں بھاگنا چاہیئے۔ جس جگہ ابھی وبا شروع نہیں ہوئی اور اس حصہ والے ابھی وبائی اثر سے محفوظ ہیں اور اون کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ بھاگ جاویں اور توبہ و استغفار سے کام لیں۔ لیکن جب وبا پھیل جاوے تو پھر اس متاثر جگہ سے نکل کر دوسری جگہ جانا منع نہیں ہے +

الایام نداولہا بین الناس بعض لوگ یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ کوئی احمدی بھی طاعون سے مرگیا اس ضمنی اعتراض کو مدنظر رکھ کر آپ نے فرمایا کہ سنت اللہ یہی ہے کہ جو نشانات ظاہر ہوتے ہیں اُن میں ایک قسم کا التباس بھی ہوا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نشان مانگا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ خواہ وہ آسمان سے نشان دکھاوے یا بذریعہ جنگ آخر جو لڑائیاں ہوئیں وہ بھی تو نشان ہی تھے اور وہ منکروں اور کافروں کے لئے عذاب لیکن اب سوال یہ ہے کہ صحابہ میں سے کوئی بھی اُن لڑائیوں میں نہیں مارا گیا۔ بیشک صحابہ میں سے بعض شہید ہوئے اور بعض ضعیف الایمان اعتراض بھی کر اوٹھے کہ اگر یہ عذاب ہے تو ہم میں سے لوگ کیوں مرتے ہیں اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ و تلک الایام نداولہا بین الناس

طاعون کا نشان اور ہم یہی اصول ہر مامور کے ساتھ ہوتا ہے اگر ہماری جماعت میں سے کوئی آدمی بھی نہ مرے تو پھر تو ساری دنیا بیانتک گورنمنٹیں بھی مسلمان ہو جائیں اور بجز اسلام کے اور کوئی مذہب ہی نہ رہے حالانکہ ایسا نہیں ہوگا دوسرے مذاہب بھی قیامت تک باقی رہیں گے خدا تعالیٰ نشانوں میں قیامت کا نمونہ دکھانا نہیں چاہتا اور نہ کبھی ایسا ہو بلکہ اونمیں کسی حد تک خفا ضرور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ میں سے بھی بعض ان جنگوں میں شہید ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیف پہنچی۔ لیکن انجام نے دکھایا کہ آنحضرت کا نشان کیسا عظیم الشان تھا۔ اسی طرح پر یہاں بھی ہے۔ سلامتی کا حصہ نسبتاً ہماری ہی طرف زیادہ ہوگا۔ براہین احمدیہ میں ایک الہام ہے ان الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم۔ معلوم نہیں کہ کون ظلم سے خالی ہے۔ اسلئے ہر ایک کو تسلی کرنی چاہیئے کہ اُس کا ایمان ملتبس نہ ہو کسل اور غفلت بھی ظلم ہی کے اقسام ہیں۔ اسلئے دعا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ بالکلیہ حفاظت کا وعدہ کہیں نہیں ہے بلکہ الہامات میں استثنے کے الفاظ صریحاً موجود ہیں۔ اس جماعت کے قطعاً محفوظ رہنے کا وعدہ نہیں بلکہ نسبتاً ہے اور سنت اللہ بھی یہی ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ طاعون سے کون گھٹتا اور کون بڑھتا ہے اگر ایک مر جاوے تو تین سو اُس کی جگہ آتا ہے۔ انجام کو دیکھو اور انجام ہمیشہ متقیوں ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔

بعض لوگ ہماری جماعت میں سے بطور خود غلطی سے کہدیتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی نہ مریگا یہ اُن کو مغالطہ لگا ہوا ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک حد تک وعدے کئے ہوئے ہیں کہ وہ حفاظت کرے گا مگر اون کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ ایک بھی نشانۂ طاعون نہ ہو۔ **یہ بات ہماری جماعت کو خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہرگز نہیں ہے کہ تمام میں سے کوئی بھی نہ مرے گا۔**

ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو لوگ اپنے آپ کو نافع الناس بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمریں بڑھا دے گا۔ اس لئے مخلوق الٰہی پر بہت شفقت کرو اور حقوق العباد کی بجا آوری پورے طور پر کرو۔

سفینۃ النوح اور سفینۃ البیعت کے سوا میں پوچھا گیا کہ کشتی نوح میں سوار ہونیوالے تو سب کے سب بچائے گئے تھے تو کیا وجہ ہے کہ یہاں سب محفوظ نہ رہیں فرمایا کہ ہمارا سلسلہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے نوح علیہ السلام کے وقت ایمان کا دروازہ بند ہوگیا تھا اور اسوقت کوئی التباس ایمان کا نہ تھا مگر اب ہے نوح علیہ السلام کے وقت فیصلہ ہو چکا تھا کہ یہ قوم غرق ہو گی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ مہلت دی گئی کہ جو توبہ کرے گا وہ بچ جاوے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین قتل کے وقت فرمایا کہ اگر کوئی ایمان لاوے تو تلوار روک لیجاوے مگر نوح علیہ السلام کی قوم کے لئے تھا کہ صرف کشتی والے بچائے جائیں گے باقی سب تباہ اور ہلاک ہونگے۔ وہ صورت بالکل خاص اور الگ تھی اور خود حضرت نوح علیہ السلام پر بھی اعتراض باقی رہا کہ اپنے بیٹے کو نہ بچا سکے حالانکہ کہا تھا کہ اہل بچ رہیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت نوح علیہ السلام کو بھی شبہ پیدا ہوا تھا تب ہی تو اونکو اللہ تعالیٰ کی طرف زجر ہوا۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے خوف اور رعب کو دور کرنا نہیں چاہتا اگر وہ آج وعدہ کھلا دیدے کہ جماعت میں سے کوئی بھی نہ مریگا تو پھر اوس کا خوف دلوں میں نہ رہے۔ جہاں اُس نے خاص گھر کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار وہاں بھی ایک فقرہ ساتھ رکھدیا ہے کہ الا الذین علوا باستکبار۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا رجوع اس ذکر پر کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا رجوع کب ہوگا فرمایا دیکھو جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے اگرچہ وہ زندہ ہوتا ہے تاہم وہ خوشی پر ہنس نہیں سکتا اور تکلیف پر رو نہیں سکتا بلاؤ تو بولتا نہیں۔ مگر جب باہر آ جاتا ہے تو اس کو حواس ملتے ہیں پھر ہنستا بھی ہے اور روتا بھی ہے اور بلانے سے بولتا بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اول زندگی جو پیٹ میں تھی وہ اصلی اور حقیقی زندگی نہ تھی حواس اس میں نہ تھے جب خدا ایک بات دل میں ڈالتا ہے تو حواس آ جاتے ہیں یہی حال مولوی محمد حسین صاحب کا ہے جب کوئی بات خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جاوے گی تو اُسی وقت تبدیلی ہو جائے گی +

یھدی من یشاء جو بلائے جاتے ہیں وہ آتے ہیں اور جو بلائے نہیں جاتے وہ کفر میں ترقی کرتے ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف نہ آتا تو ابوجہل بڑے لوگوں میں شمار ہوتا اسی طرح پر بہت سے لوگ ہوتے ہیں جن کو ہم صالح سمجھتے ہیں لیکن جب اون کے سامنے حق پیش کیا گیا اور انہوں نے انکار کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن میں صلاحیت نہ تھی۔ کسی کے باطن کا کسی کو کوئی علم نہیں مگر حق پیش کرنے پر حقیقت کھل جاتی ہے کہ کون ہے جو خدا کی آواز سنتا ہے اور کون ہے جو اس سے انکار کرتا ہے۔

تفسیر القرآن ماہواری دو نمبر شائع ہوچکے ہیں تیسرا نمبر زیر طبع ہے خریدار جلد تر اپنا نام خریداری کے لئے ارسال کریں۔

ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبرون تکیہ گوجراں نوداںہ (پنجاب) نمونجات گبرون و جنتری مع فہرست و دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں +

اسلام

صوبجات متحدہ کی مردم شماری بابت ۱۹۰۱ء مرتبہ مسٹر برن میں اسلام کے متعلق جو رپورٹ شایع ہوئی ہے وہ بہت دلچسپی سے پڑہے جانے کے قابل ہے اس رپورٹ کے پورے شایع ہوچکنے کے بعد ہم مناسب موقع ریویو بھی اسپر کریں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر بھی اس میں واضح طور پر کیا گیا جو ہمارے ناظرین کی زیادہ دلچسپی کا موجب ہوگا - ایڈیٹر

ہندو مذہب کی مانند اسلام میں بھی عام لوگوں کے اعتقادات بکثرت اور افعال اُس سے بھی زیادہ مذہب کے پیمانہ سے گرے ہوئے ہیں - ان دونوں مذہبوں کا فرق لفظ "کتابی" سے جو مسلمان اپنے مذہب کے پیروؤں کے لئے استعمال کرتے ہیں - اچھی طرح میز ہوتا ہے - اگر کسی جاہل ہندو سے کسی اخلاقی مسئلہ کی نسبت دریافت کیا جاوے تو باوجود اس جواب دینے کے کہ شاستر اس کی ممانعت کرتا ہے اُس کے دل میں صاف خیال اس امر کا نہیں ہوتا کہ آیا شاستر کوئی ایک کتاب ہے یا سنسکرت کے تمام مقدس علم ادب کا نام شاستر ہے -

برخلاف اس کے ہر حیثیت کا مسلمان قرآن شریف سے ایک خاص کتاب مراد لیتا ہے اور اس کو تمام الہامی علوم کا مخزن اور منبع سمجھتا ہے - گو دوسری کتابوں کے متعلق جن کو بعض لوگ قرآن شریف کے برابر ہی کیوں نہ سمجھتے ہوں کتنا ہی اختلاف ہو یہ ہی ایک ایسی وجہ ہے - جو مسلمانوں کو مذہب کے اصلی اور سچے اصولوں پر متفق رکھتی ہے - جس کی ہندوؤں میں بہت کمی ہے ایسے مسلمان تعداد میں بہت ہی کم ملیں گے - جو باوجود جاہل اور ناسمجھ ہونے کے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو نہ پڑہ سکتے ہوں اور اُس کو سمجھ کر اس کے ہر لفظ پر ایمان نہ رکھتے ہوں اخلاقی فرائض کے علاوہ اسلام میں پانچ فرض ہیں جو مختصراً ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں (۱) نماز (الف) روزانہ (ب) تہوار کے موقع پر (۲) روزہ خاص کر رمضان کے مہینہ میں (۳) زکوٰۃ صرف اُن لوگوں کے لئے جو صاحب استطاعت ہوں (۴) حج تمام لوگوں کی جہالت ایک بڑی حد تک سد راہ ہے - لیکن ایسے مسلمان بہت کم ہیں - جو صبح اوٹھ کر کلمہ نہ پڑھتے ہوں اور ایسا مسلمان تو شاید ہی کوئی ہو جو عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز کے لئے عیدگاہ نہ جاتا ہو کثرت عوام الناس پنجگانہ اور جمعہ کی نماز میں شریک نہیں ہوتے - اور اس کی وجہ ایک حد تک اون الفاظ کی ناواقفیت ہے جو نماز میں پڑہے جاتے ہیں اول الذکر موقع پر جب تمام مسلمان عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں تو اُن میں سے ایک کثیر جماعت سوائے اس کے اور کچھ نہیں کرسکتی - کہ اپنے پاس کے کھڑے ہونے والے واقف کاروں کا تتبع کرے رمضان میں روزوں کی پابندی عوام الناس میں بہ نسبت اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کے زیادہ سختی کے ساتھ کی جاتی ہے - اعلیٰ طبقہ کے صرف وہی لوگ پابندی سے روزے رکھتے ہیں - جو حقیقی حیثیت کے ساتھ پابند مذہب اور خدا پرست ہوتے ہیں - خیرات دینے میں مسلمان ہندوؤں سے کسی طرح کم نہیں - نجّت کا ایک خاص حصہ خیرات کے لئے مقرر ہے اور اکثر حالتوں میں وہ غربا کو تقسیم کردیا جاتا ہے - ایک طریقہ جو مسلمانوں کی قوم کے ہر طبقہ میں کثرت سے جاری تھا اور اب بھی کہیں کہیں پایا جاتا ہے کہ عورتیں کسی بے ماں کے بچہ کو محض نیکی اور خدا ترسی کے خیال سے دودہ پلاتی اور خدا واسطے اوس کی پرورش کرتی ہیں - مکہ معظمہ کے حج یا کربلائے معلیٰ کی زیارت کا موقعہ مسلمانوں کو عام طور پر نہیں ملتا - اخلاق کے لحاظ سے اوسطاً ایک مسلمان کی حالت ایک ہندو یا عیسائی کی اوسط حالت سے ملتی جلتی ہوتی ہے - اوس نقشہ سے جو اس باب کے آخر میں دیا گیا ہے اور جو ایک مسلمان کا تیار کیا ہوا ہے اس امر کا ٹھیک اندازہ ہوسکتا ہے کہ قوم کے مختلف طبقوں میں مختلف گناہ کس نظر سے دیکھے جاتے ہیں - اس نقشہ کے تیار کرنے والے کے قول کے موافق اس امر سے کہ بعض گناہ بعض لوگوں میں ضرورت سے کم معیوب سمجھے جاتے ہیں - یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ گناہ قوم میں کثرت سے رائج ہیں - اس نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو گناہ قوم کے ہر طبقہ میں یکساں معیوب سمجھے جاتے ہیں حسب ذیل ہیں - سور کا گوشت کھانا - مدک اور چنڈو پینا - قرآن شریف کی قسم پر جو مسجد میں کھائی جاوے قائم نہ رہنا - زناکاری اور فسق و فجور کرنا - دیگر گناہ مثل چوری اور قتل کے جو ہر قوم اور مذہب میں بُرے خیال کئے جاتے ہیں - اس نقشہ میں نہیں دکھائے گئے - ایک طریقہ معمولی جھوٹ یا قرآن شریف کی قسم کہانے کے بعد جھوٹ بولنے کا ذیل کے قصہ سے معلوم ہوگا جو پولیس کے ایک ایسے افسر نے جو ہندوستانیوں کے عادات و خصائل سے غیر معمولی واقفیت رکھتا تھا - ایک مرتبہ مجھ سے بیان کیا کہ تھا ایک مسلمان انسپکٹر پولیس نے نہایت کامیابی کے ساتھ ایک ڈکیتی کے پیچیدہ مقدمہ کی تحقیقات کی اور بہت سا مال مسروقہ برآمد کیا - دریافت کرنے سے انسپکٹر نے بیان کیا - کہ ایک مخبر نے اس شرط پر سراغ رسانی کا وعدہ کیا - کہ آئندہ اُس کے متعلق کسی قسم کی تفتیش نہ کی جاوے اور نہ کسی کو گرفتار کیا جاوے انسپکٹر کے وعدہ کرنے کو کافی نہ خیال کرکے اُس سے قرآن شریف پر قسم کھانے کی درخواست کی گئی - انسپکٹر نے رضامندی ظاہر کی - اور معمولی طور پر سفید کپڑے میں لپٹی ہوئی کتاب ہاتھ میں لے کر قسم کھائی - اس قسم کھانے کے بعد مخبر نے مال مسروقہ کا پتہ بتا دیا - جس پر انسپکٹر نے ڈاکوؤں کی کل جماعت کو گرفتار کرکے مال برآمد کیا پولیس افسر نے یہ قصہ سن کر انسپکٹر سے دریافت کیا کہ ایسا کرنے سے تمہاری نیک نامی میں کچھ فرق نہیں آیا - انسپکٹر نے جواب دیا "ارے صاحب قرآن کہاں تھا پاکٹ بک تھی" گناہوں کی معافی کا تعلق خدا سے ہے گر یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات گناہوں کے کفارہ میں اس زندگی میں تکلیف یا بیماری اُٹھانی پڑتی ہے - گناہوں کی دو قسمیں ہیں - اول وہ جو صرف خدا کے خلاف ہیں - مثلاً نماز نہ پڑھنا دوسرے حق العباد یعنے جو خدا اور انسان دونوں کے خلاف ہوتے ہیں - مثلاً چوری اور قتل وغیرہ - دوسری قسم کے گناہوں کے متعلق عام لوگوں کا عقیدہ ہے - کہ اگر وہ شخص جس کے خلاف اس قسم کا کوئی گناہ کیا جاوے - اوس کو معاف کردے تو قیامت کے روز اُس گناہ کا زیادہ خیال نہیں کیا جاوے گا - اس قسم کے گناہوں کی حالت فوجداری کے اون جرائم کی سی ہے جو قابل راضی نامہ کے ہوتے ہیں - کیونکہ جس حالت میں مدعی اور مدعا علیہ راضی نامہ داخل کردیتے ہیں تو عدالت کو سوائے اس کے اور کوئی چارۂ کار نہیں ہوتا کہ ملزم کو چہوڑ دے - ایک مسلمان ملازم جب کبھی ملازمت چہوڑتا ہے تو عموماً اپنے آقا سے درخواست کرتا ہے کہ اُس کا کیا کرایا معاف کردیا جائے اور یہ بات محض رسماً نہیں کیجاتی بلکہ اسمیں بڑا خوف قیامت کے دن کا ہوتا ہے +

آئندہ زندگی مسلمانوں کے خیال کے موافق ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے اور روح اسمیں زندہ قائم رہتی ہے +

صوفیوں کے مسئلہ "ہمہ اوست" نے اس ملک میں زیادہ رواج نہیں پکڑا +

اگر اس جہان میں کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو دوسرے جہان میں اس کا کفارہ اس کو ضرور دینا پڑے گا دوزخ میں کسی کو ہمیشہ ہمیش رہنا نہیں پڑے گا بلکہ روح گناہوں کی آلائیش سے پاک ہوکر بہشت

۹ سو ۶۰ سُنی ۲۷ شیعہ ۱۰ لاکھ بیگی کی پرستش کرنیوالے اور ایک وہابی نکلیگا +

کل ۶۰ لاکھ ۳۱ ہزار ۳۰۴ مسلمانوں میں سے ۸ ہزار ۹ سو ۶۹ یہہ نہیں بتا سکتے کہ وہ کس فرقہ کے ہیں ان کے علاوہ ۳۶ ہزار ۴ سو ۳۴ نے جو اپنے فرقہ سے واقف نہیں تھے بجائے فرقہ کے کسی مسلمان بزرگ کا نام لکھوا دیا +

شیعہ اور سنیوں میں جو اختلافات ہیں اُن میں سے بڑا یہ ہے کہ اول الذکر حضرت عمرؓ۔ عثمانؓ اور ابوبکرؓ کو خلیفہ رسول نہیں مانتے اور محرم کے زمانہ میں ان کا غصہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اُن کو گالیاں دیتے ہیں۔ جس کا نام تبرّا ہے +

دراصل محرم کو شیعہ لوگ مانتے ہیں اور حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کے مزاروں کی شکل کاغذ اور لکڑی کی بنا کر سڑکوں پر نکالتے ہیں لیکن ادنیٰ درجہ کے سُنی بھی عام طور پر اسمیں شریک ہوتے ہیں +

نماز پڑھنے میں سنی اپنے ہاتھ سامنے باندھتے ہیں اور شیعہ اون کو کھلا رکھتے ہیں.......... اور ان میں بجائے مولود شریف کے مجلس عزا ہوتی ہے چنانچہ اس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔

اس مُلک میں شیعہ بہ نسبت سنیوں کے مزاروں کی زیارت کے لئے کم جاتے ہیں۔ لیکن ایسے مقامات پر نماز پڑھنا بہتر سمجھتے ہیں جہاں حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کی نقلی مقبرے بنے ہوں +

شیعوں کی اصلی زیارت گاہ کربلائے معلیٰ ہے جہاں ان دونوں شہیدوں کے مزار ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت امام رضا کا مزار مشہد میں ہے۔ مگر خاص کر دشوار گزار راستہ کے سبب سے لوگ وہاں نہیں جاتے۔ نہ اُس سے اچھی طرح واقف ہیں بحالت مجموعی شیعہ سنیوں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور اُس کی وجہ ہوائے اسکے کچھ نہیں۔ کہ آخرالذکر فرقہ تعداد میں بہت کثیر ہے اور اس سے مختلف ہونے کے لئے بعض اصولوں کی واقفیت کی خاص ضرورت ہے جو عام لوگ نہیں جانتے +

اگرچہ میرے خیال میں قرآن شریف میں کوئی اس قسم کی اجازت نہیں مگر بعض علماء اسلام نے لکھا ہے کہ کسی ناکردہ گناہ کی جان بچانے کے لئے دانستہ جھوٹ بول دینا جایز ہے۔ شیعہ علماء نے اُس کو اور زیادہ وسعت دی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو ذلت سے بچانے یا کوئی دنیاوی فایدہ حاصل کرنے کے لئے بھی جھوٹ بول لینا جایز ہے۔ اس اصول کا نام تقیہ ہے جسکے اصلی معنے خوف خدا یا نہ ہد کے ہیں اور اب "زہد آمیز مکاری" یا "حیلہ بازی" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے +

فرقہ احمدیہ ۹ سو ۳۴ آدمیوں نے اپنے نام کے ساتھ احمدیہ فرقہ لکھوایا ہے فرقہ احمدیہ اس فرقہ کا نام ہے جو قادیان۔ ضلع گورداسپور کے ایک مُلّا غلام احمد نے ایجاد کیا ہے + نومبر ۱۹۰۰ء میں ایک اعلان کے ذریعہ سے انہوں نے حسب ذیل دعوے کیا تھا۔ دُنیا میں دو بڑے مذہبی طریقے ہیں۔ جن میں ایک ہی خدا مانا جاتا ہے۔

اول وہ طریقہ جو حضرت موسےٰ سے شروع ہوا اور حضرت عیسےٰ نے اوسے مکمل کیا +

دوسرا وہ طریقہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا اور جسے غلام احمد تکمیل کریں گے +

پس اس شخص کا دعویٰ ہے کہ مجھکو عیسےٰ کی مانند سمجھنا چاہیئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی نہ یہہ مانتا ہے کہ حضرت عیسےٰ خدا انسان کی شکل میں تھے اور نہ اپنی نسبت اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے۔ حضرت عیسےٰ اور غلام احمد میں چار حالتیں یکساں بتائی جاتی ہیں (۱) حضرت موسیٰ کا طریقۂ مذہب ایک پیغمبر کے آنے پر جو اون سے چودھویں صدی کے بعد پیدا ہوئے ختم ہو گیا + اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لائے ہوئے بھی چودہ سو برس کا عرصہ ہوا +

(۲) حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے حالات سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ وہ باپ کی طرف سے اسرائیل نہیں تھے اور غلام احمد بھی محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے نہیں ہیں +

(۳) حضرت عیسےٰ نے آکر دُنیا میں امن وامان پھیلایا اور غلام احمد بھی جہاد یا مذہبی جنگ کے خلاف ہیں +

(۴) حضرت عیسےٰ ایک ایسی قوم کی سلطنت میں پیدا ہوئے جو یہود نہیں تھے یعنی رومی اور غلام احمد بھی ایسی قوم کی سلطنت میں جو مسلمان نہیں ہے (یعنی انگریز) متذکرہ بالا عقائد کے علاوہ اُس نئے پیغمبر اور اس کے پیروؤں کے عقائد عام سنیوں کے اعتقادات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں +

یہ نیا پیغمبر قرآن کو اُسی طرح تمام علوم کا مخرج بتاتا ہے جیسے آریہ ویدوں کو بتاتے ہیں اُس کے خیال کے موافق قیامت قریب ہے اور قرآن میں جو نشانیاں بتائی گئی ہیں اون کی تاویلیں اس طرح کی جاتی ہیں +

نہریں نکلنے کے سبب سے دریا خشک ہوتے جارہے ہیں۔ بچہ دار اونٹنیاں حقارت سے دیکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ لوگ نہایت تیزی کے ساتھ ریل پر سفر کر سکتے ہیں +

اگرچہ یہ مُلّا مذہبی جنگ کے خلاف ہے مگر عیسائیت ہندو مذہب۔ شیعہ مذہب اور انگریزی تعلیم کی تحریک جس کا مرکز علی گڈھ ہے۔ سختی سے مخالفت کرتا ہے +

رفتار زمانہ کا اثر اعلیٰ تعلیم کے پھیلنے سے جبکہ ہندوؤں میں برہمن اپنے مذہبی اثر کو گھٹتا ہوا دیکھ کر اوسے قایم رکھنے اور بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں تعلیمیافتہ مسلمان مذہبی زندگی پر گہرا رنگ چڑھانے اور اوس کو درست کرنیکے سعی میں ہیں۔ شہروں میں قریب قریب ہر مسجد میں مدرسہ ہوتا ہے جہاں مذہب کی ابتدائی تعلیم دیجاتی ہے اور گاؤں میں بھی اکر دورہ کرنیوالے مولوی مقررہ اوقات پر جاتے اور وہاں کے باشندوں کو مذہبی امور کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک آسانی اور خوبی اور ہے اور وہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے کم قیمت رسالے شایع کئے جاتے ہیں۔ جنمیں نماز عربی زبان میں اور اوس کے معنے اور پڑھنے کے طریقے سلیس اردو میں لکھے ہوتے ہیں +

قرآن شریف بھی تمام وکمال اردو میں ترجمہ ہو گیا ہے گو ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہہ ترجمہ عام پسند ہے مگر اسمیں شک نہیں کہ اس کے سبب سے مسلمانوں کی عام جماعت مذہب کے اصلی اور ضروری اصولوں سے آسانی کے ساتھ آگاہ ہو جائے گی۔ اس صوبہ میں اعلیٰ طبقہ کے مسلمانوں میں دو بڑی تحریکیں اس زمانہ میں ہو رہی ہیں۔ سر سیّد احمد خان نے جو کالج علیگڈھ میں قایم کیا ہے اس کا اثر ہر سال چند نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم یافتہ بنا دینے سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا ہے وہ ہندوستان میں اوس ترقی کرنے والی پارٹی کا مرکز خیال کیا جاتا ہے۔ جو جہالت آمیز تعصب کا مخالف ہے اور جو عربی زبان کی بہت سی خوبیاں اور عمدگیاں تسلیم کرنے کے ساتھ ہی یہ سمجھتی ہے۔ کہ موجودہ ضروریات کے لئے وہ بالکل ناکافی ہے۔ اس اصلاح کی تحریک نے لوگوں کو سرسیّد احمد خان کا بہت مخالف بنا دیا اور اونہوں نے زور شور سے اونکی تکفیر کی۔ اُن کی پارٹی کا مضحکہ اوڑانے کے لئے نیچری نام رکھا گیا۔ جس کی اصلیت یہ ہے۔ کہ سائنس کے ایک رسالہ سے جسکا نام نیچر تھا۔ سرسیّد احمد خان اپنے اخبار **تہذیب الاخلاق** میں اقتباس کر کے ترجمہ شایع کیا کرتے تھے پچھلے دس سال کے عرصہ میں ایک نئی جماعت مسلمانوں میں اور قائم ہوئی ہے۔ جس کا نام ندوۃ العلماء ہے مسلمانوں کی مذہبی زندگی اور طرز تمدن میں اصلاح کرنیکے کیلئے مختلف مقامات پر اس کے سالانہ جلسے ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد مسلمانوں کو پچھلی حالت پر واپس لیجانا ہے کیونکہ گو وہ صاف اور پورے طور پر علوم جدیدہ کی مخالفت نہیں کرتی۔ اس کا مقصد اصلی عربی زبان کا پھیلانا ہے۔ اس جماعت کا دوسرا بڑا مقصد اسلام کے مختلف فرقوں کو یکجا کرنا اور سنی اور شیعوں میں باہمی اختلافات مٹا کر اتحاد پیدا کرنا ہے۔ مگر اس پر کوئی راضی نہیں ہوتا۔

میں داخل ہو جاوے گی۔ جہاں عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ جسمانی خوشیاں حاصل ہونگی +

متذکرہ بالا بیان سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ عام مسلمانوں کے عقائد اور افعال بہترین خیالی مذہب کے برخلاف نہیں گو اس پیمانہ سے کسی قدر گرے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ ہندو مذہب میں علاوہ اس بزرگ برتر پر اعتقاد رکھنے کے جس کے ہاتھ میں تمام دنیا کی باگ ہے بیشمار دیوتاؤں پر بھی اعتقاد رکھا جاتا ہے۔ ان کے زیر اثر بہت سے دنیاوی امور خیال کئے جاتے ہیں اور یہ خاص رسومات ادا کرنے سے خوش رکھے جا سکتے ہیں اسی طرح گو عام مسلمان خدا کی وحدانیت اور قادر مطلق ہونے پر عام ہندوؤں سے زیادہ راسخ الاعتقاد ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے اعتقاد ایسے ہوتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی وہ بعض متبرک مقامات پر نذر چڑھانے اور نیاز دلانے کو دنیاوی فوائد حاصل ہونے کے لئے مفید اور مستحکم ذریعہ سمجھتے ہیں +

مثلاً بھرائچ میں سید سالار مسعود غازی کے مزار پر بہت سے ہندو اور مسلمان اولاد یا خاندانی قضیوں کے تصفیہ کی دعا رمانگنے کے لئے جاتے ہیں + شیخ سدو کا مزار امروہہ میں بیماریوں سے شفا حاصل ہونیکے لئے اور شاہ مینا کا مزار لکھنؤ میں قانونی مشکلات حل کرنے کے لئے مشہور ہے۔ ان تینوں مزاروں میں سے ہر ایک کے لئے ایک خاص نذر مقرر ہے۔ مثلاً اول کے لئے بلند کرتا ہوا جھنڈا۔ دوسرے کے لئے مرغا اور تیسرے کے لئے کپڑے کی چادر مقرر نذریں ہیں + ان کے علاوہ مشہور مزار حضرت بہاؤ الدین مدار شاہ کا مکن پور اور حضرت شاہ علاء الدین صابر کا پیران کلیر میں ہے۔ تعلیمیافتہ مسلمان بھی ایک حد تک ان مشہور اور مقدس مقامات کی زیارت کو بہتر اور مفید خیال کرتے ہیں لیکن اسقدر فرق ہے کہ تعلیمیافتہ محض روحانی اور عام لوگ محض دنیاوی فوائد کے خیال سے ان زیارتوں کے لئے زحمت سفر اٹھاتے ہیں۔ وبا کے دنوں میں عام طور پر روپیہ اور آٹا جمع کر کے غربا کو تقسیم کیا جاتا ہے اور مکانات کی چھتوں پر چڑھ کر رات کے وقت اذانیں کہی جاتی ہیں اور قرآنی آیتیں لکھ کر دروازوں پر چسپاں کی جاتی ہیں قحط کے زمانہ میں عموماً خاص نماز پڑھنے کے لئے لوگ عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں اعلیٰ تعلیمیافتہ مسلمان بھی بعض مصیبت یا تکلیف کے موقعوں پر حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی بغدادی یا حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری سے دعا رمانگتے ہیں ایک دوسری رسم جو مسلمانوں میں باعث ثواب سمجھی جاتی ہے وہ کسی مولوی صاحب کو مولود شریف پڑھنے کے لئے کچھ نذر کرنا ہے۔ مولود شریف میں پیغمبر صاحب کی ولادت کا حال ہوتا ہے جو عربی میں پڑھا جاتا ہے۔ اور حاضرین کو اُس کے معنے اور مطالب اردو میں سمجھائے جاتے ہیں۔ شیعوں میں مولود شریف کے بجائے مجلس عزا کی جاتی ہے۔ جس میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے حالات بیان کئے جاتے ہیں +

(باقی آئندہ)

اسلام اور ہندو مذہب میں مشابہت

مشہور اور مقدس بزرگوں کے مزاروں پر زیارت کی غرض سے جانے کا طریقہ صرف ہندوستان کے عام مسلمانوں ہی میں جاری نہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر رسئین نے ترکستان کے حالات میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے مشہور معبدگاہ اکثر بودہ معبدگاہوں کے قریب یا اُس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر واقع ہیں۔ اسی طرح ہندو مذہب کے بھی غالباً اکثر مقدس مقامات ہندو مذہب کے جاری ہونے کے پہلے سے مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ متذکرہ بالا دستوروں سے یہہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جن کی ایک جماعت کثیر نومسلم والدین کی اولاد ہے اسلام کی تعلیم کو غیر مکمل طریقہ میں مانا ہیں۔ نہ یہ کہ اون کے طریقے اس کے قطعی خلاف ہیں +

جو لوگ ہندوستان سے مسلمان ہوئے ہیں یا جن کے والدین خوش ہوئے ہیں اُنمیں اور نیز مسلمان راجپوتوں میں بہت سی مذہبی ہندووانہ رسومات آج تک قائم ہیں۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں +

بچہ پیدا ہونے کے وقت زائچہ تیار کرایا جاتا ہے اور شادی کے وقت اُس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ آپس میں رشتہ داروں کی شادی کے قواعد بالکل ہندووانی ہیں۔ نکاح کی رسم ادا ہونے کے بعد پنڈت اُسے مضبوط کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے اور نیز بچوں کے نام رکھنے میں پنڈت سے مشورہ کیا جاتا ہے +

ہندو کے اس خیال کی موت سے ناپاکی پیدا ہوتی ہے۔ بہت سختی سے پابندی کیجاتی ہے گھر میں دو تین روز تک کھانا نہیں پکایا جاتا۔ اور دوست یا عزیز جو دوسرے مکانات میں رہتے ہیں۔ اپنے گھر سے کھانا پکوا کر لاتے ہیں +

کپڑوں کا ایک جوڑہ تیار کرتے کسی مُلا کی نذر کیا جاتا ہے۔ اور موت کے بعد چالیس روز تک لحد پر چراغ جلایا جاتا ہے۔ بعض مثالیں ایسی بھی موجود ہیں کہ اسلام کے مقررہ طریقوں میں ہندوؤں کے میل جول کی وجہ سے ایک بڑا فرق پیدا ہو گیا ہے +

شب برات ایک تہوار ہے جو شعبان کی چودہویں شب کو ہوتا ہے اور جس میں خدا اور تمام پیغمبروں اور اون کی اولاد کے نام پر غربا کو خیرات دیجاتی ہے +

ہندوستان کے مسلمانوں نے اس دایرہ کو بہت وسیع کر لیا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس خیرات سے اُن کے خاندان کی تمام متوفی لوگوں کی روحوں کو ثواب پہنچتا ہے اور بعض لوگوں کا تو یہاں تک عقیدہ ہے کہ اگر یہ رسم ادا نہ کی گئی تو روحوں کو بہشت میں گھسنے کی اجازت نہ ملے گی اور اون پر عذاب ہو گا +

شادی بیوگان اگر خیالی طور پر جائز رکھی گئی ہے لیکن در اصل عام رائے اُس کے خلاف ہے گو مسٹر ویلر سینیر کی اوس نصیحت سے جو اونہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی۔ عام خیالات کا ایک صاف عکس ہمارے دل پر پڑتا ہو لیکن غالباً ایسا ہوا ہے کہ ہندوؤں میں شادی بیوگان کی راہ مسدود ہونے کا ایک بڑا اثر مسلمانوں پر بھی پڑا ہے +

اس کے علاوہ بہت سے امور ہیں مثل آپس کی شادی۔ حقہ اور خورد و نوش جس میں ہندوؤں کا اثر مسلمانوں پر نمایاں طور سے پڑا ہے +

میرے اجلاس میں ایک مرتبہ ایک فوجداری کے مقدمہ میں ایک مسلمان گواہ کو جس کے بہت سخت چوٹ لگتی تھی۔ گواہی دینے کی حالت میں غش آگیا اور جب پانی منگوایا گیا تو اس نے پینے سے اس سبب سے انکار کیا کہ شاید یہ گلاس کافر کے منہ سے چھو گیا ہو۔ مرحوم سر سید احمد خاں نے مجھ سے کہا تھا کہ "اپنی جوانی میں میں نے ایک مرتبہ یہ خیالات ظاہر کئے تھے کہ عیسائیوں کے ساتھ اُس وقت تک کھانا کھانے میں کچھ ہرج نہیں جب تک اوس کے دسترخوان پر ناجائز چیزیں نہ ہوں۔ اور اوس پر لوگوں نے مجھ پر نہایت سخت حملے کئے۔ اور اب بھی گو اعلیٰ تعلیمیافتہ مسلمان اس سختی کو نہیں برتتے تاہم ایسے لوگوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے جو یورپین سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ دہو ڈالتے ہیں" +

یہ تمام رواج دیگر ممالک اسلامی کے بالکل خلاف ہیں کیونکہ ایران میں میں نے اپنے میزبان کے ساتھ ایک ہی رکابی میں اپنی انگلیوں سے کھانا کھایا ہے اور میں اون کے حقہ کے دور اور وہ میرے سگار کے دور میں یکساں شریک ہوئے +

مختلف فرقے اس صوبہ میں مسلمانوں کے بڑے بڑے فرقے دو ہیں۔ اول سنی جن کی تعداد ۶۴ لاکھ ۳۰ ہزار ۷ سو ۶۶ ہے دوم شیعہ جنکی تعداد ایک لاکھ ۸۲ ہزار ۲ سو ۸ ہے انکے علاوہ ۶۴ ہزار ۲ سو ۲ و بھنگی ہیں جنہوں نے باوجود مسلمان ہونے کے یہ لکھوایا ہے کہ ہم لال بیگی کی پرستش کرتے ہیں +

اگر ہم ایک ہزار مسلمان لیں تو اُس میں سے

ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا۔ کہ مسلمانوں کی مختلف جماعتیں مختلف گناہوں کو مذہب کے پیمانہ سے کسقدر کم معیوب سمجھتی ہیں لیکن اس نقشہ سے یہ نتیجہ نکالنا محض غلط ہوگا کہ جو گناہ کم معیوب سمجھے جاتے ہیں وہ قوم میں کثرت سے مروج ہیں میرے خیال میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ لوگ ایک کام کو کرتے ہیں اور دوسروں کے سامنے یا خود تنہائی میں اسکی برائی کرتے ہیں۔ نیز ذیل اعداد کو ممکن ہے کہ بعض صاحب محض خیالی بات سمجھیں مگر میرے نزدیک یہ قریب قریب صحیح ہیں اور ان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مختلف گناہوں کو مختلف جماعتیں کہاں تک معیوب سمجھتی ہیں۔

مسلمانوں کی مختلف جماعتیں ان گناہوں کو مذہب سے کسقدر کم معیوب سمجھتی ہیں

نام گناہ	[illegible]	پکے مذہبی	امراء	عام لوگ	انگریزی تعلیم یافتہ
ترک نماز	۱۰۰	۹۹	۳۰	۶۰	۱۰
ترک روزہ	۱۰۰	۹۹	۳۰	۴۰	۲۰
سور کا گوشت کھانا	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۹۹
شراب خوری	۱۰۰	۱۰۰	۵۰	۸۰	۲۰
افیون کھانا	۱۰۰	۶۰	۶۰	۲۰	۱۰۰
ڈاڑھی منڈوانا	۱۰۰	۱۰۰	۸۰	۸۰	۱۰۰
سود لینا	۱۰۰	۹۹	۲۰	۶۰	۰
سود دینا	۱۰۰	۶۰	۰	۰	۰
جھوٹی شہادت دینا	۱۰۰	۹۵	۹۰	۱۰	۱۰۰
قرآن پر سچی قسم کھا کر توڑ دینا	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	قابل کوئی ...
رشوت لینا	۱۰۰	۹۰	۸۰	۳۰	۹۵
رشوت دینا	۱۰۰	۵۰	۵۰	۵	۹۵
رشتہ داروں سے زناکاری	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
غیر کی بی بی سے زناکاری	۱۰۰	۱۰۰	۸۰	۹۰	۹۵
[illegible]	۱۰۰	۱۰۰	۵۰	۹۰	۱۰۰
[illegible]	۱۰۰	۱۰۰	۲۰	۵۰	۹۵
[illegible]	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۵۰	۶۰
ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا	۰	۳۰	۴۰	۹۰	۹۹
طلاق ۵	۰	۳۰	۹۹	۹۰	۱۰۰

۵) اگر کوئی شخص اسکے متعلق جو قیود مذہب نے رکھی ہیں ... خلاف کرے تو سخت سزا کا مستوجب ہو سکتا ہے۔

۵ طلاق عام طور پر وحشیانہ حرکت سمجھی جاتی ہے ایک عورت جسکو طلاق دیجاتی ہے۔ ننگ خاندان سمجھی جاتی ہے۔ اور چونکہ شادی کا عزیز دشتہ ہوتی ہیں اس لیے دولہا اور دولہن دونوں کے خاندان کی ذلت طلاق سے ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ کثیر تعداد مہر کی اور عورت کو دوبارہ عمدہ شوہر ملنے کی امید نہ ہونا طلاق کے روکنے کے دوسرے مفید ذریعے ہیں۔

عیسائیت کا تشبث بالحشیش

عیسائی مذہب کی ناکامی اور نامرادی نے ایسے مختلف پہلو بدلنے پر مجبور کیا ہوا ہے جب ہندوستان کی شریف قوموں میں کامیاب نہ ہوسکے تو آخر ڈوموں میں عیسائیت کے پھیلانے کی کوشش کی گئی پھر ہمیں یاد ہے کہ بمبئی میں ایک مڈنائٹ مشن (آدھی رات کا مشن) قائم ہوا تھا اسکے ذریعہ غالباً ان تاریک بازاروں میں کام لیا جاتا تھا جو حرامکاری کے لیے مخصوص ہیں اور اب مدراس میں کوشش کی جارہی ہے کہ ناچنے گانیوالی عورتوں کو عیسائی بنائیں اور انکو اخلاقی حلقہ میں کھینچ لائیں + یہ ساری کوششیں عیسائیت کی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہے کی مصداق ہیں تاہم اگر عیسائی اس قوم میں بھی بشرطیکہ یہی مقصد ہو کامیاب ہو جائیں تو ایک حد تک مفید بات ہے لیکن مشکل تو یہ پڑی ہوئی ہے کہ نفس ناچ تو عیسائی ہو کر بھی بند نہ ہوگا عیسائیوں کو چاہئے کہ پہلے اپنے گھروں میں بال وغیرہ کے مہذب ناچ کو بند کرنیکی کوشش کریں جسکے دیکھنے کو معمولی عیسائی سے لیکر مقدس بشپ تک جائز سمجھتے ہیں ہاں اگر ان ناچنے گانے والی عورتوں کے عیسائی بنانے سے یہ غرض ہے کہ چونکہ وہ اپنے پیشہ میں استاد اور طاق ہوتی ہیں اور عجیب وغریب مکر وحیلے انہیں خوب آتے ہیں کے پھانسنے کے یاد ہوتے ہیں تو کچھ شک نہیں کہ وہ مشنری ورک میں بڑی مدد و معاون ثابت ہوں گی۔ لیکن ہر حالت میں یہ کوشش عیسائیت کے لیے مفید اور موزوں ثابت ہوتی نظر نہیں آتی۔

دعوی الوہیت مسیح بے دلیل ہے

یسوع کی الوہیت کی دلیل نصاریٰ کے ہاتھ میں کیا ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یہ مقولہ انتہا تجربہ شدہ ہے اور دنیا میں حق اور باطل کا بڑا عجیب معیار ہے الوہیت کی شناخت تو آپکے کاموں سے ... کوئی خوارق العادت کام اور خارق عادت قدرت ... ظاہر ہوتا تو شاید کہ ... ممتاز اور حیرت انگیز ... مدد ... آپکی ... کرنے کے لیے جگہ نکل آتی۔ ...

سننے کی لافوں اور فضولیوں سے تو کسیکو کوئی رتبہ نہیں دلایا اور نہ بیہودہ لاف گاف کوئی عظمت کا مستحق بنانیکی صلاحیت رکھتی ہے ہزاروں مجنوں سُننے سے کیا کچھ نہیں کتنے خدا بنتے کرہ زمین کے مطلق العنان بادشاہ ... بنتے اور کیا کیا بکتے ہیں مگر معیار عمل اور محک امتحان آخر دکھا دیتی ہے کہ پاگل ہیں یسوع کے منہ کے لاکھوں دعوی ہوں اور سننے کی باتوں سے وہ کیا کچھ نہ بنا ہو (اگرچہ ہم مانتے ہیں کہ بات کی انکی کوئی خوارق العادت نہیں۔ ... کی ناحق کھینچ تان کر بات کو کہیں سے کہیں لیجاتے ہیں) مگر کوئی عمل دکھاؤ اور واقعات سے کوئی نظیر لاؤ کہ گردنیں خودبخود اسکے آگے جھک جائیں عقیدہ اور ذاتی مفروضات تو کوئی شے نہیں

یسوع ناکام رہا

یسوع اپنے مشن میں ناکام رہنے کے پورے معنوں میں نامراد رہے ذلت وشکست کے خمیر روز بسر کرکے آخر گمنام ہو جائے اور موت قریب اور مغلوبانہ نفلوب ہیں یہی یہ شان کہ وہ دو چار شخص جو ایمان لائے امتحان میں وہی فیل ہو جائیں اور تعلیم بھی ساری کی ساری خصوصاً وہ پہاڑی وعظ ... ناقابل عمل پہاڑی وعظ بھی حرفاً تالمود کی نقل ہو اور آپ کا کام (معجزات) بھی وہی توریت کے نبیوں کے کام یا انکی نقل ہوں اسپر بھی وہ قادر مطلق خدا اور رب یسوع مسیح اور جلال کے تخت کا شاہزادہ ہو۔

آنحضرت صلعم پورے پورے کامیاب ہوئے اور آپکی پر زور تحدی

اور پورے معنوں میں کامیاب بامراد انسان جسکی کامیابی کا نظیر لانے سے تاریخ عالم بھی ساکت ہے وہ جسکا اسوقت جبکہ وہ ناتوان بیکس اور بیجاہ وحشم تھا اور ہر قسم کے استخفاف واستحقار قوم کا نشانہ بنا ہوا تھا بڑی حیرت انگیز تحدی سے دعویٰ کیا انی رسول اللہ الیکم جمیعًا الذی لہ ملک السموات والارض یعنی میں تم سبکی طرف اُس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہمیں صاف سمجھا دیا کہ یقیناً آسمان میری تائید میں ہوگا اور طبقات سماوات جو جو برکات زمین پر نازل ہوتی ہیں وہ سب میرے لیے ہونگی اور میرے مخالف آسمان کی تقدیروں اور مصائب کا ہدف بنیں گی اور الارض یعنی اول بالذات اس سرزمین کی حکومت میرے قبضہ میں رہیگی اور میرے مخالف اسکی سطح پر سے اُٹھا دیے جائیں گے اور یہ دعوی کیا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم اسکے آخر میں یہ دعوی کیا فلیدع

پیشگوئی کا فلسفہ

از حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب

سلمہ ربہ

پیشگوئی ایسا سائنس ہے جسکی اصطلاحیں استعارات و کنایات ہوتی ہیں۔ ابہام و احتمال اور ذی الوجوہ ہونا انکی ترکیب کا لازمہ ہوتا ہے۔ ایک شخص کی کشفی آنکھ عالم مثال میں معانی کی صور کو مشاہدہ کر رہی ہے وہ اُن حقائق و کیفیات کو عالم محسوسات کے دائرہ نشینوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔ اس لئے لامحالہ اُسے تمثیلوں اور استعاروں سے کام لینا پڑتا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خواب میں ایک شے از قبیل مادیات نظر آتی ہے اور تعبیر اُس کی کیفیات سے ہوتی ہے۔ جیسے جناب ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھایا گیا کہ آپنے اس قدر دودھ پیا کہ اسکی تری آپکے ناخنوں سے نکل پڑی اور اُس کا بقیہ آپنے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا سو اسکی تاویل آپنے **علم** سے فرمائی۔ اور بعض دفعہ اشیاء مادیہ دکھائی جاتی ہیں لیکن تاویل وقوع کے وقت اُنکی صورت کو ادنیٰ مشابہت بھی اصل دکہائی گئی شے سے نہیں ہوتی بلکہ کلی مغائرت ہوتی ہے۔ اُسکی مثال جناب یوسف علیہ السلام کا خواب ہے جو ایام طفولیت میں اُنہیں دکہایا گیا کہ گیارہ ستارے اور چاند سورج اُن کے آگے ڈنڈوت کر رہے ہیں۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تخت مصر پر متمکن کیا اور قحط نے کنعان میں جناب یعقوب علیہ السلام اور اُنکی اولاد کو مجبور کیا کہ وہ عزیز مصر کے حضور جاکر رفع تکالیف کی التجا کریں۔ وہ گئے اور بادشاہ کے بارعب تخت کے سامنے اپنے گیارہ بیٹوں سمیت بڑے ادب سے مجرا بجا لائے۔ اور اُس وقت جناب یوسف نے شدت خوشی سے وجد میں آکر کہا **ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا۔**

شیخ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے تذکرہ میں آپکا ایک دلچسپ خواب لکھا ہے جو ہمارے بیان کی پوری تائید کرتا ہے۔

ولما دخل بجایۃ فی رمضان سنہ ۵۹۷ قال رایت لیلۃ فی التاریخ المذکور انی نکحت نجوم السماء کلھا فما بقی منھا نجم الا نکحتہ بلذۃ عظیمۃ روحانیۃ ثم لما کملت نکاح النجوم اعطیت الحروف فنکحتھا فعرضت رؤیای ھذہ علی من عرضھا علی رجل عارف بالرؤیا بصیر بھا وقلت للذی عرضتھا علیہ لا تذکرنی فلما ذکر لہ الرؤیا استعظمھا وقال ھذہ ھو البحر الذی لا یدرک قعرہ صاحب ھذہ الرؤیا یفتح لہ من علوم العلویۃ وعلوم الاسرار وخواص الکواکب ما لا یکون فیہ احد من اھل زمانہ۔

(اور رجب سنہ ۵۹۷ میں حضرت شیخ صاحب بجایہ میں وارد ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اُسی رات میں نے دیکھا کہ مینے آسمان کے سارے ستاروں سے مجامعت کی۔ کوئی ستارہ باقی نہ رہا جس سے بڑی روحانی لذت کے ساتھ مینے جماع نہ کیا جب یہ معاملہ ختم ہوا تب میرے سامنے حروف پیش کئے گئے اور مینے اُن سے جماع کیا۔ مینے یہ رویا ایک شخص کو سنائی اُس نے ایسے شخص کے آگے پیش کی جو علم التعبیر کا عالم اور عارف تھا۔ مینے اُسے یہ بھی کہہ رکھا تھا کہ دیکھنا میرا نام نہ لینا کہ یہ فلاں شخص کی رویا ہے۔ اُس عالم آدمی نے اس رویا کو سنکر بہت ہی گرامی قدر سمجھا اور کہا یہ ایسا سمندر ہے جسکی تہ تک کوئی پہونچ نہیں سکتا۔ اس خواب والے شخص پر آسمانی علوم۔ اسرار کے علوم۔ اور ستاروں کے خواص کھولے جائیں گے اور یہ رتبہ اسکے ہمعصروں سے کسی کو بھی میسر نہ ہوگا۔)

اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ مادہ رکھا ہے۔ ہر ایک انسان کے پاس اسبات کے یقین کرنے کی کافی وجوہات ہیں کہ عالم خواب ایک عجیب عالم ہوتا ہے جو سراسر تمثیلات۔ استعارات اور کنایات اور تخیلات سے بھرا ہوتا ہے۔ دکھایا کچھ جاتا ہے اور وقوع میں کچھ آتا ہے۔ بقدر استعداد کے کم و بیش ہر ایک انسان صحیح خواب دیکھنے کی صلاحیت رکہتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اس لطیف سائنس سے بہت تھوڑے واقف ہوتے ہیں۔ مگر عدم واقفیت سے کسی شے کا محض بطلان لازم نہیں آتا۔ ہر شاخ علم کا دنیا میں یہی حال ہے۔ الناس اعداء ما جھلوا نہایت درست قول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کی صداقتوں کے اثبات کے لئے اور اقلاً انبیاء کے عجائب احوال کے روبرو سر تسلیم خم کرانے کے لئے فطرت انسانی میں خواب کا عالم ودیعت رکھ دیا ہے۔

یہی قوی دلیل ہے جسکی راہنمائی کی مدد سے سلیم الفطرت انسان نے انبیاء علیہم السلام کی رویاء و مکاشفات کو تسلیم کیا ہے۔ کسی پر یہ حالت واقع ہو نہ ہو مگر اُس نے اسی قانون قدرت کے موافق اور ممکن الوقوع ضرور مانا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رویائے صالحہ بھی اجزائے نبوت سے ہے۔ چنانچہ حضرت صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا و ارضاہا فرماتی ہیں۔ اول ما بدء بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رویا الا جاءت مثل فلق الصبح۔ یعنے آنحضرت صلعم کی وحی کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپ کو پہلے خواب میں ٹھیک ٹھیک رویا دکھائی دینے لگی ہر ایک رویا کی تعبیر و تاویل روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہوتی تھی۔ اب اس امر میں تو کچھ شبہ نہ رہا کہ رویا ضرور ایک واقعی عالم ہے اور اُس کے عجائبات و غرائبات کی کچھ انتہا نہیں۔ پیشگوئی میں بھی چونکہ یہ بھی رویا کے سلسلے سے ہوتی ہے لاانتہا عجائبات مگر از قبیل بیان و نغزہ مندرج ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ خود نبی یا ولی کو بھی جو صاحب الرویا ہے مفصلاً و محققاً اُسکے مطالب و معانی پر اطلاع ہو۔ چنانچہ جناب یوسف صدیق علیہ السلام کو اس خواب کا ٹھیک ٹھیک ذائقہ تو اُسی وقت آیا جب اُسکی حقیقی تاویل ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ بعض اوقات اُن حوادث و وقائع کی جو اس عالم کون و فساد میں واقع ہونیوالی ہوتی ہیں۔ عالم مثال میں اجمالی صورت پیدا کر دیتا ہے اور اپنی ایک خاص حکمت کے اظہار کے لئے اپنے خاص بندوں کو اسپر مطلع فرما دیتا ہے۔ وہ لوگ سینکڑوں اور کبھی ہزاروں برس بعد وقوع ہونے والے واقعات کو عجیب عجیب استعارات کے پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔

یہ کہنا کہ پیشگوئیوں کے الفاظ اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہونے چاہیئے سخت جہالت کی بات ہے۔ کتب سماوی پر نظر ڈالنے سے صاف کُھل جاتا ہے کہ انبیائے سابقین کن کن پیرائیوں میں پیش گوئیاں بیان کرتے تھے۔ چونکہ اب تو اکثر اُنکی پیشگوئیاں ظہور میں آچکی ہیں اسلئے اُنکے مصداق و تاویلات کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ہمارے بھائی اہل اسلام کو جو اپنی کوتہ حوصلگی سے کتب سابقہ کیطرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنا گوارا نہیں کرتے (اور حقیقت میں یہی باعث ہے کہ انہیں انبیاء کے طرز کلام سے کچھ بھی واقفیت نہیں اور قرآن کریم کے اکثر قصص و ایام کی حقایق سے محض ناآشنا ہیں) کوئی ہی وقت نہ رہے گی۔

(۱) حضرت یسعیاہ نبی علیہ السلام اپنی درماندہ اور شکستہ حال قوم کو تسلی دیتے وقت یہ پیشگوئی فرماتے ہیں "وہ تیرے مردے جی اُٹھیں گے۔ اُنکی لاشیں اُٹھ کھڑی ہوں گی۔ تم جو خاک میں بسے ہو جاگو اور گاؤ کیونکہ تیری اُوس اُس اوس کی مانند ہے جو نباتات پر پڑتی اور زمین مردوں کو جنین ڈالے گی" ۲۶ - باب ۲۶

ہمارے ظاہر پرست اور تفسیر احادیث کا دعویٰ کرنے والے نشان زدہ فقرات پر غور کریں کیا اُن سے وہی حقیقت مراد ہے جو ظاہر الفاظ سے نکلتی ہے؟۔

(۲) الف۔ ہاں بادشاہوں کی چھاتی سے دودھ چوسے گی۔

(ب) آگے تیری روشنی دن کو سورج سے یا اور رات کو تیری چاندنی چاند سے نہ ہوگی بلکہ خداوند تیرا ابدی نور اور تیرا خدا تیرا جلال ہوگا۔

(ج) تیرا سورج پھر کبھی نہ ڈھلے گا۔ اور تیرے چاند کا

زوال نہ ہوگا (باب ۶۰)

ہمارے غریبی طبع اصحاب ظاہر غور کریں اور نمبر (ج) والی پیشگوئی پر گہری نگاہ ڈالیں کہ کیا واقعی سورج کا نہ ڈھلنا اور چاند کا زوال نہ ہونا اپنے ظاہر پر حمل کیا جاویگا یا انکی حقیقت کچھ اور ہے۔

(۳) اُسوقت بھیڑیا برّہ کے ساتھ رہے گا اور چیتا حلوان کے ساتھ بیٹھے گا اور بچھیا شیر بچہ اور پلا ہوا بیل ملے جُلے رہیں گے۔ اور ننھا بچہ انکی پیش روی کریگا۔ گائے اور ریچھنی ملکے چریں گی اُن کے بچے ملے جُلے بیٹھیں گے اور شیر ببر بیل کی طرح بھوسا کھائے گا۔ اور وہ لڑکا جسکا دودھ چھڑایا گیا ہوگا کالے ناگ کی بانبی میں ہاتھ ڈالے گا (یسعیا باب ۱۱-۷-۸)

ہم نہیں سمجھتے کہ ہمارے علماء جنہوں نے بڑی دانشمندی سے اہل الحق والتحقیق کا نام مؤتین رکھا ہوا ہے ان الفاظ کے کیا معنی قرار دینگے۔ وہ یاد رکھیں کہ ایک عالم ان پیشگوئیوں کو حق مانتا چلا آیا ہے مگر کیا کسی نے ان الفاظ کے ظاہری معنے لینے کی جرأت کی ہے؟ اور کر کیونکر سکتا ہے؟ قدرت کا قانون اُسے صاف جھٹلانے کو تیار ہے۔

غرض پیشگوئی سربستہ راز اور معمّا ہوتی ہے اس کا حل وانکشاف بجز اہل کشف والہام کے اور کوئی کیا کرسکتا ہے؟ بعینہ جیسے خواب کی تاویل سوائے اہل بصیرت کے دوسرے پر کھل نہیں سکتی۔ اور عوام بلکہ اس زمانہ کے بعض خواص علوم مغربی کی کورانہ تقلید کے باعث عالم رویا اور پیشگوئی کو خواب پریشان اور بے حقیقت محض کہکر ٹھٹھے میں اُڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں فہم عطا فرمائے اور انہیں توفیق دے کہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں۔

ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پیشگوئی مثیل مسیح کی نسبت فرمائی ہے اور جسے استعارہ کیطور پر **ابن مریم** کرکے کہا گیا ہے ہمارے علماء اندھی اونٹنی کی طرح اُسکی معانی کی تشریحات کے میدان سرگردان ہو رہے ہیں۔ اگر وہ ذرا بھی غور کرتے تو ابن مریم کا لفظ اُنکی راہ میں ٹھوکر کا پتھر نہ بن جاتا۔ ملابست تامہ اور شدید مشابہت ظاہر کرنے کیلئے **صاحب رویا** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حرف تشبیہ کو اُڑا کر صرف مشبہ بہ کے ذکر پر اکتفا فرماتا ہے۔

بایں معنے کہ وہ آنیوالا شخص سیرت میں ایسا مشابہ ومماثل ابن مریم سے ہوگا کہ گویا خود **ابن مریم** ہی ہوگا۔ نہایت صاف بات ہے۔ معلوم نہیں اس میں کیا غرابت ہے؟۔ اصل یہ ہے کہ انہیں اس اعتقاد نے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مع جسد زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور پھر وہی بذات خاص تشریف لاویں گے۔ حقایق کے فہم سے معطل کر دیا ہے۔ ہمیں بالکل فضول اور محض غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس امر پر لمبی بحث چھیڑیں۔ اب ایسی بلاہت اور کور خردی کا وقت نہیں ہے۔ کہ تعلیم یافتہ قوم اس بے ثبوت بات پر

جاں

کچھ بھی توجہ کرے معلوم نہیں کہ شیعوں کے امام مہدی کیطرح جو محض معطل ہاتھ پر ہاتھ دھرے کسی غار میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے ان علماء کا خیالی مسیحا بے کار آسمان پر بیٹھا کیا کرتا ہے اور برسوں ہوگئے صفت نبوت سے کچھ بھی کام نہیں لیتا۔ اُمت محمدی لاانتہا فتن ومصائب میں مبتلا ہوئی۔ بیسیوں رستخیزیں اس پر نازل ہوئیں اس کے سکھو کر ہا صلحا وعلما قتل کئے گئے۔ شہر پر شہر ان سے چھینے گئے۔ رہا سہا دین تھا سو وہ بھی لٹ گیا ہے تباہئی بغداد کے اُس خطرناک ہنگامے کے غوغائے عظیم سے بھی جس میں عالموں صالحوں۔ زاہدوں۔ بڈھوں جوانوں۔ یتیموں۔ بیواؤں کی شور وشیون نے قیامت کی تاثیر پیدا کر دی تھی۔ انکی آہوں کے تیر آسمانوں کو چیر کہیں کے کہیں نکل گئے تھے مگر **حضرت مسیح** نہ جاگتے تھے نہ جاگے!!!

انکی عقلوں پر معلوم نہیں کیا پتھر پڑ گئے ہیں کہ آریوں کی طرح خدا کو محدود در ارواح کا خالق اعتقاد کر رکھا ہے۔ انکے نزدیک اور کسی روح جدید کے پیدا کرنے پر وہ قادر نہیں!۔ گو انہوں نے مہربانی کرکے اتنی رعایت ضرور کی کہ اُس طرح اور اُن معنوں میں تناسخ کے قایل نہ ہوئے مگر ایک دوسری طرز میں کام وہی کیا۔ ارے بھائیو سوچو خدا انہیں سمجھ عطا کرے! اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ ایک شخص کو اتنی مدت تک کسی کام کے لئے محفوظ (ریزرو) رکھ چھوڑا ہے

اُس خاصیت اور قابلیت کا کوئی اور انسان وہ خلق نہیں کرسکتا؟۔ اگر اُسکی حکمت کا ایسا تقاضا ہوتا اور اُسکی عادت یوں جاری ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل واکمل اس غرض سے سرانجام کے لئے اور کون ہوسکتا تھا جنہوں نے اپنی پہلی زندگی میں ہی دکھا دیا کہ دنیا میں وہ بڑے بڑے کام کرنے کی کامل صلاحیت رکھتے تھے اور انہوں نے ہزاروں فوق العادۃ کام کر بھی دکھائے۔ **حضرت مسیح** نے اپنی پہلی زندگی میں کیا کیا کہ پھر انہیں دوبارہ دنیا میں آنے کی خاطر محفوظ اور آمادہ رکھا جاتا!!!

تعالیٰ شانہ عما یقولون علواً کبیراً۔

ہمیں ارمان ہی لگا رہتا ہے کہ کاش ہمارے اُس سردار کو (صلی اللہ علیہ وسلم) دو تین سو برس کی نہ سہی کوئی سو ہی برس کی زندگی مل جاتی نہیں تو انکے ارشد جانشین حضرت فاروق کو ہی کوئی اور دس بیس برس کی مہلت عطا ہوتی کہ شاید اور بڑے بڑے کام اُنسے ظہور میں آتے۔ یہاں تو خداوندی امر نے ایک ساعت کے لئے بھی دم نہ لینے دیا حالانکہ ثابت ہو چکا تھا کہ وہ کام کے آدمی تھے مگر تعجب ہے اور سخت حیرت ہے کہ ایک بیدست وپا انسان کو سینکڑوں برس کی دراز زندگی ملی ہے اور پھر بے فائدہ!

یہ عجب مغالطہ ہے کہ سلف سے کوئی اس طرف

نہیں گیا۔ ہمنے جہانتک اس قول پر غور کی ہے ہماری سمجھ میں اسکا کبھی بھی کچھ مفہوم نہیں آیا۔ گذشتہ ائمہ کیا عالم الغیب تھے؟ کیا ہر قسم کی نئی نئی پیدا ہونیوالی تحقیقات اور متجدد ضروریات کا اسوقت انکو اجمالی یا تفصیلی علم تھا؟ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ کرنا سراسر قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت ہر ایک کے سامنے کھلا ہوا ہے۔ ایام قدیم کے حکماء وموجدین کو کیوں ایسے اسباب نہ مل گئے کہ وہ زمانہ حال یا استقبال کے حکما وموجدین کے لئے کوئی بھی ایجاد واختراع باقی نہ چھوڑ جاتے اور نیچر یکدفعہ ہی اپنے تمام مدفونات ومکنونات اُگل کر اُنکے آگے دہر دیتی۔ مگر عادت اللہ نے دکھا دیا ہے کہ ایسا نہ ہونا اس کے تقاضا ومشیت کے خلاف ہے اُس نے ایسا ہی مقدر کر رکھا ہے کہ ہر شے بتدریج اور اپنے وقت پر ظہور میں آتی ہے۔ جسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ گو یہ وسیع کائنات ہر آنکھ کے سامنے کھلی ہوئی ہے مگر بایں ہمہ ہر شخص علت ومعلول۔ سبب ومسبب کے رشتہ سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک کا ذہن جزئیات سے کلیات کی جانب منتقل نہیں ہوسکتا۔ جسکا نتیجہ مشاہدہ میں عیاں ہے کہ ہر ایک شخص ایجاد واختراع پر قادر نہیں ہوسکتا۔ لاکھوں کروڑوں جید عقلا گذر گئے اور اس عصر میں بھی موجود تھے مگر انجن کی ایجاد کا دہری فخر حکیم مطلق نے شیفن صاحب کو ہی بخشا۔ یہی حال تمام مخترعات کا ہے کہ ضرورت کیوقت خاص خاص شخصوں کو ملتازم مناسبتوں کے باعث خاص خاص ایجادوں کا الہام ہوتا ہے۔ بعینہ یہی حال اُس کلام پاک کا ہے۔ قرآن کریم اس کائنات سے بھی زیادہ دقائق وخزائن اسرار سے بھرا ہوا ہے۔ وہ بظاہر اس کائنات کے ظاہری نظاروں کی طرح ہر عام وخاص کی آنکھ کے سامنے یکساں کھلا ہوا ہے۔ مگر اُسی عادت اللہ کے موافق لاکھوں میں کوئی ایک ایسا مبعوث ہوتا ہے جسے اُسکے حقیقی مفسر ہونیکا استحقاق فخر حاصل ہوتا ہے اور اسطرح گو لاانتہا ویسے مفسر ہوتے چلے جائیں کلام الٰہی کے اسرار وحقائق کا ذخیرہ ختم ہو جانا قطعاً محالات سے ہے **ما نفدت کلمات اللہ** حق اور صدق ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر جس وقت اور زمانے میں اُس دہر کے تقاضے کے موافق جو راز اپنی قدرت کا ظاہر کرنا چاہتا ہے ایک بندے کو اپنے بندوں سے مشرف بالہام فرما دیتا ہے۔

یہ کہنا اگر بیہودہ اور لغو ہے کہ **ہمارے سلف صالحین** کو ریل کا تار کا۔ ہر قسم کی موجودہ صنعتوں کا علم تھا حتیٰ کہ وہ بعض اوقات **بیلونوں** میں بیٹھکر مکہ سے مدینہ کو اور مدینہ سے بیت المقدس کو جاتے تھے تو اس امر پر ضد واصرار کرنا بھی ویسا ہی بالکل بےمعنی اور قانون قدرت کے خلاف ہے کہ تمام ضروری علوم دینی اور اسرار وحکم اور تمام معارف ودقائق الٰہیہ پر انکو پورا احاطہ اور کامل وقوف تھا۔ (باقی آئندہ)

بیعت

اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق

مولوی رحمت اللہ صاحب - سہارنپور
محمد صادق صاحب - گجرات - عبد اللہ صاحب - گجرات
مولوی حیات محمد صاحب - بیلنہ گونڈا ضلع شاہ پور
چودھری اللہ دوہایا صاحب - سلار - گوجرانوالہ
دائم الدین صاحب - چھاودر صاحب سیادہ صاحب
میاں کوڑا صاحب برچک نمبر ۱۰ چاب - جھنگ
پیراں بخش صاحب " "
محمد حنیف صاحب - چک بازید - گورداسپور
غلام محمد صاحب - سیالکوٹ معہ اہلیہ
شاہ الدین صاحب - ماہل پور ضلع ہوشیارپور
خدا داد خانصاحب - اٹاوہ
ابراہیم صاحب - مکوال - انبالہ
فتح شاہ صاحب " "
خدا بخش صاحب - کوٹ مومن - شاہ پور
علی بخش صاحب - ماہل پور - ہوشیارپور
بنی بخش صاحب " اکبر علیصاحب "
مستری حسن محمد صاحب - سیالکوٹ
اسد اللہ خانصاحب - کریام - جالندھر
شیخ منور علیصاحب - جوبپور - مرادآباد
محمد شہاب الدین صاحب - میرٹھ
مستری اسمعیل صاحب - مالیر کوٹلہ -
حافظ اللہ دتا صاحب "
جان محمد صاحب - پدھاری امرتسر
اسمعیل صاحب "
عائشہ بی بی بنت کال صاحب - بھاگو راہیں جالندھر
اہلیہ حاکم صاحب " تارا صاحب "
احمد الدین صاحب - تلونڈی رائے - گوجرانوالہ
عائشہ بی بی - لواں پنڈ - گورداسپور
سلطان بی بی " مہتاب بی بی "
صاحب الدین صاحب - جھنگ
عبد اللہ صاحب - مالیر کوٹلہ
آمہ صاحب ساکن بھاگو راہیں ضلع جالندھر
کالو صاحب - موسی صاحب آمہ صاحب ولد
فاللہ صاحب - اسمعیل صاحب - گامو صاحب
والدہ موسی صاحب - احمد صاحب
برکت اللہ صاحب - ابراہیم صاحب عنایت اللہ
صاحب - فاطمہ بی بی - عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ
صاحب - بحری صاحب - خیرا صاحب - محمد الدین صاحب
عبد اللہ صاحب - اہلیہ آمہ صاحب - عمری بی بی
داتی بی بی - فقیریا صاحب - حاکم صاحب -
عبد اللہ صاحب ولد شرفو صاحب - اہلیہ کالو صاحب
فقیریا صاحب ولد عمرا صاحب " " "
مولا بخش صاحب - بھٹی ضلع گورداسپور
دریام صاحب " اللہ دین صاحب "
غلام صاحب - نور الٰہی صاحب - امیر بخش صاحب
جھنڈا صاحب - علی احمد صاحب - پیر اللہ دتا صاحب
شیخ الہ دین صاحب - قادیان
مہر الدین صاحب - ننگل - قریب قادیان
اسمعیل صاحب " "
نواب صاحب - تلونڈی "
گلاب صاحب " غلام محمد صاحب "
نور احمد صاحب - رجوعہ گجرات
سلطان احمد صاحب " غلام محمد صاحب "
امام الدین صاحب -
پیر محمد صاحب - بھینی - گورداسپور
قاسم علیصاحب - عثمان پور - سنگرور
کریم بخش صاحب - ننگل قریب قادیان
محمد بخش صاحب - گہمن گورداسپور
شہاب الدین صاحب - ننگل قریب قادیان
جیون صاحب "
شیر محمد صاحب تلونڈی "
ابراہیم صاحب " گھیڑا صاحب
بھیپا صاحب - ہرسیاں - گورداسپور
صدیق محمد صاحب - رام بن - کشتوار
عبد اللہ صاحب ولد جمعہ ولد "
عبد اللہ صاحب - شیر علیوال - راولپنڈی
نظام الدین صاحب - ناگ - امرتسر
کنھو صاحب - چک نمبر ۱۴۷ - چھٹر چیٹی - لائل پور
شاہ الدین صاحب - تلونڈی قریب قادیان
مرزا محمد علی بیگ صاحب - قادیان
اللہ محمد صاحب تلونڈی قریب "
عمر الدین صاحب - لواں پنڈ "
گلاب صاحب " "
علی بخش صاحب - مہر الدین صاحب -
عبد الحق صاحب قادیان -
کرم الدین صاحب - بھیڑیں - گورداسپور
دلدار صاحب "
حسن محمد صاحب تلونڈی "
امیرا صاحب "
دیوان احمد صاحب "
محمد سردار صاحب - سیالکوٹ -

(بنران کل ۱۱۲)

مقدمات جہلم کی کارروائی

ناظرین ایک عرصہ سے مقدمات کے متعلق حالات معلوم کرنیکے خواہشمند ہیں اور ان مقدمات میں ہماری مصروفیت بجائے خود الحکم کی اشاعت کی توقف اور تعویق کا موجب ہورہی ہے اس وقت تک جو کارروائی مقدمات کے متعلق ہوچکی ہے وہ مختصراً ہم ناظرین الحکم کی اطلاع کے لیے یہاں درج کرتے ہیں -

یاد رہے کہ مولوی کرم الدین صاحب اور مولوی فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم پر ایک استغاثہ زیر دفعہ ۴۲۰ وغیرہ گورداسپور میں ایڈیٹر الحکم کیطرف سے دائر تھا دوسری نالش زیر دفعہ ۴۱۷ وغیرہ کی جناب حکیم فضل الدین صاحب کیطرف سے مولوی کرم الدین صاحب گورداسپور ہی میں دائر تھی اولاً اس مقدمہ کے التوا کے لیے مختلف صورتیں پیش آئیں جن کا باعث فریق ثانی تھا - آخر فریق ثانی نے چیف کورٹ میں درخواست پیش کی کہ یہ مقدمات گورداسپور سے جہلم منتقل کیے جاویں مگر خدا تعالے کے محض فضل سے چیف کورٹ کے ججوں نے فیصلہ کردیا کہ یہ مقدمات گورداسپور ہی میں ہونگے منتقل نہیں ہوسکتے مقدمات کو جہلم منتقل کرانے کی فریق ثانی کی غرض ہماری مشکلات اور اخراجات کو بڑھانا تھا جسمیں خدا نے انکو کامیاب نہ ہونے دیا اب یہ مقدمات گورداسپور میں ۲۳ مئی ۱۹۰۳ء سے شروع ہوگئے ہیں - ان استغاثوں کے بالمقابل مولوی کرم الدین صاحب نے جہلم میں چار مقدمے حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام اور حکیم فضل الدین صاحب مولوی عبد اللہ صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کے خلاف دائر کیے تھے جو رائے سنسار چند صاحب کی عدالت سے پہلی ہی پیشی پر خارج ہوگئے تھے اسکے بعد ان مقدمات کی نگرانی مولوی کرم الدین صاحب نے سشن جج جہلم کی عدالت میں کی تھی جس کے لیے ۱۵ مئی ۱۹۰۳ء مقرر تھی - اس تاریخ پر حکیم فضل الدین صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اصالتاً پیش ہوئے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور پلیڈر خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی اور آپ کی دائیں بازو مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی بطور وکیل پیش ہوئے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کیطرف سے علاوہ وکلاء مذکورہ مسٹر اورٹیل بیرسٹرایٹ لا پیروکار تھے مولوی کرم الدین صاحب کیطرف سے لالہ بھگو انداس صاحب اور منشی محمد دین صاحب وکلاء جہلم موجود تھے جنھوں نے اپنے مؤکل کے لیے اس قسم کی تقریر کی جو رائے سنسار چند صاحب کی عدالت میں کی تھی جوابی تقریر مسٹر اورٹیل صاحب کیطرف سے ہوئی - آخر جج صاحب نے حکم دیا کہ اخیر مہینہ پر فیصلہ سنا دیا جاویگا - یہانتک مقدمات جہلم کی کارروائی ہوچکی - مولوی کرم الدین صاحب نے پہلے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۴

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

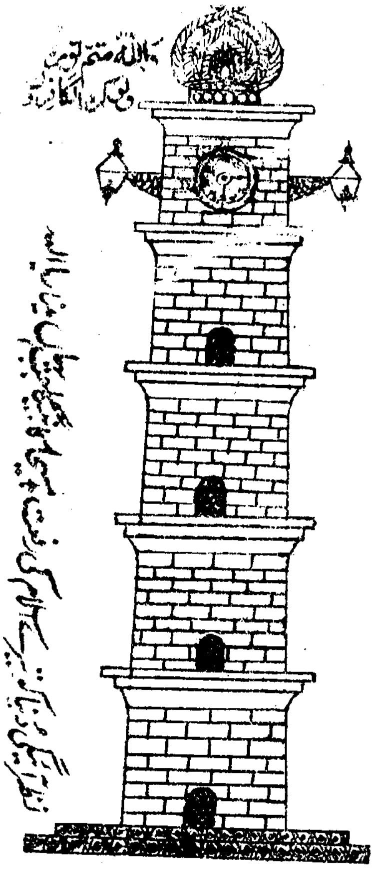

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنِّیْ اٰوِیْ الْقَرْیَۃَ

الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۰ | مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ ہجری روز یکشنبہ | جلد ۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمٰن

"اعجاز التنزیل"

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس طرح پر قرآن شریف کے تاثیرات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے برکات کے لئے یہہ اعتقاد کرنا کہ وہ ایک وقت خاص اور ایک شخص خاص ہی کیلئے تھے آئیندہ کے لئے ان کا سلسلہ بند ہو گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبی اور توہین ہے اور نہ صرف قرآن شریف اور آنحضرت کی بے ادبی بلکہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر اعتراض کرنا ہے۔

یاد رکھو کہ نبیوں کا وجود اس لئے دُنیا میں نہیں آتا کہ وہ محض ریاکاری اور نمود کے طور پر ہو اگر ان سے کوئی فیض جاری نہیں ہوتا اور مخلوق کو روحانی فائدہ نہیں پہنچتا تو پھر یہی ماننا پڑے گا کہ وہ صرف نمایش کے لئے ہیں + اور ان کا عدم و وجود معاذ اللہ برابر ہے مگر ایسا نہیں۔ وہ دُنیا کے لئے بہت سی برکات اور فیوض کے باعث بنتے ہیں اور ان سے ایک خیر جاری ہوتی ہے + جسطرح پر آفتاب سے ساری دُنیا فائدہ اوٹھاتی ہے اور اوس کا فائدہ کسی خاص حد تک جاکر بند نہیں ہوتا بلکہ جاری رہتا ہے اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا آفتاب ہمیشہ چمکتا ہے اور سعادتمندوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** یعنے ان کو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے محبوب بن جاؤ۔ تو میری اطاعت کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا + آپ کی سچی اطاعت اور اتباع انسان کو اللہ تعالےٰ کا محبوب بنادیتی ہے اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہوتی ہے +

پس جبکہ آپ کی اتباع کامل اللہ تعالےٰ کا محبوب بنا دیتی ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ ایک محبوب اپنے محب سے کلام نہ کرے اگر یہ مانا جاوے کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو باوجود محبوب بنانے کے پھر بھی اُس سے کلام نہیں کرتا تو یہ محبوب وہ معاذ اللہ گونگا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ باطل معبودوں کے لئے یہہ نقص ٹھہراتا ہے کہ وہ کلام نہیں کرتے۔ مگر ہم یہ ثابت کرنے کو تیار ہیں اور اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کے آثار اور ثمرات ہر وقت پائے جاتے ہیں اس وقت بھی وہ خدا جو ہمیشہ سے ناطق خدا ہے اپنا لذیذ کلام دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے اور قرآن شریف کے اعجاز کا ثبوت اسوقت بھی دے رہا ہے۔ یہ قرآن شریف ہی کا معجزہ ہے کہ جو ہم تحدی کر رہے ہیں کہ ہمارے بالمقابل قرآن کریم کے حقایق معارف عربی زبان میں لکھو اور کسی کو یہ قدرت نہیں ہوتی کہ مقابلہ کے لئے نکل سکے ہمارا مقابلہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے کیونکہ **وآخرین منہم لما یلحقوا بہم** جو فرمایا گیا ہے۔ اسوقت جو تعلیم الکتب والحکمت ہو رہی ہے۔ اور ایک قوم کو اسوقت بھی صحابہ کیطرح اللہ تعالیٰ بنانا چاہتا ہے۔ اس کی اصلی غرض یہی ہے کہ تا قرآن شریف کا معجزہ ثابت ہو۔ ماحصل یہ ہے کہ قرآن شریف ایسا معجزہ

از کتب خانہ محمد اکبر از کرنال تھولہ

ہے کہ نہ وہ اول شل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔ اس کے فیوض و برکات کا دور ہمیشہ جاری ہے۔ اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔ علاوہ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص کا کلام اُس کی ہمت کے موافق ہوتا ہے۔ جسقدر اسکی ہمت اور عزم اور مقاصد عالی ہونگے۔ اسی پایہ کا وہ کلام ہوگا اور وحی الٰہی میں بھی یہی رنگ ہوتا ہے۔ جس شخص کی طرف اس کی وحی آتی ہے جسقدر ہمت بلند رکھنے والا وہ ہوگا اسی پایہ کا کلام اسے ملیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت و استعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپکو جو کلام ملا وہ بھی اس پایہ اور رتبہ کا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس ہمت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہ ہوگا۔ کیونکہ آپکی دعوت کسی محدود وقت یا مخصوص قوم کے لئے نہ تھی جیسے آپ سے پہلے نبیوں کی ہوتی تھی۔ بلکہ آپ کے لئے فرمایا گیا۔ قل انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین جس شخص کی بعثت اور رسالت کا دائرہ اسقدر وسیع ہو اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ اسوقت اگر کسی کو قرآن شریف کی کوئی آیت بھی الہام ہو تو ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اس کے اس الہام میں اس کا اتنا دائرہ وسیع نہیں ہوگا جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواب کی تعبیر میں معبرین نے یہ اصول رکھا ہے کہ وہ ہر شخص کی حیثیت اور حالات کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی آدمی غریب ہے تو اس کی خواب اس کی ہمت اور مقاصد کے اندر ہوگی امیر کی اپنے رنگ کی اور بادشاہ کی اپنے رتبہ کی۔ کوئی غریب اگر مثلاً یہ دیکھے کہ اس کے سر میں خارش ہوئی ہے تو اس سے یہ مراد تو ہو نہیں سکتی کہ اس کے سر پر تاج شاہی رکھا جاوے گا بلکہ اس کیلئے تو یہی مراد ہوگی کہ وہ کسی سے جوتے کھائیگا۔

جیسے استعدادوں کے دائرے مختلف ہیں اسی طرح پر کلام الٰہی کے دوائر بھی مختلف ہیں۔ علاوہ ازیں خدا تعالیٰ کے کلام میں اور بھی بہت سے پہلو بے مثلی کے ہوتے ہیں وہ اس پہلو کو بے مثل نہیں ہوتا جس پہلو سے ہم خیال کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام بدوں تدبر کے وحی ہے مگر ہمارا کلام بعض بعض اوقات تدبر کا نتیجہ ہوتا ہے اور ہم اس میں اصلاح بھی کر دیتے ہیں بار ایک چیز نسبتاً بے نظیری پیدا کر لیتی ہے دو مسع ہوں تو ایک اُس کے مقابلہ میں اور اُس کی نسبت سے بے نظیر کہلا سکتا ہے۔ لیکن ہاتھی کے مقابلہ میں تو اُس کی کوئی حیثیت ہی نہیں قرار پا سکتی۔

اسی طرح پر کرامات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے جبکہ رکھا ہوا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کلام کا اعجاز نہ رکھا جاوے جیسے ہر زمانہ میں کرامات ملتی رہی ہیں اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے اعجازی کلام کے ثبوت کیلئے کلام کا معجزہ بھی رکھا ہے۔ جیسے حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی دو چند سطریں معجزہ تھیں اس زمانہ بھی قرآن شریف کے کلام کے اعجاز کے لئے مسیح موعود کو کلام کا معجزہ دیا گیا ہے۔ اسی طرح پر جیسے دوسرے خوارق اور نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات اور خوارق کے ثبوت کے لئے دیئے گئے ہیں۔ جس قسم کے نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے تھے۔ اسی رنگ پر اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے نشانات کو رکھا ہے کیونکہ یہ سلسلہ اسی نقش قدم پر ہے اور در اصل وہی سلسلہ ہے۔۔۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بروزی آمد کی پہلے ہی سے پیشگوئی ہو چکی تھی اور آخرین منہم میں یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ پس جیسے آپ کو اسوقت کلام کا معجزہ اور نشان اسوقت دیا گیا تھا۔ اور قرآن شریف جیسی لا نظیر کتاب آپ کو ملی اسی طرح پر اسی رنگ میں آپ کی اس بروزی آمد میں بھی کلام کا نشان دیا گیا۔ دیکھو کسقدر تحدی کے ساتھ غیرت دلانیوالے الفاظ میں مقابلہ کے واسطے بلایا گیا ہے مگر کسی کو ہمت اور حوصلہ بھی نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اُن کی ہمتوں کو سلب کر لیا ہے اور اُن کے علوم اور قابلیتوں کو چھین لیا۔ باوجودیکہ یہ لوگ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور اپنے علم کی لاف زنیاں کرتے تھے مگر اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے ان سب کو ذلیل اور شرمندہ کیا +

دوسرا بڑا عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق القمر تھا اور شق القمر در اصل ایک قسم کا خسوف ہی تھا + اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے ہوا۔ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے کسوف خسوف کا ایک نشان دکھایا اور یہ مسیح موعود اور مہدی کے لئے مخصوص تھا اور ابتدائے دنیا سے کبھی اس رنگ میں یہ نشان نہیں دکھایا گیا تھا + یہ صرف مسیح موعود ہی کے زمانہ کیلئے رکھا گیا تھا اور احادیث میں آیات مہدی میں سے اسے قرار دیا گیا ہے جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ میرے ہی نام پر آئے گا۔ اس میں یہی نقطہ ہے کہ جو نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے گئے تھے اس رنگ کے نشانات یہاں بھی دئے جانے ضروری تھے۔ کیونکہ یہ آمد آپ ہی کی ہے۔

غرض قرآن شریف بدوں غور و خوض بدوں محو و اثبات اپنے اندر زندگی کا روح رکھتا ہے۔ اور بدوں کسی نسبتی لحاظ یا مقابلہ کے وہ مستقل اعجاز ہے۔ اور اسوقت جو اعجاز کلام دیا گیا ہے یہ گویا اسی اعجاز کو اس طرح پر دکھایا گیا ہے جیسے ایک عمارت کو ایک نقشہ کے رنگ میں دکھایا جاتا ہے اور ایک شیشہ کو دوسرے شیشہ میں دکھایا جاوے۔ مسلمانوں کے لئے یہ امر کسقدر رنج کا موجب ہوتا اگر یہ مان لیا جاتا کہ کوئی خوارق اور نشانات ان کو نہیں دئے گئے کیونکہ پچھلے نشانات آئندہ آنیوالے لوگوں کے لئے تو بطور کہانی کے ہو جاتے ہیں اور انسانی فطرت تو تازہ بتازہ نشانات دیکھنا چاہتی ہے۔

مجھے ان خشک موحدوں پر افسوس ہی آتا ہے جو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اب خوارق کا کوئی نشان نہیں اور نہ اون کی ضرورت ہے۔ خشک زندگی سے تو مرنا بہتر ہے اگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کو بند کر دیا ہے اور قفل لگا دیا ہے تو پھر اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کے تعلیم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک شخص کی مشکیں باندھ دی جاویں اور پھر اس کو ماریں کہ تو اب چل کر کیوں نہیں دکھاتا۔ بھلا وہ کس طرح چل سکتا ہے۔ فیوض اور برکات کے دروازے تو خود بند کر دئے۔ اور پھر یہ بھی کہدیا کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا ہر روز ہر نماز میں کئی مرتبہ مانگا کرو۔ اگر قانون قدرت یہ رکھا تھا کہ آپ کے بعد معجزات اور برکات کا سلسلہ ختم کر دیا تھا اور کوئی فیض اور برکت کسی کو ملنا ہی نہیں تھی تو پھر اس دعا سے کیا مطلب؟

اگر اس دعا کا کوئی اور نتیجہ نہیں تو پھر نصاری کی تعلیم کے آثار اور نتائج اور اس تعلیم کے آثار اور نتائج میں کیا فرق ہوا لکھا تو انجیل میں یہی ہے کہ میری پیروی سے تم پہاڑ کو بھی ہلا سکوگے مگر اب وہ جوئی بھی سیدھی نہیں کر سکتے۔ لکھا ہے کہ میرے جیسے معجزات دکھاؤگے۔ مگر کوئی کچھ نہیں دکھا سکتا۔ لکھا ہے کہ زہریں کھالوگے تو اثر نہ کرینگی مگر اب سانپ ڈستے اور کیڑے کاٹتے ہیں اور وہ ان زہروں سے ہلاک ہوتے ہیں اور کوئی نمونہ وہ دعا کا نہیں دکھا سکتے۔ ان کا وہ نمونہ دعا کی قبولیت کا نہ دکھا سکنا ایک سخت حربہ اور حجت ہے

عیسائی مذہب کے ابطال پر کہ اُسمیں زندگی کی روح اور تاثیر نہیں اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ اُنہوں نے نبی کا طریق چھوڑ دیا۔
اب اگر ہم بھی یہ اقرار کریں کہ اب نشانات اور خوارق نہیں ہوتے اور یہ دعا جو سکھائی گئی ہے۔ اس کا کوئی اثر اور نتیجہ نہیں تو کیا اس کے یہ معنے نہیں ہونگے کہ یہ اعمال معاذ اللہ بے فائدہ ہیں۔ نہیں خدا تعالیٰ جو دانا اور حکمت والا ہے وہ نبوت کی تاثیرات کو قائم رکھتا ہے اور اب بھی اس نے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اس امر کی سچائی پر گواہ ہو۔ قرآن شریف کے جس قدر اعجاز و اسرار معجز کلامی کے ہیں سب جمع کئے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر کر رہا ہے تا کہ آنحضرت کی نبوت اور آپ کے خوارق کا ثبوت ہو یہی ایک ہتھیار اور حربہ ہے جو ہمکو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جس کے ساتھ ہم مذاہب باطلہ کے سر کو توڑنا چاہتے ہیں۔ ہم قرآن شریف کو زندہ کلام ثابت کرنا چاہتے ہیں اسے منتر بنانا نہیں چاہتے۔

ملفوظات احمدیہ

تکمیل ہدایت جب ہم اس ترتیب کو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ..... کے دو مقصد ہی بیان فرمائے ہیں تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت اور اوّل الذکر تکمیل چھٹے دن یعنی جمعہ کے دن ہوگی - الیوم اکملت لکم اسی دن نازل ہوئی اور دوسری تکمیل کے لئے بالاتفاق مانا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگی۔ چنانچہ سب مفسروں نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے - جبکہ پہلی تکمیل چھٹے دن ہوئی تو دوسری تکمیل بھی چھٹے دن ہی ہوگی - اور قرآن شریف میں ایک دن ایکہزار برس کا ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں ہوگا۔

بہترین دعا بہترین دعا وہ ہوتی ہے جو جامع ہو تمام خیروں کی اور مانع ہو تمام مضرات کی اسلئے انعمت علیہم کی دعا میں آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل منعم علیہم لوگوں کے انعامات کی حصول کی دعا ہے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں ہر قسم کی مضرتوں سے بچنے کی دعا ہے۔

چونکہ مغضوب سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ بالاتفاق ہے تو اس دعا کی تعلیم کا منشاء صاف ہے کہ یہودیوں نے جیسے بے جا عداوت کی تھی مسیح موعود کے زمانہ میں مولوی لوگ بھی ویسا ہی کرینگے اور حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ یہانتک کہ وہ یہودیوں کے قدم بقدم چلیں گے۔

روح القدس کے فرزند اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ میں مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں ہے روح القدس کے فرزند تمام وہ سعادتمند اور راستباز ہیں جنکی نسبت اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ وارد ہے۔ قرآن کریم سے دو قسم کی مخلوق ثابت ہوتی ہے اول وہ جو روح القدس کے فرزند ہیں دوسرے وہ جو شیطان کے فرزند ہیں - پس اس میں مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں۔

ہمارا ایمان یہی ہے کہ دوزخ میں ایک عرصہ تک آدمی رہے گا پھر نکل آئے گا گویا جنکی اصلاح نبوت سے نہیں ہوسکی اُنکی اصلاح دوزخ کریگا - حدیث میں آیا ہے۔ یاتی علی جہنم زمان لیس فیہا احد یعنی دوزخ پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اُس میں کوئی متنفس نہیں ہوگا اور نسیم صبا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائیگی۔

حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات

انت منی بمنزلۃ ہارون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا ہے پس رسول اکرم کا فرمان کیسا سچا تھا۔ وہ وزارت ہی کے قابل اور زمانہ تھے چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی وزیر تھے حضرت ابوبکرؓ کے بھی وزیر اور حضرت عمرؓ کے بھی وزیر تھے اور حضرت عثمانؓ کے بھی وزیر بنے رہے اور چونکہ وزارت ہی کے لائق تھے اسواسطے جب تک وزیر رہے کام اچھی طرح چلتا رہا اور جب خلیفہ بنائے گئے تو کام بگڑ گیا جس طرح ہارون علیہ السلام کی تھوڑی دیر کی خلافت میں بھی قوم بگڑ گئی تھی پس جب خدا نے فیصلہ کر دیا تو شیعہ کیوں گلہ کرتے ہیں۔

رکوع جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف - نماز میں پڑھتے پڑھتے رکوع کر دیتے تو اسی جگہ نشان رکوع کا کیا جاتا تھا اور طبیعت کی روانی پر موقوف تھا۔

اشیاء عالم کی عمر دنیا میں اشیاء اسی وقت تک رہتی ہیں جب تک وہ کسی نہ کسی پہلو سے دُنیا کے واسطے مفید ہوتی ہیں جب کوئی ایسا وقت آجاتا ہے کہ وہ کسی طرح بھی مفید نہیں رہتی تو دنیا سے اوٹھائی جاتی ہے - یہی حال ہے انسان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے بھی دُنیا کا اکثر یہی حال ہو گیا تھا - قرآن شریف فرماتا ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ - الآیۃ

گنہگاروں کے اقسام اوّل قسم گنہگاروں کی وہ ہے کہ وہ غافل ہوتے ہیں انکو خبر ہی نہیں ہوتی کہ وہ گناہ کرتے ہیں - دوم گناہ کرتے ہیں مگر بعد میں اضطراب - تضرع - زاری - خوف الٰہی رونا اور چلانا ہوتا ہے - ایسے گنہگار تائب ہوتے ہیں - سوم گناہ گاروں کی وہ قسم ہے کہ وہ غافل بھی نہیں ہوتے - گناہ بھی کرتے ہیں - کوئی اضطراب اور گھبراہٹ بھی نہیں ہوتی بلکہ وہ حیلے بناتے ہیں اور بہانہ کرتے ہیں ایسے لوگ محروم ہوتے ہیں - پس اپنا مطالعہ کرو۔

اعمال کی کسوٹی اعمال میں اخلاص اور صواب ہو ورنہ وہ اعمال اکارت جائیں گے اخلاص وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے ہو - کوئی اور خواہش نہ ہو کسی کو دکھانا یا کسی سے کوئی قسم کا طمع یا خوف اس عمل کا محرک نہ ہوا ہو۔
صواب - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل اور سنت کے موافق ہو اُن کے نقش قدم پر چلے اگر اُنمیں سے ایک خبر بھی نہ ہوگی تو اعمال حبط ہو جائیں گے۔

التماس ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہمنے حال میں ہی ہر ایک خریدار کیلئے مطبوعہ چٹھیوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی - دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضائع ہو جاتا ہے اس طرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے امید ہے کہ ہمارے کرمفرما کارخانہ کی تکلیف پر نظر

حضرت حجۃ اللہ الملہم امام کے مکتوبات

حضرت حکیم الامت کے نام

یہ کرامت نامہ حضرت حکیم الامت کے نام
آپ کی دوسری شادی کے بعد لکھا گیا تھا.......... ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچکر بہت خوشی ہوئی خدا تعالیٰ آپ میں اور آپ کی نئی بیوی میں اتحاد اور محبت زیادہ سے زیادہ کرے اور اولاد صالح بخشے آمین ثم آمین اگر پہلے گھر والوں نے کچھ نامناسب الفاظ منہ سے نکالے ہیں تو آپ صبر کریں۔ پہلی بیویاں ایسے معاملات میں بباعث ضعف فطرت بعض تو انتہا تک پہنچا کر اپنی زندگی اور راحت کا خاتمہ کر لیتی ہیں۔

وحدہ لاشریک ہونا خدا تعالیٰ کی تعریف ہے مگر عورتیں بھی شریک ہرگز پسند نہیں کرتی ہیں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرے ہمسایہ میں ایک شخص اپنی بیوی سے بہت کچھ سختی کیا کرتا تھا۔ اور ایک مرتبہ اُس نے دوسری بیوی کرنے کا ارادہ کیا۔ تب اس بیوی کو نہایت رنج پہنچا اور اُس نے اپنے شوہر کو کہا کہ میں نے تیرے سارے دکھ سہے مگر یہ دکھ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ کہ تو میرا خاوند ہو کر اب دوسری کو میرے ساتھ شریک کرے وہ فرماتے ہیں کہ اُن کے اس کلمہ نے میرے دل پر نہایت دردناک اثر پہنچایا۔ میں نے چاہا کہ اس کلمہ کے مشابہ قرآن شریف میں پاؤں سو یہ آئیت مجھے ملی۔

ولیغفر ما دون ذالک الاٰیۃ

یہ مسئلہ بظاہر بڑا نازک ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ جس طرح مرد کی غیرت نہیں چاہتی کہ اُس کی عورت اس میں اور اس کے غیر میں شریک ہو اسی طرح عورت کی غیرت بھی نہیں چاہتی کہ اُس کا مرد اسمیں اور اسکے غیر میں بٹ جاوے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی تعلیم میں نقص نہیں ہے اور نہ وہ خواص فطرت کے برخلاف ہے اس میں پوری تحقیق یہی ہے کہ مرد کی غیرت ایک حقیقی و کامل غیرت ہے جس کا انفکاک واقعی لاعلاج ہے۔ مگر عورت کی غیرت کامل نہیں بالکل مشتبہ اور زوال پذیر ہے اسمیں وہ نکتہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا۔ نہایت معرفت بخش نکتہ ہے کیونکہ جب حضرت ام سلمہ رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست نکاح پر عذر کیا کہ آپ کے بہت بیویاں ہیں اور آئیندہ بھی خیال ہے اور میں ایک عورت غیرت مند ہوں جو دوسری بیوی کو دیکھ نہیں سکتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے لئے دعا کرونگا کہ تا خدا تعالیٰ یہ غیرت تیری دُور کرے اور صبر بخشے۔ سو آپ بھی دعا میں مشغول رہیں۔

نئی بیوی کی دلجوئی نہایت ضروری ہے کہ وہ مہمان کی طرح ہے مناسب ہے کہ آپ کے اخلاق اس سے اوّل درجہ کے ہوں اور اُن سے بے تکلف مخالطت اور محبت کریں اور اللہ جلشانہ سے چاہیں کہ اپنے فضل و کرم سے اُن سے آپکی روحانی محبت و تعشق پیدا کر دیوے کہ یہ سب امور اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہیں اب اسکے نکاح سے گویا آپ کی ایک نئی زندگی شروع ہوئی ہے اور چونکہ انسان ہمیشہ کے لئے دُنیا میں نہیں آیا اس لئے نسلی برکتوں کے ظہور کے لئے اب ایسی پیوند پر امیدیں ہیں خدا تعالیٰ آپکے لئے یہ بہت مبارک کرے میں نے اس محلہ میں خاص صاحب اسرار و واقف لوگوں سے اس لڑکی کی بہت تعریف سُنی ہے کہ بالطبع صالح عفیف و جامع فضائل محمودہ ہے اس کی تربیت تعلیم کے لئے بھی توجہ رکھیں اور آپ پڑھایا کریں کہ اُس کی استعداد بہ نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور اللہ جلشانہ کا نہایت فضل اور احسان ہے کہ یہ جوڑ بہم پہنچایا ورنہ اس قحط الرجال میں ایسا اتفاق محالات کی طرح ہے خط سے کچھ معلوم نہیں ہوا کہ ۲۰ مارچ ۱۸۸۹ء تک رخصت ملے گی یا نہیں اگر بجائے بیس کے بائیس مارچ کو آپ تشریف لاویں یعنے یوم یکشنبہ میں اسجگہ شہر میں تو بابو محمد صاحب بھی آپ سے ملاقات کریں گے۔ یہ عاجز ارادہ رکھتا ہے کہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۹ء کو دو تین روز کے لئے ہوشیارپور جاوے اور ۱۹ مارچ یا ۲۰ مارچ ۱۸۸۹ء کو بہرحال انشاء اللہ واپس آجاؤں گا۔ والسلام

صاحبزادہ افتخار احمد اور اون کے سب متعلقین بخیر و عافیت ہیں کل سات روپیہ اور کچھ پارچہ میرے لڑکے اس لئے بھیجے تھے ہو ہو اون کے اصرار سے لئے گئے۔ خاکسار غلام احمد

[illegible] والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان [illegible] ۱۸۸۹ء

{ اس خط پر تاریخ کوئی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مارچ ۱۸۸۹ء کے پہلے ہفتہ کا ہے.......... ایڈیٹر }

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

عنایت نامہ موصول ہو کر موجب خوشی وشکر و ممنونی ہوا۔ پادری صاحب کی نکتہ چینی کے جواب میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے نہایت ہی خوب ہے جزاکم اللہ خیرا جزاکم اللہ خیرا جزاکم اللہ خیرا دین اسلام منجانب اللہ ہے یہی ایک حکیمانہ مذہب ہے جو حکمت کے قواعد پر مبنی ہے اس دین میں یہ بات نہیں کہ ہمیشہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیا کریں بلکہ جو مناسب وقت ہو اس کے کرنے کی تاکید ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جادلھم بالحکمۃ یہ نہیں فرمایا کہ جادلھم بالحلم انشاء اللہ القدیر یہ کہا کر و اس کے لئے دعا کروں گا۔ اور مصارف مطبع کے لئے چند اور دوستوں کو بھی لکھا ہوا ہے اُن کے جواب آنے پر اطلاع دونگا۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ قادیان

اس خط پر ڈاکخانہ قادیان کی مہر ۱۳ مئی ۱۸۸۷ء کی ہے اس حساب سے آج پورے سولہ سال بعد یہ خط شایع ہوتا ہے۔ ایڈیٹر

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج عنایت نامہ موصول ہو کر موجب خوشی ہوا میں نے آپکے اس خط کو بھی اپنی یادداشت میں رکھ لیا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہ ابواب خیر دو خوبی دارین آپ پر منکشف کرے۔ یہ سچ ہے کہ آپکے لئے میری دعا محدود نہیں اور نہ بے جوش ہے مگر ترتب آثار وقت پر موقوف ہے کارشادی کے لئے استخارہ مسنونہ عمل میں لاویں پھر اگر انشراح قلب سے میل خاطر جلدی کیطرف ہو تو جلدی سے اس کار خیر کو انجام دیویں ورنہ بعد فراغت سفر پونچھ پانچ نسخہ تحفہ حق اور ایک حصہ رگ وید آج رجسٹری کرا کر معرفت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ارسال خدمت کیا گیا یہ وید بطور مستعار ارسال خدمت ہے م

حفظ صحت اور اسلام

نمبر ۵

کاہلی اور بیکاری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

پیدل پھرنے کو تمام ورزشوں کا سرفرما یا ہے۔ پیدل پھرنا اور گھوڑ دوڑ کرنا بھی مسنون ہے۔ دوپہر کے وقت سونے سے منع فرمایا ہے لیکن شدت گرمی کے وقت تھوڑی دیر آرام کر لینے کی اجازت فرمائی ہے۔

بچہ کو ساتھ سلانے سے منع فرمایا ہے۔

ایام حیض اور نفاس میں جماع سے قطعی ممانعت ہے۔ ایام رضاعت میں بھی جماع کو منع فرمایا ہے۔ پس خلاصہ مطلب الٰہی جبین اسلامی کا حسب ذیل ہے۔

(۱) اپنے جسم پارچات۔ مکان وغیرہ کو حتی الوسع اعلیٰ درجہ پر پاک صاف رکھنا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔

(۲) کھانے اور پینے میں ہر قسم کی فضول عادات مثلاً شراب۔ افیون۔ بھنگ۔ چرس گانجہ۔ پوست کثرت آچار۔ چٹنی۔ تیز مصالحجات۔ تمباکو قہوہ۔ چائے۔ پان۔ چھالیا وغیرہ سے پرہیز کرنا کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ اور مسکرات کے متعلق کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ۔ حضور ختم المرسلین ہمیشہ سادی غذا کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

(۳) اپنے مکانات ایسی طرز کے بناؤ جو ہر موسم کے لئے موزون ہو سکیں۔

(۴) اگر کسی جگہ وبا کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب اوس زمین میں جہاں کہ تم ہو وبا پھیل جائے تو وہاں سے مت نکلو۔

(۵) پنجوقتہ نماز۔ مسواک۔ روزہ۔ ختنہ۔ عطر لگانا بڑے مجموں میں تھوڑی دیر ٹھہرنا۔ موئے زہار صاف کرنا۔ بغلوں کے بال لینا۔ گرمی اور جوش کی حالت میں سر کو منڈوا کر ٹھنڈہ کرنا۔ گلی کوچوں کو صاف رکھنا۔ ہر موسم کیلئے مناسب کپڑے بنانا۔

(۶) ہمیشہ ہر شے اور ہر فعل پر نظر رکھو جس شے یا فعل میں صحت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اوس کو ترک کرو اور جو مفید صحت ہوں اون کو اختیار کرو۔ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی

التہلکۃ۔

چونکہ تمام الٰہی جبین کا عملی لب لباب صرف اسی قدر ہے کہ جو شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما چکا ہے۔ اور جس پر کوئی زیادتی ترقی متصور نہیں ہو سکتی اس لئے اس مضمون پر ہم زیادہ لکھنا اس کتاب میں غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ یہ تمام احکام اور اصول جو بیان کئے گئے کامل طور پر تمام ضروریات حفظ صحت پر حاوی ہیں +

عادات اُس جگہ پر عادات سے ہماری مراد وہ تمام امور ہیں جن کو تمام انسان بلا کسی فطرتی احتیاج کے خود بخود اختیار کر لیتا۔ اور اون پر مداومت کرتا رہتا ہے۔ یہ عادات مفصلہ ذیل اقسام کی ہو سکتی ہیں۔

اوّل۔ کھانے اور پینے کے متعلق۔ مثلاً شراب افیون۔ بھنگ۔ چرس۔ تمباکو۔ سنکھیا۔ حقّہ کے گل۔ مٹی۔ نرم ٹھیکریاں چولھے کی مٹی۔ پان۔ چھالیا۔ چونہ۔ کتھہ۔ کوئلہ۔ حقہ۔ چرٹ۔ سلفہ دھتورہ۔ پوست وغیرہ کھانے پینے کی عادت

دوئم۔ نشست برخاست بیداری اور خواب جماع اور خور و نوش کے متعلق مثلاً حد سے زیادہ بیٹھنے یا پڑے رہنا یا حد سے زیادہ محنت جسمانی اختیار کرنا فطرتی حاجت سے زیادہ اور اُس کے قواعد کے خلاف جماع یا خور و نوش میں مشغول ہونا۔ یا اُن قدرتی حاجات سے متنفر ہو جانا +

ریاضت کے ضمن میں ہم یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ کہاں تک انسان اوس کے متعلق فطرتی قواعد کی پیروی کرتا ہے۔

اور کہاں تک اُس کے خلاف چلتا ہے۔ جماع اور جلق کے بیان میں ظاہر کر دیا گیا ہے کہ کیا کچھ انسان نے اس معاملہ میں فطرتی تقاضاؤں کی خلاف ورزی کی ہے۔ پس دیکھو بیان ریاضت۔ جلق جماع اور حفظ صحت کا۔

سوئم۔ دین اور اخلاق کے متعلق۔ تتمہ میں مفصل طور پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ انسان نے فطرتی تقاضاؤں کے خلاف کیا کچھ اس معاملہ میں اپنی طرف سے افترا کئے ہیں اور کیا کیا واہیات عادات خلاف فطرت اوس نے ایجاد کی اور اُس پر مداومت اختیار کر لی ہے

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے امور ہیں کہ جو آلہی فطرت کے خلاف ہیں اس سوال کا جواب سمجھنا اون لوگوں کے واسطے کچھ مشکل نہیں جو غور و فکر کی عادت رکھتے اور صاف دل ہو کر ہر فعل کی اصل اور نتیجہ پر غور کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید میں فطرت آلہی کی طرف حسب ذیل ارشاد ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی آلہی فطرت وہ چیز ہے جس پر انسان پیدائیشی طور پر قایم کئے گئے ہیں خلق الہی کے واسطے کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی دین قایم رکھنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

پس آلہی فطرت کی یہی پہچان ہے کہ انسان پیدائیشی طور پر اوس کا محتاج ہے۔ یعنی اوس کی فطرت میں اُس کے مادے اور میلان رکھے گئے ہیں۔ خود بخود ہر ایک انسان اُس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ان فطرتی حاجتوں اور خواہشوں میں تبدیلی کرنا کبھی انسان کا کام نہیں ہے۔ اُس پر قائم رہنا سچے دین پر قائم ہونا ہے۔ یہ ایک آیت قرآنی میزان ہے جس پر ہم ہر ایک عادت کو وزن کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ کہ آیا کہ وہ طبعی عادت ہے یا غیر طبعی۔

متفرقہ امور اور دین اور اخلاق کی متعلقہ عادات پر تو ہم علیحدہ علیحدہ بحث کر چکے ہیں۔ پس اپنے اپنے مقام پر اون کا بیان دیکھنا چاہئے اسجگہ پر ہم کھانے اور پینے کی متعلقہ عادات پر اس میزان کے لحاظ سے نظر کرتے ہیں کہ آیا وہ طبعی ہیں یا غیر طبعی۔

پس غور کرو کہ کیا شراب پینا۔ افیوں۔ بھنگ چرس سنکھیا۔ دھتورہ۔ سلفہ۔ حقہ کا گل۔ پان۔ چھالیا۔ وغیرہ کھانا فطرتی ضروریات میں سے ہیں۔ یا محض انسانی افترا ہیں۔ میرے خیال میں ہر ایک صحیح الفطرت انسان اس بات کا اقرار کر سکتا ہے کہ پیدائیشی طور پر انسان اون میں سے کسی کا بھی محتاج نہیں۔ لیکن مصنوعی طور پر عادات ڈالنے سے بعض کا ایسا محتاج ہو جاتا ہے کہ جسطرح فطری ضروریات اور اُنکا ترک کرنا دشوار یا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور بعض کو جب چاہے ترک کر سکتا ہے۔

پس جب یہ تمام عادات طبعی ضروریات میں سے نہ ہوئیں تو اون کے اختیار کرنے میں۔ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ کی صاف خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔ اور اوّل و آخر اس خلاف ورزی کے بدنتایج انسان کو بھگتنے پڑتے ہیں۔

جو فعل کسی حقیقی ضرورت کو پورا نہ کرتا ہو اُسکا نام قرآنی اصطلاح میں لغو یا باطل یا ہزل ہے۔ دوسرے الفاظ میں کوئی غیر طبعی عادت اختیار کرنا گویا کہ لغویات یا ہزلیات میں مشغول ہونا ہے جو سراسر دانائی کے خلاف ہے۔

لباس۔ طبعی معنوں میں لباس سے یہ مقصود ہے کہ گرمی۔ سردی اور تیز ہواؤں سے جسم کی حفاظت کی جائے اس لئے ہر ایک موسم کیلئے علیحدہ علیحدہ قسم کا لباس موزون ہو سکتا ہے۔ اس مسئلہ کو ہر ایک شخص اپنے ذاتی تجربہ سے

بدظنی سے بچو

جن عظیم الشان لوگوں کو بڑی بڑی عظیم ذمہ داریوں کے کام ملتے ہیں اور بعض اوقات خدا تعالےٰ سے علم پاکر خضر کی طرح ایسے کام بھی اون کو کرنے پڑتے ہیں جن سے ایک کوتہ بین شخص کی نظر میں وہ بعض اخلاقی حالتوں پر یا معاشرت کے طریقوں میں قابل ملامت ٹھہرتے ہیں ان کے دشمنوں کی باتوں کی طرف دیکھ کر ہرگز بدظن نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اندہے دشمنوں نے کسی نبی اور رسول کو اپنی نکتہ چینی سے مستثنےٰ نہیں رکھا۔ مثلاً وہ موسیٰ مرد خدا جس کی نسبت توریت میں آیا ہے کہ وہ زمین کے تمام باشندوں کی نسبت زیادہ تر حلیم اور امین ہے مخالفوں نے اُس پر یہ اعتراض کئے ہیں کہ گویا وہ نعوذ باللہ نہائت درجہ کا سخت دل اور خونی انسان تھا جس کے حکم سے کئی لاکھ شیرخوار بچے قتل کیے گئے اور ایسا ہی کہتے ہیں کہ وہ نہ دیانت اور امانت سے حصہ رکھتا تھا اور نہ عہد کا پابند تھا کیونکہ اس کی ایما سے بنی اسرائیل نے کئی لاکھ روپیہ کے سونے اور چاندی کے برتن اور قیمتی زیور بنی اسرائیل نے بطور مستعار لئے اور یہ عہد کیا کہ ہم ابھی چند روز کے بعد واپس آکر یہ تمام مال واپس دیدیں گے۔ مگر عہد کو توڑا اور مال بیگانہ ہضم کیا اور جھوٹ بولا اور کہتے ہیں کہ یہ موسےٰ کا گناہ تھا کیونکہ اُس کے مشورے اور علم سے ایسا کیا گیا اور اُس نے ایسی حرکت پر بنی اسرائیل کو کچھ سرزنش نہیں کی بلکہ اسی مال سے وہ بھی کہاتا رہا۔ ایسا ہی حضرت مسیح پر بھی ان کے دشمنوں نے اعتراض کیا ہے کہ وہ تقوےٰ کے پابند نہ تھے چنانچہ ایک بدکار عورت سے ایک نفیس عطر جو بدکاری کے مال سے خرید آگیا تھا ان کے سر پر ملا اور اپنے بالوں کو اُن کے پیروں پر ملا اور ایک جوان اور فاحشہ عورت کا ان کے بدن کو چھونا اور حرام کا تیل ان کے سر پر ملنا اور ان کے اعضا سے اپنے اعضا کو لگانا یہ ایک ایسا امر ہے جو ایک پرہیزگار اور متقی اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اور نیز مسیح کا اجازت دینا کہ تا اس کے شاگرد ایک غیر کے کھیت کے خوشے بلا اجازت مالک کے کہا دیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نعوذ باللہ مسیح کو امانت اور دیانت کی پرواہ نہ تھی یہ وہ اعتراض ہیں جو یہودیوں نے حضرت مسیح پر کئے ہیں اور یہودیوں کی چند کتابیں جو میرے پاس موجود ہیں اسی قسم کی ایسی سختی ان میں حضرت مسیح علیہ السلام پر کی گئی ہے۔ جن میں یہہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ نعوذ باللہ کوئی بھی نیک صفت حضرت مسیح میں موجود نہ تھی۔ ایسا ہی عیسائیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت اور تقویٰ اور امانت پر اعتراض کئے ہیں اور نعوذ باللہ آنجناب کو ایک نفس پرست اور خونریز اور دوسروں کے مال لوٹنے والا انسان خیال کیا ہے اور ایسا ہی روافض نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی عفت اور امانت اور دیانت اور عدالت پر انواع اقسام کے عیب لگائے ہیں اور اون کے نام منافق غاصب ظالم رکھتے ہیں اور ایسا ہی خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاسق قرار دیتے ہیں اور بہت سے امور خلاف تقویٰ اون کی طرف منسوب کرتے ہیں بلکہ حلیہ ایمان سے بھی اُنکو عاری سمجھتے ہیں تو اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ صدیق کے لئے تقویٰ اور امانت اور دیانت شرط ہے۔ تو یہ تمام بزرگ اور اعلیٰ طبقہ کے انسان جو رسُول اور نبی اور ولی ہیں۔ کیوں خدا تعالیٰ نے اون کے حالات کو عوام کی نظر میں مشتبہ کر دیا اور وہ ان کے افعال اور اقوال کو سمجھنے سے اسقدر قاصر رہے کہ ان کو دائرہ تقویٰ اور امانت اور دیانت سے خارج سمجھا اور ایسا خیال کر لیا کہ گویا وہ لوگ ظلم کرنے والے اور مال حرام کھانے والے اور خون ناحق کرنے والے اور دروغ گوئی اور عہد شکن اور نفس پرست اور جرائم پیشہ تھے حالانکہ دُنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ نہ رسُول ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں اور نہ نبی ہونے کا اور نہ اپنے تئیں ولی اور امام اور خلیفۃ المسلمین کہلاتے ہیں۔ لیکن باایں ہمہ کوئی اعتراض ان کی چال چلن اور زندگی پر نہیں ہوتا تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا کیا کہ تا اپنے خاص مقبولوں اور محبوبوں کو بدبخت شتاب کاروں سے جن کی عادت بدگمانی ہے مخفی رکھے۔ جیساکہ خود وجود اس کا اس قسم کی بدظنی کرنے والوں سے مخفی ہے۔ بہتیرے دُنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو گالیاں دیتے ہیں اور اُس کو ظالم اور ناقدرشناس سمجھتے ہیں یا اس کے وجود سے ہی منکر ہیں۔ وہ قصّہ جو قرآن شریف میں حضرت آدم صفی اللہ کی نسبت مذکور ہے جو فرشتوں نے اُن پر اعتراض کیا اور جناب الٰہی میں عرض کیا کہ کیوں تو ایسے مفسد اور خون ریز کو پیدا کرتا ہے۔ یہ قصّہ اپنے اندر یہ پیشگوئی مخفی رکھتا ہے کہ اہل کمال کی ہمیشہ نکتہ چینی ہوا کرے گی۔ خدا تعالیٰ نے اسی غرض سے خضر کا قصّہ بھی قرآن شریف میں لکھا ہے تا لوگوں کو معلوم ہو کہ ایک شخص ناحق خون کرکے اور یتیموں کے مال کو عمداً نقصان پہنچا کر پھر خدا تعالیٰ کے نزدیک بزرگ اور برگزیدہ ہے۔ ہاں اس سوال کا جواب دینا باقی رہا کہ اس طرح پر امان اوٹھ جاتا ہے اور شریر انسانوں کے لئے ایک بہانہ ہاتھ آتا ہے اور وہ کوئی بدعملی کرکے خضر کی طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے خدا کے حکم سے یہ کام کیا ہے اور یہ ایک مقام اشکال ہے کہ ایک طرف تو خدا یہ کہے کہ میں ظلم اور فحشا کا حکم نہیں دیتا اور پھر موسےٰ کی معرفت بےگناہ لوگوں کے مال بنی اسرائیل کے قبضہ میں دیوے اور نہائت قابل شرم طریق یعنے دروغگوئی سے وہ مال لیا جاوے اور پھر عہد شکنی سے ہضم کیا جائے ایسا ہی مسیح کو اجازت دی کہ وہ حرام کا عطر ملوانے سے نفرت نہ کرے اور نامحرم عورت جوان حسین کے اعضا وسے اعضا ملانے کے وقت کچھ بھی تقویٰ اور پرہیزگاری کا پاس نہ کرے اور پھر ایکطرف تو خدا خون ناحق کو کبائر میں داخل کرے اور پھر خضر کو اجازت دے کہ تا معصوم بچّے کو بےگناہ قتل کر دے۔ اس اشکال کا جواب یہی ہے کہ ایسے اعتراضات صرف بدظنی سے پیدا ہوتے ہیں اگر کوئی حق کا طالب اور متقی طبع ہے تو اُس کے لئے مناسب طریق یہ ہے کہ اون کاموں پر اپنی رائے ظاہر نہ کرے جو متشابہات میں سے اور بطور شاذ و نادر ہیں کیونکہ شاذ و نادر میں کئی وجوہ پیدا ہو سکتے ہیں اور یہ فاسقوں کا طریق ہے کہ نکتہ چینی کے وقت میں اُس پہلو کو چھوڑ دیتے ہیں جس کے صدہا نظائر موجود ہیں اور بدنیتی کے جوش سے ایک ایسے پہلو کو لے لیتے ہیں جو نہایت قلیل الوجود اور متشابہات کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور نہیں جانتے کہ یہ متشابہات کا پہلو جو شاذ نادر کے طور پر پاک لوگوں کے وجود میں پایا جاتا ہے یہ شریر انسانوں کیلئے رکھا گیا ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اپنے پاک بندوں کا طریق اور عمل ہر ایک پہلو سے ایسا صاف اور روشن دکھلاتا کہ شریر انسان کو اعتراض کی گنجائش نہ ہوتی مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہ کیا تو وہ خبیث طبع انسانوں کا خبث ظاہر کرے۔ نبیوں اور مرسلوں اور اولیاء کے کارناموں میں ہزارہا نمونے اُن کی تقویٰ اور طہارت اور امانت اور دیانت اور صدق اور پاس عہد کے ہوتے ہیں اور خود خدا تعالیٰ کی تائیدات اُن کی پاک باطنی کی گواہ ہوتی ہیں۔ لیکن شریر انسان ان نمونوں کو نہیں دیکھتا اور بدی کی تلاش میں رہتا ہے۔ آخر وہ حصّہ متشابہات کا جو قرآن شریف کی طرح اُس کے نسخہ وجود میں بھی ہوتا ہے مگر نہایت کم شریر انسان اسی کو اپنے اعتراض کا نشانہ بناتا ہے اور اسطرح ہلاکت کی راہ اختیار کرکے جہنم میں جاتا ہے

منہ۔

پیشگوئی کا فلسفہ از حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ایسا عقیدہ بھی فیض اقدس الٰہی کے خلاف ہے۔ اگر قرآن کریم کے تمام معارف و علوم (حاشا و کلّا) اُن ہی پر ختم ہوگئے۔ اور اب آئندہ کے لئے کوئی نیا سِرّ اور دقیقہ کسی کے لئے اوٹھا نہیں رکھا گیا تو پھر معاذ اللہ قرآن کریم بے ضرورت ثابت ہوجائیگا۔ کیونکہ اُس کے سارے اسرار ایک دفعہ عیاں اور واضح ہوکر پبلک کے سامنے آگئے تو اب اُس کے وجدانی ذائقوں اور طرح طرح کی دل میں اوترنے والی معرفتوں سے حصہ لینے والا کون رہ گیا۔ یاد رکھو ایسا عقیدہ ایمان بالغیب کا بڑا بھاری دشمن ہے۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو خدائے پاک کی ذات کے مانند لازوال ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود کی طرح اسکی برکات کا چشمہ بھی کبھی سوکھنے والا نہیں۔ اس عالم کا کارخانہ زیر و زبر ہوجانے کے بعد بھی آئندہ عالم کے لئے یہی دستور العمل قایم رہنے والا ہے۔ پھر کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ اِس امر کے باور کرنے کی کہ اوس کے عجائبات پچھلوں کے حصّے میں سب کے سب آگئے۔

اسمیں شک نہیں کہ وہ لوگ اتقا میں خشیۃ اللہ میں دینداری کے تمام امور میں ہمارے پیشوا تھے مگر اون کے حق میں ایسا اعتقاد کرنا کہ وہ ہر قسم کے علوم کے جامع اور کامل ہادے تھے ہم نہیں سمجھتے کہ کہانتک صحیح ہوسکتا ہے یہ کیسی کورانہ تقلید ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیض و کرم یعنے آینوالے علوم و فنون کا دروازہ قطعًا بند کردیا جاوے اور آریوں کی طرح اس عقیدہ کی خوشیاں منائی جاویں کہ اون چار خیالی رکھیوں کے سوا اور کل کائنات پر اللہ تعالیٰ کے فیوض کے ابواب مسدود ہوگئے۔

یہ غیر متقلدین کی سخت دل قوم بڑی جرأت سے حنفیہ کو جمود علی التقلید (تقلید پر اڑے رہنا) کا الزام دیتی ہے۔ مگر خود کبھی غور نہیں کرتے کہ آپ کیسے محدود دایرہ کے اندر سرگردان ہورہے ہیں اور اِس غرور نے اُنہیں کہاں تک پہنچا دیا ہے کہ وہ ابو حنیفہ کے پیرو نہیں ہیں! حقیقت میں اگر تقلید کے اصُول پر وسیع نظر ڈالی جاوے تو مقلد اور غیر متقلد کا جھگڑا لفظی نزاع سے زیادہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔

سوچنا چاہیے کہ جب یہ امر کی ضرورت ہی کسی زمانہ میں واقع نہیں ہوئی۔ کوئی معاملہ بحث کے نیچے نہیں آیا تو پھر رائے زنی کیا ہوتی قول فیصل کیا دیا جاتا؟ اللہ تعالےٰ نے ابن مریم یا بہ لفظ دیگر مثیل مسیح کا وجود اس زمانہ کے لئے ضروری اور مقدر کر رکھا تھا اور کسی زمانہ میں اُس کا فیصلہ کیوں نہو سکتا تھا)۔ تم چلاؤ جو چاہو کرو آخر تمہیں ملہم صاحب الوحی کا فیصلہ ماننا پڑے گا۔

خیر بیوقوفوں ابلہوں کے نزدیک نہ سہی عقلمندوں کی نزدیک یہ طے شدہ بات ہے کہ حضرت مسیح فوت ہوچکے ہیں تو اب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ حدیثیں مثیل مسیح کی بشارت دیتی ہیں۔ اب اگر کوئی وقت ہے تو اون کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کرنیکے متعلق امید ہے کہ اگر ہمارے بھائی انبیاء کی طرز کلام سے واقفیت پیدا کرنے کی تمنا کرینگے اور اون کے اسرار مخفیہ کی اہل کشف و الہام سے دریافت فرمائینگے تو اونکا یہ پردہ کبھی اوتر جائے گا۔ میرا یقین ہے کہ میں نے اجمالی طور پر مختلف مقاصد کے انکشاف و اثبات کے لئے مسلمہ حقائق (فیکٹس) لکھدیئے ہیں۔ اگر اہل نظر غور کرینگے تو اُنہیں بہت سامان ان سے مل جائے گا۔ میں نے اُن احادیث کے الفاظ پر بحث کرنی ضروری نہیں سمجھی کیونکہ حضرت مسیح الزمان (سلمہ الرحمن) نے رسالہ ازالۂ اوہام میں ان پر بالتفصیل اور سیر کُن گفتگو کی ہے ہاں میں نے اتنا مصالح پیدا کردیا ہے کہ ہمارے اخوان مومنین حضرت مرزا صاحب کی تاویل کو تحریف کہنے کی جرأت نہ کرسکیں گے وہ بخوبی سمجھ جائیں گے کہ مکاشفات اور پیشگوئیوں کے معانی کیونکر کئے اور لئے جاتے ہیں۔ آخر میں میں التماس کرتا ہوں کہ وہ صبر و تحمل کو کام میں لائیں اور بدظنیوں سے باز آئیں اور حضرت شیخ ابن عربی کی اس نصیحت کو ہمیشہ نصب العین رکھیں۔ و اقل درجات الطریق التسلیم فیما لا تعلمون۔ و الکلام القطع بصدقہ و ما علی ھٰذین الطریقین فحرمانٌ و المتصف بہ محروم کما ان المتصف بھٰذین الطریقین سعید و منصور۔ قال الشیخ ابو یزید البسطامی للامام ابی موسی الدیبلی یا ابا موسی اذا لقیت مومنًا یکلام اھل ھٰذہ الطریقۃ قل لہ یدعو لک فانہ مجاب الدعوۃ قال رویم من قعد مع الصوفیۃ و خالفھم فی شیئ مما یتحققون نزع اللہ نور الایمان منہ۔ (فتوحات مکیہ جلد اول)

طریق فقرا کا ادنی درجہ سر جھکا دینا ہے اُن حقائق کے سامنے جن سے تم واقف نہ ہو اور اعلی درجہ یہ ہے کہ تم اون کی سچائی کا یقین کرو۔ ان دو رستوں کے سوا بس محرومی ہے اور اُن دو رستوں پر عمل کرنے والا سعادتمند اور بخت آور ہے۔ حضرت بسطامی ابو موسےٰ سے فرماتے ہیں۔ دیکھو ابو موسےٰ! جب تم کسی ایسے شخص سے ملو جو اس طریق کے لوگوں کی باتیں مانتا ہو تو اُس سے اپنے حق میں دُعا منگوانا کیونکہ وہ مجاب الدعوات ہوتا ہے اور رویم فرماتے ہیں، جو شخص صوفیہ کی صحبت میں بیٹھے۔ اور اُن کی ثابت کردہ باتوں میں کسی کی مخالفت کرے اللہ تعالیٰ نور ایمان کو اُس سے چھین لیتا ہے۔

میں بڑے خلوص ایمان سے اپنے بھائی مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی اس خدائے برتر کے برگزیدے کی نسبت حسن ظن کو کام میں لائیں بختاوری اور سعادتمندی اس میں ہے کہ اس مجاب الدعوات مقبول حق کی دعا لیں اون کو چاہیے کہ اِس مخلصانہ شعر کو بڑی غور سے پڑھیں۔ قال مسیح الزمان

اے قوم من بصبر نظر سوئے غیب دار
تا دستِ خود بعجز زبہر تو گسترم

وہ کیوں دلیری کرکے اُس غضب و لعنت کے مستوجب بنتے ہیں جو اس ولی اللہ کی مخالفت کا لازمی نتیجہ ہے میں اون لوگوں کو بھی جو ایک کنارے پر کھڑے کسی بڑے بھاری نتیجہ دیکھنے کے انتظار میں ہیں اور ابھی اونہوں نے منفصل اور ایک طرفہ رائے قایم نہیں کی اتنا کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ وہ ناگہاں جھپٹ لینے والی موت سے کیوں امین بیٹھے ہیں وہ اون راست بازوں کی پیروی کیوں نہیں کرتے جو اوّل امر ہی میں ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اخبار بالغیب اور تنبیہات پر صدق دل سے ایمان لے آئے تھے اور آخر اُن مواعید کے پورا ہونے پر جب اُنہوں نے برکات الٰہیہ کا معائنہ کرلیا تو یوں پکار اوٹھے۔

ھٰذا ما وعدنا اللہ و رسولہ و صدق اللہ و رسولہ۔ مگر مذبذبین بین ذالک کا جو تاسف ناک حال ہوا۔ اخبار و سیر کے جاننے والے اُس سے بے خبر نہیں ہیں۔

و اٰخر دعوانا۔ ان الحمد للہ رب العالمین ط

خاکسار عبد الکریم سیالکوٹی

النصح

گذشتہ اشاعت سے آگے

جو مطابق اس کے ہو بس ہر وہی حق کا کلام
برخلاف اس کے نہیں چلتا ہے کوئی انتظام
ہو مبارک اسے مسلمانوں کرو شکر خدا
جو ملا ہم کو کلام حق وہ ایسا ہی ملا
ہادی برحق ہمارے ہیں محمد مصطفےٰ
آکے دنیا میں انہوں نے صاف یہ دعوی کیا
میں جناب حق سے لایا ہوں وہ نورانی کتاب
جس پہ کرنے سے عمل اٹھینگے ظلمانی حجاب
یہ ہے قرآن جو خلاف فطرت انساں نہیں
جو نہ آئے کام انساں کے یہ وہ فرماں نہیں
جو اسے کہتا ہے قول حضرت رحماں نہیں
اس سے کہہ دے یہ کہ گر بندۂ ناداں نہیں
اس کی باتیں جسقدر ہیں وہ تو سب معقول ہیں
جو نہ سمجھیں اسکو تم سمجھو کہ وہ مجہول ہیں
جانب حق سے ہے اترا یہ صراط مستقیم
اس کے ہر پہلو میں ہیں آباد جنت النعیم
ہے پہنچتی اُن کے پاکیزہ دماغوں میں شمیم
منزل قرآن نے بخشا ہے جنہیں ذہن سلیم
گلستاں میں اس کے تجری تحتہا الانہار ہیں
مست پھرتے ہیں وہی اون میں کہ جو ہشیار ہیں
عاشقان حق جو ہیں اُن کا تو ہے دلدار یہ
اُس کے بیماران الفت کا ہے اک غمخوار یہ
گنج معنی ہے یہی اور مخزن اسرار یہ
پر شعار صدر ہے کرتا ہے دور آزار یہ
جنکو مولا کی طلب ہے اُنکو پا لیتا ہے یہ
دامن رحمت کے نیچے بس چھپا لیتا ہے یہ
اس کا اک اک لفظ بھرتا ہے مسیحائی کا دم
سینکڑوں مُردے جلاتا ہے یہ بر ہر قدم
ہاں مگر دل چاہیئے ایسا کہ جس میں کچھ ہو نم
کج طبع لوگوں کو ہر دم سوجھتے ہیں پیچ و خم
اُسکو نسبت اُن سے کب جو فاسق و فجار ہیں
دوڑتے ظلمت میں ہیں اور نور سے بیزار ہیں
اُس نے اپنے آپ کو ثابت کیا نور و ہدا
سینکڑوں مُردے جئے ہیں پی کے یہ آب بقا
دیکھ لو دُنیا میں پہلے پہلے جب نازل ہوا
اُسنے دُنیائے عرب کی کیسی پلٹی تھی ہوا
کیا تھے اوس سے پہلے اور بعد اُس کے کیا ہوگئے
راہزن تھے پیشتر پھر رہنما وہ ہوگئے
ارض سے فاران کے آخر ہوا جلوہ نما
ہر طرف مُلک عرب میں اس کا چرچا پڑ گیا
سینکڑوں برسوں سے جو کھاتے تھے غفلت کی ہوا
تازیانہ ہوشیاری کا اُنہیں آکر لگا
صور احمد نے جو پھونکا اک قیامت آگئی
کفر و شرک و بُت پرستی کی تو شامت آگئی
اک عجب حاشر حجازی ملک میں ظاہر ہُوا
اس کے قدموں پر ہُوا اک حشر کا عالم بپا
اذن سے اللہ کے دی اُس نے اک ٹھوکر لگا
اپنی اپنی قبر سے ہر ایک مُردہ جی اوٹھا
صبغتہ اللہ کا چڑھایا بعد اُسکے اُن پہ رنگ
دھل گیا جس سے دلوں کا اُنکے سارا میل زنگ
تھے تو گمنام جہاں پر پوچھے اب جانے لگے
وحشیوں سے تھے پر اب انسان کہلانے لگے
فخر و عزت اور ملکوں سے وہ اب پانے لگے
خود مہذب بن گئے تہذیب سکھلانے لگے
فخر اونکی ذات سے کرتے تھے سب با عز و جاہ
اونکی اعلیٰ شان پر تاریخ ہے اب تک گواہ
یاد تھا اون کو بخوبی عہد و پیمان خدا۔
اون کی تعلیم و عمل میں تھا یہ قرآن خدا۔
بھولتے تھے ایک دم کو بھی نہ وہ شان خدا
اس لئے ہوتا تھا ہر دم اُن پہ فیضان خدا
اُس کے ادنیٰ حکم پر بھی سر جھکا دیتے تھے وہ
مال و زر کو راہ مولا میں لٹا دیتے تھے وہ

ناظرین الحکم کی دلچسپی کیلئے

ذیل میں ہم اپنے معزز بھائی حبیب الرحمٰن کا مختصر نوٹ جو اونہوں نے کرزن گزٹ کی چند قرارداده نصائح پر تحریر کیا ہے درج کرتے ہیں نوٹ واقعی قابل قدر ہے اور اگر مرزا حیرت صاحب ذرا بھی فکر سے سوچیں۔ تو اُن کو ضرور اُسکی معقولیت کا معترف ہونا پڑے گا............ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

مکرمی اخویم جناب شیخ صاحب اڈیٹر اخبار الحکم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں آپکا ممنون ہونگا اگر آپ میری ان چند سطور کو اپنے قیمتی اور بابرکت اخبار میں درج فرما دیں گے۔ والسلام۔

۱۵ - مئی ۱۹۰۳ء کے کرزن گزٹ دہلی پر

ایک نظر

(میری چند نصیحتیں) اس عنوان سے ایک مضمون کرزن گزٹ دہلی میں جناب مولانا میرزا حیرت صاحب منیجر اخبار مذکور کی جانب سے عرصہ دراز سے شایع ہو رہا ہے اور ہماری نظر سے گذرتا ہے - ۱۵ - مئی ۱۹۰۳ء کے اخبار میں جو مضمون اس سرخی کے تحت میں دیا گیا ہے اوس نے ہمکو چند سطور کے تحریر کرنے پر آمادہ کیا۔

(۱) ہم مولانا مرزا حیرت صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ جو نصیحتیں کہ عرصۂ دراز سے وہ درج اخبار کرتے ہیں کیا وہ قرآن شریف اور احادیث سے باہر ہیں یا اندر اگر یہ نصیحتیں قرآن شریف و حدیث شریف سے باہر ہیں تو کیا وہ علیحدہ ایک نصیحت نامہ بنانا چاہتے ہیں جو قرآن شریف اور حدیث شریف میں درج ہونے سے رہ گیا تھا اور اگر وہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے اندر موجود ہیں تو وہ اپنے خیال کے مطابق مختار نہیں ہیں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کی نصیحتوں کو اپنے نام (میری چند نصیحتیں) سے شایع کریں۔ اور اگر محض اپنے الفاظ اور اپنی زبان میں لانے سے اپنی نصیحتیں سمجھ بیٹھے ہیں تو پھر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمہ اللہ تعالےٰ کے کلمات طیبات پر اعتراض کیوں ہے پہلے میری چند نصیحتوں پر غور فرما دیں پھر کلمات طیبات امام الزمان پر اعتراض ہونا چاہیئے۔

(۲) جناب مولانا مرزا حیرت صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ -:- یہ خوب سمجھ لے جب قرآن مجید موجود ہے اور حضور انور ہم پر سایہ فگن ہیں دین کے معاملہ میں کسی امام کی ضرورت نہیں ہے گویا جناب مولانا مرزا حیرت صاحب کو اس سے انکار ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی امام یا مجدد یا محدث نہ ہوگا اور نہ ضرورت ہے - ہم کو اس پر چنداں بحث کی ضرورت نہیں ہے - رسالہ ضرورت امام مصنفہ حضرت امام الزمان جناب مرزا غلام احمد صاحب مدظلہ موجود ہے جو ایک منصف مزاج انسان کی تسلی کے لئے کافی ہے اور حدیث شریف ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا اور حدیث شریف قد کان یکون فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی منہم احد فعمر بن الخطاب منہم رواہ المسلم اور حدیث کہ جو امام الوقت کو نہ پہچانیگا وہ جاہلوں کی موت مر گیا - ہمکو امام الزمان کی خبر دیتے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ رحمۃ اپنی کتاب تفہیمات الدین اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں بہ تفصیل تحریر فرماتے ہیں بغور ملاحظہ فرما دیں - ورنہ علماء اسلام اور اولیاء کرام کا وجود اسلام کے لئے فائدہ مند نہیں ٹھہرتا اور خود جناب مولانا مرزا حیرت کا مضمون (میری چند نصیحتیں) فضول ٹھہرتا ہے - اعتراض وہ ہونا چاہیئے جو اپنے اوپر وارد نہ ہوتا ہو — امام الزمان اپنا نیا دین اور نئی شریعت لیکر نہیں آتا اور مولانا مرزا حیرت صاحب

منارۃ المسیح کی مخالفت اور اسکا فیصلہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

کبھی کٹتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

ہم نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے اس خبر کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ منارۃ المسیح کی جسقدر مخالفت کی گئی تھی وہ ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور دقیقہ رس جناب میجر ڈالس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی عدالت سے آخر بے سود ثابت ہوئی + اور آپ نے اس معاملہ میں کسی قسم کی دست اندازی کو بالکل غیر ضروری سمجھا جیسا ہمنے اپنے اخبار میں صاحب موصوف کی بیدار مغزی اور معدلت گستری سے امید کی تھی۔ وہ امید پوری ہوئی اور ہماری تحریریں اس معاملہ میں نتیجہ خیز۔ ہم اسی مثل کی نقل کے حاصل کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ با ضابطہ مصدقہ نقل مل جانے پر ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا اصل حکم شایع کرنے کے قابل ہونگے۔

بہر حال ہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اپنے مخدوم مجسٹریٹ ضلع کے شکر گزار ہیں کہ اونہوں نے ہمارے معروضات پر جیسا کہ آپ کی تشریف آوری پر ہم نے توقع کی تھی پوری توجہ فرمائی اور ہماری مذہبی آزادی اور مذہبی عبادت گاہ کے جائز حقوق کی حفاظت فرما کر اپنی انصاف پسندی اور بے رو رعایت پالیسی کا ثبوت دیا ہے + ضلع گورداسپور کی رعایا کو ایسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پر جسقدر ناز ہو وہ کم ہے۔

منارۃ المسیح کے روکنے میں ہمارے مخالفوں نے پوری کوشش کی مگر خدا تعالیٰ نے انکو اپنے ان ارادوں میں پورا ناکام اور نامراد رکھا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ذات سے توقع کرتے ہیں کہ وہ آیندہ کے لئے ایسی سازشیں کرنیوالوں کا پورا لحاظ رکھیں گے۔ پبلک کے امن میں خلل اندازی کرنے کا انہیں موقع نہ دیا جاویگا۔ ہم یہ امر آپ کی توجہ کے لئے پیش کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں کہ بعض آدمی اس قماش کے یہاں موجود ہیں جو ہمیشہ ایسے ہی جوڑ توڑ میں لگے رہتے ہیں۔

بہر حال ہماری قوم کے لئے یہ بہت بڑی شکر گزاری اور خوشی کا موقع ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی بیدار مغزی سے اُن کو ملا ہے۔ اور سب سے زیادہ ہمارے لئے کہ ہماری تحریریں موثر ثابت ہوئیں۔

استفسار اور انکے جواب

سوال۔ کبھی نماز میں لذت آتی ہے اور کبھی وہ لذت جاتی رہتی ہے اُس کا کیا علاج ہے؟

جواب۔ ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ بلکہ اس لذت کے کھوئے جانے کو محسوس کرنے اور پھر اسکو حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہیئے جیسے چور آوے اور وہ مال اڑا کر لے جاوے تو اوسکا افسوس ہوتا ہے۔ اور پھر انسان کوشش کرتا ہے کہ آئیندہ کو اس خطرہ سے محفوظ رہے اسلئے معمول سے زیادہ ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیتا ہے۔ اسطرح پر جو خبیث نماز کے ذوق اور اُنس کو لے گیا۔ ہے تو اس سے کسقدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اور کیوں نہ اسپر افسوس کیا جاوے انسان جب یہہ حالت دیکھے کہ اس کا اُنس و ذوق جاتا رہا ہے تو وہ بے فکر اور بے غم نہ ہو۔ نماز میں بے ذوقی کا پیدا ہونا ایک سارق کی چوری اور روحانی بیماری ہے۔ جیسے ایک مریض کے منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے تو وہ فی الفور علاج کی فکر کرتا ہے اسطرح پر جس کا روحانی مذاق بگڑ جاوے اُس کو بہت جلد اصلاح کی فکر کرنی لازم ہے۔

یاد رکھو انسان کے اندر ایک بڑا چشمہ لذت کا ہے جب کوئی گناہ اس سے سرزد ہوتا ہے تو وہ چشمہ لذت مکدر ہو جاتا ہے اور پھر لذت نہیں رہتی۔ مثلاً جب ناحق گالی دیدیتا ہے یا ادنے ادنے سی بات پر بد مزاج ہوکر بد زبانی کرتا ہے تو پھر ذوق نماز جاتا رہتا ہے اخلاقی قویٰ کو لذت میں بہت بڑا دخل ہے جب انسانی قویٰ میں فرق آئیگا تو اس کے ساتھ ہی لذت میں بھی فرق آجاوے گا۔ پس جب کبھی ایسی حالت ہو کہ اُنس اور ذوق جو نماز میں آتا تھا وہ جاتا رہا ہے۔ تو چاہیئے کہ تھک نہ جاوے اور بے حوصلہ ہو کر ہمت نہ ہارے بلکہ بڑی مستعدی کے ساتھ اس گمشدہ متاع کو حاصل کرنے کی فکر کرے اور اسکا علاج ہے توبہ۔ استغفار۔ تضرع۔ بے ذوقی سے ترک نماز نہ کرے بلکہ نماز کی اور کثرت کرے جیسے ایک نشہ باز کو جب نشہ نہیں آتا تو وہ نشہ کو چھوڑ نہیں دیتا بلکہ جام پر جام پیتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ آخر اس کو لذت اور سرور آجاتا ہے۔ پس جسکو نماز میں بے ذوقی پیدا ہو۔ اوس کو کثرت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیئے اور تھکنا مناسب نہیں آخر اسی بے ذوقی میں ایک ذوق پیدا ہو جاویگا۔ دیکھو پانی کے لئے کسقدر زمین کو کھودنا پڑتا ہے جو لوگ تھک جاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں جو تھکتے نہیں وہ آخر نکال ہی لیتے ہیں اسلئے اس ذوق کو حاصل کرنے کے لئے۔ استغفار کثرت نماز و دعا مستعدی اور صبر کی ضرورت ہے۔

سوال۔ بہترین وظیفہ کیا ہے۔

جواب۔ نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اسمیں حمد الہی ہے۔ استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر ایک قسم کے غم و ہم دُور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لئے فرمایا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اطمینان سکینت قلب کیلئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور ایک نئی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مقابلہ میں بنا دی ہوئی ہے۔ مجھپر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ اونہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دُنیا کو گمراہ کر رہے ہیں ان وظائف اور اوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اوراد میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ میں نے مولوی صاحب سے سنا ہے کہ بعض گدی نشین شاکت مت والوں کے منتر اپنے وظیفوں میں پڑھتے ہیں۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے اسلئے فرمایا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری۔ ربانی آئینہ

دُعاء

ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ ط ان اللہ لا یحب المعتدین ۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ خوفا و طمعا ط ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ۔ ترجمہ یعنی اپنے رب کو تضرع اور خوف کے ساتھ پکارو تحقیق اللہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو اور خوف اور طمع کے ساتھ اُس سے دعا مانگا کرو۔ تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے

اُس آیت شریف میں دعا کا حال اور اوسکی قبولیت کے طریق بیان فرمائے گئے ہیں۔ تضرع یعنی گڑگڑانا اور خوف یعنی اپنے گناہوں کی شامت اور خدا کی عدالت سے ڈرنا دعا کے واسطے لازمی امور ہیں۔ جسقدر کوئی دُعا اِن دو حالتوں سے خالی ہوگی اوسی قدر قبولیت سے دُور ہوگی کیونکہ تضرع میں انتہا درجہ کا عجز و نیاز شامل ہو جاتا ہے اور خوف میں اپنی عبودیت و گنہگاری اور خداوند عالم کی الوہیت اور قدوسیت کا اظہار ہوتا ہے جسقدر تضرع اور خوف کسی انسان میں ترقی کریں اُسی قدر وہ گناہوں سے پاک ہوکر خدا کی جناب میں مقبول اور پیارا ہو جاتا ہے۔ برعکس اس کے جو انسان خدا کی طرف سے لاپرواہ اور بے خوف بنا رہتا ہے۔ اسی قدر متکبر ظالم سرکش اور بدکار ہوتا جاتا اور حدود انسانیت سے جو عجز و نیاز راست روی اور عبودیت ہیں خارج ہو جاتا ہے۔ جب تضرع اور خوف کی خوبیوں سے کوئی انسان عاری ہوا تو سمجھنا چاہئے کہ وہ انسانیت سے خارج اور جناب الٰہی سے مردود ہوا۔ گویا کہ تضرع اور خوف سے علیحدہ ہونا بدکاری میں پڑ جانا اور خدا کی حضور میں غیر مقبول ہو جانا ہے چنانچہ آیت مذکورۃ الصدر میں ایک طرف یہ حکم ہے کہ اپنے رب کو تضرع اور خوف کے ساتھ پکارو۔ دوسری طرف ساتھ ہی یہ تنبیہ ہے کہ اللہ حد سے گذر جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا دوسرے الفاظ میں اس آیت کریمہ کا مطلب اس طرح پر بیان کرسکتے ہیں کہ اپنے رب کو عجز و نیاز گریہ و زاری اور خوف کے ساتھ پکارتے رہو اگر ایسا نہ کروگے تو تم غافلوں اور ظالموں میں شامل ہو جاؤگے جو اپنی زیادتیوں کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے کہ خدا اون سے محبت کرے پھر دوسرے الفاظ میں اوس کی تشریح اس طرح پر ہے ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ خوفا و طمعا ط یعنی اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ کرو اور خوف و طمع کے ساتھ اللہ سے دعائیں مانگا کرو۔ پھر اور پیرایہ میں آئندہ الفاظ اس مطلب کو اور بھی صاف کرتے ہیں ان رحمت اللہ قریب من المحسنین تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں سے قریب ہے رحمت الٰہی جو دعاؤں کی قبولیت کا موجب ہوتی ہے اُس کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ وہ نیکی کرنے والوں کے قریب ہے جب کوئی نیک بندہ اللہ کو پکارے تو رحمت الٰہی اُس کی قبولیت کے واسطے حرکت میں آجاتی ہے۔ الغرض مومن۔ متقی اور نیک ہونا گریہ زاری اور عجز و نیاز کے ساتھ دعائیں مانگنا قبولیت کے واسطے لازمی امور ہیں برعکس اس کے بدکاری اور ظلم کی حالت میں جو دعائیں لاپرواہی اور بیدلی کے ساتھ کی جائیں وہ قبولیت نہیں حاصل کر سکتی چنانچہ آیتہائے مذکورۃ الصدر میں الفاظ ذیل اس کے شاہد ہیں۔ ان اللہ لا یحب المعتدین تحقیق اللہ حد سے گذر جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا قرآن مجید جو ہر ایک روحانی مسئلہ کو طرح طرح کی تمثیلات اور ہر طرح کی پیراؤں میں صاف اور روشن کرنا چاہتا ہے اور مقامات میں اس مسئلہ کی تشریح اس طرح پر فرماتا ہے وما للظالمین من انصار ظالمون کا کوئی مددگار نہیں ان اللہ لا یھدی القوم الفاسقین اللہ بدکاروں کو کامیابی کے راستہ نہیں دکھاتا ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین اللہ ظالموں کی ہدایت نہیں کرتا وما دعاء الکافرین الا فی ضلل نافرمانوں کی دعا بس بھٹکتی رہتی ہے جیسے کوئی راہ سے بھٹکا ہوا مسافر منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا اسی طرح کسی ایسے شخص کی دُعا جو خدا کو نہیں مانتا کسی قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ یہی وجہ ہے کہ ظالم اور بدکار قومیں جو خدا کی نسبت ایمان صحیح نہیں رکھتی اور اصلاح نفس و عبودیت کے راستوں سے دور ہیں اپنی دعاؤں کو بے اثر دیکھ کر اون کی قبولیت سے ہی انکاری ہوگئی ہیں اور دعا کو محض عبادت سمجھتی ہیں۔ یہ بے ایمانی کا دوسرا درجہ ہے اوّل درجہ تو وہ ہے کہ خدا کی ہستی ہی سے انکار کیا جاوے۔ دوئم درجہ یہ ہے کہ اُسکو کارخانہ عالم کیطرف سے بے اختیار محض یا معطل مانا جاوے پاک بندوں کی مخلصانہ دعائیں ضرور جناب الٰہی تک پہنچتی اور مناسب جواب حاصل کرتی ہیں یہ ایک پس پردہ مکالمہ ہے جو مومن بندہ اور اُس کے رب کے درمیان ہوتا ہے۔ یہ ایک روحانی ملاقات ہے جو پاک روح کو اُس کے مولا کے ساتھ ہوتی ہے ادھر سایل پورے یقین اور ایمان کے ساتھ اپنے عجز و نیاز اور توبہ و استغفار کو رحیم و کریم مالک کے آگے پیش کرتا ہے ادھر خداوند عالم کی رحمت کامیابی کی صورت یا مناسب تشفی سے اُس کی دلداری کرتی ہے نصرت الٰہی کے مُشاہدات اپنی زندگی میں معائنہ ہوکر مومن کے یقین کو روز بروز ترقی ہوتی اور معرفت بڑھتی ہے۔ دُنیا میں کوئی مذہب اور کوئی قوم ایسی نہیں جس کی آسمانی کتابوں میں دُعا کی تعلیم نہ ہو بلکہ کوئی فرد بشر بھی ایسا نہیں جو دل گداز مصایب اور جانسوز تکالیف کیوقت خود بخود اپنے رب سے مدد اور معافی کا خواستگار نہ ہوتا ہو۔ ہاں یہ تو ضرور ہے کہ سعید اور خدا ترس لوگ تو بات بات میں اپنے رب کو پکارتے اپنے آپ کو ناچیز اور ناتوان خیال کرکے اُس قادر مطلق کی مدد کے خواہاں ہوتے ہیں ہر ایک حاجت میں اور ہر ایک دکھ میں جو ضرورت ہو اُس مولا سے چاہتے ہیں کوئی دنیاوی تکلیف یا حاجت ہو یا دینی ہر ایک امر میں خدا سے دعائیں مانگتے ہیں ان لوگوں کا حال جیسے ایک معصوم بچہ کے مشابہ ہوتا ہے۔ جو ہر ایک ضرورت کے وقت رو دیتا اور ماں ماں کرکے پکارتا ہے ایسے ہی یہ خدا کے پیارے اپنے محبوب اور مولائے حقیقی کو بھی ہر ضرورت کے وقت پکارتے ہیں اور جیسے ماں شفقت و رحمت کے ساتھ اپنے معصوم بچہ کی کارسازی کرتی ہے ویسے ہی رب العالمین کمال شفقت و رحمت کے ساتھ اپنے عاجز بندے کی کارسازی کرتا ہے۔ دوئم درجہ کے وہ لوگ ہیں جو عموماً غفلت اور لاپروائی میں اپنی زندگی بسر کرتے اور اپنی طاقتوں اور کوششوں کو اپنے واسطے کافی سمجھتے ہیں۔ معمولی حالتوں میں کبھی خدا کو یاد نہیں کرتے مگر غیر معمولی حالتوں میں ضرور اُس کی طرف جھکتے دعائیں مانگتے نذر و نیاز مانتے اور اُس کے پاک بندوں سے دعاء کا سوال کرتے ہیں جبتک یہ لوگ خود توبہ و استغفار نہ کریں اپنے مالک کے آگے دردِ دل اور عجز و نیاز کے ساتھ نہ روئیں اُسوقت تک کوئی قبولیت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے یہ لوگ دعاؤں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے مگر مصیبت کے وقت

فطرتی ایمان اندرونی طور پر جوش مارکر خدا کی طرف اُنکو ضرور جھکا دیتا ہے -

سویم درجہ کے وہ لوگ ہیں جو معمولی تکالیف میں بھی خدا کی طرف نہیں جھکتے اور نہ کوئی اُس سے مدد مانگتے ہیں - مگر جب ناقابل برداشت تکالیف انکے سر پر آپڑتی اور اون کے گھمنڈ خودروی اور بے نیازی کو توڑ کر دلوں کو شکستہ و مایوس کر دیتی ہیں اوسوقت یہ بھی خدا کے آگے رونے لگتے اور دعائیں مانگتے ہیں - الغرض کوئی مذہب آسمانی ایسا نہیں جسمیں دُعاؤں کی تاکید نہ ہو اور کوئی فرد بشر ایسا نہیں جس کی فطرت ایک نہ ایک وقت اُس کو دعاؤں کی طرف نہ جھکا دے پھر وہ انسان کیسا لا مذہب اور فطرت انسانی و مشاہدات جاودانی کی طرف سے کیسا جاہل ہے جو دعاؤں کو فضول یا غیر مقبول خیال کرتا ہے اور وہ قوم کیسی نادان ہے جس نے عدم قبولیّت دعا کو اصول ایمانی میں سے قرار دیا ہے - تمام عالم میں دعاؤں کی آواز ہے بچہ جوان اور بوڑھے سب خدا کو پکارتے ہیں - علم والے اور بے علم سب کے سب فطرتاً دعا کی اصلیّت کے قایل ہیں - سارے مذہب اور ساری قومیں خدا سے دعائیں کرتی ہیں اتنا فرق ضرور ہے کہ ایک لوگ دُکھ اور سُکھ تنگی اور فراخی میں ہر ایک ضرورت کے وقت خدا کی مدد و ہدایت اور رحمت کے طالب رہتے ہیں اور ایک لوگ تھوڑی تکالیف کے وقت اور ایک لوگ سخت مصائب کے وقت - پھر کیا ایسا ایمان جو کم و بیش ہر ایک فطرت میں موجود ہے باطل ہے ؟ تو پھر ماننا چاہیے کہ تمام علوم متعارفہ اور فطرتی عقائد باطل ہیں - اور ساتھ ہی ماننا چاہیئے کہ تمام علوم انسانی باطل ہیں - کیونکہ تمام علوم کی بنیاد علوم متعارفہ اور فطرتی عقائد ہوتے ہیں الغرض دعاؤں کو بے حقیقت سمجھنا دہریت یا سوفسطائی کا ایک شعبہ ہے یا بے ایمانی و بدکاری کا ایک نتیجہ +

الغرض دعا ایک ایسا فطرتی امر ہے کہ دنیا کا کوئی ملک یا شہر اور گاؤں تو درکنار کوئی گھر بھی ایسا نہیں جسمیں دعا پر فطرتی ایمان ہونے کا ثبوت نہ ملتا ہو کہیں بڑے چھوٹوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں اور کہیں چھوٹے بڑوں کے حق میں کہیں نوکر اپنے آقاؤں کے حق میں اور کہیں آقا اپنے نوکر کے حق میں کہیں دوست کو دوست دعائیں دیتا ہے کہیں دشمن کو دشمن بد دعائیں سلام گڈ مارننگ جیتے رہو خوش رہو اسی فطرتی ایمان کا ظہور ہیں تمام زبانوں میں خدا تعالےٰ کے نام قاضی الحاجات

مجیب الدعوات - رحیم و کریم - ذوالفضل العظیم ٥ - داتا بخشنہار اور غفار ہیں - یہ اسمائے الٰہی بھی قبولیت دعا کی طرف صاف دلالت کرتے ہیں - پھر ایسے عام یقین سے عمداً انکار کرنا جس پر تمام بنی نوع کی فطرتیں - زبانیں - رسومات اور عبادات شاہد ہیں اور جس پر تمام آسمانی تعلیموں کا اتفاق ہے کیسی جہالت ہے - کیا یہ سب کچھ باطل ہے - نہیں ہرگز نہیں - بلکہ دعا کی قبولیت سے انکار کرنا اس امر کا اقرار ہے کہ اُس کا ایمان اللہ کریم کی نسبت ناقص یا کالعدم ہے یا غفلت و بدکاری کذب و ریا اور ظلم و تکبر کی وجہ سے ایسا مردود ہو گیا ہے کہ خدا کی جناب میں اُس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اس لئے قبولیّت دعا سے انکار کر بیٹھا ہے اپنے آقا سے انعامات کی امید اُس نوکر کو ہوتی ہے جو خلوص اور خوشدلی کے ساتھ خدمت کرتا رہا ہو اور ہمیشہ ہر طرح پر اس کو خوش رکھتا ہو جو نوکر اپنے آقا کی مرضی کے خلاف چلے اس کو بخیل بے رحم اور ظالم خیال کرتا رہے اور اپنی بدظنی بے ایمانی اور بدچلنی سے ہمیشہ اُس کو ناخوش رکھے وہ اُس سے انعامات کی کیا امید کر سکتا ہے - وفادار خیرخواہ مستعد اور فرمانبردار نوکر کو اپنے آقا سے ہر طرح کی بھلی امید ہوتی اور اُس کی التجائیں قبول ہوتی ہیں برعکس اُس کے بے وفا بدخواہ سُست اور نافرمان نوکر کو ہمیشہ اپنے آقا سے خوف رہتا اور اُس کی التجائیں بجائے قبولیت کے ..... نفرت اور غضب پیدا کرتی ہیں یہی حال نیک اور بد کی دعاؤں کا ہوتا ہے - چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ان الذین آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ اولٰئک یرجون رحمت اللّٰہ ط واللّٰہ غفور الرحیم ٥ تحقیق جو لوگ ایمان پر قایم رہتے خدا کے واسطے وطنوں کو چھوڑتے اور جان و مال سے ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں - یہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امیّد کرتے ہیں - کیونکہ اللہ غفور اور رحیم ہے اس آیت سے ظاہر ہے کہ قبولیّت دعا کے واسطے سب سے پہلے صفات باری تعالیٰ پر صحیح ایمان ہونا اور پھر اُس ایمان کے مطابق اپنے عقاید اعمال اور عادات کو درست رکھنا ضروری ہے - جو قوم خدا کو معطل یا نادار دیا بے اختیار محض مانے وہ اُس کے فضل و کرم کی کیا امیّدیں کر سکتی ہے - دویم درجہ پر خوشنودی رب العالمین کے واسطے تکالیف اوٹھانا اور

ہر طرح کی محنت برداشت کرنا ضروری ہیں خواہ وطن چھوڑنا پڑے یا جنگ و جدال تک کا سامنا ہو کسی طرح احکام الٰہی سے باہر نہ جائے الغرض جو لوگ ایمان و اعمال اور جد و جہد کے ساتھ خدا کے سچّے بندے اور سچّے پرستار بنے رہتے ہیں وہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہوتے اور اونہیں کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ کریم کے دو اسمائے ہیں جو قبولیت دعا کے موجب ہوتے ہیں -

اول غفور دویم رحیم غفور کے معنے ہیں بہت بخشنے والا اور رحیم کے معنے بہت رحم کھانے والا جب کوئی مومن بندہ اپنے خدا سے کچھ مانگتا ہے تو اُس کی غفاری بہت سارے گناہوں کو بخش دیتی ہے - ساتھ ہی اُس کی رحمت حرکت میں آکر اُس کی دعا کو قبول فرماتی یا کسی اور بہتر طریق سے اطمینان کر دیتی ہے - اس طرح پر ایک بایمان سائل اون انعامات کا مستحق ٹھہر جاتا ہے جو کسی محنت یا شامت اعمال کیوجہ سے اسکو نہیں مل سکتے تھے - یہی سلسلہ ہم دنیاوی معاملات میں بھی شب و روز ملاحظہ کرتے ہیں - ایک وفادار نوکر کی کسی سستی یا غفلت سے اگر اُس کا آقا ناراض ہو کر اُس کی ترقی کو روک لے تو اُس کی توبہ اور التجا کرنے پر فوراً بخشدیتا اور فراخدلی کے ساتھ اپنی حدّ اختیار کے مطابق سلوک کرتا ہے - پر خدا کی بخشش اور رحمت تو بے حد و بے انتہا ہے جیساکہ قرآن کریم فرماتا ہے لاتقنطوا من رحمت اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا ٥ اللہ کی رحمت سے ناامیدی مت کرو تحقیق اللہ تمام گناہوں کو بخشدیتا ہے ہمارے ایمان اور اعمال کیسے ہی خراب کیوں نہ ہوں - اور جناب باری سے ہم کیسے ہی مردود کیوں نہ ہو گئے ہوں ہمیں مایوس نہ ہونا چاہیئے کیونکہ وہ تمام گناہوں کو بخشدیتا اور رحمت بھیجنے کے واسطے طیار ہوتا ہے - قبولیت دعا اور رحمت کے حارج ہمارے گناہ ہوتے ہیں مگر جب اللہ کریم تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے - پھر کیوں مایوس ہوں رحمت الٰہی سے مایوس ہونا گمراہی کی دلیل ہے جیساکہ قرآن کریم فرماتا ہے ومایقنط من رحمت ربہ الا القوم الضالون اپنے رب کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتے مگر گمراہ لوگ - اُس قوم کے دین اور عقل پر افسوس جو خدا کو بخشش اور رحمت کے صفات میں بے اختیار مانتے اور دعاؤں کو محض ایک طریق عبادت خیال کرتے ہیں - اُن کے نزدیک دعائیں ایک قسم کی جھوٹی عبادات ہیں یہ نتیجہ اُس بیجا تصرف کا ہے جو محجوب اور بیدین لوگوں نے کلام الٰہی کی تفسیر میں کیا -

ذکر و فکر

هل يستوى الاعمىٰ والبصير افلا تتفكرون ۔ وفى الارض اٰيٰت للموقنين وفى انفسكم افلا تبصرون ۔ ان شر الدواب عند الله الصم البكم الذين لا يعقلون ۔ وقال الرسول يا رب ان قومى اتخذوا هذا القراٰن مهجورا ۔

کیا اندھا اور سوجاکھا برابر ہو سکتے ہیں ۔ پس کیا تم فکر نہیں کرتے ۔ یقین لانے والوں کے لئے زمین میں اور خود تمہارے نفسوں میں نشانیاں ہیں تو کیا تم نہیں دیکھتے اللہ کے نزدیک شریر ترین حیوانات وہ گونگے اور بہرے ہیں جو عقل نہیں خرچ کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بکواس بنا لیا ۔

۱- قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا اور خود سراسر وعظ و نصیحت ہے ۔ سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے انسان کو بیدار اور خبردار کرتا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی زندگی بخشنا چاہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ان هو الا ذكر للعٰلمين یہ تمام جہانوں کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے ۔ پھر فرماتا ہے ان هو الا ذكرىٰ للبشر ! یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے پس لازم تھا کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اس عام نصیحت نامہ کے ترجمہ ہو کر عام طور پر شایع کئے جاتے مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس طرف ابھی تک کچھ توجہ نہیں کی اور اس کے چھپائے رکھنے کا تمام وبال اٹھا رہے ہیں بلکہ جو تراجم آجتک اردو یا فارسی میں ہوئے خود بھی ان سے استفادہ نہیں کرتے جو عربی کے عالم و فاضل کہلاتے ہیں وہ بھی اس کے معنے اور مطالب سے کچھ مذاق نہیں رکھتے ۔ عربی دانی کا بڑا گھمنڈ صرف و نحو کے بڑے فاضل مگر قرآن کے میدان میں اندھے بے بصر ہیں ایک فاضل اجل کو میں نے خود دیکھا جو ایک بڑے شہر کا قاضی و مفتی تھا حدیث و فقہ سے واقف قرآن کا حافظ ۔ مگر قرآنی مضامین سے مطلق ناآشنا تھا جب کبھی کسی قرآنی آیت کے معنے اس سے دریافت کئے جاتے تو تفسیریں منگوا کر مطالعہ کیا کرتا ۔ مجھے ایسے مولویوں کو دیکھکر ہمیشہ سخت رنج ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک کافیہ بھی پڑھ لیا مگر قرآن کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ اگر یہ لوگ قرآن کی کچھ بھی قدر کرتے تو ضرور تھا جہاں اور سدہا کتابیں با معنے پڑھیں اسکو بھی پڑھ لیتے ۔ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا کہ تمام علوم قرآن کے خادم ہیں اور جو علم قرآن فہمی کی غرض سے پڑھا جاوے وہ جائز ہے ورنہ ناجائز مگر اُس مولوی صاحب کا یہ حال کہ اور علوم عربیہ یعنی صرف و نحو ۔ معقول و منقول ۔ حدیث و فقہ سے خاصے واقف مگر قرآن سے ناآشنا محض تھے ۔ ہاں بے معنی طور پر ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے مگر معنوں سے سخت لا پروائی مغایرت اور تنفر تھا ۔

کیا جس کتاب کا نام تذکرۃ للعٰلمین ہے اوسکا بھی حق ہے کہ بے معنے پڑھی جاوے اور کبھی اوس پر غور و فکر تو کیا ۔ معانی کی طرف خیال بھی نہ کیا جاوے ۔ اگر مولوی لوگ ایک ادنےٰ خیال کے ساتھ بھی تلاوتِ قرآن کریں تو ضرور ہے کہ خود بخود انکشاف ہوتا جایا کرے مگر اونکی ناآشنائی اور بےخبری ثابت کرتی ہے کہ معانی کی طرف سے عمداً لاپروائی اور نفرت ہے جس تواتر اور شدّ و مد کے ساتھ قرآن مجید غور و فکر اور تدبر و تعقل کے واسطے زور دیتا ہے اگر اوس کا مفصل بیان کیا جاوے تو علیحدہ جلدیں درکار ہوں فی الحقیقت تمام قرآن اسی بیان سے بھرا ہوا ہے ذیل میں ہم محض چند آیات مثال کے طور پر درج کرتے ہیں ۔

كتاب انزلناه اليك مبارك ليدبروا اٰيٰته وليتذكر اولوا الالباب

برکت والی کتاب ہے جو ہمنے تمہاری طرف اوتاری ہے تاکہ لوگ اوسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل دانش لوگ نصیحت پکڑیں مگر افسوس تدبر اور تفکر سے کچھ واسطہ نہیں رہا بلکہ اس آیت کے خلاف شب و روز عمل ہو رہا ہے کسی کو بھی اس خلاف ورزی پر درد پیدا نہیں ہوتا ۔ مولوی لوگ خلاف عمل دیکھکر ایسی آیات کے معنے سے ہی دل چرا جاتے ہیں

ان هو الا ذكر و قراٰن مبين لينذر من كان حيا و يحق القول على الكافرين

یہ تو نری نصیحت اور عام فہم قرآن ہے تاکہ زندہ دل لوگ اس سے ڈرائے جاویں اور منکروں پر حجت قایم ہو پس چونکہ خلاف اور بدعملی کی وجہ سے لوگ مردہ دل ہو گئے ہیں اس لئے نہ تو کوئی اسکو نصیحت سمجھتا ہے نہ کوئی عام فہم اور صاف صاف خیال کرتا ہے بلکہ اپنے اوپر حجت الٰہی قایم کر رہے ہیں ۔ افسوس اون مولویوں پر جو علمیت کا دعوےٰ کریں اور قرآن کی ایسی عبرتناک آیات سے عمداً غافل بنے رہیں بلکہ اُس کے معنے کو غیر ضروری اور مہمل سمجھکر بے معنے تلاوت کرتے رہیں ۔

ولقد انزلنا فيها اٰيٰت بينٰت لعلهم يتذكرون اور ہم نے اس میں صاف صاف آیتیں اوتاری ہیں تاکہ وہ سمجھیں اور نصیحت پکڑیں اس آیتِ شریفہ میں اون تمام بیہودہ وساوس کی تردید ہے جو قرآن کو مشکل اور مجمل جتاکر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اُسکا بے معنی پڑھنا ہی ٹھیک ہے یہ کیسا کفر اور کیسا بہتان ہے ۔

وكذٰلك انزلناه قراٰنا عربيا و صرفنا فيه من الوعيد لعلهم يتقون او يحدث لهم ذكرا ۔ اور ایسا ہی ہم نے اوس کو عربی زبان کا قرآن اوتارا ہے اور اسمیں طرح طرح پر ڈراوے سُنا دئے ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا اوس کے ذریعہ سے اون کے دلوں میں غور و فکر پیدا ہو ہائے افسوس جو کتاب خوف دلانے والی اور غور و فکر پیدا کرنے کے واسطے نازل ہوئی اُسی کو انتہا درجہ کی غفلت اور جہالت کا ذریعہ بنا لیا گیا یہی ایمانداری اور اسلام ہے کہ صریح آیات قرآنی کی ایسی سخت مخالفت کیجاوے

ما انزلنا عليك القراٰن لتشقىٰ الا تذكرة لمن يخشىٰ ہمنے تجھ پر قرآن اسواسطے نازل نہیں کیا کہ تو مشقت اوٹھاوے بلکہ ہر خدا ترس کے واسطے یہ ایک نصیحت ہے ۔

مولویو بزرگو سنو ! قرآن کا یہی حق نہیں کہ کہ اندھے طور پر اس کے حفظ کرنے میں مشقت اوٹھائی جاوے بلکہ یہ ایک نصیحت ہے جبکہ مفتاح القرآن نے یہ ثابت کر دیا کہ قرآن مجید کا با معنے پڑھنا مادری زبان کی کتابوں سے بھی آسان تر ہے اور خود قرآن کریم بار بار شد و مد کے ساتھ اُس کی آسانی کی شہادت دیتا ہے پھر ذاتی مشاہدہ اور قرآنی آیات کی کیوں عمداً تکذیب کرتے اور اوس کے خلاف پر جمے ہوئے ہو ۔ کیوں اوس کے با معنے پڑھنے کا رواج نہیں دیتے ہو خاص کر ایسے وقت میں جبکہ فضل ایزدی سے مفتاح القرآن جیسی ایک کلید ہاتھ آگئی ہے ۔ ولقد صرفنا فى هٰذا القراٰن ليذكروا وما يزيدهم الا نفورا ۔ ہمنے اس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا ہے تاکہ وہ سمجھیں مگر اون کو نفرت ہی نفرت زیادہ ہوتی ہے ۔ عبرت ! عبرت !! عبرت !!! کن لوگوں کی شان میں یہ آیت ہے اور مسلمانوں کے حال پر کیسی صادق آتی ہے

صبح کی سیر

۱۰ مئی ۱۹۰۳ء

فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ جیسے ایک طرف بغض وحسد کرنیوالے ہمارے دشمن موجود ہیں ویسے ہی اُن کے بالمقابل وہ لوگ بھی ہیں جو کہ اسی تحریک سے راہ راست کی طرف آجاتے ہیں۔ مامور کا زمانہ بھی ایک قیامت ہے جیسے لوگ یوم جزا کے دن دو فریقوں میں تقسیم ہو جاوینگے یعنی فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر ایسے ہی مامور کی بعثت کے وقت بھی دو فریق ہو جاتے ہیں۔

پیشگوئی کا پورا ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ جیسے تقریباً سات سو برس پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا گیا اور مسیح علیہ السلام کے وقت پورا ہوا ویسا ہی آپ کے تیرہ سو برس بعد چودھویں صدی میں ہمارے زمانہ میں پورا ہو رہا ہے۔

ملائکہ اور شیطان کے وجود میں فرق فرمایا کہ اہل عرب اس قسم کے استثنا کرتے ہیں صرف ونحو میں بھی اگر دیکھا جاوے تو ایسے استثنا بکثرت ہوا کرتے ہیں اور ویسی نظیریں موجود ہیں جیسے کہا جاوے کہ میرے پاس ساری قوم آئی مگر گدھا اس سے یہ سمجھنا کہ ساری کی ساری قوم جنس حمار میں سے تھی غلط ہے کان من الجن کے بھی یہ معنے ہوئے کہ وہ فقط ابلیس ہی قوم جن میں سے تھا ملائکہ میں سے نہیں تھا ملائک ایک الگ پاک جنس ہے اور شیطان الگ۔ ملائکہ اور ابلیس کا راز ایسا مخفی در مخفی ہے کہ بجز آمنا و صدقنا کے انسان کو چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اقتدار و توفیق نہیں دی مگر وسوسہ اندازی میں وہ محرک ہے جیسے ملائکہ پاک تحریکات کے محرک ہیں ویسے ہی شیطان ناپاک جذبات کا محرک ہے۔ ملائکہ کی منشا ہے کہ انسان پاکیزہ ہو مطہر ہو اور اُس کے اخلاق عمدہ ہوں اور اس کے بالمقابل شیطان چاہتا ہے کہ انسان گندہ اور ناپاک ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ قانون الٰہی ملائکہ و ابلیس کی تحریکات کا دوش بدوش چلتا ہے لیکن آخر کار ارادہ الٰہی غالب آجاتا ہے گویا پس پردہ ایک جنگ ہے جو خود بخود جاری رہ کر آخر قادر و مقتدر حق کا غلبہ ہو جاتا ہے اور باطل کی شکست۔

مجہول الکنہ اشیاء چار چیزیں ہیں جنکی کنہ و راز کو معلوم کرنا انسان کی طاقت سے بالاتر ہے

اول۔ اللہ جلشانہ

دوئم۔ روح

سوئم۔ ملائکہ

چہارم۔ ابلیس

جو شخص ان چاروں میں سے خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل ہے اور اس کے صفات الوہیت پر ایمان رکھتا ہے۔ ضرور ہے کہ وہ ہرسہ اشیاء روح و ملائکہ و ابلیس پر ایمان لاوے۔

مثلاً روح جیسے انسان کے اندر داخل ہوتی معلوم نہیں ہوتی ویسے ہی اسمیں سے خارج ہوتی بھی معلوم نہیں ہوتی۔ انسان کو ہر حال میں رضائے الٰہی پر چلنا چاہیے اور کارخانہ الٰہی میں دخل در معقولات نہیں دینا چاہیئے۔ تقویٰ اور طہارت اطاعت و وفا میں ترقی کرنی چاہیئے اور یہ سب باتیں تب ممکن ہیں جب انسان کامل ایمان اور یقین سے ثابت قدم رہے اور صدق و اخلاص اپنے مولا کریم سے دکھلا اور وہ باتیں جو علم الٰہی میں مخفی ہیں اُنکے کنہ کے معلوم کرنے میں بے سود کوشش نہ کرے۔ مثلاً ہلیلہ قبض کو دور کرتی ہے اور سم الفار ہلاک کرتا ہے اب کیا ضرورت پڑی ہے کہ بے فائدہ اس وہم میں بھاگے پھرے کہ کون سی شے ہے جو یہ اثر کرتی ہے طبیب کا کام ہے کہ اُن کے خواص کو معلوم کرے اور یہ سوال کہ کیوں یہ خواص پیدا ہو گئے حوالہ بخدا کرے جو شخص ہر ایک چیز کی خواص و ماہیت دریافت کرنیکے پیچھے لگ جاتا ہے وہ نادانی سے کارخانہ ربی اور اوس کی منشاء سے بالکل ناواقف و نابلد ہے اگر کوئی کہے کہ شیطان و ملائکہ دکھلاؤ تو کہنا چاہیئے کہ تمہارے اندر یہ خواص کہ بیٹھے بٹھائے آناً فاناً بدی کی طرف متوجہ ہو جانا یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کی ذات سے بھی منکر ہو جانا اور کبھی نیکی میں ترقی کرنا اور انتہا درجہ کی انکسار و فروتنی و عجز و نیاز میں گر جانا یہ اندرونی کششیں جو تمہارے اندر موجود ہیں ان سب کی محرک جو قوی ہیں وہ ان ہی الفاظ ملک و شیطان کے وجود میں مجسم ہیں

سعادت اس میں ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لایا جاوے اور اُسکو حاضر و ناظر یقین کیا جاوے اور اُس کی عین موجودگی کا تصور دل میں رکھ کر ہر ایک بدی اور ناراستی سے پرہیز کیا جاوے۔ یہی بڑی دانش و حکمت ہے اور یہی معرفت الٰہی کا میاب کرنے والا شیریں سوتہ ہے۔ جس سے اور جس کے لئے اہل اللہ .... ایک ریگستان کے پیاسے کی طرح آگے بڑھکر خوش مزگی سے پیتے ہیں اور یہی وہ آب کوثر ہے جو مولائے کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے اُنہوں نے اولیاء و اصفیاء کو پلایا ہے۔

مومن چونکہ خدا تعالیٰ کی معرفت کا محتاج ہے اسلئے ہر کوئی اسی کی طرف نظر اوٹھائے دیکھ رہا ہے اسلئے خدا تعالےٰ نے بھی یہ دروازہ پورے طور پر کھولا ہوا ہے۔ جوں جوں انسان اس راہ میں کوشش کرے گا توں توں دروازہ اس پر کھلتا جاویگا دنیا میں بے انت ایسی چیزیں ہیں جس کی ہمیں خبر بھی نہیں پر ایسی چیزوں کے دریافت کے لئے سرگردان ہونا کونسی عقلمندی ہے.... کونسی چیز ہے جسکی تحقیق انسان نے پورے طور سے کر لی جو چیز اللہ جلشانہ نے انسان کے لئے چنداں مفید نہیں سمجھی وہ پورے طور پر انسان پر منکشف بھی نہیں ہوتی پس جو ہر ایک چیز کو دریافت کرنا چاہتا ہے وہ خدا بننا چاہتا ہے جس راہ پر انسان پہنچ نہیں سکتا چاہیئے کہ اوسے چھوڑ دے۔ انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے اُس پر قانع رہے اگر یہ توقع رکھے کہ آسمان کے درخت کا پھل آوے تو میں کھاؤں حالانکہ اُسکا ہاتھ وہاں پہنچ بھی نہیں سکتا تو وہ مجنوں ہے ہاں جب اللہ تعالیٰ اُسکی فطرت میں یہ قویٰ پیدا کر دے کہ آسمان تک پہنچ سکے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ آسمان ہی کے پھل بھی کھاوے۔

گناہ سے کیسے بچ سکتے ہیں گناہ سے انسان کیسے بچ سکتا ہے اس کا علاج یہ تو بالکل نہیں کہ عیسائیوں کی طرح ایک کے سر میں درد ہو تو دوسرا اپنے سر میں پتھر مار لے اور پہلے کا درد سر دور ہو جاوے دراصل انسان کا حد اعتدال سے گذر جانا ہی گناہ کا موجب ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ بات پھر عادت میں داخل ہو جاتی ہے اور یہ سوال کہ یہ عادت کیونکر دور ہو سکتی ہے اکثر لوگوں کا اعتقاد ہے کہ یہ عادت دور نہیں ہو سکتی اور عیسائیوں کا تو پختہ یقین و ایمان ہے کہ عادت یا فطرت ثانی ہرگز دور نہیں ہو سکتی اور نہ بدل سکتی ہے مسیح کفارہ کو مانکر بھی یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ انسان گناہ سے بالطبع نفرت کرنے لگ جاوے نہیں البتہ اس کفارہ کے طفیل اُخروی عذاب سے نجات پا جائے گا۔ یہی اعتقاد ہے جو رکھنے سے انسان خلیع الرسن ہو کر بدکاریوں اور ناشائستہ امور میں دل کھول کر ترقی کرتا ہے

اپنی جماعت سے خطاب ہماری جماعت کو اسپر توجہ کرنی چاہیئے کہ ذرا سا گناہ خواہ کیسا ہی صغیرہ ہو جب گردن پر سوار ہو گیا تو رفتہ رفتہ انسان کو کبیرہ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے طرح طرح کے عیوب مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہی اندر ایسے سرایت کر جاتے ہیں کہ اس سے نجات مشکل ہو جاتی ہے

انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آجاتی ہے اللہ کی راہ میں جبتک انسان

اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں ہوسکتا کبیر نے سچ کہا ہے؎

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام
جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

یعنے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی ذات بافندہ پر نظر کرکے شکر کرتا پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں میری کیا ہستی ہے ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہرنہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور نا قابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جبتک ایک غریب و بے کس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئے اور ہر ایک طرح کے غرور رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

جس قدر نیک اخلاق ہیں تھوڑی سی کمی بیشی سے وہ بداخلاقی میں بدل جاتے ہیں اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا جب کوئی شخص بکا و زاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اوس کو پاکیزگی و طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اُس پر اسقدر کر دیتا ہے کہ بیجا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے کیا سبب ہے کہ انسان باوجود خدا کو ماننے کے بھی گناہ سے پرہیز نہیں کرتا درحقیقت اسمیں ایک دہریت کی رگ ہے اور اُس کو پورا پورا یقین و ایمان اللہ پر نہیں ہوتا ورنہ اگر وہ جانتا کہ کوئی خدا ہے جو حساب و کتاب لینے والا ہے اور ایک آن میں اُس کو تباہ کرسکتا ہے۔ تو وہ کیسے بدی کرسکتا اس لئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا دراں حالیکہ وہ مومن ہے اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا دراں حالیکہ وہ مومن ہے بدکرداریوں سے نجات اُسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جبکہ یہ بصیرت اور معرفت پیدا ہو کہ خدا کا غضب ایک ہلاک کرنیوالی بجلی کیطرح گرتا اور بھسم کرنیوالی آگ کی طرح تباہ کر دیتا ہے تب عظمت الٰہی دل پر ایسی مستولی ہو جاتی ہے کہ سب افعال بد اندر ہی اندر گداز ہو جاتے ہیں۔

حقیقی نجات} پس نجات معرفت میں ہی ہے معرفت ہی سے محبت بڑھتی ہے اس لئے سب سے اوّل معرفت کا ہونا ضروری ہے۔ محبت کے زیادہ کرنیوالی دو چیزیں ہیں حُسن اور احسان۔

جس شخص کو اللہ جلشانہ کا حسن اور احسان معلوم نہیں وہ کیا محبت کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط

یعنے کفار جنت میں داخل نہ ہونگے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گذر نہ جائے۔

مفسرین اس کا مطلب ظاہری طور پر لیتے ہیں مگر میں یہی کہتا ہوں کہ نجات کے طلبگار کو خدا کی راہ میں نفس کے شتر بے مہار کو مجاہدات سے ایسا دبلا کر دینا چاہیئے کہ وہ سوئی کے ناکہ میں سے گذر جائے جب تک نفس دنیوی لذائذ و شہوانی حظوظ سے موٹا ہوا ہوا ہے تب تک یہ شریعت کے پاک راہ سے گذر کر بہشت میں داخل نہیں ہوسکتا

دنیوی لذات پر موت وار د کر و اور خوف و خشیت الٰہی سے دبلے ہو جاؤ تب تم گذر سکوگے اور یہی گذرنا تمہیں جنت میں پہنچا کر نجات اُخروی کا موجب ہوگا

متفرق

جہلم میں جو نگرانی مولوی کرم الدین کی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حکیم فضل الدین صاحب و مولوی عبداللہ صاحب وایڈیٹر الحکم کے برخلاف بعدالت سیشن جج بہادر دایر ہوئی تھی اور جس کی پیشی ۱۵ مئی کو تھی...... وہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۳ء کو خارج ہوگئی۔

فالحمد للہ علی ذالک

موعظۃ الحسنہ

اپنی جماعت کی خیر خواہی کیلئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کیجاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے۔ کہ بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

ہماری جماعت کے لئے خاصکر تقوے کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اُس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جسکا دعوٰی ماموریت کا ہے۔ تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے۔ یا کیسے ہی رو بہ دنیا تھے۔ ان تمام آفات سے نجات پاویں۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اُس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی۔ اگر اس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کیلئے دکھ نہ اوٹھایا جاوے۔ بیمار اچھا نہیں ہوسکتا ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں صغائر ہے وہی چھوٹا داغ ہے

بڑھ کر آخر کار کل مُنہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسے رحیم و کریم ہے ویسے ہی قہار اور منتقم بھی ہے ایک جماعت کو جب دیکھتا ہے۔ کہ اون کا دعوے اور لاف و گزاف تو کچھ ہے۔ اور اونکی عملی حالت کچھ اور، تو اوس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے پھر ایسی جماعت کی سزا دہی کے لئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کئے گئے جیسے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں نے مسلمانوں کو تباہ کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ قوم لا الٰہ الا اللہ تو پکارتی ہے۔ لیکن اوس کا دل کسی اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل رو بدنیا ہے۔ تو پھر اوسکا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اوس کا قول و فعل کہانتک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے پھر جب دیکھے کہ اوسکا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ مورد غضب الٰہی ہوگا جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو۔ وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔ بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اوس کا اندرونہ کیسا ہے اور اُس کی باطنی حالت کیسی ہے اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اوس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ...... تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے محض زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی ہر طرح فتح کی امید تھی۔ لیکن پھر بھی آنحضرت صلعم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورت الحاح کیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے۔ یعنے ممکن ہے۔ کہ وعدہ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔ پس ہمیشہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہانتک ترقی کی ہے اُس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ متقی کو مکروہات دُنیا سے آزاد کرکے اوس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے جیسے کہ فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب س ۲۸۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اوس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اُس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اوس کے علم و گمان میں نہ ہوں یعنے یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا

مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اوس کا کام ہی نہیں چل سکتا اس لئے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہوجاتا اور اُسے ایسے موقع سے بچالیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اُسے چھوڑ دیا جب رحمٰن نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔

یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے وہ بڑی طاقت والی ذات ہے جب اوس پر کسی امر میں بھروسہ کروگے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ س ۲۸۔ لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ اُن کی ساری فکریں محض دینی امور کیلئے تھیں اور اون کے دنیوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکات تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو اُن مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے حارج ہوں۔

ایسا ہی اللہ تعالیٰ متقی کو خاص طور پر رزق دیتا ہے یہاں میں معارف کے رزق کا ذکر کرونگا۔

آنحضرت کو باوجود اُمی ہونے کے تمام جہان کا مقابلہ کرنا تھا جنہیں اہل کتاب۔ فلاسفر اعلیٰ درجہ کے علمی مذاق والے لوگ اور عالم فاضل شامل تھے۔ لیکن آپکو روحانی رزق اسقدر ملا کہ آپ سب پر غالب آئے اور اون سب کی غلطیاں نکالیں۔

یہ روحانی رزق تھا کہ جسکی نظیر نہیں متقی کی شان میں دوسری جگہ یہ بھی آیا ہے۔ ان اولیاءہ الا المتقون س ۹۔ اللہ کے ولی وہ ہیں جو متقی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دوست۔ پس یہ کیسی نعمت ہے کہ تھوڑی سی تکلیف سے خدا کا مقرب کہلاوے۔ آج کل زمانہ کسقدر پست ہمت ہے۔ اگر کوئی حاکم یا افسر کسی کو یہ کہدے کہ تو میرا دوست ہے یا اوسکو کرسی دے اور اس کی عزت کرے۔ تو وہ شیخی کرتا ہے۔ فخر کرتا پھرتا ہے۔ لیکن اوس انسان کا کسقدر افضل رتبہ ہوگا جسکو اللہ تعالیٰ اپنا ولی یا دوست کہہ کر پکارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم کی زبان سے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ جیسے کہ حدیث بخاری میں وارد ہے۔ لایزال یتقرب عبدی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ولی ایسا قرب میرے ساتھ بذریعہ نوافل کے پیدا کرلیتا ہے۔ الخ...

انسان جسقدر نیکیاں کرتا ہے اوس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک فرائض۔ دوسرے نوافل۔ فرائض یعنے جو انسان پر فرض کیا گیا ہو۔ جیسے قرضہ کا اوتارنا یا نیکی کے مقابل نیکی۔ ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتی ہیں۔ یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان کرنا یہ نوافل ہیں۔ یہ بطور مکملات اور متممات فرائض کے ہیں۔ اس حدیث میں بیان ہے۔ کہ اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہورہتی ہے مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وہ اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا ولی ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اُن کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتیٰ کہ ...... زبان ہوجاتا ہوں جن سے وہ بولتے ہیں بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے۔ اوسکا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلا میں پڑتے ہیں۔ وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ کے مطابق نہیں ہوتا خدا کی رضا اوس کے برخلاف ہوتی ہے ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے مثلاً غصہ میں آکر کوئی ایسا فعل اُس سے سرزد ہوجاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہوجاتی ہیں مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو۔ کہ بلا استصواب کتاب اللہ اوسکا حرکت وسکون ہوگا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دیگی۔ جیسے فرمایا ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ س ۷۔ سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لینگے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا۔ لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا سو اوس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں وہ گویا اوسمیں محو ہیں۔ سو جسقدر کوئی محویت میں کم ہے وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے۔ لیکن اگر اوس کی محویت ویسی ہی ہے جیسا خدا نے فرمایا۔ تو اوس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ اون کی حمایت میں رسول اللہ صلعم فرمایا من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہ للحرب

جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کسقدر بلند ہے۔ اور اس کا پایہ کسقدر عالی ہے جسکا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اوس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہو تو خدا اوس کا کسقدر معاون ومددگار ہوگا لوگ بہت سی مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں انسان کا اپنا اندر اسقدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اوسکا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب پیدا کرنے کو کافی ہیں۔ لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ اُن سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک ایسے جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے متقی کے لئے ایک یہ بھی وعدہ ہے۔ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ الآیہ۔ س ۱۱۔ یعنی جو متقی ہوتے ہیں۔ ان کو اسی دُنیا میں بشارتیں یعنی خوابوں کے ذریعہ ملتی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر وہ صاحب مکاشفات والہامات ہوجاتے ہیں مکالمۃ اللہ کا شرف حاصل کرتے ہیں وہ بشریت کے لباس میں ہی ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں جیسا کہ فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الخ۔ س ۲۴۔ یعنے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور استقامت دکھلاتے ہیں الخ۔ یعنے ابتلا کے وقت ایسا شخص دکھلا دیتا ہے کہ جو میں نے مُنہ سے وعدہ کیا تھا وہ عملی طور سے پورا کرتا ہوں۔ کیونکہ ابتلا ضروری ہے۔ جیسے یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ س ۲۰۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور استقامت کی اُن پر فرشتے اوترتے ہیں۔ مفسروں کی غلطی ہے۔ کہ فرشتوں کا اوترنا نزع میں ہے۔ یہ غلط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دل کو صاف کرتے ہیں اور نجاست اور گندگی سے جو اللہ سے دور رکھتی ہے اپنے نفس کو دُور رکھتے ہیں۔ ان میں سلسلہ الہام کے لئے ایک مناسبت پیدا ہوجاتی ہے سلسلہ الہام شروع ہوجاتا ہے۔ پھر متقی کی شان میں ایک جگہ فرمایا۔ الا انّ اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ س ۱۱۔ یعنی جو اللہ کے ولی ہیں ان کو کوئی غم نہیں جسکا خدا متکفل ہو اُسکو کوئی تکلیف نہیں کوئی مقابلہ کرنیوالا ضرر نہیں دیسکتا۔ اگر خدا ولی ہوجاوے۔ پھر فرمایا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ س ۲۴۔ یعنے تم اس جنت کے لئے خوش ہو جس کا تم کو وعدہ ہے۔ قرآن کی تعلیم سے پایا جاتا ہے کہ انسان کے لئے دو جنت ہیں۔ جو شخص خدا سے پیار کرتا ہے کیا وہ ایک جلنے والی زندگی میں رہ سکتا ہے جب اسجگہ ایک حاکم کا دوست دُنیوی تعلقات میں ایک قسم کی بہشتی زندگی میں ہوتا ہے تو کیوں نہ اون کے لئے دروازہ جنت کا کھلے جو اللہ کے دوست ہیں۔ اگرچہ دنیا پر تکلیف ومصائب ہے۔ لیکن کسی کو کیا خبر وہ کیسی لذت اوٹھاتے ہیں۔ اگر اون کو رنج ہو تو آدھ گھنٹہ تکلیف اوٹھانا بھی مشکل ہے حالانکہ وہ تو تمام عمر تکلیف میں رہتے ہیں۔ ایک زمانہ کی سلطنت ان کو دے کر اون کو اپنے کام سے روکا جاوے تو وہ کب کسی کی سنتے ہیں۔ اسی طرح خواہ مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں وہ اپنے ارادہ کو نہیں چھوڑتے۔ ہمارے ہادی کامل کو یہ دونوں باتیں دیکھنی پڑیں۔ ایک وقت تو طائف میں پتھر برسائے گئے۔ ایک کثیر جماعت نے سخت سے سخت جسمانی تکلیف دی۔ لیکن آنحضرت صلعم کے استقلال میں فرق نہ آیا جب قوم نے دیکھا کہ مصائب وشدائد سے اون پر کوئی اثر نہ پڑا تو اونہوں نے جمع ہوکر بادشاہت کا وعدہ دیا اپنا امیر بنانا چاہا۔ ہر ایک قسم کے سامان آسائش مہیا کردینے کا وعدہ کیا۔ حتیٰ کہ عمدہ سے عمدہ بی بی بھی۔

بدیں شرط کہ حضرت بتوں کی مذمت چھوڑ دیں لیکن جیسے کہ طائف کی مصیبت کے وقت ویسی ہی اس وعدہ بادشاہت کے وقت حضرت نے کچھ پروا نہ کی اور پتھر کھانیکو ترجیح دی۔ سو جبتک خاص لذت نہ ہو تو کیا ضرورت تھی کہ آرام چھوڑ کر دکھوں میں پڑتے۔

یہ موقع سوا ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والتحیات کے کسی اور نبی کو نہ ملا کہ اون کو بہلوت نا کام چھوڑنے کے لئے کوئی وعدہ دیا گیا ہو مسیح کو بھی یہ امر نصیب نہ ہوا۔ دنیا کی تاریخ میں صرف آنحضرت ؐ کے ساتھ ہی یہ معاملہ ہوا کہ آپ کو سلطنت کا وعدہ دیا گیا۔ اگر آپ اپنا کام چھوڑ دیں۔ سو یہ عزت ہمارے رسول کے ساتھ ہی خاص ہے اسی طرح ہمارے ہادی کامل کو دونوں زمانے تکلیف اور فتحمندی کے نصیب ہوئے تاکہ وہ دونو اوقات میں کامل نمونہ اخلاق کا دکھا سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اوٹھائیں۔ بعض وقت دنیاوی لذت آرام اور طیبات کی رنگ میں بعض وقت حسرت اور مصائب میں تاکہ دونوں طرح اخلاق کا کامل نمونہ دکھا سکیں۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں ہمارے نبی کریم کو یہ دونوں باتیں میسر آئیں سو جبتک ہم آپ کے اخلاق پیش کر سکیں گے۔ کوئی اور قوم اپنے کسی نبی کے اخلاق پیش نہ کر سکے گی جیسے مسیح کا صرف صبر ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ مار کہاتا رہا لیکن یہ کہاں سے نکلیگا۔ کہ اون کو طاقت نصیب ہوئی۔ وہ نبی جنگ کیے ہیں لیکن اون کے ہر قسم کے اخلاق ثابت نہیں۔ چونکہ اون کا ذکر قرآن میں آگیا اس لئے ہم اون کو نبی مانتے ہیں۔ ورنہ انجیل میں تو اونکا کوئی ایسا خلق ثابت نہیں جیسے اولوالعزم انبیاء کی شان ہوتی ہے ایسا ہی ہمارے ہادی کامل بھی اگر ابتدائی تیرہ برس کی مصائب میں مرجاتے تو اون کے بہت سے اور اخلاق فاضلہ مسیح کی طرح ثابت نہ ہوتے لیکن دوسرا زمانہ جب فتح کا آیا اور مجرم آپ کے سامنے پیش کئے گئے اس سے آپ کی صفت رحم اور عفو کا کامل ثبوت ملا۔ اور اس کی یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ کے کام کوئی جبریہ نہ تھے نہ زبردستی تھی بلکہ ہر ایک امر اپنے طبعی رنگ میں ہوا اسی طرح آپ کے اور بہت سے اخلاق بھی ثابت ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ نحن اولیاءکم فی الحیوٰۃ الدنیا والاٰخرۃ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم اس دنیا میں بھی اور آئندہ بھی متقی کے ولی ہیں۔ سو یہ آیت بھی تکذیب ہیں اون لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے اس زندگی میں نزول ملائکہ سے انکار کیا۔ اگر نزع میں نزول ملائکہ تھا۔ تو حیات الدنیا میں خدا تعالیٰ کیسے ولی ہوئے؟

ماسٹر نبی بخش احمدی مالک کارخانہ گبرون تیکہ گوجراں لودیانہ پنجاب نمونجات گبرون وجنتری معہ فہرست نرخ بکریال مفت عام تقسیم کرتے ہیں۔

اسمائے بیعت

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَھٰی

اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

مولوی رحمت اللہ صاحب ولد عبد اللہ۔ سہارنپور
محمد صادق صاحب ولد امیر الدین - گجرات
عبد اللہ صاحب ولد امیر الدین .... ""
مولوی حیات محمد صاحب - میانہ گونڈا۔ شاہپور
چودہری اللہ ودہایا صاحب - سلار - گوجرانوالہ
دائم الدین چہاور + سیاوہ + " ..... ""
کوٹا ولد مالوں + میران بخش ولد کریم بخش + ہرچکہ جھنگ
محمد حنیف صاحب - چک بازید - گورداسپور
غلام محمد صاحب + اہلیہ غلام محمد صاحب - خاص سیالکوٹ
شاہ الدین صاحب - مائل پور - ہوشیارپور
خداداد صاحب ولد دائم خان ہاتاوہ خاص
ابراہیم صاحب + فتح شاہ صاحب + مکووال - انبالہ
خدا بخش ولد حافظ فتح محمد صاحب + کوٹ مومن - شاہپور
علی بخش و نبی بخش و اکبر علی صاحب + ماہل پور - ہوشیارپور
مستری حسن محمد صاحب + خاص سیالکوٹ
اسد اللہ خان صاحب + کریام - جالندھر
شیخ منور علی صاحب ولد شیخ نور محمد صاحب + رجپورہ مراد آباد
محمد شہاب الدین صاحب ولد غلام محی الدین صاحب - خاص مہرٹھ
اسمٰعیل معمار نواب صاحب + حافظ اللہ دتہ صاحب - خاص مالیرکوٹلہ
جان محمد صاحب + اسمٰعیل صاحب + پدہاڑی - امرتسر
عائشہ بنت کمال + اہلیہ حاکم + ساریان + بھاگورائیں جالندھر
احمد الدین ولد گل احمد + تلونڈی رائے - گوجرانوالہ
مسماۃ عائشہ بنت کالو + مسماۃ سلطان بی بی + مہتاب بی بی + نواں پنڈ گورداسپور
صاحب دین .... خواص جھنگ + عبد اللہ - مالیرکوٹلہ
آمنہ ولد مشرق + بھاگورائیں - جالندھر
کالو - موسٰی - عامہ - اسمٰعیل - گاموں بھاگورائیں جالندھر
والدہ موسےٰ - احمد - برکت اللہ - ابراہیم " - ""
عنایت اللہ + مسماۃ فاطمہ بنت کالو - عبد اللہ " - ""
رحمت اللہ - محمدی - خیرا - عمر الدین + عبد اللہ " .. ""
اہلیہ آمنہ - مسماۃ عمری - مسماۃ داتی + " ... ""
ذقیریا - حاکم - دلمد - اہلیہ کالو - فقیریا + ... ""
مولا بخش - دریام + اللہ دین - غلام ... بھیٹی - گورداسپور
نور الٰہی + امیر بخش + جھنڈا + علی احمد + ... ""

پیرانتا ولد فتح الدین ... بھیٹی - گورداسپور
فتح الدین ولد اللہ دتا + قادیان - ""
مہر الدین ..... ننگل باغباں - ""
اسمٰعیل ولد حاکو تلونڈی - ""
گلاب " ""
غلام محمد ولد فضل الدین " ""
نور احمد ولد محمد علی - رجوعہ - گجرات
سلطان احمد علی - " ""
غلام محمد ولد خنجر - " ""
امام الدین ولد محمد " ""
پیر محمد ولد نورا - بھینی ... گورداسپور
قاسم علی صاحب ولد اسمٰعیل + عثمانپور - سنگرور
کریم بخش ولد منگتا + ننگل - گورداسپور
محمد بخش ولد تابا گھمن - ""
شہاب الدین ولد نظام الدین ننگل باغباں - ""
جیوں ولد محمدی ..... " ... ""
شیر محمد ولد فتح .... تلونڈی ... ""
ابراہیم ولد گنی ...... " .... ""
کھیڑا ولد سلطانہ ..... " ..... ""
بھینا ولد دینا ...... ہرسیاں ... ""
صدیق محمد ولد علی محمد .... رام بن ... کشتواڑ
عبد اللہ ولد جہان ..... دلور ..... ""
عبد اللہ ولد سلطان احمد .. شیر علیوال ... راولپنڈی
نظام الدین ولد دتا .... ناگ ... امرتسر
کنہو ولد سلطان بخش چک نمبر ۱۴۱ - چوہڑ چک - لائلپور
شاہ الدین ولد امی تلونڈی جھنگلاں گورداسپور
مرزا محمد علی بیگ صاحب ولد مرزا قادر بیگ + قادیان - ""
نور محمد ولد ابراہیم " .. تلونڈی ... ""
عمر الدین ولد بھاگو ... نواں پنڈ .... ""
گلاب ولد دینا ...... " ..... ""
علی بخش ولد بھاگو ...... " ..... ""
مہر الدین ولد گوہر .... " ..... ""
عبد الحق صاحب ولد فتح .. قادیان .... ""
کرم الدین ولد کریم ... پھیڑیاں ... ""
دلدار ولد فتح الدین ...... " ...... ""
حسن محمد ولد الٰہی بخش ... تلونڈی .... ""
امیرا ..... " ..... ""
دیوان احمد ..... " ..... ""
محمد سردار ولد مولوی محمد علی - خاص سیالکوٹ
ڈاکٹر سید جلال ..... بربرہ
ڈاکٹر ریاض الدین ...... ""
حاجی عبد الحبیب ...... ""
علی مشعان عرب ...... ""
محمد یوسف حبشی ...... ""
ڈاکٹر محمد نظیر ...... ""

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

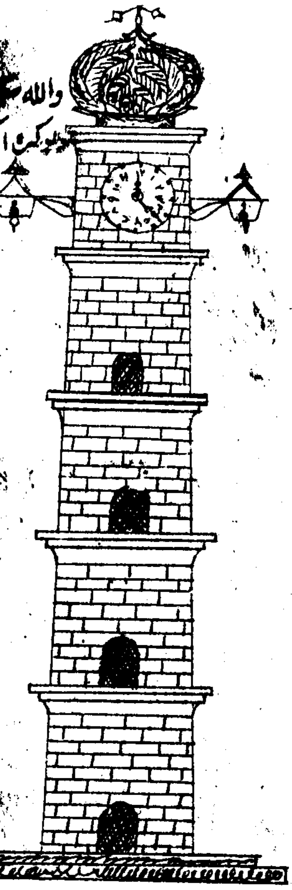

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریۃ

الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ سادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۱ | مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ روز چہارشنبہ | جلد ۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مقدمہ کرم الدین میں جہلم تشریف لائے تھے اور ضلع جہلم اور اُس کے گرد و نواح کی مخلوق آپ کی زیارت کے لئے کثیر التعداد جمع ہوئی تھی اور جہلم کی کچہری کے احاطے میں آدم زاد ہی آدم زاد نظر آتا تھا جس کی تصدیق جہلم کے اخبار نے بھی کی تھی اور جہلم کی کل مخلوق اور حکام بھی اِس امر کو جانتے ہیں اس روز ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو احاطۂ عدالت میں آپ کرسی پر تشریف فرما تھے اور ارد گرد مریدان با صفا نہائت ادب کے ساتھ حلقہ زن تھے اور ہزار ہا انسان کا مجمع موجود تھا۔ ہمارے محترم مخدوم جناب خان محمد عجب خان آف زیدہ بھی آپ کی کرسی کے پاس ایڈیٹر الحکم کے پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سارے حالات اگرچہ ہم کسی دوسرے وقت شایع کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ مختصر سا تمہیدی نوٹ ہمنے اس لئے لکھا ہے کہ ذیل میں ہم وہ تقریر لکھنا چاہتے ہیں جو اُس وقت احاطۂ عدالت میں آپ نے فرمائی تھی۔ غرض اُس وقت جناب خان محمد عجب خانصاحب آف زیدہ نے جو اسقدر ہجوم اور رجوع مخلوق کا دیکھا اور حضرت اقدس کے چہرہ پر نگاہ کی تو خوشی اور اخلاص کے ساتھ اُنکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنی سعادت اور خوشقسمتی کو یاد کر کے (کہ اسوقت اُس عظیم الشان انسان کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور جس کا آنا اپنا آنا فرمایا ہے) عرض کیا کہ حضور! میرا دل چاہتا ہے کہ میں جناب کے دست مبارک کو بوسہ دوں۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے نہائت ہی شفقت کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور خانصاحب موصوف نے بہت ہی متاثر اور رقت قلب کے ساتھ آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اسپر حضرت حجۃ اللہ نے موثر تقریر فرمائی جو ہم صفحہ ۔۔ سے شروع کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

اطلاع۔ ایڈیٹر الحکم ایک دینی اور قومی خدمت کے لئے اپنے ہیڈ کوارٹر سے باہر ہے۔ ناظرین اخبار کی ترتیب یا اوسکی اشاعت کے توقف و تعویق کے لئے اسے معذور سمجھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

ضروری گذارش۔ اس ہفتہ کے اخبار کو ہم نے بوجوہات چند در چند بارہ صفحوں پر شایع کیا ہے۔ ہمارے معزز کرم فرما ناظرین اس اتفاقیہ کمی سے گھبرائیں نہیں انشاء اللہ یہ کمی آئندہ اشاعت میں پوری کر دی جاویگی ۔۔۔ ایڈیٹر

التماس۔ ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہم نے حال میں ہی ہر ایک خریدار کے لئے مطبوعہ چٹوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکائیت بیجا ہو گی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضائع ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے کرمفرما کارخانہ کی تکلیف پر نظر کر کے ہماری التماس کو لحاظ انداز نہ کریں گے ۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

ملفوظات احمدیہ

مبارکہ کے متعلق الہام ۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء کی صبح کو بوقت سیر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مبارکہ (حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی کا نام ہے) سلمہا اللہ پنجابی زبان میں بول رہی ہے کہ

مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جسنے ایہہ مصیبت پائی

ہمت بلند فرمایا ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت و تائید کے لئے طیار رہنا چاہیئے اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرے بزدلی منافق کا نشان ہے۔ مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے۔ مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسمیں موقعہ شناسی نہ ہو۔ موقعہ شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے۔ وہ تہور ہوتا ہے۔ مومن میں شتاب کاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کے لئے طیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔

انسان سے کبھی ایسا کام ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے اور کبھی ناپسند کر دیتا ہے مثلاً کسی سائل کو اگر دھکا دیا تو سختی کا موجب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے اور اسے توفیق نہیں ملے گی کہ وہ اس کو کچھ دے سکے لیکن اگر نرمی یا اخلاق سے پیش آوے گا اور خواہ اسے پیالہ پانی ہی کا دیدے تو وہ ازالہ قبض کا موجب ہو جاویگا

قبض و بسط انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھتی ہے۔ نماز وں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت ہو جاتی ہے جب یہ صورت ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھیں قبض کے دور ہونے کا یہی علاج ہے۔

علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی۔ تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔

حضرت حجۃ اللہ امام الملۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات

میاں نور محمد صاحب کے نام

مخلصین کو باہمی ہمدردی کی تعلیم اور اپنی ہمدردی کا اظہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی مخلصی اخویم میاں نور محمد صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپکے وہ تمام خط سنے جو آپنے بدست ماموں شاہ صاحب بنام مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیجے تھے حقیقت میں خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت اخلاص اور محبت اور جوش عطا کیا ہے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ دن بدن اسمیں ترقی بخشے اور اپنی مرضی کی راہوں میں کامل کرے آمین اور میری یہ حالت ہے کہ جسطرح ایک چرواہا اپنی بکریوں کو محبت اور ہمدردی سے چراتا ہے کہ اگر کوئی بکری لنگڑی ہو یا ابھی بچہ ہو تو رحم سے ایسا انتظام کرتا ہے کہ وہ ہمپایہ خاص ہو بلکہ بسا اوقات اپنے کاندھے پر اوٹھا لیتا ہے۔ اگر دو بکریاں لڑیں تو کوشش کرتا ہے کہ لڑائی سے باز آ جاویں سو ایسا ہی اپنی جماعت کے لئے میرا خیال ہے چاہیئے کہ اچھے بُروں پر رحم کریں اور ان کے حق میں دعا کریں کہ وہ بھی نیک اور خاکسار ہو جاویں چاہیئے کہ ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کا گناہ بخشے والسلام

مرزا غلام احمد ۷ جنوری ۱۸۹۵ء

ذیل میں جو حکایت شریفہ ہم درج کرتے ہیں یہ تعزیت اور نصیحت کے مضمون پر مشتمل ہیں اور مشکلات و مصائب میں انسان کے لئے خضر راہ ہیں۔

ایڈیٹر

میر عباس علی کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ۔ اسلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خبر واقعہ وفات لخت جگر آنمخدوم سے حزن و اندوہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مومن کو اس بے ثبات گھر اور ناپائدار جگہ میں ابتلا رہیے چارہ نہیں یہی عادت اللہ انبیاء و رسل اور صدیقوں کے ساتھ جاری ہے جسکو اس دنیا میں رنج نہیں پہنچا اسکا قدر و منزلت جناب الٰہی میں کچھ نہیں۔ ۱۲ مئی ۱۸۸۳ء

ایضاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہنچا اللہ جلشانہ آپ کے گھر کے لوگوں کو اور آپ کو صبر بخشے دنیا مقام مصائب و شدائد ہے ایک حدیث صحیح میں ہے کہ جسپر کوئی بھی مصیبت نازل نہیں ہوئی اسکا نجات پانا بہت مشکل ہے اگرچہ پیغمبر زادہ ہو اور ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب مصیبت زدوں کو اجر دیئے جاوینگے تو لوگ حسرت کرینگے کہ کاش ہمارے بدن دنیا میں مقراضوں سے کاٹے جاتے تاہم آج اوس کا اجر پاتے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مومن کے دلپر کسی سخت موت کا داغ ہو اور اُس نے صبر کیا ہو تو خدا تعالیٰ اسے دو اجر دیگا ایک دنیا میں ایک آخرت میں غرض مومن کو مصائب سے چارہ نہیں ہے خدا تعالیٰ جس مومن سے پیار کرتا ہے۔ اسکو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرزند متوفی فرط ہے یعنے پیش خیمہ ہے اور اپنے والدین کے لئے بہشت میں جا کر سامان طیار کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ صبر بخشے تا اوس کا ثواب مترتب ہووے مصیبت پر از حد بے صبری کرنا کوتہ نظری ہے دنیا کا معاملہ خود چند روزہ ہے قضا و قدر کی لڑائی گرم ہے ہر ایک کے سر پر تقدیر کھڑی ہے پھر کیوں ثواب کو ضائع کیا جاوے۔ ۳ مئی ۱۸۸۶ء

بابو محمد صاحب کے نام

مولیٰ کریم جلشانہ جو قادر مطلق ہے اس پر قوی بھروسہ رکھیں وہ آخر اپنے مبتلا بندہ پر رحم کرتا ہے اُس نے رجوع کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں کیا اس کی قدرت اور طاقت کا کسی نے انتہا پایا ہے؟ غم کے دنوں میں بہت مزا ہے۔ اور بہت کچھ برکتیں ہیں مگر پیچھے سے قدر معلوم ہوتی ہے۔

۲۱ اگست ۱۸۸۵ء

ایضاً

خط آمدہ میر عباس علی سے حال انتقال فرزند آنمخدوم معلوم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہی مصائب ہیں جنپر صبر کرنیوالوں کو حضرت خداوند کریم بشارت دیتا ہے اولئک علیہم الصلوٰۃ من ربہم ورحمۃ سو خدا تعالیٰ صبر جمیل بخشے اور نعم البدل عطا کرے اکثر رسم اور عادت کے طور پر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر حقیقت ایمان یہی ہے کہ قضا و قدر کے

نزول کے وقت مولیٰ کریم کی افعال پر انقباض پیدا نہ ہو۔ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ اگر کوئی مصیبت کے وقت بکمال انشراح انا للہ وانا الیہ راجعون کہے خدا تعالیٰ الحکو نعم البدل اس چیز کا عطا کرتا ہے جو تلف ہو گیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ مومن کی بڑی دولت ایمان اور خوشنودی حضرت باری۔ اگر یہ دولت مومن کو حاصل ہے تو کسی نوع کے نقصان سے اس کا کچھ نقصان نہیں۔ انسان اپنی کوتہ نظری سے یہ خیال کرتا ہے کہ فلاں فلاں چیزیں میری راحت کا موجب ہیں اور ان کے تلف ہو جانے سے میری زندگی تلف ہو جائیگی لیکن دراصل رنج اور راحت دونو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ اپنی قدرتوں سے بندوں کو حیران کر دیتا ہے اور کوئی چیز اس کے آگے انہونی نہیں ہے اسپر مضبوط ایمان سے توکل کرنا چاہیے کہ وہ ذات پاک فی الواقعہ موجود ہے جس کے دست تصرف میں زمین آسمان اور ہر ایک چیز ہے۔ خدا داری چہ غم داری۔ یکم اکتوبر ۱۸۸۳ء۔

ایضاً

موت کی فلاسفی موت خواہ دور ہی ہو پھر بھی نزدیک ہے اس عاجز کو موت کا اندیشہ نہیں کیونکہ وہ تو ایک ضروری اور لابدی امر ہے اور ایک مرکب ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے البتہ یہ خیال ہے کہ خداوند کریم اجس کاروائی کو شروع کیا گیا ہے انتہا تک پہنچا وے سو ایسا ہی اس جناب عز شانہ پر امید ہے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔

حضرت حکیم الامت کے نام

دنیا ... کا اصول

مخدومی مکرمی اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دُنیا جائے تردد و حزن و مصیبت و غم ہے نہ ایک کے لئے بلکہ سب کے لئے ہے۔ جیسے کہ ابتدا میں طفلی و بیچارگی اور آخر میں پیرانہ سالی و شیخوخیت اگر عمر طبعی تک پہنچے اور سب سے آخر موت زبانگ بر آید کہ فلاں نماند اس میں پوری پوری راحت و خوشی کا طلب کرنا غلطی ہے۔ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے اپنے لئے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اصل حصہ دنیا میں میرے لئے غم و مصیبت ہے اور اگر کبھی خوشی پہنچ جاوے تو یہ ایک نا امید امر ہے۔ جس کو میں اپنا حق نہیں سمجھتی سو مومن کو مرد میدان بن کر اس دار فانی سے تلخیاں و ترشیاں سب اٹھانی چاہئیں۔ ہمارا وجود انبیاء علیہم السلام اور ناموں سے کچھ انوکھا نہیں بلکہ اصلی بات تو یہ ہے کہ لذت وانس و شوق و راحت طلب آلہی ہیں تب ہی محسوس ہوتی ہیں کہ جب حضرت ایوب کی طرح مصیبتوں پر صابر ہو کر یہ کہیں کہ میں ننگا آیا اور ننگا ہی جاؤں گا۔ ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للہ از جمال روئے تو

مفلس تہریم دوست از ہر مایہ فشاندیم۔
وز دغیبت شیطان از مفلسان چہ خواہد

فقط والی اللہ ولی نوالمن کان للہ کان اللہ لہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

(خاکسار مرزا غلام احمد)

باقی باللہ لوگ

ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ اسیطرح سے رہتے سہتے تھے کہ جس طرح کوئی کسی بڑے بادشاہ کے ہاں مہمان ہوتے ہیں کوئی کسی امر میں وہ اپنے واسطے فکر نہ کرتے تھے کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ اپنے لئے کسی امر کے واسطے کیوں فکر نہیں کرتے تو اونہوں نے منہ میں انگلی ڈال کر جواب دیا اوہ اسنو! جب کوئی کسی بڑے شخص کے ہاں مہمان ہوتا ہے اسے یہ نہیں چاہیے کہ وہ کسی امر میں اپنے لئے فکر کرے ورنہ وہ اپنے میزبان کی ہتک کرتا ہے تو پھر اونہوں نے پوچھا کہ حضرت لکھا ہے کہ تین دن سے زیادہ مہمان نہیں رہنا چاہیے۔ ابو مدین نے جواب دیا کہ ہاں یہ بہت صحیح ہے۔ مگر دیکھو ہم خدا کے مہمان ہیں اور خدا کا ایکدن ہزار برس کا ہوتا ہے۔ اگر ہم تین ہزار برس سے زیادہ رہیں گے تو پھر کہنا مگر ہم ایسا نہیں کرینگے بلکہ اس سے پہلے ہی چلے جائیں گے۔ وہی شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے پھر خوب نظر کی اور کوشش سے دیکھنا شروع کیا کہ آیا کوئی ایسی ضرورت ہوتی ہے جس کے واسطے اونکو خود۔ دد کرنا پڑے مگر ایسا نہیں ہوا۔ ضرورت بعد میں آتی اور اسباب پہلے مہیا ہو جاتے تھے۔

ایک ولی اللہ کا ذکر ہے کہ وہ ایک جنگل کے راستہ حج کو چلے راستہ دور تھا دوسرے رفیق نے کہا کہ حضرت کچھ تو شے ساتھ لے نہیں فرمایا کہ کچھ ضرورت نہیں جب ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ اسی وقت دیدیگا اس شخص نے اسبات کو کچی سی بات سمجھ کر کچھ تو شے اپنے ہمراہ لے لئے کہ رستہ میں جب یہ لوٹے گا تو پوچھوں گا۔ چنانچہ ایسا موقع آیا تو وہ کچھ تو شے ہی کو کھاتا کہ اس مرد حقانی کو ایک پکا ہوا التمس ملا گیا علی ہذا القیاس خانہ کعبہ تک کہیں بھی موقع پر ایسا ہی ہوا مگر ہر جگہ پر ان کو گرا ہوا التمس ملتا رہا گیا وہ ہمراہی حیران ہو کر خدا تعالیٰ کے عجائبات پر ایمان لایا۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

علم خشیۃ اللہ کے پیدا ہونے کا ایک آلہ ہے چنانچہ فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔

صلوٰۃ علی النبی اول۔ اوقات الصلوٰۃ علی النبی۔ (۱) مسجد میں آتے اور جاتے وقت (۲) جہاں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یا تذکرہ آوے (۳) ہر دعا کے اول اور آخر میں (۴) نمازوں میں (۵) جمعرات اور جمعہ کو اکثر وقت۔

دوم۔ معنے الصلوٰۃ۔ صفت کرنا تعظیم کرنا دعا کرنا۔ رحمت کرنا۔ کامیابی۔ شاباش شفاعت معظم و مکرم ہونا۔

سوم درود شریف پڑھتے وقت اُن باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد کرو کہ آپ نے ہماری بہتری کے واسطے کیا کیا تکالیف اوٹھائیں۔ اور پھر کسطرح پر دُنیا کے اغلال سے ہمکو چھڑایا۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی ترقیوں اور کامیابیوں کو مد نظر رکھو۔

صلوٰۃ اللہ وصلوٰۃ الملائکہ علی النبی۔ یہ ایک مسلم امر ہے کہ نیکی کے بتانے والا اس شخص کے ثواب کا بھی وارث ہوتا ہے جسکی تعلیم کی وجہ سے وہ شخص نیکی کرتا ہے الدال علی الخیر کفاعلہ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا ثواب ہر وقت ملتا ہے۔ کیونکہ کروڑوں انسان ہر وقت آپکے بتانے کی وجہ سے نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ وغیرہ نیکی کے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام نیک اعمال کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں بھی بڑھتا جاوے گا جو آپ کے مدارج عالیہ میں ترقی کا باعث ہے۔

(ج) دعا کا مسئلہ بھی مسلم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کروڑوں انسان ترقی مدارج کے واسطے دعا کرتے رہتے ہیں پھر کیا اون کی دعاؤں کا کچھ نتیجہ نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

آپ پر صلوٰۃ کا ثبوت از روئے کامیابی بھی آپ پر ہر وقت صلوٰۃ ہونے کا ثبوت ملتا ہے علاوہ ازیں کوئی مذہب ایسا نہیں جسکے اصول بھی قائم رہے ہوں۔ برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی رنگ کے واسطے تو التزاماً ملک معظم پھر ہر صدی پر مجدد موجود رہتے ہیں۔

قرآن شریف جیسی پاک کتاب کے ابتدا اور انتہا میں بھی اعوذ پڑھنے کا حکم ہے تو باقی لوگوں کی بنائی ہوئی کتابوں کو تو بطریق اولیٰ پہلے استعاذہ کر کے پڑھنا چاہیئے۔

کیرکا پتہ کیونکر لگتا ہے - اول - لڑکیوں کے لینے یا دینے میں -
دوم - بحث مباحثہ کے وقت یا اگر مخالفت میں کوئی شخص اسے سخت یا سُست کہے -
سوم - غیر قوموں کے تعلقات سے -

قسم کی فلاسفی دُنیا میں قسم تین طرح کے لوگوں کے کام آتی ہے ادنیٰ یا اوسط یا اعلیٰ - ان تینوں ہی قسم کے آدمیوں کے کام قسم آتی ہے - ادنیٰ قسم کے لوگ جو دلائل سے ناواقف ہوتے ہیں ان کو قسم پر اعتبار ہوتا ہے اور وہ یقین کرتے ہیں کہ جھوٹی قسم کھانے والا ذلیل ہو جاتا ہے - چنانچہ اول میں ایک ضرب المثل ہے **ان الایمان تضع الارض بلقع** اب عوام کے مذاق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی سچائی ثابت ہوتی ہے کہ اسقدر قسمیں آپ نے کھائیں مگر ذلیل نہیں ہوئے بلکہ آپ نے کامیابی اور ترقی حاصل کی -
دوم - اوسط درجہ کے واسطے بھی قسمیں مفید ہیں دربار اور کچہریوں میں قسم بطور شاہد سمجھی جاتی ہے اور سوم اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے واسطے بھی قسم مفید ہوتی ہے اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں فلاسفروں کو کلی سمجھتے ہیں انپر بھی قسم کے ذریعہ اتمام حجت کی گئی ہے کیونکہ قرآن شریف میں جس چیز کی قسم کھائی ہے اسکو بطور شاہد ٹھیرایا ہے اور اس کے حقایق اور خواص کیطرف توجہ دلاتی ہے

دعا کی قبولیت کے دو قسم ہوتے ہیں ایک قبولیت بطور اجتبا ہوتی ہے دوسری بطور ابتلا اسو اسطے ضروری ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے بڑا بڑا استغفار کر لیا جاوے ایسا نہ ہو کہ دعا کی قبولیت ابتلائی رنگ میں ہو جاوے

انسان کو تین زبانیں سیکھنی لازم ہیں - اول - دین کی زبان - ملک کے شرفا کی زبان اور حاکم وقت کی زبان -

---

ایمان کیوں پیدا ہوتا ہے قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو ایمان پیدا نہیں ہوتا - خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں مگر اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان نشانوں میں ابتلا اور خفا کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں سعید جو باریک بین اور دُور بین نگاہ رکھتے ہیں اپنی سعادت اور مناسبت فطرت سے ان امور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں - لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں اور جنکی فطرت کو سعادت اور رشد سے کوئی مناسبت اور حصہ نہیں ہوتا وہ انکار کرتے ہیں اور تکذیب پر آمادہ ہو جاتے ہیں جسکا برا نتیجہ انکو برداشت کرنا پڑتا ہے
دیکھو مکہ معظمہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا - تو ابوجہل بھی مکہ ہی میں تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکہ ہی کے تھے لیکن ابوبکر رضؓ کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کیساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے - راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر سناؤ اور اس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسجگہ ایمان لے آئے + اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپ نے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے + لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے لاکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا اور تکذیب ہی کرتا رہا - اس میں کیا سر تھا - پیدایش دونوں ایک ہی جگہ کی تھی ایک صدیق ٹھہرتا ہے اور دوسرا جو ابوالحکم کہلاتا تھا وہ ابوجہل بنتا ہے - اسمیں یہی راز تھا کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی - غرض ایمانی امور مناسبت ہی پر منحصر ہیں - جب مناسبت ہوتی ہے تو وہ خود معلم بن جاتی ہے اور امور حقہ کی تعلیم دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل مناسبت کا وجود بھی ایک **نشان ہوتا ہے -**
میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں مگر افسوس میں اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے ہیں + کہ وہ وقت ضرور آئیگا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دیگا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائے گی لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاویگا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہو سکے گا میرے پاس وہی آتا ہے جسکی فطرت میں حق کی محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے - جسکی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے لیکن جسکی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے اور جو مردہ طبیعت کے ہیں انکو میری باتیں سودمند نہیں معلوم ہوتی ہیں وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار - اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ اون کا انجام کیا ہونیوالا ہے - میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اوٹھائینگے کیا مجھ سے پہلے آنیوالے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اوٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر ہو کر اس دُنیا سے اوٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے کیونکہ میں **خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا** کرے گا - مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں -
حسن ظنی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اوٹھاتے ہیں ان کا ایمان انکو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے + میں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کے لئے بہت مشکلات نہیں ہیں ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدّ نظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے - (باقی آئندہ)

واضح رہے کہ فنا فی اللہ کے درجہ کی تحقیق کے بعد یعنی اوس درجہ کے بعد جو **اسلم وجھہ للہ** کے مفہوم کو لازم ہے جسکو صوفی فنا کے نام سے اور قرآن کریم **استقامت** کے اسم سے موسوم کرتا ہے درجہ بقا اور لقا کا بلا توقف پیچھے آنیوالا ہے - یعنی جبکہ انسان خلق اور ہوا اور ارادہ سے بکلی خالی ہو کر فنا کی حالت کو پہنچ گیا تو اس حالت کے راسخ ہونے کے ساتھ ہی بقا کا درجہ شروع ہو جاتا ہے - مگر جب تک یہ حالت راسخ نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی طرف بکلی جھک جانا ایک طبعی امر نہ ٹھہر جائے تب تک مرتبہ بقا کا پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ مرتبہ صرف اوس وقت پیدا ہوگا کہ جب ہر ایک اطاعت کا تصنع درمیان سے اوٹھ جائے اور ایک طبعی روئیدگی کی طرف فرمانبرداری کی سرسبز اور لہراتی ہوئی شاخیں دل سے جوش مار کر نکلیں اور واقعی طور پر سب کچھ جو اپنا سمجھا جاتا ہے خدا تعالیٰ کا ہو جائے اور جیسے دوسرے لوگ ہوا پرستی میں لذت اوٹھاتے ہیں اوس شخص کی تمام کامل لذتیں پرستش اور یاد الٰہی میں ہوں اور بجائے نفسانی ارادوں کے خدا تعالیٰ کی مرضیات جگہ پکڑ لیں +

ماسٹر نبی بخش
احمد جان
ملک کارخانہ گرگابی تکیہ گھیراں لودیانہ
پنجاب
نمونجات گرگابی وغیرہ معہ فہرست دیگر مال مُفت عام تقسیم کرتے ہیں

حفظ صحت اور اسلام

نمبر - ۶

بخوبی سمجھتا اور ہر موسم کے لئے اپنی حیثیت اور حالت کے مطابق علیحدہ علیحدہ لباس مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسا کسی کو میسر آتا ہے ویسا اپنے لئے خود انتظام کر لیتا ہے۔ لہٰذا اس پر طول طویل بحث کرنا چنداں ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم ذیل میں محض مختصر طور پر مختلف اقسام لباس کا ذکر کرتے ہیں۔

کپڑے عموماً مفصلہ ذیل اشیاء کے بنائے جاتے ہیں۔

روئی۔ اون۔ سنی۔ ریشم۔ نری۔ پوستین۔ ربڑ۔

روئی کے ریشے سخت مضبوط اور دیرپا ہوتے ہیں۔ دھونے سے اون کی طرح سکڑتے نہیں انمیں پسینہ یا پانی وغیرہ جذب کرنیکی قوت نہائت ہی کم بلکہ کالعدم ہوتی ہر گرمی اور سردی کی حفاظت روئی کے پارچات سے اون کی نسبت کم ہوتی ہے۔ ہر قسم کی بو روئی کے ریشوں میں بہت جذب ہوتی ہے۔ اسکا کپڑا اون کی نسبت سستا اور دیرپا ہوتا ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ روئی کے ہی کپڑے پہننے میں آتے ہیں مگر اونی کپڑوں کے مقابلہ پر اسمیں یہ کمی ہے کہ بو کم زیادہ جذب کرتے اور تیز سردی و گرمی سے کم حفاظت کرتے ہیں۔

سنی کے ریشے بھی سخت مضبوط اور دیرپا ہوتے ہیں پسینہ روئی کے ریشوں کی نسبت زیادہ جذب کرتے مگر سردی اور گرمی سے کم حفاظت کرتے ہیں۔

اونی کپڑے سردی و گرمی سے حفاظت کرتے۔ ہر قسم کی بو کو کمتر لیکن پسینہ کو زیادہ جذب کرتے ہیں۔ جسقدر جسم کا پسینہ خارج ہوتا ہے اُس کو ساتھ ہی ساتھ جذب کرتے رہتے ہیں۔ یہ جذب شدہ پسینہ بتدریج کپڑوں میں سے تبخیر ہو کر اوڑتا رہتا ہے۔ اسیطرح سے سرد ہواؤں سے خوب حفاظت رہتی ہے یعنی اگر ورزش کے بعد پسینہ بکثرت خارج ہو کر یکدفعہ تبخیر ہو تو جسم کو سردی لگ کر نقصان پہنچنے کا طرح طرح سے اندیشہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر اون کے کپڑے پہن لئے جائیں تو تمام پسینہ اون میں جذب ہو کر بتدریج اوڑتا اور سردی لگنے سے حفاظت کرتا ہے۔

اگر سردی کے موسم میں اونی کپڑے پہنے جائیں تو جسم کی حرارت کو باہر خارج ہونے سے روکتے اور خود گرم ہو کر سردی سے حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جب گرمی اور سردی معمولی حالت پر ہو تو روئی کے کپڑے زیادہ موزون ہیں۔ اونی کپڑوں میں ایک یہ بڑی قباحت ہے کہ وہ تر ہونے سے سکڑ جاتے اور کچھ مدت کے بعد اُس کے ریشے سخت ہو کر قوت جاذبہ سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں۔ جانوروں کی کھال کے کپڑے نہائت ہی گرم ہوتے ہیں۔ تیز سرد ہوائیں اون کے اندر سے گزر نہیں سکتیں اور جسم کی قدرتی حرارت بھی اندر ہی بند رہتی ہے۔ سرد پہاڑی ملکوں میں جہانکہ سرد ہوائیں نہایت تیز چلتی ہیں۔ پوستین بڑے کارآمد ہوتے ہیں۔

ربڑ کے کپڑے بھی قریب قریب پوستین کا کام دیتے ہیں کیونکہ ان کے اندر بھی سرد ہوائیں گزر نہیں کر سکتیں۔ اور جسم کا پسینہ اور حرارت اندر ہی بند رہتے ہیں۔

ہر قسم کے واٹر پروف کپڑے جن کے اندر پانی جذب نہیں ہو سکتا نہائت گرم ہوتے ہیں۔

الغرض سردی سے بچنے کے واسطے سب سے بہتر کپڑا اونی ہوتا ہے۔ اوس سے دوئم درجہ پر پوستین اور سوئم درجہ پر ربڑ اور دیگر واٹر پروف۔

گرمی کے واسطے سفید کپڑا خواہ کسی ساخت کا ہو موزون ہے کیونکہ سفید رنگ کے پارچات بہت کم حرارت جذب کرتے ہیں۔

تیز سرد ہواؤں سے بچنے کے واسطے سب سے بڑھ کر پوستین ہے۔ اوس سے دوئم درجہ پر ربڑ اور دیگر واٹر پروف۔

روئی دار کپڑے بھی سردی اور تیز سرد ہواؤں سے خوب حفاظت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ باہر کی سرد ہواؤں کو اندر گذر کرنے سے روکتے اور جسم کی حرارت اور پسینہ کو جلد زائل ہونے سے مانع ہوتے ہیں۔

غفلت

اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ

تحقیق بہت لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں غفلت کا نتیجہ صریح بربادی ہے۔ لوگ غفلت کے نشہ میں اُن نتایج کو نہیں دیکھتے کاش ایک نظر بھی غور سے دیکھیں جسقدر وقت انسان لہو و لعب میں کھوتا ہے۔ اپنی عمر عزیز کو مفت برباد کرتا ہے عالم میں ہر طرف عبرت انسانی اور ذکر الٰہی کے نشانات اور بیانات ہیں مگر غفلت کی وجہ سے انسان آنکھوں کے ہوتے نہیں دیکھتا۔ کانوں کے ہوتے نہیں سنتا اور عقل کے ہوتے نہیں سمجھتا۔ عالیشان مکانات جو ویران کھڑے رہجاتے ہیں یاد دلاتے ہیں کہ اون کے بنانے والے صاحب عزت و دولت اشخاص تھے مگر کسی وجہ سے اوس احکم الحاکمین نے اون کی نسل اور نام کو دنیا سے مٹا دیا۔ نیکو نکی بدکار اولاد بتلاتی ہے کہ حرام کمائی اور مال جمع چھوڑ جانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ اولاد عیاش اور بدچلن ہو جائے اور تمام مال زناکاری اور شراب نوشی میں صرف ہو۔ رسم پرست لوگ غمی اور شادی کے موقعوں پر قرض اوٹھاتے اپنی زمینوں یا مویشی یا مکانات یا اسباب و ظروف کو گروی رکھ کر ہمیشہ کے واسطے برباد ہو جاتے اور دُنیا کو دکھلاتے ہیں کہ خلاف شرع اور اتباع رسوم کا یہی نتیجہ ہے۔ افیمیوں۔ شطرنجبازوں اور قمار بازوں کی اولاد آوارہ گردسشت بدچلن اور نکمی ہوتی ہے۔ تحصیل علوم و فنون اور محنت کشی کی کوئی قابلیت نہیں رہتی اور سخت تنگی و ذلت یا جوئے اور چوری میں عمر گزار کر دنیا کو سبق دیتی ہے کہ بیہودہ کھیلوں کا یہی پھل ہے۔ جھوٹے حکیم اور دکاندار جلد رسوا ہو کر سخت نقصان اور ذلت میں پڑ جاتے اور نمونہ پیش کرتے ہیں کہ جھوٹ کیسے انسان کو برباد کرتا ہے جہاں باپ اپنی اولاد سے بیجا ناز کرتے اور اطاعت کی عادت اون میں نہیں ڈالتے تو وہ اولاد سخت گستاخ اور نافرمان اور نکھٹی اور عموماً بداخلاق بدچلن اور نکمی ہوتی ہے غفلت کے بُرے نتایج حالات انسانی میں ہم دنرات دیکھتے اور سنتے او جانتے ہیں پر غفلت ایسا نشہ ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے سنتے ہوئے نہیں سنتے اور جانتے ہوئے نہیں جانتے۔ چوروں ڈاکوؤں۔ سود خواروں۔ راشیوں اور ہر قسم کے ظالموں کی قطع نسل۔ زانیوں اور شرابیوں کی تباہی بیکاروں اور آوارہ گردوں کی رسوائی۔ قمار بازوں دغابازوں اور جھوٹوں کی ذلت متکبروں اور رسم پرستوں کی خواری نازپروردوں اور بے علموں کی بربادی احکام الٰہی کے خلاف چلنے والوں کی بےعزتی واہیات کتب پڑھنے والوں کا نکماپن۔ اور برائے نام مولویوں کی لڑائی ہم دنرات دیکھتے ہیں پر کچھ عبرت نہیں کچھ خوف نہیں اور کوئی کوشش نہیں۔ غفلت نے بالکل مدہوش اور بےخبر بنا رکھا ہے ہر ایک بُرے اور بھلے عمل کے بُرے اور بھلے نتایج ہم ساتھ کے ساتھ دیکھتے جاتے ہیں۔ ایک بدی سے دوسری بدی پیدا ہوتی ہے اور دوسری سے تیسری اسی طرح پر بدفعلیوں سے بدفعلیوں کے سلسلے ترقی پکڑتے ہیں۔ برعکس اسکے نیکیوں سے نیکیوں کے سلسلے پھر ایک نتایج تو ساتھ کے ساتھ ہم بھگت رہے ہیں۔ اور آخری نتایج کو یوم الدین کے بعد پہنچ جائینگے قرآن مجید فرماتا ہے اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ۔ لوگوں کے واسطے اون کا حساب قریب ہو گیا پردۂ غفلت میں مُنہ پھیرے ہوئے ہیں جب مجرم سزا کو پہنچا یا شرابی زناکار برباد ہو جاتا یا وقت نزع پہنچتا ہے اوسوقت انسان اپنے عملوں پر پشیمان ہوتا اور افسوس کھاتا ہے اور جب اپنے عملوں کی پوری سزا کو دیکھیگا اسوقت تو صاف آنکھیں کھلجائیں گی پھر چلائیگا یَا وَیۡلَنَا قَدۡ کُنَّا فِیۡ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ ہٰذَا بَلۡ کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ہائے کمبختی کہ ہم تحقیقاً اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے اب ہم اس مضمون کو علیحدہ علیحدہ حصوں میں آیات قرآنی کے مطابق بیان کرتے ہیں (باقی آئندہ)

آیات اللہ کے مکذب کی مثال

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب
کے ایک خطبہ کا خلاصہ

مثل الذین حملوا التوراۃ ثم
مثال ان کی جن پر لادی توریت پھر
لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا
نہیں اوٹھائی مانند گدھے کی اوٹھاتا ہے کتابیں
بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ
بُری ہے مثال اُس قوم کی جس نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو
واللہ لا یھدی القوم الظالمین (سورۃ جمعہ)
اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک لذیذ اصل اور گر بتایا ہے ان حقائق اور معارف کے معلوم کرنیکا جو اوس کی مجید و حکیم کتاب میں موجود ہیں اور ساتھ ہی یہ تعلیم بھی دی ہے کہ وہ کیا بات ہے جو انسان کو کامیابی اور اسرار کتاب اللہ سے محروم کر دیتی ہے میں اس آیت کے الفاظ میں اور اونکی ترتیب پر ایک عرصہ تک سوچتا رہا ہوں خصوصًا اس بات پر کہ حملوا التوراۃ جو فرمایا گیا ہے اولوا التوراۃ کیوں نہیں فرمایا؟ اور یہ امر بھی میرے زیر غور رہا کہ خدا تعالیٰ کی برگزیدہ جو اسرار اور نکات اس کتاب مجید سے نکال رہا ہے وہ دوسرے لوگوں کو باوجودیکہ وہ اپنی جگہ دستار فضیلت باندھے ہوئے اور علوم رسمیہ کے عالم سمجھے جاتے ہیں کیونکر اُن سے بہرہ نہیں ملتا؟

میں ان سوالوں پر غور کرتا رہا ہوں اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ نہایت ذوق کے ساتھ سرشار ہو کر میں اس نکتہ پر پہنچا ہوں جو ان الفاظ میں حکیم خدا نے رکھا ہے۔ جو بات مجھے ملی ہے میں اون اسرار وحقایق کو جو اس آیت میں ہیں اسی پر حصر کرنا نہیں چاہتا۔ اور اگر کوئی کرے تو یہ اوس کی گستاخی اور کلام مجید کی سوء ادبی ہے +

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حقایق و معارف سے محروم رہنے اور اُن کو حاصل کرنے کا ایک لطیف فلسفہ بیان فرمایا ہے یعنے گدھے کی مثال میں جو نقشہ کھینچا ہے جب انسان کی حالت اس حد تک پہنچ جاتی ہے وہ حقائق کی معرفت کی توفیق نہیں پا سکتے! یہی وجہ ہے کہ حملوا التوراۃ کہا اور لوا التوراۃ نہیں فرمایا کیونکہ اونہوں نے لذت اور ذوق کے ساتھ توریت کو نہیں لیا بلکہ جیسے ایک بارگراں سمجھا اور جیسے گدھا بوجھ اوٹھانے میں مجبور کیا جاتا ہے اور وہ اپنے بوجھ کی کیفیت اور حقیقت پر کچھ بھی اطلاع نہیں رکھتا اسی طرح ان ظالمان یہود نے چار و ناچار توراۃ کو لیا۔ اس سے کوئی عملی استفادہ نہیں کیا + اس میں اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ جو لوگ روح اور راستی سے ہوں دلی ذوق اور لذت کے ساتھ کتاب اللہ کے جوئے کو نہیں اوٹھاتے وہ کتاب اللہ کے اسرار سے آگاہ اور اُس کی سچائیوں کی معرفت سے کوئی حصہ نہیں لے سکتے ۔

پس خدا تعالیٰ کی کتاب کے حقائق اور اسرار سے محروم رہنے اور انکے حاصل کرنے کا یہ پہلا اصل اور گر ہے۔ سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اس آیت کے بعد رکھا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ اس کے بعد ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین

ان دونوں آیتوں کی ترتیب پر خوب غور کرو اور دیکھو کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ ولی کی عظمت اور سچائی کو ثابت کر رہا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو حقائق و معارف کا ایک نشان دیا جاوے گا جس کا مقابلہ اُس کے منکر اور مکذب ہرگز ہرگز نہ کر سکیں گے کیونکہ مکذبوں کی مثال حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار کی سی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کے صادق مسیح موعود نے (خدا کی برکتیں اور رحمتیں اُسکے ورد دیوار اور اس کے ہر کاروبار میں ہوں) اپنے مکذبین کو اس میدان مقابلہ میں بلایا لیکن کوئی عالم یا فاضل کوئی فقیہ و محدث کوئی صوفی اور گدی نشین قرآن کریم کے حقائق اور معارف میں مقابلہ کرنے کے لئے اس کے سامنے نہیں آیا اور نہ آسکے گا کیونکہ خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر چکا ہے ۔

واللہ لا یھدی القوم الظالمین

خدا تعالیٰ ان مشرکوں کی قوم کو کبھی بامراد نہیں کرے گا۔ آیت کے اس حصہ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے مکذبوں کو اس جگہ مشرک بھی فرمایا ہے اور حقیقت میں اس سے بڑھکر اور کیا ظلم عظیم ہو سکتا ہے کہ عاجز عورت کے بچے کو خدا تعالیٰ کے عرش عظیم پر بٹھایا گیا ہے اور اسکو حی لا یموت عجیب دائمی حی شافی تجویز کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود چونکہ اس بت کو پاش پاش کرنے کے لئے آئے ہیں جسکی پرستش نے خدا تعالیٰ کی کتاب میں ایسا خطرناک وعید فرمایا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے گناہ کے متعلق کبھی نہیں کہا گیا کہ یہ اعتقاد ایسا ہے جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاوے اور زمین پاش پاش ہو جاوے ۔

خدا تعالیٰ کی کتاب اس صراحت سے حضرت مسیح موعود کے منکروں کا پتہ دیتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اس راز کو کھول دیا ہے کہ وہ یہود کے ساتھ پوری مشابہت حاصل کریں گے اور حقیقت میں ہونا بھی یہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مثیل موسیٰ ہیں اور آپکا سلسلہ موسوی سلسلے کے بالمقابل واقع ہوا ہے۔ غرض یہ آیت ہمارے مخالفوں کو بڑی ہی غور سے پڑھنی چاہیئے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ آیات اللہ کی تکذیب نے انہیں غور اور فکر کا مادہ ہی رہنے نہیں دیا۔ اس لئے میرے دوست اس مقام پر سوچیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ جس قدر غور کریں گے اسی قدر عظمت انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر آئیگی اور اس کے ساتھ ہی اپنے محبوب و مولا مسیح موعود کی سچائی اور صداقت کا زبردست نشان وہ ملاحظہ کریں گے میں اس آیت کو زبردست دعوے کے ساتھ ان تمام قیمت اندیشوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اسکا جواب دیں اور میں تحدی کرتا ہوں کہ وہ ہرگز جواب نہ دے سکیں گے کیونکہ خدا کی اس آیت نے واللہ لا یھدی القوم الظالمین ابدالاباد کے لئے فیصلہ کر دیا ہے جس جس قدر انسان اس ظلم عظیم سے نکلے گا اسی قدر وہ روشنی اور نور کی طرف آتا جاوے گا پس یاد رکھو خدا تعالیٰ کے کلام کے اسرار اور حقائق معلوم کرنے کے لئے یہ گر ہمیشہ مدنظر رکھو کہ خدا تعالیٰ کی کتاب کا جوا لذت اور سرور کے ساتھ اٹھاؤ۔ کراہت کے ساتھ اسے نہ لو اور خدا تعالیٰ کی آیات کو دیکھکر اون کی تکذیب نہ کرو اور اس شرک عظیم سے بچ جاؤ جو اسوقت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے یعنے مریم کے بیٹے کو ایک قوم کھلا کھلا خدا اور اوس کا بیٹا بنا رہی ہے اور نا عاقبت اندیش مسلمان اس میں خدائی صفات قائم کر رہے ہیں جب تک اس ظلم سے نجات نہیں ہدایت کی راہیں کا کھلنا محال ہے + یہی وجہ ہے کہ ہمارے مخالف اھدنا الصراط المستقیم کی دعا ہر روز کرتے ہیں مگر اون کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں انکا بھی یہی باعث ہے

واللہ لا یھدی القوم الظالمین

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی سچائی

کا ایک زبردست نشان وہ حقائق اور معارف ہیں جو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کے اسیر کھولے جاتے ہیں۔ اور جس کے مقابلہ سے اوس کے مکذب عاجز ہیں اب ایک اور نشان اللہ تعالیٰ قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للّٰہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین

پھر اے یہودیو اگر تم سمجھتے ہو اور یہ دعوے کرتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اوس کے رفیقوں کے ساتھ خدا نہیں اور ساری دنیا میں تم ہی ولی اللہ ہو تو پھر فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔ الموت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔

جسطرح پہلی آیت میں حضرت مسیح موعود کے مخالف عالموں اور مولویوں کا ایک نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے اس آیت میں ان صوفیوں اور سجادہ نشین مدعیوں کا نقشہ کھینچا ہے جو خدا تعالیٰ کے راستباز مرسل کے مکذب ہیں کیا وجہ ہے کہ جب سے خدا تعالیٰ نے اس مسیح موعود کو بلایا ہے اور اس کو اپنی دعوت کا پیغام پہنچانے پر مامور کیا ہے اوس نے للکار کر کہا ہے کہ اے صوفیو! اے سجادہ نشینو! اے تسبیحاں پڑھنے والے درویشو! تمکو اگر اپنی دعاؤں اور پیشگوئیوں پہ ناز ہے تو میرے مقابلہ میں باہر آؤ دکھاؤ۔ ہم بھی اوٹھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ خود ظاہر کر دیگا کہ وہ کس کے ساتھ ہے اور وہ کس کا ولی ہے۔

اس آیت سے یہی معلوم ہوا کہ جیسے مسیح موعود کو حقائق و معارف قرآنی کا نشان دیا جاویگا قبولیت دعا کا نشان بھی اسے دیا جاویگا اور جو اس کے مقابلہ میں دعا کرے گا وہ خائب و خاسر ہو کر رہ جاویگا۔

اس آیت پر غور کرنیسے یہ نکتہ بھی مجھے معلوم ہوا کہ ظالم طبع مخالف جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح موعود کو موت ہی کے الہام ہوتے ہیں اور جسکو دعوت کرتا ہے یہی کہتا ہے کہ موت کی دعا کرو۔ اس کا جواب خود اس آیت میں موجود ہے۔ یہ نشان خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کا ٹھہرایا ہے اور اس مقابلہ کیلئے کوئی بھی نہیں آئے گا۔ اور یہ بالبداہت ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی مقابلہ کے لئے نہیں آتا۔

جیسے پہلی آیت میں مخالفوں کی اعتقادی اور عملی حالت کو قوم الظالمین لکھ کر دکھایا ہے اس آیت میں واللہ علیم بالظالمین کہہ کر انکی مشرکانہ حالت کو ظاہر کر دیا ہے۔ اور حقیقت میں غور کر کے دیکھو کہ کسقدر مشرکانہ امور کو داخل عبادت کر لیا گیا ہے قبروں کو سجدے کئے جاتے ہیں۔ پتھر پرستی ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر وہی شرک ہے جسکا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں یعنے مسیح ابن مریم کو جو ایک عاجز انسان کھاتا پیتا۔ اور پیشاب یا پاخانے کی ضروریات کا اسیر تھا خدا بتایا گیا ہے جس ناپاک اعتقاد سے آسمان تھرّاتا زمین کانپتی ہے۔

غرض ان آیتوں پر غور کرو اور اپنے امام اور اُسکے مخالفوں کی حالت پر نگاہ دوڑاؤ اور دیکھو کہ خدا تعالےٰ کا کلام کیسی صفائی کے ساتھ اس امر کا فیصلہ کرتا ہے کہ مسیح موعود کن نشانات اور قوتوں کے ساتھ آئے گا اور اُس کے مخالفوں کی کیا حالت ہوگی۔

میرے دوستو! اگر چاہتے ہو کہ قرآن کریم سے تمکو مناسبت اور آسمان سے تعلق ہو اور وہ حقائق اور اسرار تم پر کھلیں تو کلام الٰہی کو لذت کے ساتھ پڑھو اور اس راہ کو اختیار کرو جو احمد قادیانی نے خدا کی صلوٰۃ اس پر ہو پیش کی ہے۔ اور جو کوئی نئی اور جدید راہ نہیں بلکہ وہی ہے جو تیرہ سو سال پہلے احمد مکی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی تھی۔ اور جو کامیابی کی حقیقی اور اصلی راہ ..... ہے کہ تا تم کو صحابہ سے ملاوے۔ مبارک وہ جو اس جماعت میں داخل ہوتے اور اپنے طرز عمل کو اُس کے عمل کے مطابق اُس کی ہدایت کے موافق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اُس نے آکر بتا دیا ہے کہ قرآن کریم کے حقائق صرف اون پر کھلتے ہیں جو اپنی پاکیزگی اور تصفیہ قلب کرتے ہیں۔ بدوں اس کے خدا تعالیٰ کے کلام کے ساتھ کوئی مناسبت اور ذوق پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس تمہیں چاہیئے کہ تمہارے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو کہ قرآن آجاوے اور اوس کا گر یہی ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون میں داخل ہو اور پھر سعی اور مجاہدہ کرو۔ اور یہ عزم کر لو کہ قرآن کی عزت اور عظمت کے اظہار کے لئے ہی کوشش کروگے۔ یہی نقطہ ہے جس سے حضرت مسیح موعود کو عزت دی ہے۔ اُس نے اپنی عزت قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے اظہار کے لئے کھو دی اُس کی پروا نہیں کی مگر عزیز اور حکیم خدا نے اسے معزز بنایا جو سچی عزت چاہتا ہے وہ کتاب عزیز کی عزت کو دنیا میں قائم کرے اور یہ تڑپ پیدا نہیں ہو سکتی جبتک مسیح موعود کے دامن سے وابستہ نہو اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے دوستوں کو توفیق دے کہ وہ اسوقت کو غنیمت سمجھیں اور قرآن کریم کے جواہرات لینے کو طیار ہو جاویں۔

آمین +

خدا کا غضب اور یہودیوں کا قتل

اخبار ڈیلی میل کے نامہ نگار اوڈیسہ نے لکھا ہے کہ روس کے صوبہ لبرابیا کے خاص شہر کشنیف نے یہودیوں پر حال میں جسقدر ظلم و ستم اور وحشیانہ حملے ہوئے ہیں ایسے مظالم روس میں یہودیوں پر آجتک کبھی بھی نہیں ہوئے تھے۔ اگرچہ روس میں یہودیوں پر ظلم و ستم ہونا ایک معمولی ..... واقعہ ہو گیا ہے لیکن اونپر یہ ظلم و ستم اس طرح کئے جاتے تھے کہ اون کے مکانوں کو لوٹ لیا جاتا تھا اس موقعہ پر یہودیوں کو قتل کیا گیا اور نہایت سخت جسمانی تکلیفیں اون کو پہنچائی گئیں۔

اس بلوہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ اولاً شہر ڈبوسری میں یہ افواہ پھیل گئی کہ یہودیوں نے ایک لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ یہ افواہ سنتے ہی ڈبوسری کے لوگوں نے جس جگہ یہودیوں کو پایا اون پر پے در پے حملے کئے لیکن یہودی بھی پہلے ہی سے یہ خیال کرکے کہ عوام ہمارے برخلاف بلوہ کرینگے مسلح ہو گئے تھے اور اسطرح سے رعایا کے حملوں کی عمدہ طور سے انہوں نے مدافعت کی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ روسی دریا میں ڈوب کر مر گئے اور بہت سے قتل اور مجروح ہوئے

اس خبر کے کشنیف میں پہنچتے ہی وہاں کے یہودیوں پر روسیوں نے سخت حملہ کیا یہودیوں پر یہ حملہ ایسی بے خبری میں کیا گیا کہ بہت سے یہودی پورے طور سے اپنا بچاؤ بھی نہ کر سکے روسیوں نے مکانوں پر چڑھ کر دو منزلہ اور سہ منزلہ مکانوں کے اوپر سے یہودیوں اور اون کی عورتوں اور اون کے بچوں کو پکڑ پکڑ کر نیچے سڑک پر پھینکنا شروع کیا۔ اتنے بلند مکانوں سے جو یہودی مرد اور عورتیں اور بچے سڑک پر گرتے اوّل تو وہ خود مرنے کے قریب ہو جاتے تھے اور اون کے پاش پاش اور نصف مردہ جسموں کو وہ روسی جو سڑکوں میں کھڑے تھے ہتھوڑوں کلہاڑیوں موگریوں سے بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے تھے۔ کشنیف کے قرب و جوار کے گاؤں میں روسیوں نے یہودی عورتوں کو اون کے سر کے بالوں سے باندھ کر درختوں سے لٹکا دیا اور یہودیوں کے سروں کو کاٹ کر بانسوں پر رکھا اور بہت سے سخت ظلم و ستم کئے کہ جس کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

اس تمام واقعہ میں سب سے زیادہ قابل نفرین کام پولیس اور فوجی افسروں کا رہا۔ یہودیوں کا جب ایک گروہ کلہاڑیوں اور دوسرے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر وہاں اس لئے آیا کہ اپنے دوستوں کی جانیں ظالم اور سنگدل روسیوں کے ہاتھوں سے بچائیں تو پولیس نے اون کو گھیر کر کلہاڑیں اور دوسرے ہتھیار اون سے لے لئے اس طرح برابر دو روز تک روسیوں نے یہودیوں کو قتل کیا۔ اور اون کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور حکام نے یہودیوں کے بچانے کے لئے کوئی فوجی مدد طلب نہیں کی بلکہ خود روسی پولیس نے یہودیوں کے قتل اور اون کے مال کے لوٹنے میں رعایا کو امداد دی اس قتل و غارت گری کے ختم ہو چکنے پر پولیس کے افسروں کے مکانوں میں یہودیوں کا بہت سا مال و اسباب مسروقہ پایا گیا تیسرے دن جبکہ یہ بلوہ کسی طرح فرو نہ ہوا تو فوج کو سیر کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسوقت یہ ہنگامہ ختم ہوا اب بہت سے روسی گرفتار کئے جا رہے ہیں ۔ سول ملٹری

نکتہ معرفت

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں کہ جنمیں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمدؐ یا احمدؐ تھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ اول دنیا سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہی ہے جو حضرت عیسےٰؑ کی امت کو پیش آئی اور آجتک ہزارہا صلحا اور اتقیا اس امت میں موجود ہیں کہ جو محبت دنیا کی طرف پشت دیکر بیٹھے ہوئے ہیں پنج وقت توحید کی اذان کی مساجد میں ایسی گونج پڑتا ہے کہ آسمان تک محمدی توحید کی شعاعیں پہنچتی ہیں۔ پھر کون موقع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو ایسا جوش آتا جیسا کہ حضرت مسیح کی روح میں عیسائیوں کے دل آزار وعظوں اور تفرقہ کے کاموں اور مشرکانہ تعلیموں اور نبوت میں بیجا دخلوں اور خدا تعالیٰ کی ہمسری کرنے نے پیدا کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ جوش حضرت موسےٰؑ کی روح کو بھی اپنی امت کے لئے نہیں آسکتا تھا۔ کیونکہ وہ تو نابود ہو گئی اور اب صفحۂ دنیا میں ذریت انکی بجز چند لاکھ باقی نہیں اور وہ بھی ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق اور اپنی دنیاداری کے خیالات میں غرق اور نظر واں سے گرے ہوئے ہیں لیکن عیسائی قوم اس زمانہ میں چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے اور بڑے زور سے اپنے دجالی خیالات کو پھیلا رہی ہے اور صدہا پیرایوں میں اپنے شیطانی منصوبوں کو دلوں میں جاگزین کر رہی ہے بعض واعظوں کے رنگ میں پھرتے ہیں بعض گویئے بنکر گیت گاتے ہیں بعض شاعر بنکر تثلیث کے متعلق غزلیں سناتے ہیں۔ بعض جوگی بنکر اپنے خیالات شائع کرتے پھرتے ہیں۔ بعض نے یہی خدمت لی ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اپنی محرّف انجیل کا ترجمہ کرکے اور ایسا ہی دوسری کتابیں اسلام کے مقابل پر ہر ایک زبان میں لکھ کر تقسیم کرتے پھرتے ہیں بعض تھیٹر کے پیرایہ میں اسلام کی بری تصویر لوگوں کے دلوں میں جماتے ہیں اور ان کاموں میں کروڑہا روپیہ ان کا خرچ ہوتا ہے۔ اور بعض ایک فوج بناکر اور مکتی فوج اسکا نام رکھ کر ملک بملک پھرتے ہیں اور ایسا ہی اور اور کارروائیوں نے بھی جو ان کے مرد بھی کرتے ہیں اور انکی عورتیں بھی کروڑہا بندگان خدا کو نقصان پہنچایا ہے اور بات انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح کی روحانیت جوش میں آتی اور اپنی شبیہ کے نزول کے لئے جو انکی حقیقت سے متحد ہو تقاضا کرتی سو اس عاجز کے صدق کی شناخت کے لئے یہ ایک بڑی علامت ہے مگر ان کے لئے جو سمجھتے ہیں اسلام کے صوفی جو قبروں سے فیض طلب کرنے کے عادی ہیں اور اس بات کے بھی قایل ہیں کہ فوت شدہ نبی یا ولی کی روحانیت کبھی ایک زندہ مرد خدا سے متحد ہو جاتی ہے جسکو کہتے ہیں کہ فلاں ولی موسےٰ کے قدم پر ہے اور فلاں ابراہیم کے قدم پر یا محمدی المشرب اور ابراہیم المشرب نام رکھتے ہیں وہ ضرور اس دقیقۂ معرفت کی طرف توجہ کریں۔

ایمان بالغیب

مجھے دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپکو یہ بات سمجھ آجاوے کہ درحقیقت ایمان کے مفہوم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پوشیدہ چیزوں کو مان لیا جاوے اور جب ایک چیز کی حقیقت ہر طرح سے کھل جاوے۔ یا ایک وافر حصہ اسکا کھل جائے تو پھر اوس کا مان لینا ایمان میں داخل نہیں مثلاً اب جو دن کا وقت ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اب دن ہے رات نہیں ہے تو میرے اس ماننے میں کیا خوبی ہوگی۔ اور اس ماننے میں مجھے دوسروں پر کیا زیادت ہے۔ سعید آدمی کی پہلی نشانی یہ ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھ لے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے کیونکہ جسقدر ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں۔ اون کی عقلوں پر یہی پردہ پڑا ہوا تھا کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ جبتک دوسرے امور مشہودہ محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور اون کی تعلیم کھل نہ جائے تب تک قبول کرنا مناسب نہیں اور وہ بیوقوف یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کو ماننا ایمان میں کیونکر داخل ہوگا وہ تو ہندسہ اور حساب کیطرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان بس یہی حجاب تھا کہ جسکی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے اور پھر جب اپنی تکذیب میں پختہ ہو گئے اور مخالفانہ راؤں پر اصرار کر چکے اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے کھلے نشان ظاہر ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے غرض تفرد وقیق سے صادق کے صدق کو شناخت کرنا سعیدوں کا کام ہے اور نشان طلب کرنا نہایت منحوس طریق اور اشقیاء کا شیوہ ہے جسکی وجہ سے کروڑہا منکر ہیزم جہنم ہو چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی سنت کو نہیں بدلتا وہ جیسا کہ اوس نے فرما دیا ہے انہی کے ایمان کو ایمان سمجھتا ہے جو زیادہ ضد نہیں کرتے اور قراین مرجحہ کو دیکھکر اور علامات صدق پاکر صادق کو قبول کر لیتے ہیں اور صادق کا کلام صادق کی راستبازی صادق کی استقامت اور خود صادق کا مونہہ اُن کے نزدیک اسکے صدق پر گواہ ہوتا ہے مبارک وہ جن کو مردم شناسی کی عقل دی جاتی ہے۔

مسیح موعود کا دعویٰ

ماسوا اسکے جو شخص نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اُس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اور اُس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لادیں۔ لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔ مسیح موعود کا دعوےٰ اُس حالت میں گران اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اُس دعویٰ کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے اور اُس دعویٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اسکا کچھ مخالفانہ اثر ہے تو کیا اس دعوے کے تسلیم کرنیکے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے جسکا مانگنا رسالت کے دعویٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجا جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آجکل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے

م۔ اور مسلمانوں کو اللہ اور رسُول کی محبّت کی طرف رجوع دلادے۔ کیا اوس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خداترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے ؟-

مولوی کرم دین کی نگرانی نامنظور

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرۃ آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

مولوی کرم دین نے ان مقدمات کی جو (جناب رائے سنسار چند صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع جہلم کی عدالت سے پہلی ہی پیشی پر خارج ہو کر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول مسیح موعود کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے ٹھیرے تھے) نگرانی جناب سشن جج صاحب بہادر جہلم کی عدالت میں دائر کی ہوئی تھی۔ اور اس نگرانی کے متعلق وہ قبل از وقت بڑی بڑی لاف زنیاں کر رہا تھا کہ اب مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں کو معلوم ہوگا کہ کس کی فتح ہوئی اور سلسلہ عالیہ کے بعض مخالف اخباروں نے بھی اس نگرانی کے دائر ہونے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

اس نگرانی کے متعلق ۵ / مئی ۱۹۰۳ء کو بمقام جہلم وکلاء فریقین کی تقریر بحث ہو کر آخر مئی ۱۹۰۳ء کو سشن جج صاحب بہادر نے حکم سنانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ ۲۹ مئی ۱۹۰۳ء کو وہ حکم سنا دیا گیا اور **مولوی کرم دین کی نگرانی نامنظور ہوئی** اور اسطرح پھر خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کی پیشگوئیوں کی عظمت کا دوبارہ

اظہار ہوا۔ جیسا کہ البدر نمبر ۱۹ صفحہ ۱۴۸ کالم ۱ میں بھی ایک پیشگوئی کا ذکر ہے* اے خدا کے جری تجھے سلام اور تیرے سلسلہ کو مبارک ہو

ہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس مبارک تقریب پر مبارکباد دیتے ہیں خصوصاً اپنے محترم مخدوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سلسلہ بہت ہی مبارکباد کے مستحق ہیں جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اپنی فتح اور نصرت کے نشانوں کو ظاہر کیا۔ ایسا ہی جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ اور جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس مقدمہ کی پیروی میں بہت بڑا حصہ لیا اور ہم بھی اپنے آپ کو کم مبارکباد کے قابل نہیں سمجھتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے سید و مولی **امام علیہ السلام** کے طفیل اور برکت سے ان مشکلات سے محفوظ رکھا جو اس قسم کے مقدمات سے عائد حال ہوا کرتے ہیں۔ بہرحال مولوی کرم دین صاحب اور ان کے رفقا کو جو ان مقدمات میں ہر طرح سے انکی مدد کر رہے تھے اس وقت سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

اور یہ ایک بین ثبوت ہے حضرۃ حجۃ اللہ **مسیح موعود** کی صداقت کا۔ ان امور کو انشاء اللہ آیات اللہ کے رنگ میں ہم دوسرے وقت پر دکھلانے کا ارادہ رکھتے ہیں بہرحال یہ عظیم الشان خوشخبری ہے جو ہم اپنی قوم کو پہونچاتے ہیں۔ نقل کے لیے درخواست دی گئی ہے۔ جو الحکم میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوگی

کیا پیر گولڑی شہادت کے لیے نہ آئے گا؟

راولپنڈی سے افواہاً معلوم ہوا کہ اگرچہ **پیر صاحب** نے اُس سمن کی تعمیل کر دی ہے جو حکیم فضل الدین بنام مولوی کرم الدین کے مقدمہ میں اُن کو گورداسپور سے ادائے شہادۃ کے لیے آیا تھا۔ مگر وہ ادائے شہادۃ کے لیے نہ آئینگے بلکہ طبی سرٹیفکٹ پیش کرنے کی تجویز ہوئی؟ ہم اس افواہ پر یقین کرنے کے لیے طیار نہیں ہیں کیونکہ **پیر صاحب کی صحت** اسوقت تک بہت اچھی ہے اور ابھی وہ دورہ کر کے واپس آئے ہیں جس سے اُنکی صحت کی عمدہ ہونے کی شہادت ملتی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ ۲۲-۲۳-۲۴- جون تک بالکل تندرست ہیں جو لوگ اُن کے ساتھ باوجود اپنے تعلقات کا اظہار کر کے بھی ایسی افواہیں اُڑاتے ہیں وہ درپردہ پیر صاحب کے نادان دوست ہیں راولپنڈی کے ڈاکٹروں کی نسبت ہم کبھی یہ یقین نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو نگاہ نہ رکھیں اور تندرست آدمی کو مریض کا سرٹیفکٹ دیدیں اور پیر صاحب کی شان سے بھی یہ امر بعید ہے کہ وہ اپنی شان پیری کو نگاہ نہ رکھیں اور کتمان شہادۃ کے گناہ عظیم کا خیال نہ کریں جس کے لیے قرآن شریف میں بڑے وشد و مد سے اور متصوفین میں نہایت شرح و بسط سے وعید پر وعید آئی ہے چنانچہ قرآن شریف میں ہے **لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ** یعنی گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو کوئی اسے چھپاتا ہے تو بیشک گنہگار ہے دل اُس کا دل ہی تو اک شے ہے جس کا تعلق رحمٰن سے ہے اور اہل تصوف و مشائخ میں اسی کے صاف اور پاک کرنے کی تعلیم دیجاتی ہے۔

پس ہم کبھی یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ پیر صاحب اسکو فراموش کر جائیں۔ ہم تو یہاں تک اُمید کرتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ پیر صاحب بیمار بھی ہوں تب بھی ادائے شہادۃ کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ضرور حاضر ہونا اپنا فرض سمجھیں گے۔ بہرحال ہم اس افواہ کے ماننے کو طیار نہیں ہیں۔ اور راولپنڈی کے مشہور ڈاکٹروں سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنی جگہ اپنے معمول کے موافق طبی سرٹیفکٹ کی طلبی کے وقت دیانت سے کام لیں گے اور اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھیں گے۔

اس افواہ کو قبل از وقت شائع کرنا اسی غرض سے ہے کہ تا **پیر صاحب** عوام کے مشورہ سے پرہیز کریں اور لائق ڈاکٹر بھی مصنوعی بیماری کے پیش کرنے کے وقت متنبہ رہیں اور نیز حکام عالیمقام کو بھی ثانی الحال یہ تحریر کام آوے۔

منارۃ المسیح

ہم جیسا کہ گذشتہ اخبار الحکم مورخہ ۳۱ مئی ۰۳ء میں وعدہ کر چکے ہیں۔ ناظرین کی آگاہی کے لیے ذیل میں نقل فیصلہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور درج کرتے ہیں جو انھوں نے دربارہ تعمیر منارۃ المسیح صادر فرمایا ہے

وھو ھذا

نقل حکم اجلاسی سی ایم ڈالس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور مرجوعہ ۱۴ / اپریل ۱۹۰۳ء

فیصلہ — نمبر مقدمہ ۱۲/۴

۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

کاغذات در بارہ تیاری منارۃ المسیح قادیان وعذرات برخلاف چند اہالیان قادیان ..... فی الحال کوئی امر ایسا نہیں ہے کہ جس سے نقض امن کا احتمال ہو۔ جن لوگوں کو عذر ہے وہ بذریعہ عدالت دیوانی اپنی دادرسی کر سکتے ہیں۔ بجانب فی الحال دست اندازی نہیں کرتے کاغذات داخل دفتر ہوں

دستخط حاکم۔

عربی قصائد کا اردو ترجمہ

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کل عربی قصائد معہ اردو ترجمہ حضرت اقدس کی کتابوں کی تقطیع پر چھپ رہا ہے یہ ترجمہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے بڑی محنت اور کوشش سے کیا ہے۔ یہ تالیف پہلے مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی نے چھاپنی چاہی تھی اور اس کمیٹی ہی نے اسکو مرتب کیا تھا اور ترجمہ بھی کیا تھا لیکن پھر مدرسہ کی انتظامی حالت کی تبدیلی کی وجہ سے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ نے یہ کام دفتر الحکم کے سپرد کر دیا جو کہ اب حکیم فضل الدین صاحب کے اہتمام میں ہو رہا ہے درخواستیں حکیم صاحب موصوف کے نام آنی چاہییں۔

آمد جیوش انسکلوپیڈیا ماہ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

نصیر الدین صاحب بساطی مکند پور	۴ر
مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں	۴ر
چودھری نذر محمد صاحب "	۴ر
جماعت پٹیالہ	۱۳ر
سید مہدی حسن صاحب	۲ر
محمد فاضل صاحب مالوالہ	۱۲ر
منشی رستم علیصاحب انبالہ بار دوم	عہ
خانصاحب محمد علیخانصاحب	سہ
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اسٹیل راولپنڈی	ہ

میزان

میزان آمد لغایت ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء

میزان آمد لغایت ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

خرچ ماہ مئی معرفت مفتی محمد صادق صاحب

چوتھی جلد کی قیمت	۱۳ر
فیس منی آرڈر	۶ر
متفرق	۱۳ر
الماری	۵

میزان

میزان خرچ لغایت ۳۰ اپریل

میزان خرچ لغایت

بقایا موجود یکم جون سنہ ۱۹۰۳ء

عیسویت کا ظہور

اب غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقع پیش آیا کہ انکی روحانیت نے قائمقام طلب کیا اول جب کہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گذر گئے اور یہودیوں نے اسپات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اُس کا ناجائز طور پر تولد تھا اسی لیے وہ مصلوب ہوا اور عیسائیوں نے اسبات پر غلو کیا کہ وہ خدا تھا اور خدا کا بیٹا تھا اور دنیا کو نجات دینے کے لیے اُسنے صلیب پر جان دی پس جبکہ مسیح علیہ السلام کی بابرکت شان میں نابکار یہودیوں نے نہایت خلاف تہذیب جرح کی اور بموجب توریت کی اُس آیت کے جو کتاب استثنا میں ہے کہ جو شخص صلیب پر کھینچا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دیا مفتری اور کاذب اور ناپاک پیدایش والا ٹھہرایا اور عیسائیوں نے ان کی مدح میں اطراء کر کے اُن کو خدا ہی بنا دیا اور اُن پر یہ تہمت لگائی کہ یہ تعلیم انھیں کی ہے تب یہ اعلام الٰہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی اور اُس نے ان تمام الزاموں سے اپنی بریت چاہی اور خدا تعالیٰ سے اپنا قائم مقام چاہا تب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے جنکی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ اُن تمام بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اسکے حق میں

صداقت کی گواہی دیں یہی وجہ ہے کہ خود مسیح نے یوحنا کی انجیل کے ۱۶ باب میں کہا ہے کہ

میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تم پاس نہ آئے گا پھر اگر میں جاؤں تو اُسے تم پاس بھیجدونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا گناہ سے اسلیے کہ وہ مجھپر ایمان نہیں لائے راستی سے اسلیے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اسلیے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ جب وہ روح حق آئیگی تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی وہ روح حق میری بزرگی کرے گی اس لیے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی - ۱۴- وہ تسلی دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا - لوقا - ۱۴- میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ مجھکو نہ دیکھوگے اسوقت تک کہ تم کہوگے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر (یعنی مسیح علیہ السلام کے نام پر) آتا ہے۔

ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں اُسے تمہارے پاس بھیجدونگا اسبات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اُسکے آنے کے لیے تقاضا کریگی اور یہ فقرہ کہ باپ اسکو میرے نام سے بھیجیگا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آنیوالا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کے رو سے وہ مسیح ہوگا جیساکہ ایک شاخ کی رو سے وہ موسیٰ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیا کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کیطرف اللہ جل شانہ فرماتا ہے **فبھدٰھم اقتدہ** یعنی اے رسول اللہ تو اُن تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیا کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور در حقیقت **محمد** کا نام صلے اللہ علیہ وسلم اسی کیطرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد کے یہ معنی ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیا کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جنکا اسوقت لکھنا موجب طوالت ہے

یہ دلیل و جعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا میں موجود ہے پس قومیت اور خاندان سے محض شناخت کی آسانی ہوتی ہے حقیقی شرافت و نجابت کو اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اپنے اپنے اعمال و اخلاق پر منحصر ہے چنانچہ یہ تشریح مفصلہ ذیل الفاظ میں پوری پورے زور اور کامل وضاحت کے ساتھ موجود ہے

انما اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم

یہی مسئلہ عام تجربہ اور مشاہدہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک قوم اور خاندان میں نیک پیدا ہوتے اور بد بھی ہیں کسی قوم کے ساتھ یہ خصوصیت نہیں کہ اسمیں سب کے سب خدا ترس نیک اخلاق لوگ پیدا ہوں اور دوسری میں بیباک بدچلن لوگ۔ ایک طرف ان قوموں میں جو عالی اور شریف کہلاتے ہیں بعض لوگ پرلے درجہ کے بدکار فاسق فاجر ظالم چور اور ڈاکو پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف ان قوموں میں جو کم درجہ کے اور ذلیل شمار ہوتے ہیں نہایت نیک طینت اور صالح لوگ پیدا ہوتے ہیں الغرض حقیقی شرافت اور نجابت ظاہر نظر میں بھی کسی قوم یا خاندان کی نسبت مخصوص نہیں ہے۔

۱۴۔ تقویٰ تمام عبادات کی روح ہے مثلاً ایک شخص نماز کے واسطے جا رہا ہے مگر خدا کا خوف ساتھ نہیں تو ضرور ہے راستہ میں بدنظری کے موقعے پیش آئیں یا دل میں برے وسوسے پیدا ہوں یا نیت بدی کی راغب یا مرتکب ہو سوائے خوف خدا کے وہ کونسی طاقت ہے جو اس قسم کی لغزشوں سے اسکو بچائے اگر خوف خدا ساتھ نہیں تو ضرور ہے کہ نماز کے وقت بھی شرارت کے خیال اسکو محو رکھیں اور واپسی کے وقت بھی وہی شیطان ساتھ چمٹے رہیں اسطرح جو نماز کا مقصود ہے یعنی فحش اور منہیات سے بچانا مطلق مفقود رہے فی الحقیقت جبتک خدا کا خوف ساتھ نہیں اسوقت تک انسان شیطانی وساوس اور ارادوں اور فعلوں سے کسی طرح نہیں بچ سکتا۔ نہ اُس کی دعا میں اور توبہ میں عجز و نیاز پیدا ہو سکتے ہیں نہ اُس کے ذکر و فکر میں خلوص اور گرمی ظاہر ہو سکتی ہے اور نہ اُسکی نظر اپنے گناہوں اور خداوند عالم کے جاہ و جلال پر قائم رہ سکتی ہے۔ تمثیلات کے طور پر قرآن مجید حج قربانی اور لباس کے بیان میں تقویٰ کی حقیقت بیان فرماتا ہے

وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ یَا اُولِی الْاَلْبَابِ۔

(حج کے واسطے) زادراہ لو پس تحقیق تقویٰ بہتر زادراہ ہے اور اے ارباب دانش مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ اس آیت میں زادراہ لینے کا حکم فرما کر یہ تشریح فرمادی ہے کہ بہتر زادراہ تقویٰ ہے یعنی اگر تقویٰ ساتھ ہے تو سمجھلو کہ بہتر زادراہ تمھارے ساتھ ہے کیونکہ اول تو متقی کے رزق وغیرہ کا کفیل خود رب العالمین ہو جاتا ہے دوئم جب تقویٰ ساتھ نہیں تو سمجھلو کہ حج کے واسطے جو بہتر سامان تھا وہی موجود نہیں پھر اہل دانش کو مخاطب کرکے اور تاکیدی حکم فرمایا ہے کہ تم مجھسے ڈرتے رہو گویا حج کی تمام حکمت اور دانائی اسی ایک بات پر منحصر ہے کہ انسان تقوےٰ ساتھ لیکر حج کے واسطے چلے چونکہ اصل حقیقت کا سمجھنا داناؤں کا کام ہوتا ہے اسلیے حج کی اصل حقیقت سمجھانے کے لیے مخاطب ہی اہل دانش کو فرمایا ہے پھر قربانی کے بیان میں ارشاد ہے

لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔

اللہ تک قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ تم میں سے تقویٰ کی روح اُس تک پہنچتی ہے گویا کہ قربانیاں بذات خود انسان کو خدا تک پہنچانے والی نہیں بلکہ وہ تقویٰ جو قربانیوں کے فعل اور نظارہ سے مقصود ہے خدا تک پہنچتا اور موجب وصال ہوتا ہے۔ لباس کی نسبت حکم ہے۔

یٰبنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا ولباس التقوےٰ ذالک خیر۔

اے بنی آدم ہمنے تمپر لباس نازل کیا جو تمھارے واسطے ستر اور زینت ہے اور جو لباس تقویٰ ہے بہتر تو یہی ہے۔ حقیقت میں انسان کی اصل پردہ پوشی تقویٰ سے ہے کیونکہ پارچات کا لباس انسان کو بیحیائی کے کاموں سے نہیں بچا سکتا جب بدارادہ ہو اور بدی کا موقعہ ہو تو کپڑے نہیں روک سکتے بلکہ تقویٰ روک سکتا ہے۔ ایسا ہی اصل زیب و زینت تقویٰ سے ہے اگر تقویٰ ساتھ نہیں تو ظاہری کپڑے ریا اور نمایش میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ نور جو متقیوں کے چہرہ کو فاجروں کے چہرے سے ممیز کر دکھاتا ہے نمایاں نہیں ہوتا گویا جس لباس سے انسان کی زیادہ پردہ پوشی ہو اور زیادہ زیبایش ہو وہ تقویٰ ہی ہے یہی وجہ ہے کہ متقی لوگ بناؤ سنگار کی کچھ پروا نہیں کرتے بلکہ عموماً سادگی پسند ہوتے ہیں اور برعکس اُن کے دنیا پرست بیدین لوگ نمایش اور آرایش کے ہی مفتون رہتے ہیں اندرون پر اُنکی کوئی نظر نہیں فقط ظاہر بیں اور ظاہر پرست ہوتے ہیں کپڑوں کے پجاری اور نمایش مشتاق آیت پر غور کریں۔ فی زمانہ یہ بیہودہ پیشہ ریاکاری کو انتہا تک پہنچا رہی اور بے شمار مصائب کا موجب بن رہی ہے کم حیثیت لوگوں کا روپیہ جو اولاد کی تربیت اور دیگر مفید کاموں میں صرف ہو سکتا تھا وہ بیجا نمایش اور ریاکاری پر قربان ہو رہا ہے۔ اصل یہ ہے۔ مال حرام بجائے حرام۔ بیدینوں کی کمائی جو عموماً حرام ہوتی ہے اسی وجہ سے فضول رسموں اور واہیات عادتوں میں صرف ہوتی ہے اور یوں ہی برباد ہو جاتی ہے متقی لوگوں کی کمائی نیک ہوتی ہے اسی وجہ سے نیک اور مفید کاموں میں خرچ ہوتی ہے۔

علامات ظہور مہدی مسعود

۱۔ چودھویں صدی میں سے چودہ برس گذر گئے جس کے سر پر ایک مجدد کا پیدا ہونا ضروری تھا
۲۔ صلیبی حملے معہ تحشنگوئی اسلام پر نہایت زور سے ہوئے جو کسر صلیب کرنے والے مسیح موعود کو چاہتے تھے
۳۔ ان حملوں کے کمال جوش کے وقت میں ایک شخص ظاہر ہوا جسنے کہا کہ میں مسیح موعود ہوں
۴۔ آسمان پر حدیث کے موافق ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا کسوف و خسوف ہوا۔
۵۔ ستارۂ ذوالسنین نے طلوع کیا۔ وہی ستارہ جو حضرۃ عیسیٰ کے وقت میں نکلا تھا جس کی نسبت حدیثوں میں پیشگوئی کہ وہ آخر زمان یعنی مسیح موعود کے وقت میں نکلے گا
۶۔ ملک میں طاعون پیدا ہوا ابھی معلوم نہیں کیا انجام ہو۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ آخر میں مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون پھوٹے گی۔
۷۔ حج بند کیا گیا۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ آخر زمانہ یعنی مسیح زمانہ میں لوگ حج نہیں کر سکیں گے۔ کوئی روک واقع ہو گی
۸۔ ریل کی سواری پیدا ہو گئی یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہو گی جو صبح اور شام اور ہر وقت چلیگی اور تمام اُسکا آگ سے ہو گا اور وہ سواری لوگ بھی ظاہر ہو گی
۹۔ بباعث ریل اکثر اونٹ بیکار ہو گئے یہ بھی

الانوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بہ دلالت کرتی ہیں بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیا تھی اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پاکر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اُس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلے اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اُس نے مسیح ناصری کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اُسکی صداقت کے لیے گواہی دی اور اُن تہمتوں سے اسکو بری قرار دیا جو یہود اور نصاری نے اُسپر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہونچائی - یہ مسیح ناصری کی روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے سید ہادی مسیح خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے اپنی مراد کو پہونچا فالحمد للہ

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اُس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاری میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آگئی اور جیسا کہ لکھا ہے سر دجال نبوت کا بھی دعوی کرے گا اور خدائی کا بھی ایسا ہی انھوں نے کیا - نبوت کا دعوی اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دے دیے وہ قواعد مرتب کیے اور وہ ترمیم تنسیخ کی جو ایک نبی کا کام تھا جس حکم کو چاہا قائم کر دیا اور اپنی طرف سے عقائد نامے اور عبادت کے طریق گھڑ لیے اور ایسی آزادی سے مداخلت بیجا کی کہ گویا ان باتوں کے لیے وحی الٰہی اُنپر نازل ہو گئی سو الٰہی کتابوں میں اسقدر بیجا دخل دوسرے رنگ میں نبوت کا دعوی ہے - اور خدائی کا دعوی اس طرح پر کہ ان کے فلسفہ والوں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح تمام کام خدائی کے ہمارے قبضہ میں آجائیں جیسا کہ اُن کے خیالات اس ارادہ پر شاہد ہیں کہ وہ دن رات ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم ہی مینہ برسائیں اور نطفہ کو کسی آلہ میں رکھکر اور رحم عورت میں پہنچا کر بچے بھی پیدا کریں اور اُن کا عقیدہ ہے کہ خدا کی تقدیر کچھ چیز نہیں بلکہ ناکامی ہماری بوجہ غلطی تدبیر تقدیر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دنیا میں خدا تعالیٰ کیطرف منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگوں کو ہر یک چیز کے طبعی اسباب معلوم نہیں تھے اور اپنے تھک جانے کی حد انتہا کا نام

خدا اور خدا کی تقدیر رکھا تھا اب علل طبعیہ کا سلسلہ جب بکلی انکو معلوم ہو جائے گا تو یہ خام خیالات خود بخود دور ہو جائینگے پس دیکھنا چاہیے کہ یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے یہ اقوال خدائی کا دعوی ہے یا کچھ اور ہے اسیوجہ سے ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح مُردے بھی زندہ ہو جائیں اور امریکہ میں ایک گروہ عیسائی فلاسفروں کا انھیں باتوں کا تجربہ کر رہا ہی اور مینہ برسانے کا کارخانہ تو شروع ہو گیا اور انکا منشا ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگ مینہ کے لیے خدا تعالیٰ سے دعا کریں یا استسقا کی نماز پڑھیں گورنمنٹ میں ایک عرضی دیدیں کہ فلاں کھیت میں مینہ برسایا جائے اور یورپ میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ نطفہ رحم میں ٹھیرانے کے لیے کوئی کل ایجاد ہو اور نیز یہ بھی کہ جب چاہیں لڑکا پیدا کرلیں اور جب چاہیں لڑکی اور ایک مرد کا نطفہ لیکر اور کسی پچکاری میں رکھکر کسی عورت کے رحم میں چڑھا دیں اور اس تدبیر سے اسکو حمل کردیں اب دیکھنا چاہیے کہ یہ خدائی پر قبضہ کرنیکی فکر ہے یا کچھ اور ہے اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال اول نبوت کا دعوی کرے گا پھر خدائی کا اگر اس کے یہ معنے لیے جاویں کہ چند روز تو نبوت کا دعوی کرکے پھر خدا بننے کا دعوی کرے گا تو یہ معنی صریح باطل ہیں .... کیونکہ جو شخص نبوت کا دعوی کرے گا اُس دعوی میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اُسپر خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور ایک اُمت بناوے جو اسکو نبی سمجھتی اور اُس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے - اب سمجھنا چاہیے کہ ایسا دعوی کرنے والا اُسی اُمت کے روبرو خدائی کا دعوی کیونکر کرسکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ تو بڑا مفتری ہے پہلے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کا کلام ہمکو سناتا تھا اور اب اس سے انکار ہے اور اب آپ خدا بنتا ہے پھر جب اول دفعہ تیرے ہی اقرار سے تیرا جھوٹھ ثابت ہو گیا تو دوسرا دعوی کیونکر سچا سمجھا جائے جسنے پہلے خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرلیا اور اپنے تئیں بندہ قرار دیدیا اور بہت سا الہام اپنا لوگوں میں شائع کر دیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ کیونکر ان تمام اقرارات سے انحراف کرکے خدا ٹھہر سکتا ہے اور کس ایسے کذاب کو کون قبول کرسکتا ہے سو یہ معنے جو ہمارے علما لیتے ہیں بالکل فاسد ہیں صحیح معنی یہی ہیں کہ نبوت کے دعوی سے مراد دخل در امور

نبوت اور خدائی کے دعوی سے مراد دخل در امور خدائی ہے جیسا کہ آجکل عیسائیوں سے یہ حرکات ظہور میں آرہی ہیں ایک فرقہ ان میں سے انجیل کو ایسا توڑ مروڑ رہا ہے کہ گویا وہ نبی ہے اور اسپر آیتیں نازل ہو رہی ہیں اور ایک فرقہ خدائی کے کاموں میں اسقدر دخل دے رہا ہے کہ گویا وہ خدائی کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے -

حقیقی شرافت ونجابت

تقوے کی کمی بیشی پر ہی انسان کی حقیقی شرافت ونجابت کا حساب ہے کیونکہ یہی انسان کو ہر قسم کی شرارت اور بدی سے محفوظ رکھتا اور پاک دین وعمدہ اخلاق حاصل کرنے کا موجب ہوتا ہے شرارت سے بچنے اور نیک بننے کا نام ہی شرافت ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ -

اے لوگو ہمنے تمکو مرد وعورت سے پیدا کیا اور تمہاری قوم اور خاندان آپس کی شناخت کے لیے بنائے - مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے شریف تر وہی ہے جو زیادہ متقی ہے پس قومیت یا خاندان کا فخر کرنا اور اعمال اور اخلاق پر نظر رکھنا سراسر حمق اور بدعت ہے اس بیہودہ خیال کی تردید قرآن مجید کئی دلائل کے ساتھ فرماتا ہے

اول تو یہ کہ کسی انسان کی پیدائش اپنی خواہش یا کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ محض ربانی فعل ہے جسمیں اسکو شیخی مارنے کا کوئی حق نہیں چنانچہ انا خلقنکم میں یہ دلیل موجود ہے

دوم ہر ایک انسان کی پیدائش ایک مرد وعورت سے ہی ہوتی ہے اور اگر انتہا تک یہ سلسلہ لیجاؤ تو ایک ہی آدم اور عورت کی نسل ثابت ہونگے پھر اپنے خاندان کو آدم سے علحدہ کرنا کیسا بیہودہ خیال ہے چنانچہ من ذکر وانثی میں یہ دلیل موجود ہے پھر علحدہ علحدہ قوم اور خاندان ہونے سے آپس کی شناخت کے واسطے ایک امتیاز پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی خدا کا فعل ہے کیونکہ کسی شخص کی نسل کا اسقدر بڑھنا اور اسکو یہ عزت حاصل ہونا کہ دنیا میں اُس کے نام سے ایک قوم قائم ہو جائے خداوند عالم کے ہی ہاتھ میں ہے چنانچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

انا اللہ اوی القریۃ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ | مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۳ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۱ ہجری روز چہار شنبہ | جلد ۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

جاننا چاہیے کہ عالم آخرت درحقیقت دنیوی عالم کا ایک عکس ہے اور جو کچھ دنیا میں روحانی طور پر ایمان اور ایمان کے نتائج اور کفر اور کفر کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں وہ عالم آخرت میں جسمانی طور پر ظاہر ہو جائینگے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اُس جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ ہمیں اُس تمثلی وجود کو کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے اور ذرا سوچنا چاہیے کہ کیونکہ روحانی امور عالم رویا میں متمثل ہو کر نظر آجاتے ہیں اور عالم کشف تو اس سے بھی عجیب تر ہے کہ وجود عدم غیبت حس اور بیداری کے روحانی امور طرح طرح کے جسمانی اشکال میں انہیں آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ بسا اوقات عین بیداری میں اون روحوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اور وہ اسی دنیوی زندگی کے طور پر اپنے اصلی جسم میں اسی دنیا کے کپڑوں میں سے ایک پوشاک پہنے ہوئے نظر آتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور بسا اوقات اون میں سے مقدس لوگ باذنہ تعالےٰ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں اور وہ خبریں مطابق واقعہ نکلتی ہیں۔ بسا اوقات عین بیداری میں ایک شربت یا کسی قسم کا میوہ عالم کشف سے ہاتھ میں آتا ہے اور وہ کھانے میں نہایت لذیذ ہوتا ہے اور ان سب امور میں یہ عاجز خود صاحب تجربہ ہے کشف کی اعلیٰ قسموں میں سے یہ ایک قسم ہے کہ بالکل بیداری میں واقع ہوتی ہے اور یہاں تک اپنے ذاتی تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ ایک شیریں طعام یا کسی قسم کا میوہ یا شربت غیب سے نظر کے سامنے آگیا ہے اور وہ ایک غیبی ہاتھ سے منہ میں پڑتا جاتا ہے اور زبان کی قوت ذائقہ اُس کے لذیذ طعم سے لذت اوٹھاتی جاتی ہے اور دوسرے لوگوں سے باتوں کا سلسلہ بھی جاری ہے اور حواس ظاہری بخوبی اپنا اپنا کام دے رہے ہیں اور یہ شربت یا میوہ بھی کھایا جا رہا ہے اور اسکی لذت اور حلاوت بھی ایسی ہی کھلی کھلی طور پر معلوم ہوتی ہے بلکہ وہ لذت اُس لذت سے نہایت الطف ہوتی ہے اور یہ ہرگز نہیں کہ وہ وہم ہوتا ہے یا صرف بے بنیاد تخیلات ہوتے ہیں۔ بلکہ واقعی طور پر وہ خدا جس کی شان بکل خلق علیم ہے ایک قسم کے خلق کا تماشا دکھا دیتا ہے پس جبکہ اس قسم کے خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی نمونہ دکھائی دیتا ہے اور ہر یک زمانہ کے عارف اس کے بارے میں گواہی دیتے چلے آئے ہیں تو پھر وہ تمثلی خلق اور پیدائش جو آخرت میں ہوگی اور میزان اعمال نظر آئیگی اور پلصراۃ نظر آئیگا اور ایسا ہی بہشت اور امور روحانی جسمانی تشکل کے ساتھ نظر آئینگے اُس سے کیوں عقلمند تعجب کرے کیا جس نے یہ سلسلہ تمثلی خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی عارفوں کو دکھا دیا ہے۔ اُس کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ وہ آخرت میں بھی دکھا دے بلکہ ان تمثلات کو عالم آخرت سے نہایت مناسبت ہے کیونکہ جس حالت میں اس عالم میں جو کمال انقطاع کا تجلی گاہ نہیں ہے یہ تمثلی پیدائش تزکیہ یافتہ لوگوں پر ظاہر ہو جاتی ہے تو پھر عالم آخرت میں اکمل اور اتم انقطاع کا مقام ہے کیوں نظر نہ آوے۔

یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیے کہ انسان عارف پر اسی دنیا میں وہ تمام عجائبات کشفی رنگوں میں کھل جاتے ہیں کہ جو ایک محجوب آدمی قصہ کے طور پر قرآن کریم کی اون آیات میں پڑھتا ہے جو معاد کے بارے میں خبر دیتی ہیں سو جس کی نظر حقیقت تک نہیں پہنچتی وہ ان بیانات سے تعجب میں پڑ جاتا ہے بلکہ بسا اوقات اوس کے دل میں اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عدالت کے دن تخت پر بیٹھنا اور ملائک کا صف باندھے کھڑے ہونا اور ترازو میں عملوں کا تلنا اور لوگوں کا پلصراط پر چلنا اور سزا جزا کے بعد موت کو بکرے کی طرح ذبح کر دینا اور ایسا ہی

موجودہ عیسائیت

عیسائیوں کا موجودہ دین و مذہب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اوس کا کوئی بھی ایسا پہلو نہیں ہے جو حق کے طالب کو اس سے کچھ تسلی مل سکے۔ اگر تعلیم کی طرف دیکھیں تو وہ ناقص ہے اور اگر اون نشانوں کو دیکھیں جو انجیل میں سچے مسیحی کی علامت ٹھہرائے گئے ہیں تو کسی عیسائی میں اون کا پتہ نہیں ملتا۔ اور اگر مسیح کے کام دیکھیں تو بجز قصوں کہانیوں کے رویت کے طور پر کسی کا ثبوت نہیں۔ اور اگر ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھیں جن کے رو سے مسیح کا خدا ہونا سمجھا جاتا ہے تو کوئی بھی ایسی پیشگوئی نہیں جس سے یہ مدعا ثابت ہو سکے۔ اور خود ظاہر ہے کہ اگر توریت اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں کسی خدا کے پیدا ہونیکا وعدہ دیا جاتا تو یہود اس وعدہ کے موافق ضرور یہ عقیدہ رکھتے کہ کسی وقت خدا اون کی مدد کرنیکے لئے مجسم ہو کر کسی عورت کے پیٹ میں سے پیدا ہوگا۔ اور ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ یہود توریت اور دوسرے عہد عتیق کے صحیفوں سے برگشتہ نہ تھے۔ تا ایسے خدا سے منکر رہتے۔ اور اگر حضرت مسیح کی خدائی کو قبول نہیں کیا تھا تو کیا وجہ تھی کہ اصل پیشگوئی سے منکر ہو جاتے۔ ان کو بہرحال یہ کہنا چاہیے تھا کہ ایسا جسمانی خدا اگرچہ ابتک نہیں آیا مگر ضرور آئے گا لیکن تم یہود کو پوچھکر دیکھ لو کہ وہ ایسے عقائد سے سخت بیزار اور اوس کو کفر اور شرک قرار دیتے ہیں اور اس بات کے ہرگز منتظر نہیں ہیں کہ کسی وقت خدا انسانی جسم میں جنم لے گا یا یہ کہ عقیدہ تثلیث بھی حق ہے۔ بلکہ وہ صاف کہتے ہیں کہ ایسے عقاید رکھنے والا کافر ہے اور ہرگز نجات نہیں پائیگا۔ حالانکہ یہود وہ لوگ ہیں جن کے درمیان برابر نبی آتے رہے۔ یہ بالکل قرین قیاس نہیں کہ یہود باوجود مسلسل تعلیم انبیاء کے مرے سے ایسے خدا کے منکر ہو جاتے جس کے پیدا ہونے کی کسی پیشگوئی میں اون کو امید دی جاتی۔ ہاں ممکن تھا کہ اس جسمانی خدا کا مصداق حضرت مسیح کو نہ ٹھہراتے مگر یہ تو کہتے کہ وہ جسمانی خدا کوئی اور ہے جو بعد میں آئیگا۔ ہم نے اس زمانہ کے بہت سے فاضل یہودیوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے یہ جواب لکھا ہے۔ کہ کبھی کسی نبی نے یہودیوں کو ایسے جسمانی خدا کے ظاہر ہونے کی امید نہیں دلائی۔ اور ایسا اعتقاد صریح شرک اور کفر اور توریت کی تعلیم کے مخالف ہے

الہام الٰہی و الہام شیطانی میں تمیز

اکثر جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ الہام شیطانی بھی ہوا کرتے ہیں۔ امت کے تمام اکابر اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ پس ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر اُن میں نہ ہو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی الہام ہرگز قابل پذیرائی نہیں جبتک کہ اسمیں الٰہی شوکت نہ ہو اور الٰہی شوکت یہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں اُس الہام میں پائی جائیں یا دوسرے الہاموں میں جو اوسی شخص کے مُنہ سے نکلے ہوں ہستی باری تعالیٰ پر محکم دلیل۔ قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کا علت العلل ہونا قرار دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وان الی ربک المنتہی۔ یعنی تمام سلسلہ علل و معلولات تیرے رب پر ختم ہو جاتا ہے تفصیل اس دلیل کی یہ ہے کہ نظر تعمیق سے معلوم ہوگا کہ یہ تمام موجودات علل و معلول کے سلسلہ میں موجود ہے اور اسی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کے علوم پیدا ہوگئے ہیں۔ کیونکہ کوئی حصہ مخلوقات کا نظام سے باہر نہیں بعض بعض کے لئے بطور اصول اور بعض بطور فروع کے ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ علت یا تو خود اپنی ذات سے قائم ہوگی اور یا اوسکا وجود کسی دوسرے علت کے وجود پر منحصر ہوگا اور پھر یہہ دوسری علت کسی اور علت پر و علیٰ ہذا القیاس اور یہ تو جائز نہیں کہ اس محدود دنیا میں علل و معلول کا سلسلہ کہیں جاکر ختم نہ ہو اور غیر متناہی ہو تو بالضرورت ماننا پڑا کہ یہ سلسلہ ضرور کسی اخیر علت پر جاکر ختم ہو جاتا ہے پس جس پر اس تمام سلسلہ کا انتہا ہے وہی خدا ہے آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ آیت وان الی ربک المنتہیٰ اپنے مختصر لفظوں میں اسی دلیل مذکورہ بالا کو بیان فرما رہی ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ انتہا تمام سلسلہ کا تیرے رب تک ہے

ولایت کیلئے خاندان کی ضرورت

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اکثر اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنے نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور اون میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلےٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں کیونکہ اون کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام یا سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے بعد خدا کے ان نائبوں کی اطاعت کریں اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ اون کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے تا اون کے قبول کرنے اور اُن کی اطاعت کا جؤا اوٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں اور اون کو ایسا ابتلا پیش آوے جو اون کو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ ایسے مامور کے قبول کرنے سے اس طرح پر رک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُن پر غالب ہو اور وہ دلی نفرت کے ساتھ اس بات سے کراہت کریں کہ اوس کے تابعدار بنیں اور اوسکو اپنا بزرگ قرار دیں اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کرکے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنے بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور اون کے پاخانوں کی نجاست اوٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اُس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیلخانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اسکو جوتے بھی مارے ہیں اور اوس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اوٹھاتے ہیں اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کرکے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اوس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اُسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اوسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اس امکان کے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنا اوس کی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے۔

التماس

ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو کہ حال میں ہی ہر ایک خریدار کیلئے مطبوعہ چٹھیوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی۔ دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضایع ہو جاتا ہے۔ اسطرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے امید ہے کہ ہمارے سرمفرار کارخانہ کی تکلیف پر نظر کرکے [illegible] امداد کریں گے۔ ایڈیٹر

مذہبی انقلاب

ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہانی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سیّد و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابل شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ ان ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہم نہایت نرمی اور انکسار سے ہر ایک عیسائی صاحب اور دوسرے مخالفوں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے۔ اسکے لئے ضرور ہے کہ ہمیشہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہوا کیونکہ ضرور ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جاوے جس کو شفیع اور منجی سمجھا جائے وہ اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ایسا بدیہی طور پر مقیم ہو اور خدائے ازلی ابدی حیّ قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھا ہو اس کا ایسے پر زور الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اس سے کامل محبت رکھنا اور اسکی پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا روح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پائے اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دور کرے اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تاباں یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہشیں اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں۔ یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچی تقوی اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے اللھم صل علیہ وبارک وسلم۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے زمین پر یہ زندگی کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسےٰ کیلئے! ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رامچندر یا راجہ کرشن کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وید کے ان رشیوں کے لئے جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے اور حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کرلیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے۔ تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پرانی عمارتیں ہزارہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات ابتک موجود ہیں جن میں اُلو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پرانے زمانہ کے آباد ہیں۔ اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں۔ تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو روحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے ✤

دقیقۂ معرفت

نمبر - ۱

عالم معاد میں ترقیات غیر متناہی ہونگی جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین امنوا معہ نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علیٰ کل شیٔ قدیر یعنے جو لوگ دنیا میں ایمان کا نور رکھتے ہیں ان کا نور قیامت کو ان کے آگے اور ان کی دہنی طرف دوڑتا ہوگا وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ اے خدا ہمارے نور کو کمال تک پہنچا اور اپنی مغفرت کے اندر ہمیں لے لے تو ہر چیز پر قادر ہے اس آیت میں یہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ ہمارے نور کو کمال تام تک پہنچا یہ ترقیات غیر متناہیہ کی طرف اشارہ ہے یعنے ایک کمال نورانیت کا انہیں حاصل ہوگا پھر دوسرا کمال نظر آئے گا۔ اس کو دیکھ کر پہلے کمال کو ناقص پائیں گے پس کمال ثانی کے حصول کیلئے التجا کریں گے اور جب وہ حاصل ہوگا تو ایک تیسرا مرتبہ کمال کا ان پر ظاہر ہوگا۔ پھر اس کو دیکھ کر پہلے کمالات کو ہیچ سمجھیں گے اور اس کی خواہش کریں گے یہی ترقیات کی خواہش ہے۔ جو اتمم کے الفاظ سے سمجھی جاتی ہے۔

غرض اسی طرح غیر متناہی سلسلہ ترقیات کا چلا جائیگا تنزل کبھی نہیں ہوگا۔ اور نہ کبھی بہشت سے نکالے جائیں گے۔ بلکہ ہر روز آگے بڑھیں گے نہ پیچھے کو۔ اور یہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ اپنی مغفرت چاہیں گے اس جگہ سوال یہ ہے کہ جب بہشت میں داخل ہوگئے تو پھر مغفرت میں کیا کسر رہ گئی۔ اور جب گناہ بخشے گئے تو پھر استغفار کی طرف کونسی حاجت رہی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرت کے اصل معنے یہ ہیں نالائق اور ناقص حالت کو نیچے دبانا اور ڈھانکنا سو بہشتی اس بات کی خواہش کرینگے کہ کمال تام حاصل کریں اور سراسر نور میں غرق ہو جائیں۔ وہ دوسری حالت کو دیکھ کر پہلی حالت کو ناقص پائیں گے۔ پس چاہیں گے کہ پہلی حالت نیچے دبائی جائے۔ پھر تیسرے کمال کو دیکھ کر یہ آرزو کرینگے کہ دوسرے کمال کی نسبت مغفرت ہو یعنی وہ حالت ناقصہ نیچے دبائی جاوے اور مخفی کیجاوے اسی طرح غیر متناہی مغفرت کے خواہشمند رہیں گے۔ یہی لفظ مغفرت اور استغفار کا ہے جو بعض نادان بطور اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیش کیا کرتے ہیں۔ سو ناظرین نے اس جگہ سے سمجھ لیا کہ یہی خواہش استغفار فخر انسان ہے۔ جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور اندھا ہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے اور نہ طیب اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کے رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کے زندگی کے اظلال و آثار ہیں کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متشکل ہونگے مگر وہ روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہونگے ہم لوگ ایسی بہشت کے قائل نہیں ہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین میں درخت لگائے گئے ہوں اور ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہیں اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے ✤

عمرالدین

الوہیت یسوع کے بطلان کی دلیل۔

تعجب کی بات ہے ایک شخص انسانی جامہ میں ہو اور انسانی لوازم اور عوارض کے ماتحت ہو کس دلیل سے فوق العادۃ انسان اس کو مانا جا سکتا ہے۔ صورت شکل سے یہہ پہچاننا کہ وہ خدا ہے یہہ تو سراسر خیال باطل اور محال ہے اور نصاریٰ بھی اس کے قائل نہیں ہونگے تو اب بجز اس کے کہ یہہ دکھایا جائے کہ اس کے یہہ افعال اور اعمال تھے جو انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہیں اور جو اسے خدائی کا منصب دلاتے ہیں اور کوئی مبسوط دلیل اس کی الوہیت کی ہو نہیں سکتی۔ اور یہ دعوےٰ خام ہے۔ اسلام آجتک ڈنکے کی چوٹ سے پکار رہا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم یعنے اللہ کے نزدیک جو حقیقی الوہیت کا حقدار ہے اس لئے کہ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر قسم کے بشری ضعفوں اور مخلوقی عوارض و لوازم سے منزہ ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ آدمی سے کچھ بھی زیادہ نہیں یعنے اس میں سارے وہ لوازم اور عوارض موجود ہیں جو آدمی میں پائے جاتے ہیں۔ جو شخص اسکی الوہیت کا مدعی ہے وہ معمولی آدمی سے بڑھ کر خواص اسمیں دکھائے۔ یہہ بڑا بھاری قرضہ نصاریٰ کی گردن پر ہے اور تیرہ سو برس سے برابر چلا آتا ہے۔ ان کی غیرت کا اگر ان میں ہوتی یہ مقتضاء ہونا چاہیے تھا کہ اس خطرناک الزام سے بری ہوتے مگر ان یہہ کہ وہ ایک شخص کو خدا اور الٰہ مانیگا ہیں اور کہاں یہ کہ اسلام مٹی سے بنے ہوئے آدمی کو کسی طرح بھی بڑھ کر اُسے نہ مانے اور نہ ماننے دے۔

محبّت کامل

الٰہی محبت کا درجہ وہ ہے جسمیں ایک نہائیت افروختہ شعلہ محبّت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اُس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اُس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اُسکو بنا دیتا ہے۔ اور اس حالت میں آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے۔ بلکہ معاً اُس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اُٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے اردگرد کے روز روشن کی طرح روشن کر دیتی ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے۔ اور یہہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اُس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اوس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذوالافق الاعلےٰ بھی ہے کیونکہ یہہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی ہے اور اسکو رأیٰ ما رأیٰ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہہ کیفیت صرف دُنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جسپر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دایرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچتا ہے اور وہ درحقیقت پیدائیش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سی ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائیش کا شروع کر کے اُس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہہ ہیں کہ نہائیت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا۔ ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اُس کو عطا ہوا اور اعلیٰ وارفع مقام محبت کا ملا۔

ملائیکہ

اب پھر میں ملائک کے ذکر کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جس طرز سے ملائک کا حال بیان کیا ہے وہ نہائیت سیدھی اور قریب قیاس راہ ہے اور بجز اوس کے ماننے کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا قرآن شریف پر بدیدہ تعمق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسائیط کا ہونا ضروری ہے اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہائیت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائک سے موسوم ہیں اُن کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ ہیں۔ بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانے والے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اوتارنے والے ہیں۔ پس اسمیں کچھہ شک نہیں کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ اُن روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہونگے کہ جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں مگر اِس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہیے کہ جیسے زمین کا ہر یک جاندار اپنے اندر جان رکھتا ہے۔ بلکہ اون نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور پر اونہیں حاصل ہے روشن ستاروں کے ساتھہ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق ہے کہ اگر اُن نفوس طیبہ کا اُن ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر اون کے تمام قویٰ میں فرق پڑ جائیگا۔ انہیں نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام میں معروف ہیں اور جیسے خدا تعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا ہی مگر اِس جگہ تشبیہ کامل مراد نہیں وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اور اون کے جدا ہو جانے سے اون کی حالت وجود پر ہیں بکلی فساد راہ پا جانا لازمی و ضروری امر ہے اور آجتک کسی نے اس امر میں اختلاف نہیں کیا کہ جسقدر آسمانوں میں سیارات اور کواکب پائے جاتے ہیں وہ کائنات الارض کی تکمیل و تربیت کے لئے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں غرض یہہ نہائیت سچی ہوئی اور ثبوت کے چرخ پر چڑہی ہوئی صداقت ہے کہ تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے اور جاہل سے جاہل ایک دہقان بھی اسقدر تو ضرور یقین رکھتا ہوگا کہ چاندکی روشنی پہلوں کے موٹا کرنے کے لئے اور سورج کی دھوپ اون کو پکانے اور شیریں کرنے کیلئے اور بعض ہوائیں بکثرت پھل لانے کے لئے بلاشبہ موثر ہیں۔ اب جبکہ ظاہری سلسلہ کائنات کا ان چیزوں کی تاثیرات مختلفہ سے تربیت پا رہا ہے۔ تو اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ باطنی سلسلہ پر بھی باذنہ تعالیٰ وہ نفوس نورانیہ اثر کر رہی ہیں جنکا اجرام نورانیہ سے ایسا شدید تعلق ہے کہ جیسے جان کو جسم سے ہوتا ہے۔

طالب حق کے لئے ضرور ہے کہ پہلے ہی سے اپنے روحانی طبیب کے ساتھ ظاہری علائق و وسائط کی جانب در صورت عدم یا وجود قطع نظر کرے۔ اور اُس کے توسط سے دنیاوی مدارج اور ظاہری برکات کے استحصال کا خیال نہ رکھے تا اوس کی روحانی ترقی کے لئے مانع اور حاجب نہ ہو۔ بالکل باطنی فیضان اور روحانی لمعان کے اکتساب کے لئے اپنے ارادتمند دل کو وقف سمجھے۔ محض دینی خدمات میں بہم پہنچانے والے اسباب کے حصول کی غرض سے اپنی مستعار حیات کے حامل جسم کو اُس ہادی کی سپرد کر دیوے جیسے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے مالی حالی جانی مکانی ہر قسم کے سرمایہ کو رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا قربان کر کے سچے مولا کے قرب و عزت کے عالیہ مراتب کا نوذ حاصل کیا پھر اسی برکت سے اُنہیں ظاہری کمالات اور دنیوی مدارج بھی حاصل ہوئے۔

حفظ صحت اور اسلام

نمبر ۷

۱۔ جو شخص تذکرہ قرآنی اور آیات الٰہی سے مونہہ پھیرتا ہے۔ وہ بڑا ظالم اور خدا کا مجرم ہے اللہ تعالیٰ اوس کو دنیا میں ذلیل و خوار کرتا ہے۔ اور آخرت میں بھی کریگا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ومن اظلم ممن ذکر بآیت ربہ فاعرض عنہا انا من المجرمین منتقمون اوس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس کو اُس کے رب کی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی پر اوس نے مونہہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں ومن یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا ۔ اور جو شخص اپنے رب کے ذکر سے مونہہ پھیرے اللہ اوسکو سخت عذاب میں ڈالے گا ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی اور جس نے میرے ذکر سے مونہہ پھیر لیا تحقیق اس کے واسطے گذران تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اوسکو اندھا اوٹھاویں گے۔ چنانچہ تاریخ تبلاتی اور زمانہ حال گواہی دیتا ہے کہ قرآن مجید سے غافل رہنے کا دنیا میں تو یہہ نتیجہ ہے کہ روز بروز ذلت و خواری بڑھتی جا رہی ہے کسب علوم و فنون اور تجارت میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں محنت کی عادت نہیں رہی جو تمام کامیابیوں کی بنیاد ہے آرام طلبی۔ آوارہ گردی۔ تماش بینی اور لغو کھیل دلوں میں ایسے بیٹھے ہیں کہ اون کا اخراج محال ہو گیا ہے۔ کتب اخلاقی و اسرار کار الٰہی اور تذکرہ قرآنی کا کوئی ذوق و شوق نہیں۔ مگر واہیات قصوں اور عشقیہ مضامین کا ہے۔ دین کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اول تو نمازوں سے متنفر اور تمام احکام الٰہی کے خلاف ساعی ہیں جو برائے نام نمازی ہیں وہ رسمی طور سے ادا کر جاتے ہیں۔ تسبیح و تحمید اور تکبیر کے عمدہ نتائج مترتب نہیں ہوتے دعاؤں اور عجز و نیاز کے ثمرات حاصل نہیں ہوتے یہ تمام نتیجہ رسمی طور پر ادا کرنے کا ہے وعظ و نصیحت سے کوئی دلچسپی نہیں الغرض یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا پس اللہ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا اب انکی دنیا بھی خراب ہے اور دین بھی۔

۲۔ غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بے خبر مست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون۔ لوگوں کے واسطے اون کا حساب قریب ہو گیا۔ پھر وہ غفلت میں مونہہ پھیرے ہوئے ہیں یا ویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظلمین۔ ہائے ہماری کمبختی کہ ہم تو حقیقتاً اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شامت اعمال سے ہم تباہ ہوتے جا رہے ہیں پر کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ روز بروز واہیات عادات اور واہیات شغلوں کی ترقی ہے۔

۳۔ غفلت سے انسان حیوان لایعقل بنجاتا اور ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اوس کی اصلاح غیر ممکن ہوجاتی اور سمجھ و صلاحیت کے قوی مارے جاتے ہیں بلکہ نصیحت کی بات اور ذکر الٰہی سے بدکتا اور متنفر رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ارأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا کیا تو اوس کی وکالت کر سکتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر اون میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں نہیں نہیں وہ تو چوپایوں کے مشابہ ہیں۔ بلکہ اون سے بھی زیادہ بیراہ فما لھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ پس اون کو کیا ہوا کہ تذکرہ قرآنی سے مونہہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ احکام الٰہی کے مخالف اور نفسانی اغراض کی متابعت سے عموماً مسلمانوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ قرآنی احکام کو سن نہیں سکتے اور نہ اوس پر عمل کر سکتے ہیں بلکہ ایسے شخص کے پاس جو قرآنی ذکر کرتا ہو بیٹھ بھی نہیں سکتے اور فوراً بھاگ جاتے ہیں۔

ایک پیرزادہ صاحب سے میں نے کہا کہ آپ عرسوں کے موقعہ پر جو مسجد میں قوالی اور ناچ کرواتے ہیں یہہ نہایت ہی دہشتناک گناہ ہے۔ مساجد جو عبادت الٰہی کے واسطے مخصوص کی گئی ہیں اوس میں بیٹھکر ناچ دیکھنا اور قوالی سننا بڑا ہی سخت گناہ ہے اور میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ دین سے بالکل بیخبر یا قرآن کے مخالف ہیں۔ غفلت نے آپکو بے خبر بنا رکھا اور آپکی دینی سمجھ اور غیرت کو مار دیا ہے آپ بزرگوں کی اولاد کہلاتے ہیں۔ آپ کو ایسا واہیات نمونہ پیش کرنا ہرگز مناسب نہیں اُس نے اس تمام تقریر کا یہ جواب دیا کہ بزرگوں سے یہی رسم چلی آتی ہے۔ پھر میں نے کہا جن لوگوں نے یہ رسم چلائی یا اوس رسم میں شریک ہوئے اور کوئی جہاد اُس کے خلاف نہ کیا۔ آپ اُنکو بزرگ کہتے ہیں آپکی اس سمجھ پر افسوس کرتا ہوں کہ جو خلاف شرع رسوم کے بانی ہوئے یا اون میں شریک ہوتے رہے آپ اون کو بزرگ کے نام سے یاد کریں ایسا کہنے میں خدا اور رسول کی توہین ہوتی ہے پھر اوس نے جواب دیا کہ اس موقعہ پر بہت سے بھوکوں کو کھلایا جاتا ہے اور حمدیہ اور نعتیہ شعر بھی پڑھے جاتے ہیں میں نے کہا کہ پانی جو پاک کرنے والی چیز ہے اگر اوس میں گند ملایا جاوے یا ایک کوئیں میں مردار کتا پڑ جاوے تو تو وہ تمام غلیظ ہو جاتا ہے اور جسقدر لوگ اوس پانی سے وضو کریں یا نہادیں تمام ناپاک رہتے ہیں۔ پھر کیا سبب آپ ان ظاہری باتوں کو مانتے ہیں پر باطنی طہارت کی طرف کچھ خیال نہیں بندہ نما رنڈیوں کے مونہہ کیطرف دیکھنا اور اون سے حمدیہ نعتیہ اشعار سننا کیسی جرأت اور شوخی ہے خدا کے کلام کی ایسی بے ادبی اگر قرآن مجید کو آپ ایک گندگی کے ڈھیر میں ڈالدیں تو کیا ثواب ہوگا اُس نے جوابدیا کہ ثواب کیا بلکہ سخت گناہ اور بے ادبی ہے میں نے کہا یہی حال آپ کے ان عرسوں کا ہے کہ مساجد کے اندر فاحشہ عورتوں سے ناچ کرواتے اور راگ سنتے ہو۔ تمہاری تمام خیرات بھی حرام ہے کیونکہ حرام نیت سے ہے خدا واسطے نہیں اگر خدا واسطے ہو تو [illegible] کا خوف کرو اور اوس کے حکموں کو مانو آپ بزرگوں کو بدنام نہ کیجئے بلکہ بدکاروں بدفہموں اور بیدینوں کی یہ رسمیں ایجاد کردہ ہیں جس شخص میں ایک ذرہ بھی دینی حیا یا اسلامی سمجھ ہو وہ کبھی ایسی واہیات رسمیں ایجاد کرنا تو درکنار شامل بھی نہیں ہو سکتا پھر اوس نے دو ایک صاحبوں کے نام لئے جو اپنی اوقات کو تسبیح اور وظائف میں خرچ کرتے اور عرسوں میں شریک ہوتے تھے میں نے کہا وہ عجب بدفہم اور بے دین تھے کہ اونکو مساجد کے اندر خلاف شرع رسومات ہوتے دیکھکر کبھی جوش پیدا نہ ہوا کم از کم اتنا تو کر سکتے تھے کہ خود شریک نہ ہوا کرتے اور متنفر رہتے تاکہ اون کے واسطے اون کی شراکت حجت نہ ہو جاتی اب آپلوگ اونکو ایسے واہیات بدفہم اور بیدین لوگوں کے نمونے نے اللہ اور رسول کے خلاف رہبر رکھا ہے۔ میرا تو یہی مسئلہ ہے کہ جو شخص عمداً احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ شیطان ہے اوس سے پناہ مانگنی چاہئے جب قرآن دنیا میں موجود ہے تو پھر آپ اوسکو کیوں حکم نہیں بنا لیتے اور کیوں اس میزان پر بری یا بھلی باتوں کا موازنہ نہیں کر لیتے۔ اوس نے جواب دیا کہ جیسا قرآن کو ہمارے بزرگوں نے سمجھا ہم نہیں سمجھ سکتے انہوں نے اُس کو سمجھ کر عمل کیا ہے بھلا اختلاف کب کر سکتے تھے۔ میں نے کہا کہ جن الفاظ سے اونھوں نے رنڈیوں کا ناچ مساجد کے اندر جائز قرار دیا ہے وہ الفاظ تو مجھے سنا دو اوس نے جواب دیا کہ اگر اسقدر ہمکو سمجھ ہوتی تو پھر ہم پہلے ہی آپ کو قائل کر دیتے۔ میں نے کہا کیا قرآن کے الفاظ ایسے ہیں کہ ظاہراً معنے کچھ اور ہوں معما و چیستاں کے طور پر ظاہر کے خلاف معنے اور ہوں اوس نے کہا اسمیں کیا شک ہے۔ قرآن کو ہر ایک شخص تھوڑا ہی سمجھ سکتا ہے اسی واسطے تو اوسکا بامعنے پڑھنا اور پڑھانا متروک ہو گیا بزرگوں نے اسکو سمجھکر رنڈیوں کا ناچ جائز قرار دیا اور رائج کیا اور آپ ظاہری لفظوں کو پکڑکر اون پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ اسرار ہیں اور آپ اون کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ پھر میں نے کہا تو شاید شراب خوری اور رنڈی بازی بھی جائز ہو اوس نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

موعظۃ الحسنہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

سو یہ ایک نعمت ہے کہ ولیوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں آئیندہ کی زندگی محض ایمانی ہے۔ لیکن ایک متقی کو آئیندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے نظر آتا ہے اون سے باتیں کرتا ہے۔ سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اوس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہائیت خراب ہے۔ ایک ولی کا قول ہے کہ جسکو ایک خواب عمر میں نصیب نہیں ہوا اوس کا خاتمہ خطرناک ہے جیسے کہ قرآن مومن کیلئے یہہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سنو جس میں نشان نہیں اوس میں تقویٰ نہیں سنو ہم سب کی یہہ دعا چاہئے کہ یہہ شرط ہم میں پوری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام۔ خواب۔ مکاشفات کا فیضان ہو کیونکہ یہ مومن کا خاصہ ہے سو یہہ ہونا چاہیئے بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں۔ مثلاً سورۂ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع میں ہی ہے اللہ تعالیٰ مومن کو ہدائیت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

س ۱- یعنے ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا اون لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے یہ اس لئے سکھائی گئی ہے کہ انسان عالی ہمت ہو کر اس سے خالق کا منشاء سمجھے اور وہ یہہ ہے کہ یہہ امت بہائم کی طرح زندگی بسر نہ کرے۔ بلکہ اوس کے تمام پردے کھل جاویں جیسے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولائیت بارہ اماموں کے بعد ختم ہو گئی برخلاف اس کے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشاء کے مطابق ہے تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قویٰ ملے ہیں جنہوں نے نشو و نماء پاتا ہے۔ اور بہت ترقی کرنا ہے ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں اوس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے تو چاہتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے۔ اسپر نہ صرف ایمان ہی ہو بلکہ اوسے بتدریج ان نعماء کا علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے۔

علم کے تین مدارج ہیں علم الیقین۔ عین الیقین حق الیقین۔ مثلاً ایک جگہ سے دھواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کر لینا علم الیقین ہے۔ لیکن خود آنکھ سے آگ کا دیکھنا عین الیقین ہے اون سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے یعنے آگ میں ہاتھ ڈال کر جلن اور حرقت سے یقین کر لینا کہ آگ موجود ہے پس کیسا وہ شخص بد قسمت ہے جس کو ان میں سے کوئی حصہ حاصل نہیں۔ اس آیت کے مطابق جسپر اللہ کا فضل نہیں وہ کورانہ تقلید میں پھنسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

س ۲- جو ہمارے راہ میں مجاہدہ کریگا۔ ہم اوس کو اپنی راہیں دکھلاویں گے یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہہ دعا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ سو انسان کو چاہیئے کہ اس کو مد نظر رکھکر نماز میں بالحاح دعا کرے اور تمنّا رکھے کہ وہ بھی اون لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اوٹھایا جاوے۔ چنانچہ فرمایا من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی۔ الاٰیۃ

س ۳- کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اُس جہان میں بھی اندھا ہے جس کی منشا یہہ ہے کہ اُس جہان کے مشاہدہ کے لئے اسی جہان سے ہمکو آنکھیں لیجانی ہیں۔ آئیندہ جہان کو محسوس کرنے کیلئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہو گی۔ پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے۔ ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گیا مسلمان کہلاتا ہے دوسری طرف اسیطرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا رسول اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اسکی دین سے محبت بھی قابل اعتراض ہے خدا اور رسول کی ہتک کرنیوالوں میں سے اُس کا گذر ہوتا ہے اسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں اُسمیں محبت دین نہیں۔ ورنہ محبت والا اپنے محبوب کے برخلاف کیا کچھ پسند کرتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے کہ میں تو دینے کو طیار ہوں اگر تو لینے کو طیار ہے۔ پس یہہ دعا کرنا ہی اُس ہدائیت کو لینے کی طیاری ہے اس دعا کے بعد سورہ بقرہ کے شروع میں ہی جو ھدًی للمتقین کہا گیا تو گویا خدا تعالیٰ نے دینے کی طیاری کی۔ یعنے یہہ کتاب متقی کو کمال تک پہنچانے کا وعدہ کرتی ہے۔ سو اس کے معنے یہہ ہیں کہ یہ کتاب اون کے لئے نافع ہے جو پرہیز کرنے اور نصیحت سننے کو طیار ہو۔ اس درجہ کا متقی وہ ہے جو منخلا الطبع ہو کر حق کی بات سننے کو طیار ہو جیسے جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو وہ متقی بنتا ہے۔ جب کسی غیر مذہب کے اچھے دن آئے تو اوس میں اتقا پیدا ہوا۔ عجب۔ غرور۔ پندار دور ہوا۔ یہ تمام بدیاں تھیں جو دور ہو گئیں۔ ان کے دور ہونے سے تاریک گھر کی کھڑکی کھل گئی اور شعاعیں اندر داخل ہو گئیں۔ یہہ جو فرمایا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت ہے۔ یعنے ھدًی للمتقین۔ تو اتقاء افتعال کے باب سے ہے اور یہ باب تکلف کے لئے آیا کرتا ہے۔ یعنے اسمیں اشارہ ہے کہ جسقدر یہاں ہم تقویٰ چاہتے ہیں وہ تکلف سے خالی نہیں۔ جس کی حفاظت کیلئے اس کتاب میں ہدایات ہیں۔ گویا متقی کو نیکی کرنے میں تکلیف سے کام لینا پڑتا ہے۔ جب یہ درجہ گذر جاتا ہے تو سالک عبد صالح ہو جاتا ہے گویا تکلیف کا رنگ دور ہو گیا۔ اور صالح نے طبعاً و فطرتاً نیکی شروع کی وہ ایک قسم کے دار الامان میں ہے جسکو کوئی خطرہ نہیں اب کل جنگ اپنے نفسانی جذبات کے برخلاف ختم ہو چکے اور وہ امن میں آ گیا۔ اور ہر ایک قسم کے خطرات سے پاک ہو گیا۔ اسی امر کی طرف ہمارے ہادی کامل نے اشارہ کیا ہے۔ فرمایا کہ ہر ایک کے ساتھ شیطان ہوتا ہے لیکن میرا شیطان مسلم ہو گیا ہے۔ سو متقی کو ہمیشہ شیطان کے مقابل جنگ ہے لیکن جب وہ صالح ہو جاتا ہے تو کل جنگیں بھی ختم ہو جاتی ہیں مثلاً ایک ریا ہی ہے جس سے اوسے آٹھوں پہر جنگ ہے متقی ایک ایسے میدان میں ہے جہاں ہر وقت لڑائی ہے۔ اللہ کے فضل کا ہاتھ اُسکے ساتھ ہو۔ تو اُسے فتح ہو۔ جیسے ریا جسکی چال ایک چیونٹی کی طرح ہے۔ بعض وقت انسان بے سمجھے لیکن موقعہ پر ریا کو دل میں پیدا ہونیکا موقعہ دیدیتا ہے مثلاً ایک کا چاقو گم ہو جاوے۔ اور وہ دوسرے سے دریافت کرے تو اس موقعہ پر ایک متقی کا جنگ شیطان سے شروع ہو جاتا ہے جو اوسے سکھاتا ہے کہ مالک چاقو کا اسیطرح دریافت کرنا ایک قسم کی بیعزتی ہے جس سے اوس کے افروختہ ہونیکا احتمال ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ آپسمیں لڑائی بھی ہو جاوے اسموقعہ پر ایک متقی کو اپنے نفس کی بد خواہش سے جنگ ہے اگر اس شخص میں محض للہ دیانت موجود ہو۔ تو غصہ کرنے کی اسمیں ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ دیانت جسقدر مخفی رکھی جاوے اوسی قدر بہتر ہو۔ مثلاً ایک جواہری کو راستہ میں چند چور مل جاویں اور چور آپسمیں اُسکے متعلق مشورہ کریں۔ بعض اوسے دولتمند بتلاویں اور بعض کہیں کہ وہ کنگال ہے۔ اب مقابلتہً یہ جواہری اونہیں کو پسند کریگا جو اُسے کنگال ظاہر کرینگے۔ اسیطرح یہہ دنیا کیا ہے۔ ایک قسم کی دار الابتلا ہے۔ وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر مخفیہ رکھے اور ریا سے بچے وہ لوگ جن کے اعمال الٰہی ہوتے ہیں۔ وہ کسی پر اپنے اعمال کو ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ یہی لوگ متقی ہیں۔ میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے کہ مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا۔ کہ اُسکو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے کوئی اوس کی مدد کرے ایک نے صالح سمجھکر اُسکو ایک ہزار روپیہ دیا انہوں نے روپیہ لیکر اُسکی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا۔ کہ جب یہاں ہی تعریف ہو گئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا۔ اور کہا کہ وہ روپیہ اُس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔ جسپر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے اصل میں یہہ روپیہ دینا نہیں چاہتا جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا تو وہ شخص ہزار روپیہ

دربار شام

۲۵ - مئی - ۱۹۰۳ء

تزکیہ نفس ایک استفسار کے جواب میں کہ آجکل کے پیر اور گدی نشین وظائف وغیرہ مختلف قسم کے اوراد بتاتے ہیں آپ کا کیا ارشاد ہے فرمایا کہ مومن جو بات سچے یقین سے کہے وہ ضرور موثر ہوتی ہے کیونکہ مومن کا مطہر قلب اسرار الہٰی کا خزینہ ہے جو کچھ اس پاک لوح انسانی پر منقش ہوتا ہے وہ آئینہ خدا نما ہے مگر انسان جب ضعف بشریت سے سہو۔ گناہ کر بیٹھتا ہے اور پھر ذرا بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا تو دل پر سیاہ زنگ بیٹھ جاتا اور رفتہ رفتہ قلب انسانی کہ خشیت الہٰی سے گداز اور شفاف تھا سخت اور سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ مگر جونہی انسان اپنی مرض قلب کو معلوم کر کے اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور شب و روز نمازیں دعائیں استغفار و زاری و قلق جاری رکھتا ہے اور اُسکی دُعائیں انتہا کو پہنچتی ہیں تو تجلیات الہٰی اپنے فضل کے پانی سے اس ناپاکی کو دھو ڈالتی ہیں اور انسان بشرطیکہ ثابت قدم رہے ایک قلب لیکر نئی زندگی کا جامہ پہن لیتا ہے گویا کہ اوس کا تولد ثانی ہوتا ہے۔ دو زبردست لشکر ہیں جن کے درمیان انسان چلتا ہے ایک لشکر رحمٰن کا دوسرا شیطان کا اگر یہہ لشکر رحمٰن کی طرف جھک جاوے اور اُس سے مدد طلب کرے تو اس سے بحکم الہٰی مدد دی جاتی ہے۔ اور اگر شیطان کیطرف رجوع کیا تو گنہگار ہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے پس انسان کو چاہیئے کہ گناہ کی زہریلی ہوا سے بچنے کیلیے رحمٰن کی حفاظت میں ہو جاوے وہ چیز جو انسان اور رحمٰن میں دوری اور تفرقہ ڈالتی ہے وہ فقط گناہ ہی ہے جو اس سے بچ گیا اُس نے اللہ تعالیٰ کی گود میں پناہ لی۔ دراصل گناہ سے بچنے کے لئے دو ہی طریق ہیں اول یہ کہ انسان خود کوشش کرے دوسرے اللہ تعالیٰ سے جو زبردست مالک و قادر ہے استقامت طلب کرے یہانتک کہ اوسے پاک زندگی میسر آوے اور یہی تزکیہ نفس کہلاتا ہے اور بندوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات و اکرامات ہوتے ہیں وہ محض اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہی ہوتے ہیں۔ پیروں فقیروں صوفیوں گدی نشینوں کے خود تراشیدہ ورد و وظائف طریق و رسومات سب فضول بدعات ہیں جو ہرگز ہرگز ماننے کے قابل نہیں۔ اگر یہ لوگ کل معاملات دنیوی و دینی کو ان خود ساختہ بدعات سے ہی درست کر سکتے ہیں تو یہ ذرہ ذرہ سی بات پر کیوں تکرار کرتے لڑتے جھگڑتے حتی کہ سرکاری عدالتوں میں جائز و ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہہ سب باتیں دراصل وقت کا ضایع کرنا اور خدا داد دماغی استعدادوں کا تباہ کرنا ہے۔ انسان اس لئے نہیں بنایا گیا کہ لمبی تسبیح لے کر صبح و شام تمام لوازمات و حقوق کو تلف کر کے بیتوجہگی سے سبحان اللہ میں لگا رہے اپنا اوقات گرامی بھی تباہ کرے اور خود اپنے قوی کو تباہ کرے اور اوروں کے تباہ کرنے کے لئے شب و روز کوشاں رہے اللہ تعالیٰ ایسی معصیت سے بچاوے۔ الغرض یہہ سب باتیں سنت نبوی صلعم کو چھوڑنے سے پیدا ہوئیں یہہ حالت ایسی ہے جیسے پھوڑا کہ اندر سے تو پیپ سے بھرا ہوا ہے اور باہر سے شیشے کی طرح چمکتا ہے زبان سے تو ورد و وظایف کرتے ہیں اور اندرونے بدکاری و گناہ سے سیاہ ہوئے ہوئے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ سب کچھ خدا سے طلب کرے جب وہ کسی کو کچھ دیدیتا ہے تو اسکی بلند شان کے خلاف ہے کہ واپس لے تزکیہ وہی ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا میں سکھایا گیا پیدا کیا گیا یہہ لوگ اس سے بہت دور ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں سارے دن میں چار دفعہ دم لیتا ہوں۔ بعض فقط ایک یا دو دفعہ اس سے لوگ اونکو ولی سمجھ بیٹھتے ہیں اور ایسے واہیات دم کشی کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ فخر کے قابل یہہ بات ہے کہ انسان مرضیات الہٰی پر چلکر اپنے پیغمبر نبی کریم سے صلح و آشتی پیدا کرے جس سے کہ وہ انبیاء کا وارث کہلائے اور صلحا و ابدال میں داخل ہو۔ اسی توحید کو پکڑے اور اس پر ثابت قدم رہے اللہ تعالےٰ اپنا غلبہ و عظمت اس کے دل پر بٹھا دیگا

وظیفوں کے ہم قائل نہیں یہ سب منتر جنتر ہیں جو ہمارے ملک کے جوگی ہندو سنیاسی کرتے ہیں جو شیطان کی غلامی میں پڑے ہوئے ہیں البتہ دعا کرنی چاہیئے خواہ اپنی ہی زبان میں ہو سچے اضطراب اور سچی تڑپ سے جناب الہٰی میں گداز ہوا ہو ایسا کہ وہ قادر الحی القیوم دیکھ رہا ہے۔ جب یہ حالت ہو گی تو گناہ پر دلیری نہ کرے گا جس طرح انسان آگ یا اور ہلاک کرنیوالی اشیاء سے ڈرتا ہے ویسے ہی اُسکو گناہ کی سوزش سے ڈرنا چاہیئے گناہگار زندگی انسان کے لئے دُنیا میں مجسم دوزخ ہے جس پر غضب الہٰی کی سموم چلتی اور اُس کو ہلاک کر دیتی جس طرح آگ سے انسان ڈرتا ہے اُسی طرح گناہ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آگ ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ نماز میں رو رو کر دعائیں مانگو تا اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل کی نسیم چلائے۔ دیکھو شیعہ لوگ کیسے راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ حسین حسینؑ کرتے۔ مگر الکلام الہٰی کی بے حرمتی کرتے ہیں حالانکہ حسین کو بھی بلکہ تمام رسولوں کو استغفار کی ایسی سخت ضرورت تھی جیسے ہم کو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا فعل اوس پر شاہد ہے۔ کون ہے جو آپ سے بڑھکر نمونہ بن سکتا ہے

مختلف واقعات

ہندوستان کا ویسرائے

ہمعصر ہندوستانی ناقل ہے۔ یہاں کے اخبارات میں آجکل یہہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ لارڈ کرزن کے بعد کون صاحب ہندوستان کے ویسرائے ہونگے۔ ویسرائے صاحب بہادر کے مقاصد کی نسبت جسقدر آزادی کے ساتھ بحث کی جاتی ہے اوس کو پڑھکر آپ نہائت خوش ہونگے" اخبار مارننگ پوسٹ نے چارشنبہ کے پرچہ میں یہانتک رائے زنی کی ہے کہ لارڈ کرزن صاحب کی میعاد گورنر جنرلی میں دو سال اور توسیع ہونے والی ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ قبل توسیع مدت ملازمت شروع ہونے کے لارڈ کرزن بہادر کو تین ماہ کی رخصت دی جائیگی۔ اور اس درمیان میں انکا قصد ہے کہ ولایت تشریف لاویں "اگر ایسا ہونے والا ہے تو یہ مسٹر بالفور کو لازم ہے کہ اس مسودہ کے پیش ہونے کا اعلان کریں جس کے ذریعہ سے ویسرائے صاحب کو قانوناً ولائیت آنے کی اجازت ملنی ضروری ہے۔ ورنہ استعفا معمولی بات ہو گی اور ایسی حالت میں آپ پھر اپنے کار منصبی پر واپس آنا چاہینگے تو بعد رخصت ختم ہونے کے آپ کا تقرر از سر نو عمل میں آئے گا۔ لیکن ایسا ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کیا کارروائی ہونیوالی ہے قرینہ غالب یہ ہے کہ اس باب میں اسوقت تک کچھ تصفیہ نہیں ہوا ہے یہ صرف اخبار والوں کی گپ بازی ہے حال میں ایک اخبار نے اپنے قایم مقایم کو انڈیا آفس میں غرض بھیجا تھا کہ وہ وہاں دریافت کرے کہ لارڈ کرزن صاحب بہادر کی توسیع ملازمت کے متعلق جو خبریں شایع ہوئی ہیں اون کی اصلیت کیا ہے۔ انڈیا آفس نے نہ تو اس خبر کی تردید ہی کی اور نہ اوس کی صحت کا اقبال کیا لیکن اُس کو یہ واقع یاد دلایا گیا کہ جب کسی ویسرائے کی میعاد تقرری ختم ہونے کو ہوتی ہے تو ایسی خبریں ضرور شایع ہوا کرتی ہیں قایم مقام مذکور سے یہ بھی بیان کیا گیا۔ کہ اس قسم کی غیر معتبر خبریں مختلف مقامات میں عرصہ سے شایع ہو رہی ہیں۔ دوسرا فرقہ گپ بازوں کا وہ ہے جسکو یہ توقع نہیں ہے کہ لارڈ کرزن صاحب بہادر کو معمولی مدت سے زیادہ توسیع عنائت ہوگی۔ ارل منٹو موجودہ گورنر جنرل کناڈا کو ہندوستان بھیجا جاتا ہیں یہ تقرری ٹھیک نہ ہوگی کیونکہ لارڈ منٹو میں وہ مادہ فضائل نہیں ہیں جنہوں نے آج لارڈ کرزن صاحب کو ممتاز بنایا ہے۔ خیر فی الحال اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ بحث کیجاوے کہ لارڈ منٹو صاحب اس عہدہ کے قابل ہیں یا نہیں کیونکہ جبتک خبر بھی شایع نہ ہوں کہ جسوقت لارڈ کرزن صاحب کی مدت تقرر ختم ہوگی اسوقت لارڈ منٹو صاحب کی مدت ملازمت ختم ہو گی۔

اُس کے پاس لایا - اور کہا کہ آپنے سر عام میری تعریف کر کے مجھے محروم ثواب آخرت کیا نہ دس لئے میں نے یہہ بہانہ کیا - اب یہہ روپیہ آپکا ہے - لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تو قیامت تک مورد لعن طعن ہوا - کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے - اور یہہ کسی کو معلوم نہیں کہ تونے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے -

ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ اُس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے - جیسا ایک معاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے - اسی طرح ایک متقی چھپکر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اُس کو دیکھ لے - سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے - تقوی کے مراتب بہت ہیں - لیکن بہر حال تقوی کیلئے تکلیف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اُس جنگ سے باہر ہے جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر اوپر ریا کا ذکر کیا - جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے

بسا اوقات ریا اور حلم کا جنگ ہو جاتا ہے - کبھی انسان کا غصہ [۱] کتاب اللہ کے برخلاف ہوتا ہے - گالی سنکر اوسکا نفس جوش مارتا ہے - تقوی تو اُس کو سکھلاتا ہے - کہ وہ غصہ ہونیسے باز رہے جیسے قرآن کہتا ہے واذا مروا باللغو مروا کراما س۱۹ ایسا ہی بیصبری کے ساتھ اُسے اکثر جنگ کرنا پڑتا ہے - بیصبری سے مراد یہہ ہے کہ اسکو راہ تقوی میں اسقدر دقتوں کا مقابلہ ہے کہ مشکل سے وہ منزل مقصود پہ پہنچتا ہے اس لئے بیصبر ہو جاتا ہے مثلاً ایک کوا‌ں پچاس ہاتھ تک کھودتا ہے - اگر دو چار ہاتھ کے بعد کھودنا چھوڑ دیا جاوے - تو محض یہہ ایک بدظنی ہے - اب تقوی کی شرط یہہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دئے - اُس کو اخیر تک پہنچائے اور بیصبر نہ ہو جاوے راہ سلوک میں مبارک قدم دو گروہ ہیں ایک دین العجائز والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں - مثلاً احکام شرع کے پابند ہو گئے اور نجات پا گئے - دوسرے وہ جنہوں نے آگے قدم مارا - ہرگز نہ تھکے اور چلتے گئے - حتی کہ منزل مقصود تک پہنچ گئے - لیکن نامراد - وہ فرقہ ہے کہ دین العجائز سے تو قدم آگے رکھا - لیکن منزل سلوک کو طے نہ کیا وہ مرتد ہو جاتے ہیں جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نمازیں بھی پڑھتے رہے - چلہ کشیاں بھی کیں - لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا - جیسے ایک شخص منصور مسیح نے بیان کیا - کہ اوس کی عیسائیت کا باعث یہی تھا - کہ وہ مرشدوں کے پاس گیا چلہ کشی کرتا رہا - لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا بدظن ہو کر عیسائی ہو گیا - سو جو لوگ بیصبری کرتے ہیں - وہ شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں - سو متقی کو بیصبری کے ساتھ بھی جنگ ہے - بوستاں میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے - کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مردود و مخذول ہے - ایک دفعہ ایک مرید نے یہہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا - اب تکریں سے کیا فائدہ ہوگا - وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اُس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں اگر ملعون ہوں تو ملعون ہی سہی - غنیمت ہے کہ مجھکو ملعون تو کہا جاتا ہے ابھی یہ باتیں مرید سے ہو ہی رہی تھیں - کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے - سو یہ سب صدق و صبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے - یہہ جو فرمایا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا س۲۱ - یعنے ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پاویں گے اس کے معنے یہہ ہیں کہ اس راہ میں پیمبر کے ساتھ ملکر جد جہد کرنا ہوگا - ایک دو گھنٹہ کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں - بلکہ جان دینے کے لئے طیار رہنا اسکا کام ہے - سو متقی کی نشانی استقامت ہے - جیسے کہ فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ یعنے جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے - اور استقامت دکھائی اور ہر طرف سے مُنہ پھیر کر اللہ کو ڈھونڈا - مطلب یہہ کہ کامیابی استقامت پر موقوف ہے - اور وہ اللہ کو پہچاننا اور کسی ابتلا اور زلازل اور امتحان سے نہ ڈرنا ہے -

ضرور اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ مورد مخاطبہ و مکالمہ الٰہی - انبیاء کی طرح ہوگا - بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچا دے - اور واصلین سے ہو جاویں - ایسے لوگ ٹھٹھہ کرتے ہیں - وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں - یہہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جا کر صدہا ولی فی الفور بن گئے اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے - کہ - احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون - س۲۰ جب تک انسان آزمایا نہ جاوے - فتن میں نہ ڈالا جاوے وہ کب ولی بن سکتا ہے - ایک مجلس میں بایزید وعظ فرما رہے تھے - وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا - جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا - اوس کو آپ سے اندرونی بغض تھا - اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پُرانے خاندان کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے - جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا - کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوئے تھے - وتلک الایام نداولھا بین الناس - س۴ - سو اُس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے - کہاں سے ایسا صاحب خوارق آ گیا - لوگ اس طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے - یہ باتیں خدا تعالیٰ نے بایزید پر ظاہر کیں - انہوں نے ایک قصہ کے رنگ میں یہہ بیان شروع کیا - کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لیمپ بھی جل رہا تھا - تیل اور پانی میں بحث ہوئی - پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے - میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں - اس کا باعث کیا ہے - تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں - تو نے کہاں وہ جھیلی ہیں - جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی - ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا - زمین میں مخفی رہا - خاکسار ہوا پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا - بڑھنے نہ پایا - کہ کاٹا گیا پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا کولھو میں پیسا گیا پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی - کیا ان مصائب کے بعد بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا - یہہ ایک مثال ہے - کہ اہل اللہ مصائب شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں - لوگوں کا یہہ خیال خام ہے - کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا - قرآن کو دیکھو کہ خدا کس طرح پر راضی ہو - جبتک نبیوں کی طرح تیرِ مصائب و زلازل نہ آویں جنہوں نے بعض وقت تنگ آ کر یہہ بھی کہدیا - حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ قریب س۲ - تم اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے پھر خدا نے انکو قبول کیا -

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں - ایک سلوک دوسرا جذب - سلوک وہ ہے - جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ و رسول کا راہ اختیار کرتے ہیں جیسے فرمایا - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ س۳ - یعنے اگر تم اللہ کے پیارے بننے چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو - وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اوٹھائی - کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی ایک دن بھی آرام نہ پایا - اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہونگے - جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پورے جد و جہد سے کریں - متبع وہی ہے - جو سب طرح پیروی کریگا سہل انگار اور سخت گذار کو اللہ پسند نہیں کرتا - بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں آوے گا - یہاں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم کی پیروی کا حکم دیا - تو سالک کا کام یہہ ہوگا کہ اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل تاریخ دیکھے - اور پھر پیروی کرے اسی کا نام سلوک ہے - اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں - ان سب کو اوٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہوتا ہے -

اہل جذبہ کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے - اللہ تعالیٰ اونہیں سلوک پر ہی نہیں رکھتا - بلکہ خود اون کو مصائب میں ڈالتا اور جاذبہ ازلی سے اپنی طرف کھینچتا ہے - کل انبیاء مجذوب ہی تھے - جس وقت انسانی روح کو مصائب کا مقابلہ ہوتا ہے - اُن سے فرسودہ کار اور تجربہ کار ہو کر روح چمک اوٹھتی ہے - جیسے لوہا - یا شیشہ اگرچہ چمک کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے - لیکن صیقلوں کے بعد ہی مجلا ہوتا ہے - حتی کہ اوس میں مُنہ دیکھنے والے کا نظر آ جاتا ہے - مجاہدات بھی صیقل کا کام کرتے ہیں - دل کا صیقل یہانتک ہونا چاہئے کہ اوس میں سے بھی مُنہ نظر آ جاوے - مُنہ کا نظر آنا کیا ہے تخلقوا باخلاق اللہ کا مصداق ہونا سالک کا دل آئینہ ہے - (باقی آئندہ)

اسلام اور خداشناسی

اس مذہب کی خداشناسی نہائت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر اُن کی ساری تعلیمی خیالات اور تصوّرات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جسکی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئے گا اور اُس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دیگی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف تبلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیۃ کریمہ اَلَستُ بِرَبِّکُم قَالُوا بَلٰی کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیّت سے اُس کا حکم بردار ہے۔ اسکی طرف جھکنے کیلئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اُسکی طرف جھکنے کے لئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اُسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اِن مِّن شَیءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمدِہٖ یعنی ہر ایک چیز اُسکی پاکی اور اُسکے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو اُن چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کر لیگا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ صاحبان اس کا جواب دیں کہ اُس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا ماہیت لکھی ہے اور اُس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہر یک چیز پر حکومت کر رہا ہے اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہیں ہے معاذ اللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے مگر افسوس کہ آریوں کے وید نے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی اطاعت ہر یک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس دور تھے لہٰذا یہ سچا فلسفہ اُن سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اُس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں بلکہ ہر یک چیز اپنی روح سے اُسکو سجدہ کر رہی ہے۔ کیونکہ ذرہ ذرہ اُسکا بے انتہا احسانوں میں مستغرق اور اُس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے مگر افسوس کہ تمام مخالف مذہب والوں نے خدا تعالیٰ کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور تقدس کو اپنی تنگدلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے۔ اور انہیں وجوہ سے اُن کے فرضی خداؤں پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بیجا غضب اور بیجا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کی تیز رو دھاروں کو کہیں نہیں روکا آریوں کی طرح اس عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتا کہ زمین و آسمان کی روحیں اور ذرات اجسام اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اور جسکا پرمیشر نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک راجہ کے طور پر اُن پر حکمران ہے اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرامکار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیّت کا حصّہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصّہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی۔ مگر چونکہ صرف دعوے ہی دعوے تھا۔ اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لئے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا بلکہ اسلام ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزّہ اور پاک سمجھتا ہے اور اس وحشیانہ غضب سے بھی اُسکی ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جبتک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے تب تک اپنے بندوں کے بخشنے کیلئے کوئی سبیل اُس کو یاد نہ آوے۔

نشانات الٰہی سے کون مستفیض ہوتے ہیں

یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے۔ کہ وہ ایک خاص ایسے طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اُس کے کاموں میں تدبر کرنے والے اور سوچنے والے اور اُس کی حکمتوں اور مصالح کی تہ تک پہنچنے والے اور عقلمند اور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے۔ اور حق شناسی سے عاجز اور سوء ظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شقاوت کا اپنے پر داغ رکھتے ہیں وہ نافہموں کے دلوں پر حبس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب اون کو دور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تا خبیث کو طیّب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کے ساتھ شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق اور ثبات میں ترقی دیں اور اونکی زیرکی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کریں اور اون کو اس کسرِ شان اور بےعزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت پر متصور ہے کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان اُن کی جماعت میں شامل ہو جائے اور اون کے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اس کی جماعت کے آب زلال کے ساتھ کوئی پلید مادہ نہ ملجائے اس لئے وہ ایسی خصوصیت کے ساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدہا نفسانی زنجیروں میں مبتلا ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اُس کو مشاہدہ کر لیتے مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا۔ اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھانے پر قادر تھا اور اسباب پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع کی فطرت اُسکو دیکھکر سجدہ کرے۔ مگر اوس دنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدار نجات پانیکا ایمان بالغیب پر ہے۔ وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھولکر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانیکا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا اور جب ایک ایسا کھلا کھلا نشان دیکھکر تمام نالائق اور پست فطرت اور سفلی خیال کے آدمی اور بدچلن انسان ایک جا ہو کر جماعت میں داخل ہو جاتے تو اون کا داخل ہونا پاک جماعت کیلئے ننگ اور عار ہو جاتا اور نیز خلق اللہ کا یکدفعہ رجوع کرنا اور کئی قسم کے فتنے پیدا کرنا انسانی گورنمنٹوں میں بھی ایک تھلکا مچاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے ابتدا سے نہیں چاہا کہ نشان نمائی میں عوام کا شور و غوغا ہو وے اسکی تاب نہیں لا سکتیں [illegible]

نیوگ اور طلاق

ہمارے معزز ناظرین اخبار سے یہہ امر پوشیدہ نہیں کہ آج کل لاہور کے آرین کس زور شور سے مسئلہ نیوگ اور طلاق پر بحث کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے بلا رہے ہیں۔ اگرچہ بارہا لکھا جا چکا ہے مگر تاہم ہم بمصداق خیر الکلام ماقل و دل و کلام الامام امام الکلام حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی تحریر دلپذیر بطور فیصلہ کلیہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ راستی کے طلبگار معرفت و انکشاف تک پہنچیں وھو ھذا۔ ایڈیٹر

آریہ لوگ جب اُس اعتراض کے وقت جو نیوگ پر وارد ہوتا ہے بالکل لاجواب اور عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر انصاف اور خدا ترسی کی قوت سے کام نہیں لیتے بلکہ اسلام کے مقابل پر نہایت مکروہ اور بیجا افتراؤں پر آجاتے ہیں چنانچہ بعض تو مسئلہ طلاق کو ہی پیش کرتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ قدرتی طور پر ایسی آفات ہر یک قوم کیلئے ہمیشہ ممکن الظہور ہیں جن سے بچنا بجز طلاق کے متصور نہیں مثلاً اگر کوئی عورت زانیہ ہو تو کس طرح اس کی خاوند کی غیرت اُس کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ عورت اسکی بیوی کہلا کر پھر دن رات زناکاری کی حالت میں مشغول رہے ایسا ہی اگر کسی کی جورو اسقدر دشمنی میں ترقی کرے کہ اوس کی جان کی دشمن ہو جاوے اور اُس کے مارنے کے فکر میں لگی رہے تو کیا وہ ایسی عورت سے امن کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے بلکہ ایک غیرتمند انسان جب اپنی عورت میں اس قدر خرابی بھی دیکھے کہ اجنبی شہوت پرست اُسکو پکڑتے ہیں اور اوسکا بوسہ لیتے ہیں اور اس سے بغل گیر ہوتے ہیں اور وہ خوشی سے یہہ سب کام کراتی ہے تو گو تحقیق کے رو سے ابھی زنا تک نوبت نہ پہنچی ہو بلکہ وہ فاسقہ موقع کے انتظار میں ہو تاہم کوئی غیرت مند ایسے ناپاک خیال عورت سے نکاح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا اگر آریہ کہیں کہ کیا حرج ہے کچھ مضائقہ نہیں تو ہم اون سے بحث کرنا نہیں چاہتے ہمارے مخاطب صرف وہ شریف ہیں جن کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے غیرت اور حیا کا مادہ رکھا ہے اور وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ عورت کا جوڑا اپنے خاوند سے پاکدامنی اور فرمانبرداری اور باہم رضامندی پر موقوف ہے اور اگر ان تین باتوں میں سے کسی ایک بات بھی فرق آجاوے تو پھر یہہ جوڑ قائم رہنا محالات میں سے ہو جاتا ہے انسان کی بیوی اس کے اعضاء کی طرح ہیں۔ پس اگر کوئی عضو سڑ گل جائے یا ہڈی ایسی ٹوٹ جائے کہ قابل پیوند نہ ہو تو پھر بجز کاٹنے کے اور کیا علاج ہے اپنے عضو کو اپنے ہاتھ سے کاٹنا کوئی نہیں چاہتا کوئی بڑی مصیبت پڑتی ہے تب کاٹا جاتا ہے۔ پس جس حکیم مطلق نے انسان کے مصالح کیلئے نکاح تجویز کیا ہے اور چاہا ہے کہ مرد اور عورت ایک ہو جائیں اوسی نے مفاسد ظاہر ہونے کیوقت اجازت دی ہے کہ اگر آرام اوسمیں متصور ہو کہ کرم خوردہ دانت یا سڑے ہوئے عضو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کی طرح موذی کو علیحدہ کر دیا جائے تو اس طرح کار بند ہو کر اپنے تئیں فوق الطاقت آفت سے بچالیں۔ کیونکہ جس جوڑ سے وہ فوائد مترتب نہیں ہو سکتے کہ جو اس جوڑ کی علت غائی ہیں۔ بلکہ ان کی ضد پیدا ہوتی ہے تو وہ جوڑ درحقیقت جوڑ نہیں ہے۔

اور بعض آریہ عذر معقول سے عاجز آکر یہہ جواب دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حلالہ کی رسم نیوگ سے مشابہ ہے یعنے جو مسلمان اپنی جورو کو طلاق دے وہ اپنی جورو کو اپنے پر حلال کرنے کے لئے دوسرے سے ایک رات ہم بستر کراتا ہے تب آپ اُس کو اپنے نکاح میں لے آتا ہے۔ سو ہم اس افترا کا جواب بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا دے سکتے ہیں ناظرین پر واضح رہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں حلالہ کی رسم تھی لیکر اسلام نے اس پاک رسم کو قطعاً حرام کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو حلالہ کے پابند ہوں۔ چنانچہ ابن عمر سے مروی ہے کہ حلالہ زنا میں داخل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حلالہ کرنے کرانیوالے سنگسار کیے جاویں۔ اگر کوئی مطلقہ سے نکاح کرے تو نکاح تب درست ہوگا کہ جب واقعی طور پر اوسکو اپنی جورو بنالے اور اگر دل میں یہہ خیال ہو کہ وہ اس حیلہ کیلئے اُسکو جورو بناتا ہے کہ تا اوس کی طلاق کے بعد دوسرے پر حلال ہو جائے تو ایسا نکاح ہرگز درست نہیں اور ایسا نکاح کرنیوالا اوس عورت سے زنا کرتا ہے اور جو ایسے فعل کی ترغیب دے وہ اس سے زنا کرواتا ہے۔ غرض حلالہ علماء اسلام کے اتفاق سے حرام ہے۔ اور ائمہ اور علماء سلف جیسے حضرت قتادہ۔ عطا اور امام حسن اور ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور مجاہد اور شعبی۔ اور سعید بن مسیب اور امام مالک۔ لیث۔ ثوری۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ صحابہ اور تابعیں اور تبع تابعیں اور سب محققین علماء اسکی حرمت کے قائل ہیں اور شریعت اسلام اور نیز لغت عرب میں بھی زوج اسکو کہتے ہیں کہ کسی عورت کو فی الحقیقت اپنی جورو بنانے کیلئے تمام حقوق کو مدنظر رکھکر اپنے نکاح میں لاوے اور نکاح کا معاہدہ حقیقی اور واقعی ہو نہ کہ کسی دوسرے کیلئے ایک حیلہ ہو اور قرآن شریف میں جو آیا ہے حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ جیسی دنیا میں نیک نیتی کے ساتھ اپنے نفس کی اغراض کے لئے نکاح ہوتے ہیں ایسا ہی جبتک ایک مطلقہ کے ساتھ کسی کا نکاح نہ ہوا اور وہ پھر اپنی مرضی سے اُس کو طلاق نہ دے تب تک پہلے طلاق دینے والے سے دوبارہ اوس کا نکاح نہیں ہو سکتا پس تو آیت کا یہہ منشاء نہیں ہے کہ جورو کرنیوالا پہلے خاوند کے لئے ایک راہ بنا دے اور آپ نکاح کرنے کیلئے سچی نیت نہ رکھتا ہو بلکہ نکاح صرف اوس صورت میں ہوگا کہ اپنے پختہ اور مستقل ارادے سے اپنے صحیح اغراض کو مدنظر رکھہ کر نکاح کرے ورنہ اگر کسی حیلہ کی غرض سے نکاح کریگا تو عندالشرع وہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوگا اور زنا کے حکم میں ہوگا۔ لہذا ایسا شخص جو اسلام پر حلالہ کی تہمت لگانا چاہتا ہے اُسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کا یہہ مذہب نہیں ہے اور قرآن اور صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر احادیث صحیحہ کی رو سے حلالہ قطعی حرام ہے اور مرتکب اوس کا زانی کی طرح مستوجب سزا ہے۔

اور بعض آریہ نیوگ کے مقابل پر اسلام پر یہہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ یعنی نکاح موقت جائز رکھا گیا ہے جس میں ایک مدت تک نکاح کی میعاد ہوتی ہے اور پھر عورت کو طلاق دیجاتی ہے لیکن ایسے معترضوں کو اس بات سے شرم کرنی چاہیئے تھی کہ نیوگ کے مقابل پر متعہ کا ذکر کریں۔ اول تو متعہ صرف اُس نکاح کا نام ہے جو ایک خاص عرصہ تک محدود کر دیا گیا ہو پھر ماسوا اسکے متعہ اوائل اسلام میں یعنی اوسوقت میں جبکہ مسلمان بہت تھوڑے تھے صرف تین دن کیلئے جائز ہوا تھا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جواز اس قسم کا تھا جیسا کہ تین دن کے بھوکے کیلئے مردار کھانا نہایت بیقراری کی حالت میں جائز ہو جاتا ہے اور پھر متعہ ایسا حرام ہو گیا جیسے سؤر کا گوشت اور شراب حرام ہے اور نکاح کے احکام نے متعہ کیلئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہیں رکھی۔ قرآن شریف میں نکاح کے بیان میں مردوں کے حق عورتوں پر اور عورتوں کے حق مردوں پر قایم کئے گئے ہیں اور متعہ کے مسایل کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اگر اسلام میں متعہ ہوتا تو قرآن میں نکاح کے مسایل کیطرح متعہ کے مسائل بھی بسط و تفصیل سے لکھے جاتے لیکن کسی محقق پر پوشیدہ نہیں کہ نہ تو قرآن میں اور نہ احادیث میں متعہ کے مسایل کا نام و نشان ہے لیکن نکاح کی مسایل بسط اور تفصیل سے .... بیان کیے جاتے ہیں مثلاً نیوگ جو ہندوؤں میں ایک امر واجب العمل ہے تو اون کی کتابوں میں اُس کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً لکھا گیا ہے کہ نیوگ تین قسم پر ہے (۱) اول بیوہ عورتوں کا نیوگ کیونکہ بیوہ کو وید کے رو سے نکاح کی اجازت نہیں اور یہ بھی وید کا مسئلہ ہے کہ نجات کیلئے اولاد کا حاصل کرنا ضروری ہے اس لیے بیوہ کو نیوگ کی اجازت دی گئی اس طرح پر کہ

وہ اپنے دیو۔ یا کسی برہمن سے ہمبستر ہو کر اولاد حاصل کرے (۲) دوسری قسم نیوگ کی یہہ ہے کہ اگر کسی مرد کے گھر میں اولاد نہ ہو اور نہ اولاد ہونیکے آثار پائے جائیں تو اُسے چاہیئے کہ اپنی عورت کو اولاد حاصل کرنیکے لئے دوسرے سے ہمبستر کرا دے اور اس طرح سے اولاد حاصل کرے (۳) تیسری قسم نیوگ کی یہہ ہے کہ اگر مثلاً مرد کہیں باہر نوکری پر گیا ہو اور اسکو رخصت نہ مل سکے تو عورت کو روا ہے کہ دوسرے سے ہمبستر ہو کر اپنی شہوت کو فرو کرے اور ان تینوں قسموں کے متعلق احکام بھی ہیں مثلاً۔

ایک یہہ کہ عورت زندہ خاوند والی اولاد کے لئے دوسرے سے ہمبستر ہو اُسکو چاہیئے کہ اپنے خاوند کو بھی خدمت سے محروم نہ رکھے اور اوس کی خدمت کے لئے بھی جایا کرے۔

دوسرے وید مقدس کا یہہ حکم ہے کہ جو عورت کسی دوسرے سے ہمبستر ہو وہ اُس آشنا کے گھر میں جا کر اُس سے ہمبستر نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ اوس آشنا کو اپنے خاوند کے گھر میں بلاوے اور اُسی گھر میں اُس سے ہمبستر ہو۔

تیسرے یہہ بھی لکھا ہے کہ مرد نیوگ کرنیوالا اپنے بدن کو تیل مل لے یعنی عضو تناسل کو۔

چوتھے پنڈت دیانند نے ویدکی رو سے یہہ بھی تاکید کی ہے کہ نیوگ میں تخت صحبت نہ ہو۔

پانچویں یہ قواعد بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں کہ اتنے عرصہ میں اتنی مرتبہ صحبت ہو اس سے کم نہ ہو نہ اس سے زیادہ ہو اور اتنے بچے لئے جائیں اس سے زیادہ نہ ہوں۔

چھٹے یہہ بھی حکم ہے کہ جو بچہ نیوگ سے پیدا ہوگا وہ اسی مرد کا ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے کسی دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے اُس مرد کا ہرگز نہیں ہوگا جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہوا ہے۔

ساتویں یہہ بھی حکم ہے کہ وہ بیٹا جو بیرج داتا یعنے نیوگ کرنیوالے کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے وہ اُسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے۔ اور بیرج داتا یعنے جس کا نطفہ عورت کے اندر گیا ہے کچھ حق اُس لڑکے پر نہیں رکھیگا اور کوئی ادب اور لحاظ اوس کا حق کے طور پر نہیں ہوگا اور لڑکا اوس کے مال کا وارث نہیں ہوگا بلکہ اوسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی پاکدامن عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے اسی طرح اور بھی احکام نیوگ کے ہیں جو ہم لکھ چکے ہیں۔ لیکن قرآن اور حدیث کے دیکھنے والوں پر ظاہر ہوگا کہ اسلام میں متعہ کے احکام ہرگز مذکور نہیں نہ قرآن میں اور نہ احادیث میں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر متعہ شریعت اسلام کے احکام میں سے ایک حکم ہوتا تو اُس کے احکام بھی ضرور لکھے جاتے اور وارث کے قواعد میں اس کا بھی کچھ ذکر ہوتا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ متعہ اسلامی مسائل میں سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر بعض احادیثوں پر اعتبار کیا جائے تو صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جب بعض صحابہ اپنے وطنوں اور اپنی جوروؤں سے دور تھے تو ایک دفعہ اونکی سخت ضرورت کیوجہ سے تین دن تک متعہ اُن کے لئے جائز رکھا گیا تھا اور پھر بعد اوس کے ایسا ہی حرام ہو گیا جیسا کہ اسلام میں خنزیر و شراب وغیرہ حرام ہے اور چونکہ اضطراری حکم جسکی ابدیت شارع کا مقصود نہیں شریعت میں داخل نہیں ہوتے اس لئے متعہ کے احکام قرآن اور احادیث میں درج نہیں ہوئے اصل حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے متعہ عرب میں نہ صرف جائز بلکہ عام رواج رکھتا تھا اور شریعت اسلامی نے آہستہ آہستہ عرب کے رسوم کی تبدیلی کی ہے جسوقت بعض صحابہ متعہ کے لئے بیقرار ہوئے سو اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظامی اور اجتہادی طور پر اُس رسم کے موافق بعض صحابہ کو اجازت دیدی کیونکہ قرآن میں ابھی اس رسم کے بارے میں کوئی ممانعت نہیں آئی تھی پھر ساتھ ہی چند روز کے بعد نکاح کی مفصل اور مبسوط ہدائتیں قرآن میں نازل ہوئیں جو متعہ کے مخالف اور متضاد تھیں اس لئے ان آیات سے متعہ کی قطعی طور پر حرمت ثابت ہو گئی۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو متعہ صرف تین دن تک تھا مگر وحی اور الہام نے اُس کے جواز کا دروازہ نہیں کھولا بلکہ وہ پہلے سے ہی عرب میں عام طور پر رائج تھا اور صحابہ کو بیوطنی کی حالت میں اس کی ضرورت پڑی تو آنحضرتؐ نے دیکھا کہ متعہ ایک نکاح موقت ہے کوئی حرامکاری اس میں نہیں کوئی ایسی بات نہیں کہ جیسی خاوند والی عورت دوسرے سے ہمبستر ہو جاوے بلکہ درحقیقت بیوہ یا باکرہ سے ایک نکاح ہے جو ایک وقت تک مقرر کیا جاتا ہے۔ تو آپ نے اس خیال سے کہ نفس متعہ میں کوئی بات خلاف نکاح نہیں اجتہادی طور پر پہلی رسم کے لحاظ سے اجازت دیدی لیکن خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ جیسا کہ اور صدہا عرب کے بیہودہ رسمیں دور کر دی گئیں ایسا ہی متعہ کی رسم کو بھی عرب میں سے اوٹھا دیا جاوے سو خدا نے قیامت تک متعہ کو حرام کر دیا۔ ماسوا اس کے یہہ بھی سوچنا چاہیئے کہ نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت ہے۔ نیوگ پر تو ہمارا یہہ اعتراض ہے کہ اوسمیں خاوند والی عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے دوسرے سے ہمبستر کرائی جاتی ہے لیکن متعہ کی عورت تو کسی دوسرے کے نکاح میں نہیں ہوتی بلکہ ایک باکرہ یا بیوہ ہوتی ہے جسکا ایک مقرری وقت تک ایک شخص سے نکاح پڑھا جاتا ہے سو خود سوچ لو کہ متعہ کو نیوگ سے کیا نسبت ہے اور نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت۔

پھر ماسوا اس کے ہم یہہ کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ اسلام ہی میں خوبی ہے کہ اُس میں ایک موقت نکاح بھی حرام کر دیا گیا ہے ورنہ دوسری قوموں پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے ادنی ادنی ضرورتوں کے لئے بھی زناکاری کو بھی جائز رکھا ہے۔ بھلا ایک دانشمند نیوگ کے مسئلہ پر ہی غور کرے کہ صرف اولاد کی لالچ کے وجہ سے اپنی پاکدامن عورت کو نامحرم کے بستر پر لٹا دیا جاتا ہے حالانکہ نہ اوس عورت کو طلاق دی گئی نہ خاوند کے تعلقات اُس سے ٹوٹے ہیں بلکہ وہ خاوند کی سچی خیرخواہ بنکر اس کے لئے اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں کوئی ایسی تعلیم نہیں جو ایک نوجوان عورت کو دوسرے نوجوان اجنبی مرد سے ہم بغل ہونے سے روکے اور مرد کو اس عورت کا بوسہ لینے سے منع کرے بلکہ یورپ میں یہ تمام مکروہ باتیں نہائت بے تکلفی سے رائج ہیں اور پردہ پوشی کیلئے ان کاموں کے نام پاک محبّت رکھا جاتا ہے سو یہ ناقص تعلیم کے بدنتائج ہیں۔ اسلام میں یہہ دستور تھا کہ اگر کوئی ایسے سفر میں جاتا جسمیں کئی سال کی توقف ہوتی تو وہ عورت کو ساتھ لیجاتا یا اگر عورت ساتھ جانا نہ چاہتی تو وہ ایک دوسرا نکاح اُس ملک میں کر لیتا لیکن عیسائی مذہب میں چونکہ اشد ضرورتوں کے وقت میں بھی دوسرا نکاح ناجائز ہے اسلیئے بڑے بڑے مدبر عیسائی قوم کے جب ان مشکلات میں آ پڑتے ہیں تو نکاح کی طرف اُن کو ہرگز توجہ نہیں ہوتی اور بڑے شوق سے حرامکاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن لوگوں نے ایکٹ چھاونی ہائے نمبر ۱۳ ۱۸۸۹ء پڑھا ہوگا وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی پابندی کیوجہ سے ہماری مدبر گورنمنٹ کو بھی یہی مشکلات پیش آگئیں ناظرین جانتے ہیں کہ یہہ گورنمنٹ کس قدر دانا اور دوراندیش اور اپنے تمام کاموں میں بااحتیاط ہے اور کیسی کیسی عمدہ تدابیر رفاہ عام کے لئے اوس کے ہاتھ سے نکلتی ہیں اور کیسے کیسے حکما اور فلاسفر یورپ میں اسکے زیر سایہ رہتے ہیں مگر تاہم یہ دانا گورنمنٹ مذہبی روکونکی وجہ سے اس کام میں احسن تدابیر پیدا کرنے سے ناکام رہی ہے یوں تو اس گورنمنٹ نے اپنی تدابیر اور حکمت اور ایجادات سے یونانیوں کے علوم کو بھی خاک میں ملا دیا مگر جس انتظام میں مذہب کی روک واقع ہوئی اس کی درست کرنے اور ناقابل اعتراض بنانے میں گورنمنٹ قادر نہ ہو سکی اس بات کے سمجھنے کیلئے وہی نمونہ ایکٹ نمبر ۱۳ ۱۸۸۹ء کافی ہے کہ جب گوروں کو اس ملک میں نکاح کی ضرورت ہوئی تو مذہبی روکوں کی وجہ سے نکاح کا انتظام نہ ہو سکا اور نہ گورنمنٹ اس فطرتی قانون کو تبدیل کر سکی جو جذبات شہوت کے متعلق ہے آخر یہ قبول کیا گیا کہ گوروں کا بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق ہو کاش اگر اسکی جگہ [illegible]

مسیح موعود کا غیروں سے خطاب

استعدادالواور اندہو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کریگا یقیناً یاد رکھو اور کان کھولکر سنو کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پروا نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا کبھی نہیں چھوڑیگا کیا وہ مجھے ضایع کر دیگا۔ کبھی نہیں ضایع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ میں اُسکے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اُسکی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دُنیا اور آخرت میں اُس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اسکا بول بولا ہو کسی ابتلا سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دیگئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک وخون بینی سرے

اپنوں سے خطاب

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کونسے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ در پیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اوٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہوسکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب وشتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں۔ کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائینگے اور اون کا پچھلا حال اون کے پہلے سے بدتر ہوگا کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالیٰ کے راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر محض اوس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں اون کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسیوقت جھکیں تو اُس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را بنود زیب دختری

عیسائیوں میں کثرت ازدواج

ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم ذیل میں مخدوم مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب کا عنایت کردہ مضمون درج کرتے ہیں جو اونکو فرقہ مارمن کے پریزیڈیٹ نے کھلی چٹھی کے نام سے اشاعت کے لئے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے۔ **ایڈیٹر**

سی آر سگے نائیٹڈ چرچ کے پریزیڈنٹ اور اخبار سینٹس ہیرلڈ سے ایڈیٹر مسٹر جوزف سمتھ کے نام کھلی چٹھی۔

جناب من اخبار ہیرلڈ مورخہ ۱۲۔ مارچ کے صفحہ ۲۰۲ پر میں نے ذیل کے ریمارکس اپنے حق میں پڑھے ہیں۔ ”اپنی اولاد پر مغرور“ اور اخبار **ملی نیل سٹار** مورخہ ۲۱۔ فروری ۱۹۰۲ء میں یوں رقمطراز ہے۔ ”ایلڈر اے۔ ایم سمتھ ساکنہ شہر سالٹ لیک (واقعہ ملک امریکہ) ملازم ہسٹوریل آفس جو اسوقت ۷۱ سال کی عمر کا ہے۔ اور او رمعاملات پر قلم اوٹھاتا ہوا بعض وقت قدیم زمانہ کے دلچسپ حالات بھی شایع کرتا ہے۔ جنکو کہ ہم اپنے اخبار **سٹار** میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارا دوست یہ جرأت معاف فرمائینگے +

”بحرالکاہل کے جزائر میں میرے چار مشنری رہتے ہیں میرے بیٹے بھی مشنری کا کام کرتے ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ میری تین مختلف بیولوں میں سے پچھلے سال دو پوتے ایک پوتی پیدا ہوئی ایک کے پینگا میں ایک فلپ نوس اور ایک پوٹ میں یوٹہ کے لوگوں نے غالباً کثرت ازدواجی کی رسم کو ترک کر دیا ہے اور اون کے نزدیک یہ رسم ایک لاوارث چٹھی کی طرح ہے ایسی ایسی باتوں سے جو وقتاً فوقتاً شایع ہوتی ہیں زیادہ تر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ازسرنو اپنی اون ناپاک رسومات کو اختیار کرنیکے لئے موقع کی تلاش میں ہے“

آپ کی یہ سخت نکتہ چینی مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ کثرت ازدواجی کا اشارہ جو میری طرف کیا جاتا ہے یہ سراسر بے موقعہ اور بے بنیاد ہے۔ میرے تینوں پوتوں کی تینوں دادیوں میں سے ایک چند سال ہوئے فوت ہو چکی ہے اور دو دوسری اسوقت معمر ہیں جن کے سب سے چھوٹے بچے ۱۵۔ سال کی عمر کے ہیں۔ میں اب ۷۱ سال کا ہونے چاہتا ہوں

پس اس سے آپ فوراً دیکھ سکتے ہیں کہ جہاں تک میرا اور میرے عیال کا تعلق ہے ہم کسی طرح بھی اسکی قرارداد کثرت ازدواج کی ناپاک رسومات کو ازسرنو اختیار کرنے کے لیے موقعہ کی تلاش نہیں کر سکتے۔

”افسوس کہ آپ اسے ناپاک رسم کہتے ہیں۔ اے سینٹ جوزف آپ کبتک اس جہالت میں پھنسے رہوگے کیا تم اُسے ناپاک رسم کہتے ہو اور ہم لوگوں کو بڑی گستاخی سے عیاش کا خطاب دیتے ہو۔ آپ اور آپ کے بزرگ مجنونانہ طور سے کثرت ازدواج کے مسئلہ پر نفرت آمیز کلمات کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ طریق تمہارے **غیر فانی خداوند** نے جاری کیا۔ اور تمہارے حجی **ہایرم** اور دیگر بزرگوں نے اُس کو عملی طور پر کار تیج کے کشت وخون سے پہلے کرکے دکھایا اور یہ بات کہ عیسائی بزرگ باوجود ہر طرح کی تنگی اور ترشی کے اپنے عیال اور بچوں کی تعلیم وتربیت کا سامان بہم پہنچانے میں انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ کہ ہم کثرت ازدواج کی رسم کو جاری کرنے کا موقعہ ڈھونڈتے ہیں۔ سراسر کمینہ اور وحشیانہ حملہ ہے جو آپ جیسے شریف آدمی کی شان سے بعید ہے۔

رہا یہ امر کہ کثرت ازدواج کی ناپاک رسم جیسا کہ آپ اُسے کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کے کلیسا کے بزرگوں نے کثرت ازدواجی کی ناپاک عمل کی متعلق جیسا کہ آپ یسوع مسیح کے کلیسا کے بزرگوں سے بیان کرو اتنے میں ہیرلیڈ کے ناظرین کے لئے چند واقعات دلائل اور نظائر جو اون تحریکات وجذبات سے متعلق ہیں اور جو اس پاک شادی کے رسوم کے ماتحت ہیں جس سے دنیا بلکلی جاہل ہے بیان کرتا ہوں۔ ہم مانتے ہیں اور صریح اقرار کرتے ہیں کہ زناکاری اور حرامکاری اور بے حیائی خواہ کسی قسم کی ہو۔ ہماری روحوں کی ہر ایک حس اوسے مکروہ جانتی ہے اور زنا کا گناہ ہمارے نزدیک قتل کے برابر ہے تمام ہمارے قوانین ضوابط اور فیصلے دینی یا دنیوی حیثیت سے کلیسا کے ابتدا سے ابتک اسی طرح تسلیم کئے گئے ہیں زنا کا جرم سخت سے سخت سزا کا مستوجب ہے اور ایسا آدمی ہرگز کسی گرجے کی ممبری کے لائق نہیں اور نہ وہ آسمانی بادشاہت میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ خداوند کی مقدس ہیکل میں باریابی حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے محققوں اور مذہبی منادوں نے اپنے خطبوں اور وعظوں میں بڑی استحکام کے ساتھ اس بات کو بیان کیا ہے۔ فرقہ مارمن کا مخالف گروہ بزرگان دین کے طریق عمل کو اپنے اعمال کے ترازو میں وزن کرتا ہے۔ اس لئے وہ اس مقدس اصول تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ جس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ ہماری غائت اور مقصود کثرت ازدواج سے اولاد کا حاصل کرنا ہے اور یہ نعمت خداداد ہے ہمارے بچے ابد تک ہمارے ساتھ رہیں گے۔ اور اگر وہ اور ہم خدا کے فضل کے مستحق ہوئے تو

خلا

جنت میں ایکدوسرے کی رفاقت کا لطف اٹھائینگے ہم دنیا کی اشیاء سے کوئی اشیاء قبر کے ورے اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتے لیکن ہم اپنے بچوں کو ساتھ لیجا سکتے ہیں جو ہماری ابدی میراث ہے۔

تمام عہد عتیق و جدید میں اولاد والی عورت ایک الٰہی برکت و نعمت سمجھی گئی ہے اور بانجھ عورت قاعدہ کے موافق خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا نشانہ ہے۔ مارمن لوگ یا دوسرے محض ایک بیوی والوں کا گروہ ہوگا اگر وہ کسی ناپاک اور بری رسومات کی پیروی کریں جیسا کہ آپ ایک مقدس رسم شادی کو جو پاکیزہ کرنے والی ہے بری ٹھہراتے ہیں۔ گویا یہ رسم ناپاک جذبات کی سیری کیلئے ہے۔ باوجودیکہ سخت سے سخت تکلیفیں پہنچی ہیں اور قتل و جرمانہ و قید کی دھمکیں دیجاتی ہیں۔ املاک ضبط کیجاتی ہیں بچے اور عورتیں ستائے جاتے ہیں گرجے منہدم کئے جاتے ہیں۔ کیا ایں ہمہ یہ سب تکالیف فقط اس کثرت ازدواج جیسی بری رسم کے قبول کرنے سے اپنے اور اپنے بچوں کے سر پر ہمکو لینی پڑتی ہیں۔ بھلا کہ اگر ہم ایک ہی عورت رکھتے جیسا کہ یورپ میں رواج ہے تو کیا عیسائی دنیا میں آگے کیا کم بدکاری تھی جس سے ہمکو حیا دامنگیر ہوتا جب ایک عورت رکھنے سے بھی تمام عیسائی دنیا بدکاری اور حرامکاری میں مستغرق ہے تو ہمکو اگر کثرت ازدواج عیاشی کی خاطر تھا تو کیسی بات سد راہ ہوتی۔ ہمارے لئے تو ایک نعمت تھی کہ عیالداری کا بوجھ بھی نہ اٹھانا پڑتا بچوں اور ان کی تعلیم کے لئے بار نہ اٹھانا پڑتا اور عیاشی بھی ہو جاتی الغرض یہ ایک کمینہ خیال ہے جو کمینہ دل سے پیدا ہوتا ہے۔

مارمن لوگ پاکدامن محنتی معتدل مزاج صفائی پسند کفایت شعار اور بہادر ہیں اور ہر ایک آدمی جو ان کو جانتا ہے واقفیت رکھتا ہے ہر ایک بدکاری سے سخت متنفر ہیں اور ہر ایک کلیسا کے بدنام کرنیوالی شرارت سے مجتنب چنانچہ تمام اونکی کتابیں اور خطبات اُن کے اس حال کے مصدق یعنی جب آپ کے بڑے اور اعلیٰ بزرگ نے شادی کا پیغام حاصل کیا اس نے کہا تھا کہ اگر یہ رسم قائم کیجاوے تو یہ تمام قوموں کو تندرست کر دیگی اور اون کے گناہ کا اخذام جاتا رہیگا تو کیا اب تو میں اس آسمانی نسخہ کی طاقت نہیں کیا وہ تو ہی امراض کے دور کرنے کے لئے اس کی خواستگار نہیں۔

جناب نے کبھی عیسائی دنیا کے بدمعاشوں حرامکاروں۔ زانیوں۔ چوروں . . . . . .
وغیرہ وغیرہ اشخاص کا بھی خیال کیا ہے۔ اور بچہ کشوں طلاق دینے والوں و طرح طرح کے بدمعاشوں کا بھی جن سے عیسائی دنیا بدنام ہے امریکہ اور یورپ کے کتنے شہر ہیں جو میدانوں کے شہروں سے یعنی سدوم و گمورا زیادہ پاک و صاف ہیں حالانکہ وہ آسمانی آگ سے ہلاک کئے گئے جب میں واشنگٹن شہر میں تھا مجھے ایک مدبر نے جو ہماری نیک عادات سے واقف تھا نہایت سنجیدہ مزاجی سے بتایا کہ کانگرس کے اجلاس میں کوئی دنیا کی عورت سوائے آزادی کی دیوی کے جو دارالخلافہ کے گنبد پر لوگوں کی دستبرد سے محفوظ تھی بیجا حملے سے بچ نہ سکی۔

مسیح کی جلالی انجیل تو بیشک شادی کی رسم کو پاک اور معزز بنانا چاہتی ہے اگر اسکے موافق عمل کیا جاوے تو دنیا ہی بہشت ہو جاوے اور یہی مرد اور عورت ایک آرام کی زندگی بسر کریں اور نیک باد رزمین بھی اپنے کمینہ اور گرے ہوئے بچوں کی تکلیف سے چھوٹ جاوے اگر قومیں اپنی مریضی حالت سے چنگی ہو جاویں اور بے انت فریب خوردہ میگدلین سرشت کے انسانوں کے قومی اور ذریعہ سدھر جاویں تو دنیا عالی خیال اور پاک باطن انسانوں سے بھر جاویگی حتیٰ کہ خدا کا مظہر بن جاوے گی اور دنیا میں کیسی باقاعدگی اور انتظام کے اصول قائم ہو جاویں گے اور دنیا خوشی کے جوش سے ہوشعنا پکار اٹھیگی

یہ دلیل جو معترضین کیطرف سے پیش کیجاتی ہے کہ دنیا میں مرد اور عورت کی تعداد برابر ہے اگر ایک آدمی کئی شادیاں کر لیوے تو دوسرے بے جورو رہ جاویں گے بالکل بودی اور سراسر گستاخانہ ہے آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ایک تہائی اشخاص ایسے ہیں جو شادی کرنا پسند ہی نہیں کرتے اور دوسرے ایک تہائی وہ لوگ ہیں قریباً فیصدی پر جو بچوں اور عورتوں کی رفاقت کے لائق نہیں اور باقی ایسے رہ گئے جو بچوں اور عیال کی پرواہ کرتے ہیں بچہ کشی اور خوفناک اسقاط وغیرہ کے کیس چھوڑ کر ایسے لوگ بھی ہیں جو روپیہ پیسہ کی خاطر شادی کرتے ہیں۔

لیکن مردوں کے علاوہ عورتوں کے ساتھ یہ حالت نہیں چنانچہ مستورات کے بڑے مربی مسٹر ہملٹن صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے "لاکھوں میں سے کوئی بھی عورت ایسی نہیں جسکو جب موقع لگے شادی کرنے کے لئے رضامند نہ ہو میں یہ بات ایسی پختہ طور پر جانتا ہوں جیسے کہ آسمان پر ستاروں کو دیکھتا ہوں گو کہ سورج کی روشنی ہی ہو تب بھی میں ستاروں کے چمکنے کا قائل ہوں۔
عقلمند ہو یا بیوقوف خوبصورت ہو یا بدصورت اگر تمام شادی کو اس کے جائز اصول پر کریں اور اوس کے متعلق فرائض و ہدایات کی پابندی کریں تو دنیا اون کے لئے باغ ارم ہو جاوے کبھی دنیا کی کوئی حالت اس پاک اور محبوب کی آگ کو جو خاندان کے چولہے میں جلتی ہے ایسے دلچسپ اور محبوب ترین حالت میں کبھی بدل نہیں سکتی اور بغیر زناشوئی اور مادرانہ محبت کے اس کی طبیعت کی خوبیاں مخفی رہتی ہیں اور محبت کا چشمہ بند رہتا ہے"

آپ کی بے عیب بے انصاف پسندی سے ایسی اکتائی ہوئی ہے کہ آپ بار بار اصرار کر رہے ہیں۔ کہ ایک آدمی کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنی نہ چاہئیں تا نہ ہو کہ دوسرا شخص مجبور بجبر داختیار کرے۔ بھلا آپ کی فرضی مثال اور دل خوش کن خیال ایک بیوی کا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جبکہ بیشمار اشخاص ایک بیوی رکھکر بھی دوسرے ناپاک ذریعہ سے عملی طور پر کثرت ازدواج کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں

میں خوب جانتا ہوں کہ آپ تین عورتیں رکھے ہوئے جنکے بطن سے تین لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں اور تم بڑھاپے کو پہنچ چکے ہو۔

کیا تم اسوقت ان بوڑھی عورتوں کی پرواہ نہ کروگے یا دو عورتیں چھوڑ کر ایک کی نگہ میں رہوگے اس لحاظ سے تم نے اول اپنے دو آدمی شادی سے محروم کئے اور پھر کسی وقت اور ہمکو محروم کروگے اور دوسری بات یہ ہے کہ تمکو اس زندگی میں تین عورتوں پر کیا حق حاصل ہے حالانکہ تمہارے ایسا کرنے سے دو اور آدمی مجرد رہے اور یہ آپکی نفس پرستی کیا یہی الزام آپ ہم پہ نہیں لگاتے کیا اس قسم کے اعتراض جیسے آپ ایک بیوی والے کرتے ہیں کثرت ازدواج والے نہیں کر سکتے۔ مردم شماری کے بارے میں جو آپ نے اشارہ کیا ہے کہ وہاں مردوں کا شمار عورتوں کی نسبت زیادہ ہے اور جسکو آپ قانون قدرت کے لحاظ سے مطابق کرنا چاہتے ہیں مگر افسوس ہے کہ ایک بات آپ کے بیان سے رہ گئی ہے وہ یہ کہ اس مردم شماری میں ایک تہائی آبادی حبشی اور چینی عورتوں کی ہے تو اس صورت میں جبتک ایک عورت کئی خاوند نہ کرے ممکن نہیں کہ اتنے آدمی بے زن نہ رہ سکیں

ایسے جو ست میں کہتے ہیں کہ عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے اس صورت میں جبتک آدمی زیادہ بیویاں نہ کرے ممکن نہیں عورتیں بے خاوند نہ رہ جائیں۔ اور یہ بھی قانون قدرت کے عین موافق ہے اس تمام قضیئے میں جو فریق مخالف کثرت ازدواج کیطرف سے قائم کیا جاتا ہے اس میں عورتوں اور بچوں

کے جایز اور مستحسن مدعا کو بالکل ذلیل کیا گیا ہے
میں نہایت ادب اور سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں
کہ بھلا اس پاک رسم کثرت ازدواجی کو چھوڑ کر سوسائٹی
کسقدر نقصانات کی متحمل ہوگی۔ اگر یہی معاملہ کسی
دانشمند کے سامنے پیش کیا جائے تو یہہ ایک بچوں
اور عورتوں کے جایز حقوق کا عیا بتی کے خلاف
مقدمہ ہوگا جس پر ترقی و تنزل بنی نوع انسان موقوف
ہے۔ کیسے وہ لوگ قابل قدر ہیں جو اولاد کی خاطر
کثرت ازدواج کو رواج دیتے ہیں اور اپنی ذمہ واریوں کو
خدا کی منشاء کے موافق بڑہاتے ہیں۔ یا وہ اپنے نفس
کی خواہش کے موافق ہر ایک جذبات کے غلام بننا
پسند کرتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک
قوت عطا کی ہے جو بقائے نسل کی غرض سے اوسمیں
ودیعت کی گئی ہے۔ اس لئے قدرتی غور پر اس الٰہی
منشاء کو محدود کرنیکے لئے کوئی قدرتی سامان مقرر نہیں
کیا گیا۔ مرد کو بے تعداد بچوں کا باپ بننے کا وصف
عطا کیا ہوا ہے۔ مگر عورت کو یہہ وصف نہیں دیا بلکہ
خاص حد کے بعد وہ اولاد کے قابل نہیں رہتی۔ زبور
کے حامل حضرت داؤد علیہ السلام کامل طور پر
اس خدمت کو منشاء الٰہی تو سمجھتے تھے۔ اون کی
کتاب زبور کو غور سے پڑھو انسان کے فرائض کے
متعلق کیسی مدح سرائی کی ہے۔

"دیکھو بچے خداوند کی میراث ہیں اور
رحم کا پھل انسان کا اجر ہے جیسا تیر تیرانداز
کے ہاتھ میں ہے ویسا ہی جوانی کے بچے ہیں۔
خوش ہے وہ انسان جس کی ترکش بھری
ہوئی ہے ایسے لوگ شرمندگی نہیں
اوٹھائیں گے بلکہ دشمن کا مقابلہ عین شہر
کے پھاٹک پر کریں گے"

اب میں جملہ معترضہ کے طور پر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا
داؤد کثرت اولاد پر ناز نہیں کرتا تھا۔ اور کیا انسان
کے لئے ذلیل ترین و مہلک امراض مثل سوزاک
آتشک کوڑ وغیرہ سے جسمیں تمام **عیسائی دنیا**
کثرت سے مبتلا ہے بچنا ضروری نہیں۔

اور یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں کہ مہذب دنیا
(یعنی عیسائی دنیا) میں لاکھوں ایسی بیکس عورتیں
ہیں۔ جنکو اون کے ظالم خاوندوں نے دھتکار کر
نکال دیا ہے یا وہ جو بانجھ ہیں بس کیسے نادان بے رحم
قانون قدرت کے خلاف کرنے والے سفاک آدمی
وہ ہیں جو عظیم الشان انسانوں کے طریق و روش
کو بھلا دیتے ہیں جنہوں نے بانجھ عورت کے نقصانات
اور صاحب اولاد عورت کے فوائد کو بسط سے بیان
کیا ہے۔ سونا اور چاندی اکٹھا کر لینا اور بڑے
بڑے کارخانوں کا مالک بن جانا یا ایک مشہور
تاجر ہونا بڑے بھارے بھیڑوں اور مویشیوں کے
گلوں کا مالک ہونا کونسی فخر کی بات ہے جبتک
انسان ایسی عورت حاصل کرنے کی کوشش نہ
کرے جو اوس کے لئے اولاد پیدا کرے یہی وہ
مدعا ہے جسکی تڑپ ہر ایک انسان میں اللہ تعالیٰ
نے پیدا کی ہے اور جس کے لئے دعائیں مانگتا ہے
تا اوس کا کوئی نام لینے والا ابد تک باقی رہے
جو ایک اجر دوام کا باعث ہے آپ میرے حق میں
فرماتے ہیں کہ میں اپنی کثرت اولاد پر فخر کرنیوالا
ہوں واقعی یہہ نعمت خدا داد ہے۔ وہی خدا
ہمارا مددگار رہے۔ اوس اولاد کی رانی مائیں دل
چاہتی ہیں کہ ہمارے بارہ ۱۲ لڑکے طاقت اور شوکت
کا مجموعہ ہو جاویں اور انسانی نسل میں مادی اور
روحانی فوائد نشو و نما کرنے میں ہمیشہ تک ساعی
رہیں + ہمارے دو نو لڑکے شہر مینیلا میں اپنے
قومی جھنڈے کی حفاظت میں۔ یوٹہ کی مشہور
مورچہ بندی پر والنٹیر تھے۔ یہہ بیان کرنا خالی
از لطف نہ ہوگا کہ ہمارے مورث اعلیٰ حضرت یعقوب
کے بارہ ۱۲ فرزند چار بیویوں سے پیدا ہوئے تھے
آپ کی اون کے بارے میں کیا رائے ہے کیا میرے
جیسا غریب آدمی اگر بارہ ۱۲ لڑکے چار بیویوں سے حاصل
کرے اور نئی یروشلم میں اوس کے پیچھے داخل ہو
جس کے مقدس دروازے پر اوس کے بارہ لڑکوں
کا غیر فانی نام کندہ ہے جو اوس کے لئے اوس
کی چار بیویوں سے پیدا ہوئے تو آپ نے
ہمارے اس معزز رشتہ کو جو یعقوب کے ساتھ
بلحاظ کثرت ازدواج و کثرت اولاد ہے۔ کیونکہ
قابل طعن و تشنیع سمجھتے ہیں آپ کی تمام عمر اس
پاک رسم کی تردید میں گذر گئی جس کے سبب
سے حضرت یعقوب علیہ السلام ابد تک مشہور ہو گئے تو
کیا آپ یا آپ کا نامہ نگار اس مقدس انسان کو
قابل تقلید سمجھتا ہے یا نہیں۔ کیا یہہ ضروری نہیں
کہ ایسے عظیم الشان انسان کی اولاد اپنے جد امجد
کی نقش قدم پر چلے جس پر چلنا اون کے لئے فخر
کا باعث ہے۔ کیسے افسوس کی بات ہوگی اتنے
بڑے پیغمبر کی اولاد اوسکی پیروی نہ کرے۔

میں آپ کے والدین کو خوب جانتا ہوں وہ
جب ہم کوئینسی میں رہتے تھے ہمارے ہی پاس آکر
ٹھہرا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ خط معمول سے زیادہ
لمبا ہو گیا ہے مگر میں آپ کی انصاف پسند طبیعت
سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس کی اشاعت کرکے
ضرور حامی ہونگے۔ نیز یہ آپ کی طعن و تشنیع کے
خطرے سے زیادہ طول نہ ہوگا۔ والسلام

بڑے ادب سے وغیرہ وغیرہ

اپنی کثرت اولاد پر فخر کرنیوالا اور دعا کرنے والا
کہ زمانہ دراز تک خدا اوس کو جنگل کی شاہ بلوط
کے درخت کیطرح کثرت سے پھیلنے والا کرے

(ایملٹن مسٹر)

رؤیاء صادقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ۴ مئی سنہ ۱۹۰۳ء
کی رات کو سوتے ہوئے یہہ الفاظ میری زبان
پر آئے جیسا کہ کسی کا پتہ بتایا جاتا ہے۔ آصف آباد
مسجد سلطان روم نظام الدین محمد زیرک خان
آخری نام اب ایسا ہی یاد پڑتا ہے کہ پہلے نظام الدین
تھا پھر چند سیکنڈ کا وقفہ ہوا اور پھر دوسرا نام
ہوا۔ اسواسطے مجھے کچھ نام میں شبہ سا رہا
مگر اغلب ایسا ہی تھا جیسا کہ لکھا گیا ہے صبح کو
میں نے یہ خواب کئی دوستوں کے سامنے ذکر
کی۔ پھر حضرت مسیح کی مجلس میں بھی عرض کیا گیا
آپ نے فرمایا کہ اس سے اس کا کچھ تعلق ہوگا
(ٹھیک الفاظ تو یاد نہیں رہے۔ ایسا ہی مطلب
تھا۔ اب میں حیران تھا کہ الٰہی یہہ کیا ماجرا ؟
اخبار الحکم نمبر ۱۸ جلد ۷ مورخہ ۱۷ مئی
میں بطور استفسار کے یہ خواب شائع کیا گیا
بعض دوستوں کی رائے سے یہ قرار پایا کہ ایک
کارڈ اس پتہ پر بھیج دیں شاید کسی کو ملے اور
کچھہ راز معلوم ہو۔ جغرافیوں اور ڈاکخانوں کی
کتابوں میں کہیں آصف آباد کا پتہ نہ چلا مگر
توکلاً علی اللہ اسیطرح ایک جوابی کارڈ لکھکر
اس پتہ پر روانہ کیا گیا۔ کارڈ کا مضمون صرف
اتنا تھا۔ کہ اگر آپکو یہ کارڈ ملے تو جواب سے جلد
سرفراز فرماویں اس میں کچھہ راز ہے مفصل حالات
پر پھر اطلاع ہوگی دوسرے دن یعنی ۵ مئی کو ایک
اور کارڈ جو جوابی نہ تھا ڈاک میں ڈالا گیا۔ مگر اس
ڈاک میں میں نے اپنا خواب بھی لکھہ دیا تاکہ مکتوب الیہ
نا معلوم کو اس ناگہانی خط و کتابت کا سبب بھی
معلوم ہو۔ ایک ماہ تک ان دونو کارڈوں کا
کچھہ پتہ نہ آیا اور نہ اخبار کا کوئی جواب ہمکو
ملا۔ اور بعض دوست اس خیال میں تھے
کہ اس نام کا شہر ایران یا روم میں ہوگا۔
چنانچہ ایران میں ایک دوست عبد العرب
کے نام بھی ایک خط لکھا گیا۔ ۸ جون کو دوسرا
کارڈ جسمیں خواب درج تھا مختلف مقامات
سے ہو کر میرے پاس واپس آیا کہ مکتوب الیہ کا
پتہ نہیں ملتا۔ اس کارڈ پر ڈاکخانہ کی ۸ مہریں
لگی ہوئی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل
ڈاکخانہ نے مکتوب الیہ اور اوس کے شہر کی
تلاش میں بہت کوشش کی مگر پتہ نہیں ملا تب
یہ خیال پختہ ہو گیا کہ یہ شہر آصف آباد ہندوستان
میں نہیں ہے کہیں اور تلاش کرنا چاہئے۔ مگر
دس جون سنہ ۱۹۰۳ء کو پہلا کارڈ جس میں خواب
درج نہ تھا۔ اسکا جواب حیدرآباد سے ایک

صاحب محمد نظام الدین ساکن آصف نگر نے دیا کہ کر آپ کا کارڈ ملا ہے بسبب ملالت طبع جواب نہیں دے سکا اس کے بعد تیسرے دن یعنے ۱۲ جون کو انہیں صاحب کی طرف سے ایک ملفوف ملا جس سے معلوم ہوا کہ یہہ آصف نگر کے رہنے والے اور حال میں سیف آباد میں مقیم ہیں غالباً ان کے اصلی وطن اور موجودہ مقام پر دو کا پتہ آصف آباد کے لفظ میں مجھے بتایا گیا اور وہ مسجد کتب شاہی میں شب باش تھے جب میں نے خواب دیکھی جو کہ مجھے مسجد سلطان روم کے نام سے بتلائی گئی ہے ان کا اصلی نام نظام الدین ہے اور محمد زیرک خاں لقباً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونگے۔ بعض خوبیوں کا اظہار ہے۔ اس کا خط بعینہ نیچے درج کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھے جو القا ہے اور ان کا خواب ہر دو ایک ہی رات یعنے ۴ مئی کی تھی اور میں اون سے اور وہ مجھ سے محض ناواقف تھے۔ یہ سارا معاملہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوات والسلام کی مسیحیت اور مہدویت اور خلافت کے واسطے ایک عجیب دلیل اور نشان ہے اور خواب کی حقیقت پر منکرین کے واسطے سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔

عاجز محمد صادق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام

(قادیان)

مکرم مخدوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں اپنے پاک پروردگار اور اوس کے برگزیدہ نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر آپکی گرامی خدمت میں رویاء صادقہ تحریر کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ مراسلہ کو اخبار میں درج فرماوینگے فقط۔ راقم محمد نظام الدین ساکن کوچہ پٹو مونٹ اردو مدراس۔ حال مقیم حیدرآباد دکن ساکن سیف آباد۔

بتاریخ چار مئی سنہ ۱۹۰۳ء رات کے دو بجے بعد تہجد ادا کرنے کے مسجد قطب شاہی واقعہ آصف آباد میں میں سو رہا تھا اور یہہ رویاء صادقہ مجھے ظاہر ہوا مسجد کے ممبر پر حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں اور اولیاء عظام دست بستہ استادہ ہیں۔ رسول خدا کی زبان مبارک سے کچھ آیات عربی سنائے گئے اور تمامی سامعین نے مرحبا یا رسول اللہ کہنا شروع کیا۔ پس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف فرما کر اور ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرما ہوئے۔

اے ناظرین تم اس شخص کو جانتے ہو۔ تمامی پیغمبران اور اولیاء کرام نے عرض کی یا رسول اللہ یہ خدا کا فرستادہ ہے اور مسیح موعود کے نام سے منجانب اللہ مقرر ہوا ہے۔ ہم لوگ اس کے تمامی احکام کے مقتدی ہیں اتنے میں حضرت رسول خدا آواز بلند یوں ارشاد فرماتے ہوئے کہ میرا باطنی وجود مرزا غلام احمد مسیح مسعود کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ یعنے جو آگے دنیا میں ظاہر ہوا تھا۔ پوشیدگی طور سے ہوا تھا۔ اب جو ظاہر ہوا ہوں یہی میرا اصلی وجود ہے۔ رسالت کے ختم ہونے کی کنجی مرزا غلام احمد کے مسیح موعود کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ جو شخص اوس پر ایمان لایا گویا وہ گذشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جو شخص اوس پر ایمان نہیں لایا قیامت میں میں اوس کا شافعی نہیں ہونگا۔ مرزا غلام احمد مسیح موعود نے دست بستہ رسول مقبول سے یوں عرض کرنا شروع کیا۔ یا نبی اللہ میں نے آپ کی پیشین گوئیوں کو پورا کیا اور خداتعالیٰ کا کلام سنایا۔ لیکن مشرکین نے انکار کیا۔ بلکہ ایذا رسانی کے درپے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے۔ جو ہم دنیا پر ان مشرکین اور منافقین سے کسقدر صدمہ سہتے تھے اتنے میں تمامی لوگ گریہ و زاری کرنے لگے اور مرزا صاحب نے دست مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سر پر رکھ کر یہ اشعار باواز بلند پڑھنے شروع کئے۔

جانم فدا شود برہ دین مصطفےٰ

این است کام دل اگر آید میسرم

ہر تار بود من بسرائید بعشق او

از خود تہی و از غم آن لستان پرم

رویاء صادقہ حضرت مسیح موعود ع

۴۔ جون سنہ ۱۹۰۳ء

خواب فرمایا ۲ یا ۳ بجے رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک جگہ پر معہ چند ایک دوستوں کے گیا ہوں وہ دوست وہی ہیں جو رات دن پاس رہتے ہیں ایک ان میں مخالف بھی معلوم ہوتا ہے اس کا سیاہ رنگ لمبا قد اور کپڑے چرکین ہیں۔ آگے جاتے ہوئے تین قبریں نظر آئی ہیں۔ ایک قبر کو دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ والد صاحب کی قبر ہے اور دوسری قبریں سامنے نظر آئیں ہیں انکی طرف چلا اس قبر سے کچھ فاصلہ پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ صاحب قبر جسے میں نے والد کی قبر سمجھا تھا زندہ ہو کر قبر پر بیٹھا ہوا ہے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اور شکل ہے۔ والد صاحب کی شکل نہیں مگر خوب گورا رنگ پتلا بدن فربہ چہرہ ہے میں نے سمجھا کہ اس قبر میں یہی تھا۔ اتنے میں اسنے آگے ہاتھ بڑھایا کہ مصافحہ کرے میں نے مصافحہ کیا اور نام پوچھا تو اس نے کہا نظام الدین پھر ہم وہاں سے چلے آئے۔ آتے ہوئے میں نے اسی مقام دیا کہ پیغمبر خدا صلعم اور والد صاحب کو السلام علیکم کہہ چھوڑنا۔ راستہ میں میں نے اس مخالف سے پوچھا کہ آج جو ہم نے عظیم الشان معجزہ دیکھا کیا اب بھی نہ مانوگے تو اس نے جواب دیا کہ اب توحید ہوگئی اب بھی نہ مانوں تو کب مانوں۔ مردہ زندہ ہوگیا ہے اس کے بعد الہام ہوا سلیم۔ ... کچھ حصہ الہام کا یاد نہیں رہا۔

والد کا زندہ ہونا یا کسی اور مردہ کا زندہ ہونا کسی مردہ امر کا زندہ ہونا ہے میں نے اس سے یہ بھی سمجھا کہ ہمارا کام والدین کے رفع درجات کا بھی موجب ہے۔

حضرت امام الملتہ حجۃ اللہ کے مکتوبات

حضرت حکیم الامۃ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرار الہامیہ پر مطلع کرنیکی غرض سے لکھا گیا تھا۔ کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو انکی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتلا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الہی سے گریز کی جگہ نہیں مگر بالطبع طبیعت کارہ ہے اور ہرچند اول اول یہہ چاہا کہ یہہ امر غیبی موقوف رہے لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہہ تقدیر مبرم ہے۔ بہرحال عاجز نے یہہ عہد کرلیا ہے کہ کیسا ہی موقعہ پیش آوے جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے صریح حکم سے اس کیلئے مجبور نہ کیا جاؤں تب تک کنارہ کش رہوں کیونکہ تعدد ازدواج کے بوجھ اور مکروہات از حد زیادہ ہیں اور اسمیں خرابیاں بہت ہیں اور وہی لوگ ان خرابیوں سے بچے رہتے ہیں جنکو اللہ جلشانہ اپنے ارادہ خاص سے اور اپنی کسی خاص مصلحت سے اور اپنے خاص اعلام و الہام سے اس بار گران کے اوٹھانے کے لئے مامور کرتا ہے تب اس میں بجائے مکروہات کے سراسر برکات ہوتے ہیں آپ کے نوکری چھوڑنے سے بلا ہر دل کو رنج ہے مگر آپ نے کوئی

مصلحت سوچ لی ہوگی والسلام باقی خیریت ہے
والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۰ جون ۱۸۸۶ء

نوٹ - جو لوگ حضرت حجۃ اللہ امام الملت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک ذات پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تیسرا نکاح جو عظیم پیشگوئی پر مبنی ہے نفسانیت کی وجہ سے ہے وہ اس کرامت نامہ کو خوب غور سے پڑھیں - اور سوچیں کہ آپ امر الٰہی کی کیسقدر تعظیم کرتے ہیں اور اپنے افعال کو کس حد تک اللہ تعالیٰ کے اعلام والہام کے ماتحت رکھتے ہیں - (ایڈیٹر)

ایضاً

(اسی مضمون کے متعلق پہلا خط جسکا حوالہ دیا گیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اسوقت ایک اشتہار درباره ازالہ اوہام مخالفین آپکی خدمت میں مرسل ہے چونکہ آپ نسبتہ فاروقی کے مدعی ہیں اور یہ عاجز بھی نہایت درجہ آپ پر حسن ظن رکھتا ہے - اور اپنا مخلص اور دوست جانتا ہے اس لئے آپ کی طرف تعلق خاطر رہتا ہے جو عنایات خداوند کریم جلشانہ کر اس عاجز کے شامل حال ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے جو اپنے دوستوں سے کچھ اسمیں سے بیان کرتا رہوں اور بحکم واما بنعمت ربك فحدث تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں سو آج آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں - ایک واقعہ پیشگوئی کا بیان کرتا ہوں شائد چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تمکو عطا کیا جاویگا اس کا نام بشیر ہوگا سو اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شائد وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا اب زیادہ تر الہام اسبات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑیگا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی - اسمیں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھکو دئے گئے تین ان میں سے آم کے پھل تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا اگرچہ ابھی یہ **الہامی بات** نہیں مگر میرے دل پر یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جبکہ ایک طرف پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی ہے اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب ان دنوں میں اتفاقاً تمہاری شادی کے لئے ایک شخص نے تحریک کی تھی مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اسکی قسمت میں ذلت و محتاجگی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں - گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت و صاحب سیرت لڑکا جسکی بشارت دی گئی وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہو سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب - اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا - ان کے ابطال میں ایک دوست نے اشتہارات شائع کئے ہیں مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جائے کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں بہرحال اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازلی نے اسکا ظہور مقدر کر رکھا ہے الہامات اس بارہ میں ... کثرت سے ہو رہے ہیں اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے واللہ یفعل ما یشاء وھو علی کل شیء قدیر اپنی خیر و عافیت سے اطلاع بخشیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

از قادیان - ۸ - جون ۱۸۸۶ء -

نوٹ - اس مکتوب کو پڑھتے وقت حضرت حجۃ اللہ کے قیاس اور کشفی امور میں باہم تفریق کا پورا لحاظ رکھا جاوے اور خوب سوچ لیا جاوے کہ فرزند موعود کے لئے آپ نے یہ ہرگز نہیں ٹھہرایا کہ وہ تیسرے ہی نکاح سے ہوگا - ہاں یہ امر دیگر ہے کہ تیسرے نکاح سے بھی وجیہ اولاد پیدا ہو جو لوگ حضرت حجۃ اللہ کی تازہ تصانیف سے واقف ہیں انکو خوب معلوم ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے ہاں چار موعود بیٹے پیدا ہو چکے ہیں یعنے انمیں سے ہر ایک جدا پیشگوئی کے موافق پیدا ہوا ہے - اور پانچویں کی بھی بشارت ملی ہے - ایڈیٹر

ایضاً

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکا عنایت نامہ پہنچا یہ بات عین منشاء اس خبر کے مطابق ہوئی کہ آپ کا استعفا منظور نہیں ہوا - انشاء اللہ کسی موقع پر ترقی بھی ہوجائیگی امید ہے کہ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۷ جولائی ۱۸۸۶ء

ایضاً

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اگرچہ آنمکرم کی طبیعت میں عجز و نیاز اور انکسار کامل طور پر ہے اور یہی ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیۃ کریمہ واما بنعمۃ ربك فحدث نعماء الٰہی کا اظہار بھی ازبس ضروری ہے اللہ جلشانہ نے آپکو علم دین بخشا ہے عقل سلیم عطا کی ہے انشراح صدر جو ایک خاص نعمت ہے عطا فرمایا ہے اپنی طرف توجہ دی ہے - یہ تمام نعمتیں شکر کے لائق ہیں - عنایت نامہ پہنچا معلوم نہیں کب تک آپ جموں میں تشریف لانے والے ہیں - اللہ جلشانہ آپ کو بخیر و عافیت اپنے سایۂ رحمت میں رکھے اور سفر اور حضر میں اسکا فضل و احسان آپ کے شامل حال رہے اسجگہ سب طرح سے خیریت ہے - والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۲۲ - جون ۱۸۸۵ء -

اطلاع

نسیم دعوت اور سناتن دھرم انگریزی کی ۲۶ [illegible] کاپیاں مفت تقسیم کرنیکے لئے طبع کرائی گئیں تھیں - بایں لحاظ کہ اس کا بوجھ انجمن اشاعت اسلام پر نہ پڑے - مولوی عبدالکریم صاحب کی تحریک پر منیجنگ کمیٹی نے یہ تجویز کی کہ ہمارے دوست [illegible] فی کاپی کے حساب سے خرید کر منیجر کو اطلاع دیں کہ وہ اس کو مفت تقسیم کر دیں - کل [illegible] روپیہ مذکورہ بالا کاپیوں کے طبع کرانے پر خرچ ہوا ہے جس میں سے فقط [illegible] روپیہ وصول ہوئے ہیں اس لئے باقی احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس ضروری امر کی طرف توجہ فرما کر باقی رقم کو پورا کر دیں

محمد علی منیجر ریویو آف ریلیجنز - قادیان ضلع گورداسپور

التماس ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں تو براہ کرم وہ علاوہ اپنا نام معہ پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو کہ ہم نے حال میں ہی ہر ایک خریدار کیلئے مطبوعہ چٹھیوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بعض سے بہت سا عزیز وقت کلرک کا محض نام کی تلاش میں فضول ضائع ہو جاتا ہے اسیطرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے - امید ہے کہ ہمارے مکرم خریدار کارخانہ کی تکلیف پر نظر کرکے ہماری التماس کو نظر انداز نہ کرینگے - ایڈیٹر

نوٹ - فرقہ مارمن کے متعلق اپریل ۱۹۰۳ء کی آخری اشاعت میں ہم نے ایک نوٹ اس چٹھی سے بہت عرصہ پہلے اس مضمون پر شائع کیا تھا جو مذہبی دنیا کے عنوان کے نیچے درج ہے - اسے پڑھ لیا جاوے - ایڈیٹر

ماسٹر نبی بخش احمدی مالک کارخانہ گبرون ٹکیہ گوجرانوالہ [illegible] پنجاب نمونجات گبرون و جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں

دربارِ شام

۲۸ مئی ۱۹۰۳ء

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ عیسائیوں کی طرف سے بھی ایک میگزین ماہی رسالہ نکلنا شروع ہوا ہے اس میں پادری صاحب نے لکھا ہے کہ مسلمان عیسائیت اس لیے قبول نہیں کرتے کہ ان کے دل سخت اور گناہ آلودہ ہیں۔ فرمایا کہ جب انسان تعصب اور فاسقانہ زندگی سے اندھا ہو جاتا ہے تو اُسے حق اور باطل میں فرق نظر نہیں آتا ہر ایک حلال کو حرام اور ہر ایک حرام کو حلال سمجھتا ہے اور نیکی کے ترک کرنے میں ذرا دریغ نہیں کرتا شراب جو ام الخبائث ہے عیسائیوں میں حلال سمجھی جاتی ہے مگر ہماری شریعت میں اسکو قطعاً منع کیا گیا ہے اور اسکو رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ کہا گیا ہے کیا کوئی پادری ہے جو دکھا دے کہ انجیل میں حرمت شراب کی لکھی ہے بلکہ شراب ایسی متبرک خیال کی گئی ہے کہ پہلا معجزہ مسیح کا شراب کا ہی تھا تو پھر دلیری کیوں نہ ہو جو بڑا پرہیزگار ان میں ہوگا وہ کم از کم ایک بوتل برانڈی کی ضرور استعمال کرتا ہوگا چنانچہ کثرت شراب نے ولایت میں آئے دن نئے نئے جرائم کو ایجاد کر دیا ہے اور پادری کے اس قول پر کہ اہل اسلام گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں سخت تعجب آتا ہے کہ کس حوصلہ اور دلیری سے یہ بات کہدی۔ بھلا اگر زمانہ دراز کی بات ہوتی تو ممکن تھا کہ ان کے ایسے بہتان سے عیسائیوں کی نیک چلنی کا سننا گمان ہوتا مگر جب یہ دو قومیں ہمارے سامنے اپنے اعمال کے دفتر کھولے بیٹھی ہیں تو پھر کسی کی شیخی اور تعلّی سے کیا فائدہ روشن ضمیر پبلک خود روز روشن میں دیکھ سکتی ہے ولایت کے جیلخانوں میں ہندوستان کے جیلخانوں کی نسبت جرائم پیشہ لوگوں کی کس فیصدی سے زیادتی ہے جن اصولوں کو عیسائی قوم مانتی ہے وہ اصول خود جرائم مثل زنا قمار بازی کی محرک ہیں انکی اصطلاح سے تو اب گناہ گناہ نہ رہنے چاہییں گویا گناہ سے وہ ایسے ہی بے پروا ہو گئے جیسے شاکت مت والے۔ حضرت حکیم الامۃ نے ایک قصہ سنایا کہ جب انھوں نے ایک شاکت مت والے سے پوچھا کہ یہ کیا برائی ہے کہ تم لوگ بدیوں سے ذرا بھی نہیں رُکتے تو اُس نے جواب دیا کہ بدی کیا ہے تمھارے قرآن میں یہ شکنی کہاں ہے کہ ماں اور بہن اور بیٹی وغیرہ صلبی رشتے حلال کرے ہمارے مذہب میں تو یہ سب باتیں طے کی ہوئی ہیں حکیم صاحب اس پنڈت کے جاہلانہ جواب سے حیران رہ گئے۔ حضرت اقدس نے پھر اپنی تقریر کو شروع کیا اور فرمایا کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک شریف آدمی جب خلاف واقعہ بات سُنتا ہے اور پھر اُسپر اصرار کرتا ہے تو دلمیں سخت رنجیدہ ہوتا ہے ہمارا سوال تو یہ ہے کہ پادری صاحب سے پوچھا جاوے کہ گناہ سے تمھاری کیا مراد ہے آیا زنا چوری خرابی قتل قماربازی۔ شراب نوشی تمھارے نزدیک گناہ میں داخل ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کیا یورپ کی حالت اسلامی ممالک کی حالت سے بہتر ہے یا ابتر یا مساوی صغائر کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مثلاً ایک شخص بدنظری میں مبتلا ہے ممکن ہے کہ اُس عورت کو خبر ہی نہ ہو جسپر بدنظری کرتا ہے لیکن ایک شخص جو زنا کرتا شراب پیتا ہے اسکی خبر ایک دنیا کو ہوگی ان جرائم کا اسقدر زور ہے کہ چھپائے سے چھپ سکتا ہی نہیں قماربازی میں اتلاف حقوق ہوتا ہے شراب نوشی کے ساتھ دوسرے گناہ مثل زنا قتل وغیرہ لازمی پڑے ہوئے ہیں جہانتک ہمیں مجرموں کے حالات سے شہادت ملتی ہے وہ یہ ہے کہ شراب کو زنا ترقی کرتا ہے چنانچہ شراب نوشی میں اسوقت یورپ اول درجہ پر ہے اور زنا میں بھی اول نمبر پر۔

اب دیکھیو کہ پردہ کی رسم ہے ہمیں کچھ شک نہیں کہ جیسا کتاب اللہ نے بتایا ہے اور تجارب نے اس کی تصدیق کی ہے سچا تزکیہ نفس جو مجاہدات سے پیدا ہوتا ہے وہ پردہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ مومنوں کے تین طبقے ہیں ایک وہ جو ٹھوکر کھانے کے لائق ہوتے ہیں دوسرے وہ جو میانہ رو کسی ٹھوکر سے بچتے اور ڈرتے رہتے ہیں تیسرے وہ جو ہر ایک ٹھوکر سے ایسے بچکر نکلجاتے ہیں جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی وہ ہر ایک خیر کے لیے دوڑتے اور ہر ایک شر سے بھاگتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے تزکیہ کا خیال نہیں کیا وہ بالضرور بے پردگی سے ٹھوکر کھا سکتے ہیں عورتوں کو اُن سے پردہ کرنا چاہیے مثل مشہور ہے کہ خربستہ بہ گرچہ دزد آشناست قسم اول ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ دوم مُّقْتَصِدٌ سوم سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ۔ ان مختلف مدارج ومراتب کے اشخاص کیسے کر یکساں سلوک کو لائق ہیں کیا عیسائی بتا سکتے ہیں کہ ان میں سب پاکباز ہیں شرابی نہیں زانی نہیں اگر پردہ ہوتا تو ان جرائم کی نوبت کیوں آتی ہزارہا ولد الحرام کیوں پیدا ہوتے تجربہ بتا رہا ہے اول قسم کے لوگ بکثرت ہیں اس لیے النبی حتی الوسع پردہ کرنے کے لیے شرع بہت نے مجبور کیا کہ پردہ کی رسم ہو شرابی آدمی کو نہ طعن وتشنیع کا فکر ہے نہ ڈنڈے کا خوف اس لیے عیسائیوں کا اسلام پذیر ہونا محالات سے ہے۔

دربارِ شام

۲۹ مئی ۱۹۰۳ء

آج حضرت اقدس نے بہت سے احباب کی بیعت کے بعد تقریر فرمائی فرمایا کہ اب تم لوگ جو بیعت میں داخل ہوئے ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ تم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے سو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عہد تمھارا اللہ کے ساتھ ہے جہاں تک ممکن ہو اس عہد پر مضبوط رہنا چاہیے نماز و روزہ حج و زکوٰۃ امور شرعی کا پابند رہنا چاہیے اور ہر ایک برائی اور شائبہ گناہ سے اجتناب کرنا چاہیے ہماری جماعت کو ایک پاک نمونہ بنکر دکھانا چاہیے زبانی لاف وگذاف سے کچھ نہیں بنتا جبتک انسان کچھ کرکے نہ دکھائے تم دیکھتے ہو کہ طاعون سے کسقدر لوگ ہلاک ہو رہے ہیں گھروں کے گھر برباد ہو رہے ہیں اور ابھی تک معلوم نہیں کہ یہ بتاہی کب تک جاری رہے طاعون لوگوں کی بد اعمالی کے سبب غضب الٰہی کی صورت میں بھیجی جاتی ہے یہ بھی ایک طرح کی رسول ہے جو اس کام کو کر رہی ہے ہزاروں ہیں جو اپنے سامنے ہلاک شدہ لوگوں کے پشتے پر پشتے دیکھتے ہیں خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے ہزاروں لاکھوں بچے بے پدر لاکھوں خاندان بے ٹھکانہ ہو گئے جہاں یہ پڑی ہے بے نام ونشان اُس جگہ کو کر دیا بعض گھر ومیں کیا محلوں اور گاؤں میں کوئی آباد ہونے والا نہیں رہا انسانوں سے گذر کر حیوانوں کو تباہ کیا گویا یہ بات کہ انسان کے گناہ سے تمام زمین لعنتی ہو گئی اب گویا اہل زمین کیا چرند کیا پرند انسان کی بدکاری کے بدلے پکڑے جا رہے ہیں لوگوں میں باوجود اس کے کہ سخت سے سخت عذاب میں مبتلا ہیں مگر ویسے ہی رعونت وکبر سے مخمور پھرتے ہیں موت کا خوف دل سے اُٹھ گیا اللہ تعالیٰ کی عزت کا پاس دل میں نہیں رہا عوام تو عوام خواص کا یہ حال ہے کہ دنیا پرستی میں سخت جکڑے ہوئے ہیں

خدا کا نام فقط زبان پر ہی ہے اندر ونہ بالکل اللہ تعالیٰ کی محبت وخشیت سے خالی ہے۔

مسیح کی وفات کا کیا معاملہ تھا اللہ تعالیٰ فرماتا کہ

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي بخاری میں مُتَوَفِّيكَ کے معنے صاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی مُمِيتُكَ آیا۔ حدیث کے فرمودہ کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر مجدد آیا مگر انھوں نے قبول نہ کیا ہزاروں طرح کے حیلے و بہانے کیے طرح طرح کی شرارتیں و منصوبے تجویز کیے مگر اللہ تعالے کا جیسا کہ وعدہ تھا اپنے زور آور حملوں کر سچائی ظاہر کرتا رہا۔

عیسائی لوگ زہرناک کیڑے کیطرح اسلام کے درخت کی جڑ کو کاٹ رہے ہیں مگر علما و کو ذرا بھی خیال نہیں بلکہ اپنے خیالات سے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے اور دوبارہ قیامت سے پہلے آئے گا مدد دے رہے ہیں انکی لگاتار کوشش یہی ہے کہ اسلام کا نام تک مٹ جائے۔ اور یہ اپنے فاسد عقائد سے ان کو مدد دے رہے ہیں۔

دیکھو کہ پادریوں نے شہر شہر گاؤں گاؤں مکر و تزویر کا جال پھیلایا ہوا ہے عورتوں اور بچوں تک کمربستہ ہیں کہ کسی طرح ایک عاجزہ کے بیٹے کو خدا بنا کر منوا دیں کئی کروڑ کتابیں رد اسلام میں بنا کر مفت تقسیم کریں اسپر بھی مسلمانوں کو غیرت نہ آئی کیا وہ خدا جو کہتا ہے اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ۔ کیا وہ غلط کہتا ہے کیا اسلام کی وہ ابھی حالت نہیں ہوئی جو کسی مصلح و مجدد کی ضرورت پیدا کرے طرح طرح کے زمینی و آسمانی نشان پورے ہو چکے مگر وہاب تک منکر ہیں۔ آجتک ۲۹ لاکھ مسلمان مرتد ہو گئے ہیں ایک وہ زمانہ تھا کہ اگر ایک شخص مرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی جس قدر مسلمان باقی ہیں وہ بھی عیسائیت کے قریب قریب ہی ہیں اگر سو سال تک ایسی ہی حالت رہتی تو اسلام کا نام و نشان زمین سے مٹ جاتا...... لیکن خدا تعالے کا شکر اور احسان ہے کہ اُس نے عین ضرورت کیوقت مجھے مسیح موعود کرکے بھیجا یہ بات کوئی بناوٹی نہیں صدہا نشان خرق عادت کے طور پر آسمان و زمین پر میری تصدیق کے لیے ظاہر ہوے اور ہو رہے ہیں چنانچہ طاعون بھی ایک نشان ہے جسکی بابت کل انبیا خبر دیتے رہے چنانچہ قران شریف میں لکھا ہے اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا اَوْ مُعَذِّبُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کوئی بستی اور کوئی گاؤں ایسا نہ ہوگا کہ جس سے ہم قیامت سے پہلے خطرناک عذاب میں مبتلا نہ کریںگے یا ہلاک نہ کریںگے غرض کہ یہ منذر نشان ہے کسوف و خسوف کا نشان لوگوں نے ہنستے ہوے دیکھا اور طاعون کا نشان روتے ہوے۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے آدمی کیوں مرتے ہیں۔ ان نادانوں کو اتنا معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی جب لوگ عذاب کا معجزہ مانگتے تھے تو انکو تلوار کا معجزہ ملا اور یہ بھی ایک قسم کا عذاب تھا چنانچہ کئی صحابہ بھی تلوار سے شہید ہوئے مگر کیا ابو بکر و عمر جیسے بھی ہلاک ہوے۔ اللہ تعالی نے جس جس انسان کے دماغ یا ہاتھ سے کوئی اپنا کام لینا ہے وہ تو بچ ہی رہے اور بالمقابل جتنے رئیس کفار تھے ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہوا اور ان کے صغیر و کبیر سب کے سب ہلاک ہو گئے اگر ایک شخص کا ایک پیسہ چوری ہو گیا ہے اور دوسرے کا تمام گھر بار لوٹا گیا ہے تو کیا وہ آدمی جس کا تمام گھر بار لوٹا گیا پیسہ والے کو کہہ سکتا ہے کہ تم اور ہم برابر ہیں۔ بھلا سوچو تو سہی اگر ۷۰ برس تک ہمارا کوئی آدمی ہلاک نہ ہو تو ایسا کوئی آدمی ہے جو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے سے رکا رہے مگر اللہ تعالے کو یہ امر منظور نہیں ہے اور نہ کبھی ایسا ہوا ایمان کی حالت ہی کا پوشیدہ ہونا ضروری ہے جبتک ہماری جماعت تقوی اختیار نہ کرے نجات نہیں پا سکتی خدا تعالے اپنی حفاظت میں نہ لے گا یہی سبب ہے کہ بعض اُن صحابہ میں سے جن جن کر بڑے بڑے کام لینے تھے وہ سب سخت سے سخت خطروں میں بھی بچائے گئے دوسروں کو خدا نے جلد اٹھا کر بہشت میں داخل کیا۔ جاہل کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی جو بات منہ میں آئی کہہ دی ہر ایک نبی کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے جہاں کفار مرتے تھے وہاں صحابہ میں سے بھی کوئی نہ کوئی مرجاتا تھا اگر خدا تعالے کھلا کھلا نشان مثلاً سورج کا سانپ کر دے تو نیک و بد میں فرق کیا رہے گا تمام یورپ و امریکہ داخل اسلام ہو جاویگے مگر خدا تعالے نے ہمیشہ امتیاز رکھا ہے صحابہ کرام کو خدا تعالی نے توحید پھیلانے کیلیے پیدا کیا اور انھوں نے توحید پھیلائی اب بھی خدا تعالے کا ارادہ ہے کہ توحید پھیلے جو آوے گا وہ خدا کی رحمت سے محروم نہ رہیگا مگر چاہیے کہ اپنے وجود کو وہ مفید بناوے اللہ تعالے خود اسکی حفاظت کریگا۔

زبان سے خدا خدا کہنا مگر عمل سے خدا سے بیگانگی ایک طرح کا دہریہ پن ہے

گھروں کو ذکر اللہ سے معمور کرو صدقہ و خیرات دو گناہوں سے بچو اللہ رحم کریگا جو لوگ بیعت کرکے چلے جاتے ہیں اور پھر شکل ہی نہیں دکھلاتے وہ سکے لیے دعا کیا ہو جب ہمیں فرصت یاد تک بھی نہیں رہتی۔ بار بار ملو اور تعلق محبت بڑھاؤ جو بار بار آتا ہے اسکی ذرا سی تکلیف سے دعا کا خیال آجاتا ہے مگر جو لوگ دنیا کے معاملات میں مستغرق رہتے ہیں وہ ایسی آگاہی ہیں گویا انہوں نے ... [illegible]

مختصر نوٹ اور نکات

چونکہ انسان کی فطرت آج بھی وہی ہے جو پہلے تھی اس لیے راستبازوں اور خدا تعالی کے ماموروں سے جس قسم کے معاملات پہلے پیش آئے ضرور ہے کہ آج بھی وہی ظہور میں آویں پس جب ہم اپنے صادق اور برگزیدہ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کرنے والوں کے حالات پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں آپ کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں رہتا ہر ایک شخص جو اس سوال پر غور کرنا چاہے اسکا فرض ہے کہ وہ پہلے راستبازوں اور انکے مخالفوں کے حالات پر نظر کرے۔

انجیل کی ساری تعلیم کی خوبیوں میں مسیح کا پہاڑی وعظ پیش کیا جاتا ہے۔ جنمیں لکھا ہے کہ مبارک وہ جو دل کے غریب ہیں یا حلیم ہیں وغیرہ وغیرہ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ محض یہ امور کہ جو ایک نا اہل اور نجات کے سرچشمہ سے نا آشنا بلکہ بعض جانوروں تک کو بھی حاصل ہیں خدا پرستی کا ذریعہ یا خداشناسی اور معرفت تامہ الٰہیہ کا نشان کیسے سمجھے جا سکتے ہیں کیونکہ واقعات خارجیہ بتلاتے ہیں کہ جانوروں اور دہریہ مزاج اور اوباش طبع لوگوں میں بھی انمیں سے اکثر یا بعض باتیں پائی جاتی ہیں + ہم نہیں چاہتے کہ انجیل کی اس تعلیم کو ملحوظ خاطر رکھکر خدا تعالے کے برگزیدہ رسول مسیح ابن مریم (جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے) کی عدم معرفت و بصیرت پر استدلال کریں لیکن ہمیں کچھ شک نہیں کہ انجیل جس یسوع کا ذکر کرتی ہے اُسنے اگر یہ تعلیم دی ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ باوجود خدائی کا بیہودہ اور ناسزا دعوی کرنے کے انسان کی طبعی حالتوں اور اخلاقی تقاضوں میں کچھ بھی فرق نہیں کر سکتا۔

ہندوؤں اور عیسائیوں میں انسان یا جانوروں کو خدا بنانے کی ایک مماثلت پائی جاتی ہے لیکن ہندوؤں نے یہ کبھی تجویز نہیں کیا کہ نجات کے لیے ان کے خدا کو ملعون بننا پڑا۔ یہ ایجاد صرف حضرات عیسائیوں کی ہی ہے۔ علاوہ بریں ایک امر قابل غور اور ہے ہندو بیل گٹھریا گائے کو مثلاً متبرک سمجھتے ہیں انکو مہ خدا نہیں مانتے

[illegible]

لیکن وہ باایں ہمہ اتنی اسقدر رکھتا کرتے ہیں کہ انکا مارنا اور انکو ستانا حرام سمجھتے ہیں اور بعض اوقات گاؤکشی پر کشت و خون ہوگئے ہیں لیکن ہمیں عیسائیوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کبوتر کو (کیونکہ روح القدس اسی شکل میں اترا) اپنے خدا کا تیسرا اقنوم تسلیم کرتے ہیں اسپر بھی کثرت کے ساتھ اسکا شکار کیا جاتا اور اسے کھایا جاتا ہے حالانکہ روح القدس (کبوتر) کے حق میں برا کہنا بھی معاف نہیں ہوگا شاید جیسے مسیح کا گوشت اور خون کھانا (جیسا کہ عشاء ربانی میں ہوتا ہے) وسیلہ نجات سمجھا جاتا ہے اسی طرح صید کبوتر بھی ہوگا لیکن یہ نکتہ بہرحال عیسائی اخبارات کے بیان کرنے کا ہے۔

انسانی خطاکاریاں اگر توبہ کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کرنے کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطاکاریوں کا باقی رکھا تا وہ گناہ کر کے اپنی کمزوری پر اطلاع پاویں اور پھر توبہ کر کے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور اسکو انسانی فطرت چاہتی ہے۔

حقیقی نجات وہ ہے جو اس دنیا میں اسکی حقیقی نجات یا بندہ کو محسوس ہو جاوے اور وہ اسطرح ہے کہ نجات یابندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق عطا ہو جاوے کہ وہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کردے اسطرح پر کہ اسکا مرنا اور جینا اور اس کے تمام اعمال خدا تعالیٰ کے لیے ہو جاویں اور اپنے نفس سے وہ بالکل کھویا جاوے اور اس کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی ہو جاوے اور پھر نہ صرف دل کے عزم تک یہ بات محدود رہے بلکہ اس کے تمام جوارح اور اسکے تمام قویٰ اور اسکی عقل اور اسکا فکر اور اسکی تمام طاقتیں اسی راہ میں لگ جائیں تب اسکو کہا جائے گا کہ وہ محسن ہے یعنی خدمتگاری کا اور فرمانبرداری کا حق بجا لایا جہانتک اسکی بشریت سے ہو سکتا تھا سو ایسا شخص نجات یاب ہے اسی کی طرف اشارہ ہے قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی کہدو میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میرا مرنا اللہ ہی کے واسطے ہے جو رب العلمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اسی درجہ کے حاصل کرنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اول درجہ کا مسلمان ہوں۔

انسان کی عملی اور اعتقادی غلطیاں ہی در اصل عذاب کی جڑ ہیں اور وہی درحقیقت خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ کی صورت پر متمثل ہو جاتی ہیں اور جسطرح پتھر پر سخت ضرب لگنے سے آگ نکلتی ہے اسی طرح غضب الٰہی کی ضرب انھیں بد اعتقادیوں اور بدعملیوں سے آگ کے شعلے نکالے گی اور وہی۔۔۔۔ بد اعتقادوں اور بدکاروں کو کھا جائے گا جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ بجلی کی آگ کے ساتھ خود انسان کی اندرونی آگ شامل ہو جاتی ہے تب دونوں ملکر اسکو بھسم کر دیتی ہیں اسی طرح غضب الٰہی کی آگ بد اعتقادی اور بدعملی کی آگ کے ساتھ ترکیب پاکر انسان کو جلا دے گی + پس نجات وہی پائے گا جو بد اعتقادی اور بدعملی کی آگ سے دور رہے گا سو جو لوگ ایسے طور کی زندگی بسر کرتے ہیں کہ نہ تو سچی خداشناسی کی وجہ سے ان کے اعتقاد درست ہیں اور نہ وہ بداعمالیوں سے باز رہتے ہیں بلکہ ایک جھوٹے کفارہ پر بھروسہ کر کے دلیری سے گناہ کرتے ہیں انکو علم ہی نہیں کہ در اصل ہر انسان ہی کے اندر دوزخ کا شعلہ اور اندر ہی نجات کا چشمہ ہے دوزخ کا چشمہ فرو ہونے سے خود نجات کا چشمہ جوش مارتا ہے لیکن یہ علوم حاصل نہیں ہو سکتے جبتک انسان حقیقی طور پر اسلام میں داخل نہ ہو اور اس معلم کی پاک صحبت سے فیض نہ اٹھائے جو کہ ان آسمانی علوم کو لیکر آیا ہے۔

اگر کفارہ کا مسئلہ سچ ہے اور یہی درست ہے کہ تمام دنیا کے گناہ غریب یسوع پر ڈالے گئے اور گناہ کی لعنت اور تاریکی گنہگاروں سے لی گئی اور یسوع کے دل پر رکھی گئی تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس کارروائی کے بعد یسوع کے سوا ہر ایک کو پاک زندگی اور خدا کی معرفت حاصل ہوگئی ہے مگر نعوذ باللہ یسوع ایک ایسی لعنت کے نیچے دبایا گیا جو کروڑہا لعنتوں کا مجموعہ تھی لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے گناہ اس کے ساتھ ہیں اور فطرۃ نے جسقدر کسیکو کسی جذبہ نفسانی بالافراط اور تفریط کا حصہ دیا ہے وہ اس کے وجود میں محسوس ہو رہا ہے گو وہ یسوع کو مانتا ہے یا نہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ لعنتی زندگی والوں کی لعنتی زندگی ان سے علیحدہ نہیں ہو سکتی ایسا ہی وہ یسوع پر بھی نہیں پڑ سکی کیونکہ جب لعنت اپنے محل پر خوب چسپاں ہے تو وہ یسوع کی طرف کیونکر منتقل ہو سکے گی اور یہ عجیب ظلم ہے کہ ہر ایک خبیث اور ملعون جو یسوع پر ایمان لاوے تو اسکی لعنت یسوع پر پڑے اور اس شخص کو بری اور پاکدامن سمجھا جاوے پس ایسا غیر منقطع سلسلہ لعنتوں کا جو قیامت تک ہوگا اگر وہ ہمیشہ تازہ طور پر غریب یسوع پر ڈالا جاوے تو کس زمانہ میں اسکو لعنتوں سے سبکدوشی ہوگی کیونکہ جب وہ ایک گروہ کی لعنتوں سے اپنے تئیں سبکدوش کرے گا تو پھر نیا آنے والا گروہ جو خبیث وجود کے ساتھ نئی لعنتیں رکھتا ہے وہ اپنی تمام لعنتیں اسپر ڈالے گا علیٰ ہذا القیاس اس کے بعد دوسرا گروہ دوسری لعنتوں کے ساتھ آئے گا تو پھر ان مسلسل لعنتوں سے فرصت کیونکر ہوگی؟ اسسے تو ماننا پڑتا ہے کہ یسوع کے لیے وہ دن پھر کبھی نہیں آئیں گے جو اسکو خدا کی محبت اور معرفت کے نور کے سایہ میں کھینچ والے ہوں بلکہ ایسے عقیدہ سے اگر کچھ ثابت ہوا تو وہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کے ایک مقدس کو ایک غیر منقطع ناپاکی میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور بدقسمتی سے اس اصل بات کو چھوڑ دیا ہے جس سے گناہ دور ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ آنکھ پیدا کرنا جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور وہ یقین حاصل کرنا جو گناہ کی تاریکی سے چھڑا دے۔

انعامات الٰہیہ کی تکمیل ہمیشہ اسی طرح ہوا کرتی ہے کہ احباب کامیاب مظفر و منصور ہوں اور اعدا ناکام و نامراد رہیں۔

اطلاع

۱۰ جون کے الحکم میں مضامین کی ترتیب میں کسی قدر بے ترتیبی واقع ہوئی ہے۔ کلمات طیبات کے تحت میں بصفحہ اول جو مضمون لکھا گیا ہے اسکا سلسلہ ۱۰ جون والے اخبار سے نہیں ملتا بلکہ یہ ایک الگ مضمون ہے۔ حفظ صحت اور اسلام نمبر ۲ کے ماتحت جو مضمون لکھا گیا ہے وہ در اصل مختصر نوٹ اور برکات کے عنوان کے نیچے ہے۔ - ایڈیٹر

تفسیر القرآن

میری غیر حاضری کی وجہ سے نمبر ۳ شائع نہیں ہوا اسلیے نمبر ۳-۴ ایک جلد میں اور ۵-۶ ایک جلد میں شائع کر کے سلسلہ برابر کر دینے کی کوشش کر رہا ہوں انشاء اللہ جلد انتظام ہو جائے گا۔ ایڈیٹر

حضرۃ حکیم الامت کے ارشادات

ایمان کے سوا نجات نہیں اور حب الٰہی کے سوا اسکی ترقی نہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قوتوں کے بڑھانے کے واسطے اسباب بنائے ہیں جنمیں سے اول یہ ہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت عظمت اور جبروت کا اظہار کیا ہے تاکہ اس سے ایمان بڑھے اور پھر انعامات جتاتا ہے تاکہ ان کے مطالعہ سے محبت ترقی کرے خلاصہ یہ ہے کہ علم کامل اور قدرت کاملہ کے مطالعہ سے ایمان اور انعامات و احسانات کے مطالعہ سے الٰہی محبت ترقی کرتی ہے۔

پرانی باتوں پر سوائے کافی ثبوت کے اپنی رائے زنی نہ کرو۔ کیونکہ اس کے متعلق سوال ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے کوئی بات قاطع دلائل کے ساتھ ثابت ہو جاوے تو اس کے سامنے سر جھکا دینا چاہیے۔

رخصت رخصت قانون قدرۃ میں لازمی ہے مثلاً دن کے بعد رات ہی آجاتی ہے جو آرام کرنے کا وقت ہے رخصت میں اُستاد لڑکوں کو کام دیکر تمیز کرلیتا ہے کہ کون بڑا محنتی اور شوقین ہے اور کون بے شوق

رُخصت میں طالب علم کو خود اپنے آپ کے امتحان کا موقع ملتا ہے کہ جب اسپر کوئی نگران نہیں اس وقت وہ اپنے نفس پر حکومت کر سکتا ہے یا نہیں۔

یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جس چیز سے تعلق رہے اس سے پیار اور جس سے بے تعلقی ہو اُس سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ اسیطرح جب طالب علم و دنیا سے مدۃ تک الگ رہتا ہے تو ان کے تعلق میں فتور آنے لگتا ہے رخصتوں میں ان تعلقات کی زیادہ تازہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور پھر ایک نیا تعلق شروع ہوتا ہے اور والدین کو معلوم ہو جاتا ہے کہ سکول کا اثر ان کے بچوں پر کیا ہوا۔؟

مدرسہ کی پابندی کی وجہ سے تم انسانوں کی نماز پڑھتے ہو یا محض خدا کی یہ پتہ بھی ان رخصتوں میں ملتا ہے والدین اگر بے نماز ہوں یا سُست ہوں تو انکو اپنی نماز کی پابندی کا نمونہ دکھا کر ہوشیار کرنے کا موقع ملتا ہے اور اگر ہوشیار ہیں تو انکو خوش کرنے کا اور ان سے بڑھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

نوٹ یہ مختصر نصائح حضرت حکیم الامت نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلبہ کو سالانہ موسمی تعطیلات کی تقریب پر کی تھیں ہم نے اس مضمون کے اشارات لکھے ہوئے ہیں

انشاء اللہ تعالیٰ اگر خدا نے توفیق دی تو رخصت پر ایک مضمون لکھنے کا ارادہ ہے۔ ایڈیٹر

اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ یعنی متقی کے ہر حال اور ہر وقت میں جنت قریب ہوتی ہے اس کے واسطے دنیا میں جنت ہوتا ہے قبر میں حشر میں نشر میں صراط میں ہر جگہ جنت ہوتی ہے یہانتک کہ اس کے واسطے جہنم بھی جنت ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک داروغہ جیل جیل میں جاکر چوروں کو نکالتا ہے وہ خود زندانی نہیں ہوتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوزخ میں سے بعض کو نکالیں گے تو آپ کے واسطے وہ بھی جنت ہی ہوگا۔ جنت کے مستحق اوّاب اور حفیظ ہوتے ہیں اوّاب وہ ہوتے ہیں جو رجوع الی اللہ کرنے والے ہوتے ہیں اور حفیظ وہ ہوتے ہیں جو اس رجوع پر مستقل مزاج ہوتے ہیں۔

سنۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ انبیا علیہم السلام اور ماموران الٰہی کے ساتھ شروع میں بڑے لوگ شامل نہیں ہوتے بلکہ انکی طرف غریب اور کمزور لوگوں کا رجوع ہوتا ہے۔ اس میں ایک عظیم الشان سر ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے مامور کامیاب اور بامراد ہونیوالے ہوتے ہیں اس لیے اگر ان کے ساتھ بڑے آدمی اول اول شریک ہو جائیں تو ان کے ایمان کمزور رہیں اور انکا تکبر بڑھ جاوے وہ یہ کہیں کہ اسکی کامیابی ہمارے ہی سبب اور ہمارے ہی رسوخ سے ہوئی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ انکو اولاً شریک نہیں کرتا تا وہ اُس کے مامور پر اپنا احسان نہ جتانا شروع کر دیں پس چھوٹے درجے کے لوگ اول اول توجہ کرتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ انکو کامیاب اور بامراد کرتا ہے جس سے انکا ایمان بڑھتا ہے اور وہ احسانات الٰہی کا اقرار کرتے ہیں اور یہ کامیابیاں دنیا کے واسطے عظیم الشان معجزہ ٹھہرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ جو کمزور اور زبردست نظر آتے تھے وہ طاقتور اور بڑے آدمی بنجاتے ہیں اور متکبر کا فرتباہ ہو جاتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرۃ کا ہاتھ نظر آتا ہے۔

پیری اور مریدی کے تعلق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شنیدہ بدیدہ مبدل گردد و سمعی کشفی گردد۔ کشفی امور اور شنیدہ باتیں دید میں آجاتی ہیں

(یہ ایک لطیف نکتہ ہے ناظرین اسپر غور کریں۔ ایڈیٹر)

شفاعت کا مدار ایمان پر ہے اسی وقت سے اسکے واسطے شفاعت شروع ہو جاتی ہے اور رسول تو جب سے رسالت لیکر آتا ہے اُسوقت سے ہی شفاعت کی اجازت ہو جاتی ہے جو انکی دعاؤں کا رنگ اختیار کرتی ہے یہ سچ ہے کہ وہ شفاعت اُسی وقت کرتے ہیں جب اُنکو اذن ہوتا ہے۔ اذن کے بغیر انکی روحمیں شفاعت کا جوش ہی نہیں پیدا ہوتا۔

نیکی کر دریا میں ڈال۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نیکی کسی حال میں ضائع نہیں ہوتی۔ پس مت خیال کرو کہ فلاں نیک کام اگر ہم کریں گے تو وہ اکارت جائے گا یا اسکا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوگا۔

میں اُن لوگوں کو جو میرے درس قرآن میں آتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسائل سوچنے چاہییں جن سے دینی یا کم از کم دنیوی فائدہ ہی مقصود ہو۔ بیجا بحثوں سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ اخلاقی طاقتیں اور روحانی قوتیں جو حقائق اور معارف کے لیئے والی خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں وہ کمزور ہو جاتی ہیں۔

ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں کی کیسی بدقسمتی ہے کہ اپنی قوم کو یہودیوں کا وارث تو مان لیتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ مسیح صدیق شہیدا نہیں سے نہیں ہو سکتے وہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی حدیث کے موافق ہماری قوم یہود تو ہو گئی مگر ان کی اصلاح کے لیے جو مسیح آئے گا وہ اس امت میں سے نہ ہوگا۔ وہ دوسری قوم سے ہوگا۔؟ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مخلوق دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو دوسروں پر طعن اور اعتراض کرتی ہے مگر اپنے مذہب قوم اور ذات کے فضائل کچھ بھی بیان نہیں کر سکتے۔ اس قسم کی مخلوق کے ماتحت وہ مذہب ہیں جو اسلام کی مخالفت کرتے ہیں مثلاً کل عیسائی کل انبیاء علیہم السلام اور کل راستبازوں اور صدیقوں کے متعلق اعتراض کرتے ہیں لیکن اپنی کوئی خوبی اور فضیلت بیان نہیں کر سکتے۔ ایسا ہی آریہ سماج والے بھی کرتے ہیں یہ لوگ چھینتے ہیں مگر دیتے کچھ بھی نہیں۔ اسلیے انکا علاج ہے استغفار کرنا۔ دعا کرنا۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل مانگنا۔ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ایسے ہی لوگوں کے واسطے ہے۔

دوسری وہ مخلوق ہے جو اپنے فضائل کو پیش کرتی ہے اور دوسروں کے رزائل کو دور کر کے انکو اپنا وارث بناتی ہے یہ اسلام کا خاصہ ہے کہ اول اسپر یہ خوبی اور عمدگی پیش کرتا ہے اور پھر

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں بہتمام یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ولو کرہ الکافرون

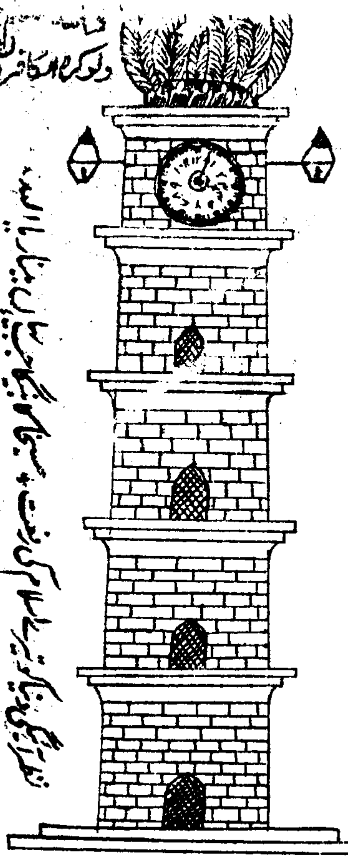

اِنِّیْ اَنَا الْقَادِیَانِیْ اَوِ اللّٰہ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم بالوگرائی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷ | مورخہ ۲۴ - جون سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۲۷ - ربیع الاول سنہ ۱۹۰۳ء | نمبر ۲۳

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

نمبر ۲۱ مورخہ ۱۰ - جون سنہ ۱۹۰۳ء میں جو تقریر ہم نے درج کرنی چاہی تھی وہ بسبب سہل انگاری اور میری غیر حاضری کی وجہ سے بے ترتیب ہو گئی اس لئے اسکو مسلسل طور پر درج کرنیکے لئے پھر یہاں درج کرتے ہیں - - - ایڈیٹر

ایمان کیونکر پیدا ہوتا ہے

قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو ایمان پیدا نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان نشانوں میں ابتلا اور خفا کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں سعید جو باریک بین اور دوربین نگاہ رکھتے ہیں - اپنی سعادت اور مناسبت فطرت سے ان امور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں اور جنکی فطرت کو سعادت اور رشد سے کوئی مناسبت اور حصہ نہیں ہوتا وہ انکار کرتے ہیں اور تکذیب پر آمادہ ہو جاتے ہیں جسکا بُرا نتیجہ ان کو برداشت کرنا پڑتا ہے -

دیکھو مکہ معظمہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا - تو ابوجہل بھی مکہ ہی میں تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکہ ہی کے تھے لیکن ابوبکر رضی کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کیساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے - راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر سناؤ اور اس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسی جگہ ایمان لے آئے + اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا - اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپنے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے - لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے لیکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا اور تکذیب ہی کرتا رہا - اس میں کیا سر تھا پیدائش دونوں کی ایک ہی جگہ کی تھی ایک صدیق ٹھہرتا ہے اور دوسرا جو ابوالحکم کہلاتا تھا وہ ابوجہل بنتا ہے اس میں یہی راز تھا کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی غرض ایمانی امور مناسبت پر ہی منحصر ہیں - جب مناسبت ہوتی ہے تو وہ خود معلم بن جاتی ہے اور امور حقہ کی تعلیم دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل مناسبت کا وجود بھی ایک نشان ہوتا ہے -

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں - مگر افسوس میں اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے ہیں کہ وہ وقت قریب آتا ہے کہ خدائے تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دیگا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائیگی لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاویگا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہو سکیگا - میرے پاس وہی آتا ہے جسکی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے - جسکی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں - اور جو مردہ طبیعت کے ہیں اُن کو میری باتیں مردہ نہیں معلوم ہوتی ہیں وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور

انکار پر اصرار اور تکذیب پر تکذیب کرکے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ اون کا انجام کیا ہونیوالا ہے۔ میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اوٹھائیں گے کیا مجھ سے پہلے آنیوالے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اوٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر ہو کر اس دنیا سے اوٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے کیونکہ میں **خدا تعالیٰ کی قسم** کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کریگا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔

جو حسن ظنی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اوٹھاتے ہیں۔ ان کا ایمان انکو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے + میں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کیلئے بہت مشکلات نہیں ہیں ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اوس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی ہے۔ یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پر آشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کیلئے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا اور ایک سلسلہ کو قائم کیا میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں اور اوس کی عزت اور وقعت اون کے دلوں میں ہے وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس زمانہ سے بڑھ کر اسلام پر گذرا ہے جس میں اسقدر سب وشتم اور توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی ہو اور قرآن شریف کی ہتک ہوئی ہو؟ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت میں اس درد سے بیقرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہ رہی کہ اس بے عزتی کو محسوس کر لیں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سب وشتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا۔ اور اون مخالفین اسلام کے منہ بند کر کے آپ کی عظمت اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلاتا۔ جب کہ خود اللہ تعالیٰ اور اوس کے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو اس توہین کے وقت اس صلوٰۃ کا اظہار کسقدر ضروری ہے + اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی صورت میں کیا ہے۔ مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے۔ لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اوس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اسکی آیات اور نشانات کے اسقدر لوگ گواہ ہیں۔ کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جاوے تو ان کی تعداد اسقدر ہو کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔

اسقدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔ کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری **طبیعت** اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ میں اپنے لئے کسی تعریف کا خواہشمند باؤں اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں میں ہمیشہ انکساری اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا رہا لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا۔ اور جسقدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اوس نے اپنے پاک کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے کیا یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے احمق اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ مگر سلیم الفطرت اور باریک نگاہ سے دیکھنے والا دانشمند خوب سوچ سکتا ہے کہ اسوقت واقعی ضروری تھا کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسقدر ہتک کی گئی ہے اور عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اس سید المومنین کی شان میں گستاخیاں کی ہیں اور ایک عاجز مریم کے بچے کو خدا کی کرسی پر جا بٹھایا ہے اللہ تعالیٰ کی غیرت نے آپ کا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ مقدر کیا تھا کہ آپ کے ایک ادنیٰ غلام کو **مسیح ابن مریم** بنا کے دکھا دیا جب آپ کی امت کا ایک فرد اتنے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے + تو اس سے آپ کی شان کا پتہ لگ سکتا ہے پس یہاں خدا تعالیٰ نے جسقدر عظمت اس سلسلہ کی دکھائی ہے اور جو کچھ تعریف کی ہے یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عظمت اور جلال کیلئے ہے مگر احمق ان باتوں سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتے۔

اسوقت صدی میں سے بیس سال گذر گئے ہیں اور آخری زمانہ ہے چودھویں صدی ہے کہ جسکی بابت تمام اہل کشف نے کہا کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئیگا وہ تمام علامات اور نشانات جو مسیح موعود کی آمد کے متعلق پہلے سے بتائے گئے تھے بکثرت ظاہر ہوچکے۔ آسمان نے کسوف خسوف سے اور زمین نے طاعون سے شہادت دی ہے۔ اور بہت سے سعادتمندوں نے ان نشانات کو دیکھ کر مجھے قبول کیا اور پھر اور بھی بہت سے نشانات ان کی ایمانی قوت کو بڑھانے کیواسطے خدا تعالیٰ نے ظاہر کئے اور اسطرح پر یہ جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے

اس مقام تک حضرت اقدس ابھی پہنچے تھے کہ خان عجب خانصاحب جو رقت قلب کے ساتھ چشم پر آب تھے اپنے پر جوش لہجہ میں بول اوٹھے کہ

وجود جناب خود شہادت است ایڈیٹر

کوئی ایک بات ہوتی تو شک کرنیکا مقام ہو سکتا تھا۔ مگر یہاں تو خدا تعالیٰ نے ان کو نشان پر نشان دکھائے + اور ہر طرح سے اطمینان اور تسلی کی راہیں دکھائیں لیکن بہت ہی کم سمجھنے والے نکلے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ کیوں یہ لوگ جو میرا انکار کرتے ہیں ان ضرورتوں پر نظر نہیں کرتے جو اسوقت ایک مصلح کے وجود کی داعی ہیں۔؟ وہ دیکھیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ کیا کسی پہلو سے بھی کوئی قابل اطمینان صورت دکھائی دیتی ہے شان وشوکت کی حالت تو سلطنت کی صورت میں نظر آسکتی ہے مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت اسوقت روم کی سلطنت ہے لیکن اس کی حالت کو دیکھ لو وہ بتیس دانتوں میں زبان ہو رہی ہے اور آئے دن کسی نہ کسی خرخشہ اور مخمصہ میں مبتلا رہتی ہے علمی حالت کے لحاظ سے سب رو رہے ہیں کہ مسلمان پیچھے رہے ہوئے ہیں اور نت نئی مجلسیں اور کمیٹیاں قائم ہوتی ہیں کہ مسلمانوں کی علمی حالت کی اصلاح کی جاوے + دنیوی لحاظ سے تو یہ حالت اور دینی پہلو کے لحاظ سے تو بہت ہی گری ہوئی حالت ہے کوئی بدعت اور فعل شنیع نہیں ہے جس کے مرتکب مسلمان نہ پائے جاتے ہوں اعمال صالحہ کی بجائے چند رسوم باقی رہ گئے ہیں جیلخانوں کو جا کر دیکھو تو زیادہ مجرم مسلمان دکھائی دیں گے کس کس بات کا ذکر کیا جاوے مسلمانوں کی حالت اسوقت بہت ہی گری ہوئی ہے اور اون پر آفات پر آفات نازل ہو رہے ہیں مگر کیا مسلمان ابھی چاہتے ہیں کہ وہ اور پیٹے جاویں اس سے بڑھ کر اون کی ذلیل حالت کیا ہوگی کہ وہ پاک دین جو بے نظیر دولت اون کے پاس تھی اور ایمان جیسی نعمت وہ کھو بیٹھے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے عیسائی ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور اسلام کا مضحکہ اوڑاتے ہیں اور یا اگر کھلے طور پر عیسائی نہیں ہوئے تو عیسائیوں کو علوم فلسفہ وطبعی سے متاثر ہو کر مذہب کو ایک بے ضرورت اور بے فائدہ شے سمجھنے لگ گئے ہیں یہ آفتیں ہیں جو اسلام پر آ رہی ہیں اور میں نہایت

درد اور افسوس سے سنتا ہوں کہ اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں؟ حالانکہ زمانہ خود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اسوقت ضرورت ہے کہ کوئی شخص آوے اور وہ اصلاح کرے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ خدا تعالے اسوقت کیوں خاموش رہتا جبکہ اُسنے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون خود فرمایا ہے اسلام پر ایسا خطرناک صدمہ پہونچا ہے کہ ایک ہزار سال قبل تک اُسکا نمونہ اور نظیر موجود نہیں ہے یہ شیطان کا آخری حملہ ہے اور وہ اس وقت ساری طاقت اور زور کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد کو پورا کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تا میں ہمیشہ کے لیے اُس کا سر کچل دوں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ حاجت نہیں ہے ہم نماز و روزہ کرتے ہیں وہ جاہل ہیں انھیں معلوم نہیں ہے کہ یہ سب اعمال اُن کے مردہ ہیں ان میں روح اور جان نہیں اور وہ نہیں سکتی جبتک وہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ پیوند نہ کریں اور اس سے وہ سیراب کرنے والا پانی حاصل نہ کریں۔ تقوی اسوقت کہاں ہے؟ رسم و عادت کے طور پر مومن کہلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا جبتک کہ خدا کو دیکھا نہ جاوے اور خدا کو دیکھنے کے لیے اور کوئی راہ نہیں ہے۔

(اس سفر میں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھانسی اور نزلہ کی شکایت تھی یہاں تک پہونچکر پھر کھانسی کی شکایت ہوئی اسپر آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ لوگوں کو کچھ سناؤں مگر کھانسی کی وجہ سے روک ہوتی ہے)

غرض اس وقت اسقدر ضرورتیں داعی ہیں کہ اُن کے بیان کرنے کے لیے بہت بڑا وقت چاہیے اور پھر اسقدر نشانات ظاہر ہوئے ہیں کہ انکی بھی ایک بہت بڑی ضخیم کتاب طیار ہوئی ہے میں نے ایک شعر میں ان دونوں باتوں کو جمع کر کے کہا ہے۔

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

حضرۃ حجۃ اللہ امام الملۃ کے مکتوبات

فاضل امروہی کے نام

بخدمت مکرمی اخویم سید محمد احسن صاحب بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

تحریری بیعت کر لینے الوالکوسلن۔ انوار الہیہ کے نزول کا طریق

بعد ہذا آپکا نام اس کتاب میں لکھ لیا ہے جو بیعت کرنیوالوں کے لیے طیار کی گئی ہے لیکن اس فعل کا بطریق مسنت واقعہ ہونا ضروری ہے کہ اس میں برکات ہیں جسوقت آپکو فرصت ہو اور حرج نہ ہو یا جس وقت اخویم مولوی محمد بشیر صاحب کو اس امر میں صحت نیت پیدا ہو جاوے اور وہ اس غرض کے لیے سفر کریں تب آپ مسنون طور پر عمل کرنے کے لیے تشریف لاویں سورۃ فاتحہ کا ورد نماز میں بہتر ہے بہتر ہے کہ نماز تہجد میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کا بدلی توجہ و خضوع و خشوع تکرار کریں اور اپنے دلکو نزول انوار الہیہ کے لیے پیش کریں اور کبھی تکرار آیت ایاک نعبد وایاک نستعین کا کیا کریں۔ ان دونوں آیتوں کا تکرار انشاء اللہ القدیر تنویر قلب و تزکیہ نفس کا موجب ہوگا دوم استغفار طالب کے لیے ضروری ہے خدا تعالے اپنی محبت میں آپکو ترقی بخشے اور استقامت نصیب کرے آمین ثم آمین

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے شاید فاضل امروہی بتا سکیں۔)

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی محبی اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب سلمہ تعالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

دنیاداروں کا طریق عداوت اور صبر کی راہ

عنایت نامہ جو اخلاص اور محبت سے بھرا ہوا تھا پہونچا۔ دنیا کے لوگ ہر ایک اہل حق سے دشمنی کرتے رہتے ہیں پھر آنمکرم سے بھی اگر کریں تو کوئی نئی بات نہیں ہے صرف اسقدر ضروری ہے کہ ہر ایک حاسد کے جور و جفا کے اخلاق سے برداشت کرنی چاہیے اور خدا کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور کثرت استغفار کی اپنی عادت ڈالنی چاہیے خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور ابتلا اور امتحان سے بچاوے ہمیشہ اپنی خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ ازالہ اوہام اب ہفتہ عشرہ تک انشاء اللہ نکلنے والا ہے والسلام خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۷ اگست سنہ ۱۸۹۱ء

ایضاً

فضل الٰہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عنایت نامہ ملا یک خط و نقل جوابات پہونچا آپ نے جو کچھ لکھا ہے بہت مناسب لکھا ہے اللہ اگر تحریر فرمانے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں تھا

جن لوگوں کے دو ہیں خدا تعالیٰ نے مناسبت پیدا نہیں کی اور نیک ظنی کی قوت نہیں بخشی حالانکہ انبیاء علیہم السلام سے بھی اصلاح پذیر نہیں ہوئے ہر ایک انسان کا فطرتی مادہ اپنی کیفیت کی طرف اُسکو کھینچ رہا ہے کل یعمل علی شاکلتہ زیادہ خیریت ہے والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۴ اگست سنہ ۱۸۸۹ء

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

محبی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

براہین احمدیہ کی تکمیل

یہ عاجز بباعث ضعف دماغ ایسا علیل رہتا ہے کہ ایک کارڈ لکھنا بھی مشکل ہو گیا ہے کتاب براہین احمدیہ من وجہ مکمل اور من وجہ غیر مکمل ہے حیّز قصد امور بعد مخالف تالیفوں کے ان کے جواب میں اس عاجز پر منکشف ہوئے ہیں یا جو کچھ وقتاً فوقتاً بعض دقائق و معارف جدید ہیں تا ابتدائے اس عاجز پر کھلتے گئے ہیں وہ ابھی تک اس کتاب میں شامل نہیں کیے گئے اور اپنی تالیفات کا گھٹانا یا بڑھانا مفصل کرنا یا مجمل رکھنا اپنے اختیار میں ہوا کرتا ہے۔ پس جسنے ایسا اعتراض کیا ہے وہ اعتراض قلت تدبر کی وجہ سے ہے میں اسوقت لدھیانہ میں ہوں شاید بیدرہ روز اور اسجگہ رہوں والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔

(اس خط پر کوئی مہر نہیں ہے لیکن ڈاکخانہ لدھیانہ کی مہر ۱۱ فروری سنہ ؟ کی ہے۔ ایڈیٹر)

ایضاً *

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

توقف تالیف کتب میں حکمت

عنایت نامہ پہونچا یقیناً یہ بات سچ ہے کہ کتابوں کی طبع میں حد سے زیادہ توقف ہو گیا ہے لیکن یہ توقف محض حکمت و مصلحت الٰہی سے ظہور میں آئی ہے اور بہت سی درمیانی بابرکت رکاوٹیں جنکا ذکر موجب طول ہے اس توقف کا موجب ہو گئی ہیں قرآن شریف بھی اگر خدا تعالے چاہتا تو ایک ہی دفعہ نازل ہو سکتا تھا لیکن تمام کام خدا تعالیٰ کے دفعۃً اور تانی سے ہوتے ہیں اب یہ عاجز بہت کوشش میں ہے۔ یقین ہے کہ جلد تر سب کام انجام پذیر ہو جائیں گے ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۷ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ مکرمی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا

* حضرت اقدس نے مکرر ہی لکھا ہے

الحمد للہ والمنۃ کہ خداوند کریم و رحیم نے آپ کو شفا بخشی نہایت خوشی ہوئی۔ کتاب میں منجانب اللہ ایسی روکیں اور ایسے موانع پیش آتے رہے ہیں کہ جنکی وجہ سے آج تک طبع حصہ پنجم و دیگر رسائل معرض توقف میں ہوتا گیا۔ مگر یہ حکمت الٰہی ہے دیر آید درست آید امید رکھتا ہوں کہ اللہ جلشانہ اپنے فضل و کرم سے خود تمام کام انجام پذیر کردیگا کہ سب کام اُس کے ہاتھ میں ہے ایک اشتہار ارسال خدمت ہے اسکو جہانتک ممکن ہو شائع کردیں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان۔

۷-جنوری ۱۸۸۶ء

ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہنچا مولوی صدیق حسن صاحب کے لئے جیساکہ اشارہ ہوا تھا۔ اس عاجز نے دعاء مغفرت کی تھی۔ امید کی جاتی ہے کہ اون کے حق میں بہتر ہے انشاءاللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے حالات سے مطلع و مطمئن فرماتے رہیں۔ زیادہ خیریت ہے والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۷-مارچ ۱۸۹۰ء

ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مشفقی محبی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخلاص نامہ آنمکرم پہونچکر بدریافت خیروعافیت خوشی ہوئی۔ یہ عاجز اب بفضلہ تعالیٰ تندرست ہے مگر اس عاجز کے لڑکے کی طبیعت کسی قدر علیل ہے چونکہ ڈاکٹر کا علاج مناسب تھا اس لئے بٹالہ ضلع گورداسپور میں مع عیال یہ عاجز آگیا ہے اور علاج ہوتا ہے ابھی کوئی حصہ چھپنا شروع نہیں ہوا۔ دن رات اسی فکر میں ہوں کہ یہ کام جلد انجام پذیر ہوجاوے۔ خداتعالیٰ آپ کو اپنی محبت عطا فرماوے آمین ثم آمین

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

اس خط پر بھی کوئی تاریخ ثبت نہیں البتہ ڈاکخانہ بٹالہ کی مہر ۷-اکتوبر ۱۸۹۰ء کی اور بھوپال کی ۱۲-اکتوبر ۱۸۹۰ء کی ہے .... ایڈیٹر

بقایا دار اپنے اپنے حساب صاف کریں

ملفوظات احمدیہ

دومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ در اصل

دونوں ایک ہی ہیں آدم زاد کی پرستش کرنے میں کوئی ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہے ایک بیٹے کی پرستش کرتا ہے تو دوسرا ماں کو بھی خدا بناتا ہے اور اس معاملہ میں وہ عقلمندی سے کام لیتا ہے جب بیٹا خدا ہے تو ماں تو ضرور خدا ہونی چاہیئے مگر اب وقت آگیا ہے کہ انسان پرستی کا شہتیر ٹوٹ جاوے (۳ $\frac{9}{2}$ ۰۳)

مفتی محمد صادق صاحب کو فرمایا جبکہ اونہوں نے مسٹر وب کا ایک خط سنایا کہ انکو لکھدو کہ عمر گذرتی جاتی ہے جو کرنا ہے اب کر لو دنیاوی قویٰ کمزور ہوتے جاتے ہیں دس برس پہلے جو قویٰ تھے وہ آج کہاں ہیں گذشتہ کا حساب کچھ نہیں آئندہ کا اعتبار نہیں جو کچھ کرنا ہو آدمی کو موجودہ وقت کو غنیمت سمجھکر کرنا چاہیئے۔ اب اسلام کی خدمت کرلو اول واقفیت پیدا کرو کہ ٹھیک اسلام کیا ہے؟ اسلام کی خدمت جو شخص دلیری اور قناعت سے کرتا ہے وہ ایک معجزہ اور نشان ہوجاتا ہے جو جمعیت کے ساتھ کرتا ہے اُس کا مزہ نہیں آتا۔ کیونکہ توکل علی اللہ کا پورا لطف نہیں رہتا اور جب توکل پر کام کیا جاوے تو خدا مدد کرتا ہے۔ اور یہہ باتیں روحانیت سے پیدا ہوتی ہیں جب روحانیت انسان کے اندر پیدا ہو تو وہ وضع بدل دیتا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح پر صحابہ کی وضع بدل دی یہ سارا کام اس کشش نے کیا جو صادق کے اندر ہوتی ہے یہہ خیالات باطل ہیں کہ کئی لاکھ روپیہ ہو تو کام چلے خداتعالیٰ پر توکل کرکے جب ایک کام شروع کیا جاوے اور اصل غرض اُس سے دین کی خدمت ہو تو وہ خود مددگار ہوجاتا ہے اور سارے سامان اور اسباب بہم پہنچا دیتا ہے (")

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے

ذکر پر فرمایا کہ بڑے سعید اور مخلص ہیں اور حقیقت میں مردانگی یہی ہے کہ جب تعلق پکڑے تو آخر تک نبھاوے یک در گیر و محکم گیر۔ (")

یہہ مجلس خود اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی ہے جس میں بیٹھکر پتہ نظر آتا ہے جو راستہ ہم صاف کرتے ہیں مشرق۔ مغرب میں کہیں چلے جاؤ کسی جگہ وہ بات نہیں ملیگی کوئی ہفتہ نہیں ایسا گذرتا۔

جب ایک یا دو باتیں اسلام کی تائید میں پیدا نہ ہوتی ہوں۔ (")

جو لوگ سچے مذہب کے پیرو ہوتے ہیں خداتعالیٰ ان ہی کے ساتھ ہوتا ہے اون کے اور اون کے غیروں میں ایک امتیاز ہوتا ہے جو تائید وہ اسلام کی کرتا ہے وہ دوسروں کی نہیں کرتا اسلام کا خدا اپنے کلام کے ساتھ ایک شرف عطا کرتا ہے جو اور کسی کو نہیں ملتا اور اس طرح پر وہ قدرت کے نشان دکھاتا ہے اور کوئی اون کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہاں باتیں بنانے والے بہت ہوجاتے ہیں خداتعالیٰ کی یہ عادت نہیں کہ انسان کے تابع ہو بلکہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے تابع ہوں۔

آج ہمیں کوئی دکھائے کہ اسلام کے سوا کونسا مذہب ہے جو اللہ اور اُس کی مخلوق کے لئے پاک ہدایت کرتا ہو۔

دُنیا ایسی ہے کہ یہ آرام کی جگہ نہیں بلکہ ایک خارستان ہے خوشی کی جگہ نہیں اس کے ساتھ آلام و اسقام لگے ہوئے ہیں ہمارے خاندان میں پچاس کے قریب آدمی تھے وہ قریباً سب کے سب خاک کے نیچے چلے گئے بچوں بیویوں میں ابتلا آتے ہیں اس سے بھی انسان کو سبق ملتا ہے اس پر دُنیا کی بے ثباتی اور حقیقت منکشف ہوجاتی ہے۔ انسان چونکہ دو محبتوں کا مجموعہ ہے کیونکہ انسان اصل میں انسان ہے اس لئے اوس میں اُنس شفقت کا مادہ زیادہ ہے اگر اس میں یہ قوتیں نہ ہوتیں تو پھر بچوں اور دوسرے کمزور لوگوں کی پرورش کیونکر کرتا حقوق کا ادا کرنا دوستی کے تعلقات یہہ سب اُنس کو چاہتے ہیں۔ آج پر میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر یہ سلسلہ بڑھتا جاتا ہے اسقدر میرے تعلقات بڑھتے جاتے ہیں اور متعلقین کا غم اور فکر بڑھ رہا ہے اور ہر روز کسی نہ کسی عزیز یا دوست کی تکلیف کی کوئی نہ کوئی خبر آجاتی ہے تو میں اس سے سخت کرب اور بے آرامی میں رہتا ہوں اور بعض وقت تو یہانتک حالت ہوتی ہے کہ نیند بھی نہیں آتی یہ سچی بات ہے کہ جسقدر تعلقات بڑھتے ہیں اوسی قدر غم اور فکر بڑھتا ہے حضرت عیسے علیہ السلام کا حال لکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں بڑا آزاد ہوں۔ کیونکہ بے تعلق ہوں۔ مگر یہہ کوئی فضیلت اور خوبی نہیں ہے۔ اس سے اخلاق کے سارے شعبے مکمل نہیں ہوتے۔ یہ نقص کی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بچے مرے تھے آپ نے جو ثبات قدم اور رضا بالقضا کا کامل نمونہ دکھایا کسی اور کی زندگی میں کہاں ملتا ہے

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

تمام صداقتیں جو پہلی کتابوں میں پائی جاتی ہیں وہ قرآن شریف میں موجود ہیں مگر زبر الاولین اور کتاب اللہ میں اتنا فرق ہے کہ پہلی کتابوں میں وہ صداقتیں مدلل اور مبرہن نہیں ہیں اور قرآن شریف ان کو مدلل اور مبرہن ..... کرکے بیان کرتا ہے۔

قرآن شریف کی تلاوت کرو مگر عمل کیلئے اور اگر قرآن شریف میں کوئی آیت ایسی با وجود و بہر معلوم ہو اور ایسا نظر آوے کہ اوس پر عمل نہیں ہو سکتا تو یا در کھو ایسا خیال سخت خطرناک ہے اسی وقت استغفار کرو۔ کیونکہ یہ حالت شیطان کی ہوتی ہے جو قرآن شریف اُس کے لئے باعث راحت نہیں ہے۔ پس تم ایک ڈائری بناؤ اور اسمیں وہ تمام باتیں جو تم سنو پڑھو درج کرو۔ اور انپر غور کرو۔ کہ کیا نہیں قرآن کریم سے لذت آتی ہے یا کسی اور کے کلام سے جس سے تمہیں پتہ لگ جاوے گا کہ تم کون ہو۔

قرآن شریف نے دلائل قیامت بیان کرتے ہوئے ایک لطیف دلیل دی اور وہ یہ ہے قل سیروا فی الارض کہدو کہ ان ملکوں کی سیر کرو جہاں انبیاء علیہم السلام جو مصدق قیامت تھے آئے تھے۔ فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین پس تم دیکھو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں سے قطع کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔ یعنے جو لوگ مکذب و منکر قیامت تھے اون کے انجام پر نظر کرو۔ قیامت کا منکر جب قیامت کے قایل کے سامنے بشکل مخالف کھڑا ہوتا ہے اور مقابلہ کرتا ہے تو منکر ہلاک ہو جاتا ہے جس سے مصدق قیامت کے ساتھ تائید الہیٰ ثابت ہوتی ہے اور یہی قیامت کی بین دلیل ہے۔

المودۃ فی القربیٰ اس کے معنے کرتے ہوئے حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ قربیٰ۔ (۱) وہ باتیں جن سے تم مقرب باللہ بنجاؤ میں چاہتا ہوں کہ یہ معنے سب سے مقدم ہوں نعم الدینا (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کے یہہ معنے کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام قریش قریبی رشتہ دار تھے اور ان تمام میں باہم ہمیشہ جنگ و جدال رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمسے کچھ نہیں چاہتا سوائے اسکے تم باہم کی لڑائیاں چھوڑ دو اور آپسمیں محبت کرو (۳) تمام مقربان خدا کے ساتھ محبت کرو۔ المقربین السابقون الاولون من المھاجرین والانصار الایۃ۔ (۴) الغربیٰ جمع الاقارب۔ کنتم بنعمتہ اخوانا۔

اطاعت تین طرح سے ہوتی ہے۔ اول محبّت اطاعت کا ذریعہ ہے۔ محبوب کے حکموں کی فرمانبرداری کی جاتی ہے اور سب سے بڑھکر محبوب خدا ہی ہے۔ دوم۔ خوف بھی ذریعہ اطاعت ہے سب سے زیادہ احکم الحاکمین کا خوف رکھنا چاہیئے۔ اور وہ اللہ جلشانہ ہے۔ سوم۔ اپنا حاجت روا جو ہو۔ ہر حاجت کو پورا کرنیوالا حاجتوں پر پوری خبر رکھنے والا اور حاجتوں کے پورا کرنے پر قادر وہ صرف خدا ہی ہے۔

گناہ سے بچنے کے دو بڑے گُر ہمیشہ یاد رکھو اول ہر وقت دل میں یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال دیکھتا اور جانتا ہے

دوم۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر ایمان لاؤ۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ یعنے جو گناہ ہم پوشیدہ ہو کر کریں گے اللہ تعالےٰ اوسے ظاہر کر دے گا۔

شیطان کبھی کبھی نیکی کے رنگ میں بھی انسان کو بلاکت میں ڈال دیتا ہے ایسے اوراد اور وظائف بنائے جاتے ہیں کہ انسان باجماعت نماز سے بچتا ہے پس انسان کو اپنی نیکیوں کا گمان اور غرور نہیں کرنا چاہیئے اور چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف قوی دئے ہیں اس لئے جوبات اسکو نہیں دی گئی اس کو چاہیئے کہ دوسروں سے لیکر اسکا فائدہ اُٹھاوے اور اسمیں اپنی کسرشان نہ سمجھے اس لئے فرمایا ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ فتنہ کے میں یہ معنے کیا کرتا ہوں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں کندن بنادیتی ہے خدا تعالیٰ کا کوئی فعل عبث اور بیہودہ نہیں ہوتا بلکہ انسان ہی کی بہتری اور بہبودی کے واسطے ہوتا ہے اس لئے اولاد اور مال بھی انسان کو کندن بنادیتا ہے ان کی خبر گیری۔ احتیاط۔ سلوک وغیرہ سے اس کی اخلاقی قوتوں کا نشوونما ہوتا ہے لیکن جس شخص کو ایسا موقع حاصل نہیں وہ ان اخلاق فاضلہ کو کیسے سیکھ سکتا ہے

اخوۃ

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کا ماحصل

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ

سب مومن آپس میں بھائی ہیں۔ پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح۔ محبّت اور نیکی پھیلانے کی کوشش کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمپر رحم کرے ایمان والو! کوئی مرد کسی مرد سے ٹھٹھا نہ کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جسکو ٹھٹھا کیا جاوے وہ ٹھٹھا کرنے والوں سے اچھا ہو اور باہم بھائیوں میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور ایکدوسرے کا چڑ کا نام نہ رکھو۔ کیونکہ ایمان لانے کے بعد ایسا مناسب نہیں ہے۔ اب بھی جو شخص توبہ نہ کرے اور گندی عادتوں کو نہ چھوڑے اللہ کے نزدیک وہ ظالم ہے

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان صفات مذمیمہ سے اجتناب کی ہدایت کی ہے جن کو چھوڑنے کے بغیر کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی اور نہ وہ سچی محبت اور حقیقی اخوت قائم ہو سکتی ہے جو اسلام پیدا کرنی چاہتا ہے اور جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم اور مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عربوں کا یہ حال تھا کہ اُن میں کا ہر فرد واحد اپنے آپ کو فخر سے دیکھتا تھا اور دوسروں کو نہایت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور ایک دوسرے کے ایسے نام رکھتے جو اس کی تذلیل کا موجب ہوتے اور اُس کو چڑانے یا اوس کی کسی خلقی نقص کو ظاہر کرتے۔ یہہ بد عادت اسوقت بھی ہمارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے اور کشمیر میں تو خصوصیّت کے ساتھ بہت ہے میں نے دیکھا ہے کہ وہاں اصل نام سے بہت ہی کم پکارتے ہیں بلکہ کوئی نہ کوئی اور برا نام جو خواہ اس کے قد کے لحاظ سے ہو یا زبان یا کسی اور عضو کے لحاظ سے مگر چڑانے والا ہوتا ہے۔ اسی سے پکارتے ہیں۔

ان باتوں کا نتیجہ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ جھگڑے کینے۔ دشمنی۔ عداوت اور مفسدات ہوتے ہیں جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے ایسی باتیں عربوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر تھیں

جان

لیکن آپ کی قوت قدسی اور قرآن کریم کی پاک تاثیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان عیبوں سے نجات دی اور یہاں تک اون کی حالت بدل گئی کہ اگر کوئی شخص آکر یہہ بھی کہدے کہ فلان شخص نے یہہ گناہ کیا ہے تو دوسرا ہرگز ہرگز یقین نہیں کر سکتا تھا وہ باہم ایسی سینہ صاف جماعت ہوگئی تھی کہ خود اللہ تعالیٰ نے اُن کی نسبت فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل کسی قسم کی دشمنی اور کھوٹ ان کے سینوں میں رہا ہی نہیں وہ باتیں جن سے حقد و حسد اور غیظ و غضب عصہ اور عداوت پیدا ہوتی ہے ان کا مادہ ہی انکے سینوں میں باقی نہیں رہا تھا وہ دنیا میں بھائیوں کیطرح بسر کرتے تھے۔ جیسے فرمایا ہے۔ اخوانا علی سرر متقابلین

اسی آیت پر (جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صفائی باطن و یگانگت اور اخوت کی روشن دلیل اور زبردست شاہد ہے) غور کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی تاثیر صحبت کا زبردست ثبوت ملتا ہے کہ آپ نے انہیں کیسی تبدیلی پیدا کر دی ؛ حقیقت میں یہہ چھوٹی سی بات نہیں۔ بڑی عظیم الشان تبدیلی ہے جس کا نمونہ کسی نبی کی امت اور قوم میں یقیناً نظر نہیں آتا ؛ کیا مسیح کے حواریوں میں یہہ مثال ملسکتی ہے ! کبھی نہیں !

اخوانا علی سرر متقابلین میں غور کرنیسے عجیب مزا آتا ہے۔ دُنیا میں اگر ایسی مجلس ہو تو کسی غریب کو جوتیوں پر بیٹھنا پڑتا ہے اور امیر ہو تو اُسے خاص جگہ پر بٹھلاتے ہیں۔ غرض حسب مراتب نشست کا انتظام ہوتا ہے اور سردار مجلس سے اوپر بیٹھتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے یہہ نظارہ ہی اور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کے شاہنشاہ تھے جن کے برابر کوئی بادشاہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ آپ باوجود اسقدر عظمت و عزت کے جو آپ کو حاصل تھی اپنے خدام کے زمرہ میں جب بیٹھتے تھے تو کوئی امتیاز اور فرق نہ ہوتا تھا اور بسا اوقات ایک اجنبی کو آکر پوچھنا پڑتا تھا۔ ایکم محمد تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تخت یا مسند اپنے لئے الگ نہیں بنائی ہوئی تھی جیسا کہ ادمی دُنیا کے فرزندوں میں رواج ہے یہہ پہلا عملی سبق تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سچی اخوت قائم کرنیکے لئے پڑھایا تھا جب سید الکونین کا یہہ حال ہے کہ وہ درویشوں کے ساتھ مٹی پر بیٹھتا ہے تو اس کے اصحاب کب اپنے آپ کو ایکدوسرے پر فضیلت دے سکتے تھے ؟ علی سرر متقابلین کا لفظ بھی صاف بتا رہا ہے کہ وہ برابر کے درجوں میں ہیں اگرچہ وہ کھجور کے پتوں یا مٹی پر بیٹھے ہوں بلکہ بارش کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (جو جہنڈ نیز ہی تھی اور جسکی چھت بھی مضبوط نہ تھی بلکہ کھجور کی لکڑیاں اور پتیاں تھیں) ٹپک پڑتی تھی اور حضور کا روئے مبارک کیچڑ سے بھر جاتا تھا۔ اب بظاہر گو ایسی جگہ ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا کمال دیا ہے کہ وہ سب کے سب تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں

الغرض میں ذوق کلام میں دور چلا گیا۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے سچی اخوۃ کی تعلیم دی ہے اور جو باتیں اس پاک رشتہ کی راہ میں روک ہو سکتی ہیں ان سے بچنے کی ہدائیت فرمائی۔ مگر اب دیکھنا یہہ ہے کہ یہہ تو صرف حکم ہے۔ یہ کس طرح معلوم ہو کہ اوس پر چلا بھی ؟ اور اس اخوۃ کا کبھی کوئی وجود قائم بھی ہوا ؟ میں اس کے جواب میں کہونگا کہ قرآن شریف کا خدا کی کتاب ہونا اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس کے احکام پر عمل ہوا اور اوس کے نتائج اور ثمرات دکھائے گئے۔ جیسا کہ میں نے ونزعنا ما فی صدورہم من غل کی آیت پیش کرکے دکھائی ہے۔ یہ آیت ثبوت ہے اس حکم کی تعمیل کا۔ یعنے ہمنے ان انتڑیوں کو دھو ڈالا ہے جن میں کینہ ہوتا ہے۔ کینہ میں ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کر دیتا ہے یا ہم بولتے نہیں مگر اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کے اصحاب ایک دوسرے کیطرف مُنہ کرکے بیٹھتے ہیں اور گویا ان جائے بھائیوں کی طرح ایکدوسرے کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔

یہ عظمت اور یہ جلال اور مبارک کی قرآن شریف ہی کی شان کے شایاں ہے کہ جو حکم وہ پیش کرتا ہے اس کی تعمیل اور اُس کے ثمرات اور نتائج کا ثبوت بھی ساتھ ہی دیتا ہے کہ کسی تعلیم کی نسبت یہہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ وہ ناقابل عمل ہے۔ انجیل ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم تو دیتی ہے۔ لیکن کوئی پادری اور مشنری اور بشپ ہمیں بتائے کہ کس وقت یہہ تعلیم زیر عمل آئی ہے کسی زمانہ میں بھی اسپر عمل نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کو ہاتھ میں لیکر دُنیا بھر کی کتابوں کو جھٹلا سکتے ہیں۔ اسلئے کہ انمیں یہہ ثبوت نہیں ہے تورات انجیل اپنی تعلیمات کا کوئی اثر اور نتیجہ ہرگز نہیں دکھا سکتی ہیں۔ ہمنے دیکھا ہے کہ وید کے اندر بڑی بڑی دعائیں مانگی گئی ہیں کہ ہمارے دشمنوں کو ذلیل تباہ کر اور ہمیں یوں برومند کر مگر ویدکی ان دعاؤں کی ناکامی اور نامرادی عملی طور پر ظاہر ہو گئی ہے کہ ہمیشہ سے یہہ لوگ دوسروں کے ماتحت ہی رہے ہے اور وہ غلامی کا رسن جو اون کے گلے میں ڈالا گیا اب تک نہیں کھلا مگر قرآن شریف نے جہاں ایک طرف والفرنا علی القوم الکافرین کی دعا سکھائی دوسری طرف غالب کرکے دکھا دیا اور ملکوں کے ملک عربوں کے زیر نگین ہوتے چلے گئے یہ ایک بین ثبوت ہے قرآن مجید کی حقانیت اور سچائی کا اور دوسری کتابوں کی ناکامی اور نامرادی ہی اُن کے ابطال کیلئے بس ہے۔

جو لوگ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیمات کے اثر اور نتائج کو مشاہدہ کریں اون کو واجب ہے کہ وہ پہلے عربوں کی اس حالت پر اطلاع پیدا کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تھی اور پھر دیکھیں کہ آپ کے آنے کے بعد اسکی حالت میں کیا تبدیلی ہوئی ؟ وہ جاہل تھے عالم بن گئے۔ سراسر تاریکی تھی نور کے فرزند بن گئے۔ بالکل نادار اور درویش تھے۔ دُنیا کے فاتح اور شاہنشاہ بن گئے ان کے رہنے کو مکان اور پاؤں میں جوتا تک نہ تھا۔ لیکن قرآن کریم کی برکت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے۔ ایران۔ شام۔ روم اور ہندوستان۔ چین۔ سپین۔ اور دوسری ولایتوں کے خزانے زمین نے ان کی سامنے اگل دئے ؛ میرے دوستو ! یہ چھوٹی سی بات نہیں۔ ایک قوم ایسی ذلیل۔ کس مپرس۔ گمنام۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے قرآن کریم کے سبب سے اُن کو ایسا درجہ ملا کہ وہ ساری دنیا کے معلم کہلائے۔

دوستو ! عزیزو ! غور کرنے کا مقام ہے کہ وہ کیا بات تھی جس کے اختیار کرنے سے اُن کو یہ عزت اور دولت ملی وہ یہی پاک تعلیم تھی جس کی ہدایتوں نے اون کو پاک کر دیا وہ پہلے بدکاریاں کرتے تھے۔ مگر قرآن کریم کے ماتحت ہوکر پاکباز ہوگئے ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کرتے تھے۔ مگر ایمان لانیکے بعد ایک کی عزت دوسرے کی عزت تھی بلکہ ہر ایک اپنی عزت سے زیادہ دوسرے کی عزت کا پاس کرتا تھا۔ یہ کلید اون کو دی گئی تھی جس سے سارے صندوقوں کے قفل کھل گئے۔

اگر میں اسوقت خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا نہ ہوتا جس میں مضمون کو بہت ہی مختصر کرنا پڑتا ہے تو میں اس اخوۃ کے نمونے آپ کو صحابہ کی سیرۃ میں دکھاتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور قرآن کریم کی پاکیزہ ہدایتوں نے قائم کی تھی۔ میں جب اسلامی تاریخ کو پڑھتا ہوں اور اسی میں صحابہ کی سیرۃ کو دیکھتا ہوں تو بعض اوقات بے اختیار ہوکر وجد کی سی حالت مجھ پر طاری ہو جاتی ہے اور میں کثرت سے درود شریف پڑھنے لگتا ہوں کہ یہ کیسا عظیم الشان انسان ہے اور اس کے پاک انفاس میں کیسی تاثیر ہے کہ ایسی اکھڑ قوم میں یہ حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا اعجاز ہے کہ مادہ پرست قوم کو بھی تسلیم کے سوا چارہ نہیں رہتا ایسے انقلاب

عظیم الشان کی کوئی مثال دنیا میں پیش کرے
اگر وہ اس کے ماننے کے لئے طیار نہیں۔

اس زمانہ میں بھی بھائی بننے کا زور دیا گیا ہے۔ اور **برادرہڈ** کی تعلیم دی جاتی اور اس قسم کی سوسائٹیاں اور مجلسیں بنائی جاتی ہیں۔ جنکے اغراض اخوۃ کا بڑھانا ہے۔ مگر ان انسانی تجویزوں کا نتیجہ کچھ نہیں اس لئے کہ اونمیں وہ روح اور نمونہ نہیں جو اپنی پاک تاثیروں سے اثر ڈال سکے یہ فخر قرآن اور صرف قرآن شریف ہی کو حاصل ہے کہ اُس نے سب سے پہلے اس مسئلہ کو دنیا میں پھیلایا اور نہ صرف تعلیم دی بلکہ بناکر دکھادیا اور پھر بطور امتنان ظاہر کیا۔

کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

دنیا میں سچی اخوۃ قرآن شریف نے قایم کی اور پھر جب قایم ہوگی تو قرآن شریف کے ہی ذریعہ ہوگی اور آج پھر خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ دنیا میں سچی برادری قایم ہو اور اُس کے لئے اُس نے اپنا برگزیدہ امام بھیجا ہے جو اپنے طرز عمل اور پاک نمونہ سے اس رشتہ کو مضبوط کر رہا ہے اسوقت بھی دیکھ لو۔ کہ اس کی نشست کے لئے کوئی خاص امتیاز نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ سب سے نرالا اور ممتاز ہے اور وہ ہر جگہ درخشاں ہے مگر وہ تکلف اور تصنع جو دنیوی مجلسوں میں ہوتا ہے نہیں ہے ایک ہی چٹائی پر آپ اور ایک معمولی آدمی آپ کے پاس بیٹھتا ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر سلطان روم یا خاقان چین بھی ہو تو بھی ایسا ہی ہو غرض یہ اپنے پاک نمونے سے دکھاتا ہے کہ تمکو کیا کرنا چاہیئے۔ پس میں آج پکار کر کہتا ہوں **انما المومنون اخوۃ** مومن بھائی بھائی ہیں۔ تم یاد رکھو کہ یہ آیت گویا اسوقت پھر اتر رہی ہے۔ خدا کا برگزیدہ رسول تم میں موجود ہے۔ اس کے بعد تم میں باہم کوئی عداوت اور کینہ نہ ہو۔ تم میں سے کوئی جو اعلیٰ النسب رکھتا ہے اپنے بھائی کو جسے یہ شرف حاصل نہیں حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے اور استہزا نہ کرے۔ عالم جاہل کو ذلیل نہ سمجھے۔ دولتمند غریب پر نہ ہنسے۔ بڑا چھوٹے پر ظلم نہ کرے۔ غرض تم میں سے ہر ایک ایکدوسرے کی عزت کو اپنی عزت اور اُس کی ذلت کو اپنی ذلت سمجھنے والا ہو۔ کسی کا کوئی بد نام نہ رکھو کسی کے عیب سننے کے لئے طیار نہ ہو۔ جب یہ حالت تم میں پیدا ہوگی تو وہ اخوۃ جو خدا کا برگزیدہ بندہ قائم کرنی چاہتا ہے تم میں پیدا ہوگی۔ ہر وقت دعاؤں میں لگے رہو اور خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق کو مانگو کیونکہ اُس کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا یہ ایک مجرب نسخہ ہے جس سے قوم قوم بنتی ہے تم چاہتے ہو کہ قوم بنو پھر کیا وجہ ہے کہ ان اصولوں کو ترک کرو جو قوم بننے کے لئے ضروری ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ہم ان ہدایتوں پر عمل کریں۔ اور ہم میں سچی برادری قایم ہو۔ آمین۔

واقفیت بڑھانیوالی خبریں

سائنس کے ذریعہ یہ بھی ممکن ہوگیا کہ بہرے آدمی بھی سن سکتے ہیں امریکہ کے ایک ڈاکٹر ہچنسن نے ایک ایجاد کی ہے جو ٹیلیفون کے ضروری اصول پر مبنی ہے اس ایجاد کے ذریعہ آواز کی لہروں میں اسقدر تیزی پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ اون لوگوں کے کانوں میں بھی اثر کرجاتی ہے جنہوں نے آواز کبھی سُنی ہی نہ تھی۔ موجد نے گذشتہ سال انگلستان میں گونگوں اور بہروں کے مدرسوں میں اپنی ایجاد کا تجربہ کرایا۔

برلن کے باغ حیوانات میں ایک قسم کا بندر ہے ’جسے گریلا‘ کہتے ہیں۔ اُسے ایک سیاح ہر اسکلنگ افریقہ سے لایا تھا یہ بندر ہر رات جنگلوں میں جاگتے رہتے ہیں منڈلی باندھ کر گاتے ہیں۔ اگرچہ راگ زیادہ بے سُرا نہیں ہوتا تاہم جو لوگ پہلے پہل سنتے ہیں ان پر ایک جادو کا سا اثر کرتا ہے +

انڈے کی سفیدی پنیر کی آمیزش سے ایک ایسا سریش بنجاتا ہے جس پر خشک ہونے کے بعد آگ اور پانی کا اثر نہیں ہوتا چمڑے کی بیٹھکوں اور جلدوں پر انڈے کی سفیدی ملنے سے چمک اور پائداری آجاتی ہے۔

عرق لیموں اور نمک سے کپڑوں پر سے پھپھوندی اور زنگ کے داغ دور ہوجاتے ہیں اور کپڑے کو ذرا بھی ضرر نہیں پہنچتا۔ دونوں چیزوں کو ملاکر داغ پر لگا دو اور دھوپ میں رکھدو دو تین بار لگانے سے داغ بالکل اُڑ جائینگے +

کناڈا میں ایک شخص اسبسٹاس (ایک معدنی شے) سے ایک لباس بنایا ہے جس میں دستانے۔ ٹوپی۔ بوٹ اور نقاب بھی شامل ہیں۔ اس لباس کو پہن کر آدمی ایسے مکان میں رہ سکتا ہے جس میں آگ لگ رہی ہو اور اُسے ذرا بھی تکلیف اور نقصان نہیں ہوتا۔ نقاب میں ایک آلہ لگا ہے جس کے ذریعہ سے آدمی سانس لے سکتا ہے۔ مگر مضر ہوائیں سانس میں داخل نہیں ہوسکتیں +

فرانس کی بحری فوج کے ایک افسر نے ایک ایسا جہاز ایجاد کیا ہے جسمیں انسان سمندر میں جی متلانے کی سخت آفت سے بچا رہتا ہے۔ جہاز میں دو حصے ہیں نیچے کا کشتی نما حصہ پانی کے بارہ فٹ اندر ڈوبا رہتا ہے۔ اُسمیں انجن اور جہاز چلانے کے آلات ہیں اوپر کے حصہ میں جو پانی سے ۲۰ فٹ اوپر رہتا ہے مسافروں کے لئے کوٹھریاں ہیں دونو حصوں میں آمد رفت کیلئے دو گھرنائیاں ہیں +

انگلستان میں مسٹر جے اسمتھ ریلوے انسپکٹر کے اوپر ایک نہایت دشوار عمل جراحی کیا گیا۔ اُس کے دماغ میں انڈے کے برابر ایک رسولی پیدا ہوگئی تھی جسے کاٹ کر نکالا گیا اگرچہ دماغ میں انڈے کے برابر ایک غار ہوگیا لیکن مریض کو صحت ہوتی جاتی ہے اور یقین کیا جاتا ہے کہ اس عمل کا آئندہ اسکی صحت پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ اسی طرح اٹلی میں ڈاکٹر سیوکی نے ایک شخص گیکلوناجی کے دماغ میں سے اتنی ہی بڑی رسولی نکالی۔ گیکلو دس سال سے بیمار تھا یہانتک کہ رسولی کے باعث وہ دونوں آنکھوں سے نابینا ہوگیا اور اس کی عقل بالکل جاتی رہی اُسکے رشتہ داروں نے تنگ آکر اُسے قید کردیا۔

اوزون (ایک لطیف ہوا) جو ایک قسم کا آکسیجن ہے اُس سے پانی خوب صاف ہوجاتا ہے۔ اسمیں اجرام کے ہلاک کرنیکی صفات موجود ہیں۔ جنسے یورپ و امریکہ کے کیمیا ساز اور ماہرین علم الاجرام خوب واقف ہیں جرمنی کے شہر شٹیٹن میں ذخیرہ آبرسانی کا پانی اس سے صاف کیا جاتا ہے وہاں ایک عمدہ کارخانہ ہے جو بجلی کے ذریعہ ہوا میں سے اوزون کو پیدا کرتا ہے۔ جسے پانی صاف کرنے کے کام میں لایا جاتا ہے۔

مرض گٹھیا کے لئے سانپ کا تیل مفید ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ کے مقام میری لینڈ میں کوئی نصف ایکڑ اراضی میں پہاڑی ٹیلے ہیں جس پر گھنی جھاڑیاں اور گھاس اُگی ہوئی ہے۔ وہاں ۳-۴ فٹ لمبے کوئی ۲۰ ہزار سانپ پائے جاتے ہیں جن کے کاٹے میں زہر نہیں ہوتا تیل نکالنے کی غرض سے اونہیں پکڑ کر کھال اوتاری جاتی ہے اور پھر اون کا قیمہ شوربے کی چربی کیطرح تلا جاتا ہے جس میں سے تیل نکل آتا ہے۔ ہر سال میں ایک پیپا تیل وہاں کے سانپوں سے حاصل ہوتا ہے +

ساری مرضوں کے اجرام کو خاک پرورش کرتی مگر آفتاب کی شعاعیں فنا کرتی ہیں پیرس کی میڈیکل سوسائٹی کی تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ سڑکوں کو جھاڑو سے جھاڑنی کی نسبت پانی سے دھونا بہتر ہے کیونکہ اجرام خاک کے ذریعہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچ کر بربادی پھیلاتے ہیں +

ایک شخص کوپر ہیوٹ نے ایک برقی لیمپ ایجاد کیا ہے جو پارے کی بھاپ سے روشن ہوتا ہے۔ اسمیں سُرخ شعاعیں نہیں ہوتیں۔ اُسکی آنکھوں کو کم تکلیف ہوتی ہے مگر سُرخ شعاعوں کے نہ ہونے سے وہ رنگ جن میں سُرخی ہوتی ہے مٹیالے یا ہلکے بنفشئی معلوم ہوتے ہیں اور کمرے میں لکڑی کا جسقدر سامان ہوتا ہے سبزی مائل نظر آتا ہے۔ اور آدمیوں کی صورتیں سبز اور کہیں کہیں سُرخی کے دھبے سے ہوئے معلوم ہوتے ہیں

اڈرینلین ایک دوا ہے جو دل کی حرکت پر اختیار رکھتی ہے اُسکا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ وہ نکسیر (ناک سے خون بہنے) کو روک دیتی ہے۔ ڈاکٹر ایچ ویلز نے ایک مریض کی ناک میں ایک حصہ اڈرینلین

مضمون دعا کی تفہیم

۱- دعاؤں کی قبولیت کا ایمان ہر ایک انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ سعید دل میں یہ ایمان زندہ رہتا اور ہر ایک چھوٹی بڑی ضرورت کے وقت اُن کو کامل یقین کے ساتھ خدا کی طرف جھکاتا ہے برعکس اس کے سعید مومن کی یہ ایک بڑی پہچان ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے خدا کی نصرت مغفرت اور رحمت کا طالب بنا رہے۔ جسقدر انسان دنیا پرست غافل اور جناب الٰہی سے دور ہوتا جاتا ہے اُسی قدر یہ ایمان ضعیف اور بیجان ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پرلے درجہ کے بدبخت لوگوں میں بلا انتہا درجہ کے دُکھ اور مصیبت کے ظاہر نہیں ہوتا۔

چنانچہ یہ ایمان نیک و بد لوگوں میں مختلف درجوں پر ہم شب و روز خود مشاہدہ کرتے ہیں کوئی قوم تو کیا کوئی فرد بشر بھی ایسا نہیں جو ایک نہ ایکوقت اپنے خدا سے امداد و مشکلکشائی کا خواستگار نہ ہوتا ہو اس کی تمثیلات سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے ایک طرف انبیاء علیہم السلام اور اون کے سچے تابعین کا گروہ ہے جو بات بات میں اپنے رب سے دعائیں مانگتا ہے۔

حاملان عرش پکارتے ہیں ربنا وسعت کل شیئًا رحمۃ وعلماء اے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرا علم ہر ایک شے میں پھیلا ہوا ہے آدم علیہ السلام کی دعا ہے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اے ہمارے رب ہمنے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور تباہ ہوجاویں نوح علیہ السلام دعا کرتے ہیں۔ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ اے میرے رب تو زمین پر کافروں کا کوئی گھر نہ رہنے دے۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے رب اجعل ھذا البلد امنا وارزق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللہ والیوم الاخر۔ اے میرے رب تو اس شہر مکہ کو باامن بنا اور اُس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھیں ان کو پھلوں کا رزق دے شعیب علیہ السلام کی دُعا ہے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق اے ہمارے رب تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق حق فیصلہ کر دے صالح کی دعا ہے ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین اے ہمارے رب تو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد میں سے قرۃ العین عطا کر یونس کہتے ہیں رب انی ظلمت نفسی اے میرے رب تحقیق میں نے ہی اپنے نفس پر ظلم کیا حضرت سلیمانؑ کی دعا ہے رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی۔ اے میرے رب تو میری مغفرت کر اور مجھکو ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ پہنچ سکے حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا ہے ربنا انزل لنا علینا مائدۃ اے ہمارے رب تو ہم پر ایک خوان نازل کر۔ اصحاب کہف کی دعا ہے ربنا اتنا من لدنک رحمۃ اے ہمارے رب تو ہم پر اپنی جناب سے رحمت بھیج۔ ان کے علاوہ اور ہزارہا متفرق دعائیں ہیں جیسے ربنا انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا الغرض ربنا اور ربی کی پکار سے تمام قرآن بھرا ہوا ہے دوسری طرف دنیا پرستوں بدکاروں اور ملحدوں کا گروہ ہے جس کی مثال فرعون اور اُس کا گروہ ہے۔ شدت مصیبت کے وقت وہ بھی موسٰے علیہ السلام سے دعا کے خواستگار ہوتے ہیں ....

.... پھر ایک عام مثال کے طور پر قرآن مجید فرماتا ہے اذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فلما نجھم الی البر اذا ھم یشرکون جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تب اللہ کو دینی اخلاص کے ساتھ پکارتے ہیں مگر جب ہم اون کو صحیح سلامت خشکی پر پہنچا دیتے ہیں تب فورًا شرک کرنے لگتے ہیں۔

۲- دعاؤں کی قبولیت سے معرفت ترقی پکڑتی اور ایمانی اصول یقینی صورت میں متبدل ہو جاتے ہیں۔

جب ایک مومن بندہ اپنے رب کو کسی ضرورت یا کسی مشکل کے وقت پکارتا ہے تب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سُن رہا ہے پھر اور زیادہ امید خلوص اور عجز کے ساتھ پکارتا ہے تب یہ احساس اور بھی تیز ہو جاتا اور اسکو اپنی دعاؤں میں زیادہ پرجوش بنا دیتا ہے آخر کار رب العالمین جو ارحم الراحمین ہے کمال فضل اور رحمت کیساتھ اُس کو خواب یا الہام کے ذریعہ سے جواب دیتا ہے یہ جواب ایسا تسلی بخش ہوتا ہے کہ سائل کو ایسا یقین کامل ہو جاتا ہے جیسا کہ حواس ظاہری کے احساس پر۔ یعنی جسقدر آنکھوں سے دیکھی ہوئی شے یا کانوں سے سُنی ہوئی آواز کے واقعی وجود پر پورا یقین ہوتا ہے ویسا ہی اس باطنی اطلاع کی صداقت پر کامل بھروسہ ہوتا ہے۔ جب بار بار اپنی دعاؤں کے جواب میں یقینی امور مشاہدہ کرتا ہے تب باری تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے عجیب عجیب خواص اُسکو معلوم ہوتے جاتے ہیں۔ اپنے تجربہ سے وہ دیکھتا ہے کہ کن کن باتوں سے خدا خوشنود ہوتا اور کن کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ کن حالتوں میں اس کی دعا کو جلد تر قبولیت حاصل ہوتی ہے اور کن حالتوں میں دیر میں اور حالتوں میں کوئی جواب نہیں ملتا اس طرح پر تمام اصول شریعت اور حقیقت واقعی طور پر معلوم ہوتی جاتی ہے۔ صفائی علوم کے ساتھ اخلاص محبت وفا صبر شکر رضا اور تسلیم کی قوتیں بھی ترقی پکڑتی ہیں اور وہ خوب سمجھتا ہے کہ ایکوقت خدا تعالےٰ سے مانگنے کا ہے اور ایک وقت اُس کی رضا پر صبر و شکر کرنے کا ایک وقت اُس کے انعامات سے مسرور اور ممتاز ہونے کا ہے اور ایکوقت ابتلاؤں میں وفاداری اور تسلیم ظاہر کرنے کا۔ الغرض ایسا مومن اپنے خدا سے بار بار ملتا ہمکلام ہوتا اور دین کے راستوں میں بیناؤں کیطرح چلتا ہے برعکس اسکے جو مقبول نہیں وہ خدا سے دور ہے اور دین کے راستوں میں اندھوں کی طرح چلتا ہے۔ اسطرح یہ دعاؤں کا سلسلہ حصول رشد و سعادت کا موجب ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون ○ اگر میرے بندے تجھ سے میری بابت سوال کریں پس ان کو جواب دے کہ میں قریب ہوں۔ دعا کرنیوالا جب مجھے پکارے میں اس کو قبول کرتا یا جواب دیتا ہوں پس میرے بندوں کو چاہیئے کہ مجھسے دعائیں مانگا کریں اور مجھپر ایمان رکھیں تاکہ وہ رشد حاصل کریں۔ یہ یاد رہے جیسا کہ ہم تمہید میں بیان کر آئے ہیں کہ قبولیت دعا کے واسطے صحت ایمان استغفار توبہ صبر اور عجز و نیاز ضروری ہیں۔ چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ لفظ عبادی سے اپنے بندوں کو مخاطب کرکے اپنی قریب اور مجیب ہونیکا اظہار فرماتا ہے اور دعا کرنیوالے کو لفظ الداع سے عام نہیں رہنے دیا بلکہ الف لام سے مخصوص کر دیا ہے اور آیات قرآنی اس مسئلہ کو اور زیادہ واضح کرتی ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ط ان ربی قریب مجیب ○ خدا سے استغفار کرو اور اُس کی طرف جھک جاؤ کہ تحقیق میرا رب قریب اور مجیب ہے ایک اور مقام پر ارشاد ہے یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ط ان اللہ مع الصابرین۔ اے مومنوں اللہ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہا کرو کہ تحقیق اللہ صابرین کے ساتھ ہے +

۳۔ صفات باری تعالیٰ میں سے اجابت دعا ایک ایسی صفت ہے جو غفور رحیم اور مغفرت کا مظہر بنتی اور اولیاء کرام کی زندگی میں عجیب در عجیب کرشمہ دکھلاتی

امام الوقت مسیح موعود و مہدی مسعود اپنے رسالہ برکات الدعا میں فرماتے ہیں "اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اُسکے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اُس کی رُوح آستانہ پر سر رکھدیتی ہے اور قوت جذب جو اُس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جلشانہ اُس کام کے پورا کرنیکی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر اُن تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اُس مطلب کے حاصل ہونیکے لئے ضروری ہیں مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کیلئے ضروری ہوتے ہیں اُس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کیلئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جسقدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلا رہے انکا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اُس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور کسی کان نے سُنا کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟۔

وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اُس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامتہ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد"

قرآن مجید سے تاثیرات دعا کی بابت یہاں تک ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مصائب میں گرفتار ہوتا ہے یا کوئی قوم خراب حال ہو جاتی ہے اس مصیبت اور تباہی کے وقت جو دعائیں زار زار اور بے اختیار اون کے مونہوں سے نکلتی ہیں وہ ایک نہ ایک وقت ضرور اپنا اثر کرتی اور زمانہ کا تختہ پلٹ دیتی ہیں یہی سلسلہ دعا ہے جو مغلوب کو غالب اور زیردست کو زبردست بنا دیتا ہے۔ اور عروج اور غلبہ کے وقت میں عموماً لوگ لاپرواہ متکبر سرکش اور ظالم بن جاتے ہیں اس لئے دعائیں اون سے چھوٹ جاتی اور یہہ لاپرواہی اُن کے زوال کا موجب بنتی ہے برعکس اس کے جو لوگ تباہی اور مظلومیت کی حالت میں ہوتے ہیں وہ عموماً کثرت سے اپنے خدا کو پکارتے ہیں اس لئے آخرکار اُن کی آہ و زاری مقبول ہو کر عروج کا باعث بن جاتی ہے یہہ سلسلہ عروج و زوال کا کنبوں خاندانوں اور قوموں میں اس کثرت سے دیکھا جاتا ہے کہ یہہ بات ضرب المثل ہو گئی ہے "ہر بات کا انت ہے" یعنی انتہائے زوال کے بعد عروج اور انتہائے عروج کے بعد زوال شروع ہو جاتا ہے اصل راز اس شخصی اور قومی عروج و زوال کا دعا اور غنا ہے کسی بزرگ کا شعر ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

قرآن مجید ان تصرفات الٰہیہ کی نسبت اس طرح پر فرماتا ہے۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللہ ۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی سُنتا ہے جس وقت وہ اُس کو پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا اور تمکو زمین کے خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مصیبت کا دور ہونا اور زمین میں عروج پانا اضطراری دعاؤں سے شروع ہوتا ہے یہ تمام قدرت اللہ کو ہے جس کے سوائے اور کوئی معبود نہیں اور یہہ مسئلہ بھی ایک صاف اور بدیہی کہ ہر ایک انسان اپنے عقل سے سوال کرکے اس نتیجہ کو پہنچ سکتا ہے اسی واسطے یہ تمام حقیقت سوال کی صورت میں بیان فرمائی گئی ہے تاکہ ہر ایک سمجھدار آدمی خود سوچے اور سمجھے۔

(۴) جو لوگ دعائیں نہیں مانگتے وہ سخت غافل بیدین اور بدکار ہو جاتے اور اون کو تعلقات باطنی سے محروم رہجاتے ہیں جو مومن بندہ کے واسطے رفع الی اللہ اور ازدیاد تقرب کا موجب ہوتے ہیں۔ جو شخص خدا سے کچھہ نہیں مانگتا وہ عبودیت کی حقیقت اور رب العالمین کی رحمت و فضل سے ناآشنا محض ہے انسان کی کیا حقیقت ہے جو اپنے رب سے لاپرواہ بنا رہے ہم ظاہری سلسلوں میں بھی جو باطنی قواعد کا نمونہ ہیں یہی دستور دیکھتے ہیں کہ جو ماتحت اپنے افسر کو حقیر یا بے اختیار یا بخیل یا موذی خیال کرکے اُس سے کسی قسم کے فیض کی امید نہ رکھے اور نہ کبھی اُس سے کوئی سوال کرے بلکہ سوال کو لاحاصل ہتک خیال کرتا رہے وہ کبھی اپنے افسر کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا اور اُن تمام فیوض سے محروم رہجاتا ہے جو اُسکی نسبت حسن ظن رکھنے اچھی خدمات کرنے اور دلجوئی کرنے سے حاصل ہو سکتے تھے اور عموماً لاپروائی بڑھتے بڑھتے تنفر کو پہنچ جاتی ہے جو مخالفت اور نقصانات کا موجب ہوتی ہے پھر جب ایک ناچیز انسان اپنی لیاقتوں اور قوتوں پر متکبر اور سرکش بنا رہے اور رب العالمین کی کچھ حقیقت نہ سمجھے نہ اُس سے دعاؤں کی قبولیت کا یقین کرے اور نہ اُس سے فیوض و انعامات کی توقع رکھے تو پھر اوس کا کیا دین اور کیا ایمان ہے اور خداوند عالم کو اُسکی کیا پرواہ ہے عموماً دنیا پرستوں جاہلوں غافلوں متکبروں اور بدکاروں کا یہی حال ہوتا ہے کہ اپنی کمائی پر مست عیش و تنعم میں غرق اور دنیاوی شغلوں میں خدا سے بیخبر رہتے ہیں پھر رب العالمین کو کچھہ نہیں سمجھتے اور محض حیوانی زندگی بسر کرتے ہیں کہ گاؤ خر کی طرح سوائے شکم سیری کے کچھہ خیال اُن کو نہیں آتا بلکہ حیوانوں سے بھی برے ہو جاتے ہیں قرآن مجید میں نوح علیہ السلام ایسے غافلوں اور بدکاروں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں مالکم لا ترجون للہ وقارا تمھیں کیا ہو گیا کہ اللہ سے بڑی بڑی امیدیں نہیں رکھتے ایک اور جگہ پر اللہ جلشانہ فرماتے ہیں۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم لوگو اگر تم دعائیں نہ کرو تو میرے رب کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔ پھر ایک اور جگہ پر قرآن کریم فرماتا ہے انلزمکموھا وانتم لھا کارھون کیا ہم تمہارے شامل حال وہ انعامات اور برکات کر دیں جن سے تم کراہیت کرتے ہو۔

تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح

جیساکہ پہلے سے اعلان ہوچکا تھا ۱۵۔ مئی ۱۹۰۳ء تعلیم الاسلام کالج کے افتتاح کے لئے مقرر کیگئی تھی لیکن چونکہ اس کے افتتاحی جلسہ میں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرکت بغرض برکت ضروری تھا اور تاریخ مقررہ کے قریب بندگان عالی کی طبیعت بہ نصیب اعدا ناساز تھی ڈائرکٹر صاحب نے ضروری سمجھا کہ کالج کی افتتاحی تاریخ کو ۲۸۔ مئی ۱۹۰۳ء تک ملتوی کردیں چنانچہ افتتاحی جلسہ کے لئے یہ تاریخ مقرر کی گئی +

قبل ازیں کہ ہم ناظرین کو افتتاحی جلسہ کی رویداد سے آگاہ کریں ہم اس امر کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ افسوس ہے ہم اس روز دارالامان میں موجود نہ تھے۔ بلکہ اپنے مجوزہ سفر پر تھے۔ اس لئے ہم جو کچھ لکھتے ہیں یہ ان نوٹوں کی بنا پر ہے جو ہمارے سپیشل رپورٹر نے کئے یا ہمارے بعض معتبر احباب نے مفصل بیان کئے

افتتاحی جلسہ کی خصوصیات

تعلیم الاسلام کالج کے افتتاحی جلسہ کا اعلان پڑھ کر ممکن ہے ہمارے ناظرین کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ ہمارے کالج کا افتتاح بھی اسی قسم کی ایک رسم ہوگی جو عام طور پر آج دنیا میں پھیلی ہوئی ہے کہ ایسے جلسوں میں بڑے دنیا دار اور دنیوی ترقی کے خواستگار جمع ہوتے ہیں اور کسی بڑے مقامی افسر کو جلسہ میں بلایا جاتا ہے اور زمانہ کی عرفی طریق کے موافق (قطع نظر اسکے کہ وہ طریق مذہبی قوانین اور ہدایات کے مخالف ہے یا موافق) چند خاص رسوم ادا کی جاتی ہیں اور بعض مختصر سی تقریروں اور من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو پر عمل کرنے والے ریزولیوشنز کے بعد تھوڑی سی امور کیطرف توجہ کیجاتی اور کچھ کھاپی کر جلسہ برخاست ہوجاتا ہے۔ مگر ہم نہایت ہی خوشی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ یقیناً کل ہندوستان بھر بلکہ کل دنیا میں اسوقت یہ پہلا کالج کھلا ہے جو عرفی رسومات افتتاحی سے بالکل منزہ سمجھنا چاہیئے +

برٹش گورنمنٹ کے بیدار مغز حکام اگرچہ ایسے جلسوں میں نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ شریک ہونے اور ہر طرح سے اپنی رعایا کو نیک کاموں میں مدد دینے کے لئے آمادہ پائے جاتے ہیں اور اگر ہم اپنے کالج کے افتتاح پر اپنے معزز حکام کو دعوت دیتے تو وہ تکلیف اوٹھا کر بھی ضرور شریک ہوتے لیکن ایک قومی اور مذہبی کالج کے افتتاح پر (جسکی اعلیٰ و اول غرض اسلام کی عظمت کو پھیلانا اور مذہبی تعلیم کی عام اشاعت ہے) مقامی حکام کی شمولیت محض تکلف اور بناوٹ سمجھی جاتی اور فی الحقیقت ایک حد تک ایسا ہی ہوتا ہے اس لئے ہم نے ضروری نہیں سمجھا کہ ظاہرداری کے رسومات کو ادا کر دیا جاوے پس اس جلسہ کے خصوصیات میں سے پہلی خصوصیات یہ تھی کہ اسمیں نمائشی اور تکلف کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ نہ اسمیں دعوت کے کارڈ جاری ہوئے نہ اس میں کسی پارٹی کا اہتمام کیا گیا بلکہ سیدھے سادے طریق محض دعا کے لئے ایک جلسہ کیا گیا۔ یہ افتتاحی جلسہ دراصل دعا کا جلسہ تھا۔ طالبعلموں پروفیسروں اور دوسرے کارکنوں کو ہدایت کا جلسہ تھا۔

جلسہ کا مکان اور اُس کا سامان۔

۲۸۔ مئی ۱۹۰۳ء کو جو افتتاح کالج کی تاریخ مقرر ہوئی تھی ساڑھے چھ بجے کے بعد احاطہ سکول میں بورڈنگ ہوس اور اس کے درمیانی میدان میں ایک شامیانے کے نیچے جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا اور یہ انتظام ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کی زیرنگرانی مدرسہ کے اوستادوں اور طالب علموں کی متفقہ کوشش سے کیا گیا تھا۔ شمالی جانب ایک عارضی چبوترہ بنایا گیا تھا جس پر اراکین مدرسہ اور دوسرے معزز احباب کیلئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں اور جنوب کی طرف ایک میز رکھی گئی تھی جس پر دائیں طرف قرآن کریم اور بائیں جانب کرہ ارض رکھا گیا تھا۔ میز کے سامنے طالب علموں کی ورزش کیلئے ایک ستون کھڑا تھا اور اوپر شامیانہ تھا۔

اس نظارہ کا تصور کرکے ہمیں جسقدر خوشی ہوئی ہے اُسے ہم الفاظ میں ادا نہیں کرسکتے اور پھر یہ خوشی اور بھی دوبالا ہوگئی جب حضرت حکیم الامت کی تقریر کا موضوع یا محرک یہی نظارہ پایا۔ یہ تو ارادہ تھا جو ہم کو حضرت حکیم الامت سے ہوا

قرآن کریم اور کرہ ارض سے سبق۔

اس نظارہ کے متعلق حضرت حکیم الامت نے جو کچھ فرمایا وہ آپکی تقریر میں ملاحظہ کریں گے لیکن میز پر کے قرآن کریم اور کرۂ ارض سے جو سبق ہم کو تصویری زبان میں دیا گیا۔ اس کو ہم ضرور پیش کرنا چاہتے ہیں معزز ناظرین! اس سے وہ مقصد ثابت ہوتا ہے جو ہمارے اس کالج کے پیش نظر ہے اور اس کے ہر طالب علم اور پروفیسر کا ہونا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی عظمت کو روئے زمین پر قائم کرو۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اس عظمت کو ہم قرآنی تعلیم کی علمی اور عملی اشاعت سے کرسکتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ کسقدر لوگ اس نتیجہ پر پہنچے ہونگے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ اصل غرض یہی تھی اور ہے

اعلیٰ حضرت کی شمولیت کا سوال۔

اس جلسہ کی اصل غرض تو صرف یہ تھی کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قدم رنجہ فرماکر دعا کریں اور اگر ممکن ہو تو حسب حال کچھ زبان فیض ترجمان سے ارشاد بھی فرماویں۔ اور حضرت اقدس اس جلسہ میں بڑی خوشی کے ساتھ شریک ہونے کے لئے طیار بھی تھے۔ مگر آج جلسہ کے وقت نصیب اعدا آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور آپ تشریف نہ لاسکے چنانچہ آپ نے نیابتاً حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کو بھیجا اور آپ نے عین اس انتظار میں جبکہ سب کی نظریں دروازے کی طرف اپنے محبوب و مولا آقا کے استقبال کیلئے لگی ہوئی تھیں آکر مندرجہ ذیل پیغام دیا اگرچہ اراکین مدرسہ اور احباب حاضرین جلسہ کو اس لحاظ سے کہ ان کا سید و مولا امام اونکے اس تقریب پر شریک نہیں ہوسکا اور وہ بھی ناسازی طبیعت کی وجہ سے اضطراب اور افسوس ہوا۔ مگر اس پیغام کو سُنکر وہ اذلبس محظوظ ہوئے کہ جو آپکی شمولیت سے مقصود تھی اس کے پورا ہونیکی یہہ بہترین راہ ہے بہرحال حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے کھڑے ہوکر اعلیٰ حضرت کا پیغام سُنایا اور یہی تقریر اس جلسہ کی افتتاحی تقریر کہنی چاہیئے۔

فرمایا حضرت اقدس نے مجھے ایک پیغام دیکر روانہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے اسوقت حضرت خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس جلسہ میں تشریف آوری کیلئے عرض کیا تھا آپ نے فرمایا ہے کہ اسوقت بیمار ہوں حتیٰ کہ چلنے سے بھی معذور ہوں لیکن وہاں حاضر ہونے سے بہت بہتر کام یہاں کرسکتا ہوں کہ ادھر جسوقت افتتاح کا جلسہ شروع ہوگا میں بیت الدعا میں جاکر دعا کرونگا"

یہ کلمہ اور وعدہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کا بہت ہی خوش کن اور امید دلانے والا ہے اگر آپ خود تشریف لاتے تو بھی باعث برکت تھا اور اگر آپ نہیں لائے تو دعا فرماوینگے اور یہ بھی خیر و برکت کا موجب ہوگی"

اسقدر تقریر کے بعد حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کرسی پر بیٹھ گئے۔

صدر مجلس

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف نہ لانے کی وجہ سے حضرت حکیم الامت صدر مجلس قرار دئے گئے اور پھر باضابطہ کارروائی شروع ہوئی۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی پیام رسانی کے بعد عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس اعظم مالیرکوٹلہ ڈائرکٹر تعلیم الاسلام کالج نے کھڑے ہوکر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

ڈائرکٹر صاحب بہادر کی تقریر۔

جناب میر مجلس و حضار جلسہ! میں اسوقت کالج کے افتتاح کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں مگر علالت طبع کے باعث زیادہ دیر نہ بول سکوں گا۔

سب سے اوّل ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ جسکا ہمپر

احسان ہے اور جس کے محض فضل سے سب کام چل رہے ہیں یہ اسی کا فضل ہے کہ ہمیں اس سلسلہ میں داخل ہونے کی ہدائیت ہوئی اور اس آخری زمانے کے آخری امام یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کی توفیق دی اور پھر اُس کے سائہ عاطفت میں ہمیں جگہ دی۔ خدا کرے کہ ہم کامل طور پر اتقین میں سے ہو جاویں۔ (آمین)

اس کالج کی غرض عام طور پر یہہ نہیں ہے کہ مروجہ علوم دنیاوی کی تعلیم ہو اور اسے صرف ذریعہ معاش بنایا جاوے یا سمجھا جاوے بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ ایک عالم اس پاک سلسلہ کی تعلیم سے مستفید ہو جو کہ خدا نے قایم کیا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ مروجہ علوم دنیا کا کچھہ حصہ اس میں ضرور ہے مگر اس سے بھی یہی غرض ہے کہ وہ مروجہ علوم دینی علوم کے حاصل کرنے میں بطور خادم ٹھیریں اور اسطرح پر اللہ تعالے کی معرفت میں مدد ملے۔ ورنہ اصل غرض دین اور صرف دین ہی کی تعلیم ہے جو علمی اور عملی طور پر دینا مقصود ہے یہہ تو کالج کی عام غرض ہے جس سے ہم ایک قوم بنانا چاہتے ہیں اور ایک قومی غرض بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی احمدی جماعت کے کمسن بچے ابتدا سے دینی علوم سے واقفیت پیدا کر سکیں اور عملی حصہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیضان صحبت سے فائدہ اٹھاویں اور پڑھے ہو کر اس پاک چشمہ سے ایک عالم کو سیراب کرنیکا ذریعہ بنیں جس سے وہ خود سیراب ہو چکے ہیں۔

میں یہہ بھی عرض کرنا چاہوں کہ کالج کی موجودہ حالت سب احباب پر بخوبی ظاہر ہے۔ آجتک اسکے کارکنوں نے اسکی بہتری اور بہبودی کیلئے جو کچھہ کیا ہے اور جو مفید نتائج اور ترقیاں اسکو [illegible] ہوئی ہیں وہ کسی انسانی طاقت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ سب کچھہ محض خدا تعالے کے فضل سے ہوا ہے [illegible] کو کھلے ہوئے پانچسال ہوئے کہ جنوری ۱۸۹۸ء کو پرائمری سکول کھلا تھا اسکے [illegible] ۱۸۹۸ء کو مڈل تک ترقی دی گئی پھر فروری ۱۹۰۰ء میں ہائی سکول ہوا۔ اب اس امر کے اظہار کی خوشی ہے کہ آج وہ دن ہے کہ ہم آج کالج بنا رہے ہیں یہ ایک فوق العادۃ ترقی ہے جو حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

علیگڈھ کالج ہندوستان میں بڑا کالج ہے۔ مگر اسنے ابھی اسطرح ترقی نہیں کی۔ ہم اپنے کالج کی آئندہ ترقیوں کی بھی اسی سرعت سے امید رکھتے ہیں جو اسوقت تک خدا کے فضل سے ہوئی ہیں کیونکہ جیسا کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ذکر کیا حضرت اقدس [illegible] دعاؤں کا وعدہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات سے [illegible] حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کو [illegible] کیا ہوا ہے۔ ہم خدا کے فضل سے امید کرتے ہیں کہ یہہ کالج بہت جلد ایک یونیورسٹی ہوگا اور کل دنیا اور احمدی جماعت کے لئے خصوصًا مفید دار العلوم ثابت ہوگا۔

اگرچہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور وہی انکو چلا رہا ہے۔ مگر تاہم ظاہری اسباب کے لحاظ سے طلباء اور اون کے والدین کو اسطرف بہت متوجہ ہونا چاہئے اور اس ثواب کے موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے گو کہ یہہ کالج خدا کے فضل سے چلیگا اور خدا کے صادق بندے مسیح موعود کی دعاؤں سے نشوونما پائے گا مگر تاہم بدیں خیال کہ ہر ایک اس کار خیر کے ثواب میں حصہ لیوے کہا جاتا ہے کہ وہ مالی امداد دیں۔

اسقدر تقریر فرما کر جناب ڈاکٹر صاحب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور عالیجناب حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

حضرت حکیم الامت کی تقریر

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ

اما بعد ہم تو ہر روز تمکو وعظ سناتے ہیں اور سارا دن اسی میں صرف ہو جاتا ہے قرآن شریف کا وعظ بھی خدا کے فضل سے مستقل طور پر جاری ہے مگر اس وقت خصوصیت سے مجھے ارشاد ملا ہے کہ کچھہ سناؤں تمہید کی ضرورت نہیں ہے اسوقت یہہ نظارہ سامنے موجود ہے۔ ایک طرف قرآن شریف اور دوسری طرف کرۂ ارض پڑا ہوا ہے پھر اوپر سائبان ہے۔ اور ایک طرف وہ لمبی لکڑی ہے۔ یہی مضمون کافی ہے۔ انسان کو خدا نے بنایا ہے۔ اور اس کے اندر اس قسم کی اشیاء رکھی ہیں کہ اگر ان سب کا نشوونما نہ ہو تو پھر وہ انسان انسان نہیں رہتا ایک ذلیل مخلوق ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ان خدا کی عطا کردہ قوتوں کا عمدہ نشوونما ہو تو وہی انسان خدا کا مقرب بن سکتا ہے اور اُس کے یہی ذرائع ہیں جو تمہارے سامنے ہیں (قرآن کریم کی طرف اشارہ کر کے) یہ پاک کتاب جب نازل ہوئی اسوقت ساری دنیا میں اندھیر تھا۔ عرب خصوصیت سے ایسی حالت میں تھا کہ کل دنیا کا وبراست ہو جانا آسان مگر اس کا سدھرنا مشکل سمجھا جاتا تھا یرمیا نبی کے نوحہ میں یہہ ایک فقرہ موجود ہے جس میں وہ اپنی قوم کو نصیحت کرتا ہے کہ تمنے سچے خدا کو چھوڑ دیا۔ دیکھو تمہارے پاس عرب موجود ہیں وہ جھوٹے خداؤں کو نہیں چھوڑ سکتے لیکن یہ ایک کتاب ہے جس نے ان عربوں کو ایسا بنایا اور وہ فرشتہ ہی کہ وہ دنیا کے ہادی۔ مصلح۔ نور اور ہدائیت بنگئے اس کا ذریعہ صرف قرآن کریم ہی تھا جو ان کے واسطے شفا۔ نور۔ اور رحمت ہوا۔

قرآن کریم کا دائیں جانب ہونا تمہارے لئے خوش قسمتی کی فال ہے اور یہ وہی کتاب ہے جو کہ دائیں جانب ہونی چاہیئے اُس سے یہ تفاول ہے کہ تمہارے دائیں ہاتھ میں ہو (کرۂ ارض کی طرف اشارہ کر کے) دوسری طرف یہ ہے جسپر زندگی چل رہی ہے۔ کتاب اللہ میں بھی اس کی ترتیب اسی طرح سے ہے کہ اول آسمان کا ذکر ہے تو پھر زمین کا موجودہ ضرورت کے لحاظ سے تمکو اس قرب الٰہی کے حاصل کرنیکی ضرورت ہے۔ جس سے عرب کی نابود ہستی بود ہو کر نظر آئی وہ ذریعہ قرآن کریم ہے کہ جس سے اس کرہ پر انکو حکمرانی حاصل ہوئی تھی۔ اسوقت اوس کے بڑے حصہ ایشیا اور افریقہ اور یورپ ہی تھے جنکو مخلوق جانتی تھی اور اس قرآن کی بدولت ان معلوم حصص پر ان کی حکمرانی ہوئی مگر اس کے ساتھ ہی اصلی جز فضل الٰہی کا سائبان بھی اُنپر تھا۔ ورنہ قرآن تو وہی موجود ہے اور اسوقت اہل اسلام کی تعداد بھی اسوقت سے اضعاف مضاعفہ ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پڑھے لکھوں کی تعداد ۵۳ سے زیادہ ہرگز نہ تھی۔ خطرناک قوم کے مقابلہ پر سخت جنگ کیحالت میں ۳۱۳ سے زیادہ سپاہی نہ تھے غزوہ خندق میں ۷۰۰ تھے اب باوجود اس کے کہ اسوقت سے بہت بہت زیادہ تعداد موجود ہے مگر وہ بات نہیں ہے نہ وہ عزت نہ آبرو نہ اندرونی خوشی نہ بیرونی تو اس بات کی جڑ یہ ہے کہ اوس زمانہ میں جسوقت قرآن نازل ہوا اسکی قدر کی گئی اسکو دستور العمل بنایا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل عرب جو اوّل کچھہ نہ تھے پھر سب کچھہ بن گئے۔ قرآن شریف کے ابتدائی الفاظ میں لکھا ہے ذالک الکتاب لا ریب فیہ نبی کریم صلعم نے اس کتاب کا ادب اس طرح سے کیا کہ آپ کے زمانہ میں سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب نہ لکھی گئی اسوقت بھی خوش قسمتی سے وہی کتاب موجود ہے۔ اگر کوئی اور بھی اسوقت کی لکھی ہوئی ہوتی تو پھر یہ جوش نہ ہوتا یا خدا اور کوئی راہ کھول دیتا۔ غرضیکہ اس کتاب کی عزت سے فضل الٰہی کا وہ سایہ قایم ہوا۔ جیسے اسوقت تم لوگ آسائش سے بیٹھے ہو سائبان تمپر ہے دھوپ کی تپش سے محفوظ ہو۔ اس طرح وہ لوگ جو کہ جنگلوں میں اور دور دراز بلاد میں رہتے تھے۔

وہ اس کے ذریعہ سے امن کی زندگی بسر کرنے لگے تمام ترقیوں عزت اور حقیقی خوشی کی جڑ یہ کتاب ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہم اس (کرۂ ارض) پر حکمرانی کرتے ہیں اور اسی کے ذریعہ سے فضل الٰہی کا سایہ ہم پر پڑ سکتا ہے۔ یہ نہ خیال کرو کہ ایرانی سلطنت ایسی راحت میں ہے ہرگز نہیں۔ جسقدر وہ اس کتاب سے دور ہے اسی قدر اسمیں گند ہے۔ مگر تمکو اپنا تو پتا علم نہیں ہے۔ بڑے بڑے لائق۔ چالاک اور پھرتی سے بات کرنیوالوں کے ساتھ تاجیزی کیحالت میں میرا مقابلہ ہؤا ہے مگر اس قرآن کے ہتیار سے جب میں نے اُنسے بات کی ہے تو ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگ گئیں ایک انسان جو کہ بیماریوں میں مبتلا ہو بظاہر تم اسے خندہ اور خوش دیکھ سکتے ہو مگر اندر سے دکھ اسے ملامت نشانہ بنا رہے ہیں یاد رکھو خوشی کا چشمہ قلب پھر عقل پھر حواس ہیں اس کے بعد جسم میں خوشی ہوتی ہے مگر جو لوگ غموں میں مبتلا ہوں ان کو حقیقی خوشی نہیں ہؤا کرتی۔

میں تم کو ایک بچہ کا قصہ سناتا ہوں کیونکہ تم بھی بچے ہو مگر وہ عمر میں تم سب سے چھوٹا تھا اُس کا نام یوسف علیہ السلام ہے جسوقت بھائیوں نے اسے باپ سے مانگا اور چاہا کہ اسے باپ سے الگ کر دیں اور جنگل میں جا کر ایک کوئیں میں اوتار دیا اب تم سمجھ سکتے ہو کہ اس کی کیا عمر تھی۔ اگرچہ وہ چھوٹا تھا اور ناواقف تھا مگر پھر بھی بچوں کی طرح باپ سے الگ ہونے اور نکالے جانے کا اسے علم تھا اور یہ جانتا تھا کہ اُس سے دکھ ملتا ہے ذرا سوچو تو جب ایک بچہ کو اسکی ماں سے الگ کیا جاتا ہے تو بچہ کا کیا حال ہوتا ہے۔ پھر بچہ ہوئے کے نام سے دب جاتے ہیں۔ سہم جاتے ہیں اور اوس کو وہ تاریک کوآں دکھایا گیا جس میں اسے اوتارا گیا نہ اوسوقت کوئی یار نہ آشنا نہ ماں اور نہ باپ اگر ہوتے بھی تو اسے وہ بات نہ بتلا سکتے جو خدا نے بتائی اور انکو کیا علم تھا کہ اسکا انجام کیا ہوگا مگر خدا کا سایہ اسپر تھا۔ خدا نے اسے بتلایا لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون کہ اے یوسف دیکھ تجھے باپ سے الگ کیا تیری زمین سے تجھے الگ کیا اور اندھیرے کوئیں میں ڈالا۔ مگر میں تیرے ساتھ ہونگا اور اس علیحدگی کی تعبیر کو تو بھائیوں کے سامنے بیان کرے گا اور اُن کو اس بات کا شعور نہیں ہے دیکھو یہ باتیں باپ نہیں کر سکتا نہ وعدہ دے سکتا ہے کہ یوں ہوگا۔ یا جاہ و جلال کے وقت تک یہ تندرستی بھی ہوگی ایک باپ بچے سے پیار تو کر سکتا ہے مگر وہ اس کے آئندہ کی حالت کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ ان باتوں کو جمع کر کے دیکھو اگر کوئی انسان تسلی دیتا تو بچہ کو پیار کرتا گلے میں ہاتھ ڈالتا اور اسے کہتا کہ ہم چیجی دیویں گے۔ مگر خدا کی ذات کیا رحیم ہے وہ فرماتا ہے لتنبئنھم بامرھم ھذا ہم وہ عروج دیویں گے کہ تو ان احمقوں کو بتلا دیگا

یہ حقیقت ہے اُس سایہ کی جسے میں چاہتا ہوں تم پر ہو

علوم کی تحصیل آسان ہے مگر خدا کے فضل کے نیچے اسے تحصیل کرنا یہ مشکل ہے۔

کالج کی اصل غرض یہی ہے کہ جسمانی قوتیں ترقی کریں تربیت ہو مگر اول فضل کا سایہ ہو پھر تمکا پھر دستور العمل ہو اُس کے بعد دیکھو کہ کیا کامیابی ہوتی ہے فضل الٰہی کے لئے پہلی بشارت پیارے عبد الکریم نے دی جو صرف وعدہ کیا ہے۔ حضرت صاحب کی دعائیں ہیں میں ان دعاؤں کو کیا سمجھتا ہوں یہ بہت بڑی بات ہے اور یقیناً تمہارے ادراک سے بالاتر ہوگی مگر میں کچھ بتلاتا ہوں۔

مخالفوں سے انسان ناکامیاب ہوتا ہے گھبراتا ہے ایک اکیلا ماسٹر کی مخالفت کرے تو اسے مدرسہ چھوڑنا پڑتا ہے۔ جسقدر مہتمم مدرسہ کے ہیں اگر وہ سب مخالفت میں آ دیں تو زندگی بسر کرنی مشکل ہو اگرچہ افسر بھی لڑکوں کے محتاج ہیں مگر ایک ذرہ سے نقطہ سے لئے بورڈنگ میں رہنا مشکل ہو جاتا ہے اب اسپر اندازہ کرو کہ ایک کی مخالفت انسان کو کیسے مشکلات میں ڈالتی ہے۔ لیکن ہمارے امام کی ساری برادری مخالف ہے رات دن یہی طاق ہے کہ اسے دکھ پہنچے پھر گاؤں والے مخالف حالانکہ اون کو نفع پہنچتا ہے میں نے ایک شریر سے پوچھا کہ مرزا صاحب کے طفیل تمہاری کتنی آمدنی ہو گئی ہے تو کہا بیس روپے ماہوار زیادہ ملتے ہیں علی ہذا القیاس ان گدہے والوں اور مزدوروں سب سے دریافت کرو تو یقین ہوگا کہ ان کے واسطے ہمارا یہاں رہنا کیسا بابرکت ہے مگر ان سب کے دلوں میں ایک آگ بھی ہماری طرف سے ہے باوجود ہم سو منع ہونے کے پھر بھی ان کے اندر ایک کپکپی ہے کہ یہ یہاں کیوں آ گئے ابھی ایک مینار بن رہا ہے۔ اگر کوئی میرے جیسا خلیق ہوتا تو راستہ کو توڑ کر مینار ایک کونہ میں بناتا مگر اس مجسم رحم انسان (مرزا غلام احمد) نے اسے مسجد کے اندر بنایا کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو ان لوگوں کو غیرت نہیں آتی کہ کیا ان دور دراز سے آنیوالوں کی عقل ماری گئی ہے کہ دوڑے چلے آ رہے ہیں یہ کہاں کے فلاسفر ہوئے جو ایسی بات کرتے ہیں کیا ان کے تجارب ہم سے زیادہ ہیں یا معلومات میں ہم سے بڑھ کر ہیں شرم کے مارے کچھ جواب تو نہیں دے سکتے یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی مت ماری گئی ہے کہ روپیہ اپنا کہاتے ہیں اور یہاں رہتے ہیں۔

یہ حال تو گاؤں کی مخالفت کا ہے پھر سب مولوی مخالف گدی نشین مخالف شیعہ مخالف سُنی مخالف۔ آریہ مخالف مشنری مخالف۔ دہریوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا مگر وہ بھی مخالف اور نہایت خطرناک دشمن اس سلسلہ کے ہیں ان تمام مشکلات کے مقابلہ میں دیکھو وہ (حضرت مرزا صاحب) کیسے کامیاب ہے کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تم اسطرح کامیاب ہو۔ یہاں ہمارا رہنا تمہارا رہنا سب اوسی کے نظارہ ہیں کہ باوجود اسقدر مخالفت کے پھر پروانہ وار اُسپر گرتے ہیں اس کا باعث یہی ہے کہ وہ کتاب اللہ کا سچا حامی ہے اور رات دن دعاؤں میں لگا ہؤا ہے۔ اُس لڑکے سے بڑھ کر کوئی خوش قسمت نہیں ہے۔ جن کیلئے یہ دعائیں ہوں۔ مگر ان باتوں کو وہی سمجھتا ہے جس کی آنکھ بینا اور کان شنوا ہو۔ لتنبئنھم بامرھم ھذا کی صدا یوسف علیہ السلام کے کان میں پڑی اس سے سوچو کہ خدا کا فضل ساتھ ہوتا ہے تو کوئی دشمن ایذا نہیں پہنچا سکتا کس طرح سے جاہ و جلال اور بحالی یوسف علیہ السلام کو ملی اور سب سے عجیب بات یہ کہ ان بھائیوں کو آخر کہنا پڑا انا کنا خاطئین اس کا جواب یوسف علیہ السلام نے دیا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔

یہ سب کچھ اللہ پر یقین کا نتیجہ تھا تم بھی اللہ پر کامل یقین کرو اور ان دعاؤں کے ذریعے جو کہ دُنیا کی مخالفت میں پیر میں فضل چاہو کتاب اللہ کو دستور العمل بناؤ تاکہ تمکو عزت حاصل ہو باتوں سے نہیں بلکہ کاموں سے اپنے آپ کو اس کتاب کے تابعہ ثابت کرو ہنسی تمسخر ٹھٹھا ایذا گالی یہ سب اس کتاب کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ جھوٹ سے لعنت سے تکلیف اور ایذا دینے سے مخالفت اور لغو سے بچنا اس کتاب کا ارشاد ہے صوم اور صلوٰۃ اور ذکر شغل الٰہی کی پابندی اس کا اصول ہے۔

تمہاری تربیت کی ابتدائی حالت ہے اگرچہ تربیت کرنیوالے اس قابل نہیں ہیں کہ تمکو اعلیٰ منازل تک پہنچائیں مگر کوئی کمزوری اور نقص اگر انتظام میں ہے تو اس کی اصلاح تمہارے ہی ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکذالک نولی بعض الظالمین بعض بما کانوا یکسبون یعنی اسطرح ہم ظالموں پر ظالموں کو والی کرتے ہیں تاکہ اپنے اعمال کا نتیجہ بھوگیں پھر فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ پس اپنی اصلاح میں لگو کہ مصلح تمہارا متولی ہو اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دے کہ فضل خدا کا سایہ تم پر ہو اُس کی کتاب تمہارا دستور العمل ہو کرۂ زمین پر عزت سے زندگی بسر کرو دنیا کے لئے نمک نور اور ہدایت ہو جاؤ اپنی کمزوریوں کیلئے دعا کرو اپنے حکمرانوں کیلئے دعا کرو اور کوشش کرو کہ یوسف علیہ السلام کی طرح بن جاؤ۔

آمین۔

حضرت حکیم الامت اس تقریر کے بعد کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے اور پھر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب نے اپنی اپنی نظمیں پڑھیں ازاں بعد جناب ڈاکٹر مرزا صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ خدا کے فضل و احسان سے افتتاح کالج کی رسم ادا ہو چکی اور اس خوشی میں آج مدرسہ کو رخصت دی جاتی ہے۔ اسکے بعد دعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہؤا۔

ماسٹر نبی بخش احمد جان مالک کارخانہ گبرون تکیہ گوجران لودیانہ پنجاب نمونجات گبرون و جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں۔

قوم کی خدمت میں التماس

افتتاح کالج کی روئیداد ناظرین الحکم کے سامنے پیش کرنے کے بعد ہم اپنی قوم کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس وقت تک تعلیم الاسلام ہائی سکول نے جس قدر ترقی کی ہے اس کا انتہائی اسباب سے تعلق ہے وہ قوم کی ہمدردی اور اعانت سے ہوئی ہے اگرچہ ان ساری ترقیوں کی جڑ حضرت اقدس کی دعائیں ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کو جذب کرتی ہیں اور آئندہ جو کچھ ترقی ہوگی وہ بھی محض خدا ہی کے فضل سے اور حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کی برکت سے لیکن ہماری قوم کا فرض ہے کہ بلحاظ اسباب کالج کی ہر قسم کی اعانت کے لئے فیاضی سے کام لیں حضرت حجۃ اللہ کالج کی بہتری اور ترقی کے لئے تو یہاں تک خواہشمند ہیں کہ آپ نے لنگر خانہ کے چندہ سے وضع کر کے مدرسہ کو چندہ دینے کی بھی تاکید کر دی تھی جس سے بڑھ کر اور کوئی طریق اس ہمدردی اور دلچسپی کے اظہار کا نہیں ہو سکتا تھا جو آپ کو مدرسہ کے ساتھ ہے گویا لنگر خانہ کے پہلو بہ پہلو حضور مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کرتے ہیں تو قوم خود سمجھ سکتی ہے کہ اسکو کس درجہ تک سمجھنا چاہئے۔ اب ہم اس روئیداد کو اس بات پر ختم کر دیتے ہیں کہ کالج کی پروفیسروں میں حضرت حکیم الامت دینیات کے پروفیسر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب ادب عربی کے پروفیسر اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ریاضی کے پروفیسر ہیں جو آنریری طور پر محض خدا کے لئے کام کرتے ہیں جنکی جزا اللہ تعالیٰ ہی اون کو دے گا۔ اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ کے ساتھ بزرگان ملت بھی اسی جوش اور ہمت کے ساتھ اس کام میں لگے ہوئے ہیں جس کالج کے پروفیسر ایسے ایسے بزرگان ملت ہوں اس کے طلبا کی اخلاقی اور عملی حالت کس پایہ اور درجہ کی ہوگی اب قوم کا فرض ہے کہ وہ ہر طرح سے اپنے اس قومی کالج کی بہتری اور بہبودی کے لئے دامے اور سب سے بڑھ کر دعاؤں سے مدد کریں ہم کافر ٹھہریں گے اگر اس آرٹیکل کو ختم کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر صاحب کی سعی اور جانفشانی کا جو وہ کالج کیلئے کرتے رہتے ہیں شکریہ ادا نہ کریں نواب صاحب کا قریباً سارا وقت ان تجاویز اور امور کے سوچنے میں صرف ہوتا ہے جو کالج کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ اور قطع نظر اس کے جو گرانقدر عطیہ آپ کالج کے لئے دیتے ہیں وہ ناظرین سے مخفی

نہیں اور پھر بھی کالج کی بہت سی ضروریات کا تکفل آپ کرتے ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا کرے اور ہر گام پر جنت کی اس سے بھی زیادہ توفیق دے اور آپکے ارادوں میں استقامت اور اپنے مقاصد میں کامیابی پیدا کرے۔ آمین۔

جلسہ سے فراغت پاکر عالیجناب نواب صاحب قبلہ نے اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور افتتاح کالج کی اطلاعی عریضہ لکھا جسکو مع جواب حضرت اقدس ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا عریضہ

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت نا ساز ہے اعداء علیل اس لئے حضور تشریف نہیں لا سکتے گو کہ اس سے ایک گونہ افسوس ہوا مگر کلمات جو مولانا موصوف نے بتا فرمائے ان سے روح تازہ ہوگئی اور خداوند تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں کے بھروسہ پر کارروائی شروع کی گئی جلسہ نہایت کامیابی سے تمام ہوا اور کالج کی رسم افتتاح ہوگئی۔ اطلاعاً گذارش ہے خداوند تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے حضور نے ... دعا فرمائی ہوگی اب بھی استدعائے دعا ہے۔ راقم محمد علی خاں۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رات سے مجھ کو دل کے مقام پر درد ہوتی تھی اس لئے حاضر نہیں ہو سکا لیکن میں نے اسی حالت میں بیت الدعا میں نماز میں اس کالج کے لئے بہت دعا کی غالباً آپ کا وہ وقت اور میرے دعاؤں کا وقت ایک ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ قبول فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

اطلاع۔ ایڈیٹر الحکم ایک دینی اور قومی خدمت کیلئے اپنے ہیڈ کوارٹر سے باہر ہے۔ ناظرین اخبار کی ترتیب یا اوسکی اشاعت کے توقف یا تعویق کیلئے اسکو معذور سمجھیں۔ ایڈیٹر

الحکم گزشتہ سالوں کے فائل

اکثر احباب الحکم کے گزشتہ سالوں کے فائل طلب کرتے ہیں اور بہت سا وقت محض خط و کتابت میں صرف ہو جاتا ہے اس لئے عام اطلاع کیخاطر شایع کیا جاتا ہے کہ گزشتہ سالوں کے بہت تھوڑے فائل موجود ہیں جن کی قیمت حسب ذیل ہے +

سنہ ۱۸۹۷ء صرف ۹ نمبر	عہ/ ۸
سنہ ۱۸۹۸ء	لے
سنہ ۱۸۹۹ء	لے
سنہ ۱۹۰۰ء	لے
سنہ ۱۹۰۱ء	عہ
سنہ ۱۹۰۲ء	عہ

محصول ڈاک ذمہ دفتر ہوگا۔ یہ قیمت دو ماہ ہے۔ اور دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء کے بعد غالباً سہ چند قیمت پر بھی نہ مل سکیں گے۔

متفرق نمبر ہر فی نمبر کے حساب سے ملے گا۔ ان فائلوں کی کمی قیمت کے متعلق کوئی خط و کتابت نہ کی جاوے + کیونکہ بہت ہی تھوڑے فائل موجود ہیں اور ان گراں بہا مضامین کی وجہ سے جن کے یہ امین ہیں ان کی یہ قیمت کچھ بھی نہیں اور صرف قدردان ہی ان گذشتہ فائلوں کو خرید سکتے ہیں +

التماس

ہمارے معزز خریداران الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوش خط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہم نے حال میں ہی ہر ایک خریدار کے لئے مطبوعہ چٹوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت پیدا ہوگی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا عزیز وقت محض نام کی تلاش میں فضول ضائع ہو جاتا ہے۔ اسطرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے امید کہ ہمارے مکرم کارخانہ کی تکلیف پر نظر کر کے ہماری التماس کو نظر انداز نہ کرینگے۔ ایڈیٹر

[illegible] ۱۹۰۳ء [illegible]

خودشناسی و خود فراموشی

۱۹ جون ۱۹۰۳ء کے خطبہ کا خلاصہ

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون ۔ (سورۃ حشر)

یہ آیت جو پڑھی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے خدا کو چھوڑ دیا اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دی کہ ان کو اپنا آپ بھلا دیا پھر فرمایا اولئک ھم الفاسقون یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے عہد بندگی کو توڑ دیا ہے حقیقت میں یہ بات بڑی ہی قابل غور ہے انسان جب اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیتا ہے تو اس ترک کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے خود شناسی کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور جب خود شناسی نہ رہی تو پھر وہ انسان ایک اندھے کی طرح بھٹکتا پھرتا ہے اور ایک دیوانے کی طرح از خود رفتہ ہو کر بھٹکتا رہتا ہے۔

گویا دنیا اور آخرت میں راحت بخش اور لذیذ چیز ایک ہی ہے جسکو خدا تعالیٰ کی بندگی و فرمانبرداری کہتے ہیں اور جو عبودیت کا حقیقی تقاضا ہے جس سے انسان کو [illegible] ملتا ہے لیکن اگر عبودیت کی حد سے انسان نکل جاوے تو پھر تمام دکھوں کی جڑ وہ ہو جاتی ہے اور تباہ کرنے لگتی ہے جس کو گناہ کہتے ہیں اور جو اس دنیا میں بھی انسان کو مجذوم اور مخذول بنا دیتا ہے اور آخرت میں بھی مردود اور متروک کر دیتا ہے حقیقی خرابی خود شناسی سے پیدا ہوتی ہے اور گناہ کا باعث خود فراموشی ہے کیونکہ یہ کبھی ممکن نہیں کہ ایک آنکھوں والا بینا انسان جس کے حواس بھی مختل نہیں ہیں کبھی ایک سڑک پر چلتا ہوا خواہ ان گڑھوں اور غاروں میں کود کر گرے جو سڑک کے دائیں بائیں ہیں ان گڑھوں اور غاروں میں گرنے والے کیلئے یہی کہا جاوے گا کہ اسے نظر نہیں آتا اور یا اس کے حواس قائم نہیں اور وہ سمجھ نہیں سکتا کہ ان گڑھوں میں کودنے کا کیا نتیجہ ہوگا۔

پس یہ صاف طور پر سمجھ نہیں آتا ہے کہ عقل و بصیرت رکھنے والا انسان اپنی فطرت میں مضر اور نقصان رساں چیزوں سے بچنے اور آرام دہ چیزوں کے حصول کا مادہ رکھتا ہے جو اس فطرتی تقاضا کے خلاف کرتا ہے اس کی نسبت یہ فتویٰ اور فیصلہ صحیح ہوگا کہ اس کے عقلی قویٰ میں فتور ہے اور اس کی آنکھوں کی بصیرت میں نقصان۔

جو لوگ گناہ کی تاریکی میں مبتلا ہو کر ٹھوکریں کھاتے اور [illegible] ہیں جن کا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس لئے کہ [illegible] جب انسان [illegible] ہو جاتا [illegible] نہیں ہے [illegible] ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ [illegible] والا [illegible] ہے اس سے دور [illegible] نہیں سکتا۔

پس یہ بات کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ بالکل صحیح بات ہے جب تک انسان اپنی [illegible] کا صحیح علم اور معرفت پیدا نہیں کرتا خدا شناسی کا [illegible] اور خود شناسی [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] اس [illegible] دیا گیا تھا کہ اس [illegible] کو لکھنا پڑا کہ

جز [illegible]

[illegible]

پس خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کو ترک کرنے والوں اور اس کو فراموش کرنے والوں کی [illegible] سے بچو [illegible] ہلاک ہو جاؤ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے آپ کو شناخت کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے لئے دعائیں کرتے رہیں کیونکہ ہم اب خدا تعالیٰ [illegible] ہے۔

دربار شام

۵ جون ۱۹۰۳ء

ارشاد بعض لوگ جو ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کرنا فخر سمجھتے ہیں وہ درحقیقت لاف مارتے ہیں۔ دنیا کے پیشہ ور لوگ بھی اپنے اپنے پیشہ پر ناز کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس طریق سے قرآن کریم ختم نہیں کیا بلکہ چھوٹی چھوٹی صورتوں پر آپ نے اکتفا کیا۔

ارشاد ہر ایک شے کی ایک اصل ہوتی ہے اور انعامات الٰہی کی بھی ایک جڑ ہے ہر ایک چیز جو ہم اللہ تعالیٰ سے طلب کرسکتے ہیں وہ ادعونی استجب لکم کے فرمودہ کے موافق ہی حاصل کرسکتے ہیں اور یہ توفیق میسر آسکتی ہی نہیں جبتک کہ اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔

ارشاد گناہ بھی توبہ سے دور ہو جاتا ہے سچی توبہ

[illegible] عصمت و حفاظت کا پاک جامہ پہنایا [illegible] خدا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اس کا یہی [illegible] اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھے [illegible] فلا تزکوا انفسکم [illegible] ہے کہ معصوم و محفوظ رکھنا اللہ [illegible] ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک نور [illegible] ہی ہے۔

۷ جون ۱۹۰۳ء

ارشاد انبیاء کے ماننے کے مختلف طریق [illegible] ایسے اشخاص ہیں جو معجزات دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض دلائل عقلی و نقلی سے اور بعض [illegible] اور ماموروں کے [illegible] ایمان لاتے ہیں غرض مختلف طریق ہیں مگر سب کو ایک ہی تنگ راہ سے گذرنا بہت مشکل ہے بلکہ ہر ایک فرد بشر کے الگ الگ مذاق کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لانے والوں کی بھی الگ الگ حالتیں تھیں بعض تو چہرہ دیکھ کر ہی ایمان لائے اور بعض [illegible] اور مشاہدہ کر کے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجود پاک میں تمام انبیاء علیہم السلام کے محامد کے جامع تھے جس کے سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم محمد کہلائے اس لئے آپ پر ایمان لانے والے بھی ہر ایک مختلف طور و طریق کو دیکھ کر آپ کے شیدا ہوئے چنانچہ ایک بادشاہ سماسہ کو جب [illegible] اور اسکے رہا کر دینے کا حکم دیا گیا تو اس نے کہا کہ پہلے آپ کا نام میرے لئے تمام ناموں سے زیادہ مکروہ معلوم ہوتا تھا مگر اب تمام ناموں سے زیادہ محبوب و پیارا معلوم ہوتا ہے اور اس شہر کو جہاں آپ رہتے ہیں [illegible] حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا مگر اب [illegible] تر نظر آتا ہے۔ یہ کیا بات تھی جس نے اس شخص کو گرویدہ بنا لیا یہ حضور علیہ السلام کی توجہ کا اثر تھا توجہ میں بھی ایک قوت قدسیہ ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کو دیکھ کر سخت تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے نہ گرمی دیکھی اور نہ سردی اور نہ عزت اور نہ آبرو نے سب دنیوی فخر و ناز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر خاک میں ملا دیا ہر ایک ذلت آپکی فرمانبرداری میں اور ہر ایک عزت آپکی اطاعت میں ہی دیکھی بھیڑ و بکری کی طرح اپنے نفس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے ذبح ہو گئے کوئی قوم کوئی مذہب دنیا میں ہے جو سچی قربانی کی مثال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھ کر دکھا سکے سبحان اللہ سچا اخلاص دکھانا اسی کو کہتے ہیں۔ وہ ایسے نفس کی کدورت دنیا سے پاک ہو چکے تھے جیسے کوئی گھر سے نکلکر ڈیوڑھی پر کھڑا ہو کر سفر کیلئے تیار ہوتا ہے۔

دیکھتے ہی وہ دنیا کو چھوڑ کر آخرت کے واسطے تیار ہو گئے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ چھوڑتے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ پالیتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہی دیکھو جو پہلے اس زمانہ کے متمول تھے [illegible] سے زیادہ آپ کی اتباع [illegible] کی زندگی اختیار [illegible] مگر چونکہ انہوں نے [illegible] اپنے [illegible] کو راہ مولا میں قربان کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے اجر میں آپ کو قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا مالک کر دیا۔ سب کچھ [illegible] اصل ایمان یہ ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کو ہی ہر بات میں اپنا کارساز و مولیٰ جانتا اور اس کی رضا میں اپنے آپ کی قربانی کرتا اور [illegible] تبھی زندہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مومن پر طرح طرح کے ابتلا اور آزمائش لاتا ہے کسی کو جنگل میں [illegible] کسی کو بیٹے کی قربانی کرنے کا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھی بھروسہ [illegible] قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک سے خوش نہیں بلکہ [illegible] ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا [illegible] مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ سارے [illegible] غیرت الٰہی تفرید و توحید [illegible] شراکت کو ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتی انبیاء [illegible] صاف بتلا رہے ہیں [illegible] قدم بڑھائے [illegible] جانا [illegible] دشمن [illegible] اور سوائے کامیابی کے دل میں خواہش اور امید نہ تھی مگر غیرت الٰہی نے انکو باوجود اس کی تمام رکاوٹوں کے ہر موقعہ پر ہر میدان میں فتح و نصرت [illegible] کی۔ الغرض فتح و کشود کاری کی کلید توکل و توحید ہے دنیا میں دشمن سے دشمن اگر ادنیٰ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی دانائی اور دور اندیشی کا تو [illegible] قائل ہو جاتا ہے [illegible] آپ کی کامیابی دیکھ [illegible] کہتے ہیں کہ آپ دانا تو ضرور تھے اور یہی اس قوم کی نادانی [illegible] ہے دانا آدمی کبھی [illegible] خوف [illegible] کا شروع ہے [illegible] اس نے خوف الٰہی کو دل میں رکھا اور جس نے خوف الٰہی دل میں رکھا وہ سچا متقی ہوا اور متقی اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قوم نصاریٰ کی بطلان پر روشن دلیل ہے۔

۱۱- جون ۱۹۰۳ء

ارشاد۔ اللہ تعالیٰ کسی کی سعی کو ضائع نہیں کرتا جو بندہ [illegible]

ارشاد۔ صاحب شریعت اور صاحب عرفان دونوں [illegible] نہیں ہو سکتے کیونکہ علم [illegible] [illegible] ایک [illegible] بات کا [illegible] دوسرا شخص [illegible]

ارشاد۔ ذات باری تعالیٰ کو [illegible] جو ہر کو [illegible] کا ہو۔

ایک سچا شعبہ جو خدا تعالیٰ کی [illegible] کرتا ہے اللہ [illegible] ہے مگر [illegible] معبود برحق کے صفات کا علم ہونا چاہیئے۔

۱۲- جون ۱۹۰۳ء

استفسار۔ توریت میں لکھا تھا کہ کوئی نفس بغیر کسی نفس کے قتل نہ کیا جاوے حضرت خضر علیہ السلام نے کیوں بچے کو قتل کیا اور پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض کو کیوں [illegible] حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] شریعت [illegible] حق [illegible]۔

ارشاد۔ من قتل نفسا بغیر نفس کے آگے او فساد فی الارض بھی لکھا ہے۔ فساد کا لفظ بھی وسیع ہے جو کسی زمانہ میں فساد کا موجب ہو سکتی ہے وہ آئندہ زمانہ میں قتل النفس کا موجب بھی ہو سکتی ہے حشرات الارض کو دیکھو [illegible] جاتے ہیں اس لئے کہ آئندہ فساد کا موجب نہ ہوں جیسا کہا ہے قتل الموذی قبل الایذاء تو گویا ہر ایک موذی کا ایذاء سے پہلے ہی قتل کرنا بہتر ہے حالانکہ اس موذی نے ابھی کوئی قتل نہیں کیا۔ مگر قانون قدرت ہمیں اس قانون کے رواج کا نشان دیتا ہے قرآن کریم یا کسی شریعت آسمانی نے بھی یہی جائز رکھا اور عقل انسانی بھی ایسی قتل حفظ ما تقدم کے لئے سبق دیتی ہے۔ شرعی و الہامی امور الگ الگ رہتے ہیں اس لئے کشفی یا الہامی امور کو شریعت کے تابع نہیں رکھنا چاہیئے وحی الٰہی کا معاملہ اور ہی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی ایک دو نظیریں نہیں بلکہ ہزاروں نظائر موجود ہیں بعض وقت ملہم کو الہام کے ذریعہ ایسے احکام بتلائے جاتے ہیں کہ شریعت کے رو سے انکی بجا آوری درست نہیں ہوتی مگر ملہم کیلئے فرض ہوتا ہے کہ ان کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف رہے ورنہ گناہگار ہوگا حالانکہ شریعت اُسے گناہگار نہیں ٹھہراتی۔ یہ تمام باتیں من لدنا علما کے تحت میں ہوتی ہیں ایک جاہل بے بصیرت بیشک اُسے خلاف شریعت قرار دیگا مگر یہ اس کی اپنی جہالت و کور باطنی ہے کہ ان باتوں کو خلاف شریعت سمجھے۔ دراصل اہل باطن کے لئے وہ بھی ایک شریعت ہوتی ہے جس کی بجا آوری اُن پر فرض ہوتی ہے۔ ابتداء دنیا سے یہ باتیں دوش بدوش چلی آتی ہیں ایک شریعت ظاہری وہ ہے کہ جس میں امور دنیا کا پورا انتظام و اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اُس کے انتظام میں خلل واقع ہو کے کوئی بات خلاف طریق ظاہر نہ ہو شریعت باطنی وہ ہے کہ بعض امور ظاہری [illegible] کا کامل طور پر ظہور پذیر نہیں ہو سکتا الہام و کشوف سے ظاہر اور رواج دئے جاتے ہیں شریعت ظاہری کی طرح اہل کشف پر احکام نازل ہوتے ہیں جو بعض امور کی حقائق پر مشتمل ہوتے ہیں اور جب تک ملہم ان کی بجا آوری میں [illegible] نہ کرے ممکن نہیں کہ اندرونی اصلاح کا [illegible] حقیقتاً ہو سکے اور یہ امور جو اہل کشف پر نازل ہوتے ہیں شریعت کے در اصل مخالف نہیں ہوتے بلکہ بعض حقائق کی تکمیل ہوتی ہے مثلاً کہا گیا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو مگر ایک شخص کو حکم ہوتا ہے کہ تو اپنے بچے کو دریا میں ڈال دے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حکم ہوا یا دریا چیر کر نکل جا جیسے خود موسیٰ علیہ السلام کو یا مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر اور آپ کرنے لگ گئے یہ امور شریعت سے ورا الوراء ہوتے ہیں جن کو اہل حق ہی سمجھتے ہیں اور وہی ادن کو بجا لاتے ہیں ورنہ اسطرح تو خدا تعالیٰ پر اعتراض ہوتا ہے حالانکہ خدا پاک کی ذات ہر ایک نقص سے منزہ ہے اس کا سِرّ وہی جانتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص تعلق رکھتے ہیں ایسے امور میں جلد بازی سے کام لینا نہیں چاہیئے خدا تعالیٰ نے یہ قصص اس لئے بیان فرمائے ہیں تا انسان ادب سیکھیں۔ مرید کا ادب اپنے مرشد کیلئے یہ ہے کہ وہ اعتراض نہ کرے جو علم خدا تعالیٰ نے اس کے مرشد کو دیا ہے وہ مرید کو کہاں دیا گیا ہے۔ اعتراض کرنے سے سلب ایمان کا خطرہ ہے چاہیئے کہ مرید مستعجل نہ ہوں شریعت کا ایک رنگ ظاہر یہ ہے اور ایک محبۃ الٰہیہ پر جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا خاص تعلق ہوتا ہے ان پر کشف ہوتے ہیں۔ اور ایسے امور ان سے صادر ہوتے ہیں کہ لوگوں کو اعتراض کا موقع مل جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض ہوا کہ جشن کیوں کی آخر اس حرکت سے خدا کا غضب ان پر شروع ہوا اور جذام کے آثار رونما ہوئے

اس سوال کا جواب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کر نمیں کیوں جرأت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان ادب اسرار الٰہی کے دریافت کرنے میں ایک اعظم الشان نبی کے ذریعہ سکھایا کہ جب وہ نبی صاحب شریعت باوجود عالی مرتبہ ہونے کے اسرار الٰہی میں ادب کی طرف راہبر کئے گئے تو تم امتی ہو کر بہت ڈر کر قدم رکھو یہ ایسے امور ہیں کہ ظاہری شریعت کو تو منسوخ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ مگر دراصل

وہ شریعت کے اسرار ہوتے ہیں جس کی کنہ دریافت کو معلوم کرنا انسان کا کام نہیں۔ جبتک کہ وہ علام الغیوب اپنے فضل و کرم سے خود مطلع نہ کرے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک طبیب کا قصہ حسب حال خوب لکھا ہے کہ اس نے ایک کنیزک کو مسہل دے دیکر ہلاک کر دیا حالانکہ وہ خود واجب القتل نہ ٹھیرا اور نہ قصاص لازم آیا اس لئے کہ وہ مامور تھا اس نے اپنے نفس سے اس کو قتل نہ کیا بلکہ امر سے کیا اسیطرح ملک الموت خدا جانے کس کس طرح ہر روز جانیں نکالتا رہتا ہے مگر اس پر کوئی قتل یا خون کا مقدمہ چل نہیں سکتا وہ تو مامور ہے۔ ابدال بھی ملائکہ کے ... ہی ہوتے ہیں۔ خدا اون سے کئی خدمات لیتا ہے جیا نہ شریعت ظاہری سے ہر ایک امر کو ماپنا غلطی ہوتی ہے۔

بیعت

اذا جاء نصر اللہ والفتح و انتہی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق

(نام ...) مقام - ضلع

(شاب و امام الدین) ولد فتح الدین - خانپور - پٹیالہ
یوسف ولد بھولا - بی بی حلیمہ زوجہ یوسف - " - "
تین لڑکے یوسف کے - اعظم ولد بھولا - " - "
بوٹا - بی بی بنوں والدہ بوٹا - مولا بخش - " - "
زوجہ شادی - زوجہ مولا بخش - ابن " - " - "
ابن و یک دختر مولا بخش - " - "
عبدالرحمن ولد مولا بخش - ٹالوں - برہما
کاکا نمبر دار - کاکووال - لودہانہ
امام الدین صاحب - باغبانپورہ - لاہور
غلام محی الدین مارکر - فتووال - گورداسپور
منشی اللہ دین صاحب - رندھیر - گوجرات
شریف اللہ خانصاحب - پشاور - پشاور
رحمت اللہ خانصاحب - ہوشیارپور - ہوشیارپور
غلام محمد و محمد ولد صاحب دین - کوٹرہ جھنگ
صاحب بی بی زوجہ صاحب دین - عالم خاتون - " - "
بختاور زوجہ مراد - مراد - دلی - ولیداد - " - "
تلی - احمد - بخشی - بہاگ بی بی - فاطمہ - " - "
فتح بی بی - برخوردار - محمد - اللہ یار - " - "
بخت بی بی - علی محمد - تلی - مراد و مراد - " - "

ولیداد - محمد احمد - دلی داد - محمد یار - کوٹرہ جھنگ
احمد یار - مراد - بی بی بھاگ - محمد کرلی - " - "
احمد - مولوی مولا بخش صاحب - " - "
محمد الدین - اسماعیل - ابراہیم - " - "
مسماۃ ست بھرائی - نور محمد صاحب - " - "
میاں محمد حسین - میاں علی محمد - سعد اللہ پور - گجرات
اللہ جوایا - گل محمد - امام الدین - " - "
جوائی - امام بی بی - کرم الدین - " - "
امام الدین - غلام محمد - محمد عالم - " - "
فضل احمد - اہلیہ نظام الدین - " - "
فضل بی بی زوجہ امام الدین - " - "
امام الدین - جس بی بی - حسن دین - کیمپنی - لاہور
مہر الدین - مہر بی بی - " - "
نبی بخش - محمد بخش - احمد دین - چک کاں - " - "
سلطان احمد - محمد دین - سید بیگم - محلہ ستھان - "
محمد اشرف - امینہ بی بی - " - "
فضل النسا اہلیہ مرزا فتح بیگ صاحب - پٹی - " - "
حافظ محمد یسین صاحب ولد چراغ دین - بھیرہ - شاہپور
مولوی سید محمد محبوب صاحب - جھنگ - جھنگ
صوبہ صاحب - اہلیہ صوبہ صاحب - موریدروازہ لاہور
اطفال صوبہ صاحب - " - "
محمد الدین صاحب - شاہدرہ - "
جیون ولد شمس دین صاحب - سیالکوٹ - سیالکوٹ
چوہدری غلام حیدر خان ولد حسین بخش - بدوملی - "
محمد علی صاحب - انبالہ - انبالہ
مسماۃ بخت بھری - بستی بنڈی بخز - جھنگ
وزیر محمد گلگو - گنج - لاہور
محمد حیات صاحب - بٹہری - شاہ رحمن - گوجرانوالہ
اللہ دیا ولد وزیر - کلیر - انبالہ
قطب الدین ولد حاکو - رام گڑھ - جالندھر
سید احمد ولد عبد اللہ - فیروز والہ - گوجرانوالہ
مولا داد - احمد خان - علی محمد - فتح محمد - " - "
سردار خانصاحب - غلام قادر صاحب - " - "
داد علی صاحب - " - "
اللہ یار - غلام قادر - گوزبروالہ - سیالکوٹ
شیر احمد خانصاحب - ریاست مالیر کوٹلہ
محمد علی خان صاحب - بگووالہ - سیالکوٹ
غلام احمد صاحب - چک ۱۲۷
عطا محمد صاحب - نبوتگہ - کپورتھلہ
شہاب الدین صاحب - پنڈوری - ہوشیارپور
اہلیہ شہاب الدین - " - "
مسماۃ راتی بنت شہاب الدین - " - "
امین الدین - امیر الدین - " - "
نور محمد صاحب - بی بی زینب - " - "
چراغ الدین صاحب
میاں محمد بخش صاحب - سیالکوٹ - سیالکوٹ

عبد اللہ صاحب - شاہدرہ - لاہور
غلام علی نمبردار - چک ۲۳۵ - جھنگ
لبھو - اللہ بخش صاحب - انبوال - گورداسپور
اہلیہ عبد المجید - والدہ عبد المجید - جہلم - جہلم
حیات - حافظ غلام محمد صاحب - جوہان - گجرات
ہاشم علی - عطا الہی - چک ۱۶۲ - جنڈ انوالہ - جھنگ
امداد الہی - عطا محمد - " - "
عطا محی الدین صاحب - " - "
غلام محی الدین صاحب - " - "
علی محمد - طفیل محمد - " - "
شیر محمد صاحب - احمد بخش - ننگانوالے - گجرات
... زوجہ شیر محمد صاحب - " - "
امیر بی بی ہمشیرہ عطا الہی - چک نمبر ۱۶۲ - جھنگ
اسد شاہ - جلال آباد - ملتان
قاضی شیخ احمد صاحب - سیری - گوجرانوالہ
اہلیہ شیخ احمد صاحب - " - "
اہلیہ فضل الدین - حسن محمد - جہنیں دکان - "
محسن صاحب - سوہناں - صالح محمد - " - "
بخشا - حسنا - سجادہ - اللہ دین صاحب - " - "
نظام الدین صاحب - نواب - مراد - " - "
حافظ محمد صاحب - اہلیہ حافظ محمد - کوٹ ہرا - "
الہی بخش صاحب - محمد علی صاحب - " - "
غلام محمد و اہلیہ غلام محمد - جالندھر - جالندھر
عبد الکریم صاحب - جہلم - جہلم
حکیم ابو عبد الغنی صاحب - ڈیلی والہ - گوجرانوالہ
رحمن - بہادر والی - "
قاضی فخر الدین صاحب پٹواری - " - "
محمد اکبر ملازم پولیس گلگت - کشمیر
مولوی محمد ابراہیم صاحب - ابدال - گجرات
عیال مولوی محمد ابراہیم - " - "
مولوی احمد دین صاحب برنچ پوسٹماسٹر - وان - "
مولوی نور عالم صاحب واعظ - " - "
میاں چراغ دین و غلام محمد
علی محمد - عبد الرحمن - چک ۵۵ - جھنگ
عبد اللہ صاحب - غلام فاطمہ - " - "
عبد الواحد صاحب - پسرور - سیالکوٹ
قمر الدین صاحب - علی محمد صاحب - " - "
خدا بخش صاحب - امرتسر - امرتسر
حافظ احمد دین صاحب - چک سکندر - گجرات
محمد اسماعیل صاحب - نودوالہ - لدہانہ
نبی بخش صاحب - لودہانہ - لودہانہ
محمد حیات ملازم نہر - حاکم بی بی - شاہپور - شاہپور
میاں اللہ دیا صاحب - قادر بخش - بنوڑ - پٹیالہ
خدا بخش - یوسف - حافظ مولا بخش - " - "
فقیر محمد - محمد اکبر - محمد اکرم - محمد افضل - محمد قاسم - غلام جنت - یعقوب - نور اسمعیل
بخت بہری - والدہ فقیر محمد - اہلیہ فقیر محمد - بخت بہری - میاں عمر صاحب - " - "
عمر الدین معہ عیال - مراد - کپورتھلہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

والله متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

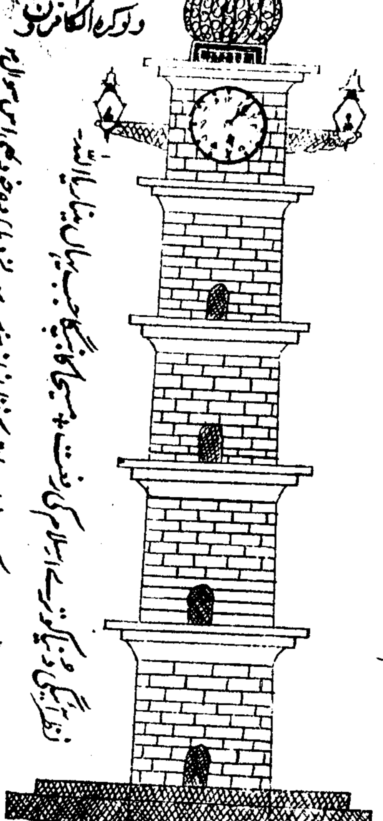

الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷	مورخہ ۳۰ - جون ۱۹۰۳ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ بروز سہ شنبہ	نمبر ۲۴

اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّات

میں اس عنوان کے تحت میں مختصراً اس تفصیر کا عذر کرنا چاہتا ہوں - جو دو تین ہفتہ سے متواتر الحکم کی اشاعت میں تعویق یا اس کی ترتیب میں بے ترتیبی کا باعث ہو رہی ہے - اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری ان اطلاعوں کو پڑھ کر ناظرین کم از کم اس سے ضرور آگاہ اور آشنا ہیں کہ میں مقدمہ کی مصروفیت اور اُس کے متعلق بعض ضروری امور کی تحقیقات کے لئے ہیڈ کوارٹر سے باہر رہا ہوں - لیکن پھر بھی آٹھ سو کے قریب خریداروں میں سے دو تین خطوط اس قسم کے پہنچے ہیں جن میں اشاعت الحکم کے توقف اور تعویق کے سوال پر توجہ دلائی گئی ہے - یہ تعداد اسقدر کثیر تعداد میں کیسے ہی قلیل اور ناقابل التفات کیوں نہ کہی جاوے لیکن میں اُس کو بھی محسوس کرتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ مجھے یہ چند سطور لکھنے کی ضرورت پیش آئی - اور چاہتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق اور فرصت دے تو ناظرین کی اطلاع کے لئے ایڈیٹری کی مشکلات پر ایک الگ مضمون لکھ دوں - تاکہ ہر شخص کو کم از کم اندازہ کرنے کا موقع مل جاوے کہ یہ کام اتنا سہل اور آسان نہیں ہے جتنا کہ ہر شخص اپنی جگہ سمجھ لیتا ہے بہرحال میں تسلیم کرتا ہوں کہ جون ۱۹۰۳ء میں الحکم کی اشاعت میں توقف اور اوس کی ترتیب میں کسی قدر بے ترتیبی ضرور واقع ہوئی ہے لیکن اس قوم کے لئے جس میں قدرشناسی اور شکرگذاری کی روح نفخ ہو رہی ہے - یہ امور سراسر چشم پوشی کے قابل ہیں خصوصاً ایسی حالت میں . . . . . . کہ ان کا ناچیز خدمتگذار اپنے ذاتی نہیں بلکہ قومی اور پھر دنیوی نہیں بلکہ دینی کام میں معروف ہے - گو مقدمہ کا تعلق میری اپنی ذات سے ہے لیکن اس کے نتائج اور ثمرات کا اثر ساری قوم پر پڑتا ہے اس لئے میں اس کو قومی کام سمجھتا ہوں -

الحکم بجائے خود چونکہ قوم کی پاک خدمت کا بہترین ذریعہ ہے اور یہ مقدمہ الحکم ہی کی وقعت اور حیثیت کی حفاظت کے لئے کیا گیا ہے اسلئے یہ کہدینا کہ یہ کام اسی غرض کے ماتحت ہے - جو الحکم کے اجرا سے ہے کوئی بعید از عقل بات نہیں ہے -

اس لحاظ سے میں اس بے ترتیبی یا تعویق میں غفلت کی الزام کا مرتکب نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ مجبور کہا جا سکتا ہوں میں اپنی جگہ الحکم کو قوم کے لئے ہر پہلو سے مفید اور موثر بنانیکی فکر میں رہتا ہوں اور جہانتک میرا بس چلتا ہے میں کوشش کرتا ہوں لیکن الحکم کو پورے معنوں میں مفید اور کارآمد چیز بنانے میں تنہا میری ہی سعی مفید اور کارگر نہیں ہو سکتی بلکہ اس میں خود قوم کی بہت بڑی توجہ اور کوشش بکار ہے + اور وہ یہی ہے کہ اس کا ہر فرد جو الحکم پڑھ سکتا ہے اسکے خریدنے کی کوشش کرے اور اُسکو اپنا قومی اور ذاتی فرض سمجھ کر خریدے دوسروں کو خریدنے کی تحریک کرے خود وقت پر قیمت ادا کرے دوسروں سے دلائے جس سے الحکم کی مالی حالت کی بہتری اور اس کے استقلال اور پائداری کے لئے جہانتک اسباب کا تعلق ہے صورت پیدا ہو - اور پھر ایسی حالت میں الحکم کی اشاعت یا اُس کی ترتیب کا انحصار میری اپنی ہی ذات تک محدود نہ ہے اسوقت تک الحکم کی ایڈیٹری - مطبع کی سپرنٹنڈنٹی وغیرہ بہت سے کام قریباً مجھکو ہی کرنے پڑتے ہیں جو اپنی جگہ ایک الگ الگ آدمی چاہتے ہیں اور ابھی مالی حالت اس امر کی مقتضی نہیں کہ کم از کم ساٹھ ستر روپیہ ماہوار کا مزید خرچ مطبع پر ڈالا جاوے جو پہلے ہی سے زیربار ہے + اخبار کے ایڈیٹوریل سٹاف میں جب تک کم از کم دو آدمی نہوں ایسے مشکلات پیش آتے رہنا قرین قیاس ہے اور الہامی [illegible]

* مطبع کے منیجر کا الگ ہونا بھی ضروریات میں سے ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اسقدر گنجائش بھی نہیں ہے کہ اسسٹنٹ ایڈیٹر ہی رکھا جاوے - ان امور ہی کو مدنظر رکھکر میں نے توسیع اشاعت الحکم کی تحریک کی تھی جسپر چند احباب نے توجہ فرمائی اور باقیوں میں سے ہر ایک نے شاید یہ سمجھ لیا کہ اگر میں نے خریداروں کی بہمرسانی میں سعی نہ کی تو کیا حرج ہوگا -

غرض یہ داستان لمبی ہے اور اسوقت اوس کو مفصل بیان کرنے کی گنجائش ... نہیں ہے لیکن میں ارادہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ایڈیٹری کے مشکلات والے مضمون میں [illegible]

[illegible] کہ اس نوٹ کو ختم کرنا چاہتا ہوں بعض احباب نے کہا ہے کہ مقدمہ کے حالات کی تفصیل کیوں درج نہیں کئے جاتے ؟ ایسے بزرگوں کی خدمت [illegible]

موعظۃ الحسنہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

جس کو مصائب شدائد اس قدر صیقل کر دیتے ہیں کہ اخلاق الٰہی اسمیں منعکس ہو جاتے ہیں اور یہ اسوقت ہوتا ہے جب بہت مجاہدات اور تزکیوں کے بعد اس کے اندر کسی قسم کی کدورت یا کثافت نہ رہے۔ تب یہ درجہ نصیب ہوتا ہے ہر ایک مومن کو ایک حد تک ایسی صفائی کی ضرورت ہے کوئی مومن بلا آئینہ ہونیکے نجات نہ پائے گا سلوک والا خود یہ صیقل کرتا ہے۔ اپنے کام مصائب اوٹھاتا ہے۔ لیکن جذبہ والا مصائب میں ڈالا جاتا ہے خدا خود اس کا مصقل ہوتا ہے اور طرح طرح کے مصائب شدائد سے صیقل کر کے اُس کو آئینہ کا درجہ عطا کر دیتا ہے۔ دراصل سالک و مجذوب دونوں کا ایک ہی نتیجہ ہے سو متقی کے دو حصے ہیں سلوک و جذبہ تقوی جیسے کہ ہیں بیان کر آیا ہوں کسیقدر تکلف کو چاہتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب س۔ اس میں ایک تکلف ہے مشاہدہ کے مقابل ایمان بالغیب لانا ایک قسم کے تکلف کو چاہتا ہے۔ سو متقی کیلئے ایک حد تک تکلف ہے کیونکہ جب وہ صالح کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ تو پھر غیب اُس کے لئے غیب نہیں رہتا کیونکہ صالح کے اندر سے ایک نہر نکلتی ہے جو اسمیں سے نکلکر خدا تک پہنچتی ہے۔ وہ خدا اور اس کی محبت کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ کہ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی۔ اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک انسان پوری روشنی اسی جہان میں نہ حاصل کرلے وہ کبھی خدا کا منہ نہ دیکھیگا سو متقی کا کام یہی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ایسے سرمے طیار کرتا رہے جس سے اس کا روحانی نزول الماء دور ہو جاوے۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ متقی شروع میں اندھا ہوتا ہے مختلف کوششوں اور تزکیوں سے وہ نور حاصل کرتا ہے۔ سو جب سوجاکھا ہو گیا۔ اور صالح بن گیا پھر ایمان بالغیب نہ رہا۔ اور تکلف بھی ختم ہو گیا۔ جیسے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رائے العین اسی عالم میں بہشت دوزخ وغیرہ سب کچھ مشاہدہ کرایا گیا۔ جو متقی کو ایک ایمان بالغیب کے رنگ میں ماننا پڑتا ہے وہ تمام آپکے مشاہدہ میں آگیا۔ سو اس آیت میں اشارہ ہے کہ متقی اگرچہ اندھا ہے اور تکلیف کے تکلف میں ہے۔ لیکن صالح ایک دارالامان میں آگیا ہے اور اس کا نفس نفس مطمئنہ ہو گیا ہے۔ متقی اپنے اندر ایمان بالغیب کی کیفیت رکھتا ہے۔ وہ اندھا دھند طریق سے چلتا ہے اس کو کچھ خبر نہیں۔ ہر ایک بات پر اُس کا ایمان بالغیب ہے یہی اوس کا صدق ہے۔ اور اس صدق کے مقابل خدا کا وعدہ ہے۔ کہ وہ فلاح پائیگا اولئک ھم المفلحون۔

اُس کے بعد متقی کی شان میں آیا ہے۔ ویقیمون الصلوۃ یعنے وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے۔ یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے۔ یہ بھی اس تکلیف کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ جو متقی کا خاصہ ہے۔ یعنے جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو طرح طرح کے وساوس کا اُسے مقابلہ ہے۔ جن کے باعث اُس کی نماز گویا بار بار گرتی پڑتی ہے جس کو اس نے کھڑا کرنا ہے جب اس نے اللہ اکبر کہا۔ تو ایک ہجوم وساوس ہے جو اس کے حضور قلب میں تفرقہ ڈال رہا ہے۔ وہ اُن سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے پریشان ہوتا ہے۔ ہر چند حضور و ذوق کے لئے ٹکر مارتا ہے۔ لیکن نماز جو گری پڑتی ہے بڑی جانکنی سے اوسے کھڑا کرنے کے فکر میں ہے بار بار ایاک نعبد وایاک نستعین کہکر نماز کے قائم کرنے کے لئے دعا مانگتا ہے اور .... الصراط المستقیم کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اُس کی نماز کھڑی ہو جاوے۔ ان وساوس کے مقابلے میں متقی ایک بچہ کی طرح ہے جو خدا کے آگے گڑگڑاتا ہے۔ روتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں اخلد الی الارض ہو رہا ہوں۔ سو یہی وہ جنگ ہے جو متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنا ہے اور اسی پر ثواب مترتب ہوگا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نماز میں وساوس کو نی العفور دور کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یقیمون الصلوۃ کی منشاء کچھ اور ہے۔ کیا خدا نہیں جانتا۔ حضرت شیخ عبد القادر گیلانی کا قول ہے کہ ثواب اسوقت تک ہے۔ جب تک مجاہدات ہیں اور جب مجاہدات ختم ہوئے۔ تو ثواب ساقط ہو جاتا ہے۔ گویا صوم و صلوٰۃ اس وقت تک اعمال ہیں جب تک ایک جد و جہد سے وساوس کا مقابلہ ہے لیکن جب اُن میں ایک اعلیٰ درجہ پیدا ہو گیا اور صاحب صوم و صلوٰۃ تدرے کے تکلف سے بچ کر مصلّا سے رنگین ہو گیا تو اب صوم و صلوٰۃ اعمال نہیں رہے اسمیں مرتبہ پر انہوں نے سوال کیا ہے کہ کیا اب نماز معاف ہو جاتی ہے کیونکہ ثواب تو اسوقت تک تھا جسوقت تک تکلف کرنا پڑتا تھا۔ سو بات یہ ہے کہ نماز عمل نہیں بلکہ ایک انعام ہے۔ یہ نماز اُس کی ایک غذا ہے۔ اُسکے لئے قرۃ العین ہے۔ یہ گویا نقد بہشت ہے۔

مقابل میں وہ لوگ جو مجاہدات میں ہیں وہ کشتی کر رہے ہیں اور یہ نجات پا چکا ہے سو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا سلوک جب ختم ہوا تو اُس کے مصائب بھی ختم ہو گئے۔ مثلاً ایک مخنث اگر کہے کہ وہ کبھی کسی عورت کیطرف نظر اوٹھا کر نہیں دیکھتا تو وہ کونسی نعمت یا ثواب کا مستحق ہے اسمیں تو صفت بدنظری ہے ہی نہیں۔ لیکن ایک مرد صاحب رجولیت اگر ایسا کرے تو ثواب پاوے گا۔ اسی طرح انسان کو ہزاروں مقامات طے کرنے پڑتے ہیں بعض بعض امور میں اُس کی مشاقی اس کو قادر کر دیتی ہے۔ نفس کے ساتھ اُس کی مصالحت ہو گئی اب وہ ایک بہشت میں ہے۔ لیکن وہ پہلا سا ثواب نہیں رہے گا۔ وہ ایک تجارت کر چکا ہے جسکا اب وہ نفع اوٹھا رہا ہے۔ لیکن پہلا رنگ نہ رہیگا انسان میں ایک فعل تکلف سے کرتے کرتے اُس میں طبیعت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک شخص جو طبعی طور سے لذت پاتا ہے۔ وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس کام سے ہٹایا جاوے۔ وہ طبعاً یہاں سے ہٹ نہیں سکتا۔ سو اتقاء اور تقوے کی حد تک پورا انکشاف نہیں ہوتا وہ ایک قسم کا دعویٰ ہوتا ہے۔

اس کے بعد متقی کی شان میں ومما رزقنا ہم ینفقون۔ آیا ہے۔ یہاں متقی کے لئے مما کا لفظ استعمال کیا کیونکہ اسوقت وہ ایک اعمیٰ کی حالت میں ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ خدا نے اُسکو دیا اُسمیں سے کچھ خدا کے نام کا دیا۔ حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ رکھتا۔ تو دیکھ لیتا کہ اوس کا کچھ بھی نہیں۔ سب خدا کا ہی ہے۔ یہ ایک حجاب تھا جو اتقا میں لازمی ہے۔ اس حالت اتقا کے تقاضے نے متقی سے خدا کے دئے میں سے کچھ دلوایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے ایام وفات میں دریافت فرمایا کہ گھر میں کچھ ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک دینار تھا۔ فرمایا کہ یہ سیرت یگانگت سے بعید ہے کہ ایک چیز بھی اپنے پاس رکھی جاوے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتقاء کے درجہ سے گذر کر صلاحیت تک پہنچ چکے تھے۔ اس لئے مما اون کی شان میں نہ آیا۔ کیونکہ وہ اندھا ہے جس نے کچھ اپنے پاس رکھا اور کچھ خدا کو دیا۔ لیکن

یہ لازمہ متقی تھا۔ کیونکہ خدا کے راہ دینے میں بھی اُسے نفس کے ساتھ جنگ تھا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کچھ دیا اور کچھ رکھا۔ وہاں رسول اکرم نے سب خدا کو دیا۔ اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔

جیسے دھرم مہوتسو کے مضمون میں انسان کی تین حالتیں ذکر کی گئیں ہیں۔ جو انسان پر ابتدا سے انتہا تک وارد ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی قرآن نے جو انسان کو تمام مراحل ترقی کے طے کرانے آیا۔ اتقا سے شروع کیا۔ یہ ایک تکلف کا راستہ ہے۔ یہ ایک خطرناک میدان ہے اُس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور مقابل بھی تلوار ہے۔ اگر بچ گیا تو نجات پا گیا والا اسفل السافلین میں پڑ گیا۔ چنانچہ یہاں متقی کی صفات میں یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ ہم دیتے ہیں۔ اُسے سب کا سب خرچ کر دیتا ہے۔ متقی میں ابھی اسقدر ایمانی طاقت نہیں جو نبی کی شان ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمارے ہادی کامل کی طرح کل کا کل دیا ہوا خدا کا خدا کو دیدے۔ اسی لئے پہلے مختصر سا ٹیکس لگایا گیا۔ تاکہ چاشنی چکھکر زیادہ کے لئے طیار ہوجاوے۔ ومما رزقنا هم ينفقون۔ رزق سے مراد صرف مال نہیں۔ بلکہ جو کچھ اُن کو عطا ہوا۔ علم۔ حکمت طبابت یہ کچھ رزق میں ہی شامل ہے۔ اُس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرتا ہے۔ انسان نے اس راہ میں بتدریج اور زینہ بزینہ ترقی کرنا ہے۔ اگر انجیل کی طرح یہ تعلیم ہوتی کہ گال پر ایک طمانچہ کھا کر دوسرے طمانچہ کے لئے گال آگے رکھ دی جاوے۔ یا سب کچھ دے دیا جاوے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ مسلمان بھی عیسائیوں کی طرح تعلیم کے ناممکن التعمیل ہونے کے باعث ثواب سے محروم رہتے لیکن قرآن تو حسب فطرت انسانی آہستہ آہستہ ترقی کراتا ہے انجیل کی مثال تو اُس لڑکے کی ہے جو مکتب میں داخل ہوتے ہی بڑی مشکل منتہی کی کتاب پڑھنے کیلئے مجبور کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کی حکمت کا یہی تقاضا ہونا چاہئے تھا کہ تدریج کے ساتھ تعلیم کی تکمیل ہو۔

اس کے بعد متقی کے لئے فرمایا والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون۔ یعنے متقی وہ ہوتے ہیں جو پہلے نازل شدہ کتب پر اور تجھ پر جو کتاب نازل ہوئی اس پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ امر بھی تکلف سے خالی نہیں۔ ابھی تک ایمان ایک محجوبیت کے رنگ میں ہے۔ متقی کی آنکھ معرفت اور بصیرت کی نہیں۔ اُس نے تقوی سے شیطان کا مقابلہ کر کے ابھی ایک بات کو مان لیا ہے۔ یہی حال اسوقت ہماری جماعت کا ہے۔ انہوں نے بھی تقوے سے مانا ہے اور ابھی وہ نہیں جانتے کہ یہ جماعت کہاں تک نشو و نما الٰہی ہاتھوں سے پانیوالی ہے یہ ایک ایمان ہے۔ جو بالآخر فائدہ رساں ہوگا

یقین کا لفظ عام طور پر جب استعمال ہو تو اس سے مراد اس کا ادنیٰ درجہ ہوتا ہے۔ یعنے علم کے تین مدارج میں سے ادنیٰ درجہ کا علم یعنے علم الیقین اس درجہ پر اتقا والا ہوتا ہے مگر بعد اس کے عین الیقین اس درجہ پر اتقا والا ہوتا ہے۔ مگر بعد اس کے عین الیقین اور حق الیقین کا مرتبہ بھی تقوے کے مراحل طے کرنے کے بعد حاصل کرلیتا ہے۔

تقوے کوئی چھوٹی چیز نہیں۔ اس کے ذریعہ ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ جو انسان کے ہر ایک اندرونی طاقت و قوت پر غلبہ پائے ہوئی ہیں۔ یہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں۔ اگر اصلاح نہ پائیں گے تو انسان کو غلام کرلیں گے۔ علم و عقل ہی بُرے طور پر استعمال ہوکر شیطان ہوجاتے ہیں۔ متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور کل قویٰ کی تعدیل کرنا ہے۔ ایسا ہی جو لوگ انتقام۔ غضب یا نکاح کو ہر حال میں بُرا جانتے ہیں۔ وہ بھی صحیفہ قدرت کے مخالف ہیں اور قوی انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ سچا مذہب وہی ہے جو انسانی قوےٰ کا مربی ہو نہ کہ ان کا استیصال کرے رجولیت یا غضب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فطرت انسانی میں رکھے گئے ہیں اُن کو چھوڑنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے جیسے تارک الدنیا ہونا۔ یا راہب بن جانا۔ یہ تمام حق العباد کو تلف کرنے والے ہیں اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا۔ تو گویا اُس خدا پر اعتراض ہے جس نے یہ قویٰ ہم میں پیدا کئے۔ سو ایسی تعلیمیں جو انجیل میں ہیں۔ اور جن سے قوےٰ کا استیصال لازم آتا ہے۔ ضلالت تک پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی تعدیل کا حکم دیتا ہے ضائع کرنا پسند نہیں کرتا۔ جیسے فرمایا ان الله يأمر بالعدل والاحسان الخ۔ عدل ایک ایسی چیز ہے جس سے سب کو فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ مسیح کا یہ تعلیم دینا۔ کہ اگر تو بُری آنکھ سے دیکھے تو آنکھ نکال ڈال اس میں اور قویٰ کا استیصال ہے کیونکہ تعلیم ایسی نہ کی کہ تو غیر محرم عورت کو ہرگز نہ دیکھ۔ اجازت دی کہ دیکھ تو ضرور بعد دیکھنے کے دیکھا جائیگا۔ کہ اُس کے قویٰ پر کیا اثر ہوگا۔ کیوں نہ قرآن کی طرح آنکھ کو ٹھوکر والی چیز ہی کے دیکھنے سے روکا اور آنکھ جیسی مفید اور قیمتی چیز کو ضائع کرنے کا افسوس لگایا۔

آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ جانتے نہیں کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے۔ کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے۔ کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے حجاب مل سکیں۔ سیریں کریں۔ کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ایسی قومیں غیر مرد عورت کو ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بد نتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے ہی کی اجازت نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہو۔ ایسے موقع میں یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح دو غیر محرم مرد و عورت جمع ہوں تیسرا اون میں شیطان ہوتا ہے۔ اون ناپاک نتائج پر غور کرو۔ جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے یہ انہی تعلیموں کا نتیجہ ہے اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس آدمی ہیں تو یاد رکھو کہ وہ ضرور چیز تباہ ہوگی اسلامی تعلیم کیا پاک تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھکر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس سے یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اُس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جسقدر قوےٰ عطا فرمائے وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دئے گئے۔ ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی اون کی نشو و نما ہے۔ اسواسطے اسلام نے قوےٰ رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ اون کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کیا۔ جیسے فرمایا۔ قد افلح المؤمنون اور ایسے یہاں بھی کہا متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچکر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا۔ واولئك هم المفلحون یعنے وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے۔ پھر اُسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطرات نفس بلا سوچے گذشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے۔ اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جاوینگے (باقی آئندہ)

آریہ دھرم

وید کی تعلیم کے رُو سے کہ ارواح اور مادہ خود بخود ہیں۔ پرمیشر کے وجود کی کچھ ضرورت معلوم نہیں ہوتی اور ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ جب یہ تمام قوٰی جو روحوں اور ذرّات میں موجود ہیں کسی موجد کی محتاج نہیں۔ اور ان کا وجود کسی صانع کے وجود پر موقوف نہیں تو پھر صرف روح اور جسم کو جوڑنے کی صنعت جو ادنیٰ درجہ کی صنعت ہے کیونکر کسی صانع کی محتاج ہو سکتی ہے۔ غرض یہ خیال کہ پرمیشر نے بعض اجزا کو بعض سے جوڑا ہے اور روح کو جو قدیم سے خود بخود موجود ہے۔ اُن قدیم اجسام میں داخل کیا ہے۔ یہ نہایت کمزور خیال ہے اور اس کو صانع کے وجود پر دلیل سمجھنا سراسر ناسمجھی ہے کیونکہ جب کہ یہ تمام چیزیں قدیم سے علیحدہ علیحدہ خود بخود موجود ہیں اور اپنے وجود اور بقا میں دوسرے کی محتاج نہیں تو پھر ان چیزوں کے باہمی اتصال یا انفصال کے لئے کیوں پرمیشر کی حاجت ہے۔ اگر پرمیشر کی ذات ایسی واقع نہیں جو اُسی سے تمام چیزوں کا ظہور ہو اور اُسی سے تمام چیزوں کی بقا رہو اور اسی سے ہر ایک چیز کو فیض پہنچے تو خود اس کا وجود فضول ہوگا اور اس کے وجود پر کسی چیز کی دلالت کاملہ نہیں ہوگی ہندوؤں کا یہ خیال کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ صاف تبلا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ اور اُس کی ذات اور صفات کی معرفت کی سچّی کتابیں ہرگز اُن کو نہیں ملیں لہٰذا اُنہوں نے اپنے پرمیشر کے افعال اور اُس کی قوّت اور شکتی کو صرف انسان کی قوت اور شکتی پر قیاس کر لیا ہے۔ اُن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کیونکر انسان کی سچّی خوابوں اور واقعی کشفوں میں ہزارہا ایسی چیزیں وجود پذیر ہو جاتی ہیں کہ ابھی وہ بکلّی پردہ نیستی میں مخفی ہوتی ہیں اور سالہائے دراز کے بعد ان کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر اگر خدا تعالیٰ نیستی سے ہستی نہیں کر سکتا تو کشفوں اور خوابوں میں ایسی ہستی کیوں ظہور میں آ جاتی ہے جس کا خارج میں کوئی نام و نشان نہیں۔ مثلاً اگر کسی کے گھر میں بیس سال کے بعد بیٹا پیدا ہونا ہو تو کبھی کبھی ایسا عجیب کشف یا عجیب خواب اُس کو دکھلائی جاتی ہے کہ جو بیٹا پیدا ہونے سے پہلے بلکہ اُس بیٹے کی ماں کے وجود سے بھی پہلے وہ اپنے اس بیٹے کو خواب کی حالت میں یا کشف کی حالت میں بعینہٖ دیکھ لیتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات اُس سے باتیں کرتا ہے اور بسا اوقات وہ بیٹا ایسے راز اس کو تبلاتا ہے کہ جو مدتہائے دراز کے بعد اور تحصیل علم کے بعد وہ طاقت بیٹے میں پیدا ہوتی ہے۔ پس اگر خدا تعالےٰ انسان کی طرح مادہ اور پرکرتی کا محتاج ہے۔ تو مثلاً وہ بیٹا جو خواب میں یا کشف میں حاضر کیا جاتا ہے۔ جس کی ابھی ماں بھی ... پیدا نہیں ہوئی وہ کس مادہ یا پرمانو سے بنایا جاتا ہے۔ پس جبکہ وہ قادر اس قسم کی بناوٹ بھی جانتا ہے کہ اُس حالت میں کسی انسان کا نشان ظاہر کر دیتا ہے اور مجسم طور پر عین بیداری میں اُس کو دکھا دیتا ہے جبکہ وہ بکلی بے نشان ہوتا ہے تو پھر اس سے زیادہ اور کونسی حماقت ہوگی کہ اُس قادر کو مادہ کا محتاج سمجھا جائے اگر ایسا ہی پرمیشر ہے تو اوس پر آئیندہ کی دائمی خوشیوں کے لئے کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ آپ ہمیشہ مادہ اور روح کا محتاج ہے اور ایسی چیزوں کے سہارے سے اُس کی خدائی چل رہی ہے جو اس کے ہاتھ سے نکلی نہیں اور نہ نکل سکتی ہے۔ پس ہندوؤں کے ویدوں کی یہ صریح غلطی ہے کہ وہ خدائی طاقت اور انسانی طاقت کو برابر درجہ پر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی اتفاق سے جس کا بھید معلوم نہیں اس قدر روحیں اور مادے موجود چلے آتے ہیں جو پرمیشر کی اپنی پیدا کردہ نہیں اور انہی پر تمام کارخانہ پرمیشر گری کا چل رہا ہے اور اگر فرض کریں کہ وہ آئیندہ کو کسی وقت معدوم ہو جائیں گی تو ساتھ ہی فرض کرنا پڑے گا کہ پرمیشر بھی آئیندہ کو خالی ہاتھ بیٹھے گا۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ کیا خدائے حیّ و قیوم کی یہی صفات ہونی چاہئیں اور کیا اُس کی خدائی کی حقیقت اور اصلیت اسی قدر ہے کہ اس کی بادشاہت اُن چیزوں پر چلتی ہو جو اس کی اپنی ملکیت نہیں۔ غرض میں نے ان کتابوں میں ثابت کیا ہے کہ ہندو مذہب کا گیان اور معرفت پرمیشر کی نسبت جو کچھ ہے یہی ہے کہ وہ اُس کو قدیم سے معطل اور صفت خالقیت سے محروم قرار دیتے ہیں اور انسانی پاکیزگی کی نسبت وید کی تعلیم جسکو پنڈت دیانند نے آریوں کو سکھلایا ہے بطور نمونہ یہ ہے کہ ایک آریہ اولاد کے لئے اپنی پیاری بیوی کو اپنی زندگی اور جوانی کی حالت میں دوسرے سے ہم بستر کرا سکتا ہے تا کسی طرح اولاد پیدا ہو جائے اس عمل کو ہندوؤں کے مذہب میں نیوگ کہتے ہیں پس جس مذہب کا خدا تعالیٰ کی نسبت یہ خیال ہے کہ وہ قدیم سے عاجز اور کمزور اور پیدا کرنے کی صفت سے بے نصیب ہے اور جس مذہب نے مخلوق کی پاکیزگی کا اسقدر خون کر دیا ہے کہ خاوند جو نظرتاً انسانی غیرت کا جوش اپنی بیوی کے معاملہ میں اسقدر اپنے اندر رکھتا ہے کہ روا نہیں رکھتا کہ کسی غیر کی آواز کی طرف بھی وہ کان لگا وے اسکو یہ ہدائیت کیجاتی ہے کہ اولاد کی ضرورت کے لئے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ اپنی جورو کو غیر انسان سے ہمبستر کراوے ایسے مذہب سے کس بہتری کی اُمید ہو سکتی ہے

حضرت حجۃ اللہ کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از عاجز عاید باللہ الصمد غلام احمدؐ

بخدمت اخویم مکرم مولوی محمد بشیر صاحب۔

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عنایت نامہ جس کا لفظ لفظ اخلاص و تقوے سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لودہانہ میں مجھ کو ملا مگر چونکہ میں اتفاقاً ضلع علیگڈہ کی طرف چلا گیا تھا اور پھر واپس آکر ۱۹- اپریل ۱۸۹۰ء کو قادیان کی طرف چلا آیا اسلئے جواب لکھنے سے مجبور رہا۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے بالکل سچ لکھا ہے جس سے خلوص اور طلب حق کی بو آتی ہے اللہ جلشانہ نے قرآن مجید میں اولیاء اللہ کی پانچ علامتیں لکھی ہیں جبتک وہ پانچوں علامتیں کسی میں نہ پائی جائیں تب تک وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا اور قبل اس کے جو کسی کی ولائیت کو شناخت کیا جائے اوس سے بیعت کرنا جائز نہیں لیکن اولیاء اللہ کو شناخت کرنا ہر ایک آنکھ کا کام نہیں۔ اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ینظرون الیک وھم لا یبصرون کچھ شک نہیں کہ اولیاء اللہ میں خوارق و آیات بینات پائی جاتی ہیں۔ لیکن جبتک خدا تعالیٰ نہ چاہے وہ موجب ہدائیت نہیں ہو سکتے۔ ہاں جو شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی ولی کے خوارق و آیات پر اطلاع پاوے اُس پر لازم ہے کہ دو طریقوں میں سے ایک طریق اختیار کرے۔

(۱) یا یہ کہ نہایت درجہ کا دوست بن جاوے۔

(۲) یا یہ۔ کہ نہایت درجہ کا دشمن۔ بن جاوے کیونکہ جبتک دوستی یا دشمنی انتہا تک نہ پہنچے تب تک اس قوم کے خواص معلوم نہیں ہو سکتے۔ آپ جو طالب صادق ہیں اُمید ہے کہ دوستی میں ترقی کرینگے خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی طرف سے قوت و بصیرت بخشے آمین ثم آمین

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار غلام احمدؐ عفی عنہ

۲۴- اپریل

سہ ۶۸۹

غفلت

نمبر ۲

۱- غفلت بدفہمی بے ایمانی- دُنیا پرستی اور استغنار عن اللہ کا نتیجہ ہے- چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ گرکفار کا تو یہ حال ہے کہ تنبیہ و نصیحت سے مُنہ پھیرتے ہیں یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ دنیا کی ظاہری باتوں کو جانتے ہیں پر آخرت سے وہ غافل ہیں-

صاف ظاہر ہے کہ جس شخص کی فطرت سلیم اور عقل درست ہے وہ کیسے چند روزہ لذائذ میں مبتلا ہوکر اپنے رب کریم سے غافل اور کیسے اپنی ناچیز طاقتوں اور قابلیتوں کو اپنے واسطے کافی سمجھ کر مولائے حقیقی کی عبادت اور استعانت سے لاپرواہ اور کیسے ہزار در ہزارہا ظاہری عبرتوں اور آسمانی نصیحتوں کے درمیان بے خبر اور جاہل رہ سکتا ہے- یہ تمام بدمستی اور غفلت اوسی بدفہمی کا نتیجہ ہے- جس کو رب العلمین بدکاروں کی نسبت اس طرح ظاہر فرماتا ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا- کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے-

اگر انسان بدفہم ہو تو ایمانی اصول سے اوسکی اصلاح ہو سکتی ہے جو شخص خداوند عالم کو اپنا سچا مولے سچا مددگار- سچا خیرخواہ سچا ہادی اور حساب اعمال کو واقعی و صحیح مانتا ہے وہ اس ایمان کے نیچے نامعلوم طور پر بہت کچھ ترقیات کر سکتا ہے بشرطیکہ اپنے اعمال کو ایمانیات کے مطابق بنائے رکھے اور پوری امید اور یقین کے ساتھ خداوند عالم کی رہبری اور مدد کا طالب بنا رہے- ایسا شخص احکام الٰہی سُنکر فوراً بشاش اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے- پس بے ایمانی کی علامت ہے کہ انسان کو آیات الٰہی سنائی جاویں پر وہ اون سے محفوظ نہ ہو بلکہ لاپرواہ یا متنفر رہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ کفار لوگ نصیحت سے مُنہ پھیر لینے والے ہیں- دُنیا پرستی ایک ایسا اندھیر ہے کہ انسان کی روح کو مردہ بناکر اوس کے دینی اور اخلاقی طاقتوں کو برباد کر دیتی ہے- پھر اس کو اپنے حساب و کتاب اور جزا و سزا کا کچھ خیال نہیں رہتا چنانچہ ظاہر ابھی ہم دیکھتے ہیں کہ تمام یورپ جو عدالتوں اور جیلخانوں کی موجودگی میں چوری- ڈاکہ کھوکر نفسانی و راشی وغیرہ بیباکانہ طور پر اپنی شرارتوں میں مشغول رہتے ہیں کہ کچھ پرواہ نہیں کرتے اور جسقدر زیادہ کوئی مشاق ہو اوسیقدر زیادہ بیخوف ہو جاتا ہے ایسا ہی دینی مجرموں کا حال ہے کہ نفس پرستی میں پڑکر حساب آخرت سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں بلکہ دنیاوی بلاؤں اور ذلتوں کی بھی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے محض ظاہری اور موجودہ باتوں پر نظر رہجاتی ہے- سچ ہے یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ دُنیاوی زندگانی میں سے ظاہر باتوں کو جانتے ہیں پر آخرت سے وہ غافل ہیں-

۲- غفلت میں انسان کا دل غیر مستقل رہتا ہے اور آخر کار دینی و دنیاوی خرابیوں کا باعث بنجاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ لوگوں میں سے ایک ایسا ہے کہ کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتا ہے پس اگر بھلائی اس کو پہنچے تو اُس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہنچے تو جدہر سے آیا تھا اولٹا اودہر ہی کو لوٹ جاتا ہے دنیا کا بھی خسارہ اور آخرت کا بھی- یہی تو صریح بربادی ہے- غفلت میں انسان کی حالت گھاس پھونس کے مشابہ ہو جاتی ہے جس طرف کی ہوا چلی اسی طرف کو ہلنے لگتا ہے- ایسا ہی غافل آدمی جس قسم کی بات سنتا جس قسم کی صحبت میں بیٹھتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے- اپنی عقل اور تمیز کچھ خرچ نہیں کرتا یہ نہیں دیکھتا کہ یہ فعل حلال ہے یا حرام جائز ہے یا ناجائز- مفید ہے یا مضر- اور چونکہ عموماً صحبتیں خراب ہیں اس لئے زیادہ تر خراب محرکات پیش آتے رہتے اور اس کو برباد کرکے چھوڑتے ہیں چنانچہ اسی طرح پر لوگ راستبازی اور دین کو چھوڑکر آوارہ گرد شطرنجباز- مرغباز- تماش بین- بھنگی- چرسی- افیونی- زانی- ریاکار- اور حرامکار بنجاتے ہیں- فی زمانہ ایک اور سخت بلا ہے کہ یورپین خیالات اور عادات سے متاثر ہوکر خداپرستی اور دینداری سے اکثر غافل ہوئے جاتے ہیں- ظاہری بناوٹ اور نمائش میں ایسا پھنسے ہیں کہ اپنا قوم کا کچھ خیال نہیں رکھتے- ظاہر پرستوں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ یورپ کی محنت کشی قدردانی و فیاضی اور جہد فی العلم کو تو پکڑتے نہیں بلکہ لباس میں تمام نقالی محدود رہجاتی ہے- طرز لباس بذات خود دین کا کوئی جز نہیں ہے مگر دین سے غفلت اور اسلامی شعار سے دوری بیشک قابل افسوس ہے حالانکہ تمام علوم اسلام کے بیہودہ ریاکاری کے مخالف ہیں مگر غفلت اور بدفہمی سے ریاکاری میں زیادہ ترقی کرتے ہیں جسکا نام تہذیب اور نئی روشنی رکھا گیا ہے فی الحقیقت نئی روشنی ایک عمدہ روشنی ہے جس نے لغویات ہزلیات اور کذب کو بہت کچھ صاف کیا ہے- مگر ریاکاری کا نام نئی روشنی یا تہذیب رکھنا سخت غلطی ہے- جو چاہے دیکھلے قرآن مجید ایسے لوگوں کا کیسا کامل نقشہ کھینچکر فرماتا ہے وَاِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْۤ اُذُنَیْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ اور جب اس کو ہماری آیتیں پڑھکر سُنائی جاتی ہیں تو متکبرانہ مُنہ پھیرکر چلدیتا ہے گویا کہ اوس نے اون کو سُنا ہی نہیں گویا کہ اُس کے دونوں کانوں میں ڈھنٹ ہیں پس اے محمدؐ ایسے شخصوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو-

۳- واہیات قصے نامعلوم طور پر انسان کو بے دین بنادیتے ہیں گروہ آیات الٰہی کو ہنسی سمجھنے لگ جاتا ہے- چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ اور لوگوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو واہیات قصے مول لیتا ہے تاکہ بے سمجھے بوجھے راہ خدا سے بہکاوے اور آیات الٰہی کی ہنسی بنائے ایسے لوگوں کے واسطے رسوا کرنیوالا عذاب ہے اس آیت کی شان نزول کی نسبت مفسرین نے لکھا ہے کہ کفار مکہ میں سے ایک شخص تھا نضر بن حارث نام وہ عجائب کی داستانیں لوگوں کو سنایا کرتا تاکہ لوگ اون قصوں میں مبتلا ہوکر قرآن سے متنفر ہو جائیں اور کہا کرتا کہ محمدؐ تمکو عاد و ثمود کے قصے سناتا ہے اور میں رستم و اسفندیار کے کارنامے سناتا ہوں اگر اس زمانہ پر غور کیا جائے تو ایک نضر بن حارث کیا لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کا یہی حال ہے کہ واہیات قصے مطالعہ کرکے لوگوں کو سناتے اور خود تصنیف کرتے ہیں قصے اگر ہیں تب سراسر کذب اور افترا ہیں مرثیے ہیں تب سراسر لغو اور باطل ہیں غزلیں ہیں تب محض بکواس اور خرافات ہیں دیوان ہیں تب دیوانہ وار بہک اور ہزلیات ہیں بیہودہ فسانوں اور ناولوں کا تو کچھ حد و حساب ہی نہیں- اگر کسی مطبع یا کتب فروش کی فہرست ملاحظہ کرو تو نصف سے زیادہ غزلیات- دیوان- فسانے اور ناولز ہی ہونگے خلوت میں کیا اور جلوت میں کیا عشقیہ مضامین اور جھوٹے قصوں کا خوب رواج اور چرچا ہے مولویوں کے وعظوں میں بیٹھکر دیکھو تو اون کے فسانوں نے سب کے ہی کان کتر ڈالے جس کا نام شاعری اور عبارت آرائی ہے یہ اعلیٰ سے اعلیٰ جھوٹ اور افتراؤں کا اکھاڑہ ہے- اس تمام کا نتیجہ کیا ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں مبالغہ اور افترا نے ایسا گھر کر لیا کہ صاف صاف اور سیدھی بات سے کچھ مذاق ہی نہیں رہا- بلکہ دینیات میں بھی مبالغہ آمیز مسئلے اور افترائی قصے داخل ہوئے قرآن کا مذاق کلیۃً دور ہو گیا- باقی دارد +

نصرت المومنین

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى

یعنی

مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اُن کے لئے بہتری ہی بہتری ہے +

اول - اللہ تعالےٰ پر جو بندوں کے حقوق بہ تقاضائے عدل و رحم ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مقابلہ کے وقت اپنے پاک بندوں کی خاص مدد کرے اُن کے رزق اور عزت کا حامی ہو اور اون کا ہادی اور والی اور نگہبان رہے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ "مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے" پھر فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ "وتحقیق جو لوگ اللہ کو مانتے اور عمل صالح کرتے ہیں اون کے واسطے مغفرت اور عزت والا رزق ہے" پھر فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا "تحقیق اللہ تعالیٰ مومنوں کا ہادی ہے" اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا "اللہ مومنوں کا والی ہے" اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا "اللہ مومنوں کی بلاؤں کو دفع کرتا ہے" وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ "اللہ ضرور ضرور اُس شخص کی مدد کرتا ہے جو اُس کی خدمت کرتا ہے" وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ "جو اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور مومنوں سے محبت کرتا ہے پس اللہ کا ہی گروہ غالب رہتا ہے"

ان آیات بینات سے صاف ظاہر ہے کہ ایماندروں کا اللہ حامی - ناصر - والی - حافظ اور ہادی ہے - اون سے محبت کرتا اون کے گناہوں کو بخشتا عزت کا رزق دیتا - بلاؤں کو اُن سے دور رکھتا اور مقابلہ کے وقت اُن کو غلبہ دیتا ہے - علم حیوانات میں یہ مانا ہوا مسئلہ ہے - مدت ... بھی شاہد ہے کہ تمام مخلوقات میں اپنے اپنے غلبہ اور قیام کے واسطے ہمیشہ کشمکش رہتی ہے جو قابل تر ہیں - وہ غالب اور قائم رہتے - جو ناقص تر ہیں وہ مغلوب اور نابود ہوتے جاتے ہیں - عدالت اور راستی ایمانداری کے اعلیٰ اور ضروری اجزا ہیں جس قوم میں یہ نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں جو شخص ظلم کرتا اور جھوٹھ بولتا ہے اور ساتھ مومنیت کا دعویٰ رکھتا ہے وہ فی الحقیقت جھوٹا اور بے ایمان ہے - تمام عالم اس کے کذب پر شہادت دیگا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اسکو باطل ثابت کرے گا - چنانچہ وہ خود فرماتا ہے يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ - "اللہ اپنے کلمات سے باطل کو مٹاتا اور حق کو حق ثابت کرکے دکھاتا ہے" جھوٹا دعوےٰ کوئی چیز نہیں سچے مومن بنو اور عملاً راستی اور عدالت سے اسکی سچائی ظاہر کرو - پھر دیکھو کہ قدرت الٰہی کس کس طرح سے مدد کرتی اور بے ایمانوں کے مقابلہ پر تمہارا کیسا غلبہ ظاہر کرتی ہے خداوند عالم کے ہاتھ میں ایک میزان ہے جس میں تمام شخصوں اور قوموں کے ایمان اور اعمال کا موازنہ ہوتا رہتا ہے اور ان اعمال کے مطابق ہی قومیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں چنانچہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ "تحقیق اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے نفسوں کی حالت کو نہ بدل لے"

دوم - جس قوم پر خدا کا رسول کلام الٰہی کے ساتھ نازل ہوا اوس کا عروج احکام الٰہی کی اطاعت پر منحصر رہا اور رہے گا - چنانچہ اللہ کریم فرماتا ہے لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى "جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اون کے واسطے بہتری ہی بہتری ہے" لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ "جو لوگ بھلائی کرتے ہیں اون کے واسطے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے - اور آخرت کا گھر تو اور بہتر ہے" جناب نوح علیہ السلام جو اپنی قوم کو ایک آنے والے عذاب کی خبر دیتے اور اس سے ڈرانے کے واسطے مامور ہوئے تھے اپنی قوم کو خفیہ اور علانیہ طور پر فرداً اور مجمعوں میں سمجھاتے رہے مگر کسی نے نہ مانا - آخرکار فرماتے ہیں - فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ "پس میں نے کہا اب رب سے استغفار کرو تحقیق وہ تم پر پانی برسانے والا آسمان سے بھیجے گا - تمہارے مالوں اور اولاد کو بڑھائے گا - اور تمہارے لئے باغ اگائیگا اور نہریں جاری کرے گا - تمہیں کیا ہو گیا کہ اللہ سے بڑی بڑی امیدیں نہیں رکھتے" ایسا ہی سیدنا ہود علیہ السلام اپنی قوم عاد سے فرماتے ہیں وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ - "اے میری قوم اپنے رب سے استغفار کرو - پھر اوس کی طرف جھک جاؤ - وہ پانی برساتا ہوا آسمان تمہاری طرف بھیجے گا اور تمہاری موجودہ قوت کو اور ترقی دے گا اور سرکشی کرکے مجرم مت بنو" - ایسا ہی شعیب علیہ السلام اپنی قوم مدین سے فرماتے ہیں وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ "اے میری قوم اپنے پیمانہ اور ترازو کو انصاف کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کو اون کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد پھیلاتے مت پھرو اگر تم مومن ہو تو تمہارے واسطے بقیّت اللہ بہتر ہے" - یعنی جو ایمانداری سے بچے رہے بہتر ہے" ایسا ہی ایک اور جگہ پر قرآن کریم وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ - "اور جب ناپ کر دو تو پورا ناپ کرو اور سچی تراز و سے تولو - یہ بہتر ہے اور اسکا انجام اچھا ہے" قرآن مجید اہل تورات و انجیل کی نسبت فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ - اگر یہ لوگ تورات و انجیل کو اور نیز اون صحیفوں کو جو اُن کی طرف اون کے رب کی طرف سے نازل ہوئے قائم کرتے تو ضرور سروں کے اوپر اور پاؤں کے تلے سے رزق حاصل کرتے یعنی ایسی برکتیں ہوتی کہ اوپر سے بھی رزق برستا اور نیچے سے بھی اوبلتا - چنانچہ اہل تورات و انجیل نے اپنی کتابوں کو قائم کیا تمام دنیا کی زبانوں میں اون کے ترجمہ شائع کئے اور واعظ بھیجے اب اُس کی حد میں بافراغت رزق کھا رہے ہیں جو فی الحقیقت سروں کی طرف سے بھی برس رہا ہے - اور پاؤں کے نیچے سے بھی اوبل رہا ہے - یہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جس کا ظہور اسوقت تمام عالم میں مشاہدہ ہو رہا ہے ایسا ہی ایک اور جگہ پر قرآن مجید فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ "اگر ان بستیوں کے رہنے والے خدا کو مانتے اور خدا ترس بنتے تو ہم آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازہ

اُن پر ضرور کھول دیتا مگر اونہوں نے تکذیب کی اس لئے ہمنے اون کے کرتوتوں کی سزا میں جو وہ کرتے تھے اونہیں پکڑ لیا اسی طرح پر جناب آنحضرت سید المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی نسبت سورۂ ھود میں فرماتے ہیں

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ

اور یہ کہ اپنے رب سے استغفار کرو اور اوس کی طرف جھک جاؤ وہ تمہیں ایک وقت مقرر تک اچھے سامان عطا کریگا اور ہر ایک اہل فضل پر اپنا فضل کریگا اور اگر سرکشی کروگے تو مجھ کو تمہاری نسبت ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

سوم۔ ہر ایک ربانی کلام اور رسول کے ساتھ عذاب الٰہی بھی ضرور ہوتا ہے تاکہ بیباک اور ناپاک لوگ اسی طرح پر اوس کی طرف متوجہ ہوں یا جبر ہر ایک قوم کو رب العالمین برباد کرنا چاہتا ہے پہلے اوس کے مرفہ الحال لوگوں کی طرف احکام بھیجتا ہے۔ پس جب وہ نافرمانی کرتے ہیں تب عذاب کے مستحق ٹھہر جاتے اور ہلاک کر دیئے جاتے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ۔ ہمنے جس کسی گاؤں میں کوئی نبی بھیجا۔ ساتھ ہی اسکے باشندوں پر مصیبتیں بھی ڈالیں اور نقصانات بھی پہنچائے۔ تاکہ وہ گڑگڑائیں پس اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایک تنگی اور مصیبت بھی ضرور آتی ہے تاکہ اون کے دل گداز ہو کر خدا کی طرف جلدی جھکیں اور نبی کی تعلیم کو سنیں کیونکہ عموماً کوئی نبی ایسے ہی وقت میں آتا ہے جبکہ غفلت۔ بے خوفی۔ اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور بلا سخت مصیبتوں کے لوگ خدا کی طرف مائل نہیں ہو سکتے۔ برعکس اس کے قرآن مجید یہ بھی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد یا قوم پر عذاب نازل نہیں فرماتا جب تک رسول مبعوث نہ فرمائے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ”اور ہم عذاب کرنے والے نہیں، ہیں جب تک کسی رسول کو نہ بھیج لیں“ ایک اور جگہ فرماتا ہے وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا۔ اور جب کبھی ہم یہہ ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو برباد کر دیں تب اوس کے مرفہ الحال لوگوں کی طرف ایک حکم بھیجتے ہیں۔ پس وہ نافرمانی کرتے ہیں تب اون پر قول عذاب حق ہو جاتا ہے۔ پس اوس کو مارکر تباہ کر دیتے ہیں۔

چہارم۔ جو قوم کسی رسول یا کلام الٰہی کی مخالفت کرتی ہے اوس پر دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔ جسقدر زیادہ کوئی قوم اس سے مخالفت کرتی ہے اوسی قدر جلدی ہلاک کر دی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ”جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اون پر نافرمانیوں کی سزا میں عذاب نازل ہوتا ہے“ پھر کلیہ قاعدہ کے طور پر فرماتا ہے كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ”جب کبھی کسی امت کی طرف اُس کا رسول آیا اوس نے اس کی تکذیب کی اسلئے ہم نے بھی ایک کو ایک کے پیچھے ہلاک کیا اور اون کے افسانے بنا دیئے پس بے ایمان لوگوں پر لعنت ہے“ پھر ایک جگہ پر تشبیہات سے قرآن مجید اس مسئلہ کو اسطرح پر واضح فرماتا ہے اور ہمنے موسےٰ کو کتاب توریت دی اور اون کے بھائی ہارون کو وزیر کے طور پر اس کے ساتھ کیا پھر اون کو حکم دیا کہ اُن لوگوں کی طرف جاؤ جو ہمارے نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں (پس وہ گئے اور سمجھایا مگر اونہوں نے نہ مانا بلکہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے) اس لئے ہم نے اون کا کھوج تک مٹا دیا اور قوم نوح نے بھی جب ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تب ہمنے اون کو غرق کر دیا اور اون کو لوگوں کے واسطے ایک عبرت کا نشان بنا دیا اور ہمنے ظالموں کے واسطے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے اور اسی طرح عاد اور ثمود اور خندق والوں اور اون کے درمیان میں اور بہت سی اُمتوں کو ہمنے ہلاک کر دیا اور سبھوں کو ہمنے اور لوگوں کی مثالیں دے دیکر سمجھایا مگر کسی نے نہ سمجھا۔ اس لئے ہم نے سب کا ستیاناس کر دیا اور یہ لوگ ضرور اوس بستی پر بھی ہو کر گذرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے ہیں تو کیا اونہوں نے اُس کو دیکھا ہوگا۔ مگر اصل یہ ہے کہ اون لوگوں کو مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا یقین نہیں اور اسے پیغمبر جب کبھی یہ لوگ تمکو دیکھتے ہیں تمسے ہنسی کرتے اور کہتے ہیں کیا اسی کو اللہ نے رسول کرکے بھیجا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۭ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِـيْمًا وَّعَادًا وَّثَمُــوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَي الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا -

---

(نظم جو افتتاح کالج کے موقع پر مولوی مبارک علی صاحب و مولوی عبداللہ صاحب نے پڑھیں۔ ناظرین کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں ———— ایڈیٹر)

نظم

(از مولوی مبارک علی صاحب)

مرا سزد کہ بنازم بہ بخت بیدارم
کہ آفرید مسلماں مرا خدائے جہان۔

وریں زمانہ بہ بخشید خلعت ہستی۔
کہ دارد آں شرف بعثت مسیح زمان

فزوں تر از ہمہ جود و عطا ہمیں کرمے
کہ بیش روئے حبیبم شگفتہ دل خندان

نہ از لیاقتم این است و نے زخوبی من
کہ دست حکمت ایزد کشیدم از احسان

بپائے بوسیٔ آں دلستاں مرا آورد
بعز معرفت حق نواختم شادان

بر آستانہ دولت سرا سر افگندم
چو دیدم از سر طارم خورید ہدی رخشان

عطا نمود مرا منصبے بمدرسہ اسلام
نشاند بر سر کرسی بجملہ اُستادان

مبارک است پئے افتتاح این کالج
کہ بر کشاد خدائیش میان دارالامان

سزد کہ گویمش اکنوں کمال گاہ علوم
بجا است گر شمرم جنتش پئے صبیان

ہزار رفعت و برکت نصیب او بادا
کہ ہست بانی و حامیش مرسل یزداں

خجستہ منزل و فرخ نژاد و خوش محضر
جناب خان معظم امیر ذوالاشان

باہتمام و نظامش بعزم دل پرداخت
فزود رونق و رنگ و بہار این بستان

چو فکر از پئے سال کشادنش کردم
بگفت ہاتف غیبم بگوش دل عمران

۱۳۲۱

(از مولوی عبداللہ صاحب)

وقت بہار موسم شادی فرارسید
از روئے پاک میرزا صبح صفا دمید
روئے جہان تیرہ منور شدہ از و۔
در باغ ناز کوئے او باد صبا وزید
از قسمت فرخندہ و زسعادت ازل
صد شکر حق کہ اینچنیں نوبت بما رسید
اے دل بگو کہ اینچنیں ایام و این امام
بررُوئے این جہان عیاں جز ما بگو کہ دید
چوں این مہ صداقت اسلام شد عیاں
پس جان ما ز پنجۂ ابلیس ہم رہید
از چشمہائے خویش نور حق بدیدہ ایم
این گوشہائے ماندائے ایزدی شنید
پس صد سلام بر تو با ولئے امام ما
آنکس چہ دید در جہان کہ رُوئے تو ندید
صد آفرین جماعت دار العلوم را
کو پردۂ جہالت عالم عیاں درید
این کالج و جماعت مہدی چو گلشنے
بر سطح این زمین عیاں باغ ارم دمید
کسر صلیب و کشتن دجال کینہ ور
زیر سپہر نیلگو آمد از و پدید۔
یارب چناں بکن کہ این دار العلوم ما
باشد نشان حق تعالے زبہر دید
این فوج نوبتاج شہرہ و کمال دین
باشد بزیر آسماں جماعت سعید

شیطانی تسلّط کی تجدید

یہ اس مضمون کا عنوان ہے جو کونٹ ٹالسٹائی نے فرانس کے ایک سربرآوردہ ماہوار رسالہ میں پچھلے دنوں شائع کرایا تھا۔ کونٹ مذکور یورپ کے مشاہیر میں سے ہے دیار مغرب میں طفل مکتب بھی اس سے ناواقف نہیں۔ ہندوستان کی اخبار خوان جماعت بھی اس کے نام سے بیخبر نہیں رہی لیکن چونکہ اس کے حالات بشرح و بسط غالبًا زیادہ کو معلوم نہ ہونگے اس لئے اس کے مضمون کا لب لباب دینے سے پہلے مجمل طور پر اسکے کچھ حالات بیان کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ شخص روسی نژاد اور وہاں کا ایک نامور امیر ابن امیر ہے اسوقت اس کی عمر ۷۳ برس کی ہے۔ مگر جسمانی قوت اور دماغی طاقت میں جوانوں کو مات کرتا ہے اوائل عمر میں فوج میں داخل ہوا۔ اور ابھی اسی صیغہ میں تھا کہ اس کی پہلی کتاب شائع ہوئی جس سے مبصر تاڑ گئے کہ یہ نوجوان ایکدن میدان سخن کا نامور شہسوار ہو کر رہے گا۔ طبیعت میں علمی مذاق غالب تھا۔ محاربہ کریمیا کے بعد نوکری چھوڑ دی اور اپنے علاقہ میں جاکر تالیف و تصنیف میں مشغول ہوگیا۔ ناول نویسی میں اس کا نام روسی ادیبوں کی فہرست میں چوٹی پر ہے اس کی تاریخی تصنیفات میں بھی کچھ کم پایہ کی نہیں۔ اسے نامور بنانے کے لئے یہی امر کافی نہ تھا لیکن اسی پر اکتفا نہ ہوا۔ فطرت نے اسے سخنوری کے دوش بدوش انسانی محبت و درد۔ اخلاقی جرأت مردانہ آزادی۔ اور راست بیانی سے بھی بہرہ وافر عطا فرمادیا تھا۔ ہمدردی نے اسے سب سے اوّل اپنے ملک کے بے زبان کاشتکاروں کی حمایت پر کمربستہ کیا روس میں ۱۸۶۱ء تک کاشتکار اپنے امیر مالکان اراضی کے واقعی غلام قانونًا تصور ہوتے اور اُن کو غلاموں کا سا ہی برتاؤ ہوتا تھا۔ کاشتکاروں کو آزادی ملنے سے امرا کی مطلق العنانی میں بہت فرق آتا تھا اور وہ طبعًا اس کے مخالف تھے مگر کونٹ ٹالسٹائے کی آرزو جلد پوری ہوگئی۔ اور زار نے فرمان آزادی صادر کردیا۔ اس دن سے روس کے تمام کاشتکار اپنے ظالموں کی جماعت کے اس ایک فرد امیر ابن امیر ہی ٹالسٹائے کے نام پر جان دیتے ہیں۔ اس کی آزادانہ تحریر اور سوشل خرابیوں کی اصلاح کی مسائل سے روسی حکومت اس سے خوش نہیں مگر اس ہر دلعزیزی کی وجہ سے وہ اس سے معترض ہونے کی جرأت نہیں کرسکتے اور یہی ہر دلعزیزی ہے جس نے روس کے کمال جابر مذہبی محکمہ سے بھی ٹالسٹائے کو کچھ گزند نہیں پہنچنے دیا روسی مسیحی مذہب کے فرقہ یونانی کلیسیا کے تابع ہیں۔ جو بلحاظ عقاید و عمل توحید کی بجائے رومن کیتھولک فرقہ سے بھی کچھ بڑھ کر ماسوے اللہ کی پرستش اور اولیاء پرستی کی طرف مائل ہے اور یہ اس پر مستزاد ہے کہ سرکاری مذہب بھی یہی ہے اور حکومت بزور حاکمانہ اس مذہب کے عقاید و اعمال کی حامی اور معاون ہے کسی کو اسپر اعتراض کرنے کا یارا نہیں۔ بنا بریں روس میں پادریوں کا تسلط اس بیسویں صدی میں بھی قدیم بھی پوپلی زمانہ سے بھی کچھ بڑھا چڑھا ہوا ہے چند برسوں سے ٹالسٹائے توہمات اور مذہبی جبر و اکمانہ کے اس قلعہ کی بیخکنی کے درپے ہورہا ہے اور اصلی و حقیقی مسیحی مذہب کی درست کیفیت واضح کرکے اپنے ہموطنوں کو کورانہ تقلید۔ مذہبی جکڑ بند اور نیم مشرکانہ اعمال و اعتقادات سے مخلصی دلانے کی کوشش کررہا ہے۔ حتیٰ کہ مذہبی صیغہ نے اسکی پے درپے یورشوں سے کمال برافروختہ ہو کر ۱۹۰۱ء میں اسے بیدین و ملحد قرار دیدیا۔ اور کلیسا سے خارج کردیا یہ فیصلہ کسی اور کے حق میں صادر ہوتا تو اس کا چند دن بعد ہی دنیا میں کچھ وجود نہ رہ جاتا۔ مگر ٹالسٹائے کی ہر دلعزیزی۔ ثابت قدمی اور نیک نیتی اس نازک موقع پر بھی آڑے آگئی۔ اور اصدار فتویٰ کے سوا یہ صیغہ جس سے حکومت بھی ڈرتی ہے کونٹ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ مذہب کے بعد اب موجودہ مغربی تہذیب اور اس کے جدید لوازمات کی باری آئی ہے اسی تہذیب کو وہ شیطانی تسلط سے تعبیر کرتا ہے جس کے متعلق اس آزاد و نڈر رند خلاسفر کے خیالات ناظرین کی دلچسپی۔ افادہ اور آگاہی کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن امور و ایجادات کو ہم ترقی کے ثبوت سمجھتے ہیں۔ اس کی نظر میں وہ شیطانی ہتھکنڈے اور چالیں ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ دُنیا کو پھر اپنے تسلط میں لے رہا ہے وہ اس خیال کو ایک داستان کے پیرایہ میں بیان کرتا ہے اس کہانی کا ملخص یہ ہے:۔

شیطان اپنے جہنمی علاقہ میں اداس بیٹھا ہے کیونکہ دُنیا کی بادشاہی اس کے ہاتھ سے چھن گئی ہے۔ انبیاء نے خلقت خدا کو سیدھے راستہ پر لگا دیا دوزخ کے دروازے بند ہوگئے۔ شیطان بے بس و بیچارہ ہو کر اپنے مسکن میں گویا جکڑا بیٹھا ہے۔ کوئی نیا شکار ہی دوزخ کا ایندھن نہیں بن رہا۔ بلکہ پرانے خطا کار بھی کافی سزا بھگت لینے پر عفو رحمانی سے مستفید ہو ہو کے اور جہنم سے رہائی پا رہے ہیں کئی سو برس اسی طرح گذر گئے اور شیطان کو گم کردہ اقتدار کے واپس پانے کی کچھ امید نہ رہ گئی۔ لیکن اس کے چیلے چانٹے بیکار نہ رہے تھے۔ ایک دن اپنے مغموم و متفکر آقائے نعمت کو اُنہوں نے ناگہاں دنیا کی فتح کر رکھا مژدہ آسنایا شیطان کی باچھیں کھل گئیں۔ اور پوچھا۔ یہ کیسے ہوا؟ اس پر پہلے خناس نے جواب دیا "جب میں دنیا میں گیا تو لوگوں کو بالکل مطمئن و خوش پایا۔ میں نے ان کے ایمان غارت کرنے کے لئے (چرچ) کلیسا (یعنی مذہبی معاملات کی منصرم جماعت) کو ایجاد کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج خدا کے کلام پر کسی کا ایمان نہیں بلکہ میری ایجاد پر دل و جان سے فدا ہیں۔ میں نے اعتقادی مسائل پر لوگوں میں کچھ کچھ اختلاف پایا۔ اور ان کو پٹی پڑھا دی کہ یہ اختلاف نہایت اہم ہے اور کہ تم راستی پر ہو۔ پھر کیا تھا سب آپس میں گتھم گتھا ہوگئے۔ یہ جادو چل گیا۔ اور نزاع باستحکام قائم ہوگئی لیکن کچھ عرصہ بعد مجھے خوف لاحق ہوا۔ کہ کہیں ان پر میرا فریب نہ کھل جائے۔ اس کی روک کے لئے میں نے کلیسا کا شاہانہ کھڑا کردیا۔ اور لوگ خدا کو چھوڑ کر اسی کے شیدا ہوگئے اور اس دن سے مجھے بیفکری ہوگئی" شیطان ایک چیلہ کو اپنے سے زیادہ ذہین پاکر کچھ سٹ پٹایا۔ اور اس سے پوچھا۔ یہ کلیسا کیا بلا ہے؟ جواب ملا "کلیسا اس کا نام ہے کہ جب انسان جھوٹ بولیں اور ان کو معلوم ہو کہ ان کی بات پر اعتبار نہیں کیا گیا تو خدا کو بطور گواہ درمیان میں لائیں کلیسا کا یہی کارنامہ نہیں۔ مذہبی اختلافات کی بنا پر انسانوں کو عقوبت پہنچانے کے دستور کا بانی مبانی بھی وہی ہے" یہ سنکر شیطان اور بھی حیران

ہوا۔ اور پوچھا کہ آنچہ بر خود حیسندی بر دیگران ہم پسند کی تعلیم کیا ہوئی۔ چیلے نے اس کے جواب میں یہ کہانی سنائی ایک بدکن جادوگر ایک شخص کے درپے آزار ہوا۔ ایک اور صالح جادوگر کو رحم آیا۔ اور اس نے انسان کو اسکو شر سے بچانے کے لئے سرسوں کا دانہ بنا دیا۔ یہ دیکھکر بدکن نے فوراً مرغ کی شکل اختیار کرلی اور قریب تھا کہ دانہ کو نگل جائے۔ کہ نیک نہاد ساحر نے اس دانے پر سرسوں کا ایک ڈھیر لگا دیا۔ کہ بدکن نہ سارے کو کھا سکے۔ نہ اس ایک دانے کو پہچان سکے۔ یہی تدبیر میں نے اختیار کی۔ میری صلاح پر انسان نے ایک کتاب اللہ کے علاوہ سینکڑوں اور کتابوں کو مقدس مان لیا۔ اور سمجھنے لگے۔ کہ ان کا بھی لفظ لفظ کلام الٰہی ہے۔ مصنوعی پاک کلاموں کے اس تودہ میں وہ سچی اور سادہ تعلیم ایسی مل جل گئی کہ نہ اب وہ ان سب کلاموں پر عمل کر سکتے ہیں۔ اور نہ اس ایک کو جسکی انسان کو اشد ضرورت ہے پا سکتے ہیں۔

یہ سنکر شیطان نے شاگرد کو شاباش دی۔ کل اعیان کے ساتھ ملکر خوب ہنسا اور بولا۔ معلوم ہوگیا کہ حضرت انسان بدستور ویسے ہی چور بدمعاش اور لقے اٹھائے گیر ہیں۔ ان کی کچھ اصلاح نہیں ہوئی۔ اب ایک اور دیو قامت جسکی پیشانی پر دو سینگ تھے اور پاؤں مڑے ہوئے تھے۔ سامنے آیا۔ اور عرض کیا کہ ہاں حضور انسان بدستور چور اُچکے ہی ہیں میں نے ان کو اس بدی پر قایم رکھنے کے لئے وہی تدبیر اختیار کی جسے ہمارے باپ اور خداوند نعمت یعنے حضور والا طالوت کے بادشاہ منتخب ہونے کے موقع پر عمل میں لائے تھے۔ میں نے ان کے کان میں پھونکا کہ ایک دوسرے کی لوٹ مار کو بند کرنیکی بجائے یہ بہتر ہوگا کہ ایک شخص کو کامل اختیارات دیکر اس ایک کو لوٹنے دیا جائے۔ یہ مشورہ مان لیا گیا۔ انہوں نے آئین و ضوابط مرتب کرلئے اور حکومتیں قایم کی گئیں۔ جن کی طفیل معدود چند ملک کی باقیماندہ جفاکش اور محنتی آبادی کو کھلے بندوں جب چاہیں۔ لوٹ سکتے ہیں۔

یہ سن کر شیطان پھر حیران ہوا۔ کہ جس دنیا کو اپنے دشمنوں سے پیار کرنے کی تلقین کی گئی ہو۔ اس میں یہ حزن خرابہ پھر کس طرح قایم ہو سکتا ہے۔ شاگرد بولا جناب یہ تو کچھ مشکل معمہ نہیں۔ میں نے لوگوں کے دل میں ڈال دی۔ کہ دنیا میں بہتر جاتم ہی ہو۔ جرمن ہوا تو اُسے کہا۔ دنیا میں بہشت جرمنی ہی ہے۔ فرانس۔ انگلستان اور روس میں تو نرے وحشی بستے ہیں وقس علیٰ ذالک سبکے دماغ میں جب یہی خبط سما گیا تو ان میں ایکدوسرے سے نفرت اور خوف پیدا ہوگیا اور جملہ اقوام نے اپنی ہمسایہ اقوام کے برخلاف وہی روش اختیار کرلی۔ جو چوروں اور قاتلوں کی ہوتی ہے۔ شیطان نے خوشی کی آہ بھری۔ اور چند منٹ ساکت رہ کر

اس شاگرد کی ذہانت کی بھی تعریف کی۔ مذہبی اختلاف و انتظام اور حکومت و حب الملک کے بعد موجودہ تہذیب کے ذریعہ انسان کو حو و مسخ کا کنندہ بنانے والے شیاطین کے اظہار رہ ہوئے انمیں سے ایک بولا میں نے علم مدن ایجاد کرکے انسان کی زندگی تلخ کردی ہے اس علم کے ذریعہ وہ قدماء کی بدروشیوں کے مختلف اوضاع و اسلوب مطالعہ کرتے ہیں۔ شیطان کی تسلی ان تینوں کے ہی بیانات سے ہوگئی اور اس نے انعام کا وعدہ کرکے سب کو رخصت کرنا چاہا مگر باقی ماندہ خبیث چلا اُٹھے ہماری بھی تو سنیئے۔ شیطان نے کہا۔ اچھا تم بھی سناؤ۔ یہ سنکر سب بول اوٹھے۔ میں ترقی کا عفریت ہوں میں تقسیم محنت کا ہوں۔ میں سڑکوں اور ریلوں کا ہوں۔ میں چھپائی کے فن کا ہوں۔ میں فنوں کا ہوں۔ اسی طرح تعلیم۔ تربیت۔ طب۔ درستی اخلاق خیرات۔ مسکرات۔ سوشلزم اور حامی نسوان کے عفاریت سب نے اپنی اپنی تعریف کرکے سب سے اوّل شیطان کے حضور پہنچنے کی کوشش کی۔ یہ بدتہذیبی دیکھکر شیطان نے ڈانٹا کہ باری باری سے بولو۔ اور زیادہ وقت نہ لو جسپر اونہوں نے نوبت بہ نوبت اپنی اپنی رپورٹیں پیش کرنی شروع کیں۔ صنعتی ترقی کا جن بولا میں نے لوگوں کو یہ پٹی پڑھائی ہے کہ جسقدر زیادہ چیزیں اور جسقدر جلد وہ بنائیں اُن کی حق میں بہتر ہوگا چنانچہ اب وہ اشیاء کے بنانے میں خون پسینہ ایک کر رہے ہیں لیکن وہ ایسی بن رہی ہیں کہ خریدار ایک دن بھی فائدہ نہیں اوٹھا سکتا۔ اور بنانے والے اون کے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تقسیم محنت کے جن نے کہا۔ کہ میں نے انسانوں کو انسانیت سے گرا کر بے جان کلیں بنا دیا ہے۔ شوارع و طرق کے جن نے کہا۔ میں نے انسانوں کو سکھایا ہے کہ علی التواتر اور بسرعت تمام نقل مکان کرتے رہنا ان کے لئے بہت مفید ہے۔ چنانچہ اب وہ جہاں رہتے ہوں اس جگہ اپنی حالت سنوارنے کی کوشش کرنے کی بجائے در بدر خاک بسر ہوتے پھرتے ہیں اور فخریہ کہتے ہیں کہ ہم ایک گھنٹہ میں ۔۸ میل طے کرتے ہیں۔ فن چھپائی کے خناس نے کہا دنیا میں جسقدر بیہودگیاں اور سیہ کاریاں ہوتی ہیں۔ میں انکو کروڑہا لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں۔ فنون لطیفہ کے موکل نے کہا کہ میں پاکیزہ جذبات اور اعلیٰ خیالات ابھارنے کے پردہ میں برائی کو دلفریب پیرایہ و شکل میں دکھا کر برائی کے شوق کو انسان میں بڑھاتا رہتا ہوں۔ طب کے عفریت نے کہا کہ میں نے انسان کو اپنے جسم کی حفاظت کا ایسا شیدا کر دیا ہے کہ وہ نہ صرف اوروں کی بلکہ اپنی زندگی کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔ تعلیم کے جن نے کہا میں نے یہ کمال کیا ہے

کہ جو لوگ بُری زندگی بسر کر رہے ہیں اور اچھی زندگی اور نیک روشی کا مطلب تک نہیں سمجھتے۔ میرے جال میں آکر وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بچوں کو نیک زندگی بسر کرنے کی تعلیم دے سکتے ہیں۔ درستی اخلاق کے جن کا دعویٰ ہے کہ اس نے بدچلن لوگوں میں یہ یقین پیدا کردیا ہے کہ وہ اوروں کی بُرائیوں کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ مسکرات کے جن نے کہا کہ میں نے لوگوں کو یہ پٹی پڑھادی ہے کہ بدروشی سے پیدا شدہ مصائب و آلام سے بچنے کے لئے نیک روشی اختیار کرنے کی بجائے یہ زیادہ مفید ہے کہ شراب۔ افیون و چانڈو وغیرہ سے غم غلط کریں۔ خیرات کے جن نے کہا۔ میں نے لوگوں کو تلقین کی ہے کہ اگر وہ خلقت کی جیب سے اشرفیاں چرائیں۔ اور مال مسروقہ سے چند پیسے لوٹا دیا کریں تو وہ بہت ہی صالح اور متقی شخص ہیں مزید اصلاح کی اُن کو کچھ ضرورت نہیں۔ سوشلزم کے جن نے کہا کہ بہتر معاشرت کی خواہش کے پردہ میں میں نے فرقہ فرقہ کو باہم دشمن بنا دیا ہے۔ حامی نسوان کے جن نے عرض کیا۔ میں نے فرقوں میں ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی دونوں جنسوں میں بھی جنگ بیزار کرادی ہے۔ علم و فضل کے عفریت نے فخریہ کہا کہ میں نے انسان کو خود ستائی کا مجسم پتلا بنا دیا ہے ◆

مالیر کوٹلہ میں ایک احمدی خاتون کی تبلیغ

کوئی بیس روز یہاں ہمارے مکرم بھائی خواجہ کرمداد احمدی وظیفہ خوار ریاست جموں و کشمیر تشریف لائے ہوئے ہیں اُنکا بچہ اور ان کی بیوی ساتھ ہیں ہمیں پہلے تو خواجہ صاحب سے نیاز حاصل نہ تھا صرف روشناسی تھی اب یہاں ملنے اور بیٹھنے سے دل کھول کر باتیں ہوئیں اور حد درجہ کا اختلاط اور محبت جیسی دینی بھائیوں میں ہونی چاہیئے بڑھ گئی اور سوچتے سوچتے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کی تبلیغ کا مسئلہ چھڑ گیا کہ کن کن وسائل سے یہ اہم کام بسہولت انجام پذیر ہو سکتا ہے اثنائے تقریر میں معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب کی بیوی صاحبہ سلسلہ کے مقاصد بتانے اور قرآن کریم کے حقائق و معارف کے بیان کرنے میں پوری بصیرت رکھتی ہیں۔ ان کو خدا نے ایسا ملکہ دیا ہے کہ وہ پہلو سے مستورات میں اپنا اثر علم و عمل دونوں سے ڈال سکتی ہیں اور اپنی خداداد طاقت اور لیاقت سے مخالفوں کا دم بند کر سکتی ہیں۔ وہ حضرت حکیم الامت کی شاگرد خاص ہیں۔ مدتوں تک انکے آستانے پر گری رہیں اور قرآن سیکھتی رہیں یہ معلوم کرکے مجھے از حد مسرت ہوئی ہمت بڑھ گئی دل میں قوت پیدا ہوگئی اور خیال آیا کہ کوٹلہ کی پردہ نشین شریف عورتوں کو بوجوہ چند قرآن کریم کی معارف و حقائق کے سننے کا موقعہ بہت ہی

کم ہوتا ہے اور ملتا ہے۔ اگر ہماری قوم کی معزز اور مقتدر مستورات اس ہماری لائق بہن کی دعظ پراثر تقریر۔ دلگداز بیان اور دلکش طرز ادا کو سُننا پسند کریں تو نہائت ہی مبارک ہو۔ یہ بات دل میں ٹھان لی اور لے کے خدا کا نام تحریک شروع کی پس پھر کیا تھا مدتوں کے بھوکوں کو گویا آسمان سے مائدہ نازل ہوا چاروں طرف سے الجوع العطش کی آواز گونجنے لگی۔

ہم کن الفاظ میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ کس خلق جلی اور خوش اسلوبی سے خواتین کوٹلہ نے قرآن کریم کے حقائق و معارف کا خیر مقدم کیا کسی نے سر پر رکھا اور کسی نے آنکھوں سے لگایا اور آخر سب نے سویدائے قلب میں جگہ دی۔ مخالف اندھوں نے اس نور کو بجھانے میں کوشش اور اپنی شپرسیرتی سے آنکھیں بند کیں اور دوسروں کو جو اس نور تبلیغ سے دلکو روشن کرنا چاہتے تھے۔ اپنی طرح اندھا کرنا چاہا مگر وہ قادر اور مقتدر خدا جو اپنے بندوں کی نصرت کرتا اور ظلمات سے نور کی طرف رہنمائی فرماتا اور اُن کے دشمنوں کو پامال کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ تھا اور اُس کی تائید کی مشعل ہر تیرہ و تاریک کوچہ میں ہمارے ساتھ تھی آخر روز روشن کی طرح یہ بات جگمگا اٹھی کہ قرآن ہی اور نور ہے شعلہ ہے جسے لوگوں نے دیکھنا چھوڑ دیا ہے خواجہ صاحب کی بیوی نے جو بہو ولعزیزی کوٹلہ کی مستورات میں صرف قرآن کریم کی پاک آیتیں پڑھ کر اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے کی تبلیغ کر کے حاصل کی ہے یہ حقیقت میں حضرت اقدس ع کا معجزہ اور حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی کرامت ہے۔

احمدی سلسلہ میں ایسی قرآن دان۔ اور قرآن فہم للقرآن اور فی القرآن خاتون ہم نے ابھی تک نہ دیکھی نہ سنی +

اے خدا تعالیٰ کے سچے مسیح تیری دعا ہائے نیم شبی وسحری سے خدا تعالیٰ ہماری عورتوں میں وہ نفخ رُوح کرے کہ ہر ایک مریم بنے اور پھر ان کی اولاد۔ پارسائی اور نیکی اور پاکدامنی میں ابن مریم ہو۔ +

اے مسیحا! یہ تیری ہی انفاس طیبہ کا اثر ہے کہ کوٹلہ کی مستورات میں خواجہ کی بیوی رمریم) کی قرآن خوانی سے تازہ روح آگئی اور ہم امید کرتے ہیں کہ اور بہت سی مردہ روحیں حیات جاوید پائیں گی +

ہم آخر میں احمدیہ سلسلہ کے اصحاب کی خدمت میں تحریک پیش کرتے ہیں کہ جب تک خدا کے فضل وکرم سے ہماری مستورات میں بہت سی ایسی خواتین پیدا ہوں جو اپنی دینی بہنوں کو اپنے اچھے نمونوں اخلاق و آداب محمدیہ فضائل و اطوار احمدیہ کے ذریعہ سے خواب غفلت سے بیدار کر سکیں اور قرآن کے ترجمے اور تفسیر سے فائدہ پہنچائیں اور خدا تعالیٰ کے سچے مامور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور ہدایت پر عملدرآمد کرنیکی تلقین اور تحریص دلائیں ہر ایک شہر کی احمدیہ جماعت کو سرگرم احباب خواجہ صاحب کی فاضل بیوی کو ضرور موقع دیں کہ ان کی بیویاں بہو بیٹیاں ان کی وعظ نصیحت سے فائدہ اٹھائیں اور اس عمدہ اور مُبارک نمونہ پر چلیں اور اپنے مردوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقاصد میں کامیاب ہونے میں ذریعہ بنیں +

ظاہری خود آرائی۔ خودستائی۔ خود نمائی کے زیور کو اوتار کر پھینک دیں اور تقویٰ۔ طہارت اور عفت کے چمکدار اور بیش بہا زیور سے اپنی روحانی حسن وجمال کو مالا مال کریں۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ قوم احمدی اس تحریک کی دل سے تائید کرے گی اور اس کام کو عملی طور سے شروع کرنے کے لئے خواجہ صاحب سے بمقام جموں خط وکتابت کرے گی کیونکہ وہ ہر مقام میں تبلیغ کرنے کیلئے مستعد اور طیار ہیں۔

(نواب محمد خان ثاقب از مالیر کوٹلہ)

دربار شام

۱۴ جون ۱۹۰۳ء

ارشاد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے جیسے کہ ایک برتن قلعی کرا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اُن لوگوں کے دل تھے جو کلام الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورات نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے گویا آیت قد افلح من زکّٰھا کے سچے مصداق تھے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ ابھی تک ہماری جماعت میں کثرت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ اگر ہماری دنیا کو کسی طرح سے کوئی جنبش آئی تو ہم کدھر جاویں گے مگر تعجب تو یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمارے ہاتھ پر اقرار کرتے ہیں کہ ہم دُنیا پر دین کو مقدم سمجھیں گے اور دوسری طرف دنیا اور ما فیہا میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ دُنیا کی خاطر ہر ایک دینی نقصان برداشت کرنا گوارا کرتے ہیں ذرا سا کوئی کنبہ میں بیمار ہو جاوے یا بیل بکری ہی مر جاوے تو جھٹ بول اُٹھتے ہیں کہ ہیں یہ کیا ہوا ہم تو مرزا صاحب کے مرید تھے ہمارے ساتھ کیوں یہ حادثہ واقعہ ہوا۔ حالانکہ یہ خیال اُن کا خام ہے وہ اس سچے رشتے سے جو اللہ تعالیٰ سے باندھنا چاہیئے ناواقف ہیں برکات الٰہی انسان پر اس وقت نازل ہوتے ہیں۔ جب خدا سے مضبوط رشتہ باندا جاوے جیسے رشتہ داروں کو آپسمیں رشتہ کا پاس ہوتا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کے رشتہ کا جو وہ اس پاک ذات کے ساتھ ہے سخت پاس ہوتا ہے وہ مولا کریم اس کیلئے غیرت کہاتا ہے۔ اور اگر کوئی دکھ یا مصیبت اُسکو پہنچتا ہے تو وہ بندہ اپنے لئے راحت جانتا ہے۔ الغرض کوئی دکھ اس رشتہ کو توڑتا نہیں اور نہ کوئی رنگ اوس کو دوبالا کرتا ہے ایک سچا تعلق و حقیقی عشق عبد و معبود میں قائم ہو جاتا ہے۔ اگر ہماری جماعت میں چالیس آدمی بھی ایسے مضبوط رشتہ کے جو رنج و راحت عُسر و یُسر میں خدا تعالےٰ کی رضا کو مقدم کریں۔ تو ہم جان لیں کہ ہم جس مطلب کے لئے آئے تھے وہ پورا ہو چکا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا۔ کیسی سوچنے کی بات ہے کہ صحابہ کرام رضی کے تعلقات بھی تو آخر دُنیا سے تھے ہی جائدادیں تھیں مال تھا زر تھا۔ مگر اون کی زندگی پر کسقدر انقلاب آیا کہ سب کے سب ایک ہی دفعہ دست بردار ہوگئے اور فیصلہ کر لیا کہ ان صلاتی ونسکی ومحیای و مماتی للہ رب العٰلمین ہمارا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ ہم میں ہو جاویں تو کونسی آسمانی برکت اس سے بزرگ تر ہے۔

بیعت کرنا صرف زبانی اقرار ہی نہیں بلکہ یہ تو اپنے آپ کو فروخت کر دینا ہے۔ خواہ ذلت و نقصان ہو کچھ ہی کیوں نہ ہو کسی کی پرواہ نہ کی جاوے مگر دیکھو اب کسقدر ایسے لوگ ہیں جو اپنے اقرار کو پورا کرتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کو آزمانا چاہتے ہیں۔ بس یہی سمجھ رکھا ہے کہ اب ہمیں مطلقاً کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے اور ایک پر امن زندگی بسر ہو حالانکہ انبیاؤں قطبوں پر مصائب آئے اور وہ ثابت قدم رہے مگر یہ ہیں کہ ہر ایک تکلیف سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ بیعت کیا ہوئی گویا خدا تعالیٰ کو رشوت دینی ہوئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنّا وھم لا یفتنون۔ یعنے کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ فقط کلمہ پڑھ لینے پر ہی چھوڑ دئے جاویں گے اور اُن کو ابتلاؤں میں نہیں ڈالا جاویگا پھر یہ لوگ بلاؤں سے کیسے بچ سکتے ہیں ہر ایک شخص کو جو ہمارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے جان لینا چاہیئے کہ جبتک آخرت کے سرمایہ کا فکر نہ کیا جاوے کچھ نہ بنے گا اور یہ ٹھیکہ کرنا کہ ملک الموت میرے پاس سے نہ پھٹکے میرے کنبے کا نقصان نہ ہو۔ میرے مال کا بال بیکار نہ ہو ٹھیک نہیں ہے خود شرط وفا دکھلاوے اور ثابت قدمی و صدق سے مستقل رہے اللہ تعالیٰ مخفی راہوں سے اس کی رعایت کریگا اور ہر ایک قدم پر اوس کا مددگار بن جاوے گا۔

انسان کو صرف پنجگانہ نماز اور روزوں وغیرہ وغیرہ احکام کی ظاہری بجا آوری پر ہی ناز نہیں کرنا چاہئے۔ نماز پڑھنی تھی پڑھ لی۔ روزے رکھنے تھے رکھ لئے۔ زکوٰۃ دنی تھی دیدی وغیرہ وغیرہ مگر نوافل ہمیشہ نیک اعمال کی متمم و تکمیل ہوتی ہے اور یہی ترقیات کا موجب ہوتا ہے۔ مومن کی تعریف یہ ہے کہ خیرات و صدقہ وغیرہ جو خدا نے اس پر فرض ٹھہرایا ہے بجالاوے اور ہر ایک کار خیر کے کرنے میں اس کو ذاتی محبت ہو اور کسی تصنع و نمائش و ریا کو اسمیں دخل نہ ہو یہ حالت مومن کی اس کے سچے اخلاص اور تعلق کو ظاہر کرتی ہے اور ایک سچا اور مضبوط رشتہ اوس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا کر دیتی ہے۔ اسوقت اللہ تعالیٰ اُسکی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اُس کی کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے الغرض ہر ایک فعل اس کا اور ہر ایک حرکت و سکون اُس کا اللہ ہی کا ہوتا ہے۔ اسوقت جو اس سے دشمنی کرتا ہے وہ خدا سے دشمنی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے کہ میں کسی بات میں اسقدر تردد نہیں کرتا جسقدر کہ اسکی موت میں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مومن اور غیر مومن میں ہمیشہ فرق رکھدیا جاتا ہے۔ غلام کو چاہیئے کہ ہر وقت رضاء الٰہی کو مانے اور ہر ایک رضاء کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں و دریغ نہ کرے کون ہے جو عبودیت سے انکار کر کے خدا کو اپنا محکوم بنانا چاہتا ہے۔

تعلقات الٰہی ہمیشہ پاک بندوں سے ہوا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا ہے۔ ابراہیم الذی وفیٰ لوگوں پر جو احسان کرے ہرگز نہ جتلاوے۔ جو ابراہیم کے صفات رکھتا ہے ابراہیم بن سکتا ہے ہر ایک گناہ بخشنے کے قابل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو معبود و کارساز جاننا ایک ناقابل عفو گناہ ہے ان الشرک لظلم عظیم لا یغفران یشرک بہ یہاں شرک سے یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جاوے بلکہ یہ ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے اور معبودات دنیا پر زور دیا جاوے اسی کا نام ہی شرک ہے اور معاصی کی مثال تو حقہ کی سی ہے کہ اُسکے چھوڑ دینے سے کوئی دقت و مشکل کی بات نظر نہیں آتی مگر شرک کی مثال افیم کی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی ہے جسکا چھوڑنا محال ہے۔ بعض کا یہ خیال بھی ہوگا کہ انقطاع الی اللہ کر کے تباہ ہو جاویں مگر یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے۔ اللہ کی راہ میں برباد ہونا آباد ہونا ہے۔ اسکی راہ میں مارا جانا زندہ ہونا ہے گیا دُنیا میں ایسی کم مثالیں اور نظیریں ہیں کہ جو لوگ اُس کی راہ میں قتل کئے گئے ہلاک کئے گئے اُنکے زندۂ جاوید ہونیکا ثبوت ذرہ ذرہ زمین میں ملتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی دیکھ لو کہ سب سے زیادہ اللہ کی راہ میں برباد کیا اور سب سے زیادہ دیا گیا چنانچہ تاریخ اسلام میں پہلا خلیفہ حضرت ابوبکر ہی ہوا۔

ایک بدزبان لاہوری پادری

لارڈ بشپ لاہور ہندوستانی ٹیکس دہندگان کی بدولت ہندوستان میں آرام سے بیٹھے ہوئے اپنے عیسائی بھائیوں کی روحانی بہتری میں مصروف ہیں۔ اُنھیں کا نمک کھاتے ہیں اور انہیں کو بد معاش کہتے ہیں۔ آپ کو تامل نہیں ہے۔ آپ کی نظر میں تمام ہندوستان مکاروں سے بھرا ہوا ہے اور اگر آج آپ کو اختیار ہو تو ایسے ملک میں رہنا ترک کریں جس میں چاروں طرف جھوٹ دغابازی اور بے اعتباری کا بازار گرم ہے اور ایک شخص دوسرے شخص کا اعتبار نہیں کرتا بد اخلاقی کی یہ کیفیت ہے کہ چاروں جانب سے بے اعتباری پھیلی ہوئی ہے۔ پادری صاحب شہادت میں چند حکام کی نظریں پیش کرتے ہیں جنہوں نے آپ سے بیان کیا کہ عدالت میں ایک نامی شخص نے جھوٹ بولنے میں تامل نہیں کیا اور اپنی حرکت ناشائستہ پر افسوس تک ظاہر نہیں کیا۔ مگر پادری صاحب کو تو یہ خیال کرنا چاہئے کہ تمام ہندوستان کے باشندے عدالتوں میں نہیں آتے ہیں پس عدالتوں کی مکاری جھوٹ اور فریب کی کارروائیوں سے تمام اہالیان ملک کے اخلاق کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ہے پھر یہ بھی تو سمجھنا چاہیئے کہ پادری صاحب کو چند نہیں بلکہ لکھوکھا بد اخلاق لوگوں کی موجودگی سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کا کب اختیار ہے کہ تمام باشندے بد اخلاق ہیں۔ آج لیجئے تمام دُنیا کی آنکھیں معاملات بلقان کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ خود یورو پین اہل مالوائے کہہ رہے ہیں کہ ایک طاقت دوسری طاقت کو دھوکا دینے کی فکر میں ہے جو کارروائیاں روس اور آسٹریا سے عمل میں آرہی ہیں۔ اسکے دیکھتے اس کے کہنے میں تامل نہیں ہے کہ وہ چالبازیاں ہو رہی ہیں جن سے جو لوگ اوسمیں شریک ہیں سخت بد اخلاق و مکار ظاہر ہوتے ہیں اسسے کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تمام اہل الرائے یوروپ ایک دوسرے پر نا اعتبار کرنے والے اور مکار ہیں۔ یہ نتیجہ ویسا ہی غلط ثابت ہوگا جیسا پادری صاحب کا یہ کہنا کہ ہندوستانی جھوٹے ہیں کہ عدالت میں چند گواہوں نے آکر جھوٹی شہادت دی پادری صاحب ہندوستان آئے ہیں تو لوگوں کو روحانی فیض پہنچانے اور انکا اخلاق درست کرنے اور حرکات آپکی یہ ہیں کہ انہیں لوگوں سے نفرت کرتے ہیں جنکی اصلاح پر آپ کمربستہ ہیں حضرت مسیحؑ کے اس قول کو کہ دشمنوں سے بھی پیار کرو جھٹلانے والے یہی پادری صاحب ہیں +

انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی

رات کے وقت جو ۲۸- جون ۱۹۰۳ء کے دن کے بعد رات تھی۔ یعنی وہ رات جس کے بعد پیر کا دن تھا اور ۲۹- جون ۱۹۰۳ء میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم دین کیطرف سے میرے پر ہیں انکا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون فیہ آیات للسائلین اس کے معنے یہ مجھے سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس فریق کیساتھ ہوگا اوسکو فتح اور نصرت نصیب کریگا جو پرہیزگار ہے یعنے جھوٹھ نہیں بولتا ظلم نہیں کرتا تہمت نہیں لگاتا دروغ اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کی بندوں کو نہیں ستاتا اور ہر ایک بدی سے بچتا اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتا ہے اور خدا سے ڈر کر اُسکی بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کیساتھ پیش آتا ہے اور بنی نوع کا وہ سچا خیر خواہ ہے اسمیں نیکی اور رحم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنے کیلئے طیار ہے سو انجام یہ ہے کہ انکے حق میں فیصلہ ہوگا تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں جو ان دو نو گروہ میں سے حق پر کون ہے ان کیلئے یہ ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہونگے والسلام علی من اتبع الھدی

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۹ جون ۱۹۰۳ء

طبری اور عرب کے دُوسرے قدیم مؤرّخین

ترجمہ از انسائیکلوپیڈیا برٹانکا جلد ۲۴ حرف T طبع نہم صفحہ (۱) مع حواشی مترجم۔

مترجمہ سید علی محمد صاحب کنتوری
ملازم کتب خانہ آصفیہ

مسٹر گوجی پروفیسر علوم مشرقیہ نے ان سائکلوپیڈیا برٹانکا میں ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا مضمون طبری کے عنوان سے عرب مورخوں پر لکھا ہے۔ جو ہم ذیل میں ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے اخبار چودھویں صدی سے نقل کر کے درج کرتے ہیں۔ مضمون واقعی قابل توجہ ہے۔ خصوصًا تاریخ کے شائق بہت کچھ تاریخی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسے مضامین جو اسلامی تاریخ پر مشتمل ہوں ہندوستانی اردو اخبارات میں بہت کم نظر آتے ہیں اور مسلمانوں پر ایسے واقعات کا پوشیدہ رہنا حیف کی بات ہے۔

"عرب مورخوں کا خاص طرز تحریر دوسرے مورخوں سے بالکل علیحدہ ہے۔

ہر واقعہ کی خبر اُسی شخص کے الفاظ میں جس نے اُس واقعہ کا مشاہدہ کیا ہو۔ یا ایسے شخص کی ہمعصر کے الفاظ میں (اسنادًا) سلسلہ بہ سلسلہ اخیر راوی تک پہونچتی ہے۔ بسا اوقات ایک ہی واقعہ جزئی اختلاف کے سبب سے دو طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے جو اخیر راوی کو مختلف سلسلۂ روات سے (اسناد) پہونچتا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک ہی واقعہ کا بیان یا ضروری تفصیل مختلف طریق سے معدد ہمعصر روات کے اقوال کی بنا پر (اسناد) کی جاتی ہے جو مختلف وسائل اخبار سے آخر راوی کو پہنچتا ہے۔ ان وجوہ سے مورخ مطلق تنقید نہیں کر سکتا۔ البتہ ماخذ کے انتخاب میں اسے حق حاصل ہے (کہ ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دے) چونکہ وہ اُن اقوال کی نفی کر سکتا جس کا پہلا یا درمیان کا کوئی راوی غیر معتبر معلوم ہو بعض اوقات مورخین اُن اقوال کی صراحت کرتے ہیں جو اون کے نزدیک اصح ہوتے ہیں جدید عہد کی رائیں ایسے انتخاب کو ہمیشہ قبول نہیں کرتیں بعض اقوال کو جنہیں مسلمان بہت ہی عزیز سمجھتے ہیں۔ یوروپین علما تسلیم کے قابل نہیں سمجھتے۔ اور اوس کے برعکس مسلمان بھی ویسا ہی سمجھتے ہیں۔ خوش قسمتی سے مورخین واقعات کا بیان ہمیشہ یکساں نہیں لکھتے بلکہ سے ایک کی کمی دوسرے سے پوری ہو جاتی ہے۔

عربوں میں دوسرا طریقہ تاریخ نویسی کا یہ ہے کہ ایک واقعہ کے متعلق کل اقوال کو ملا کر مسلسل عبارت میں بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن مورخ شروع میں اپنے ماخذ کو بتا دیتا ہے اور یہ کہہ دیتا ہے کہ وہ زیادہ ترکس کا تتبع کرتا ہے اس صورت میں پہلے طریقہ کا استعمال جس کا ذکر اوپر آچکا ہے صرف اونہیں مقام پر کیا جاتا ہے جہاں واقعات ایک دوسرے کے بیان سے مختلف پائے جاتے ہیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اسمیں قدیم طرز سے بالکل کام نہیں لیا جاتا۔ اور صرف مسلسل عبارت میں واقعات لکھے جاتے ہیں اور کسی خاص موقع پر (اسناد) کا حوالہ دیا جاتا ہے کلیہ یہ ہے کہ جو واقعہ ایک دفعہ اچھی طرح بیان کیا جا چکا ہو پھر اس واقعہ کو دوسرے الفاظ میں نہ بیان کرنا چاہیئے جہاں تک ممکن ہوتا ہے۔ مورخ اپنے ماخذ سے الگ جادہ اختیار نہیں کرتا۔ اور بجنسہ وہی الفاظ نقل کر دیتا ہے۔ اسطرح سے گویا جدید سے جدید مورخ اکثر پہلے مورخ کے لفظوں کو دوبارہ تحریر کرتا ہے + عربوں کو بہت قدیم زمانہ سے شعر و سخن و محاضرات کا مذاق تھا عربی زبان کی ترقی پر بلاشبہ اس سے بہت بڑا اثر پڑا۔ قبائل عرب کی لڑائیوں کے کارنامے گھوڑوں اونٹوں کے تعریفی قصائد۔ شکارنامے اور عشقیہ مضامین اور بعض اوقات غیروں کے مقابلہ میں شجاعت آزمائی اور بعض اوقات شاہان عجم و ترکی کے مال و دولت کے تذکرے قدیم زمانہ کے قصہ گو اور مغنیوں کا موضوع تھا۔ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) رسول اللہ کا بڑے بھارے تغیرات کے ساتھ ظاہر ہونا اور عربوں کے فتوحات جن کے باعث وہ نصف مہذب دنیا کے حاکم ہو گئے تھے جو اس کے قبل حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ایک نیا تاریخی مواد تھا جس کے سماعت اور تذکرہ سے لوگ کبھی عاجز نہیں ہوتے تھے۔

لوگوں کی خواہش رسول اللہ کے بارے میں ہر طرح کی واقفیت حاصل کرنے کی تھی۔ رسول اللہ کا اثر ان کے عہد میں اسقدر بڑا ہوا تھا۔ کہ انہوں نے ناممکن باتوں کو ممکن کر دکھایا اور قوم عرب میں دلیری اور اعتماد کی روح پھونک دی۔ جس کے سبب سے وہ بوزنتیہ اور بیشغیہ فرقوں سے بھی زیادہ قوی ہو گئے۔

ہر شخص سے جس نے آنحضرت کی زیارت کی تھی یا آپ سے واقف تھا آنحضرت کے حالات دریافت کئے جاتے تھے۔ اور وہ شوق سے بیان کرتا تھا۔ اس سے بڑھ کر ایک یہ بات تھی۔ کہ قرآن میں کلام خدا کے بہت سے ممکن مسایل تصفیہ طلب رہ گئے تھے۔ اور اسوجہ سے یہ معلوم کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ کہ آنحضرت نے مختلف صورتوں میں کس طرح عمل کیا تھا اور ان کے بارہ میں کیا ارشاد فرمایا تھا۔ مدینہ سے بڑھ کر اور کہاں اس بارے میں واقفیت ہو سکتی تھی جہاں آنحضرت نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ گذارا اور جہاں آنحضرت کے اکثر اصحاب نے اپنی بقیہ عمر بسر کیں لہذا مدینہ میں رفتہ رفتہ ایک مدرسہ قائم ہو گیا جس میں زیادہ تر حدیث نبوی کے درس اور آنکے پہلے جانشینوں کے اخبار کی تعلیم نے کم و بیش ایک مستقل صورت اختیار کی۔

تھوڑے ہی عرصہ میں تجسس کرنیوالے اسلام کے بزرگ اپنی یادداشت نویسی سے حافظہ کو مدد پہنچانے لگے۔ ان کے شاگردوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو کچھ اپنے اُستادوں سے سماعت کرتے تھے لکھ لیتے تھے اور گھر آتے وقت اُن نوشتوں کو اپنے ہمراہ لے آتے تھے۔ اس ذریعہ سے پہلی صدی کے اور آخر میں بہت سے اقوال شائع ہو گئے تھے مثلًا حسن بصری (المتوفی فی سنہ ۱۱۰ھ مطابق ۷۲۸ء) کے پاس ایسی یادداشتوں کی تعداد کثیر تھی اور بعض اوقات اوسپر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے ان اقوال کو جو در اصل کتب سے اخذ کئے گئے تھے اسلئے بیان کیا کہ وہ اسے اسنادًا پہونچے ہیں کہ اس زمانہ تک صرف زبانی روائتیں معتبر سمجھی جاتی تھیں۔ اور بعض متقدمین کی نسبت اور خود حسن بصری کی نسبت یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اُس نے اپنے مرنے کیوقت یہ حکم دیا کہ اُس کی تمام کتابیں جلا دی جائیں ان کتب سے ایک قسم کی مدد ملتی تھی اور اول علماء نے جو کچھ معلوم کیا تھا۔ دوسروں سے زبانی بیان کیا۔ اس زمانہ کے بعد ایک مدت تک جبکہ لوگ کتابوں سے اخذ کرتے تھے۔ پرانا طریقہ رائج رہا مثلًا طبری دوسروں کی کتابوں سے پڑھ کر اس طرح نقل کرتا ہے۔ کہ گویا اس نے اس شخص سے سنا جس کی وہ سماعت کرتا تھا یا جسکی کتاب سے وہ نقل کر رہا ہے اور اس طریقہ کو اس طرح سے ظاہر کر دیتا ہے۔ اخبرنا کذا عمر بن شبہ فی کتابہ فی تاریخ البصرہ +

طبری سے متقدم مؤرخین

قانون فطرت کے موافق پہلی صدی ہجری کی کوئی مستقل کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔ لیکن دوسری صدی ہجری میں اصلی کتابوں کی تصنیف شروع ہوئی۔ اولًا زبانی روایتوں سے ثانیًا علما کی نوشتوں سے۔ ثالثًا عہد ناموں۔

خطوں، شعروں اور نسب ناموں سے مواد جمع ہوا۔

نسب ناموں کی تحقیق حضرت عمرؓ کی گورنمنٹ میں لازمی گردانی گئی تھی۔ کیونکہ اُس کے لحاظ سے چند لوگوں کو آنحضرتؐ کی قرابت کے مراتب یا اُن کے عمدہ کاموں کی رعایت سے وظائف مقرر کیے جاتے تھے۔ اس شعبہ کی طرف پہلی صدی ہجری میں بھی توجہ کی گئی لیکن اوّل اوّل دوسری صدی میں اس کے متعلق کتابیں لکھی گئیں۔ ان کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور کتابیں ابن الکلبی (متوفی سنہ۱۴۶ ہجری) اور اُس کے بیٹے ہشام کی اور الشرقی ابن قطامی (متوفی سنہ۱۵۰ھ) کی ہیں۔

علم الانساب نے جس کی ضرورت توضیح نسب کے لئے پڑی تھی۔ تاریخ کے لئے راستہ کر دیا۔ بلاذری کی اعلیٰ کتاب انساب الاشراف عرب کی تاریخ نسبی ہے۔ سب سے پُرانی تاریخ سیرۃ ابن اسحٰق (متوفی سنہ۱۵۱ھ) کی ہے۔ یہ کتاب علی العموم قابل اعتبار ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ آنحضرتؐ کے حالات قبل بعثت اور آپ کے اجداد کی حالت میں بہت سی حکایتیں جنکی تکمیل اشعار موضوع سے کی گئی ہیں۔ ملا دی گئی ہیں۔ لیکن ابن اسحٰق کے زمانہ میں یہ حکایتیں مثل تاریخ کے مانی جاتی تھیں۔ کیونکہ اس سے پہلے ایسی حکایتیں آنحضرتؐ کے اصحاب نے بیان کی ہیں۔ اور فی الواقعی زاہدانہ اشعار کو آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کرنے کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ الفہرست صفحہ ۹۲ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اشعار کے بارہ میں جنہیں ابن اسحٰق نے درج کیا ہے۔ دوسرے لوگوں نے ابن اسحٰق کو دھوکہ دیا۔ آنحضرتؐ کی سوانح عمری مصنفہ ابن عقبہ جس کی بنیاد دو بڑے معتبر شخصوں عروہ بن زبیر متوفی سنہ۹۴ھ اور الزہری متوفی سنہ۱۲۴ھ کے بیان پر ہے۔ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بالکل ناپید و مفقود ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر نے اس کی ایک نقل حاصل کرنے کی حتی الامکان کوشش کی اور کچھ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ یہ کتاب چودھویں صدی تک شام کے درسگاہوں میں عام طور سے پڑھائی جاتی تھی۔

لیکن خوش قسمتی سے ہمارے پاس مغازی الرسول واقدی متوفی سنہ۲۰۷ھ کی اور اُسکے شاگرد ابن سعد کی کتاب طبقات بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

الواقدی میں سیرۃ ابن اسحٰق سے زیادہ مواد ہے۔ لیکن اس کا طرز تحریر زیادہ تر عزیز ہے اور بعض اوقات ہمیں اُس سے اُن اقوال کو ماننے میں مدد ملتی ہے جن میں ابن اسحٰق نے کسی غائیت سے تبدیلی کی تھی۔

واقدی نے ابن اسحٰق سے زیادہ تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ اور مختلف واقعات کو آئینہ کر دیا ہے۔ واقدی کی بڑی خوبیاں اس کے روات حدیث کے متعلق علم حاصل کرنے سے ظاہر ہیں۔ جس کے نتائج اس کے شاگرد سعد نے درج کئے ہیں۔ اور اس کی خود اپنی کتاب میں بھی جس کا اکثر حصہ نہایت ہی عمدہ ہے پائے جاتے ہیں۔ فتح شام کے حالات کے متعلق ڈی گوزی نے سنہ۱۸۶۴ء میں خاص طور سے اسٹڈی کی اور اس نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ واقدی کی تاریخ اہم واقعات کے لحاظ سے صحیح ہے۔ مابعد کے مورخوں نے اس کا تتبع نہ کرنے کی وجہ سے مغالطہ کھایا ہے۔ واقدی کی تصدیق ان اعلانوں سے ہوتی ہے جنہیں سنہ۱۸۷۴ء میں نولڈکے نے شامی خط میں لکھے ہوئے برٹش میوزیم میں محفوظ پائے ہیں۔ واقدی کی سچائی اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ ابن اسحٰق نے جو سنین بڑے واقعات کے لکھے ہیں وہی واقدی نے بھی لکھے ہیں۔ واقدی نے دس سال کی تاریخ قبل ہجرت میں بہت زور لگایا ہے۔ چونکہ اس مدت کی تاریخ ناقص ہے اس سبب سے بہت سی واقعات جو اس نے لکھے ہیں مشتبہ ہیں۔ (یقینی نہیں ہیں)

اگرچہ انہیں مشتبہ سمجھنے کے لئے بہت سی قومی اسباب ہیں۔ لیکن ہاور کوئی اس سے بہتر نہیں لکھ سکتا ہے۔ واقدی کے مدنظر بہت بڑا کتبخانہ تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس چھ سو صندوق کتابیں تھیں جنمیں اکثر اُس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یا لکھوائی ہوئی تھیں جسکا ایک حصہ ابو مخنف (متوفی سنہ۱۷۰ھ) اور ابن اسحٰق (جس سے واقدی نے اخذ کیا ہے لیکن نام نہیں بتایا) اور عوانہ متوفی سنہ۱۴۷ھ اور دیگر مصنفین کی اصلی کتابوں کا تھا

ابو مخنف نے آنحضرتؐ کی وفات سے خلیفہ ولید ثانی تک کے حالات میں متعدد مفرد مضامین کے رسائل تصانیف کئے۔ مابعد کے مورخوں نے ان رسائل سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ ان رسائل کے منتخبات تو ہمارے پاس بہت سے موجود ہیں۔ لیکن کوئی اصل رسالہ نہیں ہے سوائے ایک افسانہ شہادت حضرت امام حسینؑ کے جسکی بنیاد اس کے اقوال پر ہے۔ اس کے کچھ حصہ کا ترجمہ وسٹن فیلڈ نے لاطینی زبان میں شائع کیا ہے حامس کرتا ریخ عراق تو اس کا حصہ ہو گئی ہے عراق کی تاریخ اس نے سب سے بہتر لکھی ہے اس موضوع میں اسکی تاریخ طبری کا بڑا ماخذ ہے۔ واقدی کو اس بارے میں دوسروں پر ترجیح دیجاتی ہے جیسا کہ اس کے ہمعصر مدائنی کو جو سن میں اس سے چھوٹا تھا خراسان کی مورخوں میں ترجیح دی جاتی ہے۔

مدائنی کی تاریخ الخلفاء جو طبری سے پہلے شایع ہوئی تھی۔ سب سے بہتر ہے اگرچہ سب سے پرانی نہیں ہے۔ یہ کتاب اب بالکل مفقود ہو گئی ہے۔ اس کا وجود صرف ان منتخب عبارتوں سے پایا جاتا ہے جنہیں مابعد کے مورخوں نے علی الخصوص طبری اور بلاذری نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے ان انتخابوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی قوت بیانیہ کسقدر بڑھی ہوئی تھی اور اس کے معلومات کیسے روشن اور صحیح تھے بلحاظ ایک نقاد مورخ ہونے کے اسکو اعلیٰ درجہ کے مورخوں میں شمار کرنا چاہیے اس کا سیاق یہ تھا کہ مختلف واقعات کو تنقید کرنے کے بعد درج کرتا تھا بہرحال بعض اوقات بہت سے اقوال کو مسلسل عبارت میں بیان کیا ہو مورخین کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوشیاری سے وسیع پیمانہ پر مقابلہ کرنے سے کیا جا سکتا ہے اس کی آزمائش برن نونے کی ہے۔ جب کہ وہ خارجیوں کی تحقیق کر رہا تھا۔ اس نے اپنے ایک رسالہ میں کامل مبرد کے بیان اور مدائنی کے خلاصوں کا جنہیں بلاذری نے نقل کیا ہے اور نیز ابو مخنف کے خلاصوں کا جنہیں طبری نے نقل کیا ہے۔ مقابلہ کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ مدائنی اور ابو مخنف کے معلومات اچھے ہیں۔ اور دونوں غیر متعصب ہیں۔

واقدی اور مدائنی کے ہمعصروں میں ابن خداش (متوفی سنہ۲۲۳ھ) بنو مہلب کا مورخ ہے۔ کامل مبرد کا خارجیوں کے بیان میں منجملہ اور ماخذوں کے ایک ماخذ ہے۔

اس کا ہمعصر ابن ہیثم بن عدی متوفی سنہ۲۰۶ھ ہے۔ اسکی تصانیف اگرچہ گم ہو گئی ہیں۔ مگر اس کے اقتباسات (اکثر کتب میں) پائے جاتے ہیں۔ اسکا ہمعصر سیف مذی بن تیمی ہے جس کی کتاب ہے اس کتاب سے طبری نے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ بلاذری نے بھی گو کہ کم ہے اس سے اقتباس کیا ہے اس مصنف کے حالات سوانح عمری عربی زبان میں کہیں نہیں پائے جاتے ہیں اور نہ اوس کے ماخذ کا پتہ چلتا ہے الفہرست میں اس کا بہت [illegible] ہے الفہرست کے مصنف نے اس بارے میں دھوکہ کھایا ہے۔ کہ اس کے شاگرد شعیب کو اسکا استاد بتایا ہے۔ حاجی خلیفہ کو سوائے نام کے اور اُس کا کچھ حال نہیں معلوم ہوا۔

اس نے تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ لیکن اس کی کتاب میں افسانے بھرے ہوئے ہیں۔ صحت کے لحاظ سے واقدی سے اس کا ترجمہ کم ہے۔

(واقدی کے ہمعصروں میں)

مذکورہ بالا مورخوں کے علاوہ ابو عبیدہ

(متوفی ۲۲۰ھ) کا بھی نام لینا ضرور ہے۔ ابوعبیدہ نے بہت سے تاریخی رسایل جدا جدا موضوع پر تصنیف کئے۔ ان رسالوں سے اکثر اقتباس کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ازرقی کا نام لینا بھی ضروری ہے جس کی اعلیٰ کتاب تاریخ مکہ اس کی وفات واقع ۲۲۳ھ کے بعد اُس کے پوتے نے شایع کی +

مذکورہ بالا مورخوں کا زمانہ تیسری صدی ہجری میں داخل ہے۔ لیکن ہمیں دوسری صدی ہجری کا ایک ضروری پائیٹ بتانا باقی ہے۔ وہ یہہ کہ علماء فارس نے عرب کی تاریخ نویسی میں حصہ لینا شروع کیا۔ ابن مقفع نے عظیم الشان کتاب ملوک العجم کا ترجمہ کیا اور دیگر اشخاص نے اس کا تتبع کیا طبری اور اُس کے ہمعصر چھوٹے بڑے مثل ابن قتیبہ و یعقوبی و دینوری ہمیں تاریخ ایران سے بہت کچھ آگاہ کرتے ہیں۔ یہاں کی تاریخ کا مواد ان لوگوں نے ترجمہ کے ذریعہ سے حاصل کیا جو زیادہ قابل لحاظ اثر مترتب ہوا وہ یہ تھا کہ عربی زبان کو علم ادب اور سیاق انشاء پر بہت بڑا اثر پڑا اس زمانہ سے پچاس، برس بعد عربی میں بواسطہ زبان سرک یا بلاواسطہ یونانی زبان سے ترجمے ہونے لگے یہ ترجمہ زیادہ تر علم فلسفہ کے تھے۔

لیکن عربوں نے تھوڑی بہت قدیم تاریخ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ تیسری صدی ہجری میں دوسری صدی سے بہت زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف ہوئیں۔ ابو عبیدہ کی جگہ اس کے بعد ابن الولی متوفی ۲۳۱ھ نے لی۔ اسنے بھی مثل ابوعبیدہ کے فن لغت میں شہرت حاصل کی۔ اس نے ایام جہالت کے قصائد اور لڑائیوں پر لکھا۔ اس کی تصنیف کے بڑے حصہ کا اقتباس تبریزی کی شرح حماسہ میں درج ہے۔ اس سے بڑھ کر الریاشی کے حل اشعار یا ابن تمام کا حماسہ (شرح) میں کیا گیا ہے۔

ابن جیب متوفی ۲۴۵ھ کو نسابوں میں خاص طرح کی شہرت حاصل ہے۔ ہمارے پاس اس کی ایک چھوٹی سی کتاب جسمیں قبایل عرب کے اسماء پر بحث کی گئی ہے موجود ہے۔ اس کتاب کو وسٹنفیلڈ نے ۱۸۵۰ء میں طبع کر دیا ہے +

فقیہی جس نے تاریخ مکہ ۲۷۲ھ میں لکھی اور عمر بن شیبہ (ابو زید الراوی) جس نے بصرہ کی تاریخ نہائت عمدہ لکھی ہے اور اب اقتباس پائے جاتے ہیں۔ ان سے کے قائم مقام ہوئے۔ زبیر بن بکر متوفی ۲۵۶ھ کی تصنیفات سے ایک ٹکڑا کتب خانہ کوپرولو مقام قسطنطنیہ میں اور ایک گائین جن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس کے ایک حصہ کو وسٹن فیلڈ نے شائع کیا ہے۔ زبیر بن بکر منجملہ طبری کا استادوں کے تھا۔ یہ شخص علم تاریخ اور علم انساب کا فاضل تھا مابعد کے مورخوں نے کثرت سے اوس کی تصانیف سے اقتباس کیا ہے۔ یعقوبی ابن نصیح نے ایک عام بیش بہا تاریخ لکھی۔ اس کتاب کے ہاؤتشما نے لیڈن میں ۱۸۸۳ء میں اشاعت کر دی ہے۔ ہندوستان کے متعلق اس کی معلومات اپنے قبل اور بعد زمانہ بیرونی تک کے مورخوں سے بہتر ہے +

ابن خورداذبہ کی تاریخ اب بالکل مفقود ہو گئی ہے۔ ابن حکم متوفی ۲۵۷ھ نے فتح مصر و مغرب کے حالات لکھے ہیں اس کتاب سے ڈی سلین نے اپنی کتاب تاریخ بربر میں انتخاب کیا ہے اس کے علاوہ کاربی اور جونس نے بھی کیا ہے ان انتخابوں کے مشاہدہ سے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ اُس کی لکھی ہوئی روایتیں اور افسانے مجموعی حالت سے صحیح ہیں +

ابن حکم کو ابن اندلسی کے درجہ میں تاریخ نویسوں میں جس کا پایہ کسیقدر اس سے بڑھا ہوا تھا شمار کرنا چاہیئے +

ابن قتیبہ کو اعلیٰ درجہ کے مورخوں میں شمار کرنا چاہیئے۔ اس شخص نے جیسا کہ روتذن نے بخوبی بتایا ہے۔ بہت سے رسالے کاتبوں (اعلیٰ درجہ کے انشاپرداز منشی جو خلفا و سلاطین کے میر منشی یا پرائیوٹ سکرٹری ہوتے تھے) کی لیاقت علمی بڑھانے کی غرض سے تصنیف کئے۔ ان مفید رسایل میں رسالہ فی التاریخ اور عیون الاخبار شامل ہیں اگرچہ آخر الذکر بلحاظ ترتیب کے علم ادب سے زیادہ تر تعلق رکھتی ہے۔

بلاذری متوفی ۲۷۹ھ کا درجہ بہت ارفع ہے بلاذری کی کتاب فتوحات عرب (ڈی گوزی نے ۱۸۶۵-۶۶ء میں طبع کرا دیا ہے) اس خاص تعریف کی سزاوار ہے جو مسعودی نے کی ہے۔ اُسکی بڑی کتاب انساب الاشراف کا ایک ٹکڑا پیرس میں اس کی نقل قیمتی کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس کے دوسرے حصہ کو الورڈ نے ۱۸۸۳ء میں طبع کرا دیا ہے۔ اس کے ہمعصر ابی طاہر تیفور نے خلفاء عباسیہ کی تاریخ لکھی اس سے طبری نے اقتباس کیا ہے۔ اسکی تصنیف کا چھٹا حصہ برٹش میوزیم میں موجود ہے۔

دینوری کی اخبار الطوال گرگاس کے اہتمام سے ۱۸۸۸ء زیر طبع ہے +

طبری

مذکورہ بالا مورخوں کو کم و بیش طبری کے عظیم الشان تصنیف نے بھلا دیا ہے۔

طبری کی شہرت پاس کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک کبھی زوال نہیں آیا۔ طبری بخوبی اسکے لائق تھا کہ طبری کے عنوان سے عرب کے قدیم مورخوں پر مضمون لکھا جائے +

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری بلند قامت اور نحیف الجسم تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اس کا رنگ گندمی تھا۔ اس کے بال مرتے دم تک کالے رہے۔ یہ بلا کا علم رکھتا تھا۔ ایسے بہت ہی کم لوگ تھے جو اس کے سامنے زبان کھول سکتے ہوں۔

طبری بمقام آمل طبرستان میں پیدا ہوا جوانی کے وقت بغداد میں آیا۔ یہاں مشاہیر زمانہ سے سماعت کی طبری نے مصر و شام کا سفر کیا جہاں وہ ۲۶۳ھ میں تھا۔ اور آخر عمر میں بغداد کی سکونت پر قناعت کی اور تاحیات ۳۱۰ھ تک بغداد میں رہا +

طبری ہمیشہ اپنے کام میں مشغول رہتا تھا۔ اور ہر وقت اُس کو شاگرد گھیرے رہتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ طبری چالیس صفحے روزانہ چالیس برس تک لکھتا رہا بلاشبہ یہ قول مبالغہ سے خالی نہیں لیکن یہہ بات یقینی ہے کہ وہ ہمیشہ مشغول رہتا تھا اس کی بڑی تصنیف تفسیر القرآن اور تاریخ الرسل والملوک ہے۔ حکایت کیجاتی ہے کہ اس کی دونوں کتابیں تیس تیس ہزار صفحات کی تھیں۔ اس مقدار کو طبری کے تلامذہ نے کتابت کیلئے حد سے زیادہ پایا بنابریں اس نے ٹھان لی کہ ان کا خلاصہ اصل مقدار کے دسویں حصہ میں کر دے۔ خدا سے دعا کی اور کہا انا للہ ماتت الہمم

نقل

عن الحسن بن ابی بکر عن احمد بن کامل ان توفی ابوجعفر بن جریر الطبری فی وقت المغرب من عشیۃ الاحد لیومین لبقیا من شوال سنۃ ۳۱۰ھ ودفن فی بیتہ وقد اضحی النہار من یوم الاثنین غد ذلک الیوم فی دارہ برحبۃ یعقوب ولم یغیر شیبہ وکان السواد فی شعر راسہ ولحیتہ کثیرا واخبرنی ان مولدہ فی اول سنۃ ۲۲۴ھ او آخر سنۃ ۲۲۵ھ وکان اسمر الی الادمۃ اعین نحیف الجسم مدید القامۃ فصیح اللسان ولم یؤذن بہ احد واجتمع علیہ من لا یحصیہم عددا الا اللہ قال بعضہم ان مولدہ بآمل سنۃ ۲۲۴ھ

(تاریخ دمشق ابن عساکر)

ذکر ابو محمد الفرغانی فی صلتہ التاریخ ان قوما من تلامذۃ محمد بن جریر حسبوا لابی جعفر منذ بلغ الحلم الی ان مات ثم قسموا علی ذلک المدۃ اوراق مصنفاتہ فصار لکل یوم

اربع عشر ورقة وقلت هذا الايما
فى كلام السمانى لانه منذ بلغ الابدان
ذكرت له ستين سنة لاينها اخبرنا
القاضى عمر عبيد الله بن احمد السمار
وابو قاابن عقيل الوراق ان اباجعفر الطبرى
قال لاصحابه اتنشطون لتفسير القرآن
قالوا كم يكون قدره فقال ثلثون
العشرة فقالوا هذا مما يفنى الاعمار
قبل تمامه مختصره فى نحو ثلاثة الف
ورقه ثم قال هل تنشطون لتاريخ العالم
من آدم الى فتنا وهذا قالوا كم قدره
فذكر نحوا ماذكر فى التفسير فاجابوه
بمثل ذلك فقال انا لله ماتت الهمم

یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے لیکن اسمیں شک نہیں کہ اس کی تاریخ موجودہ مقدار سے کی گئی تھی۔ جہاں کہیں تفسیر اور تاریخ میں ایک ہی مضمون پر بحث کی گئی ہے تو ایسے موقعہ پر مختلف اسناد درج کئے گئے ہیں۔ تفسیر طبری بھی اسی طرح فن تفسیر میں منحصر علیہ ہے جس طرح سے فن تاریخ میں طبری منحصر علیہ ہے۔

تفسیر طبری کا استعمال علی العموم بغوی کے خلاصہ کیوا سطے سے ہوا بغوی نے اسکا خلاصہ چھٹی صدی ہجری کی ابتدا میں کیا اس کو پہلے اصل کتاب کثرت سے پڑہائے جانیکے لئے حد سے زیادہ بڑی تھی۔

یہ عظیم الشان تفسیر خدیوی کتب خانہ مصر میں تمام و کمال موجود ہے۔ اس کو فوراً شائع کردینا چاہیئے۔ تاریخ طبری عالم کی تاریخ ہے۔ خلق دنیا سے ۳۰۲ھ تک کے واقعات ہیں۔ لنڈن میں یہ کتاب زیر طبع ہے غالباً سات ہزار یا ساڑہے سات ہزار صفحہ میں اوکی مطبوعہ ڈیڑہ صفحہ ایک صفحہ قلمی کے برابر ہوگا طبری نے اپنے ماخذ کو مذیل کیا ہے۔ یہ ذیل مطبوعہ تاریخ طبری میں چھاپ دیا جائیگا اس ذیل میں رواۃ کے تراجم آنحضرت کے اصحاب اور تابعین کے تراجم دوسری صدی ہجری تک کے شامل ہیں۔ طبری کی دیگر تصانیف کا مفصل ذکر مقدمہ تاریخ طبری مطبوعہ لنڈن میں کیا جاوے گا۔

تفسیر اور تاریخ میں کامیابی کا باعث سب باتوں سے بڑھ کر مصنف کا ذاتی اثر تھا طبری کے ہمعصر جیسا کچھ اس کا ادب آداب کرتے تھے۔ ان حکایات سے ظاہر ہے جو اس کے ترجمہ میں پائے جاتے ہیں طبری کے تلامذہ حد سے زیادہ اس کے علم کے معترف تھے۔ جو کچھ طبری اُن سے کہتا تھا۔ اون کے نزدیک اُس سے بہتر اور نہیں کہا جاسکتا۔

صحیح تو یہ ہے کہ اس کی دونوں بڑی تصنیفات خاصکر تفسیر جس کا مثل کال ہونے میں اور از راہ علمیت و بے لوثی و انصاف کے غیر متعصب ناقدین ناقدین کی رائے میں نہ قبل ہوا تھا۔ نہ بعد ہوا ہے۔

ایک ہمعصر کہتا ہے "اس کتاب کے حاصل کرنیکے لئے چین کا سفر جائز ہے۔" یہ خیال ایسا عام تھا کہ طبری کی رائے نص شرح مانی جاتی تھی۔

تاریخ طبری بلحاظ ادب و انشا پردازی کے کسی قدر کم رتبہ رکھتی ہے۔ اور اس کی وجوہ یہ ہیں۔ اوّل۔ کسیقدر مصنف کی عمر کی کمی وجہ سے۔ دوم۔ کسی قدر اس کے ماخذ اور روایتوں کے غیر معتدل ہونیکی وجہ سے اس طور سے کہ کسی مقام پر کثرت سے زیادہ اور کہیں بالکل کم ہیں۔ سوم۔ اور کسی قدر اصل کتاب کے خلاصہ کرنے میں تعجیل کے سبب سے تاہم اس کتاب کی قدر و منزلت بہت کیجاتی ہے مصنف کا انتخاب (اقوال) زیادہ تر اچھا ہے۔ وہ اس بڑے امتیاز کا مستحق ہے جو اسے ابتدا سے حاصل ہے۔ چونکہ وہ اہم واقعات بہت تفصیل کے ساتھ لکھتا ہے۔ اس کی شہرت جیسا چاہیئے تھا ویسی ہی بڑہتی گئی۔ عزیز (جو اواخر چوتھی صدی ہجری میں تھا) خلیفہ فاطمی کے کتب خانہ مصر میں اس کے بیس نسخے موجود تھے (جسمیں ایک خود طبری کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا) جب صلاح الدین عزیز مصر ہوا تو اس وقت شاہی کتب خانہ میں طبری کے بارہ سو نسخے موجود تھے۔ صرف شہزادے اور امرا اس کتاب کو رکھ سکتے تھے ہمیں معلوم ہے کہ یہ کتاب اکثر دیگر ممالک کے کتب خانوں میں موجود ہے۔ چونکہ اکثر ملکوں میں یہ متداول بھی یہ بات کہ اب اس کا پورا نسخہ کہیں سے نہیں ملسکتا۔ اور یہ کہ لیڈن نو لشین کا دارومدار صرف اُن شاذ اجزا پر ہے جو مختلف جگہوں سے ملے ہیں ہمارے سامنے اس خمیازہ کی تصویر کھینچ دیتی ہے جو اہل مشرق نے جہالت کی باعث اوٹھایا ہے

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد تاریخ طبری مختلف شکلوں میں ظاہر ہونے لگی اس کی اشاعت اسما رواۃ و اشعار مندرجہ کو خارج کرکے اختصار کی صورت میں ہوئی۔ بہت سی منتخب عبارتیں جنہیں مورخین نے اپنی کتابوں میں درج کی تھیں۔ طبری مطبوعہ لنڈن میں نہیں پائی جاتیں۔ بہت سے تداخل عمل میں آئے۔ ایکدفعہ خود مصنف کے عہد میں اور خود اسی کے ہاتھوں پر طبری کے بہت سے ذیل لکھے گئے۔ مثلاً فرغانی (مفقود ہے) اور ہمدانی کا ذیل (پیرس میں کچھ حصہ اس کا موجود ہے۔) عریب قرطبی نے طبری کا خلاصہ کیا اور اسمیں مغرب کی تاریخ اور ۳۶۵ھ تک کے حالات اضافہ کئے (الف)

(ب) ابن مسکویہ نے خلق عالم سے ۳۶۹ھ تک کی تاریخ اس غرض سے لکھی کہ تاریخ سے سبق اخذ کرکے لکھے سو جہانتک اس کی کتاب کا حال معلوم ہے وہ پورے طور سے مقتدرے پہلے کے حالات میں طبری کا تتبع کرتا ہے اور بہت ہی شاذ کسی دوسرے مورخ سے لیتا ہے طبری کے بعد کے حالات خود اس نے مستقل طور سے لکھے ہیں۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بہت مشقت اوٹھا کر تاریخ لکھی۔

۳۵۲ھ میں طبری کے خلاصہ کا ترجمہ بلعمی نے فارسی میں کیا بہرکیف اس نے بہت سی روایتیں گڈمڈ کردی ہیں + ابن اثیر متوفی ۶۳۰ھ نے طبری کی پوری تاریخ کا خلاصہ کیا ہے۔ اکثر انصاف کی نظر سے انتخاب کیا ہے لیکن بعض جگہ بہت ہی تعجیل کے ساتھ انتخاب کیا ہے۔ ابن اثیر نے بھی ۳۰۲ھ تک کے حالات بڑہائے ہیں۔ گو کہ ابن اثیر کو کہیں کہیں خفیف سے دقتیں جھیلنی پڑی ہیں۔ تاہم اس کی تاریخ طبری کے اصل کا اندازہ کرنے میں کار آمد ہے مابعد کے مورخوں نے زیادہ تر طبری سے اقتباس کیا ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے بعض اوقات دوسرے ماخذوں سے بھی استفادہ حاصل کیا ہے۔ خاصکر ابن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ نے ضروری تفصیل کا اضافہ کیا ہے۔ ان مابعد کے مؤرخوں کو مشاہیر کے تراجم اور مختص ملکوں اور شہروں اور خاندانوں اور شاہزادوں کی تاریخوں سے قیمتی مدد ملی ہے اس موضوع پر چوتھی صدی سے ما بعد تک بہت محنت اُٹھائی گئی ہے۔

ؔ خوش قسمتی سے یہ تفسیر مصر میں چھپنا شروع ہوگئی ہے ہر پارہ کی تفسیر ایک جلد میں ہے نصف سے زیادہ چھپ چکی ہے۔ باقی زیر طبع ہے۔ اسکی مجموعی قیمت ۳۳ روپیہ ۲ کلدار ہے۔ یہ کتاب ابن سال میں عرب تاجر کتب حیدرآباد سے قیمتاً مل سکتی ہے۔ ۵ دیکھو مقدمہ ذہبی جلد اوّل +

خط و کتابت

بخدمت کونٹ ٹالسٹائے صاحب ملک روس

از قادیان - مورخہ ۲۸ - اپریل ۱۹۰۳ء

جناب - پہلے آپ کے مذہبی خیالات کتاب برٹش انسکلوپیڈیا کے جلد ۳۳ میں پڑھے ہیں جو کہ انہیں دنوں میں انگلستان میں طبع ہوئی ہے اور اس بات کے معلوم کرنے سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ یورپ - اور امریکہ کے ممالک پر جو تاریکی تثلیث نے ڈال رکھی ہے - اُس کے درمیان کہیں کہیں خالص موتی بھی پائے جاتے ہیں جو کہ خدائے قادر ازلی ابدی ایک سچے معبود کے جلال کے اظہار کے لئے چمک رہے ہیں - سچی خوشحالی اور دعا کے متعلق آپکے خیالات بالکل ایسے ہیں جیسے کہ ایک مومن مسلمان کے ہونے چاہئیں - میں آپ کے ساتھ ان باتوں میں بالکل متفق ہوں کہ عیسے مسیح ایک روحانی معلم تھا اور کہ اُس کو خدا سمجھنا یا خدا سمجھ کر پرستش کرنا سب سے بڑا کفر ہے - علاوہ ازیں میں آپکو اس امر سے بھی بخوشی اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت عیسے کی قبر کے مل جانے سے کافی طور پر ثابت ہو گیا ہے یہ قبر کشمیر میں ملی ہے اور اس تحقیقات کا اشتہار حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کیا ہے جو کہ توحید الٰہی کے سب سے بڑھ کر محافظ ہیں اور جنکو خدائے قادر کی طرف سے مسیح موعود کا خطاب عطا کیا گیا کیونکہ ایک سچے خدا کی سچی محبت میں وہ کامل پائے گئے ہیں - وہ اس زمانہ میں منجانب اللہ ملہم مصلح اور خدا کے سچے رسول ہیں - وہ سب جو اس مسیح پر ایمان لائیں گے - خدا کی طرف سے برکتیں پائیں گے - پر جو کوئی انکار کریگا اُس پر غیور خدا کا غضب پڑیگا - میں آپکو ایک علیحدہ پیکٹ میں خدائے اس مقدس بندے کی تصویر معہ یسوع کی قبر کی تصویر کے روانہ کرتا ہوں - آپ کا جواب آنے پر میں بخوشی اور کتابیں آپ کو ارسال کروں گا -

میں ہوں آپ کا سچا خیر خواہ

مفتی محمد صادق - از قادیان ✣

اس خط کے جواب میں ۲۹ - جون کو مفصلہ ذیل خط کونٹ ٹالسٹائے کیطرف سے آیا ہے

بخدمت مفتی محمد صادق صاحب

پیارے جناب

آپ کا خط معہ مرزا غلام احمد صاحب کی تصویر اور میگزین ریویو آف ریلیجن کے ایک نمونے کے پرچے کے مجھے ملا - وفات عیسے کے ثبوت اور اُس کی قبر کی تحقیقات میں مشغول ہونا بالکل بے فائدہ کوشش ہے - کیونکہ عقلمند انسان حیات عیسے کا قائل کبھی ہو نہیں سکتا .... ہمیں معقول مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے اور اگر مرزا احمد صاحب کوئی نیا معقول مسئلہ پیش کریں تو میں بڑی خوشی سے اُس سے فائدہ اوٹھانے کے لئے طیار ہوں گا ..... میگزین کے نمونے کے پرچے میں مجھے دو مضمون بہت ہی پسند آئے ہیں - یعنی گناہ سے کس طرح آزادی ہو سکتی ہے اور آئیندہ زندگی کے مضامین خصوصاً دوسرا مضمون مجھے بہت پسند آیا ہے - نہایت ہی شاندار اور صداقت سے بھرے ہوئے خیالات ان مضامین میں ظاہر کئے گئے ہیں - میں آپ کا نہایت ہی شکرگذار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ پرچہ بھیجا اور آپ کی چٹھی کے سبب بھی میں آپ کا بہت ہی شکرگذار ہوں -

میں ہوں آپ کا مخلص ٹالسٹائے

از ملک روس - ۵ - جون ۱۹۰۳ء

ایک افسوسناک کارروائی اور حسد کا کامل نمونہ

چند روز سے ایک اخبار زمیندار نامی جناب منشی سراج الدین احمد صاحب کی ایڈیٹری میں لاہور سے شایع ہونا شروع ہوا ہے چونکہ ہمارے منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار کو کسی ہمعصر کا فروغ یا اشاعت عادتاً مرغوب نہیں ہوتی اسلئے آپ کو اخبار زمیندار اچھا نہیں معلوم ہوا آپ نے فوراً ایک نوٹس صاحب اخبار کے نام تانا اور یہ لکھا کہ "اسی نام اور اسی مقصد کے ایک رسالہ کا میں بھی مالک و ایڈیٹر ہوں - اسواسطے کہ جس نام کو میں نے بہت سارو پیہ اور محنت خرچ کرکے مشہور کیا ہے آپ کو اس کے اختیار کر لینے سے میرے نقصان کا یقین ہے وغیرہ وغیرہ" پھر منشی صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پوسٹ ماسٹر صاحب لاہور کو بھی ایک رجسٹری شدہ خط بھیجا جسکا مضمون غالباً یہ ہوگا کہ "فلاں شخص نے میرے رسالہ کا نام رکھ لیا ہے اس کی خط و کتابت تا فیصلہ عدالت روک لیجائے" خدا معلوم پوسٹ ماسٹر صاحب نے اُس کو کیسا سنگین معاملہ سمجھا کہ بیچارے ایڈیٹر اخبار زمیندار کے خطوں کو لکابجت روک دیا پھر اُس کے بعد ایڈیٹر زمیندار نے بہت کچھ واویلا مچائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوسٹ ماسٹر صاحب بہادر لاہور اور لٹون انسپکٹر صاحب نے بذات خود اس معاملہ کی تحقیق کرکے پوسٹ ماسٹر جنرل کی خدمت میں یہ رپورٹ بھیجی -

"کہ مسٹر محبوب عالم کا کوئی حق نہیں کہ وہ منیجر و مالک موجودہ زمیندار کی خط و کتابت کا دعوی کرسکے یہ امر اس کی اپنی چٹھی سے ثابت ہے جسمیں اس نے یہ لکھا ہے کہ "وہ اپنا زمیندار ایک بار پھر زندہ کرنیکی خواہش رکھتا ہے اور پیسہ اخبار مورخہ ۱۳ - اگست ۱۹۰۱ء میں اس بارہ میں اشتہار بھی ہے" اس فقرہ سے صاف ثابت ہے کہ جس زمیندار کی ایڈیٹری کا پیسہ اخبار دعوی کرتا ہے اس کا اب کوئی وجود نہیں اور اس لئے اُسے اس نام کی خط و کتابت کا کوئی حق نہیں پیسہ اخبار کا دعوے محض شرارت پر مبنی ہے جو ایک نئے اخبار کو نقصان پہنچانے کے لئے کیا گیا ہے"

منشی محبوب عالم تمہیں شرم کرنی چاہئے کہ تم نے اپنے ایک غریب ہمعصر سے حسد اور بیدردی کا برتاؤ کرکے نہ صرف خود ذلت اٹھائی بلکہ دیسی پریس کو بدنام کیا تم دوسروں پر تو جھٹ اعتراض اور ردّ و قدح کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو مگر تمہیں اپنی خبر نہیں تمام حملوں اور افترا پردازیوں کی جو دوسروں پر کیا کرتے ہو خداوند تعالی نے تمہیں یہ سزا دی کہ تمہاری نسبت ایک سرکاری ملازم کی قلم سے یہ الفاظ نکلے "کہ پیسہ اخبار کا دعوے محض شرارت پر مبنی ہے جو ایک نئے اخبار کو نقصان پہنچانے کے لئے کیا گیا ہے"

افسوس

صد افسوس - از کوہ نور گزٹ

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی چھپکر شائع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

دار الامان حضرت قادیاں

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

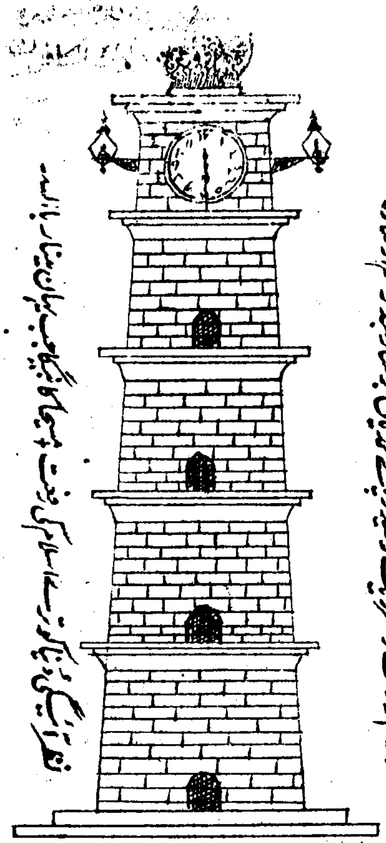

نمبر ۲۵ | مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۱ ہجری روز شنبہ | جلد ۷

ڈایری حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

یکم جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

دربار شام

مسئلہ ایک لڑکی کے دو بھائی تھے اور ایک والدہ۔ ایک بھائی اور والدہ ایک لڑکے کیساتھ اس لڑکی کے نکاح کے لئے راضی تھے مگر ایک بھائی مخالف تھا وہ اور جگہ رشتہ پسند کرتا تھا اور لڑکی بھی بالغ تھی اسکی نسبت مسئلہ دریافت کیا گیا کہ اس لڑکی کا نکاح کہاں کیا جاوے حضرت اقدس نے دریافت کیا کہ وہ لڑکی کس بھائی کی رائے سے اتفاق کرتی ہے۔ جواب دیا گیا کہ اپنے اس بھائی کے ساتھ جس کیساتھ والدہ بھی متفق ہے۔ فرمایا کہ پھر وہاں ہی اسکا رشتہ ہو جہاں لڑکی اور اسکا بھائی دونو متفق ہیں۔

پھر نکاحوں پر ذکر چل پڑا کہ آنحضرت صلعم نے اپنی لڑکیوں کے رشتے ابولہب کے گھر کئے تھے حالانکہ وہ مشرک تھا مگر اسوقت تک نکاح کے متعلق وحی کا نزول نہ ہوا تھا چونکہ پیغمبر خدا صلعم پر توحید غالب تھی اسلئے دخل نہ دیتے تھے اور قومیت کے لحاظ سے بعض امور کو سر انجام دیتے اس لئے ابولہب کو لڑکی دیدی تھی۔

رسول عالم الغیب ہوتا ہے کہ نہیں اسپر فرمایا کہ اگر آنحضرت صلعم کو علم غیب ہوتا تو آپ زینبؓ کا نکاح زید سے نہ کرتے کیونکہ بعد کو جدائی نہ ہوتی اور اسی طرح ابولہب سے بھی رشتہ نہ کرتے۔

موہبت الٰہی

میں ایک وہ ہوں کہ خدا میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے اور اپنے خاص خزانہ سے مجھے تعلیم دیتا ہے اور اپنی ادب سے میری تادیب فرماتا ہے وہ اپنی مجھپر وحی بھیجتا ہے میں اسکی وحی کی پیروی کرتا ہوں ایسی صورت میں مجھے کونسی ایسی ضرورت ہے کہ میں اسکی راہ کو ترک کرکے دوسری متفرق راہیں اختیار کروں جو کچھ آجتک میں نے کہا ہے اسی کے امر سے کہا ہے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں ملایا ورنہ میں نے خدا پر کوئی افترا باندھا ہے مفتری کا انجام ہلاکت ہے پس اس کاروبار پر تعجب کرنیکا کونسا مقام ہے اس خلاق مطلق خدا کے کاروبار پر تعجب نہ کرو کیونکہ اسنے تو زمین و آسمان کو پیدا کیا جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور کسیکو مجال نہیں کہ اس سے پوچھے کہ یہ کیا کیا میرے پاس خدا تعالیٰ کی بہت سی شہادتیں ہیں اس نے میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھلائے ہیں اور اسکی وحی کردہ بھی خبریں ہیں جو اس نے مجھے دیں ایسے اسرار نہیں کہ انسان کی عقل کو ان تک رسائی نہیں ہے پس اسلئے چاہیئے کہ طاعون کے بارہ میں ہمارے ساتھ جھگڑا نہ کریں اور اس شخص کی طرح نہ ہو دیں جسکے دل کو خدا نے غافل کر دیا اور اس نے اپنے اسباب کو اپنا خدا قرار دیدیا

اسباب پرستی کا رد

کیا ان کو اس بات کی خبر نہیں ہے کہ ہر ایک سبب کا انتہا آخر کار ہمارے خدا تک ہی ہے اور تھوڑی دور تک چلکر اسباب کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور صرف امر خالق کا مرتبہ رہ جاتا ہے کہ جسکو کسیطرح ہم سب کی طرف منسوب نہیں کر سکتے اور صرف خدا تعالیٰ کی قدرت ہی باقی رہ جاتی ہے اور اسباب بالکل منقطع ہو جاتا ہے اسباب تو صرف تھوڑی دور تک کا ساتھ دیتا ہے اسکے بعد خدا تعالیٰ کی غیر مدرک اور پوشیدہ قدرت ہوتی ہے یہ ایک ایسا پوشیدہ خزانہ ہے کہ جسکی حد اور انتہا ہی نہیں ہے اور ایسا دریا ہے کہ جسکا کوئی کنارہ نہیں ہے اور ایک ایسا دشت ہے کہ جسکے ہونے میں نہیں آتا یہ کہنا کہ قدرت خالص اللہ تعالیٰ کی بیکار ہو جاتی ہے اور صرف اسباب رہجاتے ہیں بڑی بے انصافی ہے کیا تمکو اس بات کا علم نہیں ہے کہ خدا نے آدمؑ اور عیسےٰؑ کو کیسے پیدا کیا تھا اور موسےٰ کیلئے کسطرح دریا کو ٹکڑے کیا کہ جس سے موسیٰ تو دریا سے سلامت گذر گئے اور فرعون غرق ہو گیا۔ اب تم ہی جواب دو کہ وہ کونسی کشتی تھی جسپر بیٹھکر موسےٰ دریا سے گذرے خدا تعالیٰ نے اس قصہ کو قرآن کریم میں بے فایدہ نہیں ذکر کیا ہے بلکہ اسمیں بڑے بڑے معارف اور حقائق ہیں تاکہ تمکو اس بات کا علم ہو کہ اس پاک ذات اللہ تعالیٰ کی قدرت اسباب میں مقید نہیں ہے اور تمہارے ایمان ترقی کریں آنکھیں کھلیں اور شکوک و شبہات رفع ہوں اور تمکو یہ معرفت و شناخت حاصل ہو کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے کہ اسپر کسی قسم کا کوئی دروازہ مسدود نہیں ہے اسکی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے جو شخص اسکی وسعت قدرت سے منکر ہو کر اسباب کے احاطہ میں اسے مقید کرتا ہے تو سمجھو کہ صدق کے مقام سے وہ گر پڑا! پس اگر کوئی شخص حکم خداوندی سے اسباب کو ترک کرتا ہے تم اسے برا مت کہو اور خدا تعالیٰ کے قانون کو ایک تنگ د

موعظۃ الحسنہ

اور راہ کے خطرات سے نجات پاچکے ہیں اسلئے شروع میں ہی اللہ تعالےٰ نے ہمکو تقویٰ کی تعلیم کرکے ایک ایسی کتاب ہم کو عنایت کی جسمیں تقوےٰ کے وصایا بھی دئے۔

سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائیں۔ کہ اونمیں تقوےٰ ہے یا نہیں اہل تقوےٰ کے لئے یہ شرط تھی کہ وہ غربت اور مسکینی میں اپنی زندگی بسر کرے۔ یہ ایک تقوےٰ کی شاخ ہے جس کے ذریعہ ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے ہی بچنا ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہی اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اسوقت ہوگا۔ جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے میں نہیں چاہتا۔ کہ میری جماعت والے آپسمیں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استحقاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے۔ یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے اور جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے۔ کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اوس کی ہلاکت باعث ہو جاوے بعض آدمی بڑوں کو ملکر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اوس کی دلجوئی کرے۔ اُس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات مُنہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان۔ ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون۔ س۲۶۔ تم ایک دوسرے کی چڑ کے نام نہ ڈالو یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے۔ وہ نہ مرے گا۔ جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو جب کل ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے۔ جو متقی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر۔ س۲۶۔ یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں اور آجکل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔ خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ اُن کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیئے جس سے ہماری فلاح ہو اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خالص تقوےٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقوےٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرتؐ یا حضرت ابراہیمؑ نے کسی وراثت سے تو عزت نہیں پائی گو ہمارا ایمان ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے والد ماجد عبد اللہ مشرک نہ تھے۔ لیکن اُس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا۔ اُن صدقو کے باعث جو اون کی فطرت میں تھی۔ یہی فضل کے محرک تھے حضرت ابراہیمؑ جو ابو الانبیاء تھے اونہوں نے اپنی صدق و تقوےٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے آپ نے ہر ایک قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا طرح طرح کے مصائب و تکالیف اوٹھائے لیکن پروا نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی۔ یاایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ س۲۲

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ اور اوس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم درود و سلام بھیجو نبی پر + اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول اکرم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اون کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے یعنے آپ کے اعمال صالح کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و صفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اسقدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگذاری کے طور پر درود بھیجیں اُن کی ہمت و صدق وہ تھا۔ کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اُسکی نظیر نہیں ملتی۔ خود مسیح کے وقت کو دیکھ لیا جاوے۔ کہ اون کی ہمت یا روحانی صدق و صفا کا کہاں تک اثر اون کے پیروں پر ہوا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایک بد روش کو درست کرنا کسقدر مشکل ہے۔ عادات راسخہ کا گنوانا۔ کیسا محالات سے ہے۔ لیکن ہمارے مقدس نبی نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا جو حیوانوں سے بدتر تھے بعض ماؤں اور بہنوں میں حیوانات کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے مردوں کا مال کھالتے۔ بعض ستارہ پرست بعض دہریہ بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تہا ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے ہر ایک غلط عقیدہ یا بری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے اُس کے استیصال کے لئے کافی تعلیم اس میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت و تصرف ہے۔

چونکہ کامل کتاب نے آکر کامل اصلاح کرنی تھی ضرور تھا کہ اُس کے نزول کے وقت اُس کی جائے نزول میں بیماری بھی کامل طور پر ہوتا کہ ہر ایک بیماری کا علاج کامل کیا جاوے۔ سو اس جزیرہ میں کامل طور سے بیمار تھے اور جن میں وہ تمام بیماریاں روحانی موجود تھیں۔ جو اس وقت یا اُس سے بعد آئندہ نسلوں کو لاحق ہونے والی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن نے کل شریعت کی تکمیل کی اور کتابوں کے نازل ہونے کے وقت نہ یہ ضرورت تھی نہ اون میں ایسی کامل تعلیم ہے۔

ہمارے نبی اکمل کی برکات جسقدر ظہور میں آئے۔ اگر تمام خوارق کو الگ کر دیا جاوے تو آپ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اگر کوئی اس حالت پر غور کرے جب آپ آئے۔ پھر اوس حالت کو دیکھے جو آپ چھوڑ گئے۔ تو اس کو ماننا پڑے گا کہ یہ حالت بذات خود ایک اعجاز تھا۔ اگرچہ کل انبیاء عزت کے قابل ہیں۔ لیکن ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اگر آنحضرت تشریف نہ لاتے تو نبوت تو درکنار خدائی کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا آپ کی تعلیم سے پتہ قل ہو اللہ احد۔ اللہ الصمد لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد کا لگا۔ اگر توریت میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی۔ اور قرآن صرف اُس کی تحریص ہی کرتا تو نصاریٰ کا وجود ہی کیوں ہوتا۔

غرض قرآن نے جس قدر تقوےٰ کی راہیں اختیار کیں اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف قوموں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے۔ ایک جاہل عالم۔ اور فلسفی کی پرورش کے

راستہ ہر طبقے کے سوالات کا جواب غرض کہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا۔ جس کی اصلاح کے طریق نہ بتائے۔ یہ ایک دقیقہ وقت تھا۔ جیسے کہ فرمایا فیھا کتب قیمۃ۔ س ۳۰ - یعنی یہ وہ صحیفہ ہیں جس میں کل سچائیاں ہیں سو یہ کیسی کتاب مبارک ہے کہ اس میں سب سامان اعلیٰ درجہ درجہ تک پہنچنے کے موجود ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ جیسے کہ حدیث میں آیا ایک درمیانی زمانہ آوے گا جو فیج اعوج ہے۔ یعنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک میرا زمانہ برکت والا ہے - ایک آنیوالا مسیح و مہدی کا - مسیح و مہدی کوئی دو الگ اشخاص نہیں اُن سے مراد ایک ہی ہے - مہدی ہدایت یافتہ سے مراد ہے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسیح مہدی نہیں - مہدی مسیح ہو یا نہ ہو۔ لیکن مسیح کے مہدی ہونے سے انکار کرنا مسلمان کا کام نہیں - اصل میں اللہ تعالیٰ نے یہ دو الفاظ سب وشتم کے مقابل بطور ذب کے رکھی ہیں۔ کہ وہ کافر ضال مضل نہیں بلکہ مہدی ہے -

چونکہ اُس کے علم میں تھا کہ آنیوالے مسیح کو مہدی و دجال و گمراہ کہا جائے گا - اس لئے اُسے مسیح و مہدی کہا گیا۔ دجال کا تعلق اخلد الی الارض سے تھا - اور مسیح کو رفع آسمانی ہونا تھا - سو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا اس کی تکمیل دو ہی زمانوں میں ہونی تھی ایک آپ کا زمانہ اور ایک آخری مسیح و مہدی کا زمانہ یعنے ایک زمانہ میں تو قرآن اور سچی تعلیم نازل ہوئی لیکن اُس تعلیم پر فیج اعوج کے زمانہ نے پردہ ڈال دیا جس پردہ کا اوٹھایا جانا مسیح کے زمانہ میں مقدر تھا جیسے کہ فرمایا - کہ رسول اکرم نے ایک تو موجودہ جماعت یعنے جماعت صحابہ کرام کا تزکیہ کیا - اور ایک آنیوالی جماعت کا جس کی شان میں لما یلحقوا بھم آیا ہے - سو یہ ظاہر ہے کہ خدا نے بشارت دی کہ ضلالت کے وقت اللہ تعالیٰ اس دین کو ضائع نہ کرے گا - بلکہ آنے والے زمانہ میں خدا حقائق قرآنیہ کو کھول دیگا - آثار میں ہے کہ آنیوالے مسیح کی ایک یہ فضیلت ہوگی کہ وہ قرآنی فہم اور معارف کا صاحب ہوگا - اور صرف قرآن سے استنباط کر کے لوگوں کو اون غلطیوں سے متنبہ کرے گا جو حقائق قرآن کی ناواقفیت سے لوگوں میں پیدا ہو گئی ہوں -

قرآن میں رسول اکرم کو مثیل موسے قرار دے کر فرمایا - انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الے فرعون رسولاً س ۲۹ - یعنے ہم نے ایک رسول بھیجا - جیسے موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا تھا - ہمارا رسول مثیل موسےؑ - ایک اور جگہ فرمایا - وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ س ۱۸ اس مثیل موسیٰ کے خلفا بھی اُسی سلسلہ سے ہونگے - جیسے کہ موسےؑ کے خلفا سلسلہ وار آئے اُس سلسلہ کی میعاد چودہ سو برس تک ہی - برابر خلفا آتے رہے - یہ ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی تھی کہ جس طرح سے پہلے سلسلہ کا آغاز ہوا ویسے ہی اس سلسلہ کا آغاز ہوگا - یعنے جس طرح موسےؑ نے ابتدا میں جلالی نشان دکھلائے اور فرعون سے چھڑایا - اس طرح آنیوالا نبی بھی موسےؑ کی طرح ہوگا فکیف تتقون ان کفرتم یوماً یجعل الولدان شیبا ن السماء منفطر بہ - کان وعدہ مفعولاً س ۲۹ - یعنے جس طرح ہمنے موسیٰ کو بھیجا تھا - سو رسول اکرم کے وقت کفار عرب بھی فرعونیت سے بھرے ہوئے تھے - وہ بھی فرعون کی طرح باز نہ آئے - جب تک اونہوں نے جلالی نشان نہ دیکھ لیا سو آنحضرت کے کام موسےؑ کے کام کے سے تھے اس موسےؑ کے کام قابل پذیرائی نہ تھے - لیکن قرآن نے منوایا - موسےؑ کے زمانہ میں گو فرعون کے ہاتھ سے نجات اسرائیل کو ملی - لیکن گناہوں سے نجات نہ پائی - وہ لڑے اور کجدل ہوئے اور موسےؑ پر حملہ آور ہوئے - لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری پوری نجات دی رسول اکرم صلعم اگر طاقت شوکت سلطنت اسلام کو نہ دیتے تو مسلمان مظلوم رہتے - اور نجات کفار کے ہاتھ سے نہ پاتے - سو اللہ تعالیٰ نے ایک تو یہ نجات دی کہ مستقل اسلامی سلطنت قایم ہو گئی - دوسرا یہ کہ گناہوں سے اُن کو نجات ملی - خداوند تعالیٰ نے خود ہر دو نقشے کھینچے ہیں - کہ عرب پہلے کیا تھے - اور پھر کیا ہوئے اگر دونوں نقشے اکٹھے کئے جائیں - تو اُن کی پہلی حالت کا اندازہ لگ جاوے گا سو اللہ تعالیٰ نے دو نو نجاتیں دیں - شیطان سے بھی نجات دی اور طاغوت سے بھی -

جو صدق و صفا آپ نے آپ کے صحابہ کرام کو دکھایا - اس کی نظیر کہیں نہیں - جان دینے تک دریغ نہ کیا - حضرت عیسےؑ کو کوئی مشکل کام نہ تھا اور نہ مفید ہی کوئی الہام تھا - چند بلاوری کے لوگوں کو سمجھانا کونسا بڑا کام ہے - یہودی تو توریت پڑھے ہی ہوئے تھے - ایمان لانے والے تھے - خدا کو وحدہ لاشریک جانتے ہی تھے تو بعض وقت یہ خیال آجاتا ہے - کہ مسیح کرنے ہی کیا آئے تھے - یہودیوں میں تو توحید کے لئے اب بھی غیرت پائی جاتی ہے - نہایت کم یہ کہہ سکتے ہیں - کہ شائد اخلاقی نقص تھے - لیکن تعلیم تو توریت میں موجود ہی تھی - باوجود ایں سہولت کے کہ قوم اُس کتاب کو مانتی تھی - مسیح نے وہ کتاب سبقاً سبقاً اُستاد سے پڑھی تھی - اُس کے مقابل ہمارے سید و مولےٰ ہادی کامل اُمی تھے - اُن کا کوئی اوستاد بھی نہ تھا - اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے - کہ مخالف بھی اس امر سے انکار نہ کر سکے - سو حضرت عیسےؑ کے لئے دو آسانیاں تھیں - ایک تو برادری کے لوگ تھے جو بھاری بات منوائی تھی - وہ پہلے ہی مان چکے تھے - ہاں کچھ اخلاقی نقص - لیکن باوجود اتنی سہولت کے حواری درست نہ ہوسکے لالچی رہے - حضرت عیسےؑ اپنے پاس روپیہ رکھتے تھے - بعض چوریاں بھی کر لیتے - وہ کہتے ہیں - کہ مجھے رکھنے کی جگہ نہیں - لیکن ہم حیران ہیں - کہ اس کے کیا معنے ہیں - جب گھر بھی ہو - اور مکان بھی ہو اور مال میں گنجائش اسقدر ہو - کہ چوری کیجاوے تو پتہ بھی نہ لگے - خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا - دیکھنا یہ منظور ہے - کہ باوجود ان تمام سہولت کے کوئی اصلاح نہ ہو سکے - پطرس کو بہشت کی کنجیاں تو مل جاویں - لیکن اپنے اُستاد کو لعنت دینے سے نہ رک سکے - اب مقابلہ میں الفاظ کا دیکھا جاوے - کہ ہمارے ہادی اکملؐ کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسول کے لئے کیا کیا - جان نثاریاں کیں - جلاوطن ہوئے - ظلم اُٹھائے طرح طرح کے مصائب اوٹھائے - جانیں دیدیں - لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے - پس وہ کیا بات تھی کہ جس نے انہیں ایسا جان نثار بنا دیا - وہ سچی الٰہی محبت کا جوش تھا جس کی شعاع اُن کے دل میں پڑ چکی تھی - سو خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کر لیا جاوے آپ کی تعلیم تزکیہ نفس - پیروؤں کو دنیا سے متنفر کرا دینا - شجاعت کے ساتھ صداقت کے لئے خون بہا دینا - اس کی نظیر کہیں نہ ملیگی سو یہ مقام حضرت کے صحابہ کا ہے - اُن میں جو آپس میں تالیف و محبت تھی - اس کا نقشہ دو فقروں میں بیان کیا ہے - والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم الآیۃ س ۱۰ - یعنے جو تالیف اُن میں ہے وہ ہرگز پیدا نہ ہوتی - خواہ سونے کا پہاڑ بھی دیا جاتا - اب ایک اور جماعت مسیح موعود کی ہے - جس نے اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرنا ہے - صحابہ کی تو وہ پاک جماعت تھی - جس کی تعریف میں قرآن بھرا پڑا ہے - کیا آپ لوگ ایسے ہیں - جب خدا کہتا ہے کہ مسیح کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے جو صحابہ کے دوش بدوش ہونگے -

قرآن کے ہوتے کسی اور کتاب کی ضرورت

۲۲ - اپریل ۱۹۰۳ء کو ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب پر چند ایک سوال کئے تھے چونکہ وہ سوال اور ان کے جواب ہر ایک دیندار کے لئے زیادتی ایمان کا موجب ہیں۔ اس لئے ہم ان کو درج کرتے ہیں +

سوال۔ اگر قرآن کے سوا اور کوئی کتاب نہ مانی جاوے تو کیا قیامت لازم آتی ہے اور اصول دین کونسی ضرورت باقی ہے +

جواب۔ اگر انسان میں ضد نہ ہو اور غور وفکر کرے تو قرآن کافی کتاب ہے قرآن تو ہے ہدایت ہے رحمت ہے شفا ہے اور ہر ایک قسم کے اختلاف مٹانے کے واسطے آیا ہے۔ اولم یکفھم انا انزلنا علیك الکتاب یتلی علیھم ان فی ذلك لرحمة وذکرے لقوم یومنون + اور یہی راہ ایمان کی ہے۔ مگر سوال کے یہ معنے کہ اب دین کیواسطے ہمیں کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہے یہ ایک نفس کا دہوکہ ہے انسان کے مُنہ سے بعض وقت ایسا لفظ نکلتا ہے جو خود ہی اس کے لئے مشکلات کا موجب ہوتا ہے + قرآن کریم فرماتا ہے کہ میں عربی زبان میں ہوں تو اب عربی زبان کے سمجھنے کے واسطے دوسری کتاب کی ضرورت پڑی ورنہ کوئی تبلائے کہ بسم اللہ۔ رحمن رحیم۔ اب ان سب کے معنے قرآن شریف میں کہاں لکھے ہیں۔ آخر جواب یہ ہوگا کہ عربی سمجھنے کے واسطے اور کتاب کی ضرورت ہے تو پھر نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کافی نہ رہا۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سائل نے غور اور فکر ہرگز نہیں کی اور جس دعوے کو خود ثابت نہیں کرسکتا اسے دوسرے کے آگے پیش کیا جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف تو اپنی ذات میں کافی ہے مگر یہ ہماری اپنی کمزوری ہے کہ سوائے عربی زباندانی کے ہم دینی ضرورت کو انجام نہیں دے سکتے شاید اس پر یہ سوال ہو کہ اس جواب کا تعلق عجم سے ہے۔ عرب لوگوں کو یہ ضرورت نہیں ہے تو یہ بھی غلط ہے خود مکہ اور مدینہ میں اب وہ بولی نہیں ہے جو کہ قرآن شریف کی زبان ہے انجام کار یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ خاص قرآن کی بولی جاننے کے واسطے ایک اور کتاب کی ضرورت پڑی +

اب یہ اعتراض رہا کہ جس کو قرآن کے معانی بدوں کسی کتاب کے آتے ہیں اسے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی ذات پاک ایسی تھی کہ انکو قرآن کے فہم کے واسطے تو کسی کتاب کی ضرورت نہ تھی۔ مگر تاہم قرآن کو کلام الٰہی اور جو کچھ قرآن کریم پیش کرتا ہے اس کی تصدیق کے واسطے پھر بھی اور کتاب کی تو ضرورت تھی اور خود قرآن تبلاتا ہے کہ اور کتاب کی ضرورت ہے۔ فاتوا بالتورات فاتلوھا ان کنتم صٰدقین ۔ آنحضرت صلعم کو اپنی صداقت ثابت کرنیکے واسطے قرآن میں فرماتا ہے کہ ایک اور کتاب میں دیکھو۔ پھر لکھا ہے مکتوبا عندھم فی التورات فاتلوھا ان کنتم صٰدقین آنحضرت صلعم کو اپنی صداقت ثابت کرنیکے واسطے قرآن میں فرماتا ہے کہ اور کتاب میں دیکھو پھر لکھا ہے مکتوبا عندھم فی التورات والانجیل گویا دو کتابوں کی ضرورت پڑی اس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آنحضرت صلعم کو بھی پیشگوئیوں وغیرہ اور اپنے دعاوی اور نیز قرآن کی تصدیق کے واسطے دوسری کتابوں کی ضرورت پڑتی رہی اور ادہر ہمکو بھی پڑی۔ کیونکہ ہماری زبان عربی نہیں ہے +

اِس لئے خوب یاد رکھو کہ قرآن تو اپنی ذات میں ایک کامل کتاب ہے مگر اس کے کمال کو جاننے کے لئے ہم اور کتابوں کے محتاج ہیں کبھی لغت کے کبھی دوسرے علوم کی کتب کے اگر کہو کہ اصول دین کو اس سے کیا تعلق ہے۔ تو ہم کہتے ہیں قرآن شریف کی تصدیق کرنی بھی تو اصول دین ہے۔ کامل ذات خود کسی کی محتاج نہیں ہوا کرتی مگر دوسرے اس کو کامل جاننے کے واسطے محتاج ہوتے ہیں دیکھو خدا اپنی ذات میں کامل ہے اور اس کو دلائل کی ضرورت نہیں مگر چونکہ ہم دلائل کے محتاج ہیں اس لئے مصنوعات وغیرہ کے دلائل ہمکو دینے پڑے۔

سوال۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانکر کیا انسان مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں

جواب۔ آنحضرت صلعم کے نہ ماننے میں وہ تمام انبیاء اور امتیں بھی داخل ہیں جو کہ آپ کی بعثت سے پیشتر گذر چکیں۔ مثلاً آدم نے آنحضرت صلعم کو کب ویسے مانا ہے جیسے کہ ہم مان رہے ہیں مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اگر آدم کو ماننے کی ضرورت پیش نہ آتی تو ہم بھی نہ مانیں غلط ہے۔ دیکھو آدم نے تو آپ کو نہ مانا۔ مگر وہ مسلمان تھا۔ اور ادُہر ابوجہل نے نہ مانا تو وہ کافر ہوا کیا اب دونوں کا نہ ماننا ایک جیسا ہے اصل میں اسلام نام ہے فرمانبرداری کا کہ جب فرمان نازل ہوا اسے اُسی وقت مان لے سکھوں کے وقت جب گورنمنٹ انگلشیہ آئی تو اوس وقت یہ قوانین نہ تھے جو کہ اب ہیں۔ مگر اُسوقت جس قسم کے قوانین تھے ان کو اسوقت کے ماننے والے فرمانبردار کہلاتے تھے اور اون کے منکر باغی۔ پھر اس کے بعد جب قانون کی صورت بدلی تو پھر اس متبدل شدہ صورت کو ماننے والے فرمانبردار ہوئے اور دوسرے باغی۔ اسی طرح اب جو قانون ہے یہ اور ہی ہے اب اسی کو ماننے والے فرمانبردار کہلاتے ہیں غرضیکہ جب فرمان کے وقت نافرمانی کی جاوے تو پھر اسلام کا مفہوم نہیں رہتا۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ومن کفر بعد ذلك فاؤلئك ھم الفاسقون ۔ یہاں بھی ان خلفاء کے منکروں پر لفظ کفر کا ہی آیا ہے کیونکہ وہ تو حکم الٰہی ہے جس رنگ میں ہو جو اس سے نافرمانی کرے گا وہ نافرمان ہوگا میں اس چھت کے نیچے بیٹھا ہوں اگر مجھے اللہ تعالیٰ ابھی حکم دے کہ اوٹھ جاؤ اور میں نہ اوٹھوں تو میں نافرمان ہونگا اگر یہ چھت گرے اور میں مرجاؤں تو اس نافرمانی کی سزا ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے کسی ایک حکم اور آپ کے جانشینوں کی کسی ایک نافرمانی سے انسان کافر ہوجاتا ہے +

سوال۔ الہامات میں اختلاف ہوتا ہے کہ نہیں۔

جواب۔ الہامات میں اختلاف نہیں ہوتا ہاں بعض مشکلات ہوتی ہیں لوگ ان کے فہم میں غلطی کرتے ہیں۔ قرآن میں بھی لوگوں نے اختلاف مانا ہے اور سخت غلطی کھائی ہے جب ہی تو ناسخ منسوخ مان بیٹھے اصل بات یہ ہے کہ فہم انسان میں اختلاف ہوتا ہے۔ نفس الہام میں اختلاف نہیں ہوتا +

اوپر میں نے چھت کی مثال دی ہے کہ خدا حکم دیوے کہ اوٹھ جاؤ یہ چھت گرنیوالی ہے مگر میری دعا اور تضرع سے اگر خدا اسے نہ گرنے دیوے اور پھر حکم دیوے کہ اب نہ اوٹھو اور نہ نکلو تو کیا اسے اختلاف فی الاحکام کہو گے ہرگز نہیں۔ تو ثابت بھی ہے کہ الہامات میں اختلاف نہیں ہوا کرتے +

تقویٰ

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

تحقیق اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور جو محسن ہیں۔

کانپتے رہو اور گناہ نہ کرو ۲ اپنے بستر پر پڑے ہوئے اپنے ہی دلوں میں سوچ کرو ۳ {زبور ۴} خداوند کا خوف پاک ہے کہ اسکو ابد تک پائیداری ہے ۹ {زبور ۱۹} وہ کونسا انسان ہے جو خداوند سے ڈرتا ہے وہ اسکو وہی راہ جو اس کو پسند ہے بتلاوے گا ۱۰ اسکا جی چین سے رہے گا ۱۱ اور اس کی نسل زمین کی وارث ہوگی ۱۲ خداوند کا بھید اس پاس ہر جو اس سے ڈرتا ہے ۱۳ وہ ان کو اپنے عہد کی شناسائی عنایت کرے گا۔ {زبور ۲۵} ساری زمین خداوند سے ڈرتی رہے اور جہان کی ساری آبادی اس کا خوف مانے کہ اس نے کہا اور وہ ہوگیا ۱۱ {زبور ۳۳}

مبارک ہے وہ آدمی جس کا بھروسہ اسپر ہے ۹ اے اس کے مقدس لوگو خداوند سے ڈرو ۱۰ کیونکہ جو اس سے ڈرتے ہیں انہیں کچھ کمی نہیں۔ شیرنی کے بچے حاجتمند ہوتے اور بھوکے رہتے ہیں۔ پر جو خداوند کے طالب ہیں انکو کسی نعمت کی کمی نہیں {زبور ۳۴}

۱۔ تقویٰ ایک فطرتی امر ہے جو ہر ایک انسان کے اندر بدی کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ متواتر سرکشیوں اور بدکاریوں کے ساتھ یہ خوف زائل ہو جاتا اور خدا پرستی و نکوکاری کے ساتھ یہ خوف بڑھتا ہے۔

چنانچہ یہہ عام مشاہدہ کی باتیں ہیں کہ جو جرم انسان نے پہلے کبھی نہیں کیا جب اول بار اس کے کرنے کا ارادہ کرے تو طرح طرح سے اس کا نور قلب اس کو ڈراتا اور سمجھاتا ہے۔ بار بار وہی ارادہ کرنے سے یہ خوف کم ہوتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ آخر کار ارتکاب کر بیٹھتا ہے کچھ مدت تک وہ خوف باقی رہتا مگر بار بار کے ارتکاب سے مطلق زائل ہو جاتا ہے۔ یہی تقویٰ ہے جو ہر ایک انسان کو شروع میں چوری بدکاری قتل لوٹ اور ہر قسم کی بدی سے بچاتا ہے اسی تقویٰ کا طفیل ہے کہ کروڑہا انسان جرائم پیشہ بننے سے بچے ہوئے ہیں۔ ہاں جو اس اندرونی واعظ کی مخالفت بار بار کرتے اور باغی بنے رہیں وہ ضرور جرائم پیشہ بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے ونفس وما سوٰہا فالہمہا فجورہا وتقوٰہا قد افلح من زکّٰہا وقد خاب من دسّٰہا۔ قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جسنے اس کو ایسا درست کیا پھر اس کے اندر فجور اور تقویٰ کا علم ڈالا تحقیق جس نے اس کو پاک کیا وہ فلاح یافتہ ہوا اور جس نے اسے ناپاک کیا وہ برباد ہوا۔

۲۔ تقویٰ پر تمام ہدایت اور انسانی کامیابیوں کا دارومدار ہے کیونکہ جو متقی ہے اسی کیواسطے نصیحت کارگر ہوتی اور وہی اسپر چلتا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے۔ وہی نصیحت کی بات کو سنتا اور قبول کر سکتا ہے۔ مگر جو بے باک ہے وہ لاپرواہ متکبر اور سرکش بنا رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے انہ لتذکرۃ للمتقین تحقیق قرآن متقیوں کے واسطے ضرور تذکرہ ہے۔ یعنے اس سے متقی لوگ ضرور متنبہ اور نصیحت پذیر ہوتے ہیں۔ ان ھو الا ذکر وقرآن مبین لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین۔ یہ تو محض ایک نصیحت اور صاف صاف بیان کرنیوالا قرآن ہے تاکہ وہ شخص جو زندہ ہے عبرت زدہ ہو اور کافروں پر حجت پوری ہو کر عذاب کا حکم حق ہو جائے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی نصیحت کیسی ہی صاف اور دلوں میں گھر کرنیوالی ہو وہ اسی کے دل میں اثر کرتی ہے جو متقی ہے مگر بدکار اور سرکش کے واسطے قطع محبت سے زیادہ کوئی کام نہیں دیتی قرآن مجید جو اپنے ہر ایک مسئلہ کو طرح طرح کے پیرایوں اور تمثیلات سے صاف کرتا اور ہر ایک حقیقت کو کمال روشنی تک پہنچانا چاہتا ہے اور الفاظ میں اس مسئلہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ۔ اللہ نے احسن حدیث کی کتاب اتاری ہے جس کی باتیں ایک دوسرے سے مشابہ اور بار بار دہرائی گئی ہیں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کی جلد کا رواں کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر ان کی جلدیں اور قلوب نرم ہو کر ذکر الٰہی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ پھر جو صادق ہے وہ خود جھوٹ ریا فریب مبالغہ اور افترا سے پاک صاف ہوتا ہے اس لئے خود سچ بولتا اور سچائی کو فوراً پہچان کر قبول کر لیتا ہے۔ چنانچہ متقیوں کی بابت قرآن کریم فرماتا ہے والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون جو سچ لاتا اور سچ کی تصدیق کرتا ہے یہی لوگ تو متقی ہیں۔

انسان خواہ کیسا ہی متکبر ظالم اور غلیظ القلب کیوں نہ ہو جبتک اس میں کوئی شمّہ ایمان اور حیات روحانی کا باقی ہے اسوقت تک ذکر قرآن اسمیں کپکپی ڈالدیتا اور جسم کے ذرہ ذرہ کو ہلا دیتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ فاسد عضلا یا اعصاب جبتک ان کا کوئی ریشہ بھی اصلی حالت پر ہے اسوقت تک بجلی ان میں حرکت پیدا کر سکتی ہے۔ اسی طرح پر جبتک انسان میں کوئی بھی رگ دین و ایمان کی باقی ہے اسوقت تک قرآن کا ذکر اس کو حرکت دے سکتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید فرماتا ہے ولو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون۔ سوائے انسان کے تمام مخلوقات کیا شجر کیا جماد اور کیا حیوان سب کے سب اپنے اپنے اسلام پر قائم ہیں۔ چنانچہ ہر ایک شئے اور ہر ایک حیوان اپنی اپنی فطرت کے تقاضاؤں اور قاعدوں کے مطابق عمل کیا ہے کوئی حکم الٰہی سے باہر نہیں یہی ان کا اسلام ہے۔ ایسا ہی پہاڑ جو ظاہر ادیکھنے میں نہایت سخت ہیں مگر حکم خدا سے ذرہ برابر باہر نہیں پس جو تعلیم اور قانون انسان کے واسطے قرآن مجید پیش کرتا ہے اگر وہی پہاڑوں پر اتارا جائے تو وہ خوف خدا سے ہر وقت لرزتے ہوئے نظر آتے کیونکہ پورے فرمانبردار ہیں اور قرآنی تعلیم کا لب لباب بھی یہی ہے کہ اس کا محکوم رب عالم کے جاہ و جلال سے ہر وقت ہراسان و ترسان رہا ہے پر اے انسان تو نہایت ہی سخت اور پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے جو قرآن کے ہوتے ہوئے بالکل خوف نہیں کھاتا! ذرہ بھر نہیں کانپتا۔ بلکہ بے باک زندگی بسر کر رہا ہے یہ تمثیلات غور و فکر کے واسطے ہیں پر بہت ہی کم ہیں جو سمجھتے ہیں کیسے مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا سے ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ انکی ہدایت حمایت اور مغفرت کے وعدہ فرماتا ہے ان کے رزق عزت اور مشکلات کا کفیل بنتا ہے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ تحقیق اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہیں انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم۔ اے محمد تیرے سمجھانے سے وہی سمجھ سکتا ہے جو نصیحت پر عمل کرے۔

اور ور پردہ رحمٰن سے ڈرتا ہو پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دے ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض۔ اگر بستیوں کے لوگ خدا کو مانتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر برکتوں کے دروازے آسمانوں سے اور زمین سے کھول دیتے۔ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ان العاقبۃ للمتقین۔ تحقیق آخر فلاح کیواسطے ہے۔ ھٰذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین یہ قرآن لوگوں کے واسطے ایک بیان اور خدا ترسوں کے واسطے ہدایت نصیحت ہے پس اے پاک بند و خدا سے ڈرو۔ اسی سے خدا کی رحمت ملے گی۔ اسی سے خدا کی نصیحتیں تمہارے دلوں میں گھر کرینگی اسی سے آسمانی اور زمینی برکتوں کے دروازے تم پر کھل جائیں گے۔ اسی سے تمہاری تمام مشکلات حل ہونگی۔ اسی سے تمہارے تمام خوف دور ہونگے اسی سے تمہاری عزت دولت دنیا میں بڑھے گی اور اسی سے آخرت میں۔ اسی سے خداوند عالم تمہارا حامی و مددگار اور غمگسار بن جائیگا اسی سے تم خدا کے پیارے اور ولی اللہ بنو گے۔ اسی سے تمہاری نسلیں زمین میں پھیلینگی عروج پائیں گی اور زمین کی وارث بنینگی بدباک شریروں کی نسلیں تمہارے مقابلہ پر ذلیل و خوار اور ہلاک کر دی جائینگی۔ اسی سے تم خدا کی برکات اور امتیازی آیات حاصل کرو گے اسی سے تمہاری بہشتی زندگی اس دنیا میں شروع ہو کر تا ابد رہیگی۔ یہی وعدے اور فرمان تمام آسمانی کتب کے ہیں یہی توریت و انجیل کے اور یہی فرقان کے۔ قرآن مجید کے وعدوں اور فرمانوں کی نسبت کچھ تو سن چکے کچھ اور سن لو ومن یتق اللہ یجعل لہٗ من امرہٖ یسرًا جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اپنے حکم سے اس کے واسطے ہر بات میں آسانی کر دیتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہٗ مخرجًا ویرزقہ من حیث لا یحتسب جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے واسطے مخلصی کے رستے بنا دیتا اور ایسے ایسے طریق سے رزق پہنچاتا ہے کہ وہ گمان نہیں کر سکتا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانًا ویکفر عنکم سیئاتکم ویغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم اے مومنو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو وہ تمہارے واسطے فرقان پیدا کرے گا۔ تمہاری بدیوں کو دور کرے گا اور تمہیں اور تمہارے گناہوں کو بخشے گا۔ کیونکہ اللہ بڑے فضل والا ہے۔ فرقان کے معنے ہیں علیحدگی - امتیاز اور فیصلہ۔ پس آیت شریف کا یہ مطلب ہوا کہ اے مومنو اگر تم متقی بنو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ذات میں ایسے ایسے نشانات برکتیں اور کرامتیں رکھدیگا جو تمکو اور لوگوں سے علیحدہ کر دکھائینگے اور تم صاف طور پر خاصان خدا نظر آؤ گے اور نیز تم میں نیکی بدی کے امتیاز کے واسطے قوت فیصلہ پیدا ہو جاوے گی گویا کہ جیسے قرآن مجید تمام کتب ہائے سماوی میں بالاتر اور حق و باطل میں صاف جدائی کرنیوالا ہے ویسے ہی تم بھی ہو جاؤ گے تمہاری کرامتیں تمکو اوروں سے علیحدہ کر دینگی اور تمہاری قوت فیصلہ تمام حق و باطل میں صاف امتیاز کریگی اور تم دیکھو گے کہ اللہ کریم کے کتنے بڑے فضل و کرم ہیں ان اللہ یحب المتقین۔ تحقیق اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون۔ آگاہ ہو کہ اولیاء اللہ کو نہ تو کچھ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غمناک ہوتے ہیں وہ وہی تو ہیں جو خدا کو مانتے اور اس سے ڈرتے ہیں ولمن خاف مقام ربہٖ جنتان جو اپنے رب کے جلال سے ڈرتا ہے اس کے واسطے دو بہشت ہیں واما من خاف مقام ربہٖ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ پس جو شخص اپنے رب کے جلال سے ڈرتا اور اپنے نفس کو ہوا و ہوس سے روکتا ہے اسکا دار القرار جنت ہے من خشی الرحمٰن بالغیب وجاء بقلب منیب ادخلوھا بسلام ذالک یوم الخلود لھم ما یشاؤن فیھا ولدینا مزید جو در پردہ رحمٰن سے ڈرتا اور توبہ کرنیوالے دل کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اس کی نسبت کہا جائیگا کہ اسکو سلامتی کیساتھ بہشت میں داخل کرو۔ یہ ہمیشگی کا دن ہے ان کے واسطے یہاں پر جو کچھ چاہیں حاضر ہے اور ہمارے پاس اور بڑھ کر ہے یعنی وہ نعمتیں اور راحتیں موجود ہیں جنکا وہ خیال نہیں کر سکتے۔

۳۔ تقویٰ ہی ایک ایسا محافظ ہے جو انسان کو بد ارادوں اور بدعملیوں کے وقت فوراً متنبہ کر دیتا اور ضلالت سے بچا لیتا ہے۔

جب انسان علیحدگی یا خود مختاری کے وقت کوئی بُرا ارادہ کرتا اور اس کی تکمیل کے واسطے تدابیر سوچتا ہے اس وقت کونسا اتالیق یا استاد ہے جو انسان کو ڈرا سمجھا کر بدی سے بچا سکے ایسی حالت میں سوائے خوف الٰہی کے اور کوئی واعظ یا معلم نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک بد عادت عموماً اس طرح پر قائم ہوتی ہے کہ شروع میں خفیہ طور پر اس کا ارادہ ہوتا مگر نور قلب اس کو دھمکاتا اور منع کرتا ہے۔ بد تعلیموں اور بد صحبتوں سے یہ ارادہ بار بار اٹھتا اور نور قلب کا مقابلہ کرتا ہے ہوتے ہوتے نیم دلی اور کمزوری کی تدابیر شروع ہو جاتی ہیں اس کشمکش میں نور قلب کمزور ہوتا جاتا اور بُرا ارادہ زور پکڑتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی تکمیل میں کچھ تدبیر کر بیٹھتا ہے۔ مگر پہلی تدبیر کے بعد عموماً انسان پچھتاتا اور توبہ کرتا ہے۔ بُری صحبتیں اور نفسانی جذبات پھر شیطان بنکر اس کی طبیعت کو بغاوت کی طرف لے جاتے ہیں یہانتک کہ آخر کار نور قلب کے مقابلہ سرکشی کر بیٹھتا اور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ مگر بہت سے خطرات پیش آتے ہیں ایک دفعہ کے ارتکاب کے بعد سخت ندامت ہوتی اور خوف غالب ہوتا ہے خوش نصیب ہے وہ جو اب بھی سنبھل جائے اور آئندہ کو باز آ جائے ایک دفعہ کی بغاوت آئندہ کے واسطے اندرونی خوف اور فہمائش کو کسقدر کمزور کر دیتی ہے اور اصلاح پر آنا مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح جب دوبارہ وہی فعل کر بیٹھا ہو تب یہ نور قلب اور بھی ناقص ہو جاتا ہے آخرکار خوف اور حیا کی جگہ طغیان اور بیحیائی غالب ہو جاتی ہیں جو تمام بدکاریوں کی بنیاد ہیں۔

متقی لوگوں میں فطرتی خوف و حیا اس قدر زور پر ہوتی ہیں کہ ارادہ کے ساتھ ہی انکا دل تھرتھرانا شروع ہو جاتا اور ارتکاب سے بچ جاتے ہیں اس اندرونی طاقت کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون۔ تحقیق جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں جب ان کو شیطانی وسوسہ چھوتا ہے تب وہ متنبہ ہو جاتے اور فوراً دیکھنے لگتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو شیطانی وسوسہ کے مساس کے ساتھ ہی آگاہ ہو جائیں اور بد ارادہ سے باز آ جائیں یہی لوگ ہیں جو ہر قسم کی شرارت سے بچ سکتے اور اللہ کی خاص رحمت کے نیچے آ جاتے ہیں۔ یہ خدا کے واسطے اور خدا انکے واسطے ہو جاتا ہے۔

۴۔ بدی سے فطرتی تقویٰ زائل ہو جاتا اور نیکی سے ترقی پکڑتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ ذالکم وصّٰکم بہٖ لعلکم تتقون۔ اللہ تعالیٰ تمکو اس قرآن سے نصیحتیں کرتا ہے۔ تاکہ تم متقی بنے رہو یا بنجاؤ یعنی اس قرآن کی تعلیم سے تین قسم کے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل تو جن لوگوں میں تقویٰ باقی ہے ان کو اس پر قائم رکھتا ہے اور ترقیات غیر محدود بخشتا ہے۔ دویم جن لوگوں میں یہ روح

زایل ہوچکی اُن کو از سرِ نو زندہ کرکے خدا ترس بناتا ہے۔ سویم جو لوگ شدت کفر اور طغیان سے بالکل مردار ہوچکے اُنپر محض محبّت قطع کرتا ہے جیساکہ بارش سے موجودہ نباتات پرورش پاتے اور بڑھتے ہیں اور جو تخم شک ہوکر مردہ کی مثال ہوگئے تھے وہ زندہ ہوجاتے ہیں پھر وہ بھی پرورش پاکر ترقی کرتے ہیں پر جو تخم مردار ہوکر فاسد ہوچکے اُنکو بارش سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا۔

کیا باوا نانک تناسخ کا قایل تھا؟

بعض کا یہہ اعتراض ہے کہ باوا نانک صاحب گرنتھ میں تناسخ کے قایل ہیں پھر کیونکر ان کا مذہب اسلام ہوسکتا ہے سو واضح ہو کہ ہمیں باوا صاحب کے کلمات کا بخوبی علم ہے اور ہمنے قریباً تیس برس تک یہ شغل رکھا ہے باوا صاحب اُس تناسخ کے ہرگز قایل نہیں جس کے آریہ قایل ہیں۔ جیساکہ وہ آپ فرماتے ہیں۔

اول اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے اکنور سے سب جگ اُپجا کون بھلے کون مندے یعنے خدا نے پہلے نور پیدا کیا اور پھر اُسی نور سے تمام دُنیا کو پیدا کیا پس یہہ تفرقہ کیونکر ہو کہ پیدائش کی رُو سے کوئی بھلا اور کوئی بُرا ہے یعنے یہہ کہنا کہ کوئی جزا کے طور پر پیدا ہوا اور کوئی سزا کے طور پر یہہ سراسر غلطی ہے کیونکہ سب نور سے پیدا ہوئے ہیں یہ شعر باوا صاحب کا اواگون یعنے تناسخ کے رد میں ہے کیونکہ تناسخ میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ نیک عمل والوں کو اچھا جنم ملا اور بدعملوں والوں کو بُرا جنم ملا لیکن حق بات یہہ ہے جو باوا صاحب نے فرمائی کہ روحوں میں پیدائش کی رُو سے نیک و بد کی تقسیم نہیں ہوسکتی ہاں اعلیٰ اور ادنیٰ کی تقسیم ہوسکتی ہے جیسے مثلاً کپڑے ایک ہی رنگ سے رنگے جائیں کسی کو ہلکا رنگ اور کوئی بہت شوخ تو یہ غلطی ہوگی کہ رنگ کے لحاظ سے انمیں وہ مقابلہ ثابت کریں جو مندوں میں ہوتا ہے لیکن مراتب کے لحاظ سے اونمیں باہم تفاوت ہوسکتا ہے یعنی ایک بہت شوخ رنگ ہے، اور ایک کم اور ایک اُس سے کم یہاں تک کہ ایک اُس ادنیٰ مرتبہ پر ہے جس نے رنگ میں سے بہت ہی کم حصّہ لیا ہے سو ایسا شخص جو ربانی فیض کے رنگ سے کم حصّہ رکھتا ہے اسی کو قرآنی اصلاح میں شقی کہتے ہیں اور جس نے کامل حصّہ لیا اس کا نام سعید ہے خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں مخلوقات کو سعادت اور شقاوت کے دو حصوں پر تقسیم کردیا ہے مگر اون کو حسن اور قبح کے دو حصوں پر تقسیم نہیں کیا اسمیں حکمت یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ سے صادر ہوا اس کو بُرا تو نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اُس نے جو کچھ بنایا وہ سب اچھا ہے۔ ہاں اچھوں میں مراتب ہیں پس جو شخص اچھا ہونیکے رنگ میں نہایت ہی کم حصّہ رکھتا ہے وہ حکمی طور پر بُرا ہے اور حقیقی طور پر کوئی بھی بُرا نہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ میری مخلوق کو دیکھ کیا تو اوسمیں کوئی بدی پاتا ہے سو کوئی تاریکی خدا تعالیٰ سے صادر نہیں ہوئی بلکہ جو نور سے دُور جا پڑا وہ مجازاً تاریکی کے حکم میں ہوگیا۔ باوا صاحب کے گرنتھ میں اسکا بہت بیان ہے اور ہریک بیان قرآن سے لیا گیا ہے مگر اس طرح نہیں کہ خشک تقلید کے لوگ لیتے ہیں بلکہ سچی باتوں کو سنکر باوا صاحب کی روح بول اوٹھی کہ یہہ سچ ہے پھر اس تحریک سے فطرت نے جوش مارا اور کسی پیرایہ میں بیان کردیا۔ غرض باوا صاحب تناسخ کے ہرگز قایل نہ تھے اور اگر قایل ہوتے تو ہرگز نہ کہتے کہ ہریک چیز خدا سے پیدا ہوئی اور کوئی بھی چیز نہیں جو اُس کے نور سے پیدا نہیں ہوئی اور یاد رہے کہ باوا صاحب نے اپنے اس قول میں بھی قرآنی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہہ ہے اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی خدا ہی کے نور سے زمین و آسمان۔۔۔ نکلے ہیں اور اوسی کے نور کے ساتھ قایم ہیں یہی مذہب حق ہے جس سے توحید کامل ہوتی ہے اور خداشناسی کے وسایل میں خلل نہیں ہوتا۔ مگر جو شخص کہتا ہے کہ خدا خالق نہیں وہ گویا یہ کہتا ہے کہ خدا نہیں کیونکہ عام عقلیں خدا کو خدا کے کاموں سے پہچانتی ہیں پھر اگر خدا ارواح اور ذات عالم کا خالق نہیں تو وسایل معرفت مفقود ہوجائیں گے یا ناقص ہوکر بے فایدہ ٹھہر جائیں گے۔ لیکن جس نے خدا کو خالق الارواح ہونا مان لیا وہ تناسخ کے مسئلہ کو کسیطرح مان نہیں سکتا۔ کیونکہ جس خدا نے خالق ہونے کی حیثیت سے پہلی دُنیا کو کمی بیشی کیساتھ پیدا کیا یعنی کسیکو انسان بنایا کسی کو گھوڑا وغیرہ اور اوسوقت یعنے ابتدا میں گذشتہ اعمال کا وجود نہ تھا۔ کیونکہ خود روحیں نہ تھیں تو پھر اعمال کہاں سے ہوتے تو اس صورت میں وہ خدا جو اپنے اختیار سے برابر مخلوقات میں کمی بیشی کرتا آیا اب کیونکر وہ اعمال کے سوا کمی بیشی نہیں کرسکتا لہذا جو لوگ تناسخ یعنی اواگون کو مانتے ہیں وہ جبتک تمام روحوں کو انادی اور غیر مخلوق قرار نہ دیں تب تک ممکن نہیں کہ تناسخ کا خیال بھی ان کے دلوں میں آسکے کیونکہ جبکہ اون کا یہ مذہب ہے کہ ہریک روح اور ہریک جسم مخلوق ہے تو اس صورت میں اونہوں نے مان لیا کہ کمی بیشی خدا کے ارادہ سے ہے نہ کہ کسی گذشتہ عمل کیوجہ سے تو تناسخ جاتا رہا اور یہہ بھی یاد رہے کہ تناسخ ماننے والے کسی طرح موحد نہیں ہوسکتے کیونکہ اون کا تناسخ کا مسئلہ تبھی چلتا ہے جب ذرہ ذرہ کو قدیم اور غیر مخلوق اور انادی اور اپنے وجود کا آپ ہی خدا قرار دیں مگر کیا ایسا مذہب اس شخص کی طرف منسوب کرسکتے ہیں جو توحید کے دریا میں بڑے زور سے تیر رہا ہے اور کسی چیز کا وجود بجز وسیلہ قدرت کے خود بخود نہیں سمجھتا گیا وہ بزرگ جس کے چولے پر لکھا ہوا ہے کہ خدا تمام ارواح اور تمام موجودات کا خالق ہے۔ اس کی نسبت ایک سیکنڈ کے لئے بھی ہم گمان کرسکتے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ اس گندے اعتقاد کو پسند کرتا تھا دوسری یہ کہ اواگون کے لئے شرط ہے کہ کسی کو کبھی جاددالی مکتی نہ ہو اور ہمیشہ خواہ نخواہ مقدس لوگ بھی جونوں میں پڑتے رہیں یہانتک کہ ایسا شخص بھی جو مثلاً ایک زمانہ میں ایک بڑا اوتار ہوچکا ہے اس اعتقاد کے رو سے ممکن ہو کہ وہ کسی دوسرے زمانہ میں اواگون کے چکر میں آکر نجاست کا کیڑا بن جائے اور یہ اعتقاد باوا نانک صاحب کا ہرگز نہیں بلکہ وہ جاددانی مکتی کے قایل ہیں اور اُن کا اعتقاد ایسا نہیں کہ پرمیشر ایک شخص کو قرب کی عزت دیکر اور اسی پر اس کی وفات کرکے پھر اوس کو ذلیل کرے۔ تیسری یہ کہ باوا صاحب اس بات کے قایل ہیں کہ خدا کریم اور رحیم ہے اور توبہ قبول کرنیوالا اور گناہ بخشنے والا اور پروردگار ہے اور یہ سب باتیں اواگون کے عقیدہ کے مخالف ہیں اور باوا صاحب نے صرف ان کو اپنے گرنتھ میں ہی بیان نہیں کیا بلکہ چولا صاحب میں قرآنی آیات کے حوالہ سے بار بار لکھدیا ہے کہ خدا غفور اور رحیم اور تواب اور اپنے بندوں کو بخشنے والا ہے اور ہم باوا صاحب کے گرنتھ میں سے یہ مقامات نہ ایک جگہ بلکہ صدہا جگہ پیش کرسکتے ہیں اور تمام عقلمند جانتے ہیں اور آریوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ جو شخص یہ تینوں اسلامی عقیدے رکھتا ہو وہ ہرگز اواگون کا قایل نہیں ہوسکتا مگر اس صورت میں کہ دیوانہ یا پرلے درجہ کا جاہل ہو یہ بھی یاد رہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بے ادبی نہیں ہوگی کہ نعوذ باللہ اواگون کو باوا صاحب کا عقیدہ ٹھہرا دیا جاوے کیونکہ خدا کو خالق مان کر اور نجات کو ابدی سمجھ کر اور یہ اعتقاد رکھکر کہ خدا گنہ بخش دیتا ہے۔ پھر تناسخ کا قایل ہونا اُسی شخص کا کام ہے جو پرلے درجہ کا جاہل ہو جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اسپر اطلاع نہ رکھے۔ اسیوقت گرنتھ

ہمارے پاس موجود ہے اور نہ آج سے بلکہ تیس برس سے ہم باوا صاحب کے اصل عقائد کا پتہ لگانے کیلئے جہاں تک انسانی طاقت ہے خوض کر رہے ہیں اور ہماری کامل تحقیقات نے یہی فیصلہ دیا کہ باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سچے مسلمان اور ایسے صادق تھے کہ اسلام کے انوار حاصل کرنیکے لئے ساری زندگی بسر کردی ہر ایک شخص اپنے مُنہ سے تو کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں مگر سچ تو یہ ہے کہ باوا صاحب جیسا نمونہ دکھانا مشکل ہے وہ انہیں سے تھے جنکو خدا کا ہاتھ صاف کرتا رہا ہے۔ خدا اُن کو دُور سے کھینچ لایا اور پھر دُور تک آگے لے گیا۔ تیس برس کا عرصہ ہوا کہ مجھے صاف صاف مکاشفات کے ذریعہ سے اُن کے حالات دریافت ہوئے تھے اگر میں جزماً کہوں تو شاید غلطی ہو مگر میں نے اُسی زمانہ میں ایکدفعہ عالم کشف میں اُنسے ملاقات کی یا کوئی صورتیں تھیں جو ملاقات سے مشابہ تھیں چونکہ زمانہ بہت گذر گیا ہے۔ اسلئے اصل صورت اُس کشف کی میرے ذہن سے فرو ہو گئی ہے۔ غرض باوا صاحب تناسخ کے قائل ہرگز نہیں تھے اور کوئی اس بات سے دہوکا نہ کہا دے کہ اُن کے بعض اشعار میں ایسے اشارات پائے جاتے ہیں کیونکہ اگر فرض کے طور پر چند اشعار پائے جائیں جنکی ہم تاویل نہ کرسکیں تو پھر ہم اون کے ان بہت سے اشعار کو جو قریباً اون کا سارا گرنتھ ہے کہاں پھینکدیں جو تناسخ کے اصولوں سے مخالف ہیں اسلئے یا تو ہم اونکی تاویل کرینگے اور یا الحاقی ماننا پڑیگا۔ کیونکہ بزرگوں کی کلام میں تناقض روا نہیں ہمنے بہت دیکھا ہے اور تحقیق سے یہ فیصلہ لکھا ہی چاہئے کہ کوئی جلدی سے انکار نہ کرے یہی سچ ہے اور ماننا پڑیگا۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ صوفی لوگ اسی زندگی میں ایک قسم کے اواگون کے قائل ہیں اور ہر ایک آن کو وہ ایک عالم سمجھتے ہیں اور نیز کہتے ہیں کہ انسان جب تک کمال تک نہیں پہنچتا وہ طرح طرح کے حیوانوں سے مشابہ ہوتا ہے اسی لئے اہل کشف کبھی انسان کو کتے کی صورت میں دیکھتے ہیں اور پھر دوسرے وقت میں بیل کی صورت پر اس کو پاتے ہیں ایسا ہی صدہا صورتیں بدلتی رہتی ہیں اور مدت کے بعد انسان بنتا ہے تب جنموں کی پھانسے ٹوٹتی ہے

پس کیا تعجب کہ باوا صاحب
کی بھی یہی مراد ہو ورنہ
آریوں کے تناسخ
سے باوا صاحب
صریح منکر (حضرت مسیح موعود)
ہیں ❖

دربار شام

۵ جولائی ۱۹۰۳ء

اپنے الفاظ میں

احمدی کون ہے

حضور علیہ السلام معمول کے موافق شہ نشین پر جلوس فرما ہوئے اور ذیل کی تقریر فرمائی

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت میں چندہ دینے والے بہت تھوڑے ہیں آئے دن صدہا آدمی بیعت کرکے چلے جاتے ہیں لیکن دریافت کرنے پر بہت ہی کم تعداد ایسے اشخاص کی ہے جو متواتر ماہ بماہ چندہ دیتے ہیں جو شخص اپنی حیثیت و توفیق کے موافق اس سلسلہ کی چند پیسوں سے امداد نہیں کرتا اس سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے اور اس سلسلہ کو اُس کے وجود سے کیا فائدہ ایک معمولی انسان بھی خواہ کتنی ہی شکستہ حالت کا کیوں نہ ہو جب بازار جاتا ہے تو اپنی قدر کے موافق اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کچھ نہ کچھ لاتا ہے تو پھر کیا یہ سلسلہ جو اپنی عظیم الشان اغراض کے لئے اللہ تعالےٰ نے قائم کیا ہے اس لائق بھی نہیں کہ وہ اُس کے لئے چند پیسے بھی قربان کرسکے دنیا میں آجکل کونسا سلسلہ ہوا ہے یا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہے یا دینی بغیر مال چل سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ عالم اسباب میں ہے اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے پر کس قدر بخیل و ممسک وہ شخص ہے کہ جو ایسے عالی مقصد کے کامیابی کے لئے ادنیٰ چیز مثل چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا ایک وہ زمانہ تھا کہ الٰہی دین پر لوگ اپنی جانوں کو بھیڑ و بکری کی طرح نثار کرتے تھے مالوں کا تو کیا ذکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کل گھر بار نثار کیا حتیٰ کہ سوئی تک کبھی گھر میں نہ رکھا اور ایسا ہی حضرت عمر رضؓ نے اپنی بساط و انشراح کے موافق اور عثمان رضؓ نے اپنی طاقت و حیثیت کے موافق علیٰ ہذالقیاس علیٰ قدر مراتب تمام ❖ صحابہ اپنی جانوں اور مالوں سمیت اس دین الٰہی پر قربان کرنیکے لئے طیار ہوگئے ایک وہ ہیں کہ بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم کریں گے مگر مدد و امداد کے موقع پر اپنے جیبوں کو دبا کر پکڑ رکھتے ہیں بھلا ایسی محبت دُنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے اور کیا ایسے لوگوں کا وجود کچھ بھی نفع رساں ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون جبتک تم اپنے عزیز ترین اشیاء اللہ جلشانہ کے راہ میں خرچ نہ کرو تب تک تم نیکی کو نہیں پا سکتے اسوقت ہماری جماعت قریباً تین لاکھ کے ہے اگر ایک ایک پیسہ ہی اس سلسلہ کی امداد مثل لنگر و مدرسہ وغیرہ امداد میں دیں تو لاکھوں پیسے ہو سکتے ہیں قطرہ قطرہ بہم شود دریا ایک ایک بوند پانی سے دریا بن جاتا ہے تو کیا ایک ایک پیسہ سے ہزارہا روپیہ نہیں بن سکتا اور کیا سلسلہ کے ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں اگر ایک شخص چار روٹیاں کہاتا ہے تو اسمیں بھی اگر دو روٹی بچالے تو بھی اس عہد سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

البتہ یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ اکثر لوگوں کو اب تک کہا بھی نہیں جاتا کہ ہمارے سلسلہ کے لئے کسی چندہ کی ضرورت بھی بہت سے لوگ رو رو کر بیعت کرکے جاتے ہیں اگر اُن کو کہا جاوے تو ضرور وہ چندہ دیویں مگر ترغیب دینا ضروری ہے پس میں تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوا کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے باخبر کرو اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو یہہ موقع ہاتھ آنیکا نہیں کیسا یہہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ فقط مالوں کے بقدر استطاعت خرچ کرنے کا ہے اس لئے ہر ایک شخص تھوڑا تھوڑا جو وہ لنگر اور مدرسہ اور دیگر ضروری مدوں میں دے سکتا ہے دے۔ وہ آدمی جو تھوڑا تھوڑا چندہ دے مگر باقاعدہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ دے مگر گاہے گاہے رسالے ناظرین الحکم خوب جانتے ہونگے کہ کتنی دفعہ چندہ کے لئے لکھا گیا اور کسقدر زور دار الفاظ میں حضرت اقدس علیہ السلام نے یا حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب و حضرت مولوی عبد الکریم صاحب و دیگر اصحاب مثل شیخ عبد الرحمن صاحب وغیرہ نے وقتاً فوقتاً الحکم کے ذریعہ برادران کو آگاہ کیا اب ہر ایک احمدی بھائی کا فرض ہے سلسلہ کی روز افزوں اخراجات کا خیال کرکے حتی الوسع امداد دینے میں خود کوشش کرے اور دوسروں کو ترغیب دے چاہئے کہ کوئی احمدی مرد ہو یا عورت امدادی چندہ سے محروم نہ رہے خواہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔ بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا۔ بہار و رونق اندر

حضرت مرزا صاحب کی محبّت کا اثر

دنیا میں جب غور کرتے ہیں اور تاریخ عالم کی ورق گردانی کرتے ہیں تو یہ امر بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ ایسے جو فروش گندم نما مکار اور مشفنی آدمی بہت ہوئے ہیں کہ بظاہر عمدہ عمدہ تعلیم پیش کرتے اور مذہب بھی اپنا راستبازوں کا مذہب ظاہر کرتے رہے ہیں اور اُنکی ظاہری دعاوی کو دیکھکر لوگ اون کے گرویدہ بھی ہوجاتے رہے ہیں لیکن انمیں وہ صداقت اور نور نہیں ہوتا تھا جو مردہ دلوں کو تازگی اور راحت بخشتا ہو جس سے انسان صراط مستقیم پر چلکر ابدی زندگی کا وارث ہوسکے بلکہ اُن کے اعمال خلاف شرح ہوتے ہیں مگر اس امام ہمام کی تعلیم اس قسم کی چوڑی چپڑی نہیں بلکہ فی الحقیقت وہ اُس نور سے مملو ہے جو راستبازوں اور خدا کے مرسلوں کو آسمان سے عطا ہوتا ہے اور جس کا پرتوہ آسپاس کے لوگوں اور ارادتمندوں پر پڑکر ایک عجیب اثر ڈالتا ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اون کے طبائع میں فطرتاً گناہوں سے نفرت اور بد افعال سے کنارہ کشی اُن کی عادت ہوجاتی ہے مگر صرف اُنہی لوگوں پر اس نور کا اثر پڑتا ہے جو فطرت قابلہ رکھتے ہوں اور بغیر فطرت قابلہ کے وہ کسی طرح سے نور کے پرتوہ سے بہرہ ور نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ہم اس جسمانی دُنیا میں دیکھتے ہیں کہ آفتاب ایک بڑا نیر روشن اجرام سماویہ میں سے ہے اس کی روشنی اور اس کے شعاعوں سے وہی آنکھیں مستفید ہوسکتی ہیں جو فطرتاً بینائی کا مادہ رکھتی ہوں۔ مثلاً اگر کوئی مادرزاد اندھا کہے کہ مجھے تو آفتاب کی روشنی سے کچھ نور نہیں ملتا میں کیونکر جانوں کہ آفتاب روشن ہے تو اس کا یہ بات کہنا اُس کی حماقت کی دلیل ہوگی۔ کیونکہ جب اس کی آنکھوں میں روشنی قبول کرنے کا مادہ ہی نہیں تو آفتاب کا کیا قصور ہے وہ تو تمام عالم کو یکساں اپنی شعاعوں سے منور کر رہا ہے۔ جب خود ہی کسی کی آنکھیں نہ ہوں یا اگر ہوں تو اپنی کوٹھڑی کا دروازہ بند کرکے یا کسی تنگ و تاریک غار میں چھپکر بیٹھے تو آفتاب کا اسمیں کیا قصور ہے اسی طرح جو لوگ روحانی نور کے حاصل کرنیکی فطرت قابلہ نہیں رکھتے اور اگر رکھتے ہیں تو دل ہی اُس نور کے انوار سے مستفیض ہونا نہیں چاہتے وہ کیونکر روحانی انوار سے بہرہ یاب ہوسکتے ہیں سنت اللہ تو کسی صورت میں بدل نہیں سکتی ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا اس کی شاہد ناطق ہے پس ہر حالت میں فطرۃ قابلہ کا ہونا شرط ہے۔ بعض ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ ایسے بزرگ کی صحبت میں مدتوں رہتے مگر اُنکے اخلاق میں بہت تھوڑی تبدیلی ہوتی ہے سو اس کی وجہ یہی ہے کہ جیسے اس قانون قدرت میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک گیلی لکڑی جو خشک نہیں ہوتی بلکہ سخت گیلی ہوتی ہے یا ایسی لکڑی جسمیں مٹی اس کثرت سے بھری ہوئی ہے کہ آگ کا اثر جلد قبول نہیں کرسکتی بلکہ بڑی دیر کے بعد جاکر آگ کا اثر قبول کرتی ہے اسی طرح اس روحانی قانون میں یہی عادت جاری ہے کہ جو مستعد اور غریب دل لے کر بزرگ امام کے پاس آتے ہیں تو جلد تر باطنی نور سے منوّر ہوجاتے ہیں اور اُس نور کی جھلک صرف اُس کے اخلاق تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ اُس کے تمام جوارح اور اعضاء سے بھی نور کی جھلک منودار ہوتی ہے لیکن جو لوگ گیلی لکڑی کی طرح سخت ضعیف الایمان یا مٹی خوردہ لکڑی کی طرح ان کے اخلاق فاضلہ تکبر حلم یا خفی یا کسی اور پوشیدہ یا ظاہر امعاصی سے دب کر اُن کی رُوح نیم مردہ سا ہوگئی ہو وہ مدت مدید کے بعد اُس بزرگ کی صحبت میں رہ کر آہستہ آہستہ پاک ہوسکتے ہیں اور انکے روحانی جذام کے دفعیہ کے لئے جو مدتوں کی بد اخلاقیوں اور بد اطواریوں کے گندے مادہ سے متعفن ہوکر اور پھوٹ کر بہنے لگتا ہے۔ ان کے لئے بزرگ امام کی انفاس طیبہ اور دعائے سحرگانہ مرہم کا کام دیتی ہیں اور اس طرح سے ردی اور بدبودار مواد رفتہ رفتہ خشک ہوتے جاتے ہیں اور اگر صبر اور تحمل سے اس امام برحق کے گرد و جوار میں مقیم رہیں تو ضرور بر ضرور اُن کے امراض مہلکہ یک قلم موقوف ہوجائیں اور وہ ایس طرح دکھلائی دیں کہ گویا انمیں کوئی مرض بھی نہیں تھی یہ باتیں کوئی خیالی اور قیاسی نہیں بلکہ ہمارا ذاتی مشاہدہ ہے کہ خواہ کیسے ہی روحانی امراض میں لوگ گرفتار ہوں اگر وہ پاک اخلاص لیکر اس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہیں تو وہ اپنے اعتقاد اور اخلاص کے بموجب ان امراض سے جلد یا دیر میں نجات پا جاتے ہیں۔ سینکڑوں نظیریں موجود ہیں لوگ خود حضرت اقدس کے مرید ہیں میری اس بات کی تصدیق ہر جگہ مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم بھی کسیقدر ظاہر کرتے ہیں کہ لوگوں پر اس وقت تک حضرت اقدس کی صحبت کا کیا اثر ہوا ہے کان کھول کر سنو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ گناہوں سے متنفر ہوتے جاتے ہیں۔ نیکیوں کی طرف زیادہ مائل ہوتے جاتے ہیں تمام بد عادات کو چھوڑکر بجائے اون کے عمدہ اور پسندیدہ عادات اختیار کرتے جاتے ہیں کینہ اور بغض اور حسد کو دلوں سے دور کرکے باہمی محبت و الفت و یگانگت پیدا کرتے جاتے ہیں خدا اور رسُول کی محبت اون کے رگ و ریشہ میں سرائیت کر رہی ہے عبادات میں ان کو لذت اور سرور ہونے لگا ہے اُن کے چہروں سے رشد اور سعادت کے آثار نمودار ہیں وہ اپنے جان و مال کو خدا اور رسُول کے رستہ پر نثار کرنے کو ہر وقت طیار ہیں بخل اور پست فطرتی اُن کے اندر سے مفقود ہو رہی ہے حق اللہ و حق العباد کی پاسداری گویا اون کے مزاجوں کا خمیر بن رہی ہے ہمدردی بنی نوع کو وہ رضائے الٰہی کا باعث سمجھتے ہیں اور اپنے محسنوں کے احسانوں کی بڑی قدر کرتے اور گورنمنٹ وقت کی فرمانبرداری کو جو اون کے جان و مال اور مذہب کی محافظ ہے اپنے لئے فخر اور عزت کا موجب سمجھتے ہیں انکو قرآن حمید سے ایک خاص عشق اور حدیث رسُول سے ایک بڑا لگاؤ پیدا ہوجاتا ہے اُن کے دل گناہوں اور دُنیا کی آلودگی سے پاک اور صاف ہوکر اس کے لئے مکاشفات و رویا صادقہ و الہامات کا دروازہ کھلتا جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا ہوتا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اس دنیا دونی کے تعلقات اور رسم و رواج غیر مسنون کے تعلقات کو توڑنے لگ گئے ہیں غرض ہر طرح سے ان لوگوں کے بشروں سے نور کے آثار بین طور سے ظاہر و باہر ہیں اور دیگر لوگوں سے جو تک اس امام برحق کے عتبہ عالیہ سے دور ہیں ان کے ہر فعل و قول اور اون کے تمام حرکات و سکنات میں ایک کھلا کھلا امتیاز اور بین فرق پاؤگے*

ریویو

شاہ مظفر الدین قاچار

منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے زمانہ موجودہ کے نامور اشخاص کے تذکرات کے سلسلہ میں شاہ ایران کے حالات

نی کئے ہیں اور موقع بموقع مختلف طرز وضع سا ویریں بھی دی ہیں۔ مثلاً عالم شہزادگی و زنانہ ، وغیرہ وغیرہ ایام کی۔ شاہ ناصرالدین قاچار ن شاہ کے قاتل کی بھی تصویر دی ہے شاہ کے دستخط کا نمونہ بھی دیا گیا ہے غرض باالاختصار رو ری حالات مندرج ہیں کتاب کی ضخامت اوپر سو صفحہ ہے۔ اس کتاب کے طیار کرنے واقعی منشی صاحب موصوف نے معمول سے دہ محنت کی ہے اور اردو دان پبلک پر ۔ ی ہے کہ ایسے اشخاص کی قدر کریں اور اس ب کی خرید میں مدد دیں۔

فاطمہ علیہ خانم

لمہ علیہ خانم قسطنطنیہ کے مشہور جودت ا مرحوم کی بیٹی ہیں جنہوں نے سلطنت عثمانیہ ، اپنی تبحر علم کے سبب بہت ناموری پیدا کی ہے خاتون ناموَر مدحت افندی کے ارشد تلامذہ ، سے ہیں اور اس استاد کو اپنی نیک و لائق اگرد سے اسقدر انس و محبت ہے کہ اُس کے لات زندگی خود لکھکر آپ نے اس خاتون . نام ہر یہ کئے ہیں یہ کتاب در اصل ترکی زبان ں تھی۔ مگر منشی صاحب نے اس کو اردو زبان ں ترجمہ کر دیا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب اس قابل ۔ ہے نہیں کہ اسے سوانح کہا جائے۔ مگر تاہم ستورات کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

کتاب بھی کم و بیش ۱۰۰ صفحہ کی ہے اور عمدہ اغذ پر چھپی ہے۔ کارخانہ پیسہ اخبار سے مل سکتی ہے

اطاعت خالق و ہمدردی مخلوق

خالق کی اطاعت اس طرح سے کہ اسکی عزّت و جلال اور یگانگت ظاہر کرنے کے لئے بیعزّتی اور ذلّت قبول کرنے کے لئے مستعد ہو اور اُس کی واحدانیت کا نام زندہ کرنے کے لئے ہزاروں موتوں کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو اور اُس کی فرمانبرداری میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو بخوشی خاطر کاٹ سکے اور اُس کے احکام کی عظمت کا پیار اور اس کی رضا جوئی کی پیاس گناہ سے ایسی نفرت دلاوے کہ گویا وہ کہا جانیوالی ایک آگ ہے یا ہلاک کرنیوالی ایک زہر ہے یا بھسم کر دینیوالی ایک تجلّی ہے جس سے اپنی تمام قوتوں کیساتھ بھاگنا چاہیے۔ غرض اوس کی مرضی ماننے کے لئے اپنے نفس کی سب مرضیات چھوڑ دے اور اُس کے پیوند کے لئے جانکاہ زخموں سے مجروح ہونا قبول کر لے اور اس کے تعلق کا ثبوت دینے کے لئے سب نفسانی تعلقات توڑ دے۔ اور خلق اللہ کی خدمت اس طرح سے کہ جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طرق کی راہ سے قسام ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے ان تمام امور میں محض للہ اپنی حقیقی اور بیغرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہو سکتی ہے انکو نفع پہنچاوے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور اون کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کے لئے زور لگاوے

مگر یہ للّٰہی وقف محض اُس صورت میں اسم بامسمی ہوگی کہ جب تمام اعضاء للّٰہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگ پذیر ہو جائیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یا ایک مصفا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفا رتام عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ اور جب اس درجہ کاملہ پر للّٰہی طاعات وخدمات پہنچ جائیں تو اس صبغۃ اللہ کی برکت سے ایسی وصف کے انسان کی قوے اور جوارح کی نسبت وحدت شہودی کے طور پر یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ مثلاً یہ آنکھیں خدا تعالیٰ کی آنکھیں اور یہ زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور یہ کان خدا تعالیٰ کے کان اور یہ پاؤں خدا تعالیٰ کے پاؤں ہیں۔ کیونکہ وہ تمام اعضاء اور قوتیں للّٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہو کر اور اوس کی خواہشوں کی تصویر بنکر اس لائق ہو جاتے ہیں کہ اون کو اُسی کا روپ کہا جاوے وجہ یہ کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء پورے طور پر اس کی مرضی اور ارادہ کے تابع ہوتے ہیں ایسا ہی کامل انسان اُس درجہ پر پہنچکر خدا تعالیٰ کی مرضیات وارادت سے موافقت تامہ پیدا کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت اور مالکیت اور معبودیت اور اس کی ہر یک مرضی اور خواہش کی بات ایسی ہی۔ اُس کو پیاری معلوم ہوتی ہے کہ جیسے خود خدا تعالیٰ کو۔ سو یہ عظیم الشان للّٰہی طاعت وخدمت جو پیار اور محبت سے ملی ہوئی اور خلوص اور حقیقت تامہ سے بھری ہوئی ہے یہی اسلام اور اسلام کی حقیقت اور اسلام کا لب لباب ہے جو نفس اور خلق اور ہوا اور ارادہ سے موت حاصل کرنیکے بعد ملتا ہے۔

سچّا طالب

واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولا کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اُس کے کام میں لگ جاوے تو آخری نتیجہ اُس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدیت کے اعلیٰ تجلیات تمام محبت سے مبرا ہو کر اُس کی طرف رخ کرتے ہیں اور طرح طرح کے برکات اس پر نازل ہوتے ہیں اور وہ احکام اور وہ عقائد جو محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور الہامات یقینیہ قطعیہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں اور مغلقات شرع و دین کے اور اسرار سربستہ ملت حنیفیہ کے اُس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور ملکوت الٰہی کا اسکو سیر کرایا جاتا ہے تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کامل حاصل کرے۔ اور اُس کی زبان اور اُس کے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمت اُس کو عطا کی جاتی ہے اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اُس کو عنایت کیا جاتا ہے اور بشریت کے حجابوں کی تنگدلی اور خست اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور غلامی شہوات اور رواءت اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلّی اُس سے دور کر کے اُس کی جگہ ربانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے۔ تب وہ بکلّی مبدل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیرایہ پہن لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے سنتا اور خدا تعالیٰ سے دیکھتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرتا ہے اور اُس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اُس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم ہو جاتا ہے اور اس درجہ میں اُس کی دعائیں بطور

غلام مرشد

اصطفا ر کے منظور ہوتی ہیں نہ بطور ابتلا کے اور وہ زمین پر حجت اللہ اور امام اللہ ہوتا ہے اور آسمان پر اس کے وجود سے خوشی کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ محیط جو اوس کو عطا ہوتا ہے مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات حضرت یزدانی ہیں جو بغیر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور طمانیت اور تسلی اور سکینت بخشتے ہیں اور اس کلام اور الہام میں فرق یہ ہے کہ الہام کا چشمہ تو گویا ہر وقت مقرب لوگوں میں بہتا ہے اور وہ روح القدس کے بلائے بولتے اور روح القدس کے دکھائے دیکھتے اور روح القدس کے سنائے سنتے اور اون کے تمام ارادے روح القدس کے نفخ سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ وہ ظلی طور پر اس آیت کے مصداق ہوتے ہیں **وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ** لیکن مکالمہ الٰہیہ ایک الگ امر ہے اور وہ یہ ہے کہ وحی متلو کی طرح خدا تعالیٰ کا کلام اُن پر نازل ہوتا ہے اور وہ اپنے سوالات کا خدا تعالیٰ سے ایسا جواب پاتے ہیں کہ جیسا ایک دوست دوست کو جواب دیتا ہے اور اُس کلام کی اگر ہم تعریف کریں تو صرف اسقدر کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ جلشانہ کی ایک تجلی خاص کا نام ہے جو بذریعہ اس کے مقرب فرشتہ کے ظہور میں آتی ہے اور اُس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دعا کے قبول ہونے کی اطلاع دی جائے یا کوئی نئی اور مخفی بات بتائی جائے یا آئندہ کی خبروں پر آگاہی دیجا دے یا کسی امر میں خدا تعالیٰ کی مرضی اور عدم مرضی پر مطلع کیا جائے یا کسی اور قسم کے واقعات میں یقین اور معرفت کے مرتبہ تک پہنچایا جائے بہر حال یہ وحی ایک الٰہی آواز ہے جو معرفت اور اطمینان سے رنگین کرنے کے لئے منجانب اللہ پیرایہ مکالمہ و مخاطبہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر اُس کی کیفیت بیان کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ صرف الٰہی تحریک اور ربانی نفخ سے بغیر کسی قسم کے فکر اور تدبر اور خوض اور غور اور اپنے نفس کی دخل کی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قدرتی ندا ہے جو لذیذ اور پر برکت الفاظ میں محسوس ہوتی ہے۔ اور اپنے اندر ایک ربانی تجلی اور الٰہی سہولت رکھتی ہے

اسلام

یہ بھی عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اسلامی تعلیم کے رُو سے دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے اوّل۔ ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے اور اُس سے محبت کرنا اور اوسکی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے **دوسرا مقصد** یہ ہے کہ اون کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لیکر ادنیٰ انسان تک احسان کرنیوالا ہو شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا اسی لئے ایک سچا مُسلمان جو اپنے دین سے واقعی خبر رکہتا ہو اُس گورنمنٹ کی نسبت جسکی ظل عاطفت کے نیچے امن کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے ہمیشہ اخلاص اور اطاعت کا خیال رکہتا ہے اور مذہب کا اختلاف اوس کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری سے نہیں روکتا لیکن پادریوں نے اس مقام میں بھی بڑا دہوکہ کھایا ہے اور ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا پابند دوسری قوموں کا بدخواہ اور بد اندیش بلکہ اون کے خون کا پیاسا ہوتا ہے ہاں یہ قبول کر سکتے ہیں کہ بعض مُسلمانوں کی عملی حالتیں اچھی نہیں ہیں۔ اور جیسا کہ ہر ایک مذہب کے بعض لوگ غلط خیالات میں مبتلا ہو کر نالائق حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں اسی قماش کے بعض مسلمان بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ خدا کی تعلیم کا قصور نہیں ہے۔ بلکہ اون لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے جو خدا کی کلام میں تدبر نہیں کرتے اور اپنے نفس کے جذبات کے تابع رہتے ہیں۔ خاص کر جہاد کا مسئلہ جو بڑے نازک شرائط سے وابستہ تھا۔ بعض نادانوں اور کم عقلوں نے ایسا اولٹا سمجھ لیا ہے کہ اسلامی تعلیم سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں اسلام ہمیں ہرگز یہ نہیں سکھلاتا کہ ہم ایک غیر قوم اور غیر مذہب والے بادشاہ کی رعایا ہو کر اور اوس کی زیر سایہ رہکر ایک دشمن سے امن میں رہ کر پھر اُسی کی نسبت بد اندیشی اور بغاوت کا خیال دل میں لاویں۔ بلکہ وہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم اُس بادشاہ کا شکر نہ کرو جس کے زیر سایہ تم امن میں رہتے ہو تو پھر تم نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا۔ اسلام کی تعلیم نہایت پر حکمت تعلیم ہے اور وہ اُسی نیکی کو حقیقی نیکی قرار دیتا ہے جو اپنے موقعہ پر چسپاں ہو وہ صرف رحم کو پسند نہیں کرتا۔ جبتک اُس کا ضروری نتیجہ رحم نہ ہو۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ قرآن نے اُن باریک پہلوؤں کا لحاظ کیا ہے جو انجیل نے نہیں کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قرآن نے ان باریک پہلوؤں کا لحاظ کیا ہے جو انجیل نے نہیں کیا۔ انجیل کی تعلیم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری بھی پھیر دیجائے مگر قرآن کہتا ہے:۔ **جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ**۔ یعنے اصول انصاف یہی ہے کہ جس کو دُکھ پہنچایا گیا ہے وہ اسی قدر دُکھ پہنچانے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی معاف کر دے اور معاف کرنا بے محل نہ ہو بلکہ اُس سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو تو ایسا شخص خدا سے اجر پائے گا۔ ایسا ہی انجیل کہتی ہے کہ کسی نامحرم کی طرف شہوت سے مت دیکھ" مگر قرآن کہتا ہے کہ نامحرم کی طرف ہرگز مت دیکھ نہ شہوت سے اور نہ غیر شہوت سے۔ کیونکہ پاک دل رہنے کے لئے اس سے عمدہ تر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

اسی طرح قرآن عمیق حکمتوں سے پُر ہے اور ہر ایک تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کے لئے آگے قدم رکھتا ہے بالخصوص سچّے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے اگر وہ دنیا پر نہ آیا ہوتا تو خدا جانے دُنیا میں مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا۔ سو شکر کا مقام ہے کہ خدا کی وحدانیت جو زمین سے گم ہو گئی تھی دوبارہ قائم ہو گئی +

خُلق

سو جاننا چاہیے کہ خلق خا کے فتح سے ظاہری پیدائش کا نام ہے اور خُلق خا کے ضمہ سے باطنی پیدائش کا نام ہے اور چونکہ باطنی پیدائش اخلاق سے ہی کمال کو پہنچتی ہے نہ صرف طبعی جذبات سے اسلئے اخلاق پر ہی یہ لفظ بولا گیا ہے طبعی جذبات پر نہیں بولا گیا اور پھر یہ بات بھی بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ خلق صرف

حلیمی اور نرمی اور انکساری کا نام ہے۔ یہ اون کی غلطی ہے۔ بلکہ جو کچھ بمقابلہ ظاہری اعضاء کے باطن میں انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئیں ہیں ان سب کیفیتوں کا نام خلق ہے۔ مثلاً انسان آنکھ سے روتا ہے اور اس کے مقابل پر دل میں ایک قوت رقت ہے جو جب بذریعہ عقل خداداد کے اپنے محل پر مستعمل ہو تو ایک خلق ہے۔ ایسا ہی انسان ہاتھوں سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جسکو شجاعت کہتے ہیں۔ پس جب انسان محل اور موقعہ کے لحاظ سے اس قوت کو استعمال میں لاتا ہے تو اس کا نام بھی خلق ہے اور ایسا ہی انسان کبھی ہاتھوں کے ذریعہ سے مظلوموں کو ظالموں سے بچانا چاہتا ہے یا ناداروں اور بھوکھوں کو کچھ دینا چاہتا ہے یا کسی اور طور سے بنی نوع کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جسکو رحم بولتے ہیں اور کبھی انسان اپنے ہاتھوں کے ذریعہ سے ظالم کو سزا دیتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے۔ جس کو عفو اور صبر کہتے ہیں اور کبھی انسان بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کے لئے اپنے ہاتھوں سے کام لیتا ہے یا پیروں سے یا دل اور دماغ سے اور اون کی بہبودی کے لئے اپنا سرمایہ خرچ کرتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جسکو سخاوت کہتے ہیں۔ پس جب انسان ان تمام قوتوں کو موقعہ اور محل کے لحاظ سے استعمال کرتا ہے تو اسوقت اون کا نام خلق رکھا جاتا ہے اللہ جلشانہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم یعنے تو ایک بزرگ خلق پر قائم ہے سو اسی تشریح کے مطابق اس کے معنے ہیں۔ یعنے یہہ کہ تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت۔ شجاعت۔ عدل۔ رحم۔ احسان۔ صدق۔ حوصلہ وغیرہ تجھہ میں جمع ہیں۔ غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں جیساکہ۔ ادب۔ حیا۔ دیانت۔ مروت۔ غیرت۔ استقامت۔ عفت۔ زہادت۔ اعتدال۔ مواسات یعنے ہمدردی ایسا ہی شجاعت۔ سخاوت۔ عفو۔ صبر۔ احسان۔ صدق۔ وفا وغیرہ جب یہہ تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقعہ پر ظاہر کئے جائیں گے تو سب کا نام اخلاق ہوگا اور یہ تمام اخلاق درحقیقت انسان کی طبعی حالتیں اور طبعی جذبات ہیں اور صرف اسوقت اخلاق کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کہ جب محل اور موقعہ کے لحاظ سے بالارادہ اُنکو استعمال کیا جاوے چونکہ انسان کے طبعی خواص میں سے ایک یہ بھی خاصہ ہے کہ وہ ترقی پذیر جاندار ہے اس لئے وہ سچے مذہب کی پیروی اور نیک صحبتوں اور نیک تعلیموں سے ایسی طبعی جذبات کو اخلاق کے رنگ میں لے آتا ہے اور یہ امر کسی اور جاندار کے لئے نصیب نہیں۔

اور منجملہ انسان کے طبعی امور کے جو اُسکی طبیعت کے لازم حال ہیں ہمدردی خلق کا ایک جوش ہے قومی حمایت کا جوش بالطبع ہرایک مذہب کے لوگوں میں پایا جاتا ہے اور اکثر لوگ طبعی جوش سے اپنی قوم کی ہمدردی کے لئے دوسروں پر ظلم کر دیتے ہیں گویا انہیں انسان نہیں سمجھتے سو اسکی حالت کو خلق نہیں کہہ سکتے یہ فقط ایک طبعی جوش ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہہ حالت طبعی کوّوں وغیرہ پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کوّے کے مرنے پر ہزارہا کوّے جمع ہو جاتے ہیں لیکن یہ عادت انسانی اخلاق میں اسوقت داخل ہوگی جبکہ یہہ ہمدردی انصاف اور عدل کی رعایت سے محل اور موقعہ پر ہو اسوقت یہہ ایک عظیم الشان خلق ہوگا جس کا نام عربی میں مواسات اور فارسی میں ہمدردی ہے اسی کی طرف اللہ جلشانہ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ہ ولا تھنوا فی ابتغاء القوم ولا تکن للخائنین خصیما ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم ان اللہ لایحب من کان خوانا اثیما یعنے اپنی قوم کی ہمدردی اور اعانت فقط نیکی کے کاموں میں کرنی چاہئیے اور ظلم اور زیادتی کے کاموں میں ان کی اعانت ہرگز نہیں کرنی چاہئیے اور قوم کی ہمدردی میں سرگرم رہو کھکومت اور خیانت کرنیوالوں کی طرف سے مت جھگڑو جو خیانت کرنے سے باز نہیں آتے خدا تعالیٰ خیانت پیشہ لوگوں کو دوست نہیں رکھتا + منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کو لازم پڑی ہوئی ہیں ایک اُس برتر ہستی کی تلاش ہے جس کے لئے اندر ہی انسان کے دل میں ایک کشش موجود ہے اور اس تلاش کا اثر اسی وقت سے محسوس ہونے لگتا ہے جبکہ بچہ ماں کے رحم سے باہر آتا ہے کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت اپنی ماں کی محبت کی رکھتا ہے اور پھر جیسے جیسے حواس اُس کے کھلتے جاتے ہیں اور شگوفہ فطرۃ اس کا کھلتا جاتا ہے یہ کشش محبت جو اُس کے اندر چھپی ہوئی تھی اپنا رنگ و روپ نمایاں طور پر دکھاتی چلی جاتی ہے۔ پھر تو یہ ہوتا ہے کہ بجز اپنی ماں کی گود کے کسی جگہ آرام نہیں پاتا اور پورا آرام اس کا اسی کے کنار عاطفت میں ہوتا ہے اور اگر ماں سے علیحدہ کردیا جائے اور دور ڈال دیا جائے تو تمام عیش اُس کا تلخ ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ اس کے آگے نعمتوں کا ایک ڈھیر ڈالدیا جائے تب بھی وہ اپنی سچی خوشحالی ماں کی گود میں ہی دیکھتا ہے اور اُس کے بغیر کسی طرح آرام نہیں پاتا سو وہ کشش محبت جو اوس کو اپنی ماں کی طرف پیدا ہوتی ہے وہ کیا چیز ہے!! درحقیقت یہ وہی کشش ہے جو معبود حقیقی کے لئے بچہ کی فطرۃ میں رکھی گئی ہے بلکہ ہرایک جگہ جو انسان تعلق محبت پیدا کرتا ہے درحقیقت وہی کشش کام کررہی ہے اور ہرایک جگہ جو یہ عاشقانہ جوش دکھلاتا ہے درحقیقت اسی محبت کا وہ ایک عکس ہے گویا دوسری چیزوں کو اوٹھا اوٹھا کر ایک گم شدہ چیز کو تلاش کررہا ہے جسکا اب نام بھول گیا ہے سو انسان کا مال یا اولاد یا بیوی سے محبت کرنا یا کسی خوش آواز کے گیت کی طرف اس کی روح کا کھینچے جانا درحقیقت اسی گم شدہ محبوب کی تلاش ہے اور چونکہ انسان اوس دقیق در دقیق ہستی کو جو آگ کی طرح ہرایک میں مخفی اور سب پر پوشیدہ ہے۔ اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھہ نہیں سکتا اور نہ اپنی ناتمام عقل سے اُس کو پا سکتا ہے اس لئے اس کی معرفت کے بارہ میں انسان کو بڑی بڑی غلطی لگی ہیں اور سہو کار یوں سے اس کا حق دوسرے کو دیا گیا ہے۔ خدا نے قرآن شریف میں یہ خوب مثال دی ہے کہ دنیا ایک ایسی شیش محل کی طرح ہے جس کی زمین کا فرش نہایت مصفا شیشوں سے کیا گیا اور پھر اون شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا جو نہایت تیزی سے چل رہا ہے اب ہرایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے ان شیشوں کو بھی پانی سمجھہ لیتی ہے اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیساکہ پانی سے ڈرنا چاہیے حالانکہ وہ درحقیقت شیشے ہیں مگر صاف اور شفاف سو یہ بڑے بڑے اجرام جو نظر آتے ہیں جیسے آفتاب و مہتاب یہ وہی صاف شیشے ہیں۔ جن کی غلطی سے پرستش کی گئی اور اون کے نیچے ایک اعلیٰ طاقت کام کر رہی ہے جو ان شیشوں کے پردہ میں پانی کی طرح بڑی تیزی سے چل رہی ہے اور مخلوق پرستوں کی نظر کی یہ غلطی ہے کہ انہیں شیشوں کی طرف اس کام کو منسوب کررہے ہیں جو انکے نیچے کی طاقت دکھلا رہی ہے یہی تفسیر اس آیت کریمہ کی جو انہ صرح ممرد من قواریر ہے غرض کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات

حضرت اقدس کا ایک تازہ خط

مندرجہ ذیل خط حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پرانے ہندو دوست کے خط کے جواب میں لکھا ہے جس نے اپنے خط میں اپنا یہ مذہب ظاہر کیا تھا کہ سب مذہب خدا ہی کی طرف سے ہیں اس لئے ہر ایک مذہب پر چل کر انسان خدا کو پا سکتا ہے۔ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل خط حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے جو ناظرین کے فائدہ کے لئے ہم درج کرتے ہیں۔

آپ نے اپنے خط میں کچھ مذہبی رنگ میں بھی نصایح تحریر فرمائی تھیں مجھکو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کو اس عظیم الشان پہلو سے بھی دلچسپی ہے۔ درحقیقت چونکہ دنیا ایک مسافرخانہ ہے اور تھوڑی دیر کے بعد ہم سب لوگ اصلی گھر کی طرف واپس کئے جائیں گے اس لئے ہر ایک کا یہی فرض ہونا چاہئے کہ دین اور مذہب کے عقاید کے معاملہ میں پورے غور سے سوچے پھر جس طریق کو خدا تعالیٰ کی رضامندی کے موافق پاوے اُس کے اختیار کرنے میں کسی ذلت اور بدنامی سے نہ ڈرے اور نہ اہل و عیال اور خویشوں اور فرزندوں کی پروا رکھے ہمیشہ صادقوں نے ایسا ہی کیا ہے اور سچائی کے اختیار کرنے میں اُنہوں نے بڑے بڑے دکھ اوٹھائے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ خواہ عقائد ہوں یا اعمال دو حال سے خالی نہیں یا سچے ہوتے ہیں یا جھوٹے۔ پھر جھوٹے کو اختیار کرنا دھرم نہیں ہے مثلاً وید کی طرف یہ ہدایت منسوب کیجاتی ہے کہ اگر کسی عورت کے چند سال تک بیٹا نہ ہو یا بیٹیاں ہی ہوں تو اس کا خاوند اپنی اُس عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا سکتا ہے اور ایسا سلسلہ اُس وقت تک جاری رہ سکتا ہے۔ جب تک ایک بیگانہ مرد کے نطفہ سے گیارہ فرزند نرینہ پیدا ہو جائیں اور شاکت مت میں جو وید کی طرف ہی اپنے تئیں منسوب کرتے ہیں۔ یہ ہدایت ہے کہ اون کے خاص مذہبی میلوں میں ماں اور بہن سے بھی جماع درست ہے اور ایک شخص دوسرے شخص کی عورت سے زنا کر سکتا ہے اسی طرح دنیا میں ہزارہا ایسے مذہب ہیں کہ اگر انکا ذکر کیا جاوے تو آپ انگشت بدنداں رہیں گے پھر کیونکر ممکن ہے کہ انسان صلح کاری اختیار کر کے ان لوگوں کی ہاں سے ہاں ملاوے ایسا ہی عقائد کا حال ہے بعض لوگ دریاؤں کی پوجا کرتے ہیں بعض لوگ آگ کی بعض سورج کی بعض چاند کی بعض درختوں کی بعض سانپوں اور بلیوں کی اور بعض انسانوں کو درحقیقت خدا سمجھتے ہیں۔ تو کیا ممکن ہے کہ ان سبکو راستباز سمجھا جاوے۔

جو لوگ دنیا کی اصلاح کے لئے آتے ہیں اونکا فرض ہوتا ہے کہ سچائی کو زمین پر پھیلا دیں اور جھوٹ کی بیخکنی کریں وہ سچائی کے دوست اور جھوٹ کے دشمن ہوتے ہیں مثلاً اگر کسی راستباز کو چند ڈاکو یا چکے یا چور یہ ترغیب دیں کہ بذریعہ ڈاکہ یا کیسہ بُری یا نقب زنی کے کوئی مال حاصل کرنا چاہیئے تو کیا جائز ہوگا کہ وہ راستباز اُنکے ساتھ ہو کر ایسے جرائم کا ارتکاب کرے۔ پس مذہب کس چیز کا نام ہے اسی بات کا نام تو مذہب ہے کہ جو عقائد یا اعمال بُرے اور گندے اور ناپاک ہوں اُن سے پرہیز کیا جاوے اور ایسی کتابیں جو ناپاک عقائد یا اعمال سکھلاتی ہیں اُن کو اپنا پیشوا اور رہبر نہ بنایا جاوے میں اس بات کو کسی طرح سمجھ نہیں سکتا کہ ہر ایک مذہب سے صلح رکھی جاوے اور اون کی ہاں میں ہاں ملائی جائے۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جاوے تو دُنیا میں کوئی بدی بدی نہیں رہے گی اور ہر قسم کے بدعقائد اور بداعمال نیکیوں میں داخل ہو جائینگی حالانکہ جو شخص ایک نظر دُنیا کے مذاہب پر ڈالے تو اوس کو معلوم ہو جائیگا کہ خداشناسی کے بارے میں ہی کئی عقائد ہیں بعض ناستک مت یعنی دہریہ ہیں وہ خدا کے قائل نہیں ہیں اور بعض انسانوں یا حیوانوں یا اجرام سماوی یا عناصر کو خدا بناتے ہیں خاص آریہ سماجی جو اپنے تئیں ویدوں کے وارث ٹھیراتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا نے ایک ذرہ بھی پیدا نہ کیا اور نہ ارواح پیدا کئے بلکہ یہ تمام چیزیں اور اونکی تمام قوتیں خود بخود ہیں پرمیشر کا انمیں کچھ بھی دخل نہیں۔ مگر مجھے ان جگسان باتوں کو بیان کرنے سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ایک راستباز کے لئے ممکن نہیں کہ ان تمام متناقض امور کو مان لے اور اُنپر ایمان لے آوے جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید اور قدرت کاملہ پر داغ لگایا ہے یا بدکاری کو جائز رکھا ہے میں اسجگہ اون کی نسبت اور اونکی کتاب کی نسبت کچھ نہیں کہتا صرف آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ انسان کے لئے ممکن نہیں کہ ناپاک کو بھی ایسا ہی تسلیم کرے جیسا کہ پاک کو کرتا ہے یہ سچ ہے کہ پاک ہونے سے خدا ملتا ہے لیکن ایسے طریقوں سے جو ناپاک عقائد اور ناپاک اعمال پر مشتمل ہیں کیونکر خدا مل سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنا بہشتی زندگی تک پہنچاتا ہے لیکن جو شخص راجہ رامچندر یا راجہ کرشن یا حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھتا ہے یا خدائے قیوم کو ایسا عاجز اور ناقص خیال کرتا ہے کہ ایک ذرہ یا ایک روح کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں۔ وہ کیونکر اس پاک ذوالجلال کی حقیقی محبت سے حصہ لے سکتا ہے۔ حقیقی اور سچے خدا کو اُس کی پاک اور کامل صفات کے ساتھ جاننا اور اُس کی پاک راہوں کے مطابق چلنا ہی حقیقی نجات ہے اور اس حقیقی نجات کے مخالف جو طریق ہیں وہ سب گمراہی کے طریق ہیں پھر کیونکر ان طریقوں میں پھنسے رہنے سے انسان حقیقی نجات پا سکتا ہے۔

دُنیا میں اکثر یہ واقعہ مشہور ہے کہ ہر ایک شخص اُن خیالات پر بہت بھروسہ رکھتا ہے۔ جن خیالات میں اُس نے پرورش پائی ہے۔ یا جن کو سننے کا اُس کو بہت موقعہ ملا ہے۔ چنانچہ ایک عیسائی بے تکلف کہدیتا ہے کہ عیسیٰ ہی خدا ہے اور ایک ہندو اس بات کے بیان کرنے سے کچھ شرم نہیں کرتا کہ راجہ رامچندر اور کرشن درحقیقت خدا ہیں یا دریائے گنگ اپنے پرستاروں کو مرادیں دیتا ہے یا اون کا ایک ایسا خدا ہے جس نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا صرف موجودہ اجسام اور ارواح کو جو کسی اتفاق سے خود بخود اور قدیم سے چلے آتے ہیں جوڑتا اس کا کام ہے لیکن یہ تمام بھروسے بے اصل ہیں ان کے ساتھ کوئی دلیل نہیں زندہ خدا کو تلاش کرنا نجات کے طالب کا اصول ہونا چاہئے۔ دنیا رسوم اور عادات کی قید میں ہے ہر ایک شخص جو کسی مذہب میں پیدا ہوتا ہے اکثر بہرحال اُسی کی حمایت کرتا ہے۔ لیکن یہ طریق صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ بات ہے کہ جس مذہب کے رو سے زندہ خدا کا پتہ مل سکے اور بڑے بڑے نشانوں اور معجزات سے ثابت ہو کہ وہی خدا ہے اس مذہب کو اختیار کرنا چاہئے کیونکہ اگر درحقیقت خدا موجود ہے اور اُس کی ذات کی قسم کہ درحقیقت وہ موجود ہے تو یہ اسکا کام ہے کہ بندوں پر اپنے تئیں ظاہر کرے۔ اور انسان جو محض اپنی اٹکلوں سے خیال کرتا ہے کہ اس جہان کا ایک خدا ہے وہ اٹکلیں سچی تسلی دینے کے لئے کافی نہیں اور جیسا کہ ایک محجوب اُن روپیوں پر بھروسہ کرتا ہے جو اُس کے صندوق میں بند ہیں اور اُس زمین پر جو اُس کے قبضہ میں ہے اور ان باغات پر جو ہمیشہ صدہا روپیہ کی آمدنی نکالتے ہیں اور اُن لائق بیٹوں پر جو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ہیں اور ماہ بماہ اپنے باپ کو ہزارہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں وہ محجوب ایسا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ یہی سبب ہے کہ اوسپر حقیقی ایمان نہیں۔ ایسا ہی ایک غافل جیسا کہ طاعون سے ڈرتا ہے

اور اُس گاؤں میں داخل نہیں ہوتا جو طاعون سے ہلاک ہو رہا ہے اور جیسا کہ وہ سانپ سے ڈرتا ہے اور اُس سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا جس میں سانپ ہو یا سانپ ہونیکا گمان ہو اور جیسا کہ وہ شیر سے ڈرتا ہے اور اس بن میں داخل نہیں ہوتا جس میں شیر ہو۔ ایسا ہی وہ خدا سے نہیں ڈرتا اور دلیری سے گناہ کرتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ وہ اگرچہ زبان سے کہتا ہے مگر در اصل خدا تعالیٰ سے غافل اور بہت دُور ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا کوئی امر سہل نہیں ہے بلکہ جبتک خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ ہوں اسوقت تک انسان سمجھ بھی نہیں سکتا کہ خدا بھی ہے۔ گو تمام دُنیا اپنی زبان سے کہتی ہے کہ ہم خدا پر ایمان لائے مگر اُن کے اعمال گواہی دے رہے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔ سچا ایمان تجربہ کے بعد حاصل ہوتا ہے مثلاً جب انسان بار بار کے تجربہ سے معلوم کر لیتا ہے کہ سم الفار ایک زہر ہے جو نہایت قلیل مقدار اُسکی قاتل ہے تو وہ سم الفار کھانے سے پرہیز کرتا ہے۔ تب اُس وقت کہہ سکتے ہیں کہ وہ سم الفار کے قاتل ہونے پر ایمان لایا۔ سو جو شخص کسی پہلو سے گناہ میں گرفتار ہے وہ ہنوز خدا پر ایمان ہرگز نہیں لایا اور نہ اس کو شناخت کیا۔

دُنیا بہت سی فضولیوں سے بھری ہوئی ہے اور لوگ ایک جھوٹھی منطق پر راضی ہو رہے ہیں۔ مذہب وہی ہے جو خدا تعالیٰ کو دکھلاتا ہے اور خدا سے ایسا قریب کر دیتا ہے کہ گویا انسان خدا کو دیکھتا ہے اور جب انسان یقین سے بھر جاتا ہے تو خدا تعالیٰ سے اس کا ایک خاص تعلق ہو جاتا ہے وہ گناہ سے اور ہر ایک ناپاکی سے خلاصی پاتا ہے اور اس کا سہارا صرف خدا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے خاص نشانوں سے اور اپنی خاص تجلی سے اور اپنے خاص کلام سے اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ میں موجود ہوں۔ تب اس روز سے وہ جانتا ہے کہ **خدا ہے** اور اسی روز سے وہ پاک کیا جاتا ہے اور اندرونی آلائشیں دور کی جاتی ہیں یہی معرفت ہے جو بہشت کی کُنجی ہے مگر یہ بغیر اسلام کے اور کسی کو بھی میسر نہیں آتی۔ یہی خدا تعالیٰ کا ابتدا سے وعدہ ہے جو وہ اُنہی پر ظاہر ہوتا ہے جو اُس کے پاک کلام کی پیروی کرتے ہیں تجربہ سے زیادہ کوئی گواہ نہیں پس جبکہ تجربہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا اپنے تئیں بجز اسلام کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اور کسی سے ہمکلام نہیں ہوتا اور کسی کی اپنے زبردست معجزات سے مدد نہیں کرتا تو ہم کیونکر مان لیں کہ دوسرے مذہب میں ایسا ہو سکتا ہے۔

ابھی تھوڑے دن کی بات ہے کہ لیکھرام نامی ایک برہمن جو آریہ تھا قادیان میں میرے پاس آیا اور کہا کہ وید خدا کا کلام ہے قرآن شریف خدا کا کلام نہیں ہے۔ میں نے اُس کو کہا کہ چونکہ تمہارا دعوےٰ ہے کہ وید خدا کا کلام ہے مگر میں اُسکو اُس کی موجودہ حیثیت کے لحاظ سے خدا کا کلام نہیں جانتا کیونکہ اسمیں شرک کی تعلیم ہے اور کئی اور ناپاک تعلیمیں ہیں۔ مگر میں قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتا ہوں کیونکہ اسمیں نہ شرک کی تعلیم ہے اور نہ کوئی اور ناپاک تعلیم ہے اور اُس کی پیروی سے زندہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے اور معجزات ظاہر ہوتی ہے پس بہت سہل طریق یہ ہے کہ تم وید والے خدا سے میری نسبت کوئی پیشگوئی کرو اور میں قرآن شریف والے خدا سے وحی پاکر کوئی پیشگوئی کرونگا۔ پس اُسنے میری نسبت یہ پیشگوئی کی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ کی بیماری سے مر جائیگا اور میرے خدا نے یہ ظاہر کیا کہ چھ برس تک لیکھرام بذریعہ قتل نابود ہو جائیگا کیونکہ وہ خدا کے پاک نبی کی بے ادبی میں حد سے گذر گیا۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ اس کے مرنیکے تھوڑی مدت کے بعد پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی یہ تمام پیشگوئیاں میں نے اپنی کتابوں میں بار بار شائع کر دی اور یہ بھی شائع کر دیا کہ اگر وید درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب آریہ سماج والوں کو چاہیئے کہ لیکھرام کی نسبت اپنے پرمیشر سے بہت دعا کریں تا وہ اُس کو بچالے کیونکہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے ان کا پرمیشر اسکو بچا نہیں سکیگا اور ایسا ہی لیکھرام نے بھی میرے نسبت اپنی کتاب میں شائع کر دیا کہ یہ شخص تین برس میں ہیضہ کی بیماری سے فوت ہو جائیگا۔ آخر لیکھرام اپنے قتل ہو جانے سے گواہی دے گیا کہ وید خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

اسی طرح نہ ایک نشان بلکہ ہزارہا نشان ظاہر ہوئے جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہیں جن سے روز روشن کی طرح کھلگیا کہ دین اسلام ہی دنیا میں سچا مذہب ہے اور سب انسانوں کے اختراع ہیں اور یا کسیوقت سچے تھے اور بعد میں وہ کتابیں بگڑ گئیں۔ اے عزیز ہم آپ کی باتوں کو جو کوئی روشن دلیل ساتھ نہیں رکھتیں کیونکر مان لیں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف دعوےٰ ہے جس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں دُنیا میں ایک ادنیٰ مقدمہ بھی جب کسی عدالت میں پیش ہوتا ہے تو ثبوت کے سوائے کسی حاکم کے نزدیک قابل سماعت نہیں ہوتا اور ایسا مدعی ڈگری حاصل نہیں کر سکتا تو پھر نہ معلوم آپ ان خیالات پر کیونکر بھروسہ رکھتے ہیں جو بے ثبوت ہیں خدا ایک ہے اور اُس کی مرضی ایک ہے پھر وہ کیونکر متناقض امور کا مصداق ہو سکتا ہے اور کیونکر ہم ان سب باتوں کو سچی مان سکتے ہیں کہ عیسےٰ خدا ہے اور رامچندر خدا ہے اور کرشن خدا ہے اور یا کہ خدا ایسا عاجز ہے کہ ایک ذرہ بھی اُس نے پیدا نہیں کیا۔ وہ مذہب قبولیت کے لائق ہے جو ثبوت کا روشن چراغ اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ اسلام ہے اگر آپ یہ کہیں کہ جو زبردست نشان اور معجزات اسلام میں ظاہر ہوتے ہیں وہ کسی دوسرے مذہب میں بھی ہوتے ہیں تو ہم آپ کی اس بات کو بشوق سنیں گے بشرطیکہ آپ اس کا ثبوت دیں مگر یاد رکھیں کہ یہ آپ کے لئے ہرگز ممکن نہیں ہوگا کہ اس زمانہ میں کوئی ایسا زندہ شخص بھی دکھلا سکیں کہ وہ برکات اور آسمانی نشان جو مجھے ملے ہیں ان وہ مقابلہ کرکے دکھلاوے اب میں آپ کے بعض خیالات کی غلطی کو رفع کرتا ہوں۔

قول آں عزیز خدا نے کافر اور مومن کو اس دُنیا میں یکساں حصہ بخشا ہے **اقول** چونکہ خدا نے ہر ایک کو اپنی طرف بلایا ہے اسلیے سبکو ایسی قوتیں بخشی ہیں کہ اگر وہ ان قوتوں کو ٹھیک طور پر استعمال کریں تو منزل مقصود تک پہنچ جائیں مگر تجربہ سے ثابت ہے کہ بجز اس کے کہ کوئی اسلام پر قدم مارے ہر ایک شخص ان قوتوں کو بے اعتدالی سے استعمال میں لاتا ہے اور منزل مقصود تک نہیں پہنچتا **قول آنعزیز** بہت مشکل ہے کہ تمام لوگ ایک ہی مذہب پر چلیں **اقول** سچے طالب کے لئے ہر ایک مشکل سہل کی جاتی ہے

قول آنعزیز۔ اگرچہ ریل پر چلنے والے بہت آرام پاتے ہیں لیکن اگر کوئی پیادہ پا سفر اختیار کرے تو ریل والے اس کو کافر نہیں کہتے **اقول**۔ یہ قول دینی معاملہ پر چسپاں نہیں ہے اور قیاس مع الفارق ہے خدا کے ملنے کی ایک خاص راہ ہے۔ یعنی معجزات اور نشانوں سے یقین حاصل ہونا اسی پر تزکیہ نفس موقوف ہے اور یقین کے اسباب بجز اسلام کے کسی مذہب میں نہیں۔

قول آنعزیز۔ خدا بے انت ہے سو ہم بے انت کو اسی وقت مخصوص کر سکتے ہیں جب پابندی شرع سے باہر ہو جائیں۔ **اقول** شرع عربی لفظ ہے۔ جس کے معنے ہیں راہ یعنے خدا کے پانے کی راہ پس آپ کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب ہم خدا کے پانے کی راہ چھوڑ دیں تب ہمیں خدا ملیگا اب آپ خود سوچ لیں کہ یہ کیسا مقولہ ہے۔

قول آنعزیز ذات پات نہ پوچھے کو

ہر کو بھیجے سو ہر کا ہو + اقول یہ سچ بات ہے اس سے اسلام بحث نہیں کرتا کہ کس قوم اور کس ذات کا آدمی ہے جو شخص راہ راست طلب کرے گا خواہ وہ کسی قوم کا ہو خدا اسے ملے گا مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ خواہ کسی مذہب کا پابند ہو خدا کو مل سکتا ہے کیونکہ جبتک پاک مذہب اختیار نہیں کرے گا تب تک خدا ہرگز نہیں پائے گا مذہب اور چیز ہے اور قوم اور چیز

قول آں عزیز یہی وجہ ہے کہ پیروان وید نے کسی شخص کی پیروی نجات کے لئے محصور نہیں رکھی۔ **اقول** جس شخص کے نزدیک وید کے مؤلف کی پیروی نجات کے لئے محصور نہیں وہ وید کا مکذب ہے آپ خود بتلائیں کہ مثلاً ایک شخص وید کے اصولوں اور تعلیموں کو نہیں مانتا نہ نیوگ کو مانتا ہے نہ اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ اولاد کی خواہش کے لئے اپنی زندگی میں اپنی جورو کو ہمبستر کرا دے اور یا وہ اس بات کو نہیں مانتا کہ پرمیشر نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ اور تمام روحیں اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہیں اور یا وہ اگنی وایو سورج وغیرہ کی پرستش کو نہیں مانتا غرض وہ بہر طرح وید کو ردی کی طرح خیال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جس پرمیشر کو وید نے پیش کیا ہے اس کو پرمیشر ہی نہیں جانتا تو کیا ایسے آدمی کے لئے نجات ہے یا نہیں۔ اگر نجات ہے تو آپ وید سے ایسی شرتی پیش کریں جو ان معنوں پر مشتمل ہو اور اگر نجات نہیں تو پھر آپ کا یہ قول صحیح نہ ہوا کیونکہ ہم لوگ بھی تو صرف اسقدر کہتے ہیں کہ جو شخص قرآن شریف کی تعلیموں کو نہیں مانتا اس کو ہرگز نجات نہیں اور اس جہان میں وہ اندھے کی طرح بسر کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین**۔ یعنی قرآن نے جو دین اسلام پیش کیا ہے جو شخص قرآنی تعلیم کو قبول نہیں کرے گا وہ مقبول خدا ہرگز نہ ہوگا اور مرنے کے بعد وہ زیانکاروں میں ہوگا یہ کہنا کہ کسی شخص کی پیروی وید کے رو سے درست نہیں یہ غلط ہے جب اس کی کتاب کی پیروی کی تو خود اس کی پیروی ہو گئی اگر ہندو صاحبان وید کی پیروی نہیں کرتے تو پھر وید کو پیش کیوں کرتے ہیں۔

قول آں عزیز ہر ملت اور مذہب میں صاحب کمال گذرے ہیں۔ **اقول** زمانہ موجودہ میں بطور ثبوت کے کسی صاحب کمال کو پیش کرنا چاہئے کہ آپ کے نزدیک پنڈت لیکھرام صاحب کمال تھا یا نہیں جس کو آج تک آریہ سماجی لوگ روتے ہیں۔

میں نے آن محب کی دلجوئی کے لئے باوجود کم فرصتی کے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ امید کہ اس پر غور فرمائیں گے۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

۱۴- جون ۱۹۰۳ء

حضرت امام الزمانؑ کی ڈائری

۲۶- جون ۱۹۰۳ء

دربار شام و بعد عشاء

ایمان کے ساتھ عمل ضروری ہے

فرمایا اسلام کا دعویٰ کرنا اور میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ جبتک ایمان کے ساتھ عمل نہ ہو کچھ نہیں مُنہ سے دعوے کرنا اور عمل سے اس کا ثبوت نہ دینا خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے اور اس آیت کا مصداق ہو جاتا ہے۔

یاایھا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ یعنے اے ایمان والو تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے ہو۔ یہ امر کہ تم وہ باتیں کہو جن پر تم عمل نہیں کرتے خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑے غضب کا موجب ہیں۔

پس انسان جس کو اسلام کا دعوے ہے یا جو میرے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے اگر وہ اپنے آپ کو اس دعوے کے موافق نہیں بناتا اور اس کے اندر کھوٹ رہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے بڑے غضب کے نیچے آجاتا ہے اس سے بچنا لازم ہے

شرعی اور کونی اوامر

فرمایا اوامر کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک امر شرعی ہوتا ہے جس کے برخلاف انسان کر سکتا ہے دوسرے اوامر کونی ہوتے ہیں جس کا خلاف ہو ہی نہیں سکتا جیسا کہ فرمایا **قلنا یانار کونی بردا وسلما علیٰ ابراھیم**۔ اسمیں کوئی خلاف نہیں ہو سکتا چنانچہ آگ اس حکم کے خلاف ہرگز نہ کر سکتی تھی۔ انسان کو جو حکم اللہ تعالیٰ نے شریعت کے رنگ میں دئے ہیں جیسے **اقیموا الصلوٰۃ** نماز کو قائم رکھو یا فرمایا **واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ** ان پر جب وہ ایک عرصہ تک قائم رہتا ہے تو یہ احکام ہی شرعی رنگ سے نکلکر کونی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور پھر وہ ان احکام کی خلاف ورزی کر ہی نہیں سکتا۔

دربار شام

۲۸- جون ۱۹۰۳ء

آدم کی خلافت کسی قوم پر تھی یا نہیں۔

ایک شخص کے اس سوال پر کہ آدم علیہ السلام جو خلیفہ بن کر آئے تھے تو اس وقت کوئی ۔۔۔۔ قوم موجود تھی تو پھر حوا کی نئی پیدائش کی ضرورت نہ تھی اسی موجودہ قوم سے نکاح کر سکتے تھے فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے **ومن حسن الاسلام ترک مالا یعنیہ** یعنی بیہودہ غیر مفید امور کو ترک کر دینا بھی اسلام کی خوبی ہے قرآن شریف میں جو فرمایا گیا ہے **انی جاعل فی الارض خلیفۃ** اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ پہلے سے اسوقت کوئی قوم موجود ہو اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **والجان خلقنٰہ من قبل من نار السموم** ایک قوم جان بھی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے موجود تھی۔ اور ایسا ہی بخاری میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے۔ اور حق بھی یہی ہے کیونکہ اگر اس کو ہمیشہ سے خالق نہ مانیں تو پھر نعوذ باللہ اس کی ذات پر حرف آتا ہے اور یہ ماننا پڑے گا کہ آدم سے پہلے وہ معطل تھا اور قرآن شریف میں جو ترکیب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے استمرار پر دلالت کرتی ہے اور اگر آدم سے پہلے خلق نہ ہوتی تو یہ ترکیب ہوتی پس آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مخلوق ضرور تھی۔

سوال کے دوسرے حصہ کی بابت یاد رکھنا چاہئے کہ ممکن ہے جس مقام پر آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہو وہاں کے لوگ کسی عذاب الٰہی سے ایسے تباہ ہو گئے ہوں کہ کوئی آدمی نہ بچا ہو اور دُنیا میں اس قسم کا سلسلہ دیکھا جاتا ہے کوئی مقام بالکل تباہ ہو جاتا ہے اور کوئی غیر آباد آباد ہو جاتا ہے

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اہل یوروپ اب تک قطب شمالی میں کسی آبادی کی تلاش کر رہے ہیں تا یہ معلوم کریں کہ اوّل کون سے قطعات زمین آباد تھے مگر ایسی مشکلات میں پڑنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ ایمان لانا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ رب رحمٰن رحیم۔ مالک یوم الدین ہے اور ہمیشہ سے ہر جاندار کی پیدائش ایک تکوّن سے ہوتی ہے اور ایک تکوین کہ ممکن ہے کہ آدم کے وقت اور مخلوق ہو اور آپکی جنس سے نہو یا اگر ہو بھی تو اس میں کیا حرج ہے کہ قدرت تعالیٰ کے لئے آدم کی پسلی سے حوّا کو پیدا کر دیا ہے۔

انسان کو بیعت کر کے سب امر و نہی ماننے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان لانا چاہیئے وہ ہر چیز پر قادر ہے ممکن ہے کہ ایک قوم موجود ہو اور وہ اُس کے ہوتے ہوئے ایک اور قوم پیدا کر دے یا اسے ہلاک کر کے دوسری قوم پیدا کرے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے قصہ میں بھی ایک جگہ ایسا واقعہ بیان ہوا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ خلیفہ کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ایک قوم ضروری پہلے سے موجود ہو ایسا ہو سکتا ہے کہ اور قوم پیدا کر کے پہلی قوم کا اسے خلیفہ بنایا جاوے اور آدم اوس کے مورث اعلیٰ ہوں۔ انسان چونکہ ازلی ابدی نہیں اس پر تغیرات آتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ پر نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے بھی آدم کہا گیا ہے اس کا سر یہ ہے کہ جب روحانیت پر موت آجاتی ہے اور اصل انسانیت فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بطور آدم پیدا کرتا ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ بعض فرقوں کو ہلاک کر دیتا ہے جیسے نوحؑ کے وقت بھی کیا اور پھر ایک نئی پیدائش کی اگر یہ سلسلہ ہلاکت نہ ہو تو پھر زمین پر اسقدر آبادی ہو کہ رہنا محال ہو جاوے ان قبروں نے ہی پردہ پوشی کی ہوئی ہے +

ہمارے معزز خریداران الحکم۔ از راہ عنایت وہ اپنا بقایا و چندہ سال رواں جلد ارسال فرماویں مطبع کو مالی مشکلات کے سبب سخت تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ وقت پر برادران کی توجہ در بارہ ترسیل زر باعث شکر گذاری ہوگی

بیعت

اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہیٰ امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق

سولا بخش ولد کریم بخش - گورداس ننگل۔ گورداسپور
عبد الغفار ولد رحیم بخش۔ پسرور - سیالکوٹ
حافظ محمد اسمٰعیل ولد اللہ بندہ - سید والہ۔ منٹگمری
عبد الرحمٰن " " - " "
روشنائی بی بی زوجہ حلیم " - "
عائشہ بی بی ولد حلیم ... " - "
صاحب بی بی } جنت بی بی - } " ... " - "
بوڑا .... " - "
علم دین طالب علم ولد حیات - مصطفےٰ - لاہور
بہادر .... ہکہ حاجی - منٹگمری
والدہ مولوی نور الدین۔ دہرکوٹ بگہ۔ گورداسپور
شاہو۔ نتھو۔ فضل حق۔ " - "
غلام محمد - اسمٰعیل - زینب بی بی - " - "
مسماۃ اللہ رکھی .... " - "
جیون۔ فضل الدین - راجیکی - گجرات
سید لعل شاہ صاحب برق۔ نوشہرہ - پشاور
اہلیہ سید لعل شاہ صاحب " - "
پیر بخش - خاص در شہر ڈیرہ غازیخاں
غلام رسول ولد غلام حیدر + محمد صدیق ولد احمد حبیو
حسن طالع ولد محمد صدیق } نور محمد ولد سلطان
غلام فاطمہ - " } احمد ولد نور محمد
مسماۃ خاتون زوجہ " } اہلیہ نور محمد
محمد اسحاق - محمد رفیق ولد غلام حیدر
محمد ولد نور محمد + مسماۃ بھاگان -
چوہدری شنا ان ولد ہمت - قصور - لاہور
بہادر ولد " + فتح دین - " - "
سکندر ولد بہادر + سردار ولد کالو - " - "
محمد ولد کالو + بہرام ولد سردا - " - "
چوغطہ - جمال الدین ولد نہاد - " - "
لکھا - ستار دین - " - "
نواب ولد عمر + نور ماہی ولد خدا بخش " - "
دینا - اہلیہ دینا - نواب ...... " - "
اللہ دین و قادر بخش ولد نور احمد - " - "
حکیم حاجی رحمت اللہ صاحب - راہوں - جالندہر
زوجہ " " - "
محمد ابراہیم " " - "

خیر بی بی دختر حاجی رحمت اللہ صاحب - راہوں - جالندہر
برکت بی بی - فاطمہ بی بی - " - "
حاکم ولد غلام محمد + میاں علی محمد ولد جان محمد - خوشاب - شاہپور
سید پیر شاہ صاحب - دہارو وال - گجرات
نور محمد صاحب واعظ - شورجین بہ ملک
امام الدین ولد رستم گنگو - پاپیرکوٹ - گوجرانوالہ
پیر محمد - نور محمد - محمد اسحاق ولد امام الدین - " - "
سماعیل ولد احمد یار - گہڑی غوث - "
اللہ دین ولد قادر بخش } " - "
سردار ولد اللہ دین } " - "
غلام محمد ولد " } " - "
مرزا ولد اللہ دین - پیرکوٹ - گوجرانوالہ
کرم بی بی زوجہ اللہ دین - " - "
سید ولد بانی - " - "
غلام ولد امام الدین " - "
امام الدین ولد عظمت " - "
امام بی بی زوجہ امام الدین - " - "
حیات ولد امام الدین - " - "
مراد و سردار - " - "
بخت بہری دختر " - "
غلام علی ولد فضلدین - " - "
کرم بی بی زوجہ فضلدین - " - "
محمد علی ولد فضل الدین - " - "
امیر بی بی دختر " - "
قطب الدین ولد احمد یار " - "
روشنائی زوجہ قطب الدین - " - "
غوث محمد - علی محمد - " - "
رحمت بی بی دختر " - "
خان بی بی زوجہ احمد یار - " - "
لال ولد امام بخش - " - "
روشنائی زوجہ لال - " - "
مراد بی بی دختر لال " - "
فتح دین ولد امام بخش تہابل - "
مریم بی بی زوجہ فتح دین " - "
زینب بی بی دختر " " - "
ملا ولد سرادار - " - "
ست بھرائی زوجہ ملا - " - "
اللہ دین ولد حسن - " - "
اللہ جوائی زوجہ اللہ دین - " - "
مہتاب دین ولد مولوی جلال الدین - پیرکوٹ - "
مراد بخش ولد مہتاب الدین - " - "
چوہڑ ولد فتح دین - مانگٹ - "
حیات ولد چوہڑ - " - "
حسن بی بی دختر " - "
محمد بی بی زوجہ " - "
روشن ولد عمر بخش " - "

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و مالک مطبع کے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انا اللہ والقیت اللہ

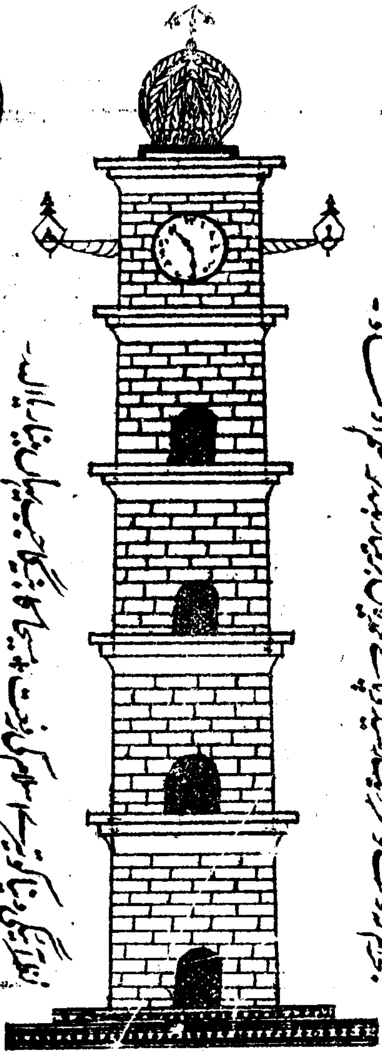

الحکم

حضرت قادیان دار الامان سے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شیخ یعقوب علی تراب احمدی (ایڈیٹر)

جلد ۷	روز جمعہ	مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۱ھ	نمبر ۲۶

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

خان عجب خانصاحب - ایک بار میں پادریوں کے اعتراضوں سے بہت ہی تنگ ہوگیا - وہ میرے لڑکپن کا زمانہ تھا اس وقت میں نے دعا کی کہ اے اللہ اسلام کو غالب کر - خدا کا شکر ہے کہ وہ وقت اب آگیا مگر مجھے افسوس ہے کہ اس نصرت کے وقت لوگ مخالفت کرتے ہیں -

حضرت اقدس - یہ بالکل سچ ہے عیسائیوں نے اسلام کی نیست و نابود کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جس جس طرح سے ان کا قابو چلا انہوں نے اسلام کے بیخ پر تبر چلایا ہے - لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ آپ اس کا محافظ اور ناصر تھا اس لئے وہ اپنے ارادوں میں مایوس اور نامراد ہوئے + اور یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ اسوقت جب ایسی حالت ہو رہی تھی اور یہ اسلام کی اس قدر مخالفت کی جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے یہ سلسلہ عظمت رسوم کو قایم کرنے کے واسطے کھڑا کیا اور اس کی تائید اور نصرت ہر ایک پہلو سے کی (وہ بجائے اس کے کہ اس سلسلہ کی قدر کرتے اور اس پیاسے کی طرح جس کو ٹھنڈے اور برفاب پانی کا پیالہ ملجاوے شکر کرتے انہوں نے مخالفت شروع کی اور اسی طریق پر جو ہمیشہ سے سنت اللہ چلی آتی ہے ہنسی اور استہزا سے کام لیا - خدا تعالیٰ کے نشانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور ان سے منہ پھیر لیا مجھے ان لوگوں کی حالت پر رحم اور افسوس آتا ہے کہ یہ کیوں غور نہیں کرتے اور منہاج نبوت پر اس سلسلے کی سچائی کو نہیں سمجھتے -

وہ دیکھتے کہ اسقدر نصرتیں اور تائیدیں جو اللہ تعالیٰ کر رہا ہے کیا یہ کسی مفتری اور کذاب کو بھی مل سکتی ہیں ؟ ہرگز نہیں کوئی شخص نصرت الٰہی کے بغیر اسقدر دعوی کب کر سکتا ہے ؛ کیا وہ تھکتا نہیں ! اور پھر اللہ تعالیٰ مفتری کیلئے اسقدر غیرت نہیں دکھاتا کہ اسے ہلاک کرے بلکہ اوس کو مہلت دیتا جاتا ہے اور نہ صرف مہلت بلکہ اسکی پیشگوئیوں کو بھی سچا کر دیتا ہے اور سعید لوگوں کے مقابلے میں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں - اسی کی تائید کرتا ہے اور اسیکو فتح دیتا ہے انسانی حکومت کے مقابلہ میں اگر کوئی شخص افترا کرتا ہے اور جھوٹی حالت بنا کر کہے کہ میں عہدہ دار ہوں تو وہ پکڑا جاتا ہے اور اسکو سخت سزا دیجاتی ہے لیکن کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک مفتری اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا جاوے اور پھر نشان بھی دکھاتا جاوے اور اسے کوئی نہ پکڑے -

براہین احمدیہ کی اشاعت کو بیس برس کے قریب ہوئے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ گاؤں میں بھی ہم کو کوئی شناخت نہیں کرتا تھا گاؤں والے موجود ہیں خود مولوی محمد حسین جس نے اس کتاب پر ریویو لکھا ہے زندہ موجود ہے - اس سے پوچھو کہ اسوقت کیا حال تھا ایسے وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فوج در فوج لوگ تیرے

پاس آئیں گے یاتون من کل فج عمیق دور دراز سے تیرے پاس لوگ آئیں گے اور تحائف آئیں گے اور پھر یہ بھی کہا کہ لوگوں سے تھکنا مت اب کوئی سوچے اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ کے یہ وعدے کسطرح پورے ہوئے ہیں۔ ان فہرستوں کو گورنمنٹ کے پاس دیکھ لے جو آنیوالے مہمانوں کی مرتب ہوکر ہفتہ وار جاتی ہیں اور ڈاکخانہ اور ریل کے رجسٹروں کی پڑتال کرے جس سے پتہ لگے گا کہاں کہاں سے تحائف اور روپیہ آرہا ہے اور قادیان میں بیٹھ کر دیکھے کہ کسقدر ہجوم اور انبوہ مخلوق کا ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی طرف سے بشارت اور قوت نہ ملے تو انسان تھک جاوے۔

اور ملاقاتوں سے گھبرا اُٹھے مگر جیسے اُس نے یہ الہام کیا کہ گھبرانا نہ ویسے ہی قوت بھی عطا کی کہ گھبراہٹ ہوتی ہی نہیں۔ اور ایسا ہی انگریزی اردو عربی عبرانی میں بہت سے الہامات ہوئے جو اسوقت سے چھپے ہوئے موجود ہیں اور پورے ہو رہے ہیں اب خداترس دل لیکر میرے معاملہ پر غور کرے تو ایک نور ان کی رہبری کرتا اور خدا کی روح انہیں سکینت اور اطمینان کی راہیں کھول دیتی وہ دیکھتے کہ کیا یہ انسانی طاقت کے اندر ہے جو اس قسم کی پیشگوئی کرے انسان کو اپنی زندگی کے ایک دم کا بھروسہ نہیں ہوسکتا تو یہ کسطرح کرسکتا ہے کہ تیرے پاس دور دراز سے مخلوق آئیگی اور ایسے زمانے میں خبر دیتا ہے جبکہ وہ محجوب ہے اور اُس کو کوئی اپنے گاؤں میں بھی شناخت نہیں کرتا۔ پھر وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے اسکی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگایا جاتا ہے اور اُس کے تباہ کرنے اور معدوم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی جاتی مگر اللہ تعالیٰ اس کو برومند کرتا اور ہر نئی مخالفت پر اسکو عظیم الشان ترقی بخشتا ہے کیا یہ خدا کے کام ہیں! یا انسانی منصوبوں کے نتیجے؟ اصل یہی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور لوگوں کی نظروں میں عجیب

مولویوں نے مخالفت کے لئے جہلا کو بھڑکایا اور عوام کو جوش دلایا۔ قتل کے فتوے دئے۔ کفر کے فتوے شائع کئے اور ہر طرح سے عام لوگوں کو مخالفت کے لئے آمادہ کیا؟ مگر کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرتیں اور تائیدیں اور بھی زور کے ساتھ ہوئیں اسی کے موافق جو اُس نے پہلے کہا تھا کہ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ مگر خدا تعالیٰ اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ جو مولوی مخالفت کے لئے شور مچاتے اور لوگوں کو بھڑکاتے ہیں یہی پہلے منبروں پر چڑھ کر رو رو کر دعائیں کیا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اب مہدی کا وقت آگیا لیکن جب آنیوالا مہدی آیا تو یہی شور مچانے والے ٹھیرے اور اسی مہدی کو مضل اور ضال و دجال کہا اور یہاں تک مخالفت کی کہ اپنے خیال میں حد التوار تک پہنچا کر اس سلسلہ کو بند کرنا چاہا مگر کیا وہ جو خدا کی طرف سے آیا ہے وہ ان لوگوں کی مخالفت سے رک سکتا ہے اور بند ہوسکتا ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کا نشان نہیں اگر یہ اب بھی نہیں مانتے تو آدم سے لے کر اسوقت تک کوئی نظیر دو۔ کہ اسطرح پر بیس برس پہلے ایک آنیوالے زمانہ کی خبر دی اور پھر ایسی حالت میں کہ لوگوں نے اس پیشگوئی کو روکنے کی بہت کوشش کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور لوگوں کا کثرت کے ساتھ رجوع ہوا۔ کیا یہ نشان کم ہے؟ اوسکی نظیر دکھاؤ۔ پھر احادیث میں پڑھتے تھے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں کسوف خسوف ہوگا اور جب تک نشان پورا نہیں ہوا تھا اوسوقت تک شور مچاتے تھے کہ یہ نشان پورا نہیں ہوا۔

لیکن اب ساری دنیا قریباً گواہ ہے کہ یہ نشان پورا ہوا۔ یہانتک کہ امریکہ میں بھی ہوا اور دوسرے ممالک میں بھی پورا ہوا۔ اور اب وہی جو اس نشان کو آیات مہدی میں سے ٹھہراتے تھے اس کے پورا ہونے پر اپنے ہی منہ سے اس کی تکذیب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہی قابل اعتبار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اون کی حالت پر رحم کرے۔ میری مخالفت کی یہ لعنت پڑی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی بھی تکذیب کر بیٹھے ہیں۔

پھر مسیح موعود کے وقت کا ایک نشان طاعون کا تھا انجیل توریت میں بھی یہ نشان موجود تھا اور قرآن شریف سے بھی [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ یہ نشان مسیح موعود کا خدا تعالیٰ نے ٹھیرایا تھا چنانچہ فرمایا۔ وان من قریة الا نحن مهلكوها

یہ باتیں معمولی نہیں ہیں بلکہ غور سے سمجھنے کے لائق ہیں اور اب دیکھ لو کہ کیا طاعون مُلک میں پھیلی ہوئی ہے یا نہیں! اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ میں نے جب طاعون کے پھیلنے کی پیشگوئی کی تو ملک میں اس کی ہنسی کی گئی اور اس پر ٹھٹھا کیا گیا لیکن اب ملک کی حالت اور طاعونی اموات کے نقشوں کو پڑھ کر بتائیں کہ کیا یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے یا نہیں۔

یہ وہ باتیں ہیں جو سمجھنے کے لائق ہیں اور اُن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا اعتراض کرنا کہ ہم اسوقت تسلیم کرینگے جب مغرب کی طرف سے آفتاب نکل آوے گا اس قسم کے اعتراض تو کفار ہمیشہ سے نبیوں پر کرتے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنکے ماموروں کو ایسی باتیں مخالفوں سے سننی پڑی تھیں۔ اہل بات یہ ہے کہ اگر اس قسم کی باتیں ہو کا تنو نہ ہو جاوے اور اس دنیا کو وہ نہیں چاہتا ایمان بالغیب بھی کوئی چیز ہے! اور ایسا ہوا تو ہو تو پھر ایمان ایمان نہیں رہتا مثلاً اگر کوئی شخص سورج پر ایمان لاوے تو بتاؤ یہ ایمان اس کو کیا نفع دیگا۔ ایمان ہمیشہ اسی صورت اور حالت میں مفید اور نتیجہ خیز ہوتا ہے جب کہ ابھی کوئی پہلو خفا کا بھی ہو۔ لیکن جب کھلی بات ہو تو پھر وہ مفید نہیں ہوتا۔

دیکھو اگر کوئی شخص پہلی رات کے چاند کو دیکھ کر بتاوے تو اُس کی تیز نظری کی تو تعریف ہو گی لیکن اگر چودھویں رات کے چاند کو جو بدر ہوتا ہے دیکھ کر شور مچاوے کہ میں نے چاند کو دیکھ لیا ہے تو اوس کو سوائے مجنوں کے اور کوئی خطاب نہیں ملیگا۔ اسی طرح پر ایمان میں فراست اور تقویٰ سے کام لینا چاہئے اور قرائن قویہ کو دیکھ کر تسلیم کرلینا مومن کا کام ہے۔ ورنہ جب بالکل پردہ برانداز معاملہ ہوگیا ہے اور سارے گوشے کھل گئے اوسوقت ایک خبیث سے خبیث انسان کو بھی اعتراف کرنا پڑے گا میں اس سوال پر بار بار اس لئے زور دیتا ہوں کہ لوگوں کو معلوم نہیں کہ نشانوں کی فلاسفی کیا ہے۔!

یہ یاد رکھنا چاہئے جیسا میں نے ابھی کہا ہے خدا تعالیٰ کبھی قیامت کا نظارہ یہاں قائم نہیں کرتا اور وہ غلطی کرتے ہیں جو ایسے نشان دیکھنے چاہتے ہیں یہ محرومی کے چلن ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور کتاب لے آئیں تو آپ نے یہی جواب دیا قل ماکنت الا بشراً رسولا

پورے انکشاف کے بعد ایمان لاکر کسی ثواب کی امید رکھنا غلطی ہے اگر کوئی مٹھی کھول دیجاوے اور پھر کوئی بتاوے کہ اس میں فلاں چیز ہے تو اس کی کوئی قدر نہ ہو گی۔

پس پہلے تقویٰ سے تو کام لو۔ اور قرائن کو دیکھو کہ ثواب اسی میں ہے جب ساری باتیں کھل گئیں تو پھر کیا! جو اس انتظار میں رہے کہ یہ دیکھ لوں اور وہ دیکھوں وہ ہمیشہ ایمان اور ثواب کے دائرہ سے خارج رہے ہیں۔

دیکھو اللہ تعالیٰ نے بعض کا نام سابق۔ مہاجر اور انصار رکھا ہے اور ان کو رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ میں داخل کیا ہے یہ وہ لوگ تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے اور جو بعد میں ایمان لائے اون کا نام صرف ناس رکھا ہے جیسا فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔

یہ لوگ جو اسلام میں داخل ہوئے اگرچہ وہ مسلمان

...ب نہیں ملے جو پہلے لوگوں کو

...مہاجرین کی عزت سب سے زیادہ تھی کیونکہ وہ لوگ اسوقت ایمان لائے جب اون کو کچھ معلوم نہ تھا کہ کامیابی ہوگی یا نہیں بلکہ ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کا ایک طوفان آیا ہؤا تھا اور کفر کا ایک دریا بہتا تھا خاص کر مکہ میں مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی اور مسلمان ہونے والوں کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں دیجاتی تھیں مگر اونہوں نے ایسے وقت میں قبول کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ اللہ تعالیٰ نے اون کی بڑی بڑی تعریفیں کیں اور بڑے بڑے انعامات اور فضلوں کا وارث اُن کو بنایا۔ پس ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو اسبات کا انتظار کرتا ہے کہ فلاں وقت آئیگا اور انکشاف ہوگا تو مان لیں گے وہ کسی ثواب کی امید نہ رکھیں ایسا تو ضرور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سب حجاب دور کر دیگا اور اس معاملہ کو آفتاب کی طرح کھول کر دکھا دیگا مگر اسوقت ماننے والوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پیغمبروں کو ماننے والوں میں ثواب اولوں کو سب سے بڑھ کر ملا ہے اور انکشاف کا زمانہ تو ضرور آتا ہے۔ لیکن آخر اون کا نام ناس ہی ہوتا ہے۔

(اس مقام پر مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے عرض کیا کہ متی ھذا الفتح کے جواب میں یہی کہا کہ تمہارا ایمان اس دن فائدہ نہ دیگا) فرمایا بے شک اسبات کو سمجھنا سعادت ہے جس نے اول زمانہ میں نہیں پایا اس کی کوئی قابلیت اور خوبی نہیں لیکن جب خدا نے کھولدیا اسوقت تو پتھر اور درخت بھی بولتے ہیں زیادہ قابل قدر وہ شخص ہے جو اول قبول کرتا ہے جیسے حضرت ابو بکر رضؓ نے قبول کیا آپ نے کوئی معجزہ نہیں مانگا اور آپ کے مُنہ سے ابھی نہیں سنا تھا کہ ایمان لے آئے۔ لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اپنی تجارت پر گئے ہوئے تھے اور جب سفر سے واپس آئے تو ابھی مکہ میں نہیں پہنچے تھے کہ راستہ میں کوئی ایک شخص آپ کو ملا اور اس سے مکہ کے حالات پوچھے اُس نے کہا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں۔ سب سے بڑھ کر تازہ خبر یہی ہے کہ تمہارے دوست نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ سُنکر کہا کہ اگر اوس نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تو وہ سچا ہے۔

اب غور سے دیکھو کہ حضرت ابو بکرؓ نے اسوقت کوئی نشان یا معجزہ نہیں مانگا۔ بلکہ سنتے ہی ایمان لے آئے اور دعویٰ خود آنحضرتؐ کے مُنہ سے بھی نہیں سُنا بلکہ ایک اور شخص کی زبانی سُنا ہے اور فوراً تسلیم کر لیا یہ کیسا زبردست ایمان ہے روایت بھی آنحضرتؐ کے نام سے سُنکر اسمیں جھوٹ کا احتمال نہیں سمجھا (باقی آئندہ)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حم عسق کے معنے حکیم الامت نے یوں فرمائے ہیں

ح۔ اللہ کے وہ اسمار جو حا سے شروع ہوتے ہیں

م۔ اللہ کے وہ اسماء جو م سے شروع ہوتے ہیں۔

ع۔ اللہ کے وہ اسما جو عین سے شروع ہوتے ہیں

س۔ اللہ کے وہ اسمار جو سین سے شروع ہوتے ہیں۔

ق۔ اللہ کے وہ اسمار جو قاف سے شروع ہوتے ہیں۔

ح۔ جیسے حکیم۔ حمید۔ حلیم۔ حفیظ۔

م۔ الملک۔ المومن۔ المھیمن۔ متکبر۔ مذل معز۔ مجید۔ محی۔ ممیت۔ مقیت۔ ماجد۔ مجیب۔

ع۔ علیم۔ عالم الغیب۔ العلی۔ عظیم۔ عزیز

س۔ سلام

ق۔ قاہر۔ قہار۔ قابض۔ قادر۔ قدیر۔ قیوم

(ایک نکتہ)

دو قسم کے کافر ہوتے ہیں ایک معمولی کافر دوسرے دہریہ موخر الذکر بڑے سخت کافر ہوتے ہیں۔ جہاں دہریہ کافروں کا ذکر قرآن کریم کرتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ختم قلوب کے متعلق سمع کو مقدم کیا ہے۔ کیونکہ دہریہ کا قلب نہیں ہوتا بلکہ وہ سماعی امور پر زیادہ زور دیتے ہیں اور کہتے سماعی باتوں کو نہیں مانتے اس لیے فرمایا ہے۔ ختم علی سمعہ و قلبہ لیکن جہاں عام کفار کا ذکر ہے وہاں فرمایا ختم اللہ علی قلوبہم۔

آج کل کے خطرات

مُسلمان آجکل جن خطرات میں مبتلا ہیں اور جو اون کے زوال کا باعث ہوئے ہیں وہ یہ ہیں

۱۔ قرآن شریف کا ترک

۲۔ نفاق۔

۳۔ مسلمانوں میں کبر بہت ہوگیا ہے۔

۴۔ جھوٹ بڑھ گیا ہے

۵۔ فضول خرچی کی عادت ہوگئی ہے۔

۶۔ دینی معاملات میں کسل آگیا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنے

ہر عمل صالح کی تکمیل کے دو پہلو ہیں جب تک وہ دونو پہلو پورے نہ ہوں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی ایک پہلو رہجاوے تو وہ عمل فاسد ہو جاتا ہے۔

ایک اُنمیں سے اخلاص ہے یعنے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کے موافق ہو جو صواب کہلاتا ہے۔ یہی معنے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لا الٰہ الا اللہ اخلاص کی تعلیم دیتا ہے اور محمد رسول اللہ صواب کے۔

عبرت

ہر ایک شخص کے لئے ایک زندہ مثال عبرت کی ہر جا موجود ہوتی ہے۔ ہر نئے آباد شدہ شہر کے ساتھ اجڑا ہؤا شہر ہوتا ہے۔ ہر نئے امیر کے پاس اُجڑے ہوئے امیر کا گھر ہوتا ہے۔ پس وہ برباد شدہ شئے اس کے لئے واعظ ہوتی ہے۔

بڑا ہی بدبخت کون ہے؟

تین قسم کے لوگ بڑے ہی بدقسمت اور بدبخت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ اور دعا مانگنی چاہیے کہ اُنمیں داخل ہونے سے بچاوے

اول وہ شخص بڑا ہی بدبخت ہے جسکو علم ہو اور عمل نہ ہو یہ قرآن شریف کی اصطلاح میں ضال کہلاتا ہے۔

دوم وہ شخص بڑا ہی بدقسمت ہے جو اپنے گناہوں اور بدکاریوں کو اچھا سمجھتا ہے (زین لہ سوء عملہ)

سوم جو گری ہوئی خواہشوں کا تبع ہو (اتبعوا اھواءھم)

پس مومن کو کیا چاہیے؟

مومن کو چاہیے کہ بڑا بلند پرواز ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہو کیونکہ ساری بلند پروازگیوں کی انتہا اللہ کی رضا ہے۔ بلند پروازگی کے بالمقابل مومن کا ایک نزول بھی ہوتا ہے اور یہ نزول قرآن شریف میں شفقت علی خلق اللہ کہلاتا ہے۔ اس نزول

میں بھی ایک بلند پروازگی ہوتی ہے اور مومن بڑا ہی مستقل مزاج ہوتا ہے

تمام بدکاریونکی جڑ

تمام مذاہب باطلہ اور اثام اور بدکاریوں کی جڑ قرآن شریف نے یہ بتائی ہے الظانین باللہ ظن السوء۔ یعنے تمام بدیوں اور بدکاریوں کی جڑ اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے مثلاً سارق اللہ تعالیٰ پر بدظن رہتا ہے۔ کہ اس کو بجز چوری کے رزق نہیں مل سکتا۔ اسطرح پر تمام مذاہب باطلہ اور بدیوں کا حال ہے

ایک عیسائی کے چند سوالونکا جواب

(از قلم حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سوال

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوتے تو اس وقت کے سوالوں کے جواب میں لاچار ہو کر یہ نہ کہتے کہ خدا کو معلوم یعنی مجھ کو معلوم نہیں اور اصحاب کہف کی بابت اُن کی تعداد میں غلط بیانی نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ سورج چشمہ دلدل میں چھپتا یا غرق ہوتا ہے۔ حالانکہ سورج زمین سے تو کروڑ گنا بڑا ہے۔ وہ کیسطرح دلدل میں چھپ سکتا ہے؟

جواب

پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں آیتوں سے معترض کا مدعا جو استدلال بر نفی معجزات ہے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ایسے معجزات ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں کہ جو ایک صادق وکامل نبی سے ہونے چاہئیں چنانچہ تصریح اس کی نیچے کے بیانات سے بخوبی ہو جائے گی +

پہلی آیت جس کا ترجمہ معترض نے اپنے دعوے کی تائید کے لئے عبارات متعلقہ سے کاٹ کر پیش کر دیا ہے مع اُس ساتھ کی دوسری آیتوں کے جن سے مطلب کھلتا ہے یہ ہے وقالوا لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ قل انما الاٰیٰت عند اللہ وانما انا نذیر مبین ۝ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلیٰ علیھم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یؤمنون ۝ ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ولیاتینھم بغتۃ وھم لا یشعرون ۝۔

یعنی کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر نشانیاں کہ وہ نشانیاں کہ جو تم مانگتے ہو یعنے عذاب کی نشانیاں وہ تو خدا تعالیٰ کے پاس اور خاص اوس کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ یعنی میرا کام فقط یہ ہے کہ عذاب کے دن سے ڈراؤں نہ یہ کہ اپنی طرف سے عذاب نازل کروں اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے کہ جو اپنے پر کوئی عذاب کی نشانی وارد کرانی چاہتے ہیں۔ یہ رحمت کی نشانی کافی نہیں جو ہمنے تجھپر اے رسول امی) وہ کتاب (جو جامع کمالات ہے) نازل کی جو اُن پر پڑھی جاتی ہے یعنی قرآن شریف جو ایک رحمت کا نشان ہے جس سے درحقیقت وہی مطلب نکلتا ہے جو کفار عذاب کے نشانوں سے پورا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ کفار مکہ اس غرض سے عذاب کا نشان مانگتے تھے کہ تا وہ اُنپر وارد ہو کر اُنہیں حق الیقین تک پہنچاوے صرف دیکھنے کی چیز نہ رہے کیونکہ مجرد رویت کے نشانوں میں اون کو دھوکے کا احتمال تھا اور چشم بندی وغیرہ کا خیال سو اس وہم اور اضطراب کے دور کرنے کے لئے فرمایا کہ ایسا ہی نشان چاہتے ہو جو تمہارے وجود وں پر وارد ہو جائے تو پھر عذاب کے نشان کی کیا حاجت ہے کیا اس مدعا کے حاصل کرنیکے لئے رحمت کا نشان کافی نہیں یعنی قرآن شریف جو تمہاری آنکھوں کو اپنے پرنور اور تیز شعاعوں سے خیرہ کر رہا ہے اور اپنی ذاتی خوبیاں اور اپنے حقائق اور معارف اور اپنی فوق العادت خواص اس قدر دکھلا رہا ہے۔ جس کے مقابلہ و معارضہ سے تم عاجز رہ گئے ہو اور تم پر اور تمہاری قوم پر ایک خارق عادت اثر ڈال رہا ہے ✻ اور دلوں پر وارد ہو کر عجیب درعجیب تبدیلیاں دکھلا رہا ہے۔

مدتہائے دراز کے مردے اس سے زندہ ہوتے چلے جاتے ہیں اور مادر زاد اندھے جو بے پشتوں سے اندھے ہی چلے آتے تھے آنکھیں کھول رہے ہیں اور کفر اور الحاد کی طرح طرح کی بیماریاں اُس سے اچھی ہوتی چلی جاتی ہیں اور تعصب کے سخت جزامی اس سے صاف ہوتے جاتے ہیں اُس سے نور ملتا ہے اور ظلمت دور ہوتی ہے اور وصل الٰہی میسر آتا ہے اور اس کے علامات پیدا ہوتے ہیں سو تم کیوں اس رحمت کے نشان کو چھوڑ کر جو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے عذاب اور موت کا نشان مانگتے ہو پھر بعد اس کے فرمایا کہ یہ قوم تو جلدی سے عذاب ہی مانگتی ہے رحمت کے نشانوں سے فائدہ اوٹھانا نہیں چاہتی اون کو کہدے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ عذاب کی نشانیاں وابستہ باوقات ہوتی ہیں تو یہ عذابی نشانیاں بھی کب کی نازل ہو گئی ہوتیں اور عذاب ضرور آئے گا اور ایسے وقت میں آئیگا کہ اون کو خبر بھی نہیں ہو گی

✻ یہ تمام خارق عادت خاصیتیں قرآن شریف کی جن کی رو سے وہ معجزہ کہلاتا ہے ان مفصلہ ذیل سورتوں میں بہ تفصیل ذیل لکھتے ہیں سورۃ البقرہ۔ سورۃ آل عمران۔ سورۃ النساء۔ سورۃ المائدہ۔ سورۃ الانعام۔ سورۃ الاعراف۔ سورۃ الانفال سورۃ التوبہ۔ سورۃ یونس۔ سورۃ ہود سورۃ الرعد۔ سورۃ ابراہیم۔ سورۃ الحجر۔ سورۃ الواقعہ۔ سورۃ النمل۔ سورۃ الحج۔ سورۃ النبیہ۔ سورۃ المتجادلہ۔ چنانچہ بطور نمونہ چند آیات یہ ہیں عزوجل یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ

تتمہ بقیہ حاشیہ صفحہ ۴ کالم دوسرا

سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور شفاء لما فی الصدور انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتھا انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرھا۔ انزل من السماء ماءً فتصبح الارض مخضرۃ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم و قلوبھم الی ذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ قل نزلہ روح القدس من ربک لیثبت الذین اٰمنوا وھدی وبشریٰ للمسلمین انا نحن نزلنا وانا لہ لحافظون فیھا کتب قیمۃ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھٰذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا ۝۔ یعنی قرآن کے ذریعہ سے سلامتی کے راہوں کی ہدایت ملتی ہے اور لوگ ظلمت سے نور کی طرف نکالے جاتے ہیں وہ ہر ایک اندرونی بیماری کو اچھا کرتا ہے خدا نے ایک ایسا پانی اوتارا ہے جس سے مردہ زمین زندہ ہو رہی ہے۔ ایسا پانی اوتارا جس سے ہر ایک وادی بقدر اپنی وسعت کے

(باقی آئندہ)

ما جواب خط

بخدمت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بعد عرض السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و ادائے واجبات خدمت عالی معروض آنکہ نوازشنامہ متضمن سوالات بر وجوہات عدم تکفیر اہل تاویل آداں سعید شرف ورود لایا باعث کمال مسرت و شادمانی ہوا حسب ارشاد جوابات گذارش خدمت بابرکت ہوتی ہیں الامر فوق الادب گو درحقیقت یہ عاجز مورد ایسے خطاب عتاب کا نہیں ہو سکتا کیونکہ وجوہات مندرجہ نیاز نامہ سائلانہ تحقیق طلبی کی غرض سے عرض کئے گئے ہیں۔ اور وہ بھی اس لئے کہ آنجناب نے بار بار تحریر فرمایا کہ مجھکو تیرے ملنے کی ضرورت ہے اور تجھکو قادیانی کی نسبت کچھ کچھ شبہات ہوگئی ہیں وغیرہ وغیرہ ورنہ اس عاجز کی یہ مرضی نہیں کہ آنجناب کے روبرو گستاخی سے پیش آوے۔

جوابات اصول موضوعہ ذیل میں درج ہوتی ہیں۔

جواب اصل اول (۱) میری نیازمندی وجوہات معلومہ کا موقوف علیہ کیونکر ہوسکتی ہے۔ (۲) عدم ذکر شے اوس کی ارتفاع وجود کو کیوں مستلزم ہے (۳) مینے اپنی بہت سی اساتذہ کرام کا مقام نہ ایں ذکر نہیں کیا

جواب اصل دویم (۲) مجکو مضامین مندرجہ رسالہ سے رجوع نہیں۔ ہاں میں اس قسم کی اہل تاویل کے تکفیر میں شروع سے تردد رکھتا ہوں چنانچہ اس لئے میں نے اپنی طرف سے کوئی اقرار صریح ایسے اہل تاویل کے تکفیر کا رسالہ میں درج نہیں کیا جس سے مجکو رجوع کا الزام ملے علمائے اسلام کا اون کو زندقہ الحاد کی طرف نسبت کرنا نقل کیا ہے نقل کفر سے کفر کا اقرار عاید نہیں ہو سکتا۔

جواب اصل سوم۔ مذاہب مختلفہ سلف و خلف سی آپ کے مراد اگر وہ مذاہب ہیں جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہیں تو اون سے مجکو بیزاری نہیں اور نہ یہ بات میری اُستاد کی اشعار سے نکلتی ہے اور اگر ایسا مذہب مراد ہے جو کتاب و سنت سے مستنبط نہیں تو کل اہل حق کو اُس سے نفرت ہونی چاہئے۔ قیدشتی سے مذاہب متنوعہ فرقہائے ناصبی۔ رافضی۔ جبری۔ قدری۔ وغیرہ ذالک مراد ہیں اور نیز قائلاں تقلید شخصی مطلق تقلید کی لفظ کو میں اصطلاح شریعت خیال نہیں کرتا ہاں اتباع و اطاعت رسول کو پہنچانتا ہوں جس سے مجھکو انکار نہیں۔ بلکہ صرف تقلید شخصی سے جو شرک فی الرسالت میں داخل ہے۔ منکر ہوں۔

جواب اصل چہارم۔ منافقین زمانہ آنحضرت ؐ عموم احادیث مذکورہ میں مستثنی ہونیکی وجہ سے کافر نہیں قرار دیئے گئے بلکہ بوجہ اطلاع بواسطہ وحی علی ہذا رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کا جنازہ آنحضرت ؐ نے پڑہا اور اون احادیث کی عموم سی مستثنے نہ کیا۔ زمانہ صحابہ ؓ بوجہ شہادت آنحضرت ملحق بزمانہ وحی ہے ازاں بعد کسی کے تکفیر کا بحنۃ یقین نہیں کر سکتے ممکن ہے کہ مکفرین خطا پر ہوں چنانچہ بعض کا فرمقرر کردہ کی نسبت تجربہ بھی ہوچکا ہے مگر ایسے لوگوں کی اسلام میں نظیر نہیں پائی جاتی کہ جملہ ارکان اسلام بجا لاتے ہوں۔ اور بحکم خدا و رسول کافر مقرر کئے گئے ہوں اگر آپ کو معلوم ہو تو نشان دیں۔

جواب اصل پنجم بالفرض تسلیم کیا کہ بعض تاویل حد کفر تک پہنچاتی ہے۔ لیکن میں اون اہل تاویل کی نسبت بحث کرتا ہوں جو آپ کے نزدیک ولی مسلّم ہیں اور اون کی کلام میں وہی تاویل پائی جاتی ہے جس سے آپ کو نفرت ہے تفصیل اسکی جواب اصل ششم میں مذکور ہے۔

جواب اصل ششم۔ نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے خطیرۃ القدس میں وحدۃ وجود کا مسئلہ اسطرح ذکر فرمایا ہے اور یہی مذہب شیخ اکبر وغیرہ کے طرف نسبت کیا ہے لا جمعی کثیر ایں اشارات را بر حقیقت حمل کردہ قائل شد بانکہ وجود واحد در جمیع مراتب وجوب و امکان و قدیم و حادث و مجرد و مادی و مومن و کافر و طاہر و نجس ظاہر است لیکن ہر مظہر حکم جدا دارد (الی قولہ) و ہمین مذہب جمع جم از حضرت صوفیہ و علمائے نامدار اختیار کردہ اند۔ و درین باب رسائل و کتب نوشتہ عمدہ ایشان از قادریہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی و شیخ صدر الدین قونوی و شیخ عبد الکریم جیلی و شیخ عبد الرزاق جھنجانوی و شیخ امان اللہ پانی پتی و از کبرویہ شیخ جلال الدین رومی و شیخ شمس الدین تبریزی و از سہروردیہ شیخ فرید الدین عطار و از چشتیہ سید محمد گیسودراز و سید جعفر بلگی + و از نقشبندیہ خواجہ عبید اللہ احرار + و ملا نور الدین جامی و ملا عبد الغفور۔ و حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی و شیخ عبد الرزاق کاشی و شمس الدین خناری۔ و قیصری۔ و سعید الدین فرغانی وغیر ایشاں گذشتہ اند و تصانیف این بزرگواران موجود و مشہور است انتہے (۲) بعض اون میں سے نفی صفات کے قایل ہیں (۳) کل عالم کو عرض جانتے ہیں نہ جوہر (۴) حقایق اشیا سے منکر ہیں چنانچہ آگے لاجامے میں بیان اس کا مفصل ہے (۵) قبول ایمان یاس کی قابل ہیں۔ چنانچہ خصوص الحکم میں لکھا ہے فقبضہ (یعنے الفرعون) طاہرا و مطہرا لیس فیہ شئ من الخبث خدا تعالی نے فرعون کو پاک پاکیزہ کر کے قبض کیا اوس میں کسی طرح کا خبث نہ تھا اور جلال الدین دوانی نے اثبات ایمان فرعون میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے (۶) قدم عالم کی قایل ہیں (۷) خدا کی علم بالجزئیات کی منکر ہیں (۸) حقیقت بعثت اجسام کی منکر ہیں (۹) جنبی اور حایض کے آنے کو مسجد میں مباح جانتی ہیں۔ کما قالہا الشیخ محی الدین العربی فی الفصوص حالانکہ علمائے ظاہر ان امور کو کفر اور زندقہ خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن نور الدین نے رد فصوص میں کتاب لکھی ہے اور کشف الظلمت عن ہذہ الامۃ نام رکھا ہے۔ امام ذہبی نے سیر میں لکھا ہے لا ریب آن اکثر عباراتہا لہا تاویل الاکتاب الفصوص حضرت محمد گیسودراز نے شیخ اکبر کی حق میں فرمایا ہے کہ وے یعتج و بحن اد یوح اور شیخ الاسلام نور الدین علی بن عبد الکافی السبکی اور حافظ زین الدین عراقی۔ اور امام نور الدین نے فرمایا ہے کہ ابن عربی اور اس کے تابعین گمراہ ہیں اور طریق اسلام سے خارج ہیں اور حافظ مفتی ابو زرعہ احمد بن عراقی۔ اور شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی اور امام رضی الدین۔ ابوبکر بن محمد بن صالح اور قاضی شہاب الدین وغیرہم نے شیخ اکبر کی تکفیر اور فصوص کی شمول کفریات پر تصریح فرمائی ہے۔ اور ابن مقری نے کہا ہے

* اب مولوی نور احمد صاحب. حضرت حجۃ اللہ کے خدا کے فضل سے مخلص مرید ہیں اور اپنے مخالفانہ رسالہ سے تائب۔ ایڈیٹر

کہ جو کوئی یہود و نصارے اور ابن عربی کی جماعت کی کفر میں شک کرے وہ بلا نزاع کافر ہے اور علامہ محقق علاؤ الدین ابو الحسن قونوی شافعی نے فرمایا ہے لاریب ان الکلام الذی فی الفصوص کفر وضلال انتہے اور دوسری فاضلوں نے مثل شیخ القراء و المحدثین حافظ شمس الدین ابن الجوزی اور قاضی بدر الدین مالکی اور بدر الدین عینے اور قاضی شرف الدین مدلی نے شیخ اکبر اور اسکی جماعت کی تکفیر میں تصریح کی۔ اس بیان سے شیخ اکبر کا مسئلہ وحدت کی نسبت اعتقاد اور اس کی تکفیر میں علماء کا رائے دینا دونوں امر ظاہر ہوگئے ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ میں نے مسئلہ وحدۃ وجود کو کیا سمجہا ہے سو معروض ہے کہ میں اتحاد خلق کا خالق کے ساتھ قائل نہیں ہوں ورنہ یہود و نصارے کا کیا خطا ہے۔ میں خدا کو خالق اور کائنات کو اوس کا مخلوق یقین کرتا ہوں

جواب اصل ہفتم کے میں نے کب کہا ہے کہ گروہ اہل حدیث کی کلمات جنپر اہل مذاہب اربعہ نے کفر کے فتوے دئے ہیں یا دیتے ہیں اون کی نسبت میں بھی ایسا ہی اعتقاد رکہتا ہوں۔ یاد رکھنا چاہیئے میرا انشاء صرف یہ ہے کہ علماء کا باہمی یکدگر کو کافر مقرر کرنا پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے۔ ورنہ جملہ اہل حدیث زمانہ ہذا حسب فتاوائے متلدین کافر مقرر ہو چکے ہیں اور کافر بھی ایسے کہ اگر مسجد میں داخل ہوں تو مسجد ہی پلید ہوجائے مگر اہل حق اُس کو کب معتبر سمجتے ہیں۔ عن ابن عباس انہ قال استمعوا علی العلماء ولا تصدقوا بعضہم علی بعض فو الذی نفسی بیدہ لہم اشد تغائرًا من التیوس فی ذربہا۔ وعن مالک بن دینار یؤخذ بقول العلماء والقراء فی کل شیئ الا قول بعضہم فی بعض اور ذہبی اور فرہبی فرماتی ہیں ان قول الاقران بعضہم فی بعض غیر مقبول کیا امام ابوحنیفہؒ مالکؒ شافعیؒ احمد حنبلؒ اور شیخ ابن تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ پر جرح نہیں کی گئی اور امام بخاری کے انقل کو غیر معتبر نہیں سمجہا گیا شاہ ولی اللہ صاحب کو خارجی اور شاہ اسماعیل شہید کو وہابی اور شاہ اسحاق صاحب کو شکستہ مسائل اور کل اہل حدیث کا لامذہب نام نہیں رکہا گیا۔ پس جسطرح پر بعض کلمات اہل حدیث کی جو موہم معانی کفر متلدین کو معلوم ہوتے تھے اور علماے اہل حدیث نے اون معانی کی شرح کرکے اصطلاحات شریعت اور اطلاقات علماء اسلام کے مطابق کرکے اون کی غلطی واضح کردی ہے۔

ایسا ہی مرزا صاحب کے اعتبارات و اقتباس آیات اصطلاحات شریعت اور اعتبارات صوفیہ کرام کے موافق ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ (۱) خدا نے ان کو نبی کہا (۲) یا وہ احمد رسول ہے (۳) یا ملائکہ کا انبیاء کے پاس اصلی وجود سے آنے کا منکر ہے۔ ان کے جواب میں کہ سکتے ہیں کہ یہ سب تحکم کی باتیں ہیں جو اوس کے ذمہ لگائی جاتی ہیں یا نافہمی سے اوس کا تعاقب کیا جاتا ہے

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ اُس نے کسی جگہ نہیں کہا کہ میں نبی ہو کر آیا ہوں اور جو کہا ہے آنجناب اُس سے ناواقف نہیں وہ کہتا ہے کہ محدث ایک معنے سے نبی ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کہ نبوت کی انواع میں سے بجز مبشرات اور کچہہ باقی نہیں رہا۔ انصاف فرماویں کہ آنحضرت نے اس حدیث میں رؤیا صالحہ پر نبوت کا لفظ اطلاق نہیں فرمایا جب فرمایا ہے تو آپ کے لئے وجہ انکار کیا ہے آنحضرت نے عمر بن خطاب کی نسبت فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ اور حضرت علی کو فرمایا انت منی بمنزلت ھارون کیا یہ الفاظ آنحضرت نے بے معنے فرمائے ہیں یا آں ممدوح الذکر بزرگوں میں کچہہ خواص نبوت پائے بھی جاتے ہیں ذی علم کی شان تو یہ نہیں کہ آنحضرتؐ کے واسطے تجویز کری کہ بغیر کسی مناسبت کے کسیکو کسی لفظ کا مصداق آنحضرتؐ نے ٹھہرا دیا ہے اور اگر بعض خواص کے لحاظ سے کہا ہے تو ایک معنے نبوت کے اون میں پائے گئے جس کے لحاظ سے یہ لفظ اطلاق فرمایا ہے اور یہ اطلاق علماء گذشتہ صوفیہ کرام کے بھی خلاف نہیں۔ رسالہ منصب امامت شاہ اسمعیل شہید کو ملاحظہ فرماویں۔ وہ فرماتے ہیں وایں ولائت مذکور کہ رنگیں باشد برنگ عبودیت و عصمت آنرا ولایت میگویند پس ولایت النبوۃ غیر منصب نبوۃ است چہ منصب نبوۃ مخصوص ست بانبیاء و ایں ولائت النبوۃ اگرچہ بالاصالت در انبیاء یافتہ مے شود فاما بعضے اکابر اولیاء را ہم بہ تبعیت انبیاء ازاں نصیبے بدست مے آید پہر اگر یہ بات مرزا صاحب نے کہدی تو کیا غضب آگیا بایزید بسطامی نے کہا ہے میں آدم ہوں (الی قولہ) میں ہی محمد ہوں شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے لبرم سر داوند کہ

ایں سخن را بمردم برساں لاجرم
برنوح طوفان شد سبب نصر
من بودم آتش بر ابراہیم گلزار گشت
تورات موسے من بودم احیاء عیسے میت
را من بودم قرآن مصطفٰے من بودم و
والحمد للہ رب العٰلمین۔ کیا یہ الفاظ مرزا صاحب کے الفاظ سے کم ہیں۔

شاہ اسمٰعیل شہید نے اور بات اوس کے لگ بھگ کہی ہے وہ یہ کہ صدیق من وجہ مقلد انبیاء مے باشد و من وجہ محقق در شرائع (الی قولہ) پس علوم کلیہ اور ابدو واسطہ مے رسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء اور آنجناب نے بھی اشاعۃ السنۃ میں اس کے موافق بات کہی ہے کہ دونوں الہاموں کا حال و اصول ایک ہے بلکہ سچ پوچھو تو وہ دونوں ایک ہی چشمہ یا منبع کی دو نہریں ہیں پس جس حال میں وہ دونوں ایک ہی چشمہ کی دو نہریں ہیں تو بوجہ تغلیب یا مشاکلت ایک کا نام دوسری پر وارد کردینا کیوں ناجائز ہے حضرت من جب اصل میں شراکت ہے تو نام وارد کردینے کیا ہوجاتا ہے۔ جب الہام کو وحی اعلام آپ کے نزدیک کہدینا درست ہے تو محدث کو بوجہ تغلیب یا یا مشاکلت نبی ناتمام یا حصہ داری تام کہدینا کیوں ناجائز ہے قل ھاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔ دوسری بات کا جواب بالکل آسان ہے کہ اگر مرزا صاحب کی یہ مراد ہے کہ اس آیت میں ومبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میری نسبت پیشگوئی ہے اور احمد کے لفظ سے میں مراد ہوں تو اوس کا جواب وہی ہے جو آپ نے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں باقی آیات مخصوصہ انبیاء کی نسبت دیا ہے جس سے مرزا صاحب مخاطب کئے گئے ہیں وہ یہ کہ قرآن مجید میں تو احمد سے مراد محمد الرسول اللہ ہیں اور جب اللہ تعالے نے مرزا صاحب کو اس سے مخاطب فرمایا تو اس خطاب میں (نہ قرآن میں) وہ اپنے آپ کو مراد رکھتے اور مخاطب سمجہتے ہیں۔ اور رسول کے لفظ سے لغوی معنے مراد لیتے ہیں نہ اصطلاحی اس قسم کی شمول کی مثال نواب صدیق خانصاحب کے کلام میں ہی پائی جاتی ہے۔ جنکو آنجناب مجدد الوقت مقرر کرچکے ہیں اُنہوں نے زیر حدیث لاینبغی لصدیق ان یکون لعانًا اور اوسی کے باقی روایات کے زیر نقل فرمایا ہے

بعموم خود اگرچہ شامل جملۂ
اما در دو نام محرر سطور رانہا
ر وارشادے آخر دار دانستے دیکھئے

نواب صاحب مرحوم صدیق کے لفظ میں بمناسبت اسمی اپنا شمول سمجھتے ہیں اور اس پر خوش ہوتے ہیں تیسرے بات کی تحقیق یہ ہے کہ اصلی وجود جبریل علیہ السلام کا تو وہ ہے جو آنحضرت صلعم نے پہلے افق اعلے اور دوبارہ سدرۃ المنتہے پر دیکھا ہے لیکن سوا اس کے بعض اوقات جو آنحضرت کے پاس چھوٹے جسم میں نمودار ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ اعرابی کی صورت میں یا واقعہ بدر میں اسپ سوار صحابہ کو دکھائی دئے اُس کی نسبت علمائے حدیث کے دو تین مذہب ہیں چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں تیمثل لی الملک رجلًا کی شرح میں لکھا ہے کہ امام الحرمین نے کہا ہے تمثل جبریل اسطرح پر ہے کہ اوس کے خلقت مین جو زیادتی ہے خدا تعالیٰ اوس کو فنا یا دور کر دیتا ہے پھر اوس کو دوبارہ دیدیتا ہے ابن عبد السلام نے دور کر دینے پر یقین کر لیا ہے اور شیخ الاسلام نے کہا ہے جبریل کا حال صرف اتنے میں منحصر نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ جبریل اصلی شکل میں آتا ہو مگر سمٹ کر آدمی کی قدر رہجاتا ہو اگر سمٹنا چھوڑ دے تو پھر اتنا ہی ہو جاتا ہے جیسے روئی دہنکے ہوئے ہاتھ سے دبائی جائے تو چھوٹی ہو جاتی ہے امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ فرشتے کا آدمی بن جانا ان معنے کا نہیں کہ وہ ملکیت چھوڑ کر انسانیت کی طرف انقلاب کر لیتا ہے۔ بلکہ یہ کہ وہ مانوس کرنے کو اس صورت پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ انتہیٰ مترجمًا ملخصًا۔ آنحضرت غور فرماویں کہ علماء اسلام نے تمثل ملک کی تاویل میں کسقدر طبع آزمائی کی ہے ان اقوال کی نقل کرنے سے یہ غرض ہے کہ علماء اسلام جو معنے چاہیں اختیار کریں مگر اسمیں اصلی وجود کے آنیکا انکار ہے کیونکہ اصلی وجود اوس کا تو وہ ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے بڑے مہیب الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ اور حدیث میں اوس کا چھ سو بازو بیان کیا گیا ہے جس نے افق کو مسدود کر دیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ اس جل جلاؤ میں اگر مرزا صاحب نے کہدیا کہ تمثل کے معنے ملائکہ کی عکسی تصویر یہانتک تصحیح کی جو دیکھنے والے کے خیال میں متمثل ہو جاتے ہیں تو کیا غضب آگیا وہ عکسی تصویر ہے تو جبریل کے کسی غیر کی تو نہیں جیسے آئینہ میں دیکھنے والے کی تصویر متمثل ہو جاتے اور وہ اسکے تصویر ہوتی ہے نہ غیر کی اسمیں ملائکہ کے اصلی وجود سے انکار نہیں جو موجب کفر ہو بلکہ اون کی کیفیت نزولی میں دخل دیا گیا ہے اور اون کا نزول بالکنہ شریعت میں منصوص نہیں والّا نہ علمائے اسلام کو اُس کے معنے و تاویل میں کیوں اسقدر تشویش ہوتی غیر منصوص امر کی کیفیت میں دخل دینے سے کس کس کو کافر بناویں گے علمائے متکلمین نے جنّات کی تمثل کی نسبت کہا ہے کہ وہ محض تخیل ہے چنانچہ فتح الباری میں ہے تواردت الاخبار تتطورھم فی الصور واختلف اھل الکلام فقیل ھو تخیل فقط ولا ینتقل احد عن صورتہ الاصلیۃ وقیل بل ینتقلون لکن لا باقتدار ھم علے ذلک بل بضرب من الفعل اذا فعلہ انتقل کالساحر وھذا قد یرجع الی الاول وفیہ اثر عن عمر اخرجہ ابن ابی شیبۃ باسناد صحیح ان الغیلان ذکروا عند عمر فقال ان احدًا لا یستطیع ان یتحول عن صورتہ التی خلقہ الیہ علیھا ولکنھم لھم سحرۃ کسحرتکم فاذا رایتم ذلک فاذنوا انتہی۔ دیکھئے کہ اہل کلام بھی جنات کی تطور کو محض تخیل قرار دیتے ہیں پھر آپ کتنے لوگوں کو کافر کافر کہیں گے اور حضرت عمرؓ نے تو ایک اصل مقرر کر دیا ہے کہ کسی کو طاقت نہیں کہ جس صورت پر خدا نے اُس کو پیدا کیا ہے اوس بدل کرے الغرض تمثل ملائکہ کی نسبت یہ بھی ایک قول ہے آپ اُس کو ضعیف مذہب قرار دے لیں کیا عذاب قبر کی نسبت اور حیات عقارب قبر کی نسبت تین مذہب نہیں تیسرا یہ کہ عذاب قبر کو خواب کے وقائع کی مانند خیال کیا جاتا ہے چنانچہ امام غزالی سے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں نقل فرمایا ہے شاید مرزا صاحب نے یہ مسلک اسواسطے اختیار کیا ہے کہ مسائل شرعیہ کے تقریب اذہان فلسفہ والوں کی طرف کریں وانما لکل امرئ ما نوی۔ علیٰ ھذا القیاس جتنے امور موافق قرار داد سلف صالحین ہو سکتے ہیں کر لیں اور جو نہیں ہو سکتے اون کو اجتہادی خطا سمجھیں۔ ؎

میاں جی چناں کن برائے صواب
کہ ہم سیخ بر جا بود ہم کباب

مگر یاد رہے کہ مرزا صاحب اس تخیل سے ایسا تخیل مراد نہیں رکھتی جو امور وہمیہ کی حدتک پہنچا ہوا ہو بلکہ مثالی اجسام کا تخیل مراد رکھتی ہے چنانچہ رسالہ توضیح مرام میں اثناء کلام میں صریح الفاظ کہہ چکے ہیں کہ یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل دکھائی دیتے ہیں اس طرح کے خیالی و مثالی عالم کی کل صوفیۂ کرام قائل ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک باب عالم مثال کا باندہا ہے اور کتاب و سنت سے اُس کو مدلل فرمایا ہے باب ذکر عالم مثال اعلم انہ دلت احادیث کثیرۃ علی ان فی الموجود عالمًا غیر عنصری یتمثل فیہ المعانی باجسام مناسبۃ لھا فی الصفۃ و تحقق ھنالک الاشیاء قبل وجودھا فی الارض نحوًا من التحقق فاذا وجدت کانت ھی ھی بمعنی من معانی ھو ھو وان کثیرًا من الاشیاء مما لا جسم لھا عند العامۃ تنتقل وتنزل ولا یراھا جمیع الناس انتہی۔

جواب اصل ہشتم مسیح نہ ماننے پر ہلاکت کا ڈر نہیں سنایا جاتا بلکہ ایذا رسانی کی وجہ یا احتمال سے ؎

چو کردے با کلوخ انداز پیکار
چناں داں کاندر اماجش تستی

جواب اصل نہم کفر اعتقادے کی نسبت مزید اہتمام اس امر کو مستلزم نہیں کہ کفر عملی کی مرتکب خاص اشخاص کو کبھی عمر بھر میں ایکدفعہ بھی خارج از اسلام نکیا جاوے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے مانعین زکوٰۃ کو اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلفین غزوہ تبوک کو کیا تھا باوجودیکہ کفر عملی ضرر کی روسے کفر اعتقادی سخت زیادہ ہے اگر کوئی شخص سو برس چوری کرنیکا یا ناحق خون کرنیکا اعتقاد رکھے تو اوس سے ایسا ضرر متصور نہیں جیسا انکی ارتکاب سے ضرر نمایاں ہوتا ہے مثلاً یزید پلید نے جبتک حضرت امامین کو شہید نہ کروایا تھا تو اوس کی سلطنت سے کیا ضرر متصور تہا اور جب اس جرم کا مرتکب ہوا تو کیا مصیبت پیش آئی مگر افسوس کہ علماء یزید کو کافر کہنا بجائے خود اوس پر لعنت کرنا روا نہیں رکھتی حالانکہ وہ ظالم زانی شرابی دائمی مخمور

فاسق محارب اللہ و رسول کا تھا لیکن ایک شخص حامی اسلام کو خود کافر کہتی اور بیچارے عوام لوگوں کو تکفیر پر مجبور کرتے ہیں۔

جواب ۱۰ اصل دہم اس جرح و تکفیر سے وہ جرح و تکفیر مراد ہے جو ارکان اسلام بجا لانے والوں کی نسبت کیا جاتا ہے مرزا صاحب کی اسمیں خصوصیت نہیں یا یوں کہئے کہ شطحیات صوفیہ کے نسبت کلام ہے ایک جم غفیر علماء حنفیہ سے اسمیں خلاف رکھتا ہے مجدد الوقت نواب صدیق حسن خانصاحب مسئلہ وحدۃ الوجود کی تحقیق کے بعد فرماتے ہیں۔ و بر کفر تا دیل آشنا رسے از علم نیست اور امام شوکانی سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے بعد از چہل سال کامل شیخ اکبر کے تکفیر سے رجوع فرمایا کیا آپ کے مکفرین میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو نواب صاحب مرحوم کا اور علامہ شوکان کا ہم پلہ ہوا ور شیخ مولانا مولوی صاحب غلام علی صاحب مرحوم ان امور سے بری ہیں کیونکہ وہ باوجود تقاضائے حال اور با وصف تکفیر مولوی عبدالرحمٰن صاحب ساکن لکھوکے مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتے تھے اور خود بدولت آنجناب کو اس بات کا اشاعۃ السنہ میں اقرار ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔

جواب ۱۱ اصل یازدہم اشاعۃ السنہ کی ایک ایک لفظ سے مرزا صاحب کا ملہم ہونا ٹپک رہا ہے آنجناب نے دن کو رات تو کہدیا ہے مگر سورج کو کہاں چھپا سکتے ہیں یادداشت کے طور پر دو مقام کی نقل کرتا ہوں انصاف فرمائیگا آنجناب ص ۶ اشاعۃ السنہ جلد ہفتم براہین احمدیہ کے ریویو میں فرماتی ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کے نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئے اور آئیندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرًا اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلی مسلمانوں میں بہت ہے کم پائی جاتی ہے ہماری ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھی تو ہم کو کم سے کم ایک کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائی مخالفین اسلام خصوصًا فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہے اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کے نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کے نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کی علاوہ نصرت حالی کا بھی بیڑا اوٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آنکر اوس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو۔ مگر افسوس صد افسوس کہ سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی سے بعض مسلمانوں نے انکار کیا ہے اور برطبق وتجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان مؤلف کے مقابلہ میں کفران کر کے دکھا دیا اون کی اس انکار و کفران کا مورد و موجب مؤلف کتاب کے وے الہامات ہیں جو اس کتاب کے اخص برکات سے ہیں انتہے حضرت من کیا اپنی کوئی جگہ تاویل کرنے کے چھوڑی ہے ہرگز نہیں عبارت ہذا میں بعض مسلمانوں سے مولوی غلام علی صاحب اور اون کے تابعدار اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد پسران مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لودھیانوی کے پیرو کار مراد ہیں جو پہلے مرزا صاحب کے الہام کے مخالف نکلے۔ جو آپ کے نزدیک اخص برکات سے ہی کیا آپ بھی ان دنوں منکروں میں داخل تھے۔ اگر اس شق کو قبول فرماتے ہیں تو ان مولویوں پر تو آنجناب صد افسوس کرتے ہیں آپ پر ہزار افسوس کرنا چاہیئے کہ یہ بات کہنے کو تھی کرنے کو نہ تھی اور اگر آپ اُسوقت مرزا صاحب کے الہام کے قائل تھے تو میرے مدعا کا آنجناب نے خود بدولت اقرار کیا۔ پھر اسوقت انکار کی کیا وجہ ہے یہ لفظ کہ اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو اس سے بڑھ کر ہے اسی سے تو صاف ثابت ہوا کہ آریہ سماج ساکنان قادیاں کو ان الہامات کا تجربہ و مشاہدہ ہو چکا ہے جس کی آپ تصدیق کرتے ہیں پھر چشم دید ماجرا کے گنجائش کہاں رہی اگر اشاعۃ السنہ میں اس بحث کو جگہ دینی کا ارادہ ہو تو وہ ساری عبارت نقل فرمائیگا پبلک خود فیصلہ کرے گی۔ اب دوسرا مقام نقل کیا جاتا ہے ہر چند قبل تسلیم الہام مؤلف یہ الہامات انگریزی زبان اون لوگوں پر حجت نہیں ہو سکتے مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور ایسی بات کو کہ مؤلف براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا اے۔ بی۔ سی کی صورت تک نہیں پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو جو جنپر کوئی خود قادر نہیں ہے انصاف کی نظر سے دیکھینگے تو انصاف اون کو ان الہامات تسلیم پر مجبور کر دیگا۔ اسوقت اون کو اس مسئلہ قدیمہ شریعت محمدیہ کا بمشاہدہ الہام سے ثبوت ملیگا انتہے۔

آنحضرت پر روشن ہو کہ جس حال میں مرزا صاحب کا الہام انگریزی نیچریوں اور فلسفیوں کو مجبور کرتا ہے اور انپر حجت ہوتا ہے باوجودیکہ وہ ایسی باتوں سے ذرہ بھی مانوس نہیں۔ تو آنجناب کو جو ان امور کے تہ دل سے ایماندار اور قلم اور زبان سے مرزا کے مددگار ہیں آپ کو مجبور نہیں کرتا اور آپ پر حجت نہیں ہوتا اور یہ لفظ کہ مشتمل اخبار غیب کو جنپر کوئی بشر بذات خود قادر نہیں پہلے سے بمراتب زیادہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ الہامات قضایا قیاسا تھا معہا کا درجہ رکھتے ہیں۔ فرمائیے کہ اب وہ اخبار غیبیہ پوشیدہ ہو گئی ہیں جو آنحضرت نے اوسکا انکار فرمایا ہے خدا کو حاضر ناظر جانکر انصاف سے جواب دیجئےگا باقی رہی یہ بات کہ اشاعۃ السنہ میں کہا گیا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ واقعی وہ ولی یا ملہم ہے یا نہیں ولی را ولی مے شناسد ہم ولی نہیں کہ اوس کے ولی ہونے کی شہادت قطعی دیں بالکل بودا عذر ہے (۱) ولی سے آپ کی کیا مراد ہے قرآن مجید میں بحکم ان اولیاءہ الا المتقون جس میں اتقاء کی صفت پائی جاوے اوس کو ولی کہہ سکتے ہیں کیا آنحضرت اوسکو اوسوقت متقی نہ جانتے تھے اگر متقی نہیں تو ایسے شخص کی حمایت میں کیوں آپ نے اوقات کا اور لوگوں کے اعتقاد کا خون کیا اور اگر متقی جانتے تھے تو ناشناسی کا عذر کیوں کرتے ہیں (۲) ولی سے مراد اگر کوئی اور معنے ہیں جو معنے مذکور سے اپنے اندر شئے زائد رکھتے ہیں تو فرمائیے کہ اب آپنے وہ رتبہ ولایت کا حاصل کر لیا ہے۔ جو اوس کو کافر کافر کہہ اوٹھے ہیں اب بھی وہی بات رہنے دیں ولی را ولی مے شناسد مردوں کے بول پورے ہونے چاہئیں جب آنحضرت اعانت اور اقرار کی حالت میں نہیں پہچان سکے تو اب مخالفت و انکار کی حالت میں کسطرح پہچان سکتے ہیں۔ کیا اب آپکو الہام کا ذاتی تجربہ ہو گیا ہے (۳) اگر ولی کو ولی پہچان لیتا ہے تو اوسوقت آپ نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب صوفی صافی اور مولانا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور اخی فی اللہ مولوی عبدالحق صاحب

نبوی اور باقی اہل ولایت وتصوف اولاد امجاد واتباع مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم کا کیوں کہا نہ مانا یہ سب ولی وصوفی اسوقت اذان واعلان دے رہے تھے کہ یہ شخص کافر اور مخالف شریعت محمدی ہے آخر وہی آپ نے مانا جو اونہوں نے پہلے فرمایا تھا ایک کامل ولی اللہ مولوی غلام علی صاحب فراست ایمان سے اس کے دعاوی مخادی پر محققانہ گفتگو کرتے تھے اون کا بھی آپنے قدر نہ جانا اقرار انکار کی حالت میں اپنی فصاحت سے اونکو نشان گما و بنا رکھا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جواب[۱۲] اصل دوازدہم میرے کلام نفی اثبات میں دائر ہے جو آپ کی حاجت غرضیانی غرض ہونے بر نص نہیں ہاں ایک تنک جناب کی تسلیم سے منصوص ہو سکتے ہیں سوا آپکے کلام سے کارروائی کا بے غرض ہونا مفہوم و مشرح ہے اسواسطے وہ قابل پذیرائی ہے اور اس بات کو جو آنحضرت نے بدگمان ٹہرایا ہے یہ آپ کا تحکم ہے کیا حضرت عمرؓ بن خطاب نے حالت اضطراب میں الست برسول اللہ نہیں کہدیا تھا۔ کون کہتا ہے کہ اونہوں نے یہ بدگمانی کی راہ سے کہا تھا اون کی مرضی ولی تحقیق حق و حقیقت اوس امر کے تھی سو یہی نیت اس عاجز کی ہے انما الاعمال بالنیات۔

جواب[۱۳] سیزدہم پچھلی کارروائی پہلے کی ضد ہے کیونکہ پہلے اوس کو ایک بے نظیر مسلمان صاحب وحی تسلیم کیا گیا ہے اور پچھلی اشاعت میں کافر غیر ملہم یہ دو صفتیں متضاد وہ یکدگر ایک شخص واحد میں بحالت واحدہ یعنے اقرار ایمان واسلام و آدائے اعمال شریعت خیر الانام بعض اختلافات الہام مقبول جناب یا اجتہادیہ کی وجہ سے کیونکر جمع ہو سکتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ اب وہ کافر مرتد ہے اور اسلام کا درپردہ دشمن ہے یہ عین مدعا زیر بحث ہے جس کی نسبت وجوہات معلومہ تحریر خدمت عالی ہوئے ہیں یہ عین مدعا اس اصل موضوع کے جز کیونکر بن سکتا ہے اور اوس کا موقوف علیہ کیونکر ہو سکتا ہے درپردہ دشمنی اوس کی آپ کو کسطرح معلوم ہو گئی ہے اگر بشہادت مفاہیم اس کے عبارات کی ایسا خیال کر لیا ہے تو منطوق اقرار تصدیق ایمان بخدا و رسول کے مقابلہ میں یہ خیال قابل اعتماد و اعتبار نہیں اس سے بڑھ کر عملی کفر والوں کے بداعمال آنحضرت رات دن مشاہدہ کر رہے ہیں۔ تسپر قلم اور زبان کو کیوں روک رکھا ہے لازم ہے کہ باتفاق رائے علمائے عرب وعجم ایک ایک کو خارج از اسلام کر لیں عملی کفر والوں کی اعمال کی تو کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی مرزا کی تاویلات تو پھر بھی اپنا محل پیدا کر سکتے ہیں۔ پھر ایسی پچھلی کارروائی میں کیوں سرگرمی انکار ہے گویہ ہی ثابت ہو جائے کہ سابق حمایت کے وقت اوس نے جو کچھ کہا ہے اب صرف اس کی شرح و تفصیل کر رہا ہے کیا براہین میں یا علیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی موجود نہیں اگر فرمادیں کہ اوس کے روباہ بازیوں کی اُس وقت سمجھ نہیں آئی تھی تو حضرت من اسوقت آپکا اوس کو دجال کہنا زیبا نہیں جیسے نہ صرف آپ کو بلکہ ہندوستان بھر کے علماء کو دہوکہ دیا وہ بالفرد اسرار الٰہیہ میں سے مظہر لطیفہ ربانی ہو گا

جواب[۱۴] اصل چہاردہم مرزا جی کی عمدہ کارروائی وہ ہے جو آپ نے اشاعۃ السنہ میں باقرار خود بھی بے غرضانہ حالت میں ذکر کی ہے یعنے تصنیف براہین احمدیہ جس کی نظیر باقرار جناب آج تک تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں جس میں اوس نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وعلمی ولسانی کی علاوہ نصرت حالی کا بیڑہ اوٹھالیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا کارروائی ہوگی جسکا آپ کو اقرار ہے والفضل ماشہدت بہ الاعداء

جواب[۱۵] اصل پانزدہم برخلاف اس کے اوس کی کارروائی جس کو آپ بحق اسلام مضر سمجھتے ہیں اور اس جیسے کارروائیاں پہلے صوفیہ کرام نے نہیں کی تو مذکور فرماویں تا کہ اوس سے استفادہ کیا جاوے اگر یہی عقائد ہیں جو بظاہر خلاف شریعت معلوم ہوتے ہیں تو پہلے صوفیہ کرام سے بہزاران کا کم ہے اس میں مرزا صاحب کے خصوصیت ہے کیا بحق اسلام مضر ٹھہریں گے نہ صرف مرزا صاحب اور اگر کوئی اور ایسے چند امور ہیں جو اونکا اعمال حمایت اسلام تک نہیں پہنچ سکتا اور آنجناب اون کو خلاف شریعت سمجھتے ہیں تو پھر اس روایت حقیہ پر نظر ڈالیں جو آپنے سندًا یا الزامًا اشاعۃ السنہ میں درج کی ہے کہ جب تک کے کلام کے معنے موافق ہو سکتے ہوں اوس کے قائل کی تکفیر بعض معانی کفر کے نظر سے جائز نہیں حتیٰ کہ بعض کتابوں میں یہ بھی لکہا ہے کہ اگر ایک کلام کے ننانوے وجوہ وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اس وجہ اسلام اوس کے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے۔ بہ نظر اون وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہیں انتہے۔

میرے خیال ناقص میں کچھ چند امور متعلقہ دجال و نزول مسیح و وفات وحیات مسیح بہمہ وجوہ خلاف قرار داد سلف صالحین معلوم ہوتے ہیں مگر یہ خلاف فی بصورت عدم تسلیم اون کے ملہم ہونیکے ناشئے از اجتہاد ہوگا اور مجتہد مخطی مسلمان ہوتا ہے نہ کافر بلکہ مستحق ایک حصہ اجر ولو اب کا اور آنجناب تو اوس کو ملہم مان چکے ہیں۔ اور الہام آپکے اور بعض محدث صوفیوں کی نزدیک اجتہاد سے بڑہ کر مرتبہ رکھتا ہے بلکہ اوس کے ذریعہ سے تصحیح احادیث ہو سکتے ہیں بہتیری حدیثیں محدثین کے نزدیک موضوع یا ضعیف تو کیا مرزا صاحب کے الہام سے ایک روایت جس کے سبب توفی کو قبض کے معنے پر محمول کیا جاتا ہے (اگر وہ پہلے سے صحیح ہے) تو ضعیف یا موضوع قرار نہیں دے سکتے جائے انصاف اور غور کا مقام ہے پھر اشاعۃ السنہ تو اسکا فتویٰ دیتی ہے اب آپ اُس سے رجوع کر لیں تو علیحدہ بات ہے۔ حضرت اقدس اس زمانہ میں عارف کامل ہونے کا درجہ رکھتے ہیں کسی عارف نے سبحانی ما اعظم شانی کہدیا ہوا ہے۔ اگر اونہوں نے انا المسیح زمانی کہدیا تو کیا قباحت ہوگی فقط والسلام۔

خاکسار نور احمد از ننگل ۱۱ ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء

دربار شام

۹ جولائی ۱۹۰۳ء

قبر مسیح اور عیسائیوں کا اقرار بعض عیسائی اخباروں نے مسیح کی قبر واقعہ کشمیر کے متعلق ظاہر کیا ہے کہ یہ قبر مسیح کی نہیں بلکہ ان کے کسی حواری کی ہے اس تذکرہ پر آپ نے فرمایا کہ اب تو ان لوگوں نے خود اقرار کر لیا ہے کہ اس قبر کے ساتھ مسیح کا تعلق ضرور ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اون کے کسی حواری کی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مسیح کی ہے اب اس قبر کے متعلق یہ تاریخی صحیح شہادت ہے کہ وہ شخص جو اس میں مدفون ہے وہ شہزادہ نبی تہا اور قریبًا انیس سو برس سے مدفون ہے + عیسائی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسیح کا حواری تھا اب ان پر یہی سوال ہوتا ہے اور اونکا فرض ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مسیح کا کوئی حواری شہزادہ نبی کے نام سے بھی مشہور تھا۔ اور وہ اسطرف آیا تھا۔ اور یہ یقینًا ثابت نہیں ہو سکتا پس اس صورت میں بجز اس بات کے ماننے کہ یہ مسیح علیہ السلام کی ہی قبر ہے اور کوئی چارہ نہیں +

دربارِ شام

۴ - جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

استفسار تعویذ کا باندھنا یا دم وغیرہ کرانا کیسا ہے بجواب حضرت اقدس نے حضرت مولوی حکیم نورالدین کیطرف مخاطب ہوکر پوچھا کہ آپ نے احادیث میں اس کے متعلق کچھ پڑھا ہے عرض کیا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جب کبھی جنگوں میں جایا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک پگڑی یا ٹوپی میں رکھ لیا کرتے تھے اور آگے کی طرف لٹکا لیتے اور جب ایک دفعہ آنحضرتؐ نے سر منڈوایا تو آدھے سر کے کٹے ہوئے بال ایک شخص کو دیدئے اور آدھے دوسرے حصہ کے باقی اصحاب کو بانٹ دئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات جُبّہ شریف دھوکر مریضوں کو بھی پلایا کرتے تھے اور وہ شفایاب ہوجایا کرتے تھے ایسا ہی ایکدفعہ ایک عورت نے آپکا پسینہ بھی جمع کیا۔

یہ سب سنکر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان تعویذ و دموں کی اصل کچھ نہ کچھ ضرور ہے جو خالی از فائدہ نہیں۔

میرے الہام میں جو ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اس سے بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تو ہوگا جو بادشاہ ایسا کرینگے اصل بات یہ ہے کہ ان باتوں کی بنا محبّت و اخلاص پر ہے۔

صادقوں کی نکتہ چینی کرنیوالوں کے متعلق فرمایا کہ بزرگوں کے معائبہ پر نظر کرنے سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے

۶ - جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

نکتہ۔ مسیح موعود وہ ہے جو لفظ منکم میں وعدہ دیا گیا ہے جیسے وعداللہ الذین آمنوا منکم وعمل الصالحات۔

۸ - جولائی سنہ ۱۹۰۳ء مذا الملم الدین

جو اپنے آپ کو ہدایت کنندہ قوم لال بیگیاں مشہور کرتا اور حضرت مسیح موعود کے سخت ترین دشمنوں سے تھا ۶ - جولائی کو فوت ہوگیا چنانچہ اسکے جنازہ پر یکی طور پر ہمارے معزز و مکرم دوست سید محمد علی شاہ صاحب بھی چلے گئے اور جنازہ پڑھ لینے کے پیچھے آپ کو اپنے اس عمل پر تاسف ہوا اور آپ نے ذیل کا توبہ نامہ شائع کیا جو ہم ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لیے درج کرتے ہیں۔

کہ میں بذریعہ توبہ نامہ ہذا اس امر کو شائع کرتا ہوں کہ میں نے سخت غلطی کی ہے اور وہ یہ کہ میں نے غلطی سے مرزا امام الدین کا جو ۶ - جولائی کو فوت ہوا ہے اور جس نے اپنی کتابوں میں ارتداد کیا ہے جنازہ پڑھا پس میں بذریعہ اشتہار ہذا یہ توبہ نامہ شائع کرتا ہوں اور ظاہر کرتا ہوں کہ میں امام الدین اور ان لوگوں سے بیزار ہوں جو اوس کے جنازہ میں شامل ہوئے اور بالآخر میں نماز جنازہ واپس لیتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں خاکسار محمد علی شاہ ....

....

اسپر فرمایا کہ کوئی شخص کسی بات پر ناز نہ کرے فطرت انسان سے الگ نہیں ہوا کرتی جس فطرت پر انسان اول قدم مارتا ہے پھر وہ اس سے الگ نہیں ہوتا یہ بڑے خوف کا مقام ہے حسن خاتمہ کے لیے ہر ایک کو دعا کرنی چاہیئے۔

عمر کا اعتبار نہیں ہر شے پر اپنے دین کو مقدم رکھو زمانہ ایسا آگیا ہے کہ پہلے تو خیالی طور پر اندازہ عمر کا لگایا جاتا تھا مگر اب تو یہ بھی مشکل ہے دانشمند کو چاہیئے کہ ضرور موت کا انتظام کرے۔

میں اتنی دیر سے اپنی برادری سے الگ ہوں میرا کسی نے کیا بگاڑ دیا خدا تعالیٰ کے مقابل پر کسی کو معبود بنانا نہیں چاہیے ایک غیر مومن کی پرا پرسی اور ماتم پرسی تو حسن اخلاق کا نتیجہ ہے لیکن اوس کے واسطے کسی شعائر اسلام کو بجالانا گناہ ہے مومن کا حق کافر کو دینا نہیں چاہیے اور نہ منافقانہ ڈھنگ اختیار کرنا چاہیئے خدا تعالیٰ کی ذات گو مخفی ہے مگر اس کے انوار ظاہر ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مخفی نہیں کامیابی اور خوشی کی موت تمام نبیوں سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے موسیٰ بھی کامیاب ہوئے لیکن موت نے ان کو بھی سفر میں ہی آلیا دل میں تمنا ہوگی کہ اس سرزمین میں پہنچوں مگر وہ پوری نہ ہوئی مسیح کی موت پر خیال کیا جاوے تو اس میں نہایت درجہ کی ناکامی ہے کل ۱۲ حواری تھے کسی کو بہشت کی کُنجیاں ملنے کا وعدہ تھا وہ نہ ملیں ایک نے تیس روپیہ نقد دے کر گرفتار کروا دیا دوسرے نے لعنت بھیجی اگر یہ مان بھی لیں حضرت عیسےٰ آسمان پر ہی چڑھ ہی گئے ہونگے خوشی اور کامیابی کی موت تو نصیب نہ ہوئی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دُنیا میں آنا اور پھر وہاں سے رخصت ہونا قطعی دلیل آپ کی نبوت پر ہے آئے آپ اسوقت جبکہ زمانہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا مصداق تھا! اور ضرورت ایک نبی کی تھی ضرورت پر آنا بھی ایک دلیل ہے اور آپ اسوقت دنیا سے رخصت ہوئے

جب اذا جاء نصراللہ کا آوازہ دیا گیا اسمیں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ کس قدر عظیم الشان کامیابی کے ساتھ دُنیا سے رخصت ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ فوج در فوج لوگ داخل ہو رہے ہیں فسبح بحمد ربک یعنی وہ رب جس نے اسقدر کامیابی دکھلائی اس کی تسبیح و تحمید کر اور اور انبیاء پر جو انعامات پوشیدہ ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھول دئے گئے اور رحمت کے تمام امور اجلیٰ کر دئے کوئی بھی مخفی نہ رکھا اس حمد کا ثبوت اس آخری وقت پر آکر دیا احمد کے معنے بھی حمد کرنیوالا دنیا میں کوئی آدمی بھی ایسا نہیں آیا جو اتنی بڑی کامیابی اپنے ساتھ رکھتا ہو لذت و سرور کی موت اگر ہوئی ہے تو فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ہوئی ہے اور دوسرے کسی نبی کو بھی میسر نہیں ہوئی یہ خدا کا فضل ہے اسلئے آپ کی عصمت کا یہ ایک بڑا ثبوت ملتا ہے۔

جیسے طبیب اسے کہتے ہیں جو علاج کرکے مریض کو اچھا کرکے دکھلا دیوے ویسے ہی لا الہ الا اللہ سے ہر ایک روحانی مرض کا علاج کرکے آپ نے دکھلایا اور اس لئے دوسری تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ بھی معلوم ہوتی ہیں۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الیوم یئس الذین کفروا آج کافر کی ناامید ہوگئی گویا آپکو کامیابی کے اس اعلیٰ النقطہ تک پہنچا دیا کہ کافر نامراد ہوگئے کیا انجیل میں اس کے مقابل کوئی آیت ہے ہرگز نہیں مسیح علیہ السلام کو تو فقط ایک یہودیوں کی اصلاح سپرد تھی اور یہ کوئی مشکل کام نہ تھا مگر ضعف کی بات ہے کہ کوئی بات بھی پوری نہ ہوئی اول اسکو بادشاہت کا وعدہ دیا تو پھر کہہ دیا کہ وہ آسمانی بادشاہت ہے ایلیا کی بات پیش کی تو وہ ایسی کہ خود یحییٰ نے ایلیا ہونے سے انکار کیا

پھر دیکھئے کہ مسیح کی گرفتاری کے لئے آدمی آگئے دو گھنٹہ کے اندر ہی اندر اُنکو گرفتار کرلیا اور

گا ہے اپنے دل سے یہ تسلی نہیں پاتا کہ وہ لوگ اس کار براری کا ذریعہ ہو سکیں کیونکہ قریبًا اکثر لوگ اُن میں سقیم الحال اور مسکین اور تنگدست اور تنگ حال ہیں اور بعض شاید ادنیٰ درجہ کے وسعت رکھتے ہوں مگر ان کے لئے یہ سوال ابتلا اور آزمائش ہوگا جس سے ان کی حالت کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ آجکل کی طبیعتوں میں سوء ظن بہت ہے۔ جنہوں نے بیعت کی ہے بالفعل ان کی اسم نویسی ہوگئی ہے ابھی میرے پر نہیں کھلا کہ ان میں سے واقعی طور پر سچا معتقد اور مخلص کون ہے اور پھسلنے والا اور لغزش کھانیوالا کون ہے۔ البتہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا دو تین برسوں تک ایسے آدمیوں کا گروہ پیدا ہو جاوے گا جو سچا اخلاص رکھتے ہوں تب وہ اسلام اور مسلمانوں کے کام آویں گے ابھی ان کچے حالات والوں کو ٹٹولنا فراست ایمانی سے بعید ہے میرا دل صاف شہادت دے رہا ہے کہ ابھی یہ لوگ کوئی کام نہیں کر سکتے مجھے آپ کے کام میں دل و جان سے دریغ نہیں۔ مگر جو طریق ہونہار نظر نہیں آتا بلکہ اوس میں فساد دکھلائی دیتا ہے اوس کا اختیار کرنا آپ کے لئے کچھ مفید نہیں لوگ ابھی نہایت کچے ہیں اور ادنیٰ خیال سے بگڑنے پر مستعد اور نیز روحانی تعارف مجھ سے نہیں رکھتے بہت باتیں ایسی بھی ہیں جو اس خط میں قابل تحریر نہیں اگر آپ روبرو ہوں تو آپ پر ظاہر کی جائیں۔ اس لئے بالفعل یہ راہ مسدود ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو کسی وقت کھل جائیگا۔ خدائے واحد جلشانہ شاہد ہے کہ اس عاجز کو آپ کی نسبت نہایت دلسوزی و ہمدردی ہے مگر آپ پر یہ آزمائش کا وقت ہے کہ کامیابی کی راہ میں مشکلات ہیں آپ سب طرف سے یاس کلی کر کے خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور استغفار بہت پڑھیں مجھے کبھی کبھی اپنے حالات سے اطلاع دیتے رہیں اگرچہ وہ ہندو و مسلمان ہونے پر کیسا ہی مستعد معلوم ہو مگر میری رائے میں بہتر ہے کہ اُس سے بھی قطع امید کر کے اپنے مولا غفور الرحیم پر نظر رکھیں تا وہ کوئی راہ پیدا کرے میں آپ کے لئے سوچ میں رہتا ہوں خدا تعالیٰ چاہے گا تو کوئی راہ پیدا کرے گا اس پریشانی سے جو آپ لاہور میں گذارتے ہیں اگر آپ میرے پاس رہتے تو بہتر تھا مجھے آپ کے بارے میں دل میں درد اور فکر ہے مگر ایمانی غیرتمندی کی وجہ سے ایسے لوگوں کی طرف دامن سوال پھیلانے سے کارہ ہوں جن کی محبت خلوص و اعتقاد میں مجھے کمال درجے کا شک اور ان کے بگڑ جانے کا قریب قریب یقین کے گمان ہے خصوص ان دنوں میں جو ہر طرف سے فتنے اور سوء ظن کی آوازیں سنتا ہوں مگر یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جلد ایسے لوگ میرے گروہ میں داخل کرے گا کہ جو اسلام اور مسلمانوں کے کام آویں گے آخر اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ یا الہ العالمین اپنے عاجز بندے خدا بخش پر بخشش اور رحمت فرما کہ آخر تیری ہی رحم ہے جو مصیبتوں سے نجات دیتا ہے آمین ثم آمین۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ
۱۷ مئی ۱۸۹۸ء

اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ان دنوں میں کشمیر میں ہیں ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ ان کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئے ہیں جہاں تک مجھے اُن کے ذاتی امور کا بہت علم تھا میں نے زبانی آپ سے بیان کر دیا تھا۔ چندہ کے بارے میں انشاء اللہ ان کی خدمت میں تحریر کروں گا مگر میرے نزدیک بہتر تھا کہ جس وقت وہ جموں آئیں تو آپ تحریری تاکید میری طرف سے لیجاتے اب اگر آپ کا یہی منشا ہے تو آپ مجھے اطلاع دیں تو میں خط لکھ کر آپ کے پاس بھیجدونگا آپ اس خط کو پڑھ کر خود روانہ کر دیں مگر آپ کے اطلاع دینے کے بعد یہ خط تحریر کیا جائیگا ہے۔ فقط۔

خلافت راشدہ کا تیسرا اڈیشن

خلافت راشدہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جو رافضی قوم کے معتقدات کے رد کے لئے فیصلہ کن ہے + ہم کو اس کے متعلق زیادہ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ اس کتاب کے فاضل اور عارف مصنف حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کا نام لکھدینا کافی ہے اس کتاب کا دوسرا اڈیشن دست بدست فروخت ہو گیا تھا اور اب ہمیں یہ معلوم کر کے ازبس خوشی ہوئی ہے کہ یہ کتاب ہمارے مکرم دوست شیخ نور احمد صاحب مالک ریاض ہند پریس کے اہتمام میں تیسری مرتبہ شایع ہونے والی ہے۔ یہ کتاب کوئی دو جزو سے زیادہ لکھی جا چکی ہے شیخ نور احمد صاحب جو چھاپنے کے فن میں مشہور اوستاد ہیں اپنے ہاتھ سے اس کتاب کو چھاپیں گے جس سے اس کی خوبی اور بھی بڑھ جائیگی۔

دربار شام

۱۱- جولائی ۱۹۰۳ء

عیب ہے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ تمباکو کے مضرات پر ایک مختصر مضمون پڑھا گیا۔ جس میں کل امراض کو تمباکو کا نتیجہ قرار دیا گیا تھا۔ اور تمباکو کی مذمت میں بہت مبالغہ کیا گیا تھا۔ اس کو سن کر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کلام اور مخلوق کی کلام میں کسقدر فرق ہوتا ہے۔ شراب کے مضار اگر بیان کئے ہیں تو اس کا نفع بھی بتا دیا ہے اور پھر اس کو روکنے کے لئے یہ فیصلہ کر دیا کہ اس کا ضرر نفع سے بڑھکر ہے۔ در اصل کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی نفع نہ ہو۔ مگر مخلوق کے کلام کی یہی حالت ہوتی ہے اب دیکھ لو اس نے اسکے مضرات ہی مضرات بتائے ہیں کسی ایک نفع کا بھی ذکر نہیں کیا۔

تمباکو اور شریعت تمباکو کے بارے میں اگرچہ شریعت نے کچھ نہیں بتایا۔ لیکن ہم اسکو مکروہ جانتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتا تو آپ نہ اپنے لئے اور نہ اپنے صحابہ کیلئے کبھی اس کو تجویز نہ کرتے۔ بلکہ منع کرتے۔

غریبوں کا حصہ دین میں فرمایا کہ غربانے دین کا بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے امرا محروم رہجاتے ہیں وہ پہلے تو فسق و فجور اور ظلم میں مبتلا ہوتے ہیں اور اُس کے مقابلہ میں صلاحیت تقویٰ اور نیازمندی غربا کے حصہ میں ہوتی ہے پس غربا کے گروہ کو بدقسمت خیال نہیں کرنا چاہیئے بلکہ سعادت اور خدا کے فضل کا بہت بڑا حصہ اوس کو ملتا ہے۔ یاد رکھو حقوق کی دو قسمیں ہیں ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔

حق اللہ میں بھی امرا کو وقت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی اون کو محروم کر دیتی ہے۔ مثلًا نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے انکو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اسطرح وہ حق اللہ سے محروم رہجاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتے ہیں اور وہ انمیں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص خاص خدمتوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ غریب آدمی تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے وہ پاؤں دبا سکتا ہے پانی لا سکتا ہے کپڑے دھو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقع ملے تو اوس میں بھی اسے دریغ نہیں ہوتا۔ لیکن امرا ایسے کاموں میں ننگ و عار سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح پر اس سے بھی محروم رہتے ہیں غرض امارت بھی بہت سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے۔ (الا ماشاء اللہ ایڈیٹر) یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانسو برس اول جنت میں جاویں گے

گرفتار کرنیوالوں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے کسریٰ کے سپاہی آئے تو آنحضرت نے اُن کے سامنے اسلام پیش کیا اور پھر دوسرے دن صبح کو آپ اون کے جواب دیتے ہیں کہ آج تمہارا خداوند مارا گیا اور میرے خدا نے اُس کے لئے شیرویہ کو اوس پر مسلط کر دیا اب دونوں نبیوں کا مقابلہ کرلو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کسریٰ ہلاک ہو گیا اس طرح سے لازم تھا کہ مسیح کی گرفتاری کے وقت کم از کم موٹے موٹے چھہ سات آدمی مارے جاتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا سے خدا کا ارادہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب جمایا جاوے گا۔

ایک آدمی کے دو خدمتگار ہوں کہ ایک تو رات دن خدمت کرتا ہے اور تنخواہ بھی لیتا ہے مگر گالی گلوچ بھی کھاتا رہے اور اور مکروہات بھی دیکھتا ہے ایک اور ہے کہ بظاہر کام تو نہیں کرتا لیکن قرب اوسکا بہت ہے ہر وقت آقا رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس سے اسکے اور آقا کے اندرونی تعلقات کا پتہ لگتا ہے کہ کسقدر بڑھے ہوئے ہیں یہی حال مسیح کا ہے کہ اُن کی زندگی کیسی تلخی سے گذری ہے گالی وغیرہ آپ کھاتے رہے اور نصرت و فتح آنحضرت کے شامل حال ہونا صداقت کی بڑی بھاری دلیل ہے۔

مسیح کی قوم یہود تو آپ کے بھائی ہی تھے مسیح بھی توریت کو مانتے تھے مگر پھر بھی ذرا سی بات پر اسقدر مخالفت ہوئی کہ اونہوں نے سولی پر چڑھایا اور ادہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں دشمن اور پھر کامیابی پر کامیابی ملی حتی کہ آپ کے خلفاء کو بھی کامیابی ہوئی

حضرت امام الملۃ حجۃ اللہ کے مکتوبات

حضرت حکیم الامۃ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو روز سے میں نے شخص معلوم کے لئے توجہ کرنا شروع کیا تھا مگر افسوس کہ اس عرصہ میں میرے گھر کے لوگ یکدفعہ سخت علیل ہو گئے یعنے تیز تپ ہو گیا جس کی وجہ سے مجھے ان کی طرف توجہ کرنی پڑی کل ارادہ ہے کہ اون کو مسہل دوں بعد اون کی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہونگا اب مجھے محض آپ کے لئے اسطرف بشدت خیال ہے اگرچہ مجھے صحت کامل نہیں تاہم افاقہ ہیں آپ نے جو فتح محمد کے ہاتھ دوا بھیجی تھی وہی ... کھاتا رہا ہوں معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کہ اس دوا نے کچھ فایدہ پہنچایا ہے پیراندتا کے ہاتھ کوئی دوا نہیں پہنچی اور پیراندتا کہتا ہے کہ مجھے مولویصاحب موصوف نے کوئی دوا نہیں دی یعنے اس عاجز کے لئے آپ نے جو کچھ لکھا تھا کہ پیراندتا کے ہاتھ دوا بھیجی ہے شاید یہ غلطی سے لکھا گیا ہو میر عباس علی شاہ صاحب قادیاں ہیں آپ کے دوا کی منتظر ہیں۔ براہ مہربانی فروتوجہ فرما کر دوا بھیجدیں۔ آپ کو یہ عاجز دعا میں یاد رکھتا ہے اور امید وار اثر ہے گو کسقدر دیر کے بعد ہو انسان کے دل پر ازمائیش کے طور پر کئی قسم کی حالتیں وارد ہوتی رہتی ہیں آخر خدا تعالیٰ سعید روح کی کمزوری کو دور کر دیتا ہے اور پاکیزگی اور نیکی کے قوت بطور موہبت عطا فرما دیتا ہے پھر اس کی نظر میں وہ سب باتیں مکروہ ہو جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ ہیں اور وہ سب راہیں پیاری ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری ہیں تب اسکو ایک ایسی طاقت ملتی ہے جس کے بعد ضعف نہیں اور ایک ایسا جوش عطا ہوتا ہے جس کے بعد کسل نہیں اور ایسے تقویٰ دیجاتی ہے جسکے بعد معصیت نہیں اور رب کریم ایسا راضی ہو جاتا ہے جس کے بعد سخط نہیں مگر یہ نعمت دیر کے بعد عطا ہوتی ہے اول اول انسان اپنی کمزوریوں سے بہت سی ٹھوکریں کھاتا ہے اور اسفل کیطرف گرتا ہے مگر آخر اوس کو صادق پاکر طاقت بالا کھینچ لیتی ہے اسی کی طرف اشارہ ہیں جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے لنثبتنّھم علی التقویٰ والایمان ولنھدینھم سبل المحبت والعرفان وسنیسرھم لفعل الخیرات وترک العصیان۔

کتاب خطبات احمدیہ پیراندتا کے ہاتھ پہنچ گئے بعض ادویہ بھی مگر اس عاجز کے لئے کوئی دوا نہیں پہنچی۔ زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل کی ڈاک میں عنائت نامہ پہنچا جو کچھ پرچہ تکمیل تبلیغ میں تاریخ لکھی گئی ہے وہ فقط انتظامی امر ہے تا ایسی تقریب میں اگر ممکن ہو تو بعض اخوان مومنین کا بعض سے تعارف ہو جاوے کوئی ضروری امر نہیں ہے آپ کے لئے اجازت ہے کہ جب فرصت ہو اور کسی طرح کا ہرج نہ ہو تو اس رسم کے پورا کرنے کے لئے تشریف لے آویں بلکہ تقریب شادی پر جو آپ تشریف لاویں گے وہ نہائت عمدہ موقع ہے اور شرائط پر پابند ہونا باعتبار استطاعت ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا میرے دوسرے خط کے جواب سے جلد مطلع فرماویں تا لودھیانہ میں اطلاع دیجائے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شائد آپ بماہ مارچ کشمیر کی طرف روانہ ہوں۔ پس اگر یہی صورت ہو تو بماہ فروری کاروبار شادی بخیر و عافیت اتمام پذیر ہونا چاہیئے منشی عبدالحق صاحب و بابو الٰہی بخش صاحب لاہور سے تشریف لائے تھے منشی عبدالحق صاحب نے تقریر کی تھی کہ رد تکذیب کو عام پسند بنانے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ دیباچہ کتاب میں کھول کر لکھا جائے کہ ہمارا ایمان تو خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایسا قوی اور وسیع ہے کہ جسطرح اہل سنت وجماعت تسلیم کرتے ہیں مگر بعض ناوردطور کے جواب صرف مخاطبین کی تنگدلی اور قلت معرفت کے لحاظ سے اونکے مذاق کے موافق لکھے گئے ہیں تا انہیں معلوم ہو کہ قرآن شریف پر اعتراض کرنے سے کسی معقولی و منقولی کو مجال نہیں اس عاجز کی دانست میں بھی ایسا لکھنا نہائت ضروری ہے تا عوام الناس فتنہ سے بچ جائیں زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

۳۰ نومبر ۱۸۸۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم مولوی خدابخش صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنائت نامہ پہنچا۔ مجھے نہائت افسوس ہے کہ میں اس جماعت پر نظر ڈال کر جنہوں نے مجھ سے بیعت

تربیت و تعلیم

چھوٹے لڑکوں کی تعلیم مسائل تعلیم میں اہم ترین مسئلہ ہے

معزز ہمعصر ثمرات الفنون بیروت نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک قابل قدر مضمون لکھا ہے ابناء ملک کی آگاہی و افادہ کے لئے اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ چھوٹے لڑکوں اور مبتدیوں کی تعلیم کے لئے مسئلہ پر غور و فکر کرنے میں وہ لوگ مشغول ہوئے ہیں جنہیں حالاتِ اقوام و ملل کے ساتھ خاص طور پر دلچسپی ہے۔ اس لئے کہ مطابق قول مشہور بچپن کا علم مثل نقش فی الحجر کے ہوتا ہے۔ انکی تعلیم کا جو طریقہ اسوقت جاری ہے اس میں علمی یا نظری تعلیم دیجاتی ہے مثلاً جسوقت بچے کو وردۃ (گلاب کا پھول) کا لفظ سکہاتے ہیں تو ایک (گلاب کا) پھول اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس کو اسکا نام اور اس کے کل وصاف بتلاتے ہیں اس کے بعد مختصر و آسان طریقہ پر اسکی تصویر کشی بھی سکہاتے ہیں۔ جس سے بچہ کے دماغ میں اس چیز کی ہیئت کے متعلق سوچ بچار کی عادت پیدا ہوجاتی ہے اسی طرح اور چیزوں کی بھی تعلیم ہوتی ہے لڑکے کے دماغ کو ایسے اسماء و اقوال سے پُر کرنا جس کے معنے وہ نہیں سمجھتا مضر ہے کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ذاکرہ (قوت حافظہ) میں بیکار و بیفائدہ چیزیں بھر دیجائیں۔

کسی مدرسہ انگلستان کے ہیڈ ماسٹر کا بیان ہے کہ میں ایک دن ایک مدرسہ دیکھنے گیا۔ مگر مدرسے میں داخل ہونے سے پہلے ہی مجھے لڑکوں کا اس روز کا سبق معلوم ہوگیا۔ وہ اسطرح پر کہ میں نے ہر ایک لڑکے کے ہاتھ میں ایک ایک سیب دیکھا جس سے معلوم ہوگیا۔ کہ معلم نے سیب کا سبق پڑہانیکے لئے ہر لڑکے سے ایک ایک پھل منگوایا۔ سیب کی شکل اور اُس کے اوصاف کی نسبت خوب تفصیل اور باریکی کے ساتھ سبق پڑہایا گیا۔ اسے کاٹ کر اس کے اندر کی چیز دکہائیں اور اسکے بعد تصویر کشی کی نوبت آئی۔ اس قابل معلم نے سیب کی تصویر کشی کا سبق بھی پڑہایا۔ اور ان سے اسکا نقشہ کھینچوایا۔ اور اس طرح سیب کے متعلق تمام باتیں لڑکوں کے ذہن میں مرتسم ہوگئیں۔

تھوڑے دنوں کے بعد وہ اس مدرسہ میں پھر گیا اس مرتبہ ہر لڑکے کو ایک چھوٹا سا جانور لئے ہوئے دیکھا جسے وہ اپنے اپنے گھروں سے اس کے حالات اور کل متعلقات سیکہنے کے لئے لائے تھے۔ دوسری مرتبہ وہ مینڈک لائے تاکہ اوس کے ہاتھ پاؤں کی ترکیب کی کیفیت اور اس کی رفتار کی حالت ملاحظہ کریں اسکے بعد وہ ایکدن چڑیا لائے

اس طرح بچپن ہی سے امور طبعیہ کو پڑھتے اور ملاحظہ کرتے رہنے سے حالات مخلوقات میں اون کو درک ہوجاتا ہے۔ جس کیوجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسکی قدرت سے واقف ہوجاتے ہیں پس اس کے بعد جملہ اشیاء اور مناظر طبعیہ کے نظارہ سے انہیں لذت حاصل ہوتی ہے اور ان کے متعلق جو کچھ پڑہا پڑہایا تھا سب یاد آجاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ ہے اُس کی صغر سنی کی ایسی تربیت کا جس سے امور طبعیہ کی محبت اور ان کی خوبیوں پر فریفتگی پیدا ہوئی۔

پس ایسی حالت میں بچوں کی تعلیم میں طبعیات کا درس سب سے زیادہ ضروری ہے لیکن یہ درس عملی ہونا چاہیئے جیساکہ بیان ہوا اور جب شیر و چیتا و ہچوں قسم دیگر حیوانات کا درس اسوجہ سے غیر ممکن ہوگا یہ مدرسہ میں لائے نہیں جا سکتے۔ تو یہ تو ممکن ہے کہ ایک گھنٹہ کے لئے مدرسہ کے لڑکوں کو ہی باغ حیوانات میں لیجایا جاوے یا ان حیوانات کے عوض انکی صورتوں سے کام نکالا جائے۔

بعض مدارس میں معلمہ یا معلم یا تو خود غلہ بوتا ہے اور یا لڑکوں ہی سے بوتا ہے اور وہ ان کی روز انہ بالیدگی کو ملاحظہ کرتے کرتے اس کی کیفیت اور دیگر حالات مخصوصہ سے واقف ہوجاتے ہیں۔ چھوٹے لڑکوں کے لئے کوئی اور چیز ایسی لذت بخش اور مفید نہیں ہے جیسی کہ یہ تعلیم ہے جس سے وہ کائنات اور مخلوقات کی حقیقت سمجھکر بچپن ہی میں فلاسفر ہوجاتے ہیں بیشک یہ طریقہ تعلیم بدرجہا زیادہ مفید اور اہم ہے۔ اس طریقہ سے کہ اولاً اونکو متعارف درسی کتابوں میں نوشت و خواند سکہائی جائے۔ کیونکہ یہ فرض ہے کہ جبتک لڑکے ان کتابوں کے ذریعہ بسہولت تعلیم حاصل کرنیکے قابل نہ ہوجائیں اسوقت تک ان کی عقل ان کتابوں میں مقید نہ کردیجائے۔ ہماری دانست میں لڑکوں کی عقل و جسم کے لئے جو کچھ مضر ہے وہ یہی ہے کہ بچپن ہی سے ان پر ان دشوار درسوں کا بار گراں ڈال دیا جائے ویسا کسی اور امر میں نہیں ہے۔ اور بیشک سچ کہا جس نے یہ کہا۔

کہ جب کبھی مجھے کوئی اوستاد چیختا چلاتا اور اپنے صغیر السن طالب علم کو اسوجہ سے جھڑکتا ہوا نظر آیا۔ کہ اُس نے اپنا سبق نہیں سمجھا۔ تو مجھے یہی اندیشہ ہوا۔ کہ اسکا باعث استاد ہی ہے اور اس معاملہ میں وہی خطا کار ہے۔ پس ہماری تمنا یہ ہے۔ کہ بچوں کے مدارس میں اس امر کیطرف توجہ کیجائے اور ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ یہ مدارج بجائے اس امر پر فخر کرنے کے۔ کہ وہاں کا صغیر السن لڑکا گو نو برس سے زیادہ عمر کا نہیں ہے تاہم ۵ یا ۷ کتابیں پڑھتا ہے اس امر پر فخر کریں کہ وہاں کے چھوٹے لڑکے جو کچھ پڑھتے ہیں۔ وہ سمجھتے بھی ہیں۔ اور ان پر اُن کی مقدرت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ ان لڑکوں کے اولیاء پہلے ہی امر کو اپنے لڑکوں کے حق میں مفید خیال کرتے ہیں۔ اور اس سے بہت ہی مسرور ہوتے ہیں۔ حالانکہ فی الواقعہ اس سے لڑکے کی صحت کی بنیاد منہدم ہوجاتی ہے اور اس کی عقل پر ایسا دباؤ پڑتا ہے جس کا اثر اسپر زمانہ آئندہ ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات اس کی عقل و جسم کی طبعی بالیدگی میں ہرج اور سست رفتاری پیدا ہوجاتی ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ جب تک ناصحین الحال کرتے اور اس نقصان کی تلافی کی طرف اشارہ کرتے رہنے پر اکتفا کرینگے۔ اسوقت تک وہ صورتیں بنے رہیں گے لہذا ہماری یہ خواہش ہے کہ مدارس میں اسکی طرف اچھی طرح توجہ کیجائے۔ ممالک غرب کے مدارس جب یہ جان گئے کہ اطفال مدارس کی تربیت و درستی حالت کو اوستادوں سے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ کیونکہ اس عمر کے چھوٹے لڑکے بہ نسبت اوستادوں کے زیادہ تر ماؤں کے محتاج ہوتے ہیں جو اونہیں نرمی اور محبت کا دودہ پلاتی ہیں تو اس وجہ سے وہ مدارس ذکور میں بھی استانیاں مقرر کرنے لگے جنہیں بچوں کے حال پر عموماً عنایت ہوتی ہے۔ پس جو لڑکا اپنی ماں سے جدا ہوکر مکان سے نکلتا ہے اسے مدرسے میں ایک دوسری ماں ملجاتی ہے جو اسکی حقیقی ماں کی طرح نرم دل اور بچوں کی غلطیوں پر بہت کچھ صبر کرنیوالی ہوتی ہے۔

پس اس بناء پر صغر سنی سے لڑکوں کو تعلیم دینے میں جو امر ضروری ہے وہ اون کو کتابیں پڑہا دینا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ انہیں ایک عظیم الشان روح پھونک دیجائے جو نور الٰہی خداوند تعالیٰ نے اون کے اندر رکھدیا ہے وہ مشتعل کردیا جاوے۔ یہ چھوٹا سا نفس بیدار کیا جاوے اور اس کو تھوڑا تھوڑا بڑہایا جاوے جب ہم اس بزرگ و رفیع مقصد کا مقابلہ حافظ

عیسائیت کا ابطال اونکے اپنے ہاتھوں سے

حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر ازل سے مقدر ہو چکا تھا کہ کسر صلیب ہو اور مردہ پرستی کا بت پاش پاش کیا جاوے۔ آپنے اس مقصد اعظم کے پورا کرنے میں جو کچھ کیا ہے وہ اس مختصر نوٹ میں نہیں آسکتا لیکن آپ کے انفاس طیبہ کی برکت سے خود عیسائی دُنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو رہا ہے اور اپنے ہاتھ سے وہ عیسائی مذہب کے کنگروں کو گرا رہے ہیں اور یخربون بیوتہم بایدیہم کے مصداق بن رہے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں بمبئی کے بشپ صاحب کی رائے بائبل کے متعلق جو کرسچن پیٹریٹ مدارس مورخہ ۳۰۔مئی ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی ہے غور سے پڑھنے کے قابل ہے۔

اخبار مذکور لکھتا ہے کہ بمبئی کے بشپ نے مہابلشور میں بائبل پر بہت سے لیکچر دیئے ہیں اور ان تمام لیکچروں میں بائبل کے الہامی ہونے پر گفتگو ہوتی رہی ہے آخر لکچر میں بشپ صاحب نے یہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ اسبات پر غور کیجاوے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ بائبل الہامی ہے تو اس سے ہماری کیا مراد ہوتی ہے اور بائبل کی غلط اور صحیح تھیوریوں میں امتیاز کی جاوے +

ڈاکٹر مکار تھرنے ڈین برگن کی اتن تعریف کو بائبل کے حق میں اس طرح نقل کیا ہے کہ سوائے اسکے نہیں کہ بائبل اس ہستی کی آواز ہے جو کہ تخت پر جلوہ گر ہوئی اس کی ہر ایک کتاب اور اس کا ہر ایک باب اسکی ہر ایک آئیت اس کے ہر ایک حصہ لفظ اور اسکا ہر ایک حرف براہ راست اس ہستی کی کلام ہے جو کہ سب سے اعلیٰ اور ہر ایک عیب سے مبرا ہے۔ مگر اس خیال پر بشپ صاحب نے یہ رائے ظاہر کی کہ اس قسم کی باتوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے اور الہام کے ماتحت رکھکر جن غلط خیالات کا بائبل کی نسبت دعوٰے کیا گیا ہے اس سے خطرناک حملے اسپر ہوتے ہیں۔ ان تھیوریوں سے چرچ کی حقیقت ظاہر نہیں ہوتی اور نہ ان کو کسی اعتقاد یا اقرار یا مستند تعلیموں میں جمع کیا گیا ہے پھر عیسویت کے عالموں اور فاضلوں نے اپنے خیالات انکے برخلاف ظاہر فرمائے ہیں۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر مکار تھرنے جو حسن عقیدت بائبل سے ظاہر کی تھی بشپ صاحب نے اس کی سخت مخالفت کی ہے اس کے بعد بشپ صاحب نے فرمایا کہ جب یہ حالت ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ نوشتوں پر لفظ الہام کن معنوں میں اطلاق پاتا ہے +

(الف) اس کے معنے یہ نہیں ہو سکتے کہ جیسے ملٹن پیریڈائز لاسٹ یا بانیٹش پلگرمس پراگرس کا مصنّف گذرا ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ بائبل کا مصنّف ہے۔ ہر ایک پر یہ امر ظاہر ہے کہ اس کی عبارت میں کوئی اتحاد نہیں ہے (یعنے جابجا اختلاف ہے) اور مصنفوں کے اختلافات سے جو خصوصیت اور اختلاف عبارتوں میں ہوا کرتا ہے وہ اسمیں موجود ہے

(ب) اس کے یہ معنے بھی نہیں ہیں کہ بائبل کے مصنفوں کو خدا نے ان غلطیوں سے بچایا ہوا تھا جو کہ دُنیادی مضامین میں واقع ہوا کرتی ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بائیبل میں غلطیاں ہیں +

(ج) اس کی یہ معنے بھی نہیں ہیں کہ اخلاقی اور روحانی تعلیم ہمیشہ کامل ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اخلاقی حالتیں آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہیں اور خود مسیح کے حواری بھی اسکی تعلیم کو اپنی زندگی میں نہ سمجھ سکے +

(د) اس کے یہ معنے بھی نہیں ہیں کہ بائبل میں خود خدا نے املا کروائی تو اب الہام کے کیا معنے ہوئے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ الہام سے مراد ان خاص طاقتوں کا عطاء کرنا ہے یا کم از کم طبعی قوے کو ایک خاص تیزی عطا کرنی کہ تا کہ خدا کا دُنیا میں شناخت کیا جانے کا منشا پورا ہو جاوے اور بائبل کے الہامی ہونیسے دوسری مراد ہماری یہ ہوتی ہے کہ بائبل میں کچھ ایسی چیز ضرور ہے جو کہ خصوصیت سے انسانی روح کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ایک آخری معنے ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ بائبل خدا کے وجود پر ایک صاف اور متواتر گواہی ہے۔

غرضیکہ یہ خیالات ہیں جو کہ عیسائی مذہب کی ایک بڑے رکن یعنے بشپ صاحب نے بائیبل کے بارے میں اظہار کئے ہیں آخری دو دلائل تو ایسے ہیں کہ جنکو ہر ایک مذہب اپنے پر چسپاں کر سکتا ہے اور اسمیں کوئی خصوصیت بائیبل کی نہیں ہے +

سپر چولزم کی ایک سوسائیٹی کی رائے قبر مسیح کے متعلق

(ایک چٹھی کے ذریعہ)

ڈیئر سر

آپ کی چٹھی اور دوسرے کاغذات وصول ہوئے۔ اس اپنی چٹھی کے ساتھ ایک علیحدہ پیکٹ میں وزنی کے دو لکچر ارسال کرتا ہوں جہانتک میں خیال کرتا ہوں مسیح علیہ السلام کی نسبت جسقدر بیانات درج کاغذات ہیں۔ ہماری روحانی تعلیم کے لحاظ سے وہ بالکل ٹھیک ہیں کسی دوسرے حلقہ میں ڈی ایل ٹو ڈی ڈیوٹ ٹال سوگا سے میں پھر دریافت کرونگا۔ میرا خیال ہے کہ بعض اعلیٰ درجہ کی روحوں نے بھی ہمیں تبلایا ہے کہ مسیح واقعہ صلیب سے ۱۲ سال بعد فوت ہوا ہے اور یہ بھی خبر دی ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد ایک پیتل کی تختی ملیگی جو کہ اسوقت ریت میں دبی ہوئی ہے جس پر مسیح کی موت کے متعلق تمام ضروری باتیں پائی جاویں گی +

روحوں کی ہدائت کے مطابق ہم عنقریب پہاڑوں میں جانیوالے ہیں۔ جہاں ہمیں عمدہ ہوا عمدہ پانی ملے گا عالم ارواح نے ہمیں تبلایا ہے کہ وہ ہم میں ہو کر لکچر دیویں گے گیت گاویگے اور ہر ایک باجے کو بجادیں گے۔ اور ہمارے وہ گروہ ہر ایک قسم کے بیماروں کو شفا بخشینگے اور ہمیں ایسے ذرائع ملینگے کہ جن کے وسیلہ سے ہم سچے روحانی کاموں کی اشاعت کر سکیں۔ بالکل وہ لٹریچر ہوگی جو کہ عالم ارواح سے ہمیں تبلائی جاوے گی اور ہمیں سب سے اعلیٰ وہ مقام دیا جاوے گا جو کہ فانی عالم کو دیا جاسکتا ہے +

میں بیس سال تک پادری کا کام کرتا رہا ہوں۔ میں اتفاقیہ اس کام میں ایک خصوصیت سے یقین دلانے والے ذریعہ سے راہ نمائے کیا گیا کہ میں اس کی حقیقت سے انکار نہ کر ہی نہ سکا۔ مجھے اس علم کے خطرات کا بھی علم ہے +

روحیں تبلاتی ہیں کہ ایک نیک روح کی جگہ ۷۔ بد یا وحشی روحیں ہوا کرتی ہیں اور اسلئے جو شخص صرف نیکی اور روحوں کی تعلیم چاہتا ہے ان کو چاہیئے کہ حرف بحرف انکی ہدایتوں پر عمل کرے +

ہمیں سوائے مرغی کے چوزوں اور مچھلی کے کسی اور شے کے کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہمیں اپنے جسموں کو پاک صاف رکھنا پڑتا ہے اور جو جسم تمباکو۔ شراب یا مارفیا سے آلودہ ہو اعلیٰ درجہ کی روحوں کی اوس سے ملاقات نہیں ہوتی۔ میرے نزدیک یہ ایک عظیم الشان اور پاکیزہ کام ہے +

ہمیں بہت خوشی ہوگی اگر آپ اپنے کام اور تجارب کی نسبت زیادہ اطلاع دیویں گے اور اگر آپ لکھینگے تو ہم

کو نوشت و خواند سے پر کر دینے کے مقصد سے کریں گے۔ اسوقت ہمکو ان دونوں تربیتوں کا فرق معلوم ہوگا ایک تربیت تو وہ ہے جو نفس کو رفیع المرتبت اور انسان کو انسان بناتی ہے اور ایک وہ تربیت جو نفس کو بیکار بناتی اور لڑکے کو ایسے الفاظ و اصطلاحات اور قوائد کا مخزن قرار دیتی ہے جنہیں وہ کچھ بھی نہیں سمجھتا۔

مستورات کو تبلیغ

کچھ دنوں سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض نیکدل۔ دیندار عفت مآب خاتونوں کی درخواست و التجا پر بعد نماز عصر عورتوں کو تبلیغ اور وعظ کہنے کا سلسلہ شروع فرمایا ہوا ہے۔ پہلے یہ وعظ ہر روز فرمایا کرتے تھے اب ایکدن چھوڑ کر آپ وعظ فرماتے ہیں۔ اور اسطرح پر فرقہ مستورات کی اصلاح کی طرف آپ نے توجہ فرمائی ہے۔ یہ وعظوں کا سلسلہ اگرچہ اس قابل تھا کہ ہم خود قلمبند کرتے مگر ہماری غیر حاضری کی وجہ سے ایسا نہو سکا۔ اب ہمنے ارادہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو خود پس پردہ بیٹھ کر اون کو قلمبند کر لیا کریں چنانچہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت بھی دیدی ہے اور بہت جلد ناظرین ہمارے اپنے ہاتھ کا قلمبند کیا ہوا وعظ الحکم میں پڑھیں گے۔ فی الحال ہمکو جو وعظ بالواسطہ پہنچا ہے اسے ناظرین کے فائدہ کیلئے یہاں درج کرتے ہیں الحکم کے معزز ناظرین میں بعض عفت مآب خاتونیں بھی ہیں جنکی دلچسپی کے لئے الحکم کے تعلیم مضامین میں عورتوں کا صفحہ بھی رکھا ہوا ہے اور ناظرین جانتے ہیں کہ ایک معزز و ذی علم خاتون کے مضامین بھی اس صفحہ میں درج ہوتے رہے تھے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ مواعظ کا اون کے لئے بہت ہی عزیز اور مفید ہوگا۔ اور جو خاتونیں نہیں پڑھ سکتیں اون کے خاوند اس سلسلہ وعظ کو اپنے گھر میں سنا دیں گے۔ اور اسطرح ان مقاصد اور اغراض کو پورا کرینگے جو حضرت اقدس نے اس سلسلۂ وعظ سے مدنظر رکھے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ ہم ان نصائح اور ہدایتوں کو جو خدا تعالیٰ کے مامور اور برگزیدہ رسول کے منہ سے نکلی ہیں اپنا دستور العمل بنائیں اور ہمارے گھروں میں انپر پورا عمل ہو آمین۔ (ایڈیٹر)

اگرچہ آنحضرت صلعم کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا مگر تاہم آپ کی بیویاں سب کام کر لیا کرتی تھیں۔ جھاڑو بھی دے لیا کرتی تھیں اور ساتھ اس کے عبادت بھی کرتی تھیں چنانچہ ایک بیوی نے اپنی حفاظت کے واسطے ایک رسہ لٹکا رکھا تھا کہ عبادت میں اونگھنہ آوے عورتوں کیلئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجالانا ہے۔ خدا کا شکر کرنا اور خدا کی تعریف کرنی یہ بھی عبادت ہے دوسرا ٹکڑا عبادت کا نماز کو ادا کرنا ہے۔ کوئی شخص نواب تھا۔ صبح کو نماز کے لئے نہیں اوٹھتا تھا ایک مولوی نے اُسے وعظ سنایا اسپر نواب نے اپنے خادم کو کہا کہ مجھکو صبح کو اوٹھا دینا خادم نے دو تین مرتبہ اوس کو جگایا۔ جب ایک مرتبہ جگایا تو اوس نے دوسری طرف کروٹ بدل لی جب دوبارہ اسطرف ہو کر جگایا پھر اور طرف ہو گیا جب تیسری مرتبہ جگایا تو اُس نے اوٹھکر اوس کو خوب مارا اور کہا کمبخت جب ایک مرتبہ نہیں اوٹھا تو تجھے معلوم نہ ہوا۔ کہ ابھی نہ اوٹھونگا پھر کیوں جگایا اور اتنا مارا کہ وہ بیچارہ بیہوش ہو گیا آپ ہی تو مولوی سے وعظ سنکر اوس کو کہا تھا کہ مجھکو اوٹھا دینا پھر جب اوس نے جگایا تو اس بیچارے کی شامت آئی اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے پاس بہت سا حصہ جاگیر کا ہوتا وہ ایسے غافل ہو جاتے ہیں کہ حق اللہ کا اون کو خیال نہیں آتا۔ امرا میں بہت سا حصہ تکبر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے اور نہ دوسرا حصہ خلقت کی خدمت کا ان سے ادا ہوتا ہے۔ خلقت کی خدمت کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی غریب آدمی سلام کرتا ہے تو بھی برا مناتے ہیں۔ ایسا ہی عورتوں کا حال ہے کوئی چھوٹی عورت آوے تو چاہیئے کہ بڑی کو سلام کرے۔ یہ دو ٹکڑے شریعت کے ہیں حق اللہ اور حق العباد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو کہ کسقدر خدمات میں عمر کو گذارا اور حضرت علیؓ کی حالت کو کہ اتنے پیوند لگائے کہ جگہ نہ رہی حضرت ابوبکر نے ایک بڑھیا کو ہمیشہ حلوا کھلانا وظیفہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کسقدر التزام تھا کہ جب آپ فوت ہو گئے تو اس بڑھیا نے کہا کہ آج ابوبکر فوت ہو گیا اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھکو الہام ہوا یا وحی ہوئی تو اس نے کہا نہیں آج حلوا لیکر نہیں آیا اسواسطے معلوم ہوا کہ فوت ہو گیا یعنے زندگی میں ممکن نہیں تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے۔ دیکھو کسقدر خدمت تھی ایسا ہی سب کو چاہیے کہ خدمت خلق کرے۔ ایک بادشاہ اپنا گذارہ قرآن شریف لکھکر کیا کرتا تھا۔ اگر کسی کو کسی سے کراہت ہووے اگرچہ کپڑے سے ہو یا کسی اور چیز سے ہو تو چاہیئے کہ وہ اس سے الگ ہو جاوے مگر روبرو ذکر نہ کرے کہ یہ دل شکنی ہے اور دل کا شکستہ کرنا گناہ ہے۔ اگر کھانا کھانیکو کسی کے ساتھ جی نہیں کرتا تو کسی اور بہانہ سے الگ ہو جاوے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لاجناح علیکم ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا مگر اظہار نہ کرے یہ اچھا نہیں اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہیئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤگے تو یہ سوال نہ کرونگا کہ تمہاری قوم کیا ہے بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ خدا ذات کو نہیں پوچھیگا اگر تم کوئی بُرا کام کروگی تو خدا تمسے اسواسطے درگذر نہ کریگا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہیئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھکر کیا کرو اگر کوئی چوہڑا اچھا کام کریگا تو وہ بخشا جاویگا اور اگر سید ہوکر کوئی بُرا کام کریگا تو وہ دوزخ میں ڈالا جاویگا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کیواسطے دعا کی وہ منظور نہ ہوئی۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کو کہیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ میں اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھ نہیں سکتا مگر اوس کو پھر بھی رسہ ڈالکر دوزخ کی طرف گھسیٹکر ذلت کے ساتھ لیجاویں گے ریہ عمل نہ ہونے کیوجہ سے ہے کہ پیغمبر کی سفارش بھی کارگر نہ ہوگی کیونکہ اس نے تکبر کیا تھا۔ پیغمبروں نے غریبی کو اختیار کیا جو شخص غریبی کو اختیار کریگا وہ سب سے اچھا رہے گا۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبی کو اختیار کریگا۔ وہ سب سے اچھا رہیگا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبی کو اختیار کیا۔ کوئی شخص عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرت نے اسکی بہت سی تواضع خاطر داری کی وہ بہت بھوکا تھا حضرت نے اسکو خوب کھلایا کہ اسکا پیٹ بہت بھر گیا رات کو اپنی رضائی عنایت فرمائی جب وہ سو گیا تو اس کو بہت زور سے دست آیا کہ وہ روک نہ سکا اور رضائی میں ہی کر دیا جب صبح ہوئی تو اُس نے سوچا کہ میری حالت کو دیکھکر کراہت کرینگے۔ شرم کے مارے وہ نکل کر چلا گیا جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سے عرض کی کہ جو نصرانی عیسائی تھا وہ رضائی کو خراب کر گیا ہے اس میں دست بھرا ہوا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ مجھے دو تاکہ

میں صاف کروں لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیوں تکلیف اوٹھاتے ہیں ہم جو حاضر ہیں ہم صاف کردیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا مہمان تھا۔ اس لئے میرا ہی کام ہے اور اوٹھکر پانی منگا کر خود ہی صاف کرنے لگے۔ وہ عیسائی جبکہ ایک کوس نکل گیا تو اوس کو یاد آیا کہ اس کے پاس جو سونے کی صلیب تھی وہ چارپائی پر بھول آیا ہوں اس لئے وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حضرت اُس کے پاخانہ کو رضائی پر سے خود صاف کر رہے ہیں اس کو ندامت آئی اور کہا کہ اگر میرے پاس یہ ہوتی تو میں کبھی اوس کو نہ دہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص کہ جس میں اتنی بےنفسی ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے پھر وہ مسلمان ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑکوں کی طرف راستہ میں دیکھا کرتے تھے تو اتنی شفقت کیا کرتے تھے کہ وہ لڑکے سمجھا کرتے کہ یہ ہمارا باپ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جو عورتیں کسی ہر قسم کی ہوں انکو دوسری عورتیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اور نہ مرد ایسا کریں کیونکہ یہ دل دکھانے والی بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اُس سے مواخذہ کریگا یہ بہت بری خصلت ہے یہ ٹھٹھا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسی بات ہو جس سے دل نہ دکھے وہ بات جائز رکھی ہے جہانتک ہوسکے ان باتوں سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عمل والے کو میں کسطرح جزا دوں گا۔

فامّا من طغٰی و آثر الحیٰوۃ الدنیا فان الجحیم ھی المأوٰی ۔ جو شخص میرے حکم کو نہیں مانیگا۔ میں اوسکو بہت بری طرح سے جہنم میں ڈالوں گا اور ایسا ہوگا کہ آخر جہنم تمہاری جگہ ہوگی۔ و امّا من خاف مقام ربہ و نہی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی المأوٰی اور جو شخص میری عدالت کے تخت کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے گا اور خیال رکھیگا تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اوس کا ٹھکانا جنت میں کروں گا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ عبس و تولّٰی ان جاءہ الاعمٰی و ما یدریک لعلہ یزکّٰی او یذکّر فتنفعہ الذکرٰی۔ اس سورۃ کے نازل ہونیکی وجہ یہ تھی کہ حضرت کے پاس چند قریش کے بڑے بڑے آدمی بیٹھے تھے آپ اون کو نصیحت کر رہے تھے کہ ایک اندھا آگیا اس نے کہا کہ مجھکو دین کے مسائل بتلادو حضرت نے فرمایا کہ صبر کرو اسپر خدا نے بہت غصہ کیا آخر آپ اُس کے گھر گئے اور اسے بلا کر لائے اور چادر بچھادی اور کہا کہ تو بیٹھ اس اندھے نے کہا کہ میں آپ کی چادر پر کیسے بیٹھوں آپنے وہ چادر کیوں بچھائی تھی اسواسطے کہ خدا کو راضی کریں تکبر اور شرارت بڑی بات ہے ایک ذرا سی بات سے ستر برس کے عمل ضائع ہوجاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک شخص عابد تھا وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا اور مدت سے وہاں بارش نہ ہوئی تھی ایک روز بارش ہوئی تو پتھروں پر اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اُسکے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کیواسطے ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی۔ یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا اس پر خدا نے اُس کا سارا ولی پنا چھین لیا آخر وہ بہت سا غمگین ہوا اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اوسکو پیغام آیا کہ تو نے اعتراض کیوں کیا تھا تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے۔ اس نے کسی سے کہا کہ ایسا کر کہ میری ٹانگ میں رسہ ڈال کر پتھروں پر گھسیٹتا پھر اوس نے کہا کہ ایسا کیوں کروں اس عابد نے کہا کہ جسطرح میں کہتا ہوں اسی طرح کر وہ آخر اُس نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ اس کی دونوں ٹانگیں پتھروں پر گھسیٹنے سے چھل گئیں تب خدا نے فرمایا کہ بس کر اب معاف کردیا اب دیکھو کہ لوگ کتنے اعتراض کرتے ہیں ذرا زیادہ بارش ہوجاوے تو کہتے ہیں کہ ہمکو ڈبونے لگ گیا ہے اور ذرا توقف بارش میں ہو تو کہتے ہیں کہ اب ہمکو مارنے لگا ہے۔ یہ اعتراض کیسے بُرے ہوتے ہیں دیکھو تقوے کیسے گم ہوگیا ہے اگر ایک دو آنہ رستے میں پڑا ہو تو جلدی سے اوٹھا لیتا ہے اور پھر اوسکو کسی سے نہیں کہتا۔ حالانکہ تقوے کا کام یہ تھا کہ اُسکو سب کو سناتا اور جس کے ہوتے اس کے حوالہ کرتا۔ پھر کہتے ہیں کہ بارش نہیں ہوتی بارش کیسے ہو اللہ تعالیٰ بہت سے گناہ تو معاف ہی کردیتا ہے۔ اگر زیادہ بارش ہو تو دھائی دیتے ہیں۔ اگر دُھوپ زیادہ ہو تو بھی دہائی دیتے ہیں ان سب حالتوں میں انسان تقویٰ سے خالی ہوتا ہے۔ بس چاہیئے کہ صبر کرے اگر صبر نہ کرے تو پھر کافر ہوکر تو روٹی کھانی حرام ہے انسان کو چاہیئے کہ کبھی خدا پر اعتراض نہ کرے دیکھو ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہ ہوا۔ اور جب کوئی غم ہوتا تو انا للہ ہی کہتے رہے۔ اب اگر کسی کا لڑکا مرجاوے تو برس برس تک روتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کشائیش دیوے تو تعریف کرتے ہیں مگر ذرا سختی آجاوے تو فوراً پھر جاتے ہیں۔ ایک شخص کی یہاں بیوی فوت ہوگئی وہ فوراً دہریہ ہوگیا انسان کو چاہیے کہ علاقہ خدا کے ساتھ ایسا رکھے کہ کبھی سختی آوے تو توڑنا نہ پڑے گویا کبھی نہیں آئی۔ حضرت ایوب ع کتنے صابر تھے کہ خدا تعالےٰ نے شیطان سے کہا کہ میرا بندہ کتنا صابر ہے اس نے کہا کہ کیوں نہ ہوں بکریاں بہت ہیں آرام سے کہاتا پیتا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ میں نے تجھکو اس کی بکریوں پر مسلط کیا اس نے سب کو فنا کردیا اور حضرت ایوب کے خادم نے خبر پہنچائی کہ تمہاری بکریاں سب مرگئیں آپنے فرمایا کہ تو یوں کیوں کہتا ہے کہ میری بکریاں مرگئیں وہ تو خدا کی تھیں اس نے اپنی امانت واپس لے لی پھر شیطان سے خدا نے فرمایا کہ دیکھ میرا بندہ ایوب ع کیسا صابر ہے اس نے کہا کہ ہاں اسکو یہ خیال ہے کہ اونٹ بہت سے ہیں بکریاں فنا ہوگئیں تو کیا ہوگیا ان سے سب طرح کے کام چل سکتے ہیں۔ خدا نے فرمایا کہ میں نے تجھکو اونٹوں پر بھی مسلط کیا پھر سب اونٹ فنا ہوگئے اور اسی طرح خادم نے خبر دی تو حضرت ایوب ع نے وہی کہا کہ میرے نہیں تھے یہ تو خدا نے دیئے تھے اس نے واپس لے لئے پھر کیا افسوس ہے۔ پھر شیطان سے خدا نے فرمایا کہ دیکھا میرا بندہ کیسا صابر ہے اس نے کہا کہ اسکے دل میں تقویت ہے کہ گائیاں بہتری ہیں ان سے سب کچھ حاصل ہوسکتا ہے آخر ان پر بھی اسی طرح شیطان کو مسلط کیا گیا۔ وہ بھی فنا ہوگئیں۔ اور حضرت ایوب ع نے صبر کیا۔ پھر خدا نے فرمایا تو شیطان نے جواب دیا کہ اُسکے پاس فرزند بہترے ہیں۔ دل میں جانتا ہے کہ کیا ہوا یہ جیتے ہیں تو پھر بہت سا مال اکٹھا ہوجاوے گا خدا نے اُس کے فرزندوں کو بھی وفات دیدی۔ پھر شیطان نے کہا کہ خدایا اس کی تندرستی بہت ہے اُسکو اس کی بدولت سب کچھ مل سکتا ہے آخر یہ ہوا کہ نہائیت بیمار ہوگئے اور تندرستی بھی جاتی رہی مگر صبر کیا الحمد پھر خدا نے شیطان سے کہا کہ دیکھا میرا بندہ کیسا صابر ہے۔ شیطان چپ سا ہوگیا مگر ان کی بیوی جو ہمیشہ کھانا پکایا کرتی تھی شیطان اسکو راستہ میں ملا اور ایک بڈہی کی شکل میں اس سے کہا کہ تیرا خاوند ایسا ہی ایسا ہے تو اس کی کیوں خدمت کرتی ہے۔ اس نے یہ بات حضرت ایوب سے کہی اونہوں نے کہا کہ وہ تو شیطان تھا تو نے اس کی بات کیوں میرے پاس کہی میں اچھا ہوکر تجھکو سو بید ماروں گا + پھر خدا کی رحمت ہوئی تو ایوب علیہ السلام کے پاس فرشتہ آیا اور اپنے پاؤں مار کر ایک چشمہ نکالا اس میں نہانے کیواسطے کہا حضرت ایوب ع اسمیں نہا کر

پائیں ہیں ان پر عمل کرنا چاہیئے غریب آدمی کے ساتھ تکبر کے ساتھ پیش نہیں آنا چاہیئے +

(کاتب خاکسار محمد اکبر)

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

انہ اوی القریۃ

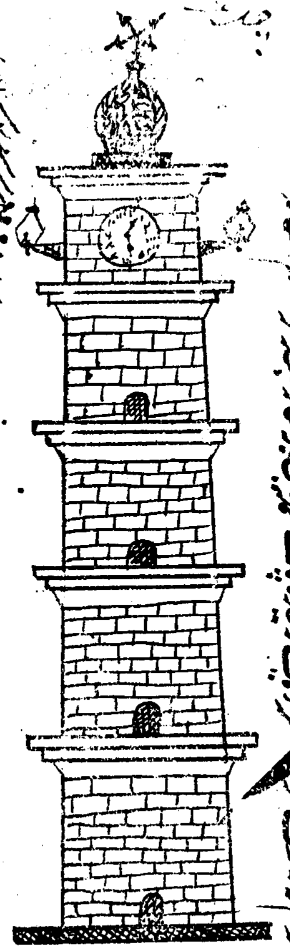

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۹	مورخہ ۱۰-اگست سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۶-جمادی الاول سنہ ۱۳۲۱ھ روز دوشنبہ	جلد ۷

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کے لیے دیکھو الحکم نمبر ۲۶ -

دیکھو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوئی نشان نہیں مانگا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ کا نام **صدّیق** ہوا۔ سچائی سے بھرا ہوا صرف منہ دیکھکر ہی پہچان لیا کہ یہ جھوٹا نہیں ہے۔ پس **صادقوں** کی شناخت اور انکا تسلیم کرنا کچھ مشکل امر تو نہیں ہوتا ان کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں لیکن کور باطن اپنے آپ کو شبہات اور خطرات میں مبتلا کر لیتے ہیں یہی وہ لوگ بڑے ہی بدقسمت ہوتے ہیں جو انتظار میں اپنی عمر گذار دیتے ہیں اور پردہ برانداز ثبوت چاہتے ہیں انکو معلوم نہیں کہ جیسا خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے انکشاف کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا

نفع میں وہی لوگ ہوتے ہیں اور سعادتمند وہی ہیں جو مخفی ہونے کی حالت میں شناخت کرتے ہیں۔

دیکھو جب تک لڑائی جاری ہوتی ہے اس وقت تک فوجوں کو تمغے ملتے ہیں اور خطاب ملتے ہیں لیکن جب امن ہو جاوے اسوقت اگر کوئی فوج چڑھائی کرے تو یہی کہا جائے گا کہ یہ لوٹنے کو آئے ہیں۔

یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لیکر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اسوقت شیطان کی آخری جنگ میں اسکو ہمیشہ کے لیے شکست دینے کے لیے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے مبارک وہ جو اسکو شناخت کرتا ہے۔ اب تھوڑا زمانہ ہے ابھی ثواب ملیگا لیکن عنقریب وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی سچائی کو آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر دکھلائے گا وہ وقت ہوگا کہ ایمان ثواب کا موجب نہ ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کا مصداق ہوگا اس وقت میرے قبول کرنیوالے کو بظاہر ایک عظیم الشان جنگ اپنے نفس سے کرنی پڑتی ہے وہ دیکھیگا کہ بعض اوقات اسکو برادری سے الگ ہونا پڑیگا اس کے دنیوی کاروبار میں روک ڈالنے کی کوشش کیجاویگی اُسکو گالیاں سننی پڑینگی۔ لعنتیں سنے گا۔ مگر ان ساری باتوں کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملے گا

لیکن جب دوسرا وقت آیا اور اس زور کے ساتھ دنیا کا رجوع ہوا جیسے ایک بلند ٹیلہ سے پانی نیچے گرتا ہے اور کوئی انکار کرنے والا ہی نظر نہ آیا اُس وقت اقرار کس پایہ کا ہوگا۔ اُسوقت ماننا شجاعت کا کام نہیں ثواب ہمیشہ دکھ ہی کے زمانہ میں ہوتا ہے۔

حضرت **ابو بکر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول کر کے اگر مکہ کی نمبرداری چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے تو اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک دنیا کی بادشاہی دی۔ پھر حضرت **عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کمبل پہن لیا اور ہر چہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم کے مصداق ہو کر آپ کو قبول کیا تو کیا اللہ تعالیٰ نے انکے اجر کا کوئی حصہ باقی رکھ لیا؟ ہرگز نہیں جو خدا تعالیٰ کے لیے ذرا بھی حرکت کرتا ہے وہ نہیں مرتا جب تک اسکا اجر نہ پالے۔ حرکت شرط ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف معمولی رفتار سے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف دوڑ کر آتا ہے۔

ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر یعنی یقیناً نماز برے کاموں سے روکتی ہے۔ قد افلح المومنون

ایمان یہ ہے کہ کچھ مخفی ہو تو مان لے جو ہلال کو دیکھ لیتا ہے تیز نظر کہلاتا ہے لیکن چودھویں رات کے چاند کو دیکھکر شور مچانے والا دیوانہ کہلائیگا۔

اس موقع پر مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب کابلی نے عرض کی کہ حضور! میں نے ہمیشہ آپ کو سورج ہی کی طرح دیکھا ہے کوئی امر مخفی یا مشکوک مجھے نظر نہیں آیا۔ پھر مجھے کوئی ثواب ہوگا یا نہیں۔

فرمایا

آپ نے اُسوقت دیکھا جب کوئی نہ دیکھ سکتا تھا آپ نے اپنے آپ کو نشانہ ابتلا بنا دیا اور ایک طرح سے جنگ کے لیے طیار کر دیا اب بچ جانا خدا کا فضل ہے ایک شخص جو جنگ میں جاتا ہے اُس کی شجاعت میں تو کوئی شبہ نہیں اگر وہ بچ جاتا ہے اور اُسے کوئی گزند نہیں پہونچتا تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اسی طرح آپ نے اپنے آپکو خطرات میں ڈالدیا اور ہر دکھ اور ہر مصیبت کو اس راہ میں اُٹھانے کے لیے طیار ہو گئے اسلیے اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو ضائع نہیں کریگا

خان عجب خان صاحب۔ حضور پشاور میں بہت سے مخالف لوگ جمع ہوئے اور اُنھوں نے میرے [illegible] مجھ سے کہا کہ اسکو منع کر دیتے انکو یہی جواب دیا کہ میں نے جس صداقت کو دیکھ لیا ہے اور خدا کے فضل سے سمجھ لیا ہے اب اسے سچائی سمجھکر کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ اگر اب چھوڑوں تو مجھ سے بڑھکر خطاکار اور گنہگار کون ہوگا کیونکہ مجھ پر حجت پوری ہو چکی ہے۔

اسپر انھوں نے اور تو کچھ نہ کہا صرف یہ کہکر ٹالدیا کہ وہ جادوگر ہے

فرمایا

جادوگر کہلانا قدیم سے انبیاء علیہم السلام کی سنت چلی آتی ہے۔ ہمکو اگر کسی نے جادوگر کہا تو اسی سنت کو پورا کیا

مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ہم تو قرآن شریف پیش کرتے ہیں جس سے جادو بھاگتا ہے + اس کے بالمقابل کوئی باطل اور سحر ٹھہر نہیں سکتا یہ ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں کیا ہے جسکو وہ لیے پھرتے ہیں یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف وہ عظیم الشان حربہ ہے کہ اسکے سامنے کسی باطل کو قائم رہنے کی ہمت ہی نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ کوئی باطل پرست ہمارے سامنے اور ہماری جماعت کے سامنے نہیں ٹھیرتا اور گفتگو سے انکار کر دیتا ہے۔ یہ آسمانی ہتھیار ہے جو کبھی کُند نہیں ہو سکتا ہمارے اندرونی مخالف اس کو چھوڑ کر الگ ہو گئے ہیں ورنہ اگر قرآن شریف کی رو سے یہ فیصلہ کرنا چاہتے تو انکو اسقدر مصیبتیں پیش نہ آتیں + ہم خدا تعالیٰ کا پیارا اور یقینی کلام قرآن شریف پیش کرتے ہیں اور وہ اسکے جواب میں قرآن سے استدلال نہیں کرتے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو مقدم کرو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ جو قرآن شریف کے خلاف ہو ہم نہیں مان سکتے خواہ وہ کسی کا کلام ہو اللہ تعالیٰ کے کلام پر ہم کسی کی بات کو ترجیح کس طرح دیں ہم **احادیث** کی عزت کرتے ہیں اور راستے مخالفوں سے بھی بڑھ کر احادیث کو واجب العمل سمجھتے ہیں لیکن یہ نہیں ہے کہ ہم نہ دیکھیں گے کہ وہ حدیث قرآن شریف کے کسی بیان کے متعارض یا منسخ [illegible] نہ ہو اور محدثین کی اپنی وضع کردہ اصولوں کی بنا پر اگر کوئی حدیث موضوع بھی ٹھہرتی ہو لیکن قرآن شریف کے مخالف نہ ہو بلکہ اس سے قرآن کی عظمت کا اظہار ہوتا ہو تب بھی ہم اسکو واجب العمل سمجھتے ہیں اور اس امر کا پاس کریں گے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو۔

لیکن اگر کوئی حدیث ایسی پیش کیجاوے جو قرآن شریف کے مخالف ہو تو ہم کوشش کرینگے کہ اسکی تاویل کر کے اس مخالفت کو دور کریں لیکن اگر وہ مخالفت دور نہیں ہو سکتی تو پھر ہمکو وہ حدیث بہرحال چھوڑنی پڑیگی کیونکہ ہم اسپر قرآن کو ... چھوڑ نہیں سکتے۔

اسپر بھی ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ وہ تمام احادیث جو اس معیار پر صحیح ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں بخاری اور مسلم میرے دعوی کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں جیسے قرآن شریف نے فرمایا کہ مسیح مرگئے اسی طرح بخاری اور مسلم نے تصدیق کی اور انی متوفیک کے معنے انی ممیتک کیے جیسے قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسمعیل کو اسی طرح شرف عطا ہوا جیسے بنی اسرائیل کو بزرگی دی تھی ویسے ہی احادیث سے یہ پایا جاتا ہے۔

ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں افسوس ہے انکو رسم اور عادت نے خراب کر دیا ہے۔ ورنہ یہ میرا معاملہ ایسا مشکل اور پیچیدہ نہ تھا جو سمجھ میں نہ آتا + قرآن شریف سے ثابت احادیث سے ثابت دلائل عقلیہ سے ثابت اور پھر تائیدات سماویہ اسکی مصدق اور ضرورت زمانہ اسکی مؤید باوجود اسکے بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ حق پر نہیں۔

غور کر کے دیکھو کہ جب یہ لوگ خلاف قرآن وسنت کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں تو یاد رہے نکتہ چینی کا موقع ملتا ہے اور وہ جھٹ پٹ کہہ اُٹھتے ہیں کہ تمھارا پیغمبر مرگیا اور معاذ اللہ وہ زمینی ہے حضرت عیسیٰ زندہ اور آسمانی ہے اور اسکے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرکے کہتے ہیں کہ وہ مردہ ہے سوچکر بتاؤ کہ وہ پیغمبر جو افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہے ایسا اعتقاد کر کے اُسکی فضیلت اور خاتمیت کو یہ لوگ بٹہ نہیں لگاتے؟ ضرور لگاتے ہیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یادرہے جسقدر توہین ان لوگوں نے اسلام کی کرائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہلایا ہے اسی کی سزائیں یہ نکبت اور بدبختی ان کے شامل حال ہو رہی ہے ایکطرف تو کہتے ہیں کہ وہ افضل الانبیاء ہے اور دوسری طرف یہ اقرار کرلیتے ہیں کہ ۶۳ سال کے بعد مرگئے اور مسیح اب تک زندہ ہے اور نہیں مرا حالانکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا پھر کیا یہ ارشاد الٰہی غلط ہے؟ نہیں یہ بالکل درست اور صحیح ہے وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ توہین کا نہیں ہو سکتا + حقیقت یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی فضیلت ہے جو کسی نبی میں نہیں ہے میں اسکو عزیز رکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو جو شخص بیان نہیں کرتا وہ میرے نزدیک کافر ہے۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس نبی کی اُمت کہلاتے ہیں اُسی کو معاذ اللہ مردہ کہتے ہیں اور اس نبی کو جس کی اُمت کا خاتمہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ پر ہوا ہے۔ اسکو زندہ کہا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی قوم یہود ہی تھی اور اُسکی نسبت خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اب قیامت تک انکو عزت نہ ملیگی۔ اب اگر حضرت عیسیٰ پھر آگئے تو پھر گویا انکی کھوئی ہوئی عزت بحال ہو گئی اور قرآن شریف کا یہ حکم باطل ہو گیا جس پہلو اور حیثیت سے دیکھو جو کچھ وہ مانتے ہیں اس پہلو سے قرآن کریم کا ابطال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آتی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ مسلمان کہلا کر ایسے اعتقادات رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو یہود کے لیے فتویٰ دیتا ہے کہ ان میں نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور وہ ذلیل ہو گئے پھر ان میں زندہ نبی کیسے آسکتا ہے؟ ایک مسلمان کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ جب اُسکے سامنے قرآن شریف پیش کیا جاوے تو وہ انکار

ایک عیسائی کے چند سوالوں کا جواب

مرقومہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سلسلہ کے لیے دیکھو الحکم نمبر ۲۶ صفحہ ۴۔

کے لیے لب کشائی نہ کرے + مگر یہ قرآن سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جاتا ورنہ کیا یہ کافی نہ تھا کہ قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اور اس سے بڑھ کر خود حضرت مسیح کا اپنا اقرار موجود ہے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ۔ اور یہ قیامت کا واقعہ ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجکو اور میری ماں کو خدا بناؤ۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب تک میں انمیں زندہ تھا میں نے تو نہیں کہا اور میں وہی تعلیم دیتا رہا جو تو نے مجھے دی تھی لیکن جب تو نے مجھے وفات دیدی اُسوقت تو ہی انکا نگہبان تھا۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے۔

اگر یہ عقیدہ صحیح ہوتا کہ حضرت مسیح کو دنیا میں قیامت سے پہلے آنا تھا تو پھر یہ جواب انکا کسطرح صحیح ہو سکتا ہے؟ انکو تو کہنا چاہیے تھا کہ میں دنیا میں جب دوبارہ گیا تو اُسوقت صلیب پرستی کا زور تھا اور میری الوہیت اور ابنیت پر بھی شور مچا ہوا تھا مگر میں نے جا کر صلیبوں کو توڑا اور خنزیر دنکو قتل کیا اور تیری توحید کو پھیلایا نہ یہ جواب دیتے کہ جب تو نے مجھے وفات دیدی اُسوقت تو خود نگہبان تھا۔

کیا قیامت کے دن حضرت مسیح جھوٹھ بولیں گے؟ ان عقائد کی شناعت کہانتک بیان کی جاوے جس پہلو اور مقام سے دیکھو قرآن شریف کی مخالفت نظر آوے گی۔

پھر یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ دیکھا جاوے حضرت مسیح آسمان پر جا کر کہاں بیٹھے ہیں؟ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہاں جا کر یحیٰی علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہیں اور یحیٰی علیہ السلام بالاتفاق وفات یافتہ ہیں۔ پھر مردوں میں زندہ کا کیا کام ہے؟

غرض کہانتک بیان کروں ایک غلطی ہو تو آدمی بیان کرے یہاں تو غلطیاں ہی غلطیاں بھری پڑی ہیں باوجود ان غلطیوں کے تعصب اور ضد بڑھی ہوئی ہے اور اس ضد کے سبب سچ کے قبول کرنے میں عذر کر رہے ہیں ہاں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا ہے اور اسکے حصہ میں سعادت ہے وہ سمجھ رہا ہے اور اسطرف آتا جاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کیلیے نیکی چاہتا ہے اُسکے دلمیں واعظ پیدا کر دیتا ہے جبتک دل میں واعظ نہ ہو کچھ نہیں ہوتا اگر خدا کے قول کے خلاف کوئی قول ہو تو خدا کا اس خلاف قول کے ماننے میں کیا جواب دیگا احادیث کے متعلق خود تسلیم کر چکے ہیں خصوصاً مولوی محمد حسین اپنے رسالہ میں شائع کر چکا ہے کہ اہل کشف احادیث کی صحت بذریعہ کشف کر لیتے ہیں اگر کوئی حدیث محدثین کے اصولوں کے موافق صحیح بھی ہو تو اہل کشف موضوع قرار دے سکتے ہیں اور موضوع کو صحیح ٹھہرا سکتے ہیں۔

اب انصاف سے دیکھو کہ اس آیت میں کہاں معجزات کا انکار پایا جاتا ہے یہ آیتیں تو باواز بلند پکار رہی ہیں کہ کفار نے ہلاکت اور عذاب کا نشان مانگا تھا سو اول اُنھیں کہا گیا کہ دیکھو تم میں زندگی بخش نشان موجود ہے یعنی قرآن جو تم پر وارد ہو کر تمھیں ہلاک کرنا نہیں چاہتا بلکہ ہمیشہ کی حیات بخشتا ہے مگر جب عذاب کا نشان تم پر وارد ہوا تو وہ تمھیں ہلاک کرے گا پس کیوں ناحق اپنا مرنا ہی چاہتے ہو اور اگر تم عذاب ہی مانگتے ہو تو یاد رکھو کہ وہ بھی جلد آئے گا پس اللہ جل شانہ نے ان آیات میں عذاب کے نشان کا وعدہ دیا اور قرآن شریف میں جو رحمت کے نشان ہیں اور دلوں پر وارد ہو کر اپنا خارق عادت اثر اُنپر ظاہر کرتے ہیں اُنکی طرف توجہ دلائی پر معترض کا یہ گمان کہ اس آیۃ میں لا نافیہ جنس معجزات کی نفی پر دلالت کرتا ہے جس سے کل معجزات کی نفی لازم آتی ہے محض صرف و نحو سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے یاد رکھنا چاہیے کہ نفی کا اثر اُسی حد تک محدود ہوتا ہے جو متکلم کے ارادہ میں متعین ہوتی ہے خواہ وہ ارادہ تصریحاً بیان کیا گیا ہو یا اشارۃً مثلاً کوئی کہے کہ اب سردی کا نام و نشان باقی نہیں رہا تو ظاہر ہے

یہ نکلا ہے ایسا پانی اُتارا جس سے گلی سڑی ہوئی زمین سرسبز ہو گئی۔ اُس سے خدا کے خوف سے بندوں کی جلدیں کانپتی ہیں پھر اُن کی جلدیں اور اُن کے دل ذکر الٰہی کے لیے نرم ہو جاتے ہیں یاد رکھو کہ قرآن سے دل اطمینان پکڑتے ہیں جو لوگ قرآن کے تابع ہو جائیں اُن کے دلوں میں ایمان لکھا جاتا ہے اور روح القدس اُنھیں ملتا ہے روح القدس نے ہی قرآن کو اُتارا تا قرآن ایمانداروں کے دلوں کو مضبوط کرے اور مسلمین کے لیے ہدایت اور بشارت کا نشان ہو ہم نے قرآن کو اُتارا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنیوالے ہیں یعنی کیا صورۃ کے لحاظ سے اور کیا خاصیت کے لحاظ سے ہمیشہ قرآن اپنی اصلی حالت پر رہے گا اور الٰہی

کہ اُس نے اپنے بلدہ کی حالت موجودہ کے موافق کہا ہے اور گو اُس نے بظاہر اپنے شہر کا نام بھی نہیں لیا مگر اُسکے کلام سے یہ سمجھنا کہ اُسکا یہ دعویٰ ہے کہ کل کوہستانی ملکوں سے بھی سردی جاتی رہی اور سب جگہ سخت اور تیز دھوپ پڑنے لگی اور اسکی دلیل یہ پیش کرنا کہ جس لا کو اُس نے استعمال کیا ہے وہ نفی جنس کا لا ہے جس کا تمام جہان پر اثر پڑنا چاہیے درست نہیں۔ مکہ کے مغلوب بت پرستوں نے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آنجناب کے معجزات کو معجزہ کرکے مان لیا اور پھر کفر کے زمانہ میں بھی صرف خشک منکر نہیں تھے بلکہ روم اور ایران میں بھی جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منجمانہ خیال سے ساحر مشہور کرتے تھے اور گو بیجا پیرایوں میں ہی سہی مگر نشانوں کا اقرار کر لیا کرتے تھے جن کے اقرار قرآن شریف میں موجود ہیں وہ اپنے ضعیف اور کمزور کلام میں جو اقرار سا طعہ نبوۃ محمدیہ کے نیچے دبے ہوئے تھے کیوں لا نافیہ استعمال کرنے لگے اگر ان کو ایسا ہی لمبا چوڑا انکار ہوتا تو وہ بالآخر نہایت درجہ کے یقین سے جو اُنھوں نے اپنے خونوں کے بہانے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے سے ثابت کر دیا تھا مشرف بالاسلام کیوں ہو جاتے اور کفر کے ایام میں جو اُن کے بارہ کلمات قرآن شریف میں درج ہیں وہ یہی ہیں کہ وہ اپنی کوتہ بینی کے دھوکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ساحر رکھتے تھے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنی جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پکا جادو ہے پھر دوسری جگہ فرماتا ہے وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ یعنی اُنھوں نے اس بات سے تعجب کیا کہ اُنھیں میں سے ایک شخص اُنکی طرف بھیجا گیا اور بے ایمانوں نے کہا کہ یہ تو جادوگر کذاب ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جبکہ وہ نشانوں کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہتے تھے اور پھر اسکے بعد اُنھیں نشانوں کو معجزہ کرکے مان بھی لیا اور جزیرہ کا جزیرہ مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک معجزات کا ہمیشہ کے لیے سچے دل سے گواہ بنگیا تو پھر ایسے لوگوں سے کیونکر ممکن ہے کہ وہ عام طور پر نشانوں سے صاف منکر ہو جاتے اور انکار معجزات میں ایسا لا نافیہ استعمال کرتے جو اُن کی حد حوصلہ سے باہر اور انکی مستمر رائے سے بعید تھا بلکہ قرائن سے آفتاب کی طرح ظاہر ہے کہ جس جسجگہ پر قرآن شریف میں کفار کیطرف سے یہ اعتراض لکھا گیا ہے کہ کیوں اس پیغمبر پر کوئی نشانی نہیں اُتری ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ

... عماد الدین ... الحق اقامہا فقد اقام الدین ومن ھدمہا فقد ھدم الدین

نشانیاں ہم مانگتے ہیں اُن میں سے کوئی نشانی کبھی نہیں اُتری ٭ اب قصہ کوتاہ یہ کہ آپ نے آیت مذکورہ بالا کے لا نافیہ کو قرآن کی حد سے زیادہ کھینچ دیا ہے۔ ایسا لا نافیہ عربوں کے کبھی خواب میں بھی نہیں آیا ہوگا اُن کے دل تو اسلام کی حقیقت سے مجبر ہوئے تھے تب ہی تو سب کے سب بجز معدودے چند (کہ جو اُس عذاب کو پہنچ گئے تھے جس کا اُن کو وعدہ دیا گیا تھا) بالآخر مشرف باسلام ہوگئے تھے اور ہاں یہ ہے کہ لا نافیہ حضرت مسیح کے کلام میں بھی پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ فریسیوں نے مسیح کے نشانات طلب کیے اُس نے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہیں جائے گا دیکھو مرقس ۸ باب ۱۱۔

اب دیکھو کیسا حضرت مسیح نے صفائی سے انکار کر دیا ہے اگر غور فرمائیں تو آپ کا اعتراض اس اعتراض کے آگے کچھ بھی چیز نہیں کیونکہ آپ نے فقط کفار کا انکار بیان کیا اور وہ بھی نہ عام بلکہ خاص نشانات کے بارہ میں اور ظاہر ہے کہ دشمن کا انکار کلی قابل اطمینان نہیں ہوتا کیونکہ دشمن خلاف واقعہ بھی کہہ جاتا ہے مگر حضرت مسیح تو آپ اپنے مُنہ سے معجزات دکھلانے سے انکار کر رہے ہیں اور نفی صدور معجزات کو زمانہ کے ساتھ متعلق کر دیا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائے گا بس اس سے بڑھ کر انکار معجزات کے بارہ میں اور کونسا بیان واضح ہو سکتا ہے اور اس لا نافیہ سے بڑھ کر اور کونسا لا نافیہ ہوگا۔

پھر دوسری آیت کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے جس میں بھی سیاق سباق کی آیتوں سے بالکل الگ کرکے اُس پر اعتراض وارد کر دیا ہے مگر اصل آیت اور اُس کے متعلقات پر نظر ڈالنے سے ہر ایک منصف بصیر سمجھ سکتا ہے کہ آیت میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جو انکار معجزات پر دلالت کرتا ہو بلکہ تمام الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ ضرور معجزات ظہور میں آئے چنانچہ وہ آیت معہ اُسکے دیگر آیات متعلقہ کے یہ ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ فرماتا ہے عزوجل کہ یوں قیامت سے پہلے ہر ایک بستی کو ہم نے ہی ہلاک کرنا ہے یا عذاب شدید نازل کرنا ہے یہی کتاب میں مندرج ہو چکا ہے مگر اُسوقت ہم بعض اُن گزشتہ قہری نشانوں کو (جو عذاب کی صورت میں پہلی اُمتوں پر نازل ہو چکے ہیں) اس لیے نہیں بھیجتے جو پہلی اُمتوں کے لوگ اُسکی تکذیب کر چکے ہیں چنانچہ ہم نے ثمود کو بطور نشان کے جو مقدمہ عذاب کا تھا ناقہ دیا جو حق کا نشان تھا (جس پر اُنھوں نے ظلم کیا یعنی وہ ناقہ جسکی بسیار خوری اور بسیار نوشی کی وجہ سے شہر حجر کے باشندوں کے لیے جو قوم ثمود میں تھے۔ پانی تالاب وغیرہ کا پینے کے لیے نہ باقی رہا تھا اور نہ اُن کے مویشی کے لیے کوئی چراگاہ رہی تھی اور ایک سخت تکلیف اور رنج اور بلا میں گرفتار ہو گئی تھی) اور قہری نشانوں کے نازل کرنے سے ہماری غرض یہی ہوتی ہے کہ لوگ اُن سے ڈریں ٭ باقی آئندہ

٭ واضح ہو کہ قرآن شریف میں نشان مانگنے کے سوالات کفار کی طرف سے ایک دو جگہ نہیں بلکہ کئی مقامات میں یہی سوال کیا گیا ہے اور ان سب مقامات کو بنظر یکجائی دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین قسم کے نشانات مانگا کرتے تھے۔

(۱) وہ نشان جو عذاب کی صورت میں فقط اپنے اقتراح سے کفار مکہ نے طلب کیے تھے

(۲) دوسرے وہ نشان جو عذاب کی صورت میں یا مقدمہ عذاب کی صورت میں پہلی اُمتوں پر وارد کیے گئے تھے۔

(۳) تیسرے وہ نشان جس سے پردہ غیبی کلی اُٹھ جائے جسکا اُٹھ جانا ایمان بالغیب کے کلی برخلاف ہے سو عذاب کے نشان ظاہر ہونے کے لیے جو سوال کیے گئے ہیں انکا جواب تو قرآن شریف میں بھی دیا گیا ہے کہ تم منتظر رہو عذاب نازل ہوگا ہاں ایسی صورت کا عذاب نازل کرنے سے انکار کیا گیا ہے جسکی پہلی تکذیب ہو چکی ہے تاہم عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے جو آخر غزوات کے ذریعہ سے پورا ہو گیا لیکن تیسری قسم کا نشان دکھلانے سے بکلی انکار کیا گیا ہے اور خود ظاہر ہے کہ ایسے سوال کا جواب انکار ہی تھا نہ اور کچھ کیونکہ کفار کہتے تھے کہ ہم تب ایمان لائینگے کہ جب ہم ایسا نشان دیکھیں کہ زمین سے آسمان تک نردبان رکھی جائے اور تو ہمارے دیکھتے دیکھتے اُس نردبان کے ذریعہ سے زمین سے آسمان پر چڑھ جائے اور فقط تیرا آسمان پر چڑھنا ہم ہرگز قبول نہیں کرینگے جبتک آسمان سے ایک کتاب نہ لاوے جسکو ہم پڑھ لیں اور پڑھیں بھی اپنے ہاتھ میں لیکر یا تو ایسا کر کہ مکہ کی زمین میں جو ہمیشہ پانی کی تکلیف رہتی ہے شام اور عراق کے ملک کی طرح نہریں جاری ہو جائیں اور جسقدر ابتداء دنیا سے آجتک ہمارے بزرگ مر چکے ہیں سب زندہ ہو کر آجائیں اور اُن میں قصیّ بن کلاب بھی ہو کیونکہ وہ بڈھا ہمیشہ سچ بولتا تھا اُس سے ہم پوچھیں گے کہ تیرا دعویٰ حق ہے یا باطل یہ سخت سخت خود تراشیدہ نشان تھے جو وہ مانگتے تھے اور پھر بھی نہ صاف طور پر بلکہ شرط پر شرط لگانے سے جنکا ذکر جابجا قرآن شریف میں آیا ہے پس سوچنے والے کے لیے عرب کے شریروں کی ایسی درخواستیں ہمارے سید و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہرہ و آیات بینہ و سولانہ ہیئت پر صاف اور کھلی کھلی دلیل ہے خدا جانے ان دل کے اندھوں کو ہمارے مولیٰ و آقا محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار صداقت نے کسقدر حد تک عاجز و تنگ کر رکھا تھا اور کیا کچھ آسمانی تائیدات و برکات کی بارشیں ہو رہی تھیں کہ جن سے خیرہ ہو کر اور جنکی ہیبت سے مُنہ پھیر کر سراسر ٹالنے اور بھاگنے کی غرض سے ایسی دور از صواب درخواستیں پیش کرتے تھے ظاہر ہے کہ اس قسم کے معجزات کا دکھلانا ایمان بالغیب کی حد سے باہر ہے یوں تو اللہ جل شانہ قادر ہے کہ زمین سے آسمان تک زینہ رکھدیوے جسکو سب لوگ دیکھ لیویں اور دو چار ہزار کیا دو چار کروڑ آدمیوں کو زندہ کرکے اُن کے مُنہ سے اُن کی اولاد کے سامنے صدق نبوت کی گواہی دلا دیوے یہ سب کچھ وہ کر سکتا ہے مگر ذرا سوچکر دیکھو کہ اس انکشاف تام سے ایمان بالغیب جو مدار ثواب اور اجر ہے دور ہو جاتا ہے اور دنیا نمونہ محشر ہو جاتی ہے پس جسطرح قیامت کے میدان میں جو انکشاف تام کا وقت ہوگا ایمان کام نہیں آتا اسی طرح اس انکشاف تام سے بھی ایمان لانا کچھ مفید نہیں بلکہ ایمان اسی حد تک ایمان کہلاتا ہے کہ جب کچھ خفا بھی باقی ہے جب سارے پردے کھل گئے تو پھر ایمان ایمان نہیں رہتا اسی وجہ سے سارے نبی ایمان بالغیب کی رعایت سے معجزے دکھلاتے رہے ہیں کبھی کسی نبی نے ایسا نہیں کیا کہ ایک شہر کا شہر زندہ کرکے اُن سے اپنی نبوت کی گواہی دلا دے یا آسمان تک نردبان رکھکر اور سب کے روبرو چڑھ کر تمام دنیا کو تماشا دکھلاوے منہ

عیسویت کا الٹا اُسکے اپنے ہاتھوں

ایک پادری کا وعظ

کسرِ صلیب

یہ ترجمہ ہمارے مکرم دوست منشی عبدالحکیم صاحب ہوشیار پوری نے کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا
ایڈیٹر

چودھویں صدی کے پرفتن زمانہ میں جبکہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا ہیبت ناک نظارہ ہر جگہ ہر وقت مشاہدہ میں آرہا ہے۔ اور کفر اور شرک اور بدکاری کی گھٹا ٹوپ آندھیاں بڑے زور سے چل رہی ہیں مامور الٰہی (ایّدہ اللہ بنصرہٖ) کا عظیم الشان کام کسرِ صلیب ٹھیرایا گیا ہے۔ گویا سب سے زیادہ ظلمت اور تاریکی کا گڑھا صلیب پرستی ہے جہاں ایک عالم ٹھوکریں کھا کھا کر گر رہا ہے۔ اس مقصد عظیم کو پورا کرنے کے لیے ایکطرف تو آسمانی پہلوان نے (خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اسکے شامل حال رہیں) اپنے آسمانی تیز اور کاری حربے چلائے ہیں اور یسوع ناصری کی موت ثابت کرکے عیسویت کی رگ جان کاٹ دی ہے اور دوسری طرف اسکے انفاس طیبہ کے اثر سے خود صلیب کے پرستاروں میں ایسے اسباب و مواد پیدا ہو گئے ہیں کہ وہ اس گندی تعلیم یعنی صلیب پرستی اور عیسائی مذہب سے بیزار ہوتے جاتے ہیں اور یہ تنفر صرف اسی صدی کا خاصہ ہے۔ اللہ اللہ یہ کامیابی اور تائید ایزدی!!! ایکطرف اللہ جل شانہٗ نے اس جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کو ایسے تیز اور کبھی کُند نہ ہونے والے اور باطل کُش ہتھیار دیے ہیں کہ بڑی آسانی سے دجال کا مقابلہ ہو سکے اور دوسری طرف مامور الٰہی کے وقت نزول ملائکہ کا سمجھانے کے لیے خود انمیں ایسے اسباب پیدا کر دیے ہیں کہ وہ اسلام کے نزدیک ہو رہے ہیں چنانچہ یورپ جو عیسویت کا سرچشمہ ہے اب پکار اُٹھا ہے کہ مسیح پرستی سے بڑھ کر اور کوئی گمراہی نہیں اور یسوع میں خدائی کی کوئی علامت نہیں بلکہ وہ ایک عاجز انسان ہے اور عیسائی مذہب تمام برکتوں سے تہیدست ہے۔ قادیان میں بیٹھکر ایسی خبریں سُننا اور یہ دل خوش کُن نظارہ دیکھنا بخدا ایک مومن کی دلچسپی اور ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ اس تمہید کو مختصر کرکے اپنی کلام کی تائید میں ایک عیسائی پادری کے بڑے دن کے وعظ کا ترجمہ پیش خدمت کرتا ہوں اُمید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ خصوصاً ہندوستان کے عیسائی دنیا کے لیے۔

(پیدایشِ مسیح پر لیکچر)

میرا مضمون انجیل متی کے پہلے باب کی اٹھارہویں آیت ہے جہاں لکھا ہے کہ "اب یسوع کی پیدایش یوں ہوئی" گذشتہ ہفتہ میں نے جیمس رسل لوئل صاحب کے چند اقوال پیش کیے تھے انہی سے آج اپنے لیکچر کی ابتدا کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے ملک کی روحانی خرابی مذہب کو بغیر سمجھے یقین کے ماننے کے اور ان دلائل کے نہ سمجھنے کے باعث ہے کہ جنپر مذہب کی بنیاد ہے" اور ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ "جب انسان میں مذہب کی اندرونی خوبصورتی و خوبی دریافت کرنے کے لیے روحانیت نہیں ہوتی تو وہ اسکی بیرونی حالت کو ملمع کرکے ہر طرح طرح کی آرایشوں سے سجا کر دکھاتا ہے" اگر میں حالات زمانہ سے ناواقف نہیں تو میں یہ کہنے کو طیار ہوں کہ لوئل صاحب کے یہ فقرات ہمارے زمانہ کا خاصہ اور اسکی حالت کا آئینہ ہیں کہ مذہبی معاملات پر غور اور دینی امور میں احتیاط تو بجائے خود رہے ہم خیال تک کرنیکی برداشت نہیں کرتے۔ لوگوں کی عادۃ ہے کہ کسی شے کی فرضی خوبیاں تصور کرکے اپنی عجائب پسندی کی قوت کو تحریک دیکر اسکے شیفتہ ہو جاتے ہیں اور ذوق و وجدان تک نوبت پہنچا دیتے ہیں مگر اُسکی تہ تک پہنچنے اور اصلیت دریافت کرنے کے لیے غور کرنا حرام سمجھتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آج آپ ایک ایسے معاملہ پر جو ہماری مذہب کی بنیاد ہے تھوڑا سا غور کریں اور یہ بات صرف خیالی طور سے ہی ضروری نہیں بلکہ ضروری العمل بھی ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی شخص غور کرنے کی رغبت دل میں نہیں پاتا یا اس معاملہ میں میرا ہمدرد و ہم نوا نہیں تو میں اس سے ایک اور بات کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ جبتک میں اپنا مضمون تمام نہ کرلوں اور جبتک اسکے قابل عمل ما حصل کو بیان نہ کرلوں مجھپر کوئی فتوی نہ دے اور کوئی رائے قائم نہ کرے

دنیا میں یسوع کی آمد کیونکر ہوئی؟ جب میں اپنا مضمون بیان کر چکونگا تو آپکو معلوم ہوگا کہ یہ معاملہ کسقدر قابل غور ہے اور اسکا تعلق صرف یسوع کی ذات تک ہی محدود نہیں بلکہ ہمارے ان خیالات پر کہ جو ہم خدا کی نسبت اور اُسکے کائنات کے انتظام پر اور انسان کی فطرت اور خلق خدا کی قسمت پر ہے اس کا اثر ہے اور ان سب کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اسلیے کہ ہم در حقیقت اس عالم میں ایک ہی قسم کی مخلوق جو بلا باپ یا کنواری سے پیدا ہو مگر میں آپ سے اس امر کو پیش نظر رکھنے کی درخواست کرتا ہوں کہ یہ سوال ہمارے ایمانیات اور محبت الٰہی کا جزو نہیں اور نہ ہی یہ سوال بائبل کے انکار و تسلیم کے متعلق ہے اس سوال کا تعلق یسوع کی محبت اور اُسکا اپنا مذہبی پیشوا ماننے سے ہے اور نہ یہ سوال عملی پاکیزگی اور زہد کے متعلق ہے بلکہ میرا تو یہ ایمان ہے کہ راستی ہی نہایت گہرے اور بلند تقوی کی طرف انسان کی رہنمائی کر سکتی ہے۔

میں ایک دفعہ پھر عرض کرتا ہوں کہ یہ امر کہ یسوع کی پیدایش کسطرح ہوئی کوئی مذہبی سوال نہیں اور نہ ہی فی الحقیقت ایسے سوالات کا مذہب سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے بلکہ یہ صاف اور سادہ طور سے ایک تاریخی سوال ہے۔ اور اس کا ثبوت محض شہادتوں پر مبنی ہے۔ ہمیں کوئی حق نہیں پہونچتا کہ ان معاملات کا اپنے ہی محسوسات اور خواہشوں سے انکو غلط مذہبی نام سے موسوم کرکے فیصلہ کریں۔

میں آپ سے التجا کرتا ہوں جو کچھ اس معاملہ کی نسبت عہد نامہ جدید میں لکھا گیا ہے آپ اسپر غور فرماویں اور پھر پہلی تین صدیوں کے کلیسیائی بزرگوں کی مختصر عام شہادتوں پر نگاہ ڈالیں تو پھر میں بڑے زور سے ثابت کرونگا کہ میرے نزدیک مذہب کے یقینی قابل عمل کونسے امور ہیں اور یہی آخری بات ہے جو میں بیان کرنی چاہتا ہوں

ذرا عہد نامہ جدید پر غور کیجیے اور دیکھیے کہ یسوع کی پیدایش کی بابت کیا کہتا ہے ایک نہایت ہی بصیرت کا راہ یہ ہوگا کہ ہم کتب عہد نامہ جدید کو اسی ترتیب سے پڑھیں جس ترتیب سے کہ وہ مرتب ہوئی ہیں اور جس ترتیب سے کہ موجودہ اناجیل شائع کی گئی ہیں وہ تاریخی ترتیب کے لحاظ سے بالکل ساقط الاعتبار ہے نئے عہد نامہ میں سب سے پہلی کتابیں پولوس کے خط ہیں اور پولوس قریباً ۶۵ء میں نیرو کے مظالم کے وقت ملکی کے شہر روم میں قتل ہوا تھا۔ اب اس تاریخ کو ذہن میں رکھیں۔

چونکہ مسیح موجودہ سن کے اجراسے چار برس پہلے پیدا ہوا تھا اور وہ قریبًا ۳۰ سنہ میں مرگیا تب سے ثابت ہوا کہ پولوس یسوع سے قریبًا ۳۶ سال بعد مرا۔ ہاں تو کیا کبھی آپ نے یہ خیال نہیں کیا۔ اس کے خطوط میں اس امر کی بابت کہیں اشارہ تک بھی تو نہیں پایا جاتا اور نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکو اسبات کا علم تھا اور یہ بھی بالکل ناممکن ہے کہ یہ کہانی یسوع کی صلیب اور پولوس کی موت کے درمیانی ۳۶ سالہ زمانہ میں عام طور سے مروج ہو اناجیل موجودہ میں سے سب سے پہلے مرقس کی انجیل ہے جو ۷۰ء میں لکھی گئی۔ کیا آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ مرقس نے کنوار ی سے بچہ پیدا ہونے کا ذکر تک نہیں کیا ؟ ؟ ؟ اُس نے تو یہ بات ظاہرا طور سے سُنی بھی نہوگی۔ اور اسبات کا اظہار بھی کچھہ کم تعجب خیز نہیں کہ انجیل یوحنا میں بھی اس امر کا حوالہ نہیں دیا گیا اور یہی وہ انجیل ہے جسکو عام طور سے یسوع کی سکھلانے والی اور اسکی بعثت کی غرض اور اسکے مراتب و حالات پر مشتمل تسلیم کیا گیا ہے۔ یوحنا کی انجیل کے مصنف کو تو کوئی جانتا ہی نہیں۔ یہ انجیل قریبًا دوسری صدی کے وسط میں لکھی گئی۔ اور اسکے مصنف نے کیا تو بے باپ کے پیدائش کی کہانی کو اب اس ملک میں جہاں وہ رہتا تھا سنا ہی نہیں یا اسکو غیر ضروری سمجھکر اس کا کچھہ ذکر کرنا نہیں چاہتا۔

اب ہم ان دونوں اناجیل کی طرف توجہ کرتے ہیں جنہوں نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے وہ متی اور لوقا کی اناجیل ہیں ۔ وہ کب تصنیف ہوئیں ؟ ؟ انکی تصنیف کا زمانہ پہلی صدی کے اختتام کے قریب کا زمانہ ہے۔ لیکن کیا آپ نے کبھی خیال کیا (افسوس کہ لوگ عمومًا بڑی بے احتیاطی سے ان کتابونکو پڑھتے ہیں) کہ متی اور لوقا کی کہانیاں بالکل مختلف اور ناقابل اعتبار ہیں۔ اور ان کی تطبیق ایک خیال موہوم ہے۔ میں انکا اقتباس آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ غور سے دیکھیں۔ انجیل متی سے مریم اور یوسف کا وطن بیت لحم ثابت ہوتا ہے۔ اور پھر ایک مشرقی مجوسی دانا کی کہانی ہے جو ایک ستارہ کی رہنمائی سے یسوع کی پیدائش کی جگہ پہونچا کیونکہ وہاں ستارہ ٹھہر گیا اور متی نے لکھا ہے کہ یسوع کی پیدائش کی جگہ یوسف اور مریم کا اپنا گھر ہے۔ اور اس نے اصطبل یا کھرلی اور سرائے کے مالک کا کچھ ذکر تک نہیں کیا۔ پھر ہیرودیس اور تمام اہل یروشلم کا اسکی پیدائش کی خبر سنکر چونک پڑنے اور مصر کو بھاگ جانے اور معصوم بچوں کے قتل کیے جانے کی کہانی ہے

لیکن تاریخ سے ثابت ہے کہ ہیرودیس اسی سال میں مرگیا تھا جس میں کہ یسوع پیدا ہوا اور اسقدر بکیں اور معصوم بچوں کے قتل کے کہانی والی آیت بالکل بے بنیاد ہے۔ مانا کہ ہیرودیس ایک ظالم اور بد اخلاق تھا مگر خواہ مخواہ بلا ثبوت ایک ایسا سخت جرم اسکی طرف کیوں منسوب کیا جاوے؟ جسکا وہ مرتکب نہیں پھر لکھا ہے کہ یوسف اور مریم بچہ کو لیکر (یعنی یسوع کو) ہیرودیس کی وفات کے بعد مصر سے لوٹے اور چونکہ وہ بیت لحم میں جانے سے ڈرتے تھے اسلیے انھوں نے شمال کیطرف ناصرت میں رہایش اختیار کرلی یہاں تک تو متی کی کہانی ہے ۔ اب میں آپکو دکھلاتا ہوں کہ لوقا میں کیا لکھا ہے ۔ انجیل لوقا سے یوسف کا اصلی وطن ناصرت معلوم ہوتا ہے نہ کہ بیت لحم جیسا کہ متی میں لکھا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ بادشاہ نے ایک فرمان جاری کیا کہ تمام ملک کی مردم شماری کی جاوے اور کہانی کے مفہوم کے مطابق اس کا یہ مطلب ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے زاد بوم میں جاویں تاکہ وہاں انکا شمار کیا جاوے ۔ لیکن کہانی کا تاریخی ثبوت کچھہ بھی نہیں رومی سلطنت کے قوانین کے مطابق ایسی مردم شماری کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور خیال تو فرمائیے کہ اس سے فائدہ ہی کیا تھا کہ مردم شماری کی خاطر فلسطین کے تمام لوگ اپنی اپنی جائے پیدایش کو جاویں خواہ وہ کہیں رہتے ہوں اور کہیں پیدا ہوکر ہوں۔ ؟ ؟ ؟

پھر لکھا ہے کہ مریم نے یسوع کی پیدائش سے ایک قلیل عرصہ پہلے ایک پر صعوبت اور دور و دراز پہاڑی سفر کیا اور ۸۰ میل تک خچر پر سوار ہوکر بیت لحم تک گئی۔ وہاں پہنچکر دیکھا کہ سرائے میں ان کے لیے کوئی کمرہ خالی نہیں اور اسکے بچہ (یسوع) کھرلی میں پیدا ہوا۔ !!! پھر فرشتوں اور گڈریے کے کہانی ہے۔ اور بچہ کو (یسوع) یروشلم لے جانے اور ہیکل پر چڑھانے کا ذکر ہے۔ لیکن اسمیں ہیرودیس کے معصوم بچونکو قتل کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اور نہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یوسف و مریم ہیرودیس سے ڈر گئے تھے۔ ہاں یہ لکھا ہے کہ بچہ ہونے کے بعد اپنے اصلی وطن یعنی ناصرت کو چلے گئے۔

بس ایسی قصہ کہانیاں متی اور لوقا کی اناجیل میں پائی جاتی ہیں۔ اس امر کے ثبوت کے لیے کہ یہ میرے اکیلے ہی کے رائے نہیں میں پادری ڈاکٹر فرنیمل کا Rev. Dr. Freemantle صاحب جو کلیسیا انگلستان کے معزز رکن اور رفاہل شخص ہیں آپ کو قول سناتا ہوں۔ ابھی ایک دو

ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ انھوں نے چرچ کانگریس (کلیسیائی سالانہ جلسہ) کے ایک جلسہ میں حاضرین جلسہ کو یہ کہکر حیران کر دیا کہ ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ متی اور لوقا کے ابتدائی الفاظ کے سوا انکے باقی بیانات کو بھی صحیح تسلیم کیا جاوے اور نہ ہی مسیح کی پیدائش کی کہانی نئے عہدنامہ کی تعلیم ہے۔

اب آپ نسب ناموںکی طرف توجہ کریں۔ کیا کبھی کسی نے لوقا اور متی کی اناجیل میں انکو پڑھا ہی ؟ آپ انکو کسی وقت مخلی بالطبع ہوکر پڑھیں اور دیکھیں کہ دونوں نے یوسف ہی کا نسب نامہ بیان کیا ہے۔ اور مریم کا نسب نامہ مطلقًا کسی نے نہیں دیا اور جبتک یوسف کو یسوع کا باپ نہ مانا جاے ان نسب نامونکا یسوع سے یوحنا اور پطرس کی نسبت زیادہ تعلق ثابت نہیں ہوتا ۔ یہ نسب نامہ بظاہر اسلیے لکھے گئے تھے کہ لوگ ابتک یوسف کو یسوع کا باپ تسلیم کرتے ہیں اور اسی لیے وہ اناجیل مروجہ میں شامل کیے گئے اور مذہبی طور سے ایسے مقدس خیال کیے گئے ہیں کہ مصنفان انجیل نے انکو ترک کرنا گوارا نہیں کیا اور نہ ہی انکے کسی اختلاف کا ذکر کیا گیا ہے۔

تمام اناجیل کو پڑھ کر چند ایک ایسی شہادتیں پائی جاتی ہیں جن سے بے ساختگی اور بیخبری ٹپکتی ہے اور محض اسوجہ سے کہ مصنفان انجیل نے انکو سادہ لوحی اور بیخبری سے پہلے لکھا ہے وہ زیادہ مضبوط اور قابل اعتبار ہیں۔ انہیں سے ایک وہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جان John فلپ Philip اور نیتھنیل Nanthanael کے اقوال کے مطابق اناجیل کے ابتدائی حصص مسیح کی نسبت تذکرات ہیں انہیں سے ایک وہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں فلپ نیتھنیل ...... سے کہتا ہے کہ "ہم نے اس مسیح موعود کو پا لیا ہے جسکی موسی اور دوسرے نبیوں نے خبر دی ہے" اس کے جواب میں نیتھنیل کہتا ہے کہ "کیا ناصرت سے کوئی عمدہ بات نکل سکتی ہے ؟" اب فلپ کا جواب سنیے اگر اسکو یہ معلوم ہوتا کہ یسوع بیت لحم میں پیدا ہوا ہے تو وہ یقینًا یہی جواب دیتا اور یہی جواب ہو سکتا ہے کہ وہ ناصرت میں پیدا نہیں ہوا وہ بیت لحم میں پیدا ہوا ہے "۔ لیکن وہ جواب دیتا ہے کہ "آؤ اور دیکھو"

اناجیل میں ایک اور شہادت ہے جو بیخبری سے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ یسوع کے بھائی اسپر ایمان نہیں لائے ۔ کیا آپکے نزدیک یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اگر مریم اور یوسف کا اسپر ایمان تھا اور ... نے ناصرت میں تیس سال تک یسوع کے ساتھ ... پائی اور اکٹھے رہے۔ اور یہ تعجب خیز بات ہے کہ یسوع ...

مساکین طلباء

اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ وہ غربا سے پیار کرنے اور ضعفا کو بلند درجات عطا کرنے میں اپنی قدرت اور حکمت کے کرشمے دنیا کو دکھایا کرتا ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کو جب فرعون اور اُسکی قوم نے ایسا ذلیل کر دیا کہ اینٹیں بنانے کا کام ان سے لینے لگے اور اُن کی قوت کو گھٹانے کے لیے اُن کے لڑکوں کو قتل کر دیتے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض یعنی ہم نے ارادہ کیا کہ ہم اُن لوگوں پر احسان کریں جو اُس ملک میں کمزور اور غریب کر دیے گئے تھے انکو لیڈر بنائیں اور انکو روحانی اور جسمانی سلطنتوں کا وارث بنائیں اور انکی قوت کو زمین میں جما دیں۔

یہ تو پہلا سلسلہ موسیٰ کا ذکر ہے جو چودہ سو سال کا عرصہ گذرا ہے اور بالآخر عیسیٰ ناصری پر ختم ہوا تم اس اُمت کے سردار کو دیکھو جسکو قیامت تک رہنا ہے کہ جب اللہ حکیم خبیر نے چاہا کہ انسانی کمال کے انتہائی نقطہ کو پیدا کرے جب اُس رحمٰن ربیکے رحم نے جوش مارا کہ اپنی مخلوق کو اپنا پاک کلام سنا دے جب ابراہیمی دعاؤں کے پورا ہونیکا وقت آگیا جب زمین آسمان میں شور برپا ہوا کہ سرور انبیا اور خاتم النبیین کے پیدائش کا زمانہ ہے تو اُس رحمۃ للعالمین کو کہاں سے منتخب کیا گیا۔ اس کے جواب میں خدا ہی کا کلام سنو الم یجدک یتیما فاویٰ ووجدک ضالا فھدیٰ ووجدک عائلا فاغنیٰ۔ اس امر کو دیکھ کہ تو یتیم تھا اور ہم نے تجھے اپنی پرورش اور حفاظت میں لیا اور تو ہدایت اور راستی کے لیے حیران اور سرگردان تھا پس ہم نے تجھے ہدایت یافتہ بنا دیا تو بے سروسامان تھا پس ہم نے تجھے اپنے فضل کے ساتھ غنی کر دیا۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم انک حمید مجید ۔

ایسے امور کو مدنظر رکھکر ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے سرپرست اور ناظمان نے ہمیشہ ایک فنڈ یتامی ومساکین اپنے مدرسہ میں قائم اور جاری رکھا ہے۔ اگرچہ کچھ مدت تک وہ فنڈ بالکل ایک علحدہ رہا ہے تاہم اُس فنڈ کے نام کافی رقم ہمیشہ نہ آنیکی وجہ سے منتظم کمیٹی جنرل فنڈ میں سے بھی اور مساکین کو وظائف اور خوراک اور کتب وغیرہ سے مدد دیتی رہی ہے یہ سلسلہ اب تک بدستور جاری ہے چنانچہ اس سال قریبًا دو سو روپیہ کی کتب اس مدرسہ کے مساکین طلباء کو دی گئی ہیں اور قریبًا ساڑھے چار سو روپیہ غریب طلبا کو خرچ خوراک وغیرہ کے لیے بطور وظیفہ کے دیا گیا ہے اور علاوہ ازیں قریبا نصف طلبا کی فیس اس مدرسہ میں بالکل معاف ہو۔ غرض ہر طرح سے اس امر کی کوشش کی جاتی ہے کہ جسطرح ہوسکے غربا کی مدد کی جاوے کیونکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ نسبتًا غریب طلبا محنتی اور دل لگا کر پڑھنے والے ہوتے ہیں اور اُستاد کی محنت کو کارآمد کر دکھاتے ہیں کیونکہ اگر طلبا تعلیم میں توجہ کرنے اور اُستاد کے پڑھائے ہوئے کو ضبط کرنیوالے نہ ہوں تو اُستاد کو اپنی محنت کے ضائع جانے کا بڑا رنج اُٹھانا پڑتا ہے۔ اسوقت مجھے ایک دوست کی بات یاد آئی ہے کہ جب میں ایکدفعہ مدرسہ کی ملازمت کو چھوڑ کر ایک دفتر سرکاری میں ملازم ہوا تو اُس دوست نے میری اس تبدیلی پر خوشی کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ مدرسہ کی ملازمت کیا شئے ہے جہاں اپنی موچھہ غیر کے ہاتھ میں ہو دفتر میں جو کچھ آدمی کرتا ہے اُسپر تو تشفی ہو جاتی ہے کہ افسر اسکو بے شک دیکھ لیں۔ مجھے اس امر میں اُسکے ساتھ اتفاق نہیں کیونکہ میرے نزدیک دفتر ہو یا مدرسہ تجارت ہو یا زراعت انجنیری ہو یا ملاحی۔ اُستادی ہو یا شاگردی ہر جگہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم کام آتا ہے ورنہ کوئی مقام بھی انسان کے واسطے بے خطر نہیں ہے تاہم یہ صحیح ہے کہ نیک ہوشیار محنتی باادب شاگردوں کا میسر آجانا ایک بڑی نعمت ہے اور ایسے شاگرد عمومًا غربا میں سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ علیگڈھ کے بانی کو بھی اپنے مدرسۃ العلوم میں غربا کے لیے کچھ بورڈنگ ہوس اور وظائف کا انتظام کرنا ہی پڑا تھا غرض یہ نہایت ضروری امر ہے کہ غریب طلبا کو وظائف کے ساتھ مدد دیکر اُنکو اس مدرسہ کی تعلیم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے پاک حاشیہ نشینان کی مقدس صحبت سے موقعہ دیا جاوے تاکہ آیندہ نسلوں کے واسطے ایک ہرا بھرا باغ طیار ہو جاوے۔ مگر یہ کام روپیہ سے ہوتا ہے اور یہاں بمشکل اتنا چندہ جمع ہوتا ہے کہ اُستادوں کی تنخواہیں معمولی سامان اور عمارت کے لیے کافی ہو یا کافی سے بھی کچھ کم ہو تو **نواب محمد علی خان** صاحب اپنے خزانہ سے اُسمیں کچھ ڈالتے رہا کریں جب سے مکرمی مخدومی نواب صاحب یہاں تشریف لائے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ اکثر کتب سامان عمارت عملہ میں اسقدر مدد دے رہے ہیں کہ اگر اس مدرسہ کے بانی حضرت امام علیہ السلام اور اس کا مقصد خدمت دین نہ ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ انکی مدد کے بغیر مدرسہ شاید بڑی ابتر حالت میں ہوتا چہ جائیکہ کالج تک ترقی کرکے اس قابل بنجائے کہ علامۂ دہر واجب التعظیم ہر خورد وکلاں ماہر علوم دینیہ و دنیویہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب اور مسلمانوں کے لیڈر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی پلیڈر ایڈیٹر ومینیجر میگزین ریویو آف ریلیجنز۔ ایسے ایسے بزرگ اس کالج کے طلبا کی تعلیم اپنے ذمہ لیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب نے علاوہ مالی امداد اور ظاہری تدبر وتفکر کے اندر ہی اندر اپنی کوٹھڑی کے دروازے بند کرکے اللہ تعالیٰ کے آگے دست دعا کچھ ایسے انداز سے پھیلائے ہیں کہ ہاتھ خالی نہیں پھرا ورنہ بغیر فضل الٰہی یہ ترقی محال ہے۔

شاید اصل مطلب سے دور چلا گیا ہوں لہٰذا اصل مطلب کیطرف دور چلا گیا ہوں بہرحال پھر وظائف مساکین کیطرف اپنے کلام کا رخ پھیرتا ہوں۔ کالج کے فنڈ کی حالت کچھ ہو مجھے اسوقت اسکے متعلق کچھ کہنا مقصود نہیں بلکہ میں نے اس غرض کے واسطے قلم اُٹھایا ہے وما توفیقی الا باللہ کہ مساکین طلبا کے واسطے وظائف کا ایک جدا فنڈ ہونا چاہیے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ہر ایک شہر کے احباب باہم ملکر کم از کم ایک اور زیادہ سے زیادہ حسب توفیق ماہوار وظائف قادیان کے مسکین طلبا کے واسطے مقرر فرماویں ایک وظیفہ کی مقدار کم از کم ہے اور زیادہ زیادہ عہ ماہوار فی الحال ہونی چاہیے یہ وظائف ماہ بماہ امین مدرسہ یا سپرنٹنڈنٹ کالج کے پاس بھیجتے رہیں۔ تو اسطرح بہت سے غربا طلبا کی پرورش ہوسکتی ہے۔ اور گویا احباب کے لیے ایک بڑے ثواب کا کام ہوگا کہ انکی طرف سے اُن کے خرچ پر ایک آدمی قادیان میں رہے اور اسطرح اُنکے لیے بھی قادیان میں رہنے کا ثواب حاصل ہو۔ کیونکہ جو حج کے لیے کسیکو زادراہ مہیا کرتا ہے اُسکے لیے حج کا ثواب ہے اسجگہ مجھے تین بزرگوں کا شکریہ کے ساتھ ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب جو کئی طلبہ کو وقتًا فوقتًا ماہواری اور یکمشت مدد دیا کرتے ہیں دوم مخدومی نواب محمد علیخان صاحب جو اپنی جیب خاص سے مدرسہ کے چار طلبا کو ماہواری معقول وظیفہ دیتے ہیں اور تیسرے جناب نواب فتح نواز جنگ مولوی مہدی حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنو جنہوں نے کالج کے واسطے ایک مستقل وظیفہ مبلغ ۲ ماہوار کا مقرر کر دیا ہے جزاہم اللہ احسن الجزا فی الدنیا والآخرۃ۔

احباب کو اختیار ہے کہ اُس وظیفہ کو کسی خاص شرط کر مشروط کریں مثلاً یہ کہ وہ وظیفہ کیواسطے اُن کے شہر یا ضلع کے کسی طالبعلم کو بہ نسبت کسی اور کے زیادہ حق ہوگا جو غریب طلبا اور خود مدرسہ اور بلکہ خود سلسلہ احمدیہ

قادیان میں ایک ہسپتال کی ضرورت ہے

قابل توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور و صاحب کمشنر حفظان صحت

قادیان دارالامان کی مقامی ضرورتیں اسکی آبادی کے ساتھ ساتھ یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں اور ہمکو بعض اوقات ان ضرورتوں کی طرف اپنے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر میجر سی ایم ڈالس صاحب بہادر کو توجہ دلانے کا اتفاق ہوا ہے اور بعض امور پر جزوی توجہ کی بھی گئی ہے۔ لیکن ہم سر دست اسکو ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ اس کا عدم وجود برابر ہے تاہم ان پر توجہ کرنا چونکہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر یا دوسرے ذمہ دار حکام کے ذمہ میں ہے اس لیے ہم

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

پر عمل کرتے ہیں اور جو جو ضرورتیں محسوس ہوتی ہیں وہ گوش گذار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

آج جس ضرورت پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں یہ ایک اہم ضرورت ہے جو انسانی زندگی اور اس کی صحت کے لیے ازبس ضروری ہے۔ گورنمنٹ نے اس ضرورت کو محسوس کرکے ایک الگ اور مستقل **محکمہ حفظان صحت** کا قائم کر رکھا ہے اور جابجا ہسپتال کھولے ہوئے ہیں اسلیے اگر ہم قادیان میں کسی ہسپتال کے کھولے جانے کی درخواست کریں تو یہ کوئی بیجا درخواست نہیں ہے قادیان کے نواح میں بٹالہ یا سری گوبند پور سے ورے کوئی ہسپتال نہیں ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات لوگ بڑی بڑی دقتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض قیمتی جانیں معمولی فروگذاشت یا عدم نگہداشت کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں اگرچہ قادیان اور اس کے نواح کے لوگوں کی بڑی ہی خوش قسمتی ہے کہ انکو حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی **نور الدین** صاحب سابق طبیب شاہی خاندان ریاست جموں و کشمیر کی طبی خدمات مفت ملی ہوئی ہیں مولوی صاحب نے اپنے ذاتی خرچ سے ایک شفاخانہ جاری کر رکھا ہے جس میں صدہا مریض ہر روز آتے ہیں اور جہاں سے دوا بھی عموماً مفت دیجاتی ہے ان آنے والے مریضوں کی تعداد ہمارے اپنے قیاس کے موافق تیس پینتیس ہزار سالانہ سے کم نہیں ہے + اور یہ تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ تاہم قادیان چونکہ ایک گاؤں ہے بعض اوقات سرجیکل اوپریشن کے لیے اوزار اور یا طبی ہدایتوں کے موافق خاص کمروں اور سامان کے نہ ہونے کی وجہ سے مشکلات پیش آسکتی ہیں + اور بعض اوقات ضروری ادویات بھی نہیں مل سکتی ہیں۔ اسلیے اگر قادیان کی ضرورتوں اور اردگرد کے باشندوں کی بہتری اور آسایش کے سوال پر غور کرکے قادیان میں ہسپتال کھولنے کی تجویز پر سوچا جاوے تو یہ ضرورت اہم ضرورت نظر آئیگی۔ اور فی الحقیقت یہ ضرورت بہت بڑی ضرورت ہے اگر **محکمہ حفظان صحت** ہماری اس درخواست پر توجہ فرمائے اور صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور اسکی سفارش کریں تو یہ کام کچھ بھی مشکل نہیں رہ جاتا۔ البتہ ایک سوال قابل حل رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہسپتال کے **اخراجات** کا انتظام کیونکر ہو؟ اس کے متعلق ہم ایک **تجویز** پیش کرتے ہیں جس پر عمل کرنے سے بہت ہی کم خرچ رہ جاتا ہے اور ایک باقاعدہ ہسپتال کھل سکتا ہے وہ **تجویز** یہ ہے کہ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر قادیان کے مجوزہ ہسپتال کے لیے صرف دوائی کا سالانہ خرچ اور اوزاروں اور مکان کے بہم پہونچانے کا انتظام سرکاری طور پر کر دیں تو ہم **عالیجناب حضرۃ اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان** کی ذات بابرکات سے امید کرتے ہیں کہ آپ ایک ڈاکٹر کی خدمات اس ہسپتال کے لیے ضرور عطا فرما دینگے اور یہ آپ کے لیے بالکل آسان امر ہے۔ اسوقت آپکے خدام میں کئی اسسٹنٹ سرجن اور ہاسپٹل اسسٹنٹ موجود ہیں۔ آپ اگر تین تین مہینے کے لیے بھی سال بھر میں ایک ڈاکٹر کی ڈیوٹی مقرر کر دینگے تو وہ بڑی خوشی سے قادیان میں رہ کر اس خدمت کو سر انجام دیگا۔ اس انتظام سے ہسپتال کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آئے گا یعنی ان کے رجسٹر اور نقشجات باقاعدہ طیار ہوتے رہیں گے اور افسران معائنہ کنندہ بھی اسے ملاحظہ کرینگے اور وہ باضابطہ سرکاری ہسپتال ہوگا۔

اس ہسپتال کے ہونے سے قادیان کی صفائی اور استیاء خوردنی و نوشیدنی کی دیکھ بھال بھی ہو جایا کرے گی جس کے نہ ہونے کی وجہ سے اسوقت سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں کی خدمات کے علاوہ ہم کچھ اور بھی امید کرتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ کی طرف سے امداد پہونچے ممکن ہے کہ تعلیم الاسلام کالج کی ڈسپنسری کو اسکے متعلق کر دیا جاوے۔

اسوقت قادیان میں ایک تعلیم الاسلام کالج ہے جس کے ساتھ ایک ہائی سکول ہے دو ہفتہ وار اور تین ماہوار اخباروں اور رسالوں کے دفتر ہیں تین مستقل پریس ہیں اور اسکے علاوہ ضروریات زندگی کے بڑھنے کی وجہ سے تجارت میں ترقی ہو رہی ہے تین ہزار کے قریب آبادی ہے۔

غرض بہت سی ضرورتیں اس امر کی داعی ہیں کہ یہاں ایک ہسپتال کھولا جاوے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور سول سرجن صاحب ضلع گورداسپور اس ضرورت پر غور کرینگے اور اپنی غریب اور کمزور رعایا کی زندگیوں کی حفاظت کے مسئلہ کو حل کرینگے۔

میجر ڈالس کو رفاہ عام کاموں سے ہمیشہ دلچسپی اور خاص توجہ رہی ہے۔ اسلیے اگر وہ اپنے زمانہ ڈپٹی کمشنری ضلع گورداسپور میں یہ یادگار چھوڑینگے تو وہ ایک بہترین یادگار ہوگی۔ ہم اس سوال پر وقتاً فوقتاً بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ریمارک

دفتر الحکم میں چند کتابیں اور بعض جدید پرچے بغرض اظہار رائے ہوئے ہیں ہم کسی اگلی اشاعت میں ان پر اپنی ناچیز رائے کا اظہار کرینگے ان جدید پرچوں میں سے انتخاب ۔ رودگار ۔ زمیندار ۔ پبلک ۔ آصف الاخبار پر پہلے اظہار رائے ہوگا۔ ان شاء اللہ

اطلاع

آج کا اخبار ۲۰ صفحوں پر شائع کیا جاتا ہے تاکہ وہ کمی جو دو پرچوں کی ہے پوری ہو جاوے یہ حجم اسوقت تک رہیگا جبتک کمی پوری ہو ۲۴۔ اگست ۱۹۰۳ء کا اخبار اگر خدا نے چاہا تو ایک خاص پرچہ ہوگا۔

ایڈیٹر

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ

ذیل میں ہم عالی جناب خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب ڈائرکٹر تعلیم الاسلام کالج رئیس مالیرکوٹلہ کا ایک گرامی نامہ درج کرتے ہیں جو آپ نے بطور تبلیغ اپنی محترم بہن کے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے۔ بظاہر یہ خط اس محترمہ ...... کے نام ہے اور دراصل اپنے دوسرے اقارب کو بھی تبلیغ ہے + اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس گرامی نامہ کو عام لوگوں کے فائدہ کے لیے درج کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے مخدوم نے جس نیت اور غرض کے لیے اسکو لکھا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کرے اور اس خط کے اصل مخاطبوں کو توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر جو سچے اخلاص اور دلی جوش سے لکھی گئی ہیں پورا غور کریں اور ان سے فائدہ اُٹھاویں۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارالامان قادیان ۲۹ جولائی

اس خط کو بھائی صاحب خان صاحب عنایت علی خان صاحب بھی ضرور ملاحظہ فرمائیں اور تمام خط کو مہربانی سے آپ اور وہ پڑھیں

خواہر محترمہ سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ یوں تو میں ہمیشہ دائم المرض رہتا ہوں کبھی کم کبھی زیادہ مگر اب دونوں موسموں میں میرے لیے قریباً یکساں رہتی ہیں۔ جاڑہ میں نزلہ و زکام و عوارض اور ساراً میں سر میں چکر رہتے ہیں یعنی امراض کا ایک سلسلہ ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتا اور اس سے آپ واقف ہیں۔ علاج برابر جاری ہے۔ آجکل کسی قدر میں ذرا اچھا ہوں مگر یکساں حالت ہمیشہ نہیں رہتی بظاہر دیکھنے میں ایک اجنبی کو میں بیمار نہیں معلوم ہوتا۔ آپ خوب جانتی ہیں کہ اٹھارہ سال سے دوا کا سلسلہ مجکو نہیں ہٹا۔ ڈاکٹروں طبیبوں سب سے علاج کرایا ہے اور گویا معالجہ کے معاملہ میں میں دوسروں کی نسبت بہت تجربہ کار ہو گیا ہوں گو آپ بھی علیل رہتی ہیں اور آپ کو بھی تجربہ اس امر کا ہے لیکن ایک مرد اور ایک عورت کے تجربہ میں جو فرق ہوتا ہے وہ میرے اور آپ کے تجربہ میں ہے لیکن میں ہمت نہیں ہارتا برابر علاج کراتا ہوں اور خدا اللہ تعالیٰ نے چاہے گا تو ایک دن صحت ہوجائے گی جہاں تک مجکو تجربہ ہوا ہے اُس سے قادیان میں علاج میں بڑے فوائد ہیں۔ علاج یونانی یہاں موجود ہے۔ علاج ویدک یہاں ہے ڈاکٹری علاج یہاں پر میسر ہے۔ علاج روحانی یعنی یہاں ہے دعا کے لیے موقع حاصل دعا کے لیے میں مختصر عرض کرتا ہوں کہ دعا کرنے کرانے کا قاعدہ لوگ بالکل نہیں جانتے دعا کرنے کے لیے تو چاہیے صبر اور استقلال۔ اس طرز دعا مانگے جسطرح فقیر لوگوں سے مانگتے ہیں فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک خرگدا جو اڑ کر لیتے ہیں جبتک انکو دیا نہ جائے ٹلتے نہیں ایک ہوتے ہیں سر گدا جو صدا کی اور چلدیے تو دعا کرنے والے کو خرگدا بننا چاہیے یعنی اس طرح دعا کرے اور یہاں تک کرے کہ مراد حاصل ہو جائے اور اس دعا کرنے والے کی جان خواہ جان ہی کیوں نہ نکل جائے دعا کرتا رہے کیونکہ بعض دعائیں دیر میں منظور ہوتی ہیں اور بعض دعائیں ایسی ہوتی ہیں کہ جس کام کے لیے کی جاتی ہیں وہ کام دعا کرنیوالے کے لیے مضر ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ دعا کرنے والے کی منشا کے بموجب ایسی حالت میں منظور نہیں کرتا بلکہ کسی اور رنگ میں جو اُس کے لیے مفید ہوتا ہے پورا کر دیتا ہے پس انسان کو مرتے دم تک دعا کرنی چاہیے اور دعا سے تھکنا نہیں چاہیے ؎

یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

یعنی یا تو مطلوب تک انسان پہنچ جائے اور مطلب حاصل ہو جائے یا جان تن سے نکل جائے۔ اب رہا دعا کرانا اسکے لیے ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کرے جس سے دعا کرائی جائے اُس سے گہرا تعلق پیدا کیا جائے اور صبر اور استقلال سے کام کرے تو دعا کرانی چاہیے۔ بلا تعلق انبیا سے بھی دعا کم لگتی ہے۔ چنانچہ حضرت اسحٰق کا قصہ ہے کہ انکو اپنا ایک لڑکا زیادہ پیارا تھا مگر کوئی خصوصیت نہ کرسکتے تھے آخر انھوں نے فرمایا کہ میں تمھارے لیے دعا کرنا چاہتا ہوں تم میرے لیے کچھ کھانے کے لیے لاؤ تا کہ تعلق اور خصوصیت پیدا ہو کر دعا کی تحریک کا سبب ہو۔ چنانچہ اُس بیٹے نے یہ کیا کہ فوراً شکار کو چلا گیا تا کہ وہ باپ کے لیے کوئی عمدہ شکار لائے حضرۃ اسحٰق کے دوسرے بیٹے حضرت یعقوب کی والدہ یہ کل معاملہ سن رہی تھیں انھوں نے فوراً ایک دنبہ نہایت موٹا حلال کرکے اور عمدہ پکا کے حضرت یعقوب کو دیا کہ اپنے والد کے پاس لیجائیں۔ حضرۃ یعقوب جب اپنے والد کے پاس یہ کھانا لے گئے تو اُنھوں نے دعا کی اب بعد میں وہ پہلے بیٹے آئے تو اُسوقت حضرۃ اسحٰق نے فرمایا کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا چنانچہ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت یعقوب خود نبی ہوئے اور اُنکی اولاد میں نبوت کا سلسلہ قائم ہو گیا جو آخر حضرت عیسیٰ پر ختم ہوا اور دینی اور دنیاوی جو برکات خدا تعالیٰ نے اُنکی اولاد پر نازل کیں وہ ایسی تھیں کہ ان سے پہلے شاید ہی کسی قوم پر ہوئی ہوں۔

اسی طرح ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ اُن کے پاس ایک شخص دعا کے لیے آیا مطلب اُس کا یہ تھا کہ اُسکو کسی سے روپے لینے تھے اُسکا تمسک کھو یا گیا تھا یا اُس کے مکان کا قبالہ گم ہو گیا تھا اور اُسکو اُس کاغذ کی بڑی ضرورت تھی اُس بزرگ نے فرمایا کہ تو مجھکو کچھ کھلا تا کہ تعلق پیدا ہو۔ وہ شخص حلوائی کے ہاں حلوا خریدنے گیا اور حلوائی نے کاغذ پر حلوا رکھکر اُس شخص کو دیا۔ شخص مذکور اس بات کو دیکھکر سخت حیران ہوا کہ وہ کاغذ وہی تھا جس کی اُسکو تلاش تھی۔ اب جو بزرگ کے پاس آیا تو انھوں نے فرمایا مجکو تو صرف دعا کی تحریک کے لیے ضرورۃ تھی اب تو یہ حلوا اپنے عیال و اطفال میں تقسیم کر دے میرے کسی کام کا نہیں۔ پس دعا کے لیے تعلق کا پیدا کرنا ضروری ہے کیونکہ دعا اپنے اختیار میں نہیں ہوتی اس کے لیے بھی وقت اور تحریک کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس پاس رہنے سے تحریکیں ہوتی رہتی ہیں اکثر حضرت اقدس کا قاعدہ ہے کہ کوئی شخص معمول پر اگر حاضر نہیں ہوا تو دریافت فرماتے ہیں کہ فلاں کیوں نہیں آیا اگر وہ بیماری کی وجہ سے حاضر نہیں ہوا تو انکو تحریک ہوتی ہے یا اگر اور ذرائع سے معلوم ہوا کہ فلاں شخص بیمار ہے تو آپ جسطرح ایک بہت ہی محبت کرنیوالی ماں بے چین ہوتی ہے اُس سے کہیں بڑھ کر بے چین ہوتے ہیں اور اس لیے تحریک پیدا ہوتی ہے یا کسی وقت دعا کا عمدہ وقت ملگیا تو جن کے نام یاد ہوتے ہیں نام لے کر دعا فرماتے ہیں اب جو دور رہے ممکن ہے کہ اُسکا نام بھول جائے پس جو ہر وقت سامنے رہتے ہیں اُن کے لیے دعاؤں کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ اس لیے یہاں کے علاج میں بڑا فائدہ ہے جو دوسری جگہ حاصل نہیں ہوسکتا۔

عبادت کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ کیا دوسری

جگہ نہیں ہو سکتی ہے۔ مسجد او شد ہمہ روئے زمیں۔ آپ کو شاید یہ علم نہیں کہ نبی اور رسول جو آتے ہیں یہ اس دنیا سے علم نہیں سیکھتے بلکہ خود خداوند تعالیٰ سے علم پاتے ہیں چنانچہ حضرت رسول کریم محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم یہ دنیا کے علوم نہیں جانتے تھے لیکن خداوند تعالیٰ نے انکو ایسا معلم بنایا کہ دین اور دنیا دونوں اکٹھے کر دیئے پس انبیا کو جو علم حاصل ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ ہر ایک علم کیطرح بڑھتا رہتا ہے پس اس علم سے اُسی کو حصہ ملتا ہے جو اُن کے پاس زیادہ رہے اور زیادہ بیٹھے۔ دوسرے ان کے علم... کا بڑا حصہ عمل ہوتا ہے وہ بلا صحبت حاصل ہو ہی نہیں... سکتا چنانچہ حضرت رسول کریم کے حالات انھیں لوگوں سے زیادہ مل سکے ہیں جو زیادہ قریب رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم پھر فرماتا ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ایکطرف اللہ تعالیٰ نے اپنی اور رسول کریم اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ تمھارے لیے اللہ کے رسول کا عمدہ نمونہ ہے اُس نمونہ کی بموجب اپنے اعمال بناؤ۔ اسلیے مسلمانوں کو رسول کریم کے افعال اعمال اور ہر قسم کے نمونہ کے علم کی ضرورت ہے اسی لیے صحابہ نے حضرت رسول کریم ... کے پوشیدہ سے پوشیدہ امور کو دریافت کیا۔ اور دیکھنے والوں نے جہانتک اُنکی طاقت تھی حضرت رسول کریم کے دیکھنے والے یاد رکھنے والے کے دیکھنے والوں سے۔ اسی طرح سلسلہ سے حضرت رسول کریم کے قول اور فعل کو اکٹھا کیا تا کہ حضرت رسول کریم کا نمونہ ہاتھ آئے یہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ کوئی کاریگر جب کوئی چیز نمونہ کے مطابق بنانا ہے تو نمونہ آگے رکھ لیتا ہے اسلیے صحابہ کے لیے حضرت رسول کریم نمونہ تھے۔ اور وہ حضرت رسول کریم کو دیکھکر اُن کے قدم بقدم چلکر کامیاب ہوئے اسی طرح قرآن شریف ایک کتاب ہے اور اُسکے لیے چاہیئے علم اور یہ تو کبھی نہیں ہوا کہ طالب علم کہیں ہو اور معلم کہیں طالب علم بھی وہی فیض اور علم زیادہ حاصل کر سکتا ہے جو اُستاد کے پاس ہو۔ ورنہ مدارس اور کالجوں اور معلموں کی ضرورت ہی کیا تھی کتابیں دنیا میں موجود تھیں ہر ایک پڑھ سکتا تھا اسی طرح نبیوں کی بھی ضرورت نہ تھی پس حضرت رسول کریم نے قرآن کو پڑھا لوگوں کو پڑھ کر سُنایا اور اُسکی حکمتیں اور معارف ظاہر فرمائے اور پڑھایا اور معارف سکھلائے اور پھر اُسپر عملدرآمد کر کے دکھلایا اور کرایا۔ یہ مطلب ہے

یعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم کا۔ پس آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ بلا معلم اور نمونہ کے پاس رہنے کے کسطرح طریق عبادت اور خدا کی رضا کے راہیں انسان کو مل سکتی ہیں یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک معلم کے دیکھنے والے سو برس کے اندر اندر تمام ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی اکا دکا رہ بھی گیا تو وہ بھی ارذل عمر کو پہنچکر لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسلیے خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس اُمت مرحومہ کے لیے یہ کیا ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد آئے کہ وہ نمونہ بنکر تعلیم احکام الٰہی کرے اور جن عبادات اور اعمال اور افعال میں سستی آگئی ہے یا اُن میں کوئی خرابی پڑ گئی ہے اُسکی اصلاح کرے اسی لیے تھا کہ بارہ خلیفے اس اُمت مرحومہ میں سے آئیں گے۔ چنانچہ پہلی صدی کے تو خود حضرۃ رسول کریم اور پھر بارہ صدیوں تک بارہ مجدد ہوئے اور آخری خلیفہ چودھواں حضرۃ مسیح اور مہدی کو قرار دیا تھا چنانچہ اُسکی شان میں فرمایا اور پہلی صحابہ ہی کو مخاطب کیا ہے کہ تمھارا کیا حال ہوگا جبکہ تم میں ابن مریم نازل ہوگا جو تمھارا امام تم ہی میں سے ہوگا اور وہ حکم اور عدل ہوگا۔ مطلب اس سے صاف ہے کہ اے صحابہ اگر تمھارے زمانہ میں ابن مریم آیا جو تمھارا امام تم ہی میں سے ہوگا تو تم اُس وقت کیا کروگے۔ یہاں صحابہ کا امام ابن مریم کو قرار دیا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تم ہی میں سے ہوگا یعنی وہ مسلمان ہوگا کوئی دوسرا نبی یا غیر مسلم نہ ہوگا۔ اور اسی قرآن کی شریعت کا مطیع ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اُسکو میرا سلام کہنا قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ وہ بعض اختلافوں کو مٹائے گا۔ پس جبکہ ایسی اعلیٰ شان مسیح موعود کی ہے تو پھر اُسکی صحبت میں رہنا اور قریب رہنا کتنا بڑا عظیم الشان ہے۔ گھر سے مسجد میں نماز کا زیادہ ثواب ہے اور پھر مسجد نبوی اور مکہ معظمہ میں اور زیادہ ثواب ہے اور اماکن متبرکہ میں عبادت پر اثر پڑتا ہے تو کیا خدا کے مقدس کے حضور میں رہنے اور اُس کے قریب رہ کر اور اُسکے متبرک دار اور مقام میں رہ کر بڑا اثر عبادت نہ پڑے گا؟ ضرور پڑیگا۔ اسلیے یہاں کی عبادت دوسری جگہ میں عبادت سے بڑی فوقیت رکھتی ہے دوسری جگہ کی عبادت کو یہاں کی عبادت سے کوئی نسبت نہیں۔

تیسری بات آپ نے یہ لکھی تھی کہ کیا میں جون بدلنے یعنی تناسخ کا قائل ہو گیا ہے کہ زید مرگیا اور پھر وہ دوسرا شخص زید بنکر آگیا۔ آپکو شاید معلوم نہیں کہ تناسخ کے ہم سخت مخالف ہیں اور جو شخص اسلام رکھتا ہے اور قرآن شریف پر اُسکا عملدرآمد ہے اور قرآن شریف پڑھتا ہے خلاصہ یہ کہ جو مسلمان ہے وہ تناسخ کا قائل کبھی ہو ہی نہیں ہو سکتا۔ چونکہ اللہ کے فضل سے ہم مسلمان ہیں اور پھر بڑھ کر یہ فضل کہ ہمکو امام عطا فرمایا اور امام بھی وہ جو مسیح موعود اور مہدی معہود ہے اور امام آخر الزمان ہے پھر ہم کسطرح تناسخ کے قائل ہو سکتے ہیں ہاں ابتدائے نبوۃ کے سلسلے سے ایک سچا مسئلہ بروز کا چلا آتا ہے جو قرآن شریف میں اور کتب سابقہ میں موجود ہے اُس کے ہم قائل ہیں۔ تناسخ اور بروز میں بڑا فرق ہے۔ تناسخ کے تو یہ معنے ہیں کہ ایک کی روح دوسرے کے جسم میں چلی جاتی ہے یعنی آج انسان کل مرنے کے بعد گدھا ہو گیا اور گدھے سے پھر آدمی بنا آج ظالم کل مر کر مظلوم بنا وغیرہ وغیرہ۔ اور بروز یہ ہے کہ ایک انسان کی مثل دوسرا انسان اُن بعض اوصاف کو لیکر آتا ہے جو پہلے میں تھے۔ چنانچہ بہت سے لوگ شکل میں مشابہ ہوتے ہیں طبائع میں مشابہت ہوتی ہے اسی طرح روحانی سلسلہ میں مشابہت ہوتی ہے۔ اسمیں یہ نہیں ہوتا کہ وہی پہلا شخص عین میں آجائے بلکہ اُس کے بعض صفات اس شخص میں ہوتے ہیں اور یہ پہلے شخص کا مثیل ہوتا ہے۔ مشابہت کے لیے ضروری نہیں کہ سب صفات وہی ہوں جو پہلے میں تھے جب کسیکی کسی سے مشابہت دیجاتی ہے تو اُس سے چند صفات ہی مراد ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک بہادر کو کہتے ہیں کہ یہ شیر ہے اسمیں مشابہت صرف بہادری میں ہوتی ہے یہ نہیں ہوتا کہ اُسکے دُم بھی لگ جائے اور وہ کچا گوشت لوگوں کا پھاڑ کر کھائے۔ پس نبوت کے سلسلہ میں مشابہت بھی بعض خصائل اور اوصاف میں ہوتی ہے مثلاً قرآن شریف میں آیا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ یعنی ہمنے تمھاری طرف اسیطرح رسول نگران حال بھیجا جسطرح فرعون کیطرف ہمنے رسول بھیجا تھا یعنی جسطرح موسیٰ آئے تھے اُسی طرح حضرت رسول کریم آئے تھے اور حضرت رسول کریم حضرت موسیٰ کے مثیل تھے۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم تمکو اسیطرح خلیفہ بنائیں گے جسطرح تم سے پہلوں کو خلیفہ بنایا تھا اور حدیثوں سے بھی حضرت موسیٰ اور حضرت رسول کریم اور اُمت موسیٰ اور اُمت محمدیہ کی مماثلت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت کی مثال موسیٰ کی اُمت کی طرح ہے اگر وہ چوہے کے بل میں گئے ہیں تو میری اُمت بھی جوہر

کے بل میں گھسے گی۔ اسی طرح توراۃ و انجیل سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ توراۃ میں تھا کہ حضرت عیسیٰ سے پہلے حضرت الیاس آئیں گے چنانچہ جبکہ حضرت عیسیٰ آئے تو یہودیوں نے اُن سے سوال کیا کہ تم سے پہلے الیاس نے آنا تھا تو بتاؤ الیاس کہاں ہے تو آپ نے اپنے پیر حضرت یحییٰ کے متعلق کہا کہ وہی الیاس ہیں اگر ماننا ہو تو مانو۔ اب جائے غور ہے کہ بروز نہ ہوتا تو حضرت یحییٰ کو الیاس نہ کہا جاتا۔ حالانکہ یہود نے جب حضرت یحییٰ سے دریافت کیا کہ تو الیاس ہے تو انھوں نے انکار کیا۔ اسکی مطابقت اسطرح ہوئی کہ حضرت عیسیٰ نے یحییٰ کو بروزی طور سے الیاس کہا تھا اور حضرت یحییٰ کا انکار اصل الیاس ہونے سے تھا۔ پس قرآن شریف نے بروز کا سلسلہ جاری رکھا جیسا کہ میں نے اوپر لکھا کہ "ہم اسی طرح تمکو خلیفہ بنائیں گے جس طرح تم سے پہلوں کو خلیفہ بنایا تھا" پھر عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ سے ظاہر ہے اس سے بنی اسرائیل کا بروز اس اُمت کو قرار دیا بلکہ سورۂ جمعہ میں صحابہ کا آخری زمانہ کے لوگوں کو بھی بروز بنایا چنانچہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ سے ظاہر ہے یعنی اُمت محمدیہ میں انکے آخری لوگ جبکہ وہ اعمال و افعال میں صحابہ سے ملجائیں اور چونکہ حضرت رسول کریم جامع کمالات نبوۃ تھے حضرت کے صحابہ بھی اتنے ہی تھے جتنے انبیاء سابقہ تھے گویا ہر ایک صحابی ایک ایک نبی کا بروز تھا پس جب اس قدر مماثلت حضرت رسول کریم اور حضرت موسیٰ میں ہے اور بنی اسرائیل اور اُمت محمدیہ میں ہے تو پھر کیا وجہ کہ مسیح کے بارہ میں وہی مماثلت نہ ہو۔ چنانچہ بارہ خلیفوں والی حدیث بھی قابل غور ہے جس میں فرمایا ہے کہ کلہم من قریش۔

آگے اس حدیث میں بارہ کی تعداد لگائی اور تیرہ کی نہ لگائی۔

[illegible] فرمایا کہ [illegible] کلہم من قریش اس سے معلوم ہوا کہ تیرھواں مجدد من قریش نہیں ہے اب غور کرنے کی بات ہے کہ استخلاف کا وعدہ خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی اُمت کیطرح فرمایا تھا چنانچہ حضرت موسیٰ کا سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ پر ختم ہوا۔ اسیطرح سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی چودھویں صدی میں ختم ہونا تھا بارہ خلیفے تو تیرھویں صدی میں ختم ہوگئے اور چودھویں صدی میں چودھواں مجدد بشریت حضرت رسول کریم یعنی تیرھواں مجدد رجالی ازرسول کریم اس لحاظ سے مثیل عیسیٰ ہونا چاہیئے تھا چنانچہ اسی مماثلت کے سبب سے حضرۃ رسول کریم نے آخری امام مسیح موعود کو قرار دیا

پھر جسطرح حضرت عیسیٰ بن باپ ہونیکی وجہ سے یہودیت سے خارج ہوگئے تھے اور محض ماں کی طرف سے یہودی تھے اسی طرح مسیح موعود بھی قریش سے نہیں آیا بلکہ غیر قریش سے آیا ہاں ماں کی طرف سے وہ بھی قریش سے ہے یعنی **ہمارے مسیح موعود کی دو دادیاں سیدانیاں** ہیں۔

اور جسطرح حضرت عیسیٰ مطیع شریعت موسوی تھے اسی طرح مسیح موعود بھی مطیع شریعت محمدی ہوا۔ یہ عجب بات ہے کہ یہودی بننے کے لیے تو مسلمان اور عیسیٰ بننے کے لیے پھر یہودی ہی ہوں کیا اس میں بڑی ہتک حضرت رسول کریم اور اسلام کی نہیں ہے؟ کہ ایسی ردی اُمت کہ اس میں سے کوئی مکرم پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور بنے تو کیا بنے یہودی جنکی بابت ضُرِبَتْ عَلَیْہِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ وَبَاءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ کہا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت رسول کریم جامع کمالات نبوۃ تھے اور افضل الرسل تھے اور اسی لیے یہ اُمت بھی افضل الامم ہے۔ مگر اگر خیر و افضل الامم سے تو یہودی پیدا ہوئے اور جو مکرم بننے کا موقع تھا یعنی مسیح بننا اُسکے لیے پھر یہودی تلاش کرنے پڑے جنکی تعریف آیت بالا سے ظاہر ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کہ مسلمانوں کی عقلوں پر کیا پتھر پڑ گئے کہ انکو اتنی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ اور پھر اور یہ کہ قرآن شریف جگہ جگہ انبیا کے قصص بیان فرماتا ہے اور وہ اس لیے تا کہ معلوم ہو کہ پہلے انبیا کا طریق تھا انسے ایسا سلوک ہوا اور انکے مکذبین کو عذاب۔ اور انکے مصدقوں کو نجات ملی اور کامیاب ہوئے اور دکھلایا کہ سنۃ اللہ نبوۃ کے بارہ میں یہ ہے اور اسی کے بموجب اے محمد تجکو بھیجا گیا تو اب جائے غور ہے کہ جو سنۃ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لیے قائم کی ہے اسپر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے سلسلہ نبوۃ جاری ہوا کبھی بھی کوئی مرکر زندہ نہیں ہوا یا ایک نبی کے سلسلہ کا نبی دوسرے سلسلہ کے نبی کے بعد آیا ہو یا کوئی نبی آسمان پر زندہ بجسد عنصری اُٹھا گیا اور پھر اسیطرح بجسد عنصری [illegible] واپس آیا ہو تو جبکہ تجربہ سابقہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تو پھر محض ایک اکیلی نظیر حضرت عیسیٰ کی کسطرح قابل پذیرائی ہو اور تماشا یہ کہ جن نبیوں کی موت کے لوگ قائل ہیں انکی موت کا صاف طور سے کہیں قرآن شریف میں تذکرہ نہیں اور حضرت عیسیٰ کی موت کا تذکرہ صاف صاف درج ہے قرآن شریف میں صاف وارد ہے کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ یعنی میں تجکو مار دوں گا اور تیرا رفع کروں گا۔ قرآن شریف میں یا حدیث میں یا عرب میں کسی جگہ اسبات کا پتہ نہیں چلتا کہ توفی کا صیغہ باب تفعل کا ہو اور خداوند تعالیٰ فاعل اور مخلوق ذی روح مفعول ہو اور اسکے معنے سوائے موت کے دوسرے ہوں چنانچہ قاموس اور دیگر کتب لغت قرآن اور حدیث شیعہ و سنی میں توفی کے معنی موت کے لکھے ہیں یعنی قبض روح اور امام مالک اور امام بخاری بھی حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل ہیں اور حضرت عیسیٰ کا قیامت کے روز یہ کہنا کہ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مرگئے اور اُس وقت کے مرے ہوئے قیامت تک واپس نہ آئے کیونکہ آیت موصوفہ سے ظاہر ہے کہ جبکہ خداوند اُن سے سوال کرے گا کہ کیا تو نے اپنی اُمت کو کہا ہے کہ تجکو اور میری ماں کو خدا بنانا تو اُسکے جواب میں حضرت عیسیٰ عرض کرینگے کہ اے خدا جب تک میں اُن میں رہا میں نے وہی بتایا جو تو نے حکم دیا۔ ہاں جب تو نے مجکو مار ڈالا تو پھر تو نگہبان تھا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے دنیا میں آئے تھے اور وہ قیامت تک زندہ تھے اور انھوں نے دنیا میں آکر لوگوں کو مسلمان بنایا تھا اور سوروں کو قتل کیا تھا اور صلیبوں کو توڑا تھا تو پھر اُن کا جواب مذکورہ غلط اور دروغ ہوتا ہے بلکہ یہ جواب ہونا چاہیئے تھا کہ اے خدا پہلے تو انکو وہی سکھلایا جو تو نے حکم دیا اور چنانچہ میرے آسمان پر اُٹھانے کے بعد جن لوگوں نے شرارت کی تھی اور مجکو اور میری ماں کو خدا بنایا تھا انکو میں نے پھر واپس جا کر خوب دیا اور اُنکو ہلاک کیا اور سوروں کو قتل کیا اور صلیبوں کو توڑا اور پھر تیرا دین قائم کیا اب یہ سوال مجھ سے کیوں کیا جاتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ نے یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ جب میں مرگیا تو تو نگہبان تھا اور اسکی تصدیق حضرت رسول کریم کے قول سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت رسول کریم بھی فرماتے ہیں کہ جب مجھسے میری اُمت کی بابت سوال ہوگا تو میں بھی یہی کہونگا جو حضرت عیسیٰ نے کہا تھا۔

حضرت عیسیٰ کی موت خود قرآن و حدیث سے ثابت ہوتی ہے خدا کے کلام اور رسول کریم کے فعل سے ثابت ہے۔ قرآن انکو مرا ہوا بتلاتا ہے اور حضرۃ رسول کریم نے معراج کے دن انکو مردوں میں دیکھا اور پھر خود مرکر دکھلا دیا کہ کوئی نفس زندہ نہیں رہ سکتا جبکہ جامع کمالات کا یہ حال تو دوسرے کا کیا ہوگا۔ چنانچہ صحابہ بھی اسپر متفق تھے کہ مسیح اسرائیلی مرگیا چنانچہ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ

کا انتقال ہوا تو حضرت عمر کو نہایت رنج ہوا اور اس رنج میں اُن کے حواس پراگندہ ہو گئے اور انھوں نے فرمایا کہ جو شخص حضرت رسول کریم کو مرا ہوا کہے گا میں اسکو قتل کر دوں گا۔ جب اسکی خبر حضرت ابوبکر کو پہونچی تو آپ تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم** جس کے معنی یہ ہیں کہ محمد ایک رسول ہے اور اس سے قبل جتنے رسول تھے وہ گذر گئے ہیں اگر یہ بھی مرجائے یا قتل ہو جائے تو کیا تم پھر جاؤ گے تو جب یہ آیت صحابہ نے سنی تو فوراً تمام خاموش ہو گئے اور حضرت عمر نے بھی مان لیا کہ حضرت رسول کریم کا انتقال ہو گیا۔ جائے غور ہے کہ اگر ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ کا زندہ ہونا ہوتا تو صاف کہہ دیتے کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی زندہ ہیں مگر انکا اس آیت کو سنکر حضرت رسول کریم کا وفات پانا مان لینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر عیسیٰ اور موسیٰ زندہ ہوتے تو انکو میرا اتباع کرنا پڑتا۔ ایک جگہ قرآن شریف میں یہ بھی ہے **ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل** یعنی مسیح ابن مریم بھی ایک رسول تھا اور اس سے پہلے رسول گذر گئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح سے پہلے جتنے نبی ہوئے سب مر گئے اور **ما محمد الا رسول** الخ کی آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم سے پہلے جتنے نبی تھے وہ سب مر گئے جنہیں حضرت مسیح بھی شامل ہیں تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے کسی نبی کو موت سے خالی نہیں رکھا اور وہ سب حضرت رسول کریم سے پہلے وفات پا چکے ایک جگہ قرآن شریف میں خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم تو کھانے پیتے تھے تو پھر انکو انسانیت کے درجے سے نکالکر انکو خدا کیوں بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح جبکہ وہ کھاتے پیتے تھے تو انکو اور ضروریات بھی ہوتی تھیں اور لوازم انسانیت کے ساتھ بول و براز بھی تھے پس آسمان میں ایسے امور کے لیے کسطرح ضروریات پوری ہو سکتی ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اب تک کھانے پینے اور دیگر ضروریات کے بغیر حضرت عیسے زندہ ہیں حالانکہ کوئی شخص بھی اسطرح زندہ چند دن بھی نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ دو ہزار برس اور پھر آسمان پر بجسد عنصری جانا یہ بھی خلاف سنۃ اللہ ہے۔ کیونکہ حضرت رسول کریم کو جبکہ کفار نے یہ کہا کہ تو آسمان پر جا کر ہمارے لیے کتاب لا تو خدا وند تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تو انکی خواہش پوری کرنی چاہتا ہے تو اگر تجھ سے چڑھا جاتا ہے تو سیڑھی لگا اور آسمان پر چڑھ جا۔ جائے غور ہے کہ حضرت رسول کریم نہیں جا سکے تو حضرت عیسیٰ کسطرح چلے گئے اور نہ یہی سنۃ اللہ ہے پس اس پہلو سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مر گئے۔ اور جو مر گئے انکی بابت خود قرآن شاہد ہے کہ **انهم لا یرجعون**۔ یعنی جو مرجاتے ہیں وہ واپس نہیں آتے۔ اور تجربہ بھی اسکا شاہد ہے چنانچہ اگر خدا وند تعالیٰ کا یہ فعل ہوتا کہ مردے زندہ ہوتے اور وہ پھر دنیا میں آ کر کاروبار کرتے اور معاشرت میں حصہ لیتے تو ضروری تھا کہ خدا کے کلام میں احیاء موتی کا تذکرہ ہوتا اور ان کے لیے احکام ہوتے اور حدیث و فقہ میں بھی ایسے مردوں کے لیے جو زندہ ہو کر آتے ہیں مسائل ہوتے کہ وراثت کا ایسی حالت میں کیا حال ہوگا عورتوں کی عدت اور ان کے نکاح و طلاق کے مسائل موجودہ صورت سے دوسری صورت پر ہوتے جب ہم ایسے احکام خدا وند تعالیٰ کے کلام اور حدیث اور فقہ میں نہیں دیکھتے تو معلوم ہوا کہ ایسا اللہ تعالیٰ کا فعل نہیں۔ پس جبکہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ مر گئے اور نہ زندہ ہو کر واپس بھی نہیں آ سکتے تو لامحالہ قرآن اور حدیث میں مسیح موعود کی جو خبر ہے اُس سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں ہوگا نہ کہ عیسیٰ نبی اسرائیلی آئے گا۔ پس یہ بات بھی قائم ہو گئی کہ مسیح موعود اسی اُمت سے آئے گا جیسا کہ میں نے اوپر ثابت کیا ہے تو اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ آیا وہ زمانہ ہے کہ نہیں کہ جسمیں مسیح موعود کو آنا تھا اور اگر زمانہ ہے تو کوئی شخص ایسا ہے کہ جو آیا ہے اگر کوئی آیا ہے تو کیا وہ نشانات جو مسیح موعود کے لیے مقرر ہیں ظاہر ہو گئے کہ نہیں تو ان سوالوں کا جواب آسان ہے کہ جیسا کہ میں نے اوپر ظاہر کیا کہ مسیح موعود کو چودھویں صدی میں آنا چاہیے تھا اور ہمکا شفات صوفیاء کرام سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور زمانہ کی حالت بھی ظاہر ہے کیونکہ اس زمانہ میں حد درجہ کی خرابی آ گئی ہے اور یہ حالت اس بات کی دلیل ہے کہ زمانہ ایک بڑے بھاری مصلح کو چاہتا ہے جبکہ زمانہ کی حالت سے یہی ثابت ہوا اور ایک مرد خدا نے دعویٰ بھی کیا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور اسی اُمت مرحومہ ہی میں سے ہے اور دوسرے کسی شخص نے دعویٰ نہیں کیا اور پھر نشانات مثل قحط کا پڑنا حج کا بند ہونا ایک ہی رمضان میں چاند گرہن خسوف کی پہلی تاریخوں اور سورج گرہن کسوف کے درمیانی تاریخ میں اکٹھے ہونا۔ طاعون کا پھوٹنا۔ ریل کا چلنا۔ اونٹنیوں کا بیکار ہونا وغیرہ وغیرہ بڑے موٹے ثبوت اس بات کے ہیں کہ مسیح موعود آ گیا۔ باقی رہی یہ بات کہ **مرزا غلام احمد** صاحب ہی مسیح موعود ہیں کیا وجہ کہ دوسرا نہیں ہو سکتا ممکن ہے کہ دوسرا شخص ہو اور یہ اُسی کے لیے نشان ہوں اس کا جواب یہی ہے کہ اول تو اہل اسلام میں سے کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سوائے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کے نہیں کیا اور اگر کیا ہے تو سامنے آئے پس جو پہلے مرجائے وہی کاذب ہے۔ اس وقت حضرت اقدس کے دعوے کو چوبیس برس گذر گئے ہیں اور ہر روز قدم آگے ہے کیا ایک مفتری اتنا عرصہ زندہ رہ سکتا ہے جس کی بابت خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھپر افترا کرے گا میں اُسکو شہ رگ سے کاٹ دوں گا یعنی مہلت نہ پائے گا اور ہلاک ہو گا۔ **الحمد للہ** کہ خدا وند تعالیٰ نے ہمکو مسیح موعود کے سایہ کے نیچے لا بٹھایا اور اُسکے ذریعہ سے قرآن سکھایا سمجھایا محمد رسول اللہ جو ایک کہانی ہو گئے تھے انکو دکھلایا اور پھر خود خدا کو دکھلایا اگر یہ نہ آتے پھر اسلام قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ اور خدا ایک کہانی ہو گئے تھے یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ خدا وند تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مسیح موعود کا خادم ہمکو بنایا پس جنکی آنکھیں بینا ہوں دیکھے اور جنکے کان شنوا ہوں سنے۔ **مسیح موعود** آ گیا اور نشانات پورے ہو گئے اور جس طرح خدا وند تعالیٰ نے اُسکو بشارت دی تھی کہ دنیا میں **ایک نذیر آیا** پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے **قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا**۔ اُسی طرح خدا وند تعالیٰ نے اُسکو ہر میدان میں جتایا اور خوب بڑھایا اور اُسکی سچائی کو بڑے نشانوں سے ظاہر کیا۔

اے میری **پیاری بہن** افسوس کہ یہ خط بھی آپ کی سمجھ سے باہر ہے اور لمبا ہو گیا آپ دعا کریں تا کہ آپکو بھی خدا ہدایت دے اور آپ اس **امام زمان اور مرسل من اللہ** کی خادم بنجاویں یہ خط لمبا میں نے اس لیے بھی لکھا ہے کہ آپ کے سوالات آپ کی سمجھ سے زیادہ تھے وہ غالباً بھائی صاحب جان صاحب عنایت علیخان صاحب کے سوالات تھے پس میں نے اسقدر طول اُنکے لیے خصوصیت کر دیا ہے انکو یہ پیش خط کو ضرور دکھلائیں۔ میرا اس سے زیادہ طول دینا پسند نہیں ہوا ورنہ باتیں بہت تھیں۔ اگر کوئی شبہ رہ جائے گا تو پھر کہ حق کی طلب ہو تو میں پھر بشرط فرصت حاضر ہوں۔

(راقم محمد علی خان)

حضرت امام الزمانؑ کے مکتوبات

فاضل امروہی کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مدت کے بعد عنایت نامہ پہنچا کبھی کبھی اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں گو اس عاجز کی طرف سے بوجہ کم فرصتی جواب بھیجنے میں کچھ تاخیر بھی ہو جایا کرے مولوی محمد بشیر صاحب بلاشبہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو اخلاص سے خدا تعالیٰ کا راہ طلب کرتے ہیں مگر انسان بعض شبہات کے پیدا ہونے سے مجبور ہو جاتا ہے ہر یک دل اللہ جلّ شانہٗ کے دست تصرف میں ہے جسطرف چاہتا ہے پھیر تا ہے اگر یہ عاجز اگر وقت ملتفی پایا اور اللہ جلّ شانہٗ نے ارادہ فرمایا تو کسی وقت مولوی صاحب موصوف کے لیے دعا کرے گا خدا تعالیٰ طالب صادق کو ضائع نہیں کرتا اور با استعداد آدمی کو محجوب رہنے نہیں دیتا خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو ایک مصلحت عظیمہ کے لیے برپا کیا ہے اور صادقین اور متقین کو اسمیں داخل کرنا چاہتا ہے سو وہ خود اپنے قوی ہاتھ سے اپنے لوگونکو اسطرف کھینچ لائے گا اگر کوئی راست باز آدمی کچھ مدۃ تک بعض خدشات کی وجہ سے متخالف رہے تو یہ کچھ اندیشہ کی بات نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے مخلص آدمی الایمان چار برس کے بعد ایمان لائے مجھے قریب قریب لیقین کے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت خدا تعالیٰ مولوی محمد بشیر صاحب کو اطمینان بخشے گا وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے چند خط درباب الہامات ضرور لکھے تھے مگر چونکہ یہ عاجز جدل اور مباحثات سے متنفر ہے کو اپنے ہم مشرب بھائیوں سے جو تعلق محبت بھی رکھتے ہیں ظاہری جھگڑوں اور مناظرات میں اُلجھا رہے اسلیے ایکدن بھی وہ خط بحفاظت نہیں رکھے گئے کیونکہ اُن کے کسی آخری نتیجہ سے کچھ غرض نہیں تھی مولوی صاحب کو نرمی سے سمجھایا گیا تھا کہ آپ اس رائے میں غلطی پر ہیں اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو مولوی صاحب اُن وجوہات کو جو پیش کی گئی تھیں سمجھ لیتے وہ میرے ایک پُرانے دوست ہیں اور اُنکی نسبت میرا نیک ظن ہے اور گو وہ اپنے خیال میں اب بہت دور جا پڑے ہیں مگر مجھے اس تصور سے بغایت درجہ دل دردمند ہے کہ ایسا دوست محروموں اور محجوبوں کی طرح ہو جائے میرے دل میں پختہ ارادہ ہے کہ ان کے لیے غائبانہ کوشش کروں اور اُس قادر مطلق سے جسپر میرا بھروسہ ہے اُنکی رہائی چاہوں ظاہری بحثوں اور مناظرات سے دل نرم نہیں ہو سکتا بلکہ جہانتک میرا تجربہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ آجکل کے مباحثات و مناظرات مخالفت و کینہ و بخل کو بڑھانے والے ہیں اور انکا ضرر انکے فائدہ سے بہت زیادہ ہے یہ بھی دیکھا ہے کہ مجرد مشاہدہ خوارق اور کرامات کا کسیکی ہدایت کیلیے کافی نہیں بلکہ ہدایت امر منجانب اللہ ہے جو سعید روحیں ہیں بہرحال اُسکو پا لیتی ہیں یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب نے کچھ عرصہ قادیان میں رہنے کے لیے مجھے لکھا تھا اُسوقت مینے اُسوقت کے مصالح کے موافق بھی مناسب سمجھا تھا کہ ابھی وہ اپنے مکان میں اپنے کام میں لگے رہیں لیکن میری دانست میں اسوقت کی حالت قرب کو چاہتی ہے مولوی صاحب کے دل میں طرح طرح کے شکوک و شبہات ہیں اور میری دانست میں جو کچھ ان کے دل میں ہے وہ بہت زیادہ اُس سے ہے کہ جو اُنکی زبان سے نکلتا ہے مگر بوجہ منطقی طبع ہونے اور نیز بباعث علاقہ دوستی و محبت کے وہ اپنے دل کے پورے شبہات و بخارات کو ظاہر نہیں فرما سکتے کیونکہ وہ ایسا فعل برخلاف طریق و اتقا و اخلاص کے خیال کرتے ہیں لیکن اگر انھیں الہامات اور اُن انوار الٰہیہ میں تامل ہے کہ جو اس عاجز پر نازل ہو رہے ہیں تو اس سے بہتر کوئی طریق نہیں کہ مولوی صاحب اپنی پہلی درخواست کے موافق تین چار ماہ تک درویشانہ حالت میں اس عاجز کے پاس گوشہ گزین ہوں اور یہ عاجز وعدہ کرتا ہے کہ اگر مولوی صاحب قادیان میں اسقدر مدۃ تک رہیں تو جہانتک طاقت ہے اُنکے لیے دعا کرونگا اور خدا تعالیٰ سے اُنکی تفہیم چاہونگا اللہ جلّ شانہٗ کے اختیار میں ہے کہ جو چاہے ظہور میں لاوے لیکن اگر کچھ آثار نہ ہوں تو کم سے کم مولوی صاحب کے ہاتھ میں یہ بات تو ضرور آ جائیگی کہ یہ شخص مقبولین میں سے نہیں ہے کیونکہ مقبولین جب جوش دل سے اضطرار کے وقت میں اپنے رب جلیل سے کچھ مانگتے ہیں تو بے شک وہ اُنکی سُنتا ہے اور جب ایسی حالت میں وہ تضرع کرتے ہیں تو بلاشبہ امدادات الٰہیہ اُنکی طرف توجہ کرتی ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے پیارے بندے اور مخلص ہیں جن کے لیے وہ بڑے بڑے کام کر دکھاتا ہے اور یہ جو میں نے کہا کہ مولوی صاحب تین چار ماہ تک اسجگہ رہیں یہ اپنے جوش کے لیے ایک حیلہ سوچتا ہوں کیونکہ جوش تضرع میرے اختیار میں نہیں مولوی محمد حسین صاحب جیسے ایک جید فاضل میرے دروازہ پر ہونگے تا امتحان کریں تو یہ جوش پیدا کرنے کے لیے بڑے موثر ہونگے

خاکسار مرزا غلام احمد

ولہٗ ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مکرمی محبی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہونچکر موجب فرحت و مسرت ہوا۔ عاجز ابیات کے دریافت سے بہت خوش ہوا کہ آپکو خدا تعالیٰ نے حسن ظن و ذہن سلیم بخشا ہوا ہے خدا تعالیٰ آپکو اسپر استقامت بخشے رسالہ ازالہ اوہام چھپ رہا ہے شاید ایک ماہ تک چھپکر شائع ہو جائے گا باقی دونوں رسالے فتح اسلام و توضیح مرام آپ دیکھ چکے ہیں لیکن ازالہ اوہام انشاء اللہ القدیر تمام امور کا فیصلہ کرنے والا ہے بفضل اللہ تعالیٰ قریب بیس جزو کے ہوگا انشاء اللہ القدیر تمام مخالفین شکست کھائیں گے اور حق غالب ہوگا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی

یہ عاجز چند روز سے لدھیانہ میں آگیا ہے شاید تین چار ماہ اسی جگہ رہوں ہمیشہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں والسلام

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۸ مارچ ۱۸۹۱ء

ولہٗ ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مکرمی محبی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہونچکر آپ کی محبت اور اخلاص اور اعتقاد پر اس امتحان کے وقت میں خبر پاکر نہایت درجہ کی خوشی ہوئی خدا تعالیٰ آپکو اس سے بھی بڑھ کر استقامت بخشے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بار بار اپنے خطوط میں اپنی مخالفت کا اظہار کر رہے ہیں مینے مولوی صاحب کو لکھا تھا کہ آپ اول ایک جلسہ عام علماء وغیرہ کا کر کے بعض شکوک اپنے تحریری طور پر پیش کیجیے اور اسی جلسہ میں تحریری طور پر آپ کو جواب دیا جائیگا اور وہ دونوں تحریریں عام لوگونکو سنا دی جائینگی

اگر یہ طریق شافی و کافی نہیں ہوگا تو پھر آپ اشاعۃ السنہ میں درج کریں۔ بالمواجہ گفتگو میں ایک خاص برکات ہوتے ہیں جو اُس مخالفانہ تحریر میں ایک رباق الہام کا مخالف ہرگز نہیں پا سکتا جو ایک گوشہ میں بیٹھکر کوسے لکیر و تحریر کرنا چاہتا ہے لیکن مولوی محمد حسین صاحب ایسے جلسہ کو قبول نہیں کرتے لیکن اپنے طور پر اپنی مخالفت عام طور پر مشہور کر رہے ہیں اور اب اشاعۃ السنہ میں اپنے خیالات کو تحریر کرنا چاہتے ہیں اس عاجز نے محض للہ بہت سمجھایا کہ آپ بمقام امرتسر علماء کے جلسہ میں تحریری طور پر مجھ سے گفتگو کریں تا بد خداتعالے آپ کے دل کو راستی کیطرف پھیر دیوے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن ابتک انھوں نے قبول نہیں کیا آج پھر اس عاجز نے خط لکھا ہے رسالہ ازالۂ اوہام شاید بیس مئی تک چھپ جاوے بیس جزو کے قریب ہوگا انشاء اللہ القدیر چھپنے کے بعد آپ کی خدمت میں بھیجوں گا اگر آنمکرم کے پاس وہ کاغذات پہونچے ہوں جو مولوی عبد الجبار صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے لکھے ہیں تو مہربانی فرماکر ارسال فرماویں والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۴ مارچ ۱۸۹۱ء

وَلَہٗ اَیْضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ اور کارڈ بھی پہونچا جزاکم اللہ خیراً من ینصر اللہ ینصرہٗ آپ کے رسالہ اعلام الناس کا انتظار ہے معلوم نہیں کہ قول فصیح مؤلفہ مولوی عبد الکریم صاحب آپ کی خدمت میں پہونچگیا یا نہیں اگر نہیں پہونچا تو یہ عاجز بھیجدیوے کارڈ واپس ارسال خدمت ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے تار بھیجکر مباحثہ چاہا جب اسطرف سے طیاری ہوئی تو پھر بحث کرنے سے انکار کر دیا اور یہ کہ مباہلہ کے اشتہارات آپ کی خدمت میں پہونچ گئے ہونگے باقی سب خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۷ اپریل ۱۸۹۱ء

[illegible]

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

اللہ تعالے سے غافل کرنے والے امور کا نام قرآن شریف میں لھو ہے بس مومن کا کام یہ ہے کہ جس کام سے جن مکانات میں جس لباس سے جس خوراک سے جس مجلس میں بیٹھنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ سے غفلت پیدا ہو اس سے ہجرت کرے اور یہی اُسکا علاج ہے۔

ایک دوزخ رزائل اخلاق سے پیدا ہوتا ہے اس سے بچنے کی تدبیر اخلاق فاضلہ کا اختیار کرنا ہے اور رزائل کا ترک۔

ایک دوزخ امور معاشرت میں بے اعتدالی اور قصور سے پیدا ہوتا ہے اصلاح معاشرت اس سے بچا لیتی ہے۔

ایک دوزخ انسان کی تمدنی حالت کے نقائص اور کمزوریوں سے پیدا ہوتا ہے اور اسکی اصلاح اس دوزخ سے بچا لیتی ہے

خویش و اقارب سے بدسلوکی کا دوزخ صلہ رحمی سے دور ہوجاتا ہے حکام وقت کے احکام کی نافرمانی ایک دوزخ پیدا کرتی ہے جو اصول سیاست کی ماتحتی سے ہٹ جاتا ہے۔

اور سب سے بڑھکر دوزخ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت نہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور اسکا علاج اوامر و نواہی الٰہی کی پابندی ہے۔

پس جس جس قسم کی دوزخ میں انسان ہو اسکی اصلاح اس سے دوزخ سے بچا لیتی ہے

فریق مخالف کے منہ سے امر حق کے نکلوانے کا یہ طریق یاد رکھو کہ اسکے دعوے کو بار بار اسکی زبان سے دہراؤ۔ آخر کبھی اسکے منہ سے امر حق نکل آئیگا۔

دلائل کے اقسام تین قسم ہیں استقرا۔ مثال برہان۔ قرآن شریف اگرچہ ان اقسام دلائل سے کام لیتا ہے لیکن زیادہ تر قرآن کریم استدلال بالاولیٰ سے کام لیتا ہے جو سب سے بڑھکر اور روشن طریق دلائل کا ہے مثلاً شرک کے رد میں فرماتا ہے وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اب صاف ظاہر ہے کہ خادم تو مخدوم بھی نہیں ہوسکتا پھر معبود کسطرح ہوسکتا ہے۔

کسیکی حالت بد کو دیکھکر اُسکو حقیر کی نظر سے نہ دیکھو بلکہ دعا کرو کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا ورنہ یاد رکھو کہ انسان نہیں مرتا جب تک اس مصیبت میں خود مبتلا نہ ہولے۔

علاج اور تعلیم دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو ایجادی ہوتی ہے اس کے مجرب ہونے پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہوتی کبھی مفید اور اکثر مضر ثابت ہوتی ہے لیکن جو مجرب ہو وہ یقیناً مفید ہوتی ہے اسی طرح پر بعض لوگوں نے خود ساختہ تعلیمات مقرر کری ہیں اور وہ مضر ہیں۔ سچی تعلیم وہی ہے جو مجرب اور آزمودہ ہو اور راسے قرآن شریف نے پیش کیا ہے۔

رضاء الٰہی حاصل کرنے کا ایک نسخہ میں بتاتا ہوں اول زبان عرب سے آگاہی پیدا کرو تاکہ قرآن شریف کی سمجھ حاصل ہو۔ پھر قرآن شریف کے احکام کے سمجھنے کے واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے آگاہی حاصل کرنا۔ بعد ازاں کسی مزکی کے پاس رہنا کونوا مع الصّٰدقین پر عمل کرنا۔

عام طور پر مشاہدہ سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ ذاکرین ہمیشہ فضول گو لوگوں کی نسبت مضبوط ہوتے ہیں۔

قربانیاں کیوں ہوتی ہیں؟ تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدت پر انسان کو یقین ہو جاوے اور ہر طرح سے عزیز سے عزیز چیز کی قربانی کرکے ثابت ہو جاوے کہ ان سب سے پیارا اور مقصود بالذات خدا ہی ہے اسپر اپنا سب کچھ قربان کر کے دکھا دینا ہی سچی بہادری اور صداقت ہے۔

باطل وہ امر ہوتا ہے جسپر نہ کچھ عذاب ہو اور نہ ثواب نہ وہ امر مفید ہو نہ مضر نہ اس سے آرام ہو نہ تکلیف پس ہر ایک کام میں اسکو بطور میزان بنا لو

گناہ سے مراد ہر وہ امر ہے جو عام مجالس میں کرتے ہوئے مضائقہ کیا جاوے جو کام لوگوں کی نظر سے پوشیدہ کرکے کیا جاوے اور پھر اُن کے کرنے سے کنارہ کشی کرنی پڑے۔

تلافی مافات

کے لئے ۲۴ جون ۱۷ و ۲۴ جولائی کا الحکم یکجا روانہ ہوا ہے ۔۔۔ جبتک کمی پوری نہ ہو الحکم ۲ صفحہ کا شایع ہوگا

ایڈیٹر

ایک سکھ صاحب نے آریہ مذہب کیسے چھوڑا

(انہی اپنی تحریر کے موافق)

جناب ایڈیٹر صاحب کرمفرمائے بندہ - آداب نیاز مندرجہ ذیل مضمون کو اپنے پرچہ الحکم میں رقم فرماکر مشکور فرماویں -

میں بچپن سے سکھ مذہب کا پیرو کار تھا اور میرے والدین بھی سکھ ہیں - جب میں نے ہوش سنبھالا اور گھر کی چار دیواری سے پاؤں باہر نکالا تو مجھے آریہ مذہب کا شوق دامنگیر ہوا میرے شوق نے مجھے مجبوراً سماجی بنا دیا - بعد ازاں میں ٹریننگ کالج لاہور میں تعلیم پانے گیا لاہور چونکہ آریہ مت کا مرکز ہے اسواسطے یہاں مجھے بہت عمدہ موقع آریہ سماج کے اصولوں پر عمل کرنے کا ملا - چنانچہ میں اس کے بعد برابر تین سال تک صدق دل سے آریہ سماج کے اصولوں کا پابند رہا اور چندے وغیرہ بھی دیتا رہا - بلکہ ایک دو سماج کا ممبر بھی رہا - اس اثنا میں مینے معلوم کیا کہ آریہ صاحبان کے اقوال وافعال میں زمین و آسمان کا فرق ہے - از انجملہ **مسئلہ نیوگ** ہے جسکی صداقت معلوم کرنے کے لیے مینے متواتر دو سال کوشش کی - اور کئی آریہ بھائیوں سے اس امر کا تذکرہ بھی ہوتا رہا لیکن کہیں سے تشفی دہ جواب نہ ملا - اکثروں نے انکار کیا - بعض نے غلط بیانی سے ٹالدیا - اب میرے شبہات بوجہ مذکورہ امور کے اور بھی قوی ہوگئے - مینے معلوم کیا ہے کہ دنیا کے مذاہب نے کوئی اصول اس قسم کا نہیں رکھا - جس پر اہل مذہب عملدرآمد نہ کرتے ہوں سوائے آریوں کے **مسئلہ نیوگ** کے - کیونکہ مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے کہ بہت سے آریہ صاحبان اولاد نرینہ کو ترستے ترستے چونڈا سفید کر بیٹھے - اور کئی بے اولاد دائم المریض ہیں - کئی عرصہ دراز تک پردیس میں گذار دیتے ہیں لیکن **مسئلہ نیوگ** پر بالکل عمل نہیں کرتے شاید شرم کیوجہ سے - کیونکہ اگر عورت کو کہیں کہ نیوگ کراؤ تو وہ یا عصمت بیوی اپنی شرم و حیا کو مدنظر رکھکر اپنے خاوند کو صلواتیں سناتی ہے اور آریہ بھائی اپنا سا منہ لیکر رہ جاتے ہیں - اب بہا تیر تو ستیارتھ پرکاش کا نوشتہ کام نہ آیا - اس سے تو بہتر ہے کہ **آریہ مت کو ہی ڈنڈوت کیا جاوے -**

صاحبان - جب مجھے آریہ لکچراروں کا کا مسئلہ **نیوگ** کی فلاسفی کو بڑے زور سے بیان کرنا یاد آتا ہے تو بے اختیار ہنسی آجاتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ یہ مسئلہ ہاتھی کے کھانیکے دانت اور دکھانے کے اور کا مصداق ہے -

میں آریہ بھائیوں سے استفسار کرتا ہوں کہ آپ صاحبوں میں سے کسی نے سوامی جی کی اس ہدایت پر عملدرآمد کیا بھی ہے یا نہیں - اگر کیا ہے تو مہربانی کرکے **نیوگ کنندگان وکنانندگان اور نیوگ دادگان اور نیز نیوگ کرانے کے خواہشمندوں کی ایک مکمل فہرست** ست دھرم پرچارک یا آریہ مسافر میگزین میں مشتہر فرمائی جاوے کیونکہ **سوامی جی** کا فرمان ہے کہ جیسے بیاہ علانیہ ہوتا ہے ویسے ہی **نیوگ** بھی علانیہ ہونا چاہیے - اور یہ بھی تحریر ہے کہ **نیوگ کا روکنا بڑا اگناہ ہے** اور آجکل آریہ صاحبان کو نیوگ کی مذکورہ وجہات کے سبب ضرورت بھی اشد معلوم ہوتی ہے - اگر یہ مسئلہ قابل نہیں ہے تو بہتر ہے کہ ستیارتھ پرکاش کی جہاں اتنی دفعہ ترمیم ہوچکی ہے ایک دفعہ اور بھی از سرنو ترمیم فرما کر اس کلنک کے ٹیکہ کو پیشانی سے مٹایا جاوے کیونکہ یہ خاردار اور بے ثمر جھاڑی سوائے عزت وناموس کے کپڑوں کو پھاڑنے کے اور کوئی پھل نہ دے گی - یاد رہے کہ جبتک اس عزت کش مسئلہ کو آریہ مت سے نکالا نہ جائیگا کبھی آریوں کا مخالفوں کے سامنے خم ٹھوک کر کھڑے ہونے کی جرأت نہ ہوگی - ہاں اگر ڈھیٹھ بایدبود پر عمل ہے تو آپ کی مرضی -

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

(باقی آیندہ)

نوٹ اس سے پیشتر میرے ایک احمدی دوست نے میرے ہی مشورہ سے ایڈیٹر صاحب آریہ مسافر میگزین سے اسی مضمون کا استفسار کیا تھا - جس کا جواب آجتک نہ آیا - اسلیے بذریعہ پرچہ الحکم یہ مضمون شائع کرکے آریہ صاحبان سے بادب اسبات کا استفسار کیا جاتا ہے امید ہے کہ جواب سے ممنون فرماوینگے - میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میں آریہ خیالات کا ہوں لیکن مسئلہ نیوگ اور روح اور مادہ کی انادیت کا قائل نہیں ہوں - **الراقم** ایک آریہ تجربہ کار نامہ نگار

سوہن سنگھ از قلعہ دیدار سنگھ

دعاءِ کامل کی شناخت

اس خطبہ کا خلاصہ ایڈیٹر کے الفاظ میں جو ۲۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا -

اللہ تعالے نے بڑی عظیم الشان دعا جو ہمکو سکھائی ہے اسکی نظیر کسی دین اور مذہب میں پائی نہیں جاتی - دنیا کے مختلف مذاہب کے ہادیوں اور بانیوں نے اپنی اپنی جگہ اپنی قوم کو جو دعائیں سکھائی ہیں وہ اس دعا کے مقابل جو ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں ملی ہے کوئی ہستی نہیں رکھتی ہیں اور ان دعاؤں کا تو ذکر ہی کیا ہے جو لوگوں نے خود بنائی ہیں -

وہ دعا جو ہمکو سکھائی گئی ہے وہ سورہ فاتحہ کی دعا ہے - اس دعا کا دوسری ساری دعاؤں سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دعا بجز اسکے انسان کی عبودیت کاملہ اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے حقیقی اور واقعی منشاء کے اظہار کے لیے کافی نہیں ہے

دعا کی خوبی اور اسکا کمال یہ ہے کہ اس میں تین باتیں ہوں اول اللہ تعالے کی وہ حمد وثنا کی جاوے جو اسکی شان کے شایاں اور سزاوار ہے اور پھر وہ مدح وثنا ایسی ہو کہ عبودیت کے ساتھ اسکا کامل تعلق ہو جو کچھ انسان منہ سے نکالے وہ ایسے الفاظ ہوں کہ مادح کے دل پر پورا اثر ڈالنے والے ہوں اور ایسا گہرا نقش پیدا کریں کہ اسوقت وہ نئی پیدائش کا موجب ہوسکیں - دوسرا مقصد کامل دعا کا یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام منافع اور مفاد کی چیزوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگے -

اور سوم اس دعا میں تمام ضرورتوں سے بچنے کی التجا ہو جو دنیا اور آخرۃ میں پہنچ سکتے ہیں -

اور اس دعا میں ان تینوں باتوں کو جمع کر لیا ہے - الحمد للہ سے لیکر مالک یوم الدین تک اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کی ہے کہ اس سے بہتر تو کیا مانند بھی نہیں کرسکتا - پھر اھدنا الصراط المستقیم سے لیکر صراط الذین انعمت علیہم تک وہ کلما مانگی ہے جسپر چلکر ہر قسم کی دینی اور دنیوی بھلائیاں اور مفاد حاصل ہوتے ہیں یہ وہ راہ ہے جسپر چلکر ایک قوم برگزیدہ ہوگئی - یہ وہ راہ ہے جو تجربہ شدہ ہے جسسے ایک قوم کو منزل مقصود پر پہنچا صراط الذین انعمت علیہم سے ہوتا ہے کہ جسقدر راستباز دنیا میں

پہلے آئے ہیں وہ اسی راہ پر چلنے والے تھے اور وہ کامیاب ہوئے۔

غرض خدا کی حمد و ثنا کی کاملیت اور مفاد طلبی کی جامعیت اسمیں موجود ہے اور پھر تیسرا حصہ کامل دعا کا یہ ہوتا ہے کہ سارے نقصانوں سے بچنے کی خواہش ہو۔ وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے پورا ہوتا ہے۔

یعنی ان تمام ضرروں روکوں اور رکاوٹوں سے پناہ مانگتے ہیں جو سچائی کی راہ میں پیدا ہو سکتی ہیں۔

میرا مقصد اسوقت ان تمام باتوں پر بالتفصیل گفتگو کرنے کا نہیں ہے کیونکہ خطبہ اسکا متحمل نہیں ہو سکتا بلکہ ایک امر کا تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ذکر کرنا ہے۔

یاد رکھو انسان کبھی کسی کام کے کرنیکی جرأت نہیں کر سکتا جبتک یقیناً اسے معلوم نہ ہو کہ اسمیں منفعت ہے۔ لیکن جب یقینی طور پر معلوم ہو جاوے کہ یہ سڑک ثابت شدہ حقیقت ہے اور اسپر چلنے والے کامیاب ہوئے ہیں تو اس سے بڑھ کر ترغیب دینے والی بات کیا ہوگی؛ چنانچہ دیکھلو کہ جس قدر راستباز دنیا میں آئے ہیں ان سب کی یہی راہ تھی اور وہ کامیاب اور بامراد ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دعا سکھائی تو دکھا دیا کہ آدم سے لیکر مجھ تک جس قدر نبی دنیا میں آئے ہیں وہ اس راہ پر چلکر مظفر و منصور ہوئے ہیں اور میرا کامیاب ہونا اور میرے دشمنوں کا نامراد رہنا اس راہ کی حقیقت پر گواہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ آپکے دشمن ناکام اور آپ کامیاب ہوئے یہی وجہ تھی کہ آپکے دو نام اللہ تعالیٰ نے رکھے ایک بشیر دوسرا نذیر۔ بشیر خوشخبری دینے والا ان لوگوں کو جو آپکے متبع تھے اور نذیر مخالفوں کو ڈرانے والا۔

تاریخ گواہ ہے کہ یہ نام کیسی چمک دمک سے ظاہر ہوئے۔ جو دشمن آپکے بالمقابل ہوئے خواہ وہ مکہ کے کفار تھے یا غسان کے عیسائی خواہ ایرانی خواہ رومی۔ غرض یہودی بت پرست جو مقابلہ کے لیے آیا اسکو سخت ذلت اٹھانی پڑی۔ اور وہ لوگ جو صرف مذہب کے لیے ستائے گئے تھے باوجود بے نوا۔ بے سامان ہونے کے ان سرزمینوں اور املاک کے مالک ہوئے جو قیصر و کسریٰ کے قبضہ میں تھیں کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ غریب ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو چھوٹی چھوٹی تجارتوں پر گذارہ کرنے والے تھے ایسے بامراد ہونگے؟ کہ قیصر و کسریٰ کے تختوں کو تختہ بنا دینگے اور باغات کے مالک ہونگے اور مکہ کی سرزمین اُن کے پاؤں کی جوتی کی ہوگی؟ مگر اب اس کو کون جھٹلا سکتا ہے۔؟

مجھے افسوس آتا ہے کہ کاش یورپ کے عیسائی قومیں یہ تنقیح نکالیں کہ خلیفۃ اللہ کے نشان کیا ہوتے ہیں؟ تو اُنکو صاف نظر آجاوے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے خلیفہ برحق اور سچے مظہر ہیں۔

دیکھو اس وقت لارڈ کرزن وائسرائے ہند اور وہ قیصر ہند کا نائب ہے کیا کوئی اسکی بے ادبی کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یا اس کا نام ہتک سے لے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں فی الفور اسکو سزا دیجاوے کیونکہ جس کا وہ نائب اور خلیفہ ہے وہ ایک مقتدر شاہنشاہ ہے وہ انعام دیسکتا ہے اور عذاب دیسکتا ہے۔

پھر جو اللہ تعالیٰ کا مظہر اور خلیفہ ہو اسکی شناخت میں کیا مشکلات ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھو خدا کا مظہر خلیفۃ اللہ ہوتا ہے وہ بشیر و نذیر ہوتے ہیں اور اعدام وجود کی صفات کا ظہور ہوتا ہے وہ ایک قوم کو بود کرتے ہیں اور ایک کو نابود کرتے ہیں۔

یہ صفات اعلیٰ اور اکمل طور پر آنحضرت صلعم میں جلوہ گر ہوئی تھیں اور آپکی نبوۃ کے ثبوت کا ایک بیّن نشان تھیں جسنے دوسرے نبیوں کی نبوتوں کو بھی ثابت کر دیا ہے۔ اس زمانہ میں خدا نے آنحضرت صلعم کے طفیل سے یہ نعمت اور فضل حضرۃ مسیح موعود پر کیا ہے اور اسکو بشیر و نذیر ناموں کے ساتھ بھیجا جیسے فرمایا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اور اسکا اظہار ہو رہا ہے

غرض کامل دعا کے صفات سورۂ فاتحہ میں پائے جاتے ہیں اور اسکا زندہ ثبوت اسوقت موجود ہے جو ہماری ترغیب کے لیے کافی ہے اسلیے ہمکو چاہیے کہ منعم علیہم کی راہ اختیار کریں وہ راہ جو آدم سے لیکر آنحضرت صلعم اور آپ ہی لیکر حضرت مسیح موعود تک تجربہ شدہ راہ ہے۔ اور جسپر چلکر ایک قوم بود اور دوسری اسے چھوڑ کر نابود ہوتی ہے ہماری جماعت جسپر خدا تعالیٰ نے ظہور کیا ہے اسکو چاہیے کہ اس نعمت کی قدر کرے وہ اسکو اسطرح جیسے موسیٰ کی قوم کو کہا یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ الآیہ کہتا ہے کہ اے احمدیو کیسے انعام تمپر ہیں دنیا میں تم اپنی راستبازی اور تقوی و طہارۃ میں ایک نمونہ دکھاؤ۔ خدا تعالیٰ ہم کو اور تم کو سبکو توفیق دے

(آمین)

بیعت

اہلیہ نعمت خان صاحب وٹینری۔ چھاونی پشاور

سید نادر علی شاہ صاحب نمبردار چیمی۔ ضلع گورداسپور

سید رفیق الدین صاحب۔ کٹک

سید نظام الدین صاحب " "

سید رئیس الدین صاحب " "

چراغ الدین صاحب۔ رسیدن ضلع جھنگ

والدہ احمد الدین صاحب۔ پنڈی چری، منٹگمری

فتح بی بی ہمشیرہ " " "

مسماۃ روشنائی دختر " " " "

بی بی کرم بھری " " " " "

اہلیہ " " " "

روشن دین صاحب " " "

حسین بخش صاحب جمعدار ریلوے کانٹے مین ضمد بازار میانمیر۔

نظام الدین صاحب۔ دھرمکوٹ رندھاوہ ضلع گورداسپور۔

عبد اللہ خانصاحب لکڑی فروش صدر بازار سیالکوٹ

نبی بخش صاحب۔ ٹبہ معماران سیالکوٹ

محمد یاسین صاحب۔ پنڈی چری۔ منٹگمری

محمد یمین صاحب " "

بی بی اللہ بخشائی دختر محمد یمین صاحب

چودھری بوٹا خان صاحب دفعدار رسنتھو کے ضلع سیالکوٹ

حافظ محمد بہاء الدین صاحب مدرس بیدنگر حیدرآباد

معراج الدین صاحب نڑ گری ڈاکخانہ

محمد اسمعیل صاحب۔ میانی گھاڑو

جمن خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گلاڑی سمالی لینڈ۔

محمد نذیر صاحب " " " " "

نصیر احمد صاحب ولد محمد یوسف صاحب ہیڈ کلرک دفتر کمسریٹ کوہ جکروتہ

عبد الکریم صاحب طالب العلم بورڈ سکول سیالکوٹ

اللہ رکھا صاحب طالب العلم " "

عبد القیوم صاحب پٹواری نہر

گل محمد صاحب چوکیدار گرجا گھر کوہ مری سنڈ

مولوی نیاز محمد صاحب مدرس میانمیر لاہور

غلام رسول صاحب گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔

الٰہی بخش صاحب۔ ڈنگہ ضلع گجرات

رحمت اللہ صاحب۔ راہوں " جالندھر

عبد اللہ صاحب " "

محمد حیات صاحب۔ بھڑی شاہ رحمٰن " گوجرانوالہ

غلام محمد صاحب ٹکیانہ " گجرات

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

وید - بدھ - وام مارگ اور نیوگ

لاہور کی کلچرڈ آریہ سماج کا آرگن آریہ گزٹ اپنے ایک ریمارک میں لکھتا ہے کہ "آریہ ورت کے زمانہ تنزل کے مشہور ریفارمر دمیں سے مہاتما بدھ ایک مشہور ریفارمر ہوئے ہیں جنہوں نے وام مارگ کی مہان اندھیاری راتری (شب تار) میں جنم لیکر ایک غیر معمولی تپ کے لیتیجات اپنے خیالات کے پرچار کا کام آرمبھ کیا اور وام مارگ کی نہایت درجہ کی فحش اور غلط تعلیم کے اثر سے بھارت نواسیوں کو بچا کر انکو نفس کشی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی اور چونکہ اس سمے وام مارگ کی ناپاک تعلیم کو ویدوں سے منسوب کیا جاتا تھا اسلیے مہاتما بدھ نے مصلحت وقت دیکھکر یہ مناسب سمجھا کہ جب تک ان لوگوں کو **ویدوں سے علحدہ نہیں کیا جاوے گا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ لوگ ویدوں کو اپنا پستک مانتے ہوئ میری تعلیم پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہوں گے۔"**

آریہ گزٹ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح ویدکے ماتھے پر سے اس کلنک کے ٹیکہ کو دور کرے جو وام مارگ کی ناپاک تعلیم کا لگا ہوا ہے۔ مگر یہ کوشش بیسود اور محض بیہودہ ہے دراصل بودھ کو اس امر کی پڑتال اور تحقیقات کا خوب موقعہ حاصل تھا کہ وہ دریافت کرے کہ آیا یہ ناپاک اور فحش تعلیم ویدوں سے نکلی ہے یا نہیں؟ اور اسنے تحقیق کر لیا تھا کہ یہ گندی تعلیم فی الحقیقت ویدوں ہی کی تعلیم کا کرشمہ ہے ورنہ وہ کبھی یہ نہ کہتا **کہ جبتک ان لوگوں کو ویدوں سے علحدہ نہیں کیا جاویگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہیں ہو سکتا**

آریہ گزٹ وام مارگ کی تعلیم کو تو کہتا ہے کہ ویدوں میں نہیں حالانکہ **مہاتما بدھ** اسی نتیجہ پر پہونچا ہوا تھا۔ مگر ہم آریہ گزٹ سے پوچھتے ہیں کہ کیا **نیوگ کی تعلیم** بھی ویدوں میں نہیں؟ اور اگر خدانخواستہ اس تعلیم پر عملدرآمد شروع ہو جاوے تو وہ زمانہ وام **مارگ کی شب تار سے بھی بڑھ کر خطرناک تاریک ہو گا۔**

اُسوقت معلوم ہو گا کہ کیا اس تاریکی سے نجات بجز ویدوں کے چھوڑنے کے ممکن ہو سکتی ہے؟ حقیقت میں نیوگ جیسے حیاسوز اور غیرت کش مسئلہ کے ہوتے ہوئے آریہ سماج اخلاقی تعلیم دینے سے بالکل قاصر ٹھہرتا ہے اور جب جب لوگ ویدوں کو پڑھنے لگیں گے تو وہ خودبخود انھیں نتائج پر پہونچیں گے جن پر **مہاتما بدھ** پہونچا تھا اور یہ آریہ سماج کے لیے ایک سرٹیفکیٹ ہے۔

کیا آریہ سماج میں واقعی نیوگ ہونے لگا ہے

آریہ گزٹ اور پنجاب سماچار میں مندرجہ ذیل خبر نہایت تعجب اور حیرت سے پڑھی گئی ہے۔

آریہ سماج میں نیوگ کی پہلی عملی مثال

آریہ سماج پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ وہ نیوگ کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن اسکی تعمیل کی جراءت اسے خود کبھی نہیں ہوتی ہے۔ آیندہ اُمید ہے کہ یہ اعتراض نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ایبٹ آباد آریہ سماج میں ایک بال بدھوا کا نیوگ ہوا۔ لالہ ہر بھگوان کپور کتب فروش ایبٹ آباد نے آریہ سماج کے پردھان سیٹھ جیٹر لعل جی سے آکر کہا کہ میری بھاوج کا منشا نیوگ کرنے کا ہے جسپر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ استری بیشک اپنی خوشی سے اپنے دیور کے ساتھ بموجب ویدک رتی نیوگ واسطے اولاد اتپتی کے لیے کرنے کو تیار ہے اور نیوگ کے نیم جو اسکو بتلائے گئے پالن کرنے کو سوئیکار کرتی ہے لڑکی کی عمر قریباً ۲۲ برس اور لڑکے کی عمر ۲۹ سال ہے۔ لڑکی کو بیوہ ہوئے قریباً آٹھ برس ہو چکے ہیں۔ اسوقت شہر میں نوٹس دیا گیا اور آریہ سماج مندر میں ہون ہونے لگا اتنے میں لڑکا اور لڑکی آپہونچے اور لوگ جوق جوق سماج مندر میں آنے شروع ہوئے۔ لڑکی کو سماج مندر کے اوپر بٹھایا گیا جہاں بہت سی استریاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ٹھیک ۳ بجے کارروائی ہون شروع ہوئی اور پنڈت فقیر چند جی اور رائے شونا تھ جی اگزکٹو انجینیر شامل سنسکار ہوئے۔ رائے صاحب نے سنسکار کرانے میں پنڈت فقیر چند کو مدد دی۔ اور لڑکی اور لڑکے کو نیم پالن کرنیکی ہدایت کی کارروائی جلسہ تقریباً ½ ۵ بجے ختم ہوئی۔ ڈاکٹر شنکر داس نے لڑکی اور لڑکے کو اپدیش کیا۔ اور کہا اس اتم سنسکار کے نہ ہونے سے ہمارے دیش کی ہانی ہو رہی ہے۔ سب لوگ جو شامل سنسکار ہوئے تھے انکا حلوے سے سنسکار کیا گیا۔

ہم اس مضمون کا عنوان پڑھ کر بہت خوش ہوئے تھے کہ آریہ سماج نے آخر نیوگ کرنے کرانے کی مہر تو توڑی اور سلسلہ نیوگ تو شروع کیا لیکن جب کُل مضمون پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو بیاہ کے حل سے جو بیا پیدا ہوئی۔ نیوگ کی مثال عملی تو ایسی نظیر سے شروع ہونی چاہیے تھی جبکہ ایک خاوند اپنی استری کو کسی دوسرے آدمی سے اولاد لینے کی اجازت دیتا + مان اُمید کی جاتی ہے کہ اگر آریہ سماج کی کوشش اور محنت کا سلسلہ برابر جاری رہا تو بہت جلد کوئی ایسی نظیر بھی پبلک کے سامنے آ ہی جاوے گی اور جب تک ہر قسم کے نیوگ کی جو ستیارتھ پرکاش میں درج ہے ایک ایک عملی مثال نہ ہو کچھ فائدہ نہیں اور آریہ سماج مبارکباد کے قابل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ تو گونہ افسوسناک بات ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ نیوگ جو مشتہر کیا گیا ہے اس کے ذریعہ کتنی اولاد دینا لینی مقصود ہیں؟ کیا ایک یا ایک سے زیادہ اور کسقدر عرصہ تک اولاد کے لیے انتظار کیا جاوے گا؟ اور اگر خدانخواستہ ایک یا دو سال تک بھی صورت ہو اولاد نہ ہوئی تو پھر کسی اور سے نیوگ کرایا جاویگا یا نہیں؟ اور یہ تعلق نیوگ کا کسی خاص وقت تک ہے یا دوامی؟ ہم کچھ اور سوالات بھی آریہ سماج سے اسی نیوگ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں مگر ان سوالوں کے جواب ملجانے پر اس سلسلہ کو وسیع طور پر لکھ سکیں گے ہم اُمید کرتے ہیں کہ آریہ سماج ان سوالات کا جواب دینے میں کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریگی بلکہ آزادی اور دلیری سے جواب دے گی شل مشہور ہے کہ شرع میں شرم کیسی۔

مسٹر مکالف اور سکھ دھرم

مسٹر مکالف (جنہوں نے گرنتھ صاحب کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے اور جو خالصہ قوم کے بڑے سرگرم محب اور خیر خواہ ہیں اور خالصہ کمیونٹی بھی انکو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے) نے شملہ پر ہزاونر جناب لفٹنٹ گورنر سرچارلس ریواز کی سرپرستی میں سکھ ازم پر ایک لیکچر دیا ہے جس میں انھوں نے بیان کیا کہ میں اس مضمون پر ایک اور عام غلطی کی طرف اشارہ کرتا ہوں عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ سکھ لوگوں کو گائے کے گوشت سے پرہیز کرنا لازمی ہے سکھوں کے دسوں گرنتھ اور ان کے دیگر دھرم پستک اس مضمون پر بالکل خاموش ہیں سکھوں نے بہت سے ہندو رواجوں کو اختیار کر لیا اور **گائے کے گوشت کی ممانعت بھی ان میں ہی شامل ہے** یہ گویا کہ دھرم کا ایک پکا سدھانت بن گیا جو کہ سکھوں کی ایک گری ہوئی شاخ ہیں آپ میں سے کتنوں کو یاد ہو گا کہ اسی غلط خیال کے سبب سے کوکا رنے امرت سر میں کئی بوچڑوں کو قتل کر ڈالا تھا سکھوں کو کسی **قسم** کے گوشت سے پرہیز **کرنا لازمی نہیں سوائے اسکے جو کھانے کے لائق نہ ہو۔** مسٹر مکالف کی اس ... نے آریہ سماج کو حیران کیا ہے سکھوں نے جو اس مجمع میں موجود تھے جہانتک اخبارات سے پتہ ملتا ہے مسٹر مکالف کے اس بیان کی غالباً کوئی تردید نہیں کی اور چونکہ مسٹر مکالف نے گرنتھ صاحب اور سکھ ازم کی مذہبی کتابوں کی بنا پر اپنے لیکچر میں یہ راز کھولا ہے اسلیے ممکن نہیں کہ انکی کوئی تردید ہو سکے یہ ترقی کا زمانہ ہے اور سائنس اور آزادی کا وقت۔ مذاہب کی حقیقت کھل رہی ہے اور انکو اپنی کرکھینچ لا رہی ہے۔

آریہ گزٹ کا ایڈیٹر لیکچر کے ان فقرات پر بدحواس ہو کر سکھوں کو ابھارتا اور جوش دلاتا ہے کہ وہ گئو ماتا کے لیے پر الانکو ماننے پر لیے کھڑے ہیں۔ سکھ اپنے گرنتھ صاحب اور مذہب کو آریہ گزٹ کی بیہودہ خوشامد کے لیے نہیں چھوڑ سکتے۔ اور اگر مسٹر مکالف کی رائے جیسا وہ بیان کرتے ہیں گرنتھ صاحب اور سکھ ازم کی مذہبی کتابوں پر مبنی ہے تو آریہ گزٹ ساری عمر چلاتا رہے خالصہ قوم اسکی پرواہ نہ کریگی۔ لیکن اگر مسٹر مکالف کا بیان صحیح نہیں تو پھر آریہ گزٹ کی خوشامد اور انکو جوش دلانا محض بیسود ہے۔ بہر حال سکھوں کا فرض ہو گا کہ وہ اس معاملہ کو اپنی مذہبی کتب کی سند پر صاف کر دیں ٭

حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تصدیق ایک کشفی شہادۃ سے

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل روز روشن کی طرح کھل گئے ہیں اور اب اصل میں کوئی حجاب اور خفا آپ کے دعوے کے متعلق رہا نہیں کور باطنوں کی اپنی بدقسمتی اور شومی اعمال ہے جو انھیں نظر نہیں آتا۔ حضرت حجۃ اللہ کی تائید اور تصدیق کے مختلف دلائل اور نشانوں میں منجملہ ان کے اہل کشف کے کشوف اور الہامات ہیں ہزاروں آدمی اس قسم کے ہیں جو بذریعہ رویا صالحہ زمرہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں فوقتاً فوقتاً بہت سے رویا صالحہ ہم الحکم میں درج کرتے رہے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ کو عرصہ دراز گذرا الہام ہوا تھا

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْہِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری نصرت وہ مردان خدا کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی بھیجیں گے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی نصرت اس پاک وحی اور اعلام الٰہی کے موافق مختلف رنگوں میں ہو رہی ہے اور یہ بھی ایک صورت نصرت کی ہے جو آپ کی تصدیق بذریعہ کشوف و الہامات ہو رہی ہے یہانتک کہ بعض بڑے بڑے اکابر آپ کی تصدیق کر چکے ہیں جیسے **پیر صاحب العلم** جو علاقہ گجرات میں ایک کثیر التعداد جماعت کے پیشوا تھے ایسا ہی وہ کشف جو **حضرت گلاب شاہ مجذوب** کا میاں کریم بخش صاحب مرحوم نے بیان کیا تھا اور ایسا ہی **پیر کوٹھہ والے** کی شہادت۔ غرض بیسیوں ایسے کشوف اور رویائے صالحہ ہیں اب بلوچستان سے ایک کشفی شہادت پہونچی ہے جسکو ہم ذیل میں محض اس لیے درج کرتے ہیں کہ شاید کسی سعید الفطرت کو اس سے فائدہ پہونچے۔ ایڈیٹر

اور وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مخدومنا و مولانا عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علاقہ نیابت بھاگ میں حضرت **فقیر صاحب میاں محمود** کے صاحب کشف اور بزرگ ہونیکی نسبت عام شہرہ تھا اور ستدہ لوگ بلوچستان کے مختلف مقامات کے لوگ اسی وجہ سے آپ کی زیارت کے لیے آیا کرتے ہیں اُن کے چند ایک ملنے والوں کی طرف سے خواہش کی گئی کہ میں فقیر صاحب موصوف سے ملاقات کروں۔ الا کوئی مناسب موقعہ ہاتھ نہیں آتا تھا۔ حال میں بتقریب دورہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۳ء کو جب میں شہر فقیر صاحب سے چند میل کے فاصلہ پر ایک مقام میں پہونچا تو مجھے بتلایا گیا کہ جو ارادہ کیا جائے **فقیر صاحب** بروئے کشف اس سے اطلاع پاکر خود بخود بتلا دیتے ہیں۔ مجھے **فقیر صاحب** کی ملاقات کا پیشتر سے اشتیاق تھا مگر میں یہ سوچتا تھا کہ کس مدعا پر آپ کی ملاقات کی جائے۔ حضور پاک **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر تو میں پیشتر سے ہی علیٰ وجہ البصیرت ایمان لا چکا ہوں اور اب اس میں کسی قسم کی کوئی گنجائش باقی نہ تھی اور نہ ہے۔ اور اس خیال سے کہ اگر ایسے بزرگ اور صاحب کشف کی شہادۃ کشفی حضور مسیح علیہ السلام کی صداقت دعوے پر مل جائے تو منکرین پر حجت ہونے کے علاوہ کیا عجب کہ بہتوں کے راہ راست پر آنے کا باعث ہو۔ میں نے دل میں ٹھانا کہ فقیر صاحب حضور مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کی نسبت کشفی شہادت سے کیا بتلا سکتے ہیں اور آیا وہ کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس ارادہ کو بطور سوال دل میں ٹھانے ہوئے جب میں فقیر صاحب کے مہمان خانہ میں پہونچا تو میری آمد کی اطلاع پاکر بروئے دستور ملکی مزاج پرسی کے لیے فقیر صاحب نے اپنے بیٹے **صاحبزادہ** محب الحق ... کو جو قریباً ستائیس سال کے ہونگے بھیجدیا۔ بعد احوال مزاج پرسی میں نے خواہش کی کہ میں حضور ... کے اندر جاکر جہاں کہ فقیر صاحب تشریف رکھتے تھے فقیر صاحب سے شرف ملاقات حاصل کروں لاکن فقیر صاحب نے کہلا بھیجا کہ آپ خود باہر آتے ہیں۔ چنانچہ ایک ساعت بعد آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے جسکو چھ آدمیوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا تشریف لائے۔ آپکی عمر قریب ایک سو برس کے ہے۔ بباعث ضعف پیری و تقاضائے عمر آپ کے ہاتھ پاؤں رعشہ سے کانپتے تھے۔ ریش بالکل سفید اور چہرہ نورانی تھا۔ حواس خمسہ بالکل درست اور بجا تھے اور گفتگو معقولیت سے فرماتے تھے مذہب میں اہل سنت جماعت و فرقہ قادریہ کے پابند ہیں۔

سوکا غلام

[illegible] گفتگو میں جو مہبت سے ملکی آدمیوں کے ساتھ ہورہے۔ آپ نے مجھ سے استفسار کیا کہ کیا آپ حضرت عیسیٰ (مرزا غلام احمد) کے مرید ہیں جس کا جواب اثبات میں ملنے پر آپ نے اپنا وہ قصہ اور حالات برملا بیان فرمائے جسکو آپ کے صاحبزادہ فقیر عبد الغفور نے قلم بند کیا جو بلف اس کے خدمت میں بھیجتا ہوں بیان [illegible] احمد سلطان جنکا ذکر اس شہادت قلم بند شدہ میں ہے نہایت مشہور صاحب کشف و ولی اللہ ہو گذرے ہیں اور چند سال سے وفات پاچکے ہیں۔ فقیر صاحب حضور مرزا صاحب کے حلیے اور دیگر حالات متعلقہ کی نسبت ایک گھنٹہ تک جبتک کہ آپ تشریف فرما رہے۔ ذکر اور استفسار فرماتے رہے۔ جوں جوں میں حضور ممدوح کی زندگی کے پاک حالات بیان کرتا تھا آپ نہایت ہی مسرت سے سنتے اور خوش ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ روانہ ہونے کے وقت آپ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ الحمد للہ کہ میں نے اس دار فانی کے چھوڑنے سے پہلے حضور مسیح موعود [illegible] پا لیا اگرچہ [illegible] کی آپکی زیارت [illegible] یہ کہکر اندر تشریف لے گئے [illegible] گفتگو میں مجھ کچھ دریافت کرنے کا بہت کم موقع ملا [illegible] غور [illegible] حالات حضور مسیح موعود [illegible] دریافت فرماتے رہے [illegible] متعلق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہمشہ [illegible]۔

[illegible] کہ فقیر صاحب میاں محمود کی [illegible] اس غرض سے خدمت عالی میں ارسال کرتا ہوں کہ تبلیغ حق کی غرض سے درج اخبار کرایا جاوے تاکہ اب تک جنکو قبول حق کا موقع نہیں ملا وہ اسی سے استفادہ حاصل کریں اور منکر بیا پر حجت تمام ہو میاں محمود صاحب کا خاندان فقیر صاحب کے نام سے مشہور چلا آتا ہے اور اب یہ آپکا خاندانی لقب ہو گیا ہے۔ آپ با عتبار ثروت معقول زمیندارہ رکھتے ہیں۔ اور سندھ و بلوچستان میں آپ کے مریدوں کی تعداد ہزاروں تک بتلائی گئی ہے اور لوگ آپ کے ولی اللہ ہونے کے [illegible] کشف [illegible] سے آپکی زیارت کے لیے آتے [illegible] والسلام۔

راقم حضور مسیح موعودؑ کا ایک ناچیز خادم
خاکسار نظیر حسین۔ انچارج تحصیلدار بھاگ
بلوچستان - ۲۷ جولائی ۱۹۰۳ء

فقیر صاحب کی شہادت

خدا عزوجل را حاضر و ناظر دانستہ بغرض اظہار صداقت و بطور ادائی شہادت تحریر می نمایم کہ بموجودگی من امروز بالمشافہ قاضی نظیر حسین تحصیلدار صاحب فقیر صاحب میاں محمود احوال بیان نمودہ کہ چہارم سال میشود کہ ایجاد [illegible] عوام الناس قصہ مشہور شدہ کہ [illegible] مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ پیدا شدہ در ضمیر فقیر خیال افتادہ کہ الحمد للہ کہ خداوند تعالیٰ عجیب الشان [illegible] ظاہر کردہ [illegible] نمودہ کہ از بارگاہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دریافت [illegible] باید [illegible] یافتہ کہ ناگاہ مرشدی میاں [illegible] احمد سلطان در خواب آمدہ فرمود کہ [illegible] ہمہ [illegible] بیا با برکات [illegible] حالا [illegible] شدہ [illegible] دروازہ [illegible] زیادتی پذیرد [illegible] [illegible] بعدہ حضرت عیسیٰ مرزا غلام احمد را دیدم کہ [illegible] متصل نبودند بلکہ اندک منفصل بودند وریش او فراخ دراز بود و گفتش او باشتہ نداشت بعدہ از خواب بیدار شدم تحریر تاریخ ۱۹ ماہ ربیع الآخر ۱۳۲۱ ہجری

الراقم عبد الغفور ابن فقیر محمود
(عفا عنہما)

[illegible] بزرگ کی قسم کھاکر اظہار حق کی غرض [illegible] تصدیق کرتا ہوں کہ فقیر صاحب میاں محمود [illegible] حالات مندرجہ بالا میرے روبرو بیان کیے۔ اور ان کے صاحبزادہ فقیر عبد الغفور صاحب نے اپنے قلم سے قلم بند کیے کیونکہ فقیر صاحب موصوف لکھنے سے معذور ہیں۔ ۱۵ جولائی ۱۹۰۳ء
دستخط انگریزی قاضی نظیر حسین۔

بزم احمد
(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء

استفسار اور اس کا جواب

ایک شخص نے سوال کیا کہ ریلی برادرس [illegible] کارخانہ میں سرکاری سیر ۸۰ روپیہ کا رہتے ہیں اور لینے ۸۱ روپیہ کا ہیں کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا جن معاملات [illegible] مقدمات نہ ہوں فساد نہ ہو تراضی فریقین ہو اور سرکار نے بھی جرم نہ رکھا ہو عرف میں جائز ہو وہ جائز ہے۔

ہدایت کی آخری راہ

مامور جب دنیا میں اصلاح اور اشاعت ہدایت کے لیے آتے ہیں تو وہ ہر طرح سے سمجھاتے ہیں آخری علاج اور راہ سختی بھی ہے دنیا میں بھی یہی طریق جاری ہے کہ ابتدا و اول نرمی کے ساتھ سمجھایا جاتا ہے پھر [illegible] مفاد کر شوق دلایا جاتا ہے آخر جب کسی طرح نہیں مانتے تو سختی ہوتی ہے جیسے ماں ایک وقت بچہ کو مارتے ڈراتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر طریق عقل تبلیغ اور ہدایت کی تجویز کرسکتی ہے اختیار کیے یعنی اول ہر قسم کی نرمی سے۔ رفق۔ صبر اور اخلاق سے عقلی دلائل اور معجزات سے کام لیا اور آخرکار جب ان لوگوں کی شرارتیں اور سختیاں حد سے گذر گئیں تو اللہ تعالیٰ نے پھر اسی رنگ میں اتمام حجت پوری کی اور سختی سے کام لیا۔ یہی حال اب ہو رہا ہے خدا تعالیٰ نے دلائل سے سمجھایا نشانات دکھائے اور آخر اب طاعون کے ذریعہ متوجہ کر رہا ہے۔ اور ایک جماعت کو اسطرف لا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ کا مظہر کامل

فرمایا سورہ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ بیان ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان چاروں صفات کے مظہر کامل تھے۔ مثلاً پہلی صفت رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھی مظہر ہوئے جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ جیسے رب العالمین عام ربوبیت کو چاہتا تھا اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور آپ کی ہدایت و تبلیغ کل دنیا اور کل عالموں کے لیے قرار پائی۔

پھر دوسری صفت رحمٰن کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت کے بھی کامل مظہر ٹھیرے کیونکہ آپ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل اور اجر نہیں مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ۔ پھر آپ رحیمیت کے مظہر ہیں آپ نے اور آپ کے صحابہ نے جو محنتیں اسلام کے لیے کیں اور ان خدمات میں جو تکالیف اُٹھائیں وہ ضائع نہیں ہوئیں بلکہ ان کا اجر دیا گیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف میں رحیم کا لفظ بولا ہی گیا ہے۔

پھر آپ مالکیت یوم الدین کے مظہر بھی ہیں اس کی کامل تجلی فتح مکہ کے دن ہوئی۔ ایسا کامل ظہور اللہ تعالیٰ کی ان صفات اربعہ کا جو ام الصفات ہیں اور کسی نبی میں نہیں ہوا۔

اس کے بعد ایک اخبار کا مضمون پڑھا گیا جس میں اعلیٰحضرت کی تصویر دی گئی ہے اور اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق آپ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچایا ہے ان اخبارات کے مضامین یکجائی طور پر الحکم میں انشاء اللہ تعالیٰ جلد تر شائع ہونے والے ہیں

۲۴ رجولائی ۱۹۰۳ء

استفسار اور اُس کا جواب

ایک بھائی نے عرض کی کہ حضور بکرا وغیرہ جانور جو غیر اللہ کے تھانوں اور قبروں پر چڑھائے جاتے ہیں پھر وہ فروخت ہو کر ذبح ہوتے ہیں کیا ان کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا شریعت کی بنا نرمی پر ہے سختی نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ سے یہ مراد ہے کہ جو ان مندروں اور تھانوں پر ذبح کیا جاوے یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاوے اس کا کھانا تو جائز نہیں ہے لیکن جو جانور بیع و شرا میں آجاتے ہیں اس کی حلت ہی سمجھی جاتی ہے۔ زیادہ تفتیش کی کیا ضرورت ہوتی ہے دیکھو حلوائی وغیرہ بعض اوقات ایسی حرکات کرتے ہیں کہ ان کا ذکر بھی کراہت اور نفرت پیدا کرتا ہے لیکن اُن کی بنی ہوئی چیزیں آخر کھاتے ہی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ شیرینیاں طیار کرتے ہیں اور میلی کچیلی دھوتی میں بھی ہاتھ مارتے چلے جاتے ہیں اور جب کھانڈ طیار کرتے ہیں تو اُسکو پاؤں سے ملتے ہیں چوڑھے چمار گوڑ وغیرہ بناتے ہیں اور بعض اوقات جھوٹھے رس وغیرہ ڈال دیتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا کرتے ہیں ان سب کو استعمال کیا جاتا ہے اس طرح پر اگر تشدد ہو تو سب حرام ہو جاویں۔ اسلام نے مالایطاق تکلیف نہیں رکھی ہے بلکہ شریعت کی بنا نرمی پر ہے۔

اس کے بعد سائل مذکور نے پھر اسی سوال کی اور باریک جزئیات پر سوال شروع کیے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ کہہ کر بھی فرمایا ہے بہت کھودنا اچھا نہیں ہوتا۔

اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ متقی کو ایسی مشکلات میں نہیں ڈالتا اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ متقیوں کو اللہ تعالیٰ خود پاک چیزیں بہم پہونچاتا ہے اور خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لیے ہیں اگر انسان تقویٰ اختیار کرے اور باطنی طہارت اور پاکیزگی حاصل کرے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پاکیزگی ہے تو وہ ایسے ابتلاؤں سے بچا لیا جاوے گا ایک بزرگ کی کسی بادشاہ نے دعوت کی اور بکری کا گوشت بھی پکایا اور خنزیر کا بھی اور جب کھانا رکھا گیا تو عمداً سور کا گوشت اس بزرگ کے سامنے رکھ دیا اور بکری کا اپنے اور اپنے دوستوں کے آگے۔ جب کھانا رکھا گیا اور کہا کہ شروع کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ پر بذریعہ کشف اصل حال کھول دیا اُنھوں نے کہا ٹھہرو یہ تقسیم ٹھیک نہیں اور یہ کہکر اپنے آگے کی رکابیاں اُن کے آگے اور ان کے آگے کی اپنے آگے رکھ لیں اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے کہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ الآیة غرض جب انسان شرعی امور کو ادا کرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اور ہر ایک مکروہ بات سے اسکو بچا لیتا ہے اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ کے یہی معنی ہیں۔

۲۵ جولائی ۱۹۰۳ء

الہام

فرمایا کل مجھے الہام ہوا صَفَا الْفِتْنَةُ وَالصِّدْقَاتُ۔ فرمایا کہ یہ کیسی مصفا وحی ہے اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجایش نہیں ہوتی انسانی تصرف اور دخل سے بالکل پاک ہوتی ہے اور ایسی وحی تو بہت ہی کم ہوتی ہے جس میں کوئی نہ کوئی پیشگوئی نہ ہو۔

ایمان بدون عمل مردہ ہے اور عملی قوت معرفت سے بڑھتی ہے

فرمایا ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت ہے ورنہ ایمان بدون عمل مردہ ہے اور جب تک عمل نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو اعمال کے ساتھ وابستہ ہیں مگر اعمال کی قوت اور توفیق معرفت اور یقین سے پیدا ہوتی ہے جسقدر یہ قوت بڑھتی ہے اُسی قدر اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور وہ برکات حاصل ہوتی ہیں جن کو انسان آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے اگر یقین نہ ہو تو یقین کے ثمرات پیدا نہیں ہوتے جس قدر انسان شک و شبہ میں اور غفلت میں ہے اسی قدر اُس کا ایمان کمزور ہے اور اس ایمان کے موافق اس کے اعمال کمزور ہیں جسقدر امراض عمل کی کمزوری اور تقویٰ کی کمزوری سے پیدا ہوتے ہیں ان کی اصل جڑ معرفت کی کمی اور کمزوری ہے ورنہ معرفت تو ایک ایسی لذیذ شے ہے کہ یہ جسقدر بڑھتی ہے اسی قدر عمل کی طاقت ملتی ہے۔ ایک کیڑے کی معرفت بھی ہو تو انسان اس سے ڈرتا ہے اسے علم ہو کہ چیونٹی کے کاٹنے سے درد ہوتا ہے تو اس سے بھی ڈرتا ہے اور اسکے ضرر سے بچتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو تو کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اُس سے نہ ڈرے۔ اصل یہی معرفت ہے جس کے بغیر کوئی خوشی اور برکت حاصل نہیں ہو سکتی۔

الہام ۲۰ جولائی [illegible] رویا ۲۲ جولائی [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انا الاوی لقادیان

الحکم

حضرت قادیان دارالامان سنہ ۱۹۰۳ء

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۰ | مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۲۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۱ھ روز دوشنبہ | جلد ۷

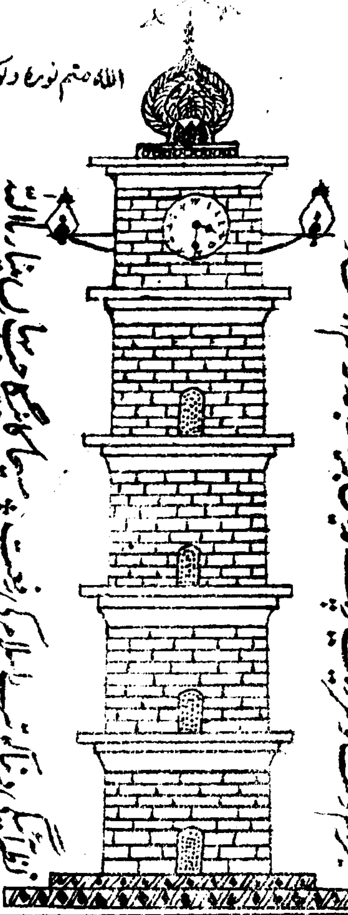

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

سلسلے کیلئے دیکھو اشاعت گذشتہ

جس حال میں اہل سنت احادیث کی صحت کی اس معیار کے پابند نہیں جو محدثین نے مقرر کیا ہے بلکہ وہ بزرگ سنت اون کی صحیح قرار داد احادیث کو موضوع ٹہرانے کا حق رکھتے ہیں.. تو پھر جس کو حکم بنایا گیا ہے کیا اوس کو یہہ حق حاصل نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ جو اس کا نام حکم رکھتا ہے یہ نام ہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ سارا رطب و یابس جو اوس کے سامنے پیش کیا جاویگا تسلیم نہیں کریگا بلکہ بہت سی باتوں کو رد کر دیگا اور جو صحیح ہونگی اون کے صحیح ہونے کا وہ فیصلہ دیگا ورنہ حکم کے معنے ہی کیا ہوئے جب اوس کی کوئی بات ماننی ہی نہیں تو اوس کے حکم ہونے سے فائدہ کیا؟

حکم کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے کہ اسوقت اختلاف ہوگا اور ۷۳ فرقے موجود ہونگے اور ہر فرقہ اپنے مسلمات کو جو اوس نے بنا رکھے ہیں۔ قطع نظر اوس کے کہ وہ جھوٹے ہیں یا خیالی چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ ہر ایک اپنی جگہ یہہ چاہیگا کہ اسی کی بات ہی مانی جاوے اور جو کچھہ وہ پیش کرتا ہے وہ سب تسلیم کر لیا جاوے ایسی صورت میں اس حکم کو کیا کرنا ہوگا۔ کیا وہ سب کی باتیں مان لیگا یا یہہ کہ بعض رد کریگا اور بعض کو تسلیم کرے گا۔

غیر مقلد تو راضی نہیں ہوگا جب تک اس کی پیش کردہ احادیث کا سارا مجموعہ وہ نہ مان لے اور ایسا ہی حنفی معتزلہ۔ شیعہ وغیرہ کل فرقے تو تب ہی اس سے راضی ہو سکتے کہ وہ ہر ایک کی بات تسلیم کرے اور کوئی بھی رد نہ کرے۔ اور یہہ ناممکن ہے اگر یہہ ہو کہ کوٹھڑی میں بیٹھا رہے گا اور اگر شیعہ اوس کے پاس جاوے گا تو اندر ہی اندر مخفی طور پر اسے کہدے گا کہ تو سچا ہے اور پھر سُنی اوس کے پاس جاویگا اوسکو کہدیگا کہ تو سچا ہے اور اسیطرح پر جو اس کے پاس جاوے گا اوس کو کہدیگا کہ تو سچا ہے۔ تو پھر تو بجائے حکم ہونے کے وہ پکا منافق ہوا اور بجائے وحدت کی روح پھونکنے کے اور سچا اخلاص پیدا کرنے کے وہ نفاق پھیلانے والا ٹھہرا مگر یہہ بالکل غلط ہے آنیوالا موعود حکم واقعی حکم ہوگا۔ اس کا فیصلہ قطعی اور یقینی ہوگا۔ اس کے فیصلہ میں ایک نہیں۔

ایک نقل مشہور ہے کہ کسی عورت کی دو لڑکیاں تھیں ایک بیٹ میں بیاہی ہوئی تھی اور دوسری بانگر میں اور وہ ہمیشہ یہ سوچتی رہتی تھی کہ دو میں سے ایک ہے نہیں۔ اگر بارش زیادہ ہو گئی۔ تو بیٹ والی نہیں ہے اور اگر نہ ہوئی تو بانگر والی نہیں ہے۔

یہی حال حکم کے آنے پر ہونا چاہیئے۔ وہ خود ساختہ اور موضوع باتوں کو رد کر دیگا۔ اور سچ کو لیگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا نام حکم رکھا گیا ہے۔ اسی لئے آثار میں آیا ہے کہ اس پر کفر کا فتویٰ دیا جاویگا۔ کیونکہ وہ جس فرقہ کی باتوں کو رد کریگا وہی اوس پر کفر کا فتویٰ دیگا۔

یہانتک کہا ہے کہ مسیح موعود کے نزول پر ایک شخص اوٹھہ کر کھڑا ہوگا اور منبر پر چڑھ کر کہے گا ان ھٰذا الرجل غیر دیننا اس شخص نے ہمارے دین کو بدل دیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت اس امر کا ہوگا۔ کہ وہ بہت سی باتوں کو رد کر دیگا۔ جیساکہ اس کا منصب اوس کو اجازت دیگا

غرض اس بات کو سرسری نظر سے ہرگز نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ غور کرنا چاہیئے کہ حکم عدل کا آنا اور اس کا نام دلالت کرتا ہے کہ وہ اختلاف کے وقت آئیگا اور اس اختلاف کو مٹائیگا۔ ایک کو رد کرے گا اور اندرونی غلطیوں کی اصلاح کریگا۔ وہ اپنے نور فراست اور خدا تعالیٰ کے اعلام و

الہام سے بعض ڈھیروں کے ڈھیر جلا دیگا اور پکی اور محکم باتیں رکھہ لیگا۔ جب یہہ مسلّم امر ہے تو پھر مجھہ سے یہہ امید کیوں کی جاتی ہے کہ میں ان کی ہر بات مان لوں قطع نظر اس کے کہ وہ غلط اور بیہودہ ہے۔ اگر میں ان کا سارا رطب و یابس مان لوں تو پھر میں حکم کیسے ٹھہر سکتا ہوں۔ یہ ممکن ہی نہیں۔

افسوس یہ لوگ دل رکھتے ہیں پھر سوچتے نہیں آنکھیں رکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ کان رکھتے ہیں پر سنتے نہیں ان کے لئے بہتر یہ راہ اب یہی ہے کہ وہ رو رو کر دعائیں کریں اور میرے متعلق کشف الحقیقت کے لئے اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق چاہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص محض احقاق حق کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیگا وہ میرے معاملہ کی سچائی پر خدا تعالیٰ سے اطلاع پائیگا اور اس کا زنگ دور ہو جائیگا۔ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جو دلوں کو کھولے اور کشف حقایق کی قوت عطا کرے۔ اسلام اسوقت مصیبت کی حالت میں ہے اور وہ ایک فنا شدہ قوم کی حالت اختیار کرچکا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں ان لوگوں پر مجھے رونا آتا ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام کی اس تباہ شدہ حالت کی اصلاح کے لئے کسی مصلح کی ضرورت نہیں! یہہ لوگ بیمار ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہلاک ہو جائیں ایسے بیماروں سے بڑھ کر کون واجب الرحم ہوسکتا ہے جو اپنی بیماری کو صحت سمجھتے ہیں وہ مرض ہے جسکا علاج کرنا چاہیئے اور ان لوگوں پر اور بھی افسوس ہے جو خود حدیثیں پڑھتے اور پڑھاتے تھے کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد آیا کرتا ہے۔ لیکن اس چودھویں صدی کے مجدّد کا انکار کر دیا۔ اور نہیں بتاتے کہ اس صدی پر جس میں سے بیس سال گذر گئے ہیں کوئی مجدد آیا ہے یا نہیں؟ خود پتہ نہیں دیتے اور آنیوالے کا نام دجال رکھتے ہیں۔

کیا اسلام کی اس خستہ حالی کا مداوا اللہ تعالیٰ نے یہی کیا کہ بجائے ایک مصلح اور مرد خدا کے بھیجنے کے ایک کافر اور دجال کو بھیجدیا؟ یہہ لوگ ایسے اعتقاد رکھہ کر خدا تعالیٰ کو اس کی پاک کتاب قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں۔ خدا ان پر رحم کرے +

اسوقت تقویٰ بالکل اٹھ گیا ہے اگر ملانوں کے پاس جائیں تو وہ اپنے ذاتی اور نفسانی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں مسجدوں کو دوکانوں کا قایم مقام سمجھتے ہیں۔ اگر چار روز روٹیاں بند ہو جائیں تو کچھ تعجب نہیں کہ نماز پڑھنا پڑھانا ہی چھوڑ دیں۔ اس دین کے دو ہی بڑے حصے تھے ایک تقویٰ دوسرے تائیدات سماویہ مگر اب دیکھا جاتا ہے کہ یہہ باتیں نہیں رہیں۔ عام طور پر تقویٰ نہیں رہا اور تائیدات سماویہ کا یہہ حال ہے کہ خود تسلیم کر بیٹھے ہیں کہ مدت ہوئی انہیں نہ کوئی نشانات ہیں نہ معجزات اور نہ تائیدات سماویہ کا کوئی سلسلہ ہے۔

جلسہ مذاہب میں مولوی محمد حسین نے صاف طور پر اقرار کیا تھا کہ اب معجزات اور نشانات دکھانے والا کوئی نہیں اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ تقویٰ نہیں رہی کیونکہ نشانات تو متقی کو ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کی تائید اور نصرت کرتا ہے مگر وہ نصرت تقویٰ کے بعد آتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات اور معجزات اسی لئے عظیم الشان قوت اور زندگی کے نشانات ہیں کہ آپ سید المتقین تھے آپکی عظمت اور جلال کا خیال کرکے ہی انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اب پھر اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپ کا جلال دوبارہ ظاہر ہو اور آپکے اسم احمدؐ کی تجلی دنیا میں پھیلے اور اسی لئے اُس نے اس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔ یہہ سلسلہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قایم کیا ہے اور اسکی غرض اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے کوئی مخالف ہاتھ اسکو گزند نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زندگی ماننے سے شرک پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ اور آنحضرت کی عظمت توحید ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ مسیح کی موت کے پردہ کو اوٹھا دے اور عالم کو دکھا دے کہ درحقیقت حضرت مسیح عام انسانوں کی طرح تھے انمیں کوئی خصوصیت اور الوہیت نہ تھی وہ وفات پاگئے۔

اور جیسے جسمانی طور پر آپ مرگئے روحانی طور پر بھی عیسائی مذہب مرگیا اور اس میں کوئی قبولیت اور شرف کا نشان باقی نہیں ایک بھی عیسائی نہیں جو کھڑا ہو کر دعوے سے کہہ سکے کہ میں اون زندہ آثار اور نشانات سے جو زندہ مذہب کے ہیں اسلام کا مقابلہ کرسکتا ہوں۔

چالیس کروڑ انسان جو مختلف اغراض نفسانی کی بناء پر ریا اور وجوہات سے اُسکو خدا بنا رہے ہیں وہ وقت آتا ہے کہ اُسکی خدائی سے توبہ کریں گے اور اوسکو عام انسانوں میں جگہ دیں گے +

مسلمانوں پر افسوس ہے جنہوں نے عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملائی ہے اور اوس کو خدا بنانے میں مدد دی۔ عیسائی کھلے طور پر خدا مانتے ہیں اور یہہ لوگ خدائی کے صفات دیتے ہیں ان کی ویسی ہی مثال ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے کہ فلاں آدمی مرگیا ہے لیکن دوسرا یہہ کہے کہ ابھی مرا تو نہیں مگر بدن سرد ہے اور نبض بھی نہیں چلتی اور حرکت بھی نہیں۔ تو کیا وہ مردہ نہ ہوگا یہی حال حضرت عیسیٰ کی خدائی کے متعلق ہے۔ خدائی کے صفات انمیں تسلیم کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم خدا نہیں مانتے اب عقلمند مسلمان سوچکر جواب دیں کہ جب حضرت عیسےٰ کو خالق مانا جاتا ہے محی مانا جاتا ہے۔ غیب دان مانا جاتا ہے شافی مانا جاتا ہے حی مانا جاتا ہے تو اور کیا باقی رہا۔

غرض مسلمانوں کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے اور وہ سوچتے نہیں۔

اسوقت اگر اور نشانات اور تائیدات ہمارے دعویٰ کی مصدق اور موید نہ ہوتیں تب بھی وقت ایسا تھا کہ وہ زبردست ضرورت بتاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی ان کی آنکھیں کھولے تو بات بنیگی

خمسہ بر غزل حضرۃ اقدس

نظم از جناب ایس ایم یوسف صاحب احمدی کیمپ انبالہ

یہ وہ فرقان یزدان ہے دل وجان جسپہ قربان ہے
ہو انجیل اس کی ہمرتبہ نہیں ہرگز یہہ امکان ہے
نہیں افضل زبور اس سے نہ توریت اس سے ذیشان ہے
جمال وحسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے۔

جو منکر ہے کلام حق کا وہ سمجھے گا اس کو کیا۔
کہیں خفاش کو بھی ہے بھلا سورج نظر آیا
نہ دیکھا آجتک ہمنے کسی کا بھی کلام ایسا۔
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا۔
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحمان ہے

نہیں ثانی کوئی اُسکا فصاحت اور بلاغت میں
گل وحدت کی نکہت آتی ہے اُسکی ہر آیت میں
یہی شیرین ثمر لاریب، باغ ہدایت میں۔
بہار جاوداں پیدا ہے اوس کی ہر عبارت میں۔
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام اللہ ہے یہ قول انسانی نہیں ہرگز۔
سمجھنا اس کا ہے دشوار آسانی نہیں ہرگز
بجز اس کے ضیائے دین و ایمانی نہیں ہرگز
اگر لولوے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

(باقی آئندہ)

ہوگا
غلام

حضرت امام الملۃ حجۃ اللہ کے مکتوبات

حضرت حکیم الامت کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ والمنت کہ کل کے خط سے بخیر و عافیت آپ کے واپس تشریف آوری کی خوشخبری معلوم ہوئی بشیر احمد عرصہ تین ماہ تک برابر بیمار رہا تین چار دفعہ ایسی حالت نازک تک پہنچ گیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید دو چار دم باقی ہیں مگر عجیب قدرت قادر ہے کہ ان سخت خطرناک حالتوں تک پہنچا کر پھر ان سے رہائی بخشتا رہا ہے اب بھی کسی قدر علالت باقی ہے مگر بفضلہ تعالیٰ آثار خطرناک نہیں ہیں بے شک ایسے اوقات بڑی ابتلا کے وقت ہوتے ہیں اور ایسے وقتوں کے دعا بھی عجیب قسم کی دعا ہوتی ہیں سو الحمد للہ والمنت کہ آپ ایسے وقتوں میں یاد آجاتے ہیں۔

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۰۔جولائی ۱۸۸۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ عاجز بباعث شدت درد سر جو کئی دن سے لاحق رہے اور آج کچھ تخفیف ہے مگر ضعف بہت ہے تحریر جواب سے قاصر رہا ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت ہی فضل و کرم ہے جس کا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد آپ اوس کا شکر ادا نہیں کر سکیں گے یہی تجربات نکرد تردد سو وہ بھی کسی بڑی مصلحت کے لئے جس کی حقیقت تک انسان کو رسائی نہیں ایک وقت مقررہ تک لگائے گئے ہیں اور وقت مقررہ کے آنے سے دور بھی ہو جائیں گے الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر اس احقر ناچیز کے دعا بھی انشاء اللہ منقطع نہیں ہوں گے جب تک کشود کار پیدا نہ ہو ولم اکن بدعائک شقیا اور دینی امور میں اگر کچھ قبض ہو یا اعمال صالحہ بیر غبتی تو پھر بھی مقام شکر ہے کہ اُس نقصان حالت کے لئے دل جلتا ہے اور کباب ہوتا ہے یہ بھی تو ایک بڑی نیکی ہے کہ نیکی کے حصول کے لئے دل غمگین ہو ہے۔ ہم لوگ بکلی اپنے اختیار میں نہیں علت العلل کی سر پر ہے جو مدبر و حکیم ہے بمقتضا مصلحت و حکمت جو چاہتا ہے ہم سے معاملہ کرتا ہے فرض کیا اگر وہ ہمیں دوزخ میں بھی ڈالے تو وہ دوزخ ہمیں بہشت سے اچھا ہے ہم کیسے ہی نالائق ہوں مگر پھر اوس کے ہیں ؎

گر نباشد بدوست رہ بردن۔

شرط عشق است در طلب مردن

خاکسار غلام احمد از قادیان

۲۔مارچ ۱۸۸۷ء

از طرف عاجز عائذ باللہ غلام احمد

بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اوس کو غور سے پڑھا جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی اون کریمانہ قدرت کو جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے۔ اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اُس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اوسے معلوم ہو جاوے کہ کیونکر وہ ناامیدی سے امید پیدا کر سکتا ہے غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے البتہ صبر چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے جسقدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا۔ تو اللہ جلشانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اسقدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں نکما و ربے ہنر سمجھیں اور ہر طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں سو اگر آپ مجھے بشرط صبر و شکیب رکھنے کے اجازت دیں تو میں اُسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا بشرطیکہ آپ عجلت نہ کریں ؎

طالب کار باید صبور و حمول

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں کہ تدبیر عائب بھی تبھی سوجھتی ہے کہ جب خود قادر مطلق بندے سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں۔ اس طرح کہ جسطرح کوئی نہایت راحت بخش نشاط میں ہوتا ہے کہ ہم ایسا قادر و کریم اپنا مولا رکھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں سیالکوٹ میں رجسٹری کرا کر بھیجدی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا

والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہٗ و نصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل عنایت نامہ پہنچا مبلغ سو روپیہ پہلے اس سے پہنچ گیا تھا جزاکم اللہ خیراً اس عاجز کا دماغ نہایت ضعیف ہو گیا ہے ابھی آنجناب کا کام نہیں ہو سکتا ایک خط کا لکھنا مشکل ہے اللہ جلشانہ غیب سے قوت فرما دے۔ مولوی محمد حسین صاحب بہت دور جا پڑے ہیں جو شخص اس دُنیا سے دل نہ لگاوے اور اپنی حالت پر نظر کرے اور اپنے قصوروں کا تدارک چاہے خدا تعالیٰ اوسکو بصیرت بخش دیتا ہے ورنہ بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون کا مصداق ہو جاتا ہے مولوی محمد حسین ایک مقام اور ایک رائے پر ٹھہر گئے ہیں اور وہ مقام اور وہ رائے اُنہیں پسند آگیا ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اُسی پر اُن کی موت ہو تو اونہیں اس طبقہ میں جانا پڑے گا جس میں محجوبین جایا کرتے ہیں خدا تعالیٰ صدق اور صادقین کی طلب اُن میں پیدا کرے اور زنگ موجودہ سے اُنہیں نجات دے ورنہ اون کی خطرناک حالت ہے منقولی طور پر معلومات کے وسعت یا معقولی طور پر کچھ قیل و قال کا مادہ ایک ملحد میں بھی پیدا ہو سکتا ہے جائے فخر نہیں اور نہ اس سے وہ قدوس خوش ہو سکتا ہے جس کے دلوں پر نظر ہے سچائی اور راستبازی اور انقطاع الی اللہ میں انسان کی نجات ہے ورنہ علم بھی ہو تو کیا فائدہ ؎

خرسیت بر و کتابے چند

محمد حسین کی حالت نہایت نازک ہے اور انہیں اُس کی خبر نہیں

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ دسمبر ۱۸۸۸ء

حضرت حکیم الامۃ کا الوداع کی بیٹ وعظ جلسہ کی تقریر

صحبت صادقین

یاایھاالذین آمنوا اتقوالله وکونوا مع الصادقین

ہر ایک مریض و بیمار کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ اپنی زندگی اور صحت کی کچھ بھی قدر رکھتا ہے تو کسی تجربہ کار طبیب کے حضور حاضر ہو اور اپنی بیماری کے حالات عرض کرے اور پھر صبر اور استقلال کے ساتھ اس کے علاج اور طبی مشورہ سے فائدہ اوٹھائے۔ گھبرائے نہیں اپنے دل نہ ہوا جلدبازی نہ کرے اور بد پرہیز نہ ہو۔ طبیب کی رائے میں اپنی رائے کا دخل نہ دے اور نہ کسی دوسرے کی رائے کو اسپر مقدم کرے۔ اور پوری احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ اس کے تجویز کردہ نسخہ کو استعمال کرے یہہ قاعدے اور اصول ہیں جو ہر مریض کو اختیار کرنے چاہیں اگر وہ اپنی جان کی پرواکرتا ہے۔ ایسا مریض اگر اسکا مرض حد علاج سے باہر نہیں ہوگیا یعنے مرض اسپر پورا پورا اثر کرکے اس کے قویٰ کو معطل اور بیکار نہیں کرچکا ضرور ہے کہ اس تجربہ کار طبیب سے فائدہ اوٹھالے۔ لیکن اگر مرض اوس کو کھاچکا ہے اور علاج کے لئے کوئی وقت اور موقع باقی نہیں رہا تو گو وہ مریض بچ نہ سکے تاہم کسی نہ کسی حد تک فائدہ اوٹھائیگا لیکن اگر مریض ان قاعدوں اور اصول کی پیروی نہیں کرتا اور جلد بازی اور عجلت سے کام لیتا ہے تو طبیب اوسکی کیا پروا کریگا۔ کچھ بھی نہیں۔ اور وہ شخص جس سے طبی مشورہ لیا جاوے جس کی صحبت میں رہ کر اپنے دکھوں کا علاج کیا جاوے تجربہ کار ہونا ضروری ہے۔

اس اصل کو یاد رکھنے کے بعد اب یہہ سمجھنا چاہیے کہ امراض دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو جسمانی امراض ہوتے ہیں اور دوسرے روحانی۔ جسمانی امراض کا اثر بھی روح پر پڑتا ہے۔ اس لئے سرور عالم فخر ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم کی تقسیم بیان فرماتے ہوئے یہی فرمایا العلم علمان علم الابدان ٭ و علم الادیان۔ علم الابدان کو علم الادیان پر مقدم اسی لئے کیا ہے یہہ مسالہ بہت ہی صاف اور واضح ہے کہ جسمانی امور اور حوادث کا اثر روح پر ضرور پڑتا ہے اگر کسی کے سر میں چوٹ لگ جاوے تو اوس کی قوت حافظہ متفکرہ اور دوسرے عقلی قوے میں فتور آجاتا ہے۔ انسان اگر بیرونی حوادث سے متاثر ہو تو اوس کی روح پر بھی ایک اثر ہوتا ہے اور اُس کے قلب میں رقت پیدا ہوجاتی ہے۔ غرض اس امر کی بہت سی مثالیں ہیں اور اوسپر مجھکو کسی لمبی بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ایک عام مسلم بات ہے۔

جسطرح پر جسمانی امراض بے شمار ہیں اسیطرح روحانی امراض بھی کثرت سے ہوتی ہیں اور ہر عضو و قوت کی جدا جدا بیماریاں ہوتی ہیں۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان اونکو بالکل معمولی باتیں سمجھتا ہے لیکن وہ اندر ہی اندر اپنی باریک رفتار سے بہت سی روحانی قوتوں کا ستیاناس کردیتی ہیں اور آخر روحانی طور پر انسانکو ہلاک کردیتی ہیں۔ پس جیسے کسی جسمانی عارضہ کو گو وہ کیسا ہی خفیف کیوں نہ ہو کبھی خفیف نہیں سمجھنا چاہیے اور تجربہ کار اور حاذق طبیب کی صحبت میں رہ کر اُس کے مشورہ اور ہدایت کے موافق علاج اور پرہیز کے اصول مدنظر رکھکر علاج کرنا ضروری ہے اسی طرح پر روحانی امراض کے علاج کی فکر چاہیئے علاج کرانے کے اصول اس میں بھی وہی ہے جو جسمانی علاج کے ہیں یعنے بدظنی نہو شتابکاری۔ بدپرہیزی۔ اور اپنی یا کسی اور کی رائے کا تقدم طبیب کی رائے پر نہ ہو۔ ایسا مریض فائدہ اوٹھانے کی توقع کرسکتا ہے۔ اور فائدہ اوٹھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے موقع دیا ہے کہ امراض اور ان کے علاج کا ایک علم اور تجربہ مجھے عطا فرمایا اور ایک فقیر سے لیکر بادشاہ جہاں سے لیکر عالم غرض ہر طبقہ اور عمر کے لوگوں کے امراض اور اون کے طرز علاج کا علم سیکھا۔ اور چونکہ جسمانی اور روحانی امراض کے اصول ایک ہی ہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے باریک در باریک روحانی امراض کا علم بھی مجھے دیا گیا ہے۔ اور میں مولیٰ کریم کی حمد کرتا ہوں اور اُس کا شکر گذار ہوں کہ اُسنے جیسے مجھے امراض کا علم عطا کیا اُس کے علاج کی طرف بھی توجہ دلائی اور تمام قسم کے روحانی امراض کا مجرب نسخہ مینے پالیا وہ مجرب نسخہ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن شریف ہے جسکا نام رحمۃ۔ ہدایۃ شفا۔ نور۔ فرقان کتاب منیر وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھپر یہ بھی احسان کیا کہ اس نسخہ کا عشق اور محبت میرے دل میں ڈالدی اور اس رحمۃ اور شفا کتاب کو میرے لئے روحانی غذا بناویا جسکے بغیر میں سچ کہتا ہوں کہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

اور پھر اُس کے فضلوں میں سے ایک عظیم الشان فضل مجھپر یہہ بھی ہے کہ اس نسخہ کا سچا عامل اور حاذق طبیب جو اس زمانہ کے مریضوں کے لئے مسیح ہے اس کا مجھے پتہ دیا اور نہ صرف پتہ بلکہ اسکی خدمت میں پہنچاکر مجھے موقعہ اور توفیق دی کہ میں اپنی روحانی امراض کا علاج کروں چنانچہ میں یہ ساری باتیں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے اس کی صحبت میں رہکر اپنی بہت سی بیماریوں سے خدا کے فضل سے شفاء پائی اور بہت سے امراض ہیں جو دور ہورہے ہیں میں چونکہ اصول علاج سے واقف اور تجربہ کار ہوں اس لئے میں جو کچھ کہونگا وہ خیالی اور فرضی باتیں نہیں ہوسکتیں ہیں۔ اور میں اس لئے بیان کرتا ہوں کہ شاید کسی کو فائدہ پہنچ جاوے +

قرآن شریف کو غور سے پڑھنے اور اس زمانہ کی حالت پر فکر کرنے کے بعد جبکہ وہ نازل ہوا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جسقدر امراض روحانی طور پر ہوسکتے ہیں اور میرا تو یقین ہے کہ جسمانی بھی وہ سب کے سب اس نسخہ کے استعمال سے پیدا ہی نہیں ہوتے اور اگر ہوچکے ہوں تو دور ہوجاتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضرورت ہے صدق کی ضرورت ہے استقلال اور صبر کی ضرورت ہے حسن ظن کی یہ ایک عام اصول ہے کہ ہر مریض کو ضروری ہے کہ وہ کسی تجربہ کار طبیب کے حضور حاضر ہو اور اس طبیب کو ضروری ہے کہ تجربہ شدہ نسخہ اس کے علاج کے لئے استعمال کرے۔ دنیا میں جس قدر امراض اسوقت ہیں یا تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ہوچکی ہیں وہ سب کی سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھیں سب سے بڑھ کر قابل عزت و عظمت اللہ تعالیٰ کی کتاب ہوسکتی ہے اور ہے۔ لیکن اس زمانہ میں اللہ کی کتاب ایسی چھوٹ گئی تھی کہ کتاب اللہ کا کہیں پتہ ہی نہیں ملتا تھا چنانچہ طبقات الارض کے محققوں کو بھی باوجود یکہ اونہوں نے زمین کو کھود ڈالا اس کا پتہ نہ ملا بلکہ صرف ترجمہ در ترجمہ در ترجمہ رہ گئے جس سے ایک آدمی جو سمجھدار ہو اندازہ کرسکتا ہے کہ وہ لوگ جو اہل کتاب کہلاتے تھے کن مشکلات اور مصائب میں مبتلا تھے وہ قوم جو اپنی عقلوں اور علوم پر آج ناز کرتی ہے۔ اپنی مصنوعات اور ملمع سازیوں پر اتراتی اور خدائی کے دعوے کرتی ہے۔ اس کا یہہ حال کہ بغل میں جو کچھ لئے پھرتی ہے اس کے اصل کا ہی پتہ نہیں مذہب کا معاملہ ایمان کا معاملہ ابدی رنج و راحت کا سوال مگر افسوس اس کے حل کرنے کی کلید روحانی امراض کا شفا بخش نسخہ خدا کی کتاب پاس نہیں اور جو پاس ہے وہ ترجمہ در ترجمہ ہے اور اسیکو لے کر خوش ہورہے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں خدا کی کتاب ہے!!! افسوس اس قوم

[illegible]

٭ وعلم الادیان علم الابدان

حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات

ان یاکل لحم اخیہ

غیبت کرنیوالے کو قرآن شریف نے اپنے بھائی کا گوشت کھانیوالا قرار دیا ہے۔ اور یہ امر واقعات سے ظاہر ہے کیونکہ جس شخص کی غیبت کیجاوے جب اوس کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص نے اسکی غیبت کی اور اس کی برائی بیان کی تو اسے رنج ہوتا ہے۔ اور سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ اس رنج اور صدمے سے انسان کا خون اور گوشت کم ہو جاتا ہے اسطرح پر وہ کمی اس غیبت کنندہ کی وجہ سے ہوئی۔ پس وہ گوشت جو کم ہوا وہ گویا اس غیبت کرنیوالے نے کھایا ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ تم کسی کی غیبت نہ کرو +

غیبت کے معنے ہیں ایسی بات جو اگر کسی کے سامنے کہیجاوے تو کہنے والا سکے اور شرم کرے +

انسانی بناوٹ میں ہے کہ اپنے سے بڑھ کر طاقت والے کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار اپنی کبریائی اور عظمت اور اپنے احسانات اور انعامات کو بیان کرتا اور یاد دلاتا ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ ہی کا سچا فرمانبردار رہے اور اس سے ہی سچی محبت کرے +

خدا تعالیٰ کے کام اور اوامر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کونی دوسرے شرعی۔ کونی اوامر کا کبھی خلاف نہیں ہو سکتا۔ اسمیں انسانی تصرف اور دخل کچھ نہیں ہوتا۔ مگر اوامر شرعی میں انسانی دخل اور تصرف ہوتا ہے وہ چاہے کرے چاہے نہ کرے مثلاً ایک زبان ہی ہے اس میں جو قوت ذائقہ رکھی گئی ہے وہ امر کونی کے ماتحت ہے اگر اسے ہم کہدیں کہ تو اس قوت کو بدل دے اور نمکین کو شیریں اور شیریں کو نمکیں بتادے تو وہ کبھی نہیں کر سکتی۔ لیکن اس میں جو قوت گویائی ہے وہ امر شرعی کے ماتحت ہے۔ اس سے اچھی اور نیک باتیں بھی بول سکتے ہیں اور بری اور ناپاک بھی۔ یہانتک کہ انبیاء رسل اور راستبازان الٰہی کو گالیاں دینے والے بھی اسی زبان سے کام لیتے ہیں جو انسان شرعی امر کے ماتحت امر و نہی کا لحاظ رکھتا ہے۔ اور اپنی عادت کو اسکا ماتحت بناتا ہے۔ آخری اور انتہائی حالت اسپر بھی پھر اسی قسم کی آجاتی ہے کہ وہ ایک رنگ میں کونی اوامر کے ماتحت ہوجاتا ہے یعنے صدور افعال حسنہ میں اسکو تکلف سے کام نہیں لینا پڑتا بلکہ بے اختیار وہ نیکی [illegible] +

عام واقفیت بڑھانیوالی خبریں

بال اُڑانے کی دوائیوں سے ہشیار رہنا چاہئے کیونکہ حال میں ایک انگریزی لیڈی جس نے اپنے ہونٹوں کے بال اوڑانے کے لئے دوائی لگائی تھی ہسپتال میں بیمار پڑی ہے۔ ڈاکٹر بیان کرتے ہیں کہ سنکھیا کے زہر کا اثر ہے +

چیچک کی بابت تجربات سے ثابت ہوا ہے۔ کہ سرخ روشنی اُس کے مریض کے لئے نہایت مفید ہے۔ اور اس سے داغ بھی فی الفور دور ہوجاتے ہیں +

بارش سے نہ صرف ہوا سرد ہوجاتی ہے بلکہ وہ تمام قسم کی غلاظتوں کو صاف کرنیوالی ہے اور اس سے امراض کے مقروب اور جرم مرجاتے ہیں +

امریکہ کے بعض سوداگروں نے چاند کے قرص کو اشتہاروں کے لئے کام میں لانے کا بندوبست کیا ہے جسمیں وہ ایکس شعاع اور بے تار کی تار برقی سے مدد لینگے +

روئی یا ریشمی یا اونی کپڑے سے سیاہی کے دھبے دور کرنے کے لئے اُس حصہ کو تارپین کے سپرٹ میں چند گھنٹہ تک رکھو اور پھر خوب مل ڈالو۔ اس سے رنگ یا ساخت میں مطلقاً فرق نہیں آئے گا۔

تاربرقی میں یہاں تک ترقی ہوئی کہ اب بجائے اشارات کے ٹائپ کے حرف خود بخود لکھے جاتے ہیں اور عام آدمی بھی جو اشارات سے واقف نہ ہو پیغام دے سکتا ہے

مائکروفون (باریک آوازیں سننے کا آلہ) میں یہانتک ترقی ہوئی کہ مرتی ہوئی مکھی کی ہچکیاں سنی جاسکتی ہیں +

انڈوں کے محفوظ رکھنے کیلئے ایک پونڈ واٹر گلاس کو ایک گیلن ٹھنڈے پانی میں خوب ملا دو جو ذرا محنت طلب ہے پھر اُسی مٹی کے برتن میں ڈال کر انڈے کو موٹی طرف پور کر کے رکھو اور بالکل ڈوبا رہنا چاہئے +

مردہ بچے کو ایک ڈاکٹر نے موت سے بیس گھنٹے بعد پھر زندہ کر دکھایا۔ اور اور سینکڑوں صورتوں میں بھی کامیاب ہوا ہے۔ مگر یہ زندگی چند گھنٹے تک رہتی ہے اور آدمی ہوش میں نہیں آتا +

سمندر کا پانی پینا معدہ۔ جگر اور گردے کے لئے نہایت مفید ہے اور سب دوائیوں میں سے بڑھ کر رنگت کی صفائی کے لئے فائدہ دیتا ہے +

ایک انجن ایجاد ہوا ہے جس کے موجد کا دعویٰ ہے کہ اوس میں لکڑی کوئلے یا کسی اور چیز کی جگہ علم ایندھن ہوا میں سے مفت لیا جایا کرے گا

لائبریری کی کتابوں سے ہشیار رہنا چاہئے کیونکہ اون کے ذریعہ متعدی امراض پھیلنے کا اندیشہ ہے چنانچہ حال ہی میں ایک عورت ایک کتاب کو چھو کر آنکھیں ملنے کے سبب سخت مرض چشم مبتلا ہو گئی۔

ولائت میں ایک مشین ایجاد ہوئی جس میں پیسہ رکھنے سے جس مرض کی دوا چاہو خود بخود مل جاتی ہے

سوڈا واٹر وغیرہ بھی آلائش سے بری نہیں ہوتے ولائت کے بعض دوکانوں کا پانی بعض گندی اور مخرب صحت اشیاء سے پُر پایا گیا +

برلن میں رقیق ہوا کا $\frac{1}{2}$ گیلن قریباً ایک روپیہ کو بکتا ہے۔ جو ایک قسم کی شیشی میں بند ہوتی ہے۔ اور چودہ دن تک اس حالت میں رہ سکتی ہے صرف چند ایک قطرہ گلاس میں ڈالنے سے پانی برف کی طرح جم جاتا ہے +

مرغ کی کلغی اور پروں کی خوبصورتی کے لئے ہفتے میں دو بار رگی کے بھنے دانے کھلانے نہایت مفید ہیں اس سے انڈے بھی زیادہ دیتے ہیں +

چینی کے برتن جوڑنے کے لئے گمِ عربی اور پلاسٹر اوف پیرس کے ملانے سے ایک نہایت عمدہ مصالح طیار ہو سکتا ہے +

نیند آوری کے لئے ایک نہایت عمدہ دوائی ورونل نامی ایجاد ہوئی ہے جس سے اعضائے رئیسہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا +

ریڑھ کی ہڈی جو گولی سے شکستہ ہو گئی تھی ایک ڈاکٹر نے باہم پیوست کر کے سی دی جس سے مریض چند ماہ کے عرصے میں صحت یاب ہو گئی اور اُسکے ہوش اور حرکت بالکل بحال ہو گئی +

ناک کٹی ہوئی لنگڑانے یا بگڑی ہوئی صورت کو درست کرنے میں ایک ڈاکٹر چارلس نیلاٹن نامی نے نہایت ترقی کی ہے۔ وہ پسلی کی ہڈی کے نیچے سے ایک ٹکڑہ چمڑہ کاٹ کر بڑی ہشیاری سے ناک کی جگہ چسپاں کر دیتے ہیں جو ایک دو ماہ کے عرصے میں بالکل درست ہوجاتا ہے اور اصلی اور نقلی ناک میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا +

کوئلے کو کان میں سے کھود کر انجن پر لانے کی بجائے اب یہ تجویز درپیش ہے کہ کان کے پاس ہی ان کوئلوں کے ذریعہ سے بجلی کی طاقت بہم پہنچائی جائے۔ اس سے باربرداری کے اخراجات سے چھٹکارا ہو جائے گا۔ یہ طاقت تار کے ذریعہ جہاں ضرورت ہو بھیجی جا سکے گی +

اہل مقدونیہ میں آجکل ٹھگوں کا بہت زور شور ہے جو جان لینے سے بھی در گذر نہیں کرتے۔

تقوےٰ

نمبر ۲

متقی کے واسطے خداوند عالم خود معلم بنجاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ تمہیں تعلیم دیگا یہ تعلیم تین طرح پر ہوتی ہے۔ اول تو اس طرح پر کہ جسقدر کوئی انسان زیادہ خداترس بنتا ہے اوسکا قلب پاک اور نور فراست صاف اور روشن ہوجاتا ہے۔ اسطرح پر وہ طاقت جو نیکی اور بدی میں تمیز کرتی ہے تیز اور درست ہوتی جاتی اور عبادات اور معاملات میں اوس کا فطرتی قیاس صحیح ہوتا جاتا ہے اس فطرتی روشنی پر بعض لوگوں کو اسقدر اعتماد ہوتا ہے کہ اسی کو یقینی اور کافی سمجھکر الہام الٰہی کو ہیچ اور غیر ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔ اسمیں کوئی شک نہیں تعلیمات ربانی کا پہلا زینہ یہی اندرونی نور اور صفائی قلبی ہے مگر یہ اکیلا اسقدر تبلاسکتا ہے کہ **ایسا ہونا چاہئیے** یہ یقین پیدا نہیں کرسکتا کہ **ایسا ہے** دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام اندرونی تفہیمات جو خدا اور عاقبت کے متعلق عبد صالح کے اندر پیدا ہوں وہ ظن اور قیاس کا درجہ رکھتی ہیں جبتک اون کے ساتھ واقعات شامل ہوں تب تک یقینی نہیں ہوسکتی۔ دوئم اسطرح پر کہ متقی انسان کو اسکی خطاؤں اور غلطیوں پر ساتھ کے ساتھ تنبیہ ہوتی رہتی ہے اور ہر بلا کی نسبت وہ صاف طور پر دیکھتا ہے کہ بعض عیوب کو دور کرنے اور بعض کمالات اون کی جگہ پیدا کرنا اُس کا مقصود ہے مثلاً جب ایک متقی انسان خداپرستی میں سستی کرتا تعمیل احکام الٰہی میں غافل ہوتا یا کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو اُس غفلت یا گناہ کے مطابق کچھ مصیبت اُس پر آتی ہے اگر کثرت دولت کی وجہ سے استغنا پیدا ہوا ہے تو مال کا نقصان ہوتا اگر اولاد کی فرط محبت میں خدا سے غافل ہوا ہے تو اولاد میں بیماری یا موت یا بیراہی کے مصائب سامنے آتی ہیں اگر کھانے پینے کی ہوسوں میں اپنے رب سے بدمست ہوا ہے تو بھوکھ یا بیماری کی بلائیں پیش آتی ہیں الغرض ہر ایک بلا ایک قسم کی تنبیہ ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے اُس کے پیارے بندوں کو ہوتی ہے جو بعض عیبوں کے دور ہونے اور بعض کمالات حاصل ہونیکا موجب ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید اپنے مومن بندوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ **لنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات فبشر الصابرین ٥ الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولٓئک علیہم صلوات من ربہم ورحمتہ قف واولٓئک ہم المہتدون**

اور البتہ ہم کچھ خوف اور بھوکھ سے اور مال وجان اور پھلوں کی کمی سے تمہاری اصلاح اور تکمیل کرینگے اور اے پیغمبر! اون صبر کرنیوالوں کو خوشخبری سُنادو جو مصیبت پڑنے پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں کہ یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یعنی جو لوگ ابتلاؤں کے وقت صبر کرتے خدا سے بیزار ہوکر دینیات کا راستہ نہیں چھوڑتے بلکہ لائق شاگردوں کی طرح اُس حقیقی اوستاد کی سرزنشوں کو برداشت کرلتے اور آگے کو زیادہ ہوشیار اور محنتی بنجاتے ہیں۔ وہ اپنے صبر کے صلہ میں رب العالمین کی رحمت کے نیچے آجاتے ہیں اور حقیقت میں یہی لوگ خوش نصیب اور مستحق ہدایت ہیں۔ جو شاگرد پہلے روز اُستاد کی تنبیہ سے بیزار ہوکر بھاگ جاتا اور سرکشی اختیار کرلیتا ہے وہ کبھی اون نتائج کو نہیں پہنچ سکتا جنکو ایک سعید صبر کرنیوالا شاگرد پہنچتا ہے غفلتوں خطاؤں اور گناہوں پر ساتھ کے ساتھ تادیب اور تنبیہ ہونے سے بہت سے مسائل جو قیاسی اور ظنی ہوتے تھے۔ اب واقعات کی صورت میں پیش آتے جاتے ہیں اور یقین بڑھتا جاتا ہے تب خدا اور اُسکا تصرف گناہ اور اوس کی سزا نیکی اور اُس کی جزا یہ تمام حقائق واقعات کے رنگ میں مشاہدہ ہوجاتے ہیں۔ سوئم اسطرح پر کہ غیبی آوازیں کان میں پڑتی یا تحریریں اور دیگر نظارے نظر آتے یا ملائکہ بزرگوں کی صورت میں آکر کچھ تبلاتے ہیں۔ ان حالتوں کو الہام اور کشف کہتے ہیں یہی خداوند عالم کی محبت معیت ہدایت نصرت اور رحمت کے مظہر ہوتے ہیں جو ایک ضعیف البنیان انسان غیر محدود طاقتوں اور قوتوں والا بنا دیتے ہیں

پھر وہی آنکھیں جو دیوار میں سے گذر نہیں کرسکتیں پہاڑوں کے پیچھے تک دیکھہ آتی ہیں یہی کان جو معمولی کلام کو ایک خاص فاصلہ سے زیادہ نہیں سن سکتے ہزاروں لاکھوں کوس سے سننے لگتے ہیں یہی جسم انسان جو ایک حد سے زیادہ طاقت نہیں رکھتا اور ایک خاص رفتار سے زیادہ چلسکتا نہیں۔ لاانتہا طاقتوں والا ہوجاتا اور غیر متعین رفتار سے چلنے لگتا ہے یہی انسان جو غیبت پر کچھہ دسترس نہیں رکھتا اب اُسکو مرئیات کی طرح دیکھتا ہے۔ مگر یہ حالت دائمی اور اختیاری نہیں ہوتی۔ خاص خاص فیوض ربانی کے وقت اُس کا ظہور ہوتا ہے تب وہ منٹوں میں **ملکوت السمٰوٰت والارض** کی سیر کرسکتا اور سکنڈوں میں ایسی ایسی سیریں کرتا ہے جو اور طرح پر ہونی کسیطرح نصیب نہ ہو سکیں۔ الہامی اور کشفی نظارہ اور تعلیمیں ایسی یقینی اور بعید از شک ہوتی ہیں جیسی کہ ظاہری آنکھوں سے دیکھی ہوئی یا کانوں سے سُنی ہوئی اور یہ کامل یقین الہامی باتوں پر اُسی طریق سے پیدا ہوتا ہے جس طرح سے کہ ظاہری نظر اور شنوائی کی باتوں پر بس یہی نظارہ ہیں جو دینیات میں کامل یقین اور معرفت کا موجب بنتے ہیں۔ اس سے پہلے جو کچھہ ہے وہ سماعی اور ظنی ہے جس کے فہم میں ہزارہا شبہات اور غلط فہمیوں کا احتمال رہتا ہے۔ تمام قرآن مجید ان الہامی اور کشفی عجائبات اور نظاروں کی تفصیلات اور تمثیلات سے بھرا ہوا ہے انشاء اللہ کریم اس مضمون کو کسی اور موقعہ پر علیحدہ صورت میں بیان کریں گے **وما توفیقی الا باللہ العزیز الحکیم**۔

ہر ایک انسان کے واسطے متقی بننا فرض ہے قرآن مجید اس حکم کو بڑی تکرار اور طرح طرح کے پیراؤں میں فرماتا ہے واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اللہ سے ڈرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ یعنی خداترسی ان تمام اصلاحوں اور ترقیات کی بنیاد ہے۔ جو موجب نجات ہوتی ہیں۔ پھر دوسرے پیرایہ میں اس طرح پر فرماتا ہے۔ **واتقوا النار التی اعدت للکافرین**۔

اُس آگ سے ڈرو جو کافروں کے واسطے طیار کی گئی ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ **وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** نیکی اور خداترسی کے امور میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو مگر گناہ اور بغاوت پر ایکدوسرے کے معاون مت بنو واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ چونکہ ریا اور خوف خلائق سے خداترسی میں کمی آتی ہے۔ اس لئے قرآن مجید فرماتا ہے۔ **فلا تخشوا الناس واخشون**۔ لوگوں سے مت ڈرو۔ بلکہ مجھ سے ہی ڈرو چونکہ عموماً بری باتوں کی کثرت ہے اسی وجہ سے انسان برائی کی طرف زیادہ مائل ہوجاتا ہے عام عادات رسومات خیالات تعلیمیں سمجھتے ہیں اور طریق خراب اور ناجائز ہوتے ہیں اور اقتضا و ضعیف الایمان لوگ کثرت دیکھکر انہیں کیطرف مائل ہوجاتے ہیں۔ پھر کچھہ نہیں سوچتے اور دیوانوں کی طرح اون کے پیچھے ہو لیتے ہیں یہاں جنون اور بیہودہ میلان ہے جو عمیق کے موقعوں پر نتائج نشد

آپ بیتی

ہمارے مکرم مخدوم عالی جناب سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک عام حکم کے موافق ضرورت امام پر ایک مضمون لکھا تھا جو خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اعلیٰحضرت نے عطاء فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ اوس کو الحکم میں چھاپ دیا جاوے وہ مضمون الحکم میں ایک ہی مرتبہ تھوڑا سا چھپ کر رہ گیا تھا اس لئے اعلیٰحضرت کے ارشاد عالی کی تعمیل اور مضمون کی تکمیل کی خاطر اسے پورا درج کرنے کے ارادہ سے ہم ذیل میں چھاپتے ہیں یہہ مضمون ہمارے ناظرین کی بے حد دلچسپی کا موجب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ-

ایڈیٹر

حضور اقدس امام ہمام علیہ السلام! اس ناچیز کی ابتدائی عمر ہی سے کسی قسم کے لوگوں سے ملاقات رہی ہے۔ گر جن کے ساتھ جب ملاقات ہوتی ابتدا تو ایک دلی جوش سے ہوا کرتی تھی اور اس ناچیز کو بڑی محبت اوس سے رہا کرتی لیکن جب کبھی کسی قسم کی کوئی منافقانہ حرکت ایسے ملاقاتی سے مشاہدہ میں آتی تو میرا دل رنج وغم سے بھر جاتا اور نفرت سی پیدا ہوتی۔ میری صحبت اور ملاقات زیادہ تر اور خصوصیت کے ساتھ علماء اور صلحا سے رہتی اور بجائے خود زہد تقوے اور طہارت کو بھی فی الجملہ پسند کرتا تھا۔ چنانچہ میری ابتدائی عمر کی ایک کیفیت یہ ہے کہ ایک بزرگ غالبا وہ خراسانی تھے بنگلور کے قریب ایک مقام ہے جسکو لاکر کہتے ہیں۔ سکونت رکھتے تھے اور اون کا نام داود میاں تھا چونکہ خراسانی گھوڑوں کے سوداگر وہاں قیام کرتے تھے اور سرکاری گھوڑوں کی خریداری بھی وہاں ہی ہوا کرتی تھی۔ اس لئے اون کا قیام اوسی جگہ رہتا تھا اور کبھی کبھی بنگلور بھی آجایا کرتے تھے۔ ایک تو جوان خوش رو اور دوسرے تقویٰ اور پرہیزگاری میں بھی کامل تھے اور اوسوقت اون کا سن بھی کوئی پچاس کے قریب ہوگا مگر قرأت بہت ہی اچھی پڑھتے تھے اور بڑے ہی خوش الحان تھے۔ جب کبھی اون کا آنا بنگلور میں ہوتا تھا تو جامع مسجد میں آکر فروکش ہوا کرتے تھے اور اس ناچیز کے وقت کا ایک حصہ اوسی مسجد میں گذرتا تھا ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی داود میاں صاحب نے نماز عشاء پڑھوائی اور یہ گویا انکی قرأت اور خوش الحانی پر مطلع ہونیکا پہلا اتفاق ہوا جوں جوں نماز پڑھتا تھا ساتھ ساتھ طبیعت کو اون کی طرف میلان ہوتا گیا۔ اور پھر تو میرے وقت کا کچھہ حصہ اون کی صحبت میں بھی گذرتا رہا چونکہ وہ بزرگ نہائت درجہ کے متقی۔ پارسا، تہجد گذار اور منکسر المزاج تھے اور اون کے پیچھے نماز پڑھنے میں ایک لذت بھی محسوس ہوتی تھی بایں سبب اون پر میرا حسن ظن بڑھتا گیا اور اکثر وہ ہمارے ہاں بھی مہمان رہتے۔ جب تک اون کا قیام ہوتا۔ چونکہ اس ناچیز کے والدین خدا اون کو مغفرت کرے۔ اس بات کو نہائت عزیز رکھتے تھے تو میرے لئے یہ بات بہت آسان ہوجاتی تھی کہ جب کبھی کوئی عالم یا کوئی اور اعلیٰ درجہ کے آدمی وہاں آجاتے تو ہرگز ہمارے مہمان ہوئے بغیر رخصت نہوتے تھے اور یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے کہ اس ناچیز کو کاروبار دنیا سے کچھہ معلوم نتھا مسجد اور مدرسہ اور کبھی کبھی اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل تماشہ سیر کرنے میں بھی وقت گذرتا تھا غرض جیساکہ والدین کی عادت ہوا کرتی تھی بڑے دنوں لیتے مشہور تہواروں میں لڑکوں کو کچھہ دیدیا کرتے ہیں جیسا کہ عیدین وغیرہ کو اور ایسا ہی بعض دوسرے موقعوں پر اور ہمارے ہاں عموماً یہ بھی عادت ہے کہ دوسرے رشتہ دار بھی ایسے موقعوں پر کچھہ نہ کچھہ نقدی بطور رعیدی دیدیا کرتے ہیں تو اس ناچیز کے پاس ایسی تقریبوں کے جمع کئے ہوئے کوئی دس بارہ روپئے تھے اور اوس کو بڑی احتیاط سے اپنے پاس رکھتا تھا یعنے کسی کو اسکی خبر نہ تھی۔ میں خاص اپنے صندوق میں رکھا کرتا تہا۔ غرض ایکوقت مولویصاحب مذکور حسب عادت تشریف لائے اور میں اون کو کہانا کہانے کے واسطے مکان پر لے گیا۔ چونکہ وہ کوئی وقت کھانے کا نہ تھا تاہم میری والدہ نے جھٹ پٹ تھوڑی روٹی اور سالن طیار کرلیا اور بہت جلد مولویصاحب کے روبرو پیش کردیا معلوم ہوتا ہے اوس وقت اون کو اشتہا بھی زیادہ تھی۔ یعنی کھانا کھانے کے بعد دعا خیر معمول سے زیادہ اون سے صادر ہوئی۔ اور اونکی حالت ظاہری سے کچھہ ایسا بھی محسوس ہوتا تھا کہ اون کو کچھہ اور بھی احتیاج ہے اور میں نے وہ مبلغ جو اوس عمر تک جمع کیا ہوا تھا۔ تمام و کمال مولویصاحب کی نذر کردیا اور شائد آج تک اوس کی کسی کو خبر نہیں ہے۔ اور مجھے یہ واقعہ اب تک اچھی طرح سے یاد ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب بہت ہی محبت اور شفقت فرماتے رہے۔ اور چونکہ ایک صوفی منش بھی تھے۔ کچھہ کچھہ ذکر اور اوراد مجھے سکھلانے لگے اور میں بھی اون کی ہدائت بموجب کرتا رہا۔ چنانچہ اون کی لکھوائی ہوئی ادعیہ میں سے ایک ابھی تک میرا دستورالعمل ہے لیکن بعد اوس کے بہت جلد میری شادی ہوئی۔ میری عمر کا شائد چودہواں سال ہوگا۔ جو میری یہ تقریب ہوئی اور میری حالت اوس وقت تک یہہ تھی کہ میں اوس کی غرض وغیرہ سے بالکل ناآشنا تھا۔ یعنے کچھہ بھی خبر نہ تھی کہ شادی سے غرض کیا ہوتی ہے۔ غرض بعد شادی کے بھی مجھے زیادہ انس مسجد اور اچھے لوگوں کی صحبت سے رہی۔ اگرچہ ایک حد تک دوکانداری بعد شادی کے ضروری امر ہوگیا مگر میں اس کے واسطے کچھہ پرواہ نہیں کرتا تھا میری بیوی اسوقت کبھی میرے پاس رہتی تھی کبھی میکے میں گذارتی تہی اکثر عادت ایسی تھی کہ ایک ہفتہ یہاں اور ایک ہفتہ وہاں انکا گذرتا تھا۔ مگر میری یہ حالت رہتی تہی کہ جب وہ میکے میں ہوتی تھیں تو میں بڑا خوش رہتا تھا چونکہ کمرہ خالی ہوتا اور میں مصلے ہی پر صبح کرتا تھا اس لئے مجھے اس تنہائی میں ایک خاص لطف معلوم ہوتا تھا۔ میرے سسرال کو چند روز کیلئے سفر درپیش آیا اور اونہوں نے میری بی بی کو ساتھ لے جانا چاہا اور میرے والدین سے اس امر کی درخواست کی اور اون کو یہ بات ناپسند تھی۔ مگر میری یہ خواہش تھی کہ اگر یہ اجازت دیدیں تو مجھے ایک عرصہ تک تنہائی میسر رہے گی۔ غرض ایسا ہی ہوا اور مجھے تنہائی میسر ہوگئی اور میں اس تنہائی میں اپنے شغل میں لگا رہتا تھا۔ اور کچھہ کچھہ باطنی صفائی بھی مجھے محسوس ہوتی تھی۔ اور اچھے اچھے خواب بھی آتے تھے۔ دیوان حافظ وغیرہ ایسی کتابوں کے ساتھ مجھے خاص رغبت رہتی تھی اور میں وہ دن بڑی خوشی اور ذوق کے ساتھ گذارتا تھا۔ غرض جیساکہ میں اوپر لکھہ آیا ہوں۔ یعنے دو تین سال میرے اسی طرح گذرے اور اس کے بعد میرے چھوٹے بھائی ذکریا مرحوم کی شادی کی ٹھہری اور میرے والد اس سے بہت محبت کیا کرتے تھے اور اوس کو بہت ہی چاہتے تھے کیونکہ جیسے وہ کمال درجہ کے شکیل تہے ویسے ہی ذکی الطبع بہی تہے پس اون کی شادی اسوقت کے رسم ورواج کے موافق بڑی دہوم دہام سے ہوئی جب اس شادی سے فراغت پاچکے تو اونہوں حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا۔ (باقی آئندہ)

تلافی مافات

یہ نمبر پھر ۲۰ صفحہ پر شائع ہوتا ہے تاکہ گذشتہ کمی کو پورا کیا جاوے۔ (ایڈیٹر)

ایک عیسائی کے چند سوالوں کا جواب

(مرقومہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام)

گذشتہ اشاعت سے آگے

یعنی قہری نشان تو صرف تخویف کے لئے دکھائے جاتے ہیں پس ایسے قہری نشانوں کے طلب کرنے سے کیا فائدہ جو پہلی امتوں نے دیکھ کر اونہیں جھٹلا دیا اور اون کے دیکھنے سے کچھ بھی خائف و ہراسان نہ ہوئے۔

اس جگہ واضح ہو کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) نشان تخویف و تعذیب جن کو قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں (۲) نشان تبشیر و تسکین جنکو نشان رحمت کر بھی موسوم کر سکتے ہیں۔ تخویف کے نشان سخت کافروں اور کج دلوں اور نافرمانوں اور بے ایمانوں اور فرعونی طبیعت والوں کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں تا وہ ڈریں اور خدا تعالےٰ کی قہری اور جلالی ہیبت اون کے دلوں پر طاری ہو اور تبشیر کے نشان اون حق کے طالبوں اور مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کے لئے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو دل کی غربت اور فروتنی سے کامل یقین اور زیادت ایمان کے طلبگار اور تبشیر کے نشانوں سے ڈرانا اور دھمکانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اپنے اون مطیع بندوں کو مطمئن کرنا اور ایمانی اور یقینی حالات میں ترقی دینا اور اون کے مضطرب سینہ پر دست شفقت و تسلی رکھنا مقصود ہوتا ہے سو مومن قرآن شریف کے وسیلہ سے ہمیشہ تبشیر کے نشان پاتا رہتا ہے اور ایمان اور یقین میں ترقی کرتا جاتا ہے تبشیر کے نشانوں سے مومن کو تسلی ملتی ہے۔ اور وہ اضطراب جو فطرتاً انسان میں ہے جاتا رہتا ہے اور سکینت دل پر نازل ہوتی ہے۔ مومن ببرکت اتباع کتاب اللہ اپنی عمر کے آخری دن تک تبشیر کے نشانوں کو پاتا رہتا ہے اور تسکین اور آرام بخشنے والے نشان اوس پر نازل ہوتے رہتے ہیں تا وہ یقین اور معرفت میں بے نہایت ترقیات کرتا جائے اور حق الیقین تک پہنچ جائے اور تبشیر کے نشانوں میں ایک لطف یہ ہوتا ہے کہ جیسے مومن اُن کے نزول سے یقین اور معرفت اور قوت ایمان میں ترقی کرتا ہے ایسا ہی وہ بوجہ مشاہدہ آلاء و نعماء الہٰی و احسانات ظاہرہ و باطنہ و جلیہ و خفیہ حضرت باری عزّ اسمہٗ جو تبشیر کے نشانوں میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ محبت و عشق میں بھی دن بدن بڑھتا جاتا ہے سو حقیقت میں عظیم الشان اور قوی الاثر اور مبارک اور موصل الی المقصود تبشیر کے نشان ہی ہوتے ہیں جو سالک کو معرفت کاملہ اور محبت ذاتیہ کی اُس مقام تک پہنچا دیتے ہیں جو اولیاء اللہ کے لئے منتہی المقامات ہے اور قرآن شریف میں تبشیر کے نشانوں کا بہت کچھ ذکر ہے۔ یہاں تک کہ اُس نے اون نشانوں کو محدود نہیں رکھا بلکہ ایک دائمی وعدہ دیدیا ہے کہ قرآن شریف کے سچے متبع ہمیشہ اون نشانوں کو پاتے رہیں گے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے لھم البشرٰی فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمٰت اللہ ذٰلک ھو الفوز العظیم۔

(یعنی ایماندار لوگ دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی تبشیر کے نشان پاتے رہیں گے جن کے ذریعے سے وہ دُنیا اور آخرت میں معرفت اور محبت کے میدانوں میں ناپیدا کنار ترقیاں کرتے جائیں گے یہ خدا کی باتیں ہیں جو کبھی نہیں ٹلینگی اور تبشیر کے نشانوں کو پالینا یہی فوز عظیم ہے (یعنی یہی ایک امر ہے جو محبت اور معرفت کے منتہی مقام تک پہنچا دیتا ہے) +

اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اُس آیت میں جو معترض نے بصورت اعتراض پیش کی ہے صرف تخویف کے نشانوں کا ذکر کیا ہے جیسا کہ آیت وما نرسل بالاٰیات الا تخویفاً سے ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کے کل نشانوں کو قہری نشانوں میں ہی محصور سمجھکر اس آیت کے یہ معنے کئے جائیں کہ ہم تمام نشانوں کو محض تخویف کی غرض سے ہی بھیجا کرتے ہیں اور کوئی دوسری غرض نہیں ہوتی تو یہ معنے بہ بداہت باطل ہیں جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ نشان دو غرضوں سے بھیجے جاتے ہیں یا تخویف کی غرض سے یا تبشیر کی غرض سے انہیں دو قسموں کو قرآن شریف اور بائیبل بھی جا بجا ظاہر کر رہی ہے۔ پس جبکہ نشان دو قسم کے ہوئے تو آیت ممدوحہ بالا میں جو لفظ الاٰیات ہے (جس کے معنے وہ نشانات ہیں) لا محال اسی تاویل پر بصحت منطبق ہوگا کہ نشانوں سے قہری نشان مراد ہیں۔ کیونکہ اگر یہ معنے نہ لئے جائیں تو پھر اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام نشانات جو تحت قدرت الہٰی داخل ہیں تخویف کے قسم میں ہی محصور ہیں حالانکہ فقط تخویف کی قسم میں ہی سارے نشانوں کا حصر سمجھنا سراسر خلاف واقعہ ہے کہ جو نہ کتاب اللہ کی رو سے اور نہ عقل کی رو سے اور نہ کسی پاک دل کے کانشنس کی رو سے درست ہو سکتا ہے +

اب چونکہ اس بات کا صاف فیصلہ ہو گیا کہ نشانوں کے دو قسموں میں سے صرف تخویف کے نشانوں کا آیات موصوفہ بالا میں ذکر ہے تو یہ دوسرا امر تنقیح طلب باقی رہا کہ کیا اس آیت کے رو سے وما منعنا الخ ہے (یہ معنے سمجھنے چاہئیں کہ تخویف کا کوئی نشان خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر نہیں کیا یا یہ سمجھنے چاہئیں کہ تخویف کے نشانوں میں سے وہ نشان ظاہر نہیں کئے گئے جو پہلی امتوں کو دکھلائے گئے تھے۔ اور یا یہ تیسرے معنے قابل اعتبار ہیں کہ دونو قسم کے تخویف کے نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے رہیں بجز اون خاص قسم کے بعض نشانوں کے جنکو پہلی امتوں نے دیکھ کر جھٹلا دیا تھا اور اون کو معجزہ نہیں سمجھا تھا +

سو واضح ہو کہ آیات متنازعہ فیہا پر نظر ڈالنے سے بتمام تر صفائی کھل جاتا ہے کہ پہلے اور دوسرے معنے کسی طرح درست نہیں۔ کیونکہ آیت ممدوحہ بالا کے معنے یہ کہنا کہ تمام انواع و اقسام کے وہ تخویفی نشان جو ہم بھیج سکتے ہیں اور تمام وہ ہولناک اور تعذیبی نشان جن کے بھیجنے پر غیر محدود طور پر ہم قادر ہیں اس لئے ہم نے نہیں بھیجے کہ پہلی امتیں اوس کی تکذیب کر چکی ہیں + یہ معنے سراسر باطل ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ پہلی امتوں نے انہیں نشانوں کی تکذیب کی جو انہوں نے دیکھے تھے۔ وجہ یہ کہ تکذیب کے لئے یہ ضرور ہے کہ جس چیز کی تکذیب کیجائے اوّل اوس کا مشاہدہ بھی ہو جائے۔ جس نشان کو ابھی دیکھا ہی نہیں اسکی تکذیب کیسی۔ حالانکہ نادیدہ نشانوں میں سے ایسے اعلیٰ درجہ کے نشان بھی تحت قدرت باری تعالیٰ ہیں جن کی کوئی انسان تکذیب نہ کر سکے اور سب گردنیں اون کی طرف جھک جائیں کیونکہ خدا تعالیٰ ہر ایک رنگ کا نشان دکھلانے پر قادر ہے اور پھر چونکہ نشانہائے قدرت باری غیر محدود اور غیر متناہی ہیں تو پھر یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ محدود زمانہ میں وہ سب دیکھے بھی گئے اور اون کی تکذیب بھی ہو گئی وقت محدود میں تو وہی چیز دیکھی جائے گی جو محدود ہوگی بہر حال اس آیت کے یہی معنے صحیح ہونگے کہ جو بعض نشانات پہلے کفار دیکھ چکے تھے اور اون کی تکذیب کر چکے تھے ان کا دوبارہ بھیجنا عیب سمجھا گیا جیسا کہ قرینہ بھی انہیں معنوں پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اسوقعہ پر جو ناقۂ ثمود کا خدا تعالیٰ نے ذکر کیا وہ ذکر ایک بھاری قرینہ اس بات پر ہے کہ اسجگہ گذشتہ اور رد کردہ نشانات کا ذکر ہے جو تخویف کے نشانوں میں سے تھے اور یہی تیسرے معنے ہیں جو صحیح اور درست ہیں +

پھر اسجگہ ایک اور بات منصفین کے سوچنے کے لائق ہے۔ جس سے اور نیز ظاہر ہوگا کہ آیت وما منعنا ان نرسل بالاٰیات الخ سے ثبوت معجزات ہی پایا جاتا ہے نہ نفی معجزات کیونکہ الاٰیات کے لفظ پر جو الف لام واقعہ ہے وہ بموجب قواعد نحو کے

دو صورتوں سے خالی نہیں یا کل کے معنے دیگا یا خاص کے اگر کل کے معنے دیگا تو یہہ معنے کئے جائیں گے کہ ہمیں کل معجزات کے بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں ہوا مگر اگلوں کا اُن کو جھٹلانا اور اگر خاص کے معنے دیگا تو یہ معنے ہونگے کہ ہمیں ان خاص نشانوں کے بھیجنے سے (جنہیں منکر طلب کرتے ہیں) کوئی امر مانع نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ ان نشانوں کو اگلوں نے جھٹلایا بہرحال ان دونو صورتوں میں نشانوں کا آنا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ معنے ہوں کہ ہمنے ساری نشانیاں بوجہ تکذیب امم گزشتہ نہیں بھیجیں تو اس سے بعض نشانوں کا بھیجنا ثابت ہوتا ہے۔ جیسے مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں نے اپنا سارا مال زید کو نہیں دیا تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے کچھ حصہ اپنے مال کا زید کو ضرور دیا ہے اور اگر یہہ معنے لیں کہ بعض خاص نشان ہم نے نہیں بھیجے تو بھی بعض دیگر کا بھیجنا ثابت ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ بعض خاص چیزیں میں نے زید کو نہیں دیں تو اس سے صاف پایا جائیگا کہ بعض دیگر ضرور دی ہیں۔ بہرحال جو شخص اول اس آیت کے سیاق و سباق کی آیتوں کو دیکھے کہ کیسی وہ دونوں طرف سے عذاب کے نشانوں کا قصہ تمام ہی ہیں اور پھر ایک دوسری نظر او شہادت ... کہ کیا یہ معنے صحیح اور قریب قیاس ہیں کہ خدا تعالیٰ کے تمام نشانوں اور عجائب کاموں کی جو اس کی بے انتہا قدرت سے وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہتے اور غیر محدود ہیں پہلے لوگ اپنے محدود زمانہ میں تکذیب کرچکے ہوں اور پھر ایک تیسری نظر ... سے سامنے سوچے کہ کیا اسجگہ تخویف کے نشانوں کا ایک خاص بیان ہے یا تبشیر اور رحمت کے نشانوں کا بھی کچھ ذکر ہے اور پھر ذرا ... ۰ الآیات کے آل پر بھی ڈال دیوے ... کس معنوں کا افادہ کر رہا ہے تو اس جلی طور کی نشانیں ... اس کے کہ کوئی تعصب کے باعث حق پسندی سے بہت دور جا پڑا ہو۔ ہر ایک شخص اپنے اندر سے نہ ایک شہادت بلکہ ہزاروں شہادتیں پائیگا کہ اس جگہ نفی کا حرف صرف نشانوں کے ایک قسم خاص کی نفی کے لئے آیا ہے جسکا دوسرے اقسام پر کچھ اثر نہیں بلکہ اُس سے اونکا متحقق الوجود ہونا ثابت ہو رہا ہے اور ان آیات میں نہایت صفائی سے الله جلشانہ بتلا رہا ہے۔ کہ اسوقت تخویفی نشان جن کی یہ لوگ درخواست کرتے ہیں صرف اسوجہ سے نہیں بھیجے گئے کہ پہلی امتیں اون کی تکذیب کرچکی ہیں سو جو نشان پہلے ہو چکے ہیں اب بار بار انہیں کو نازل کرنا کمزوری کی نشانی ہے اور غیر محدود قدرتوں والے کی شان سے بعید۔ لیس ان آیات میں یہ صاف اشارہ ہے کہ عذاب کے نشان ضرور نازل ہونگے مگر اور رنگوں میں یہ کیا ضرورت ہے کہ وہی نشان حضرت موسیٰؑ کے یا وہی نشان حضرت نوحؑ اور قوم لوط اور عاد اور ثمود کے ظاہر کئے جائیں۔ چنانچہ ان آیات کی تفصیل دوسری آیات میں زیادہ تر کیگئی ہے جیساکہ الله جلشانہ فرماتا ہے۔ وان یروا کل ایة لا یؤمنوا بها حتیٰ اذا جاؤك یجادلونك واذا جاءتهم اٰیة قالوا لن نؤمن حتی نؤتیٰ مثل ما اوتی رسل الله الله اعلم حیث یجعل رسالته ۰ قل انی علیٰ بینة من ربی وکذبتم به ما عندی ما تستعجلون به ان الحکم الا لله یقص الحق وهو خیر الفاصلین قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسه ومن عمی فعلیها وما انا علیکم بحفیظ ۰ ویستعجلونك بالعذاب ۰ قل هو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض ۰ وقل الحمد لله سیریکم اٰیاته فتعرفونها قل لکم میعاد یوم لا تستأخرون عنه ساعة ولا تستقدمون ویستنبئونك احق هو قل ای وربی انه لحق وما انتم بمعجزین ۰ سنریهم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق خلق الانسان من عجل ساریکم اٰیاتی فلا تستعجلون ۰ یعنی یہ لوگ تمام نشانوں کو دیکھکر ایمان نہیں لاتے۔ پھر جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھ سے لڑتے ہیں اور جب کوئی نشان پاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم کبھی نہیں مانینگے جب تک ہمیں خود ہی وہ باتیں حاصل ہوں جو رسولوں کو ملتے ہیں۔ کہہ میں کامل ثبوت لیکر اپنے رب کی طرف سے آیا ہوں اور تم اس ثبوت کو دیکھتے ہو اور پھر تکذیب کر رہے ہو جس چیز کو تم جلدی سے مانگتے ہو (یعنی عذاب) وہ تو میرے اختیار میں نہیں حکم اخیر صادر کرنا تو خدا ہی کا منصب ہے وہی حق کو کھولدیگا اور وہی خیر الفاصلین ہے جو ایک دن میرا اور تمہارا فیصلہ کر دیگا۔ خدا سے میری رسالت پر روشن نشان تمہیں دئے ہیں سو جو اُن کو شناخت کرے اُس نے اپنے ہی نفس کو فائدہ پہنچایا اور جو اندھا ہو جائے اُس کا وبال بھی اُسی پر ہے میں تو تم پر نگہبان نہیں۔ اور تجھ سے عذاب کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ کہ وہی پروردگار اس بات پر قادر ہے کہ اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب تم پر بھیجے اور چاہے تو تمہیں دو فریق بنا کر ایک فریق کی لڑائی کا دوسرے کو مزہ چکھاوے اور کہہ سب خوبیاں الله کے لئے ہیں۔ وہ تمہیں ایسے نشان دکھائیگا جنہیں تم شناخت کرو گے اور کہہ تمہارے لئے ٹھیک ٹھیک ایک برس کی میعاد ہے * نہ اس سے تم تاخیر کرسکوگے نہ تقدیم۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ بات ہے۔ کہہ ہاں مجھے قسم ہے اپنے رب کی کہ یہ سچ ہے اور تم خدا تعالیٰ کو اس کے وعدوں سے روک نہیں سکتے۔ ہم عنقریب اُن کو اپنے نشان دکھلائینگے ان کے ملک کے ارد گرد میں اور خود اُن میں بھی یہاں تک کہ اون پر کھل جائیگا کہ یہ نبی سچا ہے انسان کی فطرت میں جلدی ہے میں عنقریب تمہیں اپنے نشان دکھلاؤنگا سو تم مجھ سے جلدی تو مت کرو۔

اب دیکھو کہ ان آیات میں نشانات مطلوبہ کے دکھلانے کے بارے میں کیسے صاف اور پختہ وعدے دئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ بھی کہا گیا کہ ایسے کھلے کھلے نشان دکھلائے جائیں گے کہ تم اون کو شناخت کروگے اور اگر کوئی کہے کہ یہ تو ہم نے مانا کہ عذاب کے نشانوں کے بارے میں جابجا قرآن شریف میں وعدے دئے گئے ہیں کہ وہ ضرور کسی دن دکھلائے جائیں گے اور یہ بھی ہم نے تسلیم کیا کہ وہ سب وعدے اُسی زمانہ میں پورے بھی ہوگئے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنی خداوندی قدرت دکھلا کر مسلمانوں کی کمزوری اور ناتوانی کو دور کر دیا اور معدودے چند سے ہزارہا تک اون کی نوبت پہنچا دی اور اون کے ذریعہ سے اُن تمام کفار کو تہ تیغ کیا جو کہ میں اپنی سرکشی اور جور و جفا کے زمانہ میں نہایت تکبر سے عذاب کا نشان مانگا کرتے تھے لیکن اس بات کا ثبوت قرآن شریف سے کہاں ملتا ہے کہ بجز اون نشانوں کے اور بھی نشان آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے دکھلائے تھے سو واضح ہو کہ نشانوں کے دکھلانے کا ذکر قرآن شریف میں جابجا آیا ہے۔ بعض جگہ اپنے پہلے نشانوں کا حوالہ بھی دیا ہے۔ دیکھو آیت کما لم یؤمنوا به اول مرة الجزو نمبر ۸ سورۂ انعام بعض جگہ کفار کی ناانصافی کا ذکر کرکے اون کا اس طور کا اقرار درج کیا ہے کہ وہ نشانوں کو دیکھکر کہتے ہیں کہ وہ جادو ہے۔ دیکھو آیت وان یروا اٰیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر الجزو نمبر ۲۷ سورۃ القمر۔ بعض جگہ جو نشانوں کے دیکھنے کا صاف اقرار منکرین نے کر دیا ہے۔ وہ شہادتیں اون کی پیش کی ہیں جیساکہ فرماتا ہے وشهدوا ان الرسول حق وجاءهم البینات۔ یعنی انہوں نے رسول کے حق ہونے پر گواہی دی اور کھلے کھلے نشان اونکو پہنچ گئے (باقی آئندہ)

* یوم سے مراد اس جگہ برس ہے چنانچہ بائیبل میں بھی یہ محاورہ پایا جاتا ہے سو پورے برس کے بعد بدر کی لڑائی کا عذاب مکہ والوں پر نازل ہوا جو پہلی لڑائی تھی *

بزم احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

۲۶- جولائی ۱۹۰۳ء

مسیح موعود کے زمانہ میں درازی عمر کا راز

احادیث میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں عمریں لمبی ہو جائیں گی- اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ موت کا دروازہ بالکل بند ہو جائیگا اور کوئی شخص نہیں مریگا بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آلی جاتی نصرت میں اس کے مخلص احباب ہونگے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہونگے ان کی عمریں دراز کردی جائیں گی اس واسطے کہ وہ لوگ نفع رساں وجود ہونگے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض- یہ امر قانون قدرت کی موافق ہے کہ عمریں دراز کردیجائیں گی اس زمانہ کو جو دراز کیا ہے یہ بھی اوس کی رحمت ہے اور اسمیں کوئی خاص مصلحت ہے ✦

د اسپر حضرت حکیم الامتؐ نے عرض کیا- کہ مسلمانوں میں سب سے پہلا مجدد عمر بن عبدالعزیزؒ کو تسلیم کیا ہے وہ کل دو برس تک زندہ رہے ہیں) ناں ر حضرت حجۃ اللہ نے پھر اپنے سلسلہ کلام میں فرمایا کہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اوس نے آجتک ہم کو محفوظ رکھا ہے اور جماعت کو ترقی دے رہا ہے اور اس کے ازدیاد ایمان اور معرفت کے لئے نئے نئے براہین ظاہر کر رہا ہے یہانتک کہ کوئی پہلو تاریکی میں نہیں رہنے دیا ✦

ہمارے سلسلہ کیلئے منہاج نبوت ایک زبردست آئینہ ہے جاہل اسپر اگر اپنی کم سمجھی سے اعتراض کرے تو منہاج نبوت اُس کے مُنہ پر طمانچہ مارتا ہے ✦ جوبات ہونہار ہوتی ہے اس کے نشانات اور آثار خود بخود نظر آنے لگتے ہیں جو کام اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے اسکی تکمیل کی ہوائیں چل رہی ہیں اور دو طرح سے وہ ہو رہا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمکو توفیق دے رہا ہے کہ ہماری طرف سے ونرات کوشش جاری ہے اور اشاعت و تبلیغ کی راہیں کھلتی جاتی ہیں- تائیدات الٰہیہ شامل حال ہوتی جاتی ہیں دوسری طرف خود ہمارے مخالفوں کی کوششیں ناکام ہو رہی ہیں اور انہیں میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اپنے مذہب کو چھوڑتے جاتے ہیں اور اسکی بُرائیاں بیان کر رہے ہیں- گویا وہ اپنے مذہب وملت کی عمارت کو یخربون بیوتھم بایدیھم کے مصداق ہو کر خود ہی مسمار کر رہے ہیں ✦

فرمایا

اللہ تعالیٰ جب تک اپنا چہرہ نہ دکھلاوے ہرگز نہیں چھوڑے گا- کیونکہ یقین کی ترقی کا سچا ذریعہ یہی ہے ✦

لہا سبعۃ ابواب

فرمایا چند روز سے جو مستورات میں وعظ کا سلسلہ جاری ہے- ایک روز یہ ذکر آگیا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور بہشت کے آٹھ اس کا کیا سِر ہے تو ایکدفعہ ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ اصول جرایم بھی سات ہی ہیں اور نیکیوں کے اصول بھی سات بہشت کا جو آٹھواں دروازہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کا دروازہ ہے-

دوزخ کے سات دروازوں کے جو اصول جرائم سات ہیں ان میں سے ایک **بدظنی** ہے- بدظنی کے ذریعہ بھی انسان ہلاک ہوتا ہے اور تمام باطل پرست بدظنی سے گمراہ ہوئے ہیں- دوسرا اصول- **تکبر** ہے- تکبر کرنیوالا اہل حق سے الگ رہتا ہے اور اسے سعادتمندوں کی طرح اقرار کی توفیق نہیں ملتی-

تیسرا اصول- **جہالت** ہے یہ بھی ہلاک کرتی ہے- چوتھا اصول اتباع ہوا ہے پانچواں کورانہ تقلید ہے غرض اسی طرح یہ جرایم کے سات اصول ہیں اور یہ سب کے سب قرآن شریف کے مستنبط ہوتے ہیں- خدا تعالیٰ نے ان دروازوں کا علم مجھے دیا ہے جو گناہ کوئی بتائے وہ اُن کے نیچے آجاتا ہے کورانہ تقلید- اور اتباع ہوا کے ذیل میں بہت سے گناہ آتے ہیں ✦

اسی طرح ایک دن میں نے بیان کیا کہ دوزخیوں کے لئے بیان کیا گیا ہے کہ اون کو زقوم کھانے کو ملے گا اور بہشتیوں کو اس کے بالمقابل دودھ اور شہد کی نہریں اور قسم قسم کے پھل بیان کئے گئے ہیں اس کا سِر کیا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں بالمقابل بیان ہوئی ہیں بہشت کی نعمتوں کا ذکر ایک جگہ کرکے یہ بھی فرمایا ہے کلما رزقوا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا تو اسمیں رزقنا من قبل سے یہ مراد نہیں کہ دنیا کے آم خربوزے اور دوسرے پھل اور دنیا کا دودھ اور شہد ان کو یاد آجائیگا نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ مومن جو اخلاص اور محبت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس ذوق شوق سے جو لذت اون کو محسوس ہوتی ہے تو بہشت کی نعمتوں اور لذتوں کے حاصل ہونے پر وہ لذت اون کو یاد آجائے گی کہ اس قسم کی لذت بخش نعمتیں ہمارے رب سے پہلے بھی ملتی رہے ہیں- چونکہ بہشتی زندگی اسی عالم سے شروع ہوتی ہے- اس لئے ان نعمتوں کا ملنا بھی یہیں سے شروع ہو جاتا ہے ورنہ بہشت کی نعمتوں کے بارہ میں تو آیا ہے کہ نہ اون کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا تو ان دنیوی پہلوؤں سے ان کا رشتہ کیا ہوا؟ ایمان اور اعمال کی مثال قرآن شریف میں درختوں سے دی گئی ہے ایمان کو درخت بتایا ہے اور اعمال اس کی آبپاشی کیلئے بطور نہروں کے ہیں- جب تک اعمال سے ایمان کے پودہ کی آبپاشی نہ ہو اوسوقت تک وہ شیریں پھل حاصل نہیں ہوتے بہشتی زندگی والا انسان خدا کی یاد سے ہر وقت لذت پاتا ہے اور جو بدبخت دوزخی زندگی والا ہے تو وہ ہر وقت اس دنیا زقوم کی صورت پر متشکل ہو جائیگی- غرض دونوں صورتوں میں باہم رشتہ قائم ہیں ✦

نجات صرف فضل سے ہے آریوں کی غلطی

اور دعا

(۲۹- جولائی ظہر سے پہلے)

برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر میڈیکل کالج لاہور سلمہ آج لاہور کو جاتا تھا انہوں نے لاہور آریہ سماج کے اس اشتہار کا ذکر کیا جو انہوں نے مسئلہ نجات پر مباحثہ کے لئے شائع کیا ہے- اسپر حضرت حجۃ اللہ نے مختصراً نجات کے متعلق یہ تقریر بیان فرمائی اس کا ماحصل یہ ہے- (ایڈیٹر)

فرمایا

نجات کے متعلق جو عقیدہ قرآن شریف سے مستنبط ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نجات نہ تو صوم سے ہے نہ صلوٰۃ سے نہ زکوٰۃ اور صدقات سے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے جس کو دعا حاصل کرتی ہے اسی لئے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سب سے اوّل تعلیم فرمائی ہے- کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے جس سے اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے کیونکہ جب انسان کی دعا سچے دل اور خلوص نیت سے ہو- قبول ہوتی ہے تو پھر نیکی اور اس کے شرائط ساتھ

خود ہی مرتب ہو جاتے ہیں +

اگر نجات کو محض اعمال پر منحصر کیا جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور دعا کو محض بے حقیقت سمجھا جاوے جیساکہ آریہ سماج کا عقیدہ ہے تو یہ ایک باریک شرک ہے کیونکہ اس کا مفہوم دوسرے لفظوں میں یہ ہوگا کہ انسان خود بخود نجات پا سکتا ہے۔ اور اعمال اس کے اپنے اختیار میں ہیں۔ جنکو وہ خود بخود بجالاتا ہے تو اس صورت میں نجات کی کلید انسان ہی کے اپنے ہاتھ میں ہوئی اور خدا سے نجات کا کچھہ تعلق اور واسطہ نہ ہوا۔ گویا وہ خود... کوئی چیز نہ ہوا اور اوس کا عدم وجود برابر ٹھیرا (معاذ اللہ)

مگر نہیں ہمارا یہ مذہب نہیں ہے ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ نجات اوس کے فضل سے ملتی ہے اور اُسی کا فضل ہے جو اعمال صالح کی توفیق دیجاتی ہے اور خدا تعالیٰ کا فضل دعا سے حاصل ہوتا ہے لیکن وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے وہ بھی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ انسان کا ذاتی اختیار نہیں کہ وہ دعا کے تمام لوازمات اور شرائط محویت۔ توکل تبتل سوز و گداز وغیرہ کو خود بخود مہیا کرلے۔ جب اس قسم کی دعا کی توفیق کسی کو ملتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی جاذب ہو کر ان تمام شرائط اور لوازم کو حاصل کر لیتی ہے جو اعمال صالحہ کی روح ہیں ہمارا نجات کے متعلق یہی مذہب ہے۔

چونکہ نجات کوئی مصنوعی اور بناوٹی بات نہیں کہ صرف زبان سے کہدینا اس کے لیئے کافی ہو کہ نجات ہو گئی اس لئے اسلام نے نجات کا معیار یہہ رکہا ہے کہ اس کے آثار اور علامات اسی دنیا میں شروع ہو جائیں اور بہشتی زندگی حاصل ہو۔ لیکن یہہ صرف اسلام ہی کو حاصل ہے باقی دوسرے مذاہب نے جو کچھہ نجات کے متعلق بیان کیا ہے وہ یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مبطل ہے بلکہ فطرت انسانی کے خلاف اور عقلی طور پر بھی ایک بیہودہ امر ثابت ہوتا ہے۔ وہ نجات ایسی ہے کہ جسکا کوئی اثر اور نمونہ اس دُنیا میں ظاہر نہیں ہوتا۔ اس کی مثال اس پھوڑے کی سی ہے جو باہر سے چمکتا ہے اور اس کے اندر پیپ ہے نجات یافتہ انسان کی حالت ایسی ہونی چاہیئے کہ اس کی تبدیلی نمایاں طور پر نظر آوے اور دوسرے تسلیم کرلیں کہ واقعی اُس نے نجات پائی ہے اور خدا نے اُس کو قبول کر لیا ہے لیکن کیا کوئی عیسائی جو خون مسیح کو نجات کا اکیلا ذریعہ سمجھتا ہے کہ سکتا ہے کہ اُسنے نجات پائی ہے اور نجات کے آثار و علامات اسمیں پائے جاتے ہیں۔ مسیح کے صلیب ملنے تک تو شائد ان کی حالت کسی قدر اچھی ہو مگر بعد تو ہر دوسرا دن پہلے سے بدتر ہوتا گیا یہانتک کہ اب تو فسق و فجور کے سیلاب کا بند ٹوٹ گیا۔ کیا یہ نجات کے آثار ہیں؟

آریوں کو بھی فضل سے کوئی تعلق نہیں وہ تو دست خود دہان خود کے مصداق ہیں اور اون کے پرمیشر نے تو ابھی کچھہ بھی نہیں کسی کو نجات کامل ہی نہیں سکتی۔ اور وہ تمام نجاست کے کیڑے علاوہ ان کیڑوں مکوڑوں کے جو موجود ہیں سب انسان ہیں جنکو نجات حاصل نہیں ہوئی۔ تو بتاؤ کہ وہ اور کسی کو کیا نجات دیگا۔

جب اسقدر کثیر اور بے شمار تعداد ابھی باقی ہے آریوں کی دعا بھی ترمیم کے قابل ہے۔ کیونکہ ان کی مکتی سے مراد جاودانی مکتی نہیں ہوتی بلکہ ایک محدود وقت تک انسان جونوں سے نجات پاتا ہے اور چونکہ روحیں محدود ہیں اور نئی روح پرمیشر پیدا نہیں کرسکتا۔ مجبورًا ان نجات یافتہ کو نکال دیتا ہے۔ پس جب اون کے پرمیشر جاودانی مکتی ہی نہیں دیتی تو دعا بھی ترمیم کرکے یوں مانگنی چاہیئے کہ اسے پرمیشر تو جو دائمی مکتی دینے کے قابل نہیں ہے تو ایک خاص وقت تک مجھے نجات دے اور پھر دھکا دیکر اسی دار المحن دنیا میں بھیجدے اور فطرت بھی بدل ڈال کہ اسمیں جاودانی نجات کا تقاضا ہی نہ رہے مجھے تعجب ہے کہ یہہ لوگ اتنا ہی نہیں سمجھتے کہ انسانی فطرت کا تقاضا جاودانی نجات کا ہے نہ عارضی کا اور عارضی نجات والا جسکو یقین ہو کہ وہ پھر انہیں تلخیوں میں بھیجا جاوے گا کب خوشی حاصل کرسکتا ہے۔ ایسے پرمیشر پر انسان کیا بھروسہ اور امید رکہہ سکتا ہے بقول شخصے۔

باخویشتن چہ کردی کہ باما کنی نظیری
حقا کہ واجب آمد ازتو احتراز کردن

مراسلات

ایڈیٹر ضمیمہ شحنہ ہند اور اوس کے نامہ نگاروں کی افترا پردازی کا

نمونہ

عرصہ ہوا کہ بہتی شتاب خان معمار اور مولا بخش حجام ساکنان اٹاوہ محلہ شاہ گدا علی نے بامر اہتمام یہہ خواہش ظاہر کی کہ ہم خط کے ذریعہ حضرت اقدس مرزا صاحب قادیانی سے بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے بیعت کے خطوط حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں قادیان بھیجدیجئے چنانچہ میں نے اون کے کہنے پر حضرت اقدس کی خدمت میں بیعت کیلئے خطوط لکہے اور قادیاں سے منظوری بیعت کی جب اطلاع آگئی تو ان کو اطلاع بھی دیدی گئی اور ان لوگوں کے نام اخبار الحکم و البدر میں بزمرہ مبائعین شائع ہوگئے۔ یہ بات بعض حق پوش مخالفوں کو سخت ناگوار گذری اونہوں نے شرارت وسوسہ اندازی کے کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شتاب خاں معمار حضرت اقدس کی طرف سے بدظن ہوگیا اور کلو حجام کو چونکہ اہل حدیث سے مالی فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے وہ اون کے دباؤ میں آکر ظاہرا بیعت سے انکار کرگیا مگر ایک خواب کی بناپر دل سے حضرت اقدس کا معتقد بنا رہا اور اب بھی ہے۔ چنانچہ اگر اُس سے لڑکے کی بانہہ پکڑوا کر حلف لیا جائے۔ تو غالبًا وہ اس امر سے انکار نہیں کرسکتا کیونکہ اس واقعہ کے کئی معتبر آدمی گواہ ہیں۔ مولا بخش حجام بدستور حضرت اقدس کا معتقد اور مرید ہے بعض چالاک مخالفوں نے اس موقعہ سے اور بہی فائدہ اوٹہانا چاہا اور آخر اونہوں نے مشورہ کرکے نامبردہ کی طرف سے ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶۔ جون ۱۹۰۳ء میں وہ مضمون چھپوایا کہ ہم نے کبھی مرزا صاحب کی بیعت ہی نہیں کی ہمارے نام فہرست مبائعین مندرجہ اخبار الحکم و البدر میں جعلی و فرضی طور پر شائع ہوئے ہیں۔ جب یہ ضمیمہ شحنہ ہند میری نظر سے گذرا تو میں نے ان تینوں شخصوں کو بلاکر اون کے بیانات چند معززحضرات اہل محلہ کے روبرو قلمبند کرائے اور ان بیانات پر معزز حاضرین کی شہادتیں ثبت کرالیں جو جو اس مضمون کے ساتھ مرسل خدمت عالی ہیں ان بیانات کے دیکھنے سے ناظرین پر ظاہر ہوجائیگا کہ الحکم و البدر میں جو فہرست مبائعین شائع ہوا کرتی ہے وہ سہو و کتابت کی غلطیوں کو نظرانداز کرکے کسقدر صحیح و درست ہے اس کے بعد ہی ایڈیٹر شحنہ ہند اور اس کے نامہ نگاروں کی تمام کارروائیاں کیسی فرضی اور مصنوعی اور محض شہرت اور دنیا طلبی پر مبنی ہیں۔

راقم صادق حسین مختار عدالت
وایڈیٹر و پروپرائیٹر اخبار اظہار الحق
۲۰۔ جون ۱۹۰۳ء

بیان مولابخش حجام ساکنہ اٹاوہ محلہ شاہ گدا علی

میں نے خود مولوی صادق حسین صاحب مختار سے کہکر اپنی مریدی کا خط بھجوایا تھا جو مرزا صاحب کے پاس قادیان خط بھجوایا تھا۔ اور میں اس وقت تک مرزا صاحب کا مرید ہوں ضمیمہ شحنہ ہند مطبوعہ ۱۶ جون ۱۹۰۳ء میں میرے نام سے جو کچھہ کسی شخص نے چھپوایا ہے وہ بالکل جھوٹ ہے۔

۱۹ جون ۱۹۰۳ء

بقلم سید اشفاق حسین ولد سید مشتاق علی منصف مرحوم اٹاوہ

گواہ شد۔ گواہ شد

بقلم مبارک حسین طالبعلم اٹاوہ۔ محمد اسمعیل پہلوان

بیان کلو حجام ساکنہ اٹاوہ محلہ شاہ گدا علی

میں نے اپنی خوشی سے مولوی صادق حسین صاحب مختار سے کہکر خط بھجوایا تھا جو مولوی صاحب مذکور سے لکھواکر مرزا صاحب کے پاس قادیان بھجوایا تھا۔ اب میں مرید نہیں ہوں ضمیمہ شحنہ ہند مورخہ ۱۶ جون ۱۹۰۳ء میں جو یہ چھپا ہے کہ میں نے بیعت مرزا صاحب سے نہیں کی یہ بالکل جھوٹ ہے اور نہ میں نے کوئی خط ایڈیٹر شحنہ ہند کے پاس بھجوایا ہے۔

مورخہ ۱۹ جون ۱۹۰۳ء

بقلم سید اشفاق حسین ولد سید مشتاق علی منصف مرحوم۔ ساکنہ اٹاوہ۔

گواہ شد گواہ شد

بقلم مبارک حسین طالبعلم اٹاوہ۔ محمد اسمعیل پہلوان

عیسویت کا ابطال اسکے اپنے ہاتھوں

(بیمایش مسیح ...)

گذشتہ اشاعت سے آگے

... کے ثبوت کے لیے کہ مذہبی دلائل کے وقت نیا عہدنامہ کس طرح نظرانداز کیا جاتا ہے اور دینی تعلیمات کے وقت کیسے بالائے طاق رکھا جاتا ہے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ کلیسیا صدہا سال سے اپنی تعلیمات میں یسوع کے بھائیوں کے وجود سے منکر چلا آتا ہے۔ اگرچہ عہدنامہ جدید میں ان کا بار بار ذکر آتا ہے اور کلیسیا کا انکار صرف اس لئے ہے کہ مریم کو کنواری ثابت کیا جاوے۔

میں اسی سلسلہ میں ایک اور چھوٹی سی بات بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ انجیل لوقا میں دو مقام اصلی یونانی زبان سے ذرا بدل کر ترجمہ کئے گئے ہیں اور یہ بات کسی انجیل خوان پر مخفی نہیں۔ اصلی کتاب میں یسوع کے ماں اور باپ دونوں کی طرف اشارہ ہے مگر اب اسکو یوں بدل دیا گیا ہے "یوسف اور اوس کی ماں" یا کسی ایسے ہی قسم کا فقرہ ہے جس سے کہ مطلب خبط ہو جاوے اور اصلی مفہوم سمجھ میں نہ آسکے دیکھو کیونکہ لفظ اوسکی کا ضمیر یوسف کی طرف بھی پھر سکتا ہے حالانکہ مطلب یہ ہے کہ یوسف یعنی مسیح کا باپ اور اوس کی یعنی مسیح کی ماں مریم (اس کی کا ضمیر مسیح کے متعلق ہے۔ مترجم)

اور دیکھئے انجیل لوقا میں ایک کہانی ہے کہ یسوع یروشلم کو گیا۔ گھر کو واپس آتا ہوا راستے میں آدمیوں کی بھیڑ میں گم ہو گیا۔ بیچاری ماں اور ... وحشت کے بوکھلا گئی اور اسقدر رنج و تشویش ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اب ذرا خیال فرمایئے کہ اگر اونکو معلوم ہوتا کہ یسوع خدا ہے تو کیا اونکو یہ وحشت ... (نا صرہ) واپس آتے ہوئے یہ ... کہ گم ہونے کا ذرا بھی اندیشہ ہو سکتا تھا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اب آپکو ان بے ساختہ اور بے خبری سے لکھی ہوئی شہادتوں کی طرف ... زور سے توجہ دلاتا ہوں دیکھئے پولوس رسول کے اصلی الفاظ کیسے صاف ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ "خدا صرف ایک ہے اور انسان اور خدا کے درمیان ایک ہی شفیع انسان ہے اور وہ شفیع یسوع مسیح ہے" اور یہی نئے عہدنامے کی تعلیم کا لب لباب ہے۔

اس امر کے ثبوت کے لئے اگر آپ صرف میرے ہی الفاظ پر اکتفا نہ کریں تو میں ایک بڑے مشہور کلیسیائی مورخ مینڈر (Meander) صاحب کا جو ملک جرمنی کے مشہور فاضل ہیں اور جو تعلیم انجیل کی اشاعت میں بالخصوص متعصم مانے گئے ہیں۔ قول پیش کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ "تثلیث کی تعلیم کو عیسائی مذہب کی اصلیت سے کچھہ بھی تعلق نہیں۔ اور اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ یہ تعلیم عہدنامہ جدید کے کسی خاص حصہ میں بالوضاحت مندرج نہیں"۔

اب میں پہلی تین صدیوں کے کلیسیا کے ان بزرگوں کی فہرست پیش کرتا ہوں جنہوں نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے اور صاف طور پر تسلیم کیا ہے کہ پہلی تین صدیوں کے ابتدائی کلیسیا کے بزرگ۔ ممبر اور پادری بالعموم یسوع کی الوہیت کے قائل نہیں تھے انمیں سے بہت مشہور یہ ہیں (Clement) کلیمنٹ (Polycarp) پالیکارپ (Irenaeus) آیرے نیس (Tertullian) ٹرٹولین (Origen) آریجن اور (Lactantius) لیکٹینٹیس پھر دیکھئے کہ یروشلم کے سب سے پہلے اور پرانے گرجہ کے ممبر جن کا رہنما یسوع کا بھائی جیمس تھا اہل یہود کے تباہی تک اپنے اصلی مذہب یعنی توحید کے قائل رہے اور یہ مانتے رہے کہ یسوع انہیں معنوں میں خدا کا بیٹا ہے جن معنوں میں کہ ہم ہیں اور ہو سکتے ہیں یعنے یہ کہ یسوع خدا کا ....

.... ایک رسول تھا اور باپ کی مرضی پوری کرنے کے لیے آیا تھا۔

جسٹس مارٹر اور بھی وضاحت اور صفائی سے کہتا ہے کہ "خداوند یسوع کا بھی ایک خدا ہے وہ اوس کا باپ اور خدا ہے اور اسی نے اوس کو پیدا کیا ہے"، یہ شخص دوسری صدی مسیحی میں ہوا ہے۔

آگسٹین نے جو پانچویں صدی میں ہوا ہے۔ صاف اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تک میں نے افلاطون کے فلسفہ کا لاطینی زبان کے ترجمہ میں خدا کی نسبت ولیسا ... تعلیم نہیں دیکھی تھی میں بالکل تاریکی میں پڑا ہوا تھا۔

پہلی تین صدیوں میں رفتہ رفتہ افلاطونی فلسفہ اور بت پرستی کے خیالات کلیسیا کے مذہب پر غالب اور مستولی ہوتے گئے۔ اور گریگوری نزی ان زن (Gregory Nazianzen) کا قول ہے کہ جب اتھینیس (Athanasius) نے پہلے پہل مذہب کے (جو بعد ازاں تعصب سے بدل گیا) حمایت کے لئے اوٹھا تو معدودے چند آدمیوں نے اس کا ساتھ دیا ہو تو معلوم نہیں ورنہ وہ اکیلا ہی تھا اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ آریو لوگ کلیسیا سے جبرًا نکالے گئے تھے اور روم (رومی سلطنت کا دارالخلافہ) کے شہزادہ نے ایک مجلس قایم کی اور اس کے ذریعہ وہ مذہب قایم کیا جو آئندہ صدیوں میں مروج ہوا۔ اور یہی اس مجلس کا بڑا مقصد تھا۔

یسوع کے خدا ہونے کے متعلق عہدنامہ جدید

میں بھی کوئی آیت نہیں اور کلیسیا کی تاریخ بھی کوئی ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہے۔

میرا تو یہ ایمان ہے کہ یسوع ناصرت میں یوسف کے تخم سے اور مریم کے پیٹ سے سن عیسوی سے چار برس پہلے پیدا ہوا اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی **اس بات کے یقین کرنے سے انکار نہیں کریں گے** ✤

کیونکہ مدلل امور پر یقین رکھنا قابلیت پر دال ہے اور اہل علم کی ایک بیخبرانہ خصلت ہے یہ تو کوئی بھی نہیں جانتا کہ کس مہینہ اور کس تاریخ کو مسیح عالم شہود میں جلوہ گر ہوا اور اس شعر کا مصداق ہوا۔

چون دست از چاہ ظلمت ہمچو یوسف شاہ عینا
ذوشمع طارم اعلیٰ برآمد بانگ یا لبشریٰ

اور نہ میرے پاس اتنا وقت ہے کہ میں ۲۵۔ دسمبر کے مقرر ہونیکی وجہ دریافت کروں یا آپ کو ثابت کر کے دکھاؤں کہ یہ تاریخ کیوں اور کسطرح مقرر ہوگئی لیکن اتنی بات ضرور یاد رکھیں کہ یہ تاریخ بڑے بحث و مباحثہ کے بعد مقرر ہوئی اور کلیسیا نے تو چوتھی صدی کے کچھ حصہ تک بھی عام طور پر اس تاریخ کو صحیح تسلیم نہیں کیا۔

ثانیاً یہ امر بھی یاد دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یسوع کی الوہیت تاریخ عالم میں اسوقت ثبت ہوئی جبکہ ایسی باتیں عام تھیں اور ایک زمانہ توہم پرستی میں ڈوبا ہوا تھا۔ روم دار الخلافہ کے شہنشاہ مرنے کے بعد فی الفور دیوتا بنا دیئے جاتے تھے اور رومی سلطنت میں اگسٹسوں کے مقبرے عام طور سے معبد بنے ہوئے تھے۔ ایسی حالت اور اس زمانہ میں یہ بات بالکل ممکن الوقوع اور ضروری اور قرین قیاس تھی کہ اصلی یسوع ہم سے چھینا جاتا اور ایک فرضی اور خیالی تصویر اس کی جگہ لیتی۔ کیونکہ اسوقت قوت متخیلہ کی بلند پروازی کی انتہا ایک انسان کو خدا بنانے تک ہی تھی۔

میرا ایمان ہے کہ یسوع انسان تھا اور میں انسان کو مظہر الوہیت مانتا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی قائل ہوں کہ انسان میں خدا کے بعض صفات کی تجلی اور پرتو ہوتا ہے۔ مگر میں ہرگز اس بات کی تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں کہ انسان اور خدا کے درمیان کوئی مابہ الامتیاز نہیں اور نہ ہی یہ مان سکتا ہوں کہ انسان اور خدا کے درمیان ایک ایسی فارق جھیل ہے جسکا پل قانون قدرت کے خلاف یا واہمی معجزات سے بنا ہو۔

اب میں حسب وعدہ اس مضمون کے علمی پہلو پر بحث کرتا ہوں۔ آپ غور کریں کہ اس بات سے تو آپ لوگ بخوبی آگاہ ہیں کہ مسیح کی الوہیت کی تعلیم ایک ایسے مذہبی عقیدہ کا حصہ ہے جسمیں یہ خیال کیا گیا ہے کہ دنیا اور تاریخ عالم اور خدا کی محبت ہبوط آدم سے شروع ہوئی ہے۔ اور اس کا خاتمہ اکثر بنی آدم کے دائمی تباہی اور **مصیبت** پر ہے۔ اور یہ مسئلہ (الوہیت مسیح کا) اس لئے تجویز کیا گیا ہے کہ تا انسان کو اس ہبوط کے نتائج بد سے نجات دیجاوے۔ مگر سوال ہوتا ہے کہ ہماری اب کیا حالت ہے؟

ہمیں گذشتہ زمانہ کے کیفیت پر اپنی حالت کا اندازہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ اس خطرناک خوف (یعنی ہبوط آدم) سے پریشان خاطر ہونے کی حاجت ہے۔ کیونکہ وہ جہالت اور وحشت کا زمانہ تھا ہبوط آدم کا سوال کوئی مذہبی اصول کی تعلیم کا سوال نہیں اس لئے ہم اوس کو بلاوجہ مان لینے کے لئے بھی مکلف نہیں۔ کیا معلوم کہ ہبوط آدم ہوا یا نہیں ؟ ؟

پھر اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ خدا دنیا میں **خلاف قانون قدرت آوے اور انسان** کو ایسی حالت سے چھڑاوے جس کا کچھ وجود ہی نہ ہو۔ بلکہ صرف توہمات کا نتیجہ ہو آجکل یہ امر مسلمات سے ہے کہ روح فنا نہیں ہوتی۔ اور یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تھیا لوجی کے واعظ۔ تقدس مآب رینڈ ایکل اور ہر ایک قسم کے کلیسیا جو اب تک الوہیت یسوع اور ہبوط آدم وغیرہ خیالات کے قائل ہیں۔ بالعموم یہ تو مانتے ہیں کہ انسان کبھی فنا نہیں ہوتا اور بہتوں کو دائمی دوزخ نصیب ہوگا اور ایسے لوگ گنا ایک معتدبہ تعداد تو بالخصوص اس بات کا قائل ہے۔ گویا ہم ایسے خیالات کے پابند ہیں جو موجودہ علمی اور روشنی کے زمانہ میں قابل مضحکہ اور انسان کو ذلیل کرنے والے ہیں ✤

اب میں ایک اور امر پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں بڑی بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں اور آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ مناسب احتیاط سے اس پر غور فرماویں کہ کنواری سے بچہ ہونیکا اصول عورت ذات کے لئے بڑا قابل شرم امر ہے اور بد پرانہ غیرت کیلئے ڈوب مرنیکی جگہ ہے۔ اور تصور الوہیت کیلئے ایک داغ ذلت ہے ✤

عورت کے لئے ہم کفو۔ ہم جنس اور ہم قوم خاوند ہونا ایک ضروری اور دنیا بھر کا مسلمہ اصول ہے ✤ اور جہانتک فہم رسا کام دیتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصول معاملات زندگی کے نشیب و فراز سمجھانے کے لئے ازبس ضروری ہے اور اس سے معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت احدیت کی ہستی کی اصلیت کیا ہے۔ اور یہ کہ وہ پاک۔ **لم یلد و لم یولد** ہے اور دنیا کی ہر ایک شے صانع حقیقی کی پرقدرت کا نشان اور پتہ بتلاتی ہے۔ یہ امر کہ ہم جنس مرد و عورت کے رشتہ میں ضرور ضرور کوئی ناپاک شے ہے ایک مشرقی اصول کی فرع ہے جو ایک وسیع غلط فروغ اور حرص پر مبنی ہے اور ان لوگوں کا ایجاد کردہ ہے۔ جو شہوت پرست اور بد نظری کے عادی ہوتے ہیں ✤

ہم تو حیران ہیں کہ یہ جو فطرت انسان اور خدا پر ایک مشرقی داغ کلنک تھا مغرب پر کیوں چھا گیا اور کس طرح غالب آگیا ؟ ؟ ؟

ہم صحیح دل و دماغ رکھنے والے تنومند مرد و عورت جنکا ایمان ہے کہ موجودہ مخلوقات پیدا کرنے کے وقت خدا علیم تھا۔ کیسا کبھی مان سکتے ہیں کہ خلاق عالم نے انسان کو ایسے گندا عیب دار اور داغ دار بنایا ہے ؟ ؟ ؟

یہ دو سوال قابل غور ہیں اول یہ کہ کیا بچے ماں اور باپ کی خالص اور سچی اور پاکیزہ محبت سے نہیں پیدا ہوتے ہیں ؟ اور (۲) کیا کسی بچہ کو بغیر باپ کے پیدا ہو کر یہ کلنک دور کرنے کے لئے آنا چاہیئے ؟ ؟ لاریب دوسرا سوال پہلے سوال سے پیدا ہوا ہے۔ مگر جائے غور ہے کہ کیا اس عالم اسباب میں کوئی بات اس سے زیادہ شیریں شریفانہ اور اصلی ہو سکتی ہے کہ والدہ پہلے پہل سچی محبت اور دلی پیار سے اپنے ننھے بچے کو خدا کا عطیہ سمجھ کر چھاتی سے لگاتی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اندازہ کریں کہ بیچاری لب قریب المرگ ہو کر اور اپنی جان پر کھیل کر اس ننھی سی جان کو حاصل کیا ہے اس لئے کہ آئیندہ اس کے کام آوے۔ دنیا میں لاکھوں ہی ماں باپ ہیں جو خوب جانتے ہیں۔ کہ اون کو بچوں سے اور بچوں کو اون سے سچی اور خالص محبت ہوتی ہے ✤

اس معاملہ میں منتوں وہ عورتیں جو رہبانیت ... کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ نن راہبہ کو کہتے ہیں۔ مترجم) اور منکوں (راہبوں) سے جو تاریکی میں پڑے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمکو یا خدا کو کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ بات جاننے کے لئے کہ کونسا امر دنیا میں سچی خوشی اور اصلی پاکیزگی کا موجب ہے اور دنیاوی کامیابی کس طرح ہوتی ہے۔ ہمیں خدا کے خلاف قانون قدرت پیدائش کی ضرورت نہیں۔

خدا تو کسی کو بھی پیدا نہیں ہوا اور وہ ازلی ہستی ہے مگر کیا آپ نے کبھی خیال کیا کہ اگر ہم ثابت بھی کر سکیں کہ یسوع بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے۔

تو اس سے یہ امر کسیطرح بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا - کہ وہ خدا بھی تھا - اس سے تو صرف ایک تعجب خیز اور حیرت انگیز بات ظاہر ہوگی وبس -

میں ایک اور بات کہنی چاہتا ہوں کہ خدا اپنی قدرت کاملہ سے انسان میں کس حد تک حلول کر سکتا ہے ؟ کیا وہ خواص الاشیاء میں اس سے کچھہ زیادہ بھی تبدیلی پیدا کرتا ہے کہ انسان میں ہوکر اُسکو کامل انسان بنا دیتا ہے ؟ ہرگز نہیں - اور اگر وہ انسانی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو انسان نہیں رہتا - خدا ایک پتھر پر اسی قدر پر تو تجلی ڈالتا ہے - جس سے کہ وہ کامل مکمل پتھر بن جاوے مگر خدا پتھر نہیں بنجاتا یا پتھر خدا نہیں ہوجاتا - (جیساکہ سورج سے بھی حسب استعداد ہی اشیاء عالم منور ہوتی ہیں - مترجم) خدا ایک پھول میں اسیقدر جلوہ آرا ہوگا جسقدر کہ اوس کے کمال کے لئے ضروری ہے اور جس کی خوبصورتی دیکھکر انسان بے اختیار کہہ اوٹھے کہ ؎

جلوۂ حسن بتان کی ہے نمائش ایسی
یارب اس باغ کا ہوگا چمن آرا کیسا ؟

نہ اسقدر کہ پھول خدا بنجاوے - اور اس کو پھول نہ رہنے دے - خدا نے انسان میں بھی اسی قدر ظہور فرمایا جسقدر کہ اوس کو انسان کامل بنانے کے لئے ضروری تھا - یہ نہیں کیا کہ اوسکو احاطۂ انسانیت سے خارج کرکے خدا بنا دیا -

یسوع کی الوہیت کی تعلیم بنی نوع انسان کی پاکیزگی کو ہی داغ نہیں لگاتی بلکہ فطرت انسان کے متعلق کل خیالات کو پست اور محدود کر دیتی ہے -

کیا ہم مان لیں کہ جب کسی اولوالعزم مصلح کا ظہور ہوتا ہے - تو وہ انسان نہیں ہوتا ہے ؟ ہے - پھر اہل یورپ کے اس ضلالت میں پھنسنے اور ایسی بیدلیل بات تسلیم کرنے کی کیا وجہ ہے ؟ یہی تو ہے کہ (زیادہ ہے) وہم صدہا سال سے یہی تعلیم پاتے چلے آئے ہیں کہ انسان یا فطرت انسانی کسی اعلیٰ اور عمدہ جوہر قابلیت کے لائق نہیں اور یہ امر منقوش خاطر ہوگیا ہے کہ انسانی فطرت نہایت ادنیٰ درجہ کی صفات سے متصف ہے

میں علیٰ وجہ البصیرت اس بات کا قائل ہوں کہ یسوع ایک انسان تھا - اور چونکہ میرے خیالات خود انسان اور فطرت انسان کے متعلق بہت اعلیٰ و ارفع شریفانہ اور پاکیزہ ہیں - اس لئے میں نہایت ہی تعظیم سے اس عجیب ہستی اور عظیم الشان مصلح کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں *

اگر آپ ایک لمحہ کے لئے بھی حقیقت انسان کیطرف خیال کریں اور سوچیں کہ انسان کیسا کمزور - بے خبر اور بے پروبال ہے تو آپ کی قوت متخیلہ انسانی زندگی کی حالتوں کی نسبت غور و خوض کرتے ہوئے آپ کو ایک جنگل کے کنارے لیجائے گی - مگر جب آپ اس ناچیز ہستی کے کارناموں پر نگاہ ڈالیں گے تو اس کی عظمت فضیلت اور بزرگی کا آپ کو قائل ہونا پڑے گا اور جسکو بعض اوقات حقارت سے محض انسان کہا جاتا ہے - اس کی ممکن الوقوع ترقی آپ کو حیرت میں ڈالدیگی *

انسان اور محض انسان تمام اعلیٰ درجہ کے خیالات اور الہامات کا کل حقیقتوں سے آگاہی کا اور سب دریافتوں اور ہر ایک طرح کی ایجادوں اور تمام تعجب خیز کاموں کا اہل ہے جنہوں نے دنیا کو بدل دیا ہے اور بہشت کو ایک بیش بہا اور مفید جگہ بنا دیا ہے باقی رہا یسوع کی ابنیت کا سوال یہ بات کہ انسان خدا کا بیٹا ہے - ضرور حیرت انگیز ہوتی - اگر عہد نامہ جدید اوسکو یوں صاف نہ کرلیتا کہ "ہم اب خدا کے بیٹے ہیں وہ ظاہر ہوگا الخ"

اب تو یہ عجیب نسل ہر جگہ موجود ہے - یسوع بھی اسکا ایک پھل ہے - یسوع ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کہاں تک بلند پروازی کر سکتا ہے اور انسانی فطرت کس حد تک پاکیزہ ہو سکتی ہے اور ہماری روحانی ترقی کا معراج کیا ہے - یسوع کو ہم اپنا رہنما مانتے ہیں - اوس کو محبت کرتے ہیں اور اُس کی تعظیم ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں - ہم اسکو اپنا مذہبی معلم سمجھتے ہیں اور اس کی پیروی انسانی احیطۂ قدرت کی آواز سمجھتے ہیں - غور کیجئے کہ اگر یسوع کو خدا کہا جاوے اور اس سے ہماری مراد انسان سے بالاتر اور اس سے غیر مشابہ کوئی چیز ہو - تو وہ کسی پہلو میں بھی ہمارے لئے کوئی عمدہ مثال اور قابل تقلید نمونہ نہیں ہو سکتا - بھلا میں اس بات سے کیا فائدہ اوٹھا سکتا ہوں کہ "خدا غصہ کے وقت جوش میں نہ آیا" (کیونکہ خدا سب کچھہ کر سکتا ہے - مگر ہم ایک عاجز ہستی ہیں)

مجھے تعجب آتا ہے کہ آپنے عہد نامہ جدید کے اس حصہ پر کبھی کیوں غور نہیں کیا - جہاں لکھا ہے کہ "یسوع ہم سب کی طرح تمام باتوں میں آزمایا گیا - مگر خدا کی نسبت ایک جگہ بالوضاحت لکھا ہے کہ "خدا آزمایا نہیں جاتا" لیکن تعجب ہے کہ خدا یسوع آزمایا گیا - بھلا پھر اس آزمائش کے کیا معنے ہوئے اگر یسوع خدا تھا تو پھر اوس کی آزمائش کا ذکر محض ایک لغو تمسخر ہوگا - کسی فرد بشر کی یہ آزمائش نہیں ہو سکتی - کہ اوس کو کسی ایسے کام کے لئے مجبور کیا جاوے - جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا - بلکہ اس کے دل میں رغبت بھی نہیں - آزمائش سے پیشتر انسان میں ضرور ایسی قوت ہونی چاہئے - جو اس شئے کی خواہش کرے - جس سے کہ وہ روکا جاوے مجھے تو اس بات میں بھی اعتراض ہے کہ جب تک کسی انسان میں محرک گناہ قوتیں موجود ہوں اوس کو قبل از آزمائش کامل انسان کہدیا جاوے -

ہمارے لئے یہ تعلیم ہرگز مفید نہیں ہو سکتی کہ "خدا نے بڑے غصہ سے ایک گروہ کا مقابلہ کیا اور ہمت نہ ہاری" یہ تو بالکل بچوں کی سی باتیں ہیں ہمیں اس امر سے کیا تعلق ہے کہ خدا دنیا میں انسانی جامہ پہنکر آیا اور مغلوب ہوا (یعنی لعنتی موت موا) اگر یسوع خدا تھا تو یہ تمام نظارہ یروشلم کے باہر بالکل فرضی - خیالی اور بیہودہ ہے خیال تو کیجئے کہ خدا "گتسمنی .... باغ کے باغ میں کھڑا کانپ رہا ہے اور چیخیں مار رہا ہے - اور صلیب پر لٹکنے سے ڈرتا اور جھجکتا ہے - حالانکہ اوس کو بخوبی معلوم تھا کہ یہ انہونی بات اور اٹل پیالہ ہے اور وہ خود اس لئے دنیا میں آیا ہے - (باقی آئندہ)

تصحیح

معزز ناظرین کچھہ میری غفلت کچھہ جو پہلے مضمون کی کاپی دیر سے نہیں دیکھا گیا جس کے باعث بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں جس سے کہ اصلی مفہوم سمجھہ میں نہیں آسکتا اس لئے فہرست اغلاط شامل مضمون کرتا ہوں اپنی اپنی جگہ تصحیح فرما دیں + (عاجز عبد الحکیم)

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۵	۲	۲۸	خیال تنگ کرنے کی برداشت نہیں کرتے	خیال تنگ کرنیکی تکلیف برداشت نہیں کرتے +
۵	۳	۴	خدا کی نسبت اور اُس کے	خدا کی نسبت رکھتے ہیں اور اُس کے
"	"	۸	ایک ہی قسم کی مخلوق - جو بلا باپ	ایک ہی قسم کی مخلوق ہیں مگر اس ایک ہی مثل سے یہ ماننا پڑیگا کہ
"	"	"		ایک دوسری قسم کی نوع مخلوق بھی ہے جو بلا باپ +
"	"	۲۶	اُن کو غلط مذہب کے نام سے	اُن کو غلطی سے مذہب کے نام سے
"	"	۳۹	کیا کہتا ہے	کیا لکھتا ہے
"	"	۴۴	مظالم	مظالم
۶	۱	۵	پانچویں سطر کے لفظ اول کیا کے بعد یہ عبارت چاہئے کہ پولوس نے کنواری سے بچہ پیدا ہونیکی کہانی کا کہیں ذکر تک نہیں کیا +	
۶	۱	۱۰	مروج ہونے کے بعد یہ عبارت ہے	"اور پولوس نے نہ لکھی ہو +
"	"	۱۷	یسوع کی سکھانے والی	یسوع کی تعلیم سکھانیوالی +
"	"	۲۳	کو اب اس ملک میں	کو اس ملک میں +
"	"	۴۴	چونکہ پڑے اور مصر	چونکہ پڑے اور اُن کے مصر
"	۲	۳۰	اس کے بچہ	اس کو بچہ
"	"	۳۸	بچہ ہونیکے بعد	بچہ پیدا ہونے کے بعد
"	"	۴۴ و ۴۵	فریڈنل کا صاحب	فریڈنل صاحب کا
"	۳	۲۶	ایسی سی ایک دو آگے آئی پیش کرتا ہے	یہ عبارت زائد ہے
۱۱	"	۲۵	بے جبری سے پہلے لکھا ہے	بے جبری سے لکھا ہے -

صفحہ ۶ حاشیہ کی سطر بقایا کالم یسوع خدا کے بھیس میں تھا + اور نہ یہ جاننا کہ یسوع خدا کے بھیس میں تھا +

نوٹ - یہ اس کی غلطیاں ہیں جو ۱۰ اگست کے صفحہ ۵ و ۶ پر مضمون ہے

مختصر نوٹ اور نکات

زندگی ایک قوت ہے جس سے جسم مستعد ہو کر حرکات اختیاری اور ارادے سے چیزیں ادراک کرتا ہے +

جب کہ ہم تمام بنی آدم کے اتفاق سے اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے تو اب ہم پر لازم ہے کہ ایسے مذہب کی تلاش کریں کہ خدا کی پاکیزگی کا عکس ہمارے آئینہ دل میں چمکے کہ ہم اس زندگی میں اور آئیندہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کر سکیں +

وہ مذہب جو انسان کے دل کو پاکیزگی اور طہارت کی قوت عطا کرے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے اظہار کا ذریعہ بنے کیا اس قسم کا ہو سکتا ہے جو ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر عظمت الٰہی کا پہلے ہی نام نشان مٹا دے؟۔ کیا وہ مذہب وہ ہو سکتا ہے ہ جو پاکیزگی اور طہارت کی قوت پیدا کرنے کی بجائے انسان کو یہ تعلیم دے کہ سارے گناہ ایک عاجز انسان اوٹھا کر لے گیا اور وہ کفارہ ہو گیا اب جو چاہو سو کرو؟ کبھی نہیں ایسا مذہب نہ پاکیزگی پھیلا سکتا ہے اور نہ خدا کی عظمت کا اظہار پھر عیسائی مذہب کی حقیقت اس معیار پر ظلمت انبام ہے +

فلاسفر ارسطو نے تعلیم کے اثر کو مجسم مورتوں کے بنانے کی تشبیہ میں نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ موہنی مورت ایک پتھر کے ڈھوکے میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ مگر آذر صرف اس کو نمود کر دیتا ہے جو نسبت کہ سنگ تراش کو پتھر کے ڈھوکے سے ہے وہی نسبت تعلیم کو انسانی روح سے ہے۔ بڑے بڑے حکیم اور عالم ایک گنوار آدمی کی سی صورت میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں مگر عمدہ تعلیم کے ذریعہ سے ان کے دل و دماغ کا کھدر اپن نکل جاتا ہے اور انہیں خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں جاہل اور وحشی قوموں میں نیکیاں ہیں مگر ناشائستہ ان میں دلیری اور جرأت ہے۔ مگر خوفناک انہیں استقلال ہے مگر بے ڈھنگا- ان میں عقلمندی ہے مگر جانوروں کی طرح مکر و فریب سے ملی ہوئی +

حکیم ارسطو کی مندرجہ بالا تشریح جو اُسنے تعلیم اور تربیت کے اثر اور نتیجہ کے متعلق کی ہے- خدا تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے معلم کی قدر اور ضرورت ثابت کرتی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ اسپر بھی نادان کہتے ہیں ہمیں ضرورت نہیں-

جج کے لئے چار باتیں ضروری ہیں۔ شرافت سے سُننا دانشمندی سے جواب دینا۔ متانت سے پوچھنا اور بے تعصبی سے فیصلہ کرنا- لیکن سوال یہ ہے کہ کتنے جج ہیں جو اس اربعہ عناصر سے صحیح نتیجہ پر پہنچتے ہیں؟

اپنے آپ کو فتح کرنا سب سے اعلیٰ یہی فیروز مندی ہے +

احمق کہانے اور پینے کیلئے جیتے ہیں اور عقلمند زندگی کے لئے کھاتے اور پیتے ہیں مگر عارف اور خداشناس اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے حصول طاقت کی خاطر کھاتے اور پیتے ہیں +

سچے دیانتدار جو دنیا میں کہیں کہیں نظر آتے ہیں اُن کی تعریف یہی ہے کہ جب وہ کسی ایسے حق کو ادا کریں انہیں ان کو کسی طرح کا جبر اپنے نفس پر کرنا پڑتا ہے بلکہ ہر ایک نیک کام کو گونہ اطمینان کے ساتھ کہ ایک خیر ان سے عمل میں آ رہی ہے کرتے ہیں اور اس اثناء میں اگر کوئی چیز انکے مانع ہوتی ہے اور اس اطمینان سے اُن کو محروم کرنا چاہتی ہے تو فی الحقیقت ان کا دل بے چین ہو جاتا ہے +

بمبئی گارڈن میں چند عجیب و غریب سوال و جواب طبع ہوئے ہیں- جنکو ہم اپنے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں- شکر گذاری کیا ہے؟ دل کا حافظہ ہے؟

امید کیا ہے؟ خوشی کا غنچہ ہے

رغبت اور امید میں کیا فرق ہے؟ رغبت سرسبز درخت ہے امید درخت کا پھول ہے اور خوشی درخت کا پھل۔ ازل کیا ہے؟ بجز آج اور کل کے ہے وہ ازل ہے یعنے خط بے کنارہ ہے۔

زمانہ کیا ہے؟ خط ہے جس کے دونوں سرے متناہی ہیں- یہہ خط جھولے سے شروع ہوتا ہے اور قبر میں ختم ہوتا ہے خدا کیا ہے لابد ہستی ہے ازل کا آفتاب انصاف کی آنکھ موجودات کی جان ہے

اگر ناصح غمگین طبع کا ہے تو وہ ساکت و افسردہ دل ہو کر انسان کی حماقت اور نقصان طبع پر افسوس کرتا ہے اور اگر وہ بدمزاج ہے تو وہ سب لوگوں کو جو اس کے ہم خیال نہیں غصہ سے درشت الفاظ سے یاد کرتا ہے وہ اس قسم کا آزاردہندہ مخلوق ہو جاتا ہے کہ نیکی کرنے کے جوش میں بعض افعال قبیحہ اس سے سرزد ہو جاتے ہیں- اس لئے حقیقی ناصح اور معلم وہی ہو سکتا ہے- جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے- جس کا دل اطمینان اور سکینت سے لبریز ہوتا- استقلال اور استقامت اس کا خاصہ ہوتا ہے +

آدمی جسمانی- اور دماغی- اور اخلاقی قابلیت اور لیاقت سے مرکب ہے اور ان سب سے بڑھ کر اس میں روحانی قوتیں ہیں جو لا انتہا ترقیاں کر سکتے ہیں- اگر جسم کمزور ہے اور جسم میں قوت پھرتی اور چالاکی نہیں ہے تو دماغی اور اخلاقی قابلیت ہی کو وہ اتنا کام میں نہیں لا سکتا جسقدر کہ وہ چاہتا ہے چہ جائیکہ اعلیٰ روحانی مدارج کو حاصل کرے جسم سواری ہے جیسے دماغی اخلاقی اور روحانی قابلیت سوار ہے- جب سواری کی کل بگڑ گئی ہے تو ان قابلیتوں کو بہت سی دقتیں پیش آتی ہیں- ایسلئے اسلام جہاں روحانیات اور اخلاق کی تکمیل کرتا ہے وہاں جسم اور حفظ صحت کی ہدایتوں پر عمل سکھاتا ہے

حقیقی مذہب خدا کا روشن چراغ ہے جسکی روشنی دل کو روشن کرتی ہے مصیبت زدوں کا پناہ گاہ ہے زندگی سے مایوس بیمار کے دلمیں امید پیدا کرتا ہے اور اُس کو تسلی دیتا ہے موت کے خوف کو اپنی قوت سے ہٹا دیتا ہے خدا پر توکل کے لئے دل کو اکساتا ہے اور دل کو خوش و خرم رکھتا ہے اور سب سے بڑھ کر انسان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد کرتا ہے- جو مذہب ان خواص اور ثمرات کا جامع ہو وہ لاریب خدا نما مذہب ہو گا اور منجانب اللہ ہو گا- لیکن جس مذہب میں یہ خاصیت نہیں وہ خیالی اور انسانی افتراء ہے- اب مقابلہ سہل ہے اسلام کے سوا اور کس مذہب میں یہہ خواص ثابت ہونگے-

سب انسان فطرت میں مساوی ہیں مگر ایک کو دوسرے سے صرف نیکی بڑا کرتی ہے-

جو خانہ مذہب صاف نہ ہو گا اور جتنی چیزیں ہماری روحانی پاکیزگی کے لئے درکار ہیں اسمیں ہونگی- تو ہماری روحانی اور اخلاقی صحت میں خلل ہو گا اور اخلاق کمزور رہیں گے اور ایک ضعیف سا خیال دلمیں رہیگا کہ ہم مذہب کے گھر میں آباد ہیں اور مذہبی سوسائٹی خانہ مذہب میں اور یہ کافی ہیں- مگر اسبات کا خیال نہیں کرتے کہ مذہب نے کسقدر ہمارے کو پاک کیا ہے-

ہمارا قرآن

از منشی احمد حسین خان بی۔اے

بند اوّل

ہم آج ایک اور کرامت دکھائینگے
ہندوستان کو یثرب و بطحا بنائینگے
وہ پھول جس پہ خلد بھی سارا نثار ہو
اُس بے نظیر پھول کی خوشبو سنگھائینگے
تصویر آج کھینچیں گے۔ بہزاد بن کے ہم
یہ صحن آج غار حرا ہم بنائیں گے
وہ چشمہ جو کہ منبع آب حیات ہے
اک جوئے شیر ہم میں اس سے بہائینگے
ہاں لے کے آج گوہر مقصود ہاتھ میں
سر پہ رکھیں گے آنکھوں سے اُسکو لگائینگے
وہ قند جس سے میٹھی ہیں عذب البیانیاں
وہ آج سبکو مثل تبرک چکھائیں گے
وہ نور جس سے طور کی قسمت چمک گئی
ہم اُس سے آج سر حرا فان جلائینگے
ہاں میرا ہاتھ شوق سے تحریر قوم سے
ہم آج شان منزل وحدت دکھائینگے
یہ سن کے آج تاب سماعت پھڑک اُٹھی
اب خود بخود سمجھ لو کہ ہم کیا سنائیں گے
گر اب بھی کوئی سمجھے نہ میری کلام کو
ہم لا کلام صورت قرآن دکھائینگے
یارب یہ کس کا نام دہن سے نکل گیا
جبریل عطر خلد مجھے آکے مل گیا۔

بند دوم

اے قوم میں غلام رسالت مآب ہوں
گر خاک ہوں تو خاک در بو تراب ہوں
عاشق ہوں میں نبی کا کسی کا رقیب ہوں
کیا خوش نصیب داور یوم الحساب ہوں
جس نے نواسے دیدئے اُس کے واسطے
میں اُس کے غم میں صورت ماہی کباب ہوں
قنبر غلام حضرت مولیٰ علی سہی
میں جان و دل سے طالب ام الکتاب ہوں
کہتی ہے سوز باں سے قرآں کی خامشی
لاریب ذات پاک کی سچی کتاب ہوں
بیتاب ہو بلا تیری اے امت رسول
میں ایک نسخہ دافع صد اضطراب ہوں
اے چشم کفر تیری بصیرت کو کیا ہوا
میں نور حق ہوں روکش صد آفتاب ہوں
ہاں تشنگان راہ حقیقت کے واسطے۔
اے چشم دور بین میں گو یا سحاب ہوں
ہاں کفر میری طلعت پر نور دیکھ کر
اے تیرہ بخت دل میں سمجھ لے حباب ہوں
مجھ میں بھرے جہان کے علوم و فنون ہیں
قرآن میرا نام ہے ام الکتاب ہوں
قائل نہیں ہے جو تیرا اے مصحف حمید۔
بوجہل و بولہب سے بھی بڑھ کر ہے وہ یزید

بند سوم

وہ شخص تیرے فیض سے جو بار یاب ہے۔
خورشید ہے جو دن کو تو شب ماہتاب ہے
توریت کی زبور کی انجیل کی قسم۔
تو ذالک الکتاب ہے اور لاجواب ہے
تو نونہال علم لدنی کا ہے ثمر
جس میں بھری حلاوت صد ثواب ہے
خوشبو سے تیری سارا زمانہ مہک گیا
توحید کے ریاض کا کیا تو گلاب ہے
قرآن! تجھ غنچۂ اسلام میں کھول
تو یادگار لطیف رسالت مآب ہے
آیا جو تو۔ تو رحمت باری برس پڑی
اوٹھا خدا کے گھر سے تو بنکر سحاب ہے
قربان تیرے اور تیری شان نزول کو
قائل ہے انقلاب کہ یہ انقلاب ہے
تعویذ ہم کو غیب سے ہے یہ عطا ہوا
اے دل یہ ہول کیسا ہے کیا اضطراب ہے
یوسف کا حسن اور مسیحا کا دم ہے یہ
لاہا تھ اے کلیم یہ کیا انتخاب ہے
شیرازہ بن کے آ مرے مصحف کیواسطے
تو ماہ عید کہتے ہیں گردوں رکاب ہے
گر اس کو تم نہ قبلۂ مقصد بناؤ گے
ایمان جس کا نام ہے اسکو نہ پاؤ گے

بند چہارم

آوارگی میں منزل وحدت دکھائے کون
ہم تشنہ لب ہیں شربت عرفاں پلائے کون
تر دامنوں کے سر پہ ہے گاگر گناہ کی
حیران ہیں کہ سر سے ہمارے اوٹھائے کون
کیفیت جہاں ہے سراپا غنودگی۔
اس گہری کے خواب سے ہمکو جگائے کون
اس قلزم جہاں میں سیلاب ہے عظیم
کشتی ہماری پار خدارا لگائے کون۔
ہر سو بچھائے کفر نے کانٹے ببول کے
اس کشت نامراد پہ بجلی گرائے کون
گل کر دے چراغ گھٹا بن کے جہل نے
فرمائیے کہ اون کو دوبارہ جلائے کون
کوئی بتاوے عرصۂ امید و بیم میں۔
ہم بیکسوں کو راہ شفاعت دکھائے کون
اے سالکان راہ طریقت جو یہ نہ ہو
فرمائیے کہ ہم کو خدا سے ملائے کون۔
القصہ تجھ سے پوچھتا ہوں مصحف حمید
گر تو نہ ہو تو ہمکو مسلمان بنائے کون۔
گو سوئے ظن نے جھونکدی آنکھوں میں خاک ہے
صورت پہ تیرے جیسی بنا کر دکھائے کون
اے قوم تجھکو کہتا ہوں قرآں کیواسطے
اب وقت ہے کہ جاگ اوٹھ جلد خواب سے

بند پنجم

جاگ اے غریب قوم کہ آفت رسیدہ ہے
تو پائے شوق و دست تمنا بریدہ ہے
اغیار ہیں عروس مسرت سے ہم کنار
تو سوگوار ہے لب حسرت گزیدہ ہے
اغیار مثل سرو سہی نونہال ہیں
تو بوستان دہر میں شاخ خمیدہ ہے
اغیار پہ تو خوبئ قسمت ہے مہربان
اے قوم کیا سبب ہے کہ تجھ سے کشیدہ ہے
اے قوم غیر رشک گل نو دمیدہ ہیں
تو موسم بہار میں شاخ بریدہ ہے
اغیار مثل نکہت باد شمال ہیں۔
اور تو مثال غنچہ گریباں دریدہ ہے
پروانہ پاس شمع کے بلبل ہے گل کے پاس
تو عافیت سے دور ہے خلوت گزیدہ ہے
غیروں کا رنگ جوش مسرت سے لال ہے۔
پر دیکھ تیرے چہرہ کی رنگت پریدہ ہے
اے میری قوم سن کے مجھے آگ لگ گئی
غیروں نے جب کہا کہ یہ آفت رسیدہ ہے
اس بیکسی کو دیکھ کے کہتی ہے بیکسی۔
غم ہے الم ہے یاس کی لذت چشیدہ ہے۔
گو رسی جل گئی ہے نہیں اوس کا بل گیا
بدلی نہ تو اگرچہ زمانہ بدل گیا۔

بند ششم

یہ تیرا ہی قصور ہے اے قوم نیم جان۔
گر تجھ پہ آج اُٹھتی ہیں ہر سمت انگلیاں
کیا خوف تیری ناؤ کو طوفان کے شور میں
احمد ہے ناخدا تیرا۔ قرآن بادبان۔

جب رشک آفتاب نے کی ذرہ پروری
اٹھ جائینگی یہ کالی گھٹا اور آندھیاں
یہہ عارضی خزان ہے نہ اوجڑیگا تو کبھی
اس باغ قوم ملت کا قرآن ہے باغبان -
اے [illegible] یہہ کلمہ نبی کا ہے -
اور اس غریب کلمہ کا قرآن ہے پاسبان
[illegible] وحشت سکوت ہے پرخطر
[illegible] کیا ہے ناقہ کو جسکے ساربان
[illegible] دیکھو [illegible] سکوت سا
جس [illegible] بنایا ہے آشیان -
[illegible] تیری [illegible] کو ہے
[illegible] ڈراتی ہیں بجلیاں -
جو کچھ [illegible] کا یہ سارا ظہور ہے
[illegible] کی بدلیان
[illegible] کی
[illegible] سکوت [illegible] کی

اسلامی دنیا (سوڈان وسطیٰ)

اس [illegible] وطن سے ایک [illegible] کے عنوان سے [illegible] الحکم کے فایدہ کیلئے مسرج کی تھا آج مندرجہ [illegible] شایع کرتے ہیں [illegible] اور وسعت معلومات کی خاطر [illegible] الشام ایک عربی زبان سے ترجمہ کیا جاتا ہے - ایڈیٹر

گرامی قدر [illegible] طرابلس الشام کا ایک کمال باخبر نامہ نگار چند سال سے اپنے مسلمان بھائیوں کو افریقہ کی اسلامی [illegible] - اقوام اور جدید و قدیم ریاستوں کے حالات اور وہاں کے چشم دید معاملات سے بالتفصیل آگاہی بخشنے کی بیشقدر قومی و انسانی خدمت سرانجام دے رہا ہے مغربی افریقہ سے فارغ ہو کر اب اس نے وسطی سوڈان پر جسکے متعلق یورپ والوں کا علم بھی ابھی بہت محدود ہے ایک سلسلۂ مضامین شروع کیا ہے جس کا مطالعہ یقیناً ناظرین کی ازدیاد معلومات کا باعث ہوگا - اسیلئے وطن اسکا سلسلہ وار ترجمہ شایع کرتا رہیگا - ممدوح الوصف نامہ نگار لکھتا ہے :- اگر ہم افریقہ کے نقشہ پر غور کریں - تو ہم کو اس کے وسط میں خط استوا کے اوپر مستطیل شکل کی ایک وسیع اقلیم دکھائی دیگی جو شمالی عرض البلد کے ۶ و ۸ - درجوں کے درمیان مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہے اور جسمیں دریائے نیل کے منابع یعنے سوتے اور اس کا بالائی حصہ جھیل چاڈ اور وہ دریا جو اس میں گرتے ہیں - دریائے نیگر جس کی رفتار میں بہت کچھ انحصار اور کمی ہے اور دریائے سینیگال کے منابع اور اس کا بالائی حصہ واقع ہیں - اس بڑے ملک بلکہ اس وسیع و شاداب براعظم کو جس میں دریا و جنگل ہموار میدان و پہاڑ اور ایسے ایسے زرخیز علاقے ہیں - جن میں کثیر الانواع اشجار پھل پھول - طیور و پانی درندہ حیوانات اور مختلف کانیں واقع ہیں - سوڈان کہتے ہیں - وہ تین حصوں میں تقسیم ہے غربی - شرقی اور وسطی ہر حصہ کی ٹھیک ٹھیک حدود بیان کرنا تو دشوار ہے البتہ مجمل طور پر یہاں لکھا جاتا ہے :- غربی حصہ فرانسیسیوں کے اثر و حکومت میں آگیا ہے اسی وجہ سے وہ فرانسیسی سوڈان کہلاتا ہے اس میں دریائے سینیگال اور نیگر کے منابع اور دونوں کے بالائی حصہ ہیں - شرقی وہ ہے جو سوڈان مصری کے نام سے مشہور ہے - اس میں منابع نیل اور اس کے بالائی حصے و معاون دریا و ہیں - اس کا صدر مقام خرطوم اور اس کے وسیع ولایات نوبہ و کورڈوفان و دارفور و بحر الغزال اور بسین دفاسن (بعض حصص بالائی دریائے نیل زان جھیلوں تک جنسے وہ نکلتا ہے) داخل ہیں - سوڈان وسطی وہ ہے جو ان دونوں کے درمیان ہے اسمیں جھیل چاڈ اور اسمیں گرنیوالے دریا اور دریائے نیگر کا دہانہ اور وسطی و زیریں حصہ شامل ہے اور مشل داوی دبور نو و سوکوتو و کانو و حوصہ و باستہ و ثمانہ وغیرہ کی بڑی بڑی ریاستیں واقع ہیں - سوڈان غربی کا حال ان مقالات سے معلوم ہو چکا ہے - جو اسلامی دنیا کے بارہ میں پہلے شایع ہو چکے ہیں خداوند تعالیٰ ان کی اور حوادث و جنگہائے سابقہ کی (جو سوڈان کا پولین اور اس زمانہ کا عشرہ ہے) کی تکمیل آسان فرمائے -

سوڈان شرقی کے بارے میں مصری اخبارات نے بہت کچھ لکھا ہے اور فضلا نے جامع اور مطول کتابیں عربی زبان میں اسقدر تالیف کر دی ہیں - کہ اب اس کی کوئی چیز نامعلوم نہیں رہی - سوڈان وسطی کی بابت بھی اب اخبارات نے لکھنا شروع کیا ہے تاکہ دول کی نگاہیں اسطرف متوجہ ہوں - اسیلئے کہ اب وہ جنگ ٹرانسوال اور مغربی افریقہ میں نو آبادی قایم کرنے کے مثل اہم ترین امور سے فارغ ہو چکے ہیں اور جن دیگر سیاسی مشکلات میں وہ پھنسی ہوئی تھیں - ان سے مخلصی ہو گئی ہے - اہل یورپ کا خیال ہے کہ افریقہ کے وسطی مجہول حصہ کو پہلے پہل ہمارے ہی ریورو پی، سیاحوں راہبوں اور واعظوں نے دریافت کیا ہے لہٰذا اس نقطہ (گری پڑی چیز جو کسی کو ملجائے اور وہ اوٹھا لے) کے حقدار ہم ہی ہیں - نہ کہ غیر - اور یہ کہ اس مجہول وسطی حصہ افریقہ کے رہنے والے انسانوں کی نسبت حیوانات سے زیادہ مشابہ ہیں - لہٰذا اونکو جائز نہیں ہے کہ وہ ان سرسبز و شاداب اراضی بہتے ہوئے دریاؤں اور ذخیرہ خزانجات پر قابض ہوں اسیلئے کہ وہ ان چیزوں سے متمتع اور مستفید ہونے کی کیفیت اور طریقوں سے آگاہ نہیں ہیں - پس آجکل دول یورپ افریقہ کے حصے اور بانٹ اسی طرح سے کر رہی ہیں جسطرح سے کوہ شکار شدہ کا حصہ بانٹا کرتے ہیں اور باہم تقسیم اور تعیین حدود پر باہم لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فلان جہت کے لینے اور فلان جہت کے ترک کر دینے پر نادم ہوتی ہیں اور بعض جہتوں میں تبادلہ کر لیتی ہیں اور ایک کو بیچ کر دوسری خرید کر لیتی ہیں جیساکہ وہ شکار اراضی موروثہ کے ساتھ کرتے ہیں

اگر ہم قدیم ترکی نقشوں میں سے جو اکثر اب تک مکاتب رشدیہ میں محفوظ ہیں - یا قدیم عربی نقشوں میں سے جو بیروت یا مصر میں چھپے ہیں - کوئی سا جغرافیائی نقشہ لے کر اسے دیکھیں، تو معلوم ہوگا کہ انمیں اندرون افریقہ کا بہت بڑا حصہ تشویشناک مجہول کیفیت اور کم گرے ہوئے ناموں کے ساتھ دکھایا گیا ہے اور بجز حصص ساحلی اور بعض اطراف مصر و الجزائر کے اور کسی چیز کی نسبت تحقیق و ہوشیاری سے کام نہیں لیا گیا اس کی وجہ یہہ ہے کہ یہ نقشے اسی ڈھنگ کے فرانسیسی - جرمن اور انگریزی نقشوں سے نقل کئے گئے ہیں اور نقل کرنیوالوں نے ان عربی کتب تاریخ و جغرافیہ سے جو قسطنطنیہ مصر اور دیگر بلاد اسلامیہ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں مدد نہیں لی جیساکہ قانون تجارت وغیرہ کے انتظامات ریگولیشنس سے بغیر مطالعہ کتب فقہیہ کے اور کتب طبعیات و کیمیائے جدید کو بلا ملاحظہ کتب کیمیا قدیم اور کتب ادویات مفردہ کے ترجمہ کیا ہے اور اسطرح ہمکو اجنبیوں کے قانون ازدواج کی بحث میں ڈالدیا جو ہمارے عملدرآمد میں نہیں لوگوں کی وجہ سے ہمکو اصلاحات کیمیائے جدید کے سامنے حیرت زدہ کھڑا رہنا پڑا یہاں تک کہ ہم اسکے رموز کو منجملہ رموز علم حروف یا سیمیا یا طلسمات کے خیال کرلینے کو تھے - یہہ ان ہی کی بدولت ہے کہ ہماری بوڑھی دادیاں اور مائیں تو دوکان عطار کی جڑوں بوٹیوں کے ناموں اور اون کے نفع و ضرر سے واقف تھیں بلکہ ان گھانسوں تک کو پہچانتی تھیں جو خشکی میں اگتی ہیں اور ان کے فوائد و جوش دینے کی کیفیت اور اون کے ذریعہ بچوں کے علاج کرنے کی ترکیب سے بھی آگاہ تھیں - لیکن اب ہماری بیبیوں اور بہنوں کا یہہ حال ہے کہ وہ دوا خانوں کی تمام چیزوں سے جو ادویات جدیدہ اور مرکبات کیمیائی پر مشتمل ہیں کلیتہً نابلد ہیں اور ان دواؤں میں زہریلی و غیر زہریلی ادویات کے درمیان فرق کرنا تو درکنار ان کے نئے ناموں اور اصطلاحوں کو بول تک نہیں سکتیں یہی وجہ ہے جو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ماں کا پارۂ جگر تو سخت زہر ہو رہا ہے مگر وہ اس کو تریاق نافع سمجھ کر اپنے بچے کو

دودہ بلاتی ہے۔

سوڈان وسطی اور سوڈان غربی میں اسلام داخل ہونے کے بعد اسلامی دنیا سے اون کی خبریں منقطع نہیں ہوئیں۔ اور نہ مسلمانان ذی حکومت کو اونکے حالات کے دریافت کرنے میں کسی وقت بھی دشواری واقع ہوئی۔ تاجروں اور حاجیوں کے قافلے زمانہ قدیم سے اسوقت تک شہر جنی اور ٹمبکٹو اور کانو سے طرابلس الغرب۔ حجاز۔ شام اور بیت المقدس تک جاتے ہیں اور کانو میں تو ایک بڑی تعداد طرابلسی اور مصری اور عربوں کی ہے۔ سوڈان کے حالات جن لوگوں نے پہلے لکھے ہیں وہ یورپین سیاح اور واعظین نہیں ہیں۔ بلکہ علمائے اسلام ہیں۔ مثلاً شریف ادریسی ابن بطوطہ ابن خلدون۔ عبد الحلیم۔ عبد الرحمن سعدی وغیرہ مثل ان کے اور علماء ان کی کتابیں فرانسیسی میں ترجمہ ہوکر یورپ میں چھپی ہیں شریف ادریسی (۴۹۳ و ۵۶۰ ھ) کی کتاب نزہتہ المشتاق فی اختراق الآفاق بہت قدیم زمانہ یعنی ۱۵۹۲ء میں روم پایہ تخت اٹلی میں چھاپی گئی تھی۔ اس قدیم اڈیشن (طبع) کے نسخے میں نے استنبول کے کتب خانوں میں دیکھے تھے مگر علماء کہتے ہیں کہ یہہ مطبوعہ کتاب ادریسی کی کتاب کا ایک مختصر انتخاب ہے۔ اصل کتاب تو اس سے کہیں بڑی ہے اور اسمیں ہر ملک اور اس کے حیوانات اور نباتات کی تعریف اور وہاں کے باشندوں کے حالات ہیں اس اصل کتاب کا کوئی نسخہ ابتک کسی کو دستیاب نہیں ہوا۔

نقشہ جات ادریسی جو پیرس کے کتبخانہ ملیہ میں نظر پڑتے ہیں۔ اخیر میں بزبان فرانسیسی ترجمہ ہوکر الکس شراور میں طبع ہوئے۔ ان میں جھیل چاڈ جبال القمر۔ دریائے نیل۔ نیگر۔ سنیگال اور ممالک ملّی وغانہ غانم وغیرہ وغیرہ دکھائے گئے ہیں۔

ابن بطوطہ (۷۰۴ و ۷۸۰ ھ) مراکو کے بندرگاہ تنجیر میں پیدا ہوا۔ ۲۳۔ برس کی عمر میں سیاحت کو نکلا۔ اور مصر و شام و عجم (ایران) و جزیرہ نمائے عرب و ترکستان و تاتار۔ ہند۔ سراندیپ اور بقیہ جزائر ہند و چین کے شہروں میں پھرتا پھراتا چین کے دار السلطنت میں پہنچا۔ پھر ۲۵ برس کی اس طویل سیاحت کے بعد اپنی مولد کو واپس آیا۔ دوسری مرتبہ اندلس اور بقیہ سپانیہ اور جنوبی فرانس کی سیاحت کو نکلا۔ پھر تیسری مرتبہ افریقہ کو گیا اور صحرائے اعظم اور سوڈان اور افریقہ کا دورہ کیا۔ اسنے اپنے سفر کے حالات ایک مفصل کتاب میں جمع کئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہہ کتاب فاس (پایہ تخت مراکو) میں محفوظ ہے مگر اب تک اسکا کچھہ حال معلوم نہیں ہوا ابتو کل علی اللہ امیر فارس کے حکم سے محمد اعرابی البکلی نام ایک مغربی عالم نے اس اصل کتاب کو مختصر کیا تھا۔ اور یہی مختصر غیر زبانوں میں ترجمہ ہوکر بار ہا یورپ میں اور آخر مرتبہ مصر میں چھپی ہے۔ پس کیا ہی خوب ہے جو کچھہ کہ سوڈان اور وسط افریقہ کی نسبت اس سفر نامہ میں ہے ا۔ وہ ٹمبکٹو میں بھی گیا ہے۔ دریائے نیگر کا سفر کیا ہے اور جھیل چاڈ تک پہنچا ہے۔ اگر حسب امید اس کی اصل کتاب کا کوئی نسخہ مغرب اقصےٰ کے کتب خانوں میں باقی ہوگا تو علمائے مغرب ایک نہ ایک دن اسے نکال کر ضرور شایع کرینگے۔ عبد الرحمن سعدی گیارہویں صدی سے قریب زمانہ کے ہیں۔ انکا مولد شہر جنی ہے جو ٹمبکٹو کے جنوب میں بالائی حصہ دریائے نیگر کے کنارہ پر واقع ہے اونہوں نے سوڈان کی تاریخ لکھی ہے جسمیں اس کی دول اور امراء اور قوموں اور شہروں کے حالات عمدہ عربی عبارت میں تحریر کئے ہیں اور سوڈان کے قضاۃ اور علماء و صلحاء اور ان کی تالیف کردہ کتب و اشعار اور جو جامع مسجدیں انہوں نے تعمیر کرائی ہیں ان کا بھی ذکر کیا ہے + (باقی آیندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعووں کی تصدیق کشفی شہادت سے

حیدر آباد دکن سے مندرجہ ذیل رویا حضرت حجتہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی تصدیق میں پہنچی ہے جسکو ہم سعادتمندوں کے فائدہ کے لئے شایع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

ولا تکتموا الشہادت ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ

مکرم مخدوم کریم الحق عمیم الاحسان جناب عبد الکریم صاحب سیالکوٹی زاد مجدکم +

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں اپنے پاک پروردگار اور اُسکے نبی کریم ... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں چونکہ یہہ خاکسار حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب عم فیوضکم کا نہ مخالف ہے نہ معتقد لیکن آج چار سال سے کئی مرتبہ رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویہ میں مجکو مرزا صاحب کی بشارت دیچکے ہیں اور میں نے جو کچھہ عالم رویہ میں دیکھا ہے حق حق اپنے پروردگار اور اوس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے کئی مراسلات تحریر کرچکا ہوں چونکہ یہ عجیب رویہ پانچ اگسٹ کا مجہپر ظاہر ہوا آپ کے گرامیخدمت میں تحریر کیا ہوں اور امید رکہتا ہوں کہ مبارک احمد کو نصاحب ہیں اون کے احوال اور خیریت سے بندہ کو ایما فرمادیں اور اون کو میرا سلام کہدیں اگر ہو سکے تو یہ مراسلہ اون کو دکہلادیں اور ایک فہرست اسمائے بیعت کنندگان حضرت اقدس و ایک فہرست کتب خانہ حضرت اقدس بنام بندہ روانہ فرماکر ممنون فرمادیں۔ فقط میں آپکا خادم محمد نظام الدین ساکن کوچہ پہتو موٹ روڈ مدراس وحال مقیم آصف نگر۔ حیدر آباد دکن +

رویہ

۵۔ اگست بروز چہارشنبہ ۱۹۰۳ء

شب کے دو بجے بعد تہجد ادا کرنے کے مجہپر یہہ رویہ ظاہر ہوا کہ بہت سے لوگ یہہ کہتے جاتے ہیں کہ آج قادیان شریف میں حضور انور رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہونگے ہیں اور میں بھی اون لوگوں کے ہمراہ جارہا ہوں تھوڑی دور چلکر ایک عالیشان مسجد جسکا مینار بہت ہی بلند تہا نظر آئی اور بہت لوگ جسکا شمار نہیں کیا جاتا۔ جوق جوق اُس مسجد کی طرف جارہے ہیں اور اسقدر کثرت سے عالم جمع ہے کہ کوسوں زمین نظر نہیں آتی اور میں بڑی مشکل سے مسجد میں داخل ہوا کیا دیکہتا ہوں بہت سے پیغمبر و اولیاء جمع ہیں اور ہر ایک کے زبان مبارک سے مرحبا یا رسول اللہ جاری ہے اور منبر پر حضور انور رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ..... قرآن شریف دست مبارک میں لئے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ اور منبر کے سیدہے بازو ایک صغیر سن لڑکا بیٹھا ہوا ہے اور اوس لڑکے کیطرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم .. مخاطب ہوکر فرما رہے ہیں اے مُبارک احمد تو خلیفتہ المومنین ہو تیری پیشانی سے میرے نور العین کے آثار نمایا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب دست بستہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کہڑے ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم .. مرزا صاحب کیطرف مخاطب ہوکر ارشاد فرماتے ہیں۔ مرحبا اے مسیح موعود و مہدی آخر الزمان خدا تعالیٰ ... ایک عظیم الشان آثار تیرے پر آسمان سے نازل کرنیوالا ہے جس کے سبب تو آسمانی بادشاہت کریگا تو اس دار فنا کے مشرکین و منافقین سے مت رنجیدہ ہو جو سائل تیری بیعت کا طالب اور تیرے دیدار کا مشتاق او

تیرے وسیلہ سے خدا کی محبت ڈھونڈتا ہے تو اسکو محروم مت کر البتہ وہ خبیث بن جائے گا۔ اور وہ سائل جو تیری ہدایتوں کا مخالف اور تیرے الہام کا منکر البتہ وہ دجال ہے اور اوس پر دوزخ کی مار ہے وہ ہمیشہ اپنے دجال بھائیوں کے ساتھ دوزخ میں رہیگا اور میرزا صاحب کے سر پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک رکھکر یہہ شعر پڑھنا شروع کیا۔ ؎

سرے کز تو گردد بلندی گرائے
بانگند کس نیفتند زپائے۔

اور تمام سامعین مرحبا یا رسول اللہ کہنا شروع کئے اتنے میں میں خواب سے بیدار ہوگیا۔ فقط۔ اور بھی بہت سی باتیں دیکھی گئیں لیکن فراموشی حاصل ہے۔ اس لئے تحریر نہیں کیا ہوں۔

مرقوم ۹۔ اگست ۱۹۰۳ء

محمد نظام الدین ساکن کوچہ بیتہو سکو موونٹ روڈ مدراس۔ حال مقیم حیدرآباد دکن آصف نگر

ہمارا مقدمہ

ناظرین عرصہ سے ناواقف ہیں کہ مقدمہ کے متعلق کیا کارروائی ہوئی ہے چونکہ ابھی تک کوئی ایسا امر اہم نہیں ہے جسکی اطلاع ضروری ہی جاتی اس لئے خاموشی اختیار کی گئی تھی۔ لیکن ناظرین کے خطوط جو مقدمہ کے متعلقہ حالات کے استفسار کیلئے آتے ہیں انکے یکجائی جواب کی خاطر ہم مختصر حالات درج کر دیتے ہیں۔ ناظرین کو اسی حد تک تو علم ہے کہ مولوی کرم الدین کے خلاف تین مقدمے دائر ہیں۔ ایک ایڈیٹر الحکم کی طرف سے ازالہ حیثیت عرفی کا اور دو حکیم فضل الدین صاحب کی طرف سے ایک دغا کا دوسرا سرقہ کتاب نزول المسیح کا۔

دغا کے مقدمہ میں مولوی کرم الدین پر فرد قرارداد جرم لگ چکا ہے اور اس کو شہادت صفائی پیش کرنے کیلئے ۱۹۔ اگست ۱۹۰۳ء کی تاریخ دی ہے اس شہادت صفائی میں مولوی کرم الدین نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی طلب کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت ادائے شہادت حقہ کے لئے خدا کے فضل سے طیار ہیں اور آج آپ روانہ ہونگے۔ ناظرین اس سے بھی آپ کی صداقت کی دلیل حاصل کر سکتے ہیں کہ ادائے شہادت کے لئے جانے میں آپ کو کبھی تامل یا مضائقہ نہیں ہوتا۔ اور کسی عذر کی ضرورت نہیں۔

ایڈیٹر الحکم بنام مولوی کرم الدین میں ۱۵ اگست ۱۹۰۳ء کو خاکسار ایڈیٹر کا بیان ہو گیا ہے اور کسی قدر بیان باقی ہے جس کے لئے ۲۴۔ ستمبر تاریخ مقرر ہوئی ہے۔

مقدمہ سرقہ میں ۱۳۔ اگست اور ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء کو شہادت استغاثہ اور بیان ملزم مولوی کرم الدین ہو چکا ہے ۱۸۔ اگست ۱۹۰۳ء وکلاء فریقین کی تقریروں کے لئے مقرر ہے۔

اور ۱۸۔ اگست ہی کو وہ مقدمہ بھی پیش ہوگا جو مولوی کرم الدین نے ہمارے مقدمات کے جواب میں حکیم فضل الدین صاحب پر بشمولیت اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ہوا ہے۔ اور جو چیف کورٹ سے منتقل ہو کر گورداسپور آیا ہوا ہے یہہ سب مقدمات ایک ہی عدالت میں دائر ہیں +

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

ڈومیسٹک

ہم نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ شایع کرتے ہیں کہ ۱۰۔ جولائی ۱۹۰۳ء کو ہمارے معزز بھائی منشی محمد سلیمان صاحب مدرس بہادلہ ضلع لودہانہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جسکا نام حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ سے محمد عثمان رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک وفادار خادم اور درخشندہ نمونہ بنا دے سے قوم اور والدین کے لئے مبارک کرے اور اس طرح وہ نافع الناس ہو کر اللہ تعالیٰ کی برکات اور فیوض حاصل کرتا ہوا دراز عمر پاوے۔ آمین۔

نماز جنازہ پڑھی جاوے

سیالکوٹ سے ہمارے مکرم مخدوم جناب حامد شاہ صاحب منشی محمد دین صاحب اپیل نویس کی اہلیہ کے انتقال کی خبر بھیجتے ہیں منشی صاحب موصوف سیالکوٹ کی جماعت کے ایک مستعد اور ہوشیار ممبر ہیں آپ کی اہلیہ کو بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بڑی محبت اور دین کی باتوں کے سننے اور اونپر عمل کرنے کا بہت شوق تھا۔ شاہ صاحب موصوف نے خواہش ظاہر کی ہے کہ مرحومہ کا جنازہ ہماری ہر جگہ کی احمدیہ جماعت پڑھے دارالامان میں یہہ جنازہ پڑھا گیا +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے مع اہل بیت بہت خیریت سے ہیں آج آپ گورداسپور بغرض ادائے شہادت تشریف لے جانیوالے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہاں ۱۹۔ اگست تک آپکا قیام ہوگا انشاء اللہ +

۲۔ حضرت حکیم الامۃ اور دیگر بزرگان ملت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب بھی بخیریت ہیں حضرت حکیم الامت بھی بغرض ادائے شہادت حضرت حجۃ اللہ کے ہمراہ ہیں۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب پہلے سے گورداسپور گئے ہوئے ہیں اور ۱۶ اور ۱۷ کو مولوی صاحب موصوف لاہور تشریف لے گئے۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں قادیان میں خوب بارش ہوگئی۔ قادیاں ایک جزیرہ بنا ہوا ہے۔

ہمارے قادیانی مخالف

قادیاں کے باشندوں کو باستثنائے بعض ہمارے سلسلہ کے ساتھ خاص دشمنی اور عداوت ہے اور وہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی نئی صورت ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کو دکھ دینے کی تلاش کرتے رہتے ہیں محض اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ان لوگوں کو چونکہ ہر قسم کے شر کے مقابلہ سے روکا گیا ہے اور صبر اور برداشت کی تعلیم دیجاتی ہے۔ اس لئے وہ جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں۔ لیکن اب ان لوگوں کی مخالفت کا رنگ کوئی اور صورت اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اگر ہم صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور کو (جو ایک نہایت بیدار مغز اور مردم شناس حاکم ہیں) اس امر کی طرف توجہ دلائیں کہ وہ قادیاں کے ایسے اشخاص کی ایک فہرست مرتب کرائیں جو ہمارے جماعت کے خلاف ہر معاملہ میں انفرادی اور مجموعی طور پر پارٹ لیتے ہیں اور پہر ان لوگوں کے ذاتی چال چلن کو معلوم کریں تو انپر یہ راز بہت جلد کہل سکتا ہے۔

جناب میجر ڈالس صاحب ضلع کے ذمہ وار حاکم ہونے کی وجہ کبھی اس بات سے ناواقف نہیں ہو سکتے کہ عالیجناب مرزا غلام احمد صاحب کی ذاتی خدمات کا ذکر جو اونہوں نے گورنمنٹ کی

بذریعہ تحریرات کی ہیں) انہیں علم ہوگا ایسی حالت میں ایک وفادار دوست خاندان کے اعلیٰ ممبر اور اس کے خدام کو تنگ کرنے کے منصوبے اس قابل ہیں کہ وہ اوسپر توجہ فرمائیں۔

مراسلہ

فیض احمدی

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معجزہ عرض کرتا ہوں درج اخبار فرماکر مشکور فرماویں ہمارے گاؤں میں طاعون نمودار ہوئی اول جس محلہ میں آئی جو اسمیں گرفتار ہوا کوئی نہ بچا ایک لڑکا علی محمد راجپوت عمر الف ۹ سالہ بیمار ہوا اس کی حالت بیان کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تب اوسکو قریباً ایکسو دس درجہ کا تھا اور گلٹی ران میں نمودار تھی اُسکو اپنے وجود کی کچھ خبر نہ تھی بلکہ وہ آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اور عام لوگ خیال کرتے تھے کہ مرگیا اور سرسام بھی تھا اُسکی والدہ کا بھی قریباً ویسا ہی حال تھا فرق صرف اتنا تھا کہ اوس کی نظر بدستور قایم تھی باقی ہوش وحواس باختہ تھے لڑکے کی نظر بھی بہت کم ہوگئی تھی۔ جب وہ میرے پاس آئے کہ اسکا کچھ علاج کر دیں اور منشی خدا بخش احمدی دونوں بیٹھے ہوئے تھے ہمنے کہا کہ ہم حکیم نہیں ہیں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظاہری نشان دکھلاتے ہیں میں جو عید پر حضرت قادیان شریف آیا تھا اوسوقت کا ایک صافہ موجود تھا اُسکو پھاڑ کر ہر دو مریضان کی گلٹی پر باندھ دیا مریضان کو کچھ خبر نہ تھی اور اون کے گھر والوں کو کہا گیا کہ تم اپنے صدق دل سے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرو اونہوں نے مان لیا۔ اور ہمنے خدا کے آگے دعا کی کہ اگر ہمارا مسیح سچا ہے تو شفا دے مخالف ہمسے ہنسی کرتے تھے اور اس کے گھر میں چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں میں خود وہاں گیا معلوم ہوا کہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں قادیان شریف میں ہوں حضرت اقدس کے دربار میں حاضر ہوں حضور فرماتے ہیں کہ تجھ کو گیارہ دن تک تکلیف ہے۔ اور سبز کدو اپنے دست مبارک سے مجھے دیا ہے کہ اسکا پانی پی چنانچہ کدو کے پانی پینے سے گیارہ روز تک دونوں کو صحت ہوگئی ہے اور ایک عورت پھر بیمار ہوئی اس کو بھی اسی طرح کہا تو وہ راضی ہوگئی جب اُس کے گھر والے بیعت سے منکر ہوئے تو وہ پھر بیمار ہوگئی اونہوں نے پھر توبہ کی وہ پھر توبہ کے بعد راضی ہوگئے۔ بندہ فضل محمد خان رئیس بیگو وال۔ ریاست کپورتھلہ۔

تازہ الہامات

جو بمقام گورداسپور [illegible] اگست [illegible] ۱۰ اگست کی شام کو معلوم ہوا [illegible] (۱) یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم۔ (۲) ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ (۳) الا ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد [illegible] (۴) [illegible] (۵) ۱۵ اگست [illegible] الہام بمقام قادیان ہوا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس الہام کے ساتھ ایک خواب بھی تھا۔

بیعت

اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھیٰ امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق

شادی خاں صاحب - مقام سنور ضلع پٹیالہ
مولوی بدرالدین صاحب ملتان - ملتان
محمد عابد صاحب ،، - ،،
محمد زاہد صاحب ،، - ،،
اہلیہ مولوی بدرالدین صاحب ،، - ،،
اہلیہ غلام نبی خانصاحب - گڑھ شنکر - ہوشیارپور
مسماۃ عمدہ بی بی ،، - ،،
سلطان بخش صاحب ،، - ،،
محمد صاحب - چک سکندر - گجرات
مہرالدین صاحب ،، - ،،
نور احمد صاحب ،، - ،،
احمد دین صاحب - نوری والہ - گوجرانوالہ
محمد امین صاحب - چک پنیا - گجرات
عبدالعزیز صاحب - بھیرہ - شاہپور
اہلیہ مستری غلام الٰہی صاحب - ،، - ،،
،، ،، فضل الٰہی صاحب - ،، - ،،
شہادو صاحب ،، - ،،
عبدالرشید صاحب - گوراپور - منٹگمری
منشی محمد حسین خانصاحب - مانانوالہ - سیالکوٹ
راجہ محمد خانصاحب - کشمیر
نظام الدین صاحب - جہلم
عبدالحمید صاحب - سیالکوٹ
حسن الدین صاحب - ،،
احمد جان صاحب - شملہ
عبدالرحمٰن صاحب کابلی - پشاور
سعد جو عبدالغنی صاحب پٹواری - پٹیالہ
،، رجب علی صاحب ،،
قدیرالنساء بی بی ،،
محمود النساء بی بی ،،
ہمشیرہ و والدہ عبدالغنی خانصاحب ،،
الٰہ بخش صاحب - چک سکندر - امرتسر
مولوی احمد دین صاحب مدرس - بھیرہ - شاہپور
ابن ،، - ،، - ،،
مولا بخش صاحب - بھمیان - ہوشیارپور
مسماۃ عمری زوجہ ،، - ،،
رحمت بی بی دختر ،، - ،،

نبی بخش صاحب - بھری بی بی - بھمیان - ہوشیارپور
ابراہیم صاحب - حاجرہ بی بی - ،، - ،،
وزیر محمد صاحب - عمری بی بی زوجہ وزیر محمد ،، - ،،
نور محمد صاحب - غلام محمد صاحب - ،، - ،،
برکت علی صاحب - بی بی بھاگن - ،، - ،،
جیون صاحب - رالو بی بی - ،، - ،،
محمد بخش صاحب - رحمت اللہ صاحب - ،، - ،،
مہتاب بی بی - عمر صاحب - ،، - ،،
بی بی لبھو - بی بی جامو - بی بی جیو - ،، - ،،
غلام حسین صاحب - رحیم بخش صاحب - ،، - ،،
بی بی حافو - عمر صاحب - رحمت اللہ صاحب - ،، - ،،
بوڑا صاحب - مہتاب بی بی زوجہ بوڑا - ،، - ،،
احمد بخش صاحب - بی بی اما سوایا - ،، - ،،
قادر بخش صاحب - رحمت اللہ صاحب - ،، - ،،
بی بی حاجرہ زوجہ ،، - ،،
نبی بخش صاحب - پیر بخش صاحب - ،، - ،،
علی محمد صاحب - ،، - ،،
احمد بخش صاحب - ،، - ،،
عبداللہ صاحب - ،، - ،،
شاہ دین صاحب - ،، - ،،
مسماۃ عمری - شیرالدین صاحب - ،، - ،،
امام الدین صاحب - ،، - ،،
پیر بخش صاحب - ،، - ،،
مسماۃ بیگاں [illegible] - ،، - ،،
عمری زوجہ ،، - ،،
شہاب الدین صاحب - ،، - ،،
طفیل محمد صاحب - ،، - ،،
تھو صاحب - ،، - ،،
بی بی جیو - جیون صاحب - ،، - ،،
بی بی فاطمہ - ،، - ،،
طالعمند صاحب راجپوت - بریال - ،،
عمر خانصاحب ،، - ،،
بی بی جھنڈی - ،، - ،،
کرتار بخش صاحب - ،، - ،،
سکندر خانصاحب - ،، - ،،
سمند خانصاحب - ،، - ،،
برکت بی بی ،، - ،،
میراں بخش صاحب - ،، - ،،
رحیم بخش صاحب - ،، - ،،
چنگے خاں صاحب - ،، - ،،
بی بی دولت سلامت خانصاحب - ،، - ،،
عطر بی بی - جھنڈے خان - ،، - ،،
بی بی دولت - ماکھا خانصاحب - ،، - ،،
سلطان علی صاحب - ،، - ،،
بی بی دیمیا - ،، - ،،

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم　رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

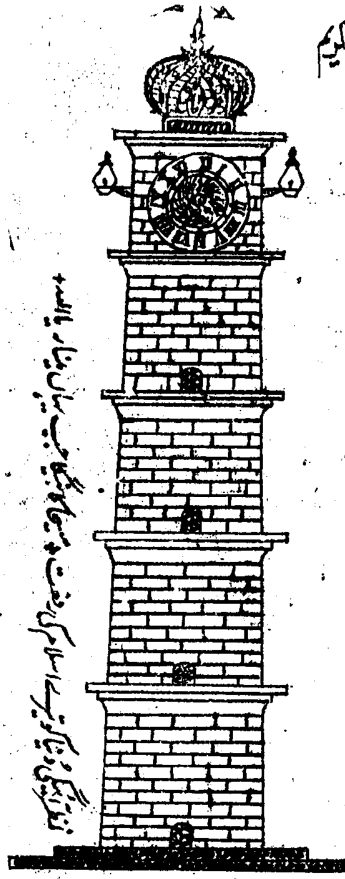

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

انا الاوی القریۃ

الحکم

روز دوشنبہ

سنہ ۱۳۲۱ ہجری

حضرت قادیان دارالامان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی عرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد | مورخہ ۲۴ - اگست سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۳۰ - جمادی الاول سنہ ۱۳۲۱ ھجری | نمبر ۳۱

کلمات طیبات حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۰ - جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

صداقت کا معیار اعدا پر غلبہ ہے۔

فرمایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو کس کو معلوم تھا کہ آپ کے ہاتھ سے اسلام سمندر کی طرح دُنیا میں پھیل جاوے گا جب آپ نے دعویٰ کیا تو وہی تین چار آدمی آپ کے ہمراہ تھے جو کہ مسلمان ہوئے تھے اور ابو جہل وغیرہ آپ کو کیسے حقیر خیال کرتے تھے لیکن اگر اب وہ زندہ ہوں تو اون کو پتہ لگے کہ جسے وہ حقیر اور ذلیل خیال کرتے تھے خدا تعالیٰ نے اوس کی کیا عزت کی ہے۔

اعدا کی ناکامی اور اپنی کامیابی پر فرمایا کہ اس کے متعلق حال میں پیشگوئی جو ہوئی ہے اگرچہ وہ ایک رنگ میں پوری ہوگئی ہے تاہم خدا جانے کامل طور پر اس کے پورا ہونے کے لئے وہ کیا منشاء رکھتا ہے۔ اصل جڑ ایسی پیشگوئیوں کی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ہے جو کہ بہت سے اسباب کو چاہتا ہے۔

دُنیا میں حق پسند بہت تھوڑے ہیں اور اقبال پسند بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ آخرکار ذی وجاہت لوگوں کو اپنے برگزیدوں کے ساتھ کر دیا کرتا ہے تاکہ عوام الناس اون کے ذریعہ سے ہدائت پاویں کیونکہ عوام الناس میں حق پسندی اور عمیق عقل کم ہوتی ہے اس لئے وہ بڑے بڑے آدمیوں کو دیکھکر اون کے ذریعہ داخل ہوتے اور ہدائت پاتے ہیں۔

۳۱ - جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

اسم ضال اور ہادی کی تجلّی۔

بعض زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے اسم ضال کی تجلی ہوتی ہے اور بعض زمانہ میں اسم ہادی کی تجلی۔ نیک اور خدا ترس لوگ جس اسم کی تجلی ہوتی ہے اس کے نیچے آتے ہیں اور اپنے رنگ میں اس سے استفادہ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے۔ اسم ضال کی تجلی کا زمانہ گذر چکا۔ اور اب اسم ہادی کی تجلی کا وقت آیا ہے۔ اسی واسطے خود بخود طبیعتوں میں اس کفر اور شرک سے ایک بیزاری پیدا ہو رہی ہے۔ جو عیسائی مذہب نے پھیلایا تھا۔ ہر طرف سے خبریں آرہی ہیں کہ دُنیا میں ایک شور مچ گیا ہے اور وہ وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید دُنیا میں پھیلے اور وہ شناخت کیا جاوے اس کی طرف اشارہ کرکے براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف

اور پھر ایک جگہ فرمایا ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ جن لوگوں کو کچھ بھی تعلق نہیں ہے وہ بھی مانتے ہیں کہ یہہ زمانہ انقلابات کا زمانہ ہے۔ ہر قسم کے انقلابات ہو رہے ہیں اور یہہ سب انقلاب ایک آنیوالے زمانہ کی خبر دیتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے عظمت و جلال کامل طور پر ظاہر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو اُس قوم میں فسق و فجور پیدا ہو جاتا ہے۔ فاسق چونکہ زنانہ مزاج ہوتے ہیں اور فسق کی بنیاد ریت پر ہوتی ہے اس لئے وہ... جلد تباہ ہوتے ہیں ذرا سا مقابلہ ہو اور سختی پڑے تو برداشت کی طاقت نہیں رکھتے۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ براہین احمدیہ میں مسیح کے دوبارہ آنے کا اقرار درج ہے۔ خدا تعالیٰ نے پہلے ہی کیوں ظاہر نہ کر دیا فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ہمکو بتایا ہم نے ظاہر کر دیا اور یہی ہماری سچائی کی دلیل ہے اگر منصوبہ بازی ہوتی تو ایسا کیوں لکھتے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس براہین میں میرا نام عیسےٰ بھی رکھا گیا ہے۔ اس کی بنیاد براہین سے پڑی ہوئی ہے اور علاوہ بریں سنت اللہ اسی طرح

یہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال سے پہلے کیوں بنوت کا دعوے نہ کر دیا اسی طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام مامور ہونے سے پہلے یوسف نجار کے ساتھ بڑہئی کا کام ہی کرتے رہے غرض جتبک حکم نہیں ہوتا...... اعلان نہیں کرتے۔ دیکھو جبتک شراب کی حرمت کا حکم نہیں ہوا تھا اُس کی حرمت بیان نہیں کی گئی۔ اسی طرح ہوا کرتا ہے۔ جب خداتعالیٰ نے ہمپر کہولدیا ہم نے دعویٰ کر دیا۔ بغیر اس کی اطلاع اور اذن کس طرح ہو سکتا تھا۔

پس یاد رکھو کہ ہر ایک نبی کو جب تک وحی نہ ہو وہ کچھہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ ہر ایک چیز کی اصل حقیقت تو وحی الہٰی سے ہی کہلتی ہے یہی وجہ تہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا۔ ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنی تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی وحی آپ پر ہوئی تو پھر قل انی امرت وانا اول المؤمنین آپ کو کہنا پڑا اسی طرح آپ کے زمانہ وحی سے پیشتر مکہ میں بُت پرستی اور شرک فسق و فجور ہوتا تھا۔ لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ وحی الہٰی کے آنے سے پہلے بھی آپ نے ان تینوں کے خلاف وعظ کیا اور تبلیغ کی تھی۔ لیکن جب فاصدع بما تؤمر کا حکم ہوا تو پھر ایک سکنڈ کی بھی دیر نہیں کی اور ہزاروں مشکلات اور مصائب کی بھی پروا نہیں کی بات یہی ہے کہ جب کسی امر کے متعلق وحی الہٰی آجاتی ہے تو پھر مامور اُس کے پہنچانے میں کسی کی پروا نہیں کرتے اور اوس کا چھپانا اسی طرح شرک سمجھتے ہیں جس طرح وحی الہٰی سے اطلاع پانیکے بغیر کسی امر کی اشاعت شرک سمجھتے ہیں۔

اگر وہ اس بات کو جسکی اطلاع وحی الہٰی کے ذریعہ سے نہیں ملی بیان کرتا ہے تو گویا وہ یہہ سمجھتا ہے کہ اسے وہ سوجہا ہے جو خدا کو بھی نہیں سوجھتا۔ اور اس گستاخی سے وہ مشرک ہوجاتا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمام باتیں جو قرآن شریف میں درج ہیں قرآن شریف کے نزول سے پہلے ہی بیان کر دیتے تو پھر قرآن شریف کی کیا ضرورت رہ جاتی غرض جو کچھہ ہمپر خدا نے کہولا اور جب کہولا ہم نے بیان کر دیا۔

یکم اگست ۱۹۰۳ء

ایک دوست کے تحریری سوال پر کہ "اللہ تعالےٰ شرک کو کیوں معاف نہیں کرتا اور گناہ پر مواخذہ کی کیا وجہ ہے۔" فرمایا۔ گناہوں کے مواخذہ کے متعلق یہہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا سنت اللہ میں یہہ داخل ہے یا نہیں؟

وہ ہمیشہ سے مواخذہ کرتا آیا ہے گناہ خواہ از قسم صغائر ہوں یا کبائر اس کا مواخذہ ضرور ہوتا ہے اور یہ انسان ہے اور انسان خود اپنی فطرت میں غور کرے کہ کیا وہ اپنے ماتحتوں اور متعلقین سے کوئی مواخذہ کرتا ہے یا نہیں جب اون سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اور وہ کوئی خطا کرتے ہیں؟ یہ فطرتی نقش اس بات پر ایک حجت اور گواہ ہے۔

اور یہ بات کہ شرک کو نہیں بخشتا۔ اگر ایک ایک گناہ پر یہ سوال ہو تو پھر بہت بڑی وسعت دیکر اس سوال کو یوں کہنا پڑے گا کہ وہ ہر قسم کے گناہ کیوں معاف نہیں کر دیتا۔ سزا دیتا ہی کیوں ہے؟ یہہ غلطی ہے پہلی امتوں پر گناہوں کے باعث عذاب آئے اور اب بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح گناہوں کا مواخذہ کرتا ہے۔

ہاں ہمارا یہہ مذہب ہرگز نہیں ہے کہ گناہگاروں کو ایسی سزا ابدی ملیگی کہ اس سے پھر کبھی نجات ہی نہ ہوگی بلکہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم گناہگاروں کو بچالیگا اور اسی لئے قرآن شریف میں جہاں عذاب کا ذکر کیا ہے وہاں فعال لما یرید فرمایا ہے۔ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک بندوں کے اور ایک خدا کے جیسے چوری ہے یہ عبد کا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی چوری شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو چرا کر دوسرے کو دیتا ہے چونکہ یہ ایک بڑی زبردست ہستی کی چوری ہے اس لئے اسکی سزا بھی بہت ہی بڑی ملتی ہے۔

جو لوگ اس قسم کے سوال کرتے ہیں۔۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے قانون اور مرضی کے ماتحت رکھنا چاہتے ہیں کہ جس گناہ کو یہہ چاہیں اُسے بخشدے اور جسکو نہ چاہیں اسے نہ بخشے اسطرح پر کیسے ہوسکتا ہے ہم یہاں دنیا میں اسکا نمونہ دیکہیں تو آخرت میں کیسے کوئی حاکم ایسا ہے کو لکہدے کہ فلاں مجرم کو سزا نہ دی جاوے اور تعزیرات ہند کو موقوف کر دیا جاوے تو کیا ایسی درخواست منظور ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں +

اس طرح پر تو اباحت کی بنیاد رکھی جاتی ہے کہ جو چاہو سو کرو۔

پھر اسی خط میں ایک دوسرا سوال یہ بھی تھا کہ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی؟ اس پر فرمایا کہ رسول وہ ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات ہوتے ہیں پس جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ بہت خطرناک جرم کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وہ شریعت کے سارے سلسلہ کو باطل کرنا چاہتا ہے اور حلت حرمت کی قید اوٹھا کر اباحت کا مسئلہ پھیلانا چاہتا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیسے نجات کا مانع نہو۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو لا انتہا برکات اور فیوض لیکر آیا ہے اسکا انکار ہو اور پھر نجات کی امید اسکا انکار کرنا ساری بدکاریوں اور بدمعاشیوں کو جائز سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ ان کو حرام ٹھہراتا ہے +

۲ اگست ۱۹۰۳ء

درازی عمر کی اصل | ہمارے مکرم مخدوم ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب اپنی رخصت کے ختم ہونے پر عرض کی کہ میں صبح جاؤں گا فرمایا خط و کتابت کا سلسلہ قائم رکھنا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کی کہ حضور! میرا ارادہ بھی ہے کہ اگر زندگی باقی رہی تو انشاء اللہ بقیہ حصّہ ملازمت پورا کرنے کے بعد مستقل طور پر یہاں ہی رہونگا۔ فرمایا

یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان توبۃ النصوح کرکے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دے اور لوگوں کو نفع پہنچاوے تو عمر بڑہتی ہے۔ اعلاء کلمۃ الاسلام کرتا رہے اور اس بات کی آرزو رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان مولوی ہو یا بہت بڑے علم کی ضرورت ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے یہ ایک اصل ہے جو انسان کو نافع الناس بناتی ہے اور نافع الناس ہونا درازی عمر کا اصل گر ہے +

ایک الہام | فرمایا تیس سال کے قریب گذرے کہ میں ایک بار سخت بیمار ہوا اس وقت مجھے الہام ہوا اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ مجھہ سے خلق خدا کو کیا کیا فوائد پہنچنے والے ہیں لیکن اب ظاہر ہوا کہ ان فوائد اور منافع سے کیا مراد تھی غرض جو کوئی اپنی زندگی بڑہانا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی دل کو ایسا پاتا ہے کہ اُس نے مخلوق کی نفع رسانی کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اُسے توفیق دیتا اور اوس کی عمر دراز کرتا ہے۔ جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اوس کی مخلوق کے ساتھ شفقت سے پیش آتا ہے اسیقدر اُس کی عمر دراز ہوتی اور اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہوتا اُس کی زندگی کی قدر کرتا ہے لیکن جسقدر وہ خداتعالیٰ سے لاپروا اور لاابالی

غلام مولا

ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ انسان اگر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی وقف نہ کرے اور اوس کی مخلوق کیلئے نفع رساں نہو تو یہ ایک بیکار اور نکمی ہستی ہوجاتی ہے بھیڑ بکری بھی بہ اس سے اچھی ہے جو انسان کے کام تو آتی ہے لیکن یہ جب اشرف المخلوقات ہوکر اپنی نوع انسان کے کام نہیں آتا تو پھر بدترین مخلوق ہوجاتا ہے کی طرف اشارہ کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین میں گرایا جاتا ہے ÷ پس یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان میں یہ نہیں ہے کہ وہ خدا کے اوامر کی اطاعت کرے اور مخلوق کو نفع پہنچاوے تو وہ جانوروں سے بھی گیا گذرا ہے اور بدترین مخلوق ہے ÷

کامیابی کی موت بھی درازی عمر ہے۔ اسجگہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو نیک اور برگزیدہ ہوتے ہیں چھوٹی عمر میں بھی اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں اور اس صورت میں گویا یہ قاعدہ اور اصل ٹوٹ جاتا ہے۔

مگر یہ ایک غلطی اور دھوکا ہے دراصل ایسا نہیں ہوتا یہ قاعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا مگر ایک اور صورت پر درازی عمر کا مفہوم پیدا ہوجاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی کا اصل منشا اور درازی عمر کی غائت تو کامیابی اور بامراد ہونا ہے پس جب کوئی شخص اپنے مقاصد میں کامیاب اور بامراد ہوجاوے اور اوس کو کوئی حسرت اور آرزو باقی نہ ہے اور مرتے وقت نہائت اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو تو وہ گویا پوری عمر حاصل کرکے مرا ہے اور درازی عمر کے مقصد کو اُس نے پالیا ہے اس کو چھوٹی عمر میں مرنے والا کہنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔

صحابہ میں بعض ایسے تھے جنہوں نے بیس بائیس برس کی عمر پائی مگر چونکہ اون کو مرتے وقت کوئی حسرت اور نامرادی باقی نہ رہتی بلکہ کامیاب ہوکر اُٹھے تھے اس لئے اونہوں نے زندگی کا اصل منشاء حاصل کرلیا تھا۔

انما الاعمال بالنیات اگر انسان نیکی نہ کرسکے تو کم از کم نیکی کی نیت تو رکھے کیونکہ ثمرات عموماً نیتوں کے موافق ملتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیوی حکام بھی اپنے قوانین میں نیت پر بہت بڑا مدار رکھتے ہیں اور نیت کو دیکھتے ہیں اسی طرح پر دینی امور میں بھی نیت پر ثمرات مرتب ہوتے ہیں پس اگر انسان نیکی کرنے کا مصمم ارادہ رکھے اور ... نیکی نہ کرسکے تب بھی اسے اسکا اجر مل جاویگا اور جو شخص نیکی کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکو توفیق بھی دیدیتا ہے۔ اور توفیق کا ملنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے دیکھا گیا ہے اور تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ انسان سعی سے کچھ نہیں کرسکتا نہ وہ صلحاء سعداء و شہداء میں داخل ہوسکتا ہے اور نہ اور برکات و فیوض کو پاسکتا ہے غرض

(قبولیت دعا اور دعا کا طریق)

نہ بزور و نہ بزاری نہ بزر مے آید

بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ گوہر مقصود ملتا ہے اور حصول فضل کا اقرب طریق دعا ہے اور دعا کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اسمیں رقت ہو اضطراب اور گدازش ہو جو دعا عاجزی اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہوکر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ÷ اور پھر اسکا علاج یہی ہے کہ دعا کرتا رہے خواہ کیسی ہی بیدلی اور بے ذوقی ہو لیکن یہ سیر نہ ہو تکلف اور تصنع سے کرتا ہی رہے اصلی اور حقیقی دعا کیواسطے بھی دعا ہی کی ضرورت ہے۔

بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں اور ان کا دل سیر ہوجاتا ہے وہ کہہ اوٹھتے ہیں کہ کچھ نہیں بنتا مگر ہماری نصیحت یہ ہے کہ اس خاک بیزی ہی میں برکت ہے کیونکہ آخر گوہر مقصود اسی سے نکل آتا ہے اور ایک دن آجاتا ہے کہ جب اسکا وہ دل زبان کے ساتھ متفق ہوجاتا ہے اور پھر خود ہی وہ عاجزی اور رقت جو دعا کے لوازمات ہیں پیدا ہوجاتے ہیں۔ جو رات کو اٹھتا ہے خواہ کتنی ہی عدم حضوری اور بے صبری ہو لیکن اگر وہ اس حالت میں بھی دعا کرتا ہے کہ الٰہی دل تیرے ہی قبضہ و تصرف میں ہے تو اس کو صاف کردے اور عین قبض کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بسط چاہے تو اس قبض میں سے بسط نکل آئیگی اور رقت پیدا ہوجائیگی یہی وہ وقت ہوتا ہے جو قبولیت کی گھڑی کہلاتا ہے وہ دیکھے گا کہ اسوقت روح آستانہ الوہیت پر پانی کی طرح بہتی ہے اور گویا ایک قطرہ ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف گرتا ہے۔

دعا اور مسیح میں نے خیال کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا واقعہ بھی عجیب ہے اور وہ حالت دعا کا ایک صحیح نقشہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بد قضاء و قدر مقدر تھی اور وہ قبل از وقت اون کو دکھائی گئی تھی اور انہوں نے بھی یہی سمجھا تھا کہ اس سے رہائی محال ہے اور پہلے نبیوں نے بھی ایسا ہی سمجھا تھا اور آثار بھی ایسے ہی نظر آتے تھے اسواسطے اونہوں نے بڑی بیکلی اور اضطراب کے ساتھ دعا کی انجیل میں اس کا نقشہ خوب کھینچ کر دکھایا ہے پس ایسی حالتمیں اللہ تعالیٰ نے ان کی قضاء و قدر کو جو موت کے رنگ میں مقدر تھی غشی کے ساتھ بدل دیا۔ اور اونکی دعا سنی گئی چنانچہ انجیل کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں لکھا ہے فسمع لتقواہ کہ اسکی دعا اس کے تقوے کے باعث سنی گئی اور خدا نے تقدیر ٹالدی اور موت غشی سے بدل گئی اصل بات یہ ہے کہ اگر عیسائیوں کے کہنے کے موافق مان لیا جاوے کہ مسیح صلیب پر مرگیا تو اس موت کو لعنتی ماننا پڑیگا جسکا کوئی جواب عیسائیوں کے پاس نہیں بلکہ عیسائیوں پر ایک اور مصیبت بھی آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پھر ان کو ماننا پڑیگا کہ مسیح کی یہ دعا بھی جو اُس نے باغ میں ساری رات رو رو کر کی تھی قبول نہیں ہوئی۔ اور ان میں اور چوروں میں جو ان کے ساتھ صلیب پر لٹکائے گئے تھے کیا فرق ہوا۔ انہوں نے بھی تو صلیب پر مرنے سے بچنے کے لئے دعا کی تھی اور اونہوں نے بھی کی نہ اون کی قبول ہوئی اور نہ انکی مگر ہمارا یہ مذہب نہیں ہے جیسے ہمارے نزدیک مسیح کی موت لعنتی موت نہ تھی جیساکہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے ویسے ہی یہ بھی ہمارا اعتقاد ہے کہ ان کی دعا قبول ہوئی اور وہ **صلیب پر سے زندہ** اتر آئے۔

نکتہ اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک باریک سر ہوتا ہے جسکو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا انبیاء علیہم السلام پر اس قسم کے ابتلا اور قضاء و قدر آیا کرتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی آیا اور دوسرے نبیوں پر بھی کسی نہ کسی رنگ میں آتے ہیں اور یہ ایک تجلی ہوتی ہے جس کو دوسرے لوگ موت سمجھتے ہیں مگر یہ موت دراصل ایک زندگی کا دروازہ ہوتی ہے۔

باب الموت صوفی کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص کو جو خدا تعالیٰ سے ملنا چاہے ضروری ہے کہ وہ باب الموت سے گذرے ÷ مثنوی میں اس مقام کے بیان کرنے میں ایک قصہ نقل کیا ہے۔ (یہاں حضرت نے وہ قصہ بیان کیا جسکا منظوم ترجمہ دیکھو صفحہ ۶ میں درج ہے۔)

پس یہ سچی بات ہے کہ نفس امارہ کی تار وہیں جو یہ جکڑا ہوا ہے اس سے رہائی بغیر موت کے ممکن ہی نہیں ÷

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین کے معنے اسی موت کی طرف اشارہ کرکے قرآن شریف میں فرمایا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ اسجگہ یقین سے مراد موت بھی ہے یعنے انسان کی اپنی ہوا و ہوس پر پوری فنا طاری ہوکر اللہ تعالیٰ کی اطاعت رہ جاوے اور وہ یہاں تک ترقی کرے کہ کوئی جنبش اور حرکت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نہ ہو۔

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ موت انسان پر وارد ہو جاتی ہے تو سب عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں اور پھر خود ہی سوال کرتے ہیں کہ کیا انسان اباحتی ہو جاتا ہے اور سب اعمل ماشئت کچھ اس کے لئے جائز ہو جاتا ہے پھر آپ ہی جواب دیا ہے کہ یہ بات نہیں کہ وہ اباحتی ہو جاتا ہے۔ بلکہ بات اصل یہ ہے کہ عبادت کے اثقال اس سے دور ہو جاتے ہیں اور پھر تکلف اور تصنع سے کوئی عبادت وہ نہیں کرتا۔ بلکہ عبادت ایک شیریں اور لذیذ غذا کی طرح ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت اس سے ہو سکتی ہی نہیں اور خدا تعالیٰ کا ذکر اس کے لئے لذت بخش اور آرام دہ ہوتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں کہا جاتا ہے اعملوا ماشئتم۔ اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ نواہی کی اجازت ہو جاتی ہے نہیں بلکہ وہ خود ہی نہیں کر سکتا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ کوئی خصی ہو اور اوس کو کہا جاوے کہ تو جو مرضی ہے کر وہ کیا کر سکتا ہے۔ اس سے فسق و فجور مراد لینا کمال درجہ کی بے حیائی اور حماقت ہے۔ یہ تو اعلیٰ درجہ کا مقام ہے جہاں کشف حقائق ہوتا ہے۔ صوفی کہتے ہیں اسی کمال پر الہام ہوتا ہے اس کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہو جاتی ہے اسوقت اسے یہ حکم ملتا ہے۔

پس اثقال عبادت اس سے دور ہو کر عبادت اس کے لئے غذا شیریں کا کام دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ھذا الذی رزقنا من قبل فرمایا گیا ہے

گناہ سے نجات کیسے ہو

فرمایا گناہ سے نجات محض خدا تعالیٰ کے فضل اور تصرف سے ملتی ہے جب وہ تصرف کرتا ہے اور دل میں وعظ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر ایک نئی قوت انسان کو ملتی ہے جو اس کے دل کو گناہ سے نفرت دلاتی ہے اور نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

ایمان کیلئے ابتلا ضروری شے ہے

ایک شخص نے اپنی تکالیف اور ابتلاؤں کا ذکر کیا۔

فرمایا

جب اللہ تعالیٰ کسی آسمانی سلسلہ کو قایم کرتا ہے۔ تو ابتلا اسکی جزو ہوتے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے ضروری ہوتا ہے کہ اس پر کوئی نہ کوئی ابتلا آوے تاکہ اللہ تعالیٰ سچے اور مستقل مزاجوں میں امتیاز کر دے اور صبر کرنیوالوں کے مدارج میں ترقی ہو۔ ابتلا کا آنا بہت ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا کہنے پر ہی چھوڑ دیئے جاویں کہ ہم ایمان لائے اور اوپر کوئی ابتلا نہ آوے ایسا کبھی نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ وہ غداروں اور کچوں کو الگ کر دے پس ایمان کے بعد ضروری ہے کہ انسان دکھ اوٹھاوے بغیر اس کے ایمان کا کچھ مزا ہی نہیں ملتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں اور اونہوں نے کیا کیا دکھ اوٹھائے۔ آخر ان کے صبر پر اللہ تعالیٰ نے اونکو بڑے بڑے مدارج اور مراتب عالیہ عطا کئے انسان جلد بازی کرتا ہے اور ابتلا آتا ہے تو اوس کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ دنیا ہی رہتی ہے اور نہ دین ہی رہتا ہے مگر جو صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اون کے ساتھ ہوتا ہے اور انپر انعام و اکرام کرتا ہے۔ اس لئے کسی ابتلا پر گھبرانا نہیں چاہیئے ابتلا مومن کو اللہ تعالیٰ کے اور بھی قریب کر دیتا ہے اور اوس کی وفاداری کو مستحکم بناتا ہے نیکن کچے اور غدار کو الگ کر دیتا ہے

ایک شخص نے ذکر کیا کہ میرا ایک ساتھی تھا اگر اسے جماعت میں داخل ہونے کے بعد کچھ تکالیف پہنچیں تو وہ الگ ہو گیا۔

فرمایا

تم شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو اس ابتلا سے بچا لیا ایک وہ زمانہ تھا کہ تلواروں سے ڈرایا جاتا تھا اور وہ لوگ اس کے مقابلہ پر کیا کرتے تھے خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتے اور کہتے ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

مگر آجکل تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ تلوار سے نہیں ڈرایا جاتا۔ اصل یہ ہے کہ جنکو اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں رہنے کے لائق نہیں پاتا اُنکو الگ کر دیتا ہے وہ ایمان کے بعد مرتد اس لئے ہوتے ہیں کہ قیامت کو جب وہ اپنے رفیق کو جنت میں دیکھیں تو ان کی حسرت اور بھی بڑھے اسوقت وہ کہیں گے کاش ہم اپنے رفیق کے ساتھ ہوتے۔ اپنی ہی کمزوری ہے جو ذرا ذرا سی بات پر یہ لوگ گھبرا جاتے ہیں ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کو اپنا رازق سمجھ لیں اور اوس پر ایمان رکھیں تو ایک جرأت اور دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ساری باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صبر اور استقلال سے کام لینا چاہیئے اور خدا تعالیٰ سے ثبات قدم کی دعا مانگتے رہو۔

کسی کا مرتد ہو جانا کچھ میرے سلسلہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ منہاج نبوت کے ساتھ یہ بات لازمی ہے نبیوں کے سلسلے میں یہ نظیر ملتی ہیں ہمکو کوئی افسوس نہیں البتہ ایسے لوگوں پر رحم آتا ہے کیونکہ اون کو دو چند عذاب ہوگا اس لئے کہ وہ ایمان لا کر مرتد ہوئے اور پھر بہشت کے پاس پہنچکر واپس ہوئے یہ حسرت کا عذاب ہوگا۔

مشکلات سے مت ڈرو خدا کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت اور بے عزتی اوٹھانے کے لئے تیار رہو تا خدا تعالیٰ تمہاری مصائب کو دور کرے اور تمہاری آبرو کا خود محافظ ہو۔

مومن وہی ہوتا ہے جو خدا کے ساتھ وفادار ہوتا ہے جب ایمان لے آیا پھر کسی کی دھمکی کی کیا پروا ہے تم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ اور یہ اقرار کر چکے ہو جب انسان خدا کے لئے وطن احباب اور ساری آسائشوں کو چھوڑتا ہے وہ اوس کے لئے سب کچھ مہیا کرتا ہے اب چاہیئے کہ صادقوں کی طرح ثابت قدم رہے کیونکہ خدا تعالیٰ صادق کا ساتھ دیتا ہے اور اسکو بڑے بڑے درجہ عطا کرتا ہے **خدا تعالیٰ اس وقت صادقوں کی جماعت طیار کر رہا ہے جو صادق نہیں وہ آج نہیں کل چلا جائیگا اور اس سلسلہ سے الگ ہو کر رہیگا مگر صادق کو خدا ضایع نہیں کرے گا۔**

تقویٰ

نمبر ۳

گذشتہ اشاعت سے آگے

سادہ لوح انسان کو حقہ چرٹ پان تمباکو بھنگ۔ چرس۔ افیون۔ سنکھیئے اور دھتورہ کا عادی بنا دیتا۔ لباس اور مکانات کو ریاکاری اور بیہودہ نمایش کا اکھاڑہ بنا دیتا۔ تاش شطرنج مرغبازی اور دیگر ہزلیات کو رواج دیتا بیہودہ بکواس غزلگوئی اور ترنم کی گرمبازی کرتا ہے۔ تمام عیب اور گناہ . . . کورانہ اطاعت سے پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو صرف و نحو اور معقول و منقول کا دیوانہ اور قرآن سے متنفر اسی بھیڈ چال نے بنایا۔ یہود کو عیسائیوں کا دشمن اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا دشمن اور اسی طرح تمام مذاہب کو ایک دوسرے کا دشمن اسی بیہودہ تعالی نے کر دیا۔ قرآنی تراجم کا رواج اسی نے دور کیا اور بے معنے پڑھنے کا

رواج اسی نے قایم کیا۔ بچوں۔ جوانوں اور بوڑھوں کے مذاق کو لغو اور افترا پسندی احمقانہ حال نے بنایا ہر ایک کی فطرتی عقل اور مذاہب کو یہی حماقت بگاڑتی ہے۔ خداوند کریم کی وحدت و عظمت کی بجائے شرک وکفریات یہی رسم پرستی بھرتی ہے اپنے فلسفیانہ طریق پر قرآن مجید اس احمقانہ پرستش کی تردید اسطرح پر فرماتا ہے قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث ج فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون ۝ یہ کہو کہ خبیث اور طیب برابر نہیں ہوتے اگرچہ خباثت کی کثرت تجکو اچھی معلوم ہو پس اے اہل دانش لوگو خدا سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ پہلا مقولہ ایک توجہ طلب دلیل ہے کہ کثرت قلت ایک علیحدہ امر ہے جو خبیث ہے وہ خبیث ہے خواہ وہ کسی قدر کثیر کیوں نہ ہو اور جو طیب ہے وہ طیب ہے خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔ کثرت کے دباؤ میں نہیں آنا چاہئے خواہ وہ کثرت کیسی ہی دلکش معلوم ہو بلکہ اے سمجھ والے لوگو خدا سے ہی ڈرو دنیاوی کثرت اور رواج خداوند عالم کی عظمت وجلال کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ یہ سراسر حمق اور جہالت کا کام ہے کہ انسان دنیا کی خوشنودی کے لئے خدا کو چھوڑ دے اور اس کے احکام کا کچھ خیال نہ کرے اس بشر کا ایمان خدا پر کیسا نکما ایمان ہے جو خدا کو دنیا کی برابر بھی نہیں سمجھتا بلکہ فی الحقیقت وہ مشرک ہے اور بے ایمان ہے۔ اسی واسطے اگر نجات پانا چاہتے ہو تو خوب سوچ لو اور سمجھ لو کہ نجات کا راستہ سوائے خوف خدا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا سے بے خوف اور لاپروا ہو کر انسان تمام مضر راستوں میں پڑ جاتا اور دین سے محروم رہتا ہے۔ پھر اس مطلب کو اور الفاظ میں قرآن مجید اس طرح پر بیان فرماتا ہے فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مؤمنین اگر تم مؤمن ہو تو سمجھ لو کہ اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے پس اگر خدا کو مانتے ہو تو اس بات کو بھی ساتھ ہی مان لو کہ اسکا خوف اور اوس کی اطاعت سب سے مقدم ہے جو عملاً ایسا ظاہر نہیں کرتا وہ فی الحقیقت مشرک اور بے ایمان ہے۔ پھر دوسرے الفاظ میں اس مسئلہ کو یاد دلاتا ہے ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر۔ اللہ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے کیونکہ اللہ کی طرف سب کی بازگشت ہے

۹۔ خدا سے ڈرنا حماقت اور رعونت کی دلیل ہے خلقت کا خوف ریاء جھوٹھ اور بدی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ خدا کا خوف صفائی۔ راستی اور نیکی کی طرف رسم ورواج کا خوف مشرک و احمق بناتا ہے پر خدا کا خوف موحد و دانشمند حکام کا خوف خوشامد بے وفائی اور حرامخوری کی طرف مائل کرتا ہے مگر خدا کا خوف صدق و وفا اور نمک حلالی کیطرف برادری اور شہرداری کا خوف رسم پرست اور زیاں کار بناتا ہے پر خدا کا خوف خدا پرست اور صلاح کار۔ پھر کیسی نادانی اور جہالت ہے کہ رسم ورواج سے ڈریں مخلوق سے ڈریں حکام اور برادری سے ڈریں پر خدا سے غافل اور بے خوف بنے رہیں۔ بدیہی نظر میں یہ سراسر نادانی کی بات ہے کہ خالق کے مقابلہ پر اُس کی مخلوق کا خوف کیا جاوے رب العالمین کے احکام کے مقابلہ پر رسم ورواج کو مانا جائے احکم الحاکمین کے مقابلہ پر دُنیادی حکام کا خوف کیا جاوے۔ اے انسان کیا تیرے نزدیک اُس رب العالمین کی کچھ حقیقت نہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جو جس کے رزق کو چاہے کم کر دے اور جس کے رزق کو چاہے زیادہ کر دے جسکو چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے جس کے حکموں میں کوئی مخل نہیں ہو سکتا جو چاہے تو ایک دم میں زمین اور پہاڑوں کی گرد بنا کر اوڑا دے۔

الغرض خدا سے نہ ڈرنا ہر پہلو سے حماقت و رعونت میں داخل ہے قرآن مجید اس حمق کی تشریح اپنے فلسفیانہ طریق سے بہت مقامات پر فرماتا ہے ذیل میں تمثیل کے طور پر چند مقامات درج کئے جاتے ہیں افامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون اوامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا ضحی وھم یلعبون ۝ افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون کیا ان بستیوں کے لوگ اس بات سے نڈر ہوگئے کہ اُنپر ہمارا عذاب راتوں رات آپڑے اور وہ سوئے پڑے ہوں یا ان بستیوں کے رہنے والے اس سے نڈر ہیں کہ اُنپر ہمارا عذاب دن میں آپڑے اور وہ لہو ولعب میں مشغول ہوں تو کیا اللہ کے نامعلوم فعلوں سے نڈر ہوگئے سو یاد رکھو کہ اللہ کے نامعلوم فعلوں سے وہی نڈر ہوتے ہیں جو برباد ہونے والے ہیں انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ سے تو بس وہی لوگ ڈرتے ہیں جو اُس کے بندوں میں سے اہل علم ہیں۔ مثال کے طور پر ایک احمق و متکبر کے بیان میں قرآن مجید فرماتا ہے۔ واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم ولبئس المھاد جب اوس کو کہا جاوے کہ خدا سے ڈر تو رعونت اُس کو پکڑ کر گناہ کی طرف مائل کر دیتی ہے پس اُس کے واسطے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ پھر ایک اور مقام پر فرماتا ہے۔ افامن الذین مکروا السیئات ان یخسف اللہ بھم الارض او یاتیھم العذاب من حیث لا یشعرون ۝ او یاخذھم فی تقلبھم فما ھم بمعجزین ۝ او یاخذھم علی تخوف فان ربکم لرءوف الرحیم ۝ تو کیا جو لوگ بدی کے منصوبہ باندھتے ہیں اون کو اس بات کا خوف نہیں کہ خدا اون کو زمین میں دے مارے یا جدہر سے اون کو خبر بھی نہ ہو عذاب اُنپر آ نازل ہو یا اون کے چلتے پھرتے خدا اون کو کھٹکے کی حالت میں پکڑ لے مگر اصل یہ ہے کہ تمہارا رب بڑی شفقت ورحمت والا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ سخت بیباکی کی حالت میں بھی لوگوں پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوتا) ایک اور مقام پر فرماتا ہے ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ھی تمور ۝ ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر ۝ کیا تم اُس کے غضب سے نہیں ڈرتے کہ کہیں تم پر پتھر برساوے تو عنقریب تم معلوم کروگے کہ ہمارا ڈرانا کیسا تھا۔ الغرض خدا سے نہ ڈرنا پرلے درجہ کی حماقت و رعونت اور خبث کے واسطے ریا ہو جانے کی علامت ہے۔ ہماری بیباکی اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی سخت عذاب ناگہانی طور پر دن میں یا رات میں ہمپر آپڑے زمین پھٹ جائے اور شریر لوگ اُسمیں دھس جائیں یا آسمان کے پتھر برس کر اون کو نیست و نابود کر دیں مگر خدا کا علم اور رحم ہماری پناہ ہے وہی ہمکو بچا رہا ہے۔ ورنہ ہمارے اعمال ایسے نہیں کہ ہم ایک دم کے واسطے امن سے زندہ چھوڑے جاویں۔

۱۰۔ شریروں کے درمیان مومنوں کو بھی بے خوف نہیں رہنا چاہئے بلکہ بہت ڈرنا چاہئے۔ جبتک ہم اپنے جان ومال کو وعظ ونصیحت میں صرف نہ کریں اور تبلیغ احکام کا بار جو صریح بے ایمانوں اور بے دینیوں کے درمیان ہمپر عین فرض ہے سبکدوش نہ ہو جائیں اسوقت تک عذاب الٰہی سے بری نہیں ہو سکتے۔ ایسی حالتوں میں جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے تو چُن چُن کر شریروں کو نہیں پکڑتا بلکہ تاریخ میں بہت سے سُست اور غافل مومن بھی پکڑے جاتے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ ج واعلموا ان اللہ شدید العقاب۔ فتنہ سے ڈرو جو تم میں سے شریروں کو چن چن کر نہیں پکڑے گا اور اس بات کو جانے رہو کہ تحقیق اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

۱۱۔ جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ سخت جھگڑالو فسادی اور مشرک اور دین ودنیا میں برباد ہو جاتا ہے۔ یہ

مسئلہ اوپر کے بیانات سے صاف ہو چکا ہے کہ تمام نیکی اور دینداری کی بنیاد خدا ترسی ہے اور تمام بدی اور بیدینی کی بنیاد اُس کا خلاف ہے پس جو ڈرتا ہے وہ ہر طرح سے اپنی اصلاح کرتا اور فساد سے بچتا ہے اوس کی آنکھیں روشن اور عقل صاف و صحیح ہو جاتی ہے ہر طرح کے ظلم و فساد سے اُس کی روح کانپتی اور دور رہتی ہے برعکس اُس کے جو بیباک ہے وہ ہمیشہ بدی اور فساد کی طرف مائل رہتا اس کی آنکھیں اندھی اور عقل خراب رہتی ہے ہر طرح کی شرارت اسکو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اسطرح پر اوس کا دین برباد ہو جاتا اور ظلم و شرارت کی وجہ سے دُنیا میں جلد تر ذلیل و خوار یا نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے افامنوا مکر اللہ الا القوم الخاسرون کیا اللہ کے نامعلوم فعلوں سے نڈر ہو گئے.......

.... اور اللہ کے نامعلوم فعلوں سے وہی لوگ نڈر رہتے ہیں۔ جو برباد ہونیوالے ہیں شرک بھی اسوقت تک انسان کو اچھا معلوم ہوتا ہے جب تک خدا کی طرف سے خوف نہ ہو بلکہ شرک میں مبتلا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ خدا کی عظمت و ہیبت اس کے اندر کچھ نہیں۔ تبھی ایک انسان یا حیوان یا پتھر یا چاند یا سورج یا ستارہ کو خدا بناتا اور اوس کے آگے جھکتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ افلا تتقون (ہود علیہ السلام نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے واسطے اوس کے سوائے اور کوئی معبود نہیں پس کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ہو (جو اللہ کے شریک ٹھیراتے ہو) واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم ولبئس المہاد۔ جب اوسکو کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تب اس کو عزت کھینچکر گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ پس ایسے شخص کیواسطے جہنم کافی ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱ - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔ ۱۷ - اگست ۱۹۰۳ء کو بعد دوپہر آپ ادائے شہادت کیلئے گورداسپور تشریف لے گئے اور ۱۹ - کی شام کو گورداسپور سے روانہ ہو کر رات کو بٹالہ قیام فرمایا اور ۲۰ - کی صبح کو مع الخیر دارالامان میں وارد ہوئے اس اثنا میں مندرجہ ذیل وحی آپ پر نازل ہوئی +

۱۸ - اگست بعد دوپہر | (۱) ساکرمک اکراما حسنا - (۲) ساکرمک اکراما عجبا - (۳) ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقنٰہما (۴) قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون (۵) یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون (۶) ما تری فی خلق الرحمٰن من تفاوت

۱۹ - اگست | الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدہم فی تضلیل -

مندرجہ بالا الہامات گورداسپور میں مقدمہ میں پیش ہونے سے بیشتر ہو چکے جو سنائے گئے اور انکا ظہور جس رنگ میں ہوا یا ہوگا وہ ہم بعد میں انشاء اللہ دکہائیں گے

۲۰ - اگست | کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی -

۲۲ - اگست | خدا کی پناہ میں عمر گذارو

قادیاں میں حضرت اقدس کو ایک الہام یہ بھی ہوا تھا انی اری الرحمٰن حل غضبہ علی الارض - اس کی تشریح حضرت اقدس نے یہہ فرمائی ہے کہ میں رحمان کو دیکھتا ہوں یعنی اگرچہ خدا رحمان ہے مگر گناہ حد سے بڑھ گیا ہے جس سے اس کا غضب نازل ہو گیا ہے

۲ - بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں -

۳ - ہفتہ رواں میں بھی بارش خاصی ہو گئی -

۴ - حضرت اقدس کا سفر گورداسپور ایک جدا مضمون ہے جو کسی وقت انشاء اللہ الحکم میں نکلے گا -

۵ - دارالامان کا تعلیم الاسلام ہائی سکول ۳۰ - اگست ۱۹۰۳ء سے یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء تک موسمی تعطیلات کے لئے بند کیا گیا بورڈر اپنے گھروں کو رخصت ہوئے +

اطلاع

بعض احباب باوجودیکہ پہلے لکھا گیا تھا کہ نمبر ۲۷ و ۲۸ الحکم اگست اور ستمبر کے اخبارات کے ساتھ ہر ہفتہ چار صفحے زائد بھیجکر پورے کر دئے جاویں گے - پھر بھی ان نمبروں کو طلب کرتے ہیں ۱۰ - اگست سے الحکم ۲۰ صفحوں پر اسی لئے شائع ہوتا ہے یہ زائد صفحے اسی تلافی مافات کے لئے ہیں + آئندہ یاد رہے - مینیجر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی

خبریں

ایک احمدی گولڑہ میں

ہمارے مکرم مخدوم بھائی جناب بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر گوجرخاں کا تبادلہ گولڑہ ضلع راولپنڈی کے سٹیشن پر ہوا۔ یہہ گولڑہ پیر مہر علی شاہ صاحب کا ہیڈ کوارٹر ہے بعض نادان کہتے ہیں کہ بابو شاہدین صاحب چونکہ ایک سخت مخالف کے علاقہ میں ہیں جہاں اون کے پیرووں کا (جو سرحدی علاقہ کے پرجوش پٹھان ہیں) زور ہے اور اس لئے وہ امن میں نہ رہیں گے - مگر ہم ایسی باتوں کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پیر صاحب اپنی ذمہ واریوں کو ضرور سمجھتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ بابو شاہدین صاحب کو کسی قسم کا نقصان بھی پہنچے تو کم از کم پیر صاحب یا اونکی جماعت اس کے لئے نشانہ بن سکتی ہے - ایسی حالت میں بابو شاہدین صاحب کے جان و مال کی بلاواسطہ حفاظت گویا پیر صاحب خود کریں گے + اور ہم امید کرتے ہیں کہ بابو صاحب کو گولڑہ سٹیشن پر کوئی ایسا گزند نہ پہنچیگا جسکا اون کو اندیشہ دلایا جاتا ہے بلکہ پیر صاحب اور اون کی جماعت کو اپنے اخلاق کے ظاہر کرنے کا ایک عمدہ موقع ہاتھ آیا اور ہم امید نہیں کرتے کہ وہ اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے دیں ہم دیکھیں گے کہ پیر صاحب اور انکی جماعت بابو شاہدین صاحب سے کس اخلاق سے پیش آتی ہے + محکمہ ریل کے اعلیٰ افسران کو بھی اس امر کا نوٹ ضرور کر رکھنا چاہیئے کہ بابو شاہدین صاحب اس سٹیشن پر ہیں جہاں ان کا ایک سخت مذہبی مخالف اور اس کی ایک جماعت ہے - بابو شاہدین صاحب کے اخلاق اور ان کی نرم خوئی جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اونمیں پیدا کی ہے ہمکو پورا یقین ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کا ایک عمدہ نمونہ اس سٹیشن پر دکہائیں گے - اور صبر - برداشت - رفق اور ملاطفت سے اپنے سید و مولا امام کی تعلیم اپنے نمونہ سے پیش کریں گے

ترقی

ہمارے مکرم و مخدوم بھائی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب معقول ترقی حاصل کرکے آگرہ میڈیکل کالج میں پروفیسر ہو کر تشریف لے جاتے ہیں

مبارک ا

نوٹ: - میں پھر قادیاں سے باہر تھا ۲۶ - کی شام کو واپس آیا جو اخبار کی دیر کا باعث ہے - ایڈیٹر

ہمارے واجب الاحترام مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ عالیہ آجکل دارالامان میں ہیں مقدمات کے متعلق مناسب طیاری کے علاوہ بعض اور قومی خدمات میں معروف ہیں -

---

جناب ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب احمدی سانبر سے جے پور تبدیل ہوئے سانبر والوں نے ڈاکٹر صاحب کو نہائت اعزاز اور اکرام کے ساتھ رخصت کیا ایسا اعزاز اور کسی ڈاکٹر کا آجتک وہاں نہیں ہوا ہم کسیقدر تفصیل سے پھر لکھینگے

ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق عنقریب الحکم میں ایک مبسوط مضمون نکلنے والا ہے +

ہماری مقامی ضرورتیں اور افسران ضلع کی توجہ +

اپنے فرائض کو نگاہ رکھتے ہوئے حکام ضلع گورداسپور کی خدمت میں قادیاں کی مقامی ضرورتوں پر وقتاً فوقتاً ہمکو کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے- آجکل موسمی عوارض کے ایام ہیں - اور قادیان سے قریب ہی مسانیاں تحصیل بٹالہ میں ہیضہ کی شدید وارداتیں ہورہی ہیں + چونکہ قادیان میں مسانیاں کے ساتھ کی رشتہ داریاں ہیں جنکی وجہ سے آمدورفت کا سلسلہ بھی بند نہیں ہوسکتا + ایسے موقع پر کسقدر ضروری ہے کہ تین ہزار آبادی کے قصبہ میں اشیائے خوردنی کی نگرانی کیجاوے اگر سول سرجن صاحب گورداسپور (جنکی توجہ اور مستعد طبیعت کے ہم پہلے سے شکرگزار ہیں کیونکہ قادیان کی صفائی کے متعلق اونہوں نے ہماری تحریروں پر پوری توجہ کی تھی) اسوقت توجہ کریں اور قادیاں کی اشیائے خوردنی کا ملاحظہ کریں تو پبلک کو مضر صحت اشیا کے ملنے سے نجات ملے اور اگر وہ اپنی توجہ کو ذرا وسیع کرکے کم ازکم ستمبر کے اخیر تک اسسٹنٹ سرجن بٹالہ کو ہفتہ میں ایکبار قادیاں آکر عام حالت کے معاینہ کا مشورہ دیں تو اور بھی مفید ہوسکتا ہے - ہم امید کرتے ہیں کہ رائے سوبھا رام صاحب سول سرجن گورداسپور رفاہ عام کے خیال کو مدنظر رکھکر اس پر نوٹس لیں گے +

مقامی ڈاکخانہ | بابو فقیر حسین صاحب پوسٹماسٹر قادیاں تبدیل ہوکر پھر کلرکی پر واپس گئے - اُن کی جگہ بابو پرتاب سنگھ صاحب کلرک بٹالہ سب آفس سے سب پوسٹماسٹر ہوکر آئے ہیں معلوم نہیں افسران ڈاکخانہ ایسی جلد جلد تبدیلیوں سے کیا فائدہ سوچتے ہیں بجز اس کے کہ صرف خرچ کا اضافہ ہوتا کھائے پڑتے - قادیان کے ڈاکخانہ کے متعلق ہماری شکایات ڈاک کی آمد اور روانگی کیلئے بدستور سابق ہیں سپرنٹنڈنٹ صاحب خاص توجہ کررہے ہیں امید ہے پوسٹماسٹر جنرل قادیان کی کاروباری پبلک کی ضروریات اور مشکلات کو محسوس کریں گے اور جو سکیم پیش کی گئی ہے اسپر نوٹس لیں گے -

قادیان کی سڑک کا سوال | ہنوز روز اول کا مصداق ہورہا ہے - قادیان سے جو گنڈی سڑک تک جاتی ہے اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے کچھ تو وہ پہلے ہی سے خراب تھی اور اب اسپر طرہ یہہ ہوا کہ زمینداروں نے مختلف مقامات پر بند مار کر اس راستہ کو کاٹ کاٹ کر خراب کردیا ہے - جہاں یکے اولٹتے اور راہرو گرتے ہیں -

کیا تحصیلدار صاحب بٹالہ تکلیف گوارا کریں گے اور ایک بار اس حصہ کو دیکھکر اپنی توجہ سے پبلک کو مشکور فرماسکیں گے ؟

قادیاں میں ایک عیسائی آیا

ایک عیسائی گل محمد نامی جو کہ غالباً دو چار سال سے مذہب عیسوی میں داخل ہیں اور بنوں کے باشندے ہیں اور آجکل لاہور کے ڈیونیٹی کالج میں قیام پذیر ہیں - مذہبی تحقیقات کی غرض سے ۱۴- اگست ۱۹۰۳ء کو قادیان آکر اُسی دن بعد نماز مغرب حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے - حضرۃ اقدس نے پہلے اون سے معمولی حالات سکونت وغیرہ کے متعلق دریافت کئے جس کے بعد عیسائی صاحب نے اپنے مقصد کا اظہار کیا حضرۃ نے فرمایا کہ آپ کتنی مدت یہاں ٹھیریں گے اسکا جواب گلمحمد صاحب نے یہ دیا کہ میں تو کل ہی چلا جاؤنگا جسپر حضرۃ اقدس اور سب سامعین کو نہائت حیرانی ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے زور کیساتھ اصرار سے کہا کہ آپ یہاں دو تین ہفتہ تک ٹھیریں یہ مذہبی معاملہ ہے جسکا نتیجہ کفر یا ایمان ہے اس میں ایسی جلدبازی مناسب نہیں اور نہیں تو آپ کم ازکم ایک ہفتہ ہی ٹھیریں اور مذہبی امور دریافت کریں ہم حتی الوسع آپکو سمجھاتے رہیں گے - حضرۃ نے یہانتک بھی فرمایا کہ ہم ہرطرح سے آپکے مکان - خوراک وغیرہ کا بندوبست کرتے ہیں بلکہ یہاں رہنے میں آپکا کچھ مالی نقصان ہے تو وہ بھی دینے کو طیار رہیں اور اگر آپکی کچھ ملازمت اور تنخواہ ہے تو اس عرصہ کیلئے وہ بھی دیدیں گے مگر گلمحمد نے ایسی نہیں پکڑی کہ کوئی بات منظور نہ کی اور یہی کہا کہ کل میں ضرور چلا جاؤنگا - اسیوقت آپ میرے ساتھ سوال وجواب کرلیں - حضرۃ نے اس امر کو نامنظور کیا اور بہت سمجھایا کہ یہ مذہبی معاملہ ہے ہم اسمیں ایسی جلدبازی ہرگز نہیں کرسکتے اور نہ ہم اس امر کی پرواہ رکھتے ہیں کہ آپ باہر جاکر لوگوں کو کیا کچھ کہوگے یا سنائیں گے - اگر آپ کو حق کی طلب ہو تو آپ چند یوم ہمارے پاس ٹھیر جائیں بلکہ یہہ بھی فرمایا کہ اگر آپکا حرج ہے تو ہم دو چار روپیہ روز تک بھی دینے کو طیار ہیں مگر گل محمد صاحب نے کوئی بات نہ مانی اور کہا کہ اچھا میں پھر آؤنگا مگر صرف چار دن کے لئے حضرت نے فرمایا کہ کم از کم دس دن ضروری ہیں مگر جب گلمحمد صاحب نے کہا کہ میں چار دن سے زائد بالکل نہیں ٹھیر سکتا تو بالآخر حضرت نے چار دن ہی منظور فرمائے اور گل محمد صاحب کی درخواست پر اسی وقت ایک عہدنامہ تحریر ہوا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے

محمد صادق ۲۴- اگست ۱۹۰۳ء

نقل عہدنامہ منجانب گل محمد عیسائی

گل محمد صاحب کی تحریک کے مطابق جو اجازت ان کو یہاں قادیاں آنے کے لئے شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے تحریر کی تھی کہ وہ اپنی مشکلات مذہبی کے حل کرنے کے لئے قادیاں حضرۃ اقدس کے پاس آسکتے ہیں اس کے مطابق وہ یہاں آکر ۱۴- اگست ۱۹۰۳ء کو بعد نماز مغرب حضرت صاحب کے پاس آئے مگر چونکہ اونہوں نے فرمایا کہ مجھے کل ہی واپس جانا ہے اور وہ زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا اور حضرت صاحب بھی گورداسپور جانے کے سبب سے ان کو زیادہ وقت نہیں دے سکتے اسلئے یہ قرار پایا کہ گل محمد صاحب ابتدائی ہفتہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو چار دن کے لئے یہاں آئیں اور اپنا ایک سوال تحریری پیش کریں جسکا جواب حضرۃ مرزا صاحب تحریری دیں گے اور اس جواب کے بعد اگر گل محمد صاحب کی تشفی نہ ہو تو اسی سوال کے متعلق کچھ اور دریافت کرسکتے ہیں جس کا جواب حضرت صاحب دیں گے اور یہی سلسلہ چار دن تک رہیگا - اس سوال وجواب کے شرائط یہ ہیں کہ ہر روز پانچ گھنٹہ اسپر خرچ ہونگے یعنی ہر ایک فریق کیلئے اڑہائی گھنٹہ اور جس فریق کو اڑہائی گھنٹہ کم وقت ملنے کا موقعہ ملے وہ اتنا ہی وقت دوسرے دن لے سکیگا لیکن چوتھے دن کی شام کو بہرحال یہ امر ختم ہوگا سوائے اس کے کہ ان چار دنوں کے اندر کوئی فریق کسی وجہ سے جو معمولی حوائج اور ضروریات کے علاوہ ہو پورا وقت نہ دے سکے تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ اس وقت کو چار دن کے بعد پورا کرے اور اگر چار دن کے اندر ہی مثلاً پہلے ہی دن حضرۃ صاحب فرمادیں کہ جو ہمنے کہنا تھا کہہ چکے - اور اب زیادہ اور کچھ نہیں کہنا تو گل محمد صاحب کو اختیار ہوگا کہ اسیوقت چلے جاویں - گل محمد صاحب کی طرف سے صرف ایک ہی سوال پیش ہوگا خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو اور فریقین کو اختیار نہ ہوگا کہ ایکدوسرے کے وقت میں کسی کی بات کو قطع کریں + (دستخط حضرۃ مرزا غلام احمد صاحب) دوسرے کاغذ پر ہوئے (گل محمد)

لوٹ - صفحہ ۴ پر جس مضمون کے اندراج کا حوالہ صفحہ ۱۰ کا دیا ہے وہ عدم گنجائش کیوجہ سے درج نہیں ہوسکا + ایڈیٹر

آپ بیتی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور اس اثنا میں ہماری دوکان مدراس میں الگ شروع ہوگئی جو اس سے پیشتر چند شرکاء میں چلتی تھی۔ اب سب شرکا نے اپنی اپنی جدا جدا دوکانیں کھول کر مشترکہ دوکان کو بند کردیا اس مشترکہ دوکان میں چار شریک تھے جنکی اب چار دوکانیں ہوگئیں والد مرحوم نے مجھکو اور ذکریا مرحوم کو یہاں چھوڑا اور باقی سب کو ہمراہ لے کر بیت اللہ شریف کو راہی ہوگئے - اور یہاں دو بھائی ہم اور دو ہمارے چچازاد بھائی تھے جو بڑی عمر کے تھے اور معاملہ فہم تھے مگر ہم دونو بھائی کم سن اور نو آموز - غرض والد صاحب کے تشریف فرما ہونے کے بعد چھوٹا بھائی ذکریا مدراس کو اپنی خاص دوکان پر روانہ ہوگیا چونکہ وہ میرے سے زیادہ معاملہ فہم اور طبیعت کا ہر ایک طرح سے تیز تھا اس لئے میرے بڑے بھائی نے اون کو وہاں روانہ کردیا اور میرے دوسرے چچازاد بھائی کو الگ دوکان پر بٹھایا - اور اپنے تئیں اور مجھے بڑی دوکان کے لئے تجویز فرمایا - اور بعد اس کے خود بھی جلد کسی کام پیش آجانے سے مدراس روانہ ہوگئے اور میں اکیلا یہاں دوکان پر رہ گیا اور اسوقت تک میں گویا ایک آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا اور اب پابند ہوگیا اس لئے اب کچھ کچھ بوجھ معاملہ کا اور خانہ داری کا محسوس ہونے لگا - چونکہ ابتدا سے ہمارے چچازاد بھائیوں کا کھانا پینا الگ ہی تھا صرف معاملہ شرکت کا تھا - غرض ہر ایک قسم کی آزمائش ہونے لگی اور بہت جلد طبیعت آئندہ کے لئے ہوشیار ہو چلی تجارت پیشہ میں بھی ایک شمار ہونے لگا - اور کچھ عزت اور وقار کی نظر سے ابنائے جنس میں دیکھا جانے لگا - اور بمصداق سہ

تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی -

ہر ایک موقعہ اور محل کا فہم گویا خدا سے ہی ملنے لگ گیا اور کوئی ایک برس کے بعد مدراس جانے کی نوبت پیش آگئی والد مرحوم کا بعد حج شاید دوسرے یا تیسرے دن مکہ معظمہ میں انتقال ہوگیا اور بڑا سخت صدمہ اس حادثہ سے دل کو پہنچا جسکو یہ عاجز ابتک نہیں بھولا - غرض اس حادثہ جانکاہ کے بعد میرا بھائی بنگلور آگیا اور مجھے وہاں جانا پڑا بعد پہنچنے کے میرے چچازاد بڑے بھائی جو وہاں موجود تھے صرف دو یا تین دن رہے اور بنگلور کو روانہ ہوگئے - ان کی اس حرکت سے سخت حیرانی ہوگئی یعنے ایک تو میں بالکل نیا اور پھر ہر ایک طرح سے نو آموز دفتر وغیرہ لکھنے کی بالکل تمیز نہ تھی اور نہ کسی اہل معاملہ سے شناسائی کروائی اور نہ کچھ زبان سے کہا اور یہ کیا تو یہ کیا کہ چلنے پر آمادہ ہوگئے اور یہاں مجھے گویا قیامت کا سامنا ہوگیا ہزاروں کا لین دین اور کچھ بھی خبر ندارد - مگر کیا ہوسکتا تھا - بجز اسکے کہ قہر درویش برجان درویش کبھی تو گھبرا کر رو پڑتا تھا اور کبھی دفتروں کو پاس رکھ کر ساری ساری رات غور کیا کرتا تھا اسوقت ایک اسی مسلمان ہمارے کام میں تھے جنکو کام دکان کا کچھ تجربہ تھا اون سے مجھے مدد ملتی رہی غرض یہ کہ ان سب باتوں پر میں بہت جلد حاوی ہوگیا اور پھر معاملہ کے متعلق بھی شوق ہو چلا -

یا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا مقصد طوالت کے ساتھ اس مضمون کو بیان کرنے سے مدعا یہ ہے کہ یہ گویا میری ابتدائی عمر کا ایک ثلث ہے جسکو آج بھی میں یاد کرتا ہوں تو میرے آنسو نکل پڑتے ہیں - وہ کیا ہی مبارک حصّہ زندگی کا تھا جس میں ہر ایک قسم کی خیر و خوبی جمع تھی - تجارت ایک محدود دائرہ کے اندر چلتی تھی - اکثر اسباب بمبئی سے آیا کرتا تھا بمبئی سے بنگلور شاید اڑھائی اور تین مہینے کے اندر اسباب پہنچتا تھا اور جب پہنچتا تھا تو ایکدم ہی تیس چالیس گاڑیوں میں کئی تاجروں کا مال آجاتا تھا گویا ایک قافلہ کی حیثیت ہوتی تھی اور پھر اس اسباب کے آنے سے جو رونق بازار کی ہوتی تھی اس کا نقشہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے غرض بمبئی سے لیکر چالیس فیصدی کے قریب نفع پر وہاں کے چھوٹے چھوٹے بیوپاری مال خرید لیتے تھے اور چار سے چھ قسط میں روپیہ ادا کرنے کی شرط ہوتی تھی اور اسطرح سے سال میں بیس ہزار کے قریب قریب ہماری تجارت چلتی تھی اور سال میں آٹھ مہینے راستہ کھلا رہتا تھا اور چار مہینے بند یعنے موسم کے مخالف ہونیکی وجہ سے جہازرانی موقوف رہتی تھی - یہ گویا معاش کا ذریعہ اور اسوقت کی تجارت کی حالت تھی اب رہا دوسرا پہلو یعنے خانہ داری کا سو ملاحظہ فرمانے کہ ہمارے والد اور چچا نے زندگی تک رفاقت کی رہائش اور تجارت میں اوسوقت شاید پچیس کے قریب آدمی ہمارے کنبے میں ہونگے جو ایک ہی مکان میں رہتے تھے کوئی تین روپیہ کرایہ ماہوار کا مکان تھا جسمیں اچھی طرح سے اوقات بسری ہوتی تھی میرے چچا شاید تیس روپیہ اور میرے والد پندرہ روپیہ ماہوار خرچ کے لئے اوٹھایا کرتے تھے ہر ایک چیز ارزان تھی گھی کی شاید دو سوا دو روپیہ فی من قیمت تھی اور عمدہ سے عمدہ چاول کی قیمت پونے دو سے دو روپیہ تک فی تھیلہ تھی علی ہذا القیاس ہر ایک خوردنی چیز کا یہ حال تھا اور اس زمانہ میں جو لذیذ اور لطیف غذائیں کا استعمال ہوا کرتا تھا آج اسکا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا - ہمدردی اپنے اور بیگانے سے ایسی تھی کہ شادی اور غمی دونوں پہلوؤں کا اثر صاحب خانہ کے برابر دوسروں پر ہوتا تھا -

خیراتی کاموں کی نگرانی صدق اور اخلاص اور محبت سے ہوا کرتی تھی بدستور فقراء اور علماء میں سیر چشمی نظر آتی تھی اور طالب ضرور ایک حد تک مستغنی ہوجاتے تھے - ادنیٰ درجہ کا آدمی یعنی ایک دو روپیہ کا معاش رکھنے والا بھی خورم و خندان نظر آتا تھا مروت - محبت - صدق - اخلاص - حیا - شرم حفظ مراتب ہمدردی ہر ایک قسم کے لوگوں میں پائی جاتی تھی گویا آسمان سے خیر و برکت کی بارش برس رہی تھی علی العموم جمیعت خاطر کے آثار نظر آتے تھے اور ابھی تک گویا وہ منتظر آنکھوں کے سامنے ہے اس کے بعد عمر کا دوسرا ثلث ہے جس کی نسبت جی نہیں چاہتا کہ کچھ لکھوں صرف اس قدر اشارہ کافی سمجھتا ہوں کہ بتدریج اس ابتدائی حصّہ کی خوبیاں جن کو میں نمونے کے طور پر لکھ آیا ہوں روبکمی ہوتی گئیں اور آخر حصّہ میں وہ سب کی سب کافور ہوگئیں اور ان کی جگہ ناگفتہ باتوں کا مجموعہ اپنے اندر جمع ہوگیا اور صحبت اور مجلس بھی ویسی ہی رہتی تھی - غرض جب تیسرے حصّہ کا آغاز ہونے لگا شاید عمر بھی چالیس سے متجاوز ہوگئی تو کچھ کچھ آنکھ کھلنے لگی گو کسی قدر حالات وہی دوسرے حصہ کے باقی اور قائم رہ گئے صرف اتنا فرق پیدا ہوا کہ اپنی حالت کو غور سے دیکھنے لگ گیا اور اچھے اور برے میں تمیز ہونے لگ گئی - والدین وغیرہ تو گویا سر پر سے اوٹھ گئے تھے اب نوبت اپنے ہمنشینوں کی آئی جو کسیقدر معمر تھے وہ بھی باری باری اوٹھنے لگے اور عبرتناک حالات بھی پیش ہونے لگے کچھ تو اپنی نالائق زندگی کا غم اور کچھ تغیرات زمانہ کا رنگ ان کو پکڑتا گیا مروت محبت اپنے بیگانے سے اوٹھنے لگی دوست دشمن سے بدتر نظر آنے لگے - گھر کی بات بگڑنے لگی - ہم آٹھ بھائی تھے چھ حقیقی اور دو چچازاد اور پھر سب با عیال و اطفال بلکہ بھتیجے تک صاحب عیال و اطفال - (باقی آئندہ)

مراسلت

ہماری مخالفوں کی حالت قابل غور ہے

اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
پچھلے ہفتہ کے ضمیمہ شحنہ ہند صفحہ ۶ میں ایک مراسلہ ابو السخا محمد رفعت اللہ خان صاحب شاہجہانپوری کے نام سے شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے وہ "مرزائیوں کے مکائد" یہ مراسلہ ابو السخا محمد رفعت اللہ خان صاحب کا نہیں ہے بلکہ یہ ایک اور مولوی صاحب کی راست بازی اور صداقت شعاری کا نمونہ ہے جنکا نام نامی و اسم گرامی ابو داؤد مولانا مولوی سید محمد عبد الودود صاحب ہے بات صرف اتنی تھی کہ ڈاکٹر محمد عمر خان صاحب نے (جو کچھ عرصہ ہوا شاہجہانپور تشریف لائے تھے) اثنای گفتگو میں یہ فرمایا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب اب خاموش ہیں اور کچھ نہیں کہتے موجودہ احمدیوں میں سے کسی نے شاید اسکی تائید بھی کی ہوگی کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ اتنی بات کو مولانا ابو داؤد سید محمد عبد الودود صاحب نے جس پیرایہ میں ادا کیا ہے وہ انھیں کا حصہ ہے۔ اسیطرح یہ کہ اپنی طبع نقاد و ذہن وقاد کے نتیجہ کو کسی خاص مصلحت سے ابو السخا محمد رفعت اللہ خاں صاحب سے منسوب کرکے اسکا عنوان قائم فرمایا ہے "مرزائیوں کے مکائد" خوب!! اور بہت ہی خوب مولانا ہم آپ کو بکفت چراغ دارد کا مصداق تو کیا کہیں مگر نہایت ادب سے آپ کو آپ کی پاکیزہ کارروائیوں اور پسندیدہ شیل بیانیوں کی طرف توجہ دلاکر درد بھرے کانپتے ہوئے دل کے ساتھ اتنا عرض کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اتق اللہ! اتق اللہ!! اتق اللہ!!

مذکورۂ بالا بیان کی تصدیق کے لیے ذیل میں ہم وہ مضمون بلفظہ درج کرتے ہیں جو ہمکو ابو السخا محمد رفعت اللہ خان صاحب نے اُس مضمون کی تردید میں دیا ہے جو اُنکے نام سے ضمیمہ شحنہ ہند میں شائع ہوا ہے

وھو ہذا۔

ایک مہربان کی عنایت اور اُس کا شکریہ

یکم اگست کے ضمیمہ شحنہ ہند میں یہ دیکھکر مجھکو سخت تعجب ہوا کہ اس میں میرے نام سے ایک مضمون جو کہ درج ذیل ہے شائع ہوا ہے

"مرزائیوں کے مکائد"

کچھ عرصہ ہوا کہ شاہجہانپور میں خدا جانے کہاں کا خدائی خوار ایک پنجابی مرزائی آنکلا جس کا بیان تھا کہ میں صرف مرزا صاحب کے مذہب کی اشاعت کے لیے سیر و سیاحت کرتا ہوں پھر کیا تھا یہاں مرزائیوں نے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا بڑی آؤ بھگت کی اور مرزائیوں کے گرو گھنٹال نے جنکی بدولت اس شہر میں یہ فتنہ جدید جاری ہوا ہے اپنے مکان پر مہمان کیا اور خاطر تواضع کی کچھ نہ پوچھیے۔ اس سے قبل اہل حدیث کو یہاں کے بعض مرزائی یہ دھوکا دیتے تھے کہ اب عرصے سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرزا کی حقانیت کے قائل ہوگئے ہیں اور مرزا کو مسیح موعود تسلیم کرنے لگے ہیں اور عنقریب وہ کھلم کھلا بھی اقرار کرینگے اسیوجہ سے اب انھوں نے بہت عرصے سے مرزا کے خلاف کچھ نہیں لکھا اور کوئی اور رسالہ وغیرہ انکی تردید میں شائع نہیں کیا اور انکے اس بیان کی تصدیق بڑے زور شور سے اس نووارد مرزائی نے بھی کی اور کہا کہ اگر یقین نہ ہو تو ابھی خط بھیجکر دریافت کرلو کہ وہ اب ہرگز مرزا صاحب کے خلاف نہیں اسپر میرے ایک مہربان نے جسنے مولوی صاحب موصوف سے خط کتابت بھی اسبارہ میں استفسار کیا مولوی صاحب موصوف کا جواب بلفظہ درج ذیل کیا جاتا ہے راقم ابو السخا محمد رفعت اللہ خان عفی عنہ شاہجہانپوری۔

گرامی نامہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نمبر ۳۷۵

محبی سید صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۱۱ مئی کا محبت نامہ وصول ہوا ۱۹۰۲ء سے میں مرزا کی ایسی خبر لے رہا ہوں جیسی آگے خبر لیتا تھا اور ایسا ہی گمراہ خارج از اسلام سمجھتا ہوں جیسا آگے سمجھتا تھا جلد ۱۹ رسالہ اشاعۃ السنہ کے کئی نمبروں میں اس کے رد میں کئی مضامین شائع کر چکا ہوں جو سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوے ہیں اس جلد کی قیمت ع روپیہ ہے منگا کر ملاحظہ کریں اگر قیمت نہ دیسکیں تو محصول ڈاک دو آنے خرچ رجسٹری دو آنے کل چار آنے کے ٹکٹ ارسال کریں بعد ملاحظہ و کاربرآری جلد مذکورہ اسی طور پر واپس کردیں میرا یہ خط جسکو چاہیں دکھا دیں مجھے کوئی لحاظ کسی مرزائی کا نہیں ہے ابو سعید محمد حسین بٹالوی مہتمم اشاعۃ السنہ

حالانکہ مینے اس وقت تک * ضمیمہ میں کوئی مضمون روانہ کیا نہ ایڈیٹر شحنہ ہند سے کسی قسم کی خط و کتابت کی ممکن تھا کہ مجھکو پوشیدہ عنایت فرما کا پتہ نہ چلتا مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے خط نے مجھکو یہ بتلا دیا کہ یہ مضمون ابو داؤد سید عبد الودود صاحب سہسوانی کا ہے کیونکہ یہ خط سید عبد الودود صاحب کے پاس (جب وہ شاہجہانپور میں ابو یحیی مولوی محمد صاحب کے پڑھنے تھے) آیا تھا اور جو شائع ہونے سے قبل میری نظر سے گذر چکا تھا اور وہ ابتک انھیں کے پاس موجود ہوگا باوجود یہ سمجھ لینے کے بھی میرا ارادہ تھا میں اسکو ظاہر نہ کروں کہ یہ مضمون میرا نہیں ہے کیونکہ میں مرزا صاحب کی مخالفوں میں ہوں پھر اگر میرے نام سے شائع ہوا تو کیا حرج مگر دو وجہ سے مینے اسکا اظہار مناسب سمجھا اول یہ کہ آئندہ میرے مہربان کسی اور کے یا میرے نام سے مضمون شائع نہ کرسکیں دوسرے یہ کہ مضمون میں اصل قصہ نہیں بیان کیا گیا تھا بلکہ میری جانب سے مرزائیوں پر اتہام لگایا تھا پس یہ دیکھکر میں اصل واقعہ کے اظہار پر مجبور ہوگیا کیونکہ ایسا نہ کرنے میں عام طور پر اور خاصکر اُن لوگوں کی نظروں میں جو اصل واقعہ سے باخبر ہیں میں کاذب سمجھا جاتا اور نیز عند اللہ بھی گنہگار ہوتا۔

---

* اصل قصہ کا بیان نہ کرنا اور جان بوجھکر اتہام لگانا بہتان کا طوفان اُٹھانا کیا ایک سعید نیک طینت انسان کا کام ہو سکتا ہے استغفر اللہ افسوس ایک صادق راستباز کی مخالفت نے ان مدعیان علم و فضل کی کہانتک نوبت پہونچا دی کہ نہ جھوٹ بولنا انکی نظر میں کوئی عیب ہے نہ کسی پر اتہام لگانا کوئی معصیت آئے دن کی اسی قسم کی چالاکیوں اور مکاریوں سے کام لے رہے ہیں نہ خدا کا خوف ہے نہ مخلوق کی شرم۔ ایڈیٹر

اب اصل واقعہ سنیے وہ صرف اسقدر ہی کہ مجھ سے ایک نوواردو فیروزپوری مرزائی نے دوران گفتگو میں بیان کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بالکل خاموش ہیں اور کچھ نہیں لکھتے اسکی بعض اور مرزائیوں نے بھی جو وہاں موجود تھے تصدیق کی بس اس کا ذکر میں نے سید عبدالودود صاحب سے کیا انھوں نے مولانا مذکور کو خط لکھا جو اوپر نقل کیا گیا اس کے سوا جو کچھ ہے مجھسے کسی مرزائی نے نہیں کہا اور نہ یہ کہا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے مرزا صاحب کو مسیح تسلیم کر لیا اور نہ میں نے اسکے طبع ہونے کی اجازت دی اور نہ میں اس سے خبردار ہوں خیر اب میں مولوی سید عبدالودود صاحب کو خبردار کرتا ہوں کہ خلاف واقعہ امور شائع نہ کریں آخر میں یہ بھی بتلاتا ہوں کہ مجھ سے اور اڈیٹر شحنہ ہند سے خط وکتابت نہ تھی اسوجہ سے وہ نہ جان سکے کہ فرضی مضمون ہے یا اصلی اور واقعہ کیا ہے کیونکہ اگر وہ واقعہ سے خبردار ہوتے تو ہرگز شائع نہ کرتے اسلیے ان سے کسی قسم کی شکایت نہیں

ابو السخا محمد رفعت اللہ خان محلہ انٹہ
متصل چوکی پولیس مکان نمبر ۲۴
از شاہجہان پور روہیلکھنڈ

ناظرین یہ ہیں آج کل کے مولوی کہلانے والے حضرات اور یہ ہیں انکی کرتوت کجا کسی مسافر کا یہ قول کہ مولوی محمد حسین صاحب اب خاموش ہیں اور کچھ نہیں کہتے اور کجا یہ بے سروپا طومار اہتمام کہ اس سے قبل اہل حدیث کو یہاں کے بعض مرزائی یہ دھوکا دیتے تھے کہ اب عرصہ سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرزا صاحب کی حقانیت کے قائل ہوگئے ہیں اور مرزا کو مسیح موعود تسلیم کرنے لگے ہیں اور عنقریب وہ کھلم کھلا بھی اقرار کرینگے اسیوجہ سے اب انھوں نے بہت عرصہ سے مرزا کے خلاف کچھ نہیں لکھا اور کوئی اشتہار و رسالہ وغیرہ انکی تردید میں شائع نہیں کیا اس بیان کی تصدیق بڑے زور شور سے اس نووارد مرزائی نے بھی کی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لیکن اس کارروائی پہ کچھ بھی تعجب نہیں کیونکہ ان بیچاروں کے پاس اسی قسم کی چالبازیوں یا گالی گلوچ اور کفر کے فتووں کے اور ہے کیا آخر کسی طرح اپنا دل بھی خوش کریں کہ نہیں اور بالخصوص ابو داؤد مولانا مولوی سید عبدالودود صاحب پر تو اور بھی

کوئی وجہ تعجب کی نہیں کیونکہ انجناب کی یہ کوئی نئی ذہانت تو ہے نہیں بلکہ آپ تو اس سے قبل بار بار مختلف لباسوں میں جلوہ فرما کر اس معاملہ میں ایک خاص مشق حاصل فرما چکے ہیں چنانچہ گذشتہ مہینہ کے کسی ضمیمہ میں بھی جناب والا ہی نے کرم فرمایا ہے اور محمد ظہور خان دکاندار بازار بہادر گنج کی طرف سے ایک مضمون شائع کرکے اسی قسم کی چالبازی اور بہتان سازی کو عزت بخشی ہے۔

اور محمد ظہور خان ہیں کہ کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں اور کئی آدمیوں کے سامنے کہہ چکے ہیں کہ یہ مضمون میرا نہیں بلکہ اسمیں جو جھوٹی باتیں شائع ہوئی ہیں انکے لیے میں ممانعت کرتا رہا لیکن صاحب مضمون نے نہ مانا اور پھر طرہ یہ کہ میرے نام سے مضمون شائع کردیا۔

ہم نے چاہا کہ محمد ظہور خان ہمکو صاحب مضمون کا نام بتادیں مگر اس سے انھوں نے انکار کیا چونکہ جناب مولانا ابو داؤد سید محمد عبدالودود صاحب محمد ظہور خان کے یہاں اکثر نشست برخاست رکھتے تھے اسوجہ سے گمان غالب یہی ہے کہ یہ تکلیف بھی ہمارے خاطر مولانا ہی نے گوارا فرمائی ہے۔ ہمارے مولانا کی نظر توجہ ضمیمہ شحنہ ہند تک ہی محدود نہیں بلکہ بعض اوقات انجناب دور دراز مقامات کی سیر بھی فرمانے لگتے ہیں۔ چنانچہ مطالعہ ریاض الاخبار مطبوعہ ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے ہمارے بیان کی کماحقہ تصدیق ہوسکتی ہے جس میں زیر عنوان اراکین ندوۃ العلماء اور مرزا صاحب قادیانی پورے چار کالم کا ایک لمبا مراسلہ محمد حنیف کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ وہ کہ جب مرزا صاحب باوجود بار بار بلائے جانے کے ندوۃ العلما امرتسر میں تشریف نہ لے گئے تو چالیس علماء و فضلا کی ایک جماعت بغرض تصفیہ امور متنازعہ قادیان پہونچے مگر مرزا صاحب نے اسہال و پیچش کا بہانہ کرکے ملاقات تک نہ کی وغیرۃ الخرافات والہذیانات۔

چونکہ مولانا ابو داؤد سید محمد عبدالودود صاحب کی کارروائیوں کا ہمکو اچھی طرح علم ہوگیا ہے لہذا یہ کہدینے میں ہمکو کیا تامل ہوسکتا ہے کہ غالباً وہ مراسلہ بھی صاحب مصدر الذکر ہی کا ایک ننھا سا کرشمہ تھا۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ ہمارے مولانا ابو داؤد سید محمد عبدالودود صاحب ہیں

بڑے زندہ دل اور ہنس مکھ انسان وہ اپنے دل بہلاتے اور اپنے احباب کو خوش کرنے کی تیز کوئی نہ کوئی چٹکلہ چھوڑ دیتے ہیں حتی کہ اس خیال کی محویت کا دائرہ یہانتک وسیع ہوجاتا ہے اور ایک ایسی استغراقی کیفیت طاری ہوجاتی ہے کہ مولانا کو اچھی برے جھوٹ سچ سفید و سیاہ میں مطلق امتیاز باقی نہیں رہتا۔

ابھی ہمکو مولانا موصوف کی ایک سرباز خط سے جو انھوں نے سہسوان سے ایک اپنے شناسا کے پاس بھیجا ہے معلوم ہوا ہے کہ اب مولانا نے کرزن گزٹ کی طرف توجہ مبذول فرمائی ہے اور مولانا کو اصرار ہے کہ اس ہفتہ کا کرزن گزٹ ضرور دیکھا جائے۔ دیکھیے مولانا وہاں کیا رنگ لاتے ہیں اور کس انداز سے رنگ لاتے اور کس انداز سے جلوہ فرماتے ہیں لیکن مولانا اب کوئی وضع پسند فرمائیں تاڑنے والی نظروں سے پوشیدگی محال ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

خاکسار مختار احمد احمدی شاہجہانپوری
۱۷ اگست ۱۹۰۳ء

سوال

نوع جن نوع انس سے کوئی علحدہ نوع ہے یا انس کی اصناف سے ہی کوئی صنف ہی جیسا کہ رومی شامی ہندی وغیرہ

الجواب

میرے نزدیک نوع جن نوع انس سے ایک علحدہ نوع ہے خواہ حقیقت اور ماہیت انکی کچھ ہی ہو لیکن انس کی صنف ہونا خلاف لغت و نصوص شرعیہ کے ہے مختار الصحاح میں لکھا ہے الجن ضد الانس قال اللہ تعالیٰ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین یعنی پیدا کیا تو نے مجھکو آگ سے اور پیدا کیا تو نے آدم کو مٹی سے اس قول کا رد اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ خلقت جن خلقت انس سے علحدہ ہے ایضاً واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن اس آیت میں ابلیس کو جن میں سے ہونا ارشاد فرمایا نہ انس میں سے ایضاً قال اللہ تعالیٰ و انا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت حرسا شدیدا و شھبا سورہ جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ کہ تحقیق ہم نے آسمان کو ٹٹول پایا ہمنے اسکو بھرا ہوا چوکیداروں سخت سے اور مشعلوں سے۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ و انا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن

عیسائیت کا ابطال اسکے اپنے ناصحوں سے

پیدائش مسیح پر لیکچر

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۱ جلد ۷ صفحہ ۱۲

اور جب مسیح کو معلوم تھا کہ اسکے اور خدا کے تخت میں صرف ایک لمحہ کا فرق ہے (نہیں نہیں بلکہ وہ تو آسمانی باپ کے تخت سے کبھی علحدہ ہی نہیں ہوا) تو اسقدر حزن وملال اور بیم وغم چہ معنی دارد۔ اور اس سے تو یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس دنیا کا ایک منتظم حقیقی ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ایک شے ہے اور اسیات کا تو گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ آسمانی باپ یعنی خدا نے کبھی عارضی طور سے بھی اپنا جلالی تخت چھوڑا ہو۔ !!!

میرے دوستو جائے غور ہے کہ یہ امر ہمارے لیے کسطرح مفید ہوسکتا ہے کہ خدا ان سب امور پر جو خدا وند یسوع کی طرف منسوب ہیں قادر ہے؟ ہمارا تو پہلے بھی یہی ایمان تھا کہ خدا اور صرف خدا ہر ایک بات پر قادر ہے ہاں تو صرف ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جس سے کہ ہماری زندگی سدھر سکے اور ہم عالم سفلی سے نکلکر عالم علوی تک پرواز کر سکیں۔

میرے خیال میں یہ باتیں کسی انسان کی نسبت ثابت ہونی محالات سے ہیں۔ کہ آزمایش کے بعد وہ خدا بنگیا ہو اور اسنے بلا خوف وخطر گروہ دشمنان کا مقابلہ کیا ہو۔ اور نرغۂ اعدا میں پھنسکر اپنے صدق میں ثابت قدم رہا ہو۔ اسے کانٹوں کا تاج پہنایا گیا ہو۔ اُسکے مُنہ پر تھوکا گیا ہو اور اُسکے ہاتھوں میں کیل ٹھوکے گئے ہوں۔ مگر اُسکی ثابت قدمی۔ اولوالعزمی اور استقلال میں سرمو فرق نہ آیا ہو۔ اور خوف وہراس اُسکے دل پر طاری نہ ہوے ہوں یا اُس نے بلا تکلف اپنے مصلوب ہونے کے آپ خواہش کی ہو۔ اور عارضی طور پر ہی سہی خدا سے مجبور ہوکر گناہ سے بچا رہا ہو۔ اور موت کا پیالہ بڑی بیباکی اور بیخبری سے پیکر دائمی نجات اور ابدی سُکھ حاصل کیا ہو یہ سب باتیں کیسی نسبت ثابت ہوں بھی تو وہ انسان ہی رہیگا۔ اگرچہ اُسے اعلی درجہ کا انسان کہنا پڑے۔

لاریب یہ بات معلوم کرکے میری روح میں شگفتگی اور تازگی آتی ہے کہ یسوع ہمارا رہنما اور رہبر ہے۔ ہمارا ہادی اور آرام جان وتسکین قلب ہے۔

میرے دوستو میں نے عمر بھر کبھی یسوع ناصری کی اسقدر تعظیم نہیں کی۔ اور اس سے بڑھ کر کبھی اسکو ہمارے بنی نوع انسان اور اپنا محبوب ومطلوب نہیں مانا ہے میں نہایت وفا داری اور بڑی خوشی پر اس کے تقدس کو تسلیم کرکے سر نیاز جھکاتا ہوں۔ اور بڑے زور سے مانتا ہوں کہ ابدی اور ازلی خدا کا ہمیں یسوع سے ہی پتہ ملا ہے اور اُسی نے ہی اس کیطرف ہماری رہنمائی کی ہے۔

دنیا کے تمام روشن خیال لوگ اسی راہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اسپہلے لوگوں نے محض جہالت اور تعصب سے اس دعوی بیدلیل کو کہ یسوع خدا ہے مانا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ بات ایکطرف تو حضرت احدیت کی جناب میں گستاخی کا موجب ہے اور دوسریطرف بیچارے انسان ضعیف البنیان کی بےعزتی اور بیحرمتی کا باعث۔

ہم بلا خوف تردید تاریکی سے نکلکر روشنی کی طرف آتے ہیں اور اپنے آقا (یسوع) کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمیں آسمانی باپ کی بادشاہت میں داخل کرے گا جو اسکا اور ہمارا ایک ہی واحد خدا ہے

اے ہمارے آسمانی باپ ہم کس مُنہ سے تیرا شکر ادا کریں کہ تو نے ہماری ہدایت کیلیے ہمیشہ اپنے مرسل بھیجے اور اپنی طرف آنیوالوں کو تاریکی سے نکالکر روشنی سے بہرہ ور کیا۔ تو کبھی اپنے بندوں سے بہت دور نہیں رہا جسنے تیری جستجو کی تجھے پا لیا۔ ہم تیری تقدیس کرتے ہیں کہ تو نے یسوع ناصری ہماری ہدایت کے لیے بھیجا۔ اور تیری حمد گاتے ہیں کہ آج بھی وہ امن کا شہزادہ ہمارے درمیان موجود ہے ہم اُسکو عینا راہ تاریکی سے نکالتے ہیں جس میں کہ اسکا پیارا چہرہ صدہا سال تک چھپا ہوا تھا اور اسے اپنا سچا ہادی ملہم اور رسول تسلیم کرتے ہیں۔ آمین۔

حضرات ناظرین اگرچہ ہم اس مسئلہ میں پادری مذکور کے ہم نوا نہیں۔ مگر ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ اب عیسویت کا کیا حال ہے وہ خود اپنے ہی حملوں سے ٹائرپسمل کیطرح پھڑک پھڑک کر زبان حال سے کہہ رہی ہے

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

العظمۃ للہ یا یہ انقلاب عظیم۔ کہاں وہ زمانہ کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا اور معتقدات الٰہی بڑے زور سے اسمیں تسلیم کی گئیں نہ صرف یہی بلکہ دنیا بھر کو اس دشمن عقل عقیدہ کے ماننے کے لیے مجبور کیا گیا۔ تلوار۔ فریب لالچ۔ دھوکا۔ جھوٹ۔ بناوٹ غرضیکہ ہر ایک کمینہ ہتھیار اس باطل کی اشاعت کے لیے استعمال کیا گیا۔ اور ناجائز سے ناجائز ذرائع بھی دین عیسوی کے پھیلانے اور ابن مریم کی خدائی منوانے کے لیے استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا گیا زاہد فریب پرپوش اور نماز میں بھیڑیے بڑی بُردباری اور تحمل اور نیاز مندی سے اشاعت مذہب کی خاطر ہر ایک قسم کی ذلت قبول کرنے کے لیے طیار کی گئیں جو جرم مگدلینی سے بھی سبقت لے گئیں۔ اور اس راہ میں بڑے شوق سے قربان ہوئیں اور کہاں آج یہ دن کہ خود اہل یورپ میں یہ بحث چھڑ گئی کہ یسوع خدا کسطرح بنگیا اور اسمیں کون کونسی الٰہی صفات ہیں؟؟ اور یہ معاملہ قابل غور ہوگیا کہ اسکی پیدائش خلاف قانون قدرت تو نہیں۔ ؟؟؟

لاکھوں آدمی دین عیسوی سے بیزار ہوگئے ہیں۔ اور سیکڑوں اخبار۔ بیسیوں رسالے اور پمفلٹ اس تاریک مذہب کی تردید میں شائع ہوے ہیں۔

کسقدر حیرت کی بات ہے کہ ۱۹۰۰ برسکے باپ والے (مگر بن باپ پیدا ہوے ہوے) خدا کو اب خود عیسائی ہی باپ والا یسوع بنا رہے ہیں اور بڑے زور سے ثابت کر رہے ہیں کہ وہ انسان تھا اور محض ایک معمولی نیک انسان تھا۔ لیکچر مندرجہ بالا پڑھ کر معلوم ہوگا کہ پادری صاحب نے جہاں کو ہر ایک موقع پر مدنظر رکھا ہے اور جسکو اس لیکچر کا موضوع کہنا چاہیے وہ اسی بات کو ثابت کرنا ہے کہ ابن مریم ایک انسان تھا۔ اور اسکی پیدائش معمولی طریق سے ثابت کرنے سے بھی یسوع کی انسانیت کا اقرار کرنا ہے۔ الغرض یہ ایک عمدہ نظارہ ہے جسے دیکھکر بے اختیار مُنہ سے نکلتا ہے کہ یا ہا یہ شور اشوری یا آب بے نمکینی۔ اے عیسائی قوم

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

خدا توفیق دے تو ان شاء اللہ کسیوقت ایک رسالہ کے ذریعہ یا اسی قومی جریدہ کے ذریعہ یورپ کے موجودہ مذہب پر بحث کرونگا اور اسکی

کسر صلیب

بائبل کہاں سے آئی

گزشتہ اشاعت سے آگے

متی شاید اس واقعہ کے لکھنے میں درست کہتا ہو کہ گدھے اور گدھی کے بچہ پر سوار ہو کر جب شہر میں مسیح کو دیوانے آئے تو اس کے بیان کرنے میں کہ اُن دونوں پر جن سوار تھے وہ غلطی پر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ اُسکی ذاتی رائے ہے مذکورہ بالا بیانوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بائبل کے لکھنے والے اپنے ہمعصروں کے خیالات اور عادات میں اور لوگوں سے علحدہ نہ تھے اسی لیے ہم بائبل میں بہت سی علمی غلطیاں بہت سے اختلافات۔ کثرت سے خدا کی بابت ناقابل پذیرائی باتیں اور توہمات اور بدتہذیبی سے بھرے ہوئے گندے اور تاریک خیالات وغیرہ وغیرہ پاتے ہیں ان تمام ادھوری باتوں کو چھوڑ کر جو کہ یہاں اور وہاں کثرت سے پائی جاتی ہیں بائبل میں ایک پوری کتاب ہے جو کہ مذہبی لحاظ سے کسی کام کی نہیں صرف ایک عشقیہ نظم ہے

اب ان تمام باتوں کی پردہ پوشی بیفائدہ ہے اور انکا ذکر نہ کرنا بزدلی کا کام ہے ان سب باتوں کو لوگ اچھی طرح سے جان گئے ہیں (اسکو خارج کر دینا ہی بہتر ہوگا) خدا کا بڑا شکر ہے کہ اُسنے زمانہ گذشتہ کا ایک بیش بہا اور پُر از حکمت خزانہ روحانی زندگی کا (بائبل) ہمارے واسطے محفوظ رکھا مگر ہمکو اُسکی تعظیم میں عقل سے کام لینا چاہیے اور اپنی شکر گذاری میں دیانت دار ہونا چاہیے۔ سچ کو چھپانے میں خدا کی عزت نہیں ہوتی پس بائبل کے موجود ہونے کے واسطے ہمکو خدا کا شکر گذار ہونا تو ضرور چاہیے اور اس سے مدد لینی چاہیے مگر یہ نہیں کہ اسکو ایک بُت بناؤ۔ ہاں اس سے محبت کرو مگر ساتھ ہی اسکے جانچ پڑتال بھی کرو اسکی عزت کرو مگر اس سے خوف مت کھاؤ۔ اگر تم اسکی اصل حقیقت سے واقف ہو جاؤ گے تو یہ تمھاری اور بھی زیادہ دوست ہوگی۔

اب پھر ہمارا یہ سوال ہے کہ بائبل کہاں سے آئی بعض لوگوں کی باتیں سُنکر شاید تم یہ خیال کرو کہ بائبل اسی طرح بابوں اور آیتوں میں تقسیم کی کرائی آسمان سے گر پڑی۔ میں ایسے بہت سے اشخاص کو جانتا ہوں جن کا ایمان ہے کہ یہ باب اور آیتیں بھی الہامی ہیں اور وہ اسبات کو سُنکر ہی سخت رنجیدہ ہوئے ہیں جبکہ میں نے انکو کہا کہ اس تقسیم کو تو بہت ہی تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ بلکہ یہ تو ابھی زمانہ کی ہے پہلے پہل اسمیں کسی قسم کے باب اور آیتیں نہ ہوتی تھیں۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ ہمیں کتاب کی عزت اسمیں اچھے غور و خوض کے بعد کرنی چاہیے۔ اسکی ایک تاریخ ہے جبتک کہ ہم اس تاریخکو نہ سمجھیں ہم اسکو ہرگز ٹھیک نہیں سمجھ سکتے۔

پہلی حالت میں ایکبات تو ضرور صاف ہے یعنی کہ جب میں اسکو ہاتھ میں لیتا ہوں تو مجھے معلوم دیتا ہے کہ عام محاورہ کے مطابق تو یہ کتاب نہیں ہے بلکہ کتابوں کا مجموعہ ہے۔ پُرانے عہدنامہ کے لیے تو ہم یہودیوں کے زیر بار ہیں پُرانا عہدنامہ انکی بائبل ہے جو کہ زمانہ بزمانہ ہر طور سے محفوظ رکھی گئی ہے۔ یہانتک کہ ہم اس کا نشان دو ہزار برس تک پورے طور سے لگا سکتے ہیں مسیح سے چار سو سال پیشتر پُرانے عہدنامہ کی کتابیں ایک جز میں اکٹھی کی گئیں اور ہمارے پاس قریباً ایسی ٹھیک طور سے پہونچ گئی ہیں اور قریباً دو سال قبل از مسیح اس کا ترجمہ یونانی میں کیا گیا اسی واسطے اس زمانہ تک تو اسکا ٹھیک نشان اور صاف طور سے اسی طرح معلوم ہو سکتا ہے جیسے سیسرکی اور ریشن یا کوئی اور پُرانی کتاب تو اس سے ایکبات تو ضرور اور صاف طور سے ثابت ہو گئی کہ پرانے عہدنامہ کی عمر کم سے کم دو ہزار برس کی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور چیز ہمیں یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ مختلف کتابیں کہ جتنے نئے اور پُرانے عہدنامہ کا ایک مجموعہ بنتا ہے اکثر کتابوں میں ہر ایک کے لکھنے میں کچھ نہ کچھ سال ضرور صرف ہوئے ہونگے دس احکام کے زمانہ سے لیکر جو کہ موسیٰ کے سر پر تھوپے جاتے ہیں اخیر خط تک ۱۵۰۰ برس کا زمانہ ہوتا ہے جو کہ قریباً اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ ہمارا عیسوی سنہ اور بھی ایک بڑی ضروری بات قابل یاد ہے کہ یہ کتابیں کبھی اس خیال سے نہیں لکھی گئی تھیں کہ ان تمام کو ایک جزو میں باندھ دیا جائیگا اور اس جزو کا نام بائبل کا جڑ دیا جائیگا۔ کچھ نبیوں کی کتابیں بھی جنکا ذکر زمانہ ۳۵۰ برس کا ہوتا ہے ۸۰۰ برس قبل از مسیح یعنی آج کے دن کو قبل قریباً دو ہزار چھ سو برس ہوئے۔ قریباً نویں صدی قبل از مسیح شروع کی گئی اور قریباً چار سو سال میں ختم ہوئی۔ بادشاہوں اور سموئیل کی کتابیں قریباً چھٹی صدی قبل از مسیح لکھی گئیں اور کرانیکلز کی کتابیں قریباً ڈیڑھ سو سال بعد میں لکھی گئیں۔ دانیال کی کتاب اسکر بھی ڈیڑھ سو سال بعد میں لکھی گئی۔ اور رسولوں کے خطوط مکاشفات۔ انجیلیں اور رسولوں کے اعمال پہلی صدی کے آدم سے لیکر دوسری صدی کے نصف حصہ تک اخیری میں لکھی گئیں۔

اب یہ ایک قدرتی بات ہے کہ ایک حجم میں جو کہ اس قدر عرصہ دراز میں لکھا گیا ہو اور اسقدر آدمیوں کی تصنیف ہو کسقدر اختلاف مختلف صورتوں میں پایا جا سکتا ہے اور یہ کسقدر قانون قدرت اور انسانی فطرۃ کے برخلاف ہے کہ تمام بائبل کو ایک ہی جیسا قابل قبول اور مفید ٹھیرایا جاوے۔ آؤ ہم دانائی سے کام لیں اور اس روشنی کے مطابق جو ہمکو عطا کی گئی تمیز کریں اور اسبات کے پہلوؤں پر غور کریں۔ بائبل کی بعض کتابوں میں صرف خونی لڑائیوں کے ذکر اور زندگی بچانے کے واسطے جو جھگڑے بکھیڑے کیے گئے درج ہیں جو کہ صرف ایک قسم کی تاریخ ہے اور دوسرے مقامات پر میں زمانہ گذشتہ لوگوں کی رائیں بڑے بڑے اہم سوالات کی بابت ہیں۔ مثلاً پیدائش دنیا۔ آدمی کا آغاز۔ برائی کی جڑ وغیرہ وغیرہ صاف ظاہر ہے کہ اصل واقعات کے رو سے یہ کوئی الہامی باتیں نہیں صرف پرانے زمانہ کے دانا لوگوں کی اپنی اپنی رائیں ہیں ان مختلف مضامین کے متعلق۔ بعض کتابوں بار ہمیں صرف اپنی ہی خواہشات کو ظاہر کیا گیا ہے یا سریلے گیت ہیں مثلاً زبور اور دوسری کتابیں اسی طور سے اُن یہودی مصالح اور قومی بہتری کی خواہشوں کے خیالات کے صرف تاریخیں ہیں جیسے کہ یسعیا اور دوسرے نبیوں کی کتابیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ بائبل میں پُرانے زمانہ کے دانا اور قابل آدمیوں کی گفتار رفتار اور اعمال درج ہیں جسطرح خدا انکو کہتا رہا وہ کرتے رہے یا بعض دفعہ جسطرح انکی اپنی مرضی میں آیا ویسا ہی کرتے رہے ایک اور نکتہ قابل غور ہے کہ ان کتابوں نے کبھی خود الہامی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا وہ ہمیشہ اپنے آپکو ویسا ہی ظاہر کرتے رہے ہیں جیسے کہ وہ ہیں تاریخ گیت پیشگوئیاں اور کچھ اخلاقی تعلیم (سو وہ بھی ناقص) اسطرح سے تو وہ اپنے اپنے مراتب پر بغیر کسی قسم کے دعویٰ کے موجود ہیں۔ بائبل کا حال ہے کہ وہ مختلف کتابیں ہیں جو کہ مختلف زمانہ میں تصنیف یا تالیف ہوئی۔

سخت ضرورت

میں نے ایک رسالہ مجیب طرز کا حضرت اقدس کی تائید میں لکھا ہے جو چھپنا شروع ہو گیا ہے ۱۶ صفحہ تک چھپکر طیار ہے اور ۳۲ صفحہ تک طیار ہے اب

ایک عیسائی کے چند سوالوں کا جواب

مرقومہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور بعض جگہ بعض معجزات کو بتصریح بیان کر دیا ہے جیسے معجزہ شق القمر جو ایک عظیم الشان معجزہ اور خدائی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے جسکی تصریح ہمنے کتاب سرمہ چشم آریہ میں بخوبی کر دی ہے جو شخص مفصل دیکھنا چاہے اُس میں دیکھ سکتا ہے اس جگہ یہہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود تراشیدہ نشان مانگا کرتے تھے اکثر وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانوں کے آخر کار گواہ بھی بن گئے تھے کیونکہ آخر وہی لوگ تو تھے جنہوں نے مشرف باسلام ہو کر دین اسلام کو مشارق ومغارب میں پھیلایا اور نیز معجزات اور پیشگوئیوں کے بارے میں کتب حدیث میں اپنی رویت کی شہادتیں قلمبند کرائیں پس اس زمانہ میں ایک عجیب طرز ہے کہ اُن بزرگان دین کے اُس زمانہ جاہلیت کے انکاروں کو بار بار پیش کرتے ہیں جن سے بالآخر خود وہ دست کش اور تائب ہو گئے تھے لیکن اون کی اون شہادتوں کو نہیں مانتے جو راہ راست پر آنے کے بعد اُنہوں نے پیش کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو چاروں طرف سے چمک رہے ہیں۔ وہ کیونکر چھپ سکتے ہیں صرف معجزات جو صحابہ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار معجزہ ہے اور پیشگوئیاں تو شاید دس ہزار سے بھی زیادہ ہونگی جو اپنے وقتوں پر پوری ہو گئیں اور ہوتی جاتی ہیں۔ ماسوائے اس کے بعض معجزات و پیشگوئیاں قرآن شریف کی ایسی ہیں کہ وہ ہمارے لئے بھی جو اس زمانہ میں ہیں مشہود و محسوس کا حکم رکھتی ہیں اور کوئی اون سے انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ یہہ ہیں (۱) عذابی نشان کا معجزہ جو اوس وقت کے کفار کو دکھلایا گیا تھا یہ ہمارے لئے بھی فی الحقیقت ایسا ہی نشان ہے جسکو چشم دید کہنا چاہیئے وجہ یہہ کہ یہہ نہایت یقینی مقدمات کا ایک ضروری نتیجہ ہے جس سے کوئی موافق اور مخالف کسی صورت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اول یہ مقدمہ جو بطور بنیاد معجزہ کے ہے نہایت بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ یہ عذابی نشان اوس وقت مانگا گیا تھا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور چند رفیق آنجناب کے مکہ میں بعوث حق کی وجہ سے خود صدہا تکالیف اور دردوں اور دکھوں میں مبتلا تھے اور وہ ایام دین اسلام کے لئے ایسے ضعف اور کمزوری کے دن تھے کہ خود کفار مکہ ہنسی اور ٹھٹھے کی راہ سے مسلمانوں کو کہا کرتے تھے کہ اگر تم حق پر ہو تو اسقدر عذاب اور مصیبت اور دُکھ اور درد ہمارے ہاتھ سے کیوں تمہیں پہنچ رہا ہے اور وہ خدا جسپر تم بھروسہ کرتے ہو وہ کیوں تمہاری مدد نہیں کرتا اور کیوں تم ایک قدر قلیل جماعت ہو جو عنقریب نابود ہونے والی ہے اور اگر تم سچے ہو تو کیوں ہم پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ ان سوالات کے جواب میں جو کچھ کفار کو قرآن شریف کے متفرق مقامات میں ایسے زمانہ تنگی و تکالیف میں کہا گیا وہ دوسرا مقدمہ اس پیشگوئی کی عظمت شان سمجھنے کیلئے ہے کیونکہ وہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے صحابہ پر ایسا نازک زمانہ تھا کہ ہر وقت اپنی جان کا اندیشہ تھا اور چاروں طرف ناکامی مُنہ دکھلا رہی تھی سو ایسے زمانہ میں کفار کو اُن کے عذابی نشان مانگنے کے وقت صاف صاف طور پر یہہ کہا گیا تھا کہ عنقریب تمہیں اسلام کی فتحمندی اور تمہارے سزایاب ہونیکا نشان دکھلایا جائیگا اور اسلام جو اب ایک تخم کی طرح نظر آتا ہے کسی دن ایک بزرگ درخت کی مانند اپنے تئیں ظاہر کریگا اور وہ جو عذاب کا نشان مانگتے ہیں وہ تلوار کی دھار سے قتل کئے جائیں گے اور تمام جزیرہ عرب کفر اور کافروں سے صاف کیا جائیگا۔ اور تمام عرب کی حکومت مومنوں کے ہاتھ میں آجائیگی اور خداتعالیٰ دین اسلام کو عرب کے ملک میں ایسے طور سے جما دیگا کہ پھر بت پرستی کبھی پیدا نہیں ہوگی اور حالت موجودہ جو خوف کی حالت ہے بکلی امن کے ساتھ بدل جائیگی اور اسلام قوت پکڑیگا اور غالب ہوتا چلا جائیگا یہاں تک کہ دوسرے ملکوں پر اپنی فتح اور نصرت کا سایہ ڈالیگا اور دُور دُور تک اوس کی فتوحات پھیل جائینگی اور ایک بڑی بادشاہت قائم ہو جائیگی جسکا اخیر دُنیا تک زوال نہیں ہوگا ✦

اب جو شخص پہلے ان دونوں مقدمات پر نظر ڈال کر معلوم کرلیوے کہ وہ زمانہ جس میں یہہ پیشگوئی کی گئی اسلام کیلئے کیسی تنگی اور ناکامی اور مصیبت کا زمانہ تھا اور جو پیشگوئی کی گئی وہ کسقدر حالت موجودہ سے مخالف اور خیال اور قیاس سے نہایت بعید بلکہ صریح محالات عادیہ سے نظر آتی تھی۔ پھر بعد اس کے اسلام کی تاریخ پر جو دشمنوں اور دوستوں کے ہاتھ میں موجود ہے ایک منصفانہ نظر ڈالے کہ کیسی صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی اور کسقدر دلوں پر ہیبت ناک اثر اوس کا پڑا اور کیسے مشارق اور مغارب میں تمامتر قوت اور طاقت کے ساتھ اوس کا ظہور ہوا تو اس پیشگوئی کو یقینی اور قطعی طور پر چشم دید معجزہ قرار دیگا جس میں اوس کو ایک ذرہ بھی شک و شبہ نہیں ہوگا ✦

پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا جو ہمارے لئے حکم مشہود و محسوس کا رکھتا ہے وہ عجیب و غریب تبدیلیاں ہیں جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں برکت پیروی قرآن شریف و اثر صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور میں آئیں جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ مشرف باسلام ہونے سے پہلے کیسے اور کس طریق اور عادت کے آدمی تھے اور پھر بعد شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اتباع قرآن شریف کس رنگ میں آگئے اور کیسے اخلاق میں عقائد میں چلن میں گفتار میں رفتار میں کردار میں اور اپنی جمیع عادات میں خبیث حالت سے منتقل ہو کر نہایت طیب اور پاک حالت میں داخل کئے گئے تو ہمیں اس تاثیر عظیم کو دیکھ کر جس نے اُن کے زنگ خوردہ وجودوں کو ایک عجیب تازگی اور روشنی اور چمک بخش دی تھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ تصرف ایک خارق عادت تصرف تھا جو خاص خداتعالیٰ کے ہاتھ نے کیا قرآن شریف میں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اون کو مردہ پایا اور زندہ کیا اور جہنم کے گڑھے میں گرتے دیکھا تو اُس ہولناک حالت سے چھڑایا بیمار پایا اور اونہیں اچھا کیا اندھیرے میں پایا اونہیں روشنی بخشی اور خداتعالیٰ نے اس اعجاز کے دکھلانے کے لئے قرآن شریف میں ایک طرف عرب کے لوگوں کی وہ خراب حالتیں لکھی ہیں جو اسلام سے پہلے وہ رکھتے تھے اور دوسری طرف اُن کے وہ پاک حالات بیان فرمائے ہیں جو اسلام لانے کے بعد اُن میں پیدا ہو گئے تھے کہ تا جو شخص اُن پہلے حالات کو دیکھے جو کفر کے زمانہ میں تھے اور مقابل اُس کے وہ حالت پڑھے جو اسلام لانے کے بعد ظہور پذیر ہو گئی تو ان دونو طور کے سوانح پر مطلع ہونے سے بہ یقین کامل سمجھ لیویگا کہ یہ تبدیلی ایک خارق عادت تبدیلی ہے جسے معجزہ کہنا چاہیئے ✦

پھر تیسرا معجزہ قرآن شریف کا جو ہماری نظروں کے سامنے موجود ہے اُس کے حقایق و معارف و لطائف و نکات ہیں جو اوس کی بلیغ و فصیح عبارات میں بھرے ہوئے ہیں اس معجزہ کو قرآن شریف میں بڑی شد و مد سے بیان کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ تمام جن و انس اکٹھے ہو کر اسکی نظیر بنانا چاہیں تو اون کے لئے ممکن نہیں یہ معجزہ اس

دلیل سے ثابت اور متحقق الوجود ہے کہ اس زمانہ تک کہ تیرہ سو برس سے زیادہ گزر رہا ہے باوجودیکہ قرآن شریف کی ندا دنیا کے ہر ایک نواح میں ہو رہی ہے اور بڑے زور سے **ھل من معارض** کا نقارہ بجایا جاتا ہے مگر کبھی کسی طرف سے آواز نہیں آئی پس اس سے اس بات کا صریح ثبوت ملتا ہے کہ تمام انسانی قوتیں قرآن شریف کے مقابلہ و معارضہ سے عاجز ہیں بلکہ اگر قرآن شریف کی صدہا خوبیوں میں سے صرف ایک خوبی کو پیش کر کے اُس کی نظیر مانگی جائے تو انسان ضعیف البنیان سے یہ بھی ناممکن ہے کہ اس ایک جزو کی نظیر پیش کر سکے مثلاً قرآن شریف کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی خوبی ہے کہ وہ تمام معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور کوئی دینی سچائی جو حق اور حکمت سے تعلق رکھتی ہے۔ ایسی نہیں جو قرآن شریف میں پائی نجاتی ہو مگر ایسا شخص کون ہے کہ کوئی دوسری کتاب ایسی دکھلائے جس میں یہہ صفت موجود ہو اور اگر کسی کو اس بات میں شک ہو کہ قرآن شریف جامع تمام حقائق دینیہ ہے تو ایسا متشکک خواہ عیسائی ہو خواہ آریہ اور خواہ برہمو ہو خواہ دہریہ اپنی طرز اور طور پر امتحان کر کے اپنی تسلی کرا سکتا ہے اور ہم تسلی کر دینے کے ذمہ وار ہیں بشرطیکہ کوئی طالب حق ہماری طرف رجوع کرے بائیبل میں جسقدر پاک صداقتیں ہیں یا حکماء کی کتابوں میں جسقدر حق اور حکمت کی باتیں ہیں جنپر ہماری نظر پڑی ہے یا ہندوؤں کے وید وغیرہ میں جو اتفاقاً بعض سچائیاں درج ہو گئی یا باقی رہ گئی ہیں جنکو ہمنے دیکھا ہے یا صوفیوں کی صدہا کتابوں میں جو حکمت و معرفت کے نکتے ہیں جن پر ہمیں اطلاع ہوئی ہے اُن سب کو ہم قرآن شریف میں پاتے ہیں اور اس کامل استقراء سے جو تیس برس کے عرصہ سے نہایت عمیق اور محیط نظر کے ذریعہ سے ہمکو حاصل ہے۔ نہایت قطع اور یقین سے ہمپر یہ بات کھل گئی ہے کہ کوئی روحانی صداقت جو تکمیل نفس اور دماغی اور دلی قویٰ کی تربیت کے لئے اثر رکھتی ہے ایسی نہیں جو قرآن شریف میں درج نہ ہو اور یہہ صرف ہمارا ہی تجربہ نہیں بلکہ یہی قرآن شریف کا دعویٰ بھی ہے جس کی آزمائش نہ فقط میں نے کی بلکہ ہزارہا علماء ابتدا سے کرتے آئے اور اُس کی سچائی کی گواہی دیتے آئے ہیں ❊

پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اُس کے روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اوس میں محفوظ چلے آتے ہیں یعنے یہہ کہ اوس کی پیروی کرنے والے قبولیت الٰہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں اور مکالمات الٰہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں خدا تعالیٰ اون کی دعاؤں کو سنتا اور اونہیں محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کی طرح اون کو مطلع فرماتا ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسرے مخلوقات سے اُنہیں ممتاز کرتا ہے۔ یہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک امت محمدیہ میں قائم رہے گا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے اور اب بھی موجود اور متحقق الوجود ہے مسلمانوں میں سے ایسے لوگ اب بھی دنیا میں پائے جاتے ہیں کہ جنکو اللہ جلشانہ اپنی تائیدات خاصہ سے موید فرما کر الہامات صحیحہ و صادقہ و مبشرات و مکاشفات غیبیہ سے سرفراز فرماتا ہے۔

اب اے حق کے طالبو اور سچے نشانوں کی بھوکو اور پیاسو انصاف سے دیکھو اور ذرا پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلیٰ درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانے کیلئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیوں کے معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اون کی اصلیت کہاں تک درست ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں۔ باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو اون میں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک و شبہات اونپر وارد ہوتے ہیں کہ جن سے اونہیں بکلّی صاف و پاک کر کے دکھلانا بہت مشکل ہے۔ اور اگر ہم فرض کے طور پر تسلیم بھی کر لیں کہ جو کچھہ اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ لولے اور لنگڑے اور مفلوج اور اندھے وغیرہ بیمار اُنکے چھونے سے اچھے ہو جاتے تھے۔ یہ تمام بیان بلا مبالغہ ہے اور ظاہر پر ہی محمول ہے کوئی اور معنے اس کے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتوں سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اوّل تو انہیں دنوں میں ایک تالاب بھی ایسا تھا کہ اسمیں ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہو جاتی تھیں۔ جیسا کہ خود انجیل میں مذکور ہے پھر ماسوائے اس کے زمانہ دراز کی تحقیقاتوں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جس کے اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں جسمیں شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذبہ خیال کا اثر ڈالنے کی مشق درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھہ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اس کے لئے ضروری نہیں اور قدیم سے یہ علم رائج ہوتا چلا آیا ہے مسلمانوں میں بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب فصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گزرے ہیں ایسے کہ اون کیوقت میں اُن کی نظیر پائی نہیں گئی۔ بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے باذنہ تعالیٰ تازہ مردوں سے باتیں کر کے دکھلا دیتے تھے❊ اور دو دو تین تین سو بیماروں کو اپنے دائیں بائیں بٹھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے اور بعض جو مشق میں کچھہ کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر یا بیمار کے کسی کپڑے کو چھو کر شفا بخشتے تھے۔ اس مشق میں عامل عمل کے وقت میں کچھہ ایسا احساس کرتا ہے کہ گویا اوس کے اندر سے بیمار پر اثر ڈالنے کے وقت ایک قوت نکلتی ہے اور بسا اوقات بیمار کو بھی یہ مشہود ہوتا ہے کہ اُس کے اندر سے ایک زہریلا مادہ حرکت کر کے سفلی اعضاء کی طرف اوترتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ بکلّی منعدم ہو جاتا ہے۔ اس علم میں اسلام میں بہت سی تالیفیں موجود ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوؤں میں بھی اس کی کتابیں ہونگی حال میں جو انگریزوں نے فن مسمریزم نکالا ہے حقیقت میں وہ بھی اسی علم کی ایک شاخ ہے انجیل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کو بھی کسی قدر اس علم میں مشق تھی مگر کامل نہیں تھے اُسوقت کے لوگ بہت سادہ اور اس علم سے بےخبر تھے۔ اسی وجہ سے اُس زمانہ میں یہہ عمل اپنی حد سے زیادہ قابل تعریف سمجھا گیا تھا مگر پیچھے سے جوں جوں اس علم کی حقیقت کھلتی گئی لوگ اپنے غلو اعتقاد سے تنزل کرتے گئے یہاں تک کہ بعضوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ ایسی مشقوں سے بیماروں کو چنگا کرنا یا مجنونوں کو شفا بخشنا کچھہ بھی کمال کی بات نہیں بلکہ اوس میں ایماندار ہونا بھی ضروری نہیں چہ جائے کہ نبوت یا ولائیت پر یہ دلیل ہو سکے ان کا یہہ بھی قول ہے کہ کامل سلب امراض بدنیہ کی کامل مشق اور اسی شغل میں دن رات اپنے تئیں ڈالے رکھنا روحانی ترقی کے لئے سخت مضر ہے اور ایسے شخص کے ہاتھ سے روحانی تربیت کا کام بہت ہی کم ہوتا ہے اور قوت منورہ اُس کے قلب کی بغایت درجہ گھٹ جاتی ہے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اسی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام اپنی روحانی تربیت میں بہت کمزور نکلے۔ جیسا کہ پادری ٹیلر صاحب جو باعتبار عہدہ و نیز بوجہ لیاقت ذاتی کے ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتے ہیں وہ نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کی مسیح کی روحانی تربیت بہت ضعیف اور کمزور ثابت ہوتی ہے اور اون کے صحبت یافتہ لوگ جو حواریوں کے نام سے موسوم تھے اپنے روحانی تربیت یافتہ ہونے میں اور انسانی قوتوں کی پوری تکمیل سے کوئی اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھلا نہ سکے۔ کاش حضرت مسیح نے اپنے ظاہری شغل سلب امراض کی طرف کم توجہ کی ہوتی اور وہی توجہ اپنے حواریوں کی باطنی کمزوریوں اور بیماریوں پر ڈالتے خاص کر یہودا اسکریوطی پر۔ اسجگہ صاحب موصوف یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر نبی عربی

❊ تازہ مردوں کا عمل توجہ سے چند منٹ یا چند گھنٹوں کیلئے زندہ ہو جانا۔ قانون قدرت کے منافی نہیں جس حالت میں ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ بعض جاندار کے مرنیکے بعد کسی دوا سے زندہ ہو جاتے ہیں تو پھر انسان کا زندہ ہونا کیا مشکل اور کیوں دور از قیاس ہے ❊ ۱۲

(صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ کے مقابلہ پر حواریوں کی روحانی تربیت یابی اور دینی استقامت کا موازنہ کیا جائے تو ہمیں افسوس کے ساتھ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے حواری روحانی طور پر تربیت پذیر ہونے میں نہایت ہی کچے اور پیچھے رہے ہوئے تھے اور اون کے دماغی اور دلی قویٰ کو حضرت مسیحؑ کی صحبت نے کوئی ایسی توسیع نہیں بخشی تھی جو صحابہ نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابل پر کچھ قابل تعریف ہو سکے بلکہ حواریوں کے قدم قدم میں بزدلی سست اعتقادی تنگدلی دنیا طلبی بیوفائی ثابت ہوتی تھی مگر صحابہ نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وہ صدق و وفا ظہور میں آیا جس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے پیروؤں میں ملنا مشکل ہے سو یہ اُس روحانی تربیت کا جو کامل طور پر ہوئے تھی اثر تھا جس نے اُنکو بالکل مبدل کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح بہت سے دانشمند انگریزوں نے حال میں ایسی کتابیں تالیف کی ہیں کہ جن میں اونہوں نے اقرار کر لیا ہے کہ اگر ہم نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حالت رجوع الی اللہ و توکل و استقامت ذاتی و تعلیم کامل و مطہر و القائے تاثیر و اصلاح خلق کثیر از مفسدین و تائیدات ظاہری و باطنی قادر مطلق کو ان معجزات سے الگ کر کے بھی دیکھیں جو بمد منقول ان کی نسبت بیان کی جاتی ہیں تب بھی ہمارا انصاف اس اقرار کے لئے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ یہ تمام امور جو ان سے ظہور میں آئے۔ یہ بھی بلا شبہ فوق العادت اور بشری طاقتوں سے بالاتر ہیں اور نبوت صحیحہ صادقہ شناخت کرنے کے لئے قوی اور کافی نشان ہیں کوئی انسان جب تک اس کے ساتھ خدا تعالیٰ نہ ہو کبھی ان سب باتوں میں کامل اور کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ ایسی غیبی تائیدیں اُس کے شامل ہوتی ہیں+

تفسیر القرآن بالقرآن*

یہ ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی نے کمال محنت کیساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کو نصف سے زیادہ سُنادی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اسکی نسبت یہ ارشادات فرمائے نہایت عمدہ ہے شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کئے ہیں دلوں پر اثر کرنیوالی ہے۔ حضرت مسیح الزمان اور مولانا نورالدین صاحب علیہم السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے خریداران الحکم والبدر کو پارہ عم کی تفسیر تحفت محض ۔ر کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جا سکتی ہے قیمت بلا جلد ۔ے؍ معہ جلد ۔؍ پارہ الم کی قیمت ۶ ؍ عم کے پارہ کی قیمت ۲؍ ۔ المشتہر خاکسار فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال ملک پنجاب۔ تمام درخواستیں مشتہر کے نام تراوڑی جانی چاہئیں +

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

جلسۃ الوداع کی تقریب پر

صحبت صادقین

گذشتہ اشاعت سے آگے

یہ دنیا کی معزز قومیں جیسی اسوقت اپنی کتاب کا پتہ نہ دے سکتی تھیں اوراسطرح پر گواہی دے رہی تھیں کہ ہادی کامل کے آنے کے وقت دنیا کی کیا حالت ہوتی ہے آج بھی باوجود تیرہ سو سال کے ترقیوں کے اسی طرح اپنی کتاب کی اصلیت پیش کرنے سے قاصر اور بے دست و پا ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ایک طرف یہ قوم اس قدر بلند پروازیاں کر رہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں پر احاطہ کرنیکے دعوے کرتی اور رموز قدرت میں سے بہت سے امور کو اپنے قبضہ میں کر لینے کی مدعی ہوتی ہے اور دوسری طرف یہ حال کہ اصل کتاب کا پتہ نہیں دے سکتی! یہ صدی لا انتہا نہیں تو کثیر التعداد ترقیوں کی صدی کہلاتی ہے۔ لیکن مذہب کے معاملہ میں کتاب اللہ کی تفتیش اور تحقیق کے متعلق ایسی گری ہوئی صدی ہے کہ پہلے سے بھی زیادہ اس معاملہ کو تاریکی میں گرا دیا ہے۔

آزاد خیال (فری تھنکرز) لوگوں نے کوشش کی ہے کہ یورپ کو مذہب ہی کی قید سے آزاد کریں یہ ایک اور ثبوت ہے کہ اسوقت **ایک ہادی کی ضرورت** ہے۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہ تو پچھلوں کا حال تھا جن کی کتاب کو نازل ہوئے پورے چھ سو سال بھی نہ ہوئے تھے تو ان سے پہلوں کا کیا حال؟ توریت شریف کے محافظ جو انبیاء اللہ اور احبار کہلاتے تھے ان کا یہ حال ہے کہ وہی توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں اسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی ذکر کیا ہے حالانکہ یہ ناممکن بات ہے۔ کیونکہ وفات کا واقعہ حضرت موسیٰ کے بعد کا ہی ہو سکتا ہے اور پھر قبر کا پتا نہیں یہ بھی اسمیں لکھا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسے واقعات کا اندراج بعد میں ہوا ہے اور اس سے صاف کھل جاتا ہے کہ اصل توریت کی کیا حالت تھی اور وہ کہاں تک علماء یہود کی دست برد سے بچے تھی اس میں کمی بیشی کرنے کے لئے وہ کیسے بے باک اور دلیر تھے؟

اپنے مذہبی شعائر سے ایسے ناواقف اور بیخبر کہ بیت اللہ کی تعیین میں ہی اونکو شبہ پڑا ہوا تھا جیسا کہ انجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے

غرض یہ تو ان دو قوموں کا حال ہے جو اپنے آپ کو صاحب کتاب سمجھتے ہیں اور قرآن شریف کھلے طور پر جنکا مصدق بھی ہے + پھر ان دو سے پہلے جو قومیں گذری ہیں ان کے بقیۃ السلف جو اسوقت موجود ہونگے ان کی حالت کا اندازہ قیاس کر لو۔ ہمارے اس مُلک میں ایک قوم اوٹھی ہے جسکو زمانہ کے تازیانہ نے یا ترقی کی ہوا نے بیدار کیا ہے۔ وہ بھی ایک کتاب لے کر میدان میں نکلی ہے اور اپنی طرف سے کوشش کر رہی ہے کہ اس کتاب کو دوسری کتابوں کے بالمقابل کوئی جگہ دے مگر مجھے حیرت آتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی کتاب کا پتہ جرمن سے ورے نہیں ملتا + اور اگر اب پائی بھی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کے سمجھنے والا ہی کوئی نہیں پہلوں نے جو ترجمے کئے بہاشیں لکھے ٹیکا کئے وہ بالکل غیر مفید غیر متعلق اور خانہ ساز تھے اصل عبارات سے ان کا کچھ تعلق نہیں ہے۔

میں جب ایسی آوازیں سُنتا ہوں تو میری حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ کتاب کی اصل غرض عمل ہوتی ہے اور عمل کے لئے مطلوب ہے اس کا علم اور واقفیت اور وہ یہاں مفقود ہے پھر اس کتاب کا فائدہ کیا ہے

غرض

جسقدر اس سوال پر مینے سوچا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے مدتوں سوچا ہے اور بالکل خالی الذہن ہو کر محض سچائی اور راستی کے لینے کے لئے سوچا ہے اوسی قدر میرا تعجب اور افسوس بڑھا ہے۔ ان قوموں پر ان کتابوں پر۔ اور شرح صدر ہوا ہے قرآن کریم کی تعلیمات کی سچائی پر اور اُس کے لانے والے کی صداقت پر اور بے اختیار ہو کر میرے دل سے نکلا ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

دُنیا کے مختلف مذاہب اور اون کی مذہبی کتابوں اور اون کے ماننے والوں کی عملی حالت نے مجھے **ضرورت قرآن** کی طرف بڑی بھاری رہنمائی کی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں اور اسی لئے دعوی سے کہتا ہوں کہ جو شخص اپنے گوشہ تنہائی میں دل کو صاف کر کے اس تفرقہ مذاہب اور حالت مذاہب پر نظر کریگا اگر اُس کے دل میں کچھ بھی سلامتی اور فطرت میں سعادت سر میں دماغ اور عقل میں قوت فیصلہ ہے تو وہ اس نتیجہ پر بہت جلد پہنچ جاویگا

* یہ تفسیر القرآن الحکم والی نہیں ہے +

کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو انسان کے روحانی تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور قرآن شریف ہی ایک کامل کتاب ہے جو انسان کی زندگی کو مفید اور ان اغراض کے ماتحت کرنیکے لئے اکیلی ہادی ہے جن کے لئے وہ پیدا ہوا ہے

پھر عرب کی حالت اور بھی قابل غور ہے اسکے ارد گرد یہہ تینوں قومیں آباد تھیں۔ ہندوستان میں وید کے ماننے والے ایران میں زرتشتی مذہب کے پیرو۔ اور شام میں اور عرب کے حصص میں عیسائی اور یہود۔ لیکن کسقدر تعجب خیز بات ہے کہ انمیں سے کوئی بھی ایسا قوی التاثیر مذہب نہ ہوا کہ عربوں پر اپنا اثر ڈال سکتا۔

تاریخ دنیا کا مصنف جو ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا کا نشانہ اور اسلام کی صداقت پر ایک نشان ہے (جس نے بڑی فخر سے اپنے آپ کو براہین احمدیہ کی تکذیب لکھکر مکذّب کہا ہے۔ عرب کو آریوں کا راستہ بتاتا ہے کہ وہ مصر کو اسی راستہ سے جاتے تھے مگر مجھے ہمیشہ ہی تعجب رہا کہ وہ صداقتیں جو ویدیں تھیں یا تو ان آریوں کو بھی معلوم نہ تھیں جو مصر کو عرب کے راستہ جاتے تھے اور یا ایسی کمزور اور بودی تھیں کہ عرب جیسے مشرکوں پر کوئی اثر ہی نہ ڈال سکتی تھیں۔ اسی طرح پر عیسائیوں اور یہودیوں اور زرتشتیوں کے فیضان سے عرب محروم کا محروم ہی رہا۔ مگر یہہ کیا معجزہ ہے کہ عرب میں جب فاران کی چوٹیوں اور حرا کے غاروں سے ایک نور نکلا تو اس نے ہند پر اپنا اثر ڈالا۔ ایران پر اپنا اثر ڈالا۔ ایران پر اپنا اثر اور عیسائیوں اور یہودیوں پر اپنا وہ عرب جنپر کسی کا اثر نہ پڑا تھا ان کے اثر سے سب کے سب متاثر ہو گئے اور اس کے نور سے سب نے حصّہ لیا۔

میں تو اس سے یہی نتیجہ نکالتا ہوں کہ یہ لوگ جو کچھہ اپنے پاس لئے بیٹھے تھے وہ دراصل ایک کمزور اور بے حقیقت شئے تھی جس میں دوسرے پر اثر اندازی اور جذب کی کوئی قوت ہی نہ تھی ورنہ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ وہ اثر کرنے سے رہتی اور حقیقت میں یہ بالکل سچ ہے جبکہ ابھی میں نے دکھایا ہے کہ ان لوگوں کی مذہبی کتابوں کی یہہ حالت تھی۔

جب ایسی حالت اور صورت تھی تو دانشمند بخوبی سمجھہ سکتا ہے کہ دنیا اسوقت کسقدر جہالت کا سامان اکٹھا کیے چکی تھی۔

عرب میں تفرقہ اسقدر تھا کہ وحدت کا نام و نشان بھی پایا نہ جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے تحدیث بالنعمت کے طور پر اس امر کا ذکر کیا ہے کہ

کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

تم آپسمیں دشمن تھے ہم نے تمہارے دلوں میں ایسی محبت ڈالدی کہ اگر رات کو تم دشمن سوئے تھے تو صبح کو بھائی بھائی بنکر اٹھے۔

غرض انمیں وحدت نظر نہ آتی تھی۔ نہ وہ فاتح تھے اور نہ مفتوح جیسے وہ حکمرانی کے قواعد و ضوابط سے ناآشنا محض ویسے ہی رعایا بن کر رہنے کے اصول سے ناواقف نہ مصنف تھے نہ موجد تھے غرض کچھہ بھی نہ تھے ایسی حالت میں ان کی عام حالت پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

دنیا کی عام حالت کا وہ نظارہ خاص عرب کی یہہ حالت

اس سے بڑھ کر اور کیا ضرورت ہوسکتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی۔

(باقی آئندہ)

حضرت حجۃ اللہ امام الملّت کے مکتوبات

حضرت میر ناصر نواب صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم میر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہنچا انشاء اللہ القدیر تمام مراتب واقع الوسواس کے حصّہ دوم میں بتفصیل آجائیں گے حصہ اوّل اب قریب الاختتام ہے صرف ایک خط چھپنا باقی ہے جو پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کی طرف لکھا گیا ہے۔ اور بلحاظ مشائخ عرب کے وہ عربی میں خط ہے اور فارسی میں مولوی عبدالکریم صاحب نے اوس کا ترجمہ کیا ہے۔

جو آپ نے اپنے عملی طریق کے لئے دریافت کیا ہے وہ یہی امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اتباع کیطرف رغبت کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اعمال پر نہایت درجہ اپنی محبّت ظاہر فرمائی ہے وہ دو ہیں ایک نماز اور ایک جہاد نماز کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی میری آنکھہ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ اور جہاد کی نسبت فرماتے ہیں کہ میں آرزو رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

سو اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت کا رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلاء کلمہ اسلام میں کوشش کریں مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلا دیں آنحضرت صلعم کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں یہی جہاد ہے جبتک خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے۔

اور نماز اپنی اسی پہلی حالت پر ہی چاہیئے کہ نماز میں خدا تعالیٰ سے ہدایت چاہیں اور اھدنا الصراط المستقیم کا تکرار کریں خواہ گنجائش وقت کے ساتھ وہ تکرار سو مرتبہ تک پہنچ جائے سجدہ میں اکثر یاحی یاقیوم الخ بمانتر عجز کہا کریں۔ مگر نماز کی قنوت میں عربی عبارتیں ضروری نہیں قنوت اور ان دعاؤں کو کہتے ہیں جو مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں سو بہتر ہے کہ ایسی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ اسیطرح پڑھنی چاہئیں جیسا کہ پڑہی جاتی ہیں مگر جدید مشکلات کی قنوت اگر اپنی زبان میں پڑھیں تو بہتر ہے تا اپنی مادری زبان نماز کی برکت سے بے نصیب نہ رہے قنوت کی دعاؤں کا التزام حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے بعض پانچوقت کے قائل ہیں اور بعض صبح سے مخصوص رکھتے ہیں اور بعض ہمیشہ کے لئے اور بعض کبھی کبھی ترک بھی کر دیتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ قنوت مصائب اور حاجات جدیدہ کے وقت یا ناگہانی حوادث کے وقت ہوتا ہے چونکہ مسلمانوں کے لئے یہ دن مصائب اور نوازل کے ہیں اسلئے کم سے کم صبح کی نماز میں قنوت ضروری ہے قنوت کی بعض دعائیں ماثورہ بھی ہیں مگر مشکلات جدیدہ کیوقت اپنی عبارتیں استعمال کرنی پڑے گی غرض نماز کو مضروانہ بانا چاہیئے جو دعا اور تسبیح تہلیل سے بھری ہوئی ہو۔

اور دعا اور استغفار اور درود شریف کا التزام رکھنا چاہیئے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ سے نیک کاموں اور نیک خیالوں اور نیک ارادوں کی توفیق مانگنی چاہیئے کہ بجز اوسکی توفیق کے کچھہ نہیں ہو سکتا یہ ہستی سخت ناپایدار اور بے بنیاد ہے غفلت اور غافلانہ آسائش کی جگہ نہیں ہر یک سال بڑے اندر بڑے بڑے انقلاب پوشیدہ رکھتا ہے خدا تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیئے اور ہراساں اور ترساں رہنا چاہیئے کہ وہ فدیو الونیہ رحم کرتا ہے اگرچہ وہ گنہگار ہی ہوں اور چالاکوں اور خود پسندوں اور ناز کرنیوالوں پر اسکا قہر نازل ہوتا ہے اگرچہ وہ کیسے ہی اپنے تئیں نیک سمجھتے ہوں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۱ - جنوری ۱۸۹۲ء

رفیقۃ الوداد

الکتاب المرقوم فی تفسیر غلبت الروم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم حضرت محمد احسان علی صاحب۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

محبت نامہ آپ کا آیا اور اُس کے مندرجہ سے آگاہی حاصل ہوئی۔ مسئلہ مہدی جو آپنے سوال نمبر ۱ و ۲ میں دریافت فرمایا ہے اُسکی تحقیق کما ینبغی تو ہمارے رسائل میں کی گئی ہے۔ لہذا ضرور ہے کہ جو رسائل مصنفہ احباب میں ہیں اُنکو مطالعہ فرمائیے تاکہ اُنکے دیکھنے سے حقیقت مہدی آپ پر بخوبی واضح ہو جائے بالفعل آپ کے ہر دو سوال کی نسبت کچھ مختصراً چند الفاظ لکھے جاتے ہیں واضح ہو کہ ایک مہدی تو وہ ہے جو صرف لوگوں کے خیال و وہم میں ہے اور قرآن و حدیث میں اس خیالی وہمی مہدی کا کہیں پتہ اور نشان نہیں پایا جاتا۔

اور ثانیاً مہدی آخر الزمان خاتم الخلفا نفس الامری من عند اللہ ہے جس کے دعوے کے ثبوت کے لیے نصوص قرآنیہ و حدیثیہ موجود ہیں اور اُسکی شہادۃ کے لیے تمام آیات و امارات اور صدہا نشان الٰہی بیرونی و اندرونی واقع ہو گئے ہیں جو رسائل مصنفہ میں لکھی گئی ہیں۔

سوال نمبر ۱۔ میں جو آپ نے زوال سلطنت اسلام سلطان روم کا یا اُس کا بیعت یا معیت مہدی میں داخل ہونا یا فتوحات خزائن ارضیہ کا اُس کے ہاتھ میں آجانا اُسکی علامات سے قرار دیا ہے وہ نہ قرآن مجید میں مذکور ہے اور نہ کسی حدیث صحیح میں آیا ہے بعض رسائل اردو آثار محشر وغیرہ میں جو اسباب میں سلطان روم کی نسبت روایات لکھی ہیں مؤلفین رسائل نے اس پیشین گوئی کو بالکل نہیں سمجھا اصل حقیقت اُسکی مختصراً لکھی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ مراد روم سے نصاریٰ روم ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سلطنت نصاریٰ کی نصارائ روم میں ایک زبردست سلطنت تھی اور بنیاد سلطنت ملک روم میں نصاریٰ ہی کے ہاتھ سے قائم ہوے تھے اور یہ استعمال عرب میں ایسا ہی ہے جیسا کہ برطانیہ سے مراد سلطنت برطانیہ اور روس و یورپ وغیرہ سے مراد اہالیے یورپ و اہالے روس مراد ہوتے ہیں غرضکہ کتب معتبرہ تواریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ملک روم میں سلطنت نصاریٰ ہی کی تھی دیکھو کتب تفاسیر اور شروح حدیث کو۔

اس پیشین گوئی مندرجہ سوال نمبر ایک کی حقیقت یہ ہے کہ اول سورہ روم میں یہ آیت موجود ہے

الٓمّٓ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون

یعنی رومی جو نصاریٰ ہیں قریب کی زمین میں مغلوب ہو گئے ہیں لیکن رومی اپنے مغلوب ہوے پیچھے عنقریب چند سال میں غالب ہو جاوینگے۔ اس آیت میں دو قراوتیں آئی ہیں اول غُلبت بصیغہ مجہول اور سَیَغلبون بصیغہ معروف اس قراوت کی رو سے جو متواتر ہے وہی قصہ مراد ہے جو روم نصاریٰ اہل کتاب کی شکست خسرو بادشاہ فارس مشرک کے مقابلہ میں ہوئی تھی اور مسلمانوں کو اس شکست روم سے بوجہ اہل کتاب ہونے اُن کے کسی قدر رنج ہوا تھا اور مشرکین عرب کو بوجہ مشرک ہونے فارس کے خوشی حاصل ہوئی تھی لہذا مسلمانوں کی تشفی کے لیے یہ آیت سورہ روم میں نازل ہوئی جس میں دو پیشین گوئی عظیم الشان بیان فرمائی گئی ہیں ایک تو روم کا غالب ہونا فارس پر میعاد ہشت سال میں جو مفہوم بضع سنین کا ہے جسکی نسبت حضرت صدیق اکبر کا روم کے غالب ہوجانے پر ابی بن خلف سے شرط لگانا روایات صحیحہ میں مذکور ہوا ہے دوسری خوشخبری مسلمانوں کے لیے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی بضع سنین میں نصرت اور فتح عظیم کا حاصل ہونا جس سے مؤمنین کو ایک بڑی خوشی اور فرحت حاصل ہوگی جو آیت ذیل میں بڑے زور شور کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے

ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم

یعنی جب کہ رومی غالب ہوں گے مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ جسکی مدد چاہتا ہے کرتا ہے اور وہی زبردست رحم والا ہے چنانچہ نزول سورہ روم سے ہشت سال میں بایام جنگ بدر یہ دونوں پیشین گوئیاں اپنے پورے مضمون کے ساتھ پوری ہوئیں اور حضرت صدیق اکبر نے اپنی شرط کو فریق ثانی سے وصول کیا والحمد للہ۔ دیکھو تفصیل اسکی کتب تفاسیر معتبرہ اور شروح احادیث میں۔

دوسری قراوت غَلَبت بصیغہ معروف اور سَیُغلبون بصیغہ مجہول آئی ہے چونکہ قراوت غیر متواترہ حکم حدیث صحیح کا رکھتی ہے اسلیے اس کے حکم کا ترک کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ علم اصول کا قاعدہ ہے کہ الاعمال خیر من الاھمال یعنی عمل کرنا ہی افضل ہے ترک کرنے سے پس اس ہی قراوت کے بموجب یہ دوسری پیشین گوئی ہوئی کہ روم نصاریٰ پھر ایکمدت میں جو المضاعف پہلی مدت سے ہے یعنی غالب ہونیکے زمانہ سے بضع سنین ہی ہے اہل اسلام کے ہاتھ سے مغلوب ہو جائے گی اور ہم نے اہل اسلام کی شرط اسواسطے لگائی ہے کہ تمام نصوص قرآنیہ اور توریت میں نصرت و فتح اہل اسلام کے لیے لکھی ہوئی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصّٰلحون

یعنی بیشک ہم لکھ چکے ہیں زبور میں بعد پند و نصیحت کے کہ تحقیق زمین مقدس کے وارث میرے نیک بندے ہو جائیں گے چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت ۱۶ھ میں روم نصاریٰ مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی اور یہ زمانہ مغلوب ہونے روم کا اُسکے غالب ہونے سے وہی آٹھ سال ہوتے ہیں جو بضع سنین میں داخل ہیں اس صورت میں یہ آیت ذیل بھی بخوبی چسپاں ہوگی

للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم

یعنی پہلے سب کو اور بعد سب کے حکم اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اُس دن خوش ہوں گے مسلمان ساتھ مدد خدا کے مدد کرتا ہے وہ جسکو چاہتا ہے اور وہی غالب مہربان ہے کیونکہ اُسوقت میں بھی بسبب حصول فتح عظیم کے مؤمنین لشکر اسلام کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ حضرت عمرؓ کے وقت میں

ینصر اللہ العزیز الرحیم

روم فتح ہوئی اور تمام اہل اسلام کو بڑی خوشی اور فرحت حاصل ہوئی والحمد للہ منہ اللہم

فللہ الامر من قبل ومن بعد

اس معنی کر کر حضرت عمرؓ ایک ایسے مہدی ہوے جن کے وقت میں ملک روم فتح ہوا اور تمام خزائن اُس ملک کے اُنکے قبضہ میں آگئی اور چونکہ جمیع خلفاء راشدین کی نسبت مہدی فرمایا گیا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی۔

یعنی لازم پکڑو تم میری سنت کو اور میرے سنت

خلفا کو جو راشد اور مہدی ہیں۔ اس حدیث کے بموجب جو شخص خلیفہ راشد آنحضرۃ کا حامی اسلام ہو اُسکو بھی مہدی کہیں گے لہذا حضرت عمر بھی مہدی ہوئے اور سا اگر اس غالبی اور مغلوبی کی مدت کا علم بضع سنین میں محصور رکھا جاوے جیسا کہ ان آیات کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اس غالبی اور مغلوبی روم کا وعدہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے نہیں خلاف کرتا اللہ وعدہ اپنا ولیکن اکثر لوگ اُسکا علم نہیں رکھتے یعنی بعض راسخون فی العلم کو اُس مدت کا علم حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ شیخ اکبرؒ نے اعداد ابجد الٓمّٓ سے استنباط کیا ہے اور غلبہ نصاری کی مدت ۴۹۰ نکالی ہے اور مغلوب ہونے کی مدت ۵۸۳ برس تو اس قراءت کے بموجب بضع سنین سے قطع نظر کر کر ایک اور غالبی مغلوبی روم کی مستنبط ہوتی ہے جسکی طرف حدیث ذی مخبر کی جو ابو داؤد سے مشکوۃ شریف میں ہے دلالت کرتی ہے۔

وعن ذی مخبر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستصالحون الروم صلحاً امناً فتغزون انتم وھم عدوا من ورائکم فتنصرون وتغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتی تنزلوا بمرج ذی تلول فیرفع رجل من اھل النصرانیۃ الصلیب فیقول غلب الصلیب فیغضب رجل من المسلمین فیدقہ فعند ذلک تغدر الروم وتجمع للملحمۃ وزاد بعضھم فیثور المسلمون الی اسلحتھم فیقتتلون فیکرم اللہ تلک العصابۃ بالشھادۃ

رواہ ابو داؤد

ترجمہ تشریحی اور روایت ہے ذی مخبر سے کہ خادم ہے حضرت کا اور بھتیجا ہے نجاشی کا کہا کہ سنا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نزدیک ہے کہ صلح کرو گے تم اے مسلمانو روم سے صلح با امن کہ طرفین فتنہ اور غدر سے نڈر ہوں گے پس جنگ کرو گے تم اے مسلمانو اور وہ رومی باہم متفق ہو کر دشمنوں سے کہ سوائے تمہارے ہیں پس نصرۃ کیے جاؤ گے تم یعنی مدد کریگا تمہاری اللہ تعالے اُنپر اور غنیمت پاؤ گے اور سلامت رہو گے یعنی زخمی ہونے سے اور مارے جانے سے پھر پھرو گے یعنی دشمنوں کے پاس سے یہانتک کہ اترو گے تم اور اہل روم ایک سبزہ کی جگہ کہ ٹیلے ہوں گے اسمیں پس بلند کرے گا ایک شخص اہل نصرانیت سے چلیپا **ف** مراد اہل النصرانیۃ سے روم ہیں اسلیے کہ روم دین نصرانیت پر تھی

اور چلیپا ایک لکڑی مربع ہوتی ہے کہ گمان کرتے ہیں نصاریٰ کہ عیسیٰ اُسپر سولی دیکر قتل کیے گئے۔ پس کہے گا وہ شخص کہ غالب آئی چلیپا یعنی غالب آئے ہم بسبب برکت چلیپا کے پس غصہ ہو گا ایک شخص مسلمانوں میں سے یعنی بسبب اس کے کہ نسبت کی غلبہ کی غیر اسلام کی طرف پس توڑ ڈالے گا وہ مسلمان چلیپا پس نزدیک اس قصہ کے عہد توڑینگے رومی اور جمع کرینگے لوگوں کو جنگ کے لیے اور زیادہ کیا بعض راویوں نے اس عبارت کو کہ پس دوڑینگے مسلمان طرف ہتھیاروں اپنے کے پس لڑینگے مسلمان اُن سے پس بزرگی دیگا اللہ تعالے اُس جماعت مسلمانوں کو ساتھ شہادۃ کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ترجمہ مشکوۃ شریف۔ اس حدیث کے ذیل میں حاشیہ کو ایک درّیہ اردو میں لکھا ہے کہ حدیث ذی مخبر زبان زد خلائق ہے جسکا انتظار اہل اسلام کر رہے ہیں حالانکہ اُسکے مضمون کی تصدیق زیادہ چھ سو سال ہوئے ہو چکی مگر تعجب کہ ہنوز اہل اسلام اُسکے منتظر ہیں کیونکہ بعد صلح ہارون رشید نصاریٰین کے اہل روم نے غدر کیا کہ موضع ذی تلول پر میکائیل ہفتم آیا اور اُسنے کہا کہ آج صلیب کو غلبہ ہے پس طغرل ایک مرد مسلمان کو غصہ آیا اور اُسنے اُسکو ٹکا بوٹی کر ڈالا پھر بنی اصفر اسّی کمپوں سے جس میں دس لاکھ فوج تھی چڑھی اور مسلمانونکو شہید کر کر بیت المقدس پر اٹھاسی سال تک غالب رہی مگر خوفناک انتہی موضع الحاجۃ۔ اور یہ غلبہ نصاریٰ کا آخر صدی پنجم یعنی ۴۹۰ھ میں بموجب حدیث ذی مخبر کے واقع ہوا اور چونکہ اس **غَلَبَتْ** کے بعد **سَیُغْلَبُوْنَ** پیشین گوئی موجود ہے لہذا **صلاح الدین** کے عہد سلطنت میں روم نصاریٰ پھر مغلوب ہو گیا اور صلاح الدین نے ۵۸۳ھ میں روم کو فتح کر لیا دیکھو تواریخ کو اس صورت میں چونکہ صلاح الدین بھی ایک بادشاہ حامی اسلام تھا لہذا بسبب اپنے صلاح و تقوی کے وہ بھی ایک معنی کر کر مہدی یعنی ہدایت یافتہ ہو سکتا ہے مگر یہ پیشین گوئی جو قرآن مجید سے بموجب ایک قراءت غیر متواترہ کے بطور ایک لطیف استنباط کے مستنبط ہوتی ہے متعلق خلافت اور سلطنت کے ہے اور خاتم الخلفاء مہدی آخر الزمان سے جس کی نسبت

لا مھدی الا عیسیٰ

وارد ہے کچھ تعلق نہیں رکھتی کیونکہ ہمارے ادلہ نصوص صریحہ ہیں نہ ایسے خفی اور دقیق اور پھر اس مہدی کی نسبت صحیح بخاری میں

یضع الحرب

وارد ہے۔ الحاصل فتح روم کے متعلق اگر کوئی روایت ہے تو اُسکی اصل حقیقت صرف اسی قدر ہے جو قرآن مجید سے مستنبط ہے اور حدیث ذی مخبر سے مفہوم ہوتی ہے دیگر ہیچ مولعین رسائل نے حقیقت اس پیشین گوئی کی بالکل نہیں سمجھی اور اُسپر علاوہ یہ کہ اپنے خیالات کو بموجب جو مہدی کے بارہ میں رکھتے ہیں ان روایات مختلفہ کی شرح کر دی ہے جس سے عوام لوگ دھوکہ میں پڑ گئے ہیں۔ دیگر ہیچ۔

دوسرے سوال کی نسبت مختصر تحریر ہے کہ جبکہ مہدی وسط متعدد ہو سکتے ہیں تو ممکن ہے کہ بنی فاطمہ میں سے بھی کوئی مہدی ہوا ہو بلکہ ہوئے بھی ہیں جنھوں نے علاوہ عدل و انصاف کے حمایت اسلام اور دفع حملجات مخالفین اسلام میں جہاد بھی کیے ہیں دیکھو ریاض المستطابہ صفحہ **واما الذین قاموا بالامامۃ من الفاطمیین فی بلاد العجم والعراق اکثر من عشرین اماما وتمکن منھم بضعۃ عشر الخ** یعنی وہ لوگ کہ جنھوں نے بنی فاطمہ میں سے دعوی امامت و خلافت کیا عراق و عجم کے بلاد میں وہ بیس اماموں سے زیادہ ہیں اور انھیں میں سے دس صاحبوں سے زیادہ نے خلافت اور امامت پر قدرت پائی۔۔ آخر عبارت تک اور انکی خلافت اور امامت میں کامل درجہ پر عدل و انصاف بھی ہوا اور تائید اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد بشرائط اسلامی بھی واقع ہوا اور بعضونکی اسمیں سے مواطاۃ ساتھ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پائی جاتی ہے مگر ہمکو ان ائمہ سے کچھ بحث نہیں کیونکہ یہ روایات دربارہ مہدی نہایت مختلف اور متضاد ہیں جنکی تطبیق میں شراح حدیث نہایت درجہ حیران ہیں اگر ہم ان روایات کو تسلیم بھی کریں تو انکی تاویل بھی کریں گے کہ قرآن و حدیث میں اکثر جگہ پر مراد اسماء سے وہ صفات ہوتی ہیں جو مدلول اسما ہیں نہ فقط اسما مجرد از صفات کیونکہ اسم مجرد از صفت سے کیا کام چل سکتا ہے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسقدر اسما ہیں وہ سب صفاتی ہیں علی ہذا القیاس خاتم الخلفاء کے اسما بھی صفاتی ہی ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے نام بھی سب صفاتی ہی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ **وللہ الاسماء الحسنیٰ**۔

کے فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں انکو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے آپ نہیں دیکھتے امراء اور نوابوں اہل اسلام کو کہ بسبب اپنی امارت اور خزانوں کے کسقدر عیاشی اور فسق و فجور میں پڑے ہوئے ہیں جو ناگفتہ بہ ہے۔

اور آگے رہی حدیث ذوالسُّوَیقَتَین کی سو اُسکی نسبت شارحین نے خود لکھا ہے وھذا عند قرب السّاعۃ حیث لا یبقیٰ قائل اللہ اللہ الیٰ ان قال القرطبی ھذا بعد رفع القراٰن من الصدور بعد موت عیسیٰ وھو الصحیح یعنی یہ خانہ کعبہ کا اکھاڑا جانا ذوالسُّوَیقَتَین کے ہاتھ سے عین قرب قیامت میں ہوگا جبکہ کوئی شخص اللہ اللہ کہنے والا بھی باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ کہا قرطبی نے کہ یہ امر بعد موت عیسیٰ موعود کے بوقت اُٹھائے جانے قرآن کے سینوں سے واقع ہوگا اور یہی صحیح ہے۔

اور پھر ایک اور بات یاد رہے کہ اگر یہ پیشین گوئیاں مخبر صادق علیہ السلام کی جس کا مصداق یہ مسیح موعود ہے نہ بھی ہوتیں تب بھی یہ مجدد اسلام اپنی ذات میں ایک ایسا مجمع نشانات الٰہی کا ہے کہ اُسکی تصدیق کے لیے قرآن و حدیث ہمکو مجبور کر رہی ہیں پھر جبکہ پیشین گوئیاں مخبر صادق کی بھی اُسپر صادق آگئی ہیں اور پھر اندرونی اور بیرونی نشانات الٰہی بھی اسکی ذات میں موجود ہیں تو پھر تو نور علیٰ نور کا مضمون واقع ہو گیا فاین المفر۔

اور پھر ان سب امور پر علاوہ یہ ہے کہ اُسکے حق میں واقع ہے کہ وہ منجانب اللہ حکم ہو کر مبعوث ہوگا تو جو روایات رطب و یابس یا موضوع ہیں اُنکو وہ کیونکر قبول کر سکتا ہے کہ درصورت قبول کرنے انکے ایک تو اجتماع اضداد لازم آتا ہے اور حکمیت اُسکی جو مسلم فریقین ہے باطل ہوئی جاتی ہے کیونکہ حکم من اللہ کے معنے تو یہی ہیں کہ جو عقائد فاسدہ اور خیالات کاسدہ حسب روایات موضوعہ اہل اسلام میں رواج پاگئی ہوں گی انہیں وہ حکم ہو کر فیصلہ کر دیوے اور یہ امر تو ہرگز خیال میں نہیں آسکتا کہ وہ ایسا حکم ہو کہ تمام فرق مختلفہ اسلامیہ کے خیالات اور اُنکی تمام روایات متضادہ کو بھی تسلیم کر لیوے اور پھر حکم بھی رہے ہذا خلف

اور یہ بھی یاد رہے کہ مہدی بھی تو ایک مجدد ہی ہوگا لا غیر کیونکہ لفظ مجدد کا ایک ایسا عام ہے کہ خلیفہ اول سے لیکر مسیح موعود تک بلکہ قیامت تک جو شخص مصداق ہو

ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

کا وہی مجدد ہوگا خواہ خلیفہ اول صدیق اکبر ہوں یا مسیح موعود خاتم الخلفاء و مہدی مسعود ہوں ہاں یہ سب مجددین سب کے سب یکساں اور متساوی فی الدرجہ نہیں ہیں بلکہ بحکم

تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض

کے اُمت محمدیہ میں بھی یہ حکم فضیلت کا جاری و نافذ ہے اللہ تعالیٰ اکثر جگہ پر بعد ذکر انبیاء و مرسلین کے جابجا فرماتا ہے کہ

وکذالک نجزی المحسنین

یعنی جسطرح پیغمبر مرسلین اور انبیاء کو ہم اجر و ثواب اور مدارج عنایت فرماتے ہیں اسی طرح پر جو لوگ اُنکے متبعین میں سے احسان کا درجہ رکھنے والے ہیں اُنکو بھی مراتب فضیلت دیتے ہیں وفوق کل ذی علم علیم

آپ کی مرض کے لیے دعا کی جاوے گی مگر وقتاً فوقتاً ذریعہ مراسلت کے آپ یاد دلاتے رہیں۔

ہاں یاد رہے کہ آپ نے علاج جسمانی اور اصلاح یا ترقی امور دنیوی کو مقدم رکھا ہے اور علاج روحانی کو مؤخر ڈالا ہے یہ طریقہ مسلک صواب نہیں ہے کیونکہ روحانی علاج دنیاوی امور سے مقدم ہونا چاہیے جبکہ کوئی انسان روحانی اصلاح کیطرف متوجہ ہوتا ہے تب اللہ تعالیٰ کا فضل بالضرور اُسکے شامل حال ہو جاتا ہے اور اُسکی اصلاح دنیاوی بھی ہو جاتی ہے لا عکس ایسی شرط کرنا متقی کا کام نہیں ہے۔ دیکھو اول سورہ بقر کو

الٓمّٓ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدًی للمتقین ۝ الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالاٰخرۃ ھم یوقنون اولٰئک علیٰ ھدًی من ربھم و اولٰئک ھم المفلحون۝

غور کرو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو اولٰئک ھم المفلحون فرمایا ہے وہ بعد اصلاح روحانی کے ارشاد فرمایا گیا ہے برعکس اسکے جس جگہ اللہ تعالیٰ نے فتوحات دینی و دنیوی کا بھی وعدہ فرمایا ہے وہ بعد اصلاح روحانی کے ہی فرمایا ہے لا العکس۔ آپ نے جو صدق مقال اور اکل حلال کے لیے اپنی نسبت بیان کیا ہے یہ بڑی ایک صفت عمدہ ہے اگر اس زمانہ میں کسکو میسر ہو تو کبریت احمر ہے بعد اسکے اطمینان حاصل ہو جاوے گا

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔

مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۰۳ء

کتبہ محمد احسن بامر المسیح الموعود

سوال ضروری الحل

قرآن مجید میں رضاعی رشتوں ہفتگانہ میں سے صرف دو رشتے حرام فرمائے گئے ہیں۔ (۱) امہات رضاعی (۲) اور اخوات رضاعی اور باقی اور رشتوں رضاعی کی تفصیل حرمت محل تحریم میں بیان نہیں فرمائی گئی اور آخر آیت میں فرمایا گیا و احل لکم ما وراء ذلکم چونکہ محل بیان و تفصیل میں باقی رشتوں رضاعی کی حرمت سے سکوت فرمایا گیا ہے اور ماوراء کی حلت بصراحت بیان فرمائی گئی تو ثابت ہوا کہ رضاعی رشتے صرف دو ہی حرام ہیں جو مذکور فی القرآن ہیں۔

آگے رہی حدیث یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب اگرچہ صحیح بلکہ متفق علیہ ہے مگر ... بیان قرآن مجید کے حسب تقریر مذکور مخالف ہے تو پھر کیونکر حرمت رضاعت باقی رشتوں کی اُس سے ثابت ہو سکتی ہے۔ علاوہ یہ کہ متعدد رشتے رضاعت کے حدیث مذکورہ سے مستثنیٰ و مخصوص کر کر حلال کیے گئے ہیں کما ثبت فی محلہ پس اگر حدیث مذکور واجب القبول اور حرمت میں منصوص ہے تو پھر تخصیص یا استثنا کس دلیل شرعی سے کیا گیا اب خلاصہ سوال کا یہ ہے کہ حدیث کی توفیق اول تو قرآن مجید سے کی جائے۔ اور ثانیاً جو رشتے اُس سے مخصوص کر کر حلال کیے گئے ہیں اُن کے لیے کوئی مخصص شرعی بیان کیا جاوے بینوا توجروا۔

آیات الرحمٰن جواب عصای موسیٰ کی پہلے قیمت عہ تھی پھر ۸ر ہوئی۔ اب مجھے چند نسخے اُجرۃ کتابت میں ۸ر فی نسخہ کے حساب سے ملے ہیں میں اب بضرورت ۴ر فی نسخہ دینا چاہتا ہوں جو صاحب چاہیں خریدیں محصول اس قیمت سے علاوہ ہے گویا مع محصول ۵ر

خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی قادیانی ......

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا۔

مولا غلام

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے سب اسما یعنی سب صفات بہت اچھی ہیں اندریںصورت مطلب حدیث کا اگر صحیح ہو تو یہ ہے کہ اُسکی صفت میری جیسی صفت ہوگی یعنی تمام کاروبار اُسکا علیٰ منہاج النبوۃ المحمدیہ واقع ہوگا اور اُسکے باپ کی صفت میرے باپ کیسی صفت ہوگی یعنی جسطرح میرے باپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا معلوم نہیں تھا سو اُسکے باپ کو بھی اُس کا مسیح موعود ہونا یا خاتم الخلفا ہونے کا علم نہ ہوگا یا قبل اس دعوے کے اُسکے ماں باپ فوت ہو جائیں گے اگر یہ مراد نہ لی جائے تو صرف مواطاۃ اسم سے کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے کہ یہ مواطاۃ اسماء کی تو صدہا جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسما کے ساتھ پائی جاتی ہے یا جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ انکی ما کی طرف سے رکھا گیا اُس کا نام بھی احمد ہی رکھا جائے گا مگر ایک لطیف نکتہ کے ساتھ یعنی غلام احمد۔ دیکھو تفصیل اسکی رقیمۃ الوداد مندرجہ الحکم نمبر میں۔ اور یہ بات خوب یاد رہے کہ ان خلفا اور سلاطین مذکورہ کو اس مسیح موعود سے کوئی نسبت نہیں ہے کیونکہ اُسکی نسبت تو صحیح بخاری میں

یضع الحرب

آگیا ہے یہ تو مسیح موعود اور خاتم الخلفا اُمت محمدیہ اور مہدی آخرالزمان ہے جس کے لیے آسمان و زمین شہادت دے رہے ہیں۔ کسوف خسوف آسمانی سے لیکر زمینی طاعون تک صدہا نشان اُسکی تصدیق کے لیے موجود ہیں۔ ؎

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

اور فی الحقیقت ایسے عظیم الشان مہدی اور مسیح کی تصدیق کے لیے جبتک صدہا نشانہائے الٰہی موجود نہ ہوں تب تک اُسکی عظمت شان کیونکر ظاہر ہو سکتی ہے لہٰذا آپکو چاہیے کہ دو سہ کتاب حضرت اقدس کی یا ہمارے رسائل کا ملاحظہ فرماویں جیساکہ تریاق القلوب و تحفہ گولڑویہ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اور اگر کسی کے خیال میں ناموں مہدی کی نسبت یہی مرکوز ہو کہ وہی ہو بہو نام ہو تو پھر دریافت طلب یہ امر ہے کہ مہدی سوڈان نے بھی شروع ۱۳ صدی میں دعوی مہدویت کیا پھر آپ نے اُس کی سوانح میں دیکھا ہوگا کہ وہ قوم کا سید بھی تھا اور اسکے باپ کا نام عبداللہ وکذا وکذا اور پھر اُس کا جو کچھ انجام ہوا وہ بھی سبکو معلوم ہے اسکی کیا وجہ کہ بالآخر وہ کامیاب نہ ہوا

اور یہ مسیح موعود بھی سنہ ۱۳ ہی سے دعوی مامور من اللہ ہونے کا کر رہا ہے اسکی ترقی روز بروز ابتک ہوتی چلی جاتی ہے۔ صادق کے نشانوں کو کوئی نہیں چھپا سکتا اور کاذب صادق کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا اور پھر اسکی کارروائی کی تائید دعاؤں اور الہاموں اور کشفوں کے ذریعہ سے ہو رہی ہے۔ نصوص قرآنی شاہد ہیں کہ مفتری کاذب ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہوگا۔ دیکھو صیانۃ الناس عن وسوسۃ الخناس وغیرہ کو۔ اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہدی اور مسیح موعود کیلیے مشرقی بلاد میں مبعوث ہونا ارشاد فرمایا ہے چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے جو بلفظ **اوما الی المشرق** فرمایا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر مسیح موعود پر مشرق کی طرف کو اشارہ فرمایا تو دیار عرب میں مبعوث ہونا اس امام آخرالزمان کا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ ہاں اُسکی تبلیغ کل دنیا میں پہونچ جاوے گی چنانچہ رفتہ رفتہ کل دنیا میں تبلیغ اُسکی پہونچ رہی ہے پھر عرب میں بھی تبلیغ اُسکی پہونچ رہی ہے گی یہی تبلیغ کا پہونچنا دیار عرب میں عرب کیطرف اُسکا پہونچنا یا مبعوث ہونا ہی جیساکہ الہام میں وارد ہو بھی چکا ہے کہ

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

یعنی نہیں مبعوث کیا ہے ہمنے تجھکو بطور امامت اور مہدویت کے مگر واسطے رحمت تمام جہان کے لوگوں کے دیکھو مصر افریقہ امریکہ یورپ وغیرہ تک ملکوں میں اُسکی تبلیغ پہونچ گئی ہے اور اُسکے مقابلہ سے امریکہ کا ڈوئی ابتک فرار ہے اور پگٹ لنڈن کا مفقود الخبر ہو گیا ہے اور پھر آپ انجام کو دیکھیں کہ مخالفین مذکورہ کی نوبت کہانتک پہونچتی ہے۔

اور دروازہ خانہ کعبہ کے اکھاڑ پھینکنے میں جو روایات آئی ہیں وہ ایسی مختلف ہیں کہ شارحین حدیث بھی انکی توفیق و تطبیق میں حیران ہیں ایک حدیث میں تو یہ آیا ہے کہ لایستخرج کنز الکعبۃ الا ذو السویقتین من الحبشۃ رواہ ابو داؤد یعنی نہیں اکھاڑے گا خزانہ کعبہ کو مگر ایک حبشی جسکی دونوں پنڈلیاں بہت چھوٹی اور پتلی ہونگی یہ حدیث محل مذمت میں بیان کی گئی ہے دوسری روایت میں آیا ہے کہ ان المھدی یخرج کنز الکعبۃ ھکذا فی اللمعات یعنی بیشک مہدی خزانہ کعبہ کو نکالے گا یہ محل مدح میں بیان کیا گیا ہے پس ان دونوں روایتوں میں تطبیق کیونکر ہو سکتی ہے بجز اسکے کہ کہا جاوے کہ کعبہ سے مراد اسلام ہے اور خزانہ اُسکا قرآن مجید ہے اُسکے دروازہ میں وہ قرآن مجید کے معارف اور دقائق ہیں جو اُسکے دروازہ یعنی سورہ فاتحہ میں مخزون ہیں اب ظاہر ہے کہ اس خزانہ معارف قرآنی کو یہ مہدی آخرالزمان تمام مسلمانوں کو تقسیم کر رہا ہے دیکھو اُسکی کتابوں براہین احمدیہ و تفاسیر سورہ فاتحہ وغیرہ کو اور یہ معنی اس روایت کے کچھ بعید الفہم بھی نہیں ہیں حدیث صحیح طواف دجال و طواف مسیح موعود میں کعبہ سے مراد دین اسلام ہے لیا گیا ہے یعنی مسیح موعود کا طواف کعبۂ اسلام کے لیے تو حفاظت اسلام کے لیے ہوگا جیساکہ کوتوال شہر کا حفاظت شہر کی کیا کرتا ہے اور دجال کا طواف ایسا ہوگا جیساکہ چور کسی مکان کی نقب زنی کے لیے طواف کیا کرتا ہے کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

تفاوت است میان شنیدن من و تو
تو بستن در و من فتح باب می شنوم

یعنی دروازہ محبوب سے جو آواز آتی ہے میں اور تو دونوں سنتے ہیں مگر اسمیں بڑا فرق ہے تو تو دروازہ کے بند ہونیکی آواز سنتا ہے اور میں دروازہ محبوب کے کھلنے کی آواز سنتا ہوں۔ ایسا ہی طواف دجال کا اسلام کی بیخکنی کے لیے ہوگا جیساکہ الحال پادریان نصاریٰ سے مشاہدہ ہو رہا ہے اور مسیح موعود کی حفاظت اسلام کے لیے اطراف عالم میں نیزہ کتب و رسائل و اشتہارات ہو رہی ہے لیکن ان معنی کا لطف اُسوقت حاصل ہو کہ جب اُن روایتوں کا لحاظ بھی کیا جاوے جن میں قرآن مجید کا اُٹھایا جانا صدور اہل اسلام سے مذکور ہوا ہے۔ اور پھر اس حدیث صحیح کو بھی پیش نظر رکھے کہ

لو کان العلم معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس

یعنی اگر علم دین و علم قرآن مجید دنیا سے اٹھ جائے اور ثریا پر چلا جائے تب بھی ایک رجل فارسی النسل اُس علم کو پالیوے گا ان حدیثوں پر غور کرکے پھر اہل زمانہ کا مشاہدہ کرے کہ علوم قرآن سے ابناء زمانہ کسقدر بعید اور دور پڑے ہوئے ہیں بعد غور و تامل کے ان احادیث اور واقعات میں پھر اُسکو لطف ان معنی کا معلوم ہوگا اور پھر غور کرنے کا مقام ہے کہ ایسے زمانہ پر شور اور فتن کے پھیلے ہوئے وقت میں خزانہ ارضی کا کسی جگہ سے اکھاڑنا اسلام کے لیے کیا مفید ہو سکتا ہے اور اس میں خزانہ ارضی سے اہل اسلام جو الاولع الذاع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنِّي لَأُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ

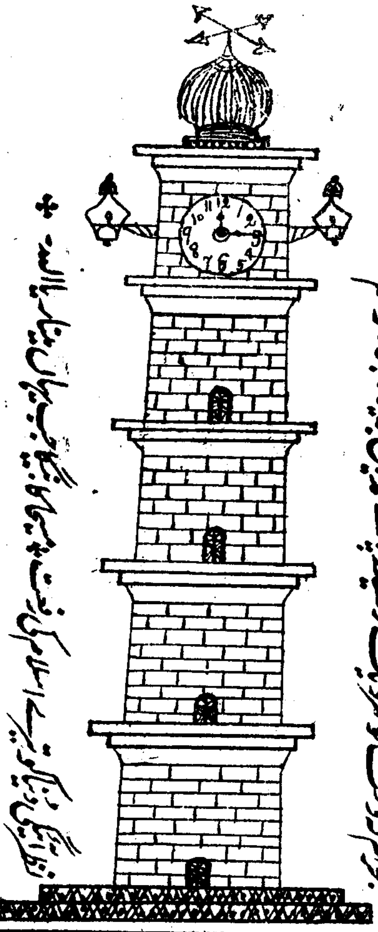

الحکم

سنہ ۱۳۲۱ ہجری
حضرت قادیان دار الامان
۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۳ء

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد | مورخہ ۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۰۔ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۱ ہجری | نمبر ۳۲

الحکم کس طرح دس اشاعت ہو

الحکم سے بڑھ کر کوئی بڑا اور سستا اخبار نہ ہوگا

کسی احمدی کو اس کے خریدنے کا عذر باقی نہ رہیگا

جب سے الحکم جاری ہوا ہے اسے قاعدہ اور دستور کے موافق بہت سے مشکل اور دشوار گذار راستوں سے ہو کر گذرنا پڑا ہے بعض بعض وقت ایسی نازک حالتیں اس پر آئی ہیں کہ یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ اب اس کی زندگی کا خاتمہ ہے لیکن قدیر و حکیم خدا کے منشاء کے موافق چونکہ وہ ایک نافع الناس شے تھی اس لئے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کے ماتحت وہ ان مشکلات سے نکلکر اپنی قوم اور بنی نوع انسان کی اپنی ہستی اور طاقت کے موافق خدمت کرتا رہا اور کرتا ہے اور کریگا جب تک منشاء الٰہی ہوگا اس اثناء میں مجھے کئی بار اپنی قوم کو جسکا کہ وہ آرگن کہلاتا ہے الحکم کی بہتری اسکی پابجائی اور استقلال کے لئے توجہ دلانی پڑی اور میں شکر گذاری کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ قوم نے ہر ایسی تحریک پر کسی نہ کسی حد تک میری آواز کو سُنا اور الحکم کی مدد کے لئے حتی الوسع کوشش کی۔

جو لوگ شروع سے الحکم کو پڑھنے والے ہیں وہ اس امر سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ الحکم کی ترتیب اور اسکے ظاہری مدارج کاغذ کتابت طبع وغیرہ کے متعلق بھی (جہانتک میری مقدرت میں تھا) میں نے کوشش کی ہے کہ ترقی ہو اور وہ ترقی نمایاں طور پر نظر بھی آتی ہے۔ پھر اون گذشتہ چھ سالوں کے درمیان الحکم کے ذریعہ جسقدر خدمت قوم کی کیگئی ہے اور جسقدر فائدہ اس سے پہنچا ہے اسکا بیان کرنا میرا کام نہیں بلکہ اُسکا اعتراف اور اظہار قوم کے ذمہ ہے اور وہ صرف لفظی اور زبانی طور پر ہی مطلوب نہیں بلکہ اسکی کسی عملی صورت کی ضرورت ہے۔

اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ انسانی کام اور انسانی تجویزوں میں کمزوریاں اور سقم ہوتے ہیں اور ان کمزوریوں سے الحکم کا چلانے والا بھی الگ نہیں لیکن یہ افسوس ناک بات ہوگی اگر میری قوم صرف کمزوریوں پر تو نگاہ رکھے اور ان فوائد اور منافع کو جو الحکم سے اون کو پہنچے ہیں یا پہنچ سکتے ہیں بالکل فراموش کردے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کمزوریوں اور نقائص کی وہ بھی ایک حد تک ذمہ وار ہو۔ کچھ شک نہیں کہ یہ چند سطور ایک قسم کا قومی شکوہ ہے۔ لیکن ایک ایسی قوم کے سامنے جسمیں حقیقی شکر گذاری کی روح نفخ ہو رہی ہو اگر ذراسی بھی بے اعتنائی ہو تو ایک دیرینہ خدمت گذار کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس قوم کے سامنے ہی اپنا اپیل کرے الحکم کی کمزوریوں اور نقائص کا دور کرنا قوم کی غرض مشترک ہے یا اسکا تعلق صرف ایک شخص کی ذات سے وابستہ ہے؟ میں صاف طور پر کہونگا کہ الحکم کی امداد یا اس کی توسیع اشاعت یا اس کی خریداری میں اگر کوئی شخص محض اس لئے مضائقہ کرتا ہے کہ وہ الحکم کے ایڈیٹر میں کوئی بات اپنی طبیعت کے خلاف پاتا ہے تو وہ خود اندازہ کرے کہ وہ قومی اغراض مشترکہ کو اپنی خاص طبیعت یا مذاق کے ماتحت کرنا چاہتا ہے یا نہیں؟ اور اس صورت میں اس کی امداد ذاتی اغراض کے نیچے آتی ہے یا نہیں۔ حالانکہ قومی کاموں میں یہہ بات نہیں ہوتی.... بلکہ وہاں اصل مقصد وہ کام ہوتا ہے نہ زید و بکر۔

نفس کام کو دیکھو کہ آیا وہ مفید ہے یا نہیں قوم نے اس سے کوئی فائدہ ابتک اُٹھایا یا نہیں اگر قوم اسپر زیادہ توجہ کرے تو وہ زیادہ سود مند ہو سکتا ہے یا نہیں یہ امور ہیں جنپر توجہ کی ضرورت ہے نہ یہ کہ ان باتوں کو چھوڑ دیا جاوے اور سیاہی اور کاغذ کی قیمت کے حساب مشخص کرکے ایسی فردیں طیار کرنے کی فکر کی جاوے کہ فلاں شخص کو سالانہ نفع کسقدر ہوتا ہے۔ میں اسپر پھر پوچھتا ہوں کہ تم آپ ہی غور کرو کہ ان توجہ

نتائج کیا ہونگے ؟ کیا یہہ کسی روحانی اصلاح کا موجب اور ذریعہ ہیں یا اصل مقصد سے دور لیجانے والی باتیں علاوہ بریں بہت سے لوگ ہیں جو ایڈیٹر کی مشکلات سے محض ناواقف ہوتے ہیں اُن کو ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو کسقدر محنت اور دماغ سوزی سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہ کہدینا بیشک آسان ہے کہ اسمیں کچھہ محنت نہیں مگر جب کوئی کام کرنا پڑتا ہے تو پھر ان مشکلات کا اندازہ معلوم ہوتا ہے حضرت **حکیم الامت** نے ایک مرتبہ ایک بزرگ کا قصہ بیان کیا کہ کسی مخلص نے انکے سامنے تین یا چار لڈو لاکر رکھے۔۔۔ انہوں نے دو اپنے مخلص دوستوں کو وہیں تقسیم کر دے جنہوں نے فی الفور کہا لئے اور پھر آپ ایک لڈو اوٹھایا اور اُسکے بنائے جانیکے متعلق امور کو یاد کر کے خدا کا شکر کرنے لگے کہ کسطرح پر گندم بوئی گئی اور کماد بویا گیا۔ پھر کسطرح یہاں سے اس لڈو کے اجزا طیار ہوئے ان سب امور پر گھنٹہ یا دو گھنٹہ تک گفتگو کرتے رہے پھر ذرا سا اس میں سے کہایا اور اپنے مخلص سے جسکو ایک لڈو دیا تھا پوچھا تمنے کہا لیا اُسنے کہا جناب وہ تو اُسی وقت ہی کہا لیا تھا اس بزرگ پر اس سے رقت طاری ہوگئی کہ جو چیز اسقدر محنت سے طیار کی گئی ہے اُسکو یہ اسقدر حقیر سمجھتا ہے۔ پس میرے معزز دوستو الحکم کی قدر و قیمت آپکے دل میں ممکن ہے بہت زیادہ ہو اور میں اس سے بیخبر نہیں کہ اکثروں کے دل میں بہت ہی زیادہ ہے لیکن پھر بھی آپکو ان مشکلات کا اندازہ معلوم نہیں جنمیں سے ہوکر یا **بحیثیت ایڈیٹر** کو یہ طیار کرنا پڑتا ہے اور اسپر بھی اتنے سننا پڑتا ہے

کمسر رہ گئی

میں یقیناً کہتا ہوں کہ ادنیٰ سے ادنیٰ کاروبار زندگی میں بھی جو شخص جس کام کو انجام دیتا ہے۔ اس کی ذمہ واریوں۔ اسکی سختیوں۔ اسکی پیچیدگیوں اور اسکی مشکلات کو جیسا کچھہ کہ وہ سمجھتا ہے کوئی دوسرا شخص اُس کو ہرگز ایسا نہیں سمجھہ سکتا جبتک قدرت نے اسکی چوکی با عہدہ پر نشست عطا نہ کی ہو۔ بیدرد نکتہ چین صرف اپنے کسی ایک مفید مطلب پہلو سے یا کسی معاملہ میں اپنی قائم شدہ رائے کے تعصب سے فی الفور نکتہ چینی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ اان [illegible] قدرتی طور پر بے بہرہ ہوتے ہیں جو [illegible] اس کام کو اپنے ہاتھہ میں لینے کے یا اس کام کو انجام دینے کے ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس خاص معاملہ نکتہ چینی میں ایڈیٹر سب سے زیادہ مورد الزام ہے نکتہ چینی کرنیوالوں میں سے تمام تر [illegible] لوگوں کو مطلق ان ذمہ واریوں [illegible] [illegible] سے آگاہی [illegible] [illegible] ایڈیٹر محسوس کرتا ہے [illegible] ادنیٰ سے ادنیٰ لیاقت اور

ادنیٰ سے ادنیٰ قابلیت کا آدمی اس مرض میں گرفتار ہوتا ہے کہ وہ ایک ایڈیٹر اخبار کی بہ نسبت ایڈیٹری کے کام کو بہہ وجوہ عمدگی سے سمجھتا ہے اور اس سے زیادہ خوبی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکتا ہے ان کو کیا خبر ہے کہ غریب ایڈیٹر کی زندگی کن کاہشوں سے گذرتی ہے اور یہ نرا قلمی جنرل اور خیالی معرکوں کا سپہ سالار شب و روز کسطرح خون در جگر رہتا ہے کن مصیبتوں اور مخالفتوں کا آماجگاہ اور کن آفتوں کے لئے سینہ سپر رہتا ہے۔ اس کی زندگی کن تفکرات اور ترددات کی زندگی ہوتی ہے اور جو سچ پوچھو تو وہ اپنے اس کام کے سرانجام دینے میں ان آسائشوں اور راحتوں سے بھی محروم رہتا ہے۔ جو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق کے لئے بھی اپنا آغوش شفقت کھولے رہتی ہیں آہ!

توائے کبوتر بام حرم چہ میدانی
طپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را

اگر ایڈیٹری کی تمام مشکلات کا مرقع کھینچکر دکھایا جاوے تو غالباً ایڈیٹری کا کام ایسا [illegible] روزگار نہ رہے جیسا کہ اب تک دیکھا جاتا ہے اور وہی ایڈیٹر جسکا ایک دستیاب صحبت میں سوائے ایک قلم دوات اور کاغذات کے ایک بنڈل کے اور کسی چیز پر اختیار نہیں ہوتا اور جسکا دائرہ سلطنت [illegible] خیالات تک ہی محدود ہوتا ہے بجائے لوگوں کے غصہ اور انتقام کا مورد ہونیکے ان کے رحم اور ہمدردی کا ایک موزوں **اوبجکٹ** بن جاوے

یہانتک کہ اتوار اور دوسرے تیوہاروں کی تعطیل بھی [illegible] بیل گھوڑے اور گھوڑے کو سواری سے نجات ملتی ہے مگر اس مظلوم کو اس دن بھی اپنے کاروبار کی تکمیل اور آئندہ اخبار کی طیاری کے کام سے فراغت نصیب نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ یہ تفکرات اور ترددات ایڈیٹر کو کبھی بڑی عمر سے متمتع نہیں ہونے دیتے ان ساری مصیبتوں اور جگر کاویوں کے صلہ میں اسے اگر کچھہ ملتا تو کیا صرف اعلیٰ درجہ کے اخباروں سے ہمسری اور تبادلہ خیالی تحسین اور واہ وا ! حضرت بزرگوا یہہ بالکل سچ ہے۔ ایڈیٹر کی تجارت در اصل دل صد پارہ کی تجارت ہے وہ خالی واہ وا بھی اس کے حصہ میں نہیں آتی۔ کیونکہ اُس کے ناظرین مختلف مذاق اور مختلف خیال کے لوگ ہوتے ہیں اور جس کے مذاق کی کوئی بات اخبار میں نہ ہو وہی اخبار کو ردی نامکمل۔ بے ترتیب قرار دیکر نالائقی کا سارٹیفکٹ ایڈیٹر کو بھیجدیتا ہے میں پورے طور پر اب اس مرقع کو کھینچنا نہیں چاہتا جو **ناظرین** اخبار ایڈیٹر پر اعتراض کرنے کی صورت میں کھینچتے ہیں مختصر یہہ کہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہوتی ہیں جسے دیکھہ نئے انداز سے اپنی نکتہ چینی

کا اظہار کرتا ہے کوئی اخبار کا حجم بڑہانے کی کوئی گھٹانے کی صلاح دیتا ہے کوئی کمی قیمت کے لئے کوئی افزونی کے واسطے مشورہ دیتا ہے کوئی خط کو۔۔۔ زیادہ جلی کرنے کوئی زیادہ خفی کرنے کی تحریک کرتا ہے ایڈیٹر بیچارہ ان او زیری مشیروں کے نرغہ میں حیران و پریشان رہ جاتا ہے اور اس کے ہوش و حواس بجا نہیں رہتے کہ کیا کرے کیا نہ کرے اور متضاد طبیعتوں کے ارمان چند محدود اوراق میں کسطرح نکال سکے کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ ان امور کی تکمیل کے لئے جو مختلف المذاق ناظرین چاہتے ہیں سولہ صفحہ کا اخبار تو کیا سولہ سو صفحہ کی کتاب بھی مکتفی نہیں ہوسکتی اس لئے مجبوراً یہ کہکر ؎

غم عالم فراوان است و من یکغنچہ دل دارم
چسان در شیشہ ساعت کنم ریگ بیابانرا

خاموش ہو رہتا ہے اور برا بر طعن پر طعن سنتا رہتا ہے۔

ہندوستانی اخبارات کے ایڈیٹروں کی حالت اور بھی ناگفتہ بہہ ہے ان کی حالت انگریزی اخبارات کے ایڈیٹروں کی سی نہیں کہ انکو صرف اخبار میں دو صفحہ کا مضمون اپنے قلم سے لکھنے کی ضرورت پڑتی ہے باقی اخبار کے کالموں کے پُر کرنے کے لئے اجرتی کارسپنڈنٹ اور اعلیٰ درجہ کے لکھنے والے قومی ہمدرد طیار ہیں جو ایڈیٹر سے بھی ہزار درجہ بڑہ کر قابلیت رکھتے ہیں اخبار کا پروف دیکھنے کیلئے علیحدہ سٹاف پرنٹروں کا موجود ہے اخبار کے خریداروں سے خط و کتابت کرنے اور انتظام مطبع اور حساب کتاب کے لئے علیحدہ سٹاف ہے چھپائی کے لئے علیحدہ منتظم ہیں روپیہ صرف کرنے کے لئے متمول پروپرائیٹر کی جیب کھلی ہے جسکو چند سال کے خسارہ کی بھی پروا نہیں۔ اور خریداروں کی خوش معاملگی کا یہہ عالم ہے کہ قیمت اخبار کا ادا نہ کرنا پرلے درجہ کا پاجی پن اور ذلت سمجھتے ہیں اور پھر اخبارات کی قیمتیں بھی ایسی گراں ہیں کہ انکے ادا کرنے کا وہی لوگ حوصلہ رکھتے ہیں جہاں ایک ہی شخص تنہا پروپرائیٹری۔ ایڈیٹری۔ منیجری۔ پرنٹری۔ محاسبی۔ محرری۔ کلرکی کی ڈیوٹی ادا کرتا ہو وہاں اگر نقائص نہوں کمزوریاں نہوں تو کیا ہو؟ ایڈیٹر کو اپنی قابلیت اپنے معلومات بڑہانے کا موقع ملے تو کیونکر؟ ایسی حالت میں اپنی استطاعت اور قابلیت کے مطابق بھلی یا بُری جو کچھہ بھی قوم کی خدمت ہو وہ کافی سمجھی جانی چاہئے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس کی حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکن امور اسکے سامنے ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں اصل مطلب سے دور چلا گیا یا اصل مطلب کی طرف دور چلا گیا مگر کیا کروں اپنی ہی مشکلات کا اظہار رکھتا دل میں درد تھا اس درد سے بے قرار ہوکر جو دل میں آیا کہگذرا۔ شاید کوئی

اہل درد میری مشکلات کا اندازہ کرنے کے قابل ہو سکے۔

بہرحال

ایڈیٹری مشکلات کے اندر محصور ہے اور اس سے الحکم کا ایڈیٹر بھی بری نہیں ہو سکتا

مگر

سوال یہ ہے کہ الحکم کسطرح قوم اور ملک کیلئے زیادہ مفید ہو سکتا ہے؟ اور ایڈیٹری مشکلات کس طرح کم ہو سکتی ہیں؟

اس سوال کا جواب قوم کے اہل الرائے بزرگوں کو دینا چاہیئے اور وہی دینگے۔ میں صرف چند باتیں پیش کرونگا سب سے اوّل یہ کہ آیا نفس الامر میں ہمکو کسی ایسے اخبار کی ضرورت ہے یا نہیں جیسا کہ الحکم ہے؟ میں اس سوال کا جواب دلائل کو چھوڑ کر اثبات میں دونگا کیونکہ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ الحکم نے ہماری قوم کے سنہ ضروریہ کو اپنی ابتدا ہی سے سبعہ ضروریہ بنا دیا ہے اور قوم اخبار کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتی۔

حقیقت میں اخبار ایک زبردست طاقت ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے اگر اس کو اخبار کی حیثیت اور وقعت حاصل ہو جاوے اور وہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ قوم اسکو اس حیثیت تک پہنچایا چاہے

پس سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو کر بننے والی قوم کے سامنے الحکم کی ضرورت کا سوال تحصیل حاصل ہے اور اسکو اخبار کی طاقت حاصل کرنے کے قابل بنانا قوم کا فرض ہے۔ قوم کو قوم بننے کے لئے ضرور ہے تحریک کی تبلیغ کی قوم بنانیوالے مزکی اور معلم کے انفاس طیبہ کے پہنچانے کی اور یہ باتیں بدوں اخبار عام طور پر حاصل نہیں ہو سکتیں جسقدر کثرت کے ساتھ اخبار کی اشاعت ہوگی اسی قدر یہ تحریک اور تبلیغ عام ہوگی۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ الحکم کی اشاعت بہت بڑے پیمانہ پر ہو اور اس کیلئے ہر ایک احمدی قومی فرائض کا ذمہ دار ہے خواہ وہ اس ذمہ واری کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ اس لئے وسعت اشاعت کا سوال [illegible] ہوتا ہے میں اس [illegible] پیش کیا ہوں اور اس [illegible] سمجھ کہ کسی احمدی کو خواہ وہ [illegible] ضرورت [illegible] کیوں [illegible] اخبار [illegible] خرید نے کا عذر [illegible] ہو جاوے گا بلکہ اس [illegible] ہیں اگر وہ [illegible] کے ماتحت جواب دہ [illegible]۔

قومی کاموں کی تکمیل محض ضرورت ذاتی پر مبنی نہیں ہو سکتی بلکہ قوم کی اغراض مشترکہ کی بنا پر ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص قومی حیثیت سے محض اس بنا پر کسی قومی انسٹیٹیوشن میں چندہ نہ دے کہ میرا ذاتی فائدہ اس سے کوئی نہیں تو وہ **قومی خطا کار** ہے اسی طرح پر قوم کے اغراض مشترکہ کی تکمیل کے لئے اخبار کی خریداری محض اس بنا پر نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم اس کو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں بلکہ محض اس لئے ہو کہ اس سے اخبار کی تکمیل کی صورت نکلتی ہے اور اس کی تکمیل سے کل قوم کو ایک فائدہ پہنچتا ہے جسکا حصہ انجام کار ہمکو بھی ضرور ملتا ہے

غرض

اوّل تو خود پڑھے ہوئے یا ناخواندہ کے سوال کو اوٹھا کر اخبار کو **قومی اخبار** سمجھ کر خریدنا چاہیئے اور اسکے مفاد و منافع کو ذاتی مفاد و منافع کی مد میں داخل کیا جاوے ایک ضروری فرض اوسکو قرار دیا جاوے پھر اگر اخبار مفید اور سودمند ہو تو کم از کم قوم اپنے فرض سے **سبکدوش** ہو جائیگی۔

اور

وسعت اشاعت کیلئے خریداران کی راہ میں سہولتوں کا بہم پہنچانا یہ میرا کام ہوگا۔

چنانچہ

میں اعلان دیتا ہوں کہ مندرجہ ذیل شرحوں پر آج کی تاریخ کے بعد خریداری کی درخواست کرنے پر الحکم جاری ہو سکے گا میں چاہتا ہوں کہ دو لاکھ آدمیوں کی جماعت میں الحکا سات سال کا پرانا اخبار کم از کم دس ہزار ہفتہ وار شائع ہو جسکا اگر دس دس آدمی بھی پڑھیں گے تو ہفتہ وار ایک لاکھ آدمیوں کے درمیان یہ تبلیغ ہو سکیگی [illegible] ان شرحوں پر اخبار جاری کرانے کے لئے اپنی مالی استعداد اور حالت کا خود اندازہ کر لینا چاہیئے کہ کس شرح پر اخبار خرید سکتے ہو کیونکہ [illegible] شرحیں ایسی ہیں جن میں اخبار کی اصل لاگت بھی وصول نہیں ہوتی ساتھ ہی یہ بھی [illegible] شرح ایسی صورت میں [illegible] اگر قوم الحکم کی اشاعت کو بڑھانے [illegible] خواہ وہ الحکم کا خریدار ہے [illegible] الحکم [illegible] بہم پہنچانے کی ہمت اور [illegible] اسباب [illegible] کرتے ہیں [illegible] دعوے سے کہہ سکتا ہوں [illegible] کسی حد تک مکمل [illegible] ہفتہ وار اخبار ۱۶ صفحہ [illegible] نہیں رہے گا۔

جب اشاعت اس حد تک پہنچ جاوے گی تو ناظرین الحکم دیکھیں گے کہ انشاء اللہ الحکم کے ذریعہ انکو کیا کیا نادرات بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں مکمل شافی کے رکھنے کی گنجائش نکل سکتی ہے اور ایڈیٹر کو اپنے معلومات بڑھانے اور بڑی بھلی قابلیت کو زیادہ مفید بنانے کا موقع مل سکے گا جبکہ اوسکو مینجری۔ محاسبی اور کلرکی وغیرہ کے امور سے فرصت نکل آئیگی اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ یہ رعایتیں جدید خریداروں کے لئے ہونگی اور جسقدر اشاعت زیادہ ہوگی اس کا ثواب جو چند بیسوں سے بہت بڑھ کر گراں قیمت ہے پرانے خریداروں کو بھی ملے گا۔

غرض

جنوری ۱۹۰۵ء سے پہلے پہلے مندرجہ ذیل شرحوں پر دس ہزار خریدار بہم پہنچائے جاویں

چار روپیہ سالانہ قیمت دینے والے

دو ہزار

تین روپیہ آٹھ آنہ سالانہ قیمت دینے والے

تین ہزار

دو روپیہ بارہ آنہ قیمت سالانہ دینے والے

چار ہزار

اب کوئی بتلائے کہ ۱۶ صفحہ کا اخبار جو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر ہفتہ وار دیا جاوے تین روپیہ آٹھ آنہ یا دو روپیہ ۱۲ر سالانہ بھی اسکی کچھ قیمت ہو سکتی ہے اسقدر ارزانی کے ساتھ اگر اشاعت بیس ہزار نہ ہو تو کم از کم دس ہزار تک کیوں نہ پہنچائی جاوے اب یہ کام قوم کا ہے۔ جدید خریداروں کے لئے رجسٹر الگ کھولا جاویگا درخواستیں اس شرط کے ساتھ آنی چاہئیں کہ پہلا پرچہ **قیمت طلب بھیجا** جاوے بغیر اس کے کوئی درخواست درج رجسٹر نہ ہوگی کیا اس سے بڑھ کر **کوئی رعائت کمی قیمت میں ہو سکتی ہے**؟ میں امید کرتا ہوں کہ جیسا میں نے اوپر بیان کیا ہے الحکم کو ایک قومی اخبار بنانے کی غرض سے اسکی ہفت سالہ خدمات کا لحاظ کرکے ہر احمدی سعی کرے گا کہ اس کی اشاعت عام کرو اس کی ترتیب میں جو تبدیلیاں کی جانے والی ہیں وہ میں کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ظاہر کرونگا۔

بزرگان ملت اور اہل دل اصحاب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس موقع پر اپنے رسوخ اور زور قلم سے کام لیں اور الحکم کی توسیع اشاعت کے

کام میں شریک ہوں - الحکم کے قدیم سرپرستوں اور مربیوں کے نام میں ایک علیحدہ چٹھی مع فہرست خریداران الگ بھیجنے والا ہوں میں اون سے یہہ درخواست کرونگا کہ فہرست میں جسقدر نام اون سے چاہے گئے ہیں وہ پورے کرکے بھیجیں - امید ہے کہ جن بزرگوں کے پاس میری وہ سرکلر لیٹر پہنچے گی وہ اپنی سعی اور ہمت سے میری اس تحریک میں پوری مدد دیں گے اور بالآخر ساری توفیقیں الله تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اس لئے اسی سے دعا ہے کہ وہ ایسے نیک کاموں میں ہمیں اخلاص کی توفیق دے آمــــــین

عیسائیوں کی نجات ناممکن

سوال ضروری

عیسائیوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ نجات بدوں اعمال صالح کے صرف ایمان کے ساتھ ہوگی اس عقیدہ کی بنیاد پولوس کے خط رومیوں باب ۳ آیت ۲۸ پر مبنی ہے اور وہ عبارت یہ ہے کیونکہ ہمنے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھہرتا ہے - ظاہر ہے کہ راستبازی ہی ذریعہ دخول جنت کا ہے جو بموجب قول پولوس بدوں اعمال صالحہ مجرد ایمان سے حاصل ہوسکتی ہے عیسائیوں کے اس عقیدہ کے ابطال پر ہم دو دلیلیں پیش کرتے ہیں منصف مزاج بندگان خدا انصاف سے غور فرمائیں دلیل اول - حضرت یعقوب حواری اپنے خط باب ۲ آیت ۲۴ میں فرماتے ہیں پس تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے اور صرف ایمان سے نہیں ❊ اسی طرح راحب بھی جو فاحشہ تھی جب اوس نے جاسوسوں کی مہمانی کی اور اونہیں دوسرے راہ سے باہر کردیا کیا اعمال سے راستباز نہ ٹھیری پس جیسا بدن بے روح مردہ ہے ویسا ہی ایمان بے اعمال مردہ ہے ❊ اے حضرات ناظرین پولوس بدوں اعمال حسنہ کے صرف ایمان ہی کو نجات کا ذریعہ ٹھیراتا ہے اور برخلاف پولوس کے حضرت یعقوب حواری محض ایمان کو نجات کے لئے کافی نہیں کہتا بلکہ ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ شامل کرکے نجات کا حاصل ہونا بیان فرمارہا ہے اور مجرد ایمان کو بدوں اعمال کے مردہ قرار دینا حضرت یعقوب حواری کا بدوں اعمال کے محض ایمان سے نجات نہ ہونے پر ان کے عقیدۂ راسخ پر دلیل ہے اب ایسے صریح اختلاف اور تضاد امر میں عیسائی صاحبان کو لا محالہ ایک قول کی تکذیب کرنی پڑے گی خواہ پولوس کے قول مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۲۸ کو غلط قرار دیں خواہ یعقوب حواری کا فرمانا خط یعقوب باب ۲ دو آیت ۲۴ کا انکار کریں - کیونکہ دونوں اقوال مذکورہ بالا میں صریح ضد ہے - اور اجتماع ضدین کا ایک جا پر جمع ہونا محال عادی ہے - مگر ہمیں امید ہے کہ مفت کی نجات کے شایق حضرات عیسائی بدوں اعمال کے صرف ایمان ہی کو نجات کا ذریعہ ٹھیرائینگے اور یعقوب حواری کے قول کی پرواہ نہ کریں گے کیونکہ متقدمین علمائے عیسوی بھی حضرت یعقوب حواری کے خط پر بہت حملے کرچکے ہیں اور راس کو گماسر بھوس سے نسبتیں دے چکے ہیں - سچ ہے پولوس کے مقابل بیچارے حضرت یعقوب حواری راستباز کی کب دال گلتی ہے ❊ دلیل دوم - عیسائی صاحبان کا بموجب قول پولوس مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۲۸ کے نجات کا دارومدار صرف ایمان بلا اعمال صالحہ کے ٹھہرانا حضرت یعقوب حواری اور عہد عتیق کے خلاف ہے اب اس امر کی تحقیق نہایت ضروری ہے کہ نجات کا ذریعہ بدوں اعمال کے مجرد ایمان کو ٹھیرانے والوں سے اول ایمان کی حقیقت اور اس کے علامات دریافت کریں کیونکہ بدوں علامات کے کسی شے کا وجود متحقق ہونا غیر ممکن ہے حضرات ناظرین سچے ایمان کے علامات اور پہچان اناجیل میں چار جگہ بیان ہوئے ہیں - مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول اون علامات مندرجہ اناجیل سے عیسائیوں کے ایمان کی پرتال کیجاوے اگر علامات مقرر کردہ اناجیل عیسائی صاحبان میں وہ سچا ایمان معہ شرائط کے پایا جاوے تو نجات کا حاصل ہونا بدوں اعمال صالحہ صرف کامل ایمان سے کافی ہوسکے - ظاہر ہے کہ اگر علامات سچے ایمان مندرجہ اناجیل عیسائیوں میں ثابت ہی نہ ہوں تو عیسائیوں کا ناقص ایمان جسکو حضرت یعقوب حواری بدوں اعمال مردہ ایمان فرماچکے ہیں کیونکہ نجات کا ذریعہ ٹھہر سکتا ہے -

اب ہم اناجیل موجودہ سے سچے ایمان کے علامات بیان کرتے ہیں -

اوّل - انجیل متی باب ۱۷ آیت ۲۹ میں لکھا ہے تب شاگردوں نے الگ یسوع کے پاس آکے کہا ہم اس کو یعنے دیو کو کیوں نہ نکال سکے یسوع نے اُنہیں کہا اپنی بے ایمانی کے سبب کیونکہ میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ کو کہو کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہ ہوتی ❊ دیکھئے بموجب قول حضرت مسیح - اگر کسی عیسائی میں رائی کے دانہ برابر بھی سچا ایمان ہو تو وہ اپنی ایمانی طاقت سے پہاڑوں کو اون کی جگہ سے حکماً ہٹا سکتا ہے - ہم عیسائیوں میں یہ سچی ایمانی طاقت نہیں پاتے اور امتحاناً زمانہ حال کے عیسائیوں کے سامنے ایک اینٹ رکھ دیتے ہیں کوئی عیسائی اپنی ایمانی قوت سے اس اینٹ کو جنبش دے کر دکھائے ورنہ سچے ایمان کی جگہ صفر خیال کیا جاوے ❊

دوم - انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۷ میں لکھا ہے وے جو ایمان لائینگے اون کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی کہ وے میرے نام سے دیووں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اوٹھائینگے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئینگے اُنہیں کچھ نقصان نہ ہوگا وے بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو چنگے ہوجائیں گے عبارت انجیل مرقس سے صریح معلوم ہوتا ہے جو ایمان لاویگا اوس کی یہ علامتیں ہونگی - لفظ جو عام ہے ہر ایک ایمان لانے والے پر صادق آتا ہے اور سچے ایماندار کے لئے پانچ علامتیں مقرر فرمائیں ہیں اوّل دیووں کو نکالنا دوم نئی زبانیں بدوں اکتساب کے ایمانی طاقت سے خودبخود بولنا سیوم زہریلے سانپوں کو اوٹھا لینا اور اون کا نہ ڈسنا چہارم - ہلاک کرنیوالی چیز مثلاً سم الفار وغیرہ کا کھانا اور اون کا ضرر نہ ہونا - پنجم - بیماروں کو بدوں دوا کے ایمانی قوت سے اچھا کرنا - کیوں حضرات عیسائی صاحبان ان علامات مذکورہ بالا سے موصوف کوئی سچا ایماندار عیسائی اگر صفحۂ دنیا پر موجود ہے تو براہ مہربانی اس کا نشان دیں ورنہ بدوں علامات کے زبانی ایمانداری کا دعوی نجات کا ذریعہ کیونکر ہوسکتا ہے - سوم - انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۲ میں حضرت مسیح کا قول یوں منقول ہے میں تمسے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھپر ایمان لاتا ہے یہ کام یعنے معجزے وغیرہ جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا اور ان سے بھی بڑے کام کریگا - کیا آجکل یا پہلے کوئی سچا ایماندار عیسائی ہوا ہے جس نے ایمانی طاقت سے حضرت مسیح سے زیادہ معجزے کئے ہوں) - ہم دعوے سے کہتے ہیں زمانہ حال میں کوئی سچا ایماندار عیسائی نظر نہیں آتا جو زیادہ تو کیا ایک معجزہ مثل حضرت مسیح کے اپنی ایمانی طاقت سے دکہلا سکے پس بدوں علامات کے سچا ایمان نہیں ہوسکتا - اس لئے ناقص ایمان نجات کا وسیلہ کیونکر ٹھہر سکتا ہے - چہارم - خط یعقوب باب ۵ آیت ۱۴ میں لکھا ہے اگر کوئی تم میں بیمار پڑے تو کلیسئے کے بزرگوں کو پاس بلاوے اور وے خداوند کے نام سے اس پر تیل ڈالکر اُس کے لئے دعا مانگیں اور دعا جو ایمان کے ساتھ ہو اس بیمار کو بچاوے گی اور خداوند اُسکو اوٹھا کھڑا کرے گا اگر گناہ کئے ہوں تو اُسے معافی ہوگی ❊ دیکھئے سچے ایمان کی پہلی علامت بیماروں کو چنگا کرنا ہے کیا وجہ ہے کہ عیسائیوں نے ایمانی طاقت سے ہند و پنجاب میں آجتک کوئی بیمار اچھا نہیں کیا بلکہ مثل فرنگستان کے ملحد ڈاکٹروں کے شفاخانے جابجا جاری کئے مشنری شفاخانوں کا خواہ زنانہ ہوں یا مردانہ اصل منشار ترقی دین عیسویت ہے - افسوس اگر سچی ایمانی قوت سے بدوں دوا کے صرف بذریعہ دعا

ایک عیسائی کے چند سوالوں کا جواب

مرقومہ حضرۃ حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سوال

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کوئی معجزہ نہ ملا۔ جیسا کہ سورہ عنکبوت میں درج ہے (ترجمہ عربی کا) اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتریں اسپر کچھ نشانیاں یعنی کوئی ایک بھی کیونکہ لا نافیہ اس آیت میں جو کہ جنسی ہے کل جنس کی نفی کرتا ہے اسکے رب سے اور سورہ بنی اسرائیل میں بھی اور ہمنے موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے انکو جھٹلایا اس سے صاف ظاہر ہے خدا نے کوئی معجزہ نہیں دیا حقیقۃ میں اگر کوئی معجزہ ملتا تو وہ نبوۃ اور قرآن پر منشکی نہ ہوتے۔

فاما الجواب

جن خیالات کو عیسائی صاحب نے اپنی عبارۃ میں بصورۃ اعتراض پیش کیا ہے وہ درحقیقت اعتراض نہیں ہیں بلکہ وہ تین غلط فہمیاں ہیں جو بوجہ قلت تدبر ان کے دل میں پیدا ہوگئی ہیں ذیل میں ہم الگ الگ ان غلط فہمیوں کو دور کرتے ہیں۔

پہلی غلط فہمی کی نسبت جواب یہ ہے کہ نبی برحق کی پیشانی ہرگز نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرح ہر ایک مخفی بات کا بالاستقلال اُسکو علم بھی ہو بلکہ اپنے ذاتی اقتدار اور اپنی ذاتی خاصیت سے عالم الغیب ہونا خدا تعالیٰ کی ذات کا ہی خاصہ ہے۔ قدیم سے اہل حق حضرت واجب الوجود کے علم غیب کی نسبت وجوب ذاتی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور دوسرے تمام ممکنات کی نسبت امتناع ذاتی اور امکان بالوجوب عز اسمہ کا عقیدہ ہے یعنی یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ کی ذات کے لیے عالم الغیب ہونا واجب ہے اور اُس کے ہویت حقہ کی یہ ذاتی خاصیت ہے کہ عالم الغیب ہو مگر ممکنات کے جو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت ہیں اس صفت میں اور ایسا ہی دوسری صفات میں شراکت بحضرۃ باری عز اسمہ جائز نہیں اور جیسا ذات کے رو سے شریک الباری ممتنع ہے ایسا ہی صفات کی رو سے بھی ممتنع ہے

پس ممکنات کے لیے نظراً علی ذاتہم عالم الغیب ہونا ممتنعات میں سے ہے خواہ نبی ہوں یا محدث ہوں یا ولی ہوں ہاں الہام الٰہی سے اسرار غیبیہ کو معلوم کرنا یہ ہمیشہ خاص اور برگزیدہ کو حصہ ملتا رہا ہے اور اب بھی ملتا ہے جسکو ہم صرف تابعین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں پاتے ہیں نہ کسی اور میں عادۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کبھی کبھی اپنے مخصوص بندوں کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کر دیتا ہے۔ اور اوقات مقررہ اور مقدرہ میں رشح فیض غیب اُنپر ہوتا ہے بلکہ کامل مقربان اللہ اسی سے آزمائے جاتے اور شناخت کیے جاتے ہیں۔ کہ بعض اوقات آیندہ کی پوشیدہ باتیں یا کچھ چھپے اسرار انھیں بتلائے جاتے ہیں مگر یہ نہیں کہ اُن کے اختیار اور ارادہ اقتدار سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور اختیار اور اقتدار سے یہ سب نعمتیں انھیں ملتی ہیں۔

وہ جو اُسکی مرضی پر چلتے ہیں اور اُسی کے ہو رہتے اور اُسی میں کھوئے جاتے ہیں اُس خیر محض کی اُن سے کچھ ایسی ہی عادت ہے کہ اکثر اُن کی سُنتا اور اپنا گذشتہ فعل یا آیندہ کا منشا بسا اوقات اُنپر ظاہر کر دیتا ہے مگر بغیر اعلام الٰہی اُنھیں کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا وہ اگرچہ خدا تعالیٰ کے مقرب تو ہوتے ہیں مگر خدا تو نہیں ہوتے سمجھائے سمجھتے ہیں بتلائے جانتے ہیں دکھلائے دیکھتے ہیں بُلائے بولتے ہیں اور اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں ہوتے جب طاقت عظمیٰ انھیں اپنے الہام کی تحریک سے بُلاتی ہے تو وہ بولتے ہیں اور جب دکھاتی ہے تو دیکھتے ہیں اور جب سُناتی ہے تو سُنتے ہیں اور جبتک خدا تعالیٰ اُنپر کوئی پوشیدہ بات ظاہر نہیں کرتا تب تک اُنھیں اُسبات کی کچھ بھی خبر نہیں ہوتی تمام نبیوں کے حالات زندگی (لائف) میں اسکی شہادۃ پائی جاتی ہے۔ حضرۃ مسیح علیہ السلام کی طرف ہی دیکھو کہ وہ کیونکر اپنی لاعلمی کا آپ اقرار کر کے کہتے ہیں کہ اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا باب ۱۳- آیت ۳۲ مرقس۔

اور پھر وہ فرماتے ہیں کہ میں آپ سے کچھ نہیں کرتا (یعنی کچھ نہیں کر سکتا) مگر جو میرے باپ نے سکھلایا وہ باتیں کہتا ہوں کسیکو راستبازوں کے مرتبہ تک پہونچانا میرے اختیار میں نہیں مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ مرقس۔

غرض کسی نبی نے بااقتدار یا عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا دیکھو اُس عاجز بندہ کی طرف جسکو مسیح کر کے پکارا جاتا ہے اور جسے نادان مخلوق پرستوں نے خدا سمجھ رکھا ہے کیسے اُسنے ہر مقام میں اپنے قول اور فعل سے ظاہر کر دیا کہ میں ایک ضعیف اور کمزور اور ناتوان بندہ ہوں اور مجھ میں ذاتی طور پر کوئی بھی خوبی نہیں اور آخری اقرار جسپر اُنکا خاتمہ ہوا کیسا پیارا لفظ ہے چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ یعنی مسیح (اپنی گرفتاری کی خبر پا کر) گھبرانے اور بہت دلگیر ہونے لگا اور اُن سے (یعنی حواریوں سے) کہا کہ میری جان کا غم موت کا سا ہے اور وہ تھوڑا آگے جا کر زمین پر گر پڑا (یعنی سجدہ کیا) اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹلجائے اور کہا کہ اے ابا اے باپ سب کچھ تجھسے ہو سکتا ہے اس پیالہ کو مجھ سے ٹالدے۔ یعنی تو قادر مطلق ہے اور میں ضعیف ہوں اور عاجز بندہ ہوں تیرے ٹالنے سے یہ بلا ٹل سکتی ہے اور آخر ایلی ایلی لما سبقتنی کہکر جان دی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

اب دیکھیے کہ اگرچہ دعا تو قبول نہ ہوئی کیونکہ تقدیر مبرم تھی ایک مسکین مخلوق کی خالق کے قطعی ارادہ کے آگے کیا پیش جاتی تھی مگر حضرت مسیح نے اپنی عاجزی اور بندگی کے اقرار کو نہایت تک پہونچا دیا اس اُمید سے کہ شاید قبول ہو جائے اگر انھیں پہلے سے علم ہوتا کہ دعا روکی جائے گی ہرگز قبول نہیں ہوگی تو وہ ساری رات برابر فجر تک اپنے بچاؤ کے لیے کیوں دعا کرتے رہتے اور کیوں اپنے تئیں اور اپنے حواریوں کو بھی تعقید سے اس لاحاصل مشقت میں ڈالتے۔

سو بقول معترض صاحب اُن کے دل میں یہی تھا کہ انجام خدا کو معلوم ہے مجھے معلوم نہیں۔ پھر ایسا ہی حضرۃ مسیح کی بعض پیشگوئیوں کا صحیح نہ نکلنا دراصل اسی وجہ سے تھا کہ بباعث عدم علم براسرار مخفیہ اجتہادی طور پر تشریح کرنے میں اُن سے غلطی ہو جاتی تھی جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تم بھی (اے میرے بارہ حواریو) بارہ تختوں پر بیٹھو گے دیکھو باب ۲۰- آیت ۲۸ متی۔

لیکن اسی انجیل سے ظاہر ہے کہ یہودا اسکریوطی اُس تخت سے بے نصیب رہ گیا اُس تکے کا تو اُسنے تخت نشینی کی خبر سُن لی مگر تخت پر بیٹھنا اُسے نصیب نہ ہوا اب راستی اور سچائی سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت مسیح کو اس شخص کے مرتد اور بد عاقبت ہونے کا پہلے سے علم ہوتا تو کیوں اُسکو تخت نشینی کی جھوٹی خبر سُنانے۔ ایسا ہی اکثر تیرہ

آپ ایک انجیر کا درخت دور سے دیکھکر انجیر کھانے کی نیت سے اسکی طرف گئے مگر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُس پر ایک بھی انجیر نہیں تو آپ بہت ناراض ہوئے اور غصہ کی حالت میں اُس انجیر کو بددعا دی جس کا کوئی بداثر انجیر پر ظاہر نہ ہوا۔ اگر آپ کو کچھ غیب کا علم ہوتا تو بے ثمر درخت کی طرف اُس کا پھل کھانے کے ارادہ سے کیوں جاتے۔

ایسا ہی ایک مرتبہ آپ کے دامن کو ایک عورت نے چھوا تھا تو آپ چاروں طرف پوچھنے لگے کہ کس نے میرا دامن چھوا ہے۔ اگر کچھ علم غیب سے حصہ ہوتا تو دامن چھونے والی کا پتہ معلوم کرنا تو کچھ بڑی بات نہ تھی۔ اور ایک مرتبہ آپ نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائیں گے جبتک یہ سب کچھ (یعنی مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا اور ستاروں کا گرنا وغیرہ) واقع نہ ہولے لیکن ظاہر ہے کہ نہ اُس زمانہ میں کوئی ستارہ آسمان کا زمین پر گرا اور نہ حضرۃ مسیح عدالت کے لیے دنیا میں آئے اور وہ صدی تو کیا اُسپر اٹھارہ صدیاں اور بھی گذر گئیں اور اُنیسویں گذرنے کو عنقریب ہے سو حضرت مسیح کے علم غیب سے بے بہرہ ہونیکے لیے یہی چند مثالیں کافی ہیں جو کسی اور کتاب سے نہیں بلکہ چاروں انجیلوں سے دیکھکر ہمنے لکھی ہیں دوسرے اسرائیلی نبیوں کا بھی یہی حال ہے حضرت یعقوب نبی ہی تھے مگر اُنھیں کچھ خبر نہ ہوئی کہ اُسی گاؤں کے بیابان میں میرے بیٹے پر کیا گذر رہا ہے حضرۃ دانیال اُس مدۃ تک کہ خدا تعالےٰ نے بخت النصر کے رؤیا کی اُنپر تعبیر کھولدی کچھ بھی علم نہیں رکھتے تھے کہ خواب کیا ہے اور اسکی تعبیر کیا ہے؟

پس اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ نبی کا یہ کہنا کہ یہ بات خدا کو معلوم ہے مجھے معلوم نہیں بالکل سچ اور اپنے محل پر چسپاں اور سراسر اُس نبی کا شرف اور اُسکی عبودیت کا فخر ہے بلکہ ان باتوں سے اپنے آقائے کریم کے آگے اُس کی شان بڑھتی ہے نہ یہ کہ اُسکے منصب نبوۃ میں کچھ فتور لازم آتا ہے ہاں اگر یہ تحقیق منظور ہو کہ خدا تعالےٰ کے اعلام سے جو اسرار غیب حاصل ہوتے ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کسقدر ہوئے ہیں تو میں ایک بڑا ثبوت الہیات کا پیش کرنے کیلیے تیار ہوں کہ جسقدر توریت و انجیل اور تمام بائیبل میں نبیوں کی پیشگوئیاں لکھی ہیں آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں کمّاً و کیفاً ہزار حدیث سے بھی کچھ زیادہ ہیں جن کی تفصیل احادیث نبویہ کی رو سے جو بڑی تحقیق سے قلمبند کی گئی ہیں معلوم ہوتی ہے اور اجمالی طور پر مگر کافی اور اطمینان بخش اور نہایت مؤثر بیان قرآن شریف میں موجود ہے پھر دیگر اہل مذاہب کی طرح مسلمانوں کے ہاتھ میں صرف قصہ ہی نہیں بلکہ وہ تو ہر صدی میں غیر قوموں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ یہ سب برکات اسلام میں ہمیشہ کے لیے موجود ہیں بھائیو آؤ اول آزماؤ پھر قبول کرو مگر اُن آوازوں کو کوئی نہیں سنتا حجت الٰہی اُنپر پوری ہے کہ ہم بُلاتے ہیں وہ نہیں آتے اور ہم دکھاتے ہیں وہ نہیں دیکھتے اُنھوں نے آنکھوں اور کانوں کو بکلی ہم سے پھیر لیا تا نہ ہو کہ وہ سُنیں اور دیکھیں اور ہدایت پائیں۔

دوسری غلط فہمی جو معترض نے پیش کی ہے یعنی یہ کہ اصحاب کہف کی تعداد کی بابت قرآن شریف میں غلط بیان ہے یہ نرا دعوٰی ہے معترض نے اسبارے میں کچھ نہیں لکھا کہ وہ بیان کیوں غلط ہے اور اسکے مقابل پر صحیح کونسا بیان ہے اور اُسکی صحت پر کونسے دلائل ہیں تا اُس کے دلائل پر غور کیجاتی اور جواب شافی دیا جائے اگر معترض کو قرآنی بیان پر کچھ کلام تھا تو اُسکے وجوہات پیش کرنے چاہییں تھے۔ بغیر پیش کرنے وجوہات کے یونہی غلط ٹھیرانا متلاشی حق کا کام نہیں ہے۔

تیسری غلط فہمی معترض کے دل میں یہ پیدا ہوئی ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ (جس کی سیر و سیاحت کا ذکر قرآن شریف میں ہے) سیر کرتا کرتا کسی ایسے مقام تک پہونچا جہاں اُسے سورج دلدل میں چھپتا نظر آیا اب عیسائی صاحب مجاز سے حقیقت کی طرف رُخ کرکے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سورج اتنا بڑا ہو کر ایک چھوٹے سے دلدل میں کیونکر چھپ گیا۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ انجیل میں مسیح کو خدا کا برّہ لکھا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے برّہ تو وہ ہوسکتا ہے جس کے سر پر سینگ اور بدن پر پشم وغیرہ بھی ہو اور چارپایوں کی طرح سرنگوں چلتا اور وہ چیزیں کھاتا ہو جو برّے کھایا کرتے ہیں۔ اے صاحب آپ نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ قرآن شریف نے واقعی طور پر سورج کے دلدل میں چھپنے کا دعویٰ کیا ہے قرآن شریف تو فقط بمنصب نقل خیال اسقدر فرماتا ہے کہ اُس شخص کو اُسکی نگاہ میں دلدل میں سورج چھپتا ہوا نظر آیا سو یہ تو ایک شخص کی رویت کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایسی جگہ پہونچا جس جگہ سورج کسی پہاڑ یا آبادی یا درختوں کی اوٹ میں چھپتا ہوا نظر آتا تھا جیساکہ عام دستور ہے بلکہ دلدل میں چھپتا ہوا معلوم دیتا تھا مطلب یہ کہ اُسجگہ کوئی آبادی یا درخت یا پہاڑ نزدیک نہ تھے بلکہ جہاں تک نظر وفا کرے اُن چیزوں میں سے کسی چیز کا نشان نظر نہیں آتا تھا فقط ایک دلدل تھا جس میں سورج چھپتا دکھائی دیتا تھا۔

ان آیات کا سیاق سباق دیکھو کہ اسجگہ حکیمانہ تحقیق کا کچھ ذکر بھی ہے فقط ایک شخص کی دور و دراز سیاحت کا ذکر ہے اور ان باتوں کے بیان کرنے سے اسی مطلب کا اثبات منظور ہے کہ وہ ایسے غیر آباد مقام پر پہونچا۔ سو اس جگہ ہیئت کے مسائل لے بیٹھنا بالکل بیجا نہیں تو اور کیا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ آج رات بادل وغیرہ سے آسمان خوب صاف ہو گیا تھا اور ستارے آسمان کے نقطوں کیطرح چمکتے ہوئے نظر آتے تھے تو اُس سے یہ جھگڑا لے بیٹھیں کہ کیا ستارے نقطوں کی مقدار پر ہیں اور ہیئت کی کتابیں کھولکر پیش کریں تو بلاشبہ یہ حرکت بچوں کی سی حرکت ہوگی کیونکہ اُسوقت متکلم کی نیت میں واقعی امر کا بیان کرنا مقصود نہیں وہ تو صرف مجازی طور پر جسطرح ساری دنیا جہان بولتا ہے بات کر رہا ہے۔ اے وہ لوگو جو عشائے ربانی میں مسیح کا لہو پیتے اور گوشت کھاتے ہو کیا ابھی تک تمھیں مجازات اور استعارات کے استعمال کا نہایت وسیع دروازہ کھلا ہے اور وحی الٰہی اُنھیں محاورات و استعارات کو اختیار کرتی ہے جو سادگی سے عوام الناس نے اپنے روزمرہ کی بات چیت اور بول چال میں اختیار کر رکھی ہیں فلسفہ کی دقیق اصطلاحات کی ہر جگہ اور ہر محل میں پیروی کرنا وحی کی طرز نہیں کیونکہ روئے سخن عوام الناس کی طرف ہے پس ضرور ہے کہ اُن کی سمجھ کے موافق اور اُن کے محاورات کے لحاظ سے بات کی جائے۔ حقائق و دقائق کا بیان کرنا بجائے خود ہے مگر محاورات کا چھوڑنا اور مجازات اور استعارات عادیہ سے بکلی کنارہ کش ہونا ایسے شخص کے لیے ہرگز روا نہیں جو عوام الناس کے مذاق پر بات کرنا اُسکا فرض منصب ہے تا وہ اُسکی بات کو سمجھیں اور اُنکے دلوں پر اُسکا اثر ہو لہذا یہ مسلّم ہے کہ کوئی ایسی الہامی کتاب نہیں جس میں مجازات اور استعارات سے کنارہ کیا گیا ہو یا کنارہ کرنا جائز ہو کیا کوئی کلام الٰہی دنیا میں ایسا بھی آیا ہے؟ اگر ہم غور کریں تو ہم خود ہر روزہ بول چال میں صدہا

الکفر یذوب

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مفصلہ ذیل مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار میں جگہ دیکر ممنون فرماویں۔ عبد الرحمٰن۔ بھٹی ماسٹر

ناظرین کو معلوم ہو کہ الحمد شریف میں ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ نصاریٰ لفظ ضالین سے تعبیر کیا گیا ہے اور ضالین کے معنے گم ہوجانے والے اور کھوئے جانے والے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں آیا (وَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ) یہ آیت اس معنے کی تصریح کرتی ہے۔

پس وہ وقت قریب آتا جاتا ہے کہ عیسائی مذہب پگھلکر اسلام میں مل جاوے اور نصاریٰ اسلام میں کھوئے جاویں۔ یعنی اسلام کے دلدادہ ہوجاویں۔ اور اس امر کے شواہد اور علامات ظاہر ہورہے ہیں۔ چنانچہ مفصلہ ذیل مضمون سے ظاہر ہوگا۔ کہ لکھو کھا اہل فرنگستان اور اہل امریکہ جنھوں نے کروڑہا روپیہ مردہ پرستی کی اشاعت کے لیے پانی کی طرح بہادیا۔ اب اس مذہب سے روگردانی کر رہے ہیں۔ اور بائبل خدا کا کلام قرار نہیں دیتے۔ اور مریم کے بیٹے کو رب العالمین نہیں مانتے۔ اور وہ مضمون جس کا میں نے اشارہ کیا ہے مفصلہ ذیل ہے۔

بائبل سوسائٹی جس نے اٹھارہ کروڑ بائبل کی اشاعت کی ہے۔ درحقیقت یہ سوسائٹی بے بنیاد توہمات کے پھیلانے میں بے نظیر ثابت ہوئی ہے۔ چونکہ آسٹریلیا کے علاقہ میں اب بھی بہتیرے ایسے ہیں جنکے (دلوںپر) وہم کا غلبہ ہے۔ اسلیے میں بہت جلدی انھیں اطلاع دیتا ہوں۔ کہ ایک نئی کتاب انسائکلو پیڈیا بائبلیکا (ولایت میں طبع ہوئی ہے۔ اور اس کے لکھنے والے بڑے پکے عیسائی ہیں۔ اسمیں انھوں نے بائبل کو سخت قصور دار ٹھیرایا ہے مدتوں وہ چپکے بیٹھے رہے اور اب ان سے صبر نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ وہ آیندہ اتنے بیشمار اور صریح شہادتوں کو دیکھکر بھی آنکھیں بند کر رہیں اور انھوں نے ایسی شہادتیں پیش کی ہیں۔ کہ وہ بائبل سوسائٹی کے اس اکسیر اعظم کو ایک قابل نفرت امر قرار دے رہے ہیں جس کے ذریعہ ہزارہا جھوٹھ اور بیہودگیاں خداوند کے نام پر بولی جاتی ہیں۔ بعض ایسی صریح اور قابل شرم غلطیاں بائبل میں ہیں۔ کہ ولایت میں چند سال ہوئے۔ کہ ایک کمیٹی نے بائبل کا ترمیم ترجمہ شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور اگرچہ ترمیم شدہ بائبل چھپ گئی ہے۔ تو وہ بھی کتب مقدسہ منصور ہوگی۔ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی نے صدہا ترجمان رکھے ہوئے ہیں اور وہ سرتوڑ کوشش سے اسکی تحریف اور تبدیل میں کامل طور سے مصروف ہیں۔ حق یہ ہے کہ اگرچہ سچائی گرجے کے اعلیٰ ارکان نے پالی ہے پھر بھی جھوٹ کو سوچ بچار کر لگا تار پھیلا رکھا ہے۔ جزائر فجی میں عہدنامہ جدید جو جلایا گیا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ مختلف فرقوں میں باہم جنگ اب بھی ہے اور قابل نفرت ہے۔ لیکن اگر اٹھارہ کروڑ بائبل جو بائبل سوسائٹی نے شائع کی ہیں۔ اگر کل ہی جلادی جاویں تو میرے خیال میں علم کم نہیں ہوگا۔ بلکہ علم کی ترقی ہوگی (کیونکہ بائبل سے جہالت ہی بڑھتی ہے) قدم قدم پر جاہل لوگ ملتے ہیں۔ جو اب بھی جاہلانہ شوق سے پرانے خیال پر جمے ہوئے ہیں۔ کہ بائبل لفظ بلفظ الہامی ہے۔ اور اندھا دھند اس واقعی امر سے انکار کرتے ہیں۔ کہ مدت ہوئی۔ کہ اس گرجے کے اعلیٰ ارکان بائبل کے لفظ بلفظ ترجمے سے انکار کر چکے ہیں۔ اور یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ بائبل ساری کی ساری الہامی نہیں ہے۔

تمام روئے زمین پر عیسائی عالم فاضل جنکا یہ فرض منصبی ہے کہ سائنس کے ناقابل جواب حملوں کے برخلاف اپنے مذہب کے ستون کی حفاظت اور ڈیفنس کریں۔ وہ خود بھی ہبوط آدم اور یسوع کی الوہیت کے متعلق بحث کر رہے ہیں اور اناجیل کی صداقت میں انھیں کلام ہے اور رفتہ رفتہ اس شہادہ کے سامنے ہارتے جاتے ہیں جس کا جواب بن نہیں آتا وہ لوگ بڑے جاہل ہیں۔ جو مدتوں سے بائبل کو غیر متبدل سنتے آئے ہیں حالانکہ پچاس سال کا عرصہ ہوا ہے کہ ذہین اور عقلمند عیسائیوں نے اس خیال کا قلع و قمع کردیا ہے۔ کہ بائبل محرف مبدل نہیں ہے۔ آسٹریلیا کے لوگ یونہی شور مچا رہے ہیں کہ خداوند کا کلام آگ میں جلایا گیا (اسپر شور کیوں نہیں کیا جاتا) جس صورت میں کہ پروفیسر ڈیلٹز نے جو قیصر جرمنی کے حضور میں اس امر کی صاف طور سے تصدیق کی۔ کہ انسانی قلب اس سے بڑھ کر۔ اور غلطی نہیں کرسکتا کہ یہ عقیدہ رکھا جاوے۔ کہ بائبل بذات خود خدا کا کلام اور الہام ہے۔ پروفیسر مذکور نے جو بائبل کے کھنڈرات سے کتبے پلئے ہیں۔ ... ان سے صاف معلوم ہوگیا۔ کہ بائبل کے بعض حصے چھ ہزار برس سے بھی پہلے کے ہیں۔ اور یورپ کے بارہ عجائب گھروں میں کتبے اور ان کے ترجمے موجود ہیں۔ جن سے بائبل کی حقیقت خوب کھلتی ہے۔ العرض عیسائیت کا وہی انجام ہوگا۔ جیسے ایجادی مذہبوں کا ہوا۔ اور وہ نیست و نابود ہوگئے۔ دھندلے اور ایجادی الوہیت کے ڈھانچے ہمارے سامنے سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اور جب وہ دھند اور کہر دور ہوتی ہے۔ تو ہم زیادہ صفائی سے بڑی جلال والی ذات کو محسوس کرتے ہیں۔ اسکو جسنے تمام ان خداؤں (عیسیٰ وغیرہ) کو بنایا۔ اور انکو تباہ کرے گا۔

سڈنی بلیٹن

۲۴ مئی ۱۹۰۳ء فری تھنکر صفحہ ۵

نظم

از عالیجناب منشی نواب خان صاحب ثاقب جاگیردار مالیر کوٹلہ

سائل و مجیب

اک محقق نے حق پسندی سے کسی ملا سے یہ سوال کیا

مرزا صاحب جو قادیانی ہیں میں ابھی تک نہیں مرید ان کا

معتقد انکا میں نہیں اتنک مینے مانا نہیں انھیں عیسیٰ

ہاں حیات مسیح میں بیشک دلمیں کچھ ہوگیا ہے شک پیدا

ماننا ہی نہیں یہ اپنا دل کہ مسیحا فلک پہ ہیں زندہ

جسم خاکی سے آسمان پہ چلے بنگئے اسطرح وہ زندہ خدا

کئی صدیاں گذر گئیں لیکن خاتمہ انکی عمر کا نہ ہوا

بلکہ اترینگے جسم خاکی پر پھر دکھیں گے انکو سب اعدا

مینے سوچا بہت مگر دلمیں کشمکش ہے بہت ہی اسکا بڑا

مولوی صاحب آپ ہی کے بغیر آپ ہی کیجیے یہ عقدہ وا

اک بلا ہے جو آپڑی سر پر مہربانی سے اسکو دیجے ٹلا

جو دلائل میں قطعی ہو آیت اسکو پڑھ دیجیے ذرا پڑھا

یا حدیث صحیح جسکو آپ جانیں مرفوع متصل اعلیٰ

ان سے کردیجیے گا یہ ثابت کہ چڑھے آسمان پہ عیسیٰ

جسم خاکی سے پھر اتر کر وہ بول کر دینگے دین کا بالا

ملے گا آپ کو ثواب عظیم اور ایماں بچا رہے گا مرا

سنکے یہ حق پسند کی باتیں آگیا جوش میں وہیں ملا

جھاڑ کر پنجے پڑ گیا پیچھے آگا دیکھا نہ اسنے اور پیچھا

چھوٹتے ہی کہا کہ کافر ہے اور دجال نار کا کندا

ملحد و مرتد جہنمی ہے اور زندیق ہے عدو دیں کا

خارج اجماع بدعتی اور ضال واجب القتل اور مضل کیا کیا

دیکھیو لیجیو نہ جانے پائے وہ پچھاڑا یہ مارا وہ بھاگا

سائل حق پسند حق ہوتے بے تکا یہ جواب سن کے کہا

اجی حضرت وظیفہ دجال پڑھ چکو اب تو آؤ بہر خدا

مجازات و استعارات بول جاتے ہیں اور کوئی بھی اُس پر اعتراض نہیں کرتا مثلاً کہا جاتا ہے کہ ہلال بال سا باریک ہے اور ستارے نقطہ سے ہیں یا چاند بادل کے اندر چھپ گیا اور سورج ابھی تک جو پہر دن چڑھا ہے نیزہ بھر اوپر آیا ہے یا ہم نے ایک رکابی پلاؤ کی کھائی یا ایک پیالہ شربت کا پی لیا تو ان سب باتوں سے کسی کے دل میں یہ دھڑکا شروع نہیں ہوتا کہ ہلال کیونکر بال سا باریک ہو سکتا ہے اور ستارے کس وجہ سے بقدر نقطوں کے ہو سکتے ہیں یا چاند بادل کے اندر کیونکر سما سکتا ہے اور کیا سورج نے باوجود اپنی اس تیز حرکت کے جس سے وہ ہزار کوس ایک دن میں طے کر لیتا ہے ایک پہر میں فقط بقدر نیزہ کے اتنی مسافت طے کی ہے۔ اور نہ رکابی پلاؤ کی کھانے یا پیالہ شربت کا پینے سے یہ کوئی خیال کر سکتا ہے کہ رکابی اور پیالہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا لیا ہوگا بلکہ یہ سمجھیں گے کہ جو اُن کے اندر چاول اور پانی ہے وہی کھایا پیا ہوگا نہایت صاف بات پر اعتراض کرنا کوئی مخالف بھی پسند نہیں کرتا انصاف پسند عیسائیوں سے ہم نے خود سنا ہے کہ ایسے ایسے اعتراض ہم میں سے وہ لوگ کرتے ہیں جو بجز راستی [illegible] کے متعصب ہیں بھلا یہ کیا [illegible] بات ہے؟ کہ اگر کلام الٰہی میں مجاز یا استعارہ کی صورت پر کچھ وارد ہو تو اس بیان کو حقیقت پر حمل کر کے مورد اعتراض بنایا جاوے۔ اس صورت میں کوئی الہامی کتاب کبھی اعتراض سے نہیں بچ نہیں سکتی۔ جہاز میں بیٹھنے والے اور اگنبوٹ پر سوار ہونے والے ہر روز یہ تماشا دیکھتے ہیں کہ سورج پانی میں سے ہی نکلتا ہے اور پانی میں ہی غروب ہوتا ہے اور صدہا مرتبہ آپس میں جیسا کہ دیکھتے ہیں بولتے بھی ہیں کہ وہ نکلا اور غروب ہوا اب ظاہر ہے کہ اس بول چال کے وقت میں علم ہیئت کے دفتر اُن کے آگے کھولنا اور نظام شمسی کا مسئلہ لے بیٹھنا گویا یہ جواب سننا ہے کہ اے پاگل کیا یہ علم تجھ ہی کو معلوم ہے ہمیں معلوم نہیں۔

عیسائی صاحب نے قرآن شریف پر تو اعتراض کیا مگر انجیل کے وہ مقامات جن پر حقاً درحقیقت اعتراض ہوتا ہے بھولے رہے مثلاً بطور نمونہ دیکھو کہ انجیل متی ۲۴ میں لکھا ہے کہ مسیح کو بعد فوت آسمان سے خلق اللہ کی عدالت کے لیے اُترتا دیکھو گے جب سورج اندھیرا ہو جاوے گا اور چاند اپنی روشنی نہیں دے گا اور ستارے آسمان سے گر جاویں گے۔ اب ہیئت کا علم یہ اشکال پیش کرتا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ تمام ستارے زمین پر گریں اور سب ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین کے کسی گوشہ میں جا پڑیں اور بنی آدم کو اُن کے گرنے سے کچھ بھی حرج اور تکلیف نہ پہنچے اور سب زندہ اور سلامت رہ جائیں حالانکہ ایک ستارہ کا گرنا بھی سکان الارض کی تباہی کے لیے کافی ہے پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جب ستارے زمین پر گر کر زمین والوں کو صفحہ ہستی سے بے نشان و نابود کر دیں گے تو مسیح کا یہ قول کہ تم مجھے بادلوں میں آسمان سے اُترتا دیکھو گے کیونکر درست ہوگا جب لوگ ہزاروں ستاروں کے نیچے دبے ہوئے مرے پڑے ہوں گے تو مسیح کا اُترنا کون دیکھے گا اور زمین جو ستاروں کی کشش سے ثابت و برقرار ہے کیونکر اپنی حالت صحیحہ پر قائم اور ثابت رہے گی اور مسیح کن برگزیدوں کو (جیسا کہ انجیل میں ہے) دور دور سے بلائے گا اور کن کو سرزنش اور تنبیہ کرے گا۔ کیونکہ ستاروں کا گرنا تو بیداہت مستلزم عام فنا اور عام موت بلکہ تختہ زمین کے انقلاب کا موجب ہوگا اب دیکھیں کہ یہ سب بیانات علم ہیئت کے برخلاف ہیں یا نہیں۔ ایسا ہی ایک اور اعتراض علم ہیئت کے رو سے انجیل پر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انجیل متی میں ہے دیکھو وہ ستارہ جو انھوں نے (یعنی مجوسیوں نے) پورب میں دیکھا تھا اُن کے آگے آگے چل رہا اور بچہ کے اوپر جہاں وہ لڑکا تھا جا کر ٹھہرا باب ۲ آیت ۹ متی۔

اب عیسائی صاحبان براہ مہربانی بتلاویں کہ علم ہیئت کے رو سے اس عجیب ستارہ کا کیا نام ہے جو مجوسیوں کے ہمقدم اور اُن کے ساتھ ساتھ چلا تھا اور یہ کس قسم کی حرکت اور کن قواعد کے رو سے مسلم الثبوت ہے مجھے معلوم نہیں کہ انجیل متی ایسے ستارہ کے بارے میں ہیئت والوں سے کیونکر پیچھا چھڑا سکتی ہے۔ بعض صاحب تنگ آ کر یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ مسیح کا قول نہیں متی کا قول ہے۔ متی کے قول کو ہم الہامی نہیں جانتے یہ عجیب جواب ہے جس سے انجیل کے الہامی ہونے کی حقیقت کی قلعی کھل گئی اور میں بطور تنزل کہتا ہوں کہ گو یہ مسیح کا قول نہیں متی یا کسی اور کا قول ہے مگر مسیح کا قول بھی تو (جسکو الہامی مانا گیا ہے اور جس پر ابھی ہماری طرف سے اعتراض ہو چکا ہے) اسی کا ہمرنگ اور ہم شکل ہے ذرہ اُسکو اصول ہیئت سے مطابق کر کے دکھلاویے اور نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ قول الہامی نہیں بلکہ انسان کی طرف سے انجیل میں ملایا گیا ہے تو پھر آپ لوگ ان انجیلوں کو جو آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ تمام بیانات کے اعتبار سے الہامی کیوں کہتے ہو صاف طور پر کیوں مشتہر نہیں کر دیتے کہ بجز اُن چند باتوں کے جو حضرت مسیح کے منہ سے نکلی ہیں باقی جو کچھ اناجیل میں لکھا ہے وہ مؤلفین نے صرف اپنے خیال اور اپنی عقل اور فہم کے مطابق لکھا ہے جو غلطی سے مبرا متصور نہیں ہو سکتا جیسا کہ پادری صاحبوں کی عام تحریروں سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ رائے عام طور پر مشتہر بھی کی گئی ہے یعنی بالاتفاق انجیلوں کے بارے میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جو کچھ تاریخی طور پر معجزات وغیرہ کا ذکر اُن میں پایا جاتا ہے وہ کوئی الہامی امر نہیں بلکہ انجیل نویسوں نے اپنے قیاس یا سماعت وغیرہ وسائل خارجیہ سے لکھ دیا ہے غرض پادری صاحبوں نے اس اقرار سے اُن بہت سے حملوں سے جو انجیلوں پر ہوتے ہیں اپنا پیچھا چھڑانا چاہا ہے اور ہر ایک انجیل میں تقریباً دس حصے انسان کا کلام اور ایک حصہ خدا تعالیٰ کا کلام مان لیا ہے۔ اور ان اقرارات کی وجہ سے جو جو نقصان انہیں اٹھانے پڑے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عیسوی معجزات اُن کے ہاتھ سے گئے اور اُن کا کوئی شافی کافی ثبوت اُن کے پاس نہ رہا کیونکہ ہر چند انجیل نویسوں نے تاریخی طور پر فقط اپنی طرف سے مسیح کے معجزات انجیلوں میں لکھے ہیں مگر مسیح کا اپنا خالص بیان جو الہامی کہلاتا ہے حواریوں کے بیان سے صریح مبائن و مخالف معلوم ہوتا ہے بلکہ اُسی کی ضد و نقیض ہے وجہ یہ ہے کہ مسیح نے اپنے بیان میں جسکو الہامی کہا جاتا ہے جا بجا معجزات کے دکھلانے سے انکار ہی کیا ہے اور معجزات کے مانگنے والوں کو صاف جواب دیدیا ہے کہ تمہیں کوئی معجزہ دکھلایا نہیں جائے گا۔ چنانچہ ہیرودیس نے بھی مسیح سے معجزہ مانگا تو اُسے نہ دکھلایا اور بہت سے لوگوں نے اُسکے نشان دیکھنے چاہے اور نشانوں کے بارے میں اس سے سوال بھی کیا مگر وہ صاف منکر ہو گیا اور کوئی نشان دکھلا نہ سکا بلکہ اُسنے تمام رات جاگ کر خدا تعالیٰ سے یہ نشان مانگا کہ وہ یہودیوں کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو یہ نشان بھی اُسکو نہ ملا اور دعا رد کی گئی۔

باقی آئندہ

کوئی آیت حدیث بتلاؤ ۔ جس سے ثابت ہو آپ کا دعویٰ
سنکے سائل سے یہ وہ شعلہ مزاج ۔ ہو گیا آگ اور بھڑک اٹھا
آگئی جھاگ منہ میں کاٹنے کو ۔ سگ دیوانہ کی طرح لپکا
آنکھیں دکھلا کے نیلی پیلی وہ ۔ رنگ گرگٹ کیطرح سے بدلا
کفر اور دجل کا وظیفہ جو ۔ کا لیونکا سبق زبانپر تھا
سنکے یہ لام و کاف سائل نے ۔ بارگاہ خدا میں عرض کیا
یہ بلا ٹال ایخدائے جلال ۔ پڑ گیا سر دھڑ سے پالا
پھر متانت سے یہ کہا کہنے ۔ ابی حضرت یہ تا کہ جلنے کا
آپ سے میں حدیث مانگتا ہوں ۔ خیر ہے آپ بکتے ہیں کیا کیا
ایسے قرآن اور حدیث کتاب ۔ ڈھانپکر اپنے پاس رکھیگا
ہکواس اول فول سے کیا بحث ۔ اتنا کہنا تھا اُسکا پھر کیا تھا
کفر کا نام وہ لگے جپنے ۔ دجل کی پھیرنے لگے مالا
لگے پڑھنے زٹلیات کا ورد ۔ لگے رٹنے وظیفہ سمجھا
کھول بیٹھے وہ کفر کا طومار ۔ لگے لکھنے وہ کفر کا فتویٰ
دیکھکر سائل انکی جھاڑ اور پھونک ۔ نہ ذرا انکے شیشہ میں اترا
یک کرنے لگے وہ دلسے خطاب ۔ کہ یہ کیا بات ہے مسا اللہ
کل تک انکی زبان پہ جاری ۔ تذکرہ تھا حدیث و قرآں کا
کبھی آمین بالخفا پر بحث ۔ کبھی تقلید پر بپا جھگڑا
مانگتے تھے سند یہ قرآں سے ۔ چاہتے تھے حدیث کا فتویٰ
آج میں نے حیات عیسیٰ میں ۔ انھیں دوسری جو فیصلہ چاہا
انکو قرآن سے نہیں ہے غرض ۔ نہیں انکو حدیث کی پروا
ڈوگئی مانگنے لگی ہیں یہ ۔ انکو اب تو ہی الجذا سمجھا
سنکے کہنے لگے کہ او کافر ۔ تجھے آہا کا لیوں کا کچھ چسکا
اری او ملحد و شقی و لعین ۔ تجھے بتلاؤں لیوچھنے کا مزا
بند ھگیا لام و کاف کا اک تار ۔ اگر گیا گالیوں کا اک تانتا
ہنس کے سائل نے یہ کہا آخر ۔ جبکہ یہ بے تکا جواب ملا
میں نے مانا کہ آپکے نزدیک ۔ یہی آیت حدیث ہے اچھا
مگر اس سے ثبوت رفع و نزول ۔ جسم خاکی کا ہو نہیں سکتا
سنکے ملا یہ بات سائل کی ۔ کفر نامہ کو کھول پڑھنے لگا
کبھی دجال اور کبھی کافر ۔ کبھی مرتد زبانپہ جاری تھا
تیر لعنت کا مینہ برسنے لگا ۔ کفر و طغیان کا بہ گیا دریا
گو بیگ بیہودہ لاف و عینی ۔ سیر لیس اور اسپہ یہ دعویٰ
کیسا مارا کہ بھاگنے ہی بنی ۔ بہت نرمی دم میں ننگ گیا ملا
یہ دلائل سنتے جو سائل نے ۔ لگا کہنے کہ خوب امانا تا
خوب ثابت حدیث و قرآں سے ۔ یہ عقیدہ کیا جز اک اللہ
سنکے ملانے پھر بھی سائل کو ۔ مزہ کوئی بھی جواب لکھا
تھیں وہی گالیاں وہی دشنام ۔ وہی لب انکا اور وہی لہجہ
نہ رہا کوئی حرف بد باقی ۔ نہ چھٹا کوئی لفظ نازیبا
ہو کے بے بس کہا یہ سائل نے ۔ جبکہ ملا بہت ہی جل بھنا
کھل گئی آپکی حقیقت صاف ۔ تھا جو کوزہ میں کچھ وہی ٹپکا
لیجیے آپ کے عقیدہ سے ۔ توبہ کرتا ہوں کیونکہ ہے وہ جھٹا
آپ سے کچھ نہیں تشفی کی ۔ بار گردنپہ آپ کی ہوگا
چلیے رخصت نہ انھیں سمجھا ہے ۔ کہ وہ ہے گمرہی کا راہ نما
ثاقبا یہ ہیں عالموں کے خلق ۔ عامیوں کے لئے یہ طرز ادا
مسئلہ پھر اگر کوئی پوچھ لیا ۔ کفر کا جڑ دیا وہیں فتویٰ
اسکی سیرۃ سے ہے خدا کی پناہ ۔ ایسے اخلاق سے معاذ اللہ
سیرۃ مہدی و مسیح زماں ۔ پڑھ کے کوئی ہو اُنپہ جان فدا
اسد اسعد علیہ کیا شیریں ۔ واہ واہ ہے بیان کیا میٹھا
کوئی کیسی ہی زہر اگلتا ہو ۔ سامنے انکے ہو وہ شکر سا
کبرے جو کوئی اکڑتا ہو ۔ روبرو انکے آکے ہو ڈھیلا

ثاقبا خلق کو دکھائیں گے
ممکن کا انکی کھینچکر نقشہ

حضرۃ حکیم الامۃ کا وعظ جلسہ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

جب ایسی حالت دنیا کی ہو رہی تھی اُس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے + اور اس وقت کی موجودہ حالت ہی صاف طور پر بتا رہی تھی کہ ایک مزکی کی ضرورت ہے اور پھر آپ نے جو اصلاح کی اُسنے مہر کردی کہ لاریب آپ حقیقی مصلح تھے۔ عربوں کی اس حالت کو ایسا تبدیل کیا کہ ایسی حیرت انگیز تبدیلی کی نظیر دنیا کی تاریخ میں پائی نہیں جاتی۔

قرآن شریف کی روشنی کے آتے ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جو تاریکی اور تیرگی چھائی ہوئی تھی یکدم اُڑ گئی۔ دنیا میں نابود قوم بود ہو گئی۔ وہ دنیا کی فاتح۔ اقوام مقتدرہ فخر ٹھیری۔ وہ قوم جو ہزار در ہزار مرض میں مبتلا تھی اُسنے جس نسخہ کے ذریعہ شفا حاصل کی وہ نسخہ قرآن کریم ہی کا نسخہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکا نام نور۔ رحمۃ۔ شفا اور فضل ہے اس نسخہ کو اپنا معمول بنا کر صحابہ کے سامنے کوئی سمندر یا پہاڑ روک نہوا۔ لیکن جوں جوں قرآن شریف ہی کی اتباع کی برکت سے کامیابی اور فتوحات کے دروازے کھلتے گئے اسی قدر تعیش کے آجانے کی وجہ سے قرآن شریف سے اعراض ہوتا گیا اور دنیوی امور اور آسائشوں کی طرف توجہ بڑھتی گئی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قرآن شریف چھوٹ گیا اور اسکے ساتھ ہی وہ خیر و برکت اُٹھنے لگی اختلاف بڑھنے لگا۔ یہانتک

کہ انجام کار نہ دنیا رہی نہ دین

گمر

قرآن شریف اسوقت بھی ایسی کامل اور حکیم کتاب موجود تھی اور ہے کہ اگر اسکی طرف رجوع کیا جاتا اور سارے اختلافات کے مٹانے کا اسکو ہی ذریعہ قرار دیا جاتا تو کوئی شکل نہ رہتی۔ مگر حکومت اور فتوحات کے ساتھ ساتھ خود رائی اور خود غرضی پیدا ہوتی گئی اور قرآن شریف دستور العمل نہ رہا۔ جسنے وہ دن دکھایا جسکا کبھی خیال بھی مسلمانوں کو نہ آتا ہوگا

لیکن

اصل یہ ہے کہ وہ دن بھی مقدر تھا ضرور تھا کہ اسلام پر ضعف کی حالت آتی جیسا کہ اسرفی ح پہلے سے اسکی اطلاع دی تھی

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

اسوقت پھر وہی موت کی حالت طاری ہے اسلام فی نفسہ زندہ اسلام ہے قرآن شریف زندہ کتاب ہے لیکن مسلمانوں کی اپنی کم ہمتی۔ کم توجہی اور قرآن شریف سے اعراض نے انکو مردہ بنا دیا ہے بالاتفاق مسلمانوں نے ایک زبان ہو کر مان لیا ہے کہ انکی قوم مر چکی ہے یہانتک کہ بعض نے جنازہ بھی پڑھ دیا ہے اس قسم کی صدائیں سنکر اسمیں شک نہیں کہ مجھے بعض اوقات سخت گھبراہٹ اور اضطراب ہوا ہے لیکن مجھے خوشی بھی ہوئی ہے اسلیے کہ میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق اس موت کے بعد ایک **احیا** بھی ہے اور میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اس احیا کا یہی وقت ہے اور وہ **احیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کرنا چاہا ہے** یہی وجہ ہے کہ اس کے اور صرف اسکے آنے ہی سے بلکہ اس کے ہی منہ سے **زندہ رسول زندہ مذہب زندہ کتاب اور زندہ خدا** وغیرہ الفاظ سننے میں آئے ہیں یہ اسلیے کہ ہمیں **زندگی بخش قوت ہے** اس امام کے حکم سے میں اس وقت آپ لوگوں کو کچھ سنانا چاہتا ہوں۔ میں نے شروع میں کہا ہے کہ مریض کو اپنے علاج کیلیے جہاں تجربہ کار اور حاذق طبیب کی طرف رجوع کرنا چاہیے وہاں صبر اور استقلال کے ساتھ اسکے بتائے ہوئے علاج اور پرہیز سے فائدہ اُٹھانا چاہیے اور ایک مجرب نسخہ استعمال کرنا چاہیے۔

اب اس وقت جو امراض دنیا میں روحانی طور پر پھیلے ہوئے ہیں اس قسم کے امراض اس وقت بھی تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا تھا اور ان بیماریوں کا علاج قرآن شریف کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ اس وقت بھی جب تک اس مجرب نسخہ کو استعمال نکیا جاے کچھ فائدہ نہ ہوگا + اور اس نسخہ کا استعمال

اسوقت تک ممکن نہیں جب تک حاذق طبیب کی طرف رجوع نہ ہو اور وہ حاذق طبیب کون ہے؟

اس زمانہ کا امام (علیہ السلام)

اسکی صحبت میں رہ کر علاج کے اصول کیموافق فائدہ اُٹھاؤ۔ اور اسی لیے میں نے تمھیں یہ آیت سنائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

ایمان والو! متقی بنجاؤ۔ متقی بننے کی تدبیر یہ ہے کہ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہی ایک گُر ہے معزز بننے کا۔ قوم بننے کا۔ یعنی متقی بنجانا اور متقی بننے کے لیے صادق کا ساتھ دینا اُسکے ساتھ رہنا ضروری ہے۔

تقوی کیا چیز ہے؟ مختصر الفاظ میں تقوی سے یہ مراد ہے اول سچے عقائد کو حاصل کرنا اور اُن پر ایمان لانا پھر اُسکے موافق زبان کو کرنا اور اپنے اعمال سے اسکا ثبوت دینا۔ وہ اعمال جسکے جسم کے متعلق ہوں یا مال کے غرض ہر طرح سے ان عقائد کے موافق سچی وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اپنے اعمال کر کے دکھاوے سچے عقائد کے اصول میں سے پہلی اصل یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالے پر ایمان لاوے حق سبحانہ تعالے کا اعتقاد عظیم الشان نیکیوں اور خوبیوں اور مدارج پر پہونچنے کے لیے ضروری اور لابدی اصل ہے۔ میرا ایمان اور مذہب یہ ہے کہ کوئی شخص نیک چلن اور راست باز ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالے کی ہستی پر ایمان نہ لاوے۔ میں اسبات کا قائل نہیں کہ کوئی دہریہ بھی نیک چلن ہو سکتا ہے حق سبحانہ تعالے کے ماننے میں ایک عظیم الشان بات اور اصل یہ بھی ہے کہ اسکی صفات کو پورے طور پر مانا جاوے۔ صفات الٰہی کا مسئلہ ہی ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے جس کے نہ ماننے سے دنیا کا بہت بڑا حصہ ہلاک ہوا ہے میں نے اس معاملہ پر بہت غور کی ہے اور مختلف مذاہب کے اعتقادات اور مسائل کو خوب ٹٹولا ہے اور بڑی سوچ اور فکر کے ساتھ میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جس قدر مذاہب باطلہ موجود ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالے کی کسی نہ کسی صفت کے انکار سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسا گر اور اصل سمجھا دیا ہے کہ سب مذاہب باطلہ کو قرآن شریف کے ایک ایک لفظ کے ساتھ رد کر سکتا ہوں اور قرآن شریف کے کمالات اور فضائل میں سے یہ بھی ایک اہم بالشان امر ہے کہ اس نے صفات الٰہی کے مسئلہ کو خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے کیونکہ اسی راز کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دنیا ٹھوکر کھاتی ہے اور وہ گمراہ ہوئی ہے۔ اور اس کے علاوہ صفات الٰہی کے مسئلہ سے ہی یہ راز بھی خدا کے فضل سے مجھپر کھلا ہے کہ انسان جسقدر بدیوں اور گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے اگر صفات الٰہی کے مسئلہ کو سمجھ لے اور اسپر پورا ایمان رکھے اور ہر بدی کے ارتکاب کے وقت یہ خیال کرلے کہ اللہ تعالی نگران ہے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے اسے بچالے۔

یہ امور اور یہ اصول سمجھ میں آتے ہیں جب انسان قرآن شریف میں تدبر کرے اور فکر کرے قرآن شریف پر تدبر اور فکر کی قوت پیدا ہوتی ہے تقوی سے جیساکہ خدا تعالی نے خود فرمادیا ہے و اتقوا الله و یعلمکم الله اور یہ میں نے ابھی بتایا ہے اور اسکی تفصیل کرونگا کہ تقوی کی حقیقت منکشف نہیں ہوتی سچا متقی انسان بن نہیں سکتا جبتک صادقوں اور راست بازوں کی صحبت میں رہنے کا اسکو موقع نہ ملے۔ اور انکی معیت اختیار نہ کرے کیونکہ تقویٰ الله کی حقیقت منحصر ہے اولاً اللہ تعالے کی ہستی پر کامل یقین پر اور یہ یقین بجز خدا تعالی کے راست بازوں کی صحبت میں رہنے کے پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس صحبت میں رہ کر وہ اللہ تعالی کے عجائبات قدرۃ کو مشاہدہ کرتا ہے اور خارق عادت امور کو دیکھتا ہے جو انسانی طاقتوں اور ارادوں سے بالاتر ہوتے ہیں ان امور اور عجائبات کو دیکھکر اللہ تعالے پر ایمان پیدا ہونے لگتا ہے۔ اور پھر اُسکی صفات پر یقین آتا ہے جس سے تقوی اللہ کی حقیقت اسپر کھلنے لگتی ہے اور وہ متقی بننے لگتا ہے۔

بس سچے عقائد کے اصول میں سے پہلی اصل اللہ تعالے کا ماننا اور اُسکی صفات پر ایمان لانا ہے۔ اور یہ میں نے بتایا ہے کہ یہ ایمان پیدا نہیں ہوتا جب تک صادق کی صحبت میں نہ رہے

اب دوسرا امر عقائد کے متعلق یہ ہے کہ وہ ملائکہ پر ایمان لاوے

ضرورت

احمدی سلسلہ کے علماء کی ناموں کی جنھوں نے باقاعدہ علم کی تحصیل کی ہو مجھے اسلیے ضرورت ہے کہ میں ایک رسالہ میں انکو طبع کراؤنگا وہ رسالہ ۴ صفحہ تک چھپ چکا ہے از دارالامان (خاکسار سراج الحق نعمانی) قادیان

آپ بیتی

گذشتہ اشاعت سے آگے

سب مل ملا کر کوئی پچاس آدمی کا مجموعہ تھا مگر سب کے سب ملکر اچھی طرح سے گذارتے تھے کوئی کسی کا بار خاطر نہ تھا اور کسیکو کسی کے لیے خرچ کرنا گراں نہیں گذرتا تھا۔ چچازاد گویا حقیقی بھائیوں سے زیادہ عزیز تھے مگر اب ان میں بھی فرق آنے لگا اور ایک دوسرے کے درپے ہو گیا اتفاق کی صورت میں فرق آ گیا گو چندے بات سنبھلی رہی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ اس عاجز کا رعب سب گھر والوں پر تھا کسیکو کسی قسم کی سبقت کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ مگر چونکہ صورت اتفاق میں فرق آ گیا تھا اس لیے زندگی بے لطف سی ہو گئی۔ اور پھر علحدہ ہونے کی نوبت آ پہونچی۔ اور سب کے سب یکے بعد دیگرے الگ ہو گئے۔ صرف ایک میرا بھائی زکریا میرے ساتھ رہا۔ اور کارخانہ بھی ہمارے ہی سر پڑا کوئی دس برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ میں قسم قسم کی ابتلاؤں میں پڑا اور کوئی پہلو زمانہ کا ایسا نہ رہا جس سے مجھکو سابقہ نہ پڑا ہو۔ اور ہر ایک پہلو پر تغیرات کلی کا اثر محسوس ہونے لگا۔ اور ساتھ اسکے میری زبان پر اس کا شکوہ اور گلہ بھی رہا یہانتک کہ میں نے اپنے بعض دوستوں کو بعض کاموں سے روکا جو بظاہر اسوقت انکے لیے مفید تھے مگر درحقیقت میری نظر میں جو اسحالت سے گذر کر خوفناک اثر ہو گئے تھے غرض انھوں نے میری بات نہ سنی اور خرابیوں میں مبتلا ہو گئے۔ اور اکثر اب تک میں ایسا ہی دیکھتا آیا ہوں یعنی جس پہلو کو کچھ مدت پہلے جیسا میں نے تصور کیا تھا آخر وقت پر وہ ویسا ہی ثابت ہوا۔ اور اس سے یہ امر میری طبیعت میں پیدا ہو گیا کہ ایک چھوٹی سی بات پر بھی زیادہ غور کرتا۔ اور ایک ادنیٰ کام کو بھی بے سوچے کرنا میری طبیعت کے خلاف ہو گیا۔ اور ہر ایک پہلو سے زمانہ کو نازک سمجھنے لگ گیا۔ اسی عرصہ میں کچھ خسارہ بھی اُٹھایا۔ اور کچھ لوگوں کے حالات کا تجربہ بھی ہو گیا۔ غرض یہ کہ جیساکہ میں نے اس تفصیل کے ساتھ ابتدائی عمر کے حصہ کو خیر و خوبی کا مجموعہ بتایا ہے۔ اس سے وہ چند سال شر و فساد کا مجموعہ اپنی عمر کے اس آخری حصہ

زمانہ کو میں نے پایا۔ اور اگر اسکی تفصیل لکھنے بیٹھوں تو شاید میرے ذاتی تجارب کی ایک بڑی کتاب بنجاوے اور میں نے ہر ایک پہلو کو نہ فقط اپنے ہی تجربے اور مشاہدہ پر چھوڑا بلکہ ہر ایک پہلو کے پختہ کار لوگوں کی شہادت بھی میں نے لی اور ہمیشہ ایک خوفناک حالت زمانہ میں زندگی بسر کرتا رہا۔ اور خاصکر تجارب کی حالت گذشتہ دس سال سے ایسی نازک ہوتی چلی آئی ہے کہ ہمیشہ زوال عزت و ناموس کی دھڑکا دلکو لگا رہا۔ اور شاید ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء میں دو لاکھ روپے کا خسارہ مجھے ایک ہی سال میں مجھے بھگتنا پڑا۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ٹھوکر سے بچا لیا الحمد للہ علی ذالک

غرض اسکے بعد میں ہمیشہ تفکرات کے دریا میں ڈوبا رہا۔ اور زندگی گویا تلخ معلوم ہوتی تھی ایکطرف تو معاملہ کی کچھ ایسی حالت دوسری طرف کچھ اپنی سیہ کاریاں اور تیسرا یہ کہ جس پہلو کو ایک راحت کا موجب سمجھکر اختیار کیا جاتا تو وہاں سے بجز نفاق اور بداندیشی کے کچھ نظر نہ آیا۔ وہ راحت جسکو حاصل کرنا مقصود کرنا وہ تو رہی ایکطرف باقی رنج پہلے سے دو چند ہوگیا۔ غرض میں سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ ایسی حالت دیکھکر میں موت کو زندگی پر ترجیح دیتا تھا۔ اور کسی کسی وقت میں اپنی سیہ کاریوں کے فکر میں رو پڑتا تھا اور اپنے آپ کو بدترین مخلوق سمجھتا تھا۔ اور باقی میری طبیعت میں غیر کا لحاظ ابتدائے عمر سے چلا آیا ہے۔ وہ اخیر تک ہاں کسیکو بھی کسی قسم کا آزار پہنچانا میں خطرناک برا سمجھتا تھا اور اپنے خدا سے اکثر اس امر کی توفیق طلب کرتا تھا کہ وہ مجھے کسی کے آزار کا موجب نہ بنا دے۔ غرض اسی حالت میں میرے بھائی حاجی ایوب فوت ہوگئے۔ جنکا مجھے بہت رنج ہوا اور عبرت بھی ہوئی۔ انکے بعد میرا چھوٹا بھائی زکریا بیمار ہوا۔ وہ بڑے بھائی تو گویا الگ ہو چکے تھے مگر زکریا میرے ساتھ تھے بمبئی میں انکی عزت ہر ایکطرح سے اچھی تھی تجارتی کاروبار میں مالی نقصان سہہ رہی تھی اب انکا بیمار ہونا دو طرح کے رنج کا باعث ہوگیا جس کے سبب سے بڑی پریشانی رہا کرتی تھی اور یہ قریب قریب وہی زمانہ ہے جس میں میں نے دو لاکھ روپیہ کے خسارہ کا ذکر کیا ہے غرض جب انکی علالت زیادہ ہوگئی تو میں نے بنگلور میں ایک مکان خرید لیا۔ اور تبدیل آب و ہوا کے لیے انکو یہاں لے آیا ہر ہفتہ میں دو دن میں انکے پاس رہتا اور باقی دن مدراس رہتا

میں۔

دوسرے انکار کی وجہ جو اسوقت میرے سر بھائی اسکا ذکر میں کچھ نہیں کرتا۔ بس اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ میں کہدوں۔

دل من داند و من دانم و داند دل من

غرض ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں جمعہ کی شام کو مدراس سے چلکر ہفتہ کی صبحکو بنگلور پہونچا اور بھائی کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک منشی صاحب بھی اسوقت پاس بیٹھے تھے ادھر اُدھر کی بات چیت ہو رہی تھی اور موجودہ زمانہ کی حالت زار کا ذکر ہو رہا تھا۔ اور اسی اثنا میں میرا چھوٹا بھائی محمد صالح جو ایک روز پہلے سے بنگلور آیا ہوا تھا۔ وہاں آگیا اور ایک کتاب بھی ساتھ لایا۔ اور وہ یوں کہنے لگا کہ یہ کتاب مجھے سیالکوٹ (پنجاب) سے منشی غلام قادر فصیح نے بھیجی ہے اور قابل پڑھنے اور سُننے کے ہے۔ یہ کہکر انھوں نے اسکو پڑھنا شروع کیا۔ اور وہ کتاب حضور اقدس کی پہلی کتاب دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کے بعد کی تھی جس کا مبارک نام فتح اسلام ہے غرض اس کتاب کے کوئی دو ورق پڑھے گئے بعد میرے دل پر کس قسم کا اثر ہوا میں بیان نہیں کر سکتا مگر میرے بیمار بھائی زکریا مرحوم نے اسی وقت ایک جوش کے ساتھ باواز بلند کہدیا کہ **خدا کی قسم یہ بیشک مہدی ہیں اور انکا کلام اسکی پوری پوری شہادت دے رہا ہے**

غرض انکے اس کہنے پر میں اور وہ منشی صاحب بھی میرے ساتھ ہم آواز ہوگئے کہ بیشک یہ کلام کوئی نرالا اثر دلپر کر رہا ہے اور پھر دیر تک اسکو سُنتے رہے یہانتک کہ اول سے آخر تک اسکو پورا سُن لیا اور مجھے حضور کی طرف پورا پورا یقین ہوگیا۔ مگر مسیحیت کے دعوے پر کچھ تعجب سا رہا اور اسکے ساتھ یہ خیال بھی رہا کہ مسیح کے لیے تو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور پھر اپنے وقت پر وہاں سے زندہ نزول فرماویں گے۔ اور کسیطرح کا اسمیں اختلاف نہیں غرض اسوقت یہ فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہی ہو مگر کتابیں تو سب منگوا کر دیکھنی چاہییں اور اسطرف مرحوم بھائی کا باربار یہ کہنا کہ یہ بیشک اپنے قول میں صادق ہیں اور بہت جلد لوگوں پر یہ امر کھل جاویگا۔ حالانکہ انکی بہت ہی کم استعداد تھی مگر جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے بڑی ہی ذکی الطبع تھے

اور انکی طبیعت ملانوں اور پیرزادوں سے ہمیشہ متنفر رہا کرتی تھی یہانتک کہ اگر کبھی مجھے کسی سے ملتے ہوئے دیکھ لیتے تھے تو صاف کہدیتے تھے کہ آپ کو ان مکاروں سے ہمیشہ دور رہنا چاہیے انکی صحبت میں کبھی خیر نہیں لیکن حضور اقدس کی کتاب کو سنتے ہی انکا یقیناً قبول کرلینا انکی کمال فراست کی پوری دلیل تھی غرض میں دوسرے دن مدراس کو روانہ ہوا۔ اور یہاں پہونچکر سب کتابوں کے لیے خط لکھوایا اور جس کسی سے ملاقات ہوتی اسسے یہ تذکرہ کرتا۔ اور پھر ساتھ ہی موجودہ وقت کی ہر قسم کی برائیوں کیطرف انکی توجہ دلاتا اور اسوقت تک میری نظر صرف مسلمانوں ہی تک محدود تھی یعنی ہر طبقہ کے مسلمانوں کی ہی حالت پر میری نظر تھی جس کے مشاہدہ سے ہمیشہ دلکو درد پہونچتا تھا۔

باقی آیندہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

آریہ سماج نے عبد الغفور کو آریہ کیا بنایا اسے سرخاب کا پر ملگیا ہر اخبار اور رسالہ میں اس کا ذکر اور اسکے ذکر کے ضمن میں مقدس اسلام پر حملے کیے جاتے ہیں ہم انشاء اللہ کسی وقت عبد الغفور کے ترک مذہب پر ریویو کریں گے۔ بھارت متر ایک معزز سناتنی اخبار نے ایک زبردست آرٹکل میں عبد الغفور کے آریہ بنائے جانے پر سخت اظہار ناراضی کرتے ہوئے ایک نمکین فقرہ لکھا ہے کہ "جیساکہ آریہ سماج کی تاریخ میں عبد الغفور کا آریہ ہونا نئی بات ہے ویسے ہی ہندوستان کی تاریخ میں سنت کرانے کے بعد برہمچاری ہونا نئی بات ہے۔"

چہ خوش! امریکہ کی مذہبی حالت تذبذب اور اضطراب کے تھپیڑوں سے ڈانواڈول ہے عیسائی مذہب سے تو اسکا تنفر اسی سے ثابت ہے کہ مشرقی مذاہب کیطرف اسکا رجوع بڑھ رہا ہے اور عیسائیت کے مقابلہ میں وہ وہم پرستی ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ شکاگو شہر اور بھی طرفہ معجون ہو رہا ہے جہاں ڈاکٹر ڈوئی جیسے بدماش اپنے پیرو بہم پہونچا رہے ہیں وہاں جارکس ویسلی فورڈ صاحب ایک بزرگ نے ایک اخبار جاری کیا ہے جس کے نامہ نگار اسکے اعلان کے موافق روحیں ہیں۔ چنانچہ اخبار کے پہلے نمبر میں حضرت آدم اور حضرت نوح کے مضامین

شائع ہوئے ہیں اور بنجمن ، نیکلن اور ہوریس اور گریلی کے مضامین بھی ہیں یہ اخبار شکاگو سے نکلا ہے۔ ایسی اوہام پرستیاں بتا رہی ہیں کہ عیسویت کی وہاں کیا حالت ہے۔

پچھلے دنوں الہ آباد کے مشہور اخبار پائونیر میں ایک واقعہ چھاپا گیا تھا جس سے عیسائی اوہام پرستی کا زبردست ثبوت ملگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک ہندوستانی عیسائی عورت کا لڑکا بیمار ہوا اُسنے پرانی عادت کے موافق کسی سیانی عورت کو بُلایا اُسنے بہت کچھ تدابیر کیں مگر فائدہ نہ ہوا۔ آخر اُسنے نام پوچھا۔ ماں نے کہا کہ اس بچہ کا نام جیکب ہے سیانی بولی میں بھی کہوں بچہ کیوں راضی نہیں ہوتا اس نام پر بھلا کیسے آرام ہو۔ فوراً نام بدلا گیا بجائے جیکب کے ایسو رکھا گیا۔ اور فائدہ بھی ہو گیا۔

ایک عیسائی اس خبر کو شائع کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ تبدیل مذہب ہمیشہ ضعیف الاعتقادی کو دور نہیں کر سکتا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ عیسائی ہونے پر تبدیل ہو کیونکر جبکہ بھوت پریت اور جادو ٹونے سے بائبل کے اوراق بھی بھرے ہوئے ہیں۔

ممالک متحدہ امریکہ میں طلاق بڑی آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے انگریزی صحائف سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ بیس برس کے اندر پانچ لاکھ سے زیادہ طلاق ہو چکے ہیں۔ یہ اسلام کی ہی فتح ہے کہ آخر کار ایسی ضرورتیں لاحق ہوتی ہیں جن سے مسئلہ طلاق سے فائدہ اٹھانا پڑا۔ کوئی اعتراض کرے یا نہ کرے لیکن عملی حالت آخر اسلام کی طرف دنیا کو لا رہی ہے۔

عیسائی تھیالوجی کے رو سے زمین ساکن اور سورج کو اسکے گرد گھومنے والا لکھا ہے اسکے برخلاف گلیلیو نے ثابت کیا کہ زمین گھومتی ہے اسوقت کے پوپ صاحبان نے غریب گلیلیو کو قیدخانہ میں ڈالکر مار دیا لیکن ایک زمانہ آیا کہ گلیلیو کا دعوی صحیح ثابت ہوا۔ تمام دنیا نے زمین کی گردش کو تسلیم کر لیا۔ تب عیسائیت پر اعتراض ہوا کہ تمھاری بائبل غلط تعلیم دیتی ہے اس اعتراض سے بچنے کے لیے آجکل کے رومن کیتھولک عیسائی جو عذر پیش کرتے ہیں انکو سُنکر ہنسی آتی ہے کہ ایک رومن کیتھولک سمجھدار آدمی لکھتا ہے کہ خدا نے یہ غلط واقعہ اسلیے بائبل میں لکھا تا کہ پوپ غلطی کھا کر گلیلیو وغیرہ پر ظلم کریں اور اس سے اپنر ثابت ہو جاوے کہ انھیں دینی معاملات کا رہبر بننا چاہیے نہ کہ مادی اور دنیاوی معاملات کا۔ ایک بڑی رومن کیتھولک کا قول ہے کہ قبل اسکے کہ ہم سائنس اور عیسائیت میں سے ایک کو جھوٹا کہیں ضروری ہے کہ حرکت کے معنے دریافت کریں انکی راے میں ممکن ہے کہ دونوں خیالات بلحاظ اپنی اپنی تعریف لفظ حرکت کی صحیح ہوں۔ کیا خوب! سرے سے یہی لکھدینا کافی تھا کہ جب ابن آدم خدا ہو سکتا ہے تو زمین کے ساکن ہونے پر کیا اعتراض!!!

حضرۃ حجۃ اللہ امام الملۃ کے مکتوبات

حضرۃ نواب محمد علی خان صاحب سلمہ ربہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مجبی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولوی صاحب کو کل ایک دورہ مرض پھر ہوا بہت دیر تک رہا مالش کرانے سے صورت افاقہ ہوئی مگر بہت ضعف ہے اللہ تعالیٰ شفا بخشے اسجگہ ہماری جماعت کا ایک قافلہ تحقیق السنہ کے لیے بہت جوش سے کام کر رہا ہے اور یہ اسلام کی صداقت پر ایک نئی دلیل ہے جو تیرہ سو برس سے آج تک کسی کی اسطرف توجہ نہیں ہوئی اس مختصر خط میں میں آپ کو سمجھا نہیں سکتا کہ یہ کس پایہ کا کام ہے اگر آپ ایکماہ تک اس خدمت میں مرزا خدابخش صاحب کو شریک کریں اور وہ قادیان میں رہیں تو میری دانست میں بہت ثواب ہوگا آیندہ جیسا کہ آپکی مرضی ہو دنیا کے کام نہ تو کبھی کسی نے پورے کیے اور نہ کرے گا دنیا دار نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائینگے۔ کون سمجھاوے جبکہ خدا تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جسطرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لیے دن رات سوچتا یہانتک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اسکی ناکامی پر سخت رنج اُٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں مشغول ہو دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکا ہے موت کا کچھ اعتبار نہیں موت ہر یک آنے سال نئے کرشمے دکھلاتی رہتی ہے دوستوں کو دوستوں سے جدائی کرتی اور لڑکوں کو باپوں سے اور باپوں کو لڑکوں سے علیحدہ کر دیتی ہے مبارک وہ انسان ہے جو اس ضروری سفر کا کچھ بھی فکر نہیں رکھتا خدا تعالیٰ اُس شخص کی عمر کو بڑھا دیتا ہے جو سچ مچ اپنی زندگی کا طریق بدلکر خدا تعالیٰ کا ہی ہو جاتا ہے ورنہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنی انکو کہدو کہ خدا تعالیٰ تمھاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم اُسکی بندگی اور عبادت نہ کرو سو جاگنا چاہیے اور ہوشیار ہونا چاہیے اور غلطی نہیں کھانا چاہیے کہ یہ گھر سخت بے بنیاد ہے میں نے اسلیے لکھا کہ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان دنوں میں دنیوی ہم و غم میں اعتدال سے زیادہ مصروف ہیں اور دوسرا پلہ ترازو کا کچھ خالی سا معلوم ہوتا ہے میں نہیں جانتا کہ یہ تحریریں آپکے دل پر کیا اثر کریں یا کچھ بھی اثر نہ کریں کیونکہ بقول آپکے وہ اعتقادی امر بھی اب درمیان نہیں جو بظاہر پہلے تھا میں نہیں چاہتا کہ ہماری جماعت میں سے کوئی بھی ہلاک ہو بلکہ چاہتا ہوں کہ خود خدا تعالیٰ قوت بخشے اور زندہ کرے کاش اگر ملاقات کی ہی گرمی آپکے دل میں باقی رہتی تو کبھی کبھی کی ملاقات سے کچھ فائدہ ہو جاتا مگر اب یہ اُمید بھی مشکلات میں پڑ گئی کیونکہ اعتقادی محرک باقی نہیں رہا اگر کوئی لاہور وغیرہ میں کسی انگریز حاکم کا جلسہ ہو جس میں خیالی طور پر داخل ہونا آپ اپنی دنیا کے لیے مفید سمجھتے ہوں تو کوئی دنیا کا کام آپکو اُس شمولیت سے نہیں روکے گا خدا تعالیٰ قوت بخشے بیچارہ نورالدین جو دنیا کو بالات مار کر اس جنگل قادیان میں آ بیٹھا ہے بیشک قابل نمونہ ہے بہتیری تحریکیں ہوئیں کہ آپ لاہور میں رہیں اور امرتسر میں رہیں دنیوی فائدہ طبابت کی رو سے بہت ہوگا مگر کسیکی بات انھوں نے قبول نہیں فرمائی میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ انھوں نے سچی توبہ کر کے دین کو مقدم رکھ لیا ہے خدا تعالیٰ انکو شفا بخشے اور ہماری جماعت کو توفیق عطا کرے کہ انکے نمونہ پر چلیں کیا آپ بالفعل اسقدر کام کر سکتے ہیں کہ ایک ماہ کے لیے اور کاموں کو پس انداز کر کے مرزا خدابخش صاحبکو ایکماہ کے لیے بھیجدیں والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء

وَلَہٗ اَیْضًا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔
السَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آن محب کے چار خط یکے بعد دیگرے پہونچے آپ کے لیے دعا کرنا تو مینے ایک لازمی امر ٹھیرایا ہوا ہے لیکن بیقرار نہیں ہونا چاہیے کہ کیوں اُس کا اظہار نہیں ہوتا۔ دعاؤں کے لیے تاثیرات ہیں اور ضرور ظاہر ہوتی ہیں ایک جگہ حضرت ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیس برس مینے بعض دعائیں کیں جن کا کچھ بھی اظہار نہ ہوا اور گمان گذرا کہ قبول نہیں ہوئیں آخر تیس برس کے بعد وہ تمام مقاصد میسر آ گئے اور معلوم ہوا کہ تمام دعائیں قبول ہو گئی ہیں جب دیر سے دعا قبول ہوتی ہے تو عمر زیادہ کی جاتی ہے اور جب جلد کوئی مراد مل جاتی ہے تو کمی عمر کا اندیشہ ہے میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ ایک مطلب کے حصول کی بشارت خدا تعالیٰ کیطرف سے سن لوں لیکن وہ مطلب دیر کے بعد حاصل ہو تا موجب طول عمر ہو کیونکہ طول عمر اور اعمال صالحہ بڑی نعمت ہے۔ اور آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو کہا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے سو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے میں اُس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ بِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے اچھا آدمی وہ ہو جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ عورتوں کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے اسقدر کجی رکھی ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو بھی بُرا کہہ بیٹھیں اور اُن کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں سو ایسی حالت میں کبھی ایک مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے انکو سمجھا دیں اور اُنکی تعلیم میں مشغول رہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں اور مروت اور جوانمردی سے پیش آویں اور اُن کو سمجھاتے رہیں کہ مسلمان کے لیے آخرۃ کا فکر ضروری ہے تا خدا تعالیٰ مصیبتوں سے بچاوے وہ ہیبت ناک چیز جو خاوند اور بیوی اور بچوں اور دوستوں میں جدائی ڈالتی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام موت ہے دعا کرنا چاہیے کہ وہ بیوقت نہ آوے اور تباہی نہ ڈالے اور دل نرم رکھنا چاہیے اور انکو سمجھا دیں کہ نماز کی پابندی کریں نماز جناب الٰہی میں عرض معروض کا موقعہ دیتی ہے اپنی زبان میں دنیا اور آخرت کے لیے دعائیں کرتا بد تقدیروں سے ڈرتے رہیں خدا تعالیٰ اُن پر رحم کرتا ہے جو اُن کے وقت میں ڈرتے ہیں۔ اور نیز آپ ان کے واسطے نماز میں دعائیں کریں یہ نازیبا بات ہو گا اونکی لغزش دیکھکر دل میں قطع تعلق کریں بلکہ وفاداری سے اصلاح کے لیے کوشش کریں اور سچی ہمدردی سے کام لیں۔

اور آپ نے جو پانچہزار روپیہ لکھا ہے میرے نزدیک آپ کا دوسروں کے شامل ہونا عمدہ طریق نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ آپ علحدہ طور پر اشتہار دیں کہ چونکہ مسلمانوں میں تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اور اسطرح قوم میں ضعف پیدا ہوتا جاتا ہے اسلیے مینے یہ تجویز سوچی ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو بانی مبانی اس تفرقہ کے ہیں شخص مدعی سے مباہلہ کرلیں الہام کا مدعی جبکہ ایکسال کی مہلت الہام کی بنا پر پیش کرتا ہے تو وہی مہلت قبول کرلیں اگر اس مدت میں شخص مدعی ہلاک ہو گیا یا کسی اور ذلیل عذاب میں مبتلا ہو گیا تو خود جماعت اُس کی بے اعتقاد ہو کر متفرق ہو جائیگی اور اسطرح پر قوم میں سے فتنہ اُٹھ جائے گا اور اس صورت میں محض نیک نیتی اور ہمدردی قوم کی وجہ سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ مبلغ پانچہزار روپیہ مولوی محمد حسین صاحب کو بطور نذر کے دینگے اور اونکی لیے روخوشیاں ہونگی کہ دشمن مارا اور روپیہ ملا لیکن اگر اس سال کے عرصہ میں جو مباہلہ کے دن سے شمار کیا جائے گا کوئی بلا مولوی صاحب پر نازل ہوئی تو پھر سمجھنا چاہیے کہ مولوی صاحب اس جنگ جدل میں حق پر نہیں ہیں تو اس صورت میں قوم کو شخص مدعی کیطرف بصدق دل رجوع کرنا چاہیے یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ممکن نہیں کہ بغیر ارادہ الٰہی کے کوئی شخص یونہی مارا جاوے۔ غرض یہ اشتہار آپ کی طرف سے ہونا چاہیے اُمید کہ بڑا مؤثر ہو گا اگر آپ اشارہ فرماویں تو اسی جگہ چھاپ دیا جائے جلد مطلع فرمایا جاوے۔ اور رس یعنی سلطان الاشجار کے عرق نکالنے کے لیے پتے اور بیخ کافی نہیں پھول کی ضرورت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

۸ نومبر ۱۸۹۸ء

میرے دوسرے حنفی بھائی بھی غور کریں

برادران! السَّلام علیکم۔ خاکسار راقم حنفی المذہب ہے ایک اس لیے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں میں حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب کو وہی مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتا ہوں جس کا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پاک سے وعدہ فرمایا تھا شاید کوئی صاحب مجھے مقلد خیال کریں میں اُنکی تسلی کے لیے یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ میں کورانہ تقلید کو بہت بُرا سمجھتا ہوں اور اس معاملہ میں مینے جس قدر تحقیق کی ہے وہ کوئی تھوڑی سی تحقیق نہیں خدا کے فضل سے اب کوئی حاجت نہیں کہ تفسیروں اور محض تحقیقی رائوں کی خاطر قرآن شریف اور احادیث کے اصل معانی اور مفہوم کو ترک کر دیا جائے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں لفظ توفی آیا ہے وہاں بجز قبض روح کے دوسرے کوئی معنی نہیں لیے گئے ہاں ہمیں سے جو آیات ...... وفیت کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون کے مشابہ ہونگی اُس کے وہی معنی کیے جائیں گے جو آیت مذکورہ بالا سے ظاہر ہیں۔ اب اگر لفظ رفع کی نسبت کچھ اعتراض ہو تو مسیح اور بلعم کے واقعات کا مقابلہ کر کے شک رفع کر لو کیونکہ بلعم کے قصہ میں بھی وہی رفع مذکور ہے جس سے وہ اپنی نافرمانی کی وجہ سے محروم رہا اور مسیح چونکہ ہمیشہ فرمانبردار اور مطیع رہا تھا اس لیے وہ حسب وعدہ ایزدی محل کرامت پر پہونچ گیا اور روحانی طور پر دوسرے نبیوں کیطرح وہ بھی زندہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دوسرے آسمان پر موجود ہے۔
صاحبان عقل سلیم کبھی نہیں چاہتے کہ حضرت مسیح کو اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ قرار دیا جائے کیونکہ یہی ایک بیہودہ خیال ہے جس سے لاکھوں انسان مرتد ہو گئے اور ناحق ایک عاجز ضعیف کمزور ناتوان انسان کو خدا مان رہے ہیں اور پھر اُسکے مقابل آنحضرت پر جو واقعی سید المعصومین ہیں نہایت ہی بیجا الزام لگائے جاتے ہیں خدا جانے آپ لوگوں کی حمیت کو کیا ہو گیا آپکی سنگدلی پر سو سو افسوس کے اور کیا کیا جائے اب بھی وقت ہے جس قدر جلدی ہو سکے مسیح کی حیات جسمی اور غیر متغیر زندگی کا خیال جس میں نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے بلکہ تمام بشری لوازمات سے خدا کی طرح بے احتیاج سمجھ لیا گیا ہے دل سے نکال دیں اسلیے کہ قرآن اور احادیث صحیحہ اسکے

مخالف ہیں۔

صحیح بخاری کی اس حدیث کو (لَعَنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ ھِمْ مَسَاجِدَ) جو صفحہ ۳۳۹ پر درج ہے غور سے پڑھیں مخبر صادق نے اس حدیث میں یہود کے علاوہ نصارٰی کی قبر پرستی کی بھی خبر دی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ نصارٰی کے دوسرے مذہبوں میں سے دوسرے کسی نبی کو بھی مسیح کے برابر نہیں مانتے بلکہ بقول انجیل چور اور بٹمار ہی سمجھتے ہیں ۔ آپ کے نزدیک اگر مسیح کی کوئی قبر نہیں ۔ تو بتائے حدیث مندرجہ بالا کے کیا معنی ہیں شاید آپ نہ بتا سکیں تو میں بتا دیتا ہوں۔

حضرات! اصل بات یہ ہے کہ ملک شام میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور یہ وہی قبر ہے جس میں حضرت عیسٰی آیت وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ کے نیچے آکر بحالت بیہوشی رکھے گئے تھے اور اسی بیہوشی کی وجہ سے انھیں مردہ سمجھ لیا گیا تھا وہ یہی ظن ہے جس کی اب تک پیروی کی جا رہی ہے اگر کسی کا یہ اعتراض ہو کہ ولکن شبہ کا مصداق مسیح نہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص تھا تو انکو چاہیے کہ اثبات کا ثبوت قرآن اور احادیث سے دیں ۔ دوسرا شاید کوئی صاحب یہ بھی اعتراض کریں کہ یہ قبر جعلی ہے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ اعتراض کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک شان اور نبوت تامہ کو بھی مدنظر رکھ لیں کیونکہ نبی کی شان سے یہ بہت بعید ہے کہ خلاف واقعہ بات کو واقعات صحیحہ پر استعمال کرے اور پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو معرفت اور ہر ایک بات میں سب سے بڑھے ہوئے تھے ۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت کو اس بات کی اطلاع نہیں ہوئی کہ نصارٰی آیا اصل قبر کی پرستش کرتے ہیں یا محض جعلی اور مصنوعی کی ۔ اب یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا جسقدر کہ انکو دیا گیا تھا واقعی طور پر معترف ہو میں یہ نہیں کہتا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اب تک اس شامی قبر میں مدفون ہیں مگر اتنا تو ضرور کہونگا کہ یہ قبر جعلی نہیں۔ مسیح سے ضرور کچھ نہ کچھ تعلق رکھتی ہے اور جس میں کامل طور پر مدفون ہیں وہ سری نگر کشمیر محلہ خان یار میں ہے جو چاہے جا کر دیکھ سکتا ہے ۔ زیادہ والسلام

خاکسار محمد حسین مسافر احمدی ۹ ؍ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء

مختصر نوٹ اور نکات

اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے کہ اس کے رو سے ہر شخص کبائر اور فواحش سے بچ سکتا ہے اور معمولی لغزشوں سے توبہ کرکے آیندہ کو اپنی حالت درست کر سکتا ہے اور ابدی حیات کا وارث ہو سکتا ہے بحالیکہ آریوں میں ایک گناہ یا سہو بھی معاف نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی شخص ابدی نجات حاصل کر سکتا ہے اور ایسا ہی عیسائی مذہب کے رو سے تو انسان کو فطرتی طور پر گنہگار اور شریر قرار دیا ہے ۔ ؏ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اللہ تعالے نے انسان کی فطرت میں ایک بالاتر ہستی کا اقرار ضرور ودیعت کیا ہے پس اگر خارجی اسباب اسکے مانع نہ ہوں اور صحبت بری نہ ہو جاوے تو ضرور صاحب تمیز ہونیکے بعد اسکے لوح دل پر توحید الٰہی کے نقش مرتسم ہوں اور اللہ تعالے کی ربوبیت کا قایل ہو جاوے یہی وہ فطرتی نقش ہے جسکو عہد الست یا میثاق ازل کہتے ہیں اور یہی وہ پاک راز ہے جو سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پاک کلمات میں ہے کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ یعنی ہر ایک بچہ اسلام کو قبول کرنے والی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے ماں باپ یا اُسے یہودی بنا لیتے ہیں یا مجوسی یا نصارٰی ۔ اور اسی مضمون کو اللہ تعالے نے اپنے پاک کلام میں یوں ادا فرمایا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی فطرت اللہ وہی فطرت ہے جسپر اللہ تعالٰی نے انسان کو بنایا ہوتا ہے (یعنی اسلام کو قبول کرنے کے لائق اور ربوبیت کا اقرار کرنے والی) اللہ تعالے کی پیدائش میں رد و بدل نہیں ہو سکتا یعنی اگر کسی انسان کی فطرت ایسی نہیں بنائی جو اللہ کی توحید اور اسلام کو قبول کرنے والی نہ ہو یہی فطرت اللہ ہے اور دین القیم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

غرض فطرتاً انسان اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے پھر خارجی اسباب اسپر مختلف قسم کے اثر ڈالتے ہیں اسلیے ضروری ہے کہ انسان اپنی صحبت اپنے مطالعہ کتب اور دوسرے اسباب پر نگاہ کرے کہ وہ اسکی فطرت پر کیسا اثر ڈال رہے ہیں

ایک فلاسفر لکھتا ہے کہ جسکی احتیاج نہایت ہی کم ہے اسکو سب سے زیادہ خدا کا قرب حاصل ہے کیونکہ کسی چیز کی حاجت نہ رکھنا ذات باری کی صفت ہے ہم اکثر اپنی ناخوشی کی شکایتیں کرتے ہیں لیکن کیوں ؟ صرف اسلیے کہ اپنی واقعی حاجتوں سے زیادہ طلب کرتے ہیں زندگی فی نفسھا ناخوش نہیں مگر ہم اپنی خواہشات کو بڑھا کر اسے ناخوش بنا لیتے ہیں بقول شاعر۔ شعر

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش
آنچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست

بہت سے مصائب اور تکالیف جو ہمکو اپنی زندگی میں سہنے پڑتے ہیں ہمارا اپنا فعل ہے کیونکہ قدرت کے اخلاقی قوانین کو توڑنے سے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اندازہ کرنا ناممکن ہو جاتا ہے جب انسان اس قوم پر نگاہ کرتا ہے جو آپ نے طیار کی وہ ہر شغل میں دل بیار دست بکار کی مصداق قوم تھی یعنی دل خدا کیطرف اور ہاتھ کام میں لگے ہوئے کوئی تجارت اور دستکاری ذکر اللہ سے انکو غافل نہیں کر سکتی تھی چنانچہ اللہ تعالے نے بھی اسکی تصدیق کی لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔

پس ہماری آرزو اور پھر آرزو کے ساتھ ہی سعی اور سعی پر دعا یہی ہونی چاہیے کہ اللہ تعالٰی ہمکو بھی ایسی توفیق عطا کرے ۔ آمین ۔

ہمارے اندر اللہ تعالٰی نے ایک ہادی نور ہدایت بھی رکھا ہے جو انسان کو برائیوں کے ارتکاب پر متنبہ کرتا ہے اور یہی نہیں کہ وہ برائیوں سے روکتا ہے بلکہ اگر اسکی مخالفت کرو ۔ تو دل میں سخت ندامت اور افسوس پیدا ہوتا ہے اور اسکی ہدایت پر کاربند ہونے سے دل میں ایک سرور اور لذت آتی ہے جس جس قدر انسان اس نور ہدایت کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر دل کمزور ہوتا چلا جاتا ہے یہانتک کہ متواتر اسکی مخالفت اور ارتکاب معاصی کچھ ایسا بےحس بنا دیتا ہے کہ دل بالکل ہی مردہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی آواز سنائی نہیں دیتی ۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جہاں ختم اللہ علی قلوبھم کا اطلاق ہوتا ہے اللہ تعالے ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا ۔ مشہور بات ہے یورپ اور امریکہ میں جو انقلاب پیدا ہو رہا ہے یہ اس عظیم الشان کامیابی کا پیش خیمہ ہے جو نسبتر

صلیب کے لفظوں میں رکھی ہوئی ہے۔ حقیقۃ وہ نظارہ بھی کیسا ہی عجیب اور معاً مسرت افزا ہوگا جب مغربی قومیں نیاز مندی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف رجوع کرینگی۔ خدا کرے کہ ہم ان وعدوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔ آمین۔

پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے متعلق جو دن کا لفظ بولا جاتا ہے اس میں ایک روحانی سر ہوتا کہ اس سے مراد اللہ تعالے کے نزدیک متناسب حصہ زمانہ کا مراد ہوتا ہے جس کے تمام اجزا متشابہ اور یکساں ہوتے ہیں پھر جب دوسرا زمانہ آتا کہ جو پہلے زمانہ سے امتیاز اور اختلاف رکھتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ دوسرا دن یا دوسرا ہفتہ یا دوسرا مہینہ ہے مثلاً جیساکہ دن سے مراد وہ وقت محدود ہے جو تغیرات کے بیچ میں ہے یعنی آفتاب کا طلوع اور آفتاب کا غروب ویسا ہی روحانی طور پر اس وقت محدود کا نام دن ہوگا جو دو روحانی تغیرات کے اندر واقع ہے جیساکہ بدر کی فتح کے لیے ایک دن کا وعدہ دیا گیا اور لکھا گیا کہ صرف ایک دن کی میعاد ہے پھر فتح ہوگی حالانکہ اس دن سے مراد برس تھا اور دن سے مناسبت یہ تھی کہ یہ فتح بھی دو تغیروں کے اندر تھی ایک یہ تغیر عظیم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے آبائی شہر سے ہجرت کے طور پر نکلے اور اس آفتاب صداقت نے مدینہ کی طرف رجوع کیا دوسرے یہ کہ اس آفتاب کا مدینہ پر طلوع کیا مکہ والوں کے لیے غروب کے حکم میں ہوگیا سو طلوع بھی متحقق ہوگیا اور غروب بھی پس جب وہ آفتاب مکہ سے چھپ گیا اور وہ عاشق الٰہی ان کو چھوڑ کر نکل گیا تو پھر مکہ میں کیا تھا؟ ایک اندھیری رات تھی نہ وہ انوار رہے نہ وہ انوار رہے پہلے تو مکہ کو ملائک کی صفوں نے گھیرا ہوا تھا اور پھر شیاطین کی جماعتوں نے گھیر لیا نور جاتا رہا اور ظلمت آگئی اسکی طرف ہی اشارہ تھا مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی خدا ایسا نہیں کہ مکہ والوں پر عذاب نازل کرے اور تو انہیں ہو کیونکہ آپ اسوقت یہ غیر ممکن ہے کہ آفتاب کے ہوتے عذاب کی ظلمت نازل ہو مگر جب اس آفتاب صداقت نے مدینہ میں طلوع کیا تو وہاں دن چڑھ گیا اور مکہ میں علامات غروب کا ظہور اور اسطرح پر دو تغیر عظیم ظہور میں آگئے جن میں دن محدود ہوتا ہے یہ ہے راز دن کے وعدہ میں۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

نادان اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں مسئلہ غلامی ہے حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسنے غلاموں کے آزاد کرنے کے لیے مال خرچ کرنیکی ہدایت کی ہے۔

مومن کے کئی کان ہونے چاہییں یعنی اسکو بڑا ہوشیار اور چوکنا ہونا ضروری ہے غفلت مومن کا کام نہیں۔ تم اندازہ کرو کہ کسقدر مستعدی اور ہوشیاری سے کام لیتے ہو۔

قرآن شریف کی تلاوت کا خاص منشا یہ ہے کہ اسپر ایمان لایا جائے اور عمل کیا جائے اسکو سمجھا جائے اوروں کو سمجھایا جائے اور عمل کرنیکی کوشش کی جائے۔

نماز اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتی ہے نماز میں نظافت اور طہارت ہوتی ہے نماز میں اللہ تعالے سے دعا مانگی جاتی ہے۔ اس میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا شریف انسان کو اقرار کرنا پڑتا ہے مسلمان کو مسلمان ہونیکے لیے دو کام کرنے چاہییں قرآن کی کم از کم پانچ آیات اور زیادہ سے زیادہ دس آیتیں فکر سے پڑھنی چاہییں اور اس مطلب کے لیے پڑھنی چاہییں جو قرآن شریف کی تلاوت کا اصل منشا ہے دوسرے نماز کو درستی سے پڑھنا چاہیے۔

سب سے بہتر وہ شخص ہے جس میں تین باتیں ہوں

اول۔ دعوۃ الی اللہ۔ اللہ تعالے کی طرف دعوۃ کرنا۔

دوم۔ عمل صالح۔ دین و دنیا میں سنوار کے کام کرنا۔

سوم۔ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور بلند آواز سے کہدے اور اپنے عمل سے دکھا دے کہ میں بڑا سچا فرمانبردار ہوں۔

... کی کوئی چیز کامل نہیں ہوسکتی جبتک اسکو ... سے اسکی تائید نہ ہو جیساکہ ہماری آنکھیں کچھ نہیں سکتیں جب تک آسمانی روشنی نہ ملے۔ آسمان اور زمین جب ملجاتے ہیں تو بڑے بڑے نشانات اور نتیجے پیدا ہوتے ہیں آسمان اور زمین کے ملنے کے بغیر جب جسمانی کام نہیں ہوتے تو روحانی کام بھی ان دونوں کے ملنے کے بغیر درست نہیں ہوسکتے۔ آسمان اور زمین کی ملاوٹ مومن کے لیے بڑے بڑے کام کرتی ہے؟ اور یہ وہ صورت ہے جو الہام اور عقل کے باہم ملنے سے پیدا ہوتی ہے اگر آسمانی الہام عقل کے ساتھ نہ ملیں تو زمینی عقل باقی نہیں رہتی اور اگر انسان کی قوتیں ہوں اور آلہی طاقتوں سے نہ ملیں تو انسانی قوتیں معطل ہو جاتی ہیں اگر اگر الہام الٰہی ایسے لوگوں پر اترے جنکو اس کے لینے کی عقل نہ ہو تب بھی الہام الٰہی انکو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرۃ مولوی عبدالکریم صاحب کا وعظ

الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

حضرۃ حکیم الامۃ نے بھی اس آیۃ شریفہ پر اسی موقع اور تقریب پر ایک وعظ فرمایا تھا جو انشا واللہ تعالے اپنے موقعہ پر الحکم میں درج ہوگا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے بھی اسی آیۃ کو اختیار کیا اور تقریر فرمائی۔ جس سے قرآن کریم کے حقائق اور معارف کے بے پایاں سمندر کی لہروں کا پتہ لگتا ہے۔ اور ہر ایک رنگ سے دیگر بہت کا مضمون صحیح طور پر ثابت ہوتا ہے اپنے ناظرین کے فائدہ کے لیے ہم دونوں تقریریں بحولہ وقوۃ درج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں انشاءاللہ

(ایڈیٹر)

اس آیت شریف کو میں نے اپنی تقریر کے لیے اختیار کیا ہے کیونکہ میرے پیش نظر کچھ مقاصد اور اغراض ہیں جو میں بعد میں بیان کرونگا۔ اسی آیت شریف پر میرے مخدوم مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب نے بہت کچھ بیان فرمایا ہے اور آپ نے سنا ہے لیکن چونکہ یہ کلام ربانی وسیع ہے اور کوئی شخص کبھی دعوی نہیں کرسکتا کہ وہ اسپر احاطہ کرسکتا ہے اسلیے میرے لیے میرے رب نے جو کچھ اس پاک کلام کے معارف میں حصہ رکھا ہے میں اسے اپنی طاقت اور ظرفیت کے موافق لونگا۔ اور اپنی استعداد کے

موافق بیان کروں گا - مگر محض اسی کے فضل سے اور اسی کی توفیق سے۔

اس رکوع میں **الذین یؤمنون بالغیب** ایک حصہ آیت ہے جس پر میں نے عرصہ دراز تک غور کی ہے اور سوچا ہے کہ یہ فقرہ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس سے کیا غرض ہے؟ وہ کیا ضرورت تھی جو اتنی بڑی عظیم الشان کتاب میں اس کا اندراج ہوا قرآن کریم میں اس کے اندراج نے مجھے اس امر کیطرف متوجہ کیا کہ عظیم الشان مقاصد کے بغیر یہ فقرہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں نہیں آیا + اس فلاسفی پر غور کرنے سے میں جس نتیجہ پر پہونچا ہوں وہ اسوقت پیش کرتا ہوں۔

میں نے معلوم کیا ہے کہ جس قدر ترقیات انسان نے آجتک کی ہیں اور ہمیشہ کرے گا اُن کی جڑ ایمان بالغیب ہے + یہ ایک لذیذ فلسفہ اور لطیف سائنس ہے اگر آپ اس اصل پر غور کریں اور پھر قرآن شریف کی عظمت اور جلال آپ کو معلوم ہوگا اس مجید اور حکیم کتاب کی ترتیب اور ترکیب کیسی محکم اور ابلغ ہے۔

بت پرستی کیوں تمام ترقیات کی حارج ہوتی ہے اور کیوں **بت پرست** کا قلب **علوم حقہ** کا مخالف اور معارف کا دشمن ہوتا ہے؟ اسکی یہی وجہ ہے کہ ایمان بالغیب سے وہ محروم ہوتا ہے اور مخلوق سے ایسی دل بستگی پیدا کرتا ہے اسی کے سمجھانے کے لیے قرآن شریف میں پتھروں کو **حجارہ** کہا کیونکہ اسکے لفظ ہی میں یہ بات موجود ہے کہ **وہ** جو انسان کو ترقی سے روکدیتا ہے - روحانی ترقیات کے بلند در بلند جوش اس سے پست ہو جاتے اور رفتہ رفتہ بالکل سلب ہو جاتے ہیں - یہ کشش اور **طاقت ایمان بالغیب** ہی ہے جو انسانکو ترقیات کے پہاڑوں پر چڑھا دیتا ہے اور دشوار گذار اور خطرناک راستوں کو ایسی آسانی کے ساتھ طے کرا دیتا ہے گویا وہ سیدھی سڑکیں ہیں اس کے مقابلہ میں نامراد بت پرست یہانتک گرتا ہے کہ وہ چیچک کے لیے ہی ایک دیوی اور وبا کے دیوتے مانکر مائی جن کے اصولوں تک کو چھوڑ دیتا ہے - اور اسطرح جسمانی صحت اور جسمانی ترقیوں سے بھی محروم ہو جاتا ہے - جب جسمانی ترقیوں اور مادی امور میں اسکی یہ حالت ہے تو روحانی امور میں جو عمیق در عمیق اسرار اور نہاں در نہاں راز ہوتے ہیں اسکا لیجانا بالکل ناممکن اور محال ہے - اور یہی وجہ ہے کہ بت پرستی ترقیات کی مانع ہے۔

پھر ایک اور امر قابل غور ہے انسانی فطرت میں جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان پرواز کرنی چاہتا ہے اور ترقیات کے میدان میں آگے سے آگے نکلنا چاہتا ہے جس قدر کوئی امر نہاں اور اسکی رسائی سے پرے ہو اُسیقدر وہ آگے بڑھ کر اس تک پہونچنے کی کوشش کرتا ہے - اگر سو کوٹھریاں بند کی ہوئی ہوں - اگرچہ انمیں بھوسہ کے سوا کچھ بھی نہ ہو - لیکن جب ان کوٹھڑیوں کو تم کھولنا شروع کردو - تب ہر ایک کوٹھڑی کے کھلنے پر معاً طبیعت میں ایک بیقراری اور انتظار دوسری کوٹھڑی کے کھلنے کے لیے ہوگا - یہانتک کہ تم ننانویں کوٹھڑیاں کھولدو - پھر بھی وہ خواہش فطرت میں بدستور موجود رہیگی جبتک کہ وہ سوویں کوٹھڑی بھی نہ کھولدی جاوے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرت انسانی تڑپ رکھتی ہے کہ نہاں در نہاں اسباب اس کے سامنے ہوں - اس غیب اور مخفیت ہی نے اسکو ہمت اور حوصلہ دلایا کہ وہ لگاتار ان کوٹھڑیوں کے کھولنے کے لیے جہد و کوشش کرتا رہا - اگر عیاں ہوتی تو اس میں وہ حرکت اور ہمت ہی پیدا نہ ہوتی۔

جس قدر خواص الاشیا ہیں وہ نہاں در نہاں ہیں اگر یہ ساری چیزیں اور تاثیرات عیاں ہوتیں تو دنیا میں حیوانات اور انسانوں کے درمیان کچھ بھی مابہ الامتیاز نہ ہوتا - لوہے کے اندر جو خواص اور قوتیں ہیں جو منافع اس میں رکھے ہوئے ہیں اسی طرح لکڑی اور احجار کے منافع اگر مخفی نہ ہوتے تو اسقدر ترقی اور حیرت انگیز ترقی جسنے دنیا کو حیران کر رکھا ہے اور تحصیل کا شعلہ ہو رہا ہے نظر نہ آتی + بلکہ جسطرح جانور محدود دائرہ پر ٹھیرے ہوئے ہیں اسی طرح انسان بھی ہوتا + اب یہ مسئلہ کیسا صاف اور روشن نظر آتا ہے کہ ساری ترقیوں کی جڑ میں **ایمان بالغیب** کا اصول ہی کام کر رہا ہے اس اصل کو مدنظر رکھکر جب میں اس پر سوچتا ہوں ایک عجیب ذوق اور سرور آتا ہے کہ خدا جو سمیع علیم اور رحیم امید ہے اسنے جس حیثیت میں اپنے تئیں رکھا ہے وہ یہی ہونی چاہیے تھی کہ جس سے انسان ترقیات کے اعلیٰ مدارج اور معراج کو حاصل کرتا اسکے قویٰ میں جو ہمت اور سعی کا مادہ رکھا گیا وہ اس سے کام لیتا وہ بڑا ہی بدقسمت اور تیرہ اندرون انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کو مادی اور مشہودی سمجھتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر علوم حقہ کا دشمن اور کوئی شخص نہیں ہوسکتا جو **ایمان بالغیب** کی حقیقت اپنے اندر پیدا نہیں کرتا سب سے بڑھ کر حقائق اور معارف کا دشمن وہ قوم ہے جس نے مریم کے بیٹے کو خدا بنایا ہے اور اپنی فطرۃ کو علوم حقہ کے خلاف بنانے کی کوشش کی ہے - سائنس اور فلسفہ کی اسقدر ترقی کے دنوں میں روشنی اور تہذیب کے مدعی ہوکر بھی اس قسم کا اعتقاد رکھنا سائنس فلسفہ - اور تہذیب کی مٹی پلید کرنا ہے + جب ہم ایک محدود القویٰ اور محدود العلم ہستی کو دیکھتے ہیں اسکی بابت کہا جاتا ہے کہ یہی خدا ہے تو ترقیات کی جڑیں اس سے کٹ جاتی ہیں - اور سعی اور مجاہدہ کی قوتوں کا استیصال وہیں ہو جاتا ہے اور آگے بڑھ سکتے ہی نہیں - میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ حق کے دشمن علوم کے دشمن ہاں سچائی اور صداقت کے دشمن ایک عاجز انسان کو خدا مانکر کسطرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم روحانی مدارج ترقی کے حاصل کرتے ہیں - یا روحانی خوبیاں ہم میں پیدا ہوتی ہیں؟ ہرگز نہیں ایسا دعویٰ نرا دعویٰ ہے جسپر کوئی دلیل نہیں تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ وہ قوم جو اپنے آپکو علوم جدیدہ کی ماہر اور سائنس اور فلسفہ کی معراج پر پہونچی ہوئی سمجھتی ہے اس نے ساری علوم کی مٹی پلید کردی جب میں ان کے اس عقیدہ پر غور کرتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے علوم اور سائنس کے دعاوی پر تھوک دوں - کہاں علوم عالیہ اور کہاں ایک عاجز انسان جو عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوتا ہے اسکے خدا بنانے کا اعتقاد!!! معاً جب ہماری نظر اسپر پڑتی ہے تو سر سے پیر تک ہم اسپر محیط ہو جاتے ہیں اور اسکے سارے خال وخط اور تمام حوائج ہمارے ذہن میں سما جاتے ہیں پر کوئی بتائے کہ ہماری روح میں اس محدود اور کمزور اور ناتوان ہستی کو دیکھکر اس میں ترقی کے لیے جوش کیونکر پیدا ہو - اس سے دعا مانگنے کے لیے کیا جذبات اور جوش آئے جب خود اسکو دیکھتے ہیں کہ ساری رات چلاتا ہے کہ ای باپ یہ پیالہ مجھ سے ٹالدے مگر ساری رات کی آہ وزاری اور بیقراری بیفائدہ اور رائگاں جاتی ہیں جب دیکھتے ہیں کہ خدا کی مغضوب اور لعنتی قوم اسکو پکڑکر صلیب پر چڑھا دیتی ہے اور وہ **ایلی ایلی لما سبقتانی** کہتا ہوا جان دیدیتا ہے - پھر اسے دیکھتے ہیں کہ پیشاب پاخانہ کے لیے بیقرار ہوتا ہے اور بھوک سے جاں بلب ہوکر انجیر کے درخت کیطرف بھاگتا ہے اور نہیں معلوم کہ یہ موسم اسکے پھل لانے کا ہے یا نہیں - باقی آیندہ

تفسیر القرآن بالقرآن

یہ ایک بینظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب ایم - بی - نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخرالزمان عم اور مولانا نورالدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان عم نے وقتاً فوقتاً اسکی نسبت یہ ارشاد فرمائے - نہایت عمدہ ہے - شیریں بیان ہے - قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں - دل پر اثر کرنیوالی ہے - حضرت مسیح الزمان

مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہوا

صعود مسیح کا ابطال

ایک عیسائی قلم سے

بروئے قانون شہادۃ

کیا مسیح مُردوں میں سے جی اٹھا تھا

اس عنوان سے ایک مضمون لنڈن کے ایک اخبار بنام کلیرٹن واقعہ ۲۶ جون ۱۹۰۳ء میں نکلا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے مسٹر رابرٹ بلاچفورڈ ایڈیٹر مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کو عقل اور سائنس کے خلاف ہونے پر اسی اخبار میں متواتر آرٹیکل نکل چکے ہیں جس پر آرک ڈیکن ولسن نامی عیسائی پادری نے راشدیل پیرس چرچ میں ایک تقریر کی جس میں انھوں نے مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے پر کچھ شواہد پیش کرکے مسٹر بلاچفورڈ کے دلائل کی تردید کی اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا مسٹر بلاچفورڈ کو آجتک یہ خیال نہیں گذرا ان اٹھارہ سو سال میں کسقدر فلاسفر اور عالم گذرے ہیں جو اس مسئلہ کی صداقت پر مہر لگا گئے ہیں مسٹر بلاچفورڈ میں کونسی ایسی خصوصیت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ اٹھارہ سو برس کی بات کو جھٹلاتے ہیں کیا وہ نہیں جانتے کہ ان کی عقل اور قوای محدود ہیں کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ غلطی نہیں کر سکتے اور ممکن ہے کہ اس مسئلہ کے بارہ میں غلطی پر ہوں +

ہاں اُن کے دلائل کچھ وقعت رکھ سکتے تھے۔ اگر یہ کسی معمولی آدمی کا ذکر ہوتا مگر یہاں تو معاملہ اور ہے کیونکہ جب ہم پولوس وغیرہ کی چٹھیاں اور اسکے دوسرے حالات کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ایسے کارنامے کیے ہیں کہ عقل انسانی کو وہاں تک رسائی ہی نہیں ہے پس اگر پولوس وغیرہ ایسے کام کر سکتے تھے تو پھر مسیح تو بدرجہ اولیٰ کر سکتا ہے اسی لیے اُسکا مردوں سے جی اٹھنا ایک ناممکن امر نہیں ہے کیونکہ پولوس کی نسبت مسیح سے ایسی ہے جیسی ایک تارہ کو سورج سے ہوتی ہے مسٹر بلاچفورڈ کا سائنس کو پیش کرنا بے سود ہے کیونکہ سائنس میں خود ابھی تک غلطیاں ہیں اور یہ پایہ تکمیل تک ابھی نہیں پہونچی +

پھر اسپر مسٹر بلاچفورڈ نے اس اخبار میں ایک آرٹیکل دیکر ان تمام ثبوتوں اور شہادتوں پر جو کہ پادری صاحب نے پیش کیے قانونی رنگ میں جرح کی ہے اور استعارہ کے طور پر ایک عدالت میں مسیح کے جی اُٹھنے کے مقدمہ کو پیش کرکے ایک وکیل کی زبانی ان تمام شواہد کو پیش کرکے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ جو شہادتیں اور دلائل اس مسئلہ کی صداقت میں پیش کیے جاتے ہیں وہ بالکل بودے اور نکمے ہیں اور انکی روسے عیسائیوں کو کبھی ڈگری نہیں حاصل نہیں ہوسکتی اہل یورپ کے ان خیالات اور کارروائیوں کو دیکھکر ہم حیران ہیں کہ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں کیوں یہ پادری لوگ عیسویت کا وعظ کرتے پھرتے ہیں کیا انکو شرم و حیا نہیں آتی کہ جو بات کو ہم اپنے یورپ کے علما و فضلا کو نہیں منوا سکتے اُسے دوسرے کے آگے کیوں پیش کریں اور زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ صرف فلاسفر ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے پادری اور آرچ بشپ وغیرہ بھی اب بائبل اور دوسرے بعید از عقل اعتقادات سے جو کہ مسیحی مذہب کے بڑے لوازم میں سے ہیں کنارہ کش ہوتے جاتے ہیں اور علانیہ اپنی مخالفت کا اظہار کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ دجال خود بخود گھلکر نیست و نابود ہو جاوے گا۔ سو عیسویت کی موجودہ حالت نے اس حدیث کی بلفظہ تصدیق کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔

مسٹر رابرٹ بلاچفورڈ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اگر عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح خدا تھا وہ مردوں سے جی اُٹھا اور آسمان پر چلا گیا تو عیسویت کا ستون بہ حیثیت ایک مذہب ہونیکی یا تو قائم رہے گا اور یا گر کر پاش پاش ہو جائیگا قابل غور امر یہ ہے کہ کیا بنیادی اصول عیسویت کے سچے ہیں یا نہیں اسکے بعد انھوں نے پادری صاحب کی پوری تقریر کو جس کا خلاصہ ہم نے اوپر دیدیا ہے نقل کرکے اسکی تردید کی ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

مسٹر بلاچفورڈ تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ناظرین کے ملحوظ خاطر یہ بات رہنی چاہیے کہ آرک ڈیکن نے کوئی دلیل مسیح کے جی اُٹھنے پر نہیں دی ہے ٹال مٹول کرکے دامن چھڑانا چاہا ہے شہادۃ کے جس طریق پر انھوں نے سند دیا ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا کوئی قانون یا کوئی عدالت اُسے قبول بھی کر سکتی ہے یا نہیں۔

سب سے پہلے یہ سوال ہے کہ وہ کونسی بات ہے جس کے ثبوت کے لیے آپ شہادۃ کی ضرورۃ ہے وہ ایک عجیب معجزہ ہے جسپر کروڑہا مخلوق کے مذہب کا دار و مدار ہے اور وہ یہ ہے کہ قریباً دو ہزار برس گذرے کہ خدا انسان بنکر اس دنیا میں آیا اور یسوع مسیح کے نام سے مشہور ہوا۔ صلیب دیا گیا اور اسی پر مر گیا قبر میں دفن ہوا اور تیسرے دن پھر جی اُٹھا اور اپنے مزار کو چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھا۔ اب چونکہ یہ بات بذات خود ایک معجزہ اور بڑا اہم مسئلہ ہے اس لیے اسکے ثبوت کی شہادت بھی ویسی ہی مضبوط اور بیّن ہونی چاہیے اور ہمیں اس ثبوت کی شہادت کی مضبوطی کی خصوصیت سے اسلیے زیادہ ضرورۃ ہے کہ جو واقعہ آج وقوع میں آئے تو اس ثبوت کی نسبت اس واقعہ کے لیے زیادہ مضبوط ثبوت اور شہادۃ درکار ہوتی ہے جو کہ آج سے کئی ہزار برس پہلے وقوع میں آیا ہوا ہو جیسا کہ مسیح کے جی اُٹھنے کا واقعہ ہے جسکو ۱۹۰۳ برس گذر چکے ہیں پھر اسلیے بھی ضرورۃ ہے کہ جو بات ہر روز تجربہ اور مشاہدہ میں آتی رہی تو اسکی نسبت ایسی بات کے ثبوت کی زیادہ ضرورۃ ہوتی جو کہ تجربہ اور مشاہدہ سے باہر ہو جیسا کہ خدا کا اوتار بننا۔ انسان میں حلول کرنا مرکر جی اُٹھنا یہ ایسی باتیں ہیں جو کہ تجربہ اور مشاہدہ سے باہر ہیں پھر اسلیے بھی ضرورت ہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس کے سچے یا جھوٹے ہونیکا اثر کسی پر پڑتا ہو بلکہ یہ ایک ایسی بات ہے جسپر کروڑہا آدمیوں کی ڈھارس بندھی ہوئی ہے اور انجام کار اس لیے بھی ہمیں اس کے متعلق ایک بڑے مستحکم اور بیّن ثبوت کی ضرورۃ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اس مسئلہ کے قائم کرنے والوں کو اپنے نفسانی اغراض کی تکمیل مطلوب بھی اور یہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ اگر ان کے حق میں فیصلہ ہوتا یا نہ ہوتا تو ان کے اغراض پر اسکا اثر نہ پڑتا۔ پس ان مذکورہ بالا واقعات کی بنا پر ہمیں حق پہونچتا ہے کہ ہم مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کے ثبوت میں بڑی واضح اور بیّن اور مضبوط شہادتیں طلب کریں کیونکہ جس قدر کوئی عظیم الشان مسئلہ ہوتا ہے اس کے لیے اسی قدر عظیم الشان دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔

مثلاً ایک بڑھیا عورت ہم سے بیان کرے کہ ایک بلی ایک چھوٹے زینہ پر سے کود گئی اور اس واقعات کے بیان کرنے میں اُس نے کسی ذاتی منفعت کو بھی مدنظر نہ رکھا ہو تو ہمیں ابات کے سرسری طور پر مان لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بلیاں زینوں پر سے کود سکتی ہیں اور کودا کرتی ہیں پھر بڑھیا کے بیان سے ہماری اتفاق رائے کسی دوسرے شخص اذیت کا باعث نہیں ہے۔

لیکن اگر ہمیں ابات کا علم ہو کہ بڑھیا عورت نے

اس بیان کا خود اسکی ذات یا کسی اور کی ذات پر اثر پڑتا ہے تو بڑھیا کی شہادت بلا دیگر شواہد کے ہر گز کافی نہ سمجھی جاویگی۔

فرض کرو کہ زید نے بکر کے ساتھ یہ شرط لگائی ہے کہ ایک بلی ایک زینہ پر سے ضرور کود کر گل جاوے گی تو اس صورت میں ہرگز ممکن نہیں ہے کہ بکر اس بڑھیا کی شہادت کو بلا دیگر شواہد تویہ کے تسلیم کرلے گا۔ خصوصاً اس حال میں کہ بکر کو علم ہو کہ اُس بُڑھیا کا زید سے کوئی رشتہ ناطہ بھی ہے۔ بکر ایسی صورت میں ضرور ایسی شہادت طلب کرے گا جس کا زید سے تعلق نہ ہو اور نہ شرط میں اس کا حصہ ہو اور اس نے آنکھوں سے بلی کو کودتے دیکھا ہو۔ لیکن اب یہاں ذرا اور غور سے کام لیجیے کہ بجائے اس کے کہ ایک زینہ پر سے کود گئی اگر ہم سے یہ منوایا جلئے کہ ایک گائے ایک چاند پر سے کود گئی اور اُس گائے کے مالک کا اس بیان سے کچھ فائدہ منصور ہو یا ایک قوم کی قوم اسکی تائید میں ہو اور اس کودنے پر شرط بھی لگی ہوئی ہو تو کیا ہم اس واقعہ کو اُسی قسم کے شواہد اور ثبوتوں سے مان لیویں گے جن سے ہم نے ایک بلی کا زینہ کودنا مان لیا تھا ہرگز نہیں کیونکہ گائے کا مالک ایک ایسا فریق ہے جس پر اس واقعہ کے تسلیم یا عدم تسلیم کا اثر پڑتا ہے اور اسپر اس نے یا تو کچھ حاصل کرلینا ہے اور یا گنوا دینا ہے پھر اس کے علاوہ چاند اور زمین کے درمیان ڈھائی لاکھ کوس کا فاصلہ ہے اور گائے کو تو آجتک کسی نے گھاس کی ایک گٹھڑی پر سے بھی کودتے نہیں دیکھا اور نہ کسی زندہ یا مردہ انسان نے ہی دیکھا ہے کہ چاند تو درکنار کسی ایک گرجے پر ہی سے کوئی گائے کود گئی ہو اور اگر وہ گائے چاند پر سے کود ہی بھی ہو اور فی گھنٹہ سو میل اسکی رفتار ہو تو اُسے چاند تک آمد و رفت میں چھ ماہ درکار ہوں گے اور اس تمام عرصہ میں اُسے بے آب و دانہ و ہوا زندگی بسر کرنی ہوگی۔ تو اب دیکھو کہ شرط بدنے والا کس قسم کی شہادت طلب کرے گا۔

ناظرین اگر سیکڑوں سائنس دان بھی اگر شہادت دیویں اور وہ حلف اُٹھاویں کہ اُنھوں نے گائے کو زمین سے چاند تک جاتے اور آتے دیکھا۔ تب بھی وہ شرط باز ہرگز یقین نہ کرے گا بلکہ اگر وہ اپنی آنکھوں سے بھی گائے کو چاند پر سے کودتے دیکھے تو وہ ہرگز باور نہ کرے گا + کیونکہ صرف اس لیے کہ ایک گائے کے چاند پر سے کودنے کی نسبت یہ بات مان لینی بہت آسان اور قرین عقل ہے کہ وہ انسان دھوکا کھا گیا ہے یا فریب دیا گیا ہے چونکہ ہم دیکھتے اور مشاہدہ کرتے ہیں کہ علم مسمریزم اور ہپناٹیزم کے ذریعہ انسانوں پر ایسے عملیات کیے جاتے ہیں اور لوگوں کو واقعات کے دید میں مغالطے لگتے ہیں۔ لیکن آجتک کوئی گائے حقیقتاً کبھی چاند پر سے نہیں کودی ایسے کرتب عقل اور سائنس اور انسانی تجارب کے بالکل برخلاف ہیں۔ اور اگر وہ شرط باز تحقیق کی رو سے اس واقعہ کو ماننا چاہے تو ہرگز باور نہ کریگا۔

اب اس گائے کے مقدمہ میں جو حیثیت اس شرط باز کی ہے وہی حیثیت تمام حق پرستوں اور قوی الاعتقاد دلوں کی معجزات کے مقابل ہے ٭

٭ یہاں معجزات سے مراد مسیحی معجزات ہیں جس کا نمونہ اوپر بیان ہوا کہ مسیح مردہ سے زندہ ہو کر آسمان پر جا بیٹھا وغیرہ وغیرہ نہ کہ وہ معجزات جو کہ عقل نقل اور سائنس اور انسانی تجارب سے بھی معجزہ دکھلاتے ہیں اور جنکو قرآن نے صداقت اسلام کے شواہد اور دلائل میں پیش کیا ہے +

اب ذرا اس بیان پر بھی غور کیجیے جو کہ **مسیح کے مرکر جی اُٹھنے کے قائل دیتے ہیں**

ہم سے یہ منوایا جاتا ہے کہ قادر مطلق اور رزاق الفزق خدا تعالےٰ جس نے دو کروڑ سورجوں کو پیدا کیا وہ نیچے زمین پر اُترا ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ صلیب پر چڑھایا گیا وہیں اسکی جان نکلی تین دن تک قبر میں مدفون رہا اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر جا بیٹھا۔ یہ تو دعویٰ ہے اب دیکھا جاتا ہے کہ ہیبت ناک معجزہ کے منوانے میں کس قسم کے شواہد پیش کیے جاتے ہیں کیا کوئی مرد یا عورت ایسی زندہ ہے جس نے خدا تعالےٰ کو دیکھا ہو ؟ کوئی نہیں۔ کیا کوئی مرد یا عورت ایسا زندہ ہے جسنے مسیح کو دیکھا ہو ؟ کوئی نہیں۔ تو اسوقت کوئی بھی ایسا آدمی زندہ نہیں ہے جو کہ کہہ سکے کہ خدا زندہ موجود ہے یا مسیح زندہ موجود ہے زیادہ سے زیادہ اُن کا یہ قول ہو سکتا ہے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خداوند اور مسیح زندہ موجود ہیں۔

آج ۱۹۰۰ سو سال گذر گئے لیکن کسی نازنخداں نے یہ نہ بیان کیا کہ کوئی خدا بھی زمین پر دیکھنے میں آیا ہے۔

عیسائی لوگ دوسرے مذاہب کے تعلقے ربانی کے اعتقادوں کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے مذاہب اور خدا اور مسیح کی نسبت جو اعتقاد عیسائیوں کے ہیں اُنسے انکار کرتے ہیں۔ ہمیں کوئی سبب نظر نہیں آتا کہ کیوں خدا کو نیچے زمین پر آنیکی پھر ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہونیکی اور صلیب پر جان دینے کی ضرورت پڑی۔ وہ تو ان باتوں کے بغیر ہی انسانوں کو اپنی ہستی منوا اور انکو اپنا مطیع بنا سکتا تھا۔ صرف اس بات سے اُس نے یہ تصرف نوع انسان پر حاصل نہیں کیا ہے دنیا کی آبادی کی ایک تہائی نے بھی عیسویت کو آج تک قبول نہیں کیا اور پھر انمیں سے ۱۰ فیصدی بھی ایسے عیسائی نہیں ہیں جنکو سچا عیسائی اور سچا ایماندار کہا جاوے۔ ان باتوں سے ظاہر ہے کہ مرکر جی اُٹھنا بالکل بے سود غیر ضروری ہے اور ایک لغو کام اور انسانی تجارب اور سائنس کے بھی برخلاف ہے۔

اچھا تو اب وہ شہادت جو اس کے بارہ میں پیش کی جاتی ہے کس قسم کی ہے ؟ عام خیال یہ ہے کہ ان انجیلوں کو متی مرقس لوقا اور یوحنا نے لکھا ہے اور یہ سب مسیح کے ہمعصر تھے اور ان سب کی زندگی میں ہی انجیلیں لکھی جاکر شائع ہو گئیں لیکن نئے عہد نامہ کے علاوہ اور کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے اتنا بھی پتہ لگے کہ ان رسولوں میں سے کبھی کسی کا وجود بھی تھا اور جو کچھ کہ نئے عہد نامہ میں لکھا ہے اسکے سوا ہمیں پولوس پطرس یوحنا مرقس لوقا اور متی کا کچھ حال معلوم نہیں اور نہ اسکے باہر ہمیں کوئی اور تاریخی شہادت مسیح کی الوہیت کنواری کے بچہ جننے۔ اور مسیح کے مردہ سے جی اُٹھنے اور آسمان پر چلے جانے کی ملتی ہے۔

اب واقعات کی رو سے قبل اسکے کہ ہمیں یہ ہیبت ناک مسئلہ مردہ سے جی اُٹھنے کا منوایا جاوے کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ ان نوشتوں کے صحیح اور قابل وثوق ہونے کے بارہ میں کافی شہادت ہمارے روبرو پیش کردی جاوے۔ پیشتر اسکے کہ تم اس معجزہ کو ثابت کرو کہ یہ مقدمہ عدالت میں ایک جج کے سامنے پیش ہوتا تو اب ہم غور کریں کیا اس کا کیا نتیجہ ہوگا ٭

ان نوشتوں کی طرف سے ایک وکیل پیش ہو کر بیان کرتا ہے۔

وکیل۔ جناب عالی پولوس نے یہ بیان کیا ہے کہ خود اس نے اور دوسروں نے معجزات دکھلائے۔

جج۔ کیا تمھارا ارادہ پولوس کو طلب کرانے کا ہے۔

وکیل۔ نہیں حضور وہ تو مرگیا ہوا ہے۔

جج۔ کیا اُس نے کوئی حلفی بیان اس کے متعلق دیا ہے۔

وکیل۔ نہیں جناب حلفی بیان تو نہیں لیکن اُس کے کچھ خطوط اندنوں شائع ہوئے ہیں اور میں انکو شامل مثل کرانا چاہتا ہوں۔

جج۔ کیا ان خطوط پر اس کا حلفی بیان ہے

٭ صاحب مضمون کو حضرت اقدس کے دعاوی سے لاعلمی معلوم ہوتی ہے۔

وکیل نہیں۔
جج کیا ان پر اسکے دستخط ہیں۔
وکیل۔ نہیں۔
جج کیا وہ پولوس کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔
وکیل نہیں جناب وہ صرف نقول ہیں اور اصلی خط گم ہوگئے ہیں۔
جج۔ اچھا پولوس کون آدمی تھا۔
وکیل وہ غیر یہودا قوم کا رسول تھا۔
جج کیا تم اسے طلب کرنا چاہتے ہو
وکیل نہیں، وہ تو مردہ ہے زندہ نہیں ہے۔
جج تمہارے اس فرضی گواہ پولوس کو فوت ہوکر کتنا عرصہ ہوا۔
وکیل ابھی اُسے دو ہزار برس نہیں ہوئے۔
جج دو ہزار برس کا مردہ۔ کیا تم ایسی شہادت پیش کرسکتے ہو جس سے ثابت ہو کہ اس کا وجود کبھی بھی صفحہ ہستی پر تھا۔
وکیل صرف واقعات اور قرائن سے کچھ معلوم ہوسکتا ہے
جج میں ایک ایسے گواہ کے بیانات پڑھنے کی ہرگز تمکو اجازت نہیں دیتا جو کہ قریب دو ہزار برس سے مردہ مانا جاتا ہے اور نہ اسکی نامزدہ چٹھیوں کو بطور شہادت کے قبول کرتا ہوں۔
وکیل حضور اب میں یہ ظاہر کرانا چاہتا ہوں کہ مسیح کو مردہ سے جی اُٹھتے ہوئے مریم مگدلینی اور ایک رومی سپاہی نے دیکھا!
جج اچھا اسکو بلاؤ۔
وکیل جناب۔ وہ تو مرگیا ہوا ہے۔
جج کوئی اُس کا بیان یا اظہار
وکیل کوئی نہیں۔
جج اسکی گواہی کو خارج کردو اور مریم مگدلینی کو طلب کرو۔
وکیل وہ بھی مردہ ہے۔ لیکن میں دکھاؤں گا کہ اُس نے مسیح کے حواریوں کو کہا کہ
جج جو کچھ اُسنے حواریوں کو کہا وہ کوئی شہادت نہیں ہے۔
وکیل بہت اچھا حضور۔ اب میں متی مرقس لوقا اور یوحنا وغیرہ کے بیانات پیش کرتا ہوں۔
جج ان لوگوں کے اصل نام کیا کیا ہیں
وکیل مجھے ان کا مطلق علم نہیں ہے
جج۔ کیا تحقیق کرکے بتلاؤ گے
وکیل متی بیان کرتا ہے کہ
جج کیا متی کو طلب کرنا چاہتے ہو
وکیل نہیں جناب۔ وہ تو مرگیا ہوا ہے۔
جج مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے جی اُٹھنے کو ثابت کرنے کے لیے خود تمکو بھی مر کر جی اُٹھنا پڑیگا کیا مرقس اور یوحنا بھی مرگئے ہوئے ہیں
وکیل ہاں جناب۔

جج وہ کون تھے۔
وکیل مجھے اس کا علم نہیں۔
جج ان کے جن بیانات کا تم حوالہ دینا چاہتے ہو کیا وہ ان کے اپنے دستخطی ہیں
وکیل انھوں نے خود تو انکو نہیں لکھا اور نہ یہ ان کے اپنے بیانات ہیں بلکہ اُن کے بیانات کے مطابق کسی کے بیانات ہیں۔ اور درحقیقت یہ تمام بیانات ترجموں کی نقلوں کی نقلیں ہیں۔
جج ایسی سُنی سنائی شہادت کو کس نے نقل کیا اور پھر بعد ازاں کس نے ترجمہ در ترجمہ اور نقل در نقل کیا۔
وکیل مجھے علم نہیں۔
جج کیوں تمکو کسی بات کا بھی علم نہیں ہے۔
وکیل کیونکہ کوئی شہادت اس امر کی نہیں ملتی کہ قبل اس کے کہ مصنف مرگئے ہوں ان کاغذات کا کسی نے نام بھی سنا ہو+
جج ایسا مقدمہ آجتک میری سماعت میں نہیں آیا اور میں ان کاغذات کا حوالہ دینے کی ہرگز آپکو اجازت نہیں دیتا اور نہ یہ کسی قسم کی شہادۃ ہے۔ کیا کوئی شہادۃ ہے۔
وکیل نہیں جناب

اس کے بعد مسٹر بلا چفورڈ فرماتے ہیں کہ آرکڈیکن نے جو شہادت مسیح کے جی اُٹھنے کی دی تھی قانونی طور پر اسکی یہ حقیقت ہے جو اوپر دکھلائی ہے اور جس شخص کو شہادتوں کے وزن کرنے کا تھوڑا سا ملکہ بھی ہوگا تو وہ اس بارہ میں دیکھ لے گا۔

اول تو کوئی بیرونی شہادت اس کے بارہ میں مطلق نہیں ہے جو کچھ ہے وہ نئے عہد نامہ میں ہے جو کہ صرف عیسائیوں کے نزدیک ایک مستند کتاب ہے۔ دوسرے کوئی بھی ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ انجیلیں کسی نے لکھی جاتی دیکھی ہوں۔ تیسرے یہ کہ پولوس کی شہادت بھی کوئی عینی شہادت نہیں۔ چوتھے یہ کہ اگرچہ اس امر کی شہادت ہے کہ بعض انجیلوں کا پتہ اول صدی میں ہی لگ گیا تھا۔ لیکن اس امر کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ موجودہ مروجہ انجیلوں کا اس وقت کوئی وجود نہ تھا پانچویں اگر ہم یہ مان بھی لیویں کہ موجودہ انجیلوں اور پولوس کے خطوط اصل مسودہ کو ان لوگوں نے ترتیب دی جنہوں نے مسیح کو دیکھا اور یہ آدمی بڑے دیانتدار اور قابل اعتبار بھی ہوں تو بھی یہ اطمینان کیسے حاصل ہوسکتا ہے کہ جو کچھ انھوں نے اُس وقت لکھا تھا وہی بلا کسی تغیر و تبدل کے ہم تک پہونچا ہے۔

حضرت اقدس کیطرف سے جماعت کو ارشاد

چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں انکو دور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جسکو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا ہے پورا کیا جاوے اس لیے اور **انھیں اغراض کے پورا کرنے کے لیے رسالہ انگریزی جاری کیا گیا** تھے جس کا شیوع یعنی شائع ہونا امریکہ اور یورپ کے اکثر حصوں میں بخوبی ثابت ہو چکا ہے اور بہت سے دلوں پر اثر پڑنا شروع ہوگیا ہے بلکہ اُمید سے زیادہ اس رسالہ کی شہرت ہو چکی ہے اور لوگ نہایت سرگرم شوق سے اس رسالہ کے منتظر پائے جاتے ہیں لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کے لیے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں اگر **اگر خدا نخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لیے ایک ماتم ہوگا** اس لیے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوان مردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہاں تک اُنسے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں دنیا جائے گذشتنی گذاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجا لانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا وقت ہاتھ میں نہیں آتا اور خود میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصہ عمر کا گذار چکا ہوں اور الہام الٰہی اور قیاس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ باقیماندہ تھوڑا سا حصہ ہے **پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میرے منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دیگا میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا۔** اور جو شخص ایسی مہمات میں مال خرچ کرے گا میں اُمید نہیں رکھتا ہوں کہ اُس مال کے خرچ سے اُسکے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اُسکے مال میں برکت ہوگی پس چاہیے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرکے

پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمتگذاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آجائے گا کہ اگر ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں

اسوقت کے پیسہ کی برابر نہیں ہوگا یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جسکی صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں

اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور حقیقی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمھارے لیے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی محبت صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اسکی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اُسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دیجائیگی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کے لیے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے ضرور اُسے پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کے راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا یہ مت خیال کرو کہ مال تمھاری کوشش سے آتا ہے بلکہ دراصل خدا کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دیکر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اُسکے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ **یہ اُس کا احسان ہے کہ تمھیں اس خدمت کے لیے بلاتا ہے** اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس خدمت کو بجا لائے گی تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمھاری خدمت صرف تمھاری بھلائی کے لیے ہے پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں میں بار بار تمھیں کہتا ہوں کہ خدا تمھاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں ہاں تم پر یہ اُس کا فضل ہے کہ تمکو خدمت کا موقع دیتا ہے تھوڑے دن ہوئے کہ مقام گورداسپور مجھکو الہام ہوا تھا کہ **الیس اللہ** **اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَکِیْلًا** یعنی میں ہی ہوں کہ ہر ایک کام میں کارساز ہوں پس تو مجھکو ہی وکیل یعنی کارساز سمجھ لے اور دوسروں کا اپنے کاموں میں کچھ بھی دخل مت سمجھ جب یہ الہام مجھکو ہوا تو میرے دل پر ایک لرزہ پڑا اور مجھے خیال آیا کہ میری جماعت ابھی اس لائق نہیں کہ خدا تعالیٰ اُن کا نام بھی لے اور مجھے اس سے زیادہ کوئی بھی حسرت نہیں کہ میں فوت ہو جاؤں اور جماعت کو ایسی ناتمام اور خام حالت میں چھوڑ جاؤں میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اُس مال کو نہیں سمجھتا کہ اُسکے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اُس سے اسطرح دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے اور یقیناً سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ میں ایک کام کے لیے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اُسکی طرف کچھ التفات نہ کرے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی خدمت کر کے یہ خیال کرے کہ میں نے کچھ کیا ہے اگر تم کوئی نیکی کا کام بجا لاؤ گے اور اسوقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے اور تمھاری عمریں زیادہ ہونگی اور تمھارے مالوں میں برکت دیجائیگی مجھے اس بات کی تصریح کی ضرورت نہیں کہ **صحابہ رضی اللہ عنہم** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا کیا خدمات بجا لائے تھے اب تم سوچکر دیکھو کہ یہ خدمات اُن خدمات کے مقابل پر کیا چیز ہیں میں تم میں بہت دیر تک نہیں رہونگا اور وہ وقت چلا آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہیں دیکھو گے اور بہتوں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہمنے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا سو اسوقت اُن حسرات کا تدارک کرو جسطرح پہلے نبی رسول اپنی اُمت میں نہیں رہے میں بھی نہیں رہونگا سو اسوقت کی قدر کرو اور اگر تم اسقدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس راہ میں بیچ دو پھر بھی ادب سے دور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہمنے کوئی خدمت کی ہے تمھیں معلوم نہیں کہ اسوقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اُسکے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمھارے دل میں ہے وہ تمھاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے آسمان پر عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہمنے کچھ کیا ہے اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جسقدر بے ادب جلد تر ہلاک ہو جاتا ہے ایسی جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس خدمت کے ساتھ دوسری خدمت میں بھی سست مت ہو بہت نادان وہ شخص ہے کہ وہ اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اسطرح پر کہ ایک نیکی میں فتور ڈالکر دوسری نیکی بجا لاتا ہے وہ خدا کے نزدیک کچھ چیز نہیں بلکہ تم اُن نیکیوں اور اُن خدمتوں کو بھی اپنے دستور کے مطابق بجا لاؤ اور یہ نئی خدمت جو بتائی جاتی ہے اسمیں بھی پوری کوشش کا نمونہ دکھاؤ اگر اس رسالہ کی اعانت کے لیے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کے تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے سوائے جماعت کے سچے مخلصو خدا تمھارے ساتھ ہو تم اس کام کے لیے ہمت کرو خدا تعالیٰ آپ تمھارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وہ وقت ہمت کا ہے اب اس سے زیادہ کیا لکھوں خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

حضرۃ اقدس علیہ السلام کی اس تحریک پر ہمارے بعض احباب نے اصل مسودہ کو ہی پڑھکر تعمیل حکم میں بڑی سرگرمی دکھلائی ہے۔ چنانچہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور خواجہ کمال الدین صاحب اور حکیم فضل الدین صاحب نے اُسی وقت دس دس رسالے اپنے خرچ پر بھجوانے منظور کیے اور ایسا ہی بہت سارے دوسرے احباب نے خود خریداری میگزین منظور کی اور بعض احباب نے آٹھ آٹھ دس دس رسالے اپنے احباب کے نام بھجوا کر اُنکو خریدار بنایا اسلیے سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ حضرت اقدس کا ارشاد جو دس ہزار خریدار میگزین پیدا کرنیکا ہے اسکی تعمیل میں ہر طرح سے کوشش کریں سب احباب خواندہ ہوں یا ناخواندہ اسکو خریدیں اور حسب توفیق اردو یا انگریزی رسالہ کی دو دو چار چار دس دس بیس بیس کاپیاں خود خرید کر باہر بھجوا دیں۔ جو خود رسالہ کی پوری قیمت نہ دے سکتے ہوں وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملکر ایک ایک رسالہ خریدیں اور اپنے احمدی احباب کو اور دوسرے دوستوں کو جو مذہب اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں اسکے خرید کرنے کے لیے مجبور کریں کیونکہ یہ رسالہ مذہب اسلام کی صداقت کو دکھاتا اور غیر مذاہب عیسائیوں آریوں وغیرہ کے اعتراضوں کا جواب دیتا ہے اور زبان انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ امریکہ اور دیگر دوسرے حصوں میں جاتا ہے۔ اگر ہماری جماعت میں سے پانچسو آدمی اسکو یا ہمت پیدا ہو جاوے کہ دس دس رسالے اپنے خرچ پر

الحکم پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رجسٹرڈ ایل نمبر ۷ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

والله متم نوره ولو كره الكافرون

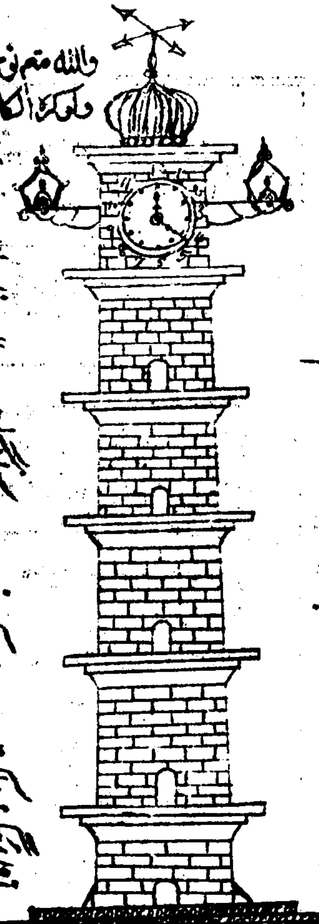

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انی اٰوی القریۃ

الحکم

قادیان دارالامان

سنہ ۱۳۲۹

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر احمدی

جلد ۷	مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۳ع مطابق ۸ رجب المرجب ۱۳۲۱ع روز چارشنبہ	نمبر ۳۶

امورِ منزلیہ

اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتے ہوئے ہم نہائیت خوشی کے ساتھ اپنی قوم کو یہہ مژدہ راحت افزا سُناتے ہیں کہ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۳ع کو حضرت حکیم الامّت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہٗ کے چھوٹے گھر میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دوسرا **بیٹا** پیدا ہوُا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اس مولود مسعود کی ولادت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے برکات کا باعث ہو اور یہہ بچہ جو عزیزی **عبدالحی** سلمہ اللہ تعالیٰ کا چھوٹا بھائی ہے اپنے بھائی کی طرح اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کا ایک نشان اور حجّت ہو۔ اپنے فیض رساں باپ کی طرح ابنائے آدم کے لئے ہر طرح نافع الناس ہو کر **اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** سے متمتع ہونے والا ٹھیرے۔ وہ اسلام کا سچا خادم ہو اور قوموں کے درمیان قرآن کریم کی تبلیغ اور اشاعت کا ذریعہ ہو۔ غرض وہ ہر پہلو اور ہر رنگ میں اپنی قوم اور ملک کے لئے ایک نافع وجود ہو۔ آمین۔ ہم صدق دل سے اپنے محترم مخدوم کی خدمت میں قوم کی طرف سے **مبارکباد** عرض کرتے ہیں +

بچہ کا نام حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبدالقیوم تجویز فرمایا ہے

اس مولود مسعود کی پیدائیش کی خبر سُنکر حضرت حجۃ اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ کسی دوسری جگہ درج کرینگے۔ ۲۸ ستمبر کو عقیقہ اور ختنہ بھی کیا گیا +

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

(حضرت حجۃ اللہ جہلم میں)

۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو کچہری جانے سے پیشتر اعلیٰ حضرت نے ہمارے مخترم مخدوم جناب خان محمد عجب خان صاحب آف زیدہ کو خطاب کرکے فرمایا کہ آپ نے رخصت لی ہے۔ ہمارے پاس بھی رہنا چاہیئے خانصاحب نے دارالامان آنے کا وعدہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ انت منی و انا منکم پر لوگ اعتراضات کرتے ہیں اس کا کیا جواب دیا جاوے۔

فرمایا

انت منی تو بالکل صاف ہے اس پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہیں ہوسکتی میرا ظہور محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ہے اور اسی سے ہے۔ دوسرا حصہ اس الہام کا کسیقدر شرح طلب ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل بات یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا قرآن شریف میں بار بار اسکا ذکر ہوا ہے وحدہٗ لاشریک ہے نہ اسکی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں نہ افعال الہیہ میں سچی بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان کامل اسوقت تک نہیں ہوسکتا جب تک انسان ہر قسم کے شرک سے پاک نہ ہو توحید تب ہی پوری ہوتی ہے کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو کیا باعتبار ذات اور کیا باعتبار صفات اور افعال کے بے مثل مانے نادان میرے اس الہام پر تو اعتراض کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ اسکی حقیقت کیا ہے۔ لیکن اپنی زبان سے ایک خدا کا اقرار کرنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی صفات دوسرے کیلئے تجویز کرتے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کو محی اور ممیت مانتے ہیں۔ عالم الغیب مانتے ہیں حی القیوم مانتے ہیں کیا یہہ شرک ہے یا نہیں؟ یہ خطرناک شرک ہے جس نے عیسائی قوم کو تباہ کیا ہے اور اب مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے ان کے اس قسم کے اعتقادوں کو اپنے اعتقادات میں داخل کرلیا ہے۔ پس اس قسم کے صفات جو اللہ تعالیٰ کے ہیں کسی دوسرے انسان میں خواہ وہ نبی ہو یا ولی تجویز نہ کرے اور اسیطرح خدا تعالیٰ کے افعال میں بھی کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ دنیا میں جو اسباب کا سلسلہ جاری ہے بعض لوگ اس حد تک اسباب پرست ہوجاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ توحید کی اصل حقیقت تو یہہ ہے کہ شرک فی الاسباب کا بھی شائبہ باقی نہ رہے خواص الاشیاء کی نسبت کبھی یہ یقین نہ کیا جاوے کہ وہ خواص ان کے ذاتی ہیں بلکہ یہہ ماننا چاہیئے کہ وہ خواص بھی اللہ تعالیٰ نے انمیں ودیعت رکھے ہیں جیسے تربد اسہال لاتی ہے یا سم الفار ہلاک کرتا ہے۔ اب یہ قوتیں اور خواص ان چیزوں کے خود بخود نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انمیں رکھے ہوئے ہیں اگر وہ نکال لے تو پھر نہ تربد دست آور ہوسکتی ہے اور نہ سنکھیا ہلاک کرنے کی خاصیت رکھ سکتا ہے اور نہ اوسے کھاکر کوئی مرسکتا ہے غرض اسباب کے سلسلہ کو حد اعتدال سے نہ بڑہاوے اور صفات و افعال الہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے۔ تو توحید کی حقیقت اسمیں متحقق ہوگی اور اسے موحد کہیں گے لاکن اگر وہ صفات و افعال الٰہیہ کو کسی دوسرے کے لئے تجویز کرتا ہے تو وہ زبان سے گو کتنا ہی توحید ماننے کا اقرار کرے وہ موحد نہیں کہلا سکتا۔ ایسے موحد تو آریہ بھی ہیں جو اپنی زبان سے کہتے ہین کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں لیکن باوجود اس اقرار کے وہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ روح اور مادہ کو خدا نے پیدا نہیں کیا۔ وہ اپنے وجود اور قیام میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں گویا اپنی ذات میں ایک مستقل وجود رکھتے ہیں اس سے بڑہ کر اور کیا شرک ہوگا۔ اسی طرح پر بہت سے لوگ ہیں جو شرک اور توحید میں فرق نہیں کرسکتے ایسے افعال اور اعمال انسے سرزد . . . ہوتے ہیں یا وہ اس قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں جنمیں صاف طور پر شرک پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہدیتے ہیں کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہوجاتے یا فلاں کام درست نہ ہوتا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اسباب کے سلسلہ کو حد اعتدال سے نہ بڑہاوے اور صفت و افعال الہیہ میں کسیکو شریک نہ کرے۔

انسان میں جو قوتیں اور ملکے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں انمیں وہ حد سے نہیں بڑہ سکتے۔ مثلاً آنکھہ اوس نے دیکھنے کے لئے بنائی ہے اور کان سننے کے لئے زبان بولنے اور ذائقہ کے لئے اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کانوں سے بجائے سننے کے دیکھنے کا کام لے اور زبان سے بولنے اور چکھنے کی بجائے سننے کا کام لے۔ ان اعضاء اور قویٰ کے افعال اور خواص محدود ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات محدود نہیں ہیں اور وہ لیس کمثلہ شی ہے۔ غرض یہ توحید تب ہی پوری ہوگی جب اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے واحد لاشریک یقین کیا جاوے اور انسان اپنی حقیقت کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت سمجھ لے کہ نہیں اور میری تدابیر اور اسباب کچھ چیز ہیں۔

اس سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شائد ہم استعمال اسباب سے منع کرتے ہیں یہہ صحیح نہیں ہے ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایت اسباب بھی ضروری ہے کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے۔ کہ اون کو خدا کا شریک بناوے بلکہ اونکو بطور خادم سمجھے جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو تو وہ یکہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے۔ تو اصل مقصد اوس کا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکہ پس اسباب پر کلی بھروسہ نہ کرے یہ سمجھے کہ ان اسباب میں اللہ تعالیٰ نے کچھہ تاثیریں رکھی ہیں اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بے کار ہوجائیں اور کوئی نفع نہ دیں اسی کے موافق ہے جو مجھے الہام ہوا ہے۔

رب کل شئی خادمک

بت پرستوں کا شرک تو موٹا ہوتا ہے کہ پتھر بناکر پوجا کرتے ہیں یا کسی درخت یا اور شئے کی پرستش کرتے ہیں اس کو تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ باطل ہے یہ زمانہ اب اس قسم کی بت پرستی کا نہیں ہے بلکہ اسباب پرستی کا زمانہ ہے اگر کوئی بالکل ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سست ہوجاوے تو اوس پر تو خدا کی لعنت ہوتی ہے لیکن جو اسباب کو خدا بنالیتا ہے وہ بھی ہلاک ہوجاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اوسوقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے ایک تو مردہ کی پرستش کررہا ہے اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہوگئے ہیں وہ اسباب کی پرستش کررہے ہیں اور اسطرح پر یہہ اسباب پرستی مرض دق کیطرح لگی ہوئی ہے اور یورپ کی تقلید نے اس ملک کے نوجوانوں اور نوتعلیمیافتہ لوگوں کو بھی ایسی مرض میں مبتلا کردیا ہے۔ وہ اب سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ ہم اسلام سے باہر جارہے ہیں اور خدا پرستی کو چھوڑ کر اسباب پرستی کے دق میں مبتلا ہورہے ہیں۔ یہہ دق دور نہیں ہوسکتی اور اسکا کوئی علاج نہیں ہوسکتا جب تک انسان کے دلمیں خدا کی ایک نالی نہو جو اللہ تعالیٰ کے فیض اور اثر کو اس تک پہنچاتی ہے اور یہ نالی اوسوقت پیدا ہوتی ہے جب انسان ایک منکسر النفس ہوجاوے اور اپنی ہستی کو بالکل فانی سمجھ لے جسکو فنا نظری کہتے ہیں۔

فنا کی دو قسمیں ہیں ایک فنا حقیقی ہوتی ہے جیسے وجودی مانتے ہیں کہ سب خدا ہی ہیں یہ تو بالکل باطل اور غلط ہے۔ اور یہ شرک ہے لیکن دوسری قسم فنا کی فنا نظری ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا شدید اور گہرا تعلق ہو کہ اوس کے بغیر ہم کچھ چیز ہی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی ہستی ہو باقی سب ہیچ اور فانی ہو یہہ فناء اتم کا درجہ توحید کے اعلیٰ مرتبہ پر حاصل ہوتا ہے اور توحید کامل ہی اس درجہ پر ہوتی ہے۔ جو انسان اس درجہ پر پہنچتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کچھ ایسا کھویا جاتا ہے کہ اوس کا اپنا وجود بالکل نیست و نابود ہوجاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے جیسے ایک لوہے کا ٹکڑہ آگ میں ڈالا جاوے اور وہ اسقدر گرم کیا جاوے کہ سرخ

الحکم دس ہزار کی سطح پر شائع ہو

ہمارا اور آپ کا فرض

[دور دز عمر خود در کار دین کوشید یاراں
کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا]

مینے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں احمدی قوم کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ کوشش کرے کہ شروع سال سے الحکم کی اشاعت دس ہزار ہو جاوے بظاہر یہہ امر بہت ہی مشکل اور یہ منزل ایک دشوار گذار منزل معلوم ہوتی ہے لیکن اگر ہم سب ملکر الحکم کو اپنی

غرض متحد

سمجھ کر کوشش کریں تو تین مہینے کے اندر دس ہزار خریداروں کا بہم پہنچانا کوئی مشکل امر نہیں ہے میں نے اس تحریک کو پیش کرتے وقت اپنی مشکلات کا بھی اظہار کیا ہے اور بتایا ہے کہ کسقدر کام ایک شخص کو کرنے پڑتے ہیں پھر ایسی مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود بھی الحکم کے ۱۴ خریداروں سے سوا آٹھ سو تک پہنچ جانا چھوٹی سی بات نہیں اگرچہ سات سال کے اندر یہہ تعداد کیسی ہی قلیل کیوں نہو لیکن کچھ شک نہیں کہ مذہب کے نام سے متنفر دنیا میں ایک ہی جماعت کا قایم کرنا جیسی عظیم الشان کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے اسی رنگ اور حیثیت سے اخبار اور اس کے مذاق سے ناآشنا لوگوں میں **اخباری مذاق** کا پیدا کردینا بھی کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ اور پھر مذہبی اخبار میں اس امور کو کسر نفسی یا حصول کریڈٹ کی بنا پر ہرگز بیان نہیں کرتا بلکہ یہہ واقعات ہیں جنکا اظہار کرنا پڑتا ہے یا اللہ تعالیٰ کا فضل اور نعمت ہے جسکی تحدیث فروری ہے مجھپر نکتہ چینیاں کی جاسکتی ہیں اور کی جاتی ہیں لیکن میں اُن نکتہ چینیوں کی اسی حد تک پروا کرتا ہوں جہانتک وہ کوئی حقیقت اپنے اندر رکھتی ہیں لیکن جہاں محض نکتہ چینی ہی ہوتی ہے وہاں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قول کہکر تسلی کر لیا کرتا ہوں

نکتہ چینی آسان ہے لیکن نکتہ آفرینی مشکل ہے

اور علاوہ بریں جب تک ایک آدمی پبلک لائف بسر کرتا ہے اور کسی امر مہم کا اہتمام اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اوسوقت تک اگر یہہ چاہے کہ پبلک کے اعتراضوں سے بچ جاوے یہ ناممکن محض ہے۔ خدا تعالیٰ کے **ماموروں** پر تو اعتراض ہو جاتے اور نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں پھر جو خدا کی طرف سے بھی مامور نہ ہو اور ایک ذمہ داری کا کام اپنے ہاتھ میں لے وہ نکتہ چینی سے بھی بچنا چاہے اور اس امر خطیر کا ذمہ دار بھی رہے

ایں خیال است و محال است و جنوں

مینے جب اس کام کو شروع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے قومی ضرورتوں کو مدنظر رکھکر کیا تھا اور ایک خدمت اسکے ذریعہ کرنی چاہی تھی جسکو میں اب تک اپنی نجات کا وسیلہ اور ذریعہ سمجھتا ہوں میرے دلمیں اسوقت یہہ جوش اور تحریک تھی اور خدا تعالیٰ کے لئے تھی یہی وجہ تھی کہ بظاہر اسوقت جو مفاد دُنیا کے میرے سامنے بصورت نقد موجود تھے میں نے ان کی پروا نہیں کی پھر ایسی صورت میں بھی جبکہ زید و عمرو کا خوش کرنا میرا مقصد اور غرض نہ تھی اور نہ اب ہے۔ پھر مجھے کسی کی نکتہ چینی اور ناپسندیدگی کے اظہار پر ناراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ اون نکتہ چینیوں کو اپنے لئے بیدار کرنے والے ملائکہ اور وسعت معلومات کا سچا ذریعہ سمجھنا چاہیے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ الحکم کی بہتری اور بھلائی کے لئے جسقدر نکتہ چینیاں اوسپر ہو سکتی ہیں آزادی سے کی جاویں اور جہانتک اونکے دُور کرنے کے اسباب اور ذریعے ہیں اون سے بھی اطلاع دی جاوے۔ تاکہ مفید مشوروں اور راؤں کے بعد وہ زیادہ بہتر زیادہ مفید اور دلچسپ اور کامل آرگن ہو سکے۔

ایسا کیوں روا رکہا جاتا ہے کہ میں خود ہی ان تجاویز پر غور کرتا رہوں جو الحکم کی بہتری کی میرے ذہن میں آسکتی ہیں نہیں بلکہ ہر فرد کا فرض ہونا چاہیے کہ جو عمدہ تجویز اس کی عمدگی اور وسعت اشاعت کی اس کے ذہن میں آسکے وہ پیش کرے۔ لیکن وہ اس خیال سے پیش نکرے کہ اس کی تجویز پر خواہ وہ مفید ہو یا غیر مفید ضرور عمل کر لیا جاوے بلکہ محض نیک نیتی سے بھلائی کے لئے پیش کرے۔

الغرض الحکم ہم سب کی ایک غرض مشترک ہے

میں چاہتا ہوں کہ یہہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا ایک سچا ذریعہ ہو اور یہ ساری قوم کا فرض ہے کہ محض اس بنا پر کہ وہ اس کے محبوب و مولا آقا کے وصایا اور کلمات طیبات کے گراں قدر موتیوں کا آمین ہے اور بزرگان ملت کے مُنہ سے نکلے ہوئے ارشادات عالیہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اس کی پوری پوری قدر کریں ان کی قدردانی مجھے اس قابل بنا دے گی کہ میں اپنے فرائض متعلقہ اخبار کو پوری مستعدی سے ادا کرنے کے قابل ہو سکوں اور وہ اسی طرح پر ممکن ہے کہ اس کی اشاعت کو بہت بڑے وسیع پیمانہ پر بڑہایا جاوے۔ دولاکھ کی جماعت میں سے **دس ہزار آدمیوں** کا بہم پہنچانا کوئی بڑی بات نہیں ہے +

خصوصًا ایسی حالت میں کہ الحکم کی اشاعت کے لئے ہر قسم کی رعائتیں بھی روا رکھی جاویں۔ میں اس سلسلہ مضامین میں الحکم کی آئندہ ترتیب مضامین اس کے ایڈیٹوریل چارج کے متعلق بھی بعض باتیں پیش کرنی چاہتا ہوں۔ فی الحال میں اسپر اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں کہ یہہ وقت پوری ہمت اور سعی سے کل کام کرنے کا ہے جہاں تک جلد ممکن ہو خریداروں کی فہرستیں جلد بھیجی جاویں تاکہ مجھے اندازہ کرنے کا موقعہ مل سکے کہ سٹاف کو کس انداز سے بڑہایا جاوے +

ضرورت! ضرورت!!!

دفتر الحکم کے متعلق دو آدمیوں کی ضرورت ہے انمیں سے ایک انگریزی خوان ہو جو کم از کم انٹرنس پاس ہو اور عربی زبان سے بھی کسیقدر واقف ہو کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ ہی جانتا ہو۔ اخبار بینی اور مضمون نویسی کا مذاق ہو انگریزی سے اردو ترجمہ کرسکتا ہو ....
.... درخواست کے ساتھ انگریزی سے اردو ترجمہ کا نمونہ بھیجنا چاہئے

دوسرا عربی دان ہو باقاعدہ اوس نے علوم عربیہ کی تحصیل کی ہو۔ صحاح ستہ اور تفسیر کا ترجمہ بخوبی کرسکتا ہو اخبار بینی اور اخبار نویسی کا مذاق رکھتا ہو۔ عربی اخبارات کا ترجمہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ آجکل کے عربی علم ادب سے واقف ہو +

انشاء اللہ تعالیٰ تنخواہ اور دیگر امور متعلقہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکے گا ان دونوں آدمیوں کو اخبار الحکم کے متعلق کام کرنا ہوگا۔ اور یکم جنوری ۱۹۰۴ء سے ان کی خدمات لی جاویں گی۔ درخواستیں ایڈیٹر و مالک الحکم کے نام آنی چاہئیں

الہامات المسیح

خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام مطبوعہ الہامات کو جو مختلف کتابوں میں شائع ہوئے ہیں یکجا جمع کیا ہے اور عربی الہامات پر اعراب بھی دیدیئے ہیں اور جنکا ترجمہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہوا ہے انکا وہی ترجمہ دیدیا ہے جنکا ترجمہ نہیں ہو اُن کا ترجمہ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے کیا ہے اور بعض دوسرے ذی علم احباب نے بھی اوس کی صحت اور اصلاح کی ہے اس کے بعد میں نے حضرت حجۃ اللہ سے اجازت طلب کی تھی جسپر آنحضرت نے مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تمہیں اس کام کے لئے اجازت ہے لیکن اس معاملہ میں پورا غور اور فکر کر لو اور ان تمام پیشگوئیوں کو جمع کرو جو براہین وغیرہ میں اسوقت لکھی تھیں جبکہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ تھا اور کوئی بھی مجھے شناخت نہ کرتا تھا
راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ

غرض اس نہج پر یہ مجموعہ الہامات طیار کیا گیا ہے احباب اسکی اشاعت کیلئے مجھے مدد دیں اور ایک روپیہ فی جلد کے حساب سے پیشگی بھیج کر مجھے اس قابل بناویں کہ میں یہ الہامات المسیح شایع کر سکوں + خاکسار عبدالحی عرب

حضرت حکیم الامة کے ارشادات

کیسی ہی حالت بد کو دیکھکر اوس کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ عار کرو۔ الحمد للہ الذی عافنی مما ابتلاک بہ و فضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا۔ ورنہ یاد رکھو کہ انسان نہیں مرتا جب تک اسی مصیبت میں خود مبتلا نہولے +

ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کے واسطے کوئی شغل ہو اُسکو فائدہ پہنچے اور راحت حاصل ہو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے حصول کیلئے ایک گُر بتایا ہے **تومنون باللہ**۔ ایمان باللہ ہو ایسا مومن کبھی بیکار نہیں ہو سکتا۔ کھانے میں پینے میں چلنے میں پھرنے میں معاشرت کرنے میں دوستی دشمنی کرنے میں۔ غرض ہر امر میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے نیچے کام کرے گا اور یا شفقت علی خلق اللہ میں لگا رہے گا یا تعظیم لامر اللہ میں معروف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی فکر اور کوشش کرتا رہے گا۔ اس کے نتائج حقیقی راحت اور سچی کامیابی ہیں۔

یوخرکم الی اجل مسمی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب انسان کو اس کی اجل مسمی سے پہلے ہلاک کر دیتا ہے یعنی قبل از وقت موت آجاتی ہے۔ لیکن اعمال صالحہ سے بلائیں اور وبائیں ٹلجاتی ہیں +

ذکر الٰہی سے قویٰ مضبوط ہو جاتے ہیں حتی کہ بوڑھے جوان ہو جاتے ہیں اور اس امر کا ثبوت قرآن شریف ہی سے ملتا ہے حضرت زکریا نے اپنی کمزوری کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکا علاج یہی بتایا ہے کہ تم ذکر الٰہی کرو اور تین روز تک کسی سے کلام نہ کرو چنانچہ اونہوں نے اس پر عمل کیا اور خدا نے بیتی جاگتی اولاد عطا فرمائی۔

حدیث شریف میں ذکر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادمہ مانگی آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور سوتی دفعہ بھی چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور خادمہ کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کا علم دو قسم کا ہوتا ہے ایک ازلی آبدی دوسرا بعد الوجود اشیاء اسی طرح اللہ تعالیٰ کے افعال بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک افعال اللہ تعالیٰ کے بلا وساطت غیری ہوتے ہیں اور ایک بالواسطہ جو بلاواسطہ ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ واحد کا صیغہ استعمال فرماتا ہے اور بالواسطہ میں جمع کا صیغہ یہ قرآن شریف کا عام طرز اور ہے +

سبح اسم ربک سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا کام ہے کہ وہ اپنے رب کے اسمار کی تسبیح کرتا رہے اور وہ تین طرح سے ہوتی ہے۔

اوّل - اللہ تعالیٰ پر بعض لوگ بدظنی کرتے ہیں اور اپنے اوپر نیک ظن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے کوشش تو بہت کی مگر ہماری محنت کا ثمرہ نہ ملا یہ بدظنی چھوڑ دو +

دوم - اپنے چال چلن سے خدا تعالیٰ کی صفات کی عزت اور حرمت کرو۔

سوم - اللہ تعالیٰ کے اسمار حسنیٰ پر کوئی اعتراض کرے تو اوس کا جواب دو +

الحکم کے پُرانے مضامین سنہ ۱۹۰۳ء میں

ہمارے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ حضرت حجة اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی وہ تقریریں جو ہم نے سنہ ۱۹۰۱ء میں شائع کی تھیں انمیں سے ایک تقریر جو **باقیات الصالحات** کے عنوان سے ۲۴ ستمبر **سنہ ۱۹۰۱ء کے الحکم** میں بصفحہ ۱۰ شائع ہوئی تھی ہمارے عزیز لوکل ہمعصر نے "پُرانی تقریروں میں سے" کچھ کے عنوان سے اوس کو بعینہ اپنے اخبار میں چھاپنا شروع کر دیا ہے۔ اور اسطرح پر اگر الحکم کی گذشتہ چھ جلدوں کے مضامین مکرر چھپنے شروع ہوگئے تو ہم امید کرتے ہیں کہ حضرت اقدس کے کلمات طیبات کی ہی مکرر اشاعت ہوگی بلکہ ہمارے لئے **الدال علی الخیر کفاعلہ** کے موافق ثواب کا میدان بھی وسیع ہو جائیگا۔ مگر ان تقریروں کے اندراج کیلئے جو الحکم کی گذشتہ جلدوں سے لی جائیں۔ بہتر ہوگا کہ کم از کم وہ تاریخ ضرور دیدی جایا کرے جس کی وہ تقریر ہو۔

اور اگر ہمارا ہمعصر تاریخ دیگا تو اس سے ہماری وہ غرض بھی پوری ہو جائیگی جو الحکم میں ہمیشہ ملحوظ رکھی ہوئی ہے یعنے وہ ایک تاریخ کا کام دے رہا ہے۔ ہماری خوشی اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری نگاہ ہی میں الحکم کے پُرانے مضامین سنہ ۱۹۰۳ء میں ہی چھپنے شروع ہوگئے ہیں اور گذشتہ پانچ چھ جلدوں کے مضامین کی تجدید کے ساتھ الحکم کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ جاویگی اور ہمکو اس کے طبع ثانی کے کام اور خیال سے فرصت مل جاوے گی جسمیں خدا اگر توفیق دے تو کوئی اور کام مفید قوم کرنے کی فکر کر سکیں +

سلسلہ عالیہ احمدیہ عالم اخبار میں

ہمارا معزز ہمعصر زمیندار ۱۶ - اگست سنہ ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں ایک دلچسپ خط و کتابت کے عنوان سے کونٹ ٹالسٹائے کی چٹھی جو اونہوں نے روس سے مفتی محمد صادق صاحب کے نام ارسال کی تھی۔ درج کرنے کے بعد لکھتا ہے قرآن شریف کی تعلیم تو ساری کی ساری معقول ہے امید ہے کہ مرزا صاحب اسکی معقولیت کونٹ کے ذہن نشین کرنے میں کامیاب ہونگے اکثر مسلمان مرزا صاحب کے مکفر یا سخت مخالف ہیں مگر یہہ عجیب کفر ہے کہ اشاعت اسلام بھی کر رہا ہے!

حضرت خلیفة اللہ کی خدمت اسلام و اشاعت ملت خیر الانام علیہ الصلوٰة والسلام کا اعتراف اب ہمارے نیکدل معاصرین کے طبقہ میں شروع ہوگیا ہے جو ایک مبارک فال ہے عجیب کفر کے متعلق ہم اپنے ہمعصر کو حضرة اقدس کے دو شعر سنا دینا چاہتے ہیں کیا عجب وہ اُن سے اور زیادہ فائدہ اوٹھا سکے۔ ؎

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں۔
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہمنے

اور

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم * گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

عیسائیوں کے رسالہ ترقی میں شہزادہ نبی یوز آسف یعنے حضرت مسیح علیہ الصلوٰة والسلام کی قبر کشمیر کے متعلق بے سروپا مضمون شائع ہو رہا ہے مضمون کے مکمل ہو چکنے پر ہم ارادہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ اس پر ایک ریویو لکھیں

آریہ گزٹ نے کسی نجومی یا رمّال کی ایک پیشگوئی مقدمات کے متعلق شائع کی تھی کہ حضرت حجة اللہ تاریخ پر جانہ سکیں گے اگر جائیں گے تو عارضہ درد شکم اور پیچش سے نصیب اعداء بیمار ہو جائیں گے آریہ گزٹ اپنے نجومی کو لے کر اپنی اس غلط بیانی کی پاداش خود اپنے لئے تجویز کرے حضرت اقدس دو دفعہ مقررہ تاریخوں پر تشریف لے گئے اور بفضل اللہ تعالیٰ ہر طرح خوش و خرم رہے اور انعامات الٰہیہ سے متمتع ہوتے رہے۔ پہلی مرتبہ بھی اکثر مبشر الہام ہوئے اس مرتبہ بھی ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا +

خوش و خورم باش

ہم اس پیشگوئی کو کسی دوسرے وقت درج کریں گے کیونکہ یہہ بھی حضرت حجة اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ایک دلیل ٹھہری ہے اسی طرح پر جیسے لیکھرام کی کی ہوئی پیشگوئی غلط ہو کر آپ کی سچائی کا گواہ ہوئی تھی +

غلام مولا

حضرت حجۃ اللہ امام الملۃ کے

مکتوبات

حضرت نواب صاحب سلمہٗ ربہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج صدمہ عظیم کی تار مجھکو ملی انا للہ و انا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ آپکو صبر جمیل عطا فرماوے اور اسکی عوض آپکو کوئی بھاری خوشی بخشے میں اس درد کو محسوس کرتا ہوں جو اس ناگہانی مصیبت سے آپکو پہنچا ہوگا اور میں دعا کرتا ہوں کہ آئندہ خدا تعالیٰ ہر ایک بلا سے آپ کو بچاوے اور پردہ غیب سے اسباب راحت آپکے لئے میسر کرے مجھے اسوقت آپ کے درد سے دل دردناک ہوا اور سینہ غم سے بھرا ہے خیال آتا ہے کہ دنیا کیسے بے بنیاد ہے ایکدم میں ایسا گھر کہ عزیزوں اور پیاروں سے لاہوا ہو ویران بیابان دکھائی دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس مرحومہ عزیزہ رفیق کو غریق رحمت کرے اور اسکی اولاد کو عمر اور اقبال اور سعادت بخشے لازم ہے کہ ہمیشہ اونکو دعائی مغفرت سے یاد رکھیں میری یہہ بڑی خواہش تھی کہ آپ اون کو قادیان میں لاتے اور اس خواہش سے مدعا یہہ تھا کہ وہ بھی سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر اس گروہ میں شریک ہو جاتی کہ جو خدا تعالیٰ طیار کر رہا ہے مگر افسوس کہ آپ کی بعض مجبوریوں کی وجہ سے یہہ مدعا ابتک ظہور میں نہیں آئی اسکا بھی مجھے افسوس ہے چند مدت ہوئی جو خواب میں آپکی نسبت بلا اور غم کو دیکھا تھا ایسے خوابوں اور الہاموں کو کوئی ظاہر نہیں کر سکتا مجھے اندیشہ تھا آخر اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا یہ تقدیر مبرم تھی جو ظہور میں آئی معلوم ہوتا ہے علاج میں بھی غلطی ہوئی یہہ رحم کی بیماری تھی اور بباعث کم دنوں میں پیدا ہونیکے زہریلے مواد رحم میں ہوگا اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو علاج یہہ تھا کہ اسی وقت سے پچکاری کے ساتھ رحم کی راہ سے آہستہ آہستہ یہہ زہر نکالا جاتا اور دن میں چار دفعہ اوسکی پچکاری ہوتی اور کسٹرائیل سے خفیف سے تبدیل طبع بھی ہوتی اور عنبر اور مشک وغیرہ سے ہر وقت دل کو قوت دیجاتی اور اگر خون نفاس بند تھا تو کسیقدر رواں کیا جاتا اور اگر بہت آتا تھا تو کم کیا جاتا اور تریسی اور بینگ وغیرہ سے تشنج اور غشی سے بچایا جاتا۔ لیکن جبکہ خدا تعالیٰ کا حکم تھا تو ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ دو تاریں ایسے وقت میں پہنچیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار تھے اور اب بھی بیمار ہیں تیسرا مہینہ ہے دست اور مروڑ سے کمزور ہوگئے ہیں بعض وقت ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ غشی پڑ گئی اور حاملہ کی غشی گویا موت ہے دعا کرتا ہوں مجھے افسوس ہے کہ آپکے گھر کے لوگوں کے لئے بھی دعا کا موقعہ بھی نہ ملا تار بہت بے وقت پہنچی ہیں۔ اب میں یہ خط اس نیت سے لکھتا ہوں کہ آپ پہلے ہی بہت نحیف ہیں میں ڈرتا ہوں کہ بہت غم سے آپ بیمار نہ ہو جائیں آپ اسوقت اب بہادر بنیں اور استقامت دکھلاویں ہم لوگ سب ایکدن نوبت بنوبت قبر میں جانے والے ہیں۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ غم کو دل پر غالب ہونے نہ دیں میں تعزیت کیلئے آپکے پاس آتا اگر میری بیوی کی ایسی حالت نہ ہو کہ بعض وقت خطرناک حالت ہو جاتی ہے مولوی صاحب کے گھر میں بھی حمل ہے شاید چھٹا یا ساتواں مہینہ ہے وہ بھی آئے دن بیمار رہتی ہے آج مرزا خدا بخش صاحب بھی لاہور سے قادیان آئے۔ شاید اس خط سے پہلے آپکے پاس پہنچیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۸ نومبر ۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہنچا اللہ تعالیٰ آپ کو صبر اور استقامت بخشے اور اس مصیبت کا اجر عطا فرماوے۔ دنیا کی بلائیں ہمیشہ ناگہانی ہوتی ہیں یہہ نہایت ضروری ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو آپ دوسری شادی کی تجویز کریں میں ڈرتا ہوں کہ آپ کو اس صدمہ سے دل پر کوئی حادثہ نہ پہنچے جہاں تک ممکن ہو کثرت غم سے پرہیز کریں دنیا کی یہی رسم ہے نبیوں اور رسولوں کے ساتھ بھی ہوتی آئی ہے اللہ تعالیٰ جس سے پیار کرتا ہے اسکو کسی امتحان میں ڈالتا ہے اور جب وہ اپنے امتحان میں پورا نکلتا ہے تو اسکو دنیا اور آخرت میں اجر دیا جاتا ہے۔

ایک آپ کو اطلاع دینے کے لائق ہے کہ آج جو پیر کا دن ہے یہہ رات جو پیر کی گذری ہے اسمیں غالباً تین بجے کے قریب آپکی نسبت مجھے الہام ہوا تھا اور وہ یہہ ہے۔ [illegible] یہ اللہ جلشانہ کا کلام ہے وہ آپکو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اس حادثہ کے بعد اور کونسا بڑا حادثہ جس سے تم عبرت پکڑو گے اور دنیا کی بے ثباتی کا علم حاصل ہوگا۔ درحقیقت اگرچہ بیٹے بھی پیارے ہوتے ہیں اور بھائی بہن بھی عزیز ہوتی ہیں لیکن میاں بیوی کا علاقہ ایک الگ علاقہ ہے جسکے درمیان اسرار ہوتے ہیں بیوی میاں ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتی ہیں انکو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں وہ ایکدوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں بسا اوقات انمیں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس محبت اور باہم الفت پکڑنے کے زمانہ کو یاد کر کے کونسا دل ہے جو پر آب نہیں ہو سکتا یہی وہ تعلق ہے جو چند ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے ایسے تعلق کا خدا تعالیٰ نے بار بار ذکر کیا کہ باہم محبت اور انس نہ کرنے کا یہی تعلق ہے بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دینوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین ہوتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ ارحنا یا عائشہ یعنی یا عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اسوقت غمگین ہیں اس سے ثابت ہے کہ اپنی پیاری بیوی یار موافق رئیس عزیز ہے جو اولاد کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنیوالی اور خانہ داری کے معاملات کی متولی ہوتی ہے جب وہ یکدفعہ دنیا سے گذر جاوے تو کیسا صدمہ ہے اور کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی اور گھر ڈراونا معلوم ہوتا ہے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے سو اس الہام میں خدا تعالیٰ نے یہی یاد دلایا ہے کہ اس صدمہ سے دنیا میں قدم آگے رکھو نماز کے پابند اور سچے مسلمان بنو اگر ایسا کرو گے تو خدا جلد اوسکا عوض دیگا اور غم کو بھلا دیگا وہ ہر ایک بات پر قادر ہے یہ الہام تھا اور یہ پیغام تھا اس کے بعد آپ ایک تازہ نمونہ دینداری کا دکھلائیں خدا رحیم ہے اور اوس کے حکم پر حق تقویٰ سے غموں کو دور کر دیتا ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۲ نومبر ۹۸ء

پیرس دار الخلافہ ملک فرانس میں ۱۸۷۸ء سے ایک ایسی توپ پڑی ہے جو سورج کی کرنوں کے عمل سے خودبخود ٹھیک دوپہر کو چل جاتی ہے۔ یہ شاہی باغ میں رکھی ہوئی ہے۔ پرانی دستی کاریگریوں کے نتائج جہاں کہیں ہیں غنیمت ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسدس دعائیہ

در مدحت اعلحضرت مرشدنا و امامنا جناب
مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیاں مسیح موعود
مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

از

حکیم سید محمد صادق حسین صادق مختار عدالت
وایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار اظہار الحق و رسالہ
صبح صادق و سابق میونسپل کمشنر اٹاوہ۔

یکے از غلامان مسیح موعود

مسلمانوں کے حق میں عین رحمت ہے تو اے احمد
بہار گلشن قومی مسرت ہے تو اے احمد
کلید گنج دانائے و حکمت ہے تو اے احمد
خدائے پاک کی اک خاص قدرت ہے تو اے احمد
بھلا پھر کیوں نہ حیرت بخش تیرے ساز شایاں ہوں
بجا ہے تجھ پہ گر ہم اپنے جان و دل سے قرباں ہوں

ہمارا فرض ہے یہ ہے تجھکو اپنا پیشوا سمجھیں
نہیں ہم مقتدی اور تجھکو اپنا مقتدا سمجھیں
جو منزل دین کی ہے اُسکا تجھکو رہنما سمجھیں
غرض ہم قوم کی کشتی کا تجھکو ناخدا سمجھیں
لگائیں زور سب ملکر کہ بیڑا پار ہو اپنا
زمانہ ہو موافق اور مقدر یار ہو اپنا

کریں تیری مدد ہم ہر طرح پر زور سے زر سے
کہ پھر باران علم و فضل و حکمت قوم پر برسے
بچیں ہم اسقدر بدمن و نفاق و فتنہ و شر سے
کہ احسنتم کا اوٹھے غلغلہ دیوار و در سے
شمیم خلق سے اپنے رخ عالم کا ہو غازہ۔
خدا خوش ہو رسول پاک کی بھی روح ہو تازہ

فلاح قوم کی مفتاح احمد کو جو پاتا ہے
دعائیہ مسدس اسلئے صادق سناتا ہے
پرانے ایشیائی طرز میں جدت دکھاتا ہے
سخنداں لوں کے دلمیں اک نیا سکہ بٹھاتا ہے
سنبھل کر بیٹھ جائیں اب بزرگان صفا آئیں
دعا سنکر بصد اخلاص کہتے جائیں سب آمین

صادق کی دعا اپنے لئے

میری شیریں بیانی سے عیاں معجز نمائی ہو
صریر کلک گوہر سلک سے عقدہ کشائی ہو
مری زور طبیعت کی جو رفعت آزمائی ہو
براق فکر کو عرش معلی تک رسائی ہو
زبان خلق پر ہو غلغلہ میری فصاحت کا
جہاں میں شور برپا ہو میرے حسن بلاغت کا

مسیح موعود کے حق میں دعاء خیر

جگر اور دل جلانے کو ہوں جبتک شعلہ رو پیدا
تن مہکش ہو گل اور گل سے تا شکل سبو پیدا
جہاں میں تا ہوں نیک و بد متیں و سفلہ خو پیدا
زمیں پر ہوں پہاڑ اور ان سے تا ہو آب جو پیدا
رخ عالم پہ تیرا مہر دولت جلوہ افگن ہو
ہمائے جاہ و صولت کا ترے سر پر نشیمن ہو

نشاط روح کی خاطر ہوں جب تک خوش گلو پیدا
مشام جان میں ہو تا گیسوئے مشکیں سے بو پیدا
زمانہ میں ہوں جبتک فتنہ گر اور صلح جو پیدا
سپہر حسن پر ہوں تا بتان ماہرو پیدا
چراغ عدل تیرا خانہ گیتی میں روشن ہو
تیرے بازو پہ تا تائید خداوندی کا جوشن ہو

رہے عالم خموشی کا لب تصویر پر جب تک
فدا اہل سخن ہوں خوبی تقریر پر جب تک
رہیں جانباز عاشق جوہر شمشیر پر جب تک
گلا کٹتا رہے نخچیر کا تکبیر پر جب تک
جہاں میں تیرا خورشید اقبال نور گستر ہو۔
قمر آسا ترے اقبال کا تابندہ اختر ہو

رہے موقوف نظم سلطنت تعزیر پر جب تک
مدار سلسلہ فن ہو صنعت تحریر پر جب تک
زبان شمع جاں دیتی رہے گلگیر پر جب تک
مٹے شیدائے گیسو لذت زنجیر پر جب تک
ترے راست کا پرچم زیب فرق چرخ اخضر ہو۔
سر بدخواہ ہو اور تیری شمشیر دو پیکر ہو

نظر کو روشنی حاصل ہو جب تک رنگ کاہی سے
رہے زینت جہاں بانی کو جب تک تاج شاہی سے
نفاق و بغض کو جب تک رہے نسبت تباہی سے
رہے جب تک حبش والوں کو ہمرنگی سیاہی سے
رہے شیر خدا کا زور اس بازوئے صفدر میں
عدو پانی نہ مانگیں آب ہو وہ تیرے خنجر میں

رہے بادہ کشوں کو شوق جب تک پرگناہی سے
رہے تا کاکل شب رنگ کو نسبت سیاہی سے۔
شرف کعبہ کو جب تک ہو خطاب قبلہ گاہی سے۔
رہے تا سلسلہ بندوں کا درگاہ الٰہی سے۔
رہے تو سایۂ لطف نبی در حفظ داور میں۔
تیری ہیبت سے آئے زلزلہ کوہ سکندر میں۔

رہے پھولا پھلا جس وقت تک یہ گلشن ہستی
رہے نسل بشر تا خاکداں تیرہ پر بستی۔
رہے جب تک شراب عشق سے عالم میں سرمستی
رہے تا جنس ناقص کاملوں کی رائیں سستی
تیرے اغیار مقہور و ذلیل و پست ہوں ہر دم
تیرے احباب صہبائے طرب سے مست ہوں ہر دم
رہیں جب تک نمایاں چرخ پر مہر و مہ و اختر
رہے جب تک جبین برق بطن ابر میں مضطر
بچھائے ماہ تا فرش زمین پر چاندنی گھر گھر
رہیں تا رند مہکش اور گردش میں رہے ساغر
سدا تجھسے رہے یہ بارور گلشن شریعت کا
چمن تازہ ہو تیری آبیاری سے طریقت کا

رخ گل پر رہیں جب تک عنادل عاشق و شیدا
رہے مخمور جب تک چشم مست نرگس شہلا
کھلائے غنچۂ دل تا نسیم نشۂ صہبا
مثنو تا ہو کشتی اور فلک ہو صورت دریا۔
عدو کی چشم میں خار الم حسرت کی سوزن ہو
تر و تازہ و شگفتہ تیرے امید کا گلشن ہو

برودت آب میں اور نار میں جبتک حرارت ہو
رہے تا قند شیریں اور حنظل میں مرارت ہو
جہاں میں تا متاع نیک و بد کی تجارت ہو
فروغ سلطنت تا دہر میں رسم سفارت ہو
کرے جاری مٹائے تو اوامر اور نواہی کو
نہ ہو رونق زمانہ میں معاصی اور ملاہی کو

مژہ ہو تا شجر اور اسکے اشکوں سے ثمر پیدا
نگاہ ناز سے جب تک دلوں میں ہو اثر پیدا
لبھانے کیلئے ہوں تا بتان عشوہ گر پیدا
جہاں میں نالۂ عاشق سے ہو تا شور و شر پیدا
فروغ مہر عالمتاب تیرا روئے انور ہو
تیرا قد کشیدہ رشک شمشاد و صنوبر ہو

رہے تا عقل کو اسرار یزدانی میں حیرانی
کریں تا دور ظلمت کفر کی انوار قرآنی۔
رہیں تا اہل ایمان مصدر الہام ربانی
ادا کرتے رہیں جب تک سامان رسم قربانی
تری سب مشکلیں اللہ خداوندی سے آساں ہوں
تری ہیبت سے دشمن ہند کی مانند لرزاں ہوں

رہے تا خلق میں مشہور حسن ماہ کنعانے۔
بنے تا قطرہ گوہر اور گوہر میں ہو تابانے۔
فصاحت ہووے جب تک جوہر تیغ سعیدانے
گہر سازی ہیں ہائے آبرو تا ابر نیسانے۔
تیرے ایوان عالی میں نشاط انگیز ساماں ہوں
خداوندان تخت و تاج دلشکر تیرے دربان ہوں

کھلے جب تک چمن میں صورت ساغر گل لالہ
فلک پر تا قمر ہو اور ہو گرد قمر ہالہ۔
بنے تا ابر سے آب اور آب سرد سے ژالہ
پڑے جب تک بدن پر آگ کی تاثیر سے چھالہ
خداوند دو عالم تیرا حامی اور نگہباں ہو
سر بدخواہ ہو اور پنجۂ شیر نیستاں ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک عاجزانہ درخواست

منجانب انجمن فرقانیہ لاہور بحضور فیض گنجور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نابرحصول منظوری گر قبول افتد زہے عزوشرف

مکرمی و معظمی جناب حضرت مولانا صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل رات اخویم جناب مرزا خدابخش صاحب نے سنایا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت مولوی عبداللطیف صاحب شہید کے حالات پر لکھنا شروع کر دیا ہے۔ چونکہ اس تحریر میں بہت ہی دردناک اور دلوں کو ہلا دینے والے [illegible] کا بیان ہوگا جسکی اشاعت تمام [illegible] میں کیجاویگی جس کے مصارف [illegible] تمام برادران لاہور کی طرف سے ایک تحریک پیش کرتا ہوں جس کو [illegible] خوشی سے قبول کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم کچھ [illegible] چندہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اپنے ہادی برحق کی خوشنودی [illegible] اپنے امام کی خدمت میں ارسال کریں۔ آپ کی خدمت میں بہ نیت [illegible] ہماری درخواست کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر کے منظوری [illegible] فرما دیں نیز اگر مناسب ہو تو یہ تحریک [illegible] قابل قدر اخبار الحکم میں شائع کرا دیں تاکہ دیگر مقامات کی انجمنیں بھی اس کار خیر میں حصہ لیں والسلام برادران کی طرف سے السلام علیکم قبول ہو

[illegible] تاج الدین از لاہور

تفسیر القرآن بالقرآن

یہ ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب ایم بی نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخرالزمان علیہ السلام اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اسکی نسبت یہ ارشادات فرمائے نہایت عمدہ ہے شیریں بیان قرآنی نکات خوب بیان کئے ہیں دلوں پر اثر کرنیوالی ہے حضرت مسیح الزمان اور مولانا نورالدین صاحب علیہم السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب بفضل ربانی چھپکر طیار ہو چکی ہے خریداران الحکم و البدر کو [illegible] تفسیر مفت [illegible] قیمت فی جلد [illegible] المشتہر [illegible] ضلع کرنال [illegible]

آپ بیتی

گذشتہ اشاعت سے آگے

جب کبھی کوئی عام مفید کام کے لئے جلسہ ہوجاتا تو پھر تو چند حضرات موجود ہو جاتے تھے اونکی صورت اور سیرت طرز گفتگو اور پھر ایکدوسرے کو باہم دیکھا جاتا اوس کی بابت ذکر کروں تو شاید طول ہوتا ہے مگر مختصر الفاظ اوس کے یہہ ہیں کہ پوری پوری یہودیت ثابت ہوجاتی تھی یعنی جس غرض کے لئے جلسہ کیا وہ تو ناتمام اور تمام ہوتی کسطرح۔ جب ایکدوسرے کی رائے کے تابع ہونیکو ایک سبکی اور ذلت کا موجب سمجھا جاتا ہو۔ آخری جو کچھ کہ اس جلسہ سے نتیجہ حاصل ہوتا وہ یہی کہ دو چار صاحبوں میں تو ضرور ہمیشہ کے لئے نفاق پڑجاتا اور باقی بھی ایک دوسرے پر ضرور کچھ نہ کچھ الزام لگائے بغیر خالی نہ رہتے غرض جو صاحب یا صاحبان اوس جلسہ کے بانی ہوتے اون کو بجز خفت کے کچھ حاصل نہ ہوتا اور پھر ہمیشہ کے لئے شاید دلمیں عہد کرلیں کہ آئندہ کبھی ایسی بے جا حرکت نہ کرینگے غرض یہ اس قسم کی مجلسیں تھیں جنہیں ہر قسم کے اور ہر الفنہ کے لوگ جمع ہوجاتے تھے عالم۔ مولوی خاندانی سپاہی نوکری پیشہ زمیندار وغیرہ وغیرہ گویا سب قسم کے لوگوں کا مجموعہ ہوتا تھا اور ہر ایک قسم کی طبیعتوں کا اور اخلاق کا خوب پتا لگجاتا تھا یہ تو عام مفید کاموں کے جلسہ کا حال ہوا اب خاص خاص قسم کے لوگوں کے جلسے اور تقریبات کا حال جسکا مجھے تجربہ ہوا ہے لکھنے بیٹھوں تو بہت طول ہوتا ہے اسلئے صرف ہماری تجارت پیشہ لوگوں کا ہی مختصر حال لکھتا ہوں کہ مجھے ہمیشہ سے یہہ آرزو رہی کہ زیادہ نہیں صرف دو مسلمان تاجروں کے کسی تجارت کے کام میں اتفاق اور یکدلی سے کام کرتے دیکھوں جس سے وہ نتیجہ جو اتفاق کیلئے لازمی ہے اون کو حاصل ہوا ہو لیکن یہہ میری آرزو ناتمام ہی رہی یوں تو بہتوں کو اتفاق کرتے دیکھا مگر انجام اسکا ایک تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بد نظر آیا کہیں تو کورٹ کچہری میں خراب ہوتے دیکھا اور کہیں ہمیشہ کے لئے عداوت اور کہیں ہمیشہ کیلئے آپس میں کمپیٹشن پڑگیا اور دونوں کو خراب کر دیا غرض اسطرح کے بہت تجربے اور مشاہدے کے بعد میرا یہہ دستور ہوگیا تھا کہ جہاں کہیں کسی امر کے متعلق بھی ہو مسلمانوں کی مجلس ہوتی تو پہلے اوس مجلس میں یہ دعوے سے میں کہدیتا تھا کہ مجھے ایک مدت دراز سے یہ آرزو ہے کہ مسلمان اپنی مجلس میں کامیاب ہوتے ہوئے دیکھوں مگر میری یہہ آرزو پوری نہ ہوئی اور میری یہہ عادت مدراس تک ہی محدود نہ تھی جہاں کہیں جانیکا اتفاق ہوتا تھا یعنے بمبئی بنگلور۔ مدراس۔ نیلگری۔ تو موقعہ پر ضرور یہہ میں کہدیتا تھا اور پھر مخاطبت میں بھی ہوجاتے تھے۔ غرض مسلمانوں کے حالات اور عادات پر ہمیشہ رنج ہوتا ہی رہتا تھا یورپ کے تو اتحاد اور اتفاق کا کہنا ہی کیا ہے اکثر کام اون کے اتفاق اور شرکت اور یکدلی کی بدولت ترقی کے انتہائی نقطہ تک پہنچے ہوئے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسلمانوں کے سوائے دوسری قوموں میں پھر بھی کچھہ نظر میں آجاتا یہہ جو ہڑے چمار بھی اپنی بساط کے موافق کبھی نہ کبھی کسی کام میں متفق ہوجاتے ہیں مگر مسلمانوں میں اسکے برخلاف کیا عام کاموں میں اور کیا خاص میں پھر وہ دینی ہو یا دنیوی اور کسی ملک میں بھی یعنے عرب عجم ہند اور سندھ دکھن اور کوکن جہانتک مجھے علم ہے ایک نمونہ بھی نظر نہیں آتا غرض ہر ایک موقعہ پر مسلمان بہت ہی کم نظر آتے ہیں اور اگر کسی جگہ اتفاق سے کوئی مسلمان سرکاری کام و کاج میں کوئی اعلیٰ مرتبہ پر آجاتا ہے تو گویا اسکے لئے یہہ مثال موزون ہوجاتی ہے کہ مور ہمان بہ کہ نباشد پرش + الا ماشاء اللہ غرض یہہ میرے خیالات اور مشاہدے مجھے پریشان ہی نہیں بلکہ استعجاب میں بھی ڈال دیتے تھے کہ یا اللہ اسلام تو تیرا ہے مگر مسلمانوں کی حالت ایسی زار اور قابل عبرت کیوں ہوگئی ہے کوئی ایک پہلو اونکا یعنے کیا عبادات اور کیا معاملات سیدھا اور حق پر نظر نہیں آتا اور حالت ایسی ہوگئی ہے بجز تیرے فضل کے یعنے مردے از غیب برون آید وکارے بکند کے اور کوئی رستگاری کی صورت نظر نہیں آتی غرض اسی حالت میں حضور کی کتاب فتح اسلام کو میں نے سُنا اور اندر کا اندر ہی میں باغ باغ ہوگیا کہ آخر خدا نے ایک کو کھڑا ہی کر دیا اور پھر اوسی کو جسکا زمانہ رسول کے بعد وقتاً فوقتاً انتظار رہتا رہا اور کئی جھوٹے مدعی بھی اس نام کے زمانہ قرب زمانہ رسول سے ہوتے آئی تھی ابتو گر یہ عین وقت پر اور وہ بھی اشد ضرورت کے وقت ہی آواز آئی ہے سو یا اللہ تو اس آواز کو سچی اور مسلمانوں کے لئے مبارک ثابت فرما آمین یہ میری اندرونی حالت تھی اور میرے مرحوم بھائی نے تو گویا باآواز بلند شہادت بھی دیدی اور الحمد للہ والمنۃ کہ خدا تعالیٰ نے ویسا ہی ثابت

سرد کر دیا اور بلاغ اسلام میں دوبارہ [illegible] بہار
اور رونق آ گئی جلیے۔ غرض [illegible]
کتابیں بھی آ گئیں اور اُن کے پڑھنے [illegible]
بھی پتا لگ گیا اور مدراس میں چرچا بھی ہو گیا جو
یک بیک ایک اخبار آزاد نام جو لکھنؤ سے شائع ہوتا
تھا اوسمیں یہہ لکھا ہوا دیکھا کہ میرزا قادیانی . . .
اپنے دعوی مسیحیت سے دست بردار ہو گئے اسلئے
اب پھر اون کی عزت رہی تا قائم رہ گئی جو اس [illegible]
کے قبل بھی یہہ مضمون تھا عبارت میں کچھ فرق
ہو گا مگر اس کے پڑھنے سے میرے پر جو صدمہ
گذرا اور رنج ہوا اوس کو خدا ہی جانتا ہے
اور ابھی تک میں اوسکو بھولا نہیں غرض اس کو
بعد میں نے سب حضور کی کتابیں ایک طرف ڈال
دیں اور ایسی [illegible] اور اداسی میرے
پر چھا گئی کہ کچھ نہیں کہہ سکتا باوجود اس کے
بھی ہونے سے صدہا لوگوں کو میں نے گویا یہہ
خوشخبری پہنچائی بھی اور اب گویا اوس کے خلاف
اخباروں میں شائع ہو گیا ہے غرض اس مضمون کے
دیکھنے کے بعد دوسرے یا تیسرے دن بمبئی سے میرے
بھائی کا تار آیا اور میں روانہ ہو گیا اور وہاں
اپنے ایک دوست سے افسوسناک دل سے
میں نے یہ تذکرہ کیا تو اونہوں نے کہا کہ وہ تو اپنے
دعوے پر قائم ہیں چنانچہ اون کے ایک خاص مرید
یہاں آئے ہوئے ہیں اور اون کی زبانی مجھے یہ
سب کچھ معلوم ہوا ہے اب اس موقع پر مجھے
جو خوشی ہوئی گویا اوس رنج سے وہ چند زیادہ
ہی اور وہ مرید گویا ہمارے شیخ رحمت اللہ صاحب
تھے جن سے دوسرے بمبئی میری ملاقات ہو گئی
اور مفصل حالات بھی معلوم ہوئے اور کتاب
آئینہ کمالات اسلام کی خبر [illegible]
دی پی مدراس کے [illegible]
فرمائیں [illegible] کیا اور وقت
[illegible] سے
[illegible] محمود صاحب اور
اون [illegible] باہم اس بارے
میں بحث کرتے تھے اور آخر وفات عیسیٰ پر دونوں
کا اتفاق ہو گیا اور سلطان محمود صاحب نے مجھے خط
لکھا اور حضور کی کتابوں کی خواہش ظاہر کی
اوس خط کی طرز تحریر سے یہ پتہ لگ گیا کہ حضور
کی جانب اونکا حسن ظن ہے غرض میرے پاس جو
کتابیں موجود تھیں وہ تو بھیجدیں اور آئینہ کمالات
اسلام ایک مولوی کو دی تھی اون سے لیکر بھیجدیا
اور پھر میں ملاقات کی اور میں سے زیادہ اونکا
میلان حضور کی طرف پایا اور اوس وقت
تک وفات مسیح پر مجھے کامل یقین نہ ہوا تھا۔
مگر اون کے دوستوں مولویوں سے (باقی آئندہ)

موعظہ حسنہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

صحابہ تو وہ تھے جنہوں نے اپنا مال اپنا وطن راہ
حق میں دیا اور سب کچھ چھوڑا حضرت صدیق اکبرؓ
کا معاملہ اکثر سنا ہو گا۔
ایکدفعہ جب راہ خدا میں مال دینے کا حکم ہوا
تو کل گھر کا اثاثہ لے آئے جب رسول اکرم نے دریافت
کیا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے تو فرمایا کہ خدا اور رسول
کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں رئیس مکہ ہو اور کمبل
پوش ہو غربا کا لباس پہنے۔ سو یہہ سمجھ لو کہ وہ لوگ
تو خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ اُن کے لئے تو یہی
لکھا ہے کہ سیفوں کے نیچے بہشت ہے لیکن ہمارے
لئے تو اتنی سختی نہیں۔ کیونکہ یضع الحرب ہمارے
لئے آیا ہے یعنے مہدی کے وقت لڑائی نہ ہو گی
اللہ تعالیٰ بعض مصالح کے رو سے ایک فعل
کرتا ہے اور آئندہ جب وہ فعل معرض اعتراض
ٹھہرتا ہے تو پھر وہ فعل نہیں کرتا۔ اولاً ہمارے
رسول نے کوئی تلوار نہ اوٹھائی۔ مگر اون کو سخت
سے سخت تکالیف برداشت کرنی پڑیں تیرہ سال
کا عرصہ ایک بچہ کو بالغ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور
مسیح کی میعاد تو اگر اس میعاد میں سے دس نکال
دیں تو تو بھی کافی ہوتی ہے۔ غرض اس لمبے عرصہ
میں کوئی بالکل رنگ کی تکلیف نہ تھی جو اوٹھانی
نہ پڑے۔ آخر کار وطن سے نکلے۔ تو تعاقب ہوا
دوسری جگہ پناہ لی تو دشمن نے وہاں بھی نہ چھوڑا
جب یہ حالت ہوئی۔ تو مظلوموں کی ظالموں کے
ظلم سے بچانے کے لئے حکم ہوا اذن للذین
یقاتلون بانھم ظلموا ۖ وان اللہ علی نصرھم
لقدیر ن الذین اخرجوا من دیارھم
بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ
جن لوگوں کے ساتھ لڑائیاں خواہ مخواہ کی گئیں
اور گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اس لئے کہ
اونہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے سو یہہ ضرورت
تھی کہ تلوار اوٹھائی گئی ہو الا حضرت کبھی تلوار نہ
اوٹھاتے ہاں ہمارے زمانہ میں ہمارے برخلاف
قلم اوٹھائی گئی قلم سے ہمکو اذیت دی گئی اور سخت
ستایا گیا۔ اون کے مقابل قلم ہی ہمارا حربہ بھی ہے۔
میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جسقدر کوئی قرب
حاصل کرتا ہے اُسی قدر مواخذہ کے قابل ہے۔۔
اہل بیت زیادہ قابل مواخذہ تھی وہ لوگ جو دور
ہیں وہ قابل مواخذہ نہیں لیکن تم ہو۔ اگر تم میں
اور اُن میں کوئی ایمانی زیادتی نہیں تو پھر تم میں اور اُنمیں
کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں آدمیوں کے زیر نظر ہو وہ گورنمنٹ
کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات و سکنات کو
دیکھ رہے ہیں وہ سچے ہیں۔ جب مسیح کے ساتھی صحابہ
کے ہمدوش ہونے لگی ہیں تو کیا آپ ویسے ہیں جب
آپ ویسے نہیں تو آپ قابل گرفت ہیں گو یہ ابتدائی
حالت ہے لیکن موت کا کیا اعتبار ہے موت ایک ایسا
ناگزیر امر ہے۔ جو ہر ایک کو پیش آتا ہے جب یہہ حالت
ہے تو پھر آپ کیوں غافل ہیں جب کوئی شخص کچھ
تعلق نہیں رکھتا تو یہہ امر دوسرا ہے۔ لیکن جب آپ
میرے پاس آئے۔ میرا دعوے قبول کیا اور مجھے مسیح
مانا تو کون وجہ آپ نے صحابہ کرام کے ہمدوش ہونے
کا دعوے کر دیا۔ تو کیا صحابہ نے کبھی صدق و وفا پر
قدم مارنے سے دریغ کیا۔ اون میں کوئی کسل تھا
کیا وہ دل آزار تھے۔ کیا اون کو اپنے جذبات پر
قابو نہ تھا۔ وہ سکینۃ المزاج نہ تھے اونمیں پرلے
درجہ کا انکسار تھا۔ سو دعا کرو کہ خدا تمکو بھی ویسی
ہی توفیق عطا کرے کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی
کوئی اختیار نہیں کر سکتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ اون کی
مدد نہ کرے اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے
آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں۔ اھدنا الصراط
المستقیم کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں
کو اوٹھو اور دعائیں کرو۔ کہ خدا تمکو اپنی راہ دکھلائے
آنحضرت کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے
کیا تھے وہ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر
آنحضرت نے آبپاشی کی آپ نے اون کے لئے دعائیں
کیں بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے
پھل عمدہ نکلا جسطرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
چلتے اوسی طرح وہ چلتے وہ دن کا یا رات کا انتظار
نہ کرتے تھے تو آپ لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجد
میں اوٹھو دعا کرو دل کو درست کرو۔ کمزوریوں
کو چھوڑو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے موافق اپنے
قول و فعل بناؤ یقین رکھو۔ کہ جو اس نصیحت کو ورد
بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے اور عملی طور پر
التجا خدا کے سامنے لائے۔ اللہ تعالیٰ اوس پر فضل کریگا
اور اوس کی دل میں تبدیلی ہو گی خدا سے نا امید
مت ہو [illegible] با کریماں کارہا دشوار نیست۔ بعض لوگ
کہتے ہیں کہ ہم کو کیا کوئی ولی بنا ہے؟ افسوس انہوں
نے کوئی قدر نہ کی۔ بے شک انسان نے ولی بنا ہے۔
اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا تو خدا بھی اوس کی طرف
چلے گا۔ اور پھر ایک جگہ پر اُس کی ملاقات ہو گی اسکی
اس طرف سے حرکت خواہ آہستہ ہو گی لیکن اوس کے
مقابل خدا تعالیٰ کی حرکت بہت جلد ہو گی۔ چنانچہ یہ
آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے والذین جاھدوا
فینا لنھدینھم سبلنا الخ ۔ سو جو جو باتیں میں نے
[illegible] نصیحت کی ہیں اون کو یاد رکھو۔ کہ انہیں پر
مدار نجات ہے۔ تمہارے معاملات خدا اور خلق کے
ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جسمیں رضاء الٰہی ملحق ہی ہو۔

پس اس سے تینے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم الخ ش۲ کے مصداق بنتا ہے۔ ہاں جیسے کہ آگے بیان ہو چکا ہے۔ خدا کی حکمت بالغہ نے یہی پسند کیا کہ اسرائیلی اور اسماعیلی دو سلسلہ دُنیا میں قائم کرے۔ پہلا سلسلہ حضرت موسےٰ سے شروع ہو کر حضرت مسیح تک ختم ہؤا اور یہہ چودہ سو برس تک رہا اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج چودہ سو برس پر ایک مسیح کے آنے کا اشارہ ہے۔ عدد چودہ کو خاص نسبت ایک یہ بھی ہے کہ انسان چودہ برس پر بلوغ پا لیتا ہے حضرت موسےٰ کو خبر ملی تھی کہ مسیح اوس وقت آوے گا جب یہودیوں میں بہت فرقہ ہونگے۔ اُن کے عقائد میں سخت اختلاف ہوگا بعض کو فرشتوں کے وجود سے انکار بعض کو قیامت و حشر اجساد سے انکار۔ غرض جب طرح طرح کی عملی بداعتقادی پھیل جاوے گی تب بطور حکم کے مسیح اون میں آوے گا۔ اسی طرح ہمارے ہادی کامل نے ہمکو اطلاع دی کہ جب تم میں بھی یہودیوں کی طرح کثرت سے فرقہ ہو جاویں گے اُن کی طرح مختلف قسم کی بداعتقادیاں اور بدعملیاں شروع ہونگی علمائے یہود کی طرح بعض بعض کے مکفر ہونگے اسوقت اس امت مرحومہ کا مسیح بھی بطور حکم کے آوے گا جو قرآن سے ہر امر کا فیصلہ کرے گا۔ وہ مسیح کی طرح قوم کے ہاتھ سے ستایا جاوے گا اور کافر قرار دیا جاوے گا۔ اگر ان لوگوں نے کم سمجھی سے اس شخص کو دجال اور کافر کہا تو ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ حدیث میں آچکا تھا کہ اینوالا مسیح کافر اور دجال ٹھہرایا جاوے گا۔ لیکن جو عقیدہ آپ کو سکھلایا جاتا ہے۔ وہ بالکل صاف اور اجلی ہے اور محتاج دلائل بھی نہیں۔ برہان قاطع اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

پہلا جھگڑا وفات مسیح کا ہے کہ کُھلی کُھلی آیات اوس کی حمایت میں ہیں۔ یا عیسےٰ انی متوفیک و رافعک الیّ۔ الآیہ ش۳۔ پھر فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم الایہ۔ ش۴۔ یہ عذر بالکل جھوٹا ہے کہ توفی کے معنے کچھ اور ہیں۔ ابن عباس اور خود ہادی کامل نے اس کے معنے امات بیان کئے ہیں۔ یہ لوگ بھی جہاں کہیں لفظ توفی استعمال کرتے ہیں تو معنے امانت اور قبض روح مراد لیتے ہیں قرآن نے بھی ہر ایک جگہ اس لفظ کے یہی معنے بیان کئے ہیں۔ سواس کا ماننا تو کہیں پڑا اور جب مسیح ناصری کی وفات ثابت ہے تو آنے والا ضرور ہے کہ امت میں سے کوئی ہو۔ جیسے کہ اماماکم منکم الحدیث اس کی تصریح کرتا ہے وہ لوگ جو نیچری ہیں۔ اون کی خوش قسمتی ہے کہ وہ اس ابتلا سے بچ گئے۔ کیونکہ وفات مسیح کے تو وہ قائل ہی ہیں اور مسیح موعود کا ذکر اسقدر تو اثر رکھتا ہے کہ جس تواتر سے انکار محال ہے علاوہ ازیں اشارات قرآنی بھی آنے والے کے شاہد ہیں تو عقل مند اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ مسیح آوے گا۔ ہاں بعض کا حق ہے کہ یہ اعتراض کریں کہ مسیح کو اس زمانہ سے کیا خصوصیت ہے قرآن شریف نے اسرائیلی اور اسماعیلی سلسلوں میں خلافت کی مماثلت کا کھلا کھلا اشارہ کیا ہے۔ جیسے اس آیت سے ظاہر ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الآیہ ش۱ اسرائیلی سلسلہ کا آخری خلیفہ جو چودہویں صدی پر بعد از موسےٰ علیہ السلام آیا۔ وہ مسیح ناصری تھا مقابل میں ضرور تھا کہ اس امت کا مسیح بھی چودہویں صدی کے سر پر آوے علاوہ ازیں اہل کشف نے اسی صدی کو بعثت مسیح کا زمانہ قرار دیا۔ جیسے شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ اہل حدیث کا اتفاق ہو چکا ہے کہ علامات صغرےٰ کل اور علامات کبرےٰ ایک حد تک پوری ہو چکی ہیں لیکن اسمیں کسی قدر اون کی غلطی ہے۔ علامات کل پوری ہو چکیں۔ بڑی بھاری علامت یا نشان جو آنیوالے کا ہے وہ بخاری میں۔ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر الخ لکھا ہے۔ یعنے نزول مسیح کا وقت غلبہ نصاریٰ اور صلیبی پرستش کا زور ہے۔ سو کیا یہہ وقت نہیں کہ جو جو کچھ پادریوں سے پہنچ چکا ہے۔ اسکی نظیر آدم سے لیکر آج تک کہیں ہے ہر ملک میں تفرقہ پڑ گیا کوئی ایسا خاندان اسلامی نہیں کہ جس میں سے ایک آدہ ان کے ہاتھ نہ چلا گیا ہو۔ سو آنیوالے کا وقت صلیب پرستی کا غلبہ ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا غلبہ ہوگا۔ کس طرح درندوں کی طرح اسلام پر کینہ وری سے حملہ کئے گئے۔ کوئی گروہ ہے کہ جس نے حضرت رسول اکرم صلعم کو نہایت وحشیانہ الفاظ اور گالیوں سے یاد نہ کیا اب اگر آنیوالے کا یہ وقت نہیں تو بہت جلدی وہ آیا بھی تو سو سال کو آویگا کیونکہ وہ وقت کا مجدد ہے جس کی بعثت کا زمانہ صدی کا سر ہوتا ہے۔ تو کیا اسلام میں اور طاقت ہے کہ ایک صدی تک پادریوں کے روز افزوں غلبہ کا مقابلہ کر سکے۔ غلبہ حد تک پہنچ گیا اور آنیوالا آگیا۔ اب ہاں وہ ہلاک دجال کو اتمام حجت سے کرے گا۔ کیونکہ حدیثوں میں آچکا ہے کہ اس کے ہاتھ پر ملتوں کی ہلاکت مقدر ہے۔ نہ لوگوں کی یا اہل ملل کی۔ تو ویسا ہی پورا ہؤا۔

ایک یہ بھی نشان آنیوالے کا ہے کہ اُس زمانہ میں رمضان میں کسوف خسوف ہوگا۔ خدا کے نشان سے ٹھٹھا کرنے والا خدا سے ٹھٹھا کرتا ہے کسوف خسوف کا اس کے دعوے کے بعد ہونا یہ ایک ایسا امر تھا۔ جو افترا اور بناوٹ سے بعید تر ہے اس سے پہلے کوئی کسوف خسوف ایسا نہ ہؤا۔ یہ ایک ایسا نشان تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ کو کل دُنیا میں آنیوالے کی منادی کرنی تھی۔ چنانچہ اہل عرب نے بھی اس نشان کو دیکھکر اپنی مذاق کے مطابق درست کہا۔ ہمارے اشتہارات بطور منادی جہاں جہاں نہ پہنچ سکتے تھے وہاں وہاں اُس کسوف خسوف نے آنیوالے کے وقت کی منادی کر دی۔ یہ خدا کا نشان تھا جو انسانی منصوبوں سے بالکل پاک تھا۔ خواہ کوئی کیسا ہی فلسفی ہو وہ غور کرے اور سوچے کہ جب مقرر کردہ نشان پورا ہو گیا تو ضرور ہے کہ اوسکا مصداق بھی کہیں ہو۔ یہ امر ایسا نہ تھا جو کسی حساب کی ماتحت ہو۔ جیسے کہ فرمایا تھا۔ کہ یہہ اُس وقت ہوگا۔ جب کوئی مدعی مہدویت ہو چکے گا رسول اکرم نے یہ بھی فرمایا کہ آدم سے لیکر اوس مہدی تک کوئی ایسا واقع نہیں۔ اگر کوئی تاریخ سے ایسا ثابت کر سکے تو ہم مان لیویں گے۔

ایک نشان یہ بھی تھا کہ اوسوقت ذوالسنین ستارہ طلوع کریگا۔ یعنے اون برسوں کا ستارہ جو پہلے گذر چکے ہیں۔ یعنے وہ ستارہ جو مسیح ناصری کے ایام (برسوں) میں طلوع ہؤا تھا۔ اب وہ ستارہ بھی چڑھ گیا جس نے یہودیوں کے مسیح کی اطلاع آسمانی طور پر دی تھی۔ اسی طرح قرآن کے دیکھنے سے بھی پتا لگتا ہے واذا العشار عطلت۔ واذا الوحوش حشرت۔ واذا البحار سجرت۔ واذا النفوس زوجت واذا الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت واذا الصحف نشرت۔ ش۲ یعنے اوس زمانہ میں اونٹنیاں بے کار ہو جاویں گی اعلیٰ درجہ کی سواری اور بار برداری جن سے ایام سابقہ میں ہؤا کرتی تھی یعنے اوس زمانہ میں سواری کا انتظام کوئی ایسا پیدا ہوگا کہ یہ سواریاں بے کار ہو جاویں گی۔ اس سے ریل کا زمانہ مراد تھا۔ وہ لوگ جو خیال کرتے ہیں کہ ان آیات کو تعلق قیامت سے ہے وہ نہیں سوچتے کہ قیامت میں اونٹنیاں حمل دار کیسے رہ سکتی ہیں کیونکہ عشار سے مراد حملدار اونٹنیاں ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ اُس زمانہ میں چاروں طرف نہریں پھیل جاویں گی اور کتابیں کثرت سے اشاعت پاویں گی۔ غرضکہ یہ سب نشان اسی زمانہ کے متعلق تھے اب رہا مکان کے متعلق سو یاد رہے کہ دجال کا خروج مشرق میں تبلایا گیا جس سے ہمارا ملک مراد ہے۔ چنانچہ صاحب حجج الکرامہ نے لکھا ہے۔ کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ . . . .

. . . .

. . . . اور یہ ظاہر ہے کہ ظہور مسیح اوسی جگہ ہو۔ جہاں دجال ہو۔ پھر اُس گاؤں کا نام قدعہ قرار دیا ہے۔ جو قادیان کا مخفف ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یمن کے علاقہ میں بھی اس

نام کا کوئی گاؤں ہو۔ لیکن یاد رہے کہ یمن حجاز سے مشرق میں نہیں۔ بلکہ جنوب میں ہے۔ آخر اسی پنجاب میں ایک اور قادیاں بھی تو لودھیانہ کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ خود قضا و قدر نے اس عاجز کا نام جو رکھوایا ہے۔ تو وہ بھی ایک لطیف اشارہ اس طرف رکھتا ہے۔ کیونکہ **غلام احمد قادیانی** کے عدد بحساب جمل پورے تیرہ سو نکلتے ہیں۔ یعنے اس نام کا امام چودھویں صدی کے آغاز پر ہوگا غرض آنحضرت کا اشارہ اسی طرف تھا۔ حوادث بھی ایک علامت تھی۔ حوادث سماوی نے بحیثیت طاعون اور ہیضہ کی صورت پکڑ لی طاعون وہ خطرناک عذاب ہے کہ اسنے گورنمنٹ تک کو زلزلہ ڈال دیا۔ اگر اسکا قدم بڑھ گیا تو ملک صاف ہو جاوے گا۔ ارضی حوادث لڑائیاں۔ زلازل تھے۔ جنہوں نے ملک کو تباہ کیا۔ مامور من اللہ کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اپنے ثبوت میں آسمانی نشان دکھاوے ایک لیکھرام کا نشان کیا کچھ کم نشان تھا۔ ایک کشتی کے طور پر کئی سال تک ایک شرط بدھی رہی پانچ سال برابر جنگ ہوتا رہا طرفین نے اشتہار دیئے عام شہرت ہوگئی ایسی شہرت کہ جس کی مثال بھی محال ہو پھر ایسا ہی واقعہ ہوا۔ جیسے کہ کہا گیا تھا اس واقعہ کی کوئی اور نظیر ہے وہ یہ مہوتسو کے متعلق بھی کئی دن پہلے اعلان کیا کہ ہمکو اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے کہ ہمارا مضمون سب پر غالب رہے گا جن لوگوں نے اس عظیم الشان اور پُر رعب جلسہ کو دیکھا ہے وہ خود غور کر سکتے ہیں کہ ایسے جلسہ میں غلبہ پانے کی خبر پیش از وقت دیدینی کوئی اٹکل یا قیاس نہ تھا۔ پھر آخر کار وہی ہوا۔ جیسے کہا گیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(تمام شد)

دنیا میں سب سے زیادہ عمر کا آدمی شہر ماسکو ملک روس میں رہتا ہے اس کا نام ازرائی زروڈا مسٹی ہے اور اوس کی عمر ۱۳۵ سال کی ہے اسی طرح دنیا میں سب سے زیادہ عمر والی عورت امیریکا کے ایک مقام پر رہتی ہے اور اوس کی عمر ۱۱۷ برس کی ہے ممکن ہے کہ دیگر ممالک میں اس سے بھی زیادہ عمر کے مرد عورت ہوں لیکن جہاں اخباروں کے نامہ نگار دنگا گذر نہیں وہاں کے عجائبات کو کون ظاہر کرے۔

شہر فلاڈلفا ملک امیریکا سے ہندوستان کے دیوتوں کی سنگ مرمر کی مورتیاں بن کر آتی ہیں اور لاکھوں روپیہ یہاں سے لیجاتی ہیں اچھے خدا پرست ہیں جو بت پرستوں کو بت پرستی میں زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک پُرانا مضمون عظمتِ قرآنِ کریم پر

ذیل میں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پرانا نادر لاجواب مضمون شائع کرتے ہیں جو غالباً پچیس برس سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے پنڈت کھڑک سنگھ جسکا اس مضمون میں ذکر ہے آریہ تھا جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مذہبی مناظرہ کرنے کے لئے قادیان آیا تھا اور یہاں سے لاجواب ہو کر گیا تھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا مگر بدقسمتی اور شرم نے کچھ ایسا چکر میں ڈالا کہ آریہ تو نہ رہا عیسائی ہو گیا۔ اور پھر اسی طرز تقریر پر جو یہاں وید کے ابطال کی متعلق حضرت حجۃ اللہ سے سنی تھی عیسائی ہو کر اوس نے آریہ مذہب اور ویدوں کے ابطال پر کئی رسالے لکھے تھے۔ غرض یہ مضمون اسکے لئے لکھا گیا تھا جو **خوش قسمتی** سے ہمیں خود اعلیٰ حضرت ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا مل گیا تھا۔ ہم ناظرین الحکم کے فائدہ اور قرآن کریم کی تعلیم کا بھی کسقدر نمونہ دکھایا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ مضمون . . اپنی خوبی قدامت اور دوسرے وجوہ سے بہت ہی پسند کیا جاویگا اور بجائے خود الحکم کی تعویق کی ایک لا نظیر تلافی ہوگا۔

ایڈیٹر

. . . .

سوال لاجواب کہ جسکے جواب دینے سے اگر پنڈت کھڑک سنگھ خاموش رہیگا تو اوسکا جھوٹا ہونا ثابت ہوگا

قرآن مجید کی کلام الہیٰ ہونے کی بڑی بھاری نشانی یہ ہے کہ اوس کی ہدایت سب ہدایتوں سے کامل تر ہے اور اس دُنیا کی حالت موجودہ میں جو جو خرابیاں پڑی ہوئی ہیں قرآن مجید سب کی اصلاح کرنے والا ہے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ قرآن مجید اور کتابوں کی طرح مثل کتھا کی نہیں ہے بلکہ مدلل طور پر ہر یک امر پر دلیل قائم کرتا ہے اس دوسری نشانی پر پہلے بنام کھڑک سنگھ وغیرہ پانسو روپیہ کا اشتہار بھی دیا تاکوئی پنڈت یہ صفت وید میں ثابت کرکے دکہلا دے کہ وید نے کن دلائل سے اپنے عقائد کو ثابت کیا ہے۔ مگر آج تک کسی کو توفیق نہ ملی کہ دم بھی مار سکے ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ وید میں نہ انجیل میں نہ توریت میں ہرگز طاقت نہیں کہ کسی فرقہ مخالف کا رد مثلاً دہریہ کا رد یا طبعیہ کا رد یا ملحدوں کا رد یا منکر الہام کا رد یا منکر نبوت کا رد یا بت پرست کا رد یا منکر نجات کا رد یا منکر عذاب کا رد یا منکر واحدانیت باری کا رد یا کسی اور منکر کا رد دلائل قطعیہ سے کرکے دکہلاوے یہ سب کتابیں تو مثل مردہ کے پڑی ہیں کہ جن میں جان نہ ہو کھڑک سنگھ جاہلوں کو بہکاتا ہے کہ وید میں سب کچھ کہا ہے تو اگر وہ سچا ہے تو ہم اوس کو پانسو روپیہ دینا کرتے ہیں۔ ہم سے ٹوٹ بنوا لکھالے کسی فرقہ کے رد میں دلائل عقلیہ سے جو وید میں درج ہوں وہ تین جز بمقابلہ فرقان مجید لکھکر دکھاوے یا خدا کی خالقیت سے عاجز ہونے پر یا نجات ابدی دینے سے عاجز ہونے پر بمقابلہ ہمارے دلائل کی وید سے دلائل نکال کر لکھی اور پانسو روپیہ فی الفور ہم سے لیلئے اور وہ جو کہتا ہے کہ فرقان مجید توریت انجیل سے نکالا گیا ہے تو اوسکو چاہئیے کہ اگر وید سے کام نہیں بنتا تو توریت یا انجیل سے مدد لی اور اگر توریت یا انجیل وہ دلائل جو فرقان مجید پیش کرتا ہے پیش کر دیں گے تو ہم تب بھی کھڑک سنگھ کو پانسو روپیہ نقد دیدینگے ایک تمسک نمون تعدادی پانسو روپیہ ابھی لکھ کر ہم بھیجدیتے ہیں لیکن اگر اس کے جواب میں خاموش رہی اور کچھ غیرت اور شرم اوس کو نہ آوے تو معلوم کرنا چاہئیے کہ بڑا بے حیا اور بے شرم ہے کہ ایسی پاک اور مقدس کتاب کی ہتک کرتا ہے کہ جسکی ثانی حکمت اور فلسفہ میں اور کوئی کتاب نہیں مِن ما وَجَدت۔ تمام اوس کے لیوعدہ انعام پانسو روپیہ ہمارا مضمون چھپ رہا ہے اوس نے آجتک کونسی دلائل وید کے پیش کرے شرم کجا است کہ پیش مردان بیاید

اور پہلی نشانی جو پہلے عنوان اس مضمون میں لکھی ہیں اوس کا مطلب یہ ہے کہ فرقان مجید اپنی احکام میں سب کتابوں سے کامل تر ہیں اور ہماری موجودہ حالت کی عین مطابق ہے اور جسقدر فرقان مجید میں احکام ہدایت حسب حالت موجودہ دُنیا کی مندرج ہیں کسی اور کتاب میں ہرگز نہیں اگر کھڑک سنگھ وید میں یا توریت انجیل میں یہ سب احکام نکال دے تو اسپر بھی ہم پانسو روپیہ دینے کی شرط کرتے ہیں اگر کچھ شرم ہوگی تو ضرور بمقابلہ اوس کے وید سے بحوالہ پتہ و نشان لکھے گا ورنہ خود بہ لڑکے جنکو بہکا رہا ہی سمجھ جاوینگے کہ جھوٹا ہے کون منصف اس عذر کو سن سکتا ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ تمہارا وید محض ناقص ہے تم یہ احکام وید سے نکالدو اگر ناقص نہیں تم یہ جواب دیتے ہو ہمیں فرصت نہیں وید یہاں موجود ہیں بھلا یہ کیا جواب ہے اس جواب سے تو تم جھوٹے ٹھہرتے ہو جس حالت میں ہم پانسو روپیہ نقد دینا کرتے ہیں ٹوٹ بنوا لکھدیتے ہیں رجسٹری کرادیتے ہیں تو پھر اگر تمہارا وید بھی کچھ چیز ہے تو کس دن کے واسطے کہا ہوا ہے دس بیس روز کی ہمسے مہلت لیلو دیانند کو اپنا مددگار بنالو ہمکو وہ احکام نکالدو جو ہم نیچے فرقان مجید سے نکال کر لکھیں گے یا یہ اقرار کرو کہ یہ احکام ہمارے نزدیک ناجائز ہیں تب پھر ان کے ناجائز ہونیکا ثبوت دو اور وید سے حوالہ دو غرض تم ہمارے ہاتھ سے کہاں بھاگ سکتے ہو اور یہ جو تم محض شرارت سے بارادہ توہین حضرت خاتم الانبیاء کی نسبت بدزبانی کرتے ہو یہ محض تمہاری بداصلی ہے ورنہ وید میں بھی تمنے ایسی اہانت سب پیغمبروں کی نسبت لکھی ہے۔ ہمکو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سب پیغمبروں کی تعظیم کرتے ہیں اور جیسا کہ خدا نے ہمکو فرمایا ہے نجات سب مخلوقات کی اسلام میں

اور قرآن کریم کی عظمت اور مسیح موعود نے جلال کے لئے اسے شائع کرتے ہیں اس میں

سمجھتے ہیں۔ تمکو اگر حضرت خاتم الانبیاء پر کچھ اعتراض ہے تو زبان تہذیب سے وہ اعتراض جو سب سے بڑا ہو تحریر کر کے پیش کرو ہم تمسک لکھدیتے ہیں کہ اگر وہ اعتراض تمہارا صحیح ہوا تو ہزار روپیہ ہم تمکو دینگے اور تم ایک تمسک لکھدو کہ اگر وہ اعتراض جھوٹا نکلا تو سو روپیہ بطور جرمانہ تم ہمکو دوگے اور اب اگر ہماری یہ تحریر سنکر چپ ہو جاؤ اور اس شرط پر بحث شروع نہ کرو تو ہر یک منصف سمجھ جائیگا کہ وہ سب توہین تمنے بے ایمانی سے کی ہے اکثر لوگوں کا اکثر قاعدہ ہے کہ آفتاب پر تھوکتے ہو اور بجھا ہوا چراغ لئے بیٹھے ہو دُنیا کی بڑی چیز سمجھ رکھا ہے کہ موت سے ڈرتے نہیں ورنہ ایسے آفتاب کی توہین کرنا جو نور دنیا کا ہے نری بے ایمانی ہے۔ جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دیکر جاؤ حیران ہو جاتے ہیں . . . . اب ہم نیچے وہ احکام فرقان مجید کی لکھتے ہیں کہ جنہیں ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ وید میں یہ تمام احکام ضرور یہ ہرگز موجود نہیں اسلئے وید ناقص تعلیم ہے اور تم کہتے ہو کہ ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں اور لعنت اوس شخص پر کہ جھوٹا ہے۔

اوّل خدا کی نسبت جو احکام فرقان مجید کے ہیں خلاصہ آیات کا نیچے لکھتا ہوں

۱- تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو جس نے تمہارے جسموں کو بنایا اوسی نے تمہارے روحوں کو بنایا وہی تم سب کا خالق ہے اُس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوتی۔

۲- آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین آسمان میں نظر آتی ہیں یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کے پاداش نہیں محض خدا کی رحمت ہے کسی کو یہہ دعوے نہیں پہنچتا کہ میری نیکیوں کے عوض میں خدا نے سورج بنایا یا زمین بچھائی یا پانی پیدا کیا۔

۳- تو سورج کی پرستش نہ کر تو چاند کی پرستش نہ کر تو آگ کی پرستش مت کر تو پتھر کی پرستش مت کر تو مشتری ستارے کی مت پوجا کر تو کسی آدم زاد یا اور کسی جسمانی چیز کو خدا مت سمجھ کہ یہہ سب چیزیں تیری ہی نفع کے واسطے ہمنے پیدا کی ہیں۔

۴- بجز خدا کے کسی چیز کی بطور حقیقی تعریف مت کر کہ سب تعریفیں اوسی کی طرف راجع ہیں بجز اوسکے کسی کو اوس کا وسیلہ مت سمجھ کہ وہ تجھ سے تیری رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے

۵- تو اوس کو ایک سمجھ کہ جس کا کوئی ثانی نہیں تو اوس کو قادر سمجھ جو کسی فعل قابل تعریف سے عاجز نہیں تو اوس کو رحیم اور فیاض سمجھ کہ جس کی رحم اور فیض پر کسی عامل کے عمل کو سبقت نہیں

دوئم حالت موجودہ دنیا کی مطابق گناہوں کے

نسبت

۱- تو سچ بول اور سچی گواہی دے اگرچہ اپنے حقیقی بھائی پر ہو یا باپ پر ہو یا ماں پر یا کسی اور پیارے پر ہو اور حقانی طرف سے الگ مت ہو۔

۲- تو خون مت کر کیونکہ جس نے ایک بے گناہ کو مار ڈالا وہ ایسا ہے کہ جیسا اوس نے سارے جہان کو قتل کر دیا۔

۳- تو اولاد کشی اور دختر کشی مت کر تو اپنے نفس کو آپ قتل مت کر تو کسی قاتل یا ظالم کا مددگار مت ہو تو زنا مت کر۔

۴- تو کوئی ایسا فعل نہ کر جو دوسرے کا ناحق باعث آزار ہو۔

۵- تو قمار بازی نہ کر تو شراب مت پی تو سود مت لے اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہی دوسرے کیلئے کر

۶- تو نامحرم پر ہرگز آنکھ مت ڈال نہ شہوت سے نہ خالی نظر سے کہ یہہ تیرے لئے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

۷- تم اپنی عورتوں کو میلوں اور محفلوں میں مت بھیجو اور اون کو ایسے کاموں سے بچاؤ کہ جہاں وہ ننگی نظر آویں تم اپنی عورتوں کو زیور چھنکاتی ہوئی خوش اور پسند لباس کوچوں اور بازاروں اور میلوں کے سیر سے منع کرو اور اونکو نامحرموں کی نظر بازی سے بچاتے رہو۔

تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو اور دین اور عقل اور خدا ترسی میں اونکو پختہ کرو اور اپنے لڑکوں کو علم پڑھاؤ۔

۸- تو جب حاکم ہو کر کوئی مقدمہ کرے تو عدالت کر اور رشوت مت لی اور جب تو گواہ ہو کر پیش ہو تو سچی گواہی دیوے اور جب تیرے نام حاکم کے طرف سے بغرض ادا کسی گواہی کے حکم طلبی کا صادر ہو تو خبردار حاضر ہونے سے انکار مت کیجو اور عدول حکمی مت کریو۔

۹- تو خیانت مت کر تو کم وزنی مت کر اور پورا پورا تول تو جنس ناقص کو عمدہ کی جگہ مت بیچ تو جعلی دستاویز مت بنا اور اپنی تحریریں جعلسازی نہ کر تو کسی پر تہمت مت لگا۔ اور کسی کو الزام نہ دے کہ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔

۱۰- تو چغلی نہ کر تو گلہ نہ کر تو نمامی مت کر اور جو تیرے دل میں نہیں وہ زبان پر مت لا۔

۱۱- تیرے پر تیرے ماں باپ کا حق ہے جنہوں نے تجھے پرورش کیا بھائی کا حق محسن کا حق ہے تجھ دوست کا حق ہے ہمسایہ کا حق ہے ہموطنوں کا حق ہے۔ تمام دُنیا کا حق ہے سب سے رتبہ برتبہ ہمدردی سے پیش آ۔

۱۲- شرکار کے ساتھ بدمعاملگی مت کر یتیموں اور ناقابلوں کے مال کو خورد بُرد مت کر

۱۳- استقاط حمل مت کر۔ تمام قسموں زنا سے پرہیز کر کسی عورت کی عزت میں خلل ڈالنے کیلئے شتاب پر کوئی بہتان مت لگا۔

۱۴- رو بخدا ہو اور رو بدنیا نہ ہو کہ دُنیا ایک گذر جانیوالی جگہ ہے اور وہ جہان ابدی جہان ہے بغیر ثبوت کامل کے کسی پر نالائق تہمت مت لگا کہ دلوں اور کانوں اور آنکھوں سے حیات کے من مواخذہ ہوگا۔

۱۵- کسی سے جبراً کوئی چیز مت چھین اور قرض کو عین وقت پر ادا کر اور اگر تیرا قرضدار نادار ہے تو اوس کو قرض بخشدے اور اگر اتنی طاقت نہیں تو قسطوں سے وصول کر لیکن تب بھی اوس کی وسعت وقت دیکھلے

۱۶- کسی کے مال میں لاپروائی سے نقصان مت پہنچا اور نیک کاموں میں لوگوں کو مدد کر

۱۷- اپنے ہمسفر کی خدمت کر اور اپنے مہمان کو تواضع سے پیش آ سوال کرنیوالے کو خالی مت پھیر ہر ایک جاندار بھوکے پیاسے پر رحم کر

۱۸- لوگوں کے راز جوئی مت کر اور کسی کے گھر میں بغیر اوس کی اجازت کے اندر مت جا اور کسی شخص کو دہوکہ دینے کی نیت سے کوئی کام مت کر دغا اور فریب اور نفاق سے دور رہ اور ہر یک شخص سے صفا دلی سے معاملہ کر اور یتیموں اور ہمسائیوں اور غریبوں خواہ رشتہ دار ہوں خواہ غیر تعلق والے ہوں اور ساتھ والے مسافروں اور راہگیروں اور غلاموں پر مہربانی کرو۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

جنرل بوتھ لنڈن شہر پر

ہمارے ناظرین جنرل بوتھ کے نام سے ناآشنا نہونگے یہہ معمر آدمی مکتی فوج کا بانی ہے اُنہوں نے آجکل شہر لنڈن کی زندگی پر ایک جدید کتاب شائع کی ہے۔ اس میں ظاہر کیا ہے کہ آجکل شراب خوری کا مرض عورتوں میں بڑھتا جاتا ہے اور یہہ شراب خوری ترقی عورتوں کے حقوق کی ایزادی کے باعث ہوئی ہے کیونکہ وے جب اپنے آپ کو دیگر معاملات میں مردوں کے برابر سمجھتی ہیں تو شراب کی بوتلیں مردوں کی طرح لنڈھانے میں اب اُنہیں شرم نہیں معلوم دیتی

جنرل بوتھ در اصل غلط نتیجے پر پہنچے ہیں۔ مے نوشی اور عیاشی کے سیلاب کا بند **کفارہ** کے ماننے سے ٹوٹتا ہے اور یہ عملی ثبوت ہے اس امر کا کہ کفارہ انسان کی نجات کا ذریعہ نہیں ہو سکتا اور اس کو نجات سے کوئی تعلق نہیں اور پھر جنرل بوتھ انجیل سے ناواقف معلوم ہوتا ہے جبکہ یسوع صاحب معجزات سے شراب بنایا کرتے تھے تو پھر یسوع کے ماننے والے شراب کی بوتلیں لنڈھا کر ان معجزات کی یادگار کیوں قائم نہ رکھیں! اور پھر جنرل بوتھ کو ایک اور دھوکا ہوا ہے جب خود انکا خداوند یسوع شراب پیتا تھا تو اوروں کے لئے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ غالباً یہی وجہ ہے جو جنرل بوتھ نے اپنی ساری کتاب میں شراب کی حرمت پر کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے۔ بلکہ اگر اس سے کچھ پایا جاتا ہے تو یہ پایا جاتا ہے کہ عورتوں کو مردوں کے برابر شراب نہیں پینی چاہیئے جس مذہب کا یہ حال ہو اور جس کے ماننے والوں کی یہہ حالت کیا وہ انسان کے اندر حقیقی پاکیزگی اور طہارت پیدا کر سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ دنیا کے کل مذاہب موجودہ میں بجز یہہ فخر صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے جسنے صاف لفظوں میں شراب کو حرام کیا ہے۔

جنرل بوتھ نے یہہ بھی لکھا ہے کہ بدزبانی یعنی ناشائستہ کلامی میں بھی ترقی ہو رہی ہے گلی کوچوں میں نہ صرف مرد و زن بلکہ چھوٹے بچوں تک سخت ناپاک اور گندے الفاظ استعمال کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں تعلیم کے عام ہونیکا نتیجہ تو یہہ ہونا چاہیئے تھا کہ گندہ دہنی دور ہوتی نہ بجائے اس کے کلام کی ناپاکی بڑھ جاتی۔ جنرل بوتھ عیسائی ہو کر مکتی فوج کے بانی ہو کر لنڈن کی اس حالت پر مفت اظہار افسوس کرتے ہیں وہ انجیل کو پڑھیں اور یسوع صاحب کی ان تقریروں کو پڑھیں جو آپ یہود کے علماء کے سامنے کرتے ہیں زبان پر پوری حکومت کا سبق بھی صرف اسلام ہی نے دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرز عمل سے دکھایا ہے۔ جنرل بوتھ کے مندرجہ بالا ریمارک سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محض ذہنی ترقی اور صنعت و حرفت میں بلند پروازگی دلوں کی ناپاکی اور کدورت کو صاف نہیں کر سکتی بلکہ اس کے لئے ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین اور گناہ سوز فطرت کا پیدا ہونا اور یہہ ممکن نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کے تازہ بتازہ نمونے سامنے نہوں اور یہ بات اسلام کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں چنانچہ اسوقت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے **حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کا وجود باجود ان نشانات کا نمونہ ہے +

ڈیلی نیوز لنڈن کی مذہبی مردم شماری

انگلستان کے ڈیلی نیوز روزانہ اخبار کی طرف سے لنڈن کے خاص خاص معاملات کے متعلق مردم شماری کی گئی۔ اس کے ضمن میں اس نے یہہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کسقدر فیصدی آدمی گرجا گھروں یا دیگر مذہبی جلسوں میں شامل ہوتے ہیں اس مردم شماری کے دوران میں معلوم ہوا کہ مقام چلسی میں جہاں کی آبادی ستر ہزار آدمیوں کی ہے صرف ۴۰۰ آدمی مذہبی جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت انگلستان کی دینی اور روحانی حالت پستی کیطرف جا رہی ہے اور مصنوعات اور اختراعات کی طرف ساری قوتیں صرف ہو رہی ہیں۔ چرچ آف انگلنڈ دنیا کے مختلف ممالک اور قطعات میں کروڑوں روپیہ عیسائی بنانے کے لئے خرچ کر رہا ہے لیکن اس کے اپنے گھر کی یہ حالت ہے کہ رسمی طور پر بھی ستر ہزار آدمیوں میں تیس آدمی گرجا میں جاتے ہیں یہ ثبوت ہے عیسویت کے تنزل اور ادبار کا اور یہ اثر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس قدسیہ کا جو کسر صلیب کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اندرونی طور پر عیسائی مذہب کو دو کیڑے لگ چکے ہیں یعنے اول اس میں فلاسفروں اور آزاد خیال لوگوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو اپنی قلم اور زبان سے عیسائی مذہب کے اصولوں کی تکذیب اور تردید کر رہے ہیں دوسرے عیسائی مذہب کے ماننے والوں میں عملی طور پر ماننے والوں کی تعداد دن بدن کم ہو رہی ہے اور یہ سب اس کامیابی کی ٹھنڈی ہوائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود کو کسر صلیب میں ہونے والی ہے۔

ریمارک

عرصہ سے چند اخبارات اور بعض کتابیں دفتر الحکم میں بغرض ریمارک پہنچی ہوئی ہیں افسوس ہے کہ ہم اب تک انپر نوٹس نہیں لے سکے اور بعض ابھی تک بھی باقی رہیں گی۔ تاہم بعض جدید ہمعصروں پر مختصر سا ریمارک کیا جاتا ہے۔

النذیر۔ یہ دو جزو کا ایک ماہواری رسالہ میرٹھ سے شائع ہوا ہے جس کی سالانہ قیمت ۱۲ ہے۔ یہ رسالہ آریوں کے ہفتہ وار اخبارات اور رسالجات ماہواری کے اعتراضوں کے جواب دینے کے لئے نکالا گیا ہے اور ہمارے خیال میں جبکہ آریوں کے اخبارات کثرت کے ساتھ مقدس اسلام کی توہین کر کے لوگوں میں بد ظنی پھیلانا چاہتے ہیں ان کے ذب اور دفع کے لئے جسقدر رسالے اور اخبار ہوں تھوڑے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے رسالوں کی ہر طرح سے مدد کریں۔

مضامین کے پڑھنے سے جہانتک پتہ لگتا ہے۔ ان میں مولوی پنڈت ابو رحمت واعظ کا قلم کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جو سنسکرت کے اچھے عالم ہیں اور آریوں کے گھر کے بھیدی ہیں۔

ست اپدیش۔ لاہور سے سوامی شیوانند صاحب نے ایک پندرہ روزہ اخلاقی پرچہ نکالا ہے سوامی شیوانند کسی زمانہ میں دیو دھرم آشرم سے متعلق تھے اور ستیانند اگنی ہوتری کے چیلے تھے۔ پھر کچھ عرصہ تک جنرل بوتھ کی مکتی فوج میں رہ کر جنگی پکار نام ایک اخبار کو ایڈٹ کرتے رہے اور پھر جلسہ مذاہب کے بانی شوگن چند کے ساتھ رہے اب آپ نے یہ اخبار نکالا ہے اسمیں کوئی کلام نہیں کہ یہ پرچہ اخلاقی تعلیم لئے ہوئے ہوتا ہے اور ملک کی اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے ایسے پرچوں کی ضرورت لیکن ہم خطرناک غلطی کریں گے اگر یہ ظاہر نہ کریں کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ اور اصولوں کے خلاف چل کر اخلاقی پاکیزگی کا پیدا کرنا ایک خیالی امر ہے۔ حقیقی اخلاق کا پتہ بھی بغیر اس کے نہیں لگ سکتا۔ بہرحال یہ پرچہ اخلاقی پرچہ سالانہ قیمت دو روپیہ ہے۔

نیر اعظم مراد آباد۔ اگرچہ یہ پرانا اخبار ہے اور ۲۸ سال سے جاری ہے مگر منشی ایس این علی صاحب کے اہتمام اور ایڈیٹری میں جب سے چھپنا شروع ہوا ہے اس اخبار کی حالت میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے اب بڑی متانت اور معقولیت کے ساتھ واقعات حاضرہ پر بحث کی جاتی ہے اور مضامین کے اقتباس اور ترتیب میں خاص اخباری مذاق سے کام لیا جاتا ہے نمونہ کا پرچہ جو مفت ملتا ہے منگوا کر کل باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

آصف الاخبار۔ یہہ پندرہ روزہ اخبار آغا شاعر قزلباش دہلوی نے ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے ہندوستانی دربار تاجپوشی کی یادگار اور سلطان دکن کی اٹھتیسویں سالگرہ کی خوشی میں دہلی سے نکالنا شروع کیا آغا شاعر کی تحریریں اردو زباندانی کے شائقین زبان چٹخارے لے لے کر پڑھتے ہیں اور آصف الاخبار کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس اخبار کی زبان ٹکسالی ہونے کے علاوہ نہایت سلیس اور صاف ہوتی ہے اخباری مراتب اور مدارج کے لحاظ سے اخبار میں بہت بڑی ترقی کی گنجائش ہے لیکن اردو انشاپردازی کے لئے یہ اخبار دہلی کے دوسرے اخبارات سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ پندرہ روزہ اخبار کے لئے عام قیمت تین روپیہ زیادہ ہے۔ کاغذ۔ کتابت اور چھپائی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے بہرحال ہم اپنے نئے ہمعصر کی کامیابی چاہتے ہیں۔

اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور حقیقی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا یہہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی محبت صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دیجائیگی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصّہ مال کا چھوڑتا ہے ضرور اسے پائیگا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کے راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیئے تو وہ ضرور اُس مال کو کھوئے گا یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصّہ مال کا دیکر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اوس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہہ اوس کا احسان ہے کہ تمھیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس خدمت کو بجالائے گی تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمھاری بھلائی کے لئے ہے پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرّہ محتاج نہیں ہاں تم پر یہہ اوس کا فضل ہے کہ تمکو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔ تھوڑے دن ہوئے کہ بمقام گورداسپور مجھکو الہام ہوا تھا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَکِیْلًا یعنی میں ہی ہوں کہ ہر ایک کام میں مجھے کارساز سمجھ لے اور دوسروں کا اپنے کاموں میں کچھ بھی دخل مت سمجھ جب یہہ الہام مجھ کو ہوا تو میرے دل پر ایک لرزہ پڑا اور مجھے خیال آیا کہ میری جماعت ابھی اس لائق نہیں کہ خدا تعالیٰ اون کا نام بھی لے اور مجھے اس سے زیادہ کوئی بھی حسرت نہیں کہ میں فوت ہو جاؤں اور جماعت کو ایسی ناتمام اور خام حالت میں چھوڑ جاؤں میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اوس مال کو نہیں سمجھتا کہ اوس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنا خزائن سمجھتا ہے اور امساک اوس سے اس طرح دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے اور یقیناً سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ میں ایک کام کے لئے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اُس کی طرف کچھہ التفات نہ کرے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہہ بھی گناہ ہے کہ کوئی اس کی خدمت کر کے یہہ خیال کرے کہ میں نے کچھہ کیا ہے اگر تم کوئی نیکی کا کام بجالاؤ گے اور اوسوقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے اور تمہاری عمریں زیادہ ہونگی اور تمھارے مالوں میں برکت دیجائیگی مجھے اسبات کی تصریح کی ضرورت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا کیا خدمات بجالائے تھے اب تم سوچ کر دیکھو کہ یہ خدمات اون خدمات کے مقابل پر کیا چیز ہیں میں تمہیں بہت دیر تک نہیں رہونگا اور وہ وقت چلا آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہیں دیکھو گے اور بہتوں کو حسرت ہو گی کہ کاش ہمنے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا سو اسوقت اُن حسرات کا تدارک کرو جسطرح پہلے نبی رسول اپنی امت میں نہیں رہے میں بھی نہیں رہونگا سو اسوقت کا قدر کرو اور اگر تم اسقدر خدمت بجالاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس راہ میں بیچدو پھر بھی ادب سے دور ہو گا کہ تم خیال کرو کہ ہمنے کوئی خدمت کی ہے تمہیں معلوم نہیں کہ اسوقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اوس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں ہر یک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دلمیں ہے وہ تمھاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہمنے کچھ کیا ہے اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے یہہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جسقدر بے ادب جلد تر ہلاک ہو جاتا ہے ایسے جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا اور میں یہہ بھی کہتا ہوں کہ اس خدمت کے ساتھ دوسری خدمت میں سُست مت ہو بہت نادان وہ شخص ہے کہ وہ اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اسطرح پر کہ ایک نیکی میں فتور ڈالکر دوسری نیکی بجالاتا ہے وہ خدا کے نزدیک کچھ چیز نہیں بلکہ تم اون نیکیوں اور اون خدمتوں کو بھی اپنے دستور کے مطابق بجالاؤ اور یہہ نئی خدمت جو بتائی جاتی ہے اسمیں بھی پوری کوشش کا نمونہ دکھاؤ اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے تو یہہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قایم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھہ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سوائے جماعت کے سچے مخلصو خدا تمہارے ساتھ ہو تم اس کام کے لئے ہمّت کرو خدا تعالیٰ آپ تمھارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وہ وقت ہمت کا ہے اب اس سے زیادہ کیا لکھوں خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دیوے آمین ثم آمین

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

حضرت اقدس علیہ السلام کی اس تحریک پر ہمارے بعض احباب نے اصل مسودہ کو ہی پڑھ کر تعمیل حکم میں بڑی سرگرمی دکھلائی ہے چنانچہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور خواجہ کمال الدین صاحب اور حکیم فضل الدین صاحب نے اوسیوقت دس دس رسالے اپنے خرچ پر بھجوانے منظور کئے اور ایسا ہی بہت سارے دوسرے احباب نے خود خریداری میگزین منظور کی اور بعض احباب نے آٹھ آٹھ دس دس رسالے اپنے احباب کے نام بھجوا کر اون کو خریدار بنایا اس لئے سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ حضرت اقدس کا ارشاد جو دس ہزار خریدار میگزین پیدا کرنے کا ہے اس کی تعمیل میں ہر طرح سے کوشش کریں سب احباب خواندہ ہوں یا ناخواندہ اوس کو خریدیں اور حسب توفیق اردو یا انگریزی رسالہ کی دو دو چار چار دس دس بیس بیس کاپیاں خود خرید کر باہر بھجوا دیں جو خود رسالہ کی پوری قیمت نہ دے سکتے ہوں وہ ایکدوسرے کے ساتھ ملکر ایک ایک رسالہ خریدیں اور اپنے احمدی احباب کو اور دوسرے دوستوں کو جو مذہب اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں اسکے خرید کرنے کے لئے مجبور کریں کیونکہ یہہ رسالہ مذہب اسلام کی صداقت کو دکھاتا اور غیر مذاہب عیسائیوں آریوں وغیرہ کے اعتراضوں کا جواب دیتا ہے اور زبان انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ امریکہ اور دنیا کے دوسرے حصوں میں جاتا ہے۔ اگر ہماری جماعت میں سے پانسو آدمی ایسے ہمت پیدا ہو جائیں کہ دس دس رسالے اپنے خرچ پر خرید کر باہر بھجوا دیں اور پانچ ہزار احمدی اس کے علاوہ ہوں جو ایک ایک رسالہ خریدیں تو باسانی تعداد دس ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ جو احباب رسالہ خریدیں وہ اس امر کا خیال رکھیں کہ بعض مضامین جنوری سے شروع ہوئے ہوئے ہیں اس لئے شروع سال سے خریدنا مفید ہوگا اور ایسا ہی ۱۹۰۲ء کی جلد جو عہ پر دیجاتی ہے اس کو بھی ضرور خریدیں ورنہ پھر اسکا ملنا مشکل ہوگا اردو رسالہ کی قیمت عہ اور انگریزی کی للعہ (ولایت کیلئے للعہ) سالانہ ہے۔ جملہ درخواستیں اور روپیہ بنام محمد علی ایم اے مینیجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں +

مراسلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جہلم میں احمدی جماعت کے مخالف مسلمانوں کی دیانت

مکرّم بندہ جناب شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یہہ چند سطور ارسال خدمت کرتا ہوں۔ امید کہ اپنے معزز پرچہ میں جگہ دے کر ممنون فرماویں گے +

احمدی جماعت کے مخالف مولوی حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود خلیفۃ اللہ علیہ السلام پر فوٹو کھچوانے سے بڑے شدّ ومد سے فتوے دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا فوٹو کھچوانا محض اعلاء کلمتہ اللہ کی غرض سے ہے۔ مگر حسد اور تعصب نے اون کی آنکھوں کے

شذرات۔ لاہور سے ایک جدید اخبار **شریف** نام کے نکالنے کی تجویز کی گئی ہے جس کے ایڈیٹر ہمارے پورانے اور کہنہ مشق ہم عصر میر بشارت علی صاحب جالب دہلوی ہیں۔ جنہوں نے اخبار وکیل اور پنجاب امرتسر اور روزانہ پیسہ اخبار لاہور کی ایڈیٹری کا کام نہایت کامیابی سے کیا ہوا ہے اس اخبار کی اخباری حیثیت اور وقعت کے قایم رکھنے کے لئے جہانتک تجربہ کار۔ متین اور وسیع المعلومات ایڈیٹر کا تعلق ہے اس کے لئے جالب دہلوی کا نام کافی ہے۔ افسوس ہے اس اخبار کی کوئی قیمت نہیں بتائی گئی شاید مفت تقسیم ہو۔ کیونکہ مینجنگ پروپرائٹر صاحب ایک اشتہاری طبیب ہیں

حضرۃ حکیم الامۃ کا وعظ جلسۂ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

وجود ملائکہ کے ثبوت کے لئے مجھے کسی فلسفیانہ بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ملائکہ کے وجود کے انکار سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جسقدر فیوض اور برکات خواہ جسمانی ہوں یا روحانی انسان اللہ تعالیٰ سے پاتا ہے اس کے لئے کچھ نہ کچھ وسائط ضرور ہیں ان وسائط ہی کو مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ اور انہیں سے ملائکہ بھی ایک نام ہے۔ اس صداقت سے انکار ایسا ہی ہے جیسا وجود آفتاب کا انکار۔

ایمان بالملائکہ کی حقیقت اور غرض جو مجھے سمجھ آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یہ راز معلوم ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ انسان کے دل میں جب نیکی کی تحریک ہو معاً اس نیکی کے کرنے کے لئے مستعد اور ہوشیار ہو جاوے اور اگر اس میں ذرا بھی سستی اور کاہلی سے کام لیگا تو اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ وہ توفیق اس سے چھین لیگا۔ اور اس کے دل پر ایک حجاب سا چھا جاتا ہے اسی طرح پر ایمان بالکتب ہے اور پھر رسولوں پر ایمان ہے۔

ایمان بالرسل کے متعلق میں یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ **ایمان** صرف زبانی اقرار کا نام نہیں بلکہ اس کی حقیقت تب پیدا ہوتی ہے جب کہ اس ایمان کے موافق عمل ہو ورنہ وہ ایمان مردہ ہے اور اسکا کوئی فایدہ نہیں۔ دیکھو اونٹ کتنا بڑا جانور ہے۔ لیکن اگر ایکہزار اونٹ کی بھی ایک لمبی قطار ہو اور ان سب کی مہار ایک بچے کے ہاتھ میں دیدی جاوے تو وہ بڑی آسانی کیساتھ ان سب کو لئے چلا جاویگا۔ لیکن اگر سو آدمی بھی ملکر ایک اونٹ کو کوئیں میں گرانا چاہیں تو وہ گرنا پسند نہیں کریگا اور جہانتک اس سے ممکن ہوگا وہ اس سے بچیگا کیوں؟ وہ جانتا ہے کہ کوان اس کے لئے ہلاکت کا گھر ہے یہہ ایمان کا ایک چھوٹا سا عمل ہے جو حیوان سے ہوتا ہے پھر کسقدر شرم کی بات ہے کہ ہم انسان کہلا کر ان باتوں پر عمل نہ کریں جن کو ہم ایمانیات کی ذیل میں مانتے ہیں

ایمان بالرسل بھی ایک عظیم الشان شعبہ ایمان کا ہے آجکل دنیا میں یہ ہوا زم بہت پھیلا ہوا ہے ہر ایک شخص اپنی ہی مرضی اور رائے کو پسند کرتا اور اسی پر عمل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں یہہ بات اصلی ترقی کے خلاف اور صریح متضاد ہے۔ جو فیوض اور برکات **قوم** پر بہ حیثیت قوم نازل ہوتے ہیں وہ انفرادی حالت میں نہیں آسکتے لیکن قوم کے لئے قوم بننے کے واسطے شخصی راؤں کو چھوڑ کر ایک ہی **امام** کی اتباع ضروری ہوتی ہے۔ پس انبیاء و رسل کی ایک بڑی غرض بعثت کی یہہ بھی ہوتی ہے کہ لوگ اپنی راؤں کو چھوڑ دیں اور اس مقتدا اور مطاع کی باتوں کو مانیں اور اون پر عمل کریں اس ایک امر سے انسان کے قلب پر بڑے بڑے فیض حاصل ہوتے ہیں اور اخلاق فاضلہ اور بہت سی نیکیوں سے اُسے حصہ ملتا ہے۔ خود پسندی خود غرضی۔ تکبر۔ اور انانیت جیسے رزائل سے نجات ملتی ہے۔ جو اوس کو صداقت کے قبول کرنے سے روکنے والے ہوتے ہیں۔

انبیاء و رسل اور دوسرے ریفارمروں اور لیڈروں میں ایک عظیم الشان فرق ہوتا ہے جس کو کبھی بھولنا نہیں چاہئیے اور وہ یہہ ہوتا ہے کہ انبیاء و رسل جس امر کی تعلیم دیتے ہیں وہ خود اپنے نمونہ سے دکھا دیتے ہیں اور اوس کے نتایج اور ثمرات کا بھی مشاہدہ کرادیتے ہیں۔ خیالی ریفارمروں اور اصلاح کے مدعیوں میں یہ بات قطعاً نہیں ہوتی۔ غرض ایمان بالرسل بہت بڑی ایمانی جزو ہے **اعمال صالحہ** اعمال صالحہ ہوتے ہی نہیں کیونکہ جو فعل خواہ وہ کیسا ہی نیک کیوں نہ ہو نیک نہیں کہلاتا جب تک انبیاء و رسل کے افعال کے نمونہ پر نہ ہو۔ دنیا اسوقت حضرت امام کے دعویٰ کو سن کر حیران ہو رہی ہے اور آپ کی مسیح ابن مریم کے ساتھ مماثلت کو حیرت کے ساتھ دیکھ رہی ہے لیکن مجھے تعجب ہے کہ یہہ لوگ مسلمان کہلا کر ایمان بالرسل رکھ کر کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ اگر انبیاء کی بعثت سے ایک آدمی بھی ان کے رنگ میں رنگین نہیں ہوتا اور ہی خو بو اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا۔ تو اس صورت میں ماننا پڑےگا کہ معاذ اللہ وہ محض ناکام رہا اور یہہ صحیح نہیں ہے۔

غرض **ایمان بالرسل** بھی عقاید صحیحہ میں سے ایک امر اہم ہے

پھر عقاید میں سے ایک عظیم الشان مسئلہ جزا و سزا پر یقین کرنا ہے اس مسئلہ کے ماننے کے بغیر انسان نیکیوں کیطرف قدم نہیں اوٹھا سکتا۔ یہ مسئلہ حقیقت میں بہت بڑی ترقیوں کا بنیادی پتھر ہے۔ کیونکہ جب انسان مسئلہ جزا و سزا پر یقین رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ فلاں فعل کی جزا یہہ ہوگی اگر وہ بد ہے تو اس سے اجتناب کریگا اور اگر وہ فعل نیک ہے تو اس کے کرنیکے لئے چست اور چالاک ہوگا یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس مسئلہ کو عقاید میں داخل کیا ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں اگر اس اصل کو محکم طور پر دلمیں جگہ دیجاوے اور اوسکی حقیقت کو سمجھ لیا

حضرۃ اقدس کی طرف سے جماعت کو ارشاد

چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں اون کو دور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جسکو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا پورا کیا جائے اس لئے اور ان ہی اغراض کے پورا کرنے کے لئے رسالہ انگریزی جاری کیا گیا ہے جس کا شیوع یعنی شایع ہونا امریکہ اور یورپ کے اکثر حصوں میں بخوبی ثابت ہو چکا ہے اور بہت سے دلوں پر اثر پڑنا شروع ہو گیا ہے۔ بلکہ امید سے زیادہ اس رسالہ کی شہرت ہو چکی ہے اور لوگ نہایت سرگرم شوق سے اس رسالہ کے منتظر پائے جاتے ہیں لیکن اب تک اس رسالہ کے شایع کرنے کے لئے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہہ واقعہ اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوان مردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہاں تک اون سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں دنیا جائے گذشتنی گذاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا وقت ہاتھ میں نہیں آتا اور خود میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصہ عمر کا گذار چکا ہوں اور الہام الٰہی اور قیاس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ باقیماندہ تھوڑا سا حصہ ہے پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میرے منشاء کی مطابق میری اغراض میں مدد دیگا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو شخص ایسی مہمات میں مال خرچ کریگا میں امید نہیں رکھتا ہوں کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائیگی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمتگذاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آجائیگا کہ اگر ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں اسوقت کے پیسہ کی برابر نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کی صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی [illegible]

آنکھ پر پردے ڈال دئے ہیں۔ کان بہرے ہو گئے ہیں اور دل ناسمجھ نہ حق کے شنوا ہیں نہ حق کے بینا ہیں اور نہ حق کو سمجھتے ہیں۔ اگر حضور علیہ السلام کا ذکر ہو تو تصویر کھچوانا کفر۔ شرک ظلم غرض تمام گناہوں سے بدتر گناہ ہے۔ لیکن خود خواہ ایک معمولی سی نفسانی خواہش ہی کیوں نہ ہو سب کچھ جائز کر لیتے ہیں اور اس آیت کا مصداق بنتے ہیں۔ لِمَ تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عند الله ان تقولوا مالا تفعلون" تھوڑے دن ہوئے جہلم میں مسجد خانساماں کے متعلق کچھ معمولی سا جھگڑا ہوا تو اس مسجد کے متعلقین اور امام مسجد نے بہت سے اور لوگوں کو بھی جمع کر کے مسجد۔ امام مسجد۔ ایک دو اور مولوی اور دیگر مجمع کا فوٹو اتروا کر مقدمہ میں پیش کیا۔ اب اگر جہلم کے دوسرے مسلمانوں میں غیرت ہے اور جو لوگ ہمیں الزام لگاتے اور تصویر اتروانے پر ہمیں برا بھلا کہتے ہیں۔ کچھ دیانت رکھتے ہیں تو ان لوگوں کے ساتھ بھی جنہوں نے تصویر اتروائی ہے میل ملاپ چھوڑ دیں۔ اور انکو بھی اسلام سے خارج سمجھیں اور جسطرح ہمیں برا سمجھیں اور اسطرح اپنی غیرت اور دیانت کا نمونہ دکھائیں ورنہ آئندہ کے لئے احمدی جماعت کو طعن و تشنیع کرنے سے اپنی زبان روکیں اور اوس مالک یوم الدین کا خوف کریں جس کے حضور ایک دن پیش ہونا ہے ہم ذیل میں چند ایک مولویوں کا فتویٰ تصویر کے متعلق لکھکر دیکھتے ہیں کہ کہاں تک یہہ لوگ ان مولویوں کی عزت اور قدر کرتے اور کہاں تک ان فتونکی ان کے دلوں میں وقعت ہے۔

۱۔ (نقل فتویٰ مولوی عبد الجبار امرتسری) عکسی تصویر بنوانا شرعاً منع ہے۔ جس گھر میں تصویر ہوتا ہے اُس گھر میں فرشتہ رحمت کے نہیں آتے اور یہی وبال کافی ہے تصویر رکھنے والوں کے واسطے کہ ملائک رحمت سے محروم رہے اور حدیث صحیح میں وارد ہے ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقي فليخلقوا ذرة اس حدیث کی رو سے تصویر بنانے والا بڑا ظالم ہے۔

۲۔ (نقل فتویٰ مولوی ثناء اللہ امرتسری) تصویر اتارنی اُتروانی منع ہے حدیث شریف میں سخت ممانعت ہے۔

۳۔ (نقل فتویٰ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی) ذی روح کی تصاویر عکسی حرام ہیں بقولہٖ تعالیٰ ما هذه التماثيل التي انتم لها عاكفون اگر درخت مکان وغیرہ کا نقش ہو تو جائز ہے مگر ذی روح کی مطلق حرام ہے اور غیر جاندار کی جائز۔

۴۔ (نقل فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی) مسلمانوں کو اپنی تصویر یا کسی کی تصویر بنانی حرام ہے اور اسمیں گناہ ہے

۵۔ (نقل فتویٰ پیر مہر علی شاہ گولڑوی) تصویر عکسی ہو یا غیر عکسی کوئی جائز نہیں۔

۶۔ (نقل فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی) تصویر ذی روح کی ممانعت اسلام میں وارد ہے۔ ہاتھ کی تصویر سے مخصوص نہیں فوٹو یا عکسی تصویر بھی اسمیں داخل ہے

یہہ ہیں نمونہ کے طور پر چند ایک مولویوں کے فتوے درج کئے ہیں جن کے ہمارے مخالف لوگ بڑے دعوے سے نام لیا کرتے ہیں اب معلوم ہو جائیگا کہ ان مولویوں کی فی الواقعہ یہہ لوگ کتنی عزت کرتے ہیں۔ اگر ان مولویوں کے اس فتوی پر کوئی عمل نہ کیا گیا تو آئندہ کے لئے کسی کو کوئی حق نہ ہوگا کہ ہمارے مقابل پر ان کا کوئی فتویٰ پیش کیا جاوے۔ والسلام۔ خاکسار فقیر اللہ احمدی عفی عنہ

از جہلم

رؤیا اور الہام

۳۔ ستمبر کو آپ نے فرمایا کہ اسہال آنے سے میری طبیعت میں کچھ کمزوری پیدا ہو گئی۔ ایک تھوڑی سی غنودگی میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دونوں طرف دو آدمی پستولیں لئے کھڑے ہیں اس اثنار میں مجھے الہام ہوا فی حفاظتہ اللہ

ایک دن بوقت ظہر فرمایا کہ ہیضہ کے لئے ہم تو نہ کوئی دوا تبلاتے ہیں نہ نسخہ صرف یہہ تبلاتے ہیں کہ راتوں کو اوٹھ کر دعا کریں اور اسم اعظم رب کل شیءٍ خادمك رب فاحفظني وانصرني وارحمني۔ اس کی تکرار نماز کے رکوع سجود وغیرہ میں اور دوسرے وقتوں میں کریں یہہ خدا نے اسم اعظم تبلایا ہے +

وبائی امراض سے حفاظت مورخہ ۹۔ ستمبر کو آپ نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا۔ سلامٌ علیکم طبتم۔ پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا اس کا علاج خدا تعالی نے یہہ تبلایا کہ اس کے ان ناموں کا ورد کیا جاوے۔

یاحفیظ۔ یاعزیز۔ یارفیق

اللہ تعالی کے اسم رفیق کے استعمال کا یہ جدید اسلوب ہے۔

عیسائیوں کی نجات ناممکن

سوال فروری

باقی ماندہ نمبر ۳۲۔

افسوس اگر سچی ایمانی قوت سے بدون دوا کے صرف بذریعہ دعا دس بیس بیمار ہندو پنجاب میں شفایاب ہو جاتے تو آج تک تمام دیس عیسائی ہو گیا ہوتا۔ مگر سچ یہہ ہے کہ سچا ایمان اس کی تعریف حضرت یعقوب حواری فرما رہے ہیں وہ عیسائیوں میں مطلق نہیں اور ایمانی طاقت سے دو چار بیماروں کو اچھا کرنا کیا بات ہے + دوسری علامت ایمان کی دعا سے گناہوں کا معاف ہو جانا۔ میں سچ کہتا ہوں یہ علامت یعنی دعا سے گناہوں کا معاف ہو جانا بموجب اعتقاد حضرات عیسائیوں کے خود ان کے فرضی خدا الیسوع کو بھی نصیب نہ تھی۔ اگر یہ طاقت یعنے دعا سے گناہ معاف ہونے کی یسوع میں ہوتی تو اوس کو عیسائیوں کے گناہ کی خاطر صلیب پر جان دینے کی کیا حاجت تھی صرف دعا ہی سے کام چلا لیتے۔ ظاہر ہے کہ جو کام زبان سے ہو سکے اس کی خاطر جان ہلاکت میں ڈالنا سراسر بے عقلی ہے + الغرض وہ سچا ایمان جس کی علامات اناجیل میں لکھی ہیں معہ علامات وہ ایمان عیسائیوں میں پایا نہیں جاتا اس لئے ناقص ایمان مردہ کا حکم رکھتا ہے مردہ ایمان نجات کا ذریعہ نہیں ہو سکتا زندہ ایمان بدون اعمال صالحہ کے ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ایمان اور اعمال کی مثال باغ اور پانی کی ہے۔ بدون پانی کے باغ کا سرسبز ہونا غیر ممکن ہے۔ اسی طرح زندہ ایمان بدوں اعمال حسنہ غیر ممکن ہے۔ عیسائیوں نے پولوس کے دم میں آکر اعمال سے روگردانی کی بدون اعمال کے ایمان مرگیا۔ جیسے سوکھے درختکو پھل پھول نہیں لگتے ویسے مردہ ایمان میں علامات مندرجہ اناجیل کیونکر پائی جائیں + افسوس عیسائیوں نے اعمال صالح سے دست بردار ہو کر زندہ ایمان بھی کھو لیا۔ اب مردے ایمان پر نجات کی امید چہ خوش + عیسائیوں کا مردہ ایمان پر نجات حاصل کرنے کا خیال خام ایسا ہی ہے جیسے کوئی نادان لڑکا خشک درخت سے پھلوں کا امیدوار ہو؟ عیسائیو! حضرت یعقوب حواری کی نافرمانی اور پولوس کی تعلیم خلاف انبیاء کرام نے تمہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اب بھی آنکھیں کھولو اعمال حسنہ بموجب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجالاؤ اور نجات دائمی کے وارث بنو ورنہ بدوں فرمانبرداری آخری پیغمبر کے جہنم میں ڈالے جاؤگے۔ جہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا +

عیسائیوں کا سچا خیرخواہ شیخ السدین واعظ انجمن (حمایت اسلام لاہور)

براہین احمدیہ براہین احمدیہ جیسی عظیم الشان کتاب کے تیسری مرتبہ چھاپنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور جہانتک ممکن ہے صحت۔ کتابت۔ اور چھپائی کی خوبصورتی اور کاغذ کی عمدگی کا اہتمام کیا گیا ہے سب سے بڑھ کر جو بات اسمیں رکھی گئی ہے وہ یہہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کی جس قدر پیشگوئیاں براہین میں شائع ہیں اور ان میں سے جو پوری ہو چکی ہیں انکی پورا ہونیکے اثنا بھی حواشی پر دئے گئے ہیں جلد اول قریب الاختتام ہے جو اکتوبر کی ... اول

ایک عیسائی کے چند سوالوں کا جواب

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر مصلوب ہونے کے بعد یہودیوں نے سچے دل سے کہا کہ اگر وہ اب صلیب پر سے زندہ ہو کر اوتر آوے تو ہم سب کے سب اوس پر ایمان لائیں گے مگر وہ اتر بھی نہ سکا پس ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ جہانتک انجیلوں میں الہامی فقرات ہیں۔ وہ مسیح کو صاحب معجزات ہونے سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا فقرہ ہے بھی کہ جس میں مسیح کے صاحب معجزات ہونے کے بارے میں کچھ خیال کر سکیں تو حقیقت میں وہ فقرہ ذوالوجوہ ہے جس کے اور اور معنے بھی ہو سکتے ہیں اور کچھ ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ اوس کو ظاہر پر ہی محمول کیا جائے یا خواہ نخواہ کھینچ تان کر اُن معجزات کا ہی مصداق ٹھہرایا جائے جن کا انجیل نویسوں نے اپنی طرف ذکر کیا ہے۔ اور کوئی فقرہ خاص حضرت مسیح کی زبان سے نکلا ہوا ایسا نہیں کہ جو وقوع اور ثبوت معجزات پر صاف طور پر دلالت کرتا ہو بلکہ مسیح کے خاص اور پر زور کلمات کی اسی امر پر دلالت پائی جاتی ہے کہ اُن سے ایک بھی معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ تعجب کہ عیسائی لوگ کیوں ان باتوں پر اعتماد و اعتبار نہیں کرتے جو مسیح کا خاص بیان اور الہامی کہلاتی ہیں اور خاص مسیح کے مُنہ سے نکلی ہیں اور ایسی باتوں پر کیوں اعتماد کیا جاتا ہے اور کیوں اون کے قدر سے زیادہ اون پر زور دیا جاتا ہے جو عیسائیوں کے اپنے اقرار کے موافق الہامی نہیں ہیں بلکہ تاریخی طور پر انجیلوں میں داخل ہیں اور الہام کے سلسلہ سے بکلی خارج ہیں اور الہامی عبارات سے بکلی اُن کا تناقض پایا جاتا ہے پس جب الہامی اور غیر الہامی عبارات میں تناقض ہو تو اُس کے دور کرنے کے لئے بجز اوس کے اور کیا تدبیر ہے کہ جو عبارتیں الہامی نہیں ہیں وہ ناقابل اعتبار سمجھے جائیں اور صرف انجیل نویسوں کے مبالغات یقین نہ کئے جائیں چنانچہ جابجا اون کا مبالغہ کرنا ظاہر بھی ہے جیسا کہ یوحنا کی انجیل کی آخری آیت جس پر وہ مقدس انجیل ختم کی گئی ہے۔ یہ ہے۔ پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جائیں دنیا میں سما نہ سکتیں۔ دیکھو کسقدر مبالغہ ہے زمین آسمان کے عجائبات تو دنیا میں سما گئے مگر مسیح کی تین یا اڑہائی برس کی سوانح دُنیا میں سما نہیں سکتے ایسے مبالغہ کرنے والے لوگوں کی روائیت پر کیوں کر اعتبار کر لیا جاوے*

* قرآن شریف میں فقط اس مسیح کے معجزات کی تصدیق ہے جس نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ مسیح کئی ہوئے ہیں اور ہونگے اور پھر قرآنی تصدیق ذوالوجوہ ہے جو انجیل نویسوں کے بیان کی ہرگز مصداق نہیں
منہ ۱۲

ہندوؤں نے بھی اپنے اوتاروں کی نسبت ایسی ہی کتابیں تالیف کی تھیں اور اسی طرح خوب جوڑ جوڑ سے ملا کر جھوٹ کا پل باندھا تھا سو اس قوم پر بھی اس افترا کا نہایت قوی اثر پڑا اور اس سرے سے ملک کے اُس سرے تک رام رام اور کرشن کرشن دلوں میں رچ گیا بات یہ ہے کہ مرتب کردہ کتابیں جن میں بہت سا افترا بھرا ہوا ہو اُن قبروں کی طرح ہوتے ہیں جو باہر سے خوب سفید کی جائیں اور چمکائی جائیں پر اندر کچھ نہو اندر کا حال ان بے خبر لوگوں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے جو صدہا برسوں کے بعد پیدا ہوئے اور نئی بنائی کتابیں اور بے لوث ظاہر کرکے اون کو دی گئیں کہ گویا وہ اسی صورت اور وضع کے ساتھ آسمان سے اوتری ہیں سو وہ کیا جانتے ہیں کہ در اصل یہ مجموعہ کسطرح طیار کیا گیا۔ دنیا میں ایسی تیز نگاہیں جو پردوں کو چیرتی ہوئی اندر گھس جائیں اور اصل حقیقت پر اطلاع پالیں اور چور کو پکڑ لیں بہت کم ہیں اور افترا کے جادو سے متاثر ہونیوالی روحیں اسقدر ہیں جنکا اندازہ کرنا مشکل ہے اسی وجہ سے ایک عالم تباہ ہو گیا اور ہوتا جاتا ہے نادانوں نے ثبوت یا عدم ثبوت کے ضروری مسئلہ پر کچھ بھی غور نہیں کی اور انسانی منصوبوں اور بندشوں کا جو ایک مستمرہ طریقہ اور نیچرل امر ہے جو نوع انسان میں قدیم سے چلا آتا ہے اُس سے چوکس رہنا نہیں چاہا اور یونہی شیطانی دام کو اپنے پلے لیا۔ مکار روحیں اوس شریر کیمیاگر کی طرح جو ایک سادہ لوح سے ہزار روپیہ نقد لے کر دس بیس لاکھ کا سونا بنادینے کا وعدہ کرتا ہے۔ سچا اور پاک ایمان نادانوں کا کھویا اور ایک جھوٹی راستبازی اور جھوٹی برکتوں کا وعدہ دیا جن کا خارج میں کچھ بھی وجود نہیں اور نہ کچھ ثبوت۔ آخر شرارتوں میں مکروں میں دنیا پرستوں میں نفس امارہ کی پیروی میں اپنے سے بدتر اون کو کردیا بالآخر یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اعجازات اور پیشگوئیوں کے بارے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوع میں آئیں قرآن شریف کے ایک ذرہ شہادت انجیلوں کے ایک تودہ عظیم سے جو مسیح کے اعجاز وغیرہ کے بارے میں ہو ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے اور اسی وجہ سے کہ خود باقرار تمام محقق پادریوں کے انجیلوں کا بیان خود حواریوں کا اپنا ہی کلام ہے اور پھر اپنا چشم دید بھی نہیں اور نہ کوئی سلسلہ راویوں کا پیش کیا ہے اور نہ کہیں ذاتی مشاہدہ کا دعوے کیا لیکن قرآن شریف میں اعجازات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ خاص خدائے صادق و قدوس کی پاک شہادت ہے اگر وہ صرف ایک ہی آیت ہوتی تب بھی کافی ہوتی مگر الحمدللہ کہ ان شہادتوں سے سارا قرآن شریف بھرا ہوا ہے اب موازنہ کرنا چاہیئے کہ کجا خدا تعالیٰ کی پاک شہادت جس میں کذب ممکن نہیں اور کجا دیدہ و شنیدہ اور مبالغہ آمیز شہادتیں سو نزدیک دانائے بیدار دل جوئے سیم بہتر ز صد تودہ گل افترائی باتوں پر کیوں تعجب کرنا چاہئے ایسا بہت کچھ ہوا ہے اور ہوتا ہے۔ عیسائیوں کو آپ اقرار ہے کہ ہم میں سے بہت لوگ ابتدائی زمانوں میں اپنی طرف سے کتابیں بنا کر اور بہت کچھ کمالات اپنے بزرگوں کے اُن میں لکھکر پھر خدا تعالیٰ کی طرف اون کو منسوب کرتے رہے ہیں اور دعویٰ کر دیا جاتا تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کتابیں ہیں۔ پس جبکہ قدیم عادت عیسائیوں اور یہودیوں کی یہی جعلسازی چلی آئی ہے تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ متی وغیرہ انجیلوں کو اس عادت سے کیوں باہر رکھا جائے حالانکہ اوس ساہوکار کی طرح جسکا روزنامچہ اور بہی کھاتہ بوجہ صریح تناقض اور مشکوکیت کے پوشیدہ حال کو ظاہر کر رہا ہو ہر چہار انجیلوں سے وہ کارستانی ظاہر ہو رہی ہے جس کو اونہوں نے چھپانا چاہا تھا اسی وجہ سے یورپ اور امریکہ میں غور کرنیوالوں کی طبیعتوں میں ایک طوفان شکوک پیدا ہو گیا اور جس ناقص اور متغیر اور مجسم خدا کی طرف انجیل رہنمائی کر رہی ہے اوس کے قبول کرنے سے وہ دہریہ رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں چنانچہ میرے ایک دوست فاضل انگریز نے امریکہ سے بذریعہ اپنی کئی چٹھیوں کی مجھے خبر دی ہے کہ ان ملکوں میں دانشمندوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ عیسائی مذہب کو نقص سے خالی سمجھتا ہو اور اسلام کے قبول کرنے کے لئے مستعد نہ ہو اور گو عیسائیوں نے قرآن شریف کے ترجمے محرف اور بدنما کرکے یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں شائع کئے ہیں مگر اون کے اندر جو نور چھپا ہوا ہے وہ پاکیزہ دلوں پر اپنا کام کر رہا ہے۔ غرض امریکہ اور یورپ آجکل ایک جوش کی حالت میں ہے۔ اور انجیل کے عقیدوں نے جو برخلاف حقیقت ہیں بڑی گھبراہٹ میں انہیں ڈالدیا ہے یہاں تک کہ بعضوں نے یہہ رائے ظاہر کی کہ مسیح یا عیسےٰ نام خارج میں کوئی شخص کبھی پیدا نہیں ہوا بلکہ اوس سے آفتاب مراد ہے اور ۱۲ حواریوں سے بارہ برج مراد ہیں اور پھر اس مذہب عیسائی کی حقیقت زیادہ تر اس بات سے کھلتی ہے کہ جن نشانیوں کو حضرت مسیح ایماندار کے لئے قرار دے گئے تھے اون میں سے ایک بھی اون لوگوں میں نہیں پائی جاتی حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ اگر تم میری پیروی کروگے تو ہر ایک طرح کی برکت

اور قبولیت میں میرا ہی روپ بن جاؤ گے اور معجزات اور قبولیت کے نشان تمکو دئے جائیں گے اور تمہارے مومن ہونے کی یہی علامت ہوگی کہ تم طرح طرح کے نشان دکھلا سکو گے اور جو چاہو گے تمہارے لئے وہی ہوگا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہیں ہوگی لیکن عیسائیوں کے ہاتھ میں ان پیشگوئیوں میں سے کچھ بھی نہیں وہ اس خدا سے ناآشنا محض ہیں جو اپنے مخصوص بندوں کی دعائیں سنتا ہے اور اونہیں آمنے سامنے شفقت اور رحمت کا جواب دیتا ہے اور عجیب عجیب کام اون کے لئے کر دکھاتا ہے لیکن سچے مسلمان جو اون راستبازوں کے قائمقام اور وارث ہیں جو اون سے پہلے گذر چکے ہیں وہ اس خدا کو پا لیتے اور اوسکی رحمت کے نشانوں کو دیکھتے ہیں اور اپنے مخالفوں کے سامنے آفتاب کی طرح جو ظلمت کے مقابل ہو امتیاز رکھتے ہیں ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ اس دعوے کو بلا دلیل نہیں سمجھنا چاہیئے۔ سچے اور جھوٹے مذہب میں ایک آسمان پر فرق ہے اور ایک زمین پر۔ زمین کے فرق سے مراد وہ فرق ہے جو انسان کی عقل اور انسان کا کانشنس اور قانون قدرت اس عالم کا اُس کی تشریح کرتا ہے۔ سو عیسائی مذہب اور اسلام کو جب اس محک کی رو سے جانچا جائے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام وہ فطرتی مذہب ہے جس کے اصولوں میں کوئی تصنع اور تکلف نہیں اور جس کے احکام میں کوئی مستحدث اور بناوٹی امر نہیں اور کوئی ایسی بات نہیں جو زبردستی منوائی جاتی ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے جا بجا آپ فرمایا ہے قرآن شریف صحیفہ فطرت کے تمام علوم اور اس کی صداقتوں کو یاد دلاتا ہے اور اوس کے اسرار غامضہ کو کھولتا ہے اور کوئی نئے امور برخلاف اُس کے پیش نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اُسی کے معارف دقیقہ ظاہر کرتا ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیوں کی تعلیم جسکا انجیل پر توالہ دیا جاتا ہے ایک نیا خدا پیش کر رہی ہے جس کی خودکشی پر دُنیا کی گناہ اور عذاب سے نجات موقوف اور اُس کے دُکھ اوٹھانے پر خلقت کا آرام موقوف اور اُس کے بے عزت اور ذلیل ہونے پر خلقت کی عزت موقوف خیال کی گئی ہے پھر بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک ایسا عجیب خدا ہے کہ ایک حصہ اُس کی عمر کا تو منزہ عن الجسم وعن عیوب الجسم میں گذرا ہے اور دوسرا حصہ عمر کا کسی نامعلوم بدبختی کی وجہ سے ہمیشہ کے تجسم اور تحیز کی قید میں اسیر ہوگیا اور گوشت پوست استخوان وغیرہ سب کے سب اوس کی روح کے لئے لازمی ہوگئے اور اوس تجسم کی وجہ سے کہ اب ہمیشہ اوس کے ساتھ رہے گا انواع و اقسام کے اُس کو دُکھ اُٹھانے پڑے آخر دکھوں کے غلبہ سے مرگیا اور پھر زندہ ہوا اور اُسی جسم نے پھر آکر اوس کو پکڑ لیا اور ابدی طور پر اُسے پکڑے رہے گا۔ کبھی مخلصی نہیں ہوگی اب دیکھو کہ کیا کوئی فطرت صحیحہ اس اعتقاد کو قبول کر سکتی ہے؟ کیا کوئی پاک کانشنس اسکی شہادت دیسکتا ہے؟ کیا قانون قدرت کا ایک جزو بھی خدائے بےعیب و بےنقص و غیر متغیر کے لئے یہ حوادث و آفات روا رکھ سکتا ہے کہ اوس کو ہمیشہ ہر ایک عالم کے پیدا کرنے اور پھر اوس کو نجات دینے کیلئے ایک مرتبہ مرنا درکار ہے اور بجز خودکشی اپنے کسی افاضہ خیر کے صفت کو ظاہر نہیں کر سکتا اور نہ کسی قسم کا اپنی مخلوقات کو دُنیا یا آخرت میں آرام پہنچا سکتا ہے۔ ظاہر ہے اگر خدا تعالیٰ کو اپنی رحمت بندوں پر نازل کرنے کیلئے خودکشی کی ضرورت ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمیشہ اوس کو حادثہ موت کا پیش آتا ہو اور پہلے بھی بےشمار موتوں کا مزہ چکھ چکا ہو اور نیز لازم آتا ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشر کی طرح معطل الصفات ہو۔ اب خود ہی سوچو کہ کیا ایسا عاجز اور درماندہ خدا ہو سکتا ہے جو بغیر خودکشی کے اپنی مخلوقات کو کبھی اور کسی زمانہ میں کوئی بھلائی پہنچا نہیں سکتا۔ کیا یہ حالت ضعف اور ناتوانی کی خدائے قادر مطلق کے لائق ہے۔ پھر عیسائیوں کے خدا کی موت کا نتیجہ دیکھئے تو کچھ بھی نہیں۔ اون کے خدا کی جان گئی مگر شیطان کے وجود اور اُس کے کارخانہ کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا وہی شیطان اور وہی اوس کے چیلا جو پہلے تھے اب بھی ہیں چوری ڈکیتی۔ زنا قتل دروغ گوئی شراب خواری قمار بازی۔ دنیا پرستی بےایمانی کفر شرک دہریہ پن اور دوسرے صدہا طرح کے جرائم جو قبل از مصلوبیت مسیح تھے اب بھی اوسی زور شور میں ہیں بلکہ کچھ چڑھ بڑھ کر مثلاً دیکھئے کہ اُس زمانہ میں کہ جب ابھی مسیحیوں کا خدا زندہ تھا عیسائیوں کی حالت اچھی تھی جبھی کہ اُس خدا پر موت آئی جسکو کفارہ کہا جاتا ہے تبھی عجیب طور پر شیطان اس قوم پر سوار ہوگیا اور گناہ اور نافرمانی اور نفس پرستی کے ہزارہا دروازے کھل گئے چنانچہ عیسائی لوگ خود اس بات کے قائل ہیں۔ اور پادری فنڈر صاحب مصنف میزان الحق فرماتے ہیں۔ کہ عیسائیوں کی کثرت گناہ اور اُن کی اندرونی بدچلنی اور فسق و فجور کے پھیلنے کی وجہ سے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بغرض سزا دہی اور تنبیہ عیسائیوں کے بھیجے گئے تھے۔ پس ان تقریروں سے ظاہر ہے کہ زیادہ تر گناہ اور معصیت کا طوفان مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد ہی عیسائیوں میں اوٹھا ہے اس سے ثابت ہے کہ مسیح کا مرنا اس غرض سے نہیں تھا کہ گناہ کی تیزی اُس کی موت سے کچھ رو بکمی ہو جائیگی۔ مثلاً اوس کے مرنے سے پہلے اگر لوگ بہت شراب پیتے تھے یا اگر بکثرت زنا کرتے تھے یا اگر کچے دیندار تھے تو مسیح کے مرنے کے بعد یہ ہر ایک قسم کے گناہ دور ہو جائیں گے کیونکہ یہ بات مستغنی عن الثبوت ہے کہ جسقدر اب شراب خوری و دنیا پرستی و زناکاری خاص کر یورپ کے ملکوں میں ترقی پر ہے۔ کوئی دانا ہرگز خیال نہیں کر سکتا کہ مسیح کی موت سے پہلے یہی طوفان فسق و فجور کا برپا ہو رہا تھا بلکہ اس کا ہزارم حصہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا اور انجیلوں پر غور کرکے بکمال صفائی کھل جاتا ہے کہ مسیح کو ہرگز منظور نہ تھا کہ یہودیوں کے ہاتھ میں پکڑا جائے اور مارا جائے اور صلیب پر کھینچا جائے کیونکہ اگر یہی منظور ہوتا تو ساری رات اس بلا کے دفع کرنے کے لئے کیوں روتا رہتا اور رو رو کر کیوں یہ دعا کرتا کہ اے ابا! اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ بلکہ سچ یہی ہے کہ مسیح بغیر اپنی مرضی کے ناگہانی طور پر پکڑا گیا اور اُس نے مرتے وقت بھی رو رو کر یہی دعا کی کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اس سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ مسیح زندہ رہنا اور کچھ اور دن دُنیا میں قیام کرنا چاہتا تھا اور اوس کی روح نہایت بےقراری سے ترپ رہی تھی کہ کسی طرح اوسکی جان بچ جائے لیکن بلامرضی اوس کے یہ سفر اوسکو پیش آگیا تھا اور نیز یہ بھی غور کرنے کی جگہ ہے کہ قوم کے لئے اس طریق پر مرنے سے جیسا کہ عیسائیوں نے تجویز کیا ہے مسیح کو کیا حاصل تھا اور قوم کو اُس سے کیا فائدہ اگر وہ زندہ رہتا تو اپنی قوم میں بڑی بڑی اصلاحیں کرتا بڑے بڑے عیب اون سے دور کرکے دکھاتا مگر اوس کی موت نے کیا کرکے دکھایا بجز اس کے کہ اسکے بےوقت مرنے سے صدہا فتنے پیدا ہوئے اور ایسی خرابیاں ظہور میں آئیں جن کی وجہ سے ایک عالم ہلاک ہوگیا۔

یہ سچ ہے کہ جوانمرد لوگ قوم کی بھلائی کے لئے اپنی جان بھی فدا کر دیتے ہیں یا قوم کے بچاؤ کے لئے جان کو معرض ہلاکت میں ڈالتے ہیں مگر نہ ایسے لغو اور بیہودہ طور پر جو مسیح کی نسبت بیان کیا جاتا ہے بلکہ جو شخص دانشمندانہ طور سے قوم کے لئے جان دیتا ہے یا جان کو معرض ہلاکت میں ڈالتا ہے وہ تو معقول اور پسندیدہ اور کارآمد اور صریح مفید طریقوں میں سے کوئی سے ایسا اعلیٰ اور بدیہی النفع طریقہ فدا ہونے کا اختیار کرتا ہے جس طریقہ کے استعمال سے گو اوس کو تکلیف پہنچ جائے یا جان ہی جائے مگر اُسکی قوم بعض بلاؤں سے واقعی طور پر بچ جائے یہ تو نہیں کہ پھانسی لے کر یا زہر کھا کر یا کسی کوئیں میں گرنے سے خودکشی کا مرتکب ہو اور پھر یہ خیال کرے کہ میری خودکشی قوم کے لئے بہبودی کا موجب ہوگی ایسی حرکت تو دیوانوں کا کام ہے نہ عقلمندوں دینداروں کا بلکہ یہ موت معصیت حرام ہے اور بجز سخت جاہل اور سادہ لوح کے کوئی اس کا ارادہ نہیں کرتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ کامل اور اولوالعزم آدمی کا مرنا بجز اس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادر ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ براہ مہربانی اس تحریر کو اخبار میں طبع کرکے ممنون فرمادیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ تجویز بذریعہ اخبار اشاعت پذیر ہو اور دیگر اضلاع کے احباب کو اس پر غور اور عمل درآمد کا موقعہ ملے۔

یہ تجویز ان اصحاب کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے جو حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہیں اور جن کی حیثیت زمیندار ہے۔ یعنی جو اپنی آمدنیوں کا ذریعہ صرف زراعت کاری پر رکھتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انکو اپنے پاک مسیح موعود کی شناخت عطا فرمائی ہے اور اونہوں نے اپنی سچی عقیدت اور اخلاص مندی سے خدا کے پاک مسیح کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر اس پاک سلسلہ کی خدمت بجالانیکا عہد کیا ہے۔ اور اون الفاظ میں جو اس پاک سلسلہ کے اصحاب کے جلسہ میں خدا کے مسیح کے روبرو اونہوں نے اقرار ادا کئے ہیں۔ یہ اقرار بھی موجود ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا" اب ان الفاظ کی صداقت کا وقت آگیا ہے اور حضور امام پاک علیہ السلام نے بڑے زور سے اپنی جماعت کو ایک ارشاد فرمایا ہے۔ جو قادیان سے طبع ہوکر کثرت سے شائع ہوا ہے۔ جسکا عنوان ہے

حضرت اقدس کی طرف سے جماعت کو ارشاد

میں جس امر کی طرف اپنی زمیندار برادران کی توجہ مصروف کرنا چاہتا ہوں۔ اوس کی تحریک دراصل حضور امام پاک علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے۔ جس کی ایک کاپی میں اس تحریک کے ذریعے بغرض ملاحظہ ساتھ ارسال کرتا ہوں مجھے اس ضرورت کے متعلق اب زیادہ الفاظ اس تحریر میں بغرض تحریص و ترغیب برادران لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس ضرورت کو اس پاک اور واجب التعمیل ارشاد نے خوب واضح کردیا ہے۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ میں اس ارشاد کے عملی اجرائے کے لئے ایک تجویز بخدمت برادران پیش کروں اور ان کو وہ راہ بتاؤں جس سے ایک کافی سرمایہ انکی طرف سے بہ تعمیل ارشاد عالیہ بہم پہنچ جائے۔

برادران اللہ تعالیٰ آپ کی محنتوں کو کامیاب کرے اور آپ کی پیداوار کے نتائج آپ کے لئے ہر طرح کی خیر و برکت کا موجب ہوں۔ میں آپ کے حاصلات ارضی سے جنکو خدا تعالیٰ نے آپ کیلئے اپنی راہ میں لگانے کا موقعہ دے رکھا ہے۔ ایک حصہ نکالنا چاہتا ہوں برادران ہم زراعت پیشہ جماعت کی یہ ایک فطری خصلت اور عادت ہے کہ اپنے محاصلات میں سے فصل کی پختگی پر خدا کی راہ میں مساکین کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ ہماری خرمن جو محض خدا کے فضل کے سایہ میں پرورش پائے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہمارے بتوں پر مانگنے والوں کے دامنوں کو خالی نہیں جانے دیتے اور ان خرمنوں میں سے اسوقت خدا کی راہ میں کسی قدر حصہ نکالدینا کچھ گراں نہیں گذرتا۔ پس میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر ایک فصل کے وقت جب خدا کی زمین اپنی پیداوار سے ہمارے گھروں کو بھرے۔ ہم اس سلسلہ کی امداد کے لئے ایک حصہ پیداوار کا وقف کریں۔ ہماری یہ امداد ان امدادوں کے علاوہ ہو۔ جو پہلے دائمی طور پر ہم نے اپنے ذمہ کر رکھی ہیں۔ ہر ایک صاحب قدرت بھائی جو دوسرے بھائیوں پر مالکانہ تصرف رکھتا ہو۔ وہ اپنی ذمہ واری سے اس امدادی حصہ کا جمع کرلینا اپنے اوپر فرض سمجھے۔ اور پھر جو حصہ مجموعی طور پر حاصل ہو اوسکو فروخت کرکے فوراً اس امدادی فنڈ میں جمع کرا دیا جاوے بالفعل یہ تجویز ہمارے اون برادران کے متعلق جو ضلع سیالکوٹ کے کسی حصہ کے رہنے والے ہوں خواہ اون کا کار زراعت اس ضلع میں جاری ہو۔ یا علاقہ بار وغیرہ میں چونکہ اس رقم کے جمع ہونے کے لئے ایک صدر مقام ضرور ہونا چاہیئے۔ اس لئے وہ صدر مقام بلحاظ کامل اطمینان سیالکوٹ ہوگا۔ جو بلحاظ ترتیب طبعی اس ضلع کا صدر مقام ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت چونکہ ایسے کاموں کے حصہ لینے میں زیادہ مستعد ہے یہ رقم بھی اس جماعت کی وساطت سے دارالامان میں پہنچنی چاہیئے۔ اب فصل خریف ۱۹۰۳ء چونکہ عنقریب پختہ ہونے پر ہے اس لئے ہم سب بھائی اس تجویز کا عمل درآمد اس فصل سے شروع کریں اور ہر ایک جگہ کی ایک مقامی فہرست اس امدادی فنڈ کے جو خریف ۱۹۰۳ء کے محاصل کا حصہ ہو خاکسار کے نام پہنچ جانے چاہیئے۔ ان فہرستوں کو ایک مستقل رجسٹر میں باترتیب درج کرلیا جائیگا اور پھر آئندہ ہمیشہ خدا کے فضل سے اس امدادی فنڈ کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ ہر ایک سال میں دو موقعوں پر اس فنڈ کے وصول کرنے کا کام ہوگا۔ یعنے فصل ربیع اور فصل خریف۔ اور امید ہے کہ ہر ایک صاحب قدرت اور صاحب رسوخ بھائی اس تکلیف چند روزہ کو اپنے ذمہ لے کر اس امدادی فنڈ کو جمع کریگا۔ خاکسار یہ رقم جمع ہوجانے پر معہ فہرست ہائے متعلقہ کے صدر مقام پر بھیجدیگا اور وہاں سے بعد اندراج رجسٹر دارالامان میں روپیہ ارسال ہوگا۔ یہ تجویز بالفعل بغرض اجرا پیش کی جاتی ہے جو صاحب اسمیں کوئی ترمیم مفید کرنا چاہیں اون کو اختیار ہے اور وہ جلدی اس سے مطلع فرمادیں تاکہ قابل عملدرآمد ہوکر اس کو جلد جاری کیا جائے۔ ایک نقل اس کی بغرض اشاعت و اطلاع دیگر برادران سلسلہ اخبار الحکم اور البدر میں بھی طبع ہونے کو ارسال کرائی گئی ہے۔

نوٹ

میرے باہمت بھائی چوہدری محمد سرفراز خان صاحب کی یہ تجویز بہت مفید اور قابل توجہ دیگر چودہریان و برادران کے ہے۔ اور ایک خاص مشورہ کے بعد اوسکو معزز بھائیوں کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق رفیق کرے اور جلدی ایک کافی امداد اس فنڈ میں بہ تعمیل ارشاد عالیہ مسیح موعود بھیجی جائے۔

۲۱/۹/۰۳ خاکسار حامد شاہ سیالکوٹ

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب ایسی زندگی اور حالات رکھنے والا ابن آدم اپنے ناتمام علم۔ ناقص قدرت اور حوائج کے اسیر کو خدا یا ابن خدا کیسے تسلیم کرسکتے ہیں اور اوس کو مان کر روح میں وہ علو ہمتی اور کامل امید جو حقیقی خدا پر ایمان لانے سے پیدا ہوتی ہے کیونکر پیدا ہوسکتی ہے۔ اسے کیونکر قادر مطلق سمجھ کر دعاؤں کے لئے تڑپ اور جوش پیدا ہو جوش تو تب ہو جب اوس کی علیم و عظیم قوتوں اور طاقتوں کا یقین اور تصور ہو لیکن جب ایک محدود القویٰ ہستی سامنے ہو تو اس سے توقع ہی کیا ہوگی میری روح لذت اور بصیرت کے ساتھ اس امر کو دیکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس پوزیشن پر اپنے آپ کو رکھا ہے اور قرآن کریم نے اوسکو بیان کیا ہے۔ یہی زیبا اور سزاوار ہے جو الغیب کرکے اوسکو پکارا گیا ہے مجھے یہودیوں کی حالت پر سخت افسوس اور پھر عبرت ہوتی ہے کہ اونہوں نے کیسا نامعقول فقرہ منہ سے نکالا ارنا اللہ جھرۃ۔ احمقو! سوچو! یہ کیسا سوال ہے اس سے روح میں کوئی قوت اور علو ہمتی پیدا ہوتی ہے یا پستی اور سستی کی طرف میلان ہوتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں اور انسانی فطرت اس امر کی بین دلیل ہے اور یہ خیال القار کی طرح میرے دل میں پیدا ہوا ہے کہ یومنون بالغیب ایک ایسا عجیب اور لذیذ ٹکڑہ ہے جس کے اندر ایک قدرتا اور

میری معذرت

جولائی کے آخر سے الحکم کی اشاعت میں کچھ ایسی غیر معمولی تعویق ہوئی ہے کہ ابتک اس کی اصلاح نہیں ہوئی۔ اور نہ اس کے لئے مجھے وقت اور فرصت مل سکی۔ جن واقعات اور اسباب کی بنا پر یہ نقص پیدا ہوا تھا۔ وہ اسوقت تک بدستور موجود بلکہ انمیں کسیقدر اضافہ ہوا ہے ایسی حالت میں اوسکی موجودہ اشاعت بھی غنیمت سمجھی جانے کے قابل ہے۔ اور قوم نے پھر بہت بڑی حد تک چشم پوشی بھی کی ہے اور وہ میری مصروفیتوں کو معلوم کر چکی ہے۔ لیکن پھر بھی میرا فرض ہے کہ میں ان واقعات سے اطلاع دیدوں اور اوس کی ایک وجہ اور بھی ہے کہ الحکم کے معزز سرپرست اور الحکم کے سچے قدردان یوں تو بجائے خود حضرت مسیح موعود میں ہو کر سب کے سب یا انکا حصہ کثیر اپنے آپ کو ایک قوم سمجھتا ہے مگر الحکم کے تعلق کی وجہ سے وہ مجھے خریداروں کے ساتھ شامل کر کے کل خریداروں کا ایک کنبہ سمجھتے ہیں اور اس لئے ایکدوسرے کے رنج و راحت کو پورے طور پر محسوس کرتے ہیں۔ فی الحقیقت الحکم کے خریداروں کا جو ۸۰۰ سے زائد آدمیوں کا کنبہ ایک قابل قدر کنبہ ہے غرض اس قسم کے شدید تعلقات کی بنا پر مجھے اس اطلاع کی ضرورت ہوئی ہے۔ مقدمہ کی مصروفیت کے علاوہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۳ء کو بارش کی کثرت اور سیلاب کی طغیانی کی وجہ سے دفتر الحکم کا ایک بڑا حصہ جو دراصل میرے اور میرے بال بچوں کے رہنے کا مکان تھا گر گیا جس کی وجہ سے معقول نقصان ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کسی جان کو نقصان نہیں پہنچا۔ میں اس ابتلا کو لنبلونکم بشیء من داخل سمجھ کر خدا تعالیٰ کے کسی فضل عظیم کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں اس واقعہ کی اطلاع میں نے اپنے چند مخلص احباب کو دی تھی۔ جنہوں نے ہمدردی سے بھرے ہوئے خطوط روانہ کئے اور چوہدری رستم علی صاحب نے انبالہ سے اور میر مردان علی صاحب نے حیدرآباد دکن سے مجھے اس کی اصلاح اور تعمیر کے قابل بنانے کے لئے مالی مدد بھی دی ہے جس کے لئے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو جزا خیر دے۔ غرض اس واقعہ کی وجہ سے اور میرے بعض بچوں کی بیماری اس توقف کا باعث ہو گئی ہے اور ۱۰ سے لیکر ۲۴-ستمبر تک کا الحکم شائع نہیں ہو سکا مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ہر سہ نمبر یا تو علیحدہ چھاپ کر بھیجدونگا یا موجودہ صورت میں یہ کمی پوری کر دی جاوے گی۔ اسلئے محض عام اطلاع کے لئے یہہ لکھا گیا ہے کہ ان نمبروں کے لئے مزید یاد دہانے کی ضرورت نہیں رہیگی انشاء اللہ العزیز۔

ہمارے مقدمات

مقدمات کے متعلق ۲۳ و ۲۴-ستمبر ۱۹۰۳ء کی تاریخیں مقرر تھیں۔ ۲۳-ستمبر کو مولوی کرم الدین کا استغاثہ جو حکیم فضل الدین صاحب کے خلاف ہے پیش ہوا۔ حکیم فضل الدین صاحب نے ایک درخواست اپنے وکلاء کی معرفت پیش کی کہ یہہ مقدمہ جب تک مقدمہ زیر دفعہ ۴۲۰ فیصلہ نہو ملتوی رہے۔ کیونکہ اس مقدمہ کا انحصار ایک پہلو سے انہیں واقعات اور دستاویزوں پر ہے وکلاء کی بحث کے بعد مجسٹریٹ نے اس مقدمہ کی تاریخ ۱۷-اکتوبر درخواست مذکور نامنظور کر کے مقرر کر دی ۲۴-ستمبر کو ایڈیٹر الحکم کا مقدمہ بنام مولوی کرم الدین و ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم پیش ہوا۔ ملزم نے شہادت کے موجود ہونے پر مستغیث پر بقایا جرح کرنی چاہی۔ شہادت استغاثہ چونکہ اس تاریخ پر طلب نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ۲۱-اکتوبر ۱۹۰۳ء مکرر اس مقدمہ کی سماعت کیلئے مقرر ہوئی۔

مقدمہ زیر دفعہ ۴۲۰ جسمیں مولوی کرم الدین کی شہادت صفائی گذر رہی ہے۔ اسکے لئے ۲-اکتوبر ۱۹۰۳ء مقرر ہے۔ ۱۷-اکتوبر کیلئے مولوی کرم الدین کو کہا گیا کہ وہ اپنی شہادت استغاثہ بھی طلب کرائے۔

۲۸-ستمبر کو مقدمہ سرقہ کے متعلق وکلاء فریقین کی تقریریں ہونے والی تھیں مگر ملزم کی درخواست پر وہ ۵-اکتوبر ۱۹۰۳ء پر ملتوی ہو گیا۔ اس سے زیادہ مقدمات کی متعلق کوئی اور خبر نہیں ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کئے ہوئے کام میں روز و شب مصروف۔

۲۔ حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی بخیریت ہیں مولانا مولوی نورالدین صاحب درمیان جدید آریہ کے رسالہ ترک اسلام پر کچھ لکھ رہے ہیں بہت عرصہ کے بعد . . . . . .

. . . حضرت حکیم الامت کا قلم آریہ سماج کے متعلق اوٹھا ہے اور امید ہے کہ یہہ رسالہ آریہ سماج کے ان اعتراضوں کی پوری حقیقت کھول دیگا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں یہ رسالہ بہت کثرت کے ساتھ شائع ہونا ضروری ہے ڈاکٹر حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما رئیس لاہور نے جنکو احمدی ہونے کا ابھی فخر حاصل نہیں (خدا کرے کہ جلد حاصل ہو آمین) اس بیش قیمت رسالہ کی ایک ہزار جلد اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر نہایت خوشخط اور عمدہ طبع کرا کر مفت تقسیم کرانے کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت حکیم الامت چاہتے ہیں کہ چار ہزار تقسیم ہو حقیقت میں یہہ رسالہ چار ہزار کیا چالیس ہزار بھی تقسیم ہو تو کم ہے۔ لیکن کم از کم پانچہزار ضرور ہونا چاہئے۔ ایک غیر احمدی ایک ہزار اپنے خرچ پر طبع کراتا ہے تو کل احمدی جماعت کیا باقی چار ہزار بھی پورا نہ کریگی

جو صاحب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں وہ ہمکو اطلاع دیں تاکہ اخبار کے ذریعہ سے اس تعداد کی اشاعت ہوتی رہے جب رسالہ طبع ہونے کے لئے مطبع میں چلا جاویگا اوسوقت اخراجات کا اندازہ کر کے جسقدر جلدوں کا ہمارے احباب وعدہ کریں گے اونکو رسال روپیہ کے لئے اطلاع دیجاویگی یہ رسالہ اس قابل ہے کہ انجمن حمایت اسلام وغیرہ ساری انجمنیں کثرت کے ساتھ اوس کو شائع کریں۔ کیونکہ دراصل ان کے نام کے لحاظ سے یہ انکا کام ہے کہ وہ مخالفین مذہب کے اعتراضوں کا جواب دیں اور اسلامی دنیا کو دکھائیں کہ وہ کیا کرتے ہیں لیکن اگر وہ جواب نہیں دے سکتے تو پھر اونکا فرض ہے کہ وہ روپیہ جو اس غرض کے لئے مسلمانوں سے لیتے ہیں اس کام کے کرنیوالوں کو دیدیں۔ ہم دیکھیں گے کہ انجمن اس رسالہ کی اشاعت میں کسیقدر حصہ لیتی ہے اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کے لکھے ہوئے جوابات کا شائع کرنا انجمن کیواسطے نئی بات نہیں ہے وہ اس سے پہلے حکیم الامت کے جوابات ایک عیسائی کے بالمقابل شائع کر چکی ہے غرض ترک اسلام کا جواب جو حضرت حکیم الامت لکھ رہے ہیں۔ جو ہماری رائے میں بالکل مفت تقسیم ہونا چاہئے اور کثرت کے ساتھ تقسیم ہو۔ ایک ہزار حکیم غلام نبی صاحب تقسیم کریں گے چار ہزار کی اپیل ہم اپنی قوم سے کرتے ہیں باقی مسلمان جسقدر چاہیں اس کار خیر میں شریک ہو جائیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبروں کی خدمت میں یہ تحریک کرتے ہوئے ہم اس تحریک کو عملی طور پر شروع کرتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز ۵۰ جلد کے اخراجات ہم بھی دینے کو طیار ہیں۔ امید ہے کہ احمدی قوم بہت جلد چار ہزار کی تعداد پوری کر دیگی

تفسیر القرآن۔

دوسرا پارہ ۱۰۴ صفحہ تک چھپ چکا ہے اس کا باقی حصہ جو قریباً دو جزو کے ہوگا۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں پورا کر کے انشاء اللہ العزیز خریداروں کے پاس بھیجا جاویگا۔ اور پھر بقایا حصص تفسیر القرآن کی طرف میں توجہ کرنے کی فکر کرونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اخیر اکتوبر تک جس صاحب کو بقایا نہ پہنچے وہ اطلاع دے پہلے کوئی نہ لکھے۔

ایڈیٹر الحکم

سٹیم بھرا ہوا ہے جسکی قدرت اور قوت سے وہ خلاق اور رنگارنگ ان کو کھینچ رہا ہے۔ الغرض ایمان بالغیب میں عظیم الشان طاقت ہے جو انسان کو ہر ایک قسم کی ترقی کے لئے کشاں کشاں لے جاتی ہے۔ اسی طرح کہا کہ متقی وہ ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں قرآن کریم اور جزا و سزا وغیرہ امور کو مانتے ہیں ایمان کے جسقدر یہ شعبے ہیں یہ اپنی جگہ مشکلات سے محدود ہیں اپنے مال سے انفاق کرنا یہہ ایک سخت منزل ہے۔ تعبیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دنکا دیکھنا کمال سے تعبیر کیا گیا ہے۔ زر بستہ طلبی سخن درین است۔ ایک عام مقولہ ہے۔ ایسا ہی صداقت کے منزلہ پر ایمان لانا بڑی مشکل ہے ایسا ہی واقعات مابعد الموت پر ایمان لانا مشکل ہے غرض ایمان کے جسقدر پہلو آپ دیکھیں گے اور جسقدر شاخیں اس کی دیکھینگے انمیں ایمان بالغیب کا رنگ ضرور موجود ہے جب انسان نیچرل فلاسفی پر غور کرتا ہے تو بے اختیار ہو کر اسے قرآن کریم اور اوس کے لانیوالے پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے جس نے ایسا عظیم الشان فلسفہ بیان کیا ہے۔ میں سچائی سے کہتا ہوں ہاں دعویٰ سے کہتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی مذہبی کتاب رکھنے والا انسان اپنی کتاب میں یہ فقرہ دکھاوے۔ کیا وید میں ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا انجیل میں ہے؟ قطعاً نہیں۔ یہہ فقرہ تمام بلند پروازیوں کی جڑ ہے۔ میں نے اس رکوع کو خاص غرض سے اختیار کیا ہے کیونکہ یہاں میری روح کا جوش اپنے محبوب و مولا مسیح کی سچائی کو ظاہر کرنا ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی لسانی اور زبان درازی کی تعریف سنکر میں خوش نہیں ہوتا جب تک کہ حضرت مسیح موعود کی ثناء کی تعریف نہ ہو۔ میرا مطلب اسوقت یہہ نہیں ہے کہ ایمان بالغیب کے فوائد تبلاؤں بلکہ میں یہہ بتانا چاہتا ہوں کہ کونسی راہ اور طریق اختیار کریں جس سے یہہ نعمت ایمان بالغیب جو ساری نیکیوں کی کلید ہے حاصل ہو جاوے کیونکہ یہہ ایک اور صرف ایک ہی راہ ہے جس سے انسان روحانی کمالات حاصل کر سکتا ہے۔ یہ بات کبھی بھولنے کے قابل نہیں کہ جب خدا تعالیٰ اس حیثیت کا ہے کہ موسیٰ جیسے عظیم الشان انسان کو رب ارنی کے جواب میں لن ترانی کہا گیا۔ اور پھر خر موسیٰ صاعقہ کا نظارہ دکھایا گیا۔ اور دوسری طرف ہم یہہ بھی دیکھتے ہیں کہ انسان جب تک رویت نہیں کر لیتا اسے مزا نہیں آتا۔ ابراہیم نے بھی رویت کا سوال کیا۔ اس سے یہہ فلسفہ سمجھ میں آتا ہے کہ طمانیت قلب رویت پر موقوف ہے اور ادھر ایمان بالغیب ساری ترقیوں کی کلید ہے پھر انمیں باہم توافق کیسے ہو۔ بات یہ ہے کہ ایمان بالغیب ہی ایک ایسی چیز ہے جو رویت یا لقا کے درجہ پر انسان کو پہنچا دیتا ہے۔ غرض میں کہتا ہوں کہ تمام احکام پر ایمان لانا

ایمان بالغیب پر موقوف ہے۔ تو اب اقامت الصلوٰۃ اور انفاق کے نتایج کیا ہونگے۔ آج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سنت انبیاء کے موافق جیبوں کو خالی کر دیا ہے۔ تو قابل غور یہہ امر ہے کہ وہ کونسی بات ہے جو یہہ تسلی اور اطمینان بخشتی ہے کہ ہمارا یہہ زر و مال بنک آسمانی میں محفوظ رہیگا؟ اس بات کا مان لینا کہ قیامت کو ہر بات جو آج کیفیت کے رنگ میں ہم مانتے ہیں کمیت کا لباس پہن لیگی کہنا آسان ہے لیکن واقعی اسپر یقین کر لینا کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ بلکہ بہت ہی مشکل ہے۔

ہر فعل کے نتیجے کو واقعی یقین کرنا اور اوس کو مشہود اور محسوس امر کی طرح تسلیم کر لینا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے اور جب تک یہ نہو یہ حوصلہ اور ہمت پیدا نہیں ہو سکتی کہ انسان مال جیسی عزیز شئے کو قربان کرنے کے لئے طیار ہو جاوے۔ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ وہ علت معلول کے سلسلہ پر جبتک نظر نہیں کر لیتا اوسوقت تک وہ کسی فعل کے لئے جرأت نہیں کرتا ہے۔ اب اس سلسلہ میں علت معلول کا پتہ لگانا بہت ہی مشکل ہے یہ کیونکر معلوم ہو کہ اقامت الصلوٰۃ اس دوسرے عالم کی برکات اور خوبیوں کا ایک سبب ہوگی۔ اس قفل کی چابی غور کرنے سے ایمان بالغیب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن پھر مشکل یہہ ہے کہ یہ چابی بجائے خود ایک قفل ہے۔ میں نے عرصہ دراز تک ان اسرار پر غور کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت کو ذوق پسند بنایا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے کلام کے پاک الفاظ کے فلسفہ پر اور اوس کی ترکیب اور اسلوب کی حقیقت اور ماہیت پر غور کرنیوالا دل و دماغ رکھتا ہوں۔ اس لئے میں سوچتا رہا ہوں کہ وہ کیا صورت اور طریق ہو سکتا ہے جس سے یہ راز کھل سکے۔ میں بڑی لذت اور خدا تعالیٰ کے شکر سے بھرے سینہ کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک ایسی راہ رکھی ہے اور وہ کلید اسکے لئے ٹھیرائی ہے جو غیر مرئی چیزوں کو محسوس و مدرک بنا کر دکھا دیتی ہے۔ اور وہ ہے **سلسلہ نبوت**۔

خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ ہمہ علم ہمہ قدرت ہمہ غیب کا نمونہ ایک عظیم الشان انسان کی صورت میں نظر آتا ہے جو بظاہر ایک بے کس اور بے بس ناتوان اور ضعف کی تصویر ہوتا ہے اور اسکی بے کسی اور بے بسی اور بے سامانی مادہ پرست قوموں اور دنیا کے مدبروں کو اس کی پوری ناکامی اور ہلاکت کا فتویٰ دینے کیلئے مجبور کرتی ہے اس حالت میں کہ ہر شخص اسکو نحیف و لاغر سمجھتا ہو اور طرح طرح کے دام اور پھندے اسکے لئے مہیا کئے گئے ہوں اور ہر متنفس اپنی جگہ سمجھتا ہو بلکہ فتویٰ دیتا ہو کہ اسے اب مار لیا۔ وہ بے کس و بے بس ہستی اپنی کامیابی کا اظہار کرتی ہے اور مادی عقل کے پرستاروں کے فتوی اور رائے کے خلاف فی الحقیقت کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہہ کیوں؟ قادر مطلق خدا اوسکے ساتھ ہوتا ہے۔ اسمیں اور اس کے غیروں میں یہی ایک امتیاز ہوتا ہے کہ وہ **خدا شناس** ہوتا ہے اور خود فراموش لیکن اس کے مخالف **خود شناس** اور **خدا فراموش** وہ خدا پر ایمان نہیں لاتے۔ اور اسپر ایمان لانے کے لئے حتی نری اللہ جہرۃ کہہ اوٹھتے ہیں مگر وہ یومنون بالغیب کا سچا اور حقیقی مصداق اور عامل ہوتا ہے۔ پس اس حیثیت اور نوعیت سے اسکا وجود **خدا نما** آئینہ اور اوس کی مجلس

خدا نما مجلس

ہوتی ہے۔ اس کی صحبت ان تمام امور کو جو کیفیات کے رنگ میں ہوتے ہیں مادی رنگ میں دکھا دیتی ہے۔ **میرے دوستو!** یہہ بات نری لاف زنی اور قصہ کہانی نہیں ہے یہہ ایک **فیکٹ** (امر واقعی) ہے ہاں یہ ایک **صداقت** ہے جس کا ثبوت آج بھی خدا کے فضل سے **موجود ہے**۔ یہی غرض تھی یہی میرا منشاء تھا جو میں نے اس آیت کو اختیار کیا۔

میں نے شروع میں کہا ہے کہ تمام ترقیوں کی جڑ تمام بلند پروازیوں کی نردبان **ایمان بالغیب** ہے اور ایمان بالغیب کے نتایج بجائے خود ایک گورکھ دہندا نظر آتے ہیں کہ جنکے ماننے کے لئے انسان کی اسباب پسند فطرت جلد طیار نہیں ہو سکتی اس لئے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو رکھا ہے۔

ضرورت نبوت:- میری معرفت کے دقایق سے مزا لینے والی فطرت نے عجیب عجیب دلائل سوچے ہوئے ہیں مگر میں اسوقت صرف اسی ایک کو بیان کرنا چاہتا تھا جس کا زندہ ثبوت میرے سید و مولا محبوب و آقا حضرت خلیفۃ اللہ مرزا غلام احمد ایدہ اللہ بنفسہ ہیں۔ اسوقت جو حالت اسلام کی ہو رہی ہے اور جس طرح مختلف مذاہب اسلام پر حملہ کر رہے ہیں وہ ایسی نہیں کہ کسی سے مخفی ہو ہر ایک اپنی اپنی جگہ اسلام کو پست کر چکا ہے اور سب نے یہہ خیال کر لیا ہے کہ وہ اسلام پر غالب آگئی ہیں اور حقیقت میں ظاہری اسباب کچھ اس قسم کے نظر آتے ہیں کہ مادی عقل والے یہی فتوی دے رہے ہیں اسی حالت میں خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ نے یہہ دعوی کیا ہے کہ اسلام کو ملل باطلہ پر اسی طرح غالب کریگا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے **لیظہرہ علی الدین کلہ** فرمایا تھا اسکے مقابلہ پر ساری قومیں آئی ہیں مسلمان کہلانیوالے الگ آریہ الگ۔ عیسائی الگ۔ برہمو جدا غرض ہر مذہب اور ملت کے لوگ اس کے سلسلے کی تکذیب اور مخالفت کے لئے کمر باندھ کر اوٹھے ہیں اور اپنی جگہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسکو مٹا ڈالیں گے مگر وہ ایسی حالت میں کہ دنیا کے فرزند مادی عقل کے پرستار اسکی تباہی کی پیشگوئیاں کرتے تھے ہر میدان اور ہر مقابلہ میں کامیاب ہوا ہے سال میں ایک یا دو مرتبہ ان مخالفوں کو اپنی منحوس پیشگوئیاں کرنے کی جرأت ہوتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم رجسٹرڈ ایل نمبر ۷ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

والله متم نوره ولو كره الكافرون

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انا اوی القریۃ

الحکم

قادیان دارالامان

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر احمدی

نمبر ۳۷ | مورخہ ۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۸ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۰ روز شنبہ | جلد

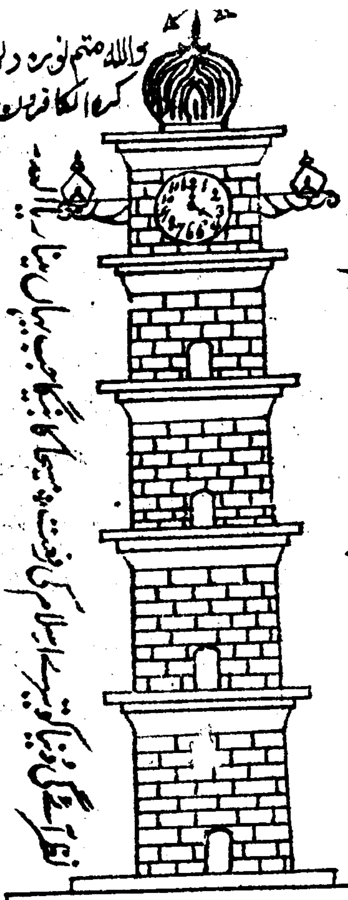

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان مرسل الرحمٰن

حضرت حجۃ اللہ جہلم میں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت وہ لوہا آگ ہی کی ہم شکل ہوجاتا ہے اسیطرح پر جب ایک راستباز بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پہنچکر فنافی اللہ ہوجاتا ہے اور کمال درجہ کی مستی ظہور پاتی ہے اوسوقت وہ ایک نمونہ خدا کا ہوتا ہے اور حقیقی طور پر وہ اُسوقت کہلاتا ہے۔

انت منی

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو دعا سے ملتا ہے یاد رکھو دعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے اس لئے مومن کا کام ہے کہ ہمیشہ دعا میں لگا رہے اور اس استقلال اور صبر کے ساتھ دعا کرے کہ اوس کو کمال کے درجہ پر پہنچا دے۔ اپنی طرف سے کوئی کمی اور دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اور اسباب کی بھی پروا نہ کرے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا بلکہ

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

جب انسان اس حد تک دعا کو پہنچاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس دعا کا جواب دیتا ہے۔ جیساکہ اوس نے وعدہ فرمایا ہے ادعونی استجب لکم یعنی تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دونگا اور تمہارے دعا قبول کرونگا حقیقت میں دعا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ جبتک انسان پورے صدق و وفا کے ساتھ اور صبر اور استقلال سے دعا میں لگا نہ رہے تو کچھ فایدہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں جو دعا کرتے ہیں۔ مگر بڑی بیدلی اور عجلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں اونکی دعا مثمر بہ ثمرات ہوجاوے حالانکہ یہہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے اُس نے ہر کام کے لئے اوقات مقرر فرمائے ہیں اور جسقدر کام دُنیا میں ہو رہے ہیں وہ تدریجی ہیں اگرچہ وہ قادر ہے کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے سو کر دے اور ایک کُن سے سب کچھہ ہو جاتا ہے مگر دنیا میں اوس نے اپنا یہی قانون رکھا ہے۔ اس لئے دعا کرتے وقت آدمی کو اوس کے نتیجہ کے ظاہر ہونے کے لئے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ بھی یاد رکھو دعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو۔ بلکہ چاہیئے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کر سکتا ہے اس زبان پر وہ قادر ہے دعا نماز کا مغز اور روح ہے اور رسمی نماز جبتک اس میں روح نہو کچھہ نہیں اور روح کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع و خضوع ہو اور یہ اوسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اوس کے دل میں ہو۔ اور یہ بات اوسوقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔ غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا کو طلب کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کیساتھ فنا ہوکر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے اس نیستی سے ایک ہستی پیدا ہوتی ہے۔ جس میں وہ اس بات کا حقدار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کہے کہ انت منی۔

اصل حقیقت انت منی کی تو یہ ہے اور عام طور پر ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ہے۔ اب اس کے بعد ایک اور حصہ اس الہام کا ہے جو

وانا منک

ہے۔ پس اوس کی حقیقت سمجھنے کے واسطے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا انسان جو نیستی کے کامل درجہ پر پہنچکر ایک نئی زندگی اور حیات طیبہ حاصل کر چکا ہے اور جس کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کرکے فرمایا ہے انت منی جو اوس کے قرب اور معرفت الٰہی کی حقیقت سے آشنا ہونے کی دلیل ہے۔ اور یہ انسان خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی عزت و عظمت اور جلال کے ظہور کا موجب ہوا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک بین اور زندہ ثبوت ہوتا ہے اس رنگ سے اور اس لحاظ سے گویا خدا تعالیٰ کا ظہور اس میں ہوکر ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ظہور کا ایک آئینہ ہوتا ہے اس حالت میں جب انکا وجود خدا نما آئینہ ہو اللہ تعالیٰ

اون کے لئے یہ کہتا ہے **وانا منك**۔
ایسا انسان جسکو انا منك کی آواز آتی ہے اسوقت دُنیا میں آتا ہے جب ... خدا پرستی کا نام ونشان مٹ گیا ہوتا ہے۔ اسوقت بھی چونکہ دُنیا میں فسق وفجور بہت بڑھ گیا ہے اور خداشناسی اور خدارسی کی راہیں نظر نہیں آتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔ اور **محض اپنے فضل وکرم سے اُس نے مجکو مبعوث کیا ہے تا میں اون لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے خبر ہیں اس کی اطلاع دوں اور نہ صرف اطلاع بلکہ جو صدق اور صبر اور وفاداری کے ساتھ اس طرف آئیں انہیں خدا تعالیٰ کو دکھلا دوں**۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا **انت منی وانا منك**

اعتراض کرنے کو کیا ہے جب طبیعت میں فساد اور ناپاکی ہو تو وہ نیکی کی طرف کب آتا پسند کرتی ہے بلکہ خلاف طبع سمجھکر اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ میرے اس الہام کی سچائی کا ثبوت اس پر اعتراض ہی ہیں اگر خدا تعالیٰ کا انکار اور دہریت بڑھی ہوئی نہ ہوتی تو کیوں اعتراض کیا جاتا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسوقت خدا تعالیٰ کا پاک اور خوش نما چہرہ دُنیا کو نظر نہ آتا تھا **اور وہ اب مجھ میں ہو کر نظر آئے گا اور آرہا ہے**۔ کیونکہ اس کی قدرتوں کے نمونے اور عجائبات قدرت میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں جن کی آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھتے ہیں مگر جو اندھے ہیں وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اس امر کو محبوب رکھتا ہے کہ وہ شناخت کیا جاوے اور اوس کی شناخت کی یہی راہ ہے کہ **مجھے شناخت کرو** (ایڈیٹر۔ ولمہ درک سہ ان خدائے کہ از وا ہل جہان بے خبر اند برمن او جلوہ نمود است گرا ہلے بپذیرد)

یہی وجہ ہے کہ میرا نام اس نے **خلیفۃ اللہ** رکھا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ **کنت کنزًا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت آدم** اس میں آدم میرا نام رکھا ہے یہ حقیقت اس الہام کی ہے اب اسپر بھی کوئی اعتراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اوس کو دکھا دے گا کہ وہ کہاں تک حق پر ہے +

ہمارے مقدمات

متعصات کے متعلق اس سے زیادہ کوئی خبر قابل اشاعت نہیں کہ ۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء جو مقدمہ سرقہ کے متعلق وکلاء فریقین کی تقریروں کے لئے مقرر تھی اس تاریخ پر بوجہ علالت طبع مجسٹریٹ صاحب بہادر کوئی کارروائی نہیں ہو سکی مقدمہ ملتوی ہوگیا+

ملفوظات سے بعض نکات

میری توجہ کسر صلیب کی طرف ہے۔

امریکہ سے جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ ایک ڈاکٹر کی بیوی نے اپنے کسی عارضہ کے لئے دعا کی درخواست کی تھی آپ نے فرمایا کہ اسکو جواب میں لکھا جاوے۔
کہ اس میں شک نہیں کہ دعاؤں کی قبولیت پر ہمارا ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اون کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے مگر دعاؤں کے اثر اور قبولیت کو توجہ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے اور پھر حقوق کے لحاظ سے دعا کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا حق سب پر غالب ہے۔ اس وقت دُنیا میں شرک پھیلا ہوا ہے اور ایک عاجز انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے اس لئے فطرتی طور پر ہماری توجہ اس طرف غالب ہو رہی ہے کہ دُنیا کو اس شرک سے نجات ملے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت قایم ہو اسکے سوا دوسری طرف ہم توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ اور یہ بات ہمارے مقاصد اور کام سے دور ہے کہ اسکو چھوڑ کر دوسری طرف توجہ کریں۔ بلکہ اسمیں ایک قسم کی معصیت کا خطرہ ہوتا ہے۔

ہاں یہ میرا ایمان ہے کہ بیماروں یا مصیبت زدوں کے لئے توجہ کیجاوے تو اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ بلکہ ایک وقت یہ امر بطور نشان کے بھی مخالفوں کے سامنے پیش کیا گیا اور کوئی مقابلہ میں نہ آیا۔ اسوقت میری ساری توجہ اسی ایک امر کی طرف ہو رہی ہے کہ یہ مخلوق پرستی دُور ہو اور صلیب ٹوٹ جاوے اسلئے ہر کام کی طرف اسوقت میں توجہ نہیں کر سکتا خدا نے مجھے اسی طرف متوجہ کر دیا ہے کہ یہ شرک جو پھیلا ہوا ہے اور حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا گیا ہے اسکو نیست ونابود کر دیا جاوے۔ یہ جوش سمندر کی طرح میرے دل میں ہے اسی لئے ڈوئی کو لکھا ہے کہ وہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ پس تم صبر کرو جب تک کہ ایک دعا کا فیصلہ ہو جاوے اس کے بعد ایسے امور کی طرف بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو توجہ ہو سکتی ہے۔ لیکن دعا کرانے والے کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اللہ تعالیٰ سے صلح کرے اپنے گناہوں سے توبہ کرے پس جہاں تک ممکن ہو تم اپنے آپ کو درست کرو اور یہ یقیناً سمجھ لو کہ انسان کا پرستار کبھی فایدہ نہیں اوٹھا سکتا مسیح کی زندگی کے حالات پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ وہ خدا نہیں ہے اس کو اپنی زندگی میں کسقدر کوفتیں اور کلفتیں اوٹھانی پڑیں اور دعا کی عدم قبولیت کا کیسا برا نمونہ اسکی زندگی میں دکھایا گیا ہے خصوصًا باغ والی دعا جو ایسے اضطراب کی دعا ہے وہ بھی قبول نہ ہوئی اور وہ پیالہ ٹل نہ سکا۔ پس ایسی حالت میں مقدم یہ ہے کہ تم اپنی حالت کو درست کرو اور انسان کی پرستش چھوڑ کر حقیقی خدا کی پرستش کرو۔" (۳۱-اگست ۱۹۰۳ء شام)

آسمانی نزول سے کیا مراد ہے۔

مسیح کے آسمانی نزول سے یہ مراد ہے کہ اس کے ساتھ آسمانی اسباب ہونگے اور اسکا تعلق سماوی علوم سے ہوگا۔ اور ایسا ہی فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھنے سے مراد ہے۔ یہ ایک اعلیٰ درجہ کا لطیفہ تھا جسکو کم فہم لوگوں نے ایک چھوٹی اور بھونڈی سی بات بنالیا ہے جو صحیح نہیں
فرمایا **دشمن کی دشمنی بھی ایک وقعت** رکھتی ہے۔ ہزاروں سادھو فقیر پھرتے ہیں مگر کوئی اون کو نہیں پوچھتا اور نہ ان کا مقابلہ کرتا ہے۔ مگر ہمارے مقابلہ میں ہر قسم کے حیلے کئے جاتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے کوشش کی جاتی ہے کہ ہمکو نقصان پہنچایا جاوے اور وہ اس مقابلہ کے لئے ہزاروں روپیہ بھی خرچ کر چکے ہیں۔ ان کی مخالفت بھی ان نشانات کا جو ظاہر ہو رہے ہیں ایک رکن جاتی ہے۔

دارالامان ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیریت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کئے ہوئے کام کی تبلیغ اور تکمیل میں شب وروز ساعی۔ اس ہفتہ کے آخری ایام میں آپ کی طبیعت کسیقدر ناساز رہی لیکن بااینہمہ بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے اس حالت ناسازی طبع میں بھی آپکا قلم خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں کے اظہار کے لئے چلتا رہا۔

۲- مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی تندرست ہیں حضرت حکیم الامۃ ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے محترم بھائی منشی محمد خان صاحب افسر بگھی خانہ کپورتھلہ کی علالت کیوجہ سے اون کے معالجہ کے لئے تشریف لے گئے اور مع الخیر واپس آگئے۔

ترک اسلام کے جواب پر آپ کا رسالہ قریب الختم ہے اور اس اشو کے پہنچنے تک غالبًا ختم ہو چکا ہوگا+ اس کی اشاعت کے متعلق شیخ نور احمد صاحب جالندہری بھی دس جلد کے اخراجات دینے کے لئے طیار ہیں۔ ہمارے ناظرین کو بہت جلد اس رسالہ کی چار ہزار جلدوں کا سامان کر دینا چاہئے اگرچہ حکیم الامۃ کی طرف سے کوئی ایسی درخواست نہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ قوم بہت جلد شایع کرے+

ایک عیسائی کے چند سوالوں کا جواب

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

میں سچ کہتا ہوں کہ کامل اور اولوالعزم آدمی کا مرنا بجز اُس حالت خاص کے کہ بہتوں کے بچاؤ کے لیے کسی معقول اور معروف طریق پر مرنا ہی پڑے قوم کے لیے اچھا نہیں بلکہ بڑی مصیبت اور ماتم کی جگہ ہے اور ایسا شخص جسکی ذات سے خلق اللہ کو طرح طرح کا فائدہ پہونچ رہا ہے اگر خودکشی کا ارادہ کرے تو وہ خدا تعالےٰ کا سخت گنہگار ہے اور اُس کا گناہ دوسرے ایسے مجرموں کی نسبت بہت زیادہ ہے پس ہر ایک ایسے کامل کے لیے لازم ہے کہ اپنے لیے جناب باری تعالیٰ سے درازی عمر مانگے تا وہ خلق اللہ کے لیے اُن سارے کاموں کو بخوبی انجام دے سکے جن کے لیے اُس کے دل میں جوش ڈالا گیا ہے ہاں شریر آدمی کا مرنا اُس کے لیے بہتر ہے تا شرارتوں کا ذخیرہ زیادہ نہ ہوتا جائے اور خلق اللہ اُسکے ہر روزہ کے فتنہ سے تباہ نہ ہو جائے۔ اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ تمام پیغمبروں میں سے قوم کے بچاؤ کے لیے اور الٰہی جلال کے اظہار کی غرض سے معقول طریقوں کے ساتھ اور ضروری حالتوں کے وقت میں کس پیغمبر نے زیادہ تر معرض ہلاکت میں ڈالا اور قوم پر اپنے تئیں فدا کرنا چاہا آیا مسیح یا کسی اور نبی یا ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کا جواب جس جوش اور روشن دلائل اور بیّنات اور تاریخی ثبوت سے میرے سینہ میں بھرا ہوا ہے میں افسوس کے ساتھ اسجگہ اُسکا لکھنا چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ بہت طول ہے یہ تھوڑا سا مضمون اُسکی برداشت نہیں کر سکتا انشاء اللہ القدیر اگر عمر نے وفا کی تو آیندہ ایک رسالہ مستقلہ اس بارے میں لکھوں گا لیکن بطور مختصر اسجگہ بشارت دیتا ہوں کہ وہ فرد کامل جو قوم پر اور تمام بنی نوع پر اپنے نفس کو فدا کرنے والا ہے وہ ہمارے نبی کریم ہیں یعنی سیدنا و مولانا و وحیدنا و فریدنا احمد المجتبیٰ محمد مصطفیٰ الرسول النبی الامی العربی القرشی صلے اللہ علیہ وسلم۔

اسجگہ سچے اور جھوٹے مذہب کی تفریق کے لیے وہ فرق جو زمین پر موجود ہے یعنی جو باتیں عقل اور کانشنس کے ذریعہ سے فیصلہ ہو سکتی ہیں کسی قدر لکھدیا ہے۔ لیکن جو فرق آسمان کے ذریعہ سے کھلتا ہے وہ بھی ایسا ضروری ہے کہ بجز اس کے حق اور باطل میں امتیاز بیّن نہیں ہو سکتا اور وہ یہ ہے کہ سچے مذہب کے کامل پیرو کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایک خاص تعلقات ہو جاتے ہیں اور وہ کامل پیرو اپنے نبی متبوع کا مظہر اور اُسکے حالات روحانیہ اور برکات باطنیہ کا ایک نمونہ ہو جاتا ہے۔ اور جسطرح بیٹے کے وجود درمیانی کی وجہ سے پوتا بھی بیٹا ہی کہلاتا ہے اسی طرح جو شخص زیر سایہ متابعت نبی پرورش یافتہ ہے اسکے ساتھ بھی وہی لطف اور احسان ہوتا ہے جو نبی کے ساتھ ہوتا ہے اور جیسے نبی کو نشان دکھلائے جاتے ہیں ایسا ہی اُسکی خاص طور پر عزت بڑھانے کے لیے اُسکو بھی نشان ملتے ہیں اور ایسے لوگ اس دین کی سچائی کے لیے جسکی تائید کے لیے وہ ظہور فرماتے ہیں۔ زندہ نشان ہوتے ہیں خدا تعالےٰ آسمان سے اُنکی تائید کرتا ہے۔ اور بکثرت اُنکی دعائیں قبول فرماتا ہے اور قبولیت کی اطلاع بخشتا ہے اُنپر مصیبتیں بھی نازل ہوتی ہیں مگر اسلیے نازل نہیں ہوتیں کہ انھیں ہلاک کریں بلکہ اسلیے کہ تا آخر اُنکی خاص تائید سے قدرت کے نشان ظاہر کیے جائیں وہ بے عزتی کے بعد پھر عزت پا لیتے ہیں اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں تا خدا تعالےٰ کے خاص کام اُن میں ظاہر ہوں۔

اسجگہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دعا کا قبول ہونا دو طور سے ہوتا ہے ایک بطور ابتلا اور ایک بطور اصطفا بطور ابتلا تو کبھی کبھی گنہگاروں اور نافرمانوں بلکہ کافروں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے مگر ایسا قبول ہونا حقیقی قبولیت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ از قبیل استدراج و امتحان ہوتا ہے لیکن جو بطور اصطفا دعا قبول ہوتی ہے اُسمیں یہ شرط ہے کہ دعا کرنے والا خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہو اور چاروں طرف سے برگزیدگی کے انوار و آثار اُسمیں ظاہر ہوں کیونکہ خدا تعالےٰ حقیقی قبولیت کے طور پر نافرمانوں کی دعا ہرگز نہیں سنتا بلکہ انھیں کی سنتا ہے کہ جو اُسکی نظر میں راستباز اور اُسکے حکم پر چلنے والے ہیں سو ابتلا اور اصطفا کی قبولیت

حاشیہ: تازہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرہ کروڑ ساٹھ ہزار پونڈ ہر سال سلطنت برطانیہ میں شراب نوشی میں خرچ ہوتا ہے (اور ایک نامہ نگار ایم اے کی تحریر ہے) کہ شراب کی بدولت لندن میں صدہا خودکشی کی وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ اور خاص لندن میں شاید منجملہ تیس لاکھ آبادی کے دس ہزار آدمی مے نوش نہ ہوں گے۔ ورنہ سب مرد عورت خوشی اور آزادی سے شراب پیتے اور پلاتے ہیں۔ اہل لندن کا کوئی ایسا جلسہ اور سوسائٹی اور محفل نہیں ہے کہ جس میں سب سے پہلے برانڈی اور شری اور لال شراب کا انتظام نہ کیا جاتا ہو۔ ہر ایک جلسہ کا جزو اعظم شراب کو قرار دیا جاتا ہے اور طرفہ تر یہ کہ لندن کے بڑے بڑے کشیش اور پادری صاحبان بھی باوجود دیندار کہلانے کے مے نوشی میں اول سبقت ہوتے ہیں جتنے جلسوں میں مجکو

بقیہ حاشیہ: بطفیل مسٹر گلبرٹ صاحب شامل ہونے کا اتفاق ہوا ہے اُن سب میں ضرور دو چار نوجوان پادری اور ریورنڈ بھی شامل ہوتے دیکھے لندن میں شراب نوشی کو کسی بڑی مدت تک معیوب نہیں سمجھا گیا اور یہانتک شراب نوشی کی علانیہ گرم بازاری ہے کہ میں نے بچشم خود ہنگام سیر لندن اکثر انگریزوں کو بازاروں میں پھرتے دیکھا کہ متوالے ہو رہے ہیں اور ہاتھ میں شراب کی بوتل ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لندن میں عورتیں دیکھی جاتی ہیں کہ ہاتھ میں بوتل ہے پکڑی لڑکھڑاتی چلی جاتی ہیں۔ بیسیوں لوگ شراب سے مدہوش اور متوالے اچھے بھلے مانس مہذب بازار دکی نالیوں میں گرے ہوئے دیکھے۔ شراب نوشی کے طفیل اور برکت سے لندن میں اسقدر خودکشی کی وارداتیں واقعہ ہوتی رہتی ہیں کہ ہر ایک

بقیہ حاشیہ: اُنکا ایک مہلک دریا بہ رہا ہے۔ یکم فروری ۱۸۹۳ء رہبر ہند لاہور

اسی طرح ایک صاحب نے لندن کی عام زناکاری اور قریب ستر ستر ہزار کے ہر سال ولد الزنا پیدا ہونا ذکر کرکے وہ باتیں اُن لوگوں کی بےحیائی کی لکھی ہیں کہ جنکی تفصیل سے قلم رکتا ہے بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ یورپ کے اول درجے کے مہذب اور تعلیم یافتہ لوگوں کے اگر دس حصے کیے جائیں تو بلا شبہ نو حصے اُن میں سے دہریہ ہوں گے جو مذہب کی پابندی اور خدا تعالیٰ کے اقرار اور جزا و سزا کے اعتقاد سے فارغ ہو بیٹھے ہیں اور یہ مرض دہریت کا دن بدن یورپ میں بڑھتا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دولت برطانیہ کی کشادہ دلی نے اس کی ترقی سے کچھ بھی کراہت نہیں کی یہانتک کہ بعض پکے دہریہ پارلیمنٹ کی کرسی پر بھی

اور عجیب میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ جو ابتلا کے طور پر دعا قبول ہوتی ہے اُس میں متقی اور خدا دوست ہونا شرط نہیں اور نہ اُسمیں یہ ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ دعا کو قبول کر کے بذریعہ اپنے مکالمہ خاص کے اسکی قبولیت سے اطلاع بھی دیوے اور نہ وہ دعائیں ایسی اعلیٰ پایہ کی ہوتی ہیں جن کا قبول ہونا ایک امر عجیب اور خارق عادت متصور ہو سکے لیکن جو دعائیں اصطفا کی وجہ سے قبول ہوتی ہیں اُنمیں یہ نشان نمایاں ہوتے ہیں

(۱) اول یہ کہ دعا کرنے والا ایک متقی اور راستباز اور کامل فرد ہوتا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ بذریعہ مکالمات الٰہیہ اُس دعا کی قبولیت سے اُسکو اطلاع دیجاتی ہے۔

(۳) تیسری یہ کہ اکثر وہ دعائیں جو قبول کی جاتی ہیں نہایت اعلیٰ درجہ کی اور پیچیدہ کاموں کے متعلق ہوتی ہیں جنکی قبولیت سے کھلی کھلی ظاہر ہو کہ یہ انسان کا کام اور تدبیر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص نمونہ قدرت ہے جو خاص بندوں پر ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی یہ کہ ابتلائی دعائیں تو کبھی کبھی شاذ و نادر کے طور پر قبول ہوتی ہیں۔ لیکن اصطفائی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں بسا اوقات صاحب اصطفائی دعا کا ایسی بڑی بڑی مشکلات میں پھنس جاتا ہے کہ اگر اور شخص اُن میں مبتلا ہو جاتا تو بجز خودکشی کے اور کوئی حیلہ اپنی جان بچانے کے لیے ہرگز اُسے نظر نہ آتا چنانچہ ایسا ہوتا بھی ہے کہ جب کبھی دنیا پرست لوگ جو خدا تعالےٰ سے مہجور و دور ہیں بعض بڑے بڑے ہموم و غموم و امراض و اسقام و بلیات لاینحل میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو آخر وہ بباعث ضعف ایمان خدا تعالیٰ سے نا اُمید ہو کر کسی قسم کا زہر کھا لیتے ہیں یا کنوئیں میں گرتے ہیں یا بندوق وغیرہ سے خودکشی کر لیتے ہیں لیکن ایسے نازک وقتوں میں صاحب اصطفا کا بوجہ اپنی قوت ایمانی اور تعلق خاص کے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہایت عجیب در عجیب مدد دیا جاتا ہے اور عنایت الٰہی ایک عجیب طور سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے یہانتک کہ ایک محرم راز کا دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے کہ یہ شخص مؤید الٰہی ہے (۵) پانچویں یہ کہ صاحب اصطفائی دعا کا مورد عنایات الٰہیہ کا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اُسکے تمام کاموں میں اُس کا متولی ہو جاتا ہے اور عشق الٰہی کا نور اور مقبولانہ کبریائی کی مستی اور روحانی لذت یابی اور تنعم کے آثار اُسکے چہرہ میں نمایاں ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے

تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاۤءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰۤئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰۤؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۝ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ ✝

✝ خبردار ہو یعنی یقیناً سمجھو کہ جو لوگ اللہ جل شانہٗ کے دوست ہیں یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے سچی محبت رکھتے ہیں اور خدا تعالےٰ اُن سے محبت رکھتا ہے تو اُن کی یہ نشانیاں ہیں کہ نہ اُنپر خوف مستولی ہوتا ہے کہ کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے یا فلاں بلا سے کیونکر نجات ہوگی کیونکہ وہ تسلی دیے جاتے ہیں اور نہ گذشتہ کے متعلق کوئی حزن و اندوہ انہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ صبر دیے جاتے ہیں دوسری نشانی یہ ہے کہ اُنھیں (بذریعہ مکالمہ الٰہیہ و رؤیائے صالحہ) بشارتیں ملتی رہتی ہیں اس جہان میں بھی اور دوسرے جہان میں بھی خدا تعالےٰ کا انکی نسبت یہ عہد ہے جو ٹل نہیں سکتا اور یہی پایا وعدہ ہے جو انھیں ملا ہوا ہے یعنی مکالمہ الٰہیہ و رؤیائے صالحہ سے خدا تعالےٰ کے مخصوص بندوں کو جو اسکے ولی ہیں ضرور حصہ ملتا ہے اور اُنکی ولایت کا بھاری نشان یہی ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہوں (یہی قانون قدرت اللہ جل شانہٗ کا ہے) کہ جو لوگ ارباب متفرقہ سے مُنہ پھیر کر اللہ جل شانہٗ کو اپنا رب سمجھ لیں اور کہیں کہ ہمارا تو ایک اللہ ہی رب ہے (یعنی اللہ کسی کی ربوبیت پر ہماری نظر نہیں) اور پھر آزمائشوں کے وقت میں مستقیم رہیں (کیسے ہی زلزلے آویں آندھیاں چلیں تاریکیاں پھیلیں اُن میں ذرہ تزلزل اور تغیر اور اضطراب پیدا نہ ہو پوری پوری استقامت پر رہیں) تو اُنپر فرشتے اُترتے ہیں (یعنی الہام یا رؤیائے صالحہ کے ذریعہ سے اُنھیں بشارتیں ملتی ہیں) کہ دنیا و آخرت میں ہم تمھارے دوست اور متولی اور متکفل ہیں اور آخرت میں جو کچھ تمھارے جی چاہیں گے وہ سب تمھیں ملے گا یعنی اگر دنیا میں کچھ مکروہات بھی پیش آویں تو کوئی اندیشہ کی بات نہیں کیونکہ آخرت میں تمام غم دور ہو جاویں گے اور سب مرادیں حاصل ہوں گی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آخرت میں جو کچھ انسان کا

بیٹھ گئے اور کچھ پروا نہیں کی گئی نامحرم لوگوں کا نوجوان عورتوں کا بوسہ لینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ یورپ کی نئی تہذیب میں ایک مستحسن امر قرار دیا گیا ہے۔ کوئی دعوی سے نہیں کہہ سکتا کہ انگلستان میں کوئی ایسی عورت بھی ہے کہ جس کا عین جوانی کے دنوں میں کسی نامحرم جوان نے بوسہ نہ لیا ہو۔ دنیا پرستی اسقدر ہے کہ آرچ بشپ انگلستان صاحب اپنی ایک چٹھی میں (جو میرے نام بھیجی ہے) لکھتے ہیں کہ تمام مہذب اور تعلیم یافتہ جو اس ملک میں پائے جاتے ہیں اُن میں سے ایک بھی میری نظر میں ایسا نہیں جسکی نگاہ آخرت کیطرف لگی ہوئی ہو بلکہ تمام لوگ سر سے پیر تک دنیا پرستی میں مبتلا نظر آتے ہیں اب ان تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ مسیح کے قربان ہونیکی وہ تاثیریں جو پادری لوگ ہندوستان میں آکر سادہ لوحوں کو سناتے ہیں سراسر پادری صاحبوں کا افترا ہے اور اصل حقیقت یہی ہے کہ کفارہ کے مسئلہ کو قبول کر کے جس طرف عیسائیوں کی طبیعتوں نے پلٹا کھایا ہے وہ یہی ہے کہ شراب خواری بکثرت پھیل گئی خدا تعالیٰ کی عبادت سچے دل سے کرنا اور اسکی رو بحق ہونا یہ سب باتیں موقوف ہو گئیں ہاں خلاف تہذیب یورپ میں بیشک پائی جاتی ہے یعنی باہم رضامندی کے برخلاف جو گناہ ہیں جیسے سرقہ اور قتل اور زنا بالجبر وغیرہ جنکے ارتکاب سے شاہی قوانین نے بوجہ مصالح ملکی روک دیا ہے ان کا انسداد بیشک ہے مگر ایسے گناہوں کے انسداد کی یہ وجہ نہیں کہ مسیح کے کفارہ کا اثر ہوا ہے بلکہ رعب قوانین اور سوسائٹی کے دباؤ نے یہ اثر ڈالا ہوا ہے اگر یہ موانع درمیان نہ ہوں تو حضرات مسیحیاں سب کچھ کر گذریں اور پھر یہ جرائم بھی تو اور ملکوں کی طرح یورپ میں بھی ہوتے رہتے ہیں انسداد کلی تو نہیں ہے

ممتاز

عیسائی مشن ہندوستان میں کیوں ناکامیاب رہا

الہ آباد کے مشہور و معروف اخبار پایونیر میں اس مضمون پر ایک اینگلو انڈین کا مضمون شائع ہوا ہے ہم اس مضمون کو کسی دوسرے وقت انشاء اللہ پورا درج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ مضمون نگار عیسائی مشنریوں کی ناکامی کا باعث لکھتے ہوئے مشنریوں کے دعوی کی بڑے زور سے تردید کرتا ہے مشنری لوگ انجیل کی عدم قبولیت کا باعث عیسائی یورپین گوروں کی بے اعتدالیاں اور بعض سرکاری عہدہ داروں کا عیسائی اصولوں کے خلاف ہونا بتلاتے ہیں مگر مضمون نگار انکو غلط ٹھیراتا ہے اور کہتا ہے کہ مشنری لوگ جب انگلستان اور امریکہ سے کروڑ ہا روپیہ محض ہندوستان کو عیسائی بنانے کی غرض سے لیکر جب کوئی نتیجہ نہیں دکھلا سکتے تو پادری لوگ اس ناکامیابی کو دوسروں کے سر منڈھ دیتے ہیں حالانکہ یہ **ناکامی اور نامرادی ان کے مذہب کی کمزوری کا باعث ہے کہ ہندوستانی لوگ عیسائی بننے کی ضرورت نہیں سمجھتے**

وہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ ہندوستانی لوگ تعداد میں بے شمار اور تبدیلی کو پسند کرنے والے نہیں اور ساتھ ہی انکی رائے میں عیسائیوں کا معیار اخلاق ان کے معیار سے بڑھ کر نہیں اور نہ عیسائیوں کے مذہبی اصول ہندوستان کے بڑے بڑے مذاہب سے اعلے ہیں اس لیے ہندوستانی لوگ عیسائیت کی طرف بہت ہی کم رجوع ہوتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ اپنے مذہب کی کمزوری دوسروں کے سر تھوپنا آسان ہے لیکن اصلیت پر غور کرنا مشکل ہے + اس مضمون پر نامہ نگار مذکور نے ایک مبسوط آرٹیکل لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس طیبہ کا اثر ہے کہ عیسائی لوگ عیسائی رہ کر خود تسلیم کرنے لگے ہیں کہ عیسائیت کی ناکامی اسکی اپنی کمزوری اور اصولوں کے ناکمل ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ **کسر صلیب کے لیے اندرونی حربہ ہے**

انگلستان میں عیسائیت کو زوال

اخبار دوست ہند مطبوعہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۰۳ء میں مندرجہ ذیل خبر۔ واقعات اور رائے کے کالموں میں اس سرخی سے شائع ہوئی جو کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔ اسلیے ہم ناظرین کی آگاہی اور نور افشاں کے معزز ایڈیٹر سے جواب طلبی کے لیے بعینہ درج کرتے ہیں

"ڈیلی نیوز کی طرف سے ۱۸۸۶ء میں مردم شماری ہوئی تھی کہ کتنے لنڈن کے گرجا گھروں میں عادتاً جاتے ہیں۔ ۱۷ سال کے بعد امسال پھر مردم شماری کی گئی ہے نتیجہ مردم شماری کا پادریوں کی شان نہیں بڑھاتا ہے۔ ۱۷ سال کے اندر دو لاکھ کے قریب گرجا گھر اور نئے بنے مگر گرجا گھر جانیوالی آبادی میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار کی کمی ہوئی۔ ۵ا فیصدی تعداد میں کمی ہوئی ۵۰ لاکھ کی آبادی میں ہر کیتھیہ کو ۱۵ لاکھ سے زاید لوگ گرجا گھروں میں نہیں جاتے ہیں گھر کا تو یہ حال ہے اور پادری صاحبان تمام دنیا میں مارے مارے پھرتے ہیں" ناظرین مندرجہ بالا خبر کو پڑھکر خود فیصلہ کرلیں گے کہ اگر تمام مہذب قومیں یورپ کی نہیں تو کم از کم اچھی تعداد مسئلہ تثلیث وغیرہ سے شاکی ہوکر عیسائی دھرم کا تیاگ کر رہی ہے۔ بیشک اس بات کو تو ہم تسلیم کرنے کے لیے بے اختیار ہیں کہ آجکل یورپین قوموں کی فیاضی ضرب المثل ہوکر شہرہ آفاق ہو رہی ہے۔ لیکن کیا در اصل گرجا گھروں کی تعداد ہی سے اصلی ترقی کا شمار کیا جا سکتا ہے ہمارے خیال میں جتنی مسجدیں اور مندر اور گرجا گھر زیادہ ہوتے جائیں ان سے اصلی ترقی کا اندازہ لگانا محض خام خیالی ہوگی۔ ابھی تھوڑے ہی دن گذرے ہیں کہ نور افشاں کے معزز ایڈیٹر صاحب نے نور افشاں مطبوعہ ۲۱ اگست کے ضمیمہ میں انگلستان کی بیبل سوسائٹی کی رپورٹ سے اس بات کے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ در اصل انگلستان میں عیسائی مذہب ترقی پر ہے جسکا ترجمہ برای آگاہی ناظرین ہم درج کرتے ہیں تاکہ آپ صاحبان خود اندازہ لگا سکیں

"...... اس بات سے کہ سال گذشتہ میں مشنری کاموں کے لیے صرف انگلستان میں ہی ایک بڑی بھاری رقم ۳۸۱۶۶۶۰۰ روپے کی ہوم اور اسکے باہر مقاموں کیلیے دی گئی تھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ عیسی کی بادشاہت دنیا میں کم ہی ہے۔ اور ایک واقعہ جو کہ برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی کی گذشتہ سال کی رپورٹ سے دیا گیا ہے اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ صرف اسکی ایک سوسائٹی سے ان پوری بائبل کی جلدوں کی تعداد جو کہ جاری ہوئیں ۸ لاکھ ۷۰ ہزار تھی اور کل تعداد ۵۰.۱ لاکھ جلدیں تھیں۔

اس خبر کو پڑھ کر ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ وہ ترقی کس قسم کی شمار کرتے ہیں۔ میں صرف چند ایک طریقے بیان کرکے کہ کسطرح مشنری صاحبان بائبل کو بانٹتے ہیں آپ سے رخصت لونگا۔

(۱) قریباً کل مشن سکولوں میں سنڈے سکول ہوتے ہیں جہاں کہ لڑکوں کو انجیل پڑھا کر انکو بائبل انعام دی جاتی ہیں۔

(۲) تمام جماعتوں میں انجیل کا پڑھنا لازمی ہوتا ہے اور اسلیے لڑکے نیو ٹسٹیمنٹ خریدنے پر مجبور کیے جاتے ہیں۔ جس سے کہ خاصی تعداد بکجاتی ہے۔

(۳) ریلجس بک سوسائٹیاں بھی جو گریجویٹ کامیاب ہوتے ہیں انکو بطور انعام بائبل بانٹتی ہیں ایف اے والونکو بھی اور انٹرنس والونکو کچھ پارٹ تقسیم ہوتے ہیں۔

(۴) گاہے گاہے انگریز لوگ انگلستان سے تقسیم کرنے کے لیے بھیجتے ہیں چنانچہ حال ہی میں گجرات مشن سکول میں تمام اُستادوں اور تمام طلبا کو تقسیم ہوئی ہیں۔

(۵) پادری صاحبان مفت بانٹتے ہیں اور عموماً دکاندار لیکر اُن میں اپنی دوکان کی چیزیں فروخت کرتے ہیں جس سے کہ بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔

(۶) جو نیا عیسائی ہوتا ہے اسکو کئی انجیلیں بخشی جاتی ہیں اور پادری صاحبان کہ جب کبھی تحفہ وغیرہ بھیجتے ہیں تو انہیں میں ٹسٹیمنٹ نذر کرتے ہیں۔

ان طریقوں سے اگر بائبل کی تعداد بڑھ گئی بھی ہو جائے تو چنداں مضائقہ نہیں کیونکہ جو چیز مفت ملے اسکو کون انکار کرتا ہے۔ اسلیے بائبل کی جلدوں کے خرچ سے اپنی ترقی کے اندازہ لگانیوالونکو چاہیے کہ ایسے فضول خرچ کو بند کرکے دیکھیں کہ کسقدر بائبلیں لوگ خرید کر پڑھتے ہیں اور پانی کی طرح روپے کا ذکر جس طرح عیسائی صاحبان اور ان کے دوسرے بھائی آدمیوں کو پھنسانے کے لیے کام کر رہے ہیں اسکے مقابلہ میں یہ رقم قلیل ہے۔ کئی قسم کے لوبھ اور لالچ کے لیے اس سے زیادہ روپیہ چاہیے مفت اخبار جاری کرتے ہیں ہینڈ بل تقسیم کرتے ہیں اسقدر بات جتلانے کے بعد اب ہم بڑے ادب سے عیسائی اخبارات سے سوال کرتے ہیں کہ کیا در اصل یہ الٹی ترقی نہیں؟ کیا در اصل دوست ہند کا نوٹ عیسائیوں کی ترقی کا ایک ٹھیک اندازہ نہیں بتا رہا۔ اخیر میں میری یہی پرارتھنا ہے کہ دیالو پرماتما دیا کا ہاتھ بڑھا کر ان تمام گمراہ ہوے ہوؤں کو اپنے فضل سے سب راہ راست پر لا دیں تاکہ وہ سمجھ کے

اب جاننا چاہیے کہ محبوبیت اور قبولیت اور ولایت حقہ کا درجہ جس کے کسی قدر مختصر طور پر نشان بیان کرچکا ہوں یہ بجز اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا

نفس چاہے اُسکو ملے میں کہتا ہوں کہ یہ ہونا نہایت ضروری ہے اور اسی بات کا نام نجات ہے ورنہ اگر انسان نجات پاکر بعض چیزوں کو چاہتا رہا اور اُن کے غم میں کباب ہوتا اور جلتا رہا مگر وہ چیزیں اُسکو نہ ملیں تو پھر نجات کاہے کی ہوئی ایک قسم کا عذاب تو ساتھ ہی رہا - لہذا ضرور ہے کہ جنت یا بہشت یا مکتی خانہ یا سرگ جو نام اُس مقام کا رکھا جائے جو انتہائے سعادت پانے کا گھر ہے وہ ایسا گھر چاہیے کہ انسان کو من کل الوجوہ اُس میں مصفا خوشی حاصل ہو اور کوئی ظاہری یا باطنی رنج کی بات درمیان نہ ہو اور کسی ناکامی کی سوزش دل پر غالب نہ ہو - ہاں یہ سچ بات ہے کہ بہشت میں نالائق و نامناسب باتیں نہیں ہونگی مگر مقدس دلوں میں اُن کی خواہش بھی پیدا نہ ہوگی بلکہ اُن مقدس اور مطہر دلوں میں جو شیطانی خیالات سے پاک کیے گئے ہیں انسان کی پاک فطرت اور خالق کی پاک مرضی کے موافق پاک خواہشیں پیدا ہونگی تا انسان اپنی ظاہری اور باطنی اور بدنی اور روحانی سعادت کو پورے طور پر پالیوے اور اپنے جمیع قویٰ کے کامل ظہور سے کامل انسان کہلاوے کیونکہ بہشت میں داخل کرنا انسانی نفس کے مٹا دینے کی غرض سے نہیں جیسا کہ ہمارے مخالف عیسائی اور آریہ خیال کرتے ہیں بلکہ اس غرض سے ہے کہ تا انسانی فطرہ کے نقوش ظاہراً و باطناً بطور کامل چمکیں اور سب بے اعتدالیاں دور ہوکر ٹھیک ٹھیک وہ امور جلوہ نما ہوجائیں جو انسان کامل کے لیے بلحاظ ظاہری و باطنی خلقت اُسکی کے ضروری ہیں -

اور پھر فرمایا کہ جب میرے مخصوص بندے (جو برگزیدہ ہیں) میرے بارے میں سوال کریں اور پوچھیں کہ کہاں ہے (تو اُنھیں معلوم ہو کہ میں بہت ہی قریب ہوں اپنے مخلص بندوں کی دعا سنتا ہوں جبھی کہ کوئی مخلص بندہ دعا کرتا ہے (خواہ دل سے یا زبان سے) سن لیتا ہوں (لیں اس سے قرب ظاہر ہے) مگر چاہیے کہ وہ اپنی ایسی حالت بنائے رکھیں جس سے میں اُنکی دعائیں سن لیا کروں - یعنی انسان اپنا حجاب آپ ہوجاتا ہے - جب پاک حالت کو چھوڑکر دور جا پڑتا ہے تب خدا تعالےٰ بھی اُس سے دور ہو جاتا ہے

اور سچے متبع کے مقابل پر اگر کوئی عیسائی یا آریہ یا یہودی قبولیت کے آثار و انوار دکھلانا چاہے تو یہ اُس کے لیے ہرگز ممکن نہ ہوگا - ایک نہایت صاف طریق امتحان کا یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان صالح کے مقابل پر جو سچا مسلمان اور سچائی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو کوئی دوسرا شخص عیسائی وغیرہ معارضہ کے طور پر کھڑا ہو اور یہ کہے کہ جس قدر تجھ پر آسمان سے کوئی نشان ظاہر ہوگا یا جسقدر اسرار غیبیہ تجھ پر کھلیں گے یا جو کچھ قبولیت دعاؤں سے تجھے مدد دی جائیگی یا جس طور سے تیری عزت اور شرف کے اظہار کے لیے کوئی نمونہ قدرت ظاہر کیا جائے گا یا اگر انعام خاصہ کا بطور پیشگوئی تجھے وعدہ دیا جائے گا یا اگر تیرے کسی موذی مخالف پر کسی تنبیہ کے نزول کی خبر دیجائیگی تو ان سب باتوں میں جو کچھ تجھ سے ظہور میں آجائیگا اور جو کچھ تو دکھلائے گا وہ میں بھی دکھلاؤں گا تو ایسا معارضہ کسی مخالف سے ہرگز ممکن نہیں اور ہرگز مقابل پر نہیں آئینگے کیونکہ اُن کے دل شہادت دے رہے ہیں کہ وہ کذاب ہیں اُنھیں اُس سچے خدا سے کچھ بھی تعلق نہیں کہ جو راستبازوں کا مددگار اور صدیقوں کا دوستدار ہے - جیسا کہ ہم پہلے بھی کسی قدر بیان کرچکے ہیں و ھذا اٰخر کلامنا والحمد للہ اولاً و اٰخراً و ظاھراً و باطناً ھو مولٰنا نعم المولےٰ و نعم الوکیل +

اور چاہیے کہ ایمان اپنا پھر ثابت رکھیں (کیونکہ قوت ایمانی کی برکت سے دعا جلد قبول ہوتی ہے) اگر وہ ایسا کریں تو رشد حاصل کرلیں گے یعنی ہمیشہ خدائے عزوجل اُنکے ساتھ ہوگا اور کبھی عنایت و رہنمائی الٰہی اُن سے الگ نہیں ہوگی سو استجابت دعا بھی اولیاء اللہ کے لیے ایک بھاری نشان ہے فقط رمنہ

ضرورت

خاکسار نے ایک رسالہ جو شاید ۸۰ صفحہ کا ہوجائیگا لکھا ہے اور ۲۴ صفحہ تک چھپ چکا ہے رسالہ قابل دید ہے قیمت کم چھپائی اور لکھائی اور کاغذ عمدہ اس رسالہ میں دو باب ہیں اور چند فصلیں اول باب مسیح موسوی کی وفات میں اور دوسرا باب نزول مسیح محمدی کے بیان میں اب ایک بحث علماء اُمۃ کی اسماء کی ضرورت آپڑی ہے سو بڑی مہربانی ہوگی جو علماء احمدیہ جنہوں نے باقاعدہ علوم آلیہ کی تحصیل کیے ہیں معہ اپنی تصانیف کے اسماء کے میرے پاس بھیجدیں اگر کچھ بھی تصنیف ہو۔ خواہ وہ کوئی پہلی تصنیف ہو یا بعد از بیعت حضرت اقدس امام آخر الزمان علیہ السلام ہو تا کہ رسالہ جلد مکمل ہو

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

رگوید کا ترجمہ اور آریہ سماج

ماسٹر چند و لعل صاحب ایک پرانے عیسائی ہیں اُنھوں نے ایک ٹریکٹ میں یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ رگوید کا ترجمہ لفظی دیسی زبان میں کردیا جاوے مگر پنڈت دیانند یا دوسرے بھاشیہ لکھنے والوں کی طرح رگوید کی تفسیر نہ کی جاوے +

ماسٹر صاحب کی اس اپیل پر ست دھرم پرچارک کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا ہے اور خود ہی وہ کہتا ہے کہ "اس سے بابو صاحب کا مطلب گو عوام کی سمجھ میں نہ آوے تاہم میں سمجھ گیا ہوں اُنکی مراد شاید یہ ہے کہ بغیر تشریح کے ویدوں کا مطلب سمجھ میں نہ آوے گا اور ہر ایک کو یقین ہوجاوے گا کہ یہ بچوں کی بلبلاہٹ ہے"

ہر چند ماسٹر چندو لال صاحب نے یہ منشا ظاہر نہیں کیا لیکن چونکہ ویدوں کی حقیقت اس حد تک ہے اسلیے منشی رام صاحب کو مصداق چور کی ڈاڑھی میں تنکا خود ہی یہ خطرہ پیدا ہوا ہے وہ لکھتا ہے "اسطرح یہ کرنا چاہتے ہیں کہ قصہ کہانی کی کتابوں کا محض لفظی ترجمہ کافی ہوسکتا ہے لیکن جس کتاب میں سائنس اور فلاسفی کے خزانے بند ہوں اسکے عام فہم کرنے کے لیے تفسیر کی ضرورت ہوا کرتی ہے" کیا خوب! ویدک فلاسفی اور سائنس اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ ایک عورت جیتے جاگتے خاوند کی موجودگی میں اسکے نا قابل اولاد ہونے کے باعث دوسرے کو اولاد لے سکتی ہے - یا یہ کہ تناسخ کے چکر میں آکر مکرمات ابدی کے سلسلہ کو بھی انسان توڑ سکتا ہے اور ہمیشہ کی نجات سے محروم ہے - وغیرہ وغیرہ اگر وید کا لفظی ترجمہ نہیں ہوسکتا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے الفاظ میں کوئی قوت اور جذب نہیں رکھتا بلکہ وہ ہماری تفسیر اور تشریح کا محتاج ہے اور ایک معما اور چیستان سے بڑھ کر نہیں ہے - حالانکہ مبدء فیض کی کلام کا عام فہم ہونا ضروری ہے جس میں ایک دہقان اور فلاسفر برابر تفہیم پا سکیں مگر یہ فخر صرف قرآن کریم کو ہے اور اسی نے کہا

لقد یسّرنا القرآن للذکر فہل من مدّکر

کیا ہندوستان ۴۵ لاکھ روپیہ سالانہ مسیحی مذہب کی اشاعت پر صرف کرتا ہے؟

تعلیمی اور مذہبی معاملات میں گورنمنٹ کی آزاد پالیسی حکام کے اعلیٰ خیالات کا نقشہ پبلک کے روبرو پیش کر رہی ہے۔ ملک میں اسقدر امن کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حکام اہل ملک کے مذہبی معاملات میں دست اندازی نہیں کرتے۔ جو فساد کبھی کبھی ہندو اور مسلمانوں میں مذہب کے نام سے ہوتے ہیں ان کی بنیاد بعض پر جوش حاکم خود ہوا کرتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے غدر نے حکام کو مذہبی معاملات میں دست اندازی نہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ ملکہ معظمہ مرحومہ نے جو اشتہار ۱۸۵۸ء میں شائع کیا تھا اُسمیں مندرجہ ذیل فقرے موجود ہیں۔ جو کہ اُس خیال کی اچھی طرح شہادت دیتے ہیں۔ "جو لوگ ہمارے زیر فرمان حاکم ہیں اُن کو تاکیداً حکم دیتے ہیں کہ وہ ہماری رعایا میں سے کسی کے مذہبی خیالات اور عبادات میں دست اندازی کرنے سے باز رہیں اور اسکو ہماری بڑی خوشی کا موجب سمجھیں۔"

مذکورہ بالا فقرۂ شاہی اعلان میں موجود ہوتے ہوئے بھی کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ ہندوستانی رعایا کو پادریوں کو جو کہ ہندوستان میں عیسائی مذہب کو پھیلاتے ہیں تنخواہ دینی پڑتی ہے اور جب وہ برطرف ہوتے ہیں انکو پنشن دینی پڑتی ہے؟ دوسرے الفاظ میں کیا یہ سخت ناانصافی نہیں ہے کہ ہندو مسلمان سکھ پارسی جین وغیرہ ان اصلی درجہ کے پورو پینوں کے لیے ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کیے جائیں جو کہ اُن کے مذہبی عقائد کے خلاف اصول پھیلاتے ہیں اور جن کے اصول ہندوستانیوں کے فائدہ میں اسقدر اختلاف رکھتے ہیں جس قدر کہ مسٹر دادابھائی لارڈ جارج ہملٹن سے؟

اس سوال کا صرف ایک ہی جواب ہوسکتا ہے

ہندوستان میں بہت ہی کم آدمی موجود ہیں جو کہ اس روپیہ کی تعداد سے جو کہ عیسائی مذہب کی اشاعت کے لیے ہندوستان سے لیا جاتا ہے واقف ہوں۔ انڈین اکلیزیاسٹیکل اسٹیبلشمنٹ کی (ایک سرکاری ۱۸۱۲ء بنیا پڑی تھی اُس وقت سے رعایائے ہندوستان برابر پادریوں کی تنخواہ کی ایک ایک پائی ادا کر رہی ہے۔

ہم ذیل میں نقشہ جس سے کہ مختلف اضلاع کے بشپوں کی تنخواہ تاریخ تقرر اور مقام ظاہر ہوگا درج کرتے ہیں۔

مقام	تاریخ تقرر	تنخواہ
بشپ کلکتہ	۱۸۱۴ء	۴۵ ہزار ۸ سو ۱۳ روپیہ
،، مدراس	۱۸۳۵ء	۲ ،، اکیسو ۳۱ ،،
،، بمبئی	۱۸۳۷ء	ایضاً ایضاً
،، کلمبو	۱۸۴۵ء	ایک ہزار روپیہ
،، رنگون	۱۸۷۷ء	ایضاً ایضاً
،، لاہور	۱۸۷۷ء	ایضاً ایضاً
،، ٹراونکور	۱۸۷۹ء	ایضاً ایضاً
،، چھوٹا ناگپور	۱۸۷۹ء	ایضاً ایضاً
،، ناگپور	۱۸۸۹ء	ایضاً ایضاً
،، لکھنؤ	۱۸۹۳ء	ایضاً ایضاً
،، دہلی	۱۸۹۶ء	ایضاً ایضاً
،، کوچین	۱۸۹۹ء	ایضاً ایضاً
ایک ہی کینتھلک بشپ	۱۸۲۴ء	ایک ہزار تین سو روپیہ
بشپ پالمکوٹا	۱۸۹۷ء	ایک ہزار روپیہ

مندرجہ بالا فہرست میں صرف بشپ دکھلائے گئے ہیں اب اور عہدوں کے اخراجات بھی ملاحظہ فرمائیے۔

۱۰۔ ارکڈیکن فی کس ماہوار ۸ سو روپیہ کل — ۸ ہزار روپیہ
۴۔ ،، ،، ،، — ۳ ہزار ۸ سو ،،
۲۳۔ چپلین ،، ،، ۸ — ۸ سو ،،
۲۵۔ ،، (بغرض حصول تجربہ) فی کس ۴ سو روپیہ کل — ۱۰ ہزار ،،
۴۰۔ ادنیٰ چپلین میدان جنگ میں فی کس ۵ سو روپیہ کل — ۲۰ ہزار ،،
۵۰۔ اعلیٰ چپلین بغرض ہسپتال فی کس ۸ سو روپیہ کل — ۴۰ ہزار ،،
کرولی اسٹیبلشمنٹ ... ۱۴ ،، ،،
آفس ... ،، ،،
درستی گرجا ... ۵ ،، ،،
سفر خرچ ... ۴ ہزار روپیہ
اخراجات خاص ... ۲ ،، ،،
مختلف ... ،، ،،

اخراجات کی تفصیل یہاں پر ختم نہیں ہو جاتی اسمیں ابھی پنشنیں اور دیگر سیکڑوں اخراجات شامل کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ کم رقم کم و بیش ۴۵ لاکھ روپیہ کے قریب ہے۔

اب یہ معاملہ اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ عیسائی پادری ہندو اور مسلمانوں کے مذاہب کے خلاف اصول وعظ کرتے ہیں لیکن تنخواہ پنشنیں وغیرہ کل اخراجات انھیں ہندو اور مسلمانوں کے سر پڑتی ہیں جنکی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ کیا کوئی شخص موجود ہے کہ جو دنیا میں اس عجیب انتظام کی نظیر پیش کرسکے؟ اگر معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوتا تو عیسائی لوگ کیا خیال کرتے یعنی اگر انکو ہندو پجاری اور مسلمان ملاؤں کے لیے جو کہ ہندو و مسلمان ملازمین سرکار کو ایڈریشن (وعظ) کرنیکی غرض سے ملازم رکھے جاتے روپیہ دینا پڑتا؟ اصل معاملہ یہ ہے کہ متوسط درجہ کے انگریزوں کے لیے یہ دینی محکمہ بھی روٹی کمانے کا اچھا ذریعہ ہے۔ متوسط درجہ کے انگریزوں کی اولاد ہندوستان میں جسطرح سپاہی اور سویلین بنکر داخل ہوتے ہیں اسی طرح غریب ہندوستانیوں کی گاڑھی کمائی کے ذریعہ عیسائی پادری بھی بنائے جاتے ہیں۔ اب انھوں نے مثل دیگر محکموں کے ملازمین کے کم قیمت روپیہ کا عذر پیش کرکے ترقی تنخواہ کا غل مچانا شروع کر دیا ہے۔

ہندوستان میں اگر ایک گورے سپاہی کی تنخواہ بہت ہی زیادہ ہے تو ہمکو اُس کا معاوضہ کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے کیونکہ وہ ملک کے بیرونی حملوں سے حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح اگر سویلین اور دیگر حکام شاہی تنخواہیں پاتے ہیں وے بھی کم و بیش ملک کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن ان پادریوں کا ہندوستان میں کیا کام ہے؟ جو لوگ دینی محکمہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ ان لوگوں کے لیے جو کہ ان کا بار برداشت کیے ہوئے ہیں ذرہ بھر بھی فائدہ مند نہیں ہے۔ یہی نہیں بلکہ اُن کے اصول اور عایا کے اصولوں میں بھی قطبین کا فرق ہے۔ پھر کیا وہ ان گورے سپاہیوں اور سویلینوں کے لیے مفید ہیں جن کے نام سے کہ ظاہر ادا رکھے جاتے ہیں؟

ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ اگرچہ ۱۸۱۴ء

سے گوئی ایکسٹر برابر سرمن سنتے چلے آرہے ہیں لیکن ہنوز انھوں نے کوئی اخلاقی یا مذہبی ترقی نہیں کی۔ بخلاف اسکے انکی حالت روز بروز بد سے بدتر ہی نظر آرہی ہے۔ قومی فساد اس وقت بہ نسبت پچاس سال گذشتہ کے بہت زیادہ سنے جاتے ہیں یطلیو کے بارہ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکو چرچ (گرجا) سے بہت ہی کم تعلق ہوتا ہے۔ غرض عیسی اور اسکے اصول ہندوستان میں بھی ایسے ہی بدنام ہیں جیسے کہ یورپ میں خدا کی ولدیت اور انسانوں کا شفیع ہونا جو کہ وہ سکھلاتا تھا اسکے ہندوستان میں رہنے والے پیروؤں کے لیے تمسخر سے زیادہ نہیں ہے ایک گورا پادری جو کہ ان اصولوں کا پرچار (وعظ) کرتا ہے ایک ہندوستانی عیسائی کو اپنے برابر ہرگز نہیں ملنے گا۔ اسطرح ۴۵ لاکھ روپیہ جو کہ دینی محکمہ کے نام سے صرف کیا جاتا ہے سمندر میں پھینک دینے سے زیادہ عمدہ طریق پر استعمال نہیں کیا جاتا ہے +

حضرت حکیم الامت کا وعظ

جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر دوسرا جزو ایمان کا جس سے تکمیل ہوتی ہے شفقت علی خلق اللہ کہلاتا ہے مخلوق کی ہمدردی اور نوع انسان کی بھلائی کے لیے اپنے مال سے کچھ خرچ کرے سچ میں حق میں عسر میں یسر میں مصیبت میں خوشی میں ہر حال میں قدم آگے بڑھائے کسی حال میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔ اور یہ ساری باتیں اس سے پیدا ہوتی ہیں کہ صادقوں کا ساتھ دے۔ صادقوں کے ساتھ کے بغیر تقوی کی حقیقت کھلتی ہی نہیں دقائق تقوی کا پتہ ہی نہیں لگتا جب تک انسان صادقوں کی صحبت میں نہ رہے یہ ایک نہایت غلط خیال ہے جو انسان اپنے دل میں سمجھ لیتا ہے کہ میں نیکی کرتا ہوں مخلوق الٰہی پر شفقت بھی کرتا ہوں محب ملک اور قوم ہوں تہجد گذار ہوں اور یقین کے اعلیٰ مقام پر کھڑا ہوں مجھے کسی صادق کی صحبت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس قسم کا خیال نفس کا دھوکا ہے جو گمراہی کیطرف لے جاتا ہے یہ ایک قسم کا برہمو ازم ہے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

کیا تم قرآن کے بعض حصوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ یہ انکار کتاب اللہ نہیں تو کیا ہے؟ جب کہ

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

کی ہدایت کی گئی ہے پھر اس حکم کی ضرورۃ نہ سمجھنا اور عملی طور پر اسکو بیکار ٹھیرانا اس سے بڑھ کر کس قدر ظلم اور حماقت ہوگی؟ - اتقوا اللہ

جو لوگ ایسا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کے بعض حصص کا انکار کرتے ہیں خواہ علمی طور پر خواہ عملی وہ یاد رکھیں ان کی پاداش اور سزا بہت خطرناک ہے۔

خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

اسی دنیا میں وہ ذلیل ہو جائیں گے اور اب دنیا کی تاریخ کو پڑھ لو اور انبیاء علیہم السلام کے معاملات پر غور کرو کہ جن لوگوں نے انکا ساتھ نہیں دیا بلکہ انکار کیا ان کا انجام کیا ہوا؟ کیا وہ اسی دنیا میں ذلیل اور خوار ہوئے ہیں یا نہیں؟ جہاں تک تاریخ پتہ دیسکتی ہے یا آثار انصادیم سے پتہ مل سکتا ہے وہاں تک صاف نظر آئے گا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد صاف اور ثابت شدہ امر ہے۔

میں اس **معیت صادق** کو حصول نیکی اور حصول تقوی کے لیے ایک ضروری چیز سمجھتا ہوں بغیر اسکے حقیقی نیکی کو انسان سمجھ سکتا ہی نہیں اور رضاء الٰہی کے طریق اسکو معلوم ہی نہیں ہو سکتے ایک انسان اپنے جیسے انسان کی خواہ ... اسکی صحبت میں بھی رہے رضا مندی کے طریق کو بدوں اسکی اطلاع اور تفہیم کے جب معلوم نہیں کر سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کا علم اسکو کسطرح ہو سکتا ہے جب تک خود الہام الٰہی نہ ہو اور ہر شخص چونکہ ایسی استعداد اور قابلیت نہیں رکھتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے یہ قانون مقرر کیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے جو براہ راست مکالمہ الٰہی کا شرف حاصل کرتے ہیں اور پھر وہ نوع انسان کو ان امور سے اطلاع دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہوتے ہیں اور پھر ان آثار اور نتائج کو جو رضاء الٰہی کا ثمرہ کہلاتے ہیں وہ اپنے وجود میں دکھلاتے ہیں جس پر واقعی طور پر پتہ لگتا اور یقین بڑھتا ہے کہ ہاں یہی بات ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور یہی حقیقی نیکی ہے اسی لیے میں نے بتایا ہے کہ نیکی کامل نیکی اس وقت ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے موافق ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔

صادق کی صحبت اور راستبازوں کے ساتھ ہونے کی ضرورت کا مضمون بڑا وسیع مضمون ہے اور اسکے بہت سے پہلوؤں پر بحث کی جا سکتی ہے لیکن میں مختصر طور پر اس کے متعلق کہوں گا۔ قانون قدرت میں اس کے نظائر موجود ہیں خود انسانی جسم کی ساخت اور بناوٹ میں اسکے نمونے نظر آتے ہیں۔

قوموں کی عظمت و جبروت پر نظر کرو اور ان اسباب کی تحقیقات کرو جو اسکی عظمت کا اصل باعث ہوتے ہیں انجام کار تمکو اس نتیجہ پر پہونچنا پڑے گا کہ وہ کسی راستباز کی معیت اور صحبت کا نتیجہ ہیں یہ امر الگ ہے کہ بعد میں اور اسباب بھی ان کے ساتھ مل گئے ہوں۔

میں ایک موٹی تمثیل کے ساتھ اس مضمون کو ذہن نشین کرتا ہوں پہاڑوں کیطرف نگاہ کرو۔ پہاڑ کا لفظ ہی انسان کے اندر ایک عظمت اور شوکت اسکے نام کی پیدا کرتا ہے۔ مگر اصل کیا ہے ذرات کا مجموعہ ہے اب اگر یہ ذرات پراگندہ اور منتشر حالت میں ہوتے تو کیا ہم انکا نام پہاڑ رکھ سکتے؟ ہرگز نہیں۔ یہی ذرات منتشر حالت میں بے شمار تعداد میں ٹیلوں میں موجود ہوتے ہیں کیا کوئی کہتا ہے کہ یہ پہاڑ ہیں؟ کبھی نہیں۔ پس اگر یہ ذرات حالت منتشر میں ہوتے تو ٹیلوں سے زیادہ ان کی شوکت اور وقعت نہ ہوتی۔ اور وہ مفاد اور منافع جو اس ہیئت مجموعی میں جو پہاڑ کی ہے دنیا کو پہونچتے ہیں نہ پہونچ سکتے۔ حالت اجتماعی میں پہاڑ وہ کر

چشمے نکلتے ہیں دریا بہتے ہیں ندیوں نالوں کا سلسلہ جاری ہو سکتا ہے۔ عجیب عجیب قسم کے میوے قسم قسم کی لکڑیاں اور دوائیوں کے سامان پہاڑوں سے حاصل ہوتے ہیں یہانتک کہ بعض بعض مقامات پر بڑی بڑی گرانقدر کانیں بھی نکلتی ہیں غرض ہر قسم کی راحت اور آسایش اور تموّل کا سامان ایک طرح پر پہاڑوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اور بالمقابل انفرادی حالت ریت کے ٹیلوں کی دیکھلو کہ ریت اُڑتی ہے نہ پیداوار ہو سکتی ہے نہ کوئی درخت ہی پیدا ہوتا ہے نہ کچھ اور غرض ہر طرح سے بربادی بخش اور مہیب نظارہ ہے اس زمانہ میں (جو علوم کا زمانہ کہلاتا ہے اور ہر قسم کی ایجادیں اور ترقیاں ہو رہی ہیں) ان علوم مروجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اجزا کے تفرق سے علحدگی کمزوری اور توافق سے تقویت پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو جمادات کا نظارہ ہے جو مینے دکھایا ہے۔

اب نباتات کو لو۔ اس درخت کو دیکھلو جو اس مسجد میں سامنے کھڑا ہے اسکی شاخیں جو اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں یہ کیسی سرسبز اور خوش نما ہیں۔ ان کی ہر حالت اور ہر صورت خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس وقت جو غذا ان کو اس درخت کے ذریعہ اور پھر اس کے بڑے تنے کے ذریعہ جن کے ساتھ ان کا پیوند ہے پہونچتی ہے وہ بہر حال حصہ رسدی سے پہونچتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے بھی وہ شاداب اور سرسبز ہیں۔ اب ان میں سے ایک شاخ کو کاٹ لو اور اسکو عین بہار کے موسم میں کاٹ لو جبکہ خشک درخت بھی کوئی نہ کوئی پتہ نکال لیتے ہیں اور ایک بڑے تالاب میں اس شاخ کو رکھدو۔ اور نتیجہ کا انتظار کرو کیا ہو گا؟ وہ شاخ مرجھا جائیگی۔ خشک ہو جائے گی آخر سڑ جائے گی۔ اور تھوڑی دیر پہلے درخت کے ساتھ رہ کر انسانی زندگی کے لیے ایک نفع رساں اور راحت بخش ہوا کا ذریعہ تھی۔ وہی شاخ اس سے الگ ہو کر **مضر صحت** مواد اور اسباب پیدا کرنے کا ذریعہ ہو گئی۔ باوجودیکہ پہلے سے زیادہ پانی میں رکھا گیا مگر وہ اسکے لیے آب حیات کے بجائے زہر کا کام دے رہا ہے۔ اب اس کے ہرے بھرے رہنے اور مثمر ثمرات اور نفع رساں ہونے کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ کوئی نہیں لیکن وہی شاخ جب درخت کے ساتھ اس کا پیوند تھا

کیسے ثمرات لاتی اور پھل پھول لاکر انسان کے لیے حیوانات کے لیے مفید اور نافع ہوتی ہے + اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بزرگ اور عظیم تنہ کے ساتھ کا پیوند ہی اس کے لیے مفید اور مثمر ثمرات ہونے کا باعث تھا اور وہ الگ ہو کر کبھی کوئی مفید شے نہیں ہو سکتی +

(باقی آیندہ)

میں کیونکر فرقہ احمدیہ میں داخل ہوا

اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

شاید اسکی جوابدہی پبلک میں میرے ذمہ ہو

قبل اس کے کہ میں اُن وجوہات کو بیان کروں کہ جن کے ذریعے اُس قادر حی لایموت نے مجھے اپنے پاک اور بزرگ سلسلہ میں لے لیا اپنی سابقہ دنیوی و روحانی تعلیم کا نقشہ کھینچنا چاہتا ہوں تاکہ اہل روزگار اس خاکسار کی بے بضاعتی پر خیال فرماکر میری اغلاط انشا پردازی سے چشم پوشی فرماویں اور میری روحانی تعلیم کو محض قدرتی اور وہبی خیال کریں اور نیز اس امر پر مطلع ہوں کہ کسطرح قادر ذوالجلال نے بلاتحریک غیرے ایک ادنی آدمی کو حق کیطرف کھینچ لیا۔

میں ایک قریہ موضع **سڑک دودھلی ضلع سہارنپور** کا رہنے والا ہوں میرے والد مرحوم نے جو ایک دنیا دار آدمی تھے بعد ختم قرآن شریف حسب دستور قدیم مجھے ایک اوستاد اہل تشیع سے شہر سہارنپور میں زبان فارسی کی اور تحریر خط نستعلیق کی ملا قاعدہ ایک ادنی درجہ کی تعلیم دلائی اور علم حساب کسیقدر خود سکھلایا بعد ازاں سہارنپور کی تحصیلی اسکول میں مجھکو داخل کرایا گیا جہاں میرا نام فرضی طور پر لکھا گیا چونکہ اُسمیں تمام مضامین کا امتحان زبان اردو میں دینا تھا اور فارسی کی قوت سے میں ہر مضمون کو جو زبان اُردو میں ہوتے تھے سمجھ سکتا تھا۔ پس مینے کل مضامین ریاضی و تواریخ و جغرافیہ و علم طبیعات و ہندسہ خوب معہ فارسی ذہن نشین کیے اُستادوں کی ماتحتی

ہوئی علم حساب کسور اعشاریہ تک بلا مدد کتاب صرف والد صاحب اور ایک اور شخص سے سیکھے بعد ازاں حساب کے آیندہ دقیق مسائل بمدد کتاب حل کیے مینے حساب کو اُسدرجہ تک حل کیا کہ جہانتک علم حساب کی کتب سہارنپور میں دستیاب ہو سکیں اگرچہ امتحان مڈل کلاس ورنیکولر میں سائنس اینڈ لٹریچر صوبہ میں اسکی ضرورت نہ تھی مگر طبیعت کی جولانی چین نہ دیتی تھی اسیطرح علم ہندسہ میں امتحان میں صرف تین مقالے اقلیدس کے شامل تھے مگر مینے اس علم کے کل مقالے جو دستیاب ہو سکتے ہیں معہ نتائج حل کیے اور اُستاد سے بجز مقالہ اول کے دو شکلوں ۴۶ و ۴۷ کے کوئی شکل نہیں پڑھی صرف بنظر امداد زبان فارسی عبارت کتاب سمجھتا اور کتابی حل کو ذہن نشین کرتا غرضکہ علم ہندسہ میں ایسا ید طولی پیدا کیا کہ میری ہم جماعت طالب علموں نے میرا نام اقلیدس ثانی رکھا جبر مقابلہ کا علم ہماری تعلیم میں نہ تھا مگر مینے ٹوڈ ہنٹر صاحب کا ترجمہ الجبر شمس العلما مولوی ذکاء اللہ کا حل اخیر تک کیا۔ اور صرف دو سال داخل مدرسہ کے اندر امتحان ورنیکلر مڈل میں درجہ اول کی سند حاصل کی اور ریاضی میں سب مضامین سے زیادہ نمبر پائے بعد ازاں صرف چند مہینوں میں والد مرحوم نے مجھکو امتحان پٹواری دیکر پاس کرایا اور پھر نوکری کرنے پر مجبور کیا پس میری تعلیم دنیوی اسقدر تھی جو بیان کی گئی اور اس دنیوی تعلیم کے سلسلہ میں دینیات سے مجھے کچھ مس نہ تھا میری خواہش تھی کہ مجھکو آیندہ اور کسی قسم کی تعلیم ملے مگر والد صاحب کو قرضداری نے مجبور کیا چنانچہ مینے نوکری اختیار کی شاید ناظرین خیال کریں کہ دنیوی تعلیم کی مشرح تصویر کیوں کھینچی گئی اس کا جواب یہ ہوگا کہ میں دکھلانا چاہتا ہوں کہ فطرت نے مجھے ایک غائر نظر عطا کی تھی حالانکہ میں دیکھتا ہوں کہ وہی مضمون ریاضی جو سب مضامین میں سخت ہے اور جسمیں ہمارے اکثر مسلمان بھائی بیٹھے رہتے ہیں اور جسکی فریاد ہماری دنیوی رفارمروں نے یونیورسٹیوں کے نتائج سے اخذ کرکے کر رکھی ہے اُس میں قدرت نے مجھے ممتاز کیا کیا قدرت کا یہ فعل میرے حق میں ایک قدرت نمائی فعل نہیں ہے کہ جسکا شکریہ میں ادا نہیں کر سکتا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

ایام ملازمت میں ایک امام مسجد کی تحریک پر نماز شروع کی مگر چونکہ مسائل نماز سے واقف نہ تھا پس بازار سے فقہ حنفی کے چند رسالے مالا بدہ منہ وغیرہ خرید کے ان کے مسائل

ذہن نشین کرنے کے بعد مجھکو شوق علم دین کیطرف ہوا ایس میں بتدریج بڑے بڑے تراجم دینیات کہ جو سہارنپور میں مل سکتے تھے مثل تفسیر قادری و مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ و ترجمہ شرح وقایہ و ترجمہ تاریخ واقدی و ترجمہ شرح عقائد نسفی وغیرہ خرید کرکے دیکھتا رہا ان کتابوں نے میری معلومات دینی یا روحانی کو وسعت بخشی مگر چونکہ یہ تمام تالیفات مقلدانہ تخصی دماغوں کا نتیجہ تھیں اور نیز پچھلے زمانوں کے مطابق تھی انکی بعض مسائل اُس سائنس سے جو میں پڑھ چکا تھا مطابق نہ ہوسے اور علاوہ اسکا خلاف ذات کا ایک انبار موجود تھا اپنے پاس کوئی ایسا آلہ تھا کہ جس کے ذریعہ انکی جانچ کرتا اُدھر سائنس کے مسائل قطعی الثبوت پس یہ حالت ایک متزلزل حالت ہوئی از یں سو راندہ و ازاں سو در ماندہ نہ یہ کتابیں مجھے یہ تعلیم دیسکیں کہ طریق آخرت کے سالک کسطرح وہ عبادات ادا کرتے ہیں کہ جس سے منزل مقصود کو پہونچیں انجام میں بجز اسکے کہ میں اُسکو ایک قانون دیلے سے موسوم کروں کوئی روحانیت نہ ملی خدا کے فضل سے انھیں ایام میں ایک مبسوط کتاب احیاء علوم الدین کا ترجمہ مجھے ملا جس کے پڑھنے سے ایک کامل خوشی ہوئی اور عبادات کی فلاسفی و باطنی شرطیں اور نیز سچا علم اخلاق مجھے اُسکے ذریعہ سے حاصل ہوا میں سچ کہتا ہوں کہ سب تراجم سے زیادہ عزیز میں نے اسے رکھا۔

چونکہ وقتی ضرورت کے مطابق سائنس کے حملوں سے بچانے کا وہ بھی تسکین بخش نہ ہوئی لہذا میں نے نئی روشنی والوں کی کتابیں دیکھنی شروع کی۔ اتفاق سے مجھکو مولوی نذیر احمد بجنوری حال مقیم دہلی کی سائر تصانیف ہاتھ لگ گئیں اور شکر ہے کہ سر سید کی تفسیر وغیرہ اُس موقعہ پہ مجھے نہ ملی ورنہ اُس جیسے گرداب ضلالت سے مجھ جیسے بے بضاعت کو جانبر ہونا دشوار تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے رویاء صادقہ میں اچھے طور سے ثابت کیا ہے کہ مذہب اسلام بالکل عقل صحیح کے مطابق ہے اور قطعی طور سے فطرت سے مطابق ہے اور اُن غلط فہمیوں کا جو سر سید نے تعاون فرشتوں و جنت و دوزخ کی بابت تفسیر میں کی ہیں مجھ جیسوں کے واسطے کافی جواب دیا ہے اور بہت سے شبہات کو اُن کے ترجمہ قرآن نے میری خاطر سے محو کر دیا۔ البتہ اُن کے لیکچروں کی مداولت نے جو اکثر انھوں نے انجمن حمایت الاسلام لاہور و نیز ایجوکیشنل کانفرنس و مدرسہ طبیہ دہلی کے سالانہ جلسوں میں دیئے ہیں

مجھکو عالم اسباب دنیاوی کا زیادہ گرویدہ بنا دیا جس سے میری اس دینی حالت اور عبادت میں سستی پیدا ہو گئی جواب مجھے حاصل ہوئی ہے جس کا عنقریب ذکر آئے گا اور نہ یہ ہوا بلکہ ایکہزار روپیہ میرے ذمہ قرض ہو گیا جس کے ادا کرنیکی بظاہر کوئی سبیل میسر نہ آئی پس ناچار میں نے وہ طریق چھوڑ دیا۔ قدرت کا یہ فعل میرے حق میں گو سزا کے طور پر تھا لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ منْ وَجْہٍ رحمت بھی تھا کہ میں نے ایک قسم کے بکھیڑوں سے آزاد ہو کر دارالامان کا راستہ لیا۔

ہاں جہاں پر مولوی نذیر احمد کے لیکچروں سے عالم اسباب کی طرف جھکا پر اُس سے یہ بات بھی حاصل ہوئی کہ مقلدانہ خیالات سے محققانہ خیالات کا پابند ہو گیا اور مجدد زمانہ کی بعثت کی مجھے ضرورت محسوس ہوئی اور نیز مرزا حیرت کی جدید تصانیف پر جو انھوں نے محققانہ طریقہ پر ضرورۃ وقت کے مطابق کی ہے میری نظر حاوی ہو گئی غرضکہ مقلدانہ خیالات میری طبیعت سے یک لخت محو ہو گئے اور ان ظاہر بیں علما کی جنکے خیالات سطحی ہیں میری نظر میں کچھ وقعت نہ رہی۔

اس قدر تمہید کے بعد اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ میں نے جو عنوان مضمون میں درج کیا ہے کہ میں کیوں فرقہ احمدی میں داخل ہو گیا یہ فقرہ بالکل مسٹر ویب الگزنڈر رسل ویب نو مسلم امریکہ کے اُس فقرہ کے مشابہ ہے جسکو اُنھوں نے اپنی کتاب موسومہ اسلام کا عنوان کیا ہے اور چونکہ مجھکو بھی اسلامی تعلیم اُسی طریقہ پر سکھلائی گئی جیسا کہ اُنھوں نے اپنی تعلیم مذہبی کا حال قلم بند کیا ہے اور نیز مجھے یہ بھی زبانی ایک شخص کے ظاہر ہوا ہے کہ وہ بھی حضرت اقدس کی تحریک اور تحریر سے اسلام میں آیا اور اب تک آپکا معتقد اور انکی طریق سے اس سلسلہ مبارکہ احمدیہ میں داخل ہے پس اب دو وجہ مشابہت کی ہو گئیں ہیں۔

میں اپنے بچپن کے زمانہ میں مردوں اور عورتوں سے سنا کرتا تھا کہ اب امام مہدی کا ظہور ہونیوالا ہے کیونکہ تیرھویں صدی جا رہی ہے بعد ازاں ایک نظم کی کتاب آثار محشر مجھے ملی کہ جس کے اندر صاف یہ نشان مع دیگر نشانوں کے درج تھا کہ مہدی کیوقت میں ماہ رمضان میں کسوف و خسوف ایک ہی سال میں ہوں گے۔ سو یہ واقعہ ۱۳۱۱ھ میں میں نے اپنا اور بہت لوگوں نے دیکھا اور نماز کسوف

اور خسوف بھی پڑھی گئی سو اُس وقت یہ خیال پیدا ہوا کہ ضرور اب حضرت امام مہدی کا زمانہ ہے اور بہت قریب انکا ظہور ہونیوالا ہے اور غالباً عرصہ تین سال کا ہوا ہوگا کہ مجھکو ایک کتب فروش سے رسالہ تصدیق المثیل و نیز ایک ماہواری رسالہ الحق سیالکوٹ ہاتھ آیا اُس پرچہ میں کسوف و خسوف کا ماہ رمضان میں مقررہ تاریخوں پر ہونا اور حضرت اقدس کا خوشی منانا اور شاید سو آدمیوں کو کھانا کھلانا اور خیرات کرنا درج تھا اور دیگر مضامین بھی تھے اور شروع میں قرآن کریم کی پیشگوئی

الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ

الخ کی مفصل و مشرح تصویر کھینچی گئی ہے اور بعد ازاں حضرت اقدس کی کسی پیشگوئی کو اسپر مطلق کیا گیا ہے اگرچہ یہ مضامین حضرت اقدس کے قلم سے نکلے ہوئے نہ تھے مگر تاہم انمیں حق کی چمک ہویدا تھی اور کسوف و خسوف کا واقعہ اُسپر اور روشنی ڈالتا تھا مگر انکے ساتھ ہی ایک رسالہ کسی کا تکذیب المثیل مجھکو ملا جس کے اندر وہی تحریفی یا ظاہری معنی قرآن و حدیث کے لفظوں کے تھی مگر چونکہ میں علم عربی سے ناآشنا تھا اور کوئی کتاب حضرت اقدس کی مدلل مجھے نہ ملی لہذا خاموش ہو گیا۔

اکتوبر ۱۹۰۲ء میں جب شیخ زین الدین صاحب و حافظ فہیم الدین صاحب تاجران کتب سہارنپور چند رسالے حضرت اقدس کے دارالامان سے لے گئے انمیں سے تحفہ گولڑویہ مع اور تین چھوٹے رسالوں کے مجھے ملگیا جسکے اندر ایک کافی ذخیرہ حضرت اقدس کے دعوی کے ثبوت کا ہے اور نیز مخالفین کے شبہات کا بھی مختصراً کافی جواب ہے بس وہ شبہات کل سے دور ہو گئے میں نے حضرت کی تصنیف میں وہ نور حق کی چمک پائی کہ جو بغیر تائید ایزدی ناممکن ہے۔ غرضکہ فوراً دیکھتے ہی بذریعہ عریضہ کے تصدیق کر لی مگر اُسی وقت سے دلکو اشتیاق و بیقرار پر اقرار ہو گیا مگر دنیوی امورات مانع رہے۔

۴ ستمبر ۱۹۰۳ء کو میں دارالامان کیطرف روانہ ہوا اور سارے راہ یہ دعا کرتا رہا کہ یا الہ العلمین ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ چنانچہ بفضل ایزدمنان ۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو دارالامان میں داخل ہوا راستہ میں قادیان کے دو مرد اور ایک عورت جنمیں سے ایک آریہ تھا بٹالہ سے یکہ میں میرے ساتھ سوار ہوئے میں نے اُنسے پوچھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا چال چلن کیسا

حضرت حجۃ اللہ امام الملۃ کے مکتوبات

ایک شیعہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم مولوی سید حسین صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا عنایت نامہ مجھکو ملا تعجب ہے کہ جس حالت میں اس عاجز کے الہام کی نسبت شکوک و شبہات ہیں تو میرا الہام کیونکر آپکیلئے تسلی بخش ہوگا یہ تمام دعوی بھی الہام ہی پر مبنی ہیں پھر جب آپنے لکھا ہے کہ آپنے حد سے بڑھکر ایک بڑے پایہ پر قدم رکھا اور کتاب اللہ واحادیث کے صریح معنوں کو چھوڑ دیا تو پھر اس حالت میں آپ کسی دوسرے الہام کو کب عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے عزیز من نہ میں نے قرآن کریم کو چھوڑا اور نہ احادیث رسول صلعم کو لیکن جو لوگ قرآن اور حدیث میں غور نہ کریں ان کا علاج میں کیا کروں میں نے اپنی کتاب حمامۃ البشری اور رسالہ اتمام الحجۃ اور نور الحق وغیرہ میں ان مضامین کو بسط سے لکھا ہے۔ پھر اگر کوئی نہ سمجھے تو اس کا علاج انسان کے ہاتھ میں نہیں سچ کے ڈھونڈنے والے فروع پر زور نہیں مارتے بلکہ اصول کو دیکھتے ہیں۔ پھر جبکہ قرآن اور حدیث اور آثار صحابہ اور آئمہ دین کے صریح اقرار سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسے فوت ہوگئے تو آپ کس عالم میں مسیح کو آسمان سے اتارنا چاہتے ہیں اگر آپ میرے پاس آویں یا میری کتابوں کو غور سے دیکھیں تو میں ہرگز باور نہیں کرتا کہ آپ اس بیہودہ اعتقاد پر ایک ساعت کے لئے بھی قائم رہ سکیں مگر انصاف شرط ہے اور امید رکھتا ہوں کہ آپ منصف مزاج ہونگے۔ صرف قلت معلومات آپکو مانع ہو رہی ہے۔ کیا عمدہ ہو کہ آپ ایک یا دو ہفتے کے لئے میرے پاس آجاویں تا آپ کی پوری تسلی ہو اور آپکا ایمان اس صدمہ سے بچ جاوے جو غلط فہمی کا لازمی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ آپ نے قلم اوٹھا کر کئی باتیں ایسے طور سے لکھدیں جو تقوی سے بعید ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لك به علم۔

افسوس آپ کو پیشگوئیوں کا حال معلوم نہیں وہ تو درحقیقت پوری ہو چکی ہیں مگر آپنے کتابیں نہیں دیکھی ہیں میں آپ پر یہ الزام نہیں لگاتا کہ آپ نے عمداً حق سے گریز کی ہے خدا تعالیٰ ہر مومن کو اس بیجا حرکت سے محفوظ رکھے مگر بیشک آپ پر یہ الزام ہے کہ آپنے باوجود بے خبری کے جلدی رائے ظاہر کر دی مومن کی یہہ شان ہونی چاہئے کہ وہ جلدی نہ کرے اور فدک کی بابت جو آپ کو گھبراہٹ ہے میں اسمیں تعجب ہی کرتا ہوں کہ یہہ گھبراہٹ کیوں ہے علماء کے اتفاق سے باغ فدک غنیمت کی اس قسم سے تھا جسکو فی کہتے ہیں چنانچہ علمائے شیعہ بھی اس کے قائل ہیں اور قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت ہوتا ہے کہ فی میں نہ ہبہ ہو سکتا ہے اور نہ تقسیم ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فدک کا دعوی کیا تو حضرت فاطمہ رض کی غلطی ہے قرآن شریف فرماتا ہے کہ فی ایک مشترک چیز ہے۔ جسمیں مہاجرین ابن السبیل اور ذو القربے وغیرہ سب داخل ہیں پھر وہ حضرت فاطمہ رض کو کیونکر دیا جاتا چنانچہ یہی مقدمہ حضرت عمر رض کے خلافت کیوقت حضرت علی رض و حضرت عباس نے حضرت عمر رض کے سامنے پیش کیا تھا اور ہر ایک نے اپنے حق کا دعوے کیا تو حضرت عمر رض نے ان کے حوالہ اس شرط سے کر دیا کہ وہ اس کے متولی ہوکر وہ تمام حقوق ادا کریں جو قرآن شریف میں درج ہیں اور اونہوں نے تقسیم کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی۔ حضرت علی رض نے حضرت عمر رض کے سامنے ذکر کیا کہ باغ فدک آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ رض کو ہبہ کر دیا تھا مگر حضرت عباس رض نے اس بیان کی تکذیب کی اور اسکی صحت سے انکار کیا۔ غرض فی میں نہ تقسیم ہوتی ہے نہ ہبہ ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے اگر کوئی مخالف حدیث ہو تو وہ ترک کرنے کے لائق ہے شیعوں کی معتبر کتاب کلینی میں لکہا ہے اگر کوئی حدیث قرآن کے مخالف ہو تو وہ قبول کرنے کے لائق نہیں اور آپکی یہ کسقدر غلطی ہے کہ آپ خیال کرتے ہیں کہ سلیمان داؤد کا وارث ہوا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت داؤد کے انیس بیٹے تھے پس اگر یہ مال کے وارث ہیں تو سلیمان کی تخصیص سے معنے فاسد ہوتے ہیں اس لئے آیت کے معنے یہ ہیں کہ داؤد کی نبوت داؤد کی بادشاہی داؤد کا علم حضرت سلیمان کو ملا بھائیوں کو نہیں ملا پس یہہ آیت تو اہل سنت کے مفید ہے نہ شیعہ کے کیونکہ اس آیت سے صاف پایا جاتا ہے کہ دوسرے بھائی ان چیزوں کے وارث نہیں ہوئے جن کا سلیمان وارث ہوا اسیطرح توریت سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ اپنے باپ کا وارث نہ ہوا اور نہ موسیٰ کا بیٹا اسکا وارث ہوا۔ ایسا ہی انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح جن کے چار بھائی اور تھے یعنی یعقوب وغیرہ یہی بھائی حضرت مریم کے وارث ہوئے اور حضرت مسیح نے صاف لفظوں میں وراثت سے دست برداری ظاہر کی پھر دیکھئے کہ یہہ حدیث لا نورث و ما ترکنا فھو صدقۃ جو حضرت ابو بکر نے سنائی ہے اسکی ہم مضمون کلینی میں ایک حدیث موجود ہے اور کلینی شیعوں میں وہ کتاب ہے جو اسکی شان میں لکہا ہے کہ مہدی موعود صاحب الزمان نے اس کی تصدیق کر دی ہے گویا صاحب کلینی نے یہ کتاب ان کو دکھلائی اور انہوں نے اس کی صحت کی تصدیق کیا پھر جبکہ ایسی مقدس کتاب میں یہ لکہا ہوا ہے کہ جو حدیث قرآن کے مخالف ہو وہ ردی ہے اور نیز یہہ کہ وراثت دنیا کا مال نہیں ہوتی۔ یہ فیصلہ شیعوں کے اقرار سے ہوگیا باقی رہا یہ وہم کہ حضرت فاطمہ رض نے کیوں دعوی کیا اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رض کو فدک سے کچھ ملتا ہوگا اور شاید آنحضرت صلعم نے مجمل طور پر کچھ فرمایا ہوگا سو بشریت سے حضرت فاطمہ رض کے اجتہاد میں غلطی ہوئی کہ اونہوں نے کہدیا کہ یہہ سب میرا مال ہے اور قابل تقسیم ہے علاوہ اس کے اس آثار کے لفظ محفوظ نہیں خدا جانے حضرت فاطمہ رض نے کیا کہا اور راوی نے کیا یاد رکھا۔ قرآن شریف مقدم ہے اور اگر حضرت فاطمہ رض جناب الصدیق رضی اللہ عنہ سے آزردہ ہوئیں تو توجیہات نہیں۔ جب وہ خود غلطی پر تھیں تو ان کی آزردگی کچھ چیز نہیں ہر۔ حضرت ابو بکر خلیفۃ اللہ تھے ان کا حکم خدا کا حکم تھا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد

تفسیر القرآن بالقرآن

یہہ ایک بینظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب ایم بی نے کمال محنت کیساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان عم اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنادی تھی۔ مسیح الزمان عم نے وقتاً فوقتاً اسکی نسبت یہ ارشادات فرمائے نہایت عمدہ ہے شیریں بیان ہے قرآنی نقات خوب بیان کئے ہیں۔ دلوں پر اثر کرنیوالی ہے حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب بفضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے۔ خریداران الحکم والبدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۲ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جا سکتی ہے قیمت بلا جلد ۲ روپے پارہ دوم کی قیمت ۶ عم کے پارہ کی قیمت ۲ ۔ المشتہر خاکسار محمد خانصاحب منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال پنجاب۔ تمام درخواستیں مشتہر کے نام تراوڑی آنی چاہئیں یہ تفسیر القرآن الحکم والی نہیں ہے۔

ایک خط

عنایت فرمائے بندہ جناب فیضماب ماسٹر نورالدین صاحب زاد عنایتہ

پس از سلام مسنون التماس ہے کہ کل بروز پنجشنبہ مورخہ ۶ مارچ آپ سے جب اثنائے راہ میں ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ تم معجزات سے انکاری ہو میں نے اوسوقت بھی آپ کو یہی جواب دیا تھا کہ میں ہرگز معجزات انبیاء سے انکاری نہیں ہوں ہاں شرک سے مجھکو انکار ہے چونکہ وہ وقت تنگ تھا مجھکو موقع فرصت حاصل نہ تھا۔ بالاختصار میں نے تقریر بیان کی تھی سو مہربان من میں شکر اس امر کا کرتا ہوں کہ آپ ذی علم ہیں۔ اور فہیم ہیں بہت سے جہل مرکب مجہول مطلق لوگ مجھ سے اُلجھتے تھے اور متکبرانہ طور پر اوُلجھتے تھے میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا۔ کہ کیا یہ جہلاً متکبرانہ اولجھنے سے اونچے ہو سکتے ہیں کیا صرف زبان کی تیزیوں سے سچائی کو کاٹ سکتے ہیں۔ یہ لوگ اوس ذات سے نہیں ڈرتے جسکا غضب سب غضبوں سے بڑہ کر ہے مگر اس خیال سے کہ یہ لوگ مخاطب بنانے کے قابل نہیں ہیں ناحق کیوں میں اپنے عزیز وقت کو ضائع کروں اعراض کرتا تھا۔ اس مکالمہ میں مجھکو امید ہے کہ میری تحریر وتقریر کا کوئی مفاد حاصل ہوگا کیونکہ آپ ذی علم ہیں اور مخاطب صحیح ہیں۔ مہربان من میری اس تحریر کو آپ غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ اور کسی عالم کو بھی دکھالیں جنکو اپنے رائے میں آپ معتبر خیال کرتے ہوں اس تحریر میں وہ ہی اصول ہیں جو قرآن کریم نے معتبر ٹھیرائے ہیں۔ معجزہ کی حقیقت کا بھی بیان دلائل شافیہ سے کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو مرجاتا ہے پھر وہ دنیا میں نہیں آتا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف میں احیاء موتیٰ سے کیا مراد ہے۔ فقط۔ اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں فرماتا ہے کہ ھوالذی انزل علیك الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتب و اُخر متشابھات

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں آیات محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی ہیں یعنی محکمات۔ اور متشابہات میں مفسرین کا بڑا اختلاف ہے۔ بہت اقوال لکھے ہیں اس تحریر میں سے عاجز وہ قول بیان کرتا ہے جو مختار اصولیین و مفسرین کا ہے اب غور وغائر کو کام فرمائے گا۔ محکم سے مراد وہ آیت یا کلمہ ہے۔ جو بسبب تفسیر کرنے شواہد و نظائر قرآنی کے یا کسی اور قرائن قویہ اور دلائل بینیہ کی وجہ سے متعین المعنی ہو اور سوائے ایک معنے کے دوسرے معنے کا احتمال ناشی عن الدلیل اوسمیں نہ ہو اور متشابہ وہ ہے جو ذو الوجوہ ہو۔ اور تعین معنے نہ ہو۔ بلکہ بعد غور وفکر کرنے کے اوس کے معنے وہ لئے گئے ہوں جو محکمات کے موافق ہوں اور مخالف محکمات نہ ہوں۔ محکمات کو ام الکتب اس لئے فرمایا ہے کہ وہ اصول ہیں۔ اور متشابہات اون کی فروع ہیں۔ جنکا رجوع ہونا محکمات کی طرف ضروری ہے ورنہ محکمات ام الکتب نہ ہینگی۔ چونکہ اسمیں یہ ہی سِرّ اور بھید تھا کہ محکمات اصول ہیں۔ اسی لئے اونکو جناب باری نے ام الکتب فرمایا۔ پس یہ امر تو اس آیت سے ثابت و محقق ہوچکا کہ معنے متشابہات کے موافق محکمات کے لینا واجب اور ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ خداوندکریم حکیم مطلق نے متشابہات کو فرقان حمید میں کیوں بیان فرمایا۔ تمام مسائل کو بطور محکمات کے کیوں نہیں بیان فرمایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے انسان بغیر استعمال قوائے ظاہری اور خوارج جسمانی کے مستحق اجر و ثواب نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض مسائل میں بغیر صرف کرنے قوائے علمیہ کے استحقاق ثواب حاصل نہیں ہو سکتا دیکھو اگر کوئی محسوسات و مشاہدات کے بارہ میں یہ کہے کہ میں آسمان پر ایمان لایا تو یہ ایمان لانا اوس کا موجب ثواب نہیں۔ اس لئے کہ اسمیں قوائے علمیہ اور طاقتہائے عقلیہ کا استعمال نہیں ہوا اسی واسطے اللہ تعالیٰ مومنین کے صفات میں ارشاد فرمایا ہے یومنون بالغیب اور نیز یہ بات اسمیں ہے کہ اگر کل مسائل بطور محکمات ہی کے بیان کئے جاتے تو جسقدر علوم حکیم مطلق نے پیدا فرمائے ہیں وہ سب ضائع ہوجاتے اور پھر علماء اور جہلاء میں فرق ہی کیا ہوتا۔ حالانکہ خداوندکریم رافع الدرجات فرماتا ہے یرفع اللہ الذی اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات پس کیا ہی خوب ہو کہ اس اصل قرآنی کے مطابق ہمارے مخالف لوگ فیصلہ چاہیں اور غور و فکر کے ساتھ سمجھیں کیونکہ یہ آیت بھی سورہ آل عمران میں ہے اور جس آیت میں نزاع واقعہ ہے وہ بھی سورہ آل عمران میں ہے اب کسی قدر بقیہ آیت بیان کرتا ہوں فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب

اس آیت سے ثابت ہے کہ اتباع متشابہ بنابر ابتغاء فتنہ موجب زیغ ہے۔ اور ابتغاء فتنہ اسی صورت میں ہے کہ جب تاویل متشابہ کی مخالف محکمات کیجاوے اور اپنے خیالی عقائد کے بموجب معنے متشابہ کے لئے جاویں جن لوگوں کا عمل درآمد اور دستور العمل ایسا ہوتا ہے اون کا نام اللہ تعالیٰ نے فی قلوبھم زیغ رکہا ہے یعنی کج طبع اور کج فہم اون کے دلوں میں کجرفتاری ہے دوسرا گروہ راسخون فی العلم کا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے جو معنے متشابہ کو موافق محکمات کے لیتا ہے میں اسوقت اسمیں گفتگو نہیں کرنا چاہتا کہ الا اللہ پر وقف لازم ہے یا نہیں۔ مگر اسقدر لکھنا ضرور خیال کرتا ہوں کہ اگر علم معنی متشابہات کا کسی کو نہ دیا جاتا تو راسخ فی العلم بھی کوئی نہ ہوتا۔ اور اولوالالباب بھی نہ ہوتا اس سے مفہوم ہوُا کہ متشابہات کی ایسی تاویلات جو محکمات کے موافق ہوئی۔ ان تاویلات کا علم مقربین انسانوں کو بھی دیا جاتا ہے۔ جس کے سبب سے وہ گروہ راسخون فی العلم اور اولوالالباب کے نام سے موسوم ہوئے ہیں اب میں گذارش پرداز ہوں کہ ہمارے مخالفوں کو اگر اس اصل قرآنی کے مطابق فیصلہ کرنا منظور ہے۔ تو بندہ بھی اسی طریق فیصلہ کو پسند کرتا ہے اور اسی فیصلہ کے مطابق۔ معنی آیات متنازعہ فیہا کے بیان کرتا ہے۔ اگر وہ سلیم الطبع۔ اور سعید الفطرت ہونگے تو تسلیم کرینگے اور جو لوگ ایمانی نور اور فراست ایمانیہ سے محروم ہیں وہ نہیں مانیں گے بلکہ رد و انکار پر کھڑے ہوجائیں گے اور فبای حدیث بعد اللہ و اٰیاتہ یومنون کا خلاف کرینگے۔

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابری الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ

بعض جہل مرکب اور گرفتار ان آیات سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع و اقسام کے پرندے پیدا کیا کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ واضح ہو کہ یہ آیات متشابہات میں سے ہیں اور ان کے یہ معنے کرنا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے مسیح کو صفت خالقیت میں شریک کر رکھا تھا اور نیز اپنے اذن سے صفت احیاء میں شریک بنا رکھا تھا۔ صریح الحاد ہے۔ اس لئے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفات خاصہ الوہیت بھی غیروں کو دے سکتا ہے تو اس سے اوس کی خدائی باطل ہوتی ہے۔ اور ان لوگوں کا یہ عذر پیش کرنا کہ ہم ایسا اعتقاد تو نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسےٰ پرندوں کے خالق تھے بلکہ یہ طاقت قادر مطلق نے اپنے اذن سے اون کو دے رکھی ہے اور اپنی مرضی سے اون کو اپنی خالقیت کا حصہ دار بنایا تھا اور یہ اوسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنا مثیل بنا دے وہ تو قادر مطلق ہے۔ ایسے عذرات بالکل مشرکانہ باتیں ہیں ایسے عذر کرنے والے سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ خداوندکریم اپنے مارنے پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو قادر مطلق نہ رہا۔ اگر ہے تو موت باری ممتنع بالذات نہ رہی ان عقل کے اندہوں سے پوچھے کہ خاصہ کی تعریف تو یہ ہے یوجد فیہ لا یوجد فی غیرہ حالانکہ قرآن شریف میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے سورہ روم پارہ ۲۱ میں اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذالکم من شیء سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون۔

اللہ تعالیٰ وہ ہی ہے جس نے تمکو پیدا کیا۔ پھر تمکو روزی دی۔ پھر تمکو مارے گا۔ پھر تمہیں زندہ کریگا

کیا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے ہے جو کر سکے ان کاموں میں سے ایکو اور اسی طرح (سورہ مومنون پارہ ۱۸ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وہو الذی یحیی ویمیت ولہ اختلاف اللیل والنھار - افلا تعقلون) اور وہ ہی جلاتا اور مارتا اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم نہیں سمجھتے اتنی بات دیکھو یہہ آیات کیسی ظاہر ہیں کہ کیسا ہی کم فہم ہوگا وہ سمجھ جائیگا کہ خالقیت و رازقیت - احیاء - اماتہ - تقلب لیل و نھار -

یہ سب اوصاف مخصوصہ اور خاصہ الوہیت ہیں - مگر ہمارے مخالف بالکل نہیں سمجھتے ہیں - علاوہ بریں ہم اُن سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اب تم شناخت کر سکتے ہو کہ ان پرندوں میں کتنے پرندے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے مخلوق ہیں اور کتنے پرندے .. ایسے ہیں جو اون پرندوں کی نسل میں سے ہیں جنکو حضرت مسیح نے پیدا کیا تھا پھر ہمارے مخالف لوگوں کے پاس اس آیت کا کیا جواب ہے -

(ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ ... شیٔ وھو الواحد القھار) ترجمہ کیا اونہوں نے خدا تعالیٰ کے شریک ایسی صفات میں ٹھہرا رکہے ہیں کہ جیسے خدا تیعالیٰ خالق ہے وہ بھی خالق ہیں پس اس دلیل سے اونہوں نے اونکو خدا مان لیا - اون کو کہدے (اے محمد صلعم) کہ ثابت شدہ یہ ہی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہر ایک چیز کا ہے اور وہ ہی اکیلا ہر چیز پر غالب اور قاہر ہے اگر ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی صفات میں شریک ہونا جائز ہوگا گو اوسکی اذن و حکم سے ہی سہی - اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے - فتشابہ الخلق علیھم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جائیگی - پس جہل مرکب لوگوں کا یہ اعتقاد کہ پرندوں کی نوع میں سے کچھ تو خدا تیعالیٰ کی مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسےٰ کی سراسر مشرکانہ خیال ہے اور ایسا خیال رکہنے والا بلاشبہ دایرہ اسلام سے خارج ہے اور ان کا وہ عذر کہ ہم حضرت مسیح کو ذاتی طور سے خالق طیور نہیں مانتے بلکہ یہہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہہ صفتیں اون کو عطا کردی تھیں - اس کی بیخ کنی پورے طور سے پہلے میں کر آیا ہوں - کہ خلق اوصاف خاصہ الوہیت سے ہے اور خاصہ غیر میں نہیں پایا جاتا ہے علاوہ ازیں خدا کا وحدہ لاشریک ہونا باطل ہو جائیگا اور اگر اوصاف مخصوصہ خدائی عباد میں تقسیم ہو سکتے ہیں اور خدا تیعالیٰ اونکو ایسی طاقت بخش سکتا ہے اور اون کی فطرت میں یہ طاقت خداوند تعالیٰ نے رکھی ہے -

ایسی صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذاہب صحیح و درست ہو جائینگے - کیونکہ خدا تیعالیٰ کسی بشر کو اپنے اذن سے اپنی طرح عالم الغیب بھی بنا سکتا ہے اور علم غیب کی بھی طاقت ادمیں رکھ سکتا ہے جسقدر دنیا میں مخلوق پرست لوگ ہیں اون کا بھی یہ ہی قول ہے کہ ہمارے معبودوں کو خدا تیعالیٰ نے خدائی کی طاقتیں دے رکھی ہیں - اب اعلیٰ و برتر وہ ہی ہے اور یہ صرف چھوٹے خدا ہیں تعجب ہے کہ یہہ لوگ یا رسول اللہ کہنا شرک کا کلمہ سمجھ کر منع کرتے ہیں - لیکن حضرت مسیح کو خدائی کا حصہ دار بنا رہے ہیں - اگر ان لوگوں کا دراصل یہ ہی اعتقاد ہے کہ خدائی ہی مخلوق میں تقسیم ہو سکتی ہے اور خدا تیعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی صفت خالقیت و رازقیت و قادریت وغیرہ میں ہمیشہ کے لئے شریک کر دیتا ہے تو ناحق ان لوگوں نے کیوں اپنے بدعتی بھائیوں سے اسقدر جنگ و جدل شروع کر رکھی ہے وہ بیچارے بھی تو اپنے اولیاء کو خدا نہیں مانتے صرف یہ ہی کہتے ہیں کہ خدا تیعالیٰ نے اپنے اذن سے کچھ کچھ طاقتیں اونہیں دے رکھی ہیں اور اونہیں طاقتوں کی وجہ سے جو باذن الہیٰ اونکو حاصل ہیں وہ کسی کو بیٹا دیتے ہیں اور کسیکو بیٹی اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں - نذریں نیازیں لیتے ہیں اور مرادیں دیتے ہیں - یہ کلام تو علی العموم سب اوصاف مخصوصہ باری کی نسبت تھا اب خاص احیٔ الموتےٰ کی نسبت کلام کیا جاتا ہے -

بعض نے اپنی رائے سے اسمیں کہدیا ہے یا اسرائیلیوں کی کتاب سے - اونہوں نے اخذ کر کے کہا ہے کہ مسیح نے جن مردوں کو زندہ کیا تھا اونمیں بعض بعض تو ایسے ہوئے کہ پھر بعد اس احیار کے اون کی اولاد ہوئی اور پھر دنیا میں اگر عرصے تک رہے یہہ مسیح نے چار شخصوں کو زندہ کیا اونمیں سے ایک لعازر - جس کے اولاد وغیرہ ہوئی اور عرصے تک رہا سہا - چنانچہ عیسائی لوگ بھی یہہ کہتے ہیں کہ لعزر کو مسیح نے زندہ کیا - ناظر بعبیر ... یہ امر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہہ روایت اسرائیلیوں کی کتابوں سے لی گئی ہے - حالانکہ ان قصص کا ثبوت نصوص صریحہ محکمہ قرانیہ اور احادیث صحیحہ سے کچھ بھی بیان نہیں کیا - باوجود اس کے کہ آیات محکمات قرانیہ اور احادیث صحیحہ مرفوعہ اس کے مخالف اور مبائن ہیں - اب اون آیات محکمات فرقانیہ اور احادیث صحیحہ کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیے - اور جو جو اشکال و دلایل پیش کرتا ہوں اون کو بامعان نظر معائنہ فرمادیں - ابھی تو مخالفین کی خیالی عقایٔد اور خیالی معنے کی اودھیڑ ہو رہی ہے مذکورہ بالا آیات کے معنے جو راسخون فی العلم کے نزدیک ہیں - اون کو بعد میں بیان کروں گا اوسوقت مخالفین کی کج فہمی نصف النہار کی طرح ظاہر ہو جائیگی دیکھو مذکور الذیل آیات و احادیث کو - اور انصاف کرو کہ حقیقی موت کے بعد انسان زندہ ہو کر اس دنیا میں نہیں آسکتا - سورہ انبیار میں آیا ہے (وحرام علی قریۃ اھلکنا ... انھم لا یرجعون) ترجمہ جس قریہ کے لوگوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں پھر اون کا لوٹنا ہمنے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے - بعض نے اس کے یہہ معنے بیان کئے کہ ضروری ہے اہل قریہ پر جنکو ہم نے ہلاک کیا - چنانچہ معالم میں لکھا ہے (معناہ واجب علی اھل قریۃ اھلکنا ھم انھم لا یرجعون الی الدنیا) اور نیز اسی سورہ انبیار میں دوسری جگہ آیا ہے (وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخالدون) اور نیز سورہ یٰسین میں آیا ہے -

(الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون) ترجمہ کیا اون لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اون سے پہلے بہت سے زمانہ کے لوگوں کو مار ڈالا ہے اور پھر دنیا میں وہ لوگ اون لوگوں کے یہاں واپس نہیں آئے -

دیکھو یہ کلمہ کہ اون سے پہلے بھی بہت سے لوگونکو مار ڈالا اور پھر وہ دنیا میں نہیں آئے - یہ دنیا میں استقرائی کے طور پر ایک استدلال لطیف ہے کیونکہ قیاسات کے جمیع اقسام میں سے استقرار کا مرتبہ ایسا عالیشان مرتبہ ہے کہ اگر یقینی اور قطعی مرتبہ سے اوس کو نظر انداز کر دیا جائے تو دین و دنیا کا تمام سلسلہ بگڑ جائے -

اگر ہم غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حصہ کثیر دنیا کا اور ازمنہ گذشتہ کے واقعات کا ثبوت اسی استقراء کے ذریعہ سے ہوا ہے مثلاً ہم جا سوقت کہتے ہیں کہ انسان مُنہ سے کھاتا آنکھوں سے دیکھتا اور کانوں سے سنتا اور ناک سے سونگھتا اور زبان سے بولتا ہے -

اگر کوئی شخص کوئی مقدس کتاب پیش کرے اور اسمیں یہہ لکھا ہو کہ یہہ واقعات زمانہ گذشتہ کے متعلق نہیں ہیں بلکہ پہلے زمانہ میں انسان آنکھوں کے ساتھ کھایا کرتا تھا اور کان کے ذریعہ سے بولتا تھا اور ناک کے ذریعہ سے دیکھتا تھا یا مثلاً یہہ کہے کہ کسی زمانہ میں انسان کی آنکھیں دو نہیں ہوئی تھیں بلکہ بیس ہوئی تھیں دس تو سامنے ہوئی تھیں اور دس پشت پر لگی ہوئی تھیں - اب آپ سوچ سکتے ہیں کہ گو فرض کے طور پر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ ایسی کتاب ایک مقدس کتاب ہے اور ان عجیب تحریروں کا لکھنے والا کوئی مقدس ہے مگر ہم اس یقینی نتیجہ سے کہاں اور کدہر گریز کر سکتے ہیں جو قیاس استقرائی سے پیدا ہوا ہے - میرے رائے میں ایسے بزرگ مفسر بھولے بھالے اگر نہ صرف دو ایک بلکہ کڑوروں سے بھی ان نتایج قطعیہ یقینیہ کو توڑنا چاہیں - تو ہرگز یہ نتایج نہیں ٹوٹ سکیں گے - ہم ان بزرگ مفسروں کی خاطر - کیونکر اون کے اون کلمات کو جو خلاف حقائق مشہودہ و محسوسہ کے ہیں مان سکتے ہیں مثلاً اگر کسی ڈاکٹر سے کوئی مقدس آدمی اس بات کا تذکرہ کرے کہ سم الفار ایسا زہر ہے کہ اگر دو دو سیر کے قدر بھی انسان کے بچوں کو کھلایا جاوے تو کچھ ہرج نہیں اور اسکا ثبوت یہہ دے کہ فلاں مقدس کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے تو کیا وہ ڈاکٹر صاحب اس مقدس کتاب - یعنی تفسیر کا لحاظ کر کے ایسے امر کو چھوڑ دینگے - جو قیاس استقرائی سے ثابت ہو چکا ہے - اسی طرح سے یہاں خیال کرو کہ قبلھم من القرون کا لفظ اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ جہانتک تمہاری نظر تاریخی سلسلہ کو دیکھنے کے لئے وفا کر سکتی ہے اور گذشتہ لوگوں کا حال معلوم کر سکتے ہو - خوب سوچو اور سمجھو کہ کبھی یہ سلسلہ ٹوٹا بھی ہے - کیا تم کوئی ایسی نظیر پیش کر سکتے ہو کہ کبھی ...

آپ بیتی

گذشتہ اشاعت سے آگے

غرض انکا حضور کی طرف رجوع کرنا بڑی تقویت کا باعث ہوگیا اور ایک قلیل عرصہ میں ایک چھوٹی سی جماعت طیار ہوگئی ہے۔ اور شہر میں زور شور کے ساتھ اسکی شہرت ہونے لگی یہ وہ وقت تھا کہ ان مولویوں اور ملانوں کی اچھی طرح سے قلعی کھلنے لگی اور انکی اندرونی حالت کا پورا اظہار ہونے لگا جس کی وجہ سے حضور کیطرف کمال درجہ کا یقین بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ حضور کی خدمت میں خط لکھا گیا اور جسقدر لوگ اسوقت تک اس سلسلہ میں شریک ہوئے تھے ان سب کے دستخط لئے گئے بعد اس کے جو کچھ ان ملانوں کا حال دیکھا وہ احادیث کے موافق تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں پہلے سے بطور پیشگوئی بتا رکھی تھیں۔ عوام میں ایک خطرناک جوش ان کے دجل اور کذب سے پھیل گیا۔ اور اب یہاں کے مسلمانوں کے اسلام کا حال ایک نئے رنگ میں ظاہر ہونے لگا جس سے ضرورت امام پر میرا یقین بڑھتا گیا اور حضور کی زیارت کا شوق دن بدن بڑھنے لگا۔ اور اس فکر میں ہوا کہ کوئی اچھا رفیق مل جائے تو روانہ ہو آؤں۔ وہاں کے ایک مولوی جنسے زیادہ تعلق تھا اور جو بظاہر منافقانہ طریق پر چلتے بھی تھے مگر باطن میں پورے دشمن تھا جس سے میں ابتک ناواقف تھا اونکو ساتھ لانے کی صلاح ہوئی۔ وہ ترملکھیری کی جامع میں رہتے تھے۔ جہاں میں گاڑی پر سوار ہوگیا اور حاجی بادشاہ صاحب کے مکان پر جو وہ بھی اندرونی احاطہ مسجد ہی میں واقعہ ہے ملاقات ہوگئی اور مذکور بادشاہ صاحب وہاں کے ایک مشہور اور نامی تاجر ہیں ان مولویصاحب نے ہماری مخالفت اختیار کرنیکے بعد وہاں اپنے قدم جمانے شروع کر دئے۔ یہ بادشاہ صاحب بھی اگرچہ سخت مخالف تھے لیکن چونکہ قدیم سے ان کے بزرگوں کے ساتھ میرا کمال درجہ کا ارتباط تھا اس لئے بظاہر اون سے وہی سلوک قائم تھا اور ابتک بھی باقی ہے غرض وہاں ان مولویصاحب سے مینے کہا کہ سب سے بہتر یہی بات ہے کہ تم میرا ساتھ دو اور میں آپکے ہر ایک قسم کے اخراجات کا کفیل اور ذمہ دار ہوں جو کچھ امتحان کرنا ہے وہاں جاکر کیا جاوے۔ اس میں بڑے بڑے فایدے ہیں روبرو جاکر جو چاہیں پوچھ سکتے ہیں اس سے خلق خدا کو بھی فایدہ پہنچے گا۔ کیونکہ آجکل جو طوفان بے تمیزی پھیل رہا ہے اسی سے خلق اللہ کو نجات ہوگی اور میں نے آپ کو اس لئے تجویز کیا ہے کہ بظاہر آپ کے مزاج میں حق پسندی ہے اور تمہارے طالب علمی کے تعلق سے میرا یہ حسن ظن ہے پس آپ طیار ہو جائیں۔

جمعہ کے دن یہاں سے روانہ ہو جائیں گے مگر اون کو یہ کب منظور تھا۔ اون کو مخالفت میں اسوقت صریح فایدہ نظر آرہا تھا۔ غرض اونہوں نے انکار کر دیا اور میں واپس چلا آیا اور اسی خیال میں تھا کہ مولوی حسن علی صاحب مرحوم یاد آگئے اور وہ ان دنوں مدراس آنیوالے بھی تھے کیونکہ انجمن کی طرف سے سالانہ جلسہ کی دعوت انکو ہوئی تھی اور اس انجمن کے دراصل بانی وہی تھے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ بھاگلپور سے مولوی صاحب نکل چکے تھے اور یہاں دو مہینے کے لئے جلسہ ملتوی ہوگیا اس لئے مجھے یہ موقعہ خوب ہاتھ آیا۔ اور فی الفور میں نے بمبئی کی اپنی دوکان پر تار دی کہ مولوی صاحب کو ٹھہراؤ۔ اور میں آتا ہوں۔ یہ تار دیکر میں بنگلہ گیا اور رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں ارادہ کر چکا ہوں اب تو عالم الغیب اور بہتر جانتا ہے میرے لئے جو بہتر ہے وہ مہیا کر۔ صبح کو میں حسب معمول ناشتہ کر کے گھر کے باہر چبوترہ پر آکر بیٹھا کہ اسی وقت ڈاک والا آگیا اور اوس نے ایک چٹھی اور اوس کے ساتھ ایک رسالہ الحق دیا میں نے اس رسالہ کو کھولا تو میری نظر سب سے پہلے اس ہیڈنگ پر پڑی جو ایک "بھاری بشارت" موسوم تھا اور مضمون اس کا جھنڈے والے پیر صاحب کا واقعہ اور خلیفہ عبد اللطیف اور عبد اللہ عرب کا حضور اقدس میں حاضر ہونے کا تھا۔

غرض اوس کے بعد میرا عزم مصمم ہوگیا اور اسی روز شام کو مدراس اور دوسرے روز مدراس سے بمبئی روانہ ہوگیا اور مولوی حسن علی صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی اور چلنے کی بابت گفتگو ہوئی مولوی صاحب مرحوم نے حق مغفرت کرے جواب میں یہ فرمایا کہ میں آپکا ساتھ دینے کے لئے تو طیار ہوں مگر ایک شرط سے میں نے کہا وہ شرط فرمائے اونہوں نے کہا کہ اس سفر میں جبتک آپکا اور ہمارا ساتھ ہے آپ نماز کی پابندی ملحوظ خاطر رکھیں بس یہی پہلی شرط ہے جسکو میں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ دوسرے روز علی گڈہ روانہ ہوگئے اور وہاں کے حالات پر غور کیا گیا تو یہ ایک دوسری دلیل ضرورت امام کے لئے ہاتھ آگئی یعنے دو نمونے دیکھے ایک تو اسٹریچی ہال جس میں یوروپین انداز وضع کا نقشہ تھا جو زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ جو یہاں داخل ہوگا وہ ضرور ایک نہ ایک دن یوروپین انداز کا جنٹلمین ہو جائیگا اور دوسرا نمونہ مسجد کا دیکھا جس کی ظاہری صورت یہ تھی کہ ایک دو چھٹے پرانے بوریے اور دو چار ٹوٹے پھوٹے لوٹے گویا زبان حال سے اسکا یہ مضمون ادا ہو رہا تھا کہ جو میری طرف رکوع و سجود کے لئے مائل ہوگا اس کی بساط یہی ٹوٹے اور پھوٹے ہوئے لوٹے [illegible] آگے وہی یعنی اللہ فیرمثلا غرض یہ دونوں نظارے بھی ایک عبرت لینے کے باعث میرے لئے ہوئی۔ پھر وہاں سے سیدھا قادیاں شریف کا ارادہ ہوا۔ ہمارے مولوی صاحب نے بہت کچھ فال قرآن میں دیکھے اور استخارہ بھی کئے غرض ہر ایک پہلو پر بھی اونکو جواب لاکر چلے چلنے۔ غرض روانہ تو ہوگئے مگر مولوی صاحب کا شروع سے آخر تک یہی بیان رہا کہ مرزا صاحب بڑے نیک آدمی ہیں۔ مگر ان کا یہ دعوے ان کی ظاہری وجاہت سے بہت کچھ بڑھا ہوا ہے۔

میں اس کے جواب میں کہتا تھا کہ اب جو کچھ ہے وہاں پہنچکر ہی ہوگا جب امرتسر پہنچے تو وہاں مولوی محمد حسین کا کوئی چیلا ہمکو مل گیا اور اوس نے مولوی صاحب کو بہت کچھ روکا اور بابو محکم الدین صاحب کی کوٹھی تک ہمارا پیچھا نہ چھوڑا اور بلائے بد کی طرح لگا رہا اور وہاں پہنچکر بھی مولویصاحب تو اون کو نرم نرم جواب دیتے رہے اور وہ زیادہ گستاخ ہوتا چلا یہاں تک کہ آخر مولویصاحب نے میرے پر حوالہ دیکر اپنی جان چھڑائی جب وہ میری طرف ہوا تو میری دو ہی جھڑکیوں سے گھبرا گیا اور پھر بیٹھ نہ سکا یعنے دفعہ ہو گیا غرض شب ہمنے وہاں گذاری اور صبح کو بٹالہ کی راہ لی اور جب وہاں پہنچے تو وہاں بھی ایک صد راہ ہوا مگر زیادہ جرأت نہ کر سکا اور ہم وہاں سے یکوں میں بیٹھکر روانہ ہوئے اور جوں جوں دار الامان سے نزدیک ہوتے گئے ویسے ہی دل پر ایک نیک اثر ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ دار الامان کا نظارہ نظر آنے لگا اور جامع مسجد مجھے تو ایک بقعہ نور نظر آتی تھی اس سال بارش کثرت سے ہوئی تھی اس لئے پہنچنے میں دیر ہوئی جب یہاں پہنچے تو میری اپنی یہہ حالت تھی کہ ذوق اور محبت سے بھر گیا تھا اور عجیب و غریب لذت اپنے اندر محسوس کر رہا تھا غرض ہم قادیان پہنچے اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کے مدرسہ اور مطب کے پاس یکے کھڑے ہوگئے اور ہم دو نو اوتر پڑے غروب آفتاب کا وقت تھا مولوی حسن علی صاحب نے مولوی نورالدین صاحب سے مجھے تعارف کرایا۔ اور میں اون سے مصافحہ کرکے پاس بیٹھ گیا اتنے میں کسی نے آکر خبر دی کہ وہ نیا مکان جو طیار ہوا ہے اسمیں ان مسافروں کا اسباب بھیجدو۔ مولوی حسن علی صاحب اسباب کے ہمراہ اس مکان کو تشریف لے گئے اور میں نماز عصر پڑھکر مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ حضرت اس نئے مکان میں آکر تشریف فرما ہوئے ہیں۔ تو میں یہاں سے اوٹھا اور جلد اس مکان میں داخل ہوا اور میری نظر حضور کے چہرہ مبارک پر پڑی میں حلفاً گذارش کرتا ہوں کہ حضور کا سراپا اسوقت ایک نور مجسم مجھے نظر آیا اور میں آنکھ بند کرکے حضور کی دستبوسی کرنے لگا اور جوش محبت کے ساتھ میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور حضور اوس کے بعد کمال مہربانی اور شفقت سے احوال پرسی فرماتے رہے اور میرا حال یہہ تھا کہ اندر ہی اندر مولوی حسن علیصاحب کو ملامت کرتا تھا کہ اونہوں نے حضور کی ظاہری وجاہت کیا بتلائی تھی اور یہاں کیا کچھ نظر آرہا ہے اور منتظر تھا کہ حضور یہاں سے تشریف لیجائیں تو ان کی خبر پورے طور سے لوں یہ میرا خیال ہو چکا اور حضور اقدس و اشرف بھی اوسی وقت اندر تشریف لے گئے اور جونہی میں مولوی حسن علیصاحب کی طرف متوجہ ہوا ساد اونہوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہہ وہ مرزا نہیں جنکو کچھ برس پہلے میں نے دیکھا تھا یہ تو کوئی اور ہی وجود نظر آرہا ہے۔ غرض کہ ظاہری وجاہت میں بھی حضور کی بہت کچھ ترقی اونہوں نے بیان فرمائی اور اوسی وقت کہدیا کہ بے شک اب یہہ وہی نظر آرہے ہیں جسکا اونکو دعوے ہے۔ اور مجھے کہا

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر وسپرنٹنڈنٹ مطبع چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

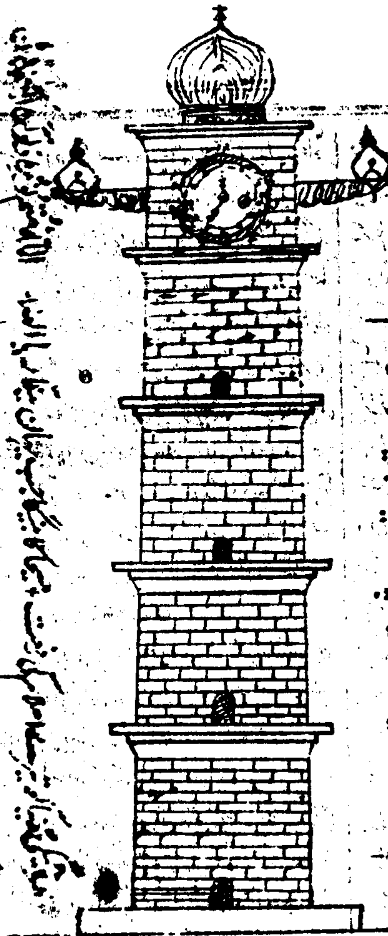

انہ اوی القریۃ

الحکم

سنہ ۱۳۲۱ ہجری

قادیان دار الامان

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۸ | مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء مطابق ۲۵ رجب المرجب ۱۳۲۱ھ بروز شنبہ | جلد ۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلطان

بیعت کی غرض

(۲۹ ستمبر ۱۹۰۳ء کی شام کو بیعت لینے کے بعد حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر)

ہر ایک شخص جو میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اوسکو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسکی بیعت کی کیا غرض ہے؟ کیا وہ دُنیا کے لیے بیعت کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیئے؟ بیعت سے ایسے بدقسمت انسان ہوتے ہیں کہ انکی بیعت کی غائت اور مقصود صرف دنیا ہوتی ہے ورنہ بیعت سے ان کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی اور وہ حقیقی یقین اور معرفت کا نور جو حقیقی بیعت کے نتایج اور ثمرات ہیں انہیں پیدا نہیں ہوتا ان کے اعمال میں کوئی خوبی اور صفائی نہیں آتی نیکیوں میں ترقی نہیں کرتے گناہوں سے بچتے نہیں۔ ایسے لوگوں کو جو دُنیا کو ہی اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

یہ چند روزہ دنیا تو ہر حال میں گذر جاوے گی خواہ تنگی پر گذرے خواہ فراخی میں مگر آخرۃ کا معاملہ بڑا سخت معاملہ ہے وہ ہمیشہ کا مقام ہے اور اس کا انقطاع نہیں ہے پس اگر اس مقام میں وہ اسی حالت میں گیا کہ خدا تعالیٰ سے اس نے صفائی کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اُس کے دل پر مستولی تھا اور وہ معصیت سے توبہ کر کے ہر ایک گناہ سے جسکو اللہ تعالیٰ نے گناہ کر کے پکارا ہے بچتا رہا تو خدا کا فضل اس کی دستگیری کریگا اور وہ اس مقام پر ہوگا کہ خدا اس سے راضی ہوگا اور وہ اپنے رب سے راضی ہوگا اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ لاپروائی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی ہے تو پھر اسکا انجام خطرناک ہے۔

اس لئے بیعت کرتے وقت یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ بیعت کی کیا غرض ہے اور اس سے کیا فایدہ حاصل ہوگا۔ اگر محض دنیا کی خاطر ہے تو بے فائدہ ہے لیکن اگر دین کے لیئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیئے ہے تو ایسی بیعت مبارک اور اپنی اصل غرض اور مقصد کو ساتھ رکھنے والی ہے جس سے ان فوایدٔ اور منافع کی پوری اُمید کی جاتی ہے جو سچی بیعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایسی بیعت سے انسان کو دو بڑے فایدے حاصل ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اس سے پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین۔ یعنے اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز اون لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونے والے ہیں۔ توبہ حقیقت میں ایک ایسی شے ہے کہ جب وہ اپنے حقیقی لوازما کے ساتھ کیجاوے تو اس کے ساتھ ہی انسان کے اندر ایک پاکیزگی کا بیج بویا جاتا ہے جو اُسکو نیکیوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ یہی باعث ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنیوالا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا یعنے توبہ سے پہلے کے گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔ اوسوقت سے پہلے جو کچھ بھی اس کے حالات تھے۔ اور جو بے جا حرکات اور بے اعتدالیاں اوس کے چال چلن میں پائی جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اون کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد صلح باندھا جاتا ہے اور نیا حساب شروع ہوتا ہے۔ پس اگر اوس نے خدا تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کی ہے تو اُسے چاہیئے کہ اب اپنے گناہوں کا نیا حساب نہ ڈالے اور پھر اپنے آپ کو گناہ کی

ناپاکی سے آلودہ نہ کرے بلکہ ہمیشہ استغفار اور دعاؤں کے ساتھ اپنی طہارت اور صفائی کی طرف متوجہ رہے اور خدا تعالےٰ کو راضی اور خوش کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اپنی اس زندگی کے حالات پر نادم اور ترساں رہے جو توبہ کے زمانہ سے پہلے گذری ہے۔ انسان کی عمر کے کئی حصے ہوتے ہیں اور ہر ایک حصہ میں کئی قسم کے گناہ ہوتے ہیں مثلاً ایک حصہ جوانی کا ہوتا ہے جس میں اس کے حسب حال جذبات کسل و غفلت ہوتی ہے۔ پھر دوسری عمر کا ایک حصہ ہوتا ہے جس میں دغا۔ فریب۔ ریاکاری اور مختلف قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ غرض عمر کا ہر ایک حصہ اپنے طرز کے گناہ رکھتا ہے۔

پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور وہ توبہ کرنے والے کے گناہ بخش دیتا ہے اور توبہ کے ذریعہ انسان پھر اپنے رب سے صلح کر سکتا ہے۔ دیکھو انسان پر جب کوئی جرم ثابت ہو جائے تو وہ قابل سزا ٹھہر جاتا ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من یاتِ ربہ مجرماً فان لہ جھنم الآیتہ۔ یعنی جو اپنے رب کے حضور مجرم ہو کر آتا ہے اوس کی سزا جہنم ہے وہاں نہ وہ جیتا ہے نہ مرتا ہے یہ ایک جرم کی سزا ہے۔ اور جو ہزاروں لاکھوں جرموں کا مرتکب ہو اس کا کیا حال ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص عدالت میں پیش ہو اور بعد ثبوت اسپر فرد قرارداد جرم بھی لگ جاوے اور اس کے بعد عدالت اوس کو چھوڑ دے تو کسقدر احسان عظیم اس حاکم کا ہوگا اب غور کرو کہ یہ توبہ وہی بریت ہے جو فرد قرارداد جرم کے بعد حاصل ہوتی ہے توبہ کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ کسقدر گناہوں میں وہ مبتلا تھا۔ اور اون کی سزا کسقدر اس کو ملنے والی تھی جو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے معاف کر دی۔ پس تمہارے جواب توبہ کی یہ چاہیئے کہ تم اس توبہ کی حقیقت سے واقف ہو کر ان تمام گناہوں سے بچو جن میں تم مبتلا تھے اور جن سے بچنے کا تم نے اقرار کیا ہے۔ ہر ایک گناہ خواہ وہ زبان کا ہو۔ یا آنکھ کا یا کان کا غرض ہر اعضاء کے جدا جدا گناہ ہیں اُن سے بچتے رہو کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔

گناہ کی زہر وقتاً فوقتاً جمع ہوتی رہتی ہے اور آخر اس مقدار اور حد تک پہنچ جاتی ہے۔ جہاں انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس بیعت کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ گناہ کی زہر کے لئے تریاق ہے اس کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے اور گناہوں پر ایک خط تنسیخ پھیر دیتی ہے۔

دوسرا فائدہ اس توبہ سے یہ ہے کہ اس توبہ میں ایک قوت و استحکام ہوتا ہے۔ جو مامور من اللہ کے ہاتھ پر سچے دل سے کیجاتی ہے۔ انسان جب خود توبہ کرتا ہے تو وہ اکثر ٹوٹ جاتی ہے۔ بار بار توبہ کرتا اور بار بار توڑتا ہے۔ مگر مامور من اللہ کے ہاتھ پر جو توبہ کیجاتی ہے جس [illegible] کریگا تو چونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ کے موافق ہوگی۔ وہ خدا خود اسے قوت دیگا اور آسمان سے ایک طاقت ایسی مل جاوے گی جس سے وہ اس پر قائم رہ سکے گا۔ اپنی توبہ اور مامور کے ہاتھ پر توبہ کرنے میں بھی فرق ہے۔ کہ پہلی کمزور ہوتی ہے اور دوسری مستحکم کیونکہ اوس کے ساتھ مامور کی اپنی توجہ کشش اور دعائیں ہوتی ہیں جو توبہ کرنے والے کے عزم کو مضبوط کرتی ہیں۔ اور آسمانی قوت اسے پہنچاتے ہیں جس سے ایک پاک تبدیلی اُس کے اندر شروع ہو جاتی ہے۔ اور نیکی کا بیج بویا جاتا ہے جو آخر ایک باردار درخت بنجاتا ہے۔

پس اگر صبر اور استقامت رکھو گے تو تھوڑے دنوں کے بعد دیکھو گے کہ تم پہلی حالت سے بہت آگے گذر گئے ہو۔

غرض

اس بیعت سے جو میرے ہاتھ پر کی جاتی ہے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور انسان خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق مغفرت کا مستحق ہوتا ہے دوسرے مامور کے سامنے توبہ کرنے سے طاقت ملتی ہے اور انسان شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے یاد رکھو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالےٰ کی رضاء مقصود ہو کیونکہ دنیا تو گذر نے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گذر جائے گی

شب تنور گذشت و شب سمور گذشت

دنیا اور اوس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو اور انکو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ۔ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں مختلف قسم کی وبائیں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں کبھی ہیضہ تباہ کرتا ہے اب طاعون ہلاک کر رہی ہے۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہیگا۔ جب موت کا پتہ نہیں کہ کس وقت آجاوے گی پھر کیسی غلطی اور بیہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالےٰ دنیا میں بھی اُس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ جب انسان مومن کامل بنتا ہے تو وہ اُس کے اور اُس کے غیر میں فرق رکھدیتا ہے۔ اس لئے پہلے مومن بنو اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دُکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالےٰ ہر قسم کا فضل کر دیگا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی اون کو سکھاؤ۔ ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اسپر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے۔

پانچوقت اپنی نمازوں میں دعاء کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضور قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجاوے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔ نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تمکو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے۔ اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنی بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔

یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء

ہمارے مکرم مخدوم جناب ابو سعید عرب صاحب نے عرض کی کہ میں دو تین یوم کے بعد رنگون واپس جانیوالا ہوں حضور میرے لئے دعا فرماویں۔ فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ دعا کرونگا۔

دُنیا ایسے ہی تفرقہ کی جگہ ہے ہمیشہ موت کو یاد رکھو چند روزہ زندگی پر نازاں نہ ہونا چاہیئے صراط مستقیم پر رہو اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنیوالا ہو خدا اُسکے ساتھ ہوتا ہے۔

۳- اکتوبر ۱۹۰۳ء

دربارِ شام

بے ثباتیٔ دُنیا دنیا کی بے ثباتی پر مختلف ذکر ہوتا رہا اور سعدی علیہ الرحمۃ کے بعض اشعار مثل

جہاں اے برادر نماند بکس ... چند روزے بوند باہم خوش
گر یکے ازیں چہار شد غالب ... جان شیریں برآید از قالب
در کشاید چنانکہ نتوان بست ... گوشنواز حیات دنیا دوست

وغیرہ پڑھتے رہے اس ذکر میں فرمایا

قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کو جو چیز مضر ہوتی ہے ایک دو بار کے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد اسکو چھوڑ دیتا ہے لیکن ہر روز موت کی واردواتیں ہوتی ہیں اور جنازے نکلتے ہیں مگر ان موتوں سے یہ عبرت حاصل نہیں کرتا۔ حالانکہ اس سے بڑھکر اور کون ناصح ہو سکتا ہے۔ اور کلکتہ یا لاہور یا دوسرے بڑے شہروں میں جو مردے مرتے ہیں سب کے سب ایک دروازہ سے نکلیں تو کیا ہیبت ناک نظارہ ہو۔

پھر بعض اوقات انسان ایسی خطرناک امراض میں مبتلا ہوتا ہے کہ کوئی تدبیر اور علاج کارگر نہیں ہوتا۔ اور کوئی پیش نہیں جاتی۔ میں نے بعض مسلول اس قسم کے دیکھے ہیں کہ ایک ایک پیالہ پیپ کا اون کے اندر سے نکلتا تھا اور پھر بھی اون کو خیال ہوتا ہے کہ وہ زندہ رہیں گے۔ ایک شخص میرے پاس آیا اوس کی یہی حالت تھی صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں اوس کی رہ گئی تھیں۔ باوجود اس حالت کے بھی وہ سمجھتا تھا کہ میں زندہ رہونگا۔

اور ایسا ہی ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا اوس نے بیان کیا کہ میرے پیٹ میں ایک رسولی پیدا ہو گئی ہے اور وہ دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور پاخانہ کی راہ کو بند کرتی جاتی ہے۔ وہ بیان کرتا تھا کہ میں جس ڈاکٹر کے پاس گیا ہوں تو اُس نے یہی کہا ہے کہ اگر مجھے یہ بیماری ہوتی تو گولی مار کر خودکشی کر لیتے آخر وہ بیچارہ اسی مرض سے مر گیا۔

اصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخت دلی انسان کی امید دل پر ہوتی ہے کہ اگر شام ہوئی ہے تو اون کو امید نہیں رہی کہ صبح تک زندہ رہیں گے اونہوں نے ہمیشہ موت کو قریب سمجھا ہے۔

(باقی دارد)

حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے دو امان نازل ہوئے تھے ایک تو امنیں سے اوٹھ گیا یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود دُوسری امان قیامت تک باقی ہے اور وہ استغفار ہے پس استغفار کرتے رہا کرو کہ پچھلی برائیوں کے بدنتائج سے اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے اور آئندہ بدیوں کی زہر کو دُور کرنے اور گناہوں سے بچائے

لوگ حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن شریف بار بار قصص کیوں بیان کرتا ہے؟ مگر مجھکو ہمیشہ ایسے اعتراض پر تعجب ہوا ہے۔ میں نے اِس سوال کو بہت سوچا ہے دُنیا میں کوئی ایسا مصفا نہیں ہے جو ایک ہی بار صیقل کر دے۔

جسمانی غذا بھی ایک ہی بار مستغنی نہیں کر دیتی ایک بار کھا کر پھر بھوک لگتی پیاس محسوس ہوتی ہے جب یہ نظارہ ہم اپنے جسم میں روزمرہ دیکھتے ہیں پھر روح کے لئے ایسا قانون پاکر ہمکو تعجب کیوں ہو؟ قصص قرآنی میں بہت سی اسرار ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات کے جامع تھے اسطرح پر قصص قرآنی ایک رنگ میں آپ کی پاک زندگی کے آنیوالے واقعات کی پیشگوئیاں ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان تمام نبیوں کے ملک فتح کئے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

خیالی ایمان انسان کا صرف خیالات ہی سے وابستہ ہی مگر جب تک عملی ایمان نہو خیالی ایمان کچھ معنے نہیں رکھتا۔ بات تب ہی بنتی ہے کہ انسان کر کے دکھلا دے

اسلام میں ایک یہ عظیم الشان خصوصیت ہے کہ وہ انسان کو غمگین ہونے نہیں دیتا مسلمان اگر مسلمان نہیں تو اوسے کیا غم بگر وہ مومن بھی۔

خشیۃ املاق کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا منع ہے لوگ کہتے ہیں کہ جان سے مار ڈالنا منع ہے مگر میرے نزدیک جو لوگ اپنی اولاد کو علوم دینیہ سے اس لئے محروم رکھتے ہیں کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے وہ بھی قتل اولاد کرتے ہیں دُنیا کے علوم کی تحصیل میں ہزارہا روپیہ لگاتے ہیں اسلئے کہ کمکر کھلائیں۔ مگر علوم دینیہ کے لئے روپیہ نہیں ملتا۔ ناعاقبت اندیش اتنا نہیں سمجھتے کہ علوم دینیہ سے بیخبر رکھ کر اونکو ابدی جہنم کے لائق بنا دیا اور اون کی نیکی کی قوتوں کو تحلیل کر ڈالا

انسان کے نطفہ میں اوقات ... اخلاق و کمالات کا اثر ہوتا ہے والدین کے ایک ایک برس کے خیالات کا اثر اون کی اولاد پر ہوتا ہے جتنی بداخلاقیاں بچوں میں ہوتی ہیں وہ والدین کے اخلاق کا عکس اور اثر ہوتا ہے کبھی ہم نشینوں اور ملنے والوں کے خیالات کا اثر بھی والدین کے واسطے سے پڑتا ہے پس خود نیک بنو اخلاق فاضلہ حاصل کرو تا تمہاری اولاد نیک ہو الولد سر لابیہ میں یہی تمہید ہے اولاد والدین کے اخلاق اعمال عقائد کا نتیجہ ہوتی ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۶- اکتوبر ۱۹۰۳ء ہی کو ... لے گئے۔

۲- حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب ... حضرت حکیم الامت صاحب خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں حضرت حکیم الامت ... میاں آتھم کے رسالہ کا جواب ختم کر چکے ہیں۔

۳- حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی بھی دارالامان میں پہنچ گئے ہیں

۴- دارالامان میں بھی دوسرے شہروں کی طرح موسمی بخاروں کی عام شکایت ہے اور بخار بھی شدید ہیں کوئی گھر بچا ہوگا جہاں کوئی نہ کوئی بیمار نہ ہوا ہو

۵- ۱۷- اکتوبر ۱۹۰۳ء سے تعلیم الاسلام کالج موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا ہے لڑکے گھروں سے آرہے ہیں۔

استفسار

۱۵- اکتوبر ۱۹۰۳ء مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۳ء کے پرچہ الحکم میں ۱۳ صفحہ کے تیسرے کالم سے بعنوان میرے دوسرے حنفی بھائی بھی غور کریں کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ بھی وفات مسیح کے قایل ہیں۔ ... صاحب مضمون نگار لکھتے ہیں کہ کس کتاب میں غور کیجاوے میں تو چاہتا تھا کہ اون فاضل اجل کی رائے حیات یا ممات مسیح کی نسبت دیکھوں۔ آپ براہ مہربانی تو ایسی ٹھیک مفصل طور پر اطلاع دیں میرا پتہ یہ ہے شاہ عبدالعزیز توپخانہ بازار چھاونی میاں میر ضلع لاہور

۱۶- اکتوبر انگریزی- بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی اخویم محترم شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت مولانا حکیم الامت سلمہ ربہ نے جو دہرمپال کے ترک اسلام کے جواب میں قلم اوٹھایا ہے بڑی خوشی ہوئی اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ... حضرت حکیم الامت صاحب کو بامراد اور کامیاب فرماوے- آمین- خاکسار بچاس نسخہ کی لاگت ... درخواست ہے منظور فرما کر ... والسلام ... خاکسار ...

ملفوظات مولانا عبداللطیف خانصاحب شہید رضی اللہ عنہ

درشان حضرت امام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم -

ز شمع جمال نہ جانے حرف بنی جا متال
دوائے دردانگال

عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — ہلال ماہ جبنش باد دب باید دید
عجب مبارک والمیت جانم آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
ز حسن دورع و جمالش بکنکر تو مانند — کہ آفتاب شریعت بجود بر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — رخش ز گلشن رضوان عرق ہی بزد
بہ رو بایں ارم داغ بر جگر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
ز برق تیغ جبنیش کہ شرری بارد — خور سمائے علی را بجان خطر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — ز ظلم و ظلمت و دوران بحا ہمکن [illegible]
بجز لقائے جبینش کہ معنبر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
جمال لطف و احسن زہر خوبانست — بہ رو بایں ارم محبت و مہر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — حجاب حسرت و حیرت گرفتہ [illegible]
ز برق روئے نگارم [illegible] — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
تپش اخگر روئش متاع عالم سوخت — حکم عدل ز مہر حسن و بشر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — بناز غنج و دلال و کمال مستی و خواب
نسخ نگار جہاں حجت اکبر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
بانعام ام تردہ زبان رسان — کہ زکلزار این حجت محشر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — روشن بطلعت [illegible] صباح [illegible]
ببین کہ بلغ نگارم بار آورده — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
بشہر معدن عزت و وفا دارد — تقادیان ام مہر وا دخور آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — بنوک خنجر مژگان اشارتے دارد
بدم تیغ علم کاشف مظہر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
ز نور عزت حسن نظیرے دارد — ببین کہ فاتح خزائن گوہر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — ز سر طلعت لا تدرکہ الابصار جہاں
بنظم و نثر مسیحے خبر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
کجاست عیسیٰ مریم کہ دم زند بجز — مسیح است بگیسوئے معطر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — خمار چشم خمارش غبار آیا سوخت
فقط بکائے ایاک باحقر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ

عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ

وصلی اللہ علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین جسمہ مطہر منورہ
معطر معنبر یعنی کالمولو المنشور بل نور علی نور حید
اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔ ملفوظ محرر احمد غلام [illegible]

الحکم کی اشاعت دس ہزار ہونی سہل ہے

گذشتہ اشاعت میں ہم اپنے مکرم مخدوم جناب میر مردان علی صاحب کی گرانقدر امداد اور اصلی دلچسپی کا جو وہ الحکم کی اشاعت کی وسعت میں لیتے ہیں ظاہر کر چکے ہیں ہماری اس تجویز اور تحریک پر جو الحکم کی وسعت اشاعت کے متعلق ہم نے شائع کی ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں حرکت پیدا ہو گئی ہے اور ہر روز آنیوالی درخواستوں کی تعداد امید دلاتی ہے کہ اگر اسی طرح پر یہ سلسلہ جاری رہا تو کچھ شک نہیں کہ سال رواں کے اختتام سے پہلے پہلے اگر کچھ نہیں تو الحکم کی اشاعت دو چند کے قریب ہو جاوے گی روزانہ درخواستوں کی اوسط رفتار اگرچہ دس ہزار تعداد اشاعت کے پورا کرنے کے لئے کافی نہیں لیکن ناقابل اطمینان بھی نہیں ہے۔ اگر الحکم کا ہر ایک خریدار اپنی جگہ یہ فرض سمجھے کہ کم از کم پانچ خریدار اوس کو ضرور ہی بہم پہنچانے ہیں تو چار ہزار خریدار یکدم مہیا ہو سکتے ہیں۔ بہر حال ہم ان کرمفرماؤں کے شکر گزار ہیں جو بڑی سرعت اور سعی کے ساتھ الحکم کے خریداروں کے بڑھانے میں مصروف ہیں کسی اگلی اشاعت میں ہم مفصل رپورٹ اس تحریک کی شائع کریں گے +

الحکم دیر سے کیوں شائع ہوتا ہے؟

میں پہلے بھی اطلاع دے چکا ہوں کہ [illegible] اور دارالامان سے غیر [illegible] الحکم کی دیر سے اشاعت کا موجب ہو رہی ہے۔ اور آجکل موسمی بخار نے جس میں میں اور میرے اہل و عیال وقتاً فوقتاً مبتلا ہوتے ہیں اور بھی غضب ڈھا رکھا ہے۔ چھاپنے والا [illegible] بیمار ہے یہ نمبر بمشکل چھپوایا گیا ہے اس لئے ناظرین الحکم ان غیر معمولی مشکلات کی وجہ سے مجھے معذور سمجھیں۔ ہاں میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز ساری کمی پوری کر دی جاوے گی +

۲۔ اور مقدمہ کی پیروی کی وجہ بعض اوقات غیر معمولی اور غیر متوقع ہرج واقعہ ہوتا ہے -

ترک اسلام کا جواب اور احمدی قوم

ترک اسلام کا جو جواب حضرت حکیم الامۃ نے لکھا ہے اس کے متعلق ہم نے تحریک کی تھی کہ اس کی چار ہزار کاپی کم از کم احمدی قوم چھپوا کر مفت تقسیم کرے اور ایک ہزار کاپی ڈاکٹر حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما نے مفت تقسیم کرنے کا وعدہ کیا ہے ترک اسلام کا جواب اب بالکل تیار ہو گیا ہے اور پریس میں بھیج [illegible] اوس کا جا چکا ہے۔ ہماری اس تحریک پر مندرجہ ذیل احباب نے اسقدر جلدیں اپنے خرچ سے مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کیا ہے۔ جو ان کے نام کے محاذ درج ہیں اور ایک دوست نے ایک عمدہ تحریک اس چار ہزار کی تعداد کے پورا کرنے کے متعلق لکھی ہے جسکو ہم بجنسہ درج کر دیتے ہیں اور اگر ۲۲۔ نومبر تک اس تحریک کے مخالف کسی نے نہ کی تو کم از کم یہ سمجھ لیا جاوے گا کہ الحکم کے کل خریدار اسی بات پر رضامند ہیں کہ اس تجویز کے موافق یعنی ترک اسلام کے جواب کی مفت اشاعت کے لئے قیمت وصول کی جاوے اس تجویز کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور پہلے ان بزرگوں کے اسماء درج کرتے ہیں جنہوں نے اشاعت میں حصہ لینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

بابو غلام رسول صاحب [illegible] نوغ ۵ جلد مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کرتے ہیں - شیخ محمد جان صاحب کا خط صفحہ ۱۱ پر درج ہے۔

تجویز جو ترک اسلام کی اشاعت کیلئے پیش کی گئی ہے

مشفقی مکرمی بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الحکم قادیان دام عنایتکم -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار الحکم یومیہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء میں مولانا مولوی نورالدین صاحب و مولوی عبدالکریم صاحب کا جماعت اسلام پر [illegible] بکا اعتراضات کے جواب دینے کا تذکرہ قابل شکریہ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے کریم حضرت اقدس کے ظل ہما پایہ کے نیچے ہر دو صاحبان موصوف کو تا بدت دید قائم رکھے۔ حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما کا باوجود عدم شمولیت جماعت رسالہ مطلوبہ کی ایک ہزار کی خریداری قابل تحسین ہے جماعت کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے باقی چار ہزار کی کمی پورا کرنیکے لئے میں ایک رائے دیتا ہوں۔ امید ہے کہ سب صاحبان اس رائے کو منظور فرما کر مشکور فرماویں گے وہ یہ کہ بذریعہ اخبار الحکم سب خریداروں کی خدمت میں جو ۸۰۰ ہیں تحریر فرمایا جاوے کہ ہر ایک خریدار یکے از یک رسالہ مصنفہ مولانا صاحب موصوف بغرض حمایت اسلام بذریعہ قیمت طلب بیکشت ارسال فرمائے جاویں گے لہٰذا جس صاحب کو انکی قیمت ادا کرنے سے انکار ہو وہ بذریعہ خط ۲۲۔ اکتوبر تک اطلاع دیں ورنہ یکم نومبر ۱۹۰۶ء کو قیمت طلب پیکٹ [illegible]

نوٹ - چونکہ ۲۲ - اکتوبر گذر چکی ہے اس ۲۲ - نومبر تک اس میعاد کو وسیع کر دیا جاتا ہے جو صاحب اس ویلیو کے لینے کے لئے آمادہ نہ ہوں وہ ۲۲ نومبر سے پہلے اطلاع دیں + ایڈیٹر
یہ مفت تقسیم ہونے والا رسالہ عنقریب چھپیگا۔ انشاء اللہ العزیز - ایڈیٹر

حضرت حجۃ اللہ امام الزمان کے مکتوبات

بنام مولوی اصغر علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم +

از عاجز احقر عباد اللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد۔ بخدمت اخویم مولوی اصغر علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا آپ کا عنایت نامہ مجھکو ملا آپ کی یہ صفت قابل تعریف ہے۔ جو آپ اس گروہ میں سے نہیں ہیں جو محض جلد باز ہیں۔ اور تعصب کے رو سے ایک مسلمان کا نام کافر اور دجال اور بے ایمان بلکہ اکفر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ آپ کی تحریر میں غرض سے تھی کہ بعض مقامات حمامۃ البشریٰ میں صرفی یا نحوی یا عروضی غلطی ہے۔ اور نیز آپ کی دانست میں بعض مضامین یا فقرات یا اشعار اسکے چرائے گئے ہیں۔ سو عزیز من اس کے جواب میں یہ گذارش ہے کہ یہ عاجز نہ ادیب نہ شاعر اور نہ اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے اور نہ اس شغل میں کوئی حصہ عمر کا بسر کیا ہے اور نہ ان عبارتوں اور اشعار کے لکھنے میں کوئی معتدبہ وقت خرچ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ تحریریں معمولی خطوں کی طرح اپنی اوقات معہودہ میں سے ہر روز ایک دو گھنٹے نکال کر لکھی گئی ہیں اور ساتھ ساتھ کاپی نویس لکھتا گیا اور اگر کبھی اتفاقاً پورا دن ملا تو ایک ایک دن میں سو سو شعر طیار ہوگیا اور وہ بھی پورا دن نہیں کیونکہ اگر آپ یہاں آکر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو کہ دن رات کس قدر مشغولی ہے۔ خطوط کا یہ حال کہ کبھی تین سو کبھی چار سو کبھی پانچ سو ماہوار آجاتا ہے اور بعض خطوط کا جواب رسالہ کی طرح لکھنا پڑتا ہے۔ مہمانداری کا یہ حال ہے کہ ایک جہان توجہ کر رہا ہے ایک قافلہ مہمانوں کا ہمیشہ رہتا ہے۔ اور عجیب عجیب صاحب کمال مدنی شامی مصری اور اطراف ہندوستان سے آتے ہیں۔ اور بباعث رعایت حق ضیف بہت حصہ وقت کا انکو دینا پڑتا ہے۔ عمر کا یہ حال ہے کہ پیرانہ سالی ہے۔ ضعیف الفطرۃ ہوں علاوہ اسکی دائم المریض اور ضعف دماغ کا یہ حال ہے کہ کتاب دیکھنے کا اب زمانہ نہیں جو کچھ خیال میں گذرا وہ لکھدیا یا لکھا دیا۔ دوران سر لاحق حال ہے ادنیٰ محنت سے گو فکر اور سوچ کی محنت ہو۔ مرض دامنگیر ہو جاتا ہے عمر اخیر ہے۔ مرگ سر پر نکبر اور ناز جو لوازمہ جوانی اور جہل ہیں کچھ تو ضعف اور پیرانہ سالی نے دور کر دیے تھے اور بقیہ ان کا اس معرفت نے دور کر دیا جو فیاض مطلق نے عطا فرمائی۔

اب ان حالات کے ساتھ آپ سوچ سکتے ہیں۔ اگر کسی تالیف میں غلطی جو لازم بشریت ہے پائی جائے تو کیا بعید ہے بلکہ بعید تو یہ ہے کہ نہ پائی جائے بہت سے نیک دل اور پرہیزگار اس جگہ رہتے ہیں اور نوبت بنوبت اچھے علما اور ادیب آتے رہتے ہیں اور ایک قافلہ بزرگوں کا لازم غیر منفک کی طرح اسجگہ رہتا ہے انسے آپ دریافت کر سکتے ہیں کہ اس عاجز کی طرز تالیف کیا ہے اگر آپ دریافت کرینگے تو آپ پر بھی ثابت ہوگا کہ تالیفات ایک خارق عادات طور پر ہیں۔ میری عمر کا یہ تجربہ نہیں کہ کوئی انسان بجز خاص تائیدات الٰہی کے باوجود اس ضعف اور دامنگیر ہونے انواع و اقسام کے امراض کے اور باوجود اس کثرت شغل خطوط اور مہمانداری کے پھر یہ فرصت پا سکے کہ بہت سا حصہ نثر موزون کا جو بعض اوقات قریب قریب ایک جزو کے ہوتی ہے مع ان اشعار کے بعض اوقات سو سو بلکہ سو سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں بتیس پہر میں لکھدیے اگر آپکا کوئی تجربہ ہو تو میں آپ سے کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ میں اپنے نفس کو کوئی چیز سمجھتا ہوں۔

باوجود ان سب اسباب کے کبھی مجکو موقع نہیں ملتا کہ جو کچھ لکھا ہے سوچ کی نظر سے اسکو دیکھوں۔ پھر اگر اس طور کی تحریر میں اگر کوئی صرفی یا نحوی غلطی رہ جائے تو بعید کیا ہے مجھے کب یہ دعویٰ ہے کہ یہ غیر ممکن ہے ان کم فرصتوں اور اسقدر جلدی میں جو کچھ قلم سے گذر جاتا ہے میں اسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہوں ہاں اگر غلطی ہے تو میرے نفس کی وجہ سے پھر ان غلطیوں کے ساتھ سہو کاتب شامل حال ہو جاتا ہے

پھر کب دعویٰ ہوسکتا ہے کہ یہ کتابیں صرفی نحوی غلطی سے پاک ہیں۔ لیکن باوجود اسکے میں کہتا ہوں اور زور سے کہتا ہوں کہ اس جلدی کے ساتھ جو کچھ نظم اور نثر عربی مخالفوں کے الزام و افحام کے لیئے میرے منہ سے نکلتے ہیں وہ میرے منہ سے نہیں بلکہ ایک اور ہستی ہے جو ایک جاہل نادان کو اندر ہی اندر مدد دیتی ہے اور بیشک وہ امر خارق عادت ہے اور کسی عدو دین اور عدو نادقیق کو یہ توفیق ہرگز نہیں دی جائیگی کہ وہ بھی لوازم ارتجال اور اقتضاب کے ساتھ اسکو اخیر تک نباہ سکے

اور جو سرقہ کا خیال آپ نے کیا ہے آپ ناراض نہ ہوں یہ بھی صحیح نہیں۔ اس عاجز کی ایک عادت ہے شاید اسکو آپ نے سرقہ پر حمل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مضمون سوچتے وقت اگر سلسلہ تحریر میں جو روانگی کے ساتھ چلا جاتا ہے کوئی فقرہ یا بعض وقت کوئی مصرع کسی گذشتہ قائل کا دل میں گذر جائے اور مناسب موقعہ معلوم ہو تو وہ خدا تعالیٰ کیطرف سمجھا جاتا ہے اور اس کے لکھنے میں اگر محل پر چسپاں ہو کچھ بھی حرج نہیں دیکھا جاتا۔ کیونکہ بے تکلف ہماری راہ میں آگیا اور عجب تر یہ کہ اکثر اوقات مجھے بالکل احساس نہیں ہوتا اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ مصرع یا فقرہ فلاں فقرہ یا فلاں مصرعہ سے بالکل مشابہ ہو گیا ہے بعض اوقات عجیب طور کے توارد سے تعجب کرتا ہوں جانتا ہوں کہ جلد باز اپنی جلد بازی اور سوء ظن سے اسپر اعتراض کریگا مگر جانتا ہوں کہ میرا کیا گناہ ہو اگر کرے تو کرتا رہے۔ کلام فصیح اپنے کمال پر پہونچکر ایک نور بنجاتا ہے اور نور نور سے مشابہ ہوتا ہے۔ سرقہ کے لیئے جوانی اور جہالت کا زور بازو اور وسیع فرصتیں چاہییں وہ مجھے کہاں۔ اگر کوئی سرقہ کا خیال کرے تو کیا کرے جن لوازم کے ساتھ یہ تحریریں ظہور میں آتی ہیں اگر کوئی ان لوازم کے ساتھ تحریر کرکے دکھلا دے تو ایکدفعہ نہیں بلکہ ہزار دفعہ اسکو سرقہ کی اجازت دیسکتا ہوں۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مضمون خاص کی بحث میں سرقہ کا دروازہ بہت تنگ ہوتا ہے جو شخص اس کام پڑے وہ سمجھے گا کہ یہ الزام ایسے علمی مباحث میں کس قدر بیجا ہے۔

پھر یہ بات بھی آپ یاد رکھیں کہ صرفی نحوی غلطیاں نکالنے میں عجلت نہیں کرنی چاہیئے کچھ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک مخالف مولوی نے اسی طرح میری تالیف میں غلطیاں نکالیں

دوسرے اہل علم اور مخلص ہنسنے وہی غلطیاں قرآن سے نکال کر انکی صحت کردی ہے - ایک مخالف نے ایک شعر کے وزن میں بحث کی اسی وقت ایک ادیب عربی نے قدما میں سے ایک مسلم اور مشہور شاعر کا شعر پیش کیا - یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت کے ساتھ کئی ایک ادیب شامی مدنی اور اسی ملک کے ہندوستانی شامل ہیں نوبت بنوبت علماء اسجگہ رہتے ہیں - عزیز من صرف نحو کا میدان بڑا وسیع ہے صلوں ہیں دیکھو کہ کسقدر اختلاف ہے بعض اوقات ایک ایک لفظ کے تین تین چار چار صلے آجاتے ہیں جیسا کہ بارکک - بارک اللہ لک - بارک اللہ فیک - بارک اللہ علیک - الظر -

بعض جگہ من کی جگہ عن اور عن کی جگہ من - اور فا کی جگہ با اور با کی جگہ فا اور تنے محاورہ میں بہت فرق آگیا ہے غرض یہ بڑا نازک امر ہے مجھے تعجب ہے کہ آپ کیوں ایسی پڑتے ہیں اور کیوں ایسا دعویٰ کرتے ہیں کہ میں صرفی نحوی غلطیاں ملک میں شائع کروں گا - عزیز من اگر کوئی واقعی غلطی ہوگی تو ہمیں کب انکار ہے - لیکن اگر بعض آپ کی قرارداده غلطیاں آخری تحقیقات سے غلطیاں ثابت نہ ہوئیں تو اس شتاب کاری کی کسکو ندامت ہوئی - نکتہ چینوں نے حریری کی بھی غلطیاں نکالیں بلکہ ان دنوں میں ایک خبیث طبع بیرونگی کے عیسائی نے قرآن کریم کی نکتہ چینی کی ہے - پھر جب کہ بد باطن معترض اعتراض کے وقت پر قرآن شریف سے بھی حیا نہیں کرتے اور اہل زبان کی نظم و نثر پر بھی حملے ہوسے تو پھر میں کیونکر کہوں کہ میں ان حملوں سے بچ سکتا ہوں - لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ بات سچ ہے کہ نکتہ چینی آسان اور نکتہ آوری مشکل ہے - مجھے ایک بات یاد آئی ہے اور معلوم نہیں کہ کب کا واقعہ ہے کہ ہمارے ہاں کوئی معمار عمارت بنا رہا تھا اور ایک فضول گو جاہل اس کے سر پر کھڑا ہوا اور اسکی عمارت میں نکتہ چینی شروع کی کہ یہ طاق خراب ہے اور یہ شاہ نشین ٹیڑھا ہے معمار کاریگر اور حلیم تھا مگر غصہ آیا اور اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر تیری نکتہ چینی کی بنا کسی واقفیت پر ہے تو ذرا لگا کر مجھے بتلا ورنہ ایسی نکتہ چینی سے شرم کر جسکی بنا نادانی اور ناتجربہ کاری پر ہے - عزیز من دنیا میں بہت سے ایسے نکتہ چیں ہیں انکو اپنی لیاقت کا تبھی پتہ لگتا ہے کہ جب مقابل پر کوئی کام کرنے لگیں - علمی معارف کو فصیح اور بلیغ اور رنگین کلام میں کما حقہ انجام دینا کوئی آسان بات نہیں ہاں نکتہ چینی کا کرنا بہت آسان بات ہے ایک گھسیارا بھی معمار ریل کے مدعہ پر سیدھا اعتراض کرتا ہے کہ اسکے کام میں یہ کسر رہ گئی ہے اور ان مشکلات کو نہیں سوچتا جو اسکو پیش آئیں اور جنمیں وہ کامیاب ہوا -

میں ایک دینی کام میں لگا ہوا ہوں اور میں ایک کمزور اور بوڑھا آدمی ہوں اور بہت کم وقت ہوگا کہ کسی کام میں میں مصروف ہوں اور آپ جوان ہیں اور علمی طاقت کا بُت بھی آپ کے ساتھ ضرور ہوگا خدا تعالیٰ اسکو دور کرے اور آپ ناراض نہ ہوں بہت سے ایسے بُت ہیں جو انسان انکو شناخت نہیں کرسکتا اور سعید آدمی چاہتا ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں تو اچھا ہو - لیکن اگر آپ کو خیال ہے کہ یہ کام انسانی عام طاقتوں کا ایک عام نتیجہ بلکہ اس سے بھی گرا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہیں تو یہ ایک بیماری ہے جسکی جڑ نفسانی تکبر ہے اگر اس عاجز کے ہاتھ سے دور ہو جائے تو شاید مجھکو اس کا ثواب ہو اور شاید آپ ایسے ہو جائیں کہ ہماری دینی خدمات کے کام آئیں - لہذا میں آپ کی اس درخواست کو بسر و چشم قبول کرتا ہوں جو آپ نے اپنے خط کے اخیر لکھی ہے کہ میں مقابل رسالہ لکھنے کے لیے آیا ہوں بشرطیکہ باضابطہ اس امر کا فیصلہ ہو جائے کہ عربی انشا پردازی کے لحاظ سے جس جانب کا رسالہ بلحاظ اغلاط انقص ہوگا اسکو اپنے دعویٰ زباندانی یا کشف اسرار قرآنی سے آیندہ دست بردار ہونا ہوگا فقط یہ آپ کی درخواست منظور ہے مگر عبارت اس طرح کی چاہیے کہ جسجانب کا رسالہ جو دینی علمی مضامین پر مشتمل ہو بلحاظ اغلاط و بلحاظ دیگر لوازم بلاغت و عدم بلاغت مرتبہ صحت اور عمدگی سے گرا ہوا ہو ایسا شخص آیندہ دعویٰ زباندانی سے اور نیز دعویٰ کشف اسرار قرآنی سے دست بردار ہو اور چونکہ کشف اسرار قرآنی الہام کے ذریعہ سے ہے اسلیے میں یہ بھی قبول کرتا ہوں کہ اگر آپ کا بالمقابل رسالہ جو مضامین دینیہ پر مشتمل ہو بیان معارف میں باوجود امتزاج بلاغت و فصاحت اور رنگینی عبارت میرے رسالے سے بڑھ جائے تو پھر اپنے الہام کے عدم صحت کا مجھے قائل ہونا پڑے گا مگر اس مقابلہ کے لیے میری کتابوں میں سے وہ کتاب چاہیے جسکی نسبت خدا تعالیٰ کے الہام نے بے نظیری ظاہر کی ہے - سو میں آپکو اعلام دیتا ہوں کہ ان دنوں میں نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام نور الحق ہے اور اسکے دو حصے ہیں ایک حصہ نصاریٰ کے رد میں اور دوسرا خسوف و کسوف کے بیان میں اور دو خواب اور دو الہام سے مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ دشمن اور مخالف اسکی نظیر بنانے سے عاجز رہے گا - اور اگرچہ بہت ہی تھوڑا کام ہے لیکن میں نے عیسائیوں کو اس کے مقابل بنانے کے لیے دو مہینے کی مہلت دیدی ہے - آپکے لیے تو صرف پندرہ دن کی مہلت کافی ہے لیکن اس لحاظ سے کہ آپ بار بار جھگڑا نہ کریں دو مہینے کی مہلت آپ کو بھی دیتا ہوں ایک مہینہ تالیف کے لیے اور ایک مہینہ شائع کرنے اور چھاپنے کے لیے اگر دو مہینے میں چھپکر شائع نہ ہو جائے تو معاہدہ فسخ ہوگا - اور الزام گریز آپ پر رہے گا مگر چاہیے کہ یہ کاغذ جانبین اور گواہوں کے دستخط سے کسی اخبار میں شائع ہو جائے - شرائط جس کی پابندی آپ پر لازم ہونگی وہ یہ ہیں -

(۱) دونوں حصے نور الحق جس قدر اجزا رکھتے ہیں اسی قدر اجزا آپ کی کتاب کے ہی ضرور ہوں گے -

(۲) جس قدر ہر دو حصے نور الحق میں اشعار ہیں اسی قدر آپکے رسالہ میں بھی اشعار ہیں آپ کو ہرگز اختیار نہیں ہوگا کہ اشعار اس سے کم ہوں

(۳) جو قصیدہ تائیہ ہو اس کے مقابل پر تائیہ و علی ہذا القیاس

(۴) ہر ایک بحر کے مقابل وہی بحر ہو اور ہماری کتاب کا ہر ایک فقرہ فقرہ مقفا ہوا اور یا استعارات لطیفہ پر مشتمل ہوں یہ پابندی بھی آپ پر واجب ہوگی

(۵) جہاں قصائد میں التزام علمی مضامین یا کسی امر کے دلائل بیان کرنے کا التزام ہے وہی التزام آپ کی طرف سے ہوگا [illegible] سلسلہ بندی کو نظم میں یا نثر میں [illegible] سلسلہ بندی اختیار [illegible] -

(۶) یہ ضروری ہوگا کہ آپ کا رسالہ فی کل واد یہیمون کا مصداق نہ ہو - از قسم ہزل نہ ہو - بلکہ جیسا کہ ہمارا رسالہ مباحث علمی پر مبنی ہو - اگر کسی جگہ آپکو کسی بیان میں مجھ سے اتفاق ہو تو اتفاق ظاہر کریں اور معارف جدیدہ بیان کریں - اور اگر کسی جگہ اختلاف ہو تو ہمارے مباحث علمیہ کو رد کرکے دکھلاویں اور جیسے میرے اشعار ایک مضمون کے بیان کرنے میں مسلسل چلے جاتے ہیں یہی شرط آن میں ملحوظ رہے یا اپنے اشعار اشعار کی تعداد سے مطابق ہوں اور شعر شعر کی تعداد سے مثلاً اگر میرے رسالہ میں دو سو شعر پایا جائے تو آپکے رسالہ میں بھی دو سو شعر ہونا ضروری ہوگا -

(۷) آپ کا اختیار نہیں ہوگا کہ کوئی مضمون چھیڑیں بلکہ آپ کا رسالہ میرے رسالہ کی تصدیق

یا تکذیب پر مشتمل ہوگا

(۸) آپ کے لیے کسی اُس تاریخ سے دو مہینے کی مہلت ہوگی کہ جب فریقین کی تحریر کسی اخبار کے ذریعہ شائع ہوکر آپ کو رسالہ نور الحق مل جائے۔

(۹) اگر آپ دو ماہ میں بالمقابل رسالہ شائع نہ کر سکیں تو آپ کو یہ اقرار کرنا ہوگا کہ میں جس مقابلہ کے لیے اُٹھا تھا اُس میں میں نے شکست کھائی۔

(۱۰) بالمقابل دونوں رسالوں کے نقص اور کمال دیکھنے کے لیے منصف مقرر ہونگے اور کم سے کم اُن میں ایک آدمی ایسا ادیب ہوگا جو اہل زبان اور عرب کے کسی حصہ کا رہنے والا ہو۔ منصف یہ بھی دیکھیں گے کہ شوکت کلام اور متانت کلام اور پُر برکت اور مؤثر از مضمون اور حق اور راستی کی پابندی سے اور پھر بلاغت سے بھرا ہوا کس کا مضمون ہے۔ اگر میری شرائط میں سے کوئی شرط بالمقابل رسالہ لکھنے کے لیے ہو۔ جو میرے رسالہ میں نہ ہو تو آپ وہ ساقط کرا سکتے ہیں

یہ شرائط ہیں جنکی پابندی آپ پر لازم ہوگی اگر آپ کو منظور ہوں تو ایک پانچ دن کے لیے قادیان میں آجائیں آپ کے آنے جانے کا خرچ میرے ذمہ ہوگا اگر چاہو تو پہلے بھیجدوں اسجگہ کاغذ معاہدہ آپ کے روبرو لکھا جائے گا اور پھر فریقین کے دستخط اور گواہوں کی شہادت سے شائع کرا دیا جاوے گا اور اگر آپ کسی شرط کی برداشت نہ کر سکیں اور وجہ معقول اپنی دیں تو اس شرط میں کسی قدر ترمیم کر دیجائے گی پھر لوگ دیکھ لیں گے کہ خدا تعالے غالب آتا ہے یا آپ غالب آتے ہیں۔ میں اپنے آپکو کچھ لکھا پڑھا نہیں سمجھتا جو کچھ ہوگا خدا تعالے کی طرف سے ہوگا اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں کہ میں خدا تعالے کی طرف سے ہوں اور خدا تعالے میرا مولیٰ ہے تو خدا تعالے مجھکو ذلیل کرے گا اور میری رسوائی ظاہر کرے گا لیکن اگر ایسا نہیں تو وہ رسوا ہوگا جو میرے مقابل پر آئے گا کیونکہ میں کچھ نہیں جو کچھ خدا تعالے کی طرف سے ہے یہ کہاں انسان سے ہوسکتا کہ باوجود صدہا مشغولیوں اور دائمی ضعف اور علالت کے اسکی تصنیف ایسی عجلت سے ہو۔

یہ بھی یاد رہے کہ میں نے افسوس کے ساتھ اس مقابلہ کو منظور کیا ہے میں اسوقت عیسائیوں کی طرف متوجہ ہوں۔ ایک وہ گروہ ہے جو صدق دل سے اپنے وطن چھوڑ کر میرے پاس آبیٹھے ہیں اور خدمت میں مشغول ہیں۔ کوئی کسی تالیف میں مشغول ہے کوئی خطوط نویسی میں مدد دیتا ہے اور کسی نے انگریزی خط لکھنے کا ذمہ لیا ہے اور کوئی عربوں کے خطوط کا عربی میں جواب دیتا ہے۔ اور چند روزہ زندگی کو ہیچ سمجھکر اللہ جل شانہ کی راہ میں فنا ہو رہے ہیں اور بجگہ مکر غریبوں کی طرح نان و نمک پر گذارہ کر رہے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ بعض ان میں سے بہت رقیق ہیں بات بات میں انکے آنسو جاری دیکھتا ہوں فاضل ہیں عالم ہیں ادیب ہیں خاکسار ہیں لیکن افسوس کہ آپکو بے بنیاد عمر کا فکر نہیں کیا اچھا ہوتا کہ محبت کے ساتھ دینی کام میں مشغول ہوتے اور مددگاروں میں شامل ہوجاتے اور مجھے راحت پہونچاتے اور اسکا اجر راحت دیکھتے۔ مثلاً رسالہ نور الحق لاہور میں چھپ رہا ہے اور یہ کسی خود نمائی کی غرض سے نہیں بلکہ محض اُن پلید عیسائیوں کا مُنہ بند کرنے کے لیے ایک ہتھیار ہے جو قرآن شریف پر بیٹھا اور اس پاک کلام کی فصاحت پر حملہ کر رہے ہیں مگر میں قادیان میں ہوں اور لاہور میں چھپتا ہے لاہور میں کوئی آدمی ایسا نہیں کہ پروف کو بھی دیکھ سکے اور للہ محنت کرے اور اسمیں غور کرے اور کوئی غلطی ہو تو درست کر سکے آخر پروف میرے پاس آتا ہے اور بیمار طبع ہوں کوئی محنت کا کام مجھ سے نہیں ہوسکتا ادنیٰ توجہ سے دردسر شروع ہو جاتا ہے پھر غلطی رہنے کا احتمال ہوتا بعض ادیب دوست ہیں وہ بھی خدمات سے خالی نہیں اور ہمیشہ پاس نہیں رہ سکتے ایک عرب صاحب محض خط لکھنے کے لیے مقرر ہیں وہ دوسرا کام نہیں کر سکتے ان باتوں کے خیال سے دل بہت دُکھتا ہے مجھے اس کی کیا غرض کہ میں نفسانی دعوی کروں لیکن اگر کوئی اس عزت کو لینے والا ہو یہ سب عزت اُسکو دیدوں مگر دینی غمخوار کم ہیں۔ اب نور الحق کے لیے پانچہزار روپے کا اشتہار شائع کر چکا ہوں اور چودہ سو اشتہار اردو میں شائع کر چکا ہوں جنمیں سے ایک آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور اب چودہ سو انگریزی میں چھپ رہا ہے۔ یہ تو میں نے اسلامی غیرت سے اپنی اس علیل طبیعت میں کیا اور نہایت سرسری نگاہ سے صرف چند روز میں ہکو تمام کیا اور میرے دوست جانتے ہیں کہ علاوہ اسکی کہ سو سو شعر گھنٹہ میں طیار ہوے پھر اگر ایسے اسباب کے ساتھ احتمال غلطی نہ ہو تو غلطی کے لیے اور کون سے اسباب ہوا کرتے ہیں بعض وقت لکھتا ہوں تو آنکھوں کے آگے اندھیرا اُتر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ غشی آگئی مگر ایسا قائمقام نہیں پاتا جو بکلی مہیا کاموں کا متکفل ہو جائے۔ اگر آپ محبت کی راہ سے یہ خدمت اختیار کرتے جو رسالہ نور الحق کو ہی تدبر سے دیکھتے اور بعد خدمت کرنے اگر غلطی پاتے تو اسکو درست کر دیتے اور عیسائی گروہ پر رعب ڈالنے کے لیے کوئی تقریظ لکھتے۔ نشست کا سامان نہیں اور جلدی سے یہ چند سطریں کھینچدی ہیں اور یہ خط میں نے ایک ساعت فرصت نکالکر لکھا ہے مگر ہمیشہ مجھے اپنے ہاتھ سے لکھنے کی فرصت نہیں اور میں نے کوئی کلمہ سخت آپکو نہیں لکھا اور نہ کچھ رنج کیا اور نہ رنج کا مقام تھا۔ اکثر لوگ کافر دجال بے ایمان کہتے ہیں بری بری گالیاں نکالتے ہیں انکی کچھ پروا نہیں کیونکہ معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ میں نے کوئی نئی بات آپکی کتابوں میں نہیں دیکھی ورنہ میں اول المؤمنین میں ہوتا سو عزیز من جماعت بنانے کی آرزو سے تو میں فارغ ہوں اور خدا تعالیٰ نے مدت سے ان خیالات سے میرا دل بھر دیا ہے میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجکو تعظیم سے دیکھیں اور میری شان زیادہ ہو اور میری نسبت کسی کمال کا یقین کریں خدا تعالے کے الہام کو صرف تبلیغ کیطور پر میں نے ہر ایک کو پہونچا دیا ہے مگر میں اپنی پرستش کروانی نہیں چاہتا۔ اگر آپ کے دل میں خدا تعالے نیک بات ڈالدے تو آپ خطوط کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں ورنہ میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا اگر آپ اپنے خیال بالمقابل تالیف کے فیصلہ کے لیے قادیان میں آویں تو اگرچہ ایسی باتوں سے میں دلی کراہت کرتا ہوں تاہم مجھے منظور ہے شاید آپ کے لیے اسمیں کچھ فائدہ ہو یہ فیصلہ ملاقات سے ہوسکتا ہے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب اسی جگہ موجود ہیں کئی دن سے آپ کا خط پہونچا ہوا ہے مگر میں درد سے بیمار رہا طاقت نہیں تھی آج ذرا افاقہ ہوا تو خط لکھا ہے مگر ڈاک روانہ ہو چکی ہے شاید تیسرے دن آپ کو خط ملے گا۔

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۴ - اپریل ۱۸۹۴ء

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

یہ وفاداری ہے یا حماقت۔

علاقہ مدراس میں ایک ہندو نے اپنے خاوند کی وفات سے تھوڑی دیر بعد دریا میں ڈوب کر خودکشی کر لی۔

تعجب ہے کہ متین اور سمجھدار اخبار اس واقعہ کی وفاداری اور سچی محبت کا نمونہ قرار دے رہے ہیں حالانکہ اس سے بڑھ کر کوئی حماقت اور اخلاقی کمزوری بیصبری کا نمونہ نہیں ہو سکتا۔ اصل یہ ہے کہ اخلاقی قوت اور استقلال اسوقت تک پیدا ہی نہیں ہو سکتا جبتک انسان اللہ تعالےٰ کی پاک ذات پر سچا ایمان نہ لاوے جو بغیر اسلام کے پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہے جو خودکشی سے روکتا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

عفاک اللہ نکوگفتی

شحنہ ہند نے اس بیہودہ خبر پر جو اخبارات میں آنحضرت صلعم کے روضہ مبارک کے شق ہونیکے متعلق ہے ایک نوٹ لکھا ہے اور ہمیں یہ فقرے قابل غور لگتے ہیں: "مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہرگز نہیں کہ کوئی نبی یا ولی موت کے بعد زندہ ہو یا دنیا میں زندہ ہو سکتا ہے البتہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ مسیح ۴۰ روز کے بعد قبر سے زندہ اُٹھے اور آسمان پر چلے گئے اور اب خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہوئے دنیا کا انتظام کر رہے ہیں اور آسمانی باپ کی بھیڑوں کو چرواہا بنکر بھیڑیوں کی پھاڑنے والی کچلیوں بچا رہے ہیں اسلام تو ایک حکیمانہ مذہب ہے جو ایسی توہم پرستیوں اور حماقتوں سے ہمراحل دور ہے وغیرہ وغیرہ"۔ شحنہ ہند نے اس نوٹ سے دو باتوں کو ثابت کر دیا ہے۔ اول یہ کہ مُردے زندہ نہیں ہوتے اور اسطرح ضمناً مان لیا ہے کہ مسیح کے معجزات مردہ جلانے کے کچھ اور معنی رکھتے ہیں دوسرے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ مسیح زندہ آسمان پر نہیں گئے۔ ہم شحنہ کی اس رائے سے پورا اتفاق رکھتے ہیں۔ سچائی آخر سچائی ہے۔ اس نوٹ میں ایک اور فقرہ بھی قابل غور لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ "ان حمقا کے نزدیک کوئی نبی اور ولی اور پیر مرتا ہی نہیں سب زندہ ہیں" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کو زندہ ماننا بھی دانشمندی نہیں۔ مفصل پھر لکھیں گے۔

مذہبی آزادخیالی کی ترقی

لنڈن کی نامہ نگار اخبار ایڈوکیٹ رقمطراز ہے کہ حال میں میری نظر سے ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جو اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ امریکہ میں کسی نہ کسی طرح اب وہ زمانہ جبکہ مذہبی معاملات میں خودرائی کی اجازت تھی گذرتا ہوا نظر آتا ہے۔ امریکہ کے قریب قریب تمام کالجوں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ طلبا کو اپنی پولیٹیکل اور مذہبی عقائد تحریر کرنا پڑتے ہیں۔

پادری وکٹر وٹین سکنہ نیویارک بیان فرماتے ہیں کہ باڈون کالج کے اعلیٰ درجوں کے طلبا نے باتفاق رائے ایک ایسا عقیدہ قائم کر لیا ہے جسپر تعلیم یافتہ اہل ہنود و اہل اسلام ضرور ظاہر کرینگے۔ اس درجہ میں ۶۰ طالب علم ہیں اور ہر ایک کے مذہبی عقائد جداگانہ ہیں حتیٰ کہ آزادمنش سے لیکر راسخ الاعتقاد تک ہیں۔ جب یہ طالب علم بی اے کے درجہ کی کتابیں پڑھ چکے جسمیں سائنس فلسفہ کافی طور پر ہوتا ہے تو پریسیڈنٹ صاحب ڈاکٹر مانڈ نے جو ایک آزاد خیال پادری ہیں ہر ایک طالب علم سے کہا کہ اپنے اپنے مذہبی عقائد تحریر کریں۔ غرض ہر ایک طالب علم نے مختلف عقائد تحریر کر دیے اور ڈاکٹر صاحب موصوف نے تمام طلبا کو اپنے پاس طلب کر کے ان نتائج پر بحث کی جو تمام تحریرات سے اخذ کیے تھے گو آپ نے ان تمام نتائج کے اخذ کرنے میں اور وقت بیان ذاتی الفاظ استعمال کیے تھے لیکن ہر ایک طالب علم کے خیال بجنسہ قائم رکھے تھے دو گھنٹے تک بحث ہونے کے بعد آخرکار تمام طلبا نے باتفاق رائے عقائد مندرجہ ذیل قائم کیے جو اخبار ڈیلی نیوز میں عوام کی اطلاع کے لیے درج کیے جاتے ہیں

عیسائیوں کے لیے مجموعہ عقائد

میں ایک خدا مانتا ہوں جو قدرت میں بحیثیت قانون۔ سائنس میں بحیثیت حقیقت۔ صنعت بحیثیت حُسن۔ تاریخ میں بحیثیت انصاف سوسائٹی میں بحیثیت ہمدردی اور سب سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ میں بحیثیت ہمارے اعلےٰ آئیڈیل کے حاضر و ناظر ہے میں انجیل کو اظہار مرضی خداوند برتر معرفت انسان مانتا ہوں دعا کو میں اپنے تئیں خدا کی مرضی پر مجبور کرنا اور گرجے کو ان لوگوں کی جائے صحبت مانتا ہوں جو دنیا میں خدا کی مرضی پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں پرستش کو کام کرنے کی محویت کا ایک اعلیٰ درجہ۔ ایثار علی

النفس کو گمراہ کو راہ راست لانے کی اُجرت سمجھتا ہوں۔ نجات کو خودغرضی سے کنارہ کشی کر کے دوسروں کی خدمت کرنا مانتا ہوں اور عدل کو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صریح واقعہ ہے کہ بمقابلہ ظالم۔ عیاش۔ کمینہ۔ مغرور اور باطل کے ہر وقت اور ہر مقام میں حلیم۔ فیاض سلیم۔ اور پاک باطن فوقیت رکھتا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کے ناظرین اس امر میں مجھ سے اتفاق کرینگے کہ اگر مذہب عیسوی ہمیشہ ان وسیع۔ نایاب اور آزاد الفاظ میں ظاہر کیا جائے تو انجیل مقدس کی تعلیم کا اصل منشا پادریوں کے خیالات کے مطابق بہت جلد آ سکتا ہے۔

اطلاع

موسمی بخار کی وجہ سے چھاپنے والا عملہ کچھ اسطرح بیمار ہوا ہے کہ کئی دنوں سے کارخانہ بالکل بند ہے جو اور بھی اخبار کی دیر سے اشاعت کا موجب ہو رہا ہے۔ ان قدرتی مجبوریوں کی وجہ سے ہم اپنے ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ اس توقف اور تعویق میں ہمیں معذور سمجھیں۔ محض اس لحاظ سے کہ اخبار کی بروقت اشاعت کا انتظام ہو جاوے۔

ہم ۱۷ر اکتوبر کے اخبار کو ۱۷ اور ۲۴ اکتوبر کے الحکم کا مجموعہ قرار دیتے ہیں اور ۲۴ اکتوبر کے الحکم ۲۴ اور ۳۱ کا نمبر سمجھا جاوے گا۔ اسطرح جسقدر کمی آخر سال تک اخبار کی رہ جاوے گی اُسے ہم کسی دوسری صورت میں انشاء اللہ پوری کر دینگے

مندرجہ بالا وجہ کی بنا پر تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کا بقیہ بھی ابھی مکمل نہیں ہوا۔

یاددہانی

جن حضرات کے ذمہ مطبع کا کچھ بھی بقایا ہے وہ بہت جلد اپنا اپنا حساب بیباق فرما کر کارخانہ کی اعانت فرماویں۔ (ایڈیٹر)

الہام ورسالت

اس میں کچھ شک نہیں کہ عقل جو قدرت نے انسان کو عطا فرمائی ہے جسم میں وہ ایک ایسا چراغ روشن ہے جو اوس کو ہر ایک تاریکی اور ٹھوکر سے بچاتا اور بھلائی اور نیکی کی راہ دکھاتا ہے۔ عقل ہی سے انسان ہر طرح کی اصلاح اور تہذیب اور شائستگی حاصل کرسکتا ہے۔ جب عقل میں ذرا فرق آجائے تو آدمی پاگل ہو جاتا ہے۔ اپنے اور بیگانے میں تمیز نہیں کرسکتا نہ نیک وبد کو سمجھ سکتا ہے۔

لیکن جہاں اس عقل میں تمام خوبیاں اور ستراپا نکوئیاں ہیں۔ وہاں اتنا نقص بھی لگا ہوا ہے کہ یہ خطا سے محفوظ نہیں۔ کتنا ہی بڑا عقلمند حکیم اور فلاسفر کیوں نہ ہو کسی نہ کسی وقت وہ ضرور چوک جاتا ہے اور کوئی رائے ایسی دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ نہایت برا اور خطرناک نکلتا ہے۔

عقل کے خطا کرنے اور عدم استقلال کا نظارہ دیکھنا ہو تو یونان وغیرہ کے حکمار کے خیالات میں دیکھو۔ کسی نے پہلے ایک امر کی بابت کچھ خیال کیا مدت تک لوگ اوس کی بات کو کالوحی سمجھتے رہے۔ دوسرے نے اوس کے برخلاف رائے دی اور پہلے کا سارا تار و پود ادھیڑ دیا پھر لوگوں نے اوس کو رہنما بنایا۔ **بطلیموس** نے آفتاب کو زمین کے گرد پھرایا اور زمین کو مرکز عالم ٹھہرایا افلاطون اور ارسطو جیسے نامی حکما تک اُسی کے مقلد رہے اور سب کا یہی خیال تھا۔ کہ ہماری زمین ہی مرکز عالم ہے۔

بعد میں حکیم **فیثاغورث** نے بالکل اُس کے برخلاف رائے دی اور نظام **بطلیموس** سے مخالفت کرکے آفتاب کو مرکز عالم ٹھہرایا اور زمین کو اوس کے گرد گھمایا اور ایسا دلایل سے مبرہن کیا کہ سب حیران رہ گئے۔ اہل یوروپ اور تمام مہذب اقوام آج کل اُسی حکیم کے پیرو ہیں۔

علم الہیات میں ان حکمار کا اور بھی باہم سخت اختلاف اور تضاد رہا ارسطو جیسا فاضل حکیم انبیاء کی طرح **روح** کے حدوث ہی کا قایل تھا اس کے سارے پیرو بھی اسی بات کے قایل تھے **سقراط** کا قول تھا کہ ہماری حیات اللہ تعالیٰ کی حیات سے مغایر ہے۔ باری تعالیٰ کی حیات اُس کی ذاتی ہے۔ اور ہماری حیات ذاتی نہیں اس لئے اوس پر فنا آتی ہے اون میں سے بعض حکمار روح کے قدیم اور غیر مخلوق ہونے کے بھی قایل ہوئے جو سراسر مخالف شریعت انبیاء اور صداقت کے برخلاف ہے۔ بعض حکما نے یہ کہا کہ روح کچھ شئے ہی نہیں۔ صرف ترکیب بدنی کے ایک خاص انداز کا نتیجہ روح کہلاتا ہے۔ جو مرنے کے بعد فنا ہو جاتا ہے۔

لیکن ارسطو اور اوس کے اوستاد افلاطون کا یہ قول تھا کہ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد اپنی اوس خاصیت کے ساتھ باقی اور قایم رہی ہے جو اوس کو جسم کے ملنے سے حاصل ہوئی افلاطون نے یہ بھی کہا۔ کہ نیک آدمی کی روح بدن سے جدا ہونے کے بعد روحانیوں میں جاملتی ہے اور ابدی عیش حاصل ہو جاتا ہے اور بدآدمیوں کی روح بدن سے جدا ہونے کے بعد خبیث روحوں میں جاملتی ہے اور ابدی عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے (ملل ونحل صفحہ ۳۳ و ۳۴ جلد ۲)

اس قول سے آریوں کا تناسخ باطل ہوا۔ اور شریعت کے موافق **علیین** اور **سجین** اور **جنت ودوزخ** کا ثبوت ہوا اور آریوں کا وہ کلیہ ٹوٹ گیا کہ جو ازلی نہیں وہ ابدی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ افلاطون نے روح کے عذاب وثواب کو ابدی کہا اور روح کا حادث ہونا ارسطو کے قول سے منقول ہوا۔

کئی حکمار نے تناسخ کو مانا۔ اور اکثر حکمار نے اوسے باطل قرار دیا اور کہا کہ ہر ایک انسان کی روح اپنی خصوصیت کے ساتھ ایسی خصوصیت رکھتی ہے جو دوسرے کے ساتھ مشابہ نہیں ہوسکتی اور کوئی روح دوسرے جسم میں توالد وتناسل کے ذریعے سے داخل ہی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ وہ جنین جس نے ایک عورت کے رحم میں جنم لیا ہے اُس کا جسم اوس خاصیت اور تاثیر کا بنا ہے جو ماں باپ نے غذائیں کھائیں۔ اور ان غذاؤں کا خلاصہ اور ست جس خاصیت اور تاثیر کا نطفہ (بیج) اور حیض کا خون ہوا ہے اوسی کے موافق اوس جسم کی خاصیت اور تاثیر اور اوس کے آئندہ فطرتی اعمال وافعال ہونگے۔ پس اُس جنین میں کوئی دوسری روح جو سابقہ جنم کے اعمال کی وجہ سے اور خاصیت اور تاثیر اور افعال واعمال کی مقتضی ہے ہرگز ہرگز داخل ہی نہیں ہو سکتی۔ اور اس بیان سے تناسخ کا بطلان ' بما اظہر من الشمس ہے جیسا دو اور دو چار۔

تو غرض یہ ہے کہ حکمار اور فلاسفر میں علم الہیات میں ہمیشہ سخت اختلاف رہا کسی نے سزا وجزا کو قیامت پر موقوف رکھا کسی نے تناسخ پر۔ کسی نے انسان کو گھاس پھوس اور اور حیوانوں کی طرح سمجھا۔ کسی نے ماہیت اشیاء کو وہمی سمجھا۔ ایسے اختلاف کی حالت میں ایک طالب حق کسی یقینی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے اس کے کہ اس کے لئے کوئی خدا کی طرف سے سچا معیار اور قول وفعل نہ ہو۔ یہی قول فیصل۔ **وحی** اور **الہام** ہے۔

فلاسفہ وقت کی بلند پروازی صرف منطق ریاضی اور طبعیات تک محدود تھی چونکہ منطق اور ریاضی اور طبعیات علوم یقینیہ میں سے ہیں۔ اس لئے .... عوام کو غرور مغالطہ گذرتا ہے کہ شاید الہیات اور امور مابعد الموت میں بھی اون کا استدلال ٹھیک ہو۔ لیکن یہ استدلال ہرگز صحیح نہیں۔ بلکہ الہیات حصہ انبیار کا ہے۔ کیونکہ الہیات کے موضوعات علم الغیب میں داخل ہیں اور علم غیب خاصہ انبیار کا ہے۔ دوسروں کو اوس پر اطلاع ممکن نہیں۔ **وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول** اور اللہ ہی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔ اوسے اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ وہی جاننے والا غیب کا ہے سو اوس کی غیبوبات پر کوئی مطلع نہیں ہوسکتا مگر وہ رسولوں میں سے جس کو انتخاب کرے وہ مطلع ہو کر اوروں کو اطلاع دے سکتا ہے

فلاسفہ کی عقل صرف مشاہد محسوسات تک محدود تھی اوس سے بڑھ کر وحی والہام کے اسرار غامضہ کے فہم وتفہیم کا دماغ نہ رکھتے تھے اور اپنی عقل ناقص کے مطابق رنگا رنگ تاویلات وتسویلات باطلہ سے جہلاء وقت کا دل خوش کیا کرتے تھے اور اپنے تئیں فیلسوف وقت کہلاتے تھے اون کے دل الہی روشنی سے منور تھے ہیہات ان فلاسفہ کے علم الہیات میں سخت اختلاف رہا

فلسفہ کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ انسان کے خیالات طبعزاد کا تختہ مشق رہا ہے اور انسان خواہ کیسا ہی باکمال ہو وہ ہرگز سہو وخطار سے مبرا نہیں۔ **الانسان مرکب من السھو والنسیان** مشہور مقولہ ہے علم الٰہی کے مقابلہ میں اوس کی کوئی حیثیت نہیں۔

فلسفہ حکمار ہمیشہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا کبھی ایک بات پر نہیں ٹھہرا۔ لیکن **فلسفہ الٰہی** ہمیشہ اور ہر زمانے میں ایک ہی وضع اور رنگ پر رہا۔ اس میں کبھی تغیر واختلاف ہوا ہی نہیں۔ اور نہ ممکن ہے کیونکہ وہ بلاشبہ علم الٰہی ہے اور علم الٰہی میں اختلاف ممکن ہی نہیں **فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک الدین القیم** (باقی آئندہ)

قرآن کریم پر تدبّر کی کسقدر ضرورت ہے

۱- جو شخص تذکرہ قرآنی اور آیات الہٰی سے مُنہ پھیرتا ہے۔ وہ بڑا ظالم اور خدا کا مجرم ہے اللہ تعالےٰ اوس کو دُنیا میں ذلیل خوار کرتا ہے اور آخرت میں بھی کرے گا۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ومن اظلم ممن ذکر بایات ربه ثم اعرض عنها انا من المجرمین منتقمون اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو اُس کے رب کی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی۔ پھر اوسنے مُنہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیمة اعمیٰ "اور جسنے میرے ذکر سے مُنہ پھیرا پس تحقیق اُس کے واسطے گذران تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اوس کو اندھا اوٹھاویں گے"۔ پس اے مسلمانون کیا تذکرہ قرآنی سے آپ اعراض کرتے رہوگے اور تا بہ کے۔ کیا اوس کی ابھی تک اشد ضرورت نہیں ہے کیا تذکرہ قرآنی سے اس اعراض کیفیت کی حالت میں دنیاوی یا دینی فلاح کی امید رکھہ سکتے ہو۔ یہ آیات آپ کی نظروں میں سرسری اور لغو ہیں۔

۲- غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کرسکتا بلکہ بے خبر بدمست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضون لوگوں کے واسطے اونکا حساب قریب ہوگیا پر وہ غفلت میں مُنہ پھیرے ہوئے ہیں۔ یاویلنا قد کنا فی غفلة من هذا بل کنا ظالمین۔ ہائے ہماری کمبختی کہ ہم تو حقیقت میں اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے پس اے مسلمانوں کب تک غفلت کیں بیخبر اور بدمست بنے رہوگے اور اذکار قرآنی کی طرف رجوع نہ کروگے۔

۳- غفلت سے انسان حیوان لایعقل بنجاتا اور ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اوس کی اصلاح غیر ممکن ہوجاتی اور سمجھہ اور صلاحیت کے قوے مارے جاتے ہیں۔ بلکہ نصیحت کی بات اور ذکر الہی سے بدکتا اور متنفر رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ارایت من اتخذ الٰهه هواه افانت تکون علیه وکیلا ام تحسب ان اکثرهم یسمعون او یعقلون ان هم الا کالانعام بل هم اضل سبیلا کیا تونے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا کیا تو اوس کی وکالت کرسکتا ہے۔ کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر اون میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ نہیں نہیں وہ تو چوپاؤں کے مشابہ ہیں بلکہ اون سے بھی زیادہ بے راہ فما لهم عن التذکرة معرضین کانهم حمر مستنفرة فرت من قسورة۔ پس اون کو کیا ہوا کہ تذکرہ قرآنی سے مُنہ پھیر لیتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانیوالے گدہے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں"۔ پس کب تک قرآنی اذکار سے دور اور متنفر ہوکر اللہ کریم کے ان قوانین سے بے خوف بے ذر ہوگے۔ کیا غفلت کی کوئی انتہا باقی ہے یا الفاظ ربانی میں کوئی مبالغہ یا لغو ہے جسکو سرسری سمجھتے رہوگے۔

۴- غفلت بدفہمی بے ایمانی دُنیا پرستی اور استغنا عن اللہ کا نتیجہ ہے جیساکہ قرآن مجید فرماتا ہے امحسب الذین یعلمون السیئات ان یسبقونا "کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم سبقت لے جائیں گے والذین کفروا عما انذروا معرضون مگر کفار کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ تنبیہ اور نصیحت سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ پس کہانتک غفلت کو اختیار کروگے اور اوس سے باہر آنے کی کوشش کروگے

۵- غفلت میں انسان کا دل غیر مستقل رہتا ہے۔ اور آخر کار دینی و دنیاوی خرابیوں کا باعث بنجاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ومن الناس من یعبد الله علیٰ حرف فان اصابه خیر اطمئن به وان اصابته فتنة انقلب علیٰ وجهه خسر الدنیا والآخرة ذالك هو الخسران المبین "لوگوں میں سے ایک ایسا ہے کہ ایک کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ پس اگر بھلائی اوسکو پہنچے تو اوس سے مطمئن ہوجاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہنچے تو جدہر سے آیا تھا اولٹا اودہر کو ہی لوٹ جاتا ہے دُنیا کا بھی خسارہ اور آخرت کا بھی یہی تو صریح بربادی ہے پس کیا اسواسطے غافل ہوکہ خسر الدنیا والآخرة میں پھنسے ہو کیا یہ الفاظ خداوندی سرسری ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں۔

۶- واہیات قصے انسان کو نامعلوم طور پر ایسا بیدین بنا دیتے ہیں کہ وہ آیات الہٰی کو ہنسی سمجھنے لگتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهین ؕ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو واہیات قصے مول لیتا ہے تاکہ بے سمجھے بوجھے راہ خدا سے بہکاوے اور آیات الہٰی کی ہنسی بناوے ایسے لوگوں کے واسطے رسوا کرنیوالا عذاب ہے۔ پس کہاں تک واہیات قصول اور ناولوں کے مشتاق اور قرآنی اذکار سے متنفر رہوگے۔ کیا بیہودہ قصوں کے رواج سے چاہتے ہو کہ آیات الہٰی کی ہنسی ہو اور راستبازی سے دُور جا پڑو۔ اور عذاب مہین میں گرفتار ہوجاؤ

۷- جو لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہیں وہ خود عذاب شدید کے مستحق اور دوسروں کی گمراہی کا موجب بنتے ہیں وہ شیطان کے بندہ اور شیطانی گروہ میں شامل اور دُنیا اور آخرت میں برباد ہونیوالے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ان الذین یضلون عن سبیل الله لهم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب فویل للقاسیة قلوبهم من ذکر الله اولئك فی ضلال مبین ؕ تحقیق جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکانے والے ہیں اون کے واسطے عذاب شدید ہے کیونکہ اونہوں نے زمانہ حساب کو بھلا دیا اور اون لوگوں پر جن کے دل ذکر الہٰی کی طرف سے سخت ہوگئے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں استحوذ علیهم الشیطان فانسٰهم ذکر الله اولئك حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخسرون شیطان نے اونپر قابو پالیا۔ پس اون کو اللہ کے ذکر سے غافل بنا دیا۔ یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ خبردار تحقیق شیطانی گروہ برباد ہونیوالا ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطانا فهو له قرین جو شخص ذکر رحمٰن سے غافل ہوتا ہے ہم اوسپر شیطان کو قابض کردیتے ہیں پس وہ اوس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ پس کیا غافل رہ کر دن رات یہی چاہتے ہو کہ شیطانی گروہ میں شامل ہوجاؤ لغو پسند کذاب مفتری اور بے ایمان بنے رہو اور حق و سعادت کے راستوں سے دُور جا پڑو۔

۸- غفلت سے بھولے ہوئے لوگ اٹکل بازیوں سے لعنت الہٰی کے نیچے آجاتے ہیں جیساکہ قرآن مجید فرماتا ہے قتل الخراصون الذین هم فی غمرة ساهون اٹکل باز لوگ ہلاک ہوں جو غفلت میں بے خبر ہیں۔ پس کیا غفلت میں اٹکل بازیوں سے بے باک زندگی بسر کروگے

۹- نصیحت اور یاددہانی مومنون اور خدا ترسوں کے واسطے مفید ہے مگر جہنمیوں کے واسطے غیر مفید ہوتی ہے پس سعید متقی اور جنتی اور جہنمی کی یہی شناخت ہے کہ وہ نصیحت کو مانتا ہے یا نہیں۔ تنذیر سے عبرت زدہ ہوتا ہے یا نہیں اور ذکر الہٰی کو چاہتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے فذکر ان نفعت

الذکری سیذکر من یخشیٰ ویتجنبھا الا شقی الذی یصلے النار الکبریٰ۔ پس تو نصیحت کرجہانتک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جائے گا۔ مگر وہ بدبخت گریز کریگا جو بڑی آگ میں داخل ہونیوالا ہے وذکر فان الذکریٰ تنفع المومنین اور تو نصیحت کر کیونکہ تحقیق مومنوں کو نصیحت سودمند ہوتی ہے کیا نصیحت کی بات سنوگے یا اوس سے ضد اور نفرت رکھوگے کیا سعادت کی محبت اپنے نفس پر قایم کروگے یا شقاوت کی جنت کی یا جہنم کی نجات کی یا ہلاکت کی۔

۱۰۔ جب قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ تب سنت اللہ یہ ہے کہ رحمت اور ہدایت کے سامان پیدا ہوا کرتے ہیں۔ جتنے سعید لوگ ہیں از سر نو زندہ ہو جاتے مگر بدبخت لوگ سرکشی اور مخالفت کی وجہ سے اور زیادہ برباد ہو جاتے ہیں اس کی حقیقت بعینہٖ ایسی ہے جیسے کہ خشک موسم کے بعد جبکہ زمین مردہ پڑ جاتی ہے بارش ضرور آتی اور صحیح تخموں اور جڑوں کو نشوونما دیکر سرسبز کر دیتی ہے مگر گلے ہوئے تخم اور جلدی گل سڑ جاتے ہیں اب چونکہ غفلت کیوجہ سے قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ چکی ہے اس لئے سنت اللہ کے مطابق رحمت وہدایت کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الایات لعلکم تعقلون۔ کیا مسلمانوں کے واسطے وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے لئے اون کے دل گداز ہوں اور اون لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنکو پہلے کتاب دی گئی تھی پھر اون پر ایک مدت مدید گذر گئی اور اون کے دل سخت ہو گئے اور اکثر اون میں سے فاسق ہو گئے۔ لوگو جانو کہ اللہ زمین کو اوس کے مرے پیچھے زندہ کیا کرتا ہے ہم نے آیتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو پس کیا مسلمانوں کے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے واسطے اون کے دل گداز ہوں اور زیادہ غفلت سے روز بروز سیاہ باطن نہ ہوتے جائیں اور فاسقوں کی کثرت ہو جائے۔

۱۱۔ قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا اور خود سراسر وعظ و نصیحت ہے۔ سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے انسان کو بیدار اور ہوشیار کرنا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی زندگی بخشنی چاہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ ان ھو الا ذکر للعالمین یہ تمام جہانوں کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے۔ پھر فرماتا ہے ان ھو الا ذکریٰ للبشر یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے۔ پس کیا اس نصیحت کو سننا اور سمجھنا نہیں چاہتے ہو۔ کیا سوائے پند و نصیحت کے اوس کا کوئی اور کام یا مقصود ہے۔

۱۲۔ عالم کا ہر ایک واقعہ نصیحتوں کی کتاب اور خود انسان کا نفس عبرتوں کا دفتر ہے۔ قرآن مجید اون تمام نصیحتوں اور عبرتوں کی یاد دہانی سے بھرا ہوا ہے پر لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون زمین میں اہل یقین کے واسطے نشانات ہیں اور تمھارے نفسوں میں بھی کیا پس نہیں دیکھتے۔ پس کیا عالم کے واقعات اور اپنے نفس سے تمکو کچھ عبرت حاصل نہیں ہوئی کہ احکام خداوندی کی نافرمانی سے ظاہر میں کیا حال ہو گیا اور نفس کیسے خراب ہو گئے۔ تو پھر ابھی اذکار قرآنی سے متنفر ہی رہوگے۔

۱۳۔ اپنے نفس اور زمانہ کے حالات کو سوچنا اور اور خدا کا ذکر کرنا تزکیہ نفس اور ترقیات روحانی کے واسطے ضروری ہیں اس کے بغیر انسان حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے انّ شرّ الدّواب عند اللہ الصّم البکم الذین لا یعقلون تحقیق اللہ کے نزدیک شریر ترین حیوانات وہ گونگے اور بہرے ہیں۔ جو اپنی عقلوں کو کام میں نہیں لاتے ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون اور اللہ شرک کی نجاست اون لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں نہیں لاتے۔ پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون ط تم مجھ کو یاد کرو میں تمکو یاد کرونگا اور میرا شکر کرو اور کفر مت کرو پس کیا قرآن کا کبھی ذکر نہیں کروگے اور اوسمیں فکر کرنا چھوڑے رکھوگے کیا شر الدواب کا خطاب جناب الٰہی سے لے کر ہی رہوگے۔

۱۴۔ یہ سخت نادانی اور بدفہمی ہے کہ بے علمی اور بے عقلی اور رسم پرستی کو کافی سمجھکر ترقی کے واسطے کوئی آرزو اور کوئی کوشش کی جاوے نہ اصل حقیقت کی طرف نظر ہو اور نہ نتائج کی طرف غور کیا جاوے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر افلا تتفکرون کیا اندھا اور سونکھا برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے پس کیا یہی چاہتے ہو کہ قرآن کی طرف سے اندھے بے بصیرت رہو اور کبھی اوس کے نصائح پر غور و فکر نہ کرو اور نہ عبرت پکڑو اور جو اوس کے احکام کی یاد دہانی کرتا ہے اوس کی ایک نہ سنو۔

۱۵۔ بے سمجھے کا کام محض حیوانی فعل ہوتا ہے۔ اُس سے انسانی قلب کچھ روشنی حاصل نہیں کر سکتا قرآن مجید مثال کے طور پر فرماتا ہے ان الذین حملوا التورات ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ تحقیق جن لوگوں سے تورات اُٹھوائی گئی پھر اوسکو اونھوں نے نہیں اوٹھایا۔ وہ اُس گدہے کی مثال ہیں جو کتابیں اوٹھاتا ہو پس کیا یہودیوں کی طرح حمال الکتب بننا چاہتے ہو اور غور و فکر سے بھاگتے ہو کیا قرآن کریم سمجھنے کی چیز نہیں۔ کیا بلا سوچے سمجھے کوئی روحانی اور اخلاقی اصلاح ہو سکتی ہے کیا ایسا انسان جو قرآن کو پڑھے پر سمجھے نہیں وہ تورات والوں کی طرح کمثل الحمار یحمل اسفارا میں داخل نہ ہوگا۔

۱۶۔ ذکر الٰہی سے غافل ہونا شیطان کے پنجے میں پھنسنا ہے۔ پس جب غفلت طاری ہو یا بدصحبت سے بیہودہ باتوں میں لگجائے تو چاہیئے کہ فوراً توبہ کرے اور غافلوں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائے یہی تقوے کی حقیقت اور یہی اوس کا تقاضا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون انما تنذر من اتبع الذکریٰ وخشی الرحمٰن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم اور اگر شیطان تجھکو غافل کر دے پس یاد آنے کے بعد بدعمل لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ تحقیق متقی لوگ وہ ہیں کہ جب اون کو شیطانی وسوسہ مس کریں تو فوراً متنبہ ہو جائیں اور اوسی دم دیکھنے لگیں تو بھی تو اوسکو سمجھا سکتا ہے جو نصیحت پر چلے اور در پردہ رحمان سے ڈرتا رہے۔ پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجر کریم کی خوشخبری سُنا پس کیا شیطان کے پنجے میں عمداً پھنسنا چاہتے ہو؟ پس کہانتک ذکر الٰہی سے غافل بنے رہوگے؟ کیا قرآن کی طرف توجہ کرنا اور اوس کے تذکروں کو پڑھنا تمھارے دُنیاوی شغلوں میں ہارج ہوتا ہے۔

۱۷۔ مومن کو ایک روحانی عقل ہوتی ہے۔ جس سے ہر فعل کی حقیقت اور اوس کے انجام کو خوب دیکھتا ہے چنانچہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فرماتا ہے علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی میں اور میرے تابعین ایک بصیرت کے راستہ پر ہیں کیا آپ کو بھی روحانی بصیرت حاصل ہے اور اگر نہیں تو پھر کیوں قرآنی اذکار

عہد میثاق

عہد میثاق کی آیات قرآن شریف میں اس موقعہ پر آئی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کفار کو تقلید آبائی اور کفر اور شرک سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہر ایک شخص کی فطرت میں خدا کی ربوبیت اور الوہیت کا اقرار مودع ہے اور اپنے فطرت کے رُو سے ہر ایک شخص مکلف اور جواب دہ ہے کسی کو کسی شخص کی کفر و شرک میں تقلید نہیں کر لی چاہیئے نہ دوسرے کی تقلید کی وجہ سے کوئی شخص جواب دہی سے چھوٹ سکتا ہے نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں رسم آبائی کی وجہ سے شرک و کفر میں گرفتار رہا۔ اس نے معذور ہوں بلکہ ہر ایک شخص اپنی طرف سے خدا تعالیٰ کے حضور میں جواب دہ ہے اور ہر ایک انسان کی فطرت میں ربوبیت الٰہی کا نقش مرتسم ہے۔ ہر ایک شخص کی فطرت میں اپنے سے بالاتر طاقت کا اقرار مودع ہے۔ وہ بالاتر طاقت ایک ہی طاقت عظمٰے ہے جس نے ساری دنیا کو بنایا۔ سارا کارخانہ قدرت پھیلایا۔ ذرہ ذرہ اس کی ربوبیت کا مقر۔ بال بال اس کی نعمت کا ممنون احسان ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واذ اخذ ربک من بنی اٰدم من ظہورھم ذریتھم و اشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلٰی شھدنا ان تقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ھذا غافلین۔ او تقولوا انما اشرک اباءنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون وکذالک نفصل الاٰیات ولعلھم یرجعون۔ ٥

اور جب تیرے رب نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے اون کی اولاد کو لیا اور اون کو اون کی جانوں پر گواہ بنایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ وہ بولے کیوں نہیں ہم شاہد اور باقرار ہیں۔ یہ ایک الہامی زبان ہے خاص عام کے سمجھانے کے لئے۔ ارواح انسانی کی فطرت میں جو اس نے اقرار ربوبیت کا خاصہ ودیعت رکھا ہے اوسکو سوال پیرایہ میں بیان فرمایا۔

ان تقولوا ایسا ہم نے اس لئے کیا یعنے اقرار ربوبیت کا خاصہ جو ارواح انسانی کی فطرت میں مودع ہے اس کی حقیقت تم کو اس لئے دلائی گئی ہے کہ کہیں تم قیامت کے دن کہو نہ خیال کرو کہ ہم اس خاصیت فطرت سے آگاہ نہ تھے۔

او تقولوا انما اشرک اباءنا۔ یا کہو کہ اس سے پیشتر ہمارے باپ دادوں نے شرک کیا۔ اور ہم ان کے بعد کی اولاد تھے (تقلید رسمی کے طور پر یہ شرک ہم میں آگھسا اور موروثی طور پر اوسے مانتے چلے آئے) کیا تو پھر ہمیں اہل باطل کے افعال کے اون کے بنا ڈالے ہوئے عقائد پر جو ہم کو موروثی طور پر ملے نہ کہ آپ نکالے۔ ہلاک کرتا ہے۔

وکذالک نفصل الاٰیات الخ۔ اور اسی طرح ہم حقائق فطرت کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو روح کا فطری خاصہ معلوم ہو جائے اور جان لیں کہ اپنے رب کے پہچاننے کے لئے اپنی عقل کافی۔ فطرت گواہ ہے۔ پھر تقلید جاہلانہ پر اڑا رہنا یا خدا کو چھوڑ کر بتوں وغیرہ کو معبود سمجھنا سخت درجہ کی حماقت اور ضلالت و سفاہت ہے۔

ولعلھم یرجعون اور تاکہ وہ تقلید آبائی سے منہ موڑ کر حقیقی رب۔ مربی اور محسن کی طرف متوجہ ہوں۔

ان آیات میں اللہ تعالے نے روح کا فطری خاصہ (اقرار ربوبیت الٰہی) اور وہ تعلق جو ارواح انسانی کو خدا کے ساتھ ہے۔ ایسی خوبصورتی کے ساتھ عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے کہ جس سے بڑھ کر کسی حکیم اور فلاسفر کی طاقت نہیں کہ بیان کر سکے۔ اس میں اللہ تعالے نے روح کا حادث ہونا بھی بیان فرمایا ہے۔ اور روح کو جو تعلق اپنے رب کے ساتھ ہے اس کا بھی ذکر فرمایا۔ روح پر خدا تعالےٰ کی سچی حکومت کی وجہ بھی بیان فرما دی۔ ایک طرح پر روح کی حقیقت بھی بیان فرما دی ہے اور روح کی فطرت میں اپنی ربوبیت کا اقرار جو ودیعت رکھا ہے اور جو اللہ تعالے کے خالق و رب ارواح ہونے پر بدیہی شہادت ہے۔ اس کا بھی ذکر فرمایا۔

واذ اخذ ربک من بنی اٰدم من ظہورھم[1]۔ تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے اون کی اولاد کو لیا یہ بات ظاہر کر دی کہ آدم کی روح علیحدہ ہے اس کی اولاد کی علیحدہ۔ اولاد کی اولاد کی ارواح علیحدہ۔ یہ نہیں کہ تناسخ کے طور پر آدم بنی آدم اولاد بنی آدم کی روحیں ایک ہی ہوں جو آواگون کے طور پر ہر قالب میں چلی جائیں بلکہ سب کی روحیں جداگانہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اوس کی ربوبیت کا آثار ہیں

اذ اخذ ربک تیرے رب نے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے لحاظ کی نیچے ہیں اور ارواح کا وجود و بقا اور قیام اللہ کی ربوبیت اور اسی کے سہارے سے ہے اور ارواح انسانی اللہ تعالے کی صفت ربوبیت کا ظہور ہیں۔ جو اس کے ارادہ اور حکم اور قدرت سے نقش ظہور پکڑ گئی ہیں اور خدا کی صفت ربوبیت کا ظل ہو کر خدا تعالیٰ کی طرح عالم صغیر میں متصرف و مدبر ہیں۔ مدرک جزئیات و کلیات و معقولات اور متصرف بالآلات خدا کی صفت ربوبیت کے مظہر اور اوسی کے رنگ سے رنگین ہیں جبھی تو بلاساختہ پکار اوٹھیں اور پکار رہی ہیں۔ کہ قالو بلیٰ۔ کیوں نہیں تو ضرور ضرور ہمارا رب ہے اور جبھی خدا تعالےٰ کا سچا تصرف اور قبضہ اور تسلط ان پر قائم ہوا اور اس کی حکومت ان پر جاری ہوئی

---

[1] اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک حدیث میں اس طرح پر وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالے نے عرفات کے مقام میں آدمؑ کی پشت سے تمام اولاد کو نکالا اور چیونٹیوں کی طرح اون کو پھیلا دیا اور پھر ان سے سامنے ہو کر کلام کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں وہ بولے کیوں نہیں۔ اس پر اللہ تعالے نے فرمایا

بقیہ حاشیہ کالم (۲)

کہ میں تمہارے اس اقرار پر سبع سموات اور سبع ارضین اور تمہارے باپ آدمؑ کو گواہ کرتا ہوں اور خوب سمجھ لو کہ میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پس میرے ساتھ شریک نہ کرنا اور میں اس اقرار کے یاد دلانے پر تمہارے پاس انبیاء کو بھیجوں گا۔ اور کتابوں کو اتاروں گا۔

لیکن حدیث بھی نبوت کا ایک طرز بیان ہے جس میں فطرت انسانی میں اقرار ربوبیت کے مودع ہونے کو اس حسی اور تمثیلی پیرایہ میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔ جس طرح پر اللہ تعالے نے قرآن شریف میں اور کئی جگہ تمثیلی پیرایہ میں بعض معارف کو بیان فرمایا ہے سورہ احزاب میں اللہ تعالے فرماتا ہے انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوماً جہولا۔ ہم نے امانت کو یعنے (اس ذمہ داری کو جو انسان پر عاید ہے) آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ اور ان پر لادنا چاہا۔ تو اونھوں نے اس کے اوٹھانے سے انکار کیا۔ اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس بوجھ کو اوٹھا لیا۔ یقیناً وہ بڑا ہی ظلوم جہول ہے اب دیکھیے اللہ تعالے نے اس پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہے کہ وہ ڈیوٹی جو انسان کے متعلق ہے۔ پہاڑ زمین آسمانوں میں سے کسی فطرت میں اس کے اوٹھانے کی قابلیت نہیں تھی۔ صرف انسان ہی میں تھی مگر اس کو بآسانی سمجھانے کے لئے ایک تمثیلی پیرایہ میں ادا فرمایا ہے کہ جو فرائض و خدمات انسان سے متعلق ہیں وہ زمین آسمان اور پہاڑ وغیرہ ہر چیز کے سامنے پیش کئے گئے۔ مگر کوئی اس بار امانت کو اوٹھانے کے قابل نہ تھی صرف انسان ہی میں اس بوجھ کے اوٹھانے کی قابلیت تھی۔ اور وہی فطرتاً اس بار امانت کو

غلام مولا

حضرت حجۃ اللہ امام الملۃ کی مکتوبات

مخدومی مکرمی اخویم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ مقلدین و غیر مقلدین کے بارہ میں جو آپنے خط لکھا تھا کہ اونمیں کس فریق کی زیادتی ہے سو اس عاجز کی دانست میں مقلدین و غیر مقلدین کے عوام افراط و تفریط میں مبتلا ہو رہے ہیں اور اگر وہ صراط مستقیم کی طرف رجوع کریں تو حقیقت میں ایک ہی ہیں۔

دین اسلام کا مغز اور لب لباب توحید ہے۔ اسی توحید کے پھیلانے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اور قرآن شریف نازل ہوا۔ سو توحید شرک اس بات کا نام نہیں جو خدا تعالیٰ کو زبان سے واحدہ لاشریک کہیں۔ اور دوسری چیزوں کو خدا تعالیٰ کی طرح سمجھکر اون سے مرادیں مانگیں اور نہ توحید اس بات کا نام ہے کہ گو بظاہر تقدیری اور شرعی امور کا مبدا اُسی کو سمجھیں مگر اوس کی تقدیر اور تشریع میں دوسروں کا اسقدر دخل روا رکھیں کہ گو یا وہ اوس کے بھائی بند ہیں مگر افسوس کہ عوام مقلدین (حنفی) ان دونوں قسم کی آفتوں میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ اُن کے عقاید میں بہت کچھ شرک کی باتوں کو دخل ہے۔ اور اولیاء کی حیثیت کو اونہوں نے ایسا حد سے بڑھا دیا ہے کہ ارباباً من دون اللہ تک نوبت پہنچگئی ہے۔ دوسری طرف امور تشریعی میں آئمہ مجتہدین کی حیثیت کو ایسا بڑھایا ہے کہ گویا وہ بھی ایک چھوٹے چھوٹے نبی مانے گئے ہیں۔ حالانکہ جیسا امور قضاء قدر میں وحدت ہے ایسا ہی تبلیغ احکام شریعت میں بھی وحدت ہے۔ مقلد لوگ تب ہی راستی پر آسکتے ہیں اور اوسی حالت میں انکا ایمان درست ہوسکتا ہے جب صاف صاف یہ اقرار کردیں کہ ہم آئمہ مجتہدین کی خطاؤں کو ہرگز تسلیم نہیں کرینگے۔ غضب کی بات ہے کہ غیر معصوم معصوم کی طرح مانا جائے۔ ہاں بیشک چاروں امام قابل تعظیم و شکر گذاری کے ہیں۔ اُن سے دنیا کو بہت فوائد پہنچے ہیں مگر اون کو نبیوں کے درجہ پر سمجھنا صفات نبوت اون میں قایم کرنا اگر کفر نہیں ہے تو قریب قریب اوس کے تو ضرور ہے۔ اگر آئمہ اربعہ سے خطا ممکن نہ تھا تو پھر باہم اونمیں صدہا اختلاف کیوں پیدا ہوگئے اور اگر اون سے اپنے اجتہادات میں خطاء ہوئی تو پھر اون خطاؤں کو صواب کی طرح کیوں مانا جائے۔ یہ بڑی عادت مقلدین میں نہایت شدت سے پائی جاتی ہے ہر ایک دیانت دار عالم پر واجب ہے کہ ایسا ہی اُنپر شدت توجہ سے حملہ کرے اور خدا تعالیٰ جلشانہٗ پر بھروسہ کرکے زید عمرو کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اور وہ لوگ جو موا حدین کہلاتے ہیں اکثر عوام الناس اونمیں سے اولیاء کی حالت اور مقام کے منکر پائے جاتے ہیں۔ اونمیں خشکی بھری ہوئی ہے اور جن مراتب تک انسان بفضلہ تعالیٰ ہو سکتا ہے اوس سے وہ منکر ہیں بعض جاہل اون میں سے آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم سے ہنسی بھی کرتے ہیں۔ سو ان حرکات بیجا سے وہ کافر نعمت ہیں اور طریق فکر و توحید حقیقی و ذوق و شوق و انس و محبت سے بالکل دور و مہجور پائے جاتے ہیں خدا تعالیٰ دونوں فریقوں کو توفیق راہ راست بخشے

۸۔ جون ۱۸۸۶ء

مکرمی السلام علیکم۔ عنایت نامہ پہنچا میری نسبت جو آنمکرم خود ستائی و استکبار یا کسی بیجا امر کا ظن رکھتے ہیں اس ظن کی بنا صرف تجربہ و اقفیت پر ہے بہتوں نے نبیوں کی نسبت بھی ایسے ہی ظن کئے پھر جب کسی وقت صحبت میسر آئی تو جسکو حق کے ساتھ مناسبت تھی خدا تعالیٰ نے اوس کی وساوس دور کردئے۔ سو اگر آپ صحبت سے بھی دور ہیں اور ملاقات سے کارہ تو پھر اس بیماری کا کیونکر علاج ہو۔ دعا بھی اُنہیں لوگوں کے حق میں قبول ہوتی ہے کہ جو اپنے تعصب اور سوء ظن کو کچھ کم کرتے ہیں۔ جن لوگونکو انکار میں نہایت درجہ غلو تھا اون کو الوالعزم رسولوں کی توجہ اور دعا بھی کچھ سود مند نہوئی اور جو آپ اون سے وساوس کے دور کرنے کے لئے مجھے اپنے پاس بلاتے ہیں۔ میرے گمان میں اس آرزو کی بنیاد اخلاص پر نہیں کیونکہ جس حالت میں آپ میری ملاقات سے بھی کارہ ہیں تو آپ کو میری ملاقات کچھ فایدہ نہیں دیگی میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ آپ ایک رسالہ مستقلہ اپنی رائے اور خیال کی تائید میں چھپوا کر میرے پاس بھیجدیں مگر رسالہ ایسا ہونا چاہیئے جسمیں وہ سب دلائل مندرج ہوں جنپر تائید اپنے دعویٰ کے آپ زور دیتے ہیں۔ اس طور کی بحث سے پبلک کو بہت فائدہ ہوگا۔ اور ہر ایک منصف کو کافی رائے لگانے کا موقعہ مل سکتا ہے۔

آپ کی رائے میں قرآن شریف پہلی کتابوں کا اسطور سے متمم و مکمل ہے جو کچھ پہلی تحریرات سے کچھ زیادہ بیان کرنا قرین مصلحت تھا۔ صرف وہ امر زاید یا کسیقدر مفصل قرآن شریف نے بیان کردیا ہے۔ مگر دوسری ہزارہا صداقتیں کہ جو اچھی طرح پہلی کتابوں میں بیان ہوچکی تھیں وہ قرآن شریف میں پائی نہیں جاتیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے بھی ارادہ کیا ہے کہ انکا اعادہ قرآن شریف ضروری نہیں ان کے لئے پہلی کتابوں کی تلاوت لازم پکڑنی چاہیئے ورنہ ایمان اور عمل اور علم ناقص رہیگا۔ اب ایک دانشمند سوچ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ تھا۔ اور قرآن شریف درحقیقت ایک ناقص کتاب ہے۔ اور اوسکی تکمیل اس تمام مجموعہ کتب پر موقوف تھی کہ جو حضرت آدم سے لیکر تمام متفرق قوموں کے نبیوں پر نازل ہوتی رہی ہیں تو چاہیئے تھا کہ خدا تعالیٰ وہ تمام کتابیں روئے زمین کے مسلمانوں کے لئے میسّر کردیتا یا قرآن شریف میں اون کے نام تبلادیتا مگر اوس نے تو بجز حضرت موسیٰ کی کتاب توریت اور حضرت داؤد کی کتاب زبور اور صحف ابراہیم اور انجیل کے اور کسی کتاب کا نام بھی نہیں تبلایا اور جن کتابوں کا نام تبلایا اوس کے ساتھ یہ دل توڑنے والی خبر دیدی کہ وہ تمام کتابیں محرف اور مبدل ہیں

غرض اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو اول وہ دنیا کی تمام کتابیں آپ جمع کرکے ہمکو دکھلاویں۔ جن کے شمول و الحاق پر قرآن شریف کی تکمیل موقوف ہے اور اگر وہ نہوں تو پھر قرآن شریف ناقص رہ جاتا ہے میری دانست میں آپنے ایک ایسا فضول اور بے بنیاد دعویٰ اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ جسکا ثبوت آپکے لئے محال اور ممتنع ہے۔ بینات قرآنی سے آپ کیوں بھاگتے ہیں کیا کبھی قرآن شریف کی تلاوت کا بھی اتفاق نہیں ہوا اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ سو جس حالت میں اللہ جلشانہ آپ فرماتا ہے کہ تمام پاک صداقتیں جو پہلی کتابوں میں تھیں اس کتاب میں درج ہیں تو آپ ایسی جامع کتاب کو کیوں نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں آپ کے لئے یہ طریقہ بہتر ہے کہ چند پاک صداقتیں کسی پہلی کتاب کی جو آپ کے گمان میں قرآن شریف میں نہیں پائی جائیں اس عاجز کے سامنے پیش کریں پھر اگر یہ عاجز قرآن شریف سے وہ صداقتیں دکھلانے میں قاصر رہا تو آپکا دعوےٰ خود ثابت ہوجائیگا کہ ایسی ضروری اور پاک صداقتیں قرآن شریف میں نہ پائی گئیں ورنہ آپ کو اس نہایت درجہ کی بے ادبی سے توبہ کرنی چاہیئے کہ جس کتاب کا نام جامع الکتب اور نور مبین رکھا ہے۔ آپ اس کتاب کو ناقص ٹھہراتے ہیں۔ آپ کو ابتک یہ بھی خبر نہیں کہ خود یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ اقوام کے اقرار سے ثابت ہے کہ پہلی کتابیں جو دنیا کے لوگوں پر نازل ہوئی تھیں کچھ تو اونمیں سے تمام نابود ہوگئیں اور کچھ تحریف کی گئیں اور کچھ ناقص رہ گئیں سو اب صحت و کاملیت و جامعیت دستیاب ہونا اُن کتابوں کا محال ہے۔ پس آپ قرآن شریف کی کاملیت کو محال پر موقوف رکھکر ایک زہرناک فتنہ میں لوگوں کو ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ آپکے لئے ممکن نہ ہوگا اور عنقریب آپکو ندامت کے ساتھ۔ اس مفسدانہ اعتقاد سے رجوع کرنا پڑے گا زیادہ کیا لکھوں

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار غلام احمد

۲۸۔ اپریل ۱۸۸۸ء

ایک خط

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جس سے اُس کے برعکس ثابت ہوتا ہے۔ ابھی تھوڑی سی مدت اس خیالی عقیدہ کے اور باقی ہے اوس کو بھی دیکھ لیں سورہ مومنون میں آیا ہے حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون دیکھو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مر چکے ہیں۔ اونمیں اور دنیا میں ایک پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ قیامت تک دنیا کی طرف رجوع نہیں کر سکتے دیکھو تمہارے ہی پیران عظام میں سے شاہ عبد القادر صاحب اوس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ اور اون کے پیچھے اٹکاؤ ہے جس دن تک اوٹھائے جائیں اے میرے مخالفو اگر تمکو کچھ خفیف سا شبہ ہو کہ یوم یبعثون سے کیا مراد ہے۔ تو ان آیات کو پڑھو ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون۔ پھر آیکھرات اگر تمکو یہ شبہ درپیش ہو کہ یہ آیت کافر کے حق میں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہاں پر اپنی سنت مستمرہ عامہ کو بیان کرتا ہے۔ کچھ تخصیص کافر کی نہیں ہے۔ برزخ سب لوگوں کے لئے مقرر ہے۔

اگر اس بیان سے تسلی و تشفی نہیں ہوئی تو اس قانونی آیت کو پڑھو اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمّیٰ سورہ زمر پارہ چوبیس دیکھو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسپر موت کا حکم صادر ہو گیا اور وہ مر گیا اوس کی روح کو روک دیا جاتا ہے پھر وہ واپس نہیں آسکتا ہے اور اگر شک و شبہ ہو کہ یہ نہیں ثابت ہوا کہ خدا نے عہد اور وعدہ کر لیا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم آیت مذکورہ بالا وحرام علیٰ قریۃ اھلکناھا انھم لایرجعون کے بیان میں اس امر کو ثابت کر چکے ہیں۔ اگر تم فہم نہ سمجھے تو اوس کے مزید اطمینان کے لئے۔ احادیث ذیل بطریق اختصار مرقوم ہیں۔

(۱) امام احمد ابن حنبل اور عبد اللہ ابن حمید اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اپنی اپنی کتابوں میں جو اون کے نام سے موسوم ہیں اور حافظ سعید ابن منصور سنن سعید ابن منصور

۴- یہ ثابت ہو کہ مردہ زندہ ہو کر پھر دنیا میں اپنے گھر واپس آیا ہو

۴- اگر کوئی نظیر ایسی ہو تو پیش کرو جب ہم جانیں کہ تم سچے ہو۔

سنن سعید ابن منصور میں حدیث حدیث ذیل جابر ابن عبد اللہ سے لائے ہیں دیکھو (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۸۱) یعنی جابر ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر کیا تجکو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کیا۔ اور اوس سے کہا کہ اے عبد اللہ جو خواہش تجھے محبوب ترین ہو اوسکو میرے سامنے پیش کر۔ تو اوس نے کہا اے میرے مولا مجھے دنیا کی طرف واپس کر تاکہ پھر میں ایکدفعہ قتل کیا جاؤں تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو میرا قطعی حکم ہو چکا ہے کہ مونے دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جاتے۔

(۲) حاکم اپنی کتاب مستدرک میں حضرت جابر سے یہ حدیث یوں بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے جابر سے فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے اُس سے کلام کی اور کہا کہ کوئی خواہش ظاہر کر اوس نے کہا کرتا ہوں کہ میری روح کو واپس کر اور مجھے ویسا ہی بنادے جیسا میں پہلے تھا اور مجھے اپنے نبی کے پاس واپس کر دے تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ جہاد کروں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو عہد ہو چکا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں جا سکتے۔ اب جائے غور ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مُردوں کا دوبارہ دنیا میں جانا میرے معاہدہ کے خلاف ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر اب بھی یہ مانا جائے کہ مسیح نے مردوں کو زندہ کیا اور وہ دوبارہ دنیا میں آئے اور رہے سہے۔ اور پھر اونکی اولاد پیدا ہوئی تو یہ ایسی بات ہے کہ خدا تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ یہ امر مجھ سے کبھی نہیں ہو سکتا مگر ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ مسیح کر سکتے ہیں۔ آفرین اون کے ایمان و فراست پر۔ اگر اب بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے معاہدہ اور سنت مستمرہ عامہ کے خلاف مردوں کو دوبارہ دنیا میں رہنے سہنے کے لئے بھیجا ہے تو یہ ایسی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً کہ میں اپنے معاہدہ اور سنت مستمرہ کے خلاف نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ اسمیں جھوٹ اور نقص علم یعنی جہل وغیرہ کا عیب خدا کی ذات پر عاید ہوتا ہے۔ اور خدا کی ذات سبوح و قدوس عالم الغیب والشہادۃ ہے اور من اصدق من اللہ قیلا ومن اصدق من اللہ حدیثا اوس کی شان ہے۔ وہ جھوٹا نہیں وہ قاصر الفہم جاہل نہیں۔ بہت عرصہ ہوا کہ ایک پیر جی صاحب نے یہ مسئلہ نکالا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی جھوٹ بولا نہیں اور نہ جھوٹ بولے گا۔ ہاں یہ عیب اوس کی ذات میں ممکن ہے معاذ اللہ من ذالک تم تو اے مخالفو اس پیر جی کے بھی اوستاد نکلے تم نے تو ان عقاید و مسائل سے یہ ثابت کر دیا کہ ہاں خدا نے جھوٹ بولا ہے اور کذب اوس کے کلام میں واقعہ ہے اور اوس نے اپنی کم فہمی سے پہلے کچھ قانون مقرر کیا تھا۔ جب اوس کو اپنے اُس قانون کا نقصان اور اوس قانون کی خرابی بعد کو

معلوم ہوئی اور ثابت ہوئی تو اُس نے اپنے اس قانون کو بدل دیا۔ پہلے سے اوس کو یہ خرابی معلوم نہ تھی وہ جاہل تھا۔ افسوس اے مخالفو تمہارے ایمان پر اور تمہارے فہم قرآن پر اسی بنا پر تم فہم قرآن کا دعوےٰ کرتے ہو اور اوس کے کلام میں اختلاف کثیر ثابت کرتے ہو حالانکہ خداوند کریم تمہاری فہم کا مخالف ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میرے کلام میں اختلاف نہیں ہے اور یہ ہی دلیل ہے اوس کے الٰہی کلام ہونے کی ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ حضرت عمرؓ جیسے اصحابی اہل زبان جن کی مادری زبان عربی تھی وہ تو برسوں میں سورہ بقر کو رسول کریم سے سمجھیں اور تم یہ چاہتے ہو کہ بغیر پڑھے اور بغیر اوس کے کہ راسخین فی العلم سے اوس کو سیکھیں اور سمجھیں ہمکو قرآنی معارف میں دخل تام اور ملکہ حاصل ہو جائے۔ یہ کیا تمہاری ایمانی فراست ہے اور یہ کیا تمہاری قدر دانی قرآن کی ہے اب میں جابر والی روایت اور طریق سے بیان کرتا ہوں تاکہ تائید پورے طور سے ہو جائے۔

(۳) ابو نعیم اصفہانی اپنی کتاب حلیہ ابو نعیم میں حضرت عائشہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ اے جابر میں تمہیں عمدہ خبر سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے میرے سامنے بٹھا کر کہا کہ اے میرے بندے جو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے دونگا اوس نے کہا اے میرے رب میں نے تیری عبادت کا حق جیسے چاہئے تھا ادا نہیں کیا اس لئے میں تیرے حضور میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ مجھے پھر دنیا میں بھیج تاکہ میں تیرے نبی کے ساتھ ہو کر جہاد کروں اور تیرے ہی لئے پھر ایک دفعہ مارا جاؤں اسپر اللہ نے کہا یہ بات تو نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ مجھ سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ تو دنیا میں واپس نہیں جا سکتا۔

(۴) شرح مواہب لدنیہ زرقانی جلد ۲ صفحہ ۶۳- (روی ابو بکر بن مردویۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا جابر الا اخبرک ما کلم اللہ تعالیٰ احداً قط الا من وراء الحجاب وانہ کلم اباک فقال سلنی اعطیک۔ قال اسئلک ان اردنی الی الدنیا فاقتل فیک ثانیۃً فقال الرب عزوجل انہ سبق منی انھم لایرجعون الی الدنیا اور دیکھو حدیث جابر ابن عبد اللہ کی۔ جو مشکوٰۃ شریف میں بھی مروی ہے۔ عن جابرؓ قال لقینی رسول اللہ صلعم فقال یا جابر مالی اراک منکسرا قلت استشھد ابی وترک عیالاً ودینا قال افلا ابشرک بما لقی اللہ بہ اباک فکلمہ کفاحاً قال یا عبدی تمن علیّ اعطک۔ قال تحیینی فاقتل فیک ثانیۃً قال الرب تبارک وتعالیٰ انہ قد سبق منی انھم لایرجعون رواہ الترمذی

م قلت یا رسول اللہ قال ما کلم اللہ احداً قط الا من وراء حجاب

اب ہمارے مخالفین ان احادیث سے خوب اپنی تسلی و تشفی کر لیں کہ ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ مردے دنیا میں دوبارہ نہیں بھیجے جاتے اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ بعض جہل مرکب لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم برزخ میں مردوں سے کبھی مکالمہ نہیں کیا اور اون سے کبھی سوال

جواب نہیں ہوا محض فضول ولغو خیال ہے کیونکہ اس حدیث میں سوال وجواب موجود ہے اور یہ سوال وجواب عالم برزخ میں ہی ہوا۔ اے حضرات منکرین عقل کی آنکھوں سے تعصب کا حجاب دُور کرکے حدیث کے الفاظ پر غور کرو کتاب مستدرک

الی قضیت انھم لا یرجعون۔ زرقانی۔ انہ سبق منی انھم لا یرجعون۔ ترمذی۔ قد سبق منی انھم لا یرجعون۔ حلیہ ابونعیم اصفہانی۔ انہ قد سلف منی انک الیھا لا ترجع۔ مسند امام احمد ابن حنبل الی قضیت انھم لا یرجعون۔

امید ہے کہ اگر تم میں بوئے ایمان کچھ بھی ہے تو ضرور تمہاری دلی شوخی قلبی عداوت نشانہ سہام ہلاکت بنیگی۔ اور یہ تم خوب جان لو۔ کہ تمہارے شپرچشم ہونے سے چشمہ آفتاب پر کیا نقص عائد ہو سکتا ہے۔ یاالٰہی ترا فرقان ہے کہ اک عالم ہے + جو وہ سب ارسمیں مہیا نکلا ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور + ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا + زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں + جس کا اس نور کے ہوتے ہی دل اعمیٰ نکلا + جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں + جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا +

اصلی اور سچی بات تو یہی ہے کہ کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مردے دوبارہ دُنیا میں آجایا کرتے ہیں جب ہم قرآن شریف پر ایک گہری نظر ڈالتے ہیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند کریم رب العالمین علام الغیوب ہادی حقیقی نے وہ امور جو انسانی ضروریات کیلئے ضروری تھے سب کے سب اپنے کلام پاک میں مشرح طور پر مذکور فرمائے ہیں یہانتک کہ قرآن کریم میں انسان کے مرنے کے وقت کی وصیت اور اوس کے مرنے کے بعد اُس کے ترکہ کی تقسیم کی پورے طور سے تشریح کیگئی ہے۔ اور نیز یہہ بیان کر دیا گیا ہے کہ اوس کی بیوی کب تک اوس کے مرنے کے بعد عدت میں رہی ... الحاصل موت کے متعلق جسقدر تمدنی لحاظات سے انسان کیلئے ضروریات پیش آتے تھے۔ اون کے مسائل وہدایات کا کافی وافی بیان موجود ہے لیکن اگر سنت اللہ میں مردوں کو کسی نبی یا ولی کی دعا سے بطور اعجاز یا کرامت زندہ ہونا مسلم الثبوت ومتعین الارادہ تھا جو جس موقعہ پر مال ومنال متوفی کی تقسیم میں الورثا اور اوس کی بیوہ کے نکاح کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ بھی مسئلہ مذکور ہوتا..... کہ اگر کوئی مرا ہوا کسی بزرگ کی دعا سے زندہ ہو کر دُنیا میں واپس آجائے تو اوس کا تقسیم شدہ مال اسطرح واپس کیا جاوے اور اوس کی زوجہ جو بعد انقضائے عدت مقررہ کے کسی اور شخص سے نکاح کر چکی ہو تو اوس کو کسطرح پھر واپس ہونا چاہیئے یا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہہ مسئلہ ایک پیچیدہ مسئلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو بغیر فیصلہ کے کیونکر ترک کر سکتا تھا۔ کیا ہمارے رحجانیز یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسکا بیان کرنا بھول گیا۔ **ما کان ربک نسیا**۔ خدا تو ہرگز نہیں بھولا کرتا یہ ہمارے مخالفوں کی نافہمی اور بے عقلی ہے کہ اونہوں نے خلاف قانون الٰہی کے محض اپنے وہم اور خیال سے یہ عقائد نکالے ہیں۔ ورنہ از بس ضروری تھا کہ اس مسئلہ کو خداوند ہادی حقیقی قرآن شریف میں بیان فرماتا جبکہ اوس نے اوسکا ذرہ بھی ذکر نہیں کیا۔ تو پھر یہ ہی تسلیم کرنا ضروری ہوا۔ کہ کوئی مردہ زندہ ہو کر دُنیا میں پھر واپس نہیں آتا۔ (۲) بالفرض محال اس مسئلہ کو بوجہ نادرالوقوع ہونے کے عام قاعدہ کے ذیل میں اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصبی فرض تھا کہ اس مسئلہ کو مشرح ومفصل طور پر بیان فرماتے لیکن جہاں تک احادیث صحیحہ کا مطالعہ کیا گیا تو کہیں بھی اس مسئلہ کا اشارہ تک نہیں ملا تو پھر کیونکر مان لیں کہ مردے زندہ ہو کر دُنیا میں آیا کرتے ہیں چونکہ آنحضرت تو افضل الرسل تھے اور تمام انبیا کی صفات کے جامع تھے۔ تو چاہیئے تھا کہ جیسے اور انبیاء کی نسبت مردہ زندہ کرنے کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان سے بھی کوئی مردہ زندہ ہوتا..... اور جب وہ خود بنفس نفیس اس امر کے مشاہدہ کرنے والے اور دیکھنے والے ہوتے تو ضرور یہ قاعدہ بھی مقرر کرتے کہ جب کوئی آدمی مرجائے اور وہ مال اور اپنی عورتیں چھوڑ جاوے تو اوس کا تقسیم شدہ مال اور اوس کی عورتیں جو دوسرے شخص کے نکاح میں آئی ہیں کیونکر واپس ہوں لیکن دُنیا بھر کی کتب احادیث سے ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملتی کہ جس میں اس مسئلہ کا بیان کیا گیا ہو لہذا ماننا پڑیگا کہ کوئی مردہ زندہ ہو کر دُنیا میں نہیں آتا یہ لوگوں نے جھوٹے قصے اور افسانے بنا رکھے ہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں سے لئے گئے ہیں (۳) آثار صحابہ سے بھی کوئی تصدیق اس امر کی نہیں ہوتی حالانکہ بہت سے خوارق اون سے ظہور میں آئے اور نہ خلفائے اربعہ کو اس قسم کا کوئی مقدمہ پیش آیا کہ فلاں شخص مرگیا تھا اور اوس کے مرنے کے بعد اوس کے ورثا میں اوس کا متروکہ مال تقسیم ہو چکا اور اوسکی زوجہ عدت کے بعد فلاں شخص سے نکاح کر چکی مگر اب وہ دوبارہ زندہ ہو کر آگیا ہے اوس کے اور اوس کی عورت کے بارہ میں کیا کارروائی ہونی چاہیئے۔ جب ثبوت نہیں تو ضرور اے علمائے وقت اس بات کو تسلیم کرلو کہ مردوں کا زندہ ہو کر پھر دُنیا میں آنا ایک بے بنیاد بات ہے ورنہ حضرت عمر وغیرہ جیسے بزرگ متفنن ومنتظم ایسے اہم وضروری امر کیونکر فروگذاشت کرتے جس حالت میں کہ اونہوں نے صدہا ایسے انتظامات کئے جو زمانۂ سابق میں نہ تھے۔ (۴) علمائے حنفیہ نے جنہوں نے ہزارہا کتب فقہ بڑی بڑی ضخیم مجلدات میں لکھی ہیں اور جنہوں نے کوئی خفیف سے خفیف سا امر بھی نہیں چھوڑا حتیٰ کہ پیشاب اور پاخانہ اور اون کے ایک ایک قطرہ پر بحث کی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اونہوں نے اپنی کتابوں میں دفن کے زندہ ہوجانے کے بعد اور دُنیا میں لوٹ آنے کے بعد اونکی وراثت اور ازواج کے متعلق کوئی بابہ نہیں باندھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون بزرگان کے نزدیک بھی یہ ہی امر مسلم تھا کہ مردہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ اگر اس کا کوئی بھی وقوعہ پیش آتا۔ اور واقع ہوتا تو کبھی بھی یہ بزرگ ایک لمحہ کے لئے نہ چوکتے خواہ یہ بات نادر ہی کیوں نہ ہوتی۔ لیکن جب اونہوں نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ کوئی مردہ زندہ ہو کر اپنے گھر نہیں آیا کرتا۔

(۵) اگر علمائے حنفیہ سے اس بارہ میں چوک ہو گئی تھی۔ یا اون کے اعتقاد میں مردہ زندہ ہو کر نہ آتے ہوں جسکی وجہ سے اونہوں نے اپنی کتابوں میں اس مسئلہ پر بحث نہیں کی لیکن علمائے مالکیہ جو حنفیہ کے مسائل میں بہت بڑا اختلاف کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو ضرور بیان فرماتے اور علمائے حنفیہ کو متہم کرتے کہ ایسے اہم اور ضروری مسئلہ کو اونہوں نے ترک کر دیا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ علمائے مالکیہ نے کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ کوئی باب اس کے متعلق باندھا جس سے مترشح پایا جاتا ہے کہ مالکیوں کے نزدیک بھی مردے زندہ ہو کر نہیں آیا کرتے

(۶) اگر علمائے مالکیہ بھی خواہ بروئے اعتقاد خواہ بوجہ سہو یا خطا اس مسئلہ میں ساکت رہے تو علمائے وفقہائے شافعیہ جنہوں نے ہر دو مذہب مذکورہ بالا کے مجتہدات کے خلاف بہت کچھ بیان کیا ہے اور اونکے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ کو حلال قرار دیا لیکن اس مسئلہ میں اونہوں نے بھی کوئی گفتگو نہیں کی اور نہ اپنی فقہ کی کتابوں میں کوئی باب اس کے متعلق وضع کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مذہب کے نزدیک بھی مردے زندہ ہو کر نہیں آیا کرتے ورنہ ضرور اس مسئلہ پر خامہ فرسائی کرتے اور کوئی قطعی فیصلہ لکھتے۔ (۷) اگر یہہ بھی مان لیں کہ علمائے حنفیہ ومالکیہ وشافعیہ اس مسئلہ کو بھول گئے یا یہ کہ اعتقاداً وہ اوس کو جائز نہیں سمجھتے تھے تو فقہائے حنبلیہ تو ضرور اوسکو زیر بحث لاتے کیونکہ یہ فرقہ زیادہ تر اپنا دستور العمل حدیث کو قرار دیتا ہے۔ لیکن جہانتک تحقیقات کی گئی یہی ثابت ہوا کہ اس مسئلہ میں وہ بھی ساکت ہیں تو ایسی حالت میں بجز اس کے اور کیا تصور ہو سکتا ہے کہ اون کے نزدیک بھی کوئی مردہ زندہ ہو کر دُنیا میں واپس آنا جائز وممکن الوقوع ہوتا اور عادت الٰہیہ میں داخل ہوتا تو ضرور اس مسئلہ کے متعلق کوئی نہ کوئی فقیہ بحث کرتا

(۸) اگر قرآن اور حدیث اور آئمہ مجتہدین واصحاب رسول اس بارہ میں خاموش تھے تو ایک غوث جنکو غوث الاعظم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جن کے نام سے ہزارہا مُردوں کا زندہ کرنا منسوب کیا جاتا ہے یعنی حضرت سید عبد القادر جیلانی جو واقعی ایک بہت بڑے کامل اولیاء اللہ سے ہیں وہ بقول عوام لوگوں کے خیال اور اعتقاد کے اس معاملہ میں صاحب تجربہ ہونے کے سبب ضرور ضرور اس مسئلہ پر بحث فرماتے کیونکہ اونہوں نے بھی چند کتابیں مسائل دینی پر لکھی ہیں اور ضرور اون کو اپنے زمانہ میں اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہوگا۔ کیونکہ جب اونہوں نے ہزارہا روحوں کو زنبیل ملک الموت سے نکال لیا اور بارہ برس کی غرق شدہ برات کو زندہ کیا تو اون کے پس ماندگان کو اون کی وراثت متعلق ضرور تنازعہ ہوا ہوگا اور اون کی عورتیں دوسرے خاوندوں سے اولاد بھی لے چکی ہونگی اور اون کے مال خورد برد بھی ہو گئے ہونگے تو ایسی حالت میں کیونکر ایک جم غفیر خاموش ہو گیا ہوگا۔ لیکن باوجود اسقدر شہرت کے ہمیں ایک نظیر بھی اون کی زندگی میں پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی + کہ کبھی کسی نے ایسا مقدمہ اون کی خدمت میں یا ان کے جانشین کے خدمت میں پیش کیا ہو

آپ بیتی

گذشتہ اشاعت سے آگے

چونکہ میں نے اپنی بھی اُن سے غرض بتائی تھی کہ فقط اسلئے آپ کو ساتھ لیتا ہوں کہ موقع پر آپ مجھے نیک اور میرے مناسب مشورہ دیں پس اسی طرح اونہوں نے مجھے فی الفور کہدیا اور میری اندرونی حالت یہ تھی کہ اگر ایک نہیں ہزار دفعہ بھی اس کے خلاف اگر وہ مشورہ دیتے تو میں حلقہ بگوش ہوئے بغیر اس مبارک آستانہ سے جدا ہوتا مگر الحمد للہ کہ فی الفور مولویصاحب نے مجھے میری دلی آرزو کے مطابق کہدیا لیکن انکا خاص ارادہ بالکل اس امر پر نہ تھا۔ اور اون کے لئے سب ہمارے مدراسی بھائیوں کی یہ رائے تھی۔ اگر مولویصاحب کی مرضی بھی آجاوے پھر بھی مصلحت کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں چونکہ اسوقت کی مخالفت بڑی سخت تھی اور مولویصاحب سے ابھی وہاں بہت کچھ ہونا باقی تھی۔ اس لئے میں خود اسوقت اس امر کے مخالف تھا مگر مولویصاحب پہلے ہی نظارہ میں زخمی ہوگئے تھے۔

اس لئے وہ بجائے خود بڑی تشویش میں پڑگئے اور استخارے پر استخارہ کرنے لگے اور یہی فرماتے تھے کہ مجھے کچھ پتہ نہیں لگتا کہ میں کیا کروں تو اس کے جواب میں میں انکو وہی کہتا تھا جو تمام احباب کی رائے تھی جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ مگر وہ اون کے خلاف مرضی ہوتی تھی اور پھر استخارہ کی طرف جھک جاتے تھے اور مجھے بھی روک رکھا تھا۔

غرض چار شنبہ کے دن بعد نماز صبح اپنی عادت کے موافق چادر اوڑھ کر سوگئے اور چند منٹوں کے بعد جیسا کہ انکی عادت تھی اوٹھے اور فرمایا کہ مجھے یہی جواب ملا ہے۔ کہ مولوی نورالدین صاحب کی مشورہ پر عمل کرو۔ غرض اوسی وقت حضرت مولانا مولویصاحب کو تشریف آوری کے لئے پیغام بھیجا اور حضرت مولانا نے اون کے اظہار کے بعد میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ تو شائد بیعت کرچکے جواباً میں نے عرض کیا کہ مولویصاحب نے مجھے روک رکھا ہے اسکو سنکر مولانا نے فرمایا کاش تمنے مجھ سے مشورہ کرلی ہوتی تو اب تک اسکا کچھ نہ کچھ اثر بھی محسوس کرلیتے اور پھر مولویصاحب سے کہا کہ پوچھئے کیا ہو؟

در ہر چہ باشی زود باش۔ غرض مولویصاحب کے مشورہ کے بعد ہی صلاح ٹھہری کہ کل شب جمعہ ہے اور ہم دونو بیعت ہوجاوینگے اور جمعہ پڑھکر شنبہ کو روانہ ہوجاوینگے کیونکہ حضور نے وہی دن روانگی کا مقرر فرمایا تھا اسکے بعد مولوی حسن علی صاحب کا یہ حال تھا کہ بار بار فرماتے تھے کہ شب جمعہ تو کل ہے۔ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ابھی اس میں بہت دیر ہے اور یہاں اتنی دیر کرنے کی برداشت نہیں ہے۔ غرض اسی روز شام کو یہ عاجز اور مولویصاحب بیعت سے مشرف ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس کے بعد کوئی دو دن ہی ٹھہرنا ہوا اور حضور سے جدا ہوگئے پھرتے پھراتے کوئی ایک مہینے کے بعد مدراس پہونچے اور وہاں حضرت مولوی سلطان محمود صاحب نے بڑا ہی اہتمام فرمایا تھا سٹیشن سے سید ہا میلاپور لے گئے اور پر تکلف دعوت دی اور ساتھ ہی اس ناچیز کو ایک ایڈریس بھی دیا صدہا مخالف بھی اسوقت جمع تھے میں نے اس ایڈریس کے جواب میں کچھ نہ کہا صرف اتنا ہی کہا کہ کل مولوی حسن علیصاحب تشریف لادیں گے اور وہ مجھسے بدرجہا افضل بھی ہیں جو کچھ ہمنے وہاں دیکھا اور پایا اسکو وہ خوب ادا کریں گے اور بعد جلسہ برخاست ہوگیا۔ اس کے بعد مخالفت کی آگ بہت تیز ہوگئی یہاں اب اسی سے غرض نہیں مگر یہ ظاہر کرنا ضروری تھا کہ قبل از بیعت میری حالت کیا ہوئی اور ضرورت امام کس حدتک محسوس ہونے لگی اور پھر حضرت امام کی صداقت پر زمینی اور آسمانی نشان کیا کیا ظاہر ہوئے۔ جنپر توجہ کرنے سے کیا نتائج پیدا ہورہے ہیں۔ غرض ان باتوں کا مختصر طور پر ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے سب سے اصل اس امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر جو تبدیلی ہوئی اوس کو مختصر الفاظ میں لکھدینا کافی ہے۔ ابتدائی عمر کے زمانہ کے بعد زمانہ اوسط اور اوس کی بعد تا زمانہ بیعت جو کچھ اپنی عملی حالت میں نے بتائی ہے اس کا ازالہ ہوتا چلا اور کوئی بیس اور پچیس برس کی ناگفتنی علتیں اور عادتیں جو اپنے اندر تھیں اور جنکی بابت کبھی کبھی خیال کرکے میں رو دیا کرتا تھا کہ رب ان برائیوں سے نجات کس طرح ہوگی اور مجھے یہ امر ناممکن معلوم ہوتا تھا اور فی الحقیقت اگر میں ہزار کوشش کرکے بھی جان چھوڑاتا تو پھر یہ امر ناممکن معلوم ہوتا تھا کہ میری صحت وغیرہ میں کچھ فتور پیدا نہ ہوتا مگر حلفاً لکھتا ہوں کہ بعد بیعت وہ سب باتیں یکے بعد دیگرے ایسی دور ہوگئیں جیسا لاحول سے شیطان بھاگتا ہے اور مجھے کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوئی اور صحت کا یہ حال ہوگیا کہ گویا ان ارتکابوں کے وقت میں بیمار تھا اور اون کے ترک کے بعد تندرست ہوگیا۔ اور یہ صرف حضرت حجۃ اللہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس طیبات کی طفیل نصیب ہوا۔

اور اب اپنے اندر وہ باتیں دیکھتا ہوں کہ بے اختیار ہوکر رب کریم ورحیم کا شکر کرتا ہوں اور ابتدائی زمانہ کو بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا ہوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک اگرچہ میں اب تک اپنے آپ کو ایک گندہ بشر سمجھتا ہوں اور اپنے اندر بہت سے عیوب محسوس کرتا ہوں مگر اس مولا کریم کی جناب میں قوی امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے اس حبیب کی جوتیوں کے صدقے میری مغفرت کردیگا۔ اب دوسری بات یہ کہ ضرورت امام کس حدتک محسوس ہونے لگی سو اسکے بارے میں صرف اتنا لکھدینا کافی ہے اگر اسکا وجود جو کوئی بیس برس سے قائم ہے وہ نہ ہوتا تو یہ دنیا غارت ہی ہوجاتی اور میرا کامل یقین ہے کہ اس کے مبارک وجود کے طفیل جو سراسر رحمت الٰہی کا مظہر ہے یہ دنیا قائم ہے اور بہت کچھ برکات اور فیوض آئندہ اوسکے وجود باجود سے اوسکو نصیب ہونے والے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب وہ تمام باتیں عام طور پر ظاہر ہوجائیں گی۔ اگرچہ خاص طور پر اس کا مشاہدہ کرنے والے مشاہدہ بھی کرچکے ہیں والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اب تیسری بات یہ کہ اس عالیجناب امام کی صداقت پر زمینی اور آسمانی نشان کیا کیا ظاہر ہوئے جو اسکا جواب بھی ہے کہ اکثر وہ سب ظاہر ہوگئے ہیں جنکا حدیثوں میں ذکر ہوا ہے اور اکثر اکابران دین پر اس چودہویں صدی ہی میں اُس کے ظہور فرمانے کا زمانہ کشفاً اور الہاماً ظاہر ہوگیا ہے اور وہ اپنی اپنی تصنیفات میں اس کا ذکر بھی کرچکے ہیں اور ان سب باتوں کے مفصل تذکرہ کے لئے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں بھری پڑی ہیں خداتعالیٰ دنیا کو ان کتابوں کے دیکھنے کی توفیق نصیب کرے تو پھر کسی قسم کا شک باقی نہ رہے گا۔ اب رہی چوتھی بات کہ امام وقت کی طرف رجوع نہ کرنے کے باعث کس قسم کے آثار وقوع پذیر ہونے لگے ہیں۔ تو جواب میں یہی گذارش کافی ہے کہ عیاں را چہ بیان۔ آج کئی سال ہوئے جو قہر الٰہی کے آثار دنیا میں ظاہر ہوگئے ہیں۔ مگر خاص طور پر ہند کا جو حال ہوا ہے وہ تو پوچھو ہی نہیں۔ ابتدا تو طاعون سے ہوئی ہے مگر بعد اس کے قہر الٰہی کی وہ مختلف صورتیں جو وقتاً فوقتاً مغضوب قوموں پر عذاب کی صورت میں ظاہر ہوئے نظر آنے لگے ہیں اور وہ تمام عذاب جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے کسی نہ کسی صورت میں آنے لگے ہیں۔

دیکھو وبار طاعون کا حملہ باری باری سے کس طرح ہوتا آیا ہے اور ہنوز روز اول ہی کا نمونہ نظر آتا ہے پھر قحط کو دیکھئے کہ اوس نے کسطرح ملک کو تباہ کیا اور یہ عمل مطالعہ اخبارات سے بخوبی کھل سکتا ہے۔ پھر زلزلوں کو دیکھئے کہ اونہوں نے دنیا کو کسطرح ہلا ڈالا ہے۔ اور بعض بعض مقامات پر خطرناک خسف الارض ہوا ہے اور رنگ سے لیکر دارجیلنگ تک ایک خطرناک زلزلہ آیا۔

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریۃ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۳-۴۴-۴۵ | ۳۰ نومبر و ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء | جلد ۷

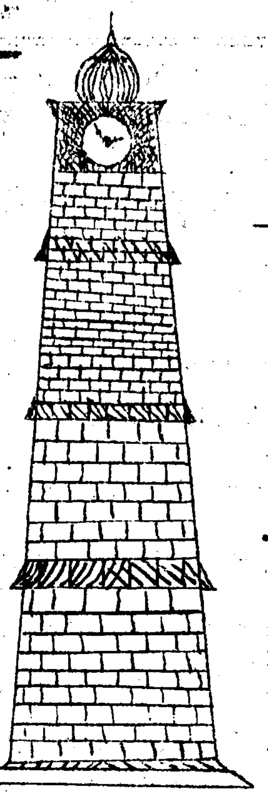

تذکرۃ الشہادتین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اس زمانہ میں اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں۔ مگر جس ظلم کو ابھی میں ذیل میں بیان کروں گا۔ وہ ایک ایسا دردناک حادثہ ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے۔

اس امر کو با ترتیب بیان کرنے کے لیے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لیے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں کو بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لیے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لیے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی ہر ایک وحی جو ہوتی تھی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کیلیے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اسجگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اسقدر محرف مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہونچی بلکہ ہر ایک حصہ اُس کا جب خدا تعالےٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اُس کے مطابق ثابت ہوا اور اُس کی تصدیق کے لیے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ اُنھیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اُس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور اُنھیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ اُن دنوں میں بہت مری پڑیگی اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے اور جبکہ اُسوقت کہ اس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا قریباً بائیس برس طاعون کے پھوٹ

پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس
بارہ میں الہامات بارش کیطرح ہوئے اور تکرار
ان فقرات کا مختلف پیراؤں میں ہوا چنانچہ
مندرجہ ذیل وحی میں اسطرح پر مجھے مخاطب کرکے
فرمایا۔

اتی امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا
النبیّون ۔ انّ اللّٰہ مع الذین اتّقوا والذین
ھم محسنون ۔ انّہ قویّ عزیز ۔ وانّہ
غالب علی امرہ ولکنّ اکثر النّاس
لا یعلمون ۔ انّما امرہ اذا اراد شیئًا
ان یّقول لہ کن فیکون ۔ اتعزّون منّی
وانا من المجرمین منتقمون ۔ یقولون
ان ھذا الّا قول البشر واعانہ علیہ
قوم اٰخرون ۔ جاھل او مجنون ۔ قل
ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم
اللّٰہ ۔ انّا کفیناک المستھزئین ۔ انّی
مھین من اراد اھانتک ۔ وانّی معین
من اراد اعانتک ۔ وانّی لا یخاف
لدیّ المرسلون ۔ اذا جاء نصر اللّٰہ
والفتح وتمّت کلمۃ ربّک ھذا الّذی
کنتم بہ تستعجلون ۔ واذا قیل لھم
لا تفسدوا فی الارض قالوا انّما نحن
مصلحون ۔ الا انّھم ھم المفسدون ۔
وان یتّخذونک الّا ھزوًا اھذا الّذی
بعث اللّٰہ ۔ بل اتینٰھم بالحقّ فھم للحقّ
کارھون ۔ وسیعلم الّذین ظلموا
ایّ منقلب ینقلبون ۔ سبحانہ وتعالٰی
عمّا یصفون ۔ ویقولون لست مرسلًا ۔
قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل
انتم مؤمنون ۔ انت وجیہ فی حضرتی
اخترتک لنفسی ۔ اذا غضبت غضبتُ
وکلّما احببت احببتُ ۔ یحمدک

اللّٰہ من عرشہ ۔ یحمدک اللّٰہ ویمشی
الیک ۔ انت منّی بمنزلۃ لا یعلمھا
الخلق ۔ انت منّی بمنزلۃ توحیدی
وتفریدی ۔ انت من ماءنا وھم
...... من فشل ۔ الحمد للّٰہ الّذی
جعلک المسیح ابن مریم ۔ وعلّمک ما
لم تعلم ۔ قالوا انّٰی لک ھذا قل
ھو اللّٰہ عجیب لا رادّ لفضلہ ۔ لا
یسئل عمّا یفعل وھم یسئلون ۔
انّ ربّک فعّال لما یرید خلق
اٰدم فاکرمہ ۔ اردت ان استخلف
فخلقت اٰدم ۔ وقالوا اتجعل فیھا
من یّفسد فیھا قال انّی اعلم ما
لا تعلمون ۔ یقولون ان ھذا الّا اختلاق
قل اللّٰہ ثمّ ذرھم فی خوضھم
یلعبون ۔ وبالحقّ انزلنٰہ وبالحقّ
نزل ۔ وما ارسلنٰک الّا رحمۃ للعٰلمین
یا احمدی انت مرادی ومعی ۔ سرّک
سرّی ۔ شانک عجیب واجرک
قریب ۔ انّی انرتک واخترتک
یاتی علیک زمن کمثل زمن موسٰی
ولا تخاطبنی فی الّذین ظلموا انّھم
مغرقون ۔ ویمکرون ویمکر اللّٰہ
واللّٰہ خیر الماکرین ۔ انّہ کریم تمشّٰی
امامک وعادٰی لک من عادٰی
وسوف یعطیک ربّک فترضٰی ۔
انّا نأتی الارض ننقصھا من
اطرافھا ۔ لتنذر قومًا ما انذر
اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین ۔
قل انّی امرت وانا اوّل المؤمنین

قل یوحٰی الیّ انّما الٰھکم الٰہ واحد ۔
والخیر کلّہ فی القراٰن لا یمسّہ
الّا المطھّرون ۔ فبایّ حدیث
بعدہ تؤمنون ۔ یریدون ان لا
یتمّ امرک ۔ وما کان اللّٰہ لیترکک
حتّٰی یمیز الخبیث من الطیّب ۔
ھو الّذی ارسل رسولہ بالھدٰی
ودین الحقّ لیظھرہ علی الدّین کلّہ
وکان وعد اللّٰہ مفعولًا ۔ انّ
وعد اللّٰہ اتٰی ۔ ورکل ورکٰی ۔
یعصمک اللّٰہ من عدا ۔ ویسطو ا
بکلّ من سطا ۔ حلّ غضبہ علی
الارض ۔ ذٰلک بما عصوا وّکانوا
یعتدون ۔ الامراض تُشاع و
النفوس تضاع ۔ امر من السّماء
امر من اللّٰہ العزیز الاکرم
انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی
یغیّروا ما بانفسھم ۔ انّہ اوی
القریۃ ۔ لا عاصم الیوم الّا اللّٰہ ۔
اصنع الفلک باعیننا ووحینا ۔
انّہ معک ومع اھلک ۔ انّی
احافظ کلّ من فی الدّار ۔ الّا
الّذین علوا من استکبار واحافظک
خاصّۃ ۔ سلام قولًا من ربّ
رّحیم ۔ سلام علیکم طبتم ۔ و
امتازوا الیوم ایّھا المجرمون ۔
انّی مع الرّسول اقوم وافطر و
اصوم ۔ والوم من یلوم ۔ واعطیک
ما یدوم ۔ واجعل لک انوار
القدوم ۔ ولن ابرح الارض الی

الرَّحْمٰنُ الْمَعْلُوْمُ - اِنِّیْ اَنَا الصَّاعِقَةُ وَاِنِّیْ الرَّحْمٰنُ ذُوْاللُّطْفِ وَالنَّدٰی

ترجمہ خدا کا امر آرہا ہے پس تم جلدی مت کرو یہ خوشخبری ہے جو قدیم سے نبیوں کو ملتی رہی ہے خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں یعنی ادب اور حیا اور خوف الٰہی کی پابندی سے اُن نیکی راہوں کو بھی چھوڑتے ہیں۔ جنمیں معصیت اور نافرمانی کا گمان ہو سکتا ہے اور دلیری سے کوئی قدم نہیں اُٹھاتے بلکہ ڈرتے ڈرتے کسی فعل یا قول کے بجالانے کا قصد کرتے ہیں اور خدا اُن کے ساتھ ہے جو اُسکے ساتھ اخلاص اور اُسکے بندوں سے نیکی بجالاتے ہیں + وہ قوی اور غالب ہے وہ ہر ایک امر پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے جب وہ ایک بات کو چاہتا ہے تو کہتا ہے ہو پس وہ بات ہو جاتی ہے کیا تم مجھ سے بھاگ سکتے ہو اور ہم مجرموں سے انتقام لیں گے کہتے ہیں کہ یہ تو صرف انسان کا قول ہے اور ان باتوں میں دوسروں نے اس شخص کی مدد کی ہے یہ تو جاہل ہے یا مجنون ہے انکو کہہ دے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تمہیں دوست رکھے اور جو لوگ تجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں ہم اُنکے لیے کافی ہیں میں اُس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کے درپے ہے اور میں اُس شخص کی مدد کروں گا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے۔ میں ہوں جو میرے پاس ہو کر میرے رسول ڈرا نہیں کرتے جب خدا کی مدد اور فتح آئیگی اور تیرے رب کا کلمہ پورا ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جسکے بارہ میں تم جلدی کرتے تھے۔ اور جب اُنکو کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں خبردار ہو کہ وہی مفسد ہیں اور تجھے انھوں نے ہنسی اور ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے اور ٹھٹھا مار کر کہتے ہیں کہ کیا یہ وہی شخص ہے کہ جو خدا نے مبعوث فرمایا یہ لو انکی باتیں ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ہمنے ان کے سامنے حق پیش کیا پس وہ حق کے قبول کرنے سے کراہت کر رہے ہیں اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس طرف پھیرے جائیں گے خدا ان تہمتوں سے پاک اور برتر ہے جو اُسپر لگا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں انکو کہہ دے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے پس کیا تم ایمان لاتے ہو۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے اپنے لیے تجھے چن لیا جب تو کسی پر ناراض ہو تو میں اُسپر ناراض ہوتا ہوں اور ہر ایک چیز جس سے تو پیار کرتا ہے میں بھی اُس سے پیار کرتا ہوں خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے

خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے تو مجھ سے اُس مرتبہ پر ہے جسکو دنیا نہیں جانتی تو مجھسے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فشل سے۔ اُس خدا کو حمد ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا اور تجھے وہ باتیں سکھلائیں جن کی تجھے خبر نہ تھی لوگوں نے کہا کہ یہ مرتبہ تجھے کہاں سے اور کیونکر مل سکتا ہے انکو کہدے کہ میرا خدا عجیب ہے اُس کے فضل کو کوئی رد نہیں کر سکتا جو کام وہ کرتا ہے اُس سے پوچھا نہیں جاتا کہ ایسا کیوں کیا مگر لوگ اپنے اپنے کاموں سے پوچھے جاتے ہیں تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے اُس نے اس آدم کو پیدا کر کے اسکو بزرگی دی میں نے اس زمانہ میں ارادہ کیا کہ اپنا ایک خلیفہ زمین پر قائم کروں۔ پس مینے اس آدم کو پیدا کیا اور لوگوں نے کہا کہ کیا تو ایسا شخص اپنا خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے یعنی پھوٹ ڈالتا ہے تو خدا نے انھیں کہا کہ جن باتوں کا مجھے علم ہے تمھیں وہ باتیں معلوم نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ایک بناوٹ ہے کہہ خدا ہے جس نے یہ سلسلہ قائم کیا پھر یہ کہکر انکو اپنے لہو ولعب میں چھوڑ دے اور ہمنے حق کے ساتھ اسکو اُتارا اور ضرورت حقہ کے موافق وہ اُترا اور ہمنے تجھے تمام دنیا کے لیے ایک عام رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے تیرا بھید میرا بھید ہے تیری شان عجیب ہے اور اجر قریب ہے میں نے تجھے روشن کیا اور میں نے تجھے چنا تیرے پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ موسیٰ پر زمانہ آیا تھا اور تو اُن لوگوں کے بارے میں میری جناب میں شفاعت مت کر جو ظالم ہیں کیونکہ وہ غرق کیے جائیں گے اور یہ لوگ مکر کرینگے۔ اور خدا بھی اُن سے مکر کرے گا اور خدا تعالےٰ بہتر مکر کرنے والا ہے وہ کریم ہے جو تیرے آگے آگے چلتا ہے اور اُسکو وہ اپنا دشمن قرار دیتا ہے جو تجھسے دشمنی کرتا ہے اور وہ عنقریب تجھے وہ چیزیں دے گا جن سے تو راضی ہو جائے گا ہم زمین کے وارث ہوں گے اور ہم اُسکو اُسکے طرفوں سے کھاتے جاتے ہیں تاکہ تو اُس قوم کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے کہہ میں مامور ہوں اور میں سب سے پہلے مومن ہوں۔ کہہ میرے پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمھارا خدا ایک خدا ہے اور تمام خیر قرآن میں ہے اسکے حقائق معارف تک وہی لوگ پہونچتے ہیں جو پاک کیے جاتے ہیں پس تم اُسکے بعد بھی اُسکو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے یہ لوگ ارادہ کرتے

ہیں کہ کچھ ایسی کوشش کریں کہ تیرا امر ناتمام رہ جائے لیکن خدا یہی چاہتا ہے کہ تیری بات کو کمال تک پہونچاوے۔ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ قبل اسکے جو پاک اور پلید میں فرق کر کے دکھلاوے تجھے چھوڑ دے۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو (یعنی اس عاجز کو) ہدایت اور دین حق دیکر اس غرض سے بھیجا ہے تا وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اور خدا کا وعدہ ایکدن ہونا ہی تھا خدا کا وعدہ آگیا اور ایک پیر اُس نے زمین پر مارا اور خلل کی اصلاح کی۔ خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور اُس شخص پر حملہ کرے گا کہ جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کرے گا اُس کا غضب زمین پر اُترا آیا کیونکہ لوگوں نے معصیت پر کمر باندھی اور وہ حد سے گذر گئے۔ بیماریاں ملک میں پھیلائی جائیں گی اور طرح طرح کے اسباب سے جانیں تلف کی جائیں گی یہ امر آسمان پر قرار پا چکا ہے یہ اُس خدا کا امر ہے جو غالب اور بزرگ ہے جو کچھ قوم پر نازل ہوا خدا اُسکو نہیں بدلائے گا جبتک کہ وہ لوگ اپنے دلوں کی حالتیں نہ بدلا لیں وہ اُس گاؤں کو جو قادیان ہے کسی قدر ابتلا کے بعد اپنی پناہ میں لے لے گا * آج خدا کے سوا کوئی بچانے والا نہیں ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا وہ قادر خدا تیرے ساتھ اور تیرے لوگوں کے ساتھ ہے میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کے اندر ہے بچاؤں گا مگر وہ لوگ جو میرے مقابل پر تکبر سے اپنے تئیں نافرمان اور اونچا رکھتے ہیں یعنی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے اور خاصکر میری حفاظت تیرے شامل حال رہے گی۔ خدائے رحیم کیطرف سے سلامتی ہے تمپر سلامتی ہے تم پاک نفس ہو اور اے مجرمو آج تم الگ ہو جاؤ۔ میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا اور اُسکو ملامت کرونگا جو ملامت کرتا ہے اور تجھے وہ نعمت دونگا جو ہمیشہ رہیگی اور اپنی تجلی کے نور تجھمیں رکھدوں گا اور میں اس زمین سے وقت مقدر تک علیحدہ نہیں ہونگا یعنی میری قہری تجلی میں فرق نہ آئے گا میں صاعقہ ہوں اور میں رحمان ہوں صاحب لطف اور بخشش

نوٹ * اوی کا لفظ زبان عرب میں ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی قدر مصیبت یا ابتلا کے بعد اپنی پناہ میں لیا جائے اور کثر مصائب اور تلف ہونے سے بچایا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم یجدک یتیما فاوٰی اسی طرح تمام قرآن شریف میں اٰوٰی اور اٰوینا کا لفظ ایسے ہی موقعوں پر استعمال ہوتا ہے کہ جہاں کسی شخص یا کسی قوم کو کسی قدر تکلیف کے بعد پھر آرام دیا گیا۔ منہ

ذکر واقعۂ شہادتین

انھیں دنوں میں جب کہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے اور میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا۔ **خوست علاقہ حدود کابل** میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوند زادہ مولوی **عبد اللطیف** ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں اور وہ تمام دلائل جو نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے مینے اپنی کتابوں میں لکھے تھے وہ سب دلیلیں اُنکی نظر سے گذریں اور چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خداترس اور تقویٰ شعار تھے اسلیے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور انکو اس دعویٰ کی تصدیق میں کوئی وقت پیش نہ آئی۔ اور اُن کے پاک کانشنس نے بلا توقف مان لیا کہ یہ شخص من جانب اللہ اور یہ دعوےٰ صحیح ہے تب اُنھوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا اور اُن کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہاں تک کہ اُن کے لیے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہو گیا آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھوں نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جائے حج کے لیے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کے لیے درخواست کی چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علما کے سردار سمجھے جاتے تھے اس لیے نہ صرف انکو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا۔ سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان پہونچے اور جب مجھ سے اُنکی ملاقات ہوئی تو قسم اُس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے اُن کو اپنی پیروی اور اپنے دعوے کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لیے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے انکو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ اُن کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی اُن کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک صفت تھی کہ درحقیقت وہ **دین کو دنیا پر مقدم** رکھتا تھا اور وہ درحقیقت اُن راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہونچاتے ہیں۔ اور خدا کے خوش کرنے کے لیے اور اُسکی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس وخاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو طیار ہوتے ہیں۔ اُسکی ایمانی قوت اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اُسکو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود بیعت کے اور باوجود میرے دعوے کی تصدیق کے پھر دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی اُن میں باقی رہ جاتی ہے اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق اور خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق ان کے ناتمام نفسوں میں پایا جاتا ہے اسی وجہ سے اُنکی نسبت ہمیشہ میری حالت یہ رہتی ہے کہ میں ہمیشہ کسی خدمت دینی کے پیش کرنے کے وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ انکو ابتلا پیش نہ آوے اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دیں لیکن میں کن **الفاظ** سے اس **بزرگ مرحوم** کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جسطرح کوئی ردی چیز پھینک دی جاتی ہے۔ اکثر لوگوں کو میں دیکھتا ہوں کہ انکا اول اور آخر برابر نہیں ہوتا اور ادنیٰ سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بد صحبت سے وہ گر جاتے ہیں مگر اس جوانمرد مرحوم کی اس استقامت کی تفصیل میں کن الفاظ سے بیان کروں کہ وہ نور یقین میں دمبدم ترقی کر گیا اور جب وہ میرے پاس پہونچا تو میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی اور فرمایا کہ میں ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ پہلے سے فیصلہ کر چکا تھا کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس زمانہ کے اکثر مسلمان اسلامی روحانیت سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر اُن کے دل مومن نہیں۔ اور اُن کے اقوال اور افعال بدعت اور شرک اور انواع و اقسام کی معصیت سے پُر ہیں۔ ایسا ہی بیرونی حملے بھی انتہا تک پہونچ گئے ہیں اور اکثر دل تاریک پردوں میں ایسے بےحس و حرکت ہیں کہ گویا مر گئے ہیں اور وہ دین اور وہ تقویٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے جسکی تعلیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی گئی تھی اور وہ صدق اور یقین اور ایمان جو اس پاک جماعت کو ملا تھا بلاشبہ اب وہ باعث کثرت غفلت کے مفقود ہے اور شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ایسا ہی میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت میں ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ پردہ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدد دین پیدا ہو۔ بلکہ میں روز بروز اس اضطراب میں تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے انھیں دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہونچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میں بڑی کوشش سے چند کتابیں آپ کی تالیف کردہ بہم پہونچائیں اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر انکو عرض کیا تو قرآن شریف کو ان کے ہر ایک بیان کا مصدق پایا۔ پس وہ بات جس نے پہلے پہل مجھے اس طرف حرکت دی وہ یہی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایکطرف تو قرآن شریف بیان کر رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور واپس نہیں آئیں گے اور دوسری طرف وہ موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس اُمت کو وعدہ دیتا ہے کہ وہ اس اُمت کی مصیبت اور ضلالت کے دنوں میں اُن خلیفوں کے رنگ میں خلیفے بھیجتا رہے گا جو موسوی سلسلہ کے قائم اور سنبھال رکھنے کے لیے بھیجے گئے تھے سو چونکہ ان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسے خلیفے تھے جو موسوی سلسلہ کے آخر میں پیدا ہوئے اور نیز وہ ایسے خلیفے تھے کہ جو لڑائی کے لیے مامور نہیں ہوئے تھے اس لیے خدا تعالیٰ کے کلام سے ضرور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کے رنگ پر بھی اس اُمت میں آخری زمانہ میں کوئی پیدا ہو۔

اسی طرح بہت سے کلمات معرفت اور دانائی کے اُن کے مُنہ سے میں نے سُنے جو بعض یاد رہے اور بعض بھول گئے اور وہ کئی مہینہ تک میرے پاس رہے اور اس قدر انکو میری باتوں میں دلچسپی ہوئی کہ اُنھوں نے میری باتوں کو حج پر ترجیح دی اور کہا کہ میں اس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے۔ سو میں نے اُن کو مستعد پا کر جہاں تک میرے لیے ممکن تھا اپنے معارف اُن کے دل میں ڈالے اور اسطرح اُن کو سمجھایا کہ دیکھو یہ بات بہت صاف ہے کہ اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے **اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا** جسکے یہ معنے ہیں کہ ہم نے ایک رسول کو جو تم پر گواہ ہے یعنی اس بات کا گواہ کہ تم کیسی خراب حالت میں ہو تمھاری طرف موسیٰ رسول کی مانند بھیجا ہے جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا سو اس آیت میں اللہ جل شانہٗ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ ٹھیرایا ہے۔ پھر **سورہ نور** میں سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل ٹھیرا دیا ہے سو کم سے کم تحقق مثابہت کے لیے

یہ ضروری ہے کہ دونوں سلسلوں کے اول اور آخر میں نمایاں مشابہت ہو یعنی یہ ضروری ہے کہ اس سلسلہ کے اول پر مثیل موسیٰ ہو اور اس سلسلہ کے آخر میں مثیل عیسیٰ۔ اور ہمارے مخالف علما یہ تو مانتے ہیں کہ سلسلہ ملت اسلامیہ مثیل موسیٰ سے شروع ہوا مگر وہ سراسر ہٹ دھرمی سے اس بات کو قبول نہیں کرتے کہ خاتمہ اس سلسلہ کا مثیل عیسیٰ پر ہوگا۔ اور اس صورت میں وہ عمداً قرآن شریف کو چھوڑتے ہیں کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا بلکہ آیت کما استخلف الذین من قبلہم میں تمام سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل قرار دیا ہے۔ پس اس صورت میں قطعاً و وجوباً لازم آتا ہے کہ سلسلہ خلافت اسلامیہ کے آخر میں ایک مثیل عیسیٰ پیدا ہو اور چونکہ اول و آخر کی مشابہت ثابت ہونے سے تمام سلسلہ کی مشابہت ثابت ہو جاتی ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے پاک نبیوں کی کتابوں میں جا بجا انہیں دونوں مشابہتوں پر زور دیا گیا ہے بلکہ اول اور آخر کے دشمنوں میں بھی مشابہت ثابت کی گئی ہے جیسا کہ ابو جہل کو فرعون سے مشابہت دی گئی ہے اور آخری مسیح کے مخالفین کو یہود مغضوب علیہم سے اور آیت کما استخلف الذین من قبلہم میں یہ بھی اشارہ کر دیا ہے کہ آخری خلیفہ اس امت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے زمانہ میں آئے گا جو وہ زمانہ اپنی مدت میں اس زمانہ کی نظیر ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے تھے یعنی چودھویں صدی۔ کیونکہ کما کا لفظ جس مشابہت کو چاہتا ہے اس زمانہ کی مشابہت بھی داخل ہے تمام فرقے یہود و نصاریٰ کے اس بات پر متفق ہیں کہ عیسیٰ بن مریم نے جس زمانہ میں دعویٰ نبوة کیا وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی تھی اور جیسا کہ ان میں سے پروٹسٹنٹ مذہب والے خیال کرتے ہیں کہ چودھویں صدی موسوی سے کچھ سال گذر چکے تھے جب حضرت عیسیٰ نے دعویٰ نبوة کیا اور یہ پروٹسٹنٹ کا قول یہودیوں کے متفق علیہ قول کے مقابل پر کچھ چیز نہیں۔ اور اگر اس کی صحت بھی مان لیں تو اس قدر قلیل فرق سے مشابہت میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ مشابہت ایک قلیل فرق کو چاہتی ہے۔ ویسا ہی قرآن شریف کی رو سے سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے ہر ایک نیکی اور بدی میں مشابہت رکھتا ہے اسی کی طرف ان آیتوں میں

اشارہ ہے کہ ایک جگہ یہود کے حق میں لکھا ہے فینظر کیف تعملون۔ دوسری جگہ مسلمانوں کے حق میں لکھا ہے لننظر کیف تعملون۔ ان دونوں آیتوں کے یہ معنی ہیں کہ خدا تمہیں خلافت اور حکومت عطا کر کے پھر دیکھے گا کہ تم راستبازی پر قائم رہتے ہو یا نہیں۔ ان آیتوں میں جو الفاظ یہود کے لیے استعمال کیے ہیں وہی مسلمانوں کے لیے یعنی ایک ہی آیت کے نیچے ان دونوں کو رکھا ہے پس ان آیتوں سے بڑھ کر اس بات کے لیے اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا نے بعض مسلمانوں کو یہود قرار دیدیا ہے اور صاف اشارہ کر دیا ہے کہ جن بدیوں کے یہود مرتکب ہوئے تھے یعنی علما ان کے اس امت کے علما بھی انہیں بدیوں کے مرتکب ہوں گے اور اسی مفہوم کی طرف آیت غیر المغضوب علیہم میں بھی اشارہ ہے کیونکہ اس آیت میں بالاتفاق کل مفسرین مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جن پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے غضب نازل ہوا تھا اور احادیث صحیحہ میں مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جو مورد غضب الٰہی دنیا میں ہی ہوئے تھے اور قرآن شریف بھی گواہی دیتا ہے کہ یہود کو مغضوب علیہم ٹھیرانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر لعنت جاری ہوئی تھی۔ پس یقینی اور قطعی طور پر مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر ہلاک کرنا چاہا تھا۔ اب خدا تعالیٰ کا یہ دعا سکھلانا کہ خدایا ایسا کر کہ ہم وہی یہودی نہ بنجائیں جنہوں نے عیسیٰ کو قتل کرنا چاہا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ امت محمدیہ میں بھی ایک عیسیٰ پیدا ہونے والا ہے ورنہ اس دعا کی کیا ضرورت تھی۔ اور نیز جبکہ آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں بعض علما مسلمان بالکل علماء یہود سے مشابہ ہو جائیں گے اور یہود بنجائیں گے پھر یہ کہنا کہ ان یہودیوں کی اصلاح کے لیے اسرائیلی عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا بالکل غیر معقول بات ہے کیونکہ اول تو باہر سے ایک نبی کے آنے سے مہر ختم نبوت ٹوٹتی ہے اور قرآن شریف صریح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا ٹھیراتا ہے۔ ماسوا اس کے قرآن شریف کی رو سے یہ امت خیر الامم کہلاتی ہے پس اس کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ یہود بننے کے لیے تو یہ امت ہو مگر عیسیٰ باہر سے آوے اگر یہ سچ ہے کہ کسی زمانہ میں اکثر علماء اس امت کے یہودی بنجائیں گے یعنی یہود خصلت ہو جائیں گے تو پھر یہ بھی سچ ہے کہ ان یہود کے درست کرنے کے لیے

باہر سے عیسیٰ نہیں آئے گا بلکہ جیسا کہ بعض افراد کا نام یہود رکھا گیا ہے ایسا ہی اس کے مقابل پر ایک فرد کا نام عیسیٰ بھی رکھا جائے گا۔ اس بات کا انکار نہیں ہو سکتا کہ قرآن اور حدیث دونوں نے بعض افراد اس امت کا نام یہود رکھا ہے جیسا کہ آیت غیر المغضوب علیہم سے بھی ظاہر ہے کیونکہ اگر بعض افراد اس امت کے یہودی بننے والے نہ ہوتے تو دعا مذکورہ بالا ہرگز نہ سکھائی جاتی۔ جب سے دنیا میں خدا کی کتابیں آئی ہیں خدا تعالیٰ کا ان میں یہی محاورہ ہے کہ جب کسی قوم کو ایک بات سے منع کرتا ہے کہ مثلاً زنا نہ کرو یا چوری نہ کرو یا یہودی نہ بنو تو اس منع کے اندر یہ پیشگوئی مخفی ہوتی ہے کہ بعض ان میں سے ارتکاب ان جرائم کا کریں گے دنیا میں کوئی شخص ایسی نظیر پیش نہیں کر سکتا کہ ایک جماعت یا ایک قوم کو خدا تعالیٰ نے کسی ناکردنی کام سے منع کیا ہو اور پھر وہ سب کے سب اس کام سے باز رہے ہوں۔ بلکہ ضرور بعض اس کام کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہودیوں کو یہ حکم دیا کہ تم نے توریت کی تحریف نہ کرنا سو اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض یہود نے توریت کی تحریف کی۔ مگر قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو کہیں یہ حکم نہیں دیا کہ تم نے قرآن کی تحریف نہ کرنا بلکہ فرمایا کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ یعنی ہم نے ہی قرآن شریف کو اتارا اور ہم ہی اس کی محافظت کریں گے اسی وجہ سے قرآن شریف تحریف سے محفوظ رہا۔ غرض یہ قطعی اور یقینی اور مسلم سنت الٰہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی کتاب میں کسی قوم یا جماعت کو ایک برے کام سے منع کرتا ہے یا نیک کام کے لیے حکم فرماتا ہے تو اس کے علم قدیم میں یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس کے حکم کی مخالفت بھی کریں گے پس خدا تعالیٰ کا سورۃ فاتحہ میں یہ فرمانا کہ تم دعا کیا کرو کہ تم وہ یہودی نہ بنجاؤ جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینا چاہا تھا جس سے دنیا میں ہی ان پر غضب الٰہی کی مار پڑی۔ اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں یہ مقدر تھا کہ بعض افراد اس امت کے جو علماء امت کہلائیں گے اپنی شرارتوں اور تکذیب مسیح وقت کی وجہ سے یہودیت کا جامہ پہن لیں گے ورنہ ایک لغو دعا کے سکھلانے کی کچھ ضرورت نہ تھی یہ تو ظاہر ہے کہ علماء اس امت کے اس طرح کے یہودی نہیں بن سکتے کہ وہ ہیرو ڈیس کے حکام میں سے بنجائیں اور پھر اس عیسیٰ بن مریم کو جو مدت سے اس دنیا سے گذر چکا ہے سولی دینا چاہیں کیونکہ اس زمانہ میں نہ وہ یہودی ابھی زمین پر موجود ہیں نہ وہ عیسیٰ موجود ہے پس ظاہر ہے کہ اس آیت میں ایک آیندہ واقعہ کی

طرف اشارہ ہے اور یہ بتلانا منظور ہے کہ اس اُمت میں عیسیٰ مسیح کے رنگ میں آخری زمانہ میں ایک شخص مبعوث ہوگا اور اس کے وقت کے بعض علماء اسلام ان یہودی علماء کی طرح اُسکو دکھ دیں گے جو عیسیٰ علیہ السلام کو دکھ دیتے تھے اور اُنکی شان میں بدگوئی کریں گے بلکہ احادیث صحیحہ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہودی بننے کے یہ معنے ہیں کہ یہودیوں کی بداخلاق اور بدعادات علماء اسلام میں پیدا آجائیں گے اور گو بظاہر مسلمان کہلائیں گے مگر اُن کے دل مسخ ہو کر ان یہودیوں کے رنگ سے رنگین ہو جائیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دُکھ دیکر مورد غضب الٰہی ہوئے تھے پس جبکہ یہودی یہی بنیں گے جو مسلمان کہلاتے ہیں تو کیا یہ اس اُمت مرحومہ کی بےعزتی نہیں کہ یہودی بننے کے لیے تو یہ مقرر کیے جائیں مگر مسیح جو ان یہودیوں کو درست کرے گا وہ باہر سے آئے گا یہ تو قرآن شریف کے منشا کے سراسر خلاف ہے قرآن شریف نے سلسلہ محمدیہ کو ہر ایک نیکی و بدی میں سلسلہ موسویہ کے مقابل رکھا ہے نہ صرف بدی میں ماسوا اس کے آیۃ غیر المغضوب علیہم کا صریح یہ منشا ہے کہ وہ لوگ یہودی اس لیے کہلائیں گے کہ خدا کے مامور کو جو اُن کی اصلاح کے لیے آئے گا بنظر تحقیر و انکار دیکھیں گے اور اسکی تکذیب کرینگے اور اُسکو قتل کرنا چاہیں گے اور اپنے قوی غضبیہ کو اُسکی مخالفت میں بھڑکائیں گے اس لیے وہ آسمان پر مغضوب علیہم کہلائیں گے اُن یہودیوں کی مانند جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکذب تھے جس تکذیب کا آخرکار نتیجہ یہ ہوا تھا کہ سخت طاعون یہود میں پڑی تھی اور بعد اس کے طیطوس رومی کے ہاتھ سے وہ نیست و نابود کیے گئے تھے پس آیت غیر المغضوب علیہم سے ظاہر ہے کہ دنیا میں ہی کوئی غضب اُن پر نازل ہوگا کیونکہ آخرت کے غضب میں تو ہر ایک شریک ہے اور آخرت کے لحاظ سے تمام کافر مغضوب علیہم ہیں پھر کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں خاص کر کے اُن یہودیوں کا نام مغضوب علیہم رکھا جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو سولی دینا چاہا تھا بلکہ اپنی دانست میں سولی دے چکے تھے۔

پس یاد رہے کہ ان یہودیوں کو مغضوب علیہم کی خصوصیت اس لیے دی گئی کہ دنیا میں ہی اُن پر غضب بھی نازل ہوا تھا اور اسی بنا پر سورہ فاتحہ میں اس اُمت کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ خدایا ایسا کر کہ ہم وہ یہودی نہ بن جائیں یہ ایک پیشگوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ جب اس اُمت کا مسیح مبعوث ہوگا تو اس کے مقابل پر وہ یہودی بھی پیدا ہو جائیں گے جن پر اسی دنیا میں خدا کا غضب نازل ہوگا۔ پس اس دعا کا یہ مطلب تھا کہ یہ مقدر ہے کہ تم میں سے بھی ایک مسیح پیدا ہوگا اور اُس کے مقابل پر یہود پیدا ہوں گے جن پر دنیا میں ہی غضب نازل ہوگا سو تم دعا کرتے رہو کہ تم ایسے نہ بن جاؤ۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یوں تو ہر ایک کافر قیامت میں مورد غضب الٰہی ہے لیکن اس جگہ مراد غضب سے دنیا کا غضب ہے جو مجرموں کے سزا دینے کے لیے دنیا میں ہی نازل ہوتا ہے اور وہ یہودی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دُکھ دیا تھا اور بموجب نص قرآن کریم اُنکی زبان پر لعنتی کہلائے تھے وہ وہی لوگ تھے جن پر دنیا میں ہی عذاب کی مار پڑی تھی یعنی اول سخت طاعون سے وہ ہلاک کیے گئے تھے اور پھر جو باقی رہ گئے تھے وہ طیطوس رومی کے ہاتھ سے سخت عذاب کے ساتھ ملک سے منتشر کیے گئے تھے پس غیر المغضوب علیہم میں یہی عظیم الشان پیشگوئی مخفی ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے یہودی کہلائیںگے وہ بھی ایک مسیح کی تکذیب کرینگے جو اُس پہلے مسیح کے رنگ پر آئے گا یعنی نہ وہ جہاد کرے گا اور نہ تلوار اُٹھائے گا بلکہ پاک تعلیم اور آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو پھیلائے گا اور اس آخری مسیح کی تکذیب کے بعد بھی دنیا میں طاعون پھیلے گی اور وہ سب باتیں پوری ہوں گی جو ابتدا سے سب نبی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ آخری زمانہ میں وہی مسیح ابن مریم دوبارہ دنیا میں آجائیگا یہ تو قرآن شریف کے منشا کے سراسر برخلاف ہے جو شخص قرآن شریف کو ایک تقویٰ اور ایمان اور انصاف اور تدبر کی نظر سے دیکھے گا اُس پر روز روشن کی طرح کھل جائے گا کہ خداوند کریم قادر نے اس اُمت محمدیہ کو موسوی اُمت کے بالکل مقابل پیدا کیا ہے انکی اچھی باتوں کے بالمقابل پر اچھی باتیں دی ہیں اور انکی بری باتوں کے مقابل پر بری باتیں ہیں اُمت میں بعض ایسے ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مغضوب علیہم یہود سے مشابہت رکھتے ہیں اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک گھر ہے جسمیں عمدہ عمدہ آراستہ کمرے موجود ہیں جو عالی شان اور مہذب لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور جس کے بعض حصہ میں پاخانے بھی ہیں اور بدرو بھی اور گھر کے مالک نے چاہا کہ اس محل کے مقابل پر ایک اور محل بناوے کہ تا جو جو سامان اس پہلے محل میں تھا اس میں بھی موجود ہو سو یہ دوسرا محل اسلام کا محل ہے اور پہلا محل موسوی سلسلہ کا محل تھا۔ یہ دوسرا محل پہلے محل کا کسی بات میں محتاج نہیں۔ قرآن شریف توریت کا محتاج نہیں اور یہ اُمت کسی اسرائیلی نبی کی محتاج نہیں۔ ہر ایک کامل جو اس اُمت کے لیے آتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور اسکی وحی محمدی وحی کی ظل ہے۔ یہی ایک نکتہ ہے جو سمجھنے کے لائق ہے افسوس ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ کو دوبارہ لاتے ہیں نہیں سمجھتے کہ مطلب تو یہ ہے کہ اسلام کو فخر مشابہت حاصل ہو نہ یہ ذلت کہ کوئی اسرائیلی نبی آوے تا اُمت اصلاح پاوے

علاوہ اس کے یہ نہایت بیہودہ خیال ہے کہ ایسے لغو اعتقاد پر زور دیا جاوے جسکی خدا کی کتاب میں کوئی نظیر نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھنے کی درخواست کی گئی جیسا قرآن شریف میں مذکور ہے مگر وہ یہ کہکر نامنظور کیگئی کہ قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا تو کیا عیسیٰ بشر نہ تھا کہ اُسکو بغیر درخواست کے آسمان پر چڑھایا گیا۔ پھر قرآن شریف سے تو صرف رفع الی اللہ ثابت ہے جو ایک روحانی امر ہے رفع الی السماء اور یہودیوں کا اعتراض تو یہ تھا کہ جو شخص لکڑی پر لٹکایا جائے اُس کا رفع روحانی دوسرے نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف نہیں ہوتا اور یہی اعتراض دفع کرنے کے لائق تھا پس قرآن شریف نے کہاں اس اعتراض کو دفع کیا ہے یعنی تمام اس نزاع کی بنیاد یہ تھی کہ یہودی کہتے تھے کہ عیسیٰ مصلوب ہو گیا ہے اور جو شخص مصلوب ہو اُس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا اس لیے عیسیٰ کا اور نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف رفع روحانی نہیں ہوا لہذا وہ مومن نہیں ہے اور نہ نجات یافتہ ہے اور چونکہ قرآن اسبات کا ذمہ وار ہے کہ یہود کے جھگڑوں کا تصفیہ فرماوے لہذا اُس نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عیسیٰ کا بھی دوسرے نبیوں کی طرح رفع ہوا ہے خدا نے تو ایک جھگڑے کا فیصلہ کرنا تھا۔ پس اگر خدا تعالیٰ نے ان آیتوں میں یہ فیصلہ کیا تو پھر بتلاؤ کہ کس مقام میں یہ فیصلہ کیا۔ کیا نعوذ باللہ اسطرح کی بدفہمی خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کہ جھگڑا تو یہود کیطرف سے روحانی رفع کا تھا اور خدا یہ کہے کہ عیسیٰ مع جسم دوسرے آسمان پر بیٹھا ہے۔ ظاہر ہے کہ نجات کے لیے مع جسم آسمان پر جانا شرط نہیں صرف روحانی رفع شرط ہے۔

پس اسجگہ اس جھگڑے کے فیصلہ کے لیے بیان کرنا تھا کہ نعوذ باللہ عیسیٰ لعنتی نہیں ہے بلکہ [illegible] رفع روحانی اُسکو نصیب ہوا ہے ماسوا اس کے قرآن شریف میں جو رفع کے پہلے توفی کا لفظ لایا گیا ہے یہ صریح اسبات پر قرینہ ہے کہ یہ وہ رفع ہے جو ہر ایک مومن کو موت کے بعد نصیب ہوتا ہے اور توفی کے یہ معنی کرنا کہ زندہ آسمان پر حضرت عیسیٰ اُٹھائے گئے یہ یہی یہودیوں کی طرح قرآن شریف کی تحریف ہے قرآن شریف اور تمام حدیثوں میں توفی کا لفظ قبض روح کے بارہ میں استعمال پاتا ہے کسی مقام میں ان

تقریر حضرت اقدس امام علیہ السلام

چو کار عمر نہ پیداست بارے این اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشید

حضرت امام ھمام علیہ الصلوٰۃ والسلام بوقت ظہر حسب معمول اللہ سے مسجد مبارک میں تشریف لائے اور بعد کو ترتیب نشست بخشکر مولوی برہان الدین صاحب جہلمی سے مخاطب ہوکر دریافت فرمایا کہ آپکے چہرہ پر آثار پژمردگی وپریشانی وحیرانی کیسے نظر آرہے ہیں؟

عرض کی کہ حضور! وجہ تو صرف یہی ہے کہ اب دوسرا کنارہ یعنی جہان ثانی نظر آرہا ہے کیونکہ پیرانہ سالی اب عالم آخرۃ کا ہی خیال رہتا ہے گنتی ہی کے دن اب باقی سمجھنے چاہییں مزید براں عارضہ ضعف اور بھی اسکے سریع الوقوع ہونے پر شاہد ہے اور ضعف کا یہ باعث ہے کہ ابتدا میں کچھ مراقبہ نفی واثبات کا کسیقدر شغل رکھا ہے جس سے یہ عارضہ ضعف لاحق حال ہوگیا ہے۔ یہ سنکر **حضرت اقدس** نے ایک معانی خیز اور پر معارف لب ولہجہ کے ساتھ فرمایا کہ جب یہ حالت ہے تب تو ضرور ہے کہ ان تمام عارضی تخیرات کو یکسو رکھکر ایک ہی آستانہ بارگاہ ایزدی پر نظر رکھنی چاہیے کیونکہ ہر ایک سعادت کیش ومتلاشی حق روح کا یہی مامن اور ملجا و ماوا ہے اور چونکہ یہ مسلم امر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پیارے مقربوں کے پاس رہنا گویا ایکطرح سے خود خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہوتا ہے اس واسطے اب آپکو باقی ایام زندگی قادیان میں گذارنے چاہییں اور یہاں آکر ڈیرہ لگا دینا چاہیے اور اس شہر پر کار رسید ہونا چاہیے۔ ؎

چو کار عمر نہ پیداست بارے این اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشید

یہاں تو مقصود یک درگیر محکم گیر پر عمل کرنا ضروری ولازمی ہے ہر ایک کیلیے مناسب وواجب ہے کہ حسب استطاعت اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرکے پوری سعی کرے تاکہ ٹھیک وقت پر سفر منزل محبوب حقیقی کے لیے طیاری کر سکے۔ بغیر جوش محبت کے اسکی راہ پر قدم مارنا بڑا مشکل ہے اور ساتھ ہی اسپر استقلال واستقامت ضروری ہے جب یہ امر حاصل ہو جاوے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جذب القلوب کا عمل بتدریج خود بخود شروع ہو جاویگا جس سے صادقین کی معیت کی توفیق ملیگی اور اسکا صیقل نقش الٰہی سے زنگار آئینہ دل محو ہوکر تزکیہ نفس وتطہیر قلب نصیب ہوگا۔ مگر تلاش حق کا بیج بونا مقدم ہے جس سے صدق وصفا کا پر ثمر نخل پیدا ہوتا ہے اور محبت ذاتی ربانی کی آبپاشی سے نشو ونما پاتا ہے ؎

بمنزل جاناں رسد جان مرد ہ کہ ہمدم در تلاش او دوان باشد

آپ اپنی پہلی حالت کو یاد کریں جبکہ آغاز سال ۱۸۸۰ء میں صرف حسب الارشاد جوش حق آپکو کشاں کشاں یہاں لایا تھا اور آپ پاپیادہ افتاں وخیزاں اسقدر دور فاصلہ سے پہلے قادیان پہونچے تھے اور جب ہمکو یہاں نہ پایا تو اسی بیتابی وبیقراری کے جوش میں تنہا پیدل ہی ہمارے پاس ہوشیارپور جا پہونچے تھے اور جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو کس وقت ہم سے جدا ہونا آپکو بڑا شاق گذرتا تھا اب تو ایسا وقت آگیا ہے کہ آپکو آگے ہی قدم مارنا چاہیے نہ یہ کہ الٹا تساہل وتکاہل میں پڑیں اب تو زمانہ بزبان حال کہہ رہا ہے اور نشانات وعلامات سماوی باواز دہل پکار رہی ہیں۔ ؎

چنیں زمانہ چنیں دور این چنیں برکات
تو بے نصیب روی وہ چہ این شقاوت ہا
فلک بریں میں شدہ بارش برکات
مگیا طالب حق بانصیب ترا باشد
بجز اسیر عشق خرس رہائی نیست
بدرد او بنہ مرض دوا باشد

غرضیکہ پوری مستعدی وہمت سے استقلال دکھلاویں یہ آثار پژمردگی ہمیں بر محل معلوم نہیں ہوتے یہاں کا رہنا تو ایک قسم کا آستانہ ایزدی پر رہنا ہے اس حوض کوثر سے وہ آب حیات ملتا ہے کہ جسکے پینے سے حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے جسپر ابدالآباد تک موت ہرگز نہیں آسکتی۔ اچھی طرح کمر بستہ ہوکر پورے استقلال سے اس صراط مستقیم کے راہ رو بنیں اور ہر قسم کی دنیوی رکاوٹوں اور نفسانی خواہشوں کی پروا نہ کرکے اللہ تعالےٰ کے صادق مامور کی پوری بیعت کریں تاکہ حکم کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی فرمانبرداری کا سنہری تمغہ آپکو حاصل ہو۔ یاد رکھیں کہ راستی وصداقت کے فرزند ہمیشہ جاہ وجلال کے تاج زرین کے وارث ہوا کرتے ہیں راستبازی کے حاسد دشمنوں کا جو انجام ہوا کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ ؎

بسوز تا کہ بسوزد حسود در ره یار
بمیر تا کہ گریزد ز فنا باشد

معلوم نہیں کہ آپکو جہلم سے کیوں انس ہے حالانکہ اسکے بیہم سنی کو خدمت کرنیکے بعد تو جہل ہی جہل رہ جاتا ہے۔ بھلا فہم وذکا کو جہل سے کیا نسبت؟

مولویصاحب نے عرض کی کہ حضور! واقعی یہ تو سچ ہی ہے کہ جہلم بمعنی جہل من ہی ہے آخری میم نسبتی ہے فرمایا کہ جب یہ خیال ہے تو ایسے جہل کو ترک کرنا چاہیے وہاں کی رہایش کو یہاں کی رہایش پر کسیطرح بھی ترجیح نہیں ہوسکتی پھر اس حالت میں کہ من اللہ کی صحبت نہایت ضروری بلکہ مغتنمات سے ہے خوش قسمت وہ جنکو یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب ہو۔ جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اسجگہ آکر آباد نہیں ہوتا یا کم از کم ایسی تمنا دل میں نہیں رکھتا اسکی حالت کی نسبت مجھے بڑا اندیشہ ہے کہ مبادا وہ پاک کرنیوالے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔ اپنے گھروں وطنوں اور املاک کو چھوڑ کر میری ہمسایگی کیلیے قادیان میں بود وباش کرنا اصحاب الصفہ کا مصداق بننا ہے اور یہ تو ایک ابتدائی مرحلہ میں سے ہے ورنہ عمران خدا کو تو اگر اس سے بھی صدہا درجہ بڑھکر دشواریوں ومصیبتوں کا سامنا ہوتا ہے وہ انکی پروا نہیں کرتے بلکہ وفور جذبہ عشق محبوب حقیقی سے آگے ہی قدم مارتے ہیں اور اپنا تمام دھن من تن ہی کا دین صرف کر دینے کو عین اپنی سعادت وخوش قسمتی سمجھتے ہیں انکا یہی مقصود بالذات ہوتا ہے کہ دنیوی علائق کے جالوں کو توڑ کر اسکے بندوں سے مخلصی پاکر اس جمیع اسماء کی جامع ذات ستودہ صفات کی آستانہ سراپا برکت خیز پر پہونچنے کا شرف حاصل کریں۔ ؎

تنا بدا از رہ جانان خود سرِ اخلاص
اگرچہ سیل مصیبت بزور ما باشد
براہ یار عزیز از بلا نہ پرہیزند
اگرچہ در رہ آں یار اژدہا باشد
بدولت دو جہاں سر فرو نمی آرند
بعشق یار دل سرکشان رہا باشد

میں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ درحقیقت مول استقامت ہی ہے کلام مجید میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنی جو اسکیطرف آجاتے ہیں وہ صرف اسقدر کہنے پر ہی بس نہیں کرتے بلکہ اس صراط مستقیم پر استقامت بھی دکھلاتے ہیں نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ تطہیر وتنویر قلوب کی منزلیں طے کر لیتے ہیں اور بعد انشراح صدر کے جو اللہ کے فضل سے انکو حاصل ہوتا ہے اللہ انکو اپنی خاص نعمتوں سے متمتع فرماتا ہے محبت وذوق الٰہی انکی غذا ہو جاتی ہے مکالمہ الٰہی۔ وحی۔ الہام وکشف وغیرہ عطاء الٰہی سے مشرف وبہرہ مند کیے جاتے ہیں درگاہ رب العزت سے طمانیت وسکینت انپر اترتی ہے۔ حزن ویاس انکے نزدیک نہیں پھٹکتی۔ ہر وقت جذبہ محبت وولولہ عشق الٰہی میں سرشار رہتے ہیں گویا لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کے پورے مصداق ہو جاتے ہیں سعادۃ من قال ؎

کلید نعمت دولت محبت ست وفا
خوشا کسیکہ چنیں دولتش عطا باشد

غرض استقامت بڑی چیز ہے۔ استقامت ہی کی بدولت تمام گروہ انبیاء ہمیشہ مظفر ومنصور وبامراد ہوتا چلا آیا ہے ذات تقدس مآب باری تعالیٰ کے ساتھ ایک خالص ذاتی تعلق وگہرا پیوند قائم کرنا چاہیے جب یہ تعلق پورا قائم ہو جاوے پھر ہر ایک قسم کے خوف وخطر سے انسان محفوظ ومطمئن ہو جاتا ہے اور انشراح صدر کے بعد تمام بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے؟ صرف اسلیے کہ انکو ہر کہ درایزدی یافت باز برنگرد شناخت پر حق الیقین ہو جاتا ہے اور اسکی پر ثمر تاثیرات انکے لوح قلب پر منقش ہو جاتے ہیں اور انکے رگ وریشہ میں سرایت کر گئی ہوتی ہیں اور بوجہ استیلائے محبت ونقش الٰہی شہود عظمت وجلال ذات کبریائی انکے قلب سلیم کا ہی ورد ہو جاتا ہے۔ ؎

دلا ز چنیم حکایت مکن نہ از روم
کہ دارم دلستانی اندریں بوم
چو روئے خوب او آید بیادم
فراموشم شود موجود ومعدوم

آپ اپنے سارے جسم وجان روح وروان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں پھر خدا تعالیٰ خود بخود تم سب کا حافظ وناصر معین وکارساز ہو جاویگا۔ چاہیے کہ انسان کے تمام قویٰ آنکھ۔ کان۔ دل۔ دماغ۔ دست وپا جملہ متمسک باللہ ہو جاویں انمیں کسی قسم کا اختلاف نہ رہے اسی میں تمام کامیابیاں ونصرتیں ہیں یہی اصل مراقبہ ہے اسی سے حرارت قلبی وروحانیت پیدا ہوتی ہے اور اسی کی بدولت ایمان کامل نصیب ہوتا ہے۔

سب سے اول تو انسان کو اپنا مرض معلوم کرنا چاہیے جبتک مرض کی تشخیص نہو علاج کیا ہو سکتا ہے؟ پس وہ حالت ہے جبکہ انسان نفس امارہ کے زیر حکم چلتا ہے اسوقت صرف محرکات بد یعنی شیطان ہی کی اسپر حکومت ہوتی ہے اور نہیں۔ الا ماشاء اللہ دور افتادہ ہلاک ہونیوالی ناپاک روحوں کا اسپر قبضہ ہوتا ہے اس سے ذرا اوپر انسان ترقی کرتا ہے تو اسوقت اسکا اپنے نفس کے ساتھ ایک جہاد شروع ہو جاتا ہے اسکی ایسی حالت کا نام لوامہ ہے اسوقت اگرچہ محرکات بدی سے اسکو پوری مخلصی نہیں ہوتی

مگر محرکات نیکی یعنی ملائکہ کی پاک تحریکات کی تاثیریں بھی اُسپر مؤثر ہونے لگجاتی ہیں۔ ان نیک تحریکات کی قوت وطاقت سے نفس امارہ سے اسکی ایک قسم کی کشتی ٹوٹ جاتی ہے اور اُنکی مدد سے تحریکات بدی پر غلبہ پاتے پاتے زینہ ترقی پر چڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور اگر فضل ایزدی شامل حال ہو تو بتدریج ترقی کرتا جاتا ہے آخر کار اس نفس لوامہ کی کشتی جیت لینے پر تمام تحریکات بدی کو مغلوب کرلیتا ہے اور اس مرحلہ سے اوپر چڑھنے پر وہ ناپاک رذیلوں کی بُری تحریکات کے نتائج بد سے بالکل محفوظ ہو کر امن الٰہی میں آجاتا ہے اسحالت کامیابی وظفر مندی وفائز المرامی کا نام مطمئنہ ہے اس وقت وہ ذات باریتعالیٰ سے آرام یافتہ ہوتا ہے اور اسی منزل پر پہونچکر سالک کا سلوک ختم ہو جاتا ہے تمام تکلفات اُٹھ جاتے ہیں اور بلحاظ مدارج روحانیت کو بھی جد و جہد انسانی کی انتہا اور اسکا مقصود ذاتی ہوتا ہے اس اگر ہر مقصود کو حصول پر وہ پورا کامیاب و فائز المرام ہو جاتا ہے ہماری **بعثت** کی علت غائی بھی تو یہی ہے کہ راستہ منزل جاناں کے بھولے بھٹکوں۔ دل کے اندھوں۔ جذام شک کے مبتلاؤں۔ ہلاکت کے گڑھے میں گرنیوالوں اور یاپاہوں کو صراط مستقیم پر چلا کر وصال ذات ذوالجلال کا شیریں جام پلایا جاوے۔ اور عرفان الٰہی کے اس نقطہ انتہائی تک انکو پہنچایا جاوے تاکہ انکو حیات ابدی وراحت دائمی نصیب ہو اور وہ جوار رحمت ایزدی میں جگہ لیکر بہشت و سرور رہیں ہماری **معیت** اور صحابت کی پاک تاثیرات کے ثمرات حسنہ بالکل صاف ہیں ہاں انکے ادراک کیلیے فہم رسا چاہیے اُنکے حصول کے لیے رشد و صفا چاہیے ساتھ ہی استقامت کے لیے اتقا چاہیے ورنہ ہماری جانب سے تو چار دانگ عالم کے کان تو بہت سے کھول کھولکر منادی ہو رہی ہے ؎

بیا مردم کہ رہ صد راز خشانم | بہ دلستان برم گر کار پارسا باشید
کسیکہ سایہ بال ہماش سود دیدکہ | بیا بہرش کہ دور دوئے نطق باشید
سگی کہ دی خزاں اگہے نخواہد دید | بیا غرارست گرفتہ سیہ باشید

ہمنے تو اس مائدہ الٰہی کو ہر کس و ناکس کے آگے رکھدیا ہے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اگر آگے انکی اپنی قسمت! وما علینا الا البلاغ۔ اس سے تھوڑی زمانہ پہلے بڑے بڑے علما لکھ گئے تھے کہ مہدی معہود و مسیح موعود کی آمد کا زمانہ بالکل قریب ہے بلکہ بعض نے اسکی تائید میں اپنے اپنے مکاشفات بھی لکھے تھے جب اُس نعمۃ کا وقت آیا تو تمام یہودی سیرت لوگوں نے اسکے قبول کرنے سے اعراض کرلیا ہے اور صرف انکار پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ تکذیب پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ جسکا کوئی حد نہیں مخالفت کا کوئی پہلو چھوڑ نہیں کہا ہر دم البتہ یہودیت کو عمل میں لایا جارہا ہے ہر وقت فساد و شرارت کا بازار گرم کیا ہوا ہے کوئی ایذا و تکالیف دہی کا رادہ نہیں چلتا ہماری شریعت سنبھال کے لیے کوئی ماپا نہ ہے جو انکے ایمان دو ڑدھوپ کی مخالفت سے باز آ استہزا و تضحیک کا کوئی پہلو باقی چھوڑا گیا ہے یحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون مگر انکی فتنہ پردازیاں و گریہ کاریاں کچھ بھی عند اللہ وقعت نہیں رکھتیں

چہ جائیکہ انکو کبھی کامیابی کا منہ دیکھنا بھی نصیب ہو سکا چراغیکہ ایزد برفروزد ؎ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد
سچ پوچھو تو انکی یہ مخالفتیں ہماری مشن کی کامیابی کے لیے کھاد کا کام دے رہی ہیں کیونکہ اگر مخالفوں سے میدان صاف ہو جاوے تو اس میدان کے مردان کارزار کے جوہر کسطرح ظاہر ہوں اور انعامات الٰہی کے مستحق انکو کسطرح حصہ نصیب ہو اور اگر اعدا کی مخالفت کا بحر مواج پایاب ہو جاوے تو اسکے غواصوں کی کیا قدر ہو اور وہ بحر معانی کے بے بہا گوہر کو کسطرح حاصل کرسکیں ؎

گر نبودی در مقابل روئے مکروہ و کس چہ دانستی جمال شاہد گلفام را
گر نبفتادی بخصمی کار در جنگ و نبرد کے شدے جوہر عیاں شمشیر خون آشام را

اس مخالفت کا کوئی ایسا ہی معلوم ہونا ہے والا انکی مخالفت کی ارادے کو عند اللہ کیا قدر رکھتی ہیں اُس ذات قادر مطلق کا تو صاف حکم ہے ان حزب اللہ ھم الغالبون اور اس جنگ و جدال کا آخری انجام بھی بتایا ہے العاقبۃ للمتقین مگر افسوس کہ یا اینہمہ کوئی نہیں سمجھتے حالانکہ اس نصرت الٰہی و تائید ایزدی کا یہ مشاہدہ دیکھ بھی ہوتا رہتا ہے اور انکی ذلت وخسران و نامرادی کا انجام بھی کوئی پوشیدہ نہیں ہے کیوں نہو ؎

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

قطع نظر ان یہودیت مجسم مولویوں و خشک ملاؤں کی موجودہ زمانہ کے **فقرا** کا گروہ بھی کچھ کم نہیں ہے ان میں ریاکاری و ذاتی اغراض کی ایک زہر بھری ہے جو آخر کار انکو ہلاک کر ڈالتی ہے۔ انکا ہر ایک قول و فعل و عمل انکی نفسانی اغراض کے تابع ہوتا ہے اور اسمیں کوئی کوئی نہاں در نہاں ذاتی غرض مرکوز خاطر ہوتی ہے۔ مثلاً خواہش شہرت و طلب دنیا و جاہ طلبی وغیرہ وغیرہ تاکہ لوگ انکی طرف رجوع کریں اور انکی دنیوی عزت و مال و متاع میں ترقی ہو جس سے اپنے نفس امارہ کو خوش رکھیں یہ ایسا سم قاتل ہے کہ اسکا انجام ہلاکت ہے بعض انمیں سے زمین کھود کر چلہ کرتے ہیں نہ یہ حکم الٰہی ہے اور نہ سنت طریق نبوی ریاکاری و مکاری کا خود تراشیدہ ایک خاص ڈھنگ ہے تاکہ لوگوں کو دام تزویر میں لایا جاوے اور یہی اسکے دلکی غرض ہوتی ہے۔ انکی ایسی عملوں کی مثال میدانی سراب جیسی کہ دور سے تو خوشنما مصفا پانی دکھائی دیتا ہے مگر نزدیک جانے پر اسکی اصل حقیقت کھلجاتی ہے کہ وہ تو صرف آنکھوں کو دھوکا تھا اُسوقت تشنگان آب زلال کو بجز حسرت و پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ایسے ریاکاروں کو جہنم سے حصہ [illegible] ہے وہ بالکل بیگانہ ہیں اور کوچہ [illegible] سے بالکل

ناآشنا ہوتے ہیں وہ معرفت الٰہی سے دل کے مردہ اور تن کے زندہ ہوتے ہیں شاید ایسوں ہی کے لیے یہ خطاب ہے ؎

کاملاں حی اند در زیر زمیں | تو بگور و با حیات آہنیں

انکی موت کیحالت عوام کالانعام سے بدتر ہوتی ہے کیونکہ عوام تو سیدھے سادے ہیں جیسا انکی سمجھ میں آتا ہے ویسا ہی عمل کرلیتے ہیں انکی طبیعت میں کوئی تکلف نہیں ہوتا بلکہ سادگی سے دین الٰہی پر چلتے ہیں مگر یہ موجودہ فقرا کا گروہ تو عمداً اغراض نفسانی کو ملحوظ خاطر رکھکر ان تمام ریاکاریوں کے کاموں کو ایک مزورانہ طلسمات کے رنگ میں ظاہر کرتا ہے انہیں عاقبت کی کچھ پروا نہیں ؎

نماز با کلہ سبز و خرقہ پشمیں | کہ زیر دلق طمع فریب باشد

سو ہماری جماعت کو چاہیے کہ ایسے نفسانیت سے اپنے آپ کو بچا دیں اور اللہ تعالیٰ کے بتائی ہوئی راہ اور سنت نبوی پر محکم قدم رکھکر چلیں تاکہ منزل مقصود پر پہونچنے کے لیے انکو کوئی روک حائل نہ ہو اور یہ چند روزہ زندگی رائگاں نہ جاوے جو آخرت میں سخت ندامت و ذلت وخسران کا باعث ہووے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دیوے کہ وہ محض ابتغاء لمرضات اللہ کی غرض سے راہ مستقیم پر چلکر منزل مقصود پر پہونچ جاویں اور تخلیق انسانی کے اصل مدعا کو پورا کریں آمین ثم آمین۔ ۳ نومبر ۱۹۰۳ء

نوٹ

واضح رہے کہ یہ استثنائے ایک شعر کے جو سرعنوان درج ہے باقی اشعار مندرجہ مضمون ہذا اعلیحضرت جناب امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اثنائے تقریر میں نہیں فرمائے تھے گو چونکہ بجز ایک شعر

بمنزل جاناں رسید ہمان مردی
کہ ہمہ دم در تلاش او دواں باشد

کے جو بوقت تحریر مضمون ہذا کے بیساختہ روانی طبع سے و حقیر کے منہ سے نکل گیا ہے باقیماندہ اکثر اشعار خود حضرت اقدس ہی کی زبان گوہر فشاں سے منتخب ہوا ہے اور ان موافقات پر چسپاں بھی تھے سو اسلیے مناسب موقعہ پر لکھدیے گئے ہیں اور بذات خود بھی یہ حقائق معارف کا ایک خزینہ ہیں و ثوق کامل ہے کہ انکا ان موافقات مناسبہ پر چسپاں ہونا بفضلہ تعالیٰ بہت سے سعید فطرت و راستی پسند طبائع کو کشتیف حقائق و لطیف دقائق میں مدد دے گا جس سے انکو احقاق حق و ابطال باطل کی توفیق ملے گی اللہ کرے ایسا ہی ہو آمین ثم آمین۔ والسلام۔

کمترین اللہ داد احمدی
کلرک ضلع شاہ پور
حال قادیان شریف

[illegible] قادیان [illegible] پرنٹر [illegible] باہتمام [illegible]

دی ہولی وار یعنی جہاد

ذیل میں اخبار ڈیلی نیوز لندن کے ایک انصاف پسند مضمون نگار کے مضمون کا جو اس نے زیر عنوان بالا لکھا ہے ترجمہ ہے۔ مذہبی لڑائیوں "جہاد" وغیرہ کے متعلق آزاد خیال یورپ تعصب سے بری نہیں ہے یہاں تک کہ وہاں کا مورخ بھی بیشتر بری نہیں ہے جسکا اہم کام بلا تعصب صداقت کی تحقیق اور صحیح نتائج کا اخذ کرنا اور مرتب کرنا ہے اور آنے والی نسلوں کو زمانہ ماضی کی حقیقت کا مرقع اس طرح دکھانا ہے جیسے کہ ایک ڈرامائسٹ اپنے تھیٹر میں واقعات اور قیاسات کی حقیقت [illegible] دکھاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ڈراما افسانہ قصص اور کہانیوں۔ تصورات۔ جذبات اور قیاسات کے مجموعہ کا نتیجہ ہے۔ اور تاریخ حقیقی واقعات اور ان کے نتائج اور فلسفہ کا باترتیب مجموعہ۔

یہ امر قابل غور ہے کہ اہل یورپ اس نقص متعصبانہ تحقیق کے علاج سے معذور ہیں یا اس کے علاج سے معذور ہیں؟ فلسفہ نفسیات انسانی سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے خیالات اور اعتقادات میں کما حقہ آزاد نہیں ہو سکتا اور اگر آزاد ہو سکتا ہے تو صرف اعلیٰ آزادانہ [illegible] اور تعلیم سے۔ جو دماغ کہ تعصب [illegible] اطاعت پرورش پایا ہے جس کی گھٹی میں یہ باتیں پڑ گئی ہیں وہ ان کے اثر سے کیونکر بچ سکتا ہے؟ [illegible] اور ایسا دیکھا [illegible] اسی لیے باوجود تعلیم کے آزادانہ خیالی پیدا نہیں ہو سکتی اور بچپنے کی تربیت کے اثر دل اور دماغ میں تقویت اور استقلال پیدا [illegible] کی جمع و تفریق اور ترتیب اور تنقیح کی پیدا ہوئی اور انسان صاحب فکر و خیال کہلانے کے لائق ہوا تو مدارج تحقیق کرنے کے لیے حقیقت شناسی [illegible] قدم رکھتا ہے۔ یہاں عام فطرت انسانی آزاد خیالی پر [illegible] ہے ؎

ہے کشمکش [illegible] فریب [illegible] گل
بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہائے گل

تحقیق میں غرض شامل حال ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ دماغ تحقیق کرنے چلا ہے جو تحقیق سے پہلے نتیجہ تحقیق اپنے دل میں ٹھہرا لیتا ہے۔ وہ ایک ایسی چیز کی تحقیق میں چلا ہے جسکو وہ تحقیق کرنا چاہتا ہے جسکو وہ صحیح یا غلط سمجھتا ہے اور اگر اس کے ارادہ خیال کے موافق نتیجہ تحقیق نہ نکلے تو اسکو رنج یا افسوس یا کم از کم تعجب ہوتا ہے۔ البتہ تحقیق مجہول میں شاید یہ کیفیت مرتب نہ ہو۔

اگر چند مثالیں اس ترکیب عام کے خلاف ہیں تو وہ ہمارے قول کی مؤید ہیں۔ اس عام خاصہ بشریت کی روشنی اگر ہم یورپین خیال جہاد جنگ مذہبی پر ڈالیں تو حقیقت کا مجسم نکل جائے جن ممالک میں قصہ اور کہانیاں گیت اور نظمیں جہاد کی برائیوں۔ صلیبی لڑائیوں کے متعلق مسلمانوں کی مذمت۔ مسلمانوں کے ظلم و تعدی۔ طمع و لالچ بے رحمی اور دغا بازی کی موجود ہوں۔ جہاں محاورہ میں یہ خیال بھرا ہوا ہو جہاں بچپن سے ان باتوں کے کان آشنا ہو جاتے ہیں۔ اور جہاں ہر تمیز میں مسلمانوں کی موجودہ ذلیل اور شرمناک زندگی ان سب باتوں کی تطبیق کرتی ہے اور ثابت کرتی ہے۔ وہاں کے عوام کا جو خیال اسلام اور جہاد وغیرہ کے متعلق ہو تھوڑا ہے اور وہ اس خیال کو طاق میں رکھنے سے معذور ہیں۔

ہسپانیہ جہاں مسلمانوں کی تہذیب و شائستگی نے علم اور فضل کا ایسا سکہ بٹھایا تھا کہ تمام اقوام یورپ اس کے اثرات سے متاثر ہوئیں جبل الطارق کی چوٹی سے جو روشنی اپنی شعاعیں دور دراز ملکوں میں ڈالتی تھی وہ رنگ خانہ عالم میں اپنی چمک دکھا کر تاریکی اور اس کا امتیاز کرا دیتی تھی۔ وہ تو ان کے حس جو تاریکی میں رہ کر تاریکی کے احساس کو بھی دفعۃً زائل کر چکے تھے۔ اس روشنی کی چمک سے اپنی اور اپنے گرد و نواح کی حالت کو محسوس کرتے تھے۔ باینہمہ خاص اس ملک میں جب قوم نصاریٰ کے اس زمانہ کے قصص اور کہانیوں پر نظر پڑتی ہے تو کچھ اور ہی عقدہ کھلتا ہے مسلمان اسقدر جابر اور ظالم مشہور ہیں کہ عیسائی بوڑھی عورتیں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو "عرب" کے نام سے ڈرایا کرتی تھیں اور عرب کو تادیب کا تازیانہ بنا رکھا تھا جہاں نام رکھا اور سمجھ گیا۔ جس ملک میں اعلیٰ اسلامی تہذیب کا پرچم مدتوں تک لہرایا۔ جب وہاں کا یہ حال ہو تو دور دراز کے ملکوں کا جن سے اس زمانہ کے عربوں کا سابقہ بہت ہی کم پڑا جو حال ہو تھوڑا ہے۔ عدم واقفیت گناہ ہے۔ مگر جہاں عدم واقفیت کی عدم واقفیت ہو وہاں کیا ہے؟ یہاں گناہ نہ ہوگا۔ ایک عام غلطی مذہب بالاصول اور مذہب بالعمل کے امتیاز میں واقع ہوتی ہے۔ مذہب کے سمجھنے کا عام طریقہ پیروان مذہب کے افعال و اقوال کو دیکھ کر رائے قائم کرنا ہے اس طریقہ کا اختیار کرنا صرف غلطی ہی نہیں ہے بلکہ حماقت اور آگے چلکر ظلم بھی ہے۔ آجکل کے مسلمان مذہب کی روح اور مغز سے بے تعلق ہو گئے اور جسم اور چھلکے پر فریفتہ ہیں۔ یہاں تک بھی غنیمت تھا مگر جہاں دونوں باتیں نہیں اور خراب اور بیہودہ عادات و اطوار ذلیل اور شرمناک حرکات کے مرتکب ہیں ان کا خدا حافظ ہے۔ اگر ان کی حالت قرآن کی تعلیم کا معیار قرار دیجاوے تو ہم صلیب پر پتھر رکھ سکتے ہیں۔ صلیبی لڑائیاں۔ جہاد! کیا ان پر کافی کتابیں موجود نہیں جن سے مسلمان اہل الرائے کی طرف سے جواب مل سکتا۔ یہ بڑا ظلم ہے کہ ایک کتاب کسی مسئلہ پر لکھی جاوے اور جب اس کا رد ایک اور کتاب سے ہو جاوے پھر بھی وہ پہلی کتاب رائج اور موجود اور زندہ رہتی ہے۔ مصنفوں اور کتب فروشوں کو چاہیے کہ اس کتاب کی اشاعت بند کر دیں۔ تاکہ بیچارے انجان لوگ دھوکا نہ کھاویں۔

بیشک جو لوگ زمانہ کے رنگ اور زمانہ کے اثر کا لحاظ نہیں کرتے اور ہر چیز کو خواہ وہ بابا آدم کے وقت کی کیوں نہ ہو۔ حال کی قیاسی انتہائی خوبی کی کسوٹی پر کستے ہیں زمانہ ماضی کو زمانہ ماضی میں جا کر نہیں دیکھتے بلکہ بلا لحاظ زمانہ مستقبل میں بیٹھکر دیکھتے ہیں جو مذہب کے جوش کو ایک محض خفیف سی چیز سمجھتے ہیں اور اس لیے صلیبی لڑائیوں کو وحشیانہ جد و جہد بتاتے ہیں اور اس لیے مسلمانوں کو بلکہ مذہب اسلام کو وحشیانہ طریقہ اور خونخوار مذہب بتاتے ہیں۔ وہ انصاف کا خون کرتے ہیں۔ کیا عیسائی اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے بھلا ؎

در عاقل را نباشد کینہ و پیکار
نہ دانائے ستیزد با سبکسار
دگر از ہر دو جانب جاہلانند
اگر زنجیر باشد بگسلانند

کیا قوم نصاریٰ اس الزام سے بری ہو سکتی ہے جس کے مرتکب مسلمان اس کی رائے میں ہیں؟ کیا صلیبی لڑائیوں میں قوم نصاریٰ نے اسی شوق و ذوق۔ جوانمردی اور جانبازی کے ساتھ کام نہیں لیا جس میں مسلمان بھرے ہوئے تھے؟ کیا وحشیانہ اور ظالمانہ قتل و خون کے حامی مسلمان تھے عیسائی نہ تھے؟ اگر نہیں تو دو فریقوں کی کشمکش کیونکر ہو گئی؟ باقی آئندہ

کہ اس قسم کا کوئی مقدمہ تاریخ سے ثابت نہیں تو ساتھ ہی اس کے یہ ماننا پڑا کہ سید عبد القادر جیلانی ولی اللہ کی نسبت جسقدر احیاء موتی کے متعلق قصے اور افسانے مشہور کئے جاتے ہیں یہ سب افتراء اور بادہ گو لوگوں کی بناوٹیں ہیں۔ جو جاہل لوگوں کے سُنانے اور ان کی جیبیں خالی کرنے کے لئے افتراء کئے گئے ہیں ورنہ سید عبد القادر جیلانی ولی اللہ جیسے بزرگ اور عالم کب ایسے فروری مسئلہ سے ناواقفی اختیار کرتے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی مردہ زندہ نہیں ہو سکتا تو پھر ان قرآنی آیات مندرجہ ذیل جو تعداد میں پانچ ہیں کیا مراد ہے۔ (۱) واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتے۔ قال او لم تؤمن۔ قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءً ثم ادعھن یاتینک (۲) واذ قلتم یاموسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم الصٰعقۃ وانتم تنظرون ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون۔ پارہ اول سورہ بقر رکوع ۶۔ (۳) اوکالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یومًا او بعض یوم .... قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک ولنجعلک اٰیۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحمًا۔ فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر پارہ سوئم سورۃ البقر رکوع ۳۵ (۴) الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت۔ فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون پارہ دوئم سورۃ البقر رکوع ۳۲۔ (۵) واذ قتلتم نفسًا فادّٰرءتم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ فقلنا اضربوہ ببعضھا کذٰلک یحیی اللہ الموتیٰ ویریکم اٰیاتہ لعلکم تعقلون۔ قرآن شریف میں یہ پانچ آیات ہیں جن سے لوگ استدلال پکڑتے ہیں کہ مردے زندہ ہو جایا کرتے مگر ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ خیال لوگوں کا بوجوہات ذیل غلط ہے۔ (اوّل) ہم قرآن کریم کے دیگر مقامات سے ثابت کر چکے ہیں کہ مردے زندہ ہو کر نہیں آیا کرتے چنانچہ آیت حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون وغیرہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ موتی کو زندہ نہیں کیا کرتا اور اس کی تائید میں کثیر التعداد احادیث بھی بیان کی گئی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیاروں کو اس امر کا وعدہ دیکر کہ انکو مکو تمہاری خواہش کے مطابق دیا جائیگا مگر جب انہوں نے دُنیا میں واپس آنا چاہا تو قد سبق منی انھم لا یرجعون (جواب دیکر کہا کہ یہ میرے معاہدہ کے خلاف ہے یہ منظور نہیں ہو سکتا۔ جب قرآن کریم اور حدیث سے مردوں کے دو بارہ دُنیا میں آنیکا انکار ثابت ہوتا ہے تو پھر کیونکر ان آیات میں موت کے وہ معنے لے سکتے ہیں جو مخالفین لیتے ہیں۔

دوئم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد یعنی اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ یہاں موکد طور سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں نے مردوں کو دنیا میں دوبارہ زندہ کرنے کو حرام کر دیا ہے۔ جب قسمیہ طور سے وعدہ کر چکا ہے تو پھر کیونکر اپنے وعدہ کے خلاف ورزی پسند کرتا ہے۔ سوئم اگر مان بھی لیں کہ عام طور سے مردہ زندہ کرنے کی عادت الٰہیہ نہیں مگر خاص خاص موقع پر معجزہ یا کرامت نمائی کے طور اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر دیا کرتا ہے۔ تو پھر اوس کا یہ قانون بموجب آیت ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرًا یعنی اگر قرآن شریف خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا۔ تو اوسمیں بڑا اختلاف پایا جاتا۔ ٹوٹا جاتا اور سخت اختلاف پیدا ہوتا ہے ایک جگہ تو یہ کہے کہ پھر کر مرے ہوؤں کو زندہ نہیں کرینگے اور دوسری جگہ کہدے کہ فلاں فلاں موقع مردے زندہ ہوئے ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے پاک کلام پر کیا اعتبار رہ سکتا ہے بلکہ انسانی کلام سے بھی اوس کا درجہ گرا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ قدوس اور پاک ہے ان سب نقصانات سے اوس کی باتیں سب پختہ اور پرحکمت ہیں اور اوتمیں ہرگز اختلاف نہیں۔ یہ انسان ضعیف البیان کی اپنی سمجھ کا گھاٹا ہے کہ وہ اپنی بے سمجھی سے ایسا خیال کر لیتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے محکم نظام میں کوئی بھی بات ایسی نہیں جو حرف گیری کے لائق ہو۔ لہٰذا اس اختلاف کے دور کرنے کیلئے قرآن شریف اور احادیث رسول کریم پر غور کیجائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ لفظ موت کے معنے صرف وفات حقیقی کے نہیں بلکہ اور معانی بھی ہیں چنانچہ ذیل میں ہم اون کی فہرست دکھاتے ہیں (۱) موت بمعنے نوم جیسے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں بعد سلانے کے زندہ کیا۔ (۲) موت بمعنی سکون جیسے اہل عرب بولتے ہیں ماتت الریح یعنی ہوا ٹھہر گئی (۳) موت بمعنے فقدان قوت نامیہ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے یحیی الارض بعد موتھا۔ (۴) موت بمعنے زوال قوت حسیہ جیسے۔ یالیتنی مت قبل ھذا یعنی کاش اس سے پہلے میں بے حس ہو جاتا۔ (۵) موت بمعنے زوال قوت عقلیہ۔ اور وہ جہل ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے سورہ انعام میں اومن کان میتًا فاحییناہ وجعلنا لہ نورًا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منھا۔ یعنی ایک شخص جو مردہ تھا ہم نے اوس کو زندہ کیا یعنی اوسکو ایک نور علم و نور عقل عطا کیا جس سے وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے کیا وہ اوس جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہے اور اون سے نکلنے والا نہیں۔ (۶) موت بمعنے حزن و خوف جیسے یاتیہ الموت من کل مکان یعنی ہر مکان سے اوسکو خوف اور حزن طاری ہوتا ہے (۷) احوال شاقہ پر بھی موت کا اطلاق ہوتا ہے جیسے اول من مات ابلیس لانہ اول من عصیٰ

اخلاق

(۸) فقر پر بھی موت کا اطلاق آتا ہے جیسے فقال اما تعلم من انفقتہ فقد امتہ کیا تو نہیں جانتا جس کو میں نے فقیر کر دیا اوس کو میں نے مار دیا۔ (۹) ذلت پر بھی۔ (۱۰) سوال پر بھی (۱۱) بڑھاپے پر بھی اطلاق آتا ہے۔ (۱۲) معصیت کے واسطے بھی موت کا لفظ آتا ہے۔ (۱۳) جنون اور صرع پر اس کا اطلاق آتا ہے۔ دیکھو مجمع البحار جلد دوئم صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۳

جبکہ لغت عرب سے موت کے متعدد معانی ہوئے اور نیز دیگر آیات قرآنیہ محکمہ سے ثابت ہو گیا کہ مرے ہوئے دوبارہ اس عالم میں زندہ نہیں ہو سکتے تو پھر ہمکو کیا ضرور ہے کہ ہم آیات متنازعہ فیہا میں موت کے وہ معنے لیں جس سے تغیر و تبدل آیات محکمات میں لازم آوے اور آیات محکمات کے ساتھ تعارض و تناقض ماننا پڑے۔ اب ہم آیات متنازعہ فیہا میں بحث کرتے ہیں اور ہر ایک آیت پر الگ الگ بحث کرتے ہیں۔ اوّل آیت یہ ہے واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ۔ قال او لم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءًا ثم ادعھن یاتینک سعیًا واعلم ان اللہ عزیز حکیم۔ ترجمہ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کسطرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے بجواب اس کے فرمایا کہ کیا تو ایمان نہیں رکھتا کہا کہ ہاں ایمان رکھتا ہوں لیکن میں دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔ فرمایا جناب باری نے کہ چار پرندے لو اور انکو اپنے ساتھ ہلا لو پھر جب ہل جائیں تو ہر ایک کو انمیں سے ایک ایک پہاڑ پر بٹھا دے پھر ان کو بلا وہ تیری طرف دوڑتے ہوئے آئینگے۔ پھر اوسوقت جان لیجیو کہ اللہ عزیز ہے یعنی سب پر بوجہ ربوبیت والوہیت کے غالب اور ممتاز ہے اور وہ حکمت والا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم جو ایک عظیم الشان نبی ہیں وہ عالم ارواح کے متعلق سوال کر کے اپنا اطمینان چاہتے ہیں اور خود عالم کون و فساد میں ہیں۔ اگر یہ اس کے معنے لیے جائیں کہ مردوں کا زندہ ہونا اون آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے تو یہ امر قرین قیاس اور نبی کی شان سے بعید ہے ایسا سوال کرنا کیونکہ دُنیا ایمان بالغیب کی جگہ ہے۔ ایسا سوال کرنا ایمان بالغیب کی حکمت کے منافی ہے اور نیز انبیاء اور اولیاء کا عرفان اور یقین مکاشفات سے بڑھایا جاتا ہے۔ نہ کہ عام منکرین کی طرح خلاف فطرت نظاروں کو برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار کیا انبیاء علیہم السلام عام ہوشیاروں سے بھی گئے گذرے ہوئے کہ موجودہ نظام عالم اور قوانین مستمرہ اونکے واسطے کافی ہدایت نہیں تھے کیا ابراہیم جیسے نبی اہل دانش میں سے نہیں تھے اون کو قدرت الٰہی کا عالم نظارہ کافی رہبر نہ ہوا

قرآن کریم۔ خود فرماتا ہے کہ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ پس لامحالہ یہ کہنا پڑا کہ حضرت ابراہیم اللہ تعالیٰ سے قدرت الٰہی کے عام نظارہ سے اپنی تسلی چاہتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ چار پرندوں کو لیکر اون کو دانہ روزمرہ ڈالکر اپنی طرف ہلانے جیسا لوگ پرندوں کو ہلایا کرتے ہیں اور جب وہ ہل جائیں تو ہر ایک کو الگ الگ پہاڑ پر [illegible] دانہ سے کر بلاؤ وہ سب تیری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اس مثال سے یہ سمجھانا مقصود تھا کہ [illegible] ابراہیم دانہ کا تو خالق نہیں اور نہ تو پرندوں کا [illegible] یہ دونوں چیزیں میری مخلوق ہیں گر تو نے انکو میری [illegible] چیزوں سے کھلا کر ایسا گرویدہ احسان بنالیا کہ جب تو چاہے بلائے وہ تیری آواز سنکر تیری طرف دوڑتے چلے آتے ہیں اور [illegible] رب العالمین ہوں اور ہر ایک چیز کے ذرہ ذرہ کو میں نے پیدا کیا ہے اور ہر ایک چیز کے ذرہ ذرہ تو ہمیشہ سے میری ربوبیت سے پرورش پا رہے ہیں کچھ تھوڑی مدت سے نہیں اس لئے میرا تصرف واحسان ہر ہر ذرہ و اجزاء شئے پر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جب میں بلاؤنگا تو میرے [illegible] فوراً حاضر ہونگے۔ جبکہ تیرے عارضی احسان [illegible] پرورش سے اون میں ایسی کشش تیرے ساتھ اون [illegible] کہ وہ کسی طرح [illegible] نافرمانی نہیں کرتی۔ تو میرے ابدی احسان [illegible] کر سکتے ہیں۔ یہ استدلال ایک نظری استدلال ہے جسکو فطرت کے ساتھ بہت بڑی مناسبت ہے۔ اور اس استدلال کا نام اہل اصول۔ استدلال برہانہ انسب نام رکھتے ہیں۔ یہی استدلال [illegible] حضرت ابراہیم کو دیا گیا۔ مخالف [illegible] لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ ثم اجعل علی کل جبل منھن جزأ کے یہ معنے ہیں کہ حضرت ابراہیم کو حکم کیا گیا کہ اون کا قیمہ کرکے تھوڑا تھوڑا ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھدے۔ یہ اون کی بڑی غلطی ہے الفاظ قرآنی اس کے خلاف ہیں۔ صرھن الیک اس معنے کے مخالف ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہلانے کی ضرورت کیا تھی۔ اور نیز اس صورت میں نظم قرآن یوں ہوتی۔ ثم جزءھن واجعل اجزاءھن علی کل جبل [illegible] نفس پرستو۔ اپنی خواہش کے بندو تم اپنی ہی باتوں سے قرآن کریم کو خلاف محاورہ عرب وخلاف فصاحت ٹھیراتے تمکو خدا کا خوف نہیں آتا۔ کہ خداوند کریم کے کلام میں لفظی و معنوی

نقصانات اور عیوب پیدا ہوتے ہیں۔ کہ تمہارے ایسے معانی بیان کرنے سے لفظی عیوب اور معنوی نقائص کا دھبہ خداوند کریم کے کلام معجز نظام پر لگتا ہے خدا سے ڈرو اور تحریف سے توبہ کرو۔ یہود یہ کو چھوڑو۔ اب ہم دوسری آیت کے معنے بیان کرتے ہیں۔ وہ آیت یہ ہے واذ قلتم یاموسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون

ترجمہ۔ اور جب تم نے کہا۔ اے موسیٰ ہم تجھپر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم اللہ کو برملا نہ دیکھ لیں۔ پس تمکو بجلی نے پکڑ لیا اور تم دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ غشی سے ہوش میں لایا یعنی تمہاری آنکھیں کھلی تھیں لیکن حس وحرکت نہیں کر سکتے تھے اور زبان سے کچھ بول نہیں سکتے تھے۔ جب بجلی کڑک کیساتھ ظہور کرتی ہے اس کو صاعقہ کہتے ہیں جب صدمہ رجعت سے بجلی کسی انسان کو مبتلا کرتی ہے تو دفعتاً بے حس وحرکت ہو کر مردہ کی مانند گر پڑتا کبھی ساتھ ہی غشی اور بے ہوشی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی دفعتاً مر بھی جاتا ہے جب صدمہ انتشاری سے مبتلا کرے تو گوشت و پوست کو جلا دیتی اور ہڈیوں کو توڑ دیتی اور بڑے بڑے زخم اور چھالے پیدا کر دیتی ہے اس قسم کی بجلی کو اثر ایک یا چند اشخاص پر محدود رہتا ہے مگر صدمہ رجعت کی بجلی کثیر التعداد لوگوں پر بھی معبور [illegible] کر سکتی ہے انتم تنظرون [illegible] فاخذتکم الصاعقۃ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بجلی کی صدمہ رجعت سے ہوا۔ کیونکہ کثیر التعداد انسانوں کا بے حس وحرکت ہو جانا پایا جاتا ہے زخم وغیرہ کا ہونا گوشت و پوست کا جلنا ہڈیوں کا ٹوٹنا مذکور نہیں انتم تنظرون سے ظاہر ہے کہ ہوش قائم تھے مگر حس وحرکت مارا گیا تھا۔ اور آنکھوں سے وہ اپنا اور دوسروں کا حال دیکھ رہے تھے۔ اگر بے ہوشی کی حالت ہو جاتی تو دیکھنا بھی ناممکن تھا حس حرکت کا مارا جانا ایک طرح کی موت تھا۔ اکثر مفسرین نے موت سے مراد حقیقی موت لی ہے یہ معنے پہلے الفاظ کے خلاف ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمکو بجلی نے پکڑ لیا یہ نہیں فرمایا کہ تمکو بجلی نے ہلاک کر دیا۔ پھر حالت یہ فرمائی کہ تم دیکھتے تھے یہ ایسی حالت میں ممکن ہے کہ محض حس وحرکت مارا جائے اور ہوش و حواس قائم رہیں بجلی زدہ ہونے کا لفظ موسیٰ کی نسبت بھی آیا۔ وخرّ موسیٰ صعقا یعنی موسیٰ بجلی زدوں کے طور پر گر پڑا یہاں پر بجلی زدگی سے مراد موت نہیں ہے لفظ لغت سے بھی حقیقی موت کا اشتباہ ہو سکتا تھا مگر یہ لفظ خواب سے اٹھانے کے واسطے بھی مستعمل ہوا ہے جیسا کہ اصحاب کہف کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فضربنا علی آذانھم عددًا ثم بعثناھم لنعلم ای الحزبین احصیٰ لما لبثوا امدًا چنانچہ معالم میں درسورہ کہف [illegible] لکھا ہے اے انمناھم و القینا علیھم النوم (فی الکھف سنین عددًا ثم بعثناھم) اے انمناھم سنین معدودۃ (ثم بعثناھم) یعنی من نومھم۔ لفظ موت سے ہمیشہ حقیقی موت مفہوم ہوتی ہے مگر قرآن مجید اور حدیث کے محاورات میں۔ لفظ موت ایسی حالتوں کے واسطے بھی آیا ہے جس میں بعض قوے بیکار ہو جائیں مثلاً زمرہ کافروں کو موتیٰ سے مشابہت دی گئی۔ خواب کو بھی ایک قسم کی موت فرمایا ہے بیدین انسان کبھی میت فرمایا ہے خوف سے جو بے حواسی طاری ہے اوس کو بھی قرآن مجید نے موت سے تشبیہ دی جیسا کہ آیت ذیل میں (فاذا جاء ھم الخوف ینظرون الیک تدور اعینھم کالذی یغشیٰ علیہ من الموت۔ پس اے ہمارے مخالف آیت سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تو بجلی نازل کی اور بجلی کا خاصہ ہے کہ جس پر [illegible] ہے وہ بے حس وحرکت ہو جاتا ہے اور [illegible] سی حالت پائی جاتی ہے اور اگر اون کی خبر گیری [illegible] بہت جلد ہوش میں آجاتے ہیں۔ آجکل بھی ثابت ہوا ہے اور مشاہدہ میں ہے کہ بجلی زدہ دو گھنٹے بعد اچھا ہو سکتا [illegible] آیت میں حقیقی موت مراد لینی بجز [illegible] اور کچھ [illegible] نہیں اور [illegible] معنے اگر کرتے ہیں وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتے ہیں جنہیں [illegible] گویا وہ قرآن شریف کو اختلافات [illegible] ہیں جو آیت لوکان من [illegible] لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرًا [illegible] لہذا اس آیت کے یہی معنی [illegible] بجلی کی وجہ سے بے حس و حرکت ہو گئی تھی اور لغت [illegible] ہیں تو پھر کیونکر اس سے [illegible] کوئی یہ سوال کرے کہ [illegible] زندہ کرے اسی عالم [illegible] تو جواب سکا یہ ہے کہ [illegible] میں فرماتا ہے (و [illegible] یبعثون) اور [illegible] تک اوٹھائے جا [illegible] نے لکھا ہے جو [illegible] طرف سے [illegible] اگر کوئی [illegible] ہے کہ اد [illegible] کے باپ [illegible] جواب [illegible] ترجمہ [illegible]

ضروری نوٹ اور خبریں

دارالامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔ البتہ حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت چند روزوں سے کسی قدر ناساز رہی ہے۔ حضرت ... دی اتنا لمصیر کے انتقال کی خبر الحکم کے ... پرچہ کے ذریعہ شائع ہو چکی۔ حضرت ... مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد کی طبیعت بھی ... گئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ... صاحب کو شفا عطا فرمائی الحمد للہ۔

... ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب ... جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب ... رحمۃ اللہ صاحب لاہور سے اور جناب ... جمیل خان صاحب گورداسپور سے تشریف ... صاحبزادہ صاحب کے علاج میں ڈاکٹر صاحب ... ہم اللہ احسن الجزاء۔

... الامت کی طبیعت بدستور ضعیف ... بے آرام ہے تاہم آپ کی نفع رسانی ... کرتی اس ضعف و ناتوانی میں ... الطلباء کے درس تدریس کا سلسلہ ... اسلام کا جواب مکمل ہو چکا۔

مولوی عبدالکریم صاحب کو ... اللہ تعالیٰ آرام ہے وہی شکایت ... جماعت کراتے ہیں اور دوسرے ... ہیں۔

... مرحوم کا ایک عظیم الشان ... اجزو ہے الحکم کی اگلی اشاعت ... کر ہی گئے آپکی طبیعت خدا ... اس پیرانہ سالی میں بھی آپ ... و تالیف کے سلسلہ ... دسعی ہیں اور بھی برکت

... حالی و نعمانی نے ... ہے اس رسالہ کی ... مسیح کی وفات ... ...

ترک اسلام کا جواب اور اس کی مفت اشاعت

ترک اسلام کی مفت اشاعت کے متعلق جو تجویز الحکم میں شائع ہوئی تھی اور جو تحریک خاکسار ایڈیٹر نے اسکی پانچہزار مفت اشاعت کے لیے کی تھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ قوم میں وہ قبولیت کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے اور اسکو منظور کیا گیا ہے۔ ہم اطلاع کے لیے لکھتے ہیں کہ ترک اسلام کی مفت اشاعت کا ایڈیشن ابھی طبع ہونا شروع نہیں ہوا۔ البتہ فروخت کے لیے حکیم فضل الدین صاحب طبع کر رہے ہیں۔

جس قدر درخواستیں مفت اشاعت کے لیے آرہی ہیں اُن میں بیان بھی کیا گیا ہے کہ قیمت لاگت سے زیادہ نہ ہو حقیقت میں مفت اشاعت کے لیے یہ ضروری امر ہے اور اسپر انشاء اللہ تعالیٰ پورا پورا عملدرآمد ہوگا۔ ترک اسلام کا جواب جو حضرت حکیم الامت نے لکھا ہے اور جو ہم مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں اگر وہ تین سو صفحہ تک بھی ہوگا تو عمدہ کاغذ پر خوشخط صحیح چھاپنے میں بھی اسپر چار آنے سے زیادہ فی نسخہ لاگت آنے کی ہرگز توقع نہیں ہے اور نہ زیادہ سے زیادہ فی نسخہ لاگت آئے گی۔ چونکہ یہ چار پانچہزار کی تعداد منظین پر لاہور چھاپی جاوے گی اس لیے جلد چھپ جانے کی توقع کی جاسکتی ہے اس کے متعلق لاہور کی دخانی مشینوں کے ساتھ خط وکتابت کر لینے کے بعد اعلان الحکم میں دیا جاوے گا اور اُسوقت بتا دیا جاوے گا کہ کس قدر فی جلد کی لاگت آتی ہے۔ اسوقت ہر ایسے بزرگ کو جس نے اسکے مفت تقسیم کرنے کے لیے کاپیاں خریدی ہیں اپنے وعدہ کے موافق روپیہ بھیجنے کی اطلاع دی جاوے گی۔ اسوقت تک جس قدر درخواستیں آرہی ہیں وہ جمع کی جاتی ہیں اور مفت تقسیم کرنے کے لیے خریدنے والوں کی درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہییں۔ کوئی روپیہ ابھی تک ترک اسلام کے متعلق نہ بھیجا جاوے۔

مختلف مسلمان سوسائٹیوں کے جلسے

ہمارے پاس انجمن نعمانیہ لاہور۔ ندوۃ العلماء اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کیطرف سے مطبوعہ اطلاعیں ان کے جلسوں کے متعلق وقتاً فوقتاً چھپنے کے لیے آتی رہی ہیں۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ بعض مصروفیتوں اور احاطہ کے بدیر شائع ہونے

کی وجہ سے انجمن نعمانیہ اور کانفرنس کے اعلانات اب شائع کرنے بیسود از وقت ہیں کیونکہ ان کے جلسے اب بہت قریب ہیں اور اگرچہ ہم ان انجمنوں کے کام پر اعتراض نہ کرتے ہیں لیکن ان کے اشتہاروں کو ہمیشہ جگہ دیتے رہے ہیں اس مرتبہ ہم مندرجہ بالا عنوان کی بنا پر قاصر رہے ہیں اور معافی چاہتے ہیں۔ ندوہ کا جلسہ ابھی دیر بعد ہے اس لیے اس کا اعلان ذیل میں دیدیتے ہیں

اعلان

انجمن ندوۃ العلماء کا دسواں سالانہ اجلاس

دور اور نزدیک کے سب مسلمانوں کو نہایت خوشی سے اطلاع دیجاتی ہے کہ انجمن ندوۃ العلماء کا دسواں سالانہ جلسہ ماہ فروری ۱۹۰۴ء اتوار اور اس کے بعد کے تین روزوں میں شہر مدراس میں منعقد ہوگا۔ انجمن معین الندوہ مدراس کے انتظامی مجلس منعقدہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں اتفاق آراء سے منظور ہو چکا ہے۔

غلام محمود مہاجر ناظم انجمن معین الندوہ مدراس

قواعد رکنیت ندوۃ العلماء

۱۔ ہر مسلمان کم از کم دو روپے سالانہ دیکر بطور رکن ندوۃ العلماء میں شامل ہو سکتا ہے عطیہ کی مقدار ہر شخص کی مقدرت اور دیانت پر موقوف ہے۔

۲۔ ارکان ندوۃ العلماء کے فرائض حسب ذیل مندرج ہیں (۱) احکام شرعیہ کا پورا احترام کرنا۔ (۲) باہمی اتحاد و ارتباط کو بڑھانا (۳) ندوۃ العلماء کے مقاصد و غرض کی انجام دہی میں پوری کوشش کرنا۔

۳۔ اراکین کو وہ کتابیں جو رکنیت سے پہلے شائع ہو چکی ہیں پوری قیمت پر اور سال رکنیت کی کتابیں باستثنائے روداد کے نصف قیمت پر ملیں گی۔

۵۔ جو ذی علم کوئی مضمون کسی مقصد پر پڑھنا چاہیں وہ جلسہ کی تاریخ سے پندرہ دن پیشتر ناظم انجمن معین الندوہ مدراس کے پاس روانہ کریں۔

۶۔ رکنیت یا عطیہ وغیرہ کا مبلغ نشان ذیل پر روانہ کیا جائے۔ جناب الحاج محمد عبدالملک بادشاہ صاحب بہادر معتمد تو فیر انجمن معین الندوہ مدراس۔ کارخانہ حاجی محمد بادشاہ صاحب معززکا ... لین بیچ مدراس۔

۷۔ سوائے ارسال مبلغ کے باقی کل خط وکتابت نشان ذیل پر ہو۔ جناب خان بہادر غلام محمود صاحب مہاجر ناظم انجمن معین الندوہ مدراس چینیاک ترملکھری مدراس

اس واقعہ پر یوں تبصرہ کیا ہے :۔

"مسٹر جناح نے بے حد دانش و تدبیر سے کام لیا کہ مولوی عبدالحامد بدایونی کی اِس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت نہ تھی جس کا منشاء یہ تھا کہ احمدیوں کو مسلم لیگ کا ممبر نہ بنایا جائے ہمیں اِس مسئلہ کے متعلق مسٹر جناح کے مسلک کی نسبت کچھ بھی شبہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کشمیر کی پریس کانفرنس میں صاف صاف فرمایا تھا کہ فرقوں کی بحث نہ اٹھاؤ ہر مسلمان مسلم لیگ کا ممبر ہو سکتا ہے ...... قرارداد کو رد کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسٹر جناح اس قسم کی تفریق آمیز تجاویز کو ملت کے مقاصد کے لئے نقصان رساں سمجھتے رہے ہیں۔" (انقلاب لاہور ۱۳۔ اگست ۴۴ء)

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ

اللہ تعالیٰ جو انسان پر فضل و احسان کرتا ہے اور نعمتیں اُسے دیتا ہے انہیں کوئی گن نہیں سکتا۔ ناشکرا انسان شاید اسے مبالغہ سمجھے مگر قرآن کریم تو مبالغہ سے پاک ہے۔ وہ خود فرماتا ہے وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار (ابراہیم ۱۴۔ ۳۴) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں گن نہ سکو گے۔ یقیناً انسان (اپنے نفس پر) بڑا ظالم اور بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔" اللہ تعالیٰ جو ظاہری نعمتیں دیتا ہے انہی کو گننا ناممکن ہے۔ باطنی نعمتیں ان سے بھی بڑھ کر اور لاانتہا ہیں۔ اور ان میں سے سب سے بڑی نعمت وہ رُوح ہے جو اُس نے صرف انسان میں پھونکی ہے اور کسی اور مخلوق کو نہیں دی۔ جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین (سورۃ الحجر ۱۵۔ ۲۹)

"یعنے سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک بنا لوں اور اپنی رُوح میں سے اس میں پھونکوں تو تم اس کی فرمانبرداری میں گر پڑنا۔" اور چونکہ فرشتے تمام کائنات کی طاقتوں پر مقرر ہیں اس لئے اُن کی فرمانبرداری تمام کائنات کی فرمانبرداری کے مترادف ہے۔

تو اس رُوح کی وجہ سے انسان نہ صرف زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنا بلکہ اسی رُوح کی وجہ سے وہ اخلاق الٰہی اور صفات الٰہی کو اپنے اندر پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب دن بدن حاصل کرتے ہوئے آخر لقاء الٰہی سے سرفراز کیا جاتا ہے جو کہ انسان کی زندگی اور اس کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اور اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تخلقوا باخلاق اللہ (یعنے اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) اور قرآن کریم خود فرماتا ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عٰبدون (البقرۃ ۲۔ ۱۳۸) "اور اللہ کا رنگ اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے اور ہم اسی کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔" اللہ کے رنگ میں رنگین ہونا اُسی کی صفات میں رنگین ہونا ہے۔ اور اللہ کا رنگ اُسی کی فرمانبرداری سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے جو احکام دیئے ہیں وہ بھی انسان میں اپنی صفات اور خوبیاں پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اگر وہ سُبحان یعنے بے عیب ہے تو انسان کو بھی تقوے کے احکام دے کر بے عیب کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ تمام تعریفوں یعنے اعلیٰ صفات اور خوبیوں کا مالک ہے تو ان کو بھی قرآن حکیم میں بالتفصیل بیان فرما کر انسان کو ترغیب دی ہے کہ وہ بھی انہیں حاصل کرے۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ میں رحم ہے تو انسان کو بھی بار بار دوسروں پر بلکہ تمام مخلوق پر رحم کرنے کا حکم ہے اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

یعنے جو زمین میں ہیں اُن پر تم رحم کرو تو جو آسمان میں ہے (یعنے اللہ تعالیٰ) وہ تم پر رحم کرے گا۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ جناب نصیر احمد فاروقی)

جماعت راولپنڈی کی تعزیتی قرارداد

آج ۱۶-۸-۸۲ کو مسجد مبارک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی کا ایک ہنگامی اجلاس بعد از نماز جمعہ زیر صدارت محترم میاں شریف احمد صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

مکرم میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے مورخہ ۱۴-۸-۸۲ نماز تراویح میں یہ افسوسناک خبر سنائی کہ شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آبادی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ اجلاس محترم شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آباد کی ناگہانی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ وہ ہمارے مرحوم بھائی کو اپنی جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔ اور ان کے اعزہ و اقارب کو یہ نقصان عظیم برداشت کرنے اور صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ اجلاس ان کی بیگم صاحبہ، صاحبزادوں، صاحبزادیوں اور اُن کے بھائیوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اُن کے لئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا حامی و ناصر ہو اور اُن کو شیخ صاحب مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیخ صاحب مرحوم صاف گوئی سے کام لیتے تھے۔ ان کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ ان کے قول اور فعل میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور انہوں نے احمدیت کے ساتھ ہمیشہ گرمجوشی سے ساتھ دیا۔ سلسلہ کے ساتھ انہیں والہانہ عقیدت تھی۔ ان کی زندگی نہ صرف تقوٰی و طہارت اور اخلاص سے معمور تھی بلکہ وہ خدمتِ دین کا بے پایاں جذبہ رکھتے تھے۔ وہ انجمن کے لئے خصوصیت سے ایک سرکردہ رکن کی حیثیت سے ہمیشہ تقویت کا موجب تھے۔ ان کی وفات انجمن اور جماعت کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان کا باعث ہے۔

قرار پایا کہ اس کی نقول بیگم صاحبہ عزیز احمد مرحوم، محترم شیخ نثار احمد صاحب، شیخ غلام احمد صاحب، شیخ ممتاز احمد صاحب اور ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح کو برائے اشاعت بھیجی جائیں۔

والسلام

خاکسار خواجہ محمد نصیر اللہ، آنریری سیکرٹری جماعت راولپنڈی

شکرانہ

چند ہفتے پیشتر سیالکوٹ چھاؤنی کے نہایت محترم بھائی مرحوم شیخ عبدالمجید کے بیٹے ڈاکٹر شیخ شاہد حمید کو راولپنڈی سے سیالکوٹ بذریعہ کار آتے ہوئے کھاریاں کے قریب حادثہ پیش آیا۔ جس میں ان کی ایک ٹانگ کو شدید چوٹ آئی۔ ان کی ہمشیرہ طاہرہ پرویز، ایک بھانجی اور کار میں سوار دیگر افراد کو بھی زخم آئے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ حادثہ کی سنگینی کے باوجود جانیں محفوظ رہیں۔ شکرانہ کے طور پر طاہرہ پرویز نے ۲۰۰/- روپیہ اور ڈاکٹر شاہد حمید نے ۱۰۰/- روپیہ عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے ہیں۔ خدا ان نیک بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

پاک وجود کا علم ہوتا ہے جسکے حضور حاضر ہوکر یہ عظیم الشان فائدہ اٹھا رہا ہوں جس نے نہ صرف ہمیں الکحول بلکہ دنیا کے سارے مال و متاع سے مجھے مستغنی کر دیا ہے

میں نے یہ باتیں اسلیے نہیں کی ہیں کہ میں تمھیں یہ بتاؤں کہ امام کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے انما الاعمال بالنیات میری غرض فقط یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو خصوصاً ان دوستوں کو جو مجھ پر حسن ظن رکھتے ہیں ان فوائد سے اطلاع دوں جو مجھے یہاں رہ کر حاصل ہوئے ہیں اور جنھوں نے دنیا کی ساری دولت کو میرے سامنے ہیچ کر دیا ہے۔

تم بھی یہاں رہ کر وہ بات حاصل کرو جو حضرت امام کے آنے کی اصل غرض ہے۔ اس امر کے اظہار سے میری یہ بھی ایک غرض ہے کہ ان لوگوں کو ابتلا سے بچاؤں جو کبھی کبھی بدظنی کر بیٹھتے ہیں کہ ہم دوسروں کو حقیر سمجھکر بلانے پر فدا ہو جاتے ہیں

ہم جو یہاں موجود ہو رہے ہیں رکھو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہاں اپنے ہی فضل سے مجھے اس راہ کی ہدایت فرمائی ہے کہ الٰہی فیوض و برکات کے حصول کا اصل ذریعہ ایمان باللہ اور تقویٰ ہے

یہ ایمان باللہ اور تقوی اللہ کی حقیقت اور کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ صادق کی صحبت میں نہ رہے اور مجھے اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے اسکی قدر معلوم ہوئی ہے اسلیے میں کھولکر کہتا ہوں کہ اگر چاہتے ہو کہ وہ انوار سماوی اور روحانی برکات حاصل کرو جو روح کے تقاضوں کی انتہا ہیں تو سنو! یہاں آؤ اور صادق کی صحبت میں رہو اور اس سے وہ فیض لو جو وہ لیکر آیا ہے

ایڈیٹر۔ لاریب اگر ہر شخص اس حقیقت کی تہہ تک پہونچ جاتا جہاں حکیم الامۃ نے قدم اٹھایا ہے تو امام الزمان سلمہ الرحمن یہ نہ فرماتے

چہ خوش بودے اگر ہریک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پر از نور یقیں بودے

کے مرتبہ امر یعنی جو زمین [illegible]

جو نور الدین کو اس روشنی کے مینار پر لے گئی ہے اور وہ نور یقین ہے
خدا کرے ہم سب میں یہ نور پیدا ہو
اور ہمکو اسی راہ پر چلنے کی توفیق ملے آمین

غرض
مامورین اللہ اور صادق کی صحبت اور معیت ضروری ہے

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ کوئی انسان اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ اپنی ہی ذات پر بھروسہ کر کے اور اپنی تجویزوں اور تدبیروں سے اعلیٰ کامیابی تک پہنچے۔ اور اس امر کی پروا نہ کرے کہ مامور من اللہ اور صادق کی صحبت میں رہنے سے اسے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ بیوقوف ہے اپنا دشمن ہے دیکھو خیر القرون میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تھا خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کی بارش کا وقت تھا لیکن کل عرب و عجم نہیں ساری دنیا میں سے مکہ کو جو ام القری ہے منتخب فرمایا اور سارے مکہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور پھر عبد اللہ اور آمنہ کے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دنیا کو ان انوار و برکات سے بہرہ ور کرے پھر خیر القرون میں صحابہ نے اور تابعین اور تبع تابعین نے کیسی ترقی کی؟ انھوں نے اپنے سلوک کے منازل کو طے کرنے کے واسطے کیا راہ اختیار کی؟ کیا یہ کہ آپ کا اقرار کر لیا آپکو صادق تسلیم کر لیا اور پھر آپ کے پاس آکر نہ بیٹھے۔ اپنے گھروں میں جاکر اپنے کاروبار میں مصروف ہوکر روپیہ کمانے کی فکر میں ہو گئے۔ اور پاس نہ رہنے کے لیے دنیا اور اُسکے مخمصوں کا عذر کر دیا؟ سوچو! اور پھر سوچکر بتاؤ۔ میں خود ہی اس سوال کا جواب دیتا ہوں صحابہ نے جس قدر ترقیاں کیں جو جو مدارج عالیہ انھوں نے حاصل کیے ان سب کا اصل سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور معیت ہی تھی جس نے اُن کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت اس درجہ تک کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی کہ جس کے مقابلہ میں انھوں نے وطن آبرو عزت راحت دولت آسایش عزیز و اقربا غرض دنیا کی کسی چیز اور کسی تعلق کی پروا نہیں کی اور تلوار اور انھوں نے اپنی جانوں تک کی پروا نہیں کی اپنے خون پانی کی طرح بہا دیے؟ وہ بات جس نے انہیں یہ قوۃ یہ شجاعت و استقامت اور ایثار نفس پیدا کر دیا صرف یہی تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے اور آپ کے ساتھ تعلق کو اتنا شدید کیا اور ایسے وابستہ ہوئے کہ وہ سکینت اور اطمینان جو خدا کیطرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی جسکا تم حصہ رکھا یا اُس تعلق اور محبت کی تار کے ذریعہ صحابہ کے دل پر بھی اترتی تھی اور ان کے شرح صدر کرکے نور یقین سے بھرتے جاتے تھے۔

باقی آئندہ

حضرت فاضل امروہی کی تحریر

انتخاب و
اقتباس از رسالہ الفرقان

قولہ ملخصاً۔ مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ کو اس کی فکر ہوئی چونکہ مہدی کے لیے ضرور ہے کہ قریشی ہو اور مرزا صاحب مغل ہیں قریشی نہیں کسی ترکیب سے مرزا صاحب کو قریشی بنانا چاہیے۔

اقول۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کتاب عسل مصفیٰ تخمیناً ۸۵۰ صفحہ کی کتاب ہے جسمیں صدہا ادلہ شرعیہ عقلیہ سے حضرت اقدس کا مسیح موعود ہونا ثابت کیا گیا ہے کسی مخالف ذی علم کو آجتک یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اُس پر حملہ کرے پھر یہ چار ورق کا رسالہ جس کی لیاقت اوپر معلوم ہو چکی کیا حملہ کر سکتا ہے مگر چونکہ یہ بات بہت ہی سچ ہے جو شعر کہا گیا ہے کہ ؎

مرد جاہل در سخن باشد دلیر
زانکہ آگہ نیست از بالا و زیر

پس یہ حملہ مقتضائے نادانی و بیخبری مؤلف ہی ہے کہ ایسی ضخیم و مبرہن کتاب پر حملہ کر کے بقول شخصے انگلی کاٹ شہیدوں میں داخل ہو گیا ہے کہ مؤلف رسالہ کیا جانے کہ خصم کے جواب دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک جواب و استدلال تحقیقی ہوا کرتا ہے اور قسم دوسری جواب و استدلال کی الزامی جواب و استدلال ہوتا ہے جو بموجب مسلمات خصم کیا جاتا ہے اس قسم کا استدلال یعنی بر مسلمات خصم کے قرآن مجید میں بہت کثرۃ سے واقع ہوا ہے چونکہ ہمارے مخالفین ہمارے الزامی جوابوں پر ہمیشہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ دیکھو انھوں نے عیسی بن مریم کی کیسی تحقیر و توہین کی حضرت علی کی کسقدر تحقیر کی ہے وکذا وکذا لہذا ہم ایسے استدلال الزامی کی نظیر قرآن مجید سے لکھتے ہیں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ الَّیْلُ رَاٰی کَوْکَبًا قَالَ ہٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ ہٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَہْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَۃً قَالَ ہٰذَا رَبِّیْ ہٰذَآ اَکْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ

ان آیات میں حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا وہ مناظرہ مذکور فرمایا گیا ہے جو ان کی قوم ستارہ پرست کے ساتھ واقع ہوا تھا اولاً ماسبق آیات میں اصنام پرستی کا رد فرمایا ہے اور یہاں پر ستاروں کی ربوبیت اور معبودیت کا رد فرماتے ہیں اسطرح پر کہ اولاً جبکہ اندھیری رات ہو گئی کو زہرہ یا مشتری کی نسبت اور ستاروں کے بہت روشن دیکھکر حضرت ابراہیم نے بموجب اعتقاد خصم کے اسکی ربوبیت کو ارخاء العنان للخصم تسلیم کر لیا کہ ہٰذا ربی لیکن جبکہ یہ ستارے غائب ہو گئے اور ان کا نور زائل فرمایا کہ ان میں تو نقصان غیبوبت نور بعد الظہور لاحق ہے یہ تو اس قابل نہیں ہیں کہ انکیطرف میل کیا جاوے چہ جائیکہ الٰہ یا معبود گردانے جاویں یا اپنے حوائج ان کے روبرو پیش کیے جاویں یا ان کو قاضی الحاجات سمجھا جاوے بقول شاعر کہ ؎

غم چیزے رگ جاں را اخیا شد
کہ گاہے باشد و گاہے نباشد

پھر جبکہ ان ستاروں سے زیادہ روشن قمر کو دیکھا کہ طلوع ہو رہا ہے تو پھر ان کے عقائد کے ساتھ ارخاء العنان للخصم موافقت کر کے یہی قول کیا کہ ہٰذا ربی لیکن جبکہ وہ بھی چھپ گیا اور نور اُسکا جاتا رہا تو پھر الزام دیکر ان سے کہا کہ یہ قمر بھی باوجود عظمت شان نورانیت کے کیونکر الٰہ قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ الوہیت کے لیے تو ایسی ذات کا ہونا ضروری ہے جس میں عظمت مطلقہ اور کاملہ ہو کہ کسی وقت بھی اُس کے کمال اور عظمت میں کبھی نقصان واقع نہ ہو ورنہ ایسی ناقص چیز کو معبود قرار دینا جو کبھی نقصان سے کمال کی طرف اور کبھی کمال سے نقصان کیطرف رجوع کرے بڑی گمراہی ہے پھر جبکہ روز روشن ہوا اور آفتاب کو انتہا درجہ کا روشن دیکھا تو پھر ان کے ساتھ متفق ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہٰذا ربی ہٰذا اکبر اور یہ قوم بھی پرستش آفتاب کی بہ نسبت اور ستاروں کے زیادہ کرتی ہوگی اور شمس کو الٰہ اکبر قرار دے رکھا ہوگا لہذا حضرت ابراہیم نے اس قول میں اپنی قوم کے ساتھ یہانتک موافقت کی کہ شمس کو ایسا عظیم الشان قرار دیا کہ ہٰذہ کی جگہ ہٰذا اکبر فرمایا اور کبریٰ کی جگہ اکبر ارشاد کیا اگرچہ شمس عرب کے نزدیک مؤنث ہے اسواسطے بازغۃ اور افلت صیغے مؤنث کے کلام الٰہی میں اُس کے لیے ارشاد فرمائے گئے ہیں لیکن حضرت ابراہیم نے اپنے قول میں واسطے موافقت اپنی قوم کے اُسکا مذکر ہی ذکر کیا کہ ہٰذا ربی ہٰذا اکبر اور دناءت انوثت کی بھی اُس کے لیے جائز نہ رکھی پھر جبکہ آفتاب بھی غروب ہو گیا اور اُس کا نور دنیا میں باقی نہ رہا تو فرمانے لگے کہ یہ تو ہرگز ہرگز رب اکبر نہیں ہے اس میں بھی نقص اور دناءت افول کی موجود ہے بلکہ یہ اس لائق بھی نہیں ہے جو اکبر مطلق کے ساتھ کسی صفت ربوبیت میں شریک بھی کیا جاوے اور فرمایا کہ باوجود [illegible] کے کسی طرف صفت ربوبیت کا اظہار اسناد کرنا بھی داخل شرک ہے لہذا میں ایسے شرک سے بری ہوں قال یا قوم انی بری مما تشرکون۔

یہاں پر ناظرین انصاف فرمادیں کہ اس مناظرہ ابراہیمی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت

ضرورۃ امام

امام کی ضرورت ایک ایسی ضرورۃ ہے کہ اس سے کوئی سلیم الفطرۃ تو انکار نہیں کر سکتا … جو انکار کرتا ہے وہ اپنے آپکو کیسا ہی دانشمند … ہوشیار اور زیرک سمجھتا ہو لیکن میں اسکو سب سے … بیوقوف ناواقف اور خطاکار قرار دونگا … کیونکہ وہ بدیہی باتوں سے انکار کرتا ہے … مثال سے میں بتا چکا ہوں کہ کسطرح ٹہنیوں کو سبز و شاداب رہنے اور بارور ہونے کے لیے … کے ساتھ حقیقی پیوند ضروری ہے … نظر کو ذرا اور وسیع کرو اور ریل گاڑی کی … دیکھو ایک ٹرین جس میں سٹیم انجن نہ لگا … اس میں خواہ کیسی ہی مصفا اور شاندار … یاں لگی ہوئی ہوں لیکن سٹیم انجن کے … نے کے سبب ان میں کوئی حس و حرکت … نہیں ہوگی اور وہ منزل مقصود تک … پہونچیں گی۔

… حیوانات پر غور کرو۔ مرغی کے نیچے اگر … ترک کر دیے جاویں تو خواہ انکو کیسی ہی … لیکن اگر وہ مرغی کے پیروں کے نیچے … اسکی حرارت سے حصہ نہیں لیتے تو وہ زندہ … رہ سکتے۔ انکو چیلیں اور دوسرے … ہی کھا جائیں گے۔

غرض

… ہے کہ مادہ نشو و نما پاتا ہے لیکن تعلق کے … اسی طرح جب دنیا دار قوم میں جب کوئی … یا سوسائٹی بناتی ہیں اور ملک کوئی کام … ہیں اس وقت باوجودیکہ کثرت رائے پر … ہوتا ہے لیکن اسپر بھی انکو اپنا ایک … یا پریسیڈنٹ منتخب کرنا پڑتا ہے … اس کا فیصلہ قطعی اور آخری فیصلہ ہوتا ہے … ان سلطنتوں کو بھی پریسیڈنٹ کی احتیاج … ہوتی ہے باوجودیکہ وہ بڑے آزاد اور … آزادی پسند ہوتے ہیں پھر جب عام نظارۂ … اور موجودات میں وحدۃ ارادی کے … کی ضرورۃ ایک عام ضرورۃ سمجھی جاتی … انسان کی مادی ترقیات کی تہ میں بھی … ارادی کی روح کام کر رہی ہے پھر کیسا … بیوقوف ہے وہ انسان جو علوی … روحانی امور میں اسکی ضرورۃ نہیں سمجھتا۔

میں نے اس مسئلہ پر گھنٹوں اور منٹوں سے نے کر دنوں اور ہفتوں بلکہ مہینوں اور سالوں تک غور کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ جس قدر میں اس مضمون پر سوچتا گیا ہوں خاص ذوق اور سرور کے ساتھ اس کی باریک باتیں مجھپر کھلتی گئی ہیں یہاں تک کہ اس وحدۃ کے نظارہ میں میں اوپر چڑھتا گیا اور میں نے دیکھا کہ خدا لاشریک خدا کے لیے وحدۃ کا نظارہ ضروری ہے خدا جو اسماء حسنیٰ کا مرکز ہے اگر اسکی صفات پراگندہ ہوتیں تو خدائی ہی نہ چلتی۔ اسیطرح جو جامع جمیع صفات کاملہ ہستی چاہتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کا جو مجموعی طور پر ہیں اتحاد ہو۔

یہی وجہ ہے کہ کشش اتصال کا وجود اس نے رکھا ہے جو ذرات متفرقہ کو باہم ملاتی ہے۔ انفرادی حالت میں فیوض و برکات کا نزول نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے بھی توسط کی حاجت ہوتی ہے۔ یہ کشش قابل جوہروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو ان منافع اور برکات کا وارث ٹھیراتی ہے جو **اتحاد** سے پیدا ہوتی ہیں۔ جسطرح امور مادی میں میں نے یہ ضرورۃ دکھائی ہے روحانی اور روحانی معاملات میں بھی ایک **صاحب کشش** انسان کی ضرورۃ ہوتی ہے۔ وہ اپنی کشش سے پاک فطرۃ اور سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر اس تعلق سے جو ان میں پیدا ہوتا ہے اس قوت اور طاقت کو نشو و نما دیتا ہے جو **فیوض الٰہی** کے جذب کرنے کا ذریعہ … بات خدا … تک کہ اللہ تعالیٰ … برکات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے … یہ وہ سلسلہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ان الفاظ میں فرمایا ہے

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ

قالوا ربنا اللہ کی حالت اور کیفیت مجرد زبان سے کہہ دینے سے پیدا نہیں ہو سکتی

بلکہ ایک کیفیت ہے کہ اسکا ظہور اور استقامت نہیں ہوتا جبتک خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی صحبت میں رہنے کا موقع حاصل نہ ہو اور اس کے ساتھ ہی سچا پیوند اور تعلق قائم نہ ہو۔ یہ مسئلہ چونکہ ایک باریک مسئلہ ہے اسلیے میں نے پہلے عام نظارۂ قدرت کی مثالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وحدۃ ارادی فیوض کا وارث بناتی ہے لیکن یہ بیان کرنا کہ وہ برکات اور فیوض جو خدا تعالیٰ کے ماموروں اور صادقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ملتے ہیں وہ کسطرح نازل ہوتے ہیں یا ایک کیفیت ہے جسکو بیان کرنا مشکل ہے۔ اسی لیے

میں نے بتایا ہے کہ جسطرح مرغی اپنے انڈوں کو پروں کے نیچے لیکر بیٹھتی ہے اور اپنی گرمی پہنچاتی ہے اور اس گرمی سے اس مادہ میں جو انڈوں کے اندر نشو و نما پانیکی قابلیت رکھتا ہے ایک خاص قسم کی حرارت جو زندگی کی روح رکھتی ہے پیدا ہونے لگتی ہے اور معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ روح کدھر سے آئی اور کسوقت۔ اسیطرح جب انسان ایک مامور کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے تو اندر ہی اندر اسکی پاک تاثیریں عقد ہمت دعائیں اس تعلق پیدا کرنے والے انسان میں ایک نیا نفخ روح کرتی جاتی ہیں۔ اور اس میں نئی زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ اسکی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک **نیا ایمان** پیدا ہونے لگتا ہے جو اس ایمان پر اسے اپنا جان و مال تک نثار کر دینے کی قوت بخشتا ہے۔ وہ ایمان اسکو استقامت کی قوت دیتا ہے اور وہ اس آیت کا مصداق بنتا ہے اور اسطرح پر خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کا چشمہ اسکی طرف جاری ہوتا ہے اور ملائکہ کا نزول اسپر ہونے لگ جاتا ہے۔

غرض

میں اس کیفیت کی گواہی تجربہ سے دے سکتا ہوں جو انسان کو خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ تعلق پیدا کرکے ہاں سچا تعلق پیدا کرکے حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرۃ **امام** علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کیفیت کا ایک مرتبہ اسطرح پر اظہار کیا تھا کہ جیسے پانی کی ایک بڑی نالی ہوتی ہے مامور من اللہ اس نالی کی مانند ہوتا ہے اور سچے ارادتمندوں کا اس نالی کے ساتھ اسطرح پر تعلق ہوتا ہے جیسے چھوٹی چھوٹی نالیاں ایک بڑے لوہے کے نل کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہیں اور جب پانی کے چشمہ سے اس بڑے نل میں پانی آتا ہے تو ان چھوٹی نالیوں میں بھی انکے ظرف کے موافق اور استعداد کے مطابق وہ پانی گرتا جاتا ہے۔ پس چونکہ **امام** خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات کو براہ راست حاصل کرتا ہے اسلیے اس سے سچا تعلق رکھنے والے ان برکات کو اس میں ہو کر حاصل کرتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں دور چلا گیا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسماء حسنیٰ کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ تقاضا کرتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کو مجتمع کرے اسلیے اجتماع لازمی ہے۔

ساری گاڑیاں اگرچہ اپنے پہیوں سے چلتی ہیں مگر سٹیم انجن کے بدوں وہ پہیے بیکار محض اور نکمے ہیں اسی طرح ہمارے اندر بھی جو قرب کی فطری قوتیں اور طاقتیں ہیں وہ سب کی سب بیکار اور نکمی ہیں اگر کسی سٹیم انجن کے ساتھ ہمارا تعلق نہ ہو کوئی شاخ متثمر نہیں ہو سکتی جبتک اصل درخت کے ساتھ اسکا تعلق نہ ہو کوئی بچہ نشو و نما نہیں پا سکتا جبتک ماں کی گود میں نہ ہو۔ اسی اصل پر بنا کر کے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

یعنی ایمان پاسداری اور تقویٰ اختیار کرو۔ اس تقویٰ کے اختیار کرنے کی راہ یہ ہے کہ صادقوں کی صحبت میں رہو۔ مجھے اپنے طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ یاد ہے … ہندوستان میں تعلیم پاتا تھا تو میرے ایک مہربان تھے جو بڑے ہی پرہیزگار اور صالح آدمی تھے اُن کا نام شاہ **عبد الرزاق** تھا … میں رہتے تھے اور سید احمد بریلوی کے معتقد تھے میں … انکی ملاقات کے واسطے جایا کرتا تھا اور ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ کئی دن تک مجھکو خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا۔ اس غیرحاضری کے بعد جب میں انکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم اتنے دنوں تک کیوں نہیں آئے۔ میں نے عرض کی کہ یونہی آنا نہیں ہو سکا۔ اسپر مجھے فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دکان پر بھی نہیں گئے ہو۔ دو تین مرتبہ اس فقرہ کو دہرایا مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اس سے آپکا کیا مطلب ہے اور میری غیرحاضری اور حاضری کو اس سے کیا تعلق … آپ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ سمجھایا کہ دیکھو قصاب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنی دونوں چھریوں کو کسطرح باہم رگڑ لیتا ہے حالانکہ انکو کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہیے کہ دنیا کے دھندوں اور تعلقات میں انسان کے قلب پر ایک قسم کا زنگ چڑھ جاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگتی ہے جس کے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً صادقوں کی صحبت میں رہ کر اس زنگ کو دور کرتا رہے اور ان کی نیک صحبت سے اس تیزی اور جلا کو قائم رکھے

قرآن کریم میں اسی کیطرف اشارہ کرکے فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں بیشمار کتابوں کے پڑھنے نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جس قدر خدا تعالیٰ کے **صادق بندوں** کی صحبت نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے

اور اب میں سالہا سال سے محسوس کرتا ہوں کہ قادیان میں بیٹھکر جو فائدہ میں نے اٹھایا ہے اپنی ساری عمر میں وہ نہیں اٹھایا جو قادیان سے باہر بسر کی ہے

اور چونکہ انسان کی فطرۃ میں … نے رکھا ہوا ہے کہ وہ نفع رساں اشیاء کو لینا چاہتا ہے اور مضر اور نقصان رساں سے بھاگتا ہے اسی لیے

میں قادیان سے باہر ایک دم گذارنا بھی موت کی …

یہی وجہ ہے کہ … کوشش کرتا …

تا ربی نے اپنے اعتقاد کے بموجب فرمایا تھا
وذ باللہ من ھذا الزعم الفاسد
اب ہم مسئلہ ماتحن فیہ کیطرف متوجہ ہوتے
عسل مصفی میں جو حضرت مرزا صاحب کو ایک
اسے نہ باعتبار نسل اور اصل کے والدین کی
بلکہ
سے بموجب **حدیث** کے قریش میں سے گردانا
نہ تو صرف و اسلئے الزام خصم کے ہے نہ بموجب
اعتقاد کے کیونکہ اسی مقام کی چار پانچ سطر
عسل مصفی میں حضرت مرزا صاحب کو فارسی الاصل
نسل لکھا گیا ہے پھر فرمائیے کہ نسب اور نسل کے
اعتبار سے کیونکر حضرت مرزا صاحب قریشی النسب
النسل ہو سکتے ہیں ہاں صرف باعتبار تائید اسلام
کے بموجب حدیث کے قریش ہو گئے **ولولا الاعتبار لبطلت الحکمۃ** جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت سلمان فارسی کو ایک اعتبار سے **سلمان منا اھل البیت** فرمایا اسی طرح پر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے **من اسلم من فارس فھو من قریش ھم اخواننا وعصبتنا**
ارشاد فرمایا ہے لیکن یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا بلحاظ نسل اور نسب کے نہیں ہے مؤلف رسالہ
اس اعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاویل کیک
دفاسد کہے تو انکا اختیار ہے مگر یہ اعتبار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہمارے واجب التسلیم ہے کیونکہ مثل مشہور
ہے کہ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامے دارد کلام فصیح میں
بہت سے اعتبارات ہوا کرتے ہیں کہ لولا الاعتبارات
لبطلت الحکمۃ ایک ایسا قضیہ ہے جو علماء محققین
مسلم ہے بیان اس اعتبار کا یہ ہے کہ قرآن مجید
میں دو خاندانوں کی مدح آئی ہے۔ اول بنی اسماعیل
قریش ہیں جو زمانہ اول بعثت محمدیہ میں ایمان لائے
ان کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ
ہوئی چنانچہ سورہ جمعہ میں باعتبار ان
قریش بنی اسماعیل پر منت بعثت فرما کر **ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم** آخر آیت تک
بنی اسحاق فارس ہیں جو بموجب متفق علیہ حدیث
کے **واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم** کا مصداق ہے دیکھو رسائل
مؤلف کو چونکہ خاندان فارس بنی اسحاق کا فخر
باعتبار آخر زمانہ کے تھا جس پر لفظ **اخرین** دلالۃ
کر رہا ہے اگرچہ آخر کے معنی استعمال میں دیگر اور دیگر
کے ہیں مگر چونکہ اصل میں وہ صیغہ افعل التفضیل کا
ہے لہذا باعتبار اس معنی کے زمانہ آخر ہی کیطرف
ہو جاتا ہے اور یہ فخر بعثت جو مسیح موعود کے سبب
آخر زمانہ میں انکو حاصل ہونا تھا یہ نہ صرف اول
مسلمین فارس کو اس فخر سے کوئی حصہ ملنا مقدر
نہیں تھا کیونکہ مسیح موعود کا زمانہ آخری تھا اسی
سبب کہ اوائل مسلمین فارس کے جو بڑے بڑے
اکابر اسلام گذرے ہیں اس مسیح موعود اور مہدی
مسعود کے انتظار ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے
لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل مسلمین فارس
کو بھی اپنے خاندان قریش میں اسلئے بموجب حدیث
من اسلم من فارس فھو من قریش کے
تسکین حسرت کی ہے کہ ہم کو باوجود اخوان اور

عصبیہ ہونے کے نہ تو فخر بعثت نبی کریم کا حاصل
ہے کیونکہ وہ بنی اسماعیل قریش میں ہوکر
اور نہ فخر بعثت مسیح موعود کا ہم میں ملیگا کیونکہ
انکی بعثت آخر زمانہ میں ہو گی لہذا رحمۃ
للعالمین نے اوائل مسلمین فارس اکا پہلو اس
وجہ سے کہ وہ بنی اسحاق ہیں اخواننا
فرما کر قریش بنی اسماعیل کے قریب ڈالدیا۔ یہ
ایک لطیف پیشین گوئی ہے کہ فارسی بھی
افراد اسلام میں متبوع اور مقتدا ہوں گے
دونوں خاندانوں پر سورہ جمعہ میں ایسی
خلاصہ کلام یہ کہ بنی اسحاق فارسیا نسل
کے بنی اسماعیل قریش نہیں ہیں جسطرح
قریش دین اسلام میں متبوع اور مقتدا ہوئے
ہیں اسی طرح پر اکابر محدثین فارسی بھی متبوع
اور اہل دین اسلام کے ٹھہرے ہیں کتب
احادیث کا آغاز تصنیف اکابر ائمہ فارس
ہی سے ہوا ہے لہذا اس امر میں ملکوتی
بالیقین ہو گئے پھر جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ اوائل بعثت میں قریش کا حال نہ مکذب
رہا رہے تھے اسیطرح اب بعثت مسیح موعود
بنی اسحاق فارس کا حال ہے ابھی ابھی
تک مکذب ہیں مگر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ فتح
مکہ کی طرح **یدخلون فی دین اللہ افواجا**
کا مصداق وارد ہو ... جو کا میں شروع
ہو چلا ہے اور **منا تانان الہام**
مندرجہ براہین احمدیہ پورا وقوع ہو چکا
ہے اب بقیہ الہام **عسی ان شیئا وخیر لکم** بھی انشاء اللہ وقوع
میں آنے والا ہے۔ اور ایک اعتبار سے
حضرت مرزا صاحب فاطمی ہیں کہ انکی
بعض امہات میں دادیاں سید تھیں
جیسا تریاق القلوب وغیرہ امر اللہ
نسب میں مقدر فرما دیا کہ باپ
کی طرف سے قریشی یا فارسی
نہیں ہیں۔

قولہ صلا مرزا صاحب اکے مرید
صاحب عسل مصفی کی ان دونوں عبارتوں سے
دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں اسطرح صاحب
فرماتے ہیں اے میں قریش میں سے ہوں
۲ مہدی معہود قریشی نہیں ہو گا اور صاحب
عسل مصفی فرماتے ہیں اے مرزا جی قریش
میں سے ہیں یا ۲ مہدی معہود تمام میں سے
ہو گا۔ الی آخرہ

الجواب بیان ماسبق سے ناظرین پر واضح
ہو گیا ہے کہ قول اول حضرت مرزا صاحب کا نہایت
صحیح ہے کہ باعتبار نسب کے باپ اور ماں
کی طرف سے قریشی نہیں ہوں اور قول دوم بھی
نہایت درست ہے کہ مہدی معہود جو مصداق
لا المھدی الا عیسی بن مریم کا ہے
وہ بھی والدین کیطرف سے قریشی النسب نہیں
ہو گا اور صاحب عسل مصفی کا قول اول بھی صحیح ہے
کہ باعتبار حدیث **من اسلم من فارس فھو من قریش** کے حضرت اقدس بھی قریش ہیں

یعنی آئندہ کو اب جو کوئی امام یا خلیفہ یا اہل اسلام
ہوویں گے ان کے آپ متبوع و مقتدا ہیں مثل قریش
کے اور جو کوئی آپ کے قدم پر نہ ہو گا وہ امام یا خلیفہ
یا موحد اسلام کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسمیں شرک
عیسائیت کا موجود ہے **واین الشرک من توحید الاسلام** اسی لیے دلائل شرعیہ یقینیہ
اپنے محل پر آپ کا خاتم الخلفاء ہونا ہمنے ثابت
کر دیا ہے۔ اور قول دوم بھی درست ہے کہ مہدی
معہود چونکہ خاتم الخلفاء ہے یعنی آئندہ آئمہ اور
خلفاء کا وہ متبوع اور مقتدا ہے تو وہ بموجب
حدیث **من اسلم من فارس فھو من قریش** کے قریشی ہوا یعنی مثل قریش کے متبوع
ہوا اور مؤلف نے بحث تناقض چھیڑکر جو اپنی
لیاقت منطقی ظاہر کی ہے اس سے ادنی طلبہ نے
بھی سمجھ لیا ہو گا کہ سوائے لفظ تناقض کے حقیقت
تناقض کو مؤلف نے مس تک نہیں کیا اگر یہ دو
شعر بھی مؤلف کو یاد ہوتے تو ہرگز ہرگز اس
مقام میں تناقض کا نام بھی نہ لیتا ؎
در تناقض ہشت وحدت شرط دان
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزو و کل
قوت و فعل ست در آخر زمان
یعنی اگر (موضوع محمول مکان زمان شرط
اضافت جزو کل، قوت و فعل میں) اتحاد اور
وحدت نہ ہو تو پھر ہرگز تناقض متحقق نہ ہو گا
یہاں ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف
کو تناقض کی شرائط ہشت گانہ مثال دیکر
سمجھا دیویں اور پڑھا دیویں۔

مثال اتحاد و اختلاف موضوع حضرۃ
اقدس مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور مولوی
نور الدین صاحب وغیرہ مسیح موعود نہیں ہیں
ان دونوں قضیوں میں چونکہ موضوع متحد
نہیں ہے لہذا تناقض بھی نہیں ہے۔

مثال اتحاد و اختلاف محمول حضرۃ اقدس
مرزا صاحب عیسی محمدی ہیں اور حضرت مرزا
صاحب عیسی موسوی نہیں ہیں چونکہ ان قضیوں
میں وحدت محمول نہیں ہے لہذا تناقض
بھی نہیں ہے۔

مثال اتحاد و اختلاف مکان حضرت مرزا
صاحب قادیان میں ہیں اور حضرت مرزا صاحب
دہلی میں نہیں ہیں۔ ان میں چونکہ وحدت
مکان نہیں لہذا تناقض بھی نہیں۔

مثال اتحاد و اختلاف شرط حضرت مرزا
صاحب قریشی ہیں اس شرط کے ساتھ کہ
تائید اسلام کر رہے ہیں اور حضرت مرزا
صاحب قریشی نہیں ہیں یعنی شرط نسب والدین
کی رو سے ان دونوں قضیوں میں تناقض
نہیں ہے کیونکہ وحدت شرط کی موجود نہیں
ہے

مثال اتحاد زمان حضرت مرزا صاحب
چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور حضرت مرزا
صاحب تیرھویں صدی کے مجدد نہیں ان
میں بھی تناقض نہیں ہے کیونکہ وحدت زمان

کی موجود نہیں ہے۔

مثال اتحاد جزو و کل حضرت مرزا صاحب
نبی ہیں یعنی جزوی نبی ہیں جو شارع الاحکام
نہیں ہیں اور حضرت مرزا صاحب نبی نہیں یعنی
کلی نبی نہیں جو شارع الاحکام ہوں۔

مثال اتحاد قوت و فعل حضرت مرزا صاحب
کا کوئی نشانہ ... ہے یعنی بالقوہ اور حضرت مرزا
صاحب کا وہی بیٹا مجدد نہیں یعنی بالفعل

مثال وحدت اضافت حضرت مرزا
صاحب براہین احمدیہ کے مصنف ہیں اور حضرۃ
مرزا صاحب تصدیق براہین احمدیہ کے ...
نہیں ہیں ان قضایا میں بھی تناقض نہیں ہے
کیونکہ اتحاد جزو و کل، قوت و فعل وا ضافت
موجود نہیں اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ تناقض
میں ایسا اختلاف ہونا چاہیئے کہ اگر ایک کا
تحقق ہو جاوے تو بالضرور دوسرے کا ارتفاع
لازم آجاوے یا برعکس اگرچہ شرائط تناقض میں
سے اختلاف کمیت و کیفیت اور جہت کا بھی
ضروری ہے لیکن جب مؤلف اسقدر مجرد بیان
کو یاد کر لیوے گا تب ہم بقیہ شرائط تناقض
بھی سمجھا دیویں گے بقول شخصے یار باقی صحبت
باقی

قولہ صلا مہدی معہود قریش میں
سے ہو گا مرزا صاحب قریش میں سے نہیں۔
اب اس کا نتیجہ ظاہر ہے الخ

الجواب اول تو یہ استفسار ہے کہ یہ کونسی
شکل منطق کی ہے جو ہمکو نسی ضرب ہے جس کا نتیجہ
ظاہر آپ نے حاصل کیا ہے بینوا توجروا
ثانیا یہ گذارش ہے کہ مہدی معہود کا قریشی
النسب والدین کی طرف سے ہونا بقیہ مقام
باطل کر چکے ہیں یاد کرو **نسلت فیہا ملکہا** وغیرہ کو
ثالثا ہمنے تسلیم کیا کہ کوئی مہدی قریش میں سے
بھی ہو گا مگر ہم کہتے ہیں کہ مہدی متعدد ہیں جن
میں سے بعض قریشی بھی ہوئے ہیں چنانچہ
تلخیص التواریخ میں لکھا ہے جو مطبوعہ غزوری
۱۸۶۲ء مطبع العلوم مراد آباد کی ہے صفحہ
۱۹۶ - اور مہدی چند ہیں اور اول قرن کے لیے
حاجت نہیں جو دوسرے کے لیے ذکر کا نظر ہو
اول المھدی سمجھ عباسی ہیں ابن منصور
جو سیاہ نیزوں سے خراسان سے اٹھے جنہوں
نے آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی آپکے
خاندان کو کمال امن و خوبی سے رکھا اور
منصور ابو جعفر اپنے بیٹے مہدی اول موعود کا
مقدمۃ الجیش تھا جس کا ذکر احادیث صحیحہ
ابن ماجہ وغیرہ میں ہے جسکو قبل اسلام مہدی
آخر الزمان کی طرف منسوب کرتے ہیں انہیں کی
نسبت ہے وہ مہدی دارد ہے کہ عباس کی نسل
حسب روایت جعفر و عثمان اور حضرت علی کرم
ایک مہدی ہو گا کیونکہ شوکت عباسیہ سے اسلام
میں ترقی ہوئی اب حال میں مہدی جو نسل ہاشمی
انتظار ہے سو وہ ہے جو عباسیہ سے ہے یہی
موضع الخاتمہ

پس کہتا ہوں کہ مشکوۃ شریف میں اس مہدی کی نسبت ایک تو یہ حدیث ہے

عَنْ علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النهر یقال له الحارث حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مؤمن نصره او قال اجابته رواه ابوداؤد

یعنی روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلے گا ایک شخص یعنی مہدی پیچھے نہر کے یعنی ان شہروں میں سے کہ پیچھے نہر کے ہیں مانند بخارا اور سمرقند وغیرہ کے کہا جاوے گا اُسکو حارث حراث یعنی کھیتی کرنے والا اُسکے لشکر کے اگلی فوج پر ایک شخص ہوگا کہ کہا جاوے گا اُسکو منصور یعنی نصرت کیا گیا جگہ دیگا یا ٹھکانا دیگا وہ واسطے آل محمد کے جیسا ٹھکانا دیا قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب و لازم ہے ہر مسلمان پر مدد اور تائید کرنی اُسکی یا فرمایا لازم ہے قبول کرنا اُس کا اُس کی یہ ابوداؤد کرتے ...

واضح ہو کہ یہ عبارت ہمنے اقتباس تلخیص سے ... اس حدیث کا مضمون حضرت اقدس پر بھی صادق ہے کیونکہ آپ کی بستی **قادیان** ایک نہر عظیم کے ماوراء ... اور آپ اور آپکے آبا باعتبار ایک زمیندار ہونے کے کہ اسامیوں سے کاشت کراتے تھے حارث کے مصداق بھی ہیں اور آپ کی جماعت کے مقدمہ میں جو خاص علماء ہیں وہ منجانب اللہ منصور بھی ہیں اور آل محمد جو محمدی الاحمدی مسلمان ہیں اُنکی امداد بھی فرما رہے ہیں بہر دو صورت یہ پیشین گوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو گئی اب اس کا انتظار بیسود ہے

دوسری حدیث اسی پیشین گوئی کے متعلق یہ ہے **وعن** ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوها فان فیها خلیفۃ اللہ المھدی رواہ احمد والبیھقی فی دلائل النبوۃ

روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان سیاہ کہ آئے جانب خراسان سے پس حاضر ہو اُن میں اس لیے کہ اُن میں خلیفہ اللہ کا ہوگا مہدی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔

اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو تمھارے نزدیک جبکہ اسی حدیث سے تعلق ہے تو پھر حضرت اقدس سے اس سے کیا تعلق ہوسکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ مراد سیاہ نیزوں سے قلم ہیں کیونکہ سب کام قلم کے سیاہی سے ہی ہوا کرتے ہے

شعر

صف دشمن کو کیا ہمنے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہمنے

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خراسان ملک فارس میں داخل ہے اور حضرت اقدس فارسی النسل بھی ہیں غرضکہ ہمارے نزدیک تو یہ پیشین گوئی مندرجہ ہر دو حدیث مذکورہ واقع ہوچکی لیکن مخالف اس اعتراض کا جواب کیا دیسکتے ہیں کہ اُنکی مہدی خیالی کا ظہور تو حرمین شریفین سے ہوگا اور ان حدیثوں میں اُسکا ظہور و خروج وراء النہر سے جو بخارا اور سمرقند یا خراسان ہے ثابت ہوتا ہے پس اُن کے نزدیک یہ تعارض کیونکر دفع ہوسکتا ہے بینوا توجروا۔

پھر اب یہ بھی فرمائیے کہ یہ مہدی بموجب کتاب تلخیص التواریخ کے قریشی ہوا یا غیر قریشی۔ اور پھر اُسی کتاب تلخیص التواریخ مطبوعہ فروری سنہ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **دوسرے مہدی** ابوالقاسم محمد عبید اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں جیسے بعض روایت میں ہے کہ قرن شمس راس تیسری صدی میں مغرب سے نکلے گا اور بعض روایت میں ہے کہ تین صدی بعد مہدی ہوگا وہ مہدی حسینی ہیں جن کی نسبت اولاد امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے ہونا حدیث میں وارد ہے کہ بڑی شوکت والے باتدبیر ہوئے انتہی موضع الحاجۃ۔

میں کہتا ہوں کہ روایات مہدی میں جو فساد تعارض کا لازم آتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ متعدد اور مختلف حدیثوں کا مصداق لوگوں نے ایک واحد شخص کو قرار دے رکھا ہے اگر سوائے مہدی آخر الزمان کے جو خاتم الخلفاء ہے اور لا المهدی الا عیسے بن مریم کا مصداق ہے وسط اُمت میں مہدی متعدد مانے جاویں جیسا کہ حدیث **علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین** وغیرہ کا منطوق ہے تو پھر فساد تعارض کا رفع ہوجاوے گا کما ھو ظاہر۔

پھر اُسی کتاب تلخیص التواریخ صفحہ ۱۸۶ میں لکھا ہے اور **تیسرے مہدی** جناب غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ مہدی ہیں اور ان کی نسبت وارد ہے کہ کیسے ہلاک ہووے وہ اُمت جسکے اول میں ہوں اور وسط میں مھدی اور آخر میں مسیح موضع الحاجۃ۔

چونکہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ از روئے نسب کے حسنی ہیں لہذا تعارض اور حسینی ہونے کا بھی ابتو رفع ہوگیا اعتقادہ بھی یہ تھا کہ آپ مہدی ہوں مگر وہ مخالفین جو مہدی اور عیسی کا زمانہ متحد قرار دیتے ہیں حتی کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھیں گے وہ اس کا کیا جواب دیویں گے حالانکہ یہ حدیث مشکوۃ میں موجود ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اُنھوں نے مہدی ہونیکا دعوے نہیں کیا تو میں سائل سے دریافت کرتا ہوں کہ اُن کا یہ دعوی بالتواتر ثابت ہے کہ **قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ** دیکھو بہجت الاسرار وغیرہ کو تو پھر مہدی کے سر کیا سینگ بھی ہو ویں گے جو سائل ایسا اعتراض کرتا ہے اس دعوے **قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ** سے بڑھ کر اتنا دعوی ہو سکتا ہے کیا جو مومن الی **قدمی هذه علی** رقبة کل ولی اللہ کا ہو وہ مہدی اور رہنما یافتہ منجانب اللہ نہ ہوگا یہ عبارات تلخیص التواریخ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۶ء کو بیان پر مینے اسلئے بھی لکھی ہیں کہ مؤلف اس کتاب کے مولوی محمد حسن صاحب ابتک امروہے میں زندہ ہیں اور وہ اس سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف ہیں۔ چونکہ مجکو اُنکے ساتھ النزاع کے تعلقات ہیں لہذا اتماماً للحجۃ علی غیرہ من موافقیہ یہ عبارات لی ہیں۔

اور انسے اور احادیث مشکوۃ شریف کی ہو گئیں جیسا کہ حدیث ذیل ہے **عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ رواہ ابوداؤد**

یعنی روایت ام سلمہ سے کہ کہا اُس نے سنا میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مہدی میری نسل سے ہے اولاد فاطمہ سے نقل کی یہ داؤد نے اور جیسا کہ یہ حدیث ہے **عن ابی اسحاق قال قال علی ونظر الی الحسن وقال ان ابنی هذا سید کما سماه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق رواه ابوداؤد**

یعنی روایت ہے ابی اسحاق سے کہ کہا اُس نے کہا علی نے اسحال میں کہ دیکھا طرف بیٹے اپنے امام حسن کے اور کہا علی نے تحقیق بیٹا میرا یہ سردار ہے جیسا کہ نام رکھا اُن کا سید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قریب ہے کہ پیدا ہوگا اُس کی پشت سے ایک شخص کہ نام رکھا جاوے گا ساتھ نام نبی ہمارے کے یعنی **محی الدین** زندہ کرنے والا دین کا جس کی تفسیر یہ فرمائی کہ مشابہ ہوگا آنحضرت کے خلق اور عادات میں اور نہیں مشابہ ہوگا حضرت کی صورت ظاہری میں چونکہ ان حدیثوں میں ایک مہدی کا حسنی ہونا ثابت ہوتا ہے پس چونکہ سید عبد القادر جیلانی حسنی النسب ہیں لہذا وہ ان حدیثوں کے ضرور مصداق ہوکر یہ تعارض بھی نہ رہا۔

اب ہم یہاں پر کتاب تلخیص التواریخ سے ایک ایسی عبارت مستند نقل کرتے ہیں جس سے حضرت مولوی محمد حسن صاحب مفسر پر پورے طور سے اتمام حجت ہوجاوے۔ مولوی صاحب آخری مہدی کی نسبت جسکو انھوں نے چوتھا **مہدی آخر الزمان** قرار دیا ہے صفحہ ۱۸۶ سے لکھتے ہیں وھو ھذا

... سنہ میں ایک جنت میں روشنی عام ہوئی تھی یعنی سنہ ۱۲۸۹ھ ماہ ذی الحجہ میں وہ (یعنی مہدی) شکم مادر میں تشریف لائے کیونکہ عیسی بن مریم کے عدد بسط ترفع حم عسق ... تیرہ سو شمسی کو پہونچتے ہیں اور نزول ... دو سال قبل ہجرۃ کے ہے کہ ع عیسی بن مریم کے عدد مکرر تشریف آور ہوچکے ہیں اگر تیرہ صدی کہیں کسی مہدی کی نسبت اشارہ حدیث ... نکلے یہ سنہ بنوۃ سے تیرہ سو سال بعد ... روشنی کر ثابت انتہی بلفظہ۔ اور اسی صفحہ ... پر لفظ حاشیہ پر حاشیہ یہ لکھا ہے اور روشنی ... کا کچھ نہیں جو جانب شمال میں کبھی کبھی ہو جاتی ہے روشنی عامہ دو مرتبہ ثابت ہے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیک آثار قاضی عیاض و بخاری وغیرہ سے مسموع اور جیسی نزول میں نشان لکھا تھا ویسی روشنی سال مذکور میں مشاہدہ ہوئی۔ منہ انتہی بلفظہ

اب بخدمت مولوی صاحب اور نیز جو صاحب اُن کے ہم مسلک ہوں اُنکی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ یہ حساب آپ کا بحق حضرۃ اقدس ہی ٹھیک بیٹھتا ہے کا عذر مگر آپ پر یہ ضرور ہے کہ بجائے شکم مادر میں قرار پانے کے وقت بعثت مہدی کو اخذ کریں نہ وقت شکم میں آنے کو کیونکہ **اول** تو اس کی کوئی دلیل آپکے پاس نہیں ہے **ثانیا** نزول الوار الہام کا وقت بعثت سے ہے معتدبہ ہوتا ہے۔

باقی آئندہ

جس میں بموجب مسلمات مولوی صاحب کے تیرھویں صدی کے بعد مسیح موعود کی بعثت ضروری ثابت کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

(توجہ طلب گورنمنٹ)

نمبر اول

لاہور کے روزانہ اخبار **پاینیر** میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پادری گریسوولڈ لاہوری کے رسالہ "مرزا غلام احمد قادیانی" کی بنا پر ایک آرٹیکل چھاپا گیا جسکو بعض اردو اخبارات نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے شائع کیا ہے۔ چونکہ اس مضمون میں جو لاہوری پادری کے رسالہ کو ماخذ قرار دیکر لکھا گیا ہے بعض امور اس قسم کے ہیں جن سے صرف گورنمنٹ ہی کو مغالطہ ہوتا ہے بلکہ عام پبلک بھی گمراہ ہو سکتی ہے۔ اس لیے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پاینیر کے اس مضمون پر ایک مبسوط بحث اور ریمارک کریں اور گورنمنٹ اور پبلک کو بتائیں کہ وہ لوگ جو ملک کی بہتری اور قوم کی بھلائی کے مدعی اور گورنمنٹ اور رعایا کے سفیر بنتے ہیں بعض اوقات اپنی کم واقفی کی وجہ سے نہ صرف خود ٹھوکر کھا سکتے ہیں بلکہ دوسرونکو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔

ہمیں پاینیر کے لائق اور تجربہ کار ایڈیٹر پر افسوس ہے کہ اس نے بلا غور کافی ڈاکٹر گریسوولڈ کے رسالہ کو بالکل صحیح قرار دیکر جو چاہا لکھدیا اور کسی کو پاینیر میں اپنے ریمارک کے بدون لکھنے کی اجازت دی۔ پاینیر کا ایک معزز اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے فرض ہے کہ جو غلط فہمیاں ان غلط بیانیوں سے ہوئی ہیں جو اس کے مندرجہ آرٹیکل میں ہیں اور جنکو ہم واضح کرتے ہیں انکو ہمارے آرٹیکل کے اندراج سے دور کرے اور اپنے فرض منصبی سے عہدہ برا ہو۔

پاینیر اپنے انٹروڈکٹری ریمارک میں ایک حیرت انگیز بات لکھتا ہے جسکو پڑھ کر کل مذہبی دنیا کو اور ایک عیسائی کی حیثیت سے خود پاینیر کو بھی چونک پڑنا چاہیے اور وہ یہ ہے

"گورنمنٹ کی جانب سے خیال کیا جاوے تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر فرانس کی رعایا کی طرح یہاں کے لوگ بھی لاپروا یا بے غرض ہوتے یہاں تو ذرا سی مذہبی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسے بھس میں چنگاری۔"

اس فقرہ کے بجز اس کے کیا معنے ہیں کہ **لا مذہبی** اور **الحاد** جناب ایڈیٹر صاحب پاینیر کی رائے میں ہندوستان کے حسب حال ہے اور کوئی مذہبی تحریک یا پابندی مذہب کا خیال **امن** کے خرمن کو تباہ کرنے والی آگ ہے۔ اور فرانس کی طرح ہندوستان کی رعایا بھی ہونی چاہیے۔ دانشمند ایڈیٹر پاینیر کے نامہ نگار کی اس رائے پر حیرت ہی نہیں بلکہ افسوس بھی آتا ہے۔ اگرچہ وہ انگریز ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسی رائے گورنمنٹ کے مقاصد اور اغراض کے کہانتک خلاف ہے۔ لیکن اگر یہی رائے کسی ہندوستانی کے قلم سے نکل جاتی تو ہمارے دقیقہ رس پاینیر بہادر اس پر نجانے کسقدر طویل آرٹیکل لکھتے۔ کہ فرانس کی جمہوری سلطنت کی طرف ترغیب دلائی جاتی ہے اور لوگونکو الحاد اور بیدینی کا شوق دلا کر انکو جرائم کے خطرناک نتائج سے بیخطر کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایڈیٹر صاحب کے قلم سے یہ فقرے کسطرح تراوش کر گئے ہیں کیا الحاد اور بیدینی بھی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ انسان کے اندر پیدا کر سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ تمام اخلاق فاضلہ کی جان سچے **مذہب** کی پابندی ہو سکتی ہے اور اخلاق فاضلہ ایک ایسی چیز ہیں کہ اگر قوم میں یہ عام ہو جائیں تو گورنمنٹ کو جرائم کی تعداد کے بڑھنے کا کبھی افسوس نہ کرنا پڑے اور اس قدر محکمہ جات پولیس و فوج کے بڑھانے کی بھی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ملک میں سچا امن **حقیقی ہمدردی** بنی نوع انسان کے ساتھ پیدا ہو جانے۔ جرائم کے وقوع اور ان کے انسداد کے فلسفہ پر اگر بحث کی جاوے تو یہ امر بڑی صفائی کے ساتھ کھل سکتا ہے اور دنیا کے تمام مدبرین اور دانشمندوں کو اس پر اتفاق کرنا پڑے گا کہ

سچی خوشحالی کی اصل جڑ سچے مذہب کی پابندی ہے۔ اور سچے مذہب کو چھوڑ کر انسان جو کچھ بھی چاہے کر گذرتا ہے۔ اگر ملکی اور قومی قوانین میں وہ زبردست قوت ہوتی جو سچے مذہب میں ہے تو بے شک الحاد اور بیدینی خطرناک چیزیں نہ ہو سکتیں لیکن قوانین جاریہ کے ہوتے بھی ملک میں انکی خلاف ورزی اور جرائم کا ہونا اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ تنہا کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتے۔ ان قوانین کی اطاعت بھی اگر کسی دل میں حقیقی طور پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ بھی

مذہبی پابندی ہے

پس پاینیر کا فرانس کی رعایا کیطرح ہندوستانی رعایا کے ہو جانے کی خواہش کرنا **خطرناک غلطی ہے**۔ اگر رعایا مذہب سے ویسی ہی آزاد اور لاپروا ہو جاوے اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو تو پھر حضرت پاینیر کو یہ بھی امید کرنی پڑیگی کہ انڈیا کی گورنمنٹ بھی فرانس کیطرح **جمہوری** ہو گی۔ اور جو حال فرانس کی ملکی اور اخلاقی حالت کا اسوقت ہو رہا ہے اس کا نمونہ ہندوستان میں بھی دکھائی دے گا۔

غرض

یہ نیا فلسفہ ہے جسکی ایجاد کا فخر ایڈیٹر پاینیر کو ہونا چاہیے کہ مذہب سے لاپروائی بھی کوئی عمدہ چیز ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ پاینیر اسپر مزید غور کریگا تو اسے اپنی غلطی اور ضعف رائے کے اعتراف میں کوئی شرم نہ ہوگی۔ اور اسے اس امر پر غور دینا پڑیگا کہ واقعی بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہاں کی رعایا فرانس کی رعایا کی طرح مذہب سے لاپروا نہیں ہے؟ اور **حقیقی مذہب** ہی ہے جو ملک میں امن قائم کر سکتا ہے اور جس سے گورنمنٹ کی بنیادیں مستحکم ہو سکتی ہیں۔ اور جب یہ امر ذہن نشین ہو جاوے تو پاینیر کے اس سوال کا جواب کہ

"کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایک اور نبی کی ضرورت تھی؟"

اثبات میں دینا پڑے گا کہ واقعی اگر ہندوستان اس امر کی ضرورت ہے کہ ملک میں امن اور صلح کاری پھیلے؟ اور گورنمنٹ کے ساتھ **وفاداری** اور **اخلاص** کے تعلقات مضبوط ہوں؟

تو اس کے لیے ایک نبی ہی کی ضرورت تھی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی توضیح بالتفصیل پر کرے اور پھر ان حقوق کی نگہداشت اور حفاظت کا طریق بتلائے۔ اور اپنے پاک نمونہ سے اسپر چلنے کی تحریک کرے۔

پاینیر اس بارے میں ہمارے ساتھ ضرور متفق ہوگا کہ ملک میں **امن** کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے وہ تسلیم کرے گا کہ رعایا کے وفادارانہ خیالات میں ترقی ہو۔ الغرض ہم اس کی ایک ہی راہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی مذہب کی پوری پابندی ہو اور اسکی ایک ہی راہ ہے کہ **خدا تعالیٰ کسی شخص کو مامور کرے جو اپنے پاک نمونہ سے ہدایت کرے۔**

یہی وجہ ہے

کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **مبعوث** کیا ہے کہ وہ دنیا کو **رشد** اور **سعادت** کی راہیں بتلائے اور طرز عمل سے سکھلائے کہ گورنمنٹ کے ساتھ کیسے **مخلصانہ** تعلقات رکھنے چاہییں۔ اسکے طریق نیکیوں پر عمل کر کے گورنمنٹ کے قوانین کی عزت اور اسکو ان مخصوصوں سے نجات دیجاوے جو کثرت جرائم کی وجہ سے اسے ہوتے ہیں۔ یہ **ہمارا دعویٰ ہے اور اسکا ثبوت واقعات ہیں**۔

مسیح موعود کی تعلیم کو ابتدا سے پڑھ جاؤ تمہیں معلوم ہو جاوے گا کہ وہ دنیا کو کیا سکھانا چاہتا ہے اگر کل دنیا اس تعلیم کو جو وہ پیش کرتا ہے مان لے اور اسپر عمل کرے تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ دنیا میں **ایک بہشت کا نظارہ** ہو کیونکہ پھر کوئی جھگڑا ہو نہ فساد ہو۔ اتلاف حقوق ہو نہ خون ناحق ہو۔ غرضکہ کوئی بھی جرم واقع نہ ہو۔ گورنمنٹ کے مدبر دنت [illegible] حقیقتاً اسپر نعمت دیتے رہتے ہیں اس وقت تعلیم سے تعلق رکھنے والے یہی سوچتے رہتے ہیں کہ طالب علموں کی اخلاقی حالت کے درست کرنے کو اخلاقی کتابوں کے کورس طیار ہونے چاہییں کوئی کہتا ہے کہ مذہبی کتابوں کے انتخاب ہوں غرض اس ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی ہماری سنے تو ہم بڑے زور کے ساتھ یہ کہنے کو طیار ہیں کہ اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم کو تعلیمی کورسوں میں داخل کر دیا جائے تو وہ **اصلاح نفس** اور **تہذیب اخلاق** کے لیے اکسیر کا کام دیسکتی ہے مگر افسوس کہ بیجا تعصب ہمارے فائدہ اٹھانے سے محروم رکھتا ہے۔

فی الجملہ

پاینیر کی یہ غلطی ہے جو وہ ہندوستان کی رعایا کو لاپروا بنانا چاہتا ہے اور ہندوستان کی **اخلاقی حالت کے گر جانے** کا اسے پتہ نہ ہوتا اور دنیا کی تاریخ پر نظر کر لینے سے اس نتیجہ پر پہونچتا کہ یہ بیدینی اور الحاد ہی ساری دنیا کی بداخلاقیوں کی جڑ ہے اور اسکی اصلاح کے لیے خدا تعالیٰ کا قانون جاری ہے کہ وہ ایک مامور دنیا میں بھیجا کرتا ہے [illegible] اسے ہرگز نبیات میں داخل نہ کرتا۔

ہماری حیرانی اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ پاینیر کا لائق ایڈیٹر آج [illegible] برس پہلے

دنیا میں ایک خدا کے آنے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے جو نہ صرف خدا ہی ہے بلکہ خدا کا بیٹا بھی اور مگا ابن آدم بھی!!!

اگر اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک **معجون مرکب** خدا و انسان کی ضرورت تھی جبکہ یہ عالم وفاضل انکے احبار اور فقیہ موجود تھے اور خدا کی شریعت موجود تھی تو آج صرف ایک انسان کی جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ ہے ہو کیوں ضرورت نہیں بجا لیکہ وہ معجون مرکب صرف دنیا میں مصلوب ہونے ہی کے لیے آیا تھا اور اسکی زندگی کا مشن اتنا ہی تھا کہ صلیب کی لعنت کو اٹھا لے اور اس سے ہی وہ دنیا کو نجات دینے کا مدعی تھا جس کا کوئی تعلق **نجات** کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور دنیا میں اس نجات کا کوئی اثر نظر آتا ہے کیونکہ **یورپ** کی اخلاقی حالت اسکی مظہر ہے **تاآں** جو ایسی تعلیم دنیا کو دیتا تھا جس سے مذہب سے لاپروائی پیدا ہو جاتی ہے اور گناہ کی کثرت سے ہو [illegible] خود بھی [illegible] تھا اور نہ کسی زمانہ میں اسپر عمل ہو سکتا ہے یہانتک کہ ہماری گورنمنٹ کو بھی [illegible] مذہبی حیثیت سے عیسائی ہونے کے [illegible] کی ضرورت نہیں رہتی

بقیہ

پھر اس زمانہ میں کیوں ایسے انسان کی ضرورت نہیں جو **دنیا کو گناہ کی زندگی سے چھڑانا چاہتا ہے** اور اس کے لیے وہ کوئی ایسا طریق پیش نہیں کرتا جس سے کسی **ابن آدم** کی جان جائے اور گناہ کے سیلاب کا بند ٹوٹ جاوے بلکہ وہ وہ تعلیم دیتا ہے جس پر ہر وقت اور ہر زمانہ کے لوگ عمل کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ کے ملکی قوانین کی حرمت اور عزت بھی اسی سے قائم ہوتی ہے جیسا کہ ہم اس مضمون میں واقعات کی رو سے دکھائیں گے (ان شاء اللہ)

غرض

پایونیر کا استعجاب ایک پنجابی نبی کی بعثت پر اسی رنگ اور قماش کا ہے جیسے بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والے **ابن اللہ** پر شام کے یہودیوں کو ہوا تھا

پھر

اسی پیراگراف میں پایونیر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ

ہندوستان میں مذہبی تحریک بھس میں چنگاری کا اثر رکھتی ہے

ہم نہیں جانتے کہ فاضل ایڈیٹر پایونیر کا ایسے فقرہ کے لکھنے سے کیا مقصود تھا۔ جو ہندوستان کی کل مذہبی سوسائٹیوں اور مجلسوں پر خطرناک **پولیٹیکل** حملہ ہے + حالانکہ ان کی وفاداری اور اطاعت پذیری کا کئی بار ثبوت مل چکا ہے۔ ہم اسوقت دوسری مذہبی تحریکوں کی طرف سے **ڈیفنس** کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے اسلیے ان سے **قطع نظر** کرکے ہم اپنے سلسلہ اور تحریک مذہبی کے **متعلق** اسپر نوٹس لینا چاہتے ہیں

اگر ہندوستان میں مذہبی تحریک بقول حضرت **پایونیر** ایسی ہی خطرناک اور بھس میں چنگاری کی **مصداق** ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ پایونیر بہادر **کو** یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا کہ ان مذہبی تحریکوں کی پہلی بنیاد ہندوستان میں خود پادری صاحبان اور عیسوی مذہب کی مشنریوں نے رکھی ہے یہی وہ **قوم** ہے جنے ہندوستان کے مختلف پیرؤوں کو اُن کے مذہب کے لیڈروں اور رہنماؤں پر ذاتی حملے کرکے برافروختہ کیا اور اپنے اپنے مذہب کی حمایت پر آمادہ کیا ہے خود پادری صاحبان اپنی تحریروں اور لیکچروں میں اسبات پر ناز کیا کرتے ہیں کہ ہندوستان کو ہم نے ہی **آکر بیدار کیا ہے** اور مذہب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اگر یہ سچ ہے؟ تو پھر اس بھس میں چنگاری ڈالنے والے **مشنری صاحبان** ہی ٹھیرتے ہیں اور ہمیں افسوس ہے کہ پایونیر نے مشنریوں کو ذرا بھی تنبیہ نہیں کی اور نہ گورنمنٹ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مشن کا کل کام یک لخت بند کر دیا جاوے اور اگر ایسا نہیں تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ انکو دوسرے مذاہب پر حملے کرنے سے حکماً روکا جاوے مگر جہانتک ہمارا تجربہ ہماری واقفیت ہماری رہنمائی کرتے ہیں

ہم کہہ سکتے ہیں کہ کبھی پایونیر نے ایسی تحریک **گورنمنٹ** کی توجہ کے لیے نہیں پیش کی اور اگر وہ اتنا بھی نہیں کر سکتا تھا تو کم از کم اسپر ہی زور دیا ہوتا کہ سالانہ ۴۵ لاکھ روپیہ جو خزانہ ہند سے مشنریوں کو دیا جاتا ہے اسے ہی بند کیا جاوے اور اسطرح ہندو مسلمان اور دوسرے مذہب والوں کے روپیہ سے پرورش پا کر یہ بزرگ مشنری ان کے ہی مذہب پر حملہ تو نہ کرتے۔

پایونیر اس سوال کو نہایت خوبی اور قابلیت کے ساتھ حل کرنے کے قابل ہو سکے گا اگر وہ ان کتابوں رسالوں اور اخباروں اور معمولی **اشتہاروں** اور ٹریکٹوں کی تعداد اشاعت ہی کا اندازہ نکالنے کی کوشش کرے جو عیسائی مذہب کی طرف سے عیسائی مذہب کی تحریک کو ہندوستان اور اسکے نواح میں پھیلانے کے متعلق اور مختلف قوموں اور فرقوں کے مذاہب کے رد میں شائع کیے جاتے ہیں

یسوع مسیح کی بھیڑوں کے نگران چرواہا یا عیسائی مشنری مذہبی تحریک میں جو جو طریق اختیار کرتے ہیں اور بسا اوقات عیسائی دین کی اشاعت و تعلیم کے شوق میں۔ ریورنڈ صاحبان اپنی جانوں کو بھی مشکلات میں ڈالدیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کا امن عامہ بھی بعض صورتوں میں خطرناک حالت اختیار کر لیتا ہے + اُسوقت یورپ کے مدبروں کو بھی جو عیسائی ہوتے ہیں اسبات کے تسلیم کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے کہ مشنری صاحبان ہی کی بدولت یہ فساد یا شورش پیدا ہوئی ہے اس مضمون میں ہم لارڈ سالسبری اور دوسرے مدبران یورپ کی رائیں پیش کرینگے جو فساد چین وغیرہ کے موقع پر انھوں نے ان بزرگوں کی نسبت ظاہر کی ہیں + اور شاید پایونیر کے کالموں میں بھی ان رائوں کا اقتباس شائع ہوا ہو۔

جب حالت ایسی واقع ہوئی ہے تو پھر ہندوستان میں مذہبی تحریک جسکو پایونیر بھس میں چنگاری کہتا ہے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریک سمجھی جاوے گی۔ اور جو کچھ نتائج بد اس تحریک سے ہو سکتے ہیں یا ہوئے ہیں جن کو پایونیر دکھانا چاہتا ہے جیسا کہ ہم آگے چلکر اسکی **کوٹیشن** (اقتباس) دیکر بتائیں گے اسکے ذمہ وار پادری صاحبان اور عیسائی مشنری ہونے چاہییں نہ کوئی اور۔

بالخصوص ان مذہبی تحریکوں کے بداثر کو مسلمانوں سے منسوب کرنا پایونیر کی اور بھی خطرناک غلطی ہے اس مضمون کو لکھنے سے پہلے یا کم از کم شائع ہونے سے پہلے اُس کا فرض تھا کہ وہ اپنی وسیع واقفیت اور تجربہ کی بنا پر اسکے سارے پہلوؤں پر غور کر لیتا۔ اور اگر وہ اسکے شائع کرنے پر مجبور تھا تب بھی اسکا فرض تھا کہ وہ علیحدہ نوٹ کے ذریعہ ان مقامات کو صاف کر دیتا۔

باقی دوسرے نمبر میں۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بالحق انزلناہ و بالحق نزل

پیسہ اخبار کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ امریکہ کی ایک فوٹوگرافر کمپنی نے ایک اشتہار دیا ہے جو رسالہ کی صورت میں ہے اور اُس کا نام

محمد اینڈ ہی مونٹین یعنی محمد اور پہاڑ ہے اس رسالہ میں نہ صرف فرضی اور موضوع قصے ہی درج ہیں جنکا اسلامی تاریخ صحیح میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا بلکہ اسی رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خطرناک گالیاں بھی ہیں جنکو ہم اس مقام پر نقل کرنا بھی کفر سمجھتے ہیں گو پیسہ اخبار نقل کفر کفر نباشد کہکر ایک فقرہ درج کرتا ہے اور پھر وہ اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ انگریزی زبان میں چند عمدہ اسلامی تصنیفات کی ضرورت ہے۔

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھ تو متفق ہیں لیکن ہم یہ ماننے کے واسطے ہرگز طیار نہیں کہ یہ کام ایجوکیشنل کانفرنس کر سکتی ہے؟ علیگڈھ سکول آف تھاٹ کے مذہبی نمونے اس قابل نہیں ہیں کہ وہ یورپ کے ملحدوں کے سامنے اسلام کے حقائق پیش کر سکیں۔

اب جبکہ یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ تھیٹروں اور اشتہاروں کے ذریعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک اسلام پر حملے کرنے سے نہیں چوکتے تو کیا یہ وہ وقت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنے اسلام کا ناصر اور محافظ ہو۔ اور

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

حقیقت میں عیسائیوں کی شوخیاں اور بدزبانیاں حد سے گذر چکی تھیں۔ اب زمین و آسمان ان کلمات کفر اور گالیوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے جو انہیں سید المعصومین کی شان میں روا رکھے گئے تھے۔ خود مسلمانوں نے آپ کی بزرگ اور برتر شان کو نہیں سمجھا تو غیروں پر کیا افسوس ہے!!! اس قسم کی ضرورتوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے **محبوب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسَّلام کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور عیسویت کے بت کو اپنے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے ساتھ پاش پاش کرے**۔ یہ تمام ضرورتیں جو اسکے نزول کی داعی تھیں اسکے لیے کہہ رہی ہیں

بالحق انزلناہ و بالحق نزل

امریکہ میں نوجوان خودکشی کرنے لگے

اخبارات سے معلوم ہوا کہ امریکہ میں چھوٹے بچوں نے ایک خودکشی کا کلب قائم کیا ہے ان لڑکوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ زندگی جینے کے قابل نہیں ہے اس لیے ہمیں زہر کی مدد سے اسکا خاتمہ کر دینا چاہیے؟ یہ حالت ہے ان ملکوں کی جہاں سویلزیشن کا آفتاب لوگ کہتے ہیں سمت الراس پر ہے اور یہ پوچھو تو لب بام ہے + یورپ امریکہ میں خودکشی کی اموات کی تعداد بڑھ رہی ہے کیوں؟ اسی لیے کہ ان میں وہ مذہب نہیں جو انسان کو ہر رنج و راحت اور زندگی کی ہر حالت میں مطمئن اور شاداں رکھ سکتا ہے + اور سچ تو یہ ہے کہ جس مذہب کی نجات کا سہارا **ایک لعنتی خودکشی** پر ہوا ہو اسمیں اگر دنیا میں خودکشی کا رواج نہ ہو تو کیا ہو؟ صرف صرف اسلام ہی ایک پاک مذہب ہے جس نے **لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ** کہکر خودکشی سے منع فرمایا ہے اور **اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ** کہکر درازی عمر کا نسخہ بتایا اور پھر **اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ** کا ارشاد فرماکر زندگی کو راحت بخش بنانے کی تجویز بتادی ہے۔ خدا کرے کہ ہم اور ہمارے پڑھنے والے ان سنہری اصولوں سے متمتع ہوں۔ آمین۔

ہرکس بخیال خویش خبطی دارد

سوٹزرلینڈ سے ایک جرمن سالومنس صاحب لنڈن تشریف لاکر لوگوں میں اپنا یہ مذہب یا مقصد پیش کرتے ہیں کہ انسان کو نمک اور پانی کے استعمال سے علیحدہ کرکے انکی عمر دراز کریں۔ سالومنس صاحب کی تعلیم ہے کہ نمک ہی سب برائیوں کی جڑ ہے اور ہر قسم کا عرق یا پانی کے انسانی بناوٹ کے لیے ایک غیر ضروری بوجھ ہے۔ ان کے مسلک میں بہت سے زن و مرد ان کے ہمخیال ہو گئے ہیں جو نمک اور پانی سے توپرہیز کرتے ہیں مگر سب ننگے کام کرتے ہیں ایک دوسرے سے علیحدگی کے واسطے درمیان میں لکڑی کا تختہ لگا لیتے ہیں اور جب موسم سخت نہیں ہوتا تو برہنگی کی حالت میں ہی زمین پر سوتے ہیں + یہ حالت ہو رہی ہے مغربی دنیا کی۔ مذہب اور اسکی حقیقت سے وہ اسقدر دور جا پڑے ہیں کہ اسکا سمجھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں کی ایسی وحشیانہ زندگی ہی اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ اسوقت ایک ایسے وجود پاک کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت اپنے ساتھ لیکر آئے اور دنیا کو **باخدا دنیا** بنا سکے + اور خدا کا شکر ہے کہ آنے **والا آگیا** جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھو اور جسکے کان سننے کے ہیں سنو۔

اسلام کے نادان دوستوں سے بچاؤ

علیگڈھ منتھلی کے اکتوبر سنہ گذشتہ کے اشو میں ایک مضمون وہاں کے ایک لائق گریجویٹ کے قلم سے نکلا ہے جس کا عنوان ہے "ہم اسلام کو موجودہ خیالات کے موافق کہانتک کر سکتے ہے" اس مضمون میں صاحب مضمون نے اپنے ہم کی اصل حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا ہو کر اپنی اصلاح اور ریفارم کرنیکی خواہش ظاہر کی ہے اور وہ اصلاح ایسی بھونڈی اور بدنما ہے کہ اس اصلاح کا نام **تحریف** یا **ترک اسلام** ہی ہو سکتا ہے گریجویٹ صاحب نے اس مضمون میں جہانتک یا جو کچھ خیالات ظاہر کیے ہیں ہم انپر الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ریویو کرینگے اور اسوقت اگر خدا نے چاہا تو ہم دکھائیں گے کہ مسلمانوں کی ذریت کیا کرنا چاہتی ہے آہ! ان نئی روشنی کے دلدادوں کے لیے کسی نے اچھا کہا ہے

ملک یورپ سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

مسلمانوں کی اندرونی حالت کی ایسی خرابی کہ وہ سنغاء اسلام کو بھی ہاتھ سے دینے کیلیے طیار ہو رہے ہیں اور بہانے تلاش کرتے ہیں۔ ادھر ہی بیدینی اور باہمی تفرقہ پکار پکار کہہ رہا ہے کہ ؎

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

ستے طلاق

رنگون کی خبروں میں بیان ہوا ہے کہ عبد الکریم نامی ایک مدراسی نے غصہ کیحالت میں اپنی بی بی کو طلاق دیدی تھی لیکن جب اس کا غصہ فرو ہوا ۔ تو اُس نے اس طلاق کے رفع دفع کے واسطے ایک مولوی سے چارہ جوئی کی جسنے پہلے کچھ روپے طلب کیے اور اسکے بعد طلاق دینے والے شخص سے کہا کہ تیری طلاق ہرگز جائز نہیں ہے اور تیرا نکاح کسی طرح نہیں ٹوٹا جب یہ شخص خوش خوش اپنے مکان کو واپس آگیا تو ایک شخص نے مولوی سے پوچھا کہ آپکا یہ فتویٰ کیونکر جائز ہو سکتا ہے ؟ مولوی نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہل کندہ ناتراش ہے جو کسی طرح حرف ط کے تلفظ سے واقف نہیں ہو سکتا لیس ضرور ہے کہ اس نے جو طلاق دی ہوگی وہ حرف ت کی تلاق ہے جو شرعاً جائز نہیں ۔ اس سے قطع نظر کہ طلاق ہوتی ہے یا نہیں یہ حالت ہے ہمارے علماء کی جو قوم کا دماغ سمجھے جاتے ہیں اور اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ کسی مامور کی **ضرورت نہیں** ؟ قوم! تو اس خواب غفلت میں کب تک سوئیگی اور **عدم ضرورۃ** مامور کے خواب کب تک دیکھیگی ؟ کیا تیرے سننے میں ابھی کوئی کلام ہے ۔ ؟

تعلیم مسیح موعود کی حرمت جہاد کے فتوے کی اشاعت کی ضرورت

اجمیر سے خبر آئی ہے کہ ایک مسلمان نے اپنی جہالت سے راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے ایک ملازم انگریز پر حملہ کیا جبکہ وہ بائسکل پر جا رہا تھا ملزم نے گرفتار ہونے پر بیان کیا کہ ابھی میرا ارادہ اور بھی دو تین صاحب لوگوں کو مارنے کا تھا ۔ ملزم کے اس بیان اور اُس جاہلانہ حملہ سے صاف متر شح ہوتا ہے کہ ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں حضرت مسیح موعود کے اُس فتوے کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے جو آپ نے جہاد کی حرمت کے لیے شائع کیا ہے ۔ مسلمانوں کے دل میں سچی وفاداری کے خیالات کو پیدا کرنے کے واسطے حضرت **مسیح موعودؑ** کی تعلیم کی اشاعت کی بہت ضرورت ہے ۔ وہ مسلمان جو اس امر میں ہمارے ساتھ متفق ہیں کہ انگریزوں اور دوسرے مذاہب والوں سے مذہب کے نام سے تلوار اُٹھانا حرام ہے اور یہ اشاعت مذہب کا ذریعہ نہیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنے مدرسوں میں حرمت جہاد کا فتویٰ تعلیمی کورسوں میں داخل کریں ۔ بلکہ سر رشتۂ تعلیم پنجاب کو بھی مصالح ملکی کے لحاظ سے اس فتوے کو جو نظم میں لکھا گیا ہے مدرسوں میں داخل کر دینے کی از بس ضرورت ہے ہمارے کالج **تعلیم الاسلام** میں یہ فتویٰ دیگر اُردو نظموں کے ضمن میں داخل **کورس** ہے آیندہ کے لیے اگر یہ فتویٰ حفظ کرایا جاوے تو اور بھی مفید اور موزون ہوگا کیا دیگر انجمنیں بھی اسپر غور کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور نہیں تو علیگڈھ کالج ہی سہی۔

ہندو اور اُن کا مذہب

لارڈ ایمپتھل صاحب گورنر مدراس نے راج مندری میں وہاں کے اہل ہنود کے اڈریس کے جواب میں ہندو مذہب کی موجودہ حالت کو خطرناک بتایا ہے اور کہا کہ ہندو اپنے مذہب کی تعلیم سے غافل ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ مغربی تہذیب نے لامذہبی پھیلادی ہے ۔ اور آج کل کے ہندو ششش و پنج میں ہیں کہ انکا اصل مذہب کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ ۔

کل ملل کی مذہبی کتابوں اور لٹریچر کا ترجمہ کرنا آجکل آزادی سے ہو رہا ہے اور یہ نشان ٹھیرایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کے نزول کا کیونکہ اس کے کاموں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان کام ہے کہ دوسرے ملل پر اسلام کو غالب ثابت کرے اور یہ اُسی حالت میں ہو سکتا ہے کہ کل مذاہب کے معتقدات اور مذہبی کتابیں عام ہو جائیں ۔ اور یہ آجکل ہو رہا ہے + یہ ایک زبردست زمینی شہادت حضرت مسیح موعود کے وجود پر ہے اسلیے وہ کہتا ہے

شعر

آسماں بار دنشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی اور زندہ مذہب وہی ہے اور وہی ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اسکی سچائی اور حقیقت کے زندہ نمونے موجود ہوں ۔ اور جب تک کوئی **زندہ** نمونہ موجود نہ ہو اس مذہب اور اس کی کتاب اور اُسکے خوارق و معجزات کی قیمت ایک کوڑی کی بھی نہیں ہو سکتی ۔ کوئی پاکدل اور بیدار **کانشنس** کبھی اُسکی بات کو قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اُس کی سچائی اور صداقت کی چمکیں اور اسکی حقیقت کے نشانات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور ان **ہدایتوں** کے بھیجنے والے کے مُنہ پر ہمیشہ کے لیے مہر لگ چکی ہے بجز ایسے انسان کے جس کا **کانشنس مسخ** ہو اور جسکا دل و دماغ تاریک خیالات سے پراگندہ ہو جو ایمان کی حقیقت اور مذہب کی جان سے واقف نہ ہو وہ ایسا خیال کرے تو کرے لیکن ایک سلیم الفطرت جو خدا تعالےٰ کی طلب کے لیے سچی بھوک اور پیاس رکھتا ہو وہ تو اسی امر کے لیے تڑپتا ہے کہ **زندہ خدا** کے **زندہ نمونے** اور اُس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور تازہ بتازہ نظر آئیں تا وہ ایمان کو ظنون اور اوہام کے تاریک غار سے نکال کر **یقین** اور **حق الیقین** کے منارہ پر پہونچائے ۔ یہی **حقیقی مذہب** کا نشان ہے اور یہی **خدا پرستی** اور گناہ سوز فطرت کے اصول کا سچا ذریعہ ہے

حقیقی اور زندہ مذہب کا نشان جبکہ اُسکے خوارق اور کرامات کی **زندگی** اور زندہ خدا کے زندہ نمونوں کی **چمکار** ہے تو کیا اس **حقیقی معیار** پر آج دنیا کا کوئی مذہب اس قابل ہے کہ اپنے امتحان کے لیے آمادہ ہو ۔ اور کوئی **اہل مذہب** اپنے مذہب کی تعلیم پر چلکر اُسکے پاک ثمرات اور نجات بخش نتائج کا **عملی ثبوت دینے کا حوصلہ کر سکتا ہے** ؟ یہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لیے ہمکو ویدمت کے حامیوں اور پرچارکوں عیسائی مذہب کے واعظوں اور مناّدوں برہمو ازم کے پیروؤں اور دیگر فرقوں کی طرف دیکھنا چاہیے ؟ کہ ان سے کیا آواز نکلتی ہے ؟ سنو اور کان لگا کر سنو لیکن بجز حیرانی اور خاموشی کے کچھ نظر نہ آئے گا ۔ اس معیار پر ایک اور صرف ایک ہی مذہب زندہ اور حقیقی مذہب کامل العیار ثابت ہو سکتا ہے اور ہو ایسا ہے اور وہ ہے **اسلام** جس کی پاک اور کامل تعلیم اور اسکے ثمرات اور نتائج کا زندہ نمونہ حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی ذات ہے جو علیٰ رؤس الاشہاد کہتا ہے ۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مردہ پرستوں کے اخبار نور افشاں پر **آفتاب صداقت** یسوع کو لکھا جاتا ہے بجا ہے جس قدر تاریکی اور فسق و فجور کی لعنت اس شخص کے ذریعہ دنیا میں پھیلی ہے جسنے اپنے آپ کو خدا اور ابن اللہ کہا اسقدر ظلمت اور ضلالت شائد وام مارگ کے ماننے والوں سے بھی نہ پھیلی ہو بعض مسلمانوں کو غلطی لگی ہے جو وہ **یسوع** اور عیسیٰ ابن مریم میں فرق نہیں کرتے قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی اس یسوع کا ذکر نہیں جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنے والا ٹھیرتا ہے قرآن شریف صرف اُس عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کرتا ہے جو ایک عاجز انسان اور خدا کا سچا نبی اور مکرم بندہ تھا جس نے ہمیشہ اپنی عبودیت کا اعتراف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان بشارت دی ۔ جو فی الحقیقت **حقیقی نور تھا** اور وہی آفتاب صداقت تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ **روشنی** عطا کی کہ شب تار کو روز روشن بنا دیا +

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد و بارک و سلم

پس مسلمانوں کو اپنے مناظرہ کے طریق کو فی الفور بدل دینا چاہیے وہ **یسوع انجیلی** اور عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ میں تفریق اور امتیاز کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی کے لیے ایک مقام پر نصیحت کرتے ہیں کہ " میں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک وہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا ۔ جیسا کہ اپنے نفس کے لیے " اور میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو ۔ اور تمام بنی نوع کی ہمدردی اختیار کرو ۔ اور کسی کی بدی منتہا ہو کر اعلیٰ

تہذیب یہی ہے اور عفو اور درگذر کرو اور کینہ توزی منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو"

مبارک وہ جو اس پاک تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق پاتے ہیں الہٰذا ہمکو بھی توفیق دے آمین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کیوں قائم کیا ہے؟ اس کا جواب بارہا الحکم کے کالموں میں شائع ہوا ہے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں تفصیل کے ساتھ اس پر لکھا گیا اور خود حضرت حجۃ اللہ کے پاک ارشادات اس بارے میں لکھے گئے ہیں ازدیاد ایمان کے لیے ملفوظات حضرت مسیح موعود سے یہاں لکھنا پھر خالی از فائدہ نہ ہوگا

" خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی امن اور صلاحیت۔ بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انھیں اپنی روح سے قوت دے گا۔ اور انھیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ خود اسکی آبپاشی کرے گا اور اسکو نشو و نما دے گا۔ یہانتک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے نمونہ ٹھیریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جنکو قبولیت اور نصرت دیجاوے گی اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے فالحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً اسلمنا لہ ہو مولٰنا فی الدنیا والاخرۃ نعم المولیٰ و نعم النصیر"

غور سے پڑھو ان سطروں کو جو اس سلسلہ کے متعلق خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو لکھی تھیں۔ اور آج چودہ سال دس ماہ اور ۶ دن کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فضا پر سوچو کہ وہ کہاں سے کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ راس کماری سے لے کر کشمیر تک اور رنگون (برما)

سے لے کر کابل اور خراسان تک۔ امریکہ میں ہے تو اسٹریلیا میں اسکی صدائیں گونج رہی ہیں۔ عرب میں ہے تو شام میں یصلون علیک ابدال الشام کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ مصر میں مسیح موعود کی تبلیغ کا پرچم اُڑ رہا ہے تو افریقہ کے ریگستان اور بربرا (سمالی لینڈ) کے میدان کارزار میں بھی مسیح موعود کی طرف سے ممانعت جہاد کے فتوے کے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ کیا یہ کوئی چھوٹی سی پیشگوئی ہے جو پوری ہو رہی ہے؟ مخالفو! سوچو!! نہیں نہیں سعید الفطرت لوگو! غور کرو کہ اس میں تمھارے لیے ایک نشان ہے جو ہدایت اور سعادت کی راہ نمائی کرتا ہے اگرچہ اسوقت تھوڑے سے ہیں جو سوچتے ہیں اور بہت ہی تھوڑے سے ہیں جو فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا عام نظارہ نظر آئے گا۔

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اس کی نسبت یہ ارشادات فرمائے۔ نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں۔ دلپذیر اثر کرنے والی ہے۔

حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے۔ خریداران الحکم و البدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۲ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جا سکتی ہے قیمت بلا جلد ۸ مع جلد ۱۰ پارہ دوم کی قیمت ۱۲ عم کے پارہ کی قیمت ۴

المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال پنجاب۔

تمام درخواستیں مشتہر کے نام تراوڑی آنی چاہییں۔ یہ تفسیر القرآن الحکم والی تفسیر نہیں ہے۔

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

چونکہ سال رواں کے شروع سے الحکم کا حجم اور تقطیع خاص طور پر بڑھا دیا گیا ہے اور اس سے اصل غرض یہ ہے کہ خدا چاہے تو الحکم ہر پہلو سے قوم کے لیے مفید اور دلچسپ آرگن ہو سکے اور قوم کی اگر ساری ضرورتیں نہیں تو کم از کم بہت سی ضرورتوں کو جو اخبار کے وجود سے ان کے متعلق ہیں پورا کرنے کے قابل ہو جاوے۔ ان عام ضرورتوں میں سے عام اخباری معاملات پر رائے زنی کی بھی ایک ضرورت ہے جو قوم کو کسی دوسرے ملکی مذاق کے اخبار کی خریداری کی ضرورت باقی رہنے دیتی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اس ضرورت کو اگر من کل الوجوہ نہیں تو ایک حد تک پورا کرنے کی سعی کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے اسکے اتمام کی توفیق چاہیں۔ عام اخباری معاملات کے لیے الحکم کا ایک حصہ مختص کرنے سے ہماری ایک غرض الحکم کی پاپولرٹی کو پیدا کرنا بھی ہے۔ جو لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اخباری مذاق رکھتے ہیں ان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مذاق پیدا کرنا بھی ہمارے اغراض و مقاصد میں داخل ہے۔ اسلیے بھی یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ آئندہ کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس حصہ کا التزام رکھا جاوے۔ بایں طریق اگر خدا چاہے نہ صرف اخبار بینوں میں سلسلہ عالیہ کا مذاق پیدا کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے بلکہ الحکم کی توسیع اشاعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی بعض قومی اور ملکی ضرورتوں پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اور اپنے سلسلہ کے بھائیوں کو عام انفرمیشن پہونچانے کا باعث بھی ہوگا۔ یہ وجہ ہے جو ہم اس آرٹیکل کو لکھنا چاہتے ہیں یا عام معاملات اور واقعات پر عند الضرورت رائے زنی کرینگے یا مختصر خبروں کو الحکم کے کالموں میں لینگے اور اصل تو یہ ہے کہ ساری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

نمبر اوّل

یوں تو قریباً ساری دنیا میں سال کا آخری ہفتہ اور پہلا ہفتہ کسی نہ کسی قسم کی مصروفیت اور تفریح و تماشہ کا ہفتہ ہوتا ہے لیکن ہم ساری دنیا کو چھوڑ کر صرف ہندوستان کی وسیع فضا میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ یہاں آسمان کے نیچے اس آخری ہفتہ میں

کیا ہو رہا ہے

دسمبر کے آخری ہفتہ کا نام اخباری دنیا میں کہیں کرسمس ویک اور کہیں کانفرنسوں اور کانگرسوں کا ہفتہ رکھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈ ابیوں کا ہفتہ بھی کرسمس ویک نام کی وجہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس ہفتہ میں عیسائیوں کے معتقدات کے موافق ۲۵ دسمبر کا وہ دن ہے جبکہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں یوسف نجار کے گھر میں یسوع نام ایک بچہ پیدا ہوا جسکی بابت عیسائی باستثناء بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ باوجودیکہ معمولی بچوں کی طرح پیدا ہوا تھا۔ اور پورے نو مہینے تک اپنی ضعیفہ والدہ کے پیٹ میں معمول کے موافق خون حیض سے پرورش پاتا رہا اور عام بچوں کی طرح پیشاب ہی کی راہ سے پیدا ہوا لیکن اسپر بھی وہ آدم زاد ہی نہ تھا بلکہ خدا کا بیٹا تھا نعوذ باللہ من ذلک

تکاد السموات یتفطرن الآیۃ

اور اسدن کو یسوع بلکہ خدا کا میلادی دن سمجھکر بڑی عظمت اور شان کا دن قرار دیتے ہیں اور عام اصطلاح میں وہ بڑا دن مشہور ہو گیا ہے۔ حالانکہ عام طور پر وہ بڑا دن نہیں ہوتا بلکہ ۲۱ دسمبر کی رات بڑی سے بڑی رات ہوتی ہے اور سب سے بڑا دن ۲۱ جون کو ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک دجل ہے اور نصرانی ہتھکنڈوں کا شمہ کہ عام لوگوں میں اس دن کی عظمت کو قائم کرنے کے لیے اسدن کا نام بڑا دن رکھدیا ہے۔ اور اب بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ ۲۵ دسمبر کو بڑا دن ہے

اگر یہ بات سچ ہے کہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ جس کا نام یسوع رکھا گیا تھا اسکی یادگار اور عظمت کے لیے اسدن جلسے کیے جاتے ہیں اور اسدن کو مقدس اور مبارک کہا جاتا ہے تو

لاریب

یہ خطرناک غلطی اور جہالت ہے جو ملک اور دنیا میں پھیل رہی ہے اور وہ وقت قریب ہونا چاہیے اور ہمارا ایمان تو ہے کہ وہ وقت آگیا کہ جب اس مردہ پرستی اور مردم پرستی کے اعتقادوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور

دنیا میں ایک اور صرف ایک ہی خدا کی پرستش ہوگی اور مردہ

مردہ پرست قوموں اور لوگوں کے مذہب گمنام سمجھے جائیں گے

حقیقت میں اس سے بڑھ کر کوئی درد کا مقام نہیں ہو سکتا کہ ایک عاجز آدم زاد کو جو پیشاب و پاخانہ کی معمولی ضرورتوں کا اسی حد تک محتاج ہے جیسے دوسرے انسان اور عام حیوان) خدا یا پسر خدا بنایا جاوے اور ایک **مشت خاک** کو جسکو ساری عمر سر دھرنے کی لیے بھی جگہ نہ ملی ہو اور جو لومڑوں اور ہوائی پرندوں کے بسیروں پر رشک کرتا ہو رب العالمین سمجھا جاوے۔

وہ دن بڑا ہی **منحوس** اور **تاریک** سمجھا جانا چاہیے جسدن کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جو دنیا میں اپنی عبودیت کے مقام کو چھوڑ **رحی و قیوم** خدا کے عرش پر بیٹھنے کا مدعی ہو۔

چونکہ **مردم پرستی** نہیں بلکہ **مردہ پرستی** جو موجودہ اعتقاد کے لحاظ سے) ساری ریکیوں) اور ہندا لعنتوں کا مجموعہ ہے اور خدا تعالیٰ کی معرفت سے بے نصیب رکھنے اور نجات کی حقیقی راہ سے دور پھینکدینے کا باعث ہوئے

پس

حیثیت اور لحاظ سے ۲۵ دسمبر کا دن گو کتنا ہی بڑا دن اور مبارک قرار دیا جاوے لیکن نفس الامر میں یہ دن بہت ہی **منحوس** اور قوم اور ملک کے لیے تاریک دن ہے۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دن جلسے منانے اور خوشیاں کرنے کے لیے کیوں مخصوص کیا جاتا ہے۔ اس قوم کی بدفہمی اور **کم فہمی** پر **رونا چاہیے** جو ماتم کے **مقام** پر **خوشی** کا **اظہار** کرے

یہ دن تو رونے اور نوحہ خوانی کا دن ہونا چاہیے تھا اور کوشش متفقہ ہونی چاہیے تھی کہ اس دن کو بھلا دیا جاتا اور کوئی جاننے والا نہ رہتا کہ اس دن عاجز دنیا تو ان ابن آدم ہو کر خدا بننے والا پیدا ہوا تھا۔

مگر

افسوس اور رنج کی جگہ ہے کہ ایک **قوم** ہے جو اپنی ماتم کدہ میں ہنستی ہے اور اپنی جہالت کو دانشمندی اور گمراہی کو ہدایت تصور کرتی ہے وہ روحانی طور پر مر چکی ہے مگر اپنا شمار زندوں میں کرتی ہے۔ قعر ضلالت میں گری ہوئی ہے اسپر کہتی ہے کہ روشنی کے بلند **مینار** پر کھڑی ہوں حق و حکمت سے محض ناواقف اسپر فلاسفر اور زکی علیم ہونے کی مدعی ہے۔

آہ! آہ!! آہ!!!

لیکن اے **سننے والو**! سنو! اور اے سوچنے والو! سوچو! اور یاد رکھو کہ **حق** ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا اور حقیقی **نور** ہے وہ **چمکے گا**۔ اور آخر اس **ظلم عظیم** کا نام مٹ جاوے گا جو ایک عاجز انسان کو **خدا** بنانے کی صورت میں روا رکھا گیا ہے۔

یاد رہو کہ

انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور ایک ناچیز **قطرہ** خدا تعالیٰ کے ارادوں کو رد کرنیکی قوت نہیں رکھتا۔ فانی آدم زاد کے منصوبے اسکی تدبیریں اور حیلے **الٰہی تجلیات** کے سامنے ایک طرفۃ العین کے لیے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔

ہاں

تو **کرسمس ویک** کا پہلا دن ۲۵ دسمبر سے شروع ہوتا ہے اور کانفرنسوں یا کانگرسوں کا ہفتہ بھی اسی وجہ سے مشہور ہوا ہے کہ اس تقریب پر ایک ہفتہ یا کم و بیش عشرہ کی تعطیل ہوتی ہے اور اس تعطیل سے ملک کے بہی خواہ کہلانے کے خواہشمند اور قومی درد سے متاثر دل رکھنے کے مدعی اپنی قومی اور ملکی حالتوں پر نوحہ خوانی کرنے اور **یاوہ رفتگاں** کے لیے اس ہفتہ کو مختلف مقامات پر اجتماع اور جلسے کرتے ہیں اور چونکہ یہ جلسے کثرت سے ہوتے ہیں اس لیے یہ ہفتہ کانفرنسوں کے ہفتے کے نام سے بھی مشہور ہو گیا ہے۔ ہم کوشش کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنے ناظرین کو ہندوستان کے بڑے بڑے قومی اور ملکی مجمعوں اور مذہبی اور دینی کانفرنسوں اور جلسوں میں لے جائیں گے اور انہیں دکھائیں گے کہ **ریفارمشن کی سٹیج** (میدان دنیر اصلاح) پر کیا کیا تماشے ہو رہے ہیں اور **اہل نظر** ان سے کیا سبق سیکھتے ہیں۔ ہمارا کام صرف ان نظاروں کا دکھا دینا ہے اور اس سے سبق لینا یا مفید نتائج اخذ کرنا یہ پبلک اور دیکھنے والوں کا کام ہوگا۔ ہاں ہم ان جلسوں اور مجمعوں سے کیا سیکھتے اور سمجھتے ہیں اس کو ہم اپنی جگہ ظاہر کر دیں گے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کوئی ان سے متفق ہو یا مخالف کیونکہ وہ ہماری ذاتی رائے ہے جس کے لیے **ہم آپ** ذمہ دار ہیں۔

ان قومی یا ملکی مجمعوں اور جلسوں میں ناظرین کو لے جانے سے پیشتر مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم انکو ان مجمعوں اور جلسوں میں لے جائیں جو خصوصیت کے ساتھ ان ایام کے ساتھ محقق ہیں یا یہ کہ جن کے لیے مذہبی پابندیوں اور ہدایتوں کی بنا پر یہ دن مخصوص ہیں

معزز ناظرین!

ان جلسوں کے دیکھنے کے لیے آپکو کسی **گرجا یا مشن کمپونڈ** کا نظارہ کرنا چاہیے اور **یسوع پرستی** کی ہیکلوں میں جانا ہوگا۔ اس قوم کے در و دیوار ساز و سامان اور انکے اخبارات پر ایک نظر کرنی ہوگی جو عیسائی یا مسیحی کہلاتے ہیں اور جن کا موزوں نام **یسوعی** ہونا چاہیے

چونکہ یہ سیر اخبار کی سیر بین کے ذریعہ سے ہو اسلیے ہم پہلے ان یسوعی قوموں کے اخبارات ہی کو اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اور سامنے سے ۱۹۰۴ سال کے پرانے اخبار نور افشاں (جس کا مرادی نام نار افشاں ہونا چاہیے) کو لیتے ہیں اس کا پہلا صفحہ بیل بوٹوں سے مزین کیا گیا ہے اور ایک چرخی کی سی تصویر کے دو گردشوں سے آفتاب کا طلوع دکھایا گیا ہے جس کے ساتھ آفتاب کے طلوع سے لے کر اسکے غروب تک خداوند کا نام ممدوح ہوگا زبور ۱۱۳ : ۳ اور اس کے بیچیں ایک ارضی دائرہ میں

> ۲۵ دسمبر
>
> **آج تمھارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے"**
>
> (لوقا ۲)

اور اس دائرہ کے نیچے ایک طرف کھجور کا درخت بنا کر اُس کے اوپر یہ لکھا ہے۔

تم پر جو میرے نام سے ڈرتے ہو آفتاب صداقت طلوع ہوگا اور اُسکے پنکھوں میں شفا ہوگی (ملاکی ۴ : ۲)

اور دوسری طرف کھجور کے اوپر "ان لوگوں نے جو بڑے اندھیرے میں بیٹھے تھے بڑی روشنی دیکھی اور انپر جو موت کے ملک کے سایہ میں بیٹھے تھے نور چمکا (متی ۴ : ۱۶)

لکھا ہے اور پھر ان کھجوروں کے درمیان کرسمس ڈے کی مبارک باد کے نیچے

دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھے گی (یسعیا ۷ : ۱۴)

اور ایسا ہوا کہ جب وے بیت اللحم میں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی۔

(لوقا ۲ : ۶، ۷)

یہ آیات اور فقرے بائبل سے کوٹ کرکے لکھے ہیں۔ ہم ان آیات اور فقرات پر ایک ریویو کرنا چاہتے ہیں اور دکھانا چاہتے ہیں کہ ان آیات اور نشانات کا کیا مفہوم ہے اور یہ کس حد تک معقول اور درست ہیں

جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

شریف مکہ کی سخت گیریوں اور دست درازیوں پر ہندوستان کے بعض اخبارات میں طول طویل مضامین لکھے گئے تھے اور اب انہیں اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی اخبارات کی تقسیم شریف مکہ نے مکہ معظمہ میں محض اسوجہ سے بند کر دی ہے کہ انہیں انکی دست درازیوں کی شکایت جسمیں رہتی ہیں۔ یہ کسقدر اخلاقی جرأت کی کمزوری ہے کہ شریف مکہ کو اپنے معاملات کو روز روشن میں لانے کی برداشت نہیں۔

حضرت حکیم الامت کے ملفوظات

جان من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمھارے فرحت بخش خط میں اتنک تکدر معلوم ہوتا ہے۔ میں تمھارا دعاگو آگے عذر کر چکا ہوں۔ مگر میری بدقسمتی سے پذیرا نہ ہوا۔ اچھا اب سہی۔ فصل الخطاب کو ایکبار اچھی طرح پڑھ لو۔ اور قرآن کریم بہت پڑھو اور نماز باجماعت ادا کیا کرو تاکید ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ دو مہینے تک قادیان میں بیعت کے واسطے جاؤں گا۔ تیرا سچا دعاگو نورالدین ۲۱ ماگھ یکم فروری ۱۸۹۱ء

عزیز من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تمھارے دوست و محب نے لودھیانہ میں دوسری شادی کر لی مبارک ہو۔

حضرت مرزا صاحب قادیان سے یہاں لودھیانہ رونق افروز ہیں۔ اور ۲۰ مارچ کے جلسہ بیعت میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خاکسار بھی شریک ہوگا۔ کل حضرت امام الوقت مرزا صاحب کو عرضی لکھدی ہے جواب پر مفصل عرض ہوگا۔ ۱۰ مارچ ۱۸۸۹ء

ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم۔ بھلا خفگی کی کوئی وجہ بھی۔ بھلا اسقدر فراموشی آپ کے اور میرے للّٰہی محبت کے درمیان جائز ہے۔ پیارے عزیز۔ میرا اور آپ کا تعلق روحانی ہے قابل انقطاع نہیں۔ آگے تم جانو۔ سناؤ اشاعت قرآن شریف اور حدیث میں آپ آپ کسقدر ساعی ہیں۔ والسلام

ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدت کے بعد تمھارا فرحت نامہ مہجور دور کو پہونچا۔ پیارے سفر بھی کوئی عذر ہے۔ کیا ڈاک سفر میں بند ہو سکتا ہے۔ ایسا نہ کرو۔ گاہے گاہے اپنے حالات سے خوشنود رکھا کرو۔ پیارے صدیق حفظہ اللہ وسلم اور عزیزہ خدیجہ کا مندرجہ تحفہ جناب کو نصیحت تھی۔ آپکو واجب ہے کہ نواہی الٰہی پر دھیان کریں۔ آیندہ معاصی سے اجتناب رہے کبھی کبھی مسائل کی چھیڑ چھاڑ خطوں میں ضرور ہوا کرے اس میں دینی مسائل محفوظ رہتے ہیں۔ والسلام ۲۲ اپریل از جموں

خاری ترم کو تازہ رباعی بریدہ اللہ
محروم بوستانم مردو دانشتم

عزیز ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم گویم۔ یا راحت جان و آرام روح و روان ہو نسیم بہتر است کو برائے آیندہ اخی فی اللہ و حبی

فی امتہ نوشتہ باشم
بحمد اللہ کہ صدیقہ کی ہمشیرہ نے صحت پائی - اللھم بارک فینا آمین -

شیطان کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے **یجری من الانسان مجری الدم** یعنی جیسے خون بدن میں چلتا ہے ویسا ہی شیطان بھی - اور شیطان کو باری تعالیٰ نے فرمایا ہے **کان من الجن** - پس جن کا جسم انسانی میں حلول کرنا ثابت ہوگیا - اب رہی یہ بات کہ جن کیا چیز ہے یہ علٰحدہ مسئلہ ہے اگر پوچھوگے لکھوں گا - عمال سے جن قبضہ میں آتے ہیں یا نہیں - جس چیز کا نام جن شرع میں ہے وہ قابو میں آ سکتے ہیں سلیمان علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں دیکھو **ومن الشیاطین من یغوصون لہ** -

وطن کے واسطے دل تڑپتا ہے - آلِ شامت اعمال ہماری سرکار نے انکار کر دیا حیران ہوں - کشمیر کا سفر معلوم نہیں ہوتا محمد صدیق محمد ظہور الدین کو السلام علیکم حافظ کے واسطے عنقریب تدبیر کرتا ہوں بخدمت میاں غلام حسین صاحب و حافظ احمد یار صاحب السلام علیکم -
۸ جون از جموں -

بنام حافظ احمد یار صاحب

احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسم وحید

و السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **یاتی من بعدی اسمہ احمد** سے مراد ہمارے سید و مولیٰ ہادی کامل خاتم النبیین رسول رب العالمین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی امر حق ہے حکیم فضل الدین صاحب نے اگر اس کے خلاف کہا ہے تو غلط اور بالکل غلط کہا ہے - ہاں اگر ایک احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم اپنی خدمت کے لحاظ سے اور غلامی کی راہ سے فرماوے کہ میں بلحاظ کامل محبت اور سچی خدمت کے وہی احمد ہوں - بلکہ اس کا مولیٰ اور خالق جل شانہ ارشاد فرماوے کہ تو تو احمد ہے تو یہ امر دیگر ہے - اسی کارڈ کے اوپر جو شعر لکھا ہے پر غور کرو حضرت مرزا جی کا فرمایا ہوا ہے -

نوٹ - حافظ صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہ اس آیت میں احمد سے مراد جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یا اس سے صرف جناب امام صادق مہدی زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں یہ جواب حضرت حکیم الامۃ سلمہ ربہ کی جانب سے دیا گیا تھا -
عاجز اللہ داد - کلرک شاہ پور

برادرم حفظک اللہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا تعظیم کے خلاف ہے - اور قرآن شریف میں وارد ہے **ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب** - اور بیت اللہ سے بڑھ کر کونسی چیز ہوگی جو شعائر اللہ میں داخل ہو -

پس خوردہ عورت اجنبیہ کا مرد اجنبی کو اور مرد اجنبی کا عورت اجنبیہ کو کھانا جائز ہے - اس میں جب تک کوئی دلیل نہیں ہے - تو اباحت اصلیہ اس کے جواز کی دلیل ہے -

الحمد شریف بدستور سابق غور سے بہت پڑھا کرو - ان شاء اللہ تعالےٰ بہت فائدہ ہوگا - اور جو وصیت تم نے لکھی ہے - بہت ٹھیک ہے - اس میں کوئی بات خلاف شرع معلوم نہیں ہوتی - ایسی وصیت لکھ کر ہمیشہ اپنے پاس رکھنی چاہئے حدیث شریف میں بھی وارد ہے -

اور میرے صدمہ کی بابت آپ نے سنا ہوگا - دعا کیجیے آیندہ کے واسطے خداوند تعالےٰ رحم فرمائے - آمین اور میرے بھائیوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے - آمین

امیر کابل ملاؤں کا محکوم ہے

اخوندزادہ حضرت مولانا مولوی سید عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر لکھتے وقت ہم نے امیر کابل کو ملاؤں کا محکوم امیر لکھا تھا - امیر کے ملاؤں کے محکوم ہونے کی ایک اور تازہ خبر پہنچی ہے جو پاؤنیر اور دوسرے اخبارات میں شائع ہوگئی ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے اپنے پایہ تخت میں جو بیت العلوم مغربی علوم کی تعلیم کے لیے جاری کرنا چاہتا تھا اور جس کے واسطے انجمن حمایت الاسلام لاہور کے توسط سے پروفیسر بہم پہنچائے گئے تھے اس بیت العلوم کا ارادہ ترک کر دیا ہے - وجہ وہی ملاؤں کی حکومت جنھوں نے مسلمانوں کو کفار کی زبان کے نہ سیکھنے کا فتویٰ دیا ہے - اس قسم کے واقعات صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے واقعہ پر پوری روشنی ڈال رہی ہیں - اور ملاؤں کے وسیع اثر کا اظہار کر رہے ہیں جو امیر پر انکا ہے اور جہاد کی متعلق جو پالیسی وہاں کے ملاؤں کی ہے اس پہلو کو واضح کر رہے ہیں - ہم تفصیلی طور پر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں - اگر ضرورت ہوئی - ان شاء اللہ تعالےٰ -

یک نشد دو شد

لاہور کے آریہ گزٹ ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء میں بحوالہ سماچار لکھا ہے کہ کابل کی یہ خبر آئی ہے کہ مرزا قادیانی کے دو مرید وہاں بڑی ذلت سے ہلاک کیے گئے ہیں اخبارات میں عام ہو رہی ہے مگر پنجاب سماچار کا سعدی نامہ نگار اس سے بڑھ کر یہ افسوسناک خبر سناتا ہے کہ آجکل امیر صاحب

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات

۸ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو مولانا موصوف نے ایک مختصر مگر نہایت ہی ضروری خطبہ پڑھا جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز پر بطور حاصل المطلب درج کرتے ہیں -
(ایڈیٹر)

واعظ موت

اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں سب سے زیادہ تاکید تقوےٰ کے لیے کی ہے - اللہ کا خوف رکھنا اور ہر وقت اللہ تعالےٰ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا اسی کو اپنی ڈھال (سپر) بنانا تقویٰ کے معنے ہیں ہر حال میں اللہ تعالےٰ ہی کو مدنظر رکھنا قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور غرض ہے قرآن شریف کے ۳۰ سیپاروں میں جس قدر تاکید **تقوی اللہ** کے متعلق کی گئی ہے اور کسی چیز کے لیے نہیں اور حقیقت میں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقویٰ ہی ساری نیکیوں کی کلید ہے) سب نیکیوں کی جڑ اور مفتاح یہی تقویٰ ہے - جس میں تقویٰ نہیں وہ جو چاہے سو کرے - لیکن ایک خوف خدا سے ساری نیکیاں ہو سکتی ہیں اور انسان بدیوں سے بچ جاتا ہے پس سنو! اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور ہر شخص یہ دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا آگے بھیجا ہے - ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جامع بات پوچھی آپ نے فرمایا کہ **موت کو یاد رکھو** مگر اس شخص نے سمجھا کہ یہ تو معمولی سی بات ہے شاید میں پھر پوچھوں تو کوئی اور بات بتائیں چنانچہ اس نے پھر پوچھا اور آپ نے پھر وہی جواب دیا اور تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ وہ پوچھتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہ موت کو یاد رکھو -

حقیقت میں جس شخص کو موت نصیحت دینے والی نہیں ہے اس کو کوئی ہادی بھی ہدایت نہیں کر سکتا - آج موت کا بازار خوب گرم ہے اور ایسا گرم ہے کہ ایسی عام موت کبھی نہیں ہوئی - اور ضروری یہی تھا کہ موت اسی طرح واقع ہوتی - کیونکہ اللہ جل شانہ کی تمام کتابوں میں اور کل نبیوں اور راست بازوں کی زبانوں پر **مسیح موعود** کے زمانہ کا یہ نشان رکھا گیا تھا - کہ جب دنیا اس سے اعراض کر جائے گی اور فسق و فجور اور محرمات کی طرف دنیا میلان کر جاوے گی اس آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا **مری یا طاعون** پھیلے گی خدا تعالےٰ کی کتاب مجید میں بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ملفوظات میں بھی ایسا ہی ہے - اور تمام نبی توریت میں یہی پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں کہ آخری زمانہ میں طاعون کے ذریعہ **موت پھیلے گی** -

اب دیکھ لو کہ یہ پیشگوئی کیسی پوری ہوئی ہے سیکڑوں گاؤں اس سے ہلاک ہو چکے ہیں اور ابھی تک کسی مادی آدمی اور ڈاکٹر کو اس کے علاج میں کامیابی نہیں ہوئی اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کا دورہ کب ختم ہوگا - تمام ڈاکٹروں نے اپنے ہتھیار پھینک دیے ہیں گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا مگر آخر الگ ہونا پڑا - کئی لاکھ روپے کے خرچ سے ٹیکہ کے لیے ڈاکٹر بلائے - آخر اعتراف کرنا پڑا کہ کوئی علاج نہیں ہے - بیشک اس کا علاج کیسے ہو جبکہ یہ **رجز من السماء** ہے بھلا جو چیز کہ قہر الٰہی کی صورت میں آئی ہو زمینی **علاجوں** سے کیا ہو سکتا ہے ؟ اس وقت بڑا ہی سنگدل اور شقی ہے وہ شخص جو اس **نذیر** سے فائدہ نہیں اٹھاتا - یہ بالکل سچ ہے جس کے لیے موت نے ہادی اور واعظ نہیں ہے اور کوئی چیز اس کے ڈانٹنے والی نہیں ہو سکتی - دیکھا گیا ہے کہ جہاں ایک مرتبہ طاعون کا حملہ ہوا - بار دیگر پھر وہاں اس کا حملہ ہوا ہے - اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کا حملہ کب تک رہے مگر خدا تعالےٰ کی وحی میں صاف لکھا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

یعنی اللہ تعالےٰ اس طاعون کو نہیں اٹھائے گا جب تک کہ دنیا اپنی حالت کی اصلاح نہ کرے گی بہت سے سنگدل اور ملکوں میں اس نظارہ کو دیکھتے ہیں کہ دنیا ہلاک ہو رہی ہے مگر وہ اس نظارہ سے کوئی عبرت نہیں لیتے اور نہیں ڈرتے کہ یہ ان کے لیے نذیر ہے - شاید وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ خود ہی اس کا لقمہ بن جاویں مگر یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی اس بولنے والی کتاب سے عبرت نہیں پکڑتا اور سبق نہیں لیتا وہ خود دوسروں کے واسطے نمونہ کیا ہوگا -

پس تقوےٰ اختیار کرو یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کا حیا کرو - اگر ایک شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے اور دل کی نہاں در نہاں خیانتوں کو جانتا ہے اگر وہ اللہ تعالےٰ کی علیم خبیر لطیف صفت پر ایمان لاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اس کے سامنے کھلی بیحیائیاں کرتا ہے اس طرح سے

…تو صفت پر ایمان ہے اور رزاق ہونے پر ایمان لاتا ہے تو کیوں رشوت اور دوسرے ناجائز ذریعوں سے رزق کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے؟ غرض خدا تعالیٰ کی مخالفت کو مان کر ان سے حیا کرنی چاہیے یہی اصل تقویٰ ہے۔ اور یہی تقوے کی تعریف ہے۔ متقی کے لیے خدا تعالیٰ کی کتاب میں عجیب عجیب وعدے ہیں یحب المتقین اور ولی المتقین اس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست اور ولی ہوتا ہے۔ متقی کیلیے ہے من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا متقی بنتا ہے اگر وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو پھر خواہ کیسی ہی راہ اور روبند ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے راہ بنا دیتا ہے اور اسکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ تمام فاسق و فاجر دشمنوں کے مقابلہ میں امام المتقین اور اسوۃ المتقین کو اللہ تعالیٰ نے بچا کر دکھایا ہے وہ خوفناک گھڑی جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ کر لیا کیسی خوفناک گھڑی تھی اور کوئی راہ نکلنے کی بظاہر موجود نہ تھی اس وقت کوئی حشم و خدم ساتھ نہ تھے جو دشمن کا مقابلہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے امام المتقین کو کیسے بچایا کہ دشمنوں کو اندھا کر کے نکل گئے + اسی زیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو آپ کی پاک شریعت کے خادم آپ ہی کے غلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ میں بھی کیسے کیسے خطرے گئے۔ جان اور مال اور آبرو کے مقدمے بنائے گئے دشمنوں نے کیا کیا منصوبے اور مکید اسکے خلاف کیے۔ آریوں۔ سکھوں برہموں۔ عیسائیوں۔ اور مسلمانوں نے جدا جدا اور مل ملکر اسکے استیصال کی کوشش کی مگر آخر خدا تعالیٰ نے انکو اپنے منصوبوں میں نامراد کیا آج بھی دشمن اسکے خلاف بیٹھے ہوئے ہیں انجام بتا دے گا کہ خدا کی نصرت کس کے ساتھ ہے

غرض

ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ متقی بنے کیونکہ تمام نصرتیں اور تائیدیں متقی ہی کو ملتی ہیں اسی چاہیے کہ وہ شہداء علی الناس ہو اور اپنے پاک نمونہ سے دوسروں پر حجت قائم کرے۔ دیکھو منکروں کا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے مگر ماننے والوں پر حجت پوری ہو چکی ہے انھوں نے نشانات دیکھ لیے ہیں اور اب بھی اگر وہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کوئی بدکاری کرتے ہیں وہ خدا سے استہزا کرتے ہیں پس اس سے ڈرو ہمیشہ موت کو سامنے رکھکر خدا سے حیا کرتے رہو۔ تاکہ تم دنیا کے لیے نمونہ اور شہداء علی الناس ہو جاؤ۔

ضرورت نکاح

تمام شاہ صاحب سٹیشن ماسٹر جیکب آباد ضلع کو ٹھ کی صاحبزادہ کی جو حافظ محمد قاری صاحب جہلمی کی دختر تھی انتقال ہو گئی ہے اور اب سید صاحب اپنی لڑکے کی دوسری شادی کرنی چاہتے ہیں بابو صاحب کا لڑکا سید ہے۔ عمر میں سب پورا ہے حسین خوش خلق جوان انٹرینس پاس یافتہ جو صاحب ایسا اتفاق پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں بابو صاحب سے خط و کتابت کریں یا ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعدا نزلہ اور زکام کی وجہ سے ناساز رہی جمعہ کو آپ نے بعد نماز جمعہ بعض نئے آئے ہوئے خدام سے ملاقات فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ اس ملاقات کا شرف ہمارے محترم مخدوم عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے بڑے بھائی جناب نواب احسن علیخان صاحب اور ریاست کوٹلہ کے مشیر اعلیٰ میر محمد یمین صاحب کو بھی حاصل ہوا۔ نواب صاحب اور میر صاحب نے حضرت حجۃ اللہ سے کیا باتیں کیں اور اعلیحضرت نے کیا فرمایا اسکے لیے ناظرین کسی دوسری اشاعت کا انتظار کریں

۲۔ بزرگان ملت حضرت حکیم الامۃ اور فاضل سیالکوٹی اور فاضل امروہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ اور خدمت دین میں مصروف اول الذکر بزرگان رسالہ ترک اسلام کے جواب کے مسودوں اور کاپیوں اور پروفوں کی اصلاح و نظر ثانی میں علاوہ دیگر مستقل خدمات دین کے لگے ہوئے ہیں فاضل امروہی نے الستشہا دتین ایک چھوٹا سا لطیف رسالہ لکھا ہے جو الحکم میں بہت جلد طبع ہوگا صاحبزادہ صاحب پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا رسالہ طیار ہے وفات مسیح پر نئی بحث ہے جو دیکھنے کے قابل ہے قیمت ار علاوہ محصول پیر صاحب سے طلب کرنا چاہیے۔

۳۔ علاقہ تار۔ کریام۔ راہوں۔ مونگیر اور کئی دیگر مقامات سے خدام آکر بہرہ اندوز سعادت ہو رہے ہیں

۴۔ کسی قدر بارش ہو گئی ہے جسکی وجہ سے موسم میں زیادہ سردی کی چمک پیدا ہو گئی ہے

دار الامان کی مقامی ضرورتیں

الحمد للہ ڈاک خانہ کا انتظام ڈاک کی روانگی اور رسیدگی کے متعلق خاطر خواہ ہو گیا ہے لیکن ہمکو یہ شکایت ضرور ہے کہ مقررہ وقت پر جو ظاہر کیا گیا ہے ڈاک قادیان پہنچتی نہیں ہے جس کی وجہ سے ڈاک کی روانگی میں بھی دیر کا ہو جانا قرین قیاس ہے۔

امید ہے کہ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس فرو گذاشت کے رفع کرنے میں سعی فرمائینگے علاوہ بریں ابھی تک ایک نقص اور باقی ہے کہ ایل ۲۰ کے نام تفصیلی طیار ہونے کی وجہ سے صبح تک ڈاک کو بٹالہ انتظار کرنا پڑتا ہے + اور یہ نقص رفع نہیں ہو سکتا جبتک کہ تھیلی بٹالہ کے نام نہ بنائے جاویں اور سے تقسیم میں ڈاک نہ جائے۔ غالباً اس ضرورت اور تکلیف کو صاحب سپرنٹنڈنٹ جیسا بیدار مغز آدمی پہلے ہی سے محسوس کر چکا ہوگا اور اگر ابھی تک خیال نہیں آیا تو اب خیال فرما کر اسکو رفع کرے۔

وہی قادیان کی سڑک کا دکھڑا

۸ جنوری ۱۹۰۹ء کو جناب لالہ موتی رام صاحب تحصیلدار بٹالہ۔ قادیان تشریف لائے اور ۹ جنوری کو تگے تشریف لے گئے۔ آپکو قادیان کی صفائی وغیرہ ضروریات پر خصوصیت کے ساتھ توجہ ہے چنانچہ آپ نے پھر قادیان کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دینے کے متعلق تحریک کرنی چاہی ہے اور قادیان اور بٹالہ والی سڑک کے متعلق بھی آپ نے مناسب ایکشن لینے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اگر صاحب موصوف اس امر پر زیادہ توجہ کریں تو یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ یہ سڑک خصوصاً وہ حصہ جو سڑک سے الگ ہو کر قادیان تک آتا ہے نہایت ہی خطرناک حالت میں ہے۔ راستہ میں زمینداروں نے بند مار مار کر اسکو اور بھی مخدوش بنا دیا ہوا ہے۔ تحصیلدار صاحب نے بعض لوگوں کے بیانات بھی اس کے متعلق لیے ہیں اور پوری توجہ کرنی چاہی ہے جس سے ہمکو امید ہو چلی ہے کہ اب ہماری شنوائی ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ قادیان میں جن صاحبوں کی روڑیاں ملحق بہ شہر پڑی ہیں انکو اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے بصورت ثانی ان کے مناسب تدارک کا حکم ہے + غرض تحصیلدار صاحب کو اپنے علاقہ کی ہر طرح بہتری اور بھلائی کا خیال ہے۔ چونکہ آپ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور محنت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور کسی قسم کا ذاتی یا مذہبی تعصب آپ میں نہیں اسلیے ہندو اور مسلمان دونوں آپ کو عزت اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایک برہما انسپکٹر پولیس اور مرزا صاحب قادیانی

پیسہ فولاد میں مندرجہ ذیل مراسلت عنوان بالا سے چھپی ہے جو مولوی عبد السلام رفیقی حال وارد رنگون نے اخبار مذکور کو بھیجی ہے

وہو ہذا

میں سیر کو جا رہا تھا کہ ایک برہما انسپکٹر پولیس اتفاقیہ ملاقی ہوئے اگرچہ میں برہما زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔ مگر وہ انسپکٹر صاحب کچھ اردو جانتے تھے اور انگریزی اعلیٰ درجہ کی۔ میں انکے برعکس اردو اچھی جانتا ہوں اور انگریزی کم۔ خیر حسب طرح ہم نے آپس میں گفتگو شروع کی۔ انسپکٹر صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے بھی آبا و اجداد اصل میں برہما کے رہنے والے ہیں۔ یہاں اگر انھوں نے شادی کی ہم پیدا ہوئے اور ہم بغرض ملازمت اپنے اجداد کے برہما کے برہمار ہے۔ میرے مختلف سوالات کے جواب میں انھوں نے ذیل کی باتیں ذکر کیں اگر ہم اس لباس (برہما) کو چھوڑ دیں اور اپنا نام اس پر نہ رکھیں۔ تو ہمکو اس لائق نہیں لیا جاتا۔

میں مرزا صاحب قادیانی کے خیالات کو بہت پسند کرتا ہوں۔ میں نے انکی بعض تصانیف دیکھی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضرور کوئی چیز ہے۔

میں نے اب پنشن لے لی ہے لڑکوں کو جو لڑکے ہیں آرام سے ہیں۔ ایک کے لیے خیال ہے کہ اسے ولایت بھیجا جائے۔ اس کے خرچ کی فکر ہے جب میں اس کام سے فارغ ہو لونگا تو ضرور ایک مرتبہ قادیان جاؤں گا۔ اور مرزا صاحب کی زیارت کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ

عبد السلام رفیقی حال وارد رنگون۔

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
زجام دہر کل من علیہا فان

الحکم کے یوم اجرا کے خریداروں میں سے ہمارے مکرم مخدوم منشی محمد خان صاحب افسر بگی خانہ کپورتھلہ بھی تھے جنھوں نے سال رواں کے پہلے ہی ہفتہ میں اس جہان فانی سے دار البقا کو کوچ کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منشی محمد خان صاحب مرحوم کی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت اور اخلاص عشق کا رنگ اختیار کر چکا تھا۔

خانصاحب موصوف کے متعلق ہمکو اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں خود اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق ایک موقع پر لکھا ہے

"حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ریاست کپورتھلہ میں نوکر ہیں نہایت درجے کے غریب طبع صاف باطن دقیق فہم حق پسند ہیں اور جس قدر انھیں میری نسبت عقیدت و ارادت و محبت و نیک ظن ہے میں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا مجھے ان کی نسبت یہ تردد نہیں ہے کہ ان کی اس قدر جو ارادت ہے کبھی کچھ خلل پیدا ہو بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے وہ سچے وفادار اور جانثار اور مستقیم الاحوال ہیں خدا ان کے ساتھ ہو آمین"

وہ سارٹیفکیٹ ہے جو خانصاحب ممدوح کو خدا تعالیٰ نے برگزیدہ **جری اللہ فی حلل الانبیاء** نے دیا ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ آخری دم تک مضبوط رہے اپنے آپ کو اسکا مستحق ثابت کیا۔

خان صاحب کئی مہینے سے بیمار تھے اور دن بدن ان کا مرض الموت ثابت ہوتا جاتا تھا آخر آخری پیام آ پہونچا اور خانصاحب صالحین کی موت رخصت ہوئے۔ اس میں شک نہیں کہ خانصاحب مرحوم کی موت آخر بشری تقاضوں کے لحاظ سے انکے خاندان انکو دوست و احباب اور ہمارے سلسلہ کے لیے ایک رنجدہ خبر ہے لیکن یہ معلوم کرکے رنج جاتا رہتا ہے کہ ان کا **خاتمہ ایمان پر ہوا**۔ اور انکی موت مبارک موت تھی۔ خانصاحب ممدوح اپنی امتحان میں پورے اترے اور ہم ابھی جو اس کشتی میں سوار ہیں اپنی جگہ لرزاں اور ترساں ہیں۔ خدا کرے کہ اسی ایمان پر خاتمہ ہو۔

خانصاحب ممدوح کے آخری الفاظ یہ بتلائے گئے ہیں

کر گئند۔ تقدیر۔ میں برداشت کرونگا۔
ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

خان صاحب کی وفات سے ان کے خاندان کو بیشک صدمہ پہونچا ہے لیکن جبکہ خان صاحب نے مرنے سے پہلے خود فرمایا کہ **خدا متقی کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا** ہمیں اس برتر و مقتدر ہستی سے امید واثق ہے کہ وہ ان کے خاندان کی خود ہی حفاظت اور پرورش فرمائے گا اور بجز اس کے ہے ہی کون جو اس کے عاجز بندوں کی دستگیری کر سکے

ہم **منشی عبد المجید خان صاحب** خانصاحب کے بڑے صاحبزادہ اور آپکے بھائی منشی سردار خان صاحب کو صبر و ضبط کرنے کی مزید ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ خدا کا شکر ہے وہ سب کے سب رضا بقضا پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جسطرح انکا نیک باپ احمد بھائی رکھتا تھا اور وہ سب کے سب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ پر پورا ایمان رکھنے والے ہیں۔ ہم قوم کی طرف سے تعزیت کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پس ماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود انکی جزا ہو۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے ۶ر جنوری سنہ ۱۹۰۵ء کو خان صاحب کا جنازہ اپنی جماعت کو لیکر بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا اور دیر تک آپ دعا فرماتے رہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ہماری احمدی جماعت جہاں جہاں ہے اپنے مغفور بھائی کا جنازہ پڑھے گی۔

اس کے بعد دو چار الفاظ ریاست کپورتھلہ کے ذمہ وار عہدہ داروں اور بگی خانہ کے اعلیٰ افسر کی خدمت میں بھی ہم عرض کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ خان صاحب ممدوح نے جس دیانت داری اور جفاکشی کے ساتھ اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ان کے خاندان کے جائز حقوق کی حفاظت فرمائی جاوے۔ ہمیں یہ سنکر خوشی ہوئی ہے کہ بگی خانہ کے اعلیٰ افسر اور ریاست کے چیف سکریٹری صاحب نے منشی عبد المجید خان کے سر پر دست شفقت رکھا ہوا ہے۔ مہارانی صاحبہ نے خانصاحب کے جنازہ کے لیے ایک قیمتی دوشالہ بھی بھیجا۔ ان کی جنازہ کے ساتھ ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ بتائی جاتی ہے غرض مرنے والا مر گیا اور اپنی بہت سی خوبیوں کو یادگار چھوڑ گیا۔

الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا اب بظاہر الحکم ان کے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نباہنا چاہتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں کہ **ان کے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاوے گا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا**

منشی عبد المجید خان اور ان کے چچا منشی سردار خان صاحب سے بھی ایک درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ وہ محترم مرحوم کی یادگار اور ان کے روح کو ایصال ثواب کے لیے تعلیم الاسلام کالج کے لیے **محمد خان سکالرشپ** کے نام سے کوئی مستقل وظیفہ جو کسی مسکین یا یتیم کی تعلیم کے مصرف میں آسکے۔ (ایڈیٹر)

ایک مشنری انگریز قادیان میں

۴ر جنوری ۱۹۰۵ء کی صبحکو گورے رنگ بھوری داڑھی اور نیلی آنکھوں والا ایک سادھو گیروے کپڑے پہنے ہوئے سر پر گیروی پگڑی باندھے ہوئے ننگے پاؤں پر موٹا دیسی جوتا پہنے ہوئے آنکھوں پر عینک چڑھائے ہوئے بائسکل پر سوار معہ ایک اور ساتھی جو لباس میں اسکا ہمرنگ اور دوسری بائسکل پر سوار تھا قادیان میں وارد ہوا۔ اور بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کی ملاقات کے واسطے آیا ہوں۔ لوگ اسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے مکانات کی طرف لے آئے جہاں ہیڈ ماسٹر مدرسہ مفتی محمد صادق صاحب نے اسکی شکل اور لب و لہجہ سے معلوم کر کے کہ یہ ایک انگریز دیسی لباس میں ہے فوراً اس کے واسطے خاطر داری کے ساتھ آرام کی جگہ طیار کرا کے اسے اتارا اور حالات دریافت کیے۔ معلوم ہوا کہ یہ صاحب ڈاکٹر پنل ہیں جو انگلستان کے باشندہ اور چرچ آف انگلینڈ کے مشنری ڈاکٹر ہیں گیارہ سال سے بنوں میں کام کرتے ہیں پشتو اور اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں اور اب فقیرانہ لباس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے بزرگوں سے ملاقات کے ارادہ کے لیے اور جابجا وعظ کرنے کی نیت سے بنوں سے اپنا نکلنا ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار ماہ کے عرصہ میں کلکتہ تک پہونچنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہاں تک بائسکل پر آئے ہیں اور آئندہ سفر بھی بائسکل پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا ساتھی ایک نوجوان لڑکا تھا جسکو ڈاکٹر صاحب اپنا متبنیٰ بیٹا کہتے تھے اور ظاہر کرتے تھے کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر وہ تمام امور میں بظاہر ڈاکٹر صاحب کے رنگ میں رنگین تھا۔

خاکسار ایڈیٹر اور دوسرے احباب نے جن کی ملاقات ڈاکٹر صاحب سے ہوئی ان کی خدمت میں بہت اصرار کیا کہ جب ڈاکٹر صاحب مختلف مقامات میں مختلف مذاہب کے بزرگوں کو دیکھنے کے واسطے نکلے ہیں تو یہ مقام سب سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ سب سے زیادہ ٹھیریں کیونکہ بلحاظ دعوے کے اور اس کے ظاہری نتائج کے اس جگہ ایک ایسا شخص اور ایک ایسا سلسلہ اور ایک ایسا فرقہ منتسب موجود ہے کہ بلحاظ عظمت و شان کے اس کا مقابل اسوقت تمام دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب پہلے سے ٹھان چکے تھے کہ ایک دن سے زیادہ نہ ٹھیریں گے اس لیے وہ اپنے پروگرام کو نہ توڑ سکے اور بسبب اس کے کہ حضرت اقدس کی طبیعت علیل تھی۔ آنحضرت کی ملاقات کے بغیر ہی ڈاکٹر صاحب دوسری صبحکو واپس چلے گئے۔

تاہم اس تھوڑے سے عرصہ میں ڈاکٹر صاحب نے اس پاک سلسلہ کے حالات کے متعلق مختلف احباب سے بہت کچھ سنا اور دیکھا۔ چنانچہ ہم ذیل میں مختصر وہ چند باتیں تحریر کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس حدیث میں اور مفتی محمد صادق صاحب کی زبانی ڈاکٹر صاحب نے سنیں۔ ڈاکٹر صاحب ان سب باتوں کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہے اور عموماً سر تسلیم ہلاتے رہے۔ اور ہاں ہاں کرتے رہے لیکن کہیں کہیں اگر ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو میں کوئی کلام یا سوال کیا تو وہ بھی ہم اسجگہ درج کر دینگے۔

ڈاکٹر صاحب کے تھوڑی دیر کے پہنچنے کے بعد مفتی صاحب انکو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی نشست گاہ میں لے گئے۔ جہاں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے مطابق درس حدیث جو طلباء کا روزانہ سبق تھا شروع ہوا جس میں پہلے حضرت مولانا موصوف نے اس بات پر چند کلمات فرمائے کہ احادیث میں راویوں کے نام ذکر کرنا اور درجہ بدرجہ ایک روایت کو نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ اصل متکلم تک پہونچانا یہ پاک طریق صرف اسلامی کتب میں پایا جاتا ہے اور اس کے بالمقابل دوسرے تمام مذاہب کی روایات خواہ انکا راوی اصل متکلم سے کتنے ہی بعد ہوا ہو بغیر کسی سند کے یوں ہی ذکر کر دی جاتی ہیں جس سے انکی صداقت پر بہت کچھ شبہ پڑتا ہے۔ پھر احادیث میں طلباء نے یہ ذکر پڑھا کہ ہر رکعت میں قرآن شریف کا کچھ حصہ ضرور پڑھنا چاہیے۔

اسپر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ یہ اس واسطے ہوا کہ قرآن شریف اصل بیان اور عبارت میں محفوظ رہے چنانچہ اس وقت سے قرآن شریف کی پوری حفاظت سینہ بسینہ ہو رہی ہے قرآن شریف کے اصلی ہونے میں کوئی شبہ ایسا پڑ نہیں سکتا جیسا کہ توریت اور اناجیل کی عبارتیں بہت سی شکوک و شبہات کے نیچے دب گئی ہیں بلکہ اکثر محقق عیسائیوں کے نزدیک ان کا بہت سا حصہ جعلی اور ان لوگوں کا نہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اصل زبان اناجیل کی تو بالکل دنیا سے مفقود ہی ہو گئی ہے۔ اسی سبق میں طلباء نے کئی جگہ پڑھا کہ اس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ سورت پڑھی اور اس مقام پر وہ سورت پڑھی اسپر حضرت مولانا موصوف نے بیان فرمایا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی آیات اور سورتوں کی ترتیب سب اس مقدس رسول کے زمانہ سے چلی آتی ہے اور یہ بالکل غلط ہے کہ بعد میں کسی نے آیات اور سورتوں کی ترتیب وغیرہ کی ہے۔

باقی آئندہ

الانوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

الحکم

چہ گویم با تو کز آئی جہاں در قادیان مہی | دو ابھی شفا ابھی عرض دار الامان ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲ دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۴ء جلد ۸

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد
جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ... کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارے طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

پیشگی قیمت
سالانہ ... ۵
خواص ... ۵
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب والوں سے ...
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع ...

صدائے عاجزانہ

از حضرۃ سید حامد شاہ صاحب

ذرا جاگو تو اے اہل زمانہ | خوشی کا گاؤ مل کر سب ترانہ
سنو اب خواب غفلت سے ہو بیدار | کہ ہشیار کیا آیا ہے زمانہ
دیا تھا حق نے جو وعدہ کہ سچا | بہت ہو یا زعم مخفیں سے بھولجانا
کھلا وہ راز سربستہ عزیزو | کہ جو اب تک کہ تھا مخفیانہ
جو تھا اک آنیوالا وہ آیا | ہوئی بروقت اصلاح زمانہ
جو تھا اسلام کی نصرت کا وعدہ | ظہور اسکا تھا حق سے لازمانہ
نذیر آیا ہے دنیا میں وہ دیکھو | رہی آگاہ بیگانہ یگانہ
جو تھا اک آنیوالا وہ یہی ہے | ہی بدقسمت وہی جسنے نہ مانا
مسیحا کے مثیل آئے ہی وہ احمد | کیا دعویٰ انہوں نے ملہمانہ
مبارک ہے مبارک ہے مبارک | سمجھو یہ صدائے عاشقانہ
خدا نے انکو بخشی تیغ براں | نہ خنجر تیر و نکا اب ہے کا ٹھکانا
دلائل حجت قاطع ہیں جتنے | صلیبوں کا ہے لازم ٹوٹ جانا
یہاں پایا ہے تو ہو گی فتح اسلام | ترقی ہو گی اسکی غائبانہ
حقائق دین حق کے اب کھلیں گے | دہیں گے سب کلام باطلانہ
خدا اپنی حکمت کھلائے گا اب | وہ دکھلائیگا نور کاملانہ
نہ ہوگی کچھ ظلمت اب جہاں میں | مٹیں گے اعتقاد مشرکانہ
یہودی خصلتیں پھیلی جہاں میں | یہ آیا ابن مریم کا زمانہ
امام ایسے کی تھی اب انتظاری | جو خصلت رکھے ابن مریمانہ
دیا وعدہ رسول حق نے جس کا | امام اپنا وہ آیا ہم نے مانا
مسیحا دم سے لو اصلاح دیں کو | کہ پاؤ تم حیات جاودانہ
زمانے وقت پر ہمکو سنبھالا | کہ کھلا یہ الٰہی کارخانہ
ہے واجب قدر و عزت اسکی ہم پر | بڑھاؤ اب قدم تم مخلصانہ
نصیحت ہے نصیحت ہے نصیحت | نہ لاؤ ہمیں کچھ عذر و بہانہ
یہی تسلیم کر لو مان لو تم | کہ جو کہتا ہے ناصح مشفقانہ
کوئی طعنے نمانی خوش ہی ہو | فقیر دیکھی صدا ہی عاجزانہ

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

(علیہا الصلوٰۃ والتحیۃ)

بقیہ تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۳ء

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر اول جلد ۸

جب انسان ایک راست باز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راست بازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے اسی لیے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سنکر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی انہیں ہی ہوگا

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے اسلیے کسقدر ضرورۃ ہے اس امر کی کہ انسان کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ

کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کسقدر فائدے ہیں سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور رہے۔

غرض

نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امّارہ والے میں نفس امارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور لوامہ والے میں لوامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اُسے بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔

مطمئنہ والے کو پہلی نعمت یہ دیجاتی ہے کہ وہ خدا سے آرام پاتا ہے جیسے فرمایا ہے یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً یعنی اے خدا تعالیٰ میں آرام یافتہ نفس اپنے رب کی طرف آجا وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی۔

اس میں ایک باریک نکتہ معرفت ہے جو یہ کہا کہ خدا تجھ سے راضی تو وہ اس سے راضی بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس درجہ پر نہیں پہنچتا اور لوامہ کی حالت میں ہوتا ہے اسوقت تک خدا تعالیٰ سے ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے یعنی کبھی کبھی وہ نفس کی تحریک سے نافرمانی بھی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن جب مطمئنہ کی حالت پر پہنچتا ہے تو اُس جنگ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے صلح ہو جاتی ہے اُسوقت وہ خدا سے راضی ہوتا ہے اور خدا اُس سے راضی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ لڑائی بشرائی بالکل جاتی رہتی ہے۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ ہر شخص خدا تعالیٰ سے لڑائی رکھتا ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے اور بہت سی امانی اور امیدیں رکھتا ہے لیکن اس کی وہ دعائیں نہیں سنی جاتی ہیں یا خلاف امید کوئی بات ظاہر ہوتی ہے تو دل کے اندر اللہ تعالیٰ سے ایک لڑائی شروع کر دیتا ہے خدا تعالیٰ پر بدظنی اور اُس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے لیکن صالحین اور عباد الرحمٰن کی کبھی اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں ہوتی کیونکہ وہ رضا بالقضاء کے مقام پر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقی ایمان اسوقت تک پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک انسان اس درجہ کو حاصل نہ کرے کہ خدا کی مرضی اسکی مرضی ہو جاوے دل میں کوئی کدورت اور تنگی محسوس نہ ہو بلکہ شرح صدر کے ساتھ اسکی ہر تقدیر اور قضا کے سامنے کو طیار ہو۔

اس آیت میں راضیۃ مرضیۃ کا لفظ اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یہ رضا کا اعلیٰ مقام ہے جہاں کوئی ابتلا باقی نہیں رہتا۔ دوسرے جس قدر مقامات ہیں وہاں ابتلا کا اندیشہ رہتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ سے بالکل راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ شکایت نہ رہے اس وقت **محبت ذاتی** پیدا ہو جاتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ سے **محبت ذاتی** پیدا نہ ہو تو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے لیکن جب ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آ جاتا ہے اس **ذاتی محبت** کو دعا سے حاصل کرنا چاہیے۔ جب تک یہ محبت پیدا نہ ہو انسان نفس امارہ کے نیچے رہتا ہے اور اس کے پنجہ میں گرفتار رہتا ہے اور ایسے لوگ جو نفس امارہ کے نیچے ہیں ان کا قول ہے کہ

ایہہ جہان مٹھا تو اگلا کن ڈٹھا

یہ لوگ بڑی خطرناک حالت میں ہوتے ہیں اور **لوامہ** والے ایک گھڑی میں ولی اور ایک گھڑی میں شیطان ہو جاتے ہیں ان کا ایک رنگ نہیں رہتا کیونکہ ان کی لڑائی نفس کے ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں کبھی وہ غالب اور کبھی مغلوب ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لوگ محل مدح میں ہوتے ہیں کیونکہ ان سے نیکیاں بھی سرزد ہوتی ہیں اور خوف خدا بھی انکے دل میں ہوتا ہے لیکن نفس **مطمئنہ** والے بالکل فتحمند ہوتے ہیں اور وہ سارے خطروں اور خوفوں سے نکلکر امن کی جگہ میں جا پہنچتے ہیں وہ اس دارالامان میں ہوتے ہیں جہاں شیطان نہیں پہنچ سکتا۔ لوامہ والا جیسا کہ میں نے کہا ہے دارالامان کی ڈیوڑھی میں ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی دشمن بھی اپنا وار کر جاتا ہے اور کوئی لاٹھی مار جاتا ہے اس لیے مطمئنہ والے کو کہا ہے **فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی**۔ یہ آواز اسوقت آتی ہے جب وہ اپنے تقویٰ کو انتہائی مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے تقویٰ کے دو درجے ہیں بدیوں سے بچنا اور نیکیوں میں سرگرم ہونا یہ دوسرا مرتبہ **محسنین** کا ہے اس درجہ کے حصول کے بغیر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہو سکتا۔ اور یہ مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ کے **فضل کے بغیر** حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

جب انسان بدی سے پرہیز کرتا ہے اور نیکیوں کے لیے اس کا دل تڑپتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسکی دستگیری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دارالامان میں پہنچا دیتا ہے اور **فادخلی فی عبادی** کی آواز اسے آ جاتی ہے۔ یعنی تیری جنگ ختم ہو چکی اور میرے ساتھ تیری صلح اور آشتی ہو چکی ہے اب آ میرے بندوں میں داخل ہو جو صراط الذین انعمت علیہم کے مصداق ہیں۔

اور روحانی وراثت سے جنکو حصہ ملتا ہے۔ میری بہشت میں داخل ہو جا۔ یہ آیت جیسا کہ ظاہر بین سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد یہ آواز آتی ہے آخرۃ پر ہی موقوف نہیں بلکہ اسی دنیا میں اسی زندگی میں یہ آواز آتی ہے۔ اہل سلوک کے مراتب رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے سلوک کا انتہائی نقطہ یہی مقام ہے جہاں انکا سلوک ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ مقام یہی **نفس مطمئنہ** کا مقام ہے اہل سلوک کی مشکلات کو اللہ تعالیٰ اٹھا دیتا ہے اور انکو **صالحین** میں داخل کر دیتا ہے جیسا فرمایا **والذین امنوا وعملوا الصلحت لندخلنھم فی الصلحین** یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کیے ہم ان کو ضرور ضرور صالحین میں داخل کر دیتے ہیں

دفع وہم اور صلاحیت کے اقسام

اسپر بعض اعتراض کرتے ہیں کہ اعمال صالحہ کرنیوالے صالحین ہوتے ہیں پھر انکو صالحین میں داخل کرنے سے کیا مراد ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ اس میں ایک لطیف **نکتہ** ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو بیان فرماتا ہے کہ صلاحیت کی دو قسم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان تکالیف شاقہ اٹھا کر نیکیوں کا بوجھ اٹھاتا ہے نیکیاں کرتا ہے لیکن ان کے کرنے میں اسے تکلیف اور بوجھ معلوم ہوتا ہے اور اندر نفس کے کشاکش موجود ہوتی ہے اور جب وہ نفس کی مخالفت کرتا ہے تو سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن جب وہ اعمال صالحہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جیسا کہ اس آیت کا منشا ہے اسوقت وہ تکالیف شاقہ اور محنتیں جو خود نیکیوں کے لیے برداشت کرتا ہے اٹھ جاتی ہیں اور طبعی طور پر وہ صلاحیت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ تکالیف تکالیف نہیں رہتی ہیں اور نیکیوں کو ایک ذوق اور لذۃ سے کرتا ہے اور ان دونوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ پہلا نیکی کرتا ہے مگر تکلیف اور تکلف سے اور دوسرا ذوق اور لذۃ سے۔ وہ نیکی اسکی غذا ہو جاتی ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

باقی آیندہ

ضرورت نکاح

بابو نظام شاہ صاحب سٹیشن ماسٹر چکر کوٹ ضلع کوہاٹ کے صاحبزادہ کی اہلیہ جو حافظ محمد قاری صاحب کی دختر نیک اختر تھیں فوت ہو چکی ہیں اور اب سید صاحب اپنے لڑکے کی دوسری شادی کرنی چاہتے ہیں۔ بابو صاحب کا لڑکا سید رشادا... آجکل جہلم میں سب پوسٹماسٹر ہے ... خوش خلق۔ جوان۔ انٹرنس پاس ہے۔ جو صاحب ایسا تعلق کرنا چاہیں بابو صاحب یا ایڈیٹر الحکم سے خط و کتابت کریں۔ - ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرۃ حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نزلہ اور زکام کی وجہ سے کسی قدر ناساز رہی۔ ۱۲ر جنوری کو اعلیٰحضرت ۱۳ر جنوری ۱۹۰۴ء کی تاریخ مقدمہ کے لیے براہ بٹالہ گورداسپور کو روانہ ہوئے اور تین ساڑھے تین بجے کے قریب گورداسپور پہنچ گئے۔ رات کو بہت سے احباب مختلف مقامات سے حاضر ہو گئے۔ سفر کی کوفت اور بارش اور سرد ہوا کی تیزی سے اعلیٰحضرۃ کو تکلیف بڑھ گئی۔ اسی رات آپ نے ایک رؤیا دیکھی

رؤیا

شب درمیان ۱۲-۱۳ر جنوری ۱۹۰۴ء

مولوی محمد علی صاحب نے مجھسے کہا کہ آپ چلے جائیں۔ میں قادیان کو چلا گیا ہوں۔ اور میں ٹھہر رہا ہوں اور فکر میں ہوں کہ ہم کیوں چلے آئے مجلکہ دیا ہوا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب سے مشورہ کر لیتے۔

۱۳ر جنوری کو آپ باوجود ناسازی طبع تشریف لے گئے طبیعت کی ناسازی بڑھ جانے اور بخار ہو جانے کے باعث دوسرے روز ۱۴ر جنوری کو آپ عدالت میں تشریف نہ لے جا سکے اور ڈاکٹر کے سرٹیفکٹ پر حاضری عدالت سے ایک ماہ کی اجازت ملی

۱۴ر جنوری کو حضرت اقدس نے فرمایا کہ چند روز ہوئے ہمنے دیکھا کہ اس اردلی پر جو گلی کے سرے پر ہے ایک کوٹھا ہے اس کوٹھے نے دعا کی اور جس کوٹھے میں ہم رہتے ہیں اس کوٹھے نے آمین کہی۔ دعا برکات وغیرہ کے لیے تھی۔

شب درمیان ۱۳ و ۱۴ر جنوری ۱۹۰۴ء

گورداسپور

قریباً دو بجے رات کے الہام ہوا **اردت ان تستفتح** یعنی مجاہدہ کے ساتھ دعا کرو۔ اور فرمایا ہم ایک جگہ جا رہے ہیں۔ ایک ہاتھی دیکھا اس سے بھاگے اور ایک اور کوچہ میں چلے گئے۔ لوگ بھی بھاگے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ہاتھی کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کسی اور کوچہ میں چلا گیا ہے ہمارے نزدیک نہیں آیا۔ پھر نظارہ بدل گیا۔ گویا گھر میں بیٹھے ہیں۔ قلم پر میں نے دو نوک لگائے ہیں جو ولایت سے آئے ہیں پھر میں کہتا ہوں یہ بھی نامرد ہی نکلا۔ اس کے بعد الہام ہوا **ان اللّٰہ عزیز ذو انتقام**۔

۱۴ر کی شام آپ بسواری ریل براہ بٹالہ دارالامان کی طرف روانہ ہوئے ۱۴ر کی رات کو بٹالہ قیام فرمایا اور ۱۵ر کو دس بجے کے قریب بٹالہ سے رخصت ہو کر بعد دوپہر قادیان آ پہنچے۔

آپ کی طبیعت گو کسیقدر ناساز ہے مگر الحمد للہ پہلے کی نسبت آرام ہے۔

۲۔ خاندان رسالت کے جمیع ممبر خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں اعلیٰحضرت کے اس سفر میں صاحبزادہ حضرت بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد بھی ہمراہ تھے۔

۳۔ بزرگان ملت خدمت دین میں بدستور مصروف اور خدا کے فضل سے تندرست ہیں فاضل امروہی امرتسر تشریف لے گئے ہیں شاید وہاں سے موقع ملے تو امروہے جائیں یا واپس دارالامان تشریف لائیں۔

۴۔ بارش خاطرخواہ ہو گئی ہے جس سے سبزی خوب چمک اٹھی ہے۔

ہمارے مقدمات

۱۳ر جنوری ۱۹۰۴ء کو سب سے پہلے خواجہ صاحب نے مجسٹریٹ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے پچھلی پیشی پر وعدہ فرمایا تھا ۲۰۴ کا فیصلہ سنہ کو سنا دوں گا۔ آپ اگر وہ فیصلہ پہلے سنا دیں تو تقریروں میں بہت ہی اختصار ہو جائے گا کیونکہ اہم امور پر آپ کی رائے سے فیصلہ ہو چکے گا۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا کہ میں فیصلہ بھول آیا ہوں ساتھ نہیں لا سکا۔ کل سنا دوں گا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اعلیٰحضرت حجۃ اللہ کی طرف سے تحریری بیان (جسکا پہلے سرسری بیان میں اقرار تھا اور مجسٹریٹ نے بھی زبانی تسلیم کر لیا تھا کہ تحریری بیان دیدیں) جو سہولت کے لیے چھپوا لیا گیا تھا۔ پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک ہوا فیڈ نوٹ بھی تھا جو حکیم فضل الدین صاحب کی طرف سے تھا۔ مجسٹریٹ نے اولاً اسے لے لیا لیکن فریق ثانی کے وکیل کو بھی اطلاع دی کہ یہ تحریری بیان ہے اس نے عذر کیا کہ یہ نہیں لیا جا سکتا اس سوال کو غیر فیصل قرار دیکر چھوڑ دیا اور کہا کہ پہلے تقریر ہونی چاہیے۔ چنانچہ وکیل مستغیث اور خود کرم دین نے اپنی اپنی باری اور موقعہ پر تقریر کی۔ چونکہ وقت بہت ہو چکا تھا خواجہ صاحب نے تقریر نہ ہوئی

اور پھر اس بیان تحریری کے متعلق عرض کیا جسکو عدالت نے لینا نامنظور کیا کہ ڈیفنس ختم ہونے پر لیا جا سکتا ہے۔ چونکہ دوران مقدمہ میں بعض امور اس قسم کے واقع ہوئے جنسے ہمکو مقدمات کے اس عدالت سے منتقل کرانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس لیے ۱۴ر جنوری کو مقدمات کے انتقال کے لیے چیف کورٹ

ہیں درخواست نہ دینے کی بنا پر التوائے مقدمات کی درخواست مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں پیش کی ۔ جسکو انھوں نے کسی قدر تامل اور غور کے بعد منظور کر لیا - اور مقدمات کو ۱۴ر فروری ۱۹۰۴ء تک ملتوی کر دیا ۔ مقدمات کے التوء کے بعد مجسٹریٹ نے فیصلہ کے لیے فرمایا کہ وہ میں غالباً لے آیا ہوں سنا دیتا ہوں چنانچہ آپ نے فیصلہ نکالنے سے پہلے ہی زبانی فرمایا کہ

مینے فیصلہ کر دیا ہے کہ سراج الاخبار مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء اور خطوط اسی کے ہیں

لیکن جرم ثابت نہیں ۔

پھر فیصلہ نکال کر آپ نے سنانا شروع کیا اور کچھ حصہ سنا دیا اور فرمایا کہ ایسا ہی لکھا ہے چونکہ مقدمہ ۳۰ ہ فیصل ہو گیا ہے اس لیے اس مقدمہ کے متعلق ہم رائے زنی کر سکتے ہیں اور اسی لیے کسی دوسری جگہ اسپر تفصیل سے لکھا ہے ۔

کھلی چٹھی

مندرجہ ذیل چٹھی بغرض اندراج الحکم مولوی محمد صادق حسین صاحب اٹاوی بھیجتے ہیں جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

جناب مولوی امیر علی صاحب اٹاوی اثنا عشری کے نام ایک کھلی چٹھی

مکرمی! السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ - سُنی مذہب کے رد میں آپکے دو رسالے مینے دیکھے ان دونوں رسالوں کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ برحق نہ تھے - خدا اور رسول نے خلیفہ بلا فصل حضرت علی کو مقرر فرمایا تھا اور دوازدہ امام معصوم اور مفترض الطاعۃ تھے - بعد رسول ان کے سوائے کسی کا قول وفعل حجت نہیں" سنیوں نے شیعوں کا نام ہٹ دھرمی سے رافضی رکھا ہے"

جناب من! چونکہ میرے نزدیک آپکے یہ عقاید قرآن کریم واحادیث نبوی، رٔف ورحیم دنیز اقوال آئمہ اثنا عشری کے مطابق غلط ہیں - اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند سطور خدمت عالی میں پیش کروں۔

جناب والا! شیعہ مذہب کے اصول کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھ کر قرآن وحدیث کا سمجھنے والا بھلا اور کون ہو سکتا ہے - اس لیے میں اول آئمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ودیگر آئمہ کے اقوال کی طرف آپکو توجہ دلاتا ہوں تاکہ آپ اپنے عقاید کی غلطی وبے بنیادی پر مطلع ہوں شیعوں کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ سے واضح ہے کہ جب حضرت علی خلیفہ ہوئے اور امیر معاویہ ملک شام کے گورنر نے اُن سے بیعت نہیں کی تو آپ نے امیر معاویہ کو یہ خط لکھا فان بیعتی بالمدینۃ لزمتک وانت بالشام لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علیٰ ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار وللغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمہاجرین والانصار اذا اجتمعوا علیٰ رجل فسموہ اماما کان ذالک للہ رضیٰ - میری بیعت مدینہ میں تجھپر لازم ہو گئی باوجودیکہ تو شام میں ہے - کیونکہ مجھ سے ان لوگوں نے اُس امر پر بیعت کی ہے جنھوں نے جس امر پر ابو بکر وعمر وعثمان سے بیعت کی تھی تو اب نہ حاضر کو کچھ اختیار ہے اور نہ غائب رد کر سکتا ہے -

مشورہ صرف مہاجرین اور انصار کا ہے - جب وہ شخص پر مجتمع ہو جائیں اور امام بنا لیں وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے

مولانا! اگر آپ انصاف فرمائیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ تحریر شیعہ اور سُنی کے مقدمہ میں ایک قطعی فیصلہ دیتی ہے - تحریر محولہ بالا سے ذیل کے نتائج نکل سکتے ہیں

(۱) مہاجرین وانصار مشورہ واجماع سے جو کام کریں وہ خداوند کریم کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے

(۲) مہاجرین وانصار نے مشورہ واجماع سے جس کو امام بنا لیا وہ امام منصوص من اللہ ہے -

(۳) چونکہ ابو بکر وعمر وعثمان کو مہاجرین وانصار نے مشورہ واجماع سے امام بنایا تھا - اس لیے وہ امام منصوص من اللہ تھے -

(۴) جن امور پر ابو بکر وعثمان وعمر نے مہاجرین وانصار سے بیعت لی تھی انھیں امور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی ان سے بیعت لی تھی

۵ جب مہاجرین وانصار اجماع سے کسی کو امام بنا لیں تو پھر کسی مسلمان کو اسکی امامت وخلافت میں چون وچرا کرنے کی مجال نہیں -

(۶) ابو بکر وعمر وعثمان کی امامت وخلافت میں کسی مسلمان کو چون وچرا کرنے کی مجال نہیں -

(۷) چونکہ ابو بکر وعمر وعثمان کی امامت وخلافت خداوند کریم کے نزدیک پسندیدہ تھی - اس لیے یہ عقیدہ کہ خدا ورسول کے نزدیک حضرت علی خلیفہ بلا فصل ہیں غلط ہے -

(۸) امامت وخلافت کے لیے عصمت شرط نہیں - کیونکہ ابو بکر وعمر وعثمان معصوم نہ تھے - حالانکہ وہ بقول حضرت علی علیہ السلام خلیفہ وامام تھے

(۹) چونکہ ابو بکر وعمر وعثمان امام تھے اسلیے ان کی اطاعت لازم ہے

(۱۰) چونکہ ابو بکر وعمر وعثمان کی اطاعت بھی لازمی ثابت ہوئی - اس لیے شیعوں کا یہ عقیدہ کہ آئمہ اہل بیت کے سوا کسی کا قول وفعل حجت نہیں غلط ہے -

ثلث عشرۃ کاملۃ

پھر اسی نہج البلاغت میں حضرت علی علیہ السلام کا یہ مقولہ درج ہے -

لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی ولا آمن من ذلک فی فعلی

حق بات اور درست مشورہ سے تم باز نہ رہو - کیونکہ خطا سے میں برتر نہیں ہوں اور نہ میں اپنے فعل میں خطا سے مامون ہوں -

اس قول سے چند باتیں ثابت ہوئیں

(۱) اول یہ کہ حضرت علی خطا سے محفوظ ومعصوم نہ تھے -

(۲) جو معصوم نہ ہو وہ عقلاً مفترض الطاعت نہیں ہو سکتا

(۳) اس لیے حضرت علی مفترض الطاعۃ نہیں تھے -

(۴) چونکہ حضرت علی معصوم ومفترض الطاعت نہ تھے - اس لیے دیگر آئمہ بھی معصوم ومفترض الطاعت نہ تھے -

(۵) پس شیعوں کا یہ عقیدہ کہ دوازدہ امام معصوم ومفترض الطاعت تھے غلط ہے -

اصحاب آئمہ کی جماعت کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ ملا مجلسی حق الیقین ۱۵۸ میں لکھتے ہیں -

"از احادیث ظاہر میشود کہ جمعے از راویان کہ در اعصار آئمہ علیہم السلام بودہ اند از شیعیان اعتقاد بعصمت ایشان نداشتہ اند بلکہ ایشان را علمائے نیکو کاری دانستہ اند چنانچہ از رجال کشی ظاہر مے شود ومع ذلک آئمہ علیہم السلام حکم بایمان بلکہ عدالت ایشان میکردہ اند"

مولانا! اب آپ انصاف فرمائیں کہ اگر آئمہ اثنا عشر معصوم ومفترض الطاعۃ ہوتے تو جو اصحاب آئمہ کو معصوم ومفترض الطاعت نہیں جانتے تھے بلکہ صرف علمائے نیکو کار جانتے تھے آئمہ اُن کو مومن وعادل کیوں فرماتے - پھر مجالس المومنین میں لکھا ہے -

"در کتاب مختار از سعید منقول است کہ گفت روزے درخدمت امام جعفر علیہ السلام بودم کہ دکس درمجلس اذن دخول طلبیدند - وآن حضرت ایشان را اذن کرد - چون بنشستند یکے از ایشان از اہل مجلس پرسید کہ آیا درشما امام مفترض الطاعت ہست ؟ آں حضرت فرمودند کہ چنین کسے درمیان خود نمی شناسیم - او گفت درکوفہ قومے ہستند کہ زعم ایشان آنست کہ درمیان شما امام مفترض الطاعت موجود است وایشان دروغ نمیگویند زیرا کہ صاحب ورع واجتہاد اند - واز جملہ ایشان عبد اللہ یعفور وفلاں وفلاں اند - پس آنحضرت فرمودند کہ من ایشان را بایں اعتقاد امر نکردہ ام گناہ من دراں چیست"

دیکھیے امام جعفر علیہ السلام امام مفترض الطاعۃ ہونے سے خود انکار فرماتے ہیں - اس سے بڑھ کر اور ثبوت آپ کیا چاہتے ہیں ؟

اب ایک امر اور تحقیق طلب باقی رہ گیا کہ وہ مشہور خطاب "یعنی رافضی" آپکو سنیوں نے دے رکھا ہے یا یہ خطاب آپکو من جانب اللہ عطا ہوا ہے - اسکی نسبت ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے - کافی کی کتاب الروضہ سے ایک حدیث پیش کیے دیتے ہیں -

سلیمان نے امام جعفر صادق سے شکایت کی کہ مخالفین نے ہمارا نام بہت سخت رکھا ہے

فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام الرافضۃ قال نعم فقال لا واللہ ما سموکم بل اللہ سماکم

تو فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے رافضی ؟ تو مینے کہا کہ ہاں امام نے فرمایا کہ واللہ یہ نام تمھارا مخالفوں نے نہیں رکھا بلکہ اللہ نے تمھارا یہ نام رکھا ہے -

مولانا صاحب! اس مختصر تحریر سے آپ کو اپنے عقائد کی حقیقت معلوم ہو گئی ہو گی اور امید ہے کہ آپ اپنی غلطی کا اعتراف کرینگے باایں ہمہ اگر آپ کو اپنے عقائد کی صحت پر اصرار ہو تو میری گذارش ہے کہ براہ مہربانی آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ بلا فصل اور آئمہ اثنا عشر کے معصوم ومفترض الطاعت ہونے کے ثبوت میں کوئی آیۃ قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل غیر معارض آیات واحادیث صحیحہ پیش کریں - اگر آپ ایسی آیۃ یا حدیث صحیح پیش کرینگے تو آپ کی خدمت میں فی آیت یا حدیث ایک روپیہ نذر کیا جائے گا -

راقم خاکسار صادق حسین مختار عدالت
سابق ایڈیٹر وپروپرائٹر اخبار
اظہار الحق ورسالہ صبح صادق اٹاوہ
۱۲ر دسمبر ۱۹۰۳ء

تفسیر القرآن کا ماہواری نمبر

جنوری ۱۹۰۴ء سے ان شاء اللہ العزیز باقاعدہ شائع ہونا شروع ہوتا ہے - جو الحکم کے چوتھے نمبر کے ساتھ روانہ ہوگا - یہ جلد ۲ کا پہلا نمبر قرار دیا جائے گا -

مختصر نوٹ اور نکات

سخن گفتنی و درسفتنی

۹ رجنوری ۱۹۱۸ء کو قادیان سے دو معزز مہمان رخصت ہونے والے تھے وہ حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں بھی بغرض حصول ملاقات حاضر ہوئے اور ایک صاحب نے فرمایا کہ

"آپ کی باتیں بھی بہت ہی دلچسپ اور مزہ دار ہیں"

یہ ایک جملہ کا حاصل مطلب تھا۔ اسپر حکیم الامۃ نے جو کچھ فرمایا وہ اس قابل نہیں کہ آب زر سے اُسے لکھا جاوے بلکہ اس قابل ہے کہ اُسپر عمل کیا جاوے۔ آپ نے فرمایا۔

میں قوّال کی نسبت فعّال کو پسند کرتا ہوں

یعنی بہت کہنے والے کے مقابلہ میں کرنے والیکو ترجیح دیتا ہوں۔ حقیقت میں حکیم الامۃ کا یہ جملہ ہی گفتنی و درسفتنی کا مصداق ہے خدا کرے ہم اسپر نرے غور کرنے والے نہ ہوں بلکہ اسپر عمل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

تائید دین کی انتہا کیا سمجھی جاتی ہے؟

عام طور پر مسلمانوں نے یہ تو سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں کی عام حالت گری ہوئی ہے اور ان کی مذہب کی طرف سے بے پروائی اور بھی ان کی ذلت کا موجب ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ مسلمانوں کی نکبت اور خستہ حالی کا اظہر من الشمس ہو گیا ہے لیکن اس کا علاج اور تائید دین کی عملی صورت اسوقت کیا قرار دی گئی ہے؟ مدرسے کھولنا اور انجمنوں کا قائم کرنا ہی تائید دین کا اصلی ذریعہ سمجھا گیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ نہیں سمجھتے کہ دین کیا چیز ہے؟ اور انسانی ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں، اور ان کے حصول کا کیا طریق؟

جب سرے سے دین اور اسکی تائید کی صورتوں سے ہی ناواقف ہے پھر تائید کے کیا معنی؟ مسلمانو! غور کرو یہ تو **آسمانی علوم** ہیں جو زمینی تجویزوں سے حاصل نہیں ہو سکتے!!!

ان انجمنوں سے کیا سیکھو گے؟

مدرسوں اور انجمنوں کے قیام سے ہمیں کوئی شک نہیں کہ ترقیات کے زینہ پر انسان چڑھنے لگتا ہے لیکن وہ **اصل غرض جو تائید دین** کے مفہوم میں موجود ہے حاصل نہیں ہو سکتی اور آخری کامیابی ان تدبیروں سے ممکن نہیں یہ اشتغال بنیادی طور پر فائدہ بخش ہوں تو ہوں لیکن اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعتوں میں پرنٹنی کی عادت اثر کر جاوے اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کا اثر پیدا ہو یا زیادہ سے زیادہ کوئی خطاب اور ڈپلوما مل جاوے لیکن اگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا تو کیا؟ سالہا سال کا تجربہ اور مشاہدہ بتا رہا ہے کہ مدارس کی کثرت اور انجمنوں کی کوشش نے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے؟ تعلیمی رپورٹوں اور نقشوں کا معائنہ کرو۔ اور پھر دینی حالت کا اندازہ۔ اور اسکے ساتھ ہی جیل کی رپورٹوں اور جرائم کی فہرستوں کو بغور مطالعہ کرو۔ پھر معلوم ہو گا کہ کیا اثر ہوا ہی کہاں تک اخلاق فاضلہ میں ترقی ہوئی مذہبی شعار کی عظمت نے کتنے دلوں میں جگہ لیکر انکو عمل پر آمادہ کیا؟ یہ باتیں پھینکدینے کے قابل نہیں غور کرنے کے لائق ہیں جو تمہیں اس نتیجہ پر پہنچائیں گی کہ پھر اصلاح کا کیا طریق ہے؟

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

جبکہ صحیح اور یقینی بات ہی تو پھر یہ سمجھی علوم فنون کو حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دے لینا یا ان کی اشاعت ہی میں تمام کوششوں کو صرف کر دینا تائید دین سمجھ لینا خام خیالی ہے۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی اُمیدوں کا تمام دار و مدار اور انحصار رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ فلاح عاقبت کے لیے اس **آسمانی نور** کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائش کو دور کرتا ہے اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ وہ کامل یقینی اور معرفت جو تعلقات نفسانیہ سے چھڑا کر **حقیقی نجات** تک لے جاسکتی ہے انسانی تجویزوں اور تدبیروں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور انسانی فلسفہ اسجگہ کوئی مدد نہیں دیسکتا بلکہ یہ یقین یہ معرفت اور نور ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص اور برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت آسمان سے نازل کرتا ہے آج بھی یہ

نور آسمان سے اُترا ہے

یہ وہی نور ہے جو ایک صالح بندہ کو دکھایا گیا تھا کہ **قادیان میں اُترا ہے** اور اس سے **اُس کی اولاد محروم رہی** سوچنے والے سوچتے ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں لیکن **مبارک** وہی ہیں جو اس **نور** سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ افسوس اُنپر جو محروم اور بدقسمت ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اور متکلمین کی تقریروں کا فرق

چہ نسبت خاک را با عالم پاک اسی محل اور موقع کے لیے زیادہ موزون اور مناسب ہو۔ متکلمین لیکچراروں کو اپنے لیکچروں سے کیا غرض ہوتی ہے؟ ان کی غرض صرف اظہار لیاقت اور سننے والوں سے تحسین و واہ وا کی صداؤں کا سُننا چیز لینا اپنی خیالی منطق سے اپنے مقصد مطلب قفیے جما کر نتائج نکالنا۔

برخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام کی غرض ہوتی ہے **بنی نوع انسان کی حقیقی بھلائی** اور یہی غرض کو مد نظر رکھکر وہ تقریر کرتے ہیں ان کی تقریروں میں پیچ در پیچ جملے معترضہ اور معلق فقرے نہ پائیں گے بلکہ ان کے کلام میں ایک **سادگی** ہوتی ہے جو اس تقریر کا **حسن ظاہری** کہلاتی ہے جو کچھ ان کے دل میں اُبلتا ہے وہ دوسروں کے دل پر ڈالنے اور اسی لیے

ع
سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

کے مصداق ان کی تقریریں ہوتی ہیں۔ انکی تقریر کا **موضوع اور مادہ** کیا ہوتا ہے وہی لوگ جو ان کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ان کے امراض روحانی کا علم اور علاج اسی لیے ان کے کلمات قدسیہ عین محل الحاجۃ کے وقت پر ہوتے ہیں

ان کی غرض سُننے والوں کو کہانی سنا کر ہنسانا یا بہلانا نہیں ہوتی بلکہ وہ انکو بیمار پا کر ان کے درد و اسقام سے مطلع ہو کر نسخے علاج کے لیے تیر بہدف نسخے بتلاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی کلام خیر الکلام ما قل و دل کے مصداق ہوتی ہے اس میں لفظ کم اور معانی بہت ہوتے ہیں۔ اگر چاہتے ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام کو دیکھو اور خود اپنے کانوں سنو تو اس کی راہ ہم بتاتے ہیں مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور آ کر اسکی پاک مجلس میں بیٹھو تمہیں خود معلوم ہو جائیگا

کہ نبی کس طرح کلام کیا کرتے ہیں؟

کامیابی ہی اعلیٰ معجزہ ہی

نبیوں اور رسولوں کی کامیابی جو اُن کو اپنے فرض منصبی میں ہوتی ہے اُن کا زبردست معجزہ وہی ہوتی ہے گو اور خوارق اور نشانات بھی اُنسے سرزد ہوتے ہیں مگر ان نشانات کی غرض و غایت جماعت کے ایمان کی تقویت اور انکو مدارج سلوک کے طے کرانے ہوتے ہیں۔ اس معجزہ کی عظمت اور شوکت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب وہ کامیابی اس اصلاح اور فلاح میں ہو جو اس نبی کی بعثت کی غرض ہوتی ہے۔

اسی معیار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی دنیا کی تاریخ میں **لا نظیر** کامیابی ہے اور اس لیے ہم اسکو **عظیم الشان معجزہ** یقین کرتے ہیں جسکی نظیر ان منکروں اور نکتہ چینوں کاروں سے مانگتے ہیں جو آپ کے معجزات یا رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ جو جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی اور آپ نے اپنے انفاس طیبہ کی برکت و تاثیر سے جو اصلاح اس جماعت کی کی کیا کہیں اسکی نظیر ہے؟ ہم مانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن عمران کو ایک جماعت دی گئی تھی لیکن قرآن شریف کو پڑھنے والے نہیں نہیں بلکہ بائبل اور یہودیوں کی عام تاریخ کو پڑھنے والے بھی بخوبی جانتے ہیں کہ یہ قوم کیسی متمرد اور سرکش تھی اور روحانی ضعف اور صدق قدم سے کسقدر دور اور مہجور تھی۔ اپنے سید و مولیٰ امام کے لیے اُن میں حسن ظن اور اخلاص کس درجہ کا تھا؟

برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جماعت ملی اُسکو دیکھو کہ اُسنے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی۔ اور اُن کے روزانہ برتاؤ اور زندگی ظاہر و باطن میں انوار نبوۃ ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھیں۔ پس اس سے بڑھ کر کوئی کیا ہو گا؟ اور اس سے بڑھ کر پاک تبدیلی کس نبی کی صحبت میں کب ہوئی کہ نخش اور بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچ گئے اور ہر دم دُنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا شغف و تعلق پیدا کر بیٹھے کہ اُسکی راہ میں جانوں تک سے دریغ نہ کیا۔

دنیا میں اصلاح کے لیے ریفارمر آئے اور پاک لوگوں کے آنے والوں میں ایسی حیرت انگیز تبدیلی کا کوئی نمونہ دکھائی۔ عیسائیو! اپنے خدا کی بھیڑوں اور یسوع کے پیروں میں جو ناصرۃ کی گلیوں اور گلیل کے کوچوں میں طیار ہوئے تھے کیا ایسی حیرت انگیز تبدیلی کا اثر دکھا سکتے ہو؟ وادعوا شہداء کم ان کنتم صدقین وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔

اس قدر عظیم الشان انسان دنیا میں اصلاح کے لیے آیا اور یہ فخر اسے **حاصل ہوا**؟ پھر نادان کہتے ہیں کہ مسیح محمدی کو مسیح موسوی پر شرف نہیں شرم! شرم!! شرم!!!

ایک مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا

رنگ لایا ہے ہمارا خون مگر مدت کے بعد
گل کھلیں گے اور بھی ہے گو ابھی مہندی کا رنگ

ہمارے ناظرین نہایت ہی شوق و بیقراری کے ساتھ ان مقدمات کے فیصلہ سننے کے منتظر ہیں جو گورداسپور میں ہماری جانب سے یا ہم پر دائر ہیں۔ لیکن ابھی انکو قریباً ہندوستان کی مذہبی دنیا کو کم از کم کل مقدمات کا فیصلہ سننے کے واسطے ایک عرصہ تک انتظار کرنا پڑے گا۔

مقدمات کے دائر کرنے کے وجوہات اس مقدمہ بازی پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات اسوقت ہم بیان کرنے کے لیے وقت اور موقع نہیں پاتے اور اپنے وقت پر اسپر مفصل لکھا جاوے گا ان شاء اللہ اسوقت ہم صرف ایک مقدمہ کے متعلق جسکا فیصلہ ۱۴ر جنوری ۱۹۰۴ء کو **رائے چندو لال صاحب مجسٹریٹ** درجہ اول گورداسپور نے سنایا ہم کچھ لکھنا چاہتے ہیں اور اس مختصر مضمون میں کل مقدمہ کا خاکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں یہ مقدمہ وہ مقدمہ ہے جو الحکم میں مقدمہ دغا زیر دفعہ ۴۲۰ کے نام سے ظاہر کیا جا رہا ہے۔

ناظرین کو اسکے حالات اور کوائف پر پوری اطلاع پانے کے لیے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ	یہ مقدمہ کب دائر ہوا اور کیونکر؟

اعجاز المسیح جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی عربی تصنیف ہے جو ۷۰ دن کے اندر باوجودیکہ چار جزو کا وعدہ تھا ساڑھے بارہ جزو پر شائع ہوگئی اور ۲۳ر فروری ۱۹۰۱ء کو **پیر گولڑی** کو بصیغہ رجسٹری بھیجی گئی اور بالمقابل پیر صاحب کی طرف سے ستر دن کے اندر چار جزو اور ساڑھے بارہ جزو تو کجا ایک آدھ صفحہ بھی اعجازی عربی تفسیر کا شائع نہ ہوا۔ اور اسطرح پر الہام **مَنَعَهُ مَانِعٌ مِّنَ السَّمَاءِ** پورا ہوگیا پیر گولڑی کی علمیت۔ عربی دانی اور قرآن دانی کا راز طشت از بام ہوگیا۔ **پیر صاحب** نے اپنی اس ندامت کو دور کرنے کے لیے بڑی جد و جہد کی اور آخر **محمد حسن فیضی** کے نوٹوں کو جو اُسنے اعجاز المسیح پر لکھے تھے حاصل کر کے اعجاز المسیح کے رد میں **سیف چشتیائی** کا ایک حصہ مخصوص کر کے شائع کردیا۔ اور یہ الزام لگایا کہ اعجاز المسیح سرقہ ہے اور اسطرح پر خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشان کی بیحرمتی کی۔ محمد حسن فیضی نے اعجاز المسیح کے رد کا ارادہ کیا تھا اور ابھی نوٹ ہی لکھنے پایا تھا کہ فوت ہوگیا اور خدا نے اُسکو اپنے اس ارادہ میں نامراد رکھا مگر پیر گولڑی نے اس کتاب کو شائع کردیا اور ساری کتاب میں کہیں ذکر نہ کیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس سحر کو پاش پاش کردیا اور راز سربستہ کھولدیا۔

مولوی کرم دین ساکن بھیں اور شہاب الدین شاگرد مولوی کرم دین وغیرہ نے اپنے خطوط کے ذریعہ اطلاع دی کہ پیر گولڑی کی کتاب سیف چشتیائی بجائے خود فیضی کا سرقہ ہے اور ان اصلی نوٹوں کے دکھلانے کا وعدہ کیا جسپر حکیم فضل الدین صاحب بھیں گئے اور ان نوٹوں کو چند روپے دیکر خرید لیا۔

ان سب خطوط کی بنا پر الحکم مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون پیر گولڑی کی اس چوری پر شائع ہوا جسنے گولڑی کی جماعت میں ایک اضطراب اور تزلزل پیدا کیا۔

مولوی کرم دین چونکہ گولڑی کی جماعت کو ناراض کرنا نہیں چاہتا تھا اور اپنا نام مخفی رکھنا چاہتا تھا اور ہمنے قرآن شریف کے احکام کے ماتحت اسکی پرواہ نہ کی اس کا نام ظاہر کردیا جس سے برافروختہ ہو کر اس نے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون طبع کرایا کہ یہ فیضی کے نوٹ نہیں ہیں اور پیر گولڑی نے سرقہ نہیں کیا وغیرہ وغیرہ مرزا صاحب سے ہماری خط و کتابت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر اس کے فیصلہ کے لیے بجز اسکے اور کوئی راہ نہ تھا کہ بذریعہ عدالت فیصلہ ہو کہ آیا یہ نوٹ واقعی محمد حسن فیضی کے ہیں یا نہیں پیر گولڑی نے ان کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے یا نہیں پیر صاحب نے اپنی کتاب میں حوالہ دیا ہے یا نہیں۔ اور سیف چشتیائی کا وہ حصہ جو اعجاز المسیح کی تردید میں ہے اسطرح سرقہ ہے یا نہیں۔ چنانچہ ۱۴ر نومبر ۱۹۰۲ء کو یہ استغاثہ لالہ گنگا رام صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا گیا۔ اور ایک لمبی دوڑ کے بعد ۱۴ر جنوری ۱۹۰۴ء کو پورے چودہ مہینے کے بعد اس کا فیصلہ سنایا گیا۔

مقدمہ کے دوران میں کیا کیا کارروائی ہوئی۔ جب مفصل روئداد مقدمہ کی شائع ہوگی اُس وقت ظاہر ہوگی۔ پیر مہر علی شاہ کو بطور گواہ طلب کیا گیا اور کسطرح پیر صاحب نے اس پیالہ شہادت کے پینے سے بچنا چاہا یہ سب باتیں تفصیل طلب ہیں اور اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

غرض

کہ مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا کہ وہ خطوط جو حکیم فضل الدین صاحب کی طرف سے عدالت میں پیش ہوئے تھے کہ وہ کرم دین یا اُس کے شاگرد شہاب الدین کے لکھے ہوئے ہیں اور مرزا صاحب یا اُن کی جماعت کے افراد کے نام ہیں اور جو مضمون سراج الاخبار ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں کرم دین کے نام سے چھپا تھا جنمیں ہر دو یعنی خطوط اور مضمون سراج الاخبار سے کرم الدین علاقہ میں انکاری تھا اور کہتا تھا کہ یہ خطوط وغیرہ میرے نہیں ہیں وہ سب اسی کے ثابت ہوکر لیکن کرم دین پر بقول مجسٹریٹ جرم دغا زیر دفعہ ۴۲۰ ثابت نہ ہوا۔ بیچارے گولڑی کا اب کیا حال ہوگا جبکہ عدالت کے جوڈیشل فیصلہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ وہ تمام خطوط مولوی کرم دین کے ہی لکھے ہوئے ہیں جن میں سے ایک خط میں وہ پیر گولڑی کو یہ سارٹیفکٹ عطا کرتا ہے۔

میاں شہاب الدین کو خاکسار نے ہی اس امر کی اطلاع دی تھی کہ **پیر صاحب کی** کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے اُن نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھ سے منگوائی تھیں **اب واپس آگئی ہیں اور مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ باصلہ درج کتاب پائے گئے۔**

یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کرلیے اور اُس کا نام تک نہ لیا

اور پھر اسی خط میں لکھا ہے

جس میں اُنھوں نے اعتراف کیا کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ اُنھوں نے چُرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے۔

اس خط اور دوسرے خطوط کو جو کرم دین کے نام سے شائع ہوئے ہیں مجسٹریٹ صاحب نے کرم دین ہی کے قرار دیے ہیں جنکو اس نے اپنے حلفی بیان کے نیچے کہا تھا کہ میرے نہیں ہیں اور سراج الاخبار جہلم میں لکھا تھا کہ میری خط و کتابت نہیں

اب عدالت نے تو اس پردہ کو کھولدیا ہے پیر صاحب بھی اس راز کو ظاہر کردیں اور پبلک کو زیادہ انتظار میں نہ رکھیں کیا واقعی انھوں نے جیسا کہ کرم دین نے لکھا ہے **سارقانہ کارروائی کی ہے اور محمد حسن کے نوٹ چُرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے؟** یا کرم دین اس خط کے مضمون میں جھوٹ بولتا ہے۔ اُمید ہے کہ پیر صاحب اب زیادہ عرصہ تک پبلک کو منتظر نہ رکھیں گے۔ اور بہت جلد ہی نوع انسان کی بھلائی کے لیے اس معاملہ پر قلم اُٹھائیں گے **بشرطیکہ** ان کی صحت درست ہو اور ڈاکٹروں کے علاج سے انکو مخلصی ہوگئی ہو اور خدا کرے کہ ہوگئی ہو) پیر صاحب کے مخلص اور وفادار مریدوں سے خصوصاً التماس ہے کہ وہ پیر صاحب کی اپنی تحریر اس معاملہ کے متعلق شائع کرادیں گے ورنہ پبلک کا حق ہے کہ وہ یہی سمجھے کہ **بیشک پیر صاحب نے مضمون چُرایا ہے** جیساکہ کرم دین لکھتا ہے۔ اور یہ نتیجہ کہ جب سراج الاخبار والا مضمون بھی کرم دین کا ہے اور خطوط بھی کرم دین کے اور پھر ایک دوسرے کی تردید ہے اور اپنے حلفی بیان میں وہ خطوں سے انکاری ہے اور سراج الاخبار کے مضمون سے بھی انکاری ہے سراج الاخبار کا لائق ایڈیٹر بطور محاکمہ کے شائع کرنا اپنا فرض سمجھے کہ **ان بیانات میں سے سچا کون اور جھوٹا کون؟** بلکہ انجمن نعمانیہ لاہور کا بھی فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر کچھ لکھے اور ان والا شان معززین کو جن کے خطوط مقدمہ میں پیش کیے گئے ہیں یہ دونوں مضمون غور سے پڑھ کر قول فیصل لکھنا چاہیے اس نادر موقعہ کو پیسہ اخبار کے لائق ایڈیٹر بھی ہاتھ سے نہ دیں کیونکہ پیسہ اخبار میں امداد کرم دین کے لیے اپیل شائع ہوا تھا اب اچھا موقعہ ہے کہ اس معاملہ پر روشنی ڈالی جاوے۔ کرم دین کے سچ جھوٹ پر اگر موقع ابھی نہیں ہے تو کم از کم پیر گولڑی کی سیف چشتیائی کا فیصلہ ہونا چاہیے کہ وہ کرم دین کے خط کے موافق **سارقانہ کارروائی ہے یا نہیں۔**

ہمکو

بیچارے پیر صاحب کی حالت پر بہت افسوس ہے دوران مقدمہ میں انکو بڑی کشمکش رہی اور ان کی حالت صحت بھی بگڑتی رہی مگر آخری فیصلہ ان کے حق میں **مفید ثابت نہیں** ہوا۔ اور پبلک کو حق ہوگیا ہے کہ وہ یہ کہے کہ پیر صاحب نے واقعی

سارقانہ کارروائی کی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کرلیے اور اُس کا نام تک نہ لیا

(بخط مولوی کرم دین)

ہم اسپر ابھی اور تفصیل سے لکھیں گے ذرا پیر صاحب کا انتظار کرلیں۔ روئداد مقدمہ جو سراج الاخبار چھاپ رہا تھا جسکا پہلا نمبر شائع کیا تھا ہمیں اس معاملہ پر انصاف اور دیانت داری سے روشنی ڈالی جانی چاہیے۔

فی الجملہ

ایک مقدمہ کا خاتمہ بطرح بہتر ہوگیا ہے۔ گورداسپور

کی پبلک کو ان مقدمات سے اچھی دلچسپی رہی ہے یہانتک کہ بعض مجسٹریٹ بھی دلچسپی سے حالات سنتے تھے خصوصاً جناب مرزا اعظم بیگ خان صاحب کو بہت دلچسپی تھی۔ حضرت اقدس کی شہادت جب اس مقدمہ میں ہوئی تھی تو کئی مجسٹریٹ سننے کو موجود تھے۔

اس امر کا ذکر کرنا بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ گورداسپور میں ہمارے مخالف یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ ہمکو کوئی مکان رہنے کے لیے نہ ملے اور اس کوشش میں بڑے بڑے آدمیوں نے حصہ لیا جنکا حصہ لینا ہر طرح سے نامناسب تھا۔ مگر خدا تعالے کا شکر ہے کہ وہ اس منصوبہ میں کامیاب نہیں ہوئے۔

اس عدالت میں اس مقدمہ کا خاتمہ ہوگیا اب آیندہ دیکھنا ہے کیا ہوتا ہے

لیکن

یہ زمانہ میں یادگار رہیگا کہ عدالت کے فیصلے کے موافق **پیر مہر علی شاہ نے سرقہ مضمون فیضی کا کیا ہے** کیونکہ کرم دین نے اپنے خطوط میں جو فیصلہ عدالت سے اسی کے ہیں اس امر کا اظہار کیا ہے

اسلیے

اس مقدمہ کا نتیجہ پیر گولڑی کے حق میں تو اسی قدر ہوا کہ انکی کتاب **فیضی کا سرقہ ثابت ہوئی**

اور

مولوی کرم دین صاحب دبیر ابو الفضل کے لیے اسقدر کہ انھوں نے پہلے خط لکھے اور پیر کو **سارق مضمون قرار دیا بعد میں اس کی پردہ پوشی کے لیے سراج الاخبار میں لکھدیا کہ کوئی خط نہیں لکھا اور نوٹ خام نویس لڑکے سے لکھوائے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور حلفی بیان کے ماتحت کہا کہ مضمون لکھا اور نہ خط لکھا۔** اب نتیجہ جو کچھ ہو وہ خود ہی بیان کریں تو اچھا ہے۔ آیندہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جاوے گا +

باقی مقدمات میں حکیم فضل الدین صاحب نے اور ایڈیٹر الحکم نے اس بنا پر درخواستیں دیں کہ وہ ان مقدمات کا انتقال چیف کورٹ سے کسی دوسری عدالت میں کرانا چاہتے ہیں بالفعل کل مقدمات ایک ماہ کے لیے ملتوی ہوگئے ہیں۔

رسالہ سراج الحق

وفات مسیح پر کافی بحث۔ قیمت ۲ر علاوہ محصولڈاک۔ خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرو۔ از قادیان

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

لاہور میں عظیم الشان مذہبی جلسہ

کسی دوسری جگہ ہم نے انجمن فرقانیہ لاہور کے واجب الاحترام سکرٹری کی ایک چٹھی شائع کی ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین غور سے پڑھیں گے یہ جلسہ جس شان اور عظمت کا ہوگا اس کا اندازہ قبل از وقت ہے لیکن اس جلسہ کی حیثیت کا پتہ اس امر سے لگ سکتا ہے کہ

خدا کا مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام

اس موقع پر اپنا پیام لاہور جیسے مختلف مذاہب کے مرکز میں اہل ملک کو پہونچائیگا جلسہ کے اہتمام اور انصرام کے لیے جس قدر سعی اور کوشش کی ضرورت ہے لاہور کی انجمن فرقانیہ کے سرگرم ممبروں سے پوری اُمید ہے تاہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ لاہور کی انجمن کو ہر طرح سے اس قابل بنانے کے لیے طیار رہے کہ وہ اس عظیم الشان جلسہ کا پورا انتظام کر سکیں۔ انجمن فرقانیہ لاہور کے قابل اور تجربہ کار سکرٹری صاحب کی خدمت میں اسقدر عرض کر دینا غالباً بے محل نہ ہوگا کہ وہ **محکمہ ریلوے سے خط و کتابت کرکے رعایتی کرایہ کی منظوری حاصل کریں** تو دور دراز کے احباب کو بھی شمولیت کا موقع مل سکے گا + جلسہ کی تاریخوں کے انعقاد کے متعلق جب صحیح فیصلہ ہو جائے گا اُسوقت اطلاع دیجائے گی +

مفتری کیسے ذلیل ہوتا ہے

وہ شخص بھی بڑا ہی مفتری ہے جو آیات اللہ کی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مفتری کو مہلت ملجاتی ہے + الحکم کے ناظرین مفتری الیاس ڈاکٹر ڈوئی کے نام سے خوب واقف ہیں۔ یہ وہی شخص ہے جسکو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت مقابلہ کی تھی الحکم کے کالموں میں ڈاکٹر ڈوئی کا تذکرہ پہلے پہل ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے الحکم صفحہ ۱۲ کالم ۳ میں کیا گیا ہے۔ ناظرین الحکم کے ایمان کو تازہ کرنیکے لیے ہم اس نوٹ کو جو الحکم نمبر اول جلد ۵ میں شائع ہوا ہے یہاں درج کرتے ہیں۔

اور وہ یہ ہے

بیگناہ شہر

امریکہ میں جو آج کل ایجادات کی مانند سے نئی دنیا ہے ڈاکٹر ڈوئی صاحب کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ وہ ایک شہر آباد کر رہے ہیں جسکو وہ بیگناہ شہر کے نام سے پکارنا چاہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کوئی شخص گنہگاری کی زندگی بسر کرنے والا اس میں آباد نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب کوڑی تو دور کی لاتے ہیں مگر ہمکو یہ خیال دامنگیر ہے کہ ڈاکٹر صاحب خود عیسائی رہ کر عیسائی دنیا میں عیسویت کے اصول کو مد نظر رکھکر اس قسم کا شہر آباد کریں !!! عیسائی مائی تہالوجی نے کفارہ کی کل ٹھیک بٹھانے کے لیے یہ اصول قرار دے لیا ہے کہ کوئی شخص بے گناہ قرار دیدیا جائے تو عیسائیت کا سارا تار و پود کھل جاتا ہے اور یسوع کی صلیب پر دارے (خواہ اُسکو ملعون بناکر خدا سے قطع تعلق ہی کیوں نہ کرا دے) ایک بے سود بات ہو جاتی ہے غرض ڈاکٹر صاحب عیسویت یا یسوعیت کی بنا پر ایسا شہر آباد نہیں کر سکتے اور اگر پادریوں اور کیتھولک فادر نے اس مسئلہ پر غور کی تو ڈاکٹر صاحب کی سخت مخالفت کرینگے کیونکہ جب گنہگار رہی نہ رہے تو مسیحی قربانی کس مرض کی دوا ٹھیرے گی اور کیتھولک کے یہاں اقرار گناہ کی آمدنی کا صیغہ موقوف ہو جائے گا۔ جب تک کفارہ کا مسئلہ اور صلیب پرستی ہے اُسوقت تک ڈاکٹر صاحب کو ایسی کامیابی نہیں ہو سکتی کیونکہ امریکہ کی ثروت اُسپر آزادی خیالات اور اُسپر کفارہ کا اصول سمند ناز پر ایک اور تازیانہ ہو الا المعاملہ ہے۔ اور یہی وہ راز ہے جو ان ممالک کے فسق و فجور کی زندگی کی تہ میں کام کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اگر واقعی ایسا شہر آباد کرنا چاہتے ہیں تو **اسلامی اصول** کی بنا پر اور مسیح موعود میں **زندہ ایمان** اور گناہ سوز فطرت پیدا کرنے والا ایمان لیکر کسر صلیب کے لیے عزم بالجزم کرکے اس شہر کی بنیادی اینٹ **بسم اللہ** پڑھکر رکھیں تو کامیابی کی ایک راہ نکل سکتی ہے۔ ورنہ صلیب کے سایہ میں ایسا شہر! ؟

این خیال است و محال است و جنوں

صلیب پرستی نے انسانی قوٰی کو جو اخلاق فاضلہ میں برباد کر دیا ہے۔

یہ نوٹ

آج سے تین سال پیشتر الحکم میں نکلا تھا۔ وہ شہر آباد کیا گیا۔ اور اسمیں جو کچھ دجّالی رنگ پھیلایا گیا وہ ہمارے ناظرین عنقریب ایک مبسوط آرٹیکل میں ان شاء اللہ پڑھینگے جو **مسیح موعود اور مفتری الیاس** کے عنوان سے شائع ہونے والا ہے۔ حال میں یہ شہر چار ہزار روپے کے بالعوض قرق ہوا ہے جس کی نالش نیدا یارک میں ہوئی تھی ڈوئی نے اپنے اخبارات میں بھی اس خبر کی تصدیق کر دی ہے جو ۲۰ر دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء کے سول ملٹری گزٹ میں شائع ہوئی تھی۔ ڈوئی صاحب کی بیوی اور بیٹا تو اس سے ناراض ہوکر انگلنڈ کو چلدیے ہیں اور خود ڈوئی صاحب بھی مانند ہی ڈوئی اور بوریا بدھنا باندھ کر عنقریب اس شہر کو

در و دیوار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

کہتے ہوئے چھوڑنے والے ہیں اگرچہ آپ رحلت کی وجہ سیر بتاتے ہیں مگر دنیا پر کھل جائے گا کہ کیا معاملہ ہے ؟

ڈوئی صاحب مدراس بھی آنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں۔

ڈوئی کا باپ اصلی باپ نہیں

امریکہ کے اخبارات نے ڈوئی کے اپنے اور اُسکے باپ کے بیان سے ظاہر کیا ہے کہ اسکا معروف باپ اسکا اصلی باپ نہیں ہے پھر ڈوئی کا باپ کون ہے؟

آریہ گزٹ + ست دھرم پرچارک

آریہ گزٹ اور پرچارک کے درمیان + ضرب کی علامت دی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آجکل ان دونوں اخبارات میں باہم قلمی جنگ ہو رہی ہے اسپر سناتن دھرم گزٹ رقمطراز ہے کہ "ناظرین یہ دونوں اخبار ماس اند رکھا س پارٹیوں کے ہیں آجکل ان اخبارات کے ذریعہ سوامی دیانند کو قبر سے کھودا جا رہا ہے اور آپس میں وہ جوت پیزار چل رہی ہے کہ اگر سناتن دھرم گزٹ وہی جواب دیتا جو یہ اپنے نمبروں میں ایک دوسرے کے برخلاف لکھ رہے ہیں تو شاید انکے حوصلہ کا نزلہ ایک دوسرے کو جانب کا قندکی طرح جذب نہ کر سکتا۔ مگر چونکہ یہاں سناتن دھرم گزٹ سے بالا نہیں اسلیے بہتر ہے کہ دونوں ہی دو سے انکی بد اندیش تحریروں کا جائزہ لیں۔"

اگرچہ یہ قلمی جنگ جو دونو اخباروں کے درمیان ہو رہی ہے ایک ناگوار رنگ اختیار کیے ہوئے ہے لیکن پبلک کو اس سے فائدہ پہونچنے کی اُمید ہے + اسلیے بہتر ہے کہ دونو اخبارات واقعات کو پیش کرکے پبلک کو فائدہ پہونچائیں۔

گرنتھ کا انگریزی ترجمہ

مسٹر مکالف کا ترجمہ ختم ہو گیا ہے اب وہ ولایت جانے والے ہیں یہ وہ بزرگوار جنھوں نے ثابت کیا ہے کہ سکھوں کے مذہب کے موافق گائے کے گوشت کی کہیں ممانعت نہیں ہے۔

مکالف صاحب کی اس تجدید سے سکھ ازم میں اصلاح ممکن ہو سکتی ہے۔ اور گاؤ کشی کا جھگڑا ہمیشہ کیلیے طے ہو سکتا ہے۔ اگر سکھ صاحبان غور کریں + + +

اطلاع۔ انگریزی میگزین کی چھپوائی میں پرفوں کے ڈاک میں گم ہو جانیکے باعث چار پانچ یوم کا توقف ہوگیا ہے۔ خریداران انتظار کریں۔ مینجر

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

نمبر ۲ دوم

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۱ جلد ۵

خصوصیت کے ساتھ جبکہ اس مضمون میں پاینیر حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رقمطراز ہے اور اسکا منشا در اصل مذہبی تحریک کو خطرناک بنانے سے یہ ہے کہ اس پاک تحریک کو جو دنیا میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہو رہی ہے خطرناک بنائے۔ لیکن ہم ابھی آگے چلکر بتائیں گے کہ یہ پاک تحریک بنی نوع انسان کے لیے عامۃً اور گورنمنٹ کے لیے خاصۃً بہت ہی مفید ہے اور نافع۔ **امن اور صلحکاری** کی بنیاد ڈالنے والی ہے اور دنیا میں ایک بہشت کا نمونہ قائم کرنا اسکے عام نتائج میں سے ہے

ہاں

ہم یہ اعتراف کرتے ہیں اور اسکے ماننے میں ہمکو کوئی شرم دامنگیر نہیں ہوتی کہ یہ تحریک اور سلسلہ عیسائی مذہب کی ہیکل کو گرا دینے **کا موجب** ضرور ہے اور **صلیب پرستی** اور مردہ پرستی کی لعنت سے دنیا کو چھڑانے اور رستگاری کا سچا ذریعہ ہوگا۔ اس سلسلہ کا یہی **احسان عام** نہ ہوگا کہ دنیا ایک **مردار پرستی** سے نجات پا جائیگی اور **حقیقی حی و قیوم** خدا کی پرستش دنیا میں قائم ہوگی بلکہ یہ احسان خاص **ناصرت کے مسیح پر** ہوگا کہ اسکی رسالت ثابت ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ بندہ ٹھیرایا جاویگا اور اسکو اس لعنت سے بچا لیا جاوے گا اور اس سے بری ثابت کیا جاوے گا جو مسیح کے نادان دوستوں نے اس کے واسطے روا رکھی ہے۔

ہم عیسائیوں کی اس نادانی اور سادہ لوحی پر سخت حیران ہیں کہ ایکطرف تو وہ مسیح جیسے انسان کے لیے جسکو انجیل میں **نور** مانتے ہیں اور پھر نور ہی نہیں بلکہ خدا کا بیٹا اور اسکا پہلوٹھا اور خود خدا (**نعوذ باللہ من ذالک**)

اور باوجود اس کے اپنے خدا اور خدازادہ کی یہ توقیر اور عظمت کہ وہ **ملعون** بھی ہے حالانکہ لعنۃ ایک ایسی خطرناک کیفیت ہے جس سے انسان کا دل خدا تعالیٰ سے بکلی برگشتہ ہو کر دور اور مہجور ہوتا ہے اور ایسا ناپاک اور گندہ ہو جاتا ہے جسطرح جذام سے جسم گندہ اور کٹ جاتا ہے اور عربی اور عبرانی کے تمام اہل زبان متفق اللفظ ہو کر اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ملعون بالعنتی صرف اسی حالت میں کسیکو کہا جاتا ہے جبکہ اسکا دل اللہ تعالیٰ سے تمام تعلقات محبت اور معرفت عبودیت کو توڑ تاڑ کر شیطان کا بندہ اور غلام ہو جاتا ہے اور بجائے نور کا فرزند کہلانے کے شیطان کا فرزند ہو جاتا ہے

اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ **لعین شیطان** کا نام ہے پس یہی نام حضرت مسیح کے لیے تجویز کرنا اور ان کے پاک اور منور دل کو شیطان کے **تاریک دل سے** مشابہت دینا اور وہ جو بقول انکے **خدا سے نکلا** ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان سے ہے اور وہ جو علم کا دروازہ ہے اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اسی کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ **ملعون** ہو گیا اور خدا سے مردود ہو کر خدا کا دشمن ہو کر اور سیاہ دل ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہو کر **شیطان کا وارث بنگیا**۔ اس اعتقاد کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی اور خطرناک **سوء ادبی** ہے جو عیسائی **قوم** نے باوجودیکہ مسیح کو خدا بنایا ہے اسکے لیے روا رکھی ہے۔

پس اس **غلطی** اور **سوء ادبی** سے عیسائی قوم کو چھڑانا بے شک

اس پاک سلسلہ کی غرض ہے

اگر اس صورت میں یہ تحریک خطرناک ہو سکتی ہے تو پھر ہمکو **پایونیر** کی دانشمندی پر اور بھی افسوس کرنا چاہیے۔ عیسائیوں کا عیسائی ہونیکی حیثیت سے یہ پہلا فرض ہونا چاہیے کہ وہ

مسیح کو لعنت سے چھڑائیں

جو ہم کرنا چاہتے ہیں اور ہمکو ہر قسم کی جائز امداد دینی چاہیے کیونکہ ان کے خدا پر سے یہ الزام دور کیا جاتا ہے

بس

اس تحریک میں اگر کوئی بات خطرناک ہے تو یہی ہے کہ یہ سلسلہ اس بات کو روا نہیں رکھ سکتا کہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ کی نسبت **ملعون** کا لفظ جو قریباً دو ہزار برس سے اسکی نسبت روا رکھا گیا ہے اور اسکی **لعنۃ** پر ایک نادان قوم نے اپنی نجات کا انحصار رکھا ہے۔

کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے آگ

مسیح بیچارہ تو ملعون ہوا اور ایک قوم اسکی لعنت سے فائدہ اٹھائے اور اسکو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھکر جو جی میں آئے کر گذرے۔

اس **پاک تحریک** کی یہ بھی غرض ہے کہ کل دنیا کے سامنے **حقیقی خدا** پیش کرے اور اللہ تعالیٰ کی ہمہ قدرت ذات پر بھروسا کرنا اور اس سے سچا پیوند پیدا کرنا سکھلائے۔ اور یورپ اور تمام عیسائی دنیا کو جو **حقیقی خدا** کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور عاجز انسان بھی وہ جو مر چکا ہے اس **مردہ پرستی** کے گڑھے سے نکالے۔ اگر اس صلیب پرستی کی لعنت اور **مردہ پرستی** کی ذلت سے نکالنے کی تحریک کوئی **خطرناک تحریک ہے** تو پھر ان لوگوں کی حالت اور بھی **واجب الرحم** ہے جو اپنے **مربی اور محسن** کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور نافع اور **معبد وجود** کو مضر قرار دیتے ہیں۔

ہم پایونیر کو اور بھی اصلاحیں بتلانے والے ہیں جو اس پاک سلسلہ کے ذریعہ نوع انسان میں کی جا رہی ہیں لیکن جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں ہمنے وعدہ کیا تھا۔ فی الحال ہم پایونیر کو اپنے پرانے فائل دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں تاکہ اسے معلوم ہو جاوے کہ مشنریوں کی تحریک پر خود پایونیر کا اپنا سفر کیا بول رہا ہے چنانچہ ۲۹ر جولائی ۱۹۰۰ء کو اس نے مندرجہ ذیل آرٹکل شائع کیا ہے۔

۲۹ر جولائی کے پاینیر میں اسحاق جیکسن کی ادیرو کے جوش و خروش کی نسبت ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام خونریزیاں جو اس وقت چین میں ہو رہی ہیں انکے بانی مبانی پادری ہی ہیں ان کا مذہبی جنون حد سے تجاوز کر گیا ہے اور وہ اپنے تعصب مذہبی میں ایسے اندھے ہو گئے ہیں کہ لاکھوں بندگان خدا کا خون اُن کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ جیکسن صاحب تحریر کرتے ہیں۔

اور عیسائیت کی ظالمانہ روح میں ہمیشہ سے جنون کی آمیزش رہی ہے اس کی تہ میں خام خیالیاں پوشیدہ ہیں اور خونریزیوں کی بدولت بہت ہو رہی ہے وہ مذہبی معاملات کی اشاعت میں مخلوق خدا پر خرابی اور آفتوں کے سامان پیدا کرتی ہے۔ تمام تاریخی دفتر اس کے شاہد ہیں اور یہ جنگ جو چین میں ہو رہی ہے اسکی تہ میں عیسائیوں کی ظالمانہ روح چھپی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پادری اپنے خداوند مسیح کے قول پر عمل کر رہے ہیں جہاں خداوند فرماتا ہے "یہ مت سمجھو کہ میں دنیا میں صلح کرانے آیا ہوں میں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔"

یہ کل آفتیں اسی قول سے اٹھی ہیں اور یہ خونریزیاں سب اسی وجہ سے ہو رہی ہیں

اخبار ڈیلی کرانکل مطبوعہ ۲۰ر جون (لندن) میں لارڈ سالسبری کی اسپیچ پر جو انھوں نے پادریوں کو مخاطب کرکے دی تھی حسب ذیل رائے چھپی ہے۔ چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے "کہ ہمیں پادریوں کے مسئلہ کی جانب توجہ کرنی پڑی اس لیے کہ چین میں عام طور پر آجکل اسی مسئلہ پر زور شور دکھایا جا رہا ہے۔

ایک وہ وقت تھا کہ پادری صرف اپنے بوتے پر دور دراز کا سفر اشاعت دین مسیحی کے لیے کرتے تھے۔ اور انکا کوئی معاون نہ ہوتا تھا لیکن اب یہ بات نہیں ہے بلکہ غیر سلطنت میں جاکر پادری اپنی گورنمنٹ کی طرف امداد کے لیے نظر کرتے ہیں کہ کوئی اگن بوٹ روانہ کیا جائے جہاں جنگی جہازوں کی امداد پہنچے دیکھنے والوں کو پورا یقین ہو گیا کہ اس ظالمانہ کارروائی کے بانی پادری ہیں۔

لارڈ سالسبری نے اسلام پر بحث کرتے ہوئے فرمایا "اے پادریو تم ایسے مذہب سے سابقہ ڈالتے ہو جو نہایت خاص ہے اگرچہ اس میں اغلاط موجود ہیں تاہم ایک وسیع مخلوق کا مذہب ہے

تم انہیں کبھی عیسائی نہ بنا سکو گے اور اگر تم کہیں کامیاب بھی ہو گئے ہو تو تمھاری کامیابی اس خطرہ عظیم کے مقابلہ میں ہیچ ہے جو اس سے بعد از ان پیدا ہوا ہے اور جس سے خطرناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر اس سے خونریزی ہوتی ہے اور اس خونریزی کی وجہ سے عیسائیت کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے اور وہ خیال کہ اس کی عام طور پر منادی کی جائے مایوسی سے بدل جاتا ہے۔ انگلستان کے جلیل القدر مدبر کے یہ الفاظ بہت ہی اہم ہیں ایسا مدبر جو یکتائے زمانہ ہے جس نے اپنی رائے صاف طور پر بیان کر دی کہ مشرقی ممالک میں عیسائیت کی کامیابی عظیم خونریزی کے آگے جو اسکی وجہ سے ہوتی ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ فی الاصل ایک تجویز ہے جو پادریوں کو بہت ہی توجہ کرنی چاہیے۔ (باقی آئندہ)

رسالہ سیرۃ الابدال

بالکل نیا اور عجیب و غریب رسالہ شائع ہوا ہے مصنفہ حضرت اقدس علیہ السلام۔ قیمت ؎ حکیم فضل دین صاحب سے طلب کرنی چاہیے۔

اطلاع

منشی محمد خان صاحب مرحوم کے نام سے جاری رہنے والا پرچہ حافظ عظیم بخش صاحب کے نام بمقام پٹیالہ جاری ہو گیا ہے۔ اور کوئی صاحب درخواست نہ کریں

(ایڈیٹر)

گھر بیٹھے دولت

تمام اخراجات روانگی ہمارے ذمہ اور ایک چہارم کی رعایت مفت۔

اسم اعظم۔ مصنفہ مشہور منجم شیرازی حضرت غوث اعظم گوالیاری وحضرت قطب بعطریت شیخ سیف الدین سولی رحمۃ اللہ علیہم کے خاص تجربات۔ عملیات دست غیب۔ تسخیر۔ حصول فتوحات غیبی۔ دفع شیاطین۔ کشایش رزق۔ دفع دشمنی۔ عزت وحشمت پیدا کرنا۔ ہر شخص کو قابو میں لانے کے لیے تجربہ کیے ہوئے عمل۔ اصلی قیمت ؎ رعایتی قیمت

سنگ پارس سونا چاندی بنانا۔ امریکن سونا طیار کرنا۔ کیمیاوی طریق سے جرمن سلور بنانا۔ زیور اور برتنوں پر سنہری روپہلی ملمع کرنا قیمت ؎

گنجینہ علوم و فنون ؎ رسالوں کا مجموعہ کا نام ہے۔

کمالات روحانی روح کی ماہیت حقیقت اور اس سے فائدہ اٹھانے کے وسائل نظر سے حیرت انگیز کام لینے کا طریق ؎

سائگیت نرگس پری۔ شہزادہ کا تصور نرگس پری پر عشق ؎

ستر جتی۔ علاء الدین شاہ ذرانی پدمنی پر فریفتہ ہو کر جو آخری حملہ میں کیا ہوا اسکا چھٹا تاریخی ناول قیمت اصلی ؎ رعایتی ؎

اصلی کوک شاستر۔ اردو مع نقشا و یر مرد و زن خوشخط ؎

مفلسی کی دوا۔ ۲۲۰ نسخہ۔ جو ڑا چاندی سونا بنانیکی تجربہ ؎

سرندر و بالا عشق و محبت کا افسانہ دنیا کے تمام مکاروں اور دغا بازوں اور چالبازوں کی شرارتوں کا عکس قیمت ؎ رسالہ فوائد دماغی خط و خال سے اچھے برے کی شناخت فرینالوجی کا خلاصہ ؎ المشتہر الیس ناے ایڈ فرینڈ تماکو والا اسٹریٹ منشی امداد علی روہیلکھنڈ

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر دوم

آج ہمارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے - یہ فقرہ ہے جو ایک اڑہ کے اندر لودھیانہ کے عیسائی اخبار سے ہمنے گذشتہ اشاعت میں نقل کرکے دکھایا ہے - ہم چاہتے ہیں کہ اس فقرہ کے مفہوم اور حقیقت پر غور کریں۔

صفات الٰہی کا مسئلہ ایسا عظیم الشان مسئلہ ہے جس میں ساری دنیا کی قوموں نے کسی نہ کسی پیرایہ میں غلطی کھائی ہے - اور یہی وجہ ہے کہ اگر بنظر تعمق دیکھا جاوے تو اقوام عالم میں وجود باری تعالیٰ تو غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے - لیکن جس امر میں دنیا نے نہ سنبھلنے کے قابل ٹھوکر کھائی ہے - وہ مسئلہ صفات ہے کیونکہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ خدا ہے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا - وہ کیسی ذات ہے اسکی یعنی اس کی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا مناسبت کیسا تعلق واقع ہوا ہے - انتظام عالم جذبات انواع مخلوقات سے خصوصاً نوع انسان کے قوی کے تقاضا اور میلانوں ہیئت کذائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے - صرف ایک یہی راہ ہے جس پر دنیا کے کسی مذہب نے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اسے اور بھی دھندلا کیا ہے - عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا ہے کہ قالب انسانی میں پورا ڈھال کر ویسی ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا ہے اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کرکے لاکھوں کو حیرت میں ڈالدیا ہے اس عظیم الشان سٹری (راز) مسئلہ صفات الٰہی کو اگر کھولا ہے تو اس مبین کتاب فرقان مجید نے کھولا ہے کہ وہ صانع - خالق - رازق - رب - قادر - رحمٰن - رحیم - سمیع - بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنوں اور تمثیل شبہوں کے مٹانے کو فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ

غرض
ہم اس فقرہ پر جو نور افشاں نے لکھا ہے غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی وہ معنی پیش کرتے ہیں جسکو خداوند کہا گیا ہے جس سے تشبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اسکو خداوند کہنا سراسر غلطی اور کفر ہے - خدا کا ہمتا اور مثیل کوئی ہو سکتا ہی نہیں - لیکن نصرانی کو یہ غلط توحید کی انجیل کے ذریعہ کہاں مل سکتی ہے

جس میں جابجا خداوند خداوند پکارے گئے ہیں یہی وجہ ہے جو ہمنے اوپر کہا ہے کہ اس مذہب نے صفات الٰہی کے مسئلہ میں سنبھلنے کے ناقابل ٹھوکر کھائی ہے - ایک عاجز انسان کو جو بشریت کے لوازمات سے بڑھ کر کچھ بھی اپنے اندر قوت اور حقیقت نہیں رکھتا جسکو یہودیوں نے پکڑ کر طمانچے مار کر منہ پر تھوک کر صلیب پر چڑھا دیا جہاں اسنے

ایلی ایلی لما سبقتنی

کہتے ہوئے جان دی اسکو خداوند کہا جاوے قریب ہے کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں اور پہاڑ پاش پاش ہو جائیں اور زمین پھٹ جاوے یہ ظلم عظیم ہے

یسوع ناصری کے متبعین اس انحصار کو ثابت کریں جو یسوع کو وہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ خدا کی ہمتائی کے قابل بناتا ہے +
ہم نے یسوع ناصری کی لائف کو پڑھا ہے اسکے کارناموں کو جو انجیل میں پائے جاتے ہیں غور سے دیکھا ہے خدائی عظیم الشان اور لا نظیر مقام ہے (جو ایک ہی ذات پاک کو جو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی مصداق حاصل ہے) نبوت کا مقام بھی ان گلیل کی گلیوں میں پھرنے والے یسوع کو ملتا دکھائی نہیں دیتا - اور پھر نبوت تو انسانوں میں سے فرد کامل کا حصہ ہوتا ہے انجیل اسے کوئی اعلیٰ درجہ کا انسان بھی ثابت نہیں کرتی جس کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو اور عبودیت کے مقام اور مراتب سے جو آشنا اور واقف ہو

اگر کسیکو ہمارے اس دعوی میں شک ہو تو ہم اسپر مفصل بحث کرنیکو خوشی سے طیار ہیں

یسوع کے مرید اور ماننے والے اسکو خداوند تو کہتے ہیں مگر کیا خدا تعالیٰ کی یہی صفت ہے کہ وہ ایک عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہو پھر کسقدر شرم کی بات ہے کہ یوسف نجار کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ جس پر اس زمانہ کے یہودیوں کے ایک دو نہیں ہزار ہا قسم کے الزام اور اعتراض ہیں خداوند کہا جاوے اس قوم کی بدقسمتی اور نامرادی پر ماتم کرنا چاہیے جو اپنا ایسا خدا مانتی ہے - اسپر اسکے خیالات میں عظمت اسکے اخلاق فاضلہ میں بلند پروازی اس کی روح میں عبودیت کا اعتراف کیونکر پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی ستائش اور حمد کے لیے روح میں کامل جوش اور تضرع کیونکر حرکت کرے جب وہ اپنے سامنے ہمہ ضعف - ہمہ ناتوانی - اور ہمہ ناکامی و ناتوانی و نامرادی کو دیکھتی ہے اور یقین کرتی ہے کہ یہی خدا ہے - اور پھر اسے نجات دینے والا سمجھتی ہے +
ایک معمولی عقل کا انسان بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ امور انسانی ترقی کے لیے سخت مانع ہیں اور اس سے قوی انسانی کی طرف تحریک نہیں ہوتی ہے مگر یسوع کے پیرو اور اسکی بھیڑیں نہیں سمجھتی ہیں + ایسا شخص جو انسانیت کے شرف کو چھوڑ کر وہ مقام حاصل کرنا چاہے جسکی اسے مقدرت ہی نہیں اور جو کسی انسان اور آدم زاد کو ملا ہی نہیں سکتا یقینی امر ہے کہ وہ انسانیت کے مقام سے بھی گر جاتا ہے پھر اس سے یہ توقع کرنا کہ وہ دنیا کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوگا یا ہو سکتا ہے یہی حماقت ہے۔

اگر یسوع کی لائف کو پڑھا جاوے اور اس قوم کے حالات پر جو خود اس نے اپنے ہاتھوں سے ڈبایا کہ جسکو اسکی حضوری کا شرف تھا نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہو جاویگا کہ یہ شخص جو نامرادیوں کا مجموعہ ہے خداوند کہلانے کا کبھی بھی مستحق نہیں ہے۔

یہ امر بڑی توجہ کے قابل ہے کہ کیا کبھی یہود کو جو توراۃ کے وارث تھے اور جن میں متواتر انبیاء ورسل آتے رہے اس بات کی بھی تعلیم دی گئی تھی کہ ان میں کوئی خدا آنیوالا ہے اگر کوئی ایسی پیشگوئی یہودیوں کو اپنے بزرگوں اور نبیوں سے ملی ہوتی تو اگرچہ یہ تو ناممکن ہے کہ وہ یسوع کو خداوند مانتے لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہودیوں کے سارے فرقے کسر سے اس پیشگوئی کے منکر ہو جاتے کہ خدا ابھی آنیوالا ہے۔

یہ معمولی اور چھوٹی سی بات نہیں بلکہ عیسائیوں کی حقیقت اس سے طشت از بام ہوتی ہے اور جن پیشگوئیوں پر یہ یسوع کی خدائی کی عمارت بناتے ہیں وہ بنیاد سے ہی فاسد ہے یہ صرف ان کی خانہ ساز بات ہے کہ بیوجہ ایک انسان کے بچہ کو خدا بنا دیا ہے افسوس اسوقت پر اور اس شخص پر جسنے یہ عقیدہ قائم کیا + یہی وجہ ہے کہ پہلی ہی صدی سے ان میں ایک فرقہ موحدین چلا آتا ہے جو یسوع کو صرف ایک انسان سمجھتا ہے لیکن اس سے بڑھکر ایک خوشی کی بات ہے کہ آج یورپ اور امریکہ میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں اور کرہ ارض کے دوسرے حصوں سے یہ صدائیں آرہی ہیں جو یسوع کو انسانیت کے اعلیٰ مقام سے بھی گرا ہوا قرار دیتے ہیں اور مغرب میں بائبل کا صفایا ہو رہا ہے - خاص لاہور میں پادریوں کے بڑے بھاری مجمع میں پادری ییپ ورتھ صاحب نے جو خیالات ظاہر کیے ہیں وہ اور بھی حیرت انگیز ہیں اور عیسائی مذہب کی ہیکل کو گرانے والے ہیں۔

غرض
عیسائیوں کے گھر میں بھی یسوع کی خدائی پر اتفاق نہیں ہے اور عجب اس نااتفاقی کے ساتھ یہودیوں کی سخت مخالفت کو دیکھا جاوے جو وہ اس عقیدہ میں یسوع کے متبعین کے ساتھ رکھتے ہیں تو عیسائی اس مجرم کیطرح ہو جاتے ہیں

جو عین چوری کے وقت پکڑا جاوے کیونکہ اگر کسی انسانی خدا کے آنے کی پیشگوئی توریت یا نبیوں کے دوسرے صحائف میں ہوتی تو یہودی اسکے انتظار اور آمد کو دوسرے وقت پر تو ڈال سکتے تھے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اس عقیدہ پر ہزار لعنت بھیجیں - کیونکہ توریت کی تعلیم سے یہودی کہاں بھاگ سکتے تھے + افسوس عیسائیوں نے ایک مردہ کو خداوند اور خدا بنایا اور اس مردہ پرستی کے اثر کے نیچے اپنی ذہنی اور علمی قوتوں کو ہی نہیں کھو بیٹھے بلکہ ان کا کانشنس اور نور قلب بھی مر گیا ہے اور اب خدا اور انسان میں تمیز کرنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے -

جہانتک اس مسئلہ پر غور کی جاوے اسکی حقیقت یہی کھلتی جاوے گی کہ یہ عقیدہ حماقت سے گھڑا گیا ہے

پس
۲۵ دسمبر کا دن کیسے مبارک دن ہو سکتا ہے جبکہ ایسا انسان پیدا ہو جو دنیا کو ہلاک اور تباہ کر دے - لیکن اصل یہ ہے کہ یسوع کی خدائی کا سارا مدار اس شخص کی گردن پر ہے جو عیسائیوں میں پولوس رسول کے نام سے مشہور ہے اور سردار کاہن کی لڑکی کے عشق میں نامراد رہ کر ایک خواب کے ذریعہ عیسائیوں کا جمعدار ہو گیا اور نہ صرف یہودیوں کو خراب کیا بلکہ عیسائیوں کے بنا رکھی ایسے اصولوں پر رکھدی جو اس ملت کی ہلاکت کے لیے کافی ہیں

اس قدر بیان کے بعد اب ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ سچے مذہب نے جو خدا پیش کیا ہے وہ ایسا ناتوان اور حقیر خدا نہیں جو نامرادی کی مجسم تصویر ہو - بلکہ وہ وہ خدا ہے جسکا وجود ان لوگوں پر بھی حجت ہوتا ہے جو عقل رکھتے ہیں مگر ان کو کتاب نہیں ملی ہوتی اس خدا میں کسی زبردستی اور بناوٹ کی ضرورت نہیں ہوتی + اور یہ مسلم بات ہے کہ یہ صفت اس خدا میں ہے جو قرآن شریف نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اسوقت دنیا کے کل مذاہب نے بالکل اصل خدا ہی کو چھوڑ دیا ہے اور اسکی جگہ کوئی مصنوعی خدا بنا لیا ہے جنکو ان کے اپنے ہاتھوں یا خیالات نے تراشا ہے جیسے عیسائیوں نے اور نا واجب صفات سے ان کو ملحدہ کر دیا ہے جیسا کہ مشرکین عرب نے مگر اسلام کا خدا وہ حقیقی خدا ہے جو آئینہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت میں نظر آرہا ہے - جو مردہ نہیں بلکہ ابدالآباد کے لیے زندہ اور حی و قیوم خدا ہے +

(باقی دارد)

فاضل امروہی کی تحریر

بقیہ مضمون از رسالہ الفرقان

ثالثاً خود آپ نے سنین نبوی کا شمار ۱۲۸۹ھ کو ترک کر کر سن نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اعتبار کیا ہے کہ ۱۲۸۹ کی جگہ ۱۳۰۰ نبوتی قائم کیے ہیں لہذا مہدی کے لیے بھی انکی بعثت کا وہی وقت جو نزول انوار الہام کا زمانہ ہے معتبر رکھنا ضروری ہے اور ۱۲۸۹ھ میں جو آپ برعایت ابتدائے بعثت نبی کریم صلعم کے ۱۲ سال اور زائد کر کر مطابق سن ۱۳۰۰ نبوتی کے گردانتے ہیں یہ ہمکو کچھ مضر نہیں بلکہ مفید ہے ہماری مراد تو یہ ہے کہ روشنی عامہ کا ظہور ۱۲۸۹ ہجری کا نیا ہوا جو مطابق ۱۳۰۰ نبوت کے آپکے نزدیک ہے۔ اور ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء کے ہیں اور اس ۱۸۷۲ء میں عمر حضرت اقدس کی قریب ۳۲ سال کے تھی کیونکہ سنہ پیدائش آپ کا ۱۸۳۹ء ہے اور اسی ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں جو آپکے نزدیک ۱۳۰۰ نبوتی ہوتے ہیں انوار الہام کا نزول شروع ہوگیا تھا دیکھو الہام پیشین گوئی نمبر ۲۱ اور مندرجہ نزول المسیح واقعہ ۱۸۶۸ء کو بلکہ ایسے الہامات کثرت سے ہیں جو ۱۸۷۲ء سے پیشتر ہوئے ہیں پس ۱۸۷۲ء میں نزول روشنی کا بطریق اولیٰ ثابت ہوا اور اس عمر ۳۱ یا ۳۲ سالہ میں حضرت اقدس کے الہامات ہونے میں یہ سر اور حکمت ہے کہ مشابہت **بین المسیح المحمدی وبین المسیح الموسوی** ثابت ہو جاوے کیونکہ مسیح موسوی کا سنہ بعثت بھی یہی ہے اور آپ تو صرف حدیث سے ۱۳۰۰ء کے بعد اس کا اشارہ نکالنا چاہتے ہیں لیکن ہمتو قرآن اور حدیث دونوں سے ہی **امام آخر الزمان کے نور** کے ظہور کا کامل وقت ۱۳۰۰ء کے بعد آپ کو بتائے دیتے ہیں قرآن مجید میں تو وہی **آیت استخلاف** موجود ہے جس میں لفظ

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

موجود ہے آپ کو خوب معلوم ہے کہ حضرت **موسیٰ** علیہ السلام سے چودھویں صدی میں حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے لہذا **مسیح موعود محمدی** کا بھی چودھویں صدی میں بلحاظ لفظ **کما** کے مبعوث ہونا لازم ہوا تاکہ مشابہت بین السلسلتین متحقق ہو جاوے اور حدیث تو خود بآواز بلند اس وقت میں پکار کر کہہ رہی ہے کہ چودھویں صدی کے راس پر ہی بعثت مجدد کی ضروری ہے اور مجدد بھی وہی مصلح موعود جسکو لفظ **کما** مقتضی ہے۔ اب چونکہ اس جگہ پر آپ کے دو اقرار موجود ہیں اول تو مہدی کے ظہور نور کے لیے تیرھویں صدی دوسرے یہ کہ اگر تیرہ صدی کا کہیں اشارہ مہدی کے لیے حدیث سے نکلے تو بے شبہ سنہ نبوۃ سے تیرہ سو سال بعد روشنی کا ظہور ثابت ہوگا لہذا آپ کو اب تسلیم کرنا اس روشنی روحانی کا بے شک وشبہ واجب اور فرض ہوگیا کیونکہ اب تو قرآن اور حدیث دونوں نے میقات اس نور کے ظہور کے لیے شہادت دیدی کہ ظہور اس کا ۱۳۰۰ نبوۃ کے بعد مطابق ۱۲۸۹ھ میں ہونا ضروری ہے

تیسرا اقرار آپ کا یہ ہے کہ یہ روشنی عامہ صرف دو مرتبہ ہوئی ہے ایک تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرے مہدی کے لیے جو آپ کو مشاہر ہو چکی اور مسئلہ بروز محمدی ہونے کا مہدی کے لیے آپکو مسلم ہے لہذا اس مسیح موعود کا بروز محمدی ہونا بھی آپ کو تسلیم کرنا ضروری ہوا کہ الشیٔ اذا ثبت ثبت **بلوازمہ** قضیہ مسلمہ ہے۔ اگر آپ کہیں کہ سورہ شوریٰ سے جو ہمنے وقت اور سن مہدی کا استخراج کیا ہے وہ سن ۱۳۰۰ شمسی ہیں نہ ۱۳۰۰ قمری تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ تعلیم جملہ مسائل اسلامیہ مثل حج وصیام رمضان المبارک وعیدین وغیرہا میں سنین قمریہ کو شمسیہ گردانا یا برعکس جس میں مسائل اسلامیہ کے درمیان تقدیم وتاخیر لازم آتی ہے منع فرمایا ہے حتی کہ فرمایا گیا کہ **انما النسیٔ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا** یعنی سوائے اسکے نہیں کہ آگے پیچھے کر لینا زیادتی ہے بیچ کفر کے گمراہ کیے جاتے ہیں ساتھ اس کے وہ لوگ جو کافر ہوئے آخر آیت تک اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سخت زجر وتوبیخ کی ہے اس امر پر کہ مسائل اسلامیہ میں شمسی قمری کے خلط ملط کرنے سے اگر تقدیم وتاخیر کی جاوے لہذا اس اسلامی مسئلہ اہم مسیح موعود ومہدی مسعود میں سنین شمسیہ کا خلط قمریہ میں نہیں کیا جا سکتا اور تاریخ بعثت مامورین الٰہی کے لیے مکلفین کے علم میں کوئی نص قطعی نہیں ہوا کرتی جبکہ میں ایک دو سال کا فرق نہ ہو جاوے ہاں علم الٰہی میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا ہے بلکہ اہل عرب تو بڑے بڑے حسابوں میں کسرات کو بھی قصداً شمار نہیں کیا کرتے دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کو مرض الموت میں حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ برس کے نصف ۶۰ میں قرار دیا حالانکہ آپ کی عمر ۶۰ سے زائد یعنی ۶۳ برس کی ہوئی ہے پس جبکہ آپکے نزدیک نہ مہدی و مسیح موجود ہے وفات عیسیٰ بن مریم کے آپ معتقد ہیں جو کثرت فتح یاجوج وماجوج کی جو مسیح کے وقت میں ہونیوالی تھی وہ آپ کو مسلم ہے پیشینگوئیوں میں تشبیہ ومجازہ واستعارات کے واقع ہونیکی آپ قائل ہیں حمار اقمر سواری دجال آپ ریل کو کہتے ہیں۔ مسیح موعود کا دولت اسلامی میں بطور روحانی کے آپ مقدمہ تفسیر غایت البرہان میں لکھ چکے ہیں۔ مسئلہ بروز آپ کو مسلم ہے۔ کشوف وخسوف کے آپ قائل ہیں وکذا وکذا آپ کیواسطے حوالہ دینے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ **بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ**۔ اگر فرضاً کوئی امر آپ کے خیال کے مطابق ابھی تک موجود نہیں ہوا ہے تو بمقابلہ واقعات اور مشاہدات کے امر خیالی اور ظنی آپ کا کیونکر اُن کا معارض ہو سکتا ہے اور کیونکر عذر عدم تسلیم کا قرار پا سکتا ہے **کما قال تعالیٰ ولو القیٰ معاذیرہ** آپکو لازم ہے اپنے متشابہات اور ظنیات کو واقعات اور محکمات کی طرف رجوع کیجئے ورنہ

رباعی

کیا شک ہو ماننے میں تمہیں اُس مسیح کے
جسکی صداقتوں کو تمہیں نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خود بونسا کو بھی تو تمنے مسیحا بنا دیا

اور اگر آپ یہ کہیں جیسا کہ مینے سنا ہے کہ آپ ہی کہا کرتے ہیں کہ میری ہی کتابوں کو دیکھکر حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ مہدیت اور مسیحائی کا کیا ہے یعنی یہ دعویٰ اُن کا جھوٹا ہے اسکے جواب میں **اول** تو یہ گذارش ہے کہ مفتری علی اللہ کے لیے اس قدر نشانات آسمانی اور زمینی کا جمع ہو جانا اور جنکی ذات میں ہزاروں نشانوں اور پیشین گوئیوں کا مجتمع ہونا اور روز افزوں اُس کے سلسلہ کی ترقی کا ہوتا جانا اور پھر اُن کے خود لکھے ہوئے مسلمہ نشانات کا بھی مجتمع ہو جانا کیا مفتری علی اللہ کے لیے آپ کے نزدیک جائز ہے اندریں صورت تو کارخانہ نبوۃ انبیاء سے بھی امن جاتا رہے گا۔ اور **ثانیاً** یہ عرض ہے کہ جو مہدی یا مسیح آپ کے نشانات وعلامات مندرجہ آپ کی کتب مؤلفہ کے مطابق آویگا آپ یا آپ کے ہم مشرب اُس سے بھی یہی کہہ سکتے ہیں کہ ان کتابوں کو دیکھکر تم نے دعویٰ کیا ہے پھر یہ اعتراض غلط اُلٹا اُس کا تو اُسوقت بھی قائم ہو سکتا ہے کہ جب اصلی خیالی مہدی آپ کا آوے گا **فاین المفر** غرضکہ ایسے عذرات واہیہ سے تو معلوم ہوا ہے کہ آپ کو کسی مہدی اور مسیح کی تصدیق ہرگز نصیب نہ ہووے گی کیونکہ اگر اُن کے نشانات مقررہ مندرجہ کتب مخالف ہونگا تب بسبب مخالفت کے تصدیق سے آپ محروم رہینگے لہذا بہرحال ہر دو شکل سوائے تکذیب کے اور علاوہ یہ اس کی تکذیب میں خود آپ کی کتابوں کی تکذیب ہوئی جاتی ہے۔ و نعم ما قیل

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

اور فاطمی النسب ہونا جو آپ شرط مہدویت گردانتے ہیں اول تو ہمنے سابق اسی رسالہ میں اس شرط کو بموجب ادلۂ شرعیہ کتاب وسنت کے مہدی آخر الزمان کے واسطے باطل کر دیا ہے۔ ثانیاً حضرت اقدس کی نسب میں ایسی اُمہات بھی آگئی ہیں جو سیدانیاں بھی تھیں دیکھو تریاق القلوب وغیرہ کو اور نسب کا اعتبار ماں کی طرف سے بھی معتبر ہونا اغلب کہ آپ تسلیم کرتے ہونگے جیساکہ مؤلف رسالہ آلبرہان نے بھی تسلیم کیا ہے تو اس اعتبار سے بھی حضرت مرزا صاحب فاطمی النسب بھی ہوگئے پھر اب کیا عذر ہے **بینوا توجروا**

اگر اس کل بیان کو بغور سمجھا جاوے تو ثابت ہوتا ہے کہ نزول مسیح سے مراد جو احادیث **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم** وارد ہوا ہے یہی ہے کہ خلافت وامامت جو قریش بنی اسمٰعیل میں چلی آتی ہی وہ منتقل ہو کر پھر بنی اسرائیل میں چلی جاوے گی کیونکہ مسیح بن مریم خاتم انبیاء بنی اسرائیل تھے کہ اُنکے بعد خلافت وامامت بنی اسمٰعیل میں منتقل ہوگئی تھی کہ بنی اسرائیل میں سے پھر کوئی شخص امام الدنیا نہ ہوا لیکن جبکہ پھر ایک مدت کے بعد اُسی خاتم بنی اسرائیل کا نزول بیان فرمایا گیا تو یہ ایک استعارہ لطیفہ ہو جسکا سے مراد یہ ہے کہ وہ خلافت پھر بنی اسرائیل میں آجاوے گی لیکن رہے گی ابراہیم کی ذریت میں کما قال اللہ تعالیٰ **انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظلمین** خلاصہ یہ کہ نزول مسیح استعارہ ہے **تسلب من قریش ملکہا** کے لیے۔

اب میں پھر اصل کلام کیطرف رجوع کر کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب میں اللہ تعالیٰ نے اصل اور نسب کے رو سے تو فارسی الاصل گردانا اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے **من اسلم من فارس فہو من قریش ہم اخواننا وعصبتنا** فرما کر ایک اعتبار کر قریش کے ساتھ ملحق فرمایا۔ اور حکمت الٰہیہ نے اُن کی اُمہات میں سیدانیاں بھی داخل کر دیں تاکہ ماں کی طرف سے بھی قریش کے ساتھ اُن کا تعلق ہو جاوے یہ تمام اوصاف ان میں کیوں جمع ہوئے یہ اسی لیے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے اُس کی مخلوق کے لیے جو خیالات اور طبائع مختلف رکھتی ہے اُن پر ایک حجت بطور نشان کے پوری ہو جاوے اور اُن کو دھوکہ نہ ہو بیچنے کے لیے ایک بہانا ملجا نہ ...

۳ اور الہامات پیشگوئی ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ مندرجہ نزول المسیح واقعہ ۱۸۶۸ء

جس کا یہ خیال ہو کہ مہدی آخر الزمان اور مسیح موعود من الرحمٰن کا قریشی نہونا چاہیے اُسپر پہلا اتمام حجت کیا جاوے کہ آپ والدین کی طرف سے قریشی الاصل و النسب نہیں ہیں اور جس کا یہ خیال ہو کہ مسیح و مہدی آخر الزمان کا قریشی ہونا چاہیے تو اُسپر بھی اتمام حجت اسی طرح اللہ تعالے کی طرف سے ہو جاوے کہ بہ اعتبار امہات کے یا بہ اعتبار حدیث مذکورہ کے ان میں ایک طرح کی قرشیت بھی ہے تب بھی اُن کی تصدیق ایسے خیال والے پر ضروری ہے اور نیز مدیں لحاظ کمیل مماثلت کے ساتھ عیسیٰ ابن مریم کے بھی ہو گئی کیونکہ حضرت عیسیٰ بھی باپ دادا کی طرف سے بنی اسرائیل میں نہیں تھے کیونکہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے ہاں بلحاظ والدہ حضرت مریم کے وہ بنی اسرائیل میں سے ضرور تھے کیونکہ حضرت مریم صدیقہ بنی اسرائیل میں سے تھیں فثمت المشابہت و کملت المناسبۃ و بس اور مؤلف رسالہ نے حضرت اقدس کے الہام عربی پر بھی ایراد کرنا چاہا ہے مگر ابھی تک کوئی اعتراض نہیں کیا جب ظاہر کرے گا تب اُس کے جھوٹ کا تار و پود ان شاء اللہ تعالے اُدھیڑا جاوے گا آگے اس کے جو رسالہ احسن البیان لکھا ہے وہ کل کا کل بعثت مہدی و مسیح موعود کے لیے ایک علۃ موجبہ ہے اور مضمون رسالہ کو ہم بھی احسن البیان ہی سمجھتے ہیں چند مقام کسی قدر اصلاح طلب اور ترمیم کے قابل ہیں جنکی اصلاح ہم مختصر طور پر کیے دیتے ہیں

قولہ صے سطر ۔ اس کشمکش میں وہ کونسا طریق حق حاصل کر سکتے ہیں۔

الجواب اس کشمکش فتن ضلالت میں اُمت پر فرض ہے کہ اس صدی کے مجدد کی طرف رجوع کریں جس کی مجددیت کی تصدیق کے لیے ہزارہا ادلہ شرعیہ نقلیہ اور نیز براہین عقلیہ شہادت صادق دے رہی ہیں وماذا بعد الحق الا الضلال۔

قولہ صے س۲۱ یہ ایک بڑی غلطی ہے کہ مجدد ہی سے کام لیں۔

الجواب فی الحقیقت درست ہے بلکہ رجوع کرنا اُس مصلح کی طرف ضروری ہے جس کا اس صدی کے راس پر مبعوث ہونا بسبب ہونے حشر فتن ضلالۃ کے ضروری تھا اور ابتو صدی میں سے ۲۱ سال بھی گزر چکے ہیں۔

قولہ صے سطر ۔ ہر شخص اپنی رائے پر نازاں اور دوسرے کی نہیں سنتا تو قیامت کا انتظار کر

الجواب لہذا اس زمانہ فتن ضلالۃ میں رجوع کرنا اُس مہدی و ہادی کی طرف ضروری ہوا جس کا آنا اس صدی میں قبل قیامت کے ضروری ہے۔

قولہ ص۳ سے اور اپنی سمجھ پر نازاں ہوکر تمام سلف صالحین و کتب متقدمین سے قطع نظر کر لیں

الجواب چونکہ ان کتب میں بحکم **یفشوا الکذب** کے خلط ملط روایات موضوعہ کا بھی ہو گیا ہے لہذا اس مجدد کی طرف رجوع کرنا واجب ہو گیا جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی طرف دعوت کر رہا ہے اس سے اعراض کرنا کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اب زمانہ **ظہر الفساد فی البر والبحر** کا ہے جس کے تم خود مقر ہو۔

قولہ ص۳ س۱۱ ۔ اسی طرح درجہ بدرجہ اپنے سے نیچے درجہ کے علماء کو خیال فرمائیے۔

الجواب چونکہ اس قرن میں بحکم **فطال علیہم الامد فقست قلوبہم** کے سلف صالح کے عقاید اور اخلاق و اعمال پر عملدرآمد نہیں رہا جیسا کہ تم خود مقر ہو اور بھی اسباب یعنی شرور و فتن آخر الزمان بحکم **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** کے مقتضی بلکہ علۃ موجبہ اس مہدی آخر الزمان کی بعثت کے لیے ہو گئی ہیں لہذا اُسی کی طرف رجوع کرنا تمام اُمت کے واسطے ضروری ہوا۔

قولہ ص۳ س۱ تو آپ اپنے اوپر لازم کر لیں کہ کسی مذہبی تحریر کو بغیر سند علماء معتبرین کے ملاحظہ نہ فرماویں۔ الخ

الجواب اب چونکہ مہدی آخر الزمان تمام علماء امت کا بھی مصلح ہے کیونکہ علماء تو مصداق **علماءھم شر من تحت السماء** کے ہو گئے ہیں لہذا بغیر سارٹیفکٹ اُسی مہدی موعود کے جو صدی کے راس پر آچکا ہے کسی تحریر مذہبی کو معتبر سمجھکر ملاحظہ نہ کرنا چاہیے

قولہ ص۲ س۱ اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرو۔

الجواب جبکہ علماء زمن شر من تحت السماء کے مصداق ہو گئے ہیں تو اب اہل ذکر صرف وہی مصلح ربانی ہو سکتا ہے لا غیر کیونکہ علماء بھی تو اُمت ہی میں داخل ہیں مگر وہ مصلح ربانی جو مہدی موعود اور مسیح محمدی ہے وہ اُمت کا افسر ہے اور وہی اُمت کی اصلاح کے لیے آیا ہے خواہ علماء ہوں یا غیر علماء کیونکہ **حدیث** ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لہا دینہا میں علماء امت کا استثناء موجود نہیں ہے جو وہ مجدد علماء اُمت کی اصلاح کے لیے مبعوث نہ ہوا ہو پس علماء اُمت کو بھی ضرور ہے کہ اُسی کیطرف اس زمانہ شور و شر میں جس کے آپ قائل ہیں رجوع کریں۔

قولہ صے سطر ۱۸ لیکن انکا یہ طرز بتلا رہا ہے کہ اُنھوں نے ضرور مشکوٰۃ نبوت سے اقتباس کر کے بیان فرمائی ہوگی۔

الجواب ہاں ضرور مسلم ہے مگر بحکم **یفشوا الکذب** کا کیا علاج جس کے سبب بعض روایات اسرائیلی کتب اسلام میں داخل ہو گئیں ہیں سو اُنکی تصدیق یا تکذیب کے لیے قرآن مجید یا حدیث صحیح پر عرض کرنا ضروری ہے جو یہ مہدی ربانی اپنا عملدرآمد اُسپر کر رہا ہے اور یہی طریقہ صحابہ کرام کا تھا

قولہ صے س۱۹ جھوٹی روایات بیان کرنے کے معنے یہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف طمع دنیاوی سے کسی بات کو منسوب کر دینا

الجواب ہاں مسلم ہے صحابہ میں تو یہ صورت مذموم نہیں تھا مگر بعد قرون خیر کے بحکم **ثم یفشوا الکذب** کے یہ عدل اور عدالت موجود نہیں رہا اسی وجہ سے کتب اسلامیہ میں خلط ملط روایات موضوعہ کا ہو گیا ہے جس کی تنقید اور تنقیح ضروری ہے اور اس قرن میں یہ منصب تنقید و تنقیح ایسی روایات کا سوائے اس حکم موعود کے اور کون بجا لا سکتا ہے پس ایسی روایات کی تنقید اور تنقیح کرنے میں بھی اس حکم کیطرف رجوع کرنا ضروری ہوا کیونکہ وہی اللہ اور رسول کی طرف سے حکم ہو کر آیا ہے جسپر **حدیث** حکماً عدلاً نص صریح ہے

قولہ ص۴ س۱ ۔ اور اسی طرح درجہ بدرجہ سلف صالحین کے قدم بقدم چلنا چاہیے

الجواب سلف صالحین کے بعد بحکم **یفشوا الکذب** کا کیا علاج لہذا فرض ہوا کہ اس قرن پر فتن میں اُسی مہدی اور مسیح کی طرف رجوع کیا جاوے جو حکم ہو کر آیا ہے۔

قولہ ص۴ س۲۲ مفسرین اور محدثین کا علوم میں عالی مرتبہ اور بلند مقام واقفین پر مخفی نہیں۔

الجواب لیکن اُن کے خیالات اور آرا مقابل قرآن اور احادیث صحیحہ کے کیونکر قابل قبول ہو سکتے ہیں کما قال اللہ تعالےٰ **اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ** یہ تو شیوہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا تھا نہ صحابہ کرام کا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

باقی آئندہ

ایک مشنری انگریز قادیان میں

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۱ اجنوری سنہ ۱۹۰۴ء

ایسا ہی ایک حدیث شریف میں پڑھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں تشریف لانے میں کسی ضروری دینی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تو اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس خوف سے کہ نماز کا وقت تنگ ہوتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا کر کے نماز شروع کر دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رض پیچھے ہٹ گئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور آگے کھڑے ہو کر جماعت کرائی۔ پھر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا اور ہنسنا اس واسطے تھا کہ آپ نے اپنی جماعت میں اُس یگانگت اور وحدۃ اسلامی کو پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جس کے واسطے آپ مبعوث ہوئے تھے قوم نے حضرت ابوبکر کو باوجودیکہ وہ اقوام عرب کی رسومات کے برخلاف اپنا امام بنا کر اسبات کو ثابت کر دیا کہ آنحضرت کے انفاس پاک کی تاثیر سے اُنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے نفس کے شیطان کو کچل دیا تھا اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے اس حکم قرآنی پر پورا پورا عمل کیا۔ دراصل یہی کامیابی اپنے مقاصد میں جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ایسی کسی نبی کو نہیں ہوئی۔ کیونکہ اول تو آپ پر الیوم اکملت لکم دینکم یعنی میں نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ کی صدا جزائے علیم و خبیر سے سُنکر اپنے مدعا کے انتہا کو پا لیا اور نبی عیسیٰ کیطرح آپکو یہ نہیں کہنا پڑا کہ ابھی بہتیری باتیں کہنی تھیں مگر تم برداشت نہیں کر سکتے (انجیل) ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اللہ تعالے کی اطاعت میں پورا جاں نثار فرمانبردار دیکھ لیا جیسا کہ آپ کا جی چاہتا اور جیسا کہ اللہ تعالے کا منشا تھا۔ پس ہر طرح کامیاب اور فتحیاب ہو کر اپنا کام پورا کر کے آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ ایسی ہی اور کئی ایک باتیں ہیں جن سے ثبوت حقانیت اسلام اور بطلان مذاہب غیر کا نمایاں ہوتا تھا۔ اور مشنری صاحب ان سب باتوں کو چپ چاپ سنتے

اور عموماً ہاں ہاں کرتے رہے

مفتی محمد صادق صاحب سے ڈاکٹر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی اُس پیشگوئی کے متعلق دریافت کیا جو حضرت مرزا صاحب نے پگٹ اور ڈوئی کے متعلق کی ہے۔ اس پر مفتی صاحب نے ایک لمبے بیان میں ڈاکٹر صاحب کے سامنے ان پیشگوئیوں کے منشاء۔ مواجب ضرورت اور نتائج پر ایک گفتگو کی جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور جہاں جہاں درمیان میں ڈاکٹر صاحب بولے یا سوال کیا ہے وہ بھی ہم درج کرتے ہیں۔

ایمان ایک بڑی دولت ہے اور ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ دنیا میں جس قدر راستباز ہوئے انبیا اولیا اور اُن کے مخلص دوست اور پیرو سب ایمان کی قوت سے فتح پاتے رہے اور دنیا میں اپنا سکہ جماتے رہے۔ ایمان ہی تھا جس نے حضرت موسیٰ کے لیے سمندر خشک کر دیا اور ایمان ہی تھا جس نے حضرت ابراہیم کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور ایمان ہی تھا اور ایمان ہی تھا جس نے حضرت مسیح کو صلیب کی لعنتی موت سے بچایا۔ ایمان وہ شے ہے جس کی نسبت حضرت مسیح اپنے حواریوں کو انجیل میں فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی کی برابر ایمان ہے تو اگر پہاڑ کو کہے کہ یہاں سے اُٹھ کر وہاں چلا جا تو وہ چلا جائے گا۔ جب کبھی دنیا سے یہ ایمان اُٹھ جاتا ہے اور لوگ پست ہمت اور بے یقین ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ دنیا میں کوئی ایسا آدمی مبعوث کرتا ہے جو اُس ایمان گم شدہ کو دوبارہ دنیا میں قائم کر دے اور اپنی قوت ایمانی کے معجزات اور خوارق دکھا کر دنیا کو اُس اعلیٰ اور برتر ہستی کی قوت تام اور رحمن تام قدرت تام اور اُسکے ازلی ابدی ہونے پر لوگوں کو یقین دلا دے۔ اُس شخص کے یقین توجہ اور ہمت میں ایسی خداداد طاقت ہوتی ہے کہ مخلوق الٰہی اُسکی صحبت سے اور اُسکے پاک انفاس کی برکت سے بدی پر ایک غلبہ پاتی ہے اور اپنے شیطان کو فنا کر کے اور اپنی بدکاریوں کو چھوڑ کر خدائے واحد لاشریک کی محبت اور عبادت اور فرمانبرداری میں یگانہ و یکطرفہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت یورپ اور امریکہ کی ممالک میں جس قدر بے ایمانی اور کلام الٰہی کی بے ادبی اور معجزات و خوارق کا انکار اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی بے عزتی بیباکی کے ساتھ ہو رہی ہے وہ سب اس امر کا نتیجہ ہے کہ اُن ممالک کے عیسائیوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں رہا جو اُس درجہ کی قوت ایمانی اپنے اندر رکھتا ہو جس کا ذکر خود حضرت مسیح نے کیا تھا کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کی برابر ایمان ہو تو تم پہاڑ کو ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ بھیج سکتے ہو یعنی نہایت ہی مشکل اور سخت کام بھی تمہارے آگے آسان ہو جاویں گے۔ چنانچہ ہم اُن کتب اور رسالجات اور اخبارات اور ذاتی خطوط میں جو برابر یورپ اور امریکہ سے ہمارے پاس آتے ہیں

اور ہم روز پڑھتے ہیں کہ اُن ممالک کے فاضل اور علماء بائبل کو محرف مبدل۔ جعلی۔ غلط۔ مخبوط۔ افسانہ اور لغو کلام جانتے ہیں اور یہ باتیں نہ صرف اُنھیں ممالک تک محدود ہیں بلکہ خود ہندوستان میں بھی پچھلے سال کلکتہ میں اور اس سال لاہور میں عین پادریوں کے جلسوں میں بعض پادریوں نے اپنے لکچروں میں یہ باتیں بیان کی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے بھی سنی ہونگی

ڈاکٹر صاحب۔ میں اُس لاہور والے لکچر میں خود موجود تھا۔

مفتی صاحب پھر جہاں سب پادری موجود تھے اور بائبل پر ایسے سخت حملے کیے گئے تھے کیا کسی نے جواب نہ دیا۔

ڈاکٹر صاحب ہاں بعض نے اعتراض کیے تھے۔

مفتی صاحب۔ مگر سول اخبار نے وہ لکچر تو چھاپا تھا۔ لیکن اُس وقت کے اعتراض نہیں چھاپے۔ یہ کیا سبب ہے۔

ڈاکٹر صاحب سول اخبار نے اُس وقت کے اعتراضات تو نہیں چھاپے لیکن بعد میں پادری ... نے جو تردید اُسکی کی تھی وہ چھاپ دی تھی

مفتی صاحب لیکن اُس تردید کا جواب بھی سول نے چھاپ دیا تھا اور پھر جواب الجواب کے چھاپنے سے انکار کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید سول اخبار مذہب سے ... دوسرے فاضل اور عالم محقق عیسائیوں کا سا ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب شاید ایسا ہی ہو۔

مفتی صاحب وہ پادری صاحب جن کا یہ لکچر پادریوں کے بھرے جلسے میں ہوا تھا کہ بائبل اکثر حصہ میں بے اعتبار اور جھوٹی روایتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور اُسکے مشمولہ معجزات بالکل ناقابل اعتبار قصے ہیں۔ یہ صاحب کون ہیں اور کیا کام کرتے ہیں

ڈاکٹر صاحب۔ یہ لکچرار پادری بیب ورتھ صاحب ہیں۔ جو لاہور کے اُس بڑے گرجے کے پیش امام ہیں جو ریل کے ملازم انگریزوں کی خاطر بنایا گیا ہے۔

مفتی صاحب۔ خوب۔ جب پیش امام کا یہ مذہب ہے تو بیچارے مقتدی لوگوں کا کیا حال۔ اچھا جب یورپ کے علماء فضلاء کا یہ حال ہے کہ وہ خود بائبل کو سچا نہیں مانتے تو ان کی مذہب کا نام عیسائیت نہیں رکھنا چاہیے۔

ڈاکٹر صاحب۔ میرے نزدیک تو یہ لوگ دہریت تک پہنچ گئے ہیں۔

مفتی صاحب تو پھر آپ یہاں آنے کے بجائے اُسجگہ یورپ اور امریکہ میں اپنی مشنری کیوں نہیں پھیلاتے کہ انکو درست کریں۔

ڈاکٹر صاحب اُسجگہ بھی مشنری کام کر رہے ہیں لیکن لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں بے ایمانی بہت پھیل جائے گی۔ یہ محققین معجزات کا بالکل انکار کر رہے ہیں آپ کی ان کے متعلق کیا رائے ہے

مفتی صاحب میں اسبات کو بیان کرتا تھا۔ اول تو ہمارے قرآن شریف کی ابتدا ہی سے خدا تعالیٰ نے ایسی حفاظت کی ہے کہ سینہ بسینہ قرآن شریف حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک صحیح الفاظ میں ایسا محفوظ چلا آتا ہے کہ ہزاروں لاکھوں حافظ ہر زمانہ میں قرآن شریف پڑھتے پڑھاتے ایک دوسرے کو نمازوں میں سناتے رہتے ہیں اور کسی غلطی کا احتمال ممکن ہی نہیں۔ پس کبھی ایسا اعتراض تو کوئی کر ہی نہیں سکتا کہ قرآن شریف کا کوئی حصہ غلط یا جعلی یا غیر اصلی ہے یا اس میں کوئی تحریف و تبدیل ہوئی ہے جیسا کہ اناجیل کے متعلق کہا گیا ہے اور بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک تو اناجیل اپنی اصلی زبان میں کہیں نہیں ملتیں اور ترجمہ مترجم کا خیال ہے جیسا اُس نے سمجھا ویسا ہی شائع کر دیا اور پھر دنیا میں اُس مترجم کے خیالات کی اشاعت ہوئی ہے نہ کہ اصل کلام کی اور پھر اس میں بھی ہزاروں شبہات پڑ گئے ہیں کہ یہ کلمات کس نے لکھے اور کس نے نہ لکھے اور لکھنے والے کہاں تک معتبر تھے وغیرہ۔

ہمارے پاس یورپ کے بڑے بڑے فاضلوں کے لکھے ہوئے مجموعے کتاب انسکلو پیڈیا بائبلیکا چار جلدوں میں اور کتاب انسکلو پیڈیا برٹنی کا ۳۵ جلدوں میں اور دیگر کئی ایک کتابیں بڑے بڑے فاضلوں کی لکھی ہوئی موجود ہیں جو یورپ میں شائع ہوئی ہیں اور بڑے بڑے فاضل محقق پادریوں پروفیسروں اور ڈاکٹروں کی تصانیف اور تالیف وہ سب بائبل کے متعلق یہی عقائد رکھتے ہیں۔ وفات مسیح کے قائل ہیں اور مسیح کو صرف ایک انسان مانتے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ نے یہ کتابیں دیکھی ہوں گی۔ ایسا ہی ہمارے پاس کئی ایک یورپ امریکہ کے بزرگوں کے خطوط آ رہے ہیں چنانچہ لگے دن بھی امریکہ کے ایک فاضل کا میرے پاس خط آیا جس کا نام مسٹر ہار ڈی ہے وہ اپنے خط میں صاف لکھتا ہے کہ کوئی تعلیم یافتہ انسان اس ممالک میں اس امر کا قائل نہیں کہ مسیح خدا تھا یا خدا کا شریک تھا یا غیر فانی تھا یا بے گناہ تھا بلکہ مثل دوسرے انسانوں کے گناہ کرتا تھا اور فوت شدوں میں داخل ہے۔

دوسری وہی بات جس کا میں پہلے ذکر کر رہا تھا یورپ اور امریکہ میں اس انکار معجزات کی اصل اور باعث یہ ہے کہ اُن کے درمیان مقربین کی کا کوئی نمونہ اور معجزات و خوارق کی کوئی مثال موجود نہیں رہی اور گذشتہ باتیں بہت پرانی ہو کر افسانوں کے رنگ میں ناقابل اعتبار ہو گئیں لیکن اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ اس قسم کے آدمی خدا کیطرف سے پیدا ہوتے رہتے ہیں جو اسلام کی صداقت کے ثبوت کے لیے دنیا کو معجزات و خوارق عادات دکھاتے رہے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا ایک آدمی پیدا کیا ہے اور وہ پاک انسان

حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں

جن کی زندگی نے دنیا کو بہت سے معجزات اور خوارق دکھلائے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اگر مثلاً حق کی تلاش والا اول لیکر نہ تماش بینی کے طور پر کیونکہ تماشا بین کو خدا حق نہیں دکھاتا صرف سچے مذہب کا پیاسا بنکر اگر ... کم از کم چالیس روز تک یہاں ٹھیرے تو اللہ تعالےٰ ضرور اسکو کوئی نہ کوئی نشان دکھائے گا۔ اور یہ بات تمام راستبازانسانوں کے ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ بھی چاہیں تو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور معجزات کے متعلق آپ کو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ ان سائنس دانوں کا اعتراض در اصل ہم پر وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اُن کا اعتراض یہ ہے کہ کوئی بات خلاف نیچر نہیں ہو سکتی اس واسطے معجزات ناممکن

لیکن ہم معجزات کو خلاف نیچر نہیں سمجھتے اور نہ ان کو سلسلہ علت معلول سے باہر گردانتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک تمام باتیں نیچر کے قانون کے مطابق ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی اپنے خاص بندہ کے واسطے بعض خواص نیچر اور قوانین فطرۃ ظاہر کرتا ہے کہ دوسرے تمام انسان اُس سے عاجز ہو جاتے ہیں کہ ویسا کر سکیں یا کر سکنے کی کوشش کر سکیں۔ در اصل خدا تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے اور قانون خدا کا ہے نہ کہ خدا قانون کا۔ ہر ایک حکم جو اُسکی مشیت سے سرزد ہوتا ہے وہ ایک قانون ہے اور ہم خدا کو ایسا نہیں مانتے کہ جسکے ڈنڈے کی طرح چاروں طرف سے بیشمار رسوں سے جکڑا ہوا ہے ممکن نہیں کہ بالکل ہل جل سکے۔ بلکہ ہم خدا تعالےٰ کو ایسا مانتے ہیں کہ وہ ایک قادر مطلق ہستی ہے اور تمام کارخانہ عالم کنجل کی طرح قبضہ قدرت میں ہے اور کوئی پتہ بغیر اس کی اجازت کے ہل نہیں سکتا وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور سب پر احاطہ کیے ہوئے ہے مگر ایسا نہیں جو اُس پر احاطہ کیے ہیں وہ اپنے برگزیدوں کی خاطر ایسے نشانات دکھاتا ہے جس سے انسان عاجز آ جائیں یہی معنی معجزہ کے ہیں یعنی عاجز کر دینے والا۔

حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر ملک مصر سے نکلے تو فرعون اپنے جرار لشکر کو ساتھ لیکر انکو پکڑ لینے کے ارادہ سے پیچھے دوڑا۔ اور اگر اُس کا بیشمار لشکر معدود التعداد اسرائیلیوں کو پکڑ لیتا تو جو حال انکا کرتا وہ عیاں تھا۔ لیکن خدا نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت موسیٰ اور اُنکی قوم کو ایسے رنگ سے بچایا کہ جس سمندر سے وہ بچکر نکل گئے اُسی دریا میں فرعون عاجز ہو کر اپنے لشکر کے ساتھ ہی غرق ہو گیا۔ اب خواہ اس کا موجب ... سمندر کے جوار بھاٹے نے حضرت موسیٰ کو وہ وقت دیا ہو جب پانی خشک تھا اور فرعون کو عین پانی کے چڑھنے کا

وقت دیا ہوا کوئی اور کارخانہ قدرت کا فی نا مینا اس امر کا باعث سمجھلو بہر حال نشان تو اس میں ہے حضرت موسیٰ بچکر نکل گئے اور فرعون ان کے دیکھتے دیکھتے باوجود تمام سامانوں اور اسباب کے ڈوب گیا - ایسا ہی تمام انبیاء و رسل کی زندگی بجائے خود ایک نشان اور معجزہ ہوتا ہے - اول تو خود یہ لوگ عین بعثت کے ابتدائی وقت میں ایک بڑے عظیم الشان معجزہ کی بنیاد رکھدیتے ہیں کیونکہ ایک غریب کس مپرس انسان جس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تمام قوم کو للکار کر کہدیتا ہے کہ اے لوگو میں تمھیں ڈرانے اور خوشخبری دینے کے لیئے آیا ہوں کہ جو کوئی تم میں سے حکم الٰہی کو مانے گا وہ کامیاب ہوگا اور اپنی مراد کو پاسکے گا پہ جو کوئی میرا انکار کرے گا اور ان احکام کو نہ مانے گا وہ ہلاک ہوگا - سو اسکے بعد باوجود بیکسی اور بے بسی کے خدا اسکو عزت دیتا اور اسکے دشمنوں کو ذلیل کرتا اور اس کے مخالف باوجود دولتوں عزتوں طاقتوں کے اس کے مقابلہ سے عاجز آجاتے ہیں پس یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہوتا ہے جو کہ وہ دکھاتا ہے - آپ دیکھتے ہیں کہ فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ کیا نبوۃ کا اور عرب کو توحید کیطرف دعوۃ کی اور انکو کہا کہ اگر تم لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لاؤ تو عرب و عجم کے مالک ہو جاؤ گے - ورنہ تم میں سے جو میرا مقابلہ کرے گا وہ ہلاک ہو جاویگا - اسوقت کسی کی سمجھ میں آسکتا تھا کہ یہ باتیں ہی طرح سے ہو جائیں گی جسطرح کہ یہ شخص کہتا ہے مگر آخر سب عاجز آگئے اور وہی ہو کر رہا جو خدائے پاک نے فرمایا تھا - ایسا ہی آج سے قریباً ۲۲ سال پہلے کی براہین احمدیہ چھپی ہوئی موجود ہے جس میں حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام اس سے بھی پہلے کا شائع ہوا تھا کہ تیرے پاس دور دور سے لوگ آدینگے اور ایسا ہی یہ مدۃ کا الہام شائع ہو چکا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے اُس وقت ان باتوں کا کوئی نام و نشان نہ تھا - کوئی آدمی باہر سے نہ آتا تھا بلکہ خود قادیان کے لوگ بھی حضرت مرزا صاحب سے کم ہی واقف تھے وہ باتیں آج ۲۵ - ۳۰ سال کے بعد بڑے زور شور کے ساتھ باوجود مخالفوں کی سر توڑ مخالفتوں کے روز روشن کی طرح پورے ہو رہے ہیں کیا یہ انسان کا کام ہے - اگر دنیا کے سارے انسان بھی ملکر ان الہامات کو پورا ہونے سے روکنے کی ایسی ہی جان توڑ کوششوں میں مصروف ہو جائیں جیساکہ بعض اب تک لگ رہے ہیں اور لگے ہوئے ہیں تب بھی وہ سب کے سب عاجز ہو جائیں گے اور یہ معجزہ ظاہر ہو رہا ہے اور آیندہ زور شور سے ہو کر رہے گا - ایسا ہی بہت سے مخالف عیسائیوں اور آریوں اور غیر مذاہب کے لوگوں نے ملکر حضرت مرزا صاحب پر اقدام قتل کا جرم لگانا چاہا اور بڑا مقدمہ کھڑا کیا اور ایک لڑکے نے شہادت بھی دی اور اسکی شہادت دو مجسٹریٹوں کے سامنے حضرت اقدس مرزا صاحب کے برخلاف ہو گئی اور ظاہر بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی مگر اس واقعہ سے اور اس سے بریت سے کتنی مدۃ پہلے حضرت کو اطلاع ہو چکی تھی جو کہ ہم سب سن چکے تھے اور پھر ایسا ہی ہوا کہ خدا نے مجسٹریٹ مسٹر ڈگلس کے دل کو انصاف راستی پر قائم کر دیا اور حضرت صاحب بچگئے اور تمام مخالف ہوگئے - پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہ تھا ایسے ہی اور بہت سے واقعات ہم رات دن حضرت اقدس کی صحبت میں رہ کر دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک یہاں رہنے والا دیکھ سکتا ہے منجملہ ان معجزات کے جو ان لوگوں کے ہاتھوں پر ظاہر ہو کر لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوا کرتے ہیں ایک معجزہ قبولیت دعا کا بھی ہے خدا تعالےٰ اپنے ان برگزیدوں کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے - چنانچہ اس کی نظیریں پہلے انبیا اور اولیاء سب کی لائف میں بکثرت پائی جاتی ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جب ایک بڑی مصیبت وارد ہوئی کہ دشمنوں نے اُن کیلیے صلیب پر چڑھانے (یعنی لعنتی موت سے مارنے کا ارادہ کیا) تو حضرت عیسیٰ نے ساری رات رو رو کر اور خدا کے آگے گر گر کر دعا کی کہ یہ پیالہ اُن سے ٹل جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ نہ میری مرضی کے لیے بلکہ تیری مرضی کے لیے ہیں خدا تعالیٰ نے اُن کی دعا کو سنا اور انکو اس لعنتی موت سے نجات دی (جیساکہ عبرانیوں کے خط سے بھی ظاہر ہے کہ اُن کے تقویٰ کے سبب اُن کی دعا سنی گئی)

ڈاکٹر صاحب یہ کیوں کہا جائے کہ باوجود نبی ہونے کے وہ موت سے ڈر گئے حالانکہ مولوی عبد اللطیف باوجود نبی نہ ہونے کے موت سے نہیں ڈرے

مفتی صاحب - یہ صحیح ہے انبیاء موت سے نہیں ڈرا کرتے اور نہ اُن کے ساتھی ایسے مصائب سے خوف زدہ ہوتے ہیں - لیکن انبیا کے اس طرح قتل ہو جانے سے اُن کا سارا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے اور حق شبہ و شک میں پڑ جاتا ہے اور کام ادھورا رہ جاتا ہے اور اُن کی لائف بجائے ہدایت کے مخلوق الٰہی کے لیے گمراہی کا موجب ہو جاتی ہے (اور نیز توریت کے مطابق صلیب پر مرنا لعنت کی موت تھی اور صلیب پر مرجانے سے وہ یہود کی شریعت کے مطابق ایک مفتری اور فاسق قرار دیے جاتے ہیں نہ کہ راستباز اس واسطے ضرور تھا کہ وہ اس قسم کی موت سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں پناہ مانگتے ہیں ایڈیٹر) اور حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کا شہید ہو جانا بہت بڑی مصلحت اور برکات اور اس سلسلہ کی ایک بھاری خدمت کا موجب ہوا - چنانچہ ایکبات یہ ہے کہ اسوقت تمام دنیا میں بذریعہ ڈاک تار وغیرہ کے حضرت اقدس کے اشتہارات اور دین کی تبلیغ پہونچائی جا سکتی ہے لیکن افغانستان ایک ایسا علاقہ ہے کہ کوئی کتاب یا اشتہار یا واعظ بھی نہیں جا سکتا اور اللہ تعالیٰ کا منشا تھا کہ اُس ملک میں بھی مسیح کے رسول کی تبلیغ اور اُسکی آمد کی خبر اور یسوع مسیح کے مرجانے کی تحقیقات پہونچ جائے اس واسطے اُس نے اپنی حکمت کاملہ سے اُس ملک میں خون کا اشتہار شائع کیا جسکے ذریعہ عظیم الشان سے عنقریب ساری دنیا آگاہ ہو جائے گی لیکن اسوقت بھی دنیا میں ہمارے درمیان ایک نبی موجود ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنی وحی خاص سے وعدہ دیا ہے کہ اسکی عمر اسی سال کے قریب ہوگی پس اگرچہ مخالف مولوی عبد اللطیف کے قتل پر قادر ہوئے جس میں بڑی مصلحت تھی تاہم کوئی قادر نہ ہوگا کہ اس نبی کو قتل کر سکے جسکو واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ دیا گیا -

پس سمجھنا چاہیے کہ ایسا ہی اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا اور ایک بیہوشی کی سی حالت میں وہ صلیب سے اُتارے گئے اور ایک غار کی مانند قبر میں رکھے گئے - چنانچہ یہ ایک طبی مسئلہ ہے کہ زمین کی گرمی بعض بیہوشیوں کے دور کرنے کے واسطے انسان کے بدن کے لیے بہت ہی مفید ہوتی ہے - اور یہ بھی یاد رہے کہ مسیح کا اتنی تھوڑی دیر صلیب پر رہنا خود اس امر کی بڑی شہادت ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو صلیبی موت سے بچا لیا - ہم نے بعض بڑے یہودی مورخ کے اقوال پڑھے ہیں کہ اُس زمانہ کی صلیبوں پر سے تین روز کے لٹکائے ہوئے بعض مجرم جب اُتارے گئے تو اُن میں ہنوز رمق جان باقی تھی اور تھوڑے سے علاج کے ساتھ وہ تندرست ہو گئے - پس مسیح کا صلیب سے چند گھنٹے کے بعد زندہ آنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی بلکہ تعجب تو اس میں ہوگا کہ وہ اتنی تھوڑی دیر میں مرجائے اور پھر جب وہ تندرست ہوا تو کچھ دن وہاں رہ کر مشرقی ممالک کو چلا آیا اور ملک کشمیر میں آکر اپنی باقی عمر گذاری جو کہ اُسوقت یہودیوں سے آباد تھا - چنانچہ اسکی قبر کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یہ اُس یسوع ناصری کی قبر ہے

ڈاکٹر صاحب لیکن حواری شہادت دیتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلا گیا تھا -

مفتی صاحب آپکو یہ سوچنا چاہیے کہ اس زمانہ میں اگر گورنمنٹ کسکو پھانسی کا حکم دے اور وہ اتفاق سے بچ جائے تو کیا اُسکے دوست لوگوں کے سامنے ظاہر کریں گے کہ وہ پھانسی سے بچگیا ہے؟ ہرگز نہیں - بلکہ وہ اس معاملہ کو مخفی رکھیں گے تا ایسا نہ ہو کہ اُن کا دوست پھر پکڑا جائے اور پھانسی دیا جائے - ایسا ہی مصلحت تھی کہ حواری اس ملکی راز کو کسی کے ساتھ ظاہر کرکے یسوع مسیح کی جان کو دوبارہ خطرہ میں ڈالتے اور آپ بھی ہلاک ہوتے - بلکہ اُنھوں نے ملکر یہی بہتر سمجھا کہ مسیح کسی دوسرے ملک میں چلا جائے اور وہ اُسکو رخصت کرنیکے واسطے ایک پہاڑ کے دامن تک اُس کے ساتھ گئے اور جب وہ اُنکو الوداع کرکے پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ نیچے دیکھتے رہ گئے -

اور آپ جانتے ہیں کہ پہاڑوں پر بادل نیچے اُترآتے ہیں - پس وہ ایک بادل میں چھپ گیا اور حواریوں نے اس واقعہ کو استعارۃً یوں بیان کیا کہ وہ بادل میں گھر کر آسمان کی طرف یعنی اوپر کی طرف چڑھ گیا - اور ضرور تھا کہ وہ ایسا ہی کرتے -

اب میں اپنے اصلی مضمون کی طرف عود کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی دعائیں سنا کرتا ہے - چنانچہ اُس نے مسیح کی دعا بھی سُنی - اور قبولیت دعا بھی انہی لوگوں کا ایک معجزہ اور نشان ہوا کرتا ہے اس واسطے حضرت مسیح موعود نے اس زمانہ کے جھوٹے مدعی یعنی پگٹ اور ڈوئی کو اپنے مقابلہ میں قبولیت دعا کا نشان دکھلانے کے لیے بلایا ہے - کیونکہ جو سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے ضرور ہے کہ خدا اپنے فضل و کرم سے اُسکی دعا کو سُنے اور اُسکے مخالف کو ذلیل کرے پس پگٹ اور ڈوئی کا مقابلہ یورپ اور امریکہ کے لیے ایک بڑا نشان ہو اور یہ نشان پورا ہو رہا ہے اور ہوگا - خواہ پگٹ اور ڈوئی اس اشتہار کا جواب دیں یا نہ دیں -

---

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم بی نے کمال محنت اور عرق ریزی کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنادی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اس کی نسبت یہ ارشادات فرمائے نہایت عمدہ شیریں بیان ہے - قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں - دلوں پر اثر کرنے والی ہے -

حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے - خریداران الحکم و البدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۱ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جاتی ہے قیمت بلاجلد ۸ مع جلد ۱۰ پارہ ۱۲ کی قیمت ۲ عم کے پارہ کی قیمت ۲

المشتہر خاکسار فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال -

تتمۂ رسالہ الفرقان

فاضل امروہی

واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ نزول مسیح ابن مریم جو احادیث صحاح میں وارد ہوا ہے وہ خود ایک استعارہ ہے اس مسئلہ کے لیے کہ خلافت و امامت جو اوائل زمانہ سے لیکر آنحضرت تک قریش بنی اسماعیل میں چلی آئی وہ منتقل ہو کر پھر بنی اسرائیل میں چلی جاوے گی کیونکہ مسیح بن مریم خاتم انبیاء بنی اسرائیل کے تھے کہ انکے بعد وہ خلافت اور امامت بنی اسرائیل میں باقی نہ رہی بلکہ بنی اسماعیل میں منتقل ہو گئی اور بنی اسرائیل میں سے اُن کے بعد کوئی نبی نہ ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے کما قال اللہ تعالے مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ یہ بشارت حضرت عیسیٰ کی مندرجہ قرآن مجید باب ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ یوحنا انجیل میں بھی تک موجود ہے پس جسطرح حضرت عیسیٰ نے یوحنا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت سے مراد استعارۃً یہ ہے کہ عہد امامت اب بنی اسرائیل میں نہیں رہے گا بلکہ بنی اسماعیل میں آجاوے گا اسی طرح پر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نزول مسیح خاتم انبیاء بنی اسرائیل کے لیے بشارۃً ارشاد فرمائی تو اس سے بھی یہ استعارہ ہے کہ اس وقت عہد امامت قریش میں باقی نہ رہے گا چنانچہ اس استعارہ کو بہ تصریحات یوں بھی بیان فرما دیا کہ تُسْلَبُ قُرَیْشٌ مُلْکَھَا اور یہ بھی فرما دیا فیتزوج ویولد لہ اس سے مراد استعارۃً یہی ہے کہ اُس مسیح کی نسل میں یہ عہد امامت منتقل ہو جاوے گا اگر اس کلام سے یہ مراد نہ ہو تو ظاہر ہے کہ ایک کلام نبوۃ لغو ہو جائے گا کیونکہ تزوج اور تولد لڑکا ہونا کوئی بڑا نشان نہیں ہے کہ تزوج بھی سب کیا کرتے ہیں اور تولد بھی سب کے یہاں ہوا کرتا ہے الا ماشاء اللہ لہذا اس کلام نبوۃ کے لیے محمل صحیح بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مراد اس سے یہ ہو کہ اُس مسیح موعود کے تزوج اور تولد سے ایک نسل امامت قائم ہو گی کہ آئمہ اس کی نسل میں ایک مدت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور اسی استعارہ کی تصریح ہے اس حدیث میں کہ لا المھدی الا عیسی بن مریم یعنی پھر کوئی مہدی قریش میں سے نہ ہوگا بجز عیسیٰ بن مریم کے یعنی اسی کی نسل میں امامت و مہدویت قریش کی منتقل ہو جاوے گی

اور حضرت اقدس کے **الہامات** ذیل جو مدت دراز سے شائع ہو چکے ہیں یعنی **ترے نسلاً بعیدًا - خلق آدم فاکرمہ - اردت ان استخلف فخلقت آدم** وہ بھی انہیں احادیث اور نزول مسیح ابن مریم کے استعارہ کی تشریح کرتے ہیں کیونکہ اگر کوئی نسل بعید ایسی ہو جس میں آئمہ دین پیدا نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس نسل کی قدر و قیمت ایک مرے ہوئے کیڑے کی برابر بھی نہیں ہو سکتی ہے پس ایسی نسل کے لیے الہام میں اللہ تبارک و تعالے کیطرف سے امتنان فرمانا احسان جتلانا کیونکر خیال میں آسکتا ہے اور پھر اگر عہد امامت بنی اسماعیل سے منتقل ہو کر اس مسیح موعود سے اُسکی ابتدا نہیں ہوتی تو پھر **خلق آدم** الہام کے کیا معنی ہیں اور نیز الہام **قل ان امرت و انا اول المؤمنین** بھی اسی انتقال عہد امامت از قریش بطرف مسیح موعود اور اُسکی نسل کے ناظر ہے اور نیز الہام **ینقطع اباءک و یبدء منک** اور نیز الہام **وانت منی بمنزلۃ الاعمر** اسی مسئلہ کی طرف مصرح ہے اور نیز الہام **الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب** بھی اسی طرف مشیر ہے کیونکہ اگر اس صہر و نسب میں عہد امامت منتقل ہو کر نہیں آیا تو پھر فرمایئے کہ اللہ تعالے کونسی نعمت کے ساتھ امتنان فرماتا ہے جسپر بڑے اہتمام سے الحمد للہ بھی تلاوت کیا گیا - اور پھر الہام **انا اخرجنا لک زروعًا یا ابراھیم** نے بھی اسی مسئلہ کی تصریح کی ہے اور پھر **اخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم** کا کونسی ذلیل معارضہ کر سکتی ہے جو دال ہے اسپر کہ حضرت خاتم النبین صلعم کی تعلیم کتاب و حکمۃ اور تزکیہ و تلاوت آیات کی قریش سے منتقل ہو کر دوسری قوم اخرین میں چلی جاوے گی اور بموجب حدیث صحیح کے جو متفق علیہ ہے اور ہم اُسکے مضمون کو اعلام الناس کے دوسرے حصہ میں نظم کر کر لکھ چکے ہیں یہ حدیث باواز بلند پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ **اخرین** یقینا فارسی النسل سے ہیں پس جبکہ ایک مسئلہ پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ خصوصًا احادیث متفق علیہا اور الہامات متواترہ موجود ہیں اور اس انتقال عہد امامت پر صریح دال ہیں تو اب بڑی شقاوت ہے کہ اس مسئلہ کی تصدیق نہ کی جاوے و نعوذ باللہ منہ ۵ دسمبر ۱۹۰۳ء

تکملہ

آج بتاریخ ۴ جنوری ۱۹۰۴ء ہماری نظر سے البرہان نمبر ۲ و ۳ بھی گذرا جو البدر کے یہاں آیا ہوا تھا اُسکو مطالعہ کر کر ہم کو اپنے احباب کی نصیحت یاد آگئی وہ یہ کہ مؤلف البرہان آپ کے خطاب کے لائق ہرگز ہرگز نہیں ہے آپ خود اُسکو مخاطب نہ کریں کوئی صاحب آپ کے تلامذہ میں سے اسکا جواب لکھدیوے گا - لیکن ہمارا یہ خیال تھا کہ جب تمام مخالفین علماء کے ہلاک اور تباہ ہو جانے کے بعد اس شخص نے ماہوار رسالہ نکالنا شروع کیا ہے اور اپنی ہلاکت کے سامان و اسباب کو خود مہیا کرنا چاہتا ہے **کما قال اللہ تعالیٰ لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ** تو اغلب کہ مثل محمد حسین وغیرہ ہلاک شدہ علماء کے یہ بھی ہوگا لہذا رسالہ الفرقان دو سہ روز میں لکھکر بہ درخواست محبی محمد علیخان صاحب شاہجہانپوری واسطے طبع کرانے کے نزدیک محبی الموصوف ملازم بہم لانسرز راولپنڈی کے روانہ کر دیا اور کچھ انتخاب اس رسالہ کا الحکم نے بھی ہم سے لیکر شائع کر دیا ہے لیکن مطالعہ نمبر ۲ و ۳ البرہان سے بخوبی منکشف ہو گیا کہ مؤلف البرہان ہرگز ہرگز ہمارا مخاطب صحیح نہیں ہو سکتا ہے لہذا ناظرین کے لیے ان چند سطور میں ہمکو یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ مؤلف رسالہ علوم آلیہ سے محض ناواقف اور نا بلد ہے لہذا نمبر ۲ سے ایک علمی نکتہ چینی اُسکے مع جواب کے لکھے دیتے ہیں تاکہ اُسکے علم کی پردہ دری ہو کر اس کو جو علمیت سے اُسکا نابلد ہونا ناظرین پر واضح اور لائح ہو جاوے

قولہ ملخصًا صفحہ ۳۲ مرزا صاحب کا ایک الہام اور خوش فہمی **تبارک الذی من علم و تعلم** تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۲ - اول تو اس الہام میں ایک لفظ **من** زائد ہے اور **علم** اور **تعلم** دونوں صلہ الذی کے ہیں اور پھر موصول و صلہ ملکر فاعل **تبارک** کا ہوتا ہے پس جو شخص **الذی** کا مصداق ہے اسی کے لیے ہر دو مفہوم علم و تعلم کے ثابت ہونگے چونکہ مرزا صاحب کی شرح میں لفظ **من** سے مراد معلم ہے جو رسول کریم صلعم ہیں اور متعلم سے مراد خود ذات شریف ہیں لہذا الہام بھی غلط ہوا اور شرح بھی اُسکی غلط پھر اللہ تعالے کیطرف سے یہ الہام کیونکر ہو سکتا ہے - انتہی ملخصًا

الجواب سنیے اس نکتہ چینی مؤلف کو بطور تلخیص کے لکھدیا ہے جو مؤلف سے باہیں خوش اسلوبی بیان نہیں ہو سکی واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ اصل الہام حضرت اقدس کا یہ ہے جو براہین کے حصہ سوم صفحہ ۲۳۹ حاشیہ نمبر ایک سطر ۲۲ - میں لکھا ہوا ہے اور نیز براہین سے دیگر متعدد رسائل میں بھی نقل کیا گیا ہے **کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم** مؤلف رسالہ جو لفظ **من** کے ساتھ **الذی** کو بھی شامل کرتا ہے اُسکو دھوکا تحفہ گولڑویہ کو دیکھکر واقع ہوا ہے جو سہو کاتب سے **الذی** زائد لکھا گیا ہے اگر مؤلف کو تحقیق حق منظور تھی جیسا کہ اُس کا دعویٰ ہے تو اُسپر فرض اور واجب تھا کہ تصحیح اُسکی اصل کتاب براہین احمدیہ اور دیگر کتب حضرت اقدس سے کر لیتا یا ادنا ہم لوگوں سے دریافت اور تحقیق کر لیتا بعد تحقیق کے اگر اُسکو یہ ثابت ہوتا کہ لفظ **من** کے ساتھ **الذی** بھی اس الہام میں موجود ہے تب اپنی زبان یا قلم سے کلام الٰہی میں زائد لفظ کہدینے کی جرأت کرتا مگر اُس نے ایسا کچھ نہیں کیا تو مجھکو مؤلف سے خوف ہے کہ کسی نسخہ قرآن مجید میں جو اکثر سہو کاتب سے غلطی ہو جایا کرتی ہے اُس غلطی کو دیکھکر قرآن مجید کا بھی منکر اور مکذب ہو جاوے گا کہ اُس میں یہ غلطی واقع ہو گئی کلام مجید کلام الٰہی نہیں رہا و نعوذ باللہ من **ھذا القول مثل البول**۔

دوسری نکتہ چینی سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ مؤلف نے مختصر معانی اور مطول کا مطالعہ کبھی نہیں کیا چہ جائیکہ دوسری اس فن کی کتابوں کو دیکھا ہو بالفعل ہم کتاب مطول ہی سے جو صنعت معنوی ان الفاظ الہام میں موجود ہے بیان کرتے ہیں بلکہ مخاطب کو ترجمہ کر کر پڑھلائے دیتے ہیں واضح ہو کہ اس الہام میں صنعت استخدام ہے **ومنہ ای من المعنوی الاستخدام وھو ان یراد بلفظ لہ معنیان احدھما ای احد المعنیین ثم یراد بضمیرہ ای بالضمیر الراجع الی ذلک اللفظ معناہ الاخر او یراد باحد ضمیریہ ای ضمیری ذلک اللفظ احدھما ای احد المعنیین ثم یراد بالاخر ای بالضمیر الاخر معناہ الاخر** ترجمہ یعنی صنائع بدائع معنویہ میں سے ایک صنعت استخدام بھی ہے اُسکی تعریف یہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنوں میں سے ایک معنی مراد لیے جاویں اور جب اسی لفظ کی طرف کوئی ضمیر راجع ہو تو اُس سے دوسرے معنے مراد لیے جاویں یہ تو قسم اول صنعت استخدام کی ہوئی اور دوسری قسم اس صنعت استخدام کی یہ ہے کہ جبکہ دو ضمیریں ایک لفظ ذو معنیین کیطرف راجع ہوں تو ایک

ضمیر سے تو ایک معنی مراد لیے جاویں اور دوسری ضمیر سے دوسرے معنے ارادہ کیے جاویں (یعنی مطول وغیرہ میں ان دونوں صنعتوں کے لیے شعراء عرب کے اشعار بھی پیش کیے ہیں چونکہ ابھی تک مخاطب ہمارا محض مبتدی ہے لہٰذا ہم صرف کتاب مطول سے ایک شعر لکھتے ہیں۔

کقوله ای قول البحتری شعر

فسقی الغضاء والساکنیه وان هم
شبوه بین جوانح وضلوع

یعنی پس سیراب کرے اللہ تعالیٰ غضا اور اُسکے رہنے والوں کو اگرچہ اُنھوں نے جلایا ہے اُس غضا کی آگ کو میرے پہلوؤں اور پسلیوں کے درمیان۔ **ف** اس بیت میں متعلق قسم دوم صنعت استخدام کی دو ضمیریں ہیں اول ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے جو الساکنیه میں ہے اور یہ ضمیر بنظر نمبر کے راجع ہے اور یہاں پر معنی مراد غضا سے وہ مکان ہے جس میں درخت غضا کے ہوں کیونکہ معنی غضا کے کلام عرب میں اُس مکان کے بھی آتے ہیں جس میں درخت غضا کا ہو اور شبوه میں بھی ایک ضمیر منصوب ہے جو راجع ہے اُسی غضا کی طرف اور یہاں پر معنے غضا کے آگ کے ہیں جو اُسی درخت کی لکڑیوں سے حاصل ہوتی ہے کما فی المطول وحواشیه پس اس شعر میں لفظ غضا تو ایک ہی ہے جسکے دو معنی مراد ہیں ایک معنی مکان کے ہیں جسکے اعتبار سے اول ضمیر کا رجوع غضا کی طرف ہوا اور دوسرے معنی آگ کے ہیں جس کے لحاظ سے دوسری ضمیر اُسی غضا کیطرف راجع ہوئی۔ اور تخصیص آگ غضا کی اس لیے کہ شاعر نے کی ہے کہ اس درخت کی آگ اگر راکھ میں دبائی جاوے تو ایک ماہ تک وہ آگ باقی رہ سکتی ہے اور نیز اُسکی آگ تیز بھی بہت ہوتی ہے الحاصل اس لحاظ سے اس بیت میں دوسری قسم صنعت ہو سکتا ہے کیونکہ فسقی الغضا میں غضا سے مراد درخت غضا ہے اور والساکنیه کی ضمیر جو غضا کی طرف سے راجع ہے اُس سے مراد وہ مکان ہے جس میں درخت غضا ہو پس اس شعر میں ہر دو قسم صنعتوں کی مثال موجود ہے اور اس بیت ہذا میں بجائے ضلوع کے قلوب بھی روایت کیا گیا ہے بطرح

فسقی الغضا والساکنیه وان هم
شبوه بین جوانح وقلوب

اب مخاطب کو الفاظ الہام کے معنی بھی بموجب اس صنعت استخدام کے ہم سمجھائے دیتے ہیں۔

واضح ہو کہ لفظ مَنْ اسم موصول ہے جو باتفاق نحویین الفاظ عموم سے ہے اور جو باعتبار اپنے مصادیق کے کثیر المعنی اور کثیر الافراد ہے تسکے اسکے دو صلے واقع ہوئے ہیں جس میں دو ضمیریں لفظ مَن کی طرف موجود ہیں صیغہ عَلَّمَ میں جو ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے وہ راجع ہے لفظ مَن کی طرف جس کے معنی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو معلم ہیں اور صیغہ تعلّم میں جو دوسری ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے وہ بھی اُسی مَن کی طرف راجع ہے مگر وہ لفظ مَن ہے کے معنی مراد حضرت اقدس مسیح موعود ہیں جو متعلم ہیں لفظ مَن میں وجہ اس تکثیر موضوع لہ کے یہ ہے کہ اسماء موصولات کی وضع عام ہے اور موضوع لہ اُس کے خاص خاص کثیر ہیں دیکھو شرح جامی کو کیونکہ اس الہام میں اگر یہ صنعت استخدام نہ ہوتی تو کلام الٰہی انتہائی مرتبہ فصاحت اور بلاغت سے نازل ہو جاتا علاوہ اس کے اس صنعت کے اختیار کرنے کے ایک لطیف وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا بروز محمدی ہونا چونکہ دلائل قاطعہ سے اپنے محل پر ثابت ہو گیا ہے لہٰذا اس صنعت استخدام کے اختیار کرنے سے مسئلہ بروز محمدی کیطرف بھی اشارہ لطیفہ ہو گیا کیونکہ اکثر اس صنعت استخدام کا استعمال اسی جگہ پر بموجب تقاضائے علم معانی کے کیا جاتا ہے جہاں پر دونوں معنوں مرادیں ایک قسم کا اتحاد ہووے اور دونوں معنے باہم از قسم لازم وملزوم ہوں دیکھو کتب فن معانی کو اگر اس الہام کے الفاظ بموجب زعم فاسد مخالفین کے ہوتے کہ فتبارک من علم ومن تعلم تو الفاظ الہام فصاحت اور بلاغت معنویہ سے بھی پست ہو جاتے اور مسئلہ بروز کیطرف بھی اشارہ لطیفہ نہ ہوتا

ولنعم ما قیل

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اے کم نصیب مخالفو تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے محاربہ کر رہے ہو یاد رکھو کہ تم ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہوگے تمھاری نکتہ چینیاں جس قدر کلام الٰہی پر ہونگی تمھارے ہی علم کی پردہ دری ہوگی

یاد رکھو الہام

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ

اور

اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَكَ

شعر

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

شعر

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

قومی مراسلین

از دفتر انجمن فرقانیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا جلسہ لاہور میں

مکرمی اخویم جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کو بھی یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ سال جبکہ حضرت حجۃ اللہ امام علیہ السلام جہلم والے مقدمہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو یہاں پر بھی ایک روز کے لیے قیام کا اتفاق ہو گیا تھا رات کے وقت جبکہ بہت سے حاضرین زیارت کے لیے جمع تھے تو حضرت اقدس نے ایک نہایت ہی مؤثر تقریر فرمائی تھی۔ دوران تقریر میں یہ بھی فرمایا

کہ ہمارا ارادہ ہے کہ کسی وقت لاہور میں چند روز ٹھیر کر اتمام حجت کیلیے تمام مخالفین اسلام کو بذریعہ ایک عام اعلان کے مدعو تبلیغ کی جاوے اور نیز جو بدگمانیاں ہماری نسبت ہمارے کم فہم مخالفوں نے عوام الناس کے دلوں میں بٹھا رکھی ہیں ان کے دور کرنے کے لیے کوشش کی جائے تاکہ یہ لوگ غلطی میں رہ کر جاہلانہ موت نہ مریں۔

یہ خوشخبری سنکر سب دوست خوش ہوئے اور آجتک اس مبارک روز کی انتظار کرتے رہے خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ دن بہت قریب آ گیا ہے **حضور علیہ السلام** نے محض فضل ورحم سے جو آپ کے دل میں نوع انسان کی ہمدردی کے واسطے بھرا ہوا ہے اظہار فرمایا ہے کہ آپ ضرور ضرور خدا تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ موسم بہار میں یعنی **اخیر مارچ ۱۹۰۶ء** تک یہاں تشریف لاوینگے اس مبارک تقریب پر جس قدر اظہار مسرت کیا جائے تھوڑا ہے کیونکہ یہ وہ **خاتم** الخلفاء ہے جس کے انتظار میں ہزارہا بزرگان دین اس مبارک ومنور چہرہ کے دیدار کو ترستے ہوئے اس دار فانی سے رحلت کر گئے چنانچہ ۹ر جنوری ۱۹۰۶ء کو لاہور کے احمدی برادران کا ایک **خاص جلسہ** گمٹی والی مسجد میں منعقد ہوا جس کے **صدر** باتفاق رائے حاضرین ہمارے مخدوم ومحترم جناب **شیخ رحمت اللہ** صاحب مالک بمبئی ہوس قرار پائے اور کارروائی شروع ہوئی۔ شروع میں ہمارے قدیمی واعظ جناب حافظ **فضل احمد** صاحب نے قرآن کریم سے وعظ فرمایا۔ بعد ازاں ہمارے مکرم ومعظم بھائی جناب ڈاکٹر **میرزا یعقوب بیگ صاحب** ایل ایم ایس پروفیسر میڈیکل کالج لاہور نے افتتاحی تقریر ایسی پُرتاثیر الفاظ میں فرمائی جس نے حاضرین کے دلوں پر بہت نیک اثر پیدا کیا۔ تقریر کے ختم ہونے پر مفصلہ ذیل تجاویز پاس ہوئیں

۱۔ جلسہ کے اخراجات کا (تخمیناً) حسب اندازہ کرکے مبلغ **دو ہزار روپے** کا موازنہ کیا گیا اور یہ رقم بذریعہ چندہ جمع کی جائے۔

۲۔ جلسہ کے متعلق انتظامی امور کے طے کرنے کے لیے چیدہ احباب کی ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی جسکی وساطت سے تمام امور طے ہوا کرینگے

پہلی تجویز کے مطابق چندہ کی فہرست کھولی گئی ہر ایک بھائی نے جو اس وقت حاضر تھا بڑے انشراح سے اپنا اپنا چندہ لکھایا۔ ایکہزار روپیہ فوراً لکھا گیا۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ چندہ کے دینے میں ہر ایک نے مستعدی ظاہر کی۔ چندہ دہندگان کے نام مع رقوم چندہ بعد میں ارسال کروں گا۔ عشاء کی نماز کے بعد جلسہ برخاست ہوا یہ رونداد جناب کو اس لیے بھیجتا ہوں کہ آپ اسکو سب سے پہلے اشاعت میں درج فرما کر **برادران بیرونجات کو اس مبارک خوشخبری سے مطلع کریں تاکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر شمولیت کے لیے آمادہ ہوں۔**

دیگر جو جو امور قابل اشاعت ہوا کرینگے وہ آپ کو وقتاً فوقتاً بھیجتے رہا کرینگے والسلام

خاکسار تاج الدین سیکرٹری

از لاہور ۱۰ر جنوری ۱۹۰۶ء

ہر شہر کی احمدی جماعتیں اپنا فرض سمجھ لیں کہ وہ اپنے ہاں کے ضروری اور قومی واقعات اندراج کے لیے دفتر الحکم میں بھیجا کریں۔ اگر باقاعدہ انجمن ہو اور اس کا ہفتہ وار جلسہ ہوتا ہو تو چاہیے کہ ہفتہ وار جلسوں کی روئداد بھیجا کریں۔

الحکم کی موجودہ حیثیت سے اشاعت پر جو مبارکباد اور خوشنودی احباب کے خطوط آئے ہیں اُن سب کے لیے یکجائی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جزاہم احسن الجزا۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

جلسۃ الوداع کی تقریب پر وعظ

سلسلہ کے لیے دیکھو الحکم نمبر اول جلد ۱۰

وہ محبت اور **اخلاص** جو صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا اس کے مقابلہ میں انھوں نے نہ وطن کی پروا کی اور نہ عزت و آبرو اور راحت و آرام کو مدنظر رکھا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فنا فی الرسول کے مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس میں پورے کامیاب ہوئے۔

عرب جیسے اکھڑ اور آزاد خود رائے قوم تھی لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے مستفیض ہوئے تو ان کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک مجلس میں انکو دیکھتا تو اُسے صرف بُت نظر آتے ہر ایک اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھا ہے اور اتنا حوصلہ اور جرأت نہیں کرتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر پیش دستی کرے اور بولنے لگے۔ کیوں؟ اسلیے کہ انھیں حکم ہو چکا تھا

آداب الرسول | **لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ الرَّسُولِ**۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بات بڑھ کر نہ کرو۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں اتنی بڑی جماعت کو یہ حکم ہوتا ہے کہ تم کچھ نہیں بول سکتے ہمارے بھیجے ہوئے رسول کی اتباع کرو۔

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

یعنی یاد رکھو تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو بلکہ تم اس کے ماتحت رہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر مجلس اور محفل کے کچھ آداب ہوتے ہیں اگر ان آداب اور مجلس سے قطع نظر کی جاوے اور پروا نہ ہو تو انسان بجائے اس کے کہ اس مجلس سے فائدہ اٹھاوے اور اس میں کوئی عزت حاصل کرے وہ اس سے نکالا جاتا ہے اور یا اُن فوائد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو اُس مجلس میں بیٹھنے والے انکو ہوتے ہیں۔ دنیا کے حاکموں اور عہدہ داروں کے درباروں میں جاؤ تو تمھیں آگاہ کیا جاوے گا کہ وہاں کسطرح بیٹھنا ہے اور کسطرح ہونا ہے مکارم اخلاق کی کتابوں میں آداب مجلس اور آداب گفتگو وغیرہ وغیرہ جدا جدا باب مقرر کیے ہیں۔

اس لیے کہ اخلاق فاضلہ کے حصول کیواسطے آداب و قواعد کی پابندی ضروری ہے۔ پھر **صاحب خلق عظیم** علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک مجلس سے سعادت اندوزی کے لیے کیا پابندی آداب کی ضرورت نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ صحابہ کی کامیابیوں اور روحانی مدارج کی ترقیوں اور منازل سلوک کے طے کرنے کا اصل راز یہی تھا کہ انھوں نے **فنا فی الرسول** ہونے کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا اور وہ ایک دم کے واسطے بھی آپکی اطاعت سے قدم باہر نکالنا نہیں چاہتے تھے اور انھوں نے قدم باہر نہیں رکھا۔

اخلاص اور صواب | **اعمال صالحہ کی حقیقت** اسی لیے یہ بتائی گئی ہے کہ کوئی عمل عمل صالح نہیں کہلاتا جب تک کہ اُس میں دو شرطیں نہ پائی جائیں۔

اول یہ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور فرمان کے موافق اور ماتحت ہو

دوم وہ اُس طریق پر ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہے۔ پہلی شرط کا نام اخلاص ہے اور دوسری کو صواب کہتے ہیں صحابہ نے اس راز کا پتہ لگا لیا تھا اسواسطے وہ وہی کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور اتباع کا رنگ رکھتا ہو کیونکہ اُنھوں نے یہ **آداب الرسول** کی آیتیں سنی ہوئی تھیں وہاں انھوں نے کلام الٰہی کو بھی ہر چیز بھی سُنا تھا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

یعنی اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اطاعت کرو اللہ تعالےٰ تمکو دوست رکھے گا۔

پس چونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کی ایک ہی راہ ہے اور ایک ہی کلید اور وہ ہے **اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم**۔

صحابہ کرام کو جو یہ حکم دیا گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ اور محبوب الٰہی بننے کا جو یہ گر اُن کو بتایا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل **اتباع** کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علحدہ علحدہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اور نہ ترقی کرنے کا یہ اصول ہے کہ انفرادی طور پر ترقی کریں بلکہ انبیاء و رسل کے ماتحت ترقی کرنے کا اصل الاصول یہی ہے کہ سب کے سب اکٹھے ہو کر اس کی اطاعت اور نقش قدم پر چلنے میں ایسے فنا ہوں کہ اسی کا عکس اور نمونہ بننا چاہیں۔ اور اسکے سایہ میں اسطرح جمع ہو جائیں جیسے مرغی کے پروں کے نیچے بچے جمع ہو جاتے ہیں۔

انبیاء سے فیض کسطرح ملتا ہے | جو لوگ انبیاء و رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ اور پاک لائف کو پڑھتے ہیں جو قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی پر نظر کرنے سے ملتی ہے۔ کیونکہ آپ مجموعی طور پر کل نبیوں کی صفات اور کمالات کو لے کر آئے تھے اور جہاں ایک طرف آپ نوع انسان کے اکمل افراد میں سب سے اعلیٰ تھے اور سب کی خوبیوں اور کمالات کے جامع تھے وہاں کل دنیا کی اصلاح اور ہمیشہ تک کے لیے مصلح اور رہنما ہو کر آئے تھے۔ اس واسطے جسقدر نبی دنیا میں گذرے ہیں یا جسقدر خوبیاں اور کمالات انسان میں انتہائی درجہ تک ہو سکتے ہیں وہ سب آپ میں موجود تھیں۔ اسلیے آپ ہی کی لائف پر غور کرنا کل نبیوں کی سیرت کو پڑھ لینا ہے۔ مگر

مجھے اس مقام پر پہونچکر دل پر ایک ٹھوکر لگتی ہے اور سخت درد محسوس ہوتا ہے کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور لائف پڑھنے والے اور اسکو اسوہ بنانے والے بہت ہی کم ہیں۔

مسلمانوں کا فرض تھا کہ آپ کی سیرۃ کو تدبر سے پڑھتے مگر انھوں نے نہیں پڑھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا **خلق قرآن کریم** ہے اور قرآن کریم کیطرف جو بے توجہی مسلمانوں کو ہے اُس کے لیے یہ آیت بالکل صحیح ہے۔

رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا

قرآن شریف ہی آپ کی پاک سیرۃ ہے اور اسی کی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں باوجودیکہ وہ بہت ہی ذلیل حالت تک پہنچ گئے ہیں لیکن ابھی تک بھی وہ بیدار نہیں ہوئے۔ اور جس باعث جو ان کی تباہی اور ذلت کا ہے اسکو نظر انداز کرکے **یورپ کی اتباع** سے اور مغربی فلسفہ کو **اُسوہ** بنا کر مسلمان کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے؟ ترقی کی ایک ہی راہ ہے اور وہ وہی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختیار کی تھی اور وہ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسوہ بنانا

کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ ہی کو اُسوہ حسنہ ٹھیرایا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بات کچھ اور تھی اور میں اس سلسلہ میں ادھر چلا گیا میں نے ایسا عمدًا اور ارادۃً نہیں کیا یہ میرے دل میں ایک دُکھ اور درد ہے

کہ مسلمان پابندی سے گرے ہیں اور پھر اُبھرنے اور گڑھے سے نکلنے کے لیے گھاس پھوس کو ہاتھ مارتے ہیں؛ اور اس مضبوط رسّی کو جس کی بابت کہا گیا تھا

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا

چھوڑ بیٹھے ہیں اور اسکی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔

غرض

انبیاء علیہم السلام سے **فیض** ملنے کی ایک ہی راہ ہوتی ہے اور وہ وہی راہ ہے جسکو قرآن شریف میں **کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا کوئی **مامور** دنیا میں آتا ہے تو وہ ایک **مشین یا کل** کی طرح ہوتا ہے جسقدر لوگ اُسکے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ انفرادی طور پر ترقی نہیں کرتے بلکہ اُن کا فرض ہونا چاہیے کہ اس سے ملے رہیں اگر وہ اس سے ملے نہیں رہتے تو وہ ترقی نہیں کر سکتے اور اس فیض کو جو اُس سے ملتا ہے نہیں پا سکتے۔ جسقدر لوگ **محبوب الٰہی** بننا چاہتے ہیں انکو چاہیے کہ اسکا ساتھ دیں اور اسکی سچی **اتباع** کریں

ازالہ وہم | بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پوچھتے ہیں کہ مامور کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی ہمکو کیا ضرورت ہے؟ ہم تقاضائے حق سے واقف ہیں اور اعمال صالحہ کی حقیقت سے آگاہ ہیں اور اُن کے پابند ہیں۔ مگر یہ اُن کا دعویٰ ہی دعویٰ ہوتا ہے اگر وہ اسسے واقف اور آگاہ ہوتے تو انکار ہی نکرتے؟ اعمال صالحہ کی حقیقت میں رسول کی سچی **اتباع ضروری جزو ہے پھر اعمال صالحہ** سے وہ واقف اور اُن کے پابند کیسے ہو سکتے ہیں

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ بعض امور اصولی طور پر معلوم ہوتے ہیں لیکن ان پر **عمل کرنا یا سچا اور حقیقی ایمان پیدا** ہونا اور گناہ سے نفرت کرنا اور بچنا یہ باتیں صرف ایک رسمی یا خیالی علم سے نہیں ہو سکتیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کفار کو مخاطب کرکے فرمایا **مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ** یعنی جب اُن سے پوچھا جاوے کہ خالق السموات والارض کون ہے تو صاف کہدیتے ہیں کہ اللہ ہی ہے اور بت پرستی کے متعلق بھی وہ یہی سمجھتے اور کہتے تھے **يُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى** یعنی خدا تعالیٰ کے قرب میں پہونچاتے ہیں پھر قرآن شریف کا ایک سطر میں توحید کی درخواست کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں۔ پھر ایسا کون مذہب ہے جو سچے یقین کے اچھا سمجھتا ہے

یا عام اخلاق کی ضرورت محسوس نہ کرتا ہو اور تو اور بدکار سے بدکار آدمی بھی بدکاری کو بُرا سمجھتا ہے لیکن یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس سے باز بھی رہے اور بدی کو چھوڑ کر نیکی اختیار کرے بس انبیاء علیہم السلام نرا علم دینے کے لیے نہیں آتے ہیں بلکہ وہ اپنے اندر ایک کشش اور **جذب کی قوت** رکھتے ہیں جس سے دنیا کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور پھر اپنی **قوت قدسی** کا اثر ان پر ڈالتے ہیں اور وہ لوگ جو انکی پاک صحبت میں رہتے ہیں ان کے پاک اور کامل نمونہ سے فائدہ اُٹھا کر اپنے اندر بدیوں کو دور کرنے اور رذائل سے بچنے اور فضائل کے حاصل کرنے کی قوت پاتے ہیں۔

مگر

یہ **قوت اور طاقت** اور توفیق کب ملتی ہے اسوقت جبکہ وہ اُس کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوں اور اُسکی مجالس کے آداب کی نگہداشت کریں اور انمیں ایسی وحدت ارادی ہو کہ سارے کے سارے ایک کل کے نیچے کام کرتے ہوں۔ اور سب کے سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑے رہیں اور ان کی آوازیں نبی کی آواز پر بلند نہ ہوں یہ ہے وہ اصل جس سے انسان **روحانی کمالات کو مامور کی صحبت میں حاصل کرتا ہی** اور صحابہ نے اسی اصل کو مضبوط پکڑ کر سب منازل سلوک طے کیں۔

یاد رکھو

قوم قوم نہیں بنتی اور انعام نازل نہیں ہو سکتے جب تک وہ ایک شیرازہ میں جمع نہ ہو۔ جبتک وہ متفرق اور منفرد حالت میں رہے گی اسکی طاقت کمزور ہوگی اور وہ ان فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتی۔ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ایک ہی سرگروہ ایک ہی مرکز اور ایک ہی چشمہ ہو۔

میں نے ایک چھوٹی سی کتاب میں ایک کہانی پڑھی تھی۔ کہ ایک بار انسانی جسم کے اعضا نے باہم مشورہ کیا۔ پاؤں نے کہا کہ مجھے روزی کمانے کے لیے سفر کی کیا ضرورت ہے کھاتا تو پیٹ لیتا ہے۔ ایسا ہی ہاتھوں نے کہا کہ مجھے کمانے کی کیا حاجت۔ آنکھوں نے دیکھنے سے کانوں نے سننے سے غرض ہر ایک عضو نے اپنے اپنے فرض منصبی سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ پیٹ میں جب کچھ نہ گیا تو آخر کل طاقتیں اور قوتیں سلب ہونے لگیں اور جب ہر ایک پر اس کا اثر ہوا تو پھر سب پکار اُٹھے کہ یہ ہماری غلطی ہے۔ پیٹ ہی کے لیے مفید نہ تھا بلکہ ہم سب کی زندگی کا اصل راز بھی یہی **اتفاق تھا**۔

اس کہانی سے سبق یہ ملتا ہے کہ **جب تک وحدت ارادی پیدا نہ ہو زندگی پیدا نہیں ہو سکتی**۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس راز کو سمجھ لیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دین و دنیا میں مظفر و منصور ہو گئے۔ صحابہ کرامؓ نے یہ بات کیسے حاصل کی اور کسطرح پورا کیا اس کا ایک نمونہ ان کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اثنائے بیان میں آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ابن مسعودؓ ایک گلی میں آرہے تھے وہاں ہی یہ آواز اُن کے کان میں آئی اور معاً وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں بیٹھ گئے فرمایا کہ اندر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اس حکم کی تعمیل ضروری تھی اور یہ معلوم نہیں کہ مسجد تک جانے میں مجھے یہ موقعہ ملے یا نہ ملے اسواسطے میں یہیں بیٹھ گیا کہ تعمیل ارشاد ہو جاوے

یہ ہے نمونہ **صحابہ کی اطاعت** اور تعمیل حکم کا۔ اور جبتک یہی روح اور رنگ مسلمانوں میں پیدا نہ ہو یقیناً سمجھو کہ کوئی ترقی اور کامیابی نہیں ہو سکتی اور ہرگز نہیں ہو سکتی خواہ **یورپ کے فلسفہ اور ایجاد کو اپنا قبلہ بھی بنا لیں**۔

اسطرح پر

تم سمجھ سکتے ہو کہ وحدت کی کیسی ضرورت ہے انسان انسانی کمالات میں ترقی کرنی چاہتا ہے۔ جمادات اور نباتات بھی اپنے رنگ میں ایک ترقی کرتے ہیں لیکن ان سب کی تہ میں بھی یہ **راز وحدت کام کرتا** ہے۔ اگر وہ اعضا کسی مرکز کے متبع نہ ہوں تو مردہ اور بیکار ہو جاتے ہیں اگر یہ اعضا انسانی دوران دم قلب میں شریک نہیں ہوتے تو تھوڑی ہی دیر میں ان کا نتیجہ عام طور پر نظر آسکتا ہے کہ وہ قوی بیکار ہو جاویں۔

پس وحدة کی ضرورة ہے وحدة پیدا کرو اور اسکے لیے ایک ہی راہ ہے کہ اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع ہو

یہ خیال کرنا اور سمجھ لینا ضروری بات ہے کہ جو مامور آتا ہے وہ کوئی نئی بات ہی سناوے یہ حماقت عظیم ہے انبیاء علیہم السلام تو اس صداقت کی نشوونما کے لیے آتے ہیں جو فطرۃ قانون قدرت اور جستہ جستہ فقرات کتاب میں موجود ہوتی ہے اور اسکی غرض اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان پیدا کرنا اور گناہ کی موت سے بچانا نیکی تدابیر کا بتانا اور ایک وحدت پیدا کرنا ہوتی ہے اس مسئلہ کو حضرات صحابہؓ باریک نظر سے دیکھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ کوئی امر بدون کسی جمعیت کے ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ نادان قوم نے صحابہ کی باریک نظر کو نہیں پہچانا اور بعض نے ایسے بھی ہیں جنہوں نے ان پر اعتراض کر دیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد معاً کچھ لوگوں کو خلافت کی فکر پڑی وہ اعتراض کرنے کو تو اعتراض کرتے ہیں مگر نہیں جانتے

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة الجاہلیة

صحابہ اس اصل کو مانتے اور اسپر ایمان لاتے تھے اسلیے انھوں نے پہلے **امام** کا اقرار ضروری سمجھا کیونکہ اگر امام نہیں تو یہ کسطرح معلوم ہوتا کہ کہاں تفرقہ کرتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ مختلف الرائے اور مختلفة الخیال کے آدمی موجود تھے۔ کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ لیکن جب ایک امام ہوگیا اور اُسکو قوم نے تسلیم کر لیا پھر کوئی امر متنازعہ باقی نہیں رہ سکتا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باقی آیندہ

ارشاد حضرت اقدس علیہ السلام

کی یادگاری میں

پرچہ میگزین کے متعلق

التماس ضروری

حضرت اقدس کے اُس تاکیدی ارشاد کے بعد جسمیں اس رسالہ کے اجرا و شیوع کے اصل اغراض و مقاصد ظاہر کرکے اسلام کو حملہ مخالفین کے مہلک حملوں کی بادصرصر سے بچانے اور اسکے قالب مردہ میں روح حیات ڈالنے اور اہل اسلام میں دوبارہ روحانیت پیدا کرنے اور عوام الناس کو ضلالت و جہالت کے خطرناک گڑھے میں گرنے اور مخالفین کے دام تزویر سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا تھا۔ اب اس کے قیام واستحکام کے بارہ میں اعانت اشاعت رسالہ کی تحریک کی غرض سے لمبے چوڑے الفاظ میں کچھ زیادہ قلم فرسائی کرنا ہمارے نزدیک غیر ضروری اور محض تحصیل حاصل ہے کیونکہ امام صادق علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اپنے اس ارشاد میں جس قدر تاکید فرمائی ہے اور حد سے بڑھے ہوئے پُر زور الفاظ میں اپنے مخلصین کو اسکی خریداری کی جانب ملتفت کرنا چاہا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی تاکید نہیں ہو سکتی۔ کیا اپنی جماعت کے مخلص و پُر جوش باہمت احباب کے لیے حضرة اقدس کی جانب سے یہ کچھ کم تاکیدی الفاظ تھے۔ کہ میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اسطرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہانتک اُن سے ممکن ہے اپنی ہمت کو دکھلاویں جو کوئی میری موجودگی میں اور میری زندگی میں میرے منشا کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا"۔ حضرت اقدس نے صرف انھیں الفاظ پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اس رسالہ کی خریداری و مالی اعانت کے واسطے مکرر الفاظ ذیل میں تاکید فرمائی ہے کہ "ہمیں معلوم نہیں کہ اسوقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے۔ واقعی وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جاویگا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اس خدمت میں جان توڑ کوشش کرو۔"

یہ تو اس ارشاد حضرة اقدس میں سے چند کلمات بغرض آگاہی مخلص احباب کے نقل کیے جاتے ہیں ورنہ و [illegible] تو اس ارشاد کا ہر ایک لفظ تاکید مجسم ہے۔ اپنی جماعة کو اس رسالہ کی اعانت کے لیے سخت تاکید فرماتے ہوئے اس ارشاد کے آخری سطور میں ظاہر فرمایا ہے کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ جماعة موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے"۔ اگرچہ حضرت اقدس کے اُس تاکیدی ارشاد کے نکلنے پر ابتدائی تازہ جوش میں اپنی جماعت کے ہر طبقہ کے احباب نے حسب استطاعة اسکی مالی امداد اور اشاعة میں حتی الوسع بہت سعی فرمائی۔ اور اپنی اخلاص مندی و ہمت کا ایک قابل تقلید نمونہ دکھلایا اور اسی کوشش کا ثمرہ ہے کہ تعداد خریداری ۹ سو سے ۸ سو یعنی دوچند تک پہونچ گئی ہے۔ مگر باوجود اس کے اپنے مخلص احباب کی ہمت گذشتہ کی رفتار میں اب بہ نسبت اوائل کے نرمی سی دکھائی دیتی ہے حالانکہ ابھی رسالہ کی خریداری کو اس تعداد تک پہونچنے میں بہت کمی ہے جس تعداد تک پہنچانا ہمارے امام صادق نے اپنے ارشاد مبارک میں ارادہ ظاہر فرمایا ہے اس دھیما پن کا بجز اس کے کوئی اور باعث نہیں کہ تاحال اپنی جماعت کے چند افراد کے کانوں تک اس ارشاد حضرت اقدس کے پُر زور تاکیدی الفاظ کی آواز نہیں پہنچی ورنہ کہاں اس پاک جماعة کے مخلص احباب کے پُر جوش دل اور اپنے پیارے امام کے ارشاد پر قربان ہونیوالی روحیں۔ اور کہاں ایسے تاکیدی حکم کی تعمیل میں اسقدر کم التفاتی۔ اس دس لاکھ سے بھی زیادہ احمدیہ جماعة کے احباب اگر پانچ فیصدی ایسے مخلص نکل آویں جو کم از کم فی کس ایک ایک نسخہ کے خریدار بنیں تاہم تعداد خریداری دس ہزار سے بڑھ جاتی ہے۔

حضرت اقدس کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل اور رسالہ کے مفاد اس امر کے مقتضی ہیں کہ احمدیہ جماعة کا کوئی فرد خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اس رسالہ کی خریداری سے محروم نہ رہے۔ تمام ممالک غیر امریکہ و یورپ وغیرہ میں اس رسالہ کے مضامین نے ایک تہلکہ مچا دیا ہے جس سے مخالفوں کے دلوں میں بھی تلاش حق کی تحریک پیدا ہو گئی ہے حال ہی میں آسٹریلیا سے ایک یورپین کی چٹھی آئی ہے جسمیں وہ اس رسالہ کے مضامین کی دلچسپی کو ایک خاص شوق سے ظاہر کرکے کہتا ہے کہ "اسکے پُر حقایق دلچسپ مضامین متلاشی حق کے لیے صداقت کی ایک کھلی راہ ہیں امید ہے کہ اسکی نفسانی اثر سے اور بھی بہت لوگ ضرور متاثر ہونگے"۔ کیوں نہ ہو پیارے امام صادق کی تحریرات سے سعید فطرة و سعادة کیش روحیں کبھی بے اثر نہیں رہ سکتیں چہ جائیکہ اپنی جماعة کے مخلص احباب کے دلوں میں انکی احکام کی بجاآوری کا خیال و تحریک پیدا نہ ہو۔ مشیت ایزدی میں جو کام ہونا ہے اور جو خیر کے لیے مقدر ہے وہ سب ہو کر ہی رہیگی۔ یہ تو صرف ہمارے واسطے توشۂ عقبیٰ حاصل کرنیکا ایک موقعہ حسنہ ہے۔

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

حسنات دارین حاصل کرنیکا عین وقت ہے اللہ تعالیٰ جماعة احمدیہ کو کار خیر میں ہاتھ بٹانیکی توفیق بخشے تاکہ اپنے امام پاک کے احکام پر عمل کرکے سابق بالخیرات بنیں آمین ثم آمین

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان دارالامان

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چھکو ہم بانو کرانی چھپا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

ثابت ہے نشانی جہاد بتلوار
سے لیا جانا ہے احمد کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا جس کے بعد جو شخص کا فر پر
تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو
برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر
تمام جہاد ختم ہو جائیں گے سوا ب میرے
ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد
نہیں ۔ ہماری طرف سے امان
اور صلحکاری کا سفید
جھنڈا بلند کیا گیا

پیشگی قیمت

سالانہ عام سے عہ
خواص و معاونین سے للعہ
ہندوستان سے باہر کے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع
لوگوں سے ......عہ

نمبر ۳ | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۴ع | جلد ۸

یُنْ فُوْنِیْ اَنْعُوْذُ اَهْذَا الْعَفْدِ
مہجور

رو اکہ حسن صورت فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند
روم طلب کنند کہ اعجاز آں کجا است
صد درد و صد دریغ کہ اعجاز داں نماند
وریم و از کمال تغافل بچشم ما
آں روئے خوب و گیسوئے عنبر فشاں نماند
بینم کہ ہر یکے بہ غم نفس مبتلا است
کس را غم اشاعت فرقاں بجاں نماند
یست سنیدہ ام کہ شنیدش کاروان معین
ایں پوسفی کہ ہیچ کسش کارواں نماند
جانم کباب شد ز غم ایں کتاب پاک
چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نماند
دوش اندکی مرا بجائے شکیب بود
امشب ہمیں حال کہ تاب و تواں نماند
اے سید الوریٰ مدد ے وقت نصرت است
در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند
صد بار رفتی ہا کنم از خرمے اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند
ہر رنج و درد می گزرانیم مدور گار
یارب ترحمے کہ دگر مہرباں نماند
ے خواجہ پیچ روز بود لطف زندگی
کس از پے مدام دریں خاکداں نماند
افروز گرد دل از پے فرقاں بسوز دست
جذبے دگر ترا بجناب یگاں نماند
گمنزار در مثنوی و غزل غزل و شعر
ایں خود چہ چیز ہست اگر قدر آں نماند
درخاکداں نشینی و صد نازمے کنی
آنرا کہ سید است کس از خاکداں نماند
خلق از برائے شوکت دنیا چہا کنند
درد اکہ مہر کعبہ چو مہر بتاں نماند
اے بےخبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

کِلمات طیّبات یا ملفوظات احمدیہ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃ

تتمہ تقریر حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور وہ تکلف اور تکلیف جو پہلے ہوتی تھی اب ذوق و شوق اور لذت سے بدلجاتی ہے یہ مقام ہوتا ہے صالحین کا جنکے لیے فرمایا

وَلَنُدْخِلَنَّہُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ

اس مقام پر پہونچکر کوئی فتنہ اور فساد مومن کے اندر نہیں رہتا نفس کی شرارتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے جذبات پر فتح پاکر مطمئن ہو کر دار الامان میں داخل ہو جاتا ہے + اور اس سے آگے فرمایا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَا اُوْذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتْنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ

اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زبانی تو ایمان کے دعوے کرتے ہیں اور مومن ہونے کی لاف و گزاف مارتے رہتے ہیں مگر جب معرض امتحان و ابتلا میں آتے ہیں تو ان کی حقیقت کھل جاتی ہے اس فتنہ و ابتلا کے وقت ان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر ویسا نہیں رہتا بلکہ شکایت کرنے لگتے ہیں + اسے عذاب الٰہی قرار دیتے ہیں حقیقت میں وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جنکو صالحین کا مقام حاصل نہیں ہوتا ۔ کیونکہ یہی تو وہ مقام ہے جہاں انسان ایمانی مدارج کے ثمرات کو مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی ذات پر ان کا اثر پاتا ہے اور نئی زندگی اسے ملتی ہے لیکن یہ زندگی پہلے ایک موت کو چاہتی ہے ۔ اور یہ انعام و برکات امتحان و ابتلا کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں ۔ یہ یاد رکھو کہ ہمیشہ عظیم الشان نعمت ابتلا سے آتی ہے اور ابتلا مومن کے لیے شرط ہے جیسے

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَہُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ +

یعنی کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ اتنے ہی کہنے پر چھوڑ دیے جاویں کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں ایمان کے امتحان کے لیے مومن کو ایک خطرناک آگ میں پڑنا پڑتا ہے مگر اس کا ایمان اس آگ سے اسکو صحیح سلامت نکال لاتا ہے اور وہ آگ اس پر گلزار ہو جاتی ہے جو مومن ہو کر ابتلا سے کبھی بیمکر نہیں ہونا چاہیے ابتلا کے میدان میں ثابت قدم رکھلانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اور حقیقت میں جو سچا مومن ہے ابتلا میں اس کے ایمان کی حلاوت اور لذت اور بھی بڑھ جاتی ہے اللہ کی قدرتوں اور اس کے عجائبات پر اس کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ پہلے سے بہت زیادہ خدا کی طرف توجہ کرتا اور دعاؤں سے فتحیابی چاہتا ہے ۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ انسان خواہش تو اعلیٰ مدارج اور مراتب کی کرے اور ان تکالیف سے بچنا چاہے جو ان کے حصول کے لیے ضروری ہیں ۔

یقیناً یاد رکھو کہ ابتلا اور امتحان ایمان کی شرط ہے اس کے بغیر ایمان ایمان کامل ہوتا ہی نہیں اور کوئی عظیم الشان نعمت بغیر ابتلا ملتی ہی نہیں ہے دنیا میں بھی عام قاعدہ یہی ہے کہ دنیوی آسایشوں اور نعمتوں کے حاصل کرنیکے لیے قسم قسم کی مشکلات اور رنج و تعب اٹھانے پڑتے ہیں طرح طرح کے امتحانوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے تب کہیں جاکر کامیابی کی شکل نظر آتی ہے اور پھر بھی وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے ۔

پھر

خدا تعالیٰ جیسی نعمت عظمیٰ جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے بدون امتحان کیسے میسر آسکے ۔

پس

جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو پاوے اسے چاہیے کہ وہ ہر ایک ابتلا کے لیے طیار ہو جاوے + جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے جیسا کہ

اس وقت اُس نے اس **سلسلہ** کو قائم کیا ہے تو جو لوگ اس میں اولاً داخل ہوتے ہیں ان کو قسم قسم کی تکالیف اُٹھانی پڑتی ہیں ہر طرف سے گالیاں اور دھمکیاں سُننی پڑتی ہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ یہاں تک کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم تم کو یہاں سے نکال دینگے یا اگر ملازم ہے تو اُس کے موقوف کرانے کے منصوبے ہوتے ہیں جس طرح ممکن ہوتا ہے تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں اور اگر ممکن ہو تو جان لینے سے دریغ نہیں کیا جاتا ایسے وقت میں جو لوگ ان دھمکیوں کی پروا کرتے ہیں اور امتحان کے ڈر سے کمزوری ظاہر کرتے ہیں

یاد رکھو

خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کے ایمان کی ایک پیسہ بھی قیمت نہیں ہے

کیونکہ وہ ابتلا کے وقت خدا سے نہیں انسان سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کی پروا نہیں کرتا وہ بالکل ایمان نہیں لایا کیونکہ دشمنی کو اس کے مقابلہ میں وقعت دیتا اور ایمان چھوڑنے کو طیار ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صالحین میں داخل ہونے سے محروم ہو جاتا ہے یہ خلاصہ اور مفہوم ہے اس آیت کا

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا فَاِذَآ اُوۡذِىَ فِى اللّٰهِ

ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک وہ بزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل کے اُٹھانے کی لیے طیار نہ رہے گی وہ **صالحین** میں داخل نہیں ہو سکتی۔ تم نے اس وقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ تم دکھ دیے جاؤ۔ تم کو ستایا جائیگا گالیاں سُننی پڑتی ہیں۔ قوم اور برادری سے خارج کرنے کی دھمکیاں ملتی ہیں جو جو تکالیف مخالفوں کے خیال میں آ سکتی ہیں اُسکی وہ کوئی موقع ہاتھ سے نہیں دیتے۔ لیکن اگر تم نے ان تکالیف اور مشکلات اور ان موذیوں کو خدا نہیں بنایا بلکہ **اللہ تعالیٰ** کو خدا مانا ہے تو ان تکالیف کو برداشت کرنے پر آمادہ رہو اور ہر ابتلا اور امتحان میں پورے اُترنے کے لیے کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اسکی توفیق اور مدد چاہو تو میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ تم **صالحین** میں داخل ہو کر **خدا جیسی عظیم الشان نعمت کو پاؤ گے**۔ اور ان تمام مشکلات

پر فتح پاکر دار الامان میں داخل ہو جاؤ گے۔

صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لیے **اُسوہ حسنہ** ہے تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اُسنے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اُسکو بزدل نہیں بنایا

اُسنے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔

عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مریگا

اگرچہ اُسکو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن اس تھوڑی سی مدت میں جو وہ یہاں رہا اُس نے عظیم الشان فائدہ اُٹھایا + اُسکو قسم قسم کے لالچ دیے گئے کہ اسکا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہیگا مگر اُس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی انکو ہیچ سمجھا یہانتک کہ جان جیسی عزیز شے کو جو انسان کو ہوتی ہے اُس نے مقدم نہیں کیا بلکہ **دین کو مقدم کیا** جس کا اُسنے **خدا کے سامنے** عہد کیا تھا کہ **میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا**۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو۔ کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ **براہین احمدیہ** میں ۲۳ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے

شَاتَانِ تُذۡبَحَانِ وَكُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ

کیا اُس وقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد **عبد الرحمن** اور **عبد اللطیف** افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جاکر **شہید ہوں گے**۔ وہ دل لعنتی ہے جو ایسا خیال کرے۔

یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ اور اپنے وقت پر آکر یہ نشان پورا ہو گیا

اس سے پہلے عبد الرحمن جو مولوی عبد اللطیف شہید کا شاگرد تھا سابق امیر نے قتل کرایا۔

محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبد الرحمن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبد اللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لیے ہے۔ اس پیشگوئی کے معنی اب مخالفوں سے پوچھو۔ کہ کیا یہ پیشگوئی صریح الفاظ پر نہیں ہے ؟ اور کیا اب یہ پوری نہیں ہو گئی ہے ؟

کیونکہ انگریزوں کے ملک میں تو کوئی کسیکو بے گناہ ذبح نہیں کرتا ہے

اس لیے یہاں تو اس کا وقوع نہیں ہونا تھا۔ اور علاوہ بریں ہماری تعلیم ایسی تعلیم نہیں تھی کہ کوئی اُسکو پکڑ سکے۔ بلکہ یہ تعلیم تو امن کے پھیلانے والی ہے۔ پھر یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوتی۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے پورا کرنے کے لیے **کابل کی سرزمین کو مقدر کیا ہوا تھا** اور آخر ۲۴ سال کے بعد یہ پیشگوئی ٹھیک اسی طرح پوری ہوئی جسطرح پہلے فرمایا گیا تھا۔ اس سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **عسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیر لکم**۔ یہ ایک قسم کی تسلی ہے یعنی جب ایسا معاملہ ہو تو غم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکو تم پسند کرتے ہو اور وہ اچھی نہیں ہوتی ہیں اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جنکو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ درحقیقت تمہارے لیے مفید ہوتی ہیں + یہ خدا تعالیٰ کا ارشاد بالکل سچ ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اب وقت آنے والا ہے کہ اس کی شہادت کی حکمت کھلنے والی ہے اور میں نے سُنا ہے کہ اس وقت **چودہ آدمی** قید کیے گئے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عبد اللطیف کو ناحق شہید کرایا گیا ہے اور یہ **ظلم** ہوا ہے۔ وہ **حق** پر تھا۔ اس پر امیر نے ان آدمیوں کو قید کر دیا ہے اور ان کے وارثوں کو کہا ہے کہ وہ انکو سمجھا کر ایسے خیالات سے وہ باز آجائیں مگر وہ موت کو پسند کرتے ہیں اور اس یقینی بات کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتے + اگر عبد اللطیف شہید نہ ہوا ہوتا تو یہ اثر کسطرح پیدا ہوتا۔ اور یہ رُعب کسطرح پڑتا۔

یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ نے کسی بڑی چیز کا ارادہ کیا ہے اور اسکی بنیاد عبد اللطیف کی شہادت سے پڑی ہے۔ اگر مولوی عبد اللطیف زندہ رہتے تو دس بیس برس تک زندہ رہتے آخر موت آجاتی۔ اور موت آنی ہے اس سے تو آدمی بچ نہیں سکتا۔ مگر یہ موت موت نہیں یہ **زندگی ہے** اور اس سے مفید نتیجے پیدا ہونے والے ہیں اور یہ مبارک بات ہے۔ دشمن بھی اگر خبیث نہ ہو تو براہین احمدیہ کی

پیشگوئی کو پڑھ کر اور اس کے ظہور کو دیکھکر اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اگر یہ افترا اور بات کو جھوٹا الہام بناکر بنا لیتا ہے تو یہ اثر استقامت کیوں ہوا اور ۲۳ یا ۲۴ سال کے بعد ایک بات جو بطور پیشگوئی شائع کی گئی تھی کیوں پوری ہو جاتی ہے ؟ اس قدر عرصہ تک تو انسان کو اپنی زندگی کی بھی اُمید نہیں ہو سکتی + اور پھر اسکے ماننے والوں میں اس قدر استقامت اور قوت ہے کہ بیوی بچوں تک کی پروا نہیں کرتا۔ مال اور جان کا خیال تک بھی نہیں کرتا

ایمان جیسی دولت پر سب کچھ قربان کرنے کو طیار ہو جاتا ہے ایک اہل بصیرت

اس سے نتیجہ نکالنے میں غلطی نہیں کریگا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکے منشا ہی کے ماتحت ہے ایک سلسلہ جو خود اُس نے قائم کیا ہے اور آپ جسنے ایک نشان دیا ہے۔ اسی کی وہ قوت اور استقامت اُس شہید کو عطا کی تا کہ اُسکی شہادت اس سلسلہ کی سچائی پر ہر بزرگ دلیل اور گواہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے اب یہ نشان ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لیے ہدایت اور ترقی ایمان کا موجب ہوگا اور خدا چاہے تو اس کے آثار ابھی سے نظر آنے لگے ہیں۔

الاستقامۃ فوق الکرامۃ

مشہور بات ہے عبد اللطیف کے اس استقلال اور استقامت سے بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کا ہوگا جو اس واقعہ پر غور کرینگے۔ چونکہ یہ موت بہت سی زندگیوں کا موجب ہونے والی ہے اسلیے

یہ ایسی موت ہے کہ ہزاروں زندگیاں اس پر قربان ہیں

پھر اس پیشگوئی میں **كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ** جو فرمایا ہے یہ دشمنوں کے لیے ہے کہ تمہیں بھی کبھی مرنا ہی ہے موت تو کسیکو نہیں چھوڑے گی۔ پھر عبد اللطیف کی موت پر جو موت نہیں بلکہ زندگی ہے تم کیوں خوش ہوتے ہو آخر تمہیں بھی مرنا ہے عبد اللطیف کی موت تو بہتوں کی زندگی کا باعث ہوگی مگر تمہاری جان اکارت جائے گی اور کسی ٹھکانے نہ لگے گی۔

مولوی عبد اللطیف کی شہادت اور استقامت کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوا کہ ۲۳ یا ۲۴ برس ہوئے ایک پیشگوئی براہین میں موجود تھی جو پوری ہو گئی۔ اور یہ بجائے خود جماعت کے ایمان کو ترقی دینے کا موجب ہوگی۔ دوسرا اب یہ خون اُبلنے لگا ہے اور اسکا اثر پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے جو ایک جماعت کو پیدا کرے گا۔

ایک مولوی کی کرتوت

ایڈیٹر نورافشاں کے نام خط

مسلمانوں کے لیے رونے کا مقام

نئے سال کا تحفہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب - تسلیم - آپکو نئے سال کے کئی تحفے آئے ہونگے مگر میں جو تحفہ خدمت عالیہ میں ابلاغ کرتا ہوں - یہ نہ صرف آپکے لیے بلکہ تمام مسیحی دنیا کے لیے کارآمد ہے - آپ کے خداوند یسوع مسیح کی شان جسکو ہم لوگ حضرت عیسیٰ کہتے ہیں - اس کا کچھ تذکرہ مسلمانوں کے فرقہ ناجیہ (جنکو نجات کا سرٹیفکٹ مل چکا ہے) کے ایک پرجوش عالم فاضل ممبر نے اپنے رسالہ شہادۃ القرآن میں بیان کیا ہے آپنے حضرت عیسیٰ کے متعلق جو عقیدہ ظاہر کیا ہے چونکہ ان کے بیان کے موافق ان کا ماخذ تفاسیر ہیں اس لیے وہی عقیدہ غالباً تمام اہل سنت کو سمجھنا چاہیے کیونکہ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ فرقہ ناجیہ سے نکل گیا اور گمراہ ہوگیا اس کتاب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدا و پیشوا اور افضل الانبیاء کہتے تو ضرور ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے جو جو خوبیاں اور اوصاف حضرت عیسیٰ میں جمع کر دی تھیں وہ کسی دوسرے میں نہیں - بلکہ وہ ایک اعلیٰ اور فوق العادت ہستی تھی جو انسانی لباس میں ظاہر ہوئی - آپ گو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں مگر بعض باتیں ان کے متعلق ایسی بیان کرتی ہیں جو ان کی خدائی کی شان میں کچھ شک سا پیدا کر دیتی ہیں مثلاً واقعۂ صلیب کہ یہودیوں کے ہاتھ سے آپکے جسم مطہر و مقدس کو ایذا پہونچی - مولوی صاحب بلکہ فرقہ ناجیہ کے کل ممبر اتنی سی بات بھی گوارہ نہیں کر سکتے - وہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ روح اللہ اور صلیب پر آپ کا جسم مبارک چڑھایا جاے

توبہ نستغفر اللہ - اگر حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو کیا ہوا اگر حضرت یوسف قید رہے تو کچھ پروا نہیں اگر دو تین پیغمبر قتل ہوگئے تو مضائقہ نہیں اگر ہمارے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کا دندان مبارک جنگ میں شہید ہوا تو خیر - کیونکہ یہ سب بشر رسول تھے مگر حضرت عیسیٰ جو ملائکہ میں سے ایک فرد ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۰ شہادۃ القرآن) ان کیطرف صلب کی نسبت بھی کفر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہود کے ملعون ہونے کا سبب قولہم انا قتلنا المسیح فرمایا ہے کہ محض صلیب و قتل کی نسبت بھی منع ہے اور مسلمانوں میں جو ایسا اعتقاد رکھے اُسکا بھی یہی حکم ہے (دیکھو صفحہ ۶۴ - ۶۵) پھر حضرت عیسیٰ کی شان میں آیا ہے وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ اور عیسیٰ مقربوں میں سے ایک تھے غالباً مسیحی اور اکثر اہل اسلام بھی مقرب کا لفظ عام سمجھتے ہونگے مگر مقربین محض ملائکہ سے خاص ہے اور مراد ان مقربین سے ملائکہ مقربین ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۰) پس چونکہ ان کا قرب حسی - سماوی جسمی - ملحوظ ہے اس لیے حضرت عیسیٰ بھی چونکہ ملائکہ میں سے ایک فرد ہوے اسلیے اُن کا آسمان پر اللہ کے پاس جسدہ ہونا ثابت ہوگیا (صفحہ ۱۳۰) لیجیے جناب اس سے یہ ثبوت بھی مل سکتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلعم بھی مقربین سے نہیں تھے ورنہ وہ بھی آسمان پر جاتے ایک اور لفظ ہے وہ بھی حضرت عیسیٰ سے ہی خاص ہے چنانچہ مولوی صاحب فرماتے ہیں قرآن شریف میں خبر سعادت اثر و ایدناہ بروح القدس آپ ہی سے مخصوص ہے اور یہی تاثیر روح القدس احیاء موتیٰ اور دیگر معجزات کا باعث ہوئی" (صفحہ ۱۲۴) آپ بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ اگر روح القدس اسلام کے رسول کو بھی ہوتی تو وہ بھی یہ معجزات دکھاتے اور آسمان کو اپنا مستقر بناتے - اگر غور سے دیکھا جا تو ہم لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو "اکمل و افضل" صرف زبان سے کہتے ہیں کیونکہ ان کے دین اور خود ان کی رسالت کی تکمیل کا بہت کچھ اعتقاد حضرت عیسیٰ پر ہے چنانچہ ہر رسول کے لیے چار اوصاف کا ہونا ضروری ہے (دیکھو صفحہ ۱۲۳) ایک تو یہ ہے کہ اُس کے آنے کی کسی رسول نے پیشگوئی کی ہو چنانچہ حضرت عیسیٰ کی آمد کی پیشگوئی تمام انبیاء نے کی اور ہمارے رسول کریم کی جیساکہ قرآن مجید میں آیا ہے حضرت عیسیٰ نے کی - دوسری صفت یہ ہے کہ وہ پہلی کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کرے یہ دو باتیں ہیں جو رسول عربی صلعم میں موجود نہیں ایک تو یہ کہ اس نے کسی اور آنیوالے نبی کی پیشگوئی کی ہو اور دوسری یہ کہ اس رسول کی کوئی اور نبی آکر تصدیق کرے کہ واقعی وہ سچا رسول تھا - اب جبتک کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ آسمان سے نہ آئیں ہمارے رسول کے ان اوصاف کی تکمیل نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کو اپنی رسالت ثابت کرنے کیلیے حضرت عیسیٰ کی تصدیق کی ضرورت ہے اور دین اسلام کا پھیلنا بھی آپ ہی کی آمد پر منحصر ہے اور آنجناب کی آمد بھی کوئی معمولی آمد نہ ہوگی فرشتوں کے بازوؤں پر حضور معلی نزول اجلال فرمائیں گے اور بانی اسلام سے تو ساری عمر میں لاکھ دو لاکھ مسلمان ہوے مگر آپ تمام دنیا کو ایک دین پر جمع کر دینگے - اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف شہادت دیں تو غضب ہی ہو جائیگا مسیحی تو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی موت صلیب پر واقعہ ہوگئی مگر فرقہ ناجیہ زور دیتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا پہلے خیال پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ مرجانا دنزا خدائی کے خلاف ہو اسلیے غالباً آخر الذکر کا یہ عقیدہ ہے اُمید ہو کہ ایڈیٹر صاحب انکو اس حکمت الٰہی (صلیب موت بر صلیب) سے آگاہ فرمادینگے - پھر حضرت عیسیٰ چونکہ آپکا مادۂ فطرتی روح قدس کا تھا اس لیے آپ کو آسمان پر جگہ دیگئی اور آپ "فوق اہل الارض" کہلائے (دیکھو صفحہ ۱۰۲) مانو افسوس اہل ارض میں ہمارے رسول اللہ صلعم بھی شامل ہیں) کیونکہ آپکا جسم مدینہ میں مدفون ہے پس فوقیت عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت مسیحی دوستوں کو ملگیا اور مولوی صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ آپکے حق میں آیۃ کا لفظ بر جسدہ فرمایا ولنجعلہ اٰیۃ للناس تاہم اسے مسیح کو تمام لوگوں کے لیے آیۃ (نشان) بنائیں پس آپ کا وجود مبارک از سر تا پا ایک آیۃ ہونا چاہیے اور اسکی تکمیل یوں فرمائی کہ پہلے بطور خرق عادت بے باپ پیدا ہوے اور پیدایش کے ساتھ ہی نطق و بیان بلیغ پھر ان مریضوں کو شفا جنکے علاج سے اطبا عاجز ہوں (اندھے کو آنکھیں اور کوڑھی کو اچھا کر دینا) معجزہ اعادۂ حیات (زندگی کو واپس لانا) خلق طیر (زندگی کو پیدا کر لینا) صعود الی السماء (آسمان پر چڑھ جانا) پھر مسئلہ نزول جس میں باوجود مرور زمانہ و گردش زمان کے متغیر و مستحیل ہونے سے آپکا محفوظ رہنا ثابت ہوتا ہے یہ چھ باتیں ہیں (دیکھو صفحہ) آپ سوال کرسکتے ہیں کیا قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں کسی اور نبی میں بھی جمع ہوئیں کیا مسلمانوں کے رسول (صلعم) میں بھی! جواب نفی میں ملیگا - پس میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں - کہ یہ مذکورہ بالا اسلام مسیحیت کے بہت ہی نزدیک ہے اور دنیا میں کسی مذہب کے پیشوا حتی کہ آپ کہہ سکتے ہیں خود اسلام کے مقتدا کو بھی یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ دنیا کے کسی مشہور اور اعلیٰ مذہب کے لوگ اسکی نسبت اسکے اپنے تابعداروں سے بڑھکر اعتقاد رکھتے ہوں - افضلیت کا مسئلہ حل ہو چکا گو یہ لوگ اپنی زبان سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی کو افضل کہیں مگر یہ بیان بالا اسکی تردید کر رہا ہے اب صرف اتنا فرق رہ گیا ہے کہ مولوی صاحب کے خیال مسلمان حضرت محمد کو رسول مانتے ہیں اور مسیحی نہیں مانتے اور بس۔

اب دیکھیے کون غالب آتا ہے - آپکو شاید یہ پردہ بھی اُٹھ جائے اخیر میں اتنا ایزاد کرنا چاہتا ہوں کہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کا فخر بھی محض حضرت عیسیٰ ہی کو حاصل ہے اور آپ ہی کی والدہ ایسی عورت ہیں جسکے بارہ میں اللہ نے فرمایا کہ تمہیں تمام جن و انس کی عورتوں پر فضیلت دی گئی کیا کسی اور نبی کو بھی یہ فخر حاصل ہے - حضرت عیسیٰ بیان مندرجہ بالا کے مطابق بشریت سے تو نکل ہی چکے ہیں اور خالق حیات - زندہ کرنیوالا - باوجود اسقدر زمانے کے گھٹنے بڑھنے سے علیحدہ - عالم الغیب - زندہ رہنیوالا - یہ سب اوصاف تو ثابت ہو چکے خدا جانے خدا ماننے میں کیا تامل ہے آپ مہربانی سے حضرت مریم کے شکم مبارک سے پیدا ہونے اور صلیب پر موت کے وقوع کی حکمت بالغہ ان لوگوں کو اطلاع دیدیں پھر کامل اتحاد ہو جائیگا ایک اور قابل توجہ امر ہے اب تک بعض مسلمان سمجھے بیٹھے ہیں کہ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلے انبیا پر احسان ہے کہ انکی نبوۃ کی صداقت کی شہادت دی اور خاص کر حضرت عیسیٰ کو ان الزامات سے پاک کیا جو یہودیوں وغیرہ نے آپکی ولادت و معجزات و وفات کے متعلق کیے تھے مولوی صاحب مصنف شہادت القرآن نے اس پردہ کو بھی اُٹھا دیا ہے اور یہ لاینحل مسئلہ حل کر دیا ہے دیکھو صفحہ ۱۰۱ (تفسیر ومطہرک من الذین کفروا) اگر کوئی کہے کہ یہ تطہیر طعن رسول اللہ صلعم کی معرفت قرآن شریف میں کی گئی ہے اسلیے یہ عقیدہ درست ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کی کوئی مستقل طور پر برات ذکر نہیں کیگئی ہاں جو کچھ ہے وہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات کو نقل کیا گیا ہے (گویا قرآن شریف نقل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا - راقم) لہذا امین خود عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی اس وعدہ سے تطہیر ہو چکی ہے - اور ظاہر ہے کہ کوئی فعل بالاستقلال ناقل اور معید کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اس میں اپنے پہلے کے تابع ہوتا ہے (گویا اب بانی اسلام حضرت عیسیٰ کے تابع ہے - راقم) اس عبارت سے بہت سی باتوں کا فیصلہ ہو گیا ہے اور اب کسی مسلمان کا منہ نہیں کہ مسیحیوں پر اپنے رسول صلعم کا احسان جتلا سکے - پس اے مسیحیو تم خوش ہو اور آپس میں ایکدوسرے کو مبارکبادیں دو - کہ چونکہ کتاب اردو میں ہے اس لیے کسی مسلمان کو آپکے خداوند پر اعتراض کرنے کی جرات نہ رہے گی +

راقم بنی نوع انسان کا خیرخواہ +

ایڈیٹر الحکم ہم اسپر اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ ریمارک کرینگے -

---

نوٹ ملا - غالباً مسیح کے خلق حیات کے بھی قائل نہیں یعنی مٹی کے پرندے بنا کر ان میں جان پیدا کرنا - ۱۲ - ایڈیٹر نورافشاں -

---

* یہ خط ایک مولوی صاحب کا لکھا ہوا ہے ہم خوش ہیں کہ ہمارے محمدی بھائی اب یہاں تک پہونچ گئے ہیں کہ بائبل کو خدا کی کلام اور خداوند مسیح کو محمد صاحب سے افضل ماننے لگے ہیں ہمیں امید ہوتی ہے کہ وہ ایک قدم اور آگے بڑھکر مسیح کو نجات دہندہ قبول کرینگے - ایڈیٹر نورافشاں

[illegible]

عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہے

عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہے اس فقرہ کو سنکر میرے ناظرین چونک اٹھیں گے۔ کیا وہ عیسائی مذہب جسکے پھیلانیکے لیے دنیا میں اسوقت لاکھوں آدمی کام کر رہے ہیں اور اربوں روپیہ سال میں ٹھیکریوں کی طرح خرچ کیا جاتا ہے کیا وہ عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہو سکتا ہے؟ لیکن ان ظاہری آڈمبروں کے اندر ایک سپرٹ کام کر رہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کچھ دنوں کا ہی مہمان ہے ہمعصر ایڈوکیٹ لکھنؤ کے کالموں میں لنڈن کے نامہ نگار کا خط مطبوعہ اخبار ۲۴ اصفہہا قابل غور ہے نامہ نگار لکھتا ہے "مجھے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ نہ صرف عیسی کی پیدائش کے مسئلہ کی نسبت ہی بلکہ اس کی پیدایش اور موت کے مسئلہ کی نسبت رفتہ رفتہ خیالات کی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ کرٹ عیسائی چرچوں پر اثر کا روز بروز زیادہ سے زیادہ ہو رہا ہے" اس کے بعد یہ ظاہر کرکے کہ عام بازاری آدمی مسیح کی شخصیت اور اس کی قربانی اور اس کی کنواری سے پیدایش اور موت سے اٹھنے وغیرہ کے مسئلوں کو باریک بینی سے نہیں دیکھتا کیونکہ اس کے لیے اسے فرصت نہیں ہے لیکن جبکہ اسکے مذہبی لیڈر اور معلم خود ان مسئلوں سے کنارہ کر رہے ہیں جبکہ اُسکا اعتقاد مبنی تھا تو بیچارہ نیک نیت عیسائی کیا کرے۔" پچھلے دنوں میں شہر اورسیٹر کا ایک معزز پادری اسلیے اپنا استعفا بھیجدینے پر مجبور کیا گیا کہ اُسنے ایک طرح مسیح کی کنواری سے پیدایش کے مسئلہ کے برخلاف وعظ کیا تھا لیکن یہ امر زیادہ تر قابل غور ہے کہ جس معاملہ کی طرف مینے اشارہ کیا ہے اُس میں پبلک کی ہمدردی عام طور پر علحدہ کیے ہوے پادری کے ساتھ ہے جس لوامیں کہ وہ کام کرتا تھا وہاں کے بہت سے ذی اقتدار آدمیوں کی طرف سے اسے دعوت دی گئی ہے کہ وہ ایک آزاد کرسچین چرچ میں اپنا وعظ جاری کرے جو اس کے دوست اُس کے لیے طیار کر دینے پر رضامند ہیں!" اس کے بعد نامہ نگار ظاہر کرتا ہے کہ ڈاکٹر مارٹن ڈاکٹر کلفرڈ اور ریورینڈ آر جے کیمبل سے مشہور واعظ بھی برابر مسیح کی کنواری کے پیدایش کے مسئلہ کی مخالفت کرتے ہیں اور بجائے اُسکو خدا بیٹا ظاہر کرنے کے اُسکی انسانیت پر زیادہ تر زور دیتے ہیں اور خاتمہ پر اپنی راے دیتا ہے کہ جس بہاری بہاؤ کا پرچار مسیح کرنا چاہتا تھا باوجود ایسے ایسے بعید از قیاس مسئلوں کو ماننے کے بھی وہ دو ہزار برس گذرنے پر اس میں اتری بہاؤ کا ویسا ہی بہاؤ چلا آتا ہے یورپ میں اسوقت جو ہلچل عیسائیت کے خیالات کی تبدیلی کے متعلق پیدا ہو رہی ہے اسپر وچار کرنا ہر ایک وچار شیل انسان کا فرض ہے۔ میں مانتا ہوں کہ جس کوٹ پتلون اور طرز معاشرت اور علم ادب کا تعلق اسوقت عیسائی دنیا کے ساتھ ہے اُسکے رواج کو ترقی ہو رہی ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ عیسائیت یعنی عیسائی مذہب کے بنیادی خیالات مضبوط ہو رہے ہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ ظاہری عیسائی پادریوں کو غفلت کی نیند سلاکر عیسائی مذہب کے اصلی خیالات کا خاتمہ کر دیگی اسوقت ہندوستان میں بھی پچاس فیصدی کے قریب یورپین دل سے ناستک ہیں۔ لیکن جب دسمبر کے مہینہ میں کرسمس کی تعطیل ہوتی ہے سب کے سب ملکر جشن منانے میں مشغول ہو جاتے ہیں، کیا ان سبکو اس لیے عیسائی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اُسکو مسیح کی پیدایش کا دن سمجھکر جشن مناتے ہیں؟ ہرگز نہیں یہی حالات آجکل ہندوازم کی بھی ہو رہی ہے ہندو لوگ اپنے قومی تہواروں کو ترقی دیکر سمجھ رہے ہیں کہ وہ ہندوازم کو زندہ کر رہے ہیں لیکن سچائی کو دبانیکی طاقت کس میں ہے۔ (پرکاش)

اب دنیا پکار اُٹھی ہے کہ عیسائی مذہب ہلاک ہو رہا ہے یہ مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت ہے (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیحضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعادہ سنوکھانسی کی وجہ سے ناساز ہے۔ خاندان رسالت میں ہر طرح سے خدا تعالی کا فضل ہے۔

۲- بندگان ملت خیریت سے ہیں اور خدمت دین میں مصروف۔

حضرت حکیم الامت کا جواب ترک اسلام [illegible] سے ختم ہو چکا ہے یہ ریس میں ہے [illegible] طبع ہونا باقی ہے۔

۳- فاضل امروہی کا جدید رسالہ الشہادتین بابو محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر نے چھپایا ہے اور ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجا ہے۔ اس رسالہ میں سورہ یٰس سے اخوندزادہ حضرت مولوی عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ثابت کیا ہے۔ اسکے لیے اتنا ہی لکھدینا کافی ہے کہ فاضل امروہی نے یہ رسالہ لکھا ہے قیمت پر بابو محمد افضل صاحب سے ملیگا۔

۴- ایک اور رسالہ القول الصحیح جو ۲۰ صفحہ پر شائع کیا گیا ہے ہمارے پرانے لاہوری پنجابی شاعر شیخ ہدایت اللہ صاحب کی تصنیف ہے جو اردو نظم میں حضرت اقدس کے متعلق ہے بابو صاحب موصوف سے قیمت پر ملیگا۔ ایک روپیہ کے خریدار کو ۲۰ نسخے۔

یادرمانی

سالگذشتہ کے آخری نمبر میں تعلیم الاسلام کالج کے متعلق تحریک کرتے ہوے سو روپیہ ماہوار کے ۲۵ وظائف کی درخواست کی تھی اور ایک وظیفہ خود پیش کیا ہے ہمیں خصوصیت کے ساتھ جناب نواب محمد علیخان صاحب کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے التماس کی گئی تھی کہ وہ ملکر دو وظائف دیں مگر تعجب ہوا ابھی تک اسپر توجہ نہیں ہوئی۔ کالج اور مدرسہ کے سٹاف سے کم از کم دو وظیفے تو ملنے چاہییں اور نواب صاحب کے پرسنل سٹاف میں سے تو تین چار وظائف مل سکتے ہیں۔ اگر کوشش کی جاوے۔

ہمارا مقدمہ اور ہمارے ہمعصر

مقدمہ ۲۰۴ کے فیصلہ کے متعلق ہم کسی قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ بعض شتابکار اور جلدباز ہمعصروں خصوصاً پیسہ اخبار نے جو اسپر لکھا ہے اُسپر کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ہم بہت ہی مختصر سا نوٹس لینا چاہتے ہیں اور وہ بھی محض اسلیے کہ کسی سعادتمند کو فائدہ پہونچے ورنہ تاریکی کے فرزند ہمیشہ روشنی اور نور کے فرشتوں سے عداوت کرتے ہی رہتے ہیں اور انکی تیرہ و تار نظر میں حسن بھی بدنما ہی معلوم ہوتا ہے۔ پیسہ اخبار اگر لکھنا چاہتا تھا تو وہ منہاج نبوۃ کو مدنظر رکھکر مقدمہ کی اصلیت پر غور کرتا اور پھر سے فیصلہ پڑھتا۔ پھر اسے معلوم ہو جاتا کہ کیا سیف چنتائی عدالت کے اس فیصلہ کو کہ خطوط مندرجہ الحکم کرم دین کے ہیں کرم دین ہی کے بیان کے موافق (جو ان خطوط میں ہے) فیضی کے نوٹوں کا سرقہ نہیں ہے اور کیا کرم دین اپنے حلفی بیان میں ان خطوط کا منکر اور مجسٹریٹ کا فیصلہ اسکے خلاف نہیں ہے؟ ہم جب اس مقدمہ کی روئداد شائع کرینگے اُسوقت ان شاء اللہ اسپر بڑی تفصیلی بحث کرینگے۔ اور فیصلہ بھی جلد شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے ساتھ ساتھ کرم الدین اسکے گواہان کی صفائی کے بیانات بھی سے فردی جسے درج کرینگے فی الحال پیسہ اخبار ہماری گذشتہ تحریروں کے موافق ذرا غور کرکے تو کچھ کہے۔

ہاں مشرق الاقصی صحیح نہیں

پیسہ اخبار اپنے ۴ جنوری کی اشاعت میں "کیا مشرق الاقصی صحیح نہیں ہے؟" کے عنوان سے قریباً پورا کالم اخبار کا سیاہ کرتا ہے۔ اور ریاض الاخبار کے اعتراض پر بہت کچھ جھنجھلاتا ہے جسنے لکھا ہے کہ یہ صحیح ترکیب نہیں ہے اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں لیکن میں صاف کہتا ہوں کہ یہ اسکی عربی سے ناواقفیت کی دلیل ہے اگر وہ کچھ بھی عربی جانتا یا عربی ترکیب سے اسکے کان آشنا ہوتے تو وہ مشرق الاقصی ایسی سیدھی اور پاکیزہ لفظ کو دیکھکر کبھی نہ چونکتا خاص قرآن شریف میں یہ ترکیب بجا بجا استعمال کی گئی ہے سورہ انفال میں ہے اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی۔ کیا مشرق الاقصی یا عدوۃ القصوی کی ترکیب میں کوئی فرق ہے مگر مجھے یقین ہے کہ وہ اسکو بھی نہ سمجھے گا کاش وہ مسجد الاقصی ہی کا خیال کرتا جو ہندوستان کے مسلمان بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔

کاش پیسہ اخبار کا لائق عربی دان ایڈیٹر منشی محبوب عالم اس سوال کا جواب ہی نہ دیتا تو اسکی عربی دانی مصر و شام کی سیاحت کی۔ عربی بول چال کے مصنف ہونے کی حیثیت سے وقعت قائم رہتی مگر اب مشرق الاقصی کی ترکیب کو صحیح قرار دیکر یہ [illegible] ہو گیا کہ اگرچہ آپنے مصر کی سیر بھی کی مگر

خر عیسی اگر بمکہ رود
چوں بیاید ہنوز خر باشد

کے مفہوم کے موافق آپ عربی سے ویسے ہی کورے ہیں جیسے تھے۔ اور تعجب ہے کہ اسی پر بس نہیں بلکہ قرآن کریم کی تراکیب و اسالیب کے عالم ہونیکا بھی آپ کو ادعا ہے اور ایک آیۃ اپنے دعوے کی تائید میں پیش کرتے ہیں جو افسوس ہے کہ ان کے مفید مطلب نہیں۔ وہ ذرا آنکھیں کھولکر پڑھیں کہ العدوۃ القصوی ہے شاید آپنے قرآن شریف کی اصلاح کی فکر کی ہوگی؟ ایک مشکل اور ہے کہ پیسہ اخبار کے سٹاف میں بہت سے ایڈیٹر (بقول پیسہ اخبار) عربی انگریزی دان ہندو مسلمان وغیرہ کام کرتے ہیں معلوم نہیں یہ نوٹ خود بدولت منشی محبوب عالم صاحب نے لکھا ہے یا کسی عربی دان ایڈیٹر نے پیسہ اخبار لکھدیگا کہ محبوب عالم نے نہیں لکھا مشرق الاقصی کی ترکیب بالکل غلط ہے اور اگر پیسہ اخبار چاہے گا تو ہم اسپر مفصل لکھدینگے بالفعل اتنا ہی پوچھتے ہیں کہ پیسہ اخبار میں مشرق الاقصی بطور ترکیب اضافی استعمال ہوتا یا بطور ترکیب توصیفی؟ اگر ترکیب اضافی ہے تو یہ مہمل ترکیب ہے اگر توصیفی تو کسی طرح پر غلط ہے۔ شاید پیسہ اخبار اسکے ماننے کو طیار نہ ہو اور اسکے بعد ہمکو بھی اسی لب و لہجہ سے مخاطب کرے جس سے [illegible]

[illegible]

حضرت حجۃ اللہ امام الملت کے مکتوبات

مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کے نام

یہ خط ان دنوں مولوی صاحب کے نام لکھا گیا تھا جب وہ اس سلسلہ عالیہ کیطرف توجہ رکھتے تھے اور حضرت حجۃ اللہ کے دعاوی کے خلاف انھوں نے زبان نہ کھولی تھی اور پوری یکسوئی بھی نہیں کی تھی۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم مولوی احمد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ افسوس کہ مجھے دہلی واپس آنے کے وقت آپ سے ملاقات کرنے کا اتفاق نہ ہوا ہرچند ارادہ تو تھا کہ چند روز آپ کی ملاقات کے لیے امرتسر میں ٹھہر جاؤں مگر اہل و عیال میرے ساتھ تھے اور میں بوجہ مرض خارش مجبور تھا اسوجہ سے ٹھہر نسکا۔ اور اسجگہ آکر بیماری خارش اسقدر ترقی کر گئی کہ ابھی سفر کرنے سے بکلی مجبور ہوں با اینہمہ آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے اور تمنائے قلبی ہے کہ آپ سے ملاقات ہوکر بعض امور واجب الاظہار آپکی خدمت میں عرض کیے جائیں لیکن بوجہ سخت مجبوری بیماری مذکورہ کے امرتسر میں جا نہیں سکتا اور چونکہ خارش امراض مزمنہ میں سے ہے اس لیے معلوم نہیں کہ کب تک اس سے شفا حاصل ہو۔

آج غلبۂ شوق ملاقات کی وجہ سے اور نیز بنظر محبت و اخلاص آنمکرم کے یہ خیال آیا کہ اگر آنمکرم کو اسی جگہ آنے کی تکلیف دوں تو اُمید توی ہے کہ تشریف آوری سے دریغ نفرماوینگے لہذا مکلف ہوں کہ براہ مہربانی صرف تین چار روز کے لیے ضرور تشریف لاویں آپ کی آمد و رفت کا خرچ میرے ذمہ ہوگا محض مصلحت دینی کی وجہ سے آنمکرم کو تکلیف دیتا ہوں کیونکہ دیکھتا ہوں کہ تقویٰ جو راس الخیرات ہے آنمکرم میں پایا جاتا ہے اور ہر ایک امر دینی فہم اور فراست اور درایت کا تقویٰ پہ موقوف ہے اگر کسی انسان میں تقویٰ موجود نہ ہو تو اگرچہ وہ اتنی کتابوں سے لدا ہوا ہو کہ جیسے قدر ریل گاڑی میں لکڑی وغیرہ لدی ہوئی ہوتی ہے تب بھی وہ کتابیں بغیر تقوی کے اُسکو کچھ مفید نہیں ہوسکتیں جیسا کہ یہودیوں میں بہت سے علما ایسے تھے کہ توریت کی آیت آیت انکو حفظ کی طرح تھیں لیکن چونکہ اُن میں تقویٰ نہیں تھا اس لیے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُن کا نام علما ربانی نہیں رکھا بلکہ اُن کو اس لائق بھی قرار نہیں دیا کہ انسان کے نام سے موسوم کیے جائیں غرض بجز کمال جوہر تقوی کے صرف علم ریکی سی آنکھ کسی کام نہیں آتی۔

آجکل اکثر لوگوں کی آنکھوں پر جسقدر تاریکی و بدظنی و بدگمانی چھا گئی ہے اگر غور کرکے دیکھا جاوے تو اُسکا باعث بجز ترک تقوی اور کوئی چیز نہیں حضرت عیسی علیہ السلام نے کسیکو چوری کرتے ہوئے دیکھا تھا اُسکو کہا کہ کیا تو چوری کرتا ہے تو اُسنے جواب دیا کہ اللہ تعالے کی قسم ہے میں چوری نہیں کرتا تب حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنی آنکھوں کو جھٹلایا اور تیری تصدیق کی۔ سو انھوں نے دور کو چوری کرتے ہوئے دیکھکر پھر صرف اُسکے قسم کھانے پر کیوں اُسکو محل سرقہ سے بری قرار دیا اُس کا یہی سبب تھا کہ اُس نبی معصوم کی آنکھیں تقوے کے کحل الجواہر سے مکحل تھیں سو اُس نے نہ چاہا کہ ایک شخص کو اللہ جل شانہ کی قسم کھاتے دیکھکر پھر اُس قسم کو ذلت اور خواری کی نظر سے دیکھے لیکن اسجگہ اس عاجز نے ان موجودہ علماء کے مقابل پر جو اس عاجز کو ایک عمر سے تائید اور خدمت اسلام میں مشغول اور فدا شدہ دیکھتے ہیں کئی مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسمیں کھاکر کہا کہ میں کسی نبوۃ کا دعویٰ نہیں کرتا اور نہ معجزات کا منکر ہوں اور نہ لیلۃ القدر اور معراج اور ملائکہ کے وجود کا انکاری اور نہ کسی دوسرے عقیدہ اسلام سے برگشتہ ہوں مگر پھر بھی یہ لوگ تکفیر سے باز نہیں آئے انکی آنکھوں میں اس عاجز کی اُس چور جتنی بھی قدر نہیں جو مسیح علیہ السلام کی آنکھوں میں تھا اس کا انصاف روز قیامت ہوگا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ مگر ان لوگوں نے بغیر اسکے کہ میرے حالات کا ان کو پورا علم ہوتا یونہی کافر کافر کا شور مچادیا اور ہر چند میں نے ہزارہا دفعہ ان کے روبرو شہادت دی کہ میں کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل اور مقر ہوں اور ان سب باتوں پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ و مرفوعہ متصلہ میں درج ہیں اور قبلہ کیطرف نماز پڑھتا ہوں۔ لیکن ان علماء نے میرے اس بیان کی بھی کچھ پروا نہیں کی۔ میں نے یہ بھی کہا کہ اگر میری کسی تالیف میں کچھ ایسا کلمہ ہے جو آپ لوگوں نے عقیدہ حقہ اسلام کے مخالف سمجھ لیا ہے تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے میری تالیف کا منشا وہی ہے جو میں نے اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر چکا ہوں اور اگر کوئی آدمیت اور اہلیت سے میری کتابوں کے مواضع معترض علیہا میرے سامنے پیش کرے تو میں چند منٹ میں اُسکو مطمئن کر سکتا ہوں میری تالیفات میں کوئی امر مخالف اسلام نہیں بلکہ ہر ایک جگہ اصل عقیدہ اسلام کو مسلم رکھکر نکات کشفیہ اور معارف روحانیہ کا بیان ہے لیکن افسوس کہ یہ علماء میرے یہ تمام بیانات سنکر صرف یہی ایک جواب دیتے ہیں کہ تمھارے دل میں تو کفر ہے اور زبان پر ایمان گویا انھوں نے دلکو چیر کر دیکھ لیا ہے۔

بعض یہ آیت پڑھ کر سناتے ہیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

اور نہیں جانتے کہ یہ تو منجانب اللہ بذریعہ وحی رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو بعض پنہانی کفار کی خبر دی گئی تھی مگر ان مولویوں پر تو کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اِن کو تو یہ آیت یاد رکھنی چاہیے جس میں لَسْتَ مُؤْمِنًا ہے غرض ان امور کی بخوبی اطلاع دینے کے لیے اور نیز بعض خاص مسائل متعلقہ اپنے پر مطلع کرنے کے لیے آنمکرم کو تکلیف دیتا ہوں کیونکہ میں دلی یقین سے خیال کرتا ہوں کہ جن امور کو آں مکرم بانشراح صدر سمجھ لیں گے انکا دوسرے دلوں پر ڈالنے کے لیے پوری پوری کوشش عمل میں لائیں گے سو آپ خالصاً للہ یہ سفر چند روز کے لیے اختیار فرماویں انشاء اللہ

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

از قادیان ۱۲ نومبر ۱۸۹۱ء

سید محمد عسکری صاحب کے نام

میری زندگی صرف احیاء دین کے لیے ہے اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے کہ جب تک اُس سے بکلی منہ نہ پھیر لیں ایمان کا بچاؤ نہیں۔ راحت و رنج گذرنے والی چیزیں ہیں اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹیں گے تو اُس کے عوض جاودانی راحت پائیں گے۔ بہشت انھیں کی وراثت ہے کہ جو دنیا کے دوزخ کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں اور لذات اور عیش و عشرت دنیوی کے لیے مرے نہیں جاتے۔ دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے اور اس کے رنج و راحت کیا چیز ہیں جب کو آخرت کی خوشحالی کی خواہش ہے۔ اُسکے لیے یہی بہتر ہے کہ تکالیف دنیوی کو بانشراح صدر اُٹھالے۔ اور اس ناکارہ گھر کی عزت اور ذلت کو کچھ چیز نہ سمجھے۔ یہ دنیا بڑا دھوکا دینے والا مقام ہے جسکو آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی اس کے غم سے غم اور نہ اس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام

۸ فروری ۱۸۹۸ء

مولوی احمد الدین صاحب کے نام

از عاجز عائذ باللہ الصمد احمدؐ۔ بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایتنامہ مخلص رسید واضح باد کہ فتح باب رحمت الٰہی بیک طریقہ نیست کسی را بروزہ و نمازے کشند و دیگرے را بصدقہ وخیرات یا بعملی دیگر راہ میدہند غرض وسائل قبولیت حضرت احدیت مختلف افتادہ اند۔ واین احقر بتائید دین وقلع وقمع مذاہب شیاطین ماموراست و ہمدرین کار و خدمت لذت و کشایش می یابد و ہمیں سیرت را از دیگر کسان نیز دوست میدارد و میخواہد کہ ازمانہ آنکہ بین کہ بدیں خدمت سروکار میدارند و از عزیقان ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند واز بہرا علاء کلمہ اسلام جان ومال و عزت و آسایش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادات است۔ بفکر خود مبتلا ماندن و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نااہلی ست۔ پس مذہب ما ہمیں است کہ ذکر یافت وہم بدیں مامور یم و خورسندیم وہر کہ براہ ما قدم زدن اشتیاقی دارد بروئے مخفی نماند کہ مارا ہمیں خدمت سپردہ اند کہ با مخالفین دین متین مناظرہ و مجادلہ کنیم و بدیشاں حجت الٰہی باتمام رسانیم وکسیکہ چنین سیرتے و خصلتے ندارد در گونہ اہل تقی باشد یا عابدے یا گوشہ نشینی یا چلہ کشے او با ما مناسبتے ندارد و از ما نیست وکل حزب بما لدیہم فرحون و من ینصر اللہ ینصرہ۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۸۹ء

مولانا نورالدین صاحب کے نام

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت ہے اللہ جل شانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ

مختصر نوٹ اور نکات

نہیں الجلیس کے حوالہ سے روزانہ پیسہ لکھتا ہے کہ کسی قوم کی ترقی تب تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہر ایک خاندان کی اصلاح نہ ہو اور خاندان کی اصلاح تب تک نہیں ہو سکتی جب تک عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں اور عورتوں کی تعلیم تب تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ خاوند اپنی بیویوں کو باپ اپنی بیٹیوں کو۔ بھائی اپنی بہنوں کو تعلیم نہ دیں۔

تعلیم نفس الامر میں ایک عمدہ شے ہے لیکن وہ بطور قاعدہ کلیہ کے وہ موجب اصلاح نہیں ہو سکتی + یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب مجید اصلاح کا طریق مدرسوں کا اجرا یا مستورات کی تعلیم قرار نہیں دیتی ہے بلکہ بام ترقی پر چڑھنے کے جو اسباب قرآن کریم نے پیش کیے ہیں اور جنکو عمل میں لا کر مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہ کر تجربہ کر لیا تھا کہ فی الحقیقت ان سے بہتر کوئی نسخہ کامیابی کا نہیں ہے انکی طرف افسوس ہے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو توجہ نہیں ہے اور جب توجہ دلائی جاتی ہے تو اسپر ہنسی اور ٹھٹھے کرتے ہیں

یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ

کہکر خاموش ہو رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ قوم کو اپنے درد کی شناخت کی توفیق دے اور وہ اس کے حقیقی علاج کی طرف متوجہ ہو۔

قرآن کریم قوم کی ترقی کی جڑ تقویٰ بتاتا ہے اور کسی قوم کے تنزل و ترقی کی تہ میں ایک ہی اصل کام کرتی ہے جو ان پاک الفاظ میں ادا ہوئی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اور پھر اس کی تفصیل مختلف مقامات میں مختلف طرز پر ہوئی ہے۔ تبدیلی قوم کا وہی رنگ خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے جس قسم کا وہ خود اختیار کرتی ہے یعنی اگر قوم اسباب تنزل سے پنجہ مارتی ہے تو ادبار قومی نصیب ہوتا ہے اور اگر طریق تقویٰ سے تمسک کرتی ہے تو وہ اسکی ترقی کا زینہ ٹھہرتا ہے۔ پس ترقی یا تنزل کی تہ میں **اصل تبدیلی** کام کرتی ہے۔ اسلیے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ پاک تبدیلی نہ کرے **پاک تبدیلی** نہیں ہو سکتی جب تک ان میں کوئی صاحب کشش اور **صاحب قوت قدسی** وجود موجود نہ ہو + جو اپنی پاک صحبت کی تاثیروں اپنی دعاؤں اور عقد ہمت اپنے پاک نمونہ سے حیرت انگیز تبدیلی کر دیتا ہے۔ یہ ہے اصلاح کا **کامل طریق** جسکو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے تجویز فرمایا ہے۔

جبکہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جبتک کہ وہ پاک تبدیلی نہ کرے اور پاک تبدیلی نہیں ہو سکتی جبتک **صاحب کشش وجود** سے جو خدا تعالےٰ سے سچا تعلق رکھتا ہو اور اسی کی طرف سے اصلاح کے لیے مامور ہوا ہو تعلق نہ ہو ؟ تو پھر اسوقت اصلاح کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے اور یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود سے سچا تعلق ہو۔

اور جب قوم ترقی کرے گی تو اسی ایک راہ سے کیونکہ یہی وہ راہ ہے جسکو خدا نے پسند فرمایا ہے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم کو خطاب کرکے فرماتے ہیں۔

افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے ! اور زمین ضرورۃ ضرورۃ بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے ! اے بد بخت قوم ! اُٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بےعزت کیا گیا وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا وہ ناپاکوں میں لکھا گیا

تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت جوش نہ مارتی

اب سمجھ

کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو انا الموجود کی آواز آئے۔

ایک مرتبہ ہمارے ایک مخالف نے ہمسے کہا کہ تمھارے اور عام مسلمانوں کے درمیان اتنا فرق ہی کافی ہے کہ عام مسلمان آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین سمجھتے ہیں اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب کو بھی نبی مانتے ہو۔ اسپر ہمنے کہا کہ تم نے غلط کہا۔ اصل یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین یقین کرتے ہیں اور تم مسیح ابن مریم کو۔ کیونکہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ نبوۃ کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا اور قرآن شریف ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت اور مستقل نبوت کے دروازے کلی بند ہیں لیکن خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر یہ مانتے ہیں کہ نہیں ! مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کے لیے ایک کھڑکی کھلی ہے۔ اب انکا یہ اعتقاد ہے تو جواب دو۔ کہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبین کے بعد حقیقی نبی آ گیا اور خاتم الکتب قرآن کے بعد مستقل وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہو گیا تو ختم نبوت کیونکر ہوا ؟ کیا نبی کی وحی وحی نبوۃ ہو گی یا کچھ اور۔ یا مسیح منصب نبوت سے معزول ہو کر آئے گا ؟ اس سوال پر ہمارے مخالف کو تو کوئی جواب نہیں آیا + سلیم الفطرت ناظرین بھی غور کریں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین احمدی قوم مانتی ہے یا بدنصیب مخالف !!!

ہمارے ایک محسن مخدوم کے ہاں ایک ریاست کے مشیر اعلیٰ مہمان تھے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اثنائے بیان میں ایک احمدی نے فرمایا کہ جناب مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے میں یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ سے انکار کرنا پڑے گا اور یا یہ کہ مسیح ابن مریم کو منصب نبوت سے معزول ماننا ہو گا۔ اسپر مشیر اعلیٰ نے نہایت متانت اور بخیال خویش پر معنی الفاظ میں فرمایا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی اگر نبی ہی رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہو جاوے تو اس سے اس کی کوئی کسر شان نہیں !

ممکن ہے مشیر اعلیٰ صاحب کے نزدیک کوئی حرج نہ ہو کہ **ایک نبی منصب نبوۃ سے معزول ہو جاوے**

لیکن

اس بات سے ایک خاص امر کا پتا لگتا ہے۔ مسلمانوں میں عام طور پر یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسےٰؑ جب آوینگے تو وہ امتی ہوں گے۔ اور وعظ خوان اس امر کو بڑے زور سے بیان کیا کرتے ہیں اور فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھتے ہیں حقیقت میں یہ بات تو صحیح تھی مگر افسوس کہ دنیا نے اسکو نہ سمجھا حقیقت یہی تھی کہ آنے والا مسیح اسی اُمت کا ایک فرد ہو گا اور اس اُمت میں سے ہی ایک کا مسیح ہو جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علو شان کو ظاہر کرتا ہے لیکن مغز و حقیقت سے ناآشنا لوگوں نے غلطی کھائی اور دو ہزار برس سے مردہ کو (عام اصطلاح کے موافق) قبر سے نکال لائے اور منصب نبوۃ سے معزول کرکے لا بٹھایا

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ایمان کے تازہ رکھنے اور قوۃ معرفۃ و یقین کے بڑھنے کے واسطے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ یہ فیض اور فضل امت محمدیہ صلعم کو حاصل ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور فیض سے اپنے ظرف و استعداد کے موافق حصہ لیتا ہے + جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی سچائی کا زبردست نشان ٹھیرتا ہے + یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک وجود کو حجت ٹھیرایا ہے + جسطرز پر آپ اسلام کو ادیان باطلہ و ملل کاذبہ پر غالب کر رہے ہیں تیرہ سو برس کے اندر اسکی نظیر کم ملے گی + یہ ہم بیشک مانتے ہیں کہ اسلام کے زندہ برکات ہر زمانہ میں جاری رہے ہیں لیکن اسی شان اور شوکت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کا ظہور نہیں ہوا۔ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اسلام کی زندگی کو تسلیم نہیں کرتا

مجرد الہامات کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتے اور نرے الفاظ و فقرات کوئی معرفت اور بصیرت کی نہیں بخش سکتے انکی نسبت یہ فیصلہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے کہ وہ الہامات ربانی ہیں یا القاء خیالی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے سچے ملہمات کا نشان رکھا ہوا ہے کہ اسکے ساتھ اقتداری قوت کے نشانات ہوتے ہیں ان میں پیشگوئیاں اور تحدیاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات واقعی خدا کی طرف سے ہیں کیونکہ وہ غیب کی خبروں پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے ساتھ زبردست نشان ہوتے ہیں جو دوسروں کو نہیں دیے جاتے۔ اگر کوئی خالی الذہن ہو کر غور کرے تو اس اصل سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر غور کرنے والوں کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کی حقانیت معلوم کرنے کے واسطے وہ معیار اور محک استعمال کریں جو سلسلہ نبوۃ کی صداقت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے پس جو شخص منہاج نبوت کو چھوڑ کر کسی اور طریق اور راہ سے اسکو پرکھنا چاہیے گا وہ ناکام رہیگا۔ اور کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔

قرآن کریم نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ فرمایا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَ

الیوم الآخر۔ حقیقت میں یہ آنحضرت صلعم کی عظمت و شان کا اظہار ہے۔ زندگی کی مختلف حالتوں اور صورتوں میں آپکا نمونہ ہونا چھوٹی سی بات نہیں اور وہ نمونہ بھی کامل نمونہ بہترین نمونہ۔

لاریب آپؐ کی زندگی انسان کی شگفتہ اور نشو و نما یافتہ اور کامل مہذب زندگی کے ہر شعبہ کے لیے نمونہ بہم پہونچاتی ہے ایک مصلح (ریفارمر) ایک قوم بنانے والا ایک ملٹری کمانڈر (جنگی سپہ سالار) ایک غیر قوموں سے برتنے کے آداب کی معرفت کا عارف۔ ایک شوہر ایک باپ۔ ایک عظیم الشان دوست۔ ایک لیکچرار۔ ایک محب وطن۔ ایک بنی نوع انسان کا سچا خیر خواہ۔ ایک فیاض و جواد انسان۔ ایک قادر علی الانتقام ہو کر عفو کر دینے والا۔ ایک سلطان ذی شان۔ ایک منقطع الی اللہ درویش۔ غرض تمام اخلاقی شعبوں کا پورا اور کامل نمونہ اور **انک لعلی خلق عظیم** کا سچا مصداق ہے۔ **اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک و سلم**

ہمارے

مخدوم و محترم واجب العزت حضرت **حکیم الامۃ** فرمایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی **لائف** پر بہت غور کرنا چاہیے۔ اور اسے بہت پڑھا کرو۔ لیکن کیا یہ ہماری **التجا** نادا جب ہو سکتی ہے اگر ہم حضرت حکیم الامۃ سے چاہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف شعبوں پر مختلف اوقات میں اپنی **وسیع واقفیت** اور **نکتہ رس** جو اد طبیعت سے ہمیں اور ہمارے ناظرین کو کوئی گرانقدر ہدیہ عطا کریں۔

تاریخی نام کی ضرورت

ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب سمالی لینڈ بربرا سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے وہ اسکا نام تاریخی ۱۳۲۱ھ اور ۱۹۰۴ء کا رکھنا چاہتے ہیں نام ان کے نام کی طرز پر ہو امید ہے کہ ہمارے بھائی فن تاریخ سے مذاق رکھنے والے مندرجہ بالا شرائط کا لحاظ رکھکر بہت جلد تاریخی نام سے اطلاع دیں گے۔

اطلاع

منشی محمد خان صاحب مرحوم کے نام کا اخبار جاری ہو چکا ہے اب کوئی درخواست نہیں آنی چاہیے۔

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ وجلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس سے تو صحابہ کی الوالعزمی انکی فراست صحیحہ اور وحدۃ و یک جہتی کی خواہش صادقہ کا پتا ملتا ہے اور یہ فعل انکا قابل تعریف ثابت ہوتا ہے مگر نادان معترض اسکو بھی اعتراض سے خالی نہیں چھوڑتا۔ سچ ہے۔ ع

عیب نماید ہنرش در نظر

کا معاملہ ہے

پھر قرآن شریف چونکہ حکیم خدا کی کتاب ہے اور وہ انسانی قوی اور انسانی ضرورتوں کے علم پر حاوی ہے اس لیے وہ ایک اصل کو تو قائم رکھتا ہے ضمنی امور کو اس حد تک جہاں تک انسان کی جائز ضروریات کا تعلق ہے چھوڑ دیتا ہے یا یہ کہو کہ وہ کوئی حکم ایسا پیش نہیں کرتا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو اور وہ اسکی تعمیل ہی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ صاف فرمایا **لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا**

مجھے اس موقعہ پر قرآن کریم کی عظمت اور کمال کے سامنے روحمیں ایک وجد محسوس ہوتا ہے اور اسکے منجانب اللہ ہونے پر یہ ہی زبردست دلیل نظر آتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کی ایک بڑی قوم جو آج اپنی دانش اور سمجھ پر اتراتی ہے اپنی ایجادوں اور صنعتوں پر ناز کرتی ہے اپنی ہدایت نامہ کو بکلی چھوڑ بیٹھے ہیں محض اس لیے کہ اسکی تعلیم ناممکن العمل ہے۔ اور وہ ایسی تعلیم ہے جس کے معلم کی نسبت تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ **انسانی قوی** کی حقیقت سے بالکل ناواقف اور ناآشنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کے کسی حصہ اور شعبہ کے لیے انجیل کی ہدایت نہیں مل سکتی۔

ایک شوہر۔ ایک باپ۔ ایک کمانڈر انچیف ایک قاضی اور جج۔ ایک سلطان جلیل القدر۔ ایک منتبل الی اللہ درویش۔ ایک مقنن۔ ایک جواد انسان بتاؤ انجیل سے کیا ہدایتیں لے سکتا ہے ہماری گورنمنٹ مذہباً عیسائی ہے لیکن اگر وہ انجیل کے موافق عملدرآمد کرنا چاہے تو آج پولیس اور فوج کو الگ کرے۔ اور کوئی ہندوستان مانگے تو یہ دوسرے حصے سلطنت کے دینے کو طیار ہو جاوے۔ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے پر عمل شروع ہو تو آج انگلستان کا صفایا ہو جاوے۔ ملک کا امن چین خطرناک حالت میں پڑ جاوے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اسپر عمل نہیں اور عملی طور پر

یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ انجیل ہدایت نامہ نہیں ہے

اور وہ انسانی زندگی کی ضروریات سے ناواقف شخص کے خیالات ہیں۔

غرض

یہ ذکر تو ذوق بیان کی وجہ سے درمیان آگیا میں یہ بیان کرنا چاہتا تھا کہ قرآن شریف چونکہ اللہ علیم و حکیم کی کتاب ہے اس لیے وہ انسانی ضرورتوں اور انکی مجبوریوں کا پورا علم اور فلسفہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہنے کا حکم دیا ہے اور انسان چونکہ متمدن ہے بعض اوقات اسکو مشکلات پیش آجاتے ہیں اور وہ ہر دم اس سرکار میں حاضر رہنے سے معذور ہو سکتا ہے۔ اس لیے معمولی دوری کو انقطاع کلی کا موجب نہیں ہونے دینا چاہیے۔ جس قدر دور رہتا جاتا ہے اسی قدر سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور کثرت استغفار نہ ہو۔ اس لیے انقطاع کلی سے بچانے کے لیے حکم دیا ہے۔

ما کان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ الآیہ

یعنی اہل مدینہ اور اس کے اردگرد رہنے والوں کا یہ کبھی حال نہ ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص کام میں توجہ کریں تو یہ اپنی جگہ سمجھیں یا نہ سمجھیں اس کے خلاف ورزی نہ کریں۔

انسان سہو و ان نہیں	انبیاء و مرسلین کے کام اللہ تعالیٰ کے اشارے اور ایما کے ماتحت ہوتے

ہیں اور ان میں باریک در باریک اسرار اور غوامض ہوتے ہیں موٹی عقل سے دیکھنے والوں کی نظر میں ممکن ہے کہ ایک فعل معتد معلوم نہ ہو لیکن درحقیقت اس میں تمام کار قوم اور ملک کے لیے ہزاروں ہزار مفاد اور بہتریاں ہوتی ہیں تو یہ اسکی حماقت ہوگی اگر اسپر اعتراض کر دے۔

نادان انسان ہر فعل کی علت غائی اور ضرورت کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ اسکے لیے ضروری ہے کہ یہ ہر ایک فعل کی علت غائی ہی سوچتا رہے۔ ایک کیکر کے درخت کو جو اس قدر کانٹے لگائے۔ اور شیشم یا آم کے درخت کو ایک بھی کانٹا نہ لگایا۔ اب اگر ایک احمق اعتراض کرے کہ یہ کیا کیا کیکر کے درخت کو کانٹے کیوں لگائے اور دوسرے کو کیوں نہ لگائے یہ اسکی نادانی ہوگی یا نہیں؟ اسکی مصلحت اور ضرورت کو تو وہی خدا سمجھتا ہے جسے کیکر اور آم کو بنایا کر دوسرا کیوں نکرا سے سمجھو۔ اسی طرح پر انبیاء کے افعال و حرکات جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اللہ تعالیٰ کے خفی و جلی احکام اور اشارات کے ماتحت ہوتے ہیں بعض اوقات ان کے افعال عام نظر میں ایسے دکھائی دیتے جاتے ہیں جو دوسروں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے۔ مگر درحقیقت درست اور صحیح وہی ہوتا ہے اب ایک آدمی دیکھتا ہے کہ بدر کے جنگ میں تین آدمی مخالفوں کی طرف سے نکلے ہیں اور تین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکلے ہیں کوئی کہے کہ تین مقابلہ میں ڈیڑھ کافی تھا آپ نے تین کیوں بھیجے بوجھ کے لیے کافی تھے؟ مگر وہ بڑا ہی احمق اور نادان ہوگا جو کہے کہ یہ کارروائی غلط تھی۔

یاد رکھو

خدا تعالیٰ کی مرسل مخلوق کو اپنی فراست پر قیاس نہیں کر لینا چاہیے۔ اسی لیے فرمایا کہ خیر القرون کی مخلوق کو تخلف جائز نہیں ہے۔ خواہ اس میں مصائب اور مشکلات ہی پیدا ہوں اور ہوتے ہیں مگر جب وہ اپنا کام اسپر مقدم نہ کریں گے تو کیا یہ تکالیف اور مصائب اکارت جائیں گے۔؟ کبھی نہیں! سنو!

ذلک بانھم لا یصیبھم ظمأ ولا نصب ولا مخمصۃ فی سبیل اللہ ولا یطئون موطئاً یغیظ الکفار ولا ینالون من عدو نیلا الا کتب لھم بہ عمل صالح ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سفر میں پیاس لگتی ہے موقع پر پانی نہیں ملتا۔ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے تکان یا تکالیف ہوتی ہے ایسا ہی سفر میں ممکن ہے کہ روٹی نہ ملے یا ملے تو وقت پر نہ ملے اس قسم کی صدہا قسم کی تکلیف ہوتی ہے اس قسم کی تکالیف اور مشکلات اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں اور یا دشمن سے کوئی فائدہ حاصل کرے غرض حضور الٰہی میں انکا ثمرہ ضرور ہوتا ہے اور انکو ذمہ اعمال میں نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ خدا چونکہ شکور خدا ہے وہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

باقی آیندہ

پایونیر اور حضرت مسیح موعودؑ

نمبر ۳

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۹ -

ڈاکٹر آر - این - کسٹ - ایل - ایل ڈی نے برٹش انجمن میں بمقام ایسویچ پادریوں کو مخاطب بنا کے یہ بیان کیا تھا "اگر غیر ممالک کے لوگ انگلستان میں چلے آئیں اور عرب مسلمان ویسٹ منسٹر کے پاس ایک حصہ زمین پر قبضہ کر کے ایک مسجد بنا لیں اور بڑے بڑے منارے بنا کے اللہ اکبر کی صدائیں بلند کریں تو میں تم سے دریافت کرتا ہوں آیا اہل لندن کی کیا کیفیت ہو گی اور وہ انھیں کس نظر سے دیکھیں گے - لوگ دوڑ پڑینگے پولیس دست اندازی کرے گی کہ مہذب سرزمین میں یہ کیا غل مچا رکھا ہے اور ان بیچاروں کا دم بھر میں نیا پانچا کر دینگے - پھر اس انگریز کا کیا علاج ہے جو چین میں جاتا ہے عیسائیت کے پھیلانے کی تدبیر کرتا ہے تو چین میں ایک بلند مقام پر ایک گرجا بناتا ہے اور اس مقدس زمین کو جسکو چینی پرستش کرتے ہیں اسطرح ناپاک کرتا ہے - اگر چینی وقتاً فوقتاً فساد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی شیطانوں سے سخت خطرناک طریقہ سے انتقام لیں تو کیونکر نا زیبا ہوسکتا ہے وہ دول خارجہ کے لوگوں کی موجودگی نہیں چاہتے اور غیر ہمدرد غیر ملکیوں کو اپنے درمیان رہنے دینے کی انھیں مطلق ضرورت نہیں ہے -

مسٹر ٹی - جے اسکاٹ نے ۵ ور جولائی کے پانیر میں ان لوگوں کا جواب دیا تھا جو عیسائیت پر مذکورہ بالا اعتراض کرتے ہیں اور لکھا تھا کہ عیسائیت کے ساتھ ساتھ تمدن اور تہذیب نے ترقی کی ہے - انجیل مقدس ہی نے رومۃ الکبری کو بچا دیا ہے اور یورپ میں اسی سے زندگی پیدا ہوئی ہے" اسحاق جکسن صاحب تحریر فرماتے ہیں جس شخص نے فاضل مصنف لیکی کی تاریخ "ہسٹری آف یورپین مارلز" لارلیس ان ڈی مڈل ایجیز" اور موشیم صاحب کی تاریخ عیسائیت کو دیکھا ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ پادری صاحب مذکور فرماتے ہیں غلط ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ جب رومۃ الکبری میں عیسائیت قائم ہوکے یورپ میں آئی ہے اسوقت اس کی کیا کیفیت تھی - زاہدوں اور راہبوں نے تمام جنگلوں کو اپنے غلیظ صومعوں سے بھر دیا یہ لوگ وحشی جانوروں کی طرح رہتے تھے اور انکے بدن پر چھیچھڑے لگے ہوئے تھے ہزاروں بلکہ لاکھوں راہب کتوں کیطرح کہوں کتے پھرتے تھے اور غریب رعایا کو آسمان کی بادشاہت کی بشارتیں دیتے تھے اور انکو برباد کر رکھا تھا - اس زمانہ میں جبکہ خداوند مسیح کے سچے پیرو موجود تھے اور ان کے پاس انجیل مقدس بھی انھوں نے تمام دنیا کو ذبح کر لٹ پٹ کر دیا - تثلیث کے بلچاٹیکے لیے لاکھوں آدمیوں کا صفایا ہو گیا - وہ لاکھوں آدمی شہید ہوئے جو بیچارے یہی نہیں جانتے تھے کہ خداوند مسیح کون ہے اور آسمانی بادشاہت کہتے کسے ہیں - اسی کم بخت عیسائیت نے پورے چار لاکھ عورتوں اور بچوں کو زندہ جلا دیا اور انپر جادوگری کا الزام لگایا گیا کیونکہ بائبل میں لکھا ہے "جادوگر نیوں کو زندہ نہ چھوڑ - اب ہمیں اپنے زمانہ کی کیفیت دیکھنی چاہیے کہ موجودہ مسیحی مورخ عیسائیت کی نسبت کیا رائے دیتے ہیں اور کفر یعنی اسلام کی نسبت کیا خیال ظاہر کرتے ہیں کیپٹن ٹیلر اسلام کی نسبت جیسے لارڈ سالسبری ایک خاص مگر الوہیت میں مغالطہ رکھنے والا مذہب مید یہ رائے دیتا ہے - جبکہ اسکو ایک حبشی قوم نے قبول کیا ہے بت پرستی - جنات پرستی مخلوق پرستی یعنی جاندار اور غیر جاندار چیزوں کی پرستش - مردم خوری - انسانی قربانی اطفال کشی - جادوگری فوراً دور ہوجاتی ہیں باشندے کپڑے پہننے لگتے ہیں نجاست کی جگہ صفائی ہوجاتی ہے - اور وہ ذاتی شرف اور سلیف ریسپکٹ حاصل کرلیتی ہیں مہمان نوازی ایک مذہبی فرض ہوجاتا ہے اور شراب خوری بہت کم رہجاتی ہے اور جوا متروک ہوجاتا ہے - بیحیائی کے ناچ اور عورت مرد کے ناجائز میل جول بند ہوجاتے ہیں - عورتوں کی پاکدامنی نیک خصلت خیال کیجاتی ہے - محنت کاہلی کی جگہ حاصل کرلیتی ہے ذاتی اختیار کی جگہ قانون دخل کرلیتا ہے انتظام اور پرہیزگاری پھیل جاتی ہے - خاندانی خصومتیں اور جانوروں اور غلاموں پر بیرحمی کا امتناع ہوجاتا ہے - انسانیت اور مہربانی اور یگانگی کا خیال سکھلایا جاتا ہے کثرت ازدواج اور بندہ گری ٹھیک طور سے ترتیب دیجاتی ہے - اور ان کی برائیاں کم کی جاتی ہیں - کل دنیا میں اسلام سب سے زیادہ قوی گروہ شراب نہ پینے والوں کا ہے اور بمقابلہ اُسکے یورپ کی ترقی سے گویا شراب خوری اور گنہگاری کا پھیلاؤ اور اسکی جگہ قوم کا تنزل مراد ہے حالانکہ اسلام کسی کم درجہ کی تہذیب نہیں پھیلاتا جس میں پڑھنے اور لکھنے کا علم - عمدہ لباس پہننا - ذاتی صفائی - راستگوئی اور سلف ریسپکٹ (شرف ذاتی) شامل ہیں اُسکی برائی رکھنی اور تہذیب پھیلانے کے اثر سے غیب ہوگیا -

پھر سر ہنری بارڈ بمقام شوستری بابت یہ لکھتے ہیں - یہ شہر ایران کا ہے اور اسلام میں تیرہ ہزار کی آبادی ہے کل باشندے نہایت خوش و خورم اور صاف رہتے ہیں اس لکھنے کے بعد فاضل مذکور ایک خطرناک جملہ لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "چونکہ یہاں عیسائیت نہیں ہے اسلیے یہ ساری سرسبزی اور صفائی دکھائی دیتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں شراب کی دکانیں نہیں اگر عیسائیت ہوتی تو ضرور مے فروشی ہوتی جب مے فروشی ہوتی تو اس خوشنما شہر کے باشندوں کی سرسبزی مٹ جاتی

افسوس ہم انگریز نہ صرف اپنے ملک اور آبادی کو برباد کرتے ہیں بلکہ جہاں جاتے ہیں بربادی بخش عرق منشی کو اپنے ساتھ لیجاتے ہیں پارک کا متوفی آرک بشپ لکھتا ہے

ہم نے تمام دنیا کو شراب خانہ خراب سے ناپاک کر دیا ہے اور ہم نے دنیا کو بے شمار مددگار بچوں کے آگے بربادی کا ایک پہاڑ بنا کے کھڑا کر دیا ہے - انگلستان کا جن اقوام سے سابقہ پڑا ہے اُنھیں اُسنے قعر ذلت میں پھنسا دیا ہے اور سبکو شراب کا عادی بنا دیا ہے ہم اس قومی بربادی کے الزام سے اپنے کو کبھی نہیں بچا سکتے -

مسٹر چارلس وہٹس کہتے ہیں کہ اس سے ہم نہیں انکار کر سکتے کہ پادریوں کی کوشش کے پیچھے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ نیکی بھی ہے اصل میں انکا منشاء زیادہ تر عیسائی بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ یہ لوگ خاص ایجنسیوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا منشاء کچھ اور ہے اور وہ صرف جہانداری کا سلسلہ ہے جو پادریوں کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے -

کلیفورنیا ایک عمدہ یادگار پادریوں کی فتوحات کی موجود ہے تمام یورپ کے پادریوں کی مشنوں کو میں تعصب و سراسر دھوکا اور جہل مرکب سے بھرا ہوا سمجھتا ہوں اُنکی تاریخ انسانی خونریزیوں سے بھری ہوئی ہے اور ساتھ ہی سراسر بدمعاشیوں سے پُر ہے - انھوں نے ہمیشہ قومی ترقی کے انہدام میں کوشش پیدا کر دیا ہے اور خدا کی مخلوق کے لیے ان پادریوں کی مشن زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہے -

یہ انتخاب پایونیر کا ایک ہی مہینہ کے بعض پرچوں کا ہے اور گو یا پایونیر کا مکمل فائل ٹٹولا جاوے اور اسمیں آزاد منش اور اہل الرائے یورپین اہل قلم کے ان مضامین کی پڑتال کی جاوے جو اُنھوں نے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریک اور ان کی کارستانیوں کے متعلق لکھے ہیں تو شاید صفحوں کے صفحے نکل آئیں - اور ان رسالوں اور کتابوں کو بھی اگر جمع کر لیا جاوے جو یورپ کے آزاد خیال لوگوں نے مشنریوں کے متعلق لکھے ہیں تو ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ کئی سال تک انکا انتخاب الحکم کے سارے صفحوں میں ہفتہ وار دینے سے بھی ختم نہ ہو -

تاہم اس انتخاب میں جو ہم نے پایونیر سے دیا ہے اور خود اس کے کالموں میں یہ فقرات موجود ہیں صاف طور پر ہمارے اس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے کہ اگر کوئی مذہبی تحریک خطرناک اور بری شئے ہے تو وہ صرف صرف عیسائیوں کی مذہبی تحریک ہے - مگر افسوس ہے کہ پایونیر خود عیسائی ہے اور وہ اسے خطرناک نہیں کہہ سکتا! پھر بھی اگر مذہبی تحریک نفس الامر میں بری شئے ہے تو ہمارا پایونیر کی واجب الرحم حالت پر افسوس آتا ہے مذہب حقہ کی تحریک کبھی بری نہیں ہوسکتی بلکہ وہ تو بنی نوع انسان کے لیے ایک رحمت اور سراسر برکت ہوتی ہے - اور جس قدر زور سے وہ تحریک پھیلے اسیقدر ملک میں امن اور تہذیب پھیلتی ہے -

اور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہی غرض اور غایت ہے کہ دنیا کو اس مذہب کے نیچے لانا چاہتا ہے جو وحشی کو انسان اور پھر مہذب اور با اخلاق انسان اور پھر اس سے باخدا انسان بنا سکتا ہے - اگر یہ تحریک خطرناک ہے تو پھر یاد رکھو کہ

دنیا میں کوئی تحریک مفید نہیں

اسقدر ذکر تو مذہبی تحریک کے متعلق تھا اور یہ پایونیر کو معلوم کرا دیا گیا ہے کہ مشنریوں کی مذہبی تحریک سے بڑھ کر کوئی خطرناک تحریک نہیں پس اس کا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان مشنریوں کے سلسلوں کو بند کرائے اور اگر گورنمنٹ یا پایونیر اس میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتے اور نہیں کر سکتے تو اسکی ایک اور بھی راہ ہے - پایونیر خاموشی کے ساتھ دیکھتا رہے کہ عیسائی مذہب کا سنان اگر نیکو ہے اور وہ وقت آتا ہے کہ یورپ کی مہذب دنیا بڑی نیاز مندی کے ساتھ اسلام کی مقدس ہدایتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والی ہیں اور عیسائیت کے اصولوں اور عقائد سے متنفر -

اور جب مغرب میں یہ انقلاب ہو گیا تو پھر ہمارے دراز ریش پادریوں اور مشنریوں کو اپنی صف خود لپیٹنی پڑے گی - اور ضرور لپیٹنی پڑے گی -

باقی آیندہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

آریہ سماج کی موت

گورکل کے لالہ منشی رام نے اپنے اخبار مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۷ پر ایک عجیب بات لکھی ہے جو حقیقت میں واقعات پر مبنی ہے اور جس سے ہم وہ عظیم الشان نتیجہ نکالتے ہیں جو اس نوٹ کے عنوان میں دیا ہے وہ بات یہ ہے کہ مسٹر ہربرٹ سپنسر کی موت کا حال لکھتے ہوئے لالہ صاحب رقمطراز ہیں کہ ایک ہندوستانی شریف نے مسٹر سپنسر کی تعلیم کے لیے انکا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک ہزار پونڈ اُن کی یادگار میں ایک خاص لیکچر کا سلسلہ جاری کرنے کے لیے نذر کیے - اب ہم عصر ایڈووکیٹ لکھنؤ کی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ وہ شریف ہندوستانی پنڈت شیام جی کرشن ورما تھے اور آگے چلکر کہا ہے کہ کہاں وہ زمانہ کہ شری سوامی جی دیانند جی مہاراج کی کرپا سے پنڈت شیام جی کرشن معمولی حالت سے سنسکرت کے فاضل بنے ولایت جاتے ہوئے اپنے گرو سے رخصت ہونے آئے اور کہاں یہ زمانہ ہے کہ پنڈت شیام جی آریہ سماج کے لیے بیگانہ اجنبی بن گئے -

یہ واقعہ آریوں کی خاص توجہ کے لائق ہے

ہماری رائے میں اصلی باعث ایسے واقعات کا یہ ہے کہ آریہ سماج کے اندر مقناطیسی طاقت سے اپنی طرف اعلیٰ دماغ آدمیوں کو اپنی طرف کھینچنے والی کوئی زبردست آتمک (روحانی) شخصیت موجود نہیں۔

جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے یہ خاص توجہ کے قابل ہیں - کیا اس فقرہ سے صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ آریہ سماج میں **روحانی کشش** والا جزو موجود نہیں ہے ؟ یقیناً صاف لفظوں میں اسکے یہی معنی ہیں - اور جب کوئی صاحب کشش موجود نہیں پھر آریہ سماج کی موت میں کیا شبہ باقی ہے کسی قوم اور مذہب کی زندگی کی اصل روح وہی **پاک وجود** ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے ایک **جذب** اور **کشش** کی قوت لیکر آتا ہے وہ اپنی مقناطیسی قوت اور کشش سے سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے پھر اپنے پاک انفاس سے ان میں قوت قدسی کی شمیم پیدا کرتا ہے جس سے ان میں سعادت اور رشد کی قوتیں نشوونما پانے لگتی ہیں - اسوقت دنیا کے تمام مذاہب اس اصل زندگی کی بنا پر مر چکے ہیں بجز **اسلام** جس میں خدا کا برگزیدہ **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی **روحانی کشش** کے اعلیٰ نمونے دکھلانے کو موجود ہے جسنے صرف صرف اسی ایک پہلو سے (علاوہ دلائل و براہین ساطعہ کے)

کل ملتوں کو ہلاک کر دیا ہے اور اسلام کو سب ادیان پر غالب کر دکھایا ہے اور کوئی نہیں جو اس کے مقابلہ کے لیے آسمانی انوار و برکات اور اپنے مذہب کے زندہ نشانات کا ثبوت دینے کو نکلے - پس اے **احمدی قوم!** تجھے مبارک ہو کہ تیرا **امام** وہ **لا نظیر** حسن ہے کہ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے دنیا کی ساری ملتیں ہلاک ہو گئی ہیں اور خود اب وہ بھی پکار اٹھی ہیں کہ ہم میں کوئی روحانی کشش والا پاک وجود نہیں - کیا اب بھی کوئی منکر رہے گا کہ

مسیح موعود کے پاک وجود نے اسلام کو کل دینوں پر غالب کر دیا ہے؟

اللھم ایّد الاسلام بالامام الحکم العادل

بلبلا مژدہ بہار بیار فرانس میں ایک مسودہ پیش ہے یعنی ایک قانون طیار ہونے والا ہے کہ کسی مذہبی جماعت کو کسی قسم کی مذہبی تعلیم کی اجازت نہ ہوگی ان واقعات سے کیا سبق ملتا ہے ؟ یورپ کی حالت کا کیسا پتہ لگتا ہے ؟ یورپ جو بخیال (فاسد) خویش تہذیب اور شائستگی کا سرچشمہ بنا بیٹھا ہے اسکی یہ حالت ہو رہی ہے کہ مذہبی تعلیم کو قانوناً روکنے کے واسطے فرانس کی سلطنت کوشش کر رہی ہے کیسا زمانہ ہے مذہب کی اشاعت مذہبی اصولوں کی پابندی بجا لیکہ انسانیت کو پیدا کرنے والی اور تہذیب و شائستگی کے پھیلانے والی ہے قانوناً روکی جا رہی ہے - جب دنیا کی حالت اس درجہ پر پہونچ چکی ہے تو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ مغربی قوموں میں حق کی اشاعت کے لیے اور اسلام کی خوبیاں ذہن نشین کرنیکے لیے **خدا کا مامور** دنیا میں آتا ؟ ضرور تھا کہ وہ آتا اور وہ **مسیح موعود ہی ہوتا** کیونکہ اس کی روحانیت اسوقت جوش میں ہے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے لیے کیسی خوش کن اور مبارک خبر ہے کہ جیسے دجّال کے پگھل جانے کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کیا اب وہ وقت نہیں آگیا کہ اسطرح پر دجّال پگھل جاوے - یہ مسیح موعود کی توجہ کاملہ کا اثر ہے کہ ممالک یورپ کے لوگ کسی نہ کسی رنگ میں عیسویت کو خیرباد کہہ رہے ہیں **ایسے قوانین کی ضرورت** دراصل عیسائی مذہب ہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ اس سے انسان کی اخلاقی اور روحانی اور ذہنی ترقیاں مسدود ہوتی ہیں - پھر اگر اس طرح پر مذہبی تعلیم کو نہ روکا جاوے تو کیا کیا جاوے یہ ساری باتیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کامیابی کی بشارتیں ہیں جو مغرب سے آ رہی ہیں اور اب وہ وقت قریب ہے کہ **آفتاب مغرب سے طلوع** ہو اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے

الامراض تشاع و النفوس تضاع -	خدا کے جری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو عرصہ سے یہ

وحی ہو چکی ہے اور اس کا ثبوت دنیا کے مختلف حصوں کے حالات سے اطلاع رکھنے پر کافی مل رہا ہے حال میں شکاگو کے ایک تھیٹر میں تماشے کے موقع پر آگ لگی ۱۳۰۰ کے قریب تماشائی تھے جو اس رستخیز میں بیتابانہ دروازہ کیطرف دوڑے اور لڑ بھڑ کر نکلنے کی کوشش میں پامال ہو گئے - عجیب افراتفری پڑی ہوئی تھی الامان ! ۵۶۴ - اموات اور ۵۰ مجروحین کا اندازہ ہوا جنمیں سے بلحاظ جان بلب تھے عورتیں اور بچے بہت ضائع ہوئے سیڑھیوں کے نیچے لاشوں کا انبار لگ گیا اوپر تلے ۱۲-۱۲- نعشوں کے ڈھیر لگے دیکھے گئے شور و غل سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی آگ سے بدرجہا زیادہ نقصان بھاگ دوڑ سے پہونچا - امداد کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں - مقتولین آتش زدگی کی تدفین تین دن تک ہوتی رہی - شہر بھر ماتم زدہ سیاہ پوش ہے تمام پبلک مقامات اور دوکانیں بند ہیں مجلس تحقیقات آتشزدگی کی رپورٹ پر ۱۹ تماشہ گھر بند کر دیے گئے - **وقنا ربنا عذاب النار**

مختون آریہ اور مختون عیسائی	نورانشان لودھیانہ میں ایک مختون

عیسائی نے مختون آریہ سنت شدہ برہمچاری عبد الغفور بی اے - کے متعلق مندرجہ ذیل تحریر شائع کی ہے جس میں بالآخر اس سے خواہش کی ہے کہ وہ عیسائیوں سے ملکر اپنی تسلی کرے - ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسیحیوں کے پاس تسلی کی کیا راہ ہے **ملعون** کے ساتھ ملکر **لعنت** کے سوا کیا مل سکتا ہے ؟ ہاں اگر عیسائی باش و ہرچہ خواہی کن کا سبز باغ اسے دکھاتا ہے تو یہ جدا امر ہے - مختون آریہ نے **نیوگ** کے متعلق جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ میں اسکو اسٹڈی کر رہا ہوں کیا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ تجربہ کر رہے ہیں یا سرے سے نیوگ کے متعلق کوئی رائے ہی قائم نہیں کی خوب ! آریہ بننے کو تو بہت جلد طیار ہو گئے مگر ابھی مسائل سے پوری واقفیت کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی - چہ خوش !

وہ مراسلت یہ ہے -

اس مختون آریہ نے ۱۱۶ - اعتراض قرآن کی تعلیم پر کیے ہیں - سو اُن کا جواب مسلمانوں کے ذمہ ہے - سنا ہے کہ مولوی نور الدین بھیروی لکھ رہے ہیں - مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس کا جواب ترک اسلام شائع کر دیا ہے جنکی قیمت ۱؎ ہے) مجھے صرف ایک بات انکی نسبت کہنی ہے جو کہ دیباچہ کے صفحہ ۹ میں لکھی ہے

یہ مختون برہمچاری تحریر فرماتے ہیں " کہ میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے نچلے درجہ میں پایا - بائبل اور عیسائیت کو اس سے اوپر اور کئی درجہ اوپر اور بہتر پایا - میں عیسائیت کو قبول کر لیتا - اگر عیسائیت کی دو تثلیثیں معہ چند دیگر واہیات کے میرے راستے میں روک نہ بنتیں "

لاریب تثلیث کا مسئلہ ایک سخت ابلہ فریب ہے تاہم کروڑہا لوگ مانتے ہیں جنکی آنکھیں خدا نے کھولی ہیں - مگر افسوس ہے کہ بلا تحقیق و تفتیش مختون برہمچاری نے اُسکو رد کیا - محققوں کا یہ کام نہ تھا کیا انھوں نے کسی مسیحی مشنری یا کسی ایسے مسیحی سے جو محمدیوں سے مسیحی ہوا ہے اسکی بابت دریافت کیا - سخت افسوس ہے - کہ بلا تحقیق انھوں نے اسلام کو چھوڑا ایسے زود باش شخص پر نامختون آریوں کو فخر ہو تو ہو - کیونکہ ملاقات کے وقت جب میں نے اُن سے دریافت کیا - کہ تناسخ اور نیوگ کی بابت آپ کی کیا رائے ہے تو جواب دیا - کہ ابھی میں اسکی اسٹڈی کر رہا ہوں - میں نے عرض کی - کہ پھر تو بہت دانائی آپ نے نہیں کی - کہ بغیر کامل تسلی کے آپ نے اسلام کو خیرباد کہکر آریہ دھرم قبول کیا - اسلام میں کیا نقص پایا - جواب دیا کہ گوشت خوری - ان کی لیاقت پر مجھے ایک **لطیفہ** یاد آیا جو ناظرین کے مذاق کی خاطر لکھتا ہوں - جو حسب حال مختون برہمچاری کے ہے

لطیفہ ایک جولاہا رات کو کسی ساہوکار کے گھر چوری کو گیا اسباب کی گٹھڑی باندھ کر دیوار پر جو کودنے لگا تو گٹھڑی اندر گر گئی اور آپ دیوار کے باہر گر گیا اور بھاگ گیا - صبحکو پولیس اور لوگ اکٹھے ہو گئے کسیکو پتہ نہ لگے کہ چور کس راستہ آیا اور کیونکر گٹھڑی چھوڑ کر چلا گیا - چور جولاہے نے دیکھا کہ لوگ کس قدر حیران ہیں تو کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ چور اس راستہ سے اندر کودا اور اسباب نکالکر باہر صحن میں گٹھڑی باندھی - اور اس راستہ دیوار پر چڑھا جوں باہر کودنے لگا تو گٹھڑی اندر اور میں باہر - بعینہ یہی حال اس مختون آریہ برہمچاری کا ہے - مجھے تو ان کے حال پر سخت افسوس ہے کہ گڑھے سے نکلکر کنوئیں میں گر گیا - کاش کہ اب بھی مسیحیوں سے ملکر اپنی تسلی کرے - اگر تسلی نہ ہو سکے تو پھر وہ بری الذمہ ہوں گے تحقیق تو فرض ہے

تفسیر القرآن

کا ماہواری نمبر جنوری ۱۹۰۱ء سے ان شاء اللہ العزیز شائع ہونا شروع ہوگا جو الحکم کے ۴ نمبر کے ساتھ روانہ ہوگا - اور جلد ۲ کا پہلا نمبر قرار دیا جائے گا

ہم اور ہمارے ناظرین

اس عنوان کے نیچے ہم اپنے ناظرین کے متعلق اہم اور قابل اشاعت امور کا تذکرہ کیا کرینگے - ایڈیٹر

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں طیار بیٹھے ہیں

ایک قابل قدر دوست اُٹھ گیا

ہمارے ناظرین **نواب عماد الملک فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ سابق ہوم سکرٹری حیدر آباد دکن** کے نام سے عموماً واقف ہونگے آج ہم آپ کے انتقال کی افسوسناک خبر ناظرین الحکم کو سناتے ہیں جو ۱۳ر جنوری ۱۹۰۶ء بمقام لکھنؤ ہوا۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**۔

نواب صاحب موصوف کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے پورا تعلق اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلی محبت تھی۔ آپ دسمبر ۱۹۰۵ء میں کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہونے سے پہلے دارالامان تشریف لائے تھے اور ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کو شرف نیاز کا پہلا موقع ملا۔ نواب صاحب جیسے انسان کا جس نے اس زمانہ کی مہذب سوسائٹی میں نشو ونما پایا ہو اور انگریزی طرز معاشرت اور طریق بود و باش اختیار کر رکھا ہو۔ قادیان جیسے مقام پر سفر کی صعوبتیں اور کوفتیں اٹھا کر پہونچے بجز زبردست کشش اور اخلاص کے نہیں ہو سکتا + جن دنوں نواب صاحب آئے بارش کیوجہ سے راستہ اور بھی خراب ہو گیا تھا غرض ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت حجۃ اللہ سے آپ ملے اور حضرت اقدس نے ان کے حسب حال ایک زندگی بخش تقریر فرمائی جو الحکم نمبر ۴ جلد ۵ میں شائع ہوئی ہے ہم چاہتے تھے کہ مرحوم و مغفور کے اس تذکرہ کے ساتھ اس تقریر کو درج کریں مگر فی الحال ہم اسے ملتوی کرتے ہیں

نواب صاحب کو حضرت حجۃ اللہ کی شناخت کی توفیق کیسے ملی ؟ یہ ایک عجیب راز ہے جس سے ہم اپنے ناظرین کو واقف کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

نواب صاحب موصوف سے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو جب بمقام قادیان گفتگو کا موقع ملا اور آپکے یہاں آنے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے فرمایا کہ **پایونیر** میں جب **بشپ صاحب لاہوری** کے نام ایک چٹھی شائع ہوئی اور اسکو میں نے پڑھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ **کوئی معمولی** اور **زمینی انسان** نہیں ہوسکتا۔ جو اس قسم کی تحدی کر رہا ہے اور فوق العادت دعوت کر رہا ہے - اس نے **اسلام کے کمال** اور حسن کے اظہار کا وہ طریق اختیار کیا ہے جسکو کوئی آدمی خواہ کتنا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو اختیار نہیں کرسکتا مگر وہ جسکو براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق شدید ہو + پھر یہ معلوم کرکے انکی ایمانی قوۃ اور بھی بڑھی کہ جس شخص کے معتقدین میں بڑے بڑے جلیل القدر فاضلوں اور لائق تعلیم یافتوں کے نام ہیں وہ صاحب کشش **انسان** ہوسکتا ہے - یہ باتیں انکو اس سلسلہ کی طرف متوجہ کر رہی تھیں کہ اتفاق سے انکو **سیرۃ مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام مرتبہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

نواب صاحب فرماتے تھے کہ اس کتاب کو پڑھ کر میں **ایسے شخص کے دیکھنے کے واسطے بیاختیار ہی تو ہو گیا**۔ اور اندر ہی اندر یہ جوش پیدا ہوتا گیا کہ اس پاک **وجود** کی زیارت سے ضرور مستفید ہونا چاہیے حقیقت میں یہ شخص مفتری اور کاذب نہیں کوئی بات اگر ہماری سمجھ میں نہ آوے تو یہ جدا امر ہے لیکن اس کے سچے ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا غرض سیرۃ مسیح موعود پڑھ کر انھوں نے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے خط وکتابت کی اور لکھنؤ میں جہاں وہ پریکٹس کرتے تھے حضرت اقدس کے کسی مرید کا پتہ پوچھا - اور اس تقریب سے ان کو حافظ ڈاکٹر خلیفہ **رشید الدین صاحب** اسسٹنٹ سرجن سے جو لاہور مشہور و معروف خاندان کے ایک درخشندہ گوہر ہیں ملاقات ہوئی - ڈاکٹر صاحب کے اخلاق پسندیدہ اور اطوار حمیدہ نے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اور بھی گرویدہ کر دیا۔ اور پھر انکو الحکم کے پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہا جو ان کے اس شوق کو بڑھاتا رہا - اور وہ کسی موقعہ کی تلاش میں رہے اور آخر دسمبر ۱۹۰۵ء کو دارالامان آئے اور جو کچھ انھوں نے سنا یا پڑھا تھا اور اس سے جسقدر جوش اور محبت پیدا ہوئی تھی اُس سے کہیں زیادہ یہاں پہونچکر فائدہ اُٹھایا - ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء کی تقریر کے بعد آپ کو کوئی شبہ باقی نہیں رہا تھا۔

سید عبد اللہ صاحب بغدادی اور صاحبزادہ سراج الحق صاحب سے انکی ملاقات ہوئی تو وہ سید عبد اللہ صاحب سے یہ سُنکر بہت خوش ہوئے کہ مذہب شیعہ ترک کرکے احمدی مذہب اختیار کیا - پھر سراج الحق صاحب کہتے ہیں کہ سید عبد اللہ صاحب نے نواب صاحب مرحوم سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت اقدس کو کیسا پایا تو نواب صاحب نے عربی زبان میں کہا کہ یہ نبیوں جیسا اور اس کا کلام نبیوں جیسا ہے اور بیشک وہ صادق ہے - راست باز ہے۔

چونکہ کانفرنس میں شریک ہونا تھا اس لیے جلد تشریف لے گئے - اور پھر دارالامان آنے کے واسطے تڑپتے رہے اور بار بار تلاش موقع میں رہے مگر افسوس کہ وہ یہ آرزو دل ہی میں لے گئے +

نواب صاحب موصوف کی ارادت اور عقیدت سلسلہ کے ساتھ بہت بڑھ گئی تھی دارالامان کی قومی ضرورتوں میں باضابطہ حصہ لیتے تھے الحکم کے ساتھ ان کو محبت تھی اور تفسیر القرآن مرتبہ خاکسار ایڈیٹر کے ساتھ بھی انکو بڑا عشق تھا - تفسیر القرآن کے متعلق ان کے عجیب عجیب شوق سے بھرے ہوئے خطوط آتے تھے اور انھوں نے اپنے صوبہ کے ایک وزن سے زیادہ معزز اور بارسوخ لوگوں میں الحکم اور تفسیر القرآن کی اشاعت کی ہے - جزاہ اللہ احسن الجزا۔

غرض

مرنے والا اس سلسلہ کی محبت اور عقیدت میں فوت ہوا - آپ کی بیماری کے دنوں میں بھی دعا کے لیے خط پہونچا - مسٹر مہدی حسن صاحبہ نے بھی لکھا لیکن ان کا وقت آپہونچا تھا اور وہ رخصت ہوئے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ **امام الزمان** کی شناخت کرکے مرے + چونکہ سب کے لیے یہ راہ درپیش ہے اس لیے اس سے کوئی چارہ نہیں اب مہدی حسن کے انتقال سے کچھ شک نہیں کہ ان کے دوستوں کا قابل قدر دوست اُٹھ گیا ان کے خاندان کا گرامی قدر ممبر جاتا رہا مسز مہدی حسن بیوہ ہو گئیں لیکن خدا کی مشیت یہی تھی اور ایسے وقت مشیت اللہ سے راضی ہو جانے والے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے مستحق ہو جاتے ہیں - پس بجز اسکو اور یہاں کیا مناسب ہو کہ رضا بالقضا کا نمونہ دکھائیں۔ ہم مسز مہدی حسن اور ان کے خاندان کے دوسرے ممبروں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ وہ بھی اس پاک سلسلہ سے اپنا پیوند جوڑ کر اپنی روحانی بہتری اور دائمی خوشحالی کی فکر کریں۔ اور جو تکمیل نواب صاحب مرحوم و مغفور نہیں کرسکے وہ پوری کریں - کیونکہ ان کو موقع اور وقت ہے - آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین

پایونیر میں مندرجہ ذیل نوٹ [illegible] کے متعلق شائع ہوا ہے۔

نواب مہدی حسن فتح نواز جنگ صاحب کے انتقال پر ملال جو ۱۳ر تاریخ مقام لکھنؤ میں ہوا جسقدر بھی افسوس کیا جائے تھوڑا ہے آپ صرف تین ہفتے بیمار رہے تھے - اور مرض خون میں زہریلے مادہ کا زیادہ ہونا تشخیص کیا گیا تھا - نواب صاحب مرحوم اپنے حیدر آباد کے تعلقات کی وجہ سے جہاں انھوں نے سرسالار جنگ ثانی کے پر آشوب زمانہ کے بعد نہایت حسن لیاقت سے کام انجام دیا ہمیشہ یادگار رہیں گے حیدر آباد میں سب سے اول آپ چیف جسٹس مقرر ہوئے جس کے لیے کیا بلحاظ اپنی انگریزی قابلیت اور کیا بلحاظ قانونی واقفیت وہ نہایت ہی مناسب تھے - جس زمانہ میں مرحوم چیف جسٹس تھے سردار عبد الحق کی برخاستگی کا جھگڑا پیدا ہو گیا - جس میں شمال و مغربی جماعۃ نے حیدر آباد میں وزیر اعظم سر آسمان جاہ کو اپنا موافق بنا رکھا تھا - اس جماعت کے گروہ مہدی علی (نواب محسن الملک) مشتاق حسین اور مہدی حسن تھے - اور اس جماعت کی کامیابی کو چیف جسٹس مہدی حسن مرحوم ہوم سکرٹری مقرر ہو گئے مگر اس کے بعد جب نواب سرور جنگ کا زمانہ آیا اور انھوں نے نظام دکن کے مزاج میں پورا رسوخ پیدا کر لیا - تو نواب مہدی حسن کی حالت [illegible] مرحوم نے سرور جنگ کے [illegible] کی کوششوں میں خود بھی نقصان اُٹھایا اور نواب سرور جنگ کی علیحدگی کے ساتھ ہی ریاست سے علیحدہ کر دیے گئے ریاست سے علیحدگی کے بعد مرحوم نے اپنے دوست محسن الملک کی طرح اپنے وطن میں پرائیویٹ زندگی بسر کرنی شروع کر دی - مگر اس زندگی میں بھی ہمیشہ پبلک کا مور میں دلچسپی ظاہر کرتے رہے - اور اکثر بذریعہ انگریزی اخبارات مثل پانیر اور ٹائمس کے اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے تھے۔

لارڈ سٹینلے عرف عبد الرحمن

لارڈ سٹینلے آف الڈرلی عرف عبد الرحمن کی وفات پر تمام ہندوستان اور انگلستان کے اخبارات متاسف پائے جاتے ہیں - دنیا میں پہلے مسلمان پیر (P E E R) یعنی خاندانی نواب تھے یہ صاحب گو اپنے دوسرے رشتہ داروں کی طرح رومن کیتھلک چرچ کے پیرو تھے مگر قسطنطنیہ میں چند روزہ بود و باش سے مسلمان سوسائٹی کے ساتھ تعلق رکھنے سے ان پر اسلام کا ایسا عمدہ اثر پڑا کہ وہیں عیسائیت کو ترک کرکے مذہب اسلام قبول کیا جس کے بعد ان کا نام عبد الرحمن رکھا گیا - لنڈن کا اخبار مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ مرحوم گو مسلمان تھا لیکن اسکی فیاضی ایسی وسیع د عام تھی کہ پادری صاحبان جو بارہا اسکی اراضیات سے فائدہ اُٹھا چکے ہیں - اُسے عرصہ دراز تک شکر گذاری کے ساتھ یاد رکھیں گے - جو بات لارڈ مرحوم مسلمانوں کے علاوہ جمیع ہندوستانیوں کی نظر میں بھی وقیع اور معزز ٹھہرانی ہے - وہ اسکی ہمدردی اور دلسوزی ہے کہ جو وہ ہمیشہ ہم آفند لارڈز

...ہندوستانی معاملات میں ظاہر کیا کرتے تھے ... فنڈ ہند میں لارڈ کرزن کی وساطت ... ایک معقول رقم عطا فرمائی ۔ اور ایک سو ... پاس پونڈ کا چیک ایک دوست کی معرفت ... غرض سے روانہ فرمایا کہ اس کا دو تہائی حصہ مظلوم کانسٹبل نرسنگ سنگ کو جو مقدمہ میں جکڑا ہوا تھا ۔ اور باقی ایک تہائی اورنیشیو کی رفاہ عام کام میں دیا جائے ۔ محمڈن یونیورسٹی کے فنڈ میں بھی چندہ دیا تھا ۔ لندن میں پین اسلامک سوسائٹی ۔ کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن ۔ اور ایم ۔ اے او سی ایسوسی ایشن نے اس واجب التعظیم شخص کی وفات پر اظہار ہمدردی کے تار لیڈی سٹینلے کے نام بھیجے اور ۲۶ دسمبر ۱۹۰۳ء بروز منگل ۸ بجے صبح رضا آفندی امام سفارت ترکی نے حمید بے ترکی سفیر کی موجودگی میں رسوم تجہیز وتکفین ٹھیک شرائع اسلام کے مطابق ادا کیں ۔ جیسا کہ لارڈ مرحوم نے اپنے آخری وصیت میں خاص طور پر خواہش ظاہر کی تھی ۔ پین اسلامک سوسائٹی کے ممبر رسوم تجہیز وتکفین میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر چونکہ صاحب سکرٹری کو تدفین کی اطلاع بعد از وقت لگی ... مسلمان ممبر جمع ہوئے ۔ اور غائبانہ ...

... بھیڑئیے کی کرتوت

تناولی میں چند مشنریوں نے ایک گڈریے کی ۱۶ سالہ دختر کو جبراً چھین لیا غریب گڈریا انصاف کا خواہاں بہت عرصہ تک عدالتوں میں مارا مارا پھرتا رہا مگر کسی نے اسکی داد فریاد نہ سنی آخر اسنے تنگ آکر خود زور بازو سے لڑکی کو مشنریوں کے بیرحم پنجوں سے چھڑا لیا ۔ جس پر تمام مشنری آمادۂ فساد ہوگئے اور جب غریب گڈریے نے اپنے ڈیفنس میں ہاتھ اٹھائے تو اسکو بطور ایک مجرم کے جیل خانہ کا منہ دیکھنا پڑا ۔ گو ہائیکورٹ سے رہا ہوگیا مگر یہ رہائی ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے مقابلہ میں جو اسے برداشت کرنی پڑیں ہیچ ہے ۔

(ایڈیٹر ۔ شاباش ! یسوع ناصری کے نیاوا ! شاباش ! ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری اور پہاڑی وعظ کی منادی کرنے والو ! شاباش !!! عیسائی ضرور بنایا جاوے خواہ انصاف تہذیب اور قوانین مذہب وملک کی کتنی ہی بیحرمتی ہوں نہ ہو ؟)

...

البشیر ایک چونکا دینے والی خبر دیتا ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلبا دیگر چرچ مشن کا بہت بڑا اثر ہے تا ہم طلباء سے بھجن گوائے جاتے ہیں اگر ٹرسٹیوں نے ... بہادرنے انتظام نہ کیا تو آئیندہ ہفتہ تک ... حال کھول دینگے ۔ !

(ایڈیٹر ۔ اس راز کا افشا تو ازبس ضروری ہے تاکہ معلوم ہو کہ علیگڈھ کالج میں کیا ہو رہا ہے ۔)

ایک بشپ کی درگت

ناگپور کے بشپ صاحب جو چھوٹا ناگپور کے بشپ ہیں حال ہی میں چار عیسائیوں کو لیکر ایک گاؤں میں وعظ کرنے گئے ۔ مگر عیسائیوں نے دیہاتیوں کی ناراضگی دیکھکر بائسکل پر سوار ہوکر گاؤں سے باہر ہوجانے لگے کہ چند باشندگان نے بشپ صاحب کو بائسکل پر سے گرا کر لاٹھیوں سے ضرب مارا سر اور بازوؤں پر سخت زخم آئے ۔

(ایڈیٹر ۔ دیہاتیوں کا سر تو پھرا نہیں تھا آخر کوئی امر اشتعال بخش پیش آیا ہی ہوگا یا انھوں نے تجربہ کرنا چاہا ہوگا کہ یسوع کی تعلیم پر کہانتک عمل کرتے ہیں)

دنیاء اسلام کی خبریں

جرائد کا انتخاب

مستعفی وزیر اعظم ایران کے خلاف جو فتویٰ مجتہدان ایران کی طرف سے کفر کا لگایا گیا ہے وہ صرف اس لیے ہے کہ ان کا تعلق شاید فرقہ بابی کے ساتھ ہے ۔ قطع نظر اس کے کہ ایسا وزیر خطیر ایران کو ملنا محال ہے یہ لائق وزیر یورپ کی چالبازیوں کو خوب سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ دولت ایران اور دولت عثمانیہ میں اتفاق قائم رہے اسکی علحدگی ایران کے حق میں نہایت مضر ہے اگر ایران بہت جلد آکر واپس نہ لے تو اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا ۔ افسوس کہ ہرجگہ مذہبی مقتدا ہی کام خراب کرتے ہیں ۔ (روزانہ پیسہ بحوالہ الراوی)

(اس خبر کا آخری حصہ بڑی وضاحت کے ساتھ اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ کل ممالک اسلامیہ کے مقتداؤں کی حالت بگڑ رہی ہے پھر ایسی حالت میں یہ کہنا کہ کسی ایسے امام کی ضرورت نہیں جو خدا سے تائید پاکر آئے سخت غلطی اور نادانی ہے ۔ ایڈیٹر)

مصر کے مفتی اعظم شیخ محمد عبدہ کی واپسی یورپ پر بہت سے قصائد تہنیت کے لکھے گئے مگر خصوصاً شیخ عبدالحلیم ازہری کا قصیدہ قابل تعریف ہے اس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے

> وما المجد الا الاتباع لشرعنا
> وما الشرع الا ما به الناس تہتدی

واقعی انسان کے لیے سب سے بڑی فضیلت یہ ہوسکتی ہے کہ وہ مذہب حقہ کا پابند ہو اور مذہب حقہ کی فضیلت یہ ہے کہ لوگ ہدایت پائیں

(ایڈیٹر ۔ اسلام کے کمالات اور خوبیوں کے اظہار کا اسوقت اکیلا ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی کی پاک ذات ہے کیونکہ وہ کامل نمونہ اسلام کی پاک ہدایتوں کی اتباع کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج اس سے افضل انسان دنیا میں نہیں ہے ۔)

کابل میں اس خبر کو تازہ کیا گیا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان ہندوستان تشریف لائینگے لیکن ہز ہائینس نے اس امر کا اپنے کسی دربار میں بھی ذکر نہیں کیا اور اس خبر کی تصدیق سرکاری طور پر بھی نہیں ہوئی جبتک اس قسم کی خبریں موصول نہوں کہ سامان باربرداری وغیرہ کابل سے ڈاکہ کو آرہا ہے اسوقت تک امیر صاحب کے ہندوستان آنے کا یقین نہیں ہے ۔

مصری مسلمان جس قدر روپیہ سیونگ بنک میں جمع کراتے ہیں اسپر سود نہیں لیتے اسلیے گورنمنٹ مصر نے خدیو معظم کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ سیونگ بنک کی امانتی رقوم کو تجارت میں لگا دیا جاوے اور ہر سال جسقدر منافع ہو وہ شرکا پر تقسیم کیا جاوے تو پھر غالبا کسیکو اس منافع لینے میں انکار نہ ہوگا ۔ مگر خدیو معظم اس سے کوئی بہتر عمل تجویز سوچنے کی فکر میں ہیں

نواح کابل سے گرانی غلہ کی شکایت آئی ہے امیر صاحب نے کوتوال کے نام حکم جاری کیا ہے کہ جسطرح ہو غربا کی مدد کریں ۔

(یہ دوسری آفت ہے جو اخوندزادہ عبد اللطیف کی شہادت کے بعد کابل پر آنے والی ہے ۔ ایڈیٹر)

ابوالعلاء اور عمر خیام

عرب کا مشہور فلاسفر اور شاعر "ابوالعلا" جس کا نام ابتک گمنامی کی حالت میں تھا ۔ اب اسے روشنی پر لایا گیا ہے ۔ ابوالعلا سے تھوڑی ہی مدت بعد "عمر خیام" مشہور فارسی شاعر پیدا ہوا جس نے اپنے اشعار میں ابوالعلا کا ڈھنگ اختیار کیا ۔ اور اس نے ایسی شہرت حاصل کی کہ یورپ اس کی باتوں کو از حد قیمتی جانتا ہے اور کئی زبانوں میں اس کے اشعار کا ترجمہ کیا گیا ۔ حال میں ملک شام کے ایک مشہور ادیب اور شاعر امین آفندی جو آجکل ممالک متحدہ امریکہ میں اقامت پذیر ہے یہ محسوس کرکے کہ جو عزت آجکل یورپ میں عمر خیام کی ہو رہی ہے ۔ اس کا اصلی مستحق "ابوالعلا" ہے کیونکہ عمر خیام نے فقط اس کے خیالات کو عربی سے فارسی میں ادا کیا ہے ورنہ ساری فضیلت ابوالعلا کو ہے ۔ ابو العلا کے اشعار کو انگریزی نظم میں ترجمہ کرنا شروع کیا ہے ۔ چنانچہ ایک حصہ کا ترجمہ چھپ بھی گیا ہے ۔ جسے دیکھکر مترجم کی اعلی لیاقت اور قابلیت کی داد بیساختہ دینی پڑتی ہے کہ اس نے کسطرح سے عربی نظم کو انگریزی نظم میں ادا کیا ہے ۔ معانی اور مدعا میں ذرا بھی فرق نہ آنے دیا ۔ بلکہ اکثر مقامات پر ترتیب بھی وہی رہی ہے ۔ بطور نمونہ اسجگہ ناظرین کی تفریح کے لیے اس عربی کی ایک رباعی مع ترجمہ انگریزی ذیل میں درج کی جاتی ہے جس سے باقی کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے

> والحمد والکبر ضدان اتفا قھما
> مثل اتفاق فتاء السن والکبر
> یجن تناقض ھذا من تزاید ذا
> واللیل ان طال غال الیوم بالقصر

Virtue and pride cannot each other greet.
As youth and age themselves can never meet.
When this one grows, the other shrinks and when,
The night is long, the day is not complete.

ایسے بیسیوں جواہرات عربی کے خزانوں میں پڑے ہیں کہ جن سے آج دنیا واقف نہیں ۔ مسز اینی بیسنٹ کی یہ نصیحت قابل قدر ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے ۔ ایسی عربی کتب کو انگریزی میں ترجمہ کردیں ۔ (پیسہ)

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم بی نے کمال محنت اور عرقریزی کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نورالدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنادی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً اسکی نسبت یہ ارشادات فرمائے نہایت عمدہ ہے ۔ تقریر بیان ہے ۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں ۔ دونوں پر اثر کرنیوالی تحریر حضرت مسیح الزمان اور مولانا نورالدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہوچکی ہے ۔ خریداران الحکم والبدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۔ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جاسکتی ہے قیمت بلا جلد ... مع جلد ... پارہ دوم کی قیمت ... عم کے پارہ کی قیمت ...

المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال ۔

درخواست خریداری بمقام تراوڑی آنی چاہییں ۔

خطبۂ عید الفطر

از حضرت حکیم الامۃ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

یہ رکوع جس کا میں نے ابتدا پڑھا ہے اُس رکوع کے بعد ہے جس میں رمضان اور روزہ کا تذکرہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو نیک اعمال کے بجا لانے کی کیسی محبت تھی اور کلام اور اُسکے عجائبات پر آگاہی پانے کا کس قدر شوق تھا

روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بنجاتا ہے

اس سے پیشتر کے رکوعیں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی۔ شخصی ضرورت مثلاً جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لیے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آجکل تو دن چھوٹے ہیں سردیکا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گذرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور جوانوں کو اسبات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیوی کی بیویوں کی کسقدر ضرورت پیش آتی ہے سخت گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں دودھ۔ برف۔ مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ داران کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اسلیے کہ اس کے مولا کریم کی اجازت نہیں کہ انکو استعمال کرے بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت۔ زردہ پلاؤ قلیہ۔ قورمہ۔ فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے طیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا کیوں؟ صرف اس لیے کہ اسکے مولا کریم کی اجازت نہیں۔ شہوت کے زور سے پٹھے پھٹے جاتے ہیں اور اسکی طبعیت میں سخت اضطراب جماع کا ہوتا ہے بیوی بھی حسین نوجوان اور صحیح القویٰ موجود ہے مگر روزہ دار اسکے نزدیک نہیں جاتا کیوں صرف اسلیے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالےٰ ناراض ہوگا۔ اسکی عدول حکمی ہوگی ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کرلیتا ہے کہ گھر میں اسکی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولا کی رضا کے لیے وہ حسب تقاضا نفس اُن کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیا واسکو میسر نہیں اُن کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہوں مگر خدا کا ملنے والا خدا ہی کی رضا مندی کے لیے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور انکی پروا نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔

روزہ تمھارے لیے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تمکو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لیےان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جنکو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے۔ صرف اس لیے کہ اس وقت میرے مولا کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے تقویٰ کے لیے ایک جزئی بیان کی ہے آپس میں ایکدوسرے کا مال مت کھایا کرو۔

حرامخوری کے اقسام

حرامخوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے مگر وہ اپنا کام سُستی یا غفلت سے آقا کے منشاء کے موافق نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک دوکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکا دیتا ہے اُسے چیز کم یا کھوٹی حوالہ کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے تو وہ اپنے نفس میں غور کرے کہ اگر کوئی اسی طرح کا معاملہ اس سے کرے اور اُسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا تو کیا وہ اُسے پسند کرے گا ہرگز نہیں جب وہ اس دھوکہ کو اپنے خریدار کے لیے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے اسکے کاروبار میں ہرگز برکت نہ ہوگی۔ پھر ایک شخص محنت اور مشقت سے مال کماتا ہے مگر دوسرا ظلم (یعنی رشوت۔ دھوکا۔ فریب) سے اُس سے لینا چاہتا ہے تو یہ مال بھی مال بالباطل لیتا ہے۔ ایک طبیب ہے۔ اسکے پاس مریض آتا ہے اور محنت اور مشقت سے جو اُس نے کمائی کی ہے اس میں سے بطور نذرانہ کے طبیب کو دیتا ہے یا ایک عطار سے وہ دوا خریدتا ہے تو اگر طبیب اسکی طرف توجہ نہیں کرتا اور تشخیص کے لیے اُسکا دل نہیں تڑپتا۔ اور عطار عمدہ دوا نہیں دیتا اور جو کچھ اُسے نقد ملگیا اُسے غنیمت خیال کرتا ہے یا پُرانی دوائیں دیتا ہے کہ جن کی تاثیرات زائل ہوگئی ہیں تو یہ سب مال بالباطل کھانیوالے ہیں غرضکہ سب پیشہ ور حتیٰ کہ چوڑھے چمار بھی سوچیں کہ کیا وہ اس امر کو پسند کرتے ہیں کہ انکی ضرورتوں پر انکو دھوکا دیا جاوے اگر وہ پسند نہیں کرتے تو پھر دوسرے کے ساتھ خود وہی ناجائز حرکت کیوں کرتے ہیں روزہ ایک ایسی شے ہے جو ان تمام بری عادتوں اور خیالوں سے انسان کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے اور تقویٰ حاصل کرنے کی مشق سکھاتا ہے جو شخص کسی کا مال لیتا ہے وہ مال دینے والے کی اغراض کو ہمیشہ مدنظر رکھکر مال لیوے اور اسی کے مطابق اُسکو شے دیوے۔

روزہ سے قرب الٰہی ہوتا ہے

روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۔

یہ ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سرِ الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا لیکن انکو چاہیے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ویسے ہی اُس کی باتیں مانتا ہے لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اسکا ذریعہ خدا پر ایمان اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور بھی باتیں ہیں جن سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ کی شان نزول۔

جب صحابہ نے دیکھا کہ ایک ماہ رمضان کی یہ عظمت اور شان ہے اور اس میں قرب الٰہی کے حصول کے بڑے ذرائع موجود ہیں تو انکے دل میں خیال گذرا کہ ممکن ہے کہ دوسری چاندوں (مہینوں) میں بھی کوئی ایسے ہی اسرار مخفیہ اور قرب الٰہی کے ذرائع موجود ہوں وہ معلوم ہو جاویں اور ہر ایک ماہ کے الگ الگ احکام کا علم ہو جاوے اسلیے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دوسرے چاندوں کے احکام اور عبادات خاصہ بھی بتا دیے جاویں۔

ہلال اور قمر کا تفاوت

یہاں لفظ اَهِلَّة کا استعمال ہوا ہے جو کہ ہلال کی جمع ہے بعض کے نزدیک تو پہلی دوسری اور تیسری کے چاند کو اور بعض کے نزدیک ساتویں کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اور پھر اس کے بعد قمر کا لفظ اطلاق پاتا ہے احادیث میں جو مہدی کی علامات آئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا

مہدی کی علامت

وہاں چاند کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کا قمر ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ تاریخ کو ہوتا ہے اور اسکے گرہن کی بھی یہی تاریخیں مقرر ہیں اس سے کم زیادہ نہیں ہوسکتا اور ایسے ہی سورج گرہن کے لیے بھی ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ تاریخ ماہ قمری کی مقرر ہے غرضکہ قمر کا لفظ اپنے حقیقی معنوں کے رو سے مہدی کی علامت تھی۔ لیکن لوگوں نے تصرف کرنے وہاں قمر کے بجائے ہلال کا لفظ ڈالدیا ہے اور یہ اُن کی غلطی ہے۔

ہر ایک نیا چاند انسانی زندگی کی مثال میں ایک سبق دیتا ہے

صحابہ کرام کے اس سوال پر کہ اور چاندوں کے برکات و انوار سے بھی اطلاع دیجاوے اللہ جلشانہ نے یہ جواب دیا قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ یعنی جیسے ماہ رمضان تقویٰ سکھانے کی ایک شے ہے ویسے ہر ایک مہینہ جو چڑھتا ہے وہ انسان کی بہتری کے لیے ہی آتا ہے انسان کو چاہیے کہ نئے چاند کو دیکھکر اپنی عمر رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر میں سے ایک ماہ اور کم ہوگیا ہے اور نہیں معلوم کہ آیندہ چاند تک میری زندگی ہے کہ نہیں اس جس قدر ہوسکے وہ خیر و نیکی کے بجالانے میں اور اعمال صالحہ کرنے میں دل وجان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے۔ برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اسکا وزن کم ہوتا رہتا ہے اس لیے اسکے تاجر کو بڑی ہشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اسکی حفاظت کا وہ خاص اہتمام کرتا ہے ایسے ہی انسان کی زندگی کا حال ہے کہ برف کی مثال ہے کہ اس میں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے اور اسکا تاجر یعنی انسان ہر وقت خسارہ میں ہے ۶۴۔ ۶۵ سال جب گذر گئے اور اس نے نیکی کا سرمایہ کچھ بھی نہ بنایا تو وہ گویا سب کے سب گھاٹے میں گئے ہزاروں نظارے تم آنکھ سے دیکھتے ہو اپنے بیگانے مرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے تم انکو دفن کرکے آتے ہو اور یہ ایک کافی عبرت تمھارے واسطے وقت کی شناخت کرنے کی ہے اور نیا چاند تمھیں سمجھاتا ہے کہ وقت گذر گیا ہے اور تھوڑا باقی ہے۔ اب بھی کچھ کرلو۔ لمبی لمبی تقریریں اور وعظ کرنے کا ایک رواج ہوگیا ہے ورنہ سمجھنے اور عمل کرنیکو لیے ایک لفظ ہی کافی ہے کسی نے ایکی طرف اشارہ کرکے

کہا ہے۔

شعر

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است

پس ان روزانہ موت کے نظاروں سے جو تمھاری آنکھوں کے سامنے اور تمھارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں عبرت پکڑو اور خدا تعالےٰ سے ڈرو اور کاہلی اور سستی میں وقت کو ضائع مت کرو۔ مطالعہ کرو اور خوب کرو کہ بچہ سے لیکر جوان اور بوڑھے تک اور بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ جس قدر جاندار چیزیں ہیں سب مرتے ہیں اور تمنے بھی ایکدن مرنا ہے پس وہ کیا بدقسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وقت کی کیسی قدر کرتے تھے کہ جب انکو ماہ رمضان کے فضائل معلوم ہوئے تو فوراً دوسرے مہینوں کیلیے سوال کیا کہ قرب الٰہی کے اگر اور ذرائع بھی ہوں تو معلوم ہو جاویں۔

روح کا علاج ضروری ہے اور اسکا ایک ہی نسخہ ہے

میرے پاس بیمار آتے ہیں انکی اور اپنی حالت پر حیران ہوا کرتا ہوں کہ جسم کے آرام کے لیے یہ اسقدر تکلیف برداشت کرتے اور اخراجات اور مصائب سفر کے زیر بار ہوکر میرے پاس آتے ہیں اُسنے یہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں ضرور چھوڑ دینگے لیکن پھر بھی ذرا سے دکھ سے آرام پانے کے لیے ترک وطن کرتے ہیں عزیز و اقارب کو چھوڑتے ہیں اور انکی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ جسطرح ہو تپ جلدی ٹوٹ جاوے لیکن روح کی بیماری کی کسیکو فکر نہیں ہے اسکے واسطے نہ کوئی تڑپ ہے نہ رنج نہ الم۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد اعمال کے جواب دہ ہونگے اور یہاں بھی برابر ہوتے رہتے ہیں۔ آتشک والے مریض کو اسکے اعمال کی جو پاداش ملتی ہے وہی اُسے خوب جانتا ہے اسی طرح ہر ظلم اور بدکاری کی عادتیں جو پڑتی آپ پھر انسان ہزار جتن کرے نکلنا دور رہا بغیر فضل الٰہی کے بہت مشکل ہو جاتا ہے اور اسکے برے [illegible] دکھ دینے والے نتیجے اسے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جب یہ حال ہے اور جسم کی ادنیٰ سی ایذا کی تمام فکر ہے تو روح کا کیوں فکر نہیں کرتے۔ روح کی بیماریوں کی علاج کا ایک ہی نسخہ ہے جس کا نام قرآن شریف ہے اس پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بدکار لوگ کہیں گے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ

کہ اگر ہم خدا کے فرستادوں کی باتوں کو کان دھر کر سنتے اور عقل سے کام لیتے تو آج ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے یہ حسرت انکو کیوں ہوگی صرف اسلیے کہ وقت اُنکے ہاتھ سے نکل گیا اور اب پھر ہاتھ نہیں آسکتا۔ پس روح کی بیماری کا یہی علاج ہے کہ وقت کو ہاتھ سے نہ گنواوے اور اس نور اور شفا کتاب قرآن شریف پر عملدرآمد کرے اپنے حال اور قال اور حرکت اور سکون میں اُسے دستور العمل بناوے۔

واعظوں اور سامعین کے مدارج۔

عبرت پکڑنے میں دو مرحلے اوپر بیان کر آیا ہوں **تیسرا مرحلہ** یہ ہے کہ واعظ کا وعظ انسان کی ہدایت کے لیے کافی نہیں ہوتا آج سے کئی سو برس پیشتر ایک تجربہ کار کہتا ہے **شعر**

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

میری طرح بہت سے واعظ کھڑے ہوتے ہیں بہت سے ان میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی نیت روپیہ بٹورنے کی ہوتی ہے بہت سے ایسے کہ لوگ ان کے وعظ اور تقریر کی تعریف کریں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہونگے جو کہ محض خدا کے واسطے وعظ کرتے ہوں۔

اسی طرح سننے والوں کا حال ہے میں طبیب ہوں اسلیے بعض لوگ صرف اسی لحاظ سے وعظ سنتے ہونگے کہ انکا علاج اچھی طرح کروں اور کسیکی کچھ اور کسیکی کچھ غرض ہوگی اور بعض ایسے بھی ہونگے کہ محض خدا کے لیے سنتے ہوں۔ غرض وعظوں کے سننے اور سنانے والے مختلف اغراض لیے ہوتے ہیں جو خدا کے لیے سنتے اور سناتے ہیں انکو چھوڑکر باقیوں کے لیے یہ علم بڑی مشکلات کا موجب ہوتا ہے اور وبال جان ہوتا ہے کیونکہ اسکے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی حجت ان پر پوری ہوتی ہے اور انسان سُن یا سنا کر خود ہی اس میں پھنس جاتا ہے۔ عالموں سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تم خود اپنے علم پر عامل تھے کہ نہیں تم تکبر کا وعظ کرتے تھے لیکن خود تکبر سے خالی نہ تھے۔ تم بغض اور کینہ سے بچنے کی نصیحت لوگوں کو کرتے تھے مگر خود نہیں بچتے تھے۔ تم ریاکاری سے لوگوں کو روکتے تھے مگر خود نہیں رکتے تھے۔ یہ روحانی بیماریاں ہیں جن کا علاج انسان کے لیے ضروری ہے۔ چاہیے کہ علم کے مطابق ہمارا عمل ہو۔

ایک مزکی النفس انسان سے مستفید ہونے کی راہ

لوگوں کے اندر کمزوریاں بھی ہوتی ہیں اسلیے خدا کی رحمت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ وہ ان کے لیے ایک مزکی نفس انسان پیدا کرتا ہے جو کہ اپنے نفس اور خواہش سے کچھ نہیں کرتا خدا کے بلائے بولتا ہے اسکی زبان خدا کی زبان ہوتی ہے یا خدا کی زبان اسکی زبان ہوتی ہے اسکی آنکھیں خدا کی آنکھیں یا خدا کی آنکھیں اسکی آنکھیں ہوتی ہیں اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ یا خدا کے ہاتھ اسکے ہاتھ ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے آتا ہے اور ایک نقطہ طبیعی وہ اپنے ساتھ رکھتا ہے تاکہ لوگ اسکے ساتھ تعلق پیدا کرکے اپنے اپنے نفوس کا تزکیہ کریں اور یہ تعلق ایسا مضبوط ہو جیسے ایک درخت کی شاخ پورے طور پر اپنے تنہ سے پیوستہ ہوتی ہے۔ ایسا ہی یہ بھی صدق و صفا اور اخلاص اور پوری اطاعت کے ساتھ اس کے ساتھ پیوستہ ہو تو تزکیہ کی اس روح سے جو مزکی کے اندر ہوتی ہے فائدہ اُٹھا سکیگا ورنہ اس کا نشو و نما ہرگز ممکن نہیں۔

ماہ شوال نبوۃ کا چاند ہے

پس وقت کی قدر کرو اور ہر ایک چاند جو تمھاری روح کے لیے ایک وقت اور فرصت لاتا ہے اس سے نصیحت سیکھو جو چاند تمنے کل دیکھا ہے وہ گویا نبوۃ کے اول سال کا چاند ہے کیونکہ قرآن شریف کا نزول اسی ماہ شوال کے ماقبل رمضان میں شروع ہوا اسلیے یہ چاند اور اس سے پہلے کا چاند ہر ایک مومن کے لیے خیر و برکت کا موجب ہے حدیث شریف میں دعا آتی ہے کہ انسان چاند دیکھے تو کہے

هلال خير ورشد هلال خير ورشد اللهم اهله علينا بالامن والايمان والسلامة والاسلام

پس چاہیے کہ روحانی پرورش کے لیے ہم سچا تعلق مزکی کے ساتھ پیدا کریں وہ اب موجود ہے جس کی انتظار ۱۳۰۰ سو برس سے ہو رہی تھی

حقیقت حج و جماعۃ

والفجر پھر فرمایا کہ چاند حج کے وقت کی بھی خبر دیتا ہے

حج اسلام کا ایک اعلیٰ رکن ہے۔ باوجود اسکے کہ نوٹس اور اشتہاروں کی کثرت ہو رہی ہے اور ہر جگہ مجلسیں اور سوسائٹیاں جوش و خروش سے قائم ہو رہی ہیں مگر پھر بھی دنیا میں کوئی مجلس ایسی دید و شنید میں نہیں آئی جس کے ممبر ہر وقت جمع ہوتے ہوں مگر جناب الٰہی نے اطاعت اور طہارت کے ساتھ ہر وقت جمع ہونے اور ملکر اسکی عظمت و جبروت کو بیان کرنا مسلمانوں کا فرض کر دیا ہے کوئی شہر اور قصبہ نہ دیکھو گے جس کے ہر محلہ میں اسلام کی یہ پنجگانہ کمیٹی نہ ہوتی ہو لیکن اس روزانہ پانچوں وقت کے اجتماع میں اگر تمام باشندگان شہر کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا جاتا تو یہ ایک تکلیف مالا یطاق ہوتی اسلیے تمام شہر کے رہنے والے مسلمانوں کے اجتماع کے لیے ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا مقرر ہوا پھر اسی طرح قصبات اور دیہات کے لوگوں کے اجتماع کے لیے عید کی نماز تجویز ہوئی۔ اور چونکہ یہ ایک بڑا اجتماع تھا اس لیے عید کا جلسہ شہر کے باہر میدان میں تجویز ہوا لیکن اس سے پھر بھی کل دنیا کے مسلمان میل ملاپ سے محروم رہتے تھے اس لیے کل اہل اسلام کے اجتماع کے لیے ایک بڑے صدر مقام کی ضرورت تھی تاکہ مختلف بلاد کے بھائی اسلامی رشتہ کے سلسلہ میں یکجا باہم مل جاویں لیکن اس کے لیے چونکہ ہر فرد بشر مسلمان اور امیر اور فقیر کا شامل ہونا محال تھا اس لیے صرف صاحب استطاعت منتخب ہوئے تاکہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوکر تبادلہ خیالات کریں اور مختلف خیالات و دماغوں کا ایک اجتماع ہو اور سب کے سب ملکر خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کو بیان کریں۔ حج میں ایک کلمہ کہا جاتا ہے **لبيك لبيك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك** جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مولا تیرے حکموں کی اطاعت کے لیے اور تیری کامل فرمانبرداری کے لیے میں تیرے دروازہ پر حاضر ہوں۔ تیرے احکام اور تیری تعظیم میں کسیکو شریک نہیں کرتا۔ غرضکہ یہ حقیقت ہے مذہب اسلام کی جسکو مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے پھر دن میں پانچ دفعہ کل مسلمانوں کو **اللہ اکبر** کے لفظ سے بلایا جاتا ہے۔ کوئی نادان اسلام پر کیسے ہی اعتراض کرے کہ ان کا خدا ایسا ہے ویسا ہے مگر وہ خدا تعالےٰ کے لیے **اکبر** سے بڑھ کر لفظ وضع نہیں کرسکتا۔ نماز کے لیے بلاتے ہیں تو **اللہ اکبر** سے شروع کرتے اور ختم کرتے ہیں تو **رحمۃ اللہ** پر۔

حج کے برکات میں سے ایک یہ تعلیم ہے جو کہ اس کے ارکان سے حاصل ہوتی ہے کہ انسان سادگی اختیار کرے اور تکلفات کو چھوڑ دے اس کے ارکان کبر و بڑائی کے بڑے دشمن ہیں دور و دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے اپنے عزیز اور اقارب چھوٹتے ہیں سستی اور نفس پروری کا استیصال ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر ایک بات یہ ہے کہ ہزاروں ہزار سال سے ایک معاہدہ چلا آتا ہے وہ یہ کہ جناب الٰہی کے حضور حاضر ہوکر منظور کرتا ہے اور بہت سی دعائیں مانگتا ہے

محدود عقل اور خواہش کے محدود نتائج

ولیس البر انسان کو ایک زبردست طاقت کا خیال ہمیشہ رہتا ہے اور یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ ہر ایک مذہب میں جناب الٰہی کی عظمت و جبروت ضرور مانا جاتا ہے جو لوگ اس سے منکر ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ ایک عظیم الشان طاقت ضرور ہے جس کے ذریعہ سے یہ نظام عالم قائم ہے اس کے قرب کے حاصل کرنے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض کی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ جسمانی سامان حاصل کرکے جسمانی آرام حاصل کیا جاوے جیسے ایک دوکاندار کی بڑی غرض دکان کی یہ ہوتی ہے کہ اس کا گاہک واپس نہ جاوے ایک اہل حرفہ ایک دو روپیہ کما کر پھولا نہیں سماتا لیکن ایسے لوگ انجام کار کوئی خوشحالی نہیں پاتے وجہ یہ ہے کہ ان کی خواہش محدود ہوتی ہے اس لیے محدود فائدہ اُٹھاتے ہیں اور محدود خیالات کا نتیجہ

پاتے ہیں۔ بعض اس سے زیادہ کوشش کرتے ہیں اور ان پر خواب اور کشف کا دروازہ کھلتا ہے اس قسم کے لوگوں میں بھلائی اور اخلاق سے پیش آنے کا خیال وارادہ بھی ہوتا ہے مگر چونکہ ان کی عقل بھی محدود ہوتی ہے اس لیے ان کی راہ بھی محدود ہوتی ہے۔ ایک حد کے اندر رہتے ہیں اور ان کو متیسر بھی محدود الفطرۃ ہوتے ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ کہ کوئی بھلائی انکی نظر میں بھلی اور برائی بری کسی محدود خیال سے نہیں ہوتی بلکہ ان کی نظر وسیع اور اثبات پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الوراء ہے کوئی عقل اور علم اُسے محیط نہیں بلکہ کل دنیا اسکی محتاج ہے اسکی رضامندی کی راہوں کو کوئی نہیں جان سکتا بجز اس کے کہ وہ خود کسی پر ظاہر کرے۔ یہ نظر انبیاء اور رسل اور ان کے خلفاء راشدین کی ہوتی ہے وہ نہ خود تجویز کرتے ہیں اور نہ دوسرے کی تراشیدہ تجاویز مانتے ہیں بلکہ خدا کی بتلائی ہوئی راہوں پر چلتے ہیں۔ عرب کے نادانوں کو خیال تھا کہ جب وہ گھر سے حج کے لیے نکلیں اور پھر کسی ضرورت کے لیے انکو واپس گھر آنا پڑے تو گھروں کے دروازہ میں سے داخل ہونا وہ معصیت خیال کرتے تھے اور پیچھے سے کھڑکیاں پھاند کر آیا کرتے تھے اور اسے ان لوگوں نے نیکی خیال کر رکھا تھا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ باتیں نیکی میں داخل نہیں بلکہ نیکی کا وارث تو متقی ہے تم اپنے گھروں میں دروازہ کی راہ سے داخل ہوا کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

ہر روح کو ابد الآباد ضرورتیں ہیں جنکی کسیکو خبر نہیں اور مر کر جس ملک میں لوگ جاتے ہیں جہاں سے مر کر آج تک کوئی نہیں آیا جو یہ بتلاوے کہ وہاں کے لیے کس قسم کے سامان کی ضرورت ہے کھانے پینے لباس اور آسایش کے واسطے کیا کیا انسان ساتھ لیجاوے۔ گذشتہ زمانہ کی نسبت تو لوگوں کے بڑے بڑے دعوے ہیں اور بعض مذہب اپنی قدامت پر بڑا فخر وناز کرتے ہیں آریہ کہتے ہیں کہ ہم ہزارہا برس سے ہیں اور جین مت والے ان سے بھی زیادہ قدامت میں قدم مار رہے ہیں اور زرتشت کے ماننے والوں نے تو حد ہی کردی کہ ہمالہ کے پہلے سترہ صفر بڑھا دیے۔

غرضکہ گذشتہ تاریخ کے دیکھنے میں انسانوں نے بڑے دعوے کیے ہیں ایسے ہی اسٹرالوجی علم نجوم میں دور دور کے ستاروں کی تحقیق کی گئی ہے اور عجیب عجیب خواص اور ہیئت انکی دریافت کی ہے زمانہ میں دوربینیں ہیں یہاں تک نوبت پہنچائی ہے نیچر کیطرف جیالوجی والوں نے زمین کے اندر بڑے بڑے غوطے لگائے مگر ایک سیکنڈ کے بعد کیا ہونیوالا ہے کوئی نہیں بتاتا۔ اور جب ایک سیکنڈ کے بعد کی خبر نہیں بتلائی جاتی تو مر کر کیا ہوتا ہے اور کیا مرحلے پیش آتے ہیں انکی خبر کون دیوے صرف ایک ہی ذات ہو جو اسکی خبر دے سکتی ہے اور کوئی نہیں وہی بتلاتا ہے کہ مرنے کے بعد تمکو فلاں فلاں امور کی ضرورت

اور ہم کو اس وقت یہاں ہیں تو وہاں کے لیے فلاں قسم کا سامان درکار ہے۔ یہ خبر انبیاء کے ذریعہ اور مامورین کے ذریعہ ملتی ہے اور جو کچھ وہ بتلاتے ہیں وہ خدا سے خبر پاکر بتلاتے ہیں ورنہ بذات خود غیب کی کچھ نہیں ہوتے۔

رضاء الٰہی کی وہی راہ ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی معرفت بیان کرے اور خوش قسمتی سے ہمارا امام ان سب سے واقف ہو اور وہ بتلا سکتا ہے کہ تم اسطرح خدا کا قرب حاصل کرسکتے ہو لیکن جو شخص اپنی طرف سے کوئی راہ تجویز کرتا ہے اور بلا کسی الٰہی سند کے کہتا ہو کہ اس سے خدا راضی ہوگا وہ نفس دھوکا دیتا ہو خدا کی راہ کا علم انسان کو تقویٰ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جیساکہ وہ فرماتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ تم تقویٰ اختیار کرو اللہ تمکو علم عطا کرے گا جس سے تم اسکی رضامندی کی راہ پر چل سکوگے تقویٰ یہی ہے کہ انسان بالکل خدا کا ہوجاوے اسکا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کھانا پینا ہر ایک حرکت وسکون خدا کے لیے ہو جب وہ ہمہ تن اپنے وجود اور ارادوں کو خدا کے لیے بنا دیگا تو پھر خدا اس کا بنجاویگا من کان للہ کان اللہ لہ

یہ وقت قابل قدر ہے

مینے اوپر ذکر کیا تھا کہ چاندوں کے ذریعہ سے انسان کو وقت کی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ اسکی گذشتہ اور آیندہ عمر کا سبق دیتے ہیں اسی طرح ہر ایک بات کا ایک وقت مقررہ ہوتا ہے وہ جب ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو پھر ہاتھ نہیں آیا کرتا دیکھو کل شام تک ایک وقت تھا اور اسکے دن میں تندرست اور مقیم کیلیے کھانا پینا حرام تھا لیکن جب وہ وقت ختم ہوگیا تو اسکے احکام اور برکات بھی ختم ہوگئے۔ آج ایک وقت ہے کہ اسکا حکم کل سے بالکل متضاد ہے اگر کل تندرست اور مقیم کے لیے کھانا پینا دن میں حرام تھا تو آج اس کے واسطے نہ کھانا حرام ہے نہ پینا۔ ہماری آنکھ کان ناک دست وپا سب کچھ وہی ہیں جو کل تھے لیکن تقویٰ اطاعت اور حکم برداری کی لحاظ سے کل اور آج میں کسقدر تفرقہ ہے۔ اسیطرح خدا نے حج۔ عید۔ نماز۔ کھانے۔ پینے۔ سونے جاگنے وغیرہ کیوقت مقرر کیے ہیں اور جب وقت پر انکو حسب رضاء الٰہی بجا لایا جاتا ہے تو وہ فضل اور برکات کا موجب ہوتا ہے۔ کل روزہ رکھنے کا ثواب تھا اور آج عذاب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادۃ دراصل اطاعت کا نام ہو اگر اسمیں اطاعت الٰہی نہو تو وہی عبادۃ حرام اور معصیت ہوجاتی ہو اس سے ایک سبق حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہر ایک بات کے لیے ایک وقت ہوتا ہے ایسے ہی کامل متقی بننے کے لیے ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وہ وقت ہوتا ہے جب خدا کیطرف سے کوئی مامور دنیا میں آیا ہو سو یہ بھی وہی وقت ہے جب وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہاتھ نہیں آتا۔ مدت کا دروازہ تو کسی انسان کے لیے بند نہیں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل خاتم الانبیاء ہیں جن لوگوں نے آپکا زمانہ پایا وہ آپ پر ایمان لائے اور متقی بنے

لیکن آخر آپ فوت ہوئے اور ہمیشہ کے لیے ان لوگوں میں نہ رہے۔ ہاں آپکے انفاس طیبہ دیر تک رہے اور رہینگے اور یہ ہر ایک نبی اور مامور کے ساتھ خدا کا فضل ہوتا ہو کہ کسیکے انفاس طیبہ بہت دیر تک باقی رہتے ہیں کسیکے تھوڑی دیر تک۔ لیکن وہ بذات خود انمیں نہیں رہتے۔ دیکھو مسیح کو دو ہزار برس سے زندہ کہتے تھے آخر وہ بھی مردہ ثابت ہوا انکے پجاریوں نے اُسے آسمان پر زندہ کہا مگر زمین نے مردہ ثابت کیا اور اُسکے انفاس بھی مر گئے تعلیم کا یہ حال ہوا کہ خدا کا بیٹا بنایا گیا۔ اسی لیے ہماری تعلیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ عبدہ ورسولہ کا لفظ ایزاد ہوا کہ کہیں سابقہ قوموں کی طرح گمراہ ہو کر متبوع کو خدا نہ بنا بیٹھیں۔ اور جب خدا کی توحید کا بیان کریں تو ساتھ ہی ساتھ آپکی عبودیت کا بھی ذکر کیا جاوے۔ اگر ایسی تعلیم عیسائیوں کے ہاتھ ہوتی تو وہ گمراہ نہ ہوتے۔ میں وقت کا ذکر کر رہا تھا پس تمکو چاہیے کہ وقت کا خیال رکھو۔ یہ آج عید الفطر ہے پھر جو زندہ رہے تو دوسرے سال اسے پاوے گا امام کے ماننے کا بھی یہی وقت ہے جبکہ وہ زندہ موجود ہے اگر اسوقت نہ مانا تو پھر پچھتاؤگے

مومنوں پر تین وقت

ہر ایک مامور کے ماننے والوں پر تین وقت ہوا کرتے ہیں اور صحابہ پر بھی وہ وقت تھے ایک تو مکہ کا جبکہ آنحضرتؐ کو ہر طرف سے دکھ دیا جاتا تھا جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور اسوقت آپکو بعض لوگوں نے مانا۔ دوسرا وہ جبکہ آنحضرتؐ مدینہ میں پہلے آئے اور بعض لوگ آپ پر ایمان لائے تیسرا وہ وقت جبکہ صحابہ دنیا کے فاتح ہو رہے تھے اور ملک پر ملک آپکے قبضہ میں آ رہا تھا اب سوچلو کہ ان تینوں وقتوں میں جن جن لوگوں نے مانا اور خرچ کیا۔ کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں۔ فتح مکہ سے اول جن لوگوں نے خرچ کیا تھا انکی نسبت خود آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب جو لوگ احد کے پہاڑ کی برابر سونا خرچ کریں تو انکی وہ قدر نہیں ہو سکتی جو فتح مکہ سے اول ایک جو کی مٹھی کی ہو سکتی ہے۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنیکے مقام اور انکا وقت

خالد بن ولید جیسے فاتح کے سامنے یہ فقرہ کہا تھا کہ تمہاری خدمات اور فتوحات ان لوگوں کے ہم پلہ ہرگز نہیں ہو سکتیں جو کہ فتح مکہ سے پیشتر ایمان لائے اور نہ انکی ان کے سامنے کچھ قدر ہے پس یاد رکھو کہ امام کے ماننے کا ایک وقت ہوتا ہے اسی ہاتھ سے کھونا نادانی ہے اور اسکے ساتھ ہو کر خرچ کرنے میں بڑی برکات ہوتی ہیں اور اس خرچ کا یہی وقت ہے اگر تم کروگے تو خدا اسکا اجر اپنے ذمہ رکھیگا اسکے لیے خدا نے ہر ایک سلیم فطرۃ میں ایک نظیر رکھدی ہو کہ جب کوئی کسی سے سلوک کرے یا نیکی کرے تو ایک سلیم الفطرت انسان کبھی گوارا نہیں کرتا کہ اُسے بدلا نہ دیا جاوے اور دل میں اسکی عظمت گھر نہ کرے تو اب سوچلو جسنے فطرۃ میں یہ بات رکھدی ہو وہ آپ کیسے گوارا کریگا کہ کسیکی نیکی کا بدلا نہ دے وہ بڑا غنی ہے اسکی راہ میں اسکی رضامندی کے لیے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہو وہ ضرور بدلا دیتا ہے۔ ابھی لمبے وعظ ونصیحۃ میں کیا کروں۔ میں مجدد ملہم مامور یا مسیح نہیں ہوں جو ہو اسنے کشتی نوح بنا کر تمہارے آگے رکھدی ہو وہ جدھر بلانا چاہتا ہے اودھر جانا تو درکنار ہمارا تو رخ بھی اسطرف نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ مجاہدہ بڑی بڑی خاردار جنگل میں لوہے کے کانٹے ہیں اور دشوار گذار راہ طے کرنی ہیں نازک پاؤں والے میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔ پھر تم اُسے یہ بھی کہتے سنا ہے کہ میں چشمہ پر تمکو بلانا چاہتا ہوں جہاں ابھی سے ابھی کسینے پانی نہیں پیا اور اسنے یہ بھی کہا ہے کہ بہت سی باتیں کہنے کے لائق ہیں مگر چونکہ تم میں انکی قبولیت اور برداشت کا مادہ نہیں اسلیے نہیں کہتا پس اگر یہ سب باتیں تمہارے کام نہیں آئیں اور تمکو نفع نہیں بخشیں تو میرا کورا بیان کیا فائدہ دے سکتا ہو اسلیے تمہارے لیے ضروری ہو کہ اس وقت کی قدر کرو۔ اگر یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہزار برس کے انتظار کے بعد بھی نہ ملیگا خرچ کرنیکا اور تزکیہ نفس کا حاصل کرنیکا یہی وقت ہے نفس کا تزکیہ امام کے ساتھ ہو کر مال خرچ کرنے سے بھی ہوا کرتا ہو وہ اب موجود ہو اور اس کی بیعت میں ہونیکا موقع ہو اگر یہ جاتا رہا تو میرے جیسے وعظ کیا ہو ۱۳۰۰ برس سے وعظ ہوتے ہی آتے ہیں دعا کرو اور وقت کا لحاظ کرو اور رضائے خدا کی قوت طلب کرو کہ وہ ان باتوں کی توفیق عطا کرے۔

مثلاً خرچ کرنیکے یہاں بڑے موقع ہیں مہمان خانہ ہے۔ لنگر خانہ ہے۔ کالج ہے۔ پھر بعض لوگ آتے ہیں لیکن وہ بے خرچ ہوتے ہیں انکو خرچ کی ضرورۃ پڑتی ہے بعض دولتمند بھی آتے ہیں اور میں نے اکثر دفعہ لوگوں کو کہا ہے کہ وہ اگر اپنا سامان وغیرہ میرے حوالہ کرکے رسید لیلیا کریں کہ گم نہ ہوا کرے مگر وہ ایسا نہیں کرتے اور انکا سامان گم ہو جاتا ہے اور امداد کی ضرورۃ انکو آپڑتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ محض ابتغاء لوجہ اللہ یہاں رہتے ہیں پھر دو اخبار بھی ہیں اگرچہ انکے مہتمم اپنے فرائض کو کما حقہ بجا نہیں لاتے مگر تاہم انکا ہونا غنیمت ہو خدا تعالیٰ فرماتا ہو فان لم یصبھا وابل فطل توان سب اخراجات کو مدنظر رکھنا اور ان موقعوں پر خرچ کرنا چاہیے جو اہم امور ہیں وہاں اہم اور جو اس سے کم ہیں وہاں کم درجہ بدرجہ ہر ایک کا خیال رکھو

اسوقت اور خرچ کی یہ مثال ہے جیسے ایک کسان تھوڑے سے دانے بو کر اور کھیت کو خدا کے سپرد کرکے چلا آتا ہو اور اگرچہ ان میں سے کچھ ضائع ہوتے ہیں پرندے کھاتے ہیں لیکن پھر بھی منوں غلہ ان سے پیدا ہوتا ہو مگر بے وقت بیج بونے سے وہ پیداوار محال ہے جو وقت پر بیج بونے سے حاصل ہو سکتی ہو۔

غرضکہ ہر ایک چاند کو غنیمت جانو اور اپنی بہتری کیلئے بہتری خلق اللہ کی بہتری کو ہر وقت مدنظر رکھو اور نیک سلوک سے سب سے پیش آؤ اس وقت جو مراتب تمکو مل سکتے ہیں پھر نہیں ملینگے اب ایک پیسہ سے جو کام نکلتا ہو وہ پھر ہزار روپے خرچنے سے نہ نکلیگا خدا سے قوۃ مانگو کہ وہ نیکی کرنیکی اور بدیکو ترک کرنیکی توفیق دیوے جسقدر بچے یہاں بورڈنگ میں ہیں وہ سب ہمارے بچے ہیں اُنکے لیے دعا کرو کہ سچے علم میں ترقی کریں اور نیک بنیں۔

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

امکاشفہ ایسی قوت سے مجھائیات والی چیز ہے اور جبرئیل کشف وتماشے وہ اپنے معارف علوم اور قوتہائے باطن کی وجہ سے دیکھنے کے واسطے ایک حجت اور گواہ ہوتا ہے پھر کشفی نظارہ کے بعد۔ اب ظاہری نظارہ کیطرف نظر کرنیکا حکم فرماتا ہے۔ اور ہڈیوں کیطرف نظر کر کسطرح ہم انکو بڑھاتے ہیں پھر ہم ان کو گوشت پہناتے ہیں یہ حکم تو وحی متلو میں تھا اور عموماً ہر ایک وحی متلو کے ساتھ جو غیب کے متعلق ہو ایک کشفی نظارہ ہوتا ہے جس سے اسکی حقیقت پورے طور پر روشن ہوجاتی ہے (فلمّا تبیّن لہٗ) یعنی جب ان مکاشفات اور ان الہامات کے بعد ان کو حقائق پر اطلاع ہوئی تب کہنے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ خواب میں حواس ظاہری چیزوں کی طرف سے منقطع ہوجاتے ہیں اسلیے قرآن مجید خواب کو بھی ایک قسم کی موت قرار دیتا ہے ایسا ہی کشف میں تمام قوی خاص نظاروں کی طرف سے ایسے کھینچ جاتے ہیں کہ موجودہ اور قریبی چیزوں کی طرف سے گویا مردہ ہوگئے ہیں اسی واسطے سوسالہ مکاشفہ کو ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے کہ اللہ نے سو سال اسکو مردہ رکھا اہل کشف کے لیے یہ ایک عام مشاہدہ کی بات ہے مگر ظاہر پرستوں کے نزدیک نہایت ہی حیرت انگیز ہے جسکی وجہ سے بعض مفسرین نے ایک عجیب وغریب قصہ ایجاد کر لیا کہ جب یرمیا کو بیت المقدس کی ویرانی پر افسوس ہوا۔ اور حیران ہوئے کہ اب اللہ اسکو کیسے آباد کرے گا اسپر اللہ نے انکو مار دیا اور سو برس مردہ رکھا پھر زندہ کیا مرنے سے پہلے انھوں نے ریزۂ انجیر کا تھیلا اور شیرہ انگور کا برتن درخت سے لٹکا دیا تھا۔ جب زندہ ہوئے تو وہ ویسے کے ویسے ہی تھے سڑے بسے نہ تھے مگر گدھا جو درخت سے بندھا تھا اس کی ہڈیاں رہ گئی تھیں جب خدا نے یرمیا سے پوچھا کہ تو کتنی مدت رہا۔ انھوں نے جواب دیا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ان کے خیال کی بنا یہ تھی کہ آپ صبح کے وقت سوئے تھے اور عصر کے وقت زندہ ہوئے اسلیے انکو ایک ہی دن کا خیال تھا خدا نے فرمایا نہیں تو سو برس پڑا رہا ہے گدھے کو دیکھ کہ وہ سفید ہڈیاں ہوگیا ہے مگر تیری روٹیاں اور شیرہ نہیں سڑے پھر خدا نے یرمیا کے روبرو گدھے کو زندہ کیا اور اسکی ہڈیاں جوڑ کر ان پر گوشت چڑھایا۔

اس قصہ پر ہمارے چند اعتراضات

(۱) اول تو خلاف سنۃ اللہ جو واقعات ہوں ان کے ماننے کے واسطے قطعی ثبوت اور یقینی شہادتوں کا ہونا ضروری ہے مگر اسکے واسطے کوئی بھی سند نہیں۔ قاضی بیضاوی تو یہانتک فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو زندہ ہوا تھا یا تو عزیر تھے یا خضر تھے یا کوئی کافر منکر بعثت تھا۔ جب صاحب قصہ کے نام کا ہی پتہ نہیں تو پھر خلاف سنت اور واقعات کو کیسے تسلیم کیا جائے۔

(۲) دوم ایک نبی کا سو سال تک مردہ رکھنا تقدس باری تعالے اور شان نبی کے خلاف کیونکہ نبی کی روح جو منصب تبلیغ لیکر آیا ہے ایک دن بھی مردہ نہیں رہ سکتی بلکہ ہر وقت علوم اور معارف میں ترقی کرتی رہتی ہے

(۳) سوم نبی کی روح جسم سے علحدہ ہوتے ہی عالم قدس میں پہونچکر مقربین رب العلمین میں شامل ہوجاتی ہے۔

(۴) چہارم جبکہ ایک شہر ویران شدہ کی آبادی کا سوال تھا کہ یہ کیسے آباد ہوگا اس کے واسطے تاریخی مثالیں کافی ہوسکتی تھیں یہ کوئی بڑے ادق سوالات میں سے نہ تھا کہ اسکے سمجھانے کے واسطے خداوند کریم کو ایک نبی کو سو سال مردہ رکھنا اور پھر زندہ کرنا پڑا اور گدھے کو مار کر اس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھانا پڑا۔ کیا نبی کے اطمینان کے واسطے ایک معمولی بات میں خدا کا وعدہ کافی نہیں ہوسکتا تھا

(۵) پنجم۔ آثار زمانہ نے گدھے کو گلا سڑا کر صاف ہڈیاں نکالدیں مگر روٹیاں اور شیرہ ویسے ہی پڑے رہے قرآن مجید نے اس کی کوئی تفریق وتخصیص نہیں بیان کی۔

(۶) ششم (وانظر الی حمارک) فرمایا ہے اگر سفید ہڈیاں رہ گئی تھیں تو یہ کہنا چاہیے تھا (وانظر الی عظام حمارک)

(۷) ہفتم قصہ میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ یرمیا نبی صبح کے وقت سوئے اور عصر کے وقت زندہ ہوئے تھے اسی خیال سے انھوں نے ایک دن کہا مگر سو برس میں تو در و دیوار حجر و شجر اور نشیب و فراز سب بدل جاتے ہیں جب بیدار ہوئے نہ تو وہ در و دیوار ہونگے نہ وہ حجر و شجر اور نہ وہ نشیب و فراز پھر انکے نظارے میں کچھ نہ سمجھے بلکہ خدا کو سمجھانا پڑا کہ تو سو سال مردہ رہا۔

(۸) ہشتم ایسی لاعلمی سے ثابت ہوتا ہے کہ موت نے اُن کے قویٰ کو بیکار بنا دیا تھا ورنہ عالم قدس سے ہزارہا معارف اور نیکیاں لیکر آتے۔

(۹) نہم اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تجکو ہم لوگوں کے واسطے نشان بنانا چاہتے ہیں مگر جو سو سال مردہ پڑا رہا۔ اور اپنے مرنے کی خود اسکو خبر نہیں تو وہ اوروں کے واسطے کیا نشان و حجت وگواہ ہوسکتا ہے

(۱۰) دہم گدھے کی ہڈیوں کو از سرنو جڑتے ہوئے اور ان پر گوشت پوست چڑھتے ہوئے خود یرمیا نے دیکھا اور کسی نے نہیں تو یہ بھی دوسروں کے واسطے کیا حجت ہوسکتا ہے۔

(۱۱) یازدہم۔ یہ بھی احتمال ہے کہ سو سال کے بعد پہلے لوگ نہ رہے ہوں اور ان جدید لوگوں میں یرمیا نبی اجنبی ہوگئے ہوں۔ تو جو حجت معروف شخص ہونے میں ہوسکتی تھی وہ اب اجنبی رہنے میں نہ رہی بلکہ انکا یہ ظاہر کرنا کہ میں سو سال مردہ رہا میرا گدھا میرے سامنے زندہ کیا گیا ایک ابتلا کا موجب ہو گیا ایسی خلاف بات سمجھانے کے واسطے بھی ایسا ہی اور معجزہ ان جدید لوگوں کو دکھانا چاہیے۔

(۱۲) دوازدہم۔ قرآن مجید میں ان امور میں سے کسی کی بھی تصریح نہیں موت کا لفظ ویرانی پر خواب پر روحانی قوی کے معطل ہونے پر کفر اور بد دینی پر غشی پر آیا ہے پس یہ قطعی طور سے کہاں ثابت ہوا کہ یہاں پر موت کے حقیقی معنے مراد ہیں بلکہ سیاق وسباق اس کے منافی ہے اور نیز خداوند کریم نے جو سورہ مومنون میں فرمایا ہے کہ حقیقی موت کے بعد انکا ذکر ہے یوم قیامت تک چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون) جس کا بیان ہوچکا ہے یہ آیۃ قطعی قرینہ صارفہ وبینہ قویہ ہے اس امر پر کہ یہاں پر موت سے حقیقی معنے مراد نہیں ہیں۔ ورنہ تخلف وعدہ لازم آوے گا۔ خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور پوری ہوں گی۔ زمین وآسمان ٹل جائیں گے لیکن خدا کی باتیں نہیں ٹلیں گی۔ وانظر الی العظام عام ہے۔ اُس گدھے کا نام۔ الف لام اس تخصیص کیطرف اشارہ کرتا ہے جو ہڈیاں حالت نشو ونما میں ہوتی ہیں سو یہ معروف بات ہے۔

(۱۳) سیزدہم۔ حقیقی موت کے بعد زندہ ہونا اسی عالم میں قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا جہاں احیاء موتی کا بطور اعجاز کے ذکر ہے وہاں روحانی مردے مراد ہیں جنکے اصلاح پذیر ہونے کی کوئی امید باقی نہ تھی چنانچہ اسکو اسکے موقعہ پر ذکر کرینگے ان شاء اللہ تعالے اگر واقعی طور پر مرکر زندہ ہوتے تو بشر کی مجال نہ تھی کہ مسیح کی ایسی سخت مخالفت کرتا پھر ان کے حواریین میں کسی مردہ کا داخل ہونا مذکور نہیں جو عذاب قبر اور سزا اعمال دیکھے ہوں انکو تو بدرجہ اولیٰ تاریخ اور محاسن بتانا چاہیے تھا۔ اور ان کی زبانی تاریخ عالم میں عذاب قبر اور حالات بعد الموت بڑے ذوق شوق اور دھوم دھام کے ساتھ درج ہونے چاہیے تھے مگر کسی معتبر تاریخ میں ایک فقرہ بھی ان کی زبان سے درج نہیں ہوا یہ واقعات تو سلطنتوں کے عروج و زوال سے بھی زیادہ عظیم اور قابل توجہ مورخین تھے

(۱۴) چہاردہم جبکہ ان آیات سے مشاہدات کشفی کا بیان صاف صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات میں ایک عظیم الشان ذخیرہ ہے پھر اس کو بلاوجہ کھینچ کر خلاف فطرت اور خلاف سنۃ اللہ کی طرف لیجانا کیسے جائز اور صحیح ہوسکتا ہے۔

(۱۵) پنجدہم۔ ایسے لغو اور بے بنیاد قصے قرآن مجید کیطرف منسوب کرنے سے بڑا حرج ہے اور (لا تلبسوا الحق بالباطل) کے خلاف عمل کرنا ہے محققین علماء وحکماء اور مورخوں کی نظر میں قرآن مجید کو حقیر کرنا ہے۔

(۱۶) شانزدہم۔ ایسے کرشموں کی ضرورت عام منکرین کو ہوتی ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام کو

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

کیا انبیاء عام ہوشیاروں کی برابر بھی نہ رہے کہ انکے اطمینان کے واسطے قوانین مستمرہ کو توڑنا پڑا۔

بعض محققین کا قول ہے کہ یہ کشف نہیں ایک خواب تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دکھلایا۔ اور اسکی تائید توریت کتاب حزقیل نبی سے ہوتی ہے چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۷۔ آیت ۱ میں لکھا ہے خداوند کا ہاتھ مجھپر تھا اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اٹھالیا۔ اور اُس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اتار دیا۔ اور باب ۱۱ آیت ۲۴ سے اسکی اور بھی وضاحت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ انجام کار روح نے مجھے اٹھایا اور خدا کی روح سے رویا میں مجھے پھر کسدیوں کے ملک میں اسیروں پاس پہنچا دیا سو وہ رویا جو میں نے دیکھی مجھ سے اوپر اٹھ گئی پس جب یہ خواب ثابت ہوگئی تو اب ان آیات کی حقیقت بیان کرتے ہیں خوب غور سے سنو۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں جس شخص کے گذرنے کا ذکر ہے وہ حزقیل نبی تھے جو ایک غیر آباد قریہ کے پاس سے گذرے۔ اور اُسکے آس پاس بہت سی ہڈیاں پڑی ہوئی دیکھیں تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان کو اللہ کیسے زندہ کرسکتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لیے اُنپر خواب طاری کی اور خواب میں ان ہڈیوں وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سو سال کے اندر آباد ہوتے ہوئے دکھایا یعنی خواب میں یہ معلوم ہوا کہ میں سو سال تک زندہ رہا۔ اور میرے سامنے وہ آباد ہوا۔ کیا وہ انسان جو دہلی میں بحالت خواب پڑا ہے اور خواب میں وہ دیکھتا ہے کہ میں کلکتہ میں سیر کر رہا ہوں۔ سو ظاہر ہے کہ اسکا کلکتہ میں سیر کرنا عالم خواب میں ہے نہ اس عالم میں۔ سو ایسا ہی اسکو خیال کرنا چاہیے کہ خواب میں یہ دیکھا کہ یروشلم سو برس میں آباد ہوا اور سو برس تک میں زندہ رہا۔ یہ قیام۔ اور مکث اور ٹھیرنا عالم خواب میں تھا نہ اس عالم میں۔ جیسا کہ کلکتہ کی سیر کرنا عالم خواب میں تھا نہ اس عالم میں پھر جب خواب سے بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے دریافت کیا کہ تم اس عالم خواب میں کتنی دیر تک رہے۔ انھوں نے بحکم عالم کون و فنا کا سوال سمجھا۔ یعنی انھوں نے سمجھا کہ اصلی مدت قیام کی نسبت یہ سوال ہے اسی لیے انھوں نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس کا کچھ حصہ بحالت بیداری رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سو سال تک اس نظارہ کو دیکھتا تھا۔ اور یہ بات عالم مثال

کے متعلق تھی پھر جب حزقیل نبی کو تردد پیدا ہوا کہ کیا میں سو سال تک سویا رہا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے رفع شک کے لیے فرمایا کہ وہ بات تو خواب کی تھی یعنی عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا کے سال نہیں تھے کیونکہ تم اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ ابھی سال نہیں گذرا اپنے گدھے کو دیکھو وہ صحیح تندرست کھڑا ہے وہ مرا نہیں اور نہ دُبلا ہوا - ہم نے تو تمہارے لیے لوگوں میں ایک نشان دکھانا چاہا ہے وہ نشان یہ ہے کہ تو ان ہڈیوں کی طرف دیکھ اپنیر ہم کیسے گوشت و پوست چڑھاتے ہیں جب تو دیکھ لے گا میں جانتا ہوں کہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے یعنی اب خوب مجھ پر واضح ہو گیا کہ اسطرح غیر آباد ملک کو آباد اور سرسبز کر دیتا ہے۔

الحاصل یہ اُس نبی کی طرف سے ایک پیشگوئی کرائی گئی کہ یروشلم سو سال کے اندر آباد ہوگا چنانچہ اس پیشگوئی کی حزقیل کی کتاب باب ۳۷ - ورس ۱۲ سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے اس لیے تو نبوت کر یعنی پیشگوئی سناوے اور اُن سے کہو کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگو میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا - اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤنگا - اس پیشگوئی کا ظہور قبل مسیح ۵۳۶ھ میں کورش کیقباد جسکو قرآن شریف میں ذوالقرنین کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے - دیکھو کتاب یرمیاہ نبی باب ۲۰ - ورس ۲۵ - ہر کا مفصل حال تلخیص التواریخ مصنفہ مولوی محمد حسن صاحب امروہی میں لکھا ہے - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ بخت نصر نے یروشلم کو تباہ کر دیا تھا - اور قوم بنی اسرائیل جنگلوں اور بیابانوں میں ماری ماری پھرتی رہی جسکی وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی اور قرآن شریف میں اُن کو ہڈیوں سے نامزد کیا گیا ہے - یعنی اُن کے گوشت و پوست بالکل نہیں رہے اور صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں یعنی وہ شریعت حقہ سے سراسر محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تھے آخر کیقباد بادشاہ نے یروشلم کو از سر نو آباد کیا - اور اُن کو انسان بنایا۔

چوتھی آیت یہ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ +

ترجمہ کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے ہزاروں ہزار موت کے خوف سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو کہہ دیا کہ جاؤ تم جہالت کی موت مر جاؤ - پھر اُن کو زندہ کیا یعنی اُن کو شریعت سکھلائی اور وہ اس لیے کہ اللہ لوگوں پر فضل ہی کرنے والا ہے لیکن بہت لوگ ناشکری کرتے ہیں۔

تم لغت عرب میں معلوم کر چکے ہو کہ موت کے معنے جہالت کے بھی ہیں یہاں اس آیۃ میں وہی معنی مراد ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کی نسبت ہے اور جنکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قوم کے مقابل میں لڑائی کے لیے حکم دیا تھا - تو اُنھوں نے انکار کر دیا تھا جسپر حضرت موسیٰ نے اُن کے حق میں بددعا کی تھی جسکی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُن کو جنگلوں میں نکال دیا تھا اور وہ مدتوں تک حیران اور سرگرداں رہے اور وہ ایک موت سے بھاگے تھے مگر جہالت کی موت میں جا پڑے کیونکہ شریعت سے وہ ناواقف ہو گئے - جنگلوں میں کہاں علم - اور کون اُن کو سنانے والا تھا اسکا مفصل حال سورۂ مائدہ رکوع تیسرے میں ہے لہذا اُس رکوع کا ترجمہ ہم یہاں لکھتے ہیں تاکہ خوب واضح ہو جاوے +

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم تم اُن نعمتوں کو یاد کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال پر کی ہیں - کیا یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم میں نبی بنائے گئے اور تم میں بادشاہ بنائے گئے اور تم کو وہ کچھ دیا کہ آجتک جہان میں کسیکو نہیں دیا گیا اے میری قوم اب تم ارض مقدسہ یعنی شام کو چلو جس کے دینے کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے اور تم اس امر کے بجا لانے سے پیٹھ نہ دکھاؤ - ورنہ تم نقصان اُٹھانے والے ہو جاؤ گے - انھوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ وہاں تو ایک ظالم قوم رہتی ہے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم نہیں جائیں گے - اگر وہ نکل جائیں تو بیشک ہم داخل ہوں گے ان خائفین میں سے دو آدمیوں نے جنپر اللہ تعالیٰ کا انعام تھا کہا کہ اے لوگو تم دروازہ میں داخل ہو جاؤ اور جب تم داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو جاؤ گے اور جبکہ تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو - اُنھوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اے موسیٰ کہ جب تک وہ لوگ اس میں ہیں ہم تو کبھی بھی نہیں جائیں گے تو اور تیرا رب ہی چلے اور لڑائی کرتا پھرے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں (انا لن ندخلها ابدا ما داموا فيها فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون) تب موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسیکا مالک نہیں اس فاسق قوم اور ہم میں جدائی ڈالدے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس قوم پر چالیس برس تک اس مقدس و پاک زمین کو حرام کر دیا گیا ہے یہ مارے مارے پھریں گے پس ان بدعہد لوگوں پر افسوس مت کر (قال فانها محرمة عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض فلا تاس على القوم الفاسقين)

ان آیات سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے رسول کی عدول حکمی سے وہ معتوب ہوئے اُن کو چالیس سال کے لیے جلا وطن کیا گیا اور وہ مارے مارے جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے اُن میں نہ علم رہا اور نہ دینی معلومات رہی ایک وحشیانہ اور جاہلانہ زندگی بسر کرتے رہے اس زندگی کو جس میں وہ اس حالت میں رہے اللہ تعالیٰ نے لفظ مُوتُوا سے تعبیر کیا ہے چالیس برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُنپر رحم کیا اور یوشع بن نون کو اُن میں رسول مقرر کر کے اُن کو اس وحشیانہ زندگی سے نکالا - اور شریعت کے احکام سکھلا کر از سر نو زندہ کیا - دیکھو توریت کتاب یشوع نبی - باب اول لغایت ۔

یہ کوئی انوکھی بات نہیں تمام انبیاء حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مردوں کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت میں گرفتار تھے نور شریعت سے منور کر کے ایک نئی اور مطہر زندگی عطا کرتے تھے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق فرماتا ہے

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

یعنی اے ایمان والو اللہ اور اُسکے رسول کی بات کو جب وہ تمھیں تمہارے زندہ کرنے کے لیے طلب کریں تو مان لیا کرو - اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مومن مرے ہوئے تھے جنکو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا نہیں نہیں اُنکا جسم تو مرا ہوا نہیں تھا بلکہ اُن کی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مر چکی ہوئی تھی اور صرف شریعت کے احکام کو سُننا اور اُن پر عملدرآمد کرنا اُنکی روح کی زندگی کا موجب تھا۔

قرآن شریف کی آیت زیر بحث میں بھی اسی قسم کی موت اور حیات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ قوم خدا تعالیٰ کے قہر میں آگئی تھی اور اُنکو ایک بہت دور و دراز عرصہ تک آبادی سے دور کیا گیا تھا - اور وہ اخلاقی زندگی سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے جس سے اُنکی روح پر موت واقع ہو گئی تھی بالآخر یوشع بن نون کے ذریعہ ہدایت پا کر از سر نو زندگی میں داخل ہوئے

پانچویں آیت یہ ہے

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۹﴾

اور جب تم نے ایک نفس کو مارا پس اُس نفس کشی میں تم نے نزاع حاصل کیا - اور اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ کمالات کو ظاہر کرنے والا ہے پس ہم نے حکم دیا کہ اُسکی بعض باتوں کو بعض کے ساتھ مارو اور اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے اور تمکو اپنے نشان دکھلاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور عقلمندی اختیار کرو۔

اور اس آیت سے پہلے یہ ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا

اور اُس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو اُنھوں نے جواب دیا کہ تو ہم سے کیا مخول اور تمسخر کرتا ہے۔

اب ان آیات کی شرح اور مطلب غور سے سنو - چونکہ اس قوم میں حماقت اور جہالت اور سرکشی و بیدینی گوسالہ پرستی اور گاؤ پرستی سخت درجہ کی تھی اس لیے موسیٰ کے اس کہنے پر کہ اللہ نے تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے بے ایمانوں جاہلوں کی طرح حجتیں کرنے لگے پہلے تو اُس صادق کے قول کو مخول اور ٹھٹھا تصور کیا یہ کیسی حماقت تھی کہ موسیٰ اولوالعزم نبی جس کی صحبت میں برسوں رہے ہزارہا نشانات دیکھے پھر جب وہی نبی ایک حکم خدا اُنکا سناوے اور اللہ کا نام لے کر سناوے اور وہ یہ کہیں کہ کیا تو ہم سے مخول کرتا ہے اللہ کے نام سے حکم پہونچانے میں مخول کو مدنظر رکھنا کسی جاہل ہی کا کام ہو سکتا ہے پھر اُسکی ماہیت رنگت اور خصوصیت کی بابت سوال کرتے رہے پھر اُن کی گستاخیوں اور متواتر سوالات کی وجہ سے آخر اُس صحیح و سالم خوشنما رنگ بیداغ گائے کا پتہ دیا گیا جس سے وہ کوئی کام نہ لیتے تھے بلکہ پرستش کیطرح عزت کرتے تھے اس وجہ سے گائے کی پرستش اور اُسکی بیجا تعظیم کا دور کرنا مدنظر تھا گائے کے ذبح کرنے میں یہ ایک خاص مصلحت تھی کہ گائے پرست قوموں کو ہمیشہ کے واسطے نظارہ دکھایا جاوے کہ گائے خدا نہیں ہے خدا ہوتی تو اُس کے ذبح کرنے والے ہلاک ہو جاتے بلکہ کسی کا ہاتھ اُسکو کاٹ ہی نہ سکتا مگر جو لوگ بیعقلی کے ساتھ اپنے اس مذہب پر اڑے ہیں اُنکی سمجھیں ماری جاتی ہیں کہ کوئی انسان کو خدا بنا لیتا ہے کوئی قبروں کو کوئی پتھروں کو کوئی چاند سورج اور ستاروں کو کوئی پہاڑ دریا یا سمندر کو

الغرض بہت سی کج بحثیوں کے بعد اُنھوں نے گائے ذبح کی مگر ایسی بیدلی اور مجبوری کے ساتھ کہ جس کا عدم وجود برابر تھا - (باقی آئندہ)

اللہ اراحمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی ۔ دو ا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارے طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ
عام سے ـــــ صـہ
خواص و معاونین سے ـــــ ۵ـہ
ہندوستان سے باہر سے ـــــ
غیر مذاہب والوں سے ـــــ ۱۲؎
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ـــــ ۱۲؏

نمبر ۳ ۔ دار الامان قادیان ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء ۔ جلد ۹

میرا کام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بہر دم از دل و جان وصف یار خود بکنم
من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم
ہزار سال بدلم این ہوس ہمی جوشد
کہ ہر چہ ہست نثار نگار خود بکنم
اگرچہ در رہ جانان چو خاک گردیدم
دلم تپد کہ فدا ایش غبار خود بکنم
روم بگلشن دلدادگان کز ان باغم
چرا بکوچہ غیرے قرار خود بکنم
رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد
زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم
تعلقات دلارام خویش بنمایم
ہمائے اوج سعادت شکار خود بکنم
بگوش ہوش شنو از من اے مکفر من
کہ صبح گواہ پدید کردگار خود بکنم
ز فکر تفرقہ بازآ باشتی پرداز
وگرنہ گریہ بر عمر گسار خود بکنم
عمارت من دونان خراب خواہم ساخت
اگر ز چشم روان آبشار خود بکنم
مقیم بر سر راہے نشستہ ام ہر دم
کہ تا گذارش عرضے بیار خود بکنم
بروئے یار کہ از بہر قومے سوزم
مگر دلش چو دل ریش ذرہ خود بکنم

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

تتمہ تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۴ء

یہ خون کبھی خالی نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکے مصالح اور حکمتوں کو خوب جانتا ہے لیکن جہاں تک پیشگوئی کے الفاظ پر غور کرتا ہوں اس میں عَسٰۤی اَنْ تَکْرَہُوْا شَیْئًا وَّہُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ایک ہی بڑی تسلی اور اطمینان کی بات ہے کہ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس خون کے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے ہیں میں جانتا ہوں اور اسپر افسوس بھی کرتا ہوں کہ جس قسم کا نمونہ صدق اور وفا کا عبد اللطیف نے دکھلایا ہے اس قسم کے ایمان کے لیے میرا کانشنس فتویٰ نہیں دیتا کہ ایسے لوگ میری جماعت میں بہت ہیں اسلیے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سبکو اس قسم کا اخلاص اور صدق عطا کرے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کو عزیز نہ سمجھیں میں ابھی جماعت میں بزدلی کو دیکھتا ہوں اور جب تک یہ بزدلی دور نہ ہو اور عبد اللطیف کا سا ایمان پیدا نہ ہو یقیناً یاد رکھو کہ وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ

میں داخل ہے۔ مومنوں میں وہ اُسوقت داخل ہونگے جب وہ اپنی نسبت یقین کر لینگے کہ ہم مر چکے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب دشمنوں کے مقابلہ پر جاتے تھے وہ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا گھوڑوں پر مردے سوار ہیں۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ اب ہمکو موت ہی اس میدان سے الگ کریگی۔

اللہ تعالیٰ لاف و گزاف کو پسند نہیں کرتا وہ دل کی اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ اسمیں ایمان کا کیا رنگ ہے جب ایمان قوی ہو تو استقامت اور استقلال پیدا ہوتا ہے اور پھر انسان اپنی جان و مال کو ہرگز اس ایمان کے مقابلہ میں عزیز نہیں رکھ سکتا۔ اور استقامت ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ لیکن جب استقامت ہوتی ہے تو پھر انعامات الٰہیہ کا دروازہ کھلتا ہے دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں مکالمات الٰہیہ کا شرف بھی دیا جاتا ہے یہانتک کہ استقامت والے سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے ظاہری حالت اگر اپنی جگہ کوئی چیز ہوتی اور اسکی قدر و قیمت ہوتی تو ظاہرداری میں تو سب کے سب شریک ہیں۔ عام مسلمان نماز روزہ میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک شرف اور بزرگی اندرونہ سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے فرمایا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی ظاہری نماز اور اعمال سے نہیں ہے بلکہ اسکی فضیلت اور بزرگی اس چیز سے ہے جو اسکے

دل میں ہے۔ حقیقت میں یہ بات بالکل سچی ہے کہ شرف اور بزرگی دل ہی کی بات سے ہے مثلاً ایک شخص کے دو خدمتگار ہوں اور ان میں سے ایک خدمتگار تو ایسا ہو جو ہر وقت حاضر رہے اور بڑی جانفشانی سے ہر ایک خدمت کے کرنے کو حاضر اور تیار رہے اور دوسرا ایسا ہے کہ کبھی کبھی آ جاتا ہے ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے جو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے آقا بھی جانتا ہے کہ یہ محض ایک مزدور ہے جو دن پورے ہو جانے پر تنخواہ لینے والا ہے اور اسی کیلیے کام کرتا ہے اب صاف ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک قدر و قیمت اور محبت اسی سے ہوگی جو محنت اور جانفشانی سے کام کرتا ہے نہ کہ اس مزدور سے

پس یاد رکھو کہ وہ چیز جو انسان کی قدر و قیمت کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھاتی ہے وہ اس کا اخلاص اور وفاداری ہے۔ جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے ورنہ مجاہدات خشک سے کیا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ بھی مجاہدات کرتے تھے جو چھت سے رسہ باندھ کر آپکو ساری ساری رات جاگنے کے لیے لٹکائے رکھتے تھے۔ لیکن کیا ان مجاہدات سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہو سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔

نامرد بزدل بے وفا جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دغا دینے والا ہے وہ کس کام کا ہے اسکی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے۔ ساری قیمت اور قدر وفا سے ہوتی ہے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔ بمنہ تعم

جو شرارت اور برے طور پر کس بنا پر ملا؟ قرآن شریف نے فیصلہ کردیا ہے ابراھیم الذی وفیٰ۔ ابراہیم وہ جس نے بہار سے ساتھ وفاداری کی۔ آگ میں ڈالے گئے مگر انھوں نے اسکو منظور نہ کیا کہ وہ ان کا فرو ں کو کہہ دیتے کہ تمھارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے لیے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ اُنھوں نے فی الفور اسکو قبول کرلیا۔ ہر ایک ابتلا کو انھوں نے اسطرح پر قبول کرلیا کہ گویا عاشق و صابر تھا۔ درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتلا پیش آئے۔ خویش و اقارب نے ملکر ہر قسم کی ترغیب دی کہ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم دینے کو طیار ہیں اور اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو اپنا بادشاہ بنا لینے کو طیار ہیں اگر بیویوں کی ضرورت ہے تو خوبصورت بیویاں دینے کو موجود ہیں۔ مگر آپ کا جواب یہی تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمھارے شرک کے دور کرنے کے واسطے مامور کیا ہے۔ مصیبت اور تکلیف تم دینی چاہتے ہو دے لو۔ میں اس سے رک نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ کام جب خدا نے میرے سپرد کیا ہے پھر دنیا کی کوئی ترغیب اور خوف مجھکو اس سے ہٹا نہیں سکتا۔ آپ جب طائف کے لوگوں کو تبلیغ کرنے گئے تو ان خبیثوں نے آپ کے پتھر مارے جس سے آپ دوڑتے دوڑتے گر جاتے تھے۔ لیکن ایسی مصیبتوں اور تکلیفوں نے آپ کو اپنے کام سے نہیں روکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کے لیے کیسی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور کیسی مشکل گھڑیاں اُن پر آتی ہیں۔ مگر یا وجود مشکلات کے ان کی قدر شناسی کا بھی ایک دن مقرر ہوتا ہے اُسوقت اُن کا صدق روز روشن کی طرح کھل جاتا ہے اور ایک دنیا اُنکی طرف دوڑتی ہے۔

عبداللطیف کے لیے وہ دن جو اُسکی سنگساری کا دن تھا کیسا مشکل تھا وہ ایک میدان میں سنگسار کرنے کے لیے لایا گیا اور ایک خلقت اس تماشا کو دیکھ رہی تھی۔ مگر وہ دن اپنی جگہ کسقدر قدر و قیمت رکھتا ہے اگر اس کی باقی ساری زندگی ایکطرف ہو اور وہ دن ایک طرف تو وہ دن قدر و قیمت میں بڑھ جاتا ہے۔ زندگی کے یہ دن بہر حال گذر ہی جاتے ہیں، اور اکثر بہائم کی زندگی کی طرح گذرتے ہیں۔ لیکن مبارک وہی دن ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت و وفا میں گذرے فرض کرو کہ ایک شخص کے پاس لطیف اور عمدہ غذائیں کھانے کے لیے اور خوبصورت بیویاں اور عمدہ عمدہ سواریاں سوار ہونے کو رکھتا ہے بہت سے نوکر چاکر ہر وقت خدمت کے لیے حاضر رہتے ہیں مگر ان سب باتوں کا انجام کیا ہے؟ کیا یہ لذتیں اور آرام ہمیشہ کے لیے ہیں ہرگز نہیں انکا انجام آخر فنا ہے۔

مردانہ زندگی یہی ہے کہ اس زندگی پر فرشتے بھی تعجب کریں۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ اسکی استقامت اخلاص اور وفاداری تعجب خیز ہو۔ خدا تعالیٰ نامرد کو نہیں چاہتا اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں لیکن ان اعمال میں **وفا نہ ہو** تو انکی کچھ بھی قیمت نہیں کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا۔ اسوقت تک اُسکی نمازیں بھی جہنم ہی کو لیجانے والی ہوتی ہیں جب تک پورا وفادار اور مخلص نہ ہو ریاکاری کی جڑ اندر سے نہیں جاتی ہے۔ لیکن جب پورا وفادار ہو جاتا ہے اسوقت اخلاص اور صدق آتا ہے اور وہ زہریلا مادہ نفاق اور بزدلی کا جو پہلے پایا جاتا ہے دور ہو جاتا ہے۔

اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا اُنیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے یہ آخری زمانہ ہے اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔

اسوقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اس لیے صدق اور **خدمت**

کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے اب اسکے بعد کوئی موقع نہ ہوگا بڑا ہی بد قسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے

نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ تمھیں **صادق** بنا دے۔ اسمیں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لیے کوشش کرو۔ اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے عبداللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مد نظر رکھو کہ اس سے کسطرح پر صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں کسطرح ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے تمھارے لئے پیش کیا ہے۔

ہمیشہ ملتے رہو یہ دنیا چند روزہ ہے ایکدن آنا ہے کہ نہ ہم ہونگے نہ تم

اور نہ کوئی اور اور یہ سب جنگل ویرانہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہوگئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے پس اس تبدیلی کو مد نظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا مُنہ دیکھیں گی اور یہی نمونہ دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنیوالی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرۃ میں نمونہ پرستی ہے وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اُٹھائیں گے بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اُس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اسکا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہونچتا ہے۔

ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اُسنے ایک مسجد کا بہانہ کرکے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا اُسکے وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اُتار کر اُسکو چندہ میں دیدی مولوی صاحب نے کہا کہ اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں جہنم میں جاوے اُسنے فی الفور دوسری پازیب بھی اُتار کر دیدی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی اسکا اُسپر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ انکی عورت روتی ہے اور اُسنے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دیدیا کہ اسے بھی مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیوں ایسا کرتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اور کچھ نہ تھا۔

غرض

ایسے نمونوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہونچا ہے ہماری جماعت کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تم ایسے نہ بنو چاہیے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تمکو ملتا ہے وہ تمھارے مُنہ کو تاڑتا ہے اور تمھارے اخلاق عادات۔ استقامت پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمھارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے بس ان باتوں کو یاد رکھو۔

تم کلامہ المبارک۔

اسکے بعد حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور بعد ادائے نماز عصر گھر کو تشریف لے آئے۔ (ایڈیٹر)

دلائل الخیرات اور دیگر وظائف کی نسبت امام الوقت کی رائے

جناب قاضی آل احمد صاحب رئیس امروہہ نے دریافت کیا کہ دلائل الخیرات جو ایک کتاب وظیفہ کی ہے اگر اُسے پڑھا جائے تو کچھ حرج تو نہیں کیونکہ اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہی ہے اور اسمیں آنحضرت کی ہی کی جا بجا تعریف ہے۔

فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو کہ دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مدد وحی کی ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملایا کر وہ اُس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو۔ وہ محدثات میں داخل ہوگی رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اُسنے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اسکے نرم کرنے کے لیے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چلکر اور قسم کا پھول چنتا ہے پس چاہیے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اُٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کسکی طاقت ہے کہ کہے کہ فلاں راہ سے اگر سورہ یٰس پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں۔

قرآن شریف سے اعراض کی صورتیں

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک صوری اور ایک معنوی صوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے۔ جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کے برکات و انوار و رحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔ پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی اعراض ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

امام جعفرؑ کا قول ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے کہ میں اسقدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک جنس کی شے دوسری شے کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔

یہ اس زمانہ میں لوگوں نے صدہا حاشیے چڑھائے ہوئے ہیں۔ شیعوں نے سنیوں سے الگ۔ ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ میں ایک نسخہ بتلاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارت اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسلام میں کفر بدعت زندقہ الحاد وغیرہ اسی طرح آئے ہیں۔ ایک شخص واحد کے کلام کو اسقدر عظمت دیگئی جسقدر کلام الٰہی کو عظمت دی جانی چاہیئے تھی۔ صحابہ کرام اسی لیے احادیث کو قرآن سے کم درجہ پر جانتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بڑھیا عورت نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک بڑھیا کے لیے کتاب اللہ کو ترک نہیں کر سکتا۔ ایسی باتوں کو جنکے ساتھ وحی کی کوئی مدد نہیں وہی عظمت دیجاوے تو پھر کیا نتیجہ۔ مسیح کی حیات کی نسبت جو اقوال ہیں اگر ان کو بھی صحیح مان لیا جاوے تو یہ اسلام اور شریعت کے بالکل مخالف ہیں۔

مسیح موعود کی ندا مغربی دنیا میں

ایک انگریزی اشتہار مغربی دنیا میں حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک نشان کے ذریعہ اتمام حجت کی خاطر شائع کیا گیا تھا۔ انڈیا میں اس کی ایک بھی کاپی شائع نہیں ہوئی۔ اس کا وہ حصہ جو عام ہے رفاہ عام کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی جماعت کے ایمان بڑھانے کا موجب ہو۔ ایڈیٹر

زمین جب گناہ اور شرک سے آلودہ ہو جاتی ہے جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایک کامل الفطرۃ انسان اپنی ذات سے پاک تعلق بخشکر اور اپنے مکالمہ سے اسکو مشرف کرکے اور اپنی محبت میں اسکو انتہا تک پہونچا کر اسکے ذریعہ سے دوبارہ زمین پاک و صاف کرے۔ انسان خدا تو نہیں ہو سکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اس سے پیدا کر لیتا ہے جب وہ بالکل خدا کے لیے ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں صاف کرتا اور ایک صفا آئینہ کیطرح بنجاتا ہے تب اس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں وہ بشری اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بنجاتا ہے اور کبھی اس سے صفات الٰہیہ صادر ہوتی ہیں کیونکہ اسکے آئینہ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے۔ اور کبھی اس سے بشری صفات صادر ہوتی ہیں کیونکہ وہ بشر ہے۔ اور ایسے انسان کو دیکھنے والے کبھی دھوکا کھا کر اور صرف ایک پہلو کا کرشمہ دیکھکر انکو خدا سمجھنے لگتے ہیں اور دنیا میں مخلوق پرستی اسی وجہ سے آتی ہے اور صدہا انسان اسی دھوکہ سے خدا بنائے گئے ہیں مگر ہمارے اس زمانہ میں جس قدر عیسائیوں کا وہ فرقہ جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے اس دھوکہ میں مبتلا ہے اسقدر کوئی اور قوم مبتلا نہیں۔ مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے تھے جیسے راجہ رامچندر۔ راجہ کرشن۔ گوتم بدھ ہمارے اس زمانہ میں ان کے پیرو متنبہ ہوتے جاتے ہیں کہ یہ ان کی غلطیاں تھیں۔ مگر افسوس حضرت مسیح کے پیرو اب تک اس زمانہ میں بھی خواہ نخواہ خدائی کا خطاب انکو دے رہے ہیں اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تھا کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی

مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے دور بیٹھے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے جب دیکھا کہ ایسے لغو خیالات کا زمانہ بھی دن بدن مخالف ہوتا جاتا ہے تو انھوں نے اپنی معمولی طریقوں سے مایوس ہو کر یہ ایک نیا طریق اختیار کیا کہ کوئی ان میں سے الیاس بنگیا اور کسی نے کہا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں اور میں ہی خدا ہوں اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے کہ **لنڈن** میں تو مسٹر **پگٹ** نے خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کیا اور **امریکہ** میں **مسٹر ڈوئی** الیاس بن بیٹھے اور پیشگوئی کردی کہ مسیح ابن مریم پچیس برس تک دنیا میں آجائیگا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ڈوئی نے تو بزدلی دکھلائی اور الیاس بننے میں بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا اور مسیح نہ بنا بلکہ مسیح کا خادم بنا۔ اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی کہ خود مسیح بنگیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب لنڈن والوں کو کسی بیماری آفت مصیبت کا کیا اندیشہ ہے جن کے شہر میں خدا اُترا ہوا ہے مگر میں نے سنا ہے کہ لنڈن میں کچھ **یہودی** بھی رہتے ہیں اس لیے بیشک یہ اندیشہ ہے کہ انکو طبعاً یہ خیال ہوا ہو کہ یہ تو وہی مسیح ہے جو صلیب سے بوجہ غشی کے غلطی کے ساتھ زندہ اُتارا گیا اور پھر موقعہ پا کر مشرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اب ایسے طور سے اسکو صلیب دیں کہ کام تمام ہو جائے اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیوں کو بھی خیال آجاوے کہ کہ **پہلا کفارہ پرانا** اور بوداہو چکا ہے اور شراب خواری اور فسق و فجور کی کثرت نے ثابت بھی کر دیا ہے کہ اس کفارہ کی **تاثیر** جاتی رہی اس لیے اب ایک **نئے خون** کی ضرورت ہے۔ سو میں ہمدردی سے کہتا ہوں کہ مسٹر پگٹ کو ان سے چوکس رہنا چاہیئے۔

الغرض ان دنوں میں جبکہ زمین میں ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کیے گئے ہیں اس لیے خدا نے جس کے کام عجیب ہیں **مجھکو** پنجاب کی سرزمین میں پیدا کیا اور **میں جیسا کہ خدا نے مجھے فرمایا وہ سچا مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا** اور میں صرف اپنے **منہ سے** نہیں کہتا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ وہ خدا جسنے زمین و آسمان بنایا میری **گواہی** دیتا ہے اُس نے اس گواہی کے پورا کرنے کے لیے صدہا نشان میرے لیے ظاہر کیے اور کر رہا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کا فضل اس مسیح سے کہیں زیادہ ہے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اسکا چہرہ اس سے زیادہ وسیع ہو کر منعکس ہوا ہے جو اُسکے آئینہ میں ہوا تھا۔ اگر میں صرف اپنے منہ سے کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر وہ میرے لیے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا

میرے لیے اُسکی ہزارہا گواہیاں ہیں جنکو میں شمار نہیں کر سکتا

اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں سے ظاہر ہوتا رہا اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر کہ **پگٹ** اور **ڈوئی** کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کرے کیونکہ اس زمانہ میں تیرے عاجز بندے اپنے جیسے انسانوں کی پرستش میں گرفتار ہو کر تجھ سے بہت دور جا پڑے ہیں سو اے ہمارے **پیارے خدا** انکو اس مخلوق پرستی کے زہر سے رہائی بخش اور اپنے وعدہ کو پورا کر جو اس زمانہ کے لیے تیرے تمام نبیوں نے کیے ہیں۔ ان کانٹوں میں سے ان زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے انکو سیراب کر کیونکہ سب نجات تیری معرفت اور تیری محبت میں ہے **کسی انسان کے خون میں نجات نہیں**

اے رحیم کریم خدا ان کی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے اب انپر تو رحم کر اور ان کی آنکھیں کھولدے۔

اے قادر اور رحیم خدا سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اب تو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش اور **صلیب اور خون مسیح کے خیالات** سے انکو بچالے۔

اے قادر کریم خدا ان کے لیے میری دعائیں سُن اور آسمان سے ان کے دلوں میں ایک نور نازل کر تا وہ تجھے دیکھ لیں کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑ دینگے اور تیری آواز سنیں گے۔ پر اے خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے تو نوح کے دنوں کی طرح **انکو ہلاک مت کر** کہ آخر وہ تیرے بندے ہیں بلکہ انپر رحم کر اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لیے کھولدے۔ ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ میں کنجی ہے۔ جبکہ تو نے مجھے اس کام کے لیے بھیجا ہے۔ سو میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی **وحی** سے مجھے تو نے **وعدے** دیے ہیں ان وعدوں کو تو پورا کرے گا ضرور کرے گا کیونکہ تو ہمارا صادق خدا ہے۔

اے میرے رحیم خدا اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائیں سو میرا بہشت مجھے عطا کر اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وہ بیخبر ہیں

اے قادر کریم میری سُن لے کہ تمام طاقتیں تجھکو ہیں۔

آمین ثم آمین

ہم اور ہمارے ناظرین

ہم مفصلہ ذیل بزرگوں کے شکر گذار ہیں جنھوں نے دفتر الحکم کے ایک حصے کے گر جانے پر خصوصیت سے مدد دی تھی۔ اگرچہ انھوں نے وہ امداد تعمیر دفتر الحکم کے فنڈ میں دی تھی مگر ہم انکی اس امداد سے انکی علمی خیرات کے صیغہ کو وسیع کر دیتے ہیں۔

منشی عبد العزیز صاحب نے میرٹھ سے ... اور منشی محمد اسمٰعیل صاحب نے منشی عبد العزیز صاحب کی تحریک پر ... میرٹھ سے روانہ کیے تھے۔ ہم ان ... کے بالعوض صاحبان ممدوح کی طرف سے ۵ ۳۔ اخبار ایسے لوگوں کے نام جاری کرینگے جو دو روپیہ پیشگی قیمت بھیجکر پس یہ نادر موقع الحکم کے ان عاشقان زار کے لیے ہے جو اس کی پوری قیمت پر اسے خرید نہیں سکتے تھے۔ مگر یاد رہے کہ صرف فی الحال ایک سال کے لیے دو روپیہ سالانہ قیمت پر انکے نام اخبار جاری ہوگا اللہ تعالیٰ ہمارے ایسے معاونین کو نیک کاموں میں بہت کچھ مدد دینے کی توفیق عطا فرماوے آمین

جناب بابو **محمد افضل خان** صاحب کلارک ڈیرہ غازیخان۔ جناب بابو نذیر الدین صاحب بہامو اور جناب ابو سعید صاحب عرب بخارا چوہدری محمد سرفراز خان صاحب رئیس ... خصوصیت سے شکر کے قابل ہیں جو الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ خصوصاً ابو سعید صاحب عرب جو آج تک الحکم کو بارہ تیرہ خریدار دیچکے ہیں انھوں نے الحکم کو برہما اور آسام کے علاوہ ملیبار اور پینانگ تک پہونچا دیا ہے۔

الحکم کہاں کہاں جاتا ہے؟ ناظرین الحکم کے لیے دلچسپ ذکر ہے۔ کل مقامات کی فہرست طویل ہے۔ مختصراً کشمیر سے لے کر راس کماری تک اور پشاور اور سرحد افغانستان سے لے کر برہما اور آسام تک ہیں کے علاوہ سیلون۔ ملابار۔ پینانگ سٹریٹ سٹلیمنٹ۔ مصر۔ صومالی لینڈ۔ مشرقی افریقہ تک جاتا ہے

ڈاکٹر رحمت علی مرحوم

ناظرین الحکم ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے نام نامی سے خوب واقف ہیں ڈاکٹر صاحب اس سلسلہ میں ایک عالی ہمت اور مستعد نوجوان تھے افریقہ میں رہ کر انھوں نے اپنے قابل فخر نمونہ سے بہت لوگوں کو فائدہ پہونچایا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد میں ہزاروں روپیہ فراہم کر کے بھیجے۔

ڈاکٹر صاحب اب بھالی لینڈ گئے ہوئے تھے اور وہاں دیوانہ ملا سومالی لینڈ سے جو معرکہ ہو رہا ہے اس معرکہ میں انکی خدمات لی گئی تھیں۔ ۲۰ر جنوری ۱۹۰۴ء کے روزانہ پیسہ اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھالے کی ضرب سے اس جنگ میں کام آئے ہیں اگرچہ ابھی تک تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے کہ یہ وہی ڈاکٹر رحمت علی احمدی ہیں یا کوئی اور ہیں۔ جہانتک پتا چلا ہے یہ نام ہمارے ہی مخدوم ڈاکٹر صاحب کا بتایا جاتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس وفاداری اور فرمانبرداری کا کامل نمونہ دکھایا ہے جو انکو انکے امام و پیشوائی کی طرف سے گورنمنٹ کے لیے سکھائی جاتی ہے۔

اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی موت ہمارے لیے اور ڈاکٹر صاحب کے رشتہ داروں اور احباب کے لیے بشری تقاضا کے موافق سوگوار ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ انہوں نے اپنی گورنمنٹ کی اطاعت میں اور وفاداری میں اپنی جان دی ہے جو ہر طرح سے قابل قدر موت ہوئی۔ .... اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اپنی جاودانی اور لازوال برکات سے بہرہ ور کرے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کرے اور آپ کے پس ماندوں دوستوں اور عزیزوں کو صبر جمیل دے آمین۔ خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا خاتمہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے تھوڑے سے عرصہ میں قابل رشک روحانی ترقی کی تھی۔

ناظرین الحکم میں سے جسکے پاس ڈاکٹر صاحب کا فوٹو ہو وہ دفتر الحکم میں بھیجدے اور ڈاکٹر صاحب کے واقفکار احباب خصوصاً ڈاکٹر فضل احمد صاحب سے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مختصر لائف ہمکو دے سکیں گے

مشاہیر سلسلہ عالیہ احمدیہ

الحکم کے معزز ناظرین آج کے الحکم میں مشاہیر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سلسلہ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سلسلہ عالیہ کے امام و پیشوا کی تصویر ملاحظہ کرینگے۔ اور امید ہے کہ وہ اس سلسلہ کو دیکھکر از بس محظوظ ہونگے۔ آیندہ کے لیے ہمنے ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے چاہا ہے کہ اس سلسلہ میں مشاہیر سلسلہ کے فوٹو اور انکی مختصر سی سوانح عمریاں درج کریں اور اسطرح پر اگر خدا کو منظور ہو تو اس آخرین منھم کی مصداق قوم مشاہیر کی زندگیوں کا ایک مجموعہ آنے والی نسلوں کے لیے یادگار چھوڑ جائیں۔

آج علم التصویر کے ذریعہ بڑے بڑے مطالب اور مقاصد پورے کیے جاتے ہیں اور اس سے کام نہ لینا خدا تعالیٰ کی ایک نعمت کی ناشکری ہے جو اسنے آج ہمارے لیے مہیا کی ہے۔ اسلیے ہم جہانتک ہمسے ممکن ہوگا اس سے کام لینگے۔ اور محض خدا کے لیے ہم اس سے بارشاد رب کریم ربنا ما خلقت ھذا باطلا کام لینا چاہتے ہیں۔

مشاہیر سلسلہ کی لائف کا سلسلہ کوئی نیا نہیں یا امر نہیں ہے جو ہمارے دل میں آج پیدا ہوا ہے یا کسی صاحب کی تحریک و تقلید سے بلکہ یہ ہماری پرانی آرزو اور ایک دیرینہ محسوس شدہ ضرورت ہے چنانچہ الحکم نمبر ۲ جلد اول مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس خیال کو قوم کے سامنے پہلے پیش کیا تھا اور پھر کسی امر کو "ایک بڑی ضرورت کو پورا کرنا" کے عنوان سے الحکم نمبر ۹ جلد ۳ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء میں بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ جسکے انٹروڈکٹری نوٹ کو ہم یہاں بھی دینا چاہتے ہیں

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذارش ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مقتدیٰ جناب مسیح الزمان سلمہ الرحمن نے شائع کیا تھا اس میں بالفاظ ورب جلیل سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ بروح منہ نے مبائعین کی فہرست اسماء معہ کوائف ضروریہ طیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سیدنا میرزا صاحب کے اس اعلان کو بجنسہ درج کرکے ہیں اور اسکی تکمیل کے طریق کے متعلق خود اتنا عرض کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کام کو ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ پورا کرا دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کرکے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دل میں بھی بشدت ہو رہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اس لیے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کرکے ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لیے ہمکو آسانی ہو۔

وہ نقشہ یہ ہے۔

نام	ولدیت	اصل سکونت	سکونت حال	تاریخ بیعت	بعض ضروری کوائف

(ایڈیٹر)

اسوقت ہمنے اس کتاب کو مرتب کرنا چاہا تھا بہت سے خطوط مبائعین کے اس نقشہ کی خانہ پری ہوکر ہمارے پاس آگئے تھے مگر بوجوہ چند در چند کام ملتوی رہا لیکن اسپر بھی یہ ضرورت ہر وقت ہمکو محسوس ہوتی رہی۔ اور اب اس صورت میں اسکے ادا کرنے کا ارادہ ہمنے خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے کیا ہے وہ چاہے تو ہم اسمیں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

جماعت کی تعداد بفضلہ تعالیٰ روز بروز بڑھ رہی ہے یہ ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے کہ ہر ایک بیعت کرنے والے کے حالات اور تصاویر الحکم میں دیکھیں ہاں جن کے حالات شائع کرینگے وہ ایسے بزرگ ہونگے جو قوم میں مسلم الثبوت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اور جو کسی نہ کسی رنگ میں مشاہیر کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم علحدہ مطبوعہ خطوط کے ذریعہ ان بزرگوں سے انکے فوٹو اور حالات منگائینگے۔ اور اس سلسلہ کے متعلق خریداران الحکم کے اہل الرائے لوگوں کے مفید مشوروں سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگے۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ محنت استقلال کے علاوہ اخراجات کے بڑھ جانے کا بھی موجب ہے۔ کیونکہ پہلے ہی الحکم کی موجودہ صورت کے تبدیل کرنے سے الحکم کے اخراجات قریباً ڈیوڑھے سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ اور سلسلہ مشاہیر کیلئے اور بھی اخراجات کے بڑھا دینے کا موجب ہوگا مگر ہم توکلاً علی اللہ اس کام کو کرنا چاہتے ہیں۔ قوم اسکی ضرورت سمجھتی ہے تو ہمیں مدد دے اور اگر نہیں تو اسکی خاموشی خود ہمیں خاموش رہنے کا سبق دیگی۔ اور جہانتک ہمسے ممکن ہوگا ہم کرنے کی کوشش کرینگے۔ اس کے واسطے قوم سے کوئی الگ چندہ نہیں مانگا جاتا صرف قوم کی اتنی توجہ درکار ہے کہ وہ اخبار کے لیے جس قدر خریدار ہمیں پہونچانے کی کوشش کرے۔ اگر کم از کم تین ہزار یا پانچ روپیہ سالانہ قیمت دینے والے خریدار الحکم کے لیے ہم پہونچ جاویں تو الحکم انکے لیے بہت ہی مفید آرگن ہو سکتا ہے۔ لیکن کمی سرمایہ ہماری راہ میں بہت سی روکیں ڈالدیتا ہے تاہم خدا جسطرح چاہتا ہے یہ کام ہو رہا ہے۔ ہم اپنی محنت کی یہ جزا بھی کم نہیں پاتے کہ علی العموم قوم الحکم کی شکر گذار ہے اور وہ اسکو نہایت عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور قوم حسن ظن کے طور پر اپنے خادم ایڈیٹر الحکم کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے اور اسے کسی حد تک اس قابل سمجھتی ہے کہ وہ الحکم کا ایڈیٹر ہو یہ اسکا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

بہرحال

ہم اس سلسلہ کو آج کی اشاعت سے شروع کرتے ہیں اور جیسا جیسا مناسب اور مصلحت وقت ہوگا ہفتہ وار یا مہینہ میں دو بار یہ تصویریں اور حالات شائع ہوتے رہیں گے۔

ایکبات اور بھی قابل ذکر ہے کہ ان خریداران الحکم کے حالات اور فوٹو بھی اس سلسلہ کے مشاہیر کے علاوہ ہم شائع کرینگے جو پانچ روپیہ سالانہ کے خریدار ہیں۔ یا جنہوں نے کم از کم پانچ خریدار الحکم کے لیے ہم پہونچائے ہیں یا پہونچائینگے مشاہیر سلسلہ کے الگ نمبر بھی ملنگے جو ایک روپیہ چار آنے فی درجن کے حساب سے دیے جائینگے اور ایک درجن سے کم باہر نہ بھیجے جائینگے۔ ایک کاپی کے لیے ۲ دینے پڑینگے اور محصول علاوہ۔

حضرت حکیم الامۃ کا مکتوب

السلام علیکم۔ قیدیان جنگ چار قسم کے ہوتے ہیں اب بھی چار قسم ہیں اول وہ جو شرارت کے سبب سے قابل ہی نہیں رہتے کہ امن عام کے سخت دشمن ہوں ایسے لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے چنانچہ اب بھی کورٹ مارشل میں ایسا ہی ہوتا ہے ایسے موذی کو زندہ رکھنا ایک ایسے دانت کی مثال ہے جسکے ضرر سے دوسرے دانتوں کو تکلیف پہونچتی ہے اگر نکالا نہ جاوے تو سارے دانتوں پر اسکا برا اثر پڑکر سب کو تباہ کر دیتا ہے دوسرے وہ قیدی جنکے بدلے روپیہ دیکر یا دوسرے قیدیوں کو چھڑانے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے ان دونوں کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے واقتلوھم حیث ثقفتموھم اور اما فداء میں ہے سوم وہ جنکا مفت چھڑانا ہی قرین مصلحت ہوتا ہے جنکا ذکر اما منا میں آیا ہے چہارم وہ جنکا واپس کرنا یا انکا بدلا لینا یا قتل کرنا مناسب نہیں ہوتا ایسے قیدی اب بھی مہذب گورنمنٹوں میں موجود ہیں اور پورٹ بلیر وغیرہ انھیں سے آباد ہے ایسے قیدیوں کی اگر شادیاں بیاہ روکدیے جاویں تو ان کے فطری قوی پر کیسا برا اثر پڑتا ہے۔ میرے ایک انگریزی خواں دوست نے ایسا اعتراض کیا تو مینے اسکو قیدیوں کی چاروں مثالوں سے سمجھایا تھا۔ اول بیمار دانت کو باندھا جاتا ہے اسکی منجنوں نے مالش کیجاتی پھر کاٹا جاتا پھر اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے یہی حال ہے قیدیان جنگ کا۔ پس جو قیدی دائم الحبس ہوں انکو بیاہ سے روکنا تو جائز نہیں پس مرد ہوں یا عورتیں سکو نکاح کی اجازت ہے۔ ہاں ...... کی تعلیم و تربیت چونکہ بڑی ضروری ہے اسواسطے شریعت اسلام نے یہ تجویز کیا کہ گھر میں بچوں کی طرح انکی تربیت کرو۔ اگر مسلمان اسکے خلاف کرتے ہیں تو شرع کے خلاف کرتے ہیں حکم تو یہی ہے من ادبھا حسن تادیبھا اور عبید کہ خولکم وغیرہ وغیرہ بلکہ لونڈیوں کے نکاح میں تو ایسی رعایتیں رکھی ہیں

وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم۔

ہاں جس شخص کو لونڈی سے بیاہ کرنا ہو اسکو لیے قرآن مجید نے کچھ شرطیں لگائی ہیں جیسے ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لونڈیوں کے بیاہ خود کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں اور تجربے سے بھی ثابت ہوا کہ شاہان اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد سے ہی سلطنت تباہ ہوئی۔

ہاں آپ کے ہاں جو لونڈیاں ہیں ہم انکو خوب جانتے ہیں وہ تو لونڈیاں ہیں ہم کو معلوم نہیں ہوتیں۔ والسلام ۲۴ر جنوری ۱۹۰۴ء نورالدین

نوٹ۔ تفسیر القرآن کا نمبر اگر خاکسار ایڈیٹر کو لاہور ایک ضروری کام کیلیے جانا نہ پڑتا تو بہت کچھ طیار ہو جاتا تاہم بہت جلد وہ نمبر انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی ہفتہ کے اندر شائع ہو جائیگا (ایڈیٹر)

نیوگ اور طلاق

رسالہ لاعنوان جو لاہور کی آریہ سماج اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعض ممبران لاہور کے مابین عام جلسون مین تقریری پیرایہ میں ایک قسم کا مباحثہ ہوتا رہا اور آخر اشتہارون پر نوبت آپہنچی۔ انجمن فرقانیہ لاہور کی طرف سے آریہ سماج پر ہر طرح سے اتمام حجت کی گئی۔ اور چار مختلف اشتہار اس سلسلے مین نکلے۔

حال مین پانچوان نمبر ہمارے پاس بغرض اندراج الحکم پہونچا ہے جو اس عنوان سے شائع ہوا ہے "نیوگ اور طلاق پر قطعی اور فیصلہ کن بحث اور نیوگ کے متعلق صاحب مجسٹریٹ پشاور کا فیصلہ" چونکہ اس پمفلٹ کی عام اشاعت کی غرض سے یہ ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اس لئے ہم اس کے محفوظ رکھنے اور عام اشاعت کے اصول کو مد نظر رکھکر ذیل مین درج کرتے ہین۔ اور اس سے یکجائی لطف حاصل کرنے کیلئے اسے بعض دوسرے مضامین کو ملتوی رکھکر یک دفعہ ہی شائع کر دیتے ہین۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا کی حرص و آز مین کیا کچھہ نہ کرتے ہین
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھین تو مرتے ہین
زر سے پیار کرتے ہین اور دل لگاتے ہین
ہوتے ہین زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہین
سب اپنے دلبرون کو نہ جلدی سے پاتے ہین
کیا کیا نہ انکے ہجر مین آنسو بہاتے ہین
پر ان کو اُس سجن کی طرف کچھہ نظر نہین
آنکھیں نہین ہین کان نہیں دل مین ڈر نہین
ان کے طریق و دہرم مین گو لاکھہ ہون فساد
کیسا ہی ہو عیان کہ وہ ہے جھوٹ اعتقاد
پر تب بھی مانتے ہین اُسی کو بہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہے غضب
دل مین مگر یہی ہے کہ مرنا نہین کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی
اے غافلان وفا نکند این سرائے خام
دنیائے دون نماند و نماند بکس مدام

ہمارے ایک دوست نے آریہ صاحبان کا وہ اشتہار ہمین دیا جس کو انہون نے ہماری اشتہارات نمبر۲ و ۳ کے آخری جواب کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ہم تو اپنے اشتہارات چھپتے ہی سب سے پہلے آریہ صاحبان کے گھرون اور جلسون مین بھیجا کرتے ہین۔ مگر افسوس کہ ہمارے مہربان دوست آریہ اپنے اشتہارون کو آپ ہی کچھہ ایسا خلاف تہذیب خیال کرتے ہین۔ کہ اون کو ہمین پہنچانے سے شرمندہ ہوتے ہیں یا بخل کیوجہ سے نہین پہنچاتے لیکن یون چھپانے سے یہ بات تو چھپ نہین سکتی بصارت اور انصاف رکھنے والے اصحاب اس بات کو خود محسوس کرکے افسوس ظاہر کرتے ہین۔ کہ آریہ نے ہمارے کسی اشتہار کا کوئی جواب نہین دیا۔ صرف ہمین اور ہمارے مخدوم و سردار حضرت شمس الضحی کہف الوری فخر موجودات محمد مصطفے صلعم اور ہمارے محترم امام ہمام مہدی و مسیح مجدد الوقت جری اللہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام اور اہل اسلام کے تمام فرقون کے بزرگ اور دوستان اور خطاب یافتہ علماء و فضلاء وغیرہ کی نسبت دریدہ دہنی سے توہین کے مضامین اور فحش اور مذہل اور خلاف واقعہ باتین لکھکر ہماری دل آزاری کی ہے۔ لیکن ہم اُن کی نادانی اور [illegible] پر صبر کرتے ہین۔ ہمین ان کا آخری خطاب دیکھکر سخت افسوس پیدا ہوا ہے۔ کہ رسم و رواج و قوم و عیال اور دنیا کی محبت نے اُن کو ایسا گرفتہ اور گرفتار کر لیا ہوا ہے کہ ان کی محبت کے مقابلہ مین اپنی ثابت شدہ ناقص غلطیون کو ترک کرنے اور اسلام کی مبین اور روشن صداقتون کو قبول کرنے کیلئے نیک دلی سے آمادہ نہیں ہوتے۔ اور مستغنیانہ پیرایہ کا دعوے صرف زبانی ہی زبانی کرتے ہیں عملاً نہیں۔ ان کے اس آخری جواب کے بعد ہم نہیں سمجھتے کہ اون کی طرف سے کوئی اور اشتہار نکلیگا اور کسی طرح سے وہ تحقیق حق کے لئے ضروریات کو بہم پہنچانے کی کوشش کرینگے۔ خیر اکراہ اور جبر سے حق منوانا تو اسلام میں جائز نہیں۔ [illegible] ہم انہین [illegible] چہوڑتے ہین۔ البتہ اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہین۔ کہ چونکہ ہر ایک کے سر پر موت کھڑی ہے۔ [illegible] اس چندروزہ زندگی کیلئے [illegible] اڑے رہنا اور اسی کی پاسداری [illegible] تلے رکھ حیلون اور غلط بیانیون سے حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا اپنی ہی جانون پر ظلم [illegible] ہماری نسبت غلط بیانی کرنا کہ ہم کو پہلے ہی توقع تھی کہ جب آپ لوگون سے کوئی معقول جواب ہمارے اعتراضات کا بن نہین پڑیگا تو آپ گالی گلوچ اور تہذیب اور شائستگی سے گری ہوئی تقریر اور تحریر پر اتر آئینگے بخود آریون کو ہی ملزم ٹھیراتا ہے۔ کیونکہ بفرض محال اگر ہم نے انکو گالیان نکالی ہین تو یہ وہی گالیان ہین جن کے کھانے کی توقع اور یقین سے انہون نے بکثرت اشتہارات اور چٹھیات کے ذریعہ باوجود ہمارے بار بار کے انکار اور تامل کے اصرار کے ساتھ مباحثہ کیلئے بلایا۔ اور جس نتیجہ کو پہلے ہی یقینی توقع رکھکر انہون نے ہمین مخاطب کیا تھا پھر اس سے رنج اور غصہ کہان بجا ہو سکتا ہے۔ اس کے تو وہ خود ہی ذمہ وار ہین۔ لیکن ان کی یہ باتین ہم پر سراسر تہمت ہین۔ ان لوگون کے ہاتھہ مین سچائی تو ہے نہین جس کی تائید کیلئے کوئی دلائل قطعیہ ان کے ہاتھہ مین ہون۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک جھوٹ کے نباہنے کیلئے کئی اور جھوٹ اور دہوکہ بازیون کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ پس اب بھی حسب عادت طرح طرح کے لوگون کو دہوکہ دینے کیلئے ہم پر بہتان باندھنا اور تہمتین لگانا اور خلاف بیانی کرنا شیوہ بنا لیا ہے اسی خیال سے تو ہم نے تحریری مباحثہ کیلئے ان کو عرض کیا تھا کیونکہ زبانی مباحثات مین یہ لوگ اپنی مستمرہ عادت خلاف گوئی سے فائدہ اٹھا کر لوگون کو دہوکہ مین ڈال سکینگے۔ اور تحریری مین یہ قابو آجائینگے۔ ناظرین آپ ہی غور کر سکتے ہین۔ کہ ابھی اون کے دو جلسون مین ہی ہم ان کے اصرار سے حاضر ہوئے۔ اور ہماری طرف سے مکرم بھائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کے ہی پر کھڑے ہوکر اعلے درجہ کی مہذب اور شائستہ زبان مین اُن کے مکروہ مسائل کی قلعی کہولی اور ان کے اپنے پریسیڈنٹ مسٹر روشن لعل صاحب بیرسٹر اور پبلک نے صراحت اور کنایہ سے انکی شکست پر گواہی دی اور ہر دو جلسون میں اس بات کا پرزور الفاظ مین ان کے پریسیڈنٹون کی زبان سے شکریہ ادا کیا گیا کہ احمدی جماعت کی طرف سے نہایت تہذیب اور محبت اور امن سے کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے بعد کوئی تقریری موقعہ ہم سے مقابلہ کا انہیں نہیں ہوا۔ تو پھر ان لوگون کا یہ لکھنا کہ گویا ہم نے اپنی تقریر مین انہین گالیان نکالی ہین۔ ان کی چالبازی اور خلاف بیانی اور خود ساختہ بات نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارے پاس تو انکی چٹھیات موجود ہین۔ جن مین ان دونون جلسون کے بعد بھی بڑے اصرار سے ہمکو بلایا ان کے اشتہارات موجود ہین۔ انہون نے اپنے جلسون مین ہماری غیر حاضری مین ہمکو مخاطب کیا۔ اگر بفرض محال ہم پہلے گالیان نکال چکے تھے تو کس عقل اور ہوش سے ہم کو انکے بعد التجائین کرتے رہے۔ اب تو ہمکو گالیون کی تہمت لگائی۔ اور اگر ہم انکار نہ کرتے اور ان کے طلب کرنے پر بھروسہ کرکے جلسون مین متواتر حاضر ہوتے رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی اور سخت طرہ تہمت ہمکو لگا دیتے۔ ہم موقع اور ضرورت پر ان کی چٹھیات بھی شائع کرینگے منت اور سماجت اور التجاؤن سے گھر پر بلاتے۔ ہمارے امن اور مہذب اور شائستہ طور پر کارروائی کرنے پر پرزور الفاظ مین اسوقت شکریہ ادا کرنے اور اسکے بعد بھی ہمکو بلاتے رہنے اور ہمارے انکار کرنے (جو انکار صرف اسلئے تھا کہ ان کی نیتون مین حق جوئی معلوم نہ ہوتی تھی) کے بہت عرصہ بعد اب یہ کہنا کہ ہم نے ان کو گالیان نکالی تھین خوب ست کا وچار ہے۔

اب رہا یہ امر کہ گویا ہم نے اپنی تحریرون مین ان کو گالیان نکالی ہین سو ہم نے تو کوئی گالی اپنے کسی اشتہار مین نہین نکالی۔ گالی کی تعریف تو کسی شخص کے حق مین ایسے توہین اور حقارت آمیز کلمات بیان کرنیکے ہین جو اسکی نسبت خلاف واقعہ ہون۔ اگر کسی شخص مین کوئی واقعی نقص موجود ہو تو بنظر اصلاح اس نقص کے بیان کرنیکو گالی نہین کہا جا سکتا بلکہ وہ تو واقعہ اور اصلیت کا اظہار ہے۔ سچی بات کو صاف الفاظ مین بیان کرنیکو گالی کے مترادف اور ہم معنے سمجھ لینا نادانی اور حماقت کی دلیل ہے اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے حقوق طلب کرے تو اس سے اس امر کو بھی گالیان سمجھنا ظلم ہے۔ اور ہم اس بات کو ناظرین پر چھوڑ دیتے ہین۔ کہ وہ خود ہماری اور آریہ صاحبان کی تحریرات پڑھکر انصاف کرلین ہم ذیل مین چند امور لکھہ کر دکہاتے ہین۔ کہ جو کچھہ ہمنے لکھا ہے وہ نیکدلی اور سچی ہمدردی سے لکھا ہے۔ کیا وہ گالیان ہین۔

۱۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ آریون کے نامی سافر اور دہرم کے اور پیشوا جناب پنڈت لیکھرام صاحب کا آریہ ست کیطرف سے مسلم وکیل منتخب ہوکر ہمارے امام مہدی و مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام کو مقابلہ پر دونون مذہبون اسلام اور آریہ دہرم کے منجانب اللہ اور حق اور باطل ہونے کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے پیش ہونا اور اخیر مین پنڈت صاحب کی درخواست پر فریقین کا ایک دوسرے کی موت کے متعلق پیشگوئی کو حق اور باطل کے فیصلے کیلئے اسطرح سے قطعی معیار مقرر کرنا کہ جس شخص کی پیشگوئی سچی نکلے اسی کا دین اور مذہب منجانب اللہ اور حق پر ہوگا۔ اور پیشگوئی جہوٹی نکلنے والے فریق کے مذہب پر قطعی ڈگری حاصل ہوگی اور فریق مغلوب کے مذہب کا باطل اور شیطانی ہونا اسی سے فیصلہ پا جائیگا۔ اس پر پنڈت لیکھرام صاحب کا پیشگوئی کرنا کہ مجھکو میرے پرمیشر نے خبر دی ہے۔ کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی بمرض ہیضہ تین سال کے اندر مر جائیگے اور اس پیشگوئی کا سراسر جہوٹا نکلنا اور حضرت مخدوم کا تا ایندم زندہ ہونا اور پنڈت لیکھرام کا ہمارے مخدوم و مولے حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی پیشگوئی کے مطابق باوجود قوی ہیکل اور مضبوط جوان ہونے کے احکم الحاکمین خدا کی سچی اور انتہائی عدالت کے حکم سے مقررہ وقت و یوم و ماہ و سال و طریق سے ہلاک ہوکر اسلام کے قطعی غلبہ اور صداقت اور منجانب اللہ ہونے اور آریہ دہرم کے باطل ہونے پر آسمانی مہر کے لگ جانے اور قطعی اور مستقل ڈگری حاصل ہونے کے بعد بجز ہٹ دہرمی اور ضد اور سینہ زوری کے کونسی معقول وجہ ان کے ہاتھون مین ایسی باقی رہگئی ہے۔ جس کے حوصلہ پر آریہ دہرم کو خدا اور مخلوق کے سامنے سچا بیان کر سکتے ہین۔ اس عظیم الشان آسمانی فیصلہ سے ایمانی فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا۔ اور ہم آریہ دہرم پر فتحمند اور منصور ڈگری دار ہونے کی حیثیت مین اپنے فیصلہ اور ثابت شدہ حق کا آریون سے مطالبہ کرتے ہین۔ کہ تمام مباحثات سے پہلے وہ اس سے فائدہ اٹھائین اور اس کا جواب دین۔ کہ کیون اسکو ٹال مٹول مین رکھہ رہے ہیں۔ کیا انصاف کی رو سے اسلام پر اس فیصلے کے مطابق ایمان لانے اور آریہ دہرم کو باطل سمجھنے سے گریز کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے؟ کیا جس بات کو خدا نے جہوٹا ثابت کر دیا ہے اس پر اڑے رہنا ست سے پیار ہو سکتا ہے؟ اب ناظرین انصاف کرین کہ ہم نے تو یہ امر حق پیش کرکے اپنا حق طلب کیا ہے کیا اس کا نام گالی ہو سکتا ہے؟

۲۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ اسوقت تک ہمکو یہی معلوم ہو سکا ہے کہ جناب سوامی دیانند جی مہاراج اور پنڈت لیکھرام جی مہاراج اور آریہ دہرم کے دوسرے مسلم پیشوا اور ہادی اور بیر اور شریمان مہان پرش اور شریمتیون نے باوجود نیوگی ضروریات پیش رہنے کے نیوگ کرنے کرانے کے عملی نمونے نہین دکہلائے۔ جو اس بات پر گواہی ہے کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے سے نفرت ناپسند اور متامل تھے۔ سوامی جی مہاراج گرہست کے تعلقات سے الگ رہے۔ اسلئے انہین اُس غیرت اور شرم و حیا اور ضرورت عفت کا جو ہمارے اہل گرہست کیلئے ضروری ہوتا ہے کچھہ ذاتی تجربہ کبھی حاصل نہ ہوا۔ اسی محرومی کیوجہ سے انہون نے اس انوپتر مسئلہ کو اپنی کتاب مین لکھہ کر اوراق کو ناپاک کر دیا۔ ہمارے ایمان مین یہ ایک نہایت ناپاک مسئلہ ہے۔ اور اس کا سرچشمہ بھی ناپاک ہے کیونکہ [illegible]

پھر چشمہ سے تاریکی نہیں پیدا ہوسکتی۔ اگر آریون کو ان باتون سے اتفاق نہین تو مہربانی کرکے وہ ثابت کر دکھائین کہ (۱) جناب سوامی جی مہاراج نے اپنی مصلحانہ زندگی مین کسی وقت کسی بات اختیار کیا تہا؟ (۲) ان کو باپ اور بعزت خاندانون کی ضروریات غیرت ورلج وبت وغیرہ کے ذاتی تجربہ سے حس حاصل ہوگئی تہی؟ (۳) انہون نے غور یا اُن کی اچھا اور ہدایت سے اُن کے خاندان مین کسی نے نیوگ کیا کرایا تہا؟ (۴) اُن سے ان کا نیوگی یادگار و نکا سلسلہ چلا اور ایک یا اُن کے کسی وقت بعد تک ان کے سلسلہ حسب ونسب میں ہونے کا فخر رکہنے والے موجود ہیں؟ (۵) یہ مسلم بات ہے کہ لیکہرام جی مہاراج کو بوجہ اولاد نرینہ نہونے کے اپنے گہر مین نیوگ کرانیکی ضرورت تہی سو باوجود ضرورت انہون نے کبہی اپنے گہر مین نیوگ کرایا یا خود ہی کہین کیا اور اسی سے اُن کا سلسلہ اولاد نرینہ چلا؟ (۶) یا زمانہ حال کے نامی آریہ لیڈرون مین سے ہی کسی نے اس پر عمل کیا یا کرایا ہو؟ لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہے آریہ صاحبان ان باتون کا کوئی ثبوت پیش نہین کرسکتے۔ پہر ہماری بات کو کس عقل سے گالی قرار دیتے ہین۔ خود اپنے پیشواؤن کی نسبت خلاف واقعہ ایمان رکہتے اور ہمکو ان باتو نکا منسوب کرنا چاہتے ہیں جو اُن مین نہین۔ یہی گالیان ہین جو آپ اپنے بزرگون کو دے رہے ہین۔ ہم تو کسی کے بزرگ کو گالی دینا گناہ سمجہتے ہین۔

اصل مین نیوگ دو لفظون سے یا نیو اور وگ سے مشتق ہے نے اور نیو اُس محبت اور یارانہ کو کہتے ہین جو محبت کا سقدر ہوتی ہے۔ اور وگ گائیون کے گلے کو کہتے ہین پس نیوگ کے معنے گایون کے آپس مین زر و مادہ کے تعلق صحبت کے ہوئے۔ لسلئے زبان کی عزت بہی تو جب ہی بحال رہ سکتی ہے کہ وہ اپنے اکثر الفاظ کی وجہ تسمیہ پیش کرسکے۔ نیوگ کی وجہ تسمیہ مین یہ بات بین طور پر پڑی ہوئی ہے کہ یہ وہ رسم ہے۔ جسمین گئو والے اچہے سانڈون سے بچے حاصل کرنیکیلئے گایون کو اُن کے پاس لیجاتے ہین۔ اور گئو دُہانےکے عوض مین سانڈہونکو پرورش کرتے کہلاتے اور پلاتے ہین۔ یہ ایک حیوانی رسم ہے۔ انسانون کیلئے نہین۔ ہم وید کے مصنفون کو اسقدر بیعقل نہین مان سکتے کہ اُن کی اس رسم کو درج کرنے سے یہ مراد ہے کہ گویا یہ انسانون کے لئے ہے سوامی جی نے اسکو غلط سمجہا ہوگا کیونکہ اگر فی الواقعہ ویدونمین اسطرح لکہا ہے تو بجائے اسکے کہ ان کی کچہہ عزت کی جائے ان کو تو جہالت اور فحش کا تو وہ ماننا پڑتا ہے۔ ان آریون کے قدیم آبا و اجداد مال وند لوگ تہے جنکی گذران گایون پر تہی۔ اور بعضے کچہہ کہیتی باڑی بہی کرلیا کرتے تہے۔ گایون کے ریوڑ وگلے، ان کی عزت اور ان کا فخر انہین کی پرورش اور پالن کرنا ان کا ہنر در تمدن انہین کی صحبت مین جنگلون مین انکا بسیرا۔ انہین کی پیداوار اور ان پر انکا گذارہ تہا۔ چنانچہ کرشن جی کا نام گئوپال مشہور ہے۔ حال جیسے مویشی پرور جنگل لوگون کی زندگی ان آریون کی ہو وہ باقی کا خفیف سا خاکہ یادگار ہے۔ ان لوگون مین کوئی تمدن نہ تہا قانون نہ تہا۔ اس لیے سب ذرا ترقی کی تو اپنے حسب مذاق وید تصنیف کئے اور اُنمین وہی حیوانیت کی باتین لکہین۔ جو گایون کی صحبت مین رہنے سے ان مین بہی داخل ہو گئی تہین۔ گئو کی معبودانہ عزت اور گئو پالن مین فخر کا اصول اسی زمانہ کی یادگار ہے۔ وید کی مندرجہ دعائین اور آرزوئین بہی تمام گایون مین ترقی اور بہتری کے متعلق ہی ہین۔ ممکن ہے کہ نیوگ کے مسئلے پر یہ گائے پرور قوم عمل کرتی ہو۔ گو یہ بات بہی ثابت نہین۔ لیکن اگر یہ بات ثابت بہی ہو تو بہی وہ خود ایک جنگلی اور غیر متمدن قوم تہی۔ اس جاہلیت اور گئو پالن کے زمانہ کی بن باسی رسوم کو اس تہذیب اور تمدن کے زمانہ مین پیش کرنا جہالت میں داخل ہے۔ گائے کو گئو ماتا کہا جاتا ہے لیکن یہ اس لیے نہین کہ اُس کو حقیقی ماں سمجہا جائے اور اس کی عادات اور رسوم اور فطرت کو وراثت سمجہہ کر اپنے لیئے قاعدہ بنالیا جائے۔

سوامی جی مہاراج خود اکثر بن باس خلوت اور تنہائی مین برہمچاری غور و بچار کرتے رہے اور اس نئے زمانہ کی تہذیب اور شائستگی اور ترقی سے انکی اخلاق و معاشرت پر کچہہ اثر نہو سکا کثرت سے ویدونکی مطالعہ میں مستغرق رہنے کی وجہہ سے ان کے دل پر بہی اسی قدیم آریہ گئو پالن زندگی کا نقشہ گہرا جم گیا اور اسی کے آثار کی لوگونکو تعلیم کرنا شروع کردی۔

۳۔ ہم نے لکہا تہا کہ تمام دیسی اقوام جن میں ہم اور آریہ شامل ہین ایک دوسرے کی اعضا اور ہمسایہ ہین۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت مین شریک ہوتے ایک دوسرے کی شادی و غمی کے کلاج و کام سنوارتے ہیں۔ ہمارے سامنے اور شرکت سے کئی آریہ بیاہ ہوئے اور ہوتے رہتے ہین۔ بیاہ کیطرح نیوگ بہی بجائے الاعلان ہونا ضروری ہے۔ الا وہ نا جائز متصور ہوتا ہے مخفی طور پر نیوگ نہین ہو سکتا۔ وہ تو سوامی کے اصول سے ہی حرامکاری ٹہیرتی ہے آج تک ہمنے کسی آریہ گہرانے مین کسی کو نیوگ کرنے کرانے کا انتظام کرتے نہ دیکہا اور نہ سنا ہے۔ ہماری مخالفت نیوگ سے صرف اس لئے ہے کہ یہ ایک مکروہ بدکاری خیز رسم ہے۔ اور اس کے اعتقاد اور ارتکاب سے انسان فواحش کا مرتکب ہوتا ہے۔ ہم تو اپنے ہموطن اور ہمسایہ آریونکو ایسے گند مین غرق ہوتا دیکہہ نہیں سکتے ہمین یہی ہمدردی اسبات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم آریونکو اس سے روکین لیکن یہ دیکہہ کر کہ آریونکا واقعہ مین نیوگ پر عمل نہین۔ ہمکو بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ ہم دیکہتے ہیں۔ کہ جس مراد کے لئے ہم سچائی کو آریونکے پیش کرتے ہین وہ مراد ہماری حاصل ہے اور ان کی اپنی فطرتین ہی ہماری تائید مین اُن کو نیوگ سے بسلامت باز رکہہ رہی ہین۔ یہ تو ظاہر حال ہے۔ لیکن انتقال عالم الغیب نہیں ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی رکیک تاویل سے ہمسایہ قوم سے سشرم کے ماری آریون نے مخفی نیوگ کو جائز بنالیا ہو۔ کیونکہ اُن کا اپنا اختیار ہے۔ اور خفیہ طور سے نیوگ کرتے کراتے ہون اسلئے اسکی اصلیت دریافت کرنیکی غرض سے ہم نے آریہ صاحبان کی خدمت مین ادب اور عاجزی سے یہ درخواست کی تہی اور اب بہی بادب زور سے درخواست کرتے ہین۔ کہ وہ ہم پر اسقدر مہربانی کرین کہ ایک ایسی فہرست مرتب کرکے شائع کرین جسمین دو تین سو معزز لیڈنگ آریون کے گرامی نام مع مفصل پتہ کے لکہے ہون جنہون نے آپ یا اپنے گہرون میں نیوگ کیا یا کرایا ہو۔ کس کس کے ساتہہ نیوگ ہوا۔ کیا اور اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اسی طرح مفصل پتہ کے ساتہہ دو تین سو ایسے بہاگوان بیریون کے نام بہی اس فہرست میں درج کرین جو اپنی اس چوتہا ورعلی اور اخلاقی رسم سے فیضیاب ہوئیں اور ان کی فیضیابی کا نتیجہ کیا ہوا۔ اور ساتہہ ہی اس کے تین چار سو نیوگ زادہ بچون کے نام بہی لکہہ دین۔ ناظرین انصاف کرین کہ کیا ایسی درخواست کرنا گالی ہے؟

۴۔ مشاہدہ اور تجربہ ہی ایک شے ہے جس کے ذریعہ سے انسان کسی امر کے یقینی نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے لحشک خیال اور لاف گزاف بالکل بے سود ہوتے ہین۔ اسوقت تک اور آیندہ اسوقت تک جب تک کہ مذکورہ بالا فہرستیں شائع نہ کرین ہم یہی سمجہتے ہیں کہ نیوگ کے متعلق آریونکو خود کچہہ تجربہ اور مشاہدہ حاصل نہین صرف طبع آزمائی کی غرض سے یا نادانی سے خیالی لاف گزاف کر رہے ہین۔ جائے غور ہے کہ جس نیوگ کے متعلق اپنا اور اپنی قوم کے اکابر کا کوئی تجربہ اور مشاہدہ پیش نہیں کرتے اور جس کے عملی ارتکاب کے خود ہی قابل نہین۔ اور کوئی نمونہ اور نتیجہ نہیں دکہلاتے اور جس کا کوئی عملی وجود ہی ثابت نہیں کرتے اسی کے قابل عمل ہونے پر مباحثہ کرنے کیلئے ہم کو اور دوسرے لوگون کو بلانا کس راستبازی اور عقلمندی اور حق شناسی پر مبنی ہو سکتا ہے سوائے دوانچ زبان کے اُن کے وجود کی کہیٹی کے تمام جوارح اور ممبر اور اعضا ہماری تائید کا ثبوت دے رہے ہین یہ تو مسلم بات ہے کہ نیوگی ضروریات تو ہمیشہ آریہ گہرون مین رہتی ہین اور شائد ہی اُن کا کوئی خاندان نیوگ کی کسی نہ کسی ضرورت سے کسی وقت خالی ہو۔ تو باوجود ضروریات مین محیط ہونیکے نیوگ کو عملاً کرنیسے گریز کرنا اور اس سے فائدہ نہ اٹہانا ہمارے ہاتہہ مین انکی شکست کی ایک زبردست دستاویز ہے۔

پیارو! خود تو تمہاری نیچر اسکو گندہ اور ناپاک اور بیہودہ کام سمجہہ کر اس پر عمل کرنے سے شرمندہ ہے۔ اور تم کسطرح سے اپنی قوم مین عملی رواج ثابت نہین کرتے تو اسکے تو یہی معنے ہین کہ نادان لوگون کو دام تزویر مین لاکر مذہبی آڑ مین بے قید عیاشی کا لائسنس حاصل کرلیا جائے۔ اور اسی کی طفیل کفایت شعاری سے مزے اڑانا نصیب ہو۔ اگرچہ ممکن ہے کہ چند عقلمند عیش پسند جوانون کا نیوگ کو مسئلہ کا ایڈوکیٹ بن کر اسکی ترویج کیلئے کوشش کرنا کسی ایسی غرض کیلئے ہی ہو لیکن ہم ان پر اسقدر بدظنی کرنا نہیں چاہتے۔ اتنا ضرور سمجہتے ہین کہ دراصل نیوگ کو خود ہی ایسا گند جانتے ہین کہ اول تو کرتے نہیں اور اگر کرتے بہی ہین تو بہی آپ اس کو ایسا گندہ سمجہتے ہین کہ ہمارے سامنے عملی گواہی پیش کرنے سے نادم ہیں۔ کیونکہ اگر فی الحقیقت اس کو ست سمجہتے ہیں۔ اور اسپر عمل نہیں کرتے تو آریہ نیم کے رو سے دہرم سے دور اور راست کرنے والے ٹہیرتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ ہر کام سے پہلے آریہ صاحبان ہماری مطلوبہ فہرستین شائع کرین۔ تاکہ ہمکو بہی ان کے عملی نتائج اور فوائد اور نقصانات کے موازنہ کرنے کا موقعہ میسر ہو۔ زبانی لاف گزاف پر تو آپ لوگ بہی مباحثہ کرنا بیعقلی سمجہتے ہونگے اس پر بحث ہو ہی کیسے سکتی ہے۔ اب عرصہ قیل و قال مین بہت گذر چکا ہے۔ اسلیئے ہم آریہ اصحاب کو ایک ماہ کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر اس ایکماہ مین آریون نے یہ فہرستین مکمل اور مستند طور پر شائع نکین تو اس کے یہی معنے ہونگے۔ کہ وہ جہوٹے ہین۔ اور ہماری فتح کی ڈگری اور ایک اُن پر ہو جائیگی۔ اور پہر ہمکو حق حاصل ہوگا۔ کہ اس کو آریون پر حجت پیش کرین۔ اور پبلک کو اس سے مطلع کرین۔ اس کے فیصلہ ہو جانیکے بعد ہم مباحثہ کو بہی طیار ہونگے۔ کہ اگر آریہ صاحبان اسقدر ثابت کردین۔ کہ آریہ ڈیبیٹنگ کلب لاہور کے ممبرون نے ذاتی طور پر نیوگ کا تجربہ کرلیا ہے اور جن عورتون کا جن مردون سے نیوگی سنجوگ ہوا اُن کا مفصل نام و پتہ و اولاد وغیرہ ایک مستند فہرست مین شائع کرین۔ تو پہر بعد تحقیقات ہم اپنے خیالات اور نتیجہ تحقیقات کو نیک نیتی سے عرض کردینگے۔ لیکن اگر اس سے بہی گریز کرین تو پہر انصاف نہین ہو سکتا کہ دنیا مین کوئی گوشہ انکو جگہہ دے گا۔ اور کس منہہ سے نیوگ اور آریہ دہرم کا نام لینگے۔ ناظرین غور کرو۔ کیا یہ گالیان ہین یا کہ واقعات کا اظہار؟

۵۔ کتاب ماننے والی قومین اتنا تو جانتی ہین کہ عورت اور مرد مین بیاہ کا وہی سنجوگ جائز ہوتا ہے جو مسلمہ کتاب کے مطابق کیا جائے آریہ بیاہ بہی وہی جائز ہو سکتے ہین۔ جو اُن کے وید و نکے مطابق ہون۔ جو تعلقات ویدونکے مطابق نہیں وہ اور اُنکے تمام نتائج اور اولاد وغیرہ بہی ناجائز ہی ہوتے ہین۔ آریہ صاحبان نیوگ کے عملی ثبوت کے مطالبہ کے جواب مین یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ زمانہ حال کے آریہ بیاہ ویدون کے مطابق نہیں ہوتے۔ اور اسلئے

جاتا۔ آریون کی یہ ایک ایسی نامعقول دوسرے سنے پر ہیں۔ کہ تمام آریگویا ہے ہین۔ اور ان کی تمام اولاد ناجائز ہے ان لوگون کی عقلون پر کچھ ایسے پردے کہ اپنی قوم کا بھی حیا نہین کیا۔ ہر حیثیت ہین کے انسان اُن مین موجود ہین بڑے مرزا امد شریف بھی ہین۔ اُن سب کی نسبت ہین کہہدی ہین جن کا بیان اعادہ کرتے بھی دشرم آتی ہے۔ ہمین تو گالیان دی ہی تہین ہین اپنی قوم کو بھی وہبر دبایا۔ ناظرین غور کرین کہ گالیان نکالنے کے مکروہ الزام کا کون ملزم ہوتا ہے۔ ہم یا آریہ صاحبان ؟

۶- اشتہار ع۱ مین جسقدر حوالجات ہمنے درج کئے ہین۔ وہ اسی کتاب ستیارتھہ پرکاش سے ہین جس پر "مستند" لکھا ہوا ہے۔ آریون نے چالاکی اور دہوکہ دہی سے یہ لکھا ہے۔ کہ گویا ہمنے حوالون مین تصرف کیا ہے سو! اے ناظرین با انصاف ستیارتھہ پرکاش کو لیکر ہمارے اشتہار کی عبارتونکو اُس سے مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ اگر ہمنے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے ملایا ہو یا معنے مطلب بگاڑے ہون تو بیشک ہم ملزم ہیں۔ ہان البتہ اس قدر تو ہر ایک انسان جانتا ہے۔ کہ حوالہ دینے کیلئے ساری کتاب کی نقل نہین لکھی جاتی۔ نفس مضمون کے متعلق جسقدر ضروری ہوتا ہے ایسے طریق مین کہ مصنف کا منشا فوت نہو اقتباس کرکے لکھنا دیانتداری کا کام ہے سیطرح ہمنے مصنف کے منشا کو رعایت رکھکر مضمون کے متعلق جتنا ضروری تہا لکھہ دیا تہا ہمیشہ ستیارتھ صاحب یہ ثابت کرسکتے ہین۔ کہ ہمنے حوالون مین اپنی طرف سے کوئی تصرف کیا ہوا بار کہتے ہین۔ کہ اُن عبارتون مین جو ہمنے کے لئے نقل کی ہیں اپنی طرف کا ایک حرف بھی م اور زیادہ نہین کیا۔ ہان اگر اس مستند کتاب کے سوا کوئی اور کتاب مستند ستیارتھہ پرکاش آریہ صاحبان کے پاس ہے تو مہربانی کرکے یا تو اس مین سے وہی عبارتین نقل کرکے شائع کردین جو ہم نے لکھی ہین یا وہ کتاب ہمارے پاس بہیجدین ہم اسی سے عبارات نقل کرکے دوبارہ شائع کردین گے۔ اور اس کے لئے آٹھہ روز کی میعاد مقرر کیجاتی ہے۔ اگر آٹھہ روز مین دونون باتون میں سے آریہ صاحبان نے کوئی بات نہ کی تو ناظرین انصاف کرین! کیا یہ گالی ہے ؟

۷- یہ بات عام طور پر مشہور ہوچکی ہے۔ کہ آریہ صاحبان نے نرمی اور ابراہیم جیسے چند بازاری لکھوارون ساتہہ ملاکر طرح طرح کی باریک اور مخفی چالاکیون کو مسلمانون کے تمام فرقون کے معزز اور مسلم علماء اور فضلاء اور انجمنونکی توہین کی۔ اور مقدس اور مطہر اسلام کے بر خلاف شرارت کی نیت سے منصوبے بنائے۔ کہین ان سے جھوٹے اشتہار نکلوائے اور کہین انکو شہ دیکر اپنی مجلسونمین معزز اور خطاب یافتہ مسلمانون کو ان سے گالیان دلوائین۔ کہین ایک مسلمان سائل پیشہ بیلم کر مولوی اور وکیل اسلام کے خطابات دیکر مسلمانون کا دل دکھایا۔

آریہ لوگ ایسی حرکتین تمام مسلمانونکی توہین کی نیت سے کررہے ہین۔ اور اس بیہودگی پر اسقدر مصر ہین کہ اب تک بہی ان باتون سے باز نہین آتے۔ باوجودیکہ مسلمانون کے تمام معزز فرقون سُنی شیعہ۔ غیر مقلد وغیرہ کے مسلم اور مستند علماء اور لاہور کی تمام مسلم اور مستند انجمنون نے صاف لفظون مین لکھہ دیا ہے کہ ابراہیم کسی فرقہ یا انجمن کیطرف سے وکیل اسلام نہین۔ لیکن پہر بہی آریون نے اپنے اشتہار مین لکہا ہے۔ کہ اب تک وہ ابراہیم کو وکیل اسلام ہی تسلیم کرتے ہین۔ اس منصوبہ کو تقویت دینے کے لئے انہیں ٹکڑ خور مسلمان نام کی ایک انجمن بنوالی ہے جس کا نام حامی اسلام رکہہ لیا ہے۔ لاہور مین کوئی مستند انجمن حامی اسلام مسلمانون کے کسی فرقہ کی موجود نہیں۔ اور یہ منصوبہ بہی ہمارے اشتہار کے بعد بنایا ہوا ہے۔

ہم تو حیران ہین۔ کہ ان پڑھے لکھے آریونکو کیا ہوا کیون خدا سے مقابلہ کی ٹہان لی ہے۔ ان کی عقلین کہان گئین۔ صداقت ایسی شرارتون سے تو حاصل نہین ہوسکتی۔ ناظرین ذرا غور سے آریہ صاحبان کے پہلے اشتہار کی سطر ۲۲ و ۲۵ پڑھکر دیکہیں کہ اُس مین صاف لفظون مین لکہا ہے کہ آپ کا یہ ظاہر کرنا کہ آپ تمام اہل اسلام کے وکیل بن کر ہم سے مباحثہ کرنا چاہتے ہین۔ ہم ماننے کیلئے ہرگز تیار نہین جب تک کہ اہل اسلام کی کم سے کم دو چار مستند انجمنون کی طرف سے اس امر کے ثبوت مین آپ تحریرات شائع نکرادین"۔ اسمین آریون نے آپ ہی ایک اصول قائم کیا ہے کہ ان کے نزدیک وکیل اسلام وہ شخص ہی تسلیم ہوسکتا ہے۔ جس کی وکالت کے ثبوت مین دو چار مستند انجمنون نے پہلے سے تحریرات شائع کردی ہون۔ یہی ایک ضروری اور اقل معیار اسلامی وکالت کے لئے انہون نے خود مقرر کیا ہے تو اب اگر ان صاحبان مین کچہہ بھی غیرت اور حیا اور حق پروری کا خیال ہے تو وہ ثابت کرین۔ کہ انہون نے ابراہیم کو وکیل اسلام اسلئے تسلیم کیا ہے کہ اسکی وکالت کے ثبوت مین دو چار مستند انجمنون کیطرف سے ان کے تسلیم کرنے سے پہلے ایسی تحریرات شائع ہوگئیں تہین کہ گویا انہون نے ابراہیم کو اسلام کی طرف سے ان کے ساتہہ مباحثہ کرنیکے لئے وکیل منتخب اور منظور کیا ہے۔ اور ہم یقیناً کہتے ہین کہ لاہور کی ایک بہی مستند انجمن کیطرف سے کوئی ایسی تحریر شائع نہین ہوئی تو باوجود اس بات کے پہر بہی انکا ابراہیم کو وکیل اسلام اور مولوی لکھنا کس ایمانداری اور حق پروری پر مبنی ہوسکتا ہے۔ ہم اسوقت آریونکو چیلنج کرتے ہین کہ وہ دو چار مستند انجمنون کی طرف سے ایسی تحریرات شائع شدہ پیش کرین اور اگر وہ پیش نہ کرین گے اور ہرگز وہ پیش نہ کرسکینگے تو اے اہل انصاف! دریکہو کہ ان لوگون کی نیتون مین مفسدہ پردازی اور شرانگیزی کے سوا اور کیا ہے۔ اور اُن پر اور ان کے طریق

دوسرے پر منصوبہ بازاور باطل ہونے کی ایک اور مہر لگ گئی ہے۔ کیا کوئی آریہ ہے جو ایسی تحریر پیش کرکے اس سیاہی کو چہرے سے دور کرسکے! ہم کو آریون کی اس دستاویز نے حق دیدیا ہے۔ کہ ہم انکو خلاف گو کہین۔ اے آریہ دوستو! سوچو! کیا یہ حق جو لی آپکی ہے؟ حق سے مقابلہ کرنے سے آپ کو یہ خفت اور شرم اٹہانا پڑی۔ اب بھی باز آؤ اور حق سے فائدہ اٹھاؤ۔

۸- جو لوگ علے الاعلان فواحش اور زناکاری کرتے ہین۔ اُن سے کون عقلمند تعارض کرتا ہے۔ آریہ صاحبان اگر یہ دکہلا دین کہ وہ علے الاعلان نیوگ کرتے ہین۔ تو ہم بھی انکو کیونکر تعارض کرین گے کیونکہ نیوگ ہمارے ایمان مین زناکاری ہی ہے۔ خلافت اور وراثت انسانی خاصہ ہے۔ جس کے لئے اس کو دوسرے حیوانون سے امتیاز حاصل ہے۔ اسی لئے تحقق وحفاظت نطفہ فطرتاً لازمی ٹھہر کر انسانی حقوق کے بچاؤ کا ایک ہی ذریعہ ہے اور اسی لئے اس کی خلاف ورزی بحث ظالمانہ حق تلفی ہونیکی وجہ سے زناکاری نام رکہاتی ہے۔ اور حکومت اور قوم کی طرف سے سخت عقوبتون سے قابل سزا ٹھہرتی ہے۔ نیوگ مین تحقق وحفظ نطفہ کے اصول قائم نہیں رہتے اور اسی لئے یہ زناکاری ہے۔ قانون سرکاری کے رو سے بھی بیاہی عورت کا اپنے خاوند کی موجودگی مین اُس کے سوا کسی غیر سے کسی حالت میں ہمبستری کرنا زناکاری ہے۔ اسی کے متعلق صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع پشاور نے بمقدمہ مہرچند بنام گنگا بشن وغیرہ مورخہ دسمبر ۱۹۰۰ء کے فیصلہ مین لکھا ہے "استغاثہ یہ بھی بیان کرتا ہے۔ کہ کتاب مذکور کے صفحہ پر لکھا ہے کہ دیانند کے پیرو زناکار ہین۔ اور چونکہ مستغیث بھی دیانند کا ایک مرید ہے۔ اس لئے اس بیان سے اسکی بھی توہین ہوئی ہے۔ اصل کتاب کی عبارت یہ ہے

اب اس فن زناکاری کے استاد (دیانندجی) کی تحریری ہدایات کے مطابق یہ دیانند کے پیرو زناکرین اور کرائینگے"۔

اس بات سے انکار نہین ہوسکتا کہ دیانندجی کی خاص مذہبی کتاب ستیارتھہ پرکاش مین فن ہمبستری کے متعلق ہدایات درج ہین۔ اور مستغیث بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ اُس کا اس مسئلہ پر ایمان ہے۔ جسمین ایک بیاہی عورت اپنے شوہر کی زندگی مین اسکے سوا غیر بیاہے مردوں سے ہمبستری کرسکتی ہے۔

یہ رسم بیشک زناکاری ہے

ملزم نے نیک نیتی کے ساتہہ صحیح واقعہ بیان کردیا ہے کہ دیانندجی کے پیرو فن نے مسئلہ کرکے مسائل پر ایمان لاکر اب زناکاری شروع کردی ہے۔ اور اگر وہ اسی ایمان پر قائم رہے تو زیادہ زور سے زناکاری کا ارتکاب کرنے لگ جائینگے۔

پس نیوگ قطعاً زناکاری ہے۔ اور جس کتاب مین اس کی ہدایات درج ہین وہ کتاب بہی فحش آموز ہے۔ آریون نے ہم پر گالی نکالنے کی جھوٹی تہمت لگاتے ہوئے ذرا شرم نہین کی کہ گالیان تو نیوگ کا نام پبلک کے سامنے لینا ہے۔ زناکاری کے حامی خود زنا کرتے کراتے رہین تو خیر ہے۔ لیکن اگر وہ دوسرے لوگون پر طرح طرح کی اغوا آمیز تحریرون سے اس کا اثر ڈالین اور ان کو اور اُن کی عورتون کو اس کے مرتکب ہونے کی ترغیب یا نصیحت کنایہ یا صراحت سے کردین تو وہ اغوا اور توہین اور بدچلنی اور بد اخلاقی پہیلانے کے مرتکب ہونے کے مجرم ہیں۔ یہی حال آریون کا ہے۔ کہ نیوگ کے زناکاری مین مبتلا کرنے کیلئے مختلف قسم کے حیلون سے لوگون کو اغوا کررہے ہین۔ زناکاری کے حامی اور مرتکب اخلاقی دنیا مین کسی شرافت اور حیثیت کا دعوے نہین کرسکتے۔

ناظرین غور کرین۔ کہ یہ لوگ جو تمام ہندوونکو زناکار بنانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ گالیاں نہیں ہین۔

۹- اس بات کو تو ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ انسان کا ابتدائی نام نطفہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد جنین پھر بچہ وغیرہ نام رکہاتا ہوا اپنے عمر کے سب مرحلے طے کرتا ہے۔ اور اس بات سے بہی اکثر لوگ واقف ہونگے۔ کہ تشخیص وتعزیر جرایم میں سیاسی طور پر ہر ایک جرم کی عظمت اور خفت کی رعائت بہی بیجا سمجھی گئی ہے۔ ایک پیسہ چوری کرنے والا بہی چور اور لاکھہ روپیہ چوری کرنیوالا بہی چور کہلاتا اور سنگینی جرم کے لحاظ سے مساوی سزا پاتا ہے۔ انسان فروشی کے جرم مین نطفہ سے لیکر اخیر عمر تک انسان کا خرید و فروخت کرنا انصافاً شامل ہین۔ اور اسی اصول پر برٹش گورنمنٹ نے بہی نطفہ سے لیکر اخیر عمر تک انسان کی حفاظت کے لئے قوانین نافذ کئے ہوئے ہین۔ اسی معقول گورنمنٹ نے اسقاط حمل اور قتل کا قانونی انسداد بہی اسی واسطے کیا ہوا ہے۔ نیوگ فی الواقعہ انسان فروشی ہی ہے۔ اس مین ایک جوان تہوڑی سی مٹھائی یا روپیہ یا لذت کے عوض مین اپنا پیارا لخت جگر جس کا ابہی نطفہ نام ہے۔ کسی دوسرے کے ہاتھہ اس کی بیوی سے ہمبستری کرکے فروخت کرتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی قطعی بیع ہوتی ہے۔ کہ پھر ایک دوسرے یعنے حقیقی والد و مولود کا باہمی کوئی تعلق نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور دونوں ایک دوسرے کی راحتون اور خوشیون اور فائدون سے ہمیشہ کیلئے منقطع اور محروم کردئیے جاتے ہیں۔ دونوں کے حقیقی حقوق پر ایک غاصبانہ اور ظالمانہ حملہ ہوتا ہے۔ اسلئے نیوگ جسکا دوسرا نام انسان فروشی صحیح ہے۔ انسان کو حقیقی حقوق سے ظالمانہ اور غاصبانہ طور پر محروم کرنیکا ذریعہ ہے۔ اور تہذیب اور انسانی شرافت

اور لج اور پت اور غیرت اور عقل اور اصول تمدن جمہور اور حق شناسی اور حقیقت اور سچائی کے سراسر خلاف ہے +

۱۰ نیوگ بلحاظ اپنی کیفیات کے ملاحظہ سے زناکاری اور انسان فروشی وغیرہ جرائم کی ہم شکل ہے۔ اگر اس کو صرف اولاد لینے کے بہانے سے جائز قرار دیا جائے۔ تو پھر تسلیم جرائم اور سیاسی اور بداخلاقیوں اور ظلموں کو مختلف قسم کے حیلوں اور بہانوں کی بنا پر جائز ٹھیرانا اور رواج دینا پڑے گا۔ اور اس لئے اس ایک جرم کا رواج ہزارہا جرائم کا دروازہ کھول دیگا۔ اور اس کثرت سے ملک میں جرائم شروع ہو جائینگے جن کا انسداد مشکل ہو جاویگا۔ اور ملک میں بے امنی اور فساد پھیل جائیگا۔ اور تہذیب سے گر کر ملک وحشت اور جہالت میں غرق ہو جائیگا۔ اور اسی قدیم زمانہ کے بن باسی جنگلی گنوار پن زندگی کی طرف تنزل کر جائیگا۔

۱۱۔ نیوگ کرانے والوں کو سخت مکروہ دہوکہ بازی کا بھی مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اصل مقصود اس سے اولاد حاصل کرنا ہے تو ساتھ ہی اس کے یہ بھی ضروری خواہش ہوتی ہے کہ اولاد مضبوط تندرست اور خوبصورت حاصل ہو۔ اور اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے کسی تنومند اور خوبصورت صحیح القویٰ جوان کو تلاش کیا جائے۔ پھر اگر کوئی ایسا جوان دستیاب بھی ہو جائے اور اس کا نیوگ کرنے کا خیال نہ ہو اور دہرا دہی سے طالب ہو اری مدنظر ہو تو چونکہ جوانی میں لوگ مغلوب الشہوت ہوتے ہیں اسکو نیوگ کی خواہشمند ناز میں اپنے حسن کی آراستگی اور طرح طرح کے ناز و انداز سے فریفتہ کرکے دہوکہ سے نیوگ کرا سکتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے بعض شریر لوگ گلٹ کے خوشنا زیوروں کو سڑکوں پر ڈال کر نادان لوگوں کو لوٹ لیا کرتے ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تمام آریہ ایسے ہی کرتے ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ ایسی صورت کا پیش آنا ممکن ہے +

۱۲۔ یہ امر تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ مباحثہ تحریری قومی اور قطعی ہوگا۔ اور یہ انتظام قرار دیا گیا تھا کہ فریقین اپنے اپنے مذہب کے حامیوں کو شریک کرینگے۔ چنانچہ اسی قرارداد کے مطابق اسلام کے حامیوں کو شریک کرنے کیلئے ہم نے اشتہار علا شائع کرکے ان کو درخواست کی تھی۔ کہ مسئلہ نیوگ پر اپنے اپنے اعتراضات لکھ کر ہمارے پاس بھیجدیں۔ تاکہ حسب قرارداد ان کو منتخب اور مرتب اور شائع کرکے آریوں کے پاس جواب کیلئے بھیجدیا جائے۔ اور آریہ صاحبان کو صاف لفظوں میں بار بار بذریعہ اشتہارات کہا گیا تھا کہ اسی قرارداد کے موافق آپ بھی آریہ مت کے حامیوں کو اشتہارات دیکر درخواست کرو۔ کہ مسئلہ طلاق پر اپنے اعتراضات آپ کے پاس بھیجدیں پھر ان کو اسی طرح شائع کرکے آپ ہمارے پاس بھیجدیں۔ لیکن افسوس کہ آریہ صاحبان نے ہمارے اشتہار علا کی درخواست اور شرائط قرارداد کے مطابق کوئی اشتہار ندیا بلکہ آج تک نہیں دیا چونکہ یہی ایک طریق قومی فیصلہ کیلئے سب سے ضروری تھا۔ اس سے آریوں نے پہلوتہی کرکے ثابت کردیا کہ در حقیقت مباحثہ تحریری سے وہ گریز اور فرار کر گئے۔ آریوں نے اب تو کئی ماہ گذرنے کے بعد لوگوں کی سخت ملامت اور شرمندہ کرنے سے تنگ آکر اپنا داغ مٹانے کیلئے یہ اشتہار شائع کیا ہے۔ اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے بلا رہے ہیں۔ ورنہ اگر ان میں سچی جرأت ہے۔ اور ان کا یہ اشتہار سچا ہے اور وہ خود سچ دہرم رکھتے ہیں۔ اور سچ اور جھوٹ کا نکھیڑا چاہتے ہیں۔ تو **ہماری مطلوبہ باتیں پوری کردیں** اور پھر ہمیں اپنا جواب سنائیں۔ اور نہ سہی۔ اگر ہماری اس بات میں بھی آریہ صاحبان لوگوں کو مغالطہ دینا چاہیں تو ہم انکو اسی کی قسم دیکر عرض کرتے ہیں جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ پاک اور معزز ہے۔ کہ وہ اپنا وہ اشتہار پیش کریں جو انہوں نے ہمارے اشتہار علا کی درخواست کے مطابق شائع کیا ہو جسمیں اپنی قوم کے حامیوں سے طلاق پر اعتراضات جمع کرینگا انہوں نے انتظام کیا ہے۔ اس بات کو انصاف پسند ناظرین خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اگر آریہ صاحبان کوئی ایسا اشتہار پیش نہ کرسکیں اور یقیناً وہ پیش نہ کرسکینگے تو یہ بات ان کے گریز اور اسلام کی فتح پر بین شہادت کا حکم رکھنے والی قرار پا جائیگی۔ ہم اس بات کو دوبارہ واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری یہی اصولی شرائط تھی جس کی بنا پر تحریری مباحثہ منظور کیا تھا۔ تاکہ یہ ایک قومی مباحثہ ہو اور ایک دفعہ کامل تیاری کے ساتھ ان مسائل کا فیصلہ ہو جائے فرداً فرداً قوم و ملک کا وقت ضائع نہ ہو اور ناحق کے جھگڑوں سے ہمیشہ کیلئے امن ہو جاوے۔ لیکن جس بات کیلئے آریہ صاحبان گریز کرتے تھے۔ آخر مجبوراً انہوں نے وہ اپنے اس اشتہار میں اب لکھدی ہے۔ کہ آریہ سماج میں ہر ایک شخص اپنے ساختہ پرداختہ کا خود ذمہ وار ہے اور یہی آپ میں اور آپ آریہ سماج میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ آریہ سماجی اندھا دھند کسی شخص پر اعتبار نہیں کرسکتا۔ گو آریہ صاحبان نے بڑے فخر سے یہ کلمات لکھے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ شرمناک کلمات ہیں۔ ایک تو اس لئے کہ ان سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ کوئی آریہ آپس میں اعتبار کے قابل نہیں۔ جب باہمی ان کو ایک دوسرے پر اعتبار نہیں تو ہمارا اعتبار کا کیا حق ہوسکتا ہے۔ ان کا مذہب ان میں قومی تمدن اور سلک اور قومیت اور حمیت اور اخوت قائم نہیں کرسکا۔ نفسا نفسی اور تفرقہ ہی تفرقہ ان میں ہے۔ اس لئے کہ اگر ان میں یہی باتیں تھیں تو ان کو ابتدا میں ہم سے مخفی رکھ کر ہم کو اس دہوکہ میں رکہا کہ ان میں قومیت کا سلسلہ ہے۔ پھر جب بہت روپیہ اور کوشش اور وقت ہمارا خرچ ہوچکا تو اس کے بعد اس راز کو کہولا۔ ہمارے اشتہار کو دیکھو ہم تو قومی اور قطعی مباحثہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر ایک ایک کے ساتھ کون مباحثہ کرسکتا ہے۔ یہ بات تو ہم کو اب ہی معلوم ہوئی ہے۔ کہ یہ صاحبان ویدوں کو الہامی بھی نہیں مانتے۔ کیونکہ اس امر کی تصدیق کرنے والے گواہوں اور ویدوں کے لانیوالوں پر بھی ان کا اعتبار نہیں ہوسکتا تو یہ کیسے الہامی ہوسکتے ہیں۔ یہ بھی ہم کو اب معلوم ہوا ہے۔ کہ سوامی صاحب پر بھی انہیں اعتبار نہیں۔ اور وہ اپنے ساختہ پرداختہ کے خود ذمہ وار تھے ان کی تعلیم سے ان کا کوئی واسطہ نہیں وغیرہ وغیرہ ہم کو نہایت افسوس ہوتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس ساری کارروائی کی ذمہ واری کا بوجھ بھی صرف بیچارے مسٹر دہرم چند پر ڈالکر سب الگ ہوگئے۔ اور وہی ہمارے مخاطب ٹھیرائے ہیں۔ کیا یہی حقیقت تھی جس کے حوصلہ پر ہمارے صادق و مصدوق امام حضرت

میرزا غلام احمد صاحب

کے ساتھ مباحثہ کرنا چاہتے تھے۔ اس واسطے اب یہ ضرورت بہت زور سے پیش آگئی ہے کہ آپ تمام آریوں کیطرف سے مصدقہ مختارنامہ حاصل کریں۔ یا اس شخص کو ہمارے مقابل پر پیش کریں جس کے پاس تمام آریوں کی طرف سے مختارنامہ موجود ہو۔ کیونکہ جدا جدا ایک ایک سے مباحثہ تو ہماری دس عمروں میں بھی ختم نہیں ہوسکتا۔ آریہ صاحبان مختارنامہ حاصل کئے بغیر ایک حرف بھی بول نہیں سکتے اور نہ لکھہ ہی سکتے ہیں +

۱۳۔ ناظرین جانتے ہیں۔ کہ آریہ صاحبان نے ہم سے بحیثیت احمدی جماعت ہونے کے مباحثہ کرنا منظور کیا تھا۔ چنانچہ ان کے پہلے اشتہار میں یہ عبارت ہے "آپ کو ایک محدود احمدی جماعت کی حیثیت میں سمجھتے ہوئے بھی ہم آپ سے مباحثہ کرنے کیلئے بخوشی تیار ہیں" اور اس کے لئے ان کو جبر نہیں کیا گیا تھا بلکہ خود اپنی خوشی سے انہوں نے ہمیں کہا تھا۔ اس نئے اشتہار میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ گویا ہم پر کفر کے فتوے لگے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ ظاہر ہے۔ کہ آریہ صاحبان کو اس امر کے اشتہار میں بیان کرنیکی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کے نزدیک کفر کے فتووں کے ذریعہ سے ہماری اس حیثیت میں اب تغیر اور فرق آگیا ہے جس کو مباحثہ کرنے کیوقت انہوں نے تسلیم کیا تھا۔ کیونکہ مباحثہ منظور کرنے سے پیشتر کی حالت کا اب [illegible] بیان کرنا تو اسوقت بیجا اور عقلمندی کا کام ہوسکتا تھا۔ جسوقت ہمکو مباحثہ کیلئے بلایا تھا اور پھر جسوقت ہم سے تحریری مباحثہ طے کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی مسلم بات ہے کہ کسی غیر کے کافر کہنے سے انسان کافر نہیں ہوسکتا۔ آریہ صاحبان خود ہی غور کریں کہ سناتن دہرمی اور دوسروں نے ان پر کیسے فتوے دیئے انہیں بے حیثیت اور دوشی وغیرہ کہا تو کیا ان کو فتووں سے حقیقت آریہ صاحبان ویسے ہوگئے ہیں؟ اگرچہ ہم آواز بلند کہتے ہیں کہ منظوری مباحثہ کیوقت پیشتر کا بھی کوئی فتویٰ ایسا نہیں جسکے رو سے ہماری اس حیثیت میں فرق ڈالنے والے کلمات ہوں۔ بلکہ کوئی فتوے ایسی نہیں لیکن ہم اسوقت آریوں سے یہ عرض کرتے ہیں کہ مہربانی کرکے وہ فتوے پیش کریں جو کسی جماعت علماء کی طرف سے ہماری احمدی جماعت میں ہونے کی حیثیت کے تغیر اور تکفیر کے متعلق شائع ہوا ہو۔ اور اگر پیش نہ کرسکے تو اپنے جھوٹے ہونے پر ایک مہر لگا دینگے۔ ایسی غیر متعلق باتوں کو آریہ صاحبان صرف ہمیں گالیاں دینے کیلئے لکھتے ہیں۔

۱۴۔ سچائی اور انصاف اور معقولیت سے بیزار اور ہر طرف ناکام اور محصور ہو کر جھنجلاہٹ سے آریوں کا ہمارے گلے پڑ جانا اور ذاتیات پر اتر آنے اور ہمیں اور ہمارے سردار فخر موجودات سرور کائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے مقدس اور پاک امام مہدی و مسیح آخرالزمان علیہ السلام اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء کو صراحت اور کنایت سے برا بھلا کہنے کا جواب ہم اسوقت تو نہیں دیتے۔ ہم اس پر صبر کرتے ہیں +

۱۵۔ آریہ صاحبان نے لکھا ہے "ہمارا ارادہ آپکو اشتہارات کا جواب دینے کا نہ تھا۔ اور ہم آپکے اشتہار کا کوئی نوٹس نہ لینگے اور کوئی جواب نہ دیا جائیگا" آریوں کا اصل منشا ہی معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کے اس زبردست پنجے سے بھاگ ہی چھڑائیں اور بات بھی بنی رہے۔ کیونکہ انہوں نے خود ہی تو پہلے یہ سلسلہ چھیڑا تھا۔ اور خود ہی کلب قائم کیا۔ لوگوں کو مباحثہ کیلئے مدعو کیا۔ اشتہارات شائع کئے۔ ہمیں بھی خصوصیت کے ساتھ مدعو کیا۔ اور ہم سے جواب اور سوال طلب کئے۔ ہم نے بدیں مصلحت پہلے انکار ہی کیا کہ مباحثوں سے چنداں نیک نتیجہ پیدا نہیں ہوتا اور ہمارا زبانی مباحثات کرنیکا اصول نہیں فضول قسمت آزمائی کو ہم بیہودہ اور لغو سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی متواتر التجاؤں اور پراصرار درخواستوں سے ان سے مباحثہ منظور کیا ہم کو یہ خیال تھا کہ پنڈت لیکھرام کی موت کے بعد سچائی سے فائدہ اٹھانے کیلئے مستعد ہوگئے ہونگے اور سب دہرمی اور عورتوں کی طرح طعن و تشنیع اور دوسروں کو ترغیب دینے اور ہر کانے سے باز آگئے ہونگے لیکن اسکو خلاف ثابت ہوا ہے اب جبکہ انکو اپنی کمزوری یہانتک معلوم ہوگئی ہے کہ وہ حال و قال سے اپنی عاجزی اور شکست کو تسلیم کر رہے ہیں۔ پھر بھی کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے اگر انکی یہی حالت ہے تو ہم بھی کہاں انکو مجبور کرسکتے ہیں یہ تو رضامندی کا کام ہے۔ خیر اپنے گھر سلامت رہیں پر نیوگ کو چھوڑ دیں اور ازروئے انصاف وہ پابند ہیں کہ اسکو عمل اور ایمان سے خارج کردیں۔ ہمنے پوری نیک نیتی اور خیرخواہی اور سچی ہمدردی سے ان باتوں کو لکھا ہے ہم تو یہی کہیں امید رکھتے ہیں۔ کہ آریہ صاحبان نصیحت کی باتیں قبول کرلینگے دریغ نہ کرینگے۔ ہمارے تمام مطلوبہ امور کا علم ہو گیا نا۔ تو ہمارے پاس لیکر اس [illegible] صحیح تسلیم ہوگا اصل مطلب [illegible] کرانا اپنے ناپ باتوں میں ٹالنے کی کوشش کرنا فضول اور بے مطلب اور غیر متعلق بات ہوگی۔ پس ہمارے دوست آریہ مرد میدان بنیں اور مطلوبہ امور ہم تک پہنچائیں۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ

الملتمس آریوں کو بھی نصیحت کرنیوالا خاکسار [illegible]

مختصر نوٹ اور نکات

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ایک قوم بنانے اور وحدۃ کی روح پھونکنے کے واسطے آیا ہے قوم کو قوم بنانے کے واسطے جہاں اور بہت سی باتوں کی ضرورت ہے اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ان کے رشتے ناطے باہم اپنی ہی قوم میں ہوں یعنی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اتفاق رکھنے والے عزیزوں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کی سعی نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور ۷ جون ۱۸۹۸ء کو ایک خاص اشتہار اسی غرض کے لئے شائع کیا تھا۔ جس کے دو تین جملے یہ ہیں۔

"باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لیے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے واسطے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے لیے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خداترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے تابع اور ثنا خوان ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔"

ان فقرات کو پڑھو اور سوچو کہ کہاں تک یہ پاک وجود قوم کو قوم بنانے کی فکر میں ہے اور کس طرح پر قوم کے تزکیہ اور تصفیہ کے لیے دردمند ہے۔

بسا اوقات پھر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم کبھی کبھی کوئی پیرا گراف یا جملہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا بزرگان ملت کی تصانیف سے لیکر درج کرتے ہیں ایسا اعتراض کرنے والے یاد رکھیں کہ ہمارا کام یاد دہانی ہے اور اخبار کے ذریعہ قوم میں ان تحریکوں کو اور پاک اغراض کو پھیلانا مقصود ہے جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی علت غائی ہیں پھر ان کے بار بار ذکر سے ہم اخبار کے کالم تکرار سے سیاہ نہیں کرتے بلکہ اصل غرض پوری کرتے ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا فرمایا ہے کہ میں اپنی تصانیف میں ایک ہی مسئلہ کو بار بار اسلیے ذکر کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی مقام پر تو پڑھنے والے پر اثر پڑے گا۔ اور وہ بیدار ہو کر بیٹھے گا۔ دراصل انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام سے ناواقف لوگوں کو ایسا خیال ہو سکتا ہے کہ ان کے کلام میں تکرار کیوں ہوتا ہے؟ انبیاء علیہم السلام اپنے مقاصد اور اغراض کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اس لیے جہاں موقع پاتے ہیں اس کا ذکر ضرور کر دیتے ہیں۔ وہ تکرار مفید اور قند مکرر کا مزہ دیتا ہے فضول نہیں ہوتا

حضرت حکیم الامۃ کی یہ بات کیسی لطیف اور نکتہ معرفت ہے کہ میں انبیاء علیہم السلام کے استقلال پر بھی قربان ہوتا ہوں ہمارے امام کی سچائی کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ کوئی بات ہو کوئی مضمون ہو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ ضرور کرینگے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسر صلیب کے لیے مامور ہو کر آئے ہیں

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ردّ مذاہب کے لیے طرز کلام ایجاد کیا ہے اس نے کل ملتوں کو جو باطل ہیں ہلاک کر دیا ہے یعنی یہ کہ ہر ایک آسمانی کتاب کا یہ فرض ہے کہ دعویٰ بھی آپ ہی کرے اور اس دعوے کی سچائی کی دلیل بھی آپ ہی دے۔ نہ یہ کہ دلایل کے لیے بیجا سے حاشیہ چڑھائے جائیں اور اسکو آسمانی مان کر پھر اپنی دلایل کا اُسے محتاج قرار دیا جاوے۔ اس اصل سے دنیا کی کل ملتوں سے مقابلہ کرو سب کی سب یقیناً عاجز ہیں۔ صلیب کے پرستاروں سے پوچھو کہ انجیل میں مسیح کا دعویٰ کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں اولاً دکھاؤ پھر اس کے دلائل انجیل ہی سے پیش کرو۔ وہ اس سوال سے ہلاک ہوتے ہیں وید کے ماننے والوں سے ان کے اعتقادی امور کے لیے پوچھو کہ وید میں ان کا دعویٰ اور دلائل دکھاؤ وہ یقیناً شرمندہ ہوں گے۔ غرض یہ ایسا زبردست اصل ہے کہ اسکو ہاتھ میں لیکر اسلام ہی غالب ہو سکتا ہے اور کوئی مذہب ٹھیر نہیں سکتا اور اس جدید علم کلام کا فخر صرف حضرت مسیح موعود کو ہے الحمد

صلّ علی محمد وعلیٰ آل محمد

ایک اور حربہ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے وہ زندہ برکات اور خارق عادت نشانات ہیں کسی مذہب کا پیرو آج فخر سے بیان نہیں کر سکتا کہ اسکے مذہب کی سچائی کی دلیل وہ نشانات اور ثمرات ہیں جو ایک سچے مذہب کے پرستار میں ہونے چاہییں۔ یہ فخر بھی معرکہ عالم پر حضرت مسیح موعود کو آج دیا گیا ہے جو اسلام کی عظمت اور سچائی کا زبردست نشان ہے۔

مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لیے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آیندہ ہوگی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں خدا کے لیے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو اور میں تمھیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمھارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ کر ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اُس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لیے اُترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو

تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے لیے متواتر سعی اور مجاہدات کی ضرورت ہے مجاہدات سے مراد شیوہ مردم آزاری نہیں ہے بلکہ مجاہدات سے مراد نفسانی جذبات اور خواہشوں کے خلاف جنگ کرنا ہے تزکیہ نفس کے لیے اس دھوبی سے سبق لینا چاہیے جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیے جاتا ہے یہاں تک کہ آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دینی ہیں تب صبح اُٹھتا ہے اور پانی پر پہونچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کر کے بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھا انکا جزو بن گیا تھا کچھ آگ سے صدمات اُٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی ترکیب ہے اسلامی نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے

حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں ایک ہی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو محض اُمی تھے حقیقی اور کامل مہدی حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ تھے کیونکہ انھوں نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے اور نہ عیسیٰ علیہ السلام تھے کیونکہ انھوں نے توریت اور صحف انبیاء علیہم السلام پڑھے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی انسان سے کچھ نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی سے پڑھا جو پڑھا اسی لیے عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ قرآن شریف میں آیا ہے ۔ مسیح موعود کا نام بھی مہدی اسی لیے رکھا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اور خاص خدا تعالیٰ ہی سے ہدایت پانے والا اور تمام روحانی وجود اس سے حاصل کرنے والا اور ان علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بےخبر ہو گئے ہیں کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دنیا میں لاوے اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے یہ بھی ہے کہ وہ ثریا سے ایمان لانے والا ہے۔

این یمین خلف امیر الدین طغرائی جنکا اصل نام امیر محمود تھا اپنے زمانہ کے فاضل اجل ہونے کے علاوہ خوش اخلاق اور نیک صفات تھے پیشہ زراعت سے تحصیل معاش کر کے ہمیشہ بڑے بڑے فاضلوں اور فقیہوں کی دعوتیں کیا کرتے تھے آپ نے مقطعات میں اچھے اچھے مضامین لکھے ہیں چنانچہ ذیل کے اشعار قابل غور ہیں

چوں جامہ چرمیں شمر صحبت ناداں
زیرا کہ گراں باشد و تن گرم ندارد
از صحبت ناداں بتر نیز بگویم
خویشے کہ توانگر شد و آزرم ندارد
زیں ہر دو بتر داں تو شہے را کہ در اقلیم
با خنجر خونریز دلِ نرم ندارد
زیں ہر سہ بتر نیز بشنو تا تو بگویم
پیرے کہ جوانی کند و شرم ندارد

رسالہ سراج الحق

دیکھنے پڑھنے سننے کے قابل۔ وفات مسیح علیہ السلام میں نئی طرز کی بحث ہے صحابہ اور امت محمدیہ کا اسمیں اجماع وفات پر مسیح کی ثابت کیا گیا ہے۔ قادیان سے باہر ہم رسالوں سے کم نہیں جائینگے۔ قیمت فی رسالہ ایک آنہ محصول علاوہ۔ درخواستیں خاکسار سراج الحق نعمانی کے پاس قادیان آنی چاہییں۔

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

مفسرین نے اس ذبیحہ کے متعلق ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے قوم بنی اسرائیل میں سے ورثہ کے لالچ سے اپنے ایک عزیز کو قتل کرکے چوراہے میں ڈالدیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہوکر اُسی نے شکایت کی کہ میرے عزیز کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے حضرت موسیٰ نے قاتل کی تحقیقات کی تو کچھ پتا نہ چلا تب بنی اسرائیل نے التجا کی کہ آپ اپنے رب سے اس کا حال دریافت کریں تب انھوں نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اسوقت وحی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ تمکو ایک گائے ذبح کرنیکا حکم دیتا ہے اس امر کو پہلے بنی اسرائیل نے مسخرا پن تصور کیا پھر اُسکی ماہیت رنگت اور خاص علامات کی بابت سوال کرتے رہے آخر کار اسکو ذبح کیا مگر بہیلی اور مجبوری سے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس گائے کا ایک عضو لیکر مقتول کی نعش پر مارو۔ وہ زندہ ہوکر خود بتلائے گا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور وہ مقتول زندہ ہوگیا تب اُس نے قاتل کا نام بتلا دیا اور وہی قاتل ثابت ہوا جو شکایت لیکر آیا تھا خدا کی قدرت سے ایسا ہونا کچھ بعید نہیں اور انسان کی مجال ہے کہ اُسکے منشا یا فعل کی نسبت یہ سوال کرسکے کہ اُسنے ایسا کس طرح کیا اور کیوں کیا۔ اس کی قدرت کی یہ شان ہے

(انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔)

(لایسئل عما یفعل وھم یسئلون)

مگر ترتیب اور الفاظ قرآنی سے اس قصہ کی تصدیق نہیں ہوتی۔

اوّل، تو ذبح گائے کا قصہ پہلے ہے اور قتل نفس بعد میں۔

دوم (اذ قال موسیٰ لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ) علیحدہ یاد دلایا گیا ہے اور (واذ قتلتم نفسا) علیحدہ یاد دلایا گیا ہے دونوں باتوں پر اذ کا وارد ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ دونوں قصے ایکدوسرے سے علیحدہ ہیں

سوم (واللہ مخرج ما کنتم تکتمون) میں (مخرج) کا لفظ استقبال کے واسطے ہے اور ایک دوامی قاعدہ کی طرف دلالت کرتا ہے

چہارم (کنتم تکتمون) سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھپانے والے بہت سے لوگ تھے مگر اس قصہ سے صرف ایک قاتل ہی چھپانے والا تھا۔

پنجم (کذلک یحیی اللہ الموتیٰ) سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کے زندہ ہونیکا کلیہ قاعدہ بیان فرماتا ہے کہ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے مگر سب دیکھتے ہیں کہ گائے کا عضو مقتول پر مارنے سے وہ زندہ نہیں ہو جاتے۔

ششم مثال اور ممثل لہ دونوں غیر ہونے ہیں یہاں اگر مردہ زندہ کیا گیا۔ تو یہ عین احیاء موتی ہے نہ مثال احیاء موتی جیسا کہ خیال کرو سورہ اعراف میں آیا ہے۔

(فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک نخرج الموتیٰ)

ہفتم موتی کا لفظ قدرتی اور طبعی موت ظاہر کرتا ہے کہ شخص بزور کشتہ مقتول تھا۔

ہشتم موتی کا لفظ جمع ہے اور وہ مقتول ایک تھا

نہم یریکم (آیاتہ) میں نشانات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمکو اپنے نشانات دکھلاتا ہے مگر اس مقتول کا نشان تو صرف ایک تھا اور آیات جمع ہے۔

دہم یریکم فرمایا ہے یعنی دکھلاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو بنی اسرائیل تھے انکو کہاں وہ آیات اور نشانات دکھلائے گئے اُن سے تو فقط بیان ہی کیا گیا تھا۔

یازدہم (یریکم) صیغہ مضارع کا ہے جو حال و استقبال پر دلالت کرتا ہے ماضی پر نہیں اور مقتول کا قصہ پہلے زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے بیان تو ہر وقت ہوسکتا ہے مگر دکھلانا اُسی وقت ہی پر ہوسکتا ہے

دوازدہم مضارع کے صیغے قرآن مجید میں عموماً اُنہیں فوائد پر دلالت کرتے ہیں جو کلیہ طور پر ہمیشہ کے واسطے جاری ہوں۔

سیزدہم (لعلکم تعقلون) سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ اس قسم کا ہے کہ اُس میں ہم عقل دوڑا سکیں اور سمجھ سکیں مگر ایسے گذشتہ قصوں میں جو عام مشاہدات کے خلاف ہوں کوئی عقل کیسے دوڑا سکتا ہے بلکہ عام لوگ یہ گمان کرسکتے ہیں کہ جیسے مداری لوگ جانوروں کے ٹکڑے کرکے زندہ دکھا دیا کرتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ایک تماشا ہوگا

چہاردہم (ماکنتم تکتمون) تمام مکتومات کو شامل ہے پھر ایک خاص چیز پر محدود کیا جاوے۔

پانزدہم قرآن مجید سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ گائے کا ٹکڑا مارنے سے وہ مقتول زندہ بھی ہوا۔ بلکہ ایک کلیہ قاعدہ کے طور پر ارشاد ہے (کذلک یحیی اللہ الموتیٰ)

شانزدہم اگر (کذلک یحیی اللہ الموتیٰ) سے یہ مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اس دلیل سے حشر و نشر کا قائل بنانا چاہتا ہے تو یہ دلیل بےموقع ہے کیونکہ بنی اسرائیل حشر و نشر کے قائل تھے اور انھوں نے کوئی سوال ثبوت قیامۃ کی بابت نہیں کیا کم از کم اسموقع پر اُن کی طرف سے ایسے سوال کا پیش ہونا۔ ثابت کیا جائے۔

ہفدہم - دنیا ایمان بالغیب کی جگہ ہے اس میں ایسے کھلے کھلے نشانات نہیں دکھلائے جاتے ورنہ ایمان بالغیب کی حکمت تلف ہو جائے گی۔

اب ہم اپنے ترجمہ کی تشریح کرتے ہیں۔ انسان کے اندر نیکی بدی کے لحاظ سے تین نفس ہیں۔ اول نفس امارہ جو بدی کی طرف حکم کرتا ہے مثلاً حرص ظلم۔ شہوت۔ شرارت۔ بخل۔ ترک صلوٰۃ ترک زکوٰۃ۔ ترک خیرات۔ سرکشی۔ اور نافرمانی (ان النفس لامارۃ بالسوء) دوئم نفس لوامہ جو بدی کے بعد انسان کو ملامت کرتا ہے اور نفس امارہ کے خلاف نیک باتوں کی ترغیب دیتا ہے۔ مثلاً قناعت۔ عدل۔ عفت احسان سخاوت۔ ادائے نماز۔ زکوٰۃ وصدقات۔ خدمت و اطاعت وغیرہ کیطرف۔ رغبت دلاتا رہتا ہے اسی طرح نفس لوامہ اپنی نیک تعلیموں سے نفس امارہ کی بدیوں کو مارتا رہتا ہے اسی کا نام نفس کشی ہے جو انسان نفس کشی اختیار کرتا ہے تو فوراً خدا کیطرف سے اُسکو ایک نور حاصل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے (ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون۔) ترجمہ۔ بالتحقیق جو لوگ خدا ترس ہیں جب انکو شیطان کی طرف کا کوئی وسوسہ مس کرے تو وہ فوراً خدا کو یاد کرتے ہیں۔ پھر فوراً اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اسیطرح پر ہر نفس کشی سے انسان کو نور حاصل ہوتا ہے اور وہ ترقیات کرتا جاتا ہے اور اُسکے اندر عجیب عجیب تغیرات پیدا ہوتے اور روحانی طاقتیں ظاہر ہوتی ہیں اور ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ اُسکی باتیں اور اُسکے افعال دوسروں سے علحدہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا) اگر تم اللہ سے ڈرتے رہوگے تو وہ تمھارے واسطے فرقان بنا دیگا۔ اسی طرح قرآن مجید میں خدا وندکریم ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ ہم مردہ روحوں کو ایک پاک زندگی بخشتے ہیں۔ (لنحیینہ حیوۃ طیبۃ)

سوم نفس مطمئنہ ہے جو نفس امارہ کے بالکل نیست ہونے کے بعد پیدا ہوتا ہے جبکہ انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے (لاخوف علیھم ولاھم یحزنون) اور وہ نفس مرضیہ بنجاتا ہے یعنی وہ خدا کو خوش کرنے والا اور خدا کیطرف سے خوش کیا گیا اسی مضمون کو جس کی تشریحات سے تمام قرآن مجید بھرا ہوا ہے نہایت مختصر الفاظ میں اسجگہ پر اسطرح بیان فرمایا گیا ہے کہ جب تم نفس کشی کرتے ہو اسوقت معاً اس نفس کشی سے ایک دولت یعنی نور حاصل کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ بہت سے عجیب عجیب انسانی کمالات اور قویٰ کو ظاہر کرنے والا ہے جو پہلے چھپے ہوئے تھے یعنی تمام انسانی کمالات خدا کے فضل سے ہی ظاہر ہوتے ہیں پس ہمنے حکم دیا کہ نفس امارہ کو نفس لوامہ سے مارو مثلاً حرص کو قناعت سے ظلم کو عدالت سے شہوت کو عفت سے شرارت کو نیکی سے بخل کو سخاوت سے سستی اعمال کو مستعدی سے سرکشی کو طاعت سے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ روحوں کو زندہ کیا کرتا ہے اور تمکو اپنی آیات دکھلایا کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ (ادارأتم) اسی مادہ سے ہے جس سے (دری) ہے اور قرآن مجید میں (کوکب دری) یعنی ستارہ درخشندہ آیا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ لفظ موتی روحانی مردوں کے معنوں میں آیا ہے مثلاً ان آیات میں (انک لاتسمع الموتیٰ) (وما انت بمسمع من فی القبور) اس تمام مسئلہ کو ایک اور آیت میں بجائی طور پر خداوندکریم نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے۔

(او من کان میتا فاحیینہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمت لیس بخارج منھا) کیا ایک شخص جو مردہ تھا پس ہم نے اسکو زندہ کیا یعنی اسکو ایک نور دیا جس کے ذریعے سے لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے وہ اُس شخص کی مثل یا برابر ہوسکتا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ اندھیروں میں گھرا ہوا ہے اور وہاں سے نکلنے والا نہیں پس جب ان آیات کے ظاہر طور پر ایسے معنی ہو سکتے ہیں جو تمام قرآنی محکمات کے مطابق ہوں جو زندہ صدا قتوں کے شائق اور روحانی اصلاحوں کا بیان ہو اور نفسانی ظلمتوں کا علاج ہو پھر کیا ضرورت ہے کہ بانی قصوں کی بنا پر ایسے معانی تجویز کیے جاویں جو ظاہری الفاظ کے اطلاقات ..... قرآنی کے خلاف

کرم

سنۃ اللہ کے خلاف - دین فہم سے خارج اور نیز خاص آیت زیر بحث کے الفاظ کے عین منشا و متناقض ہوں جب بغیر تاویلات کے صاف صاف معنی ہو سکیں پھر کیا ضرورت ہے کہ ظاہر الفاظ اور قرآنی محکمات و عقل سلیم کے خلاف معنی تجویز کر کے اُس میں تاویلات سے مصنوعی اطمینان کی کوشش کی جاوے پس ثابت ہو گیا کہ یہ آیات بھی کسی خاص قوم یا کسی خاص زمانہ کی نسبت نہیں بلکہ زندہ صداقتوں کا بیان ہیں جن کے مشاہدات سے کوئی خدا پرست انکار کیا کوئی عام انسان بھی [illegible]

اب اگر کوئی مخاطب یہ دریافت کرے کہ اگر ایسے عقائد بالکل باطل ہیں اور مشرکانہ خیالات - تو ان آیات قرآنیہ کے صحیح معنی کیا ہیں

(انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ -)

تو جواب یہ ہے کہ [illegible] قرآن شریف کی یہ آیات با واز بلند پکار رہی ہیں کہ [illegible] خدا [illegible] استعارات [illegible] ان آیات کے روحانی [illegible] آدمی کی [illegible] آدمی مراد ہیں [illegible] حضرت عیسیٰ نے [illegible] بنا کر [illegible] پھر [illegible] بن گئے جیسا کہ حدیث میں بعض صحابہ کی نسبت آیا ہے مثلاً جعفر طیار - طین سے مراد [illegible] ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے (وخلقتنی من نار و خلقتہ من طین) اور خلق معنی تجویز ہے جیسا کہ سورہ حشر میں آیا ہے

(ھو اللہ الخالق الباری المصور)

جیسا کہ معالم وغیرہ تفاسیر میں ہے (الخالق المقدر والمقلب الشیء بالتدبیر الی غیرہ البارئ المنشئ للاعیان من العدم الی الوجود - المصور الممثل للمخلوقات بالعلامات التی یتمیز بعضھا عن بعض)

احیاء موتی سے مراد ہے بد سے نیک اور غافل سے خدا پرست بنانا - جیسا کہ قرآن مجید کے مقامات ذیل سے ثابت ہے -

یاایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

سورہ انفال - اب یہاں پر مخاطبین سے سوال ہے کہ کیا وہ مومن مردہ ہو رہے تھے جنکو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا - نہیں نہیں ان کا جسم تو مردہ نہیں تھا بلکہ انکی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مردہ ہو گئی تھی اور صرف شریعت کے احکام کو سننا اور [illegible] کرنا - ان کی روحانی زندگی کا موجب تھا اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ روحانی مردوں کا زندہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ سا معجزہ تھا - اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے

من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ

جو کوئی اچھے عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو ہم ضرور ایک پاک حیات سے اُسکو زندہ کریں گے -

اور ایسا ہی انجیل کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے - موت و حیات کا ان معنوں کے لحاظ سے نہایت کثرت کے ساتھ [illegible] مستعمل ہوا ہے چنانچہ بالاختصار چند آیات [illegible] ہیں جیسا کہ [illegible] میرے حکموں پر عمل کرو کہ جو کوئی اس پر عمل کرے تو وہ اُن سے جیئے گا - [illegible] اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت ہرگز نہ دیکھے گا [illegible] انسان روٹی سے [illegible] خدا کی بات سے جیتا ہے [illegible] تم ان سب راہوں پر جن کی بابت خداوند تمہارے خدا نے تمہیں فرمایا ہے چلے چلو تاکہ تم زندہ رہو [illegible] اور اپنے دل [illegible] دو کہ وہ تمہارا حکم کرے اس شریعت کی ساری باتوں پر عمل کریں کہ یہ ایسی [illegible] سے بے نفع نہ ہو - بلکہ یہ تمہاری زندگانی ہے -

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ معنی مجازی کے لیئے کوئی قرینہ صارفہ قویہ موجود ہے اور سیاق و سباق میں بھی موجود ہے ؟ کافی [illegible] اور [illegible] ہیئت [illegible] کے اندر یہ دونو لفظ موجود ہیں اور اسپر دال ہیں کہ لفظ کے معنی تجویز کئے ہیں -

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ احیی الموتیٰ کے جو معنی مجازی لیے جاتے ہیں آپکے لیے کونسا قرینہ صارفہ ہے تو ایک جواب اس کا یہ ہے کہ تعذر معنی حقیقی پر بھی امارات و علامات مجاز سے ہے اور تعذر ظاہر ہے کئی وجوہ سے - ایک تو اس صورت میں جبکہ معنی حقیقی احیاء کے لیے جائیں تو تخلف وعدہ کا وقوع بالفعل کلام باری میں لازم آتا ہے

ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (سورۃ المؤمنون ثم انکم یوم القیٰمۃ تبعثون)

[illegible] صریح [illegible] باطل کلام باری [illegible] الا زعم [illegible] ہوجاوے تو مذہب [illegible] ہے - اور دوسری وجہ تعذر یہ ہے کہ اگر احیاء حقیقی کسی بشر کو دیا جاوے تو لازم آئیگا کہ وہ بشر صفت احیاء میں جو خاصہ الوہیت ہے شریک ہو اور بشر کا باری تعالیٰ کی صفت میں شریک ہونا ممتنع ہے اور ایسے معانی بیان کرنا ان آیات کے جو مخالف کرتے ہیں اُسکی صفات وحدانیت و تقدس کمال کے منافی ہیں - اور معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور امید سے بڑھ کر اپنے رسول کی صداقت ظاہر کرنے کیلیے اور اُن کے مخالفین کے عجز اور شرمندگی خیال کی غرض سے اپنی ارادہ خاص سے یا اُس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسی صورت سے جو اُسکی صفت وحدانیت اور تقدس اور کمال کے منافی و مغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی اُن میں وکالت اور کارسازی کا دخل نہ ہو - اسپر ایک سمجھدار انسان بخوبی جان سکتا ہے کہ یہ صورت ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام پر ایک شخص کو اجازت اور قدرت دیوے کہ مٹی کے پرندے بنا کر اُن میں پھونک مارا کرے وہ حقیقت میں جاندار ہو جائیں گے اور انکے گوشت اور پوست اور ہڈی اور خون اور تمام اعضاء بنا دیئے جائینگے اور اسی طرح اعجاز [illegible] میں بھی کوئی اُسکا وکیل نہیں - اگر خدا تعالیٰ پرندوں کے پیدا کرنے میں اور احیاء موتیٰ میں کسی کو اپنا وکیل بنا سکتا ہے تو اس صورت میں خدا تعالیٰ کی صفات مخصوصہ میں شریک ہونا لازم ہوگا - الغرض اعجاز کی صورت نہیں یہ تو خدائی میں حصہ دار بنانا ہے -

بعض لوگ جو دانشمند ہیں شرک سے بچنے کے لیے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے تھوڑی دور تک پرواز کر کے گر جاتے تھے چنانچہ معالم میں صفحہ ۱۵۹ کہا ہے (قال وھب کان یطیر مادام الناس ینظرون الیہ فاذا غاب عن اعینھم سقط میتا لیتمیز فعل الخلق من فعل اللہ ولیعلم ان الکمال للہ عز وجل)

یہ عذر بالکل فضول ہے اور صرف اس حالت میں ماننے کے لائق ہے کہ جب یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ اُن پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف ظلی اور مجازی اور جھوٹی حیات تھی جو عمل الترب کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے - ایک تھوڑی [illegible] تحریک [illegible] نمودار ہو جاتی [illegible] اگر ایسی ہی [illegible] ہے تو ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے پھونک کی ہوا میں وہ قوت پیدا ہو جائے جو اُس دخان میں پیدا ہوتی ہے جس کی تحریک سے غبارہ اوپر کو چڑھ جاتا ہے - صانع فطرت نے انسان میں بہت کچھ خواص مخفی رکھے ہیں ایک شریک صفات باری تعالیٰ ہونا ممکن نہیں اور کونسی صفت ہے جو غیر ممکن ہے - بلا شک یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجازانہ طریق عمل الترب سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جسکو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اُس میں کامل مشق رکھنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیز پر ڈالکر اُن کو زندہ چیز کی موافق کر دکھاتے ہیں - انسان کی روح میں ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی گرمی ایک جماد پر بھی [illegible] جان سی ڈال سکتی ہے تب جمادات سے وہ حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں

اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ اُنھوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھکر ایسا اُسے اپنی حیوانی روح سے گرم کیا کہ اُس نے چار پایوں کی طرح حرکت شروع کر دی اور کتنے آدمی گھوڑے کی طرح اُسپر سوار ہوئے اور اُسکی تیزی و حرکت میں کچھ کمی نہیں ہوئی - سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مہارت رکھنے والا ہو اور وہ مٹی کا ایک پرندہ بنا کر اُسکو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہا ہے اور جبکہ ہم خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانوروں کی طرح چلنے پھرنے لگتا ہے تو پھر اگر اُس میں پرواز بھی ہو تو کیا بعید ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اسکو پہنچائی جائے وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کی روح کی گرمی بارود کی طرح اُسکو جنبش میں لاتی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ [illegible] یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈالدینا درحقیقت یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے [illegible] امراض کرتے ہیں اور [illegible] مجموعہ [illegible] انکی توجہ سے اچھے ہو جاتے

عیسائیوں کی کرتوت

اہل ہند کے لیے روزگار کا میدان

مخدومی مکرمی جناب اڈیٹر صاحب زاد سلمہ۔ ماہ رمضان میں بسبب کم فرصتی صرف آج ہی لکھنے کا موقع ملا ہے معاف فرماویں۔ آئندہ تمام مشرقی مقامات اور نیز براعظم امریکہ سے مسلسل لکھتا رہوں گا۔ اور یکے بعد دیگرے تمام اہل مشرق کے عادات اور ارادات اور حالات مفصل طور سے قلم بند کرکے برائے آگاہی قوم دفتر پیسہ اخبار کو بھیجتا رہوں گا۔ اور انتہائے مشرق کے مسلمانوں کے حالات سے اہل قوم کو پوری واقفیت بہم پہونچاؤں گا۔ اس خط میں جزائر فلپائن کے تاریخی واقعات کا خلاصہ لکھنا چاہتا ہوں اور آئندہ یہاں کی تجارت اور حکومت اور اہل سپین کی کارروائی کا مفصل ذکر کروں گا۔

ان جزائر میں اہل ہسپانیہ نے تین سو برس تک راج کیا حکومت کی جنھیں سنہ ۱۸۹۸ء میں اہل امریکہ نے آکر سبکدوش کیا۔

سب سے پہلے اہل عرب نے ان جزائر کو دریافت کیا تھا جنھوں نے تمام باشندوں کو (جو جنگلی وحشی اور ننگے مادر زاد تھے) وحدانیت کا سبق پڑھایا۔ اور تمدن کا راستہ بتایا۔ وہ اپنا فرض اسقدر سمجھکر واپس چلے گئے۔ اور اہل فلپائن کو آزادی کی حالت میں چھوڑ دیا۔ اس کے بعد کوئی سو برس پیچھے اہل سپین نے آکر جزائر کے شمال پر قبضہ کر لیا۔ اور باشندوں کو بزور شمشیر عیسائی بنانا شروع کیا۔ چنانچہ آخر کار یہ لوگ وحدانیت چھوڑکر تثلیث کے پیرو بن گئے۔

لیکن جزیرہ مینڈاناؤ جنھیں تا ہنوز دین اسلام جاری ہے۔ اور جو فلپائن کا جنوبی حصہ ہے ان سے تین سو برس میں فتح نہیں ہو سکا۔

وہاں تا ہنوز مسلمان رئیس (جنکو واقو یا سلطان کہتے ہیں) حکمراں ہیں۔ تین سو برس کے عرصہ میں اہل ہسپانیہ نے جزیرہ مذکور کے صرف چند بندرگاہوں پر قبضہ کیا۔ اور بس۔ لیکن لڑائی ہمیشہ جاری رکھی۔ اور دوران جنگ میں جو مسلمان قیدی ان کے ہاتھ لگے۔ ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیے۔ انکو شمالی فلپائن میں لاکر زبردستی عیسائی بنانے تھے۔ انکو سیدھے طور سے عیسائی بنانے میں اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ جبتک کہ انکے منہ میں سور کا گوشت نہ ڈالتے تھے۔ غرضیکہ بہت لوگ سور کھانے سے انکار کرکے بندوق کا نشانہ بن گئے۔ معلوم نہیں سور کھلانے کا پیشہ عیسائیوں نے کب سے سیکھا اور کہاں سے اخذ کیا ہے۔

انگریز۔ جرمن۔ فرانس۔ روس وغیرہ اقوام کے کونسل یہاں موجود تھے۔ اور یہ سب کارروائیاں بچشم خود دیکھتے تھے۔ لیکن ہسپانیہ کو نہیں روکا۔ افسوس کہ وہ لوگ جو معتمدان ملبار یہ اور مقدونیہ کی حمایت میں سرگرم تھا۔ انھوں نے ان بیکسوں اور بےبسوں کو بالکل پس پشت ڈالدیا تھا۔

اس عرصہ دراز میں جو جو وحشیانہ اور درندوں کی سی کارروائیاں عیسیٰ کی خنزیر خور امت نے ان مظلوموں کے ساتھ کی ہیں۔ ان کے سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک مسلمان کو یہ حالت لکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

یہ ناقابل شنود وحشیانہ کارروائی سنہ ۱۸۹۸ء تک برابر جاری رہی۔ جبکہ امریکہ نے آکر اس بے تمیزی کے طوفان کو الٹا۔ سنہ ۱۸۹۸ء سے اضلاع متحدہ امریکہ کی حکومت ہے۔ جو انگریزی سلطنت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ملائم ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ غربا کے حق میں باعث رحمت الٰہی ہے۔

میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اہل امریکہ سے بڑھ کر اور کوئی قوم غریبوں کی خیر خواہ نہیں ہے۔ یہاں کے قوانین غربا کی آسایش اور آرام کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ یہاں پر ایک قلی کو اس قدر مزدوری ملتی ہے کہ ایک آدمی کی کمائی سے تمام کنبہ راحت سے زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر ایک شخص جو امریکن سیٹزن ہو امریکہ میں سرکاری ملازمت حاصل کر سکتا ہے۔

یہاں پولیس کانسٹبل کو دوسو پچیس روپیہ ماہوار ملتا ہے اور فوجی سپاہی کو ۸۴ روپیہ ماہوار اور خوراک ملتی ہے۔ علاوہ ازیں ۱۰۰ روپیہ سالانہ کپڑوں کا الاؤنس ملتا ہے۔ اور تیس سال کے بعد تیس پونڈ یعنی چار سو چار روپیہ یکمشت انعام ملتا ہے۔ کلارک کو دو سو چالیس روپیہ ماہوار سے چار سو پچاس روپیہ ماہوار تک ملتا ہے۔ ہاں افسروں کی تنخواہ بہ نسبت انگریزی عہدہ داران کے کم ہے۔ یعنی کرنل کو سات سو روپیہ اور جنرل کو تیرہ یا چودہ سو روپیہ۔ اسی طرح گورنر فلپائن کو صرف پچہتر ہزار روپیہ سالانہ اور پریزیڈنٹ صاحب اضلاع متحدہ امریکہ کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ ملتا ہے۔ غرضیکہ اس سلطنت میں نہایت اعتدال کے ساتھ غریب اور امیروں سے سلوک کیا جاتا ہے۔ بخلاف ہندوستان کے جہاں مزدور بیچارے دن بھر تمام دن سڑکوں پر کام کرتے ہیں اور دس روپیہ ماہوار میں فوجی سپاہی کی حیثیت سے اپنی جان کو گولوں کے سامنے لے جاتے ہیں۔ گو یہ سلطنت اہل ہند کے لیے ابر رحمت ہے۔ لیکن افسوس کہ وسیع براعظم ہند سے صرف پنجاب کے سکھ تارک الوطنی پر کمر باندھتے ہیں جو پہرہ دینے کے سوا اور کوئی کام نہیں جانتے۔ یہاں پر پنجاب کے سکھ اور مسلمان سب کے سب واچمین چوکیدار ہیں جنہیں ایک بھی صاحب ہنر و پیشہ نہیں ہے۔ امریکن لوگ افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم ہندوستانیوں کو کیا حوالہ کریں۔ کیونکہ وہ واچمین کے سوائے اور کچھ نہیں جانتے۔ ساٹھ سکھ اور مسلمان سرکاری واچمین ہیں۔ جنکو آٹھ آٹھ پونڈ ماہوار اور خوراک ملتی ہے۔ باقی سب کمپنیوں میں واچمین ہیں۔ جہاں انکو پانچ پونڈ سے لیکر آٹھ پونڈ تک تنخواہ ملتی ہے لیکن کھانا نہیں ملتا۔ یہاں پر قلی کو چھ روپیہ روزانہ مزدوری اور خوراک ملتی ہے۔ اگر رڑکی کالج کے سند یافتہ یا اور مکینکل انجینیر اور معمار یہاں آجائیں۔ تو بے انتہا روپیہ کما سکتے ہیں۔ لیکن اہل ہند بھوک سے مرتے دیکھے گئے ہیں مگر سفر کے عازم نہیں۔ درزی اور لوہار اور نجار کھان اور سنگ تراش یہاں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔ لیکن دھوبی کے مربیان اتنے دلیر بنیں گے۔

ایک یورپین طرز کا حجامت جاننے والا حجام یہاں بیس روپیہ روزانہ کما سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں دو روپیہ ایک حجامت کے دیے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں پانچ روپیہ ماہوار کی نوکری ڈھونڈتے ڈھونڈتے عمر گذر جاتی ہے۔ لیکن سفر کی تکلیف نہیں اٹھاتے۔ اگر ہندوستان کے ہندو مہاجن جن کا کئی ارب اندوختہ روپیہ بالکل بیکار پڑا ہے۔ کمر ہمت باندھکر اہل چین اور جاپان کے موافق غیر ممالک میں تجارت اور معاملات کرتے۔ تو بے انتہا روپیہ کماتے۔ اور ہندوستان کے نام کو عزت دیتے۔ اور لاکھوں ہندوستانی غریب اور بے کفاف ان کے سایہ میں پلتے اور ان کے لیے کام کرتے۔

کسی چینی یا جاپانی غریب کو ممالک غیر میں غیر اقوام کا دست نگر ہونا نہیں پڑتا۔ کیونکہ انکی ملک کے بڑے بڑے سوداگر ہر جگہ موجود ہیں جو اپنے اہل ملک غریبوں کو اپنے کاروبار میں لگا دیتے ہیں۔ ہر طرح سے ان پر اعتبار رکھتے ہیں۔ اور معقول تنخواہیں دیتے ہیں لیکن غریب ہندوستانی تارک الوطنوں کی کوئی قومی سوداگری کمپنی یا کارخانہ ممالک غیر میں نہ ہونے کے سبب یہ ہمیشہ اقوام غیر یعنی اہل چین۔ جاپان اور اہل یورپ کے دست نگر رہتے ہیں۔ اور انھیں ذلت کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔

ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں سے نہ کوئی سوداگر باہر نکلنا چاہتا ہے۔ اور نہ صاحب ہنر و پیشہ۔ صرف پنجاب کے سکھ جو بجائے نیکنامی کے اپنے ملک کو اور بھی بدنام کرتے ہیں۔ کیونکہ واچمینی کے سوا اور کوئی کام ان سے نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کے ۳۲ کروڑ باشندوں سے ایک صاحب ہنر بھی یہاں نہیں پہونچا۔ تمام ہندوستان سے ایک فیروزپوری ہندو آیا ہے۔ جو نقشہ نویسی کا کام جانتا ہے۔ جسکو پندرہ پونڈ ماہوار اور خوراک ملتی ہے میں دنیا کی تمام اقوام کو جو ہندوستانیوں سے زیادہ متمول اور آسودہ ہیں دنیا کے راہ طلب میں پو یاں اور دواں اور سرگرم دیکھکر نہایت متاسف ہوتا ہوں کہ اہل ہند باوجود افلاس کیوں بے غم بیٹھے اور کیوں ذلت سے نفرت نہیں ہوتی۔ میں فی الحال اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ باقی پھر لکھوں گا۔ لیکن آخر میں واضح ہو کہ اگر کوئی ہندوستانی انجینیر یا دوسرا اعلیٰ پیشہ والا شخص یہاں آنا چاہے۔ یا یہاں کے حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو مجھ سے بذریعہ پیسہ اخبار خط و کتابت کر سکتا ہے۔

الراقم آپ کا تابعدار ایک افغان۔

روزانہ پیسہ اخبار

آریہ سماج اور مذہب اسلام پر حملے

حاجی محمد حبیبی خان صاحب رئیس دتاولی تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۰ دسمبر کو جو ایک انویٹیشن پوسٹ کارڈ سکرٹری آریہ سماج علیگڈھ کی جانب سے واسطے شرکت سالانہ جلسہ کے میرے پاس آیا۔ وہ بجنسہ اور نقل جواب جو میں نے دیا ہے شامل ملفوف ارسال خدمت ہے ممکن ہے کہ آپ کے گرانمایہ اخبار کے مفید ہو۔ چونکہ حاجی صاحب کے جواب میں ایک بہت ضروری امر کا اظہار کیا گیا ہے اس لیے اسے بجنسہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

" بخدمت جناب سکرٹری صاحب آریہ سماج علیگڈھ۔ جنابمن آپ کا کارڈ بغرض شرکت سالانہ جلسہ آریہ سماج میرے پاس آیا۔ اس یادآوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن بوجوہات چند شرکت سے مجبور ہوں۔ اور ساتھ ہی اس کے آریہ سماج کے نیک مقاصد کے ساتھ بھی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں ساتھ ہی اسکے یہ بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں جو آپکو توجہ دلاؤں۔ کہ بالعموم آریہ سماجوں کی طرف سے مذہب اسلام پر سخت حملے کیے جاتے ہیں۔ یہ بعید بعید از اخلاق ہے ہر ایک مذہب والے کو چاہیے کہ وہ اپنے مذہب کی تعریف کرکے ترقی کرے۔ نہ کہ دوسروں کو مذہب کو برا کہے۔ اور میرے خیال میں کوئی مذہب کسی دوسرے کی توہین ہرگز گوارا نہیں کرتا ہے جس سے فریق خلاف کی دلشکنی منصور ہو۔ میں ضرورتاً ہے کہ آپ لوگ اس اصلاح کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ اور اس قلیل تحریر کو بہت کافی خیال فرمائیں۔ میرے خیال میں آریہ سماج کے مذہب اسلام پر حملے کرنے سے سوائے آپس کی نزاع اور کشیدگی بڑھنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسلیے اسوقت آریہ سماج کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ اس سماج کے متنازعہ مسئلہ کا فیصلہ کردیں کہ سوائے اپنی بہبودی کی کوشش کے دیگر مذاہب خصوصاً اسلام کی چھیڑ چھاڑ کو ترک کر دیا جائے ورنہ ان کے اس میلان کا نتیجہ ملک کے حق میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا۔ "

(روزانہ پیسہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

منارۃ المسیح

الحکم

چہ گویم با تو از آبِ حیاتِ قادیاں ہمدم — دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۵ دار الامان قادیان ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء جلد ۱۰

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے تمام جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔

پیشگی قیمت

سالانہ عام سے ۵ روپیہ
خواص و معاونین سے ۱۰ روپیہ
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲ روپیہ
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع دس روپیہ کرا آدمی ونمبر ۱۲

مرثیہ بر تفرقہ و حالت اسلام

می سزد گر خون بیارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشاں حالئ اسلام و حفظ المسلمیں
دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے او فتاد اندر جہاں از کفر و کیں
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
می تراشند عیبہا در ذات خیر المرسلیں
آنکہ در زندان ناپاکی ہست محبوس و اسیر
ہست در شان امام پاکبازاں نکتہ چیں
تیر بر معصوم می بارد خبیث بد گہر
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتاد
چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمیں
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدیں
مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خرم و خنداں نشستہ با بتان نازنیں
عالماں را روز و شب باہم فساد از جوش نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرور تہائے دیں
ہر کسے از بہر نفس دون خود طرفے گرفت
طرف دیں خالی شد و ہر دشمنی جست از کمیں
اے مسلماناں چہ آثار مسلمانی ہمیں ہست
دیں چنیں ابتر شما در جیفۂ دنیا رہیں
تکیہ بر دنیا چہ استحکام در چشم شما ہست
با مگر از دل بروں کردید موت اولیں

در رہ موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید
دورے تا کے بخواب لطیف و مہ جبیں
نفس خود را بستۂ دنیا مدار اے ہوشمند
ورنہ تلخی ہا بہ بینی وقت انفاس پسیں
دل مدہ الّا بدلدارے کہ حسنش دائم است
تا سرور دائمی یابی ز خیر المحسنیں
آں خردمندے کہ او دیوانۂ راہش بود
ہوشیارے آنکہ مست روئے آں یار حسیں
ہست جام عشق او آب حیات لازوال
ہر کہ نوشیداست او ہرگز نمیرد بعد ازیں
اے برادر دل منہ در دولت دنیائے دوں
زہر خوں ریز ہست در ہر قطرۂ ایں انگبیں
تا توانی جہد کن از بہر دیں با جان و مال
تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفریں
از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں کا گزیں
یاد ایامیکہ ایں دیں مرجع ہر کیش بود
عالمے را وار مانید از رہ دیو لعیں
بر زمیں گسترد ظل تربیت از نور علم
پائے خدمت زد ز عز و جاہ بر چرخ بریں
ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول
از سفاہت میکند تکذیب ایں دین متیں
صد ہزاراں ابلہاں از دیں بروں بردند رخت
صد ہزاراں جاہلاں گشتند صید الماکریں
بر مسلماناں ہمہ اد بار زیں رہ او فتاد
کز پئے دیں ہمت شاں نیست با غیرت قریں

گر بگرد عالمے از راہ دین مصطفےٰ
از رہ غیرت نمی جنبند ہم مثل جنیں
فکر ایشاں غرق ہر دم در رہ دنیا و دول
مال ایشاں غارت اندر راہ لہو و لعب دیں
ہر کجا در مجلسے فسق ہست ایشاں صدر شاں
ہر کجا ہست از معاصی حلقۂ ایشاں نگیں
با خرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدیٰ
نفرت از ارباب دیں یا جے برستاں ہمنشیں
رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
چوں نہ دید اندر دل ایں قوم صدق المخلصیں
آں زمان دولت و اقبال ایشاں در گذشت
شوئے اعمال شاں آورد ایامی چنیں
از رہ دیں بر جو رسے آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں
یا الٰہی باز کے آید نہ تو وقت مدد
باز کے بینیم آں فرخندہ ایام حسیں
ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں
ایخدا زود آ و برما آب نصرت ہا ببار
یا مرا بردار یارب زیں مقام آتشیں
ایخدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں
چوں مرا بخشیدۂ صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں
کاروبار صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

کلمات طیبات یا ملفوظات امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

۸ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو بعد نماز جمعہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمارے محسن و مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے برادر معظم اور جناب مشیر اعلیٰ ریاست مالیر کوٹلہ کی (جو اپنے کسی ضروری کام کے لیے آئے تھے) ملاقات ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر جو کچھ فرمایا وہ تقریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

فرمایا

گلستاں میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔ گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لیے اسقدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا۔ اور اسقدر دعا کرے جو حق ہے دعا کا۔ جبتک یہ دونوں اسدرجہ پر نہ ہوں اُسوقت تک انسان تقویٰ کا درجہ حاصل نہیں کرتا اور پورا متقی نہیں بنتا۔ اگر صرف دعا کرتا ہے اور خود کوئی تدبیر نہیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان

کرنا یہ بہت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امتحان نہیں
کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک
زمیندار اپنی زمین میں تردد تو نہیں کرتا اور بیج
کاشت نہیں کرتا دعا کرتا ہے کہ اس میں غلہ پیدا ہو جاوے
وہ حق تدبیر کو چھوڑتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا امتحان
کرتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اسی
طرح پر جو شخص صرف تدبیر کرتا ہے اور اسی پر
بھروسہ کرتا اور خدا تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا
وہ ملحد ہے۔

تدبیر اور دعا کا باہمی تعلق

جیسے پہلا آدمی جو صرف دعا کرتا ہے اور
تدبیر نہیں کرتا وہ خطاکار ہے اسی طرح پر
یہ دوسرا جو تدبیر ہی کو کافی سمجھتا ہے
وہ ملحد ہے مگر تدبیر اور دعا دونوں
باہم ملا دینا اسلام ہے اسی واسطے میں
کہتا ہے کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے
لیے اسقدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے
اور اسقدر دعا کرے جو دعا کا حق ہے۔
اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ
فاتحہ میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھکر
فرمایا ہے **اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ**
اِیَّاکَ نَعْبُدُ اسی اصل تدبیر کو بتاتا ہے اور
مقدم اسکو کیا ہے کہ پہلے انسان رعایت اسباب
اور تدبیر کا حق ادا کرے مگر اسکے ساتھ ہی
دعا کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ
ہی اسکو مدنظر رکھے۔ مومن جب **اِیَّاکَ نَعْبُدُ**
کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو معاً
اس کے دل میں گذرتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں
جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں جب تک اسکا
فضل اور کرم نہ ہو۔ اس لیے وہ معاً کہتا ہے
اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مدد بھی تجھ ہی سے
چاہتے ہیں۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے جسکو بجز
اسلام کے اور کسی مذہب نے نہیں سمجھا۔
اسلام ہی نے اسکو سمجھا ہے۔ عیسائی مذہب کا
تو ایسا حال ہے کہ اسنے ایک عاجز انسان کے
خون پر بھروسہ کر لیا اور انسان کو خدا بنا رکھا
ہے۔ ان میں دعا کے لیے وہ جوش اور اضطراب
ہی کب پیدا ہو سکتا ہے جو دعا کے ضروری
اجزا ہیں وہ تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ کہنا بھی گناہ
سمجھتے ہیں۔ لیکن **مومن** کی روح ایک لحظہ
کے لیے بھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ کوئی بات کرے
اور **اِنْ شَاءَ اللّٰہ** ساتھ نہ کہے۔ پس اسلام
کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ اسمیں داخل ہونے
والا اس اصل کو مضبوط پکڑ لے۔ تدبیر بھی کرے
اور مشکلات کے لیے دعا بھی کرے اور کراوے
اگر ان دونوں پہلوؤں میں سے کوئی ایک باقی رہا
تو کام نہیں چلتا ہے۔ اس لیے ہر ایک مومن
کے واسطے ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔ مگر اس
زمانہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی
ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے
غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اسقدر
بڑھ گئی ہے کہ تمام ہر دنیا ہی کو خدا بنا لیا گیا ہے
اور دنیا پرستی کی جاتی ہے اور دعا کو ایک
فضول شے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سارا اثر یورپ
کی تقلید سے ہوا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو
دنیا میں پھیل رہا ہے مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے
کہ اس زہر کو دور کرے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض

چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی لیے
قائم کیا ہے تا دنیا کو خدا کی معرفت ہو

اور دعا کی حقیقت اور اسکے اثر سے اطلاع ملے
بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو بظاہر دعا
بھی کرتے ہیں مگر اسکے فیوض اور ثمرات سے
بے بہرہ رہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ
آدابُ الدُّعاء سے ناواقف ہوتے
ہیں اور دعا کے اثر اور نتیجہ کے لیے بہت
جلدی کرتے ہیں اور آخر تھک کر رہ جاتے
ہیں۔ حالانکہ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے۔ سب
کچھ تو یہ ہے کہ زمانہ کے اثر اور رنگ سے
اسباب پرستی ہو گئی ہے اور دعا سے غفلت
عام ہو گئی۔ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رہا۔
تکیہ کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اور کچھ
ناواقفی اور جہالت نے تباہی کر رکھی ہے
کہ حق کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو چھوڑ کر اور
اور طریقے اور راہ ایجاد کر لیے گئے ہیں جنکی
وجہ سے لوگ بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ اور کامیاب
نہیں ہوتے

ابرار اخیار ملت اور اللہ تعالیٰ

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جس سے مانگا
جاتا ہے اس پر کامل
ایمان ہو اسکو موجود، سمیع، بصیر، خبیر، علیم،
متصرف، قادر سمجھے اور اسکی ہستی پر ایمان
رکھے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا
ہے۔

مگر کیا کروں، کسکو سناؤں اب اسلام میں
مشکلات ہی مشکلات آپڑی ہیں کہ جو محبت خدا تعالیٰ
سے کرنی چاہیے وہ دوسروں سے کرتے ہیں
اور خدا کا رتبہ انسانوں اور مردوں کو دیتے
ہیں۔ حاجت روا اور مشکلکشا صرف اللہ
تعالیٰ کی ذات پاک تھی مگر اب جس قبر کو دیکھو
وہ حاجت روا ٹھیرائی گئی ہے۔ میں اس حالت
کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اٹھتا ہے
مگر کیا کہیں کسکو جا کر سنائیں۔ دیکھو قبر پر
اگر ایک شخص بیس برس بھی بیٹھا ہوا پکارتا
رہے تو اس قبر سے کوئی آواز نہیں آوے
گی مگر مسلمان ہیں کہ قبروں پر جاتے اور ان سے
مرادیں مانگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ قبر
خواہ کسی کی بھی ہو اس سے کوئی مراد بر نہیں
آسکتی۔ حاجت روا اور مشکلکشا تو صرف
اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اسکے سوا کسی
کا موجود نہیں۔ قبر سے کسی آواز کی امید
مت رکھو برخلاف اسکے اگر اللہ تعالیٰ کو
… اور اخلاص کے ساتھ … ہے
تو میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ
ہے کہ وہ دس دفعہ ہی آواز سنتا
اور دس ہی دفعہ جواب دیتا ہے

لیکن یہ شرط ہے کہ پکارے اسطرح جو پکارنے
کا حق ہے۔

ہم سب اولیاء اللہ ابرار اخیار امت کی عزت کرتے ہیں
اور ان سے محبت رکھتے ہیں لیکن انکی محبت
اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم انکو خدا
بنا لیں اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ میں
ہیں ان میں یقین کر لیں۔ میں بڑے
دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ
ہماری آواز نہیں سنتے اور اس
کا جواب نہیں دیتے۔ دیکھو حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ ایک گھنٹہ میں ۷۲
آدمی آپ کے شہید ہو گئے اسوقت آپ
سخت نرغہ میں تھے۔ اب طبعاً ہر ایک شخص کا
کانشنس گواہی دیتا ہے کہ وہ اسوقت
جبکہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے
تھے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہونگے
کہ اس مشکل سے نجات مل جاوے لیکن وہ دعا
اسوقت منشاء الٰہی کے خلاف تھی اور قضاء
و قدر اس کے مخالف تھے اسلیے وہ اسی
جگہ شہید ہو گئے۔ اگر ان کے قبضہ و اختیار
میں کوئی بات ہوتی تو انھوں نے کونسا
دقیقہ اپنے بچاؤ کے لیے اٹھا رکھا تھا مگر
کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ قضاء و قدر کا سارا معاملہ اور
تصرف تام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے
جو اسقدر ذخیرہ قدرت کا رکھتا ہے اور
حیّ و قیوم ہے اسکو چھوڑ کر جو مردوں
اور عاجز بندوں کی قبروں پر جا کر ان سے
مرادیں مانگتا ہے اس سے بڑھ کر بدنصیب
کون ہو سکتا ہے؟ انسان کے سینہ میں
دو دل نہیں ہوتے ایک ہی دل ہے وہ
دو جگہ محبت نہیں کر سکتا۔ اسلیے اگر کوئی
زندوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتا
ہے وہ حفظ مراتب نہیں کرتا اور یہ مشہور
بات ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو اور
انسان کو انسان کا مرتبہ دو اس سے آگے
مت بڑھاؤ۔ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا
ہوں کہ حفظ مراتب نہیں کیا جاتا نہ زندہ اور
مردہ کی تفریق ہی رہی ہے بلکہ انسان عاجز
اور خدائے قادر میں بھی کوئی فرق اس زمانہ
میں نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر
ظاہر کیا ہے صدیوں سے خدا تعالیٰ کا قدر نہیں
پہچانا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت
عاجز بندوں اور ریزہ ریزہ چیزوں کو دیگئی۔

مجھے تعجب آتا ہے ان لوگوں پر جو مسلمان
کہلاتے ہیں کہ یہ باوجود مسلمان کہلانے کے
خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اسکی صفات میں
خدا تعالیٰ کو شریک کرتے ہیں جیسا کہ میں دیکھتا
ہوں کہ مسیح ابن مریم کو جو ایک عاجز انسان
تھا۔ اور اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوئے ہوتے تو
انکی رسالت بھی ثابت نہ ہوتی بلکہ انجیل سے تو
وہ کوئی اعلیٰ اخلاق کا آدمی بھی ثابت نہیں
ہوتا۔ لیکن عیسائیوں کے اثر سے متاثر ہو کر
مسلمان بھی انکو خدائی درجہ دینے میں کچھ نہیں
رہے کیونکہ جیسا کہ وہ صاف مانتے ہیں کہ وہ
ابتک حی و قیوم ہے اور زمانہ کا کوئی اثر اسپر
نہیں ہوا۔ آسمان پر موجود ہے۔ مردوں کو زندہ
کیا کرتا تھا۔ جانور بھی پیدا کرتا تھا۔ غیب
جاننے والا تھا۔ پھر اسکے خدا بنانے میں اور
کیا باقی رہا۔ افسوس مسلمانوں کی عقل ماری گئی
جو ایک خدا کے ماننے والے تھے وہ اب ایک مردہ
کو خدا سمجھتے ہیں اور ان خداؤں کا تو شمار نہیں
جو مردہ پرستوں اور مزار پرستوں نے بنائے
ہوئے ہیں ایسی حالت اور صورت میں خدا
کی **غیرت** نے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان مصنوعی
خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملا یا جاوے اور
زندوں اور مردوں میں ایک امتیاز قائم کر کے
دنیا کو **حقیقی خدا** کے سامنے سجدہ کرایا جاوے

اسی غرض کیلئے اس نے مجھے بھیجا ہے
اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے

اور دیکھو انبیاء علیہم السلام کو جو شرف اور
رتبہ ملا وہ صرف اسی بات سے ملا ہے کہ انھوں
نے **حقیقی خدا** کو پہچانا اور اسکی قدر کی۔
اسی **ایک ذات** کے حضور انھوں نے
اپنی ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان
کیا کسی مردہ اور مزار پر بیٹھکر انھوں نے
مرادیں نہیں مانگی ہیں۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے
عظیم الشان نبی تھے اور خدا تعالیٰ کے حضور
ان کا کتنا بڑا درجہ اور رتبہ تھا۔ اب اگر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجائے خدا تعالیٰ
کے حضور کرنے کے ابراہیم کی پوجا کرتے
تو کیا ہوتا؟ کیا آپکو وہ اعلیٰ درجہ کے مراتب
مل سکتے جو آپ نے پائے ہیں؟ کبھی نہیں پھر
جبکہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بزرگ بھی تھے
اور آپ نے انکی قبر پر جا کر یا بیٹھکر ان سے کچھ نہیں
مانگا اور نہ کسی اور قبر پر جا کر آپ نے اپنی
کوئی حاجت پیش کی تو یہ کسقدر بیہودگی اور
بیدینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جا کر
ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور انکی پوجا کرتے

اگر قبر ولیاء سے کچھ مل سکتا تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے نکلتے [illegible] فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ [illegible] اور کوئی مخلوق اور ہستی [illegible] کی طرف انسان توجہ کرے اور اس سے کچھ مانگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر جو پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے

[illegible] عشق محمد علی ربہ [illegible]

اپنے رب پر عاشق ہوگیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کو جو [illegible] اور برکت حاصل ہوئی وہ اسی کا نتیجہ ہے۔ اگر کوئی پا سکتا ہے تو اسی ایک راستہ سے پا سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑا اور قوم اور برادری کی کچھ بھی پرواہ نہ کی خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری دنیا جانتی ہے جس مکہ سے آپ نکالے گئے تھے اسی مکہ میں ایک شاہنشاہ کی شان اور حیثیت سے داخل ہوئے۔ قوم اور برادری نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہیں چھوڑا لیکن جب خدا ساتھ تھا وہ کچھ بھی بگاڑ نہ سکے۔ میں یقیناً جانتا ہوں اور پہلے رسولوں کی زندگی اس پر گواہ ہے کہ وہ چونکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اس لیے وہ نہیں مرتے جب تک کہ انکی مرادیں پوری نہ ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں دنیا کے لیے نہ تھیں بلکہ آپ کی دعائیں یہ تھیں کہ بت پرستی دور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو اور یہ انقلاب عظیم میں دیکھ لو کہ جہاں ہزاروں بت پوجے جاتے تھے وہاں ایک خدا کی پرستش ہو۔ پھر تم خود ہی سوچو اور مکہ کے اس انقلاب کو دیکھو کہ جہاں بت پرستی کا اسقدر چرچا تھا کہ ہر ایک گھر میں بت رکھا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی ہی میں سارا مکہ مسلمان ہو گیا اور ان بتوں کے پجاریوں ہی نے انکو توڑا اور انکی مذمت کی۔ یہ حیرت انگیز کامیابی یہ عظیم الشان انقلاب کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ یہ کامیابی آپ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسی اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا۔ ایک وقت وہ تھا کہ آپ مکہ کی گلیوں میں تنہا پھرا کرتے تھے اور کوئی آپ کی بات نہ سنتا تھا اور پھر ایک وقت وہ تھا کہ جب آپ کے انقطاع کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلایا

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمایا کہ اس سے وفات کی بو آتی ہے کیونکہ وہ کام جو [illegible] جاتا تھا وہ تو ہو گیا ہے۔

اصل قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اسی وقت تک دنیا میں رہتے ہیں جب تک وہ کام جس کے لیے وہ بھیجے جاتے ہیں پورا نہیں ہوتا۔ جب وہ کام ہو چکتا ہے تو ان کی رحلت کا زمانہ آ جاتا ہے۔ جیسے [illegible] والوں کا جب کام ختم ہو جاتا ہے تو وہ [illegible] رخصت ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح جب آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنپر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے اس آیت کو سنکر رونے لگے۔ صحابہ میں سے ایک نے کہا کہ اے بڑھے تجھے کس چیز نے رلایا آج تو مومنوں کے لیے بڑی خوشی کا دن ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نہیں جانتا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت خدا کا شکر ہے بہت اچھی ہے حسب معمول آپ سیر کو بھی نکلنے لگے ہیں۔ اگرچہ کسقدر کھانسی کی شکایت ابھی باقی ہے

(۲) بزرگان ملت خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ تشریف لے گئے ہیں۔

(۳) ہفتہ زیر اشاعت میں کسی قدر ترشح ہوا ہے جو فصل ربیع کے لیے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ موسم میں تبدیلی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔

ہمارے مقدمات

خاکسار ایڈیٹر کو مقدمات کے متعلق ۱۰ جنوری سے قریباً ۶ فروری تک دار الامان سے باہر رہنا پڑا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ مقدمات ۱۴ فروری تک ملتوی ہو چکے ہیں۔ اس بنا پر کہ عدالت بابو چندو لال صاحب سے انکے انتقال کر دینے کی درخواست دی گئی تھی چنانچہ ۴ فروری ۱۹۰۴ء کو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت میں یہ درخواستیں بغرض انتقال پیش کی گئی ہیں صاحب موصوف نے فیصلہ کے لیے ۱۲ فروری ۱۹۰۴ء مقرر کیا ہے اس تاریخ پر مقدمہ [illegible] مقام [illegible] [illegible]

استفسار اور ان کے جواب

حل مسائل

کوئٹہ سے کچھ مسائل ایک احمدی دوست نے دریافت کیے ہیں حضرت حکیم الامۃ مولانا نور الدین صاحب سے استفسار کر کے انکا جواب درج کیا جاتا ہے۔

سوال (۱) کیا جماعت احمدیہ کو اہل ہنود کے ہاں کی مٹھائی وغیرہ اشیاء کھانی جائز ہیں۔ جواب (۱) قادیان میں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عملدرآمد یہ ہے کہ ہندوؤں کی مٹھائی [illegible] آپ بلا [illegible] استعمال کرتے ہیں۔ شریعت کا [illegible] اور [illegible] کے [illegible] مصری شہد وغیرہ کے کھانے میں کچھ [illegible] اور دوسری اشیاء بھی۔

(۲) اہل ہنود اہل کتاب میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ ایک آسمانی کتاب کے مدعی ہیں اور انکا وجود قبل از بعثت رسالتمآب صلعم چلا آرہا ہے۔

بعض ہندو آریہ سناتن دھرم وید کو کلام الٰہی مانتے ہیں وہ اہل کتاب معلوم ہوتے ہیں اسی طرح پارسی بھی اہل کتاب میں ہاں سکھ نہیں ہو سکتے۔ جینی [illegible] اکثر لا کے قائل ہیں۔

سوال (۲) کیا فوت شدہ شخص کو قرآن مجید پڑھکر پہنچایا جاتا ہے؟ کیا متوفی کے لیے کھانا پکا کر کھلانا جائز ہے؟ جواب دونوں صورتوں میں ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

سوال (۳) یا رسول اللہ کہنے پر وہابی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ یا حاضر اشخاص کے لیے ہے جواب کیا جب اللہ تعالےٰ کو یا کہکر پکارا جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے جسمی طور پر تو اسکا ثبوت نہیں۔ اب رہی صفات کی بات کہ وہ صفات سے حاضر ہوتا ہے تو اپنی صفات کی رو سے جو مطالعہ کرنیوالے پر صاحب صفات [illegible] میں سامنے آجاتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سامنے آجاتے ہیں اور ہر زمانہ میں موجود ہیں حضرت میرزا صاحب بھی انکی موجودگی کا ثبوت ہیں پھر قرآن شریف میں ہے یا حسرۃ علی العباد کیا حسرت سامنے موجود ہوتی ہے یا وہ سب عباد ہوتے ہیں جو مخاطب ہوتے ہیں جواب

(۲) فرط محبت یا فرط غم نیز نظم میں غائب کو ندا کی جاتی ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ بجسد عنصری موجود ہو بلکہ اظہار محبت کا یہ ایک طریق ہے۔ نوٹ

حضرت عیسیٰ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا ثبوت

کوئیکی ضلع گجرات سے ذیل کا سوال آیا

سوال عیسیٰ علیہ السلام کے موسوی خلیفہ ہونے کا اور صاحب شرع رسول نہ ہونے کا کیا ثبوت ہے اور [illegible] لکم من الدین ما وصی بہ نوحا [illegible]

جواب (۱) سورہ مزمل میں اللہ فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسا ہی ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت نبی اور خود ایک ہی تھے ویسے ہی حضرت موسیٰ بھی تھے جنسے آپکو تشبیہ دی گئی۔ اگر آنحضرت اور موسیٰ کے درمیانی زمانہ میں کوئی اور بھی صاحب شریعت نبی ہوتا تو اس کا حوالہ دیا جاتا اور کیوں نہ فرمایا کمثل عیسیٰ۔

(۲) قرآن شریف میں ہے ومن قبلہ کتب موسیٰ اماما ورحمۃ پ ۱۲ ع ۲ یعنی اس قرآن سے پہلے حضرت موسیٰ ہی کی کتاب ہے جو کہ امام اور رحمت ہے یعنی شریعت ہے جسپر کما حقہ عمل کر کے انسان قرب الٰہی کے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔ اگر قرآن شریف اور توریت کے درمیان کوئی اور کتاب بھی شریعت ہوتی یا نبی صاحب شریعت ہوتا تو اسکی کتاب کو امام اور رحمت کہا جاتا اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نہ تھے

(۳) انجیل کے معنے خود بشارت یا خوشخبری کے ہیں اور اس قسم کی بشارتیں عموماً خدا کے برگزیدہ رسل پر نازل ہوا کرتی ہیں اسمیں کوئی خصوصیت مسیح علیہ السلام کی نہیں ہے۔ اور نہ اس میں کوئی شریعت ہے اور نہ انجیل کا خود دعوی صاحب شریعت ہونے کا ہے۔ خود مسیح کا قول ہے کہ میں توریت سے کوئی نقطہ [illegible] بدلنے نہیں آیا یعنی اسے برقرار رکھتا ہوں اس سے بھی ثابت ہے کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھے

(۴) اسوقت عیسائی اقوام کا عملدرآمد بھی ایک بڑا ثبوت ہے کہ انجیل شریعت نہیں ہے اور نہ مسیح صاحب شریعت کیونکہ ان کو تمدنی اور سیاسی زندگی کے لیے خود قوانین وضع کرنے پڑتے ہیں۔

(۵) سورہ احقاف آخری رکوع میں ہے کہ نفراً من الجن نے اپنی قوم سے جا کر کہا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ کہ ہم ایک کتاب سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے اگر درمیانی زمانہ میں انجیل شریعت اور مسیح صاحب شریعت ہوتے تو وہ کہتا کہ جو عیسیٰ کے بعد نازل ہوئی۔

(۶) آل عمران میں مسیح کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل جس سے ظاہر ہے کہ کتاب توریت کی تعلیم مسیح کو دی گئی تھی اور انجیل صرف حکمۃ اور دانائی کی باتیں تھیں نہ کہ شریعت۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان [illegible] سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے کہ آپ کو کسی سابقہ کتاب کی تعلیم نہیں دی گئی خدا تعالیٰ نے خود آپکو بلا واسطہ [illegible] شریعت دی۔ افسوس ان مولویوں پر جو حضرت مسیح کا درجہ آنحضرت سے بڑھ کر دیتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپکو مسلمان سمجھتے ہیں + (باقی)

نوٹ۔ میری موجودگی میں حضرت اقدس علیہ السلام سے ایک شخص نے اسی بارہ میں سوال کیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ [illegible] بلکہ اسپر [illegible] چنانچہ نماز میں ایہا النبی [illegible] [illegible] اعتراض [illegible] (مہدی حسین مہاجر)

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

محسنین کے معنے

مولا کریم چونکہ شکور ہے اور علیم و بصیر ہے اس لیے وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ بے شک اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا محسن کسے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے احسان کی تعریف جبرئیل نے صحابہ کی تعلیم کے لیے پوچھی ہے آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالے کو دیکھتا ہے یا کم از کم یہ کہ یہ یقین کرلے کہ اللہ تعالے تجھکو دیکھتا ہے

یہ ایک ایسا مرتبۂ عظیم الشان ہے جس کے کسی نہ کسی پہلو کے حاصل ہو جانے پر انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور بڑے بڑے معراج اور معارج اللہ تعالے کے حضور پا لیتا ہے۔ ساری نیکیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں اور بلند درجوں کی جان اللہ تعالے پر ایمان ہے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ کو حاصل ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالے پر یقین نہ ہو کہ وہ ہے میں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی تیار نہیں ہو سکتا کہ ایک دہریہ بھی کبھی اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ والا ہو سکتا ہے کوئی چیز اسکو گناہوں کے ارتکاب سے نہیں روک سکتی۔ نیکی کا کوئی سچا مفہوم اسکی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ پھر وہ نیکی کیسے کرے اور گناہ سے کیونکر بچے اس کی ساری عمر نا امیدیوں اور مایوسیوں کا شکار رہتی ہے وہ اسباب اور علت و معلول کے سلسلہ کے پیچ در پیچ تعلقات میں ہی منہمک رہ کر آخر حسرت اور یاس سے اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے میں نے دہریہ

دہریہ اور مومن

اور ایمان والے دونوں کو مرتے ہوے دیکھا ہے اور دونوں کی موت میں زمین و آسمان کا فرق پایا ہے میں سچ کہتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں اور پھر جو چاہے آزما کر دیکھ لے کہ سچی راحت اور **حقیقی خوشی** صرف صرف **ایمان باللہ** سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی لائف میں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی واقعہ خودکشی کا نہیں پایا جاتا **مومن** کی امید اپنے اللہ پر بہت وسیع ہوتی ہے وہ کبھی اس سے مایوس نہیں ہوتا ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ایک ایک وقت ان پر ایسا آیا ہے کہ زمین ان پر تنگ ہو گئی ہے لیکن اس شدت ابتلا میں بھی وہ ویسے ہی خوش و خرم ہیں جیسے اس ابتلا کے دور سے پہلے۔ وہ کیا بات ہے جو ان کو اس موت کی سی حالت میں بھی خوش و خورم اور زندہ رکھتی ہے فقط اللہ پر ایمان۔

محسن کا پہلا اور پچھلا درجہ

غرض محسنین کے زمرہ میں داخل ہونا بہت ہی مشکل اور پھر **مستقل** رکھنا ہے۔ پہلا درجہ جو **محسن** کا اعلیٰ مقام ہے کہ وہ خدا تعالے کو دیکھ رہا ہے بعد میں حاصل ہوتا ہے اسکا ابتدائی درجہ یہی ہے کہ وہ یہ ایمان لائے کہ میرے ہر قول و ہر فعل کو مولیٰ کریم دیکھتا اور سنتا ہے۔

جب یہ مقام اسے حاصل ہوگا تو ہر ایک بدی کے وقت اس کا نور قلب اس ایمان کی بدولت اس سے روکے گا اور لغزش سے بچا لے گا۔ اور رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ ہوگا کہ آخر وہ اس مقام پر پہونچ جاے گا کہ خدا تعالے کو دیکھ لے گا۔ اور یہ وہ **مقام** ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں **لقا** کا مقام کہلاتا ہے۔

پس

جب انسان محسن ہو کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو پھر تھوڑا ہو یا بہت اللہ تعالے اسکے بہتر بدلے دیتا ہے۔ یہ صرف اعتقادی اور علمی بات ہی نہیں۔ کہانی اور داستان ہی نہیں بلکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

مہاجرین میں خلافت کا راز

میں دنیا کی تاریخ میں جس سے مراد میں انبیاء علیہم السلام کی پاک تاریخ لیتا ہوں بہت سے واقعات اس کی تصدیق میں پیش کر سکتا ہوں اور علمی طریق پر بھی خدا کے فضل سے اس کی سچائی ثابت کرنے کو طیار ہوں۔ مگر ان سب باتوں کو چھوڑ کر میں ایک عظیم الشان واقعہ صحابہ کی لائف کا دکھانا چاہتا ہوں۔ میں ایک عرصہ تک اس سوال پر غور کرتا رہا کہ کیا وجہ تھی جو انصار کو خلافت نہ ملی بلکہ **خلافت** کے اول وارث مہاجر ہوے اور مہاجرین میں سے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ حالانکہ انصار میں سبنے بڑی ہمت کی اور ان کی اسوقت کی امداد ہی تھی ان کو **انصار** کا پاک خطاب دیا لیکن اس کا کیا سر ہے کہ بادشاہی اور حکومت کا انکو حصہ نہ ملا۔ اور پہلا خلیفہ قریشی ہوا۔ پھر دوسرا تیسرا چوتھا بھی یہانتک کہ عباسیوں تک قریشیوں ہی کا سلسلہ چلا جاتا ہے بنو ثقیفہ میں کوشش کی گئی کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے مگر یہ تجویز پاس نہیں ہوئی اور کسی نے نہ مانا آخر مجھپر اس کا سر کھلا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اپنا کام کر رہی تھی

انصار نے کیا چھوڑا تھا جو ان کو ملتا مہاجرین نے ملک چھوڑا۔ وطن چھوڑا۔ گھر بار چھوڑا مال و اسباب۔ غرض جو کچھ تھا وہ سب چھوڑا اور سب سے بڑھ کر ابوبکر صدیق رض نے سلیے جنھوں نے جو کچھ چھوڑا تھا اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر پایا زیادہ سے زیادہ انکی زمین چند بیگہ ہوگی جو انھوں نے خدا کے لیے چھوڑی مگر اس کے بدلہ میں یہاں خدا نے کتنے بیگہ دی؟ اس کا حساب ہی کچھ نہیں۔

بس یہ سچی بات ہے کہ جسقدر قربانی خدا کے لیے کرتا ہے اسی قدر **فیض** انسان اللہ کے حضور سے پاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کتنی بڑی تھی پھر اس کا پھل دیکھو کسقدر ملا۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک خواب کی بنا پر جس کی تاویل ہو سکتی تھی حضرت ابراہیم نے اپنے خلوص کے اظہار کے لیے جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ پھر خدا نے اسکی نسل کو کسقدر بڑھایا کہ وہ شمار میں بھی نہیں آ سکتی۔ اسی نسل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان رسول خاتم النبیین رسول کرکے بھیجا۔ جو کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ٹھیرا۔ جسکی امت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ ہوے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل تھے اور لاکھوں لاکھ بادشاہ ہوئے یہانتک کہ **مسیح موعود** جو **خاتم الخلفاء** ٹھیرایا گیا ہے وہ بھی اسی امت میں پیدا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے اسے پایا اور اسکی شناخت کا موقع ہمکو دیا گیا

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ

یہ بدلا یہ جزا کس بات کی تھی؟ اسی عظیم الشان قربانی کی جو اس نے خدا تعالیٰ کے حضور دکھائی۔ واقعی یہ بات قابل غور ہے کہ ابراہیم کی عمر جب کہ سو برس کے قریب پہونچی اسوقت قویٰ بشری رکھنے والا کیا امید اولاد کی رکھ سکتا ہے پھر تیرہ برس کی عمر کا نوجوان لڑکا جو ۸۴ برس کے بعد کا ملا ہوا ہو اسکے ذبح کرنے کا اپنے ہاتھ سے ارادہ کر لینا معمولی سی بات نہیں ہے جس کے لیے ہر شخص طیار ہو سکے غور کرو اس ذبح کے بعد عمر کے آخری ایام ہیں اور قبر قریب ہے۔ پھر کیا باقی رہ سکتا ہے نہ مکان رہا نہ عزت و جبروت۔ مگر اے ابراہیم تجھپر خدا کا سلام! تو نے خدا تعالے کے ایک اشارہ اور ایما پر سارے ارادوں اور ساری خوشیوں خواہشوں کو قربان کر دیا اور اس کے بدلے میں تو نے وہ پایا جو کسی نے نہیں پایا۔ خاتم النبیین اسی اسماعیل کی نسل میں ہوا اور خاتم الخلفاء بھی خاتم النبیین کی امت میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

پھر ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ صدق اور اخلاص کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا اسلم قَالَ اَسْلَمْتُ اے ابراہیم تو فرمانبردار ہو جا عرض کیا حضور میں تو فرمانبردار ہو چکا۔ اَسْلِمْ نہیں کہا اسلمت کہا یعنی اپنا ارادہ رکھا ہی نہیں معاً حکم الٰہی کے ساتھ ہی تعمیل ہو گئی۔ پھر اس اخلاص سے کیا بدلا پایا یہی کہ **ابو الملۃ** ٹھیرا۔ جو کچھ چھوڑا اس سے بڑھ کر ملا۔

اسی طرح سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے حالات پر غور کرو۔ اہل مکہ نے کہا کہ اگر آپ کو بادشاہ بننے کی آرزو ہے تو ہم تجکو بادشاہ بنانے کے واسطے طیار ہیں۔ اگر تجھے دولتمند بننے کی خواہش ہے تو دولت جمع کر دیتے ہیں اگر حسین عورت چاہتا ہے تو تامل و مضائقہ نہیں یہ کیا چیزیں تھیں مگر دنیا پرست کی نظر ان سے پرے نہیں جا سکتی تھی اسلیے اسی کو پیش کیا آپنے اسکا کیا جواب دیا؟ یہی کہ اگر سورج اور چاند کو میرے دائیں بائیں رکھدو تو بھی میں اس اشاعت اور تبلیغ سے رک نہیں سکتا۔ اللہ! اللہ! کسقدر اخلاص ہے اللہ تعالے پر کتنا بڑا ایمان ہے۔ قوم کی مخالفت ان دکھوں اور تکلیفوں کے سمندر میں اپنے آپکو ڈالدینے کے واسطے رد میں کسقدر جوش اور گرمی ہے جو اس انکار سے آنے والی تھیں۔ ان تمام مفاد اور منافع پر ٹھوکر دینے کے لیے کتنی بڑی جرأت ہے جو وہ ایک دنیادار کی حیثیت سے پیش کرتے تھے مگر خدا تعالی کو راضی رکھکر اسکو مانکر اسکے احکام کی عزت و عظمت کو مدنظر رکھکر اس قربانی کا بدلا آپنے کیا پایا؟ وہ پایا جو دنیا میں کسی ہادی کو نہیں ملا اور نہ ملے گا

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْکَوْثَرَ

کی صدا کسکو آئی؟ اور کسنے ہر چیز میں آپکو وہ کوثر عطا کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی؟ سوچو! اور غور کرو!!

میں نے مختلف مذاہب کی کتابوں انکے ہادیوں اور بانیوں کے حالات کو پڑھا ہے اسلیے دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی قوم اپنے ہادی کے لیے ہر وقت دعائیں نہیں مانگتی ہے مگر مسلمان ہیں کہ دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت ہر آن اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارك وسلم کی دعا آپ کے لیے کر رہے ہیں جس سے آپ کے اور مراتب ہر آن بڑھ رہے ہیں۔ یہ خیالی اور جوشی بات نہیں واقعی اسی طرح ہے دنیا کے ہر آباد حصہ میں مسلمان آباد ہیں اور ہر وقت انکی کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوتا ہے جس میں لازمی طور پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھا جاتا ہے مقرر نماز کے علاوہ نوافل پڑھنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اور درود شریف بطور وظیفہ کے پڑھنے والے بھی کثرت سے۔ اسطرح پر آپکے مراتب و مدارج کا اندازہ اور خیال بھی ناممکن ہے۔ یہ مرتبہ یہ فخر کسی اور ہادی کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا ہے

باقی آئندہ

مختصر نوٹ اور نکات

اسلامی دنیا اسوقت چلا اٹھی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں پر بہت دن بہت سختی کے ہیں۔ اور مسلمانوں اور اسلام کے سنبھالنے کا یہی وقت ہے۔ اخبارات میں اس قسم کے مضامین کو پڑھ کر ہمیں حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ جس حال میں دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے سرے تک بالاتفاق یک زبان ہو کر مسلمان پکار رہے ہیں کہ اسلام اور مسلمان نازک حالت میں ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نازک حالت سے بچانے والے کی تلاش انہیں جنون کے درجہ تک کیوں نہیں پہونچی۔ اللوا کے لائق اور فاضل ایڈیٹر مصطفےٰ کامل نے پیرس کے ایک مشہور اخبار میں ایک مضمون لکھا ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ اسوقت اسلام پر نہایت سختی کے دن ہیں اور مصر کے ایک مشہور اخبار الظاہر نے سلطان المعظم سے خطاب کر کے لکھا ہے کہ یہی وقت اسلام اور مسلمانوں کے سنبھالنے کا ہے۔ کیا یہ ضرور نہیں اس امر کی داعی نہیں ہیں کہ انا لہ لحافظون کا وعدہ اب پورا ہو؟

مصر کے اخبارات مسلمانوں کی اس نازک حالت کو محسوس کر کے سلطان ٹرکی سے امید کرتے ہیں کہ وہ ان کی حالت کو سنبھالے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ یہ اضطراب اور کشمکش جو پیدا ہے آسمانی عذاب اور سماوی قضا و قدر ہے روکنے کیلئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں ہے مگر افسوس کہ اسکی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں دلائی جاتی اور رجوع و توجہ دلانے والا ہے اسکی بدگوئی اور اس سے بدظنی پیدا کیجاتی ہے کو اسلام کی ترقی کا راز سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے شاہانہ جاہ و حشم کے باعث کبھی ترقی نہیں کی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ حقیقی اسلام نے سچے مسلمانوں کو بادشاہ بنا دیا ہے پھر اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ کسی بادشاہ یا سلطان کو قرار دینا خطرناک غلطی ہے اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی فارغ البالی کا راز ہمیشہ وہ وجود رہا ہے جو خدا تعالیٰ سے فرستادہ ہو کر دنیا میں آتا ہے اور اپنی قوت قدسی اور ... عظیم الشان انقلاب دنیا کی روحانی حالت میں کر دیتا ہے پھر وہی روحانی انقلاب مسلمانوں کی اصلاح حالت کا باعث ہوتا ہے ... اسکی تشریح اور پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نشانہ مسلمانوں کو کبھی بھول نہیں سکتا پھر اسوقت کسی سلطان ... سے اسلام باقی تہا یا اسلام کا محافظ خدا ... رحیم ہے اور اسکا مظہر وہ وجود ... تائید یافتہ ... اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی حالت کی بحالی ...

راز اسی کے دم عیسوی میں ہوتا ہے۔ اسلئے جو چاہتے ہیں کہ اسلام کا بول بالا ہو جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت سنبھلے انہیں اس طبیب حاذق کیطرف رجوع کرنا چاہیئے ورنہ اسے چھوڑ کر ساری دنیا کی تدابیر و تجاویز کر کے دیکھ لیں کامیابی کی صورت ناممکن اور مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی کا مقولہ صادق آئیگا۔

لاہور کی بائیبل بک سوسائٹی نے ایک رسالہ ہمیں بغرض ریویو دیا ہے جسکا نام انہوں نے ابطال مرزا رکہا ہے اور اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے مسیح کا آخری خطاب دجال سے۔ مجبہ کو میری ماتہہ کی ایک مار کہا نا ہے۔ اور تو اس سے بچ کے نہیں جا سکتا۔ ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس رسالہ پر ریمارک کریں۔

لیکن ٹائٹل پیج کا یہ فقرہ ہمکو بہت ہی پسند آیا۔ حقیقت میں یہہ بالکل سچ ہے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی حربہ اور ضرب سے مسیح الدجال کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ تمام پیشگوئیاں اس پر آ کر ختم ہو جاتی ہیں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان یہ مسلم عقیدہ ہو گیا ہے کہ دجال کی آخری اور فیصلہ کن شکست مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ہاتہہ سے ہونے والی ہے۔ اور اب عیسائی دنیا یورپ اور امریکہ میں چلا اٹھی ہے کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد نے موجودہ عیسائیت کے نہیں عقائد اور اصولوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ان کی تحریروں کو پڑھ لینے کے بعد کوئی دانشمند عیسائی نہیں رہ سکتا۔ یورپ کے اہل الرائے عیسائی اس فکر میں ہیں کہ یورپ کو عیسائی رکھنے کے لئے ان کا قومی اور ملکی فرض ہو گیا ہے۔ کہ وہ حضرت حجۃ اللہ کے نیزہ قلم سے عیسائی ذریت کو بچائیں۔

ان دیسی عیسائیوں کو ابھی معلوم نہیں (یا معلوم تو ہے مگر یہہ اس تیر لگنے والے جانور کیطرح کہہ رہے ہیں کہ آلہی جھوٹ ہو) کہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا میں دجال پاش پاش ہو رہا ہے اور صلیب ٹوٹ رہی ہے۔ بائیبل بک سوسائٹی کو ریویو کیلئے انتظار کرنا چاہیئے

یہی رسالہ جو بغرض ریویو ہمیں دیا گیا ہے اس کے دوسرے صفحہ پر ایک نوٹس لکھا گیا ہے کہ اس رسالہ پر حضرت اقدس کا کوئی مرید قلم نہ اٹھائے۔ اور لکہا ہے کہ اگر تم پیش از وقت بولوگے تو ہم آئندہ تم سے مخاطب ہونگے اس بات کو خوب یاد رکھنا۔ سچ ہے صلیب کے پرستار اور مردہ ہڈیوں کے پجاری راستی اور صداقت سے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ ان میں انصاف اور دیانت سے کام لینا جائز نہیں سمجھا گیا کیوں حضرت کیطرف رسالہ بغرض ریویو پیش کرنا اور دوسری طرف قدم اٹھانے سے روکنا

یہ خالی چالاکی ہے۔ یہودیوں نے نائی ویہودے کی۔ پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر حق اور حقیقت سے غرض ہے تو پھر اس کے کیا معنے کہ کوئی مرید قلم نہ اٹھائے۔ اس بزدلی اور کمزوری کی بہی داد دینی چاہیئے۔ لیکن بائیبل بک سوسائٹی کے ممبر یاد رکھیں کہ جب اس رسالہ پر ریویو ہوگا تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ واقعی مسیح موعود کی پاس دجال کی ہلاکت کیلئے ایک ہی ضرب کافی ہے

ضرورت امام پر بحث کرتے ہوئے فاضل سیالکوٹی نے لکہا ہے کہ نظام ظاہری کے قیام و بقا کے لئے حکیم خالق نے ایسا چاہا ہے اور انسانی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ کوئی کتنا ہی اپنے تئیں دور کھینچے کتنی ہی آزادی چاہے پھر بھی اوسکو ایک حکمران یا سرپرست سے چارہ نہیں ہر کوئی کمیٹی کوئی مجلس کوئی کونسل کوئی پارلیمنٹ ایسی نظر نہیں پڑتی جسمیں ایک میر مجلس یا پریسیڈنٹ نہ ہو کوئی گھر نہیں جس کا انتظام طبعًا و لازمًا اس امر کا مقتضی نہیں ہوتا کہ کوئی ذی اختیار و ذی اقتدار آدمی اس میں سرپرست ہو جو سب کو ایک حیثیت میں قائم رکہے اور مختلف خیالات و جذبات کو ریک تہام کر ایک سلسلہ انتظامیہ میں منسلک کر دے۔ غرضیکہ انسانی فطرت کے مطالعہ سے صاف ثابت ہے کہ جسطرح انسان کو انتظام ظاہری کے لئے اس سے بے نیازی نہیں کہ وہ ایک خاص حکمران یا سرپرست اپنے لئے مقرر کرے جو متفرق الخیالات کو جمع کرے مختلف جذبات کو متحد کرے اس کل کو عمدہ اسلوب اور احسن نظام پر چلائے اسی طرح روحانی حکومت اور باطنی نظام کے لئے بہی ایک خاص فرد ہونا لازمی اور ضروری ہے جسکو ظاہری حاکم یعنے بادشاہ کے مقابل امام کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔

ہمارے عزیز بھائی رحمت علی

ہاسپٹل اسسٹنٹ شہید ہو گئے

اللّٰھم یا ارحم الراحمین ارض عنہ وارضہ

کئی دنوں سے ہم اخبار میں اس خبر کے اشتہار سے شہید مذکور کے دوستوں اور رشتہ داروں کو تسلی دلانے کی کوشش کر رہے تھا اور وہ امید و بیم کی حالت میں اس خبر کے صدق و کذب کی تحقیق میں مصروف تھے مگر عادتًا امید کی طرف زیادہ تر میلان تہا۔

آج ہمارے عزیز دوست سید جلال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ نے پاکستان سومالی لینڈ سے

بربرا سمالی لینڈ کے خط سے سید کی کمر بالکل ٹوٹ گئی اور ہمارے دلوں کو اس بات پر یقین کرنے کا ناگوار اور تلخ پیالہ پینا پڑا ہے کہ اس ایوم شوم کی دی ہوئی خبر درست تھی۔

سید جلال صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کافر ننت ننگل وردیش کے میدان سے شہید ہوئے۔ جب کہ اس کے زخموں کو ڈریس کر رہے تھے۔ مفصل کیفیت جو ہمیں تفصیل طلب قلوب کی پیاس کو بجھا سکتی سید جلال صاحب موجع خبروں کے مطلع کی تاریکی یا شدت اضطراب سے پیدا ہونے والی جلدی کے سبب تحریر نہیں کر سکے۔ امید ہے کہ ہمارے عزیز سید صاحب جسقدر ممکن ہو سکیگا۔ ہمارے اس انتظار اور قلق کے رفع کرنے کیلئے تا بمقدور کوشش کرینگے۔

شہید کی زندگی اگرچہ اسقدر مختصر ہو کہ طفولیت اور ناسمجھی ہوئی جوانی کے جوشوں کے وقت کو اگر اس میں سے منہا کر دیا جائے تو بہت ہی کم وہ حصہ رہ جاتا ہے جسے دنیا کے پر آشوب اور پرفتن اور پر امتحان میدان میں تگ و دو کرنیکا وقت کہا جاتا ہے۔ مگر ۲۰ یا ۲۲ برس کی تہوڑی سی زندگی میں اُن سے وہ کام ظہور میں آئے جو بڑی لمبی عمر اور دراز مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد بہی بہت ہی تہوڑے لوگوں کے ہاتہوں سے نکلا کرتے ہیں۔ مرحوم مغفور ہر نے درجے کے متقی تھے۔ انہیں جمعیت باطن۔ سکینت اور ورع اسدرجہ کی حاصل تہی کہ ان سے گہری واقفیت رکھنے والے آن کی ولایت کی صدق دل سے قائل تھے

عین آغاز شباب میں جو جذبات اور شہوات کے خوفناک جوشوں کا زمانہ ہوتا ہے وہ مشرقی افریقہ میں کئی سال تک رہے۔ تنخواہ معقول پوری آزادی۔ نہ بزرگوں کا سایہ سر پر۔ نہ اقربا کی رعب ناک تصویر آنکھوں کے سامنے۔ ایسے اوقات اور ایسے میدانوں میں جہاں بہتوں نے جان اور ایمان کے کیسے خالی کر دیئے۔ جہاں اکثر آب آتشیں کی پر زور رو کے آگے بہ نکل کر عدم کے سمندر میں جا پہنچے اور بہتیرے دوسرے رنگوں کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر نقد جان و ایمان کھو بیٹھے وہاں ہمارے پیارے اور مأسوف رحمت علی نے۔ زہد۔ ورع۔ تقویٰ۔ طہارت اور ایمان باللہ کا وہ نمونہ دکھایا جو ہم سلسلہ احمدیہ کے بزرگ اور مشہور راستبازوں کی اور گذشتہ پاکبازوں کے سوا کسی مذہب اور مشرب کے ... میں نہیں پاسکتے ان کی پاک اور متقیانہ زندگی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں وہ رہے بعض اُنکی چال چلن کو دیکھکر بہت سے لوگوں نے خدا تعالیٰ کے سچے خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو شناخت کر لیا۔ یہ بالکل صحیح اور حق بات ہے کہ رحمت علی مصداق آئینہ تھے حضرت مرسل اللہ علیہ السلام کے چہرہ مبارک کے دیدار کیلئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

حضرۃ علی کو۔ کہ ایک دل بھی تیرے ذریعہ سے ہدایت پا جائے تو تجھے سرخ اونٹوں سے بہتر خیال کرنا چاہئے۔ مغفور رحمت علی کے ذریعہ سے بہت سی جانیں اس لعنت ابدی سے بچ گئیں۔ جو مسیح موعود مہدی علیہ السلام کے انکار اور کفر کے سبب سے نازل ہوتی ہے۔ میری طرف کئی دوستوں نے خطوط میں لکھا ہے کہ رحمت علی کے طفیل سے اللہ تعالے کی یہ رحمت نصیب ہوئی کہ ہم سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

یہ بات صحیح ہے کہ بعض فطرتوں میں اللہ کیطرف سے وہ مادہ جذب رکھا ہوتا ہے جو انبیاء و ماموریں کی جبلت میں مفطور ہوتا ہے۔ وہ جہاں ہوتے ہیں۔ اکیلے اور مہجور نہیں رہ سکتے۔ وہ ضرور ایک جماعت بنا لیتے ہیں۔ وہ اس قندیل کیطرح ہوتے ہیں جسے موسم برسات میں روشن کیجئے ہزاروں پروانے اور ادھر سے اسکے گرد جمع ہو جاتے ہیں ہمارے عزیز مرحوم رحمت علی ایسے لوگوں میں سے ایک تھے۔ ایسی قوت جذب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھی۔ اس مقدس جماعت نے دلوں کو اپنے تقوے کے جذب سے سحر کیا عجیب بات ہے کہ جس قوم کی سرزمین پر اون کی قاہر اور منصور و مظفر تلوار چلی اور ان کے تختوں کو انہوں نے تختہ کر دیا وہی قومیں ان کی راست بازی کی شرم صدر سے قائل اور گرویدہ ہو گئیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ دنیا کی دوسرے فاتح قوموں کی تاریخ میں نہ جب اس کی نظیر موجود تھی نہ اب ہے۔ اللہ تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اور ہمارے سلسلہ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے کی بینظیر دلیل ہے کہ اسطرح کی قوت قدسی ہماری جماعت کے اکثر احباب میں پائی جاتی ہے۔ بہتوں نے ان کے ہاتھوں پر اُن کے سیرت کے مطالعہ کے بعد اپنی ناپاک زندگی سے توبہ کی اور سچے تائب اور متقی بن گئے۔

خدا تعالے جس قوم کو ترقی دینا چاہتا ہے ان میں ترقی اور ابدی زندگی کے موجبات اور اسباب پیدا کر دیتا ہے بڑا قوی سبب اور موجب جو درحقیقت تمام مختلف اسباب کا مجموعہ ہے تقوے ہے۔ اسکی پہلی برگزیدہ جماعت کو جسے خدا نے دنیا کیلئے اسوہ بنانا تھا اپنی بزرگ کتاب میں بار بار یہی فرمایا کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ تمام قرآن شریف تقوی کی تاکید سے بھرا ہوا ہے۔ آخرکار وہ تقوی ہی کی بدولت ان تمام دشمنوں پر غالب آ گئے جو اپنی بدکاریوں اور ریاکاریوں کی بدولت خدا تعالے کی نظر میں مقہور اور مغضوب ہو چکے تھے۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی خدا تعالے نے [illegible] اور نبی کو صلوات اللہ علیہ وسلامہ [illegible] ضروری ہے کہ اپنی جماعت کو تقوے [illegible] اور تقوے کی تاکید اس لئے کہ

میرا مبارک وعدہ۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ تقوی کی شرط سے مشروط ہے۔

ہماری جماعت کے نوجوانوں کے لئے ڈاکٹر رحمت علی شہید زندہ سبق چھوڑ گئے ہیں۔ خدا تعالے منہ کی چالاکیوں اور لفاظیوں کا شیدا و شیفتہ نہیں ہوتا اس کی لطیف نگاہ دلوں کی تہ تک جاتی ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اس کا دل اس جان گداز فکر سے خالی نہ ہو کہ اب تک اس نے تقوے طہارت سے کہاں تک حصہ لیا ہے اور اللہ تعالے نے اس کے انفاس کو کہاں تک قوۃ قدسی اور پاک جذب سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ وہ اس غم سے پگھلتے رہیں کہ کب وہ اللہ تعالے کی طرف سے شہداء علی الناس اور خیر امت ہونے کے مستحق ہوں گے اور کب وہ وقت ہوگا کہ اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی شیریں آواز سن لیں گے مومن جوانمرد عالی ہمت ہوتا ہے۔ چھلکے پر قناعت کرنا اور محض خشک لفظوں پر ناز کرنا پست ہمت مجہولوں کا کام ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ پیارے رحمت علی کا آخری خط جو میرے نام آیا شائع کروں اس سے ان کے اخلاص اور توجہ کا ثبوت ملتا ہے جو انہیں خدا تعالے کے قائم کردہ سلسلہ کی شاخوں کی طرف تھی اور نیز یہ خط ان کی آخری یادگار کی حیثیت میں فرقتزدہ دلوں کی تسکین کا موجب ہوگا اس کے بعد دوسرا خط سید جلال صاحب کا ہے جس میں وہ شہید کی طرز شہادۃ اور سیرت پر گفتگو کرتے اور چاہتے ہیں کہ انہیں خدا تعالے حضرت شہید کی سیرت سے حصہ بخشے میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ہمارے نوجوان سید صاحب کی دعا اور آواز کو سنے اور آرزو کو پورا کرے۔

آخر میں میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے رحمت علی کی والدہ ضعیفہ اور ان کی بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

(آمین) عاجز عبد الکریم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

مونیم مکرم بندہ حضرت مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل الحکم کے ذریعہ مدرسہ کے متعلق حضرۃ رسالت مآب کا حکم عالی پہنچا جس کے پڑھنے سے بدن کانپ اٹھا۔ میں بھی ان بدبختوں میں سے ہوں جو بسبب چند مشکلات (جن کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جو یہاں آ کر دیکھے) اپنا مقرر کردہ ماہوار چندہ برابر نہیں بھیجتا رہا

اس لئے حضور کی خدمت عالی میں بھی عرض ہے کہ جناب اس نابکار کو براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ سکول و کالج میں سنہ ۱۹۰۵ء و سنہ ۱۹۰۶ء میں میری طرف سے کس قدر روپیہ پہنچا ہے تاکہ جو کمی اس میں ہو وہ جس وقت موقعہ ملے پوری کر سکوں۔ میری طرف سے پانچ روپیہ ماہوار کے حساب سے دو سال میں ایک سو بیس روپیہ ہونے چاہئیں۔ میں وقتاً فوقتاً کچھ روپیہ بھیجتا رہا ہوں جس کا حساب میرے پاس نہیں اس لئے آپ اگر حساب سے اطلاع بخش سکیں تو ایک سو بیس میں سے جو کمی ہو وہ پوری کر دی جاوے۔

آخر دسمبر میں یہ لڑائی پر جانا ہے اس دفعہ ایک سخت فیصلہ کن جنگ کی امید ہے ملا یہاں سے نزدیک قریباً کئی ہزار فوجوں کے ہمراہ پڑا ہے۔

خاکسار رحمت علی ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء

مذکورہ بالا خط مرحوم کیطرف سے مولوی عبد الکریم صاحب کے نام تھا۔

ذیل کا خط سید جلال صاحب کیطرف سے مولوی صاحب موصوف کے نام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

مٹے ناموں کے نشان کیسے کیسے

مخدومی ومعظمی جناب مولانا مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس جان گداز جگر پاش واقعہ کو تحریر میں لاکر قلم آگے تحریر کو یاری نہیں دیتی ہر لفظ پر قلم رکتی ہے۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہیں وہ خبر یہ ہے کہ ...... ڈاکٹروں نے تحریر فرمایا ہے کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب خدا مغفرۃ کرے مورخہ ۱۰ جنوری کی لڑائی میں جبکہ وہ دشمنوں کے زخموں کو بطور ہمدردی ڈریس کر رہے تھے۔ ایک ظالم مجروح نے ایک بھالہ ان کی چھاتی میں گھسیڑ دیا اور اس طرح سے اس نونہال احمدی اور مولی کو ہم سے جدائی ڈال دی۔ ڈاکٹر رحمت علی کو شائد جماعت احمدیہ کے کل بھائی جانتے ہیں۔ چنانچہ جماعت افریقہ تو ان کو ان بائیکے تعلق سے بھی زیادہ عزیز جانتے تھے۔ کیونکہ اس دور خطہ میں انہوں نے ہی پہلے ہماری احمدی جماعت کا بیج بویا۔ یہاں پر انہی کی طفیل سے جماعت احمدی کھڑی ہوئی ان کی بردباری حلیم مزاجی۔ خشیت اللہ وزہد ہر ایک ان سے مسن آدمیوں کے لئے ایک نمونہ تھی۔ باوجود اتنی تکالیف لڑائی کے وہ اپنے آقا کے حکم پہونچانے اور خطوط کا جواب دینے اور اپنے حکم خدا کے بجا لانے میں کبھی طبیعت میں کسل نہ لاتے تھے۔

وہ شخص فدائے قوم تھا اور اس کے دل میں تمنا تھی کہ کوئی وقت اسلام کا بول بالا دیکھے۔ جسکا بیج بذریعہ مسیح زمن اب بویا گیا تھا۔ لیکن افسوس کہ ان کی

عمر نے وفا نہ کی اور تمام امیدیں سینہ میں رہ گئے۔ خدا ان کو غریق رحمت فرماوے اور ان کے عزیز واقربا اور جماعت احمدی کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ یہ بھی شہزادہ عبد اللطیف کی طرح شہید ہوئے کیونکہ دشمن کے زخموں کو بطور ہمدردی اسلامی ڈریس کرنے لگے اور مارے گئے۔

میں کل جماعت احمدی کی خدمتیں عموماً اور حضور اقدس اپنے آقا مہدی و مسیح کی خدمت میں خصوصاً ملتمس ہوں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جاوے یہاں پر ہم پڑھ چکے اور دعا کر چکے۔

میں اپنے آقا سے ملتمس ہوں۔ کہ کوئی دعا فرماویں کہ ظالم ملا کا خاتمہ ہو۔ جس نے ایسی قیمتی جان کو تلف کیا ہے۔

نیز ان کے جملہ اسباب و صندوق میرے پاس ہیں۔ اور کتب بھی میرے پاس موجود ہیں۔ براہ مہربانی ان کے بھائی صاحب اور ان کے ورثاء سے دریافت کیا جاوے کہ ان کی بابت کیا کروں میں انشاء اللہ تعالے بشرط زندگی ایک سال بعد واپس آؤں گا اگر کہیں تو ہمراہ لے آؤں۔ یا کچھ اور بندوبست کروں ملتمس ہوں کہ بذریعہ اخبار البدر والحکم مطلع کیا جاوے۔ کل خط وکتابت بندہ کے نام بمعرفت

احقر سید جلال ہاسپٹل اسسٹنٹ سول ہسپتال بربرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

مکرمی معظمی جناب اخویم محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں بھائی رحمت علی مرحوم کی وفات کی متوحش جان گداز خبر نہایت رنج والم کی حالت میں آپ کو سناتا ہوں۔ کاش کہ اس کی بجائے اور خبر سنانا نصیب ہوتا۔ وہ نوجوان واقعی نور قلب سے معمور۔ دین کا سخت دلسوز اور جان توڑ کر کوشش کرنیوالا تھا۔ ان کے حسن اکرام کو کہاں تک بیان کروں کسی کے قرضہ میں بطور ہمدردی ماہ بماہ دینے میں شریک تھے کسی کے نام اخبار جاری کرانے۔ کتب دینے کسی کو نقد روپے دینے میں۔ کسی سے جوانمردانہ بحث کرنے میں اور جس جگہ گئے ہر دلعزیزی پیدا کی یہاں تک ان کا اندرونی تقوے مشہور تھا۔ کہ سپاہی اکثر نماز کے پابند ہیں لیکن ان کو آدم و وعظی ملا کا لقب.... انہی ان کو لڑائی کی تکالیف میں نماز کی پابندی کی وجہ سے دے رکھا تھا اور وہ سپاہیوں میں اسی نام سے مشہور تھے ایک دفعہ ان کے افسر کپتان ڈاکٹر نا[illegible] نے ایک دفعہ ان کو کہا کہ اگر ہم اتنی عبادت کریں تو بہشت میں جانے کیلئے خدا کی اجازت بھی نہ مانگیں وہ اکثر صاحب کشف بھی تھے عموماً پہلے سے انکو سچی خوابیں آ جاتی تھیں بسا اوقات انہوں نے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ یہ امر مجھکو خواب میں ایسا دکھایا گیا۔ وہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ ابھی قریب کا ذکر ہے شائد ان کی وفات سے کوئی ۱۵ ایام پہلے کہ مجھکو لکھا کہ تھا سے گھر میں بیٹے خواہیں لڑکی کو [illegible] میں کھلایا ہے چنانچہ اس کے چند یوم بعد ایسا ہی ہوا کہ [illegible]

۳ جنوری کو میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور میں نے اُنکو خبر بھی بھیجی لیکن مجھکو معلوم نہیں کہ وہ خط اون کو ملا یا نہیں کیونکہ ان کی شہادت ۵ دار جنوری کو ہوئی۔

ماشاء اللہ مرنے کے پہلے ہی خلق اللہ سے ہمدردی کا ثبوت دے گئے کہ دشمن یعنے ملاکو زخموں کو ڈرس کرنے لگے اسی مردود مجروح نے اپنا بھالا ان کو زور سے مارا کر فوراً شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا علیہ راجعون۔ خدا ان کو غریق رحمت کرے۔ اور ظالم کو جزائے بد دے۔ یہاں کل افریقہ میں جماعت احمدی کی ان نے ہی تخم ریزی کی ہے وہ ہمارے اس قلیل جماعت کا سرتاج تھا اب ہم بے سر پا ہو گئے۔

زیادہ تحریر کرنے میں دل منہ کو آتا ہے میں نہیں جانتا کہ آپ لوگوں کو اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو اور ان کی بیوہ شدہ کو کیا رنج پہونچیگا۔ اور کس طرح سے اس صدمہ کو برداشت کر سکیں گے۔ آپ سب کو بذریعہ اخبار ملاقات تسلی دیں۔ میں نے قبل ازیں ایک خط مختصر جلدی میں اطلاعی طور پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو لکھا ہے۔ ان کا تمام اسباب فالتو بکس کتابیں وغیرہ سب میرے پاس پڑی ہیں بذریعہ اخبار مشتہر فرمادیں کہ میں ان کے جملہ اسباب کی بابت کیا تجویز کروں سب خط و کتابت میرے نام پر ہو۔ حضرت اقدس کی خدمت میں یہ التماس عرض فرمادیں کہ دعا فرماویں کہ ہم سے کوئی صاحب اس قابل ہو جاوے کہ ان کی طرح دوسروں کیلئے زندہ نمونہ ہو سکے۔ بندہ سخت گنہگار ہے اور خواہاں ہے کہ خاص توجہ سے بندہ کے حق میں دعا فرماویں ابھی تک نماز بھی درست نہیں پڑھی۔

ہاں مذہبی دلسوزی کا مادہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ نجات ابدی کے واسطے یہ فائدہ نہیں دے سکتا۔ بہر کیف مجھکو اپنی عافیت کے بخیر ہونے کیلئے حضرت اقدس مسیح و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی ازحد ضرورت ہے۔

میں اپنے گناہوں کی شرم کے سبب خود خط نہیں لکھ سکتا۔ آپ خود مہربانی کرکے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے ذکر فرماویں کہ کسی طرح بندہ مرحوم کی طرح نور قلب سے ملو ہو جاوے۔

سب اصحاب احمدی کی خدمت میں سلام اور باقی اصحاب احمدی جو لڑائی میں شامل ہیں ان کی خیر سلامتی کے لئے دعا کیجاوے۔

احقر سید جلال احمدی ہاسپیٹل اسسٹنٹ انچارج ڈسپنسری بمبرا سالی لینڈ بربرا۔

(از البدر)

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

(نمبر ۱۴)

گذشتہ تین نمبروں میں ہم نے ثابت کر دکھایا ہے کہ پاینیر کا یہ کہنا کہ یہاں ذرا سی بھی مذہبی تحریک ایسی ہے جیسے بس میں چنگاری بالکل عیسائی مشنریوں کے حسب حال ہے اور اس کے سچے مصداق بھی یسوعی ہی ہیں ہم نے واقعات کی بنا پر عیسائی مصنفوں کی تحریروں اور سب سے بڑھ کر خود پاینیر ہی کے کالموں سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد پاینیر لکھتا ہے۔

"کہ یہ بات صرف سرآوردہ یا خاص لوگوں ہی میں نہیں پائی جاتی بلکہ عام ہے یہ سوڈان سالی۔ اور سرحدی فرقوں کی زندہ مثالیں موجود ہیں"

پاینیر اس فقرہ سے بھی یہی ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مذہبی تحریک ہی ان شورشوں اور شوریدہ پشتیوں کا باعث ہوتی ہے جو آئے دن سرحد پر ہوتے رہتے ہیں یا سوڈان یا سالی لینڈ میں جنکا ظہور ہوا ہے۔

ہم اس بات کے ماننے کے واسطے طیار نہیں ہیں کہ **حقیقی** مذہب کی تحریک سے ایسا ہوتا ہے بلکہ ایک غلط فہمی اور غلط کاری ہے جو ان شورشوں کی تہ میں کام کرتی ہے اور جہانتک ہمارا خیال ہے ہم اس کے بانی اور باعث بھی ان مشنریوں کو ہی سمجھتے ہیں اور ہم کو اس امر کے اعتراف سے بھی کوئی شرم نہیں کہ بعض نادان اور خام خیال ملاؤں نے بھی اصول مذہب کی ناواقفی کی وجہ سے **جہاد** کو صحیح اور جائز قرار دے رکھا ہے۔ یہ ایک غلطی ہے جو عام مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے اور اسی کی اصلاح کیلئے **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آیا ہے تاکہ وہ امن اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کرے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ سرحد پر خیالات **خام جہاد** کے پھیلے ہوئے ہیں اور وہ مذہب کی آڑ میں خون ناحق کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر اس خون ناحق کے بعض نادان **مولوی** اور مفتری **مشنری** ذمہ وار ہیں + جاہل مولویوں نے جہاد کی حقیقی فلاسفی کو نہیں سمجھا اور عام لوٹ مار اور قتل انسان کا نام جہاد رکھ لیا۔ انھوں نے تو جہاد کا مفہوم غلط سمجھا۔ برخلاف اس کے پادریوں نے سرحدی جاہلوں اور تند خو لوگوں کو برافروختہ کر دیا۔ کیونکہ انھوں نے جہاں ایکطرف فارسی و اردو اور پشتو میں ہزاروں کتابیں رسالے اور اشتہار اسلام کے خلاف شائع کیے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی اور قرآن کریم پر حملے کیے وہاں انھوں نے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے بعض رسالوں میں جو پنجاب و ہندوستان اور سرحدی علاقوں میں شائع کیے گئے) یہ بھی شائع کیا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے ہی کا نام اسلام ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرحدی شوریدہ پشت دیوانوں نے **جہاد** کی دو گونہ اہمیاں پالیں مولویوں کی غلط فہمی اور پادریوں کا افترا اور اس سے اُن کے جوش بڑھ گئے اور پسنے وہ حرکات سرزد ہوئیں جواب اسلام پر بدنما داغ لگانے کے لیے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اس امر کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ ان غلط خیالات کی اشاعت سے سرحد کے پرجوش دیوانوں پر بڑا اثر پڑا ہے اور بار ہا ملک کی حالت امن مخدوش حالت ہونے کی قریب پہنچی ہے۔ لیکن ہم یہ ماننے کو طیار نہیں ہیں کہ مذہبی تحریک اسکی محرک ہے بلکہ اسکے ذمہ وار

یا تو مبدّ ملّا ہیں اور یا مفتری مشنری

اور ملک میں امن اور صلاحیت کے خیال پیدا کرنے کے لیے **گورنمنٹ** کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ پادریوں کی ان تمام اور ناپاک اور بیہودہ اور بیفائدہ تصنیفات کے ذخیرہ کو تلف کردے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے اور **پاینیر** کو چاہیئے بجائے اسکے کہ مذہبی تحریک کو اسکا ذمہ دار قرار دے مشنریوں کو اسکا ذمہ دار قرار دے اور اسکو پر زور آرٹیکلوں میں گورنمنٹ کو متوجہ کرنا چاہیئے کہ یہی لوگ ہیں جو غلط اور بیہودہ اعتراض کرکے مسلمانوں کے دلوں کو رنج پہونچاتے اور انکو جہاد کی یاد دہانی کرتے کراتے ہیں

یہ ہمارا اپنا ہی خیال اور رائے نہیں ہے بلکہ اس رائے کو ہندوؤں کے علاوہ بعض منصف عیسائیوں نے بھی قبول کیا ہے چنانچہ ذیل میں ہم بعض معزز ہندو سکھ اور عیسائی اخباروں کی رائیں پادریوں کی بعض تصنیفات پر درج کرتے ہیں۔ جو ہمارے لائق **پاینیر بہادر** کے غور سے پڑھنے کے قابل ہیں اور وہ یہ ہیں

رائے ہندو پرکاش امرتسر و آفتاب پنجاب لاہور کہ ان دونوں اخباروں کے مالک اہل ہنود ہیں۔

چونکہ پادری عمادالدین صاحب امرتسر میں پادری کا کام کرتے ہیں وہیں کے اخبار ہندو پرکاش جلد ۲ نمبر ۴ مطبوعہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۸ء صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں جو امرتسر کے اہل ہنود کیطرف سے جاری ہے لکھا ہے کہ پادری عمادالدین امرتسری کی تصنیفات تاریخ محمدی وغیرہ (وغیرہ سے مراد ہدایت المسلمین) کچھ اُس کتاب سے شورش انگیزی میں کمتر نہیں کہ جس نے بمبئی کے مسلمانوں اور پارسیوں کے صد ہا سالہ اتفاق اور محبت کو نفاق اور عداوت سے مبدل کر دیا اور دونوں کو یک لخت ہلاکت کا منہ دکھا یا یہاں پادری صاحب کی تصانیف یعنی تاریخ محمدی۔ اور ہدایت المسلمین اور تفسیر مکاشفات امن عامہ کے خلل اندازی میں کس لیے ناکام رہیں پنجابی مسلمان مفلس کم ہمت اور اکثر جاہل ہیں یا وہ انکو سمجھتے نہیں اور صرف مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ سے دل پھاڑنے کی علت غائی پر تصنیف کی گئی ہیں اگر بفرض محال وہ سارے الزامات سچے بھی سمجھے جائیں تاہم بیچارے پادری صاحب کے کام تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۴ کے اعتراض سے محفوظ نہیں کیونکہ اسمیں ہر ایسے فعل کا رفاہ عام کی نیت سے ہونا مستثنی کے لیے مشروط ہے۔ مندرجہ بالا فقرے ہم نے اخبار آفتاب پنجاب جلد ۲ نمبر ۲۹ سے انتخاب کیے ہیں جس بنا پر اخبار مذکور کے اڈیٹر صاحب نے وہ تمام مضمون لکھا ہے ہم اُس سے صرف مقتبس فقروں کی نسبت اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں اور جو شکایت صاحب موصوف پادری عمادالدین کی تصنیفات کے بارہ میں کرتے ہیں بلحاظ ملکی مصلحتوں کے ہم اتنا زیادہ کہتے ہیں کہ انکی تصانیف سے جسکا حوالہ اوپر درج ہے **بلاشبہ امن میں خلل پڑ سکتا ہے** اور وہ کچھ عجیب ڈھنگ سے مرتب ہوئے ہیں کہ جنکو فی الجملہ **شرارت انگیز بلکہ شرر خیز کہنا ذرا بھی غیر حق بات نہیں**

ایسے ایسے ملکی شور و شر کے حق میں جو اس قسم کی کتابوں سے پیدا ہوتا ہے بقول وقائع نگار موصوف کے سرکار کیطرف سے مناسب انتظام لابد ہے۔ ہم بتلا سکتے ہیں کہ دانشمند گورنمنٹ نے اسطرح کے معاملات میں دخل دیا ہے چنانچہ اہل ہندوستان کے اندر لارڈ ولزلی صاحب سابق گورنر جنرل نے ۱۸۰۲ء میں ہندوؤں کی رسم جل پرواہ کو حکماً بند کر دیا اور ۱۸۲۹ء کے اندر لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل نے ستی کی قدیم رسم کو قانون مرتب کرکے موقوف کروا دیا۔ گورنمنٹ اس بات کو معلوم کرے کہ کیوں ہندوستان کے مسیحی مصنفوں میں سے تمام لوگ پادری عمادالدین کو ہی انگشت نما کرتے ہیں اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری تالیفات سے **عام لوگ مذہبی ولولہ میں آکر اور حرارت سے مغلوب ہو کر بے ادبیاں کریں اور سرکار میں مفسد شمار ہو جاویں**۔ ہم نے سنا ہے کہ بمبئی ٹریکٹ سوسائٹی کی پبلشنگ کمیٹی نے شورش انگیز کتاب کے دو حصہ حصہ کو اسی وجہ سے

...شائع کیا ہے کہ اس میں پہلے حصہ سے زیادہ ... باتیں درج ہیں اگر یہ بات سچ ہے تو ... نے خوب کہا " انتہیٰ تمام ہوئی عبارت ... کی۔

... صاحبوں کے **شمس الاخبار لکھنؤ** ... پریس ۵۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء ... جلد ۷ باہتمام پادری کریون صاحب ... ۹ میں لکھا ہے کہ نیاز نامہ جس کے ... صفدر علی صاحب بہادر جو کبھی کمشنر ... ضلع ساگر ملک متوسط ... عماد الدین کی تصنیفات کی مانند لغو ... جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور

اگر ۱۸۵۷ء کے مانند پھر غدر ہوا ... کسی شخص کی بدزبانیوں اور ... بیہودگیوں سے ہوگا۔ جب ...

... کیا ہر چندہ روپے کو بھی کوئی نہ پوچھے اور ... میں ۷۰ ستر روپے ماہواری اور کوٹھی ... میں کے احاطہ کے اندر جا ہیں تو تیل نکالنے ... کو ملو بھی بنالیں۔ ایسے لالچیوں کو کیا کہنا چاہیے۔ انتہیٰ۔ (باقی آئندہ)

مسئلہ جہاد پر گفتگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود امام زمان علیہ السلام کی مخالفت جو اکثر نافہم مسلمان کر رہے ہیں اسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ حضرت اقدس ان کے خیالی جہاد کی مخالفت میں اپنی تعلیم بیان کرتے ہیں۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی فطرت میں گورنمنٹ محسنہ برطانیہ کی خیر خواہی اور وفاداری موجود ہے اور انھوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جبکہ انھوں نے جہاد کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پرانے فیشن کے علماء کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی تعلیم اور شرائط بیعت میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو شامل کیا ہے **گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال بھی** ایک ناقابل عفو **گناہ** ہے اور ہم اپنے ہادی کی تعلیم کے مطابق گورنمنٹ برطانیہ کو اولوالامر میں داخل کرتے ہیں اور اسی لیے اولوالامر کی اطاعت بھی خدا کا حکم سمجھکر کرتے ہیں۔ بیشک یہ

گورنمنٹ اسی قابل ہے کہ اسکو ہم بجائے مہربان والدہ کے خیال کریں۔ ہمارا جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کر دی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم ان سچی اور پاک ہدایتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کر سکیں اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارا خون حلال جانتے ہیں اور ہمارے مال و اسباب تک کو چھین لینے میں ثواب سمجھتے ہیں۔ میں آج جہاد پر گفتگو کروں گا کیونکہ ہمارا فرض ہے کہ اس غلط فہمی کو جو اکثر مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے ہمیشہ دور کرتا رہوں اور گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیر خواہی لوگوں کے دلوں میں بٹھاؤں۔ میں جہاد پر پوری بحث کروں گا جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ہرگز ہرگز گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیے

اے مسلمانو تم گورنمنٹ برطانیہ سے کیوں جہاد کرو ؟ کیا اولوالامر اور مہربان ماں سے بھی جہاد جائز ہے ؟ کیا تم خدا کے ان احسانوں کو بھی بھول گئے جو اس نے گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے تم کیے ہیں ؟ پنجاب کی کیا حالت تھی وہاں کے مسلمانوں کو خدا نے کس کے ذریعہ سے آزادی دلوائی ؟ مرہٹوں کی سختی اور ظلم سے کسکے ذریعہ چھٹکارا ملا۔ یہ موجودہ مذہبی آزادی تمھیں کس سے ملی؟ کیا تم ان احسانوں کو اتنا جلد بھول جاؤ گے! افسوس ایسی حالت میں جہاد کا خیال شرم! شرم!! شرم!!! اور مسیح موعود کو تو ایسے وقت میں آنا ہی تھا کہ جہاد کرنے کی ضرورت ہی نہ ہووے۔ جب ہی تو ایسی گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں ہم مسلمانوں کو پیدا کیا اور یہیں مسیح موعود بھی مبعوث ہوئے

میرے مخالفو! تم یہ کیا کہتے ہو کہ مسیح موعود جہاد کیوں نہیں کرتا ؟ وہ جہاد کرے تو کس سے کرے ؟ میں تو کوئی وجہ نہیں پاتا کہ جس سے مسیح موعود کو کسی سے عموماً اور گورنمنٹ برطانیہ سے خصوصاً جہاد کرنا ضروری ہو۔ بلکہ اگر وہ جہاد کرنے کا خیال بھی کریں تو وہ گنہگار ہوں گے کیونکہ حدیث میں ان کے لیے یضع الحرب وغیرہ وغیرہ آچکا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ مامور اللہ دحشیوں کی طرح بغیر وجہ لڑتا پھرے اور آخر مارا جائے یا فتحمند ہو ؟ بھائیو! اسلامی جہاد کا حکم بلاوجہ نہیں ہوا بلکہ جب ہزاروں طرح کی تکلیفیں آنحضرت کو اور مسلمانوں کو پہونچ چکی تھیں تو محض امن قائم کرنے کیلیے مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کا حکم ہوا تھا تو کیا اس گورنمنٹ برطانیہ نے امن قائم رکھنے میں کسی طرح کی کسر باقی رکھی ہے جو مسیح موعود یا کسی مسلمان کو جہاد کا اعلان دینے کی ضرورت پیش آتی ہے؟

ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس گورنمنٹ نے امن کا وہ نمونہ دکھلایا ہے کہ جسکی مثال ابتدائے دنیا سے آجتک ملنا ناممکن ہے اور نہ اس سے بڑھ کر امن کیحالت عقل تجویز کر سکتی ہے۔ تو پھر کوئی دیوانہ ہوا ہے جو جہاد کرنے کے لیے اٹھے۔ اور اگر یہ کہو کہ اسلام پھیلانے کے لیے تو یہ ناجائز ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اسلام میں بزور شمشیر مذہب منوایا جاتا ہے اور یہ محض جھوٹا الزام ہے۔ اور ہمکو ایسی باتوں سے بچنا چاہیے۔ اسلام میں ہرگز ہرگز زبردستی مذہب پھیلانے کا حکم نہیں ہے۔ سنو! اور غور سے سنو۔

(۱) اگر اسلام میں بزور شمشیر زبردستی مذہب منوانے کا حکم ہوتا تو خدا یہ فرماتا کہ "دین میں زبردستی نہیں" اور یہ کہ "تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافروں پر جبر کرنے والا نہیں" اور یہ کہ "خدا کے راستہ پر حکمت اور وعظ اور اچھی نصیحت سے بلا" یہ نہیں کہ زبردستی بزور شمشیر اور یہ کہ "تو ان پر کڑوڑا نہیں" اور "تجھکو سوائے حکم کے پہونچا دینے کے اور کوئی کام نہیں"۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اسلام میں زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں۔ اگر حکم ہوتا تو خدا اسکے خلاف کیوں فرماتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ مکہ میں مصلحت وقت کے لیے حکم ہوا تھا لیکن جب آپ مدینہ میں آئے تو یہ حکم جاتا رہا اور قتال کا حکم آیا۔ اس سے بڑھکر اسلام پر اتہام نہیں ہو سکتا۔ خدا کا حکم نہ ہوا کسی دھوکے باز گورنمنٹ کی پالیسی ہوئی یا تمھارے جیسے مکرو کے دل کا کھوٹ کہ جب مکہ میں کمزوری دیکھی تو یہ پٹی پڑھائی کہ نہیں میں لڑائی نہیں چاہتا میں صلح کے ذریعہ سے اسلام پھیلاتا ہوں اور اسلام میں زبردستی نہیں (اور دل میں یہ تھا کہ اچھا یارو ذرا مدینہ تو جانے دو پھر دیکھنا میں تمھاری کیسی خبر لیتا ہوں) اور جب مدینہ آئے تو سارے قول و قرار بھول گئے اور لگے مار دھاڑ کرنے کہ مسلمان ہو جاؤ نہیں تو تمھاری جان اور عزت کی خیر نہیں۔ خیر اس کا بھی جواب دیتا ہوں دیکھو اور غور کرو۔

اول تو یہ کہ انھیں سورتوں میں سے جن کی آیتوں کا ترجمہ میں نے لکھا ہے سورۂ نور اور سورہ بقرہ ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بخوبی قوت ہوگئی تھی۔ انھیں سورتوں میں حکم ہے "وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ" ترجمہ اور پیغمبر پر حکم کو صاف صاف پہونچا دینے کے سوا اور کچھ

بھی نہیں (سورۂ نور) اور لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ دین کے باب میں کسی قسم کی زبردستی نہیں (سورۂ بقرہ) اور لگے ہاتھ اسکا شان نزول بھی دیکھلو۔

شام سے ایک عیسائی پادری مدینہ میں آیا اور ایک صحابی کے دو لڑکے اس کی صحبت میں آنے جانے لگے آخر وہ عیسائی دونوں لڑکوں کو بہکا کر شام کو لیگیا۔ ان صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ اگر حکم ہو تو میں ان لڑکوں کو زبردستی واپس لے آؤں تو یہ آیت اتری لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ۔ اب کہو اس سے بڑھکر اور کیا آزادی مذہب کی دلیل ہوگی کہ مسلمانوں کے لڑکے عیسائی ہو جائیں اور اس کا باپ ان کو لانے کی اجازت چاہے اور خدا فرماوے کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ۔

مخالفو! دیکھو اسکو بھی اپنے منافقانہ خیال سے پالیسی نہ بنا دینا واتقوا اللہ

دوسرے یہ کہ خدا کے احکام جو بطور اصل اصول کے نازل ہوئے ہیں وہ جنگ کی تبدیل یا قوت اور ضعف کی وجہ سے تبدیل نہیں ہو سکتے۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ زبردستی کسیکو مسلمان نہیں کیا جا سکتا پس جب آنحضرت مکہ میں تھے اسوقت بھی کوئی شخص زبردستی مسلمان نہیں ہو سکتا تھا اور جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو لڑائی کا حکم ہوا مگر وہ لڑائیاں لوگوں کو زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لیے نہ تھیں بلکہ امن قائم کرنے کے لیے تھیں جنکو ہم آگے جاکر بتفصیل بیان کریں گے۔

اور علاوہ اس کے کسی کا یہ کہنا کہ یہ سب اسوقت کا حکم ہے جبکہ مسلمان کمزور تھے مگر پھر جب قوت ہوگئی تو آیت قتال زبردستی مذہب قبول کرانے کے لیے نازل ہوئی۔ تو اس سے قرآن مجید میں مخالفت لازم آتی ہے خدا تعالے ارشاد فرماتا ہے أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا تو کیا یہ قرآن کے مطالب میں غور نہیں کرتے کہ کہیں سر مو فرق نہیں اور اگر قرآن خدا کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ اختلاف بتانا گویا دوسرے لفظوں میں قرآن کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ انھیں اندھوں کے لیے یتدبرون القرآن آیا ہے۔

باقی آئندہ

اقتباس

جزائر فلپائن کے حالات

فلپائن میں ہسپانی پادریوں کے شیطانی کام

مخدومی و مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیلے اخبار زاد عنایت پہلے خط میں فلپائن کے تاریخی حالات سے بہت سے ضروری واقعات رہ گئے تھے۔ اس لئے اب وہ لکھنا چاہتا ہوں۔

جب اہل سپین نے شمالی فلپائن کے باشندوں کو بزور شمشیر مشرک اور خنزیر خور بنایا۔ اور زمانہ گزرے پر نئی پشتوں نے کیتھولک مذہب کو اپنا موروثی مذہب خیال کیا۔ اور قدرتی محبت پیدا ہوئی۔

تو پادری صاحبان نے عیسائی مذہب کے خفیہ راز اور اسرار بتانے پر کمر باندھی۔ گناہوں کی قیمتیں مقرر کیں۔ اور ایک محکمہ روحانی ٹیکس کا بنایا۔ سب سے بڑے گنہگار کے تمام گناہ ساٹھ ڈالر ادا کرنے پر معاف کئے جاتے تھے۔ اور بہشت کی راہداری ملجاتی تھی۔

اس ٹیکس کا نام سپینش زبان میں

تلفظ: رمیساگرے گوریانہ سیبتا پیوس یا رانا ڈیال سیلولاس آلمس (ترجمہ) دعائے مقبول ساٹھ ڈالر ہے۔ واسطے بھیجنے بہشت میں ارواح کو۔

جو مالدار یہ ٹیکس ادا کر سکتے تھے۔ ان کو کسی گناہ کے کرنے میں ڈر نہیں تھا۔ پادری صاحبان ساٹھ ڈالر سے کر بہشت کی رسید حوالے کرتے تھے۔ حضرت عیسٰے کے ایجنٹوں کی حیثیت سے یہ صاحبان تین سو برس سے زیادہ عرصے تک یہ ٹیکس وصول کرتے رہے۔ ہر سال لاکھوں آدمی یہ ٹیکس ادا کرتے تھے۔ اور یہ طریقہ ۱۹۰۰ء تک برابر جاری رہا۔ جس کا نتیجہ آج میں بچشم خود دیکھ رہا ہوں کہ فلپائن کا زرخیز رقبہ اور شہروں کے عالی اور بعض مکانات پادریوں کے پاس ہیں۔

گزشتہ سال آنریبل ولیم ٹافٹ گورنر جزائر فلپائن شہر روم (اٹلی) کو گیا تھا۔ تاکہ پوپ صاحب روم سے وہ جائداد وغیرہ منقولہ۔ جو باشندگان فلپائن نے ان جزائر میں پوپ صاحب کے نام کر دی تھی۔ خرید لے۔ لیکن پوپ صاحب نے منظور نہیں کیا۔

جب کوئی مرتا تھا۔ تو اُس کے پسماندگان گرجا کے ٹیکس ادا کئے بغیر اُس کو دفن نہیں کر سکتے تھے۔ اور جب کبھی کسی نے انکار کیا۔ تو وہ اُسی وقت گورنمنٹ سے پکڑوا کر بندوق کا نشانہ بنایا گیا۔

بہت سے آدمی مہر ملتے ہیں جنکی والدلینے ہمدردوں کے ٹیکس ادا کرنے کے جرم میں نشانہ بندوق بنائے گئے ہیں۔

یہ پادری صاحبان میں بیس اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ عورتوں کو بغیر نکاح اور کسی عہد و پیمان کے استعمال کرتے تھے۔ جس کے ثبوت میں تمام فلپائن کی گواہی کے علاوہ میں اپنا ذاتی مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ ہزاروں دوغلے بے پدر پھرتے نظر آتے ہیں۔ جن سے پوچھتا ہوں۔ کہ تمہارا باپ کون تھا۔ تو جواب دیتے ہیں کہ (اسپانیول فرائیلے) یعنی ہسپانیہ کا پادری۔ پادری صاحبان نے اس کثرت سے تخم ریزی کی ہے کہ جن کو اب جہازوں کے اسباب اتارنے اور چڑھانے کے سوا کوئی اور وجہ معاش حاصل نہیں۔

پادری صاحبان نے جو عیش ان جزائر میں کیا۔ وہ نہ تو کسی دولتمند نے کیا ہوگا۔ اور نہ صاحب تخت و سلطنت نے۔ شادی کرنے سے پہلے جب تک جوان عورت کو دو تین رات گرجے کے پُراسرار کمروں میں روحانی تعلیم نہ دیجاتی تھی شادی ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ کوئی ان قواعد پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ اور جب کبھی کسی نے کیا۔ تو وہ اُسی وقت عدم کو روانہ کیا گیا۔

زمانہ سلطنت سپین کو چھوڑ کر ایک تازہ واقعہ عہد امریکہ کا بیان کرتا ہوں۔ جس کو کہ ابھی دو برس پورے نہیں ہوئے۔ ایلو ایلو جزائر پنامیں ایک شہر ہے۔ وہاں کے ایک گرجے میں اتوار کے دن ایک خوبصورت جوان عورت پادری صاحب کی نگاہ پڑی۔ تمام مردوں اور عورتوں سے روحانی اور انسانی راز پوچھتے پوچھتے جب اس جوان عورت کی باری آئی۔ تو پادری صاحب نے کہا کہ تمہارے باب میں روح القدس کا منتظر ہوں کیونکہ تمہارے نصیب میں کچھ پیچیدگی نظر آتی ہے ذرا صبر کرو۔ غرضیکہ تمام لوگ رخصت ہو گئے اور مذکورہ بالا عورت پادری صاحب کے اشارے کے مطابق پیچھے رہ گئی۔ گرجہ خالی ہوتے ہی پادری صاحب نے عورت کو پاس بلا کر کہا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارے پیٹ میں کیا ہے؟ عورت بولی "نہیں"۔ پادری صاحب نے کہا کہ مجھکو روح القدس کی قوت سے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پیٹ میں ایک لڑکی ہے جس کے کان نہیں ہیں۔ اور جب وہ پیدا ہوگی۔ تو بغیر کان کے ہوگی۔ بیوقوف عورت نہایت پریشان ہوئی اور رونے لگی کہ میری لڑکی نہایت بدصورت معلوم ہوتی ہوگی۔ پادری صاحب نے کہا اس میں کیا شک ہے۔ لیکن مجھکو اسکا علاج معلوم ہے۔ یہ کمی عیسٰے مسیح کے خون سے پوری ہو سکتی ہے۔ جو تمہارے پیٹ کے اندر پہنچایا جائے۔ عورت بولی مسیح کا خون کسطرح ملے گا اور کس طرح میرے پیٹ کے اندر پہنچایا جائیگا۔ پادری صاحب نے جواب دیا کہ عیسٰی مسیح کا خون اُس نے مجھکو بخشا ہے۔ اور میں تجھکو دینا چاہتا ہوں۔ عورت نے منت و زاری شروع کی کہ جس طرح ہو سکے۔ مجھکو تھوڑا خون دے دو۔ پادری صاحب نے کہا کہ مسیح کا خون تو میں کسیطرح بھی دینا نہیں چاہتا لیکن غریبوں کی امداد کی بھی بائبل میں تاکید ہوئی ہے اس لئے میں از راہ غریب نوازی تھوڑا سا خون تمہارے اندر پہنچاؤں گا۔ جسپر جوان عورت نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد پادری صاحب اپنے پُراسرار اور روح القدس سے بھرے ہوئے کمرے میں اس خوبصورت جوان عورت کو لے گئے۔ اور کمبخت نے بجائے عیسٰی کے خون کے اپنی شہوت کا شکار بنایا۔ اور فارغ ہوکر عورت کو نہایت تسلی دے دی کہ اب کان ٹھیک ہو جائینگے۔ اور جب تم دوسرے اتوار کو آؤ۔ تو میں پھر تھوڑا سا خون ڈال دونگا۔ اور پھر تم بالکل بے فکر رہو۔ پادری صاحب کی اس گفتگو پر عورت تسلی پاکر گھر چلی گئی۔ لیکن سادہ مزاج عورت نے بالکل پردہ نہیں رکھا۔ اور جب شوہر گھر آیا۔ تو گرجا کے اسرار اور پادری صاحب کی کرامات کا قصہ مفصل کہہ سنایا جوں ہی شوہر نے سنا آگ ہو گیا اور ایک بڑی چھری لے کر گرجا پہنچا اور اسی وقت پادری صاحب کا کام تمام کیا۔ پولیس نے گرفتار کیا۔ اور مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ لیکن امریکن جج نے پہلی ہی پیشی میں شوہر کو بالکل بری کر دیا۔

پادری صاحبان نے حتی الوسع اہل فلپائن کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ جس سے وہ نیک و بد میں تمیز کر سکیں یا کچھ زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو جائیں چنانچہ ان لوگوں کو جغرافیہ تاریخ وغیرہ علوم سے بالکل خبر نہیں ہے۔ اور خیال کرتے ہیں کہ جزائر فلپائن ایک بہت وسیع براعظم ہے اور جزائر فلپائن اور چین کے سوا باقی تمام دنیا کو یورپ سمجھتے ہیں ہسپانیہ کے پادریوں نے تین سو برس تک ان بیچاروں کو ایسے خیالات کا بنائے رکھا۔ جو کہ وہ اپنی مطلب براری کے واسطے کافی سمجھتے تھے۔ ان دوران تاریکی میں بہت سے نوجوان برائے تحصیل علم ہسپانیہ (یورپ) چلے گئے۔ لیکن ان کو وہاں بھی تیلی کا بیل بنایا گیا۔ اور مذہبی تعلیم کے سوا کچھ نہیں پڑھایا گیا۔ ان میں سے معدودے چند جو دیگر ممالک یورپ میں تعلیم پائی۔ تو کچھ بصیرت کی آنکھیں ہو گئیں اور واپس فلپائن آکر پادری صاحبان کی کارروائیوں پر نکتہ چینی کرنے لگے جن کو یکے بعد دیگرے راہی ملک عدم کیا گیا۔

پادری صاحبان کی کرامات اور مکاشفات کی داستانیں اتنی ہیں کہ ایک بڑی کتاب میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ پھر اس مختصر رقعہ میں کسطرح بیان کیجا سکتی ہیں۔ لیکن جو کچھ لکھا گیا۔ اس کو مشتے نمونہ از خروارے سمجھ کر اندازہ لگانا چاہیئے۔

اگر کسی کو میری اس تحریر میں کچھ مبالغہ یا افترا معلوم ہوتا ہو۔ تو وہ ڈاکٹر ہوسے رسال کی کتاب جو سپینش زبان میں ہے اور انگریزی میں بھی اسکا ترجمہ ہوا ہے۔ مطالعہ کرے اس کتاب کا نام

[illegible]

اور انگریزی میں بھی یہی نام ہے۔ یہ کتاب جزائر فلپائن کے شہر مانیلا اور ایلو ایلو میں امریکن بک سیلرز سے مل سکتی ہے۔ قیمت ۵ ڈالر یعنی ۔ ہے۔

ڈاکٹر ہوسے رسال جزائر فلپائن کا باشندہ تھا جس نے فرانس اور جرمنی میں تعلیم پائی تھی۔ اور میڈیکل علوم میں بہت لیاقت رکھتا تھا۔ مدت دراز کے بعد جب واپس فلپائن پہنچا تو پادریوں کی کارروائیوں کی تفصیل میں یہ کتاب لکھی۔ ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے کہ مجھکو بحیثیت ایک ڈاکٹر ہونے کے بہت سے پادری صاحبان کے علاج کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر پادری صاحبان کے آلات تناسل میں فرق آگیا ہے۔ اور نیچرل ساخت میں بہت تغیر واقع ہوا ہے۔ جس کی وجہ پادری صاحبان کا دیسی (یعنی فلپائن) کے باشندوں کی نوجوان باکرہ لڑکیوں سے کثرت جماع ہے کیونکہ ہر ایک گرجا کے پادری صاحب کو سال میں سینکڑوں خوبصورت باکرہ دیسی عورتوں کا نکاح کروانا ہوتا ہے۔ اور شادی سے پہلے کئی راتیں عورت کو گرجا کے تنہا اور پراسرار کمروں میں روحانی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور اس روحانی تعلیم کے ساتھ پادری صاحب کچھ جسمانی تعلیم بھی دیتا ہے۔ جس کے ثبوت میں بیشمار لڑکیوں کی شہادتیں موجود ہیں اپنا ڈاکٹری مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ اس قسم کی سینکڑوں باتیں بتائیں اور ہر ایک کو پایہ ثبوت تک پہنچایا۔ یہ کتاب گورنمنٹ کے خلاف نہیں تھی۔ صرف پادریوں کے برخلاف تھی۔ پادریوں نے سپینش گورنمنٹ سے ڈاکٹر مذکور کو پکڑوا کر اس نکتہ چینی کے پاداش میں ۳۰ دسمبر ۱۸۹۶ء کو بندوق کا نشانہ بنوا دیا۔ ڈاکٹر مذکور کی موت قوم کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ دوسرے سال کیسیج میں امریکہ نے آکر ان کو اہل سپین کے جور و ستم سے سبکدوش کیا۔ اب ڈاکٹر مذکور کے میموریل شہر میں کئی جگہ قائم ہوئے ہیں اور اس کی موت کی تاریخ کو سرکاری طور پر تعطیل کا روز مقرر کیا گیا ہے اور اس کا فوٹو امریکن گورنمنٹ نے نوٹ پر چھپوایا ہے۔

پادری صاحبان کے علاوہ باقی اہل سپین کا آرڈر اسطرح تھا کہ کوئی باشندہ فلپائن یورپی لباس نہ پہنے اور نہ یورپین دستور اور وضع اختیار کرے۔ جب کبھی کسی دیسی نے بوٹ اور کالر وغیرہ پہنے۔ تو اس کی خوب گت بنائی۔ اور کہا کیا تم یورپین ہو۔ جو یہ لباس پہنے ہو۔ وہ بیچارہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میرا مذہب تو پہلے ایشیاٹک تھا۔ تو پھر کیوں آپ لوگوں نے جبراً چھوڑا دیا۔ اور یورپی مذاہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ غرضیکہ عیسٰے کے وارثوں نے جو کچھ ان جزائر میں کیا ہے۔ وہ عیسائی بزرگی اور عیسائی تعلیم کی برکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے بناتا ہے امید ہے کہ آپ اپنے نامی اخبار کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو یہاں کی عیسائی اقوام کی کرتوت اور عیسائی خانقاہوں کے اسرار سے۔ جو اس خط میں لکھے گئے ہیں۔ واقف کریں گے۔

یہ ہے ہسپانی عیسائی مذہب اور یہ ہیں اس کی پوشیدہ رازیں اور یہی ہے اسکی حقیقت اور انجام میں اپنے آئندہ خطوط میں جزائر فلپائن اور [illegible]

کی تجارت اور پیداوار کے بارے میں ایک مفصل بیان لکھونگا۔ اور ظاہر کرونگا کہ اہل ہندوستان کو ان جزائر میں کیا کرنا چاہئے۔ اور وہ اس جزائر میں کسطرح پیسہ کما سکتے ہیں۔ سوداگری ملازمت اور صنعت و حرفت وغیرہ کے باب میں پوری آگاہی دونگا اور اسیطرح امریکہ اور دیگر بلاد مشرق اور مغرب سے سلسل لکھتا رہونگا۔

چونکہ میں افغان اور افغانستان کا باشندہ ہوں اسلئے مجھکو اردو تحریر میں دسترس نہیں ہے لیکن مجھے امید ہے کہ آپ عبارت کو خود درست کر کے شایع کرتے رہیں گے اور مجھے معذور سمجھینگے۔

میں موسم بہار میں خنگہائی اور پیکن سے ہوتا ہوا بلاد ہی پوشنگ جاؤنگا۔ اور پھر وہاں سے براہ جاپان اضلاع متحدہ امریکہ مذکورہ بالا مقامات کے تمام عجیب اور مفید حالات سے اہل قوم کو آگاہی دیتا رہونگا۔

راقم افغان۔ نامہ نگار از فلپائن

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

اے آرام دل و جان۔ تلج روح و روان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت آپکی بیماری کا حال لاہور سے۔ اور بھیرہ میں پہونچکر دوسرے روز مسہل لینا۔ اور مسہل سے دوسرے روز آرام پانا۔ اور حکیم شیخ احمد صاحب کے توجہ علاج میں اور آپکی ضعف و نقاہت کا حال میرے واسطے ایک عجیب بہار و خزان کا موجب ہے مولیٰ مالک جلدتر صحت و قوت مرحمت فرما کر راقم الحروف کو طمانیت بخشے۔ میرے بہت ہی پیارے۔ گوشت کا کہانا۔ دودھ کا پینا بہت ہی مناسب ہے۔

جناب حکیم صاحب "بندہ ام تا زندہ ام" کے معنے آپ کہاں گئے۔ شاید منسوخ الحکم آیات میں محدود ہوئے۔ راقم تو قرآن شریف میں بھی نسخ کا قائل نہیں تھا۔ یہاں کیوں جلدتر قائل ہو گیا۔

بخدمت مجمع اخلاق شیخ فضل الٰہی صاحب۔ السلام علیکم۔ سفر کشمیر جلدی جلدی آتا جاتا ہے۔ خداوند نے میرے واسطے آرام کی تدبیر بنادی اب آپ فرمائیے کیا ارادہ ہے۔ آپکی ہمراہی یاد ہے۔ بخدمت جمیع حال پرسان سلام واجب۔

از جموں ۷ر کاتک

السلام علیکم۔ خاکسار بشنید خبر انتقال مہاراجہ جموں پونچھ سے جموں پہونچا۔ کوہستان کے راستہ آنا ہوا۔ اگر آپ فرماویں۔ آپ کے لئے بہت دعائیں کروں۔ الٰہی پیارے باری تعالےٰ کی جناب میں آپ خود کیوں نہیں گڑگڑاتے۔ اے میرے محسن میں نے گناہ بر گناہ کیا۔ اور تو نے ہمیشہ عفو فرمایا۔ اور پردہ پوشی کی اے ارحم الراحمین۔

میرے خلاف فلان غموم میں تو محض اپنے کرم سے تنگیری کر۔ من تیری بارگاہ میں تیرا ہی نام تیرا ہی کرم

شفیع کرتا ہوں۔

شادی کے معاملہ میں "ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین" یاد رہے اور میں ہر طرح حاضر ہوں۔ جسوقت کہو۔

موزی کا جلانا ممنوع ہے۔ دلیل "لا یعذب بالنار الا رب النار" حدیث میں وارد ہے (۱) اکبر اکل حلال ہے یعنے اوس کا جزو حرام نہیں مگر دم مسفوح دلیل "ھو الذی خلق لکم ما فی الارض" سے کل اشیا کی حلت ثابت ہے۔ پھر میتہ اور ما اہل لغیر اللہ۔ دم موقوذہ متردیہ النطیحہ ما اکل السبع کی حرمت قرآن سے اور سباع وغیرہ محرمات کی تخصیص حدیث سے ثابت ہے۔ باقی کل اشیا اباحت اصلی پر ہیں (۲) سری بریان کرنے سے مکروہ نہیں ہوتی۔ دلیل بالا دیکھو جراب لفافہ اطل۔ ضیاء اور قاموس میں ہے۔ پس سوتی جراب اور چمڑے کے موزہ کو عام ہے چمڑیکی تخصیص نہیں۔ صاحب مجمع البحار نے تخصیص کی اور دلیل نہیں دی۔

۲۷ر ستمبر ۱۸۸۵ء

عاجز ہمہ عجز۔ نور الدین عفا اللہ عنہٗ۔

اپنے نہایت پیارے دوست الٰہ دین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض کرتا ہے۔ شافی اپنے رحم سے محمد صدیق کو جلدتر شفا بخشے۔ یہاں سرکار کی طبیعت علیل ہے۔ اگر نوکری چھوڑتا ہوں۔ تو یہ حرج کہ نمک حرام کہلاتا ہوں۔ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ دیکھو آرام کے وقت حرام خوری کرتا رہا۔ اب علالت کے وقت ترک تعلق کر کے چلا گیا۔ والا آپکی تار پر میرا یہی ارادہ تھا۔ کہ اگر رخصت نہ ملی استعفا دیدونگا۔ یہاں کے احباب صلاح نہیں دیتے۔ حیران ہوں۔ اور ایسا نازک موقعہ ہے کہ رخصت مانگنا ہی آدمیت اور نمک خواری کے خلاف ہے۔ محمد صدیق سے جو آپکا تعلق ہے۔ وہی بلکہ اس سے زیادہ میرا ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو۔ آپکا اور میرا تعلق کچھ ایسا ہے۔ جس کا بیان لاحاصل ہے۔ آپکو معلوم مجھے معلوم۔ اور حکیم صاحب کو معلوم۔ افسوس کچھ ایسے کشمکش میں ہوں۔ کہ الٰہی توبہ۔ خداوند کریم اس سب تکلیف کے بدلے صدیق کو شفا بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں نہیں کہتا۔ کہ مجھ کو ابھی لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں۔ وہ خوشی قدرتی یا فطرتی ہے۔ الّا صدیق کی بیماری ایسی حالت میں "سیر در ملواۃ" سے کچھ کم نہیں آپکی رنج و آرام کو میں بالکل اپنا رنج و آرام جانتا ہوں۔ تقدیری معاملات کے آگے انسانی چارہ گری محض لاشی ہوا کرتی ہے۔ پیارے۔ میرے جیسا آزاد اس مصیبت تعلق میں جسطرح خوش و خرم ہوگا۔ آپ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ آپ کی سر دردی کہاں تک کروں۔ اصل مطلب پر مشرقی و ایشیائی عادات و رسومات کا داغ نہ لگے۔

جواب کر نامہ تحریر کرتا ہوں . . . .

میں بھی مکرر رخصت کی تدبیر کرتا ہوں . . . .

شیخ صاحب ابھی سب رنج و آرام و مصائب و تکالیف کا باعث ہمارے گناہ ہیں۔ اور استغفار سب سے عمدہ علاج ہے۔

آپ معاصی سے توبہ پھر سچی توبہ فرمائیو۔ انشاء اللہ تعالےٰ خداوند کریم رحم کریگا والسلام۔ خط پہ تاریخ ضرور لکھا کرو۔

۶ر اسوج ۲۱ر نومبر۔ از جموں۔

پیارے عزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ لوگ مجھے برا کہیں۔ کہیں کافر کہیں۔ کہیں زانی و فاسق و فاجر کہیں کہیں . . . .

مجھے یقین ہے۔ تم میرے لڑکپن کے دوست۔ اگرچہ میں ایسا ہی ہوں۔ تب بھی ہرگز ہرگز ایسا یقین کیا۔ گمان بھی نہ کروگے۔ وہم بھی نہ کروگے تم نے کیوں خط و کتابت کو ترک کیا۔ سبب کیا ہو کیا تمہارے تعلقات اس امر کے ساتھ منحصر تھے جسکے ایفا کو قدرت نے نہ تمہاری کوشش نے روک دیا۔ نہیں نہیں نہیں۔ لو میں ہی ابتدا کرتا ہوں تم کو اپنی محبت کی قسم دیتا۔ الّا کیا کروں شرک سے بھلا یہ تو لکھو اب جواب لکھوگے۔

نور الدین از پونچھ ریاست ڈاکخانہ کہوٹہ ضلع راولپنڈی ۷ر ستمبر ۱۸۸۵ء

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ منافق کے تین نشان ہیں۔ ایک یہ کہ بات کہے۔ اور جھوٹ بولے۔ میں اس وقت ان دو بالا فقرون پر اکتفا کرتا ہوں السلام علیکم بھی نہیں لکھ سکتا۔ میری ہوش سے پہلے کے تم میرے پیارے اور عزیز۔ اور سچ کہتا ہوں۔ دلدار ہو۔ میں نے آجتک تمہاری طرح کا عزیز دنیا میں نہ کیا۔ اور ابتک تم سے وہی محبت ہے۔ خدا گواہ ہے۔ اور اس سے زیادہ کون گواہ ہوگا۔ اگر تم جانو۔ تم از یاد رفتہ نہیں۔ تم کسی زمانہ کے دوست ہو اور اب بھی دوست ہو۔ پیارے میں کیا پھنسا سنو بدگمانی شرع میں ممنوع ہے میں نے بھیرہ کو پیارے راحت جان کو خط لکھا۔ راولپنڈی میں حکیم شیخ احمد نے کہا۔ کہ تمہارا دوست تم پر سخت ناخوش ہے۔ کیونکہ تم نے اوسے کوئی وعدہ کیا۔ اور ایفا چھوڑ دی۔ میں نے کہا سبحان اللہ۔ مگر میرا دوست شکوہ نہ کریگا۔ تب میں سنجیدگی سے خاموش رہا۔ ان دنوں ایک سخت نقصان ہے جس کا بیان اسوقت مناسب نہیں زیر بار تھا۔ میں نے چاہا زیر باری سے اللہ تعالیٰ نجات دے۔ الّا ابھی مبتلا تھا۔ آپکا کارڈ پہونچا اور حکیم کا قول سچ یقین کیا۔ شیخ امام الدین رخصت پر ہے۔ امروز فردا آنیوالا ہے۔ جس وقت آتا ہے ارشاد کی تعمیل ہوگی۔ میں کون ہوں نام نہیں لکھتا۔

از کشمیر ۲۳ر ساون۔ ۸ر اگست ۱۸۸۵ء

تمہاری شکایت سچ اور بالکل سچ ہے۔ اور میں یا میرا عذر عزیز من۔ بالکل لغو اور بیج ہے عزیز اگر تم مجھے تھوڑی دیر کے لئے سچا جانو۔ تو میرے اس فقرہ پر یقین کرو۔ من بدتر از کافرم تم من بدتر

از کافر فرنگ ہستم۔ میری حالت رحم کے قابل ہے اور ملامت کے قابل نہیں۔ میں بہت جلد بھیرہ میں آنیوالا ہوں۔ دیکھوگے تو حیران ہوگے۔ تمہارا سچا عاشق نثار۔ بالکل نثار و نزار ہے۔ اچھا ملاقات پر شکوہ کر لینا . . . . . پھر عرض ہے اس تباہ کار پر رحم ہو۔ والسلام۔

از جموں ۶ر اسوج ۲۴ر ستمبر ۱۸۸۵ء

السلام علیکم۔ کیوں کیسی کوئی خنگی ہے۔ کوئی ناراضی مجھ وجہ سے معلوم نہیں۔ بھلا وہی لکھ بھیجئے۔ بھلا کیا کہ نہ سلام۔ نہ خیر خیریت۔ اچھا آپکی مرضی ہو چکی۔ اب خاکسار کی مرضی پر خط لکھ دیجئے۔

خاکسار نور الدین ۸ر کاتک از جموں ۲۱ر اکتوبر ۱۸۸۴ء

پیارے عزیز۔ السلام علیکم۔ تم کیسے ہوگئے۔ ایک نا آشنا بے وفا سے سابقہ پڑا۔ انا للہ۔ پیارے اور سچے پیارے مجھے وہ محبت ایسی نہ تھی۔ جو محو کے قابل ہوتی میں کشمیر سے آکر بیمار ہو گیا۔ پانچ مہینہ کا عرصہ گذرتا ہے۔ تپ و کہانسی درد عارض رہا۔ بچنے کی امید مفقود تھی اب آرام ہے۔ بالغرض تبدیلی آب و ہوا کشمیر جاتا ہوں۔ آپ کو اللہ کا نام یاد دلاتا ہوں۔ مجھے عفو کر کے جواب ضرور دیجئے۔ پتہ ہمراہ کیمپ مہاراجہ جموں کشمیر نور الدین کو پہنچے۔ یا جموں نور الدین۔

۲۳ر مارچ ۱۸۸۵ء

عزیز من۔ راحت من۔ السلام علیکم۔ آپکا بھیرہ دوست مدت کا بھولا ہوا۔ آپکے بھیرہ میں موجود ہے۔ کیا ممکن ہے آپ کی ملاقات سے مشرف ہو سکے۔ ہمارے مولینا و استاد مولوی عبد الکریم صاحب اگر تشریف لاویں اونکو بھی تکلیف دیجائے۔

۷ر اپریل ۱۸۸۵ء از مقام بھیرہ۔

اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔

برادر عزیز حفظک اللہ وسلم۔ ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج اتفاقاً مجھے جموں جانیکا اتفاق پڑ گیا کونسل نومبر میں جموں جائیگی۔ کیونکہ ویسرائے نے ۲۶ر اکتوبر سری نگر ملک کشمیر میں آنا ہے۔ ابتک ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ خاکسار پھر کشمیر میں آئیگا۔ یا نہیں۔ آپکی دونوں فرمائشیں انشاء اللہ تعالےٰ پہونچ جاوینگی۔ والسلام

نور الدین۔ ۱۱ر ستمبر ۱۸۸۵ء

عزیز من جان من۔ السلام علیکم۔ خاکسار عنقریب بھیرہ میں آنیوالا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ جلدتر پہونچتا ہوں جس معاملہ پر آپنے مجھے تاکید تمام فرمائی اسمیں بالمواجہ جسقدر مجھ سے ہو سکتا ہے (اور کوئی بڑی بات نہیں) تم میں ہر طرح حاضر ہوں۔ احمد شاہ اور مہر بخش اللہ جان کے واسطے کشمیر لکھا ہوا ہے۔ جسوقت دونوں چیزیں آتی ہیں۔ ہمراہ لاتا ہوں۔ ولوال کا معاملہ طے ہو جاوے اچھا ہے۔ زیادہ کشمکش نہ کیجئے۔ اور اسکی انجام کا فکر فرمائیے۔ والسلام

تمہارا دعاگو نور الدین عفا اللہ عنہ ۱۵ر جنوری ۱۸۸۵ء

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی

و

مسئلہ جہاد

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

یوں تو ہمیشہ سے متعصب عیسائی اور دوسری غیر مسلم قومیں اسلامی جہاد کو نہایت خطرناک پیرایہ میں پیش کرتی رہی ہیں۔ مگر پہلی صلیبی جنگ کے بعد سے آج تک تنگ خیال و متعصب مصنفین اور خصوصاً اہل گرجا نے جہاد کو ایک خون آشام دیو ثابت کرنے میں ضمیر فروشی سے بھی دریغ نہ کیا اور ہر فرد یورپ کے دلمیں ایسے زہریلے خیالات پیدا کر دیئے کہ وہ باوجود علم و آزادی خیالات اسلام کو مرادف سفاکی سمجھ رہے ہیں۔ گو خاک یورپ نے گبن کارلائل ڈیون پورٹ ولبان وغیرہ منصف مزاج مورخ و محقق پیدا کئے مگر ان بیچاروں کی صدائے حقہ اہل گرجا کی اوہام اور شور و شغب کے آگے ہمیشہ نقارخانہ میں طوطی کی آواز بنی رہی مصنفین انسائکلوپیڈیا کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کئی وجوہ سے عیسائیت کا شفاف چشمہ گدلا گیا منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ پولیٹیکل خیالات طمع دنیا و تعصب مذہب کے پردہ میں داخل ہو کر اور وہ تکلیف پہونچانے لگیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی واعظ سے کام پڑتا ہے تو تنگ خیال عیسائی واعظ و مناظر اپنے دین کی خوبیاں پیش کرنے کے بدلے جناب بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی اور بے نظیر اصول اسلام پر بیجا خردہ گیری کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب کسی اسلامی دولت سے سابقہ ہوتا ہے۔ تو عیسائی مسئلہ جہاد کو نہایت کریہ شکل میں پیش کر کے اپنے ہم مذہبوں کی آتش غضب کو مشتعل کر دیتے ہیں اس عام ہڑبونگ کے آگے منصف مزاج اخباروں کی تحریرات اور راستباز معزز لب کے خطبے چنداں مفید نہیں ہوتے۔ اسوقت جبکہ بغاوت مقدونیہ طول کھینچ رہی ہے اور دولت عثمانی نے مفسدین کی سرکوبی کیلئے فوجیں متعین کر دی ہیں متعصب عیسائی خصوصاً اہل گرجا نے غل مچا رکھا کہ ظالم ترکوں نے بیچارے عیسائیوں کا قتل عام کر دیا۔ گو سفیر عثمانی نے بارہا ان خرافات کی تکذیب کر دی اور یورپین سلطنتوں کو آگاہ کر دیا کہ یہ ساری بلگیری خانہ ساز کہانیاں ہیں جو ترکی مظالم کے نام سے مشتہر کیجاتی ہیں۔ علاوہ اس کے روس و آسٹریا اور خصوصاً جرمن ان فرضی ترکی مظالم کو قابل التفات سمجھتے ہی نہیں مگر ہمیں افسوس آمیز تعجب ہوتا ہے کہ ایک دو نہیں چار انگلش آرچ بشپوں نے اپنی گورنمنٹ کو اس امر پر اکسایا ہے کہ وہ معاملہ مقدونیہ میں ترکی کے ساتھ سختی کا پہلو اختیار کرے۔ مگر غیور گورنمنٹ ایسے اوچھے حرکات کیوں کرنے چلی تھی وہ اسوقت گلاڈسٹونی اور سکالی کی چال میں نہیں پھنس چکی ہے لہٰذا اوس نے اپنے جنگی جہازات روانہ کرنے میں کسیقدر تامل سے کام لیا۔ مگر متعصب فتنہ انگیزوں کو کیسے چین آتا۔ انہوں نے اخبارات میں ترکوں اور اسلامی جہاد کی مذمت شروع کر دی تاکہ عام خیالات میں ہیجانی پیدا ہو اور عیسائی طبائع میں کروسیڈ کا سا مذہبی جوش لہریں لینے لگے اور ہر مسیحی ظالم ترکوں کے خون کا پیاسا ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ انگلینڈ میں ایسے حق جو عیسائی بھی موجود ہیں جو احقاق حق میں ثابت قدم رہا کرتے ہیں۔ ایک صاحب ڈبلیو۔ بی۔ کے۔ لنڈن ڈیلی نیوز مورخہ ۲۲ ستمبر میں مظہر ہیں آرچ ڈیکن آف لنڈن نے ڈیلی نیوز میں یہ تحریر شائع کروائی ہے کہ "یہ عین مذہب ترکی ہے کہ بذریعہ شمشیر اپنے عقاید کی اشاعت کرے" اور ایسے اظہار کو دو فیصدی عیسائی اور مسٹر جی۔ کے۔ چسٹرٹن (جیسا کہ ان کے مضمون ہفتہ گزشتہ سے ظاہر ہے) صحیح مانتے ہیں اور کس عیسائی کو اسلام کے ظلم مجسم جہاد اور کافر کشتوں کے ساتھ لڑ کر شہید ہونیوالے بہادران اسلام کے لئے عظیم الشان بہشت اور بے حساب حوریں منتظر رہنے کی کہانیاں یاد نہیں جو اس نے زمانہ طالبعلمی میں سنی نہیں؟ بہر حال محرر مضمون کو آرچ بشپ ڈیکن کی تحریر سے تشفی نہ ہوئی کیونکہ انہیں موہوم سا خیال تھا۔ کہ قرآن شریف مثل پنج صحائف موسوی اعلےٰ خوبیاں رکھتا ہے۔ اور جہاد اسلامی تحریرات میں سفیہانہ سفاکی نہیں دکھلایا گیا ہے۔ بلکہ وہ اسطرح کی مدافعتی جنگ ہے۔ جیسے ہینن صاحب کی کتاب بلگریس پر اگرس میں عیسائیوں کی لڑائی ظاہر کی گئی ہے اور یہ کہ اس مسئلہ پر اسلامی خیال سے ہنوز بہت کچھ سننے کی گنجائش باقی ہے مگر ان میں یہ مشکل پیش آئی کہ "اسلامی خیال" کسے کہاں سے؟ لنڈن میں کوئی اسلامی مسجد نہیں اور انز آف کورٹ کے قانونی طلبا سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ ان کی رائے مستند ہوں مگر صاحب مضمون کہتے ہیں کہ خوش قسمتی سے مس میاننگ متعلقہ انڈین نیشنل ایسوسیئیشن انہیں مشکل وقت کی دوست مل گئیں مس صاحبہ نے انہیں بتلا دیا کہ وہ اسٹہنا روڈ جائیں۔ وہاں ایک فاضل مسلمان پروفیسر سید علی بلگرامی رہتے ہیں۔ جو کیمبرج یونیورسٹی میں زبان مرہٹی کے لکچرار ہیں۔ اور انہوں نے وہاں پروفیسر عربی کا کام بھی انجام دیا ہے۔ البتہ وہ جہاد کی حقیقت اسطرح بیان کر سکینگے کہ قابل سماعت ہو حق جو مضمون نگار کیسی ہلبہو تیجکر ایسے مکان میں داخل ہوئے جسکی دیواریں اسلامی دنیا مقدس گاہوں کے نقشوں کی سی ہوئی تھیں مقرآن شریف۔ تفاسیر عربی اور ایسی جدید جرمن وانگلش تصانیف جو ان سے متعلق تھیں رکھی پائیں۔

پروفیسر صاحب کا سلسلہ نسب بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے فی الحقیقت ایسے فرد فرید ہیں جو اپنے امور مذہب کو اچھی طرح بیان کر سکیں۔ محرر مضمون کو بلگرامی فاضل نے یقین دلایا کہ دعوت اسلام بزور شمشیر محض بے اصل خیال ہے کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا جائے الی یعنی ایسے میں صاحب مضمون کی نظر قرآن شریف پر پڑی اور انہوں نے دریافت کیا کہ سنتالیسویں باب میں یہ جو لکھا ہے جب تمہیں کفار سے سابقہ پڑے تو ان کے سر اوڑا دو اور ان کا قتل عام کرنا سے کیا مراد ہے۔ جواباً فاضل سید صاحب نے کہا کہ بیشک یہ قرآن میں مسطور ہے مگر بلحاظ شان نزول اس کے مطلب کو سمجھنا چاہئے جیسے انجیل مقدس کے باب میں کہا کرتے ہیں۔ ایسی خونی باتیں تو زبوری گیتوں میں موجود ہیں جو روزانہ گرجوں میں گائی جاتی ہیں اور مسلمان عیسائیت کو ایک خونخوار مذہب ہونے کا الزام نہیں لگاتے۔ فاضل پروفیسر نے پہر تو حالات جنگ مستفسر کو کہہ سنائے کیونکہ انہیں ایام میں یہ آیہ کریمہ زبان رسالت مآب سے مسموع ہوئی تہی کہا بمقام مکہ عالم شباب میں جناب رسول عربی اپنی راستبازی اور اخلاق حمیدہ کے لئے مشہور تھے اور امین کہلاتے تھے اور آپ کے خویش و اقارب اس مقدس قوم سے تھے جنہیں نگہداشت خانہ کعبہ سپرد تہی جو عربوں کی بت پرستی کا مرکز تھا آنحضرت نے بت پرستی قوم کی مخالفت شروع کر دی اور دعوت لا الہ الا اللہ کرنے لگے۔ اسکا یہ فطری نتیجہ ہوا کہ آپ کی معاود قوم آپ سے برگشتہ ہو گئی مگر بیرونی مطلوعین کعبہ میں آپ کے کچھ معاون مل گئے لہٰذا آپ مدینہ ہجرت کر گئے۔ اور وہاں پر باوجود دشواریوں اور مزاحمتوں کے بتوں کی مذمت اور اشاعت توحید کرتے رہے۔ بالآخر آپ کو مدافعتی جنگ کا سامان کرنا پڑا۔

انہیں ایام میں جب کہ مشرکین عرب آپ کو علی التسلسل ایذائیں پہونچا رہے تھے اس قسم کے جنگی الفاظ ظاہر کئے گئے تھے۔

فاضل پروفیسر نے مستفسر سے کہا کہ ہمارے مفسر اس آیت کو منسوخ یا دوسری آیتوں کو اسکی ناسخ بتلاتے ہیں۔ لہٰذا یہ عقائد اسلام میں اسیطرح قابل استناد نہیں جیسے توریت میں بعض منسوخ آیتوں کی حالت ہو۔ اسی آیت میں یہ بھی مذکور ہے کہ خاتمہ جنگ کے بعد اسیران جنگ کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے یا ان سے خفیف فدیہ لیکر رہا کر دیا جائے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ جنگ اپنی حفاظت کیلئے تھا اور لبغاتہ ہوا بجے ہمیشہ م دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک مقصود تھا۔ (محمد ذکی) دارالامان قادیان

دارالامان کی پبلک ضرورتیں

ہسپتال کا سوال

ہمیں معلوم ہوا کہ جناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور کے سامنے ضلع گورداسپور میں ایک جدید ڈسپنسری کے کہولے جانیکا سوال درپیش ہے۔ اور کاہنووان کے باشندے چاہتے ہیں کہ وہ ڈسپنسری وہاں کہولی جاوے۔ لیکن ہم اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ قادیان میں ایک ہسپتال کی ضرورت ہے۔ کاہنووان کی آبادی سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے شائد ۲۹۱۰ آدمیوں کی ہے جس میں قریباً تین یا چار سو کے قریب کمی واقع ہو گئی ہے۔ کیونکہ کاہنووان میں پلیگ کا بہت زور رہا ہے۔ اور قادیان کی آبادی گذشتہ تین سال کے اندر تین چار سو کے قریب بڑھی ہے۔ کیونکہ یہاں ایک کالج اور ہائی سکول کھولا گیا ہے۔ جسکے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے۔ اور علاوہ ازیں تین مختلف پریس اور دو ہفتہ وار اخبار اور دو تین ماہواری رسالوں کے دفتر اور ان کی شاف ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے طفیل سے لوگ مستقل طور پر اپنی سکونت قادیان کو بنا رہے ہیں کاہنووان کے قریب گورداسپور کا ہسپتال ہے۔ لیکن قادیان کے متصل اٹھ نو کوس سے کم فاصلے پر کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ اگرچہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ایک بڑا شفاخانہ خیراتی اپنے خرچ سے جاری کر رکھا ہے۔ جس میں دوائیں مفت دوائیاں دینے والے اور علاج کرنے والے آپ کے شاگرد بھی کام کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بھی آپ کے پاس اس کثرت سے مریض آتے ہیں کہ صبح سے شام تک آپ بہت کم فارغ رہ سکتے ہیں۔ بجائیکہ مدرسے کے متعلق ایک علیحدہ ڈسپنسری رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسیطرح بعض اوقات ضروری سرجیکل اپریشن کیلئے اور انگریزی ضروری ادویات کی نہ ملنے کی باعث مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ اسلئے اگر کاہنووان کے بجائے قادیان میں وہ ہسپتال کہولا جاوے تو اس سے یہی نہیں کہ قادیان اور اسکے نواح کی پبلک کو بہت بڑا فائدہ پہونچیگا۔ بلکہ کاہنووان کے لوگ بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ہم جناب سول سرجن صاحب بہادر کی ذات سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال کو بڑے غور اور فکر سے حل کریں گے۔ اچھا ہو اگر صاحب بہادر قادیان اور کاہنووان دونوں جگہوں کو معاینہ کریں۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قادیاں میں اس جدید ہسپتال کے کہلنے پر کاہنووان کے مقابلہ میں اخراجات میں بھی کمی ہوگی

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۳)

سلسلے کیلئے دیکھو ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

ہم نے دو گذشتہ نمبروں میں دکھایا ہے کہ عیسائی مذہب نے اس دن کو جس غرض اور بنا پر مبارک یا بڑا دن کہا ہے وہ بہت ہی افسوس اور تاریکی بخش دن ہے۔ کیونکہ اس روز ایک ایسا انسان دنیا میں بقول عیسائی صاحبان آیا جو خدا تھا۔ اور جس کے اس اعتقاد کو تسلیم کرکے دنیا کا اخلاقی طور پر اور روحانی طور پر خون ہو گیا ہے۔ یورپ اور عیسائی دنیا کی حالت کو بغور دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ وہی قومیں ہیں جن پر ہمارے دیسی سادہ اور پادری ناز کیا کرتے ہیں کہ سارا یورپ عیسائی ہے۔ فلاں شہنشاہ عیسائی ہے۔ مگر انکو شرم آجانی چاہئے جب وہ ان لوگوں کی حالت پر نظر کریں۔ یورپ کی اخلاقی تصویر دیکھنے کی کوئی شخص صاحب حیا جرأت نہیں کر سکتا۔ اور آخر کار وطن کے آزاد خیال مصنفوں اور اخبار نویسوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ عیسائی جہاں جاتے ہیں وہاں شراب خواری وغیرہ لعنتیں بھی اُن کے ساتھ جاتی ہیں۔

غرض

نور افشان نے اس دن کی یادگار یا خوشی میں جو سنہری اور رنگین بیل بوٹوں سے مزین کرکے اخبار شائع کیا ہے۔ اس میں پہلا فقرہ جو گول دائرے کے اندر لکھا ہے۔ یہ ہے کہ آج تمہارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے۔

اب ہم اس پہلے فقرہ پر ریمارک کرنا چاہتے ہیں۔ اس فقرہ میں سب سے پہلا جھوٹ یہ ہے کہ آج مسیح پیدا ہوا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی دانشمند اور صاحب عقل انسان اس امر کے ماننے کو کبھی طیار نہیں ہو سکتا کہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱ء کو مسیح پیدا ہوا۔ یہ ایک جدا امر ہے کہ مسیح کی ولادت کی تاریخ ۲۵ دسمبر ہو۔ لیکن یہ کہنا جو اوپر کے فقرہ میں لکھا گیا ہے کسی حال میں صحیح نہیں ہے۔

اس جھوٹ کو بھی عیسائی جھوٹ قرار دیکر ہم باقی فقرہ کو لاشئ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس میں کسقدر صداقت کی روشنی ہے۔

اس فقرہ میں ہم کو دو باتوں پر غور کرنی چاہئے اول یہ کہ نجات کیا ہے؟ اور دوم یہ کہ عیسائیوں نے اس نجات کو کس حد تک حاصل کیا ہے؟ کیونکہ جب تک حقیقی نجات کا ہی پتہ نہ ہو ہم یہ نہیں معلوم کر سکتے ہیں کہ عیسائی قوم واقعی نجات یافتہ قوم ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی ہمکو یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ حقیقی نجات کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟ اور عیسائیوں نے نجات کا کیا طریق مقرر کیا ہے؟

یہ چار امور تنقیح طلب ہیں۔ جو اس فقرہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر اگر مبسوط اور مفصل بحث کیجائے تو غالباً ہمارے اخبار کے آخیر سال تک یہ مضمون ختم نہ ہو۔ لیکن ہم اس کو بہت مختصر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی نہیں کہ ہمکو صرف عیسائیوں کے بڑے دن کی حالت ہی اپنے ناظرین کو دکھانی ہے۔ بلکہ ہم انکو اس مضمون کے ضمن میں نیشنل کانگرس کے پنڈال میں ندوۃ العلماء اور علیگڈھ کالج کی کانفرنس میں بھی لے جانا چاہتے ہیں اور سیر بالآخر ہم ان کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک مجلس کی بھی سیر کرانا چاہتے ہیں اور بسا اوقات اہم اور ضروری مضامین کیوجہ سے یا اور وجوہات کی بنا پر ہر ہفتہ اس مضمون کو جاری نہیں رکھ سکتے اور ناظرین باقی آئندہ باقی آئندہ سے گھبرا اٹھتے ہیں۔ اسلئے ہر چہ گیرید مختصر گیرید پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔

پس سب سے پہلے اس فقرہ کی تنقید میں اس امر پر بحث کرتے ہیں کہ

حقیقی نجات کیا ہے؟

نجات کی حقیقت اور فلاسفی مختصر الفاظ میں اسیقدر ہے کہ انسان گناہ کی موت سے بچ جاوے کیونکہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان خدا تعالیٰ کی اطاعت اور اسکی پرجوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جس طرح کہ جب ایک درخت زمین سے اکھڑ جاوے اور وہ پانی چوسنے کے قابل نہ رہے جو جڑوں کے ذریعہ چوستا ہے۔ اور جو اس کے نشو و نما کا موجب ہوتا ہے اسی طرح جب انسان کا دل خدا تعالیٰ کی محبت سے اکھڑ جاتا ہے اسپر گناہ غلبہ پاتا ہے اور اس کی خشکی اور تیرگی دل کو سیاہ کرکے خدا تعالیٰ سے دور پھینک دیتی ہے۔ لیکن جب انسان گناہ کی اس حالت سے نکل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ایک شدید اور مستحکم تعلق پیدا کرتا ہے تو پھر اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں جنکے ذریعہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے پانی کو جذب کرتا ہے اور زہریلے مواد نکالنے کی قوت حاصل کرتا ہے اور بڑی آسانی سے ان زہریلے مواد کو دفع کرکے خدا تعالیٰ میں ہو کر ایک نیا نشو و نما پاتا ہے۔ اور بہت پھلتا اور خوشنما سبزی دکھاتا اور اچھے پھل لاتا ہے۔ یہانتک کہ اس میں وہ کمال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے اور وہ **لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون** کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی کو استقامت۔ اسلام۔ اور نجات وغیرہ الفاظ اور ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔ بغرض نجات سے مراد عام طور پر یہی ہے کہ انسان کی نفسانی اور گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو جاوے اور وہ نیکیوں اور خداشناسی اور خداپرستی کے مقامات اور مدارج میں ترقی کرتا ہوا اس بصیرت اور معرفت کو پالے جو گویا خدا کو اس نے دیکھ لیا ہے اور خدا کی آواز کو اس نے سن لیا ہے۔ جب تک یہ حالت انسان میں متحقق نہیں ہوتی وہ نجات کی حقیقت سے ویسا ہی بے خبر ہے جیسا کہ اس کے حصول سے لیکن **نجات یافتہ** شخص اس پاک زندگی کو حاصل کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کی روح اس کے اندر سکونت رکھتی ہے اور قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کی تجلیات کے مظہر کہلاتے ہیں انسے خوارق کا صدور ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور شرف قبولیت عطا فرماتا ہے ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور غیب کی خبریں پیش از وقت انپر ظاہر کرتا ہے اور اُن کی تائید کرتا ہے۔

اب اس معیار نجات سے ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یسوع نے جو عیسائیوں کے قول اور عقیدہ کے موافق نجات دہندہ ہے قوم کو کیا نجات بخشی کہاں تک انکو گناہ کی موت سے رہائی دی اور اُن پر اخلاقی اور روحانی اثر کیا کیا؟

لیکن اس سے پیشتر کہ ہم ان نتائج اور ثمرات پر نظر کریں جو عیسائی نجات کے ہیں پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ عیسائیوں نے نجات کا طریق کیا مقرر کیا ہے؟ کیونکہ اگر اس طریق کو ہی طبعی طور پر نجات سے کوئی تعلق اور واسطہ نہو تو ثمرات اور نتائج کے دیکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہو گی۔

یہانتک عیسائیوں کے علم الٰہیات اور انکی اعتقادات کی کتابوں کو پڑھنے اور عیسائی واعظوں سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ نجات کا طریق ان کے ہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو گناہ سے نجات دینے کیلئے یہ انتظام کیا ہے کہ اپنا اکلوتا بیٹا یسوع دنیا میں بھیجا تا کہ وہ کافروں بے ایمانوں نافرمانوں اور بدکاروں کے گناہوں کی گٹھری کو اٹھالے۔ چنانچہ وہ گناہوں کا بوجھ اٹھا کر صلیب پر چڑھ کر لعنتی ہوا۔

اور اس لعنت کے بدلے اس نے گنہگاروں کو چھڑا دیا۔ یہ اصول ہے جو عیسائیوں نے نجات کیلئے مقرر کیا ہے

(باقی دارد)

عیسائی مشنریوں کی ایک اور کرتوت

گو عیسائی ظلم و تعدی کا وہ تاریک زمانہ جبکہ دوران حکومت میں مذہب کے نام پر بیگناہ انسانوں کے سر قلم کئے جاتے تھے اور انکے خون سے ہاتھ رنگ کر عیسائی پادری تشفی پاتے تھے سائنس اور علم کی روشنی کیساتھ ہلکا ہو گیا ہے اور عیسائی پادری اپنی جابرانہ حرکتوں اور خونریزیوں [illegible] روکے گئے ہیں۔ مگر ابھی تک کسی شخص کیلئے یہ کہنا کہ ان ظالم پادریوں کی بیرحمی اور سنگدلی کا خاتمہ ہو گیا ہے ایک ناممکن امر ہے۔

آئے دن عیسائی پادریوں کے جو ظالمانہ کارنامے ہم اپنے ملکی اخبارات میں درج پاتے ہیں ان کے مطالعہ کرنے اور ان مصیبت زدوں کی مصیبت کا اپنی آنکھوں کے سامنے نظارہ کھینچنے سے عیسائی مشنریوں نے اپنا ہاتھ صاف کیا ہوتا ہے ہمارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ **الحکم** کے ایک گذشتہ نمبر میں تنادلی کے ایک چمار کی کا دردناک واقعہ جسکی معصوم لڑکی کو چند مشنری لیڈیاں بہکا کر لے گئی تھیں۔ ہم ناظرین کو سنا چکے ہیں اب ایک تازہ واقعہ ہم مشنری کارستانیوں اور ہتھکنڈوں کے متعلق ذیل میں درج کرتے ہیں جو پہلے واقعہ سے شاید کم افسوسناک نہیں ہے

اور وہ یہ کہ موضع [illegible] میں ایک برہمنی بیوہ لڑکی کو جبکہ اسکا باپ گھر میں موجود نہیں تھا ایک مشنری لیڈی نے [illegible] اسکو اکیلا گھر میں دیکھ پایا اور اسموقع کو غنیمت سمجھ کر اسنے جھٹ اسکو ورغلانا شروع کیا اور اپنے دام تزویر میں گرفتار کر کے وہ اسکو ورغلا کر لڑکی کو گھر سے بہکا کر اپنے ساتھ لے اڑی۔ جب اس بدنصیب لڑکی کے والد کو یہ دلخراش واقعہ معلوم ہوا تو سخت متفکر اور پریشان ہو کر وہ اپنے چند رشتہ داروں اور ہمسایوں کو ساتھ لیکر ریلوے اسٹیشن [illegible] پہنچا جہاں خوش قسمتی سے اس عیار مشنری لیڈی کے پاس جو اسکی لڑکی کو غائب کرنے کیلئے اسٹیشن پر پہنچی ہوئی تھی اس نے اپنی لڑکی کو دیکھ لیا۔ اور پھر بڑی مشکل سے اپنے رشتہ داروں وغیرہ کی مدد سے اسکو لیڈی کے پنجوں سے چھڑا کر اپنے گھر لے آیا۔ اسکے بعد حکام ریلوے اور پولیس نے اس واقعہ کے متعلق جو کارروائی کی اسکو ہم اخبار عام کے الفاظ میں ذیل میں درج کرتے ہیں:-

"حکام ریلوے نے [illegible] اسٹیشن ماسٹر کو جھٹ معطل کر دیا۔ اسلئے کہ جب برہمن کے دوست [illegible] لڑکی کو چھڑانے آئے تھے۔ تو اسٹیشن ماسٹر نے مشنری لیڈی کی مدد کیوں نہ کی۔ اسکو چاہئے تھا کہ ان لوگوں کو نکال دیتا اور لیڈی کو بچاتا۔ چنانچہ اسٹیشن ماسٹر اس نہایت عجیب الزام کی بنا پر معطل ہو گیا۔ مزید لطف یہ ہے کہ مشنری پادری [illegible] نے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کو تحریک کی۔ چنانچہ پولیس کے بعض عہدیدار پولیس [illegible] کی مدد لیکر اس گاؤں میں گئے جہاں وہ برہمن رہتا تھا اور وہ بیوہ لڑکی زبردستی مشنریوں کو واپس لا دی۔ اسلئے کہ لوگ [illegible] اسکو چھین لائے تھے!!! اس پر وہاں کے لوگوں پر کیا گذری ہوگی کہ لڑکی اسطرح سرکاری پولیس کی امداد سے اپنے جائز وارثوں و محافظوں کی تحویل سے مشنری پادریوں کو واپس دلائی گئی [illegible] ایک سرکاری ملازم [illegible] حیرانی کی بات یہ ہے کہ مشنری پادریوں کی [illegible] سرکاری پولیس نے [illegible] کیوں دخل دیا۔ [illegible] اس قسم کی حرکات سے مشنری [illegible] عوام [illegible] کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی [illegible]" +

بر نظر وہ تمام مذاہب ہوتے ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں اور اُس کے طرز بیان میں ایک اور بھی [illegible] ہے کہ وہ ہر دعویٰ کی دلیل خود ہی بیان فرماتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آریوں کے اس اعتقاد کی تردید فرمائی ہے جو اُنھوں نے فلاسفروں کی تقلید سے بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی موجودات میں سے کسی کا بھی خالق نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی عیسائیوں کے اس عقیدہ کو باطل کیا ہے کہ مسیح بھی خالق ہے اُس نے چڑیاں بنائی تھیں ان دونوں باتوں کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں **ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا** یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ ہی نے نہ کسی اور نے تمہارے فائدہ کی خاطر پیدا کیا ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں جو کچھ موجود ہے یہ سب اللہ ہی کی مخلوق ہے نہ کسی دوسرے کی اب وہ نادان بتلائیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بھی مٹی کے پرندے اور چڑیاں بنایا کرتے تھے کہ وہ مسیح کے بنائے ہوئے پرندے کہاں ہیں۔ اب آگے جو دلیل **ھو بکل شیء علیم** بیان فرمائی۔ یہ دلیل بعینہٖ شکل اول کے بدیہی الانتاج ہے اسطرح پر قائم ہوتی ہے۔ صغریٰ اُسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل عالم ہے۔ کبریٰ یہ ہے اور جو تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل اور پورا پورا عالم ہے وہی تمام [illegible] کا خالق ہے۔ پس نتیجہ یہ حاصل ہوا اللہ ہی تمام موجودات کا خالق ہے۔ [illegible] ثابت ہے۔ ما کبریٰ۔ اُس کا [illegible] ہے کہ یہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی [illegible] کے بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔ اسی لیے مقولہ ہے کہ جب علم اپنے حد کمال تک پہنچ تو عین عمل ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا [illegible] ہوتی ہے اُس کا کامل اور پورا علم [illegible] کو ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جسقدر [illegible] کوئی دوسری ہستی اُسکو نہیں [illegible] اُس دوسری ہستی کو ان چیزوں [illegible] ہے۔ پس آریہ صاحبان کا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو [illegible] باطل ہو گیا۔ اگر اپنے گمان میں [illegible] سمجھتے ہیں تو یہ ثابت کریں کہ اس [illegible] کے موافق علم تام کیونکر ہو سکتا ہے اس اعتقاد سے تو معاذ اللہ علم تام باری تعالیٰ کی نفی لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے۔ اور مسلمان صاحبان جو ذرہ [illegible] ہیں کہ مسیح [illegible] سے جو ثابت کریں کہ علم کامل اور پورا پورا علم جو صفت مخصوصہ جناب باری ہے۔ وہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دیدیا تھا حالانکہ یہ مسلم فریقین ہے کہ یہ صفت علم کامل کسی مخلوق میں نہ ذاتی طور پر ہے نہ مستعار طور پر ہو سکتی ہے۔

اگر کہو کہ علم تام صناع لوگوں کو ہوتا ہے تو لازم آئے گا کہ قدرتی اور مصنوعی چیزوں میں امتیاز نہ ہو۔ حالانکہ یہ مسلم بات ہے کہ قدرتی چیزیں کبھی مصنوعی نہیں ہو سکتیں اور مصنوعی چیزیں کبھی قدرتی نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ ایک گھاس کا تنکا یا گندم کا دانہ قدرتی ہیں کبھی مصنوعی نہ ہوں گے۔ کوئی انسان کیسا ہی دانشمند ہو اور مدبر اور موجد کیوں نہ ہو۔ اُسکو نہ بنا سکے گا۔ اسی طرح پر کپڑا یا روٹی مصنوعی چیزیں ہیں مگر خدا تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہے کہ روٹی کے بجائے کپڑا پیدا کرے یا گندم کے دانہ کے بجائے روٹیاں اگائے۔

اب یہ صاف شدہ اور ثابت شدہ صداقت ہے۔ اسی معیار پر اس مسئلہ کو پرکھنا چاہیے یہ ہی معیار خود فیصلہ کر دے گا۔

الراقم خاکسار عبد الرحیم ساکن بھیرہ عفی عنہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عالم اخبارات

عصر جدید جو میرٹھ سے ماہوار تمدنی اصلاح قومی ترقی اور پالیٹکس پر نکلتا ہے جنوری ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں اخوندزادہ مولوی عبد اللطیف شہید کے متعلق پیسہ اخبار کی رائے پر حسب ذیل ریمارک کرتا ہے۔

قتل مذہبی روزانہ پیسہ اخبار جو چند ماہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ جاری ہے اور اس ملک میں مسلمانوں کا ایک ہی روزانہ اخبار ہے ۲۸ دسمبر ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں ملا عبد اللطیف کے قتل کے بارہ میں ایک مضمون لکھتا ہے جس میں ایک حد تک غریب صاحبزادہ کے قتل کی حمایت کی گئی ہے اور اس کی مثال یورپ کے قومی تعصب و مذہبی تنگدلی سے دیگئی ہے +

لائق ایڈیٹر کی اس رائے سے ہمکو قطعی اختلاف ہے کوئی شخص لمحہ کے لیے ہمکو قادیانی میرزا کا معتقد نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہم اُس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے۔ مگر ہم عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے۔ کوئی ملک کوئی قوم علم یا تقویٰ میں ترقی نہیں کر سکتی جبتک وہ اپنی مسلمہ عقاید کے خلاف بات سُننے سے اسقدر کارہ ہو کہ غیر مقلد کو آگ یا تلوار یا پتھر سے سزا دیوے یہ تعصب دنیا میں سچ کے پھیلنے کو روکتا ہے اور قوموں کو سخت جہالت اور تاریکی میں ڈالتا ہے۔

ہم خدا سے بڑھ کر نہیں ہیں اور رسول سے زیادہ دین کے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ جب خدا خلقت کے اختلاف کو نہیں مٹانا چاہتا اور رسول [illegible] کہہ دیا گیا کہ تو انسانوں پر گماشتہ نہیں ہے تو کالج ملا کس شمار میں ہیں۔ اگر وہ حق و باطل کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاویں اور دنیا کا نظم و نسق اُنکی رائے کے موافق ہو تو دنیا کا کارخانہ کیسے چل سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک سخت سے سخت سزا جو ایک غلط اعتقاد شخص کو مصلحتاً دیجا سکتی وہ جلا وطنی ہے۔ زندگی کا معاوضہ انسان نہیں کر سکتا اسلیے سوای اُس صورت کے جب کہ سلطنت کے امن میں خلل کا یقین واثق ہو اور قتل سے کمتر کوئی سزا دینی نہ ہو۔ یا اُس صورت میں جبکہ کسی شخص نے قتل کر دیا ہو ان صورتوں کے سوا کوئی تیسری صورت ایسی معلوم نہیں ہوتی جس میں موت کی سزا دیجاوے۔ بہرحال مسلمانوں میں زیادہ وسیع الخیالی کی ضرورت ہے اور ہرگز کسی مخالف فرقہ کے قتل سے خوش نہ ہونا چاہیے۔ ع

ایں دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

عصر جدید کے لائق ایڈیٹر کی یہ رائے "ہم اُس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے" ہمارے نزدیک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریروں سے ناواقفیت کو ظاہر کر رہی ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے دل سے ان قابل نفرت خیالات کو دور کرنا چاہتے ہیں جو خونی مہدی اور خونی مسیح کے اعتقاد کے رنگ میں انکے دلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور جہانتک ہمارا خیال ہے عصر جدید کے لائق اڈیٹر کی تحریر سے بھی یہی ترشح ہو رہا ہے کہ "وہ عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے" پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ عصر جدید کیا اس کوشش کو پسند نہیں کرتا جو جہاد کے خیالات کے دور کرنے میں کی جاتی ہے یہ کوشش تو ایسی مبارک کوشش ہے کہ جسمیں ہر امن جو اور نیک خیال انسان کو شریک ہونا چاہیے سید احمد خان صاحب بالقابہ نے بھی اپنی موت سے چند روز پیشتر حضرت حجۃ اللہ کے متعلق ۲۴ جولائی ۱۸۹۰ء کے تہذیب الاخلاق میں جو مضمون شائع کیا تھا وہ اسی کی تائید اور حمایت میں تھا پھر تعجب ہے کہ عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب کو یہ کوشش ناپسند کیوں ہے بہرحال خواہ حضرت اقدس کی کوشش کو کتنا ہی ناپسند کرے حضرت اقدس اپنے فرض منصبی سے غافل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ جہاد کے بیہودہ خیالات کو مسلمانوں کے دلوں سے دور کرنا ہی چاہتے ہیں +

عصر جدید کے اس ریمارک سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ پیسہ اخبار نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے قتل کی بیجا حمایت کی ہے مگر پیسہ اخبار کبھی اپنی غلطی کا اعتراف کیونکر کرنے کو طیار ہوگا

احیاء السنہ لاہور جو چکڑالوی کی بے دینی کی اصلاح کے لیے لاہور سے شائع ہونے لگا ہے ہمکو ان تحریروں پر نوٹس لینے کے لیے متوجہ کرتا ہے جو وقتاً فوقتاً چکڑالوی مشن کے رسالہ اشاعۃ القرآن میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ہوتی ہیں۔ ہم اس یاد دہانی کے لیے معاصر موصوف کے شکر گذار ہیں۔ اور انشاء اللہ عند الضرورت چکڑالوی کے زہریلے خیالات پر توجہ کی جائیگی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ایک جھوٹا مہدی کاذب پھانسی دیا گیا نادان کہتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو مہلت دیجاتی ہے اور وہ ایک عرصہ دراز زمانہ یہانتک کہ اتنا زمانہ جو زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو پا لیتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ محض افترا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک اور سچی رسالت پر خطرناک حملہ ہے اور آیت شریفہ **لو تقول علینا بعض الاقاویل** کے صریح خلاف ہے اور اسکی تکذیبیں آئے دن نظر آتی رہتی ہیں چنانچہ حال ہی میں ایک نیا مہدی کاذب محمد الامین سوڈان میں گرفتار ہو کر پھانسی دیا گیا ہے + اور اسطرح پر اس کے مفتریانہ دعوی کا خاتمہ ہو گیا ہے اسکے متعلق مختصر حالات اسطرح پر شائع ہوئے ہیں کہ سوڈان کے ڈپٹی گورنر جنرل کرنل ماہن نے انگلستان کو جاتے ہوئے خرطوم میں سنا کہ ایک شخص محمد الامین نامی نے جنوبی کردفان میں اپنے آپ کو مہدی مشہور کر رکھا ہے چونکہ اس حرکت سے بڑے بھاری مفسدہ کا اندیشہ تھا اُسنے اسیوقت دوسو سواروں کی فوج اگبوٹ میں سوار کر کے نیل سفید کی جانب روانہ کر دی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ دوسو سپاہیوں کی پیادہ فوج معہ دو میکسیم توپوں کے میرے رسالہ کے ساتھ مقام تگالا آملے فوجکو دوسو میل کا لمبا اور دشوار گذار سفر صحرائی ملک میں بہت جلد طے کرنا پڑا جو بوجہ بارش کے اور بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوا جب فوجکو پتا لگا کہ مہدی ایک گاؤں میں ہے انھوں نے ایک لمبا کوچ کر کے دن نکلتے ہی اُسکو آدبایا۔ کچھ خفیف سی گولہ باری ہوئی اور مہدی نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی اور قید ہو کر العبید بھیجا گیا۔ بعد ازاں اس پر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور اُسے پھانسی دیگئی اسطرح پر اس مفتری کا خاتمہ ہوا۔ پھانسی پر اسکی لاش صاف کہہ رہی تھی۔ مصرع

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر بفضل خدا شائع ہوا

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ اس بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں بعض فقراء نقشبندی وسہروردی وغیرہ نے بھی ان شغلوں کی طرف بہت توجہ کی تھی شیخ محی الدین ابن عربی کو اس میں کامل مہارت تھی۔ بعض لوگ اس شبہ میں غلطاں وپیچاں رہتے ہیں کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جاوے یا کوئی جماد جاندار بنجائے تو اس میں کونسا شرک ہے ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے کہ اسجگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں اور دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہوتا ہے اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے وہ فعل الٰہی ہوتا ہے نبی کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہوتا اور نبی خواہ دعا کرنے کے بعد فوت ہو جائے نبی کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی کچھ ضرورت نہیں۔ لیکن اسجگہ وہ صورت نہیں۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتے رہتے تھے وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کہیں ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے اور پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتے تھے بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے کام اقتداری طور پر یعنی بغیر دعا کے دکھاتا۔ اقتداری کے یہ معنی نہیں کہ بغیر اذن الٰہی کے ایسے کام دکھاتا تھا۔ کیونکہ پارہ ۲۴ سورہ مومن کے آخر میں ہے وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ دے سکا کوئی نشان مگر حکم سے اللہ کے۔

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ سب کام عمل الترب کے ذریعہ سے کیے جاتے تھے تو ایسے معانی کے لیے قرائن سیاق وسباق موجود ہیں اس اجمال کی تفہیم کے لیے ایک مختصر تمہید بیان کی جاتی ہے۔

غور سے سنو! کہ انبیا کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنمیں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے رسول اکرم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک استباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے اُسے ظاہر فرمایا تھا (۲) دوسرے معجزات عقلی ہیں وہ اُس خارق عقل کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر ہے جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب اے مخالفو! سیاق آیت دیکھو ویعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ اور نیز دیکھو وانبئکم بما تاکلون۔ اور نیز دوسری جگہ مائدہ میں بھی یہ آیات بصیغہ خطاب آئی ہیں۔ اُن کا سیاق دیکھو واذ علمتک الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل اور نیز اُس سے اوپر یہ بھی آیا ہے واذ ایدتک بروح القدس ہیں سیاق وسباق آیات سے ظاہر ہوا کہ یہ معجزہ عقلی وعلمی معجزہ ہے۔ یعنی حضرت مسیح کو ایک بالاتر عقل عطا فرمائی گئی جس سے انھوں نے سمجھ لیا کہ انسان کی روح میں یہ خاصیات ہیں جن کے ذریعہ سے عجائبات مذکورہ بالا ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو یہ سمجھ یہ عقل حاصل نہ تھی یہ عقل جو خارق عادت تھی الہام الٰہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ اذن کے معنے آگاہی دادن بھی صاحب صراح نے لکھے ہیں اور لفظ اذان بھی اسی معنی میں مستعمل ہوا اور آیۃ فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ میں یہی معنی ہیں۔ وہ لفظ اذن بھی اس معنی پر شاہد قوی ہے اب اگر مخالف یہ کہیں کہ پھر احیی الموتیٰ کے کیا معنی ہونگے تو جواب اس کا یہ ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے وہ مردے زندہ ہوتے تھے جو قریب الموت تھے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باعتبار ما یؤل کے انکو موتیٰ کہا گیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے من قتل قتیلا فلہ سلبہ یہ معنی ہمارے مذاق کے طور پر نہیں ہم جو روحانی بیان کرتے ہیں وہ آگے عنقریب بیان کریں گے۔ اگر مخالفین یہ اعتراض کریں کہ جائز ہے کہ مسیح کو خدا نے خلق طیور کی طاقت عطا فرما دی ہو۔ اول تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خالقیت وربوبیت واحیاء واماتت وغیرہ صفات خاصہ الوہیت سے ہیں اور خاصہ کی تعریف میں یہ امر داخل ہے کہ وہ غیر میں نہیں پایا جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ آخر سورہ حج میں فرماتا ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز۔

یعنی جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں بلکہ اگر مکھی انکی چیز چھینکر لے جائے تو انھیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے وہ چیز واپس لے سکیں انکے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ کیسا ہونا چاہیے

اگر ہمارے مخالف یہ کہیں کہ بلاشک خلق اشیا دعبارت سے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر اور اسی طرح احیاء موتیٰ انسان سے بموجب آیۃ سورہ فرقان ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا کے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ علم منطق میں ثابت ہو چکا ہے کہ ممتنع اور واجب بالذات اور بالغیر ہوتے ہیں مگر ممکن بالغیر نہیں ہوتا۔ اگر مخالف لوگ یہ فرماویں کہ احیی الموتیٰ صاف صریح موجود ہے اسکا ثبوت دو کہ روحانی مُردے مراد ہیں اور موتیٰ کا اطلاق روحانی مردوں پر بھی آیا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ دیکھو پارہ ۲۰ سورہ نمل انک لا تسمع الموتیٰ۔ اگر مخالف لوگ یہ کہیں کہ بلا شک یہاں پر روحانی مردے مراد ہیں لفظ موتیٰ سے مگر آیت زیر بحث میں موتیٰ سے مراد حقیقی مردے مراد ہیں کیونکہ لفظ احیاء اسکے ساتھ موجود ہے تو ایحضرات مخالفین آپ لوگ ذرہ متوجہ ہوکر سمجھائیں اور اُس قادر سے مدد چاہیں جو سینوں کو کھولتا اور دلوں میں سچائی کا نور نازل کرتا ہے۔

ایحضرات مخالفین خدا کے واسطے آپ لوگ خوب سوچکر اور دلونکو تھام کر بہت صبر وقرار اور طمانیت اور سکینت کے ساتھ خیال فرماویں۔ دیکھو یہ ہی آیات بصیغہ خطابات اخیر سورہ مائدہ میں اسطرح واقع ہیں واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیہا فیکون طیرا باذنی وتبرء الاکمہ والابرص واذ تخرج الموتیٰ باذنی یعنی اور تو یاد کر جب تو میری وحی اور الہام سے انسانی مادوں سے پرندوں جیسے (بلند پرواز انسان) بنایا کرتا تھا اور ان میں ہدایت کی روح پھونکتا تھا تب وہ میری وحی کی برکت ذریعہ سے پرواز کرنے لگے اور میری وحی سے روحانی اندھوں اور جذامیوں کو اچھا کرتا تھا اور اُس وقت کو یاد کر جب تو میری وحی سے اُن روحانی مردونکو جن کے اصلاح پذیر ہونیکی کوئی اُمید نہ تھی اُنکی ظلمانی حالت سے نورانی وعرفانی حالت کی طرف نکال دیتا تھا۔

اب اے مخالفو! دیکھو! خود قرآن کریم ہی نے یہ بتادیا کہ احیی الموتیٰ سے اخرج الموتیٰ مراد ہے۔ کسی اور نے تفسیر نہیں کی خود قرآن شریف ہی نے تفسیر کر دی اب بھی تمھارے قساوت قلبی نہ جاوے تو اسکا کیا علاج ہو سکتا ہے اور آیت اذ ایدتک بروح القدس اس معنی کی اور بھی تائید کر رہی ہے

بعض مخالفین اس مقام پر ایک اور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ نبی کا فعل بعینہ خدا کا فعل ہے یعنی مسیح کا طیور کو پیدا کرنا اور احیاء موتیٰ یہ انکا فعل نہیں خدا کا فعل ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ فتشابہ الخلق علیہم کا مجاب واقع ہو گیا امتیاز کی صورت کیا ہے دوم ہم دریافت کرتے ہیں کہ مسیح کو خدا کے ساتھ عینیت ہے تو یہ باطل ہے کہ مسیح عاجز اور عبد تھے اور اگر غیریت ہے تو کیوں اُن کا فعل خدا کا فعل شمار کیا گیا۔ اگر کہو عینیت و غیریت دونوں تھی تو یہ وہی قول ہوا کہ دو دو بھی ہیں اور دونوں ایک بھی ہیں۔

اور نیز نصاریٰ تو فقط توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے قائل ہوئے اور تمھارے نزدیک تو توحید فی التربیع وتربیع فی التوحید وغیرہ بہت دور تک یہ سلسلہ جائز رہا پھر نصاریٰ پر تم کیوں الزام لگاتے ہو اور کیوں انکو بُرا جانتے ہو اور ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ پر جو لوگوں نے خیال کیا ہے یہ اُنکی غلط فہمی ہے یہاں پر نفی اعتبارًا اور ثبوت رمی اور اسناد رمی اللہ کی طرف مجازًا واعتبارًا ہے نہ حقیقۃً جواب کے پہلو میں اسناد خلق اللہ کیطرف حقیقۃً ہے یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے دیکھو حواشی مختصر معانی ومطول وغیرہ کو۔ اللہ کیطرف اسناد رمی کو کل علمائے معانی مجاز عقلی مانتے ہیں۔ نہ اسناد حقیقی اور تم جو جواب دیتے ہو مجاز عقلی وہاں کہاں ہے اپنے جواب کو تم خود آپ ہی نہیں سمجھتے۔

اصل امر یہ ہے کہ اگر تم میں کچھ بھی بوئے ایمان ہوتی تو محکمات قرآنیہ کے آگے اسقدر چون وچرا اور رد وانکار پر نہ کھڑے ہو جاتے اور خوف خدا کرتے۔ تمکو تو تمھارے خیالی عقاید پیارے ہیں آیات قرآنی سے تم کو عداوت ہے۔

اور ہمارے مخالف لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو ذاتی طاقت احیاء موتیٰ کی نہیں ہے ہاں خدا کی طرف سے مسیح مالک اُن افعال کے ہیں۔ اول تو جواب اس کا ہم یہی دیتے ہیں کہ

۔۔ئے تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں صاف فرمایا ہے کہ کوئی شخص موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے الذی لہ ملک السموات والارض ولم یتخذ ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا واتخذوا من دونہ آلھۃ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضراً ولا نفعاً ولا یملکون موتاً ولا حیاۃً ولا نشوراً یعنی وہ خدا وہ خدا ہے جو تمام زمین و آسمان کا اکیلا مالک ہے کوئی اُس کا حصہ دار نہیں اُس کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ اُس کے ملک میں کوئی اُسکا شریک اور اُسی نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور پھر ایک حد تک اُس کے جسم اور اُس کی طاقتوں اور اُسکی عمر کو محدود کر دیا اور مشرکوں نے بجز اُس خدائے حقیقی کے اور ایسے ایسے خدا مقرر کر رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ اور مخلوق ہیں اپنے ضرر اور نفع کے مالک نہیں ہیں اور نہ موت اور زندگی اور جی اُٹھنے کے مالک ہیں اب دیکھو خدا تعالیٰ نے صاف صاف طور پر فرمایا کہ بجز میرے کوئی خالق نہیں بلکہ ایک دوسری جگہ سورۂ حج میں ہے فرمایا ہے کہ تمام مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور صاف طرز پر فرماتا ہے کہ کوئی شخص موت ۔۔ کا مالک نہیں ہے۔ اسجگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی مخلوق کو موت و حیات کا مالک بنا دینا اور اپنی صفات میں شریک کر دینا اسکی عادت میں داخل ہوتا تو بطور استثناء ایسے لوگوں کو ضرور باہر رکھ لیتا۔

پھر اسپر بھی بعض مخالفین باز نہ آئیں اور یوں کہیں کہ ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ بالاستقلال ذاتی طور سے مسیح احیاء موتیٰ نہیں کرتے تھے۔ احتمال ہے کہ خدا کیطرف سے تو یہ اختیار حاصل ہوا ہو اور خدا کیطرف سے وہ مالک ہوئے احیاء موتیٰ کے۔ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ احتمالات پر عقاید ایمانیات کی بنا نہیں ہوتی ہے دلائل قطعیہ پر اُن کی بنا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس احتمال کی بھی میں جڑ کاٹے دیتا ہوں خداوند کریم خود سورۂ مائدہ میں فرماتا ہے کہ میرے سوا کبھی کوئی یا مسیح مالک احیاء موتیٰ وغیرہ کا نہیں لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ دیکھو معالم نے اسکی تفسیر فمن یملک من اللہ شیئاً میں لکھا ہے من یقدر ان یدفع من امر اللہ شیئاً اذا قضاہ تم لوگ پہلے سمجھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسپر موت کا حکم صادر ہو گیا۔ یعنی مر گیا اسپر میرا یہ حکم صادر ہو گیا کہ وہ پھر قبل قیامۃ کے اسی عالم میں زندہ نہیں کیا جائے گا۔ پھر اے مخالفو! تم ہوش میں آجاؤ۔ اگر تم یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اپنے دفع امر اور رد قضاء کا مسیح کو مالک بنا دیا ہے تو یہ سخت خطرناک عقیدہ ہے۔ اس آیت سے تو صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مدافعت حکم کا مالک نہیں بنایا۔ پھر تم کیسے خلاف اسکے معتقد ہو جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو مالک بنا دیا ہے کہ وہ خدا کے احکام نافذ شدہ کو ٹالا کرے۔ اے دانشمندو جب خدا تعالیٰ نے تو یہ حکم نافذ فرما دیا کہ مردہ قبل قیامۃ اس عالم میں زندہ نہ کیا جائے گا پھر کیا تم یہ تجویز کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ حیلہ تراشا ہے کہ مسیح کو اس حکم کے ٹالنے کا مختار بنا دیا ہے۔

ایک فرقہ نصاریٰ میں سے ایسا ہی ہے جس کا اعتقاد تمہارے اعتقاد کے مثل ہے۔ اے میرے مخالفو! خدا سے ڈرو۔ تم ایک انسان کی مخالفت میں جھلا کر اور جھنجھلا کر کیوں خدائے تعالیٰ اور اُسکے کلام کے اور اُسکے رسول کے مخالف بنے جاتے ہو۔ کہیں ضد اور اصرار بیجا کے جوش میں یا معاصرت کی اکڑ فوں کے ارادوں میں آکر ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔

اے جناب ماسٹر نور الدین صاحب آپ کو لازم ہے کہ اس عقیدہ کی تحقیق کر کے رد و انکار پر کھڑے ہونا ورنہ آپ اس آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم کے مخالف ٹھہریں گے۔

جناب ماسٹر صاحب! ذرا انصاف فرما کر اور حق طلبی اور صداقت کی روح لیکر پچیسویں پارہ سورہ شوریٰ کی آیات مرقومۃ الذیل پر غور کرو

ام اتخذوا من دونہ اولیاء فاللہ ھو الولی وھو یحی الموتیٰ وھو علیٰ کل شیء قدیر۔ دیکھو مترجموں نے کیسی سکا ترجمہ بھی لکھا ہے۔ سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مُردے۔ دیکھو قواعد معانی بلاغت کے رو سے بھی یہاں پر ھو ضمیر فصل کا لانا مفید معنی حصر ہے اور یہ جبکہ غیر ذات باری بھی اسمیں شریک ہو سکتا ہے عام ہے کہ یہ شرکت باذن ہو یا بغیر اذن ہو دونوں صورتوں میں حصر منقوض ہوتا ہے۔ اسپر ماسٹر نور الدین نے شروع میں بھی کہا تھا کہ یہ اوصاف مخصوصہ الوہیت ہیں اور خاصہ کی تعریف ہی یہ ہے ما یوجد فیہ لا یوجد فی غیرہ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسیح غیر اللہ میں داخل ہیں عین ذات باری تعالیٰ نہیں ہیں کل اہل اسلام اس کو مانتے ہیں اور پھر جب کہ صفات باری تعالیٰ کو بھی علمائے متکلمین نے لا عین کہا ہے تو اور دیگر مخلوقات ممکنات کیونکر لا عین نہ ہوں گے۔ افسوس ہے کہ مخالف الرائے مولوی صاحبان اس مخالفت میں خاصہ کی تعریف کو بھی گاؤ خورد کر گئے اور اسی طرح سے سورہ جاثیہ کی اس آیت پر غور کرو

واذا تتلیٰ علیھم آیاتنا ما کان حجتھم الا ان قالوا ائتوا بآبائنا ان کنتم صادقین قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الیٰ یوم القیامۃ لا ریب فیہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

دیکھو یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی نے مردے زندہ نہیں کیے اگر ایسا سابق میں ہوا ہوتا یا مسیح سے یا حال میں رسول اکرم سے احیاء موتیٰ کا امکان ثابت کرنا منظور ہوتا تو جناب باری جواب میں اُن کافروں کے جن کا مقولہ یہ تھا وما یھلکنا الا الدھر بھلا ایسے دہریے لوگوں کو بنا بر واقعات اور مشاہدات زمانہ سابقہ تاریخیہ کے یہ جواب دینا کافی اور مسکت تھا۔ کہ تم کیسے احیاء آباء اجداد کی تمنا کرتے ہو۔ پہلے بھی مسیح نے مردوں کو زندہ کیا جیسا کہ یہ مردوں کا زندہ کرنا لوگوں کے مشاہدہ میں آچکا ہے تم کیسے لوگ جاہل اور ہٹ دھرم ہو کہ مشاہدات کا بھی انکار کرتے ہو حالانکہ برخلاف اس کے خداوند کریم نے جواب مذکور الصدر کا قرآن میں ذکر بھی نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اللہ ہی تم کو جلاتا ہے پھر تمکو مارے گا پھر اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے دن لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

بس اس جواب سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں مسیح نے مردے زندہ کیے ہیں وہ لا یعلمون میں داخل ہیں۔ اور پھر یہ بھی سچ ہے کہ وہ لوگ اکثر ہیں اسو اسطے تو جو عالم ما کان وما یکون کا ہے اُس نے فرمایا ولکن اکثر الناس لا یعلمون اور یہ جملہ ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع الیٰ یوم القیامۃ کے منکر تھے اور ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع قبل یوم القیامۃ کے قائل ہیں۔ افسوس ہے یہ لوگ آپ ہی تو یہ سنایا کرتے ہیں کہ السکوت فی معرض البیان بیانٌ اور آپ ہی اس قضیہ مسلمہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور آپ بڑے بڑے جلسوں میں ایک بڑے زور و شور کے ساتھ سنایا کرتے تھے کہ ہرگز حضرت شیخ عبد القادر نے مردے زندہ نہیں کیے۔ مردے قبل یوم بعث زندہ ہو ہی نہیں سکتے ہیں خدا خود وعدہ فرما چکا ہے ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد ایسا اگر ہو تو تغلیط کذب باری لازم آتی ہے جو مستلزم ہے ابطال آیۃ ان اللہ لا یخلف المیعاد کو ہے اسپر معلوم یہ لوگ کیونکر ان باتوں کو فراموش کر گئے اور عمداً آیات پر پانی پھیرتے چلے جاتے ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ ۔۔ ضد اور عناد سے بچاوے۔

اور نیز ان آیات شریفہ کے مطالب پر بھی غور کرو جو پارہ اول کے تیسرے رکوع کے آخر میں موجود ہیں کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون یعنی تم اللہ تعالیٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو تم مردہ تھے اُس نے ہی تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو موت دیگا پھر زندہ کرے گا آخر وہی مرجع و مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی پر ایک لطیف دلیل پیش کی ہے اسطور پر کہ کیا تم اُس اللہ کا انکار کر سکتے ہو جس نے تم کو محض عدم سے زندہ بنایا یا نطفہ کی حالت میں مردہ تھے زندگی بخشی۔ جاہل تھے عالم بنایا۔ کچھ نہ تھے سب کچھ کیا۔ انسان کیا۔ انسان اپنی حالت پر اگر غور کرے تو وجود باریتعالیٰ کے لیے اسے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اسی لیے اس دلیل کو اللہ تعالیٰ نے کیف سے شروع فرمایا جو تعجب کے لیے آتا ہے یعنی ہستی الٰہی ایسی کھلی ہستی ہے کہ اُس کا انکار موجب تعجب ہے۔

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ احیاء اموات اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فعل ہے اور اس نوع احیاء میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے کیونکہ یہ تو ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل ہے۔ اب وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح نے مُردوں کو زندہ کیا جیسے اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک فعل خاص ہے اور اُسکی ہستی کے لیے دلیل ہے پس اس رنگ میں اگر مسیح نے مردوں کو زندہ کیا تو نقض الدلیل لازم آوے گا۔ جو دلیل اور مستدل کی شان پر داغ نقص و عیب لگاتا ہے پھر اسی سلسلہ دلیل ہستی باری تعالیٰ پر فرمایا

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استویٰ الی السماء فسوّٰھن سبع سماوات وھو بکل شیء علیم۔

اللہ وہ اللہ ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے ۔۔ پیدا کیا ہے اور اُس نے سب مخلوق کو تمہارے ہی لیے پیدا کیا ہے پھر آسمان کی طرف توجہ کیا اور اُسکو ٹھیک ٹھاک کیا اور اسے ۔۔ پیدا وہ ہر شے کا عالم کامل ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے وہ واقعات کی ۔۔

ہم اور ہمارے ناظرین

ہمارے مکرم جناب ابوسعید عرب صاحب رنگون میں الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں از بس مصروف ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ عرب صاحب ہر ہفتہ دو تین خریدار بھیج رہتے ہیں۔ انھوں نے الحکم کے اغراض و مقاصد کی وسعت اور اشاعت کے سوال کو خوب سمجھا ہے۔ الحکم کو ایسے مربیوں کی کثیر تعداد مطلوب ہے۔

[illegible] کا نام ۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر [illegible] علیخان صاحب کے بچہ کا تاریخی نام پوچھا [illegible] جس کے جواب میں بہت سے خطوط دفتر [illegible] پہونچے ہیں۔ اور ان میں **نعمت علی** [illegible] بچہ کا تاریخی نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس [illegible] کے متعلق ہمارے ایک کرمفرمائے مندرجہ [illegible] رویا دیکھی لکھی ہے جسکی بنا پر اس نام کو ایک مبارک و نعمت الٰہی سمجھا جاتا ہے وہ رویا یہ ہے

[illegible] جمعہ کی آنیوالی رات کا ذکر ہے کہ مینے خواب میں [illegible] بزرگ کو دیکھا جسنے مجھے ایک قطعہ دیا ہے [illegible] لکھا ہوا تھا **نعمت علیخان** اسکے [illegible] میری آنکھ کھل گئی اور میں اسکی تعبیر سوچتا رہا [illegible] مجھے بغیر اس کے کچھ معلوم نہیں کہ کوئی نعمت ملنے والی ہے آج [illegible] جمعہ کو آپکا پرچہ میری نظر سے گذرا تو معلوم [illegible] کہ ایک صاحب ڈاکٹر [illegible] علیخان تاریخی [illegible] کے خواستگار ہیں مجھے خیال آیا کہ دیکھوں [illegible] نعمت علیخان سے تاریخ تو نہیں نکلتی حساب [illegible] سے معلوم ہوا کہ ٹھیک ۱۳۲۱ھ نکلتے [illegible] یہ معلوم کرکے مجھے خوشی بھی ہوئی اور [illegible] حیرت بھی کہ بغیر تعارف اور کسی قسم کے فکر [illegible] یہ نام کیسے معلوم ہو گیا"

غرض الحکم اپنے مکرم بھائی کو اسوقت [illegible] مولود مسعود کی مبارکباد دیتا ہے اور [illegible] کرتا ہے کہ یہ مولود قوم اور ملک کے لیے واقعی [illegible] نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو آمین۔

[illegible] مولوی کی کرتوت ۔ کے عنوان سے [illegible] خط الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں چھپا ہے [illegible] عنوان راقم کے خط کے متعلق نہیں بلکہ تہذیب [illegible] آن کے اس مصنف کے متعلق ہے جسنے [illegible] مولوی کہلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیح [illegible] مریم کو فضیلت دی ہے انا للہ وانا الیہ [illegible] راجعون۔

[illegible] ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضل الدین صاحب نے الحکم [illegible] توسیع اشاعت کی ضرورت کو محسوس کرکے چھ [illegible] پرچے الحکم کی خرید کرکے اپنے ان احباب اور [illegible] مدارس کے نام جاری کرائی ہیں جنکو فی الحال [illegible] سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں [illegible] الحکم ان کے لیے موجب ہدایت ہو اور اسطرح پر حکیم صاحب کی اصل غرض پورا کرنے کا سچا ذریعہ [illegible] اللہ تعالے حکیم صاحب کو اس کار خیر کی جزا دے اور ہمارے دوسرے احباب کو اسکی تقلید کی توفیق بخشے۔

الحکم کی قیمت ۔ الحکم کی عام قیمت سالانہ پانچروپیہ ہے اس سے کم نہیں لی جاتی عہ شرح جو رکھی ہے وہ محض اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں کو فائدہ پہونچانے کے لیے اور نیز غیر مذاہب میں اسکی اشاعت کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ورنہ الحکم جیسا اخبار جو ۲۲ + ۲۹ کے اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہے عہ میں ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ اور اصل اخراجات بھی اس قیمت سے بڑھ کر ہیں۔ جسقدر تعداد پانچروپیہ اور دس روپیہ سالانہ پر دینے والے احباب کی بڑھے گی اسقدر گنجائش کم قیمت دینے کی نکلتی رہے گی۔ اور ہم اپنی طرف سے کوئی موقع الحکم کو ہر ایک احمدی کے ہاتھ تک پہونچانے کے لیے ہاتھ سے نہیں دیتے چنانچہ پچھلے ہفتہ دو روپے سالانہ پر بھی ۳۵ اخبار دینے کا اعلان کیا گیا ہے جو منشی عبدالعزیز صاحب اور منشی محمد اسمٰعیل صاحب کی عالی ہمتی کا نتیجہ ہے۔ اسطرح پر اگر تین سو آدمی دس روپیہ سالانہ قیمت دینے والے ہوں تو ہم آٹھ سو آدمیوں کے نام فقط دو روپیہ سالانہ میں الحکم جاری کر سکتے ہیں اب الحکم کی کثرت اشاعت اور اسکا مفید بنانا **قوم کے ہاتھ میں ہے** ۔ جو صاحب عہ سالانہ قیمت کے لیے درخواست کرتے ہیں وہ اپنی حیثیت کو خوف خدا کو مدنظر رکھکر دیکھ لیا کریں۔ عہ اصل اخراجات سے بھی کم ہیں۔

قوم کے اولوالعزموں کی یادگار و انکو قائم رکھنا قوم کی زندگی کی دلیل ہے اور ہم بہت خوش ہیں کہ ہماری قوم میں یہ روح نفخ ہو رہی ہے ہمارے مکرم مخدوم بھائی **ڈاکٹر رحمت علی صاحب** مرحوم کے جنگ سمالی لینڈ میں اپنی گورنمنٹ کی وفاداری میں جان نثار کرنے کی خبر لکھی جا چکی ہے اور اب اس کی تصدیق سمالی لینڈ سے آئے ہوے خطوط نے بھی کر دی ہے۔

سمالی لینڈ سے ہمارے مکرم بھائی الحکم کے غیور معاون ڈاکٹر سید جلال صاحب نے ایک خط کے ذریعہ ہمکو اطلاع دی ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی ایک یادگار رکھنا چاہتے ہیں ہم ان کے خط کو بجنسہٖ ذیل میں درج کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ سید جلال کیطرح اور بھی اولوالعزم بزرگ اپنی جماعت میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے قومی کاموں کے امدادی سلسلوں کو انکے نام سے قائم رکھنے کی فکر کرینگے۔

الحکم جو ڈاکٹر صاحب کے [illegible] سے جاری تھا اسے سید جلال اپنے خرچ سے کسی مسکین کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں۔ یہ درخواست مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی معرفت آنے پر کسی مستحق مسکین کے نام جاری کر دیا جاویگا ڈاکٹر صاحب مرحوم نے الحکم کا ایک پرچہ اپنی جیب سے ایک مستحق اخبار کے قدردان مگر مسکین عالم کے نام جاری کرا رکھا تھا جو بظاہر اسوقت بند ہو جانا چاہیے۔ مگر ہم اسکو اپنے خرچ سے صاحب موصوف کے نام مرحوم کی یادگار پر جاری رکھتے ہیں۔

سید جلال صاحب کا خط یہ ہے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ براہ مہربانی یہ چند سطور اپنے گرامی اخبار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔ بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کے واسطے بندہ اس کام کے لیے طیار ہے کہ انکا نام و نمبر الحکم میں جاری رکھا جائے اور وہ پرچہ کسی مسکین کے نام پر کسی رعایتی قیمت پر جاری رکھیں بندہ ان شاء اللہ تعالے وہ قیمت ادا کریگا۔

مرحوم نے جو ۱۰ نمبر انگریزی میگزین اور ۵ نمبر اردو میگزین اپنے نام سے جاری کیے تھے ان میں سے ۵ نمبر انگریزی میگزین بندہ اپنے نام پر ان کے یادگار کے طور پر ان کی طرف سے رکھتا ہے جس کی قیمت ہر ماہ میں ان شاء اللہ تعالی ہمراہ دیگر قیمت میگزین یعنی مبلغ للعہ ماہواری پر اضافہ کرکے ارسال کیا کرے گا۔ مجکو امید ہے کہ دیگر احباب احمدی خصوصًا اہل بربرا سمالی لینڈ اس نیک کام میں شریک ہوکر باقی نمبروں کی کمی کو پورا کرینگے اور اپنے بھائی کے ساتھ حقیقی محبت کا سچا ثبوت دینگے

[illegible] بندہ نے جو مبلغ للعہ ماہوار کالج و یتامیٰ کے واسطے اپنے ذمہ لیے ہیں اور جنکو بندہ تا حال ماہواری ادا کرتا رہا ہے وہ ایک وظیفہ کیصورت میں بندہ کی طرف سے کسی سید یتیم بچہ کو بالتخصیص دیا جاوے درصورت عدم موجودگی جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر کالج جناب نواب محمد علیخان صاحب جس کے لیے تجویز فرماویں۔ بندہ کو بہرصورت بسر و چشم منظور ہے۔

یہ عرض کر دینا بھی بعید از قیاس نہ ہوگا کہ مذکورہ بالا ارقام کا اجرا بندہ کے یہاں کی سروس میں موجودگی و عدم موجودگی پر منحصر ہوگا۔ شاید اگر بندہ انڈیا واپس چلا جائیگا تو بسبب قلیل تنخواہ ان ارقام میں کمی کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن بندہ کا اغلب ارادہ یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالے یہاں کے سروس کو بشرط زندگی اختیار کرونگا۔ اور بعد ایکسال کے انڈین ملٹری سروس سے ڈسچارج لونگا کیونکہ ابھی بندہ کا ابھی ایک سال باقی ہے بعد ختم یہ انتظام رخصت پر جانے سے پہلے کرلونگا آگے جو خدا کو منظور ہے وہی ہوگا

الراقم سید جلال احمدی [illegible]

جلسہ لاہور کے متعلق

بہت خطوط آتے ہیں کہ کونسی تاریخ مقرر ہے جواب کے لیے لکھا جاتا ہے کہ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ تاریخ مقرر ہونے پر اطلاع دی جاے گی۔

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط وکتابت متعلقہ اخبار میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکے گی اور مطبع اسکا جواب دہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے۔ چٹ کا نمبر دینے میں اسبات کا لحاظ رہے کہ رجسٹرڈ [illegible] نہ لکھا جاوے یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو اخبار کی رجسٹری کے لیے ملا ہوا ہے اسکو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے

ضروری اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس تصویر کے پچھلے الحکم میں شائع ہونیکا اعلان کیا گیا ہے وہ تصویر چھپ چکی تھی اور جبکہ طیار ہو کر روانگی کا انتظام شروع تھا کہ اسمیں ایک مبصر نے مصور کا کوئی نقص دکھا دیا جسکی وجہ سے اسکی اشاعت کسی قریب وقت پر ملتوی کرنی پڑی

کلکتہ میں ایک عجیب مذہبی مقدمہ شروع ہوا ہے جو مسٹر [illegible] | بدمزاج پادریونکا لدعہ

نے ریورنڈ مکان کی پر تین ہزار ہرجانہ کا کیا ہے بناء دعوی یہ ہے کہ آخر الذکر نے مدعی کو پادری بنانے سے انکار کیا تھا اور وجہ انکار یہ تھی کہ مدعی بدمزاج اور بول چال میں ناعاقبت اندیش ہے۔ یہ مقدمہ بڑا ہی دلچسپ ہے کیونکہ اگر فیصلہ ہو گیا کہ بدمزاجی وغیرہ نا قابلیتوں کے باعث ایک شخص کو مذہبی وعظ کا منصب نہیں دیا جا سکتا۔ تو ان بیشمار پادریوں اور مناد و نسے اس ملک کو مخلصی مل جاوے گی جو یہی نہیں کہ دوسرے مذاہب کے لیڈروں اور بانیوں کو گالیاں دینے ہی اپنے واعظ کی غرض سمجھتے ہیں بلکہ جواب دندان شکن ملنے پر اپنے مخالف کو عدالت تک بیجانے کی دھمکی دیا کرتے ہیں۔

رسالہ سراج الحق

میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مسیح کی وفات میں اس طرز کا رسالہ نہ کسی آنکھنے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ قیمت ۱ر علاوہ محصول باہر چار رسالوں سے کم روانہ نہ ہونگے۔

خاکسار سراج الحق نعمانی قادیان دارالامان

رجسٹرڈ ایل ۴۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

مسیح موعود کی آمد کا اعلان اور امان کا لواء

ار تمہے انسان جہاد
جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم سے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج تیرہ سو برس سے پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ۔ ۷ روپیہ
خواص و معاونین سے ۔ ۱۰ روپیہ
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۔ ۱۲
اپنے سلسلہ کے غریب ۔ ۶
مستطیع لوگوں سے ۔ ۱۲

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۶ — دار الامان قادیان مورخہ ۷ فروری ۱۹۰۴ء — جلد ۸

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہ نما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پر فسق و شر
گر تو دیدہ استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن من بد کار را
شاد کن این زمرۂ اغیار را
بر دل شاں ابر رحمت ہا ببار
ہر مراد شاں بفضل خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تبہ کن کار من
ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دل من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن
اندکے افشاء آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ
واقفی از سوز ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراء من
اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
واز دم آں غیر خود را سوختی
ہم از آں آتش رخ من برفروز
ویں شب تارم مبدل کن بروز
چشم بکشا ایں جہان کور را
اے شدید البطش بنما زور را
زآسماں نور نشان خود نما
یک نگاہے از بوستان خود نما
ایں جہاں بینم پر از فسق و فساد
غافلاں را نیست وقت موت یاد
از حقائق غافل و بیگانہ اند
ہمچو طفلاں مائل افسانہ اند
سرد شد دلہا ز مہر روئے دوست
روئے دلہا تافتہ از کوئے دوست
سیل در جوش است و شب تاریک و تار
از کرم ہا آفتابے را برآر

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ علیہ السلام والتحیۃ

۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت آج بفضل خدا بہت تندرست رہی اور آپ نے بعد نماز مغرب عشاء کی نماز تک مجلس فرمائی۔

طاعون کا ذکر ہوتا رہا کہ اب فروری کا مہینہ آگیا ہے اس کا زور ہوگا۔ چنانچہ مختلف مقامات سے اسکی خبریں آنی شروع ہوگئی ہیں

خدا شناسی اور سچے ایمان کی ضرورت

فرمایا کہ ضروری بات خدا شناسی ہے کہ خدا کی قدرت اور جزا سزا پر ایمان ہو اسی کی کمی پر دنیا میں فسق و فجور ہو رہا ہے لوگوں کی توجہ دنیا کیطرف اور گناہوں کی طرف بہت ہے دن اور رات یہی فکر ہے کہ کسی طرح دنیا میں دولت۔ وجاہت۔ عزت ملے جس قدر کوشش ہے خواہ کسی پیرایہ میں ہی ہو مگر وہ دنیا کے لیے ہے خدا کے لیے ہرگز نہیں۔ دین کا اصل لب اور خلاصہ یہ ہے کہ خدا پر سچا ایمان ہو مگر اب مولوی وعظ کرتے ہیں تو ان کے وعظ کی بھی علت غائی یہ ہوتی ہے

کہ اسے چار پیسے مل جائیں جیسے ایک بیوپاری ایک دستار یک جیلے یا بزرگی کے لیے کرتا ہے ویسے ہی یہ لوگ کرتے ہیں ایسی حالت میں بجز اسکے کہ عذاب الٰہی نازل ہو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ایک اعتراض ہم پر یہ ہوتا ہے کہ اپنی تعریف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مطہر و برگزیدہ قرار دیتے ہیں۔ اب لوگوں سے کوئی پوچھے کہ خدا تعالے جو امر ہمیں فرماتا ہے کیا ہم انکی نافرمانی کریں اگر ان باتوں کا اظہار نہ کریں تو معصیت میں داخل ہو۔

قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کیا الفاظ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمائے ہیں ان لوگوں کے خیال کے مطابق تو وہ بھی خود ستائی ہوگی۔

خود ستائی کرنے والا حق سے دور ہوتا ہے مگر جب خدا تعالیٰ فرمائے تو پھر کیا کیا جاوے یہ اعتراض ان نادانوں کا صرف مجھ پر ہی نہیں ہے بلکہ آدم سے لے کر جس قدر نبی رسول اولیا اور ماموری گذرے ہیں سب پر ہے۔ ذرا غور کرنے سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ جسے خدا تعالیٰ مامور کرتا ہے ضرور ہے کہ اسکے لیے اجتبا اور اصطفا ہو اور کچھ نہ کچھ اس میں ضرور خصوصیت چاہیے کہ خدا تعالیٰ کل مخلوق میں سے اسے برگزیدہ کرے خدا کی نظر خطا جانے والی نہیں ہوتی پس جب وہ کسیکو منتخب کرتا ہے وہ معمولی آدمی نہیں ہوتا قرآن شریف میں بھی اسی کیطرف اشارہ ہے واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ اس سوال کا آخر ماحصل یہ ہے کہ وہ

ہیں مفتری کہیں گے ۔ مگر پھر اُن پر سوال ہوتا ہے کہ عجب خدا ہے کہ اسقدر عرصہ دراز سے برابر افترا کا موقعہ دیے چلا جاتا ہے اور جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی وقت میں آتا ہے اگر مفتریوں کے ساتھ خدا کے یہ سلوک ہیں اور اسطرح سے ان کی تائید اور نصرت کی جاتی ہے جیسے کہ ہماری ۔ تو پھر کل انبیا کو بھی انھیں مفتری قرار دینا پڑے گا ۔ وہی علامات اور براہین جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ کی صداقت کے نشان اور دلیل تھے وہی اب بھی موجود ہیں ۔ جسے خدا تعالیٰ منتخب کرے اگر وہ اسکی تعریف نہ کرے تو کیا گندہ کرے اس سے خدا پر حرف آتا ہے کہ اس کا انتخاب گندہ ٹھیرتا ہے ۔

اگر دنیا کے مجازی حکام اعلیٰ کو بھی دیکھو تو وہ بھی جنی اور سب کمشنری ۔ لفٹنٹی ۔ ڈپٹی کمشنری وغیرہ کے عہدوں کے لیے انھیں کو انتخاب کرتے ہیں جو کہ ان کی نظر میں لائق ہوتے ہیں اگر وہ حکام اعلیٰ کی نظر میں نالائق اور مرتبہ ایلچی کی بجا آوری کے ناقابل ہوں تو انتخاب نہیں کیے جاتے ۔ پس اسی طرح مامورین وغیرہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں نالائق اور نکمے اور اشقیا ہوں تو پھر لوگوں کو مزکی بنانے کی خدمت ان سے کیسے لی جاوے ۔

یہ ایک نکتہ ہے کہ ان کا جو اعتراض ہوتا ہے وہ صرف میری ذات پر نہیں ہوتا بلکہ عام ہوتا ہے کہ آدم سے لے کر جس قدر نبی اسوقت تک گذرے ہیں سب اس میں شامل ہوتے ہیں بھلا وہ ایک اعتراض کر کے تو دکھلاویں جو سابقہ انبیاء میں سے کسی پر نہ ہوا ہو ۔ اصل بات یہ ہے کہ ایمان کے لوازم تمام اسوقت ردی ہو گئے تھے ۔ دل حلاوت ایمان سے خالی ہیں دنیا کی زیب و زینت کے خیال نے دلوں پر تصرف کر لیا ہے ایک گہرے ظلمات میں لوگ پڑے ہوئے ہیں ۔ اسوقت بڑی ضرورت اور احتیاج اس امر کی ہے کہ وہ تقویٰ جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور کتاب اللہ نازل ہوئی حاصل ہو ایک مردہ ایمان لوگوں کے پاس ہے ایسے اس ایمان کی کوئی نشانی بھی ظاہر نہیں ہے اور اسی باعث سے یہ وبال ان لوگوں پر ہے پھر کہتے ہیں کہ کیا ہم نماز ادا نہیں کرتے روزہ نہیں رکھتے کلمہ نہیں پڑھتے ان کم بختوں کو اتنی خبر نہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے تو یہود بھی تو عبادتیں کرتے تھے پھر وہ کیوں مغضوب ہوئے ۔

ان کی نہایت بدقسمتی اور شقاوت ہے کہ بھلا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے دین کیا ہے کب کہا جاتا ہے کہ فلاں متقی ہے ۔ فلاں مومن ہے ۔ صرف چھلکے اور پوست پر نازاں ہیں اور مغز کو ناحق سے کھو دیا ہے جو کہ دین کی اصل روح ہے اب خدا چاہتا ہے کہ وہ روح دوبارہ پیدا کرے اگر ان لوگوں میں تقویٰ اور معرفت ہو تو یہ اعتراض کر کے خود ہی نادم ہوں ۔

سواد اعظم کیا شے ہے

ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سواد اعظم حیات مسیح کا قائل ہے اگر سواد اعظم کے یہ معنی ہیں کہ ایک گروہ کثیر ایک طرف ہو تو اسکی بات سچی ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہود و عیسائی قوم کا بھی سواد اعظم تھا وہ اہل کتاب ہی تھے ۔ بڑے بڑے عالم فاضل عابد ان میں موجود تھے ان کے معیار پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انکی شہادت معتبر مان لینی چاہیے اصل سواد اعظم وہ لوگ ہیں جو حقیقی طور پر اللہ کو مانتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالیٰ پر ان کا ایمان ہے اور ان کی شہادت معتبر ہوتی ہے بھلا سوچ کر دیکھو کہ جس راہ میں بچھو ، سانپ اور درندے وغیرہ ہوں ۔ کیا دس ہزار اندھے اس کی نسبت کہیں کہ یہ راہ اختیار کرو تو کوئی انکی بات مانے گا ۔ اور جو ان کے پیچھے چلیں گے وہ سب مرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں علیٰ وجہ البصیرت بلاتا ہوں اگرچہ آپ ایک فرد واحد تھے لیکن آپ کے مقابل ہزار ہا منکرین کی بات قابل اعتبار نہ تھی جو آپ کی مخالفت کرتے تھے اب اس وقت ایک سواد اعظم نہیں ہے بلکہ کئی سواد اعظم ہیں ۔ افیونیوں ۔ بھنگیوں چرسیوں ۔ شرابیوں وغیرہ کا بھی ایک سواد اعظم ہے ۔ [illegible] سودیوں کا بھی ایک سواد اعظم ہے تو کیا ان لوگوں کے اقوال کو سند پکڑا جاوے ۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور کہ شاکر اور سمجھدار بندے ہمیشہ کم ہوتے ہیں جو کہ حقیقی طور پر قرآن پر چلنے والے ہیں خدا تعالیٰ نے انکو اپنی محبت اور تقویٰ عطا کیا ہے

وہ خواہ قلیل ہوں مگر اصل میں وہی سواد اعظم ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اُمّۃ کہا ہے حالانکہ وہ ایک فرد واحد تھے مگر سواد اعظم کے حکم میں تھے ۔

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ ہزار ہا مفسدیوں اور حیلہ بازیوں میں رہتے ہیں ان کا عمل ایک بالشت بھی آسمان پر جا سکے اور وہ ان نیک بندوں کے برابر ہوں جنکی عظمت خدا کی نظر میں ہے ۔ عبد اللطیف کی ہی ایک نظیر دیکھو کہ بار بار موقعہ ملا کہ جان بچ جاوے مگر اس نے یہی کہا کہ میں نے حق کو پا لیا اس کے آگے جان کیا شے ہے سوچ کر دیکھو کیا جھوٹ کے واسطے دیدہ و دانستہ کوئی جان جیسی عزیز شے دے سکتا ہے

ایک بدنصیبی ان لوگوں کی یہ ہے کہ آکر صحبت حاصل نہیں کرتے اور دور دور رہتے ہیں ان کے اسلام کی مثال ایک تصویر کی مثال ہے کہ اس میں نہ ہڈی نہ گوشت نہ پوست نہ خون نہ روح اور پھر اُسے انسان کہا جاتا ہے ۔ اپنی کثرت پر ناز کرتے ہیں ۔ کتاب اللہ کی عزت نہیں کرتے حالانکہ اس کثرت پر آنحضرت ﷺ نے لعنت کی ہے ۔ آپ نے دو گروہ کا ذکر کیا ہے ایک اپنا اور ایک مسیح موعود کا اور درمیانی زمانہ کو جس میں انکی تعداد کروڑوں تک پہونچی اور کثرت ہوئی فیج اعوج کہا ہے ۔ پھر اصل میں یہ کثرت بھی نہیں ہے خود ان میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے ہر ایک کا الگ الگ مذہب ہے ایک دوسرے کی تکفیر کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو خدا کی طرف سے کوئی فیصلہ کرنے والا نہ آوے گا ۔ خود انھیں میں سے ہیں جو مانتے چلے آئے ہیں کہ مسیح اسی اُمت میں سے ہوگا حدیثوں میں امامکم منکم موجود ہے سورہ نور میں منکم ہے ؛

معراج میں آپ ﷺ نے اسرائیلی مسیح کا حلیہ اور دیکھا اور آنے والے اپنے مسیح کا اور حلیہ بتلایا ۔ پھر کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیشتر سب انبیاء فوت ہو چکے ہیں ان تمام ثبوتوں کے بعد اور ان کو کیا چاہیے

۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء

سیر

ان من قریۃ الا نحن مہلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا یہ اسی زمانہ کے لیے ہے کیونکہ اس میں ہلاکت اور عذاب مختلف پیرایہ میں ہے ۔ کہیں طوفان سے کہیں زلزلوں سے کہیں آگ کے لگنے سے اگرچہ اس سے پیشتر بھی یہ سب باتیں دنیا میں ہوتی رہی ہیں مگر آجکل ان کی کثرت خارق عادت کے طور پر ہو رہی ہے جسکی وجہ سے یہ ایک نشان ہے اس آیت میں طاعون کا نام نہیں ہے صرف ہلاکت کا ذکر ہے خواہ کسی قسم کی ہو ۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قوت اور پوری توجہ سے لوگوں نے دنیا اور اسکے ناجائز وسائل کو مقدم رکھا ہوا ہے اور عظمت الٰہی کو دلوں سے اٹھا دیا ہے اب صرف وعظوں کا کام نہیں ہے کہ اسکا علاج کر سکیں عذاب الٰہی کی ضرورت ہے ۔

بابو شاہدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور عذاب سے بھی لوگ عبرت نہیں پکڑتے کہتے ہیں کہ ہمیشہ بیماریاں وغیرہ ہوا ہی کرتی ہیں فرمایا قرآن شریف میں طوفان نوح کا ذکر ہے بجلی کا ذکر ہے اور یہ سب حادثات دنیا میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں کیا ان کے نزدیک یہ عذاب الٰہی نہ تھے جنکا ذکر خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور ان سب کا ہمیشہ دنیا میں وجود رہتا ہے مگر جب کثرت ہو اور ہولناک صورت سے ظاہر ہوں اور ایک دنیا میں تہلکہ پڑ جاوے تب یہ نشان ہیں وحی بھی اسی طرح سے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ لوگوں کو سچی خواب آتے ہیں تو پھر انبیاء کی خصوصیت کیا ہوئی خصوصیت ہمیشہ کثرت اور درجہ کمال سے ہوتی ہے ۔ اب اسوقت جو ہلاکت مختلف طور سے ہو رہی ہے اسکی نظیر یہ دکھلا دیں ۔

گذشتہ دنوں میں عالیجناب احسان علیخان صاحب برادر نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے تھے انھوں نے حضرت اقدس سے نیاز بھی حاصل کی تھی اور آپ نے ایک جامع تقریر بھی اُسوقت فرمائی تھی جس سے اُن کے اکثر شبہات و شکوک کا قلع و قمع ہوا افغانستان کا ذکر ہوتا رہا ۔ کسی کی طرف سے یہ اعتراض بھی پیش ہوا کہ اُن کے ایک مصاحب نے کہا ہے کہ ابھی مہدی و مسیح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ لوگ نماز پڑھتے ہیں ۔

اسپر آپ نے فرمایا کہ عام طور پر دلوں میں دہریت گھر کر گئی ہے لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے ہیں صلیبی فتنہ بڑھ رہا ہے اگر اب بھی ضرورت نہیں تو کیا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے انکی تو وہی مثال ہے کہ ایک میت موجود ہو اُس میں روح کا نام بھی نشان نہ ہو اور صرف اُس کے آنکھ کان ناک وغیرہ اعضا دیکھ کر کہا جاوے کہ میت نہیں ہے اگر نہیں ہے تو اور چار دن رکھ کر دیکھ لو سڑے گا اور بدبو پھیلے گی تو خود پتہ لگ جاوے گا روح کا نام و نشان نہیں صرف پوست ہی پوست ہے ابھی کہتے ہیں کہ ضرورت نہیں ۔

اہل شیعہ کو جو محبت حضرت امام حسین سے ہے اور آپ کے اور آپ کے واقعہ شہادت کو سنکر جسطرح ان کے جگر پارہ پارہ ہوتے ہیں اس میں سے تکلف اور تصنع کو دور کر کے باقی ان لوگوں کے حق میں جو دلی خلوص سے امام صاحب سے محبت رکھتے ہیں اور انکی شان میں ہر ایک قسم کے غلو کو معیوب قرار دیتے ہیں فرمایا کہ اس سے ہم منع نہیں کرتے کہ کوئی کسی بزرگ کی محبت یا جدائی میں آنسوؤں سے روئے

فرمایا

کہ ہدایت کے تین طریق ہیں ۔ بعض لوگ تو کلمات طیبات سنکر ہدایت پاتے ہیں ۔ بعض تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں ۔ بعض کو آسمانی نشانات اور تائید نظر آجاتی ہے کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ اب اسوقت جو خدا دکھلا رہا ہے وہ چشم دید ہے دوسرے نقول ہیں ۔

یکم فروری ۱۹۰۴ء

سیر

اتمام حجت کی تکمیل

فرمایا کہ قوی خواہ کتنے ہی قوی ہوں اور عمر بھی قدرے اوائل میں کیوں نہ ہو مگر تاہم عمر کا اعتبار نہیں ہے نہیں معلوم کہ کس وقت موت آجاوے اس لیے میرا ارادہ ہے کہ اگرچہ اپنے فرض کا ایک حصہ بذریعہ تحریروں کے ہم نے پورا کر دیا ہے مگر تاہم ایک بڑا ضروری حصہ باقی ہے کہ عوام الناس کے کانوں تک ایک دفعہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا جاوے کیونکہ عوام الناس میں ایک بڑا حصہ ایسے لوگوں کا جو تعصب اور تکبر وغیرہ سے خالی ہوتے ہیں اور محض مولویوں کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہتے ہیں جو کچھ یہ مولوی کہہ دیتے ہیں اُسے آمنّا و صدّقنا کہہ کر مان لیتے ہیں۔ ہماری طرف کی باتوں اور ہمارے دعووں اور دلیلوں سے محض ناآشنا ہوتے ہیں اس لیے ارادہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں جا کر بذریعہ تقریر کے لوگوں پر اتمام حجت کی جاوے اور ان کو بتلایا جاوے کہ ہمارے مامور ہونے کی غرض کیا ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں

خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر ایمان

فرمایا کہ عمر کی نسبت اگرچہ مجھے الہام بھی ہوا ہے اور خواب بھی آئے ہیں مگر جب اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر نظر پڑتی ہے تو مجھے اپنی عمر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ان کو کوئی عمر کا وعدہ بھی نہیں ملا ہوا مگر پھر بھی وہ ایسے عمل کرتے ہیں جیسے کہ موت مطلق آنی ہی نہیں۔ سعادت یہ ہے کہ انسان موت کو نظر کے سامنے رکھے تو سب کام خود بخود درست ہو جاویں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے بہت سے آثار بتلائے مگر تاہم ذرا سختی پڑتی یا ابتلا پیش ہوتی تو آپ گھبرا جاتے اور خیال کرتے کہ کیا قیامت تو نہیں آگئی۔ اُسوقت آپ کی نظر خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر ہوتی تھی جنگ بدر میں فتح کا وعدہ تھا مگر تاہم رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ فتح کا وعدہ تو ہے مگر شاید کوئی شرط ایسی بھی ہو جس کا مجھے علم نہیں تو پھر فتح نہ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا وعدے تھے مگر آخر قوم کو چالیس برس جنگلوں میں سرگردان ہونا پڑا اسکی وجہ یہی تھی کہ الٰہی وعدے جن شرائط کے ساتھ مشروط تھے اُن کے برعکس قوم نے کارروائی کی جس کی شامت اعمال کا اثر سب پر پڑا تھا۔ جنگ احد میں ایک طائفہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا نہ مانا تو آپکو کس قدر تکلیف ہوئی آخر تمام صحابہ کو تکلیف ہوئی اور دانت مبارک شہید ہوا اور خود کی کڑی سر میں دھنس گئی کہ صحابہ نے زور لگا کر اُسے نکالا تو نکلی۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے آگے کس کی پیش جا سکتی ہے۔

مرحوم رحمت علی شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے ذکر پر فرمایا کہ یہ ان کی پاکیزہ فطرت کی نشانی ہے کہ افریقہ میں غائبانہ دور بیٹھے ہوئے قبول کیا اور اس چھوٹی سی عمر میں ترقی اخلاص میں بھی کی۔ اس سال میں اور بھی ہمارے مخلص فوت ہوئے ہیں۔

شہد

شہد کے تذکرہ پر آپ نے فرمایا کہ دوسری تمام شیرینیوں کو تو اطباء نے عفونت پیدا کرنے والی لکھا ہے مگر یہ ان میں سے نہیں ہے آم وغیرہ اور دیگر پھل اس میں رکھ کر تجربہ کیے گئے ہیں کہ وہ بالکل خراب نہیں ہوئے سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ ایک دفعہ ہم نے انڈے پر تجربہ کیا تو تعجب ہوا کہ اسکی زردی تو ویسی ہی تھی مگر سفیدی انجماد پا کر مثل پتھر کے سخت ہو گئی جیسے پتھر نہیں ٹوٹتا وہ بھی نہیں ٹوٹتی تھی۔

خدا تعالیٰ نے اسے شفاء للناس کہا ہے واقعی عجیب اور مفید شے ہے جو کہا گیا ہے یہی تعریف قرآن شریف کی فرمائی ہے۔ ریاضت کش اور مجاہدہ کرنے والے لوگ اکثر اسے استعمال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جگر بول وغیرہ کو محفوظ رکھتا ہے

اس میں ال جو ناس کے اوپر لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اسکے اپنے یعنی خدا تعالیٰ کے ناس (بندے) ہیں اور اسکے قرب کے لیے مجاہدے اور ریاضتیں کرتے ہیں اُن کے لیے شفا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تو ہمیشہ خواص کو پسند کرتا ہے عوام سے اُسے کیا کام۔

تناسخ کی اصل

فرمایا کوئی عمدہ آدمی فوت ہو تو صدمہ ضرور ہوتا ہے لیکن دنیا ایسی جگہ ہے کہ انسان پھر ویسے ہی پیدا ہو جاتے ہیں نیکوں کے بھی بدوں کے بھی۔ اسی لیے بعض نے دنیا کو دَوری لکھا ہے کہ جن صفات کے لوگ اس کے ایک دور میں گذر جاتے ہیں پھر اُسی قسم کے لوگ وہی سیرتیں اور صورتیں لیکر دوسرے دَور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت نے عرض کیا کہ حضور یہیں سے ٹھوکر کھا کر لوگ تناسخ کے قائل ہو گئے ہیں

۵ - ۶ فروری سنہ ۱۹۰۵ء

مداہنہ

سرسید کے ذکر پر فرمایا دوسری قوم کے رعب میں آکر اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اب آخری ایام میں خلیفہ کے ماننے والوں کو بھی نجات یافتہ قرار دیا گیا۔ مداہنہ کی انتہا یہی ہوا کرتی ہے کہ آخر اُسی قوم کا انسان کو بننا پڑتا ہے قرآن شریف میں اسی لیے ہے لن ترضٰی عنک الیہود ولا النصارٰی حتّٰی تتبع ملّتھم دوسرے کو راضی کرنے کے لیے انسان کو اس کے مذہب کو بھی اچھا کہنا پڑتا ہے اسی لیے مداہنہ سے مومن کو پرہیز کرنا چاہیے

فرمایا کہ مجھے بھی یہ الہام ہوا ہے جو براہین میں درج ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت ان لوگوں (یعنی مخالفوں) میں سے شاذ و نادر ہی ہو گا جو ہم سے راضی ہو اور ہمارے ساتھ اخلاق سے پیش آنا چاہتا ہو ہاں اگر شخصی طور پر کسی کی ذات میں اخلاق ہو تو وہ شاید ہم سے اخلاق سے پیش آجاوے ورنہ قومی طور پر ہم سے ہرگز اخلاق سے پیش آنا نہیں چاہتے۔

اجتہادی غلطی

کسی صاحب نے لدھیانہ سے حضرت صاحب کو مخالفین کا یہ اعتراض لکھا کہ شاتان تذبحان کا الہام جو اب شہزادہ عبد اللطیف شہید کے بارے میں لکھا گیا ہے وہ قبل ازیں کسی تصنیف میں مرزا احمد بیگ اور اُس کے داماد پر چسپاں ہو چکا ہے اس پر آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ اگر ہم سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو حرج کیا ہے۔ اجتہاد اور شے ہے اور تفہیم الٰہی اور شے۔ اگر ہم نے ایک معنی اپنی رائے اور فکر سے کر دیے تو آخر اپنے وقت پر خدا تعالیٰ نے اصل اور حقیقی معنے بتلا دیے۔ اس الہام میں یہ لفظ بھی لکھے ہیں عسٰی ان تحبّوا شیئًا وھو کرہ لکم۔ اب دیکھنا چاہیے کہ کیا احمد بیگ جیسے منکرین کی زندگی ہماری محبوبات سے تھی یا مکروہات سے۔

اگر ہماری کوئی غلطی ہو تو اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسی غلطیاں انبیاء سے ہوتی رہی ہیں کہ نہیں۔ جیسے کہ خواب میں ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انگور کا خوشہ دیا تو آپ نے اس سے یہ سمجھا کہ ابوجہل کسی وقت مسلمان ہو جاوے گا لیکن وہ تو مسلمان نہ ہوا آخر عکرمہ اس کا بیٹا جب مسلمان ہوا تو خواب کے معنے پورے طور پر سمجھ میں آئے

ایک مفتری کی زندگی حباب کی طرح ہوتی ہے لیکن ہمارے سلسلہ میں سچائی کی خوشبو ہے کہ ہم دیکھتے ہیں (یہ کانفرنسیں جو مختلف مقاموں پر ہوتی ہیں دیکھی رہیں) لیکن ہماری صداقت خود بخود لوگوں کے دلوں میں پڑتی جاتی ہے لوگوں نے بہتیرا واویلا کیا اور روکتے رہے اور اب بھی کرتے اور روکتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

اب ذرا ایک نظر سے غور سے دیکھو تو ہمارا سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور یہی نشانی ہے اس بات کی کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارے مخالف آج تک کب کے کامیاب ہو جاتے۔ ہم یہاں چپ چاپ بیٹھے ہیں کسی تدبیر اور طاقت سے کام نہیں لیتے کہ اثر انداز ہو نہ دورے لگا رہے ہیں نہ کچھ مگر تاہم ایک حرکت شروع ہے۔ روزمرہ ڈاک آتی ہے شاذ و نادر ہی کوئی ایسا دن ہو تو ہو ورنہ ہر روز بلا ناغہ بیعت کے خطوط آتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا کہ اس میں کوئی نہ کوئی بیعت کے لیے طیار ہی نہ کرتا ہو۔

تین قسم کے لوگ

فرمایا کہ اسوقت تین قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو بغض و حسد میں جلے ہوئے ہیں اور ضد اور تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں انکی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔

دوسرے وہ جو اسطرف رجوع کرتے ہیں انکی تعداد ترقی پر ہے

تیسرے وہ جو خاموش ہیں نہ ادھر ہیں نہ اُدھر انکی تعداد کثیر ہے وہ ملاؤں کے زیر اثر نہیں ہیں ورنہ ان کے ساتھ ملکر سب و شتم کرتے لیکن اس لیے وہ ہمارے ہی مددگار ہیں

فرقہ معاندین غنیمت ہے

یہ فرقہ جو معاندین کا ہے اگر نہ ہوتا تو چپ رہنے والے اہل میں کوئی شے نہیں ہے انہیں کی وجہ سے تحریک ہوتی ہے وہ شور ڈال کر ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں انکی باتوں میں چونکہ آسمانی تائید نہیں ہوتی اس لیے تناقض ہوتا ہے خدا تعالیٰ کچھ فرماتا ہے اور یہ کچھ کہتے ہیں۔ قال کچھ ہے حال کچھ ہے آخر شور و شر اپا سنکر بعض کو تحریک ہوتی ہے کہ دیکھیں تو سہی ہے کیا پھر جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو حق ہماری طرف ہوتا ہے آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔

معاندین ہم پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبروں کو گالیاں دیتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ ادا نہیں کرتے آخر سعید طبائع ان باتوں سے فائدہ اُٹھا کر ہماری طرف رجوع کرتے ہیں اس جماعت معاندین کے ہونے سے ہمارا برسوں کا کام دنوں میں ہو رہا ہے لوگ آگے ہی منتظر ہیں۔ وقت خود شہادت دے رہا ہے اور انکی آنکھیں اسطرف لگی ہوئی ہیں کہ آنے والا آوے۔ جب یہ معاندین ایک مفتری کے رنگ میں پیش کرتے ہیں تو تحقیق کرتے کرتے خود حق کو پا لیتے ہیں۔

افغانستان اور مسیح موعود

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے اب افغانستان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے زیر اثر کر دیا ہے اور آپکی شہادت سے ہمارے تعلقات افغانستان سے بہت کچھ وابستہ ہو گئے ہیں اسلیے وہاں کی آمدہ خبروں سے ہمیں اور ہمارے احباب کو ایک خاص دلچسپی ہونی چاہیے کہ ایک سرزمین جسکی خمیر میں خونریزی کا بیج بویا گیا ہے اور جان کو ہتھیلی پر رکھکر چلنا پھرنا اس کے باشندوں کا کام ہے۔ اور جنھوں نے اپنی نجات کا مدار صرف اسیات کو سمجھ رکھا ہے کہ ایک کافر کو تیغ بیدریغ سے ناحق قتل کر دیا جاوے جب ایسی سرزمین حضرت موعود کے زیر اثر ہو کر ان تمام ظالمانہ خونریزی کے خیال سے پاک و صاف ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی مخلوق پر اسکی شفقت اور رحم بڑھ جاوے اور بلا امتیاز مذہب بنی نوع انسان پر ہمدردی کی روح ان میں پھونکی جاوے تو یہ تغیر و تبدل منجملہ عظیم الشان معجزات کے ہوگا اور سمجھا سکے کہ لاکھوں روپیہ صرف کر کے مدرسہ اور مکتب وہاں قائم ہوں اور ہزاروں حیلوں سے رفتہ رفتہ ان اقوام سے اسلحہ لیے جائیں اور انکی قوتوں کو کمزور کیا جاوے۔ حضرت مسیح موعود کے پاک انفاس کی برکت اور تاثیر سے یہ مطلب شفقت علیٰ خلق اللہ کا حاصل ہو جاوے تو امن پسند حکام اور سلاطین کے لیے یہ کسقدر شکریہ کا مقام ہو سکتا ہے۔ صاحبزادہ عبد اللطیف تو شہید ہو کر خون کا اشتہار اس سرزمین میں دے گئے۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر مہر لگا گئے اور آپکے دعاوی اور تعلیم کی تخم ریزی کر گئے لیکن اب یہ خونی اشتہار وقتاً فوقتاً کن رنگوں میں جلوہ دکھلاتا ہے۔ یہ ایک عجیب نظارۂ قدرت ہے جو کہ ایمان کو تازگی اور دلکو سرور بخشتا ہے۔

سنا گیا ہے کہ علاقہ ترکستان میں ایک مزار ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار کہلاتا ہے وہاں سے ایک مجذوب کابل میں آیا اور اسنے مختلف مقامات پر کھڑے ہو کر آواز بلند کہا ہے کہ سید عبد اللطیف بڑے ظلم کے ساتھ مارے گئے ہیں اور میں دیکھتا ہوں لیکن یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اُس کا پیر کابل میں موجود ہے اور نزدیک ہے کہ کابل اپنے کیے کی سزا پاوے عوام الناس کا چونکہ ایسے مجذوبوں پر حسن اعتقاد ہوتا ہے اسلیے کابل میں بہت کھلبلی مچی ہوئی ہے ایسے مجذوب جو کہ مامورین میں سے نہیں ہوتے اگرچہ انکی کلام بحیثیت ایک مخبرانہ پیشگوئی کے نہیں تسلیم کی جا سکتی مگر چونکہ انقطاع دنیا پر وہ اہل اللہ اور مامورین سے مناسبت رکھتے ہیں اس وجہ سے بعض غیبی اخبار پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم اس مجذوب کی اس پیشگوئی پر چنداں یقین نہیں کرتے لیکن ہاں خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے جو کچھ نکل چکا ہے کہ یہ ایک عظیم ظلم ہوا ہے جسکی سزا کابل بھگتے گا وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور عبد اللطیف صاحب شہید کا وہاں شہید ہونا اور احمدی عقائد کا وہاں رواج پانا خود حضرت مسیح موعود کا وہاں جانا ہے۔

(صاحبزادہ محمد سعید صاحب)

شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ کا نام محمد سعید ہے عمر آپ کی ۲۵-یا ۳۰ سال کے درمیان ہے مگر قد و قامت کے لحاظ سے آپ ۴۰ سالہ نوجوان معلوم ہوتے ہیں اور اپنے باپ کے قدم بہ قدم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب آپکے والد عبد اللطیف صاحب شہید کیے گئے اور انکو کابل میں طلب کیا گیا تو بعض کمزور دل لوگوں نے مشورہ دیا کہ اپنے والد کیطرح اپنے آپکو مرزا صاحب پر راسخ الاعتقاد ظاہر کر کے عزیز جان کو نہ تلف کرو۔ امیر صاحبزادہ محمد سعید صاحب نے اُنکو جواب دیا تھا کہ جو کچھ انکا عقیدہ تھا وہی میرا عقیدہ ہے اگر وہ مارے گئے اور میں مرجاؤں تو کیا حرج ہے آخر میں اُسی باپ کا فرزند ہوں۔

سنا گیا ہے کہ امیر صاحب کابل بھی اب اپنے کیے پر پشیمان ہیں اور انکی اولاد کو امیر صاحب نے تین ہزار جریب زمین علاقہ ترکستان کی طرف عطا کی ہے کابل کی جریب یہاں کی جریب سے طول میں سہ گونہ ہوتی ہے اور جن قاضیوں نے مولوی صاحب شہید کے قتل پر فتویٰ دیا تھا کچھ اُنکی ناجائز کارروائیوں کا انکشاف بھی ہوا ہے جس سے ان قاضیوں کی وقعت امیر صاحب کے دل سے کم ہو گئی ہے

کابل میں قحط سے پریشانی پھیل رہی ہے اور امیر صاحب نے باہر سے غلہ منگوانے کو کوچی لوگوں سے ۱۶ ہزار اونٹ حاصل کیے ہیں اور انکے لیے ساتھ ہزار جانور بار برداری سرکاری ہیں۔ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں اور کیا بیان کی صداقت پر آسمان و زمین نے سرزمین کابل میں مہر لگائی ہے جیسے سر الشہادتین میں فاضل مرحوم نے بیان کیا ہے کہ قرآن فرماتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس قوم پر عذاب الٰہی ضرور نازل ہوگا جیسا کہ لکھا ہے وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون ۔ یہ قحط منجملہ اسی عذاب کے ہے کاش اہل کابل عبرت پکڑیں۔

شہید مرحوم کے بفضلہ ۵ فرزند اور ۵ دختر ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بدستور کسی قدر ناساز رہتی ہے دعا سے تو آپ کو قدرتی طور پر اور بطور پیشگوئی شامل حال رہتے ہیں جنکا کبھی کبھی دورہ ہو جاتا ہے یعنی دوران سر وغیرہ۔ اور گذشتہ تین ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک بوجہ کھانسی بیمار رہنے کی وجہ سے ضعف ہو گیا ہے ہاں یہ جناب کی عامی سنت ہے کہ جب ذرا بھی افاقہ ہو تو مسجد میں تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں ہو باقی ممبران خاندان خدا کے فضل سے بخیریت ہیں

۲۔ بزرگان ملت بھی بفضلہ بخیریت ہیں

۳۔ موسم کا رنگ تبدیل ہو چلا ہے مگر گلابی جاڑوں کے رنگ میں سردی بدلگئی ہے۔

ہمارے مقدمات

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کے حضور جو درخواست بغرض انتقال مقدمہ قانوناً دی گئی تھی اور جسکی پیشی ۱۲۔ فروری ۱۹۰۴ء مقرر تھی ۱۳ فروری کو بمقام علی وال دریا بیاس پیش ہوئی۔ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے درخواست مذکور کو نامنظور فرمایا + اور مقدمہ بدستور لالہ چندولال صاحب کی عدالت میں رہنے دیا گیا + درخواست انتقال ان امور کی بنا پر تھی جو عدالت کی بعض کارروائیوں سے ہمکو بحیثیت مستغیث انصاف کی راہ میں روک نظر آتی تھی + بہر حال صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنا یہی فیصلہ دیا + جس کے متعلق عدالت عالیہ چیف کورٹ میں درخواست انتقال مقدمہ دیگئی ہے جسکے لیے ۲۲ فروری ۱۹۰۴ء مقرر ہے

مقدمہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی عدالت سے واپس لالہ چندولال کی عدالت میں جا کر ۱۶ فروری کو پیش ہوا۔ اعلیٰحضرت کی طبیعت مزید سخت ناساز ہو گئی اور آپ سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور کے ہی سرٹیفکٹ کیوجہ سے اُسروز واپس چلے آئے + ۱۶ کو ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ گذرے مقدمہ عدالت میں پیش ہوا عدالت میں جانے سے پہلے گورداسپور کا اینٹ اینٹ ہماری خطرناک مخالفت کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ اور مقدمات کے متعلق عجیب عجیب افواہیں اُڑائی جا رہی تھیں مجسٹریٹ صاحب نے جس اسلوب اور طریق پر آجکی کارروائی کی وہ کسی دوسرے وقت پر مفصل ہیں ناظرین بزرگ بہت سی رد و کد کے بعد مجسٹریٹ نے ایک ہفتہ کی مزید مہلت چیف کورٹ سے حکم لانے کیواسطے دی + اور ۲۳ فروری ۱۹۰۴ء مقرر کی

حصول نقول کے متعلق ہمکو جسقدر گورداسپور کے متعلق مدانتوں میں پریشانی اٹھانی پڑی وہ بھی کچھ کم نہ تھی۔ بہرحال کسی کے کچھ بس میں نہیں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے قوی النصر من عند اللہ کا ثبوت کسطرح پر نظر آ سکتا ہے جبکہ سب اسباب موافق ہوں۔

۱۴-۱۵- کی درمیانی شب میں اعلیٰحضرت علیہ السلام نے رویا میں دیکھا کہ دو پیاز تر پڑے ہیں اور پھر آپکو ایک کوٹھا پیازوں کا دکھایا گیا مگر اس کوٹھے کو کسی ایسی لات ماری ہے کہ وہ اندر ہی اندر غرق ہو گیا اور ایک الہام ہوا

لعلی اٰتیکم منہا بقبس او اجد علی النار ھدی

اعلیٰحضرت اُسی روز دار الامان آ پہونچے + ہم کو متعلقین مقدمہ اپنے وکلا کے ساتھ لاہور چلے گئے + اب ۲۲ فروری کو چیف کورٹ میں اور ۲۳ فروری کو گورداسپور میں مقدمہ کی بنا ہر پیشی ہے دیکھیں پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے

جاپان اور روس کی جنگ

جاپان اور روس کی خطرناک جنگ شروع ہو گئی ہے ہم اس جنگ کو یاجوج ماجوج کی لڑائی قرار دیتے ہیں یہ ہماری ذاتی رائے ہو ممکن ہے اس سے کسیکو اختلاف ہو اور وہ اختلاف وجوہات قویہ پر مبنی ہو لیکن ہم اسکے وجوہات پھر کسیوقت عرض کرینگے۔ ہمارے ناظرین بھی عام لوگوں کی طرح روس اور جاپان کی جنگ کی خبریں سُننے کے خواہشمند ہونگے اسلیے ہم اگلی اشاعت سے آغاز جنگ سے لیکر اسوقت تک کی کل خبریں شائع کرینگے اور ساتھ ہی جاپان اور روس کی لڑائی کا نقشہ بھی دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اُمید ہے ہمارے ناظرین اسکو دلچسپی سے دیکھیں گے

ہمنے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں لکھا تھا کہ الحکم کا مذاق دوسرے لوگوں میں پیدا کرنے کے لیے اور اپنے ناظرین کو بعض ضروری ملکی معاملات سے آگاہ کرنیکے لیے الحکم کا کچھ حصہ عام ملکی معاملات کے متعلق جدا کر دینا چاہتے ہیں اور اس تجویز پر مارچ کے ابتدائی پرچہ سے ہم عملدرآمد کرینگے۔ الحکم پہلے ۴۸ کالموں پر شائع ہوتا تھا اور وہ کالم موجودہ کالموں کے بالمقابل ڈیڑھ کی نسبت رکھتے ہیں اسلیے ہم ۱۰ صفحہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق مضامین کے لیے جدا رکھیں گے اور باقی ۲ صفحہ عام ملکی معاملات اور خبروں کے لیے۔ اسطرح پر ہم اُمید کرتے ہیں کہ الحکم کی خدمت کا سلسلہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

ہفتہ زیر اشاعت میں توسیع اشاعت کے سلسلہ میں سعی کرنیوالے احباب کے نام نامی و اسماء گرامی کے اندراج سے ہم قاصر ہیں اخبار کا بہت بڑا حصہ ہماری غیر حاضری میں مرتب ہوا ہے

صبح کی سیر

۷ فروری ۱۹۰۴ء

آج ہمارے محترم مخدوم ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور سے تشریف لائے تھے حضرت اقدس نے باہر تشریف لاتے ہی ڈاکٹر صاحب سے اپنی ناسازی طبیعت کا ذکر فرمایا اور اسی سلسلہ میں فرمایا

انسان کا اصل طبیب اللہ تعالیٰ ہی ہے جسنے اسکو بنایا ہے

ضعف دماغ میں دیکھتا ہوں کہ ہماری کمزوریکا سر یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کیا ہوا تھا کہ اسوقت جہاد کے خیالات کو دور کیا جاوے اور ہمکو اس سے الگ رکھنا تھا اس لیے اُسنے عوارض اور کمزوری کے بھیجا - اور یہ بھی کہ اپنی کسی کارروائی پر گھمنڈ نہ ہو بلکہ ہر وقت اللہ تعالے ہی کے فضل کے خواستگار رہیں۔

نزول کے لفظ میں بھی یہی سر ہے گویا آسمان سے اُترا ہے یعنی سب کام خدا تعالے ہی کی طرف سے ہوتے ہیں اس میں انسانی دخل نہیں ہے اور جب انسانی ارادوں اور منصوبوں سے الگ ہوے تو وہ سب امور **خارق عادت** ٹھیرے + عام طور پر بھی کہا کرتے ہیں کہ خدا اتر کر لڑا ہے + مگر تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مخالفوں نے سب باتوں کو جسمانی بنا لیا ہے - ادھر یہ مان لیا ہے کہ وہ دو زرد چادریں پہنے ہوے اُتریگا معلوم نہیں ان بھگیے کپڑوں کے پہننے سے اس کی کیا غرض ہوگی + یہ چادریں شاید حضرت ادریس نے سیکر دی ہوں گی - پھر تعجب ہے کہ وہ کبھی میلی نہ ہوں گی اور نہ وہ کبھی اُنکو اُتاریگے اور نہ وہ پھٹیں گی - یہ کیسی عجیب باتیں ہیں جنکو سُنکر ہنسی آتی ہے - ادھر یہ لباس تجویز کیا اور خدمت یہ تجویز کی کہ وہ جنگلوں میں خنزیر مارتا پھرے۔

پردہ حضرت ام المؤمنین کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی آپ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورۃً فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں۔ انھوں نے کہا کہ نہیں اسپر اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ دراصل میں تو اسی لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعًا جائز ہے اور اسپر کوئی اعتراض نہیں رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لیجایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنیوالے کی پروا نہیں کرتا **حدیث شریف** میں بھی آیا ہے کہ بہار کی ہوا کھاؤ - گھر کی چار دیواری کے اندر ہر وقت بند رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں - علاوہ اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے - جنگلوں میں حضرت عائشہؓ ساتھ ہوتی تھیں۔

پردہ کے متعلق بڑی **افراط تفریط** ہوئی ہے **یورپ** والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض **نیچری** بھی اسی طرح چاہتے ہیں حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے - اور اس کے بالمقابل بعض **مسلمان** افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں حالانکہ ریل پر سفر کرنیکی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم ان دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں۔

۸ فروری ۱۹۰۴ء

حسب معمول حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سیر کے لیے تشریف لائے + سلسلہ کلام مقدمات کے متعلق شروع ہوا + اور چند منٹ کے بعد سلسلہ کلام کا رخ بدلگیا جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز پر مرتب کرکے لکھتے ہیں +

(ایڈیٹر)

آخری فتح دعا سے ہے میں دیکھتا ہوں کہ یہ زمانہ اس قسم کا آگیا ہے کہ انصاف اور دیانت سے کام نہیں لیا جاتا اور بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں جن کے واسطے دلایل مفید ہو سکتے ہیں - ورنہ دلایل کی پروا ہی نہیں کی جاتی اور قلم کام نہیں دیتا ہم ایک کتاب یا رسالہ لکھتے ہیں مخالف اس کے جواب میں لکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ **دعا** سے آخری فتح ہوگی اور انبیاء علیہم السلام کا یہی طریق رہا ہے - کہ جب دلائل اور حجج کام نہیں دیتے تو اُن کا آخری حربہ دعا ہوتی ہے جیساکہ فرمایا **واستفتحوا وخاب کل جبار عنید** یعنی جب ایسا وقت آجاتا ہے کہ انبیاء و رسل کی بات لوگ نہیں مانتے تو پھر دعا کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے مخالف متکبر و سرکش آخر نامراد اور ناکام ہو جاتے ہیں ایسا ہی **مسیح موعود** (علیہ الصلوۃ والسلام) کے متعلق جو یہ آیا ہے **ونفخ فی الصور فجمعناھم جمعًا** اس سے بھی مسیح موعود کی دعاؤں کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے - نزول از آسمان کے یہی معنے ہیں کہ جب کوئی امر آسمان سے پیدا ہوتا ہے تو کوئی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اُسے رد نہیں کر سکتا آخری زمانہ میں شیطان کی ذریت بہت جمع ہو جائے گی - کیونکہ وہ شیطان کا آخری جنگ ہے مگر مسیح موعود کی دعائیں اسکو ہلاک کردیگی۔

نوح کے زمانہ سے مناسبت اسی طرح نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا - جب حضرت نوحؑ تبلیغ کرتے کرتے تھک گئے تو آخر اُنھوں نے دعا کی تو نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طوفان آیا جسنے شریروں کو ہلاک کر دیا اور اسطرح پر فیصلہ ہو گیا - آخر ان کی کشتی ایک پہاڑ پر جا ٹھیری جسکو اب ارارات کہتے ہیں ارارات کی اصل یہ ہے **اَرَا اَرَاتْ** یعنی میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں - اُنھوں نے ایک پہاڑ کا سرا دیکھکر کہا تھا اور اب یہی نام سے مشہور ہو گیا - اور بگڑ کر ارارات بنگیا

یہ زمانہ بھی نوح علیہ السلام کے زمانہ سے مشابہ ہے - خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا ہے اور وہی الہام جو کشتی کا نوحؑ کو ہوا تھا یہاں بھی ہوا ہے۔

اسی طرح اب خدا تعالیٰ نے فیصلہ کرنا چاہا ہے اور حقیقت میں اگر ایسا نہ ہوتا تو ساری دنیا دہریہ ہو جاتی - **اقبال** اور کثرت نے دنیا کو اندھا کر دیا ہے

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ جو کہا گیا ہے بالکل سچ ہے انسان جب سلطنت اور حکومت کو دیکھتا ہے تو اُس کے خوش کرنے کے لیے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کے واسطے وہی رنگ اختیار کرنے لگتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اسوقت عیسائیوں کی کثرت انکی قومی ثروت اور اقبال نے لوگوں کو خیرہ کر دیا ہے اور ان وجوہات سے بہت سے لوگوں کو ادھر توجہ ہو گئی ہے۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس مذہب کا خاتمہ ہو جاوے اور اسکے لیے **دعا** کی بہت بڑی ضرورت ہے - عیسائی خود بھی محسوس کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ اُن کے مذہب کو ہلاک کر دے گا۔

دل را بدل رہیست دل کو دل سے راہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ پادری جسقدر ہماری جماعت کو برا سمجھتے ہیں اور اس سے دشمنی کرتے ہیں وہ دوسرے مسلمانوں کو اسقدر برا نہیں سمجھتے - جہاں کہیں ہمارا ذکر ہو گالیاں دیتے ہیں - اصل بات یہ ہے کہ ان کی فطرت خود تسلیم کرتی ہے کہ یہ سلسلہ انکو ہلاک کر دینے والا ہے - جیسے بلّی کا مُنہ جب چوہا دیکھتا ہے حالانکہ اُسنے پہلے کبھی اُسپر حملہ نہ بھی کیا ہو فورًا ہی سمجھ جاتا ہے کہ یہ میری دشمن ہے - بکری نے کبھی شیر کو دیکھا بھی نہ ہو لیکن جونہی اُسے نظر آجاوے وہ گھبرا کر کھانا پینا چھوڑ دے گی - اسی طرح پر عیسائی ہمارے سلسلہ کے کسی آدمی کو دیکھکر ہی اُس سے بیزار ہو جاتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ ان سے کوئی اُمید انکو نہیں ہے - انکی فطرت ہی انکو بتا دیتی ہے -

فطرت کے معنے فطر کے معنے پھاڑنے کے ہیں اور فطرت سے یہ مراد ہے کہ انسان خاص طور پر پھاڑا گیا ہے جب آسمان سے قوت آتی ہے تو نیک قوتیں پھٹنی شروع کرتی ہیں۔

امتیاز خبیث و طیب فرمایا **براھین احمدیہ** میں جو یہ الہام ہے بڑا ہی پُر رعب اور مبشر ہے **وماکان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب** یعنی خدا ایسا نہیں ہے جو تجھے چھوڑ دے جبتک پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھا دے - یہ الہام بڑا ہی مبشر ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے عظیم الشان فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔

عیسائیوں کی کثرت اور مسلمانوں کی ہمت اگرچہ یہ سچی بات ہے کہ جب سے عیسائیوں کا قدم آیا ہے مسلمانوں نے اپنی طرف سے کمی نہیں کی اور کسی نہ کسی حد تک اُن کا مقابلہ کرتے رہے ہیں اور کتابیں اور رسالے لکھتے ہی رہے ہیں لیکن باوجود اسکے بھی انکی جماعت بڑھتی ہی گئی ہے یہانتک کہ اس وقت تیس لاکھ کے قریب مرتد ہو چکے ہیں - اسلیے میں یقینًا سمجھتا ہوں کہ **کسر صلیب** جماعت کی دعاؤں پر موقوف ہے دعائیں ایسی قوت ہے کہ جیسے آسمان صاف ہو اور لوگ تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعا کریں تو آسمان پر بدلیاں ہی نمودار ہو جاتی ہیں اور بارش ہونے لگتی ہے اسیطرح میں خوب جانتا ہوں کہ **دعا** اس باطل کو ہلاک کردیگی - اور ان لوگوں کو تو کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ دین کے لیے دعا کریں مگر میرے نزدیک بڑا حربہ **دعا** ہی ہے اور یہ بڑا خطرناک جنگ ہے جس میں جان جانے کا بھی خطرہ ہے

ونعم ماقیل

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

پھر ان دعاؤں کے لیے گوشہ نشینی کی بڑی ضرورت ہے کئی دفعہ یہ بھی خیال آیا ہے کہ باغ میں کوئی الگ مکان دعاؤں کے واسطے بنالیں

غرض

یہ تو میں نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ محض قلم سے کچھ نہیں بنتا - اغراض نفسانی نے انسان کو دبا یا ہوا ہے بہت سے لوگ نوکری کی غرض سے عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض اور نفسانی غرض کیوجہ سے اور بعض لوگ گورنمنٹ کے تعلقات کیوجہ سے

آسایش کی حقیقی راہ اسطریق پر سچی راحت اور آسایش نہیں مل سکتی مومن کو حقیقی راحت اور آسایش کے لیے خدا کا ہونا چاہیے - جو مومن آسایش کی زندگی چاہتے ہیں وہ خدا تعالے پر بھروسہ کریں اور اُسکے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں ورنہ یقینًا یاد رکھیں کہ خدا کو چھوڑکر دوسروں پر بھروسہ کرنے والے کبھی خیر خواہ نہ پائیں گے

مسیح اول و مسیح آخر کی دعا مجھے خیال آتا ہے کہ حضرت مسیح نے جب دیکھا کہ صلیب کا

واقعہ ملنے والا نہیں تو اُن کو اس امر کا بہت ہی خیال ہوا کہ یہ موت لعنتی موت ہوگی پر اس موت سے بچنے کے لیے اُنھوں نے بڑی دعا کی ✤ دل بریاں اور چشم گریاں سے اُنھوں نے دعا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آخر وہ دعا قبول ہوگئی چنانچہ لکھا ہے فَسُمِعَ لِتَقْوَاہُ ہم کہتے ہیں کہ جیسے پہلے مسیح کی دعا سُنی گئی ہماری بھی سُنی جاوے گی۔ مگر ہماری دعا اور مسیح کی دعا میں فرق ہے۔ اُنکی دعا اپنی موت سے بچنے کے لیے تھی اور **ہماری دعا دنیا کو موت سے بچانے کے لیے** (ایدہ اللہ بنصرہٖ)

ہماری غرض اس دعا سے اعلاء کلمۃ الاسلام ہے ✤ احادیث میں بھی آیا ہے کہ آخر مسیح ہی کی دعا سے فیصلہ ہوگا۔

دلائل سے بھی کام لو اگرچہ فیصلہ دعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہیے اور قلم کو روکنا نہیں چاہیے۔ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اسی لیے **اولی الایدی والابصار** کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ تمھارے ہاتھ اور قلم نہ رکیں اس سے ثواب ہوتا ہے جہاں تک **بیان** اور **لسان** سے کام ہو سکے کام لیے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لیے سمجھ میں آتی جاویں انھیں پیش کیے جاؤ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہونچا دینگی۔

میری غرض میری غرض اور نیت بھی یہی ہے کہ جب وہ وقت آوے تو اپنے وقت کا ایک حصہ اس کام کے لیے بھی رکھا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تبتل تام اور انقطاع کلی سے دعا کرے تو ایسے ایسے خارق عادت اور سماوی امور کھلتے ہیں اور سوجھتے ہیں کہ وہ دنیا پر حجت ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اس دعا کے وقت جو کچھ خدا تعالیٰ ان کے استعمال کے متعلق دل میں ڈالے وہ سب پیش کیا جاوے۔

انبیاء کا خوف اللہ کی غناء ذاتی سے اور مسیح موعود کے لیے بشارۃ فرمایا کہ کھانسی جب شدت سے ہوتی ہے تو بعض وقت دم رکنے لگتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جان کندن کیسی حالت ہے چنانچہ اس شدت کھانسی میں مجھے اللہ تعالیٰ کی غنا ذاتی کا خیال گذرا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ گویا موت کا وقت قریب ہے۔ اُسوقت

الہام ہوا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا اس کے یہ معنے سمجھائے گئے کہ ایسا خیال اسوقت غلط ہے بلکہ اُسوقت جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ کا نظارہ دیکھلو۔ اُسوقت تو کوچ ضروری ہو جاتا ہے سب کے لیے یہی اصول ہے کہ جب وہ کام کہ جس کے لیے اسکو بھیجا جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ رخصت ہوتا ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

تو یہ ہے مگر سب آدمی اپنے اپنے کام اور غرض سے جس کے لیے وہ آئے ہیں واقف نہیں ہوتے بعض کا اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ جو پایوں کیطرح کھا پی لینا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اتنا گوشت کھانا ہے اسقدر کپڑا پہننا ہے وغیرہ اور کسی بات کی اُن کو پرواہ اور فکر ہی نہیں ہوتی ایسے آدمی جب پکڑے جاتے ہیں تو پھر یکدفعہ ہی اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

لیکن جو لوگ **خدمت دین** میں مصروف ہیں اُنکے ساتھ نرمی کی جاتی ہے اُسوقت تک کہ جب تک وہ اس کام اور خدمت کو پورا نہ کرلیں۔

درازی عمر کا نسخہ انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے۔ تو اُسکو چاہیے کہ جہانتک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دغا دیتا ہے وہ اسکی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جبتک زندگی بڑھانیکو اس کے خلوص اور وفاداری کا کوئی رنگ دیکھا نہ جاوے کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آجکل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ **دین** کو آج ایسے مخلص خادموں کی ~~[illegible]~~ کی ضرورت ہے اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ وار نہیں ہے۔ یونہی چلی جاتی ہے۔

ایک **صحابی** کا ذکر ہے کہ اُسکے ایک تیر لگا اور اُس سے خون جاری ہوگیا اُسنے دعا کی کہ اے اللہ عمر کی تو مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔ البتہ میں یہود کا انتقام دیکھنا چاہتا تھا جنھوں نے اسقدر اذیتیں اور تکلیفیں دی ہیں۔ لکھا ہے کہ اُسی وقت اُسکا خون بند ہوگیا جبتک کہ وہ یہود ہلاک نہ ہوئے۔ اور جب وہ ہلاک ہوگئے تو خون جاری ہوگیا اور اُسکا انتقال ہوگیا۔ حقیقت میں سب امراض اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں کوئی مرض اُسکے حکم کے بغیر پیش دستی نہیں کرسکتا ✤ اسلیے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرے یہی اقبال کی راہ ہے مگر افسوس ہے جن راہوں سے اقبال آتا ہے اُن کو انسان بدظنی کی نظر سے دیکھتا ہے اور نحوست کی راہوں کو پسند کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آخر گر جاتا ہے۔

اعلحضرت امام الملۃ مسیح موعود کے مکتوبات

مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے نام

محترم ناظرین!

یہ خطوط جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جہانتک ہمارا علم ہے کبھی شائع نہیں ہوئے۔ مولوی محمد حسین صاحب جب اول اول آمادۂ مخالفت ہوئے ہیں اُسوقت کے یہ مکتوبات ہیں ✤ اور ۱۸۸۶ء کا یہ معاملہ ہے۔ ان خطوط کو پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وجہ مخالفت کیا ہوئی ہے؟ اور اعلحضرت حجۃ اللہ کو اپنے مولیٰ کریم کی **وحی** پر کسقدر انشراح صدر سے اور بصیرت یقین کامل ہے۔ کسیکی مخالفت اور اعتراض کی کچھ پرواہ نہیں۔ دنیا کی خیالی ذلت اور عزت سے سروکار نہیں۔ اصل غرض اعلاء کلمۃ الاسلام ہے اسمیں خواہ کوئی ناراض ہو یا خوش۔ بہرحال امید ہے کہ یہ ہماری قوم کی ایمانی ترقی کا باعث ہوں گے (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مکرم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا اشتہارات "ملاحظہ" کرکے اور بعض مہمانوں کے کے ارسال خدمت ہیں میں باعث بیماری وجع الاذن حاضر نہیں ہو سکا کیونکہ مجھکو دردگوش سے بشدت تکلیف ہے اور اندیشہ تپ بھی ہے اعتراض احباب دربارہ کتب مؤلفہ این احقر معلوم نہیں کس صورت سے ہے اگر توقف طبع کتاب پر ہے تو یہ امر قضاء و قدر حضرت حکیم مطلق سے وقوع ہوگیا ہے شاید اسمیں یہ مصلحت ہوگی کہ جو کچھ درمیانی کارروائیاں آجتک ہوئی ہیں اُنکا وقوع میں آجانا قبل از طبع کتاب ضروری تھا مگر سیاست پر کبھی راضی نہیں ہوا اور نہ اب ہوں کہ کام طبع کتاب میں توقف ہو لیکن یہ تمام توقفات قادر مطلق کے انواع اقسام کی روکوں سے واقع ہوگئی ہیں الوہیت کی زور اور قدرتیں بشریت کے ارادوں کو مضمحل اور کالعدم کر دیتے ہیں اور پھر جب خوب غور سے سوچیں تو اصل خیر بھی اُنھیں میں ہوتی ہے انسان اپنی فطرت سے مستعجل اور زود پسند ہے اور یہی چاہتا ہے کہ جو کل ہونا ہے وہ آج ہی ہوجائے لیکن عادۃ اللہ تانی اور توقف ہے جیسا کہ مدۃ نزول قرآن شریف سے ظاہر ہے۔

غرض میرے ساتھ معاملہ حضرت عزۃ جل شانہٗ کچھ ایسا ہے کہ میں مردہ بدست زندہ ہوں اور اسکی مصلحت میری مصلحت پر مقدم ہو جاتی ہے وہ لوگوں کے لعن طعن کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ قادر ہے کہ انجام کار لوگوں کو خوش کر دیوے اور جس بات کے لیے میرا سینہ کھولدیا ہے اُسکے لیے اُنکا سینہ بھی کھولدے وھو علٰی کل شیءٍ قدیر۔

اور اگر اس عاجز کی کتابوں پر اس صورت سے اعتراض ہو کہ اُن میں بعض جگہ سخت لفظ استعمال کیے گئے ہیں تو میں منطقیوں کیطرح اُن سے جھگڑا نہیں چاہتا بلکہ میں سادہ طور پر بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ حکیم مطلق نے میرے اجتہاد کو اسی طرف رجوع دیا اور میرے دل میں یہ نقش کر دیا کہ گو بظاہر ایسی تقریریں موجب اشتعال ہوں گی مگر ایک عجیب اثر ان میں یہ ہوگا کہ مخالفین کو خواب خرگوش سے بیداری حاصل ہوگی اور گو وہ کیسی ہی بدتہذیبی سے پیش آویں مگر ان تالیفات کیطرف خواہ ردّ ہی کی نیت سے کیوں نہ ہو رجوع ہو جائے گا اور اس رجوع کا انجام نہایت مفید ہوگا سو جس بات پر میری رائے قائم کی گئی سو اگرچہ ابھی اُسکے اخیر نتیجہ کا وقت نہیں آیا مگر میں دیکھتا ہوں کہ صدہا ہندو ردّ کی نیت سے میری کتاب کو پڑھتے ہیں اور صدہا ہندوؤں کے خیالات پر اثر ہوگیا ہے اور باایں ہمہ اس عاجز کی تقریر میں وہ سختی نہیں جس سختی کو ہندوؤں نے ابتدا سے استعمال کیا۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ یہ طرز تحریر جسکے اختیار کرنے کے لیے حال تک میرا سینہ کھولدیا گیا تھا اگرچہ کسی معترض کی نظر میں صحیح ہو یا غیر صحیح مگر یہ وہ شے ہے جس پر میرا اجتہاد قائم کیا گیا اور اب میں نے جسقدر درشت الفاظ کو استعمال کیا اُسی قدر کو کافی سمجھا ہے اور آئندہ میں نے بھی قصد کیا ہے کہ بکلی حلم اور رفق سے بیان کیا جائے۔ اور اسی پر خدا تعالیٰ نے میرے دل کو قائم کر دیا ہے سو میں جانتا ہوں کہ اسمیں بھی ایک حکمت مخفی اور اسمیں ایک حکمت ہے۔

اور جو آنمخدوم نے پہلے خط میں ذکر کیا تھا کہ پیشگوئی فرزند کو رسالہ میں درج کرنا مناسب نہیں سو میں نے ابتک آپکی خدمت میں اسوجہ سے اُسکا جواب نہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں میری رائے کو آپ کی رائے سے متفق نہیں کیا انا للہ وانا الیہ راجعون مجکو مجاز اس بارہ میں اعلان و اشاعت کا حکم ہے اور جیسا کہ میرے آقا محسن نے مجھے ارشاد فرمایا ہے میں وہی کام کرنے کے لیے مجبور ہوں مجھے اس سے کچھ کام نہیں کہ دنیوی مصلحت کا کیا تقاضا ہے اور نہ مجھے دنیا کی عزت و ذلت سے کچھ سروکار ہے اور نہ اسکی کچھ پروا اور نہ اُسکا کچھ اندیشہ ہے میں جانتا ہوں کہ جن باتوں کے شائع کرنے کے لیے میں مامور ہوں گو ہر چند یہ بدظنی سے بھرا ہوا زمانہ اُنکو کیسی ہی تحقیر کی نگاہ سے دیکھے لیکن آنے والا زمانہ اُس سے بہت سا فائدہ اُٹھائے گا۔

بعض احباب مجھپر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسراف کا خرچ ہے جو دو دو سو تین تین سو روپے ماہواری کا ہوجاتاہے اور اسی خرچ نے طبع کتاب میں دقتیں ڈالیں اور انبار کا انبار قرضہ کا سر پر ہوگیا اس کے جواب میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ اعتراض سچ ہے مگر یہ مہمانداری محض للّٰہ ہے اور ہمیں بھی بار بار تواضع اور اکرام ضیف کے لیے حکم ہوا ہے تخفیف مصارف کے لیے تین سال کے عرصہ میں شاید چالیس ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جہانتک طاقت تھی حسب توفیق خدا داد ان کی خدمت کی گئی سو بظاہر یہ نہایت درجہ کا اسراف معلوم ہوتاہے لیکن اللہ جل شانہ کو اپنے افعال میں مصالح ہیں اور میں اُسی کے حکم اور امر کا پیرو ہوں اور کسی دوسری کمیٹی یا جماعت کی پیروی نہیں کرسکتا اور نہ وہ اس کار و بار میں کچھ دخل دے سکتے ہیں جس قدر میر پر قرضہ اور حقوق عباد کے بار ڈالے گئے ہیں میں جانتا ہوں کہ میں اپنی قوت سے ان گراں باروں سے سبکدوش نہیں ہوسکتا بلکہ الٰہی قوت مجھے سبکدوش کرے گی اس فوق الطاقۃ کام میں کسی دوست کی کچھ پیش نہیں جاسکتی مگر وہ ایک ہی حقیقی دوست ہے جو ان غموں کے دور کرنے پر قادر ہے۔ والسلام

۸ ستمبر ۱۸۸۸ء

ولہ ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میری نسبت سوء ظن مسلمان بھائیوں کا کسی معقول وجہ پر مبنی نہیں ہے میں ایسے مسلمانوں کی فسخ بیع پر راضی ہوں جن کا ظن کسی طور سے درست ہوئے میں نہیں آتا۔ یہ تو سچ بات ہے کہ مہمان نوازی کی نیت سے اور خود اپنے ذاتی ضروریات کی وجہ سے بہت کچھ روپیہ خرچ ہوتا رہاہے اور اب بھی ہوتاہے لیکن یہ خیال کہ اکثر حصہ روپیہ کا وہی رقوم ہیں جو قیمت کتاب میں وصول ہوئیں یہ ایک ضعیف خیال ہے جو واقعہ سے مطابقت نہیں رکھتا واقعی حقیقت یہی ہے کہ جیسے مصارف زیادہ ہوتے گئے اللہ جل شانہ محض اپنے فضل وکرم سے انکو انجام دیتا گیا غایت مافی الباب یہ کہ عندالضرورۃ قیمت کتابوں میں سے بھی کچھ قدر قلیل خرچ ہوتا رہاہے اور کچھ اونہیں درمیانی کاروائیوں میں خرچ ہوا جو کتاب کے متعلق تھیں غیر سالکین اور معترضین کچھ سمجھیں اور کچھ خیال کرلیں لیکن مجھے خوب یقین حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ایسی حالت میں موت نہیں دے گا کہ ان بدظنیوں کا۔

میرے پر کوئی اعتراض اس قسم کا باقی رہ جائے کہ جو کچھ اصلیت رکھتا ہو الم تعلم ان اللہ علی کل شیٔ قدیر۔

طفل نوزاد کی نسبت جیسے کسی اخبار میں یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی نسبت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہارات میں مندرج ہیں ہاں کتنے دفعہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہی ہے کیونکہ یہی لڑکا **تین کو چار کرنے والا ہوا**۔ حضرت مسیح کی روز پیدائش میں پیدا ہوا (۳) سناگیا ہے کہ اسی ماہ میں ستارہ مسیح بھی یورپ میں دکھائی دیا جیساکہ نورافشاں میں درج ہے

(۴) اس کے روز پیدائش میں یعنی بعد تولد یہ الہامات ہوے

انا ارسلناہ شاھدا ومبشرا ونذیرا۔ کل شیٔ تحت قدمیہ کصیّب من السماء فیہ ظلمات ورعد وبرق۔

سو میرے نزدیک ابتک یہ الہامات ذوالوجوہ ہیں و دیگر علامات بھی واللہ اعلم بالصواب

والسلام ۱۲ ستمبر ۱۸۸۸ء

ولہ ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہونچا۔ میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے کسی حرف سے اتفاق نہیں کرسکتا اور جیساکہ بظاہر سمجھا جاتاہے آپ بھی میری رائے سے اتفاق نہیں کرسکتے تو پھر میری دانست میں خط وکتابت کی بات تو خاتمہ کو پہونچی اب میری طرف سے تو یہ تحریر دواعی اور آخری خط ہی سمجھیے اور آپ کو اختیار ہے کہ جس رائے پر آپ قائم ہیں اُسکو اپنی طاقت قلمی سے بخوبی ظاہر کریں مین تجھ اُس زمانہ اور وقت کے کہ حضرت مقلب القلوب اور ہادی مطلق آپ کو آپ کے قول سے رجوع دلاکر میری رائے سے متفق کرے آیندہ کوئی خط آپ کی طرف لکھنا نہیں چاہتا اور نہ اپنے اختیار اور مرضی سے بغیر کسی امر جدید پیش آنے کے جس کا اب مجھے علم نہیں لکھونگا ہاں آپ کے اس خط کی نسبت جسکو میں نے عزت کے ساتھ اپنے صندوق میں رکھ لیا ہے اگر مناسب سمجھا سراج منیر یا کسی دوسرے رسالہ میں غرض ازالہ وساوس کچھ لکھوں گا اور وہ بھی ہر حالت میں کہ آپ کا یہ خط یا ایسا ہی کوئی اور مضمون آپ کے رسالہ یا کسی اور پرچہ میں شائع ہوجاے یا زبانی طور پر مختلف فرقوں میں شیوع پاجائے سو مناسب ہے کہ اب آپ بھی میری طرف خطوط بھیجنے سے منزہ رہیں اور بذریعہ تحریرات مطبوعہ اپنے بخارات نکالیں۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۵ اکتوبر ۱۸۸۸ء

حضرت حکیم الامّت کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

حضرت **یوسف** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض خدا تعالیٰ کے خوف سے ایک عورۃ کے ساتھ بدکاری کرنے سے پرہیز کیا۔ ورنہ ایک عام آدمی بھی جس کی نگاہ بہت ہی چھوٹی اور پست ہو کہہ سکتاہے کہ اس تعلق سے وہ اس عزت سے جو اُسوقت اُسکی تھی زیادہ معزز اور آسودہ حال ہوتے اگرچہ یہ خیال ایک دنی الطبع آدمی کا ہوسکتاہے مومن کبھی وہم بھی نہیں کرسکتا کہ کسی بدی اور بدکاری میں کوئی آرام آسودگی کی عزت مل سکتی ہے سچی عزت اور راحت مل سکتی ہے کیونکہ ارشاد الٰہی اسطرح ہے کہ ساری عزتیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور پھر معزز ہونا رسول اور مومنین کے لیے لازمی ہے۔

بہرحال جو کچھ بھی ہو۔ کمینہ فطرت کم حوصلہ انسان عاقبت اندیشی سے حصہ نہ رکھنے والا کہہ سکتاہے کہ انکو آرام ملتاہے مگر حضرت **یوسف** نے اس عزت اس آرام اور دولت کو لات ماری اور خدا تعالیٰ کے احکام کی عزت کی۔ قید قبول کی مگر حکم الٰہی کو نہ توڑا۔ نتیجہ کیا ہوا وہی **یوسف** اسی مصر میں اسی شخص کے سامنے اس عورت کے اقرار کے موافق معزز اور راست باز ثابت ہوا۔ وہ **امین** ٹھیرایا گیا اور جس مرتبہ پر پہونچا تم میں سے کوئی اس سے ناواقف نہیں۔ یوسف علیہ السلام کا یہ سارا تذکرہ بیان کرکے اللہ تعالیٰ فرماتاہے

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

یعنی عادت اللہ اور سنت اللہ اسی طرح پر واقعہ ہوئی ہے کہ کوئی محسن ہو۔ کبھی ہو اسکو اسطرح جزا ملتی ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو ملی۔

غرض

انسان **محسن** بنے پھر خدا اُسکے ساتھ ہے اور اُسے مراتب اعلیٰ ملتے ہیں خدا کی راہ میں تھوڑا ہو یا بہت جو کچھ خرچ کرتا ہے اور خدا کے لیے اگر کوئی وطن اور مال اور دولت یا عزت کو چھوڑتا ہے وہ بےوطن نہیں ہوتا اسکو بہترین وطن دیا جاتا ہے وہ بے قوم بے یار و مددگار نہیں رہتا اسکو بہترین قوم بہترین احباب و دوست دیے جاتے ہیں جو چھوڑتا ہے اُس سے بہتر

پاتاہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر خرچ جو اللہ کی راہ میں ہوا اوقات ہوتے ہیں **مامور من اللہ** جب آتاہے اُسکے زمانہ میں اسکی اعانت و نصرت کی عند اللہ قدر اور عزت ہوتی ہے وہ وقت ایسا ہے کہ ایک مٹھی بھر جو بھی خدا کی راہ میں کرنا بہت قیمت اور قدر رکھتے ہیں مگر ایک زمانہ اس ماموری کا مدا یہوں کا آجاتا ہے اُسوقت سونے کے پہاڑ خرچ کرے۔ بھی اس قدر قیمت نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی زمانہ میں ہر طرف سے مخالفت کی صدائیں بلند تھیں مسلمان ہونے والونکو وہ اذیتیں اور تکلیفیں دی جاتی تھیں جو آج خدا کے فضل سے

اس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمارے مخالف ہمکو نہیں پہنچا سکتے

اُسوقت آپ نے فرمایا کہ ایک مٹھی جو کی آج جو قدر ہے وہ ایک وقت آنے والا ہے اُحد پہاڑ کے برابر سونا دینے کی وہ قدر نہ ہوگی۔ حقیقت میں یہ کیسی سچی بات ہے جب مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ بہت وسیع ہوگیا اگر عباسیوں کے زمانہ میں ہارون رشید یا مامون رشید اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک مٹھی جو کی دیتے تو ان کے لیے شرم اور عار کا باعث ہوتا۔ مگر یہ خوب یاد رکھو جس جنکے بدلے انہوں سلطنت پائی اور قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے پاؤں میں ڈالے گئے وہ ایک مٹھی جو ہی تھی جو صحابہ نے دی۔ اس سے بھی صاف نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور پھر مامور کی ابتدائی بعثت کے ایام میں خرچ کرنا بہت ہی بڑا قدر و قیمت رکھتا ہے ۔ یہ تو ہے انفاق فی سبیل اللہ کی ضرورت

تقا اور صحبت صادق اب ایک اور امر ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہے

جس کی طرف بڑی توجہ دلائی گئی ہے وہ کیا ہے ؟ متقی بننا اور صادقوں کا ساتھ دینا ہے ۔ حقیقت میں تقویٰ کی اصل روح انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ صادقوں کی صحبت میں نہ رہے۔ صادق کی پاک صحبت اندر ہی اندر ایک خاص اثر انسان کی روح پر کرتی ہے اور اس کے امراض روحانی کا مداوا اسکی پاک توجہ۔ عقد ہمت۔ دعا۔ اور موثر وعظ و نصائح جو وہ وقتاً فوقتاً درد دل سے کرتاہے۔ اور وہ نشانات و خوارق جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالےٰ اسکی تائید اور نصرت کے لیے نازل فرماتاہے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور جب ایمان کامل ہونے لگتاہے تو گناہ کی زندگی پر موت آکر ایک نئی زندگی اسے

...ہے جس میں تقوے کے خواص اور ...نے جاتے ہیں۔ لیکن انسان کی ضرورتیں ...کمزوریاں انعامات الٰہیہ کی وسعت سے ...اس کی ذاتی کمزوریاں اور بشری ...بعض اوقات ایسا کرتے ہیں کہ ہر وقت ...ان کی صحبت میں نہیں رہ سکتا۔ ...فیض اور فضل جو ان کی پاک صحبت ...ملتا ہے وہ اسے ان شرائط اور لوازمات ...جو خاص صحبت ہی سے مختص ہیں ...پا سکتا اس لیے ایک اور ضرورت پیش ...وہ ضرورت ہے

تفقہ فی الدین

...تفقہ فی الدین کی۔ تفقہ فی الدین کے لیے پھر یہ حکم ملا ہوا کہ

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

یعنی چونکہ یہ تو ممکن نہیں ہے اور نہ مناسب ہی ہے کہ سب کے سب مسلمان یکدفعہ ہی نکل جاویں اس لیے کیوں ہر گروہ سے ایک جماعت اس مقصد اور غرض کے لیے نکلے کہ وہ تفقہ فی الدین کرے اور جب وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر واپس آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں۔ تاکہ وہ قوم بری باتوں سے بچے۔

اس آیت سے پہلی آیت میں **انفاق** کے فضائل بیان ہوئے ہیں اس واسطے کہ اس آیۃ میں جو ابھی میں نے پڑھی ہے **انفاق** کی ایک ضرورت بھی پیش ہوئی ہے اس سے پہلی آیت یہ ہے۔

ولا ینفقون نفقۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یقطعون وادیا الا کتب لھم لیجزیھم اللہ احسن ما کانوا یعملون۔

یعنی اور نہ وہ اللہ کی راہ میں کوئی ہو ایسا تھوڑا یا بہت مال خرچ کریں گے اور نہ کوئی میدان طے کرینگے مگر یہ کہ ان کے واسطے اس خرچ اور سفر کی جزا لکھی جاوے گی تاکہ اللہ تعالیٰ انھیں ان اچھے کام کا بدلا دے جو وہ کرتے تھے۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مامورین کے وقت سفروں کی ضرورت بھی پیش آتی ہے اور خدا کے لیے کوئی نہ کوئی سفر قوم کے بعض بالکل افراد کو کرنا پڑتا ہے ...وہ سفر بجائے خود اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین جزا کا موجب اور باعث ہوتا ہے۔ غرض اس میں انفاق کی فضیلت بیان کرکے ...دوسری آیت میں جو تفقہ فی الدین کے لیے ایک جماعت کے نکلنے کی ہدایت کرتی ہے انفاق کی ضرورت بیان کی گئی۔

باقی آئندہ

نوٹ ایڈیٹر

اس مقام پر ہم اپنی قوم کو ایک اہم ضرورت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ اسپر حضرت مولانا و مخدومنا حکیم الامۃ عم فیضہ نے بھی اپنی جگہ مناسب الفاظ میں توجہ دلائی ہے لیکن ہم بھی چند سطریں بطور حاشیہ کے لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہم نے سنہ ۱۹۰۷ء کی پہلی سہ ماہی میں دارالامان کی دینی ضرورتیں اور ان پر احباب کی توجہ کی ضرورت کے عنوان سے ایک لیڈر لکھنا شروع کیا تھا اور اس میں ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں جو لیڈر لکھا ہوا تھا اسکو یہاں مکرر درج کرتے ہیں تاکہ اس نوٹ کا اصل مدعا جو ہم یہاں لکھنا چاہتے ہیں پورا ہو۔ اس لیڈر کو پڑھ کر اب قریباً چار سال بعد بھی وہ ضرورت جو شاخ دینیات کے متعلق ہماری رائے میں بدستور موجود ہے ✤ گو مدرسہ تعلیم الاسلام کی صورت میں اب بہت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہے مدرسہ تعلیم الاسلام اب **تعلیم الاسلام کالج** ہی ہوا ایک بڑے وسیع پیمانہ پر خدا کے فضل سے چل رہا ہے اور جس کے واسطے قوم کی بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً ان ایام میں کہ وہ زیر بار اخراجات ہو رہا ہے اور اسکی بہت سی ضرورتیں **توسیع عمارت** اور آلات سائنس وغیرہ کی باقی ہیں جس کے **لیے عیدین کے ڈوپٹیشن** کافی نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے واسطے **ماہوار مستقل چندوں** کی ضرورت ہے جسکی اہمیت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے اعلان سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ ڈائرکٹر صاحب قوم کی سعی کے شکر گذار ہیں کہ قوم نے اپنے فرض کو سوچا ہے اور انکا ہاتھ بٹایا ہے لیکن ابھی اس امر کی شکایت بیشک باقی ہے کہ اس اعلان کے منشاء کے موافق جو حضرت حجۃ اللہ نے شائع فرمایا ہے ماہوار مستقل چندوں کی طرف

توجہ نہیں ہوئی اسلیے باقاعدہ ماہوار چندوں کا ہونا چاہیے

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ ہماری اصل غرض شاخ دینیات کے متعلق قوم کو توجہ دلانے کی ہے اس لیے ہم وہ لیڈر جو ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے یہاں دیتے ہیں اور یہ ذکر ضروری سمجھتے ہیں کہ ڈسپنسری تو مدرسہ کے متعلق کھل چکی ہے مدرسہ کا ایک الگ کتب خانہ بھی ہے وہ لیڈر یہ ہے

گذشتہ نمبر میں ہم نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اسکی ضروریات پر ضروری بحث کی ہے اور ہمکو امید ہے کہ قوم اسپر پوری توجہ کرے گی۔ یہ معلوم کرکے ہمکو اور بھی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ کی تحریک پر جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے پانچسو روپیہ اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے ایک سو روپیہ مدرسہ کی امداد کے لیے بھیجدیا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا۔ امید ہے دوسرے احباب بھی توجہ کرینگے چونکہ ابھی مدرسہ تعلیم الاسلام ہی کی بحث ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس نمبر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق **دینیات کی شاخ** پر بحث کریں۔

دینیات کی شاخ کے متعلق ہم نے الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں یہ اطلاع دیدی ہے کہ مجلس منتظمہ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق جدا شاخ دینیات کی کھولنے کی تجویز کری ہے مگر اس سے پیشتر کہ وہ شاخ کھولی جاوے ہم چند ضروری امور مجلس منتظمہ اور قوم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان میں جس قدر مناسب حصہ ہوگا اسپر ہماری قوم اور مجلس منتظمہ غور کرنے کی ضرورت سمجھے گی

اس شاخ کی ضرورت ہے

اس میں شک نہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں اس شاخ کی بیحد ضرورت تھی اور سچ پوچھو تو تعلیم الاسلام کے نام کا منشاء یہی تھا اور ہے اور ہماری خود یہی آرزو تھی کہ مدرسہ کے متعلق ایک ایسی برانچ کھولی جاوے جس میں علوم عربیہ اور قرآن کریم اور احادیث پڑھائے جاویں اور عربی زبان میں مضامین لکھنا تقریر کرنا طلبہ کو سکھایا جاوے اور اگر ممکن ہو تو اسکے ساتھ صرف انگریزی زبان بھی سکھائی جاوے۔ بہر حال ہم کسی لمبی تقریر میں اسکی ضرورت ثابت کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایک مسلم اور ثابت شدہ امر ہے کہ دارالامان کے مامور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک وجود احیاء دین کے لیے ہے اسکی ساری کوشش اسی ایک بات میں خرچ ہو رہی ہے کہ مسلمان مسلمان بنیں اور اسلام اور قرآن کا بول بالا ہو مگر ہمکو جس امر پر غور کرنا باقی ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ اس شاخ کا انتظام کسطرح پر اور کیونکر ہو اور کیسے اسکو چلایا جاوے

اس شاخ میں کیا تعلیم ہو

دینیات کی شاخ کا نام خود بتلا رہا ہے کہ اس میں دینی علوم پڑھائے جاوینگے مگر ہم اپنے خیال میں اس شاخ کا جو منشاء سمجھے ہوئے ہیں اسکو ذرا کھول کر بیان کر دینا چاہتے ہیں اصل غرض اس شاخ کے اجراء سے یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالے لوگوں کی ایک پاکیزہ باعمل جماعت پیدا ہو جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو زبانی بیان کر سکے اور اپنے عمل سے کرکے دکھاوے اور موجودہ واعظوں کی اصلاح کرے پس ضروری ہے کہ اس کے لیے ایک ایسی سکیم طیار کیا جاوے جو پرانے زمانہ کی بھدی سکیم کے موافق نہ ہو۔ بلکہ صرف و نحو کی ضروری تعلیم جس سے انسان غلط بیانی اور غلط نویسی سے بچ سکے اور قواعد ضروریہ کا لحاظ رکھ سکے۔ البتہ علم ادب خوب پڑھایا جاوے کیونکہ جس قدر عربی علم ادب کی باریکیوں پر انسان پہنچ جاوے گا اسی قدر قرآن کریم کی عظمت دل پر قائم ہوگی۔ غرض قرآن کریم۔ احادیث۔ علم ادب جس میں تاریخ لغت اور ضروری علوم متعلقہ ادب شامل ہیں۔ اور پھر عربی زبان میں تقریر کرنا مضامین لکھنا۔ اور اسا...کے لیے کہ وہ لوگ جو اس تعلیم الاسلام سے طیار ہوں نرے ملا ہی نہ ہوں اور مسجدوں کے ٹکڑوں پر گذارہ کرنیکے عادی نہ ہو سکیں ضروری ہو کہ انکو علم طب پڑھایا جاوے۔ تاکہ وہ العلم علمان علم الابدان و علم الادیان کے موافق تعلیم پائیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں کون لوگ داخل ہوں

شاخ دینیات کے طالب علم کون ہوں

اگر ابجد خوان بچوں کا مکتب بنایا جاوے تو اس سے وہ غرض حاصل نہ ہوگی جو ہماری مجلس منتظمہ کی اصل غرض ہونی چاہیے اس لیے ضروری ہے کہ اس شاخ میں داخل ہونے والے طلبہ کے لیے ایک آسان سا امتحان داخلہ مقرر کیا جاوے اور سر دست ایک خاص تعداد ان طالب علموں کی رکھی جاوے ✤ جو اس غرض کے لیے آنا چاہیں۔ اس کے متعلق اور ضروری امور دوسرے وقت پر پیش ہو سکتے ہیں

اب ایک تیسرا امر باقی ہے کہ اسکے چلانے کا انتظام کیا ہو یعنی اخراجات کہاں سے آویں اس کے متعلق ہم ایک عمدہ تجویز پیش کرتے ہیں جو ہماری قوم کے متعلق ہے

دینیات کی شاخ کے اخراجات کیونکر ادا ہوں

یہی سب سے اہم اور ضروری مسئلہ ہے جسپر ہماری قوم کو توجہ کرنی ضروری ہے ✤ چونکہ ہر ایک مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اس امر پر مکلف ہے کہ وہ **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** کرے۔ مگر اس حکم کی وسیع صورت چونکہ قریباً ممکن نہیں۔ اس لیے خود خدا تعالیٰ نے ایک ایسی صورت بتلائی ہے کہ جس سے ہر ایک مسلمان اس حکم پر پورے طور پر عمل ہو سکے اور وہی ثواب لے سکے جو ایک حقیقی واعظ لے سکتا ہے وہ کیا ؟

خداتعالیٰ نے سورۂ براءت کے آخری حصہ میں فرمایا ہے

وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون یعنی چونکہ یہ امر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں نکل کھڑے ہوں اس لیے ایسا ہونا چاہیے کہ ہر طبقہ اور ہر گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو حقائق دین سے آگاہ کرے۔ تاکہ ان میں خوف و خشیت پیدا ہو پس قرآن کریم نے جب ایک بہترین راہ ہمارے لیے کھول دی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اسکو ہی دستور العمل بنایا نہ جاوے؟

ہمارے خیال میں دینیات کی شاخ میں کل اخراجات اس طرح پر ادا کیے جاویں کہ جہاں جہاں حضرت اقدس امام الزمان علیہ الرحمن کی جماعت کے لوگ بکثرت ہیں یعنی ہر بڑے بڑے شہر میں سے ایک ذہین۔ فہیم اور نیک بخت شخص ایسا منتخب کیا جاوے جو یہاں دارالامان میں رہ کر علوم دینیہ حاصل کرے اور پھر اپنی قوم تک شہر میں واپس جا کر واعظ کا کام کرے اور اسکے اخراجات کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہو جو اسکو یہاں بھیجیں۔ اور وہ شخص اپنی زندگی اس طرح پر خداتعالیٰ کی راہ میں وقف کرے اشاعت اسلام اپنا فرض قرار دے لے۔ ایسے طالب علموں کے جملہ اخراجات۔ کتابیں۔ خوراک پوشاک۔ بورڈنگ کی فیس اور ضروری اخراجات اس مجلس کے ذمہ ہوں جو اس کو بھیجے۔ اور یہ ایک ایسا امر ضروری ہے جس پر ساری قوم کی توجہ درکار ہے۔ اور یہی ہماری اصل غرض و غایت ہے۔ عید الضحیٰ کے جلسہ پر ہمارے بہت سے احباب جمع ہوں گے ہم چاہتے ہیں کہ **دارالامان** میں ایک عام جلسہ ان ضروری امور پر غور کرنے کے لیے بھی کیا جاوے اور اس **شاخ** کے چلانے کی تجویز پر بحث ہو اور مدت تعلیم جہاں تک ہو تھوڑی رکھی جاوے۔ اس طرح پر اس شاخ کا چلانا بالکل آسان اور سہل ہو گا۔ اب ہم کو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس شاخ کے متعلق اور کیا کیا ضروری اخراجات ہیں۔ اور اس کے متعلق جو اساتذہ ہوں وہ کیسے ہوں؟

شاخ کی ضروریات اور اساتذہ

مدرسہ دینیات کی ضرورتوں میں سے پہلی اور بڑی ضرورت مکانات مدرسہ اور بورڈنگ کی ہے جسکے اخراجات کا سردست ہم کوئی تخمینہ پیش نہیں کرسکتے۔ پھر بڑی بھاری ضرورت ہے لائبریری اور ڈسپنسری کی۔

لائبریری کی ضرورت تو عام ہے ایک بڑی حد تک ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی **نور الدین** صاحب کا کتب خانہ اس ضرورت کو پورا کرے گا مگر ڈسپنسری کی ضرورت بھی عظیم الشان ضرورت ہے کہ اور باتوں سے مقدم اسکا فکر ہونا چاہیے چونکہ مضمون لمبا ہوا جاتا ہے اس لیے اس کے متعلق ہم کوئی طویل بحث اب نہیں کرسکتے۔ اب مختصر طور پر اساتذہ کے متعلق ہم کو کہنا باقی ہے اس سے پیشتر ہماری رائے یہاں کے مدرسین کے متعلق بجائے خود اور ہی کچھ تھی مگر بعد فکر بسیار ہماری رائے یہ قرار پائی ہے کہ اور کوئی استاذ مقرر ہوں۔ مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب امروہی جو علم فن مناظرہ میں ایک خصوصیت رکھتے ہیں اس مدرسہ کے متعلق اگر ان کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی جاوے تو بہت بہتر ہو گا بہرحال شاخ دینیات کے متعلق ہماری یہ رائے ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس پر سیر کن بحث کریں مگر طوالت مانع ہے ہم اخیر میں امید کرتے ہیں کہ اس میں جو امور قوم کی توجہ طلب ہیں وہ انپر بشرطیکہ نہایت اور ضروری ہوں غور کرے گی اور جو ہماری مجلس منتظمہ کے متعلق ہوں وہ انپر غور کریگی۔

اخیر میں ہماری دعا ہے کہ خداتعالیٰ اس شاخ نو کو سرسبز کرے اور اسکے پھلوں کو اکلھا دائم کا مصداق کرے۔ آمین۔

مسئلہ جہاد پر گفتگو

گذشتہ اشاعت سے آگے

(۲) صلح اور معاہدہ کے حکم سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کو زبردستی منوانا مراد نہیں۔ کیونکہ اسکا ماحصل یہ ہے کہ کافروں کے مذہب میں کچھ دست اندازی نہ کی جائے وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں، صرف مسلمانوں کو ایذا نہ دیں۔ ان سے لڑیں نہیں اور ان کے دشمنوں کی مدد نہ کریں۔ اور ان معاہدات پر قائم رہنے کی نہایت تاکید کی۔ اور معاہدہ کرنے والوں سے جو اپنے معاہدہ پر قائم رہیں لڑنے کی ممانعت فرمائی۔ پس معاہدہ کی اجازت بھی صاف دلیل اس بات کی ہے کہ مذہب کی آزادی میں خلل ڈالنا مقصود نہ تھا۔ اور نہ لڑائی سے کسیکو زبردستی ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنا مقصود تھا۔ بلکہ صرف امن کا قائم رکھنا مقصود اصلی تھا۔ اے دلکے اندھو! اگر زبردستی ہی مسلمان کرنا ضروری تھا تو پھر معاہدہ کرکے ان کو اپنے مذہب ہی پر چھوڑ دینا چہ معنی دارد؟

خداتعالیٰ سورۂ نحل میں فرماتا ہے اوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا ان اللہ یعلم ما تفعلون۔ پورا کرو عہد اللہ کا (یعنی جو خدا کو درمیان دیکر عہد کیا ہے) جبکہ تم نے عہد کیا ہو اور نہ توڑو اپنی قسموں کو انکے مضبوط کرنے کے بعد اور بیشک تم نے اللہ کو کیا ہے ضامن اپنا بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

خود سورۂ توبہ میں جس میں نہایت سختی سے لڑائی کا حکم ہے خدا نے فرمایا ہے الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین۔ جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا ہے اور پھر انھوں نے اس کے بعد پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کی اور نہ تمہارے برخلاف کسیکی مدد کی تو تم پورا کرو ان کے ساتھ عہد میعاد تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔

پھر اسی سورہ میں فرماتا ہے الا الذین عاھدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین جن مشرکوں سے مسجد حرام کے پاس تم نے عہد کیا تھا پھر جب تک کہ وہ تمہارے لیے عہد پر قائم رہیں تو تم بھی انکے لیے عہد پر قائم رہو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو (یعنی عہد پر قائم رہنے والوں کو)

معاہد کفار اور مشرکین سے ایسی رعایت کی گئی ہے کہ ان کا اور مسلمانوں کا حق برابر کر دیا اور ذرا بھی کمی نہ کی۔ زبردستی مسلمان بنانے کے کیا یہی طور ہوتے ہیں؟ سنو۔

وماکان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ۔ ومن قتل مؤمنا خطأ فتحریر رقبۃ مؤمنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اھلہ الا ان یصدقوا۔ فان کان من قوم عدو لکم وھو مؤمن فتحریر رقبۃ مؤمنۃ۔ وان کان من قوم بینکم وبینھم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اھلہ وتحریر رقبۃ مؤمنۃ۔ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین توبۃ من اللہ وکان اللہ علیما حکیما۔ ترجمہ۔ اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی مسلمان دھوکے سے مارا جائے تو قاتل کو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقدور نہ ہو تو ساٹھ روزے رکھنے چاہییں۔ اور اسکے سوا مقتول کی دیت (خون بہا) اسکے کنبے کو دی جائے۔ پھر اگر وہ مقتول ایک ایسی قوم کا ہے جنسے کہ مسلمانوں سے دشمنی ہو اور وہ مقتول مسلمان ہے تو قاتل کو صرف مسلمان غلام ہی آزاد کرنا ہو گا اور اگر مقتول ایسی قوم کا ہے کہ اس قوم سے اور مسلمانوں سے معاہدہ ہے تو قاتل کو غلام بھی آزاد کرنا ہو گا اور مقتول کی دیت اسکے کنبے کو بھی دینی ہو گی۔

بس اس سے بڑھ کر اور معاہد کی کیا رعایت ہو سکتی ہے۔ پھر جبکہ معاہدہ کرنا اور معاہدہ کا پابند رہنا اور معاہد کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جیسا کہ مسلمانوں کے ساتھ کرنے کا حکم ہے تو پھر اسلام بزور شمشیر منوانا کس جانور کا نام ہے؟ کیا زبردستی مسلمان بنانے کے یہی معنی ہیں کہ قوموں سے معاہدہ کرکے انکو مذہبی آزادی دی جائے اور ان سے دوستانہ برتاؤ کیا جائے۔

(۳) یہ کہ خدا کا یہ حکم ہے کہ اگر عین لڑائی میں بھی کوئی مشرک یا کافر پناہ مانگے تو تو اسکو پناہ دو اور پھر اسکو خدا کا کلام سناؤ اور اگر وہ قبول کرے تو اسکے امن کی جگہ میں پہونچا دو جیسا کہ خدا فرماتا ہے وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون۔ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو تو اسکو پناہ دے جب تک کہ وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہونچا دے اسکو جہاں وہ نڈر ہو۔ یہ اسواسطے کہ وہ کچھ علم نہیں رکھتے۔

کہو مخالفو! کیا اسکو زبردستی اسلام منوانا کہتے ہیں کہ ہاتھ آئے ہوئے شکار کو چھوڑ دیا جائے

(۴) جزیہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ مذہب اسلام میں زبردستی اسلام قبول کروانے کا حکم نہیں سنو۔ غور سے سنو۔ جزیہ کا حکم یہی ہے کہ جب کسی ملک سے بوجہ ان کی شرارت کے یا شرارت کے خوف کے لڑائی ہو اور وہ ملک فتح ہو جائے تو جو لوگ نصیحت کے بعد مسلمان نہ ہو جاویں وہ ایک ہلکا سا ٹیکس اپنی جانی و مالی حفاظت کے عوض میں ادا کریں اور وہ فوجی خدمت سے آزاد رہیں کیونکہ جو قومیں اکثر فوجی خدمت ادا کرتی رہیں وہ جزیہ سے بری ہو گئیں۔ چنانچہ مولانا **محمد شبلی نعمانی** اپنی کتاب الجزیہ میں لکھتے ہیں کہ "لیکن غیر مذہب والے جو اسلامی حکومت کے ماتحت تھے اور جن کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑتی تھی انکو فوجی خدمت پر مجبور کرنیکا اسلام کو کوئی حق نہ تھا نہ وہ ایسے پر خطر خدمت کے لیے راضی ہو سکتے تھے۔ اسلیے ضرور تھا کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے کوئی ٹیکس ادا کریں اسی ٹیکس کا نام جزیہ تھا...... لیکن اگر کسی موقعہ پر غیر قوموں نے فوج میں شریک ہونا یا شرکت کے لیے آمادہ ہونا گوارا کیا تو وہ جزیہ سے بری کیے گئے" پھر لکھتے ہیں کہ "خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والیٔ ایلہ کو جو فرمان جزیہ کا تحریر فرمایا تھا اسمیں یہ الفاظ صاف صاف فرمائے یحفظوا و یمنعوا یعنی ان لوگوں کی حفاظت کی جائے اور دشمنوں سے بچائے جائیں (دیکھو فتوح البلدان بلاذری

صفحہ ۹ سے آگے

کیسا جزیہ لینے کے حکم ہی سے ثابت ہے کہ اسلام کا زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں سمجھو کہ مثلاً ایک کافر کے پاس ۵۰ ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور اُسکو اور قسم کی آمدنیاں تجارت وغیرہ سے بھی ہیں اور ایک مسلمان کے پاس بھی چالیس ہزار نقد موجود ہے اور اس کے پاس تجارت وغیرہ سے کوئی آمدنی نہیں ہے۔ تو سال بھر میں اُس کا روپیہ صرف خیرات میں ہی کم آنے اور زکوٰۃ سے اگر کم ہے تو بھی پرورش اُسکے ذمہ ہے تو پھر کیسے کی طرف سے اُسی قدر دینا پڑا جزیہ کی مقدار ایک عام طریقہ ۳۰ سے ۴۰ روپیہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی مگر مسلمان کو بلا شبہ اپنے متمولوں کے خزانہ سے ایک ہزار نقد نکالا کر دینا ہوگا اور اُسپر بھی ۲۰ برس سے کم اور پچاس سے زیادہ عمر والے مرد۔ عورتیں مفلوج۔ معطل العقل۔ نابینا۔ مجنون اور مفلس یعنی جن کے پاس دو سو درہم سے کم ہو عموماً جزیہ سے بری ہیں۔ تو اس کا صاف ثابت ہے کہ دین میں زبردستی نہیں کیونکہ جزیہ کا طریق ہی صاف بتا رہا ہے کہ جو شخص اپنے دلی رغبت سے مسلمان نہ ہو تو وہ اپنا دنیا وی نقصان کا ذمہ دار سمجھے گا مانا کہ تم نے بزور شمشیر مذہب پھیلانے کے لیے جہاد بھی کیا اور فتوحات بھی ہوئے لیکن جب آپ نے جزیہ یا اسلام پیش کیا تو اب بتاؤ کہ وہ کیا قبول کریں گے ؟ ضرور جزیہ قبول کرینگے۔ پھر آپ کی ساری کوشش بیکار گئی یا یہ کہ دین کو بزور شمشیر پھیلانے کا حکم نہیں بلکہ وعظ و نصیحت اور حقائق و دقائق اسلام سے کہ جسکا موقع ہمکو ہماری مہربان گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے وہ عمدہ ملا ہے کہ کسیکو کہیں نہیں ملا ہوگا اور اسموقعہ سے حضرت اقدس بہت کچھ فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور اُٹھائینگے اور دنیا دیکھے گی کہ اسلام حقائق و دقائق کے ذریعہ سے کیونکر پھیلتا ہے۔

اب میں بیان کرتا ہوں کہ کن کن لوگوں سے لڑائی کرنے کا حکم ہے جس سے صاف ثابت ہوگا کہ حضرت اقدس کو جہاد کرنیکی ضرورت نہیں۔ سنو! ہاں سنو! جہاد جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں گورنمنٹ برطانیہ کے عہد میں وہ امن ہے کہ جس سے بڑھ کر عقل تجویز ہی نہیں کر سکتی۔ تو پھر جہاد کیا ؟ اور کس سے اور کیوں ؟ ہاں ہاں جہاد صرف امن قائم کرنے کے لیے ہے کیونکہ:۔

(۱) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمانوں سے لڑیں۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ یعنی لڑو خدا کی راہ میں اُن لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرو (بغیر لڑے مت لڑو) بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ۔ یعنی اگر وہ گروہ لڑنا موقوف کر دیں تو دست درازی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دست درازی صرف ظالموں پر کرنی ہے اور ایک اور جگہ فرماتا ہے فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ۔ یعنی جو کوئی تمپر زیادتی کرے اُسپر تم زیادتی کرو جتنی کہ اُسنے تمپر زیادتی کی ہے اور خدا سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے یعنی اُسکے ساتھ ہے جو زیادتی سے پرہیز کرتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں دستور تھا کہ حرم کعبہ کے پاس جدال و قتال نہیں کرتے تھے اُسکی نسبت فرمایا وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ یعنی لڑنے کی حالت میں اُنکو جہاں پاؤ (حرم کے اندر یا باہر) قتل کرو اور اُنکو نکالو جہاں سے اُنھوں نے تم کو نکالا کیونکہ فساد کرنا قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مگر اس حکم میں بھی احتیاط کا حکم فرمایا فَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ یعنی مسجد حرام کے پاس اُنکو مت مارو جبتک کہ وہ تم کو ماریں اگر وہاں تمکو ماریں تو تم بھی اُن کو مارو یونہی سزا ہے کافروں کی۔ پھر اسکے بعد فرمایا فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ یعنی اگر وہ باز رہیں یعنی لڑنا موقوف کریں تو بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے اور مہربان۔ یعنی تم بھی اُنکو معاف کرو اور لڑنا موقوف کرو۔

کہو مخالفو! اب زبردستی ہی دین منوانا تھا تو اُنکی لڑائی پھر لڑائی پر لڑائی تھی اور اُن کے باز رہنے پر باز رہنا کیسا!

سورہ نحل میں فرمایا وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ۔ یعنی اگر تم کافروں کے ایذا پہونچانے کا بدلہ لینا چاہو تو اُسی قدر ایذا کا بدلا لو کہ جسقدر تم کو ایذا پہونچائی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو بیشک وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے اور سورہ حج میں اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی ہے أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ یعنی اُن لوگوں کو لڑنے کا اذن دیا گیا ہے جنسے کفار مکہ لڑتے ہیں اسلیے کہ کفار مکہ کے ہاتھ سے مسلمان مظلوم رہے ہیں۔ اُنھوں نے مسلمانوں کو بغیر کسی حق کے اُن کے گھروں سے نکال دیا ہے صرف اس لیے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

اے میرے مخالف بد اندیشو! دیکھو تو کہ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ لڑنے والوں سے لڑائی کرنے کا حکم ہے یہ کہاں ہے کہ زبردستی دین اسلام منوانے کے لیے حکم دیا گیا ہے حضرات! ذرا ادھر تو دیکھو کہ تم سے کون قوم لڑتی ہے اور کس قوم نے تمھیں اپنے گھروں سے نکال دیا ہے جس سے تم مسیح موعود کو لڑنے کے لیے کہتے ہو ؟ اور اگر ایسا موقعہ ہو بھی تو ہمارا تمھارا بدلہ لینے کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کیا کم ہے جو مسیح موعود کو جہاد کرنے کی ضرورت پڑے۔

سورہ نساء میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا۔ یعنی مگر جو لوگ اُس قوم سے جا ملیں کہ جن میں اور تم میں معاہدہ ہے یا تمھارے پاس آجائیں اُس حال میں کہ وہ تمھارے ساتھ لڑنے یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے جی ہار چکے ہیں (تو اُن سے تعارض مت کرو) اور اگر اللہ چاہتا تو اُن کو تمپر غالب کر دیتا تو وہ تم سے لڑائی کرتے۔ پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور تم سے لڑیں نہیں اور تمھاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے بھی تمھارے لیے اُنپر کوئی راہ نہیں نکالی۔ پھر اُس کے بعد فرمایا سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا یعنی عنقریب اور لوگ بھی پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں جب وہ فساد کے لیے بلائے جاتے ہیں تو اُسمیں جھٹ کود پڑتے ہیں پس اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور پیغام صلح نہ بھیجیں اور اپنے ہاتھوں کو (تمھارے ساتھ لڑنے سے) نہ روکیں تو پکڑو اُن کو اور جہاں کہیں پاؤ اُنھیں مار ڈالو ان لوگوں کی بابت ہم نے صریح حجت دیدی ہے۔

سورۂ ممتحنہ میں نہایت صفائی سے بطور قاعدہ کلیہ کے بیان فرمایا ہے کہ کافروں سے کسطرح پیش آنا چاہیے سو یہ فرمایا ہے لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ یعنی جو لوگ تم سے دین پر لڑتے نہیں اور نہ اُنھوں نے تمھیں تمھارے گھروں سے یعنی وطنوں سے نکالا خدا اُن (کفار) سے نیکی کرنے اور احسان کرنے سے نہیں روکتا۔ خدا کو سلوک کرنے والے لوگ پسند آتے ہیں خدا تو تمھیں انھیں لوگوں سے دوستی کرنے کو منع کرتا ہے جو تم سے دین پر لڑتے ہیں اور تمکو تمھارے وطن سے نکال دیا اور تمھارے نکالنے پر ایک دوسرے کی معاونت کی اور جو کوئی اُن سے دوستی کرے سو یہ لوگ ستمگار ہیں۔

ان تمام آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ لڑائی کا حکم کسیکو زبردستی اسلام قبول کرانے کے لیے نہیں ہے بلکہ جو لوگ مسلمانوں کو قتل کرنا اور اُن سے لڑنا چاہتے تھے اُن سے محفوظ رہنے کے لیے لڑنے کا حکم ہوا ہے۔ اور لڑائی کے موقوف ہو جانے اور امن قائم ہو چلنے پر کسی مذہب سے کسی قسم کا تعرض مقصود نہیں تو پھر بتاؤ کہ اسوقت کے ایسا امن تمھیں کبھی نصیب بھی ہوا یا گورنمنٹ برطانیہ سے بڑھکر امن کا انتظام تم کر سکتے ہو جو مسیح موعود کو جہاد کرنے کے لیے کہتے ہو۔ عجب بیوقوف ہو!

(۲) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنھوں نے دغابازی کی ہو اور معاہدہ کو توڑ دیا ہو۔ سورۂ توبہ میں فرمایا ہے وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ۔ یعنی اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسم توڑ دیں تو جو کفر کے سردار ہیں اُن سے لڑو۔ کیونکہ اُن کی قسم کچھ نہیں۔ اور ایک جگہ فرمایا أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ یعنی کیوں نہ لڑو ایسی قوم سے کہ توڑیں اپنی قسمیں اور فکر میں ہیں کہ رسول کو نکال دیں اور اُنھوں نے پہلے چھیڑ کی۔

اور پھر سورہ انفال میں فرمایا الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ۔ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ۔ یعنی جن لوگوں سے تو نے عہد کیا ہے پھر اُنھوں نے ہر دفع اپنا عہد توڑا ہے اور پرہیزگاری نہیں کرتے (یعنی عہد شکنی سے نہیں بچتے) اگر پھر تو اُن کو لڑائی میں پائے تو اُن کو ایسا مار دے کہ اُن کے پیچھے جو لوگ ہیں متفرق ہو جائیں۔

پس معاہدہ توڑنے کے بعد اُن سے لڑنا امن قائم رکھنے کے بہتر طریقہ کو گورنمنٹ برطانیہ نہیں برتتی تا جو مسیح موعود کو جہاد کرنا پڑے؟ گورنمنٹ سے جو عہد کرنے کے بعد عہد کو کوئی توڑے جیسا کہ معاہدہ کرنا تو کیا امن قائم رکھنے کے۔

تم تو خود کر ہمارے اخلاص ... نشانہ ہوگی تو گورنمنٹ برطانیہ ... بتائیں گی - ہم لوگوں کو جہاد کی کیا ضرورت ہے ہم کو تو جس اگو امام گورنمنٹ برطانیہ کی دل سے اطاعت (کا) کرنا فرض ہے اور دین۔

(۳) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنھوں نے مسلمانوں کو اُن کے بچوں اور عورتوں کو عذاب اور تکلیف میں ڈال رکھا ہے اور اُس کا ذکر سورۂ نسآء میں ہے **وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔** یعنی کیا ہوا ہے تم کو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے بچانے کے لیے مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو نکال اور کر ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔

تو مخالفو! ایسی حالت تو مجھے کہیں نظر نہیں آتی اور اگر کہیں ہو تو اس مہربان گورنمنٹ برطانیہ سے عرض کرو وہ تمھارے شکایت کو بحسن وخوبی مٹا دے گی اور اُن مسلمان بچوں، عورتوں، مردوں کو ظالموں کے ظلموں سے آزادی دلوا دے گی کیونکہ خدائے کریم نے اس گورنمنٹ برطانیہ کی فطرت میں رحم انسانی کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اور اگر یہ گورنمنٹ برطانیہ کسی موقع پر تم ہی سے کام لینا چاہے تو ہمکو اُس کے حکموں پر لڑنے مرنے کے لیے طیار ہوجانا چاہیے کیونکہ یہ اولوالامر ہے اور اولوالامر کے حکموں کو ماننا فرض ہے۔

ہاں تو جناب مخالف صاحبان! خدا تو یہ فرماوے کہ دین کے بارے میں زبردستی نہیں تو کافروں پر دین کے لیے جبر کرنے والا نہیں تو اُن پر کڑوڑا نہیں۔ تیرا کام سوائے حکم کے پہونچانے کے کچھ نہیں۔ ایک صحابی کے لڑکوں کو ایک عیسائی بہکا کر لیے جاتے اور جب اُن کا باپ واپس لانے کا قصد کرے تو وحی اُترے کہ **لا اکراہ فی الدین**۔ خدا صلح اور معاہدہ کرنے کو کہے اور معاہد کو بڑے بڑے حقوق دے۔ پھر مفتوحہ ملک کے کافروں سے ایک ہلکا سا ٹیکس جزیہ لیکر اُن کے جان و مال و مذہب کی حفاظت اپنے ذمہ لینے کو کہے اور وہ ٹیکس بھی اس لیے کہ مسلمان ملک کی حفاظت کے لیے فوجی خدمت پر مجبور ہیں اور تاکہ وہ ایک ہلکا سا ٹیکس دیکر بری ہوجائیں گرجا بناویں مندر بناویں مذہبی رسوم دھوم دھام سے کریں۔ پھر جو شخص عین لڑائی میں پناہ چاہے تو پناہ لیا اور مسلمان ہونے کے لیے قرآن سے نصیحت کریں پھر اگر وہ مسلمان نہ ہو تو اُسکو اُسکے امن کی جگہ پہونچا دیں۔ اور لڑائی کا حکم صرف امن قائم رہنے کے لیے ہو یعنی اُن

لوگوں سے جو مسلمانوں سے لڑیں اور اُن لوگوں سے جو عہد شکنی کریں۔ وراں لوگوں سے جو مسلمان مرد عورتوں اور بچوں کو ستاویں پھر اُس میں نہایت ہی احتیاط کرنیکا حکم فرماوے کہ لڑائی میں زیادتی مت کرو تو پھر تم کیونکر کہہ سکتے ہو کہ اسلام میں حکم ہے کہ دین کو زور شمشیر پھیلاؤ کسیطرح حتی پہلو بھی مت کرو لفظ کو تہ تیغ کرو۔ اتقوا اللہ! اتقوا اللہ!!۔

بعض مخالف کہہ اُٹھتے ہیں میرزا غلام احمد (علیہ السلام) جہاد کے حکم کو منسوخ بتلاتے ہیں۔ اُن مخالفوں سے میں کہتا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ السلام منسوخ کیوں بتلانے لگے تمھارے خیالی جہاد کا حکم ہی نہیں ہوا ہے کہ زبردستی اسلام بزور شمشیر منواؤ۔ یا بلا وجہ یونہیں وحشیوں کیطرح لڑتے پھرو یا علاوہ رہنے دوسرے علاجوں کے یوں ہی مار دھاڑ کرو اور کٹ مرو۔ تو پھر میرے پیارے مخالفو! منسوخ کسکو کہتے ہیں جب حکم ہی نہیں ہوا تو منسوخ کیسا!! ہاں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے بہت ستایا یہانتک کہ حضرت اور مہاجرین کو گھر بار چھوڑنا پڑا اور آپنے مدینہ میں آکر پناہ لی اور کفار آپ کے اور مسلمانوں کے استیصال کے فکر میں لگو رہے تب کوئی علاج نہ رہنے کے بعد اور برداشت کے اپنی حد تک پہونچ جانے کے بعد مجبوراً یہ حکم نازل ہوا کہ مسلمان اپنی حفاظت کے لیے اور نیز مکہ کے مظلوم مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں کی آزادی کے لیے تلوار اُٹھاویں جسکو تم کسی دھوکے باز گورنمنٹ کی پولیسی کے طرح بتاتے ہو۔ سنو میں اسکو صراحت کے ساتھ بتلاتا ہوں۔

یہ ظاہر ہے اور اُسکے صراحت کرنے کی ضرورت نہیں کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے کفار کیسی عداوت رکھتے تھے اور کیسی کیسی تکلیفیں اور اذیتیں اُن کے ہاتھ سے آنحضرت اور صحابہ کو پہونچیں اور بار بار اُنھوں نے آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا اور حبشہ تک مہاجرین کے تعاقب میں گئے پھر یہانتک کہ آنحضرت کو مدینہ ہجرت کرنے پڑی اول تمام حالات پر جو عداوت کہ قریش مکہ کو مسلمانوں سے ہوگئی تھی اور ہر طرح انکو معدوم کرنے اور ایذا پہونچانے کی تدبیریں کرتے تھے بخوبی ظاہر ہے کہ قریش مکہ کو مدینہ کے لوگوں سے بھی جو مسلمان ہوگئے تھے اور آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا ویسی ہی عداوت تھی جیسی کہ مکہ کے مہاجرین سے تھی۔ اور خود اُن کو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جو وہ آنحضرت اور اُنکے صحابہ کے ساتھ مکہ میں کرتے رہے تھے یہ خوف پیدا ہوگیا تھا کہ اگر آنحضرت کے صحابی زیادہ قوی ہوجاویں گے تو مکہ پر حملہ کرینگے اور حقیقت میں آنحضرت کے سوا اگر اور کوئی ہوتا تو وہ ضرور ایسا ہی کرتا۔ یہی وجہ تھی کہ قریش مکہ

مدینہ پر ہمیشہ چڑھائی کرنے کا خیال رکھتے تھے چنانچہ قرآن مجید میں اسی بات کیطرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے **وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا۔** یعنی اہل مکہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تمکو تمھارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں۔ مدینہ والے بھی قریش مکہ کے حملہ سے مطمئن نہیں رہتے تھے اسلیے کہ مدینہ کے اُن لوگوں میں جو ایمان نہیں لائے تھے اور آنحضرت کے مدینہ تشریف لانے کو پسند نہیں کرتے تھے اور مدینہ کے اُن لوگوں سے جنھوں نے آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا نہایت ناراضی تھے اور چند معزز لوگ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلے گئے تھے اور قریش مکہ سے جا ملے تھے۔

اب دیکھنا چاہیے ایسی حالت میں آنحضرت و مہاجرین اور انصار کو اپنی اور مدینہ کی حفاظت اور امن و امان قائم کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے تھا اور اُس مقصد کے حصول کے لیے چار امر لازمی تھے کہ بغیر اُنکے امن و حفاظت مطلوبہ کسی طرح قائم نہیں رہ سکتی تھی۔

(۱) اس بات کی خبر رکھنی کہ قریش مکہ کیا کرتے ہیں اور کس منصوبہ میں ہیں۔

(۲) جو قومیں کہ مدینہ میں یا مدینہ کے گرد رہتے تھیں اُن سے امن کا اور قریش مکہ کی مدد نہ کرنے کا معاہدہ کرنا۔ لیکن عہد شکنی کی حالت میں اُن سے مقابلہ کرنا اس منصوبہ کے لیے ایسا ہی ضرور تھا جیسا کہ ان کا معاہدہ کرنا کیونکہ اگر عہد شکنی کی مکافات قائم نہ کیجاتی تو کوئی معاہد اپنے عہد پر قائم نہیں رہتا اور امن مطلوبہ حاصل نہیں ہوسکتی۔

(۳) جو مسلمان مکہ میں مجبوری رہ گئے تھے اور موقع پاکر وہاں سے بھاگ آنا چاہتے تھے اُن کے بھاگ آنے پر جس قدر ہوسکے اُن کی اعانت کرنا کیونکہ جو قافلہ مکہ سے نکلتا تھا ہمیشہ احتمال ہوتا تھا کہ شاید اُسکے ساتھ بہانہ کرکے کوئی مسلمان مدینہ میں بھاگ آنیکے لیے نکلا ہو۔

(۴) جو گروہ قریش مکہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کو نکلے یا کسی طرح پر احتمال ہو کہ وہ مدینہ پھر آنے والا ہے ہتھیاروں سے اُنکا مقابلہ کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنا اُسی امن کے قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

ان چاروں باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں کہ جس کی نسبت کہا جاوے کہ اُس سے زبردستی بزور شمشیر اسلام منوانا مقصود ہے بلکہ یہ حفاظت کے لیے ہے اور ان کے سوا اور دو امر ہیں جو امن و حفاظت کے لیے ہتھیاروں کے اُٹھانے کا باعث ہوتے ہیں۔

(۱) یہ کہ کافر مسلمانوں کو جو اُن کے قبضہ میں ہوں تکلیف اور ایذا دیتے ہوں اُنکی مخلصی کے لیے یا اُنکو نجات دلوانے کے لیے لڑائی کی جاوے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے **وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین الخ۔**

(۲) یہ کہ کافر مسلمانوں کو اُن کے احکام مذہبی ادا کرنے کے لیے مانع ہوں بشرطیکہ اُنکی عملداری میں نہ رہتے ہوں کیونکہ اُس صورت میں اُن کے لیے ہجرت لازم ہے نہ لڑائی (جیسی آفت سے پنجاب کے مسلمانوں کو گورنمنٹ برطانیہ نے چھڑایا جس میں سکھوں کے ہاتھوں گرفتار تھے جس کا کل مسلمانوں کو احسان مند ہونا چاہیے اور ضرور ہونا چاہیے۔)

اگرچہ اس لڑائی کی بنیاد ایک مذہبی امر ہے لیکن اُس کا مقصود اپنی مذہبی آزادی حاصل کرنی ہے۔ (جو آجکل بہر صورت حاصل ہے) نہ کہ تلوار سے مذہب قبول کروانا۔

اور ایک اور امر ہے جو انھیں قسموں کی لڑائیوں کا ضمیمہ ہے یعنی جس ملک یا قوم سے انھیں امور کے سبب مخالفت ہے اور لڑائی انھیں امور کے سبب مشتہر ہوچکی ہے اُس ملک یا قوم پر چھاپا مارنا یا اُن کا اسباب اور اُنکی رسد اور اُنکے ہتھیار وغیرہ کو لوٹنا۔

پس آنحضرت کے وقت میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں وہ سب انھیں قسموں میں سے کسی نہ کسی قسم کی تھیں اسکو حفاظتی و دفاعی کہیں گے تو اور کیا کہیں گے جس کے دماغ میں خدا نے ذرا بھی قوۃ سیاست اور انتظام ملکی دی ہوگی وہ سمجھ سکتا ہے کہ کل اُمور جو میں نے اوپر لکھے ہیں حفاظت اور دفع پر مبنی ہیں اور اُس میں سے کوئی امر ایسا نہیں جس سے ثابت ہو کہ زبردستی مذہب منوانا منظور تھا یا بغیر سوچے سمجھے وحشیوں کیطرح مار دھاڑ کرنا اور صرف کٹ مرنا تھا بلکہ نہایت مجبوری کی حالت میں حفاظت اور دفع کے لیے تلوار اُٹھانا تھا۔

خلفاء کے ارتحال کے وقت جو کچھ جنگ ہوئی وہ کسریٰ شہنشاہ ایران اور قیصر شہنشاہ قسطنطنیہ سے ہوئی اور جو اور دیگر چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں وہ انھیں دونوں کی باجگذار تھیں۔ پس ان ریاستوں سے جو جنگ ہوئے وہ گویا انھیں دونوں سے ہوئے بلکہ زیادہ تر ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے صلح ہی ہوگئی جیسا کہ تاریخی واقعات سے ثابت ہے۔

ان دونوں سلطنتوں سے جو جہاد ہوئیں اُن کی بنا بھی آنحضرت ہی کے وقت سے شروع ہوئی۔ ہرقل سے تو اسی سے جہاد کی گئی کہ آنحضرت نے حارث بن عمرو ازدی کو ہرقل کے نام ایک خط دیکر بھیجا تو جب وہ موتہ میں پہونچے تو مار ڈالے گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قاتلوں کی سزا ہی کے لیے ... تیس ہزار فوج دیکر بھیجا آخر لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں خاص ہرقل کی شاہی فوج بھی شامل تھی اور اُس کے بعد جنگ تبوک بھی ہرقل کی حملہ آوری کی خبر کی وجہ سے کی گئی تھی اور پھر لڑائی چھڑ گئی۔

اور ایران سے اس لیے ہوئی کہ اُس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص عداوت تھی چنانچہ جب اُسکو آنحضرت نے دعوۃ کی اور نامہ دعوت اسلام بھیجا تو اُس نے غصہ میں آکر آنحضرت کی گرفتاری کے لیے دو سپاہی بھیجے۔ پس اُس کی عداوت میں کیا کسر باقی رہ گئی۔ پھر اسلامی سرحد اور اُسکی سرحد ملگئی تو بہت پیچیدگیاں واقع ہوگئیں جنکی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ضرور ہوا کہ حفظ ماتقدم کے خیال سے پہلے ہی پیشقدمی کرتے مصر بھی ہرقل کے ماتحت تھا اس لیے اُس پر بھی جہاد کرنی ہوئی اور جب لڑائی شروع ہوگئی تو جہاں حملہ کرنا مناسب سمجھا گیا کیا گیا اور علاوہ اس کے جب اسلام دنیا میں ظاہر ہوا تو اس وقت اُس کے اردگرد ایسی جماعتیں تھیں کہ جو اُسکو ہرگز نہیں چاہتی تھیں۔ بہت سی ایسی تجاویز ہر روز سوچی جاتی تھی کہ جس سے یہ عدیم الطاقت بالکل دور ہو جاوے ایسے وقت میں اسلام کا فرض تھا کہ اپنا بچاؤ جس طرح چاہے کرے۔ اور اپنی قوت کو بڑھاکر اپنے رہنے کی جگہ کرے اور چونکہ اسلام کو اپنی صداقت اور استقامت کا اظہار منظور تھا اسواسطے اُس نے ہر ایک حملہ کا جواب دفعیہ کیا۔ تو پیارے مخالفو! اسوقت جو سب سے بڑا حملہ جو ادیان کا اسلام پر ہے کتابی حملہ ہے اسکے دفعیہ میں حضرت اقدس کا ساتھ کیوں نہیں دیتے۔ اور اگر تم نہیں دوگے تو کچھ حرج نہیں خدا اپنے مرسل کا خود ساتھ دے گا اور بڑے زوروں سے اسلام کی اور اُسکی صداقت کو ظاہر کرے گا ہر چیز کا ایکوقت مقرر ہے۔

ہاں سنو! غور سے سنو!! تواریخی واقعات سے آزادی مذہب کی مثالیں بیان کرتا ہوں

النجوم الزاہرہ واقعات ۱۷۱ھ میں لکھا ہے کہ جب ہارون رشید بالیس فوریس قیصر روم کی بغاوت سے نہایت ہی برہم ہوا تو عیسائیوں کی طرف سے اُسکے خیالات بہت کچھ بدل گئے اور غالباً اسی کا اثر تھا کہ اُسنے قاضی یوسف صاحب سے جو مذہبی محکمہ کے افسر کل تھے پوچھا کہ عیسائیوں کے گرجے اسلام میں کیوں محفوظ رہے اور آج یہ اُن کو کیوں اجازت حاصل ہے کہ وہ علانیہ صلیب نکالتے ہیں تو اُس کا جو قاضی صاحب نے جواب لکھا اُسکے الفاظ یہ ہیں۔

انما كان الصلح جزي بين المسلمين واهل الذمية في اداء الجزية وفتحت المدن على ان لا تهدم بيعهم ولا كنائسهم داخل المدينة ولا خارجها وعلى ان يقاتلوا من ناواهم من عدوهم وعلى ان يخرجوا الصلبان في اعيادهم ففتحت الشام كلها والحيرة الا اقلها على هذا فلذلك تركت بيع والكنائس

یعنی مسلمان اور ذمیوں سے جزیہ کی بنا پر جو صلح ہوئی تھی اس شرط پر ہوتی تھی کہ انکی خانقاہیں اور گرجے شہر کے اندر ہوں یا باہر برباد نہ کیے جائیں۔ اور یہ کہ اُن کا کوئی دشمن اُن پر چڑھ آوے تو اُنکی طرف سے مقابلہ کیا جاوے گا اور یہ کہ تہواروں میں صلیب نکالنے کے مجاز ہیں۔ چنانچہ تمام شام اور حیرہ سوا کچھ تھوڑے کے انھیں شرائط پر فتح ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ خانقاہیں اور گرجے اسی طرح چھوڑ دیے گئے اور برباد نہیں کیے گئے۔

مخالفو! اسلام بزور شمشیر پھیلانا اسی کو کہتے ہیں کہ اُن کے جان و مال کی حفاظت کی جائے اُنکو مذہب کی آزادی دیجاوے اُن کے گرجے وغیرہ قائم رکھے جائیں۔ اسلامی ممالک میں بڑی دھوم دھام سے صلیب نکلے ناقوس اور گھنٹے کی آواز ہو اور اُن لوگوں کے بچاؤ کے لیے ہر کسی سے جو چاہے مسلمان ہی لڑائی کی جاوے۔؟

خلیفہ ہادی کے وقت میں مصر کے کئی گرجے منہدم کر دیے گئے تھے۔ خلیفہ ہارون کے وقت میں مصر کے حاکم موسیٰ نے علماء سے اس بارہ میں استفتا لیا تو علامہ لیث بن سعد نے جو تمام علماء مصر کے پیشوا اور بہت بڑے محدث تھے سب گرجوں کو از سر نو بنوا لینے کا فتوی دیا اور سرکاری خزانہ سے تعمیر کرایا گیا چنانچہ علامہ مقریزی نے تاریخ مصر میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھا ہے فبنيت كلها بمشورة

الليث بن سعد بن لهيعة وقال هو من عمارة البلاد واحتجا بان الكنائس التي بمصر لم تبن الا في الاسلام في زمن الصحابة والتابعين

کہو مخالفو! صحابہ اور تابعین کیوقت میں تو گرجے وغیرہ بنے اور آج آپ مسیح موعود سے بزور شمشیر اسلام پھیلوانا چاہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحرانیول کے پادری کے معاہدہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ پادری وغیرہ اپنے منصب پر بحال رہینگے اور مذہب سے کچھ تعرض نہ کیا جائے گا۔ یہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں۔

کہیے حضرات! اگر مذہب میں زبردستی ہوتی تو پادریوں کو اپنے منصب پر بحال رکھکر کیوں غیر مذہب کو مضبوط کرتے۔ کیا قلیل مقدار جزیہ کا لیکر مذہب کو زبردستی نہ قبول کروانا اسبات کی صاف دلیل نہیں ہے کہ زبردستی تھی ہی نہیں؟ سوچو! اور غور کرو۔ ہاں خوب غور کرو۔

طبری میں لکھا ہوا ہے کہ ایکدفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک عورت نے مسلمانوں کی ہجو کی اشعار گائے تو ایک افسر نے اس جرم پر اُس کے ہاتھ کاٹ ڈالے تو حضرت ابوبکر نے اس افسر کو خود لکھا کہ اگر وہ مسلمان تھی تو معمولی سزا دینی چاہیے تھی اور اگر ذمی تھی تو جب ہم نے اُسکے شرک و کفر سے درگذر کی تو ہجو شرک و کفر سے بہرحال کم ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب حیرت پر فتح حاصل کی تو یہ معاہدہ لکھا

لا يهدم لهم بيعة ولا كنيسة ولا يمنعون من ضرب النواقيس ولا من اخرج الصلبان في يوم عيدهم۔

یعنی اُن کے گرجے برباد نہ کیے جائیں گے نہ اُنکو ناقوس بجانے سے منع کیا جائے گا نہ عید کے دن صلیب نکالنے سے روکا جائیگا (کتاب الخراج صفحہ ۸۴)

اور ایسے ہی اور صلح نامے خالد نے کیے تھے۔ قاضی یوسف صاحب نے کتاب الخراج میں ان تمام احکام کو نقل کرکے لکھا ہے کہ خالد کے اُن معاہدوں پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کسی نے اعتراض نہیں کیا تو گویا اس پر کل صحابہ علیہم السلام کا اجماع ہوگیا۔ یاد رہے کہ ایسے ایسے معاہدے زبردستی اسلام پھیلانے کے حکم کے بعد ناممکن تھے۔

سنو پیارے مخالفو! جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ محض انصاف اور راستی سے لکھا ہے اور مجھکو قوی اُمید ہے کہ جو تم میں سچ کا پیار کرنے والا ہوگا اُس پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جاوے گی کہ اس موجودہ حالت میں کسی طرح سے کسی کے ساتھ جہاد جائز نہیں ہے۔ اور خدا ایسے ہی دن ہمیشہ رکھے اور گورنمنٹ برطانیہ تو محض ایک رحمت مسلمانوں کے لیے اللہ تعالے کی طرف سے ہے جسکی فرمانبرداری اور اطاعت ہمکو دل وجان سے خدا کا حکم سمجھکر کرنی چاہیے بیشک گورنمنٹ برطانیہ ہمارے لیے بجائے ماں کے ہے اور جو کچھ ہمکو ضرورت ہو اور جو کچھ غرض ہو اُس سے عرض کرنا چاہیے اور اگر کوئی عرض تمھاری قبول نہ ہو تو ناامید نہ ہونا چاہیے کیونکہ

اسرار مملکت خویش خسرواں دانند

اور ماں بھی تو بچہ کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتی اگر بچہ آگ یا سانپ لینا چاہے تو ماں نہیں لینے دیتی تو یہ گورنمنٹ بھی تو بجائے مہربان ماں کے ہے وہ ہماری ضرورتوں کو خوب سمجھتی ہے اگر آج نہ بھی تو کل سمجھیگی پر ضرور سمجھے گی اور ضرور سمجھنا چاہیے ہم نادان بچے اپنا ناز کیوں چھوڑیں وہ ناز کی قدر کرے ہی گی اور ضرور کرے گی۔ کیا اُسکو اپنی بھولی بھالی رعیت کا کچھ خیال نہیں ہے ضرور ہے اور ہوگا اور کیوں نہیں ہوگا

رعیت چو بیخ است و سلطاں درخت

خدا سے دعا مانگو کہ اس سلطنت کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور شربت نور ہدایت کا بھی اس سلطنت کو پلا دے اور جیسا اس دنیا میں ہمارے انگلستان کے بھائی خوش ہیں آخرت میں بھی خوش ہوں۔

ہاں اور جو تم یہ کہتے ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں تو حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ لڑے گا اور تلوار چلائے گا۔ تو سنو یہ تمکو دھوکا لگا ہے۔ ہاں غور سے سنو! صحیح حدیث میں مسیح موعود کے بارے میں صاف آیا ہے کہ

يضع الحرب

یعنی مسیح موعود جنگ وجدال کو موقوف کریگا تو دیکھو یہاں سے صاف ثابت ہے کہ انکو جنگ وجدال وآلات حرب کی ضرورت نہیں ہوگی پس جن حدیثوں میں مسیح موعود کے لڑنیکا ذکر ہے اُن کے معنے سوائے اسکے اور کیا ہوسکتے ہیں کہ وہ دلایل و براہین کی تلوار سے لڑینگے اور اُن کے مُنہ سے وہ حقائق و معارف نکلینگے کہ کافر دم نہ مار سکیں گے گویا مر جائیں گے۔

اور یہی بات انجیل سے بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ آنیوالا مسیح منہ کی دو دھاری تلوار سے لڑے گا اور آیت فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون کے نیچے اگر اسکا فیصلہ ہو جانا ہے اور یہ بات ہم مسیح موعود میں ملاحظہ کر رہے ہیں۔

دوسرے یہ روایت دیگر آیا ہے کہ يضع الجزية یعنی جزیہ کو موقوف کرینگے جس کا آپ لوگ یہ معنی لگاتے ہیں کہ جزیہ کے حکم کو منسوخ کر دینگے اور سوائے اسلام کے کافروں سے کچھ قبول نہ کرینگے لیکن یہ بیہودہ معنی ہے۔ نادانو! اکمل الکتاب قرآن شریف آچکا ہے حتی يعطوا الجزية تو پھر وہ بدلنے والے کون۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف کا لفظ اور ایک نقطہ بھی نہیں تبدیل ہو سکتا ہے جسکے بارہ میں خدا تعالی نے فرمایا ہے ما يبدل القول لدي اور اليوم اكملت لكم دينكم جب قرآن شریف کا ایک حکم بھی بدلا تو وہ خاتم الکتب کتاب نہ ہوئی اور جب وہ خاتم الکتب نہ ہوئی تو اُس کا لانے والا بھی خاتم النبیین نہ ہوا (معاذ اللہ)

(باقی آئندہ)

ضرورۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری جماعت کے اہل قلم ضرورۃ امام پر مضامین لکھیں۔ میں ان مضامین کو سنوں گا اور دیکھوں گا کہ انھوں نے کس طرح میرے وجود کی ضرورت کو سمجھا ہے اس حکم کی تعمیل کی گئی اور بہت سے مضامین لکھے گئے اور وہ اعلیٰ حضرت کے حضور سنائے گئے۔ بعض مضامین خود مضمون نویسوں نے سنائے کچھ ہمارے مکرم بھائی منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے سنائے اور آخر یہ خدمت خاکسار نے سرانجام دیا۔

ان مضامین کا مجموعہ ہمارے پاس موجود ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا مضمون ہمکو نہیں ملا تھا۔ آج سے پہلے اس سلسلہ میں جناب میر حامد شاہ صاحب کا مضمون چھپ چکا ہے سیٹھ عبدالرحمن صاحب کا بھی طبع ہو چکا ہے۔ آج سے ہم صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا مضمون شروع کرتے ہیں جو اپنے رنگ کا ایک ہی مضمون ہے اعلیٰ حضرۃ نے بھی اسکو بہت پسند فرمایا تھا چونکہ صاحبزادہ صاحب سلسلہ مشائخ کے اسرار سے خوب واقف [illegible] اسلیے یہ مضمون خاص دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔

(ایڈیٹر)

ضرورۃ مسیح موعود

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اے مرے اللہ ادھر آ جا مرے پیارے
چوں بوئے گل اب دل میں سما جا مرے پیارے
کب ہمکو ترے حسن کے شعلے کی خبر تھی
کر آگ لگائی تو بجھا جا مرے پیارے

تمام عالم کے حالات تجربوں اور چشم دید اور [illegible] اخباروں رسالوں اشتہاروں اور مذہبی فتنوں اور فسادوں اور دنیوی شرارتوں پر [illegible] جائی یا علیحدہ علیحدہ طور پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قسم قسم کے فساد [illegible] رنگ برنگ کی شوخیاں اور بیباکیاں [illegible] طرح طرح کے بغض و حسد و کینہ و عداوت [illegible] بیجا اور بخل اور گونا گوں قصہ [illegible] وناول و افسانے نے ہر ایک [illegible] و مذہب کے پیرو اور متبع کو حق و صدق [illegible] صداقت و راستی سے دور ڈال رکھا ہے [illegible] دیکھو انانیت میں غرق جس پر نظر ڈالو [illegible] یا دیگرے نیست میں محو ہے۔

دنیا نے اپنا اپنا رنگ و روپ اور ایک عالم [illegible] الا ھٰبیس [illegible] حقیقت [illegible] مروت۔ فتوت۔ غیرت۔ حمیت۔ صدق

وصفا۔ تقویٰ۔ تزکیہ۔ تصفیہ۔ خشیۃ اللہ یک قلم مفقود ہے۔ امراء کو دیکھو تو عجیب حال ہے غرباء کی نئی چال ہے پیروں فقیروں میں اور ہی نئی و نرالی ادا ہے ایک دوسرے پر حرکات میں سکنات میں قول میں فعل میں ہر ایک وضع اور تراش و خراش میں سبقت لیگیا ہے۔ جدھر نظر دیکھو ایک عجیب عالم نظر آتا ہے جہاں جہاں نظر ڈالو کچھ اور کا اور ہی نظارہ پیش نظر ہوتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

بحر و بر مفاسد سے بگڑ گئے خشک و تر کوئی مقام دار الامن نہیں ملتا اہل کتاب و غیر اہل کتاب خراب ہو گئے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں بے اعتنائی پھیل گئی نہ ان میں کوئی فرق اور نہ ان میں کوئی تمیز ایک سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر الامان مفاسد و فتن کا کوئی ٹھکانا نہیں اگر پورے پورے لکھے جائیں تو قلم گھس جائیں دواتیں ختم ہو جائیں [illegible] قومیں کی قومیں ایک دوسرے کی مدد کریں تب بھی ختم نہ ہوں۔

میں دور کیوں جاؤں اور دوسروں کے حالات و مقالات پر کیا افسوس کروں [illegible] اپنے اُس گروہ پر روؤں اور کیا عجیب ہے کہ آنکھوں سے بجائے آنسوؤں کے اشک خون بہاؤں کہ جو گروہ صوفیہ صافیہ کے نام سے مشہور اور اپنے اعمال و اوراد و اقوال و رفتار و کردار و اشغال و رسم و رواج پر مغرور اور ہمہ دانی و ہمہ بیانی میں مسرور ہے اور باایں ہمہ اپنے آپ کو علوم روحانیہ کا منبع اور معارف و خداوانی کا سرچشمہ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرضوان والغفران کا وارث بنے میں مشہور ہے۔ اور خوارق عادات اور نشانات و کرامات اور کشوف و رویاء و الہامات نادرانہ و مقتدرانہ و نیز منفرد حانہ کا مدعی اور اہل اللہ و واصل باللہ اور مقرب الرحمن اور مستجاب الدعوات ہونے کا مفتخر اور اطفال اللہ و متخلق باخلاق اللہ میں داخل ہونے کا تاج اپنے سر پر اور انا الحق کی بلٹر زیب کمر کرنے والا بلکہ اس سے بھی ایک دو بالشت زیادہ۔ مصرعہ

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

پر بڑے جوش و خروش سے قدم مارنے والا ہے۔ وہی تمام نعماء الٰہیہ و اسرار ربانیہ سے دور و مہجور ہے وہ علوم روحانیہ سے محض ناواقف انبیاء علیہم السلام کے طریق کو بیخبر سنت اللہ و سنت الانبیاء والاولیاء سے سراسر نادان و ناسمجھ اور نااہل۔ کرامتوں و خوارق اور کشوف اور اسرار رویاء اللہ حقیقتہ الہامات و وحی الٰہی سے نابلد و ناآشنا۔ بجائے ترک ماسوی اللہ کے ترک اللہ اور بجائے فنا فی اللہ کے

فنا فی الرسوم والدنیا اور بجائے رجوع الی اللہ کے رجوع بالخلق والخلائق و تسخیر الدراہم والاجنۃ ہوگیا۔

مجھے رات دن کے برتاؤ اور آٹھوں پہر کی نشست و برخاست اور ہر وقت کی خلا ملا اور رسم بہالہ [illegible] رہنے سے خوب ثابت ہوا کہ میں خود بھی فرقہ [illegible] میں ہے اور حقیقی یہ گروہ نازک حالت ہے اسکی نظیر دوسرے [illegible] کم ہے کیونکہ دعوی کچھ اور افعال کچھ۔

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

وہ پاک مذہب اسلام اور وہ مصطفائی طریق خدا تعالیٰ کی رضا اور وصال الٰہی حاصل کرنے کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خدا سے لائے اور اپنے صحابہ کو دیا وہ اب اس سلسلہ میں کہاں۔ توحید باری تعالیٰ صفات باری تعالیٰ ان سے ایسی گئی کہ جس کا پتا نہیں لگتا۔ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ اور خداشناسی اور معرفت الٰہی اور قرآن شریف کی سمجھ اور اسکی پابندی اور وہ تعلیم سب کچھ مفقود ہے سنن انبیاء سے مختفر [illegible] غرضکہ ہر ایک حسن اور حسن طریقہ سے [illegible] ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس گروہ کے اقوال اور افعال یکساں ہوتے اور جو کچھ زبان سے کہتے ہیں کر کے بھی دکھلاتے تو کیوں اسقدر فتنے اور فساد کے دروازے دنیا میں کھلتے۔ اسی فرقہ کا نااہل اور ناملہم ہونا دنیا کی خرابی کا زیادہ تر باعث ہوا۔ اسی فرقہ نے سب سے پہلے اپنا بد نمونہ دکھلایا یہی وہ طائفہ ہے کہ جس کا سب سے پہلے قدم پھسلا عقائد میں توحید میں تقوی میں طہارۃ میں اعمال میں افعال میں لباس میں رفتار و گفتار میں معرفت الٰہی میں عبادت میں ہدایت میں غرضکہ ہر ایک طریقہ حسنہ میں گیا گذرا ثابت ہوا ہے۔

نماز جو ذریعہ نجات اور خدا سے ملنے اور ہمکلام ہونے کا اور معراج مومن ہے وہ تو ان میں کچھ قدر و منزلت ہی نہیں رکھتی وہ تو اسطور سے ادا کی جاتی ہے جیسے مرغ دس پانچ دانوں کو جلدی سے چن کر کسی اور طرف رخ کر لیتا ہے۔ ان کا قول ہے کہ نماز سے خدا نہیں ملتا وصال الٰہی بہر حاصل نہیں ہوتا یہ تو صرف ایک حکم ہے جسکو جس طرح جلد جلد ادا کر لینا چاہیے نماز کو سنوار کر یا آہستہ آہستہ پڑھنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔

افسوس یہ لوگ نماز سے ایسے بیخبر ہو گئے اور اس نعمت عظمیٰ اور سعادۃ کبریٰ سے ایسے محروم ہیں۔ نماز وہ شے ہے جس سے خدا ملتا ہے جس سے نجات ملتی ہے جس سے رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہے

ایک صوفی درویش نے ایک روز مجھسے پوچھا کہ وصول الی اللہ تنویر قلب کا طریق آپکے مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کیا بتایا ہے میں نے کہا کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بنانا اور اس کے احکام کی پابندی اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے پرہیز اور نماز سنوار کر اور دل لگا کر پڑھنا اور نماز میں ہی دعائیں کرنا جیسے قومہ ہے قیام ہے جلسہ ہے رکوع ہے سجدہ ہے بعد تلاوت قرآن کریم یا ادعیہ ماثورہ یا تسبیح پھر اپنی زبان میں تب اس بزرگ نے یہ بات سنکر نہایت حقارت کے الفاظ میں فرمایا کہ یہ تو سیدھا سادھا ملانوں کا طرز ہے قرآن سے یا نماز سے خدا نہیں ملتا اور نہ یہ راہ خدا تک پہونچنے کی ہے پھر میں نے کہا کہ آپ کون سی راہ بتلاتے ہیں؟ مغل نے کہا کہ توجہ دینا اور مراقبوں کے اندر رشد کا تصور کرنا اور اسکو حاضر سمجھنا نفی و اثبات کی ضربیں لگانا میں نے کہا کہ یہ راہ تو ہندوؤں کی راہ ہے مسلمان صوفیوں نے بعض فقراء ہنود اور جوگیوں سے یہ فعل لیے ہیں اسلام میں انکا نام و نشان نہیں۔

الغرض جہانتک دیکھا جاتا ہے اس فرقہ میں اعمال افعال عبادات اسلامی کو چھوڑ کر صدہا طرح کی بدعتیں اور طریق عبادت وغیرہ اپنی طرف سے ایسے ایجاد کیے کہ گویا شریعت اور طریقت کو الگ الگ بنا دیا۔

صوفیوں میں ایک ہزار فرقہ سے کم فرقے نہیں ہیں اور سب فرقے ایک دوسرے سے علیحدہ راہ اپنی رکھتا ہے اور مشہور و معروف ان میں چار خاندان اور چودہ خانوادے ہیں۔

سب سے پہلے انھوں نے توحید باری تعالیٰ عز اسمہ میں ٹھوکر کھائی ہے اور وحدۃ الوجود کا ایک نیا مسئلہ اپنی طرف سے ایجاد کیا پھر اس میں کوئی حلولی ہے کوئی اتحادی ہے کوئی اس کے بین بین ہے۔ نہ اس وحدۃ الوجود کی بحث قرآن میں ہے نہ احادیث میں اور نہ آئمہ اربعہ میں اس کی کچھ بحث ہوئی یہ بھی ہندوؤں کا یا بعض ایسے لوگوں کا ایجاد کیا ہوا ہے کہ جو ملحد کی راہ سے اور الحکی رہنا مندی کے طریق سے دور پڑے ہوئے تھے اسی لفظ کا ترجمہ ہمہ اوست ہے قرآن شریف کی آیات محکمات و بینات کو چھوڑ کر بعض آیات متشابہات سے توڑ مروڑ کر وحدۃ الوجود کا مسئلہ بیان کرتے ہیں مگر وہ بھی بے اصل ہے حقیقت میں اگر یہ مسئلہ ایسا مہتم بالشان ہوتا جیسا کہ انھوں نے سمجھ رکھا ہے کہ کل نجات اور خداشناسی اللہ تعالیٰ [illegible] قرآن شریف [illegible] سورۃ منجملہ [illegible] یا بخاری [illegible] احادیث کی کتابوں میں کوئی باب [illegible]

مختصر نوٹ اور نکات

(۱) خصلتان فریضتان علیٰ کل ذی ایمان طلب العلم و طلب الکسب یطلب علم لصلاح دینہ و طلب الکسب لصلاح دنیاہ فمن یطلب العلم ولم طلب الکسب جاء یوم القیمۃ مفلسًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو خصلتیں ہر صاحب ایمان پر فرض ہیں ایک طلب علم اور اس کی تحصیل دوم طلب کسب و تجارت تحصیل علم اپنے دین کی صلاح و بہتری اور تجارت اور کسب اپنی دنیا کی صلاح اور بہبود کے لیے جو شخص علم حاصل کرے مگر کسب تجارۃ میں سعی نہ کرے وہ قیامت کے دن مفلسوں کی سی حالت میں حاضر ہو گا۔

(۲) حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرمان یہ ہے نہیں ہے وہ شخص ہم میں سے جو امور آخرت میں منہمک رہنے کے لیے معاملات دنیا سے دست بردار ہو جاوے۔

(۳) فرمان نبوی ہے اس شخص میں نیکی وخیر نہیں ہے جو وجہ حلال سے مال جمع کرنے کو دوست نہ رکھتا ہو۔

(۴) شرافت و نجابت کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: الشرف بالفضل والادب و لا بالاصل والنسب انسان کے لیے بزرگی و فضیلت اخلاق فاضلہ سے ہے نہ اونچے حسب و نسب سے۔

مہذب کون ہے؟ المؤید نے ایک دلچسپ اور سبق آموز آرٹکل "مہذب کون ہے" کے عنوان سے لکھا ہے جسکا ماحصل یہ ہے "مسلمان جب تک اپنی زبان میں ترقی نہ کریں ممکن نہیں کہ وہ عام اپنی مجموعی حیثیت سے ترقی و تہذیب حاصل کر سکیں ہم یہ نہیں کہتے کہ انھیں دیگر زبانیں سیکھنی نہ چاہییں۔ نہیں سیکھیں ضرور سیکھیں انگلش ۔ فرنچ جرمن روسی غرضیکہ مہذب و ترقی یافتہ اقوام عالم کی ساری ہی زبانیں شوق سے حاصل کریں۔ مگر اس نیت سے کہ ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے قومی علم و ادب عربی کو ترقی دیں۔ مگر افسوس کہ آج کل تو مسلمانوں کی حالت اس کے برعکس ہے وہ غیر قوموں کی زبانوں سے تو پھر بھی کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے اور پیدا کرتے ہیں۔ مگر عربی کی ذرا پروا نہیں کرتے جو ان کی نہ صرف قومی بلکہ مذہبی زبان بھی ہے۔ ان ہی علوم متنوعہ کو جو آج یورپ کی متعدد زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور انھی کے ذریعہ ہم سیکھتے ہیں کیا اپنی پیاری عربی زبان میں حاصل نہیں کر سکتے؟ اگر یہ عذر ہو کہ عربی میں بحالت موجودہ علوم جدیدہ ہیں ہی نہیں پھر کوئی اس میں انکی تحصیل کرے تو کیونکر؟ کیا یہ ہمارا اپنا ہی قصور نہیں؟ بلا شبہ ہم مسلمانوں کا ہی قصور بہت اور لاریب ہماری ہی غفلت ہے کہ ہم عربی کو جدید علوم و فنون کے ذخائر و خزائن سے مالا مال کرنے میں ساعی نہیں ہوتے اگر بذریعہ تراجم یہ تمام علوم عربی لٹریچر میں آجائیں تو پھر مسلمان شائقین علوم مذکورہ عربی کے ذریعہ سیکھیں تو کیا عذر و تامل ہو سکتا ہے؟ مگر افسوس کہ عربی میں اس درجہ کی قابلیت اور دستگاہ پیدا کرنے کا خیال کسے ہے؟ حالانکہ اعلیٰ درجہ کی عربی جاننے سے مسلمانوں کو کئی قسم کے فوائد و برکات مقصود ہیں۔

اول تو مسلمان نوجوانوں پر لا مذہبی کا جو الزام لگایا جاتا ہے اور جو ان پر ایک حد تک فی الواقع عائد بھی ہوتا ہے وہ دور ہو گا۔ کیونکہ عربی کی اعلیٰ تحصیل سے انھیں کتب دینیہ اور بالخصوص قرآن کریم کے فہم مطالب کا اچھا موقع ملے گا۔

دوسرے اسلامی تاریخ سے کماحقہ آگاہی پیدا ہو گی۔

تیسرے ہمارے قومی لٹریچر کے وقار و وقعت میں اضافہ ہو گا کیونکہ اس صورت میں عربی علم ادب کی توسیع و ترقی قدرتًا اور ضرورتًا ہو گی مگر حیف صد حیف کہ مسلمان اس زبان کی سرپرستی چھوڑتے جاتے ہیں اور دانایان فرنگ اسکی حفاظت اور اس سے استفادہ کرنے میں مشغول ہیں۔ پھر جائے غور ہے کہ جیسی مہذب یہ اقوام مغربی ہیں ویسی شائستہ قوم ہم اپنے تئیں بھی سمجھیں تو کس منہ سے؟ جو ہمارا فرض تھا اسے تو وہ لوگ ادا کر رہے ہیں۔ پھر اگر ہم غافل و نادان کہلانے کے مستوجب نہیں تو کیا ہیں؟ مسلمان جب تک آنکھیں کھول کر اپنی زبان عربی کی دستگیری نہ کریں جب تک اسکی ترقی و توسیع استحکام اور قیام و بقا میں کوشاں نہ ہوں انھیں اپنی حالت پر رونا چاہیے۔ ہمعصر المؤید نے بلاد اسلامیہ کے مسلمانوں کی بے توجہی کا یہ دکھڑا رویا ہے پھر مسلمانان ہند کا تو ذکر ہی کیا انھیں عربی کو علوم جدیدہ سے مالا مال کرنے کی توفیق و ہمت تو کیا ہو گی وہ پہلے اسکی تحصیل سے ہی عہدہ برآ ہو لیں یہاں ایک فیصدی بھی مسلمان شاید ہی ایسے ہوں جو عربی اور پھر جدید عربی بخوبی لکھ پڑھ سکتے ہوں فہم قرآن کے لحاظ سے ہماری اور بھی بدتر حالت ہے خدا جانے ہمارا کیا حشر ہو گا۔

باوصفیکہ ہم صدق دل سے اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ **نبوۃ** کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم **خاتم النبیین** اور آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی صاحب شریعت جدیدہ نہیں آ سکتا۔ قرآن کریم ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کے رو سے اللہ کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی یا مرسل کے لفظ سے پکارے کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رسولُ رسولِ اللّٰہِ آیا ہے عرب کے لوگ تو اسنک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مُرسَل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں **فقالوا انا الیکم مرسلون** بھی یاد نہیں رہا آہ!

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا ست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجہ کے کمالات اور خوارق میں سے آپ کی علمی اور عملی تکمیل ہے۔ کیونکہ آپ کی تکمیل علمی اور عملی بلاواسطہ کسی استاد کے ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپکا نام **مہدی** بھی ہے اور **عبد** بھی۔ کون نہیں جانتا کہ آپ کی علمی تکمیل کسی اُستاد کے ذریعہ نہیں ہوئی اور یہ بھی کسی سے مخفی نہیں کہ آپ کی عملی طاقتیں کسی مہذب مجلس کی صحبت سے پیدا نہیں ہوئیں۔ یہی خالص مہدویت کے لحاظ سے آپکو بہت سے اسرار اور معارف اور کلم جامعہ بخشے گئے یہانتک کہ قرآن شریف میں اسقدر معارف اور نکات اور علوم حکمیہ آلہیہ اور دلائل عقلیہ فلسفیہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت کے ساتھ بیان فرمائے گئے کہ وہ ان تمام معارف اور بلاغت کاملہ کے لحاظ سے ایک اعلیٰ درجہ کا علمی معجزہ ٹھہر گیا جس کی نظیر پیش کرنا تمام جن و انس کی طاقت سے باہر ہے۔ پس آپ کے اعلیٰ درجہ کا کمال جس سے آپکی خصوصیت ہے **مہدویت** اور **عبودیت** ہے۔

مہدویت سے مراد وہ انتہائی معارف آلہیہ اور علوم حکمیہ اور عملی برکات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر واسطہ کسی انسان کے علم دین کے متعلق سکھلائے گئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں اول درجہ کا معجزہ ہے جس کے ذریعہ سے بیشمار انسان ایمانی اور عملی قویٰ کی تکمیل کر کے معرفت تامہ کے بلند منارہ تک پہنچ گئے اور معارف کامل ہو گئے اور **عبودیت** سے مراد وہ حالت انقیاد اور موافقت تامہ اور رضا اور وفا اور استقامت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئی جس سے آپ اس راہ کیطرح جو صاف کیا جاتا اور سیدھا کیا جاتا ہے

یسوع مسیح کا شیطان اُسپر ایمان نہ لایا بلکہ اسکو پکڑ ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور اسے گمراہ کرنا چاہا پس یسوع کا شیطان کے ساتھ چلے جانا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ اور ہماری سمجھ میں نہیں آتی شاید عقدہ تثلیث کی طرح کوئی سر مخفی ہو جو بجز عیسائیوں کے اور کسیکو معلوم نہیں ہو سکتا۔ بالمقابل **محمد رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے** یسوع کی الوہیت پڑھنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر نظر کرنے والے کم از کم اس ایک امر کو بغور سوچیں!!!

یورپین فلاسفر تو شیطان کے وجود ہی کے قائل نہیں پھر معلوم نہیں کہ وہ اس انجیلی واقعہ کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں۔ شاید نور افشاں کے ایڈیٹر کو یہ راز معلوم ہو۔

مسیح کے آخری الفاظ جو انجیل سے ثابت ہوتے ہیں وہ یہ ہیں **ایلی ایلی لما سبقتانی** یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اور انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موت کا پیالہ ٹلنے اور موت سے بچنے کے واسطے ساری رات دعا کرتا رہا۔ اور اوروں کو بھی دعا کے واسطے کہا گویا اس چند روزہ فانی زندگی سے اسنے ایسا پیار کیا کہ ساری رات زندہ رہنے کے لیے اور موت کا پیالہ ٹل جانے کے واسطے دعائیں مانگتا رہا۔ برخلاف اس کے کہ ہمارے سید و مولےٰ **نبی آخر الزمان** صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ دنیا سے جانے کے واسطے دعا کی **اللّٰھم بالرفیق الاعلیٰ** جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **حضور** علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشا تھا کہ گویا اب میں اسجگہ رہنا نہیں چاہتا۔ میں اپنے خدا کے پاس جانا چاہتا ہوں اب مسیح کے آخری الفاظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ کا موازنہ کرو!!! اول الذکر خدا کا شکوہ کرتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے حضور جانے کا آرزومند ہے۔

اطلاع

میں ۱۵ فروری سے ۱۸ تک قادیان سے باہر رہا ہوں اسلیے اخبار دیر سے شائع ہوا ہے

(ایڈیٹر)

ضرورۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری جماعت کے اہل قلم ضرورت امام پر مضامین لکھیں۔ میں ان مضامین کو سنوں گا اور دیکھوں گا کہ انھوں نے کس طرح میرے وجود کی ضرورت کو سمجھا ہے اس حکم کی تعمیل کی گئی اور بہت سے مضامین لکھے گئے ایک وہ اعلیٰ حضرت کے حضور سنائے گئے بعض مضامین خود مضمون نویسوں نے سنائے کچھ ہمارے مکرم بھائی منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے سنائے اور آخر اس خدمت کو خاکسار نے سرانجام دیا۔ ان مضامین کا مجموعہ ہمارے پاس موجود ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا مضمون ہمارے پاس نہ تھا۔ اس سے پہلے اس سلسلہ میں جناب میر حامد شاہ صاحب کا مضمون چھپ چکا ہے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کا بھی طبع ہو چکا ہے۔ آج سے ہم صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا مضمون شروع کرتے ہیں جو اپنے رنگ کا ایک ہی مضمون ہے اعلیٰ حضرت نے بھی اسکو بہت پسند فرمایا تھا چونکہ صاحبزادہ صاحب سلسلہ مشائخ کے اسرار سے خوب واقف ہیں اسلیے یہ مضمون خاص دلچسپی سے پڑھا جاویگا۔

(ایڈیٹر)

ضرورۃ مسیح موعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے مرے اللہ ادھر آ جا مرے پیارے
چوں بوئے گل دل میں سما جا مرے پیارے
کب ہمکو ترے حسن کے شعلہ کی خبر تھی
یہ آگ لگائی تو بجھا جا مرے پیارے

تمام عالم کے حالات تجربوں اور چشم دید اور اخباروں رسالوں اشتہاروں اور مذہبی فتنوں اور فسادوں اور دنیوی شرارتوں پر یکجائی یا علیحدہ علیحدہ طور پر نظر ڈالنے سے ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ قسم قسم کے فساد رنگ برنگ کی شوخیاں اور بیباکیاں ہر طرح کے بغض و حسد و کینہ و عداوت دشمنی بیجا اور بیجا اور گونا گوں قصہ کہانیات و ناول و افسانے نے ہر ایک ملت و مذہب کے پیرو اور متبع کو حق و سداد و صداقت و راستی سے دور ڈال دیا ہے دیکھو انانیت میں غرق جسپر نظر ڈالو مادیگرے نیست میں محو ہے۔ دنیا نے اپنا اپنا رنگ ورد یہ اور ایک عالم بپاسۃ الابلیس و بہروپیہ بدلا ہوا ہے حقیقت مروت۔ فتوت۔ غیرت۔ حمیت۔ صدق وصفا تقویٰ۔ تزکیہ۔ تصفیہ۔ خشیۃ اللہ یک قلم مفقود ہے۔ امراء کو دیکھو تو عجیب حال ہے غرباء کی نئی چال ہے پیروں فقیروں میں اور ہی نئی و نرالی ادا ہے ایک دوسرے پر حرکات میں سکنات میں قول میں فعل میں ہر ایک وضع اور تراش و خراش میں سبقت لیگیا ہے۔ جدھر ندھر دیکھو ایک عجیب عالم نظر آتا ہے جہاں جہاں نظر ڈالو کچھ اور کا اور ہی نظارہ پیش نظر ہوتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

بحر و بر مفاسد سے بگڑ گئے خشک و تر کوئی مقام دارالامن نہیں ملتا اہل کتاب و غیر اہل کتاب خراب ہو گئے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں یہ ابتری پھیل گئی کہ ان میں کوئی فرق اور نہ الناس کو ذرا تمیز ایک سے ایک دوسرے سے میرا بڑھ چڑھ کر الامان مفاسد و فتن کا کوئی ٹھکانا نہیں اگر پورے پورے لکھے جائیں تو قلم گھس جائیں دواتیں ختم ہو جائیں تا کاغذ رہ جائیں قومیں کی قومیں ایک دوسرے کی مدد کریں تب بھی یہ ختم نہ ہوں۔

میں دور کیوں جاؤں اور دوسروں کے حالات و مقالات پر کیا افسوس کروں میں اپنے اس گروہ پیرزادوں اور کیا عجیب ہے کہ آنکھوں سے بجائے آنسوؤں کے خون نہ بہاؤں کہ جو گروہ صوفیہ صافیہ کے نام سے مشہور اور اپنے اعمال و اوراد و اقوال و رفتار و کردار و اشغال و رسم و رواج پر مغرور اور ہمہ دانی و ہمہ بانی میں مسرور ہے اور با ایںہمہ اپنے آپ کو علوم روحانیہ کا منبع اور معارف و خدادانی کا سرچشمہ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرضوان والغفران کا وارث بننے میں مخمور ہے۔ اور خوارق عادات اور نشانات و کرامات اور کشوف و رویاء و الہامات قادرانہ و مقتدرانہ و نیز متصرفانہ کا مدعی اور اہل اللہ و واصل باللہ اور مقرب الرحمٰن اور مستجاب الدعوات ہونے کا مفتخر اور اطفال اللہ و متخلق باخلاق اللہ میں داخل ہونے کا تاج اپنے سر پر اور انا الحق کی دلق زیب کمر کرنے والا بلکہ اس سے بھی ایک دو بالشت زیادہ مصرعہ

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

پر بڑے جوش و خروش سے قدم مارنے والا ہے۔ وہی تمام نغماء الٰہیہ و اسرار ربانیہ سے دور و مہجور ہے وہ علوم روحانیہ سے محض ناواقف انبیاء علیہم السلام کے طریق سے بیخبر سنت اللہ و سنت الانبیاء والاولیاء سے سراسر نادان و ناسمجھ اور نااہل۔ کرامتوں و خوارق اور کشوف اور اسرار و رویاء اللہ حقیقۃ الہامات و وحی الٰہیہ سے بالکل ناآشنا۔ بجائے ترک ماسوی اللہ کے ترک اللہ اور بجائے فنا فی اللہ کے فنا فی الرسوم والدنیا اور بجائے رجوع الی اللہ کے رجوع بالخلق والخلائق و تسخیر الدراہم والاجنۃ ہو گیا۔

مجھے رات دن کے برتاؤ اور آٹھوں پہر کی نشست و برخاست اور معرفت کی علا علا اور رسم بیابہ نہم اوال کر پہنچنے سے خوب ثابت ہوا کہ جس قدر یہ فرقہ پستی میں ہے اور حق یہ گروہ نا وقفی حالت ہے اسکی نظیر دوسرے و فرقوں میں کم ہے کیونکہ دعویٰ کچھ اور افعال کچھ۔

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

وہ پاک مذہب اسلام اور وہ مصفا طریق خدا تعالیٰ کی رضا اور وصل الٰہی حاصل کرنے کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود لائے اور اپنے صحابہ کو دیا وہ اب ان میں کہاں۔ توحید باری تعالیٰ صفات باری تعالیٰ ان سے ایسی گئی کہ جس کا پتا نہیں لگتا۔ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ اور خدا شناسی اور معرفت الٰہی اور قرآن شریف کی سمجھ اور اسکی پابندی اور وہ تعلیم سب کچھ مفقود ہے سنن انبیاء سے محض ناآشنا غرضکہ ہر ایک حسن اور حسن طریقہ سے غفلت ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس گروہ کے اقوال اور افعال یکساں ہوتے اور جو کچھ زبان سے کہتے ہیں کرکے بھی دکھلاتے تو کیوں اسقدر فتنے اور فساد کے دروازے دنیا میں کھلتے۔ اسی فرقہ کا نااہل اور ناملہم ہونا دنیا کی خرابی کا زیادہ تر باعث ہوا۔ اسی فرقہ نے سب سے پہلے اپنا بد نمونہ دکھلایا یہی وہ طائفہ ہے کہ جس کا سب سے پہلے قدم پھسلا عقائد میں توحید میں تقویٰ میں طہارت میں اعمال میں افعال میں لباس میں رفتار و گفتار میں معرفت الٰہی میں عبادت میں ہدایت میں غرضکہ ہر ایک طریقہ حسنہ میں گیا گذرا ثابت ہوا ہے۔

نماز جو ذریعہ نجات اور خدا سے ملنے اور ہمکلام ہونے کا اور معراج مومن ہے وہ تو ان میں کچھ قدر و منزلت ہی نہیں رکھتی وہ تو اس طور سے ادا کی جاتی ہے جیسے مرغ دس پانچ دانوں کو جلدی سے چن کر کسی اور طرف رخ کر لیتا ہے۔ ان کا قول ہے کہ نماز سے خدا نہیں ملتا وصال الٰہی بہر حاصل نہیں ہوتا یہ تو صرف ایک حکم ہے جسکو جس طرح جلد جلد ادا کر لینا چاہیے نماز کو سنوار کر یا آہستہ آہستہ پڑھنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔

افسوس یہ لوگ نماز سے ایسے بیخبر ہو گئے اور اس نعمت عظمیٰ اور سعادۃ کبریٰ سے ایسے محروم ہوئے۔ نماز تو شئے جس سے خدا ملتا ہے جس کو سمجھتا ہوں کہ یہی نجات حقیقی ہے جس سے رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہے

ایک صوفی درویش نے ایک روز مجھسے پوچھا کہ وصول الی اللہ و تنویر قلب کا طریق آپکے مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیا بتلاتے ہیں میں نے کہا کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بنانا اور اسکے احکام کی پابندی اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے پرہیز اور نماز سنوار کر اور دل لگاکر پڑھنا اور نماز میں ہی دعائیں کرنا جیسے قومہ ہے قیام ہے جلسہ ہے رکوع ہے سجدہ ہے بعد تلاوت قرآن کریم یا ادعیہ ماثورہ یا تسبیح پڑھ کر اپنی زبان میں تب اس بزرگ نے یہ بات سنکر نہایت حقارت کے الفاظ میں فرمایا کہ یہ تو سنداوانوں کا طریق ہے قرآن سے یا نماز سے خدا نہیں ملتا اور نہ یہ راہ خدا تک پہنچنے کی ہے پھر میں نے کہا کہ آپ کون سی راہ بتلاتے ہیں انھوں نے کہا کہ توجہ دینا اور مراقبوں کے اندر مرشد کا تصور کرنا اور اسکو حاضر سمجھنا نفی و اثبات کی ضربیں لگانا میں نے کہا کہ یہ راہ تو ہندوؤں کی راہ ہے مسلمان صوفیوں نے بعض فقراء ہنود اور جوگیوں سے یہ فعل لیے ہیں اسلام میں انکا نام و نشان نہیں۔

الغرض جہانتک دیکھا جاتا ہے اس فرقہ میں اعمال افعال عبادات اسلامی کو چھوڑ کر صدہا طرح کی بدعتیں اور طریق عبادت وغیرہ اپنی طرف سے ایسے ایجاد کیے کہ گویا شریعت اور طریقت کو انھوں نے الگ بنا ... صوفیوں میں ایک بہتر فرقہ ہے کم فرقے نہیں ہیں اور سب فرقے ایک دوسرے سے علیحدہ راہ اپنی رکھتا ہے اور مشہور و معروف ان میں چار خاندان اور چودہ خانوادے ہیں۔

سب سے پہلے انھوں نے توحید باری تعالیٰ عز اسمہ میں ٹھوکر کھائی ہے اور وحدۃ الوجود کا ایک بے بنیاد مسئلہ اپنی طرف سے ایجاد کیا پھر اس میں کوئی حلول ہے کوئی اتحاد ہے کوئی اس کے بین بین ہے۔ نہ اس وحدۃ الوجود کی بحث قرآن میں ہے نہ احادیث میں اور نہ آئمہ اربعہ میں اس کی کچھ بحث ہوئی یہ بھی ہندوؤں کا یا بعض ایسے لوگوں کا ایجاد کیا ہوا ہے کہ جو خدا کی راہ سے اور اسکی رضا مندی کے طریق سے دور پڑے ہوئے تھے اسی لفظ کا ترجمہ ہمہ اوست ہے قرآن شریف کی آیات محکمات و بینات کو چھوڑ کر بعض آیات متشابہات سے توڑ مروڑ کر وحدۃ الوجود کا مسئلہ بیان کرتے ہیں مگر وہ بھی بے اصل اور بے حقیقت اگر یہ مسئلہ ایسا مہتم بالشان ہوتا جیسا کہ صوفیوں نے سمجھ رکھا ہے کہ کل ذات نعوذ باللہ خدا شناسی اللہ تعالیٰ [illegible] قرآن شریف [illegible]

[illegible]

ان کی اصطلاحیں عجیب ان کے طریقے نرالے جن کا اسلام میں نام و نشان نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ میں جب سنہ ۱۸۸۷ء ہجری کا ہی حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں حاضر ہوا تو اس زمانہ میں مجھے وحدۃ الوجود کے مسائل میں بڑی مشق تھی کیونکہ ہمارا یہی عقیدہ اور یہی مذہب تھا اور ہمارے دین کی تعلیم تھی اور یہی خدادانی و خداشناسی اور معرفت الٰہی سمجھتے تھے پہلے حضرت اقدس سے یہی سوال کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسلام سے اسکو کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ سب چیزیں خدا کی عین ہیں اور خدا تعالیٰ سکو غیر بتاتا ہے محی الدین ابن عربی نے اسمیں ٹھوکر کھائی اگر سب چیزیں خدا کی عین ہوتیں تو خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ الحمد للہ رب العالمین بلکہ اسکی جگہ یہ فرماتا کہ الحمد للہ عین العالمین۔ بس حضرت اقدس کا اتنا فرمانا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میرے تمام عقیدہ اور مسائل وجودیہ پر پانی پھر گیا اور جو کچھ حقیقت اس مسئلہ کی تھی وہ سب منکشف و ہویدا ہو گئی اور میں خوب سمجھ گیا اور اسکی اصل حقیقت تک پہنچ گیا اور کما حقہٗ یہ سر مجھ پر ظاہر ہو گیا۔

اس گروہ میں صدہا مختلف فرقے ہیں خیر القرون کے بعد کچھ عجیب و غریب شر القرون ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا جو بطور امر مستقبل یعنی بطریق پیشگوئی تھا وہ کیسا سچا ہوا جو فرمایا تھا کہ خیر القرون کے بعد یفشوا الکذب ہے۔ یعنی میرا زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کے سوا درمیانی زمانہ فیج اعوج اور یفشوا الکذب کا ہے۔ سو اب تو مجھے ان فرقوں کے نام بھی یاد نہیں مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ کوئی اکہتر کے قریب قریب یہ فرقے ہیں

چار خاندان اور چودہ خانوادے تو مشہور مگر انکی شاخیں اور شعب جو اب وہ مستقل خاندان بن گئے ہیں وہ اکہتر کے قریب ہیں یا شاید اس سے بھی زیادہ۔

چار خاندان میں تو بقول نماز و روزہ وغیرہ خیر کچھ ہیں مگر ان کے علاوہ اور تو نماز کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ جسکا بیان میری طاقت سے باہر ہے۔ ان کے اوراد و وظائف و اشغال و مراقبات ایکدوسرے سے نہیں ملتے اور کچھ اور کے اور ایجاد کر رکھے ہیں۔ انکے عقائد اور اعمال کا کیا حال بیان کروں خدا کی کلام و کتاب مجید سے کوسوں دور ہے قرآن شریف اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے اسکے تدبر کی غلطی خانی ان کے ہاں یہی ہے کہ تبرک کی رو سے پڑھ کر اسکا ثواب پہنچا دیا جائے یا دسویں بیسویں چالیسویں اور ششماہی اور برسی میں اسکو پڑھ کر نہیں نہیں کچھ آیات چیدہ چیدہ پڑھ کر ارواح کو خوش کر دیا جائے جس سے مردوں کے گناہ بخشے جائیں خواہ انہوں نے دنیا میں خلاف خدا اور رسول عمل کیے ہوں یا نہ کیے ہوں اور قطعی اسلام پر قائم ہوں یا مبتلا ہوں شرک و کفر میں یا کوئی کمی نہ کی ہو۔

الغرض

قرآن شریعت کی ان لوگوں نے یہ قدر کی اور کلام الٰہی کی یہ عزت ان کے دلوں میں ہے اور جس مطلب پر قرآن شریف نازل ہوا اس غرض کو بالکل انہوں نے بھلا دیا۔

ای بسا آرزو کہ خاک شدہ

اولیاء اللہ کہ جو فوت ہو گئے اور واصل بحق ہو گئے ہیں (نہ زندوں کو) خدائی میں شریک ٹھیراتے ہیں بجز ان کے خدا کی خدائی چل نہیں سکتی ان کی نذر و نیاز چڑھاوے دیئے جائیں تو حل مشکلات و آسانی مہمات ہو۔ گو بزرگوں کو بھی رشوت کی ضرورت ہے جس قبرخانہ سے وہ نکل کر اور جس خانہ سے وہ چھوٹے اگر اعلیٰ علیین اور قرب الٰہی کی جگہ جنت میں پہنچے ان نعماء سے انکا پیٹ نہ بھرا پھر بھی ان ہی دنیا کی چیزوں میں انکا دل اٹکا رہا اور گوشت کی رکابیوں پر رال ٹپکتی رہی۔ دنیا میں جس لباس کو انہوں نے پسند نہیں کیا انکے وصال کے بعد وہی مکروہ ناپسندیدہ کپڑے ان کی قبروں پر ڈالے گئے۔

اور پھر یہ بھی اعتقاد ہے کہ قطب اور ابدال اور غوث اور فرد اور قطب العالم بلا انتقال اسی دنیا میں رہتے ہیں اور دنیا کا نظم و نسق اور انتظام انہیں کے ہاتھ میں ہے یہ سب جاتے ہیں خدا سے اوپر ہو کر گذرتے ہیں اور رات کو سب جمع ہو کر تمام انتظام دنیا کا کرتے ہیں مجھے ایک بزرگ کا جو اب وہ فوت ہو گئے واقعہ یاد ہے کہ جب کوئی حاجتی اور اہل غرض حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے انکے پاس جاتا تو وہ کہتے کہ ہاں میں نظام الدین اولیاء یا فلاں بزرگ سے تمہارا حال کہونگا جیسا وہاں سے حکم ہوگا وہ میں تمہیں سنا دونگا اور ان کا توشہ اور غلاف کے لیے یہ سامان طیار کر لو۔

غرض یہ بزرگ جو چاہیں کر گذریں کوئی پرسان نہیں ہوتا۔ پھر یہ عیسائیوں کے کفارہ کی طرح اپنے اپنے بزرگوں کا کفارہ بنائے بیٹھے ہیں عیسائی تو ایک ہی کفارہ پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں یہاں صدہا اور ہزارہا کفاروں کو تکیہ بنایا ہوا ہے کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے واسطے سب کچھ کر گئے اب ہمیں عبادت کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور نیکی کی اور نہ نماز روزہ کی پروا اور جو ان میں کچھ کرتے بھی ہیں تو صرف رسمی طور اور رواجی طریق پر۔

ایک صاحب سجادہ کا ذکر ہے کہ بعض لوگوں نے اُن پر طعن کیا کہ یہ شراب پیتے ہیں فسق و فجور اور ہر طرح کے حرام میں غرق اور ارباب نشاط کے جلسوں اور رقص و سرود میں مشغول رہتے ہیں کسی نے اُن کے مریدوں اور ارادتمندوں میں سے جو وہ بھی اسی قماش کا آدمی تھا جواب دیا کہ آپ لوگوں کو ان کے قرب و منزلت اور قبولیت کی خبر نہیں ہے میں نے ایک دفعہ انپر اسی قسم کا اعتراض کیا تھا سو مجھے ایک روز کرامت حضرت کی کہ دیکھو ایک عظیم الشان بزرگ کے سجادہ اور ان کے وعال اور افعال ایسے تو میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ بزرگ جن کے یہ سجادہ اور گدی پر بیٹھے ہیں وہ دریا میں گندے اور ناپاک چرک آلودہ کپڑے دھو رہے ہیں میں نے عرض کی کہ حضور یہ کیا کر رہے ہیں فرمایا میرا پوتا میرا سجادہ خراب موجود ہے اسکی ناپاکیاں اور گندگیاں اور خباثتیں دھوتا ہوں میں کیا کروں جو وہ کرتا ہے سب مجھے کرنا پڑتا ہے کیونکہ اپنے بزرگوں کی لاج ہمیں ہی رکھنی پڑتی ہے ہم ہی خبر لیں تو پھر کون خبر لے وہ کرتا ہے میں دھوتا ہوں پس میں اس خواب سے جاگا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب اعتراضات کو یک قلم دل سے اٹھا کر مرید ہو گیا اور سمجھا کہ جنپر یہ بزرگوں کی مہربانی اور خاص نظر ہے وہ جو کریں سو معاف ہے اب میں نے عہد کر لیا ہے کہ بزرگوں کی اولاد پر میں کبھی کوئی بدظنی نہ کروں گا۔

اب صوفیوں اور مشائخ کا یہی کمال سمجھا جاتا ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کی کرامتیں بیان کرنا۔ اور بزرگوں کے مزارات پر جانا اور ان سے حاجات طلب کرنا اور کروانا نذر و نیاز غلاف قبول کرنا اور خود ایسے باتیں کرنا کہ گویا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب ابھی ابھی عرش سے برسے ہو کے آئے ہیں۔ انکو یہ خبر ہی نہیں کہ نری بزرگوں کی کرامتیں بیان کرنا جب تک کہ خود کچھ نہ ہو فضول ہے اسلام تو وہ پاک اور زندہ اور ہمیشہ تازہ بتازہ و معطر مذہب ہے کہ اپنے پیروؤں کو دائمی حیات اور ہمیشگی کی زندگی بخشتا ہے اسکے پابند ہمیشہ زندگی پاتے ہیں وہ مردوں اور رخصت شدہ لوگوں تک اپنے انوار اور برکات کا دروازہ بند نہیں رکھتا وہ خود منور اور دوسروں کو منور کرتا ہے نہ وہ خود تاریک ہے اور نہ دوسروں کو تاریکی میں چھوڑتا ہے۔ اسلام تو یہ سکھاتا اور تعلیم دیتا ہے کہ جو تقویٰ اور جس طہارت اور افعال حسنہ کو بجا لا کر دوسرے بزرگ حضرت کے پیارے بنے تم بھی وہی تقویٰ اور طہارت اور اعمال و افعال بجا لا کر ویسے ہی بلکہ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو جاؤ۔ اگر دوسروں کی بڑائی اور باسی کرامتیں ہی بیان کرنا ہے تو پھر تمہارے بھائی دوسرے مذہب والے ان باتوں میں کیا کچھ کم ہیں وہ تم سے بھی زیادہ صدہا درجہ کرامتیں اپنے بزرگوں کی سنا دیتے ہیں تو پھر تم میں اور ان میں فرق کیا رہا؟ کچھ بھی نہیں۔ عیسائیوں ہی کو دیکھو کہ وہ یسوع کی کیا کیا کرامتیں اور خوارق و معجزات بیان کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یسوع نے وہ کام کیے کہ زمین آسمان میں نہ سما سکیں۔ اور مردے اسقدر زندہ کیے کہ حد شمار میں نہ آ سکیں اور وہ معجزات دکھلائے کہ کوڑھیوں کو چنگا کیا مادر زاد اندھوں بہروں لنگڑوں کو تندرست اور چنگا بھلا کیا۔ بھلا اب بتلاؤ تو سہی کہ سید عبد القادر جیلانی نے ایک کشتی ڈوبی ہوئی نکالی جس میں چند شخص تھے اور یسوع نے بے حد مردے ان کی آن میں زندہ کیے کہ شمار سے باہر ہوں وغیرہ وغیرہ پھر اس میں تمہاری کیا حقیقت اور سچائی رہی ہندوؤں کی کتابیں سنو اور بھی تعجب ہو۔ تمہاری تو اسی میں نیکی ہے اور خصوصیت کہ تم خود کچھ دکھلاؤ اور وہ دکھلاؤ کہ عیسائی اور ہندو تمہارے مقابلہ میں دم نہ مار سکیں۔

یہ نامراد مردہ پرست قوم عیسائی اپنی تمام آرزوؤں اور مرادوں کو مسیح کے ذمہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ یہ صوفی یہ درویش یہ قبر پرست سجادہ نشین اگر راہ راست پر ہوتے اور صراط مستقیم کی پابندی ان میں ہوتی اور سچا تقویٰ اور حقیقی طہارت اور خشیت اللہ ان میں پایا جاتا اور واقعی صاحب کرامت و خرق عادت ہوتے اور معرفت الٰہی کی خوشبو سے معطر ہوتے تو کیوں آج غیر قوموں کو اسلام جیسے پاک و شستہ و مصفّٰی و معطر و منور مذہب پر ہاتھ اٹھانے اور ہنسی ٹھٹھا اڑانے کا موقع ملتا ان کے بدعقیدہ انکی بری حالتوں اور خراب کرتوتوں نے عیسائیوں برہموؤں جینیوں وغیرہم کو اعتراض کرنے کا موقع ملتا۔ ان کا یہ خیال کہ کرامت کو ایسا چھپاؤ جیسے عورت اپنے حیض کو مخفی کرتی ہے کسقدر دور از عقل اور ذہنیات ہے۔ بھلا خدا تعالیٰ ایک نعمت عطا کرے اور یہ اس نعمت کی بیقدری کریں تب ہی تو انکو اس بیقدری کے بدلے وہ نعمتیں و عطیات الٰہیہ واپس لے لی گئیں ایسے ناقدروں سے لے لینا ہی بہتر ہے۔

یہ بات سچ ہے کہ برہموؤں نے جو الہام اور مکالمات الٰہیہ اور خوارق و معجزات سے انکار کیا اور خدا تعالیٰ کو بیکار اور معطل چھوڑا یہ انہیں بزرگواروں کی بدولت۔ یہ کرامتیں دکھلاتے انبیاء اور اولیاء کی گدی کے مالک کہلا کر انکی طرح خوارق و کرامات اور کسوف و سیر کو ظاہر کرتے خدا کی ہستی کا نشان دیتے تو کیوں اسلام پر آج چاروں طرف سے تلوار و تیر و تبر کے وار چلتے۔ عیسائیوں کی مجال تھی کہ وہ علی الاعلان کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ کوئی معجزہ ثابت نہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو بگاڑا بلکہ اسلام کو بدنام کے دھبے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی کرائی۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محب قدیم سید محمد علی صاحب - بعد دعائے فقیرانہ و سلام مسنونہ واضح رہے کہ میں نے آپکا خط غور سے پڑھا - معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میری ایک مدت دراز کی صحبت اور نیز ایک لمبے عرصہ کی ارادت سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا -

عزیز سید! میں نے قادیان میں اپنا کیا نقصان کیا اور کیا خسارہ اُٹھایا - کیا خدانخواستہ کوئی میرا مال ضائع جاتا رہا یا آنکھ ناک کان میں فرق آگیا یا کوئی اور عضو گر گیا - یا معاذ اللہ میں نے دین اسلام سے ارتداد اختیار کیا یا اپنے اولیا اور خدا کے برگزیدوں اور مقبولوں سے روگردان و برگشتہ ہو گیا وہ کونسی ایسی بات ہے جو میرے لیے باعث نقصان اور موجب حرمان ہوئی آپ اُسکو لکھتے ہوتے ایک تو بتلائی ہوتی - بندۂ خدا! بے تحقیق اور بغیر سوچے منہ اُٹھا کر بات کہہ دینا اچھی نہیں یہاں تو وہی نماز وہی زکوٰۃ وہی روزہ وہی حج وہی کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہی اوامر وہی نواہی وہی احکام وہی طرز عبادت وہی طریق اتقا ہے جو دین اسلام میں ہے - ہاں اگر نہیں ہے تو ایک فقط حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام نہیں ہے - وہ کیوں نہیں؟ اسلیے نہیں کہ اس شرک مجسم اور کفر اعظم حیات مسیح ابن مریم سے اسلام کوسوں دور ہے قرآن کریم اس سے منکر ہے رسول اس سے منکر صحابہ اس سے منکر تابعین اور تبع تابعین اس سے منکر آئمہ و اکابر و اولیا اس سے منکر پھر بڑی بات یہ کہ میرے آبا و اجداد اس سے منکر پھر بتلاؤ کہ اس میں نفع ہے یا نقصان - اگر قرآن میں مسیح کی حیات کا ذکر ہوتا یا احادیث و آثار میں یا اکابر اسلام و آئمہ عظام و اولیاء کرام اور اہل ولایت کے تذکرہ میں یہ ذکر پایا جاتا تو تو میں مورد طعن اور مصدر تشنیع ہو سکتا تھا -

سید صاحب! سوچو! اور غور کرو! چند ایک روایات ضعیفہ نہیں نہیں موضوعہ ناقصہ کاسدہ اور لغو اور بیہودہ و بے سروپا اور یا تراجم مفسدہ و غیر صحیحہ کی بنا پر تم یا کوئی اور مجھے ملامت کر سکتا ہے ہرگز نہیں - کیا میرے والد تم سے کہہ گئے اور مجھ سے پوشیدہ رکھ گئے؟ بالکل نہیں؟ یا میرے کسی آبائی سلسلہ کی کسی تصنیف میں دکھا سکتے ہو کہ اُنھوں نے مسیح کی حیات کے بارہ میں ایک لفظ بھی لکھا ہو؟ قطعاً نہیں - خدا کے لیے سوچو! اور خوف خدا کو دل میں جگہ دو - تم کیا میرے مریدوں میں بہتوں نے مجھے لکھا ہے اور تم سے بھی کہا ہے اسی واسطے ایک میں نے رسالہ لکھا ہے جس میں آیات سے احادیث سے اور صحابہ کے اجماع سے تابعین و تبع کے اقوال سے اور نیز حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے لے کر نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن سلسلہ وار نام بنام میں نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ حبیب الرحمٰن رضی اللہ عنہم تک کتب معتبرہ سے ثابت کیا ہے کہ یہ سب بزرگ یکے بعد دیگرے وفات مسیح کے قائل تھے اور حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین احمد ہانسوی جو حضرت امام اعظم سے گیارہویں پشت میں ہیں اور مجھ سے اٹھارہویں پشت میں ہیں اور آپ کے شہر میں انکی خانقاہ ہے جسکی زیارت کے لیے آپ صبح صبح ہر روز جایا کرتے ہیں اور نماز قضا ہو جائے مگر وہاں کا جانا ترک نہ ہو اُنھوں نے وفات مسیح کو کھول کر سنا دیا ہے کہ وہ مر گئے اور آنے والا مسیح اور ہے اور زندہ جو وفات پا گیا اور جو مسیح آنے والا ہے وہ اسی اُمت سے ہے اور اسپر اُنھوں نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ جیسے رمضان کا مہینہ ایک چلا جاتا ہے اور دوسرا رمضان اُسکی جگہ آتا ہے مگر وہ اُس رمضان کا غیر ہوتا ہے جو گزر گیا اور ہوتا ہے رمضان ہی - نیز اس رسالہ کے دیکھنے سے ثابت ہو جائے گا کہ نقصان میں نے اُٹھایا ہے یا اس خاکسار نے - اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ یہ عاجز کس بصیرۃ تامہ اور انکشاف صحیح و صریح بینہ پر قادیان میں آیا ہے اور خدا کے فضل اور رحمت اور الٰہی نشان کو پایا ہے اور کس مظہر اللہ کے قدوم میں جگہ لی ہے -

افسوس صد حسرت و افسوس طرح طرح کی رسومات اور قسم قسم کی بدعات واہیات نے آپ کے دل میں جگہ رکھی ہے جس سے آپکو صاف اور سیدھی راہ ٹیڑھی اور پر خار نظر آتی ہے - آنکھیں کھولو - کس برتے پر مجھے کہتے ہو کہ آپ نے اپنا بڑا نقصان کیا پیارے سید میں نے نقصان کیا یا تم نے؟ نقصان اپنا کیا یہ تمھارا کہنا کہ حضور اپنے اہل و عیال کو وطن لے جایئے اور آپ یہاں تشریف لے آیئے تو ہم سب ویسے ہی دست بستہ حضور کے غلام حاضر ہیں - استغفر اللہ ثم استغفر اللہ کیا مجھے اب بعد بصیرۃ صحیحہ حاصل کرنے کے پھر بے بصیرتی میں ڈالتے ہو - کیا پھر مجھے ڈھول ڈھکو ستار اور چنگ و رباب اور جھوٹے حال و قال میں اور بدبودار بدعات و رسومات اور میلوں ٹھیلوں میں پھنسانا چاہتے ہو جن امور شنیعہ کو ان بزرگوں نے بھی منع فرمایا جن کے مزارات پر یہ کام کیے جاتے ہیں چنانچہ حضرت محبوب الٰہی شیخ نظام الدین اولیا کے تذکرہ میں لکھا ہے - کتاب سیر الاولیاء ملاحظہ ہو - کہ شخصی آمد و گفت کہ یاران شما در فلان موضع جمعیتی کردند و مزامیر در میان بود خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بر زبان مبارک راند کہ ہرچہ کردہ اند نیکو نکردہ اند من بارہا منع کردہ ام کہ سماع مزامیر و محرمات نباشد - الخ -

اور اخبار الاخیار میں یہ لکھا ہے کہ روزے بعضی از مریدان شیخ نظام الدین اولیاء مجلسی داشتند و از دف و نال سرود سے می شنیدند شیخ نصیر الدین محمود در مجلس بود برخاست تا برآید یاران تکلیف نشستن کردند گفت خلاف سنت است گفتند از سماع منکر شدی و از مشرب پیر برگشتی گفت حجت نمی شود دلیل از کتاب و حدیث می باید بعضی از غرض گویان این سخن بخدمت شیخ رسانیدند کہ شیخ محمود چنین میگوید شیخ را صدق معاملہ او معلوم بود فرمود راست میگوید حق آنست کہ او میگوید و در سیر الاولیاء می نویسد کہ در مجلس شیخ نظام الدین مزامیر نبودی و تصفیق نکردندے -

میر صاحب! جسکو خود اہل طریقت ایک امر سے منع فرما دیں تم کیوں اسمیں پھر ملوث کرنا چاہتے ہو اور گھر گھر کی ردیوں کی طرف کھینچتے ہو - کیا مجھ اس فقیرنی جیسا کرنے ہو کہ کسی بادشاہ نے اپنے گھر میں ڈال لیا تھا وہ کچھ فکر اور رنج سے ماول رہنے لگی بادشاہ نے اس ملالت اور رنج کا حال دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ میرے حسب منشا کھانا نہیں ملتا بادشاہ نے کہا کہ جسطرح چاہو وہ انتظام کیا جاوے اُس نے عرض کیا کہ یہ چاہتی ہوں کہ کھانا میرے مکان میں جب لایا جائے تو میں اکیلی کھاؤں اور میرے پاس کوئی نہ ہو - پس بادشاہ نے ایسا ہی کیا تو فقیرنی نے دروازے مکان کے بند کر کے اور کھانوں کو طاقوں میں رکھ دیا اور پھر ایک طاق پر جاتی اور سوال کرتی اور دو دو چار چار لقمے لیکر کھاتی - تب اُسکا وہ رنج دور ہوا بادشاہ نے یہ حال معلوم کر کے اُسکو اپنے محل سے دفع کیا سید صاحب! مجھے آپ ایسا ہی دیکھکر خوش ہونا چاہتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک -

دیکھو ہمارے جد امجد حضرت قطب جمال الدین نے جب فرید الدین گنج شکر سے بیعت کی تو تمام آمدنی دیہات و خطابت کو ترک کر دیا تھا اور مرشد کی صحبت کو اسپر ترجیح دی - مرشد جیسی نعمت بھی کوئی دنیا میں ہے یا ہو سکتی ہے -؟ ہرگز نہیں اخبار الاخیار وغیرہ میں لکھا ہے کہ شیخ جمال الدین احمد ہانسوی الخطیب انتساب او با امام اعظم ابو حنیفہ کوفی ست از اعاظم خلفاے شیخ فرید الدین گنج شکر است جامع کمالات ظاہر و باطن بود روایت شخصی از ہانسی بخدمت گنج شکر آمد از وی پرسید کہ حال ما چگونہ است عرض کرد کہ مخدوم از آن روز کہ بندگی شیخ اختیار کردہ است مواضع و اسباب و شغل خطابت بکلی ترک دادہ است و گرسنگیہا و بلاہا سخت میکشد شیخ فرید الدین خوشحال شد و فرمود الحمد للہ خوش پیدا شد - علیٰ ہذا القیاس ایسا ہی میں نے بھی کیا تو کیا بُرا کیا کہ خدا کی رضا اور مرشد کی صحبت کے لیے اپنی آمدنی کثیر اور جاگیر اور عہدۂ پیری و صاحبزادگی کو الوداع کیا اور پیر بھی وہ پیر کہ سب پیروں کا پیر اور مرشد بھی وہ مرشد کہ سچا اور صادق اور خدا کا فرستادہ مرشد مسیح موعود مہدی معہود جس کے انتظار میں ہزاروں پیغمبر لاکھوں کروڑوں راسخ علماء صادق اولیا اس جہان سے گذر گئے اور گویا یہ کہتے ہوئے اسی شوق میں رخصت ہو گئے -

خمسہ

وہ بھی دن ہوگا کبھی شاہ امم میرے گھر تک آپکے آئیں قدم
میں پکاروں شوق سے یہ دمبدم من سری دارم کہ در پایت کشم
تو کہ در خوبی نداری ہمسرے

وہ تمام بزرگ اگر اسوقت زندہ ہوتے تو سر منڈا کر ہاتھوں کے بل چلکر آتے اور اس مرسل یزدانی کے قدموں کی خاک پاک کو سرمہ بناتے اور اس فرستادہ الٰہی کی بیعت سے شرف حاصل کر کے اسکی بارگاہ معلی میں دست بستہ یہ گذارش کرتے

خمسہ

ہو نزالا حسن کا عالم نرے تیری کس کس آن پر کوئی مرے
دین و دل دوں جان دیکر کیا کرے من ندیدم چون تو ہرگز دلبرے
مہدی و عیسیٰ و دہر انورے

اور یہ بات آپکی سراسر ناواقفیت پر اشارہ کر رہی ہے کہ اس سلسلہ عالیہ احمدیہ میں نہ کوئی عالم ہے نہ فاضل ہے نہ کوئی صوفی نہ مشائخ - لوگ یہی بیہودہ اعتراض کرتے ہیں اور صادق اور سعید الفطرۃ لوگ اور عالم بھی اور فاضل بھی اور مشائخ بھی اور صوفی بھی ہزار در ہزار اس سلسلہ الٰہیہ میں داخل ہوتے رہیں گے - آپ جیسے معترضین کے منہ بند کرنے کے لیے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے اسمیں علماء و فضلاء اور مشائخ کی فہرست معہ پتہ و نشان دوں گا جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ایک میں ہی نہیں بلکہ بیشمار سعید اور ہزارہا عالم و فاضل اس سلسلہ پاک میں داخل ہو چکے ہیں اور داخل ہوتے جاتے ہیں

خمسہ

سیکڑوں بسمل پڑے ہیں در پر ترے اور ہزاروں قیس وش پھرتے ہیں
کوئی بیخود کوئی واویلا کرے من ندیدم چون تو ہرگز دلبرے
مہدی و عیسیٰ الخ

کہہ کے بسم اللہ رکھتے ہیں قدم تیرے کوچہ سے نہیں ہٹتے کہ ہم
جان کے جانے کا ہے اب کسکو غم من سری دارم کہ در پایت کشم
تو کہ در خوبی نداری ہمسرے

وہ تجلی ہے تمھاری کا حجاب دونوں عالم جسنے کر ڈالے خراب
آدمی ہوں کسطرح لاؤں میں تاب ورنہ میں پنہاں ہا نہ آفتاب
گر برائی یا مدار از منظرے

عشق صادق آچلیں نوجواں میرے مجنوں یہی پوچھیں یہاں
درد با طرز کے یہ ہوتے ہیں نشاں ہر کہ دیدار چشم خسرو خوباں
گشتہ ہر مو برتن او نشترے

عزیز سید! ایکدفعہ یہاں آؤ اور خدا تعالیٰ کی ہی تجلی کے ظہور کا نظارہ کرو تو معلوم ہو کہ خسران مبین میں آپ مبتلا ہیں نہ کہ یہ عاجز فقیر

خاکسار سراج الحق نعمانی عفی عنہ
یکم جنوری ۱۹۰۴ء

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا -

رجسٹرڈ ایل ۴۲۸

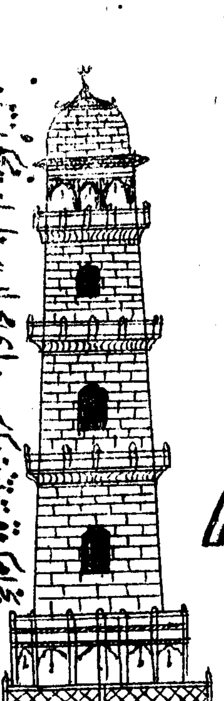

مسیح موعود کی اصلی کامیابی اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد ... سے کیا جاتا تھا خدا نے خاتم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہیں آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارا یہ طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بدار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
عام سے ...
خواص و ماذون سے ...
ہندوستانیوں سے ...
غیر مذہب والوں سے ...
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ...

جلد ۸ | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۴ء | نمبر

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالتَّحِیَّة

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیا میں یہی طریق قاعدہ ہے کہ جب مثلاً محکمہ بندوبست ایک جگہ کام کرتا ہے اور وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عملہ وہاں نہیں رہتا ہے اسی طرح پر انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آتے ہیں ان کے آنے کی ایک غرض ہوتی ہے اور جب وہ پوری ہو جاتی ہے پھر وہ رخصت ہو جاتے ہیں۔

لیکن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیکھتا ہوں تو آپ سے بڑھکر کوئی خوش قسمت اور قابل فخر ثابت نہیں ہوتا + کیونکہ جو **کامیابی** آپ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ملی۔

آپ ایسے زمانہ میں آئے کہ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی تھی اور وہ مجذوم کیطرح بگڑی ہوئی تھی اور آپ اسوقت رخصت ہوئے جب آپنے لاکھوں انسانوں کو ایک خدا کے حضور جھکا دیا۔ اور توحید پر قائم کر دیا آپ کی قوت قدسی کی تاثیر کا مقابلہ کسی کی قوت قدسی نہیں کر سکتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی منت سے طیار کیے تھے جن کو رات دن ان کی صحبت میں رہنے کا موقع ملتا تھا۔ وہ بھی پورے طور پر مخلص اور وفادار ثابت نہ ہوئے اور خود حضرت مسیح کو انکے ایمان اور اخلاص پر شک ہی رہا۔ یہاں تک کہ وہ آخری وقت جو مصیبت اور مشکلات کا وقت تھا وہ حواری انکو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک نے گرفتار کرا دیا اور دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی۔

حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم نبی بھی راستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ اور وہ ارض مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے۔ اور اُن کے بعد اُن کا خلیفہ اور جانشین اسکا فاتح ہوا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی قابل فخر کامیابی کا نمونہ ہے۔ اور وہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہے جسکی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ آپ جس بات کو چاہتے تھے جب تک اسکو پورا نہ کر لیا آپ رخصت نہیں ہوئے آپ کی **روحانیت** کا تعلق سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا چاہتے تھے چنانچہ کون اس سے ناواقف ہے کہ اُس سر زمین میں جو بتوں سے بھری ہوئی تھی ہمیشہ کے لیے بت پرستی دور ہو کر ایک خدا کی پرستش قائم ہو گئی۔ آپ کی نبوۃ کے سارے ہی پہلو اسقدر روشن ہیں کہ کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ آپ ایک خطرناک تاریکی کے وقت دنیا میں آئے اور اسوقت گئے جب اس تاریکی ہو دنیا کو روشن کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی قدسی قوۃ کے کمالات کا یہ بھی ایک اثر اور نمونہ ہے کہ وہ کمالات ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ نظر آتے ہیں اور کبھی وہ دفعۃً یا کہانی کا رنگ اختیار نہیں کر سکتے۔ اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خوارق اور اعجاز اب نہیں ہیں۔ پیچھے ہی رہ گئے ہیں مگر یہ ان کی بدقسمتی اور محرومی ہے وہ خود چونکہ ان کمالات و برکات سے جو حقیقی اسلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتی ہیں محروم ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تاثیریں اور برکات پہلے ہوا کرتی تھیں اب نہیں۔

ایسے بیہودہ اعتقاد سے یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے اسوقت جبکہ مسلمانوں میں یہ زہر پھیل گئی تھی اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے پیدا ہو گئے تھے

مجھے بھیجا ہے تا کہ میں دکھاؤں کہ اسلام کے برکات اور خوارق ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں۔

اور لاکھوں انسان گواہ ہیں کہ انھوں نے ان برکات کو مشاہدہ کیا ہے۔ اور صدہا ایسے ہیں جنھوں نے خود ان برکات اور فیوض سے حصہ پایا ہے۔

اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایسا بیّن اور روشن ثبوت ہے کہ اس معیار پر آج کسی نبی کا متبع وہ علامات اور آثار نہیں دکھا سکتا

جو میں دکھا سکتا ہوں

جسطرح یہ قاعدہ ہے کہ وہی طبیب حاذق اور دانا سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ مریض اچھے کرے اسی طرح انبیاء علیہم السلام سے وہی افضل ہوگا جو روحانی انقلاب سب سے بڑھکر کرنے والا ہو اور جس کی تاثیرات کا سلسلہ ابدی ہو۔

اب اس محک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی اور مسیح کی کامیابی کو دیکھو۔ ایک موقع مسیح پر مشکلات کا آتا ہے وہ قوم اور جماعت جو اُس نے طیار کی تھی وہ اپنا کیا نمونہ دکھاتی ہے۔ انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ خاص شاگرد جو حواری کہلاتے تھے اسکو چھوڑ بیٹھے اور جو اُن میں بھی خاص تھے ایک تیس روپے کے لالچ سے اسکو گرفتار کرانے والا ٹھہرا اور دوسرا جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں وہ سامنے لعنت بھیجتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

قوم کو دیکھ سکتے ہیں۔ اگر وہ اُس قوم کو بھیجو کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر بات بات پر اعتراض کرنے والے اور انکار کرنے والی قوم تھی۔ یہاں تک کہ کہدیا اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون۔ مگر اسکے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو دیکھو کہ انھوں نے بکریوں کی طرح اپنا خون بہا دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوگئے تھے کہ وہ اس کے لیے ہر ایک تکلیف اور مصیبت کو اٹھانے کو ہر وقت طیار تھے انھوں نے یہانتک ترقی کی کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ انکو دیا گیا۔ پس صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تھی جو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کبھی الگ نہیں ہوئے اور وہ آپ کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے بلکہ دریغ نہیں کیا ان کی نسبت آیا ہے

مِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ

یعنی بعض اپنا حق ادا کر چکے اور بعض منتظر ہیں کہ ہم بھی اس راہ میں مارے جاویں۔ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر و عظمت معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہاں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبزہ کے روشن ثبوت ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان ثبوتوں کا انکار کرتا ہے تو وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کو ضائع کرنا چاہتا ہے۔ پس وہی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی قدر کر سکتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر کرتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر نہیں کرتا وہ ہرگز ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں کرتا۔ وہ اس دعوے میں جھوٹا ہے اگر کہے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو اور پھر صحابہ سے دشمنی۔ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا سمجھتے ہیں اور اُن سے دشمنی کرتے ہیں وہ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتے ہیں کیونکہ وہ آپ کی نبوۃ کے روشن دلائل کو توڑتے ہیں + جب ایک ٹانگ ٹوٹ جاوے تو باقی کیا رہ جاتا ہے اگر آپ اپنے سارے زمانہ رسالت میں دو چار آدمی بھی معاذ اللہ ایسے طیار نہیں کر سکے جو اعلیٰ درجہ کے باخدا انسان ہوں اور جنھوں نے اعلیٰ درجہ کی روحانی تبدیلی کر لی ہو تو پھر آپکی قوت قدسی کا کیا ثبوت رہ جاوے گا پھر اگر دوسرے لوگوں کے اعتراضوں کو دیکھا جاوے جو وہ اُنپر کرتے ہیں تو پھر تو معاذ اللہ ایک بھی راستباز آپ کی تعلیم سے ثابت نہیں ہوتا۔ ناصبیہ (خوارج) حضرت علی کو معاذ اللہ برا کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کر لیا جاتا تھا کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع بھی

فرمایا تھا۔ اس اعتراض کا جواب شیعہ کیا دے سکتے ہیں۔ اسی طرح پر ناصبیہ کے اعتراض ایسے ہیں کہ انکو سنکر بدن پر لرزہ پڑتا ہے + ادھر شیعہ ہیں کہ وہ شیخین کی ذات پاک پر شوخی کے ساتھ اعتراضات جمع کرتے ہیں + لیکن اگر یہ دونو فریق خدا ترسی اور روحانیت سے کام لیتے تو ایسا نہ کرتے وہ دیکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کیطرح ہیں اور صحابہ کرام آپکے اعضا ہیں۔ جب اعضا کاٹ دیے جاویں تو پھر باقی کیا رہ گیا۔ جسم ناقص رہ جاتا ہے اور خوبصورتی بھی باقی نہیں رہتی

ان باتوں کو سُن سُنکر بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ وہ اپنی اس قسم کی کارروائیوں سے بھی دشمنوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع دیتے ہیں اور ان کی زبانیں کھلتی ہیں بلکہ وہ اپنے ہاتھ سے اسلام کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس قسم کی اندرونی کمزوریوں اور خرابیوں نے یہ ضرورت پیدا کی کہ خدا تعالیٰ اپنے دین کی تائید اور نصرت کے لیے ایک سلسلہ قائم کر دیتا جو ان غلط فہمیوں کو دلوں سے دور کر دیتا۔

یہی غرض ہے میرے آنے کی

جو سعید الفطرت ہیں وہ اس حقیقت کو سمجھکر اس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں + میں پھر کہتا ہوں کہ یہ بات بڑی ہی قابل غور ہے کہ یہ لوگ جو مسلمان کہلا کر صحابہ کی ذات پر حملہ کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر حملہ کرتے ہیں اور قرآن شریف کی عزت پر حملہ کرتے ہیں غیر قوموں خصوصاً عیسائیوں کے بالمقابل ہمارا یہی زبردست دعویٰ ہے کہ آپ کی پاک تعلیم اور صحبت نے ایسے اعلیٰ درجہ کے روحانیت پیدا کی۔ اور بالمقابل مسیح کے ۱۲ حواری بھی درست نہ رہ سکے لیکن جب یہ عقیدہ ہو کہ بجز ایک یا دو کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں کسیکی بھی اصلاح نہیں ہوئی تو پھر ہم کو منہ دکھانے کی بھی جگہ نہیں رہتی۔ اس صورت میں ہم ان کے سامنے کیا پیش کر سکتے ہیں؟

قرآن شریف کی اس سے کیا عزت رہی ایکطرف تو ہم یہ مانتے اور پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور نبوت ختم ہو چکی دوسری طرف اسکی تاثیرات کو یہانتک ظاہر کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے سوا کوئی درست نہ ہو سکا۔ [illegible] اعتراضات کو جمع کیا جاوے جو مخالف کرتے ہیں تو پھر نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک بھی درست نہیں ہوا۔ بلکہ سارے [illegible] اس عقیدہ کی شناعت کو خوب [illegible] کہ اسکا اثر اسلام پر

کیا پڑتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو یہ یوں مخالف ہوئے۔ اور قرآن شریف کے برخلاف اسطرح پر ہیں کہ کہتے ہیں اصل قرآن شریف نہیں رہا جو اب موجود ہے وہ محرف مبدل ہوگیا ہے اور اصل قرآن بھی کسی غار میں لیکر چھپا ہوا ہے اب تک نہیں نکلتا۔ دنیا گمراہ ہو رہی ہے اور اسلام پر حملے ہو رہے ہیں مخالف ہنسی کرتے ہیں اور خطرناک توہین کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ میں بقول ان کے قرآن شریف بھی نہیں ہے اور مہدی ہے کہ وہ غار سے ہی نہیں نکلتا۔ کوئی سمجھدار آدمی خدا سے ڈر کر ہمیں بتائے کہ کیا یہ بھی دین ہو سکتا ہے؟ اور اس سے کوئی آدمی روحانی ترقی کر سکتا ہے۔ یہ محض افسانے اور خیالی باتیں ہیں۔ حقیقت اور سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کی روحانی قوت اور تاثیر کے ساتھ بھیجا تھا جس کا اثر ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو خدمت اسلام کی کی ہے اور جسطرح پر انھوں نے اپنے خون سے اس باغ کی آبپاشی کی ہے اسکی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملے گی ان کی خدمات اسلام کے لیے نہایت ہی قابل قدر اور اعلیٰ درجہ کی ہیں اور جب خدا تعالےٰ کے دین میں سستی واقع ہونے لگتی ہے اور کمی فہم یا مرور زمانہ کیوجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہو کر یہ پاک دین بگڑنے لگتا ہے

اُس وقت اللہ تعالےٰ ایک شخص کو مامور کرکے بھیجتا ہے جو اُسکے بلا بولتا ہے اور روح القدس کی تائید اُسکے ساتھ ہوتی ہے۔

وہ ان غلط فہمیوں اور خرابیوں کو دور کرتا ہے جو علمی طور پر دین میں پیدا ہو جاتی ہیں اور اپنے عملی نمونہ اور قدسی قوت کے ساتھ ایک نیا ایمان دنیا کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر بخشتا ہے۔

(باقی آئندہ)

رسالہ سراج الحق

وفات مسیح ابن مریم علیہ السلام میں نرالی بحث جس میں اجماع اُمتہ سے وفات ثابت کیگئی ہے قیمت ۲ محصول ۲ ملنے کا پتہ سراج الحق نعمانی از قادیان

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت اب پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ خاندان رسالت کے جمیع ممبر خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور خدمت دین میں مصروف ہیں

۳۔ حضرت حکیم الامۃ کا رسالہ ترک اسلام کا جواب ختم ہو گیا اُسکا نام

نور الدین

رکھا گیا ہے۔ آپ توجہ کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی توفیق رفیق ...... حال ہو تو ستیارتھ پرکاش کا جواب بھی لکھا جاوے اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامۃ کی روح القدس سے مدد فرماوے۔ اور جلد اس خدمت دین کی توفیق آپ کو دے آمین۔

حضرت حکیم الامۃ کا ایک اعلیٰ درجہ کا مضمون مذاہب عالم پر ریویو او نہایت مختصر الفاظ میں الحکم کی اسی اشاعت میں شائع ہوتا ہے اور آئندہ بھی اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو الحکم میں وقتاً فوقتاً آپ کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین شائع ہونگے۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک خط شیعہ مذہب پر لکھنا شروع کیا تھا اور وہ اگر خط ہی رہتا تو الحکم کی اسی اشاعت میں شائع ہو جاتا مگر خدا نے آپ کے سینہ کو کھولدیا اور ایک معمولی خط کے بجائے ایک رسالہ ہوگیا ہے + اسلیے علیحدہ طبع ہوگا۔

فاضل امروہی نے اپنے وطن سے ابھی تک مراجعت نہیں فرمائی۔

۴۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس ہفتہ میں منجملہ اور معزز مہمانوں کے ہمارے مکرم سید تفضل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار اٹاوہ سے تشریف لائے۔

ہمارے مقدمات

مقدمات کے انتقال کی درخواست جو چیف کورٹ میں ۲۲ر فروری ۱۹۰۴ء کو گذری وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ۲۳ر کو مقدمات گورداسپور میں بعدالت چندو لال صاحب پیش ہوئے

علی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب مسٹر اوگارمن صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وکلاء نے ریپریزنٹ کیا۔ حکیم فضل الدین صاحب اور ایڈیٹر الحکم کی طرف سے آخر الذکر وکلا پیش ہوئے۔

مگر پہلے مقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم دین پیش ہوا۔ خواجہ صاحب نے تقریر کی کہ ملزمان پر فرد جرم لگایا جاوے + اسکے بعد فریق ثانی نے اپنی بحث شروع کی اور ختم کی۔

۲۴ فروری کو پہلے مسٹر اوگارمن صاحب نے اعلیٰحضرت کی طرف سے ایک درخواست میں تحریری بیان پیش کی کہ یہ بیان شامل مسل کیا جاوے جو ۲۵ کو فیصلہ کے لیے رکھی گئی جس کا فیصلہ ۲۵ کو نہیں ہوا۔ اور آخر وہ بیان مسٹر صاحب موصوف نے بطور تقریر تحریری پیش کر دیا جو شامل ریکارڈ وکیل مستغیث کو **عدالت نے** دے دیا۔

۲۴ کو خواجہ صاحب نے کرم دین کے مقدمہ میں جوابی تقریر شروع کی جو ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ۲۵ کو کرم دین نے بذریعہ ایک درخواست کے استدعا کی کہ مجھے تقریر کے لیے موقع دیا جاوے کیونکہ شیخ نبی بخش صاحب نے مولوی فقیر محمد کی طرف سے تقریر کی تھی۔ اسپر خواجہ صاحب نے کہا کہ جہانتک میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ فقیر محمد ان مضامین کو جو سراج الاخبار میں چھپے ہیں کرم دین کے باور کرتا ہے اور شیخ نبی بخش صاحب اپنی بحث میں انکار کرتے ہیں یہ تقریر پھر اسکی طرف سے کیونکر ہو سکتی ہے۔ مگر عدالت نے ملزم کرم دین کو موقع دیا اور اسنے تقریر کی بالآخر خواجہ صاحب نے شیخ نبی بخش اور کرم دین کی تقریروں پر جوابی تقریر ۱۲ بجے تک کی۔ اس کے بعد [illegible] ۸ مارچ پر ملتوی ہوا

احمدی جماعت کیلئے ملتمس دعا کی درخواست

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ ایکسال سے میں ایک دینی امر کی نسبت سخت فکر میں مبتلا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس میں اس فکر کی وجہ سے میری جان گداز نہیں ہوئی۔ چونکہ جماعت کی دعا میں برکت ہوتی ہے۔ اسلیے ملتمس ہوں کہ سب بھائی ایکدن نمازوں میں میرے لیے ضرور دعا فرماویں۔
تم السلام علیکم۔

خاکسار یار محمد بی۔او۔ایل احمدی اورینٹل کالج ایم۔او۔ایل کلاس لاہور

اعلانات

مدرسہ تعلیم الاسلام سے امتحان مڈل میں امسال ۱۲ طالب علم بھیجے گئے تھے جن میں سے ۹ طالب علم بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس سال بسبب کثرت بارش اور بیماری اور بعض دیگر وجوہات کے مدرسہ بہت عرصہ تک بند رہا۔ اور تعلیم کا انتظام خاطر خواہ نہ ہو سکا تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نتیجہ بہت عمدہ رہا ہے۔ سال گذشتہ میں اس مدرسہ سے چھ طالب علم امتحان مڈل میں بھیجے گئے تھے اور چھ ہی پاس ہو گئے۔ امسال پاس ہونے والوں کے نام مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) مرزا **عزیز احمد** ولد خان صاحب مرزا سلطان احمد صاحب ای۔اے۔سی۔
(۲) **عبد الغفار خان** احمدی ولد افغان صاحب مولوی انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی۔
(۳) **اقبال علی غنی** احمدی برادر فیض علی صابر صاحب۔
(۴) **سمیع اللہ خان** احمدی ساکن فیض چک ضلع گورداسپور
(۵) **راجہ محمد اسحاق** احمدی ہمشیرزاد مرزا خدا بخش صاحب۔
(۶) **عبد الحق** ولد بابو غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار امرتسر۔
(۷) **عبد العزیز احمدی**۔ فیض اللہ چک
(۸) قاضی عبد السلام احمدی ساکن ضلع گورداسپور
(۹) **عبد الغنی** احمدی ولد بابو غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار امرتسر

جماعت چہارم ہائی ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو کھولی جاوے گی۔ تمام طلبا کو چاہیے کہ حتی الوسع تاریخ مقررہ پر پہنچ جاویں۔ تاکہ کسیکی پڑھائی میں حرج نہ ہو۔ جو طلبا غیر مدارس سے یہاں آنا چاہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مدرسہ سے اپنا ڈسچارج سارٹیفیکیٹ ساتھ لیکر آویں کیونکہ یہ مدرسہ صاحب انسپکٹر محکمہ تعلیم کے معائنہ اور ملاحظہ کے لیے کھولا جا چکا ہے اور اس واسطے انٹر سکول رولس یعنی قواعد باہمی معاہدہ درمیان مدارس پنجاب زیر نگرانی صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم کی پابندی ضروری ہے۔

صاحب انسپکٹر صاحب بہادر مدارس نے اس مدرسہ کے متعلق اپنی رائے بہت عمدہ ظاہر فرمائی ہے جو کہ عنقریب اخبار میں شائع کی جاوے گی والسلام۔

محمد صادق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء

دار الامان میں ڈسپنسری کی ضرورت اور سول سرجن صاحب بہادر

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں قادیان میں ایک ڈسپنسری کے کھولے جانے کے متعلق جو آرٹیکل ہم نے لکھا تھا۔ اور وہ اس بنا پر تھا کہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ صاحب سول سرجن بہادر کے سامنے کاہنواں میں کسی ڈسپنسری کے کھولے جانے کا سوال ہے۔ ہم اس کے مقابلہ میں قادیان کو ہم ترجیح دیتے ہیں اور وجوہات ترجیح بھی ہم نے بتا دیے تھے اس آرٹیکل پر **صاحب ممدوح** نے خصوصیت سے توجہ فرمائی ہے جو **چٹھی** صاحب ممدوح کے دفتر سے ہمیں جوابا پہنچی ہے وہ یہ ہے۔

حکم ہوا کہ

جوابا لکھا جاوے کہ بالفعل کوئی تجویز قصبہ کاہنوان یا دیگر جگہ جدید ہسپتال کھولنے کی درپیش نہیں ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب ایسی تجویز ہو صاحب ممدوح قادیان کا لحاظ ضرور رکھنے کی کوشش فرماوینگے۔

یاد رفتگاں

ہمارے بعض مرحوم ہم جماعتوں کا نوحہ ایک ہم جماعت نے لکھا ہے۔ اس میں مرحوم مغفور **ایوب صادق** کا بھی ذکر کیا ہے جسکو پڑھ کر مرحوم یاد آگیا۔ چونکہ اس ذکر میں مرحوم کی پاک سیرت کا تذکرہ ایک ایسے قلم سے ہوا ہے جسکو اس سلسلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسلیے وہ زیادہ وزن دار اور اثر انگیز ہے + ہم کو ذیل میں درج کرتے ہیں

وہ یہ ہے

ہم نہیں بھولے ہیں تہجد خوانیاں ایوب کی
اسکی طبعی کا بھی بیج بیج تھا وہ نیک تن
اسقدر صبر اور استقلال وہ زہد و ورع
تھا جوانوں کے لیے ضرب المثل اسکا چلن

نکاح کی ضرورۃ

ہم نے اس سے پہلے بھی ایک دو مرتبہ **سردار فضل حق صاحب** کے متعلق ضرورت نکاح کا اعلان کیا تھا۔ اور انھوں نے شادی بھی کرلی تھی مگر محض **سلسلہ عالیہ** تعلق کی وجہ سے انکو طلاق دینا پڑا کیونکہ لڑکی کے والدین سخت متعصب تھے انھوں نے سلسلہ مبارک سے الگ ہونا گوارا نہیں کیا اپنی بیوی کو چھوڑ دینا زیادہ آسان سمجھا۔ **سردار صاحب** کے متعلق ہمکو کچھ زیادہ لکھنے اور کہنے کی ضرورت نہیں **حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** حضرت **حکیم الامۃ** عم فیضہ کو ایک خط میں "**سردار صاحب**" کی نسبت یہ فقرات لکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لڑکیوں کی تلاش میں والدین کو بڑی دقتیں واقع ہوتی ہیں لائق لڑکا ملتا نہیں اور آپکو معلوم ہے کہ **سردار فضل حق صاحب** بہت نیک چلن آدمی ہیں اور صاحب جائداد و زمین ہیں اور والد صاحب انکے گیارہ سو [illegible] روپیہ سالانہ جاگیر رکھتے ہیں اور **سردار فضل حق صاحب** کی لائلپور میں بھی زمین ہے اور جمعیت معاش بہر صورت عمدہ رکھتے ہیں اور جوان اور خوش شکل آدمی اور لائق ہیں ایسا لائق ساتھ بہم میسر ہو۔

والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

غرض

جو صاحب سردار صاحب کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم صاحب** سے خط وکتابت کریں۔

ارشادات القرآن ونفائس القصص والحکایات

مولوی **فتح محمد خان** صاحب جالندھری نے قرآن مجید میں سے احکام وہدایات الگ اور قصص وحکایات الگ اردو زبان میں جمع کر دیے ہیں۔ ارشادات القرآن میں احکام ہیں اور وہ پہلا حصہ ہے دوسرے حصہ میں وہ قصے نہایت فصیح اردو میں لکھے گئے ہیں جن کا قرآن شریف میں تذکرہ ہے ان کتابوں کی ایک ایک جلد ہر ایک مسلمان کے گھر میں رہنی چاہیے۔

قیمت حصہ اول یعنی ارشادات القرآن فی جلد [illegible]
قیمت حصہ دوم نفائس القصص والحکایات [illegible]

عورتوں اور بچوں کو یہ کتابیں پڑھانے کے قابل ہیں
دفتر الحکم سے طلب کرو

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

جلسۃ الوداع کی تقریب

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۶ جلد ۵

عام طور پر کل انسان ایک امام کے حضور جمع نہیں ہو سکتے کل دنیا نہ تو متفق ہی ہو سکتی ہے نہ وہ ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے ملک کی طبعی تقسیم اور پھر کل دنیا کی طبعی تقسیم اس امر کی شاہد ہے۔ اس عام نظام قدرت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سب کے سب امام کے حضور جمع رہو اور ہر وقت حاضر رہو قریباً تکلیف مالا یطاق ہو جاتی جو حق تعالیٰ نے نہیں رکھی۔ یہ فخر عیسائیوں کو بے شک ہے کہ وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انکو ایسی شریعت ملی ہے جسکو کوئی انسان بجا لا سکتا ہی نہیں۔ اگرچہ تعجب ہے کہ پھر وہ شریعت کا نزول ہی کیوں مانتے ہیں سرے سے کہدیتے شریعت آئی ہی نہیں اور نہ اسکی کوئی ضرورت تھی کیونکہ انسان اسکی بجا آوری اور تعمیل سے قاصر ہے۔ لیکن اسلام ہاں پاک و بے عیب اسلام ایسی شرمناک اور قابل مضحکہ بات کو روا نہیں رکھتا وہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کی پاک ہدایت دیتا ہے پھر میں کیوں ایک طرفۃ العین کے لیے بھی یہ روا رکھوں کہ اسلام میں کوئی حکم ایسا بھی ہے جسکی تعمیل ناممکن ہے یہ خوبی اور عظمت اسلام کی ہی ہے کہ اسکے جمیع احکام اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک انسان اپنے اپنی استطاعت وطاقت کے موافق اپنی حالت اور حیثیت کے لحاظ سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ بیمار ہے اٹھکر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ بیٹھکر حتی کہ اشاروں سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ اس کا ثواب ایک مستعد تندرست آدمی کی نماز سے کم نہیں ہوگا اور نہ اس نماز میں کوئی سقم واقع ہو سکتا ہے ایک شخص استطاعت حج کی نہیں رکھتا حج نہ کرنے سے اسپر گناہ نہیں ہوگا اسی طرح پر تفقہ فی الدین کی بھی مختلف صورتیں ہیں ہر شخص اتنا وقت اور فراغت نہیں رکھتا کہ وہ اس کام میں لگا رہے۔ دنیا میں تقسیم محنت کا اصول صاف طور پر ہدایت کرتا ہے کہ مختلف اشخاص مختلف کام کریں انسان کی تمدنی زندگی کی ضروریات کا تکفل ہو سکتا ہے اسی اصول کی بنا پر حکم ہوا کہ

کان المؤمنون لینفروا کافۃ

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون

یعنی یہ امر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں کل کھڑے ہوں اس لیے ایسا ہونا چاہیے کہ ہر طبقہ اور گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جاکر انکو حقائق دین سے آگاہ کرے تاکہ ان میں خوف وخشیت پیدا ہو۔

میں افسوس اور درد دل کے ساتھ کہتا ہوں کہ عملی رنگ میں اس آیت کو منسوخ کر دیا گیا ہے حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہے۔

علم کی غرض وغایت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا ہو جس خوف سے خدا تعالیٰ کی معرفت بڑھتی ہے اور انسان گناہوں اور بدیوں سے بچتا ہے۔ یہ بات خیالی نہیں یقینی اور نیچرل ہے۔ دیکھو تم کیوں خون کرنے سے ڈرتے ہو؟ صرف اس لیے کہ تعزیرات ہند ڈراتی ہے اور اس کی سزا سمجھاتے۔ دلپر ایک خاص اثر ڈالکر ایسی حرکات سے بچاتی ہے یہ طبقے دراصل بدیوں سے بچنے کے عارضی اور ظنی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قانون مجریہ وقت کے ہوتے ہوئے بھی باوجود دیکہ مجرموں کو سزا ملتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں من کل الوجوہ جرائم کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ حقیقی طور پر یہ دروازہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے بند ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء ربانی اور ماموروں کی زندگی میں یہ نمونہ بدیوں کا نہ ملے گا بلکہ انکی زندگی پاک اور بے لوث ہوگی۔ وہ ایسی بدیوں سے نہیں بچتے کہ وہ تعزیرات ملک سے ڈرتے ہیں بلکہ وہ تعزیرات خدا سے ڈرتے ہیں اور وہ خوف ان کے نفسانی قویٰ پر غلبہ پاکر اس مادہ کو بھسم کر دیتا ہے جو بے اعتدالی کا جوش نفس سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اس حقیقی طور سے گناہ سے بچنے کا طریق خوف خدا کا دلپر مستولی ہوتا ہے۔ ایک اور بھی راہ ہے جس سے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حسن پر اطلاع ہے۔ جب پوری معرفت اور بصیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جمال کو دیکھتا ہے تو اس حسن کے بالمقابل تمام لذات اسے ہیچ اور فانی نظر آتی ہیں اور ساری خوشیاں اور راحتوں کو اسی صاحب الحسن کی اطاعت میں پاتا ہے یہ مقام اعلیٰ درجہ کے انسانوں کا ہوتا ہے مگر ایک طبقہ انسانوں کا ایسا بھی ہے جو خوف الٰہی بھی ان کو گناہوں سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ خوف **علوم حقہ** میں تفقہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے اسی لیے علماء ربانی کی شان میں کہا گیا ہے

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

مگر آج اس زمانہ میں **عالم** کے یہ معنی سمجھے گئے ہیں کہ کج بحثیاں کرنے میں طاق ہو کبھی کسی بات کے ماننے کے لیے طیار نہ ہو جو منہ سے نکل جاوے خواہ وہ کیسا ہی بیہودہ اور لغو ہو اسکی تائید میں قرآن شریف میں تحریف کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنے سے بھی نہ ڈرے۔ خدا تعالیٰ مجھکو اور میرے بھائیوں کو ایسے علم سے بچاوے۔ آمین۔

حضرت امام نے ایک الہامی قصیدہ لکھا ہے اس میں کا یہ شعر کیسا سچا ہے

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست
ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نمے خرم

تم علم پڑھو لیکن اگر علم سے خدا کا خوف اور خشیت پیدا نہیں ہوتی تو استغفار اور لاحول پڑھو کہ وہ علم حجاب اکبر ہو کر ہلاکت کا موجب نہ ہو جاوے میں نے بڑے بڑے مولوی اور عالم کہلانے والے دیکھے ہیں اسوقت موجود ہیں اور تم میں سے اکثر اس سے ناواقف نہیں کہ وہ چیز جو انکی راہ میں امام وقت کی اطاعت میں ٹھوکر کا باعث ہوئی وہ وہی ان کا علمی ناز اور گھمنڈ تھا۔ اگر وہ حقیقی علوم کے وارث ہوتے تو ان میں خشیت اور خوف پیدا ہوتا اُن کے دل یہ سنکر ڈرجاتے کہ سنانے والا کہتا ہے۔

میں خدا کا مامور ہوں

یہ چھوٹی سی بات نہ تھی خدا کے بھیجے ہوئے سے **مقابلہ!!!** میں سچ کہتا ہوں کہ یہ خدا کا فضل ہے مجھکو میں بیان کرتا ہوں کہ میرا دل اس تصور سے بھی کانپ جاتا ہے کہ انکار کے لیے کیوں جرأت کرتے ہیں؟ مگر مشکل یہ ہے کہ وہ **علم** نور فراست ساتھ ہی نہ رکھتا اس سے بہتر تھا کہ وہ جاہل رہتے ایک اور بات قابل غور ہے کہ **عالم ربانی** بننے کے لیے شرط ہے **تقویٰ** اللہ کی بدون جسکے **علوم حقہ** کی کلید مل سکتی ہی نہیں کیونکہ خود خدا تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے **اتقوا اللہ ویعلمکم اللہ** اصل معلم علوم حقہ کا تو خدا تعالیٰ ہی ہے اور اسکی راہ ہے تقویٰ اللہ۔

جب اس طریق پر انسان تقویٰ اختیار کرے تو **علوم حقہ** کے دروازے اسپر کھلیں گے اور وہ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** میں داخل ہوگا۔

غرض **عالم ربانی** کے لیے ضرورت ہے کہ تقویٰ سے کام لے اور تقویٰ کی حقیقت اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے صادق اور مامور بندہ کی صحبت میں نہ رہے جیسا فرمایا ہے

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

اس سے صحبت صادق کی بہت بڑی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور فی الحقیقت ضرورت ہے لیکن چونکہ ساری قوم ایک ہی وقت اپنے امام کے گرد نہیں رہ سکتی اور اگر ہر فرد قوم کا حاضر بھی ہو تو ہر ایک فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ طبیعتیں جدا جدا ہیں اور مذاق الگ الگ اور تقسیم محنت کا اصول الگ اسکی مخالفت کرتا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا

کہ ایک گروہ حصول تعلیم دین کے لیے حاضر ہو اور وہ واپس جاکر قوم کو سکھائے

میں پھر کہتا ہوں کہ اس آیت اور اسکے اصل مفہوم پر غور کرو۔ اس کے الفاظ کو سوچو کہ ان کے اندر اصول تعلیم کے لیے کیسا کھلا اور واضح قانون رکھا ہے اصل غرض **تفقہ فی الدین** ہے۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ طوطے کی طرح چند کتابیں رٹ لے اور دستار فضیلت باندھ کر یا ایک کاغذ سند کے طور پر ہاتھ میں لیکر قوم پر ایک بوجھ بنکر مالیہ وصول کرتا پھرے۔ نہیں بلکہ اسکی روحانی اور اخلاقی حالت ایسی ہو کہ تقویٰ اور معرفت الٰہی ہو اسکے کلام میں وہ تاثیر اور برکت ہو کہ لوگوں پر خوف الٰہی مستولی ہو کر ان کو گناہوں سے بچانے کا باعث ہو۔ وہ ایک نمونہ ہو جس سے قوم پر اثر پڑ سکے۔ مگر بتاؤ اور وسیع نظر کرکے دیکھلو کہ کتنے ہیں جو اسکے صحیح مصداق ہیں۔ اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے **مرزا صاحب** کو **امام** مان کر اتفاق سمجھا بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض وغایت کو سمجھا کہ **امام** کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اسکا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبد الکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہو سکتا ہے جو خود اس رسالت کے لانے والے کے بیان میں ہے پھر اسکے معلوم کرنیکو تو خود اسکے منہ سے کچھ سننا چاہیے۔ اور یہ اس کی صحبت سے معلوم ہوگا۔

تم نے مولویوں کو ناراض کیا سجادہ نشینوں کو چھوڑا اور اکثروں کو یہ مشکلات بھی پیش آئیں کہ انکو اپنے بعض رشتہ داروں یا عزیزوں سے قطع تعلق کرنا پڑا۔

سے پہلے پوسٹ ماسٹر جنرل نے ساری دنیا کے کام اپنے ذمہ لے رکھے تھے بلکہ ان کے ہاتھ میں صیغہ [illegible] محکمہ مبینہ کے تمام [illegible] وہ اپیلوں پر خود نظر [illegible] کر کے فیصلہ کرتے اور حکم دیتے تھے [illegible] بلکہ ان لوگوں کی بنا پر [illegible] اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل [illegible] چند آدمیوں کے [illegible] کر دی گئی ہے [illegible] کہ پوسٹ ماسٹر جنرل یا ڈائریکٹر جنرل [illegible] کوشش کرتے ہیں کہ انصاف ہو لیکن جب ان واقعات کی بنا پر فیصلہ کرنا ہوتا ہے جو ان کو [illegible] ظاہر کیے جاتے ہیں تو وہ [illegible] ظلم و ستم سے صادر ہوتی ہیں جو لاعلمی اور محض ناواقفیت کی بنا پر [illegible] ظاہر سے کرایا جاتا ہے اور پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب کو ہم [illegible] انھوں نے [illegible] کام کا بوجھ اپنے ذمہ رکھا [illegible] کافی وقت [illegible] ایک اچھا کام کرنیوالا [illegible] انسان [illegible] کام کر سکتا ہو [illegible] اب اگر پی ایم جی صاحب کے کام اور انکی مصروفیت [illegible] تو ایک عام عقل کا آدمی بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ ایک کاغذ دیکھنے کے لیے انکو کس قدر [illegible] ہے۔

[illegible] دستخط کرنے پڑتے ہیں انکی تعداد ہی اگر دیکھی جاوے اور اس وقت کا اندازہ کیا جاوے [illegible] اگر [illegible] دستخط کرتے ہیں [illegible] ذمہ داری [illegible] پڑھ سکتے ہیں۔

روزانہ آنیوالے کاغذات اپیل کی تعداد اگر کم از کم اڑھائی سو بھی رکھی جاوے جو [illegible] سرحد [illegible] علاقہ [illegible] تو پھر ایک اپیل کے لیے وہ چند منٹ سے زیادہ نہیں دے سکیں گے [illegible] چند منٹ میں ایک اپیل پر کسقدر [illegible] کر سکتے ہیں؟ مگر نہیں ہم یقیناً [illegible] کہ نہ تو وہ سارا وقت صرف اس کام کے لیے [illegible] اور نہ ہر اپیل پر ریمنٹ دینے کی [illegible] صورت – پھر یہی حالت میں ماتحت ملازموں پر ظلم نہ ہو جاوے کا رفع کیونکر ہو سکتا ہے؟ [illegible] صاف سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کس طرح سے کسقدر ظلم ہر روز پی ایم کے دفتر سے ہوتے ہیں۔ باقی دوسرے نمبر میں

پوسٹل کمیشن کی ضرورت

[illegible] کمیشنوں کا عہد کہا جاتا ہے [illegible] صیغوں کے متعلق [illegible]

پبلک کے عام خیالات ان کے متعلق معلوم کرنیکی کوشش کی ہے یہ امر دیگر ہے کہ ان کمیشنوں کا کیا نتیجہ نکلا؟ یا کیا امید ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمیں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ اس سے کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ عام حالت کا اندازہ لارڈ موصوف کو ہو چکا ہے۔ مگر تعجب اور بہت تعجب کی [illegible] ہے کہ محکمہ ڈاک جو اس قدر عظیم الشان اور ضروری محکمہ ہے جس کے ہاتھ میں ملکی اور تجارتی امور کی [illegible] متعلق کوئی کمیشن [illegible] قائم کر کے ان شکایات کا اندازہ کرنیکی کوشش نہیں کی [illegible] محکمہ ڈاک کی ملازمت کی ہیں۔ محکمہ ڈاک کے ملازم بھی تو [illegible] خود گورنمنٹ کی رعایا ہیں [illegible] ان قواعد و قوانین کے اسیطرح ماتحت اور پابند ہیں جیسے دوسرے افراد رعایا تابع فرمان ہیں پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ [illegible] تکالیف اور مشکلات کو معلوم کر کے دور کرنیکی کوشش کیجاوے [illegible] جانوروں اور وحشی [illegible] کیلیے خاص قوانین ہیں [illegible] ملک [illegible] بعض [illegible] تکالیف جیوانات کی [illegible] ایک یہ قسمت زدہ انسانوں کا [illegible] ہوتا ہے کیا انکی قسمت میں یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی انجمن یا سوسائٹی ہو تو وہ بھی انکی ہی شکایات کا دفعیہ [illegible] محکمہ ڈاک کے خلاف [illegible] خواہ [illegible] قاعدہ [illegible] کی پابندی ہی کیوں نہ کی ہو [illegible] شکایات دائر اور [illegible] خطرناک الفاظ میں۔ اور اسپر محکمہ ڈاک کی طرف سے تفتیش شروع ہوئی نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ شکایت [illegible] محکمہ ہی کی شکایات [illegible] سے کچھ نہیں [illegible] ہی کو اپنی [illegible] محکمہ ڈاک کے لازمی حیثیت [illegible] فرق آنے [illegible] طرح سمجھی جانے لگے ہیں۔ اگر یہی حال رہا اور اسپر زیادہ [illegible] تو یہ طوفان بے تمیزی [illegible] پھیلنے والا ہے [illegible] کلرکوں اور [illegible] پیدا ہو جائیگی [illegible] کہ ایک کمیشن عام طور پر [illegible] اندازہ کرنیکے لیے قائم ہو جاوے اگر [illegible] کوئی بڑی بات نہیں [illegible] مختصر لکھا ہے آئندہ ہم مفصل بتائیں گے کہ اس کمیشن کی [illegible] ضرورت ہے؟

تازہ تار کی خبریں

لنڈن ۱۲ فروری – جینوہ – تمام فرنچ اخبارات نے روسی مجروحین اور بیماروں کے لیے چندہ کی فہرست کھولدی ہے۔ روسی اگنبوٹ موسومہ [illegible] نے بندر شنگھائی چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ چینی حکومت اسے دہاں سے [illegible] کے لیے [illegible] جنگی [illegible] والی ہے۔

انگریزی جہاز کا تعاقب انگریزی کمپنی پی اینڈ او کا ڈاک کا جہاز منگولیا آسٹریلیا کی ڈاک لیجاتا ہوا بحیرہ قلزم سے گذر رہا تھا کہ ایک روسی ہوائی جہاز اور چار تارپیڈو شکن جہازات نے اسے دیکھکر اسکو روکنے کی کوشش کی۔ کل بیڑے نے تعاقب کیا۔ مگر جہاز تک نہ پہونچ سکے۔ جب جہاز کو ٹھہر جانے کا اشارہ کیا گیا [illegible] [illegible] اور ایک روسی تارپیڈو شکن جہاز [illegible]

اطمینان ہو گیا کہ یہ واقعی انگریزی ہی جہاز ہے (کسی جاپانی سٹیمر نے انگریزی روپ نہیں بدلا ہوا۔ وطن) تو اسی جا کو اجازت دیدی اور اسکے کپتان سے معافی مانگی [illegible] فرنچ اخبار دگارد کو روس سے خبر ملی ہے کہ انگریزوں۔ جرمنی۔ فرانس اور روس کا نیا عہد اور اتحاد [illegible] معاملہ میں [illegible] پوری امداد دینے کو تیار ہے۔ اور کہ اس تجویز پر سینٹ پیٹرزبرگ [illegible] گفتگو اور بحث مباحثہ ہو رہا ہے اور روس کی دلی خواہش ہے کہ یہ تجویز عمل میں آ جاوے (اس کل [illegible] یہ ہے کہ روس۔ روس و فرانس کے اتحاد میں جرمنی کو بھی شامل کرنا چاہتا ہے اور کہ جرمنی بھی اسپر رضامند ہے مگر قیاس اس بیان کے دوسرے حصہ کی تصدیق نہیں کرتا وطن) دوسری خبر اسی ذریعہ سے ملی ہے کہ روس نے انگلستان کو مطلع کیا تھا کہ یا تو ۴۸ گھنٹوں کے اندر اپنی بے تعلقی اور حیادیت کا اعلان کرو (ورنہ مجھے اپنا بھی دشمن سمجھو۔ وطن) انگلستان نے [illegible] کے اندر ہی مطالبہ کا اعلان کر دیا۔ روس فرنچ اخبارات کو [illegible] بطور رشوت روپیہ بھیج رہا ہے کہ وہ فرنچ قوم کو روس کی ہمدردی پر ابھاریں خبر ہے کہ اس کارروائی کے اغلب نتائج کے لحاظ سے فرنچ حکومت کو اس معاملہ کیطرف توجہ ہو گئی ہے اور اسے تشویش لاحق ہوتی جاتی ہے کہ کہیں قوم روس کی حمایت میں جنگ کرنے پر زور دینا شروع نہ کر دے۔

سو ئیڈن کے بندرگاہ [illegible] میں جو روسی جہاز ٹھہرے ہوئے تھے وہ چھوڑے گئے ہیں اور غالباً میدان جنگ کو نہیں بھیجے گئے۔

روسی اگنبوٹ مندجور مقیم شنگھائی نے اپنے [illegible] وغیرہ اتار دیے ہیں یعنی جہاز کو سمندر میں چلنے کے قابل نہیں رکھا۔ اور اقرار کیا ہے کہ وہ اختتام جنگ تک بندر ہی میں رہے گا اس سے باہر نہیں نکلیگا [illegible] تعلق [illegible] فریقین کا جہاز [illegible] گھنٹوں سے زائد رہ سکتا ہے جبکہ وہ جہاز کھلے سمندر میں جانے کے ناقابل کر دیا گیا ہو۔ اور یہ اقرار کیا جاوے کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں بے تعلق سلطنت کی پناہ سے وہ یہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا کہ اچانک حملہ آور ہو کر غنیم کے کسی جہاز کو نقصان نہ پہونچائے۔ اسی کے متعلق تیسری خبر ہے کہ اگنبوٹ مذکور کے ملاحوں اور [illegible] وغیرہ کو تنخواہ دیکر رخصت کر دیا گیا ہے یعنی اب وہ دوران جنگ میں شنگھائی میں بیکار تو وہ کیطرح ٹھہرا رہیگا۔ البتہ یہ [illegible] ہوگا کہ جاپان اسے وہاں کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکے گا۔

سنگاپور ۲۲ فروری چلفو کے معرکہ کے [illegible] زخمی اور دوسرے ملاح صرف فرنچ جہاز [illegible] پر پناہ گزین نہ ہوئے تھے بلکہ انگریزی و جرمن جہازات پر بھی۔ انگریزی جہاز ٹالبوٹ نے دو سو روسی زخمی شنگھائی پہونچائے جہاں سے وہ دوسرے جہاز پر ہانگ کانگ پہونچائے گئے۔ چالیس جو زیادہ زخمی تھے وہیں کے فوجی ہسپتال میں بھیجے گئے باقی کل کولمبو بھیجے جائیں گے فرنچ جہاز پسکل پر پناہ لینیوالے روسی ملاح اور زخمی فرنچ [illegible] نام سے بندر سیگون کو۔ انگریزی و اطالین جہازات پر بھیجے گئے ہیں جاپانی [illegible] کا سامان کولمبو میں ۱۲ دن ٹھہر کر

جنوبی افریقہ کے بند سے دین کو گیا ہے جا کے اپنا جہاز اسکا تجارتی مال لے دیا ہے

بقیہ جاپان و روس کے وسائل کا موازنہ

میدان جنگ میں حسب ذیل لائنیں موجود ہیں۔ کوریا میں [illegible] فوسان سے [illegible] تک اور چلفو سے سیول تک۔ یہ جاپانی [illegible] ہیں خاباروسی ولاڈی وسٹاک تک ولاڈی وسٹاک سے خاربین تک اور خاربین سے براہ مکدن پورٹ آرتھر تک یہ روسی ہیں۔

معدنی پیداوار جاپان کی کانوں سے ہر سال ۱ لاکھ ہزار ٹن کوئلہ اور ۲۴ ہزار ۴ سو ۸ ٹن لوہا اور فولاد نکلتا ہے اور روس کی کانوں سے ایک کروڑ ۴ لاکھ ۱۲ ہزار ٹن کوئلہ اور ۲۹ لاکھ ۲ ہزار ٹن فولاد۔

جاپان کے حسب ذیل مقامات پر بحری اسلحہ کے کارخانے اور مرمت جہازات کے حوض ہیں۔ یوکاسوکا میں بحری اسلحہ کے کارخانے و حوض۔ کوری میں کارخانہ اسلحہ۔ حوض اور جہاز [illegible] کا کارخانہ۔ ساسی بو میں کارخانہ اسلحہ [illegible] میں حوض مرمت۔ ناگاساکی میں تین حوض۔ کوبی میں تارپیڈو کشتیوں کی مرمت کا کارخانہ۔ [illegible] میں جہاز کے بالائی سامان کا کارخانہ۔ ساوی ناکو میں چھوٹے جہاز و کیلیے جائے پناہ۔ [illegible] میں حوض۔ ان سب میں کوئلہ کے ذخیرے بھی ہیں۔

روس کی مقبوضات مشرق میں ایسے تین مقام ہیں۔ ولاڈی وسٹاک میں لنگر گاہ۔ کارخانہ اسلحہ حوض و مخزن غلہ۔ ڈالنی میں لنگر گاہ و بالائی سامان کا کارخانہ اور کوئلہ کا مخزن پورٹ آرتھر میں چند حوض۔ کوئلہ کا گودام اور بالائی سامان کا کارخانہ۔ (باقی آئندہ)

لنڈن ۲۲ فروری – دوسری طاقتوں کا اندیشہ ہمارا جاپان و روس کو کسی دوسری طاقتوں کو [illegible]

[illegible] اپنے اپنے سپاہیوں کی تکرار حق ہو رہی ہے۔

[illegible] فوج جمع اور سواحل کو مورچہ بند کر رہا ہے ہسپانیہ کناری کو (جو مراکو کے مغرب میں ہیں) معقول فوج بھیج رہا ہے۔ اور پرتگال نے اگے جنگی جہاز واسکوڈی گاما مشرق کو بھیجا ہے اور بری فوج بھی جمع کرنے والا ہے واسکوڈی گاما زرہ پوش کروزر ہے ۱۸۷۶ء میں بنا۔ زرہ گیارہ انچہ [illegible] وزن ۲۴۲۰ ٹن ہے رفتار ۱۳ میل۔ وطن) روس ورچہ پامیر۔ زار نے جنرل [illegible] کو ترکستان بھیجا ہے سینٹ پیٹرزبرگ میں مشہور ہے کہ پامیر (سرحد چترال) پر روس جرار فوج جمع کرنیوالا ہے۔ ایک روسی باربرداری کا جہاز موسومہ [illegible] راستے سے روسکو پلٹ گیا ہے۔ جاپان نے فوسان سیول ریلوے کے لیے امریکہ سے انجن خرید کیے تھے ۸ روانہ ہو چکے ہیں۔ باقی اس ہفتہ ہونگے۔ بحر الکاہل کے راستہ اور کیمپ [illegible] روسیوں کا بیان ہے کہ ۸ فروری کے معرکہ چلفو میں ایک جاپانی تارپیڈو شکن غرق ہوا اور جاپانی کروزر [illegible] کو اتنا نقصان پہونچا کہ اسے خود اسکے کپتان نے ڈبو دیا۔ اس جہاز کا وزن وغیرہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔

بمقام کولمبو روسی اور ڈنمارکی کمپنیوں نے دو سٹیمر کرایہ لیے ہیں کہ جنوبی روس کے بندر اوڈیسہ سے مشرق [illegible] حرب و رسد پہونچائیں۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو کیا یہ جہاز جاپان وغیرہ میں جاپانی بیڑہ سے بچکر منزل مقصود تک پہونچ سکیں گے (وطن) چونکہ جاپان نے روسی تجارتی جہاز ان کو اپنے [illegible]

[illegible] وہ تمام چیزیں جو جاپان کی [illegible] کی کانوں نے [illegible] سے کو نہ دے [illegible] ضبط کر دیے گئے ہیں۔

مذاہب عالم پر ریویو

حضرت حکیم الامت کے قلم سے
پرانی یادداشت لی ہے

عام پر

(۱) مذہب صحیح وہ ہے جسکی صحت عملاً ثابت ہو چکی ہو جس کی حقیقت اور نفس الامریۃ دلائل واضحہ اور حجج نیرہ سے ثابت ہو۔ پھر وہ ہم آخر مقابلہ میں مظفر ہو۔

شیخ ابرہا سوفسطائیہ اور وجودیہ کو اس پہلی دلیل سے جیتا ہے۔ ابرہا سوفسطائیہ کو کہا کہ عمل میں تم اپنے مذہب کو لا کر دیکھو۔ جو کوئی تم میں سے بھوکا ہوتا ہے روٹی کھاتا ہے پیاسا ہو پانی پیتا ہے۔ کچہری میں ملازم ہو وقت پر اسے کچہری میں جانا۔ اپنے اپنے فرض منصبی احتیاط سے ادا کرتا ہے۔ پھر ان ملفوظات کا تذکرہ کیا ہے جنکو تم بحث میں لاتے ہو۔

ایسا ہی قائل وحدت الوجود تمام ہندو کیطرح اعمال عبودیت سے کامیاب۔ پھر اس دعویٰ الوہیت کا نتیجہ کیا۔ کفارہ کے عقیدہ کا عملی فائدہ بجز بیباکی کے کیا ہے۔ تثلیث سے کیا عملی مدید مفاصد حاصل ہوتے ہیں۔ ابوبکر کے الطاف خلافت سے اب کیا حاصل کیا اب خلافت اسکو مل سکتی ہے جس سے تمہارے زعم میں لڑائی۔ غرض تمام بطلان پر یہ تلوار چلتی ہے۔

۲۔ کامل کتاب وہ ہے جو اپنے دعاوی کے صحیح دلائل پیش کرے اور اپنے مخالف کی تکذیب اور تکذیب کے دلائل نیرہ پر حاوی ہو۔ یہ بات توریت موجودہ اور ہمارے مطالعہ کردہ بائبل میں نہیں اور نہ انجیل وگرنتھ میں اور نہ اس وید میں جو ہمنے سنا ہے۔ نہ ژند و ستا میں اور نہ ساکنوں اور بدھوں کی مقدس کتب میں۔

اور بیچیریوں برہموں کے یہاں جو کتاب صحیفہ فطرت ہے اسمیں وہ اسرار منکشف ہیں۔ کوتر یاق از عراق نئی آید ومار گزیدہ میمیرد۔

مسیحی

۱۔ علاوہ توریت کے حلال وحرام۔ اور احکام سے سروکار ہی نہیں۔ اور اشاعت بیبل پر وہ زور لگاتے ہیں کہ ایک روپیہ پانی کیطرح اس کام میں لگا دیا۔ تعجب اور بہت تعجب۔

۲۔ تحقیق در تحقیق کی فکر اور انجیل مسیح کی کھو بیٹھے ہیں۔ اُس کا نام ونشان نہیں مگر ایک فقرہ (ایلی ایلی لما سبقتانی)

۳۔ نیچر کے دلدادہ ہیں اور غور نہیں کرتے کہ نیچر کا بچہ شیر اور اُسکے لوازمات اپنے ساتھ رکھتا ہے مگر مسیح میں ایسی لوازمات کہاں۔

۴۔ زانی کو آتشک خاص لوازم سوزاک ہوتا ہے اور پھر بھی اعتقاد کہ مسیح کفارہ ہے۔ کیا گناہ کا اثر جسم پر نہیں پڑتا۔ پڑتا ہے اسی واسطے آدمی ماتھے کے پسینہ سے روٹی کھاتا ہے۔ اور حوا درد زہ سے جنتی ہے پھر مسیح کا فرزند انسان معاً بپتسمہ سے شفایاب کیوں نہیں ہوتا۔

۵۔ تثلیث وکفارہ میں دعویٰ ہے کہ آپ عقل کو دخل مت دو اور نہیں سمجھتے کہ اگر عقل کو دخل نہ دیا جائے۔ تو کسی غلط مذہب پر بھی کوئی اعتراض نہیں آسکتا۔

۶۔ ایک مسیحی اور اُسکا چیلہ کہتا ہے کہ تثلیث کا باریک مسئلہ ابتک مسلمان سمجھے ہی نہیں۔ پروفیسر کہتا ہے کہ ایشیائی دماغ اس دقیق بات تک پہونچتا ہی نہیں۔ اسپر کہا گیا کہ مسیح خود ایشیائی اور اسکے نادان چیلے سب ایشیائی تھے کیونکر سمجھے۔ یا یہ مسئلہ یورپ کا ایجاد ہے۔

بسمقدر اعتراضات ان لوگوں نے اسلام پر کیے بڑھ چڑھ کر ان لوگوں پر عائد ہوتے ہیں۔ اور اپنے دعوے کو مدلل نہیں کرسکتے اور نہ اپنے اعتراضات کو مبرہن۔ مثلاً جہاد اور غلامی کثرت ازدواج اور طلاق انکے معرکۃ الآراء اعتراضات ہیں۔

لاکن قومی جہادوں میں دنیا میں بے نظیر اور مجرموں۔ مخالفوں کے غلام بنانے میں یہانتک۔ بتلا کہ غلاموں کے لیے جو مکانات ہیں وہ جیل خانہ نام رکھتے ہیں اور ہم وہاں رکھتے ہیں جہاں ہمارا ہی باپ بھائی فرزند۔ کثرت ازدواج کے منکر مگر عملی طور پر جو تقویٰ ہے وہ ظاہر کہ کنچنیاں کیوں کر ان میں ضرور ہیں۔ لندن میں وہ حالت کہ الامان الامان ظاہر ہے کہ ایک مرد اپنا بیج بہت جگہ رکھ سکتا ہے مگر ایک عورت بہتوں کا بیج پرورش نہیں کرسکتی۔

طلاق کی مشکلات اور جبیر وہ مبنی ہے اسکو دیکھتے ہیں کہ فطری خواہش اولاد کی ہوتی ہے اور بعض عورتیں بانجھ ہیں عورتیں اپنے بعض عوارض سے مرد کا پاس نہیں یا سکتیں یا ان کا رکھنا مالی اور جانی نقصانات کا باعث ہوتا ہے اور عملی رنگ میں ناجائز طور پر قضائی شہوات کرتی ہیں جسے آسمیہ پڑتی کہ طلاق کو جائز کردیں۔

علی الشیعہ

۱۔ قرآن کریم کے متعلق جیسے تفسیر میں لکھا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ اسکی ترتیب کو عمداً بگاڑ گیا۔ اور اس میں کمی کی گئی۔ پھر ایسی کتاب کیونکر قابل تمسک ہوسکتی ہے۔

(پھر حدیث ثقلین میں یہ پہلی بات ہی غیر معتبر ہوئی) اسی واسطے صاحب مجمع البیان طبرسی افسوس کرتا ہے کہ تفسیر خاصہ (شیعہ) میں نہیں یا کم ہے

۲۔ حدیث کے پہلے مبلغ انکے نزدیک (اعاذنا اللہ) منافق۔ غاصب۔ مرتد۔ اور بےدین تھے۔ یا تقیہ باز۔ پس وہ کیونکر مثبت کسی امر دینی ہوسکتے ہیں۔

۳۔ فقہ واصول فقہ قرآن وحدیث پر مبنی ہے۔ جب اصل ہی نہیں تو فرع کہاں۔

۴۔ تاریخیں چاہیں واقعات صحیحہ کا بیان ہو۔ یہ لوگ صحابہ کے بیان میں کوئی خوبی ابوبکر وعمر کی۔ اور کوئی نقص اہل بیت کا بیان نہیں کرسکتے ہیں۔ کاش قالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شئ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شئ پر تدبر کرتے۔

۵۔ نبوت کی ضرورت نے اخلاق وزہدیت کو ابھی تک نہیں آنے دیا

۶۔ علم کلام تو امور بالا پر موقوف ہے اور تقیہ کے باعث ذہنی قوتیں مردہ یا پژمردہ ہو جاتے ہیں

۷۔ بڑے بڑے الفاظ میں کسی معصوم کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر عملی فائدہ نہیں دکھا سکتے۔ کہ وہ معصوم کہاں اور اس سے ثواب وحال کب معصوم ہیں

(۱) سیتے ایکبار بمقام مالیرکوٹلہ مولوی شیخ احمد صاحب مجتہد سے عرض کیا تھا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا سے معلوم ہوتا ہے کہ افواج در افواج لوگ دین الٰہی میں داخل ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے۔ مجھے ایک مومن کے دس بیس نام سنا دو۔ آپ نے اسکا جواب دیا۔ کہ پہلے اذا کی تحقیق نقلی طور پر کلام الٰہی سے ہونی چاہیے کہ آیا زمانہ حادث ہے یا قدیم۔ پاک ہے یا نجس متصل ہے یا منفصل وغیرہ وغیرہ۔ یہ عرض کیا کہ اسے لکھد تجیے

پھر یہ فقرہ میں نے ایک بار حضور امام علیہ السلام پیش کیا تو فرمایا آپ تو دور چلے گئے الحمد للہ کا لفظ کفایت کرتا ہے کیونکہ اپنے اندر باہر دیں یا سب منافق ہی منافق تھے تو بجائے الحمد کے قرآن اور آپ کا کلام لاحول ولا قوۃ سے شروع ہوتا۔ الحمد للہ کا مقام تھا۔

(۲) یہ لوگ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا پر غور کرتے تو حاشا یہ کہہ سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ۲۳ برس کی محنت اور دعاؤں کا نتیجہ خاتم الکمالات

گویہ دیا کہ کوئی ان کے ہاتھ پر مزکی مطہر ہوا۔ تزکیہم کہاں گیا۔ لیستخلفنہم فی الارض کیا ہوا۔ منافق کے بارے میں تو ارشاد ہے وھموا بما لم ینالوا پس صحابہ کرام کیوں کامیاب ہوئے۔

(۳) واقعات صحیحہ۔ نفس الامریہ سے ان کو تعلق نہیں۔

بعض اگر امام صاحب امام حسین کی ہے تو قبل از شہادت کیوں۔ پھر اسکا بروز شہادۃ توڑنا کیوں۔ اگر ان کے ہاتھ نہیں۔ تو یہ تعظیم کس بنا پر۔

(۴) امام حسین شہادۃ پا چکے۔ اور شہید کیلیے نص ہے۔ یرزقون فرحین۔ پھر جسکو فرح عطا ہوئی اسپر گریہ یعنی چہ

(۵) سبز خواں۔ محرم کی آمد پر خوش۔ اجتماع پر خوش۔ داد پر خوش۔ صدر نشینی پر خوش وخرم اور اظہار کرتا ہے رنج کا۔ غم والم کا۔

دنیا طلبی اصل غرض ہے اور مخفی۔ اسکو دجہ کی آڑ میں ہزاروں ہزار مطاعن اور قدب امور کے ذریعہ کام لیا گیا۔ اور امارت بنو امیہ کے ہاتھ آگئی۔ پھر دوسری کوشش میں عباسی بازی لے گئے۔ آخری سعی۔ علقمی اور طوسی کی ہوئی اور سلطنت کو مغل لے گئے۔

نیز اگر فرض کرلیں کہ مولیٰ مرتضیٰ خلیفہ بلا فصل بن جاتے تو خلفاء راشدین کے علاوہ کیا تعلیم فرماتے۔

نکاح

نکاح کا شخصی فائدہ حفظ صحت بعض بیماریاں ہیں۔ دفع مزاحمت جو ایک بے تمیزی ہے۔ بے حیائی۔ بے مروتی ہے۔

نوعی فائدہ۔ حفظ نوع۔ تربیت اولاد۔ بے تحقیق نطفہ کی کون فکر کرے

اس لیے

جسمی طاقت۔ مالی وسعت۔ یہ ارشاد ہے و لیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ فھو اغض للبصر واحصن للفرج۔ لتسکنوا الیہا

اولاد صالح۔ نساء کم حرث لکم۔ وتزوجوا الولود الودود

جب۔ ہے تو عورت طلاق لے۔ مرد طلاق دے۔ خلع یا فسخ ہو اگر فوائد باطل ہوں

عورت	مرد
۱۔ نفسانی ضرورتیں پوری نہ ہوں	"
قابل ولادت نہ ہو	"
معاشرۃ کے نقص ہوں	"
جائز شرائط کو پورا نہ کرے	نان ونفقہ نہ دیسکے

طلاق

...عیلتی پر جو اغراض نکاح کے منافی ہے - عورت
بوڑھی ہو اور خاوند غیر صابر ہو - جذام عورت
کے حقوق ادا نہ ہوں - اور وہ عفیفہ نہ ہو -
وجوب طلاق جب حکم تجویز کرے - ایلا پر
بعد چار ماہ کے - عدم اتفاق اور ضرر اندازی
بتدریج - فہمایش - تساہل بحکم حکام - شروط
طلاق کے فوت میں - نوری - لعان - ہمبستری
سے پہلے - خلع میں -

...دہریت اور اوہام پرستی پر گفتگو ہوئی تو ایک
سکھ نے کہا ہمارا مذہب تمام مذاہب میں صرف حمد و ثنا الٰہی
ہے تمام مذاہب میں شبہات ہیں - جیسے عیب اور
... ہے - میں نے کہا اسے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے
ہیں - کہا مذہب سکھ کا کمال - میں نے کہا کیا آپ
اپنی ماں سے یا بیٹی سے شادی کر سکتے ہیں - کہا
نہیں - میں نے کہا کیوں کیا آپ کی کامل کتاب نے
... ممنوع ... مسئلہ ہندو یا مسلمان
مذہب سے لیں گے - میں نے کہا افسوس اس کامل
کتاب پر - جو دوسرے کا محتاج کرے -

دہریہ

... یا ... اور صحبت سے فائدہ کر
...ہے - ایک دہریہ نے ہستی باری تعالیٰ پر
مجھ سے پوچھا اور کہا کہ میں سمعی دلیل نہیں مانتا میں
... اور ... بعد یوں کلام شروع کیا کہ آپ ...
... میں نے کہا کہ میں نے سنا تھا آپ بڑے
... فلسفی ہیں - میں نے کہا آپ کو کس طرح
معلوم ہوا ... بولا کہ میں نے سنا تھا
... میں نے کہا پھر میں نے کہا
کہ آپ کس تبلیغ پر ... کا خیال
... تو حیران ہو کر خاموش ہو گیا کیونکہ
ان تمام ... سمعی دلائل سے کام لیا
... باپ کے بیٹا ... نہیں تھی -
میں جب بچہ تھا میری بڑی بھاوج مجھے
رکھتی اور کہانی کہتی تھی رحمہا اللہ اور آمنت
باللہ ... اَنْتَ الْحَق کہتی جاتی تھی - جب
مجھے ذرا ہوش آیا تو ماں کے حضور قرآن کریم
سنتا تھا - اور انت الھادی انت الحق
کی تفسیر کرتا تھا ... والد صاحب کے حضور
بیٹھا تو وہی صدا آئی اور سنا انت الھادی
انت الحق صحیح ہے - مدرسہ میں بیٹھا تو اسکی
تصدیق پائی - اب سکھ ہندو - مسلمان -
یہود اور عیسائیوں سے بھی اسکی تصدیق ہوئی
اور یقین ہوا پھر مجھے ... و ... کے
سفروں کا اتفاق ہوا مگر بھاوج مرحوم کا
قول سب جگہ صحیح پایا -
سفر میں ایک بادشاہ کی مجلس میں بڑے
طویل و عریض مقام پر سفید چاندنی بچھی تھی
اور نرم نرم ہوا کے باعث ... متموج
ہوتا تھا مجھے وہ متموج بھلا معلوم ہوتا تھا اور
اسکی طرف متوجہ ہوا اور اسی حال میں وہ بادشاہ
اپنے وزیر سے جو دہریہ مزاج تھا ہستی باری پر
شوقیہ بحث کر رہا تھا بادشاہ نے مجھے فرمایا کہ
ہستی باری کی کوئی دلیل بیان کرو - میں نے عرض کیا
کہ یہ دلربا متموج چاندنی کا - بادشاہ نے جب اس
دلربا متموج کو دیکھا تو اُسے ... مرعوب
آیا اور مجھے فرمایا کہ کیونکر میں نے عرض کیا کہ اس
متموج کا باعث چاندنی کا ارادہ ہے یا اس میں
طبعی خواہش ہے تو وزیر نے کہا کہ یہ متموج ہوا
کی خاص رفتار کے باعث ہے ... چاندنی
بے ارادہ ہے میں نے عرض کیا اسطرح کی رفتار اس
وقت ہوا کی طبعی خاصیت سے ہے تو اسنے
کہا کہ ایک خاص انقباض ... کے باعث ہوا نے
یہ خاص رفتار ... میں نے کہا کہ یہ انقباض بالارادہ
ہے اور مجھے یقین نہیں ...
سے زیادہ نہیں چلے گا ... تو اسنے
کہا کہ غیر معلوم سبب ... انقباض کا ... ہے
میں نے عرض کیا کہ وہ غیر معلوم سبب ارادہ رکھتا
ہے کہ نہیں اسپر بولا کہ ایک غریب ... اس
انتظام کا موجب ہے اسپر میں نے اور بادشاہ نے
معاً کہا کہ یہ اصطلاحی لفظ ہے ...
گاڈ - جو چاہو کہو تب اسنے کہا کہ میں منکر
نہیں بلکہ طالب دلیل ہوں -
اور ایک عظیم الشان شاہزادہ کے حضور
ایسا اتفاق ہوا کہ ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے
تھے اور نیچے دری بچھی تھی منکر ہستی باری تھا
اثنائے گفتگو میں اسنے ایک ڈاکٹر کو اپنا معلم
بنایا میں نے کہا کہ اسے طلب فرماویں وہ بلایا گیا -
میں نے ڈاکٹر سے کہا کہ یہ سیاہ تاگا دری میں ہے
اس میں فطرتی خواہش ہے کہ وہ سیدھا اس
مقام تک ہے - اور پھر یہاں ...
ڈاکٹر بولا - مولوی صاحب! ایک دری باف
کے ارادہ نے اسکو سیدھا یا ٹیڑھا کیا مگر میں نے اس
دری باف کو نہیں دیکھا ہے اور تمہارے صانع کو
ہم نے نہیں دیکھا - میں نے کہا ڈاکٹر! سوچ کر کہو
سوچ کر کہو کیا تم نے اس دری کے دری باف
کو دیکھا ہے کیا یہ سچ ہے تو کہا کہ اسکے مثل کو
دیکھا ہے - میں نے کہا کیا اسکے اور مثل ہے تو بولا
اصل بات یہ ہے کہ میں بچہ تھا جب میں نے مولوی
صاحب کو دیکھا - اسلیے میں اسوقت بحث میں
دب گیا ہوں -

محکمہ ڈاک اور اسکے مظلوم

یہ عنوان ہے جو مستقل طور پر الحکم کے دو صفحوں میں
مختلف مضامین لیے ہوئے شائع ہوا کرے گا
اسپر فی الحال کسی بحث یا ریمارک کی ضرورت نہیں
بجز اسکے کہ یہ صیغہ الحکم کی وسعت اشاعت
ہی کا موجب نہ ہوگا بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ
بہت سے سعید لوگوں کو اس روحانی اور الٰہی
سلسلہ کی طرف متوجہ کرے گا جو اسوقت زمانہ
کی ضروریات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے قائم
کیا ہے - اور الحکم کے پڑھنے کا مذاق ایک محدود
اور خاص حلقہ سے نکل کر عام ہو سکے گا اگر
خدا تعالیٰ نے چاہا ان دو صفحوں کے الگ
کرنے سے ہم ناظرین الحکم کا کوئی حق و حصہ
نہیں لیتے جسکو وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں -
اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آج سے تین ماہ بعد
کم از کم اس سلسلہ جدیدہ کے اجرا کے مفاد و
... ناظرین اور ہی خواہان الحکم کو دکھا
سکیں گے -

(ایڈیٹر)

محکمہ ڈاک کا مقتل یعنی نوٹ سسٹم

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا؟

قلم کی چھری سے بعض اوقات جسقدر قتل ہوتے
ہیں اُن کی تعداد خونریز جنگوں کے مقتولوں
سے کبھی بڑھ جاتی ہے - اور پھر قلم کے مقتول
ساری عمر سسکتے رہتے اور نہ جائے رفتن نہ
پائے ماندن کے مصداق ہو کر سر دھنتے رہتے
ہیں برخلاف اس کے تلوار کے مقتول چند
ہی سکینڈ یا غایت کار چند منٹوں میں اس
فانی عالم سے کوچ کر جاتے اور دنیا اور اسکی
کلفتوں سے رہائی پا لیتے ہیں یہی وجہ
ہے کہ ہم نے محکمہ ڈاک کا مقتل آج کا عنوان
تجویز کیا ہے اور جیسا کہ ہم ابھی آگے چلکر
ظاہر کریں گے شمشیر قلم کے ذریعہ بہت سے
ناکردہ گناہوں کو ہمیشہ کے لیے قتل کر دیا جاتا ہے
اور وہ اسی حالت اضطراری میں تڑپتے
رہتے ہیں اور دیکھنے والوں کو ان پر رحم نہیں
آتا بلکہ وہ ایک قلم اور چلا کر انکی حرکات
مذبوحی کا تماشا دیکھتے ہیں۔ اگر اس قسم کے
مقتولوں کی آوازیں متواتر ہمارے کانوں
میں نہ آتیں اور اس فرض و ہمدردی کا واسطہ
دیکر جو پبلک کی نظر میں ہمارے دل میں یا دوش
پر ہونی چاہیے - ہمکو مجبور نہ کیا جاتا تو ان
چیخنے چلانے والوں کے کراہنے کی آوازیں بھی
ایسا ہی غافل اور مدہوش رکھتیں لیکن جبکہ
نوع انسان کی ہمدردی ہر انسان کا مذہبی فرض
ہے اور ایک اخبار نویس مذہبی حیثیت سے
نکل کر اخلاقی ذمہ داریوں کے ماتحت اس فرض
کو اٹھانے کا مدعی ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ ان
مظلوموں کی حالت زار پر توجہ نہ کرے -
اسوقت دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت
خطرناک طور پر بگڑ چکی ہے اور کوئی کام بجز
اغراض ذاتی اور مفاد شخصی کے سوا نہیں کیا جاتا
اور ہر قسم کے جائز اور ناجائز طریقوں سے مطلب
برآری کا نام پالیسی رکھا جاتا ہے اسلیے ہمپر ہر قسم
کے الزام دیے جائیں گے کہ یہ سلسلہ بھی کسی گہری
سازش یا ذاتی مفاد کی غرض سے شروع کیا ہے -
اور بالمقابل وہ فریق جسکے جور قلم سے ہم دیرینہ
کی زبان ہو کر نالاں ہیں ہر طرح سے کوشش کرے گا
کہ ہماری زبان بند کرے مگر وہ یاد رکھیں کہ اس
زبان کے بند کرنے کا ایک اور صرف ایک ہی
طریق ہے کہ اس خنجر قلم کو توڑ ڈالا جاوے جو
بیگناہوں کے خون کرنے کے واسطے ہر وقت
ہاتھ میں رہتا ہے - اس شور و شیون اور آہ و بکا
پر غور کیا جاوے جو ان کے ہاتھوں پنجاب سرکل میں
پیدا ہو رہا ہے اس قدر انٹروڈکٹری نوٹ کے
بعد اب اصل مطلب کیطرف توجہ کیجاتی ہے -
نوٹ سسٹم سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی شخص اپنے
افسران بالادست کے پاس کوئی درخواست کرتا ہے
تو خلاصہ اسکا یا امور ضروری متعلق اہلکار اس پر
لکھ دیتے ہیں اور افسر کو اصل درخواست کے
پڑھنے یا سننے کا موقع نہیں رہتا -
اس طریق کو یہ اصل اس لیے ایجاد کیا گیا تھا
کہ اعلیٰ افسروں کا قیمتی وقت بچ جاوے اور اصل
مطلب کی بات انکو پہنچ جاوے - یہ طریق جیسا
ہمارا خیال ہے قریباً ہر محکمہ اور صیغہ میں ...
اس کے خطرناک ہونے میں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا -
کیونکہ جن لوگوں کے ہاتھ میں یہ کام ہوتا ہے
بیچارے ماتحتوں کی قسمتوں کا فیصلہ انکی قلم
میں دیدیا جاتا ہے چونکہ اصل درخواست یا عرضی
دوسری تو پڑھی نہیں جاتی اسکے نوٹ محولہ پر
لحاظ کیا جاتا ہے اس لیے کم از کم یہ امکان تو ضرور
ہے کہ اگر نوٹ نویس کو کسی شخص کے ساتھ کوئی
دشمنی یا پرخاش ہے تو وہ اسکا خلاصہ صحیح یا اصلی
پیش کرنے کے بجائے اسپر ایسے ریمارک کر دے جو
بالادست افسر کو اسکے خلاف بھڑکانے میں تیل
کا کام دے - یا ایسے الفاظ میں پیش کر دے جو
گستاخانہ طریق تحریر ثابت کرے -
غرض اس طریق سے بہت کچھ نقصان محکمہ ڈاک
کے غریب کلرکوں اور ماتحت عہدہ داروں کو پہنچا
ہے اور پہنچ رہا ہے اور افسوس کی بات ہے
کہ کوئی اسکی شنوائی نہیں کرتا - بعض اوقات ایک
کلرک نے کئی کئی درجن عرضیاں اور اپیلیں اپنے
حقوق کے متعلق کی ہیں اور انکی شنوائی نہیں
ہوئی بلکہ ہر اپیل اسکے خلاف ایک مصالح جمع
کر دینے میں کارآمد ثابت ہوا -
اس طریق سے ان لوگوں کو تو بے شک فائدہ
ہو سکتا ہے جو نوٹ نویسوں سے کسی قسم کا
ذاتی تعلق قرابت داری یا کسی اور رنگ کا رکھتے
ہیں لیکن سب کے سب کسی کے آوردہ یا سفارشی
تو نہیں ہوتے - پھر جن لوگوں کا کوئی سفارش کرنے
والا یا قرابت دار محکمہ میں نہ ہو ان بیچاروں کی
اُمیدوں پر تو پانی پھر گیا وہ ساری عمر کولھو کے بیل
کی طرح ایک ہی حلقے کے اندر چکر لگاتے رہیں -
غالباً اس امر کا ذکر کرنا بھی بے محل نہ ہوگا کہ مسٹر ...
سے پیشتر یہ ذبح کن طریق محکمہ ڈاک میں
ایجاد نہیں ہوا تھا - اسکی وجہ یہ تھی کہ مسٹر ...

سب کچھ صحیح لیکن اگر اس غرض کو بجا نہ لایا جس کے لیے یہ چھوڑا ہے تو کیا فائدہ! آپ نے آپکو مشکلات میں تو ڈال لیا مگر غور تو کرو کس قدر ہیں جو یہاں رہ کر قرآن شریف سیکھیں علمی اور عملی تفسیر کا یہاں کے سوا کہیں موقع نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا مامور یہاں موجود ہے۔ میں سچ کہتا ہوں میرے دل میں یہ تڑپ اور جوش ہے اور رہتا ہے کہ میرے بھائی مجاہد اور ذہین یہاں رہیں اور قرآن شریف کے علوم حقہ کو سیکھیں اسی طرح جس طرح صحابہ مدینہ میں رہ رہ کر سیکھتے اور پھر واپس جاکر اپنی قوم کو تبلیغ کرنے اور اُن کی اشاعت میں مصروف رہتے۔

(باقی آیندہ)

+**فٹ نوٹ**۔ مولانا! آپ کی تڑپ اور اضطراب محض خدا تعالیٰ کے لیے ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے اُمید کی جاتی ہے کہ یہ مراد کبھی نہ کبھی وقت پوری ہو جاوے گی اور خدا تعالیٰ قوم کے دل میں اس ضرورت کی اہمیت کو القا کرے گا۔ لیکن میں اپنی آرزو اور تمنا کے موافق الحکم ہی کے ذریعہ آپ سے التماس کرتا ہوں اس کام کے لیے ضرورت ہے آپ کی متواتر **تحریک** اور **تحریر** کی۔ اس اہم ضرورت سے مسلسل **قوم** کو آگاہ کریں کہ وہ ایک شاخ **دینیات** اس التزام کے ساتھ قائم کرے جس کا ذکر میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کیا ہے یا اگر اس سے کوئی بہتر صورت ہو۔ اسکے بعد میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر آپ یا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی دو تین تحریریں اس ضرورت پر نکلیں تو قوم میں ایک حرکت پیدا ہو جاوے۔ اس امر کی لاریب بڑی ضرورت ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو جو علوم حقہ حاصل کریں اور پھر واپس جاکر اپنے شہروں اور ملکوں میں وہ تبلیغ کا باعث ہوں۔ اگر الحکم کے ناظرین میں سے بیس شخص بھی پانچ پانچ روپے ماہوار کے وظائف دینے کا اس دینی کام کے لیے عزم بالجزم کریں تو وہ ہمیشہ کے لیے اپنے واسطے نیکیوں کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں؟

کیا کوئی ہے جو اس ضرورۃ کو محسوس کرے اور بارشاد الٰہی فاستبقوا الخیرات میں قدم آگے بڑھائے

خریداروں کو اطلاع

جو صاحب نمبر چٹ کے حوالہ سے خط نہیں لکھتے وہ ہماری تعمیل معذور سمجھیں اور اپنا قصور تصور فرماویں کیونکہ کئی مرتبہ اعلان ہوچکا ہے مگر نمبر چٹ اکثر نہیں لکھا جاتا۔

ایڈیٹر

تار کی خبریں

لندن ۱۶ فروری۔ واشنگٹن پایہ تخت صوبجات متحدہ امریکہ میں خبر پہنچی ہے کہ ۲۰ ہزار جاپانی فوج ۱۴ فروری کو کوریا کے بندر چیلفو میں اُتری۔ جاپان اپنی بری فوج کو بطریق احسن جمع کر رہا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ملک کی حفاظت کے لیے کافی فوج پیچھے رکھکر وہ تین لاکھ سپاہ میدان جنگ کو بھیج سکتا ہے۔ افواج کے اجتماع و نقل و حرکت میں سخت خفا سے کام لیا جا رہا ہے۔ فوجیں رات کیوقت روانہ کی جاتی ہیں

پورٹ آرتھر میں بقول روسیان ۱۴ فروری کو کوئی نئی بات وقوع میں نہیں آئی۔

ہر دو جدید خریدکردہ جاپانی کروزر موسومہ کسوگا و نشین جو اٹلی کے شہر جینوا سے پچھلے مہینہ انگریز افسروں اور ملاحوں کی نگرانی و اہتمام میں روانہ ہوئے تھے بخیریت جاپانی بندرگاہ یوکوسوکا میں پہنچ گئے ہیں۔

فرمیہ [illegible] پانچ کروڑ روبل کی مالیت کے کرنسی نوٹ جاری کیے ہیں اور روبل [illegible] کی برابر ہے۔

سنگاپور کے اخبارات کو تار آئے ہیں کہ جاپانیوں نے [illegible] اور مانچوریا ریلوے کے متعلق جو روسی سٹیمر چینی بندر شنگھائی اور [illegible] مال اور مسافر لے جا رہے تھے وہ سب پکڑ لیے ہیں

چہار انگریزی مصافی جہاز جو موسومہ الٰہی ان جوامیر البحر کا جہاز ہے اور [illegible] وغیرہ ۱۱ فروری کو بندر چیفو میں پہنچ گئے ڈیسنڈرمین کا وزن ساڑھے دس ہزار ٹن ہے۔ باقی وہ اس سے زیادہ وزنی اور طاقتور ہیں۔ وطن)

جاپان نے بھی روس کی طرح چین کی میعادی نوٹ جاری کیے ہیں جنہیں وہ خریداروں کو پانچ فیصدی سالانہ سود دے گی۔ اور ایک سو کے نوٹ کو وہ ۹۰ میں بیچے گی اور کاروپیہ سرکار پانچ سال گذرنے پر ادا کرے گی۔ دیگر یہ بھی پراسیسری نوٹوں کی طرح بازار میں بک سکیں گے۔ جاپانی سکہ ین ۲ کے برابر ہے۔

ایک انگریز تجارتی جہاز موسومہ آفریدی پر پندرہ سو جاپانی جو روسی بندر ولاڈی ووسٹاک میں کاروبار کرتے تھے شمالی جاپان کے بندر ہوکوڈیٹ میں پچھلے دنوں پہنچے۔

جاپانی سرکاری نوٹوں کا بھاؤ بھی ادخر جنوری میں بہت گر گیا تھا جن سے ہنڈیاں کی منڈی یعنی سرکاری کاغذات و تمسکات کی خرید و فروخت کے بازار کے بہت سے دلال

تقریباً دیوالیہ ہوگئے اس بے اطمینانی کے ابھی جلد دور ہونے کی توقع نہیں۔

چین و جاپان۔ ملکہ چین نے ظاہر کیا ہے کہ چین اس جنگ میں روس کے برخلاف جاپان کا ساتھ دے گا اور مانچوریا کی سلامتی کے لیے جو چین کا صوبہ ہے بلا تامل جنگ کریگا اس اچانک اعلانات پر [illegible] کے بازاروں میں لوگوں کے جھمگھٹے لگ رہے ہیں اور عام حیرانی ظاہر کی جارہی ہے۔ چینی محکمہ جنگ کے عہدہ دار سارا دن ملکہ کی خدمت میں حاضر رہ کر باہم صلاح و مشورہ کرتے رہے اور سیکڑوں اردلی ایک دفتر سے دوسرے دفتر کو دوڑتے رہے۔ عام خیال ہے کہ چین بہت جلد عملی کارروائی کرنے والا ہے۔

ایک روسی جہاز آج کولمبو پہنچا اور یہ سنکر کہ لڑائی چھڑ گئی ہے آنے جانے سے رک گیا ہے۔ وہ تا احکام ثانی وہیں رہیگا۔

روسی بیڑہ جہازات موسومہ بیڑہ ڈلکے مصافی جہازات آسلی ابیا ناروریا۔ دمتری دونسکی۔ اور چند تارپیڈو کشتیوں کو تا احکام ثانی بندر جیبوتل میں رہنے کا حکم لایا ہے (یہ وہی جہازات ہیں جو ایک ہفتہ معرض اخفا میں رہے۔ ممکن ہے یہ خبر بھی جزیرہ منی کوئی وغیرہ کی خبروں کی طرح منگھڑت یا محض قیاسی ہی ہو۔ جیبوتل مشرقی افریقہ کے وسط میں انگریزی سومالی لینڈ اور اطالین علاقہ حبش اور خاص حبش کے درمیان ایک فرنچ بندر گاہ ہے۔ وہ آبنائے باب المندب کے جنوب میں ہے اور عدن شمال مشرق میں۔ عدن اور جیبوتل میں ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ ہے۔ انگریزی بندر زیلع بالکل جیبوتل کے قریب ہے۔ فرانس اسے فوجی استحکامات معہ سامان حرب و رسد اور قیام جہازات کے لحاظ سے عدن ثانی بنانے کے در پے ہے۔ وطن)

سینٹ پیٹرزبرگ (پایہ تخت روس) میں خبر چاہیے کہ جاپانی افواج کی معقول جمعیت (باربرداری کے جہازوں پر سوار) جو جاپانی کروزروں کی حفاظت میں خلیج لاؤ تنگ کو جارہی ہے کہ خشکی پر اُترکر پورٹ آرتھر کے قریب روسی مانچوریا ریلوے لائن کو توڑ دے (خلیج لاؤ تنگ نقشہ میں دکھا دی گئی ہے۔ وہ پورٹ آرتھر کے مغرب اور خلیج پیچلی کے شمال میں ہے۔ وطن)

جاپانی نقصان۔ جنوبی جاپان کے بندر ناگاساکی میں افواہ ہے کہ روسیوں نے ایک جاپانی ٹرانسپورٹ (باربرداری کا جہاز) جسپر ۱۸۰۰ سو بری سپاہ سوار تھی غرق کر دیا ہے۔

بدبختی - چینی بندر چیفو سے ایک تار بذیعہ آیا ہے کہ پورٹ آرتھر کے قلعوں کے روسی گولندازوں نے تین روسی تارپیڈو کشتیوں کو جاپانی بیڑہ کا قلعہ تصور کرکے گولوں کی تابڑتوڑ بارش سے غرق کر دیا۔

افواہ - کولمبو کے اخبار کے ذریعہ کلکتہ میں شب گذشتہ یہ خبر پہنچی۔ ہانکو چین کے اندرونی حصہ کے شہر سے ۱۵ فروری کو ساڑھے پانچ بجے یہ تار بھیجا گیا ۱۴ ماہ حال کی رات کو روسیوں نے چھ جاپانی جنگی جہاز غرق کیے۔ روسیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ جاپانیوں نے خلیج کن چو کر ساحل پر تیس ہزار فوج اتاری وہاں اڑھائی سو روسی کاساک (سوار) موجود تھے۔ جو تلواروں سے قیمہ قیمہ کر دیے گئے۔ روسی اخبارات نے لڑائی کی موجودہ رفتار پر ابھی کوئی قابل ذکر ریمارک نہیں کیا۔ جاپانیوں کی تحاویز سے پایا جاتا ہے کہ وہ خشکی پر بھی بجمعیت کثیر دشمن پر حملہ کرنیکی فکر میں ہیں۔

روسی وسطی مانچوریا کے شہر لوچینگ کو قلعہ بند کر رہے ہیں۔ اور بحری و نہری دستوں کو از سر نو مرتب کر رہی ہیں۔

جو جاپانی باشندے ولاڈی ووسٹاک سے ٹوکیو آئے ہیں انکا بیان ہے کہ وہاں حملہ کے روکنے کے لیے کچھ تیاری نہیں کی گئی۔ نہ روسیوں نے دہانہ پر کوئی تار پیڈو سمندر میں رکھے ہیں نہ سرنگیں بنائی ہیں۔ اور جو دس تارپیڈو کشتیاں وہاں ہیں وہ سمندر کے منجمد ہونے کی وجہ سے ایک جگہ جکڑی ہوئی ہیں۔

روسی دریا یالو کے شمالی کنارہ پر فوج جمع کر رہے ہیں انکو خیال ہے کہ جاپانی زور حملہ اسی موقع پر کریں گے تاکہ ریلوے لائن کو توڑ کر پورٹ آرتھر اور ولاڈی ووسٹاک کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ منقطع کر دیں۔

دو جاپانی تارپیڈو شکن جہازوں نے ۱۴ فروری کو روسی جہازات مقیم پورٹ آرتھر پر تارپیڈو چلانے کے لیے حملہ کیا۔ مگر سخت برف باری کے طوفان نے جس سے تاریکی چھا رہی تھی ان کی کوشش کو بیکار کر دیا اور وہ واپس ہٹ گئے۔ تاہم وہ تارپیڈو چلا گئے۔ جو خیال ہے کہ ایک روسی جہاز کو جا لگے۔

علاقہ ناف کے شہر باکو میں ارمنی لوگ زار کی فتحیابی کی دعا گرجہ میں مانگ رہے تھے کہ کسی نے ایک بمب کا گولہ پادری پر پھینک دیا کئی شخص زخمی اور دو ہلاک ہوئے (ناظرین وطن کو معلوم ہے کہ ارمنی رعایا روس کے جدید احکام اور خاصکر مذہبی معاملات اور جایدادوں کے متعلق روسی حکومت کی مداخلت سے سخت ناراض ہو رہے ہیں۔ یہ گولہ انہی میں سے کسی نے پادری پر چلایا ہوگا۔ کہ ان ظالموں کی فتحمندی کی دعا مانگنے کے لیے کیوں اپنی جماعت کو جمع کیا۔ وطن)

افواہ ہے کہ زار نے ترکستان کے گورنر کو حکم دیا ہے کہ اگر انگلستان تبت میں یا کسی اور طرف کچھ بھی پیشدستی کرے تو فوراً افغانستان پر حملہ کر دے۔

اشتہار۔ جواب ترک اسلام کا نام نور الدین رکھا گیا ہے قیمت ۸ ر درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام کے نام آنی چاہئیں۔

جنگ جاپان و روس

آغاز جنگ

(از لنڈن ۹ فروری صبح کے دس بجے) روسی امیرالبحر الیکسف گورنر مانچوریا وغیرہ نے اپنی حکومت کو تار دیا ہے۔ کہ جاپانی تارپیڈو کشتیوں نے ۸ و ۹ فروری کے درمیانی رات کو بوقت نصف شب ان روسی جنگی جہازوں پر جو بندر آرتھر سے باہر کھلے سمندر میں لنگرزن تھے۔ حملہ کیا۔ جس میں ہمارے دو مصافی جہاز "رٹ وزن" اور "زاریچ" اور ایک کروزر جہاز "پلاڈا" کو نقصان پہونچا۔ جنگی جہازوں کی بلحاظ جسامت و ساخت و عمل چند قسمیں ہیں۔ سب سے اعلیٰ مصافی جہاز ہیں۔ جس کو سمندر کے قلعے کہنا چاہیے۔ یہ عموماً دس بارہ ہزار سے لیکر اٹھارہ بیس ہزار ٹن وزن کے ہوتے ہیں ان کی رفتار بوجہ گران وزنی زیادہ نہیں ہوتی۔ اوسط رفتار ۱۵ میل فی گھنٹہ ہے ان پر چھوٹی توپوں کے علاوہ چار پانچ کے قریب کلان ترین توپیں ۱۲ انچ قطر کی نال کی ہوتی ہیں اور عموماً ڈیڑھ دو فٹ موٹی فولادی زرہ سے سب طرفوں سے محفوظ ہوتی ہیں یہ جہاز محض لڑائی کے لئے مقصود ہوتے ہیں۔ ایک مصافی جہاز پر بالاوسط ۵-۶ کروڑ روپیہ خرچ آتا ہے۔ اور خواہ کتنی جلدی کی جائے۔ ڈیڑھ دو سال سے پہلے تیار نہیں ہو سکتا۔ دوسری قسم کروزر یعنی گشت کنندہ کہلاتی ہے۔ یہ بھی عموماً زرہ پوش ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے کروزر جہاز کا وزن بالاوسط ۸-۹ ہزار ٹن ہوتا ہے اور عموماً چند بھاری توپیں بھی ان پر ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک طرح سے مصافی جہاز ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ مصافی جہاز سست رفتار ہوتا ہے اور کروزر تیز رو۔ اور اس وجہ سے دشمن کے تعاقب طلایہ رسانی اور تمام ایسے کام جن میں تیز روی درکار ہو۔ اس سے لئے جاتے ہیں۔ بالفاظ مختصر ان دونوں میں وہی فرق ہے۔ جو بری فوج کے [illegible] توپخانہ (فیلڈ بیٹری) اور اسپی توپخانہ میں ہے۔ بلحاظ جسامت و ساخت پھر چند درجے [illegible] سے اترکر گن بوٹ ہیں جو عموماً [illegible] ہزار ٹن کے ہوتے ہیں۔ بڑی لڑائی [illegible] جہاز کروزر۔ گن بوٹ سب اپنی اپنی جگہ کام دیتے ہیں۔ جس طرح بری معرکہ میں پیدل [illegible] توپخانہ اور رسالہ۔ مگر فرداً فرداً وہ زیادہ تر غنیم کے تجارتی جہازوں کو تاخت و تاراج کرنے کا ہی کام دے سکتے ہیں۔ چھوٹی قسم کے بحری آلات و جہازات میں سب سے خطرناک شئے تارپیڈو کشتی ہے۔ اس کا وزن ۱۰۰-۲۰۰ ٹن سے زیادہ نہیں ہوتا مگر وزنی سے وزنی مصافی جہاز کو بھی چشم زدن میں تہ و بالا کر دیتی ہے اور اس کے تن میں وہی حکم رکھتی ہے جو خشکی کے قلعہ کے لئے سرنگ۔ پہلے تارپیڈو کشتی کو تارپیڈو چلانے کیلئے جہاز کے قریب لانا پڑتا تھا۔ اب تارپیڈو یا بحری بان اب ایجاد ہوگیا ہے۔ کہ کشتی کو جہاز سے دو ہزار گز کی مسافت پر رکھ کر اگر اسے جہاز پر پھینکا جائے۔ تو بھی جہاز کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ تارپیڈو کشتی بوجہ کم وزنی و ساخت خاص ۳۰ میل فی گھنٹہ بھی چل سکتی ہے اس بلائے مبرم کے دفعیہ کے لئے تارپیڈو شکن جہاز ایجاد ہوئے ہیں۔ جن کا وزن ۳-۴ سو ٹن کا ہوتا ہے اور ان پر نہایت تیز چلنے والی توپیں رکھی جاتی ہیں۔ تاکہ تارپیڈو کشتی کو دیکھتے ہی جبکہ وہ ابھی ۳-۴ میل کے فاصلہ پر ہو۔ اس پر تابڑ توڑ گولوں کی بارش کر کے اسے اتنا قریب آنے سے پہلے ہی جہاں سے وہ مؤثر طور پر تارپیڈو چلا سکے فنا کر دیا جائے تیسری قسم سطح کے نیچے چلنے والی کشتی کی ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ پانی کے اندر سطح کے نیچے نیچے بے معلوم طور پر بڑھ کے آکر غنیم کے جہازوں کو تارپیڈو لگا کر اڑا دے یہ تازہ ایجاد ہے اور ابھی اس کے اثر کا عملی امتحان نہیں ہوا۔ موجودہ جنگ میں اس کا حسن و قبح ظاہر ہو جائیگا۔ مصافی جہاز زاریچ روسی بیڑہ مقیم مشرق اقصےٰ کا بہترین جہاز تھا وزن ۱۳ ہزار ٹن تھا اور اس کے انجن ۱۶ ہزار تین سو گھوڑوں کی طاقت کے ہیں۔ زرہ ۱۱ دسات انچ دبیز ہے اور رفتار ۱۸ میل فی گھنٹہ۔ اس پر ۴-۱۲ انچ قطر کی ۶ انچی اور دس ۳ انچی توپیں تھیں جن سب کی ایک باڑھ کے گولوں کا وزن ۴۴ من ہوتا ہے۔ جہاز رٹ وزن تقریباً اس کے برابر ہے۔ کروزر پلاڈا کا وزن ۶ ہزار ۱ سو ٹن تھا۔ رفتار ۲۰ میل اور اس پر ۸ چھ انچی قطر کی توپیں تھیں۔ (وطن) زار نے ماسکو جا کر دعا مانگنے کا عزم ملتوی کر دیا ہے جاپان کا ایک بیڑہ کوریا کے بندر چلفو کو روانہ ہوا ہے۔ قیصر جرمنی نے جنگ کی وجہ سے بحیرہ روم کا مجوزہ دورہ ترک کر دیا ہے۔ روسی جنگی جہاز پچھلے ہفتہ اسلئے پورٹ آرتھر سے گئے تھے کہ ان جہازوں کو جن پر روسی فوج کا ایک پورا ڈویژن سوار تھا بحفاظت دریا یالو تک پہنچا آئیں۔ جاپان کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو اس کا پیمانہ صبر چھلک گیا اور اس نے جنگی کارروائی شروع کر کے تین روسی تجارتی جہاز جن پر کوئلہ و رسد بار تھی پکڑ لئے۔ خبر ہے کہ سیاسی بو کے قریب دو اور روسی تجارتی جہاز پکڑ لئے گئے دریا یالو کوریا اور مانچوریا کے درمیان بہتا ہے ایک ڈویژن میں بالاوسط دس بارہ ہزار سپاہ (پیدل و سوار و توپخانہ) ہوتی ہے۔ سیاسی بو جنوبی جاپان میں اہم بحری مرکز ہے۔ (وطن) فرانس و روس۔ روسی چینی مقام شیان ہیکیان کو نیا نیا کنگز ہیں اور فرانس کو اس کا قبضہ دے گئے ہیں۔ فرنچ مقبوضہ ٹانکن سے ایک فرنچ پلٹن مقام مذکور کے قلعوں پر قبضہ کرنے کیلئے پہنچا چاہتی ہے۔ سردست صرف ایک فرنچ سنتری وہاں فرنچ جھنڈے کی حفاظت کر رہا ہے مقام مذکور میں انگلستان کی طرف سے جو شخص مامور ہے۔ اس نے اعتراض کیا ہے کہ فرانس اس پر قبضہ نہیں کر سکتا انگریزی رسالہ مقیم علاقہ پیکن کا افسر جنرل ونڈ ہیس بھی روانہ کیا ہے ۔ رشان سہکوان۔ مانچوریا۔ پیکن لائن ریلوے لائن کا اہم سٹیشن ہے اور پورٹ آرتھر سے بجانب مغرب چین ساحل پر واقع ہے۔ وطن ٹائمز کا بیان ہے کہ جاپان نے آخری مراسلہ میں روس سے صرف یہ چاہا تھا۔ کہ وہ چین کی سلامتی کا تحریری عہد ملکہ دے۔ جاپان نے اتنی نرمی برتی تھی کہ اس نے مانچوریا سے روسی سپاہ میں سے ایک سپاہی تک کے واپس بلائے جانے کا بھی مطالبہ نہ کیا تھا۔ نہ یہ تقاضا کیا تھا۔ کہ روس مانچوریا میں جو دخل حاصل کر چکا ہے۔ اس کو کچھ بھی کم کر دے۔ جاپان نے اعلان کیا ہے کہ اس نے چھ درخواستیں بغرض جواب پیش کی تھیں۔ مگر کسی کی روس نے پرواہ نہ کی اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ اسکی نیت بخیر نہیں۔ اور زیادہ توقف کرنا جاپان کے حق میں سم قاتل تھا۔ جاپانیوں نے روسیوں کا ایک ڈاک کا جہاز بھی جو انوار کو سنگھا سے چلا تھا پکڑ لیا ہے چینی جنگ شروع ہو جانے سے مشوش ہو کر پیکن میں فوج جمع کر رہے ہیں۔ مقام لوچینگ کو (جو مانچوریا میں پورٹ آرتھر سے دو سو میل کے فاصلہ پر اور ساحل سے ۴۰ چالیس میل اندر ریلوے لائن پر واقع ہے۔ (وطن) یورپین باشندے چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ۵۰ ہزار جاپانی فوج جو ہر طرح سے لیس ہے جاپان سے عنقریب براہ سمندر کوریا میں داخل ہونے والی ہے۔ پیکن کے سفارتخانوں کی محافظ فوجیں بڑھا دیگئی ہیں۔ افواہ ہے کہ چین نے کوریا کو مطلع کیا ہے کہ ہم بظاہر جاپان کے طرفدار ہیں لیکن دربا طن روس سے معاہدہ کر چکے ہیں اور ہمارا ارادہ ہے کہ جب روس اور جاپان دونوں جنگ سے کمزور ہو جائیں۔ تو دونوں سے اپنا بدلہ لیں کوریا بھی یہی انداز اختیار کرے۔ یہ اندازہ غلط ہے کہ روس نے پورٹ آرتھر میں دو لاکھ سپاہ کیلئے دو برس کی خوراک جمع کر رکھی ہے۔ موجودہ ذخیرہ چھ ماہ کیلئے بھی کافی نہیں۔ اور اگر جاپانیوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس نے طول کھینچا تو شہر کی صفائی کا انتظام ناقص ہونے کی وجہ سے باشندوں کی صحت پر برا اثر پڑے گا۔ ان نقصوں کے ظاہر ہونے پر ایڈمرل الیکسف نے کئی اہلکاروں کو برطرف کر دیا ہے۔ اور چند کو سزا بھی دی ہے جھیل بیکال کے کنارہ پر بہت سی ٹرینیں ہر وقت تیار کھڑی رہتی ہیں۔ تاکہ بصورت جنگ ایک لاکھ فوج مانچوریا پہنچ جائے۔ یہ جھیل سائبریا کے وسط میں کوریا سے ۱۲ سو میل بجانب غرب اور سینٹ پیٹرسبرگ سے تین ہزار میل بجانب شرق ہے۔ یہ اس وقت منجمد ہے روسی اسکی سطح پر بھی لائن بچھا رہے ہیں موسم گرما میں اس پر جہاز چلتے ہیں دونوں طرف ریلوے لائن ہے۔ (وطن) آرمن بیڑہ جہازات مقیم مشرق اقصےٰ کے لئے سامان رسد وغیرہ کا مخزن کھینی بند کیا گیا ہے بجائے جسپر یونی تاابھی ہے تہا وہاں صدر مقام جا دامن بنایا گیا ہے۔

از لنڈن ۹ فروری بوقت ۸ بجے شام

روس نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں جاپانی و روسی نامہ پیام کا خلاصہ دیکر بتایا گیا ہے کہ روس کا منشا جنگ کا نہ تھا۔ جاپان نے خواہ مخواہ جنگ چھیڑ دی ہے جاپانی تارپیڈو کشتیوں کے شبخونی حملہ میں روسی جہاز پلاڈا تو بالکل ہی ڈوب گیا۔ اور زاریچ اور رٹ وزن کو بہت نقصان پہنچا۔ جاپانی حملہ آور بیڑہ میں ۱۶ زرہ پوش جہاز تھے امریکہ نے دول یورپ کو تحریک کی ہے کہ سب ملکر جاپان و روس کو لکھیں۔ کہ جنگ کے دوران میں اور اسکے بعد بھی چین کی سلامتی و حیادت مدنظر رکھیں۔ اس میں ہرگز کسی طرح کا خلل ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ امریکن بیڑہ جہازات مقیم جزائر فلپائن جنگ کے حالات سے مطلع رہنے کے لئے بحیرہ چین کو گیا ہے۔ روسی رعایا مقیم جاپان کی حفاظت کا ذمہ جو دوسرے ملک میں ہو۔ ہر فریق کے دوستدار سلطنت لے لیتی ہے۔ کیونکہ خود متخاصم فریق مقابل کے ملک میں اپنا کوئی سفیر یا قونصل رہ جانے سے اپنی رعایا کے حقوق کی کچھ نگرانی نہیں کر سکتا ذمہ لینے والا ملک اپنے سفیر اور قونصلوں کی وساطت سے یہ کام سرانجام دیتا ہے۔ (وطن) جاپانی حکومت نے اپنی کل قلمرو میں جنگی قانون نافذ کر دیا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ اپنی رعایا سے اسے کسی طرح کا خطرہ ہے جاپان میں قومی حکومت ہے یعنی بادشاہ و رعایا ایک ہی قوم اور مذہب کے ہیں۔ اس قانون کے نفاذ کا یہ مطلب ہے کہ جنگی اغراض و مصالحہ اس کے مقتضی ہیں کہ اپنا یا بیگانہ فوجی نقل و حرکت اور تجاویز سے آگاہ نہ ہونے پائے۔ تاکہ ان کے ذریعہ دانستہ یا نادانستہ غنیم کو اطلاع نہ پہنچ جائے ان معاملات کے اخفا رکھنے کے لئے جنگی قانون نافذ کر دیا جاتا ہے۔ کہ جو شخص کسی راز کو معلوم کرنا چاہے یا کسی اور بیجا حرکت کا مرتکب ہو وہ فوراً پکڑ لیا جائے اور سرسری تجویز کے بعد کیفر کردار کو پہنچا دیا جائے (وطن) روس کے پایہ تخت میں رعایا نے تعلقات منقطع ہونے پر جوش حب الوطنی کے اظہار میں کل ۸ فروری کو دھوم دھام سے جلسے کئے۔ مگر آج ۹ فروری کو جب پورٹ آرتھر کے واقعہ کی اطلاع آئی۔ تو کل روسی غنیم کی اس مستعدی اور جسارت و کامیابی پر ششدر رہ گئے۔ روسی سیر پڑے متعجب ہیں کہ جاپان نے بلا اعلان جنگ لڑائی شروع سینٹ پیٹرسبرگ کے کوچہ و بازار میں جوش میں بھرے ہوئے باشندوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ رہے ہیں آج رات شاہی محل میں محفل رقص ہونے کو تھی۔ اب نہیں ہوگی

لنڈن ۱۰ فروری۔ دوسرا حملہ۔

بقول ایڈمرل الیکسف پندرہ جاپانی [illegible]

جہازون نے ۱۰ر فروری کو پورٹ آرتھر پر گولہ باری کی۔ اور وہان کے روسی جہازون پر بہی۔ روسی مصافی جہاز پالشوا۔ اور کروزر جہازات ڈایانا۔ اسکولڈ اور نووک کو نقصان پہنچا۔ (مصافی جہاز پالشوا کا وزن ۱۱ ہزار ٹن ہے۔ اور رفتار ۱۹ میل یہ جہاز نسبتاً نیا ہے۔ کروزر ڈایانا کا وزن ۳۲ سو ٹن اور رفتار ۲۵ میل ہے۔ وہ تیز ترین کروزر تہا۔ وطن) شبخون مین جن دو روسی مصافی جہازون کو نقصان پہنچا تہا۔ وہ کنارے سے لگا دیئے گئے ہیں۔ گہرے پانی میں رکہنے کی صورت مین ان کے ڈوب جانے کا اندیشہ تہا۔ ان دونون جہازون کی وجہ سے پورٹ آرتھر کے بندر کا دہانہ رک گیا ہے۔ ۹ر فروری کو بحری معرکہ میں جاپانی امیر البحر ٹوگو بہی موجود تہا۔ جاپانی بیڑہ مین چھ مصافی جہاز تہے۔ مفصل حالات یہ ہیں۔ شبخون کے بعد جاپانی بیڑہ واپس چلا گیا۔ دوسرے دن دس بجے چار جاپانی کروزر پورٹ آرتھر کے قریب آئے روسی جہازات نے (ان کو حملہ آور کے بے دردھ) سمجہہ کر تعاقب کیا۔ کچہہ دور گئے تہے کہ جاپانی بیڑہ کا بڑا حصہ لڑائی پر تیار پایا گیا۔ اور دونون بیڑون میں لڑائی شروع ہوگئی۔ پورٹ آرتھر کے روسی قلعون سے بہی جاپانی بیڑہ پر گولہ باری کی گئی۔ کچہہ دیر لڑائی کرکے جس مین مذکرہ روسی جہازون کو نقصان پہنچا۔ جاپانی بیڑہ واپس چلا گیا۔ بظاہر حالات اس کے کسی جہاز کو کوئی صدمہ نہ پہنچا۔

تیسرا معرکہ اسی دن ۹ر فروری کو جاپانی بیڑہ کا کچہہ حصہ کوریا کے بندرگاہ چلفوں میں پہنچا۔ یہان دو روسی جنگی جہاز کروزر وریاگ و کروزر کوریز موجود تہے۔

آخرالذکر جاپانی گولون سے غرق ہوگیا اور وریاگ جل اٹہا۔ اور بالکل نکارہ ہوگیا۔ اس کے کچہہ ملاح خشکی پر پہنچ گئے۔ جن کو جاپانیون نے پکڑ لیا۔ باقی غرق ہوگئے۔ جاپانی بیڑہ کا خفیف نقصان ہوا۔ اس بیڑہ کی پناہ میں معمولی جہازون پر چند ہزار جاپانی فوج بہی گئی تہی۔ جو بندر میں اتار دی گئی۔ خبر ہے کہ اسی دن مغربی و جنوبی کوریا کے کئی دیگر موقعون پر بہی جاپانی فوج اتاری گئی (کروزر وریاگ کا وزن ۶ ہزار سو ٹن تہا۔ اور رفتار ۲۵ میل پچہلے سال یہ جہاز خلیج فارس اور کراچی ہوتا ہوا خلیج فارس کی طرف گیا تہا اور بیان کیا گیا تہا کہ اس عظیم الشان جہاز کو دیکہہ کر باشندگان سواحل خلیج فارس روس کی طاقتوری کے اور بہی قائل ہوگئے تہے جاپانی طاقت نے جس کا نام بہی شاید ادہر کے اکثر لوگ نہ جانتے ہون گے۔ اس عظیم الشان نشان کو چشم زدن میں نابود کر دیا۔

چنانچہ وریاگ کی کلاں کا خیال دور کرنے کیلئے انگریزی حکومت نے اپنی دونون دو طاقتور جہاز وہاں بہیجے تہے اور لارڈ کرزن بہی زیادہ تر اسی خیال کو بالکل محو کرانے کے لئے جناب بیڑہ طاقتور جہازون کا براہ [illegible] گئے تہے۔ وطن) امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ بالکل الگ تہلگ رہیگی۔ جاپانی حکومت نے بہی نامہ و پیام کے متعلق طویل بیان شائع کرکے لکہا ہے کہ جاپان نے کیون جنگ شروع کی مذکرہ بالا واقعات کی وجہ سے یورپ کی منڈیون میں روسی ہنڈیوں کا بہاؤ ڈیڑھ فیصدی گرگیا۔ اور جاپان کی ہنڈیوں کا [illegible] فیصدی بڑہ گیا۔ تمام دنیا کے اخبار جاپانیون کو اس شاندار ابتدا پر مبارکباد دے رہے ہیں حتی کہ جرمن اخبار بہی۔ جو پہلے جاپانیون پر تمسخر اڑاتے تہے۔ اب اس کے برعکس روسیون پر قہقہہ لگا رہے ہیں جو جاپان کو بلا اعلان حملہ کرنے پر ملزم ٹہیرا رہے ہیں۔ زار نے آج منشور شاہی صادر کیا ہے جو جنگ کے اعلان کے مرادف ہے۔ فوجی اور بحری ماہران فن نے یہ اندازہ لگایا تہا کہ جاپانی اعلے قابلیت رکہتے ہیں۔ وہ اپنے قیاس کی صحت پر خوش ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پورٹ آرتھر والے حملہ تارپیڈو دان نے ہمارے قیاس کو حرف بحرف صحیح ثابت کر دکہایا ہے ایک اعلے افسر بحری کا بیان ہے کہ جاپانی ملاح دنیا بہر میں بہترین ہیں۔ پندرہ دن کی تربیت کے بعد وہ بڑے سے بڑے جہاز کو چلانے کے قابل ہو جاتے ہیں فوجی مبصرون کی رائے ہے کہ جاپانی سپاہی بہی اپنے بحری بہائیوں کیطرح دنیا کو اپنے کارنامون سے حیران کر دین گے۔

لنڈن ۱۱ر فروری بحری افسرون کی کمی کی وجہ سے روسی بحری فوج کے تمام آنسائینون کو اعلے عہدے لفٹنٹ وغیرہ کے دیئے گئے ہیں (انسائین بحری فوج مین سب سے چہوٹا عہدہ دار ہوتا ہے جسے [illegible] کے مشابہ سمجہنا چاہیئے۔ وطن) زار نے ان کو بر وقت ترقی ان الفاظ سے مخاطب کیا [illegible] ایک دغا باز دشمن نے رات کی تاریکی مین بلا کسی اشتعال اور وجہ موجہ کے ہمارے قلعہ اور بیڑہ پر حملہ کیا ہے" ایم کوریشو جاپانی سفیر سینٹ پیٹرزبرگ سے روانہ ہوگیا ہے پورٹ آرتھر کے معرکون سے یورپ کے اخبارات کا انداز بدل گیا ہے [illegible] (ریاست آسٹریا کے کئی اخبارات جاپانیون کے نمایان کارنامون کی بے انتہا تعریف کر رہے ہین۔ اور برلن کے لوگ بہی بالعموم جاپانیون کے ملک دیکہے جاتے ہین [illegible] روسی جہاز وریاگ اور کوریز کے تباہ ہونے پر ان کے ملاحون وغیرہ نے فرنچ جہاز پیسکل پر پناہ لی۔ بقول روسیا پورٹ آرتھر کے معرکون میں ۱۰ روسی ہلاک اور ۴۰ زخمی ہوئے۔ انگلستان نے بہی [illegible] سے الگ تہلگ رہنے کا اعلان کر دیا ہے۔ تمام انگریزی [illegible] کو علم پہنچ گیا ہے کہ فریقین کے جہازون کو جو [illegible] اسی قدر دیا جائیگا جس سے وہ اپنے ملک کے قریب ترین بندر تک پہنچنے کے قابل ہو جائین [illegible] ایم ڈلکاسی نے فرنچ پارلیمنٹ میں بیان کیا [illegible] شان ہیکو [illegible] فوج کے قابض ہونے کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی مانچوریا میں روسی ریلوے کا ایک پل (غالباً انہی جاپانی انجنیئروں [illegible]) کسی نے توپخانون کے [illegible] لائن پر پہیلے ہوئے ہیں۔ وطن) اڑا دیا ہے۔ اس حادثہ میں ۳۰ روسی ہلاک ہوئے۔ کوریا کے مقامات ہے۔ چنگ سینگان اور تاسی جیو کے درمیان ٹاکوؤن نے تار کاٹ دیا ہے۔ جاپان کے شہر کوبی اور چین کے بندر سنگہائی میں جاپانی فتوحات پر بڑی خوشیان منائی جارہی ہیں۔ روسی فوج (مانچوریا کی طرف سے) دریا یالو کو عبور کرکے کوریا مین داخل ہوگئی ہے اور جنوب رویہ بڑہتی آرہی ہے۔ **انگلستان** امریکہ کی مندرجہ بالا تجاویز کا موئید رہے گا۔ تمام مبصرین کا اتفاق ہے کہ ابتدائی بحری فتوحات سے جاپان بری فوج کو جہان چاہے اتارنے اور پہنچانے کے قابل ہوگیا ہے **جاپانی** اور روسی افواج کے ہمراہ انگلستان کیطرف سے چند فوجی افسر رہیں گے (ایک معصر نے لکہا ہے یہ افسر اسلئے ساتہہ رہین گے کہ فریقین کی نگرانی کرتے رہیں اور اس کا خیال رکہیں کہ وہ راہ راست سے تجاوز نہ کرنے پائیں"۔ یہ غلط ہے انگلستان یا کسی اور طاقت کو منصب پنچ کا منصب حاصل نہیں۔ ہر سلطنت جس کے فریقین سے سفارتی تعلق ہون۔ بموقعہ جنگ اپنے بحری اور بری افسر مقابل افواج کے ساتہہ رہنے کو بہیجتی ہے۔ جس سے بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی آنکہون سے واقعات کو مشاہدہ کرکے طریق معرکہ آرائی وغیرہ کے متعلق اپنے تجربہ اور علم کو بڑہائیں اور جو بات مفید نظر آئے۔ اس کو اپنی فوج میں بہی رائج کرنے کیلئے نوٹ کرلیں۔ اور کل مشاہدات کا لب لباب اپنے محکمہ جنگ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ اگر وہ کسی امر کو پسند کرے تو اپنے افسرون اور فوج کو اس سے آگاہ کرے۔ چنانچہ جنگ ہسپانیہ و امریکہ و معارکہ ٹرانسوال میں ترکی افسر بہی اسی غرض سے بہیجے گئے تہے اور یقیناً معاربہ جاپان و روس میں بہی انگلستان کے علاوہ ترکی اور دیگر سلطنتیں بہی اپنے افسر فریقین کی مختلف رسالون کے ساتہہ مامور کردیں گی۔ وطن) ہندوستان سے بہی غالباً انگریزی حکومت چند فوجی افسر اس کام کیلئے منتخب کریگی۔

بقول ٹائمز مانچوریا میں روسی فوج کی جمعیت کا جو اندازہ کیا جاتا رہا ہے۔ وہ مبالغہ آمیز تہا درحقیقت اتنی فوج نہیں۔ ایک باخبر چینی تاجر کا خیال ہے کہ جاپانی وانچوری (قلی مانچوریا ریلوے کے [illegible]) ہون گے۔

ہونگ کانگ [illegible] خبر ہے کہ جاپانی کروزر جہازون نے [illegible] روسی فوجی جہاز جن پر [illegible] سوار تہے پکڑ لئے ہیں۔ یہ روسی سپاہ [illegible] بطور اسیران جنگ محبوس ہے۔ ابتدا۔ انگریزی گورنمنٹ کا بیان ہے کہ جنگ کی ابتدا روس کی طرف سے ہوئی۔ سب سے پہلے [illegible] بمقام چیمولپو ایک روسی جہاز نے چلایا۔ اس کے بعد جاپانیون نے بحری شبخون ماری۔ مولہ بالا ۲ گرفتار شدہ روسی جہازون میں ایک جہاز مسمی [illegible] بحیرہ اسود کے روسی والینٹیر بیڑہ کا تہا جو نہایت شاندار اور مستحکم جہاز ہے۔ اور قدیم جنگی جہاز کا کام دے سکتا ہے۔

جاپانیون نے ایک اور روسی جہاز ڈاک بنام سونگولیہ غرق کر دیا ہے۔

روس کا اندازہ روسی ان نقصانات اور شکستون کو صبر و حوصلہ کے ساتہہ برداشت کر رہے ہین ان کو بہروسہ ہے کہ خشکی پر ہم ان شکستون کا بدلہ لین گے **واپسی** ایک روسی بیڑہ جس مین مصافی جہاز اوسلیابیا۔ دو درجہ دوم کے کروزر ارورا اور دمتری ڈونسکوئی اور دو تارپیڈو شکن جہاز ہین۔ راستہ سے پلٹ گیا ہے۔ یہ بیڑہ یورپ کی طرف سے مشرق اقصے کیطرف آرہا تہا۔ اور نہر سوئز سے گذر چکا تہا۔ وہ ابہی کولمبو کے قریب پہنچا تہا۔ اسے واپس بلا لینے میں روس نے عقلمندی کا کام لیا ہے۔ غالباً وہ روس واپس نہیں جائے گا بلکہ بحیرہ سوئز کے قریب لنگرزن ہوگا۔ جہاں پہلے سے چند اور روسی جہاز موجود ہیں اور شاید اس بیڑہ کو ہمراہ لیکر پہر مشرق اقصے کو بڑہیں یا ابہی اور جہازون کے یورپ سے آنے کا انتظار کریں۔ وطن) روس نے ویلز سے کوئلہ خریدنے کی جو فرمائشین کر رکہی تہیں ان کو بہی منسوخ کر رہا ہے۔

فرانس لنڈن مین حیرانی ہے کہ فرنچ لوگ خلاف معمول اس پر آشوب موقعہ پر قابل تعریف ضبط و وقار سے کام لے رہے ہیں جاپان کی فتح اور اپنے دوست روس کے نقصانات پر کسیطرح کا اندیشہ و حزن ظاہر نہیں کیا۔ **انگریزی حکومت** نے سر ولیم نکلسن اور کرنل جیمز ہالڈین کو جاپانی فوج کے ہمراہ بطور اتاشی رہنے کیلئے منتخب کیا ہے۔ وہ دونون ولایت سے روانہ ہوگئے ہیں۔ جہیل بیکال کے منجمد سطح پر عارضی ریل بچہانیکے علاوہ اس پر پختہ پل بہی تیار ہو رہا ہے روسی ٹہیکہ دار دل نے ذمہ لیا ہے کہ وہ ۲۸ر فروری تک یا اس سے بہی پہلے اسے مکمل کر دین گے۔ روسی حکومت نے ان لوگون کو جن کے پاس روسی سرکاری ہنڈیان اور پراسیسری نوٹ ہیں مطلع کیا ہے کہ وہ اس اندیشہ سے کہ کہیں ان کا نرخ اور نہ گر جائے انکو اونے پونے دامون پر فروخت کرکے خسارہ نہ اٹہائیں روس کی مالی حالت نہایت مستحکم اور عمدہ ہے یہ عارضی مشکلات ہیں جلد صورت بدل جائیگی۔ یہ اعلان بتاتا ہے کہ کل روس میں کیسی تشویش اور گہبراہٹ پہیل رہی ہے۔ فرانس کے شمالی ساحل کے بندر بریسٹ اور جنوبی ساحل کے بندر طولون میں متعدد کروزر اور تارپیڈو شکن جہاز مشرق اقصے کی طرف جانے کو تیار ہو رہے ہیں اور کوریا کی مقامی عظیم سرعت تمام سیگون (مشرقی فرنچ مقبوضہ انام کے بندرگاہ) کو بہیجی گئی ہے۔

۱۲ر فروری آج ایک جاپانی وخالی جہاز کولمبو سلامت پہنچا۔ وہ لنڈن سے آیا ہے اسکی سلامت پہنچنے کی مطلق امید نہ تہی۔ خیال تہا کہ روسی جنگی بیڑہ انہین سوئز و کولمبو کے درمیان سے [illegible] پکڑ لے گا۔ یا غرق کردے گا۔ جاپانی جہاز کے کپتان کا بیان ہے کہ اس نے جہاز کا رنگ بدل دیا۔ پورٹ سعید پہونچکر پہر اصلی ہیئت پر لا گیا۔ سوئز میں اس نے ایک روسی مصافی جہاز اور ۲ تارپیڈو شکن جہازان

لنگر انداز ہو گیا ہے۔ غالباً اس روسی بیڑہ کا جو پہلے دنوں چند یوم شمالی افریقہ کے فرنچ بندرگاہ بزرطہ میں مقیم رہا۔ آخری حصہ ہے۔ سویز سے روانہ ہونے کے وقت سے کولمبو پہنچنے تک کوئی روسی جہاز نظر نہ آیا۔ عام خیال ہے کہ محولا بالا روسی بیڑہ جسے بوجہ آسانی شناخت [illegible] بزرطہ کے نام سے موسوم کر لیا گیا ہے جزیرہ ستی کوئی میں لنگر انداز ہے یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ جنوبی ہندوستان سے بجانب غرب ۳۰۰-۴۰۰ میل کی مسافت پر جزائر لکادیپ در جزائر مالدیپ کے مابین واقع ہے۔ (وطن)

جو روسی باربرداری کے جہاز یورپ سے بندر ولاڈی واسٹاک کو جا رہے ہیں وہ راستہ جلد طے کرنے کی نیت سے کولمبو کی طرف نہیں آئے۔ [illegible] آگے بڑھے جا رہے ہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ ان پر کیا ہے سامان یا فوج۔ ناظرین شاید متعجب ہوں گے کہ جب روس کے جنگی جہاز اب جاپانی بیڑہ کے خوف سے سیلون سے آگے بڑھنے اور بحیرہ چین میں داخل ہونے کی جرات نہیں کر سکتے۔ تو غیر جنگی باربرداری کے جہاز جو دو گولوں سے تحت البحری پہنچ جاتے ہیں اور اپنا بچاؤ کسی طرح نہیں کر سکتے۔ ان کو روس نے راستہ میں کیوں نہیں روک لیا۔ اس کا جواب سہل ہے۔ اس موقعہ پر وقت کا ایک ایک لمحہ اور سامان و رسد کا ایک ایک ذرہ غیر معمولی قیمت رکھتا ہے جاپانی جن کے جہاز تمام سطح سمندر پر نہیں پھیلے ہوئے۔ ان سے نظر بچا کر خطرہ کے موقعہ سے نکل جانا محال نہیں اگر یہ جہاز جاپانی سٹیمر کی طرح منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ تو ایک معقول ذخیرہ روسی افواج مقیم مانچوریا وغیرہ کیلئے [illegible] اس وقت وہ چند قیمت رکھتا ہے جا پہنچا۔ اور اگر جاپانی بیڑہ سے [illegible] ہو گئی اور اس نے ان کو غرق کر دیا۔ یا پکڑ لیا تو صرف اصل لاگت کا نقصان ہوا جو [illegible] زیادہ نہیں کیونکہ معمولی سٹیمر [illegible] سے زیادہ قیمت نہیں رکھتے اور زیادہ سے زیادہ اس کی مالیت کا سامان آ سیر بار ہوگا۔ [illegible] نہیں کر اسے ایسے موقعہ پر جو کہ ہم میں [illegible] جرات نہ کی جا سکتی ہو۔ اس کے برعکس ایک [illegible] جہاز پر ۵-۶ کروڑ روپیہ لاگت آتی ہے۔ [illegible] اتنا روپیہ خرچ کر کے ڈیڑھ دو سال سے پہلے تیار نہیں ہو سکتا ایسی قیمتی شے کو خاص کر ایسی صورت میں جبکہ اس کے پہنچ جانے سے اب [illegible] اضافہ نہ ہو سکتا ہو۔ اور [illegible] اور حوصلے بڑھے ہوئے ہوں جو کہم [illegible] ہرگز جرات نہیں ہو سکتی۔ (وطن)

ایک [illegible] سٹیمر (دخانی جہاز) [illegible] کو جاتا ہوا یورپ سے کولمبو پہنچا [illegible] معلوم نہیں کہ گو کہ جاپان پہنچنے سے [illegible] حکم ملا کہ [illegible] پہنچ کر [illegible] جاپانی [illegible] روسی پورٹ آرتھر [illegible] جاتے [illegible] حکومت نے [illegible]

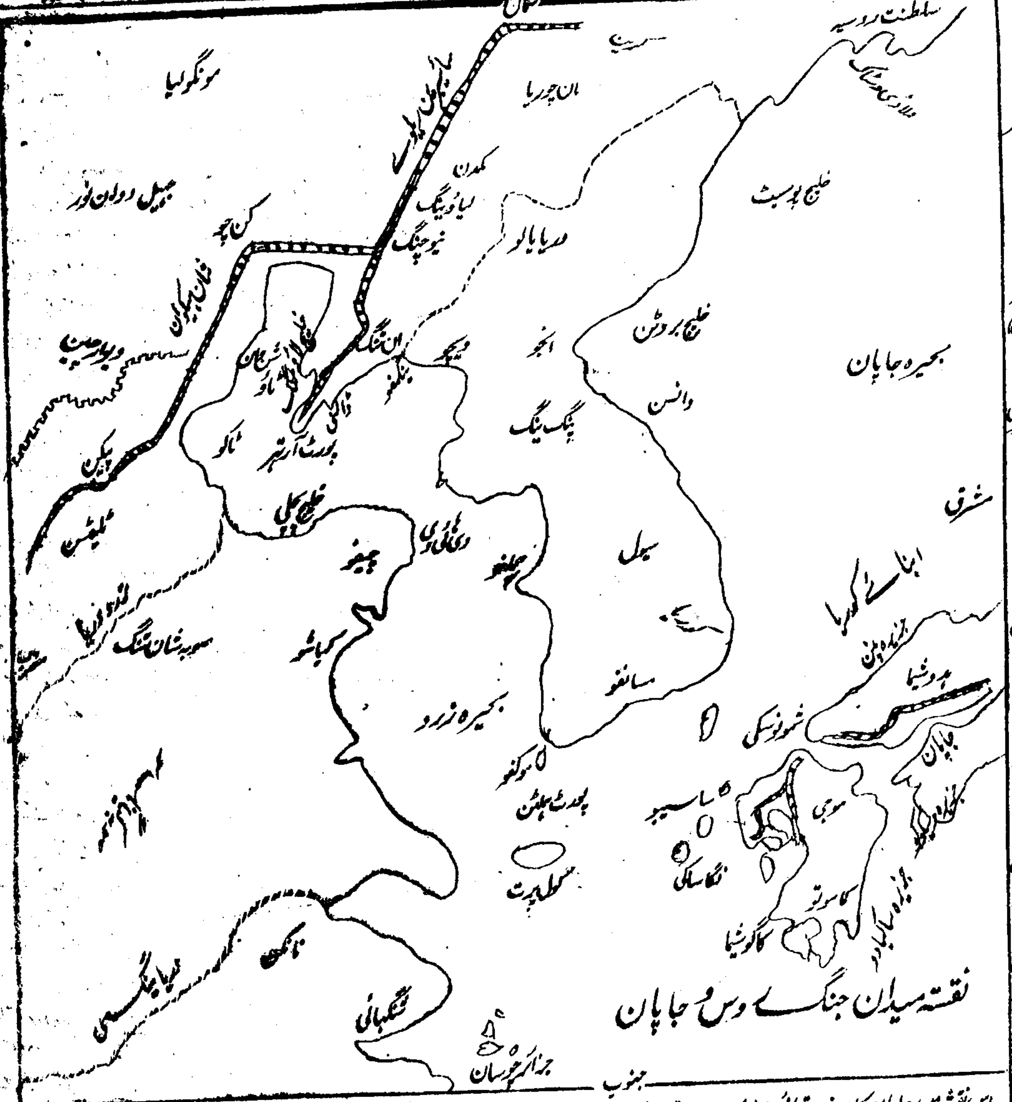

نقشہ میدان جنگ روس و جاپان

اس نقشہ میں جاپان کا صرف تہائی جنوبی حصہ۔ قدیم مقبوضہ روس یعنے سائبیریا کا جنوب مشرقی کونہ۔ مانچوریا اور چینی تاتار یعنے منگولیا کا مشرقی علاقہ خاص چین شمال مشرقی گوشہ اور مشرقی ساحل چین کا بالائی نصف اور کل رقبہ کوریا دکھایا گیا ہے۔ (وطن)

وہ کوئی ہنڈی جاپان بنک پر نہ کریں۔ ایک روسی سٹیمر مسافر لیکر جاپانی بندر ناگاساکی سے روسی بندر ڈالنی کو جاتا ہوا چیفو کے قریب ایک جاپانی جنگی جہاز سے دوچار ہوا۔ جنگی جہاز نے توپ کا منہ اونچا کر کے تین گولے اس کے مستولوں پر چلائے۔ مسافروں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور ان کی آہ و بکا پر کپتان جہاز کو روکنے ہی لگا تھا کہ مسافروں کو کشتیوں پر بٹھا کر خشکی پر پہنچا دے کہ جاپانی جہاز نے عالی حوصلگی سے کام لیکر اس کا تعاقب چھوڑ دیا

افواہ ہے کہ روس نے اپنے علاقہ سے اجناس خوردنی کے باہر جانے کی ممانعت کر دی ہے جس کی وجہ سے بمبئی بنک نے شرح سود بڑھا کر ایسے قرضوں کیلئے جو سرکاری پرامیسری نوٹ کی کفالت پر دیئے جائیں ۷ روپیہ فیصدی کر دی ہے

جاپانی فوج [illegible] کے پایہ تخت سیول پر قابض ہو گئی ہے۔ پورٹ آرتھر کے دوسرے معرکہ میں جاپانی بیڑہ کے چھ جہازوں کو صرف خفیف سا نقصان پہنچا۔ شبخون کے متعلق جاپانیوں کا بیان ہے کہ روسی بیڑہ اپنے خشکی کے قلعوں کی پناہ میں جنگی ترتیب سے صف آرا تھا۔ ہمارے بیڑہ نے اس پر گولہ باری شروع کی۔ اور جب باہم گولہ باری خوب زور سے ہو رہی تھی۔ ہماری تارپیڈو کشتیاں پہلو سے ہو کر چپ چاپ آگے بڑھ گئیں اور جو روسی جہاز سب سے پیچھے خشکی کی طرف تھے ان کے قریب پہنچ کر تین کو غرق کر دیا جس سے بندر کا دہانہ رک گیا۔ اور باقی روسی جہازوں کے لئے اندر نہ جا سکنے کا راستہ نہ رہ گیا۔ رات کی لڑائی اس پر ختم ہو گئی۔ مجھے دوسرے دن پھر شروع کیا گیا۔

بقول ایڈمرل الیکسف زخم خوردہ روسی [illegible] جہازوں کو اس قدر نقصان پہنچا ہے کہ یہ اندازہ لگا سکنا ابھی مشکل ہے کہ وہ کب تک درست ہو سکیں گے۔ باقی زخم خوردہ جہاز [illegible] سے لیکر چند روز [illegible] تک بالکل درست ہو جائیں گے روسی کروزر [illegible] کی نسبت محقق نہیں ہوا کہ آیا جب وہ ناکارہ ہو گیا تو اسے اس کے کپتان نے فوراً اڑا دیا۔ یا جاپانی بیڑہ اسے بطور غنیمت پکڑ کر لے گیا۔ پورٹ آرتھر کی شبخون میں جاپانی تارپیڈو ٹوں کے چلنے پر ان کے ملی نائٹ قسم کے بارود سے جو زہریلی ہوا [illegible] ہوئیں۔ ان سے قلعہ کی روسی سپاہ کے [illegible] آدمی بیمار ہو گئے۔ مگر سب [illegible] ملی نائٹ ڈائنامیٹ سے بھی زیادہ خطرناک اور زوردار بارود ہے۔ روسی بندر ولاڈی واسٹاک اور جاپانی بندر ناگاساکی کا درمیانی بحری تار۔ اور سیول و بندر ماسامفو و مقام [illegible] کے مابین بری سلسلہ کے تار کٹ گئے ہیں۔ کس نے کاٹے

یہ نہیں بتایا گیا۔ روس میں جاپانیوں کی متواتر فتوحات سے ایسی .... گھبراہٹ پھیل گئی ہے کہ جن کے پاس روسی سرکاری نوٹ ہیں وہ بڑے خسارہ پر ان کو بیچتے جا رہے ہیں اور کئی روسی بنک دیوالہ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ جاپانی کوریا کے مختلف موقعوں پر لگاتار فوج اتار رہے ہیں۔ روسی سفیر پاولوف مع عملہ سیول سے چین کو روانہ ہو گیا ہے۔ جہاز دریاگ بھی غرق ہی ہوا تھا۔ اس جہاز کوریز اور باربرداری کے جہاز سنگری کے جن روسی ملاحوں نے فرنچ۔ اطالین۔ اور انگریزی جنگی جہازوں پر پناہ ملی تھی۔ ان کی نسبت جاپان نے منظور کر لیا ہے کہ انہیں پناہ دہندہ جہازوں کے کپتان تا اختتام محاربہ جنگ میں شریک نہ ہونے اور مجوزہ مقام نظربندی سے بھاگ نہ جانے کا عہد لے کر چینی بندر شانگھائی کو بھیج سکتے ہیں چند روسی جنگی جہاز نہ بحر روم بیڑہ کے ۲۲ جنوری کو مشرقی افریقہ کے فرنچ بندرگاہ جبیوتل میں پہنچے۔ جہاں انہوں نے کوئلہ لیا۔ اور ماہ حال تک مسافر جہاز آوسلی آ گیا۔ بار برداری کے جہاز سناٹوف تین تارپیڈو شکن اور چند تارپیڈو کشتیوں کے انتظار میں جو سویز سے روانہ ہو چکے ہیں وہیں رہینگے اس کے علاوہ کئی اور روسی تارپیڈو کشتیاں اور جہازات باربرداری بھی نہر سویز سے گذر رہے ہیں۔ یہ بھی بیڑہ کو جبیوتل جائیں گے۔ (اگر یہ خبر صحیح ہے تو جزیرہ سی کوئی والا خیال صحیح نہوا۔ وطن)

شاہیمز جاپانیوں کی مستعدی۔ پھرتی۔ دلاوری۔ باقاعدگی و حسن نظام کی تعریف کر کے قیاس ظاہر کرتا ہے کہ خشکی کی لڑائی میں بھی وہ ویسے ہی صفائی کے ہاتھ دکھائیں گے جیسے کہ بحری معرکوں میں دکھا چکے ہیں۔

جاپانی بندر کی مسماری ۔ خبر ہے کہ روسی جنگی جہازوں نے جاپان کے بندر ہاکوڈیٹ پر گولہ باری کر کے اسے تودہ خاکستر بنا دیا ہے ہاکوڈیٹ جاپان کے شمال مغربی ساحل کا ایک نہایت آباد اور بارونق بندرگاہ ہے۔ وہ روسی بندر ولاڈی ووستاک کے محاذ اس سے تین چار سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

پورٹ آرتھر اور چلیفو سے جہاں پہلے معرکہ ہوئے ہاکوڈیٹ بخط مستقیم علی الترتیب پندرہ سو اور بارہ سو میل کی مسافت پر ہے گویا یہ لڑائی جا رہی ہے کس سے اور کن کی؟ یہ نہیں بتایا گیا۔ (وطن)

۱۰ فروری کو جاپان نے بھی باضابطہ جنگ کا اعلان کر دیا۔ افواہ ہے کہ جاپانیوں نے دو روسی کروزر بھی پکڑ لئے ہیں۔ ایک انگریزی سٹیمر کے کپتان نے جو آج کولمبو پہنچا ہے۔ بیان کیا کہ روسی بحر روم بیڑہ کے دو بڑے وزیر اور چار تارپیڈو کشتیاں بندر جبیوتل میں داخل ہوئے ہیں۔

کوئلہ لیکر فوراً روانہ ہو گئے تھے۔ اس پُر اسرار بیڑہ کی نقل و حرکت کے متعلق یہ آخری مصدقہ خبر ہے۔ فرنچ بندر جبیوتل سے کولمبو سات دن کا راستہ ہے یعنے عدن کی نسبت قریب تر ہے۔ ایسے اخفا کے ساتھ روسی بیڑہ کے نقل و حرکت کرنے سے کولمبو (انگریزی جزیرہ سیلون یا لنکا کے صدر مقام) میں عجیب و غریب افواہیں اڑ رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے سرکاری خزانہ احتیاطاً یہاں سے جزیرہ کے اندرونی قصبہ کانڈی کو بھیجدیا جائیگا۔ روسی کولمبو پر دھاوا کرنے اور اسے لوٹنے کا قصد رکھتے ہیں۔ کولمبو میں گو اس وقت کوئی انگریزی جنگی جہاز نہیں۔ تاہم سات باتریاں کلاں توپوں کی وہاں کے قلعوں میں موجود ہیں۔

یورپ سے جسقدر تجارتی سٹیمر مشرق اقصے کو جاتے ہوئے۔ کولمبو وارد ہوتے ہیں۔ جاپانی قونصل ان کو تار اطلاع ثانی احتیاطاً وہیں ٹھہرا لیتا ہے۔ نو وارد جاپانی جہازوں کے ملاح کولمبو آ کر جب اپنے ملک کی فتوحات کی خبریں سنتے ہیں تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور بے اختیار اچھلنے کودنے لگ جاتے ہیں۔

جاپانی بندر ہاکوڈیٹ پر جن روسی جہازوں نے گولہ باری کی وہ ولاڈی وستاک سے گئے تھے (عام خیال تھا کہ ولاڈی وستاک کے قریب سطح برف سے منجمد ہو رہی ہے اس لئے اس بندر میں جو روسی جہاز موجود ہیں وہ برف کے پگھلنے تک باہر نہ نکل سکینگے۔ شائد انکو یہ معلوم نہ تھا کہ وہاں روس کے پاس ایک جہاز برف توڑنے والا موجود ہے جو ایک حرکت میں سو فیٹ کی طوالت اور آٹھ فٹ کے عرض میں کئی فٹ موٹی تہ برف کی ہٹا دیتا ہے یعنے اس حساب سے وہ چند گھنٹوں میں جہازوں کیلئے راستہ بنا سکتا ہے۔ وطن)

لنڈن ۱۳ر فروری ۔ روسی جہاز انیسی پورٹ آرتھر میں۔ ایک تارپیڈو سرنگ سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو گیا۔ چار افسر اور ۹۲ ملاح ہلاک ہوئے چار روسی جنگی جہازوں نے جو غالباً ولاڈی ووستاک سے آئے تھے۔ جاپانی صوبہ ہر وشیمہ کے ساحل کے قریب دو جاپانی تجارتی جہازوں پر گولہ باری کی ایک غرق ہو گیا۔ دوسرا بچکر بندر فوکو یاسہ میں پہنچ گیا۔ مگر ناکارہ ہو گیا (فوکو یاسہ بندرگاہ ساکی کے متصل ہے۔ وطن) ایک روسی تارپیڈو شکن اور ایک آسٹروی تجارتی جہاز جس پر روس کے لئے کوئلہ بار تھا پورٹ سعید (مصر) میں لنگر زن تھے۔ مصری حکومت نے ان کو فوراً چلے جانے کا حکم دیا ہے۔ روس نے ایک تارپیڈو جہاز کو سویز کے بندر میں رکھنے کی اجازت چاہی تھی۔ مصری حکومت نے انکار کر دیا کیونکہ ایسی اجازت دینا قانون ملل کے رو سے جائز نہیں۔ یہ قانون چاہتا ہے کہ جو ملک لڑائی سے الگ تھلگ رہیں وہ کسی

فریق کو پناہ نہ دیں۔ جو پناہ دے یا کسی طرح کی آسانی بہم پہنچائے۔ فریق ثانی اسے بھی اپنا دشمن تصور کر سکتا ہے۔ اور بشرط امکان اگر بدلے تو اس پر الزام عائد نہیں ہوتا۔ وطن

روسی بحری ہزیمتوں سے شکستہ دل نہیں ہوئے وہ اپنی حکومت کا حوصلہ بڑھانے کے لئے پایہ تخت میں بڑے بڑے جلوس نکال رہے ہیں اور گاتے اور نعرے لگاتے جاتے ہیں اور زار کی درازی عمر کی دعائیں مانگتے ہیں۔ بقول جاپانی امیرالبحر توگو پورٹ آرتھر کی شبخون میں چار جاپانی قتل اور پچاس زخمی ہوئے۔

جرمنی اور چین نے بھی الگ تھلگ رہنے کا اعلان کر دیا ہے۔ روسی سفیر مقیم جاپان وہاں سے یورپ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔

۱۴ر فروری ۔ جاپان نے بھی چین کو الگ رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ تاکہ میدان جنگ کا رقبہ اور جنگ کے مصائب کا دائرہ حتی الامکان محدود رہے۔ جاپان نے چین کو یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ وہ سرحد پر کافی فوج جمع کر دے اور متخاصمین میں سے کسی کو سرحد سے تجاوز نہ کرنے دے۔ چلفو کے بحری معرکہ میں روسیوں کے ۴ افسر اور ۴۴ ملاح ضائع ہوئے۔ چین کی حیادت (علیحدگی) کی عزت کرنے کی امریکن تجویز کو انگلستان نے قبول کر لیا ہے۔ غالباً روس بھی اتفاق کرے گا۔ دس ہزار چینی فوج حفاظت سرحد اور کسی فریق کو خاص چین کی حدود میں نہ آنے دینے کے لئے شان ہیکوان بھیجی گئی ہے۔ تین فرنچ کروزر فرانس سے مشرق اقصےٰ کو جا رہے ہیں۔ خبر ہے کہ پورٹ آرتھر کے گرد اگرد سب طرف قلعے موجود ہیں مگر تو میں نصف پر ہیں۔ اسلئے روسیوں کو اس کی حفاظت کیلئے بندر ڈالنی پر بھی متصرف رہنا ضروری ہوگا مگر ان کو خطرہ ہے کہ کہیں چین بھی جاپان کے ساتھ نہ ملجائے۔ الکسیو اور روسی بحری افسر مشرق اقصےٰ کو گئے ہیں۔ فرانس نے (روس کی طرف سے) چین کو یقین دلایا ہے کہ روس مارچ میں مانچوریا کو خالی کر دیگا بشرطیکہ چین روس کو یہ تحریری معاہدہ لکھدے کہ وہ مانچوریا کو روسی حمایت و حفاظت میں رکھیگا۔ اور اس کا کوئی حصہ کسی اور سلطنت کو نہ دیگا۔ نہ کسی کو وہاں تجارت کا حق عطا کرے گا۔ چینی کروزر مقیم شنگھائی جنگی خدمت کیلئے تیار ہو رہے اور سامان حرب و رسد بار کر رہے ہیں۔ لارڈ لینسڈون وزیر خارجہ انگلستان نے اس افواہ کی تردید کی ہے کہ انگلستان جاپان کو اجازت دیدے گا کہ وہ چینی بندر وی ہائی وی مقبوضہ انگلستان کو اپنا مرکز اور مخزن بنائے۔ اور پھر کہا کہ ہم نے بذریعہ تار وی ہائی وی سے دریافت کیا ہے کہ کیا کوئی ایسی کارروائی ہوئی ہے جسکی بنا پر اس مضمون کی افواہ مشہور ہو سکتی تھی

مریض عشق کے سوال کا جواب

یہ ایک خط ہے جو کہ حضرت حکیم
مولوی نور الدین صاحب کے ایما سے
مفتی فضل الرحمان صاحب نے ایک شخص
کیطرف لکھا۔ جس نے یہ لکھا تھا
کہ میں ایک شخص پر عاشق ہوں اگر
وہ ملجاوے تو مرزا صاحب کا مرید ہو جاؤں

قادیان ۷ر فروری سنہ ۱۹۰۴ء

جناب من۔ ہم تمہیں ایک نصیحت کرتے ہیں کہ جب کوئی انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالےٰ اسکا ہو جاتا ہے اگر کسی آدمی تھانہ دار یا تحصیلدار یا مجسٹریٹ یا کسی اور آدمی سے جب کوئی تعلق ہو جاتا ہے۔ تو اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس تعلق والے شخص کی وہ بھی خوشی چاہتا ہے۔ پس جب فطرۃ بشری اس امر کی مقتضی ہے کہ اپنے آدمی کی خوشی اپنے تعلق والے کی رضامندی مقصود ہوتی ہے تو کیا وہ مولا کریم اور رب العالمین ارحم الراحمین ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ ضرور کرتا ہے اسی لئے فرمایا **من کان للہ کان اللہ لہ** جو شخص خدا کا بنے خدا اس کا بن جاتا ہے۔ اور جس کا خدا ہو جاوے اس کو دنیا اور مافیہا کی کیا پروا ہو اور ہو سکتی ہے۔

تم غور کرو کہ اگر تم بھی شرطیہ خدا سے دل لگاؤ کہ مجھے دانا بینا رحمن رحیم خدا جب مانینگے اگر تو ہماری یہ شرط پوری کر دے۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے شرط لگاؤ کہ ہم تمہیں شفیع تب مانینگے اگر تم ہمارا یہ کام پورا کرا دو۔ تو پھر اس کا انجام شائد کیا ہو۔

مرزا صاحب کو مرید بنانیکا شوق نہیں ہے جہاں تک میں جانتا ہوں مرزا صاحب کو مرید بنانے کا شوق ہرگز نہیں ہزاروں بلکہ کم سے کم سینکڑوں مرید ایسے بھی ہونگے کہ اگر وہ سامنے آویں تو وہ ان کو پہچان بھی نہ سکیں بلکہ مخاطب بھی نہ کریں۔ میرا اپنا ذاتی اعتقاد ہے کہ نہ مرزا صاحب خدا کے ایجنٹ ہیں اور نہ دوکاندار ہیں۔ اگر اسطرح قاضی الحاجات ہو کر لوگوں کو مرید بناویں تو پھر تو دنیا کے کاروبار بند ہو جاویں اور لوگ انہی کے مرید بنتے جاویں حالانکہ دہریوں کا کام بھی چلتے ہیں۔

خدا تعالےٰ سے سچا معاملہ کرو جب اس سے تعلق ہو جاویگا تو وہ خود یا تو تمہارے کام تمہاری مرضی کے مطابق پورا کرے گا۔ اور اگر ان میں تمہاری بہبودی نہوگی تو تمہارے دلکو ان سے بدلا دیگا۔ اور تمہاری تسلی و تسکین ہوگی۔

غرض سب دل اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ عاشقوں کے دل بھی اور معشوقوں کے دل بھی اور وہ قادر مطلق متصرف ہے آپ وہ راہ اختیار کریں جو کامیابی کی حقیقی راہ ہو امتحان کی راہ خطرناک ہو! (البدر)

نمونہ رسومِ مروجہ

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳ صفحہ ۸ - ۱۷ جنوری

جہاں کسی درویش یا صوفی کے دس بیس یا سو دو سو مرید ہوئے تو آپے سے نکل جاتا ہے اور جب کچھ زیادہ مریدوں کی تعداد بڑھی تو خدا کی پناہ اور زیادہ دام تزویر میں پھنسانے کی سوجھتی ہے۔ ایک شراب خوار شراب، بیکر اور بھنگ پینے والا بھنگ بیکر علیٰ ہذا القیاس ایک بدکار اور فاسق بدکاری اور فسق و فجور میں مبتلا ہو کر دنیا کو دھوکا نہیں دیسکتا کیونکہ وہ جیسا کرتا ہے ویسا ہی زبان سے کہتا ہے مگر اس فرقہ کے پابند جنکا ہمنے ذکر چھیڑا ہے ظاہر کچھ اور باطن میں کچھ مخلوق الٰہی کے سدراہ طریقہ اور صراط مستقیم ہوتے ہیں

شعر

وحب الهوىٰ داءٌ الله صلّ مدمّر

لملمس افعىٰ ناعم في النّاظر

ترجمہ

اللہ کی قسم ہوا وہوس کی محبت زہریلا اور ہلاک کرنیوالے سانپ کی طرح ہے جیسے سانپ کے اوپر کی کھال نرم معلوم ہوتی ہے اور اندر زہر بھرا ہوا ہے۔ آپ بھی خدا کی پسندیدہ راہ بھولے اور دوسروں کو بھی اُس راہ سے روکتے ہیں۔ جب آپ ہی اُس راہ اور مقصد کو نہ پایا تو دوسروں کو کب منزل مقصود پر پہونچا سکتے ہیں۔ انکا یہ حال ہے کہ جیسے ایک گپی اور شیخی کا حال ہے ایک گپیئے گپ ماری کہ ہمارے باپ دادا کے ہاں ایک اونٹنی تھی وہ اسقدر لمبی تھی کہ شرق وغرب تک کا گھاس وہ چگ لیا کرتی تھی شیخی نے کہا کہ ہاں ہمارے ہاں بھی ایک ہمارے دادا کا اسقدر لمبا نیزہ تھا کہ اسکی بھال آسمان تک پہونچتی تھی اور جب کبھی بارش کی ضرورت ہوتی تو اُس نیزہ سے بادلوں کو جمع کرکے برسا لیا کرتے تھے۔ اگر اسی طرح گپوں شیخیوں سے باپ دادا کی کرامتیں سنانا ہی خدا شناسی ہے تو ہندوؤں میں تھوڑی کرامتیں ہیں۔

ایک نئے بزرگ جو آجکل حصار کیطرف ہیں اُن کا قول ہے کہ ہمیں کسی حلال یا حرام سے کیا مطلب اور ہمیں کسی مذہب اور غیر مذہب سے کیا علاقہ اور ہمیں کفر و اسلام سے کیا سروکار ہم تو مرید ہمارا بنکر نذرانہ دے خدمت کرے دعوتیں ہوں مٹھائیوں کے دونے آویں۔

اللہ اللہ کیا زمانہ کا حال ہے کیا زمانہ کی نئی چال ہے یہ بزرگی ہے جسپر ان کو فخر ہے کہ ہم میں ہی خدا دانی اور رہنمائی ہے۔

قطعہ

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اُلٹا
کہ پڑا ہے آج خم میں قدحِ شراب اُلٹا
یہ عجب ہے رسم اُلٹی کہ بروزِ عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا
چلے تھے حرم کو رہ میں ہوئے اک صنم پہ عاشق
نہ ہوا ثواب حاصل یہ ہوا عذاب اُلٹا

جب پیشوایان قوم اور راہنمایان گم گشتگاں کی یہ حالت خراب ہوئی جنھوں نے خدا شناسی کا بیڑا اُٹھایا ہے تو دوسروں پر کیا افسوس مولوی اور عالم بھی جو ان کے پیرو تھے وہ بھی ان کے ساتھ تہ و بالا ہوئے اور پیروں کے ساتھ گھُن پسنے لگا انھوں دیکھا کہ جو صاحب کرامۃ ہی کہتے ہیں اور انکی آن یہ کرامت ہیں تو ہم کیوں اپنا حلوہ منڈا گنوا دیں انھوں نے بھی یاں دیکھا نہ مکھی تگے دائیں بائیں ہاتھ مارنے ان کا بوجھ بھی ان حضرات صوفیہ کی گردن پر ہے خدا ہیں ہو کر خدا کے کہلا کر اور خدا کی مغفر کا دم بھر کر لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق بنے اللہ اللہ! کبر مقتا عند الله۔

یا تو ان میں قرآن فاتحہ میں ختم ہوتا ہے یا تعویذ گنڈوں و عزائم دستوں میں برتا جاتا ہے گتے کی ہڈیوں پر گدھے کی کھالوں پر اور مرغ کے دم مسعود سے آیات قرآنی لکھی جاتی ہیں۔

وہ خدا جو رب العالمین - رحمن - رحیم - مالک - مرید - قدیر - سمیع - بصیر علیم ہے اسکو انھوں نے گویا اپنے قبضہ قدرت میں لیا ہوا ہے ایک شخص آتا ہے کہ میں آپ کو اس قدر روپیہ دونگا اور یہ نذرانہ آپ کی خدمت میں حاضر کروں گا مجھے کوئی ایسا تعویذ عنایت ہو کہ دو شخصوں میں عداوت و بغض پیدا ہو جائے اور فلاں عورت یا مرد میرے قبضہ میں آجائے اور مجھپر عاشق و شیدا و فریفتہ ہوجائے یا میرے حسب منشا فلاں مقدمہ ہو جائے تو پھر کیا تھا پیر صاحب جھٹ پٹ زانو بدلکر طیار ہو جاتے ہیں کہ ہاں ہمارے پاس ایک ایسا عمل مجرب اور تعویذ تیر بہدف موجود ہے کہ اُسی اُسی وقت یا اسقدر عرصہ قلیل میں جو چاہو وہی ہوسکتا ہے ہمارے بزرگوں سے اُسکی اجازت اور تاثیر سینہ بسینہ چلی آتی ادھر کھا یا کیا اور اُدھر مراد بر آئی۔ خدا تعالیٰ ان کے نزدیک نہ علیم ہے بصیر اور سمیع بھی نہیں ہے گویا خدا کچھ نہیں جانتا اور پیر صاحب ہر ایک شئے کی حقیقت و ماہیت سے واقف ہیں اور خدا تعالیٰ کو محض ایک لاشئے بت کی طرح تصور کر رکھا ہے کہ جو پیر صاحب کی مرضی وہی اُسکی مرضی انکا طریق اسلام سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔

قرآن شریف پر عملدرآمد کرنے کے بجائے۔ مصنوعی اور فرضی دعائیں بنا رکھی ہیں کوئی دعا سیفی - کوئی سیف الرحمن - کوئی دو نیم لفظی کوئی طلسمات وغیرہ جن کا اسلام میں نام اور نشان تک کہیں سنا نہیں ہے دعائیں اور انکی عبادت اور پوجا اور کہیں ملائکہ سے دعا اور انکی پوجا اور حاجات کے وقت موکل اور ملائکہ اور اجنہ کو پکارنا اور اُنسے حاجات اور امداد طلب کرنا اور اُن کے نام کے کھانے پکانا اور بکرے مرغ وغیرہ ذبح کرنا اور منتکا کشن جانتا بر بروج اور موکلات اور ملائکہ کے اسماء کی تسبیح پڑھنا اور ان کے لیے بخورات سلگانا اور فرضی ملائکہ اور فرضی موکلات کے ناموں کا وظیفہ پڑھنا اور اڑی وقت اُن کو پکارنا اور انکی حمد و ثنا بیزکو ورد کے طور پڑھنا اور بزرگ اولیاء کے ناموں کو پڑھنا اور وظیفہ کرنا۔

فرضی عملیات کو ورد زبان رکھنا - اور جب اس سے فارغ ہوتے ہیں تو راگ رنگ اور رباب و چنگ کا شغل رہتا ہے نماز قضا ہو جائے لیکن یہ مجالس رقص و سرود میں شامل ہونا قضا نہ ہو۔ اور کہتے ہیں کہ بزرگ ان امور سے خوش ہوتے ہیں قبروں کا طواف کرنا غلاف چڑھانا پھول چڑھانا ڈوری اور تاگے منت کے قبروں پر باندھنا کہ اس سے بزرگوں کو یاد رہے نقارے کی جوڑیاں منت کی چڑھانا قبروں کا بناؤ سنگار کرنا اور گرمی کے انگ اور سردی کے غلاف برسات کی موسم کے غلاف قبروں پر ڈالنا شرمیانہ تکھکر قبروں کے کٹہروں پر ٹانگنا گوٹے سرخ و سفید زرد و سبز رنگ برنگ کے لٹکانا چھت بند دیوار گیریاں اگر سوز انگیٹھیاں صندل پھولوں کی طشتریاں سنہری کہیں روپہری اور منت کے لیے آٹے اور گھی کے چراغ جلانا - رنڈیاں میراسی ہیجڑے نقال سب خود سب وہاں جاتے اور ہجوم کرتے اور ناچتے اور گاتے ہیں۔ ارباب نشاط قبروں اور گنبدوں کے سامنے گانے اور رقص کرتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ جنکے حضور میں مجرا کرکے کچھ سنا آویں کہ حضرت کی رضاء و خوشنودی کا باعث ہے۔

اور جوان واصلان الٰہی کی گدیوں پر ہیں انکی بات بنتی ہے نذر و نیاز لیتے ہیں مکروہ حرام کا کچھ خیال نہیں کوئی رنڈی کنجری تسخیر و حب کے لیے تعویذ مانگے تو بخوشی خاطر لکھدیتے ہیں کہ زانی اور پیشہ اور آب اور روزی کشادہ رہے اُنکو تسخیر کے وظائف بھی بتلائے جاتے ہیں۔

کبوتر بازوں اور بٹیر اور مرغ بازوں کو اور بیل اور بٹیر لڑانے والوں کو بھی تعویذ دیے جاتے ہیں کہ فتح ہو - پتنگ کنکوے تکل کی بازی کے ہار جیت کے بھی تعویذ ہوتے ہیں مہم کے ایک درویش صوفی ہندی زبان میں جیسے بلّھے شاہ کی کافیاں پنجاب میں مشہور ہیں ٹپے اور ٹھمریاں چھ بولے ہر ایک قسم کی راگ راگنی میں تصنیف کیا کرتے تھے جس میں اسلام کی ہتک اور کفر کی عفت و شوکت ہوتی تھی اور اپنے تمام مریدوں کو سکھلایا اور گوایا کرتے تھے ڈھولک ستار طنبورا طاؤس طبلہ سارنگی دو تارہ مجیرے ڈورو ایکتارہ خنجری گھڑے بجوایا کرتے تھے جسکے وجہ سے اور لوگوں میں بھی وہاں یہ رواج عام ہے اور مسلمان اسکو سنت پیر و مشرب مرشد سمجھکر عام طور پر یہانتک کہ ہندوؤں کی ہوری میں بھی شامل ہوتے ہیں - لڑکوں کو زنانہ کپڑے پہنکر جایا کرتے تھے - ایک لڑکے پر وہ بزرگ درویش عاشق ہوگئے جب وہ اُنکے دام میں نہ پھنسا تو اُسکی جگہ ایک سور باندھا اور ایک مرید کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ ہر روز لوگوں کے گھروں میں کانے کے لیے جایا کرے اور اُس سور کے لیے باقاعدہ لایا کرے مریدوں کو حکم تھا کہ جب وہ دورہ کرنے کے لیے مریدوں میں جائیں تو مرید اُنکی پالکی اُٹھایا کریں چنانچہ ہمیشہ ان کے مرید پالکی اُٹھایا کرتے تھے - اُنکا ایک مرید جسکو وہ خلافت دینا اور اپنے قائم مقام کرنا چاہتے تھے کئی سال تک اُس سے گداگری کرائی ٹکڑے گھر گھر منگوائے اپنی پالکی میں بجائے کہار کے اُسکو لگاتے۔ جسپر اُنکی مہربانی ہوتی یا توجہ کا پرتوہ پڑتا اُسکو سجاتے اور زنانے کپڑے پہناتے اور اس امر کو اصل الاصول خدا شناسی کا بتلاتے - اب اُن کے وہ گیت جو کفر و اسلام میں تفرقہ نہیں کرتے گائے جاتے ہیں اور کتابوں میں مدون و مکتوب ہیں اُن گیتوں کی کتابوں کی عظمت قرآن سے بھی زیادہ کی جاتی ہے۔

صوفیوں پیرزادوں میں جفر اور رمل اور نجوم وغیرہ کا بھی چرچا ہے اسکو بڑے شوق سے سیکھتے ہیں کہتے ہیں کہ جفر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایجاد ہے امام جعفر نے اسکی تفسیر و تشریح اور اشاعت کی اور امام مہدی اسکے کامل مصدر و مورد ہیں اور واقف ہونگے اور ان کے تمام کاروبار اور فتح و نصرت اسی کے ذریعہ ہوگی - جفر کے دو حصے ہیں ایک حصہ کو آثار کہتے ہیں اور دوسرے حصہ کا نام اخبار ہے اخبار کے حصہ سے غیب کی خبریں نکالتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے پیشگوئیاں کرتے ہیں اور پہلے حصہ سے تعویذ نقش عزائم افسوں - فسنتیں اور موکلات کے نام استخراج کرتے ہیں اور حب اور بغض اور تسخیر اور کشائش رزق اور فتوح اور حل مشکلات اور ادعیہ وغیرہا پیدا کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک سراب محض اور یقینی لاشئے ہے۔

مجھکو بھی ایک دفع ان نالائق صحبتوں سے یہ خبط سوجھا تھا کہ میں نے جفر میں یہانتک ترقی کی تھی کہ شاید مجھسے زیادہ جاننے والا کوئی ہو مجھے تو خدا نے ایک کشف اور نیز ایام مازیاں کی صدقہ سے بچالیا

میرا ایک کشف

اور اسدرجہ تک مجکو غلو تھا کہ نجوم کا جو عملی حصہ ہے اسکو بھی میں سیکھنے لگا تو ایک روز رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر میں بیٹھا تھا کہ یکایک میرے کان میں غیب سے آواز آئی کھڑا ہو جا میں چونک پڑا اور چاروں طرف دیکھنے لگا

یہ آواز کہاں سے آئی اور کسنے دی تو کیا دیکھا ہوں کہ ایک جلسہ بزرگوں کا میرے نظر کے سامنے ہوا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی اور حضرت خواجہ قطب جمال الدین احمد ہانسوی اور حضرت خواجہ شیخ فرید الدین گنجشکر اور دو بزرگ اور جنکو میں نہیں پہچانتا تھا ان دو بزرگوں میں ایک سانولے رنگ اور پستہ قد تھے اور دوسرے طویل القامۃ فربہ اور سیاہ رنگ اور چہرہ پر بڑے بڑے گہرے داغ چیچک کے تھے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت قطب جمال الدین کے بیچ میں بیٹھا تھا اور یہ جلسہ اولیاء کا اسطرح سے تھا گول دائرہ کی شکل پر

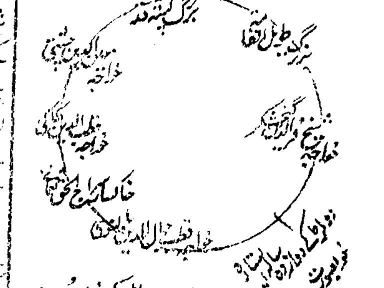

ہیں دو لڑکے خوبصورت آئے اور ایک کتاب ... ساتھ لائے اور ان لڑکوں نے وہ کتاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مبارک ہاتھ میں دیدی خواجہ صاحب نے اُس کتاب کو لیکر فرمایا کہ یہ کتاب ہے کہ میں نجوم اور نجومیوں کی برائی بسط سے درج ہے میں اسکو پڑھ کر سناتا ہوں اور میری طرف سے نظر اُٹھا کر دیکھا پس میں نے سمجھا کہ یہ کتاب میری ہی تنبیہ کے لیے آئی ہے اور مجھ ہی کو سنانا چاہتے ہیں میں کانپ گیا اور ڈر گیا۔ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی نے اُس کتاب کو کھولا اور پڑھ کر سنانے کا ارادہ کیا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے عرض کیا کہ میں آپ کا خادم ہوں مجھکو عنایت ہو میں اس کتاب کو پڑھ کر سناؤں گا خواجہ بزرگ نے وہ کتاب انکو دیدی جب انھوں نے پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضرت فرید الدین گنجشکر نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کا بھی خادم ہوں مجھکو یہ کتاب مرحمت ہو میں اسکو پڑھکر سناؤنگا انھوں نے حضرت گنجشکر کو وہ کتاب دیدی جب آپ نے وہ کتاب لیکر پڑھکر سنانے کا ارادہ کیا تو بزرگ نامعلوم الاسم طویل القامۃ نے عرض کیا کہ مجھکو یہ کتاب دیجیے میں اسکو پڑھکر سناؤں گا اور میں آپ کا خادم ہوں جب انھوں نے وہ کتاب لی تو اُس دوسرے بزرگ نے حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی سے التماس کی کہ میں سب کا خادم ہوں مجکو حکم ہو میں اس کتاب کو پڑھکر سناؤں۔ اس بزرگ کے اس کہنے پر پھر اُس بزرگ طویل القامۃ نے فرمایا کہ تم اس کتاب کو اچھی طرح نہیں پڑھ

میں خوب پڑھنی جانتا ہوں اور میں اس کتاب کو جیساکہ اسکے پڑھنے کا حق ہے پڑھ سکتا ہوں۔ یہ کہکر اس کتاب کو اس بزرگ طویل القامۃ نے پڑھنا شروع کیا کہ ... محتاج نہیں اور ... محتاج ہیں اور خدا جو ... اور ... کا نام ... نہیں اُسی کے لیے حمد اور ستائش ہے تمام ثناء اسے اور تمام اشیاء اُسی کے نام پاک کے تابع ہے جو لوگ نجوم سیکھتے ہیں اور نجوم کے تابع اسماء حسنی اُلٰہیہ کو تابع کرتے ہیں وہ دوزخی اور جہنمی ہیں۔ ان جہنمیوں کے سر بڑے پہاڑ کی مانند ہو جائینگے اور فرشتے موگریوں سے انکا سر کوٹینگے یہ کہکر اُس بزرگ نے اپنا سر ویسا ہی پہاڑ جیسا لمبا کر لیا اور پڑھنا شروع کیا کہ ان دوزخیوں کا پیٹ بھی مثل پہاڑ کے لمبا چوڑا ہو جائیگا اور ان کے پیٹ میں ... اور ... بچھو اور سانپ ... - اُس بزرگ نے اپنا پیٹ بھی ویسا ہی لمبا چوڑا کر کے دکھایا پھر ... سانپ اور بچھو اور ... اور ... وغیرہ ... پھر پڑھا کہ اُن کے منہ سے آگ کے شعلے نکلیں گے اور ... پانی پلایا جائیگا ... ویسا ہی مطابق ... دکھایا ... کیا ... ویسا ہی کر کے دکھاتے تھے اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اور یہ تمام بزرگ ... اس نظارہ کو دیکھتے تھے اور میری طرف بھی نظر کرتے جاتے تھے آخر میں اس کتاب کے یہ عبارت تھی کہ نجومیوں جیسا کافر اور مشرک کوئی نہیں۔ جب وہ کتاب ختم ہو چکی تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا کہ صاحبزادہ کو (یعنی اس خاکسار کو) یہ کیا شوق لگ گیا۔ خدا کا نام سیکھنا اور خدا کی رضا کا طالب ہوتا یہ جفر و نجوم ناپاک ... کے پیچھے کیوں پڑ گیا۔ اس وحشت اور خطرناک نظارہ سے میری حالت متغیر ہوگئی اور کشفی حالت جاتی رہی۔ میں اُٹھا اور توبہ کی اور استغفار کیا اور تہجد کی نماز پڑھی اور درود شریف میں مشغول ہو گیا۔

اس کے بعد جب کوئی میرے پاس آتا تھا میں اسکو اپنا یہ کشف سنا دیا کرتا تھا افسوس میرے اس بیان پر کسی نے توجہ نہ کی۔

میں نے اوائل زمانہ میں جبکہ میرا امام ہمام مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعارف یا تعلق نہیں ہوا تھا دو سو سے زیادہ کتابیں عجیب عجیب کتابیں جفر کی پیدا کی تھیں اور بہت کچھ اس میں معلومات کی وسعت بڑھ گئی تھی۔ ایک کتاب جواہر خمسہ جو محمد غوث گوالیاری کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ بڑی کتاب مبسوط و مشرح آلہ جفر اور ستارہ

پرستی برج پرستی شمس و قمر پرستی عجیب اور غریب عملیات تسخیر اجنہ و ملائکہ اور قواعد تسخیر اعظم و افسون و دعوات و نقوشات و کتابیں رزق و حل مشکلات گویا خدا اور رضاء الٰہی کے طفیلہ میں الٹنے کی مشہور و معروف ہے اس کتاب نے بہشت سے لڑکی میں پلید کر دی ہے اور ہزاروں کا اس سے ستیاناس ہوا اور اُسپر عمل کر کے اور اسکے پابند ہو کے ترقی وسلوک ہوے اور قبر میں جا پڑے۔

مجھے اگر اس زمانہ میں حضرت اقدس کا تعارف نہ ہوتا تو خدا ہی جانتے میرا کیا حال ہوتا۔ یا تو میں دہریہ ہو جاتا یا اسی حالت میں پھنسکر دق اور سل ہوتی اور قبر میں جا پڑتا اور تب بھی پیچھا نہ چھوٹتا خدا جانے قبر پر کیا ظہور برپا ہوتا قمقمے اور فانوس کھڑے ہوتے اور اطلس و سندس اور کمخواب کے غلاف پڑتے اور رات دن چراغوں کی روشنی اور رقص و سرود کے جلسے رہتے۔ اور قبر میں طرح طرح عذاب ہوتے اور خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا۔

اس روشنی اور قندیل و کنول اور رقص و سرود کے متعلق میں ایک بزرگ درویش کا بیان ایک اشتہار عبرت کے لیے اور نیز اپنے صداقت بیان کی شہادت میں درج کرتا ہوں اور وہ اشتہار یہ ہے۔

اشتہار

بیا در بارگاہے بادشاہے ملک عرفانے
خلیل کعبہ جانے حبیب خاص جانانے
میں دست برار اینجا بگو از حال زار اینجا
کہ بہ گرد مزار اینجا تراد ستے و دامانے

مژدہ ہو کہ پھر وہی زمانہ عاشقوں کی کامرانی یعنی عرس شریف حضرت .... رحمۃ اللہ علیہ قریب آیا کہ جو عاشقان خواجگان چشت اور مریدان خوش عقیدہ اور نیک سرشت کے لیے باعث ترقی ذوق و شوق اور موجب ازدیاد برکات و حسنات اور سبب حصول سعادات و مرادات و دافع صعوبات و مشکلات کا ہوتا ہے + مجھے اُمید ہے کہ آپ تھوڑے سے صرف اور کچھ تکلیف سفر کے عوض ایسی جنس گرانمایہ کے جان و دل سے خریدنے میں محروم نہ رہیں گے۔

اُس پیر کے قرباں ہو جو سر ساوہ کو لیجائے
اُس آنکھ کے صدقے ہو جو سر ساوہ کو دکھلائے
اُس روضۂ اقدس پہ فدا کیوں نہوں عشاق
دیکھیں جو اُنھیں لطف خدا بینی کا ملجائے
سودائے جزا انکو ہے عرس کا سودا
دنیا ہی میں اس سینے سے داغ کو جو ملجائے

کیا جانئے سال آیندہ پھر یہ عرس نصیب ہو یا نہ ہو پچھلے سال جو ہمارے بھائی پیر بھائی شامل عرس تھے بعض ان میں سے اب نہ ہوں گے وہ دنیا سے چل بسے دیکھا چاہیے کہ پارسال کون ہو اور کون نہ ہو + دنیا کے کام نہیں تا زیست چلے جائیں گے اور تالب گور کسی طرح فرصت نہ دینگے مگر یہ وقت ہاتھ نہ آئے گا۔

ہم صفیر و باغ میں کوئی دم کے ہم دونوں ہیں
بلبلیں اُڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا۔

جو دم ہم تم زندہ ہیں غنیمت ہیں پھر کہاں ہم کہاں تم یہ دنیا زندگی کا میلہ ہے آؤ پھر جیتے جی اپنے مرشد کا عرس دیکھکر مزار پاک کی زیارت کرلیں اور اپنے پیر بھائیوں سے مصافحہ و معانقہ کرلیں۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

دیکھو یہ فقیر تمھاری تشریف آوری کے شوق و اشتیاق میں کس کس محنت اور جانفشانی سے تمھارے خیر مقدم اور مہمانداری اور خدمتگذاری کے لیے سامان مہیا کرکے یہ دعا کیا کرتا ہے۔

وہ دن خدا کرے کہ میرے دوست آملیں
دیکھیں وہ بزم عرس مع الخیر پھر چلیں
پھر آئے وہ زمانہ کہ پھر آئیں میرے دوست
سامان عرس ہم بھی مہیا کریں

دیکھو یہ وہی تو عرس ہے کہ تمھاری اولو العزمی اور نام آوری کا باغ دنیا میں ایک نیا خوشنما پودہ قائم ہوا ہے جس سے دین و دنیا میں تمھارا باغ مراد ہرا بھرا ہو کر پھل پھول رہا ہے دیکھو وہ عالیشان عمارت بے مثل و بے نظیر و عرس دلپذیر + وہ اُس کا زور شور + وہ مجمع فقراء و بادہ نوشوں کا دور + وہ اُس کے بازاروں کی رونق و انتظام + وہ ہجوم خلق کی دھوم دھام + وہ دوکانوں کا باغ میں لگنا + وہ بھینی بھینی ہوا کا چلنا + وہ پھولوں کی مہکار + وہ گملوں کے گل بوٹوں کی بہار + وہ زرق برق دوکانوں کا لگاؤ + وہ چاء گرم کی صدا لالاؤ + وہ بسکٹوں کے مزے + وہ ایام سردی اور دور چاء کے پے بہ پے + وہ قسما قسم کے کباب چٹپٹے + وہ پلاؤ اور فرنی بامزے + وہ تازہ تازہ نان و حلوا + وہ گرماگرم قورمہ و قلیا + وہ قسم قسم کی روشنی کا جلوہ عروسانہ + وہ

بزم رقص و سرود کا تجمل معشوقانہ +

وہ قوالی کی دھوم دھام + وہ صوفیوں کا ازدحام وہ اللہ ہو کا ترانہ + وہ صوفیوں کا اشک خون بہانا + وہ علماے دین کا وعظ و پند وہ مشائخ کا نعرۂ اللہ ہو بلند + وہ توجہ مشائخ کا زور + وہ گریہ وزاری کا شور + وہ میلاد خوانوں کی آواز عاشقانہ + وہ سادات کا اردگرد سے حاضر ہونا + وہ اکھاڑہ فیل کا جمنا + وہ آتشبازی کا چلنا + وہ ڈیرہ اور خیموں کا جنگل میں قرینہ سے نصب ہونا وہ شامیانوں کا ابر رحمت کی طرح تنا ہو +

وہ مجالس فقرا کا بنانا + وہ مہمانوں کا ہجوم + وہ ذکر الٰہی کی دھوم + وہ ایک کا دوسرے کو [illegible] کرنا + وہ [illegible] کا [illegible] کھلنا + وہ مزار پر [illegible] پروردگار + وہ [illegible] کا مجمل [illegible] + وہ [illegible] + وہ اُس کے [illegible] مہمان [illegible] + وہ [illegible] آراستہ ہونا تک سروں پر [illegible] + وہ [illegible] کا رنگ [illegible] ہونا + وہ قسم قسم کے باجوں کا بجنا + وہ [illegible] کا ہمراہ چلنا + وہ [illegible] کا وجد کرنا + وہ [illegible] کا بلند ہونا + وہ روشنی [illegible] کا نور + وہ [illegible] و دیوار [illegible] تجلی شمع نور + وہ [illegible] سراپا نور + کیا نزدیک کیا دور + وہ شب برات + وہ [illegible] عرفات +

نظارگیاں [illegible]
[illegible]

وہ [illegible] + وہ [illegible] کی [illegible] + وہ [illegible] بالیں کی صدا + [illegible] کے دل فدا + وہ اذانوں کا ہونا + وہ نماز کا پڑھنا + وہ [illegible] کا ہونا + غرضکہ اس عرس کا جوبن + اور اُس کی دلکشا پھبن + گویا سراپا نور ذوالمنن +

یہ سب سامان و الا شان تمہاری اُس نیک کمائی کا ظہور ہے جو تم نے صدق دل سے صرف کی ہے۔ جیساکہ [illegible] نام آوری سے تم نے دامن بھر لیا ہے اس سے زیادہ [illegible] ہیں اُس کا لطف معلوم ہوگا۔

اپنے اس صرف کا اور ہمت عالی کا مزا
دیکھنا روز قیامت ابھی دیکھا کیا ہے

فقیر نے بھی تمہارے [illegible] خلوص یعنی نیک کمائی کے دانوں کو بڑی نیک نیتی سے تمہارے لیے تخم سعادت بنا کر بو دیا ہے کہ جس سے تمہاری زراعت عقبیٰ تیار ہے۔ آؤ آؤ۔ اور [illegible] اپنی چشم مشتاق کو روشن کرو اور میری محنت و امانت و جانفشانی کی داد دو۔ اگر میری اور تمہاری [illegible] ارادت و نیت میں کچھ بل ہوتا تو ایسی عمارت لاجواب چند سال کے عرصہ میں ہرگز طیار نہ ہوتی اور نہ یہ عرس اور بہت سے دنیا کے عرسوں پر فوقیت لے جاتا۔

شاید اس ہوائے بدقحط نے تمہارے شگفتہ دل کے پھولوں کو کملا دیا ہوگا مگر [illegible] تمہارے آب شوق و عقیدت کے آگے کچھ حقیقت نہیں کیا تمہاری حمیت عالی اور جوش غیرت اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی ہے کہ کسی ... کو قحط نے شامل نہ ہونے دیا۔ نہیں بس تکلیف قحط کے رفع ہونے کے لیے حاضری عرس کو ایک ذریعہ خاص سمجھو

سر کے بل اس عرس میں اب تم کو آنا چاہیے
خطرۂ ناقص نہ اپنے دل میں لانا چاہیے
رہنما ہے اب عطا فیض جمالی کا کھلا
دامن مقصود تم کو بھر کے جانا چاہیے

یہ اشتہار تو اپنے مریدوں اور پیروں [illegible] کی نسبت تھا۔ اب یہ فقیر [illegible] آپ [illegible] و دوستوں کی خدمت میں جو [illegible] حلیہ [illegible] دو روایت [illegible] پیش [illegible] غرض کرتا ہے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بڑے آرزو کے ساتھ میری دلی تمنا ہے کہ آپ اس عرس شریف میں مہمان ہوں اور یہ فقیر آپ کی خدمت گذاری کا شرف حاصل کرے اور آپ ثواب [illegible]

[illegible]

اس اشتہار کو [illegible] کے منالاشی معلوم [illegible] کسی [illegible] امام کی کیسی [illegible]

ظہر الفساد فی البر و البحر

مسلمان کہلا کر [illegible] اور راہ [illegible] خدا [illegible] اختیار کرنے لعض مردہ [illegible] کے نام پڑھتے ہیں اور کالی دیوی [illegible] دیوی اور [illegible] جوگی اور [illegible] کے ناموں کا بھی وظیفہ [illegible] اور [illegible] مشکلات میں [illegible] ہو کر کنوؤں میں [illegible] ساری ساری رات [illegible] ایک ٹانگ پر کھڑے [illegible] اپنا [illegible] حاجات سمجھ کر کے ناموں کی [illegible] تسبیح [illegible] کھانا [illegible] اور [illegible] ورد کرتے [illegible] قرآنی [illegible] پر لکھ کر کنوؤں کو ڈول کووں کو کھلاتے [illegible]

شیعوں [illegible] سے بڑی بدعتی جعفر [illegible] شیعوں [illegible] آگیا ہے وہ [illegible] یا علی یا علی کے نعرے لگانے لگے بہ تبعی یا علی یا علی کے نعرے مارنے لگے۔ دراصل شیعوں کے زیادہ بگڑنے اور ان کے غلو کرنے میں یہی ذریعہ بنتے۔ یہ صوفی اپنے سلسلہ حضرت علی تک ختم کر کے رہ گئے اور وہ صحابہ کہ جو خاص وارث علوم رسول تھے اور جنہوں نے حضرت علی سے زیادہ رسول کی صحبت اُٹھائی اور جن کے ہاتھ پر نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ وقتاً فوقتاً بیعت کی۔

شیعوں نے جو دیکھا کہ تمام صوفی ہماری طرح دم پنجتن اور یا علی یا علی پکارتے ہیں ان کے گھی کے چراغ جل گئے۔ اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

کسی شیعہ نے سارا ایک مشرکانہ [illegible] کر کے جناب علی کے [illegible] شان میں خدا [illegible]

نازل کیا۔ صوفیوں نے بے سوچے اور بغیر [illegible] علی کا نام [illegible] یعنی ناد علی کے وظیفہ [illegible] و [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] شرک کا ٹھکانا نہیں۔ وہ قصیدہ جو ناد علی کر کے مشہور ہے یہ ہے

نادِ علیاً مظہر العجائب
تجدہ عونا لک فی النوائب
کل ھم و غم سینجلی
بولایتک یا علی یا علی

وہمونی جو ذراسی مزاج تھے اور خیبر زرا سنیت کا شائبہ تھا اُسکو اس کمبخت شرک کو چھوڑا تو نہیں مگر کچھ الفاظ اپنی طرف سے اور بڑھا لیے اور وہ ترمیم و تبدیل شدہ الفاظ کل ہم و غم سینجلی کے بعد یہ ہیں۔

بعظمتک یا اللہ وبنبوتک یا محمد وبولایتک یا علی تین بار

ایک [illegible] اور ساری رات روتی لیکن ایک ہی مرا۔ بعض درویش اسکو چاندی کی تختی پر کندہ کرا کر گلے میں لٹکائے ہوئے پھرتے ہیں۔

افسوس یہ اگر اس شرک کے بجائے توحید خالص سورہ مبارکہ یعنی سورہ اخلاص کو لکھکر سونے چاندی یا زمرد یا ہیرے یا لعل وغیرہ پر بڑے موٹے اور جلی قلم اور خوشخط سے لکھوا کر گلے میں ڈالتے وہ سورہ خلاصہ یہ ہے

تزکیا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل ھو اللہ احد ۝ اللہ الصمد ۝ لم یلد و لم یولد ۝ و لم یکن لہ کفوا احد ۝

کہ وہ اللہ ایک ہے وہ بے [illegible] کسی کی احتیاج نہیں رکھتا

وہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا
وہ یکتا بے مثل بے ہمتا بے نظیر
اور اپنی ذات و صفات میں
ایک ہے۔

دجال کی ہلاکت کا یہی ایک زبردست نہر کا بجھا ہوا تیز اور چمکدار بھالا ہے۔

لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر

کہتے ہیں کہ ذوالفقار بھی آسمان سے نازل ہوئی تھی اس جھوٹ کا ٹھکانا ہے؟ کوئی نہیں۔

ایک دفعہ حضرت امام موعود مصلح موعود مجدد اعظم مسیح موعود علیہ السلام من اللہ الودود لدھیانہ تشریف [illegible] وہ [illegible] دعوے کا پہلا وقت تھا۔ قحط کی شدت اور بارش کی کمی اور خشک اور تیز ہواؤں کی زیادتی اور ساتھ ہی ہیضہ کا زور۔ اور حضرت موعود علیہ السلام کی مخالفت کا شور اور شیخ بٹالوی کے خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کے نعرے زمین اور آسمان میں گونج رہے تھے لدھیانہ کے صوفی مشرب پیر پرستوں نے کالا مشکر کیے اور متعدد بانسوں کے ٹکڑے جنپر لال سبز سرخ کپڑے کے پھریرے اُڑتے تھے کچھ راکھ مٹی بدن پر ملے ہوئے اور ہاتھ میں جھنڈے پکڑ کر زور زور سے یا پیر یا دستگیر یا پیر یا دستگیر یا پیر یا دستگیر کے نعرے مارتے تھے اور کبھی کبھی لا الہ الا اللہ اور کبھی کسی اور بزرگ معتقد علیہم کا نام لیتے تھے وہ شہر میں گشت لگاتے ہوئے اور [illegible] چھلتے کودتے ہوئے جس مقام پر یہ نور خدا ظلمت کو دور اور شرک کو کا فور اور اسلام کو سرسبز اور توحید سے زمین کو معمور کرنے کے لیے جلوہ فرما ہوا ہے وہ آنکلے اور یہی بیہودہ اور مشرکانہ الفاظ زبان سے نکالتے ہوئے آ گئے۔ اس کفر شکن اور صنم شکن انسان کامل نے فرمایا کہ دیکھو یہ لوگ کیسے بیباک ہیں خدا تعالیٰ کو جو قاضی الحاجات رافع الدرجات مجیب الدعوات ہے اسکو چھوڑ کر غیر اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور پیشاب میں عطر ملاتے ہیں۔

پس اُن کے اس ناکردنی اور بد افعالیوں نے غضب الٰہی کو بھڑکایا اور نقد کو چھوڑ کر ظلمت سے پیار کیا۔ [illegible] سے [illegible] قحط [illegible] نعرے [illegible] مشرکانہ نعرے [illegible] نتیجہ فرمایا امام کامل نے

کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رُو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صد ہا درجہ زیادہ۔ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ہیں اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مردار کھانے میں کیا لذت ہے؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق پاوے تو قبول کر لیوے تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ایک مردہ **کفن میں لپیٹا ہوا**۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مشت خاک۔ کیا یہ مردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور اُس سڑے گلے مردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا

جلت وصایا ناهدی لکمها
کلون علیک ولیتها لم تکلو

میری وصیتیں ہدایت کی رو سے بڑی بزرگ ہیں۔ لیکن تجھ پر گراں ہیں کہ تو ان پر عمل کرے افسوس تجھ پر گراں نہ گذرتی پس سن۔

تم کلامہ الشریف

پہلے کی تو میں کہتا نہیں کہ لوگوں کو مردہ پرستی میں کیا مزہ آتا ہے مسیح کی پرستش کی تب ویسی اور پیر دستگیر کی پرستش تب ویسی اور کسی صنم اور بُت کی پوجا کی تب ویسی زندہ خدا جی وقیوم خدا مستجاب الدعوات خدا افسوس ان کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتا ما قدروا اللہ حق قدرہٖ

اور فرمایا

اطع ربک الجبار اهل الاوامر

وحف قہرہ واترک طریق التجاسر

اپنے خدائے جبار اور احکام والے کی اطاعت کر اور اُس سے ڈر اور دلیری کی راہ اختیار مت کر۔

فلا تتخذوا الطغوی فان الٰہنا
غیور علیٰ حرماته غیر قاصر

حد سے گذرنا خدا کی حدبندیوں کو توڑنا اختیار نہ کرو کس لیے کہ ہمارا معبود محبوب مقصود اپنی حدود اور حرام کی ہوئی چیزوں پر غیرت مند ہے وہ مجرموں کو ہرگز نہیں چھوڑے گا۔

ولا تقعدن یا ابن الکرام بمعقد
فترجم من حب القری بکما اسر

اے بزرگوں کی اولاد اور اے بزرگوں کے گدی نشینو مسند کی ساتھ نشست و برخاست مت کر۔ شریروں کی محبت اور انکی مجالست سے تو سنگسار ہوگا اور خسارہ ہی پاوے گا۔ اور آخر کار انسے دور ہونا پڑیگا

ولا تحسبن ذنبا صغیرا کهیّن
فان وداد الدم احدی الکبائر

اور چھوٹے اور صغیر گناہ کو آسان نہ سمجھ کیونکہ صغیرہ گناہوں کو پسند کرنے اور ہلکا جاننے سے بڑے اور کبیرہ گناہ ہو جاتے ہیں۔

واخر نصحی توبة ثم توبة
وموت الفتی خیر له من مناکر

اور میری نصیحت تو آخر کار یہی ہے کہ غیر خدا کو چھوڑنا اور اوامر الٰہی کو قبول کرنا اور اسکی نواہی سے اسکی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے اور اسی میں خیر ہے کہ معاصی اور ارتکاب منکرات سے پہلے ہی مر جاوے۔

بہت سے لوگ اس میں سنی بھی شیعہ بھی عادت ہے کہ جب کہیں شامت اعمال سے معاصی و منکرات کے ارتکاب سے فسق و فجور کے شیوع سے خدا کی طرف سے تنبیہ کے لیے وبا ہیضہ یا قحط یا کوئی اور بلا نازل ہوتی ہے تو یہ شعر دروازوں پر چوراہوں میں تختیوں اور جبینوں پر لکھوا کر کندہ کر کر لٹکاتے ہیں وہ شعر یہ ہے

لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطمة
المصطفی والمرتضی وابناهما والفاطمة

خدا جانے کس رفضی کی شامت اعمال کی وجہ سے یہ شعر تصنیف ہوا اور کس کمبخت نابینا صوفی نے اسکو قبول کر کے دنیا کو شرک کی بدبو دار نجاست میں ڈالا۔ یہی امور اور ایسے ضرورتیں چاہتی ہیں کہ کوئی مصلح آوے اور اس اندرونی شرک کی جڑ پر تبر توحید رکھے۔

نادان اس شعر کا وظیفہ پڑھتے ہیں اور حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتے اور نہ آگاہ ہو کر چاہتے ہیں۔ ناصح کو دشمن اور مصلح کو مفسد قرار دیتے ہیں۔

کوئی ہفت بند کاشی کا وظیفہ پڑھتا ہے کوئی دیوبیوں کے نام کی مالا جپتا ہے کوئی یا علی اور یا حسین پکارتا ہے کوئی یا خواجہ یا فرید یا پیر کی طبیعت کے نعرے لگاتا ہے غرضیکہ ہر ایک نے خلاف مقصود راہ کو اختیار کر رکھا ہے سچ ہے

ظهر الفساد فی البر والبحر

ربنا المسیح پکارنے والوں نے مسیح جیسے ایک عاجز انسان اور مشت خاک اور بے پر بے زر بیکس کو خدا اور قاضی الحاجات ٹھیرا لیا اور ربنا الحسین کہنے والوں نے ایک مسکین اور عاجز نادار انسان کو مجیب الدعوات اور قاضی الحاجات مانا۔

ان دونوں میں کوئی فرق بتائے کہ یہ کتنے پانی میں اور وہ کتنے پانی میں ایک گروہ نے مسیح کے خون سے نجات کا ذریعہ قبول کیا اور دوسرے گروہ نے حسین کے خون کو نجات کا وسیلہ تسلیم کیا۔ ان دونو گروہ میں کوئی تمیز کر کے بتلائے کہ کفارہ میں کس کا قدم آگے نکلا ہوا ہے۔ کسی شخص نے کسی شخص سے پوچھا کہ پہاڑ پر چڑھنا بہتر ہے یا اُترنا اُس نے جواب دیا کہ چڑھنے اور اُترنے دونوں پر لعنت ہے۔

یہ اُسوۂ مصلح اور امام نے جس کی بعثت کی اس دنیا میں تعلیم انسان کے وقت ضرورت تھی بتلایا کہ حسین اور مسیح نہ کسی کا کفارہ نہ فدیہ اگر کسی کا فدیہ یا کفارہ ہونا ہے تو عیسائیوں کو مسیح کا کفارہ ہونا چاہیے تھا اور حسین کا فدیہ یا کفارہ شیعوں کو ماننا ہے کہ کفارہ اور فدیہ یا قربان کا لفظ بتلاتا ہے کہ اعلیٰ شے پر ادنی چیز قربان ہونی چاہیے نہ ادنیٰ پر اعلیٰ۔

ہم اس کی نظیر الٰہی اور قدرتی سلسلے میں اور مختلف امور میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ ادنی چیزیں اعلیٰ چیزوں پر قربان ہوتی ہیں گائے۔ بیل۔ بکری۔ بھیڑ۔ جیتے جیوان پتھر پانی کیڑے مکوڑے نباتات جمادات سب اشیاء انسان کے استعمال میں آتی ہیں انسان کسی کو کھاتا ہے کسی کو پہنتا ہے کسی سے اپنے آرام کے لیے سامان طیار کرتا ہے کسی پر سوار ہوتا ہے کسی سے مکان بناتا ہے یہ سب چیزیں انسان سے ادنیٰ ہیں اور انسان اشرف المخلوقات ہے۔ سب انسان کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ اور جب انسان ایک آبخورہ یا ایک گلاس پانی کا نوش کرتا ہے تو آج کل کی تحقیقات کے نزدیک جو ایک قطرہ میں ہزار کیڑے ثابت کرتے ہیں کس قدر بے حد و بیشمار کیڑے پی جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و لکم ما فی الارض جمیعًا یہ تمام چیزیں جو زمین میں ہیں وہ سب تمہارے لیے ہیں

نہ تم اُن کے لیے۔ لیکن قدر افسوس ہے شیعوں اور عیسائیوں پر کہ اپنے سے بہتر یعنی حسین اور مسیح کو قربان کرتے ہیں اور مسیح و حسین کی ایک بھیڑ بکری یا ایک پانی کے نا معلوم اور بے حقیقت کیڑے کی برابر بھی قدر اور عزت نہیں سمجھی۔ خدا کی مار ایسے فہم پر اور خدا کی پھٹکار ایسی سمجھ بوجھ پر۔

یہ ادنیٰ اور ناپاک اعلیٰ اور پاک کو اپنے اوپر قربان کریں اپنے بدلہ میں فدیہ دیں۔

خدا کی پناہ بدمعاشوں اور فاسقوں اور فاجروں کے بدلے میں مسیح و حسین جیسے راستباز اور مقبول خدا اور محبوب الٰہی مارے جائیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ ان راستبازوں اور مقدسوں کے بدلے میں یہ خبیث و شریر قربان کیے جاتے تاکہ دنیا ہر قسم کی پلیدی اور خباثت سے پاک ہوتی اور صادقوں اور راستبازوں کے وجود باجود سے دنیا سنور اور پاک اور منور رہتی۔

لو اور سنو۔ عیسائیوں کو دیکھو انھوں نے یہیں تک بس نہیں کی کہ مسیح کو کفارہ میں لاکر اپنے اوپر سے قربان کر دیا۔ بلکہ اسکو لعنتی اور اُس لعنتی قربانی کو نجات۔ یہ خوب بات ہوئی۔ ایک عیسائی کی بیوی زنا کرے اسکو گھر کے لائق نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ ناپاک اور خبیث ہو گئی مگر یسوع ملعون یعنی ناپاک اور خبیث بنکر معاذ اللہ انکا سربست اور وسیلہ نجات ہے۔

ملعون کسکو کہتے ہیں۔ ملعون شیطان کو کہتے ہیں۔ جب کسی پر لعنت پڑے گی یا لعنة ڈالی جائیگی تو سمجھا جائیگا کہ وہ اول درجہ کا شریر اور سیاہ دل اور بد باطن اور سیاہ رو اور ذاتی شیطان بنگیا اور جو صفات شیطان کے ہیں وہ تمام اُن شیطانی اوصاف سے متصف ہو گیا۔ لعنت کا مفہوم یہی ہے کہ جس پر خدا کی لعنت پڑے وہ شیطان اور خدا کا دشمن اور خدا اُس کا دشمن۔ اُس کا خدا سے بالکل قطع تعلق خدا کا اُس سے وہی قطع تعلق اور خدا کا منکر ہے۔ اور لکھا ہے کہ اللعین الشیطان۔ صدہا اور ہزارہا عیسائیوں پادریوں سے سوال کیا گیا کہ کیا یسوع خدا سے منحرف اور روگردان اور منکر اور سیاہ دل ہو گیا تھا اور خدا اُس سے منحرف ہو گیا تھا اور وہ خدا کا دشمن اور خدا اُس کا دشمن ہو گیا تھا اور دہریت اور تمام شیطانی صفات اُس میں داخل اور سرایت کر گئی تھیں اور کوئی ایسا بھی زمانہ اُس پر آیا ہے خواہ ایک ہی منٹ کے لیے ہو کہ والدیت اور مولودیت کا قطع تعلق ہو گیا کہ نہ وہ اُسکا باپ اور نہ وہ اُسکا بیٹا اور کیا ان میں ایسی عداوت اور بغض اور دشمنا پیدا ہو گئی تھی جیسے کہ یہود کو مسیح سے اور تمکو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کوئی پادری جواب نہیں دے سکا۔ یہ مانا ہو تمام کارخانہ درہم برہم

باقی آئیندہ

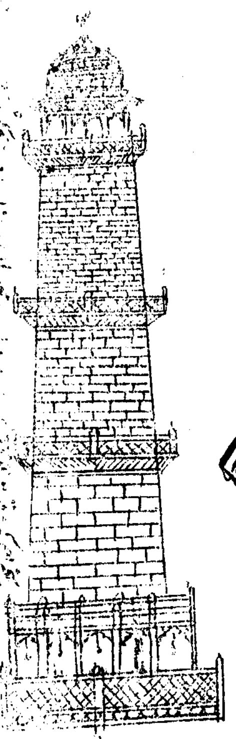

لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَةَ

الحکم

چہ گو یم باتو گر آئی چہ باور قادیان ہی | دو بیتی | دار الامان ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ص
خواص و معاونین سے عہ
ہندوستان سے باہر ے
غیر مذاہب والوں سے ہے ۱۲ ر
مستطیع لوگوں سے ۱۲ ر

نمبر ۸ | دار الامان قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

پیام ناصر

از حضرت میر ناصر نواب سلمہ اللہ الوہاب

یہاں آیا ہے اک بندہ خدا کا
وہ نائب ہے محمد مصطفےٰ کا
اُسے کہتے ہیں اب یہ لوگ دجال
ہوا ہے اہل دنیا کا عجب حال
مسلماں ہو گئے خود اُس کے دشمن
بنے ہیں مولوی بھی اُس کے رہزن
سناؤں تم کو کیا غم کی کہانی
ہوئے ہیں دشمن جاں یار جانی
مگر اللہ ہے ان کا مددگار
لگا لیں زور جتنا چاہیں اشرار
انہی فتح ہے یاں متقی کی
اکھڑ جائے گی آخر جڑ بدی کی
بدوں کو ہو گی آخر کار یاں مار
وہ پہنیں گے گلے میں لعنتی ہار
زمانہ آ گیا نصرت کا نزدیک
مگر معلوم ہے اللہ کو ٹھیک
ابھی باقی ہے کتنے روز کی ڈھیل
خدا کے ہاتھ ہے تاخیر و تعجیل
صبوری سے مدد مانگو خدا سے
گذارو زندگی تم اتقا سے
کرو نیکی کہ تا نیک انجام پاؤ
اگر لینا ہے کچھ ایمان لاؤ
جماعت میں ہو اس مہدی کی شامل
ملو کامل سے تا ہو جاؤ کامل
ادھر آؤ ہدایت لٹ رہی ہے
پھرو گے ہدایت گمراہ تا کے
پیو اگر محبت کا پیالا
عداوت سے کرو تم منہ کو کالا
ملو مہدی سے تم پاؤ ہدایت
کرو اسلام کی آکر حمایت
چلو عیسیٰ کی خدمت میں چلو تم
حیات جاودانی اُس سے لو تم
دل مردہ کو دیتے ہیں جلا وہ
عجب کرتے ہیں شیشہ کو جلا وہ
سنو لوگو نہ تم بیہودہ باتیں
گذارو قادیاں میں چند راتیں
یہاں اخلاص سے تم چل کے آؤ
کہ تا یاں کچھ پھل بھی پاؤ
کرو تحقیق یاں آکر ہر اک بات
نہ تم کوتہ کرو تحقیق سے ہات
پرے بیٹھے نہ تم باتیں بناؤ
تم اس مرد خدا کے پاس آؤ
کرو ہر بات کی تحقیق تم خود
خدا نے تم کو دی ہے عقل اور بُد
بہانہ بازیوں کو چھوڑ دو تم
مہاریں اسطرف کو موڑ دو تم
رضاء حق کرو یاں آکے تحصیل
کرو حالات میں کچھ اپنے تبدیل
خدا کے فضل سے لو آسمے
عداوت کا کرو تم پاک قصہ
خیال خام تم دل میں نہ لاؤ
کسی بدگو کے دھوکے میں نہ آؤ
خدا کے قہر سے ہر دم ڈرو تم
نہ اس مردار دنیا پر مرو تم
یہاں آکر کرو ایمان تازہ
کہ حاصل ہو تمھیں اک جان تازہ
پرانے وسوسے دل سے مٹاؤ
کلام اللہ پر ایمان لاؤ
رسول اللہ کے اقوال دیکھو
اور اس مہدی کے تم اعمال دیکھو
نمونہ ہے یہ احمد مجتبےٰ کا
یہ نائب ہے محمد مصطفےٰ کا
امام وقت و مہدی زماں ہے
تمھارا دھیان اے لوگو کہاں ہے
محبت سے تم اس کو آکے دیکھو
کہ تا اس کی صداقت تم پہ وا ہو
غرض سے پاک ہے یہ عرض میری
قسم کھاتا ہوں میں اس پر خدا کی
نصیحت اور محبت سے کہا ہے
یہ سچی بات ہے شاہد خدا ہے

قیمت رسالہ سراج الحق محصول ...

وفات مسیح میں نرالی اور اچھوتی بحث ہے رسالہ سے کم باہر نہیں جا سکتا۔ قریب ہے کہ خریدار و نکو بار دوم کے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے۔ سراج الحق نعمانی

دار الامان قادیان

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

گذشتہ اشاعت سے آگے

لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور شعائر اللہ کی پروا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پروا ہو جاتا ہے اور اس شخص اور ایسی قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ چغتائی سلطنت نے جب دین سے غافل ہو کر بہائم کی سی سیرت اختیار کر لی۔ تو پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ سلطنت جو صدیوں سے چلی آتی تھی اُسکا کچھ بھی باقی نہ رہا اور ایک مشاعرہ پر اُسکا خاتمہ ہو گیا۔ پس انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کھلی اور چھپی ہوئی بدکاریاں آخر انسان پر وہ گھڑی لے آتی ہیں جس کا اُسے آسایش کے ایام میں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اسلیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف ہر وقت دل پر ہے اور اس کی عظمت و جبروت سے ڈرتا ہے اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتا رہے اور پھر دعا کے ساتھ اسکی توفیق مانگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے

استفسار پر اعلیٰ حضرت نے فرمائی تھی کہ مشیر اعلیٰ صاحب نے بڑی متانت سے ذیل کا سوال آپکو پوچھا۔ ایڈیٹر

سوال آپ کی طرف سے نبی یا رسول ہونے کے کلمات شائع ہوتے ہیں اور یہ بھی کہ میں عیسیٰ سے افضل ہوں اور اور بھی تحقیر کے کلمات بعض اوقات ہوتے ہیں جنپر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوتا میں ان باتوں کا خواہشمند نہیں تھا کہ کوئی میری تعریف کرے اور میں گوشہ نشینی کو ہمیشہ پسند کرتا رہا۔ لیکن میں کیا کروں جب خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا۔ یہ کلمات میری طرف سے نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ جب مجھے ان کلمات سے مخاطب کرتا ہے اور میں بالمواجہ اُسکا کلام سنتا ہوں پھر میں کہاں جاؤں لوگوں کے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی پرواکروں یا اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان لاؤں؟ میں دنیا اور اُس کے اعتراضوں کی کوئی حقیقت اور اثر نہیں سمجھتا لیکن خدا تعالیٰ کو چھوڑنا اور اُسکے کلام سے سرگردانی کرنا اسکو بہت ہی برا سمجھتا ہوں اور میں اسکو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ اگر ساری دنیا میری مخالف ہو جاوے اور ایک متنفس بھی میرے ساتھ نہ ہو بلکہ کل کائنات میری دشمن ہو

پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے انکار نہیں کرسکتا دنیا اور اُس کی ساری شان و شوکت اس **جلیل کلام** اور **خطاب** کے سامنے ہیچ اور مردار ہیں میں انکی کبھی پروا نہیں کرتا۔ پس کوئی اعتراض کرے یا کچھ کہے میں

خدا تعالیٰ کے کلام کو اور خدا کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

(ایڈیٹر)

اسی مضمون کو اعلیٰحضرت نے قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے

کلمِ است زاسماں بزمیں میرساندش
گر بشنوم نگویمش آنجا کجا برم

اور یہ بالکل غلط ہے کہ میں انبیاء و رسل یا صلحاء امت کی تحقیر کرتا ہوں۔ جیسے میں ابرار و اخیار کا ذکر کرتا ہوں اور ان کے مقام و قرب کا جتنا [illegible] کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا کیونکہ [illegible] اسی گروہ سے ہیں اور الجنس مع الجنس [illegible] دوسرے [illegible] سمجھنے [illegible]

[illegible] ان کے اصل مقام اور [illegible] کو نہیں [illegible]

کیونکہ جوہری ہی جوہر کی حقیقت کو سمجھتا ہے اسطرح دوسرے لوگ خواہ امام حسین کو سجدہ کریں مگر وہ اُن کے رتبہ اور مقام سے محض ناواقف ہیں۔

اور عیسائی خواہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا یا خدا جو چاہیں بناویں مگر وہ اُن کے اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بیخبر ہیں۔ اور ہم ہرگز تحقیر نہیں کرتے۔

مشیر اعلیٰ۔ عیسائی خواہ خدا بناویں لیکن مسلمان تو نبی سمجھتے ہیں اس صورت میں ایک نبی کی تحقیر ہوتی ہے۔

حضرت اقدس۔ ہم تو حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی یقین کرتے ہیں اور سچے نبی کی تحقیر کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ اسیطرح حضرت امام حسین کی بھی جائز عزت کرتے ہیں لیکن جب عیسائیوں سے مباحثہ کیا جاوے وہ راضی نہیں ہوتے جب تک حضرت عیسیٰ کو اللہ یا ابن اللہ نہ کہا جاوے۔ اسلیے جو کچھ انکی کتاب پیش کرتی ہے وہ دکھانا پڑتا ہے۔ تاکہ ایک کفر عظیم کو شکست ہو۔

مشیر اعلیٰ۔ ان کے مقابلہ میں اگر انکی ترمیم کی جاوے یہ تو اچھی بات ہے مگر ہمارے اصول صحیح کو تو انکی خاطر نہیں چھوڑنا چاہئے۔

حضرت اقدس۔ اصول صحیح وہ ہو سکتا ہے جسپر اللہ تعالیٰ قائم کرے ہم ان اصولوں پر چلتے ہیں جنپر ہمکو اللہ تعالیٰ چلاتا ہے اگر کوئی اس وقت ان باتوں کو استہزا کی نظر سے دیکھتا ہے اور یقین نہیں لاتا

تو مرنیکے بعد اسکی حقیقت کھل جائیگی

اور خود دیکھ لیگا کہ کون **حق پر** ہے۔

میرے اس دعوے پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنے والا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں تو اسکا کیا جواب ہے۔

مشیر اعلیٰ۔ پھر آپ کے نزدیک کیا ہے۔

حضرت اقدس۔ خدا تعالیٰ نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ میں **افضل ہوں۔** اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اسیطرح آنے والا محمدی مسیح اسرائیلی مسیح سے افضل ہے۔ اسوقت آپ انکار کریا تو کریں لیکن مرنے کے بعد تو سب کچھ ظاہر ہو جاویگا اور پتہ لگ جاوے گا کہ کون افضل اور حق پر ہے۔

میں اگر اپنی طرف سے شیخی جتلاتا ہوں تو مجھ سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں لیکن اگر کوئی میرے **صدق** کے نشانات دیکھکر بھی جھٹلاتا ہے تو پھر اُس کا [illegible] ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اسکی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

آپ جو کچھ کہتے ہیں بطور **مقلد** کے کہتے ہیں ذاتی بصیرت [illegible] نہیں ہے لیکن میں جو کچھ کہتا ہوں بطور **محقق** کے کہتا ہوں اور

خدا تعالیٰ سے بصیرت پاکر کہتا ہوں

میں خدا تعالیٰ کے مکالمات سنتا ہوں ہر روز اُس سے مخاطبات ہوتے ہیں پھر میں ایک نابینا مقلد کی پیروی کسطرح کروں۔

ہاں

اگر کوئی امام حسین کو مجھ سے **افضل یقین** کرتا ہے اور اُسکا کوئی الگ خدا ہے تو پھر

میں دیکھلوں گا کہ وہ میرے مقابل اس افضلیت کے کون سے نشان اپنی ذات سے دکھا سکتا ہے۔ اگر کوئی نشان نہیں دکھا سکتا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں دکھا سکتا تو پھر میرے لیے جو تحقیق کی راہ کھلی ہے اسکا انکار نامناسب ہے،

یہ نری کہنے ہی کی باتیں نہیں ہیں میری زندگی کا کون ذمہ وار ہو سکتا ہے جبکہ میں براہ راست خدا تعالیٰ سے سنتا ہوں۔

خواہ مجھے دوزخ میں ڈالدیا جاوے یا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاوے میں اس کی بالکل پروا نہیں کرتا۔

میں کبھی اس امر حق کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں نے اُن نشانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہے جن نشانوں کے ساتھ **آدم۔ نوح۔ موسیٰ۔ ابراہیم** علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا تھا میں اب اس راہ کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اس دروازہ کو چھوڑ کر اور کس جگہ میں کیونکر جا سکتا ہوں۔

براہین احمدیہ چوبیس برس پہلے کی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے وہ شیعوں کے پاس بھی ہے گورنمنٹ کے پاس بھی کاپی ہے اسکو کھولکر پڑھو کہ کسقدر نشان اس میں دیے گئے تھے۔ اور وہ اُسوقت دیے گئے تھے کہ جب کسی کے وہم و گمان میں بھی وہ باتیں نہ آسکتی تھیں کہ ایسا ہو جاوے گا۔ مثلاً اُس میں لکھا ہے کہ آج تو اکیلا ہے لیکن ایکوقت آتا ہے کہ فوج در فوج لوگ تیرے ساتھ ہوں گے۔ دنیا دار مقابلہ کرینگے مگر وہ اس مقابلہ میں ناکام رہینگے اور میں تجھے کامیاب کروں گا۔ اب کوئی مخالف اس کا جواب دے کہ کیا اسیطرح نہیں ہوا۔

جب **براہین احمدیہ** شائع ہوئی ہے تو سارے ملک میں کوئی آدمی نہیں تھا جو مجھے جانتا ہو قادیان سے باہر کسیکو کچھ پتہ نہ تھا۔ لیکن اب دیکھو کہ کسقدر رجوع دنیا کا ہو رہا ہے اور اس ملک سے نکلکر امریکہ آسٹریلیا اور یورپ تک اس سلسلہ کی شہرت ہوگئی ہے۔ کیا لوگوں کو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے اور روکنے کے واسطے کوششیں نہیں کی گئی ہیں۔ کفر کے فتوے دیے گئے۔ قتل کے مقدمے بنائے گئے جسطرح جس کسی کا بس چلا اُس نے لوگوں کو باز رکھنا چاہا۔ لیکن جس قدر مخالفت کی گئی اُسی قدر زور و شور کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت ہوئی اور آفاق میں اسکا نام پہونچگیا اسی کے موافق جو خدا نے پہلے فرمایا تھا۔ اب تمہیں کوئی جواب دے کہ کیا یہ انسانی کلام ہو سکتا ہے کہ چوبیس برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرے اور پھر وہ حرفاً حرفاً پوری ہو جاوے اور وہ پیشگوئی ایسی حالت میں کی جاوے کہ اُس وقت کوئی آدمی جاننے والا بھی موجود نہ ہو اگر یہ انسانی کلام ہے تو پھر ایسا دعوی کرنے والے کو چاہیے کہ اسکی نظیر پیش کرے۔ پھر اسی براہین میں درج ہے

یاتون من کل فج عمیق
ویاتیک من کل فج عمیق

اگر اس نشان کو دیکھا جاوے تو اپنی جگہ یہ کوئی ۱۰ لاکھ نشان ہوگا۔ ہر آدمی نیا آنے والا مہمان اس نشان کو پورا کرتا ہے۔ اور مختلف دیار و امصار سے خطوط آرہے ہیں تحائف آرہے ہیں جس کے واسطے ڈاکخانہ اور محکمہ ریل کی کتابیں بھی گواہ ہیں۔ پھر کیا یہ معمولی نظر سے دیکھے جانیکے قابل باتیں ہیں ایسے ایسے صدہا نہیں ہزارہا نشان ہیں ایسے نشانوں کے ہوتے ہوئے

میں خدا تعالیٰ کا انکار کروں اور اُسکی باتوں کو چھوڑ دوں!!! یہ کبھی نہیں ہو سکتا خواہ میری جان بھی چلی جاوے۔

پھر ان نشانات کو الگ رکھو میں تو اپنے اللہ تعالیٰ پر ایسا یقین رکھتا ہوں اور اُسکا وعدہ ہے کہ اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ ضرور کوئی نہ کوئی نشان دیکھ لے گا۔

ہماری جماعت اسبات کی گواہ ہے اور ان میں شاید ایک بھی ایسا آدمی نہ نکلے گا جس نے کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو پھر آپ ہی بتائیں

کہ خدا کی راہ کو چھوڑ کر میں کس کی بات سن سکوں اسکے مقابل میں جلتی ہوئی آگ میں کود پڑنا میرے لیے آسان ہے

مگر اس کو چھوڑنا مشکل ہے۔

دیکھو وہ لوگ ہمارے ساتھ ہیں انکی روحیں ان برکات کو محسوس کرتی ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے ان کو ملی ہیں + مگر وہ لوگ جو امام حسین کی پوجا کرتے ہیں اور ان کے چال چلن کو اختیار نہیں کرتے اور انکا اتباع نہیں کرتے وہ یاد رکھیں کہ قیامت کو امام حسین سے الگ ہو جائیں گے اور اُنسے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

نواب صاحب (شیعہ ہیں) ہم تو حضرت امام حسین کو سجدہ نہیں کرتے البتہ نواسہ رسول سمجھکر مانتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ حضرت امام حسین کے نواسہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یا شہید ہونے میں تو کوئی کلام نہیں ہے۔ اور اسی حد تک ان کو ماننا کسی خرابی کا باعث نہیں ہوا بلکہ انکی شان* میں بہت بڑا غلو کیا گیا ہے میرے ایک اُستاد بھی شیعہ تھے جو آپ کے ہاں بھی جایا کرتے تھے مجھے بہت سا موقع ملا ہے کہ میں اس غلو کا اندازہ کروں جو وہ امام حسین کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ اتنا ہی ہرگز نہیں مانتے کہ وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے یا شہید ہوئے بلکہ وہ حاجت روا اور مشکل کشا مانتے ہیں لیکن آپ یاد رکھیں کہ جب تک وہ طریق اختیار نہ کیا جاوے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور جس پر حضرت علی اور حضرت حسین نے قدم مارا تھا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ تعزیے بنانا اور نوحہ خوانی کرنا کوئی نجات کا ذریعہ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے کا طریقہ نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی ساری عمر سینہ مارتا رہے۔

سچی پیروی الگ چیز ہے اور محض مبالغہ ایک الگ امر ہے۔ جبتک انسان انبیاء علیہم السلام کے اور صلحاء کے رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا انکی محبت اور ارادت کا دعویٰ محض ایک لاف ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(ایڈیٹر) ونعم ما قیل ؎

از عمل ثابت کن آں نور کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفی را راہ کنعان اگر بیں

انبیاء علیہم السلام کے آنے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ اُن کے نمونہ کو اختیار کریں اور اسی رنگ میں رنگین ہو کر اُن کے ساتھ سچی محبت کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ اُن کے نقش قدم پر چلیں اور اگر یہ بات نہیں تو سارے دعوے ہیچ ہیں انبیاء علیہم السلام کی ایسی ہی مثال ہے جیسے گورنمنٹ مختلف قسم کی صنعتیں وغیرہ یہاں بھیجتی ہے اور لوگوں کو دکھاتی ہے اس سے اس کی یہ غرض تو نہیں ہوتی کہ لوگ ان صنعتوں کو لیکر اسکی پوجا کریں بلکہ وہ تو یہ چاہتی ہے کہ یہاں کے لوگ بھی ان نمونوں کو دیکھکر اُنکی تقلید کریں اور ایسے نمونے خود بنایا کریں + جو ہدایت کو پہنچیں

وہ فائدہ اُٹھاتے ہیں لیکن جو توجہ نہیں کرتے انکو کوئی فائدہ ان نمونوں سے نہیں ہوسکتا

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی جو لوگ سچی اطاعت کرتے ہیں اور ان کے قول و فعل کو اپنے لیے ایک نمونہ قرار دیکر اسی کے موافق اپنا چال چلن اور عمل درست کر لیتے ہیں خدا تعالیٰ انکی مدد کرتا ہے۔ اور اُن پر بھی اسی رنگ کے برکات اور فیوض کا دروازہ کھولا جاتا ہے جس قسم کے برکات انبیاء علیہم السلام کو دیئے جاتے ہیں۔ اور جو انکی اتباع نہیں کرتے وہ نامراد رہتے ہیں۔ یہ نمونہ جب سے انبیاء علیہم السلام آتے ہیں برابر چلا آیا ہے اور ہر زمانہ میں اس کا تجربہ اور مشاہدہ ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا بجز اُس آدمی کے جسکو ذرا بھی ایمان اور یقین نہ ہو۔

نور الدین پر ریویو

نمبر اوّل

مقدمہ

نور الدین پر ریویو لکھنا تو اس قابل دماغ کا کام ہو سکتا ہے جو اس روشنی سے سینہ منور رکھتا ہو جسکی نسبت یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ النار آیا ہے۔ پھر ہم جو اپنی علمی اور عملی قابلیت کا پبلک سے زیادہ علم رکھتے ہیں اس کتاب پر **ریویو** لکھنے کا کیونکر حوصلہ کر سکتے ہیں؟ ہاں ہمدردی اور رہبری کی تہ میں ایکبات ہے جو کشاں کشاں ادھر لاتی ہے اور ہم اسکا اظہار کسی خاص وجہ سے کرنا نہیں چاہتے الا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمکو توفیق دی اور ہم اپنے مدعا میں کسی حد تک بھی کامیاب ہوگئے پھر انشاء اللہ اس راز کو بیان کرینگے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

نور الدین پر ریویو لکھنے سے پہلے چند ضروری امور بیان کرنے کے قابل ہیں جن پر یہ ریویو مشتمل ہوگا تاکہ ناظرین الحکم ہمارے اس ریویو کی غرض و غایت ہو تی ہے پس

اولاً۔ ریویو کی تمہید جس کے ضمن میں ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ریویو کے بانی اہل عرب ہیں اور **ریویو** سے علم کلام کیونکر پیدا ہوا؟ نیز کسی تصنیف پر ریویو لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے

ثانیاً۔ نور الدین کے مصنف و مؤلف حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی نور الدین کا مختصر تذکرہ۔

ثالثاً۔ نور الدین کے ریویو پر مصنف کا ...

یاد رہے کہ مندرجہ حاشیہ امور پر اس ریویو میں ہم بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امور عشرہ ہمارے زیر بحث ہونگے ہر مخالف و موافق کے نزدیک ایسے دلچسپ اور وسیع ہیں کہ اگر ان پر پوری بحث کی جاوے تو غالباً **نور الدین** کے برابر ایک جلد طیار ہو جاوے۔ یہ مضمون بہت ہی وسیع ہے لیکن ہم اس توسیع خیال کے سلسلہ کو چھوڑ کر اس ریویو میں حتی الوسع ایجاز و اختصار سے کام لینگے خیر الکلام ما قل و دل

(خلاصہ)

رابعاً۔ نور الدین مسلم کی نظر سے زمانہ حال کو کس قسم کی تصنیفات کی ضرورت ہے

خامساً۔ نور الدین مسلم کی نظر میں زمانہ حال کی ضرورت کے واسطے کون کون سی کتابیں موجود ہیں۔

سادساً۔ نور الدین کے مقابلہ کی تحقیق اور نور الدین کی خصوصیات اور اسپر ریویو۔

سابعاً۔ اس میں کچھ کچھ انتخاب اور اقتباس نمونہ کیطور پر۔

ثامناً۔ نور الدین اور اس مضمون کی دوسری کتابوں میں امتیاز

تاسعاً۔ نور الدین پر ہمارے ہمعصر اہل الرائے بزرگ اور قوم کی توجہ

عاشراً۔ آریہ سماج اور اسلام نے سباحثین

کے حکیمانہ ارشاد پر عمل ہو جاوے۔

اور ہمارے بعض ناظرین بھی جو ایسی باتوں سے شاید مذاق نہ رکھتے ہوں گھبرا نہ جائیں +

امر اوّل

ری ویو لاطینی زبان کا لفظ ہے جو انگریزی اور یورپ کی دوسری زبانوں کے رگ و ریشہ میں مخلوط ہو چکی ہے۔ **ری ویو** کا لفظ اب ہماری زبان اردو میں بھی مستعمل ہو گیا ہے اور اخبارات اور ماہواری رسالوں میں مختلف عنوانوں کے تحت اس سے کام لیا جاتا ہے مگر حقیقۃ الحال یہ ہے کہ بڑی بے لطفی اور بے مزگی کے ساتھ اور اصل اغراض و مقاصد کو پس پشت ڈالکر ہمارے یہاں **ریویو** کی غرض و غایت اسی قدر سمجھی جاتی ہے کہ زیر **ریویو** چیز کی جس قدر ثناء و صفت ہو سکے کی جاوے برخلاف اس کے یورپ و امریکہ کے **ریویو نگار** جو ریویو کرتے ہیں وہ فی نفسہا ایک جداگانہ تصنیف ہوتی ہے جسمیں ملک اور قوم کو ایک علمی فائدہ پہنچایا جاتا ہے۔

کیونکہ تعلیم یافتہ موجودہ زمانہ کے ترقی یافتہ (ترقی سے مراد مادی ترقی سمجھنی چاہیے) ممالک کے محققوں کی رائے میں **ریویو** وہ ہوتا ہے جو ان مراتب کے لیے (جو اصلی مقصود ہیں) ایسا بیان ہو (عام اس سے کہ اسکے نقصونکا آئینہ ہو یا اسکے مفید ہونیکی کسوٹی) جو مصنف سے بڑھ کر ہو۔ مگر ہم **ریویو** کو تقریظ ہی کے مفہوم میں استعمال کرتے ہیں جسکے سے فائدہ یہ مراد نہیں ہے۔ ریویو نویسی در اصل **عرب** کے فاضلوں اور فلاسفروں کی ایجاد ہے اور انکی شاگردی میں اہل یورپ نے اس فن کو سیکھکر اپنے رنگ پر ڈھالا ہے۔ اہل عرب (جہانتک ہماری واقفیت ہمارے رہنمائی کرتی ہے) **ریویو** کو **النظر** بھی کہتے ہیں اور **البقات** بھی اسکا نام رکھتے ہیں۔

ہمارا یہ بیان کہ **اہل عرب** اس شریف اور معزز فن کے بانی مبانی اور موجد ہیں محض خوش اعتقادی یا تعصب پر مبنی نہیں بلکہ حقیقت ہی یونہی ہے ہم جو اپنے اسلاف کے دوسرے کمالات علمی سے ناواقف ہیں اسکو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ اور ہر علمی اور عملی ترقی کو یورپ سے آتا ہوا دیکھتے ہیں اسلیے یورپ ہی کو ہر کمال کا موجد اور بانی سمجھنے لگتے ہیں یہ قصور فہم ہے ٹھیک نہیں ہے اس فن ریویو نویسی کے عرب کے موجد ہونے اور انکے اسکو اوج پر پہونچانے کا حال اس محقق دواقف پر کھل سکتا ہے جو انکی نادر علوم اور شریف اور اعلیٰ درجہ کے فنون سے نہ صرف واقف بلکہ ماہر ہے۔

ریویو کی بنیاد عربوں میں کیسے پڑی اور اس سے علم کلام کیونکر پیدا ہوا

اول اول اسلام میں فلسفہ لکھا ہوا نہ تھا لیکن جب **فضلاء عرب** نے یونانی علوم کو لیکر اپنی زبان میں ترجمہ کیا تو انکے ساتھ ہی یونانیوں کا فلسفہ بھی انہیں ملا اور با وجودیکہ یونانی فلسفی کی کمزوریاں بھی

ظاہر ہو چکی ہیں لیکن ہم ہیں کہ ہمارے دو سو برس بعد کتابوں میں ابھی تک وہی کمزوریاں چلے جاتے ہیں + غرض جب فلسفہ یونان اسلام میں داخل ہوا تو وقت کے عقلمندوں نے دیکھا کہ اصل مطلب سے دور نکل جانیکے سامان پیدا ہو چلے ہیں تو انہوں نے اسپر **نظر ثانی یا البقات** لکھنی شروع کر دی۔ جو ریویو کا اصل منشا ہے چنانچہ یہی ریویو نویسی ایک اعلیٰ درجہ کے مفید اور کارگر **علم کلام** کے پیدا ہونے کا موجب ہو گئی۔

اس امر کے ماننے میں غالباً کسیکو کلام نہ ہوگا۔ کہ یہ معزز فن علم کلام کا خاصہ ہے اور کسی اور قوم میں (جہانتک ہمارا علم ہے) نہیں۔ علم کلام سے مراد اس طریق بیان کو لیتے ہیں جسمیں مسلمہ عقائد کو عقلی اور فلسفی دلائل سے ثابت کیا جاوے۔ غرض اس ریویو نگاری کی وجہ سے عربوں کو وہ خزانہ ملا جو کسی اور کو نہیں ملا۔ البتہ دوسری قوموں نے اسکی نقل اُتاری ہے اور اسپر اضافہ کر سکی ہے کی کوئی انکی مگر ہم ہیں (عام مسلمان) جو ایسی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور تقاضائے رحمت سے ایک **روحانی متکلم** ہم میں بھیجا ہے جس نے آکر **حقیقی علم کلام** کی بنیاد رکھدی ہے۔ اور **نور الدین** کے مصنف نے جیسا کہ ہم دکھلانے کی انشاء اللہ کوشش کرینگے اپنے ایک عزیز اور قابل قدر ہمعصر (خلافت راشدہ کے مصنف) کی طرح اس بنیاد پر عمارت شروع کر دی ہے جزاہما اللہ خیر الجزاء

غرض

یہ ہیں ریویو کے معنی اور اس طریق پر اس سے علم کلام پیدا ہوا۔ اب ہم اس امر اول کے خاتمہ پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کسی تصنیف پر رائے لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ تخم تاثیر صحبت کا اثر ایک عام مقولہ ہے اسکے جزو اول کے متعلق گو بعض اہل الرائے متفق نہیں اور اسکو صحیح نہیں سمجھتے لیکن دوسرا جزو عام طور پر مسلم ہے۔ اور ہمکو اسوقت یہی ملحوظ نظر ہے۔ ہر فرقہ ہر ملک اور ہر طبقہ کے دانشمندوں اور بزرگوں کا اسپر اتفاق ہے کہ صحبت سے بڑھ کر (عام اس سے کہ بھلی ہو یا بری) کوئی چیز مؤثر نہیں اسکے مؤثر ہونیکا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کا ارشاد اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب میں موجود ہے۔ جیسے انسانی صحبت اندر ہی اندر اپنا اثر کرتی رہتی ہے اسیطرح مختلف تصانیف اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتیں ہمارے زمانہ کا ربانی عالم اور قرآنی فلاسفر یہی وجہ ہے کہ ناولوں کو مخرب اخلاق فسانوں اور رسالوں کو بھی سحر میں شامل کرتا اور اللہ سے چھوٹ جانے کا باعث قرار دیتا ہے۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ایشیا کے مصنفوں نے اس کتابی اثر صحبت کی بھی پرواہ نہیں کی اور نہ ملک کی ریفارمروں نے اس ضرورت کو کبھی محسوس کیا اور نہ وہ اس اثر کے اسقدر معترف ہیں۔ اگرچہ عدم علم عدم شئ کو مستلزم نہیں لیکن اپنی انتہائی ساٹھ سالہ زندگی میں یہ صدا بجز تذکرہ یا فلاسفر کے منہ سے پہلے کبھی نہیں سنی؟ اسکا عام ثبوت یہ بھی ہے کہ ملک کا موجودہ لٹریچر دیکھو اور جو تصانیف اور کتب ملتی ہیں انکو پڑھو۔ پھر معلوم ہوگا کہ کیا ہے؟ ملک کے بگڑے ہوئے مذاق کتب بینی نے ملک کی اخلاقی حالت پر جو اثر کیا ہے اسکے واسطے بڑے شہروں کو دیکھو جو تعلیم اور تہذیب کے مرکز سمجھے جاتے ہیں یہ ایک ضمنی بات تھی جو درد دل کیوجہ سے آگئی ورنہ اصل غرض ہماری وہی مضمون ہے کہ **تاثیر صحبت** کے رنگ میں کتابوں کے ذریعہ بہت بڑی بد اخلاقی پھیلی ہے۔ اور اسکے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو **اہل قلم** ہیں (اس سے ہماری مراد ریویو نگار ہیں) اگر وہ اپنے قلم کے ہنر اور تازیانہ سے ایسے مصنفوں کو درست کرتے تو آئندہ تصنیفات کے سلسلہ میں اصلاح ہو جاتی۔ اور جب ریویو نگاری کو دجیدالعصر اور ماہر لوگ ہاتھ میں لیں گے یہ اخلاق بگاڑنے والا لٹریچر بڑھنا جاوے گا۔ غرض کسی تصنیف پر ریویو لکھنے سے بڑے فائدے ہوتے ہیں اگر وہ کتاب عمدہ ہو تو اس کے ناظرین کو فائدہ حاصل کرنیکا موقعہ بڑھتا ہے اگر وہ کتاب بری ہو تو اُس پر احتراز کا سبق ملتا ہے۔ کوئی نقص یا کمی رہ گئی ہو تو کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ یہ ہیں اغراض جنکو مد نظر رکھکر ہم ایسی ریویو کرنا چاہتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

---

* نوٹ۔ حضرت نواب صاحب! حضور علیہ السلام نے یہ بالی شان کیا لیا ... نولا ہوری سید علی ماری کا رسالہ وسیلہ دیکھیے جس میں آل ابیار کی نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بجز امام حسین ہی قرار دیئے گئے ہیں (ایڈیٹر)

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں رہنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک یہاں نہ رہے تو انوار شریعت اور مغز قرآن جو یہاں پیش کیا جاتا ہے اس سے اطلاع کیونکر ہو؟ یہاں نہ رہنے ہی کی وجہ سے آداب النبی کے خلاف بعض اوقات ہمارے بھائی حضرت اقدس سے دعا کے لیے لکھتے ہیں۔

۹۹ فیصدی ایسے خطوط دعا کے لیے آتے ہیں جنکو دعا کرانے کی حقیقت سے خبر نہیں ہے اور اگر ان کو اس راز پر اطلاع ہو تو انکا قلم کانپ جاوے اور کبھی ایسی درخواستیں کرنے کی جرأت نہ کریں۔ کیا دنیادار کے رنگ میں کوئی شخص بطور خود یہ تجویز ملکہ معظمہ کو کر سکتا ہے کہ مجھے فلاں جگہ کا گورنر یا عہدہ دار بنا دو؟ ایسے آدمی کو نادان نہ کہا جاوے گا؟

دعا ایک عجیب برکت اپنے ساتھ لاتی ہے اور اس سے بڑے بڑے عقدے حل ہوتے ہیں مگر **دعا** دعا ہو جب تک اس میں وہ زینت اور خوبصورتی پیدا نہ ہو جو اس کے لوازمات ہیں اسکا کوئی اثر نہیں۔ سچا اضطراب ہو۔ کامل تبدیلی کی جاوے۔ رعایت آداب الدعا ہو۔ خشوع وخضوع کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام کے لیے دعا کی جاوے پھر اس پر اجابت اس کے لیے جلد کھولا جاتا ہے اور دنیوی برکات بھی اسکے ساتھ ہی آتی ہیں۔

صحابہ کی خصوصیت میں نے صحابہ کی سیرۃ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور مجھے یاد نہیں کسی اولوالعزم صحابی کی پاک زندگی میں یہ پایا جاتا ہو کہ اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دنیوی اغراض کے لیے یہ عرض کی ہو کہ حضور دعا کریں مجھے فلاں سلطنت مل جاوے یا میرے بیٹا ہو جاوے جو میری جائیداد کا وارث ہو۔ اس سے صحابہ کی عظمت اور انکی پاک باطنی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مگر دیکھو انھوں نے گو دنیا کے لیے کوئی دعا نہیں کرائی لیکن کیا وہ دنیا سے محروم رہے؟ دنیا خود ان کے پاس آگئی۔ وہ بادشاہ بنا دیے گئے۔ اور قیصر و کسریٰ کے خزانے انکے پاؤں میں ڈالے گئے۔

ہے کوئی مقابلہ کرے دوسرے بادشاہوں کا جو دنیا میں ہوئے ہیں لیکن کیا وہ صحابہ جیسے بادشاہ ہوئے۔ پس تم بھی دنیا کے لیے دعائیں نہ کرو۔ اور نہ منگواؤ بلکہ دین کی عظمت اور اُسکے اعلاء کے لیے خود بھی کرو۔ اور امام سے بھی کراؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کے لیے ہونگی انکی اجابت یقینی ہے پھر اس کے ثمرات بھی لازم طور پر آئینگے۔

دعاؤں سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے ان کے نتائج عرصہ دراز کے بعد بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں لیکن مومن کبھی تھکتا نہیں۔ قرآن شریف میں دعاؤں کے نمونے موجود ہیں ان میں سے ایک ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے وہ اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کرتے ہیں

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

اس دعا پر غور کرو حضرت ابراہیم کی دعا روحانی خواہشوں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ کے تعلقات بنی نوع کی بھلائی کے جذبات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے وہ دعا مانگتے ہیں کہ میری اولاد کو بادشاہ بنا دے مگر دیکھو کیا کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب میری اولاد میں انہیں میں کا ایک رسول مبعوث فرما۔ اس کا کام کیا ہو وہ اُن پر تیری آیات تلاوت کرے اور ایسی قوت قدسی رکھتا ہو کہ وہ انکو پاک و مطہر کرے اور انکو کتاب اللہ کے حقائق و حِکم سے آگاہ کرے اسرار شریعت ان پر کھولے۔

یہ ایسی عظیم الشان **دعا** ہے کوئی دعا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور ابتدا سے آخر تک جن لوگوں کے حالات زندگی ہمیں مل سکتے ہیں کسی کی زندگی میں یہ دعا پائی نہیں جاتی حضرت ابراہیم کی عالی ہمتی کا اس سے خوب پتہ ملتا ہے۔ پھر اس دعا کا نتیجہ کیا ہوا اور کب ہوا۔ عرصہ دراز کے بعد اس دعا کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان پیدا ہوا۔ اور وہ دنیا کے لیے ہادی اور مصلح ٹھیرا قیامت تک رسول ہوا۔ اور پھر وہ کتاب لایا جس کا نام قرآن ہے اور جس سے بڑھ کر کوئی رشد۔ نور اور شفا نہیں ہے۔

یہ دعاؤں کے برکات اور ثمرات ہیں۔ پھر اس دعا سے کس قدر ثمرات حضرت ابراہیم کی اولاد کو ملے تم خود سوچ سکتے ہو۔

بات یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ بنجاتا ہے اور اُسکی ساری نفسانی خواہشیں برطرف ہو جاتی ہیں اور ساری غرض و غایت اللہ کے لیے ہو جاتی ہے اور اُسکے دین کا اظہار اس کا مقصد ہو جاتا ہے تو پھر ساری مشکلات اسکی حل ہو جاتی ہیں۔ دنیا اور اُسکے اسباب خود اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں۔ مگر اس کی راہ اختیار کرنے کے واسطے ضرورت ہے قرآن شریف پر عمل کرنے کی۔ اور عمل کے لیے پہلے ضروری ہے قرآن شریف کا فہم اور فہم قرآن بجز تقویٰ کے حاصل نہیں ہوتا اور اسکے واسطے مجاہدہ شرط ہے۔ اور یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں مامور کی صحبت سے اور صادق کے پاس رہنے سے اسی لیے اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

اور پھر یہ نصیحت فرماتا ہے کہ تفقہ فی الدین کے لیے اپنی اپنی جگہ سے کچھ آدمی بھیجو جو مامور کی صحبت میں رہ کر وہ فیض حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کریں تاکہ ان میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔

بارہا یہ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشاد الٰہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ تمہیں فخر ہے کہ قرآن تمہارے پاس ہے مگر یہ فخر جائز اُسوقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سارا پڑھ لو۔ لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کیونکر آ سکتا ہے۔ میں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اول تقویٰ اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو۔ اور پھر ایکبار خود قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کر لو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس دفعہ مشکلات باقی رہ جائیں انکو نوٹ کرو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جائے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کریگا لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہ ہو۔ بڑی ضرورت عملدرآمد کی ہے۔ ایکمرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے وہ کیا بات تھی جس نے آپ کو بوڑھا کر دیا؟ یہ حکم تھا

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ

یعنی جب تک تو اور تیرے ساتھ والے تقویٰ میں قائم نہ ہوں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے اس لیے تو سیدھا ہو جا جیسا کہ تجھ کو حکم دیا گیا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے اغراض کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے جب تک امتحان نہ ہوئے کوئی سارٹیفکٹ کامیابی کا مل نہیں سکتا۔ خیر القرون کے لوگوں کو بھی یہی آواز آئی

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر چھوڑ دیے جاوینگے کہ وہ ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے بڑے بڑے زلزلے اور مصائب کے بادل آتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ان کی غرض تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشا اس سے استقامت اور سکینت کا عطا کرنا ہوتا ہے اور بڑے بڑے فضل اور انعام ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جو لوگ کچے غیر مستقل مزاج۔ کم ہمت اور منافق طبع ہوتے ہیں وہ الگ ہو جاتے ہیں صرف مخلص وفادار۔ بلند خیال اور سچے مومن رہ جاتے ہیں جو ان ابتلاؤں کے جنگلوں میں بھی امتحان اور بلا کی خار دار جھاڑیوں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں وہ تکالیف اور مصائب ان کے ارادوں اور ہمتوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتا۔ ان کو پست نہیں کرتیں بلکہ اور بھی تیز کر دیتی ہیں وہ پہلے سے زیادہ تیز چلتے اور اس راہ میں شوق سے دوڑتے ہیں نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ بلائیں وہ تکالیف و مصائب و شدائد خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور کرم اور رحمت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور وہ کامیابی کے اعلیٰ معراج پر پہونچ جاتے ہیں۔ اگر ابتلاؤں کا تختہ مشق نہ ہو تو کسی کامیابی کی کیا اُمید ہو۔ دنیا میں بھی دیکھو ایک ڈگری حاصل کرنے کے واسطے اے۔ بی۔ سی شروع کرنے کے زمانہ سے لیکر ایم اے کے امتحان تک کسقدر امتحانوں کے نیچے آنا پڑتا ہے۔ کسقدر روپیہ اُس کے واسطے خرچ کرتا ہے اور کیا کیا مشکلات اور مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ باوجود اسکے بھی یقینی امر نہیں ہے کہ ایم اے پاس کر لینے کے بعد کوئی کامیاب زندگی سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ تعلیم میں طالب علم کی صحت خطرناک حالت میں پہونچ جاتی ہے اور ڈپلوما اور پیام موت ایک ہی وقت آ پہونچا ہے اس محنت اور مشقت اور ان امتحانوں کی طیاری روپیہ کے صرف سے اسنے کیا فائدہ اُٹھایا یا والدین نے کیا؟ مگر اسکے بالمقابل اللہ تعالیٰ کیلیے ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے والا کبھی نہیں ہوا کہ وہ کامیاب نہ ٹھہرا ہو اور نامراد رہا ہو۔ ان لوگوں کی لائف پر نظر کرو اور انکے حالات پڑھو جنپر خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ہونیکی وجہ سے کوئی ابتلا آیا اور اُنھوں نے ثبات قدم استقلال اور صبر کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا اور پھر بامراد نہ ہوئے ہوں۔ ایسی ایک بھی نظیر نہ ملے گی

(باقی آئندہ)

دربارِ شام

۲۷ فروری ۱۹۰۴ء

آج اعلیحضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد کے بالائی حصہ پر نماز مغرب ادا کی اور بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ چند مہمانوں نے اجازت روانگی حاصل کی + بعض احباب خصوصاً **سید تفضل حسین** صاحب اٹاوی (جو گیارہ سال کے بعد آئے تھے) کو خطاب کر کے پیار سے فرمایا کہ آمدن باارادت رفتن باجازت آپ تو جانتے ہی ہیں کہ کسقدر آپ کو ٹھہرنا چاہیئے۔ ہر ایسے پایا جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ احباب عرصہ تک رہ کر آپکی پاک صحبت سے بہرہ اندوز ہوں۔ اسی ضمن میں طاعون کی شدت کا ذکر ہو گیا۔ اسپر آپ نے سلسلہ کلام یوں شروع

فرمایا

معاملہ جیسا یقین

حقیقت میں سچے اسلام پر اب رفت آیا ہے + یقین بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ پر جس قسم کا یقین انسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے پس ضروری امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف کر لے تا وہ بھی رحم کرے کیونکہ سچ یہی ہے مَن کانَ لِلّٰہ کانَ اللّٰہُ لَہٗ۔

طاعون اور صحابہ کی شہادت

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ بھی طاعون سے فوت ہوئے لیکن اُن کے لیے وہ شہادت تھی۔ مؤمن کے واسطے یہ شہادت ہے پہلی اُمتوں پر رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ تھی۔ صحابہ کسقدر اعلیٰ درجہ رکھتے تھے لیکن اُن میں سے بھی اسکا نشانہ ہو گئے اس سے اُن کے مومن ہونے میں کوئی شبہ نہیں ابو عبیدہ بن الجراح جیسے صحابی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑے ہی عزیز تھے طاعون ہی سے شہید ہوئے تھے۔ طاعون سے مرنا عام مومنوں کے لیے تو کوئی حرج نہیں البتہ جہاں انتظام الٰہی میں فرق آتا ہے وہاں خدا تعالیٰ ایسا معاملہ نہیں کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی مامور و مرسل طاعون کا شکار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے انتظام میں بڑا نقص اور خلل پیدا ہوتا ہے

پس انبیاء و رسل اور خدا کے مامور ان امراض سے بچائے جاتے ہیں اور یہی نشان ہوتا ہے

صحابہ کی تصویر پر ضمنی تذکرہ

حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ حضور یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ تھے ایک بھی بہرہ نہ تھا۔ اسپر امام الملّت نے فرمایا کہ چونکہ اُس وقت خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو رہا تھا اور اس امر کی ضرورت تھی کہ صحابہ اُسے سنیں اور روایت کر کے دوسروں تک پہنچائیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے اس انتظام کو قائم رکھنے کے لیے صحابہ کو اس بہرہ پن سے محفوظ رکھا + ایسے وقت اگر آنکھ نہ ہو تو کام ہو سکتا ہے لیکن کان کے بغیر کام نہیں چل سکتا ان حقائق و معارف کو جو ایک مرسل لے کر آتا ہے سُننے کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے

پہلے کلام کی طرف رجوع

غرض یہ مقام ڈر کا ہے کیونکہ طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور جو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے نفاق کام نہیں دے گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے

الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم

بعض وقت انسان موجودہ حالت اپنی پر بے خطر ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ اس میں زندگی گذارتا ہوں مگر یہ غلطی ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں ہے کہ سابقہ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا کیا بے اعتدالیاں اور کمزوریاں ہو چکی ہیں اسواسطے مومن کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی بیخوف نہ ہو اور ہر وقت **توبہ اور استغفار** کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان گذشتہ بدیوں کے بُرے نتائج سے بھی خدا کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ **توبہ اور استغفار** سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

سچی توبہ کرنے والا **معصوم** کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو **معاف** ہو جاتے ہیں پھر آیندہ کے لیے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح پر خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جاویگا اور پھر اُسپر کوئی خوف و حزن نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

ولایت

خدا تعالیٰ نے انکو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے اُس کو کسی کی حاجت نہیں اسلیے استثنا ایک شرط کے ساتھ ہے ولم یکن ولی من الذل۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تعزز کر کے کسیکو ولی نہیں بناتا بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے اُسکو کسیکی کوئی حاجت نہیں ہے اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اُسی کو پہنچتا ہے۔

ہزاروں ہزار فوائد اور امور ہوتے ہیں جو اُس کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور نہ صرف اُسکی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اُس کے اہل و عیال اُسکے احباب کے لیے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہانتک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دیجاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور اُن زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور اُن کپڑوں میں برکت دیجاتی ہے جنمیں وہ ہوتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ **ولی اللہ** بننا ہی مشکل ہے بلکہ اس مقام کا سمجھنا ہی دشوار ہوتا ہے کہ یہ کس حالت میں کہا جاوے گا کہ

وہ خدا کا ولی ہے

انسان انسان کے ساتھ تو طرح طرح کی خوشامد کر سکتا ہے اور اُسکو خوش کر سکتا ہے خواہ دل میں ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو۔ ایک شخص کو خیر خواہ کہہ سکتے ہیں مگر حقیقت میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خیر خواہ ہے یا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت و محبت کس رنگ سے ہے پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریب اور دغا نہیں ہو سکتا کوئی اُسکو دھوکا نہیں دے سکتا۔ جب تک سچے اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ یک رنگ ہو کر خدا تعالیٰ کا نہ بن جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا اجتبا اور اصطفا **فطرتی** جوہر سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے گذشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اسکا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کل خطائیں بخشدیتا ہے۔ اور پھر اسکو کبھی شرمندہ نہیں کرتا نہ اس دنیا میں اور نہ آخرۃ میں۔ یہ کسقدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایکدفعہ درگذر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اُس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا اُسکی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ منافقانہ زندگی بسر کرے تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے۔

برکات اور فیوض الٰہی کے حصول کے واسطے دل کی **صفائی** کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے جب تک وہ دل صاف نہ ہو کچھ نہیں چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ دل پر نظر ڈالے تو اُسکے کسی حصہ یا کسی گوشہ میں کوئی شعبہ نفاق کا نہ ہو جب یہ حالت ہو۔ تو پھر الٰہی نظر کے ساتھ تجلیات آتی ہیں اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

اُس کے لیے ایسا وفادار اور صادق ہونا چاہیئے جیسے **ابراہیم** علیہ السلام نے اپنا صدق دکھایا یا بسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمونہ دکھایا۔ جب انسان اس رنگ پر قدم مارتا ہے تو وہ بابرکت آدمی ہو جاتا ہے پھر دنیا کی زندگی میں کوئی ذلت نہیں اُٹھاتا۔ اور نہ تنگی رزق کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ اسپر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُس کو لعنتی زندگی سے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کا خاتمہ بالخیر کرتا ہے مختصر یہ کہ جو

خدا تعالیٰ سے سچا اور کامل تعلق رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اُسکی ساری مرادیں پوری کر دیتا ہے اُسے نامراد نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت قادر و کریم کا اقتضا

اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بڑی قابل غور ہیں اور ان صفات پر ایمان لانے سے بھی اُمید وسیع ہوتی اور مومن کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔ وہ صفات اس کے قادر اور کریم ہونیکے ہیں۔ جب تک یہ دونوں باتیں نہ ہوں کوئی **فیض** نہیں ملتا ہے + دیکھو اگر کوئی شخص کریم تو ہو اور اسکے پاس ہو تو ہزاروں روپیہ دینے میں بھی اسے تامل اور دریغ نہ ہو لیکن اس کے گھر میں کچھ بھی نہ ہو تو اسکی صفت **کریمی** کا کیا فائدہ۔ یا اسکے پاس روپیہ تو بہت ہو مگر کریم نہ ہو۔ پھر اس سے کیا حاصل؟ مگر خدا تعالیٰ میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ وہ **قادر** ہے اور کریم بھی ہے اور ان دونوں صفتوں میں بھی وہ **واحد لاشریک** ہے۔

پس جب ایسی قادر اور کریم ذات کے ساتھ کوئی کامل تعلق پیدا کرے تو اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہوگا؟ بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے وہ شخص جو اسکا فیصلہ کرے سرمد نے کیا اچھا کہا ہے۔

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے یار می باید داد
یا قطع نظر ز یار می باید کرد

حقیقت میں اس نے سچ کہا ہے بیمار اگر طبیب کی پوری اطاعت نہیں کرتا ہے تو اسکے کیا فائدہ؟ ایک عارضہ نہیں تو دوسرا اسکو تنگ کر دے گا اور وہ اسطرح تباہ اور ہلاک ہو جاوے گا۔ دنیا میں اسقدر آفتوں سے انسان گھرا ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو اور اس کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو تو پھر سخت خطرہ کی حالت ہے۔

پنجابی میں بھی ایک مصرعہ مشہور ہے ع

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

یہ من کان للہ کان اللہ لہ ہی کا ترجمہ ہے۔

جب انسان خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو پھر کچھ شک نہیں ساری دنیا اسکی ہو جاتی ہے۔ ہمارا اسوقت بڑے بڑے مشکلات آ کر پڑتے ہیں۔ لوگ ہمارے سلسلہ کی مخالفت کے لیے کیا کیا کوشش نہیں کرتے اسکی عدم ضرورت کے واسطے کہتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ہم نماز اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ آخر بے نصیب رہ جاتے ہیں

برکات نماز کسطرح ملتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ نماز میں برکات ہیں مگر وہ برکات ایسے لوگوں کو نہیں مل سکتے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خدا تعالیٰ نماز پڑھاوے۔ ورنہ وہ ایک نرا پوست ہے جو پڑھنے والے کے ہاتھ میں رہ جاتا ہے اسکو مغز سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح **کلمہ** بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کلمہ پڑھواوے جبتک **نماز** اور **کلمہ** پڑھنے میں **آسمانی چشمہ** سے کچھ حصہ نہ ملے تو کیا فائدہ؟ وہ نماز جس میں **حلاوت** اور **ذوق** ہو اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم ہو کر پوری نیازمندی اور خشوع کا نمونہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جسکو پڑھنے والا فوراً محسوس کر لیتا ہے کہ اب وہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔

ابدال

جب یہ تبدیلی اسی کی حالت میں واقع ہوتی ہے اسوقت اسکا نام **ابدال** ہوتا ہے۔

حدیث میں جو ابدال آیا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ کامل انقطاع اور تبتل کے ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنی حالت میں تبدیلی کر لے۔

جیسے قیامت میں بہشتیوں میں تبدیلیاں ہونگی کہ وہ چاند یا ستاروں کی مانند ہونگے اسی طرح اسی دنیا میں بھی ان کے اندر تبدیلی ضروری ہے تاکہ وہ اس تبدیلی پر شہادت ہو اسی لیے فرمایا ہے

ولمن خاف مقام ربہ جنتان

اس دنیا میں بھی ایک بہشت ہے جو مومن کو دیا جاتا ہے اسکے موافق کچھ تبدیلی بھی یہاں ہوتی ہے + اسکو ایک خاص قسم کا وہب دیا جاتا ہے جو الٰہی تجلیات کے پرتو سے ملتا ہے نفس امارہ کے جذبات سے اسکو روک دیا جاتا ہے اور نفس مطمئنہ کی سکینت اور اطمینان اس کو ملتا ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یہاں تک کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا۔

قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم

اسی طرح اس کے لیے کہا جاتا ہے **یا نار کونی بردا و سلاما**۔ اس آواز پر اسکے سارے جوشوں کو ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ میں ایک راحت اور اطمینان پا لیتا ہے اور ایک تبدیلی اس میں پیدا ہو جاتی ہے جب تک یہ تبدیلی نہ ہو۔ نماز۔ روزہ کلمہ۔ زکوۃ وغیرہ ارکان محض رسمی اور ناتمام طور پر ہیں ان میں کوئی روح اور قوت نہیں ہے اور ایسا انسان خطرہ کی حالت سے نکل کر امن میں آ جاتا ہے۔

یاد رکھو

جب انسان کا وجود خدا کی محبت میں گم ہو جاتا ہے اسوقت وہ جانتا ہے کہ خدا بھی محبت رکھتا ہے کیونکہ دل را بدل رہیست مشہور ہے

اہل و عیال کا تہیہ

بہت سے لوگ ہیں جو اہل و عیال کا تہیہ کرتے ہیں اور ان کے سارے ہم و غم اسی پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں + کہ ان کی اولاد ان کے بعد انکے مال و اسباب اور جائداد کی مالک اور جانشین ہو۔ اگر انسان کی خواہش اسی حد تک محدود ہے اور وہ خدا کے لیے کچھ بھی نہیں کرتا تو یہ جہنمی زندگی ہے اسکو اس سے کیا فائدہ جب یہ مر گیا تو پھر کیا دیکھنے آئے گا کہ اسکی جائداد کا کون مالک ہوا ہے اور اس سے اسکو کیا آرام پہنچے گا۔ مر گیا تو قصہ پاک ہو چکا۔ اور یہ کبھی پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لیے ایسے ہم و غم سے کیا حاصل جو دنیا میں جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور آخرت میں بھی عذاب دینے والا۔ قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے واپس نہ آنے کے دو وعدے ہیں ایک جہنمیوں کے لیے۔ جیسے فرمایا

حرام علی قریۃ اھلکنھا انھم لا یرجعون

اھلکنھا عذاب پر بھی آتا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ خراب زندگی کے لوگ پھر واپس نہیں آئیں گے۔ اور ایسا ہی بہشتیوں کے لیے بھی آیا ہے

لا یبغون عنھا حولا

مسیح کا عدم رجوع

دونوں قسم کے لوگ ہوتے جیسا ان دونوں سے مردوں کا عدم رجوع ثابت ہے پر معلوم نہیں کہ مسیح کو کیسطرح پھر واپس لاتے ہیں۔ ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کا پھر آنا فضول ہے۔ اور جو شخص قرآن کریم کی اس شہادت اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کو منظور نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو مردوں میں یحیٰی کے پاس دیکھ آئے ہیں اسپر بھی جو انکار کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

غرض

جبکہ یہ ثابت ہے کہ پھر اس دنیا میں واپس آنا نہیں ہے اور یہاں سے سب قصہ تمام کر کے جائیں گے اور پھر دنیا سے کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔ تو املاک و اسباب کا خیال کرنا کہ اس کا وارث کوئی ہو یہ شرکا کے قبضہ میں نہ چلے جاویں فضول اور دیوانگی ہے ایسے خیالات کے ساتھ دین جمع نہیں ہو سکتا۔

مال

یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبر گیری کرے کہ وہ اس کے زیر دست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہوگا۔ جیسے فرمایا ہے۔

ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا

اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بیدست و پا ہو جاتے ہیں۔ اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسی طرح **اولاد** جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اسکی تربیت اور پرورش کے سامان نہ کرے تو وہ گویا **یتیم** ہی ہے پس انکی خبر گیری اور پرورش کا تہیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہوگا۔ اور **بیوی** اسیر کیطرح ہے اگر یہ **عاشروھن بالمعروف** پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جسکی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے۔

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور انکی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے

بلکہ

واجعلنا للمتقین اماما کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی **خادم** ہو لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہونگے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بےخبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں۔ اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر انکی جائداد کا مالک نہ بن جاوے مگر یاد رکھو کہ اسطور پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ **دین کی خادم** ہو۔

اسی طرح پھر بیوی کرے تاکہ اس سے کثرت سے **اولاد پیدا ہو** اور وہ اولاد دین کی سچی خدمتگذار ہو۔ اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے اسکے سوا جسقدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ **رحم** اور **تقویٰ** مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔

اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائیداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر **گناہ** ہے۔ اس قسم کے قصور اور کسریں ہوتی ہیں جن سے "**تاریکی میں ایمان** رہتا ہے لیکن جب ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لیے ہو جاوے تو **ایمان روشن** ہو جاتا ہے + اور یہی غرض ہر مسلمان مومن کی ہونی چاہیے۔ کہ ہر کام میں اس کے خدا ہی مدنظر ہو۔ کھانے پینے عمارت بنانے دوست دشمن کے معاملات غرض ہر کام میں خدا تعالیٰ ملحوظ ہو تو سب کاروبار **عبادت** ہو جاتا ہے لیکن جب مقصود **متفرق** ہوں پھر وہ **شرک** کہلاتا ہے۔

مگر مومن دیکھے کہ خدا کیطرف نظر ہے یا اور قصد ہے اگر اور طرف ہے تو سمجھے کہ دور ہو گیا ہے

صید نزدیک است دور انداختہ

بات مختصر ہوتی ہے مگر اپنی بدقسمتی سے لمبی بنا کر محروم ہو جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف **تبتل** کرنا اور اسکو مقصود بنانا اہل و عیال کی خدمت اسی لحاظ سے کرنا کہ وہ امانت ہے اسطرح پر دین محفوظ رہتا ہے کیونکہ انہیں خدا کی رضا مقصود ہوتی ہے لیکن جب دنیا کے رنگ میں ہو اور غرض وارث بنانا ہو تو اسطرح پر خدا کے غضب کے نیچے آ جاتا ہے۔

اولاد تو نیکوکاروں اور ماموروں کی بھی ہوتی ہے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بھی دیکھو کسقدر کثرت سے ہوئی کہ کوئی گن نہیں سکتا مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انکا خیال اور طرف تھا بلکہ ہر حال میں خدا ہی کیطرف رجوع تھا۔

اصل اسلام اسی کا نام ہے جو ابراہیم کو بھی کہا کہ اسلم۔ جب ایسے رنگ میں ہو جاوے تو وہ شیطان اور جذبات نفس سے الگ ہو جاتا ہے + یہانتک کہ وہ خدا کی راہ میں جان تک کے دینے میں بھی دریغ نہ کرے اگر جانسپاری سے دریغ کرتا ہے تو خوب جان لے کہ وہ سچا مسلم نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ پوری اطاعت ہو۔ اور پوری پوری عبودیت کا نمونہ دکھاوے یہانتک کہ آخری امانت جان

ما۔ ان تقریروں میں [illegible] سراج الحق نعمانی سے مقصد تھا۔

بھی دیوے اگر بخل کرتا ہے تو پھر سچا مومن اور مسلم کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ جانبازی کرنے والا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو بڑا ہی پیارا اور محبوب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے یہی کیا۔ انھوں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور اپنے خون بہا دیے شہید بھی وہی ہوتا ہے جو جان دینے کا قصد کرتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ یہ چند کلمے ناگہانی آفات سے بچنے اور سچا مسلم بننے کے لیے ہیں۔ اور اگر انسان ان پر عمل کرے تو طاعون سے بچانے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہیں۔

یاد رکھو قہر الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا وہ سخت چیز ہے جنیت قوموں پر جب نازل ہوا ہے تو وہ تباہ ہو گئی ہیں۔ اس قہر سے ہمیشہ کامل ایمان بچا سکتا ہے ناقص ایمان بچا نہیں سکتا۔ بلکہ کامل ایمان ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں اور ادعونی استجب لکم خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو خلاف نہیں ہوتا کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اسکا فرمان ہے۔

پس ایسے وقت میں کہ آفت نازل ہو رہی ہے ایک تو یہ چاہیے کہ دعائیں کرتے رہیں دوسرے صغائر کبائر سے جہانتک ممکن ہو بچتے رہیں تدبیروں اور دعاؤں میں لگے رہیں گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے۔ اسکا مزہ اسی دنیا میں چکھنا پڑتا ہے۔ گناہ دو طرح پر ہوتے ہیں ایک گناہ غفلت سے ہوتے ہیں جو شباب میں ہو جاتے ہیں دوسرے بیداری کے وقت میں ہوتے ہیں جب انسان پختہ عمر کا ہو جاتا ہے ایسے وقت میں جب گناہ سے راضی نہیں ہوگا اور ہر وقت استغفار کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر سکینت نازل کریگا اور گناہوں سے بچائے گا۔

گناہوں سے پاک ہونے کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کا فضل درکار ہے جب اللہ تعالیٰ اُسکے رجوع اور توبہ کو دیکھتا ہے تو اُسکے دل میں غیب سے ایک بات پڑ جاتی ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور اس حالت کے پیدا ہونے کے لیے حقیقی مجاہدہ کی ضرورت ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

جو مانگتا ہے اُسکو ضرور دیا جاتا ہے اسی لیے **میں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی** چیز نہیں۔ دنیا میں دیکھو کہ بعض خر گدا ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں اُنکو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے جب یہ اڑ کر دعا کرتا ہے تو پا لیتا ہے کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں ؟

قبول دعا کا راز یہ قاعدہ یاد رکھو کہ جب دعا سے باز نہیں آتا اور اس میں لگا رہتا ہے تو آخر دعا قبول ہو جاتی ہے۔

مگر یہ بھی یاد رہے کہ باقی ہر قسم کی دعائیں طفیلی ہیں اصل دعائیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کرنی چاہییں۔ باقی دعائیں خود بخود قبول ہو جائیں گی۔ کیونکہ گناہ کے دور ہونے سے برکات آتی ہیں۔ یوں دعا قبول نہیں ہوتی جو نری دنیا ہی کے واسطے ہو۔ اس لیے پہلے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے دعائیں کرے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر دعا

اھدنا الصراط المستقیم

ہے جب یہ دعا کرتا رہے گا تو وہ منعم علیھم کی جماعت میں داخل ہوگا جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے دریا میں غرق کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے زمرہ میں جو منعم علیہم ہیں داخل ہو کر یہ وہ انعامات الٰہی حاصل کرے گا جیسی عادت اللہ ان سے جاری ہے۔ تم کبھی کسی نے نہیں سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک راستباز متقی کو رزق کی مار دے بلکہ وہ تو سات پشت تک بھی رحم کرتا ہے قرآن شریف میں خضر و موسیٰ کا قصہ درج ہے کہ انھوں نے ایک خزانہ نکالا۔ اسکی بابت کہا گیا کہ ابوھما صالحا اس آیت میں ان کے والدین کا ذکر تو ہے لیکن یہ ذکر نہیں کہ وہ لڑکے خود کیسے تھے باپ کے طفیل سے اس خزانہ کو محفوظ رکھا تھا اور اس لیے اُنپر رحم کیا گیا۔ لڑکوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ستاری سے کام لیا۔

توریت اور ساری آسمانی کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ متقی کو ضائع نہیں کرتا اس لیے پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہییں جنسے نفس امارہ نفس مطمئنہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے پس اھدنا الصراط المستقیم کی دعائیں مانگو کیونکہ اسکے قبول ہونے پر جو یہ خود مانگتا ہے خدا تعالیٰ خود دیتا ہے **سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب انسان سچی توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے یہ دیتا ہے آخر کہتے ہیں کہ بیوی بھی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات وہ اپنے بیان کرتے ہیں۔ اور یہ سب بالکل سچ کہ خدا تعالیٰ خود متعہد ہو جاتا ہے۔

اس کے موافق **میرا بھی ایک الہام ہے**

مرحبا بادہ نوعروسی آسمان ساماں کنم

غرض جب متولی اور متکفل خدا ہو تو پھر کیا ہی مزہ آتا ہے۔

اسکے بعد چند سوال بعض باہر سے آئے ہوئے جماعت نے پوچھے جو استفسار اور اُنکے جوابات نمبر ۱ تا ... میں درج کیے ہیں۔

دربار شام

۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۴ء

الخبیثت للخبیثین انسان اگر اپنے نفس کی پاکیزگی اور طہارت کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر گناہوں سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ یہی نہیں کہ اسکو پاک کر دے گا بلکہ وہ اسکا متکفل اور متولی بھی ہو جائے گا۔ اور ایسی خبیثات سے بچائے گا۔ الخبیثات للخبیثین کے یہی معنے ہیں۔ اندرونی معصیت۔ ریاکاری۔ عجب۔ تکبر۔ خوشامد۔ خود پسندی۔ بدظنی۔ اور بدکاری وغیرہ وغیرہ خباثتوں سے بچنا چاہیے اگر اپنے آپکو ان خباثتوں سے بچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو پاک و مطہر کر دے گا۔

تقویٰ کیا ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے؟ مگر ضروری امر یہ ہے کہ پہلے یہ سمجھے کہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے؟ تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے۔ اور اسکے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہونچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جو اُسکا حق ہے کہ گداز ہو جاوے بیٹھ کر۔ سجدہ میں رکوع میں قیام میں اور تہجد میں غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر و دعا میں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راستباز اور صادق ٹھہر جاوے۔ لیکن یہ نعمت نہ تو نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے اور نہ نری دعا سے بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا ہے وہ شخص گناہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کر کے اپنی تجویز اور تدبیر اور زور بازو سے نیکی حاصل کرنی چاہتا ہے۔ لیکن مومن اور سچے مسلمان کا یہ شیوہ نہیں وہ تدبیر اور دعا دونوں سے کام لیتا ہے

پوری تدبیر کرتا ہے اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑ کر دعا کرتا ہے اور یہی تعلیم قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں دی گئی ہے چنانچہ فرمایا ہے

ایاک نعبد وایاک نستعین

جو شخص اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا ہے وہ نہ صرف اپنے قویٰ کو ضائع کرتا اور اُنکی بے حرمتی کرتا ہے بلکہ وہ گناہ کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو کنجروں کے ہاں جاتا ہے اور اسی بد صحبت میں اپنا دن رات بسر کرتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے گناہ سے بچا۔ ایسا شوخ انسان خدا تعالیٰ سے مسخری کرتا ہے اور اپنی جان پر ظلم۔ اس سے اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور آخر یہ خیال کر کے کہ میری دعا سُنی نہیں گئی وہ خدا سے بھی منکر ہو جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو کچھ نہیں۔ اور دعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔

جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے پھر نفس کی کشاکش کے لیے دعا کرتا رہے اسی کے واسطے کہا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اس میں کس قدر ہدایت تدابیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہے تدابیر میں بھی خدا کو نہ چھوڑے دوسری طرف فرماتا ہے ادعونی استجب لکم۔ پس اگر انسان پورے تقویٰ کا طالب ہے تو تدبیر کرے اور دعا کرے دونوں کو جو بجا لانے کا حق ہے۔ بجا لائے۔ تو ایسی حالت میں خدا اسپر رحم کرے گا۔ لیکن اگر ایک کریگا اور دوسرے کو چھوڑے گا تو محروم رہے گا۔

[illegible] انسان ایسی طریق سے تقوے پر قائم ہوتا ہے اور تقویٰ الٰہی برکت عمل کی جڑ ہے جو اس سے خالی ہے وہ فاسق ہے۔ تقوے سے زینت اعمال پیدا ہوتی ہے اور اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بنتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

ان اولیاءہ الا المتقون

مجاہدہ موت قبل الموت کامل طور پر جب تقویٰ کا مرحلہ باقی نہ رہے تو پھر یہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاتا ہے اور تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے۔ کیونکہ جب نفس کے منشاء کے

پہلوؤں سے مخالفت کیے گا تو نفس مر جاوے گا۔ اسی لیے کہا گیا ہے

موتوا قبل ان تموتوا

نفس اڑیل گھوڑے کی طرح ہوتا ہے اور جو لذت تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہے اس سے بالکل ناآشنا ہوتا ہے جب اس پر موت آجاوے گی تو چونکہ خلا محال ہے اس لیے دوسری لذات جو تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہیں شروع ہو جائیں گی۔

یہی روایت ہے جس کی ساری مجاہدات کو ہر وقت مشق کرنی چاہیے۔ جیسے بچے جب تختی پر بار بار لکھتے ہیں تو آخر خوش نویس ہو جاتے ہیں۔

و الذین جاھدوا فینا میں مجاہدہ سے مراد یہی مشق ہے کہ ایک طرف دعا کرتا ہے دوسری طرف مخالف نفس پر اسے آخر اللہ تعالیٰ کا فضل آجاتا ہے اور نفس کا جوش و خروش دب جاتا اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے آگ پر پانی ڈال دیا جاوے بہت سے انسان ہیں جو نفس امارہ ہی میں مبتلا ہیں۔

جماعت کی اندرونی اصلاح

میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے۔

بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا کا نام ستار ہے پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہیے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔

ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔ ایک ملا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے بادشاہ نے اس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اس کو کاٹ دیا جاوے گا۔ جب وہ چلا گیا تو اس دائرہ کو کاٹ دیا۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ کیوں کیا تو اس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر میں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے۔

یہ بڑی رعونت کی جڑ بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دیا جاوے۔ ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں۔ اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی

تقویٰ کا حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا اگر وہی جوش۔ رعونت۔ تکبر۔ عجب ریا کاری۔ سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟ سعید اگر ایک بھی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے۔ نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے۔ اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے

آخری نمونہ آپ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔

اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو سخت افسوس اور کم نصیبی ہے۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ۔ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا سے ہے۔ بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ۔ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرو۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو۔ اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو۔ اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ

یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے

ضروری! ضروری!! ضروری!!!

اطلاع خریداران الحکم کے لیے

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہوگی اور مطبع اسکا ہرگز ذمہ

دربار شام

۲۱ فروری ۱۹۰۲ء

موسمی بلاؤں اور وباؤں کے تذکرہ پر فرمایا

وبائیں اور بلائیں کب آتی ہیں

جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے تو یہ وبائیں دنیا میں آتی ہیں لوگ اللہ تعالیٰ سے لاپروا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی پروا نہیں کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی ان شوخیوں اور شرارتوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ باوجودیکہ طاعون ایک کھا جانے والی آگ کی طرح بھڑک رہی ہے۔ لیکن وہی مکر و فریب اور بدکاری کے بازار گرم ہیں بلکہ ان میں زیادتی ہی نظر آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی کیا مرضی ہے۔ اللہ تعالیٰ خفگتا نہیں پہلے زمانہ میں بھی جب لوگ گناہ سے باز نہیں آئے تو زمین کے تختے پلٹ دیے گئے ہیں اور شہروں کے نام و نشان مٹا دیے گئے ہیں۔ جب **طاعون** پہلے پہل پھیلا ہے تو لوگ سمجھتے تھے کہ یہ یونہی ایک اتفاقی بیماری ہے بہت جلد نابود ہو جاوے گی لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے اس وقت جبکہ ابھی اس کا نام و نشان بھی نہ تھا مجھے اطلاع دی تھی کہ یہ **وبا** آنے والی ہے ویسے ہی ابھی یہ خوفناک عذاب **بمبئی** ہی میں پھیلا ہوا تھا جو مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ یہ وبا سارے **پنجاب** میں پھیل جاوے گی۔ اسپر ناعاقبت اندیش لوگوں نے ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا۔ مگر اب دیکھ لو کوئی **جگہ** ایسی نہیں جو اس سے خالی ہو اور اگر کوئی جگہ ایسی ہے بھی تو اس کے اردگرد آگ لگی ہوئی ہے اس کے محفوظ رہنے کا کوئی معاہدہ نہیں ہو چکا۔ حقیقت میں یہ بڑے ہی اندیشہ اور فکر کی بات ہے جبکہ کوئی **علاج** بھی اس کا کارگر **نہیں ہوا**۔ اور زمینی تدابیر میں ناکامی ہوتی ہے تو پھر کس قدر ضروری ہے کہ لوگ سوچیں کہ یہ **بلا** کیوں آئی ہے اور اس کا **علاج کیا ہے**؟

اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جب تک لوگ **سچی توبہ** اور **رجوع الی اللہ** نہیں کرتے اور ان شوخیوں اور **شرارتوں** سے باز نہیں آتے جو خدا کی باتوں سے کی جاتی ہیں یہ **عذاب** پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ لیکن جب انسان **توبہ** اور **استغفار** کرتا ہے اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کا نمونہ دکھاتا ہے تو پھر خدا بھی رجوع برحمت کرتا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اسی طرح فسق و فجور کا بازار گرم ہے اور قسم قسم کے گناہ اس زمین پر ہو رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی عذاب الٰہی کی طیاریاں ہو رہی ہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اس وبا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ قیامت کے قریب عام مری پڑے گی۔ سو اب وہ دن قریب آگئے ہیں اور مری پڑ رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب زمانہ کا آخر ہے۔

اس بات کو مکرر یاد رکھو کہ جب بخل و حسد اور فسق و فجور کی زہریلی ہوا پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور جس قدر اللہ تعالیٰ سے ہراساں و ترساں ہونا چاہیے وہ نہیں رہتا۔ یہ ہوا ایسی ہی ہوتی ہے جیسے بعض اوقات ہیضہ کی زہریلی ہوا پھیلتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے اس وقت بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض جو بچ رہتے ہیں ان کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ صحت درست نہیں رہتی ہاضمہ کا فتور یا اور اسی قسم کی خرابیاں ہوا سے متاثر ہو کر پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جب گناہ کی وبا پھیلتی ہے تو بعض تو اس میں بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں اور جو بچ رہتے ہیں ان کی بھی روحانی صحت میں فرق آجاتا ہے سو یہی حال اب ہو رہا ہے اکثر ہیں جو کھلے طور پر بے حیائیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ تقویٰ اور خدا ترسی سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں اور جو رسمی طور پر دیندار کہلاتے ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ کتاب و سنت سے الگ ہو رہے ہیں اپنے خیال اور رائے سے جو کچھ آتا ہے کر گذرتے ہیں اور حقیقت اور مغز کو چھوڑ کر پوست اور ہڈیوں کو لیے بیٹھے ہیں اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک عذاب بھیجا ہے کیونکہ وہ ایسی حالت میں قیامت سے پہلے اسی دنیا کو قیامت بنا دیتا ہے اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ زندگی قیامت کا نمونہ ہو جاتی ہے۔ اور اب یہ وہی دن ہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں سچائی سے بجائے محبت کے بغض کیا جاتا ہے اور عملی حالتیں خراب ہو چکی ہیں غلط اعتقادات پر ایسا زور دیا گیا ہے کہ حد اعتدال سے بہت تجاوز ہو گیا ہے اور اس حالت پر پہنچ گیا ہے جس کو اعتدا کہتے ہیں۔ ساری قوموں کو دیکھو کہ تیرہ سو برس سے بالکل خاموش اور چپ چاپ تھے اگرچہ اسلام کے ساتھ ان کی لڑائیاں بھی ہوتی رہیں مگر وہ شوخیاں اور شرارتیں جو اب اسلام کے استیصال اور نابود کرنے کے واسطے کی جاتی ہیں نہیں کی جاتی تھیں اور وہ مذہبی زہر نہ تھا جو آج ہے۔ پچاس برس پہلے اگر ان کتابوں کو تلاش کریں جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھیں تو شاید ایک بھی نہ ملے۔ لیکن اب اسقدر کتابیں اخبارات اور رسالے۔ اشتہارات نکلتے ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جاوے تو ایک پہاڑ بن جاوے

تو جواب وہ نہیں ہے۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے جیب کا نمبر دینے میں اثبات کا لحاظ رکھا جاوے کہ رجسٹر ڈاک" نہ لکھا جاوے یہ نمبر دالخانہ کا ہے جو اخبار کا رجسٹری نمبر ہے۔

بعض بچے عیسائیوں کے کئی کئی لاکھ طبع ہوتے ہیں جن میں ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے۔ ایسا مجدد مصلح اور پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو ایسے وقت آیا جبکہ دنیا نجاست سے بھری ہوئی تھی۔ اس وقت آپ نے دنیا کو پاک صاف کیا اور اس مردہ عالم کو زندہ کیا اسکی پاک شان میں وہ فحش گالیاں دیجاتی ہیں جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر میں سے کبھی کسی کو نہیں دیگئیں۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ ان کم بختوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو نشانہ بنایا ہے۔

ایک عاجز ابن آدم کو خدا بنایا جاتا ہے اور بدعملی کو بیحیائی اور جرأت سے کیا جاتا ہے۔ ام الخبائث (شراب) پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ مگر اسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پاک و مطہر انسان کی پاک ذات پر حملے کرنے کے لیے زبان کشائی کرتے ہیں۔ ان کے ملکوں میں جاکر اگر کوئی عفت اور پارسائی کا نمونہ دیکھنا چاہے تو سے معلوم ہوگا کہ کفارہ سے کیا کیا برکات انپر نازل ہوئے ہیں۔ جو بڑے مہذب کہلاتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ ہمہ تن دنیا ہی کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ایسے سرنگوں دنیا کے سامنے ہوئے ہیں کہ انھوں نے دنیا ہی کو خدا سمجھ لیا ہے ان کے نزدیک ان شاء اللہ کہنا بھی ہنسی کی بات ہے اور ان کے اثر سے ہزاروں لاکھوں انسان تباہ ہو رہے ہیں۔ اور توجہ الی اللہ اور خدا تعالے پر بھروسہ کرنا خطرناک غلطی اور حماقت ہے باوجودیکہ یہ حالت ان لوگوں کی ہو چکی ہے لیکن اسلام کے استیصال کے لیے وہ لاکھوں کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں مگر یاد رکھو کہ

اسلام ان کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا اسکا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے

اب اسلام کی اندرونی حالت دیکھو۔ فیض کا چشمہ علماء تھے مگر انکی حالت ایسی قابل رحم ہو چکی ہے کہ اسکے بیان کرنے سے بھی شرم آجاتی ہے۔ جس غلطی پر کوئی اڑ گیا ہے یا جو کچھ اسکے منہ سے نکل گیا ہے ممکن نہیں کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ اس غلطی کو جسنے ظاہر کیا جھٹ پٹ اُسے کافر اور دجال کا خطاب مل گیا حالانکہ صادق اور راستباز کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں اسے کسی اپنی غلطی کا پتہ لگا ہے وہیں چھوڑ دیتا ہے اسے ضد اور اپنی غلطی پر نہیں ہوتا مختلف فرقہ بنا۔ باہمی تکفیر قرآن اور اسلام سے ناواقفیت طور پر انکی حالت کو بتا رہی ہے نتیجہ صرف دنیا تک ہیں انکی سزا اور اثر بھی دنیا ہی تک محدود ہے مگر جو امور عاقبت کے متعلق ہیں۔ ان میں اگر سستی اور بے پروائی کی جاوے تو اسکا نتیجہ جہنم ہوتا ہے۔

میں بعض وقت ان لوگوں کی حالت دیکھکر سخت حیران ہو جاتا ہوں اور خیال گذرتا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالے پر یقین نہیں ورنہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ آیات و نشانات دیکھتے ہیں ہم دلائل پیش کرتے ہیں مگر انپر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ مومن کے سامنے اگر اللہ تعالے کا کلام پیش کیا جاوے وہ فوراً ڈر جاتا ہے اور جرأت سے اسکی تکذیب پر لب کشائی نہیں کرتا مگر انکی عجب حالت ہے کہ ہم اپنی تائید میں سب سے اول تو یہ پیش کرتے ہیں کہ

خدا نے مجھے مامور کیا ہے

اور پھر اپنی تائید دعوے میں ہم آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پیش کرتے ہیں اس سے ہی ترساں ہو جاتے مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ خدا تعالی کے نشان دیکھتے ہیں مگر تکذیب کرتے ہیں عقلی دلائل کا اثر نہیں غرض جو طریق ایک راستباز کی شناخت کے ہو سکتے ہیں وہ سب پیش کیے جاتے ہیں لیکن ایک بھی نہیں مانتے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ایک وقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک مرتبہ بھاگتے جاتے تھے کسی نے پوچھا کہ کیوں بھاگتے جاتے ہو کہ انھوں نے کہا کہ جاہلوں سے بھاگتا ہوں۔ اس نے کہا کہ انپر وہ اسم اعظم کیوں نہیں پھونکتے انھوں نے کہا کہ وہ اسم اعظم بھی انپر اثر نہیں کرتا۔

حقیقت میں جہالت بھی ایک خطرناک موت ہے مگر یہاں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسا جہل ہے قرآن پڑھتے ہیں تفسیریں کرتے ہیں حدیث کی سند رکھتے ہیں۔ مگر جب ہم پیش کرتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں یا یہ نہ خود مانتے ہیں اور نہ اوروں کو ماننے دیتے ہیں۔

یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ انسان کی ہستی کی غرض و غایت کو بالکل بھلا دیا ہے خود خدا انسانی خلقت کی غرض تو یہ بتاتا ہے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

مگر آج عبودیت سے نکلکر نادان انسان خود خدا بننا چاہتا ہے اور وہ صدق و وفا راستی اور تقویٰ جسکو خدا چاہتا ہے بازار میں کھڑے ہوکر اگر نظر کی جاوے تو صدہا آدمی ادھر سے آتے ادھر چلے جاتے ہیں لیکن انکی غرض اور مقصد محض دنیا ہے

خدا تعالے اس سے تو منع نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں

رفع وہم

کام نہ کرے مگر بات یہ ہے کہ دنیا کے لیے نہ کرے بلکہ دین کے لیے کرے تو وہ موجب برکات ہو جاتا ہے مثلاً خدا تعالے خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکم الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لیے کرتے ہیں محبت دنیا ان سے کراتی ہے خدا کے واسطے نہیں کرتے اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پر نظر کرکے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جاوے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالے قادر ہے کہ ذکریا کی طرح اولاد دیدے مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اور ملک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اسکو نہ لے جاوے + مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کم بخت جب تو مر گیا تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں + میں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جاوے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جاوے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔ برخلاف اس کے مومن اگر مکان بناتا ہے تو اس میں بھی اسکی نیت دین ہی کی ہوتی ہے۔ لباس خوراک اس کا پھرنا غرض ہر کام دین ہی کے واسطے ہوتا ہے۔ وہ خوراک کھاتا ہے مگر موٹا ہونے کے واسطے نہیں بلکہ اسطرح جیسے یکہ بان کچھ دور جاکر اپنے ٹٹو کو نہاری اور خوراک دیتے ہیں تاکہ وہ اگلی منزل چلنے کے واسطے طیار ہو جاوے اور دم نہ نکل جاوے۔ مومن کی غرض بھی خوراک سے یہی ہوتی ہے۔ کیونکہ نفس کا بھی تو ایک حق ہوتا ہے اور اہل و عیال کا بھی۔ اور پھر خدا تعالے کا حق الگ ہے اگر نفس کے حق کی رعایت نہ ہو تو پھر وہ مر جاوے گا اور یہ جاہلیت ہے پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش ہر قول و فعل حرکت و سکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقع ہو مگر در اصل عبادت ہوتی ہے + بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے موسٰی کو کلوا واشربوا کا حکم دیا اور جو خدا کے لیے نماز نہیں پڑھتے ان کو

وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ فرمایا

کُلُوْا ایک امر ہے جب اسکو امر سمجھکر بجا لاوے تو اس کا ثواب ہوگا اسی طرح عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ امر کی بجا آوری سے ثواب ہوتا ہے لیکن اگر ریاکاری سے نماز بھی ادا کرے تو پھر اسکے لیے وَیْل ہے۔

اسوقت اسلام جس چیز کا نام ہے اسمیں فرق آگیا ہے تمام اخلاق ذمیمہ بھر گئے ہیں اور وہ اخلاص جس کا ذکر مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں ہوا ہے آسمان پر اٹھ گیا ہے

خدا کے ساتھ صدق وفاداری اخلاص محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہو گئے ہیں اب خدا تعالی نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سر سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔ وہ خدا جو ہمیشہ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کرتا رہا ہے اس نے ارادہ کیا ہے اور اسکے لیے کئی راہیں اختیار کی گئی ہیں ایکطرف مامور کو بھیجا ہے جو نرم الفاظ میں دعوت کرے اور لوگوں کو ہدایت کرے دوسری طرف علوم و فنون کی ترقی ہے اور عقل آتی جاتی ہے اب وہ وحشیانہ حالت سکھوں کے زمانہ کی نہیں رہی اور لوگ سمجھنے لگے ہیں۔

ایک طرف اتمام حجت کے لیے آسمانی نشان ظاہر کر رہا ہے چنانچہ جب نزول المسیح چھپکر شائع ہوگی اُسوقت سبکو پتہ لگ جاوے گا کیونکہ اسمیں ڈیڑھ سو کے قریب ایسے نشان لکھے ہیں جن کے ہزاروں لاکھوں گواہ موجود ہیں۔ اسی پر قہری نشانات کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے جنمیں سے طاعون کا بھی ایک نشان ہے جو اب جو اس شدت سے پھیل رہی ہے کہ کبھی گذشتہ نسلوں نے نہ دیکھی ہوگی اور بہت سے لوگ ہیں جو ان نشانات اور آیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کوئی دن نہیں جاتا کہ لوگ بذریعہ خطوط یا خود حاضر ہوکر داخل بیعت نہیں ہوتے اگرچہ دنیا میں فسق و فجور اور شوخی و آزادی خود روی بہت بڑھ گئی ہوئی ہے تاہم یہ لوگ جو ہمارے سلسلہ میں آتے ہیں یہ بھی اسی جماعت میں سے نکل نکل کر آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بھی انھیں میں ملے ہوئے ہیں + خدا تعالے ان لوگوں کو نکال لے گا اور ان کو سمجھ دے گا۔ اور کچھ طاعون کا نشانہ ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر دنیا کا انجام ہوگا۔ اور اتمام حجت ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ اور پایونیر

(نمبر ۵)

(سلسلے کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۴ء)

جب کہ بعض عیسائی مولفون اور مصنفون کی تحریرین ایسی پائی جاتی ہیں۔ تو پھر یہ الزام صحیح نہین ہے بلکہ ہم ان ساری خطرناک تحریکون کے ذمہ دار اور جواب دہ عیسائی واعظون کو ہی قرار دیتے ہیں اور واقعات کی رو سے خود پایونیر کے اپنے کالمون سے ان عیسائی مذہب کے لیڈرون اور عیسائی پالٹیشنوں کے حوالہ سے پھر پایونیر رقمطراز ہے کہ "ایک خطرہ ملک مین پھیلا ہوا ہے کہ مذہبی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیون سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے"

اس فقرہ پر ہم کو زیادہ کریٹسزم کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم پہلے بحث کر آئے ہیں کہ یہہ خیال غلط اور محض غلط ہے کہ حقیقی مذہب سے کسی قسم کا خوف وخطر ہے۔

البتہ اس پر ہم اتنا ایزاد کرنا چاہتے ہیں کہ جس مذہب مین حقوق العباد اور حقوق اللہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا گیا یا جو مذہب ان حقوق کی تشریح سے عاری اور جو بانی مذہب اپنے نمونہ کامل سے تہیدست محض ہے البتہ اس سے خطرہ ہو سکتا ہے لیکن جو مذہب کامل طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد مین تفریق کر لیتا ہے۔ اور جو اپنے اندر زندہ نمونہ عمل درآمد کا رکھتا ہے وہ تو موید امن عامہ ہے اب پولٹیکل نگاہ سے اس سوال پر غور کرنا بیشک گورنمنٹ کا کام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ گورنمنٹ امور دنیا سے اسقدر فرصت اور فراغت نہیں رکھتی کہ وہ اس سوال پر غور کر سکے۔

ہم پایونیر کے ساتھ اس بات مین کبھی متفق نہیں ہو سکتے کہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیون سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے" بہت کچھ کا لفظ اس فقرہ مین قابل غور ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ کسی حد تک گورنمنٹ مین مذہبی تعصب ہے لیکن ہم افسوس سے اسکو تسلیم نہین کر سکتے۔ بلکہ یقین ہے اور ہم اپنی گورنمنٹ کی نسبت کبھی بدظن نہین کہ اس مین مذہبی تعصب کا کوئی بھی شائبہ ہے ہم ہر وقت تسلیم کرنے کو طیار ہین کہ گورنمنٹ کا مذہب بہ حیثیت گورنمنٹ کوئی مذہب نہین ہے۔ اور اس میں بالکل تعصب نہیں ہے۔

گورنمنٹ نے محض اس خیال سے مذہبی آزادی نہیں دی کہ وہ ہندو مسلمانوں یا مسلمانوں سے ڈرتی ہے۔ نہیں بلکہ فیاضی کیساتھ وہ سمجھتی ہے کہ مذہب کے معاملہ مین انسان فطرتاً آزاد ہے زور یا دباؤ کے ساتھ وہ کسی مذہب کو قبول نہیں کر سکتا نہ مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور علاوہ برین ہم اس امر کے کہنے مین بھی کوئی مضایقہ نہین کرتے کہ گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی میں تعصب نہ ہونا سرِ لی از بے چادری کا مصداق بھی ہے۔ عملی طور پر عیسائی مذہب گورنمنٹ کو گورنمنٹ رکھ سکتا ہی نہیں کیا اگر گورنمنٹ انجیل پر عمل کرے تو اسے ملٹری اور پارلیمنٹ توڑ نا نہ پڑے؟ خزانوں کی کنجیاں اوروں کے حوالہ کرنی پڑین؟ اور کوئی انگلستان مانگے تو اسے ہندوستان بھی اس کے سپرد کر دینا چاہیئے؟ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری نہ پھیر دینی چاہئے؟ وغیرہ وغیرہ انجیلی تعلیم نظم ممالک کی روح اپنے اندر رکھتی ہی نہین اور وہ سیاسی قوانین سے عاری ہے اسلئے گورنمنٹ اگر تعصب مذہبی کرے تو اس کا نتیجہ کیا ہو؟ گورنمنٹ کا مذہبی تعصب نہ کرنا اور مذہبی پالیسی مین نیوٹرل رہنا ہی اسکے لئے سیاسی اصولون کے ماتحت مبارک ہے ورنہ انجیل پر عمل کرتے ہوئے گورنمنٹ سب کچھ ہاتھ سے دے بیٹھے۔ *

اس لئے گورنمنٹ کے لئے ضروری بھی ہے کہ مذہبی تعصب سے باز رہے۔ ورنہ دنیا مین ایک طوفان بےتمیزی پیدا ہو جاوے۔ اور ساری حکمون کا خاتمہ ہو جاوے۔

ایک خطرناک اور خونی منظر سامنے پیدا ہو۔ ایک نابکار خونی آتے جنے ایک قتل عمد اور خون ناحق کیا ہے۔ وہ ایک گرجا میں جاوے جہان ایک مشنری صاحب سیاہ جبہ اور لبادہ پہنے بیٹھے ہیں وہ اس کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خداوند یسوع پر ایمان لایا اور اپنے گناہون کی گٹھڑی اس پر لادتا ہون وہان وہ بپتسمہ لیکر کرسچنٹی کا سرٹیفکٹ لاتا ہے اور مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتا ہے مجسٹریٹ عیسائیت کی روح اپنے اندر رکھکر حکم دیتا ہے کہ جب خدا نے اس کو معاف کیا تو مین اس کو کیونکر سزا دے سکتا ہون جاؤ بری۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک ڈاکوؤن کا گروہ آتا ہے جن کی سفاکیون اور جفاکاریون سے ایک عالم نالان ہوتا ہے وہ ایک ردمن کیتھلک چرچ میں جاتے ہین اور وہان سے بہشت کے لئے راہداری کا پروانہ لئے ہوئے جو کہ سامنے لاتے اور پروانہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ مقدس باپ (رومن کیتھولکون کی اصطلاح) نے ہمارے گناہ بخشدیئے اور پروانہ راہداری عطا کیا ہے جج حیران ہو کہ اب اس سے بڑھکر شہادت صفائی کیا ہے ان کو چھوڑ دیتا ہے۔

غرض اسطرح چور خونی۔ قطاع الطریق حرامکار اور ہر قسم کے جرائم کرنے والے کفارہ کا آسرا لیکر آ جاتے اور رہائی پاتے ہین۔ اور دوسری طرف دنیا میں انکے ہاتھ ذبح کئے ہوئے لاشے اور ان کے ورثا رحم کئے ہوئے بچے اور عورتیں۔ چیخ رہی ہین گر عیسائی مذہب اصولی طور پر یہہ عملی طریق سے چھوڑتا ہے تو بتاؤ اسکا نتیجہ کیا ہو۔ ایک میدان محشر قائم ہو جاوے۔ یہہ کہہ دینا آسان ہے کہ ہم عیسائی مذہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کے اصولون کی باریکیون اور ان کے اسرار کو نہین سمجھتے گر سچ یہی ہے کہ ان باتون کا جواب کچھ نہیں ہے

غرض

ایسی صورت اور حالت مین گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی ضرور رہی ہونی چاہیئے جو ہے۔ اور وہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔ اور جب کہ گورنمنٹ عملی طور پر اس طریق کو اختیار کر رہی ہے جو دنیا مین امن اور سلامتی کی روح پھونکنے والا ہے پھر اس پر نکتہ چینی فضول ہے۔

ہم کہین گے اور ضرور کہین گے کہ عیسائی مذہب کی اشاعت کا طریق ہی ایک خطرناک طریق ہے اور اس سے الگ ہو کر بہت کچھ مفاد اور منافع بنی نوع کو پہونچ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی ملکوں مین بہت ہی کم لوگ عیسائی ہیں۔ ورنہ اکثر ان میں سے دہریہ اور فری تھنکر ہیں۔

پس

گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی عیسائی مذہب کی اپنی کمزوری کی زبردست دلیل ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسرے لوگ اپنے مذہب پر قائم نہ رہیں اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہ سمجھیں۔ لیکن ہم یہ قبول کرنے کو ہر وقت طیار ہین۔

کہ اگر کوئی مذہب یا ہادی مذہب دوسرے لوگون پر ظلم کرنے یا ان کے حقوق تلف کرنے کی ہدایت کرتا ہے محض اس بنا پر کہ وہ اس کے ہم مذہب نہین ہیں تو وہ مذہب ضرور خطرناک ہے۔

اور جب تک یہ ثابت نہ کیا جاوے کسی مذہبی تحریک کو خطرناک کہنا خطرناک غلطی ہے اسقدر انٹرڈکٹری نوٹ کے بعد خصوصیت کے ساتھ پایونیر ہما در سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور یون رقمطراز ہین۔

"آپ بتائیں کہ پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبون مین کتنے انگریزون کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے۔ حالانکہ مذہب اسلام میں جو دو بڑی تحریک یا رخنہ اندازیان ہوئیں۔ انہین سے ایک یہ بھی ہے۔ کل ہندوستان مین چار نئے گروہ پیدا ہوئے ہین مالک متحدہ اور بنگال مین علیگڈھ والے اور برہم سماجی دو گروہ ترقی کر رہے ہیں۔

یہہ دونون فرقے آزاد منش بے تعصب قدرت کے قایل اور گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں جو لوگ ہندوستان کی بہبودی چاہتے ہیں ان کے پرسان حال نہیں ہوتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور کس رنگ میں ہیں مدت ہوئی کہ آریہ سماج اصلاح کے لیے بمبئی مین قایم کیا گیا تھا مگر اب وہ پنجاب مین ترقی کر رہا ہے اور اپنے کمال عروج پر ہے ہم اس وقت اس کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے"

ان سطور میں جو پایونیر کے کالمون مین چھپی ہین بعض فقرے اس قابل ہین کہ ان پر خوب غور کیا جاوے اور ان کی حقیقت پر نظر ڈالی جاوے۔

پایونیر پوچھتا ہے کہ "پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبون مین کتنے انگریزون کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے"

ہم حیران ہیں کہ اس کا جواب ہم دین یا خود پایونیر کا لائق ایڈیٹر لیکن چونکہ پایونیر خاموش ہے اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ اس مہر سکوت کو ہم ہی توڑ ڈالین۔

اس سوال کا جواب ہم انشاء اللہ کئی پیرایون اور رنگوں مین دینے کی کوشش کرینگے۔ پایونیر کا منشا اس سے یہ ہے کہ اس تحریک کا بہت ہی کم علم دوسرے صوبوں مین پنجاب کے سوا ہے۔ حالانکہ اس کا علم ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ مذہب اسلام کی دو بڑی تحریکون یا رخنہ اندازیون مین سے اسکو ایک قرار دیتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مذہب اسلام مین ایک رخنہ اندازی کہنا تو سلسلہ عالیہ کی خیالی ناسمجھی لائیبل ہے۔ جو پایونیر کے کالمون مین ہوئی ہے۔ لیکن ہم اس سوال کو فی الحال چھوڑ کر پہلے اس سوال کا جواب دینا چاہتے ہین۔ پایونیر کی مراد اگر اس تحریک کا علم گورنمنٹ کو مہیا ہے تو ہم بتانا چاہتے ہین کہ موجودہ وقت میں پنجاب کے سوا ہند اور انگلستان اور دیگر ممالک میں بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے لوگ بخوبی واقف ہیں۔ (باقی چھٹے نمبر مین)

لطیفہ

٭ ہم حیران ہین کہ نیشنل کانگرس اور دوسری پولیٹیکل انجمنین اسقدر روپیہ ضائع کرتی ہیں اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا وہ کیون مشنریون سے انجیل کی تعلیم پر عمل کرانے کی درخواست نہیں کرتین اور انجیل کے یہ مقامات پیش کر کے اپنے مطالبہ نہیں کرتیں۔ (ایڈیٹر)

بعض ملکی اور قومی معاملات پر رائے زنی

گورنمنٹ مغالطہ میں ہے

روزانہ پیسہ اخبار ۱۴ جنوری کی اشاعت میں اللوا کے ایک نوٹ کو بسطر ذیل نقل کرتا ہے۔ انگریزوں کو چاہیے کہ ہر ایک امر میں اس بات کا خیال رکھیں کہ انکی رعایا

ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان

ہر وقت سلطان المعظم کی تابعداری میں ان کو مقدونیہ کے معاملات میں اگر ترکی کے برخلاف کوئی کارروائی نہ کرنی چاہیئے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیسہ اخبار کے اس نوٹ کے شائع کرنے سے کیا مقصد ہے؟ کیا امر احتیاً یہ گورنمنٹ انگلشیہ کو دھمکی نہیں ہے؟ جلی لکھا ہوا فقرہ کل ہندوستان کے مسلمانوں کی وفاداری اور فرمان پذیری کی باتعین صریح لائیبل ہے اور یا ہندوستان کے مسلمانو! پیسہ اخبار کی ذمہ واری پر یہی حالت ہے ہندوستان میں رہ کر اپنے عادل [illegible] جو گورنمنٹ کے ماتحت [illegible] آزادی [illegible] حاصل [illegible] ہیں بھی [illegible] بلند [illegible] ۔ [illegible] والی بات ہے۔ [illegible] پیسہ اخبار کی [illegible] پیٹ کا پتہ لگ سکتا ہے۔ جو وہ گورنمنٹ کی نسبت رکھتا ہے ہم اپنے ہمعصر کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ آئندہ مسلمانوں میں ایسے بے ہودہ خیالات کی اشاعت سے محترز رہے۔

اگرچہ افسوس ہے کہ ہم کو اس نوٹ کے لکھنے پر بہت کچھ سننا پڑے۔ جس کی ہم پروا نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ حق کی لازمی ورثت اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سلطنت ترکی کے متعلق ایک اشتہار شائع کیا تھا اور گورنمنٹ برطانیہ کے حقوق کو مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا چاہا تھا تو ہر طرف سے بداندیش کاٹ کھانے کو دوڑے تھے اور ایسا ہی اب بھی ہو تو تعجب نہیں۔

تجارت بذریعہ اشتہارات

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ اشتہار تجارت کی جان ہیں مگر اس زمانہ میں جہاں تجارت کا بازار گرم ہے اشتہارات کی رنگ آمیزیوں نے پبلک کو حیران کر رکھا ہے۔

اور اس فریق سے ملک کو بہت بڑا نقصان پہونچ رہا ہے۔ اخبار جو پبلک کو اپنا موضوع رکھتے ہیں وہ ان اشتہاروں کی ترقی اشاعت کا باعث ہیں اور اس کا باعث صاف ظاہر ہے کہ مشتہرین سے معقول معاوضے ملتے ہیں لیکن اگر اپنے ذاتی نفع کا نام پبلک کو دیتے تو بہتر ہے اخبارات آئندہ اپنی غرض کو ملحوظ رکھنا اپنا فرض ظاہر کریں اور اس دوستانہ پیرایہ میں ملک کے ساتھ دشمنی کرنے سے باز رہیں۔

ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ چاہا ہے کہ اخبارات اس سوال پر غور کریں مگر مطلب کی بات کو خلاف کون کرے۔ افسوس!!!

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو

عیدالضحیٰ کی تقریب پر معمول کے موافق ہماری قوم اپنے قومی درسگاہ یعنے تعلیم الاسلام کالج کو نہیں بھولی ہوگی۔ عید فنڈ کے واسطے ہر شہر کی انجمن کے سیکرٹری اور سرگرم ممبر اپنی جگہ پوری سعی سے کام کریں گے اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ مدرسہ کے مساکین فنڈ کی امداد کے واسطے بھیجنے میں سرگرمی سے کام لیں گے

اس یاددہانی کے ساتھ اگر ہم یہ عرض کریں تو بیجا نہ ہوگا کہ یہ ڈونیشن کنندہ بعض آنی اور وقتی ضرورتوں کیلئے تو کچھ شک نہیں بہت مفید اور موثر ہوتے ہیں لیکن کالج کے مستقل اخراجات اور مستقل ضرورتوں کے پورا کرنے کی کفیل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اس کی ایک صورت ہے کہ قوم ایسی تقریبوں اپنے سر فی کس ایک روپیہ لیکر داخل کرے تو ایک مستقل سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوتا اس لئے بار بار قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے لئے آسان راہ یہی ہے کہ ہر احمدی اپنے ذمہ جیسا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کا ارشاد ہے ماہوار چندہ دین لازم کی طرح کر لیں۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد اور حکم کے بعد اور کونسے الفاظ اور تحریک کی صورت ہے۔ امید ہے احمدی قوم اس ضروری حکم کی تعمیل حسب معمول اپنی سعادت کا موجب قرار دیگی

مذہبی دنیا

آریہ سماج میں یہ دونوں مہاتما نامی ہیں لالہ ہنسراج جی نے اپنی زندگی کالج پارٹی کے لئے وقف کر رکھی ہے اور لالہ منشی رام جی نے دوسری پارٹی کے لئے۔ اور اب گروکل کے انتظام میں اپنے وطن جالندھر کو چھوڑ کانگڑی جا پہنچے ہیں۔ ان دونوں لیڈران آریہ سماج کے عجیب راز ایک دوسرے کو ذریعہ کھل رہے ہیں منشی رام پارٹی کا اخبار امرتسر سے ہتکاری نام کا نکلتا ہے۔ جو لالہ آتما رام بھی نکالتے ہیں۔ اس کی ایک تحریر کی نسبت ہنسراج پارٹی کا اخبار آریہ گزٹ مندرجہ ذیل نوٹ لکھتا ہے جس سے دونوں مہاپرشوں کے حالات پر کسیقدر روشنی پڑتی ہے۔ آریہ گزٹ مورخہ ۱۱ فروری رقمطراز ہے کہ:۔ بقول لالہ آتما رام (جیسے کہ ان کے نوٹ سے ظاہر ہے) جس پر کار لالہ ہنسراج جی کا اپنے دوستوں یا سماجک بھائیوں سے اپنی پتری کی شادی کے موقعہ پر کسی قسم کی مدد قبول کرنا قابل اعتراض امر نہیں ہے ویسی ہی لالہ منشی رام کے قرضہ کو ادا کر نمیں چند اشخاص کا کمیٹی وغیرہ کھولکر انکی سہایتا کرتے ہوئی ان کو غبن وغیرہ کے الزامات سے بری ثابت کرنے کی کوشش کرنا بھی قابل اعتراض نہیں ہونا چاہیئے آپکی اس نرالی منطق میں شاید ہمارے لئے جائے کلام نہ ہو سکتا۔ اگر آپ نے ہمارے اس نوٹ کو جس کا ہمارے اپنے بہ منطق جیسا شاہی غور سے پڑھ لیا ہوتا یا تجاہل عارفانہ سے کام نہ لیتے ہم حیران ہیں کہ کس طرح آپ نے ہمارے اس نوٹ کا یہ نتیجہ نکال لیا کہ ہم ان اشخاص کی کوششوں کا اعتراف کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں جنہوں نے بحیثیت لالہ منشی رام کے ایک دوست ہونے کے آپ کی شخصی سہایتا کی روپیہ کی بوجہ سے ان کو سبکدوش کرنے کیلئے انکی خاص طور پر مدد کی ہے۔ گویا ایک ایسا وشواس ہے جسکا ہمارے نوٹ میں کیا تھا کچھ بھی سمبندھ نہیں ہے مگر یا ہم آپ کو ساتھ اس بارہ میں متفق الرائے ہیں۔ اور آپ کو اپنی طرف سے کلی اطمینان دلاتے ہیں کہ:۔ واقعی لالہ منشی رام کے دوستوں کا مختلف طریقوں سے مختلف مہاتما فنڈوں کا روپیہ ان کی واپسی بلا فی کی کوشش کرنا ایک قابل التعریف عمل تھا۔ اور اسکے لئے وہ خاص طور پر پبلک کے شکریہ کے مستحق ہیں جسکا خون بخوبی [illegible] تیار ادی کے لئے یہ روپیہ اکٹھا کیا گیا تھا۔ آریہ گزٹ کا اخبار کی اس صحبت کو لالہ ہنسراج جی نے ایک خاص موقعہ پر اپنے دوستوں کی مدد حاصل کر کے فائدہ اٹھایا ہے تھوڑے عرصہ کیلئے فرض کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا لالہ ہنسراج جی کا اپنے مشیروں کی کسی قسم کی مدد حاصل کرنا اور ایک غوغا کا پبلک سے پبلک کے روپیہ کو خورد برد کر کے اس کا ڈکار تک نہ لینا ایک معاملہ ہو سکتا ہے؟ اور اگر وہ ایک فنڈوں کے روپیہ کو یا دوسرے الفاظ میں پبلک کے روپیہ کو بیجا طور پر اپنے ذاتی استعمال میں لانے والے شخص کو پبلک کی نوٹس میں لانا اس شخص کے لئے ایک ذاتی حملہ تصور کیا جا سکتا ہے؟ تو پھر ان لوگوں کو جو دن دہاڑے ڈاکہ ڈالکر اور کسی قسم کی بے ایمانیوں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں گورنمنٹ ان کو سزا دینے سے کیوں دریغ نہیں کرتی اور ایسے لوگوں کی بازپرس کیا جانا کیوں انکے لئے ذاتی حملہ نہیں سمجھا جاتا؟ گویا بقول آریہ گزٹ کی آریہ سماج کی ایک پارٹی میں ڈاکہ زنی اور بے ایمانی کھلم کھلا ہو رہی ہے۔ آریہ بھائی باہم جو کچھ کہیں مناسب ہے ہماری مجال کیا ہے؟

آریہ سماج کا باہمی دنگل

الحمد للہ کہ اس آریہ سماج کا باہمی دنگل روز بروز ترقی کر رہا ہے ماشاء اللہ کا لفظ ہم نے آریہ سماج کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے اسلئے استعمال کیا ہے کہ اس میں اب منشی عبد اللہ (ڈاکٹر) بھی مہاتما آید پلیک بنا گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی برکت آریہ سماج پر نازل ہے۔ آریہ سماج کی گھاس پارٹی میں ایک وکیل صاحب ہیں جو مہاتما جینی جی کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ بھی ایک اخبار سنشن سدھارک نامی۔ اپنے جائے مقام ملتان میں نکالتے ہیں۔ انہوں نے اس اخبار میں کالج پارٹی کے خلاف اور منشی مہاتما منشی رام جی کی تائید میں ایک مضمون لکھا تھا جو ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن دوسری پارٹی کے اخبار آریہ گزٹ نے بجواب اسکا دیا ہے۔ اس سے اصل مضمون کی بھی حقیقت معلوم ہوئی ہے۔ آریہ گزٹ مہاتمان جینی جی ایڈیٹر ملتان کی تحریر کے جواب میں لکھتا ہے کہ:۔ انتا تحریر میں آپ نے جو الفاظ لالہ ہنسراج جی کیلئے بحیثیت ایڈیٹر آریہ گزٹ طنزاً ارشاد فرمائے ہیں انکا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں ہے اور نہ ہم آپکی طرح تیزی میں آکر آپکو یہ کہنے کیلئے تیار ہیں کہ آپ اپنے موکلوں کی بھی ایسی ہی وکالت کرتے ہونگے جیسی کہ گرد کل کی اپنے اخباروں کے کالموں میں کی ہے۔ باقی رہی آپ کی دھمکی جو آپ ہمیں نے ان الفاظ میں دی ہے آپ متنبہ فرماتے ہیں کہ ہم کالج پارٹی کو مطلع کرتے ہیں کہ اس چھیڑ چھاڑ سے باز آکر اپنے کام کو کرتے جاویں ورنہ لاچار ہو کر ہم کو بھی لیے وہ اسماج کی اندرونی حالت کا فوٹو پبلک کے سامنے پیش کرنے کیلئے مجبور ہوں گے۔ ہمیں صاحب منشی آتما رام جینی اور دیگر آپ کی پارٹی کے لوگوں نے پہلے کونسی کوشش اس امر میں اٹھا رکھی ہے جسکو پورا کرنے کی آپ ہمیں دھمکی دیتے ہوئے ڈرایا چاہتے ہیں؟ جناب اس سے بہتر ہوتا کہ آپ ہمیں یہ دھمکی دیتے ہوئے اپنے جالندھر اور لاہور کے ان واقعات پر نظر ڈال لیتے جسکا آپ بعہدہ پیڈ لیکچرر مسٹر پیر... کو یہ جو کچھ فرمایا آپکو منظور خاطر تھا بڑی خوشی سے اسکے لئے لب کشائی یا خامہ فرسائی کی ہمکو دھمکی دیتے نیز جناب من ڈرتے انکو جنہیں نقل ہو منان کر توت کافران کی مثل صادق آتی ہے جو باوجود کئی طرح کے عیوب کے معیوب ہونے کے اپنی کمزوریوں کا اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اور جو کو ہم اور کنا جینی اور سوائے اس کے اپنے تئیں کمزور کا نہیں سمجھے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ مہاتما جینی جی سنا ہو نا نہ ہیڈ ماسٹری میں کیا کچھ کیا تھا جسکا اشارہ آریہ گزٹ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آریہ سماجیوں نقل مومنان کر توت کافران۔ واہ کے کو نسے صاحب ہیں۔ آریہ سماجیوں کے حالات آہستہ لوگ ہی جانیں ۔ ہماری وہاں تک رسائی کہاں؟

(سناتن دھرم گزٹ)

استفسار اور انکے جواب

سوال اول - یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب - ہرگز نہیں یہہ توحید کے برخلاف ہے

سوال ۲ - جبکہ غائب اور حاضر دونوں کو خطاب کر لیتے ہین پہر اسی مین کیا حرج ہے

جواب - دیکھو بٹالہ مین لوگ زندہ موجود ہین اگر ان کو یہان سے آواز دو تو کیا وہ کوئی جواب دیتا ہے۔ پہر بغداد مین سید عبد القادر جیلانی کی قبر پر جا کر آواز دو تو کوئی جواب نہین آئے گا۔ خدا تعالے تو جواب دیتا ہے جیسا فرمایا۔ ادعونی استجب لکم مگر قبرون والون مین سے کون جواب دیتا ہے پہر کیون ایسا فعل کرے جو توحید کے خلاف ہو۔

سوال ۳ - جب کہ یہ لوگ زندہ ہین پہر ان کو مردہ تو نہیں کہہ سکتے۔

جواب زندگی ایک الگ امر ہے اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ ہماری آواز بہی سن لین۔ یہ ہم مانتے ہین کہ یہ لوگ خدا کے نزدیک زندہ ہین۔ مگر ہم نہین مان سکتے کہ ان کو سماع کی قوت بہی ہے۔ حاضر ناظر ہونا ایک الگ صفت ہو جو خدا ہی کو حاصل ہے۔ دیکھو ہم بہی زندہ ہین مگر لاہور یا امرتسر کی آواز نہین سن سکتے۔

خدا تعالے کے شہدا اور اولیاء اللہ بے شک خدا کے نزدیک زندہ ہوتے ہین مگر ان کو حاضر ناظر نہین کہہ سکتے۔

دعاؤن کے سننے والا اور قدرت رکہنے والا خدا ہی ہے اس کو یقین کرنا ہی اسلام ہے جو اسکو چہوڑتا ہے وہ اسلام کو چہوڑتا ہے یہہ کسقدر قابل شرم یہ امر ہے کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی تو کہتے ہین۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر یا عمر نہین کہتے۔ البتہ یا علی کہنے والے اُن کے بہائی موجود ہین۔ یہ شرک ہے کہ ایک تخصیص بلا وجہ کیجاوے۔ جب خدا کے سوا کسی چیز کی محبت بڑہ جاتی ہے تو پہر انسان صم و بکم ہو جاتا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔

اسلام توحید کے لیے آیا ہے جب توحید کے خلاف چلے تو پہر مسلمان کیا۔ تعجب کی بات ہے کہ جن لوگون کو یہ خدا کا حصہ دار بناتے ہیں خود ان کو بہی یہ مقام توحید ہی کے ماننے سے ملا تہا۔ اگر وہ بہی ایسے یا کہنے والے ہوتے تو اُن کو یہ مقام ہرگز نہ ملتا۔ بلکہ انہون نے خدا تعالے کی اطاعت اختیار کی تب یہ رتبہ اون کو ملا۔ یہ لوگ شیعیون اور عیسائیون کی طرح ایک قسم کا شرک کرتے ہیں۔

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۲۳ فروری۔ اڈمرل الکسیف مع تمام اسٹاف کے (پورٹ آرتہر سے روانہ ہو کر جنکشن سٹیشن) خاربین مین پہونچ گیا ہو (اگر یہ صحیح ہے تو کل کی یہ خبر غلط نکلی کہ اسے اڈمرل ماکاروف کے آنے تک پورٹ آرتہر ہی رہنے کا حکم ملا ہے۔ وطن)

روس اور جاپان نے امریکہ کی تجویز کے جواب مین لکہا ہے کہ ہم مانچوریا کی حدود سے باہر چین کی حفاظت اور بے تعلقی کو نگاہ رکہنے اور اسمین خلل انداز نہ ہونے کو تیار ہیں۔ صوبہ مانچوریا چونکہ میدان جنگ ہے۔ وہ مستثنے رہیگا۔ پورٹ آرتہر سے جو لوگ نکال گئے ہیں۔ اور چینی بندر ینگ مین پہنچے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ وہان اب صرف بیس آدمی غیر روسی رہ گئے ہین۔ تاجر اپنا مال و متاع اونے پونے دامون بیچ رہے ہیں۔ تاکہ جلد یہان سے نکلین۔ اسوقت جسقدر اجنبی آدمی وہان موجود ہین وہ یا تو حراست مین ہین یا اونکی سخت نگرانی ہو رہی ہے۔ پورٹ آرتہر اب از سر تا پا جنگی قلعہ بن رہا ہے اوسکی تمام مورچون پر بحری توپچی اور گولہ انداز مامور ہین۔ بندر ولاڈی ووسٹاک سے تمام غیر فوجیون کو نکل جانے کا حکم ملا ہے۔ کیونکہ خوراک کا سامان کمیاب ہوتا جاتا ہے۔ جو کچہہ ملتا ہے روسی حکام فوج کے لیے فوراً خرید لیتے ہین۔

جاپانی بندر ناگاساکی سے خبر آئی ہے کہ جاپانی بیڑہ نے بندر آرتہر مین روسیون کے چار تارپیڈو ڈسٹرائر جہاز پکڑ لیے۔ روسی اگن بوٹ منڈجور مقیم شنگہائی کی نسبت تازہ خبر ہے کہ جاپانی قونصل مقیم شنگہائی نے پہلے یہ مان لیا تہا کہ اگر روسی جہاز کا کپتان اسکو مستول وغیرہ اتار دے اور اسے ناقابل سفر کر دے تو اسے بیشک شنگہائی مین رہنے دیا جاوے۔ چینی حکومت نے کپتان کو کہا اور اس نے تعمیل کر دی تعمیل ہو چکی تو اب جاپانی قونصل کہتا ہو کہ نہیں چین کی بے تعلقی تب ہی قایم رہ سکتی ہے کہ اس روسی جہاز کو باہر نکال دیا جائے۔ خواہ وہ کس حالت مین ہو۔

جاپان و فرانس۔ جاپان نے فرانس کو ایک پُر حکمت مراسلہ بہیجکر اُس مین افسوس ظاہر کیا ہے کہ فرانس نے قانون ملل کے صحیح معنے نہیں سمجہے۔ ورنہ وہ روسی بیڑہ کو جبوتی میں ڈیرہ نہ ڈالنے دیتا۔ اور روس کو اجازت نہ دیتا کہ وہ جبوتی کو ایک طرح سے روسی بحری مرکز اور قاعدۃ الجیش بنالے۔

ٹائمز کا نامہ نگار روس سے لکہتا ہے کہ روس کہین دو مہینون مین جا کر مشرق اقصے مین اسقدر فوج جمع کر سکیگا۔ جو جاپان پر غالب آنیکے لیے کافی ہو سکے ۔

جاپانی قونصل مقیم بمبئی کو تار آیا ہے کہ ولاڈی ووسٹاک کے روسی بیڑہ نے جہاز ناکانورا مارو کو ہاکوڈیٹ کے قریب غرق کیا تہا۔ اُس کے تمام ملاح اور مسافر سوائے دو کے روسی جہازون نے غرق ہونیسے بچا لئے تہے۔ اور اُن کو ولاڈی ووسٹاک لے گئے تہے جہان سے وہ ایک جرمن سٹیمر پر ۲۹ فروری کو ناگاساکی پہنچ گئے۔

جدید خرید کردہ جنگی جہازات کسونگا اور نشین کے انگریز کپتانون کو شاہ جاپان نے خاص باریابی کی عزت بخشی۔ اور دیگر بیش قیمت تحائف کے علاوہ ان کو طبقہ خورشید طالع کے نشان عطا فرمائے۔ (یہ دونون جہاز اٹلی کے بندرگاہ جینوا سے انگریز افسرون اور ملاحون نے جاپان پہنچائے چند جاپانی بحری افسر بہی جو لنڈن کے جاپانی سفارت خانہ سے اٹلی بہیج گئے تہے۔ ان پر موجود تہے ۔ مگر جہازون کا کل اہتمام انگریزون کے ہی ہاتہہ رہا تہا۔ وطن)

روس نے کل طاقتون کو مراسلہ بہیجکر اسمیں جاپان پر الزام لگایا ہے۔ کہ اس نے چیملفو اور پورٹ آرتہر کے معرکون میں قانون ملل کی بالکل خلاف ورزی کی ہے (قانون ملل یا قانون بین الاقوام سے جسے انگریزی مین انٹرنیشنل لا کہتے ہیں۔ وہ ضوابط و قواعد مراد ہیں جن کو دنیا کے تمام مہذب ممالک کے اعلے مقنن امن اور جنگ دونون صورتون مین سلطنتون اور قومون کے باہمی سلوک اور برتاؤ کے متعلق بکثرت رائے وضع کر چکے ہیں اگر کوئی سلطنت ان کی خلاف ورزی کرے تو اسے معمولی مجرم کی طرح تو کوئی سزا نہین دیسکتا۔ مگر دوسری سلطنتیں چاہیں تو اس کا اظہار ملامت کر سکتی ہین۔ اور طوطا قتین خلاف ورزی کرنے والے فریق سے پہلے ہی کچہہ کینہ رکہتی ہون۔ وہ ایسی خلاف ورزی کو جنگ کا بہانہ بہی بنا سکتی ہیں۔ وطن)

اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ روسی بیڑہ موسومہ بزرطہ کو جو فرنچ بندر جبوتی مین مقیم تہا۔ اور اڈمرل وائی نوس کے زیر کمان ہے یورپ واپس آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۴ر فروری۔ جاپانی فوج۔ ٹائمز کا نامہ نگار وی ہائی وی سے تار دیتا ہے کہ تین جاپانی ڈویژن چیملفو مین اتر چکے ہین۔ یہ فوج ایسے سلیقہ اور حسن انتظام کے ساتہہ جہازون سے خشکی پر اتری کہ انگریز افسر بہی عش عش کرتے تہے۔ دریائے یالو اور پنگ یَنگ کا درمیانی علاقہ جنگی لحاظ سے نہایت اہمیت رکہتا ہے اور دونون فریق اس امر سے خوب آگاہ ہین۔

خیال ہو کہ یہ ڈویژن چیملفو سے شمال رویہ بڑہ رہے ہیں (جہازون پر فوج کو مع لوازمات و حیوانات سوار کرنا اور پہر اتارنا آسان کام نہین اس میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ اور عموماً بہت سے جانور اور سامان ضائع ہو جاتے ہین۔ وطن)

نوٹ۔ سویڈن ہسپانیہ اور پرتگال کی فوجی تیاریون کی کل والی خبر سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہوگا کہ یورپ کو عالمگیر جنگ کا خوف ہو رہا ہے۔ سویڈن روس کا ہمسایہ ہو۔ اور اسکی تشویش بیشک کسیقدر حق بجانب ہو سکتی ہے۔ مگر ہسپانیہ بیچارہ کا کیا دخل۔ اور جزائر کناری کا مشرق اقصی سے کیا واسطہ۔ اسی طرح پرتگال کا حقیر جہاز واسکوڈی گاما بہی کیا کر سکتا ہو وہ بیشک پرتگال کا کلان ترین جہاز ہے مگر درحقیقت ایک معمولی اگن بوٹ زیادہ وقعت نہیں رکہتا۔ جہان پندرہ ہزار ٹن کے جہازون کی جہان ٹکر ہو۔ وہان اس کی کیا بساط اور کیا اثر ہو سکتا ہے۔ وطن)

بمبئی - ۲۴ر فروری۔ بمبئی مین تار پہنچا ہے کہ ایک روسی کروزر اور تین تارپیڈو کشتیان جنوب رویہ جبوتی کی طرف جاتے ہوئے مجمع الجزیرہ پیرم (مقبوضہ انگلستان ہے متصل جبوتی بنائے باب المندب کا افریقی ساحل کے قریب واقع ہے۔ وطن) کے پاس سے گذرے جبوتی مین اس وقت حسب ذیل روسی جہاز ہیں ۔ ایک مصافی جہاز تین کروزر۔ ایک تارپیڈو اگن بوٹ۔ گیارہ تارپیڈو ڈسٹرائر ایک باربرداری کا جہاز جسپر ۲۷ سو بحری سپاہ ہے۔ اور ایک کوئلہ کے ذخیرہ کا جہاز ہے

(خواہ مخواہ) جنوبی امریکہ کی ریاست وینیزولا کی ساتہہ انگلستان فرانس و جرمنی وغیرہ کا جو تنازعہ قرضون کے متعلق پچہلے دنوں ہوا تہا۔ وہ ثالثی کے لئے ہالینڈ (واقعہ ہالینڈ) کی مجلس ثالثان عالم کے سپرد ہوا تہا اس مجلس مین تمام مہذب سلطنتون کے نائب شامل ہیں۔ روسی وزیر خارجہ کونٹ موراویف اسکا صدر انجمن ہے۔ (صدارت میعادی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ وطن) اُس نے بہ حیثیت پریذیڈنٹ اس تنازعہ کا جو فیصلہ دیا ہے۔ اُس مین خواہ مخواہ جاپان کے دعاوی دربارہ مانچوریا وغیرہ کا بہی بشمارت تمام ذکر کیا ہے جاپانی نائب نے اسپر اعتراض کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وینیزولا سے اس معاملہ کا کیا تعلق۔ ان الفاظ کو نکال دینا چاہیے نائب نے اپنی حکومت سے ہی استصواب کیا ہے۔

انگریزی حکومت نے جنرل نکلسن اور کرنیل ہلڈین کے علاوہ جو روسی فوج کے ہمراہ بطور اتاشی رہینگے بارہ اور افسر ہر قسم کی فوج کے منتخب کر کے جاپانی فوج کے مختلف دستون کے ہمراہ رہنے کیلیے بہیجے ہیں۔ یہ سب افسر جنرل نکلسن کے ماتحت رہین گے۔ اور ان کی حسب ہدایات کاربند ہون گے (ایسے اتاشیون کے بہیجنے کی غرض و غایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ وطن)

روسی بیڑہ موسومہ بزرطہ کو حکم ملا ہے کہ وہ باربرداری کے جہازات کو بہی جنپر فوج سوار تہی۔ اور وہ بہی ابہی راستہ میں ہی بحیرہ قلزم کے قریب تہے۔ یورپ مین روس کو واپس ساتہہ لیتا آوے۔ انگریزی جہاز مقیم چیملفو پر سوا تین سو روسی ملاح پناہ گزین ہوئے تہے۔ وہ جزیرہ سیلون بہیجے گئے ہین۔ اور مقام دیاتلاوا مین رکہے جائینگے۔ (جہان بوئر قیدیون کا کیمپ تہا)

جاپانی افسرون کو پہانسی۔ شمالی مانچوریا کے دریا سنگری کے ریلوے پل کو اُڑانے کے اقدام میں جو تین جاپانی قلیون کے بہیس مین گرفتار ہوئے تہے۔ کورٹ مارشل میں ان کی نسبت ثابت ہوا کہ ان مین ایک جاپانی وستہ انجینیران کا کرنیل تہا۔ ایک بحری فوج کے تارپیڈو بیڑہ مین لفٹنٹ اور دوسرا فوج سفر مینا مین لفٹنٹ کا درجہ رکہتا تہا۔ ان کو اسی وقت ظالمانہ پہانسی پر لٹکا دیا گیا۔ دیگر ممالک کے قونصل کوشش کر رہے ہیں کہ جنوبی مانچوریا کے مقام نوچہانگ کو میدان جنگ

باہر کیا جائے۔ وہاں کوئی فریق مورچہ زن نہ ہو۔ روس نے اُس مراسلہ میں جو دیگر طاقتوں کو بھیجا ہے اور اس میں جاپان پر قانون ملکی کی خلاف ورزی کا الزام لگایا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ جاپان نے کوریا پر قابض ہو کر اس حیثیت سے وہاں جس قدر احکام جاری کئے ہیں۔ وہ سب ناجائز ہیں۔

مکرر حملہ - روسی سرکاری خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۴ فروری کی رات کو پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ اُسے پسپا کر دیا گیا۔ اور چار جاپانی مصافی جہاز اور دو ٹرانسپورٹ جہاز غرق ہوئے۔

جاپانی شکست کی تصدیق - چینی بندر چیفو کا فرنچ قونصل جاپانی حملہ کی تصدیق کر کے یہ بیان کرتا ہے کہ چار جاپانی جہاز ساحل پر بیکار پڑے ہیں۔ لیکن ابھی دنیا کو اس پر اعتبار نہیں آیا۔ خاصکر بدیں وجہ کہ کوئی تفصیلی حالات نہیں بتلائے گئے۔

خبر ہے کہ کونٹ لمسڈورف روسی وزیر خارجیہ مستعفی ہو گئے ہیں۔ اور اس کی جگہ ایم۔ ڈی ولٹ (سابق وزیر مال) مقرر ہو گا۔

نانچوریا سے جسقدر جاپانی چینی بندر چیفو میں آئے ہیں ان سب کا بیان ہے کہ روسیوں نے ان پر ناگفتہ بہ ظلم کئے۔ اور کہ جاپان سے سوگنا بدلہ لینے کی دھمکی کو جو زار نے دی تھی۔ وہ ایسے مظالم سے پورا کر رہے ہیں۔ جاپان دار الخلافہ ٹوکیو میں خیال ہے کہ چونکہ امیر البحر الیکسف نے ... اب ہاربین کو اپنا صدر مقام بنایا ہے۔ اسلئے بری معرکہ آرائی میں غالباً کچھ دنوں کا اور توقف ہو گا۔ پیکن کی خبر ہے کہ چینی حکومت کو یورپ سے اطلاع آئی ہے کہ روس چینی ترکستان میں ہزار فوج سواران بھیجنے کی تیاری کر رہا ہے۔ روسی بندر ولاڈی ووسٹاک اور جنوبی جاپان کے بندر ناگاساکی کے درمیان جو بحری تار ہے۔ اُسے روسیوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ جس سے جاپان آئندہ اس تار پر کوئی پیغام نہیں بھیج سکیگا۔ اور یورپ سے نامہ و پیام کیلئے اُسے چینی بندر شنگھائی اور ہندوستان یا جزائر فلپائن کے بندر مقام مثلاً اور صوبجات متحدہ کے مغربی ساحل کے بندر سیان فرانسسکو کے راستہ تار بھیجنے پڑینگے۔ جاپانی سوداگران مقیم نیویارک (امریکہ) پندرہ لاکھ روپیہ اپنے مجروح سپاہیوں کے فنڈ کے لئے جمع کرنا چاہتے ہیں۔ روسی ایڈمرل شاک مجروح زخم میں ہے۔ اگر وہ جہاز لیکر پورٹ آرتھر کے بندر سے باہر نکلتا ہے تو یقینی موت سامنے ہے۔ جاپانی بیڑہ فوراً ان کا کچومر نکال دے۔ اگر خشکی کے قلعوں کی توپوں کی پناہ لئے ہوئے بندر میں ٹھیرا رہتا ہے۔ تو بھی اس بیڑہ کا عدم وجود اس کے ملک کیلئے برابر ہوتا ہے۔ دو انگریزی کروزر موسومہ فار مڈابیل ورسل کو کوریا جانے کا حکم ہوا ہے۔ فارمڈابیل کا وزن پندرہ ہزار ٹن ہے رفتار ۱۸ میل زرہ بارہ انچہ و ہیز رسل کا وزن ۱۴ ہزار ٹن رفتار ۱۹ میل زرہ گیارہ انچہ نہیز ہے۔ دونو پر دیگر توپوں کے علاوہ چار چار بارہ انچہ قطر کی نال کی توپیں ہیں۔ (وطن)

ہندوستان کی فوج سے ابھی کوئی افسر فریقین کی افواج کے ہمراہ بطور تماشائی رہنے کیلئے نہیں بھیجا جائیگا۔

اسیر کابل لڑائی کے حالات روزمرہ سنتے ہیں اور اس کی رفتار کو بتوجہ زیر نظر رکھتے ہیں۔ انگریزی روزانہ اخبار ریوبرہ انگریزی اور سے کابل بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ تازہ خبروں کا برابر علم ہوتا رہے۔ (پشاور کا عملہ امیر صاحب اگر ہفتہ وار کے علاوہ روزانہ وطن کو بھی باقاعدہ امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا کرے۔ تو یقیناً انگریزی اخبارات سے زیادہ مفید ثابت ہو گا۔ کیونکہ اس میں یومیہ تار خبروں کا صرف ترجمہ ہی نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ان کی مناسب تشریح و توضیح بھی کر دی جاتی ہے اور یہ فخر اسی ضمیمہ کو حاصل ہے کہ جاپان سے لیکر انگلستان تک کل ایشیا و یورپ کا نقشہ بھی اب تک صرف اسی نے شائع کیا ہے۔ وطن)

جاپانی جہازوں کے نام۔ رفتار اور وزن وغیرہ

ہتسوس۔ اساہی۔ شکشما۔ ہر ایک ۱۵۰۰۰ ہزار ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ مکاسا ۱۵۲۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ یاشما۔ فوجی ہر ایک ۱۲۳۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ ٹوکیو اساما ہر ایک ۹۷۵۰ ٹن رفتار ۲۱ ½ میل۔ یکومو ۹۸۵۰ ٹن ۲۰ میل + آزومہ ۹۴۳۶ ٹن ۲۱ میل + ازردمو۔ ایواٹ ہر ایک ۹۸۰۰ ٹن ۲۴ ½ میل + کسوگا ۷۰۰۰ ٹن ۲۰ میل + نشین ۷۰۰۰ ٹن ۲۰ میل۔ نکاسگو ۴۳۰۰ ٹن ۲۴ میل + کساگی چٹوزی ہر ایک ۴۷۸۴ ٹن ۲۲ ½ میل + اکشتو کیشما۔ ہتیدیت۔ شتسو شما ہر ۴۲۷۷ ٹن ۱۶ ½ میل + یوشینو ۴۱۸۰ ٹن ۲۳ میل + نینوا۔ تکاچیلو ہر ایک ۳۷۲۷ ٹن ۱۷ ¾ میل + التسوشما ۳۱۵۰ ٹن ۱۹ میل + نتاکا۔ نسوشما ہر ایک ۳۴۰۰ ٹن ۲۰ میل + تسوبا اکاشی ہر ایک ۲۷۰۰ ٹن رفتار ۲۰ میل

مکرر جاپانی حملہ۔ متضاد بیانات۔ لندن ۲۵ فروری۔ سرکاری خبر ہے کہ ایڈمرل الیکسف نے حسب ذیل تار دیا۔ جاپانیوں نے ۲۴ فروری کو پونے ۳ بجے پورٹ آرتھر پر تارپیڈو کشتیوں سے پھر حملہ کیا۔ اور بندر کے دہانہ میں ۴ سٹیمر جن پر آتش پذیر مصالحہ اور مواد بار تھا۔ غرق کر دینے کی دہانہ کو بند کر دینے کی کوشش کی۔ ہمارے جہاز رت وزن اور قلعوں کے توپخانہ نے دو سٹیمروں کو دہانہ کے قریب غرق کر دیا۔ اور پو پھٹنے تک غنیم کی تارپیڈو کشتیوں پر گولہ باری کی۔ دن کی روشنی ہونے پر معلوم ہوا کہ غنیم کے چاروں سٹیمر تباہ ہو گئے ہیں۔ اور کہ اس کی آٹھ تارپیڈو کشتیاں واپس جا رہی ہیں۔ سٹیمروں کے اکثر ملاح کشتیوں پر سوار ہو گئے۔ کچھ ڈوب بھی۔ بندر کا دہانہ بالکل صاف ہے۔ غنیم کے جنگی جہازات دو ڈویژنوں میں منقسم ہو کر پیچھے ہٹے۔ تین روسی کروزروں نے تعاقب کیا اور پھر واپس آ گئے۔ روسیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ (یہ تار بتا رہا ہے کہ جاپانیوں کے چار جنگی جہاز نہیں بلکہ معمولی سٹیمر اور خالی جہاز روسی لوگوں سے تباہ ہوئے جن کو خود جاپانی بھی غرق کر دینے کی غرض سے ہی لیگئے تھے۔ فرق یہ رہا کہ وہ انکو دہانہ میں غرق کرنا چاہتے تھے تاکہ راستہ بند ہو جائے۔ اور اگر کوئی جہاز اوپر سے گذرے تو بارود سے اڑ جائے۔ مگر روسی لوگوں نے انکو جبکہ وہ ابھی پڑے ہی تھے غرق کر دیا۔ وطن)

لندن ۲۴ فروری۔ سینٹ پیٹرزبرگ کی خبر ہے کہ آج رات کے حملہ پورٹ آرتھر میں جاپانیوں کے چار مصافی اور دو ٹرانسپورٹ جہاز غرق ہوئے دیا اور نیز مندرجہ ذیل خبر مندرجہ بالا خبر سے پہلے کی ہیں۔ جن کو ۲۵ فروری کی خبر نے منسوخ کر دیا ہے۔ وطن)

سنگاپور - ۲۵ - فروری۔ چینی بندر شنگھائی کی خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ منگل کی رات کو پورٹ آرتھر سے حملہ میں پسپا ہوا۔ روسیوں کا بیان ہے کہ چار جاپانی جنگی جہاز ضائع ہوئے۔

کوریا و جاپان۔ جاپان نے کوریا پر اپنا عمل دخل کر کے مارکوئیس ٹاکوکا واکو وطن کا وائسرائے مقرر کیا ہے۔ کوریا کا شاہی دربار پایہ تخت سیول میں سخت متوحش ہو رہا ہے۔ جاپانیوں نے شاہی محل پر پہرہ بٹھا دیا ہے کہ شاہ کوریا بھاگ نہ جائے۔

پورٹ آرتھر پر پانچواں بحری حملہ۔

لندن ۲۵۔ فروری۔ وقت شب۔ روسیوں کا بیان ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۵ فروری کی صبح کو رات کے ایک اور ساڑھے تین بجے کے درمیان پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ مگر سب موقعوں پر پسپا کر دیا گیا۔

روسی قیدی۔ جاپان نے انگلستان کو اطلاع دی ہے کہ معرکہ چلیفو کے جو روسی ملاح انگریزی جہاز پر پناہ گزین ہوئے اور اس وقت جزیرہ سیلون کو چلے آ رہے ہیں۔ انگریزی حکومت ان سے جنگ میں پھر شریک نہ ہونے کا عہد لیکر انہیں اپنے وطن روس کو بھیج سکتی ہے۔ انگریزی حکومت اسکے متعلق روس سے نامہ و پیام کر رہی ہے۔

مشرقی سائبیریا کی جھیل بیکال کے سہارے سلم پر ریلوے لائن مکمل ہو گئی ہے اور اب اس پر سے ٹرینیں گذر رہی ہیں۔

الہ آباد - ۲۶ فروری۔ پاینیر کو بتاریخ ۲۵ فروری خاص طور پر لندن سے خبر آئی ہے۔ ایڈمرل الیکسف نے ایک اعلان شائع کر کے اس میں چین کی اعلان بے تعلقی و حیارت کے ہی پہلو پر ہے۔ اسکے عنقریب اعلان جنگ کر دینے کی خبریں قیاسی ہی ہیں۔ (وطن)

اس مندرجہ بالا تار سے جس میں ۲۴ فروری کے حملہ جاپانیان کے حالات ایڈمرل الیکسف نے بتائے ہیں۔ واضح ہو رہا ہے کہ روسی اپنے مصافی جہاز رت وزان کو جو سب سے پہلے حملہ مورخہ ۸ جنوری میں تارپیڈو سے زخمی ہوا۔ پھر تیرا لینے اور ایک حد تک قابل کار بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

کلکتہ ۲۶ فروری۔ جنرل آین ہملٹن مشرق کو جاتے ہوئے بذریعہ ... ۲۴ فروری کو کولمبو پہنچے۔ آپ نے بیان کیا کہ مجھے اپنی تقرری کی خبر عدن میں ملی میں جنگ سے پہلے کا انگلستان سے روانہ ہو چکا تھا۔ مجھے چونکہ کچھ عرصہ کیلئے فرصت تھی۔ اور جاپانی افواج کے بغرض جنگ جمع ہونے کی امیدیں لگ رہی تھیں۔ میں نے یہی فیصلہ کیا کہ رخصت کے دن مشرق کی سیر میں بسر کروں تقرری کی خبر کے علاوہ اور کوئی علم مجھے ابتک نہیں ملا اور اگر شنگھائی پہنچنے تک بھی کوئی ہدایت اپنی حکومت کی طرف سے مجھے نہ ملی۔ تو وہاں اتر جاؤنگا (جنرل ہملٹن انگلستان کے ایک ممتاز فوجی افسر ہیں۔ جنوبی افریقہ کی جنگ میں بہت ناموری حاصل کی۔ معرکہ چترال میں بھی شامل تھے۔ اس وقت تک افواج برطانیہ کے کوارٹر ماسٹر جنرل ہیں آجکل چونکہ کمانوں کی تقسیم اور جدید ترتیب ہو رہی اور یہ آسامی ٹوٹ گئی ہے آپ نے بغرض آرام رخصت لیلی ہے تقرری سے آپکی مراد بالقلب وجوہ مشرق اقصٰے میں جاپانی یا روسی فوج کے ہمراہ بطور تماشائی مقرر ہونے سے ہے۔ کیونکہ یہ کام بھی کچھ کم ذمہ داری کا نہیں چنانچہ جنرل نکلسن جن کی تقرری بطور تماشائی کی خبر پچھلے ہفتہ شائع ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک ممتاز افسر انگریزی فوج کے ہیں۔ وطن)

روسی سپاہی کی نظامی تعریف اور در پردہ توہین

جرنیل موصوف نے دوران گفتگو روسی سپاہیوں کی بہت ہی تعریف کی۔ آپنے فرمایا۔ کاسک (بیقاعدہ سوار) اول درجہ کے سوار ہیں۔ اور جنوبی افریقہ کے بوئروں کی طرح گھوڑ چڑھے پیادوں کا کام نہایت عمدگی سے دیں گے۔ روسی سپاہی کو نہایت احتیاط سے مشق و قواعد اور فوجی تربیت سکھائی جاتی ہے۔ ان امور میں دنیا کی کوئی فوج اُن سے بہتر نہیں۔ پیدل سپاہی اپنے افسروں کے از حد اور یہاں تک مطیع ہیں کہ اگر وہ اُن کو حکم دیدیں کہ دشمن کی آتشباری اور باڑھوں کے سامنے کھڑے رہو۔ تو وہ دل و جان سے اسکی تعمیل کرینگے۔ خواہ سب ہی ہلاک کیوں نہ ہو جائیں (اس سے آگے در پردہ توہین یا اعتراض شروع ہوتا ہے۔ وطن) جنرل موصوف نے اس کے ساتھ ہی بیان کیا کہ فن و سامان جنگ کی جدید ترقیات خاصکر نئی رائفل اور بے دود بارود نے طرز جدال و قتال کو بہت کچھ بدل دیا ہے۔ اور آج کل کے زمانہ میں ٹھوس صفوں میں مرتب ہو کر لڑائی کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے (اس جملہ میں ایک طرح روسی سپاہ پر طنز کی گئی ہے جو ٹھوس صفوں میں مرتب ہو کر حملہ آور ہونے کی عادی ہے، یا کم از کم محاربہ روم میں اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ مگر یہ اعتراض صرف روسیوں پر ہی وارد نہیں ہوتا۔ جنوبی افریقہ کے محاربہ تک تمام دنیا کی افواج کی یہی کیفیت تھی اس طریق کے نقص بوئروں نے دنیا پر ظاہر کئے اور اس وقت سے ہی میدان جنگ کو کھلی صفوں میں بکھر کر لڑنے اور حملہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس نئے طریق کو ضرور روسی فوج میں بھی رائج کر دیا ہو گا۔ کاسک روس کے تاتاری النسل مختلف قبیلے ہیں جن میں سے اکثر عیسائی اور کچھ مسلمان ہیں۔ ان کو فوجی خدمت کے معاوضہ میں زمینیں ملی ہوئی ہیں۔ گھوڑے خود کاسک بہم پہنچاتے ہیں۔ سرکار صرف وردی اسلحہ اور راشن دیتی ہے۔ ہر کاسک مرد پر یہ خدمت لازمی ہے۔ مگر امن کے وقت کل تعداد کا کچھ حصہ بر سر کار ہوتا ہے۔ سلطان المعظم نے اسی روسی فوج کے نمونہ پر کرد اور عرب قبائل سے حمیدیہ رسالے مرتب کر کے اپنی فوج سواران میں ساٹھ ستر ہزار جانباز و بلا تنخواہ سواروں کا اضافہ فرمایا ہے۔ موئنٹڈ انفنٹری یعنی گھوڑ چڑھے پیدل اور کیولری یعنی باضابطہ سوار میں یہ فرق ہے کہ اول الذکر کا گھوڑا ہر دم رفیق و دمساز ہوتا ہے اسے تمام مشق و قواعد شروع سے گھوڑے پر سکھائی جاتی ہے۔ اور وہ

سپاہ نے شاذ سواروں کے گھوڑے پر ہی سوار رہ کر مقابلہ آرا ہوتے ہین۔ اس کے برعکس اول الذکر در حقیقت پیدل فوج کے سپاہی ہوتے ہیں۔ اور پیدل فوج کی سی ہی مشق و قواعد جانتے ہین۔ ان کو گھوڑون پر اسلیئے سوار کیا جاتا ہے کہ وہ جلد مقام مقصود تک پہنچ جائین۔ جہان پہنچکر وہ عموماً گھوڑون سے نیچے اتر کر دشمن پر آتش باری کرتے اور اس سے لڑتے ہین گھوڑے چڑھے ہونے کی وجہ کر وہ بصورت ناکامی پسپا بھی نسبتاً بہت جلد اور آسانی سے ہو سکتے ہین۔ (وطن) آخر مین جنرل ہملٹن نے بیان کیا کہ یہ رائے قائم کرنا سہل و مشنون کا کام نہیں کہ کون فریق غالب آئے گا۔ اس کے لئے بہت سے امور پر غور کرنا ضروری ہے۔

چینی گیپن۔ پیکین مین مشہور ہے کہ چینی حکومت دو الکہہ باکسرون کو مانچوریا بھیجنے والی ہے۔ باکسر وہی لوگ ہیں جنہوں نے سنہ ۱۹۰۰ء میں اجنبیون کا قتل عام شروع کر کے دول کو پیکن پر حملہ کرنے پر مجبور کیا تہا۔ یہ ایک نیم مخفی جماعت کے افراد ہین جو اجنبیون کو چین سے بیدخل کرنے کی مشترک غرض رکھتے ہیں اور چینی حکومت کے ہی ایما سے ان کی بنا ر قائم اور کارروائی شروع ہوئی تہی۔ (وطن)

جاپانی کوریا مین بہت سے موقعون پر فوج جمع کر رہے ہیں جہان سے پیشقدمی کر کے وہ ان روسی بنادر پر جو دریا یالو کے کنارہ مین حملہ کرین گے جاپانی حکومت نے اپنی فوج کے پہلے آرمی کور کی کمان پر جنرل بیرن کورو کی کو مقرر کیا ہے۔

لنڈن۔ ۲۶ جنوری۔ روسی مانچورین ریلوے لائن کی حفاظت بڑی احتیاط سے کر رہے ہین۔ میل میل کے فاصلہ پر ایک بلند مینار بنا ہوا ہے اور ہر ایک مین ۴۰ کاسک مامور ہیں۔

روسی پسپائی۔ کوریا مین اس وقت کلہم ایک ہزار روسی سپاہ ہے جون جون جاپانی فوج آگے بڑھتی جاتی ہے۔ تون تون روسی دریا یالو کو پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ جاپانیون کا بیان ہے کہ مانچورین لائن کے پل شکری پر تین جاپانی افسرون کو پھانسی ملنے کی خبر غلط ہے کیونکہ روسیون نے ان کے جو نام مشتہر کیے ہین وہ جاپانی افسران صیغہ سٹاف میں کسی افسر کے نہیں۔ خبر ہے کہ ایک جاپانی بیڑہ جنگی جہازون کا روسی بندر لاڈی وو سٹاک کو بھی گیا ہے۔ جاپانیون نے جمعرات کی رات کو پھر پورٹ آرتہر پر حملہ کیا۔ مگر ناکام رہے۔

سنگاپور۔ ۲۶ فروری۔ **امریکن قونصل پر پابندی** [illegible] بندر نوچوانگ کے امریکن قونصل کو [illegible] روسی سوار نے جاپانیون سے سخت تپڑیا۔ اس سے کل قونصلون اور [illegible] مین سخت جوش پھیل گیا۔ [illegible] [illegible]

امریکن حکومت نے معافی [illegible] (وطن)

لنڈن ۲۶ فروری [illegible] تارپیڈو و کشتیون [illegible] [illegible]

اور ایک روسی افسر نے جہاز پر جاکر تحقیقات کی کہ آیا یہ واقعی انگریزی جہاز ہے +

جاپانی سفیر مقیم لنڈن کو ٹوکیو سے سرکاری طور پر خبر آئی ہے کہ ۲۴ فروری کی رات کو جس غرض سے جاپانی بیڑہ نے پورٹ آرتہر پر حملہ کیا وہ پوری ہو گئی۔ اس نے بندر کے دہانہ مین (معمولی جہاز غرق کر کے) اسے بند کر دیا ہے۔ یہ خبر ایڈمرل ٹوگو کی طرف سے نہیں آئی۔ مگر اس کی صداقت میں شبہ نہیں۔ (اگر یہ سچ ہے تو جب تک روسی غرق شدہ جہازون کو بارود سے اڑا کر دہانہ صاف نہ کرین گے ان کا بیڑہ بندر مین مقید رہیگا غرق شدہ جہاز کو اڑا کر راستہ صاف کرنا سہل کام نہ ہو گا کم از کم پانچ چھ دن لے گا جس عرصہ مین جاپانی بیفکر ہو کر بار برداری کے جہازون پر لگا تار فوج خلیج لاؤ ٹنگ کو بہیج سکین گے۔ وطن)

مشرق اقصی کے انگریزی بیڑہ کے سپہ سالار نے جو روسی پناہ گزین یا اسیران جنگ جزیرہ سیلون کو بہیجے ہین۔ وہ ۸ مارچ کو وہان پہنچین گے ان کی تعداد حسب ذیل ہے۔ چھ اعلے افسر دو ادنے افسر ۲۶۷ معمولی ملاح و گولہ انداز۔ جس جہاز پر وہ بہیجے گئے ہین اس پر تین انگریز افسر اور ۵۰ بحری سپاہی بطور حفاظت سوار ہیں۔ ایک روسی سٹیمر ۴ فروری کو ولاڈی وو سٹاک سے بحیرہ اسود کے بندر اڈیسہ کو روانہ ہوا تہا۔ اسے اب تک وطن پہنچ جانا چاہیے تہا مگر اس کا کچھ پتہ نہین

بلقان۔ ۲۶ فروری۔ ٹرکی اور بلگیریا مین قیام امن کے متعلق جو نامہ و پیام ہو رہا ہے اسکا انداز طمانیت بخش ہے۔ فریقین نے ایک دوسرے کی بہت سی باتین مان لی ہین اور اب اس تجویز پر غور ہو رہا ہے کہ ٹرکی اور بلگیریا دونون ایک ہی وقت سی جمع شدہ افواج کو واپس کرنا شروع کر دین۔

موجودہ انگریزی وزرا کی حالت نازک ہوتی جاتی ہے۔ ۲۳ فروری کو پارلیمنٹ میں ایک معاملہ مین دو مین لیگئین۔ اگرچہ گورنمنٹ ہی کے حق مین فیصلہ ہوا لیکن صرف ۱۴ رایون کی کثرت سے +

نیو یارک (امریکہ کے سب سے بڑے شہر) کا آباد ترین حصہ [illegible] جل رہا ہے کئی بڑے بڑے مکان آگ کو پھیلنے سے روکنے کے لیے بارود سے اڑائے جا رہے ہیں۔ بعد کی خبر کہ کل تین ایکڑ رقبہ پر مکان تہے۔

لنڈن ۲۷ فروری کی پہلی بحری حملہ روسی جاپانی حکومت نے سرکاری طور پر بیان کیا ہے کہ جاپانیون نے ۲۵ فروری کو بوقت ۱۱ بجے دن پھر بمقام پورٹ آرتہر بیرون بندر کے روسیون پر حملہ کیا۔ فریقین کے بیڑون اور خشکی کے قلعون کی باہم آدہ گھنٹہ تک گولہ باری ہوئی [illegible]

جاپانیون کا خیال ہے [illegible] پورٹ آرتہر کا بحری دہانہ رک گیا ہے (جاپانی جن جہازون کو وہان غرق کرنے کیلئے لیگئے تہے۔ مگر بقول روسیان وہ دہانہ سے دور ہی روسی گولون سے غرق ہو گئے۔

ویرانے اور ناکارہ ہے۔ وطن)

کوریا نے اپنے بندر ویجو مین ممالک غیر کو تجارت کی اجازت دیدی ہے (یہ خبر چھ سات دن ہوئے پہلے بھی آچکی ہے۔ رائٹر شاید اسوقت پینک میں تہا اور اسے یاد نہ رہا کہ پہلے ہی یہ خبر بہیج چکا ہون۔ وطن) کوریا جاپان کے ساتھ مل گئی ہے۔ کوری سپاہ جاپانی سپاہ کے ساتھ میدان جنگ مین روسیون کا مقابلہ کرے گی۔

جاپانیون کے جوش حب الوطنی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جاپانی حکومت کو مصارف جنگ کیلئے چارون طرف سے لگا تار روپیہ چلا آ رہا ہے۔ جاپانی مرد و زن نشہ حب وطن مین سرشار ہیں۔ وہ صرف زبانی جوش و خروش نہیں دکہاتے ہے۔ بلکہ عملی حب الوطنی عورتین بلاتمیز امیر و غریب اپنے زیورات چندہ مین دے رہی ہین اور امرا جن کے ہان جاگیرداری کے زمانہ کے دفینے اور خزینے چلے آتے ہیں۔ قوم کی ضرورت کے لئے ان کو نکال کر بلا تامل سرکار کے حوالہ کر رہے ہین۔

جاپانیون نے ۲۴ فروری کے حملہ مین چند جہاز غرق کر کے پورٹ آرتہر کے دہانہ کو بند کرنے کی جو کوشش کی۔ وہ بعینہ اس کوشش کی نقل ہے جو سنہ ۹۶-۱۸۹۵ء محاربہ امریکہ و ہسپانیہ مین امریکن امیر البحر نے جزیرہ کیوبا کے مشہور مقام سنڈیاگو کے بندر مین ہسپانی بیڑہ کو محبوس کرنیکے لیے کی تہی۔

متضاد روایات۔ پورٹ آرتہر کے واقعات متعلق فریقین کے بیانات مجمل اور متناقض ہیں تاہم یہ صاف ہے کہ بندر کا دہانہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ روسی کروزر اور تارپیڈو کشتیان ۲۴ فروری سے بعد بھی برابر بندر سے باہر آتی اور اندر جاتی دیکھی جا رہی ہیں۔ کل بمقام پورٹ آرتہر فریقین مین دو خفیف بحری معرکے ہوئے۔ آپس مین گتھے نہیں۔ دور سے زور شور سے گولہ باری ہوئی جسکا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ البتہ فریقین مین سے ہر ایک کا دعوے ہے کہ اس نے دشمن کی ایک یا دو تارپیڈو کشتیان غرق کر دین۔ جاپان کا اس چھیڑ چھاڑ سے غالباً یہ مدعا ہے کہ روسی بیڑہ کو اسطرح مشغول رکہکر اپنے ٹرانسپورٹ جہازون کو بعافیت مقامات مطلوبہ تک پہنچا دے۔

کوریا نے بروئے معاہدہ اپنے ملک کی حفاظت کا تمام انتظام جاپان کے سپرد کر دیا ہے اور کسی اور سلطنت سے معاہدہ نہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ ایک روسی جنگی جہاز زیر آب دخانی جہاز بنالڈر کی بحیرہ قلزم مین تلاشی لی (روسیون کی یہ کارروائی فضول اور بیوجہ نہین کیونکہ جاپانی سٹیمر ابھی بحیرہ روم اور انگلستان کے بنادر پر موجود ہین۔ انہون نے چندلی انگریزی حکومت سے التجا کی کہ ان کو انگریزی جہنڈا نصب کرنے کی اجازت دیجائے جواب ملا کہ جب تک کوئی جہاز انگریزی رعایا کی ملکیت نہ ہو ایسی اجازت نہیں ملسکتی۔ وطن)

تازہ خبرین

جنگ روس و جاپان۔ (لنڈن ۴ مارچ) روسی تارپیڈو کشتیون کی واپسی:۔ روسی تارپیڈو کشتیان جو پورٹ سعید سے ایک طرف روانہ ہوئی تہیں موسم کے اچہا نہ ہونے کے سبب پورٹ سعید کو واپس آگئی ہیں۔ جاپانی بندر آرتہر سے چلے گئے:۔ بندر آرتہر کے ایک سرکاری پیغام تار مورخہ ۲ ماہ حال سے واضح ہوتا ہے کہ ۲۹ فروری کو جاپانی پورٹ آرتہر مین نہیں دیکھے گئے۔ روسی کروزرون اور تباہ کن جہازون نے ساٹھ میل کے دائرہ مین ان کی تلاش کی ہے مگر ان کا کہین نشان تک نہین ملا۔

برٹش افواج کی حرکت:۔ بیان ہے کہ ۲۰۰۰ زائد رسالے مارچ کو جا رہے ہیں جو خیال کیا جاتا ہے بوقت ضرورت چین کو جائین گے۔ نیگ یانگ پر جاپانیون کا قبضہ:۔ جنرل پیگلاس کی رپورٹ ہے کہ ۲ ماہ حال کو ۲۰۰۰ جاپانیون نے ۲۰۰ سوارون کو نیگ یانگ پر قبضہ کر لیا جو قلعہ بند شہر ہے۔ اور سمندر کے انہیں ہر روز رسد بذریعہ کشتی پہنچتی رہتی ہے جو نوسن سی چینامپو کو آتی ہے۔ اس تار مین یہ بھی لکہا ہے کہ ۲۵۰۰ جاپانی توپ خانہ کے بغیر چنجن (شمال مشرقی کوریا) مین آ پہنچے ہیں۔ اور خشکی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ انٹنگ مین روسی تیاریان:۔ رویٹر کا نامہ نگار سیول تار دیتا ہے کہ روسی جاپانیون کو دریائے یالو کو راستہ روکنے کیلئے انٹنگ مین ایک قلعہ اور وسیع دمدمے تعمیر کر رہے ہیں۔ جاپانیون کی حرکت بندر آرتہر کی طرف:۔ جاپانی چمپو مین نہین۔ بلکہ سہ لمپن (خلیج ملکس) میں اتر رہے ہیں اور جنرل اسپی سیا اور بندر آرتہر مین اترین کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ بندر آرتہر سے متعلق افواہیں:۔ (لنڈن ۳ مارچ) جاپانی لیو تنگ پر فوجیں اتار رہے ہیں تاکہ دو ہفتہ کے عرصہ مین خشکی پر سے بندر آرتہر کا محاصرہ کرلین۔ نیو یارک ہیرلڈ کا نامہ نگار پیرس ایک سینٹ پیٹرز برگ کی خبر کے حوالہ سے لکہتا ہے کہ ہمارے جہاز ڈوبنے کے بعد دشمن بندر آرتہر ہاتھ سے چلا جائیگا۔

داخلہ بندر آرتہر کو بند کرنے کا اثر:۔ داخلہ بندر آرتہر کو بند کرنے سے سخت مصیبتیں اور تکلیفیں پیدا ہو گئی ہین۔ اجناس [illegible] فاقون مر رہا ہے۔ ولیڈیو اسٹاک میں غلہ وغیرہ کی قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں۔ اہل چیفو کی حالت بھی نہایت نازک ہو رہی ہے۔ فاقون پر فاقے اٹہانے والے پناہ گزین وہان کثرت سے جمع ہو رہے ہین۔

ایک افواہ کی تردید:۔ (کلکتہ ۳ مارچ) کلکتہ کے اخبارات مین ذیل کا بیان شائع ہوا ہے۔ ہمیں ملی طور سے اطلاع ملی ہے کہ سنگاپور کی یہ تار خبر بالکل غلط ہے کہ روس چین کے بنیاب واقعہ ولیڈیو اسٹاک نے روپیہ کی ادائیگی ملتوی کر دی ہے۔

ایک طویل سفر:۔ الہ آباد ۳ مارچ بحری محقق اندازہ لگاتے ہین کہ بالٹک کا بیڑہ جہازات چار ماہ کے پہلے بندر آرتہر میں نہیں پہنچ سکتا۔

جاپانی جہازون کی مرمت:۔ (بمبئی ۳ مارچ) اخبار سٹریٹ ٹائمز کا ایک معتبر نامہ نگار تار دیتا ہے کہ جنگی قومی اوسعاکرو زر جنہون نے بندر آرتہر ۹ فروری والے حملہ میں حصہ لیا تہا مرمت کیلئے سسیبو بہیجے گئے ہیں۔

مراسلت

ذیل میں ہم اپنے مکرم معظم بھائی مولوی **نذر علی صاحب پشاوری** کی ایک چٹھی شائع کرتے ہیں جو امید ہے سید **علی حائری** صاحب لاہوری کی توجہ اپنی طرف کرا سکے گی + **شیعہ** مذہب کی تردید سے مذاق رکھنے والے ان لطائف کو دلچسپی سے پڑھیں گے۔ (ایڈیٹر)

رجعت شیعہ پر چند لطائف
اور
لاہوری مولوی سے استفسار

ریفارمر شیعہ لکھتا ہے۔

(۱) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء دیگر اور حضرات آئمہ اور محض مومن اور محض کافر یوم الرجعت میں جسکو قیامت صغریٰ بھی کہتے ہیں زندہ ہوں گے اور اس روز امام مہدی صاحب ظاہر ہوں گے (غایۃ المقصود جلد اول صفحہ ۱)

(۲) امام مہدی کے ظہور پر سب آئمہ زمانہ واحد میں رجوع کرینگے بلکہ مقدم و مؤخر مطابق ترتیب امامت ظاہر ہوں گے۔ **انحصر رجعون بترتیب ایام امامتھم** یعنی پہلے علی مرتضیٰ پھر حسن پھر حسین علیٰ ہذا آخر تک (غایت المقصود صفحہ ۱۸۹ و صفحہ ۱۸۹)

(۳) امام مہدی صاحب اپنے مرنے پر امام حسین علیہ السلام کو چارج دینگے اور اپنی مُہر بھی اور امام حسین انکو غسل اور کفن دینگے۔ غایت صفحہ ۱۸۹ و ۱۹۰ گویا علی مرتضیٰ اور امام حسن درمیان سے حذف اور رعایت ترتیب بھی ساقط۔ کجا زمانہ واحد کجا فیدنزتیب کجا یہ بے ترتیبی۔ فتدبر۔

اب **سوال یہ ہے** کہ ہر سہ اقوال مختلفہ میں صحیح قول کونسا ہے اور مولوی صاحب نے حدیث کی سند سے ہر ایک قول کو امام معصوم سے منسوب کیا ہے۔ پھر کیا اذا تعارضا تساقطا کے قاعدہ مسلمہ سے ہر سہ قول قابل رد نہیں۔

مولانا صاحب اسی کمال اور بضاعۃ علمی کے گھمنڈ پر حضرت امام زمان علیہ الصلوۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہیں۔ جس مذہب کی احادیث اور رواۃ ثقات اور آئمہ علماء کے اقوال میں تعارض کا یہ عالم ہو جو مولوی صاحب کی دس سطر کی عبارۃ میں ظاہر ہے پھر ایسے علماء سے مخاطبہ تضیع اوقات ہے۔ مولوی صاحب! آپنے تو شیعوں کا بقایا تار و پود بھی ادھیڑ دیا ہے اور اپنے مذہب کے اپنی پردہ دری کر کے اسپر خط نسخ کھینچ دیا۔

شعر

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

یہ شتے نمونہ خروارے۔ عرض ہوا۔ اب چند سوال باقی ہیں

چند سوال

سوال اوّل۔ شیعوں کے امام مہدی صاحب امام زمان ہیں۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء اور آئمہ اور مومنین رجعت میں زندہ ہوں گے تو امام زمان کی پیروی کرینگے یا رسول خدا کی یا علی مرتضیٰ کی مقتدا کون ہوگا

صورت اول

اگر کہو سب بزرگوار امام زمان مہدی صاحب ہی کی پیروی کرینگے اور احکام قضایا اور حدود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ مہدی کے متعلق ہوگا جیساکہ صفحہ غایۃ المقصود پر درج ہے + اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ یازدہ گانہ ماتحتی میں کام کرینگے تو یہ بدیہی البطلان ہے۔ **اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم + وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ** (سورۃ النساء) رسول کی موجودگی میں امام کے اتباع اور منیب کیے ہوتے نائب کی تابعداری خلاف شرع اور عقل ہے پھر رسول بھی وہ رسول جو امام الرسل ہو۔ مطابق شیعہ کی تفاسیر کے اولوالامر کا درجہ تیسرے نمبر پر رکھا گیا ہے جو تالی اطاعت رسول ہے ایسا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تین امام موجود تھے علی مرتضیٰ امام حسن امام حسین مگر امام الکل کے ہوتے کوئی مدعی امامت و خلافت نہ ہو سکا اور یہی تعریف ہمارے خصم کو بھی مسلم ہے (دیکھو صفحہ ۹ غایت جلد اول)

صورت دوم

(۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام الکل موجود ہوں گے اور سب آئمہ مع امام مہدی صاحب انھیں کے تابع ہوں گے تو امام مہدی صاحب کو امام زمان تسلیم کرنا اور اسکے ظہور کا اس قدر انتظار کر کے خوشی منانا فضول اور عبث ہے بلکہ شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام زمان تسلیم کریں اور انھیں کی آمد ثانی کے منتظر رہیں ایسے پیشوا اور مقتدا کے ہوتے کوئی امام کیا بلکہ کوئی نبی بھی قابل اقتدا نہیں ہو سکتا فافہم۔

(۲) دوسرا نقص اور اعتراض یہ ہے کہ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور رجعت میں تسلیم کیا جائے تو مولوی لاہوری کی وہ تعریف جو غایۃ المقصود صفحہ ۸ بر زیر لفظ امام اُسنے کی ہے غلط ہوگی وہو ہٰذا۔

(امامت عبارت است از خلافت شخصی از اشخاص از جناب خداوند متعال بہ نیابت رسول مختار از براے بجا آوردن و قائم ساختن قواعد شریعت حفاظت حلقہ ملت بنحویکہ اتباع و پیروی شخص و انقیاد وی بر تمام امت واجب باشد و امام در لغت بمعنی مقصود و مقتدا است و در شریعت عبارۃ است از ریاست عامہ تامہ من اللہ در عامۂ امور دین و دنیا الخ (صفحہ غایۃ)

پس بموجودگی رسول اور امام الکل کسی اور امام کی اتباع واجب نہیں۔ اور نہ وہ امام خلیفۃ اللہ یا خلیفۃ الرسول کہلا سکتا ہے اور نہ مقتدا ہو سکتا ہے

(۳) مطابق تعریف مولوی صاحب امام زمان کی پیروی امت پر واجب ہے تو جناب آمر اور باقی آئمہ یازدہ گانہ جو مفہوم امت میں شامل ہیں رجعت میں مہدی کے تابع ہونگے گویا امام مہدی صاحب اپنے جد اولی اور اپنے دیگر آباء طاہرین کی بھی اولوالامر اور متبوع اور امام اور مقتدا ہوئے اور اسی کے ضمن میں مولوی صاحب کا وہ کلیہ فاضل اور مفضول کا ہے اُسکے اپنے قول سے باطل ہوا جسکے ذریعہ امام فخر الدین وغیرہ علماء پر اسنے خشک منطق کے رنگ میں جرح کی ہے۔ **فتدبر۔**

(۴) جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود رجعت میں موجود ہوں گے تو حدیث من لم یعرف **امام زمانہ** الخ کے کیا معنے ہونگے اور امام زمان کس درد کی دوا ہوگا اور امامت جو اصول دین شیعہ سے ہے بیہودہ اور عبث ثابت ہوگی۔ کیونکہ وہ زمانہ پیغمبر زمانہ ثابت ہوگا۔

(۵) والامامۃ خلافۃ اللہ عزوجل وخلافۃ الرسول ومقام امیر المؤمنین والامامۃ زمام الدین و نظام المسلمین وصلاح الدنیا وعز المؤمنین والامامۃ رأس الاسلام الخ (صفحہ ۱ غایۃ)

القصہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود ہوئے تو یہ تعریف بھی باطل ہوئی کیونکہ خلافت و نیابت رسول کی غیر حاضری میں یا اُس کے بعد ہوتی ہے نہ اُسکی موجودگی میں بلکہ اُس کی موجودگی میں خلیفۃ اللہ اور امام زمان اور مقتدا وہ خود ہی ہوتا ہے نہ اُسکا غیر پس امام زمان صاحب آپ کے نہ خلیفۃ اللہ ہوئے اور نہ خلیفۃ الرسول نہ مقتدا اور نہ امام بلکہ وہم اور گمان

سوال دوم۔ اگر قریب زمانہ ظہور امام میں ایک شیعہ مر گیا ہو اور اُسکا ورثہ بین الورثاء تقسیم ہو چکا ہو پھر وہی شخص یوم الرجعت میں زندہ کیا جاوے تو وارث منقسم کے نسبت شرع محمدی میں کیا حکم ہے کیا متوفی جو زندہ کیا گیا ورثا سے اپنا مال واپس لیگا اور اس قسم رد میراث کا حکم قرآن میں کسجگہ درج ہے۔

سوال سوم۔ اگر متوفی کی زوجہ سے کسی دوسرے شیعہ نے نکاح کر لیا ہو تو متوفی کی واپسی پر عورت کس کی ہوگی پہلے اصلی شوہر کی یا دوسرے کی مراتعہ شرعی پر قرآنی فیصلہ کیا ہے۔

غرضکہ ایک بیہودہ مسئلہ کے ماننے پر دلولسانی موضوعات سے بہو متر از نقص میراث میں اولاد تنازع وغیرہ میں پیش آتے ہیں جن کا فیصلہ اس قرآن کریم اور فرقان حمید میں مذکور نہیں۔ البتہ مصحف فاطمہ اور علی کے قرآن میں جو امام مہدی صاحب غار سرمن رای میں ساتھ لے گئے ہیں لکھا ہو تو عجب نہیں۔ ہاں یاد آگیا ایک اور صحیفہ بھی ہے وہی صحیفہ طوبٰہا سبعون ذراعاً فیہا جمیع ما یحتاج الیہ ولد آدم۔ وتکون عندہ صحیفۃ فیہا اسماء واعداد۔ اور وہ صحیفہ ستر گز لمبا اور ران شتر کی برابر موٹا ہے اور ستر ہزار آیۃ والا قرآن اور جفر جامع ہے امام صاحب کے پاس ہیں (اصول کافی، صفحہ ۱۴۶) فقط

خاکسار نذر علی از پشاور۔

ہم اور ہمارے ناظرین

جو بزرگ الحکم کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں کام کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے اور انکی ہمتوں میں برکت دے + آمین۔ قومی کاموں میں جب تک قومی قوت کام نہ کرے کچھ نہیں ہوتا۔ الحکم کی خدمات کے اعتراف یا اسکی ترتیب مضامین کی برجستگی وغیرہ کے متعلق جو بزرگ تحریر فرماتے ہیں۔ میں اُن کے حسن ظن کا شکر گذار ہوں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ مجھے صرف ذاتی تعریف کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی اعتراف خدمات کا بہترین ذریعہ ہے

الحکم کی اشاعت میں سعی کرنا:

اگر آپ الحکم کو پسند کرتے ہیں تو کیا آپ نے ارشاد نبوی نہیں پڑھا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے" پھر کیا وجہ ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کو اسکی طرف توجہ نہیں دلاتے ؟

۱۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے، ڈیرہ غازیخان سے الحکم کی توسیع اشاعت کے لیے خریداروں کے نام بھیج رہے ہیں۔

۲۔ منشی عبد الحکیم صاحب پُریا سے الحکم کے لیے غیر معمولی کوشش سے کام کر رہے ہیں وہ ایک دس بارہ خریدار دے چکے ہیں اور ابھی انکی ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا

۳۔ جناب ابو سعید عرب صاحب نے رنگون میں بہت سے خریدار پیدا کیے ہیں۔ عرب صاحب کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہے وہ قادیان کو باہر اب غالباً نہیں رہ سکتے۔ انکے خطوط شوق سے بھرے ہوئے آ رہے ہیں کہ وہ قادیان جس قدر جلد ممکن ہو آنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ صحت و عافیت سے انکو اپنے اس مبارک ارادے کا بجا لانا نصیب کرے۔ آمین

الحکم کی اشاعت ایران میں بھی ہونے لگی ہے

چنانچہ الحکم خدا کے فضل سے مشہد میں جا پہونچا ہے۔ ایران میں الحکم کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ہمکو مزید فکر ہو رہی ہے +

الحکم میں جنگ روس و جاپان کی خبروں کا سلسلہ قبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اس سے الحکم کی اشاعت پر مفید اثر پڑ رہا ہے۔

الحکم کے ناظرین جنکے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے اگر اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب واجب الادا رقم بھیجیں گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کسی نہ کسی قدر ناساز چلی جاتی ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خود جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ضعف و مرض کا سارٹیفکٹ اپنی پیشگوئی میں دیچکے ہیں کہ وہ آنے والا موعود دو زرد رنگ کی چادروں میں آئیگا جس کے یہی معنی ہیں تاہم اعلیحضرت کا معمول ہے کہ آپ باجماعت نماز میں حتی الوسع شریک ہونے سے نہیں رُکتے +

خاندان رسالت کے تمام ممبر خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں اور اُن کے قلم قرآن کریم کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کے اظہار کے لیے آجکل خوب چل رہے ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے شیعہ مذہب پر ایک چھٹی لکھی تھی جو الحکم میں طبع ہونیکو تھی مگر وہ چھٹی اچھا خاصہ کئی جزو کا رسالہ ہوگئی اسلیے الگ طبع ہونے کے لیے پریس میں جاچکی ہے اور مولوی صاحب ابھی لکھ رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ ستیارتھ پرکاش کے اُس حصہ پر قلم اُٹھانے والے ہیں جو آریہ سماج کے بانی دیانند نے اسلام کے خلاف لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح قدس سے تائید فرمائے

۳۔ عید اضحیٰ دارالامان میں ہفتہ کو ہوئی۔ مولانا نورالدین صاحب نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ بیرونجات سے بہت سے احباب شامل ہوگئے تھے

۴۔ اس ہفتہ دارالامان میں خوب بارش ہوئی۔ ویسا

۵۔ ہولی بھی ہوچکی قادیان کی گلیوں میں بھی خاک دھول رنگ گلال اُڑا اور وہ سوانگ بھی نکلتے رہے جنمیں بعض نوجوان لڑکے زنانہ صورتیں بنا کر پبلک کے سامنے جلوہ گر ہوئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ مرد اپنی عظمت کو چھوڑ کر عورتوں کا لباس اختیار کرتے ہیں اس زنانہ پن سے معلوم نہیں کیا فائدہ۔

ہمارے مقدمات

۹ مارچ ۱۹۰۴ء کو لالہ چندولال صاحب کی عدالت میں پھر پیشی ہوکر پہلو مسٹر اوگارمن صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور پیروکار منجانب حضرت اقدس علیہم کے تار کے متعلق جو صاحب ممدوح نے لاہور سے بھیجا ذکر ہوا۔ کہ صاحب ممدوح بوجہ بیمار ہونیکے حاضر نہیں ہوسکے اسلیے مقدمہ کا التوا ہوا۔ مگر عدالت نے بایں وجہ کہ خواجہ صاحب بھی پیروکار ہیں مقدمہ کو شروع کیا۔ اور خواجہ صاحب کو تقریر متعلقہ مقدمہ کے لیے ارشاد فرمایا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے حضرت اقدس کی تحریری بیان کے متعلق عرض کیا گیا جو عدالت نے پہلی پیشی پر پڑھنے کیلیے لیا تھا اور آج اسکا فیصلہ کرنا تھا کہ وہ شامل مثل کیا جاوے یا نہ۔ عدالت نے اسکے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ شامل مثل ہو۔ فریق مخالف نے اعتراض کیا مگر عدالت نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ شامل مثل ہو اسلیے شامل مثل کیا گیا۔ اسکے بعد خواجہ صاحب نے اپنی تقریر شروع کی ۴ گھنٹہ تک خواجہ صاحب تقریر کرتے رہے جسمیں انھوں نے قانونی طور پر مستغیث کے اپنے بیانات اور گواہوں کے بیانات سے استنباط کرکے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے خلاف چل نہیں سکتا۔ ۹ مارچ کو وہ اپنی اس تقریر کو ختم کرچکے اور آج شاید فریق مخالف جوابی تقریر ختم کرے۔ اسکے بعد مقدمہ برخلاف کرم الدین کے متعلق تقریر شروع ہوگی اور آخر میں مجسٹریٹ نے ہر دو مقدمات کا یکجائی فیصلہ سنانیکا وعدہ دیا ہے + ۹ کی شام تک معلوم نہیں کہ وہ کس تاریخ پر سنائیں بعد میں اطلاع دیجائیگی

حضرت حجۃ اللہ علیہم کا تازہ الہام

(میدان میں فتح تجھے دے گا)

الہام شب درمیانی ۲۸-۲۹ فروری ۱۹۰۴ء

طاعون زدہ گاؤں سے نکلنا

حضرۃ حکیم الامۃ سے بطور استفسار عرض کیا گیا کہ جس گاؤں میں طاعون پڑی ہوئی ہو اس گاؤں کی حدود اور کھیتوں یا میدانوں میں بطور علاج نکل جانا چاہیے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ اُس گاؤں کی حدود اور کھیتوں یا کھلے میدانوں میں نکلنا ہرگز خلاف شرع نہیں ہے بلکہ ضروری ہے اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض استفسار اور اُن کے جواب

میاں کریم بخش صاحب نے جو ریاست نابھہ سے آئے ہوئے تھے اپنے گاؤں کے بعض لوگوں کے شبہات کو بطور سوال عرض کیا کہ مُردہ کو جو قُل کیے جاتے ہیں یا مردہ کو دفن کرکے بیٹھکر فاتحہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس حکیم الملۃ نے فرمایا کہ انکی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ یہ فضول باتیں ہیں۔ پھر پوچھا کہ مخالف کا جنازہ پڑھیں یا نہ اس سے بھی آپ نے منع فرمایا۔ پھر پوچھا کہ بعض عورتیں مہر نہیں بخشتیں۔ فرمایا کہ مہر ادا کرنا چاہیے۔ عورتیں مہر کے بخشنے کے واسطے مجبور نہیں ہوسکتیں یہ انکی شرافت ہے جو بخشدیتی ہیں۔ پھر عرض کیا کہ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ زیور دو خواہ سود پر قرض لو۔ آپ نے منع فرمایا کہ سود لینا اور دینا دونو حرام ہیں۔

محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق

(وہی نوٹ سسٹم)

گذشتہ اشاعت میں ہم نوٹ سسٹم کے متعلق کسی قدر بحث کر آئے ہیں اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ تو ناممکن ہے کہ نوٹ سسٹم کا طریق بالکل اڑا دیا جاوے کیونکہ اتنے بڑے عظیم الشان محکمہ کا انتظام کوئی آسان امر نہیں ہے۔ اور نہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ ہر امر کے متعلق خود چھان بین کرتے پھریں۔ ایک پوسٹ مین کی شکایت ہو تو صاحب بہادر دورہ کریں آخر یہ انتظام تو اسی طرح چل سکتا ہے کہ ایک عملہ ماتحت اس کام کو کرتا رہے اور جہاں تک ممکن ہو صاحب بہادر کے وقت کو جو بہت ہی قیمتی اور گرانقدر ہوتا ہے بچایا جاوے چھوٹے چھوٹے کاموں سے نکالکر اعلیٰ اور ضروری امور کے انصرام میں اسکو صرف کیا جاوے اس لیے کوئی صاحب ہماری تحریر سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کرے کہ ہم سرے سے ہی نوٹ سسٹم کے مخالف ہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ سراسر غلطی پر ہے نوٹ سسٹم رہے اور ضرور رہنا چاہیے مگر ہم چاہتے ہیں کہ اس کی **اصلاح** ہو اور یہ خاص ہدایتوں اور احکام کے ماتحت کیا جاوے۔ موجودہ طریق نوٹ نویسی سے اگرچہ بہت سی خرابیاں پیدا نہوں (جو اگرچہ پیدا ہوتی ہیں تو کم از کم پیدا ہونے کا احتمال تو یہ ہے پھر اس احتمال کو بھی کیوں دور نہ کیا جاوے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر نیکدل دیندار آفیسر حتی الوسع سعی کرتے ہیں کہ اسکے ماتحت اور زیر دست ملازموں اور کلرکوں کے حقوق کی حفاظت ہو اور انھوں نے جب انکو موقع ملا ہے یا صحیح واقعات تک پہونچے ہیں ہمیشہ ان امور پر توجہ کرنیکی سعی کی ہے جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں لیکن اگر انکو اطلاع ہی نہ ہو یا خدانخواستہ غلط اطلاع ہو جاوے تو پھر حسن انتظام کے حقوق پر چھری پھر جاوے اسکی تلافی اور تدارک کیا ہو اور کیونکر ہو۔

ہم مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جسکو صحیح ہونیکا ہمکو یقین دلایا گیا ہے اور۔ (اگر یہ صحیح نہیں ہے تو ہم محکمہ ڈاکخانہ کی جائز اور صحیح اطلاع پر اسکی اصلاح کے لیے طیار ہیں) اگر اس واقعہ کے پورے حالات صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر تک پہونچتے تو ممکن نہیں تھا کہ ایسی غلط کارروائی ہوتی جو ہوئی ہے۔ اور جسکا اثر آخر صاحب موصوف کے انصاف پر ہوتا ہے حالانکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ صاحب موصوف کا امر میں کوئی قصور نہیں آپکے نزدیک سب لوگ برابر ہیں

دیوی دتا مل اور جلال الدین دو کلرک امرتسر ڈویژن میں تھے ان دونو کی تبدیلی ہیڈ آفس گورداسپور میں کی گئی جہاں اُن دونوں نے ہی جانے سے انکار کیا۔ اس حیرت پر ان دونو کو معطل کیا گیا یہاں تک ان کے ساتھ جو سلوک ہوا۔ وہ مساوی ہے لیکن اب آیندہ دیکھنا چاہیے کہ کیا کیا جاتا ہے اور اس مساوی سلوک پر کم از کم کوئی اعتراض طرفداری یا دھڑے بندی کا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس تعطل کے بعد جب دونو نے اپیل کیا تو نتیجہ اپیل یہ ہوتا ہے کہ بابو جلال الدین ایام معطلی کی تنخواہ زرلو کے حساب سے لیں۔ اور منشی دیوی دتا مل معطلی کے دن رخصت بلا تنخواہ کے دن سمجھے جاویں اب یہ راز ہمپر یا پبلک پر نہیں کھلا کہ جب دونو ایک ہی جرم کے نیچے سزایاب ہوئے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک کے ساتھ یہ رعایت اور دوسرے کے ساتھ وہ سلوک +

پھر اسی پر بس نہیں دیوی دتا مل اپنے اس تعطل کے متعلق اپیل کرتا ہے بجائے اس اپیل میں بجائے اسکے کہ اسکو متعلق نافذ شدہ احکام پر نظر ثانی کیجاتی اسکو بجائے ۲۵ کے ۱۵ پر کر دیا گیا ہے اور یہ ابتک کسی پر نہیں کھلا کہ اپنا حق مانگنے یا کم از کم رحم پر یہ سلوک کس جرم کی پاداش ہے ممکن ہے کہ اسکے بعض اس قابل ہوں کہ وہ اسکو ۲۵ سے ۱۵ کا کلرک بنا دیں لیکن نادان پبلک اس سے کسطرح آگاہ ہو۔ اسے حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ اس نوٹ سسٹم کی خرابی ہے + اسکے بعد کہا جاتا ہے کہ دیوی دتا مل نے پھر اپیل کیا ہے لیکن کسی کمی پر سد کر بھیجا چھیتی

سُننے میں آیا ہے کہ دوسری دفعہ اپیل پر بھی شنوائی نہیں ہوئی آنریبل پوسٹ ماسٹر بہادر تک کو رونڈ رپورٹ میں اور چھ کے الفاظ میں تار دیا تو جہ مبارک ہوا اب یہ اندیشہ ہمیں لاحق ہے کہ ہماری یہ تحریر بھی اسکے حق میں ہم قاتل نہ ہو اور اسی کو اس معتمد کا محرک کہکر اسپر نکتہ چینی نہ کیجاوے حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ دیوی دتا مل کو اس تحریر کا اسکی اشاعت تک بھی کوئی علم نہیں ہے اور شاید بعد میں بھی دیر کے بعد ہو۔ مگر کیا کیا جاوے معترض کب صبر کریگا اگر صاحب پوسٹماسٹر جنرل اب بھی اس کیس کو منگوا کر ملاحظہ فرمائیں تو پتہ ملسکتا ہے کہ اسکی تہ میں کیا اصلیت ہے۔ صاحب بہادر انصاف اور حق پسندی سے ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کو یونہی نہیں چھوڑینگے جہاں ایک معمولی سی شکایت خلاف ڈاکخانہ کے متعلق وہ پوری توجہ اور سعی سے کام لیتے ہیں ڈاکخانہ کے ملازموں کے حقوق کی حفاظت پر اور بھی توجہ کرینگے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو آپکے دست و بازو ہیں نوٹ آپکے لیے بمنزلہ اولاد کہیں تو بجا ہے + نوٹ سسٹم میں کیا خرابیاں ہوتی ہیں یہ ہم دوسرے نمبر میں بتائینگے انشاء اللہ تعالیٰ

قادیان کا ڈاکخانہ

ہم جناب خلیفہ شیخ محمد فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کے شکرگذار ہیں کہ انھوں نے ہماری تحریروں پر بہت توجہ کی ہے الحکم کی کسی پہلی اشاعت میں ایک کمیشن اور سیر کی ضرورت بتائی گئی تھی آپنے توجہ فرما کر سب شنکر اور سیر کو کمیشن اور سیر بنا کر مقرر کر دیا اب اُمید نہیں کہ کبھی قادیان کے ڈاکخانہ میں کمی روپیہ کی وجہ سے منی آرڈر کی تقسیم نہو۔ خلیفہ صاحب کی انتظامی قابلیت اس ڈویژن میں بہت سی اصلاحیں کرا رہی ہے چنانچہ ایک افسر کے بجائے دو انسپکٹر ہیں اور بجائے ایک یادداشت کے اب چار اور حیر کام کر رہے ہیں لیکن ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قادیان ہر جانیوالے ہرکارہ کو جو مقام بٹالہ کو رہنا پڑتا ہے اسکے رہنے کیواسطے کوئی انتظام نہیں ہے اور جبتک کوئی مکان ہرکارہ کیلیے نہو اسکو سخت تکلیف رہتی ہے سامان جسکی مرمت ہونی چاہیے۔ اور اسکے سوا ان ہرکاروں کیلیے پانچ روپیہ بالکل ہی ناکافی تنخواہ ہے۔ کم از کم چھ روپیہ نہیں تو نے تو مزید ملا کریں جس سے یہ اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ پالیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس سوال کو نظر انداز نہ فرماوینگے۔

ڈاکخانہ قادیان کے سب پوسٹماسٹر بابو نورالدین کی جگہ منشی اللہ دیا سب پوسٹماسٹر سری گوبند پور تبدیل ہو کر آئے ہیں جو پہلے بھی یہاں کام کر چکے ہیں بابو اللہ دتا جہاں رہے ہیں وہاں اپنے فرائض منصبی اور کام میں ہمیشہ افسران بالادست اور پبلک کی تعریف کے مستحق رہے ہیں ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ اپنے کام سے قادیان کی پبلک کو پھر شکرگذاری کا موقعہ دینگے

ڈاکخانہ بھام بہر جوال میں ہو

ہمکو توجہ دلائی گئی ہے کہ ہم صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اس طرف متوجہ کریں کہ بھام بجای ڈاکخانہ کو بھی بہر جوال میں کیا جاوے اکثر حکام بہر رہتے ہیں اور وہاں ایک معقول جگہ ڈاکخانہ کے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +

رجسٹرڈ ایل ۱۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

آن اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

یہ گوہر تاکہ زکرانی ہے جہاد و فادیان ہی | دوا ہی شفا ہی غرض از الامان ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
عام سے ۵
خواص و معاونین سے ۱۰
ہندوستان سے باہر ۷
غیر مذاہب والوں کو ۳
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۲ | ۱

جلد ۸ | دار الامان قادیان ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۴ع | نمبر ۹

آج سے اسلامی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

حضرت مسیح موعود کی صلحکاری و امان کا لواء

دنیا میں پہلی طرز کا

قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دیجا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالے کے فضل پر بھروسہ کر کے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چھپانا چاہا ہے جو ڈیمی کاغذ پر ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کریں گے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے ❖

اس نمونہ کے دو پارہ دیکھنا ہو تو ہدیہ ۳ ہے یہ پارے بالکل تیار ہیں۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں ❖

مژدہ باد

سلک مروارید کا پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اس کا دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے۔ مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں کہ ختم ہونے پر آئی تھیں ہمنے انکو محفوظ نہیں رکھا۔ پہلی جو صاحب جلد درخواستیں بھیجینگے انکی تعمیل سب سے پہلے ہو جاویگی ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی ہو گئی ہے قیمت وہی ۴ فی جلد

تیسرا اڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر برادر مسئلہ وحدۃ الوجود پر خطاب پہلے دو مرتبہ چھپ چکا ہے اب تیسری مرتبہ چھپا ہے قیمت وہی ۱

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پ ۱ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں لکھتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس طرز اور اسلوب کی کوئی تفسیر انہوں نے پڑھی ہو اور اس قسم کی نقل ہے تو بیشک واپس بھیج کر قیمت وصول کر لیں قیمت عمر

رپورٹ جلسہ سالانہ ماہ دسمبر ۱۸۹۷ع کے جلسہ کی مکمل رپورٹ جس میں حضرت اقدس کی زبردست تقریر ہے کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبد الکریم صاحب کے اعلی درجہ کے لیکچر بھی جس میں قرآن کریم کی عظمت و جلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے قیمت ۸

الانذار ۔ صرف چند جلدیں بکتی ہیں طاعون کے مطابق حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئداد ۔ قیمت ۴

اصلاح النظر ۔ آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپا۔ اور آریوں کی طرف سے اب تک لاجواب ہے ۔ قیمت ۲

تفسیر سورۃ تبت ۔ فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں قیمت ۲

محمودکی آمین قیمت ۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آج سے چالیس برس پیشتر کے مضامین + مسئلہ الہام پر دیو سماج کے بانی اگنی ہوتری سے خط و کتابت۔ مسئلہ تناسخ پر آریوں سے بحث ۔ اور ویدا ور قرآن کا مقابلہ ۔ قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۔ دوسرا اڈیشن حضرت اقدس کے قلم کا کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ اور عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ قیمت ۴

النصح جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف منظوم اور قابل دید صرف چند جلدیں باقی ہیں قیمت ۲

مباحثہ حیات و وفات مسیح ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ قیمت ۱

اسلام پر سرسیٹکم لیکچر ۔ لارڈ اسٹیفکو اور ...

حقیقت کتاب امۃ عیسائیہ کا رد قیمت ۲

حقیقت المہدی ۔ حضرت اقدس کے قلم سے قیمت ۲

ضروری اطلاع

ہم سے پیشتر ہمنے الحکم میں کئی مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر وغیرہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیے۔ اور الحکم کے متعلق انکی عدم رسی یا کسی اور قسم کے متعلق شکایت سے براہ راست دفتر الحکم کو مطلع کرنا چاہیے۔ مگر بعض احباب کسی وجہ سے حضرت اقدس کو کوئی خط لکھتے ہیں تو انہیں ان امور کا بھی جو الحکم سے متعلق ہیں حضرت حجۃ اللہ سے ہی جواب چاہتے ہیں بقطع نظر اس سے کہ آپکے اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے آپکو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ آپکو کسی الحکم کے خریداروں یا انکی قیمتوں کے وصول ہونے یا نہ ہونے کی الحکم کے متعلق نہیں بلکہ آپکو الحکم کے مضامین سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا جو ایڈیٹر کی اپنی ذاتی تالیف و ترتیب ہوتے ہیں اور متداول امور ہوتی ہیں اور حضرت اقدس سے کوئی ... کے متعلق نہیں کیا جاتا کیونکہ آپکے اوقات گرامی ہیں اتنی فرصت کہاں ... کہ آپکو تکلیف دیجاوے بس آئندہ کے لیے یہ ضروری نوٹ کر لیا جاوے کہ ہر قسم کی خط و کتابت جو الحکم کے متعلق ہو دفتر الحکم سے ہونی چاہیے

موعظہ

ہمارے انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کئی بہت سے جن ہیں اور جب نکلتے رہتے ہیں تو نکلتے جاتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے جس کا اُن کو علم بھی نہیں ہوتا اس لیے اس کی باریک درباریک قسموں سے بچنا چاہیے بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے دولتمند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے کہ کہتا ہے یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ ایک عورت سیدانی تھی اُسے پیاس لگی وہ دوسرے گھر میں جا کر کہنے لگی کہ اُمتی تو تو پانی پلا مگر پیالہ کو دھو لینا کیونکہ تم اُمتی ہو اور میں سیدانی ہوں آل رسول ہوں۔ بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اُس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہونچانے سے روکتی ہیں ان سب سے بچنا چاہیے۔ مگر ان سب سے بچنا اک موت کو چاہتا ہے۔ جب تک اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا تعالیٰ کی برکت اس پر نازل نہیں ہو سکتی اور نہ خدا اُس کا متکفل ہوتا ہے

ضرورتِ حقہ

ہمارے ایک احمدی بھائی سید محمد شاہ صاحب ساکن بن باجوہ کی بیوی بقضاء الٰہی فوت ہو گئی ہے چونکہ یہ صاحب احمدی ہیں ان کی برادری ان سے اسی وجہ سے بے تعلق ہے کہ وہ احمدی کیوں ہوئے یہ صاحب شالبافی کا کام کرکے اپنی وجہ کفاف بخوبی چلا سکتے ہیں اور گیلانی سید ہیں اگر کسی صاحب کو خدا تعالیٰ کی توفیق یاوری دے اور ان سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو وہ محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ سے اسکے متعلق دریافت کرکے فیصلہ کریں ہماری جماعت بہت ہی خوش نصیب ہو اگر اپنے تعلقات میں احمدی بھائیوں کی کثرت ملحوظ رکھے اعلیحضرت اقدس بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا بھی یہ ایک بڑا ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ توفیق دے

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز ہے چنانچہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۴ء کو جناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور قادیان تشریف لائے اور انہوں نے آپ کی حالت صحت کے لحاظ سے چھ ہفتہ تک سفر کرنے کے ناقابل ہونے کا سرٹیفکٹ دیا۔ اسلیے آپ ۱۴ مارچ ۱۹۰۴ء کو گورداسپور حاضر نہ ہو سکے

۲۔ بزرگان ملت خدا کے فضل سے خدمت دین میں مصروف ہیں ایدہم اللہ بنصرہٖ

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں بھی بارش ہوئی۔

مقدمات

بمقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم و کرم الدین فرد جرم سنایا گیا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۰۴ء کو اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے خلاف مقدمہ تھا وہ ڈاکٹری سرٹیفکٹ پیش ہوا ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کے لیے ملتوی ہوا کہ ڈاکٹر صاحب آکر شہادت دیں کہ واقعی اعلیحضرت بیمار ہیں یا نہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل نے عدالت کو توجہ دلائی کہ یہ شہادت ایکٹ شہادت کے ماتحت غیر متعلق ہے۔ اور اسکے علاوہ پیر مہر علی شاہ کے متعلق جب سرٹیفکیٹ پیش ہوئے ہیں تو عدالت نے کبھی یہ تجویز نہیں کیا کہ ڈاکٹر خود آکر شہادت حلفی دے مگر مجسٹریٹ صاحب نے اپنا فیصلہ بحال رکھا اور ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت لی جنہوں نے اپنے سرٹیفکٹ کی تصدیق کی۔ آخر عدالت نے اس مقدمہ کو ۱۰ اپریل پر ملتوی کیا۔

مقدمہ سرقہ میں ۱۴ مارچ ۱۹۰۴ء کو حکم سنانے کا وعدہ فرمایا اور ۱۶ مارچ کو مقدمہ خارج کر دیا۔ اور کرم الدین ڈسچارج ہوا۔

اب صرف دو مقدمے باقی ہیں ایک برخلاف کرم الدین و فقیر محمد دوسرا برخلاف حکیم فضل الدین و حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

کمشنر صاحب بہادر گورداسپور میں

۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کے دوپہر کو جناب کمشنر صاحب بہادر لاہور۔ گورداسپور تشریف لائے۔ ریلوے سٹیشن مقامی حکام اور عمائد شہر آپکے استقبال کو موجود تھے۔ گاڑی سے اُترتے ہی آپ نے مقامی حکام کا سلام لیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی پر فروکش ہوئے شیخ علی احمد صاحب پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی گورداسپور نے شہر کے دیکھنے کے لیے عرض کیا مگر صاحب موصوف نے فرمایا کہ کل ملاقات کا دروازہ بالکل بند ہے کوئی ملنے کے لیے نہ آئے۔ مجھے وقت نہیں ہے اسلیے میں شہر کو نہیں دیکھ سکتا۔ مختصر یہ کہ ۱۵ مارچ کو آپ نے خزانہ کا ملاحظہ فرمایا اور ۱۶ کی دوپہر کو واپس لاہور ہوئے

معذرت

میں ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء کی شام کو واپس قادیان آیا ہوں۔ اس لیے ۱۷ مارچ ۱۹۰۴ء کا اخبار یہی نہیں کہ بعد از وقت شائع ہوتا ہے بلکہ وہ پورے صفحات پر بھی شائع نہیں ہو سکا اور صرف ۸ صفحہ پر شائع کیا جاتا ہے

انجمن حمایت اسلام لاہور کا انیسواں سالانہ جلسہ

۱۔ پہلے مشتہر ہو چکا ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ یکم۔ دوم۔ سوم۔ اپریل کو منعقد ہوگا اور مشاہیر علما و فضلا مختلف دیار و امصار سے تشریف لا کر جلسہ کی عزت افزائی کرینگے اور شرکاء جلسہ کو اپنے پاکیزہ کلاموں اور وسیع معلومات اور تجارب سے مستفیض فرماوینگے پس ہمدردان قوم و ملت اپنی شمولیت سے جلسہ کو بارونق اور کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور علما اور ناظموں کی تقریروں اور نظموں سے حظ وافی حاصل کریں

۲۔ ان صاحبوں کے قیام و طعام کا انتظام حسب دستور ممبران انجمن کے ذمہ ہے جو جلسہ میں تشریف لاویں اور انجمن کے مکان میں ٹھہرنا چاہیں بشرطیکہ وہ کم از کم ایک ہفتہ قبل از تاریخ جلسہ اپنے ارادہ سے اطلاع دیں۔

۳۔ صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے اور صاحب منیجر اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے ازراہ عنایت منظور کرلیا ہے کہ ان لوگوں سے جو جلسہ میں شامل ہونیکی نیت سے سفر کریں بشرح اول کرایہ اور سب درجوں کا کرایہ نصف لیا جاوے گا یعنی وہ صرف ایکطرف کا پورا کرایہ دیکر واپس جا سکیں گے بشرطیکہ مسافت پچاس میل سے کم نہ ہو یہ رعایت متعلقہ ایام جلسہ صرف دس روز کے لیے ہوگی اور اس میعاد کے اندر اندر سفر کرنا ہوگا

۴۔ رعایتی شرح سکرٹری انجمن کے سرٹیفکٹ پیش کرنے پر ریلوے سٹیشن سے ٹکٹ مل سکیں گے پس جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہتے ہیں وہ فوراً راقم سے سرٹیفکٹ طلب کریں۔

۵۔ ریلوے سٹیشن لاہور پر چند والنٹیر مہمانوں کے استقبال کے لیے موجود ہوں گے جو انہیں گاڑیوں پر سوار کرکے قیام گاہ تک پہونچاوینگے۔

۶۔ سٹیشن سے باہر مگر احاطہ ریلوے کے اندر ایک شامیانہ نصب کیا جاوے گا اور اس کے پاس ایک بلند جھنڈا بطور نشان گاڑا جاوے گا۔ ریل سے اُتر کر اور سٹیشن سے نکلکر شریک جلسہ ہونے والے صاحب پہلے اس شامیانہ میں چند منٹ کے لیے ٹھہرینگے اور وہاں سے قیام گاہ کو روانہ ہونگے بس ان صاحبوں کی خدمت میں جو ممبران انجمن کے مکان میں ٹھہرنا چاہتے ہیں التماس ہے کہ وہ پہلے اس شامیانہ میں ٹھہریں اور حتی الوسع ایسی ٹرینوں میں سوار ہوں جو دن کے وقت لاہور پہنچتی ہیں

۷۔ جلسہ حسب معمول اسلامیہ کالج کے وسیع صحن میں ہوگا جو ریلوے سٹیشن کے قریب شیرانوالہ دروازہ (خضری دروازہ) کے سامنے ہے سٹیشن سے نکلکر قلعہ والی سڑک کے رستہ شیرانوالہ دروازہ میں داخل ہوں یا لنڈا بازار میں سے ہوکر اسی دروازہ کے رستہ کالج میں آجاویں مہمانوں کو اسی مکان میں ٹھہرایا جاوے گا جہاں جلسہ ہوگا۔

۸۔ جلسہ کی کارروائی یکم اپریل کو صبح کے سات بجے شروع ہوگی جس کے متعلق مکمل پروگرام بعد شائع کیا جاوے گا شائقین جلسہ کا رکنان انجمن کے آرام و سہولت کے لیے تو یہی مناسب ہے کہ جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہتے ہیں وہ اسی امر کی کوشش کریں کہ جمعہ کی صبح کو لاہور پہونچ جاویں

۹۔ علاوہ ان بیرونی احباب کے جو لکچر دینگے دیگر شرکاء جلسہ کے لیے بھی موقع بموقع وقت نکالنے کی کوشش کی جاوے گی جس میں وہ کچھ مختصر تقریر کر سکیں گے جو انجمن کی ترقی اور استحکام سے تعلق رکھتی ہوں اور انمیں ایسی تجاویز ہوں جن پر عمل کرنے سے وہ دقتیں رفع ہو جاویں جو اسکی ترقی اور استحکام کے سد راہ ہیں اور ہو سکتی ہیں۔

۱۰۔ جس مکان میں مہمان فروکش ہوں گے اس کا ایک کمرہ بطور سیٹنگ روم کے مقرر کیا جاویگا اور یہاں سے ہر ایک صاحب کو ہر ایک قسم کی اطلاع جو وہ صاحب حاصل کرنا چاہتے مل سکے گی اور خطوط وغیرہ بھی جو ان کے نام آئے ہوں اسی جگہ سے ملیں گے۔

۱۱۔ مہمانوں کو ٹکٹ دیئے جاوینگے جن کے ذریعہ جلسہ کے کمرہ میں داخل ہونے کا حق انہیں حاصل ہوگا

المشتہر شمس الدین جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔

مسلمانوں کی فلاح کا اصلی ذریعہ

(عصر جدید یا مشہور اہل الرائے اور ہم)

عصر جدید بابت ماہ فروری ۱۹۱۱ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے کہ ... مشہور اور لائق آدمیوں سے عصر جدید نے ... اور یہہ سوال ہی کیا تھا کہ مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کیا تجویز کرنی چاہیئے۔

اس سوال کا جواب ڈپٹی نذیر احمد خان صاحب مولوی شبلی نعمانی اور مولوی ... شروانی ... نے اپنے اپنے طرز پر دیا ہے۔ ہم وہ جوابات یہاں درج کرتے ہیں اور اس پر عصر جدید کے ایڈیٹر کی رائے بھی اور یہہ نوٹس پر اپنا ریمارک۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم یکجائی طور پر مندرجہ بالا اصحاب کی رائے درج کر سکتے ہیں اور نہ ان پر یکجائی ریمارک اس لئے آج صرف ڈپٹی نذیر احمد خان کی رائے درج ہیں۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے مضمونوں کی امن لکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

ڈپٹی نذیر احمد صاحب کی رائے

"مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنے کی تدبیر اگر ہے تو تعلیم ہے اور خاص کر دینی تعلیم اور دینی تعلیم میں بھی خاص کر قرآن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کے بعد قرون اولیٰ کی تعلیم اور اس کے لئے ضرور ہے کہ گروہ علما کو ہم خیال اور طرفدار بنایا جاوے جن کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے"

اس پر عصر جدید کا نوٹ

"مسلمانوں کو قرآن شریف کی تعلیم دینا اور وہ بھی سچی تعلیم دینا ایسے دراصل ایسی زبردست تحریک اصلاح کی پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلہ میں سب کوششیں ناکارہ ہیں۔ جس قدر غور سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا جاوے اسی قدر معلوم ہوگا کہ اس کا منشاء یہی ہے کہ دنیا میں انسان خدا ترس سنجیدہ اور کفایت شعار بنیں۔ قرآن اعتدال سے یا عدل سے گذرے۔ تو ہر جگہ روکتا ہے۔ اور دنیا کو نیک عمل اور مشاہدہ قدرت کے لئے ایک میدان قرار دیتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم بھی اگر سچے طریقے سے نہ ہو۔ اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد مزمنہ کی روشنی میں اس کو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جس کو ہر بڑ کیطرح ہر شخص اپنی طرف کھینچکر اپنے خام و غلط و پژمردہ تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے۔ قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیئے۔

رہا علماء کو قائل باصلاح کرنا۔ یہ کام بہت مشکل ہے مگر زمانہ آہستہ آہستہ اس کو بھی کرا جاتا ہے ... سست و ناکارہ اور متعصب گروہ قوم میں کم ہوتا جائیگا ویسے علماء بھی ناپید یا بے وقعت ہو جاوینگے ... خیالی اور قومی ہمدردی کا خیال پھیلانے ... یقین ہے کہ علماء بھی اس میں آکر ... موجودہ حالت میں علماء کا جم غفیر تو ہماری طرف ... متوجہ ہو سکتا ہے جب وہ سمجھے کہ ہم ہر اصل اور ہر فرع میں ان کا ہم زبان ہیں۔ لیکن یہ زمانہ ... نہ ہمارے ... ہے لو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ"

اس رائے اور نوٹ پر ہمارا ریمارک

اس سوال کے اس جواب سے تو ہم بالکل متفق ہیں کہ مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنیکی اگر کوئی تدبیر ہے تو وہ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ لیکن اس تعلیم کی تکمیل کی جو صورت ڈپٹی نذیر احمد خان صاحب نے پیش کی ہے کہ "گروہ علماء کو ہم خیال اور طرفدار بنایا جاوے جن کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے" یہ ایسی غیر معقول اور ناممکن العمل ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا ڈپٹی نذیر احمد صاحب ایسا مشہور آدمی اسے کیوں پیش کرتا ہے۔

ہم عصر جدید بھی اس سقیم رائے کی کمزوری کو تسلیم کرتا ہے اور اس کو بہت مشکل قرار دیتا ہے۔ وہ علماء کو قائل باصلاح کرنے کا ایک ہی وقت یا ذریعہ سمجھتا ہے کہ یہ سست اور ناکارہ اور متعصب گروہ قوم میں کم ہو جاوے۔ یا ناپید اور بے وقعت ہو جاوے۔ علماء کو جو خطاب عصر جدید نے دیا ہے وہ واقعی اس کے مستحق ہیں۔

غرض غور طلب بات نذیر احمد صاحب کی رائے اور عصر جدید کی تنقید میں یہ رہ جاتی ہے کہ قرآن کریم کی سچی تعلیم مسلمانوں کی اصلاح کا حقیقی ذریعہ تو ہے لیکن اس تعلیم کو سود مند اور موثر بنانے کے لئے کیا راہ اختیار کی جاوے؟

بات اصل میں یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم سے اگر یہ غرض ہے کہ اسکو طوطے کیطرح رٹ لیا جاوے یا ٹوٹا پھوٹا ترجمہ پڑھ لیا جاوے تو اس کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے قرآن کریم عمل کیلئے ہے اسلئے مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کا ذریعہ یہہ ہونا چاہئے کہ قرآن کریم پر عمل کیا جاوے اور مسلمانوں میں عملی قوت پیدا ہو۔

عصر جدید تو یہہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم اگر سچے طریقے سے نہ ہو اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد مزمنہ کی روشنی میں اس کو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونیکے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جس کو ہر بڑ کی طرح ہر شخص اپنی طرف کھینچ کر اپنے خام و غلط پژمردہ خیال کو تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے"۔ مگر اس کا علاج ایسا مبہم اور مشکک سا بتاتا ہے جس کو ہر شخص شاید نہیں سمجھ سکتا اور وہ یہہ ہے کہ "قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیئے"۔

ہماری رائے میں ایسے خیال کی کمزوری آج سے قریباً بارہ سال پیشتر ان تین شعروں میں خوب ظاہر کیگئی ہے۔ اور اگر عصر جدید کے لائق ایڈیٹر صاحب حق و حکمت کو حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کے خوف کو نظر رکھکر پوچھیں تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز
کین سپہر بوالعجائب چون تو بسیار آورد
غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوئے حق
ہر کہ آید زآسمان او راز آن یار آورد
خود بخود فہمیدن قرآن گمان باطل است
ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

قرآن کریم کی تعلیم اور تعلیم کا مدار اگر محض عقلی بلند پروازی اور رسمی اور مروجہ علوم کی بنا پر ہے تو پھر وہ علماء جنکو عصر جدید پست ناکارہ اور متعصب گروہ قرار دیتا ہے ان میں شاید کم نہیں۔ لیکن قرآن کریم کی تعلیم اور تفہیم میں وہ محض تہی دست ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ علمی حالتیں بھی بہت ہی کمزور ہو چکی ہیں۔ اور اگر عقل اور علم کے نور سے مراد مغربی روشنی ہے تو پھر اسلام کا خاتمہ ہی سمجھئے مغربی فلسفہ اور یورپ کے علوم و ایجادات ان کے تمدن اور معاشرت کا جو قبیح اثر پڑا ہے وہ کسی سمجھدار آدمی پر مخفی نہیں۔ پس نہیں معلوم کہ یہ عقل اور علم کا نور عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب کی رائے میں کیا چیز ہے؟

علم آن بود کہ نور فراست رفیق اوست
این علم تیرہ را بہ پشیزے نمی خرم

اور نور فراست سے مراد وہ نور ہے جو تقوی اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اسی کے لئے فرمایا

فانہ ینظر بنور اللہ

غرض

قرآن شریف کی تعلیم (جس سے ہماری مراد عملی تعلیم ہے) کا بہترین ذریعہ وہ نفس مطہر و مطہر ہو سکتا ہے۔ جو

یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب

کا مصداق ہو۔ اس کے سوا جس قدر بھی ہوگا وہ ایک حد تک اپنے ذاتی خیالات اور مقالات ہوں گے جن میں صاحب حال کا کوئی اثر یا قوی اثر موجود نہیں لیکن وہ جو خدا تعالیٰ سے فیض پا کر اور روح القدس کی تائید سے کہتا ہے وہ نری الکلین اور خیالی بلند پروازیاں نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے اور سن کر بولتا ہے

پس قرآن شریف کی تعلیم کیلئے ڈپٹی صاحب کی تجویز رائے تو کسی نوع اور نہج سے قابل لحاظ نہیں غالباً انہوں نے محض ایسی خیال سے

قرآن شریف کا ترجمہ کرتے وقت بعض آیات کا ترجمہ محض کورانہ تقلید اور خیال تجارت کی بنا پر کر دیا ہے جن سے انکا دل غالباً متفق نہیں ہوگا

مثلاً آیات متعلقہ وفات مسیح وغیرہ۔

البتہ عصر جدید نے جو رائے علماء کرام عظام کی نسبت علماء کے متعلق دی ہے۔ وہ علماء کی حالت کو خوب واضح کر رہی ہے۔ اور مسلمانوں کے غور کے قابل ہے۔

پس

اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کی عام اشاعت مسلمانوں کی اصلاح کا بہی ذریعہ ہے۔ لیکن قرآن فہمی اور عملی قوت کے پیدا کرنے کیواسطے خدا تعالیٰ کے ایک مامور اور مزکی کی ضرورت ہے اس کے ماتحت جو قوم ہوتی ہے اس کی ساری نزاعوں اور جھگڑوں کا وہ حکم ہوتا ہے اور اسکا فیصلہ فیصلہ ناطق سمجھا جاتا ہے جس سے ایک وحدۃ قوم میں پیدا ہو جاتی ہے جسکی ضرورت کو عصر جدید کا لائق ایڈیٹر محسوس کرتا ہے۔

پس اس مصیبت سے بچنے کیلئے کہ قرآن کریم حبل المتین بننے کی بجائے الفاظ ہی کا مجموعہ نہ ہو جاوے جس کو بڑ کیطرح ہر شخص پھیلا سکے ایک ہی راہ ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا مامور خدا تعالیٰ سے علم و روشنی پانیوالا انسان اسکا معلم ہو۔ جب تک ایسے معلم کے زیر سایہ تعلیم پانیوالے نہ آئیں گے۔ خود رائی خود غرضی ضرور کام کرتی رہیگی اور وہ سچی غرض جو قرآن کریم کی تعلیم اور اسکی نزول سے ہے ہمیشہ مفقود رہیگی ہمیں اس امر کے ثابت کرنیکے واسطے کسی منطقی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اسپر کسی لمبی چوڑی بحث کی حاجت عربوں کی تاریخ موجود ہے۔ اور مسلمان اور غیر قومیں بالاتفاق مانتی ہیں کہ قرآن کریم کے نزول سے پہلے انکی حالت کیسی خطرناک اور تاریک تھی۔ یہ وہ قوم تھی جو دنیا کی مہذب تاریخ میں کوئی جگہ لینے ہی کے قابل نہ تھی۔ انکی معاشرت انکا تمدن انکی سیاست انکا اخلاق انکی روحانی حالت انکی عبادات غرض کل شیرازہ انکا منتشر تھا۔ لیکن پاک اسلام کے رشتہ میں منسلک ہو کر قرآن کریم پر عمل کر کے دنیا کی بہترین متمدن قوم اگر بنی تو عرب دنیا کی بہترین ملکدار قوم اگر کہلائی تو عرب علوم و فنون میں ترقی کرنیوالے۔ سیاسی امور کی باریکیوں پر پہنچانیوالے ہی عرب تھے۔ اس مشاہدہ صحیحہ کے ہوتے ہوئے اور کس دلیل کی حاجت ہے پس مسلمان اگر کبھی ترقی کر سکتے ہیں اور بیشک کر سکتے ہیں تو اسکی ایک ہی راہ ہے کہ وہ قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں اور اس جوئے کے رکھوانے کیلئے ایک ہی وجود ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہو کر آئے اور خدا کا فضل ہے کہ اسوقت خدا تعالیٰ کا مرسل ہم میں موجود ہے۔ جو مسیح موعود اور مہدی امن کا بانی بن کر آیا ہے۔ اس کے ساتھ سچا پیوند کرنے سے قرآن شریف کی عظمت و جلال کا سکہ دل پر بیٹھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا اقرار کر کے عمل کی توفیق ملتی ہے۔ (باقی پھر سہی)

مراسلت

رجعت شیعہ اور لاہوری مولوی مستفسر

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۸ مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء

اب ہم لاہوری مولوی کے دلائل پر غور کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کی دلیل عقلی کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا قادر جمیع اشیا پر ہے جیسا کہ تخلیق اول میں جمیع موجودات کو عدم سے وجود میں لایا پھر حشر کو زندہ کر کے اٹھائیگا [illegible] خدا نے حضرت خلیل الرحمن کیلئے چار جانوروں کو جن کا قیمہ اور خمیر کیا گیا تھا ان سے زندہ کر دیا۔ تو اگر رجعت میں زندہ کرنے میں کیا استبعاد عقلی ہے [illegible] فرماتا ہے۔ وضرب لنا مثلا ونسي خلقه قال من يحي العظام وهي رميم [illegible] دیکھو غایت المقصود صفحہ ۷ جلد اول

(فاما الجواب)

اب اہل علم غور کریں اس بودی دلیل پر ہم کب کہتے ہیں [illegible] قادر نہیں ایسی رجعت کرنے پر بلکہ خدا قادر ہے کہ اس وقت مولوی صاحب کا سکونتی مکان آسمان پر اٹھایا جاوے اور پھر واپس زمین پر لایا جاوے خدا قادر ہے کہ مولوی صاحب کے جد بزرگوار کو پھر اسی دنیا میں بھیجدے مگر اس کے یہ کہاں ثابت ہوا کہ [illegible] مولوی صاحب کا مکان آسمان پر اٹھایا بھی گیا یا اون کا مورث اعلے دنیا میں واپس آبھی گیا۔ [illegible] بطور مثال پیش ہو سکتی ہیں۔ جو اللہ تعالے کی قدرت میں داخل ہیں۔ مگر اس کے بیان [illegible] مشیت الہی رہ واقع ہی ہوئی یا [illegible] بحث واقعات صحیحہ اور امورات [illegible] بعیدہ اور مظنونات رکیکہ پر [illegible] ہونا شے دیگر ہے اور ان کا وقوع اور [illegible] ہے اور ہمارا مقصد اس امر کے وقوع [illegible] قدرت میں داخل ہونے۔ [illegible] ہے کہ مردوں کو زندہ کر کے [illegible] واپس نہ بھیجے پر بھی تو قادر ہے۔ خدا کی قدرت [illegible] اور ترک فعل دونوں طرف برابر ہے [illegible] لما یرید۔ قادر مختار ہے [illegible] تک کسی طرف کا ثبوت [illegible] دلیل [illegible] تسلیم کیا جاوے اور ایسی نقلی دلیل [illegible] الکل استمراری [illegible] قرآن مجید [illegible]

[illegible] تجد لسنت اللہ تحویلا۔ درحقیقت یا محن فیہ میں امورات تنقیح طلب یہ ہیں (۱) قرآن کریم میں یوم الرجعت شیعہ کا مذکور کہیں ہے (۲) جو اگر ثابت ہو گئی اور قبر میں ان سے حساب وکتاب ہو چکا ہے پھر واپس اسی دنیا میں کس وقت آوینگے [illegible] کہ خداوند عالم ان کو [illegible] (۳) یہ واپسی کسی خاص دن پر ہو [illegible] جسکو شیعہ [illegible] صغرے سے تعبیر [illegible] (۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ اماموں کا رجوع کرنا قرآن کریم کی کہاں سے ثابت ہے اور [illegible] تخصیص کیا ہے۔ (۵) جبکہ بقول مولوی لاہوری محض مومن اور محض کافر رجوع کریں گے تو دشمنان اہل البیت بالخصوص اصحاب ثلاثہ جو بقول شیعہ منافق تھے نہ کافر ان کی واپسی ہونا تسلیم کیجاتی ہے اور کہاں سے ثابت ہے کہ وہ بھی رجوع کریں گے اور [illegible] اقوال کا جواب [illegible]

(۶) رجعت میں [illegible] ہونگے یا [illegible]

(۷) [illegible] وسعتی [illegible] ومن نعمره ننكسه في الخلق [illegible] آیت۔ [illegible] لكيلا يعلم بعد علم شيئا [illegible] (۸) رجعت [illegible] زندہ موجود [illegible]

[illegible]

کو بقول شیعہ کسی نے نہ سنا اب کون سنیگا۔ غایت اسفے الباب یہ کہ جسطرح شیعہ ایام محرم میں کو امام حسین اور [illegible] اور کربلا وغیرہ اور ایک سلسلہ [illegible] ان سے کیا قسم کی حرکات عمل میں لاتے ہیں [illegible] اسی قسم کا ایک تماشا [illegible] کا خیال کریں کہ شیعوں نے اپنی تسلی اور تشفی کیلئے یہ تماشا جدید ایجاد کیا ہے درحقیقت صحابہ ثلاثہ کا [illegible] ان کے جرائم اور گناہوں [illegible] اور دیگر لوگوں پر صداقت اور امر حقہ کا اظہار کرنا ہی مقصود بالذات ہے تو پہلے لوگ اس اظہار حقیقت سے واقف ہونگے [illegible] سزاوار ہے کیونکہ ان کے خلافت کے معتقد تھے اور [illegible] ان کی مدد ومعاون رہے۔ پس امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین [illegible] وقت قوت انتقام [illegible] زیادہ [illegible]

[illegible]

اہل تشیع ان کے لئے قیامت میں عذاب بجز قتال [illegible] میں۔ اور قرآن شہادت یہی ہے (ولعذاب الآخرة أشد وأبقى) (۱۰) امم سابقہ میں ایسی کوئی نظیر رجعت کی موجود ہے اور وہ نظیر رجعت شیعہ کے وقوع پر دلیل ہو سکتی ہے

(۱۱) ارجاع امم سابقہ اور رجعت شیعہ میں کیا مشابہت اور مماثلت ہے تا مولوی لاہوری کی دلیل مطابق النعل بالنعل الخ پوری ہو۔

(۱۲) امم سابقہ کے ارجاع میں کسی قوم کو سزا اور [illegible] دی گئی تھی۔ جیسا کہ شیعوں کو دو [illegible] امام مہدی صاحب دینگے۔

مولوی صاحب کو ہم مخاطب کر کے ان سوالات کے جوابات کا ان سے مطالبہ کرتے ہیں اور ان کو [illegible] کہ [illegible] جوابات [illegible] ناظرین علم وتحقیق [illegible] غور کرنے [illegible] میں امتیاز کریں۔

یہ سب اعتراض مولوی صاحب کے [illegible] سوچے ہیں جو [illegible] بطور [illegible] پیش کئے [illegible]

[illegible] (وضرب لنا مثلا ونسي خلقه) [illegible]

[illegible]

اور یہاں پر وہ شرط مفقود ہے پس مادہ بھی باطل ہوا فات الشرط فات المشروط - قاعدہ مسلمہ ہے ورنہ ثابت کریں کہ فلانے مجتہد کربلا کو حشر اور قیامت میں اشتباہ اور تعجب ہو تب ہی تو خدا رجعت کے ذریعہ اس کا تعجب رفع کرتا ہے پھر کیا وہ مجتہد صاحب رجعت تک زندہ بھی رہیں گے - وہ برات ان کی درازی عمر کی کہاں ہے - فتدبر -

خاکسار نذر علی از پشاور -

مظلومانِ پوسٹ آفس

(وہی نوٹ سسٹم)

نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کیوجہ سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ کچھ ایسی نہیں ہیں کہ ایک دور اندیش انسان اُنسے واقف نہ ہو سکے - منجملہ ان کے ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ نوٹ لکھنے والے کے ہاتھ میں ... کا فیصلہ دیا جاتا ہے - وہ اگر چاہے تو ان ... اور دلائل کو نظر انداز کر دے جو اسکے حق میں مفید اور موثر ہیں اور ان کمزور پوائنٹس کو نوٹ کرے ... متعلق کے موید نہیں ہیں یا ایسے طرز سے پیش کردہ ... اور طرز تحریر گستاخانہ و کجہائی دے ... ہم نے گذشتہ اشاعت میں ایک مثال بوی دتامل اور جلال الدین دو کلرکوں کی دی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی ... دو مختلف سزائیں دی گئی ہیں - اب غور طلب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ جب حال میں ایک ہی قسم کا جرم ہے پھر دو مختلف سزاؤں کے کیا معنے ؟ لیکن اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ یہ اسی نوٹ سسٹم کا نتیجہ ہے - جلال الدین کا کوئی ہوا خواہ غالباً لاہور میں موجود تھا اور اس نے اپنی سعی سے اسے بچا لیا اور بوی دتامل کا پرسان حال کوئی نہ ہوا وہ زیر عتاب ہو گیا -

ہم پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر سے با ادب التماس کرتے ہیں کہ جہاں وہ پبلک کی خاطر یہاں تک عزیز رکھتے ہیں کہ ایک ادنےٰ درجے کے آدمی کی معمولی شکایت خط کے دیر پہنچنے پر تحقیقات کا ایک بڑا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں اور متعلق کارندوں کو کافی تنبیہ کرتے ہیں کیا رحمان کا یہ فرض نہیں کہ ان لوگوں کے حال زار پر بھی رحم فرماویں جن کی قسمت ان کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے - وہ جلال الدین اور دیوی دتامل والا کیس کل خود منگوائیں اور اس کو اول سے آخر تک پڑھ جائیں - پھر ان کو ... ہو جائیگا کہ ان کے ماتحت ... اہلکاروں پر ... رہی ہے اور کس طرح پھر ان کے حقوق کا اتلاف ہے ہم جب تک ایک معاملہ ... ناپسند نہیں کرتے نوٹ سسٹم کی بد استعمالی میں ہم متعدد نہیں کثیر التعداد مثالیں ...

کریں گے اور پوسٹ ماسٹر جنرل کو دکھائیں گے کہ ان کے ماتحت اُن کی زمہ واری پر محکمہ ڈاکخانہ میں کیا ہو رہا ہے -

ملازمان ڈاکخانہ کے کوارٹر

معزز و واقف ہمعصر زمیندار نے اس مضمون پر ایک سمجھدار نامہ نگار کی تحریر شائع کی ہے جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں - (ایڈیٹر)

علاوہ ان شکایات کے جو حوالہ قلم ہو چکی ہیں اور ابھی بہت شکایتیں اور مضامین ہیں جن کی طرف حکام کی توجہ منعطف کرانا اور جن پر روشنی ڈالنا ضروری ہے منجملہ ان کے ملازمان ڈاکخانہ کی کوارٹر یعنے جائے قیام وسکونت کا سوال ہے - یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ ملازمان ڈاکخانہ کے فرائض کچھ ایسے ہیں کہ جن پر وقت اور موسم بھی رحم نہیں کرتے - موسم گرما میں جبکہ آفتاب ۵ بجے نکلتا ہے اگر ان کی حاضری اسی سبب ہے تو موسم سرما میں جبکہ نقیب فلک بھی ۷ بجے بیدار ہوتا ہے ملازمان ڈاکخانہ بھی چھ بجے کی حاضری کی پابند ہیں یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ ... مزدور ... ابھی تک اپنے گرم بستروں میں پڑے ... خواب نوشین کے مزے لوٹتے ہوتے ہیں - لیکن یا ایک ایسا ہی خوش نصیب فرقہ ہے کہ ... وقت ... کو الفراق کہکر ... جاتا ہے ... بیچارے ... کی طرف ... ملازمان ڈاکخانہ -

اگر گرمیوں میں جبکہ آفتاب ... غروب ہوتا ہے اور ملازمان ڈاکخانہ ... گھروں کو چلے جاتے ہیں ... دیا ... ہے جبکہ چار گھڑی رات گذر گئی ... عالمتاب بھی ... سپرد ... پیشتر ہی ... محنت سے جنگل ... کو کوئی غریب ملازم ڈاکخانہ ... ہے -

چکلہ میں اکثر ... اور بھی زیادہ ... ہیں جو آبادی ... سرکاری دفاتر کے پاس یا چھاؤنیوں ... جہاں ان غریب ملازموں کو ... کرایہ پر مکان ... اور نہ سرکاری طور پر ... سرکاری طور پر بنی ہوئی ہیں وہ ... پوسٹ ماسٹروں کی حالت میں تو ان کے ملازموں ... کافی نہیں ہوتیں اور ... خالی ... تو سوائے ادنیٰ ملازموں کے ... کے قابل ... +

غرض یہ ہے کہ ... رسانوں کی جان سخت آفت میں ہے - علاوہ ازاں کہ علے الصباح - دوپہر اور شام غرض دن میں چار چار پھیرے کریں اکثر اوقات دو دو ڈھائی ڈھائی میل کی مسافت کا طے کرنا ان کی ۱۰ - ۱۱ گھنٹہ کی سرکاری ڈیوٹی میں ۲ - ۳ گھنٹہ کا اور اضافہ کر دیتی ہے - دن کا تو کیا ذکر ہے - رات کو بھی کافی آرام نہیں ملتا - موسم سرما میں ان بیچاروں کی حالت قابل رحم ہوتی ہے شاید کوئی صاحب یقین کریں یا نہ کریں مگر یہ اصلی بات ہے کہ ایک شخص ایک ہفتہ تک اپنی لخت جگر بچوں کی صورت نہ دیکھ سکا - صبح وہ خواب نوشین میں تھے کہ ان کا کوچ دفتر کا ہوا - بچے اٹھتے تو مدرسہ کو چلے گئے - والد صاحب کھانے کیواسطے گھر گئے تو لڑکے مدرسہ میں تھے - یہ بیچارے جھٹ پٹ زہر مار کر کے دفتر کو واپس ہوئے - لڑکے آئے اور اپنا وقت گذار کر خواب استراحت میں گئے اب رات کے ۹ بجے والد صاحب بھی آکر دراز ہو گئے اور صبح کو پھر وہی معمولی دور شروع ہوا - غرض ہفتہ بھر گذر گیا - جب اتوار کو چھٹی ملی تو آرزو نکلی دل بر آئی - اگر افسران محکمہ ذرا دریا دلی کو کام فرماکر احاطہ ڈاکخانہ میں تمام ملازمین کیواسطے معمولی گذر کے قابل مکانات بنوا دیں تو خواہ وہ ان کا کرایہ مقامی شرح سے لیا کریں - پھر بھی ملازموں کیواسطے نہایت آرام اور اطمینان کا باعث ہو جائیگا - +

وی پی سسٹم اور ڈاکخانہ

... مرتبہ ... ایجاد کردی وی پی سسٹم کی ذریعہ اگرچہ بہت بڑا فائدہ تجارت کو پہنچا ہے اور تاجروں اور خریداروں کو کئی قسم کے فائدہ ہوتے ہیں لیکن ... کوئی شک نہیں کہ اس ذریعہ سے ... نقصان ... خریداران کو بعض اوقات ... منشیوں کے ہاتھ سے وہ ... جس کا تدارک بجز اس کے نہیں کہ خریدار عدالت میں جائے اور پھر جو ... فیصلہ ... ایسے دغاباز تاجر کو سزا دلائے لیکن اس ... کوئی پہنچتا نہیں ... ہزار ... خریدار ہوتا ہوگا جو اپنے نقصان کی تلافی ... عدالت پر پہونچے ورنہ ... جان ... خاموش ہو رہتے ہیں اور اسطرح ایسے غدار لوگوں کے حوصلے بڑھتے رہتے ہیں - برخلاف اسکے تاجروں کو بھی اس طریق سے ایک قسم کا نقصان بعض اوقات پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص مال منگواتا ہے پھر ... انکاری کر دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف اس مال پر جو محصول ڈال دیا جاتا ہے وہ تلف ہوتا ہے بلکہ منی آرڈر کمیشن جو وی پی پر ... دیا جاتا ہے ضائع جاتا ہے - ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ منی آرڈر کمیشن ڈاکخانہ کیوں لیتا ہے جبکہ وہ منی آرڈر فرستندہ کو بھیجا ہی نہیں ہوتا - وہ کمیشن تو اسی رقم کا معاوضہ ہے کہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء سے اس قاعدہ میں کچھ ترمیم ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیندہ وی پی فارموں پر منی آرڈر کمیشن کے ٹکٹ فرستندہ کو لگانے نہ پڑیں گے - بلکہ محکمہ ڈاکخانہ خود اسیقدر رقم اضافہ کر کے مکتوب الیہ سے وصول کیا کریگا مثلاً اگر ۵ روپیہ کا وی پی ہے تو اب تک وی پی کمیشن کا ٹکٹ اوپر لگایا جاتا ہے لیکن اگر ۵ روپیہ کا وی پی کرتے تو اسپر ۲ کا ٹکٹ لگایا جاویگا اور یہ ۲ ڈاکخانہ میں ہی جاویگی اور مکتوب الیہ کا نقصان ہوگا - ہم نے اسی وجہ سے اپنے اخبار کا وی پی کرنے میں ۵ روپیہ کی بجائے ۵ روپیہ کا وی پی کرنا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس سے کارخانہ کو کرایہ کا سراسر نقصان ہوتا تھا مگر خریداروں کا اس سے بچ جاتا تھا لیکن اب آیندہ ڈاکخانہ خود ہی اضافہ کر کے وصول کر لیا کریگا -

اسسے وی پی بھیجنے والوں کو کوئی نقصان نہ ہوگا - البتہ ڈاکخانہ کے پوسٹ ماسٹروں کا کمیشن ضرور کم ہو جائیگا اور انکو نقصان پہونچیگا اسلیے ان کے نقصان کی تلافی کیلئے کوئی تجویز افسران ڈاکخانہ کو ملحوظ رکھنی چاہیے جنکو ایک ایک وی پی کے لیے کئی مرتبہ اندراج کرنا پڑتا ہے ہم اس قاعدہ پر مفصل پھر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں فی الحال اسیقدر کافی ہے

سمالی لینڈ کی ڈاک کہاں جاتی ہے ؟

جزیرہ - سمالی لینڈ میں ہم جو اخبارات روانہ کرتے ہیں تعجب ہے کہ وہ وہاں بھی نہیں پہونچتے اور نہ وہ واپس دفتر میں آتے ہیں معلوم نہیں کہاں جاتے ہیں ؟ امید ہے کہ اسپر توجہ کیجاویگی -

ہرکاروں کی تنخواہ میں اضافہ کی ضرورت ہے

ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں سپرنٹنڈنٹ صاحب امرتسر ڈویژن کو توجہ دلائی تھی کہ وہ بیچارے ہرکاروں کی ترقی تنخواہ کی طرف بھی توجہ فرماویں ابھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری اس تحریر پر کیا نوٹس لیا جاویگا لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ یہ فرقہ بہت ہی ہمدردی کے قابل ہے - پانچ روپیہ ماہوار پر گرمی کی سخت جلانے والی دھوپ اور لو میں ... ہوائی پرندوں اور دوسرے حیوانات بھی آرام کرتے ہیں یہ بیچارے اپنا خاص بوجھ اٹھائے ہوئے بھاگے جا رہے ہیں - نیچے سے زمین تپتی ہے اور سر سے پسینا بہتا ہے - بارش ہو یا کڑکڑاتا جاڑا انکو اپنے کام پر جانا ضروری ہے - اور پھر بڑی بھاری ذمہ داری ان کے سر ہے - ذرا مہر خراب ہو جاوے تو ان سے جواب طلب ہو - ڈاک ذرا دیر سے پہنچی تو ہرجانہ کے ذمہ دار -

غرض عجیب کشمکش اور مشکلات میں گھرے ہیں اور اسپر تنخواہ صرف پانچ روپیہ ماہوار - پس انکی حالت ان کا کام کا موازنہ کر کے یہ ضروری ہے کہ اگر انکو آٹھ نو روپیہ ماہوار نہ دیئے جاویں تو کم از کم چھ روپیہ ہی دیئے جاویں - سپرنٹنڈنٹ صاحب اگر اس معقول امر پر توجہ فرماویں گے تو وہ ہزاروں بیکس ہرکاروں اور ان کے بال بچوں کی دعائیں لیں گے +

مراسلت

اگر حقیقت اسلام در جہاں این است
ہزار خندۂ کفر است بر مسلمانی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کابل کے ایک معزز عالم فاضل جناب مولوی عبداللطیف صاحب رئیس خوست جب قادیان میں آئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف بیعت ہوکر واپس تشریف لے گئے تو وہاں کے نالائق والیوں نے علامہ موصوف کو ظلماً وعناداً شہید کرا دیا۔ اسپر مولوی عبداللہ چکڑالوی کو فتویٰ لکھنے کی ضرورت لاہور میں بیٹھے بٹھائے پڑ گئی اور اپنے ماہواری رسالہ میں ایک طویل فتویٰ بدیں مضمون لکھا کہ مولوی عبداللطیف حرام موت سے مرا ہے نہ کہ شہید ہوا کیونکہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ دوسری آیت الا ان تتقوا منہم تقٰۃ ویحذرکم اللہ نفسہ۔ اب ناظرین انصاف فرماویں کہ چکڑالوی صاحب نے کیسی فاش غلطی کی ہے اور آیات بینات کا کیسا اُلٹا نتیجہ نکالا ہے پہلی آیت میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جان بچانے کے لیے ایسا کر بیٹھے تو خداتعالیٰ اُسپر چنداں گرفت نہیں کریگا۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی مجبور کرے یا کچھ اندیشہ معلوم ہو تو جھٹ مرتد ہو جاوے۔ دوسری آیت میں صرف کفار کے ساتھ تعلقات دوستانہ نہ رکھنے کی اجازت ہے بشرطیکہ اندیشہ فساد نہ ہو۔ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ذرہ سے خوف کیوجہ سے فوراً مرتد ہو جانا چاہیے۔ ان آیات سے اگر کوئی یہ سمجھ لے جیسا کہ چکڑالوی اپنے رسالہ ماہ جنوری میں لکھتے ہیں کہ (مالک حقیقی کے ساتھ شرک کرنا اولاد کو قتل کرنا فواحش کے نزدیک جانا۔ لہو۔ گوشت خنزیر۔ ناحق خون کرنا۔ یتیموں کا مال کھانا۔ کیل ومیزان پورا نہ کرنا۔ عدل نہ کرنا۔ مردار۔ نیاز غیراللہ وغیرہ (یعنی والدہ سے بیٹی سے زنا کرنا خداوند تعالیٰ کو گالیاں دینا وغیرہ) تمام مجبوری کی حالت میں حلال ہو جاتے ہیں اور ایسی حالت میں جو شخص ان سے پرہیز کرے اور اپنی جان کو ہلاک کرے وہ بھاری گمراہ ہے۔ دیکھو صلہ اشاعۃ القرآن بابت ماہ جنوری گذشتہ) تو اُسکی مثال کمثل الحمار یحمل اسفاراً کی ہے کیونکہ خداتعالیٰ مومنوں کو خاص طور پر ارشاد فرماتا ہے کہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون۔ خداتعالیٰ تو مصیبت اور موت کیوقت صبر کرنیوالوں کو صلوات اور رحمت کا وعدہ دیتا ہے اور ہدایت یافتہ قرار دیتا ہے مگر ملا چکڑالوی ایسوں کو گمراہ فرماتے ہیں العجب ثم العجب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون۔ کیوں جی یہ آیت قرآن شریف میں موجود ہے یا نہیں۔

براہیں مولویت بباید گریست

پھر خداتعالیٰ فرماتا ہے فلا تخشوہم واخشونی ولاتم نعمتی علیکم پھر فرماتا ہے فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ خداتعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ دنیا کے لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو مگر معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب میں کچھ دہریت کی رگ ہے جو خدا سے تو نہیں ڈرتے مگر لوگوں سے ایسے ڈرتے ہیں کہ ذرہ سے خوف کی وجہ سے مرتد ہونے کیلئے تیار بیٹھے ہیں۔

آفرین باد بریں ہمت مردانۂ تو

چکڑالوی صاحب نے جن آیات سے غلط در غلط استدلال کرکے علامہ عبداللطیف شہید پر ناجائز فتویٰ کفر لگایا تھا مگر خدا کی عجیب شان کہ علامہ موصوف کی بریت تو قرآن سے ثابت ہوگئی اور چکڑالوی خود ہی آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فیہ کے وعید کے نیچے آ گئے مصرعہ

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مصرعہ
کردۂ خویش آمد پیش

چند روز ہوئے کسی احمدی بھائی نے چکڑالوی سے پوچھا کہ اگر مولوی عبداللطیف حرام موت سے مر گئے ہیں تو بتاؤ کہ امام حسین جو کربلا میں قتل ہوئے انکی نسبت آپکا کیا فتویٰ ہے اس کے جواب میں چکڑالوی صاحب لکھتے ہیں تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ یہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی ان کا کیا اُن کے لیے اور تمہارا کیا تمہارے لیے جو کچھ وہ کر گذرے تم سے انکی پوچھ کچھ نہ ہوگی پس مرزائی جماعت کا یہ کوئی نیا سوال نہیں بلکہ قدیمی کافروں خصوصاً یہودی و نصاریٰ کے ہیں کہ ایسے ایسے سوال واعتراض قرآن میں موجود ہیں اور ان کے جواب بھی ہم اسلئے کرتے ہیں کہ یہ صاحب آیندہ ان فرعونی سوالوں کے جواب دینے کی ہمیں تکلیف نہ دیا کریں گے اور اس غرض سے قرآن ہی پر نگاہ ڈال لیا کرینگے کہ یہ سوال کن لوگوں کے مشابہ ہیں مسلمانوں کے یا کافروں کے انتہی

جواب الجواب۔ مولوی صاحب! فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے یا کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امم سابقہ کی نسبت سوال کیا تھا چونکہ وہ ایک دور دراز زمانہ کے واقعات تھے نیز انکے لیے سوالات بے سود بھی تھے اسلیے انکو یہ جواب دیا گیا کہ تلک امۃ الخ مگر یہ تو آپ سے اسی اُمت کے ایک فرد کی نسبت سوال کرتے ہیں جو قرآن شریف کے احکام کے ماتحت تھا کہ آیا وہ شخص جسنے یزید کی بیعت سے انکار کرکے اپنے آپ کو اور ہمراہیوں کو کربلا کے میدان میں ہلاک کرایا کیا اُس کا یہ فعل قرآنی تعلیم کے مطابق تھا یا مخالف اور اُس کی کارروائی سے حدیبیہ پر حسب تعلیم قرآن راضی ہوا یا ناراض دجل سے کیا فائدہ لا تلبسوا الحق بالباطل آیت بھول گئے۔ پھر تلک امۃ میں تو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب بھی داخل ہوگئے پھر آپنے انکی نسبت یہ ناجائز بکواس کیوں شائع کی کل کا مردہ آج قد خلت میں داخل ہے آپنے کس دلیل سے حضرت عبداللطیف کو مستثنیٰ کرایا ہے

چیستی لے کورک فطرت تباہ
طعنہ برخوباں مدیں روے سیاہ

مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر جو واقعات گذرے ہیں جو ایک ایک بیچارہ بکری کیطرح ذبح کیے جاتے تھے انکی نسبت بھی آپ کا یہ فتویٰ ہوگا۔ خصوصاً امام حسین کی نسبت تو آپ کا یہی اعتقاد ہے جو عبداللطیف صاحب کی نسبت ہے مگر شیعہ وسنی کے خوف سے آپنے ہمارے احمدی بھائی کو صاف جواب نہیں دیا ہے یہ آپ کا عجیب فتویٰ ہے کہ عبداللطیف صاحب کی وفات سے پہلے جو لوگ قرآن شریف کے برخلاف کر گذرے انکو تو کچھ نہ کہو مگر عبداللطیف کو ضرور برا کہدو۔ یہ تو نادان سے نادان بھی جانتا ہے کہ جس روز سے قرآن شریف نازل ہوا ہے اُس روز سے لیکر قیامت تک یہی ایک عام حکم ہے جو کوئی قرآن کے برخلاف چلے گا وہ گمراہ کہلاوے گا جو اس کے ماتحت ہوکر چلے گا وہ مومن متقی کہلاوے گا۔ آپ کی تخصیص آپ کی جہالت اور ضلالت پر گواہ ہے۔ اگر آپ واقعی طور پر اہل قرآن ہیں تو جواب صاف دیں قرآن شریف بزدلی اور نامردی کی تعلیم نہیں دیتا وہ تو بہادری اور شجاعت دکھلانے کی تعلیم دیتا ہے آیت تذہب ریحکم یاد کرو۔

اب ہم چکڑالوی کے مریدوں سے سوال کرتے ہیں کہ ایسا بہادر جو ذرہ سے خوف کیوجہ سے کل جرائم کا مرتکب ہونے والا ہو وہ بھی کبھی ہادی دین متین ہو سکتا ہے۔ اور کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آجتک کوئی نبی رسول ولی مجدد ایسا گذرا ہے جو لوگوں کے دھمکانے سے ڈر کر مرتد ہوا ہو۔ قرآن۔ توریت انجیل۔ احادیث۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جب کبھی بندۂ خدا کو کفار نے تکلیف دی ہے تو ہجرت کرلی ہے یا قید اختیار کی ہے یا موت قبول کی ہے مگر کسی جرم کے مرتکب ہرگز ہرگز کبھی نہیں ہوئے مگر افسوس تمہارے مرشد پر جو ذرہ سے خوف سے بھی کفر اور شرک کی ترغیب دیتا ہے اور سب بزرگان دین پر یہ ناجائز فتویٰ جو عبداللطیف شہید پر لگایا ہے آپکے اسلام اور قرآن دانی کی حقیقت معلوم شد۔

راقم محمد یمین ہزاروی حال وارد قادیان ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء

ہم اور ہمارے ناظرین

الحکم کی موجودہ تقطیع اور حجم کے باعث الحکم میں بقدر مضامین آجاتے ہیں جو ایک معمولی کتاب کے پانچ جزو میں سماجاتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ الحکم کسقدر ریڈنگ میٹر ہفتہ وار دے رہا ہے لیکن الحکم کو بہترین اور مفید تر اخبار بنانے کے لیے اسکی توسیع اشاعت کی بہت بڑی ضرورت ہے جو قوم کی توجہ چاہتی ہے

اکثر خطوط میں الحکم کی موجودہ تقطیع اور حاشیہ کی اصلاح کے لیے توجہ دلائی جاتی ہے۔ ہمارے ناظرین انشاء اللہ العزیز۔ ا اپریل سے الحکم کو ان اصلاحوں کا عملی جامہ پائیں گے۔ اور امید ہے اسے بہت ہی پسند کرینگے اسوقت انہیں اعتراف انشاء اللہ کرنا پڑیگا

کہ الحکم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پرانا ہی نہیں بلکہ سب سے بہتر اور سب سے بڑا اور سب سے ارزاں اخبار ہے

اور قوم کو حیرت ہوگی کہ اتنا بڑا اخبار اتنی قیمت میں کیونکر دیا جاسکتا ہے

الحکم کی اشاعت کی ایران تک ہونے کا ذکر ہم نے گذشتہ اشاعت میں کیا ہے آج کی ڈاک میں ہمارے مخدوم مولوی نذر علی صاحب پشاوری رقمطراز ہیں کہ وہ مشہد میں الحکم کی وسعت اشاعت کے لیے خاص سعی کررہے ہیں۔ وہ صرف یہی نہیں کہ توسیع اشاعت کے لیے فکرمند ہیں بلکہ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ فارسی مضامین لکھنے کے لیے بعض محقق ہوں گے جو الحکم کو مدد دیں گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ہمکو خدا کے فضل سے اُمید ہے کہ اگر ہم نیک نیتی کے ساتھ الحکم کے ذریعہ اس خدمت کو کرنا چاہیں گے تو گو بہت سی مشکلات کے بعد ہی کامیابی ضرور ہوگی اور ایران کی خفتہ قوم میں بیداری کا اثر محسوس ہونے لگے گا۔

منشی فیض الحسن صاحب بریلوی نے ہم کو دو معزز خریدار بھیجے ہیں جنمیں سے ایک نے روپیہ سالانہ دیگا اور دوسرا پانچ روپیہ منشی صاحب نے جو کچھ کیا ہے اپنا فرض ادا کیا ہے اسکی جزا اللہ سے پائینگے لیکن ہم توسیع اشاعت کے خیال کو عام کرتے اور الحکم کا مذاق پیدا کرنے کیلیے ان دو پرچوں کے ساتھ دو پرچے دو غیرمستطیع طالب علموں کے نام صرف عہ سالانہ فی پرچہ کے حساب سے جاری کرنیکو آمادہ ہیں اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ۹۶ جزو کی کوئی کتاب ایک روپیہ میں دیجا سکتی ہے کیونکہ الحکم کی کتابی سائز سالانہ ۹۶ جزو کی ہے۔

انجمن حمایت الاسلام لاہور اپنا اشتہار جلسہ بغرض اندراج ہمارے پاس بھیجتی ہے اگرچہ ہمکو اس انجمن کی بہت سی کارروائیوں پر اعتراض ہے تاہم حق معاصرت کے لحاظ سے اس کا اشتہار دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔

جنگ جاپان و روس

(لنڈن ۹ مارچ)

جاپانیون کی کامیابی پر امریکہ والون کی رائے نیویارک کی سوسائٹی وکٹورین میں ایک ضیافت کی تقریب پر جنرل وڈیلر نے بیان کیا کہ جاپانی بحری کامیابیون سے انکی عظمت تسلیم کرنی پڑتی ہے اس پر حاضرین نے چیرز دیئے۔

ایم کوچیدا جاپانی قونصل جنرل بھی اس موقع پر موجود تہا اس نے بیان کیا کہ جاپان قومی زندگی کے لئے جدوجہد کر رہا ہے اور وہ انصاف اور معاملہ کی صفائی کا خواہان ہے اسکی تقریر کے اختتام پر حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے اور چند منٹ تک چیرز دیتے رہے۔

مسٹر ہارٹ اسسٹنٹ اٹرنی جنرل نے کہا کہ مجھے ایک پرائیوٹ شہری کی حیثیت سے امید ہے کہ جاپان اس لڑائی کو اسطرح جاری رکھیگا جس طرح اسنے شروع کی ہے۔

جاپانیون کا جزائر پر قبضہ :- جاپانیون نے جزائر الی ... اور ... پر ۲۶ فروری کو قبضہ کر لیا۔ وہان انہون نے صرف رسد اور خبر پہونچانے کے علم لیلئے۔ روسی ۲۳ فروری کو یہ جزائر چھوڑ کر چلے گئے تہے۔

ریلوے کی حفاظت :- چیفو کی خبر ہے کہ برٹش سفیر کے قول کے بموجب بہت سی چینی فوج ریلوے کی حفاظت کے لئے ... ٹرینون میں آرہی ہے۔

جاپانیون کا سمندر پر پورا تسلط :- جاپانیون کا بحیرہ چین اور خلیج پیچلی پر پورا تسلط ہے سٹیمشرون سے جو مسافر آتے ہیں انکا بیان ہے کہ جاپانی جنگی جہاز ہر ایک قسم کے دخانی جہازون کو روک کر اشیاء ممنوع جنگ کی تلاشی لیتے ہین۔

روسی قیدی :- چیملپو کی لڑائی میں جو روسی قیدی ہوئے تہے ان کی ایک اور جماعت کولمبو مین روس کی طرف جاتی ہوئی آنے والی ہے۔

جاپانیون کو غنیمت ملی :- جاپانیونکو ناگاساکی مین بہت سا گوشت جو کنستر ون میں بند کر کے جہاز ... امریکہ سے پورٹ آرتہر کیطرف لیجا رہا تہا ہاتھ آیا۔

نیوچوانگ کی تیاریان :- روئٹر نے ٹنگ کے تار دیا کہ (۹ مارچ) روسیون نے نیوچوانگ سٹیشن پر پانچ ہزار ... محاصرہ کرنے والی تو پین اور ... توپین ... سے لگا رہی ہین۔

نیوٹرل جنگی جہازون کی روانگی :- نیوٹرل جنگی جہاز روانہ ہوئے ... اور برٹش باشندون کو روانہ ہونے کی ترغیب ...

روسیون کے ناکارہ جہاز :- روئٹر کا نامہ نگار ٹوکیو بیان کرتا ہے کہ بندرگاہ پورٹ آرتہر کے اندر تیرہ روسی جہاز ناکارہ ہو گئے ہین۔ اور ایک قلعہ جاپانی سب سے گولون سے بہم تباہ ہو گیا۔ روسی بیمارون کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے۔

تلنوان کے قلعون پر گولہ باری :- ۸ کی رات کو جاپانی جنگی جہازون نے تلنوان کے قلعون پر گولہ باری کی۔ اور پہر پورٹ آرتہر پر حملہ کیا۔

اشیاء ممنوع جنگ :- ۲۱ فروری کا تار ہے کہ ٹوکیو مین سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ جاپانی گورنمنٹ اشیاء ممنوعہ جنگ کی دو اقسام قرار دیتی ہے۔ اول قسم میں جنگی آلات ہتہیار سمجھے والی اشیاء اور ان کے بنانے مین جو چیزین کام آتین شامل ہیں اور دیگر اشیاء جن کا صرف لڑائی مین استعمال کرنا مقصود ہو۔ دوسری قسم میں رسد۔ شراب۔ گھوڑے۔ ساز۔ چارہ۔ گاڑیان وغیرہ۔ کوئلہ۔ لکڑی۔ سکہ۔ سونا۔ چاندی۔ بی سلاخین اور تار ٹیلیفون۔ اور ریلوے بنانے کی اشیاء شامل ہیں۔ دوسری قسم کی اشیاء صرف اس وقت ممنوع خیال کی جاینگی جبکہ ان کا دشمن کی بحری یا بری فوج مین پہنچانا مرکوز ہو۔

جاپانی عدالت انعامات :- ناگاساکی کے قریب مقام سیبو مین انعام کی ایک عدالت قائم ہوئی ہے اس کے فیصلون سے ٹوکیو کی سپریم کورٹ میں اپیل ہو سکیگی۔

امریکن قونصل کے تسلیم کرنے سے انکار روس نے مسٹر مارگن امریکن قونصل متعینہ ڈالنی کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ مسٹر ہیس کی رائے ہے کہ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مسٹر شنگ ... اور ڈیوڈسن جو حسب عہدنامہ چین و امریکہ کی رو سے موکڈن اور پورٹ آرتہر مین قونصل تعینات ہو چکے ہین۔ امریکن سفیر متعینہ ... مسٹر ہیس کا یہ خیال اس بنا پر ہے کہ منچوریا چین کا ایک صوبہ ہے۔ اور کسی اور سلطنت کو دخل دینے کا استحقاق حاصل نہیں۔

جرم کرکے لڑائی نہ کرنا :- بن ہیوس لوگ جو جنگ سے پہلے روسی افسرون کو رقم دیا کرتے تہے اور جن کی نسبت سمجھا جاتا تہا کہ وہ جاپانی خفیہ سوسائٹیون کے بل پر اٹہتے تہے روسی ریلون کے نواح مین سیدان کارزار گرم کر رہے ہیں۔ روسی فیلڈ کمانڈرون کو حکم ملا ہے کہ وہ ان لوگون کے ساتھ سختی کے پیش آئیں۔

روسی آبادی جو ٹوکیو سے رخصت ہو چکی ہے تمام روسی آبادی سوائے آرک بشپ کے ٹوکیو سے رخصت ہو گئی ہے۔ ایس یارا نامی جہاز مین سوار ہوئی اور گذشتہ اتوار کو کوبی سے گذری۔

جاپان کے پولیس افسر روسی گرجا اور آرک بشپ کی حفاظت کر رہے ہین۔

محصورین پورٹ آرتہر کا مقابلہ :- آخری خبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ پورٹ آرتہر بحری پہلو سے بند کر دی گئی ہے۔ اور اغلب ہے کہ جاپانی اس پر قابض نہ ہو سکیں گے۔ ان کی کوشش یہ ہوگی کہ محصورین کو فاقہ کشی کا عذاب پہنچا کر اطاعت پر مجبور کرین۔

روسی قیدی :- جاپانی ریڈ کراس سوسائٹی اس وقت چلفو مین ۸۰ روسی مجروحین کی خدمت اور علاج معالجہ کر رہی ہے۔

پورٹ آرتہر کی حالت :- ٹنٹسن سے جو پرائیوٹ خطوط آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ مین ۸ ہزار جوان ہیں لیکن ان کو امید نہین کہ اگر جاپانی خشکی وتری دونون طرفون سے ایک ساتھ حملہ کرین تو وہ ان کا مقابلہ کر سکیں گے۔

پورٹ آرتہر میں اب بہی سخت بد انتظامی ہے جو چینی گورنمنٹ کے زمانہ مین تہی۔ اعلیٰ ملٹری اور بحری حکام ٹہیکہ دارون سے ان ٹہیکون کی کمشن لینے کیلئے دست نگر بیان رہتے ہین۔ جو ان کو حکام مذکور کے رسوخ سے ملتے ہین۔

پورٹ آرتہر مین گولہ بارود کا سامان بہت کم ہے اس کے بندرگاہ کی حفاظت کے لئے کم از کم ۵ سو تارپیڈو کشتیان ضروری ہیں۔ مگر صرف ۳۵۰ موجود ہیں۔ اور ان میں سے پچاس بیکار ہیں۔

ولاڈیوا سٹاک پر گولہ باری امیر البحر الکسیف نے ولاڈیوا سٹاک کی گولہ باری کے متعلق یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ۲۰۰ بم کے گولے چلائے گئے تہے لیکن اس نے یہ بیان نہین کیا کہ وہ پہٹے نہیں۔ جاپانی بیڑہ مین مرتبہ دریا مین آگے پیچہے گیا۔ قلعے یا مورچون کا کچھ نقصان نہیں ہوا شہر اور حفاظتی تعمیرات کو دیگر حصون کا بہت خفیف نقصان ہوا۔

بارڈرون کو آتش باری کے لئے تیار رکھنے کی کارروائی بہت انتظام کے ساتھ ہوئی ہے۔ بیڑے کے روز بیڑا ساحل کے قریب ہو کر گذرا مگر آتش باری نہ کی۔ اور جنوبی سمت مین غائب ہو گیا۔

بحیرہ قلزم کا تجربہ :- برٹش انڈین سٹیمر "مباسہ" نامی ۹ مارچ کو مدراس پہنچا۔ یہ وہی جہاز ہے جسے روسی جنگی جہازون نے غلطی سے بحیرہ قلزم میں گرفتار کر لیا تہا اس گرفتاری کی کیفیت یون ہے کہ ۲۲ فروری ساڑھے دس بجے رات کو جبکہ مسافر اپنے اپنے کمرون میں سونے کی تیاریون میں تہے توپ چلنے کی آواز سنائی دی۔ اہل جہاز حیران ہو کر اٹھے "مباسہ" فوراً روسی جہازون کی سمت میں روانہ ہوا تہا کہ اتنے مین دوسری توپ چلنے کی آواز آئی۔ اس کے بعد دو روسی افسر ایک دخانی کشتی مین سوار ہو کر مباسہ کے تختہ پر آگئے اور کاغذات کی تلاشی لیتے رہے۔ مگر بے سود۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے۔ کہ اس شور و شغب سے تمام مسافر جاگ اٹہے۔ اور ڈیک پر آکر جمع ہو گئے۔ روسی افسرون نے افسوس ظاہر کیا کہ مباسہ کو غلطی سے ٹہرایا اور اسے بیجا تکلیف دی۔

روسی شکستون کا اثر پولینڈ پر (لنڈن ۹ مارچ) ٹائمز کا روسی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ مشرق مین روسیون کو شکست ہونے سے اہل پولینڈ کے حوصلے بڑھ گئے ہین اور گورنمنٹ روس نے مجبوراً پولیس کی تعداد بڑہا دی ہے۔

روس کے جنگی جہاز :- روس کے تین نئے جنگی جہاز سلوا۔ بورڈینو۔ سواروف اور ... اپریل کے اختتام تک تیار نہ ہون گے۔ ان کے بہم پہنچانے مین مشکل پیش آئیگی۔ کیونکہ روسی چیدہ افسر مشرق اقصیٰ مین ہین۔

سائبیرین ریلوے :- چینی جاسوسون نے سائبیریا ریلوے کی حالت بہت بری بیان کی ہے بہت بد انتظامی ہے۔ ریلوے بہت سے مقامات پر مسدود ہو رہی ہے اور اس کا شیرازہ نظام درہم برہم ہو رہا ہے حکام اپنے آپ لوگون پر ضبط نہیں کر سکتے۔

امریکہ مین قومی تعصب (لنڈن ۹ مارچ) ایک حبشی کو زندہ جلا دینے پر سپرنگ فیلڈ واقع اوہیو میں قومی تعصب و جوش کا دریا امڈ آیا۔ دو ہزار گورے آدمیون نے غریب حبشیون پر حملہ کیا۔ اور ان کے گہرون کو آگ لگا دی۔ بیس بستیان جل کر راکھ سیاہ ہو گئی ہیں۔ ملیشیا کی آٹھ کمپنیان موقعہ پر روانہ کی گئی ہیں۔

آتش زدگی :- بیرونٹ واقع شام کے قریب مٹی کے تیل کے ۲۵ ہزار ٹکسون کے اٹھنے سے جن مین ۵۰ ہزار من تیل تہا۔ آگ لگ گئی۔ جو تین چار روز تک جلتی رہی۔

پولس مین اونٹون کا استعمال جنوبی افریقہ کے بعض حصوں میں پولس کے کام کے لئے اونٹون کا استعمال کر رہے ہیں۔ یہ ایک مہینے مین چہ سات سو میل تک گشت کرتے ہیں اور اچھی حالت میں ہیں۔

مشرقی افریقہ اور یوگنڈا (لنڈن ۹ مارچ) مسٹر بوہین ... ممبر پارلیمنٹ نے مشرقی افریقہ اور یوگنڈا کے مضمون پر لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ اگر گورنمنٹ لوگون کو وہان کے مقامی حالات سے اچھی طرح مطلع کرے تو اس ملک اور جانے والون دونون کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

فوجی تخمینے (لنڈن ۹ مارچ) فوجی تخمینون پر بحث کرتے ہوئے سر ہنری کیمپل بنرمین نے کہا کہ ہمارا ملک (برطانیہ) جو فتح و جنگ کی پالیسی سے تہک گیا ہے فوجی اخراجات کی برداشت نہیں کر سکتا مسٹر آرنولڈ فارسٹر نے لارڈ رابرٹس کی بہت تعریف کی۔

مسٹر بالفور نے سر ہنری بنرمین کے بیان کی تردید کی اور کہا کہ مشرق اقصیٰ مین حالات کا میلان اس طرف ہے کہ ہمارا اور ایک بڑی ایشیائی طاقت کا ملاپ ایک اور بڑی فوجی طاقت کے ساتھ بذریعہ حد بندی کر رہے ہیں۔

تبت مشن (پہاڑی جانگ ۹ مارچ) ایک دو روز میں آٹھ سو کے قریب سلی گوری میں پہنچنے والے ہیں۔ جنہیں جسقدر ممکن ہو آگے بڑہا دیا جائیگا۔ جمعہ اور ہفتہ کو پیر جالاپ اور ... پر برفباری ہوئی۔ دیہاتی آجکل تجھونری میں مصروف ہیں۔

عدن میں شورش (لنڈن ۹ مارچ) ایک عرب سردار جسے ایک سو آدمیون کی جمعیت مین عدن آنے کی اجازت دی گئی تہی۔ بجائے ایک سو کے اٹھائی سو مسلح آدمی لے آیا۔ صاحب ریزیڈنٹ نے منع کیا کہ اتنے آدمی ... لیکن باز نہ آیا آخر جب ایک انفنٹری اور آرٹلری ... کلب کی گئی اور سواروں کو آخری دفعہ دبا یا گیا تو ... آمادہ جنگ ... جانان لیا۔

ولاڈیواسٹاک کی دیکھ بھال: ٹوکیو [illegible] کی ولاڈیواسٹاک کی گولہ باری کے متعلق [illegible] رپورٹ شائع ہوئی بمضمون یہ کہ [illegible] صرف دشمن کی دیکھ بھال کیلئے [illegible] گیا تھا۔ اور اس نے دشمن کا بہت نقصان کیا۔ قلعہ کی بائیریوں نے جواب نہ دیا۔ بعد ازان جاپانی بیڑہ بیڑہ روس کی خلیجوں میں گشت کرتا رہا۔ مگر روسی بیڑہ نظر نہ آیا۔

روسی تارپیڈو کشتی ضائع ہوگئی ہے
ایک روسی تارپیڈو کشتی بندر سعید اور کریٹ کے درمیان ضائع ہوگئی ہے۔ اس کے ملاح سب بچا لئے گئے۔

ایک منچلی تجویز:۔ روس کا بیڑہ بالٹک والا بیڑا غالباً جولائی مین شمال مشرقی راستہ سے جاپان کی طرف جائیگا۔

افواہ ہی تھی:۔ اس افواہ کی تصدیق نہیں ہوائی کہ جاپانیوں نے بمقام ولاڈیواسٹاک روسی بیڑہ پر حملہ کیا تھا۔

زار روس کا مبارکبادی تار (لنڈن ۱۱ مارچ) زار روس نے ولاڈیواسٹاک کی قلعہ کی فوج کو ہر گولہ کے منہ سے ملنے پر "مبارکباد" کا تار بھیجا ہے۔ شہنشاہ روس کہتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ روسی سپاہی اس قلعہ کو دشمن سے محفوظ رکھنے کیلئے اپنے جسموں کی فصیل بنا دیں گے۔

جاپانیوں کی پیشقدمی:۔ چیفو سے واشنگٹن میں خبر پہونچی۔ کہ جاپانی افواج ننگ ننگ چنگ اور ناکوستان میں پہونچ گئی ہیں۔ گویا مرکو رو یامین روسیوں کے عقب پر چلی گئی ہیں۔ اور غالباً ریلوے کی آمد و رفت کو مسدود کردیں گے۔

روس کے بحری نقصانات:۔ ذکر ہے اس تار کی تصدیق ہوگئی ہے۔ کہ پورٹ آرتھر میں روس کے آٹھ جنگی جہاز شکستہ ہو کر ناکارہ پڑے ہیں۔

خبریں حاصل کرنے میں دقت۔ آمد و رفت میں چند مشکلات ہیں۔ اور جنگی حکام کی نکتہ چینی کی وجہ سے واقعات کی خال خال جھلک نظر آسکتی ہے اور ان وجوہات سے بعض اخبار رپورٹوں کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے اکثر متضاد معلوم ہوتی ہیں۔

پورٹ آرتھر پر از سر نو گولہ باری: سینٹ پیٹرز برگ میں ایک تار بدین غرض پہنچا کہ ۹ مارچ کی آدھی رات کو جاپانی بیڑہ نمودار ہوا۔ اور [illegible] کے ساتھ دس سے صبح کے آٹھ بجے تک گولہ باری کرتا رہا۔

ولاڈیواسٹاک پر گولہ باری:۔ بمبئی میں جاپانی سفیر کو گورنمنٹ جاپان کا ایک تار بدین مضمون پہنچا۔ (۱۱ مارچ) امیر البحر کیمورا کی سرکاری رپورٹ [illegible] حال کہ ہم ولاڈیواسٹاک کی شمال مشرق کی جانب میں قلعہ کے قریب پہنچے۔ شام کو دو بجے سے بندرگاہ میں [illegible] کی غرض سے گولہ باری شروع کی اور جیسر ہم واپس [illegible] دوسرے روز صبح کو ہم خلیج امریکن اور [illegible] میں گشت کی لیکن کوئی خاص بات نظر نہ آئی۔ دوپہر کے قریب ہم پھر ولاڈیواسٹاک کے قریب پہنچے لیکن روسی جنگی جہاز نہ ملے۔ پھر ہم خلیج پوسٹ میں گئے وہاں ہمیں کچھ نظر نہ آیا۔

روس و امریکہ: امریکہ کی ایک نیوز ایجنسی روس کی حمایت پر آمادہ ہوگئی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ امریکہ کی عام رائے پر اثر ڈالا جائے۔

مالی پالیسی:۔ پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے یہ تحریک کی کہ غیر ممالک کی اشیاء پر محصول لگانے میں مختلف ملکوں کو ترجیح دینے کے متعلق جو تقریر ہوا کرتی ہیں۔ ان کو روکا جائے۔ بکار اتفاق لئے سے اس کی تردید ہوئی۔
پارلیمنٹ کی بحث میں وزارت اور اس کے مخالف فریق کی تقریروں سے پایا جاتا تہا کہ عنقریب پارلیمنٹ کا عام انتخاب ہوگا۔

والڈ وولڈ میں فساد

طویل فسادات کی وجہ سے والڈ وولڈ (واقع روس) میں عوام اور فوج کے درمیان جم کر لڑائی ہوئی۔ اس میں بہت سے آدمی قتل ہوئے۔

برطانیہ کے اور مقدونیہ کی اصلاحات

ارل پرسی نے انگلستان کے دارالعلوم میں کہا کہ جب مقدونیہ کی فوجی پولیس کا [illegible] کا سردار جنرل [illegible] [illegible] وہاں پر [illegible] [illegible] گئے۔

جنگ روس و جاپان کی لغات

نوٹ خطوط وحدانی کے اندر جو نام ہیں وہ بعض مقامات کے دوسرے اور نیز سے نام ہیں مثلاً کوریا کی تعریض شہر ہے میں کیونکہ ان کا اصلی نام دوسرا ہیں اور [illegible] جاپانی ہے۔

ابنائے کوریا۔ جاپان اور کوریا کے درمیان واقع ہے بحری جنگ میں فائدہ اٹھانے کیلئے یہ موقع اچھا ہے۔

آورزوما۔ جاپانی آہن پوش ہے اسکی وسعت دس ہزار ٹن اور ۱۵ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۲۴ ناٹ ہے اور چودہ توپیں اسکے میگزین میں رہتی ہیں یہ ایلسوک میں تیار کیا گیا ہے۔

اردورا۔ دوم درجہ کا روسی آہن پوش ہے جو بندر آرتھر میں مقیم رہتا ہے۔

ازوما۔ جاپانی آہن پوش ہے جسکی باربرداری نو ہزار چار سو تریسٹھ ٹن اور رفتار ۲۱ ناٹ ہے۔ [illegible] انچہ موٹا لوہا چڑھا ہوا ہے اور سولہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اس میں دس توپیں رہتی ہیں۔ یہ تمام ایلسوک تیار کرایا گیا تھا۔

آساما۔ یہ جاپانی آہن پوش ہے۔ اسکی باربرداری دس ہزار ٹن اور اٹھارہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے رفتار ۲۱ ناٹ۔ یہ ایلسوک میں تیار کیا گیا تھا۔

اسکولڈ۔ یہ اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے۔ اسکی باربرداری سات ہزار ٹن اور رفتار ۲۳ ناٹ ہے اسمیں ایک درجن توپیں رہتی ہیں اور بندر آرتھر میں مقیم رہتا ہے۔

اسلیابیا۔ ایک روسی جنگی جہاز ہے جو مشرق الاقصے کے لئے مخصوص ہے اسکی وسعت بارہ ہزار ٹن۔ اسمیں دس توپیں اور آتشگیر ہتھیار وغیرہ کا بہت سا ذخیرہ رہتا ہے۔

اسائی۔ جاپانی جنگی جہاز ہے جس میں پندرہ ہزار ٹن اسباب آتا ہے۔ اور پندرہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اس کی رفتار ۱۸ ناٹ ہے اس میں آتشگیر اسلحہ کا میگزین ہے اور یہ کلاہڈ میں تعمیر کیا گیا تہا۔

المارز۔ روسی جنگی جہاز ہے جو نہر سویز سے روسی سکوارڈرن میں شامل ہونے کے لئے بندر آرتھر تک آ جاتا ہے۔

امنک۔ ایک دریا ہے جس کا دوسرا نام یلو ریور ہے اسکی تشریح ہی کی تقطیع ابھی دیکھو۔

امیر البحر الکسیف۔ سلطنت روس کا اقصائے مشرق میں وائسرائے ہے اسکا صدر مقام بندر آرتھر ہے اسکو جنگی اور انتظامی دونوں قسم کے اختیارات حاصل ہیں۔

امیر البحر بیرن انوئی جاپانی فوج میں اس کا کمانڈر انچیف کی تعیناتی کیورے پر ہے جو بحر الپینڈ پر واقع ہے جاپانی بحری انبات سحبرے اس کا درجہ دوسرا ہے۔

امیر البحر بیرن یاماموتو۔ جاپان کے بحری صیغہ کا وزیر ہے۔

امیر البحر ساسمیتیا۔ یہ فوج جاپان کا کمانڈر انچیف ساسیبو پر متعین ہے۔

امیر البحر سکرولاف۔ روسی افواج میں بحر اسود کے بیڑے اور بندرگاہوں کا کمانڈر انچیف ہے اس کا خیال ہے کہ [illegible] بری اور بحری دونوں جنگ میں فتح حاصل ہو سکتی ہے۔

امیر البحر شبایاما۔ جاپانی کمانڈر انچیف یکوساکا پر تعینات ہے۔

امیر البحر وائسکونٹ ایٹو۔ یہ کمانڈر انچیف یاکوساگا پر متعین ہے اور جاپانی بحری اٹیاچے بحیرہ کا پیدہ ہے اور جنگ جاپان و چین کیوقت جاپانی بحری فوج کا کمانڈر انچیف تھا۔

انٹنگ یا شناہو۔ یہ منچوریا کی سرحدی چوکی ہے اور یلو دریا کے شمال جانب آنکی زانہ کے قریب ہے چوکی بالکل واقع ہے جو بجانب جنوب ہے اور نیکہو ہے بارہ میل اسمیں پیر آجکل یہ بندر مساحت ہے کیونکہ چین نے اضلاع متحدہ کے ساتھ عہدنامہ کر کے اس کیلئے کھولدینے کا اقرار کر لیا لہذا یہ تمام قوموں کیلئے کھولا ہوا ہے۔ مگر آجکل روسی فوج کی نگرانی ہے۔

اوساکا۔ بحر الپینڈ پر بڑا بندرگاہ ہے جس کو سلطنت جاپان کا دارالحکومت کہتے ہیں اس کی آبادی تیرہ لاکھ ہے یہ جاپان میں دوم درجہ کا شہر ہے اور قدیم دارالحکومت کیوٹو سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔

ایکویٹ۔ جاپانی زرہ پوش ہے جس کے اندر اسلحہ خانہ رہتا ہے یہ اوزوما کا ہم پلہ ہے۔

بایان۔ اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری آٹھ ہزار ٹن اور رفتار ۲۱ ناٹ اس میں دس توپیں رہتی ہیں۔ اور بندر آرتھر پر تعینات ہے۔

بحر جاپان۔ یہ بحر الکاہل کا شمال مغربی حصہ ملک جاپان اور براعظم ایشیا کے درمیان واقع ہے۔ اسکے ساحل پر کوریا اور ایشیائی روس کے بحری صوبجات واقع ہیں۔

بلیگوولیٹ چنک۔ یہ دریائے امور پر روس کا بڑا تجارتی شہر ہے یہاں سنہ ۱۹۰۰ء میں روسیوں نے چینیوں کا بہت کشت و خون کیا تھا۔

بندر آرتھر۔ پہلے چینیوں کا یہاں کے قلعہ پر قبضہ تھا اب روسیوں کے تصرف میں ہے۔ یہ جزیرہ نمائے لیاؤ ٹنگ کی انتہائی سرحد ہے اس کو جاپان نے سنہ ۱۸۹۴ء میں فتح کیا تھا لیکن بعد کو واپس کردیا۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں چین نے روس کو پٹہ لکھدیا۔ یہاں قلعہ کی فوج میں بیس ہزار سپاہی رہتی ہیں اور دو سال کے لئے سامان خوراک جمع رہتا ہے مشرق الاقصی میں جنگی حکمت عملی کیلئے اس سے بہتر موقع نہیں ہے یہ بندر بہت بڑا ہے۔ روسی جہازوں کا بیڑا اس جگہ جمع ہوتا ہے لیکن دخل بہت خراب ہے لیکن اس بندر کی گہرائی بہت زیادہ نہیں ہے یہاں سکا ڈاک یارڈ اور مرمت کرنیوالے کارخانے محدود ہیں۔
ڈاک یارڈ کی وسعت صرف ۳۲۵ × ۸۸ × ۳۴ فٹ ہے۔

بندر ٹانگ کاؤ۔ دریائے یلو کے دہانہ پر ایک بندر ہے اور عہدنامہ حال کی رو سے جاپان کیواسطے کھولا گیا ہے۔ اب اور قوموں کے جہازوں کی بھی آمد و رفت ممکن ہے۔

بندر دارالامپیٹ۔ خلیج بروٹن پر کوریا کی مشرقی ساحل پر بندرگاہ واقع ہے۔

بندر ہملٹن۔ کوریا کے جنوب میں چھوٹا سا جزیرہ ہے جس کا بندرگاہ بہت خوشنما ہے۔ برطانیہ اعظم نے اس کے اوپر سنہ ۱۸۸۵ء میں قبضہ کیا تھا لیکن روس کے وعدہ کرلینے پر چھوڑ دیا کہ وہ کوریا میں کبھی تصرف نہ حاصل کرے۔

بوائی ان۔ یہ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری تین ہزار ٹن اور رفتار ۲۶ ناٹ ہے اس کی میگزین میں چھ توپیں رہتی ہیں اور چیلمو پر تعینات ہے۔

بوگاٹر۔ روسی جنگی جہاز جسکی باربرداری چھ ہزار ٹن رفتار ۲۳ ناٹ ہے اس کی میگزین میں چھ توپیں رہتی ہیں اسکی تعیناتی والڈیو وسٹاک پر ہے۔

بیرن یاماگوچی۔ یہ لفٹنٹ جنرل جاپانی فوج کی پانچویں ڈویژن کا کمانیر ہے سنہ ۱۹۰۰ء میں پیکن پر مددگاروں کے ساتھ جاپانی فوج کا کمانیر تہا۔

پٹرو پاولسک۔ یہ روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن رفتار ۱۶ ناٹ اس کے اندر گیارہ توپیں رہتی ہیں اور بندر آرتھر پر تعینات ہے۔

پرسیویٹ۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۸ ناٹ ہے۔ اسمیں بارہ توپیں رہتی ہیں۔

پلاڈا۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت سات ہزار ٹن اور رفتار انیس ناٹ ہے۔ اسمیں آٹھ توپیں رہتی ہیں۔

پنگیانگ۔ علاقہ کوریا میں سمندر سے دور ہے سنہ ۱۸۹۴ء میں جاپانیوں نے چینیوں کو اسی مقام پر فتح پائی تھی اس کی آبادی پچاس ہزار ہے۔

پولٹیوا۔ روسی جنگی جہاز ہے جس کی وسعت گیارہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۷ ناٹ ہے اس میں بارہ توپیں رہتی ہیں۔

پیوسن۔ فوسن کا دوسرا نام ف کی تقطیع میں تلاش کرو۔

تارپیڈو۔ روس اور جاپان کے جہازوں کے ساتھ بہت سی تارپیڈو کشتیاں اور تارپیڈو ڈسٹرائر کشتیاں جدید نمونہ کی موجود ہیں۔

تائیشیکی یشتر شیا میں جاپان کا کوئلہ سٹیشن اور بحری افواج کا بیس (چھاونی) ہے۔

ٹسٹوشیما آبنائے کوریا میں ایک جاپانی جزیرہ ہے جس کا

ناقابل تسخیر بہت مستحکم ہے اور جنگی حکمت عملی کیلئے بڑا اچھا موقع ہے اس کا طول ۱۵۰ میل ہے جوار بھاٹا کے وقت اس جزیرہ کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔

ٹوکیو۔ جاپان کا دارالحکومت ہے اس کی آبادی ۱۵ لاکھ ہے۔

توکیوا۔ جاپانی سیاحی جہاز اسکی وسعت دس ہزار اور اٹھارہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے رفتار ۲۱½ ناٹ اس کے اوپر چھ انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کے اسلحہ خانہ میں دس توپیں رہتی ہیں۔ یہ الیسوک میں تیار کیا گیا ہے۔

ٹیاگو۔ کوریا کا ایک شہر سمندر سے دور سیول فیوزن لائن پر واقع ہے۔

ٹیلنوان۔ ڈالنی کا دوسرا نام ہے (ڈ) کی تقطیع میں تلاش کرو اس نام کا ایک خلیج بھی ہے

جزیرہ کوئیلپارٹ۔ کوریا کے جنوبی ساحل پر واقع ہے جہاں سے جہازوں کا لنگرگاہ ہے۔

جزیرہ نمالیاوتنگ۔ منچوریا کی علاقہ کی جنوبی حد ہے

جنیچوان۔ چیمیلپو کا دوسرا نام ہے جسکی تشریح چ کی تقطیع میں تلاش کرو۔

جنرل آرٹامیدیناف۔ یہ روسی فوج میں ۸ رجمنٹ کا کمانڈر ہے جس میں ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ رجمنٹیں شامل ہیں اس کا ہیڈکوارٹر والدیووسٹک میں ہے۔

جنرل بیرن اکو۔ نامور جاپانی جنرل ہے جس نے جنگ جاپان و چین میں بڑی ناموری حاصل کی تھی

جنرل پوسیروسکی۔ وارسا کا ڈپٹی گورنر جنرل ہے۔ اور روس کی بری افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔

جنرل بیرن ہاسیگاوا۔ یہ جاپانی فوج کے امپیریل گارڈ ڈویژن کا کمانیر ہے۔

جنرل تراوچی۔ جاپانی وزیر جنگ ہے۔

جنرل کروپٹکن۔ یہ روسی وزیر جنگ ہے جو مشرق الاقصیٰ میں روسی افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔ اس نے وسط ایشیا میں بہت سی خدمات انجام دی ہیں اور کاشغر یا اسی کا فتح کیا ہوا ہے۔

جنرل کروکی۔ اس فوجی افسر نے جنگ جاپان کے زمانہ میں وی ہائی وی کے فتح کرنے میں بہت مدد دی اور جاپانی فوج میں کارگزار جنرل سمجھا جاتا ہے۔

جنرل گروڈیکاف۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں جب روس نے منچوریا پر حملہ کیا تھا۔ تو یہ روسی فوج کا کمانیر تھا آجکل مشرق الاقصیٰ میں تمام روسی افواج کا کمانڈر انچیف ہے جنرل کروپٹکن کی غیر حاضری میں بڑا کمان پر سمجھا جاتا ہے۔

جنرل نوزو۔ (نوزو) یہ جاپان کا بڑا تجربہ کار اور جنرل ہے اس نے کوریا میں زبردست مقام پنگ یانگ کو لیا اور جنگ جاپان و چین میں جنگی حکمت دکھائی ایسی فتح حاصل کی کہ اسکی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔

جنرو۔ یا عالی رتبہ شہنشاہ کی پریوی کونسل ہے جنمیں اشخاص ذیل شامل ہیں مارکوئس آئیتو مارکوئس یاماگاتا کونٹ ... انیوی اور مارکوئس اویاما۔ یہ انجمن جاپانی قوانین او ضوابط میں داخل نہیں ہے لیکن چونکہ یہ میکاڈو کو براہ راست مشیر ہیں اس وجہ سے تمام با اختیار ہیں۔

چنگ وانگ داو۔ یہ تیان شان سرمائی بندر ہے

چیمیو۔ یہ ہانگ کانگ کے شمال جانب کوریا کے مغربی ساحل بندر مصالحت ہے یہ ینگیانگ کا بندر ہے اور علاقہ کوریا میں درجہ دوم کا شہر ہے۔ یہ غیر ملکی تجارت کے لئے ۱۸۹۰ء میں کھولا گیا

چیفو۔ یہ چینی صوبہ شانتنگ کا ایک نامور شہر اور مصالحت ہے یہ بندر آرتھر کے مقابل میں واقع ہے۔ اس کا درمیانی فاصلہ ۷۰ میل ہے۔

چیمیلپو۔ (جنیچوان) یہ بندر مصالحت کوریا کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اور بندر سیول سے ۲۶ میل پر ہے دونوں کے درمیان ریلوے جاری ہے اسکی آبادی بیس ہزار ہے اور تجارت بڑھی ہوئی ہے خصوصاً چینی اسباب زیادہ روانہ ہوتا ہے یہ ناگاساکی سے ۴۷۴ میل چیفو سے ۲۷۰ میل اور بندر آرتھر سے ۲۹۱ میل ہے جوار بھاٹا کی وجہ سے یہاں جہاز رانی بہت کم ہوتی ہے جسکی شدت سات اٹھ میل تک رہتی ہے۔ علاقہ کوریا میں ایک انگریزی فرم صرف اس جگہ قائم ہے۔

خلیج بروٹن۔ کوریا کے شمال و مشرق میں بحر جاپان پر واقع ہے اس کی خاص بندر لزارف اور وانسن میں جو خلیج ینگ ہنگ پر اس کے مرکز کے قریب واقع ہیں۔

خلیج پوسیٹ۔ یہ خلیج ایشیا کے روسی بحری صوبہ میں کوریا کی شمال و مشرقی سرحد پر واقع ہے۔

خلیج لیاوتنگ۔ کی وجہ تسمیہ جزیرہ نمالیاوتنگ سے اس کو جیم کی تقطیع میں تلاش کرو۔

دریائے یلو۔ (اسناب) منچوریا اور کوریا کے درمیان شمال و مغربی سرحد ہے سنہ ۱۸۹۵ء میں روس نے کوریا کی جنوبی جانب جنگل کاٹنے کی اجازت حاصل کی تھی اور اسی بہانہ سے قبضہ کر بیٹھا سنہ ۱۸۹۴ء میں جاپانیوں نے چینی بیڑے پر دریائے یلو کے کشادہ بازوں پر فتح حاصل کی تھی۔ اور چینیوں کے چار جنگی جہاز ڈوبا دئے تھے

دریائے ٹیومن۔ روسی بحری صوبہ اور کوریا کے درمیان شرقی سرحد قائم کرتا ہے۔

ڈائنا۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری سات ہزار ٹن اور رفتار بیس ناٹ اسکی سگزین میں ۸ توپیں رہتی ہیں۔ اور بندر آرتھر پر تعینات ہے۔

ڈالنی۔ (ٹالنوان) یہ ٹرانس سائبیرین ریلوے کا ٹرمینس (اختتام) ہے اور سینٹ پیٹرسبرگ سے ۵۲۰۰ میل پر ہے اور جزیرہ نمالیاوتنگ کے بالکل انتہا پر واقع ہے۔ روسیوں نے اسکو نیوچوانگ کی بجائے تجارتی مرکز بنانے کی کوشش کی لیکن زیادہ کامیابی نہیں ہوئی انہوں نے پانچ لاکھ پونڈ سے زیادہ ڈاک یارڈ اور گودام کی تعمیر میں صرف کیا خلیج ٹالنوان جس پر وہ واقع ہے بہت گہری اور نہایت محفوظ ہے۔

رورک۔ روسی سیاحی جہاز وسعت گیارہ ہزار ٹن رفتار تیرہ ناٹ ولیڈ ورسٹک پر تعینات ہے۔

روشیا۔ روسی سیاحی جہاز وسعت بارہ ہزار ٹن رفتار ۲۰ ناٹ اس میں ۱۶ توپیں میں یہ بڑا خطرناک ہے آجکل اسکی تعیناتی ولڈ ورسٹک پر ہے۔

رٹویسان۔ روسی جنگی جہاز ہے وسعت ۱۲۷۰۰ ٹن رفتار ۱۸ ناٹ اس کے اندر بارہ توپیں رہتی ہیں امریکا کی ساخت ہے اسکی تعیناتی بندر آرتھر پر ہے۔

زاریوچ۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری تیرہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۸ ناٹ ہے اس کی سگزین میں بارہ توپیں رہتی ہیں یہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تیار کرایا گیا تھا اسکی تعیناتی بندر آرتھر پر ہے۔

ساسیبو (ساسیبو) یہ جاپان کا بہت بڑا ڈاک یارڈ ناگاساکی سے چند میل پر ہے یہاں کا اسلحہ خانہ بہت بڑا ہے۔

سانگ تو۔ کوریا کا سابق دارالحکومت اسکی آبادی پچاس ہزار ہے۔

سکواڈرن شین نگ۔ یہ جاپانی بحری افواج کے ایک حصہ کا خطاب ہے جس میں اعلےٰ درجہ کے جنگی جہاز اور درجہ سیاحی جہاز شامل ہیں مگر آئیندہ جنگ سے یہ تفریق نہیں ہے۔

سوون۔ سیول فیوزن ریلوے کا سیول کے جانب والا ٹرمینس ہے۔

سیوس ٹوپل۔ روسی جنگی جہاز وسعت گیارہ ہزار ٹن رفتار ۱۷ ناٹ (بحری میل) اس کے اسلحہ خانہ میں بارہ توپیں رہتی ہیں۔

سیول کوریا کا دارالحکومت بندرگاہ چیمیلپو کو بذریعہ ریل ملحق ہے۔ اسکی آبادی دو لاکھ ہے۔ یہاں قلعہ کی حفاظت کو جاپانی فوج رہتی ہے اور تمام طاقتوں نے حال میں اپنے لیگیشن کی حفاظت کو تھوڑی تھوڑی فوج بھیجی ہے۔ یہ شہر ٹریموے وغیرہ کے لحاظ سے امریکن معلوم ہوتا ہے۔

شانگچن۔ جنوب و شرقی ساحل پہ کوریا کا بندر مصالحت ہے۔ یہاں معقول بندر نہیں ہے اور لنگرگاہ بھی بہت ادنیٰ حیثیت کا ہے۔

شنگ کنگ۔ منچوریا کے تین صوبوں میں سے سب سے زیادہ جنوبی صوبہ ہے۔

شیکشما۔ جاپانی جنگی جہاز جسکی وسعت پندرہ ہزار ٹن اور پندرہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۱۸ ناٹ اسلحہ (۱۴) انچہ۔ اس کے اندر چودہ توپیں رہتی ہیں۔ یہ دریائے ٹیمز پر تیار کیا گیا ہے۔

شیمونا سکی۔ جزیرہ ہانڈو (جاپان) میں ایک مقام ہے جہاں بڑا مستحکم قلعہ ہے چین و جاپان کی مابین عہدنامہ سنہ ۱۸۹۵ء میں اسی مقام پر ہوا تھا۔

شین ہیکوان۔ دیوار چین کے انتہائی شرقی سرے پر ریلوے لائن پیکن سے نیوچوانگ تک واقع ہے

شینٹنگ۔ یہ چینی صوبہ بحر پیلو پر واقع ہے اسکا صدر مقام چیفو ہے اس صوبہ میں کیاؤ چاؤ کا پٹہ اہل جرمن کو لکھ دیا گیا ہے۔

فارموسا۔ یہ بڑا جزیرہ جاپان نے چین سے لڑکر فتح کیا ہے جو چین کے جنوب میں واقع ہے۔

فوسن۔ (پوسن) جنوبی کوریا کا خاص بندر ہے یہاں ہی ایک مصالحت ہوئی تھی اسکی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ کوریوں کی آبادی پانچ ہزار اور جاپانیوں کی چھ ہزار ہے یہ شیمونا سکی (جاپان) سے ۱۲۵ میل ہے مگر سوشیما ابنائے کوریا سے ۷ میل ہے۔ جو جاپان کے تصرف میں ہے یہ وہ مقام ہے جہاں جاپانی کوریا کے پہلی حملہ کے وقت فروکش ہوئے تھے۔ ان کی بود و باش یہاں مدت سے ہے اس جگہ سے جاپان تک کیبل گرام (سمندری تار) جاری ہے۔ اور سیول فیوسن ریلوے لائن کا جنوبی ٹرمینس ہے جو گورنمنٹ جاپان کی طرف سے زیر تعمیر ہے۔ لائن مذکور فیوزان سے ینگوانگ تک تعمیر ہو چکی ہے جو قریب بیس میل کے ہے اور آگے جاری بننے والی ہے۔

فیلڈ مارشل کونٹ اویاما۔ جاپانی فوج کے اسٹاف کا چیف ہے یہ تجربہ کار جنرل بہت مشہور افسر ہے اسکی عمر ۶۱ سال ہے جو چین کے خلاف دوسری فوج لیگیا تھا منجملہ اور نمایاں فتوحات کے اس نے بندر آرتھر تیلنوان اور وی ہائی وی لے لیا۔

فیلڈ مارشل مارکوئس یاماگاتا۔ جاپان کا ایک نامور مشیر اور بہادر افسر ہے یہ جنگ جاپان و چین میں کمانڈر انچیف تھا۔ یہ جنرو یعنی پریوی کونسل کا ممبر ہے مارکوئس ایتو کے بعد دوسرا مستند یہ ہے۔

فیوجی۔ جاپانی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری (۱۲۳۰۰) ٹن اور تیرہ ہزار گھوڑوں کی قوت کا ہے۔ اسکی رفتار (۱۸) ناٹ اس کے اوپر (۱۴) انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کے سگزین میں دس توپیں رہتی ہیں اور بلیک وال میں تیار کرایا گیا ہے۔

کساگا۔ یہ جاپانی آہن پوش ہے یہ ارجنٹائن ریپبلک کے جہازوں میں سے ہے جسکو جاپان نے قیمتاً خریدا ہے اسکی وسعت ۷۷۰۰ ٹن ہے۔

کساگی۔ یہ بھی ایک جاپانی آہن پوش ہے جسکی وسعت پانچ ہزار ٹن ہے اور پندرہ ہزار پانسو گھوڑوں کی طاقت کا ہے۔ اس کی رفتار (۲۲½) ناٹ اس کے اوپر ۸ انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کے اندر دس توپیں رہتی ہیں۔ اور فیلڈلفیا میں کریپ کے کارخانہ میں طیار کیا گیا تھا۔

کوبے۔ جاپان کا بندر مصالحت ہے جو جزیرہ ہانڈو پر واقع ہے یہاں کی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اس کے ڈاک یارڈ میں جہازوں کی مرمت ہوتی ہے آبادی ایک لاکھ اسی ہزار ہے۔

کونٹ کٹسورا۔ یہ جاپان کا وزیر اعظم ہے اس کو عہدہ جرنیلی کا نصف مشاہرہ ملتا ہے جنگ جاپان و چین میں جاپانی افواج کا سب سے بڑا کمانیر تھا جسپر اسکو بڑی نیک نامی حاصل ہوئی

کونٹ لیمسڈارف۔ روس کا وزیر خارجہ ہے کچھ عرصہ تک زار نے اسکو ناقابل اعتبار سمجھکر معطل کر دیا تھا مگر اب چند روز سے دوبارہ تقرر منظور کی ہے

کنسان۔ ایک بندر مصالحت ہے جو کوریا کی مغربی ساحل پر واقع ہے۔

کوان ٹنگ۔ جزیرہ نمالیاوتنگ میں چھوٹا سا صوبہ ہے جس میں وہ علاقہ شامل ہے جسکا پٹہ چین نے روس کو لکھ دیا ہے۔ ڈالنی اور بندر آرتھر اسی صوبہ میں ہیں۔

کوریا یہ جزیرہ نما منچوریا سے جاپان کی طرف ۶۰۰ میل لمبا اور ۱۵۰ میل چوڑا ہے۔ اس کی ساحل کا سلسلہ بہت وسیع ہے جسکو برطانیہ اعظم کے ساحل کے ہمسر خیال کرنا چاہیے۔ اس نے مختلف اوقات میں اور نیز ایک وقت میں چین اور جاپان کی اطاعت تسلیم کی ہے جنگ جاپان و چین کے بعد چین نے اپنا دعوےٰ چھوڑ دیا اس وجہ سے جاپان کا تصرف بڑھ گیا لیکن کوریا کے باشندے جاپانیوں سے خوش نہیں ہیں جو کوریا میں قیام پذیر ہیں کیے ...

جاپان کے باشندوں کی بابت خود نمائی اور تکبر سے ... یہاں کی مردم شماری ... لڑائی بارہ میں بتلایا ہے جسمیں تیس ہزار جاپانی ہیں جو کل ملک کی تین چوتہائی تجارت ... چند انہیں میں لگے ہوئے ہیں پالٹیکل پوزیشن ... جاپان نے کوریا کی خود مختاری کو اپنی سلامتی کے لیے ہمیشہ سے ضروری خیال کیا ہے۔

کونٹ ناٹ کاٹا۔ یہ جنرل (پریوی کونسل) میں جاپانی مشیر ہے سابق میں بحیثیت منسٹر بہت نامور رہچکا ہے۔

کھاباروسکا (کھاباروسک) یہ مقام مشرق اقصیٰ میں روسی گورنر جنرل کا پیشتر دارالحکومت تہا یہ شہر دریائے امور پر واقع ہے اس کی آبادی ... ہزار ہے۔

کیاؤچاؤ۔ شانٹنگ کے چینی صوبہ میں ایک بندر ہے جسکا پٹہ جرمنی کو لکہدیا گیا ہے۔

کیورے۔ یہ بحری بیس (مرکز چہاؤنی) بحر انلینڈ پر علاقہ جاپان میں ہیروشیما سے چند میل پر واقع ہے۔ یہاں ڈاک یارڈ اسلحہ خانہ اور متعدد کارخانے ہیں آجکل یاکوسکا کا ہم پلہ شمار ہوتا ہے۔

گروموبائے۔ اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن اور رفتار بیس ناٹ اس کے سیکشن میں ۴۶ توپیں رہتی ہیں اور ولیڈیواسٹوک پر متعینات ہے۔

گرینڈ ڈیوک بورس۔ گرینڈ ڈیوک ولادیمیر کا بیٹا ہے اور میدان جنگ میں شریک ہوگا۔

لفٹننٹ جنرل اسیکو۔ جاپانی فوج کی ساتوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل اکوبو۔ جاپانی فوج کے چہٹی ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل الوئی۔ یہ جاپانی فوج میں بارہوین ڈویژن کا کمانیر ہے جو جنگ جاپان وچین میں بھی شریک تہا۔

لفٹننٹ جنرل ایچ اوشیما۔ جاپانی فوج کے نوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل بیرن اوکاوا۔ جاپانی فوج کی چوتہی ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل بیرن کواموا۔ جاپانی فوج کے دسوین ڈویژن کا کمانیر ہے اس نے جنگ جاپان وچین میں بہت ناموری حاصل کی تہی۔

لفٹننٹ جنرل بیرن کوداما۔ جاپان کے فوجی اسٹاف کا چیف اسسٹنٹ ہے اور علم جنگ سے خوب ماہر ہے۔ جنگ جاپان وچین کے زمانہ میں ہیروشیما پر بحیثیت وزیر جنگ متعین تہا۔

لفٹننٹ جنرل بیرن نیشی۔ جاپانی فوج کے دوم ڈویژن کا کمانیر ہے۔ جنگ جاپان وچین میں اس نے بہت نیکنامی حاصل کی تہی۔

لفٹننٹ جنرل پرنس فشمی۔ ایچ آئی ایچ جاپانی فوج کے فرسٹ ڈویژن کا کمانیر ہے اور جنگ چین وجاپان میں شریک رہا۔

لفٹننٹ جنرل ناتومی۔ جاپانی افواج کی آٹہوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل دائی اوشیما۔ جاپانی فوج کے تیسرے ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لنشین۔ یہ جنگی جہاز جاپان نے ارجنٹائن ریپبلک سے خریدا تہا اس کی وسعت (۷۷۰۰) ٹن ہے۔

لیاؤیانگ۔ اسی مقام پر روسی جمع ہو رہے ہیں یہ جنگی حکمت کے اعتبار سے بہت اچہا ریلوے سٹیشن مکڈن اور بندر آرتہر کے درمیان واقع ہے۔

مائزو۔ جزیرہ ہانڈو علاقہ جاپان میں بحری ڈاک یارڈ ہے۔

ماتسوشیما۔ جاپانی جنگی جہاز ہے جس کی وسعت ۴۲۷۸ ٹن ہے۔

مارکوئس اتیٹو۔ یہ جاپان کا سب سے بڑا مشیر اور میکاڈو کا خاص صلاحکار ہے۔ جاپان کے آئین وقوانین وضع کرنے میں اس نے بہت کچھ حصہ لے رکہا ہے اور انگلستان اور جاپان کے باہمی اتحاد میں اس نے بہت کچھ کوشش کی تہی۔

موروران ہیکاڈو میں جاپان کا بحری سٹیشن ہے یہاں ایک قلعہ ہے۔

مسانپو (ماسمپو) یہ کوریا کا بندر مصالحت فیوزن کے قریب واقع ہے۔ اور ناگاساکی و ... کے فیصلہ پر ہے روس نے یہاں کولنگ سٹیشن حاصل کرنیکی کوشش کی تہی لیکن جاپان نے اسکو روکدیا۔

میکاڈو متسوہیٹو۔ جاپان کا شہنشاہ ہے جو ۳ نومبر ۱۸۵۲ء کو پیدا ہوا تہا اور ۱۳ فروری ۱۸۶۷ء کو تخت نشین ہوا۔

مکڈن منچوریا کا دارالحکومت ہے۔ منچو خاندان کا جدی مقام تہا۔ آجکل تخت چین پر متمکن ہے اسکی آبادی تقریباً ۲ لاکہہ اور تجارت بہت بڑہی ہوئی ہے جو از قسم سمور اور ریشمین ہے اس پر روسیون نے سنہ ۱۹۰۰ء میں قبضہ کیا تہا۔

منچوریا۔ اس میں چین کے تین صوبے شامل ہیں۔ یہ دیوار چین کے شمال جانب واقع ہے اس کی آبادی نوّے لاکہہ اور رقبہ تین لاکہہ ... ہزار میل مربع ہے۔ روس نے اسپر سنہ ۱۹۰۰ء میں اس بہانہ سے قبضہ کرلیا تہا کہ ہم باکسر (چینی) بغاوت کو فرو کئے دیتے ہیں اور اقرارنامہ کے بموجب سنہ ۱۹۰۳ء میں اسکو خالی کردینا مناسب تہا ایسا نہ کرنا موجودہ جنگ کی علت غائی ہے۔

موکپو۔ یہ بندر مصالحت کوریا کی جنوب ومغرب میں واقع ہے اور بہت خوشنما جگہ ہے۔ یہاں (۲۰۰) قریب جاپانیون کی آبادی ہے جنگی کارروائی کے لیے یہ موقع بہت اچہا ہے۔

میزرو۔ جزیرہ ہانڈو میں جاپانیونکا بحری بندر ہے۔

میکاسا۔ نہایت زبردست جاپانی جنگی جہاز ہے۔ وسعت (۱۵۲۰۰) ٹن اور سولہ ہزار گہوڑون کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۱۸ ناٹ ہے اسمین ۴۴ توپیں رہتی ہیں۔ یہ مقام بیرو میں تیار کرایا گیا تہا۔

نائب امیر البحر توگو۔ جاپانی بیڑہ کا کمانیر بڑا جنگ آور افسر ہے۔ جنگ جاپان وچین میں اس نے نمایان خدمت انجام دی ہیں اس نے بحری تعلیم گرینج کے نیول کالج میں انگریزی قاعدہ سے حاصل کی ہے۔

نکولس دوم زار روس۔ تمامی روسی مقبوضات کا خود مختار شہنشاہ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوا تہا اور یکم نومبر ۱۸۹۴ء کو تخت نشین ہوا۔

ناگاساکی۔ جنوبی جاپان میں اعلی درجہ کا بندرگاہ ہے اور ساسیبو بحری سٹیشن کی چند میل فاصلہ پر ہے جاپانی بیڑہ کو جمع ہونے کی یہ خاص جگہ ہے یہاں گودام میں کوئلہ اور دیگر اشیاء بکثرت جمع رہتی ہیں مشرق الاقصیٰ میں اس سے زیادہ آسائش کا اور ڈاک یارڈ نہیں ہے۔

نیوچوانگ۔ منچوریا کا بندر مصالحت ہے اسکی آبادی پچاس ہزار ہے یہ برٹش تجارت کا بڑا مرکز ہے جو روس کے قبضہ میں سنہ ۱۹۰۰ء میں آیا۔

والڈیووسٹاک۔ مشرق الاقصیٰ میں روس کے دو بڑے بحری سٹیشنوں میں سے ایک یہ ہے دوسرا بندر آرتہر ہے یہ ٹرانس ایشین ریلوے کا ٹرمینس ڈالنی کو تبدیل کر دیا گیا۔ یہ شاندار بندر ہے لیکن موسم سرما میں برف سے ڈہک جاتا ہے یہاں کا ڈاک یارڈ بہت اچہا ہے اسکی آبادی بیس ہزار اور بندر آرتہر سے ۱۰۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔

وانسن (جنسن ...) کوریا کے شمال ومشرق میں ایک بندر مصالحت ہے۔ یہ بہت اچہا بندر ہے اسکی آبادی بیس ہزار ہے۔ اور جاپانی کثرت سے آباد ہیں یہاں سے سیول تک تار بہی لگا ہوا ہے۔

وسجو۔ دریائے یلو کے دہانہ کے قریب کوریا کے شمال ومشرقی حصہ میں واقع ہے یہاں ایک ریلوی لائن وسجو سے سیول تک تیار ہونیوالی ہے۔

وی ہیوی۔ چین کے صوبہ شین تنگ کے شمالی ساحل پر ہے اس کا پٹہ برطانیہ اعظم نے چین سے کرا یا تہا۔

ہاتسیوس۔ اس جاپانی جنگی جہاز پر بڑا جہنڈا رہتا ہے وسعت ۱۵ ہزار ٹن اور پندرہ ہزار گہوڑون کی طاقت کا ہے رفتار ۱۸ ناٹ اس میں ۴۴ توپیں رہتی ہیں اور ایلسوک میں تیار کرایا گیا ہے۔

ہاربن۔ (کہاربن) منچوریا کا ریلوے مرکز ہے روسیون کی کوشش سے اسکو بہت سرسبزی حاصل ہوئی ہے اور اس وقت مکڈن کے ہم پلہ ہے یہ روسی فوج کا انتہائے مشرق میں ہیڈ کوارٹر ہے جہاں سپاہیون کے لیے بیشمار بارکین بنی ہوئی ہیں۔

ہاکوڈیٹ۔ جزیرہ ہوکیڈو (ییزو) پر بندر مصالحت اور بحری سٹیشن ہے اسکی حفاظت کو ایک قلعہ بنا ہوا ہے اسکی آبادی ۷۵ ہزار اور ولیڈیواسٹک کے بالکل مقابل واقع ہے دونوں مقامات ۴۰۰ میل کا فاصلہ براہ سمندر ہے۔

ہانگی۔ ہانڈو کے مغربی ساحل پر سلطنت جاپان میں سب سے بڑا جزیرہ ... شیر بارہ ... یہاں کے ... حال میں بہت استحکام دیا گیا ہے ... یہاں ایک سڑک جاتی ہے۔

ہسمنش (شمنش) چائنیز نارورن ریلوے کا شمالی ٹرمینس ہے مکڈن سے تیس میل پر جانب غرب واقع ہے۔

ہیروشیما۔ یہ جاپانی شہر بحر انلینڈ میں واقع ہے یہاں بہی ایک قلعہ ہے جنگ چین وجاپان کے زمانہ میں میکاڈو نے اپنی سکونت اسی جگہ اختیار کی تہی اور یقین ہے کہ موجودہ جنگ میں بہی میکاڈو کا قیام گاہ یہیں ہوگا۔

ہیلر۔ (کہیلر) یہ شمالی منچوریا کا مغلون کے عہد میں دارالحکومت تہا۔ اب ٹرانس ایشین ریلوے کا بڑا سٹیشن ہے۔

ہیم ہونگ۔ علاقہ کوریا میں ایک شہر ہے جہاں ایک چیف مجسٹریٹ رہتا ہے۔ جو خلیج براؤٹن پر واقع ہے۔

ہینیانگ۔ سیول کا کورین نام ہے جسکو سین کی تقطیع میں تلاش کرنا چاہیے۔

یاشیما۔ جاپانی جنگی جہاز ہے اس کی وسعت بارہ ہزار پانسو ٹن ہے اور فیوجی جہاز کا ہم پلہ ہے۔

یانگمپو۔ (یانگمپو) دریائے یلو کے دہانہ پر ایک بندر ہے جسپر اب روسیون کا قبضہ ہوگیا ہے۔

یوان شیکائی۔ یہ چینی وائسرائے شمال میں چینی افواج کا کمانیر ہے اور صوبہ پیچلی کا محافظ ہے۔

یوکوسوکا۔ جاپان کا ایک مشہور بحری سٹیشن ہے جہاں ڈاک یارڈ اور اسلحہ خانہ ہے کسی زمانہ میں بڑا بحری مرکز تہا مگر اب اس کا مدمقابل کیورے ہے۔

یوکوہاما۔ جاپان کا بڑا بندر ہے اس کی آبادی دو لاکہہ ہے۔

یونسان۔ وانسن کا دوسرا نام ہے اس کو وا کی تقطیع میں تلاش کرو۔

ضروری! ضروری!! ضروری!!!
اطلاع خریداران الحکم کیلئے

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط وکتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکہا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہوسکیگی اور مطبع اسکا ہرگز جواب دہ نہیں ہے کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے چٹ کا نمبر دینے میں اسبات کا لحاظ رکہا جاوے کہ رجسٹرڈ ایل ... نہ لکہا جاوے یہ نمبر ڈاکخانہ کا جو اخبار کی رجسٹری کیلئے ملا ہوا ہے اسکو خریداروں کے نمبر کیساتھ کچھہ تعلق نہیں ہے۔ ضرور خیال رہے۔ (ایڈیٹر)

الحکم کے ناظرین جنکے ذمہ کچھہ بھی بقایا ہے اگر اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب واجب الادا رقم بھیجیں گی تو ہر وقت الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۲

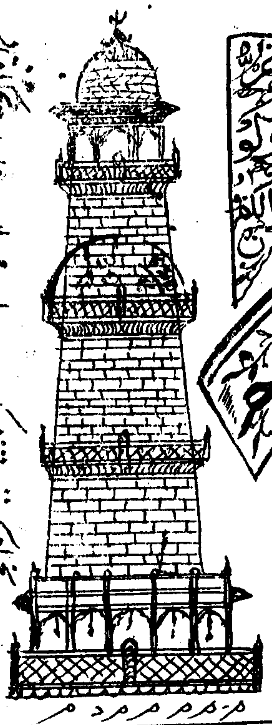

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَةَ

الحکم

سنہ ۱۳۲۲

آج سے انسانی جہاد جو
تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص
کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے
کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار
کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب
میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی
جہاد نہیں ہماری طرف سے
امان اور صلحکاری کا
سفید جھنڈا بلند
کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے	۵
خواص و معاونین سے	۱۰
ہندوستان سے باہر	۷
غیر مذاہب والوں سے	۱۲/۶
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے	۱۲/۶

چھ کو بھیجا تو گرائی جہاد در قادیاں بینی | د ابنی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۰ | دار الامان قادیان ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دیجا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہمنے ایک قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو ڈیمی کاغذ پر ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر یا بعض بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو صاحب قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کرینگے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے۔
اس نمونہ کے دو پاروں کا ہدیہ ۲ روپے ہے پارے بالکل طیار ہیں تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

مژدہ باد

سلک مروارید کا پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا اور قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر و منزلت اور حضرت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اسکا دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں اس کے ختم ہونے پر آئی تھیں ہمنے انکو محفوظ نہیں رکھا اس لیے جو صاحب جلد درخواستیں بھیجینگے ان کی تعمیل سب سے پہلے ہو جاوے گی ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی کی گئی ہے قیمت وہی چار آنے فی جلد

تیسرا اڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر خط اس سے پہلے دو مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲/

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پارہ ا سکے متعلق کچھ نہیں کہتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس سے پہلے اس طرز و اسلوب کی کوئی تفسیر انہوں نے پڑھی ہے اور یہ محض کسی کی نقل ہے تو بیشک واپس بھیجکر قیمت وصول کر لیں۔ قیمت ۸/
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء جو سنہ ۱۸۹۷ء میں ہوا تھا مکمل رپورٹ ہے جسمیں حضرت اقدس کی زبردست تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبد الکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لیکچر بھی شامل ہیں جس میں قرآن کریم کے عظمت و جلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے قیمت ۸/
الانذار صرف چند جلدیں ملتی ہیں طاعون کے متعلق حضرت حجۃ اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئداد قیمت ۴/
اصلاح النظر آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپکی نظر ثانی کے بعد چھپا آپ یہ ایک لاجواب ہے قیمت ۲/
تفسیر سورۃ تبت ناضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں قیمت ۲/
محمود کی آمین قیمت –
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آج سے ۲۶ برس پیشتر کے مضامین مسئلہ الہام پر دیو سماج کے بانی اگنی ہوتری سے خط و کتابت۔ مسئلہ تناسخ پر آریوں سے بحث اور وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قیمت ۲/
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (دوسرا اڈیشن) حضرت اقدس کے قلم سے کسر صلیب کے کارگر حربہ اور عظمت اسلام کی المکمل کا ذریعہ قیمت ۲/
النصح جناب میر حامد شاہ صاحب کی تصنیف منظوم اور قابل دید صرف چند جلدیں ہیں قیمت ۲/
مباحثہ حیات و وفات مسیح مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ قیمت ۱/
اسلام پر لیکچر ڈاکٹر ایڈیٹر کا لیکچر قابل دید قیمت ایک آنہ
حقیقت کتاب اللہ عیسائیوں کا رد قیمت ۲/
حقیقۃ المہدی حضرۃ اقدس کے قلم سے قیمت ۲/

ضروری اطلاع

اس سے پیشتر ہم نے الحکم میں کئی مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر وغیرہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیے۔ اور الحکم کے متعلق اسکی عدم رسی یا کسی اور قسم کے متعلق شکایت سے براہ راست دفتر الحکم کو مطلع کرنا چاہیے مگر بعض احباب کسی نہ کسی وجہ سے حضرت اقدس کو خط لکھتے ہیں تو اس میں ان امور کا بھی جو الحکم سے متعلق ہیں حضرت سے جواب چاہتے ہیں قطع نظر اس سے کہ آپکی اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے آپکو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ آپکو کوئی علم الحکم کے خریداروں یا انکی قیمتوں کے وصول ہونے بار و انکی الحکم کے متعلق نہیں بلکہ آپکو الحکم کے مضامین سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا جو ایڈیٹر کی اپنی ذاتی تالیف اور ترتیب ہوتے ہیں اور ذاتی رائیں ہوتی ہیں اور حضرت اقدس کو کوئی استمزاج یا استصواب اسکے متعلق نہیں کیا جاتا کیونکہ آپ کے اوقات گرامی میں اتنی فرصت کہاں یہ کسقدر غلطی ہے کہ آپکو تکلیف دیجاوے پس آئندہ کے لیے یہ ضروری نوٹ کر لیا جاوے کہ ہر قسم کی خط و کتابت براہ راست دفتر الحکم کو ہونی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

(نمبر ۶)

اور نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ متعدد مرتبہ عالی جناب وائسرائے کشور ہند کی خدمت میں گئی ایک میموریل بھیجکر یہ کہنیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں اور ان خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیشوا اور امام یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب پیش کرتا ہے اور جو اس کے گرامی خاندان نے عین طوفان بے تمیزی یعنی سنہ ۱۸۵۷ء میں کی تھیں۔ پھر پاینیر کا یہ کہنا کہ پنجاب کے سوا دوسرے صوبوں میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدی تحریک ہو رہی ہے۔ معلوم نہیں کیا معنی رکھتا ہے؟ پاینیر کی غرض یا اس کے نامہ نگار کا قصد اور منشاء اس سے یہ ظاہر کرنا نہیں ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسکے معزز و مقدس امام کا تذکرہ چکا ہے - اور کیا پاینیر کوئی ایسا قلیل الاشاعت اخبار نہیں ہے کہ پنجاب یا غایت کار ممالک مغربی و شمالی کے باہر اسے کوئی نہ جانتا ہو بلکہ وہ ایک وقیع اور وسیع الاشاعت اخبار ہے جسکو نیم سرکاری کہا جاتا ہے اور ہماری رائے تو یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کے لیے مرغ باد نما ہے۔ پھر جب پاینیر تک متعدد مرتبہ ذکر ہوا ہے پھر پاینیر کی غرض اس فقرہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ایک خطرناک ملکی حملہ ہے جو اسنے اپنی غلط فہمی یا کم واقفی سے نہیں بلکہ عمداً کیا ہے۔

اور آگے چلکر خود اسی کے الفاظ میں اس فقرہ کی مزید تشریح ہو جاتی ہے جسکو ہم دکھائینگے۔ پاینیر کے اس آرٹیکل کو پڑھ کر اور ان ریمارکس کو پڑھ کر جو وقتاً فوقتاً پاینیر میں نکلتے ہیں ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ یہ آرٹیکل پاینیر کا اپنا نہیں بلکہ کسی متعصب عیسائی کے قلم سے نکلا ہے لیکن پاینیر کی یہ بڑی بھاری غلطی یا فروگذاشت ہے کہ اسنے ان بے سرو پا اور بیہودہ باتوں پر کوئی ریمارک نہیں کیا جو اس آرٹیکل میں پائی جاتی ہیں۔

پھر آریہ سماج وغیرہ کے ذکر کو چھوڑ کر خصوصیت کے ساتھ فرقہ احمدیہ کا ذکر پاینیر یا اس کا نامہ نگار اس طرح سے کرتا ہے۔

"اسلام میں فرقہ احمدیہ نے انقلاب پیدا کر دیا ہے یہ لوگ بالکل نئے عقائد کے پابند ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ملکی امن کے بدل خواہاں ہیں اور گلے کی طرح غریب اور حلیم الطبع ہیں مگر اسکی حرکتوں پر ایک روز ترجمہ گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑی ہے ہنوز اسکی تحریک پنجاب ہی تک محدود ہے اسکے پیرو وں کی تعداد پر نظر ڈالنے کی سے پہلا ضرورت ہے گذشتہ مردم شماری کی رو سے گیارہ سو جوان مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں گویا دس ہزار کے قریب اس فرقہ کی مجموعی تعداد ہے جسطرح چالیس سال ہوئے وہابی بڑھ رہے تھے اسطرح آہستہ آہستہ یہ لوگ ترقی کر رہے ہیں انکا آرگن تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے سات پچاس ہزار بلکہ ستر ہزار آدمی کا گروہ ہے"

ان چند سطروں میں چند ایک غلط بیانیاں ہیں جنکو ہم یکے بعد دیگرے بیان کرتے ہیں۔ مضمون نگار کا یہ کہنا کہ اسلام میں فرقہ احمدیہ نے انقلاب پیدا کر دیا ہے پہلی غلطبیانی ہے۔ اسلام میں فرقہ احمدیہ یا کوئی اور کیا انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ اسلام وہی اسلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے اور جو تکمیل نعمت کیصورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کامل ہو چکا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائیوں کی امیدوں (؟) پر فرقہ احمدیہ نے پانی پھیرا بلکہ اسکی جڑوں کو کاٹ ڈالا ہے اور یہی وہ درد ہے جو عیسائی مؤلفین اور مضمون نگاروں کو رات دن بیقرار اور بے چین کر رہا ہے۔ غالباً یہی وہ بات ہے جسکو راقم مضمون **انقلاب** در اسلام کہتا ہے۔ ہم اس امر کے ماننے کو طیار ہیں بلکہ بڑے فخر و ناز سے اعتراف کرتے ہیں کہ جو غلط فہمیاں فیج اعوج میں پیدا ہو گئی تھیں (جن کی بنا پر ہمارے کامل مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیسوا منی ولست منہم) انکا استیصال اور ملیا میٹ کرنا سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اصل منشاء ہے اور پھر اسی گم شدہ توحید اور ایمان کو واپس لاکر دوبارہ قائم کرنا اس کی غرض ہے - یہ ایک انقلاب ہے اگر یہی انقلاب سے مراد مضمون نگار کی یہی انقلاب ہے تو لاریب ہم مانتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسی انقلاب کیلئے آیا ہے اور یہ مراد ہو گیا ہے کہ یہ انقلاب کل مذہبی دنیا میں اسنے پیدا کر دکھایا ہے۔ کیا یہ انقلاب کم ہے؟ کہ مریم کے صاحبزادہ کو خدائی تخت سے اُتار کر سری نگر (کشمیر) کے محلہ خانیار کی قبر میں سُلا دیا ہے۔ کیا یہ انقلاب کم ہے؟ کہ اسنے ثابت کر دیا کہ وہ مذہب جسکی بنیاد صرف **ایک لعنتی لکڑی** پر تھی وہ ایک پتھر سے پارہ پارہ ریزہ ریزہ ہو گئی ہے۔ دراصل یہی انقلاب ہے جسکو عیسائی محسوس کر رہے ہیں اور انھیں کرنا بھی چاہیئے۔ انکے مذہب و ملت کی ترقی اسی لعنتی لکڑی کے ساتھ وابستہ تھی جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح ابن مریم جو خدا کا ایک برگزیدہ رسول تھا ہرگز ہرگز لعنتی موت نہیں مرا بلکہ اپنی طبعی موت سے مر گیا اور نہ زندہ آسمان پر گیا اور نہ کبھی اُترے گا۔ تو پھر عیسائیوں کے ہاتھ میں رہ کیا گیا؟ وہی ڈھاک کے تین پات۔ یہ وہ انقلاب ہے جسکو پنجاب و ہند ہی نہیں بلکہ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے عیسائی فلاسفروں اور فاضلوں بلکہ عیسائی انجمنوں نے اسکو محسوس کیا ہے اور وہ اب قوم اور ملک کے سامنے اپیل کر رہے ہیں کہ عیسائیوں کو عیسائی رکھنے کے واسطے اس درد کا درماں کرو۔ چنانچہ ہمارے اخبار کے پڑھنے والے اس سے بیخبر نہیں ہیں وقتاً فوقتاً ہم نے یورپ اور امریکہ کے اخبارات کے کوٹیشن (اقتباس) اس معاملہ پر پیش کیے ہیں۔ اور ابھی ہمارے رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز کے پچھلے نمبر میں (فروری) میں اخبار ٹیبلٹ اور ریکارڈ اور راک کے اقتباس شائع ہوئے ہیں جو پاینیر کی مضمون نگاری کی واقفیت کے لیے ہم یہاں دیتے ہیں تاکہ اسے معلوم ہو کہ فرقہ احمدیہ نے جو انقلاب عظیم پیدا کیا ہے اس کا اثر گنگا اور اٹک کی وادیوں سے نکلکر دریائے ٹیمز کے کناروں تک جا پہونچا ہے۔

کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو کچھ کرنا چاہیئے

ولایت کا اخبار ٹیبلٹ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو کچھ کرنا چاہیئے چنانچہ ذیل میں ہم اسکی عبارت کا ترجمہ دیتے ہیں۔ "وہ مرزا غلام احمد صاحب نے انسائکلوپیڈیا ببلیکا (بائبل کا دائرۃ المعارف) پڑھا ہے اور چونکہ یہ مشہور و معروف کتاب انگریزی کلیسیا کے ایک عظیم الشان عہدہ دار کی تصنیف ہے مرزا صاحب عیسائیت کی تردید میں اسکا حوالہ دیتے ہیں اور شاید ایسا کرنے میں وہ معذور ہیں ہندوستان کے اخبار ریویو آف ریلیجنز میں یہ صاحب لکھتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ معتبر کتاب (جس میں اعلی درجہ کے عیسائی محققین کے خیالات کا اظہار ہے اور جسکے لکھنے والے ایسے اشخاص ہیں جو عیسائی کہلاتے ہیں) انسائکلو پیڈیا ببلیکا ہے جسکی دوسری جلد میں لکھا ہے کہ تمام انجیلوں میں یسوع کے متعلق صرف پانچ ایسے فقرے ہیں جو قابل اعتنا ہیں۔ پروفیسر شمیڈل جو زیورچ کی یونیورسٹی میں اناجیل کی تفسیر کا پروفیسر ہے (کیونکہ یہ عظیم الشان عہدہ دار اس مضمون کا لکھنے والا ہے) آگے لکھتا ہے کہ یہ فقرات جو یسوع کی علمی زندگی کے بنیادی پتھر کہے جا سکتے ہیں۔ قطعی اور یقینی طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یسوع کی زندگی میں ہم ایک خاص انسانیت دیکھتے ہیں اور الوہیت کا اگر کوئی شائبہ اسمیں ہے تو صرف اسی قدر ہے جیسا اور انسانوں میں ہو سکتا ہے یقیناً ہم کرتے ہیں کہ پادری صاحبان ان صداقتوں کا صاف اقرار کرینگے اور یسوع کی الوہیت کے فاسد عقیدہ پر آئندہ کے لیے لعنت بھیجیں گے"

اخبار گارڈین کا ایک نامہ نگار مرزا صاحب کے اس فقرہ پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ایک مسلمان قرآن شریف کی وحی اور صداقت کے لیے اس سے بڑھ کر دعوی کرے جو عیسائی بائبل کی نسبت کر رہے ہیں لیکن یہ امر کہ وہ اس بات کی تائید پر ایک ایسی کتاب سے پیش کرے جس کا بہت حصہ انگریزی کلیسیا کے ایک عہدہ دار اور پادری اور اکسفورڈ جیسی یونیورسٹی کے پروفیسر کا لکھا ہوا اور مرتب کیا ہوا ہے ہمارے لیے ایک ایسی شرم کی بات ہے کہ اسکا نشانہ ہمیں نہیں ہونا چاہیئے - اپنی پرائیویٹ حیثیت میں پروفیسر چین کو اختیار ہے جسطرح چاہے رائے لگا دے اور جو چاہے لکھے لیکن جب وہ اپنی پبلک حیثیت اور اثر کو ایسے عقیدوں کے پھیلانے میں استعمال کرتا ہے جو عیسائیت کے بنیادی اصولوں کو خاک میں ملا رہے ہیں تو وہ اس سارے کلیسیا کو جسکا وہ ممبر ہے اپنے ساتھ ملزم کرتا ہے اور ہر مسیحی پر ایک مہلک حملہ کرتا ہے جسکو کلیسیا بچانا کی کوشش کر رہی ہے"

اسی مضمون پر ایک اپیل اعتراض کی صورت میں اکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں کے چانسلروں کی خدمت میں پیش کی گئی ہے - لیکن جو نامہ نگار اخبار گارڈین کو لکھتا ہے اسکی رائے ہے کہ کلیسیا کے لاٹ پادریوں کو بھی اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہیئے وہ انکو وہ حلفی اقرارنامہ یاد دلاتا ہے جو سب چھوٹے اور بڑے پادری دل کر چکے ہیں کہ "کیا تم پوری دیانتداری اور ہوشیاری کے ساتھ تمام غلط اور نئے اصولوں کو جو خدا کے کلام کے خلاف ہیں دور کرنے اور رد کرنے کے لیے تیار ہوگے"

اور پھر کہتا ہے کہ "ہمارے خداوند کی الوہیت کا انکار کوئی نیا اور عجیب عقیدہ تو نہیں ہاں کم سے کم ہمارا یہ ایمان ہے کہ غلط اور خدا کے کلام کے خلاف ہے اگر کلیسیا کے عہدہ دار ہر ایک جھوٹے عقیدہ کو برا کہنے لگیں اور رد کرنے لگیں تو انگریزی کلیسیا کی وسعت کہاں جائیگی" مگر ہم کہتے ہیں کہ کلیسیا کے عہدہ دار اس کتاب کو ہاتھ میں لیکر کیا کر سکتے ہیں جسکو کلام الہی ماننا جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ تاہم ہم بھی ان اپیلوں کے نتائج کے منتظر ضرور رہیں +

مخلصین بائیبل کا اتحاد اور اعلیٰ تنقید

اس عنوان کے نیچے ریکارڈ ولایت کے ایک اخبار نے ۳۰ اکتوبر کو کورف صاحب کی ایک چٹھی چھاپی ہے - یہ وہی صاحب ہیں جنھوں نے اکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسیٹیوں کے چانسلروں کے پاس ایک اپیل بھیجی تھی کہ اعلی تنقید کے نتائج عیسائی عمارت کو گرا دینے والے ہیں وہ لکھتا ہے۔

"جناب من! ممالک غیر میں انجیل کی اشاعت کنندہ مجلس نے اپنے سہ ماہی رسالہ میں ایک مضمون بعنوان "اعلیٰ تنقید مشنری کام کو مدد دینے والی ہے" درج کر کے گویا ایک چیلنج دیا ہے اور یہ بھی ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان کی یہ خطرناک اطلاع پہونچی ہے کہ اعلی تنقید کے اصولوں پر اسجگہ اب کھلے طور پر بائبل کو قرآن شریف کیطرح مانا جاتا ہے - چرچ مشنری سوسائٹی کے ہائی سکول کا پرنسپل کرشن نگر (بنگال) سے اخبار ریکارڈ کو لکھتا ہے کہ پنجاب کا ریویو

ضرورت ہمیں اپنی جماعت احمدیہ کے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو پرائمری تک مطابق قانون مدرسہ سرکاری تعلیم دے سکے اور نیز قرآن شریف عمدہ اور صحیح پڑھا سکے - تنخواہ مبلغ للعہ ماہوار علاوہ خوراک و پوشاک - یہاں کشمیر میں غذا صرف چاول یعنی خشکہ ہوتا ہے روٹی بالکل نہیں ہوتی - یار محمد خان و محمد اکبر خان از مقام یاڑی پورہ ڈاکخانہ کولہ گام کشمیر +

آف ریلیجز سے ہی نہیں اور اعلیٰ درجہ کی تنقید کی بنا پر کہتا ہے کہ بائبل کی وہی قدر و قیمت ہے جو قرآن شریف اسے دیتا ہے اور اسطرح مشنریوں کو روکے دیتا ہے کہ وہ بائبل کی تعلیم کو خیر باد کہیں جو اسطرح باطل ثابت ہو چکی ہے۔ اور وہ اس امر کو تسلیم کرلیں کہ یسوع کی برائے نام الوہیت دوسرے انسانوں سے کچھ بھی زیادہ نہیں اسطرح اس جدید تنقید کی زبردست رو کے سامنے بائبل ایک تنکے کیطرح بہ گئی ہے" اور یہی اسکی قسمت میں تھا۔ دنیا بھر میں عیسائیت کی یہ شرمناک اور انجام بد کی دھمکی دینے والی حالت اس فوری اپیل کا موجب ہوئی۔ جو اس ملک میں کیمبرج اور اکسفورڈ کی یونیورسٹیوں کے چانسلروں نے کی گئی۔ لہذا ان اسباب کی موجودگی میں مجلس اشاعت انجیل کی یہ تحدی اگر اسکا فوری جواب نہ دیا گیا تمام ممالک غیر کے مشنری کام کو متزلزل کیے بغیر نہ رہیگی اسلیے اسکا جواب ضرور ہونا چاہیے۔ پھر انجمن تعلیم عیسویت نے حال میں ایک کتاب شائع کی ہے جس میں مندرجہ ذیل فقرات درج ہیں۔ "میری رائے میں تمام تاریخ عالم میں بدھ کی شخصیت یقیناً مسیح سے دوسرے درجہ پر ہے اگرچہ کہنے میں ہم اسکو موسیٰ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اسطرح پر مندرجہ بالا الفاظ میں (جو اسقف اعظم ولسن نے لکھے ہیں۔ اور جنکو ایس۔ پی۔ سی نے طبع کیا ہے) ابراہیم۔ الیاس۔ داؤد۔ یسعیا۔ تجیل نویسوں اور حواریوں کنواری مریم اور پولوس رسول کا درجہ بدھ سے کم درجہ پر قرار دیا گیا ہے" مزید براں برٹش چرچ کانگرس میں ایک بشپ نے جسکو کینن ڈرایور اور کین کیطرح سالہائے دراز تک ایک اعلیٰ درجہ کا انگریز محقق ہونیکا فخر حاصل رہا ہے۔ انہیں قیاسات کا اعادہ کیا ہے جن کی بنا پر بائبل کی صورت و صداقت کا انکار ہندوستان آسٹریلیا اور دیگر حصص دنیا میں مبنی ہے ایسی تمام تحریروں کے جوابات خواہ وہ کسی طرف سے دیے گئے ہوں پہلے سے موجود ہیں کیونکہ گذشتہ چند سال کے اندر ایک کافی ذخیرہ ایسی کتابوں کا موجود ہو گیا ہے جو انگلستان اور جرمن کے پروفیسروں کی ماہرانہ تصنیفات ہیں نیز ان لوگوں کی تصنیفات ہیں جو بائبل کی جدید تنقید کے ہر شعبہ کے ماہر ہیں ان کتابوں میں منقولی طور پر اعلیٰ درجہ کی محققوں کی نکتہ چینیوں کی تردید کیگئی ہے اور اسطرح پاک نوشتوں کی صداقتوں کو مکرر قائم کیا ہے مجلس متعلمین بائبل حال ہی میں انگلستان اور سکاٹلینڈ میں قائم کیگئی ہے۔ جسکا خصوصیت کے ساتھ یہ مطلب ہے کہ وہ اہل علم غیر ملک میں بائبل پر حملوں کی مدافعت کے علم کی اشاعت کرے اور اسطرح پر ہر شخص کی وسعت کیموافق بائبل کی معقول حفاظت کے اوزار اور مصالح کو بہم پہونچائے۔ اگر اس ملک کو عیسائی رکھنا ہے تو بائبل کی کامل مدافعت یا حفاظت اس ملک کی قومی زندگی کا ایک ضروری جزو ہو گیا ہے اور ان زبردست کوششوں کو جو بچوں کو مدرسوں میں اور بائبل کی جماعتوں میں اعلیٰ تنقید کے اصول سکھا کر انکو ان اصولوں پر قائم کرنیکے لیے کی جاتی ہیں۔ ملحوظ رکھکر یہ اور بھی زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بالآخر یہ آخری تدبیر جو ان بربادکن محققوں نے پارہ پارہ شدہ بائبل کے معاوضہ میں پیش کی ہے۔ یعنی "مسیح بذات خود اور اسکی تعلیم" ہے اور یہ دراصل گنیوسس سکول اور انسکلو پیڈیا بیلیکا کی متحد کوششوں سے برباد ہو گئی ہیں کیونکہ انہوں نے مسیح کو ایک ایسا معلم قرار دیا ہے جس سے صدور خطا ہوتا رہا۔ اور اسکو ایک معمولی انسان کے درجہ پر تنزل کیا ہے اسطرح پر کچھ بھی باقی نہیں رہا ہاں ٹھیک اسی طرح پر جیسے پہلے کہا گیا تھا۔ مجلس متعلمین بائبل میں چند مشہور علماء عصر بھی شریک ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم میں نمایاں تبدیلی ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بیماری کی شکایت بھی ہے۔ قادیان کے اردگرد کے بعض دیہات میں طاعون زور کر رہی ہے۔

۲۔ پتنگ بازی کی یہاں بھی دن بدن کثرت ہو رہی ہے۔ ۴ بجے کے بعد کوٹھوں اور گلیوں اور باہر کے میدانوں میں اچھا خاصہ ہجوم چھوٹے لڑکوں اور نوجوانوں کا ہوتا ہے افسوس ہے کہ یہ مرض بھی طاعون کیطرح عالمگیر ہوتا جاتا ہے ✦ اسکا انسداد اگر ملکی ریفارمر نہیں کر سکتے تو کم از کم ان لوگوں کو گورنمنٹ ہی سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ اسکے انسداد کے لیے معمولی قواعد تجویز کر دے۔ ورنہ اس بیماری کے بڑھنے کا نتیجہ یہی نہیں کہ کوٹھوں اور چھتوں سے لوگ گر گر ہلاک ہوتے ہیں یا ملک کا بہت سا روپیہ ایک فضول اور بیہودہ کام میں ضائع ہو رہا ہے بلکہ بعض اوقات اس سے خطرناک مخالفتوں کا بیج بھی بویا جاتا ہے

۳۔ ہولی کے ناپاک اور فحش گیت شہروں سے نکلکر دیہات میں بھی آ پہنچے ہم نے اخباروں میں پڑھا تھا کہ لاہور کی پولیس اسکے انسداد کی کوشش کر رہی ہے۔ اچھا ہو اگر ایسی باتوں کا انسداد گورنمنٹ کی طرف سے ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ملک کا مذاق بگڑ جانے کی وجہ سے اہل ملک خود فکر نہیں کرتے ✦ کیا وجہ ہے کہ جب قانوناً شارع عام پر ننگا ہونا جرم رکھا گیا ہے تو گالیاں دینا جرم نہ سمجھا جاوے ✦ اس قسم کی بیہودگیوں نے اور بیہودہ گیتوں نے بھی ملک کے نوجوانوں کے اخلاق بگاڑنے میں بہت حصہ لیا ہے ✦ ہمارے محسن و مخدوم حکیم الامت قبلہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک شخص کے الفاظ اور طرز بیان سے اسکے اخلاق اور چال چلن کا پتہ لگتا ہے۔ کرتا ہوں۔ حقیقت میں یہ بالکل صحیح ہے ملک کے سنعارت گیت اور ضرب الامثال اسکے اخلاق کا بہترین پیمانہ ہے

۴۔ آریہ سماج قادیان کا سالانہ جلسہ اپریل کی ابتدائی تاریخوں میں ہونیوالا ہے پولیس کا انتظام بھی غالباً سال گذشتہ کیطرح خاطر خواہ ہوگا۔ آریہ سماج قادیان کے لیڈروں کو مناسب ہے کہ وہ اپنے لیکچراروں اور اپدیشکوں کو بولنے سے پہلے ہدایت کر دیں کہ وہ مشتعل اور دل آزار تقریروں سے جلسہ کی رونق بڑھانے کا خیال چھوڑ دیں بلکہ جہانتک انسے ممکن ہے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں یا قومی ضرورتوں سے اپنے سماجی بھائیوں کو آگاہ کریں وہ مذہب کامل اور حقیقی مذہب نہیں ہو سکتا جس کی بنیاد دوسروں کو برا کہنا ہو اور اپنے اندر بھلائی نہ رکھتا ہو ✦ امید ہے آریہ اپدیشک خود اس اصل سے واقف ہونگے اور سال گذشتہ کی طرح ضرورت نہ پڑیگی کہ پولیس عہدہ دار خود ان کے لیکچرانہ کو بند کرنے کی ہدایت کرے یا پرتی ندی کا ہم کہتے ہوں کہ یہ حیثیت ممبر مجلس اسکو اپنے لیکچر کی تیزی اور ناشائستگی سے روکے۔

متفرقات

نواب محسن الملک علی گڈھ کالج میں احیاء عربی کی تجویز کی خطرناک مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم قوم کے حق میں سراسر مضر ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا بھی ایک مضمون اسی کی تائید میں شائع ہوا ہے افسوس! وہ پاک زبان جو مسلمانوں کی قومی ہی نہیں **مذہبی اور علمی زبان ہے** اس کے احیا اور ترویج کو قوم کے لیے مضر سمجھا جاتا ہے اور مضر سمجھنے والے بھی کون؟ قوم کے بہی خواہ! قومی درد سے بیتاب دل رکھنے والے ریفارمر!!

بے پردگی اور آزادروی کی کچھ ایسی ہوا چلی ہے کہ خالص اسلامی سلطنت روم میں سلطان المعظم کو اسکی روک تھام کی فکر لاحق ہوئی ہے انھوں نے اعلان کیا ہے کہ شرع شریف میں پردہ کے لیے حکم ہے جس کے مطابق مسلمان عورات کا لباس ازار اور کرتہ قرار پایا لیکن کچھ عرصہ سے ستر اسلام کے خلاف ان عورتوں کے لباس میں تبدیلی واقعہ ہو رہی ہے۔ کرتوں کی آستین ازار اور جیب و گریبان کا پیمانہ بڑھا دیا گیا ہے گو یہ وضع عورتوں نے نئے فیشن کی نقلوں کی وجہ سے اختیار کی ہے لیکن غور کرنے سے یہ طرز لباس بالکل ہی بیہودہ معلوم ہوتا ہے، دوپٹہ اوڑھنے کا طریقہ ایسا واہیات ہو گیا ہے کہ عورتوں کے تمام بال کھلے رہتے ہیں حالانکہ ان کو چھپائے رکھنا ہی لازم ہے اکثر لوگ اپنی بہو اور بیٹیوں کو باہر نکلنے کی اجازت دیتے ہیں اور وہ چھوٹی لڑکیوں کیطرح غیر موزوں لباس میں بازاروں کی سیر کرتی پھرتی ہیں یہ سب باتیں دیکھکر سلطان المعظم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ آئندہ سے کوئی عورت بے برقع بازار میں جانے نہ پائے عورتوں کے وارثوں کو ہدایت کی جاوے کہ وہ انہیں روکیں اور بصورت خلاف ورزی قانونی سزا بھی دیجا سکے گی۔

ایک شخص پیسہ اخبار میں طاعون کا مندرجہ ذیل علاج شائع کراتا ہے جسکو فائدہ عام کے لیے ہم یہاں دیدیتے ہیں شاید کسیکو فائدہ پہونچے اصل علاج طاعون کا وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سچی توبہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف کیا جاوے اور حدود اللہ کی باتوں کو ہنسی میں نہ اڑا جاوے۔ تدبیر کا سلسلہ بھی چھوڑنا چونکہ مناسب نہیں ہے اسلیے ہم وہ نسخہ درج کرتے ہیں۔ وہ نسخہ یہ ہے۔

(۱) جن مریضوں کو مسہل دیا گیا تقریباً اچھے رہے اور جن لوگوں نے اس فصل میں مسہل لیا وہ قطعاً بیمار نہ ہوئے

(۲) حالت بخار و سرسام میں۔ ٹائنکچر ایفیڈر یکا ایمیتیا الیٹس سوڈا بائی کاربونیٹ ۳ قطرہ ۱ ڈرام گمنشیا سلفائی شورہ قلمی ایسنس مکسچر ۱ ڈرام ۹ گرین میں مکسچر کرکے تین تین ڈرام۔ تین تین گھنٹہ بعد دینے سے بہت جلد آرام ہوتا ہے

(۳) ترک غذا بہت مفید ہے

(۴) سرپر سفیدہ بیضہ مرغ۔ صندل سفید سرکہ خالص روغن گل کشنیز خشک کھا مفید ہے

(۵) بحالت سرسام لاکر لیٹی کا پلستر مفید ہے

(۶) گلٹی پر بعد جونک لگانے کے خیدوار خطائی کچلہ مرغ۔ ٹنکچر آیوڈین کا لیپ مفید ہے۔ اور خاکستر گولر کی لکڑی کی ٹکیہ گرم مفید

جوش طبع اور بچے۔ ہم اپنے بچوں کی عادات میں جوش طبع کو کہانتک بڑھائیں اور کس موقع پر روکدیں۔ مہذب لوگوں کے بیجا جوش اور رہمقانیوں کی بدوماغی میں خیر الامور اوسطہا انتخاب کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ جسوقت ہم بیجا جوش کی طرف میلان طبع کو روکتے ہیں اسوقت ہم کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہم جائز جوش کی بیخ کنی نہ کر بیٹھیں۔ جو بغیرتی کی اصل بنیاد ہے۔

(ٹائمز انڈ جنرل)

مراسلات

مباحثہ مابین مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی سوداگر تیماپور علاقہ دکن و پادری گولڈ سمتھ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بمقام تعلقہ شوراپور ضلع لنگسگور علاقہ نظام سرکار عالی حیدرآباد دکن میں امسال پادریوں کا جلسہ بتقریب عید کرسمس قرار پاکر کئی ایک پادری مدعو کئے گئے۔ بانی جلسہ نانیا پادری کے مکان میں ۹ جنوری ۱۹۰۴ء کو پادری گولڈ سمتھ صاحب بہادر کا وعظ سننے کیلئے دعوتی رقعے تقسیم ہوئے منجملہ ان کے ایک رقعہ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب سوداگر تیماپوری کو بھی پہونچا۔ سات بجے رات کو پادری صاحب کا وعظ شروع ہوا جسمیں یسوع مسیح کا ابن اللہ ہونا اور سولی پر مرکر پھر زندہ ہونا بیان کرتے ہوئے بذریعہ قربانی یسوع کفارہ کا نتیجہ نکالا گیا۔ وعظ ختم ہونے کے بعد یہ خوشخبری سنائی گئی کہ کسی اور صاحب کو بیان کرنا ہو تو کرے۔ اس اجازت سے جناب مولوی سید عبد الشکور صاحب مددگار مدرس مڈل سکول شوراپور نے اپنی تحریر جسمیں خدای پاک کی حمد وصفت لاولدیت اور رسول مقبول صلعم کا نبی ہونا تھا سنائی۔ محمد عبد اللہ صاحب کو یہ امید نہ تھی کہ اس جلسہ میں دوسرے لوگون کو بھی کہنے کی اجازت ہوگی۔ مگر سید صاحب موصوف تحریر پڑھنے سے ایک امید ہوگئی۔ بنا برین مولویصاحب موصوف نے بھی سٹیج پر کھڑے ہوکر تقریر ذیل سنائی

حضرات حاضرین جلسہ۔ اخاکسار کیلئے عمر بھر میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ جو پبلک کے روبرو بولنے کے لئے کھڑا ہوا ہے ایسے بڑے بڑے جلسون میں جسمیں ذی علم پادری صاحبان اور عہدہ داران سرکاری موجود ہون۔ اچھے اچھے مقرر بھی اپنی تقریر کیوقت جھجکتے ہونگے۔ اگر یہ عاجز بھی اپنی اس تقریر میں کہیں رکے اور جھجکے۔ تو اسکی کم علمی اور ناتجربہ کاری پر محمول کرکے چشم پوشی فرمائین۔ **صاحبو۔** دنیا میں ہر ایک انسان کی غرض ابدی نجات کا حاصل کرنا ہے۔ اسوقت مذہبی لحاظ سے نجات کا دعوے کرنیوالے تین گروہ نظر آتے ہیں۔ ایک تو عیسائی دوسرے ویدانتی تیسرے۔ اہل اسلام۔

بکر چلے یہ دیکھنا چاہیے کہ ان ہر تین مذاہب میں نجات پانے کیا کیا طریق ہیں۔

سامعین! عیسائیون کے ہان نجات کا یہ ذریعہ ہو چکا ہے کہ تمام لوگون کے گناہ کے عوض یسوع مسیح کی قربانی ہوگئی۔ اب اس پر جو ایمان لاتا ہے وہ نجات پاتا ہے۔ **صاحبو!** ویدوالون کے ہان نجات کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے گناہ کے عوض گائے بیل بھینس بکری بھیڑ بکرے وغیرہ کا حکم ہوتا ہے۔

حضرات! قرآن شریف کے رو سے اہل اسلام کے ہان نجات پانے کا یہ طریق ہے کہ پچھلے گناہ سے توبہ کیجائے اور آئندہ کیلئے خدائے کریم کی ذات حاضر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین حاصل کرکے اور امر الٰہی کے عامل ہوکر منہیات سے پرہیز کرتے ہوئے اس کے فضل کا امیدوار رہے۔ وبس

منصفین۔ اب خاکسار ان ہر تین نجات کے طریقون کو شرح وجرح پبلک کے روبرو پیش کرکے فیصلہ کا امیدوار رہیگا۔

پہلا کفارہ سے نجات حاصل ہونے کا مسئلہ ایک ایسا بیہودہ مسئلہ ہے کہ ایک تھوڑی سی عقل رکھنے والا آدمی بھی اس بات کا کبھی قائل ہوگا کہ گناہ تو کرین ہم اور مارا جائے **غریب بیچارہ یسوع مسیح !!!**

تثلیث پرستون کا مقولہ ہے۔ کہ خداوند کریم رحیم و عادل ہے۔ اگر بندون پر رحم کرکے چھوڑ دے۔ تو عدل کے خلاف ہے اگر عذاب کرے تو رحم کی شان خراب ہے اس لئے اپنے **اکلوتے بیٹے** یسوع کو دنیا میں بھیجکر ساری دنیا کے گناہون کے بالا دو بدتر کے صدقہ میں سولی دیا۔ تاکہ عدل و رحم دونون برقرار رہے۔

حضرات غور سے دیکھا جائے۔ تو اس بناوٹی کفارہ سے رحم قایم رہتا ہے نہ عدل۔ کیونکہ ایک کے بدلہ میں دوسرے کو سزا دینا سراسر عدل کے خلاف ہے۔ گناہ کرین ہم اور قربان جائیں یسوع!! رحم تو اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ کہ دوسرون کے گناہ کے عوض بیٹے کے گلے پر چھری پھیری جاتی ہے اگر غور سے بدلائل دیکھا جائے۔ تو انجیل ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ کفارہ کی عمارت ہی بے بنیاد ہے یسوع سولی پر ہرگز نہیں مرا بلکہ وہ زندہ اُترکر مفقود الخبر ہوگیا۔

ثانیاً ویدانیتون کے ہان بھی جو نجات کا طریق ہے وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ چونکہ دودھ۔ دہی۔ گھی۔ مسکہ۔ چھاچھ وغیرہ یہ ایسی عمدہ چیزین ہیں کہ ویدیات یعنی اہل ہنود بھی درشن بھی منہ چشمہ تک نہیں سمجھتے اگر ہزار ہا طبیب ملکر ایک عرقیات بناکر دودھ بنالین تو ہو نہیں سکتا مگر یہ سب چیزین ملتی کس سے ہیں! **گناہون سے۔** کیونکہ جب ہم گناہ نہ کرین۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ گائے بھینس وغیرہ پیدا ہونگے پھر دودھ دہی وغیرہ کہان سے!!

تجربہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ گیہون گیہون اور جوار جوار اُگتی ہے مگر یہ عجیب شیہ ہے کہ کہانے دھتورے سے اچھا ساگورا بنانے لگا۔

اب ہم وید کی رو سے کسطرح لوگون کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ گناہ و کمت کرو۔ کیونکہ اس کے معنے دوسرے لفظون میں یہ ہونگے کہ دودھ ست کہاؤ۔ گھی ست کہاؤ۔

ثالثاً۔ اب اسلام کی نجات کا طریقہ پیش کیا جاتا ہے یہ تو معلوم ہے۔ کہ گناہ ایک مہلک بیماری ہے۔ بیمار کے لئے طبیب لوگ پہلے جلاب دیتے ہیں۔ تاکہ پچھلا مواد فاسد سب نکل جائے۔ پھر عمدہ غذا جو اس کی طبیعت کے موافق ہو کہانے کیلئے کہکر ان چیزون کا پرہیز بتاتے ہیں۔ جن سے بیماری عود کرنے یا بڑھنے کا خوف ہو۔ پھر دوا کا نسخہ بیماری کو زائل اور طاقت کو بحال رکھنیوالا تجویز کرتے ہیں۔ ایسا ہی مذہب اسلام میں گناہ کی بیماری کے لئے **توبہ** بجائے جلاب کے ہے۔ اور گناہون سے بچنا بجائے پرہیز کے ہے۔ اور عبادت الٰہی بجائے غذائے لطیف کے اور آئندہ کے لئے تاکہ بیماری عود نہ کرے۔ اللہ جل جلالہ کی ذات وصفات پر یقین رکھنا ہے۔ چونکہ انسان کو جو یقین سانپ کے زہر کی نسبت ہے کبھی سانپ کی بل میں ہاتھ ڈالنے نہیں دیتا۔ پھر خدا کے حاضر و ناظر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین گناہ میں کیونکر جانے دے گا اگر کسی باغ میں ہم جائین۔ دل میں یہ خیال ہو کہ اس کا مالک کہین ہوگا۔ تو اس کے میوے چرانے میں جرأت پیدا ہوگی۔ اگر یہ یقین ہو کہ باغ میں موجود ہے۔ اور دیکھتا ہے اور چرانے والون کو سزا دیتا ہے۔ تو ہرگز نکل جاوے گی۔ ایسا ہی اکثر لوگون کا ایمان خدا ہوگا کرکے ہے۔ اگر ہے کرکے ہوتا تو کبھی گناہ کی طرف نہ جھکتے یہ وہ نسخہ ہے جو مذہب اسلام نے نجات کیلئے مقرر کر رکھا ہے۔ افسوس کہ اس نسخہ کے استعمال کرنیوالے بہت کم پائے جاتے ہین

حضرات! ان ہر تین نجات کے طریقون میں سے کونسا طریق عمدہ ہے۔ ہر ایک شخص بجائے خود فیصلہ کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ **محقق** ہو نہ کہ **مقلد**

یہ تقریر ختم ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا دوسرے دن صبح کے آٹھ بجے پادری گولڈ سمتھ صاحب قصبہ تیماپور جو شوراپور سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ مولویصاحب کی مسجد میں آپہونچے۔ اور یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی بحث چھیڑ دی۔

پادریصاحب۔ ابجی مولویصاحب کل آپنے لیکچر میں حضرت یسوع کا سولی پر نہ مرنا بیان کیا ہے انجیل میں اسکا کیا ثبوت ہے؟

مولویصاحب۔ اگر آپ کو ثبوت درکار ہے تو ایک جلسہ عام قرار دیا جائے۔ آپ یسوع کا سولی پر مرنا انجیل سے ثابت کرین۔ خاکسار کے خیال میں جو کچھ تردید اسکی نسبت ہے۔ پیش کیجائیگی۔

پادریصاحب۔ کیا آپ کا انجیل پر ایمان ہے؟ اور کیا آپ اسکو منسوخ ماننے میں یا کیا؟

مولویصاحب۔ میرا تو ایمان ہے کہ جتنے کتب آسمانی ہیں وہ بالکل منسوخ نہیں ہیں۔ ہان اگر ایسا کوئی ...

سمجھیں۔ تو جو کچھ توحید توریت وغیرہ میں درج ہے کیا وہ بھی منسوخ ہے ہان منسوخیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک غلط بیانی دوسری موزونیت زمانی۔ غلط بیانی یہ ہے کہ پہلے ایک حکم دیا جا چکا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مفید مطلب نہیں ہے اس سے بہتر دوسرا حکم تجویز کرکے جاری کیا جائے۔ خدا کے احکام میں ایسی منسوخیت ہو نہیں سکتی کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ غلطی کیسی۔ دوسری منسوخیت زمانی یہ ہے کہ ہم کو ایک مکان بنانا ہے۔ معمار نے نوکر کو یہ حکم دیدیا۔ کہ اینٹ اور چونہ جلاؤ۔ چند دنون کے بعد دوسرا یہ حکم دیا کہ اب جلانا موقوف کرو۔ بنیاد کھودو۔ پہلا حکم موسم گرما کے لحاظ سے تھا دوسرا حکم موسم بارش و سرما کے لحاظ سے۔

ایسا ہی انجیل احکام بلحاظ زمانہ اور خاص قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے نافذ ہوئے تھے۔ جو اسوقت وہی احکام موزون تھے مگر قرآن پاک ہمیشہ کیلئے اور کل دنیا کی اصلاح کیلئے نازل ہوا ہے۔ دیکھو انجیل و فرقان کے احکام کا مقابلہ انجیل کا یہ حکم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسرا گال بھی دیدے فرقان کا یہ حکم ہے۔ کہ معاف کرنیکا موقع ہے تو معاف کرو ورنہ بدلا لینے کا موقع ہے۔ تو برابر کا بدلہ لے۔ ایسا ہی انجیل میں یہ حکم ہے۔ کہ شراب نشہ لانے تک مست پیو۔ قرآن میں حکم ہے کہ ہرگز مت پیو۔ انجیل قسم کہانے سے بالکل منع کرتی ہے۔ قرآن بر سر موقع سچی بات پر قسم کہانے کی اجازت دیتا ہے۔ انجیل کہتی ہے کہ غیر عورتون کو شہوت کی نظر سے مت دیکھو۔ یعنے پاک نظر سے دیکھو۔

۳	۲	۱
متی ۵ / ۲۸	متی ۵ / ۳۲	متی ۵ / ۳۹

قرآن کہتا ہے کہ ہرگز مت دیکھو خواہ شہوت کی نظر سے ہو یا بغیر شہوت کی۔ انجیل کا یہ حکم ہے کہ زنا کی سوائے ہر ایک بات کی پر عورت کی ہمسری کرے یعنی خواہ کوئی عورت کسی غیر کو بوسہ دے یا بغلگیر ہو۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ پاکدامن کیلئے یہ غرض منسوخیت احکامات میں ہوا کرتی ہے۔ نہ کہ واقعات میں تمہارا اعتراض تو واقعات کے متعلق ہے۔ آیا مسیح کی موت واقع ہوئی ہے یا نہیں! پھر اسکو منسوخیت سے کیا نسبت!

پادریصاحب۔ وہ کون سے واقعات انجیل میں ہیں کہ جن سے مسیح کا سولی پر مرنا ثابت نہیں ہوتا؟

مولویصاحب۔ مدعی اور مدعا علیہ جب لڑتے ہیں تو ہر ایک کے پاس اپنے دعوی کی دلائل ہوتے ہیں اسی کو بھروسہ پر مقدمات کئے جاتے ہیں مگر انصاف پسند حاکم یہ دیکھتے ہیں کہ کس کے دلائل قوی اور قرین قیاس ہیں۔ ڈگری اسی جانب دیجاتی ہے اگر آپ انصاف چاہتے ہو۔ تو دوسرا جلسہ مقرر کیجئے فریقین کے بیان سنکر منصف لوگ خود فیصلہ کرینگے الحاصل چند فریقین کے روبرو یہ قرار پایا کہ ایک اور جلسہ کرین۔ پادریصاحب یسوع کی نسبت تین باتون کا ثبوت انجیل سے دین پہلا یسوع کا ابن اللہ۔ دوسرا سولی پر مرکر پھر زندہ ہونا۔ تیسرا مسیح کی موت کفارہ کا باعث ہونا۔ متی ۲۰ / ۲۸

۱۱ جنوری سات بجے رات کو نانیا پادری کے مکان میں جلسہ قرار پایا۔ سامعین بوجہ شہرۂ مباحثہ جلد ہی کہیں پہلے سے مکان مباحثہ میں جمع ہونے لگے۔ عہدہ داران سرکاری ودکلا وغیرہ رئیسان وغیرہ لوگون کا مکان ہوگیا تخمیناً ... چہ سو آدمی کا مجمع ہوگا۔ اگر یہ جنگی مکان چھت پر ...

تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ

(سررشتہ تعلیم پنجاب کے ایک ذمہ وار عہدہ دار کی رائے)

ہماری قوم ابھی تک اس امر سے غالبًا ناواقف ہوگی کہ تعلیم الاسلام سکول قادیان کے اجرا کی پاک غرض علوم عالیہ اسلامیہ کی ترویج اور اشاعت تھی اور اس سکول کے ذریعہ ایسی قوم تیار کرنی چاہی گئی ہے جو اپنی علمی اور عملی قابلیتوں کا نہ صرف رسمی اور دنیوی علوم میں نمونہ ہو بلکہ دینی روحانی اور اخلاقی پہلوؤں میں قابل رشک ہو۔ اغراض قادیان جیسے مقام پر کس خوبی اور کمال کیساتھ پوری ہوتی ہیں اسپر اسوقت بحث کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

دنیوی تعلیم کی جس قابلیت کے [illegible] ہے اگر ہم اسکی [illegible] کریں تو وہ ایک قومی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے اس کے بہبود اور اسکے ہمسرے کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اشاعت میں ہمارے ناظرین مڈل سکول کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔ اس [illegible] تکمیل اور مفید مشوروں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۱ فروری ۱۹۱۴ء کو [illegible] ڈویژنل [illegible] انسپکٹر مدارس [illegible] نند کشور صاحب [illegible] اسسٹنٹ انسپکٹر [illegible] [illegible] مدرسہ تعلیم الاسلام کا پہلا معائنہ فرمایا [illegible] [illegible] ۱۹۰۰ء سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہماری قوم کیلئے کسقدر خوشی ہوگی جب [illegible] گذشتہ سالوں تک معائنہ نہ ہونے والے سکول کا انتظام اس قابلیت [illegible] چلا گیا ہے کہ سررشتہ تعلیم کا ایک **بیدار مغز تجربہ کار** افسر بھی [illegible] کرتا پڑا ہے۔ اگر اس عمدہ انتظام کیلئے قوم [illegible] محسن و مخدوم جناب ڈاکٹر صاحب [illegible] تعلیم الاسلام کی شکر گذار ہے جو اپنے دست و بازو [illegible] مفتی محمد صادق صاحب کی سعی اور محنت کی قدردان ہیں۔ لیکن قوم کی شکرگذاری اور قوم کی خوشی ان الفاظ تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیے خصوصًا وہ

قوم جو **آخرین منہم** کی مصداق ہے جس میں خیال اور زبانی باتوں کو چھوڑ کر علمی اور اختیاری قوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نفخ ہوئی ہے۔ قوم چاہتی ہے کہ ہمارا سکول ہمارا کالج **عملی نمونہ** ہو اور وہ اپنے آپ کو مبارکباد دیتی ہے کہ اس غرض کے پورا کرنے کیواسطے **اسوہ حسنہ** حضرت مسیح موعود اور بزرگان ملت کا موجود ہے۔ لیکن پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اس کی خوشی کیا صرف دلوں تک ہی رہیگی اور **خارج اور ماحول** پر اثر نہ کریگی؟ مدرسہ کی ضروریات ان دن بدن بڑھنے والی ضروریات قوم کی توجہ کو از بس ہیں [illegible] کرانا چاہتی ہیں۔ اور اب خصوصیت کیساتھ قوم کو توجہ کرنی چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب مدرسہ کی [illegible] [illegible] کی تکمیل سرکار سے مدد لیکر بھی پوری کر سکتے ہیں اور [illegible] **قوم کی عزت** قوم کے جائز فخر کو قائم رکھنے کیواسطے یہی ضروری سمجھا گیا ہے کہ یہ سکول **قومی سرمایہ قومی تعاون** ہی سے چلے اور یہ اکیلا سکول ہو جو **قومی سکول** کہلانے کا حقیقی مستحق ہو۔ پھر کیا قوم اس **فخر** کو جو اسے مل چکا ہے اپنی معمولی سہل انگاری اور فرو گذاشت سے کھونا چاہتی ہے؟ کبھی نہیں۔ پس ضرورت ہے کہ سکول کے سرمایہ کو مستحکم کیا جاوے اور سکول کی ضرورتوں کو بروقت محسوس کیا جاوے۔

بات کچھ اور تھی۔ سلسلہ کچھ اور تھا۔ ضمنًا ہم یہ بحث لے بیٹھے۔ اصل مقصد جناب انسپکٹر صاحب کے معائنہ کا تذکرہ تھا۔

غرض ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء کو صاحب موصوف نے مدرسہ کا معائنہ کیا۔ آپ کے چہرہ سے **متانت وقار** [illegible] اور بے تعصبی کے ساتھ **بزرگانہ تحمل** اور بھی خوشنما تھے آپ کے [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] کا سوال [illegible] [illegible] کا سوال [illegible] **بایک آف دی وے** [illegible] [illegible] آپ پرانے زمانے کے بزرگانہ [illegible] [illegible] [illegible] ہندو مسلمانوں کو ایک ہی قوم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک چیز ہوتی ہے جو مخالف مذہب کی عزت [illegible] [illegible] اس اختلاف کیوجہ سے ظلم کرنا جائز سمجھا جاتا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے [illegible] ہمارے برخلاف۔

آپ تین گھنٹہ تک اپنے ماتحت رفقا کے ساتھ نہایت [illegible] اور پوری دیانتداری کے ساتھ مدرسہ کا معائنہ کرتے رہے اور اس عرصہ میں ہمارے مدرسہ کے ذمہ وار سپرنٹنڈنٹ مفتی محمد صادق صاحب آپ کے ساتھ رہے جس خوبی اور دیانتداری اور بے لوث پولیسی کے ساتھ آپ نے ہمارے سکول کا معائنہ کیا [illegible] انہوں نے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے تاہم ہم آپ کی مہربانی کے شکرگذار ہیں اب ہم قوم کو اپنے قومی سکول کی قدر کرنے کیلئے وہ رائے دکھاتے ہیں جو صاحب موصوف نے نمایاں نظر کیساتھ معائنہ کرنیکے بعد مدرسہ کی رائے بک میں لکھی ہے۔

رائے انسپکٹر مدارس کی رائے

(رائے اسٹنٹ کشور صاحب انسپکٹر مدارس کی رائے)

میں نے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا معائنہ بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء بمعیت بابو [illegible] مدارس [illegible] اس غرض سے کیا کہ آیا یہ مدرسہ بحیثیت پبلک سکول ہونے کے منظور ہونے کے لائق ہے یا نہیں اور (۲) قابل ہے کہ اپنے طلباء کو یونیورسٹی کے امتحانوں میں بھیج سکے۔

اس سکول کی بنیاد ۱۸۹۸ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود نے ایک پرائمری سکول کی حیثیت میں ڈالی تھی۔ یہ سکول ۱۸۹۹ء میں مڈل کے درجہ تک ترقی کر گیا۔ ۱۹۰۰ء میں ہائی سکول بن گیا اور ۱۹۰۳ء میں کالج کی پہلی جماعت کھولی گئی۔ جس میں کہ تین لڑکے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم کرنے کی بڑی غرض یہ تھی کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کی اولاد کو اور دوسروں کو دیجاوے۔ اکاؤنٹ رجسٹروں کا سکینڈری اور اکاؤنٹ طلباء کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ میں ہوا اظاہر کرتا ہے کہ اس مدرسہ کی اس جگہ [illegible] [illegible] مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۳۹۸۶ روپے تھا حالانکہ چندہ موعود کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔ اور آئندہ بھی [illegible] [illegible] کہ وہ باقاعدہ آتے رہیں گے کیونکہ اس مدرسہ کے حامی اور منیجر باثروت و قابل وثوق آدمی ہیں [illegible] نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیرکوٹلہ بھی ہیں [illegible] سرکاری مدارس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور کل فیس سال گذشتہ کی ۲۶۵۲ روپیہ تھی۔ کیونکہ مفت طلبا کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریبًا ۴۰ فیصدی معاف ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلبا کو مفت تعلیم دینے کی طرف زیادہ رغبت پائی جاتی ہے لیکن ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ایسے طلباء کی تعداد قریبًا سرکاری کوڈ کے قواعد کے مطابق کر دیجاویگی۔ عمارت کی بارہ کمرے ہیں جو کہ موجودہ تعداد کیلئے کافی گنجائش رکھتے ہیں اور ان میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت کا سامان بھی عمدہ ہے۔ اسباب اور آلات بھی ضرورت کے مطابق کافی ہیں سوائے اسبات کے کہ سب استادوں کے آگے ایک چھوٹا چھوٹا میز اس کو استعمال کیواسطے نہیں ہے۔ سائنس کے آلات صرف برائے نام ہیں۔ مدرسہ کے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے جو کہ عمدہ حالت میں ہے اور انتظام بھی خوب ہے۔ اسمیں ایک چھوٹی سی ڈسپنسری (شفاخانہ) بیرونوں کیواسطے جنکی موجودہ تعداد ۹۰ ہے۔ رواجی تعلیم کی سکیم بھی قریبًا سرکاری مدارس کی سی ہے اور مفصلہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ جغرافیہ۔ تاریخ اور سائنس تعلیم جسمانی بھی دیجاتی ہے۔ لڑکوں کو ہر روز ڈرل کرایا جاتا ہے کرکٹ اور فٹ بال کھیلنے کا بھی بندوبست کیا ہوا ہے۔

سارف مدرسین پندرہ آدمیوں کا ہے جس میں ایک گریجوایٹ اور دو انڈر گریجوایٹ ہیں اور باقیوں نے کوئی سرکاری امتحان پاس نہیں کیا ہوا لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ سب تجربہ کار استاد ہیں جو تعلیمی سلسلہ میں وہ گورنمنٹ ایڈیڈ سکولوں میں کام کر چکے ہیں سوائے تمام مدرسین اور مدرسہ کا [illegible] آدمی ہیں اور صرف حضرت مرزا صاحب کی قرب میں رہنے کیخاطر آئے ہوئے مریدوں میں دینی اور دنیوی تعلیم پھیلانے کیخاطر تھوڑی تنخواہ پر [illegible] اپریل ۱۹۱۳ء سے ایجوکیشن کوڈ کی پابندی کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ مگر رجسٹروں کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ قریبًا ۳۰ لڑکوں کا داخلہ ایسا تھا کہ ان میں سے بعض کی وجہ نہیں بتلائی جاسکی اور بعض کو بغیر سارٹیفکٹ کے داخل کیا گیا ہے اور ایک دو کو اعلیٰ جماعت میں داخل کر دیا گیا۔ آج ان تمام باتوں کیطرف میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کو توجہ دلائی ہے اور ان کو کہہ دیا ہے کہ اگر ایجوکیشن کوڈ کے رولز کی پوری پابندی آج سے کیجاویگی اور مفت تعلیم سوائے غرباء کے کسی کو نہیں دیجاویگی تو مجھے اس سکول کو منظور کرنیکیلئے آئندہ اگست میں سفارش کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔ کیونکہ مدارس کے منظور ہونے کیواسطے وہی وقت مقرر ہے۔

(دستخط) نند کشور انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر کیمپ بٹالہ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۱۴ء

رائے صاحب کی رائے کو پڑھکر یقینًا ہر ایک احمدی خوش ہوگا لیکن ہم اپنے سکول کی ایسی **قابل تعریف** حالت سے خوش ہونیکے ساتھ ہی لکھیں چند باتیں ہیں جنہوں نے ہمکو متوجہ کیا ہے کہ قوم انکو سرسری نظر سے نہ دیکھ جاوے اسلئے ہم خصوصیت کیساتھ انکو پیش کرتے ہیں۔

اول۔ رائے صاحب سکول کی مالی حالت کیمتعلق احمدی قوم پر ایک امید ظاہر کرتے ہیں۔ ان الفاظ میں کہ کل خرچ مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۳۹۸۶ روپیہ تھا حالانکہ چندہ موعود کی **تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی اور آئندہ بھی طرح امید ہے کہ وہ باقاعدہ آتے رہیں گے۔** اس فقرہ میں جلی قلم جو فقرہ ہمنے لکھا ہے اسکی طرف توجہ دلاتا ہے ایک غیر احمدی احمدی قوم کے افراد پر یہ بھروسہ کرتا ہے کہ وہ اپنے چندوں کو جو مدرسہ کیلئے دیتے ہیں باقاعدہ بھیجتے رہیں گے یہ قوم کیلئے قابل ناز امر ہے اور ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے کہ قوم اس ناز کو نباہیگی اور مدرسہ کی ضروریات سے غافل نہ رہیگی۔

دوم۔ رائے صاحب فیس مدرسہ کے متعلق یہ ریمارک کرتے ہیں کہ شرح فیس سرکاری مدارس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے۔ مگر مفت طلباء کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریبًا ۴۰ فیصدی معاف ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلباء کو مفت تعلیم دینے کیطرف زیادہ رغبت پائی جاتی ہے۔ اور آخر میں کہتے ہیں کہ "اگر ایجوکیشن سکول کوڈ کی پوری طور سے پابندی کیجاویگی اور **مفت تعلیم** سوائے غرباء کے کسیکو نہیں دیجاویگی"۔ اس سے پتا پایا جاتا ہے کہ ابتک مدرسہ کی اصل غرض تعلیم کو عام اور ارزان کرنا تھا۔ اسلئے یہی نہیں کہ مدرسہ کی شرح فیس سرکاری سکولوں کی نصف کے قریب تھی اور اسمیں بھی ۴۰ فیصدی قریب معاف لیکن اب مدرسہ کو منظور کرانیکیواسطے ان قواعد کی پابندی لازمی ہوگی جو اسکے متعلق ہیں۔ اور اس سے یقینًا معاف شدہ طالبعلموں کی تعداد کم ہو جاویگی جو ہماری غرض کیلئے گونہ مضر ہوگی اسلئے ہمارا اپنا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کو یہ فکر دامنگیر ہوگا کہ وہ **وظائف** کی تعداد کو وسیع کریں اور اس رنگ سے ان مستحق لڑکوں اور طلباء کو فائدہ پہونچائیں۔ لیکن اس غرض کو پورا کرنیکیلئے پھر قوم ہی کیطرف دست سوال دراز کرنا پڑیگا۔ اس لئے اس سے پیشتر کہ ڈاکٹر صاحب قوم کو متوجہ کریں ہم توجہ دلاتے ہیں کہ قوم مدرسہ کی ان ضروریات کو ابھی سے محسوس کرے اور امید ہے کہ اس کریڈٹ کو قائم رکھنے کیلئے کہ مفت تعلیم دینے کیطرف [1]

[1] زیادہ رغبت ہے مدرسہ کے سرمایہ کو وسیع کرے تاکہ خاطر خواہ وظائف نادار طلباء کو دینے کیلئے گنجائش نکل آوے۔ اور اسکی آسان راہ یہی ہے کہ ہمارا مستقل چندہ جن کا ساٹھ روپیہ ماہوار ہے مقررہ ٹیوشن (عطیات) دیتے جاویں۔

جنگ جاپان و روس

جارحانہ پہلو۔ ایڈمرل ماکاروف نے بچاؤ کا پہلو چھوڑ کر اب جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے ۱۰ مارچ کو جنگی جہاز لیکر کھلے سمندر میں نکلا۔ اور دور تک دشمن کی تلاش میں گیا جب وہ کہیں نہ ملا تو سہ پہر کو واپس آگیا۔

روسیوں کے ارادے۔ جنرل کروپاٹکن وزیر جنگ مشرقی اقصےٰ میں سپہ سالاری کے فرائض ادا کرنے کیلئے اعلان کے مطابق آج ۱۲ مارچ کو سینٹ پیٹرزبرگ سے میدان جنگ کو روانہ ہو گیا وہ غالباً کسی خاص مقام پر نصب کر کے اپنا ہیڈ کوارٹر (صدر مقام) نہیں بنائیگا بلکہ (جسطرح جارحانہ شول میں لارڈ کچنر نے بیشت توسن یا ریل گاڑی کو ہی اپنا صدر مقام بنایا۔ کسی خاص مقام پر جم کر بیٹھنا اور اسے اپنا مستقر بنانا پسند نہ کیا۔ بلکہ ہر وقت حرکت میں رہے۔ صبح اور بخ فری شینٹ کے پایہ تخت یاوم نوشتن میں ہے۔ تو شام کو یانسو سیل شمال میں کریڈوریا کے متصل ہوتا ہے مقابلہ کرنیوالی سپاہ کی راہنمائی کر رہے ہیں۔ اسیطرح وطن) ریل گاڑی میں ہی رہ کر اپنی ماتحت افواج کی راہنمائی اور ان کی نگرانی کریگا اسی سے ایک ایڈیکانگ (باؤ) نے بوقت روانگی ایک اخبار کے رپورٹر سے بیان کیا کہ جنرل کروپاٹکن مشرقی اقصے پہونچکر پہلے تو اپنی اوس فوج کو جو کوریائی حدود میں ہے وہاں سے منچوریا کو واپس ہٹا لینگے۔ اور پھر چند ہفتوں میں اپنی جمعیت کو مضبوط کر کے مئی میں مقابلہ کرینگے۔ ان کو یقین ہے کہ وہ تین مہینوں میں یعنے جولائی کے آخر تک جاپان کے بری افواج کا کام تمام کر دینگے۔ دیدہ باید۔

جاپانی مصارف جنگ۔ جاپانی وزرار نے ملک کے سرکردہ اعیان کے مشورہ سے آج یہ فیصلہ کیا ہے کہ مصارف جنگ کیلئے سات کروڑ ین زر جاپانی سکہ۔ مہیا۔ ملک میں ایک نیا ٹیکس جاری کر کے حاصل کئے جاویں اور مزید برآن پانچ کروڑ ین اسطرح سے کہ گورنمنٹ نے جو قوم مختلف کاموں کیلئے منظور کر رکھی ہیں ان بعض کاموں کو ملتوی رکھکر ان میں سے اسقدر رقمیں جنگی میزان پانچ کروڑ ین ہو مصارف جنگ کی فنڈ کو منتقل کر دیجائیں۔

جاپانی بیڑہ پر حملہ۔ روسیوں کا بیان ہے کہ ۱۱ مارچ کو چپ چاپ رہی۔ اور ایڈمرل ماکاروف کو دشمن کا کہیں پتہ نہ ملا۔ مگر لندن کا ایک تار جو کلکتہ کے اخبار انگلشمین کو موصول ہوا اس سے برعکس مضمون سناتا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں آج ۱۱ مارچ کو روسی تارپیڈو کشتیوں کا بیڑہ پورٹ آرتھر سے نکلا۔ جاپانی بیڑہ پر حملہ آور ہوا۔ لڑائی میں ایک جاپانی تارپیڈو کشتی اور ایک روسی تارپیڈو شکن جہاز غرق ہوئے۔ ان دونوں کے بعینوں کا کیا حشر ہوا یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ وطن کی رائے میں انگلشمین کے نامہ نگار کو تاریخوں میں مغالطہ ہو گیا ہے۔ اور اس نے ۱۰ مارچ کو ۱۱ مارچ تصور کر لیا ہے کیونکہ جو قصہ اس نے بیان کیا ہے وہ ۱۰ مارچ کے معرکہ کے حالات سے کلی مشابہت رکھتا ہے۔

لنڈن۔ ۱۴ مارچ۔ ایڈمرل ٹوگو ۱۰ مارچ کے بحری معرکہ کے متعلق مزید رپورٹ کرتا ہے۔ کہ جاپانی تارپیڈو بیڑہ کو کچھ ہی نقصان پہنچا۔ مگر خفیف بڑی جہازوں کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ فریقین کی تارپیڈو کشتیوں نے بالکل قریب ہو کر ۲۰ منٹ تک ان پر گولہ باری کرتے رہے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے جاپانی کشتیاں پورٹ آرتھر کے دہانہ کے قریب بحری سرنگیں بچھا دینے میں کامیاب ہو گئیں۔ وہ اس کام سے فارغ ہو چکی تھیں کہ روسی کشتیاں لڑائی کو آگے بڑھیں (لیکن اگر یہ بیان صحیح ہو تا تو ضرور اب تک کوئی نہ کوئی روسی جہاز کسی نہ کسی سرنگ سے ٹکرا کر نقصان اٹھا چکا ہوتا۔ مگر اس کی کوئی خبر نہیں آئی وطن) خلیج الکن میں ۲۵ فروری کو جو روسی جہاز تارپیڈو شکن غرق ہوا تھا اوس کا نام ولوشو فلمی تھا۔ (تارپیڈو شکن جہاز عموماً تین چار سو ٹن وزن کے ہوتے ہیں۔ ایک پر لاگت اسی نوے ہزار روپیہ آتی ہے۔ خلیج الکن پورٹ آرتھر سے بجانب مغرب آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی کھاڑی ہے وطن) جاپان نے اپنے ہی ملک ای مصارف جنگ کیلئے دس کروڑ ین قرض لینے کا اشتہار دیا تھا۔ جاپانی شہریوں کیطرف سے دس کروڑ ین دینے کی درخواستیں موصول ہوئیں۔ روسی مصافی جہاز دمتری دونسکوئی جس کی سوئز میں مرمت ہوئی تھی مصر کے شمالی ساحل پر گشت کر رہا ہے۔ اس نے ایک جرمن جہاز سنٹ گارڈ اور ایک انگریزی جہاز ماٹ لیک کو روک کر تلاشی لی۔ انگریزی جہاز کو اس نے اوپر کے گولہ چلانے سے رکنے کا حکم دیا روسی اگنبوٹ مند جور مقیم چینی بندر شنگھائی کا تمام سامان حرب اور اس کے انجنوں کے بڑے بڑے پرزے چینی گودام میں داخل کر دیئے گئے ہیں (اس اگنبوٹ کا قصہ ناظرین کو مفصل معلوم ہے۔ نیز یہ کہ اس نے کیوں اپنا سامان حرب اتار دیا ہے۔ وطن) جاپانی مدبر مارکوئیس ایٹو جاپان سے کوریا کو روانہ ہو گیا ہے۔

پورٹ آرتھر خالی کر دیا گیا۔ ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ وہ ۱۲ مارچ کو ایک جہاز پر چینی بندر چیفو سے پورٹ آرتھر اسقدر قریب ہو گیا۔ جہاں سے وہاں کے پہاڑی قلعوں کا معاینہ ہو سکتا تھا۔ ان کے بالائی حصہ بظاہر سنسان نظر آئے اور شہر کی آبادی کے متعلق ... بادل ... کسی جگہ کوئی روسی سپاہ ... آبادی کی کوئی اور علامت دکھائی نہ دی ... تنگ نہائی اور ... جاپانیوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ روسی جمعرات (۱۰ مارچ) سے پورٹ آرتھر کو اسطرح سے خالی کر گئے ہیں (یہ محض گپ ہے۔ روسی پورٹ آرتھر کو کبھی خالی کرنا گوارہ نہیں کر سکتے۔ وہاں کی دس بیس ہزار بری سپاہ یا ساحل کی توپیں اسقدر نسبتی ہیں۔ جسقدر کہ جہاز ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر روسی بیڑہ ساحلی قلعوں کی مدد سے محروم ہو جائے تو جاپانی بیڑہ اسے چند دنوں میں فنا کر دے۔ وطن)

روسی شکست۔ خبر ہے کہ جاپانی فوج بمقام تائنگ کان خشکی پر اتری ہے۔ وہاں جو روسی سپاہ موجود تھی۔ اسے جاپانی فوج نے پسپا کر دیا اور اس کے بعد وہ مقامات کالنسی اور انتنگ پر قابض ہو گئی (تائنگ کان دریا یالو کے ملین دہانہ پر ہے۔ انتنگ اس سے چند میل کے فاصلہ پر ساحل سے پرے دریا کے مانچوری کنارہ پر ہے۔ پچھلے تین ہفتوں کی خبریں ہی سناتی رہیں تھیں کہ روسی انتنگ اور اس کے متصلہ مقام کالنسی میں مستعدی تمام مورچے بنا رہے ہیں۔ یا وہ خبریں غلط تھیں یا یہ روایت غلط ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ایسے مضبوط مورچوں کو دشمن سے جم کر لڑائی کرنے کے بغیر روسی چھوڑ گئے ہوں۔ اور اگر وہ جم کر لڑتے تو نتیجہ خواہ کچھ ہوتا۔ فریقین کے ہزاروں آدمی ضرور کھیت رہتے۔ وطن۔

۱۰ مارچ کے معرکہ میں روسی تارپیڈو کشتی سٹرگوچی کو خود اس کے کمانڈر نے اڑا دیا تھا تاکہ غنیم اسکو پکڑ نہ لے۔ جاپانی تارپیڈو و بیڑہ نے آدھی رات کو جاکر روسی گولہ باری سے بالوصف پورٹ آرتھر کے دہانہ کے متصل بحری سرنگیں رکھدی تھیں۔ روسی کشتیاں اس کے بعد مقابلہ کو باہر نکلیں۔ جاپانیوں کے کل بیس آدمی ضائع ہوئے۔ جاپانی بیڑہ نے بعد ازاں تالین وان کے قلعہ سام شان ٹن پر بھی گولہ باری کی۔

روسی کاسکوں کی رجمنٹ دریا یالو کے مغربی کنارہ پر یعنے خاص چین کی حد میں گشت کر رہی ہے۔ (قصبہ نوچنگ اسی دریا کے کنارے پر ساحل بحر کے قریب آباد ہے۔ وطن)

روس نے ممالک غیر کی افسروں کو جواب دیا ہے کہ وہ وسط مارچ سے پہلے کسی کو اپنی افواج کے ہمراہ رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ مشرقی سائبیریا کی مقامی حکومت کا عملہ قلعہ ولاڈی ووسٹاک سے مقام خابارووسک کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ جو اول الذکر سے ۵۰۰ میل کے فاصلہ پر ساحل سے اندر دریا امور پر واقع ہے۔ وطن)

بقیہ تار خبریں۔ لنڈن ۱۴ مارچ۔ پورٹ آرتھر کو خالی کئے جانے کی خبر غلط تھی۔ جاپانیوں کا بیان ہے کہ ۱۰ کے معرکہ میں نہ ان کی کوئی تارپیڈو کشتی ضائع ہوئی۔ نہ کروزر تاکاساگو کو کچھ نقصان پہنچا۔ روسی کوریا سے مانچوریا کو ہٹ گئے ہیں دریا یالو عبور کرنے سے پہلے انہوں نے قصبہ ویجو کو آگ لگا دی۔ روسیوں نے کوریا کے قصبہ پنگ یانگ اور ساحلی مقام انجو کے درمیان تار کاٹ دیا ہے اڑھائی لاکھ روسی فوج مشرق اقصےٰ میں میدان جنگ کیلئے بدین تفصیل تیار ہو لی ہے

طلعیہ۔ دو رجمنٹ قادر سیدلوگی ہراول سولہ رجمنٹ قادر انداز پیدل ۲۰ جلد چلنے والی توپیں۔ تین بار زبان جلد چلنے والی کوہی توپخانہ کی اور کچھ سوار قلب لشکر کے نامہ و پیام کیلئے تار کا سلسلہ ہو گا اور قلب و ریزرو فوج کے درمیان ٹیلیفون ریزرو دستہ کمک میں رہیگا۔ یورپین روس سے ڈرگین نسل کے سواروں کے رسالے بھی بھیجے جائینگے۔

لنڈن۔ ۱۵ مارچ)۔ اسکے بحری معرکہ پورٹ آرتھر میں جن جاپانی کشتیوں کو صدمہ پہنچا وہ بقول جاپانیوں کے ایک ہفتہ میں درست کر لی جائینگی۔ ساسی بوکی جاپانی عدالت غنیمت نے گرفتار شدہ روسی سٹیمر مانچوریا کو جس پر زیادہ تر سیلوں کی چار بارتھی قابل ضبطی قرار دیا ہے۔ چینیوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ پورٹ آرتھر اور نیوچنگ کے روسی افسر صاف تسلیم کر رہے ہیں کہ جب تک روس تین لاکھ سپاہ جمع نہ کرے وہ جاپانیوں سے مقابلہ نہ کریگا۔ نیوچنگ کی معرکہ کے زخم خوردہ روس جہازات پلاڈا اور رٹ وزان اور زارویچ ۶ ماہ سے پہلے مرمت اور کام دینے کے قابل نہ ہو سکینگے۔ ایک اعلیٰ جاپانی مدبر نے بیان کیا ہے کہ یورپ کا یہ وہم ہے کہ جاپان نے ملک گیری کی طمع سے جنگ شروع کی ہے۔ دنیا دیکھ لے گی کہ اگر جاپان غالب بھی رہا تو وہ سالہا سال اپنی طاقت اور وسائل سے اسطرح کام لیگا کہ دنیا کے امن میں کسیطرح کا فرق نہ پڑے۔

جاپانی دستہ کی شکست۔ روسیوں کا بیان ہے کہ کوریا کے قصبہ پنگ یانگ سے شمال مغرب میں دریا چونگ چونگ کے کنارہ پر جاپانی سواروں کے چار ہراول دستے ملے۔ جن میں سے ایک روسیوں کی کمین گاہ میں پھنس گیا اور منتشر کر دیا گیا۔

پورٹ آرتھر سے ۸۰ فیصدی باشندے نکل چکے ہیں۔ چینی اور دیگر سوداگر جو اجناس و ذخائر چھوڑ گئے ہیں۔ اوس پر روسیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ روسی پورٹ آرتھر میں گندم اور آٹا پیسنے کی کلیں دھڑا دھڑ بھیج رہے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ پورٹ آرتھر کی روسی سپاہ دو سال تک غنیم کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ روسی بیڑہ کے زخمی جہازوں کی مرمت بسرعت تمام ہو رہی ہے۔ جہاز نووک مرمت کو حوض میں داخل ہو چکا ہے۔ لیکن رٹ وزان اور زارویچ ابھی باہر ہیں۔ ڈالنی کا بندر جہازوں کیلئے برسوں تک خطرناک رہیگا کیونکہ اوس کے متصل جو بحری سرنگیں بچھائی گئی تھیں۔ وہ ادہر اودہر سرک گئی ہیں۔ امریکہ کا کارخانہ جاپان کے لئے ریلوے کے سات انجن یومیہ بنا رہا ہے وہ کوریائی جاپانی ریلوے لائن نوسان تا سیئول پر کام دینگے۔ ایک جاپانی نے سولہ لاکھ روپیہ کی مالیت کے نوادرات جاپانی مجروحین کے فنڈ میں بطور چندہ دیئے ہیں۔ ایڈمرل الیکسیف نے مانچوریا اور لاؤتنگ کے چینی و مانچوری باشندوں کے نام اعلان شائع کیا ہے کہ روس تمہارا سچا دوست ہے اور ملک کی زرعی و تجارتی ترقی کے لئے ریلوے نہایت ضروری ہے۔ اوسکی حفاظت باحتیاط کرو

یہ اعلان جاپانی استبدادون کے جواب مین شائع کیا گیا ہے۔ جس مین جنگ کا الزام روس پر لگایا گیا تھا

مختلف عنوانین ۔ روسی کوریا لی سے باکل باہر نکل گئے ہین ۔ خبر ہے کہ جاپانی فوج روسی سپاہ کی بے زور لغوت کر با وصف مقام انگنگ پر قابض ہو گئی ہے ۔ یہ بھی افواہ ہے کہ جاپانیون نے پورٹ آرتھر فتح کر لیا ہے ۔ ایک خبر ہے کہ سیول مین جاپانی بڑی لڑائی کیلئے باخفائے تمام ہر طرح تیاریان کر رہے ہین ۔ اور عنقریب بڑا دہاوا کرنیوالے ہین ۔

ٹائمز جاپان کو مشورہ دیتا ہے کہ جب وہ پورٹ آرتھر اور ولاڈی ووستاک کو فتح کرلے تو انہی پر قانع رہے ۔ خاربین کیطرف مانچوریا مین آگے نہ بڑھے ان دونون مقامات اور کوریا ہی جاپان کے قابض ہو جانے سے مشرق اقصے مین روسی اقتدار کا خاتمہ ہو جائیگا (مگر کیا روسی یہ مقام دیکر چپکے بیٹھ رہینگے ۔ اور ان کو جاپانیون سے پھر فتح کرنے کیلئے پورا زور نہ لگا دینگے ۔ وطن)

۱۰ مارچ کے معرکہ مین جاپانی بیڑہ صرف ۴ روسی ملاحون کو پکڑ سکا ۔ روسی کشتی سٹرگوچی کے ملاح یا تو مر چکے تھے یا سمندر مین کود گئے تھے ۔ جنکو تلاطم [illegible] کی گولہ باری کیوجہ سے جاپانی ملاح نہ بچا سکے ۔

لنڈن ۱۶ مارچ ۔ جاپانیون کی نگرانی مین کوریا کے اندرونی انتظام کی از سرنو درستی و اصلاح ہو رہی ہے ۔ رشوت کے انسداد کا سختی سے تدارک ہو رہا ہے ۔

اول بحری معرکہ ۔ افواہ ہے کہ ۱۰ مارچ کے معرکہ کے بعد پورٹ آرتھر کے روسی بیڑہ نے ولاڈی ووستاک کے بیڑہ سے جا ملنے کے لئے پورٹ آرتھر سے نکلنے کی کوشش کی ۔ مگر جاپانی بیڑہ سے بتاریخ ۱۳ مارچ اسکی مڈبھیڑ ہو گئی ۔ فریقین نے بہت تمیں گولے چلائے تھے کہ روسی کروزر نووک زخمی ہو گیا اور روسی بیڑہ پیچھے ہٹ گیا اڑا دیا [illegible] کا وزن ۷ ہزار ٹن ہے ۔ باقی حالات کیلئے دیکھو فرسٹنگ ۔ یہ قیاس غلط معلوم ہوتا ہے کہ روسی بیڑہ ولاڈی ووستاک جانے کی غرض سے باہر نکلا ۔ کیونکہ اگر وہ وہاں پہنچ جاتا [illegible] بھی ہو جاتا ۔ تو اس جگہ پورٹ آرتھر [illegible] اسکی حالت زیادہ نازک ہوتی ۔ ولاڈی ووستاک کا بندر نہ پورٹ آرتھر اتنا وسیع ہے اور نہ محفوظ ۔ وطن)

امریکہ والے سخت ناراض ہین کہ روس نے تمام امریکن اخبارات کو بھی ممنوع الداخلہ قرار دیا ہے ۔ انہین کیون شامل کیا ہے ۔ روسی ایڈمرل [illegible] کروزر [illegible] ۱۴ مارچ [illegible] کو بھی [illegible] مشرق کو جا رہا تھا [illegible] شمالی ساحل کے قریب [illegible] گولہ چلا کر روکا ۔ اور [illegible] مین معافی مانگ لی ۔ اسی دن اوجنی ساحل پر تین میل کے فاصلہ پر نا روے کا ایک اسٹیمر کو روکا

جاپانیون کی دلاوری ۔ روایت ہے کہ ۱۰ مارچ کے بحری معرکہ مین فریقین کے تارپیڈو جہاز ایک دوسرے کے ایسے قریب ہو کر بھڑے ۔ کہ ایک جاپانی بحری جہاز ایک روسی کشتی مین پہنچ گیا ۔ اور اس نے کپتان کا سر تلوار سے جدا کر کے دو ہر کلات مار کر سمندر مین گرا دیا ۔ (یہ خبر یقینا گپ ہے ۔ وطن)

روسیون نے ۲۰ جاپانی جو چینیون کے بھیس مین تھے ساحل پر گرفتار کئے ہین ۔ وہ جاپانی بیڑہ کو جھنڈیون کے ذریعہ خبرین دے رہے تھے ۔

جاپانی فوج ۔ مسٹر سنٹ بے (انگریزی نامہ نگار) چینی بندر سنگھائی سے تار دیتا ہے کہ ایک بہت بڑی جاپانی سپاہ مع ساز و سامان رسد اور میدانی توپخانہ لیکر جاپانی بندر نگاساکی سے جہازون پر سوار ہو کر کوریا کے بندر اوجینا کو جا چکی ہے اور اسی ہزار اور عنقریب جانیوالی ہے (اوجینا کے نام کا کوئی شہر یا بندر کوریا مین نہین ۔ ناجو انجو ۔ وغیرہ مین سے غالبا کوئی ایک مراد ہے ۔ وطن)

اس کا بیان ہے کہ روسی پورٹ آرتھر [illegible] پر بیرا اور [illegible] لگانے کے لئے ڈالنی کو خالی کر رہے ہین ۔ جہان کی تمام فوج پورٹ آرتھر کو اور کچھ دریا یالو کو بھیجی جا رہی ہے ۔ دریا یالو پر اگر جاپانی فوج زیادہ جمع ہو گئی تو وہان کی روسی فوج خاربین کو ہٹ جائیگی ۔ روسیون کا بیان ہے کہ ڈالنی کی بندرگاہ لنگرگاہ کی بحری دیوار اور ریلوے سٹیشن کے نیچے سرنگین لگا دی گئی ہین کہ جونہی جاپانی وہان داخل ہون تمام سب عمارات کو اڑا دیا جائے ۔ بحیرہ جاپان کے تمام بحری تاربرقی کے سلسلے جاپانیون کے تصرف مین ہین ۔ تین سو روسی بحری انجینیر پیرس مین روس کے شہر کجنی نو وگوروڈ سے زخمی جہازون کی مرمت کیلئے پورٹ آرتھر کو گئے ہین ۔ جرمن جرنیل کونٹ دوونتری ملن کی رائے ہے کہ روس اپریل کے اختتام سے پہلے جاپان کے ساتھ بڑی لڑائی شروع نہین کر سکیگا ۔ اسکا خیال ہے کہ جاپانی پیدل سوار [illegible] روسی پیدل سپاہی اور توپچیون سے بہتر [illegible] کوریا کا دارالسلطنت [illegible] جو روسیون کا [illegible] اور جلاوطن کر دیا گیا ہے [illegible] سفیر [illegible] اپنے [illegible] دلون [illegible] انگلستان کی [illegible] مخالفت کا [illegible] گیا ہے ۔ جاپانی حکومت کی [illegible] [illegible] [illegible] جہازات [illegible] ان سے واپس لے لئے ہین ۔ [illegible] داران نے پنگ یانگ کے قریب بمقام [illegible] گمنام ساکوئی موضع ہوگا ۔ وطن) ایک جاپانی [illegible] قید کر لیا جو [illegible] ہین) ۔

جاپانی نقصانات کی تصدیق ۔ جرمن میل سٹیمر (ڈاک کا جہاز) موسومہ [illegible] جو ۱۴ مارچ کو مشرق اقصے سے کولمبو پہنچا ۔ یہ خبر لایا ہے کہ اس کے بحریون نے اپنی آنکھون سے جاپانی بندر نگاساکی مین کئی جاپانی جنگی جہاز مرمت ہوتے دیکھے ۔ جن مین سے ایک کی حالت بہت ہی ردی تھی ۔ جو انگریزی بحری جاپانی جہاز [illegible] کو جنوبی جاپان تک پہونچانے کیلئے نوکر رکھے گئے تھے وہ اسی جرمن جہاز پر ولایت واپس جا رہے ہین ۔ انگریزی اگنبوٹ کلاڈ جو آسٹریلیا جاتا ہوا ۱۳ مارچ کو کولمبو پہنچا ۔ اس کے کپتان کا بیان ہے کہ سویز کے متصل ایک روسی تارپیڈو کشتی کچھ دور اس کے پیچھے پیچھے آئی ۔ اور کہ سویز سے ۵۰ میل درے اس نے روسی مصافی جہازون کا ایک بیڑہ دیکھا تھا جو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اردگرد برقی روشنی ڈالتے تھے ۔

جاپان کا اندازہ ہے کہ اوسے اخراجات جنگ سے دسمبر ۱۹۰۴ء تک لڑائی پر ۳۵ کروڑ ۴۰ لاکھ ین (ین عہ) خرچ کرنے پڑینگے جو رقم تھوڑی میعاد کے میسری نوٹون کے اجرا اور خاص ٹیکس جنگ لگانے سے حاصل کیجائیگی ۔ بندر نوچینگ مین ایک انگریزی جنگی جہاز اسپیگل موجود ہے ۔ برف کے پگھلتے ہی وہ نوچینگ کے دریا لائو سے آجائیگا ۔ انگریزی حکومت نے شنگھائی میں سے اسے ہٹا لی ہے کہ انگریز باشندگان نوچینگ کو کوئی نقصان نہ پہنچے (وطن)

۱۰ مارچ کے معرکہ کے بعد بہانہ کے موقعہ پر سمندر کا پانی اتر نے پر پورٹ آرتھر کے متصل ایک غرق شدہ جاپانی تارپیڈو شکن جہاز صاف دکہائی دیا ۔ پھر بعد ازان وہائٹ ہیڈ تارپیڈو کے نیچے بھی وہان سے ملے ۔ (اس سے ثابت ہو گیا کہ روسیون کا بیان صحیح تھا ۔ وطن) فرانس اور انگلستان مین مصر ۔ مراکو ۔ سیام اور نیو فونڈلینڈ کے متعلق تمام مسائل متنازعہ پر باہم رضامندی سے قرارداد ہو گئی ہے ۔ جس کے مطابق عنقریب ضابطہ معاہدہ ہونیوالا ہے

لنڈن ۱۷ مارچ ۔ جاپانیون نے کوریا کی اندرونی انتظام کی اصلاح کے کام کو مکمل کر لیا ہے روسی حکومت نے ایڈمرل شارک کو مشرق اقصے کے روسی بیڑہ کی کمان سے یورپ واپس بلالیا ہے ۔ وجہ معزولی صاف ظاہر ہے گو الفاظ حکم نامہ میں بیماری کو وجہ بتایا گیا ہے [illegible] زخمی مصافی جہاز [illegible] کے کپتان [illegible] کو [illegible] کہ اوس نے [illegible] کی جاپانی کشتیون میں ان کی تارپیڈو [illegible] اور آتش پذیر مواد سے بھرے ہوئے [illegible] جہاز [illegible] بڑی دلاوری دکہائی (یہ جہاز گو زخمی ہو کر لنگرگاہ کے کنارے پر لگا ہوا ہے ۔ مگر اس کی توپین وغیرہ سب صحیح سالم [illegible] اور سامان جہاز پہلی ان سے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے ۔ وطن) روسی حکومت نے بحیرہ بالٹک کے بیڑہ کو بحیرہ شمالی کے راستہ مشرق اقصے کو بھیجنے کا خیال چھوڑ دیا ہے ۔ پورٹ آرتھر کے روسی بیڑہ کی نسبت کچھ معلوم نہین کہ آیا وہ اس وقت وہین ہے ۔ یا وہان سے نکل گیا ہے

جاپانیون کو کل اطلاع پہونچی تہی کہ سات روسی جنگی جہاز پورٹ لازارف کے پاس سے گذرتے دیکھے گئے تھے ۔ مگر یہ نہین بتلایا کہ وہ کسطرف کو جا رہے تھے (پورٹ لازارف کوریا کے مشرقی ساحل پر خلیج بروٹن کے کنارہ پر واقع ہے ۔ وہ ولاڈی ووستاک سے ۴۳۰ میل بجانب جنوب اور کوریائی بندر فوسان سے ۴۰۰ میل شمال مین ہے ۔ وطن) جاپانیون کا بیان ہے کہ روسی فوج مقیم پورٹ آرتھر عنقریب اسے غنیم کے حوالہ کر دیگی ۔ جو روسی تجارتی جہاز جاپانی فوجی شفاخانہ مین ہیں وہ غنیم کے سلوک کے بڑے مداح ہیں ۔ روسی حکومت نے بھی اوسکے متعلق جاپان کا شکریہ ادا کیا ہے ۔

روسی بیڑون نے کو نکے کے لدے ہوئے چار جہاز فروری مین سویز کے قریب سومن روک لئے تھے ان مین سے ایک غریب بائی نام کل کولمبو پہنچا ۔ اسکے کپتان کا بیان ہے کہ روسیون نے پہلے ان جہازون کو غرق کرنے کی دہمکی دی ۔ مگر بذریعہ تار روسی حکومت سے استصواب کرنے پر حکم ملا کہ جہازون کو ضبط کر لو غرق نہ کئے جائین ۔ دو دن بعد زار کا حکم آگیا کہ بالکل چھوڑ دو اور آئندہ جاپان کے سوا کسی اور ملک کے تجارتی جہاز کو نہ پکڑا جائے ۔ یہ جہاز جاپان کے لئے کوئلہ لیجا رہے ہین ۔ جاپان کا تجارتی جہاز بنگو بارو سنر [illegible] احکام لیکر لنڈن سے روانہ ہوا ہے وہ روسی جنگی جہاز کی موجودگی کو علی الرغم بحیرہ روم اور بحر قلزم کے رستہ گذریگا ۔

ایڈمرل شارک کے ساتھ ایڈمرل [illegible] مشرق اقصے کو واپس پیٹرس برگ بلالیا گیا ہے ۔ روسی فوج کا بڑا حصہ دریا یالو عبور کر گیا ہے (کسطرف کو ؟ آیا منچوریا کیطرف سے کوریا کے علاقہ کو ۔ یا اس کے برعکس یہ نہین بتایا گیا ۔ وطن) تصدیق ہو گئی ہے کہ اب تک بحری معارکون مین جاپان کے چار کروزر اور پانچ تارپیڈو کشتیان ضائع ہوئی ہین ۔

لنڈن ۱۷ مارچ ۔ سمندر دیوتا ابھی روسیون پر خفا ہے ۱۶ مارچ کو انکا ایک تارپیڈو شکن جہاز موسومہ سکوری بی اپنی ہی بحری سرنگون مین ایک ٹکر کر پورٹ آرتھر مین داخل ہوتا ہوا غرق ہو گیا ۔ [illegible] جرمنی [illegible] انگریزی جرنیل [illegible] کو [illegible] کیا گیا تھا کوریا مین اور [illegible] سیل پہنچ گئی ہین ۔ افسوس [illegible] آف کیمبرج سابق سپہ سالار افواج برطانیہ آج ۱۷ مارچ کو فوت ہو گئے ۔ آپ ملکہ مرحومہ کی چچا یعنی شاہ معظم کی [illegible] [illegible] ملکہ مرحومہ کے صرف دو ماہ بڑے تھے ۔ [illegible] مارچ ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئے [illegible] میں کرنیل ہوئے [illegible] اور سلطان کی تمغہ پایا [illegible] میں [illegible] سے ۱۸۹۵ء تک سپہ سالار رہے ۔ وطن)

قیصر جرمنی کے نو جوان شاہ ہسپانیہ بمقام ویگو ملاقات کی جو خاص اسی غرض کیلئے وہان گئے تہے ویگو ہسپانیہ کے شمال مغربی کونہ پر بحر اوقیانوس کے کنارے ایک اہم بندرگاہ ہے ۔ وطن)

ہم اور ہمارے ناظرین

ضروری اطلاع خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہو سکے گی اور مطبع اسکا ہرگز ہرگز جوابدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے چٹ کا نمبر دینے میں اس بات کا لحاظ رکھا جاوے کہ جیسے ٹر ایل مٹ نہ لکھا جاوے وہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو چٹھیوں کی رجسٹری کے لیے ملا ہوا ہے اسکو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

بقایا دار جن خریداروں کے ذمہ مطبع کا کچھ بھی بقایا ہے یا جنھوں نے ابھی تک باوصفیکہ پہلی سہ ماہی ختم ہونے کو ہے زرچندہ ۱۹۰۴ء روانہ نہیں کیا اگر وہ اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب تک واجب الادا رقم بھیجیں گے تو مزدست الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں + مطبع کی طرف سے یہ ضروری نوٹس ہے۔ اور اسکے بعد کسی اور اطلاع کی ضرورت نہیں رہے گی +

ایک اور بات سالگذشتہ میں میری اکثر غیر حاضری کی وجہ سے بعض رقوم آمدہ مطبع کا اندراج بالتفصیل نہیں ہوسکا یا یہ کہو کہ ضروری رجسٹروں میں کسی قدر فروگذاشت سے ہوا ہے۔ اس لیے جن احباب نے ۱۹۰۲ء یا ۱۹۰۳ء کی قیمت الحکم ادا کر دی ہے اور ان کا حساب صاف ہے ان کے سوا باقی بزرگ بقایا کے متعلق ہمیں خود اطلاع دیدیں تاکہ ان کے حساب کا مقابلہ کر لیا جاوے لیکن اگر اسپر توجہ نہ کی جاوے گی تو پھر مطبع کے رجسٹروں یا کاغذات کا اندراج صحیح تصور ہوگا اور کسی شکایت کی گنجایش نہیں ہوگی + ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ ہمارے خوشمعاملہ خریدار اسطرح صفائی حساب کے لیے ہمیں مدد دینگے۔

ڈاکٹر عمار علیخان صاحب اور بابو عبدالحمید صاحب سالی لینڈ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے دو اخبار جاری کراتے ہیں ان اخباروں کی قیمت وصول ہو چکی ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء اس پاک تحریک کے محرک ڈاکٹر سید جلال صاحب مخبر + اسلیے الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق ٹھیر کر سید صاحب کو بھی اسکا ثواب ہوگا۔ اسطریق پر اگر یہ تحریک جاری رہی تو تعجب نہیں کہ صدہا جدید اخبار یادگار مرحوم میں جاری ہو کر انکی روح کے ایصال ثواب کے موجب ہوں۔ اس تحریک سے صرف اتنا ہی فائدہ نہیں بلکہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ قوم کی زندگی کے آثار ہیں۔

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق ہمارے ایک دیرینہ کرمفرما اور الحکم کے سچے خیرخواہ چودھری محمد حسین صاحب گرداور کو خیال پیدا ہوا ہے۔ قریباً ہر روز ڈاک میں انکی طرف سے ایک خریدار کے نام الحکم جاری ہوتا ہے چودھری صاحب کی اگر یہی توجہ رہی تو وہ الحکم کے لیے سب سے زیادہ خریدار بہم پہونچانے والے ٹھیرینگے خدا تعالےٰ انکی سعی کو مشکور فرماوے۔ آمین

مکند پور ضلع جالندر کے شیخ نصیر الدین عرف شیخ نتھو ایک معمولی بساطی کی دوکان رکھنے والا احمدی ہے لیکن الحکم کے ساتھ اسکو کچھ ایسی محبت اور اسکی اشاعت کا ایسا جوش ہے کہ باوجود قلیل آمدنی کے بھی دو پرچے اپنی جیب سے خرید کر دو شخصوں کے نام جاری کراتا ہے + یہ جوش اشاعت صدق و حق کا بھی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی سچائی کی دلیل ہے + گو بادی النظر میں راہ حق میں انفاق مال مشکل معلوم ہوتا ہے مگر۔

نہ بذل مال در راہش کسے مفلس نمیگردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بالکل سچ ہے۔ شیخ صاحب کی مثال ہمارے اہل دول اصحاب کو الحکم کی توسیع اشاعت پر توجہ دلاتی ہے۔

لاہور سے ہمارے ایک مکرم جو الحکم کے یوم اجرا سے اس کے خریدار ہیں اور خوشمعاملہ خریداروں میں ہیں محض اس بنا پر الحکم کو پسند کرتے ہیں کہ اسمیں جنگ جاپان کی خبریں اور ڈاکخانہ کے متعلق مضامین بھی درج ہوتے ہیں۔ ہمکو اس بات سے تو بیشک افسوس ہے کہ الحکم کا ایک خریدار اور خوشمعاملہ خریدار اس سے الگ ہوتا ہے مگر یہ بھی ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ اگر انھوں نے جنگ جاپان و روس یا محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق مضامین کے سلسلہ کے اجرا کے وجوہات پر غور کی ہوتی تو شاید وہ اسقدر مخالفت نہ کرتے بہرحال ہم ان سے ناراض نہیں کیونکہ جبکہ ان کی ... کارڈ ملا اسی روز ... ساتھ پہونچے ... ثابت ہوا۔

ہم نے ایک مرتبہ اپنی مشکلات کا ایک مرتبہ ذکر کیا تھا جسمیں اس امر کا بھی ذکر تھا کہ مختلف المذاق لوگوں کا مذاق ایک اخبار نویس ایک ہی اخبار میں پورا نہیں کرسکتا۔ البتہ وہ عام مذاق کو جو مشترک ہوتا ہے لے لیتا ہے۔ اسلیے ہمارے ناظرین میں سے ہر واحد یہ کبھی توقع نہ رکھے کہ ہم ہر ایک شخص کے ذاتی مذاق کے موافق الحکم کو ایڈٹ کر سکینگے۔

مولوی محمد فضل صاحب چنگوی چکڑالوی کے متعلق باقاعدہ الحکم میں لکھنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں انکا اختیار ہے لکھیں الحکم کو حتی الوسع ان کے مضامین کے اندراج میں کوئی عذر نہ ہوگا بشرطیکہ وہ متین اور معقول ہونیکے علاوہ مناسب موقع بھی ہوں۔

ہمارے ایک مخدوم اور محسن بابو نذیر الدین صاحب بھاموی نے الحکم کے متعلق اسکی عمدہ چھپائی اور کتابت وغیرہ کی ضرورت کو اسقدر محسوس کرتے ہیں کہ الحکم کی بروقت اشاعت بھی اسپر قربان ہونی چاہیے حقیقت میں کچھ دنوں سے یہ نقص الحکم میں ہم خود محسوس کر رہے تھے اور اسکی اصلاح کی فکر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین۔

الحکم کے متعلق ایڈیٹر الحکم اور ناظرین الحکم کی خط و کتابت ہمیشہ اسی عنوان کے تحت اخبار ہی میں ہوا کریگی + اور کچھ دنوں سے یہ سلسلہ باقاعدہ جاری ہے۔

مظلومان پوسٹ آفس

وہی نوٹ سسٹم نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کی خرابی ہم نے ایک مثال کے ذریعہ سے ظاہر کی ہے اگرچہ ہمارے پاس بہت سی مثالیں ان کشتوں کی موجود ہیں جو اس نوٹ سسٹم کے تیغ پر قربان ہوے ہیں لیکن یہ اصل مطلب سے دور جا پڑنا ہوگا اگر ہم ایک پر بھی کافی توجہ نہ لا سکیں اسلیے ہم سب سے پہلے اسی ایک کیس دیوی دتامل اور جلال الدین کو بار بار پیش کرینگے اور صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر سے انصاف چاہیں گے کہ ایک ہی مقدمہ میں ایک ہی جرم کے دو ارتکاب کرنیوالوں کو دو مختلف سزائیں کس بنا پر دی جاتی ہیں یا دی گئی ہیں + اگر نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کا نقص اسی مثال سے ثابت ہوگیا تو آیندہ جو مثالیں ہم اور پیش کرینگے وہ صاحب موصوف کی مزید توجہ کو پھر بخود اپنی طرف منعطف کرنے والی ثابت ہونگی اور اگر اسکو چھوڑ کر اور ہم پیش کریں تو یہ ایک قسم کا خلط مبحث ہوگا۔ اس لیے ہم اس کے متعلق پھر صاحب موصوف کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ دیوی دتامل اور جلال الدین کا کیس منگوا کر سارا بجا خود پڑھیں۔ اور دیوی دتامل کو اپنے سامنے بلا کر اس سے پوچھیں کہ اس نے کسقدر اپیل کیے تھے اور انکا جواب اسے کیا دیا گیا ہے؟ ہم معزز ہمعصر زمیندار سے جو محکمہ ڈاکخانہ میں ایک عرصہ تک معزز اسامی پر رہ چکا ہے اور جو اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اس محکمہ کے ملازموں کو بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتا ہے اس معاملہ میں اپنے ساتھ ملنے کی درخواست کرتے ہیں اور غالباً بہت جلد ہم انکی رائے سننے کے قابل ہوسکیں گے۔ (باقی دارد)

گارنٹی فنڈ ہمکو توجہ دلائی گئی ہے کہ گارنٹی فنڈ جو محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق ہے جس میں ہر ملازم ہر ڈاکخانہ کی تنخواہ میں سے سالانہ ایک مقررہ رقم وضع ہوتی ہے اسپر افسران سررشتہ کی توجہ دلائیں کہ وہ روپیہ کہاں جاتا ہے؟ عنقریب ہم اسپر بحث کرینگے + فی الحال نوٹ سسٹم کی خرابیوں کو رفع کرنیکی کوشش میں ہم مصروف ہیں

وی پی سسٹم وی پی کے متعلق گذشتہ اشاعت میں جو ہم نے ذکر کیا تھا کہ ٹکٹ نہ لگا کرینگے وہ خبر صحیح نہیں تھی بلکہ اسکے متعلق جو صحیح اطلاع مبشر ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کی طرف سے ہمکو بصورت اعلان ملی ہے ہم اسکو بلا کم و کاست ذیل میں درج کر دیتے ہیں۔

موجودہ قواعد ڈاکخانہ کے مطابق فرستندگان قطعات قیمت طلب فارم میں جو قیمت طلب قطعات کے ہمراہ ڈاکخانہ میں پیش کیے جاتے ہیں وہ رقم درج کرتے ہیں جو مکتوب الیہ سے واجب الوصول ہوتی ہے۔ قطعات قیمت طلب رجسٹری شدہ کے لیے ڈاکخانہ رسید کی اس کل رقم میں سے جو مکتوب الیہ سے وصول کی جاتی ہے کمیشن منی آرڈر منہا کر کے باقی رقم فرستندہ قطعہ کو بھیج دیتا ہے اسوجہ سے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کمیشن منی آرڈر اس رقم سے جو فرستندہ کو ادا ہوتی ہے زیادہ رقم پر وضع کی جاتی ہے مثلاً ایک رجسٹری شدہ قطعہ پر پانچ روپیہ دو آنے بمعہ کمیشن مکتوب الیہ سے وصول کیے ہیں اور اگرچہ فرستندہ کو صرف پانچ روپیہ ہی تقسیم کیے جاوینگے لیکن کمیشن پوری رقم پر یعنی پانچ روپیہ دو آنہ پر مجرا کی جاتی ہے۔ اب یہ قرار پایا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء سے فرستندہ قیمت طلب قطعہ فارم پر صرف وہ رقم ہی درج کیا کرے جو اسکو مکتوب الیہ سے ملنی ہے اور ڈاکخانہ منی آرڈر کمیشن اس رقم کے ساتھ شامل کرکے مکتوب الیہ سے کل رقم وصول کریگا۔ چنانچہ اس حساب سے یکم اپریل سے اوپر کی مثال میں صرف پانچ روپیہ اور ایک آنہ ہی مکتوب الیہ سے وصول کیا جاوے گا۔

(۲) یکم اپریل ۱۹۰۴ء کو اور بعد اسکے نئے فارم جو قیمت طلب قطعات کے ساتھ ڈاکخانوں میں پیش کرنے چاہییں وہ درخواست کرنے پر ہر ڈاکخانہ سے مفت ملجاوینگے۔

کلکتہ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۴ء

دستخط۔ ایچ۔ ایم۔ کش
قائمقام ڈائرکٹر جنرل
ڈاکخانجات ہند

رسالہ سراج الحق۔ خاص وفات مسیح میں بحث دیکھنے کے قابل۔ باہر چار رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت فی رسالہ ایک آنہ علاوہ محصول ڈاک۔ راقم سراج الحق نعمانی جمالی سارنپوری۔

ہمارے ناتمام آرٹکل

ہم نے اکثر مسلسل مضامین الحکم میں لکھنے شروع کیے تھے جو ہمارے نزدیک اہم اور ضروری تھے اور یہ قوم کا حسن ظن اور قدردانی ہے کہ اُس نے ان مضامین کو جہانتک وہ نکل چکے ہیں ایک لطف اور ذوق کے ساتھ پڑھا اور اکثر خطوط کے ذریعہ بار بار تقاضا کیا کہ انکو پورا کیا جاوے لیکن کچھ مقدمات کی مصروفیت اور بعض دیگر پیش آمدہ امورات کی وجہ سے وہ اب تک بھی ناتمام چلے جاتے ہیں ممکن ہے کہ وہ ہماری طول نویسی کی بدعادت کیوجہ سے ختم نہ ہوئے ہوں یا ذوق طبیعت نے انکو فی الحقیقت لیا کرنا ضروری سمجھا۔ بہرحال اس میں کلام نہیں کہ وہ ناتمام ہیں ضرور۔

اسوقت ہمکو کسی قدر فرصت اور گنجایش ان مضامین کی تکمیل کے واسطے معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے ارادہ کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں کہ اگر توفیق ملجاوے تو انکو پورا کر دیا جاوے اور ان میں سے پہلا مضمون

اسلام میں عورتوں کی حالت

کے عنوان سے جو شروع کیا گیا تھا اسے ختم کرنے کی سعی کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ ھو نعم المولےٰ و نعم النصیر

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۴

سلسلہ کیلیے دیکھو ۷ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

حقیقت میں یہ چھوٹی سی بات نہیں کہ ایسے وقت اور ایسی حالت میں جبکہ روے زمین پر عورۃ ذات کو حقیر اور ناتوان سمجھا گیا ہو اور اسکی کوئی قدر و قیمت نہ ہو۔ عورت کی جائز عزت اور وقعت اُسکو دیجاوے اور اُسپر عمل کرکے دکھا دیا جاوے۔ یہ اسوقت ممکن ہے یہ بات معمولی نظر آوے۔ کیونکہ قائم ہوچکی ہے اور ہر گوشہ سے صدائیں آرہی ہیں کہ ہم عورت ذات کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن اُنکی مثال امریکہ کی دریافت کی سی ہی ہے کہ کولمبس نے جب نئی دنیا کو معلوم کر لیا تو اسکے ہمعصروں نے حسد کیوجہ سے کہدیا کہ کونسی مشکل بات تھی ہم خود بھی کر سکتے تھے۔

لیکن جب دربار شاہی میں وہ ایک معمولی انڈے کو میز پر کھڑا نہ کر سکے تو معلوم ہوگیا کہ یہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہیں اور یہ دعوی محض اس بنا پر تھا تا کولمبس کی جائز عزت اور قدر کو کم کریں۔ مگر ان باتوں سے دشمن کامیاب نہیں ہو سکتے اسی طرح پر آج متمدن قومیں کہہ سکتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم میں عورتوں کی جو عزت کیجاتی ہے وہ کسی دوسری قوم اور ملت میں نہیں۔ لیکن ہمنے کچھ حصہ اسکا دکھایا ہے اور باقی روز روشن میں لائیں گے + سب سے

پہلا انسان جسنے دنیا میں عورت کی عزت و وقعت کو قائم کیا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور آپ کی عزت و وقعت جو اس حیثیت سے قائم ہوتی ہے اسوقت پورے طور پر نظر آوے گی جب یہ دیکھا جاوے کہ یہ حکم کسوقت دیا گیا تھا دنیا کی اسوقت کیا حالت تھی؟ غور تو کرو کہ دنیا ایک ہی طریق پر چل رہی ہو۔ اور تمام دنیا اس مسئلہ عورت میں ایک ہی خیال اور مذہب پر قائم ہو۔ پھر ایک شخص دنیا کے ایک حصہ میں کھڑا ہو۔ جو کل دنیا سے الگ تھلگ ہو۔ اور وہ ان سب کی مخالفت کرے اور اس طرح پر کل دنیا سے لڑنے کے لیے طیار ہوجاوے اور اس دشوار کام میں بازی لیجاوے۔ فی الحقیقت یہ ایک نادرالوجود بات ہے جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

اس مضمون میں جو ہم اسلام میں عورتوں کی حالت پر لکھ رہے ہیں اس بحث پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ زن و مرد کے حقوق کی مساوات کا مسئلہ جو پیش کیا جاتا ہے اس کا حقیقی مفہوم اور مطلب کیا ہے؟ کیونکہ ہم علانیہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ فطرۃ نے مرد و عورت کی بناوٹ میں ایک امتیاز صریح رکھا ہوا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنی کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ عورت مرد کی ایسی غلام ہو کہ مثل نباتات جمادات کیطرح وہ کچھ بھی نہ کر سکے اور مرد جو چاہے اس سے سلوک کرے اور جو ستم چاہے اسپر روا رکھے لیکن عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ لب گستاخی کھولے۔ تم

اس سے پہلے جسطرح ہمنے کسیقدر اختصار کیساتھ یہ دکھایا ہے کہ عورت پر ہر قسم کے ستم روا رکھے جاتے تھے اور تمام عیبوں اور خطاکاریوں کی جان اسکو کہا جاتا تھا۔ اسیطرح اب ہم یہ بھی اختصار کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں وہ کونسا کام ہے جو عورتوں نے نہیں کیا + البتہ خدا تعالیٰ کی حکیم اور مجید کتاب سے اتنا تو پتہ ہمکو ملتا ہے کہ کوئی عورت کبھی نبیہ ہوکر مبعوث نہیں ہوئی قرآن شریف کی اس آیت شریفہ وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم سے یہ استنباط کرتے ہیں اور ہم دعوے سے بیشک نہیں کہہ سکتے کہ ممکن نہ تھا کہ اگر کوئی عورت کبھی نبیہ ہوکر دنیا میں آتی تو خدا کی مجید کتاب اسکا کسی نہ کسی رنگ میں ذکر نہ کرتی۔

بہرحال ہم ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ ایک نبوت کے منصب پر تو بیشک عورت ذات غالباً مامور نہیں ہوئی اور اس کے سوا دنیا میں ایسا کونسا کام ہے جو اُس نے نہیں کیا۔ سب سے بڑھ کر خطرناک جگہ **میدان جنگ** ہوتا ہے جہاں جانے سے بڑے بڑے دلیروں اور شیر دلوں کا پتہ بھی پانی ہوتا ہے لیکن تاریخ عالم بتاتی ہے کہ تلواروں کے سایہ میں بھی یہ خدا کی مخلوق مردوں سے پیچھے نہیں رہی۔ اگرچہ اے مرداں بکوشید و جامہ زناں نہ پوشید کہنے والا فارسی فلاسفر عورت کو میدان جنگ کے ناقابل قرار دیتا ہے لیکن ہم اس کے متعلق یہی کہیں گے کہ اس تصویر کا مصور **آدمی** ہے ہم بہت سی نامور اور بہادر عورتوں کے نام لے سکتے ہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمارے پڑھنے والے اس سے بیخبر نہیں ہیں پھر سیاست اور ملکداری بھی ایک عظیم الشان کام ہے ہم دیکھتے ہیں کہ عورت ذات نے اس میں بھی وہ حصہ لیا ہے کہ بعض اوقات مردوں کی سلطنت کو بھی اسپر رشک آیا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہماری **قیصرہ ہند** کی دانشمندی اور ملکداری کا ایک عالم میں شہرہ اور سکہ تھا۔ علوم و فنون کے حاصل کرنے اور ان میں دستگاہ اور مہارت پیدا کرنے میں بھی یہ پیچھے نہیں رہی تھیں۔ پھر سب سے بڑھکر خدا ترسی اور دینداری ہے ایسی ایسی زاہدہ اور خدا پرست ولیہ عورتیں گذری ہیں جو اپنے زمانہ میں ایک قابل قدر نمونہ تھیں علوم دینیہ اور تفقہ فی الدین میں انھوں نے وہ کمالات دکھلائے ہیں کہ زمانہ نے ہمیشہ انکی ذہانت۔ عقل خداداد اور طباعی کی داد دی ہے۔ اور تحسین کی ہے۔ باوجودیکہ ہر رنگ اور ہر حال میں انسان کے ساتھ ایک وفادار اور قابل قدر عنصر کیطرح رہی ہے، لیکن پھر بھی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ہمیشہ سے ہر ملک اور ہر حصہ عالم اور ہر طبقہ انسان میں اسپر ظلم روا رکھا گیا ہے۔ اور انسانی تکریم کے لیے اسکو ایک بدنما داغ تصور کیا گیا + باوجودیکہ بعض صفات اور اخلاق میں یہ مردوں سے بھی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے جیسے صبر اور رحم اور رقت قلب جو فطری طور پر عورت میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے وہ بہت جلد ایکبات سے متاثر ہوجاتی ہے اور وفاداری اور استقلال کے ساتھ نباہتی ہے۔ اس میں بھی کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ محسن پرستی (جو انسانی سرشت کا بہت بڑا خاصہ ہے جس کے لیے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفت احسان کے کامل نمونوں کو بھی پیش کیا ہے اور اس میں یہی غرض تھی ہے کہ تا وہ انسانی فطرت محبت الٰہی میں ترقی کرے) میں بھی بہت بڑا پایہ ہے اور اسکی محسن پرستی قابل رشک ہے۔ اور جفاکشی میں بھی یہ مرد سے کم نہیں ہے مگر باوجود ان خوبیوں اور اخلاقی کمالات کے مرد ہمیشہ انکو بزدل کہتا ہے انکی کمزوری ضرب المثل قرار دی گئی ہے۔ کودن اور بلید الطبع انکو قرار دیا جاتا ہے ہرچند کہ انکی عقلی اور ذہنی خوبیوں کے عملی نمونے موجود ہیں + کبھی انکی عصمت پر حملہ کیا جاتا ہے اور انکی ذراسی بات کو بھی ایک بتنگڑ بنا کر پیش کیا جاتا ہے + غرض مردوں کے مقابلہ میں انکو نہایت ہی حقیر اور کمزور ثابت کیا ہے ہم نے اس مضمون کے لکھنے سے پہلے اور اب بھی اس سوال پر غور کیا ہے کہ وہ کیا بات اور وجہ تھی جسنے اس ام الکائنات کو ایسا ذلیل اور حقیر بنا دیا + اور ایک ہی جرم کے ارتکاب پر کیوں مختلف نتائج نکالے گئے ہیں + ہمکو تو اسکی وجہ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ مرد نے قانون قدرت اور منشاء الٰہی کو توڑ کر یہ روا رکھا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے اسکا فیصلہ صاف صاف کیا ہے جیسا کہ اپنے اپنے محل پر آئے گا۔

ہر قوم ہرچند کہ اسکی بعض طباعی اور عالی ذہنی کو مانتی ہے ہرچند کہ اسکے وفادار رقیق القلب ہونے کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کرتی ہے لیکن پھر تعجب ہے کہ ہر ایک قوم با ہمہ سب سے بڑھ کر فتنہ پرداز دغاباز۔ مکار عورت ہی کو قرار دیتی ہے حالانکہ اگر مشاہدہ اور تجربہ سے کام لیا جاوے تو جو فیصلہ عورت کے حق میں کیا جاتا ہے سراسر غلط اور بے دلیل نظر آئیگا۔ جاڈیل خانوں میں جا کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مردوں کی تعداد زیادہ ہے پھر عدالتوں کی اور پھر اگر مقدمات کی روداد کو دیکھا جاوے تو یہ راز بھی بہت جلد کھل جائیگا کہ عورتیں جن جرائم میں سزایافتہ ہیں انکے بانی مبانی اور محرک دراصل مرد ہی تھے اور یہ بیچاری انکی ہی تحریک اور ترغیب سے اس روز بد کے دیکھنے والی ٹھیری ہیں اصل یہ ہے کہ مرد نے عورت کے متعلق جو فیصلہ دیا ہے وہ خود ہی دیا ہے اور یہ وہی بات ہے کہ کسی تصویر میں شیر کو آدمی نے گرایا ہوا تھا اور شیر سے آدمی نے پوچھا کہ تم نے اس تصویر کو دیکھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ تصویر آدمی نے آپ ہی بنائی ہے بعینہ یہاں بھی وہی مثال صادق آتی ہے عورت کے متعلق مرد کا ذاتی فتویٰ اور اپنی رائے ہے جو اس نے آپ ہی مدعی بنکر تجویز کر لی ہے اور نہ یہ کہ کسی عادل منصف نے یہ فیصلہ دیا ہو بلکہ جب عادل منصف کے سامنے یہ سوال پیش ہوا ہے تو اُس نے اس سوال کو ایسے طریق پر حل کیا ہے۔

کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی

(باقی پانچویں نمبر میں)

مراسلت

مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی قرآن کریم میں غلط فہمی

مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی اشاعۃ القرآن مطبوعہ ۱۳۲۰ھ میں بجواب اشاعۃ السنۃ صفحہ ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں بیشک میرا اعتقاد ہے کہ مردہ کو بدنی عبادت یا مالی صدقات وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ چکڑالوی صاحب نے اپنے زعم میں تفسیر القرآن بالقرآن بھی لکھی ہے اگر اُن کو تفسیر القرآن بالقرآن کا علم ہوتا تو اتنی بڑی غلطی کے مرتکب نہ ہوتے۔ انھوں نے اس اعتقاد کا تمسک قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات سے کرکے ساتھ ہی ترجمہ بھی اپنے مذاق کا کھا کر

(۱) الا تزر وازرۃ وزر اخرٰی و ان لیس للانسان الا ما سعٰی

(۲) من اہتدٰی فانما یہتدی لنفسہ

(۳) تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت۔

(۴) لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت۔

چکڑالوی صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کو لکھتے ہیں۔ کاشکے کوئی ایک ہی آیت آپ نے انتفاع اموات از صدقات و عبادات وغیرہ پیش کی ہوتی لیجیے مولوی صاحب اگر مولوی محمد حسین نے کوئی آیت پیش نہیں کی تو ہم پیش کر دیتے ہیں۔ لہٰذا معروض ہے کہ انسان کے کلام میں اختلاف و تناقض کے پیدا ہونے کا احتمال ہے مگر قرآن کریم چونکہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے اسلیے اس میں اختلاف و تناقض کا پیدا ہونا محال ہے۔ اگر آیات مذکورہ بالا جو مولوی صاحب نے بر عدم انتفاع اموات از صدقات و عبادات وغیرہ پیش کی ہیں اگر یہ مراد لی جاوے کہ ایک انسان کو خواہ مردہ ہو یا زندہ اپنے عمل و کسب خیر و سعی کے سوا دوسرے انسان کے عمل خیر صدقہ۔ خیرات۔ دعا وغیرہ سے نفع یا بہ الفاظ دیگر راحت۔ آرام۔ اجر۔ ثواب نہیں پہونچ سکتا تو قرآن کریم کی کئی اور آیات اور مشاہدات اور بعض ضروری مسلمات اسلام مولوی صاحب کے بیان بالا کے بالکل برعکس اور مخالف ہیں اسی طرح المنار کے اڈیٹر محمد رشید رضا ساکن بیروت ملک شام سے کسی نے سال گذشتہ میں یہی مسئلہ پوچھا ہے تو اُسنے لیس للانسان الا ما سعٰی کے تمسک سے المنار میں یہ جواب شائع کیا کہ صرف والدین کو اولاد کی خیرات و صدقات و ادعیہ سے فائدہ یعنی ثواب پہونچ سکتا ہے کیونکہ اولاد والدین کی سعی میں ہی ہوتی ہے۔ اور باقی کسی کے صدقات و خیرات و ادعیہ سے کسیکو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اب ہم جبکہ قرآن کریم کی بیشمار آیات بیّنات اور مشاہدات و تجربات کو روزمرہ دیکھتے ہیں تو ان دونوں صاحبان مذکورہ بالا کا بیان بالکل غلط معلوم ہوتا ہے انھوں نے آیات مندرجہ بالا کے معانی سمجھنے میں دھوکا کھایا ہے اور سخت غلطی کے مرتکب ہوے ہیں اس اعتقاد سے اسلام کے بہت سے اہم اور مسلمہ مسائل و اعتقادات کی بیخکنی اور قرآن کریم کی آیات سے اعراض واجب آتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات والالزامات۔

(۱) سنو! قال اللہ تعالیٰ و استغفر لہم اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ و صل علیہم ان صلوٰتک سکن لہم یعنی اے پیغمبر مومنوں کے لیے خدا سے مغفرت طلب کر بیشک خدا تعالیٰ بخشنہار اور مہربان ہے اور ان کے لیے دعا کر بیشک تیری دعا اُن کے لیے موجب آرام و اطمینان ہے۔ کیا یہ آیات دوسرے انسان کے عمل سے انتفاع کی دلیل نہیں ہیں۔ اگر مردہ کو اپنے عمل خیر کے سوا کسی دوسرے انسان کے عمل سے کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا تو پھر مردہ کا جنازہ کیوں پڑھا جاتا ہے اور اُس کے لیے دعا کیوں کیجاتی ہے جس عمل سے اُسے نفع نہ ہو اُسکا بجالانا عبث ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ صلوٰۃ القرآن میں جنازہ کے لیے قرآن کریم سے دعائیں اخذ کی ہیں جو عام مردہ اور زندہ مومنوں کیلیے کی جاتی ہیں اور اشاعۃ القرآن مطبوعہ ۱۳۲۰ھ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مردہ کو بدنی عبادت یا مالی صدقات وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ مولوی صاحب کے اس اعتقاد کے مرتب اور اُس ترجمہ کی بنا پر جو انھوں نے لیس للانسان الا ما سعٰی کا کیا ہے۔ مردہ زندہ کسیکو کسی انسان کی دعا و جنازہ و صلوٰۃ وغیرہ سے کچھ فائدہ و ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ چنانچہ چکڑالوی صاحب نے مذکورہ بالا آیات کے بالمقابل تشریح و تفسیر میں یہ الفاظ لکھے ہیں کسی زندہ یا مردہ کو کسی دوسرے کی عبادت یا صدقہ کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ تعجب ہے کہ چکڑالوی صاحب باوجود اس اعتقاد کے پھر مردہ کا جنازہ پڑھنا تجویز کرتے ہیں اُن کے مریدوں و معتقدوں کو چاہیے کہ اُن سے پوچھیں کہ جب لیس للانسان الا ما سعٰی کے یہی معنے سمجھتے ہو کہ انسان کو کوئی بھلائی اور ثواب و راحت و آرام پہنچ نہیں اور فائدہ اپنے عمل کے سوا نہیں پہونچ سکتا تو پھر آپ کا مردہ کے جنازہ کا اہتمام کرنا کس بنا پر ہے کیا اُس کے لیے دعا کرنا آپ کے اعتقاد کے موجب عبث نہیں ہے کیا آپ کے ترجمہ و تفسیر کے موجب دعا و صلوٰۃ الجنازہ عبث نہیں ہو جاتے۔ ایسا ہی محمد رشید رضا نے اگر اس آیت کے یہی معنی صحیح سمجھے ہیں تو اسکو المنار میں شائع کرنا چاہیے کہ صرف اولاد اپنے والدین کا جنازہ پڑھے اور اُن کے لیے دعا کرے دوسروں کی دعا سے کسیکو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا اگر کسی کے عمل کا ثواب کسیکو نہیں پہونچ سکتا اور ایک شخص دوسرے کی دعا و عبادت سے نفع نہیں اُٹھا سکتا تو بعض مومنوں اور رشتہ داروں کی دعائیں جو وہ زندہ و مردہ مومنوں کے حق میں کرتے رہتے ہیں خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُنکو ذکر کرکے اُن کے اس فعل پر اپنی رضا کیوں ظاہر کی ہے بلکہ تاکیدی حکم ہے کہ ایسا ہی کریں۔ دعا ہے تو بدنی عبادت ہے جسکو دوسرے لفظوں میں صلوٰۃ کہا گیا ہے کیا صلوٰۃ الجنازہ میں سارا بدن دعا میں شامل نہیں کیا جاتا۔ کیا دعا بدن کے ٹکڑوں زبان اور دل وغیرہ سے صادر نہیں ہوتی ہے الدعاء مخ العبادۃ دعا ساری عبادات کا مغز اور لب ہے۔ شاید آپ فرما دینگے کہ دوسرے کے حق میں دعا کرنا عبادت نہیں۔ سنو! دعا کے لیے بھی امر آ چکا ہے اور اس امر کا بجالانا عبادت ہے و استغفر اللہ اُن کے لیے طلب مغفرت کر۔ قل رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا۔ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما سارے قرآن کریم کی دعاؤں میں جو جمع متکلم کے صیغے اور جمع کی ضمیر بار بار آتی ہیں یہ وہ بہت اجتماعی سارے مومنوں کی جانب سے ایک دوسرے کے حق میں ہیں اور بعض کا بعض سے فائدہ و نفع حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہیں

(۲) ساری اجتماعی عبادات مثلاً پانچوں نمازوں اور جمعہ و عیدین و حج کو بہت سے مومنوں کا ایک ہی جگہ مقررہ وقت پر اکٹھے ہوکر ادا کرنا بعض انسانوں کا بعض انسانوں کے اعمال خیر و اخلاق فاضلہ و حسنہ سے نفع و فائدہ حاصل کرنے پر دلیل ہے۔

(۳) اگر ہم لیس للانسان الا ما سعٰی کے یہ معنی سمجھیں کہ انسان کو اپنے کسب خیر و نیک کمائی کے سوا اور کچھ بھلا اور نفع و نیکی حاصل نہیں ہو سکتے تو بتاؤ کہ لاکھوں انسان جو روز مرہ دنیا میں عدم سے وجود میں آتے اور پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی زندگی کے بیش قیمت و انمول پونجی حاصل کرنے کے لیے کون سی نیکی بجا لاتے ہیں جو ان کو اتنی زندگی کی اتنی بڑی مایہ دولت باُمحنت و مشقت اور اپنے کسب و کمائی کے بغیر ملجاتی ہے ہل اتٰی علی الانسان حین من الدہر لم یکن شیئا مذکورا۔ او لا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل و لم یک شیئا

(۴) خاک ہوا آگ پانی۔ درخت۔ سورج چاند۔ ادویہ۔ نباتات چرند۔ پرند وغیرہ بیشمار ارضی و سماوی اشیاء سے جو فوائد و حِت و آرام۔ سکھ چین ہر دم انسان کو پہونچ رہے ہیں انکی تحصیل کے لیے انسان نے کونسی کمائی کی ہے

(۵) اولاد کی محبت اور پیار کی کشش اور جذب اور اُن کے عقد و بہ دہنت و تربیت اور پرورش کا خیال جو والدین کے دلمیں ڈالا جاتا ہے ان سب امور کے حاصل کرنے کے لیے اولاد کیا کمائی کرتی ہے جو والدین کو اُنکی تربیت و پرورش کا خیال اُن کے پیچھے سرگردان کر دیتا ہے۔

(۶) اگر اس آیت سے یہ مراد ہوتی کہ انسان کو اپنی سعی و کسب خیر کے سوا کوئی نیکی اور بھلائی راحت و آرام نہیں مل سکتا تو پھر خداوند تعالیٰ کے کلام کے برخلاف کوئی مشاہدہ ظہور میں نہ آتا اور اُس کے کلام اور کام میں موافقت پائی جاتی اور کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے لیے بلا عوض کسی قسم کی نیکی اور بھلائی راحت و آرام کے اسباب کے ایجاد کرنے پر قادر نہ ہو سکتا۔ اور انسانی ہمدردی کا خیال کسی انسان میں نہ پایا جاتا اور نہ اس کے برخلاف کچھ ظہور میں آتا کیونکہ کوئی شخص منفعات کو ایجاد نہیں کر سکتا حالانکہ ہم اس کے برعکس روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمکو اپنے عمل خیر اور کسب خیر کے سوا اوروں سے بہت سے بھلائیاں اور نیکیاں اور منافع راحت و آرام بلا عوض حاصل ہو رہے ہیں

(۷) اس آیت سے یہ مراد بھی ہرگز نہیں لے جا سکتے کہ انسان کو اپنے کسب خیر و کمائی کے سوا اور کچھ زیادہ ثواب نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مندرجہ ذیل آیات اس امر کی مخالفت کر رہی ہیں من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا۔ یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اُسکو دس نیکیوں کا بدلہ دیا جاوے گا انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب یعنی صابروں کو بے انت و بیشمار ثواب ملے گا۔ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضاعفہا و یؤت من لدنہ اجرا عظیما یعنی خدا تعالیٰ نیکی کا بدلہ دینے میں ایک ذرہ بھر بھی کمی نہیں کرے گا۔ اگر کوئی شخص ایک نیکی کرے گا تو خداوند تعالےٰ اپنے پاس سے بڑھ کر اُسکا اجر دے گا۔ من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا و من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الذین عملوا السیئات الا ما کانوا یعملون۔ سورہ قصص جزو ۲۰

(۸) مکہ کے کفار و اشرار نے سراج العارفین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نابود کرنے کے لیے کیا کچھ جان توڑ کوششیں کی تھیں مگر اُن کی کوششوں اور کمائی کا صلہ و بدلہ اُنکو کیا ملا صرف یہی حبطت اعمالہم یعنی اُنکی کوششیں اکارت ہو گئیں وجہ یہی تھی کہ وہ بدی کی سعی میں تھے اور بدی کا بدلا و صلہ ایک ہی یعنی اکہرا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود ذی جود کی محافظت کے لیے جو بیشمار جنود ایزدی پہرہ میں رہتے تھے اُنکی سعی کا صلہ بےشمار تھا۔

(۹) کسان کو دیکھو کہ ایک دانہ بونے کے بدلے میں کتنے دانے حاصل کر لیتا ہے۔ آب و ہوا مٹی وغیرہ کی تحصیل کے لیے کسان کیا کمائی کرتا ہے جو اُسکے کھیت میں فصل پک کر اُسکے خرمن و انبار بھرے جاتے ہیں قال اللہ تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل

سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔ یعنی مثال اُن لوگوں کی جو اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں مثل ایک دانہ کے ہے جسکے بونے سے سات خوشے پیدا ہوتے ہیں اور ہر خوشہ میں سو دانہ ہوتا ہے اسطرح خدا تعالیٰ نیکوں کو اُن کی نیکی کا بدلا بڑھا کر دیتا ہے خدا تعالیٰ فراخ دانا ہے۔

(۱۰) ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی خدا تعالیٰ اہل مکہ کو عذاب نہیں دے گا جب تک تو اُن میں بیٹھا ہے۔ اب یہ نص صریح ہے دوسرے کے عمل وجود سے نفع حاصل کرنے پر۔ کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مکہ کے لوگوں سے خدا تعالیٰ کا عذاب ہٹا رہا جب تک نبی علیہ السلام مکہ میں رہے کفار و اشرار پر عذاب نہ آیا۔ جب آپ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں آئے تو کفار و اشرار پر عذاب الٰہی نازل ہونا شروع ہو گیا۔

(۱۱) اگر بالکل یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ انسان اپنے عملوں کے سوا نجات حاصل نہیں کر سکتا تو یہ اتکال علی العمل کا شرک اور فضل ایزدی سے ناامیدی کی دلیل ہے۔ وانہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت سے وہی نا امید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ آدمی کا ہی کتنا کوشندہ ہے تاہم اعمال صالحہ کے بجا لانے میں سعی کرنی چاہیئے لیکن اعمال صالحہ کی نیت و تکمیل عمل و صحت و عافیت۔ بدن و جان سب خدا تعالیٰ کی رحمت و فضل پر منحصر ہے اسی لیے کہا گیا ہے وان رحمتہ سبقت علی غضبہ یعنی خداوند تعالیٰ کی رحمت و مہر کا پلہ اُسکے غضب اور قہر سے گراں ہے اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ انسان اعمال صالحہ وحسنات کو چھوڑ کر بے قید اور آزاد ہو کر سیئات کا مرتکب ہوتا رہے اور یہ سمجھے کہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت کا اُمید وار ہوں بلکہ ایسا کام خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کے خلاف ورزی ہے اور جس خلاف ورزی کی پاداش سزا ہے۔

اب ہم ان آیات کی تفسیر قرآن کریم سے بیان کرتے ہیں جو چکڑالوی صاحب نے برعدم انتفاع اموات واحیاء از صدقات و عبادات وغیرہ پیش کی ہیں۔ واضح ہو کہ یہود میں سے بعض مشائخ و سجادہ نشین دعویٰ کرتے تھے کہ جو ہماری تابعداری کرے گا ہم قیامت کو اپنے تابعداروں کے گناہ کا بوجھ اُٹھا لیں گے چنانچہ اُن کے اس دعوےٰ کو حکایتہً خدا تعالیٰ نے ذکر کر کے قرآن کے متعدد مقامات میں رد فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ وقال الذین کفروا للذین اٰمنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم وما ہم بحاملین من خطایاہم من شیء انہم لکاذبون و لیحملن اثقالہم و اثقالا مع اثقالہم و لیسئلن یوم القیمۃ عما کانوا یفترون۔

+ قیامت میں گناہ کی پرسش نہ ہوگی بلکہ علامت سے مجرم کی گرفت ہوگی یعرف المجرمون بسیماہم ... فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ۔

سورہ عنکبوت پارہ ۲۰ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وان تدع مثقلۃ الیٰ حملہا لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربیٰ سورہ فاطر۔ پارہ ۲۲۔ اور کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو کہ تم ہمارے تابعدار ہو جاؤ تو ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے اور اصل بات یہ ہے کہ وہ اُن کے گناہ ذرہ بھر بھی نہ اُٹھائیں گے وہ جھوٹے ہیں البتہ وہ ضرور اپنے گناہوں کا بوجھ اور اپنے گناہوں کے ساتھ لوگوں کے گمراہ کرنے کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے جو ان کی اپنی ہی کمائی ہوگی اور ابھی اُن کو پوچھا جاتا ہے قیامت کے دن کی بابت جو بہتان وہ افترا کرتے ہیں۔ دوسری آیت۔ اور نہ اُٹھائے گا کوئی اُٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی بوجھ مرتا اپنا بوجھ اُٹھوانے کو کوئی نہ اُٹھاوے اُس میں سے کچھ اگرچہ رشتہ دار ہو۔

چنانچہ مندرجہ ذیل آیات بھی یہودی لا تزر اور مدعی سجادہ نشین سے اسی مسئلہ مذکورہ بالا کا ابطال اور رد فرمایا جاتا ہے اعندہ علم الغیب فہو یریٰ ام لم ینبأ بما فی صحف موسیٰ وابراہیم الذی وفیٰ ان لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ثم یجزاہ الجزاء الاوفیٰ سورۂ نجم پارہ ۲۷۔ کیا اس لا تزر مدعی کو غیب کی خبر ہے جو دیکھ کر کہتا ہے کیا اسکو اس علم کی خبر نہیں ہوئی جو موسیٰ اور ابراہیم وفادار کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کو کوئی جی کسی جی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا اور نہیں ہے کسی انسان کے ذمہ کسی کے گناہوں کا بوجھ اُٹھانا مگر جو اُس نے خود کمائی کی اور اُسکی کمائی ہوئی گناہوں کو دیکھ بھال کر اسکو پوری سزا ملے گی (نہ کسی دوسرے گناہوں کے بدلے کسیکو سزا دی جاوے گی کیونکہ یہ بات عدل اور انصاف سے بعید ہے) جیسا کہ پولس یہودی نے نصرانی بنکر اس گندے عقیدہ کفارہ کا اختراع کر کے عیسائیوں کے گناہوں کے بدلے ناحق عیسے علیہ السلام کو تین دن دوزخ میں جلنا قرار دیکر بیشمار مخلوق کو وارد جہنم کر دیا وان لیس للانسان الا ما سعیٰ میں صرف بدی کے بدلے کا ذکر ہے کیونکہ نیکی کا پاداش دس گنا زیادہ ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اسکو اُس نیکی سے دس گنا زیادہ ثواب ملے گا اور بدی کا بدلہ بدی کے برابر ملے گا چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلہا یعنی جو کوئی بدی کرے اسکو اُس بدی کا بدلہ اُسکے برابر ملیگا لیس للانسان الا ما سعیٰ اور مندرجہ ذیل آیات آپس میں مطابق ہیں من جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلہا یعنی جو کوئی ایک بدی کرے اُسکو ایک بدی کی جزا ملے گی۔ من عمل سیئۃ فلا یجزیٰ الا مثلہا یعنی جو کوئی ایک بدی کرے اسکو اُسکے برابر بدلہ ملے گا۔ سورہ مومن ۲۴ من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الذین عملوا السیئات الا ما کانوا یعملون سورہ قصص۔ پارہ ۲۰۔ یعنی جو کوئی برائی کرینگے اُنکو اُسی قدر بدیوں کی سزا ملے گی جسقدر اُنھوں نے بدیوں کا ارتکاب کیا دیکھو ما سعیٰ اور ما کانوا یعملون مساوات کے معنوں میں آئے ہیں پس لیس للانسان الا ما سعیٰ کا ترجمہ یہ ہوا کہ انسان کو انھیں گناہوں کا بوجھ اُٹھانا پڑے گا جو اُس نے خود کمائے۔ باقی آیات جو چکڑالوی صاحب نے برعدم انتفاع اموات از صدقات و خیرات و ادعیہ وغیرہ پیش کی ہیں وہ صرف یہود کے غلط اعتقاد کے تردید میں آئے ہیں جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ عدم انتفاع از صدقات و خیرات کا تمسک ان سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ صدقات بھی حالیہ دعا میں شامل ہیں لا یرد البلاء الا الصدقۃ والدعاء۔

انی سأعود الی بعض دلالات چکڑالوی و ابنہ علیہا بواسطۃ ہذہ الجریدۃ المفیدۃ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ تابعی الامام۔

راقم محمد فضل خان احمدی۔ چنگا گوجر خان۔ ۱۳ مارچ ۱۹۰۵ء

ہماری سہ ماہی رپورٹ

الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں ہمارے احباب و سرپرست حصہ تو لے رہے ہیں لیکن اسکی رفتار بہت ہی سست ہے اور اگر سب کے سب پوری سعی اور توجہ سے کام لیں اور ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ اسکو کم از کم ایک خریدار ضرور ہی الحکم کے لیے بہم پہونچانا ہے تو یہ صیغہ بہت جلد الحکم کی ترقی اشاعت کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر جہانتک غور کر کے دیکھا گیا ہے ہمارے اکثر احباب یا تو اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور یا محسوس کرتے ہیں تو یہ حس ایک آنی حس ہوتی ہے جب تک وہ الحکم میں اس تحریک کو پڑھتے ہیں اُسی وقت تک وہ متاثر رہتے ہیں اور جہاں اُسکو ختم کیا اُسکے ساتھ ہی وہ اثر جاتا رہا حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے اگر الحکم ان کے نزدیک کوئی قومی خدمت کر رہا ہے؟ اگر وہ اُسکو عزیز رکھتے ہیں؟ تو کیا وہ اس کے قیام و بقا کے لیے جہانتک اسباب تعلق ہے کوشش نہیں کرتے؟ یہ سوال ہے جس کا جواب ہماری قوم کے ہر فرد پر واجب ہے

اور کم از کم خریداران الحکم کے ہر خریدار پر

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آیندہ سہ ماہی وار رپورٹ الحکم میں جدید خریداروں کی شائع کر دیا کریں اور ہفتہ وار اُن احباب کے نام تو ہم کبھی نہ کبھی رنگ میں شائع کرتے ہیں جو توسیع اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

اگرچہ ابھی پوری سہ ماہی تو نہیں ہوئی تاہم ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء تک خریداروں کی رپورٹ ہم شائع کرتے ہیں۔ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء سے ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء تک ۱۰۵ جدید خریدار درج رجسٹر ہوئے ہیں۔ جن میں سے ۸ بند ہو چکے ہیں اور اسطرح پر ۹۷ خریدار جدید سمجھے جاتے ہیں اگرچہ یہ تعداد دو لاکھ سے زیادہ کی جماعت میں دو ماہ اور ۱۲ دن کے اندر بہت ہی کم ہے لیکن کسی صورت میں اسکو غیر مطمئن بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایک امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ ہم نے ایک بار الحکم کے متعلق ایک نوٹ لکھتے ہوئے لکھا تھا کہ بعض احباب کمی قیمت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارزان فروشی بسیار فروشی ۔ ہم نے ان کے جواب میں لکھا تھا کہ ہمیشہ ارزاں فروشی بسیار فروشی کا باعث اور کلیہ قاعدہ نہیں ہے۔ تاہم بعض موقعوں پر ہم نے کمی قیمت کا نمونہ دکھایا ہے اور غیر مستطیع یعنی دس روپیہ ماہوار آمدنی والوں کے نام ۲ سالانہ پر بھی الحکم کے جاری کرنیکا اعلان کیا ہے۔ اگر واقعی کمی قیمت بسیار فروشی کا جزو اعظم ہوتی ہے تو اس اندازہ سے الحکم جیسے بڑے اور پرانے اخبار کے ہزاروں خریدار ہونے چاہیئیں تھے مگر ایسا نہیں ہوا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا وہ غلط نہ تھا۔

اصل بات ترقی اشاعت کی قوم کی باہمی کوشش ہے اور اسکے پیدا ہونے کے واسطے اخبار بینی کا صحیح مذاق ہونا چاہیے۔ جب تک وہ پیدا نہ ہو کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اگلی رپورٹ جو ہم آخر جون پر شائع کرینگے انشاء اللہ بہت کچھ اُمید دلانیوالی ہوگی۔ وما توفیقی الا باللہ ہو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

وکیل اور ہم

معزز ہمعصر وکیل نے ۱۹ فروری کی اشاعت میں مولوی بدرالدین صاحب احمدی ساکن قادرآباد کے طاعون سے مرجانے پر ایک نوٹ لکھا ہے اور اس میں الحکم کو یوں خطاب کیا ہے۔

"یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوے پر کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے نہیں مرے گا اُن کے مرید طاعون سے فوت ہوں کیا انکی جماعت کا آرگن اخبار الحکم قادیان اس کا کوئی تسلی بخش جواب دیسکتا ہے؟ ہم ممنون ہونگے اگر وہ اس عقدہ کو کما حقہ حل کر کے لوگوں کی حیرت کو دور کر دے گا۔ اور ہمیں اس دقت سے نجات دلائے گا کہ لوگ بار بار اس قسم کے سوالات پیش کرتے ہیں اور ہم کو مجبوراً سکوت اختیار کرنا پڑتا ہے۔"

ایڈیٹر صاحب نے جس صفائی کے ساتھ جو نکتہ جواب طلب کیا ہے اسلیے ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ہماری سمجھ اور طاقت ہے اس سوال پر روشنی ڈالیں۔ اس کا تسلی بخش ہونا یا لوگوں کے لیے آیندہ کے واسطے اعتراضات کا سد باب کرنے والا ہونا یہ ہمارے اختیار سے باہر ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جبکہ اللہ تعالےٰ جیسے عظیم الشان قادر۔ مقتدر۔ یگانہ منفرد ہستی پہ اعتراض کرنے والے موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر نکتہ چینی کرنے والے اعتراض کر رہے ہیں تو کسی اور کا اُن کے اعتراضوں سے بچنا محال ہے تاہم یہ قاعدہ ہے کہ حق کے اندر جو حقیقت کی روشنی ہوتی ہے وہ پاک دلوں پر اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ اسی بنا پر ہم اس سوال کیطرف توجہ کرتے ہیں کہ شاید کوئی سعید الفطرت اس سے فائدہ اُٹھاوے ہمکو لائق ایڈیٹر وکیل پر افسوس ہے کہ اُنھوں نے باوجودیکہ قرآن شریف میں لا تقف ما لیس لک بہ علم پڑھا ہوگا پھر بھی انھوں نے بلا سوچے سمجھے اور بغیر ذاتی تحقیق یہ لکھدیا کہ

"یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوی پر کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے نہیں مرے گا اُن کے مرید طاعون سے فوت ہوں۔"

دانشمند اور منصف مزاج ایڈیٹر کا فرض ہونا چاہیے تھا کہ وہ پہلے اپنی جگہ دیکھ لیتے کہ کیا واقعی مرزا صاحب نے کوئی ایسا دعوی کیا بھی ہے کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے فوت نہیں ہوگا اگر یہ دعوی ہے کبھی اور کہیں نہیں کیا گیا تو بجز اعتراض بجائے خود بودا اور کمزور ہو جاتا ہے بلکہ رہتا ہی نہیں۔

اور پھر اس کے بعد ہمارے معزز ہمعصر اور دوسرے معترضین کو معلوم ہونا چاہیے کہ قوانین الٰہیہ میں تغیر یا تبدیل نہیں ہوتا۔ ان کے نتائج ہمیشہ یقینی اور صحیح ہوتے ہیں۔ قرآن شریف ایک دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے جو دنیا کو دیا گیا ہے اس میں بعض اوامر ہیں اور ان کے نتائج ہیں نواہی ہیں اور ان کے ثمرات ہیں۔ اوامر کی جو شخص اتباع کرتا ہے خواہ وہ کوئی ہو وہ اسکے مفید اور نیک نتائج سے ضرور بہرہ ور ہوتا ہے اور نواہی کو جو توڑتا ہے خواہ کوئی ہو ضرور ہے کہ اُسکے بد نتائج سے حصہ لے۔ یہ ایک اصل محکم ہے جسکو کسی صورت میں ہم توڑ نہیں سکتے۔

اب ہم سردست مولوی بدرالدین صاحب کے متعلق عرض کرتے ہیں کہ آیا انھوں نے کسی ایسے قاعدہ کی بھی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں؟ قادرآباد کے تمام باشندے اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ مولوی بدرالدین صاحب اپنے ایک عزیز طاعون زدہ کے گھر دوسرے گاؤں میں جہاں طاعون پڑا ہوا تھا گئے اور خود انھوں نے اس طاعون زدہ کو غسل دیا یہ ایک واقعہ ہے جسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور قرآن شریف میں صاف ارشاد ہے لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کے پاک ارشاد کے موافق منع فرمایا ہے کہ جہاں طاعون زور سے پھیلا ہوا ہو وہاں مت جائو۔ انھوں نے اس حکم نبوی کی بھی خلاف ورزی کی پھر کیا ضروری نہ تھا کہ ان قواعد و احکام کو توڑنے کی وجہ سے اس بیماری میں اسباب عادیہ کے ماتحت مبتلا ہوتے۔ ہمکو تو ہم ضرورت نہیں دیکھتے کہ رعایت اسباب پر بھی بحث کریں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر وکیل ایسا ناواقف نہیں ہو سکتا کہ وہ رعایت اسباب کی ضرورت سے ناآشنا ہو۔

غرض

مولوی بدرالدین صاحب کی وفات کے تو یہ اسباب ہیں اب ہم عام طور پر اس سوال کو حل کرنا چاہتے ہیں کہ

کیا کسی احمدی کے طاعون سے فوت ہو جانے سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟

اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ ہرگز نہیں۔ اس کے وجوہات کے لیے ہم اپنے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ کا ایک خط شائع کرتے ہیں جو اُنھوں نے اس قسم کے ایک سائل کے جواب میں ۱۴ مئی ۱۹۰۳ء کو لکھا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

طاعون سے کونسی قوم فائدہ اٹھاتی ہے اور کس قوم کو سراسر خسارہ ہے

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر وکیل جو اپنی آزاد منشی کو قائم رکھنا چاہتا ہے ان دقتوں سے بچنے کے واسطے جو آئے دن اسکو ایسے سوالات کا جواب دینے میں پیش آتے ہیں اس جواب کو بلفظہ شائع کردیگا۔

مولوی غزنوی کا یا اور کسی کا احمدی جماعت کے فوت شدوں کی فہرست طیار کرنا محض حماقت کا کام ہے اور آخر کار ندامت اور ذلت کا موجب ہوگا ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ طاعون کو ہمارے سلسلہ کی ترقی و تائید کیلیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اس وقت تک ہم دیکھتے ہیں اور تمام دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ کئی ہزار آدمی طاعون کے خوف کے سبب سے ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ غور کرو کیا اس سے ہمارے مخالفوں کو دو خسارے حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ طاعون سے بکثرت مر رہے ہیں اور انشاء اللہ مرینگے دوم یہ کہ انکے ہی سے نکلکر ہزاروں آدمی ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سوچنے والے کے لیے یہ کتنا بڑا نشان ہے رہا یہ کہ ہماری جماعت سے بھی کچھ لوگ مرے ہیں اور شاید آیندہ بھی بعض مریں خدا تعالےٰ کی استمراری سنت کے مطابق ہے۔ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھلو جا بجا خدا تعالیٰ نے مکی سورتوں میں کفار کو دھمکی دی کہ تمہیر عذاب آنیوالا ہے اور فرمایا کہ تم تلوار سے ہلاک ہو جاؤگے آخر جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو ہجرت کرکے مدینہ میں گئے تو خدا تعالیٰ کی وعید کی پیشگوئیوں کا سلسلہ شروع ہوا ہجرہ کے ایک ہی سال کے بعد بدر کی لڑائی واقع ہوئی اس لڑائی کو خدا تعالےٰ اپنی کتاب میں بڑے نازاور ذوق سے الفرقان کہتا ہے حقیقت میں اس لڑائی سے جو بہت ہی مختصر تھی کفر اور اسلام کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو گیا۔ خیر اسکی شوکت کی تلوار کند ہوگئی وہ سب ائمۃ الکفر جو ریشہ دوانی اور منصوبہ بازی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مشار الیہ سوچے ہوئے تھے ہلاک ہو گئے اور ایسا ہی خدا تعالیٰ کے عذاب کی باتیں اُنھیں مخالفین میں اور تبوک وغیرہ جنگوں میں پوری ہوئیں مگر ان لڑائیوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے۔ بڑے بڑے جلیل الشان صحابی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور چچا اور رشتہ دار شہید ہوئے۔ جناب صدیق اکبر علیہ السلام کے مبارک عہد میں جھوٹے نبیوں کے فتنہ اور ارتداد کے فرو کرنے میں کسقدر بزرگ صحابہ نے جام شہادت پیا۔ حضرت عمر فاروق علیہ السلام کے عہد شریف میں عیسائیوں کی ساتھ لڑائی میں طاعون کے سبب سے قریب پچیس ہزار صحابہ کے شہید ہوئے۔

اب ان مولویوں سے غزنویوں سے لاہوریوں سے امرتسریوں سے بٹالویوں سے خواہ اور بھی چند شہروں یا تمام شہروں کے مولویوں سے اور صوفیوں سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر بھی عذاب نازل ہوا تھا۔ اسلیے کہ جب وہ کوئی ظاہری فرق نہیں دکھا سکیں گے اس لوہے کی تلوار کے کشتوں میں جو صحابہ اور انکے دشمنوں کو لگی اور اس نے دونوں کو ایک ہی وضع سے قتل کیا تو اگر کوئی اور مابہ الامتیاز نہیں بتائیں گے یا مانیں گے تو انھیں صاف اعتراف کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کے قہر کی آگ نے اولیاء اور اعداء اللہ کو بیدریغ بلا امتیاز راکھ کیا۔ جو توجیہ اور تاویل وہ وہاں کرینگے وہی ہمارے سلسلہ کے شہداء طاعون کے حق میں بطریق اولیٰ چسپاں اور موزون ہوگی اس سلسلہ کا زعم ہے کہ اُس کا قدم منہاج نبوۃ پر ہے اسلیے ضروری ہے کہ اسکی راہ میں وہی امور پیش آئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے فرق اتنا ہے کہ اُسوقت خدا تعالیٰ کی قہری اور جلالی اور انذاری پیشگوئیاں اعداء اللہ و الرسول کے حق میں سیف و سنان کی شکل میں پوری ہوئیں اور آج وہی پیشگوئیاں طاعون اور اسکی نظیروں کے رنگ میں پوری ہو رہی ہیں۔ اسبات کو معیار ٹھیرا کر کسقدر ضروری ہے کہ جیسے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنگوں میں اس تلوار سے شہید ہوئے جو اُن کے دشمنوں کی خانہ برانداز ی میں بڑی صفائی سے چلتی تھی۔ آج بھی کچھ اصحاب ہمارے سلسلہ کے طاعون سے شہید ہوں خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ دشمن جس امر کو اعتراض کا نشانہ بناتا ہے وہی خدا تعالیٰ کے سلسلہ حقہ کی تائید و تصدیق کا نشان بن جاتا ہے سو چاہیے اور خدا تعالیٰ کے لیے فکر کرو کہ ہمارے سلسلہ کی بڑی فضیلت کس بات میں ہے۔ ہمیں یہ سلسلہ کوئی الگ اور نرالا سلسلہ ہو یا ہمیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کے قدم بقدم اور پورے معنوں میں ہمرنگ ہو خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ اسکی ساری باتیں بلا تفاوت ہوبہو وہی ہیں۔

اسی ماہ میں ایکدفعہ لاہور کے منشی ... اکونٹنٹ کی ... کے جواب میں ایک سوال

کیا تھا جو الحکم میں شائع ہوا تھا اُس میں میں نے بڑی تحدی سے دعویٰ کیا تھا کہ جو ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر یا ذات پاک پر وہ کرتے ہیں میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے ہیں۔

میں نے بڑے غور و فکر کے بعد بھی کوئی فرق منشی صاحب موصوف کے دل و دماغ میں اور اُن راستی کے دشمنوں میں نہیں دیکھا اور جیسے اُس میں فرقان کے طور پر دعویٰ کیا تھا کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور اُن کے دست و بازو منشی عبد الحق صاحب اپنے طومار لاطائل عصای موسیٰ سے کوئی بڑا اعتراض انتخاب کر کے شائع کریں وہی ہم میں اور اُن میں آخری فیصلہ ہوگا اگر وہی اعتراض جسے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کے حق میں پہلے سے واقع شدہ دکھا دیا تو وہ آئندہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اُس سے لڑنے کی جرأت نہ کریں اور اگر ہم کامیاب نہ ہوئے تو ہم پر سخت سے سخت شکست پڑے گی۔ مگر عجیب بات ہے کہ راستی کے دشمن اب تک ایسے ساکت ہیں کہ گویا زبان اُنکے منہ میں نہیں تھی اور قلم اُن کے ہاتھ میں نہ تھا جس جوش سے وہ اُٹھے تھے اور اُسی کا اُبال اُنکی وہ کتاب تھی جسے اب تک ہماری مبارک کھیت کے حق میں کیا دکھا کام دیتا ہے۔ اُن کا فرض تھا اور سب سے اوّل اُن کا یہ کام ہونا چاہیے تھا کہ وہ دلیر پہلوان کی طرح میدان میں آتے اور ایک گل سرسبد اعتراض پیش کرتے اور وہ دو فریقوں میں امر فارق ہو جاتا۔ مگر افسوس اُنھوں نے سخت کمزوری اور بزدلی دکھائی۔ اور یہ ہماری تحدی انہی کے مقابل نہیں۔ اس کا مخاطب ہر ایک مولوی اور صوفی ہے جو خدا تعالیٰ کے مسیح کا انکار کرتا ہے۔ غرض بعض آدمی اگر ہمارے سلسلہ کے طاعون سے مر گئے ہیں یا مریں بڑی بے ایمانی یا سادگی اور نادانی ہے کہ ایسا سننے سے خدا کے سلسلہ پر اعتراض کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ کے مسیح نے ہر ایک تحریر میں یہی دعویٰ کیا ہے کہ طاعون اُس کے سلسلہ کے حق میں مفید ہوگی اور اس نسبتاً اُس کے خدام کی جانب بچاؤ۔ کوئی ہے جو ہماری کسی تحریر سے دکھا سکے کہ ہم نے یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ ہماری جماعت سے ایک بھی نہیں مرے گا۔ اپنی طرف سے ایک بات بنا لینی اور پھر اُسے اعتراض کا ہدف بنا لینا پہلے درجہ کی بے ایمانی کا کام ہے۔

اگر ایسا دعویٰ کیا جاتا تو وہی دعوے کی ایک دلیل کافی ہو جاتی اس پر کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی گذشتہ نبوتوں کی منہاج پر نہیں۔ کل امور اور مجاہد اور غازی نبیوں کے بعض اصحاب اعداء کی کثیر باطل جماعت کے مقابل اگر شہید نہ ہوتے ہوتے تو ہمارے سلسلہ کو حق پہنچتا تھا کہ ایسا کرتا کہ اُس کا ایک فرد بھی طاعون سے نہ مرے گا۔ یہ طاعون سیف اللہ ہے جو مسیح موعود میں اور اُسکے اعداء میں حکم اور فارق ہو کر آئی ہے۔ اب مسیح موعود کی جماعت میں اور اعداء اللہ میں اس ہیئت میں جنگ ہو رہی ہے۔ ضروری ہے کہ سنت اللہ کے موافق ہمارے سپاہیوں سے بھی کچھ لوگ مریں لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ جنگ شروع ہے اور معلوم نہیں اس کا سلسلہ کہاں تک لمبا چلا جائے۔ اور نادان ناعاقبت اندیش معترض ابھی سے زبان درازی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم اور زندہ کتاب نے ان ہی مصالح کو مدنظر رکھکر جا بجا سبق دیا ہے کہ العاقبۃ للمتقین اسکے معنی بجز اسکے اور کیا ہیں کہ درمیانی چشم زخم اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی جماعت کو بھی لگیں گے مگر انجام کار اعدائے قہار و منتقم کی نصرت و تائید انہی کے شامل حال ہوگی۔ اس امر کی تائید میں دوسری جگہ زندہ مبارک کتاب میں لکھا ہے ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس یعنی اگر تمہیں احد کی لڑائی میں چشم زخم پہنچا ہے تو کوئی جائے شکایت نہیں اس لیے کہ اس سے قبل بدر کے جنگ میں تمہارے دشمنوں کو بھی ایسا دکھ پہنچا تھا اور ہماری عادت ہے کہ درمیانی موقعوں پر اعداء اللہ اور اولیاء اللہ دونوں فریقوں کو نوبت بنوبت ایسی تکلیفوں کا مزہ چکھا دیتے ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کچھ عرصہ کیلئے اعداء اللہ کو خوش ہونے کا موقع ملے اور وہ اپنے چال چلن سے آخری ہلاکت اور رسوائی حاصل ہو جانے کو لیے اپنے ہاتھوں سے پورے سامان طیار کریں۔ پھر ایک اور مقام میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان تکونوا تألمون فانھم یألمون کما تألمون وترجون من اللہ ما لا یرجون یعنی اگر تمہیں کوئی درد پہنچا ہے تو تمہارے دشمنوں کو بھی تو درد پہنچا ہے مگر مابہ الامتیاز تم میں اور اُن میں فرق یہ ہے کہ تم خدا سے وہ بڑی بڑی اُمیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔

یہ آیتیں قول فیصل ہیں ہم میں اور ہمارے نکتہ چینوں میں۔ ان آیتوں سے صاف واضح ہو گیا کہ صحابہ کے مرنے پر ایک نے یا بہتوں نے عدم علم یا کمزوری سے اعتراض کیا یا وسوسہ پیش کیا کہ آنحضرت کے صحابہ کیوں مارے جاتے ہیں اُن کے دل کی تسلی سنتہ نے قبل از وقت اس امر کو فرض یا یقین کیا ہوگا کہ عذاب الٰہی پوری تیزی کے ساتھ انکے اعداء پر موقوف رہنا چاہیے مگر خدائے علیم کی غیر متبدل سنت نے اُنکے مفروضات کے برخلاف کام کیا۔ اس دلگداز بھیانک نظارہ کو ذرا آنکھوں کے سامنے لاؤ اور دل قابو میں رہ جائے تو مجھے کہو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بزرگ اور محبوب چچا اور صادق مرد حضرت حمزہ علیہ السلام خاک و خون میں غلطاں اور بیجان پڑا ہے اور عام لاشوں میں بلا امتیاز پڑا ہے۔ قریش کی کینہ پرور اور دلیر عورت نے اُسکے کان اور ناک کاٹ کر اور کانوں اور ناکوں کے ساتھ ایک ہار بنا کر گلے میں لٹکایا ہے اور اس گرامی مقتول کی ذلت اور بےعزتی کو اپنے مذہب کی سچائی اور عزت کا قابل فخر نشان سمجھتی اور فخر کی باتوں اور اشاروں سے اپنے عزیزوں کو جلاتی ہے اور پھر اس دردانگیز وقت کا تصور کرو جبکہ رحیم کریم ہمدرد انسان یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیجان جسم پر کھڑے ہیں اور اُس غم انگیز نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور کس درد بھرے دل سے زبیر کو کہتے ہیں کہ اپنی ماں کو روک دو وہ یہاں نہ آئے وہ اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھکر برداشت نہ کر سکے گی۔ اُس وقت ضرور ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرا ہوگا اور عادۃً بعض نے یہ اعتراض بھی کیا ہوگا کہ خدا کے موعود عذاب میں مامور کے متعلقین بھی تو بلا تفاوت شامل ہوئے ہیں۔ اور کیا یہ بات بھولنے کے قابل ہے جو منافق اُس وقت نکالتے تھے کہ اگر ہمارے بھائی ہماری اُس وقت سنتے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملکر ناحق جانیں نہ گنواتے۔

غرض ان ساری باتوں نے متفق ہو کر اپنی گواہی تو صاف صاف دیدی کہ خدا تعالیٰ کی وعید کی پیشگوئیوں کے ظہور کے وقت کافر اور مومن یکساں حصہ لیتے تھے اور اُس وقت بھی کچھ معترض اس قسم کے اعتراض کرتے تھے جیسے اُس وقت ہمارے سلسلہ پر کرتے ہیں کہ طاعون سے احمدی کیوں مرتے ہیں۔

ہمیں ہرگز اُمید نہ تھی اور قرآن کریم کی واضح راہوں کے موجود ہوتے ہم کیونکر گمان بھی کر سکتے تھے کہ اسلام کا دعویٰ کرنیوالے ہمارے سلسلہ پر اس قسم کا اعتراض کریں گے مگر حق یہ ہے کہ بغض اور حسد انسان کو اندھا کر دیتے ہیں اور ان امراض کے مریض ماموران خدا پر اعتراض کرنیکے پہلے ایمانی ہیں اور صبر نہیں کرتے جبتک ایمان کی دولت پوری طرح اُنسے مسلوب نہ ہو جائے۔

غور کرو اگرچہ کافر اور مومن یکساں تلوار کی زد کے نیچے آئے مگر انجام کار نے کیا نظارہ دکھایا۔ اس آیت کو پڑھو اور سوچو کہ کس لطف کی کیفیت اور احساس کو پیش کرتی ہے اور وہ یہ ہے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین یعنی ظالم دشمنوں کی جڑ کٹ گئی اور اسکے بعد خدا کی حمد یعنی حمد کرنیوالی قوم باقی رہ گئی۔ اُن کثیر شہیدوں کے مقابل جبکہ جڑ کٹ جائے اگرچہ چند آدمی فوت ہو گئے ہوں اُنکی خوش قسمتی اُنکے باقیماندہ قوم کے تو بہانہ لوگی آبیاری ہو جائے تو کیا کہا جائیگا کہ وہ کیوں مر گئے۔ دنیوی فاتحوں اور سلطنتوں کی جنگوں میں بھی خدا کی یہی … دیکھی جاتی ہے جس قوم کو آخر کار فتح مل جائے اور جسکے معنی ہیں اُنکے دشمن نامراد ہو جائیں گو اس فاتح قوم کو بھی بالمقابل بہ جانی مالی نقصان پہنچا ہو مگر اُن پر کوئی شماتت اور اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ کیوں اُنکے لوگ بھی مارے گئے۔ ہم صریح دیکھتے ہیں اور خدا نے چاہا تو دنیا کو دکھا دینگے کہ ہندوستان اور پنجاب کی آبادی کو سمجھلو کہ معترضوں کی جماعتوں کا کس قدر حصہ روز بروز طاعون کے سبب اور بتحریک سے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو رہا ہے۔ خدا کی پیشگوئیوں کی صداقت کے اظہار کیلئے ہم اُسی … رجسٹر کھول کر رکھ رہے ہیں جو طاعون کے شیوع اور اُسکے … اور طاعون زدہ مقامات سے ہمارے سلسلہ میں شامل ہونیکی عزت حاصل کر رہے ہیں۔

جب یہ بات صاف ہے کہ طاعون ہمارے جبر کو وہم و گمان سے بڑھ کر ترقی دے رہی ہے اور عنقریب خدا کی جماعت اُسکی امداد سے لاکھوں تک پہنچ جائیگی تو کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ہم پر یہ اعتراض کیا جائے کہ فلاں فلاں آدمی ہماری جماعت کا کیوں مرا۔ طاعون کے خاتمہ پر حساب ہونا چاہیے کہ کن ظالموں کی جڑ کٹتی ہے اور کونسی قوم جوش شکر سے لبریز ہو کر الحمد للہ رب العالمین کہتی ہے۔ نادان بدزبان معترضو! ابھی وقت ہے خدا کے نوشتوں کو غور سے پڑھو اور منہاج نبوت پر خدا کے مسیح کے سلسلہ کو پرکھو اور وہ باتیں منہ سے نکالو اور دل میں فکر کرو جن سے آخر کار تمہارے حصہ میں ندامت اور رولا … قطع نظر اُن مصلحتوں اور حکمتوں کے جو اوپر بیان ہوئی ہیں اولیاء اللہ میں سے بعض افراد کی ہلاکت اور شہادت سے خدا کی غرض ہوتی ہے کہ دین حق کی باتیں ایمانی اور یقینی رنگ میں رہیں اور انکے چہرہ پر سادا اور صاف نقاب ڈالا … اس لیے کہ اگر آخر تک ہمارے سلسلہ کا ایک بھی فرد ہلاک نہ ہو اور غیروں پر بھیڑ بکری کی طرح مری پڑے تو زندگی کی لذت ضروری ہے کہ ہر کس و ناکس کو اس سلسلہ کی طرف کشاں کشاں لے آئے اور ایک گونہ اکراہ و اجبار سے لوگ دین الٰہی میں داخل ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کے مقاصد و منشاء کے برخلاف ہے وہ دین میں امتحان اور ابتلا کا پہلو ضرور قائم رکھتا ہے اس لیے کہ پاک جوہروں اور صافی فطرتوں اور غور و تدبر اور فراست سے حق پا لینے والوں اور مجاہدانہ راستی کے طالبوں میں اور جی کے کچے کند ذہنوں لایعقل بہائم سیرت انسانوں میں فرق کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں ہر مامور کی راہ میں ابتلا پیش آئے ہیں اور قرآن کریم میں ان ابتلاؤں کو تمحیص کا موجب قرار دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ آخری کامل نبوت یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کفار کی نگاہ میں کوئی موجب ابتلا امر ظاہر نہ ہونے دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ ایک پہلو سے حق کو واضح بھی کر دیا مگر دوسرے پہلو سے مخفی بھی رکھا۔ وہی حال یہاں بھی ہے۔ بعض آدمی ہمارے سلسلہ سے مرے ہیں یا مریں گے اس لیے کہ خدا تعالیٰ کے امتحانوں کا دروازہ کھلا ہے مگر ہماری جماعت کی کثرت اور طاعون سے خصوصاً ہمارا مستفید ہونا سلیم الفطرتوں پر آشکارا کر دے گا کہ حق ہماری جانب ہے اور ہمیشہ سے حق اسی شکل میں جلوہ دکھایا کرتا ہے۔ بالفعل اتنا کافی ہے۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم۔

باقی داران وی پی کے وصول کرنے کے لئے طیار رہیں یا خاص وجہ سے مطلع فرمائیں

(ایڈیٹر)

علمائے دنیا اور علمائے آخرت

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر

یہ صاف ظاہر ہے کہ خدا وند کریم نے سلسلہ فطرت کی بنا اصول پر قایم کی ہے میں پہلے صفحات میں لکھ چکا ہوں کہ مذہب اسلام کی بنا اصول فطرت پر رکھی گئی ہے اس لئے اصول تعلیم اسلامی سے سلسلہ فطرت کی ہی ضروری سمجھی گئی۔ یہی سلسلہ فطرت کو سلف صالحین کے زمانہ میں ان اصول کی پابندی نہایت احتیاط کی جاتی تھی یہی وجہ ہو کہ اس زمانہ میں اختلافات مذہبی کی وہ کثرت نہ تھی جو بعد کی صدیوں میں ظاہر ہونے لگی ان اختلافات کی وجہ مختلف میں منجملہ ان کے فلسفہ کی تعلیم ایک بڑی وجہ ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ کتاب اور سنت کو چھوڑ کر معتقدات اور عملیات کے بارے میں اپنی رائے اور قیاس پر اعتماد کرنے لگے اس وقت یہ یون سمجھنا چاہئے کہ اسلام کی وہ سادہ اور بے لاگ تعلیم جس کو حضور علیہ السلام نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت چھوڑا تھا آہستہ آہستہ بڑی بڑی مشکل اور پیچیدہ مسائل کی صورت میں لائی گئی۔ اس روش کو اختیار کرنیوالے اہل سنت و جماعت کے مقابلہ پر معتزلہ فرقہ کے لوگ تھے اس فرقہ کے بڑے بڑے علماء انہیں کے خلاف کے لئے کرنے میں اپنی عمرین صرف کرتے ہیں۔

چنانچہ علمائے اہل سنت نے ان کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں جو اب علم کلام کی کتابیں کہلاتی ہیں۔

موجودہ زمانہ میں بھی علماء کو اسی قسم کے لوگوں سے پالا پڑا ہے کیونکہ فلسفہ جدیدہ کی تعلیم نے مسلمانوں کے دلوں میں ایسا سکہ جمایا ہے کہ وہ نصوص آیات و احادیث کو بھی عقلی دلیل کے بغیر تسلیم نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ جس نسبت سے فلسفہ اور سائنس نے ترقی کی ہے اسی نسبت سے اختلافات مذہبی کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے ہر ایک شخص خواہ وہ قرآن و سنت سے مطلقاً بے بہرہ کیوں نہ ہو اپنے تئیں مجتہد خیال کرتا ہے۔ اور نہایت بیباکی اور گستاخی سے اصول احکام شریعت پر اعتراض کرنے کو اپنا فخر جانتا ہے اور بزرگان سلف کی روش سے اپنے تئیں علیحدہ رکھنا عین صواب خیال کرتا ہے اور باین ہمہ جہالت کی وجہ سے علماء دین پر طعن و تشنیع کرنا اپنا شعار بنا تا ہے

ایسے ازک وقت میں علمائے دین کا فرض ہے کہ وہ سکوت اختیار نہ کریں کیونکہ حضور کی شریعت اور اسکی تبلیغ کا فرض انہیں لوگوں کا کام رہا ہے اور اب بھی یہ کام انہیں کے ذمہ ہے مگر افسوس کہ علماء کی حالت ناگفتہ بہ ہے

علماءنا منا یرون عجائبنا
وھم علی ما یرون سکوت

مہر بہ لب ہو رہے ہیں اس وقت صرف ان علمائے کرام کی طرف سے ہی جو واقعی علمائے باعمل ہیں اور جن کے دلوں میں حضور علیہ السلام اور آپ کی پاک سنت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دیگئی ہے گو ایسے بزرگان دین کی تعداد بہت کم ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ایسا ایک شخص بھی وہ کام کر سکتا ہے جس کا مقابلہ کوئی جماعت بھی نہیں کر سکتی۔ [illegible] انشاء اللہ [illegible] علماء بحث کرونگا اور دکھلاؤنگا کہ مسلمانوں [illegible] علمائے دین کی طرف [illegible] اور اگر انکی [illegible] نہیں کرتے اور [illegible] نہیں سکتی تو انہیں ان [illegible] کرنی چاہئے۔ انبیاء کے طریق تبلیغ کو مد نظر رکھکر [illegible]

حافظ و فلسفہ [illegible] گفتن است و بس
[illegible]

[illegible] سامنے بطور حجت پیش کرے تو بہشبہوں فان الذکریٰ تنفع المؤمنین ضرور ہی منفعت ہوتی ہے [illegible] نہیں کہ تبلیغ احکام کی صورت کوئی خاص ہو [illegible] جب [illegible] نظر بحالات عمل ہو اختیار کرنی چاہئے۔ افسوس ہے کہ اہل بدعت و زندقہ چاروں طرف سے دین میں فساد برپا کر رہے ہیں اور دلوں میں الحاد اور کفر کا بیج بو رہے ہیں۔ مگر پاک دین کی حمایت کیلئے کسی کو غیرت نہیں آتی۔ گویا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام پاک رسول صلعم کو جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اہل عالم پر سب سے اعلیٰ اور افضل نعمت ایمان آسمان پر سے نازل کر کے ہمیشہ کیلئے انہیں مستغنی کر دیا۔ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ [illegible] حق یہ ہے کہ فرض تبلیغ کا بجالانا علمائے آخرت کا کام ہے جنہیں ہر دم یہ خیال رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میدان حشر میں جناب رسول اللہ صلعم سے خدا کے سامنے نادم ہونا پڑے وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ حضور امت کے حال پر راتوں رو یا کئے اور بارگاہ جل و علا میں نہایت تضرع اور ابتہال سے دعائے مغفرت کیا کرتے ایسے ہی علمائے آخرت کا قول و فعل امت کیلئے حجت ٹھیر سکتا ہے ورنہ علمائے دنیا جو زر و مال کی دھن میں لگے ہیں اور انہیں بھولے سے بھی کبھی امت کے حال پر رونا نصیب نہیں ہوا۔ کچھ نہیں کر سکینگے بلکہ انہیں علماء کو خطاب سے مخاطب کرنا رسول اللہ صلعم کی سنت کی ہتک کرنا ہے علمائے آخرت کا وہ کام ہے کہ دنیا اور ما فیہا ان کی نظروں میں حقیر ہوتی ہے اور انہیں کسی امیر و بادشاہ کی پروا نہیں ہوتی ان کا کام نصح خلایق ہوتا ہے تقریراً و تحریراً۔ انہیں کی نسبت حضور نے ارشاد فرمایا۔ یوزن مداد العلماء یوم القیامۃ بدم الشھداء۔ ایک دوسری حدیث میں علمائے آخرت اور علمائے دین میں یوں فرق بتلایا ہے کہ لا تجلسوا عند کل عالم الا عالم یدعوکم من خمس من الشک الی الیقین ومن الریاء الی الاخلاص ومن الرغبۃ الی الزھد ومن الکبریاء الی التواضع ومن العداوۃ الی النصیحۃ

حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ مجھے سلف کی باسناد قوی یہ خبر ملی کہ بہت برسوں کے قبل کی ابتدا علمائے دین نے کی ہے جیسے حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ [illegible] پاس حضور علیہ السلام کے دس صحابہ نے یہ بیان کیا کہ ہم مسجد قبا میں قرآن کی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ ناگاہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تم جو چاہو سیکھو مگر اللہ کی ہاں اس علم کا اجر ہوگا جو تم روسے [illegible] تعلیم کروگے یعنی باخلاص نیت بغرض حمایت دین اشاعت کروگے۔

حضرت مسیح علیہ السلام ایک جگہ میں علمائے دنیا کو یوں خطاب کرتے ہیں کہ۔

اے علمائے دنیا تم محض ریا کے طور پر [illegible] اور روزہ وغیرہ احکام کو بجالاتے ہو اور جس بات کو تم نے کہا ہے اسپر عامل نہیں ہوتے۔ تمہاری [illegible] کیسی بری اور ناپاک ہے تم لوگ محض زبانی ہی باتوں میں پرہیزگار ہو حالانکہ تمہارے دل ہوس دنیا کی آگ سے بھڑک رہے ہیں تم بالکل چھلنی کی طرح ہو جس کے [illegible] آٹا چھن کر صرف اس میں بھوسی باقی رہجاتی ہے کیونکہ تمہاری منہ سے حکمت و دانش کے کلمات نکلتے ہیں اور تمہارے دل بغض کینہ حسد لالچ وغیرہ سے پلید اور بے رونق ہو رہے ہیں۔ اے علمائے دنیا تم دنیا کے خدمتگار غلام ہو گئے ہو تمہیں آخرت سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ بھلا تم جیسا آدمی آخرت کو کیسے پا سکتا ہے۔ تمہارے دل تمہاری بداعمالیوں کے درپے ہیں تم نے دنیا کو سر پر اور اعمال کو پاؤں کے نیچے رکھا ہوا ہے بخدا تم نے اپنی آخرت کو بگاڑ لیا ہے کیونکہ تم شب و روز صلاح آخرت کو چھوڑ کر صلاح دنیا کے پیچھے لگ گئے ہو تم سے بڑھکر دنیا میں کوئی شخص ذلیل اور فرومایہ نہیں ہو سکتا خدا تمہارا برا کرے کب تک تم دوسروں کو رہنمائی کرتے رہوگے اور خود متحیر اور سراسیمہ ہو کر کھڑے رہوگے؟ کب تک تمہارے منہ سے نور خدا نکلتا رہیگا اور تمہارے پیٹ یعنی دل ظلمتکدہ بنے رہیں گے؟ اے علمائے دنیا! دنیا عنقریب تمہاری بیخ کنی کر کے تمہیں منہ کے بل گرا دیگی اس کے بعد تمہارے گلے میں رسی ڈالکر تمہیں ایک بڑی زبردست احکم الحاکمین کے سامنے پیش کیا جائیگا جو تمہیں تمہاری بداعمالیوں کی پوری پوری سزا دیگا۔ مذکورہ بالا حوالہ ایک عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ جو بغرض مناسبت اس موقعہ پر لکھا گیا ہے ورنہ کتب احادیث میں علمائے دنیا کے متعلق جو کچھ مذکور ہے وہی کافی حجت ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص علماء کیطرف سے یوں کہنے لگے کہ موجودہ زمانہ میں علماء کی معاشیت کے اسباب مسدود ہو رہے ہیں اس لئے وہ ایک گونہ عذر قوی رکھتے ہیں۔ مگر میں اس عذر کا جواب صرف اسیقدر کافی سمجھتا ہوں کہ علمائے آخرت کیطرف سے یہ عذر کوئی قابل سماعت ہے کیونکہ یہ خیال ضعف توحید پر دال ہے اور جو حقیقت توحید سے ناواقف ہے وہ عالم کہاں؟ ہاں علمائے دنیا کے حق میں صحیح اور درست ہے سو ہمیں ان سے کچھ امید نہیں۔ تاریخ اس امر کا پتہ دیتی ہے۔ کہ جن لوگوں نے دین کی خدمت کی ہے۔ وہ سب فقرا کا گروہ تھے میں یہ سطور نہ لکھتا با آنکہ مجھے یقین ہے کہ اکثر اصحاب برا منائیں گے مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلیں مذہبی پہلو میں کمزور ہو گئی ہیں اور ہو جائیں گی اگر علماء کرام تلقین و وعظ سے انہیں صراط مستقیم پر لانیکی کوشش کریں تو بہت کچھ کامیابی کی امید ہو سکتی ہے گروہ کچھ نہیں کرتے۔ انشاء اللہ العظیم

ح۱ ہمارے علماء ہم سے عجیب عجیب بنا فاسد ضرورت امر و کے [illegible] اور [illegible] وہ چپ ہیں۔

ح۲ علماء کی سیاہی قیامت کے دن شہداء کے خون سے وزن کیجاویگی ۱۲ منہ۔

ح۳ ہر ایک عالم کے پاس نہ بیٹھو ہاں اس عالم کے پاس بیٹھو جو تمہیں پانچ امور قبیحہ کی پانچ امور حسنہ کیطرف دعوت کرے۔ (۱) شک سے یقین کیطرف (۲) ریا سے اخلاص کیطرف (۳) ہوس دنیا سے زہد کیطرف (۴) تکبر سے تواضع کیطرف (۵) عداوت سے خیر خواہی کیطرف۔

سلطنت روسیہ اور مسلمان

اس وقت روسیہ کی عریض اور وسیع سلطنت کی توہ خواب خرگوش میں پڑی خراٹے لے رہی ہے جبکہ اس کے جاہ و جلال کا طمطراق اس پر خود خندہ زنی کر رہی ہے۔ اس سلطنت کی غیر معمولی وسعت نے سب کا دل دہلا دیا تھا اور روسیہ کے نام سے جان نکلتی تھی مگر آج وہی روسیا اور وہی اسکی سلطنت ہے کہ کمزور قومیں بھی اس سے دو دو ہاتھ کرنیکے لئے میدان جنگ میں اتر آئی ہیں یہانتک کہ اب بھی روسیہ کو کچھ بال نہیں سمجھتی اور اس کے لئے بلائے بے درمان بن رہے ہیں جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تو اے معبود برحق بہت بڑا قدرت والا ہے۔

ہم یہاں روسیہ کی عظیم سلطنت کی عظمت دکھلاکے اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ابھی سلطنت کو کچھ آنچ نہیں آئی مگر ہاں جنگ جاپان سے سلطنت کی ساکھ جاتی رہی لین دین بند ہو گئے لوگ سرکاری بنکوں سے اپنا روپیہ واپس طلب کر رہے ہیں۔ روسی سرکاری کاغذ کا بھاؤ گر پڑا اور بغاوت کے خیالات کل روسی رعایا میں پیدا ہو گئے ہیں اب سنئے اسکی سلطنت کی وسعت کہ وہ مشرقی یورپ اور شمالی ایشیا میں پھیلی ہوئی ہے

اور اس کا رقبہ ۸۵۰۰۰۰۰ (پچاسی لاکھ) مربع میل ہے یعنی کرہ زمین کے محیط دائرہ کے ایک حصہ کے برابر۔ آبادی بہت کم ہے مگر پھر بھی دنیا کی کل آبادی کا [illegible] حصہ روسیہ میں آباد ہے۔ یہ دیکھ کے ایک ہیبت سی معلوم ہوتی ہے مگر جاپان نے اسکی ہیبت کو دل سے بہت کم کر دیا ہے اور روز بروز اسکی ہوا [illegible] جاتی ہے۔

روسیہ نے مسلمانوں کو جو کچھ نقصان پہنچایا وہ واقعی بہت دل دکھانے والا ہے۔ وسط ایشیا جہاں مسلمانوں کی سلطنتیں پھیلی ہوئی تھیں [illegible] اور عرب [illegible] رفتہ رفتہ غارت کر دیں اور پھر ان پر قابض ہو گیا۔ اس کے قانون میں آزادی نہیں ہے اگرچہ خاص سینٹ پیٹرسبرگ میں ایک عالیشان مسجد موجود ہے لیکن مذہبی آزادی کے حقوق [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] اگرچہ اس [illegible] اس پر بوسہ دیا جاتا ہے کہ [illegible] ایک عیسائی [illegible] شاہ کی تصویر رکھنے سے کیا علاقہ۔ اگر کوئی مسجد جدید بنانا چاہے تو جب تک تین سو مسلمانوں کے دستخط کی عرضی زار کو نہ دی جائے اور وہ منظور نہ ہو جائے مجال نہیں کہ مسجد بن سکے اگر بستی سے مسجد کے پاس کوئی گرجا ہے تو اس گرجے سے بلند مسجد کبھی نہ بن سکے گی۔

ایک بار تو قانون میں اس نے کوشش کی تھی کہ قرآن مجید سے جہاد کا بیان نکال ڈالا جائے مگر جب مسلمانوں کو آمادہ دیکھا اور یہ سمجھا کہ تمام اسلامی آبادی اٹھ کھڑی ہو گی بجائے قرآن کے ہدایہ میں کو باب الجہاد نکال ڈالا گیا اور پھر کچھ فتنہ و فساد نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ کوئی مسلمان جب تک وہ ضمانت نہ دے حج کرنے نہیں جا سکتا۔

باوجود یہ کہ روسیہ کی سلطنت میں مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے اور سب خونخوار مسلمان ہیں اور ان کا بڑا حصہ فوج میں داخل ہے۔ یہ مشہور ہے کہ روسیہ نے سپاہ سالاری کے عہدے مسلمانوں کو دے رکھے ہیں اگرچہ یہ بات غلط نہیں ہے لیکن ان سپاہ سالاروں کی تنخواہ تین سو چار سو روپے سے زیادہ نہیں ہے۔ اور یہ سپاہ سالار وسط ایشیا میں زیادہ ہیں۔ اگرچہ وسط ایشیا کو اس نے مٹا کے خاک میں ملا دیا ہے لیکن اب بھی خوفناک ترکمانوں کی آبادی ہزارہا میل تک پھیلی ہوئی ہے اس لئے اپنی حکمت عملی سے اس نے ترکمانی مسلمانوں کو بڑے بڑے فوجی عہدے دے رکھے ہیں۔ ایک زمانہ تھا بلکہ ابھی ۱۸۷۷ء کی جنگ روم و روس میں روسیہ کے فوجی مسلمان اسقدر وحشی تھے کہ یہ بھی نہ سمجھ سکتے تھے کہ اذان اور نماز کسے کہتے ہیں اور اسلام کیا چیز ہے مگر الحمد للہ اب ان میں اسلام کی روح پھیلتی گئی ہے اور وہ ایک خاص وقت کے منتظر ہیں اگر وہ وقت آ گیا تو ان کا جوش شجاعت ضرور رنگ لائے گا۔

جب روسیہ نے دولت عثمانیہ پر [illegible] کیا ہے تو پہلے اپنی نصرانی فوجیں چڑھا کے لے گیا تھا ترک اگرچہ تین سال کی متواتر لڑائیوں سے کمزور ہو گئے تھے اور ایسے کمزور کہ ان کے پاس سوا اسی ہزار شائستہ فوج کے اور کچھ نہ رہا تھا لیکن تو بھی بلغاریا میں جس طرح انہوں نے روسی نصرانی فوجوں کو پے در پے [illegible] کی شکستیں دی ہیں اس سے ایک ملک تمام دنیا میں [illegible] اور روسیہ کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ آخر بہت سوچ بچار و مشورہ کے بعد خود شہنشاہ روسیہ مسلمانوں کی خونخوار فوجیں لیکر گیا تھا اور ہر [illegible] مسلمان ہی فوجیں تھیں [illegible] عثمان پاشا سے دو دو ہاتھ ہو سکے۔ [illegible] [illegible] معلوم ہوتا ہے روسیہ کے مسلمان [illegible] ہو گئے ہیں اور ان [illegible] [illegible] سال ہوئے روسی گورنمنٹ کی [illegible] اشتہاری [illegible] [illegible] مسلمانوں کو مسلمان [illegible] جب کل مسلمانوں کی [illegible] ہو [illegible] [illegible] روسی مسلمان فوجوں کی [illegible] آگئی تھی ایک [illegible] کا بیان ہے [illegible] اگر روسی فوجی مسلمان کہیں ترکوں سے مل جاتے تھے اور وہ یہ سمجھ لیتے تھے کہ یہ مسلمان ہیں تو وہ بہت تپاک اور محبت سے بغلگیر ہوتے تھے اگرچہ [illegible] ایک دوسرے کی بولی نہ سمجھ سکتے تھے۔ [illegible] دونوں کی حالت کی کیفیت معلوم ہو جاتی تھی۔ فرانسیسی سپاہیوں نے برلن اعظم کی ریسی فوج کے سپاہیوں کو چھیڑا اور انہیں قتل کر کے پکارا لیکن روسی مسلمان سپاہیوں نے ایک حرف نہیں کہا اور جب ملے محبت سے ملے۔

اسی بنا پر امیر عبد الرحمن خان مرحوم نے کہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آناً فاناً میں تمام وسط ایشیا کو آمادہ بغاوت کر سکتا ہوں خود شہنشاہ روسیہ کو مسلمانوں پر اتنا بھروسہ ہے کہ زار کا باڈی گارڈ کل مسلمان سپاہیوں کا ہے اور اس پر زار کو بہت بڑا ناز ہے۔ باوجود اس قوت اور بھروسہ کے بھی روسیہ میں مسلمانوں کی حالت اچھی نہیں ہے اور انہیں وہ حقوق نہیں دیئے گئے ہیں جو روسیہ کی نصرانی رعایا کو حاصل ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمانی ممالک میں جو روسیہ کے قبضہ میں ہیں بڑی بڑی زبردست فوجوں کی چھاؤنیاں پڑی ہوئی ہیں طفلس پایۂ تخت کوہ قاف میں شام کو کسی کی خبر نہیں ہے اور کوہ قافی مسلمان بعض اوقات خود گورنر طفلس کے محل پر بھی چھاپہ مارنے میں پہلو تہی نہیں کرتے کوہ قاف جس کو شیروں کا بن کہنا چاہیے ڈیڑھ صدی تک روسیہ سے لڑتا تھا اور اتنی طولانی جنگوں کے بعد بمشکل اس پر قبضہ روسیہ کا ہوا ہے۔ اس وقت روسیہ کی پوری چالیس لاکھ فوج بیان کی جاتی ہے یہ بالکل صحیح ہے لیکن یہ ٹڈی دل فوجیں کبھی اور کسی حالت میں میدان جنگ کی صورت نہیں دیکھ سکتیں کیونکہ جہاں جہاں مسلمان آبادی میں جتنی فوجیں پڑی ہوئی ہیں ان میں سے ایک سپاہی بھی کم نہیں ہو سکتا اگر آج وہ قاف کی فوجیں نصف بھی کم کر دی جائیں تو کل ہی غدر ہو جائے۔ محض مسلمان خونخوار آبادی کے خوف کی وجہ سے روسیہ نے اسقدر خرچ فوجوں کا برداشت کر لیا ہے ورنہ یورپ کی کسی سلطنت کو اتنی فوج رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسے خوفناک عنصر اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتے۔

مہاجرین کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور جب سے مسلمان [illegible] [illegible] شام سے جانے لگے ہیں تو وہ ہجرت کر کے ترکی میں چلے آ رہے ہیں گورنمنٹ روسیہ ہر چند چاہتی ہے کہ مسلمانوں کو ہجرت کرنے سے روکے لیکن کوئی تدبیر ایسی نہیں ہو سکتی کہ یہ روز مرہ کی ہجرت بند ہو۔ اگر ان مہاجرین کا سالانہ حساب لگایا جائے تو کئی ہزار تک نوبت پہنچتی ہے۔ اس ہجرت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان روسی حکومت سے خوش نہیں ہیں۔

مسلمانوں کے متعدد دینی مدارس ہر شہر میں موجود ہیں اور سرکاری مدارس میں بھی مسلمان بچے تعلیم پاتے لگے ہیں لیکن پھر بھی یہ تعجب سے دیکھا جائے گا کہ [illegible] روسی مسلمان ہر سال ہندوستان میں دینی علوم کی تحصیل کیلئے آتے ہیں۔ خاص سینٹ پیٹرسبرگ کی یونیورسٹی میں کئی پروفیسر مسلمان ہیں جو قانون اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اور ہر مدرسہ میں کچھ نہ کچھ مسلمان طلبہ دکھائی دیتے ہیں لیکن مسلمانوں میں تعلیم کا عام رواج نہیں ہے اور مثل حکومت انگلشیہ کے وہاں کے مسلمانوں کو گورنمنٹ کی طرف سے مدد نہیں دی جاتی ۱۸۸۰ء میں تمام ممالک روسیہ میں سات یونیورسٹیاں تھیں جن میں چھ سو پانچ پروفیسر اور دس ہزار پانسو اٹھائیس طلبہ تھے جن میں فقط دس پروفیسر تو مسلمان تھے باقی کل نصاریٰ اور طلبہ کی تعداد ایک سو دس تھی علاوہ ایشیا کے جہاں ہزارہا میل تک صرف مسلمانوں کی آبادی چلی گئی ہے اور وسط ایشیا تو سارا مسلمانوں سے لبالب بھرا ہوا ہے خود روسی یورپ میں اس وقت چالیس لاکھ مسلمانوں کے قریب آباد ہیں۔ کریمیا میں بہت بڑی آبادی خونخوار مغلوں کی ہے یہ کل مغل ایک زمانہ میں سلطان ترکی کے زیر فرمان تھے۔ مگر ۱۸۵۶ء میں کریمیا کے مغلوں کو روسیہ نے دولت علیہ سے آزادی کرا دی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ یہ آزادی برقرار رکھی جائیگی مگر رفتہ رفتہ ان پر قبضہ کر لیا اور ان کو برائے نام آزادی کا بہت جلد خاتمہ ہو گیا۔

روسیہ کے مظالم کی ایک طویل داستان ہے جو اس نے وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر کئے ہیں۔ یہ خوب سمجھ لیا جائے کہ اگر دنیا میں کوئی سلطنت مسلمانوں کی دشمن ہے تو وہ روسیہ ہے۔ ہمیں ان سلطنتوں کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں ہے جو روسیوں کے ہاتھوں تباہ ہوئیں کیونکہ ان باتوں کو ہر کوئی جانتا ہے مگر ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ [illegible] کا کیا تعلق ہے اور باہمی ربط و ضبط کیا ہے [illegible] نے اپنی عمر میں مسلمانوں سے ایسا کوئی معاہدہ [illegible] جس کو اس نے موقع دیکھ کر توڑ نہ ڈالا ہو۔ وہ چاہتا ہے اور اس کی دلی آرزو ہے کہ کسی طرح اسلام کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ دو صدی کے عرصہ میں اس نے ترکی کو بالکل چور چور کر دیا۔ ایک عظیم سلطنت ان سے چھین کے آزاد کرا دی۔ ترکی ایشیا بالکل پامال کر دیا ہے۔ اب اس کا خیال تین سلطنتوں کی طرف ہے جن میں سے ایک زندہ ہے ایک سسک رہی ہے اور ایک تندرست ہے مگر کمزور ہے۔ یعنی دولت علیہ عثمانیہ۔ دولت صفویہ اور دولت خداداد افغانستان۔ کچھ خداوند تعالیٰ ہی کو ان کی زندگی منظور تھی کہ روسیوں پر جاپان خدائی غضب کی طرح ٹوٹ پڑا۔ اور دو تین جھوڑیوں میں سارا کس بل نکال دیا [illegible]۔

یہ بات مسلم ہے اور تمام مدبرین مانتے ہیں کہ جس طرح ترکوں کی عملداری میں عیسائیوں کو آزادی ہے خود روسیہ میں نہیں ہے سوائے یونانی گرجے کے عیسائیوں کے کل عیسائی سمپرداؤں میں [illegible] چین نہیں لینے دیتا اور برابر سلطانی عملداری میں [illegible] کراتا رہتا ہے۔ اس کے ہزارہا مخبر تاجروں اور [illegible] کی صورت میں دولت علیہ عثمانیہ کے ہر گوشہ میں موجود ہیں جو بڑا اس عیسائی باشندوں کو گورنمنٹ کے خلاف ابھارتے رہتے ہیں۔ عقل اسکی شہادت دیتی ہے کہ جب تک باہر سے امداد نہ ہو کسی رعایا میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے مقابلہ کر سکے اور مدت تک جنگ جاری رکھے۔

مسلمانوں کو برباد کرنے کے لئے وہ روز مرہ طرح طرح کی تدبیریں کرتا رہتا ہے اور خود اس کے پایۂ تخت میں ایسی کمیٹیاں قائم ہیں جن سے یہ ریشہ دوانی ہوتی رہتی ہے۔ سرویا میں اس نے غدر کرایا اور ہر سو [illegible] تاریخ بلغاریا کو اس نے اکسایا [illegible] اور ہرزیگووینا نے محض اسی کے اشارہ سے بغاوت کی غرض کیا کیا نہیں یا سب کچھ کیا اور یہاں تک کیا کہ انگلستان کے برابر ترکوں سے عملداری نکلوا دی اور اب بھی برابر کوشش کئے جاتا ہے کہ کسی طرح یورپ میں ایک انچ زمین بھی ترکوں کے قبضہ میں نہ رہے۔ ایران میں بھی اس کی سازشوں کے جال پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سلطنت پہلے سے نیم مردہ ہے اور سسک رہی ہے۔ روسیہ کے ایک ہی جھٹکے میں اس کا کام تمام ہو جائیگا۔ اب رہا افغانستان روسیہ نے اسکو بھی کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ امیر شیر علی کو بھڑکا کے انگریزوں سے بھڑوا دیا اور آپ الگ ہو گیا۔ وہ تو کچھ خدا کی رحمت تھی کہ امیر عبد الرحمن خان جیسا ہوشیار اور مدبر تخت کابل پر بیٹھا اور اس نے روسیہ کی آفت سے بچا لیا۔ مگر ۱۸۸۵ء میں روسیہ نے نہایت بے ایمانی سے پنجدہ پر حملہ کر کے افغانیوں سے اس قلعہ کو لے لیا تھا لیکن اس کے بعد انہیں آگے بڑھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور وہ ٹھٹک کے رہ گیا۔ مگر ٹھٹکنے سے وہ غافل نہیں ہے۔ ریلیں بنا رہا ہے جو بڑھتے بڑھتے ہرات کے قریب پہنچ گئی ہیں اور اس کا دانت افغانستان پر ضرور ہے مگر امیر عبد الرحمن خان

ایک ایسی آہنی دیوار کھڑی کر گئے ہیں کہ ایک شخص روسیہ اس کو نہیں پھلانگ سکتا۔

غازی عبد الحمید خان والیٔ دولت عالیہ ایک شخص سلطان ہیں اس میں شبہ نہیں جب سے وہ تخت سلطنت پر بیٹھے ہیں اپنی عملداری کا بہت سا حصہ روسیوں کی سازش کی نذر کر چکے ہیں۔ اور وہ زیادہ سے کرتے تو کیا کرتے ان کے ہاتھ سلطنت ایسی نیم مردہ حالت میں لگی کہ اس کی زندگی کو لالے پڑ رہے تھے جو کچھ ان سے کہا گیا وقتاً فوقتاً طوعاً وکرہاً انہیں کرنا پڑا آخر جب انہوں نے دیکھا کہ روسیوں کی سازشوں سے نجات اس وقت ہوگی کہ ایشیا اور یورپ کو ریلوے کے ذریعے سے ملا دیا جائے تو امن کی صورت نکل آئیگی۔ سلطان المعظم نے سوچ سمجھ کر جرمنی سے دوستی پیدا کی اندرونی اور بیرونی سازشوں کی وجہ سے خود تو پایۂ تخت کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ اس لئے شہنشاہ جرمنی کو بلا یا وہ بیت المقدس ضرور خاطر آیا۔ اس سے ریلوے کی متعلق گفتگو ہوئی۔ جب تک کل باتیں طے نہ ہو گئیں اور ریلوے میں سرگرمی آگئی جب کمپنی وغیرہ قائم ہو گئی تو روس کا کلیجہ پھر گیا تھا روس کے مرچیں لگ گئیں اور وہ چیخنے لگا کہ یہ کیا غضب ہوا پھر سیری دال کیونکر گلے گی اس نے اس ریل کی تعمیر کو روکنے کے لئے منظر کیا اور سارے میں پریشان مارا مارا پھرا مگر کامیاب نہ ہوئی۔ اور بغداد ریلوے بنتی شروع ہو گئی جو پانچ سال کے عرصہ میں قسطنطنیہ تک پہنچ جائیگی۔ جب زار پریشان ہو کے بیٹھ رہا اور کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا تو اس نے اپنے وزیر خارجہ کو بلغاریہ بھیج کے امیر فرڈی نینڈ کو اکسایا کہ یہ وقت ترکوں پر حملہ کرنے کا بہت اچھا ہے۔ اور اس کے بعد مقدونیہ میں غدر کرا دیا۔ ادھر بلغاریہ ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے تل گیا اور عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا کہ بلغاریہ کے پیچھے روسیہ چھپا ہوا ہے یہ خیال غلط نہ تھا ترکوں نے بھی مجبوراً جنگ کی تیاری کر لی تھی یہاں یہ سامان ہو رہا تھا اور وہاں روسیہ کی قسمت اس پر زہر خند کر رہی تھی کہ یکایک جاپانی بیڑے نے آدھی رات کو بندر آرتھر پر حملہ کرکے روسیہ کے تمام منصوبوں پر خاک ڈال دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب اسے اپنی جان کے لینے دینے پڑ گئے ہیں۔ نہ بغداد ریلوے کی مخالفت کا ہوش رہا اور نہ بلغاریہ کی حمایت اور نہ مقدونیہ کے مفسدوں کی بارود و خشک کرانے کا یہ خیال بھی نہیں۔ اس کا جہازی بیڑہ بالکل غارت ہو چکا ہے اور اگر کچھ ٹوٹے پھوٹے وقیانوسی جہاز موجود ہیں تو وہ عنقریب غرق ہو جائیں گے۔ بغداد ریلوے خوب دھڑلے سے بن رہی ہے۔ بلغاریہ مائل بآشتی نظر آتا ہے۔ کیونکہ جس کھونٹے کے بل وہ کودتا تھا وہ کھونٹا ہی اکھڑ گیا ہے کیا خدا کی شان ہے

جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہیگا کرے گا
یہ بات حکومت کی اسی کو ہی سزا ہے

سوچنے کے مقام ہے یہ عجیب بات ہوئی کہ کل سلطنت قائم ہے اس کے جز و کل موجود مگر ہوا ایسی بگڑی کہ سب کچھ ہو کر بھی کچھ نہ ہوا۔ روسیہ کی طاقت کا ذہن وزن ترقی آگیا اور کل سلطنت کی بنیادیں چرچرا گئیں۔ دیکھیں آئینۂ ایام کو کیا منظور ہے غیب کا حال کوئی نہیں جانتا۔ فی الحال یہ بات تو ضرور ہوئی کہ مسلمانوں کا پیچھا بہت دن تک روسیہ سے چھوٹ گیا۔ آگے جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا۔ اب تو روسیہ کو اپنی ٹوپی سنبھالنی مشکل پڑ گئی ہے۔ (کرزن گزٹ)

اسلام اور نسب

بعد از بعثت یہ امر ہمیشہ مرکوز خاطر اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رہا کہ تمام عرب فقط قوم کے صحیح مفہوم میں ایک نیشن ہو جائے۔ مگر غرور نسب جو عربوں کی جبلت میں داخل تھا۔ ایک منضبط اور دشوار گذار روک قومیت کے راستہ میں حائل تھی جب تک یہ روک تمام دور نہ ہو جاتا مکمل امتزاج نہیں ہو سکتا تھا۔ سب سے زیادہ نسبی غرور کا مرض قریش میں تھا۔ اس مرض اخلاقی کے دفعیہ کیواسطے جناب والا نے اپنے خاندان میں زید کا نکاح کر دیا۔ اور اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ کا عملی ثبوت دینے کیلئے جب ۸ھ میں مختلف ممالک میں قاصد روانہ کئے گئے تھے تو اسلامی ایلچی کو قوم غسان نے (جو عراق عجم میں رہتی اور نحل سے عیسائی ہو گئی تھی) مار ڈالا ان کی سرکوبی کیواسطے جو لشکر مہاجرین و انصار کا بھیجا گیا۔ اس کا سپہ سالار زید بن حارث تھا۔ زید لڑائی میں شہید ہوا۔ جب ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور سلسلۂ مہاجرت ختم ہو گیا۔ کیونکہ عرب کا کوئی حصہ دار الحرب نہ رہا تھا اور ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے بعد قریباً تمام عرب مسلمان ہو چکا تھا اب دوبارہ قوم غسان پر فوج کشی کا اعلان کیا گیا۔ اسامہ بن زید اس لشکر کا جو تمام قبائل عرب سے تیار کیا گیا تھا۔ افسر مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسامہ کے ماتحت کئے گئے یہ لشکر بوجہ علالت پیغمبر خدا ان کی زندگی میں روانہ نہ ہو سکا۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے روانہ فرمایا اور خود پیادہ دو تین میل تک اسامہ کے ہمرکاب گئے۔ اسمیں حکمت یہ تھی کہ اسامہ اپنے باپ کا انتقام لینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیگا اور نیز یہ کہ تمام اہل عرب پر واضح ہو جائے کہ نسب فی الحقیقت خدا کے نزدیک کوئی ایسی چیز نہیں جس پر بیجا فخر و ناز کیا جائے۔ زید کی سپہ سالاری کیں مہاجرین و انصار کو جتلایا۔ اور اسامہ کے افسر مقرر کرنے سے تمام عرب کو اس کا عملی ثبوت دیا کہ غلام اور غلام زادہ امیر زادہ کے برابر بلکہ بڑھکر ہے۔

یہ ہے اعلیٰ تعلیم اور یہ ہے اس کا عملی ثبوت۔ جسقدر زیادہ سمجھیں اور سوچیں غور کریں۔ اسی قدر ہماری عقیدت ذات اقدس سے بڑھتی جاتی ہے۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

تمام وہمی و خیالی کبر و نخوت جو عقاید باطلہ اور اوہام فاسدہ نے پیدا کر رکھے تھے۔ بتدریج دور کر دیئے تھے۔ جو اصول بیان فرمائے ان کا اپنے طریق عمل سے ثبوت دیا۔ جہاں سوز منافرت کے بجائے عالمگیر اخوت (یونیورسل برادرہڈ) قائم کی۔ اور آخرکار عبرت انگیز تاریخی واقعہ بیان کرکے اعمال صالحہ کو معیار شرافت قرار دیا۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ

حضرت نوحؑ نے فریاد کی کہ بار الٰہا تیرا وعدہ میرے اہل و عیال کو بچانے کا ہے میرے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا۔ ارشاد ہوا کہ وہ تیرا بیٹا نہیں اور تیرے عیال میں داخل ہے کیونکہ اس کے اچھے عمل نہیں۔

چو کنعان را طبیعت بے ہنر بود
پیمبر زادگی قدرش نیفزود

انسانیت کے خالص سونے پر جو صدیوں سے نسبی ملمع چڑھا ہوا تھا اخلاق فاضلہ کی کٹھالی میں تپایا۔ اور آخرکار خالص سونے کو الگ کر دیا یہ تھی وہ تعلیم جس سے حضرت علیؓ متاثر ہو کر یوں فرماتے ہیں۔

انا ابن لنفسی کنیتی ادبی
اوکان من عجم او من العربی
ان الفتی من قال ہا انا ذا
لیس الفتی من قال کان ابی

مختصر یہ کہ جب وہ عوارض جو انسان کی غلط کاریوں نے پیدا کر رکھے تھے اسلامی تعلیم کی برکت سے دور ہو گئے۔ تو جوہر انسانیت نے اپنا خوشنما چہرہ دکھایا۔ اور ملک کے اس سرے سے اُس سرے تک عالمگیر اخوت قائم ہو گئی۔ کہاں وہ زمانہ تھا کہ بھائی بھائی کا دشمن اور کہاں یہ وقت کہ تمام ملک و قوم یک جان دو قالب ہے اور عرب کے ہر ایک گوشہ سے یہ صدا آ رہی ہے۔

آفتاب یک و یار و گوہر یک معدنیم
آشنا نیم با ہم ہیچکس بیگانہ نیست

والسے بر حال ما۔ یہ اعلیٰ تعلیم اور یہ استخوان فروشی۔ فاعتبروا الخ۔

(خاکسار الف الدین) (وکیل)

مدرسۂ قادیان و بربر افریقیا

ماکان غایۃ امرنا وقصوی شاننا ھذا اعلاء کلمۃ الاسلام وتائید الدین ومما نحسبنا انہ ینفعنا فی ذالک ھو مدرسۃ القادیان رجائنا بانہ عسی ان تدب فی نفوس اولادنا روح الحیات مرۃ اخری فھؤلاء الاولاد الذین یتعلمون یرضعون الآن وھم صغار لبان العلوم الدینیۃ ونرجوا من اللہ انھم ھم الذین سیصیرون رجال المستقبل ویکون منھم العالم والواعظ والمتعظ ومتی استظھروا العلوم ودرسوھا فیلاتوا بالاعمال المفیدۃ للاسلام والمسلمین وکان ذلک الامر الذی حمل المسیح ابن المریم الموعود علیہ السلام علی ان حرض المومنین علی انفاقھم اموالھم فی ھذا السبیل ابتغاء لمرضات اللہ فنشکر اللہ تعالیٰ علی ان القوم قاموا خاضعین اعناقھم لامر الامام فبذلوا اموالھم وجاھدوا بانفسھم ولا ینسا ان نذکر الاخینا السید الدکتور جلال الدین الذی حملتہ الحمیۃ الاسلامیۃ علی ان اجمع کلمۃ اھل البربر ووحد وجھتھم فسلکوا کلھم مسالک الصلحاء وقدموا الدین علی الدنیا فارسلوا من اموالھم لمدرستنا ھذا ما تطھرت بہ قلوبھم من حب المال وانتفعت المدرسۃ بثروتھم وخیرات ارضھم ونخص بالذکر الرجل الکبیر بابو ہری چند ومن معہ من اھل الھنود بما ظھرت منھم ھذہ السجیۃ الفاضلۃ مع کونھم من غیرنا ونخص بالذکر۔ اخانا محمد قدار۔ واخانا احمد محمد لدیب واخانا حاجی لالجی ومحمد یوسف عیسیٰ وعاون حسن وعبد الحمید وغیرھم الذین قاموا لنصرت الدین القویم۔ فنسئل اللہ لنا ولھم العافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

نمبر وہن

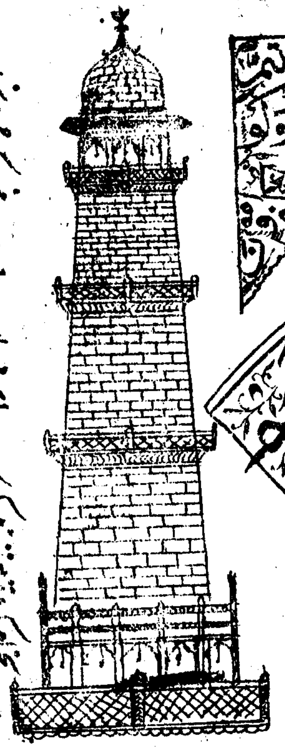

قُل یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم بانو کر آنی چہار قادیاں ہی | رود ابہی شفا ہیں غرض دار الاماں ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ... للعہ

خواص و معاونین سے ... للعہ

ہندوستان سے باہر سے ...

غیر مذاہب والوں سے ...

اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ...

[illegible] ۲۰ دن کی مسلسل کارروائی اور بارش [illegible]

جلد ۸ | دار الامان قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء | نمبر ۱۱

دنیا میں پہلی طرز کا

قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم ہو سکتی ہے وہ اب مخفی نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسا کر کے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو ٹیپی کا غذ پر ۱۸×۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کریں گے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے

اس نمونہ دو پاروں کا ہدیہ ۳ ہے یہ پارے بالکل چھپا رہے ہیں۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

مژدہ باد

سلک مروارید کا پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا اور قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اس کا دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے۔ مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں اس کے ختم ہونے پر آئی تھیں ہم نے ان کو محفوظ نہیں رکھا۔ اس لیے جو فنا جلد درخواستیں بھیجدیں گے ان کی تعمیل سب سے پہلے ہو جاوے گی ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی ہو گئی ہے۔ قیمت وہی چار آنے فی جلد

تیسرا اڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر خط اس سے پہلے دو مرتبہ چھپ چکا ہے اب تیسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت وہی ۲

صرف دفتر الحکم سے ملیں گی

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پ ا سم اسکے متعلق کچھ نہیں کہتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس سے پہلے اس طرز اور اسلوب کی کوئی تفسیر انہوں نے پڑھی ہے اور یہ محض یکی بہتر ہے تو بیشک واپس بھیج کر قیمت وصول کر لیں۔ قیمت عہ ۴

رپورٹ جلسہ سالانہ جس میں ۱۸۹۷ء کے جلسہ کی مکمل رپورٹ ہے جس میں اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست تقریروں کے علاوہ بزرگان ملت حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لیکچر بھی شامل ہیں جس میں قرآن کریم کی عظمت و جلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے قیمت عہ

الانذار صرف چند جلدیں ملکی میں طاعون کے متعلق حضرت حجۃ اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئیداد۔ قیمت ۴

اصلاح النظر۔ آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپا اور آریوں کی طرف سے اب تک لاجواب ہے قیمت ۴

تفسیر سورہ عبس۔ فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں۔ قیمت ۲

محمود کی آمین۔ قیمت ...

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں۔ حصہ اول۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آج سے چھبیس برس پیشتر کے مضامین جو مسئلہ الہام پر دیانند برہم سماج کے اگنی ہوتری سے خط و کتابت ہوئی تھی اور ... سے بحث اور وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب دوسرا اڈیشن حضرت اقدس کے قلم سے کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ۔ قیمت ۲

النصح جناب میر حامد شاہ صاحب کی تصنیف منظوم ... چند جلدیں باقی ہیں قیمت ۲

مباحثہ حیات و وفات مسیح۔ ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ۔ قیمت ...

اسلام پر لیکچر۔ ڈاکٹر لائٹنر کا لیکچر قابل دید ہے۔ قیمت ...

حقیقت کتاب الله۔ عیسائیوں کے رد کے لیے۔ قیمت

حقیقت المہدی۔ حضرت اقدس کے قلم سے قیمت ۲

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

(علیہ السلام والتحیۃ)

گذشتہ اشاعت سے آگے

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو خدا تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں کی بھی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس طبقہ اور قسم کے لوگ تو بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ دوسری قسم انسانوں کی وہ ہے جو دنیا کی خواہشوں پر گرے ہوئے ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور اور مہجور ہوتے ہیں ان کے سارے اغراض و مقاصد کا منتہیٰ اور انجام دنیا پر ختم ہو جاتا ہے وہ کبھی خیال بھی نہیں کرتے کہ انکو اس فانی دنیا سے ایک دن قطع تعلق کرنا ہوگا اور مرکر یہ سب کچھ یہاں چھوڑ جانا ہے اور پھر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہوگا۔ وہ دنیا اور اسکے دھندوں میں کچھ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ کچھ اور سوچتے ہی نہیں یہ بہت ہی بدقسمت گروہ ہے اور اکثر حصہ اسی میں مبتلا ہے۔ اور رکھنا چاہیے کہ انبیاء و رسل اور آئمہ کے آنے سے کیا غرض ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں اس لیے نہیں آتے کہ انکو اپنی پوجا کرانی ہوتی ہے وہ تو ایک خدا کی عبادت قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسی مطلب کے لیے آتے ہیں اور اس واسطے کہ لوگ ان کے کامل نمونہ پر عمل کریں اور ان جیسے بننے کی کوشش کریں اور ایسی اتباع کریں کہ گویا وہی ہو جائیں۔ مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ ان کے آنے کے اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کو خدا سمجھ لیتے ہیں اس سے وہ آئمہ اور رسل خوش نہیں ہو سکتے کہ لوگ ان کی اس قدر عزت کرتے ہیں بلکہ نہیں وہ اسکو کوئی خوشی کا باعث قرار نہیں دیتے ان کی اصل خوشی اسی میں ہوتی ہے کہ لوگ ان کی اتباع کریں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں کہ سچے خدا کی عبادت کرو اور توحید پر قائم ہو جاؤ اسپر قائم ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی اے رسول ان کو کہدو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس اتباع کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کا طریق یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کی جاوے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام اور ایسا ہی اور جو خدا تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندے ہوتے ہیں وہ دنیا میں ایک نمونہ ہو کر آتے ہیں جو شخص اس نمونہ کے موافق چلنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن انکو سجدہ کرنے اور حاجت روا قرار دینے کو تیار ہو جاتا ہے وہ کبھی خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر نہیں ہے۔ بلکہ وہ دیکھ لیگا کہ مرنے کے بعد وہ امام اس سے بیزار ہوگا۔ ایسا ہی جو لوگ حضرت علی یا حضرت امام حسین کے درجہ کو بہت بڑھاتے ہیں گویا ان کی پرستش کرتے ہیں وہ امام حسین کے متبعین میں نہیں ہیں اور اس سے امام حسین خوش نہیں ہو سکتے۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ پیروی کے لیے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ بدون پیروی کچھ بھی نہیں۔

میں ایک دم میں کیا سناؤں جو خیالات سالہا سال کے دل میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ دفعۃً دور نہیں ہو سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے تو وہ قادر ہے کہ فی الفور تبدیلی کر دے۔ خدا ہی کی توفیق سے پرانے غلط خیالات کو چھوڑنا بہت سہل ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ میرا دعویٰ جھوٹا نہیں ہے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اس کی تائید میرے ساتھ ہے اگر میں اس کی طرف سے مامور نہ ہوتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا اور میری ہلاکت ہی میرے کذب کی دلیل ٹھہر جاتی۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ میری تھوڑی سی مخالفت نہیں ہوئی ہر طرف سے ہر مذہب والے نے میری مخالفت میں حصہ لیا اور بہت بڑا حصہ لیا۔ ہر قسم کے مشکلات اور روکیں میری راہ میں ڈالی جاتی ہیں اور ڈالی گئی ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ان مشکلات سے صاف نکالا ہے اور ان روکوں کو دور کرکے وہ ایک جہان کو میری طرف لا رہا ہے اسی وعدہ کے موافق جو براہین احمدیہ میں کیا گیا تھا۔ اسپر بھی میں کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اگر ان مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی میں کامیاب ہو گیا تو میری سچائی میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اور روکیں صرف میری ہی راہ میں نہیں ڈالی گئیں بلکہ شروع سے سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جب کوئی راستباز اور خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل دنیا میں آتا ہے تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے اسکی ہنسی کیجاتی ہے اسے قسم قسم کے دکھ دیے جاتے ہیں۔ مگر آخر وہ غالب آتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام روکوں کو خود اٹھا دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس قسم کے مشکلات پیش آئے ابن جریر نے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے نبوۃ کا دعویٰ کیا تو قوم اور چند اور لوگ بھڑکے اور مخالفت کیواسطے اٹھے انھوں نے یہ تجویز کی کہ ابو طالب کے پاس جاکر شکایت کریں چنانچہ ابو طالب کے پاس یہ لوگ گئے کہ تیرا بھتیجا ہمارے بتوں اور معبودوں کو برا کہتا ہے اسکو روکنا چاہیے۔ چونکہ ایک بڑی جماعت یہ شکایت لیکر گئی تھی اسلیے ابو طالب نے آنحضرت کو بلایا تاکہ ان کے سامنے آپ سے دریافت کریں جہاں یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ ایک چھوٹا دالان تھا اور ابو طالب کے پاس صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ باقی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ چچا کے پاس بیٹھ جائیں مگر ابو جہل نے یہ دیکھ کر کہ آپ یہاں آکر بیٹھیں گے شرارت کی اور اپنی جگہ سے کود کر وہاں جا بیٹھا تاکہ جگہ نہ رہے اور ایسے ملکر ایسی شرارت کی کہ آپ کے بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ رکھی آخر آپ دروازہ ہی میں بیٹھ گئے اس دردناک واقعہ سے کیسی شرارت اور کم ظرفی ثابت ہوتی ہے۔ غرض جب آپ بیٹھ گئے تو ابو طالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو جانتا ہے کہ میں نے تجکو کس واسطے بلایا ہے۔ مکہ کے رئیس کہتے ہیں کہ تو ان کے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے آنحضرت نے فرمایا اے چچا میں تو انکو ایک بات کہتا ہوں کہ اگر تم یہ ایک بات مان لو تو عرب اور عجم سب تمھارا ہو جاوے گا۔ انھوں نے کہا کہ وہ کونسی ایک بات ہے تب آپ نے فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جب انھوں نے یہ کلمہ سنا تو سب کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور بھڑک اٹھے اور مکان سے نکل گئے اور پھر آپ کی راہ میں بڑی روکیں اور مشکلات ڈالی گئیں۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے خدا کے راستبازوں اور ماموروں کے مقابلہ میں ہر قسم کی کوششیں انکو کمزور کرنے کے لیے کی جاتی ہیں لیکن خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ ساری کوششیں خاک میں ملجاتی ہیں۔ ایسے موقع پر بعض شریف الطبع اور سعید لوگ بھی ہوتے ہیں جو کہدیتے ہیں اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ صادق کا **صدق** خود اس کے لیے زبردست ثبوت اور دلیل ہوتا ہے اور کاذب کا کذب ہی اسکو ہلاک کر دیتا ہے پس ان لوگوں کو میری مخالفت سے پہلے کم از کم اتنا ہی سوچ لینا چاہیے تھا کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں یہ ایک راہ راستی کی شناخت کی رکھی ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ اس کے سوا اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا ہے وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کہ میں تیری جماعت اور تیرے گروہ کو منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا اور ان میں ترقی اور عروج دوں گا۔ میں اس بات کا کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ **ملوک ملکدار تاجر** اور ہر قسم کے معزز لوگ یہی ہونگے لوگوں کے نزدیک یہ انہونی بات ہے مگر میں یقیناً جانتا ہوں یہی ہوگا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلکہ مجھے وہ بادشاہ دکھلائے بھی گئے ہیں جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے۔ اب اسوقت کوئی اسکو باور نہیں کریگا لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہوگا۔ جب آنحضرتؐ نے کہا تھا کہ دین و دنیا انہیں کی آجائیں گے اسوقت کسیکو خیال ہو سکتا تھا کیونکہ اتنے آدمی صرف آپکے ساتھ تھے جو ایک چھوٹے حجرہ میں آجاتے تھے اور لوگ ایسی باتوں کو سنکر اور گھر جاکر استہزا کرتے تھے کہ گھر سے باہر نکلنے کا موقع نہیں ملتا اور یہ دعوے ہیں۔ آخر سبکو معلوم ہو گیا کہ جو فرمایا تھا وہ سچ تھا۔ مامور اپنی ابتدائی حالت میں ہلال کی طرح ہوتا ہے ہر ایک شخص اسکو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن جو تیز نظر ہوتے ہیں وہ دیکھ لیتے ہیں اسی طرح پر سعید الفطرت مومن مامور کو اسکی ابتدائی حالت میں جبکہ وہ ابھی مخفی رہتا ہے شناخت کر لیتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے پہلے ماننے والوں کا نام سابقین رکھا ہے لیکن جب بہت سے مسلمان فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے تو انکا نام صرف ناس رکھا گیا جیسے فرمایا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔

حقیقت یہی ہے کہ جب حق کھلجاتا ہے پھر انکار کی گنجائش نہیں رہتی جیسے جب دن چڑھا ہوتا ہے تو پھر بجز شپرک کے کون انکار کریگا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جن پر حق کھل جاتا ہے مگر دنیا کے تعلقات اور مجبوریوں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور اس حق سے محروم رہتے ہیں پس ہمیشہ خدا سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ ان ظلموں سے بچاتا رہے اور قبول حق کے لیے کوئی روک اس کے واسطے نہ ہو۔

نواب صاحب۔ آپ میرے لیے ایمان کی دعا کریں دنیا سے تو آخر ایک دن مرہی جانا ہے۔

حضرت اقدس۔ اچھا میں تو دعا کروں گا مگر آپ کو بھی ان آداب اور شرائط کا لحاظ رکھنا چاہیے جو دعا کے واسطے ضروری ہیں + میرے دعا کرنے سے کیا ہوگا جب آپ توجہ نہ کریں بیمار کو چاہیے کہ طبیب کی ہدایتوں اور پرہیز پر بھی تو عمل کرے پس دعا کرانے کے واسطے ضروری ہے کہ آدمی خود اپنی اصلاح بھی کرے۔

مشیر اعلیٰ۔ کیا جناب کو یہ بھی اطلاع دیگئی ہے کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی

حضرت اقدس۔ ہاں عمر کے متعلق مجھے الہاماً بتایا گیا تھا کہ وہ اسّی کے قریب ہوگی اور حال میں ایک رویا کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۵ سال اور بڑھانے کے واسطے دعا کی ہے

(اسپر حضرت اقدس نے رویا سنایا جو پہلے الحکم میں درج ہو چکا۔ ایڈیٹر)

مشیر اعلیٰ۔ اب جناب کی عمر کیا ہوگی۔

حضرت اقدس۔ ۶۵ یا ۶۶ سال۔

جب ایک عقیدہ پرانا ہو جاتا ہے اور دیر سے انسان اسپر رہتا ہے تو پھر اسے اسکے چھوڑنے میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں وہ اسکے خلاف نہیں سن سکتا بلکہ خلاف سننے پر وہ خون تک کرنے کو طیار ہو جاتا ہے کیونکہ پرانی عادت طبیعت کے رنگ میں ہو جاتی ہے اسلیے میں جو کچھ کہتا ہوں اسکی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک جھوٹے خیال کو یہ لوگ چھوڑنا نہیں چاہتے

مشیر اعلیٰ - اصل میں یہ کام جو آپ کر رہے ہیں یہ بھی عظیم الشان ہے

حضرت اقدس - یہ میرا کام نہیں ہے یہ تو **خلافت الٰہی ہے** جو میری مخالفت کرتا ہے وہ میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے + اس وقت مسلمانوں کی اخلاقی اور عملی حالت بہت خراب ہو چکی ہے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس فسق و فجور کی آگ سے ایک جماعت کو بچاوے اور **مخلص اور متقی** گروہ میں شامل کرے۔

یہ انقلاب عظیم الشان جو مسلمانوں کی حالت میں ہونے والا ہے اگر یہ انقلاب ہوا تو سمجھلو کہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ جھوٹا ٹھیرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی روک نہیں سکتا

مسیح موعود جو نام رکھا ہے اور یکسر الصلیب اسکا کام مقرر فرمایا ہے یہ اسلیے ہے کہ عیسائیت کا زمانہ ہوگا اور عیسائیت نے اسلام کو بہت نقصان پہونچایا ہوگا۔ چنانچہ اب دیکھلو کہ تیس لاکھ کے قریب آدمی مرتد ہو چکے ہیں اور پھر ان مرتدین میں - شیخ - سید - مغل - پٹھان - ہر قوم ہر طبقہ کے لوگ ہیں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔

کوئی شہر نہیں جہاں ان کی چھاونی نہ ہو - اور انہوں نے اپنا سکہ نہ جمایا ہو - یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر ایک بناوٹی اور مصنوعی خدا بنایا جاوے اور اسکی پرستش ہو پھر یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور افضل الرسل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیگئیں - آپ کی شان پاک میں ہر قسم کی گستاخیاں اور ہرزہ گوئیاں روا رکھی گئیں جنکو سنکر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور کوئی نیک انسان انکو سن ہی نہیں سکتا۔

جب ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی ہے کہ یہ گالیاں اسیطرح پڑے جاویں اور اسلام کی دستگیری اور نصرت نہ ہو۔

حالانکہ اس نے آپ وعدہ فرمایا تھا **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ**۔ کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ زمانہ کی یہ حالت ہو اور اللہ تعالیٰ باوجود اس وعدہ کے پھر خاموش رہے - بیان اور متفرق عیسائی قرآن شریف کی بیانتک بے ادبی کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قسم قسم کے افترا باندھتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں - اور وہ لوگ ان میں زیادہ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے گھروں میں جنم لیا اور مسلمانوں کے گھروں میں پرورش پائی اور پھر مرتد ہو کر اسلام کی پاک تعلیم پر ٹھٹھا کرنا اپنا شیوہ بنا لیا ہے - یہ حالت بیرونی طور پر اسلام کی ہو رہی ہے اور ہر طرف سے اس پر تیر اندازی ہو رہی ہے

ایڈیٹر - ولنعم ماقیل

تیر بر معصوم مبیار دخبیث بد گہر
آسمان را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول
از سفاہت میکند تکذیب این دین متیں

تو کیا یہ وقت خدا تعالیٰ کی غیرت کو جو وہ اپنے پاک رسول کے لیے (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھتا ہے جوش میں لانے والا نہ تھا؟ اسکی غیرت نے جوش مارا اور

مجھے مامور کیا اس وعدہ کے موافق جو اسنے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں کیا تھا

(باقی آئندہ)

نصیحت بعد البیعت

۶ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء کی شام کو اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر چند احباب نے بیعت کی - جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی - ایڈیٹر

عمل و استقلال مطلوب ہے

تم لوگوں نے اسوقت جو بیعت کی ہے اس کا زبان سے کہدینا اور اقرار کر لینا تو بہت ہی آسان ہے مگر اس اقرار بیعت کا نباہنا اور اسپر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ نفس اور شیطان انسان کو دین سے لاپرواہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دنیا اور اسکے فوائد کو آسان اور قریب دکھلاتے ہیں لیکن قیامت کے معاملہ کو دور دکھاتا ہے جس سے انسان سخت دل ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر بن جاتا ہے - اسلیے یہ بہت ہی ضروری امر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو جہاں تک کوشش ہو سکے ساری ہمت اور توجہ سے اس اقرار کو نباہنا چاہیے - اور گناہوں سے بچنے کے لیے کوشش کرتے رہو۔

گناہ کیا ہے

گناہ کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی کرنا - اور ان ہدایتوں کو جو اپنے پیغمبروں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہیں توڑنا اور دلیری سے ان ہدایتوں کی مخالفت کرنا یہ گناہ ہے - جبکہ ایک بندہ کو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کا علم دیا جاوے اور اسکو سمجھا دیا جاوے پھر اگر وہ ان ہدایتوں کو توڑتا اور شوخی اور شرارت سے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے اور اس ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں پڑیگا بلکہ اسی دنیا میں بھی اسکو طرح طرح کے عذاب آتے اور ذلت اٹھانی پڑتی ہے - دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے احکام کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے لیکن دنیوی حکام کے عذاب سے اور ان کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ جانے سے بچ بھی سکتا ہے اور اسطرح بچا جا سکتا ہے

مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے - لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اسی کا ہے - اور کوئی اور زمین و آسمان کسی اور کا کہیں نہیں ہے جہاں تمکو پناہ ملجاوے - اسواسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اسکی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت ہی بُری شے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اسطرح پر جاری ہے کہ اس جرات و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دکھ کی دو قسمیں

دنیا میں دو قسم کے دکھ ہوتے ہیں بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلی دیجاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے - فرشتے سکینت کے ساتھ اترتے ہیں اس قسم کے دکھ نبیوں اور راستبازوں کو بھی ملتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلا آتے ہیں جیسا کہ اس نے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الآیہ میں فرمایا ہے - ان دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے اور درمیان میں بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی طرف سے صبر اور سکینت انکو دیجاتی ہے - مگر دوسری قسم دکھ کی وہ ہے جس میں یہی نہیں کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اس میں صبر و ثبات کھو دیا جاتا ہے اس میں نہ انسان مرتا ہے نہ جیتا ہے اور سخت مصیبت اور بلا میں ہوتا ہے یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جسکی طرف اس آیت میں اشارہ ہے مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس زندگی میں شیطان اس کی تاک میں لگا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اسکو خدا سے دور پھینک دے اور نفس اسکو دھوکا دیتا رہتا ہے کہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہنا ہے - لیکن یہ بڑی بھاری غلطی ہے اگر انسان اس دھوکے میں آکر خدا تعالیٰ سے دور جا پڑے اور نیکیوں سے دستکش ہو جاوے - موت ہر وقت قریب ہے - اور یہی زندگی دار العمل ہے مرنے کے ساتھ ہی عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے - اور جسوقت یہ زندگی کے دم پورے ہو گئے پھر کوئی قدرت اور توفیق کسی عمل کی نہیں ملتی - خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو مگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کوئی عمل نہیں کر سکو گے - اور ان گناہوں کی تلافی کا وقت جاتا رہیگا - اور اس بدعملی کا نتیجہ آخر بھگتنا پڑے گا۔

کون خوش قسمت ہے

خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جسکو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جاوے - بلکہ خوش قسمت وہ ہے جسکو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپکو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اسطرح پر حاصل کریگا - مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی اسکے لیے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو - کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمھیں توفیق اور قوت عطا فرماوے کہ تم گناہ آلود زندگی سے بچ جاؤ - کیونکہ گناہوں سے بچنا اسوقت تک ممکن نہیں جبتک اسکی توفیق شامل حال نہ ہو اور اسکا فضل عطا نہ ہو - اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے - اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہمکو ان تمام کاموں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ آمین۔ کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اسکو ملتی ہے اور جس سے لاپرواہی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہیں وہ پاک نہیں ہو سکتے گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جنکو یہ فکر لگی رہتی ہے۔

گناہ کا علم ضروری ہے - گناہوں سے بچنے کا طریق

بہت سے آدمی اس دنیا میں ایسے ہیں کہ انکی زندگی ایک اندھے آدمی کی سی ہے کیونکہ وہ اس بات پر کوئی اطلاع ہی نہیں رکھتے کہ وہ گناہ کرتے ہیں یا گناہ کسے کہتے ہیں عوام تو عوام بہت سے عالموں فاضلوں کو بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ گناہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ بعض گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں گناہوں کا علم جب تک نہ ہو اور پھر انسان ان سے بچنے کی فکر نہ کرے تو اس زندگی سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور نہ دوسروں کو خواہ سو برس کی عمر بھی کیوں نہ ہو جاوے - لیکن جب انسان گناہ پر اطلاع پالے اور اس سے بچے تو وہ زندگی مفید زندگی ہوتی ہے مگر یہ ممکن نہیں ہے جبتک انسان محاسبہ نہ کرے اور اپنے حالات اور اخلاق کو ٹٹولتا نہ رہے کیونکہ بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ - غضب - کینہ - جوش - ریا - تکبر - حسد - عجب وغیرہ یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہونچا دیتی ہیں انہیں میں سے ایک گناہ جس کا نام تکبر ہے شیطان نے کیا تھا یہ بھی ایک بدخلقی ہی تھی جیسے لکھا ہے اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ اور پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا وہ مردود خلائق ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے لعنتی ہوا - مگر یاد رکھو کہ یہ تکبر صرف شیطان ہی میں نہیں ہے بلکہ بہت سے ہیں جو اپنے غریب بھائیوں پر تکبر کرتے ہیں اور اسطرح پر بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی دولت کے سبب سے کبھی علم کے سبب سے اور کبھی حسن کے سبب سے کبھی نسب کے سبب سے غرض مختلف صورتوں سے تکبر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ وہی محرومی ہے - اور اسی طرح پر بہت سے بد خلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو کوئی علم نہیں ہوتا - اسلیے کہ وہ کبھی اپنے غور نہیں کرتا اور فکر کرتا ہے۔

باقی صفحہ ۱۰ پر دیکھو

حضرت حکیم الامت کا وعظ جلسہ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیاوی علوم [illegible] کی تحصیل کے لیے غور کرو کہ جب شروع کرتے ہیں [illegible] کی ڈگری [illegible] امتحان مقابلہ ڈالیاں رہتے اور دوسرے اخراجات ضروریہ خرید کتب وغیرہ میں کسقدر محنت وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہے اور ہم کرتے ہیں مگر اسکے بالمقابل قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کے واسطے ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے واسطے کس قدر محنت اور کوشش اور روپیہ ہم نے خرچ کیا ہے اس کا جواب یہی ہوگا کہ کچھ بھی نہیں اگر اس کے واسطے ہم عشر عشیر بھی خرچ کرتے تو خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے دروازے ہم پر کھلجاتے مسلمانوں کے افلاس انکی تنگدستی اور قلاشی کے اسباب پر آئے دن انجمنوں اور کانفرنسوں میں بحث ہوتی اور بڑے بڑے لیکچرار اپنی طلاقت لسانی سے [illegible] افلاس [illegible] اسباب بیان کرتے ہیں [illegible] لیکچروں کو پڑھا ہے اور مسلمانوں کے [illegible] کے اسباب پر بھی [illegible] ہے

ان تمام ریفارمروں اور لیکچراروں کا آج پر اتفاق ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں میں ہائی ایجوکیشن نہیں ہے اس لیے [illegible] کے حاصل کرنے سے قاصر رہے ہیں اور یہی باعث ہے [illegible] ہائی ایجوکیشن کے نہ ہونے سے [illegible] مال لوٹا دیئے جاتے ہیں +

مسلمانوں کے افلاس [illegible]

لیکن میں جب ان لیکچروں کو پڑھتا ہوں تو میری حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے + کہ یہ مسلمانوں کو اور بھی مفلس بنانے کی ایک تدبیر ہے۔ میں ہائی ایجوکیشن کا مخالف نہیں ہوں مگر مجھے افسوس ہوتا ہے [illegible] مسلمانوں کو الٹی راہ پر ڈالا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے افلاس کی جو وجہ ہمیں بتائی قرآن شریف نے صاف فیصلہ کیا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّ [illegible] یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی

اور جو اپنے بیوی بچوں [illegible] معیشت ان پر تنگ ہوگی اور ہم [illegible] اندھا اٹھائیں گے۔

[illegible] افلاس [illegible] جب قرآن کریم [illegible] نتیجہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق [illegible] ہوگا۔ [illegible] اسباب افلاس پر متفق نہیں۔ ہائی ایجوکیشن کا نہ ہونا [illegible] باعث [illegible]

[illegible]

یا لیت قومی یعلمون!!!

غرض [illegible] قرآن کریم کی تعلیم [illegible]

[illegible] اللہ کا [illegible] قرآن کی تعلیم [illegible]

[illegible] الصلوٰۃ والسلام [illegible] غرض [illegible] اصلاح [illegible] پاک ہوتا اور ایک جماعت [illegible] کرتا ہے اور عملی طور پر قرآن

+ نوٹ آجکل یہ مدرسہ تعلیم الاسلام کالج کر [illegible] اپنی امداد کے لیے [illegible] توجہ کا [illegible] زیادہ [illegible] ایڈیٹر

[illegible] معارف سے آگاہی پاتا ہے [illegible] بھوک پیاس یا اور جو ابتلا [illegible] مقابلہ کرنے کے قابل ہوجاتا ہے [illegible]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ

[illegible] کا [illegible] فرشتے جا دیں [illegible] مقابلہ کرے۔ پہلا کافر [illegible] نفس ہے نفس ہیا اوقات انسان کی ہدایت [illegible] کرتا ہے اور ان راستوں کی طرف [illegible] لے جاتا ہے جو خدا سے دور پھینک [illegible] پھر شیطان کا تسلط [illegible] پہلا مقابلہ تو اپنے نفس [illegible] اسکے جذبات ہی بچا رہتے [illegible] کرے پھر وہ لوگ [illegible] کسی قسم کا تعلق رکھتے [illegible] تعلق یا رشتہ محبت کا [illegible] مثلاً برادری یا قوم [illegible] وہ برادری [illegible] رواج کے ماتحت [illegible] وہ کرنا چاہتے [illegible] اسکا خدا تعالیٰ [illegible] اسکے مخالف ہے [illegible] وہ اسکا مقابلہ کرے [illegible] قانونی اثر اسکو [illegible] قوم [illegible] کسی اثر کے ذریعہ اسکو خدا سے دور کرنا چاہتے ہیں تو یہ اپنی ایمانی قوت [illegible] مقابلہ کرے [illegible] استغاء [illegible] کسی منکر کا اثر کوئی [illegible] کام [illegible] اللہ تعالیٰ کے ایمان اور محبت [illegible] کی حکمت و [illegible] اور رضا کی [illegible] غلط [illegible] کوئی بات [illegible] انسان کی یہ حالت ہوتی ہے [illegible] علم و دولت جمعیت [illegible] شیطان [illegible] اسکی حقیقت [illegible] یہ فخر کا مقام نہیں [illegible] اصل بات جو انسان کو ہر حالت میں بچاتی اور اسکا ساتھ دیتی ہے وہ ایک ہی ہے جسکو تقویٰ کہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ

اللہ تعالیٰ کی معیت بڑی نعمت اور دولت ہے اور مبارک ہے وہ جسکو یہ نعمت ملے لیکن اسکے حاصل کرنیکی ایک ہی راہ ہے کہ انسان متقی بنجاوے ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم جب غار میں تشریف لیگئے اور کفار آپکی تلاش میں وہاں تک پہنچے تو جناب صدیق نے عرض کیا آپ نے کیا فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اللہ ہمارے ساتھ ہے موسیٰ کی قوم جب فرعون کے لشکر اور دریا کے نظارہ کو دیکھکر گھبرائی

اور اذا ما [illegible] کی [illegible] پر توموسیٰ کیا کہتے ہیں کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ بامراد کریگا۔ غرض خدا کی معیت تقویٰ سے ملتی ہے جس کے ذریعہ انسان دشمنوں پر فتحمند ہوتا ہے متقی کا خدا معلم ہوتا ہے اسکے یہ معنی ہیں [illegible] رزق دیا جاتا ہے متقی خدا کا محبوب اور ولی ہوتا ہے متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ تم متقی بنو۔ اپنے ایمان کا تجربہ کرو۔ اور کوئی ذرا سا بھی [illegible] اور میل اس میں پاؤ تو اسکو نکالنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر بہت سارے دودھ میں ایک قطرہ بھی پیشاب کا ڈالدیا جاوے وہ سارا نجس ہوجاتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی ذرا سی کمزوری اور غلطی بھی محسوس کرو تو اسکے چھوڑنے کی فکر کرو۔ ہر ایک کمزوری کا مقابلہ کرو + راستبازی کا ساتھ دو۔ کوئی شاخ جو درخت سے الگ ہو جاتی ہے وہ پھلدار نہیں ہوسکتی جب تک درخت کے ساتھ پیوند نہ ہو گویا وہ اسی کا ایک حصہ یا جزو ہے۔ جب خدا کا مامور کسی کام کے لیے حکم دے تو پھر بھوک پیاس اور خرچ کا خیال مت کرو۔ تمھارے کام اس خدا کے لیے ہوں جو شکور۔ قدیر۔ اور علیم خدا ہے۔ وہ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ قرآن پڑھو مگر دستور العمل کے واسطے پڑھو اور قرآن چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تقاضا سے آیا ہے اسلیے وہاں آتا ہے جہاں کوئی عبد الرحمٰن ہو۔ اس کے پاس رہو تاکہ اسکے آئینے اطوار نشست و برخاست سے تم خدا تعالیٰ کے کلام کو سیکھو وہ اپنے طرز عمل سے اسقدر سکھا دیگا جو برسوں میں بھی حاصل نہ ہو۔ پھر اپنی قوم کے لیے منذر بنو اسکو جاکر تبلیغ کرو۔ نذیر و بشیر ہوکر جاؤ + اور ان سب باتوں کے لیے آخر ایک ہی طریق ہے کہ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تم سب کو جو یہاں موجود ہیں اور انکو جو یہاں یا تو نکو کسی اور ذریعہ سے سنیں اعمال صالحہ کی توفیق دے۔

آمین۔

حضرت حکیم الامۃ کا یہ وعظ ختم ہوگیا ۱۲ / نومبر ۱۹۰۳ء کو بعد نماز ظہر جو وعظ آپنے فرمایا وہ الحکم کی آئندہ اشاعت سے انشاء اللہ تعالیٰ شروع کیا جائیگا۔ ایڈیٹر

رسالہ سراج الحق

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں نئی طرز کا رسالہ اجماع صحابہ اور اجماع امت اور سواد اعظم بتایا گیا ہے کہ وفات مسیح پر ہے نصف سے زیادہ یہ رسالہ چلا گیا ہے اور لگاتار درخواستیں آرہی ہیں۔ شاید چند روز کے بعد دوبارہ طبع کرنیکی ضرورت پڑے۔ لینے والے جلد لیں۔ تاکہ اس کا دوسرا باب شروع کیا جاوے۔ ۴ رسالوں سے کم باہر نہیں جاسکتا۔ قیمت ۱/

خاکسار محمد سراج الحق نعمانی [illegible]

+ فٹ نوٹ خوش قسمتی سے ایک [illegible] ہم [illegible] آنفاق یا [illegible] مسلمانوں کے

۴ اسباب تنزل [illegible] حضرت حکیم الامۃ [illegible] القرآن مہجورا اسکا مفہوم یہ تھا کہ مسلمانوں کے تنزل کا اصل باعث ہجر قرآن کریم ہے۔ ایڈیٹر

بقیہ مضمون صفحہ ۳

منجملہ بداخلاقیوں میں سے ایک **غصہ** بھی ہے جب انسان اس بداخلاقی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دیکھے کہ اس کی نوبت کہاں تک پہونچ جاتی ہے وہ ایک دیوانہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس وقت جو اس کے منہ میں آتا ہے کہہ گذرتا ہے اور گالی وغیرہ کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ اب دیکھو کہ اس ایک بداخلاقی کے نتائج کیسے خطرناک ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ایک **حسد** ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھکر کڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ اسکے پاس نہ رہے اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ پھر ایک بداخلاقی **بخل** کی ہے باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اسکو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔ ہمسایہ خواہ ننگا ہو بھوکا ہو مگر اسکو اس پر رحم نہیں آتا۔ مسلمانوں کے حقوق کی پروا نہیں کرتا وہ بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لیے نہیں رکھتا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قوی اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہونچا سکتا تھا مگر وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا۔ غرضیکہ طرح طرح کے گناہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ یہ تو موٹے موٹے گناہ ہیں جنکو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ پھر زنا۔ چوری۔ خون وغیرہ بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہیے۔

گناہ سے بچنا تو ادنیٰ سی بات ہے اسلیے انسان کو چاہیے کہ گناہوں سے بچکر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے۔ جب وہ گناہوں سے بچے گا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اسکا دل برکت سے بھر جائے گا۔ اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ دیکھو اگر کسی کپڑے کو پاخانہ لگا ہو تو اس کو صرف دھو ڈالنا ہی کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ اسے چاہیے کہ پہلے اسے خوب صابن سے ہی دھو کر صاف کرے اور میل نکالکر اسے سفید کرے اور پھر اسکو خوشبو لگا کر معطر کرے تاکہ جو کوئی اسے دیکھے خوش ہو۔ اسی طرح انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہوں کی گندگی سے ناپاک ہو رہا ہے اور گھنونا اور متعفن ہو جاتا ہے۔ پس پہلے تو چاہیے کہ گناہ کے چرک کو توبہ و استغفار سے دھو ڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر اس کے بجائے **ذکر الٰہی** کثرت سے کرے اور اس سے اسکو بھر ڈالے۔ اسطرح پر سلوک کامل ہو جاتا ہے اور یہی اس کی صحیح مثال ہے کہ کپڑے سے صرف گندگی کو دھو ڈالا ہے۔ لیکن جبتک یہ حالت نہ ہو کہ دل کو ہر قسم کے اخلاق رذیلہ و رذیلہ سے صاف کرکے خدا کی یاد کا عطر لگا دے اور اندر سے خوشبو آوے اسوقت تک خدا تعالیٰ کا شکوہ نہیں کرنا چاہیے لیکن جب اپنی حالت اس قسم کی بنا لی ہے تو پھر شکوہ کا کوئی محل اور مقام ہی نہیں رہتا۔

آجکل وبائی دن ہیں اس لیے لاپروا نہیں ہونا چاہیے بھی تبدیلی کرنی چاہیے۔ بہت سے آدمی اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں شخص نے بیعت کی تھی وہ مر گیا۔ مگر یہ اعتراض فضول ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ صحابہ بھی جنگوں میں شریک ہو کر شہید ہو جاتے تھے حالانکہ وہی جنگ مخالفوں کے لیے بطور عذاب تھی۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ بیعت کے بعد اعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ بیعت کے بعد حجت پوری ہو جاتی ہے پھر اگر اپنی اصلاح اور تبدیلی نہیں کرتا تو سخت جوابدہ ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ سچے مسلمان بنو تاکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمہاری کوئی قدر و قیمت ہو۔ جو چیز کارآمد ہوتی ہے اسی کی قدر کیجاتی ہے دیکھو اگر تمھارے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہو جس سے تمھارے بیوی بچے پرورش پاتے ہوں تو تم کبھی اسکو ذبح کرنے کے لیے طیار نہیں ہو جاتے لیکن اگر وہ کچھ بھی دودھ نہ دے بلکہ نری چارہ دانہ کی چٹی ہو تو تم فوراً اسکو ذبح کر لوگے۔ اسی طرح پر جو آدمی اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار نیک کام کرنے والا اور دوسروں کو نفع پہونچانے والا نہ ہو اسوقت تک خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا بلکہ وہ اس بکری کی طرح ذبح کے لائق ہوتا ہے جو دودھ نہیں دیتی ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم اپنے آپ کو مفید ثابت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے بندوں کو نفع پہونچاؤ۔

عمل کی ضرورت ہے

انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا استغفر اللہ کہدینا ہی کافی ہے مگر یاد رکھو زبانی لاف گزاف کافی نہیں ہے۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ استغفر اللہ کہے یا سو مرتبہ ہر روز تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے **طوطہ** نہیں بنایا یہ طوطہ کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اسکو سوچکر کہے اور پھر اس کے موافق عملدرآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطہ کیطرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے جبتک دل اسکے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے اس لیے بار بار یہی حکم دیا کہ اعمال صالحہ کرو۔ جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جا سکتے بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہمنے دن بھر میں قرآن ختم کر لیا ہے لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا؟ نری زبان سے تمنے کام لیا مگر باقی اعضا کو بالکل بیکار چھوڑ دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضا اس لیے بنائے ہیں کہ ان سے کام لیا جاوے یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول ہوتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔

جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے موافق اپنا چال چلن نہیں بناتا ہے وہ ہنسی کرتا ہے۔ کیونکہ پڑھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا منشا نہیں وہ تو عمل چاہتا ہے۔ اگر کوئی ہر روز تعزیرات ہند کی تلاوت تو کرتا رہے مگر ان قوانین کی پابندی نہ کرے بلکہ ان جرائم کو کرتا رہے اور رشوت وغیرہ لیتا رہے تو ایسا شخص جسوقت پکڑا جاوے گا تو کیا اس کا یہ عذر قابل سماعت ہوگا کہ میں ہر روز تعزیرات کو پڑھا کرتا ہوں؟ اسکو زیادہ سزا ملے گی کہ تونے باوجود علم کے پھر جرم کیا ہے اس لیے ایک سال کے بجائے چار سال کی سزا ہونی چاہیے۔

غرض

نری باتیں کام نہ آئیں گی۔ پس چاہیے کہ انسان پہلے اپنے آپ کو ٹھیک بنالے تا خدا تعالیٰ کو راضی کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی عمر بڑھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا اس نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ بالکل سچ ہے۔ عام طور پر بھی یہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نفع رساں ہو اسکو کوئی ضائع نہیں کرتا یہاں تک کہ کوئی گھوڑا بیل یا گائے بکری اگر مفید ہو اور اس سے فائدہ پہونچتا ہو کون ہے جو اسکو ذبح کر ڈالے۔ لیکن جب وہ ناکارہ ہو جاتا ہے اور کسی کام نہیں آ سکتا تو پھر اسکا آخری علاج یہی ذبح ہے۔ اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر اور نہیں تو دو چار روپیہ کو کھال ہی بک جاوے گی اور گوشت بھی کام آ جائے گا۔ اسی طرح پر جب انسان خدا تعالیٰ کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا اور اس کے وجود سے کوئی فائدہ دوسرے لوگوں کو نہیں پہونچتا تو پھر اللہ تعالیٰ اسکی پروا نہیں کرتا بلکہ خس کم جہاں پاک کے موافق اسکو ہلاک کر دیتا ہے۔ غرض یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ نری لاف و گزاف اور زبانی قیل و قال کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتی جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء سے نیک عمل نہ کیے جاویں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف بھیجکر صحابہ سے خدمت لی کیا انھوں نے صرف اسی قدر کافی سمجھا تھا کہ قرآن کو زبان سے پڑھ لیا یا اس پر عمل کرنا ضروری سمجھا تھا؟ انھوں نے تو یہاں تک اطاعت و وفاداری دکھائی کہ بکریوں کیطرح ذبح ہو گئے اور پھر انھوں نے جو کچھ پایا اور خدا تعالیٰ نے انکی جس قدر قدر کی وہ پوشیدہ بات نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ۔ ورنہ نکمی شے کی طرح تم پھینک دیے جاؤ گے۔ کوئی آدمی اپنے گھر کی اچھی چیزوں اور سونے چاندی کو باہر نہیں پھینکتا ہے بلکہ ان اشیاء کو اور تمام کارآمد اور قیمتی چیزوں کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہو لیکن اگر گھر میں کوئی چوہا مرا ہوا دکھائی دے تو اسکو سب سے پہلے باہر پھینک دو گے۔ اسیطرح پر خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہمیشہ عزیز رکھتا ہے انکی عمر دراز کرتا ہے اور ان کے کاروبار میں ایک برکت رکھدیتا ہے وہ ان کو ضائع نہیں کرتا اور بےعزتی کی موت نہیں مارتا۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کی بےحرمتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو تباہ کر دیتا ہے اگر چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمھاری قدر کرے تو اسکے واسطے ضروری ہے کہ تم نیک بن جاؤ تا خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر ٹھہرو۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور اسکے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ ان میں اور ان کے غیروں کے درمیان ایک **فرقان** رکھدیتا ہے۔ یہی راز انسان کی برکت پانے کا ہے کہ وہ بدیوں سے بچتا رہے ایسا شخص جہاں رہے وہ قابل قدر ہوتا ہے کیونکہ اس سے نیکی پہونچتی ہے وہ غریبوں سے سلوک کرتا ہے ہمسایوں پر رحم کرتا ہے شرارت نہیں کرتا جھوٹے مقدمات نہیں بناتا جھوٹی گواہیاں نہیں دیتا بلکہ دل کو پاک کرتا ہے اور خدا کیطرف مشغول ہوتا ہے۔ اور **خدا کا ولی کہلاتا ہے**

خدا کا ولی بننا آسان نہیں بلکہ بہت مشکل ہے کیونکہ اسکے لیے بدیوں کا چھوڑنا برے ارادوں اور جذبات کو چھوڑنا ضروری ہے۔ اور یہ بہت مشکل کام ہے اخلاقی کمزوریوں اور بدیوں کو چھوڑنا بعض اوقات بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے ایک خونی خون کرنا چھوڑ سکتا ہے چور چوری کرنی چھوڑ سکتا ہے لیکن ایک بداخلاق کو غصہ چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یا تکبر والے کو تکبر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں دوسروں کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے پھر خود اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے لیکن سچ یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے لیے اپنے آپ کو چھوٹا بنا دے گا خدا تعالیٰ اسکو خود بڑا بنا دے گا۔ یہ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی بڑا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ کو چھوٹا نہ بنالے۔ یہ ایک طریق ہی جس سے انسان کے دل پر ایک **نور** نازل ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ جس قدر اولیاء اللہ دنیا میں گذرے ہیں اور آج لاکھوں انسان جنکی قدر و منزلت کرتے ہیں انھوں نے اپنے آپ کو ایک چیونٹی سے بھی کمتر سمجھا۔ جس پر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوا اور انکو وہ مدارج عطا کیے جنکے وہ مستحق تھے۔ تکبر۔ بخل۔ غرور وغیرہ بداخلاقیاں بھی اپنے اندر شرک کا ایک حصہ رکھتی ہیں۔ اسلیے ان بداخلاقیوں کا مرتکب خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ نہیں لیتا بلکہ وہ محروم ہو جاتا ہے برخلاف اسکے عجز و انکسار کرنے والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مورد بنتا ہے۔

تکبر کی قسمیں

تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جب کہ یہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اسکا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو تا خدا تعالیٰ کی

اعلیٰ حضرت جب تقریر فرماتے فرماتے اس مقام پر پہونچے تو یکایک بھی بیچ میں تقریر سے متاثر ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ کچھ عرض کرنا چاہتے تھے اسلیے کہ آپ خاموش ہو جائیں حضرت تقریر کرتے تو عرض کیا حضور مجھے مصیبت ہے دعا کریں۔ فرمایا اچھا دعا کریں گے (ایڈیٹر)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۰ ۱۹۰۴ء

افتتاحی تقریر مولوی محمد عبد اللہ صاحب

حاضرین مجلس! انجیل میں یسوع مسیح کے تین رتبے پائے جاتے ہیں ایک خدا کا بیٹا ہونا۔ دوسرا سولی پر مر کر پھر زندہ ہونا۔ تیسرا یسوع کی موت گناہ کا کفارہ ہونا۔ ان ہر سہ دعوی کا ثبوت بدلائل انجیل سے دینے کیلئے پادری مسٹر گولڈ سمتھ صاحب نے اپنا ذمہ لیا ہے اور ان کی تردید انجیل ہی سے کرنا خاکسار کے ذمہ ہے امید ہے کہ سامعین فریقین کے بیانات سن کر خود فیصلہ کر لیں گے۔ پہلے پادری صاحب یسوع کے ہر تین دعوں کے ثبوت میں جو کچھ دلائل ہیں بیان کریں گے اس کے بعد خاکسار بیان کریگا۔

تقریر مسٹر پادری گولڈ سمتھ صاحب

مولوی صاحب کو میں ان تین دعووں کے ثبوت میں ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین سو دلیلیں پیش کر سکتا ہوں مگر بخوف طوالت ہر ایک دعوے کی نسبت ایک ایک دلیل پیش کرتا ہوں۔ ان تین دلائل کی تردید کیجائے تو گویا تین سو دلائل کی تردید سمجھ لونگا۔

پہلے دعوی کی دلیل

(۱) آسمان سے ایک آواز یہی ہوئی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے
(۲) میں مارا جاؤں گا اور جی اٹھوں گا۔
(۳) ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دے

تردید مولوی صاحب۔ حضرات! پادری صاحب پہلے دعوے کی نسبت یہ پیش کرتے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔

دوسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یسوع نے کہا کہ میں مارا جاؤں گا اور جی اٹھوں گا حالانکہ یہ بھی دعوی ہی دعوی ہے دلیل نہیں۔ تیسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل ہے کہ یسوع اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دینے کیلئے آیا ہے ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ واقعی فدیہ ہوا ہے یا نہیں۔ پادری صاحب نے اس کے متعلق کوئی دلیل پیش نہیں کی خیر اب ہم ان تین دعووں کی تردید انجیل ہی سے کر دکھاتے ہیں۔ متی ۱۲ متی ۱۶ انجیل میں یسوع کے شاگرد نشان مانگتے ہیں تو یسوع یہ جواب دیتے ہیں کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دکھایا جائیگا جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔

حضرات! بنظر غور دیکھا جائے تو انجیل کی اس ایک ہی آیت کے اندر تینوں دعووں کی تردید ہو جاتی ہے۔ چونکہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ چنانچہ پادری صاحب بھی اس کے قائل ہیں اسی آیت میں ابن آدم ہونے کا خود یسوع کا اقرار موجود ہے جب یہ دونوں باتیں یسوع کا ابن آدم ہونا اور اس کا زندہ قبر میں داخل ہو کے زندہ ہی رہنا خود یسوع کے ہی اقرار سے ثابت ہے تو کفارہ قربانی خود بخود قربان ہوا۔ اگر یسوع کا سولی پر مرنا تسلیم کر لیں تو مشابہت یونس ع نبی کی غلط ٹھہرتی ہے اور زندہ اور مردے میں نسبت ہی کیا ہے۔ نیز یہ نشان کیا ہوا کہ نشان دکھاتے دکھاتے خود ہی صلیب کا نشانہ بن گئے۔

انجیل کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بڑے بیٹے قرار دیا ہے اور ایک جگہ خدا نے سلیمان ع کو اپنا بیٹا فرمایا (متی [illegible] خروج [illegible] تواریخ [illegible])

ایک جگہ یسوع نے اسرائیل کو خود اپنے بیٹے کہا ہے۔ حالانکہ اولاد نہیں تھی اور ایک جگہ نافرمانوں کو شیطان کے بیٹے۔ فرمانبرداروں کو خداوند کے بیٹے کہا ہے ان آیات انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی کتابوں میں باپ اور بیٹے کے محاورے مجازی طور پر برتے گئے ہیں اس سے حقیقی بیٹے مراد لینا سراسر نادانی ہے۔ اگر یسوع کو حقیقی بیٹا مانا جاوے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ یسوع میں خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کے کیا کیا علامات ہیں۔ کمہار کا بیٹا ہانڈی بناتا ہے۔ بڑھئی کا بیٹا لکڑی تراشتا ہے اگر یسوع خدا کا بیٹا ہے تو بتاؤ کون سے آسمان کا کونہ بنایا یا زمین کا ٹکڑا اخر مچھر کا پر یا ٹانگ ہی [illegible] برخلاف اس کے یسوع میں تمام انسانی لوازمات کھانا پینا سونا۔ تھکنا۔ موتنا۔ دانتوں [illegible] بیماری وگو بری کی تکلیف [illegible] مار کھانا پچھنے پھوڑا درد سر درد گردہ بخار وغیرہ کامل طور سے پائے جاتے ہیں پھر بھی خدا کا بیٹا واہ واہ کیا خوب!!!

اگر کہو کہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے ان کو تو خدا کا بڑا بیٹا ماننا چاہئے پادری صاحب نے پرسوں وعظ میں کہا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا ہوئے تھے تو یہاں بھی مٹی کا خمیر موجود ہے خون حیض بھی تو اناج سے ہی بنتا ہے۔ اسی کہانیوں میں سینکڑوں جاندار کیڑے پیدا ہوتے ہیں کیا یہ سب خدا کے بیٹے ہیں؟ بالخصوص تو نسبت کہانے کہ جو آگ سے پیدا ہوتا ہے۔ جاندار چیز پیدا ہونے کا زیادہ احتمال رکھتا ہے پھر عجب ہی کیا ہے اگر یہ کہو کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا تھا چونکہ مارنا اور جلانا اللہ ہی کا کام ہے اگر اس نے زندہ کیا تو خدا کے بیٹے ہونے میں کیا شک ہے مگر

صاحبو یہ دعوے بھی بے دلیل ہے۔ کون جی کر آیا کس نے محکمہ دار القضا میں جا کر اپنی پہلی بیوی کا جو دوسرے کے نکاح میں جا چکی تھی دعوی کیا یا بھائی بندوں سے لڑ کر زندگی میں حصہ لیا۔ کھیتی باڑی بانٹ لی اور مرنے کے بعد کے حالات عالم ارواح کے کیا کیا بیان کئے کہ فلانے کا بیٹا ملا تھا وہ عذاب میں مبتلا ہے یا فلانا جنت میں تھا وہ سلام کہتا ہے۔

حضرات! بعض لوگ انجیل و قرآن میں جہاں مردوں کے زندہ ہونے کا ذکر ہے اس کو حقیقی مردے سمجھ بیٹھے ہیں اس لئے اس کی تشریح ضرور ہے انجیل کی ایک آیت میں بغیر عمل کے ایمان کو مردہ قرار دیا ہے اور دوسری جگہ ایک شخص نے اپنے باپ کو گاڑنے کی اجازت مانگی تو یسوع نے کہا جانے دے کہ مردے اپنے مردوں کو گاڑیں۔ اس سے واضح ہے کہ یسوع نے بے ایمانوں کو مردہ کہا ہے قرآن میں بھی کافروں کو انک لا تسمع الموتی کہکر مردوں میں شمار کیا ہے ایک جگہ یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ۔ یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہارے زندہ کرنے کیلئے طلب کریں مان لیا کرو۔

اس آیت میں بھی ایمان بے عمل مردہ قرار دیکر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے پیغمبران خدا اپنی صحبت کی برکت [illegible] ایسے مردوں میں ایمان و عمل کی روح پھونکتے ہیں تو ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ایسے مردے یسوع نے تو بہت ہی کم زندہ کئے بعض خاص خاص شاگرد تو مردے کے مردے ہی رہے [illegible] کسی نے انکار کیا [illegible] حضرت رسول مقبول (اور درود شریف باواز بلند پڑھا سب حاضرین مجلس) صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] زندہ ہوئی اور اسلام کی راہ [illegible] ہمیشہ کی زندگی حاصل کی اگر ہم اس کو حقیقی مردے زندہ ہونا مان لیں تو یومنون بالغیب کی شان [illegible] یہ تو [illegible] مشاہدہ ہوا [illegible] ہی کیا [illegible] مردہ [illegible] اگر وہاں کے چشم دید حالات بیان کرے [illegible] میں جو اولیا کرام [illegible] زندگی [illegible] حقیقی مردے نہ تھے بعض اوقات [illegible] کی روح جسم میں مفید [illegible] ہوئی تھی آخر لوگ [illegible] مرنے کا یقین کر لیتے تھے [illegible] دعا کی برکت سے اللہ جل شانہ نئی زندگی بخشی چنانچہ انجیل میں [illegible] کہ مردہ زندہ کرنے [illegible] یہاں ایک لڑکی مری تھی [illegible] سولی [illegible] کھڑی بہالی نہیں [illegible] ایک زندہ کا [illegible]

[illegible]

از سر تو ہڈیاں پوست لیے ہوئے کفن سے برہنہ ہو دیا بدبہالیت پیرگاہ نہیں آیا ہوا اگر آیا ہے تو ثبوت دو کون آیا اور کہاں آیا۔

قرآن شریف میں ترکہ تقسیم ہونے کے مسائل بیان ہو چکے ہیں مگر کسی جگہ یہ نہیں بیان کیا کہ مردہ واپس آئے تو ترکہ یوں تقسیم ہونا چاہئے ہماری شرع شریف کی کسی کتاب میں یہ باب لکھا ہوا نہیں پایا جاتا کہ مردہ واپس آنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے کا باب ہوتا کیونکہ جب ایسا واقعہ ہوا ہے تو ضرور ہونا چاہئے تھا برخلاف اس کے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون

یعنی جس قریہ کے لوگوں کو ہم مارتے ہیں پھر ان کا لوٹنا ہم نے ابد تک حرام کر دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں [illegible] العمال میں حدیث شریف میں [illegible] رسول [illegible] درود شریف) صلعم نے [illegible] فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ [illegible] انہوں نے اپنے رب [illegible] اس پر اللہ تعالیٰ نے [illegible] میں قرآن شریف میں [illegible] حکم صادر کر چکا ہوں [illegible] جائیں گے جب یہ ثابت ہوا کہ مردے واپس نہیں آتے تو یسوع کی نسبت حقیقی مردے زندہ کرنے کا خیال سراسر غلط ہے اگر پادری صاحبان اسکو حقیقی مردے زندہ کرنیوالا ثابت کرتے ہیں تو اسکا فیصلہ انجیل سے بہت آسان ہے انجیل یوحنا میں یسوع کا قول ہے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا اور ان سے بھی بڑے کام کریگا اگر پادری صاحب میں ایمان ہے تو مردہ زندہ کر کے دکھائیں۔

سولی پر چڑھنے اور مسیح کے زندہ ہونے کی تردید

حضرات انجیل میں [illegible] تو فرشتوں نے کہا [illegible] زندہ ہے یہ نہیں کہا کہ وہ زندہ ہوا ہے مثلاً اگر کسی شخص [illegible] کی شہرت ہو اور اسکے مرنے کی افواہ بھی [illegible] ایسے وقت میں کوئی گواہی دے کہ وہ زندہ ہے تو کیا اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ مر کر زندہ ہوا ہے۔

حضرات! ایسا ہی یسوع کے سولی پر جان دینے کی خبر مشہور ہوئی تھی نیز مرنے کی افواہ بھی تھی اس خیال سے [illegible] قبر پر آئیں تو فرشتوں نے کہا [illegible] زندہ ہے یعنی مرا ہی نہیں۔

[illegible] بعض لوگ خود یسوع کے مرنے پر شک کرتے ہیں چنانچہ انجیل میں [illegible] ایک [illegible] بھالے سے پسلی میں چھید [illegible] تا کہ معلوم ہو مرا یا نہیں [illegible] نکل آیا [illegible] ہو سکتا [illegible] زندہ [illegible] نہیں رہتا۔

[illegible] شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر [illegible] کیا جاوے [illegible] نکلے تو مردار ہے نہیں [illegible] وہ مر چکا ہوتا ہے۔

اور انجیل میں [illegible] یسوع [illegible] کا جب سے ہو سکتا [illegible] انجیل میں [illegible]

دعا اللہ تعالےٰ کے یہاں سنی گئی یعنی قبول ہوئی موت کا پیالہ ٹلنے کی دعا جب قبول ہوئی تو اس کے یہی معنے ہوئے کہ وہ مرنے سے بچایا گیا۔

حضرات! جب تک یسوع کے سولی پر چڑھنے اور اترنے کی پوری کیفیت ظاہر نہ ہو تب تک سامعین کو خلاصہ اصل حقیقت معلوم نہ ہوگی اس لئے خاکسار جو کچھ انجیل میں درج ہے مفصل طور سے بیان کرتا ہے تاکہ فیصلہ کیلئے آسانی ہو۔

صاحبو! بائیبل میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ سولی پر جو لٹکایا جاتا ہے وہ ملعون ہے۔ جب یہودیوں نے یسوع کے پیغمبر ہونے کے دعوے کو سن لیا تو انہوں نے کہا کہ ایلیا نبی یسوع کے پہلے آسمان سے اترنے کی پیشگوئی ہماری کتاب میں ہے۔ ابتک وہ آسمان سے نہیں اترا پھر تیرا دعوے کیونکر سچا مان لیں۔ تو یسوع نے کہا کہ زکریا کا بیٹا جو یوحنا آیا ہے وہ آسمانی ہے جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ آسمانی کہلاتے ہیں یہودیوں نے یہ تاویلی معنے سنکر یوحنا سے جا کر پوچھا کہ کیا تو ایلیا ہے اوس نے انکار کیا اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ مسیح کے پہلے آنیوالا میں ہی ہوں اور جو میرے بعد آنیوالا تھا وہ یہی یسوع ہے مگر یہودیوں نے ظاہر نام خلاف ہونے کی وجہ سے انکار کر کے یہ مشورہ کیا کہ اس پر سرکار کی بغاوت کا مقدمہ ثابت کر کے سولی دیا جاوے تا لعنتی موت سے خود بخود اس کا دعوے جھوٹا ٹھہرتا ہے اس لئے رومی گورنمنٹ میں یہ فریاد پیش کی کہ یہ شخص بادشاہ ہونیکا دعوے کرتا ہے اور ہم کو بغاوت پر ابھارتا ہے محصول دینے سے منع کرتا ہے حاکم پلاطوس کی اجلاس میں یہ مقدمہ پیش ہوا۔ یسوع کا اظہار لیا گیا تو اس نے یہودیوں کے بادشاہ ہونیکا اقبال کیا اور سب سارے جبہ پوش مولویوں نے گواہی دی کہ بیشک یہ بادشاہ ہونے کا دعوے کرتا ہے (درحقیقت یسوع کا روحانی بادشاہت کا دعوے تھا نہ جسمانی) تو حاکم نے تعجب کیا اور یہ یقیناً جان لیا کہ بیچارہ غریب یسوع کو ناحق دشمنی کی وجہ سے مقدمہ کر کے پھنسا رہا ہے۔ تو میں ہر چند اس کے بچانے کی حتی الوسع کوشش کرتا رہا۔ انہیں دنوں پلاطوس حاکم کی بیوی کو یسوع کے بچانے کیلئے خواب آئی۔ پھر اجلاس پر [illegible] کہ تو اس راستباز کو بچانے کی کوشش کر [illegible] زبردست ہوئی لیکن صاحبو! [illegible] ان کو خوب معلوم ہے پلاطوس نے یہودیوں کو کہا کہ میں یسوع میں قتل کے لائق کوئی قصور نہیں پاتا منہ پر کے جہد رہا ہوں۔ یہودیوں نے چلا کے کہا کہ صلیب دیا جاوے صلیب دے۔ ورنہ تو قیصر کا خیر خواہ نہیں ہے اور یہودیوں کے ہاں یہ معمول تھا کہ عید فسح کی تقریب میں ایک قیدی کو چھوڑ دیتے تھے صبح کو عید تھی پلاطوس نے یہودیوں سے پوچھا کہ کیا میں عید کی خوشی میں یسوع کو چھوڑ دوں تو وہ شور مچانے لگے اور اسے چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے بلکہ دوسرے کو چھوڑ دیا آخر مجبوری پلاطوس نے یہودیوں کے [illegible]

سے ہاتھ دہو کر یہ جتلایا کہ میں اس خون سے بری ہوں مگر یہودیوں کی شکایت کی ڈر اور انتظامی لحاظ سے فرد جرم قرار دا دسنا کر یسوع کو چند کوڑے مارے (تاکہ طرفداری معلوم نہ ہو) اور سولی پر چڑھانے کا حکم دیا اور اندر ہی اندر اس کے بچانے کی تدابیر کرتا رہا۔

سامعین کو یہ بات معلوم ہونی ضروری ہے کہ سولی کی دو لکڑیاں ہوتی ہیں ایک آڑی اور ایک کھڑی (ایمان ہاتھوں سے وہ شکل بتائی) آڑی لکڑی پر ہاتھوں کو پھیلا کر میخیں مارتے ہیں اور کھڑی لکڑی سے باندھ کر کئیں روز تک لٹکاتے ہیں اس عرصہ میں وہ مصلوب بھوک اور دہوپ کی آگ سے مرجاوے تو بہتر ورنہ مرنے کے لئے تین روز بعد ہڈیاں توڑتے ہیں۔ یہود کے ہاں یہ بھی قاعدہ تھا کہ ہفتہ کے روز کسی کو سولی پر لٹکا ہوا نہیں چھوڑتے تھے اور جمعہ کی شام سے وہ عید کی تعظیم کا دن شمار کرتے تھے اور اسی خیال سے پلاطوس نے یسوع کو سولی دینے کیلئے جمعہ کا دن لعید فسح ہی مقرر کیا تاکہ تین دن تک سولی پر نہ رہے نیز اور دو چور دن کو اسی روز سولی دیکر پیشی مقرر کی تاکہ ان کو سولی دینے میں زیادہ وقت صرف نہ ہو اور داروغہ صلیب مسیح کا شاگرد تھا غرض مسیح کو معہ دو چوروں کو صلیب پر لٹکایا گیا تین گھنٹے کچھ کم یا زیادہ سولی پر رہا اللہ جلشانہ نے یسوع کی دعا کو قبول کیا تھا اس کے بچانے کی یہ تدبیر کی کہ آندھی بڑے زور سے چلی سورج تاریک ہوا اور زمین کو زلزلہ آیا یہود گھبرائے اور وہاں سے بھاگ گئے۔ ادھر داروغہ صلیب نے جو یسوع کا معتقد تھا موقع پاکر تینوں کو صلیب سے اتار لیا اور دونوں چوروں کے مرنے کیلئے ہڈیاں توڑیں اور یسوع کی ہڈیاں نہ توڑیں اور پلاطوس کے ہاں رپورٹ کی کہ یسوع مرچکا ہے۔ اس لئے اسکی ہڈیاں نہ توڑی گئیں۔ رپورٹ پہنچنے پر پلاطوس نے یہ تعجب کیا کہ ایسا جلد کیوں مر گیا باوجود تعجب کے دوبارہ تحقیقات نہیں کی کیونکہ جانتا تھا کہ یہ سب کچھ اس کے بچانے کی تدبیریں تھیں۔ سپاہیوں میں سے ایک شخص کو یسوع کے مرنے میں شبہ ہوا اس لئے اسنے بھالے سے یسوع کی پسلی کو چھیدا تو فوراً خون نکلا یہ خون نکلنا ہی خود اسبات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ مرا نہیں تھا اسوقت ایک شخص یوسف نامی نے جو بڑا مالدار اور یسوع کا شاگرد تھا پلاطوس سے یسوع کی لاش کو مانگ لیا اور ایک خالی قبر جو پہلے سے باغ میں طیار کرائی گئی تھی یسوع کو اس میں رکھا اور ایک پتھر دراز قبر پر ڈھلکایا گیا۔ اور یہی خیال کر قبر پر نہیں کی گئی (کیونکہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہے) جب یسوع کو ہوش آئی۔ شاگردوں نے قبر سے پتھر ہٹا کر یسوع کو کسی اور طرف روانہ کیا صبح کو عورتیں قبر پر آئیں اور قبر میں داخل ہوئیں۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کیا تھی ایک خوب خاصہ حجرہ تھا) تو یسوع کو نہ پایا اسوقت [illegible] نے گواہی دی کہ وہ زندہ ہے [illegible]

متی مرقس ۱۵ باب ۴۲ لوقا ۲۳ باب ۵۰ یوحنا ۱۹ باب ۳۸

اس جا کر شور مچایا کہ یسوع کو شاگردوں نے چرا لیا مگر پلاطوس نے اس کی بھی کچھ تحقیقات نہیں کی (کیونکر کرے یہ سب کچھ تو اسی کی چالاکی تھی) اس کے بعد یسوع قبر سے نکل کر چالیس روز تک اپنے شاگردوں سے جا بجا ملتا رہا روٹی اور مچھلی کھاتا رہا۔ اپنے سولی کے زخم شاگردوں کو دکھاتا رہا

مرہم عیسےٰ جو طب کی قریباً ہزار کتابوں میں درج ہے

انہیں زخموں کے لئے حواریوں نے مرہم بنا کر لگایا

حضرات! میں نے جو کچھ واقعات بیان کئے ہیں یہ سب انجیل میں موجود ہیں۔ اگر پادری صاحب کو کسی جگہ شبہ ہے تو پیش کریں خاکسار انجیل کھولکر بتانے کیلئے طیار ہے۔

حضرات! یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی نسبت فقط ہماری ہی رائے نہیں بلکہ جرمن کے محقق انگریز بھی یسوع کا سولی پر نہ مرنا تسلیم کرتے ہیں (یہاں ان کی تحریریں پڑھی گئیں)

تردید کفارہ

حضرات! انجیل میں ابن اللہ کے محاورے اکثر پائے جاتے ہیں پھر ایک یسوع ہی کی کیا خصوصیت ہے نیز دلیل نسیح اس کا بیٹا یعنی حقیقی خدا کا بیٹا ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا اور انجیل ہی کی واقعات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یسوع سولی پر نہیں مرا تو پھر کفارہ کی بنیاد خود بخود گر گئی یسوع کو آسمان پر اڑانے کیلئے یہ دو پہیے دونوں پر ہی ٹوٹ گئے تو اڑنا کہاں عیسیٰ پران شدیم مریدان می پرانند۔

پادری صاحب میں اس تقریر کا جواب تین منٹ میں دیتا ہوں۔ مولوی صاحب نے ابن اللہ کے محاورے جو انجیل سے بیان کئے ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ میری دوسری دلیل کو مولوی صاحب دعویٰ قرار دیتے ہیں ہمارے نزدیک انجیل میں جو کچھ ہے وہ سب دلیل ہے میری دلیل کی نسبت ایک جگہ انجیل میں ہے کہ فرشتوں کی گواہی دی کہ زندہ ہوا ہے۔ الخ[illegible]

مولوی صاحب - حضرات! پادری صاحب ابن اللہ کے محاورے ان کا انجیل میں ہونا خود بخود مان چکے ہیں [illegible] یسوع کے دعوی کو دلیل قرار دیتے ہیں حالانکہ یسوع نے کہا کہ میں مارا جاؤں گا اور [illegible] ہوں گا کیا یہ دلیل ہو سکتی ہے فرض کرو میں نے عدالت میں ایک کاغذ پیش کیا جس میں میرے والد نے یہ لکھا تھا کہ فلانے کو سو روپیہ دوں گا۔ اسی بنیاد پر روپے دلا پانے کے لئے دعویٰ داخل کروں اور ثبوت میں یہی کہوں کہ وہی نوشتہ ہی دلیل ہے کیا ڈگری حاصل ہوگی؟

اب رہا فرشتوں کی دوسری گواہی کہ وہ زندہ ہو ہے۔ البتہ یہ بات غور طلب ہے ایک ہی کتاب میں دو طرح کی گواہی ہو تو ہمکو واقعات کیطرف خیال کرنا پڑیگا جو ان قرین قیاس ہو وہی سچی سمجھی جاوے گی مثلاً دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہم نے شوال کو

براتیوں کو مکان کو جا رہے تھے فلانے کے مکان میں فلانے شخص کو نقب لگاتے ہم نے بچشم خود دیکھا ہے تو عدالت سے یہ سوال ہوا کیونکر رات کو اسکے چہرہ کی شناخت ہوئی ایک نے کہا کہ چاندنی رات تھی دوسرے نے کہا کہ براتیوں کے مشعل کا اجالا تھا۔ اب دونوں میں اختلاف ہوا نتیجہ یہ واقعات دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ۲۹ شوال کو چاندنی ہوتی ہی نہیں تو مشعل والی ہی بات صحیح ہوگی۔ ایسا ہی یہاں اصلی واقعات کیطرف دیکھا جاوے تو پلاطوس کا یسوع کو بے قصور کہنا اور اسکو تنبیہ کر کے چھوڑنے اور عید کی خوشی میں یسوع کی چھڑانے کی کوشش کرنا۔ بر سر اجلاس بیوی کی سفارش پہنچنا۔ اور پلاطوس کا پانی سے ہاتھ دہونا۔ جمعہ کا دن جو شام سے عید لگتی تھی سولی کیلئے مقرر کرنا اور دو چوروں کو بھی سولی دینے کیلئے حکم دینا۔ سولی کا داروغہ یسوع کے شاگرد کو مقرر کرنا خدا کیطرف سے آندھی کا آنا۔ زمین کا ہلنا۔ داروغہ کا یسوع کی ہڈیوں کو نہ توڑنا پھر یسوع کی پسلی سے خون کا نکلنا۔ حاکم کا یسوع کے مرنے کی رپورٹ سنکر تعجب کرنا یسوع کے شاگرد کو لاش کا سپرد کرنا ایسے ہوشیار و خیر خواہ شاگرد کا ایک ہوادار قبر میں رکھ کے تجہیز و تکفین نہ کرنا صبح کو یہودیوں کی فریاد پر اسکی تحقیقات نہ کرنا۔ اور یسوع کا شاگردوں سے ملکر روٹی مچھلی کھانا اور طبی تواریخ سے زخموں کیلئے مرہم کا استعمال کرنا یہ تمام واقعات بڑے زور سے شہادت دیتے ہیں کہ یسوع سولی پر نہیں مرا ہرگز نہیں مرا بلکہ اس نے طبعی موت سے مرکر وہاں رفع کا درجہ پایا۔

ہاں قربانی کرنا تو ہر ایک مذہب میں ثواب ہے چنانچہ ویدوالوں کے ہاں بھی اسکی رسم پائی جاتی ہے حال میں کرشنا ندی کے اوپر [illegible] رسم جو سمان راجہ کی گئی سنا یا گیا ہے کہ وہاں بھی کئی ایک بکرے ذبح کئے گئے ہیں اس سے واضح ہے کہ قدیم سے یہ رسم ہر ایک مذہب میں برابر چلی آتی ہے مگر یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ ادنے اپنے اعلیٰ کو قربان کریں۔ دوسرے عیسائی [illegible] عیسائیوں کی گناہ کے عوض خدا کا بیٹا ذبح ہو نیز نصاریٰ بے گناہ کی گنہگاری سے سبکدوش ہونے کیلئے یسوع کو لعنتی موت سے مارتے ہیں حالانکہ لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ وہ خدا سے بیزار ہو خدا اس سے بیزار ہو [illegible] لعنت کا طوق ابلیس کے گلے میں پڑا ہے جب وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہوا کیا ایک برگزیدہ یسوع لعنت کا [illegible]

افسوس صد افسوس نادان دوست شرم [illegible]

ناظرین! بعض جگہ یسوع کی اصلی حقیقت [illegible] جو کچھ اصلی واقعات تھے بیان کئے گئے ہیں [illegible] **ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی** نسبت خیال کر کے بے ادبی پر حمل نہ کیا جاوے انجیلی یسوع **الگ ہے اور قرآن کی عیسیٰ الگ ہیں** لوگ عیسیٰ علیہ السلام مرحوم کو ملعون مانیں گے [illegible] انجیلی یسوع کو نصاریٰ ملعون مانتے ہیں نیز قرآن [illegible] نے اپنے آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ہونیکا دعویٰ [illegible] کیونکر کرے یہ تو سراسر شرک اور کفر ہے مگر انجیلی یسوع نے یہ سب کچھ کیا پھر دونوں ایک کیونکر ہو سکتے [illegible] دوست کو برا بولکر ایماندار رہ سکتا ہے [illegible] کہ تمام پیغمبر اللہ کے پیارے اور مقدس [illegible]

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد [illegible]

[illegible]

بھات حسینؓ کے نام کا کونڈا کیا کرتی ہیں جو سید کھلاتے ہیں وہ سب اُس حرام کی کمائی پر فاتحہ پڑھ کر اور فاتحہ بھی کھڑے ہوکر بڑی تعظیم سے کھاتے ہیں۔

ایک دفعہ ہمارے ملک کے سید میراثیوں سے ناراض ہوگئے اور محرم کا مہینہ آگیا میراثیوں نے حسب دستور کونڈا کیا اور سیدوں کو کہا گیا کہ چلیے سید آپ لوگ کونڈا حسینی کھاتے ہیں تو چلو سید والے بسبب ناراضی کے انکار کیا پھر میراثیوں نے کہا کہ آپ کے بزرگوں اور باپ دادا کے نام کا کونڈا ہے کیا آج اسکی بے ادبی کرو گے اور نہیں کھاؤ گے تو ہم اٹھا کر کتوں کے آگے ڈال دیں گے اسکا عذاب تمہاری گردن پر ہوگا وہ یہ سنکر چلنے کو تیار ہوگئے اور مجھے بھی بلایا جب میں گیا تو یہ حقیقت حال اُن سے معلوم ہوا یہ ماجرا پہلا ان سے مجھ سے بیان کیا میں نے کہا کہ میں تو ہرگز یہ حرام طعام نہیں کھا سکتا اور تم بھی ہرگز نہ کھاؤ یہ کھلا معاملہ ہے کہ جو حرام چیز پر بسم اللہ پڑھا جاتے وہ کافر ہو جاتا ہے اور پھر اس میں کفر کی کئی وجہ ہیں۔

اول حرام کی کمائی۔

دوم شرک کیونکہ غیر اللہ ہے۔

سوم بسم اللہ کے سوا اور آیات کی اور بہت آیات اور سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔

چہارم یہ کہ کفر و شرک کو منظور ہی ہوتا ہے۔

پنجم یہ کہ میراثیوں کو ولی عملی اللعامی داخل کرنا ہے۔

ان سیدوں نے کہا کہ آپ ہمارے دادا امام حسینؓ کے نام کا کونڈا اور ہم اسے چھوڑ دیں۔ اگر ہم نہ کھاویں گے تو یہ لیتے ہیں کہ ہم کتوں کے آگے ڈال دیں گے۔ میں نے کہا کہ الخبیثات للخبیثین بہتر ہو کہ یہ کھانا کتوں کے یا سوروں کے آگے ڈالا دیں۔ یہ بات سنکر تمام سید میری بات پر ناراض اور چپ چپ ہوے اور پڑھے اور بہت سے قرآن پڑھا فاتحہ دی اور سب کھانا اسطور رہے کہ یا نہ برتن کو دھونے کی حاجت نہ رہی۔

تعزیہ داری کی رسم کو سب جانتے ہیں کہ کیا کیا شعبدہ اور بدعتیں اور کفر اور شرک کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔

تعزیوں پر کھانا چڑھاتے ہیں پیسے ٹکے شیرینی ہر قسم کا لاتے ہیں فاتحہ پڑھتے ہیں اُن کے سامنے کھڑے ہوکر مرثیے پڑھتے ہیں اگر نماز کا وقت ہو تو کچھ پروا نہیں کرتے اور جب تعزیے اُٹھاتے ہیں تو اسمیں تکرار فساد اور جنگ ہوتے ہیں اس بات پر کہ ہمارا تعزیہ آگے ہو اور دوسرے کا پیچھے ہو اسپر سر پھوٹ جاتے ہیں مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس وقت فرعون بے سامان ہوتے ہیں۔ پیک بنتے ہیں انکو ہاتھوں میں چوڑیاں ہوتی ہیں اور مور کی دم کے پاؤں کے مورچھل ہوتے ہیں اور مرثیے پڑھتے جاتے ہیں اور چوری اور مورچھل سے تعزیوں کی مکھیاں اڑاتے ہیں۔

لطیفہ

ہمارے شہر میں ایک خانقاہ کے مجاور کچھ طمع نفسانی اور ٹکے روپئے اور مٹھائی اور کھانے کی غرض سے تعزیہ ہر سال بنایا کرتے تھے ایک رات ایسا ہوا کہ سب مجاور تعزیہ کا حلوا مالیدہ چوڑا ریوڑیاں اور مٹھائی وغیرہ جمع کرکے چاروں طرف تعزیہ کے بڑے ادب سے دری اور کمبل بچھا کر سو رہے کچھ چوڑا تعزیہ کے اندر رکھا رہ گیا آدھی رات کو دو بلیاں چوہے اور مٹھائی کے لالچ سے تعزیہ کے اندر گھس گئیں اور چوڑا شاید تھوڑا ہی ہوگا جب ختم ہوا تو وہ دونوں بلیاں لڑنے لگیں اور تعزیہ انکی لڑائی سے اور چھینا جھپٹی سے ہلنے لگا اور کھڑ کھڑ کی آواز آئی اچانک اس کھڑکے سے ایک شخص کی آنکھ کھل گئی اور اُسنے سمجھا کہ امام تعزیہ کے اندر تشریف لائے ہیں اُسنے چپکے سے دوسرے کو اشارے سے جگایا کہ جلد اُٹھو امام صاحب تشریف لائے ہیں دوسرے نے تیسرے اور تیسرے نے چوتھے کو علی ہذا القیاس ایک نے ایک کو جگایا اور ان کو یقین واثق اور اعتبار صادق ہوگیا کہ حضرت امام حسینؓ تشریف لائے سب ادب و احترام سے چاروں طرف حلقہ وار کھڑے ہوگئے اور ہاتھ اُٹھا کر کوئی کچھ سے کوئی زور سے دعائیں کرنے لگے کہ یا امام حسینؓ جیسا حضور نے کرم کیا اور ہم عاجزوں پر مہربانی فرمائی اور ہمکو تشریف آوری کی اور رونق افروزی اور قدم رنجہ فرمانے سے عزت بخشی ہماری مرادیں بر لاؤ ہمارے مالوں اور جانوں اور اولاد میں برکت بخشو ہم حضور کے خادم اور تعزیہ دار ہیں ہماری مشکلوں کو آسان کرو ہمارے دشمنوں کو پامال کرو ہمارے لڑکے دشمنوں کا کام آئے۔ یہ دعائیں بڑی الحاح و زاری اور تضرع اور بیقراری سے کر رہے تھے جو وہ دونوں بلیاں چوڑا کے ختم ہونے اور مٹھائی وغیرہ کے نبڑ جانے پر یاسی اور امر خلاف واقعہ پر لڑنے لگیں اور میاؤں اور غرفش اور پھڑ پھڑ کرکے لڑنے لگیں تو وہ سید کے سب نہایت شرمندہ ہوئے اور وہ سب تضرع و زاری بھول گئے اور شہر میں یہ شہرہ اگرچہ بہت چھپایا اور مخفی کیا گیا عام ہوگیا۔

کمبختوں نے دعا کرنے کے وقت یہ نہ سوچا کہ جو آپ ہی درماندہ اور مشکلات میں پھنسا وہ دوسروں کی بہبودی کیا دستگیری کرے گا اور جو شہید ہوتے ہیں وہ جنت میں داخل ہوکر بعزوقوں فرحین ہوا کرتے ہیں اور بہشتی رزق اور فرحت انکو ملتی ہیں وہ بہشتی زندگی اور بہشتی رزق کو چھوڑ کر گوڑ کی ریوڑیوں اور شکر کی چوریوں کو کیوں پسند

کس لئے

کوٹ پوتلی میں بھی بعینہ یہی واقعہ گزرا مگر بلیوں کے بجائے کتا نکلا۔

لوگ کیسے تو وہ طوفان جھوٹ کے جمع کرتے ہیں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی عشرہ محرم میں عاشورہ کے دن تعزیوں کی ممانعت میں وعظ فرما رہے تھے اور تعزیے یکے بعد دیگرے نکلے چلے جاتے تھے ایک تعزیہ چھوٹا اور مختصر سا جسپر سامان بھی تھوڑا سا تھا اور وہ تعزیہ غریب آدمیوں کا تھا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے وعظ کو چھوڑ کر دوڑے اور اُس تعزیہ کو چوما اور چند قدم تک اٹھایا اور کندھا دیا۔ اور پھر وعظ میں مشغول ہوگئے بعد وعظ لوگوں نے دریافت کیا حضور مولانا آپ تو تعزیوں کی مذمت اور برائی بیان کرتے تھے اور آپ ہی دوڑ کر کلام اللہ کے وعظ کو چھوڑ کر اُسی مذموم فعل میں آپ شامل ہوگئے اور اسکو معزز کر دکھایا شاہ صاحب نے فرمایا لوگو میں کیا کروں اس تعزیہ میں حضرت امام حسینؓ تشریف رکھتے تھے اور حضرت امام حسنؓ رونق افروز تھے اور حضرت علیؓ جلوہ فرما تھے اور ملائکہ کا ہجوم تھا فرشتوں نے کندھا دیا ہوا تھا۔ عبدالعزیز کی مجال تھی کہ یہ بیٹھا ہوا دیکھتا رہتا اور شامل ثواب دارین اور سعادت کونین نہ ہوتا۔

یہ تعزیہ داروں کے جھوٹے بہتان لگاتے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ پر بہتان لگاتے ہیں جس سے یہ کہ تعزیہ داری معزز و مکرم رہے اور دنیا سے یہ اُٹھ نہ جائے۔

تعزیوں کے ساتھ شدے بھی نکلتے ہیں اُنپر رنگ برنگ کے کپڑے پھریرے اڑتے ہوئے اور اُنپر چاندی یا تانبے کے کوئی ہاتھ کی شکل کوئی صراحی کی شکل وغیرہ ہوتی ہیں کوئی تعزیہ اسکا کوئی رنگین کاغذ کا بنا ہوا کسی تعزیہ کی ہاتھی کی شکل کسی مصنوعی براق کی شکل کسی کی ہندسہ بیل گاڑی وغیرہ کی شکل کوئی تعزیہ جوڑیوں کا کوئی مونج کا کسیکو پر پاں اٹھائے ہوئے اور کسیکو حیث۔ الامان انھوں نے ہندوؤں کی بتوں کو بھی طاق میں بٹھا اور اُن سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔

اور کہتے ہیں کہ حشر کے روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ننگے سر ایک مونڈھے پر سبز زہر آلود حسنؓ کی پوشاک اور دوسرے مونڈھے پر حسینؓ کی سرخ خون آلود پوشاک ڈالکر عرش کا پایہ پکڑ کر عرش کو ہلا دینگی اور اپنے دونوں بیٹوں کے خون کی داد چاہیں گی اسی عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاویں گے اور کہیں گے کہ بیٹی! تمکو داد و فریاد کی سوجھ رہی ہے اور مجھے امت کی شفاعت کی پڑ رہی ہے پھر فاطمہ شرمندہ اور کھسیانی ہوکر داد و فریاد سے رجوع کرکے رب العالمین سے کہیں گی کہ اے رب العالمین! میں نے داد و فریاد چھوڑی جو میرے ابا جان چاہیں وہی کر دے اور میرے ابا جان کی امت کو بخشدے۔

اللہ اللہ! جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے جھوٹی روایت بھی بنائی اور بنا تو نہ آئی اگر یہ روایت تو فرضا تسلیم بھی کر لیں اور سچی مان لیں تو پھر شیعوں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا حشر کے روز جب خون بہا اور قصاص نہ رہا اور اُمت کی شفاعت ہوگئی تو یزید و شمر اور اُس کا لشکر جنہوں نے حضرت امام حسینؓ کو کربلا کے میدان میں قتل کیا وہ بھی تو اُمت میں ہی ہیں۔ ابوبکر و عمر جنہوں نے علیؓ کو ناک چنے چبانے بقول شیعوں کے خلافت چھینی تمام حقوق دبائے باغ فدک غصب کیا یہ سب ظالم وغیرہ بھی تو اُمت ہی میں ہیں۔ پھر انکی تبرا بازی تعزیہ داری وغیرہ کس کام کی۔

باغ فدک جس میں تیرہ درخت کھجور کے تھے دراصل پنجاب کی اصطلاح میں یہ باغ نہیں تھا جھنگلی تھی اور بعض روایات میں پانچ یا سات درخت بھی آئے ہیں بہت شیعوں سے گفتگو کا موقع ملا علاوہ اور دلائل کے جو بینہ اور نیرہ و باہرہ ہیں اور خاص قرآن شریف نے ہی اسکا فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ قرآن میں داخل ہے اور اسکے وارث سُنی ہی ہو سکتے ہیں میں نے کہا کہ تیرہ سو برس کا عرصہ تمہیں روتے پیٹتے چلاتے ہائے ہائے کرتے نعوذ باللہ سنت مارتے ان صدیقوں پر دس لاکھ بے حیثیت درختوں کے لیے جسکی آمدنی شاید دس بارہ یا زیادہ سے زیادہ چند روپئے ہوگی اس کے اسقدر ہائے ہوئے اور رونا پیٹنا اور اسقدر دھول اڑاتے ہیں کہ بس

زمیں تشنہ شد و آسماں گشت ہشت

بسبی نامرادی یہ ناکامی یہ کنگال پن جنازے زردہ۔ ہماری ملک میں دو ہزار درخت کھجور کے موجود ہیں چلو وہ ہم تمہیں دیدیتے ہیں تمام شیعہ وسنت برادری تاریخ محفل تحریر کر اب ہم باغ فدک کا نام نہ لیں گے ایک جھگڑے کو تو ہم طے کرتے ہیں۔ اور ایک جھگڑا حشر کے روز طے ہو جائے گا کہ باپ بیٹی اُمت کی شفاعت کرالیں گے۔

اور سب سے بڑے کفارہ حسینؓ کے مسئلہ نے ثابت کر دیا کہ امت کی بخشش کے لیے حسینؓ شہید ہوئے امت میں قاتلان حسینؓ بھی تو شامل ہیں سب کی بخشش ہو جائے گی رہی یہ بات حضرت امام حسینؓ کو تکلیف ہوئی اول تو یہ ہے کہ انکو تکلیف ہوئی ہی نہیں سبھا کی نسبت قرآن شریف میں فرحین موجود ہے

(باقی آئندہ)

میں نے شراب کا خیال کیونکر چھوڑ دیا

انسان کی زندگی میں بہت سارے ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات اسکے سامنے آتے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں بالکل بے حقیقت ہوتے ہیں مگر بعض اوقات انکی بہت پر اثر [illegible] ہوتا ہے [illegible] اخلاق کی تہذیب و درستی [illegible] بہت [illegible] انھیں واقعات سے ایک واقعہ میں یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں [illegible] کہ اس واقعہ کا جو اثر مجھپر ہوا تھا [illegible] اسکا بیان پڑھنے سے کسی کے اثر پذیر دل پر بھی [illegible] سود مند [illegible]

ایک زمانہ میں [illegible] اسکول میں پڑھتا تھا اور اسوقت میری عمر [illegible] طبیعت [illegible] قبول نہیں کرتی تھی [illegible] شراب [illegible] اگر [illegible] حالت میں کہ [illegible] اگر ایک شخص [illegible] تو کیا مضائقہ ہے [illegible] حد سے گذر نہ جائے [illegible] ایک [illegible] صاحب [illegible] سوال کیا کہ حضرت [illegible] شراب حرام [illegible] مزاج [illegible] سخت و سست [illegible] تجھے شرم نہیں آتی کہ [illegible] چون و چرا کرتا ہے - اسی پر تو ہم کہا کرتے تھے کہ انگریزی نہیں پڑھنی چاہیے - خیر میں اپنا سا منہ لیکر چلا گیا مگر میری تشفی نہیں ہوئی [illegible] ایک اور بزرگ سے [illegible] سوال کیا - وہ [illegible] زمانہ شناس [illegible] جواب دیا کہ تمہارا یہ سوال اصول سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ فی زمانہ ہم لوگوں نے اصول کا پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور فروعات ہی پر جھگڑتے رہتے ہیں - اسلیے تمہارا جواب ذرا مشکل سے ملے گا - لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری شرع میں ایک بھی ایسا حکم نہیں ہے جسکی [illegible] اصل نہ ہو یا جس کی کوئی معقول وجہ نہ ہو اگر تمہیں کوئی جواب نہ ملسکے تو تمھیں ایک لحظہ کے لیے بھی یہ سمجھنا چاہیے کہ شرع ناقص ہے [illegible] علم ناقص ہے انکی اس فہمائش سے ایک گونہ تسکین تو ہوئی مگر پورا اطمینان نہیں ہوا

[illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] شراب [illegible] ثابت کیا کہ شراب پینے والے [illegible] زیادہ موٹے [illegible] پاتے ہیں [illegible] قوت [illegible] وغیرہ [illegible] حاصل ہوتی [illegible] شراب سے حاصل [illegible] جو کیفیت [illegible] شراب سے حاصل [illegible] سرور [illegible] ہیں - غرض [illegible] وہ بیان کرتے رہے - لیکن [illegible] پڑا تھا - یہ تھیں کہ انھوں نے کہا کہ شراب پینے والوں کے دل [illegible] ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ [illegible] خون کا جسم [illegible] ہے یہانتک کہ دل [illegible] کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ دیتا ہے جس کا نتیجہ ہلاکت ہے [illegible] ثابت کیا تھا کہ [illegible] تین دن پہلے ایک گوشت [illegible] لیکر دو [illegible] ایک [illegible] شیشی میں رکھا [illegible] پانی بھرا ہوا تھا اور دوسرا [illegible] دوسری شیشی میں ڈالدیا جس میں شراب بھری ہوئی تھی - تین دن کے بعد [illegible] جب [illegible] دونوں شیشیاں [illegible] دکھائیں تو وہ گوشت کا ٹکڑا جو پانی میں پڑا ہوا تھا اپنی اصلی حالت پر تھا مگر شراب میں ڈوبے ہوئے کا رنگ بھی متغیر ہو گیا تھا اور اسپر ایک قسم کی سفیدی اور غبار بھی چھایا ہوا تھا۔

دوسری دلیل دیتے ہوئے انھوں نے پہلے ہمیں یہ سمجھایا کہ خون کی بناوٹ کسطرح ہے اور اسکا خاصہ کیا ہے - خون ایک شفاف بے رنگ سیال ہے جس میں سرخ رنگ کے خوردبینی کرے تیرتے ہیں اور جن کی وجہ سے ہمیں خون کا رنگ سرخ نظر آتا ہے یہ کرے نہایت منتظم اور بالکل مدور ہوتے ہیں اور خوردبین کے ذریعہ ایسے نظر آتے ہیں جیسے سڈول تازے مٹر کے دانے لیکن اگر شرابیوں کے خون کو خوردبین سے دیکھا جائے تو یہ کرے ایسے نظر آتے ہیں جیسے مرجھائے ہوئے مٹر کے دانے اور جن کے رنگ میں بھی ایک قسم کا بلغمی پن پایا جاتا ہے جس کے دیکھنے سے نفرت پیدا ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب نے ایک نقشہ بھی دکھلایا تھا جس میں شراب پینے والوں کے خون کے بھی کرے اور شراب نہ پینے والوں کے [illegible] بڑھا کر دکھلائے گئے تھے - جس وقت شراب کا نام سنتا ہوں یا کسی کو پیتے دیکھتا ہوں تو فوراً ان دونوں قسم کے خون کے کروں کا نقشہ پھر میری آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور شراب پینے پر دل کانپ جاتا [illegible] اور [illegible] پیدا ہو جاتی ہے - افسوس ہے کہ ہمارے پاک مذہب کے اصول تو [illegible] سائنٹفک باتوں پر مبنی ہوں لیکن ہمارے مولوی ان اصول کو سمجھا سکیں [illegible] باتوں میں غیر [illegible] ہیں [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] نے لیکچر دیا تھا پارسی تھے اور [illegible] مذہب میں [illegible] شراب کی ممانعت بھی نہیں بلکہ بعض مذہبی رسوم میں بھی استعمال کیجاتی ہے -

[illegible] مضمون [illegible]

مسلمانوں کو ایک نہایت [illegible] شعار [illegible] قوم [illegible] حالت [illegible] تعلیم ہے اور خاصکر دینی تعلیم [illegible] دینی تعلیم میں بھی خاصکر قرآن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کے بعد قرون اولی کی تعلیم اور اسکے لیے ضرور ہے کہ گروہ علماء کو ہم خیال اور ہمدرد بنایا جائے جنکے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے مسلمانوں کو قرآن شریف کی تعلیم دینا اور وہ بھی [illegible] تعلیم دینا اس سے درحقیقت ایسی زبردست [illegible] اصلاح کی پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلہ میں سب کوششیں [illegible] ہیں جس غور سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا جائے اسی قدر معلوم ہوگا کہ اس کا منشاء یہی ہے کہ دنیا میں انسان خدا [illegible] اور کفایت شعار بنیں - قرآن اعتدال سے یا عدل سے گذرنے کو ہر جگہ [illegible] اور دنیا کو نیک عمل اور [illegible] کے لیے ایک میدان قرار دیتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم [illegible] طریقہ سے نہ ہو - اور [illegible] پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد [illegible] کی روشنی میں اسکو دیکھا جائے تو وہ بھی بجائے ایک عمل [illegible] ہونیکے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جسکو [illegible] ہر شخص اپنی طرف کھینچکر اپنے خام و غلط [illegible] تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے - قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیے -

[illegible] علماء کی [illegible] اصلاح کرنا - یہ کام بہت مشکل ہے مگر زمانہ آہستہ آہستہ اسکو [illegible] کرتا جاتا ہے جب سست اور ناکارہ اور [illegible] گروہ قوم میں کم ہوتا جائے گا تو [illegible] علماء بھی [illegible] جائیں گے [illegible] حال [illegible] یقین ہے کہ علماء [illegible] میں [illegible] جائیں گے -

موجودہ صورت میں علماء کا جم غفیر تو ہماری طرف صرف اس صورت میں متوجہ ہو سکتا ہے جب [illegible] سمجھ کہ ہم [illegible] لیکن یہ انکی خواہش ہو سکتی ہے نہ ہمارے چاہنے سے تو شاء اللہ لکنتم امۃ واحدۃ -

قومی نظم

از منشی [illegible] صاحب [illegible] کلرک [illegible]

زمانہ اے نبی مشکور ہے تیری عنایت کا
دیا تو نے سبق مخلوق کو خالق کی وحدت کا
تری خلقت سے پہلے [illegible] حالت
[illegible] خوب نقارہ [illegible] کا
پرستش کے لیے [illegible] گھر گھر [illegible]
اندھیرا تھا وہاں چاروں طرف کفر و ضلالت کا
لڑائی ان میں [illegible]
تو [illegible] باعث قبیلوں کی شراکت کا
[illegible] بات پر [illegible] طول [illegible]
یہانتک [illegible] ہزاروں کی ہلاکت کا
[illegible] جاری [illegible]
خیال آتا نہ تھا دل میں کبھی ہرگز صداقت کا
یکایک اے محمد [illegible]
ستارہ جس گھڑی روشن ہوا تیری نبوت کا
سکھایا [illegible] تو نے تہذیب و تمدن کے
ہوا اقبال [illegible] تیری امت کا
طبعی و ریاضی و ادب [illegible] مالک
مسلمانوں میں تھا گویا خزانہ علم و حکمت کا
نبات و کیمیا و علم [illegible] اور طب میں
زمانہ تھا [illegible] انکی لیاقت اور فضیلت کا
مہذب [illegible] جو قومیں اب [illegible] آتا تھا
دیا پہلا سبق [illegible] علم و حکمت کا
[illegible] افسوس وہ حکمت کے جوہر [illegible]
مسلمانوں [illegible] جہالت کا
مدد اے [illegible] وقت دعا آیا
حوادث سے نہ ہو [illegible] تیری امت کا

تازہ الہام

إن شانئك هو الأبتر

نوٹ ضروری [illegible] ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء [illegible]

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۱۹ مارچ خشکی پر لڑائی - اہم معرکہ - جنرل کرو پاٹکن خبر دیتے ہین کہ بمقام چونگ جو کا سکون نے جو ۲۰ سو تنسیا ڈن (سو تنیا روسی مین ترجمہ یعنی رسالہ کے ایک حصہ کو کہتے ہین یہ لفظ صرف کا سکون کے ترپ سے مخصوص ہے - وطن) اور جاپانی پیدل و سوار رسالہ مین اہم معرکہ آرائی ہوئی - حالانکہ روسی ایک بلند پہاڑی پر تہے - جاپانیون نے مردانہ وار مقابلہ کیا تاہم اگر ان کو مسلسل پیچھے سے کمک نہ پہنچتی رہتی تو جو جاپانی فوج ابتداً مقابلہ مین آئی - وہ یقیناً پامال ہو جاتی - ڈیڑھ گھنٹہ کی جانگداز لڑائی کے بعد کاسک بترتیب کامل پیچھے ہٹ گئے - اور اپنے زخمیون کو بھی ساتھ لیتے گئے - جاپانی باوصف متواتر کمک کے اس لڑائی مین اپنے تھک گئے اور ان کا اسقدر نقصان ہوا کہ جس پہاڑی کو روسی خالی کر گئے وہ اس پر قبضہ کرنے کو آگے نہ بڑھ سکے - روسیون کے تین افسر اور بارہ سپاہی زخمی اور تین سپاہی ہلاک ہوئے (تار مین لڑائی کی خبر نہین بتائی گئی - قیاس چاہتا ہے کہ یہ اسی معرکہ کے حالات کسیقدر تفصیل سے بیان کئے گئے مین جو ۲۳ مارچ کو فریقین مین ہوا تہا اور جسکی خبر پہلے سے آئی - اور کل کے سدرزانہ مین درج ہو چکی ہے

جاپانیون نے روسیون کے جسقدر جہاز گرفتار کئے تہے - جاپانی عدالت غنیمت نے ان کو مال غنیمت قرار دیا - ان پر جاپانی ملاح مقرر کر دیئے گئے مین -

انگریزی بیڑہ کے کمانڈر ایڈمرل برج نے جاپانی بندر بوکوہاما کا بحری شفاخانہ جاپانی مجروحین کے لئے جاپانی حکومت کے حوالہ کر دیا ہے -

ایڈمرل ٹوگو نے جو رپورٹ اپنی حکومت کو بھیجی ہے اس مین لکھتا ہے کہ ۲۷ مارچ کو ہمارے بحریون نے کمال دلاوری دکھلائی و دشمنون کی بارش مین آگے بڑھتے گئے - مگر افسوس جہاز ٹہیک موقعہ پر غرق نہ ہوئے روسی جہازون کیلئے اندر باہر جانیکا راستہ باقی رہا - ہمارے ۱۳ بحری و افسر ڈاک ہوئے ... رپورٹ سنانے کے بعد جاپانی ... مین بیان کیا کہ پورٹ آرتہر کے دہانہ کو ... مسدود کرنا بہت مشکل کام ہے ... بہت ... ہو رہا ہے -

جو نگ جو ... معرکہ کی کیفیت بقول جاپانیان ... جو ... اس ... ایک

سور جو بلند بلندی پر قابض تہے - جاپانیون نے یہ نقدد عظیم ان پر دہاوا کیا - روسی کچھ دیر مقابلہ کرکے پیچھے ہٹ گئے - اور جاپانی اپنے بادشاہ کی درازی عمر کے نعرے لگاتے ہوئے شہر مین داخل ہوگئے کلہم بلدہ جاپانی ہلاک و زخمی ہوئے -

۲۷ مارچ کے بحری معرکہ مین بہی الٹی جاپانی افسرون اور بحریون نے جہاز غرق کرنے کی کوشش کی جو ۳۴ فردری کو اس خدمت پر گئے تہے - ان کا لا ہما لفٹنٹ ہروس تہا - جس کے ایک روسی گولے سے پرخچے اڑ گئے جو جاپانی تارپیڈو کشتیان ہمراہ گئی تہین - انہون نے غرق کردہ یا غرق شدہ جہازات کے اکثر بحریون کو بچا لیا - روس نے فرانس کی معرفت پورٹ آرتہر کے قرنطینہ کیمپ پر جاپانی گولہ باری کے متعلق ہیگ کے معاہدہ کی ... جو اعتراض کیا تہا - اس کے جواب مین جاپان نے لکہا ہے کہ معاہدہ بحری گولہ باریون سے کچھ تعلق نہین رکہتا -

الہ آباد ۳۰ مارچ ٹائمز کا بیان ہے کہ پورٹ آرتہر مین اسوقت کلہم صرف دس ہزار سپاہ ہے اور اس کے پاس فقط ایک ماہ کیلئے سامان رسد ہے -

متفرق - بمبئی مین گو پہر فساد نہین ہوا - لیکن بوہرہ قوم ابہی خائف ہے کہ کسی وقت ان پر اچانک حملہ نہ کر دین اس خوف سے ۲۶ مارچ کو بہی انہون نے اپنی اکثر دکانین بند رکھین - آدہی فوج اسل شہر سے رخصت کر دیگئی احتیاطاً تمام شراب خانے تاحکم ثانی بند رہین گے - کمشنر پولیس نے ۲۹ کی صبح کو حکم دیا کہ تمام تعزیے توڑے جائین - مگر یہ عرضداشت گذرنے پر کہ ان کی زیارت کی رسم شام کو ادا ہوگی - اسنے ۳۱ مارچ کی صبح تک میعاد بڑہا دی -

پارلیمنٹ مین تجویز پیش ہوئی کہ شاہ انگلستان کو اختیار دیا جائے کہ جنگی ضروریات کیلئے ایسے موقعہ پر جبکہ کسی طاقت سے جنگ اٹل ہوگئی ہو باختیار خود دس لاکھ پونڈ خرچ کی اجازت وزراء کو دیدین - پارلیمنٹ سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے - مگر بکثرت رائے یہ تجویز نامنظور ہوئی -

جرمنی وغیرہ کئی ممالک کے بادشاہون نے بنکون سے ... یہ انتظام کر رکہا ہے کہ ضروریات جنگ کیلئے فوراً روپیہ کی ایک معین مقدار بادشاہ کو قرض دیدین انگریزی قوم کو بہی ایک نہ ایک دن اپنے بادشاہ کو یہ اختیار دینا پڑیگا - انگریزی پارلیمنٹ مین مسودہ قانون پیش ہوا ہے کہ ممالک غیر کے بد چلن مفلس بیمار اور مشتبہ چلن کے اشخاص کو برطانیہ مین داخل نہ ہونے دیا جائے - اور اگر وہ پہلے سے موجود ہون

تو حکومت ان کو نکال دینے کی مجاز ہوگی -

لبرل فریق کے سرغنہ ممبر پارلیمنٹ سر ہنری ... نے ۲۹ مارچ کو مسٹر بلفور وزیر اعظم سے مطالبہ کیا کہ ملک اور قوم کو ان پر بھروسہ نہیں رہا - وہ مع دیگر وزراء مستعفی ہو جائین - مسٹر ممدوح نے جواب دیا کہ موجودہ وزارت نے جو اہم کام شروع کر رکھے ان کو ختم کرنے سے پہلے مستعفی نہیں ہو سکتی - خاصکر ایسی صورت مین جبکہ پارلیمنٹ مین اس کے طرفدار اور ہمراہی ممبر مخالفون سے تعداد مین زیادہ مین (وطن)

جنگ موجودہ اور اسلام

ہمعصر اللوا لکہتا ہے :- موجودہ جنگ سے اقوام دنیا مین عجیب کھلبلی پڑ گئی ہے اور ہر قوم اپنے اپنے منافع و مصالح کی وجہ سے ان دو متحارب قومون مین سے کسی ایک کی ضرور طرفدار ہو گئی ہے - جرمنی کو دیکہو - جواب سے پہلے چینیون اور جاپانیون کا سخت دشمن بنا ہوا تہا اور بالخصوص جاپانیون کو دول یورپ کے حق مین بشدت تمام خطرناک کہ رہا تہا - آج روس کے خلاف اسی کی حمایت و نصرت پر آمادہ ہے - اگر اس نصرت و حمایت کی وجہ دریافت کیجئے تو یہی ہے کہ اس کو روس سے سخت نفرت و عداوت ہے - یا یہ کہ روس اس کو وقتاً فوقتاً دہمکیان دیتا رہتا ہے - اور اس کے دشمن فرانس کا حلیف و مددگار ہے - فرانس کو اگر دیکہا جائے - تو وہ اسوقت روس کا ہی طرفدار بن کر جاپان کا مخالف بنا ہوا ہے حالانکہ اس کا دعوے ہے کہ وہ ہمیشہ اس سلطنت کا طرفدار ہوگا - جو اپنے حقوق کی حفاظت اور بیجا دست درازی کی مدافعت کریگی - اسوقت فرانس اپنے صریح دعوے کے خلاف روس کے طرفدار رہنے پر اسلئے مجبور ہوا ہے کہ روس کی شکست سے فرانس کا عہد و پیمان بہی حقیر اور بے وقعت ہوا جاتا ہے اور فرانس کی بہت سی امیدون پر پانی پہر جانے کا احتمال ہے -

مصر و ترکی بلکہ تمام مسلمان تو یہ عامین مانگتے ہین کہ خدا کرے روس کو شکست ہو - کہ دولت علیہ اپنے اس پرانے دشمن کی بیجا دہمکیون سے چھوٹ جائے جو اس کا اور مصر کا ہمیشہ دشمن رہا ہے اور جس نے مسلمانون کے محبد سوفیہ چہین لینے کے لئے جان توڑ کوششین کی ہین -

مصر اس لئے جاپان کا طرفدار ہے کہ جاپان ہی وہ مشرقی سلطنت ہے کہ جس نے تہوڑے سے زمانہ مین ترقی کرکے بہت کچھ نام و نمود حاصل کیا ہے - اگرچہ بعض یورپین سلطنتون کا یہی خیال ہے کہ مصر اپنے حلیف انگریزون کی وجہ سے جاپان کا طرفدار ہے لیکن مصر کا یہ میل و رحجان محض انگریزون کی پیروی مین نہین ہے - بلکہ وہ اسلام کا خیر خواہ ہو کر جاپان

کی فتحمندی کی آرزو کرتا ہے - کیونکہ جاپان کا غلبہ گویا جنس اصفر (منگل) کا غلبہ ہے - جس سے چینی ملین مسلمانون کو تمدن و ترقی مین آگے بڑھنے کا موقعہ ملجائیگا - اس کے علاوہ پہر مشرق ان دول یورپ کی نگاہون مین ہی بہت کچھ وقیع ہو جائیگا جنہون نے مشرق و اہل مشرق کی قومون کو اپنے مدمون اور اپنی بیجا طمع سے کمزور کر دیا ہے -

اسوقت ہمارا یہ کہنا کچھ بے محل اور خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ یہی موجودہ جنگ روس و انگلستان کے جنگ کا مقدمۃ الجیش ہے کیونکہ روس اگر جاپان کا ایک دفعہ دشمن ہے تو انگلستان کا دس دفعہ - بلکہ سیاسی دنیا کا خیال ہے کہ روس و انگلستان اسوقت بہی جنگ کی تدابیر مین مشغول ہین اور اپنے اپنے سرحدی مقامات پر مخالف کی دست برد سے روکنے کیلئے فوجین بہیج رہے ہین - چنانچہ روس ترکستان کے گورنر کو حکم دے چکا ہے کہ اگر انگلستان اس لڑائی مین جاپان کی مدد یا تبت مین مصالح روس کے برخلاف کوئی کام کرے تو بلا تامل ہندوستان پر بڑہ جانا - اب اس سے زیادہ باہمی مخالفت کا اور کیا بین ثبوت ہوگا -

مذکورہ بالا تمام حالات و اسباب کو دیکھکر یقین ہوتا ہے کہ اس لڑائی کا اسلامی دنیا کی سیاسی حالات مین بہی بہت کچھ اثر ہوگا - اس کا ایک جزئی نتیجہ یہی ہے کہ ترکی خاطر خواہ اور اپنی مصلحتون کے موافق بلغاریہ و مسائل مقدونیہ کا فیصلہ کریگی - اور جاپان کی فتح ہو یا شکست - دونون حالتون مین مسئلہ مشرق ایک نئے دور مین آ جائیگا اور چین و کوریا مین نئی روح پہونکنے سے وہان کے مسلمانون کو ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ پہونچیگا کیونکہ مسلمانان چین بہادر ہین اور ان مین ترقی کی پوری صلاحیت و قابلیت ہے -

اگر روس و انگلستان کی کشاکش یونہی روبہ ترقی رہی تو بہت جلد ہندوستان و عجم و افغانستان کا معاملہ نمایان ہوگا اور ان ملکون کی حالت مین بڑا تغیر و انقلاب پیدا کر دیگا -

یہ بات ظاہر ہے کہ موقعہ و فرصت اور چیز ہے اور وقت فرصت کو غنیمت سمجھکر اس سے کام لینا اور چیز - اکثر ایسے موقعے آتے رہے ہین جو اسلام و اہل اسلام کے لئے مفید و سودمند تہے لیکن مسلمانون نے اپنی غفلت سے وہ موقعے کہو دیئے - اور اپنے مفاد و مصالح کی طرف متوجہ نہ ہوئے - اگر موجودہ وقت کو بہی یونہی رائگان کہو دیا - تو پہر ایسے موقعہ کا مدتون انتظار کرنا ہوگا - کیونکہ جلدی سے ایسا وقت ملنا کوئی آسان بات نہین ہے اور کوئی عقلمند جائز نہین رکہتا کہ موجودہ فرصت کو ہاتھ سے گنوا کر آئندہ نادر الوجود فرصت کی امید پر اپنے کامون کو ملتوی رکہے -

یہ ہم سب کچھ اس لئے لکھ رہے ہین کہ تقریباً کل دنیا اسلام چاہتی ہے کہ بہت جلد ترکی و بلغاریا کی قرار واقعی گوشمالی کر دے اور یہ بہی کہ عجم و افغانستان بجائے خود موجودہ جنگ سے پیدا ہونے والے خطرہ سے

ہوشیار ہو جائیں۔ تاکہ عالم اسلام میں حفاظت و مدافعت کے ساتھ سیاسی ترقی ہو۔ اور جیسا کہ مسلمانوں کو دین کی عظمت اور مردم شماری کی کثرت سے ہونا چاہیئے۔ فی الجملہ ویسے ہی ہو جائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ بلغاریا روس کے بل پر کودتا تھا۔ ورنہ کیا بلغار اور کیا اس کی ہستی۔ اب روس جاپان سے جنگ شروع کر کے خود ایک منغطہ میں گرفتار ہو گیا۔ اور بلغاریا بے یار و مددگار رہ گیا۔ تو اس نے اپنا ضعف بالعین دیکھ لیا ہے اور دنیا کو بھی اس کا ضعف معلوم ہو گیا۔ اس لئے علی العموم دنیا نے سمجھ لیا ہے کہ بلغار اب بے یار و مددگار ہے ترک اس کی خبر لئے بغیر نہ رہیں گے اور ہر طرف سے آواز آ رہی ہے کہ لڑائی شروع ہوا چاہتی ہے۔

لیکن یہ نتیجہ ایکا اس لئے نہیں ہے کہ ترک واقعی اب پہلے سے زیادہ آمادہ جسارت ہیں بلکہ یہ خیال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اب بلغار کو پہلے سی بے جا جسارت کا حوصلہ نہیں رہا ہے اور بجائے خود سہما ہوا ہے اگر بلغار نے پہلے بلقان کی شورش میں حصہ نہ لیا ہوتا۔ تو وہ آج ہرگز اس قدر خائف و ہراساں نہ ہوتا۔ لیکن تاہم دولت عثمانیہ کو بلغار سے جنگ کا مطلق فکر و خیال نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بلقان وغیرہ میں بھی جو شورشیں ہو رہی ہیں اور یہاں کا انتظام ایک ڈیٹ میں کافی طور پر ہو سکتا ہے۔ حکومت وہاں بھی سختی کا برتاؤ جائز نہیں سمجھتی اور نہ اس کو اس بات کی کچھ فکر ہے کہ ممالک از دست رفتہ کو پھر حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ بلکہ دولت علیہ کا مقصود محض ممالک محروسہ کی حفاظت ہے اور بس۔ اور اس حفاظت میں بھی وہ صلح کو جنگ پر ترجیح دیتی ہے۔ لیکن جب اس کو اپنے ملک میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا معلوم ہوتا ہے اور کسی دشمن کی طرف سے اس کے استقلال میں نقصان آتا ہے تو بے شک وہ جنگ سے بھی پہلو بچانا اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہے اور مردانہ وار قدم آگے بڑھاتی ہے اس لئے یہ بات بالکل بے بنیاد ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ روس کو جاپان کے ساتھ مشغول جنگ پا کر بلغار پر حملہ کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ اب تو بلغار سیدھے راستہ پر چل رہا ہے۔ پھر جنگ کی ضرورت ہی کیا ہے ہاں اگر وہ اپنی پرانی عادت کے موافق حکومت علیہ کے ساتھ شرارتیں کرتا رہتا۔ اور بعض و فساد بلغاریوں کو حدود عثمانی میں شورش و فساد کے لئے بھیجتا رہتا۔ اور وہ ناکردنی حرکتیں کرتے رہتے۔ تو البتہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بلغار کی گوشمالی کے لئے اس پر حملہ ہو سکتا تھا۔ اور ترک حملہ پر کمر باندھ لیں تو پھر روس کسی سے جنگ کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو۔ دونوں برابر ہیں۔ بلکہ یہ بات تو ترکوں کی بہادری کے خلاف ہے کہ وہ دشمن پر دھوکہ سے جا پڑیں یا کبھی قابل ملامت فعل کے مرتکب ہوں۔ تاریخ اسلام میں عموماً اور تاریخ عثمانی میں خصوصاً ہم

تفسیر القرآن ۲

انشاء اللہ العزیز تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ ہی صرف اس مہینے میں مکمل کر کے نہیں بھیجا جاوے گا بلکہ تفسیر القرآن کا تیسرا نمبر بھی شائع ہو جائیگا۔

نور الدین پر ریویو

نور الدین۔ پر ریویو کا دوسرا نمبر ۱۰ اپریل کے الحکم میں انشاء اللہ شائع ہو گا۔ اور امید ہے ناظرین اسے پڑھ کر محظوظ ہوں گے۔ کیونکہ اس میں علامہ نور الدین کا تذکرہ ہے۔

کو کوئی واقعہ ایسا نہ ملے گا جس میں عام مسلمانوں یا ترکوں نے غدر و خیانت سے لڑائی شروع کی ہو۔ ترکی اور روس کے جنگ میں روس کا ہر ایک پہلو غدر و حیلہ پر مبنی رہا لیکن ترکوں نے محض شجاعت اور صدق و صفا سے کام لیا۔ اہل جزائر ہی جب فرانس سے مدافعانہ لڑے تو ان کو اسلامی شجاعت نے اجازت نہ دی کہ فرانسیسیوں پر جبکہ فرانس جرمنی سے لڑ رہا تھا ناگاہ حملہ کر دیں۔ بلکہ انہوں نے پہلے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور جب وہ جنگ موقوف ہو گئی تو حصول استقلال کی کوشش کی۔ اگرچہ مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن دنائت کے مرتکب نہ ہوئے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکا محض شجاعت مردانہ سے کام لیا۔ یہاں تک کہ فرانسیسی بھی ان کی حق پسندی کے گرویدہ ہو گئے۔

ترکوں کی شجاعت و شہامت کیا ایسی ہے۔ کہ وہ لوگ اس فکر میں رہیں کہ روس کسی دشمن کی جنگ میں مشغول ہو۔ تو اس سے انتقام لیں۔ یا مارت بلغاریہ پر چڑھائی کا موقع سمجھیں۔ جب تک کہ ترکوں کے استقلال میں کوئی صریح نقصان نہ ہوتا ہو۔ وہ صلح کو جنگ سے ہزار درجہ بہتر جانتے ہیں۔ ہرگز نہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہ سلطنت روس کو مشرق اقصے میں مشغول جنگ دیکھ کر بلغار سے آمادہ جنگ ہو گی۔ ہاں اگر بلغار کی طرف سے ہی کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی اور اس نے خود پیشقدمی کی اور جنگ سے کوئی مفر نہ رہا تو مجبوری ہے۔

خلاصہ الباب یہ ہے کہ ترکوں کو اپنے ملک کی حفاظت اور ترقی تمدن کی فکر ہے نہ کہ جنگ کی۔ اور وہ ہرگز کسی سخت مجبوری کے بغیر جنگ کے خطرات میں پڑنا پسند نہیں کرتے۔

(وطن)

(باقی آئندہ)

ہم اور ہمارے ناظرین

خریداران و سرپرستان الحکم اپنے واجب الادا حساب بے باق کرنے کی طرف توجہ فرماویں۔ مطبع کی طرف سے بقایا یا سنہ ۱۹۰۴ء کی قیمت کیلئے جن بزرگوں کے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں وہ وی پی وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت فرماویں اور اپنے ذمہ کا حساب بے باق کریں۔

بابو شاہ دین

صاحب سٹیشن ماسٹر گولڑہ ضلع راولپنڈی ہمارے اخبار کے پرانے سرپرست اور بہی خواہ ہیں۔ الحکم میں متعدد مرتبہ آپ کا تذکرہ ہوا ہے۔ آپ کو خدا تعالے نے ایک یہ خوبی عطا کی ہے کہ وہ جہاں کہیں جاتے ہیں کسی نہ کسی شخص کو سلسلہ عالیہ کی طرف لانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں وہ اپنے عزیز الحکم کو کبھی نہیں بھولتے بلکہ ان کا مقولہ ہے کہ میں الحکم کی خریداری قومی نشان سمجھا کرتا ہوں۔ اور ہر نئے احمدی کو اس کی خریداری پر توجہ دلانا اپنا فرض۔ غرض الحکم کی توسیع اشاعت کے فرض سے وہ غافل نہیں رہتے۔ گولڑہ جا کر آپ الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

شیخ کرم اللہ

صاحب قلعہ لاہور سنگھ الحکم کیلئے ایک خریدار دیتے ہیں اور قیمت بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ شیخ صاحب ہمارے محسن و مخدوم اور ہماری قوم کے واجب التکریم بزرگ شیخ رحمت اللہ صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں اور ایک صالح نوجوان ہیں۔ جن کا عمدہ نمونہ بہت سے نوجوانوں پر عمدہ اثر ڈالنے والا معلوم ہوتا ہے +

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

سے الحکم کتابی صورت پر شائع کرنیکا ارادہ کیا جاتا ہے اور یہ التزام ناظرین الحکم کے اصرار سے اسلئے کیا جاتا ہے کہ اسکو حاشیہ وغیرہ کاٹ کر ٹھیک رکھ سکیں۔ یہ امر کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ الحکم اس سے پہلے ۱۷ × ۲۷ کے ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا تھا اور اب ۲۲ × ۲۹ کے ۱۶ صفحوں پر شائع کیا جاتا ہے پہلے تین کالم تھے اب ۴ کالم فی صفحہ کر دیا ہے کی نسبت ریڈنگ میٹر الحکم میں دوگنی سے زیادہ ہو گیا ہے کہاں اخبار کے ۴۸ کالم اور کہاں ۶۴ کالم اور وہی پہلی تقطیع کی حجم اس لحاظ سے ہم و ثوق سے کہتے ہیں کہ الحکم سے بڑا اور سستا کوئی اخبار اس وقت غالباً ہندوستان بھر میں نہیں ہے اب کتابی صورت پر ہو جانے سے ناظرین کو پتہ لگے گا کہ سال میں کتنی جزو کی کتاب ناظرین کو دیجاتی ہے لیکن اس کتابی تقطیع پر شائع کرنے کی صورت میں شاید ہم ۲۸ صفحہ پر کے

شائع کریں۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ اسکو ایک مستقل کتاب کی صورت میں سال کر ناظرین کو بھیجا کریں۔ یہ ہمارا خیال اور ارادہ ہے اور اس میں کامیابی کا عطا کرنا اللہ تعالے کے فضل اور اسکی عنایت پر موقوف ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

الحکم کی توسیع اشاعت کا سلسلہ اس ہفتہ بہت کمزور ہے۔ سرپرستان الحکم توجہ کریں۔

ہم نے کبھی الحکم میں لکھا تھا کہ الحکم کے خریدار اور اس کا ایڈیٹر اور کارپرداز ملکر ایک کنبہ کا حکم رکھتے ہیں جو بفضلہ تعالے دن بدن بڑھ رہے ہیں (اللہم زد فزد آمین)

اتنے بڑے کنبہ میں جہاں ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی بڑھ جاتا ہے کوئی نہ کوئی ممبر مینوں بفضلہ تعالے کا اذن دار دسرے کے ماتحت ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت بھی ہو جاتا ہے۔ اس ہفتہ میاں جلال الدین صاحب مالگذار پیر کوٹ اور مولوی حکیم شیر محمد صاحب ہوجن ضلع شاہ پور کے انتقال کی خبریں پہونچی ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے ان کا جنازہ پڑھا۔ اسی طرح مختلف جگہوں کی احمدی جماعتیں بھی ان کا جنازہ پڑھیں گی۔ الحکم کی برادری میں سے دو آدمی کم ہو گئے ہیں اس کمی کو پورا کرنا الحکم کے دوسرے خریداروں کا کام ہے۔ البتہ ہم یہ کرتے ہیں کہ ہم ان بزرگوں کو فراموش کرنا نہیں چاہتے اسلئے ایک سال تک بدستور انکے نام کا اخبار جاری رہیگا صرف ۱۲ محصولڈاک ادا کرنیوالوں کے نام کو یہ نفری طرف سے ہو۔ ملی اگر ان کے ورثاء اپنے طور پر اس ضرورت کو محسوس کریں تو وہ انکا اخبار جاری کرا سکتے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاہور تشریف لیجانے کی کوئی خبر نہیں۔ نہ کوئی تاریخ ابھی مقرر ہوئی ہے اور نہ فی الحال کوئی ایسا موقع نظر آتا ہے

۲۔ بزرگان ملت اللہ تعالے کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور خدمت دین میں سرگرم۔ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی بھی تشریف لائے ہیں اور ایک نئی تصنیف فتنہ چکڑالوی کے استیصال کیلئے کر رہے ہیں جو انشاء اللہ ایک کافی اور لاجواب کتاب ہو گی۔

۳۔ نور الدین۔ میں سہو کاتب و جلد بازی کی سہل انگاری کی وجہ سے بعض غلطیاں رہ گئی تھیں اسلئے انکا غلط نامہ تیار کر کے چھاپ دیا گیا ہے جن لوگوں کے پاس نور الدین پہونچ گیا ہے وہ غلط نامہ حکیم فضل الدین صاحب سے منگا لیں

۴۔ مبائعین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اسکی ان لمبی فہرستوں کا اندراج ہمارے قابو سے باہر ہو چلا ہے

۵۔ ایک لڑکا بوٹا شکی کا بیا لکھ رہے ہوئے ہاتھ اڑ دا بیٹھا۔ جسم کو اور حصوں پر بھی آگ۔ نے اپنا اثر کیا

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۵

عورتوں پر جو بےشمار الزام لگائے جاتے ہیں اگر وہ سب کے سب مان بھی لیے جائیں اور پھر ان کی تنقید کیجائے اور ساتھ ان قوموں کی [illegible] اندیوں ... کا تذکرہ ... [illegible] جرائم جو مرد کرتے ہیں تنقیح [illegible] نہیں کہ عورتوں کے جرائم [illegible] کثرت سے ثابت ہوں گی [illegible] [illegible] گی مگر ... [illegible] ... ثابت ہوں۔ اصل بات جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں [illegible] چنانچہ عورت کو [illegible] [illegible] کی بنا پر مرد [illegible] نے اپنے [illegible] کی اور عورت کی کمزوری [illegible] کیا گیا۔ یہ قوت بھی مرد کی بدکاری کو ایک معمولی سی بات سمجھا جاتا ہے اور عورت کی ذرا سی غلطی اور خطا کو [illegible] بے حیائی ہے اور اسکو ... [illegible] کے خطرناک سزائیں اسکے لیے تجویز کی جاتی ہیں غرض عورت اس خطرناک حالت میں مبتلا تھی

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] ہوا رسول اللہ کی بعثت آپکا ظہور ... [illegible] اور ربع مسکون [illegible] اور رفع [illegible] کا باعث اور موجب [illegible] رحمۃ للعالمین ہوکر آئے تھے لیکن اس [illegible] اس تباہ شدہ ہستی اور مردہ عنصر کے لیے آپ حیات اور بقا کے دوام کا باعث ثابت ہوئے رسول صلعم کے احسانات پر غور کرنے کرنے انسان حیران رہ جاتا ہے اور اسکی سمجھ میں نہیں آتا کہ کس پہلو سے آپ کی رسالت کی خوبیوں کا کمال ظاہر کرے جس پہلو سے دیکھو وہ [illegible] اور لانظیر نظر آتا ہے لیکن اس مضمون میں چونکہ عورت کا مضمون خاص ہے اسلیے ہم اس پہلو کے کمال پر نظر کرنی ہوگی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور پر دو سلطنتیں آپ کی ہمسایہ تھیں اور دونوں ان باہم میں اپنے طرز اور طریق پر اور اس زمانہ کے عرف و اصطلاح کے موافق قوی سلطنتیں تھیں اور ان سلطنتوں کو مذہبی سلطنتیں بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک ان میں سے زرتشتی مذہب کی پابند سلطنت ایران تھی۔ اور دوسری مشرقی عیسویت کی دارالامارۃ قسطنطنیہ کی سلطنت تھی۔ اب ہمکو دیکھنا ہے کہ ان دونوں سلطنتوں میں [illegible] حکومت اور سیاست ہی کے رنگ میں نہیں بلکہ مذہب بھی ایک اعلیٰ جزو اعظم تھا [illegible] عورت کی [illegible]

حالت تھی؟ اور ان کو کیا حقوق اس مذہبی حیثیت سے دیے گئے ہیں۔ زرتشتی مذہب کی سلطنت ایران میں تو عورتوں کے لیے کوئی قانون ہی نہ تھا اور نہ سلطنت کی طرف سے کوئی حق اسے دیا گیا تھا۔ شوہر کے گھر جاکر وہ اسکی [illegible] کی مالک متصور نہیں ہو سکتی تھی بلکہ وہ ایک ادنیٰ [illegible] کسی طرح بھی جاتی تھی اور [illegible] لینے کا حق بھی وہ نہ رکھتی تھی۔ عورتوں کے کسی قسم کے حقوق قائم نہ ہوتا [illegible] آزادی کا [illegible] ہوتا [illegible] [illegible]

[illegible]

... یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا تھا [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] اور [illegible] ... [illegible] ... [illegible] سے معلوم ہوتی تھی۔ اس [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] وہ ... [illegible] اصلاح [illegible] اور آپ کے پاک اقوال کی [illegible] ... [illegible] ان معاشرت کے اصولوں اور حالات کے بیان کرنے سے [illegible] ... [illegible] کس خطرناک ظلم اور تاریکی میں مبتلا تھیں [illegible] ... [illegible] طیار [illegible] اور پہلو ان کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے لیکن محض [illegible] سے دکھاتا ہے کہ ان [illegible] [illegible] کی ضرورت پڑی۔ ایران کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ عملی [illegible] ڈاکٹر اور شرم و حیا جو انسانی فطرت کا ایک شریف جوہر ہے اسکو [illegible] حیوانات کیطرح حقیقی بہن اور بیٹی اور ... سے شادی [illegible] تھا۔ اور ایک شخص کے واسطے اپنی بیٹی کو دلہن بنانا جائز قرار دیا جاتا تھا کہ [illegible] جسقدر [illegible] اور اسکی پرورش کرتا ہے وہ اسکے پھل کھانے کا مجاز و حقدار ہے۔ اور یہ رسم ایران میں ایسی عام ہوگئی تھی جسکی کوئی حد ہی نہیں رہی تھی اور کوئی اسکو برا نہیں سمجھتا تھا [illegible] ایسی ایک معمولی بات سمجھا جاتا تھا جس سے عورتوں کی ذلیل حالت اور بدترین طرز و معاشرت کا پتہ ملتا ہے جب اس قسم کے ناپاک اور حیا سوز تعلقات

قائم ہوں ایسی حالت میں یہ کون قیاس اور گمان کر سکتا ہے کہ اسطرح کے قبیح تعلقات کے ہوتے ہوئے جائز عزت اور تکریم عورتوں کی کوئی کر سکتا ہے جبکہ ایران کی حالت اسدرجہ پر گر چکی تھی تو کون عقلمند یہ امید کر سکتا ہے کہ وہاں عورت کے حقوق کی حفاظت نگہداشت اور اسکی حرمت و تکریم مناسب حد تک کی جاتی ہوگی؟ ہم ہرگز نہیں بلکہ بہت ہی بڑی [illegible] سے [illegible]

[illegible] عورت کی انتہائی [illegible] کا پتہ ملتا ہے۔ بعض نامعاقبت [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... قائم کرنا [illegible] ... اگر [illegible] ... [illegible] اور خدا اور [illegible] ایمان نہیں ورنہ کبھی ایسا لفظ [illegible] [illegible] سے ہم دکھائیں گے کہ خدا تعالیٰ کی [illegible] اور حکیم کتاب [illegible] ان [illegible] کی تکمیل [illegible] ہے اور ان رشتوں اور تعلقات کو قائم کیا ہے۔ لیکن [illegible] کے واسطے [illegible] محال اگر یہ مان لیا جاوے کہ یہ خیال ان کا صحیح ہے تو پھر قابل غور یہ امر ہوگا کہ اس [illegible] نظام عالم [illegible] تمدن کس حد تک [illegible] واقع ہوگا۔ اخلاقی اور روحانی حالت پر جو [illegible] اثر اور نتائج پیدا ہونگی [illegible] چھوڑ دو عام حالت [illegible] کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا [illegible] انتقال جائداد۔ اسباب حقوق کی حفاظت جو تمدن کے اجزاء اعلیٰ ہیں وہ کیونکر قائم رہیں گے اور [illegible] کوئی صورت نہیں اور کوئی طریق نہیں ہے [illegible] تمدن قائم رہ سکے۔ اور جب تمدن ہی اٹھ گیا تو [illegible] کے برکات اور ثمرات جو حسن انتظام ہی نوع انسان کی بھلائی اور بہبودی قومی سرسبزی اور ترقی ساری باتیں دور ہوکر ہر ایک معاملہ میں بے نظمی اور بے قاعدگی راہ پا جائیگی۔ پس اگر یہ تعلقات زن و شوہر اور ماں بہن کے انسان کے بھی [illegible] قرار دیے جائیں تب بھی انکی حرمت اور تکریم لازمی ہے جیسا کہ ہم پاک انسان نے [illegible] کہ خدا تعالیٰ نے بھی ان تعلقات کو قائم کیا ہے جیسا کہ آگے آئیگا اور قرآن شریف کے حوالے سے ہم بتائینگے کہ اس میں صراحت کے ساتھ ان پاک رشتوں کا ذکر ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی اور بھی روشنی ڈالے گی کہ آپ نے ان کے ساتھ تعلقات کے قائم رکھنے کو کس طرز پر دکھایا ہے۔ یہ حالت تو تھی ایران کی جو زرتشتی مذہب کا پایۂ تخت تھا اسکے بالمقابل دوسری سلطنت جو عرب کی ہمسایہ مشرقی سلطنت

تھی وہ قسطنطنیہ کی سلطنت تھی جسپر نصرانی توکلم پر حجم لہراتا تھا اور مذہب کا جوا ابھی قوم کی گردن پر تھا۔ آؤ ہم ان لوگوں کی خانقاہوں اور صومعوں میں دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ باوجودیکہ پابندی کے شادی نہیں کرتے تھے اور تجرد کو اپنے مذہب کا جزو اعظم سمجھتے تھے اور اسی طرح ان خانقاہوں میں وہ عورتیں بھی رہتی تھیں جو کنواری مریم کے نقش قدم پر چلنے کیلیے اپنی زندگی وقف کر رہی تھیں۔ اب ان خانقاہوں میں جہاں حضرت یسوع کی پرستش کی جاتی تھی۔ جہاں مقدس مریم کا بت پوجا جاتا تھا [illegible] کرنا کاری اسدرجہ ... کی کوئی حد ہی نہیں رہی تھی۔ ان خانقاہوں کے حجرے اور تہ خانے [illegible] بیگناہ بچے دفن کیے گئے تھے جو ناجائز تعلق سے مقدس راہبوں کے نطفوں سے پیدا ہوئے تھے۔ اور انکے اخفا کے لیے کہ وہ انکی روحانی پاکیزگی کے راز کو طشت از بام نہ کریں دنیا کی ہوا لگنے سے پہلے زیر زمین پہنچا دیے جاتے تھے۔ چونکہ ان پادریوں اور مقدس راہبوں کا سکہ سب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا اور انکی آزادی [illegible] ہو رہی تھی ان کے ہاتھ میں دوزخ اور بہشت کی کنجیاں دی جا چکی تھیں اور مظلوم آہ! سخت مظلوم عورتیں بھی اپنی جان اور اپنے رشتہ داروں کی بربادی کے خوف سے اپنی عصمت کا گوہر ان سفاکوں کے حوالہ کر دینے [illegible] رضامند ہو جاتی تھیں اور آخر ان مجبور دلوں اور نہ خاتون میں جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے وہ ان مقدس راہبوں کی [illegible] اور [illegible] اور [illegible] ہوئے معصوم بچے ان جفاکار راہبوں کے حکم سے زندہ گاڑ دیا جاتا تھا یا گلا گھونٹ کر دبا دیا جاتا تھا۔ اور اسطرح پر اس روح القدس کی برکت کی تکمیل ہوتی تھی جو ہر تیسرے دن اس مقدس [illegible] اترا کرتی تھی۔

یہ [illegible] ان جو اس مشرقی سلطنت کی رہنے والی عورتوں کی ہے بہت ہی دردناک ہے ہم اسکو بہت طول دینا نہیں چاہتے اور ہم ہیچ کہتے ہیں کہ اسکے بیان کرنے سے یہی نہیں کہ شرم آتی ہے بلکہ واقعی اس حالت کا [illegible] وہ [illegible] ہوا ہے کہ [illegible] نہیں سکتے اور سادہ سے سادہ الفاظ بھی [illegible] کے بیان کرنے میں انتہا درجہ کا اثر دلیر کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ غرض ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسری پھیر دینے کے رحمدل مدعی یہ کارستانیاں قسطنطنیہ کی مشرقی حکومت میں کر رہے تھے۔

ایک اور قابل غور امر یہ ہے کہ جبتک مشرقی حکومت میں حکومت کا طریق شخصی تھا اور پادریوں کی جمہوری سلطنت کا رنگ اختیار نہیں کیا گیا تھا اس وقت تک البتہ عام طور پر زیادہ حد تک کوئی روک ٹوک تھی لیکن جب پادریوں کی جمہوری حکومت کا رنگ اختیار کیا گیا۔ اسوقت سے یہ حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہوگئی ہے۔ (باقی چھٹے نمبر میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سچے خیرخواہوں کے ساتھ ہمیشہ کیا سلوک ہوا

اللہ جلشانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون یعنی بندوں پر کیا ہی افسوس ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ ناشکرے دنیا داروں کا یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ وہ اپنے سچے محسن اور اپنے مخلص خیرخواہ کے ساتھ ضرور برا سلوک کیا کرتے ہیں۔ انبیاء اور رسولوں سے بڑھکر انسان کا خیرخواہ اور کون ہو سکتا ہے۔ لیکن انبیاء اور رسل کے سوانح عمری پر غور کیا جاوے تو دل کو بڑا ہی صدمہ ہوتا ہے کہ کوئی تو آرہ سے چیرا گیا کسی کو شہیدوں سے مار کر حیران اور زخمی کیا گیا کسی کو جلاوطن کیا گیا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے نبی آئے سب ستائے گئے لیکن میں سب سے بڑھکر ستایا گیا اور ہونا بھی یوں ہی چاہئے تھا کیونکہ سب سے بڑھکر بنی انسان کے خیرخواہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ پیغمبروں کے بعد ان کے نائب جانشین اولیائے کرام بھی خدا کے ناشکر بندوں کی ایذا رسانی سے کچھ بچ نہ سکے ہیں۔ اہل اسلام میں کوئی شاید ہی ایسا ولی اللہ گذرا ہوگا جسکو غیر تو جانے دو اہل اسلام ہی نے ستایا ہو۔ خلفائے راشدین جن سے بڑھکر خیرخواہ اسلام ابتک کوئی نہیں ہوا انکو اسلام سے خارج کر دیا۔ ان کو گالیاں دینا اب بھی ثواب سمجھنے والے ہنوز لاکھوں موجود ہیں۔ ائمہ اربعہ میں کوئی ظلم و تعدی سے نہ بچا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو کمبختوں نے اہل بدعت و زندیق کا فتویٰ لگا دیا۔ قید خانہ میں قید کرکے آپ سے اینٹ گھڑنے کا کام لیا۔ آخر کو وہ قید خانہ ہی میں زہر دیکر مار دئے گئے۔ ابو عبد اللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بدبختوں نے رافضی اور ملحد کہا۔ رافضی ملم کہا یمن سے بغداد تک پیدل قید کرکے کھینچ کر راستہ میں لوگ انہیں گالیاں دیتے تھے۔ ابو عبد اللہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ پر اسقدر ظلم کیا گیا کہ پچیس برس تک جمعہ و جماعت کیلئے باہر نہ نکل سکے۔ ذلت کیساتھ قید کئے گئے۔ ایسی بیرحمی کیساتھ لوگوں نے ان کو مارا کہ ان کا بازو اکھڑ گیا۔ اونٹ پر بٹھا کر پھرایا اور بیعت کیلئے انکار کرنے پر ستر کوڑے لگائے اور قید کئے گئے۔ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ قید رہے۔ بھاری بھاری زنجیریں ان کو پاؤں میں ڈالی گئیں۔ ذلیل کرنیکے لئے مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ ان کو طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے تھے۔ ہر شام کو جیلخانہ سے نکالکر کوڑے مارے جاتے۔ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن سے نکالے گئے جب سمرقند پہنچے تو سمرقند والے بھی اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ وہ سمرقند میں رہیں۔ تو آپ نے تہجد کی نماز میں دعا کی کہ خداوند دنیا مجھ پر تنگ ہو گئی ہے تو اب مجھ کو اپنی طرف بلا لے۔ پس انہوں نے اوسی ماہ میں انتقال فرمایا۔ قطب الاقطاب بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ شہر بسطام سے سات مرتبہ نکالے گئے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی (جنکو قوم نے سلطان العارفین کا لقب دیا تہا) تکفیر کی گئی۔ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ الحسنی والحسینی الجیلانی کو فقہائے کافر کہا۔ ابن جوزی نے ان کے خلاف میں ایک کتاب تصنیف کی۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں ان کو نہ صرف کافر کہکر کافر کہا گیا بلکہ علمائے زمانہ نے فتویٰ دیا کہ ان کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھکر ہے اس پر بس نہ کیا بلکہ ان کے کل ماننے والوں کو کافر قرار دیا جس سے دل کو سخت تکلیف ہوئی۔ تب یہ لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر اور پھر جو کفر میں شک کرنے والے کی تکفیر میں شک کرے وہ کافر۔ حضرت مولانا مولوی جلال الدین رومی صاحب مثنوی شریف۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ۔ شیخ فرید الدین عطار کافر کہے گئے۔ زمانہ سلیمان سوتہ میں ابی تالہ جو ہیں حجۃ الاسلام مولانا ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مصنف احیاء علوم الدین و کیمیائے سعادت کافر ٹھہرائے گئے اور ان کی کتابوں کو جلا دینا اور ان پر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا۔ ایک شخص نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ آپ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ حاسدوں کی باتوں پر خیال نہ کر اور جاہلوں کے لعن طعن سے رنجیدہ مت ہو۔ بڑے بڑے ذلیل جان اور آدمی کو جس کا لوگ حسد نہ کریں اور حقیر سمجھیں اور اس شخص کو جسکو لوگ کافر اور گمراہ نہ سمجھیں۔ غرض اس قصہ کو کہاں تک طول دوں مختصر یہ ہے کہ کوئی سچا خیرخواہ ہو ہی نہیں سکتا جو ستایا نہ جائے۔ اہل اسلام کے اولیائے کرام کے ساتھ خود مسلمانوں نے جو سلوک کیا ہے اس کو اگر لکھا جائے تو ایک بہت ہی بڑی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے پاک اور مخلص بندوں کو ایسی تکالیف و مصیبت میں کیوں ڈالدیتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جسقدر متقی اور پرہیزگار ہوتا وہ اسیقدر مقبول خلائق ہوتا سب لوگ اسکی قدر و عزت کرتے اور ہر طرح کے آرام اور عافیت سے اس کی زندگی بسر ہوتی تا سب کی آنکھوں میں نیکی کی بھلائی ظاہر ہوتی۔ ہر شخص کھلم کھلا دیکھ لیتا کہ خدا سے ڈرنے والے دونوں عالم میں خوش اور باعزت رہتے ہیں۔ کاملین اور مقبولین کا نشانہ آفت و مصیبت و بدنامی و ذلت ہونا انسان کو دھوکے میں ڈالتا ہے اور اس سے ایک قسم کی گمراہی پھیلتی ہے چھوٹی سمجھ کے آدمی سمجھنے لگتے ہیں کہ دغا بازی۔ فریب۔ بے ایمانی ظلم شرک و بدعت ہی عمدہ کام ہیں کیونکہ اس سے آدمی خوشحال رہتے ہیں اور دنیاوی کامیابی ان کو نصیب ہوتی ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ خوب غور کرنا چاہئے۔ یہ جہان دار الامتحان ہے۔ اس عالم میں سب باتیں کھول کر دکھائی نہیں جاتیں سب چیزوں کی اصل حقیقت کے ظاہر ہونے کا عالم دوسرا ہے۔ یہاں کا کڑوا اس عالم میں میٹھا ہوگا اور یہاں کا میٹھا وہاں کڑوا ہوکر ظاہر ہو جائیگا۔ یہاں سب چیزوں پر ایک قسم کا پردہ ہے۔ مالک نے بہشت کا اوپر رنج و مصیبت کا پردہ ڈال رکھا ہے اور دوزخ کے اوپر خوشی اور عیش

کا غلاف چڑھا دیا ہے۔ مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اسی عالم میں اسقدر تیز ہیں کہ پردہ وہ غلاف سے پار ہو کر بہشت اور دوزخ کو دیکھ لیتی ہیں۔ بدنصیب ہے وہ جو شراب کی چمک دمک اور آنی سرور کو دیکھکر لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے اور صبا کی ہوا سکو جو اس عالم میں شراب میں موجود کی بدبو کو محسوس کرتا ہے۔ خدا کے پیارے بندے ستائے جاتے ہیں لیکن نہ اس لئے کہ وہ برباد اور خوار رہتے ہوں حسبنا اللہ نعماد و محمود ہوں بلکہ اس لئے کہ ان کے روحانی قوی شگفتہ ہوں ان کے مدارج کی ترقی ہو ان کے وجود میں جو خوبیاں چھپی ہوئی ہیں وہ کھل جائیں۔ وہ رگڑے جاتے ہیں کسطرح جیسے صندل اس کی خوشبو تیز ہو وہ پیسے جاتے ہیں لیکن کسطرح جیسے مہندی کہ اس کی عزت بڑھے اور معشوق کے ہاتھ میں لگائی جائے۔ وہ سرنگوں کئے جاتے اور ظاہری ذلت میں آلودہ ہوتے ہیں لیکن کسطرح جیسے گیہوں کہ زمین میں ڈالکر کسان اوس کو گرد آلود دیتا ہے تا وہ ایک درخت ہو کر بڑھے اور سیکڑوں گیہوں کی صورت میں ظاہر ہو اور کسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ کل خدائی راہ پر چلنے والے بالاتفاق اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ رنج و مصیبت اٹھانا دنیا داروں کے ہاتھ سے ذلیل ہونا ناحق کافر کہلانا بہتان اور تہمتوں کا نشانہ بننا ان کو خدا سے قریب کرتا رہا ہے۔ جوں جوں ان پر ناحق ظلم کیا جاتا تہا اسیقدر وہ رحمت الٰہی کے جوش کو اپنی طرف دیکھتے تھے ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں ؎

آنچہ کفر است بر خلق بر ما دین است

تلخ و ترش ہمہ عالم بر ما شیرین است

ہاں یہ صحیح ہے کہ دنیا داروں نے اونہیں نہایت بیرحمی سے کوڑے مارے ہیں لیکن اندرونی روحانی سرور نے اون کو کوڑے کی چوٹ سے بے پرواہ کر دیا۔ وہ دار پر چڑھائے جاتے ہیں ان کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ان کی زبان کاٹ ڈالی جاتی ہے لیکن وہ اپنے محبوب ازلی کی روحانی عنایتوں کو بارش کیطرح اپنی طرف دیکھکر ہنستے ہیں اور ظالموں کے غصہ کو اور بھڑکاتے ہیں۔ ظالم حیران ہوتے ہیں کچھ سمجھ نہیں سکتے تو کہنے لگتے ہیں کہ یہ شخص دیوانہ ہے ہاں بیشک دیوانہ ہے لیکن کس کا دنیا کا نہیں خدا کا۔ خدا وہ دیوانگی سب کو نصیب کرے ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما

اے طبیب جملہ علت ہائے ما

غرض ظاہری مصیبتیں۔ بلائیں۔ ذلتیں جو خدا کے برگزیدہ بندوں پر آتی ہیں وہ بجائے اس کے کہ ان کے جوش کو دبا دیں۔ ان کی قومی ہمدردی و بنی نوع انسان کی خیرخواہی کے ولولہ کو مردہ کر دیں اور بھی اس جوش کو بڑھاتی اور ابھارتی ہیں۔ ان کا پاک جوش وہ چراغ نہیں جو پھونک سے بجھ جائے۔ بلکہ وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جسکو مخالفت کی ہوا اور تیز و تند کرتی ہے۔ مخالفین اپنی بیجا مخالفت سے اون کی ہمت کو اور بلند کرتے ہیں۔ مخالفین انہیں گندی گالیاں دیکر ان پر بہتان باندھکر ان کی تکفیر کرکے ان بزرگوں کو دکھاتے ہیں کہ ہم کس درجہ کی تباہی اور ذلت کو پہنچ گئے ہیں۔ جو ایسا ذلیل کام کر رہے ہیں اپنی قوم کی اس ذلیل حالت کو دیکھکر ان رحمدل بندوں کا دل امڈ کر آتا ہے اور وہ خدا کی بارگاہ میں اپنے ظالموں کیلئے رو رو کر دعا کیا کرتے ہیں آخر ان کی اندھیری راتوں کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور ابر رحمت برس کر ساری قوم کو نئی زندگی بخشتا ہے۔ وہ جو دشمن شدہ تھے جان نثار دوست بن جاتے ہیں۔ اہل عرب کی حالت۔ ان کا معاندانہ جوش اور ان کی آخر کو ایک عجیب کایا پلٹ ایک نہایت ہی قابل غور نمونہ ہے۔ پیغمبران خدا اور مصلحان قوم خدائی حکیم و طبیب ہیں جو اس عالم میں روحانی امراض کو دور کرنیکیلئے بھیجے جاتے ہیں۔ اگر مریض بیماری کا جاننا پسند کریں تو رہا ہیں اور اپنے چھپے ہوئے زخموں کو نہ دکھائیں تو وہ حکیم و طبیب سخت دھوکہ میں رہا ہیں اس لئے رحمت الٰہی مخالفت کی ہوا کو ایسی تیز کر دیتی ہے کہ مکاری و ریاکاری کا پردہ اڑ جاتا ہے اور وہ بڑے مقدس کہلانے والے اس ہوا سے گھبرا کر اپنی چھپی ہوئی گندگی کو ظاہر کر دیتے اور اپنے باطنی کمینہ پن کو سارے جہان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مصلحان قوم کا دل اس افسوسناک حالت کو دیکھکر ایسا کڑھتا ہے کہ اس کا اندازہ وہ کر ہی نہیں سکتے جنکی طینت میں رحمدلی اور شفقت کا مادہ نہیں ہے۔ کیا ماں اپنے بچے کی مہلک مرض کو دیکھکر سکھ نیند سو سکتی ہے ہرگز نہیں تو جان لو کہ مصلحان قوم کے دلوں میں اللہ پاک رحم مادری کیطرح رحمت و شفقت علی الخلق رکھ دیتا ہے۔ یہ نیک بندگانِ خدا قوم کیلئے اسیطرح روتے اور بیقرار ہوتے ہیں جیسے ماں اپنے نہایت ہی مریض بچے کیلئے روتی اور کڑہتی ہے۔

ہاں یہ سچ ہے کہ مصلحان قوم اپنی قوم کو بعض وقت بہت ہی سخت الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں۔ لیکن ان سخت الفاظ کے اندر محبت و شفقت بھری رہتی ہے کیا والدین اپنی نالائق اولاد کو برا بھلا نہیں کہتے۔ لیکن کیا جسحالت میں وہ سخت الفاظ میں اولاد کو غیرت دلاتے اور دل دکھانیوالی باتیں کہتے ہیں تو کیا اسوقت انکے دلوں سے درد فرزندی دور ہو جاتا ہے؟ نہیں بلکہ اسی درد فرزندی کیوجہ سے ان کے الفاظ تیز ہوتے ہیں۔ ان کی زبان سے تو غصہ بھرے ہوئے الفاظ نکلتے ہیں لیکن دل ونکا روتا ہے۔ بعض اوقات مصلحان قوم عمداً سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں نہ بغرض انتقام بلکہ اس پاک ارادہ کی وجہ سے کہ شاید ان سخت لفظوں سے ہی کسی مردہ میں جان آوے۔ بے غیرت میں غیرت پیدا ہو۔ جب کبھی کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں زندہ تہا پیدا ہو تو بظاہر مردہ معلوم ہوتا ہے تو ڈاکٹر اس بچے کو پہلے گرم پانی کا چھینٹا اور پھر سرد پانی کا چھینٹا مارتا ہے۔ اور اس طور سے بار بار گرم و سرد پانی کے چھینٹے پڑنے سے اکثر بچے زندہ ہو جاتے ہیں۔ مصلحان قوم بھی اسی قسم کے ڈاکٹر ہیں جو اپنے تیز اور دل دکھانیوالے الفاظ کے گرم اور میٹھے اور پیارے اور دل خوش کرنے والے الفاظ کے سرد چھینٹوں کو مار کر اپنی مردہ قوم کو زندہ کرتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ان ڈاکٹروں کے ذریعہ سے زندہ ہوئے ہیں۔ ڈاکٹروں کا جلایا ہوا پھر ایکدن مر جاتا ہے لیکن ان روحانی ڈاکٹروں کا زندہ کیا ہوا انسان کبھی نہیں مرتا وہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہو جاتا ہے۔ پیغمبران خدا و مصلحان قوم لوگوں کی شکستہ و خستگی پر آفت و بلا کو لہو میں ڈالی جاتی ہیں۔ لیکن جہان میں جو گمراہی پھیلی ہوئی ہے سب ان ہی کی ذات سے ہے اس جہان میں گمراہ انسانوں کی ہدایت کیلئے اگر کوئی ایک مفتری ہی نصیحت ہم

ہے تو وہ ضرور کسی ہادی برحق کی پھیلائی ہوئی ہے۔ نور زمین کے بطن سے نہیں نکلتا۔ نور آسمان سے اترتا ہے۔ پس اس اندھیری دنیا کو روشن بنانے کیلئے آسمان سے نازل ہونے والے خدا کے بندوں نے نور لاکر ہدایت کو پھیلایا۔ خدا اپنی رحمت ان پاک بندوں پر نازل کرے۔

مراسلت

چون خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ صادق کند

۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء کے ضمیمہ شحنہ ہند میں ملی شاہ [illegible] وارثی کا ایک مضمون معافی نامہ [illegible] شائع ہوا ہے۔ میرے نزدیک [illegible] گو اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی [illegible] بات یہ ہے کہ [illegible] حضرت مرزا صاحب اور حضرت احمدیت سے [illegible] اور صرف دنیا طلبی اوس کی [illegible] سمجھ لو شیطان علیہ [illegible] اوس [illegible] گویا اصول کر دیا ہے پہر اونکے افعال [illegible]

ملی شاہ نے اٹاوہ کے چند روزہ قیام میں جو [illegible] شہرت حاصل کی اعمال حسنہ کے بدولت ناکر [illegible] اوس پر نظر ڈالنا ہم ضرور سمجھتے ہیں [illegible] آیا تہا اور زیر بحث معاملہ کو ملتوی [illegible] کر دیا تہا مگر چونکہ انہوں نے ایک اشتہار زیر طعن زنی کی اور [illegible] لعنت بہیجی اسلئے اونکی تحریر نے ادن کی پردہ دری کے اسباب خود ادنہیں کے ہاتہوں سے پیدا کر دیے [illegible] ہم بھی اصل واقعات کے اظہار پر مجبور ہیں۔

ملی شاہ جب اٹاوہ میں تشریف لائے تو حاجی پیر [illegible] جہان طوائف کے یہاں ٹھیرے [illegible] اور عرصہ تک مقیم رہے خوب [illegible] نذرانہ وصول کیا۔ ایک روز شاہجہان طوائف نے ملی شاہ سے دریافت کیا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب قبلہ جناب مرزا صاحب [illegible] ہیں۔ ملی شاہ نے بیان کیا کہ ایکدفعہ حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی نے مرزا صاحب کی بابت حاجی صاحب سے دریافت کیا تہا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بیشک مرزا صاحب سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب تو مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ وہ مسیح کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جب ملی شاہ نے حاجی صاحب کا یہ مقولہ بیان کیا تو شاہجہان وغیرہ نے اس کا عام طور پر تذکرہ کیا جب میں نے یہ روایت سنی تو بغرض تحقیق ملی شاہ کے پاس میں بہی گیا۔ سید محمود حسن صاحب عرف شہزادہ نواب حسن الملک [illegible] ساتہ تہے منشی باقر حسین صاحب [illegible] کاتب البشیر بہی اٹاوہ ہی آگئے تہے ان صاحبوں کے روبرو میں نے ملی شاہ سے اوس تقریر کا اعادہ چاہا جو انہوں نے شاہجہان وغیرہ سے حسب روایت حافظ عبد القیوم و حاجی صاحب جناب مرزا صاحب کے متعلق کی تہی۔ تو ملی شاہ نے جو شاہجہان سے بیان کیا تہا جسکا ذکر ہم اوپر لکہہ آئے ہیں وہ ہمارے سامنے بہی بیان کیا اور اپنا ذاتی خیال یہ ظاہر کیا کہ مرزا صاحب خدا کے نور سے بہر گئے ہیں۔ وہ اگر نبی محمدی بہی کہیں تو ہم سب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ جب ہم لوگ وہان سے چلے آئے تو آپ نے عام طور پر لوگوں سے اس بات کا ذکر کیا۔ مولوی تفضل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار رئیس اٹاوہ کو بہی یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ دوسرے تیسرے روز ملی شاہ کی زبان سے یہی باتین سننے کیلئے اون کی قیامگاہ پر خود تشریف لے گئے۔ میں بہی ہمراہ گیا۔ ملی شاہ سے ملاقات ہوئی۔ ابوالحسن شاہ صاحب وارثی برادر شیخ عنایت حسین صاحب مختار اور شیخ سعید احمد صاحب بنگالی بہی اوس وقت موجود تہے۔ ان سب لوگوں کے سامنے ملی شاہ نے مرزا [illegible] کے دعاوی کی پوری تصدیق کی۔ مولوی تفضل حسین صاحب رئیس نے ملی شاہ صاحب سے [illegible] کہ جو کچہ مرزا صاحب کی نسبت فرماتے ہیں [illegible] حاجی صاحب نے مرزا صاحب کی [illegible] فرمایا [illegible] بات تحریر فرما دیجئے۔ تو ملی شاہ نے کہا کہ [illegible] کچہ فائدہ نہیں۔ جاہل مخالف میری تحریر کو کب مانیں گے۔ بات ٹالدی۔

پہر ایک مرتبہ ملی شاہ نے [illegible] شاہ وارثی و مطلوب شاہ وارثی و ابوالحسن شاہ وارثی [illegible] کے سامنے حضرت مرزا صاحب کا فوٹو [illegible] مجہسے اصرار کیا۔ میں نے ملی شاہ کو حضرت مرزا صاحب کا فوٹو دکہلایا تو ملی شاہ نے لغور دیکہکر فوٹو کو سینہ سے لگایا اور کہا کہ [illegible] انوار نظر آتے ہیں [illegible] کا استغراق قلب کیطرف ہے مخالفوں کو کہانی [illegible] ماشی تو ندامین

دوسری مرتبہ جب ابوالحسن شاہ وغیرہ بہی موجود تہے [illegible] شاہ وغیرہ [illegible] مرزا صاحب کا فوٹو [illegible] ملی شاہ نے حضرت اقدس کے نسبت فرمایا کہ ایسے ولی اللہ دنیا میں اب بہی پیدا ہوئے ہیں۔

مجہسے اور اور لوگوں سے [illegible] محلہ والوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ملی شاہ کو ہمارے محلہ میں بلایا جاوے تو میں نے ملی شاہ سے تحریک کی۔ آخر دو تین روز کے بعد ملی شاہ ابوالحسن شاہ وارثی کے ساتہ میرے مکان پر تشریف لائے۔ خانصاحب [illegible] بہائی یوسف علیصاحب مولوی تفضل حسین صاحب اسوقت موجود تہے اور ایک صاحب اور بہی جو مولوی تفضل حسین صاحب سے ملنے کو تشریف لائے تہے۔ اسوقت میرے مکان پر موجود تہے۔

مولویصاحب نے شاید کتاب تریاق القلوب ملی شاہ کو سنائی ملی شاہ نے خود بہی وہ کتاب ملاحظہ فرمائی۔ اوسوقت ملی شاہ نے کہا کہ مرزا صاحب کے دعاوی کا معتقد ہوں۔ مخالفوں کا ذکر آیا تو ملی شاہ نے کہا کہ جسطرح مخنث شہوت کے مزہ کو نہیں جانتا اوسیطرح مخالفین مرزا صاحب کے مرتبہ کو نہیں جانتے۔ چلتے وقت کہنے لگے کہ اس کتاب کی پڑہنے سے کئی باتیں ایسی معلوم ہوگئیں جن کی میں مخالفین کا منہ بند کر سکتا ہوں۔ پہر میں کچہری چلا گیا اور مولوی تفضل حسین صاحب ملی شاہ اور ابوالحسن شاہ صاحب کو اپنے مکان پر لیگئے۔ سنا گیا کہ وہان پر ایک مجمع ہوگیا۔ ملی شاہ نے مرزا صاحب کی پہر تصدیق کی اور تجمل حسین صاحب سے جو مولوی تفضل حسین صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں اور مرزا صاحب کے سخت مخالف رہ چکے ہیں ایک توبہ نامہ لکہوایا جسکی تصدیق مولوی تفضل حسین نے کی اور وہ توبہ نامہ مولویصاحب موصوف کے پاس موجود ہے۔

اسی اثنا میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ملی شاہ میر عزیز حسن صاحب اثنا عشری رئیس آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ کے مکان پر تشریف لیگئے۔ وہان انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل بیان کئے اور ان کو [illegible] صحابہ پر ترجیح دینے میں بہت غلو کیا۔ یہ بات [illegible] بیدم شاہ کو معلوم ہوئی جیسا [illegible] بیدم شاہ کو [illegible] پر [illegible] لکہے تو ملی شاہ اور بیدم شاہ سے جہلپی [illegible] بیدم شاہ ذرا تکلف [illegible] نوبت پہنچائی [illegible] ایک خط دیوہ کو معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علیشاہ صاحب کے پاس بہیجا اور اس خط میں بیدم شاہ نے ملی شاہ کی تمام باتیں وحالات درج کر دیے۔ [illegible] صاحب وارثی نے بیان کیا کہ اوس خط کے جواب میں حاجی صاحب کی طرف سے معروف شاہ کا لکہا ہوا ملی شاہ کیلئے ایک عتاب نامہ آیا۔

جب یہانتک نوبت پہنچی تو ملی شاہ نے شاید [illegible] تحریر اون سے طلب کی تہی وہ انہوں نے دی نہیں [illegible] ہماری طرف سے ایک اشتہار مطبوعہ ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء شائع کیا گیا جسکی نقل مطابق اصل [illegible] ناظرین پیش کیجاتی ہے۔

ہمارے اشتہار کے شائع ہوتے ہی مخالفین میں ایک کہلبلی مچگئی اور حاجی صاحب کے بعض مریدوں نے ایسی بات گری ہوئی دیکہکر ملی شاہ پر دباؤ ڈالا تو ملی شاہ کی عداوت و دیانت رخصت ہوگئی ان تمام واقعات کو جنکا ذکر ہم اوپر لکہہ آئے ہیں اور جو شہر میں مشہور ہو گئے تہے صاف انکار کر دیا اور آیہ کریمہ لا تخشوھم واخشونی کا کچہ لحاظ نہ فرمایا۔

جب حاجی صاحب کے ان مریدوں نے دیکہا کہ ملی شاہ ہمارے قابو میں آگئے تو چند لوگوں نے کٹرہ [illegible] کی مسجد میں ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں ملی شاہ کو بلایا۔ اوس وقت ملی شاہ نے اپنی فقیری اور ایمانداری کے خوب جوہر دکہلائے خدا کے گہر میں انہوں نے صریحًا جہوٹ بولا اور ہم پر لعنت بہیجی۔ فالی اللہ المشتکی۔

چونکہ لعنت غیر مستحق پر نہیں لگتی لامحالہ پہر اسی پر پڑتی ہے اس لئے اس لعنت کا فوری اثر یہ ہوا کہ جو لوگ ملی شاہ کی پہلی تقریریں سن چکے تہے عام اس سے کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل تہے یا نہ تہے انہوں نے ملی شاہ کو سب و شتم سے یاد کیا اور اسی روز سے اون کی وہ پہلی عزت کافور ہوگئی۔

دوسرا اثر اس لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ وہ مذکورہ بالا جلسہ کے بعد ہی حاجی صاحب کی دربار سے جسکو وہ خدا کا دربار سمجہتے ہیں نکالے گئے لعنت کا مفہوم بہی یہی ہے کہ خدا سے دوری نصیب ہو یہ روایت عام طور پر اٹاوہ میں حاجی صاحب کے مریدوں کی زبانی مشہور ہوگئی۔

تیسرا اثر لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ جب وہ کٹرہ شہاب خان میں کسی شخص کے زنانہ مکان میں رہنے لگے تو وہان سے اون کو ناگفتہ بہ حالت کے ساتہ علیحدہ ہونا پڑا۔

یہ ایسے واقعات ہیں جو اٹاوہ میں عام طور پر مشہور ہیں اور کوئی ایماندار آدمی ان سے انکار نہیں کر سکتا۔

چوتہا اثر لعنت کا ملی شاہ کی ذات پر پڑا اور جوادے گویا ہلاک کر گیا وہ ہمارا دوسرا اشتہار ہے جو ملی شاہ کے انکار پر ۲۶ فروری ۱۹۰۴ء کو شائع ہوا ہے کہ جسسے ملی شاہ کو اٹاوہ میں منہ دکہانیکی جگہ نہ رہی۔ آخر وہ نہایت ذلت و ندامت کے ساتہ خفیہ طور پر اٹاوہ سے بہاگنا پڑا۔ مثل ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ اٹاوہ کے بعض شرارت پیشہ شیطان مجسم مفسدہ پرداز و حیلہ ساز موسوسوں نے انہیں شحنہ ہند کی جناب میں رجوع کرنیکی تحریک کی۔

الجنس یمیل الی الجنس۔ ایڈیٹر شحنہ ہند اونکی اعانت پر آمادہ ہوگئے اور صریح جہوٹا مراسلہ شائع کر دیا۔ مگر جس شخص کو خدا ذلیل کرنا چاہے اوسے انسانی یا شیطانی حمایت کیا عزت بخش سکتی ہے اسلئے ملی شاہ پہلے تو صرف اٹاوہ میں ہی ذلیل ہوا تہا۔ اب اس مراسلہ کی بدولت دنیا بہر میں ذلیل ہوگیا اور خود تو ڈوبا ہی تہا ایڈیٹر شحنہ ہند کو اور اپنے ساتہ لے ڈوبا۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اگر ملی شاہ میں کچہ بہی غیرت و حمیت و سچائی کی حرارت ہے تو وہ اٹاوہ میں آکر اور ہمارے اشتہار ۲۶ فروری ۱۹۰۴ء کے مطابق جلسہ عام میں قرآن شریف کا حلف اٹہاکر بیان کرے کہ اوس نے مرزا صاحب کی دعاوی کی تصدیق کی ہے یا نہیں۔ ہم دیکہتے ہیں کہ اب وہ میدان میں آتا ہے یا نہیں یا شغال کیطرح دم دباکر ایڈیٹر شحنہ ہند کی پریس میں پناہ لیتا ہے اس جلسہ میں وہ گواہ بہی بلائے جائینگے جنکے نام ہمارے دوسرے اشتہار میں درج ہیں۔

اب ہم دونوں اشتہاروں کی نقل درج ذیل کرنے سے پیشتر معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علی شاہ صاحب و حافظ عبد القیوم کے ان خطوط کا اقتباس بغرض ملاحظہ ناظرین پیش کرنے میں جو ملی شاہ کے متعلق دونوں صاحبوں نے ہمارے خطوط کے جواب میں بہیجے ہیں۔

محمد معروف شاہ وارثی رئیس دیوہ کا خط ہمارے نام

از دیوہ شریف ۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

سلمہٗ
عنایت فرمائے من تسلیم

عنایت نامہ دستیاب ہوا۔ جواباً نگارش ہے کہ جس بارہ میں آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں اوس کے ساتھ ایک خط اٹاوہ سے بیدم شاہ کا بھی میرے پاس آیا تھا کہ مدلی شاہ نے یہاں حضرت صاحب قبلہ کے حوالہ سے ایسا ایسا بیان کیا اون کو میں نے جناب حضرت صاحب قبلہ سے تحقیق کرکے جواب لکہدیا تھا کہ اوس کا بیان غلط ہے یہ مقولہ جناب حضرت صاحب کا فرمودہ نہیں ہے۔ لہذا اوس کے بیان سے قطع نظر ضروری ہے وہ لغو گو ہے اُسکی بات کا ہرگز کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے اور وہ یہاں کا مرید ہے نہ فقیر ہم کو اوس سے کچھہ تعلق نہیں چند روز سے سکونت اوس کی دیوہ میں ضرور ہے اور سکونت اوس کی اسطرح ہے کہ گویا اوس کا بسیرا گوارہ دیوہ میں ہے۔ باقی زیادہ تر وہ باہر رہتا ہے۔

راقم معروف شاہ وارثی

حافظ عبدالقیوم صاحب پانی پتی کے خط مورخہ ۲۳ ذی الحجہ کا خلاصہ

شفیق صاحب مکرم بندہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ جن صاحب نے آپ سے دربارہ قادیانی یہہ بیان کیا ہے کہ جناب قبلہ عالم حاجی صاحب دام المقدسہ کا تصدیق ہونا لکہا ہے بالکل غلط ہے . . . . اور مدلی شاہ صاحب کا نام مجھکو بھی معلوم ہونا چاہیئے وہ بالکل غلط کہتے ہیں . . . . مکرر التماس ہے کہ آپ یہ فقیر دیوہ شریف جاتا ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو چلا جاوےگا۔ مدلی شاہ صاحب کے نام و حلیہ سے مطلع کیا جاؤن۔

محمد عبدالقیوم وارثی از کرنال
درگاہ حضرت قلندر صاحب رحمۃ علیہ۔

سلہ ہم ان دونوں خطوں کو مع اپنے خطوں کے علیحدہ شائع کرانا چاہتے ہیں اس وقت دونوں خط حرف بحرف نقل کرکے شائع کئے جائینگے ان ہی دونوں خطوں کے جواب میں جو خط ہم نے ۲۵ فروری کو روانہ کیا ہے اوس کا جواب ابتک ہمارے پاس نہیں آیا اس لیے ہم نے ان دونوں خطوں کا اقتباس کرکے جہان تک اون کو مدلی شاہ سے تعلق تہا بالفعل شائع کر دیا۔ منہ۔

نقل اشتہار واجب الاظہار

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب مدظلہ متوطن دیوہ شریف کے مریدوں کو ایک ضروری اطلاع

حسن اتفاق سے ایک بزرگ یعنی جناب مدلی شاہ صاحب جو حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب متوطن دیوہ شریف کے مرید مخلص ہیں آجکل اٹاوہ میں تشریف لائے ہیں۔ اونکی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ میں جسمیں حافظ عبدالقیوم صاحب پانی پتی بہی موجود تہے حضرت مرزا صاحب قادیانی کی بابت حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب سے دریافت کیا گیا تو حاجی صاحب موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب قادیانی سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیئے۔ اعتراض کیا گیا کہ مرزا صاحب قادیانی مسیح ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اسپر حاجی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں۔"

پس اب حضرت حاجی صاحب مدظلہ کے مریدوں کی خدمت میں میری یہ التماس ہے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی اس شہادت حقہ کو صدق دل سے قبول کر لینگے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت سے باز آجائینگے بلکہ اس آسمانی نور سے جو کفر و ضلالت کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوا ہے فائدہ اوٹہانیکی کوشش کرینگے۔ اگر کسی صاحب کو میری تحریر میں شبہ ہو تو اون کو اختیار ہے کہ جناب مدلی شاہ صاحب سے خود ملکر اس بارہ میں تحقیق فرمالیں یا براہ راست حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب مدظلہ سے دریافت کرلیں۔ میں اسموقعہ پر حضرت مدلی شاہ صاحب کی حق پسندی و برکت و استقامت کا بھی دل سے مداح و ممنون ہوں کہ اونہوں نے اظہار حق میں لومۃ لائم کا کچھہ خیال نہ کیا اور اٹاوہ کے بہت سے معزز آدمیوں کے روبرو ایک سچی شہادت کو دلی انشراح کے ساتھہ ادا کردیا۔ خداوند کریم اون کی جزا ہو۔ امید ہے کہ خدا ترس انصاف دوست حضرات حضرت حاجی صاحب کے اس ارشاد سے ضرور فائدہ اوٹہائینگے اور مولوی تجمل حسین صاحب وغیرہ کیطرح حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدگوئی اور مخالفت سے توبہ کرینگے۔

المشتہر

سید صادق حسین مختار عدالت۔ سابق ایڈیٹر اخبار اظہار الحق اٹاوہ۔ ۸ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

اعلان دافع البہتان

ہم نے جو اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۸ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو شائع کیا تہا اوس کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ چند مسلمان اٹاوہ نے کٹرہ شہاب خان کی مسجد میں ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں مدلی شاہ صاحب بہی بلائے گئے تہے اور مدلی شاہ صاحب سے ہمارے اشتہار مورخہ ۸ فروری کے متعلق دریافت کیا گیا تو باختلاف روایت مدلی شاہ نے کہا کہ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" میں نے وہ الفاظ جو حاجی صاحب کی زبانی اشتہار واجب الاظہار میں لکھے ہیں بیان نہیں کئے نہ میرا وہ مفہوم تہا جو اشتہار میں لکھا ہے میں نے جو بیان کیا ہے لکہکر دونگا مدلی شاہ صاحب کی اس غلط بیانی نے بہت سے مسلمانوں کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ اشتہار واجب الاظہار میں مذکور وہ اور خلاف واقع باتیں تحریر کیگئی ہیں۔ اس لئے اس الزام کو دفع کرنے کیلئے ہمیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اعلان شائع کریں لہذا جمیع مسلمانان اٹاوہ کیخدمت میں گذارش ہے کہ جناب مولوی تفضل حسین صاحب منشی ڈپٹی کلکٹری کی کوٹھی پر ایک عام جلسہ کیا جاوے جسمیں مدلی شاہ صاحب بلائے جائیں اور انہیں قرآن شریف کا حلف دیکر یہہ دریافت کیا جاوے کہ انہوں نے مرزا صاحب قادیانی کی بابت حاجی صاحب کا ارشاد کیا بیان کیا ہے اور نیز خود مدلی شاہ نے حضرت مرزا صاحب کی بابت اپنا ذاتی خیال کیا ظاہر کیا تہا۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو ہمارے اشتہار کی صداقت تمام لوگوں پر ظاہر ہو جائیگی اور یہ بہی معلوم ہو جائیگا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مستحق کون ہے۔

ہماری تحریر کے گواہ صاحبان ذیل ہیں اگر ان سے حلفاً دریافت کیا جائیگا تو یہی ظاہر ہو جائیگا کہ جو کچھہ ہم نے مدلی شاہ صاحب کا بیان اپنے اشتہار میں لکہا ہے وہ سچ اور بالکل صحیح ہے۔ مدلی شاہ صاحب اگر لوگوں سے ڈرکر اپنے بیان سے منکر ہو جائیں۔ تو اوس کا وبال اونہیں پر ہے ہمارا دامن اوس سے پاک ہے نام ان گواہوں کے جنکے سامنے مدلی شاہ نے ہمارے اشتہار واجب الاظہار کے مطابق بیان کیا۔

(۱) ابوالحسن شاہ صاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۲) بیدم شاہ صاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۳) سید محمد حسین صاحب عرف شہزادہ صاحب رئیس
(۴) مولوی تفضل حسین صاحب منشی ڈپٹی کلکٹری اٹاوہ
(۵) منشی سید حسن صاحب خلف اوسط مولوی صاحب موصوف
(۶) میر رحمت علی صاحب ساکن شکوہ آباد۔
(۷) امداد خانصاحب نابینا موذن مسجد محلہ چوبہان
(۸) شیخ سعید احمد بجالی ساکن کٹرہ شہاب خان
(۹) مظفر علیخانصاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۱۰) شیخ باقر حسین صاحب کاپی نویس البشیر پریس اٹاوہ
(۱۱) مولوی تجمل حسین صاحب خلف اکبر مولوی تفضل حسین صاحب
(۱۲) شیخ ابن حسن صاحب بینیدار رئیس اٹاوہ
(۱۳) خانصاحب نذیر خان ساکن کٹرہ شہاب خان۔

ان کے علاوہ اور بہی بہت سے گواہ ہیں جنکے نام طوالت کیوجہ سے ترک کئے گئے۔

المشتہر

خاکسار صادق حسین مختار۔ سابق ایڈیٹر اخبار اظہار الحق اٹاوہ۔ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔

مسلمانوں کی حالت اور امام کی ضرورت

موضع تیما پور تعلقہ شوراپور ضلع لنگسگور حیدرآباد دکن میں ایکماہ کے عرصہ سے طاعون جاری ہے۔ دوم تعلقدار صاحب و ڈاکٹر صاحب و تحصیلدار صاحب بوجہ انتظام طاعون تعلقہ شوراپور سے جو ایک میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لائے اور احتراز دوکانیں بیٹھ کر موضع کی صفائی کا انتظام فرما رہے تہے۔ اسی اثنا میں ایک مسلمان صاحب جو پی اوڑ کا ہاتھ میں لیکر سرکار سے یہ عرض کی کہ سیندی والے تو دار و غیرہ ہیں رذیل بہی سیندی بیچتا ہے ہم لوگوں کو پینے میں بیمار ہونیکا اندیشہ ہے اندنوں میں اسکا انتظام ضرور ہے۔ ڈاکٹر سکھنندلال صاحب جو ہندو تہے انہوں نے کہا کہ تم تمام لوگ سیندی پینے والے ملکر آپس میں اتفاق کرکے دو چار روز سیندی پینا ہی چھوڑ دو تو وہ ہر روز تازی سیندی لاکر فروخت کریگا۔ یہ سنکر وہ مسلمان صاحب کوئی جواب نہ دیسکا۔ آخر کار ڈاکٹر صاحب نے اوسکی دوکانوں تک جاکے تمام سیندی آبادی سے چار سو قدم کے فاصلہ پر بہادی۔ پہر اسکی تین چار روز بعد کل موضع تیماپور خالی کرنیکیلئے تین عہدہ دار سرکاری جا وڑی پر آکے سب مفصل رعایا کو جمع کئے اور بستی خالی کرنیکے فوائد حاضرین کو سنا کر مکانات خالی کرنیکی ترغیب دی۔ ایک مسلمان صاحب نے کہا کہ سرکار عالمیں سوسہ گرمیں ہے اب طاعون کا زور نہیں ہوگا سب باہر گئے گویند نائب صاحب تعلقدار نے جو برہمن ہیں کہا کہ یہ بیجا خیالات ہیں اب اس سے کام نہیں چلتا۔

پہر محرم کو خاکسار کسی لوگوں کی حالت جو بیلی سی گاؤں کے باہر ہیں دیکھنے کیلئے گیا تو منفرق پہیرا لگاکر رہتے ہیں۔ ایک بکرا قضا از چار پانچ مسلمان صاحبان سید آمین جارہے تہے وہ بہی دیکہکر ذبح کیا آئے۔ اور قصاب کی کہا کہ بکرا ذبح کرنا ہے آپ ذبح کر دیجئے۔ خاکسار اس خیال سے کہ شاید یہ بکرا نذر اللہ کا ہو چونکہ شندی بستی کو دن بہی ہیں نیز اکثر لوگ طاعون کی وجہ سے بہی روتی نذر و نیاز بہی کرتے ہیں میں نے اون مسلمانوں کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ لوگوں سے ذبح کراؤ تو قصاب نے جواب دیا کہ یہ صاحب ذبح کرنے میں کوئی کسر ہی نہ بجہی ذبح کرنا آتا ہی نہیں۔ کوئی کہتا ہے مجہی آنکھیں برابر نظر نہیں آتا۔ تو خاکسار نے کہا کہ اگر کسی کو نہیں آتا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ پہر قصاب نے اون سے دوبارہ ذبح کرنے پر اصرار کیا تو وہ انکار ہی کرتے گئے۔ آخر قصاب نے یہ کہا کہ نیت پڑھکر چہری پر دم کر دو میں ذبح کر لیتا ہوں۔ یہ سنکر بہی میں چپ تک رہا۔ اور اس سے کہا کہ کسی کو بکا نذر و نیاز کا گیا تو نہیں ہے قصاب نے کہا نہیں صاحب میں کسب میں دوکان لاتا ہوں گوشت فروخت کرنیکیلئے کاٹتا ہوں۔ میں اسکے ساتہہ چلکر ذبح کرایا مجہی یہ یقین ہوا کہ بعض وقت ان لوگ چہری پر نیت پڑہکر دیتے ہونگے۔ اسلئے اونسے ایسا سوال کیا۔ یہ مسلمانوں کی حالت ہے پہر اس پر یہ خیال

سیالکوٹ مظلومان پوسٹ آفس

اور سیر اکٹرز اور انکی مشکلات

دیہاتی چٹھی رسانوں اور ہرکاروں کے کام کی نگرانی کیلئے ۲۵ ماہوار کے اوورسیر مقرر ہین جنکا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ دیہات مین گشت کر کے یہ دریافت کرین کہ آیا چٹھی رسان اپنے وقت پر آتا ہے یا نہین اور اگر آتا ہے تو لوگون سے ناجائز طور پر کچھ وصول تو نہین کرتا اور اسی قسم کے کام ان کے سپرد ہوتے ہین جن پر بحث کرنا اسوقت ہمارا کام نہین ہے بلکہ ہم اس نوٹ مین صرف افسران بالادست کو اس امر پر توجہ دلاتے ہین کہ بلحاظ ان کی ذمہ واری اور کثرت کام کے جو ان کو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کافی نہین ہے اور اس کی معاوضہ کیوجہ سے اور ان مشکلات کیوجہ سے جو روزانہ سفر کی وجہ سے ان کو پیش آتی ہین یا تو وہ اس امر پر مجبور رہتے ہین کہ اپنی کارگذاری فرضی دکہائین۔ چنانچہ کبہی کبہی افسران بالادست کے پاس اس قسم کی شکائتین بہی ہو جاتی ہین کہ فلان اوورسیر جہوٹی ڈائریان بناتا ہے۔ لیکن اگر ایسی شکایات صحیح بہی ہون تو ہم پوچہتے ہین کہ اس قسم کی فرضی کارروائیان کرنے کی تحریک کیا خود اعلےٰ افسر نہین دیتے؟ جبکہ وہ ان کے پاس اسقدر کام دیدیتے ہین جو وہ کر نہین سکتے اور روزانہ سفر اور بہی ان کی طاقتون کو کمزور کر دیتا ہے اور سیر اپنے فرض منصبی کو پوری تندہی اور کمال دیانت داری سے اسوقت ادا کر سکتے ہین جبکہ ان کو ہارس الونس دیا جاوے اور ایک گھوڑا رکہنے کے واسطے ان کو تاکید کی جاوے۔ سواری کی حالت مین روزانہ سفر ان کو ناگوار نہین معلوم ہوگا۔ اور ان کو فرضی کارروائی کرنے کیواسطے کوئی موقعہ نہین رہیگا۔ اگرچہ اسوقت ہم کسی پر یہ الزام نہین لگاتے کہ فلان شخص فرضی کارروائی کرتا ہے لیکن اس مین کوئی کلام نہین کہ موجودہ صورت مین سفر کی مشکلات انکو اس قسم کی تحریک ضرور کر سکتی ہین۔ اس لئے ہم افسران بالادست کی خدمت مین التماس کرتے ہین کہ اس عہدہ کی حیثیت اور وقعت کو قائم رکھنے کے خیال سے اور ان بیچارون کی حالت زار کا اندازہ کر کے ان کیلئے یا تو ہارس الونس تجویز کیا جائے اور یا اگر یہ فی الحال مناسب ہو تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ فی میل ۲ کے حساب سے سفر خرچ ملا کرے اور اگر یہ بہی نہ ہو سکے تو پہر انکی تنخواہ ہی کم از کم بیس روپیہ ماہوار ہو ہم امید کرتے ہین کہ افسران بالادست اس سوال پر غور کرینگے

مدرسین بطور ڈاکخانے

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کی توجہ طلب

ڈاکخانے کی فوائد کے عام کرنے اور کثرت سے ڈاکخانے کہولنے کی ضرورت نے سررشتہ پوسٹ آفس کو ایک وقت مین اس تجویز کی طرف مائل کیا تہا کہ خفیف خفیف سا الونس مدرسون کو دیکر مدرسون مین ڈاکخانے کہولے گئے تہے۔ چنانچہ اسوقت تک کثرت کے ساتہ ایسے ڈاکخانے موجود ہین جنکا تعلق مدرسون کے ساتہ ہے لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ کیا اس تجویز سے پبلک یا سرکار کو کوئی فائدہ پہونچتا ہے یا نہین؟

ابتدا جب یہ تجویز کیگئی تہی۔ تو ان مدرسون کے ڈاکخانون کی نگرانی اور انتظام سررشتہ تعلیم کے ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کے ہاتہ مین تہا۔ اور ان کے ماتحت محکمہ ڈاکخانہ کی طرف سے کوئی اوورسیر ہوتا تہا۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کو اپنی تنخواہ کے علاوہ محکمہ ڈاکخانہ کیطرف سے بہی کچہ الونس ماہوار ملا کرتا تہا۔ بحالیکہ انکا کام نگرانی ڈاکخانجات بہت ہی کم تہا۔ اور وہ بہی عموماً وہ اوورسیر جو انکو دیا جاتا تہا دیکہا کرتا تہا۔ یہ الونس اور فائدہ ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کے لئے ایک عمدہ تحریک کا باعث تہا۔ کہ وہ ایسے ڈاکخانے کثرت کیساتہ جاری کرائین یا کم از کم یہ کہ مدرسون کے ساتہ ان کا تعلق ہو لیکن بعد مین محکمہ ڈاکخانہ نے اپنے فوائد کو ملحوظ رکہکر ڈسٹرکٹ انسپکٹرون سے اس نگرانی کو لیکر اور اپنے انسپکٹر ہی ایسے ڈاکخانون کے دیکہنے کے واسطے بہی مجاز ٹھہرائے۔

چنانچہ ابتک یہی عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اور اب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا یہ تجویز سرکار اور **پبلک کیلئے مفید ہے یا مضر ہے** ہماری رائے مین اس تجویز سے نہ سرکار کا فائدہ ہے اور نہ رعایا کا بلکہ دونون کے واسطے مضر ہے جس کے دلائل ہم ذیل مین پیش کرتے ہین۔

اول مدرسین چونکہ سررشتہ تعلیم کے ملازم حقیقی ہوتے ہین وہ افسران ڈاکخانہ کی کوئی حقیقت ہی نہین سمجہتے بلکہ جب سے ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند نے یہ سرکلر جاری فرمایا ہے کہ انسپکٹر مدرسون مین جا کر نہ اترا کرین بعض مدرسون کو اور بہی دلیری اور جرأت ہو گئی ہے کہ وہ انسپکٹران ڈاکخانجات کی کوئی پرواہ نہ کرین۔ ایک تو پہلے ہی سے ان بیچارون کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب وہ کسی ڈاکخانے کو دیکہنے جاوین تو کوئی گاؤن کا چوکیدار یا نمبردار پوچہتا بہی نہین کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت ہے علاوہ ازین ہر ایک چیز کی قیمت دیتے ہین لیکن پہر بہی برخلاف پولیس یا اور محکمے کے ادنےٰ چپڑاسیون کے مقابلہ مین بہی ان کی رسد رسانی اور ضروری امور مین مدد دینے کیلئے کوئی توجہ ہی نہین کرتا کیون؟ خود افسران ڈاکخانہ ان کی ایسی تحریرون پر اگر وہ کرین توجہ کرنے کو طیار نہین۔ غرض مدرس ان کو اپنا افسر نہین سمجہتے۔ اور اس کی ایک وجہ اور بہی ہے یہ لوگ براہ راست کسی مدرس کو جو ڈاکخانہ بہی رکہتا ہے ڈاکخانہ کا قصور کرنے کی وجہ سے سزا نہین دیسکتے جسطرح وہ اپنے ماتحتون کو سزا دیسکتے ہین۔ اس بات نے ان لوگون کو بہت دلیر کر دیا ہے اور وہ کچہ پرواہ نہین کرتے۔ ہمین ایک سپرنٹنڈنٹ بہادر سے ملنے کا اتفاق ہوا جو ایک برانچ آفس متعلقہ مدرسہ مین کسی تحقیقات کیلئے تشریف لے گئے تہے آثنائے گفتگو مین صاحب نے فرمایا کہ ایک معاملہ کے متعلق جب مین نے استاد سے پوچہا کہ تم نے مجہے کیون اطلاع نہین دی تو اس نے نہایت لاپرواہی سے کہا کہ مین تو جانتا بہی نہین کہ ڈاکخانون کا سپرنٹنڈنٹ بہی کوئی ہوتا ہے؟ حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے لیکن اس مدرس نے یونہی کہدیا کہ مجہے علم ہی نہین اگر وہ سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اپنا افسر سمجہتا تو کوئی وجہ نہ تہی کہ وہ اسطرح جواب دیتا۔ یہ اسکی شوخی تہی جو بات کو اسطرح ٹالدیا مختصر یہ کہ اپنا افسر صرف سررشتہ تعلیم کے محکمہ کو سمجہتے ہین جس سے انکو مستقل تنخواہ ملتی ہے اور افسران ڈاکخانہ کو افسر نہین سمجہتے۔ اگر انسپکٹر صاحبان نیک نیتی کیساتہ اس معاملہ مین اپنی رائے ظاہر کرین اور وہ کسرشان نہ سمجہین تو وہ صاف طور پر کہہ سکتے ہین کہ واقعی ایسا ہی ہوتا ہے۔

دوم پبلک کو نقصان اسطرح پہونچتا ہے کہ مدرس چٹہیات عموماً لڑکون کی معرفت تقسیم کراتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات چٹہیات گم ہو جاتی ہین اور یا دیر سے پہونچتی ہین۔ دیہاتی لوگ چونکہ شکایت کرنے کی عادی نہین ہوتے یا انکو علم نہین ہوتا اور اس کے علاوہ دیہاتی مدرس نمبردار یا ذیلدار وغیرہ کے ساتہ عموماً راہ و رسم رکہتے ہین اسلئے اگر کوئی شکایت کرنے پر آمادہ بہی ہو تو اسکو نمبردار کے ذریعہ درست کرا لیتے ہین اور اگر شکایت ہو بہی جائے تو پہر تفتیش پر اسکو غلط ثابت کرانے مین کامیاب ہو جاتے ہین۔ غرض پبلک کو اسطرح نقصان پہونچتا ہے۔ اور اس مین تو کوئی کلام ہی نہین ہو سکتا کہ وہ ڈاک کو اوقات تعلیم مین (بجز خاص صورتون کے جہان ڈاک اوقات تعلیم کے بعد جاتی ہو) کہولتے اور روانہ کرتے ہین جس سے تعلیمی اوقات مین ہرج ہوتا ہے۔ پس ہم سررشتہ تعلیم کے لائق اور واجب العزت ڈائرکٹر صاحب بہادر سے بہی یہ التماس کرتے ہین کہ وہ مدرسون کو قطعاً ڈاکخانہ دینے کی ہدایت کرین اور ایسا ہی ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ پبلک کے فائدہ اور سرکار کے نفع کو مدنظر رکہکر ایسی جگہ کے ڈاکخانے بجائے مدرسون کو دینے کے دوکاندارون یا اور لوگون کو جو اسکی اہلیت رکہتے ہون اور اگر وہ الونس مین تہوڑا سا اضافہ کرکے پانچ یا چہ روپیہ ماہوار ہر ایک برانچ آفس کا الونس مقرر کر دین۔ تو کم از کم مل جا سکتے ہین ہم اس مضمون پر کسیقدر وضاحت سے روشنی ڈالنے کا ارادہ رکہتے ہین

امرتسر ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ

امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ کے متعلق اس سے پہلے ایک مرتبہ ہمنے ظاہر کیا تہا کہ امرتسر ڈویژن کیحالت زار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عرصہ تک کوئی سپرنٹنڈنٹ یہان نہین آتا بلکہ جب کسی واقفیت اپنے ڈویژن کے متعلق بڑہتی ہے اور وہ انتظامات سے دور کرنیکیطرف توجہ کرتا ہے جو اس ڈویژن مین پیدا ہو رہے ہین تو اسکو یہان سے چلا جانا پڑتا ہے ہمارے اس نوٹ پر گذشتہ ایام مین توجہ کیگئی تہی اور خلیفہ فضل حسین صاحب موجودہ سپرنٹنڈنٹ کو جو ان دنون لائلپور ٹرانسفر ہونیوالے تہے یہان ہی رہنے دیا گیا تہا۔ مگر اب ہمارے کانون مین یہ ہوائی شروع ہوئی ہے کہ عنقریب خلیفہ صاحب اس عہدہ کا چارج کسی انگریز کو دینے والے ہین ہمارا یہ کام نہین ہے کہ حکام کی تغیر و تبدل مین دخل دین بلکہ ایسی صورت پیدا ہونے پر پبلک و سرکار کی بنا پر عام خیالات کا اظہار کر سکتے ہین۔ گو ابہی تک ہم وثوق سے نہین کہہ سکتے کہ یہ افواہ کہانتک سچ ہے لیکن اگر اسکو صحیح مان لیا جائے تو ہم اتنا عرض کرینگے کہ خلیفہ صاحب نے امرتسر ڈویژن کی اصلاح کیطرف بہت توجہ کی ہے اور چونکہ وہ دیسی ہین اسلئے ہر ایک دیسی بلاتکلف انسے ملکر اپنا عرض حال کر سکتا ہے اور بوجہ مدیری ترقی کے وہ کل کام سے بخوبی واقف ہین اور کلرکون اور پوسٹماسٹرون وغیرہ کی مشکلات سے پورے آگاہ ہین۔ امرتسر ڈویژن کی اصلاح کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جو شخص اس ڈویژن کے حالات سے پورا واقف اور آگاہ ہو اور جعلسازیون اور چالاکیون کا جو بعض اوقات اس ڈویژن مین ظہور پذیر ہوتی ہین انکا علم رکہتا ہو سو یہ باتین خلیفہ صاحب کو حاصل ہین اور انہون نے اس ڈویژن کی درستی کیطرف توجہ کی ہوئی ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب اس ڈویژن کی اصلاح کے خیال سے اور خلیفہ صاحب کی قابلیت کو ملحوظ رکہکر فی الحال اس ڈویژن مین انہیں رہنے دینگے تاکہ جو جو نقص ابہی باقی ہین اور جنکی طرف وہ توجہ کر رہے ہین دور ہو جائین۔ ہم کسی اگلے مضمون مین ان **اصلاحون** کی ایک تفصیل دینگے جو خلیفہ صاحب کے ہاتہ سے ہوئی ہین۔ اور جو عرصہ سے چلی آتی تہین۔ خلیفہ صاحب کی قابلیت اور وسیع واقفیت کے متعلق ہمکو کچہ کہنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ ابہی پہلے امتحان مین آپ ہندوستان بہر مین **اول** رہے ہین البتہ ہم یہ بہی چاہتے ہین کہ انکے دفتر کے متعلق جو شکایات وقتاً فوقتاً سنی جاتی ہین اسپر انکی توجہ بکار ہے اگرچہ اسوقت ان شکایتون مین بہت کچہ کمی ہوئی ہے کیونکہ خلیفہ صاحب اپنے ہاتہ سے کام کرتے ہین۔ اور کلرکون پر کام کا انحصار نہین کرتے۔ اور ماتحتون کو شکایتون کا زیادہ موقعہ اسوقت ملتا ہے جبکہ سپرنٹنڈنٹ خود توجہ نہ کرے اور

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چہپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴۱

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے ۵ء

خواص و معاونین سے ۱۰ء

ہندوستان سے باہر ۷ء

غیر مذاہب والوں سے ... ۱۲ء

دینی جماعت کے غیر مستطیع لوگوں سے ۲ء ۱۲ء

چہ گویم باز گرائی جہاد رقادیان مینی | روا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۴ و ۱۵ | دارالامان قادیان مورخہ ۳۰ اپریل و ۷ مئی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد

کلمات طیبات احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

۱۹ اپریل کی شام

"زندگی کے فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں" یہ الہام آج اعلیٰحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا تھا۔ اسپر فرمایا کہ زندگی کی اصل غرض اور مقصود تو اللہ تعالے کی عبادۃ ہے مگر اسوقت میں دیکھتا ہوں کہ عام طور پر لوگ اس غرض اور مقصود کو فراموش کر چکے ہیں اور کھانے پینے اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرنے کے سوا اور کوئی مقصود نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالے چاہتا ہے کہ دنیا کو پھر اسکی زندگی کی غرض سے آگاہ کرے اور یہ فناء فہری اسکو رجوع کرلے گی۔

اسلیے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرے اللہ تعالیٰ کا خوف اسکو بہت سی نیکیوں کا وارث بنائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہی اچھا ہے کیونکہ اس خوف کی وجہ سے اسکو ایک بصیرت ملتی ہے جس کے ذریعہ وہ گناہ سے بچتا ہے + بہت سے لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی کے احسانات اور انعام اور اکرام پر غور کرکے شرمندہ ہو جاتے ہیں اور اسکی نافرمانی اور خلاف ورزی سے بچتے ہیں لیکن ایک قسم لوگوں کی ایسی بھی ہے جو اسکے قہر سے ڈرتے ہیں + اصل بات یہ ہے کہ اچھا اور نیک تو وہی ہے جو اللہ تعالے کی پرکھ سے اچھا نکلے بہت لوگ ہیں جو اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم **متقی** ہیں مگر اصل میں **متقی** جنکا نام اللہ تعالی کے دفتر میں **متقی** ہو۔

اسوقت اللہ تعالی کے اسم **ستار** کی تجلی ہے لیکن قیامت کے دن جب پردہ دری کی **تجلی** ہوگی اسوقت تمام حقیقت کھلجائے گی + اس تجلی کے وقت بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو آج بڑے **متقی** اور پرہیزگار نظر آتے ہیں قیامت کے دن وہ بڑے **فاسق** فاجر نظر آئیں گے + اسکی وجہ یہ ہے کہ عمل صالحہ ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہو سکتا۔ اصل میں **اعمال صالحہ** وہ ہیں جس میں کسی نوع کا کوئی فساد نہ ہو کیونکہ **صالح فساد** کی ضد ہے جیسے غذا طیب اسوقت ہوتی ہے کہ وہ نہ کچی ہو نہ سڑی ہوئی ہو اور نہ کسی ادنی درجہ کی جنس کی ہو بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزو بدن ہو جانے والی ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ **عمل صالح** میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنی اللہ تعالی کے حکم کے موافق ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہو۔ اور پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو نہ عجب ہو نہ ریا ہو نہ وہ اپنی تجویز سے ہو۔ جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے اور یہ **کبریت احمر** ہے۔

شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے اور اسکے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہانتک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اسکو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے۔ ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے پس اسکے حملے سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسکے حملے فاسقوں فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں وہ تو گویا اسکا شکار ہیں لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چوکتا اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پاکر ان پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے + جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لیے اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ریا اور عجب وغیرہ سے بچنے کے واسطے ایک **ملامتی فرقہ** ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور سیئات کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ وہ اسطرح پر سمجھتے ہیں کہ ہم شیطان کے حملوں سے بچ جاتے ہیں مگر میرے نزدیک وہ بھی کامل نہیں ہیں۔ انکے **دل** میں بھی غیر ہے اگر غیر نہ ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ انسان معرفت اور سلوک میں اس وقت کامل ہوتا ہے جب کسی نوع اور رنگ کا غیر انکے دل میں نہ رہے اور یہ **فرقہ انبیاء** علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ یہ ایسا **کامل** گروہ ہوتا ہے کہ اسکے دل میں غیر کا وجود بالکل معدوم ہوتا ہے +

اصل بات یہ ہے کہ غیر کے وجود کو کالعدم سمجھنا یہ بھی اختیاری نہیں ہے کیونکہ یہ حالت **عشقیہ** ہے جو از خود پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ اسکی جڑ **محبت ذاتی** ہے جب **محبت ذاتی** کے مقام پر انسان پہونچتا ہے تو پھر یہ عشقیہ حالت پیدا ہو کر غیر کے وجود کو جلا دیتی ہے +

کیا؟ **الحکم کے متعلق آپکا کوئی فرض نہیں ہے؟** اگر ہے تو آپ سوچکر جواب دیں آپ نے اسی کس حد تک ادا کیا ہے؟

بقیہ مضمون صفحہ اول

جب محبت ذاتی پیدا ہو جاتی ہے اُسوقت حالت عشقیہ پیدا ہو کر وجود غیر کو جلا دیتی ہے اور پھر کسی کے مدح و ذم یا عذاب و ثواب کی بھی پروا نہیں ہوتی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنی مدح بھی سن لیا کرتے تھے لیکن اس سے یہ سمجھ لینا کہ آپکو اس مدح کی پروا ہوتی تھی سخت غلطی ہے آپ کو ان باتوں کا کوئی احساس نہیں ہوتا تھا اور کوئی اثر اس کا آپ پر نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک محل مدح ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے کو ہلاک کر دیتا ہے لیکن آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ تعلق اور رشتہ تھا کہ کسی دوسرے کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ پس آپ کسی انسان کی مدح سے کیا خوش ہو سکتے تھے۔ ایسا ہی ذم کا حال ہے۔ آپ تو اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی میں فنا ہو چکے تھے غیر کا احساس باقی ہی نہیں رہا تھا اسلیے سارے مقام ختم ہو چکے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہی وہ مقام ہے جو مقام امن کہلاتا ہے۔ زاہد خشک کی مدح کرنے والا اسکو ہلاک کر سکتا ہے کیونکہ وہ اس مدح سے خوش ہو کر اپنے وجود کو بھی کچھ شئے سمجھنے لگتا ہے اور اپنے اعمال پر ایک ناز کرنے لگتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ مراتب بھی دنیا میں کوشش سے نہیں ملتے۔ اور انسان کامل اسی مقام پر ہوتا ہے **صوفی** کہتے ہیں جب تک محبت ذاتی نہ ہو جاوے ایسی محبت کہ بہشت اور دوزخ پر بھی نظر نہ ہو اُسوقت تک کامل نہیں ہوتا اس سے پہلے اسکا خدا بہشت اور دوزخ ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اسکے لیے **اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ** کا حکم ہوتا ہے کیونکہ ان کی رضا خدا کی رضا ہوتی ہے جبتک یہ حال نہ ہو اندیشہ ہوتا ہے کہ نیکی ضائع نہ ہو جاوے۔ ذاتی محبت والے سے اگر اسکی غرض پوچھی جاوے کہ تو کیوں خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ کچھ بھی بتا نہیں سکتا کیونکہ اُسے کوئی ذاتی غرض محسوس ہی نہیں ہوتی بلکہ اگر اسکے لیے دوزخ کی **وعید** بھی ہو کہ تو اگر عبادت کرے گا تو دوزخ ملے گا تب بھی وہ رک نہیں سکتا کیونکہ اسکے رگ و ریشہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت اور محبت ہوتی ہے وہ بے اختیار ہو کر اسکی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ اسکو نہیں معلوم کہ کیوں کھچا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ وہ ثواب و عذاب کی پروا کرتا ہے اور نہ مدح و ذم کا اثر اس پر ہوتا ہے۔ انبیاء و رسل اسی مقام پر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مخالفت اور خطرناک مصائب اور مشکلات انکو اپنے کام سے ہٹا نہیں سکتیں۔ میں **اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ** میں اس مقام کو سمجھتا ہوں۔ یہ ایسا دار الامان ہے کہ شیطان اسکے نہیں آ سکتا۔ ایک زاہد بعض وقت مغضوب کے زمرہ میں آ سکتا ہے لیکن جو **اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ** کے مقام پر پہنچ گیا وہ محفوظ ہو گیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ محبت ذاتی کی آگ غیر کے وجود کو مطلقاً جلا دیتی ہے اور اسکو امن میں داخل کر دیتی ہے **استجابت دعا** بھی اسی مقام پر ہوتا ہے۔ یہ ایسا رفیع اور اعلیٰ مقام ہے کہ اس کی تصریح بھی نہیں ہو سکتی یہ ایک کیفیت ہے جو دوسرے کو اچھی طرح سمجھا بھی نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ **انبیاء** علیہم السلام کے گلہ کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ چونکہ وہ ان تعلقات سے محض ناآشنا ہوتا ہے جو انبیاء و رسل اور اللہ تعالیٰ میں ہوتے ہیں اسلیے کسی ایسے امر کو جو ہماری سمجھ اور دانش سے بالاتر اور بالاتر ہے اپنی عقل کے پیمانہ سے ناپنا صریح حماقت ہے۔ مثلاً آدم علیہ السلام کا گلہ کرنے لگے کہ انھوں نے درخت ممنوع کا پھل کھایا۔ یا **عَبَسَ وَتَوَلّٰی** کہنے بیٹھے۔ ایسی حرکت آداب الرسل کے خلاف ہے اور کفر کی حد تک پہونچا دیتی ہے چونکہ خدا تعالیٰ اُن کا محبوب ہوتا ہے بعض اوقات وہ کسی بات پر گویا روٹھ جاتا ہے۔ وہ باتیں عام قانون جرائم و ذنوب سے الگ ہوتی ہیں۔ ۳۰ سال کے قریب کا عرصہ ہوتا ہے کہ ایک مقرب فرشتہ کو میں نے دیکھا جس نے مجھے ایک توت کی چھڑی ماری۔ پھر میں نے اسکو دیکھا کہ کرسی پر بیٹھکر رونے لگا۔ یہ ایک نسبت بتائی ہے کہ جیسے بعض اوقات والدہ بچہ کو مارتی ہے پھر رقت سے خود ہی رونے لگتی ہے یہ ایک لطیف استعارہ ہے جو مجھپر ظاہر کیا گیا ہے۔

میری سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ ان تعلقات کو جو انبیاء رسل اور اللہ تعالیٰ میں ہوتے ہیں کسطرح ظاہر کیا جاوے یہ تعلقات ایسے شدید اور گہرے ہوتے ہیں کہ بجز کامل الایمان ہونے اور اس وجہ سے آشنا ہونے کے انکی سمجھ آ ہی نہیں سکتی۔ اسلیے **صوفیوں** نے لکھا ہے کہ انکے افعال اور اعمال عام قانون جرائم و ذنوب سے الگ ہوتے ہیں انکو اُن ذنوب میں ذکر کرنا بھی سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے کیونکہ ان کا حساب تعلقات کا ہے اور ذوق بھری کی کیفیت کو کوئی کیا سمجھ سکتا ہے؟ عام پر عاشق و معشوق کے تعلقات کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اور یہ تعلقات تو اس سے لطیف تر ہیں۔

استغفار کی حقیقت سے ناآشنا استغفار کے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں انکو معلوم نہیں کہ جسقدر یہ لفظ بیان ہے اسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی پاکیزگی کی دلیل ہے ہمارے وہم و گمان سے بھی بڑھکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عاشق رضا ہیں۔ آپ میں بڑی بلند پروازی کے ساتھ ترقیاں کر رہے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تصور کرتے ہیں اور اظہار شکر کر قاصر پا کر تدارک کرتے ہیں یہ کیفیت ہم کسطرح ان عقل کے اندھوں اور محجوبوں و الغفلیوں کو سمجھائیں انپر وارد ہو تو وہ سمجھیں جب ایسی حالت ہوتی ہے احسانات الٰہیہ کی کثرت آکر اپنا غلبہ کرتی ہے تو روح محبت سے پُر ہو جاتی ہے اور وہ اچھل اچھل کر استغفار کے ذریعہ اپنے قصور شکر کا تدارک کرتی ہے۔

یہ لوگ خشک منطقی کیطرح اتنا ہی نہیں جانتے کہ وہ قوی جن سے کوئی کمزوری یا غفلت صادر ہو سکتی ہے وہ ظاہر نہ ہوں۔ نہیں وہ ان قویٰ پر تو فتح حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تصور کرکے استغفار کرتے ہیں کہ شکر نہیں کر سکتے۔ یہ ایک لطیف اور اعلیٰ مقام ہے جسکی حقیقت سے دوسرے لوگ ناآشنا ہیں اسکی مثال ایسی ہے جیسے [illegible] وغیرہ انسانیت کی حقیقت سے بے خبر اور ناواقف ہیں۔ [illegible] انبیاء و رسل کے **تعلقات** اور انکے مقام کی حقیقت سے دوسرے لوگ کیا اطلاع رکھ سکتے ہیں۔ یہ بڑے ہی **لطیف** ہوتے ہیں اور جسقدر محبت ذاتی بڑھ جاتی ہے اسی قدر یہ اور بھی لطیف ہوتے جاتے ہیں۔ [illegible] صرف یہی کہا تھا کہ تم بادشاہ سے [illegible] صرف اتنی بات پر ایک عرصہ [illegible] پڑا حالانکہ عام نظر میں یہ ایک معمولی بات ہوتی ہے مگر نہیں ان **تعلقات محبت** کے منافی تھی۔ غرض یہ ایک لطیف سر ہے جس پر ہر ایک مطلع نہیں ہو سکتا یہی ایک مقام ہے جسکی طلب ہر ایک کو کرنی چاہیے

برکریماں کارہا دشوار نیست

---

۲۸ اپریل کی شام

الہامات اور اعمال

ایک نوجوان نے اپنے کچھ رویا اور الہامات سنانے شروع کیے جب وہ سنا چکا تو آپ نے فرمایا **میں** تمہیں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ خوب یاد رکھو کہ ان خوابوں اور الہامات ہی پر نہ رہو بلکہ اعمال صالحہ میں لگے رہو بہت سے الہامات اور خواب سیفیروسیل کیطرح ہوتے ہیں جو کچھ دنوں کے بعد گر جاتے ہیں اور پھر کچھ باقی نہیں رہتا اصل مقصد اور غرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور بے ریا تعلق اخلاص اور وفاداری ہے جو نرے خوابوں سے پوری نہیں ہو سکتی۔ مگر **اللہ** سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے

جہانتک ہو سکے صدق و اخلاص ترک ریا و ترکِ منہیات میں ترقی کرنی چاہیے اور مطالعہ کرتے رہو کہ ان باتوں پر کس حد تک قائم ہو۔ اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو پھر خوابات اور الہامات بھی کچھ فائدہ نہیں دینگے بلکہ صوفیوں نے لکھا ہے کہ اوائل سلوک میں جو رویا یا وحی ہو اُسپر توجہ نہیں کرنی چاہیے وہ اکثر اوقات اس راہ میں روک ہو جاتی ہے۔

انسان کی اپنی خوبی اسمیں تو کوئی نہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا **فعل** ہے جو وہ کسی کو کوئی اچھی خواب دکھا دے یا کوئی **الہام** کرے۔ اسنے کیا کیا؟ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت وحی ہوا کرتی تھی لیکن اس کا کہیں ذکر بھی نہیں کیا گیا کہ اسکو یہ الہام ہوا یا یہ وحی ہوئی بلکہ ذکر اگر کیا ہے تو اس بات کا کیا کہ

اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی

وہ ابراہیم جسنے **وفاداری** کا کامل نمونہ دکھا دیا [illegible] **یٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔**

یہ بات بھی جو انسان کو حاصل کرنی چاہیے اگر یہ پیدا نہیں ہوتی پھر رؤیا و الہام سے کیا فائدہ؟ مومن کی نظر ہمیشہ اعمال صالحہ پر ہوتی ہے اگر اعمال صالحہ پر [illegible] اگر اعمال صالحہ [illegible] تو اندیشہ ہے کہ وہ **مکر اللہ** کے نیچے آ جاتا [illegible] ہم کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور اسکے لیے ضرورت ہے اخلاص کی صدق و وفا کی نہ یہ کہ قیل و قال تک ہی ہماری ہمت و کوشش محدود ہو۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت دیتا ہے اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیتا ہے اور رؤیا اور وحی کو القاء شیطانی سے پاک کر دیتا ہے اور اضغاث احلام سے بچا لیتا ہے پس اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے کہ رؤیا اور الہام پر ہی مدار صلاحیت نہیں رکھنا چاہیے بہت سے آدمی دیکھے گئے ہیں کہ انکو رؤیا اور الہام ہوتے رہے لیکن انجام اچھا نہیں ہوا۔ جو اعمال صالحہ کی صلاحیت پر موقوف ہے اس تنگ دروازہ سے جو صدق و وفا کا دروازہ ہے گذرنا آسان نہیں۔ ہم کبھی ان باتوں سے فخر نہیں کر سکتے کہ رؤیا یا الہام ہونے لگے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہیں اور مجاہدات سے دستکش ہو رہیں اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا وہ تو فرماتا ہے **لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی** اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ مجاہدہ کرے اور وہ کام کر کے دکھاوے جو کسی نے نہ کیا ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ صبح سے شام تک مکالمہ کرے تو یہ فخر کی بات نہیں ہو گی کیونکہ یہ تو اسکی عطا ہوگی۔ دھیان یہ ہو گا کہ خود ہم نے اسکے لیے کیا کیا؟ **بلعم** کتنا بڑا آدمی تھا مستجاب الدعوات تھا اسکو بھی الہام ہوتا تھا لیکن انجام کیسا خراب ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے کتے کی مثال دیتا ہے اس لیے **انجام** کو نیک ہونے کیلیے مجاہدہ اور دعا کرنی چاہیے اور ہر وقت لرزاں ترساں رہنا چاہیے۔ (باقی آئندہ)

ایڈیٹر کے اپنے مضامین

نور الدین پر ریویو

نمبر دوم

چہ خوش بودی اگر ہر یک ز امت نور دیں بودی
ہمیں بودی اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودی

نور الدین پر ریویو" کے پہلے نمبر میں ہمنے ریویو کی حقیقت پر بحث کی تھی اور ہمیں یہ بھی بتانا ہے کہ ریویو کے بانی اہل عرب ہیں اور ریویو نویسی کے سلسلہ میں علم کلام پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس نمبر میں (جیسا کہ ہمنے پہلے اس مضمون کی تقسیم کی تھی) ہم نور الدین کے مصنف و مؤلف حکیم الامت شیخنا و مولانا مولوی نور الدین صاحب کا مختصر تذکرہ لکھنا چاہتے ہیں۔

یہ "تذکرہ" اگر تذکرہ کے رنگ میں لکھا جاوے تو خواہ کتنا ہی اختصار بھی کیوں نہ کیا جاوے لیکن ایسے اخبار کے متعدد نمبروں میں بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس مقام پر علامہ موصوف کے تذکرہ سے ہماری یہ غرض ہے کہ ہم آپ کی زندگی کے نشیب و فراز اور مختلف منازل اور طبقات عمر پر بحث کریں بلکہ اس ریویو میں حکیم الامت کے تذکرہ کی غرض جہانتک ہم نے ملحوظ رکھی ہے اور امید ہے کہ ہمارے بالغ نظر ناظرین ہمیں ہمارے ساتھ متفق ہونگے فقط یہ ہے کہ ہم دیکھیں اور دکھائیں کہ کیا نور الدین کا مصنف **قرآن کریم یا اسلام یا آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر اعتراض کرنے والوں کو **جواب دینے کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں؟** اور کیا اس کے پاس اسقدر کافی سامان کتب خانہ وغیرہ کا ہے جو وہ **قلم** اُٹھائے؟ یا کیا وہ اس میدان کا مبارز ثابت ہو چکا ہے اور **قوم** اور **ملک** میں اسکی وسیع واقفیت اور اسکی فہم و فراست (**اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله** والی فراست) مسلم ہوئی ہے کہ وہ **ترک اسلام** یا اور اسی قسم کے رسائل کا جواب لکھے

المختصر

اس ریویو کے ضمن میں علامہ موصوف کے تذکرہ سے اگر کوئی غرض ہے تو فقط اسی قدر ہے اور اسی لیے ہم اس تذکرہ میں آپ کے **منازل** **زندگی** پر کوئی بحث نہ کرینگے بلکہ جیسا کہ ہمارا دیرینہ آرزو ہے اور جو خدا تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے پوری ہو سکتی ہے ان امور پر نور الدین (مراد حیات نور الدین) میں مفصل بحث کرینگے **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم**۔

نور الدین کا مصنف اپنے سلسلہ نسب میں حضرت **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ کا پوتا ہے جو آپ ہی کی طرح **غیرت اسلام** اور حمیت ملت خیر الانام کا خمیر اپنی فطرہ میں رکھتا ہے۔

پس

آپ کی خاندانی وجاہت اور نسبی شرافت پر بحث کی کوئی حاجت نہیں حضرت فاروق کی لائف پڑھنے والے کیا بلکہ جنہوں نے نہیں بھی پڑھی وہ سماعی طور پر آپ کے محاسن اور دینی غیرت سے خوب آگاہ ہیں۔ اسلیے فاروق اعظم سے خون کا تعلق رکھنے والا اگرچہ بعد یا ہی کیوں نہ گذرگئی ہوں پھر بھی اپنے خون میں وہ غیرت مذہب حقہ کے لیے ضرور رکھتا ہے۔ فاروق اعظم کی بابت سید المرسلین نے فرمایا ہے کہ شیطان اسکے سایہ سے بھاگتا ہے۔ پھر نور الدین کے ٹائٹل پیج پر

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق ولکم الویل مما تصفون

پڑھنے والوں کو حیرت نہیں کرنی چاہیے ہم اپنے ناظرین کو نور الدین کا سرورق خصوصیت کے ساتھ پڑھنے کی صلاح دیتے ہیں اس پر **نور الدین** کی لائف کا ایک خاص راز مرقوم ہے جو ہم اپنے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ حل کرینگے لیکن کم از کم انکو پتہ لگ جاوے گا کہ **فاروقی رنگ غیرت** یہاں کام کر رہی ہے

غرض

نور الدین فطرتی طور پر اسلام کی حقانیت کے اظہار کا ایک جوش رکھتا ہے اسلیے وہ بہترین اہل ایسی کتاب لکھنے کا ہو سکتا ہے اور رہا ہے

پھر

دوسرا قابل غور یہ امر ہے کہ کیا **نور الدین** آجکل کے مصنفوں کیطرح کتاب فروشی کو ذریعہ معاش سمجھتا ہے؟ اس سوال کا جواب دینے کی ہمیں کچھ بھی ضرورت نہیں ہے **نور الدین** خدا کے محض فضل و کرم سے اسقدر عالی ہمت اور فیاض انسان ہے کہ اسنے ایرانی شہنشاہوں کی ہم نشینی کا فخر حاصل ہونے پر بھی اپنی بیش قرار تنخواہیں بنی نوع انسان کی خدمتگذاری اور اشاعت دین میں صرف کی ہیں اور یہ ایک ایسا امر واقعی (فیکٹ) ہے کہ اس کا اسوقت ہمارے مخالف بھی انکار نہیں کر سکتے **نور الدین** کی ضروریات زندگی کا دائرہ بہت ہی محدود ہے اسکی طبیعت میں نمائش تکلف تصنع نہیں وہ بلا مبالغہ **خوردن**

براے **زیستن و ذکر کردن** ست پر عمل کرتا ہے۔ جن لوگوں کو اسکی مجالس میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمیشہ سے اسکی طرز زندگی ایک ہی اصل پر چل رہی ہے اعلاء کلمہ اسلام کے متعلق ہماری ہی آپ کی حکیم الامت کے حق میں نہایت کمزور اور سقیم ہو سکتی ہے اسلیے ہم اسکے متعلق اس **انسان کامل کی** شہادت پیش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے **مسیح موعود** کے نام سے بھیجا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لیے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُنکے نور اخلاص کی طرح **نور دین** ہے میں انکی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لیے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں انکے دل میں جو تائید دین کے لیے جوش بھرا ہے اُسکے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو انکو میسر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لیے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انھیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کیطرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ انکے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انھیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی **مولوی حکیم نور الدین بھیروی** معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں

مولنا۔ مرشدنا۔ امامنا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عالیجناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کیلیے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دیدوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔

حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ انکی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔

حضرت پیر و مرشد۔ نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپکی ضروریات میں خرچ ہو مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کیلیے طیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق و ہمت اور اُن کی غمخواری اور جان نثاری جیسے اُنکے قال سے ظاہر ہے اُس سے بڑھ کر اُن کے حال سے اُن کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہانتک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں انکی روح محبت کے جوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے۔ اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

اس رائے کو پڑھ کر صاف طور پر کھل جاتا ہے کہ **نور الدین** کا مصنف اعلاء کلمہ اسلام کا کیسا سچا جوش رکھتا ہے اور **اخلاص** کے ساتھ اپنا سارا مال و متاع اس راہ میں لٹا دینے کے لیے ہمیشہ طیار رہتا ہے نہیں بلکہ کر دیا۔ ایسے انسان کے متعلق اس قسم کا وہم بھی خطرناک گناہ ہے

پس

یاد رہے کہ **نور الدین** کے مصنف نے **نور الدین** کو محض کتب فروشی کے طور پر شائع نہیں کیا بلکہ محض خدا کے لیے خدا کے دین کی عظمت و جلال کے اظہار کے لیے

نور الدین کا پبلیشر اگر اپنی طرف سے اس کتاب پر کوئی دیباچہ لکھ دیتا تو بہت ہی مفید اور مناسب تھا لیکن ہمیں افسوس ہے کہ یہ فروگذاشت کی گئی ہے تاہم ابھی تک غالباً بہت ہی تھوڑے لوگوں کو یہ علم ہوگا کہ **نور الدین** کے **مصنف نے نور الدین کی اگر کچھ جلدیں لی ہیں تو وہ بھی خرید کر** اس سے بڑھ کر اس مخلصانہ خدمت دین کا اور کیا ثبوت چاہیے گا اور سب سے بڑھ کر اس کتاب کی قبولیت خدا کی مہر کرے گی۔

بہرحال (باقیت)

نوٹ۔ یہ دعا صدق دل اور راستی سے کی گئی تھی قبول ہو گئی۔ ایڈیٹر

مکتوبات کریمیہ

اس عنوان کے تحت میں جب کبھی ہمیں موقع ملے گا حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے مضامین یا خطوط درج کیا کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایڈیٹر)

آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو عظیم الشان پہلو

یعنے

تکمیل دین اور تکمیل اشاعت دین

اس زمانہ میں جب کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و برکات کی بارش ہو رہی ہے اور وعدہ ہائے الٰہیہ کے موافق ہر قسم کے خیالات کا اظہار ہو رہا ہے خدا کے برگزیدہ مامور اور موعود خلیفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف وما ارسلنا من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته کے ماتحت بہت سے نامافت اندیش مختلف طرز و طرق پر اپنا کام کر رہے ہیں لیکن ایک لمبی دوڑ کے بعد فیصلہ ہو جاتا ہے کہ راست باز کون ہے؟

مخالفت کے اسی اثر کی وجہ سے ایک گروہ اپنا یہ کام بھی سمجھتا ہے کہ سیدھے سادے مسلمانوں کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور آپ کے الہامات کے متعلق غلط بیانیاں کر کے بدظن نہیں بلکہ گمراہ کیا جاوے وقتاً فوقتاً ان غلط فہمیوں کے دور کرنے کی حتی الوسع ہم اور بزرگان ملت کوششیں کرتے رہتے ہیں اور سعید الفطرۃ لوگ فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ مندرجہ بالا عنوان کے نیچے جو مضمون ہم درج کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ایک قسم کی غلط فہمی کے رفع کرنے کے لئے ہے یہ مضمون دراصل ایک خط ہے جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک دہلی کے عزیز کے نام لکھا ہے۔ جنہوں نے کسی طرح پر اس غلط بیانی کو سن لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیہ کریمہ هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله کا اصل صحیح بالذات مصداق اپنے آپ کو سمجھتے ہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اسی غلط بیانی کا جواب مولانا ممدوح نے لکھا ہے اور آیت موصوف کی ایک لطیف تفسیر فرمائی ہے۔ جس سے نہ صرف یہی کہ اس اتہام کو دور کیا ہے بلکہ اس دعویٰ کی حقیقت کو کھول کر بیان کیا ہے جس سے قرآن کریم کی عظمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور ابد الآباد تک احیاء کا پتہ لگتا ہے حقیقت میں اگر یہ خلیفۃ اللہ نہ آیا ہوتا جیسا کہ مولانا ممدوح نے بتایا ہے تو قرآن کریم اور نبی رؤف رحیم اور خود رب کریم ایک مردہ ہستیاں سمجھی جاتیں مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے وقت پر دستگیری کی۔ ہمکو اس چٹھی کے متعلق کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں ناظرین اسے پڑھینگے تو اسے اپنے ایمان کی تازگی و شگفتگی کے لیے نعمت غیر مترقبہ پائینگے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غرض اور مقصد کو پورا کرے جس کے لیے یہ چٹھی لکھی گئی ہے۔ آمین

(ایڈیٹر)

السلام علیکم سب سے پہلے اس امر کو ذہن میں رکھ لیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کبھی پسند نہیں کرتے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کو صرف عن الظاہر کریں جب تک اس صرف کے لیے قرائن قویہ قائم نہ ہوں ورنہ باب الحاد کا واکرنا ہے اور اس صورت میں کسیکو حق نہیں پہنچے گا کہ غیر کے معنے پر حملہ کرے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کبھی نہیں فرمایا اور نہ کسی کتاب میں لکھا ہے کہ هو الذي ارسل رسوله الآیہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہیں اور وہ اس کے مصداق اول و اتم آپکی پاک ذات نہ ہے۔ حضرت نے اپنی تصانیف میں جو کچھ لکھا اور جا بجا لکھا ہے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو کام تھے تکمیل دین اور تکمیل اشاعت دین۔ پہلا کام آپ کے ہاتھ سے بوجہ اکمل پورا ہوا فی مدتک کسی شخص کا اختیار نہیں ہوگا کہ قرآن کریم سے یا قرآن کریم پر یا مصطفیٰ کی شریعت حقہ کے متعلق زیادت یا نقص کر سکے۔ رہا دوسرا کام یعنی تکمیل اشاعۃ دین سو خدا تعالیٰ کی عادت جاریہ اور سنت مستمرہ اور قانون قدرت کے موافق آپ کے خلفائے برحق کے ہاتھ سے پورا ہونا تھا گا اسلام کا دیار عرب سے متجاوز ہو کر زمین کے کونوں تک پھیلنا۔ ہزار ہا ممالک اسلام کے قبضہ میں آنا اور انواع و اقسام کی برکات و فتوحات کے ابواب کھلنا یہ سب باتیں ان وعدوں کے مطابق اور ہوئیں جو قرآن کریم میں بوضاحت مذکور ہوئے تھے کسریٰ کی شوکت خاک میں ملی اور قیصر کی لعنتی صلیبا اور ناپاک سلطنت پارہ پارہ ہوئی اور یہ سب باتیں انکی زبردست پیشگوئیوں کے موافق ظہور میں آئیں جو کتاب حکیم میں بیان ہو چکی تھیں اور یہ سب وعدے اولاً اور بالذات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مگر ان کے پورا ہونے اور کرنے کے لیے آپ کے خلفاء جوارح اللہ بنائے گئے۔ تابع کی کاروائی متبوع کی کاروائی ہوتی ہے۔ جو کچھ خلفائے سے ظہور میں آیا اور آئے گا وہ سب دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔ اس لیے کہ اس نقطہ پر تابع اور متبوع میں کوئی مغایرت نہیں ہوتی اسطرح منجملہ خلفائے محمدیہ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی حسب وعدہ کتب الٰہیہ ایک خلیفہ اور آخری اور عظیم الشان خلیفہ ہیں۔ اس خلیفہ کی بعثت کا مقصد ہی قتل خنزیر اور کسر صلیب ٹھہرایا گیا ہے جس سے مدعا یہ ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوگا جو صلیب پرستی یعنی شرک عظیم اور ظلم جسیم کا دور ہوگا اور دنیا ایمانی یا عملی طور پر علی العموم اسکے اثر کے نیچے آئی ہوئی ہوگی اور ہوا پرستی اور اتباع شہوات و جذبات اور تغلیب فسق و فجور اور عدم معاصی الٰہیہ میں خنزیر فطرت طبائع کی کثرت اور استیلاء ہوگا یا صاف لفظوں میں یوں کہو کہ ایمان ہر پہلو کے لحاظ سے آسمان پر اٹھ گیا ہوگا ایسی وقت میں وہ بار دیگر خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تائیدوں اور زندہ انفاس سے دین حق کو جو بیران کاذب اور مدعیان باطل کی ناپاک کرتوتوں اور کفر و ایمان کو کے سبب مر چکا ہوگا زندہ کرے گا اور خدا تعالیٰ کے پر حکمت ارادہ کی تائید سے زمانہ کی حالت اسوقت ایسی ہوگی کہ اسے اشاعت دین کی تکمیل کے اسباب و سامان ایسے میسر آئینگے جو پہلے کسی زمانہ میں نہیں ہوئے۔ یہ ایسے امور ہیں کہ حضرت اقدس نے مختلف تحریروں میں نہایت دلچسپ باتیں لکھی ہیں جن کے پڑھنے سے ایک ذہین اور رشید طالب حق سرور اور بصیرۃ سے بھر جاتا ہے۔ غرض وہ زمانہ یہ ہے جسمیں ہم لوگ ہیں یہ واقعات حقہ کی سچائی سے انکار کرنا ایک کوردل ضدی کا کام ہوتا ہے واقعات بتا رہے ہیں کہ دین بیرونی حملوں اور بد تاثیرات اور اندرونی بدعملیوں اور بد اعتقادیوں سے مر چکا ہے اور خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے مطابق ضروری ہے کہ تعلیم اور کتاب کے ساتھ معلم اور مزکی اور اسوۂ حسنہ موجود ہو۔ ہدایت اور احیاء کی تکمیل کے لیے کتاب اور معلم کتاب لازم و ملزوم ہیں۔ یہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ معلم و مزکی کے اٹھ جانے کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں کتاب کو قوم نے چھوڑ دیا اور اسکے مقاصد کو پس پشت ڈال دیا ہے اسی کر تو ہر زمانہ میں ریفارمیشن یا تجدید کی ضرورت پڑی ہے۔ زندہ کتاب موجود اور ہزاروں ناپاک عقائد اور رسوم باطلہ مسلمانوں میں جاری اور ساری۔ کیا یہ مسلم اور مشہود امر نہیں کہ ہزاروں نکتہ چینیاں اور دلوں کو ہلا دینے والی اعتراض خدا کی زندہ کتاب اور زندہ رسول پر کیے گئے ہیں۔ اور کیا سینہ پیر لڑے زور سے درخواست نہیں کرتیں کہ ایک ایسا پاک انفاس شخص ہو جو ایک طرف تو اس ناپاک اعتقادوں اور بیہودہ رسموں کی بیخ کنی کرے جو قوم میں داخل ہو گئی ہیں اور اسکے ساتھ پوری قوت اور الٰہی تائید سے ان حملوں کی مدافعت کرے اور معاً زندہ کتاب کی خوبیاں جہان کو دکھلائے۔

یہ واقعات ہیں ان سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کیا کام کر رہے ہیں۔ بس وہی کام جس کا نام ہے تکمیل اشاعت دین۔ قوم کے گندہ عقائد اور بیہودہ رسوم کی بیخکنی اور دشمنان اسلام کے حملوں کی مدافعت کے ساتھ قرآن کریم اور نبی کریم کی صداقت کی حجت دنیا پر پوری کر رہے ہیں۔ اس لحاظ اور معنی سے بطور ظل و تبعیت وہ آیت شریفہ آپکے حق میں بھی ہے جیسی کہ وہ آیت خلفائے راشدین کے حق میں بھی تھی۔ ہاں اس بات کے اعتراف سے چارہ نہیں اور اسکا اعتراف نہ کرنا واقعات حقہ سے انکار کرنا ہے کہ آپ اسوقت بلحاظ مناسبت وقت کے مظہر اتم اور مصداق اکمل ہیں اس مفہوم اور معنی کے جو اس آیت کا اعلیٰ مقصد ہے۔ اسکو صاف لفظوں میں یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ آپکو اسباب تکمیل اشاعت دین خدا تعالیٰ کی حکمت کے اقتضاء سے بہت زیادہ میسر آئے ہیں اور وقت اور زمانہ بھی ایسی ہی کو چاہتا ہے۔ پھر بایں ہمہ حضرت موعود کی کارگذاری وہی کارگذاری ہے جو قرآن کریم کی تعلیم اور حضرت حامل قرآن علیہ صلوات الرحمٰن کے عمل نے کی۔ اور ساری خوبیوں اور محامد کے مستحق اولاً و اصلاً و بالذات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ لوگوں کو اس دعویٰ سے اضطراب کیوں ہوتا ہے۔ وہی شریعت اور اسکے شعائر اور وہی قرآن کریم۔ اسی کی حمایت اسی کیطرف سے مدافعت۔ یہی وہ سچا مسیح ہے جسے یہ دعویٰ کرنا بجا ہے اسلیے کہ اس کا عمل اور ۲۸ برس کا عمل اسکا ثابت گواہ ہے کہ میں شریعت اور قرآن کی باتیں پوری کرنے آیا ہوں۔ اور میں شخص سچ کہتا ہے ۔۔۔

تک قرآن کریم کا ایک شعشہ بھی منسوخ یا کالعدم نہیں ہوگا

یہ وہ باتیں ہیں کہ جن و دلائل کے ساتھ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی تصانیف میں جابجا ملتی اور دلوں کو ٹھنڈک اور آنکھوں کو نور بخشتی ہیں۔ جب یہ حال اور یہ عمل ہے تو کیونکر کوئی شخص اس گمان کرنے کا حق رکھ سکتا ہے کہ حضرت اقدس کا یہ دعویٰ ہے کہ آیت **ھو الذی ارسل رسوله** الآیہ میرے ہی حق میں ہے حضرت غلام احمد نے ازل سے احمد کی غلامی کی مہر اپنے حال اور قال کے سراپا پر لگا رکھی ہے۔ اس کا اپنا کچھ بھی نہیں جو کچھ ہے احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جو کچھ وہ کر رہا ہے انہی کے لیے کر رہا ہے ثواب اور افواج کی کارروائی جو تحت اثر سلطنت کی تقویت و تائید کے لیے ہو رہی ہے اس حقیقی بادشاہ کی کارروائی اور اسی کے لیے ہے جس کے زیر حکم وہ کام کر رہی ہیں۔

غرض آپ کا دعوےٰ تکمیل اشاعت دین ہے نہ تکمیل دین۔ آپ کے نزدیک لعنتی ہے جو یہ دعوےٰ کرے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نبی مستقل نیا ہو یا پرانا ہو سکتا ہے یا ہوگا اور قرآن کریم کے سوا کوئی اور کتاب پیروی کے قابل ہے یہ دعویٰ نرا دعوےٰ ہی نہیں اس دعویٰ کے یعنی آپ کی عملی زندگی کو سالہا سال سے لاکھوں آدمیوں نے دیکھکر اقرار کیا ہے کہ آپ اپنے دعویٰ میں صادق ہیں۔

علاوہ بریں غور سے دیکھنا چاہیے اور مبارک ہے وہ دل جس میں حقائق اشیاء میں غور و فکر کا مادہ ودیعت کیا گیا ہو کہ اس وقت زمانہ کی حالت کیسی ہے۔ کفر اور شرک کو دیکھو کہ اس نے بنی آدم کے اغوا اور اضلال کے لیے کس کس قسم کے ہر وپ بدلے اور کیسی حیرت انگیز ایجادیں کی ہیں۔ کیا کوئی گواہی دے سکتا ہے کہ ایسے تیز اور خیال ستاں حملے اور سفاکانہ ترکتازیاں اسکی طرف سے کبھی کسی زمانہ میں خدا تعالےٰ کی مقدس و مبارک کتاب اور برگزیدہ رسول پر کی گئیں۔ کیا کبھی اس قدر بے انتہا مخارق نے اسکی شوکت اور سحر کے آگے اس نیازمندی اور خشوع و خضوع سے گردنیں جھکائیں۔ کیا اسکی سحر آفرینیاں ہزاروں رنگوں میں بنی آدم کے قلوب کی تسخیر کے لیے کوئی اپنا نظیر گذشتہ زمانہ میں پیش کر سکتی ہیں۔ آج اس زمانہ میں نبوت اور کتاب اللہ اور اسکے مسائل حیات بعد الموت اور حشر نشر اور اسکی اخلاقی تعلیمیں کیا وزن رکھ سکتی ہیں جبکہ نفس حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ کی پاک ذات پر ایمان لانا اور اسے جزئیات کا عالم ماننا اور اسکی نسبت اعتقاد رکھنا کہ وہ متصرف اور مدبر بالارادہ اور متکلم ہے ادنیٰ درجہ کا مضحکہ اور طفلانہ تخیل سمجھا جاتا ہے۔ اکثر بیباک ماننے والے بڑا احسان کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہاں ایک طاقت ہے مگر ذرات کائنات پر ہر آن اُسے عالم اور متصرف

ماننا دانشمندی کے خلاف کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں کیا ضروری نہیں تھا کہ خدا تعالےٰ اپنے دین اور کتاب اور نبوت کاملہ کی حفاظت اور تائید کے لیے کفر کے بالمقابل اسی راہ پر معارف اور حقائق پیدا کرتا کیسی ظلم یا نافہمی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل میں عجیب انگیز ایجادات کو دیکھا جاوے اور تسلیم کیا جاوے اور مان لیا جاوے کہ عقلیں شائستگی اور صنعت میں معراج کو پہونچگئی ہیں اور باب دانشوا ہیں کہ اتنی تیز رفتار ترقی کے بعد صدیوں پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کی جائیں۔ یہ ایسا فعل ہے کہ ہزار ہا نوجوان بڑی دلیری سے علانیہ منہ سے نکالتے اور بڑی بڑی انجمنوں کے سٹیجوں پر لیکچراروں کی شکل میں بڑے دلربا انگیز لسے تقریروں میں بیان کرتے ہیں اور علما اور اہل ملت سنتے ہیں اور مہر سکوت توڑ نہیں سکتے۔ بڑے بڑے فخر قوم مانے ہوئے نوجوان جن کی دنیوی عظمت اور پوزیشن کو قارون بنی اسرائیل کیطرح رشک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اسلامی شعائر کو فضول اور قوم کی ترقی کی راہ میں روک کہتے اور انگریزی اخباروں میں اپنے خیالات کو شائع کرتے ہیں۔

غرض ایک کالی گھٹا ہے جو اسلام کے آسمان پر چھارہی ہے اور دل اور طبیعتیں چار ناچار کسی نہ کسی رنگ میں قائل ہو رہی ہیں۔ کیا کسی اہل دل کا ایمان پسند کر سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کیطرف سے زمانہ کے تقاضا کے موافق ایسے ہی زور و شور کی کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے حسب وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون** قرآن کریم اور اسلام کی حفاظت اور تائید کے لیے وہ کفر شکن اسباب تیار کیے ہیں جو کسی زمانہ میں نہیں ہوئے تھے۔

علاوہ بریں یہ سنت اللہ ہے کہ انسانی عقلیں اور فہم رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہیں خدا تعالےٰ کے کلام میں اُسکے کام کیطرح ہر قسم کے حقائق و معارف کا سامان موجود اور مرکوز ہوتا ہے مگر حسب اقتضائے زمانہ اُن دفائن و خزائن کا طلسم توڑا جاتا اور وہ قیمتی چیزیں سالہا سال تاریکی میں محجوب رہنے کے بعد یکدفعہ روشن سطح پر آ جاتی ہیں۔ اس مرکز میں خدا تعالیٰ کا کلام اور کام یکساں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس بات کو ملحوظ رکھکر آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس وقت جن معارف اور حقائق قرآنی کے چہرے سے نقاب اُٹھایا گیا ہے اور جسطرح کشادہ اور واضح حجت مذاہب باطلہ پر پوری کی گئی ہے پہلے زمانوں میں نہ اسکی ضرورت تھی اور نہ وہ باتیں ظہور میں آئیں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے تو ختم کے متعلق اعتراض کی پہلے ہی سے بیخکنی کر دی ہے

جبکہ براہین احمدیہ میں سالوں پہلے آپکی نسبت یہ خدا کا کلام لکھا ہوا موجود ہے **کل برکة من محمد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علم و تعلم** یعنی ہر برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات سے ہے سو پاک وہ جو معلم ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ جس نے اس معلم سے سیکھا یعنی حضرت غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام۔ خدا تعالیٰ کی اس وحی کو دیکھکر کوئی افترا پسند سنگدل ہی ہو جو یہ کہنا روا رکھے کہ حضرت اقدس کا کوئی مستقل دعوےٰ ہے۔ آپ بار بار اشتہار اور بیسیوں کتابوں میں رسالوں میں اشتہاروں میں اور تقریروں میں بیان فرماچکے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا اگر کوئی شخص بالاستقلال ولایت یا نبوت کے دعوے کا علم کھڑا کرے وہ مردود اور مخذول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس اسرائیلی مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آمد کو حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی شان کی ہتک اور اہانت سمجھتے ہیں۔ اور ان الفاظ کو جو خدا تعالیٰ نے آپ کی نسبت آپ کی وحیوں میں فرمائے ہیں جیسے نبی۔ رسول۔ جری۔ اور یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام آپ کو دیے گئے ہیں عین راستی سمجھتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کا موجب اعتقاد کرتے ہیں۔ اسلیے کہ آپکا دعوےٰ اور اس دعوے کا ثبوت اور شاہد آپ کا عمل ہے کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تربیت کردہ اور آپ کے دبستان کے شاگرد ہیں۔ جیسے فرماتے ہیں۔

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمد

مجھے امید ہے کہ سعید جانوں کے لیے آشیانیں کافی ہوگا اور پاک اور رنجیدہ دل قلوب اس خط سے فائدہ اُٹھائیں گے خدا تعالیٰ آپ کو بھی اس سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے اور ان زہروں سے بچائے جو اس وقت بعض شہروں میں طاعون کیطرح لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم

یاددہانی

ہمارے خوش معاملہ خریدار جنہوں نے ذمہ حسابی باقی کرنیکی فکر کریں اسغرض کیلئے مطبع جو وی پی جاری کر رہا ہے اُنہیں وصول کرکے کارخانہ کی اعانت کریں (ایڈیٹر)

ہمارے بزرگ احباب اس طرف توجہ کریں

احمد نور کابلی کی نسبت میں آپسے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جبکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے تذکرۃ الشہادتین میں احمد نور کو قوم سی اور قوم کو احمد نور سی جدا کرا دیا ہے تو مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ میں اسکی تعریف میں خامہ فرسائی کروں اتنا بھی اور قوم کی توجہ کیلئے اس سے زیادہ تعریف کی ضرورت ہی نہیں کہ احمد نور حضرت عبد اللطیف شہید کا سچا عاشق شاگرد اور حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی عشق و محبت کا اپنی جماعت میں ایک نمونہ ہے۔ احمد نور مع اپنے بڑے عیال اور اپنے عیال کے ہجرت کرکے قادیان میں سکونت پذیر ہیں مکان کی تنگی کیوجہ سے ابتک ان سرزمین جگہ میں رہنے والوں نے بہت تکلیف اٹھائی ہے اور آئندہ موسم گرما کی شدت کو دیکھ کر نا قابل برداشت ضعف کا سامنا نظر آتا ہے۔ ان ملاحظات کیوجہ سے یہاں کے بعض گرامی قدر دوستوں نے ان مہاجروں کیلئے ایک مکان بنوانیکی تجویز سوچی ہے جسپر دو سو روپیہ صرف ہوگا جن لوگوں نے اسکار خیر میں چندہ دیا ہے ان کے اسما دیدہ میں آپ سب مکرم بزرگ جس قدر جلد ممکن ہو کچھ نہ کچھ بھیجکر بنام مولوی محمد علی صاحب ارسال کریں۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم

حکیم فضل الدین صاحب
میاں غلام غوث صاحب
سید محمد علی شاہ صاحب
محمد علی
محمد صادق

موجودہ اہل اسلام کی روحانی حالت

اے ناظرین یہ ایک مشکل کام ہے کہ سارے جہان کے مسلمانوں کی روحانی حالت و ضرورت وغیرہ کا پورا پورا اندازہ کیا جاسکے ہم انسان ہیں ہاں ہم اتنا ضرور کر سکتے ہیں کہ اپنے چاروں طرف جو حالت ہے اسکو غور سے دیکھیں اور اسکا کچھ تھوڑا اندازہ کرسکیں۔ اسلئے ہم یہاں پر ہندوستان کے مسلمانوں کی اخلاقی اور روحانی حالت پر غور کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہے اور ہماری کیا ضرورتیں ہیں ٭ اسلام پر تیرہ سو برس سے زیادہ گذر چکے ہیں اس عرصے میں ہر طرح کی آفتیں اور مصیبتیں وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر آئی ہیں۔ کبھی کوئی اندرونی جھگڑے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں جانیں تلف ہوئی ہیں۔ کبھی کسی بیرونی دشمن نے آکر تباہ کیا ہے اور ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے گھروں اور خاندانوں کو تباہ اور برباد کر ڈالا ہے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ دشمنوں نے مسلمانوں کے مفتوحہ ملکوں کو چھین لیا اور انہیں اپنے گھروں سے نکالدیا اور جلاوطن کردیا ہے۔ ان کے سارے مال اور اسباب لوٹ لئے ہیں ہزاروں لاکھوں کو غلام بنایا ہے۔ زمانہ دراز تک مسلمان قیدیوں کو غلامی کی ذلت و تکلیف اٹھانی پڑی ہے غرض اس تیرہ سو برس کے عرصے میں انواع و اقسام کی تکلیفیں اور مصیبتیں مسلمانوں پر آئی ہیں۔ جن سے مسلمانوں کو سخت سے سخت مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے لیکن جو مصیبت و بلا آجکل ہندوستان کی خیبر گروہ مسلمانوں پر ہے اسکی نظیر ایک بھی نہیں ملتی ہے سابق میں جو بلا و مصیبت آئی تھی اسکا صدمہ صرف جان و مال پر ہوتا تھا۔ لیکن آج جان و مال نہایت امن و امان میں ہیں۔ مگر جان و مال سے بڑھ کر پیاری اور قابل قدر جو چیز ہے اس پر حملہ ہوتا ہے اگلے زمانہ میں لاکھوں مر گئے۔ لیکن وہ مر گئے شہید ہوکر۔ مرنا تو سبکو ایک دن ضرور ہے لیکن الحمد للہ وہ بہادر مرے۔ وہ اللہ کے عاشق مرے۔ وہ ایسا مرے کہ انکو مردہ کہنا حرام ہے۔ وہ ایسا مرے کہ اس مرنے کی ہر مسلمان ایماندار کو دلی تمنا ہے۔ وہ ایمان سلامت لے گئے۔ کیا جان و مال۔ عزت و آبرو۔ آرام و عافیت ان سب سے بڑھکر پیاری کی لائق چیز ایمان انکو سوا الاعزیز تھا۔ پہلے زمانہ میں اگر جسمانی مصیبتیں مسلمانوں پر پڑتی تھیں تو وہ صابر رہے اور صبر والوں کا بدلہ بے حساب ہے غرض اگلے زمانہ کے مسلمان گو برباد و تباہ معلوم ہوتے تھے لیکن انکا ایک حبہ بھی برباد نہیں ہوتا تھا کیونکہ انکی اصل چیز سلامت رہتی تھی۔ مسلمان غلام ہو گئے لیکن ان کی ایمانی قوت نے انکے کافر آقاؤں کو اللہ کا غلام بنا چھوڑا اسلئے حقیقت میں وہ مفتوح ہوکر بھی فاتح ہی رہے۔ سبحان اللہ مومن ہونا بھی کیا ہی نعمت ہے سچ پوچھو تو مومن کامل مفتوح ہوتا ہی نہیں۔ موتی کو اگر کیچڑ میں ڈالدو تو موتی ہی ہے۔ لیکن ہم ہندوستان کے مسلمانوں پر جو تباہی آئی ہے جس بیماری میں ہم گرفتار ہوئے ہیں اگر خدا ہمیں اپنی قدرت سے نہیں بچائے تو ہمارا کہیں بھی پتہ لگتا ہوا نظر نہیں آتا۔ آئے ہم پر وہ چوطرفہ طوفان آیا ہے کہ ہم سب کا ایمان بھی رخصت ہوتا نظر آتا ہے۔ ہمارا ایمان ایک محاصرہ کی حالت میں معلوم ہوتا ہے چاروں طرف سے اس پر دشمن ٹوٹ پڑے ہیں۔ اب ہم مختصر طور پر ان متفرق دشمنوں کا کچھ حال بیان کرتے ہیں۔

پہلا دشمن یوروپین علوم و فلسفہ

جب یورپ میں علم کی روشنی پھیلی تو عیسائی مذہب کے بودے نامعقول عقیدے مثلاً خدا کا ایک بھی ہونا تین بھی ہونا سارے جہان کے لئے ایک معصوم شخص کا مرکر کفارہ ہونا وغیرہ وغیرہ ایسی ذلیل عقاید سمجھ داروں اور ذی علموں کو سراسر لغو معلوم ہوئے پادری صاحبوں نے بچپن ہی سے اسلام کی طرف سے سکو بہرے درجے کا بدظن کر رکھا تھا۔ بچارے کرتے کیا ناچار سوچ بچار کر مذہب ہی کو ڈھکوسلا سمجھ لیا ڈارون۔ ہکسلی۔ ٹنڈل۔ کومٹی وغیرہ نے عقل کے گھوڑے بہت کچھ دوڑائے لیکن جیسا کہ سلامتی کو دربار الٰہی سے ذلت اور ناکامیابی کا خلعت عنایت ہوتا ہے ویسا ہی ہوا۔ کوئی دہریہ ہوگیا کوئی شک کے اتھاہ کنوئیں میں جا گرا کسی نے اپنے دل سے ایک مذہب گھڑ لیا۔ غرض عجب طوفان بے تمیزی پیدا ہوگیا سارے یورپ میں ایسے بیدین ایسے گمراہ ایک دو نہیں ہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں ہیں۔ ان گمراہوں کی تصنیف کردہ کتابیں سارے جہان میں پھیلی جاتی ہیں۔ ان لوگوں نے ماہواری رسالے جاری کئے ہیں جنمیں نہایت آزادی کیساتھ اپنی گھڑی ہوئی فلسفی کو چلاتے ہیں ایمان کی ان باتوں پر جو اصل اصول ہیں سختی سے حملہ کرتے ہیں ان مولویوں میں عجب طرح کی فرعونیت ہے۔ ہر ایک اپنے کو افلاطون وسقراط سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔ سارے جہان کے دیندوں کو نہایت نفرت و حقارت سے دیکھتا ہے۔ انکی تحریروں میں تلخی اور گھمنڈ بھری رہتی ہے اور یہاں سارے اپنی دھجیاں اڑاتی۔ خدا کے ماننے والوں کو تمسخر کی راہ سے بیوقوف بیہودہ احمق قرار دینا ان کی روزانہ مشغلہ ہے۔ اسی قسم کے علم اکثر ہمارے کالجوں میں نشر الفید کھلتے ہیں۔ مسلمانوں کے بچے ان سے تعلیم پاتے ہیں۔ جو قوم برسر حکومت ہوتی ہے اسکی عظمت خواہ مخواہ محکوموں کے دلوں میں ہوتی ہے۔ پھر طالب علم اپنے اوستادوں کو کس وقت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ظاہر ہے غرض ہماری قوم کے طالب علم پڑھتے ہیں ایف۔ اے۔ بی۔ اے لیکن حاصل کرتے ہیں بیدینی اور دہریت۔ اپنے اوستادوں کے رنگ میں پورے رنگے جاتے ہیں۔ الٰہی الہٰی مسلمانوں کی ہزاروں بچے اسلام سے ایسا نکل گئے ہیں کہ ان کو لوگوں کو اللہ اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بھی تعلق ہی نہ تھا۔ اب علی العموم ہمیں کلیں کہتے نوجوان معزز عہدوں پر ممتاز ہوتے ہیں۔ کوئی منصف ہے کوئی ڈپٹی مجسٹریٹ ہے کوئی مجسٹریٹ ہے کوئی جج ہے۔ کوئی ہائیکورٹ کا جج ہے کوئی وکیل رجسٹر ہی علاقے ہے کوئی بیرسٹر ہے چھوٹے لڑکے جو ابھی تحصیل کلاسوں میں پڑھتے ہیں۔ ان اپنے بڑے بھائیوں کو برسر عزت دیکھکر ان کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ عظمت بھری ہوئے دلمیں جو بات ڈالو وہ کھٹ سے بیٹھ جاتی ہے۔ بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائیوں کو اپنی عملی حالت سے انگریزیت کا نقال اور شرابی بناتے ہیں اور اپنی گفتگو اور فلسفیانہ تقریروں سے دہریہ اور منکر خدا اور رسول بناتے ہیں اور یہ سلسلہ بڑے زور شور سے جاری ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے کسی کو روکنے ٹوکنے کا کوئی مجاز نہیں۔ ایک بھلا آدمی کے گھر دو لڑکے ہوتے ہیں۔ ایک ذہین دوسرا کند ذہن۔ تو ضرور وہ ذہین کو کالج میں داخل کرتا ہے۔ اور بھدے کو کسی مدرسے میں علم دین سیکھنے کے شغل میں لگا دیتا ہے۔ ایک بھائی صاحب یورپ کا فلسفہ یورپ کی منطق پڑھکر اچھے دہریہ ہوکر بیسر ڈگری میں رنگین نکلے۔ ادہر ہمارے مدرسوں کی جیسی پڑھائی ہے معلوم۔ دوسرے بھائی عربی کی کتابوں کی ورق گردانی تو کر گئے فضیلت کی پگڑی بھی بندھ گئی۔ لیکن مولوی صاحب کو نہ عقل ہے نہ سمجھ۔ اعتراضوں کا معقول جواب سوجھتا ہی نہیں صرف لکھنے میں لال پیلا ہونا جانتے ہیں۔ گردنوں کی رگوں کو پیلا پیلا کر باتیں کریں گے۔ زیادہ تنگ کرو۔ قائل کرنا چاہو۔ تو فد کفر کی گولی داغ ہی دیں گے۔ ان دو بھائیوں کی تقریروں کو سنکر چھوٹے چھوٹے لڑکے جو اسکول کلاسوں میں پڑھتے ہیں آپس میں کہتے ہیں ہمارے انگریزی دان ماموں یا چچا (غرض جو رشتہ ہو) تو نہایت معقول کہتے ہیں لیکن ہمارے مولوی ماموں یا چچا (غرض جو رشتہ ہو) صرف غصہ ہونا جانتے ہیں سمجھانے کی ایک بات بھی نہیں کہتے۔ اے ناظرین غور کا مقام ہے جو نقشہ زمانہ موجودہ کا ہم نے کھینچا ہے صحیح ہے یا نہیں۔ فرمائیے اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو اس کا آخری نتیجہ کیا ہوگا یا کہ دل میں کچھ بھی اسلام کی ہمدردی ہے تو دیکھو کس ہیبتناک آفت کا تمکو سامنا ہے یہ سلسلہ تعلیم آگے کو رک نہیں سکتا حاکم کی زبان ہے۔ صدہا بلکہ ہمسا تقرت کی نوکریاں گرانقدر سکتی ہیں۔ یورپ کے فلسفہ کا زہریلا اثر ہی ہماری آئندہ نسل پر تو ایسا ہی کہ یا الٰہی تو رہ گئی ہم گمان کرتے ہیں کہ پہلا آکر ایسا تک ہی ہی اس خاکسار کا ایک بہت ہی سچے اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ نامی مسلمان کو لیتا تھا کہ فلسفہ یورپ کے آگے اسلام ٹھہر نہیں سکتا۔ ایک بہت عالم یہی کہتے ہیں کہ اگر کوئی عیسائی ہو جائے تو ذرا گھبرائیں مسلماں تو ہوجاتا ہے اسلئے کہ ان کا گرجا جانا ہے۔ اگر اپنا نام وہ بدل لیتا ہے۔ اگر ہم مسلمانوں میں کوئی شکم کا بندہ ایسا مرتد و ملعون ہوجاتا ہے تو ہماری جماعت کے کل ہی جاتا ہے انکا بداثر ہماری قوم پر کچھ نہیں پڑتا لیکن یورپ کی دہری فلسفے کے گرجے میں بیٹھا لیتا ہے تو عجب غضب کا سناٹا ہو جاتا ہے حیاتہ تعلیم لیتا ہے مسلمان کہتا ہے کہ آپکا احمد یا محمود یا علی یا حسین وغیرہ نام رہا تک میں اگر سید کا ملعقد ہی لگا ہوا رہتا ہے۔ پوچھئے حضرت آپکا مذہب کیا ہے تو جواب دینگے کہ میں محمدی ہوں تعلیمی محمدی ہوں۔ دریافت کیجئے عقیدہ آپکا ہے تو آپ کا وہ عقیدہ ہے کہ دجال سے باپ کا بھی نہ ہوگا۔ تمہارے گیا لت میں جو ہم نے جالی کر اسکو بیہودہ و شنیدن سے اتنا خوف نہیں ہوتا ہے جتنا کہ ہم باغیوں سے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مانا یورپ کا دہری فلسفہ گویا رفتہ رفتہ پھیلیگا تو اس سے صرف ہندوستان کے جہلا مسلمان پامال ہوجائیں گے تو کیا مسلمان صرف ہندوستان ہی میں رہ ہیں اور ممالک کے مسلمان تو دین و ایمان پر قائم ہیں۔ بچے اللہ کی پرستش کرینگے اور آلودہ دنیا خالی نہ ہو جائیگی۔ تو یہ جواب نہایت بیہودہ جواب ہے۔ ابتدا اگر ہمارے دلمیں دین اسلام کا ذرہ بھر بھی ہمدردی باقی ہے تو ہم کسطرح اپنے بھائیوں کے ابدالآباد کی تباہی میں دیکھکر چین سے سو سکتے ہیں۔ کیا کل مسلمان ہمارے بھائی نہیں ہیں؟ کیا اپنے بھائیوں کا برباد ہوجانا ہمارے دل پر صدمہ پیدا نہیں کرتا؟ اے خدا ہمارے دل کیسے پتھر سخت ہیں کہ ہم اپنے بھائیوں کو ہمیشہ کی موت مرنے دیکھکر آبدیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ اے خدا ہمارے دل کیا پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں ؟ یہ سمجھنا کہ یورپ کے دہری فلسفہ کا بداثر صرف ہندوستان ہی میں محدود رہجائیگا انہیں لوگوں کا کام ہے جو زمانہ موجودہ کی چال پر غور سے نگاہ کرنیوالے نہیں ہیں۔ اس زمانہ میں جو کلیں ایجاد ہوگئی ہیں انکو نظر سے دور کیجئے۔ ہندوستان ہی میں دیکھئے کلکتہ کو بمبئی جو دو ہزار میل ہے گر صرف سوا دو دن کی راہ ہے کلکتہ سے لاہور بارہ سو میل ہے گر صرف ۱۰ گھنٹوں کی راہ ہے بمبئی سے کلکتہ ۱۹ سیل ہے مگر صرف ۵۲ گھنٹوں کی راہ ہے۔ یہ حساب بھی ٹھیک نہیں ہے اسیطرح سفر کا سلسلہ اب کئی مہینوں کا سفر نہیں ہے بلکہ صرف کئی دن کا ہے کہاں لندن اور کہاں بمبئی ؟ صرف ۱۸ دن میں آدمی پہونچ جاتا ہے سفر کے وسائل آسان اور محفوظ ہو جانیکی وجہ سے ایک قوم دوسری سے ملتی ہے ایک کے خیالات دوسری میں پھیلتے ہیں چھاپہ خانہ کی ذریعہ کتابیں بہت جلد ایک سے لاکھ ہو جاتی ہیں جہاز اور ریل ایک کتاب کو دور کے ملکوں میں پہونچاتی ہیں کتاب کی تجارت میں نفع کی صورت دیکھکر مترجم ترجمے کو مستعد کھڑے ہیں۔ غرض اس آزادی امن اور ترقی علوم و فنون کے زمانہ میں یہ خیال کرنا کہ دہریت اور فلسفیت کا بداثر ہمیں کسی خاص ٹکڑے میں محدود رہجائیگا سمجھدار کا کام نہیں ہے۔ اے پیارے ناظرین یورپ کا فلسفہ جس مستعدی کے ساتھ تمہارے ایمان کے قلعہ پر گولہ باری کررہا ہے

✚ اگر ہندوستان کے مسلمانوں کی روحانی حالت کا پورا اندازہ ہو جائیگا۔ اگر ہندوستان میں جو روحانی امراض پھیلے ہیں انہیں ہم خوب سمجھ جائیں گے۔ تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہی حالت اور ملکوں کی بھی ہوگی اگر نہیں ہے تو ہو جائیگی کیونکہ اسٹیمر ریل گاڑی۔ چھاپہ خانہ۔ تار برقی اخبار وغیرہ اسباب کی توسل سے ہر قسم کی بیماریاں ایک ملک سے دوسرے ملک میں جلد پھیلتی ہیں گویا ایک ملک سے دوسرے ملک بہت دور واقع ہو لیکن زمانہ موجودہ کی علوم و فنون کی برکت سے سب زمین ایک ہی سطح تختے پر جمع ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جو رنگ و ڈھنگ ایک قوم کو ملا ہے وہ دوسری کو بھی ضرور ملیگا یہ ایک میدان میں رہکر کب تک ایک دوسرے سے جدا حالت میں رہ سکتی ہیں

موجودہ بیماریاں ہیں اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جس قسم کے مصلح کی ہمکو ضرورت ہے اسی مصلح یا اس رنگ ڈھنگ کے مصلح سے ہر ملک کے اہل اسلام کی اصلاح ہوگی۔

مختصر نوٹ اور نکات

اسوقت مذاہب مختلفہ کی ایک عالمگیر جنگ شروع ہوئی ہے بعض ان میں سے اپنی جگہ اپنے مذہب کی ہدایتوں کیلئے کوئی کتاب بھی پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ الہامی ہے۔
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اہل عالم اس سے بالکل بے خبر تھے کہ **الہامی کتاب** کی عظمت اور سچائی کے اظہار کا کیا طریق ہوتا ہے۔ اوروں کو چھوڑ کر خود مسلمان اپنے ہاتھ میں خدا تعالےٰ کا کلام رکھتے ہوئے بھی ان دلائل سے ناآشنا محض تھے جو کسی کتاب کے منہاجِ نبوت ... اعجازی دلائل ہو سکتے ہیں لیکن مسیح موعود نے اکر کل ادیان و ملل کے گھر میں ماتم بپا کر دیا جب اپنے کہا کہ الہامی کتاب کا سب سے پہلا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے **دعویٰ** اور **دلیل** کو آپ ہی بیان کرتی ہے۔ اور یہ ایسا ثبوت تھا ایک پہلو سے آپ ہی دیتی ہے پس جسکو یہ دعویٰ ہے کہ وہ اپنے پاس کوئی الہامی کتاب رکھتا ہے وہ اس معیار میں میرے سامنے اگر اپنی کتاب کو پیش کرے۔ یہ ... نہ ہی دنیا میں گونج رہی ہے مگر ... آج تک اس کا جواب دیا۔ ان لوگوں کیلئے جو ... مذہب والوں سے گفتگو کرنے کا موقع رکھتے ہیں یہ اصل خوب یاد رکھنا چاہئے اور سب سے پہلے اسی اصل پر گفتگو کرنی چاہئے یہ ایک ایسا حربہ ہے کہ کوئی باطل پرست اس کے سامنے ٹھہر ہی نہیں سکتا۔

* * *

اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنیوالی کتاب کی پہلی نشانی عملی **طاقت** ہی تو ہوتی ہے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک کتاب جو **الہامی** کتاب ہو اور انسان کی نجات کا کامل ہدایت نامہ ... باوجود الہامی ہونے اور منہاجِ نبوت کہلانے کے کسی سچائی کے بیان میں جو عقائد دینیہ کی ضروریات میں سے ہے قاصر ہو یا ایک انسانی کتاب کے مقابلہ پر تاریکی اور نقصان کے گڑھے میں گری ہوئی ہو بلکہ **آسمانی** کتاب کی یہ سب سے پہلی **نشانی** ہے کہ جس عقیدہ اور نبوت کی اس نے بنا رکھی ہوئی ہے اسکو معقولی طور پر ثابت کرتی ہے کیونکہ اگر وہ اپنے دعاوی کو ثابت نہیں کرتی بلکہ انسان کو گرداب حیرت میں ڈالتی ہے تو ایسی کتاب کو منوانا اکراہ اور جبر میں داخل ہوا۔ جو کتاب اللہ کی شان سے گری ہوئی بات ہے کیونکہ کتاب اللہ ہرگز ہرگز انسانوں کی طبیعت پر کوئی ایسا جبر نہیں ڈالتی کہ وہ بعید از فہم اور خلاف عقل باتوں کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوں یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جہاں **لا اکراہ فی الدین** کی تعلیم دی اور ساتھ ہی **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا** فرمایا

پس غور کرکے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ہمارا قلب بڑے زور شور کے ساتھ یہی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنے والی کتاب کے چہرہ کا حقیقی حلیہ یہی ہے کہ وہ اپنی روشنی سے علمی اور عملی طریقوں میں **حق الیقین** کا آپ راہ دکھاتی ہے اور پوری بصیرت بخش کر اسی جہان میں بہشتی زندگی کا نمونہ قائم کر دیتی ہے کیونکہ خدائی کتاب کا **زندہ معجزہ** یہی ہے کہ وہ علم اور حکمت اور فلسفہ حقہ کی معلم ہو اور جہانتک ایک سوچنے والے کیلئے روحانی حقائق کے سلسلہ کا پتہ لگ سکتا ہے وہ ان تمام حقائق کی جامع ہو۔ اور معرفت کی شمع ملکر اپنے ہر ایک دعویٰ کو ایسی طرز سے ثابت کر سکے کہ پوری تسلی بخش دے اور جب تعمق اور امعان کے ساتھ اس پر نظر ڈالی جاوے تو صاف دکھلا دے کہ فی الواقعہ وہ ایسا ہی معجزہ اپنے اندر رکھتی ہے کہ دینی امور میں انسانی بصیرتوں کو ترقی دینے کیلئے اعلےٰ درجہ کی مددگار اور اپنے کاروبار کی آپ ہی وکیل ہے۔

* * *

یہ عظیم الشان اور **بین** نشان کتاب اللہ کی شناخت کا ہی۔ اسوقت جو کتابیں پیش کیجاتی ہیں کہ وہ منجانب اللہ ہیں ان کے حامیوں اور معلموں سے جب پوچھا جاوے کہ کیا تم اس معیار پر اپنی کتاب کو پیش کر سکتے ہو؟ تو جواب نہیں دیتے ہیں سنہ ۱۸۹۳ء میں بمقام **امرتسر** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عیسائیوں سے مناظرہ ہوا تھا سب سے پہلے حضرت اقدس نے یہی اصل پیش کی اور اس اصل پر انجیل کی حقیقت کو عیسائیوں سے پوچھا جاتا مگر انجیل جو چند مثالوں اور بے مطلب قصوں کا سوا کچھ بھی نہیں اس معیار پر کہاں کامل العیار اتر سکتی تھی؟ اس اصل کو سن کر عیسائی مناظرہ میں گھبرا گیا اور اس سے پہلے کہ کامل طور پر یہ اصل پیش کیا جاتا انہوں نے اس معیار کو چھوڑنے کی کوشش کی جو خطرناک شکست اور مایوسی کی دلیل تھی۔ حضرت حجۃ اللہ نے اخیر تک اس اصل کو نباہا۔ اور جو دعوے کیا قرآن شریف سے۔ اور جو دلیل دی قرآن شریف سے مگر عیسائی بدست و پا تھے۔ خیالی باتوں سے دن کشی کرتے رہے۔ اب بھی اگر کسی عیسائی کو حوصلہ ہو تو انجیلی تعلیم اور حقائق (اگر کچھ ہو) کی حکمت اور فلسفہ کو بیان کرے اور انجیلی سچائیوں کا معقول ثبوت انجیل ہی سے پیش کرے مگر یہ ناممکن ہے
کبھی بھی کوئی عیسائی ایسا نہیں کر سکتا

* * *

ایک اور قوم جو آریہ کہلاتی ہے وہ اپنے پاس **وید نام** ایک کتاب رکھنے کی مدعی ہے لیکن جب اسکو اس اصل پر اپنی کتاب عرض کرنے کیلئے بلایا جاوے تو وہ بھی سخت حیران ہوئی اور کبھی پیش نہیں کر سکتی۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی کتاب کا یہ خاص **نشان** ہے جو اور کسی کے نصیب میں نہیں پایا جاتا۔ اور یہ فخر صرف

قرآن کریم کو حاصل ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

* * *

خدا تعالےٰ کی طرف سے جو لوگ مامور و مرسل ہو کر آتے ہیں انکی شناخت کا پہلا نشان یہ ہوتا ہے کہ وہ اسوقت مبعوث ہوتا ہے جبکہ اس قوم کی حالت دینداری جسکی طرف وہ مبعوث کیا گیا ہو۔ تباہ ہو چکی ہو۔ اور وہ اللہ تعالےٰ سے دور ہو گئی ہو اس کے تمام معاملات۔ معتقدات عبادات میں خطرناک نقص واقع ہو چکا ہو۔
چنانچہ ہمارے سید و مولا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت دنیا میں آئے کہ **ظہر الفساد فی البر والبحر** کا وقت تھا۔ نہ صرف عرب بلکہ کل دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت بگڑ چکی تھی۔ اور آپ اس وقت دنیا سے اٹھے جب کہ دین کامل ہو چکا اور اتمام نعمت ہو چکی۔
لیکن اگر اس معیار پر یسوع کی نبوت اور خدائی کی پڑتال کیجاوے تو وہ ایک سکہ قلب سے زیادہ ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ انجیل کے مطالعہ اور یسوع کی لائف کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہود کو کوئی بھی الزام نہیں دے سکے جس سے ثابت ہوتا کہ انہوں نے اپنے اعتقادات بدل ڈالے ہیں اور وہ توریت کو چھوڑ کر کسی اور کتاب کو ماننے لگے ہیں کوئی اس قسم کا الزام یہودیوں پر قائم نہیں کیا جو انکی ضرورت کا داعی ٹھہرتا بلکہ خود ان کی تصدیق کی کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اس حیثیت اور ضرورت کے لحاظ سے یسوع کی نبوت یا خدائی کی عدم ضرورت ثابت ہوتی ہے پھر دوسری دلیل سچے نبی کی سچائی پر یہ ہوتی ہے کہ وہ کامل اصلاح کا ایک بھاری نمونہ پیش کرتا ہے۔ لیکن جب اس معیار پر یسوع کی زندگی کو دیکھا جائے تو بجز نفی کے اور کوئی جواب ہی نہیں۔ عیسائی صاحب خود مہربانی کرکے ہمیں بتائیں کہ وہ یسوع کی لائف میں انکی اصلاح کا کامل نمونہ کیسے پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کیا اصلاح کی کتنے لاکھ یا ہزار آدمیوں نے انکے ہاتھ پر توبہ کی؟ دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر اگر صرف خاص مخصوص بارہ حواریوں ہی کو دیکھا جاوے اور ان کے اعمال نامہ کی پڑتال کیجاوے تو دل کانپ اٹھتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیسے بگڑ کر اسقدر اخلاص کا دعوے کرکے پھر ایسی ناپاکی دکھا دیں جسکی نظیر دنیا میں نہیں کہ تیس روپے لیکر ایک سچے نبی اور پیارے رہنما کو خونیوں کے حوالہ کر تا حواری کہلانے کی یہی حقیقت تھی؟ کیا لازم تھا کہ پطرس جیسا حواریوں کا سردار اپنے مرشد کے سامنے کھڑا ہوکر اون پر لعنت بھیجے جہانتک اس امر پر غور کرتے جاؤ یہ پہلو اصلاح کا ایسا **کمزور** اور بودا ثابت ہوتا ہے کہ کسی طرح سے مسیح کو اسکی الوہیت تو درکنار **نبوت** کے میدان میں بھی کھڑا نہیں کر سکتا۔ سخت تعجب ہے کہ یہ لوگ اسکو خدا مانتے ہیں۔ العجب! ثم العجب!!

* * *

ہم حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کو اللہ تعالےٰ کا برگزیدہ نبی اور پاک رسول مانتے ہیں لیکن ہمارا ایمان **انجیل** کی بنا پر نہیں بلکہ اس بنا پر ہے کہ خدا کی مجید و حمید کتاب نے اسے اللہ تعالےٰ کا نبی قرار دیا ہے۔ انجیلی یسوع کو مسیح ابن مریم کے ساتھ کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ انجیل جس کا ذکر کرتی ہے وہ ایسے انسان کا ذکر کرتی ہے جس نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ وہ ایسے شخص کا ذکر کرتی ہے جس کے برخلاف اس کے بھائیوں نے جنون کی شکایت کی وہ ایسے شخص کا ذکر کرتی ہے جسکے متعلق وہ بہت سے الزام قائم کرتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم مسیح ابن مریم کو اللہ تعالےٰ کا رسول اور صادق مامور ٹھہراتا ہے۔

* * *

صادقین کی صحبت انسان کیلئے ازبس ضروری اور لازمی ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن اور حدیث کافی ہے ہمیں صحبت صادقین کی ضرورت نہیں۔ وہ قرآن کریم کی تعلیم کی بجائے خود مخالفت کرتے ہیں کیونکہ اسمیں تو بطور امر صاف لکھا ہے۔ **وکونوا مع الصادقین**۔ صادقوں کیساتھ ہو جاؤ۔ اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علےٰ وجہ البصیرت شناخت کر لیا ہے اور پھر دل و جان سے اوس پر قائم ہو گئے ہیں اور یہ اعلےٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شامل حال ہوکر اعلےٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دے۔ پس اس معنوں کے لحاظ سے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالےٰ کو اس جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس سے بطور اشارۃ النص یہ بھی پایا جاتا ہے کہ دنیا کبھی بھی **صادقوں** کے وجود سے خالی نہیں ہو سکتی کیونکہ دوام حکم **کونوا مع الصادقین** دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے۔ اسی کے موافق اللہ تعالےٰ نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے تا دنیا اس کی فیض صحبت سے فائدہ اٹھاوے۔

* * *

قرآن کریم
دنیا میں پہلی بار

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس سہولت اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دیجا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا اسی قاعدہ کو دیکھ کر ممکن ہیں ... قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے **یسرنا القرآن** کے مصنف کی کتابت کو ہم ایک قرآن شریف چھاپنا چاہتے ہیں جس کا ... کاغذ پر ۱۸ ... تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کیلئے دلی جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کریں تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے اس نمونہ کے دو پاروں کا ہدیہ ... بالکل طیار ہیں تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں

مراسلت

لاہوری مولوی کے اجتہاد کا نمونہ

ناظرین پیغام اپنے مولوی صاحب کی بڑے حجم والی تفسیر کا مطالعہ کیا ہے۔ ہر ایک سیپارہ کی تفسیر مولانا نذیر احمد صاحب کے ترجمۃ القرآن سے کم نہیں۔ گو تیس سیپارہ کی تکمیل پر استہتہ کے مصداق ہوگی عموماً ناظرین اوس کے معارف تفسیر فصاحت بلاغت کی اعلیٰ شان سے ناواقف ہوں گے۔ اس لئے چند باتیں بطور اپنے مشتے نمونہ خروار ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۵۱ الجزء التاسع)
(لکھتے ہیں)

جبرائیل جس گھوڑے پر سوار عرش سے اترے تھے وہ جنت کی گھوڑی مادہ ابلق رنگ تھی نام اوس کا **فرس الحیواۃ** تھا جہاں قدم رکھتی فوراً وہ زمین زندہ ہو جاتی اور اوس پر گل و ریحان اور سبزی گوناگون اسی وقت اگتی۔

سامری نے اوس کو دیکھا شناخت کیا کہ واقعی بڑی بزرگ گھوڑی ہے اور اس کے پاؤں کی خاک سے ایک مٹھی اٹھا کر گوسالہ کے قالب میں ڈالدی اسی لئے وہ عجل صاحب خوار اور جسد ہوا اور اس گھوڑی کو آسمان یعنے جنت سے اترتے وقت خدا نے پر و بال لگا دئے تھے جس کے ذریعہ وہ اڑ کر آسمان سے آئی اور ممکن ہے کہ ایک ابر کی جمی ہوئی ٹکڑی پر سوار ہوکر وہ گھوڑی زمین پر اتری ہو۔ فقط

ناظرین یہ معارف قرآنی اور حق تفسیر والی مولانا صاحب کی اسپد ناآپ داد دیں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ جبرائیل اور گھوڑی کا مذکور قرآن میں کہاں ہے

فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتہا وکذلک سولت لی نفسی
(سورہ طٰہٰ)

اسمیں نہ جبرائیل کا نام ہے نہ گھوڑے کا نہ اوس کے پر و بال ہوتے یا ابر کی ٹکڑی پر اترنے کا (**فقبضت قبضۃ**) میں قبضہ خاک کس کا ترجمہ ہے (**من اثر الرسول**) میں گھوڑی کے پاؤں کی مٹی کس جملہ کا مفہوم ہے مولوی صاحب اپنے اثبات دعوے پر محاورہ عرب یا لغت عرب سے کوئی مثال پیش کرسکتے ہیں ہم اون کی جواب کے منتظر ہیں مولوی صاحب مہاشرائی کو آپ کس طرح معلوم ہوا کہ گھوڑی کے پاؤں کی خاک میں یہ تاثیر ہے کہ اس مٹی کو اوس کا سامری عالم الغیب تھا الرسول پر الف لام کیا ہے۔ اگر جبرائیل کی گھوڑی ہے تو میکائیل کا گھوڑا ہوگا ان کی نسل بھی چلی ہوگی۔ ابتو آسمان گھوڑیوں سے بھرگیا ہوگا سلسلہ توالد و تناسل بھی جاری ہوگا آپ کی کتب حدیث میں ہے کہ ایک بالشت بھر جگہ آسمان میں ملائکہ سے خالی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی ملک راکع۔ ساجد۔ قائم نہ ہو پھر ان گھوڑیوں کے اصطبل اور چراگاہ کہاں انتظام ہے۔ اگر گھوڑے ابر کے ٹکڑے پر اترے **تو عرش** سے ابر کے ٹکڑے تک کسطرح پہونچے۔ ابر تو آسمان میں نہیں بلکہ **فضا میں** ہے پانچ چھ میل اوپر ہے۔ اس سے اوپر ابر نہیں پھر جبرائیل گھوڑی پر اور گھوڑی ابر کے ٹکڑے پر سوار تھی۔ جبرائیل اصل جسم سے سوار تھے یا تمثلی جسم سے وہ گھوڑی پر یا گلہ ابر پر کسطرح سما گئے۔ مولوی صاحب یہی جواب دیں گے کہ احادیث میں ایسا ہی وارد ہے۔ مگر کیا وہ اپنا قول جو اسی صفحہ پر درج کرآئے ہیں بھول گئے ہیں۔

(داخبار یکہ معارض و منافی برہان محکم قرآن باشد موضوع و مختلق متروک العمل وجوباً است۔ ہرچند صحیح الاسناد باشند چہ متون آنہا فاسد و از احاد اند و اخبار احاد غیر حجت قاطعہ من باب الظنون مے باشند و تمسک و عمل بظن جائز نیست (دیکھو صفحہ ۱۵۱ سطر ۲۵)

مولانا صاحب نے آپنی تفسیر میں اس قول کے علاوہ کوئی رعایت مدنظر رکہی ہے۔ (**لم تقولون ما لا تفعلون**۔) کیا آپ کی تفسیر **تفسیر القول ما لا یرضی بہ قائلہ** کے مصداق نہیں۔ کیا وہ تفسیر بالرائے نہیں **من فسر بالرائ فلیتبوء مقعدہ من النار**۔ کیا استدلال بالاحادیث میں اس قول رسول کو آپ نے مدنظر رکہا ہے

قال النبی قد کثر علی الکذابون فما یروی لکم فعارضوہ بکتاب اللہ فما وافقہ فخذوہ واعلموہ وما خالفہ فاضربوہ الجدار واترکوہ
(تفسیر لاہوری صفحہ ۲۵۱)

مولانا صاحب آپ کی یہ تفسیر (متون آنہا فاسد) کے مصداق نہیں ہے اس سے بڑھکر ناسد اور بیہودہ تحریر اور کونسی ہوسکتی ہے جسکی بیہودگی پر اُس کا لفظ لفظ شاہد ہے اسی لیاقت علمی اور منبع علم یا امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام (**فداہ امی**) کے مقابلہ میں جرات کرتے ہیں شرم شرم اسے وہ ترجمہ دیکہیں اور غور کر جائیں امام الزمان علیہ السلام کے ایک فارسی مکتوب ... ہے جسمیں ... ابدا ... سکتا۔

(مطلب) (جب موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ... کہا **ما خطبک یا سامری** یعنی کیا مگر تو نے یہ کیا کام کیا تو اس نے بتایا کہ میں نے ... تو اس ... دیکھا جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا (**قال بصرت بما لم یبصروا بہ**) یعنے موسیٰ رسول کے ... انکا ... کیا ہوا تہا۔ (**فقبضت قبضۃ من اثر الرسول**) اب موسوی مذہب کے اثر سے ایک حصہ کو میں ترک کر بیٹہا ہوں۔ (**فنبذتہا**) اور یہ ترک کرنا میرے نفس میری کو اچہا بات نظر آیا۔ (**وکذلک سولت لی نفسی**) یہ حقیقی مطلب اصل عبارت کا نہ اسمیں گھوڑی ہے نہ جبرائیل ہے نہ ابر کا ٹکڑہ ہے اور نہ پر و بال کی ضرورت ہے صاف صاف الفاظ میں یہ مطلب موجود ہے درحقیقت یہودیوں کی روایتوں اور قصوں کو یونانی گندے فلسفہ کے کاری میں مفسرین نے بلاکر اپنی تفسیر ذکر عبارت کو لیث لیا اور یہ زمانہ تفسیر نویسی کے بہار کا نہیں اعوج کا زمانہ تہا جس کی خبر مخبر صادق نے دیدی تھی۔ انہی مفسرین کے آثار اوران کی خشک و تر کو مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی یہود صفت علمار نے اپنی تفاسیر میں جگہ دی اور بے شک وہ اپنے گذشتہ ہاتہوں سے مسیح بنایا نام رکہتے تہے تب ہی تو ایسی بیہودہ روایات اور ناروا قصے انکی تفاسیر کے گل سرسبد ہوئے اور انہی پر اون کو بڑا ناز اور فخر ہے۔ وہ مصداق آیہ کریمہ (**لا یمسہ الا المطہرون**) قرآن کے حقیقی معارف کیا جانیں ان کو قرآن سے مناسبت ہی کیا ہے وہ تو اسکو بیاض عثمانی کہتے ہیں نامکمل اور بے ترتیب مانتے ہیں پھر ان کا اس قرآن میں واقعی کیا حق ہے اصلی قرآن امام مفقود ... سر من رائی میں لیکر ہیں جائے غور ہے ہزار سال سے امام مفقود الخبر قرآن اصلی نادر تہیں دعوے (**تمسک کتاب اللہ** اور عترت کا)

ہائے افسوس صد افسوس عترت ہزار سال سے مفقود قرآن اصلی نادارد موجودہ کی نسبت یہ سوءظن پھر کس بیحیائی سے تمسک کتاب اللہ و عترت کا دعوے کرتے ہیں۔ اوہام پرستی یہ مذہب کی بنیاد ہے

باقی آئندہ
خاکسار نذر علی از پشاور۔

فرقہ اہل حدیث

استفسار

اہل حدیث کا لفظ خود ظاہر کرتا ہے کہ جس شخص قوم کتاب یا اخبار کا یہ نام ہے اس کا کیا مقصود ہے۔ مختصراً تاریخی طور پر اتنا کہنا کافی ہو گا کہ جس قوم یا فرقہ نے احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سمجھ کے مطابق پیروی کو چار اماموں میں سے کسی کی تقلید نہ کی اور اس پر عملدرآمد کرنے کا دعوے کیا وہ فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے۔ لیکن یہ فرقہ اپنے کارندوں اور بزرگان دین کو برا کہنے میں مبالغہ کرنے کے سبب سے بدنام ہو چکا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس فرقہ میں بعض بزرگ جو تیرھویں صدی کے منکر کا نہ عقائد اور فاسدانہ توہمات کی بیخکنی میں علی التعمیرات مصروف رہے انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی خدا اون کو جزائے خیر دے لیکن بعد میں عموماً اس فرقہ کے خود اپنے مبالغہ آمیز کاروائیوں میں جا پڑے کہ خود ہی انکی حالت قابل اصلاح ہوگئی تہے اور ضرور تہا کہ ایسا ہوتا کیونکہ اگر کسی فرقہ اسلامی کے علمار اصلاح پر ہوتے تو پھر مجدد کی کیا ضرورت تہی۔ اگرچہ یہ ایک تعجب کی بات ہے کہ انہوں نے حدیث کا درجہ کہیں قرآن سے بڑھ کر بنا لیا لیکن اس پر ایک اور تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کیوا سطے پھر احادیث کو بھی جھٹلا دیا چنانچہ کسوف خسوف در رمضان کے واقعہ پر اس حدیث کی صحیح ہونیکا ہی انکار کر دیا حالانکہ اس حدیث کی سچائی پر خود آسمان نے چار دفعہ گواہی دی دو دفعہ مشرقی دنیا میں اور دو دفعہ مغربی دنیا میں اور مہدی و مسیح کے آنے کی احادیث جو خطبہ میں کھڑے ہو ہوکر لوگوں کو سنایا کرتے تہے اُن کو ذکر و اذکار سے ایسے خاموش ہوئے کہ گویا وہ باتیں کہیں کتابوں میں موجود ہی نہیں ہیں۔ **وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین**۔ خیر اسوقت اس فرقہ کی ہسٹری لکھنا مقصود نہیں ہے۔ اور ہم اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلے پہل اہلحدیث کی طرف سے ایک رسالہ ماہواری **اشاعۃ السنہ** نام نکلا تہا جس کے ایڈیٹر مولوی محمد حسین صاحب کا لاہور کے بیدکوارٹر اہل حدیث یعنے مسجد چینیاں سے بہت سال ہوئے قطع تعلق ہوا تہا یا کیا گیا تہا۔

یہ صاحب اپنے آپ کو نالیگا ؟ اپنا نام وکیل اہلحدیث رکھتے ہین لیکن حالہین ایک نیا اخبار امرتسر سے نکالا ہے جو کہ اپنا نام اہل حدیث رکھکر سلسلہ حدیث نبوی کا ایک زندہ نمونہ ہونیکا گویا مدعی ہے۔ یہ اہل حدیث اپنے راویوں یعنے نامہ نگارون کیطرف سے بار بار خبرین چھاپتا رہتا ہے جن مین سے دو خبرین بطور نمونہ کے ہم اس جگہ درج کرکے ان امور کا استفسار کرتے ہین (۱) جو نمونہ روایت اخبار کا ہمارے سامنے یہ اہل حدیث پیش کرتے ہین آیا اسیطرح سے سارا سلسلہ روایت احادیث ابتدا سے یہی چلا آتا ہے؟

(۲) کیا تمام فرقہ اہلحدیث اس کو اپنا نمونہ اور مثال مانتے ہین یا اشاعۃ السنہ کیطرح بعض کا اس سے بھی قطع تعلق ہے۔

وہ خبرین یہ ہین (اوّل) اہلحدیث مورخہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء صفحہ ۴ مولوی شیر محمد ساکن ہجرا تحصیل بھیرہ .... طاعون سے مع اہل و عیال کے چل بسے۔

دوم پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۴ء قادیان مین آجکل سخت طاعون ہے مرزا صاحب اور مولوی نورالدین کے تمام مرید قادیان سے بھاگ گئے ہین۔ مولوی نورالدین کا خیمہ قادیان سے باہر ہے۔

خبر اول کے متعلق ہم مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے برادر حقیقی منشی غلام نبی صاحب کو نوشتہ بیان نیچے درج کرتا ہون۔ اور خبر دوم کے متعلق تو قادیان کے رہنے والے اور آنے جانے والے دیکھ رہے ہین کہ تمام مریدان حضرت جو کہ آجکل قادیان مین سکونت پذیر ہین سب بدستور اسیجگہ موجود ہین اور نمازون مین حضرت کے ساتھ بدستور شامل ہوتے ہین اور باہر سے بھی مہمانون کی آمد و رفت بدستور جاری ہے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بدستور اپنے مکان مین جو متصل مسجد ہے مقیم ہین اور بدستور دن بھر طلبا کو پڑھانے اور بیمارون کے دیکھنے مین اپنے مطب مین دن بھر موجود رہتے ہین اور شام کو درس قرآن شریف دیتے ہین یہ خبرین اہلحدیث نے بالکل سیاہ جھوٹ لکھی ہین۔ ممکن ہے کہ وہ بیان کرے کہ یہ جھوٹ تو نامہ نگار کا ہے دروغ برگردن راوی تو پھر ہمارا یہ سوال ہے جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ کیا احادیث کی خبر کرنے اور کتب مین درج کرنے اور راویون پر اعتبار کرنے کا یہی طریق اور یہی نمونہ ہے جو اہلحدیث نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ شاید ایسے ہی خادمان حدیث کی عملی حالت کو دیکھکر ان نیچریون اور چکڑالویون کا فرقہ پیدا ہوا ہے جو تمام احادیث کو سرے سے بے اعتبار قرار دیتے ہین۔ اب ہم منشی غلام نبی کا بیان درج کرتے ہین۔

بیان منشی غلام نبی صاحب

برادرم شیر محمد صاحب بعارضہ تپ ۱۱ دن بیمار رہ کر فوت ہوئے۔ اخیر تک اُن کے ہوش و حواس بالکل قائم رہے کوئی علامت طاعون کی ان مین نہ تھی۔ تپ کی حالت مین وہ اندر باہر آنے جانے مین اور لوگون کو ملنے مین پہلے کیطرح باہوش اور باخبر تھے بیماری کی حالت مین وہ خود ہی فرماتے تھے کہ مجھے تپ ہے گو میں طاعون نہین ہے وہ خود حکیم تھے اور ان باتون کو خوب سمجھ سکتے تھے۔ نہ اُن کو کوئی گلٹی تھی اور نہ اور کوئی نشان طاعون تھا۔ جس ڈاکٹر سے انہون نے اپنے علاج کا مشورہ کیا تھا جب مین نے اُس سے دریافت کیا تو اوس کی بھی یہی رائے تھی کہ ان کو طاعون نہین ہے۔ ان کی بیوی اور اولاد یعنے ایک لڑکی اور ایک لڑکا بفضل الہی اب تک زندہ اور تندرست ہین۔ یہ صریح کذب ہے کہ وہ معہ عیال چل بسے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ فوت ہونے سے کچھ دن پہلے انہون نے بطور وصیّت اپنے بڑے بھائی صاحب کو خط لکھا تھا کہ میری زمین کا نصف حصہ حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کیلیے وقف ہے اور تا دم آخر وہ اپنے ایمان پر ثابت اور قائم رہے۔ اللھم اغفرہ وارحمہ السلام

غلام نبی بقلم خود

قادیان کے اور مولوی شیر محمد صاحب کے یہ واقعات ہین جن کو اہل حدیث نے کیا کچھ بنا کر لکھا ہے۔ لیکن اگر در اصل مولوی شیر محمد صاحب طاعون سے فوت ہی ہو جاتے تو اس سے مخالفون کو کچھ تسلی کوئی شے نہین آسکتی بلکہ اسطرح ثابت قدمی اور ایمان کے ساتھ فوت ہونیوالے مثل اُن صحابہ کے ہین جو کفار کے مغلوب ہونے کی وقت حضرت رسول کریم کے دیکھتے دیکھتے شہید ہوئے الذین تتوفٰھم الملٰئکۃ طیبین یقولون سلٰم علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون۔ نبی کریم کو تمام لڑائیون کے متعلق پہلے سے بشارتین اور فتح کے وعدے تھے اور مخالفون کیواسطے ہلاکت کے انذار پہلے سے ہی قرآن شریف بھرا ہوا تھا لیکن اگر کوئی نادان یہ اعتراض کرے کہ وہ پیشگوئیان پوری نہین ہوئین کیونکہ بہت سے مسلمان بھی ان جنگون مین مارے گئے۔ حالانکہ ہلاکت کی پیشگوئی صرف کفار کے واسطے ہی تو یہ اوس کی بیوقوفی ہوگی کیونکہ کسی امر کے نتائج کو بحیثیت مجموعی دیکھنا چاہیے طاعون کے ذریعہ سے ہزارون آدمیون کا جماعت احمدیہ مین شامل ہونا۔ لاکھون مخالفون کا مرجانا۔ براہین احمدیہ سے

لیکر اس وقت کی پیشگوئیون کا پورا ہونا یہ سب بین نشانات ہین۔ لیکن بدقسمتی کے واسطے ہر جگہ ٹھوکر کا موقعہ موجود ہے طاعون کا آنا مخالفین کے واسطے ایک عذاب پر مومنین کیواسطے ایک امتیازی نشان ہے۔ طاعون اس سلسلہ کی خادم ہے۔ ہان ہر ایک نشان کے ساتھ سنت الہی کے مطابق کچھ غیوبت اور ابتلا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم ظاہر نظارۂ قدرت مین بھی دیکھتے ہین کہ بارش کا پانی کھیتون کیواسطے ضروری ہے۔ لیکن جب بارش گرتی ہے تو شہر کی گلیون مین بھی کیچڑ کر دیتی ہے۔ شہریون کے واسطے کئی طرح کی تکالیف کا موجب ہوتا ہے

چونکہ اس مضمون پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور ایڈیٹر صاحب پہلے کافی بحث کر چکے ہین۔ اس وقت کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ طاعون کے ختم ہونے پر زمانہ دیکھ لے گا کہ طاعون نے کس کی خدمت کر گئی اور کس کو خاک مین ملا گئی۔

محمد صادق۔ از قادیان۔

طاعون اور ہمارے معاصر

گزٹ ارشد لاہور جو ہمارے سلسلہ کی خلاف گوئی کا عادی ہے اپنے نمبر ۱۶ و ۱۷ مین طاعون اور پنجاب کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے جس مین وہ سیگریگیشن کیمپ اور ٹیکا وغیرہ پر بحث کرتے ہوئے آخر لکھتا ہے

"یہ سب باتین ثابت کرتی ہین کہ خدا کے علم مین پنجاب کو ابھی اس وبا سے بہت کچھ نقصان پہونچنا تھا اور پھر آخر مین علاج طاعون کے متعلق لکھتا ہے طاعون کا اگر علاج ہے تو یہی ہے اور یہ ضروری ہے ہر شہر کے باشندے گریہ زاری کریں کہ بد اعمال ترک کرکے سچے دل سے جناب باری مین التجا کرین تا کہ اوس کا دریائے رحم جوش مین آکر اس قہر کی آگ کو بجھا دے۔"

ایڈیٹر ۱۸۹۸ء مین جب اس کے متعلق خدا کے مامور و مرسل نے پیشگوئی کی تھی تو اس پر ہنسی اڑائی جاتی تھی مگر آج وہی ہنسی اڑانے والے اسی علاج کو صحیح اور یقینی تصور کرتے ہین جو اس نے بتایا تھا کہ

بر تشویش قیامت ماندایں تشویش گر بینی
علاج نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے

اور ابھی دیکھیں گے کہ خدا کی باتیں کیسی سچی ثابت ہوتی ہین

ہندو جاتی کا مُردون کے ساتھ بےرحمی کا سلوک

اس عنوان سے لاہور کے مشہور ہندو اخبار آریہ گزٹ نے ایک نوٹ لکھا ہے جس کو ہم بجنسہ عبرت کیلیے یہان درج کرتے ہین اور اس پر اتنا اضافہ کرنا چاہتے ہین کہ ہمکو یہان قادیان مین بھی ایسی صورتین پیش آئی ہین بعض مردے بہت دیر تک محض اس جہ سے اندر رہے کہ اٹھانے والا کوئی نہ تھا۔ ایک مردے کو اسکی ایک ہندو ہمراہی خود ہندوؤن کو کہتا ہوا تھا وہ اجرت دیکر ایک مسلمان سے مردا اٹھوانا چاہتا تھا مگر اجرت کا فیصلہ نہ ہوا۔ وہ اس بات پر بھی تیار تھا کہ ہندوؤں کو غیرت دلا سکیو اسطے جو ہرشون سے اٹھوا لون۔ ایسا ہی ایک معاملہ کو ایک عورت کی نعش کے نسبت گھسیٹ تک ہو نجائی کی کوشش کی اور ہمارے ہمراہ ویکار کے مدعی ستا بھی اسکی مدد کرنیکی ہمت نہ کرسکے یہ مثالین واقعی عبرتناک اور افسوس افزا ہین۔

یہان کے مسلمانون کی جس ہمدردی اور اخلاقی جرأت کا نمونہ مُردون کی تدفین و تکفین کی آخری اور ماتمی خدمت کو سرانجام دیا ہے وہ اکثر ہندوؤن کو اثر ڈالنے والی ثابت ہوئی ہے۔ بلکہ ہمین معلوم ہوا کہ بعض مسلمانون کی ہندوؤن کا سر تڑ اور وہ لوگون سے کہا کہ اگر تم مُردون کا انتظام نہین کر سکتے تو ہمین وہ مردے دو ہم دفن کر دین۔ غرض ایسی خبرین تمام جگہون سے آ رہی ہین۔

سوامی دیانندکی تصنیف پر عدالت کا سچا فیصلہ

۱۸۹۸ء کے آغاز مین ایک نائن دہرم اور لیسی صاحب نے پشاور مین ایک رسالہ چھپوایا جس مین کہ نیوگ اور سوامی دیانند کی قائم کی ہوئی اصولون پر مذاق اڑایا تھا۔ آریہ سماجی صاحبان اس قسم کے رسالے سے بہت جل بھن گئے اور انہون نے مصنف رسالہ ہذا کے برخلاف جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب پشاور کی عدالت مین ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ بعد سماعت مقدمہ ہذا جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے پوری جانچ پڑتال کیکے آریہ سماجیون کا دعویٰ خارج کر دیا۔ ہم ایسوسی ایٹڈ پریس جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی فیصلہ مین سے ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ **فیصلہ** "ان مسائل اور اصولون مین بعض اصولون بیشک ایک عام فہم آدمی کے اخلاقی حس کے برخلاف ہین اور ایک آدمی کیلیے جو ایکو مذہبی بلا رو بہالی وہ ناظاہر کرتا تھا ان مسائل اور اصولون کو ستیارتھ پرکاش جیسی دہرم پستک مین جگہ دینا بالکل نامناسب حرکت تھی۔" پھر آگے فیصلہ مین صاحب بہادر لکھتے ہین * "اس بات سے انکار نہین ہو سکتا کہ دیانند جی کی خاص دہرم پستک ستیارتھ پرکاش مین فن مجامعت کی تعلیم درج ہے * مدعی خود اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ اصول جنمین ایک بیاہی ہوئی عورت کو اپنی اصلی خاوند کی جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کے ساتھ ہمبستری کی ہدایت ہے ایمان رکھتا ہے۔ یہ رسم بلاشک و شبہ زناکاری ہے۔ اسواسطے یہ ذکر کرتی ہوئی کہ دیانند کے چیلے اسکی سند رجسٹر اصولون پر ایمان لائے ہوئے رسم زناکاری کا ثاذ کرتے ہیں اور اگر ان اصولون پر عمل ایسطرح رہا تو وہ اسے (زناکاری کو) زیادہ ترقی دین گے * مدعا یہ راستبازی کی ایک بہ نسبہ حقیقت کو قلمبند کیا گیا ہے صاحب اسسٹنٹ کمشنر کی فیصلہ کی اپیل آریہ سماجیون نے صاحب سشن جج کی عدالت مین دائر کی ۔۔ اسکے بعد بھی صفحہ ۔۔

* ایک ہی فقرہ صاحب سشن جج کی فیصلہ مین سے درج کرتا ہون + فیصلہ سوامی دیانند کی اصول اسقسم کی ہین کہ وہ اہل ہندو اور دیگر مذاہب کی حس اخلاق کی سخت اہانت کرتی ہین اور اس کتاب (ستیارتھ پرکاش) کی چند حصص خود ہی نہایت ہی مخش ہین۔ (سنان دہرم گزٹ)

پایونیر اور حضرت مسیح موعود

نمبر (۹)

پایونیر کا نامہ نگار مردم شماری کی رپورٹ کی بنا پر بہی غلطی کر رہا ہے جبکہ وہ صرف گیارہ سو جوان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر بتاتا ہے۔ پہر وہ ہماری کسی پرانی تحریر کی بنا پر کہتا ہے کہ

"اُس کا ارکن تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ پچاس ہزار بلکہ ستر ہزار کا گروہ ہے"

اس کے متعلق ہمکو صرف اسیقدر کہنا ہے کہ اس وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متبعین کی تعداد زن و مرد اور بچے مل ملاکر تین لاکھ سے کم نہیں ہوگی۔

اسیقدر انٹروڈکٹری نوٹ کے بعد اس رسالہ کا ذکر شروع کیا ہے جسکی بنا پر یہ آرٹیکل پایونیر مین لکھا گیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"حال مین ۲۴ صفحون کا ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے جس کا نام "مرزا غلام احمد مہدی مسیح قادیانی" ہے اس کے مصنف لاہور کے پادری ایچ ڈی گریسوولڈ صاحب فلسفہ کے ڈاکٹر ہیں۔

اس رسالہ مین معمولی سے زیادہ سخت الفاظ کا استعمال کیا گیا، مگر جو کچھ لکھا ہے وہ بادی النظر مین صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے"

جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے اس سے رسالہ مذکور کی طرز تحریر اور اداے مطلب کا پتہ ملتا ہے اگرچہ راقم مضمون کا یہ منشا نہین تہا کہ وہ اس رسالہ کے خلاف کوئی ریمارک کرے لیکن راستی اپنی قوت سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔

پادری صاحب کے رسالہ کا معمول سے زیادہ سخت الفاظ مین ہونا راقم مضمون کیلئے تعجب انگیز ہو تو ہو لیکن ہمارے نزدیک کچھ بہی بات نہین خصوصاً ایسی حالت مین کہ جب پادری صاحب نے صرف **خداوند یسوع** کے **نقش قدم پر چلنے** کی کوشش کی ہے باوجودیکہ انجیل کا پہاڑی وعظ عیسائیون کے ہاتھ مین بخیال شان ایک گوہر نایاب ہے لیکن اس پر بہی جب پہاڑی وعظ کے معلم کی اس گفتگو پر نظر کیجاتی ہے جو وہ یہودیون کے فقیہون اور فریسیون سے کرتا تہا تو سمجھ مین آتا ہے کہ یہ گفتنی و کردنی [illegible] فاصلہ دار [illegible] معاملہ ہے

[illegible] ہم ڈاکٹر گریسوولڈ کے رسالہ کو الرسیوع [illegible] رلیف کا نمونہ قرار دیتے [illegible] [illegible] ہم نے خط کشیدہ [illegible] والمیہ فریب [illegible] جس سے معلوم [illegible] کہ رسالہ مذکور کے طرز تحریر پر نکتہ چینی کرنے کی ہی دراصل یہ غرض تہی کہ ناظرین کو یہ ذہن نشین کرایا جاتا کہ بڑی ہی بے تعصبی سے رائے زنی کی گئی ہے۔ لیکن ہمارے ناظرین کو پتہ لگ جائیگا کہ یہ راز مخفی نہین رہ سکا۔ نامہ نگار نے مصنف رسالہ سے بہی بڑھکر بغض کا اظہار کیا ہے۔ اور فقرہ خط کشیدہ سے ایک پہلو سے پبلک کو گمراہ کرنا چاہا ہے اگر نامہ نگار صاحب غور اور فکر سے تنقید کرتے تو وہ اس رسالہ کی غلط بیانیون کو ظاہر کرتے۔ نہ کہ انہین صحیح قرار دیتے۔ پہر آگے چلکر کہتا ہے۔

"قادیان ضلع گورداسپور مین واقع ہے وہان پنشٹہ سالہ ایک آدمی رہتا ہے جسکی صورت بزرگون کی سی اور چہرہ **مسخر القلوب** اور **عقل تیز** ہے۔ یہ مرزا غلام احمد رئیس قادیان ہین۔ اسیوجہ سے قادیانی کہلاتے ہین۔ فرقہ احمدیہ کے بانی اور سردار ہین ذات کے مغل ہین۔ جاء حدی گد مین بابر کے عہد سلطنت مین ان کے بڑے سمرقند سے آئے تہے۔ **موروثی پیشہ دوا فروشی ہے**"

مرزا صاحب کو اس رسالہ کے مصنف نے پبلک مین انٹروڈیوس کرتے وقت جس غلط کاری سے کام لیا ہے وہ ایک قسم کی **لائیبل** ہے اور صریح غلط۔

حضرت مرزا صاحب کے خاندان مین کبہی دوا فروشی پیشہ قرار نہین دیا گیا نہ اسکی کوئی حاجت۔ اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کا مختصر سا تذکرہ ہم یہان درج کر دین جو خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام مین لکہا ہے جس کے پڑہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان ایک مستقل اور خود مختار و مجاز حکمران خاندان تہا۔

"واضح ہو کہ اون کاغذات اور پرانی تحریرات سے جو اکابر اس خاندان نے چہوڑ گئے مین ثابت ہوتا ہے کہ **بابر بادشاہ** کے وقت مین کہ جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلے تہا بزرگ اجداد اس نیاز مند الٰہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہین کیا گیا ہجرت اختیار کرکے **دہلی** مین پہنچے اور دراصل یہ بات اُن کاغذات سے اچہی طرح واضح نہین ہوتی کہ کیا وہ بابر کے ساتھ ہی ہندوستان مین داخل ہوئے تہے یا بعد اس کے بلا توقف اس ملک مین پہنچ گئے۔ لیکن یہ امر اکثر کاغذات کے دیکہنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ گو وہ ساتھ پہونچے ہون یا کچہ دن پیچہے آئے ہون مگر انہین شاہی خاندان سے کچہ ایسا تعلق تہا جسکی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ کی نظر مین [illegible] سردار ان مین شمار کئے گئے تہے چنانچہ بادشاہ وقت سے پنجاب مین بہت سے دیہات بطور جاگیر کے انہین ملے اور ایک بڑی زمینداری [illegible] وہ تعلقہ قرار [illegible] اور ان دیہات کی وسط مین ایک میدان مین انہون نے بطور قلعہ کے ایک قصبہ اپنی سکونت کیلئے آباد کیا جسکا نام اسلام پور قاضی ماجہی رکہا یہی اسلام پور ہے جو اب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ اس قصبہ کے گرداگرد ایک فصیل تہی جسکی بلندی بیس فٹ کے قریب ہوگی اور عرض اسقدر تہا کہ تین چہکڑے ایک دوسرے کے برابر اسپر چل سکتے تہے چار بڑے بڑے برج تہے جنمین قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ فوج رہتی تہی اور اسجگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجہی تہا تو اسکی یہ وجہ تہی کہ ابتدا مین شاہان دہلی کیطرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگون کو دی گئی تہی اور منصب قضا یعنے رعایا کے مقدمات کا تصفیہ کرنا انکی سپرد تہا اور یہ طرز حکومت اس وقت تک قائم و برقرار رہی کہ جس وقت تک پنجاب کا ملک دہلی کے تخت کا خراج گذار رہا لیکن بعد اس کے رفتہ رفتہ چغتائی گورنمنٹ مین باعث کاہلی و سستی و عیش پسندی و نالیاقتی تخت نشینون کے بہت سا فتور آگیا۔ اور کئی ملک ہاتہ سے نکل گئے انہین دنون مین اکثر حصہ پنجاب کا گورنمنٹ چغتائی سے منقطع ہو کر یہ ملک ایک ایسی بیوہ عورت کی طرح ہو گیا جسکو سرپر کوئی سرپرست نہ ہو اور خدا تعالےٰ کی اسجوبہ قدرت نے سکہون کی قوم کو جو دہقان بے تمیز تہی ترقی دینا چاہا۔ چنانچہ ان کی ترقی اور تنزل کے دونون زمانے پچاس برس کے اندر اندر ختم ہو کر اُن کا قصہ بہی خواب خیال کیطرح ہو گیا۔ غرض اُس زمانہ مین کہ جب چغتائی سلطنت نے اپنی نالیاقتی اور اپنی بد انتظامی سے پنجاب کے اس حصہ سے بکلی دست برداری اختیار کی تو ان دنون مین بڑے بڑے زمیندار اس نواح کے خود مختار بنکر اپنے اقتدار کامل کا نقشہ جمانے لگے سو انہین ایام مین بفضل و احسان الٰہی اس عاجز کے پردادا صاحب مرزا گل محمد مرحوم اپنے تعلقہ زمینداری سے ایک مستقل رئیس اور طوائف الملوک مین سے ہیکر ایک چہوٹے سے علاقہ کے جو صرف چوراسی" یا پچاسی" گاؤن رہگئی تہے کامل اقتدار سے ساتھ فرمانروا ہو گئے اور اپنی مستقل ریاست کا پورا پورا انتظام کرلیا اور دشمنون کی حملے روکنے کیلئے کافی فوج اپنے پاس رکہلی اور تمام زندگی ان کی ایسی حالت مین گذری کہ کسی دوسرے بادشاہ کے ماتحت نہین تہے اور نہ کسیکی خراج گذار بلکہ اپنی ریاست مین خود مختار حاکم تہے اور قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ اُنکی فوج تہی اور تین توپین بہی تہین اور تین چار سو آدمی عمدہ عمدہ عقلمندون اور علماء دین مین سے ان کے مصاحب تہے اور پانسو کے قریب قرآن شریف کو حافظ وظیفہ خوار تہے جو اس جگہ قادیان مین رہا کرتے تہے اور تمام مسلمانون کو سخت تاکید تہی کہ صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور دین اسلام کے احکام پر چلنے کی تاکید تہی اور مسکرات و منہیات کو اپنی حدود مین رائج ہونے نہین دیتے تہے اور اگر کوئی مسلمان ہو کر خلاف شعار اسلام کوئی لباس یا وضع رکہتا تہا تو وہ سخت مورد عتاب ہوتا تہا اور سقیم الحال اور غرباء اور مساکین کی خبر گیری اور پرورش کیلئے ایک خاص سرمایہ نقد اور جنس کا جمع رہتا تہا جو وقتاً فوقتاً اُن کو تقسیم ہوتا تہا یہ ان تحریرات کا خلاصہ ہے جو اس وقت کی لکہی ہوئی ہم کو ملی ہین جنکی زبانی طور پر بہی شہادتین بطریق مسلسل ایسکثرت پائی جاتی ہین۔ یہ بہی لکہا ہے کہ ان دنون مین ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا **غیاث الدولہ** نام قادیان مین آیا اور مرزا گل محمد صاحب مرحوم کے استقلال و حسن تدبیر و تقویٰ و طہارت و شجاعت و استقامت کو دیکہ کر چشم پرآب ہو گیا اور کہا کہ اگر مجہے پہلے سے خبر ہوتی کہ خاندان مغلیہ مین سے ایک ایسا مرد پنجاب کے ایک گوشہ مین موجود ہے تو مین کوشش کرتا کہ تا دہلی مین تخت نشین ہو جاتا اور خاندان مغلیہ تباہ ہونے سے بچ جاتا غرض مرزا صاحب مرحوم ایک مرد اولی العزم اور متقی اور نہایت درجہ کی بیدار مغز اور اول درجہ کے بہادر تہے اگر اس وقت مشیت الٰہی مسلمانون کے مخالفانہ ہوتی تو بہت امید تہی کہ ایسا بہادر اور اولی العزم آدمی سکہون کی بلند شورش سے پنجاب کا دامن پاک کرکے ایک وسیع سلطنت اسلام کی اس ملک مین قائم کر دیتا جس حالتمین رنجیت سنگہ نے باوجود اپنی تہوڑی سے پدری ملکیت کے جو صرف نو گاؤن تہی تہوڑی ہی عرصہ مین اسقدر پہیلاؤ کیا تہا کہ جو پشاور سے لدہیانہ تک خالصہ ہی خالصہ نظر آتا تہا اور ہر جگہ ٹڈیون کیطرح سکہون کی فوجین دکہائی دیتی تہین تو کیا ایسے شخص کیلئے یہ فتوحات قیاس سے بعید تہین جسکی گمشدہ ملکیت مین سے ابہی چوراسی یا پچاسی گاؤن باقی تہے اور ہزار کے قریب فوج کی جمعیت بہی تہی اور اپنی ذاتی شجاعت مین ایسے مشہور تہے کہ اس وقت کی شہادتون سے بداہت ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک مین ان کا کوئی نظیر نہ تہا لیکن چونکہ خدا تعالےٰ نے یہی چاہا تہا کہ مسلمانون پر اُنکی بیشمار غفلتون کی وجہ سے تنبیہ نازل ہو اسلئے مرزا صاحب مرحوم اس ملک کے مسلمانون کی ہمدردی مین کامیاب نہ ہو سکے اور مرزا صاحب مرحوم کی حالات عجیبہ مین سے ایک یہ ہے کہ مخالفین مذہب بہی اُنکی نسبت ولائیت کا گمان رکہتے ہیں اور ان کے بعض خارق عادت امور عام طور پر دلون مین نقش ہو گئے تہے یہ بات شاذ و نادر ہوتی ہے کہ کوئی مذہبی مخالف اپنے دشمن کی کرامات کا قائل ہو لیکن اس راقم نے مرزا صاحب مرحوم کے بعض خوارق عادت اُن سکہون کے منہ سے سنے ہین جن کے باپ دادا مخالف گروہ مین شامل ہو کر لڑتے تہے اکثر آدمیون کا بیان ہے کہ بسا اوقات مرزا صاحب مرحوم صرف اکیلے ہزار ہزار آدمیون کے مقابل پر میدان جنگ مین نکلکر اُن پر فتح پا لیتے تہے

باقی ہے

مجلس مولود اور حضرت مسیح موعودؑ

کسی شخص نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجلس مولود کے متعلق بذریعہ عریضہ استفسار کیا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں جو کرامت نامہ لکھا ہے اسکا درج کرنا خالی از منفعت نہیں ہوگا۔ اسلیے ہم اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

میرا اپنا یہ مذہب ہے کہ مصالح اعلاء کلمۂ اسلام و تذکرۂ نبوی کی نیت سے کوئی ایسا جلسہ کیا جائے کہ جس میں سوانح مقدسہ نبویہ کا ذکر ہو اور نہایت خوبی اور صحت و بلاغت سے اس تقریر کو سنایا جائے کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور کس طرح پر بے سامانی کی حالت میں تمام قوموں کے مقابل پر اُٹھ کر بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گئے اور کیونکر خدا تعالیٰ نے اپنے مقبول بندہ کی دعائیں قبول کیں اور آخر کس طور سے اس دین کو مشارق و مغارب تک پھیلا دیا اور اس تقریر میں ہر ایک محل پر کچھ نظم جو بطور نعت ہو پڑھی جاوے اور ساتھ ہی بیان میں کثرت درود شریف کی سامعین کی طرف سے ہو اور کوئی علامت اور بدعت درمیان نہ ہو تو ایسا جلسہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ میری رائے میں موجب ثواب عظیم ہے بشرطیکہ نیک نیتی سے کیا جائے تا سوانح مقدسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ طور پر لوگوں کو سنائے جائیں اور مشتاقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھائی جائے اور دلوں کو عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حرکت دی جائے اور تا معلوم ہو کہ عظمت اُس انسان کامل اور مرد ربانی کی اللہ کی کیسی ہے جس نے دنیا میں تنہا آکر اور تمام دنیا کو شرک اور غفلت میں گرفتار پاکر بڑی مردی سے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر ہر ایک قوم کے آگے توحید کی منادی کی اور ہر ایک کان تک لا الٰہ الا اللہ کی آواز پہنچا دی۔ غرض سوانح نبویہ کو خوش الحانی سے پڑھنا اور سننا مومنوں کا فرض ہے۔ وہ مومن ہی کیا ہے جس کے دل میں سوانح نبویہ کی عزت نہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس جلسہ کا نام مجلس مولود ہے۔ اس جلسہ الہام سوانح میں حقیقت بڑے مؤثر ہیں۔ ان سوانح کے سننے سے محبان رسول کا دل خوش ہوگا اور ہر ایک طالب جب ان سوانح کے ذریعہ سے ہمت اور صدق اور استقامت دیکھے گا تو اسکو بھی ہمت اور صدق اور استقامت کی طرف شوق بڑھیگا اور اسکی طلب زیادہ ہوگی اور مسلمان کہلا کر جو کچھ دین کی راہ میں کسل اور ضعف اور بزدلی رکھتا ہے سوانح نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سنکر خوش ہوگا اور اپنے اسلام پر افسوس کریگا اور خدا تعالیٰ سے چاہے گا کہ جس نبی کے اقتدا کا اُسکو دعویٰ ہے اُسکی سرگرمی اور اُسکا عشق اور اُسکی ہمدردی اُسکو بھی نصیب ہو اور جسطرح ایک شخص جو ایک جنگل میں اکیلا بیٹھا ہے اور درندوں اور دوسری بلاؤں سے ڈر رہا ہو اور ناگاہ اُسکو ایک قافلہ نظر آیا جس میں صدہا سپاہی ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ وہ شخص اس قافلہ کو پاکر کسطرح قوی دل ہو جائے گا ایسا ہی سوانح طیبہ نبویہ ایک لشکر مسلح کی مانند ہیں جنکے سننے سے دل قوی ہو جاتا ہے اور تخویفات شیطانی سے نجات ملتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت کس قدر نازل ہوگی۔ ہاں اس جلسہ کو بدعات سے محفوظ رکھنا چاہیے تا بجائے ثواب کے گناہ پیدا نہ ہو۔ صرف سوانح نبویہ کا ذکر ہو اور درود شریف اور تسبیح ہو اگر کسی قسم کا شرک یا کسی قسم کی بدعت درمیان ہو تو یہ ہرگز جائز نہیں۔ لیکن جو میں نے ذکر کیا ہے وہ نہ صرف جائز بلکہ میری سمجھ میں ضروریات سے ہے۔

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ عَرْشِیْ

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ وحی ہے جو الحکم کی گذشتہ اشاعت میں طبع ہوئی ہے۔ عرش کے متعلق ۱۲ اپریل کی شام کو فرمایا کہ عرش اللہ تعالیٰ کی جلالی و جمالی صفات کا مظہر اتم ہے عرش کے مخلوق یا غیر مخلوق کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ اسکی تفصیل حوالہ بخدا کرنی چاہیے۔ جنہوں نے مخلوق کہا ہے انہوں نے بھی غلطی کھائی ہے کیونکہ پھر اس سے وہ محذور لازم آتا ہے۔ اور جو غیر مخلوق کہتے ہیں وہ توحید کے خلاف کہتے ہیں کیونکہ اَلَّذِیْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اگر یہ غیر مخلوق ہے تو پھر اس سے باہر رہ جاتا ہے۔ مومن موحد اسکو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ہم اسکے متعلق کچھ نہیں کہتے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے یہ ایک استعارہ ہے جیسے افطر واصوم یا اخطی و اصیب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ استعارات کے ذریعہ کلام کرتا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسکی کیفیت کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ پس ہمارا مذہب عرش کے متعلق یہی ہے کہ اسکے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کی بحث میں دخل نہ دو۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کی جلالی و جمالی تجلیات کا مظہر ہے۔

اِیں ہست در مکانِ محبت سرائے

اس الہام کو سناتے وقت فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ محبت بھی ایک نار ہوتی ہے اور ظالم بھی ایک نار ہے اسلیے دو نار ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی ہیں اسی لیے معبرین نے بھی لکھا ہے کہ جو شخص دیکھے کہ اسکے دل سے شعلہ نار بھڑکتا ہے وہ عاشق ہو جاوے گا۔ عشق کو بھی نار کہتے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی اور عشق پیدا ہو جاوے اور اُسکے ساتھ وفاداری اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو محفوظ کر لیگا۔

حضرت اقدس کی ایک چھوٹی سی اور پرانی تحریر

الحکم کا خاص امتیاز

خوبی ہائی قرآن مجید

(۱) یہ کہ وہ بے مثل و مانند ہے۔
(۲) وہ جامع حکمت مع کمال ایجاز و اختصار ہے۔
(۳) وہ لاکھوں آدمیوں کو حفظ ہے اور حفظ کرنا اسکا ہماری شرع میں فرض کفایہ ہے۔ اس واسطے کوئی زمانہ حفاظ قرآن سے کبھی خالی نہ ہوا۔ اول میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ تھا۔ پھر بعد اُنکے حضرت علی اور اکثر صحابہ کو حفظ تھا اسی طرح سلسلہ وار اسکے حفظ کا برابر چلا آیا ہے یہانتک کہ ہم تک پہنچا۔
(۴) چہارم یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کوئی صفحہ کا ذکر اللہ سے خالی نہیں۔ دوسری کتابیں ہرگز یہ خوبی نہیں۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے۔ باوجود اسبات کے کہ قرآن مجید ایک قانون ربانی ... جاری ہے پھر بھی ہمیں کوئی ایسا کلمہ نہیں کہ جس میں دو چار مرتبہ خدا کا نام نہیں ہے اول سے لیکر آخر تک اسم ہی اللہ بھرا ہوا ہے۔ اور ہر ایک کلمہ کا مرجع خدا ہی۔
(۵) پنجم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جسقدر نام پروردگار کا قرآن مجید میں ہے کسی کتاب میں نہیں اور بقول مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ اس کلام کا خدا سے علاقہ محبت ثابت ہوتا ہے اس واسطے اس تمام کلام میں اللہ ہی اللہ بھرا ہوا ہے کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں کہ بہت مرتبہ نام لینا اپنے پروردگار کا یہ بھی ایک بندگی ہے اور یہ بندگی صرف بطفیل قرآن مجید حاصل ہوتی ہے۔
(۶) ششم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جس قدر ستایش اور تعریف خدا تعالیٰ کی بانواع محامد و بکثرت تکرار اس کتاب میں ہے دنیا میں اور کسی کتاب میں نہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کامل اور سب تعریفوں کا مالک اور اہل ہے اور بالذات اپنی تعریفوں کو چاہتا ہے اور اپنا عظمت و جلال ظاہر کرنا چاہتا ہے پس جس کتاب الٰہی میں بدرجہ غایت اس کے محامد مذکور ہیں وہی اُسکی افضل کلام ہے۔ اور اس امر پر اگر کوئی مقابلہ کرے تو ہم اشتہار دے سکتے ہیں کہ جس قدر ستایش اور بزرگی حضرت باری کی قرآن مجید میں مذکور ہے اور کسی کتاب میں مذکور نہیں۔
(۷) ہفتم فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ اس آیت شریفہ سے یہ امر بھی متعلق ہے کہ تعلیم حقہ حکمت اور معانی میں کوئی انسانی تعلیم قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہم بابو صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ اگر آپکو قرآن مجید سے انکار ہے تو اس مضمون کی مثل کوئی دوسرا مضمون وید سے نقل کرکے پیش کرو۔

(ایڈیٹر) اس آخری خوبی کے آخری فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون ۱۸۷۷ء یا ۱۸۷۸ء کے قریب کا لکھا ہوا ہے جبکہ بابو نرائن سنگھ وکیل امرتسر سے بذریعہ اخبارات آپ کا مباحثہ ہو رہا تھا۔

چہ شیریں است اے دل ستانم
چہ شیریں تر فدا اینت باد جانم
نیاں برداشتن دست از دو عالم
اگر آں یار ہست اے جان جانم

دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کس سے کہیں کہ یار کو ہم سے ملائے آج

تا شود ہر کو دکے تا داں
پیر با خود گذشتہ ایں دوراں
ایں چنیں رسم ایں جہاں افتاد
نفت پیراں بکل زدل بر اں نہاد

فٹ نوٹ۔ اے ناظرین قسم باللہ عاشق قرآن مجید کی قدر تو یہی کر سکی۔ دیکھو اپنے مامور ہونے کے زمانہ سے بھی پہلے اسکے دل میں اسکے قلم میں قرآن مجید کی عظمت و جلال کے اظہار کا کسقدر جوش ہے۔ ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

[illegible] وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اُسکو اپنا ایک حصہ سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر [illegible] بدعہد ہوں یا کسی قسم کے [illegible] کسی بھائی کو آزار [illegible] وحرکات مخالف ہیں [illegible] اپنی بد عملی کیوجہ [illegible] باہر ہے اُسکی پرواہ مت کرو [illegible] اور تمھاری پیشانی [illegible] اثر سمجھو [illegible] اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لیے سارے دکھ اُٹھاؤ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقوے پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ پر گالیاں نہ دیں وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں مگر چاہیے کہ خاموش رہیں اور تقوے اور نیک بختی کے ساتھ خدا کے فیصلہ کیطرف نظر رکھیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقوے اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جبتک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اسکی بدی کا بھی مواخذہ ہے مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے اسلیے میں تمھیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقوے اختیار کرو اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمھاری قوم میں فیصلہ فرماوے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اُسکے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ و جدل ہو جاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ضرور ہے کہ نیک عملی اور راست بازی اور تقوے میں آگے قدم رکھو کہ خدا اُنکو جو تقوے اختیار کرتے ہیں ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقوے کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے فرعون چاہتا تھا کہ انکو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو مع اُسکے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ انکو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ انکی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں۔ کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی یعنی صلیب پر مارا جاوے وہ لعنتی ہے یعنی اسکا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دور جا پڑتا ہے اور راندۂ درگاہ الٰہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے اسی لیے لعین شیطان کا نام ہے اور یہ نہایت بد منصوبہ تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بکلی دل بیزار ہے اور خدا اس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچا لیا بلکہ اسکو ایکسو بیس برس تک زندہ رکھکر تمام دشمن یہودیوں کو اسکے سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کیوجہ سے ہجرت نہ کی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کیطرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہونچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سرینگر خانیار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کیے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر و منصور کیا گو اوائل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کیطرح سانح ہجرت آپ کو بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہونچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اُسکے لیے مدد نازل ہوتی ہے اور اسطرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمد صلی اللہ علیہ و سلم کیسی کمزوری کی حالت میں مکہ معظمہ میں ظاہر ہوئے تھے اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راست بازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی سو بھائیو! اُسپر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھلو گے کہ خدا تعالیٰ تمھاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھکر کہو۔ تم اُسکی جماعت ہو جنکو اُس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لیے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُسکے لب جھوٹ سے اور اُسکا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دو رنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمھارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اُسکی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اُسکے لیے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اُسکے ہو جاؤ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھلو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہانتک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے۔ وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لیے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جاں نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کیے جاتے اور اُنکو برا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور ٹھگ اور فریبی اُنکا نام رکھا جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کے لیے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپکو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالےٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُن کی تائید میں کوئی نشان دکھا دے تب یکدفعہ اُنکا دل دکھتا اور اُنکا سینہ مجروح ہوتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور اُنکی دردمندانہ دعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے اور جسطرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کی دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہونچ جائے تو سمجھنا چاہیے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہو گا۔

ہر بلاکیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

اے لوگو خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اُس سے صلح کرلو۔ اور سچی صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہیے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادہ سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ مگر اُسکی عجیب قدرتیں انہی پر کھلتی ہیں جو اُسکے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اُسکے لیے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُسکے آستانہ پر گرتے ہیں اور اُس قطرہ کیطرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھلکر اُسکی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں اُنکی خبر لیتا ہے۔ اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انھیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انھیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ اُنکا متولی اور متعہد ہو جاتا ہے۔ وہ اُن مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا اُنکی مدد کرتا ہے اور اُسکی فوجیں اُنکی حمایت کے لیے آتی ہیں کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑ دو گے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لیے اُسکی حدود کو توڑ دو گے۔ ہمارے لیے اُسکی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم نانو گرانی چہار قادیان ہست | دوا ہمی شفا ہی غرض دار الامان ہست

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے .. .. .. ےم
خواص و معاونین سے .. .. عہ
ہندوستان سے باہر .. .. ے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲/ے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲/۶

نمبر ۱۷ | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

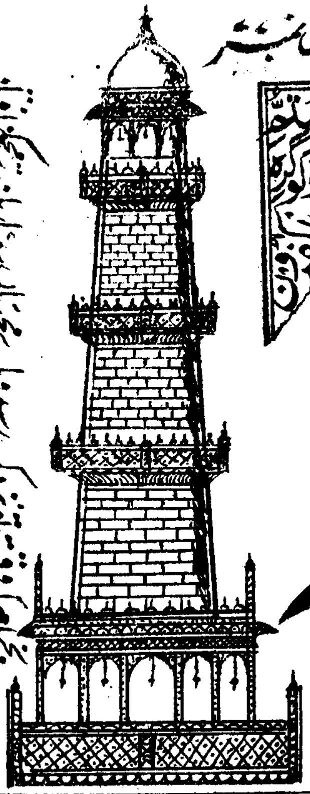

مدرسہ تعلیم الاسلام کو خصوصاً اس وقت کیا ضرورت در پیش ہے

ہمارے مقامی اخبارات میں شائع ہو چکا اور قوم پڑھ چکی ہے کہ ہمارے مدرسہ کو انسپکٹر نے دیکھا اور رپورٹ بک میں لکھا کہ وہ اگست کے مہینہ میں ایک دفعہ پھر ملاحظہ کرینگے اور بعض نقصوں کی تلافی ہو جانیکے بعد جو رائے بک میں اُنکی طرف سے لکھی گئی ہیں مدرسہ کی منظوری کے مسئلہ پر غور کرینگے۔ من جملہ اُن نقصوں کے جو صاحب انسپکٹر نے مدرسہ کے متعلق نکالے اور ان کی تلافی پر زور دیا ہے چندکمروں کا زیادہ کرنا ہے اور یہ کہ ہر ایک اُستاد کے آگے ایک میز اور کرسی ہونی چاہیے۔

وقت بہت تھوڑا اور کام بہت ہے اور کام بھی درحقیقت تھوڑا ہے اگر قوم کیطرف سے کافی مدد جلد ملجائے۔ اور قابل غور یہ امر ہے کہ اگر مدد میں یا جلدی مدد کرنے میں سہل انگاری کی جائے تو کس قدر ضرر کا احتمال ہے۔ سردست **پانسو روپے** کی ضرورت ہے اور یہ رقم ہی اور زندہ قوم کی بلند ہمت اور وسعت حوصلہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ اگر ایسا ہو کہ **سیالکوٹ** کی جماعت ایک سو اور **لاہور** کی جماعت ایک سو اور **کپورتھلہ** کی جماعت کم از کم پچاس اور **گوجرانوالہ** کی جماعت پچاس اور **حیدر آباد** دکن کی جماعت ایک سو بہم پہونچائیں اور اسی طرح دوسرے **شہروں** کی جماعت اپنی **استطاعت** کے موافق رقوم اکٹھی کریں تو بہت جلد عمدہ طور سے کام ہو جاتا ہے

اُمید ہے کہ ہمارے مکرم معظم **دوست** اور خدا تعالیٰ کے **انعامات** خاصہ کے **مورد** اصحاب جن کے اسماء گرامی ذیل میں ثبت ہوتے ہیں **خصوصاً** اسطرف توجہ مبذول فرمائیں گے۔ اور بہت جلد اپنی عالی ہمتی کا ثبوت دینگے۔

شیخ **رحمت اللہ**۔ منشی **تاج الدین** صاحب۔ سید **محمد حسین** صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ **مرزا یعقوب بیگ** صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ حکیم **محمد حسین** صاحب قریشی۔ شیخ **نور محمد** صاحب حکیم مالک کارخانہ ہمدم صحت۔ منشی **محمد نواب خان** صاحب تحصیلدار گجرات۔ خواجہ **جمال الدین** صاحب ڈائرکٹر مدارس جموں خصوصاً۔ منشی **عبد العزیز** صاحب ماسٹر ٹیلر میرٹھ۔ **محمد اسمٰعیل** صاحب ماسٹر ٹیلر میرٹھ۔ شیخ **عطا محمد** صاحب سب اورسیر ایبٹ آباد ہزارہ۔ شیخ **نور احمد** صاحب پلیڈر ایبٹ آباد ہزارہ۔ منشی **عزیز بخش** صاحب ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازی خان۔ بابو **غلام محمد** صاحب گلگت۔ بابو **غلام احمد** صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات گلگت +

اگر یہ بزرگ ناصران ملت معقول رقمیں عنایت کرینگے تو اُمید ہے **اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالیٰ** گدائی کا دامن زیادہ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی + اُمید ہے کہ بہت سے اہل دل دوست جن کے اسماء اختصار کے لحاظ سے قلم بند نہیں ہو سکے خدا تعالیٰ کی راہ میں قدم اُٹھانے سے کوتاہی نہیں کرینگے +

المعلن خاکسار عبد الکریم از قادیان

۱۸ مئی سنہ

اظہار ارادت

ذیل میں ہم **منشی محمد خان** صاحب مرحوم افسر بگی خانہ کپورتھلہ کی ایک نظم درج کرتے ہیں جو انُکے کاغذات سے نکلی اس نظم کو نظم کی حیثیت سے درج نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے حسن ارادت کے اظہار کے لیے۔

اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین اسکو دلچسپی سے پڑھینگے + (ایڈیٹر)

الٰہی ہے کے سب مقصد بر آئیں
یہ ہادی ہے شفیع المذنبین ہے
ہزاروں بدعتیں آکر مٹائیں
جہاں روشن کیا ہے اسنے آکر
نشان دین کا تو ذکر کیا تھا
تری شکل و شمائل کب بیاں ہو
کہیں تجھکو مثیل اپنا بتایا
سنا ہے حضرت یوسف حسیں تھے
ولیکن تو تو مثل مصطفیٰ ہے
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
دکھایا زور وہ تیرے قلم نے
فصاحت ما تھہ تیری چومتی ہے
صداقت کے نشاں تیرے عیاں ہیں
تری امداد باں اللہ نے کردی
تو آیا ہے بعین انتظاری
زمین دل پڑی تھی مردہ ساری
بچا جیسکے لیے تو نے دعا کی

الٰہی اسکی پوری ہوں دعائیں
یہ بیشک رحمۃ للعالمین ہے
ہدایت کی سبھی راہیں بتائیں
وہی بدر اتم مہر منور
جہاں سے نام تک بھی مٹ چکا تھا
بیاں ہو گر محمد کی زباں ہو
کہیں بالکل ہی اپنا سا بتایا
مگر مثل محمد وہ نہیں تھے
محمد خود ہی گویا آگیا ہے
شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جھکا یا سر عرب نے اور عجم نے
بلاغت مست ہو کر جھومتی ہے
گواہ اسپر زمین و آسماں ہیں
رسول پاک نے تیری خبر دی
دو نوں کو لگ رہی تھی بیقراری
تو آیا مثل باران بہاری
ہوا برباد جسکو بددعا دی

دعا ہے کیا تری حکم خدا ہے
نہیں ہے بددعا تیر قضا ہے

ضروری اطلاع

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھیں کہ خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکیگی اور مطلع اسکا جواب دہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فضل سے تعداد خریداران ترقی پر ہے ضروری خیال رہے۔ (منیجر)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر گورداسپور رہے البتہ درمیان میں ۲۲ اور ۲۳ مئی ۱۹۰۴ء کو اتوار اور مقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم الدین وغیرہ کی وجہ سے وقفہ ملنے کے سبب دارالامان تشریف لائے اور ۲۴ کی صبح کو مع الخیر براہ راست گورداسپور تشریف لے گئے۔

گورداسپور میں ہمارے مکرم بھائی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن مع اپنے چند احباب کے حاضر ہوکر بہرہ اندوز سعادت ہوئے۔ اور احباب کو بیعت کراکر واپس تشریف لیگئے۔ حضرت حجۃ اللہ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی رہی ہے۔

۲۔ بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت دو تین دن ناساز رہی مولوی سید محمد احسن صاحب اب بالکل تندرست ہیں اور حضرت اقدس کی ہمراہ گورداسپور میں ہیں۔

۳۔ تازہ الہامات۔ النّالك الحدید + معنے دیگر نہ پسندیم ما۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی

یہ سب الہامات بمقام گورداسپور ہوئے ہیں +

۴۔ قادیان میں اب بالکل امن ہے۔ ننگل باغبانان میں باپ بیٹوں کی باہمی لڑائی میں ایک بیٹا مارا گیا۔ اس کے بھائی پر الزام قتل تھا یا جاتا ہے۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ یہ گاؤں طاعون سے تباہ ہورہا تھا باوجود ایسی سرزنش اور تنبیہ کے ایسے سنگدل لوگ موجود ہیں۔ تعجب کی بات ہے۔ ڈپٹی انسپکٹر بالا موقع واردات پر پہنچا + مفصل حالات پھر۔

ایک تعلق کی ضرورت

ایک شریف آدمی غیر احمدی نے بعض احمدی افراد کا اخلاق دیکھکر اپنی ایک دوشیزہ بالغہ عمر ۱۶ سال خوش شکل حلیم الطبع صوم و صلوٰۃ کی پابند کا نکاح کا ارادہ احمدی جماعت کی کسی ایسے شخص کے ساتھ کیا ہے جو اوصاف ذیل سے موصوف ہو۔ (۱) قوم کا کشمیری ہو (۲) احمدی جماعت کا خاص ممبر ہو (۳) عمر ۲۰ و بیس سال کے درمیان ہو (۴) وجہ معاش کم از کم ۲۰ روپیہ ماہوار رکھتا (۵) خوش شکل ہو اس کے متعلق خط و کتابت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب سنتنہ پلیگ ڈیوٹی گورداسپور سے کیجاوے۔

خاکسار عبد الحق احمدی پٹواری مرزا پور تحصیل گورداسپور

کلمات طیبات ملفوظات احمدیہ

نماز میں حصول حضور کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے

۱۶ مئی ۱۹۰۴ء کو دو پہر کی گاڑی میں بمقام گورداسپور احاطہ کچہری میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آکر دو تین احباب نے شرف نیاز حاصل کیا۔ ان آنیوالے ارادتمندوں میں ایک شخص بالکل اجنبی تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ آپکا نام مولوی نظیر حسین سخا دہلوی ہے کسی وقت آپ جاورہ میں پرشین پروفیسر رہے ہوائے سیاحت درسر داد والا معاملہ ہوا اور وہاں سے الگ ہوکر بکلی کھڑے ہوئے اور سیاحت کیلئے پسند کیا کہ ایک تھیٹریکل کمپنی کے ساتھ بطور ڈراماٹسٹ تعلق پیدا کرکے مختلف شہروں میں پھرتے پھراتے امرتسر میں وارد ہوئے۔ اور حضرت اقدس کا نام عرصہ سے سنا ہوا تھا تمنا زیارت باقی تھی اس لئے امرتسر سے صرف ایکدن کی رخصت لیکر حاضر ہوئے۔ آپکے چہرہ سے اخلاص اور سعادت کے آثار نظر آتے تھے کیا عجب اللہ تعالیٰ آپ کو مزید معرفت اور بصیرت عطا کرے اور وہ کسی عمدہ اور مفید کام میں اپنی زندگی بسر کرسکیں جو کہ ملک اور قوم کیلئے مفید ہو۔ غرض انہوں نے احاطہ کچہری میں ہی بیٹھکر اپنی پاکٹ بک نکال کر اس پر ایک عریضہ لکھا اور خاکسار ایڈیٹر کو دیا کہ حضرت اقدس کے حضور پیش کردے۔ خود وہ پاس ادب کی وجہ سے یہ جرأت نہ کرسکے۔ حضرت کی خدمت میں وہ پیش کردیا گیا حضرت نے جو جواب اس پر لکھا وہ مع اصل عریضہ کے ہم ذیل میں دیتے ہیں۔ ایک .... امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ سخا صاحب نے حضرت اقدس کے گرامی نامہ کو نہایت احترام سے لیا اور عرض کیا کہ اس بارگاہ عالی میں میں وہ چیز مانگنے آیا ہوں جو اور جگہ نہیں مل سکتی۔ دنیا اور اسکی سامان بقدر ضرورت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مولا کریم نے عطا کئے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ یہاں اس کا کوئی سوال کروں وہ دوسری جگہ ملسکتی ہے اور اوس بارگاہ کو اس سے کیا واسطہ یہاں وہ چیز ملتی ہے جو ابدی ہے فانی نہیں۔ جب وہ یہ عرض کررہے تھے تو انکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے خدا کرے کہ وہ اس ملاقات سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔ اب ہم وہ تحریریں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

قبلہ و کعبہ مدظلکم العالی

حضور کے پابوس کا ازحد شوق تھا الحمدللہ کہ شرف زیارت حاصل ہوا۔ حاجت صرف یہ ہے کہ کچھ ہدایت فرمائی جاوے تاکہ حضوری حاصل ہو اور خدا کی طرف دل لگی۔ اگر اسی پر جواب سے سرافرازی ہو تو یہ ارشاد نیز عزت ہمیشہ حرز جان رہیگی زیادہ حد ادب۔ فقط

عریضہ نظیر حسین سخا دہلوی۔

جواب حضرت اقدس

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

طریق یہی ہے کہ نماز میں اپنے لئے دعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز پر خوش نہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں اور اگر توجہ پیدا نہو تو پنج وقت ہر یک نماز میں خدا تعالےٰ کے حضور میں ہر ایک رکعت کے کھڑے ہوکر یہ دعا کریں کہ اے خدائے قادر ذوالجلال میں گنہگار ہوں اور اسقدر گناہ کی زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں ہوسکتا تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کردے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھادے تاکہ اوس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہوکر حضور نماز میں میسر آوے اور یہ دعا صرف قیام پر موقوف نہیں بلکہ رکوع میں اور سجود میں اور التحیات کے بعد بھی یہی دعا کریں اور اپنی زبان میں کریں اور اس دعا کے کرنے میں ماندہ نہوں اور تھک نہ جاویں بلکہ پورے صبر اور پوری استقامت سے اس دعا کو پنج وقت کی نماز میں اور نیز تہجد کی نماز میں کرتے رہیں اور بہت بہت خدا تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں کیونکہ گناہ کی باعث دل سخت ہوجاتا ہے ایسا کرینگے تو ایک وقت یہ مراد حاصل ہوجائیگی۔ مگر چاہیئے کہ اپنی موت یاد رکھیں آئندہ زندگی کے دن تھوڑے سمجھیں اور موت قریب سمجھیں یہی طریق حضور حاصل کرنیکا ہے۔ والسلام۔

۱۶ مئی ۱۹۰۴ء

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احاطہ کچہری میں رونق افروز تھے وقتاً فوقتاً جو کچھ آپ نے فرمایا ہدیہ ناظرین ہے۔ ایڈیٹر

دنیا کی تلخیوں اور عام ناکامیوں پر فرمایا کہ مثنوی میں لکھا ہے۔؎

دشت دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

فرمایا دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں۔ یہ ایک دشت پرخار ہے اس میں سے گذرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے گذرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گذرجانا یہ ہر ایک شخص کو میسر نہیں آسکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشئے سمجھکر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے لئے اسے وقف کردیتے ہیں اور اس سے سچا تعلق پیدا کرلیتے ہیں ورنہ انسان کی تعلقات ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تلخی اسکو دیکھنی پڑتی ہے بیوی اور بچے ہوں تو کبھی کوئی بچہ مرجاتا ہے تو صدمہ برداشت کرنا ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو۔ تو ایسے ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو ان لوگوں کو ہوتی ہے۔ جن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھکر اسکی رضا کیلئے اپنی زندگی کو وقف کرتے ہیں وہ بیشک آرام پاتے ہیں ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کردیتی ہیں۔

ایک کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک شخص سڑک پر روتا ہوا چلا جارہا تھا راستہ میں ایک ولی اللہ اس سے ملے انہوں نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا دوست مرگیا ہے اس نے جواب دیا کہ تجھکو پہلے سوچ لینا چاہیئے تھا مرنیوالے کے ساتھ دوستی ہی کیوں کی؟

دنیا عجیب مشکلات کا گھر ہے بیوی بچوں کے نہ ہونے سے بھی غم ہوتا ہے اور اگر ہوں تب بھی مشکلات پیدا ہوتے ہیں ان کے ضروریات کے پورا کرنیکیلئے بعض نادان انسان عجیب عجیب مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے اور صراط مستقیم سے ہٹ کر انکی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مال ہم پہنچاتا ہے اور پھر طرح طرح مشکلات میں پھنستا ہے۔ ایک فقیر ننگ دھڑنگ جسکو پاس ستر پوشی کے سوا اور کوئی کپڑا تک نہ تھا خوش و خرم کھیلتا کودتا جارہا تھا کسی سوار نے اس سے پوچھا کہ سائیں صاحب آپ ایسے خوش کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ جسکی مرادیں حاصل ہوجائیں وہ خوش ہوتا ہے یا نہیں۔ سوار نے کہا کہ تیری ساری مرادیں کسطرح پوری ہوگئی ہیں؟ اوس نے کہا کہ جب خواہشیں چھوڑدیں تو مرادیں پوری ہوگئیں۔

بات بالکل ٹھیک ہے انسان دو طرح ہی خوش ہوسکتا ہے یا تو حصول مراد کے ساتھ یا ترک مراد کے ساتھ اور انہیں سے سہل طریق ترک مراد کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سب زندگی تلخ ہے بجز اس کے جو اس دنیا کی علائق سے الگ ہے یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بادشاہوں نے بھی ان تلخیوں اور ناکامیوں سے عاجز آکر خودکشی کرلی ہے۔

دنیا کی لذت خارش کیطرح ہے۔ ابتدا لذت آتی ہے پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہوکر

* گورداسپور میں الہامات یہ بھی ہوئے۔ (۱) لا تقبل منہم شہادۃ (۲) حسن بیان (۳) گورداسپور سے واپس آتے ہوئے راستہ میں [illegible] (۴) سنلقی فی قلوبہم الرعب +

اس مین سے خون نکل آتا ہے یہانتک اس مین پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ ناسور کیطرح بہتا ہے اور اسمین درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ یہ شہر بہت ہی ناپائدار اور بے حقیقت ہے مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالے کسی مردے کو اختیار دیوے کہ وہ پھر دنیا مین چلا جاوے۔ تو وہ یقیناً توبہ کرتا ہے کہ مین اس دنیا سے باز آیا خدا تعالے پر سچا ایمان ہو تو انسان ان مشکلات دنیا سے نجات پا سکتا ہے کیونکہ وہ درد مندون کی دعاؤن کو سن لیتا ہے مگر اس کیلئے یہ شرط ہے کہ دعائین مانگنے سے انسان تھکے نہین تو کامیاب ہوگا اور اگر تھک جاریگا تو نری ناکامی نہین بلکہ ساتھہ بے ایمانی بھی ہے کیونکہ وہ خدا تعالے سے بدظن ہو کر سلب ایمان کر بیٹھے گا۔ مثلاً ایک شخص کو اگر کہا جاوے کہ تو اس زمین کو کھود خزانہ نکلے گا مگر وہ دو چار پانچ ہاتھہ کھودنے کے بعد اسے چھوڑ دے اور دیکھے کہ خزانہ نہین نکلا تو وہ اس نامرادی اور ناکامی پر ہی نہ رہیگا بلکہ بتانیوالے کو بھی گالیان دیگا۔ حالانکہ یہ اسکی اپنی کمزوری اور غلطی ہے جو اس نے پورے طور پر نہین کھودا۔ اسیطرح جب انسان دعا کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو اپنی نامرادی کو اپنی سستی اور غفلت پر تو محمول نہین کرتا بلکہ خدا تعالے پر بدظنی کرتا ہے اور آخر بے ایمان ہو جاتا ہے اور آخر دہریہ ہو کر مرتا ہے۔

جہان حضور بیٹھے ہوئے تھے وہان سامنے ایک آم کا درخت تھا جسکو کچے پھل لگے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھہ کر فرمایا۔

دیکھو اس آم کو پھل لگا ہوا ہے مگر یہ کچا پھل ہے اگر کوئی اس کو کہانے ... جاوے اور اسکو ہی اصل مقصد سمجھے تو بجز اس کے کہ اس کو کہانسی سینہ وغیرہ نکل آوین کچھہ فائدہ نہین ہوگا۔ اسیطرح یہ نیم ملان خطرہ ایمان والی مثال سچ ہے۔ نارسیدہ منزل کا بھی پھل کیطرح ہوتا ہے۔ وہ جو کسی بات کو سنائیگا تو اسے گمراہ کریگا۔ اور اگر خود کریگا تو آپ گمراہ ہوگا خدا تعالیٰ کی راہ مین جبتک انسان بہت سی مشکلات اور امتحانات مین پورا نہ اترے وہ کامیابی کا سرٹیفکٹ حاصل نہین کر سکتا۔

اسی لئے فرمایا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ گمان کرتے ہین کہ اللہ تعالے محض اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے کہ وہ کہدین کہ ہم ایمان لائے۔ اور وہ آزمائے نہ جاوین۔

ایسے لوگ جو اتنی بات پر اپنی کامیابی سمجھتے ہین وہ یاد رکھین انہین کیلئے دوسری جگہ یہ ہے وما ھم بمؤمنین۔

اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا لا تقولوا امنا ولکن قولوا اسلمنا۔ یعنے تم یہ نہ کہو کہ ایماندار ہو گئے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے مقابلہ چھوڑ دیا ہے اور اطاعت اختیار کرلی ہے۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہین کامل ایماندار بننے کیلئے مجاہدات کی ضرورت ہے اور مختلف ابتلاؤن اور امتحانون سے ہو کر نکلنا پڑتا ہے۔

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخون جگر شود

منشی نظیر حسین صاحب نے سوال کیا کہ مین فوٹو کے ذریعہ تصویرین اتارا کرتا تہا اور دل مین ڈرتا تہا کہ کہین یہ خلاف شرع نہو لیکن جناب کی تصویر دیکھکر یہ وہم جاتا رہا

فرمایا انما الاعمال بالنیات ہم نے اپنی تصویر محض اس لحاظ سے اتروائی ہے کہ یورپ کو تبلیغ کرتے وقت ساتھہ تصویر بھیجدین کیونکہ ان لوگونکا عام مذاق اسی قسم کا ہو گیا ہے کہ وہ جس چیز کا ذکر کرتے ہین ساتھہ ہی اسکی تصویر دیتے ہین جس سے وہ قیافہ کی مدد سے بہت سے صحیح نتائج نکال لیتے ہین۔ مولوی لوگ جو میری تصویر پر اعتراض کرتے ہین وہ خود اپنے پاس روپیہ پیسہ کیون رکھتے ہین کیا ان پر تصویرین نہین ہوتی ہین۔

اسلام ایک وسیع مذہب ہے اس مین اسلام کا مدار نیات پر رکھا ہے ... کسی لڑائی مین ایک شخص میدان جنگ مین نکلا جو اترا کر چلتا تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ چال بہت بری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تمش فی الارض مرحا مگر اسوقت یہ چال خدا تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے کیونکہ یہ اسکی راہ مین اپنی جان تک نثار کرتا ہے اور اسکی نیت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ غرض اگر نیت کا لحاظ نہ رکھا جاوے تو بہت مشکل پڑتی ہے۔ اسیطرح ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبتک تہ بند نیچے ڈھلکتا ہے وہ دوزخ مین جاوینگے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ سنکر رو پڑے کیونکہ ان کا تہ بند بھی ویسا تہا آپ نے فرمایا کہ تو ان مین سے نہین ہے۔ غرض نیت کو بہت بڑا دخل ہے اور حفظ مراتب ضروری شے ہے۔

منشی نظیر حسین صاحب۔ مین خود تصویر کشی کرتا ہون اس کے لئے کیا حکم ہے۔

فرمایا۔ اگر کفر اور بت پرستی کو مدد نہین دیتے تو جائز ہے۔ آجکل نقوش وقیافہ کا علم بہت بڑھا ہوا ہے

باوجود اس کے کہ انسان اپنے نفس کے اندر اختیار اور قدرت کا ایک مادہ پاتا ہے مگر پھر بھی وہ الٰہی قدرت کے تصرفات سے باہر نہین ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام قوتون اور قدرتون کا سرچشمہ جو اللہ کریم کی ذات ہے وہ اوس سے قوت طلب کرے اس طلب کرنے مین بھی اسے خدا تعالے کے فضل کی خاص ضرورت ہے بعض اوقات ایسے ہوتے ہین کہ انسان ایک ضرورت کو محسوس کرتا ہے جانتا ہے کہ اوس کے لئے دعا کرنی چاہیے لیکن باوجود اس علم اور قدرت کے وہ دعا نہین کرتا اور اسے اس کے لئے انشراح صدر حاصل نہین ہوتا بعض لوگ اس باریک سر اور تصرفات الٰہی کو مد نظر نہ رکھکر دعا پر اعتراض کرتے ہین ان کے ایسے اعتراضات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر دعا اپنے اختیار مین ہوتی تو انسان جو چاہتا کر لیتا اسی لئے ہم نہین کہہ سکتے کہ فلان دوست یا رشتہ دار کے حق مین ضرور فلان بات ہو جاویگی بعض وقت باوجود سخت ضرورت محسوس کرنے کے دعا نہین ہوتی اور دل سخت ہو جاتا ہے چونکہ اس کے سر سے لوگ واقف نہین ہوتے اسلئے گمراہ ہو جاتے ہین۔ اس پر ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر جف القلم والی (یعنی مسئلہ تقدیر جس رنگ مین سمجھا گیا ہے) بات ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے علم مین سب شے ضرور ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے اس بات پر قادر نہین ہے کہ فلان کام ضرور ہی کردیوے اگر ان لوگون کا یہی اعتقاد ہے کہ جو کچھہ ہونا تہا وہ سب کچھہ ہو چکا اور ہماری محنت اور کوشش بیہودہ ہے تو وہ درد سر کیوقت علاج کیطرف کیون رجوع کرتے ہین۔ پیاس کیلئے ٹھنڈا پانی کیون پیتے ہین۔ بات یہ ہے کہ انسان کے تردد پر ہی کچھہ نہ کچھہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

دعا عمدہ شے ہے اگر توفیق ہو تو ذریعہ مغفرت کا ہو جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ خدا تعالے مہربان ہو جاتا ہے۔ دعا کے نہ کرنے سے اول زنگ دل پر چڑہتا ہے۔ پھر قساوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر خدا سے اجنبیت۔ پھر عداوت پھر نتیجہ سلب ایمان ہوتا ہے۔

سخت دل ہر ایک فاسق سے بدتر ہوتا ہے اور وہ خدا سے ابعد ہوتا ہے جو ٹیڑہی راہ اختیار کرتا ہے وہ بلا تلخی دیکھنے کے مرتا نہین

ہماری خواہش یہ ہے کہ الٰہی تجلیات ظاہر ہون جیسے کہ موسےٰ نے رب ارنی کہا تہا ورنہ ہمین تو بہشت کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور شے کی

ایک رئیس کا یہ خیال سنکر کہ مسلمانون کا یہ عقیدہ کہ دعا سے مشکل حل ہوتی ہے انکو بہت ہی کمزور کرنیوالا ہے آپ نے فرمایا کہ جو دعا سے منکر ہے وہ خدا سے منکر ہے۔ صرف ایک دعا ہی ذریعہ خدا شناسی کا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکی ذات کو طوعاً و کرہاً ماننا جاوے۔ اصل مین ہر جگہ دہریت ہے آجکل کی محفلونکا یہ حال ہے کہ دعا۔ توکل اور انشاء اللہ کہنے پر تمسخر کرتے ہین ان باتون کو بیہودہ کہا جاتا ہے۔ ورنہ اگر خدا سے انکو ذرا بھی انس ہوتا تو اس کے نام سے کیون چڑتے جسکو جس سے محبت ہوتی ہے وہ پھر پھیر سے کسی نہ کسی طرح سے محبوب کا نام لے ہی لیتا ہے اگر ان کے نزدیک خدا کوئی شے نہین ہے تو اب موت کا دروازہ کہلا ہے اسے ذرا بند کرکے تو دکھا دین تعجب ہے کہ ہمین جسقدر اس کے وجود پر امیدین ہین اسی قدر وہ دوسرا گروہ اس سے ناامید ہے اصل مین خدا کے فضل کی ضرورت ہے اگر وہ دل کے قفل نہ کہولے تو اور کون کہول سکتا ہے اگر وہ چاہے تو ایک کتے کو عقل دیسکتا ہے کہ اسکی باتونکو سمجھ لیوے اور انسان کو محروم رکھہ سکتا ہے

طاعون کو سب وشتم کرنا منع ہے کیونکہ وہ تو مامور ہے ہان خدا سے صلح کرنی چاہیئے کہ وہ اسے ہٹا لیوے۔

شام کیوقت جب مجلس منعقد ہوئی تو منی پور آسام سے ایک ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نیاز حاصل کی۔ ڈاکٹر صاحب پہلے ہندو تہے عرصہ چوبیس سال سے مشرف باسلام ہین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جان نثار ہین۔ منی پور آسام مین آپ ہمارے بہائی احمدی حضرت مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین کے ہمراہ رہتے ہین ڈاکٹر صاحب بیان فرماتے ہین کہ مین علاقہ بنگال وغیرہ کی طرف جہان جہان مین رہا ہون مولوی صاحب جیسا خوشخصال اور فرخندہ حال اور پاکیزہ آدمی نہین دیکھا۔

۲۔ آج ونکو مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیڈ ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی طبیعت علیل ہو گئی اور درد سر اور بخار کے عوارض کو دیکھکر مولوی صاحب کو شبہ گذرا کہ شاید طاعون کے آثار ہین جب اس بات کی خبر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی تو آپ فوراً مولوی صاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے دار مین ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو تو پھر انی احافظ کل من فی الدار کا الہام اور یہ سب کاروبار گویا عبث ٹھیرا۔ آپ نے نبض دیکھکر انکو یقین دلایا کہ ہرگز بخار نہین ہے پھر تھرما میٹر لگا کر دکھایا کہ پارہ اس حد تک نہین ہے کہ جس سے بخار کا شبہ ہو۔ اور فرمایا کہ میرا تو خدا کی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسے اسکی کتابون پر ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان دنون لوگونکو اور بعض جماعت کے آدمیونکو بھی طرح طرح کے شکوک و شبہات پیش آ رہے ہین اسلئے میرا ارادہ ہے کہ ایک رسالہ لکھکر اصل حقیقت بیعت اور الہامات سے اطلاع دیجاوے کہ جس سے لوگونکو معلوم ہو کہ بعض لوگ بیعت مین داخل ہو کر کیون طاعون سے مرتے ہین

۴۔ فرمایا کہ ان دنون ایک دفعہ میری بغل مین ایک گلٹی نکل آئی مین نے اسے مخاطب ہو کر کہا کہ تو کون ہے جو مجھے ضرر دے سکے اور خدا کے وعدے کو ٹال سکے تہوڑے عرصہ مین وہ خود بخود ہی بیٹھہ گئی ✦

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اگرچہ شرعی طور پر اُن پر کچھ ثابت نہ ہوا لیکن اس کارروائی کے لیے اسی قدر کافی تھا کہ شکی طور پر اُن کی نسبت شکایت ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راست بازی میں ایک روشن نمونہ دکھلاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص اُن کی طرف بول سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت اُن لوگوں میں سے نہ تھے جنھوں نے راست بازی کی تلاش میں ہماری ہمسایگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اسکے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں اُن کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کرینگے۔

یاد رہے کہ یہ اشتہار محض اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشانوں کو دیکھکر ایمان اور نیک عملوں میں ترقی کرے اور تا اُنکو معلوم ہو کہ وہ ایک صادق کا دامن پکڑ رہے ہیں نہ کاذب کا۔ اور تا وہ راست بازی کے تمام کاموں میں آگے بڑھیں اور اُن کا پاک نمونہ دنیا میں چمکے۔ ان دنوں میں وہ چاروں طرف سے سُن رہے ہیں کہ ہر ایک طرف مجھ پر حملے ہوتے ہیں اور نہایت اصرار سے مجھکو کافر اور دجال اور کذاب کہا جاتا ہے اور قتل کرنے کے لیے فتوے لکھے جاتے ہیں۔ پس ان کو چاہیے کہ صبر کریں اور گالیوں کا گالیوں کے ساتھ ہرگز جواب نہ دیں اور اپنا نمونہ اچھا دکھاویں کیونکہ اگر وہ بھی ایسی ہی درندگی ظاہر کریں جیسا کہ اُن کے مقابل پر کی جاتی ہے تو پھر ان میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔ اس لیے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ہرگز اپنا اجر پا نہیں سکتے جب تک صبر اور تقوے اور عفو اور درگذر کی خصلت سب سے زیادہ اُن میں نہ پائی جاوے۔ اگر مجھے گالیاں دی جاتی ہیں تو کیا یہ نئی بات ہے؟ کیا اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کو ایسا ہی نہیں کہا گیا؟ اگر مجھ پر بہتان لگائے جاتے ہیں تو کیا اس سے پہلے خدا کے رسولوں اور راستبازوں پر الزام نہیں لگائے گئے؟ کیا حضرت موسیٰ پر یہ اعتراض نہیں ہوئے کہ اُس نے دھوکا دیکر ناحق مصریوں کا مال کھایا اور جھوٹھ بولا کہ ہم عبادت کے لیے جاتے ہیں اور جلد واپس آئیں گے اور عہد توڑا اور کئی شیرخوار بچوں کو قتل کیا۔ اور کیا حضرت داؤد کی نسبت نہیں کہا گیا کہ اس نے ایک بیگانہ عورت سے بدکاری کی اور فریب سے اوریا نام ایک سپہ سالار کو قتل کرایا۔ اور بیت المال میں ناجائز دست اندازی کی؟ اور کیا ہارون کی نسبت یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ اُس نے گوسالہ پرستی کرائی؟ اور کیا یہودی اب تک نہیں کہتے کہ یسوع مسیح نے دعوی کیا تھا کہ میں داؤد کا تخت قائم کرنے آیا ہوں اور یسوع کے اس لفظ سے بجز اس کے کیا مراد تھی کہ اس نے اپنے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو پوری نہ ہوئی؟ اور کیونکر ممکن ہے کہ صادق کی پیشگوئی جھوٹھی نکلے۔ یہودی یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ مسیح نے کہا تھا کہ ابھی بعض لوگ زندہ موجود ہونگے کہ میں واپس آؤں گا۔ مگر یہ پیشگوئی بھی جھوٹھ نکلی اور وہ اب تک واپس نہ آیا۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض امور پر جاہلوں کے اعتراض ہیں جیسا کہ حدیبیہ کے واقعہ پر بعض نادان مرتد ہو گئے تھے اور کیا اب تک پادریوں اور آریوں کی قلموں سے وہ تمام جھوٹھے الزام ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت شائع نہیں ہوتے جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ غرض مخالفوں کا کوئی بھی میرے پر ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں پر نہیں کیا گیا اس لیے میں تمھیں کہتا ہوں کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو تو غمگین مت ہو کیونکہ تم سے اور مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔ سو ضرور تھا کہ خدا کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو نبیوں کی نسبت وقوع میں آ چکے ہیں ہم میں بھی پوری ہوں۔ ہاں یہ درست بات ہے اور یہ ہمارا حق ہے کہ جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے جبکہ ہم دُکھ دیے جائیں اور ستائے جائیں اور ہمارا صدق لوگوں پر مشتبہ ہو جاوے اور ہماری راہ کے آگے صدہا اعتراضات کے پتھر پڑ جائیں تو ہم اپنے خدا کے آگے روئیں اور اُسکی جناب میں تضرعات کریں اور اُسکے نام کی زمین پر تقدیس چاہیں اور اس سے کوئی ایسا نشان مانگیں جسکی طرف حق پسندوں کی گردنیں جھک جائیں۔ سو اسی بنا پر میں نے یہ دعا کی ہے۔ مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں رب انی مغلوب فانتصر۔ مگر بغیر فانتصر کے۔ اور میری روح دیکھ رہی ہے کہ خدا میری سنیگا اور میرے لیے ضرور کوئی ایسا رحمت اور امن کا نشان ظاہر کر دے گا کہ جو میری سچائی پر گواہ ہو جائے گا میں اس وقت کسی دوسرے کو مقابلہ کے لیے نہیں بلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الٰہی میں اپیل کرتا ہوں بلکہ جیسا کہ میں تمام اُن لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے ایسا ہی میں عام اغراض کی بنا پر بغیر اسکے کہ زید یا بکر کا [illegible] مقصود ہو خدا تعالیٰ سے ایک آسمانی شہادت چاہتا ہوں جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو اور یہ فقط دعائیہ اشتہار ہے جو خدا تعالیٰ کی شہادت طلب کرنے کے لیے میں لکھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں اس کی نظر میں صادق نہیں ہوں تو اس تین برس کے عرصہ تک جو سنہ ۱۹۰۶ء تک ختم ہوں گے ایک ادنی قسم کا نشان ظاہر نہیں ہوگا اور اسطرح میرا کذب ظاہر ہو جائے گا اور لوگ میرے ہاتھ سے مخلصی پائیں گے اور اگر اس مدت تک میرا صدق ظاہر ہو جائے جیسا کہ مجھے یقین ہے تو بہت سے پردے جو دلوں پر ہیں اُٹھ جائیں گے۔ میری یہ دعا بدعت نہیں ہے بلکہ ایسی دعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پنجوقت مانگی جاتی ہے کیونکہ ہم نماز میں دعا کرتے ہیں کہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنے ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لیے **چار قسم کے نشان** چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں نبیوں کا کمال صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال صلحاء کا کمال۔ سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اسکو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں۔ اور شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے اور مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دور ہو جائے اور مجسم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اسکی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے۔ سو یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچوقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں۔ یہ دوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اسمیں ایمان بھی نہیں۔ ہماری نماز کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنجوقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور اسطرح پر زمین پر خدا تعالیٰ کی تقدیس چاہتے ہیں تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے اور ہر ایک شخص خدا تعالیٰ کی تقدیس تبھی کر سکتا ہے کہ جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے۔

حضرت مسیح نے بھی مختصر لفظوں میں یہی سکھایا تھا دیکھو متی باب ۸ آیۃ ۹ پس تم اسی طرح دعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھیراوے اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اُس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اُسکو نہ دوں اور اپنے لیے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اُسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اُسکے لیے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اُس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اُسکے لیے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور سے بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اُس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیے کہ میں اُس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اُسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی لینا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اُسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اُسکو اُٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اُٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اُسکو نیچے گرا دیتا ہے* پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا۔ (باقیست)

---

* یہ باتیں ہم از بطور شفقت اپنی عزیز جماعت کے لیے بطور نصیحت کے ہیں۔ دوسرا کوئی منشا نہیں کہ کسیکا نام لیکر اُن کا تذکرہ کرے ورنہ وہ سب توبہ کر کے گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کرے گا۔ منہ

حضرت اقدس کی چھوٹی اور پرانی تحریریں

(خاص الحکم کے کالموں میں شائع ہوتی ہیں)

"عفو گناہ کی فلسفی"

گناہ کی معافی کا فلسفہ یہ ہے کہ چونکہ انسان خدا کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اس کا تمام آرام اور تمام خوشحالی صرف اس میں ہے کہ خدا کا ہو جاوے کیونکہ جو سچی خوشحالیاں اس کی سرشت میں خدائی انوار سے ودیعت ہیں جو ظاہر نہیں ہو سکتیں جب تک وہ اس حقیقی رشتہ کو جو اسکو خدا سے ہے از سر نو تازہ کر کے فعل میں نہ لاوے پھر جب انسان خدا کا ہونے سے پھر گیا تو اسکی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی اُن کھڑکیوں کو بند کر دے جو آفتاب کی طرف تھیں اور کچھ شک نہیں کہ ان کے بند کرنے کے ساتھ ہی ساری کوٹھڑی میں اندھیرا پھیل جاویگا۔ اور وہ روشنی جو آفتاب سے ملتی تھی یکلخت دور ہو کر ظلمت پیدا ہو جاویگی۔ اور یہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر کیجاتی ہے۔ کیونکہ تمام دکھوں کی وہی جڑ ہے۔ اور اس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانون قدرت کے طریق پر تلاش کیا جاوے تو کسی کو مصلوب کرنیکی حاجت نہیں بلکہ وہی کھڑکیاں کھول دینی چاہئیں جو ظلمت کا باعث ہوئی تھیں کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ہم اس حالت میں کہ کھڑکیوں کو بند رکھنے پر اصرار کریں کسی روشنی کو پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہیں جسکا ظہور کسی آئندہ زندگی پر موقوف ہو اور یہ بھی نہیں کہ یہ باتیں محض بے حقیقت اور مجازی نافرمانیوں اور مجازی قصور بخشی کے رنگ میں ہیں بلکہ جب انسان خدا سے اعراض کر کے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا ہے۔ اور ادھر اُدھر ہو جاتا ہے جو خدا سے اترتی اور دلوں پر نازل ہوتی ہے تب اس صورت موجودہ کا نام خدا کے کلام میں **جناح** ہے جسکو پارسیوں نے مبدل کر کے گناہ بنا لیا ہے۔ اور جنح جو اس کا مصدر ہے اسکے معنے ہیں میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا ہے۔ پس اسکا نام جناح یعنے گناہ اس لئے ہوا کہ انسان اعراض کر کے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو الٰہی روشنی پڑنے کا مقام ہے اور اس خاص مقام سے **دوسری طرف میل** کر کے ان انوار سے اپنے تئیں دور ڈالتا ہے جو اس **سمت مقابل میں حاصل ہو سکتے ہیں** اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ گم شدہ انوار کسی شخص کے مصلوب ہونے سے ہمیں مل سکتے ہیں یا ان کے حصول کیلئے قانون قدیم یہی ہے کہ ہم ان کھڑکیوں کو کھولدیں جو آفتاب کے سامنے ہیں تب وہ کرنیں اور شعاعیں جو بند کرنے سے گم ہو گئی تھیں یکدفعہ پھر پیدا ہو جائینگی سو اسمیں کچھ شک نہیں کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو ان کھڑکیوں کو کھولا جاوے تب ہم نہ صرف انوار کو پائینگے بلکہ اس مبدء انوار کو بھی دیکھ لینگے جسکا نام آفتاب ہے۔ جسمانی قانون قدرت بھی یہی ہے جو ہماری نظروں کے سامنے ہے تم میں سے ایسا شخص کون ہے کہ جب اپنی کوٹھڑی کے دروازہ کے بند ہونے کی حالت میں اندھیرے اور حبس سے دکھ پاوے وہ کسی کے مصلوب ہونے کا منتظر ہو اور یقین رکھتا ہو کہ یہ دروازے کسی کے سولی دیئے جانے سے کھلیں گے۔ اور جب تک کوئی سولی نہ دیا جاوے اندھیرے میں بیٹھا رہے بلکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ ہوا کے رکنے سے تنگ نہیں ہوگا تاہم ایک خوفناک اندھیرے سے تنگ آ کر اٹھے گا اور اپنے ہاتھوں ساری کھڑکیاں کھول دیگا۔ تب ساتھ ہی صورت موجودہ جاتی رہیگی۔ اور روشنی اور ٹھنڈی ہوا سے گھر بھر جائیگا۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرما کر کہا ہے۔

من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلا۔ یعنے جو شخص اس جہان میں اندھا ہے اس جہان میں بھی اندھا ہوگا یعنے خدا کو دیکھنے کی آنکھیں جسکو اس جہان میں نہیں ملیں اُس جہان میں بھی نہیں ملیں گی۔ راستباز جو قیامت کو خدا کو دیکھیں گے وہ اسی جگہ سے خدا کو دیکھنے والے حواس ساتھ لیجائیں گے اگرچہ اسجگہ اللہ تعالیٰ نے صرف آنکھ کا ذکر کیا ہے مگر اشارۃ النص سے کان بھی اسمیں داخل ہیں۔ یعنے جو شخص اسجگہ خدا کی آواز نہیں سنے گا۔ اسجگہ بھی نہیں سنے گا۔ خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا ہی تمام روشنیوں کا سبب ہے۔ لیکن جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت دکھ مصیبت جہالت وارد ہو جاتی ہے اور وہ بھی ملعون ہو کر سچی پاکیزگی اور الٰہی رحمت سے مردود ہو جاتا ہے اور لعنت کے مفہوم کے مطابق خدا اس سے بیزار ہو جاتا ہے کیا ایسے لوگوں کے دلوں پر سچے خدا کی معرفت کا ایک ذرہ بھی پڑا ہے۔ اگر کہو کہ ہمارا مذہب نہیں کہ یسوع کو ہم حقیقی طور پر بدکار اور خدا کی رحمت سے دور اور خدا کے غضب کا مورد اور اسکی نظر عنایت سے گرا ہوا سمجھیں اور ایسا خیال کریں کہ سچ مچ خدا اس سے بیزار ہو گیا تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تمام باتیں لعنت کے مفہوم میں داخل ہیں اور جس نے یہ جائز رکھا ہے کہ یسوع لعنتی ہوا اسکو ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ لعنت کا تمام مفہوم اس پر صادق آیا۔ اور جس حد تک لعنت کے معنے لغت کی رو سے ثابت ہوتے ہیں وہ تمام معنے اسمیں پائے گئے سو لعنت کے معنے لغت کی رو سے وہی ہیں جو ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں لعنت کا شیطان وارث ہے پس ہر ایک ملعون واقعی طور پر شیطان ہے پس اگر یسوع ملعون ہے تو ہمیں معاف فرماویں کہ ضرور یہ کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ وہ شیطان ہے ہم اسوقت اس بحث کو زیادہ لکھنا نہیں چاہتے اپنے پہلے کلام کیطرف عود کر کے کہتے ہیں کہ **سچی نجات کا چشمہ بھی خداشناسی ہے**۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گناہ کی معافی اس روشنی کے مرکز پر قائم ہو جانا ہے جس سے میل کر کے اور ہٹ کر گیا تھا جیسا کہ اللہ عزّ وجلّ کی لغت میں بھی [illegible] نے برکت رکھی ہے کہ اسکا ایک لفظ بھی [illegible] جھگڑے کا فیصلہ کر دیتا ہے جس خدا نے گناہ کا نام جناح رکھا اس نے ابتدا سے اسی لفظ کے ذریعہ سمجھا دیا کہ گناہ کی حقیقت اصل مرکز سے ادھر ادھر میل کرنا ہے اور جناح کا ضد توبہ ہے کیونکہ وہ بھی اسی کے مقابل ہے۔ **نجات کا مفت ملنا اور اعمال سے فراغت رکھنا** یہ عیسائیوں کی ایک غلطی ہے انکے فرضی خدا نے بھی چالیس روزے رکھے اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی کوہ سینا پر روزے رکھے تب خدا کی کتاب ملی کیا ان نمونوں سے سمجھ نہیں آتا کہ **دنیا محنت اور مجاہدہ کا مقام ہے**۔ جسقدر دنیا میں مفت خورے ہیں حقیقت میں سب بدمعاش ہیں مثلاً اول درجہ کے چور مفت خورے ہیں پھر ڈاکو اور بٹمار اور امانت میں خیانت کرنیوالے اور رشوت لینے والے تمام نیکوں کو راستبازی کی باتیں عمل کے بعد ملتی رہی ہیں۔

یہ بات غور کے قابل ہے اور عیسائی اسکو مانتے ہیں کہ خدا بدی سے اسقدر بیزار ہے کہ ایک بدی کا عوض دائمی جہنم ہے۔ پھر جبکہ بدی سے وہ اسقدر بیزار ہے تو اس کے عدل کا تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ نیکی سے بھی اسیقدر راضی ہے یعنے اس نے نیکی کا عوض بھی دائمی جنت رکھا ہو۔ پس اس صورت میں تو **نیکی بدی کا کفارہ** ٹھیر لی ہے نہ کسی اور کا مرنا کیا اگر کوئی شخص درد سر سے بیتاب ہو تو کوئی اور اپنا سر کسی پتھر سے پھوڑے تو اس سے اس کا درد سر جاتا رہیگا! کبھی نہیں پس جب ایک انسان بدی کرنیکے بعد ایسی نیکی بجا لایا جسکا عوض دائمی جنت ہے تو ضروری ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے ورنہ خلاف عقل ہوگا۔ اسی کے مطابق خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یا دوسرے لفظوں میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بدی میں خدا تعالیٰ نے ایک خاصیت رکھی ہے کہ وہ جہنم تک پہونچاتی ہے تو عدل کا ضرور یہ تقاضا چاہئے کہ نیکی میں بھی اسکے مقابل پر ایک خاصیت ہو سو وہ یہی ہے کہ وہ جنت تک پہونچاتی ہے مثلاً کھڑکیوں کا بند کرنا ایک بدی ہے جسکی لازمی تاثیر یہ ہے کہ کوٹھڑی میں اندھیرا پھیل جاوے پھر اسکے مقابل پر نیکی یہی ہے کہ وہ گم شدہ پھر واپس آ جاوے یا بتبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ **عذاب ایک سلبی چیز ہے** اور خوشحالی **ایک امر ایجابی** اور سلب اور ایجاب میں کوئی امر درمیانی نہیں ہوتا۔ پس جیسا کہ ظلمت عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب بدن مجری طبعی پر نہ رہے سو **جب انسان کی روحانی حالت مجری طبعی سے ادھر ادھر کھسک جائے اسی انتقال کا نام عذاب ہے**۔ پس جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتھ یا پیر اپنے محل سے اتر جاوے اسوقت درد شروع ہو جاتی ہے اور یہ درد کہیں باہر سے نہیں آتی بلکہ اس عضو کے اترنے کا لازمہ پڑی ہوتی ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ وہ باہر سے نہیں آتا اور گو وہ خدا کا فعل ہے جیسا کہ اگر کوئی سم الفار کھالے خدا اسکو مار دیتا ہے اور اگر آتشک زدہ عورت کے پاس جاوے تو خدا اسکو آتشک کر دیتا ہے اور جبکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ عذاب صرف ایک سلبی امر ہے یعنے جو سچی خوشحالی سے دور ہو کر ایک حالت پیدا ہوتی ہے وہی عذاب ہے۔ قرآن شریف کے باریک بھیدوں میں سے یہ ایک بھید ہے جسکی طرف یہ آیت اشارہ فرماتی ہے۔

نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنے عذاب جہنم خدا کی ایک آگ ہے جو دلوں پر بھڑکتی ہے یعنی اندر سے ہی بھڑکتی ہے پس ایسی حالتیں کہ عذاب ایک سلبی امر ہے لازم آتا ہے کہ امر ایجابی پیدا ہونے سے وہ عذاب اٹھ جاوے کیونکہ قانون قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی سے دور ہو جاتا ہے اور کسی تیسری شے کی حاجت نہیں پڑتی مثلاً کھڑکیوں کو بند ہونے سے جو اندھیرا پیدا ہو جاتا ہے اسکا تدارک صرف اس قدر کافی ہے کہ پھر کھڑکیوں کو کھول دیا جاوے۔

اس صورت میں ہر ایک صاف سمجھ جائیگا کہ گناہ اور معافی گناہ کی فلاسفی کیا ہے گناہ ایک **امر سلبی** ہے یعنے وضع طبعی سے ادھر ادھر ہو جانا اور معافی گناہ بطور **استرداد صحت زائلہ** کے ہے یعنے کھوئی ہوئی صحت کو اپنی حالت پر لانا۔ اور کھسکے ہوئے عضو کو ایسی جگہ پر رکھنا جہاں سے وہ کھسک گیا تھا سو جسطرح **جناح** کے معنے ہیں مرکز طبعی سے میل کرنا اسیطرح اسکے مقابل پر توبہ کے یہ معنے ہیں کہ مرکز طبعی کی طرف میل کرنا یہ دونوں لفظ مقابل پر پڑے ہیں اس تقابل کو خوب یاد رکھنا چاہئے۔ اور یہ دونوں لفظ نہایت قابل قدر ہیں کہ اصل حقیقت کو دکھلاتے ہیں اور گناہ اور معافی گناہ کی سچی فلاسفی ظاہر کرتے ہیں۔ [illegible] +

نوٹ:— عیسائیوں کے خیال میں یہ سمجھا ہوا ہے کہ عذاب الٰہی اس انسان کے عذاب کی مانند ہے جو نافرمانی سے چڑ کر مارتا ہے اور جس نے اپنے نفس پر فرض کر رکھا ہے کہ کبھی قصور سے درگذر نہ کرے سو اس کی اس بدخصلت سے مخلصی حاصل کرنیکے بجز اس کے اور کوئی طریق نہیں کہ اسی کا بیٹا گنہگاروں کے گناہ معاف کرانے کیلئے اپنے تئیں سولی پر چڑھا دے تا اسطرح سے باپ قصاب کی منتقمانہ عادت بھی پوری ہو جاوے اور دوسرے لوگ بچ جاویں اور کچھ شک نہیں کہ قرآن نے اس تعلیم سے اختلاف کیا ہے اور صاف طور پر فرما دیا ہے کہ جسطرح بدی میں یہ خاصیت ہے کہ خدا سے دور ڈالتی ہے اسیطرح نیکی میں یہ خاصیت ہے کہ وہ پھر خدا کے پاس لے آتی ہے۔

حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں قسم قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور حضور قلب حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے لئے کیا کیا جاوے؟ اس کا علاج بھی نماز ہی ہے کثرت کے ساتھ بے ذوقی اور بے حضوری سے بھی جب نمازیں پڑھی جاویں گی تو اسی بے حضوری سے حضور اور بے ذوقی سے ایک ذوق پیدا ہو جائیگا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ گھبرانا نہیں چاہیئے اور تب تک اس راہ کو چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ جو مطالب پیش کرتے ہو اور جو کچھ پڑھتے ہو سمجھ سمجھ کر پڑھو پھر حضور پیدا ہونے لگے گا۔

نماز کے عجائبات میں سے اجتماع بھی ہے اس لئے مع الوسع نماز کو باجماعت ادا کرو۔ ہماری جماعت کیلئے ایک قسم کا ابتلا کا زمانہ ہے بعض کم فہم اور مساجد کے اغراض سے ناواقف لوگ ہماری مخالفت میں یہانتک بڑھ گئے ہیں کہ اپنی مسجدوں میں آنے سے روکتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کچھ عیسائی آئے تھے اور آپ نے اپنی مسجد میں انکو اپنے طریق پر عبادت کرنے سے منع نہیں فرمایا اور یہ زمانہ ہے کہ ذرا سے اختلاف کیوجہ سے مسجدوں سے نکال دیتے ہیں اور اس اخراج میں اسقدر غلو ہے کہ بعض دفعہ ان لوگوں نے مسجدوں کے فرش اکھیڑ وا دیے ہیں اور ان کو دھلوایا ہے۔ مسلمانوں کی اس قسم کی حالت بتلاتی ہے کہ اس وقت ایک امام کی ضرورت ہے مگر یہ بیمار قوم اپنے درد مند طبیب اور شفیق حکیم کو دشمن سمجھتی ہے اور اسطرح اس کے فیوض و برکات سے بے نصیب ہو رہی ہے۔ آہ! یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔

غرض

نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرو۔ اس کیلئے مسجدوں کا انتظام ہونا چاہیئے۔ میرے دوست میری اس عرض کو غور سے سنیں اور بدگمانی کی نظر سے نہ سنیں میں سچ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ درد دل سے کہتا ہوں خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے پر ایمان رکھ سکتا ہوں بعض لوگوں کو جب کہا گیا ہے کہ تم اپنے شہر میں مسجد بنالو تو وہ کہتے ہیں کہ چندہ کرا دو تاکہ مسجد بنالیں۔

میں نے نہیں کہا ہے کہ مسجد کی بہت بڑی ضرورت ہے لیکن نفس الامر یہ ضروری بات نہیں ہے۔ کہ کوئی عظیم الشان عمارت ہو تم سیدھی سادی کوئی عمارت اگر ممکن ہو بنالو۔ ورنہ چبوترہ ہی سہی اوس پر چھپر ڈال لو۔ دیکھو ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا کام مدینہ طیبہ میں یہی مسجد کی بنا تھی مگر اس کیلئے کوئی بہت بڑا اہتمام اسوقت نہیں کیا گیا۔ معمولی کھجور کے تنوں کی چھت ڈال لی گئی یہانتک کہ بارش میں وہ مسجد اسقدر ٹپکتی کہ صحابہ کے کپڑے لت پت ہو جاتے۔ وہی مسجد گو آج عظیم الشان مسجد ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنا تو ضروری سمجھی مگر اسکی عالیشان عمارت کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اسیطرح ہیروادی غیر ذی زرع میں ایک عظیم الشان مسجد بنائی گئی جو اللہ تعالیٰ کا گھر کہلایا **بیت الحرام** اس کا نام رکھا گیا جو ان اول بیت وضع للناس کا مصداق ہوا۔ ہاں جو خدا تعالیٰ کی کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت قرآن کریم کی سچائی کا زبردست نشان ہے وہ مسجد جہاں روئے زمین کے مسلمان کھنچے چلے جاتے ہیں۔ وہ مسجد کعبۃ اللہ کی مسجد ہے اب غور کرو کیا ان دونوں مسجدوں کے لئے بنانے والوں نے اس وقت چندوں کی فہرستیں کھولی تھیں؟ نہیں کعبہ کی بنا کے لئے خدا تعالیٰ کے دو برگزیدہ بندے باپ اور بیٹا خود ہی مستری معمار اور مزدور تھے۔ وہ سماں کیسا عجیب ہوگا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسمٰعیل اس مسجد کو بنا رہے تھے۔ جس اخلاص اور غرض کیلئے انہوں نے بنیادی پتھر رکھا ہوگا اس کا ثبوت اس قبولیت اور رجوع سے ملتا ہے جو اس مسجد کو حاصل ہوئی۔ ایسی جگہ وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا۔ جو کل دنیا کے لئے "رحمۃ للعالمین" ہوکر آیا۔ جسکی رسالت کا دامن قیامت تک دراز اور جو خدا تعالیٰ کی کامل شریعت کا لانے والا ٹھہرا۔ اور وہ وادی غیر ذی زرع آخر **ام القریٰ** کہلائی اور دنیا کی ناف اسکو کہا گیا۔ اس میں اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ جیسے کل انسان تاریکی کے اندر رہتا ہے اور پیٹ میں ہوتا ہے ساری غذا اوس کو ناف ہی کے ذریعہ سے پہنچتی ہے اور اس کی پرورش ہوتی ہے پھر آخر وہ ایک جدید راستہ سے پیدا ہوتا ہے اور ایک عظیم الشان فضا کے نیچے آتا ہے۔ اسیطرح جب دنیا ایک خطرناک ظلمت میں مبتلا تھی اس وقت توحید کا دودھ مکہ کی ہی ناف سے نکلا ہے۔ اور جبتک انسان اس دودھ سے پرورش نہیں پاتا۔ وہ جنم لینے کے قابل نہیں ہو سکتا۔

غرض وہ عظیم الشان مسجد تھی اس کا بنانا کوئی مشکل کام اس وقت نہیں سمجھا گیا باپ بیٹے نے مل کر اسکو بنا لیا۔ اور وہ دوسری مسجد جو اس کے لئے نمونہ تھی یعنے مسجد نبوی وہ بھی ایک معشوق سے باپ اور بیٹوں نے بنائی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امہات المومنین قرار دیتا ہے اس حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باپ ہیں اور صحابہ آپ کے فرزند تھے۔ اس مسجد کو صحابہ کے ساتھ مل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنا لیا۔ اور ساری دنیا اسکی متوالی ہوگئی۔

اس زمانہ میں بھی میں اس قسم کی مسجد کا ایک نمونہ دکھاتا ہوں۔ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مسجد بنائی ہے زمین نہیں ملی تو اوپر چھت کے ہی بنا لی ہے۔ بات کیا ہے جو چیز اللہ تعالیٰ کی رضا رکھوا سطے ہوتی ہے وہ بابرکت ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو تو کچھ نہیں بنتا۔ تم خیال کر سکتے ہو کہ لاہور امرتسر میں کئی بڑی بڑی مسجدیں ہیں۔ لاہور میں شاہی مسجد اور وزیر خان کی مسجد موجود ہے کیا وہ مسجدیں ایسا متوالا اور پروانہ بنا سکتی ہیں۔ جو مکہ اور مدینہ کی مسجد بنا سکتی ہے یا ہماری چھوٹی سی مسجد۔

غرض جس جس جگہ ہمارے بھائی رہتے ہیں تو سب سے مقدم اور ضروری کام کم از کم ایک چھوٹی سی مسجد ہے جیسی ممکن ہو بنالو۔ اگر سستی کروگے تو نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ غرض پہلی بات **نماز** ہے نماز پانچ وقت احباب کو جمع کرتی ہے یہ تو اسکی ظاہری خوبی اور حسن ہے نماز ہی کی خوبی ہے کہ ساری گاؤں کے لوگ ایکدن جمع ہوتے ہیں اور نماز ہی کی خوبی ہے کہ کل روئے زمین کے مسلمان مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔ نماز ہی کی خوبی سمجھ کر تم آئے۔ یہاں آنے کی یہ غرض نہیں ہونی چاہیئے کہ یہاں میلے ہوں گے تو ایسا جلسہ ہوگا تقریریں ہوں گی۔ یہ تو ایک قسم میلے کی ہی صورت ہے۔ نہیں بلکہ یہاں آنے کی غرض وہی ہو جو حق سبحانہ تعالیٰ کا منشا ہے۔ وحدت ہو۔ اخوت ترقی کرے اور اصلاح نفس ہو۔

ایک مرتبہ مجھے خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا یہ نہیں فرمایا احبابا اس میں کیا سر ہے وہ سر مجھے یوں سمجھ میں آیا۔ کہ محبوب میں رنج نہیں ہوتا۔ بھائیوں میں رنج بھی ہو جاتے ہیں کبھی کسی قصور فہم سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ اور ناراض ہوگیا۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ فضل الٰہی سے ہی اخوان بن سکتے ہیں اپنی کوشش اور محنت سے کچھ نہیں ہوتا پس اگر کسی سے کوئی غلطی یا کمزوری ہو جاوے تو اخوت ہی کے رنگ تک رکھو۔ یہاں آنے کی ایک بڑی غرض یہی رکھو کہ تمہارے تعلقات باہم مضبوط اور اعلےٰ ہوں اور خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں پر غور کرو۔ کہ انہیں کیا جاتا ہے کہ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی مربع مل جاوے۔ نہیں بلکہ انکی ساری دعائیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی ہیں۔

غرض

یاد رکھو کہ اجتماع پر اللہ تعالیٰ کا فیضان نازل ہوتا ہے۔ اس وقت ایک تعارف پیدا ہوتا ہے۔ ایک خدمت کا شریک ہوتا ہے جتنا خرچ کیا۔ کچھ چھوڑا آرام چھوڑا۔ اغراض کے یہ غرض بھی ہو سکتی ہے کہ اکٹھے ہو کر مل بیٹھ میں محبت پیدا ہوتے ہیں اسلئے یہ اغراض لورا سوال کو خرچ کرنے میں تکلیفات بھی پیش آتی ہیں تو اسمیں تو کوئی شبہ اور کلام نہیں ہو سکتا کہ جب ہم یہ سب کچھ محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے برداشت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے مامور اور شکور خدا کی طرف سے قدر بڑھتی ہے۔ اور یہ ایک مزدوری ہوتی ہے۔ جیسا عظیم الشان اجر ملنے والا ہوتا ہے اور ان دعاؤں سے حصہ ملتا ہے جو خدا تعالیٰ کا مامور خصوصیت کے ساتھ ایسے موقع پر مانگتا ہے کیونکہ وہ سب جو اسوقت موجود ہوتے ہیں ان دعاؤں میں شریک ہوتے ہیں۔

پس

ایسے موقعوں پر آنا چاہیئے۔ لیکن پاک اغراض اور رضاء الٰہی کے مقصد کو ملحوظ رکھکر کسی اور غرض اور خواہش سے + باقی آئندہ۔

جس مہدی کو لوگ مانتے ہیں وہ مشکل ہے اور اس کی نسبت احادیث میں بہت تعارض ہے لیکن ہمارا دعوےٰ اس مہدی کا ہے جس کی نسبت کوئی شک نہیں۔

خدا بڑا رحیم کریم ہے اگر لوگ راتدن تضرع کریں خیرات اور صدقات دیں تو شائد وہ رحم کرکے اس عذاب سے ان کو نجات دے۔ اگر جماعت متفق ہوکر تضرع کیطرف متوجہ ہو تو اوس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

ہمارا آخری حصہ عمر کا ہے اور ہمیشہ تجربہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ ہی غالب ہوتا ہے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ یوسف علیہ السلام کا قصہ ہی دیکھو کہ سب بھائی مصیبت زدہ ہوکر اسی کے سامنے پیش ہوئے تھے لیکن اسے شناخت نہیں کر سکتے اگر یہ ہمارا مقدمہ ایک انسانی کاروبار ہوتا تو سب سے اول بیزار ہونیوالا اس سے میں ہوتا مگر جبکہ اس کے قدم قدم پر خدا کا الہام ہوتا ہے تو معلوم ہوا یہ اسی کی طرف سے ایک امر ہے۔

فرمایا ہمیں بڑی کو اسدن غم ہوتا تھا جسدن خدا کی راہ میں انہیں کوئی غم نہ ہوتا۔ مومن کسی نہ کسی ابتلا میں ضرور رہتا ہے۔

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی

از ملفوظات

خطبہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں

پھر سب سے بڑا مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق تھا۔ ان لوگوں کا تو ذکر ہی چھوڑ دو جو سرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی کے قائل نہ تھے میں ان لوگوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہیں انہیں میں سے ایک گروہ تو ایسا نکلا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت پر خود اضافہ کر لیا اور اپنی ایک جدید شریعت قائم کر لی گو زبان سے نہیں مگر عمل سے خود قسم کے وظائف اور اوراد سیفیاں اور کیا کیا تکمیہ کے لئے ایجاد کئے اور ان میں یہاں تک منہمک ہوئے کہ وہ اصل شریعت پس پشت ڈالدی گئی۔ عبادت کے طریقے بھی نئے نئے ایجاد کر لئے گئے اور یہ ترمیم و تنسیخ یہاں تک پہونچی کہ ایک نئی شریعت نظر آ رہی ہے جو میری اس بات کو مبالغہ اور خیالی سمجھتا ہے اسے چاہیئے کہ سجادہ نشینوں اور گدی نشینوں اور دوسری قسم کے فقیروں کو دیکھیے کہ ان کے معمول کیا ہیں۔ پھر ان لوگوں میں جو علماء کہلاتے ہیں ان کے باہمی اختلاف پر نظر کرکے اور بھی حیرت ہوتی ہے اور اصل شریعت کا پتہ لگانا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔

ان باتوں کو چھوڑ کر ایک اور عظیم الشان غلطی کو یا اوس کا نام کچھ اور رکھو پیدا ہو چکی تھی وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق وہ لوگ جو آپ کو باوجودیکہ سچا نبی مانتے ہیں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ آپ معاذ اللہ مر گئے ہیں اور مردہ رسول ہیں اگر مونہہ سے نہیں کہتے تھے تو عمل سے بتاتے تھے کہ آپ مر چکے ہیں بلکہ میں درد دل سے کہتا ہوں اور یہ الفاظ کہتے ہوئے زہرہ گداز ہو جاتا ہے کہ وہ آپ کو عملی طور پر معاذ اللہ ابتر مانتے تھے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے فیوضات و برکات کا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہو گیا اور آئندہ نور نبوت سے کوئی حصہ لینے والا آپ کی تعلیم سے مزکی اور معلم ہونیوالا نہیں ہے۔ یہ کسقدر اندھیر اور ظلم کی بات ہے کہ وہ نبی جو **کامل** اور کامل انسان جو دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا جسکو ہم شاہد ہیں۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ وہ نبی جسکی نبوت کا دامن قیامت تک دراز ہو اس کے اعجاز و خوارق ایک محدود زمانہ تک آکر ختم ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ آئندہ کے لئے بند ہو گیا کیا کوئی عقل سلیم اس بات کو تسلیم کریگی اور اسے ماننے پر طیار ہو جائیگی۔

کوئی شخص ثبوت نہیں دیتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اس معیار پر ثابت کرے حضرت عیسےٰ کو تو آسمان پر زندہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اسطرح پر آپکی زندگی اور نبوت پر خطرناک حربہ چلایا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل ہیں کوئی انصاف سے کہے کہ جب حضرت مسیح کا یہ قول ہو مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

اور ابھی تک وہ زندہ ہی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے جبتک حضرت عیسیٰ کی زندگی کا خاتمہ نہ ہو اسوقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت نہایت مشکوک نظر آتا ہے۔ مگر مبارک ہی ہو اس کامل انسان پر جس نے آکر اس راز سربستہ کو کھولدیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے روشن اور بین دلائل دنیا کے سامنے رکھدیئے۔ اور ثابت کر کے دکھایا کہ آپ زندہ نبی ہیں۔

جسطرح پر آپ کے وجود سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ملا۔ اسیطرح پر آپ کے وجود ہی سے سلسلہ نبوت کی گواہی ملی اور خود آپ کی ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت کامل ٹھیری۔ آپ نے اپنے ذاتی تجربہ اور وجود سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی کامل تعلیم کا نمونہ یہ ہو سکتا ہے اور اس تعلیم پر عمل کرنے سے یہ ثمرات اور نتائج ملتے ہیں حقیقت میں اس زمانہ کے لوگوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کے تسلیم کرنے کیلئے کیا حجت اور دلیل ہو سکتی تھی اگر یہ نہ آیا ہوتا۔ نری دلیل بازی اور منطقی بحثیں اس کیلئے کافی نہیں کیونکہ دوسرے مذاہب باطلہ والے بھی اپنے مفید مطلب بہت سی دلائل منطقی وغیرہ پیش کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ پرانا گذشتہ معجزات اور خوارق کوئی اثر پیدا کر سکتے تھے؟ کبھی نہیں کیونکہ دوسرے لوگ ہندو اور عیسائی بھی اس امر میں پیچھے نہیں رہے ہوئے۔ ان کے ہاں بھی بہت سے معجزات اور خوارق کی داستانیں اور کہانیاں موجود ہیں اگر صرف روایت پر مدار رکھنا منظور ہے تو بتاؤ کہ ان کے رد کرنے کی دلیل کیا ہے؟

مگر نہیں اس خدا کی حجت و آیت نے رسالت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے داستانوں اور کہانیوں پر انحصار نہیں کیا اس نے تازہ بتازہ نشان اور آیات خدا تعالےٰ کی قدرتوں کے دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اور یہ قرار دیا کہ یہ آیات اور نشانات صرف صرف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے ملتے ہیں۔ اور اسطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی اور اسلام کا بول بالا کیا۔

کیا اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت اسلام کی سچائی۔ قرآن کریم کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ہو سکتا تھا اور اس تعلیم کے ثمرات اور نتائج کا زندہ نمونہ پیش کر دیا اور دوسرے تمام مذاہب باطلہ کے علماؤں اور لیڈروں کو جو اسوقت موجود ہیں چیلنج کیا کہ اگر تم میں اپنی تسلیم کی سچائی اور خوبی کا کوئی ثبوت ہے تو اس کے ثمرات اور نتائج کو پیش کرو تا کہ دنیا پر کھل جاوے کہ کسی مذہب کے اختیار کرنے سے یہ نتائج حسنہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور وہ نتائج اور ثمرات آئندہ زندگی کے وعدوں اور سچائیوں پر گواہ ہوں اور کوئی اس کے مقابل نہیں آتا۔ کاش اگر مسلمانوں کو اس عشق اور محبت کی کیفیت پر اطلاع ہوتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے دل میں ہے اور جس کے لئے وہ رولیا جاتا ہے تو آج اس کے خاک پا کو سرمہ دانیوں میں ڈال کر دور دراز میں لے جاتے۔

جب ہم اس غیرت اور جوش پر نظر کرتے ہیں جو وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھتا ہے اور اسکی اس تڑپ اور اضطراب کو دیکھتے ہیں جو اسلام کو غیروں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے اسکے دل میں ہے اور جو اپنے عمل سے دکھا رہا ہے اور پھر اس کے مقابل قوم کے سلوک پر خیال کرتے ہیں تو جگر خون ہو جاتا ہے کہ کیا یہ انسان اس قابل تھا کہ اس کو گالیاں دی جاتیں ہر طرح سے اس کو ستانے کے منصوبے کئے جاتے اسکی راہ میں سانپ اور بچھو چھوڑے جاتے اور پتھر بچھائے جاتے! اور پھر کس گناہ پر گناہ صرف یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق اور خادم ہے اوسکی غلامی پر ناز اور فخر کرتا اور اپنی ساری کوشش اور ہمت اس کے لئے صرف کر رہا ہے کہ دنیا کو منوا دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔

ناقدر شناس قوم! خدا سے ڈر تو نے کس پر ہتھیار باندھے ہیں ہاں سن رکھ وہ کیا کہتا ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

ناعاقبت اندیش قوم! مبتان احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تخریب یہاں ہزار داستان پر تو حملہ کرتی ہے دیکھ اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا میں پھر پوچھتا ہوں کہ اسے مخالفت کرنیوالو! بتاؤ تو سہی کہ کیا اس امر پر کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ ثابت کرتا ہے۔

اس کے ساتھ یہ سلوک ہونا چاہئے تھا۔

کیا مسیح کی موت سے انکی جائداد اور بڑھتی تھی؟ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور سب سے بڑھکر خدا تعالےٰ کی عزت و جلال کے لئے ضروری تھا کہ وہ ابن آدم جو خدا کے عرش پر بٹھایا گیا ہے مارا جاتا اسکی موت اسلام کی زندگی ہے۔ اگر تم اسلام کی زندگی سے خوش نہیں ہو سکتے تو رہو۔ وہ اب مر چکا اور دنیا کے عقلمند اور آئندہ نسلیں اسکی زندگی کی قائل نہیں رہ سکتیں اور اسکی موت اور اسلام کے احیاء کا فخر اسی پہلوان کو ہے (علیہ الصلاۃ والسلام)

میں سچ کہتا ہوں کہ کتنی منت ہے اسکی مسلمانوں کی گردن پر کیونکہ اس نے زندہ خدا زندہ رسول اور زندہ کتاب ثابت کر کے دکھا دی پس مبارکی ہو تجھکو اے مسیح کہ تو کامیاب ہو گیا۔

اس کے بعد قرآن شریف کا مسئلہ تھا مسلمان اسکو ایک کتاب مانتے تھے بلا تشبیہ اسی رنگ و حیثیت کی کتاب جیسے توریت انجیل اور وید بیجان کو ماننے والے مانتے ہیں۔ عام مسلمان۔ صوفی۔ متکلمین اس زمانہ میں اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی فرق نہیں بتا سکتے تھے اور کوئی امتیاز اس اور دوسری کتب بر ہمیں نہیں دکھا سکتے تھے نری تقریروں اور دعاگوؤں میں ہر ایک شخص اور ہر ایک اہل مذہب اپنی اپنی کتاب کے لئے بہت کچھ کہہ سکتا اور تقریریں کر سکتا تھا۔ مگر وہ عظمت اور شوکت جو کتاب اللہ کی ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کوئی ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ قرآن شریف کو دوسرے اہل ملل کیطرح اپنی تقریروں اور وکالتوں کا محتاج سمجھتے تھے اور خود قرآن کریم کو نقلی کتاب تصور کئے بیٹھے تھے لیکن اس خدا کے مسیح نے آکر یہ دکھا یا کہ قرآن شریف ہمارے دلائل اور وکالت کا محتاج نہیں وہ ہر ایک امر میں خود ہی دعوے پیش کرتا ہے اور خود ہی اس دعوے کی دلیل پیش کرتا ہے وہ ہماری کسی تقریر یا دلیل کا محتاج نہیں وہ ہر ایک **ناطق کلام** ہے۔ اور پھر اوس نے دکھایا کہ قرآن شریف میں کیا برکت ہے کہ یہ زندہ کتاب ہے اور اس پر چلکر خدا کی نصرت اور برکات حاصل ہوتے ہیں۔

باقی آئندہ

مکر اللہ | مکر اللہ کے یہی معنے ہیں کہ انسان کی باریک باریک تدابیر اور تجاویز پر آخر کار خدا کی تجاویز غالب آجاویں اور انسان کو ناکامی ہو۔ اگر کوئی کتاب اللہ سے اس خلاسفی کو نہیں اتا تو دنیا میں ہی اسکی نظیر موجود ہے اور اس کے اسرار یہاں ہیں رہ گئی باریک سے باریک تدابیر کر کے بھی اسلام اپنی حفاظت کر رہے لیکن گورنمنٹ جو تجاویز باریک در باریک اسکی گرفتاری کی رکھی ہیں اور وہ غالب آجاتی ہیں تو خدا کیوں نہ غالب آوے۔ از ملفوظات

نظم

از جناب محمد ابراہیم بن موسیٰ خان (کراچی)

اے دلت سنگ و دلہا سنگ ... بے بصر را دیو اندیشہ
مرد یکرنگ شو دو رنگی چیست — دین احمد گزین فرنگی چیست
تا بکے نحو حرف ہر واہی — غافل از سر صبغۃ اللہی
ہر کرا نور چشم حق بین دید — صبغۃ اللہ رنگ این دین دید
لیک چشم تو خیرہ مے بیند — بہتر از صاف تیرہ مے بیند
زانکہ خفاش را ز ضعف بصر — در خور افتادہ وقت شام و سحر
کہ در آن نور مہر کم تابد — ظلمت و روشنی بہم تابد
بہر اصلاح بینش خود کن — پس تماشائے نور احمد کن
شمع دانش کہ دل فروز بود — در خور بخت تیرہ سوز بود
تو باین شمع تیرہ سوز مساز — جز بخورشید نیمروز مناز
چیست خورشید با تو گویم فاش — آنکہ پوشیدہ گشت بر خفاش
یک جہان دل بنور او معمور — لیک جرمیم با نگل مستور
مشرق او ستاد یان جہان — ذکر عین خمسہ اے نادان
آفتاب است این سپہر خوش است — برتر از اوج ماہ و مہر و کہکشان
من بجون جگر شناختمش — تا بجان قبلہ گاہ ساختمش
ذکر در بند خواب و خور باشی — بہتر آن بہ کہ بے خبر باشی
زانکہ این از لوازم خاک است — خاکیان را چہ جا بر افلاک است
تو و عصیان و ما و گناہ و دست — ہر کسے آن کند کہ لائق اوست
غافلان را نہ سنز و سلطلق — دعوے فہم راز اہل حق
در مباحث سر ستیز کشی — حلق خود را بہ تیغ تیز کشی
باکر داری ستا بلہ شد دار — با مسیحائے احمد مختار
راہ عرفان حق مگو سہل است — ہر کہ سہلش شمرد نا اہل است
نشنیدی کہ آن زمو باریک — ہست و تیرہ تر از شب تاریک
پس چنین دان جنت ماموریش — تا نہ پنداری از خدا دورش
عجز و زاری است مطلب اینجا — پائے بگذار رو بسر اینجا
چیست با شوخی غرور رحیم — سر سلیمی طبیع ابراہیم

قدیم روسیونکا مذہب اور انکا عیسائی ہونا

زمانہ قدیم مین روسی بہی اس زمانہ کی تمام آریا اقوام کی طرح بت پرست تہے اور بہت سے دیوتاؤن کی پوجا کیا کرتے تہے۔ ان کیلئے قربانیان کرتے اور بہینٹیں چڑہاتے تہے۔ ان کے دیوتاؤن مین چہہ بہت مشہور و معتبر سمجہے جاتے تہے۔ پہلا - پیرون جو برق و باد و جنگ و صلح کا دیوتا تہا۔ دوسرا داجبوگ تہا جسکو معبود الشمس کہنا چاہئے۔ تیسرا - وُلا دو یعنی رب النور۔ چوتہا۔ ڈوموکوئی - الہ الارض۔ پانچوان - ژدیا نوئی - خداوند آب - چہٹا - کی تی جو ہرج و مرج کا مالک مانا جاتا تہا۔ سال کے بعض ایام مقرر تہے۔ جن مین خصوصیت کے ساتہہ ان معبودون کی پرستش ہوتی تہی اور یہی دن روسیون کا تہوار سمجہے جاتے تہے۔ دسوین صدی عیسوی تک روسی اسی مذہب کے پابند رہے اور آخر کار اسی صدی مین تمام یورپ کے بعد روسی بہی نصرانی ہو گئے۔

جس زمانے مین کہ آفتاب اسلام چمک رہا تہا۔ اور اسکی فتوحات کی روشنی انتہائے ایشیا کے تاریک کونون مین رہنے والون کی آنکہین خیرہ کر رہی تہی۔ روسی اور صقلبی دونو بالکل وحشی اقوام تہین۔ جن کے افراد بطور غلامون کے بغداد و بصرہ۔ دمشق وغیرہ بڑے شہرون کے بازارون مین بکتے نظر آتے تہے۔ اور عام طور پر صقالبہ بردے کہلاتے تہے۔ یہی غلام خلفاء کے خادم بنتے۔ اور فوجون مین بہرتی کئے جاتے تہے۔ انہین مین بہت سے خواجہ سرا بہی ہوتے تہے اور حرم سراؤن مین معمولی خدمتین کرتے تہے۔ اسلام کی برکت سے ان قومون کے ہزارون غلام آزادی پاکر خلفاء کے اعوان و انصار خاص بن گئے۔ اور اعلےٰ مدارج ملکی و مالی تک پہونچے۔ اندلس کی حکومت بنی امیہ مین ان لوگون کا شمار بہت کچہہ بڑہ گیا تہا۔

نوین صدی عیسوی سے پہلے پہلے روسی قومین بالکل وحشیانہ زندگی بسر کرتی تہین۔ ان مین باقاعدہ ریاست و حکومت کا نام و نشان بہی نہ تہا۔ دوسری طرف مسلمان اسوقت فضل و کمال حاصل کرنے کے بعد نہایت شان و شوکت سے حکومت کر رہے تہے۔ اور ان کی سلطنت تین برّ اعظمون تک پہیل چکی تہی۔ اسی اثنا مین روسیون نے اپنی حالت کچہہ کچہہ درست کی مگر ان کے رئیس و سردار یورپ کے عام بادشاہون کیطرح مسلمان امرا و خلفاء خصوصاً عبدالرحمان ناصر خلیفہ اندلس کے پاس وقتاً فوقتاً دفد مع تحائف بہیجتے رہے اس باقبال خلیفہ کے دروازے پر ہمیشہ جرمنی - روس - فرانس - روم (بواد مجہول) کے ایلچی تحفے اور ہدیے لئے ہوئے باریابی کے منتظر نظر آتے تہے۔ اور سلاطین فرنگستان اس کے رعب و جلال سے خائف و کپکپاتے تہے۔ مگر مسلمان خلفاء نے کبہی دیگر اقوام کی مجبوری یا کمزوری سے فائدہ نہین اٹہانا چاہا بلکہ وہ ان سفراء سے باخلاق پیش آتے اور اپنے معتمد بہی سلاطین یورپ کے پاس بہیجتے رہے۔ جہانتک ہم کو علم ہے پہلا مسلمان ایلچی بادشاہ روس کے پاس خلیفہ مقتدر باللہ نے چوتہی صدی ہجری کے ابتدا مین احمد بن فضلان کو بہیجا۔

جب یہ ایلچی اپنے سفر سے واپس آیا تو جو سامان اس نے وہان دیکہے اور ان کے عقائد دریافت کئے تہے وہ ایک کتاب کی صورت مین لکہے۔ مسلمانون مین غالباً وہی پہلا شخص تہا جسکو ان امور کے دریافت کرنے کا موقع ملا۔ آج ہم اسی کی تحریر سے اس زمانہ کے روسیون کی عادات اور دینداری کا حال اقتباس کرتے ہین۔ وہ لکہتا ہے کہ "دریائے ڈالگا پر مینے ایک تجارت پیشہ روسی قوم کو دیکہا۔ اس سے پہلے ایسے قوی الجثہ مضبوط آدمی میری نظر سے نہین گذرے تہے ایک ایک ان مین سے بلا مبالغہ نظامی کے اس شعر کا مصداق تہا۔

سیاہے بہ کردار نخل بلند
ہراسان ازو دیدہ مغز بند

اگر کچہہ فرق تہا تو اتنا تہا کہ ان لوگون کا رنگ نہایت سرخ تہا۔ یہ لوگ نہ کرتے پہنتے ہین نہ کوٹ بلکہ ہر ایک آدمی ایک اونی کمل کا تہیلا سا اپنے جسم مین ڈال لیتا ہے۔ جو فقط ایک ہاتہہ کی طرف سے کسی قدر کہلا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہان سے ان کا ایک ہاتہہ نکلا رہتا ہے۔ ان مین کوئی شخص تلوار اور چہرے سے خالی نہین ہوتا - یہ ہتہیار فرانس کے بنے ہوئے اور بڑے کارآمد و آبدار ہوتے ہین۔ اور ہر وقت ان کے گلے مین لٹکے رہتے ہین۔ ہر ایک عورت کی چہاتیون پر کٹوریان بندہی رہتی ہین۔ اگر شوہر غریب ہے تو یہ کٹوریان لوہے اور تانبے کی ہونگی۔ اور صاحب مقدور ہونیکی حالت مین سونے اور چاندی کی - ہر ایک کٹوری مین ایک کڑی مع چہری کے لٹکی رہتی ہے اور گلے مین چاندی سونے کے ہار ہوتے ہین۔ ان کا دستور ہے کہ جب کسی کے پاس دس ہزار درہم ہو جاتے ہین تو وہ اپنی بیوی کے لئے ایک ہار بنوا دیتا ہے۔ اور ہر دس ہزار کی زیادتی پر ایک ہار زیادہ ہوتا جاتا ہے بعض بعض عورتون کے گلے مین مین نے بہت سے ہار دیکہے۔ جن کو مین پہلی نظر مین شمار نہ کر سکا۔

ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ زیور دریائی مہرون (یعنی گہونگون) کا ہار ہے۔ وہ ایک ایک مہرہ ایک ایک درہم کو خریدتے ہین۔ اور اپنی بیوی کے ہار بنواتے ہین۔ یہ لوگ انتہا درجے کے پلید و ناپاک ہین۔ آبدست تک نہین لیتے پہر بہلا غسل جنابت پر آمادہ ہونا تو کجا ان حیوان بصورت انسان کی جماعتین اپنے شہرون سے آکر والگا پر ایک جگہ لنگر انداز ہوتی ہین اور پہوس ہی کے جہونپڑے بنا لیتے ہین اور ایک ایک جہونپڑے مین کم و بیش دس دس بیس بیس شخص رہتے ہین - ہر ایک کی چارپائی الگ الگ ہوتی ہے۔

ان کی لونڈیان اور سامان تجارت ان کے ساتہہ ساتہہ چلتا ہے۔ جب ان کی کشتیان اس لنگرگاہ پر پہنچتی ہین تو ہر ایک شخص کچہہ روٹی اور گوشت و پیاز و شراب لیکر ایک انسان جیسی بت کے پاس جاتا ہے۔ اس بت کے اردگرد اور بہی بہت سی چہوٹی چہوٹی مورتین نصب ہین۔ اور اس کے پیچہے ایک لمبی لکڑی زمین مین گڑی ہوئی ہے ان مین سے ہر ایک شخص اس بڑے بت کو بادب سجدہ کر کے بخضوع عرض کرتا ہے کہ "اے میرے معبود مین یہان حاضر ہوا ہون اور میرے ساتہہ اسقدر لونڈیان اور گہوڑے پوست ہرن اور دوسرا تجارتی سامان ہے۔ مین تیرے لئے یہ بہینٹ لایا ہون جو بڑی عقیدت سے نذر کرتا ہون۔ میری تمنا ہے کہ تو میرے پاس کسی گاہک کے پورے خریدار کو بہیجے کہ میرا مال مونہہ مانگے داموں پر خریدے اور مجہہ سے تکرار نہ کرے"۔

اس قدر کہنے کے بعد یہ لوگ وہان سے چلے آتے ہین۔ اب اگر ان کی تجارتی اشیاء کی فروخت مین دیر ہوئی اور سودا حسب دلخواہ نہ بکا تو پہر دوبارہ سہ بارہ مذکورہ بالا طریق پر ہدیہ لیکر اس بت کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین۔ اور اگر پہر بہی آرزو پوری نہ ہو تو چہوٹے چہوٹے بتون پر بہینٹ چڑہاتے ہین۔ اور ان سے شفاعت کے خواستگار ہوتے ہین۔ کیونکہ ان چہوٹے بتون کو وہ لوگ بڑے بت کے بیوی بچے سمجہتے ہین غرض سودا نہ بکنے کی حالت مین باری باری ان چہوٹے بتون سے سفارش و شفاعت کی التجا کرتے رہتے ہین۔ یہان تک کہ ان کا سامان فروخت ہوتا ہے اور وہ سمجہتے ہین کہ ہمارے معبود نے ہمارا مطلب پورا کر دیا۔ اس کے شکریہ مین یہ تاجر آکر اس بڑے بت کے روبرو چند بیل بکریون کی قربانی کرتے ہین۔ اور تہوڑا سا گوشت صدقے کے طور پر تقسیم کر کے باقی ان چہوٹے بڑے بتون کی بہینٹ چڑہاتے ہین۔ اور بیل بکرون کے سر اس طولانی لکڑی مین لٹکا دیتے ہین جو بڑے بت کے پیچہے نصب ہوئی ہے۔ رات کو جب کتے آکر اس گوشت کو کہا جاتے ہین تو یہ لوگ سمجہتے ہین کہ خداوند نے ہمارا ہدیہ قبول کر لیا اور وہ ہم سے راضی ہے۔ یہ عقائد اگرچہ روسیون کی نوین دسوین صدی عیسوی سے پہلے کے بتائے جاتے ہین۔ لیکن ایکہزار برس گذرنے پر بہی ان مین بہت زیادہ فرق نہین پڑا۔ دیہات کے لوگ اور شہری عورتون کا بڑا حصہ اس قسم کے توہمات مین آجتک مبتلا ہے۔ گو بتون کی جگہہ حواریین کے گرجاؤن اور حضرت عیسےٰ و حضرت مریم کی تصاویر نے لیلی ہے۔ دریا کے فیلنگ کی خاطر زار روس بہی بعض ایسی رسوم ادا کرتے ہین جو بالکل بے وقعت اور مضحکہ انگیز ہین۔ ابہی وہ آغاز جنگ مین ایک سینٹ کی مزار پر دعا مانگنے جاتے تہے۔ درحقیقت روسیون کے عقائد ان کے حریف جاپانیون سے زیادہ کمزور اور جاہلانہ ہین۔ جبکا اثر جنگ کے موقع پر اچہا نہین پڑ سکتا۔

(وطن)

مختصر نوٹ اور نکات

جو دل ایمان نماز اور نیک کاموں سے حظ نہیں اٹھاتا وہ اپنا علاج کرے کیونکہ وہ بیمار ہے جیسے بیمار کو عمدہ سے عمدہ اشیاء بھی اچھی نہیں لگتی ہیں اسیطرح پر وہ دل رد حالی بیماریوں میں مبتلا ہے

قرآن کریم میں اب تک ابدالآباد تک دو عظیم الشان نہریں جاری ہیں اور جاری رہیں گی۔ ایک دلائل عقلیہ کی نہر دوسری آسمانی نشانوں کی نہر۔ لیکن عیسائیوں کی انجیل ان دونوں سے ہمیشہ بے نصیب اور خشک رہی ہے اور ایسا ہی دیگر کو بھی یہ مقام اور خصوصیت حاصل نہیں ہے ونعم ما قیل۔

سگے پرستد بندہ راجز آنکہ نادانے بود
پس بگر بد بر رہ شان ہر کہ گریانے بود
آن خداوندے کہ نامش ہست برہر رگ ثبت
ہر کہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود

انجیل کے ماننے والے کہتے ہیں کہ گناہ کی مزدوری موت ہے لیکن اس پر ہی ہمیں تعجب ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع کی خدائی کا اعتراف کرنیوالے اور اپنے گناہوں کی گٹھڑی اس کی گردن پر رکھنے والے اسے ملعون قرار دیکر بھی مرتے ہیں معلوم نہیں یہ موت کس گناہ کا نتیجہ ہے ؟ کیا عیسائی کوئی جواب دیسکتے ہیں !۔

پٹھانکوٹ کے قیام پر ایک مرتبہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مقدمہ تھا ہم بیمار ہو گئے۔ تکلیف اور کرب بہت زیادہ تھا۔ ہمارے مخدوم و محسن حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نہایت شفقت اور ہمدردی کے ساتھ باوجود اپنی کمزوریوں کے خصوصاً تیمارداری کر رہے تھے۔ اس وقت ہماری گھبراہٹ کو دیکھ فرمایا کہ دیکھو سچے اخلاق فاضلہ کا امتحان اور اور ایمان کی آزمائش کا اصل وقت یہی بیماری اور غصہ ہوتا ہے اس وقت سب حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ اور اصل حقیقت کھل جاتی ہے مومن مصائب اور تکلیف میں گھبراتا نہیں قدم آگے بڑھاتا ہے میں جانتا ہوں کہ تمہیں تکلیف ہے لیکن اس کو اپنی اصلاح کا ذریعہ سمجھ کر خوشی کے ساتھ اسے برداشت کرنا چاہئے"

حقیقت میں ایمان ایسی ہی حالتوں میں معرض امتحان میں آتا ہے اگر مصائب اور مشکلات ہمارے قدم کو آگے بڑھنے سے نہیں روکتے تو لاریب ہم خوش قسمت ہیں اور اگر قدم ڈگمگاتے ہیں تو ایمان خطرہ کی حالت میں ہے اللہ تعالیٰ اس سے بچائے آمین

یہ بالکل سچی بات ہے کہ سچائی سچائی ہے گو ساری دنیا اس سے انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو ایک عالم اس کا مصدق اور معترف ہو۔

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایک روز فرماتے تھے کہ میں **امرھم شوریٰ بینھم** پر غور کرتے کرتے صحابہ کی پاک سیرۃ پر سوچنے لگا۔ جس سے مجھے نہ صرف ایک ذوق اور لطف ہی آیا بلکہ صحابہ کی عظمت کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور پاک فطرت کا بہت بڑا اثر ہوا جس نے ایسی پاک جماعت طیار کی کیونکہ دنیا میں اس قسم کے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں جو اپنی کمزوریوں کو کسی سے سن کر صبر کر سکیں۔ اور ان کی اصلاح کریں بلکہ اگر کسی کو کسی کی غلطی یا نقص سے آگاہ کیا جاوے تو وہ خطرناک طور پر مقابلہ کیلئے آمادہ ہو جاتا ہے لیکن **امرھم شوریٰ بینھم** سے صحابہ کی پاک سیرۃ کا پتہ ملتا ہے کہ اگر ان کو کسی غلطی یا کمزوری پر مطلع کیا جاتا تو وہ نہایت ہی خوشی اور شکر گزاری سے اسکی بات کو سنتے۔"

حقیقت میں نصیحت کرنیوالے احباب و اصحاب کا میسر آنا بھی کوئی عام بات نہیں ہے بلکہ یہی بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہوتی ہے جو ایسا دوست میسر آوے۔ ایسے دوست بجز اس مجلس کے ملنے قریباً محال ہیں جو خدا تعالیٰ کا مامور آکر قائم کرتا ہے +

اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی ابتدائی حالت میں اس لطیف در لطیف ذات اور نہاں در نہاں ہستی کو کامل شعور اور بصیرت سے شناخت نہیں کر سکتا اور یہ مامور و مرسل اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ اور بین ثبوت ہوتے ہیں اس لئے ان ماموروں کے وجود میں جو **خوردبین** کا حکم رکھتے ہیں خدا نظر آتا ہے یہی وجہ ہے جو خدا کا صادق بندہ اور یہ **برگزیدہ موعود** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فرماتا ہے

آن خدائے کہ از واہل جہان بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ایسی صاف اور سادی ہوتی ہے جو ہر طبقہ کے لوگ ادنیٰ اوسط اعلیٰ سب سمجھ سکتے ہیں عیسائیوں کی طرح رازکی باتیں اور گورکھ دھندے نہیں ہوتے جو کسی کی سمجھ ہی میں نہ آویں۔ میں نے ایک عیسائی سے پوچھا کہ کیا ہر ایک مذہب میں کوئی سر ہی ہوتا ہے اس نے جواب دیا ہاں ! پھر میں نے کہا کہ سب مذہب سچے ہیں تمہارے اعتراض فضول اور لغو ہیں اس لئے کہ تم جو اعتراض کرتے ہو اس مذہب کا ماننے والا اسکو سر ہی مانتا ہے اس کا جواب کچھ نہ بن آیا۔ (ملفوظات حکیم الامۃ)

دنیا کی حالت مذہب اور خدا شناسی کے لحاظ سے بہت ہی گری ہوئی ہے۔ ایک ڈاکٹر سٹن کی رائے ہے کہ رقص میں سرکس و ناکس کو بڑا ہی لطف حاصل ہوتا ہے اگر کوئی شخص کام کرتے کرتے تھک جاوے تو اسے چاہئے کہ وہ ناچنے لگے اور جب کچھ طبیعت کسل مند ہو اس وقت بھی ناچنا چاہئے کیونکہ ناچنا اس کا بہت بڑا علاج ہے +

یہ تجویز تو ہے مادہ پرست انسان کی جو حقیقی خوشحالی اور اطمینان قلب کو رقص کے ذریعہ حاصل کرتا ہے اس کے بالمقابل اسلام انسان کو کیا سکھاتا ہے وہ اطمینان قلب کیلئے کیا ہدایت کرتا ہے **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** غور کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و عظیم الشان فطرت پر کہ وہ کس مقام پر پہنچا ہے !

اللھم صل علےٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

چلو چھٹی ہوئی **لنڈن** میں ایک طریق جاری ہوا ہے جسکی وجہ سے گرجا گھر جانیکی ضرورت ہی نہیں رہیگی **اسیکٹروفین** ایک نئی کل ایجاد ہوگئی ہے جسکی وجہ سے پادری صاحب کا وعظ گھر بیٹھے ہی سن لیا جایا کریگا۔ یورپ میں مذہب ایک کھیل سمجھا جاتا ہے اور محض قومیت کے رنگ میں مذہب مذہب سمجھا جاتا ہے ورنہ اسکی کوئی حقیقت اور اصلیت باقی نہیں رہی ہے اس لئے اب گرجا جانے سے جو طبیعتیں پہلے ہی متنفر تھیں انہیں اچھا خاصہ موقعہ مل گیا وہ تو نہایت شوق سے **اسیکٹروفین** کے موجد کے شکریہ کے گیت گاتے ہیں اور کہتے ہیں۔

قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

عیسویت سے شراب بڑھ کر ہے عیسائیوں نے اپنی اس شور و پکار سے دنیا کے کان بہرے کر دیئے تھے کہ عیسائیوں نے ہی دنیا میں تہذیب پھیلائی ہے ہم اس وقت ان منصف مزاج اور سعادت مند مضمون کا ذکر نہ کرینگے جنہوں نے نہایت فیاضی اور فراخدلی کے ساتھ تسلیم کرلیا ہے کہ **اہل عرب** سے انہوں نے کمالات شائستگی کو پایا۔ بلکہ اس وقت ہم ایک لطیفہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ لنڈن کا ایک مشہور اخبار **سپیکٹیٹر** میں کچھ عرصہ گذرتا ہے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے کہ دنیا میں تہذیب پھیلانے کا کام **دین عیسوی نے نہیں کیا بلکہ شراب نے کیا ہے** وہ لکھتا ہے کہ دین عیسوی کو بھی اس لئے فروغ ہوا ہے کہ اس میں مسیح کی یادگار کو قائم رکھنے کیلئے بھی شراب ہی کا سہرا لیا جاتا تھا پھر اس اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ انسانوں کو جو کچھ قابل وقعت چیزیں ملی ہیں وہ انہیں قوموں سے جو شراب پینے والی تھیں وہ کہتا ہے کہ "شراب پینے والی قوموں نے نہ صرف دنیا کو فتح کیا بلکہ اسے بااخلاق بنا دیا یہودی شراب پینے والے تھے اور انہوں نے ہمیں دیانت اور کرسچینٹی دی یونانی شراب پیتے تھے اور انہوں نے ہمیں علم و ادب دیا۔ اور ہنر دیئے۔ قدیم روما والے پیتے تھے۔ اور انہوں نے ہمیں قانون دیا **ٹیوٹن** بہت زیادہ پیتے تھے اور انہوں نے آزادی کی زبردست خواہش دی" خاتمہ پر کہتا ہے وہ دو قومیں جنہوں نے شراب سے پرہیز کیا یعنے ہند اور عرب انہوں نے کیا کیا؟"

اس آرٹیکل سے پتہ ملتا ہے کہ لنڈن کی اخلاقی حالت کس حد تک گر چکی ہے۔ عربوں نے کیا کیا ایک دنیا آگاہ اور واقف ہے **ام الجرائم** اور **ام الخبائث** کی دلدادہ قوموں کا کیا حال ہوا سپیکٹیٹر سے پوشیدہ نہیں۔ اسوقت اس رائے کے اظہار سے ہماری صرف اتنی غرض ہے کہ دکھائیں کہ **یورپ عیسائیت کی کیا قدر کرتا ہے؟** اس کی قیام و بقا کا ذریعہ شراب بتاتا ہے اور شراب کو تہذیب کا سرچشمہ ! ایسی مہذب قوم پر خدا رحم کرے۔

آریہ سماج پر مقدمہ آجکل دہلی میں جینی صاحبان اور آریہ سماجی صاحبان کے مقدمہ کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ کیونکہ جو کتاب آریہ سماجیوں نے جینیت سمیکشا تصنیف کی ہے وہ جینی صاحبان کے پنتھ کے بہت خلاف ہے۔ اور اسوقت دہلی کے جینی صاحبان کو بڑا جوش بھر رہا ہے۔ اور جوں جوں دن گزرتے جاتے ہیں وہ دن دونے ہوتے جاتے ہیں۔ جینی صاحبان نے عرصہ ہوا کئی ہزار روپیہ کا چندہ کرکے روپیہ جمع کرلیا اور گورنمنٹ پنجاب سے نالش کی منظوری بھی کرالی ہے اور اب دو تین صاحب وکیل پیروکار اس مقدمہ کیلئے اور تجویز کئے ہیں۔ جنکو روپیہ مختانہ کا نصف دیدیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ اس ہفتہ میں یہ مقدمہ عدالت میں دائر ہو جاویگا اور یہ مقدمہ بڑے زور کے ساتھ چلیگا۔ دیکھیئے نتیجہ عدالت میں کیا نکلتا ہے +

ایک نامہ نگار لکھتے ہیں کہ سراوگی لوگ جوش میں بھر رہے ہیں کہ آریہ سماجیوں پر نالش فوجداری کی دائر کریں جنہوں نے سراوگیوں کے مذہب کے برخلاف یہ کتاب جینیت سمیکشا تصنیف کی ہے اور لکھا ہے کہ اس مقدمہ کی پیروی کیلئے کئی وکیل کئے گئے ہیں جو عنقریب یہ دعویٰ دائر ہو نیوالا ہے۔ چنانچہ یہ دعویٰ سراوگیوں کا بتاریخ ۶ مئی ۱۹۱۴ء کو معرفت مسٹر کلارنس گرکپیٹرک صاحب بیرسٹرایٹلا اور مسٹر راج زائن صاحب بیرسٹرایٹلا اور بابو گردھاری لال وکیل باجلاس جناب صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی بنام پنڈت شیو دت شرما و پنڈت جسنا داس و لالہ رام چند مالک مطبع پر دائر کیا گیا جو اسی روز عدالت سے پنڈت شیو دت شرما اور لالہ رام چند مالک مطبع کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے اور پنڈت جسنا داس کے نام سمن جاری ہوا۔ استغاثہ کی پیشی ۱۱ مئی سنہ حال مقرر ہوئی ہے۔

موجودہ اہل اسلام کی روحانی حالت

نمبر (۳)

تیسرا دشمن آریہ سماج ہے

ہندوؤں کو جب سے مسلمان فاتح ہند ہوئے ایک طرح کی نفرت و عداوت مسلمانوں سے تھی مسلمانوں کو جون (نفس پرست) بھرشٹ (تباہ شدہ) ملیچھ (ناپاک و نجس) وغیرہ کے نام سے پکارتے تھے۔ لیکن چونکہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا حسن سلوک سے پیش آتے رہے اور ہندوستان میں بس گئے اور سوبرس تک ایک ساتھ رہنا ہوا بہت کچھ نفرت و عداوت کم ہو گئی تھی لیکن انگریزی تعلیم نے اُس پرانی عداوت کو بڑے شور سے اُبھارا ہے۔ انگریزی مورخوں نے اس خیال سے کہ ہندوستان ایسے دور دراز ملک میں قیام سلطنت انگلشیہ اسی پر ہے کہ اس ملک کی دو بڑی قومیں یعنے ہندو مسلمان میں میل و اتفاق نہ ہو اس طور سے تاریخ ہند تصنیف کی کہ مسلمان بادشاہوں کے حسن سلوک کا تذکرہ بہت کم کیا۔ لیکن مسلمانوں کے ظالم بادشاہوں کے ظلم کو ایسی آب و تاب سے لکھا کہ اس کے پڑھنے کے شروع سے ہندوؤں کے بچوں کے دلوں میں مسلمانوں سے سخت عداوت پیدا ہو جاتی ہے خدا کی پناہ یہ آگ اب بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور چند موذی طبع مفسد فطرت ہندو اڈیٹران اخبار نہایت زور و شور سے اس آگ کو دھونک رہے ہیں خدا جانے اس کا آخری نتیجہ کیا ہوگا۔ مسلمانوں سے عداوت و دشمنی کے رنگ میں رنگا ہوا ایک شخص پنڈت دیانند سرسوتی نے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ یہ فرقہ اب روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اپنے بانی مذہب کے تعلیمی اثر اور انگریزی تعلیم کے اثر سے خوب رنگین ہو کر آریہ سماج والے بھی اہل اسلام کے سخت دشمن ہو گئے ہیں ان کی کتابیں جو مسلمانوں کے خلاف میں چھپی ہیں۔ اُن میں دلائل عقلی سے اسلام کا مقابلہ بہت کم کیا گیا ہے۔ لیکن گالیوں کی بڑی بھرمار ہے۔ اس فرقہ کا پنجاب میں بہت زور شور ہے۔ لیکن اگر کوئی ناواقف مسلمان اُنکی کتابوں کو پڑھ جائے تو ایمان کو کمزور کرنے یعنی شیطانی وسوسہ پیدا کرنے کیلئے یہی کافی ہیں۔

چوتھا دشمن برہمو سماج

اس جدید مذہب کا بانی راجہ رام موہن رائے ہے۔ یہ راجہ نہایت ذہین اور ہوشیار شخص ہندوستان میں گذرا ہے۔ ملک بنگالہ کو اس شخص کے وجود پر فخر ہے۔ اس شخص میں تحقیقات مذہبی کا بڑا شوق تھا۔ اس نے علم فارسی و عربی کو خوب اچھی طرح حاصل کیا۔ دین اسلام سے پورا واقف ہو گیا۔ اپنی باریک بین نظر سے اس قابل شخص نے دیکھ لیا تھا کہ انگریزی تعلیم و یورپین علوم کے آگے ہندو دھرم قائم نہیں رہ سکتا۔ ہندوؤں کو جو مسلمانوں سے نفرت و عداوت ہے وہ دین اسلام کو قبول کرنے سے مانع ہے پس اس نے دین اسلام اور ہندوؤں کے وید دھرم سے ملا کر ایک نیا مذہب قائم کیا جسکا نام برہمو سماج رکھا۔ اس سماج میں آگے چل کر ایک شخص داخل ہوا جس نے اپنی پر جوش تقریروں اور تحریروں کا ایک ہل چل مچا دی۔ اس شخص کا نام بابو کیشب چندر سین تھا۔ اس شخص نے اپنی زیرکی سے دیکھ لیا کہ ہندو مذہب کا جوڑ ٹھیک نہیں ہے پس جس مذہب کو اس نے رواج دیا وہ یورپین فلسفہ اور دین اسلام کا جوڑ ہے یعنی یوں سمجھو کہ دین اسلام کو اگر باپ قرار دیں اور فلسفہ یورپ کو ماں تو ان دونوں کے توسل سے جو پروٹسٹنٹ بچہ پیدا ہوا اُس کا نام ہے برہمو سماج۔ اس وقت سارے ہندوستان میں چار ہزار برہمو سماج کے ممبران ہوں گے۔ بابو کیشب چندر سین ایک نہایت پاک طینت اور محقق شخص گذرا ہے۔ اگر اس بیچارہ کو خدا کو کسی کامل مسلمان کی صحبت نصیب ہوتی تو بہت ہی اعلے درجے کا دیندار مسلمان بلکہ ولی اللہ ہوتا۔ برہمو سماج والوں کے دماغ میں یہ کیڑا پیدا ہوا ہے کہ سارے جہان میں آخری مذہب برہمو سماج ہی ہوگا اس لئے یہ اپنے مذہبی عقاید کو مسلمانوں میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ بہتیرے وہ مسلمان نوجوان جو دین اسلام کی اعلے درجہ کی خوبیوں سے ناواقف ہیں اُن کے فریب میں آجاتے ہیں اسوقت جہانتک میرا علم ہے تیس چالیس نوجوان مسلمان برہمو سماج میں یا تو داخل ہو گئے ہیں یا اگر داخل نہیں ہیں تو دل سے داخل ہیں۔ برہمو سماج والے آپس ہی کی نااتفاقی سے کچھ ایسے ... ہو رہے ہیں کہ ان کی ہمت بالکل ڈھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے ... اس لئے اس دشمن سے لوگوں کو چنداں خوف نہیں۔

پانچواں دشمن جو قلعہ کے اندر نقب رکھنا چاہتا ہے نیچریہ مذہب ہے

اس کے بانی سرسید احمد خان کے سی ایس آئی ہیں سید احمد خان کی تصانیف کو دیکھ کر سید صاحب کے لکچروں کو سنکر۔ سید صاحب سے خود بحث کرنے سے جو کچھ مجھکو اس مذہب جدید کے بارے میں معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سید صاحب پر یورپ کے فلسفے کا خوب گہرا اثر ہوا ہے۔ اُن کی روح اس فلسفہ جدید کو پوجتی ہے۔ سید صاحب کی سمجھ میں یہ بات خطے ہو گئی ہے کہ نہ صرف اسلام بلکہ ہر دین و مذہب انسانی ترقی کا حارج ہے بس اس کو مٹانا چاہیے لیکن یکبارگی چونکہ اسلام پر حملہ کرنے سے کچھ اثر نہ ہوگا اس لئے آہستہ آہستہ اسلام کی ایک ایک اینٹ کو اکھاڑنا چاہتے ہیں اپنے زعم میں بہت کچھ اکھاڑ چکے اب تھوڑی کسر باقی رہ گئی ہے بہت کچھ ہمت کرکے کیے جاتے ہیں۔ تہذیب الاخلاق میں یہاں تک کہ گئے کہ سکر خدا بھی مسلمان ہے لیکن پھر بھی خوف معلوم ہوتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول کہی کہنے جاتے ہیں۔

سید احمد خان کو اس خاکسار کے ساتھ پرلے درجے کی نفرت و عداوت ہے وہ دیکھتے ہیں کہ یہ ناچیز انگریزی جانتا ہے اپیچ بھی کر لیتا ہے۔ اسپیچ و لکچر اسکا اثر دار بھی ہوتا ہے اس کا انگریزی لکچر اس درجہ اور رتبہ کا ہوتا ہے کہ ایک بار گورنر مدراس بھی شریک ہو کر صدر جلسہ بنے تھے۔ ایسے انگریزی دان طلبہ پر ضرور اثر ہوگا پھر افسوس یہ کہ یہ کم ناسندی خدا و رسول صلعم کی محبت ہی کا وعظ کہتا ہے پھر لوگوں کو دوزخ بہشت کے جال میں پھنسانا چاہتا ہے پھر یہ چاہتا ہے کہ مغربی فلسفے کی روشنی سے دماغ منور ہونے کے بعد بھی مسلمانوں کے نوجوان اپنے "غیر مہذب" ہو جائیں کہ نمازیں پڑھنے لگیں اٹھا بیٹھی کریں۔ اور خدا کے پاس دعا کرنے میں پکار پکار کر سید صاحب سے کہتا ہی رہا کہ میں آپکے پیارے کالج کا دوست ہوں لیکن سید صاحب نے اس خاکسار کو باوجود باضابطہ ممبر ہونے کے بھی کانفرنس کا جلسے میں تقریر کرنے سے نہایت غیر موزوں طور پر روک دیا۔ یہ واقعہ ۲۸ دسمبر سنہ ۹۰ء الہ آباد کے کانفرنس میں ہوا۔ سکریٹری کچھ مجھ کو دیکھ کے سائل کو یہ حواس ہے شراب سیخ پہ ڈالی کباب بوتل میں میری پگڑی اور جبہ وغیرہ "وحشیانہ اور غیر مہذب لباس" کو دیکھ کر سید صاحب کی گھبراہٹ اور بدحواسی قابل یادگار تھی ۹۳ء کے ایجوکیشنل کانفرنس میں مجھ کو ایک دوست کی خاطر بیجا بلکہ شریک ہونا ہی پڑا۔ چاہا کہ کانفرنس میں زبان بند رکھوں لیکن مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے ہال کی مسجد میں کانفرنس کے خلاف وقت میں وعظ کروں لیکن سید صاحب کو جو یہ خبر پہنچی تو سانس اوپر نیچے آنے لگا مارے خوف کے بدحواس ہو گئے کہ اس شخص نے وعظ کہا اور نیچری طلسم ٹوٹا۔ فوراً مجھ پر حکمنامہ صادر ہوا کہ خبردار وعظ نہ کہنا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر خدا کی مسجد سے تو روکنے والا کون ہے۔ اس خیال کو میں نے پکار کر کہدیا چند نیچری صاحبان خصوصاً چند عاشقان سید نہایت برافروختہ ہوئے بلکہ میاں برکت علی خانصاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور لپک کر میری طرف بڑھے اگر دو ایک بھلے مانس بیچ بچاؤ نہ کرتے تو وہ مجھ پر ضرور ہاتھ چھوڑ بیٹھتے۔ یہ غیظ و غضب کیوں۔ صرف اس لئے کہ میں خدا کی مسجد میں خدا و رسول کے فرمودہ کا بیان کرنا چاہتا تھا۔ اے خدا میری قوم کی روحانی تباہی کس درجے کو پہونچ گئی ہے۔

اے پیارے ناظرین ذرا سوچو اور غور کرو سید صاحب کے عزت اور رتبے کا آدمی اس غریب فقیر سے اسقدر کیوں ڈرتا ہے سید صاحب کے ایسا آزادی کا دم بھرنے والا کیوں اس عاجز اسلامی واعظ کے مونہہ میں لگام چڑھانا چاہتا ہے۔ سید صاحب امیر رتبے والے میں ہوں نہایت ہی مفلس و غریب۔ سید صاحب ہیں اہل زبان اور میں ہوں بنگالی۔ سید صاحب کو ہے عربی فارسی میں عمدہ لیاقت اور میں ہوں امی محض۔ سید صاحب ہیں نامی فلاسفر اور میں ہوں ایک نہایت معمولی سمجھ کا آدمی پھر کس چیز کا یہ خوف ہے میں سچ کہتا ہوں یاد رکھو

ہیبت حق است این از خلق نیست
ہیبت این مرد صاحب دل نیست۔

آج سید صاحب اللہ کی طرف سچا رجوع کریں تو واللہ وہ مجھ کو بہت پیار کرنے لگیں وہ مجھ سے سنیں کہ کو خود ایک ماہ کالج میں رہ کر محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے طالبعلموں کو دینی لکچر انگریزی و اردو میں سنایا کرے۔ اے خدا تو سید صاحب کو بھی تو یہ نصیب کر۔

اس نیچری مذہب سے بھی اسلام کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔ سیکڑوں نوجوان اس جدید مذہب کے رنگ میں رنگین ہو کر اسلام سے دور جا پڑے ہیں۔ نہ اللہ کی عظمت اُن کے دل میں رہی نہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت۔ نماز روزہ سے بالکل ناآشنا اس دنیا کے کیڑے اور انگریزوں کے نقال بن گئے۔ خدا رحم کرے۔

ہم اور ہمارے ناظرین

غالباً ہمارے ناظرین اب اس سرکلر لیٹر سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں جو ہم نے اوّلاً دو سو خاص آدمیوں ان کے نام بذریعہ ڈاک کھلی چٹھی کے طور پر روانہ کی تھی اور بعد میں اس خیال سے کہ الحکم کے کل ناظرین کو بھی اس کا علم ہو جاوے ہم نے اسے الحکم میں چھاپ دیا تھا۔ اصل چٹھی کا نتیجہ ۱۰ مارچ کے الحکم میں چھپ جانا چاہیے تھا لیکن افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہم اس کے نتیجہ کو شائع کرنے کے قابل ہی نہیں ہو سکے تاہم ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء تک جس قدر خطوط اس کے متعلق ہمیں پہنچے ہم ان کے خلاصے ذیل میں دینا ضروری سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ عرض کرنا بھی اپنا فرض جانتے ہیں کہ ابھی تک ہم اس تحریک میں محض **ناکام** ہیں آئندہ کی خبر نہیں کہ یہ تحریک اپنا کوئی مناسب اثر پیدا کرے۔

الحکم کا تعلق اگر صرف ایڈیٹر ہی کی ذات سے ہے اور قوم کو اس کے قیام و بقا کی کوئی حاجت نہیں تو کھلے اور صاف الفاظ میں اس امر کو پیش کرنا چاہیے اور اگر موجودہ ایڈیٹر یا مالک اس کے چلانے کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس بات کی کسی کو بھی کوئی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ جماعت جس کا ارگن الحکم کہلاتا ہے۔

آخرین منہم کی مصداق جماعت ہے اس لئے اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سی عالی حوصلگی، آزادی رائے، بے ادبی اور خوشامد سے نفرت پائی جانی ضروری ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ امر ہو کر رہیگی انشاء اللہ العزیز اس لئے جو لوگ **اہل الرائے** ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کو بڑی **دیانتداری** اور **خدا ترسی** کو مد نظر رکھ کر الحکم کے کالموں میں چھیڑیں اور اس پر بحث کریں۔ اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہونی چاہیے کہ اس پر مخالفین کو نکتہ چینی کا موقع ملیگا کیونکہ اس سے پہلے **مخالف** ہماری کس بات پر نکتہ چینی نہیں کرتے۔ نادان نکتہ چین کی پروا ایک اخلاص مند مومن نہیں کر سکتا۔ ہم اپنی قومی اور مذہبی **اغراض** پر بحث کرنے کیلئے اخبار کے سوا کونسا موقع رکھتے ہیں پھر ہمیں اپنی حالت کے اظہار کیلئے کیوں شرم کرنی چاہیے۔

یہ خاموشی اور زبان بندی اچھے نتایج پیدا نہیں کر سکتی۔ ہم **قوم** کی توجہ یا عدم توجہ کو الحکم کے لئے اسباب کی تعلق کی بنا پر **زندگی** اور **موت** کا سوال سمجھتے ہیں۔ اور ایک **قومی آرگن** کا ہی (جو قریباً آٹھ سال سے اپنی حیثیت و ہمت کے موافق خدمتِ قوم میں

مصروف رہا ہے) اپنے قیام و بقا کیلئے مالی مشکلات سے **محفوظ** نہ ہو جانا قوم کی عالی ہمتی اور قدردانی پر بزبانِ حال نکتہ چینی کا موقع دیتا ہے پھر قوم بھی کوئی معمولی قوم نہیں وہ **قوم** جو انبیاء و رسل کی سیرۃ اور نقش قدم پر چلنے والی ہے جنہیں خدا تعالیٰ نے برگزیدہ موجود ہے۔ وہ **قوم** جس میں **شکرگزاری** اور احسان شناسی کی روح نفخ ہو رہی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بعض احباب ہمیں **قوم** کا شکوہ کرنیوالا ٹھیرائیں گے **قوم** کو بدنام کرنیوالا کہیں گے لیکن اگر قومی کمزوریوں پر اطلاع دینا قوم کو بدنام کرنا ہے اگر قوم کو اس کی ضرورتوں سے مطلع کرنا **شکوہ قوم** ہے تو پھر ہونے دو۔ ہم اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ ان ضرورتوں کو جو ہمیں اس **خدمت** کی راہ میں پیش آتی ہیں پیش نہ کریں۔

اور **قوم** خود ہمیں بتائے کہ اگر ہم **قوم** کے سامنے اپنا دکھڑا نہ روئیں تو پھر کیا غیروں کے پاس روئیں؟ ہم جانتے ہیں کہ اگر ہماری یہ مشکلات قومی مشکلات ہیں تو کوئی نہ کوئی اہل دل اور اہل درد ان کو محسوس کریگا اور اللہ تعالیٰ خود قوم کے دلوں میں القا کریگا۔ بہت دنوں سے ہم صبر کر کے بیٹھے تھے لیکن اب ہم صبر نہیں کر سکتے ہم میں برداشت کی طاقت نہیں رہی ہماری مالی مشکلات روز افزوں ہیں اور اس کی وجوہات میں سے ایک زبردست وجہ یہ ہے کہ **بقایا داروں** کی مہربانی ہے جس کی ایک فہرست ہم اس ہفتہ کی الحکم میں دیتے ہیں۔ ہم نے نہایت نرم الفاظ میں ان عالی ہمت بزرگوں سے تقاضے کیے خطوط لکھے اور وی پی بھیجے مگر ان کے دل پسیجنے نہ پسیجے۔ اس لئے صرف یہی نہیں ہوا کہ ہم اذملی **بقایا** کی وجہ سے زیر بار ہوئے بلکہ تقاضے کے خطوط اور وی پی کی واپسی نے اس زیر باری کو اور بھی بڑھا دیا۔ پھر ہم قوم سے دلیل نہ کریں تو کس سے کریں اس لئے ہم اس سوال کو نہیں چھوڑیں گے اور

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جاں رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

یہ عمل کریں گے۔ یا **قوم** الحکم کی مالی مشکلات میں اس کی دستگیری کرے۔ اور اسے اپنا **قومی** اخبار سمجھ کر اس کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتیں سمجھے یا اس امر کا فیصلہ کر دے کہ وہ اس کی **ضرورت** کو قومی ضرورت نہیں سمجھتی۔ اب ہم ذیل میں اس چٹھی کے متعلق آمدہ **خطوط کا خلاصہ** درج کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان **بزرگوں** سے معافی چاہتے ہیں جن کے نام بقایا داروں کی فہرست میں ہم دوسری جگہ درج کریں گے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ متعدد مرتبہ ان سے تقاضا کیا گیا وی پی بھیجے گئے لیکن انہوں نے پروا نہیں کی ہم کہیں گے کہ ان کی سہل انگاری سے ایڈیٹر یا مالک الحکم مشکلات میں نہیں پڑا بلکہ انہوں نے **اخلاقی** اور **قومی** خطا کی ہے۔ ہمارے حساب کے موافق جو ان کے ذمہ واجب الادا ہے ہم نے دیدیا

کر دیا ہے اور ہم نے اس سے پہلے صاف طور پر اعلان کر دیا تھا کہ جو صاحب ہمیں اپنے حساب کی اطلاع نہ دیں گے ان کو مطبع کے اندراجات تسلیم کرنے پڑیں گے۔ لیکن اس پر بھی اگر وہ اپنے حساب میں کوئی غلطی دیکھیں تو اس کے مطابق خط و کتابت کر کے تصفیہ کر لیں۔ لیکن ان کا فرض ہوگا کہ جوابی کارڈ بھیجیں۔ اب ہم اپنی قوم کے پاس ان بقایاداروں کے لئے داد خواہ ہیں جو صاحب کسی سے وصول کرا سکتے ہوں وہ اس کار خیر میں ہمکو مدد دیں۔

خطوط کا خلاصہ

۱۔ چوہدری رستم علی صاحب رقمطراز ہیں "میں آپ کی ان تحریکوں کے خلاف ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو میں ایک مضمون لکھ کر بھیجدوں آپ اسکو اخبار میں شائع کر دیں اور عام خریداروں سے اسکا جواب لیا جاوے اور پھر کثرت رائے پر عمل کیا جاوے جو طریق آپ نے پیش کیا ہے مجھے بالکل پسند نہیں اسواسطے میں جو کچھ خود پسند نہیں کرتا اس واسطے دوسرے کو کیسے تحریک کروں"۔

ایڈیٹر۔ آپ شوق سے کہئے میں بھی تو چاہتا ہوں کہ **عام رائے** کا مذاق قوم میں پیدا ہو اور قومی معاملات پر غور کرنے کی عادت نشو و نما پائے۔

۲۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب لکھتے ہیں "انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کے ختم ہونے پر اخبار کی قیمت حسب تحریر آپکو دو چند کر دی جائیگی اور دیگر خریداران کی نسبت بھی حتی الوسع کوشش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ"۔

ایڈیٹر۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ آپ سے ایفاء وعدہ کی تو پوری توقع ہے مگر میں کیوں یہ نہ کہوں کہ یہ ایک نیکی کی تحریک ہے جو آپ میں پیدا ہوئی ہے۔ آپ اسے دوسرے وقت پر کیوں ملتوی کرتے ہیں۔ ایمان بالملائکہ کی فلاسفی حضرت حکیم الامت بھی فرمایا کرتے ہیں کہ جب کوئی نیکی کی تحریک پیدا ہو اس پر فوراً عمل کر لیا جاوے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسی سال سے عملدرآمد ہو۔

۳۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب جواب دیتے ہیں "میں آپکے اخبار کو دوگنی قیمت پر خریدنے کا اقرار کرتا ہوں"۔

ایڈیٹر۔ میں آپ کی اس محبت اور قدر کیلئے جو الحکم کی آپ کے دل میں ہے زیادہ ہو نیکی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے مگر **امر دوم** کا جواب باقی ہے یعنے **دس خریدار**

۴۔ مولانا ابو الحمید احمدی صاحب وکیل حیدرآباد دکن سے رقمطراز ہیں۔ "آپ کا مطبوعہ پرچہ دوسری مئی کا ۹ مئی کو مجھے ملا۔ الحکم کے ذریعہ جو مضامین اس کے خریداروں کو پڑھنا نصیب ہوتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے کہ جن کا شکریہ میں ہر ایک خریدار الحکم رطب اللسان نہ ہو۔ اور اس کو صرف میں اگر خریداران الحکم

اپنی مقدرت سے زائد بھی قدر کریں تو بجا ہے۔ میں بخوشی منظور کرتا ہوں کہ ابتدائے سنہ ۱۹۰۲ء سے دس روپیہ سالانہ الحکم کیلئے نذر کروں سنہ ۱۹۰۲ء کی پہلی ششماہی ختم ہونے پر پانچ روپیہ روانہ کر کے تکملہ سالانہ دس روپیہ کا کر دیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ایک خریدار بھی دیا جاویگا"۔

ایڈیٹر۔ **آپ کا** حوصلہ افزا گرامی نامہ میری محنت کا قابل قدر صلہ ہے ماشاء اللہ تعالیٰ آپ ایسی روح قوم کے دوسرے افراد میں نفخ کرے اور آپ کو مہات دینی میں خدمتگذاری کا سچا جوش بخشتا رہے۔

۵۔ شیخ امام بخش صاحب احمدی دھلیانگ لکھتے ہیں "آنجناب کا حکم پہنچا ناچیز نام کا خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے دہی پاک پروردگار اگر کر دے تو پھر اب عاجز اسی کے بھروسہ پر اقرار کرتا ہے کہ اسی پانچ روپیہ سالانہ چندہ الحکم کے ساتھ اور پانچ روپیہ ادا کرتا رہونگا۔ اور نئے خریداروں کی فکر میں برابر رہتا ہونگا"۔

ایڈیٹر۔ شیخ صاحب کا اخلاص اور محبت قابل رشک ہے۔ اور آپ کی عالی ہمتی قابل تقلید۔ آپ کسی اعلیٰ عہدہ پر سرافراز نہیں باوجود اس کے خدمت دین کیلئے ایک سچا جوش موجود ہے۔ مختصر اور قلیل سی تنخواہ پر بھی میری درخواست کی قدر اس محبت کا پتہ دیتی ہے جو حضرت مسیح موعود سے آپ کو ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ الحکم کیلئے ایسے بہت سے دل والے پیدا کرے جو آپ کی طرح توجہ دلانے پر آپ کی زائد پانچ روپیہ مرسل بھی بھیجئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

۶۔ مکرمی سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں "آپ کا ۱۵ ۱۴ کا ہے یہ کارڈ آپکی میعاد مقررہ کے بعد ملا۔ اس سے پیشتر آپ کو ملنا چاہیے تھا مگر کم مائیگی عذر بجواب میں پس و پیش کرتی رہی مجھے آپ کی خدمت سلسلہ عالیہ کا اعتراف ہے اور آپ کی کارروائی کا شکر گزار ہوں اور غالب آرزو دل میں رہتی ہے کہ آپ کے ہر ایک ارشاد کی تعمیل کیجاوے۔ میں خدا سے توفیق مانگتا ہوں کہ مجھے جلدی آپ کی خدمت کا موقع ملے۔ آپ بھی دعا کریں۔ از کریماں کارہا دشوار نیست والسلام التوفیق"۔

ایڈیٹر۔ شاہ صاحب مخدوم کا کارڈ میرے لئے نہایت ہی قابل قدر اور عزت افزا ہے جس شکر گزاری کے ساتھ یہ لکھا گیا ہے وہ مجھے بہت ہی شرمندہ کرنیوالی اور خدا تعالیٰ کے احسانات کے شکریہ میں رطب اللسان ہونیکی محرک ہے کیونکہ یہ اعتراف کسی معمولی انسان کے قلم سے نہیں بلکہ ایسے شخص کے قلم سے ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم کی ذاتی رائے کے موافق انبیاء کی **سیرۃ** رکھنے والا ہے۔ شاہ صاحب **نیت المومن خیر من عملہ** کے موافق آپ اس کار خیر میں میرے شریک اور معاون ہو چکے اور توفیق کا رفیق حال ہونا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ ضرور توفیق دیگا کیونکہ

ع خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

۷۔ ہمارے مکرم بھائی حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور سے رقمطراز ہیں۔ "**آپ کا** حسن ظن ہے جو اس خط و گرامی نامہ

میں جس لائق ہوں اس کے مطابق مجھے آپکی ہر طرح خدمت کرنے میں نہ آگے دریغ ہوا اور نہ انشاءاللہ اب ہوگا۔

یہ جدا امر ہے کہ آپ کو اس کا علم ہو یا نہ ہو اور نہ اسکی ضرورت۔ بہر حال انشاءاللہ آپ کی بہتری کے لئے آئیندہ بھی ساعی رہونگا۔ میرے ناقص اور نا قابل خیال میں آپ جسقدر خریداروں کو ابھارنے اور جوش پیدا کرنیکی کوشش فرماتے ہیں بے سود ہے یہ ساری کوشش فقط آپکو اپنے کام میں دکھانی چاہئے۔ برکت خود بخود دیگا اور پھر ضرور دیگا۔ انسان کی اپنی گھڑی ہوئی تجویزیں دیرپا اثر نہیں رکھتیں بہر حال خدا تعالیٰ ہم سب کا حامی ہو۔

ایڈیٹر۔ میں اتنا عرض کرنے کی جرأت کرنی چاہتا ہوں کہ میری جو خدمت کیجاوے اس کا علم ہونا مجھی ضروری ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد کے موافق میں اپنے محسن سے زیادہ محبت کر سکوں۔ آپنے جو نصیحت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ آپکو اسکی جزا دے۔ مگر مجھے عرض کرنے دیں کہ میری گذشتہ خدمات اور احسانات کا آپنے نہایت فیاضی سے سورۃ جمعہ چھاپنے وقت اعتراف کیا ہے اور میں اس اعتراف کا آپ ہی اعانت الحکم سے زنگ میں مطالبہ کر چکا ہوں۔ اگر ان خدمات اور احسانات کی بنا پر میری مشکلات میں معمول سے زیادہ تو درکنار معمولی توجہ کا حقہ کی گئی ہے۔ تو میں غلطی پر ہوں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ مشکلات بدستور موجود ہیں اور مجھے شکایت ہے کہ کافی توجہ نہیں ہوئی۔ کم از کم گذشتہ تجربہ قوم کو یہ تو بتا سکتا ہے کہ خدا کے محض فضل و کرم سے یہ عاجز کوئی خدمت کر سکتا ہے پھر مجھے کیوں اپنی خدمتگذاری کا میدان وسیع اور محفوظ کرنے کیلئے قوم کیطرف سے خصوصاً آپ ایسے لوگوں کیطرف سے ہمت افزائی نہیں ہوتی۔

یہ سچ ہے کہ انسانی تجاویز دیرپا نہیں ہوتیں لیکن میں نے خدا کی مجید کتاب میں پڑھا ہے۔ **لیس للانسان الا ما سعیٰ** مجھے اس پر عمل کرنے دیں خدائے کریم نے ہی **ادعونی استجب لکم** فرمایا ہے اور ماں ہی اپنی ذاتی محبت کے باوجود تا گریہ طفل نکے جوشد لبن پر ہی عمل کرتی ہے پھر مجھے تحریک سے کیوں روکا جاتا ہے۔ آئیندہ خدا تعالیٰ خود جو قوم کے دل میں نفخ کریگا وہ بے شک دیرپا ہوگا۔ میں قوم کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور اسی پاک ارشاد کی بنا پر سمجھتا ہوں اور آئیندہ **تعاونوا علی البر والتقویٰ** پر عمل کرنے کی امید بھی قوم سے ضرور ہے۔

۱۳۔ الحکم کی توسیع اشاعت کے میدان میں اسوۂ قوت کام کرنیوالے اچھے ہیں ... محمد حسین خان صاحب ... سے معلوم ہوتا ہے ... کا جواب پھر لکھنے کا وعدہ ... الحال اپنے ... کیواسطے ایک خریدار کا نام بھیجتے ہیں۔ اور جسقدر خریدار آپ پہلے دیکر گئے ہیں ان کی وصولی قیمت کو خود ذمہ دار ہوئے ہیں۔ الحکم کی اشاعت کی ضرورت کو جیسا کہ چوہدری صاحب نے محسوس کیا ہے خدا کرے کہ ہمارے بہت بزرگ محسوس کریں۔ الحکم کے خریداروں میں ایک سو محمد حسین پیدا ہو جاویں تو انشاءاللہ امید کیجاتی ہے کہ الحکم ایک ہفتہ کے اندر تین ہزار سے زائد چھپ سکتا ہے۔ مگر غالباً قوم کے اکثر **افراد** توسیع اشاعت کے کام کو **فرض کفایہ** سمجھکر چوہدری محمد حسین صاحب ہی کو اس کا ذمہ دار قرار دے بیٹھے ہیں۔ دوستی میں انہیں آگاہ کرتا ہوں کہ توسیع اشاعت الحکم **قومی فرض** ہے جو خود ادا کرنے سے ادا ہوگا۔

۹۔ منشی ہاشم علی صاحب احمدی منصرم رقمطراز ہیں کہ پتیل حکم چٹھی مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۹۰۳ء ایک خریدار الحکم جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ایڈیٹر۔ جزاک اللہ احسن الجزاء اتقیل کی تکمیل کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

۱۰۔ منشی عبدالرزاق صاحب نارس کے دو خریدار بھیجتے ہیں جزاک اللہ احسن الجزاء۔ میں اپنی مطبوعہ چٹھی کی پوری تعمیل کی آپ سے امید رکھنی چاہتا ہوں۔

۱۱۔ منشی محمد علی صاحب مدرس ایک خریدار کا سالانہ بھیجتے ہیں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

۱۲۔ منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ سے **پانچ روپیہ** ایک خریدار کیلئے بھیجتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ منشی صاحب کی مالی حالت سے ہمیں کسیقدر اطلاع ہے اس پر انہیں یہ جوش خدمت دین کا قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ان کا حافظ اور رفیق ہو۔ آئیندہ۔

۱۳۔ **جناب خان صاحب** حکیم مولوی انور حسین خان صاحب شاہ آباد سے اطلاع دیتے ہیں کہ میں الحکم سے بوجہ پرچہ ہونے مضامین لطیف کلمات طیبات وغیرہ کے دلی انس رکھتا ہوں اور اسکی اشاعت میں ساعی ہوں۔

اور آپ کی شرائط پیش کردہ میں سے پہلی شرط کے واسطے طیار ہوں یعنے ہر ربطور امانت بالفعل ایک سال کیواسطے آئیندہ جیسا موقعہ ہو منظور کرتا ہوں۔ یہ پانچ روپیہ ۱۵ جون کے بعد بھیجونگا۔ دوسری شرط خریداران بہم پہنچانا میری شان کے اہم امورات سے ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم ایسے با مضامین اخبار کو قائم رکھے۔

ایڈیٹر۔ آپ کی اعانت فرمائی میری حوصلہ افزائی کا موجب اور اس محبت کا ثبوت ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات سے ہے۔ اخبار کے قیام و بقا کیلئے **قوم کی مجموعی طاقت درکار ہے** اور اسکو زیادہ عمدہ مفید اور دلچسپ بنانے کیواسطے بھی اسکی مالی مشکلات سے نکالنا اور ضروری عملہ کا بڑھانا ضروری ہے جس سے ۔۔۔ لئے روپیہ درکار ہے اسلئے اہل قوم توجہ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ وہ اس کی عزیز و محبوب الحکم کو زیادہ بارآور اور خوشنما بنانیکی توفیق دے۔ آمین۔

۱۴۔ حافظ غلام رسول صاحب توغ و ۔۔۔ شیشن سے اس عریضہ کا جواب یوں دیتے ہیں آپ اس عاجز کو بھی الحکم کے معاونین میں شامل فرماویں۔ ارادہ رکھتا ہوں کہ میں آئیندہ بجائے صرف روپیہ سالانہ کے دس روپیہ سالانہ پر خرید اکرونگا۔ مگر ساتھ ہی ڈرتا ہوں کہ شاید میں اسقدر بوجہ نہ اٹھا سکوں اور تھکا ماندہ ہو کر رہ جاؤں کیونکہ خدا کی جس عزیز و حکیم و مجید کتاب میں آیت مذکور ہے **ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوماً محسورا**

ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا۔ پس آپ میرے لئے دعا فرماتے رہیں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق ملتی رہے میں مبلغ دس روپیہ سالانہ ادا کرنے میں دریغ نہ کرونگا خدا تعالیٰ کو سب توفیقیں ہیں۔ اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اللھم زد فزد (آمین)

ایڈیٹر۔ لاریب ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں جو آیت آپ نے لکھی ہے میری رائے اور ایمان میں اسی میں **بسط رزق** کا راز موجود ہے اور جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات **بصیر** اور **خبیر** پر ایمان لاکر جو شخص اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا اور گناہوں کو پرہیز کرتا اور محض اسی کی رضامندی اور اعلاء کلمۃ الاسلام کیلئے قدم اٹھاتا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اس پر بسط رزق فرماتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی اسی کا موید ہے۔

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی ہو۔ (آمین)

ہمارے بقایا دار

ذیل میں ہم مختصر سی فہرست بقایا داران الحکم شائع کرتے ہیں الحکم کے مربیوں میں جو صاحب ان بزرگواروں سے چندہ وصول کرکے دفتر الحکم میں بھیجیں گے وہ الحکم پر خاص احسان کرینگے ہم ان بقایا داروں سے معافی چاہتے ہیں کہ ہمیں بذریعہ اخبار انہیں یاد دلانا پڑا اگر کسی کے حساب میں غلطی ہو تو بہتر ہے کہ وہ اپنے صحیح حساب سے ہمیں شکرگذار فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

فہرست اول بقایا داران

۱۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب مدرس لکھو کے ضلع فیروزپور ۱۸۹۸ء سے جاری ۱۹۰۳ء کے آخر تک
۲۔ نیض خان صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ کمپنی خانہ کیو ۔۔۔
۳۔ رکن الدین محرر معرفت صدر منصرم پنڈ دادنخان
۴۔ مولوی سید محمد سعید صاحب ۱۸۹۷ء سے
۵۔ مرزا اکرم بیگ صاحب دہرم سالہ آخر ۱۹۰۱ء
۶۔ حافظ محمد یوسف صاحب امرتسر
۷۔ خیر الدین ہاسپٹل اسسٹنٹ ڈیرہ غازیخان
یہ بزرگ مسیح موعود کے مریدین ۔۔۔
۸۔ صوبخان کمسریٹ ایجنٹ پشاور بازار توپخانہ
۹۔ چوہدری فتح علی صاحب ذیلدار ۔۔۔
۱۰۔ راجہ سردار خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر تھانہ ۔۔۔ تحصیل پنڈ دادنخان
۱۲۔ منشی امام بخش صاحب اہلمد ضلع ملتان ڈیرہ ۔۔۔
۱۳۔ فقیر علی پٹواری کلانور
۱۴۔ سید بشیر حیدر صاحب سیالکوٹ
۱۵۔ محمد الدین خلف علی محمد سکنہ چاہ ۔۔۔
۱۶۔ مولوی غلام جیلانی مختار عدالت نوشہرہ
۱۷۔ پیر خان محرر سارجنٹ تہالا موسیٰ (حسب الارشاد امام الدین کسوندر)
۱۸۔ محمد یوسف خانصاحب فیروزپور چھاؤنی کیو ۔۔۔
۱۹۔ شیخ چراغ دین ٹھیکہ دار سیالکوٹ ۱۹۰۱ء تک
۲۰۔ سردار محمد جمیل اللہ خانصاحب ضلعدار نہر ۔۔۔
۲۱۔ میران بخش معرفت سید محمد شاہ مقام ۔۔۔ تھانہ کیمبل پور
۲۲۔ محمد بادشاہ وکیل ۔۔۔ آباد
۲۳۔ رانا احمد خانصاحب نائب تحصیلدار ۔۔۔
۲۴۔ مستری غلام حسین محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ
۲۵۔ شیخ محمد حسین محرر دفتر پولیس
۲۶۔ قاضی غلام حسین ملازم احمد الدین و شہاب الدین ٹھیکہ داران کوہ مری بحوالہ خط بابو امام الدین
۲۷۔ منشی عبدالقادر معرفت سید صفدر حسین صاحب
۲۸۔ شیخ عبداللہ صاحب بی اے مختار عدالت لاہور ۱۹۰۲ء تک
۲۹۔ سید منور محمد صاحب ساکن ہیں آباد
۳۰۔ سید موسیٰ محمد صاحب حکیم ؍؍
۳۱۔ ولی محمد خان صاحب ہنگو
۳۲۔ مرزا اعظم بیگ خانسامان باواکو ضلع راولپنڈی
۳۳۔ قاضی محمد حبیب اللہ صاحب چھاؤنی میانمیر
۳۴۔ سید خیر علیصاحب بی ایل بازار اعظم خان ۔۔۔
۳۵۔ مولوی سجاد حسین رئیس محلہ نیا بازار بھاگلپور
۳۶۔ منشی فضل کریم محلہ نیا بازار بھاگلپور
۳۷۔ منشی محمد الدین صاحب اپیل نویس سیالکوٹ بقایا قیمت غلام ۔۔۔
۳۸۔ ڈاکٹر مراد بخش صاحب کرنال ۔۔۔

نور الدین پر ریویو

نمبر (۳)

جہاں تک ہم کہہ سکتے ہیں اور واقعات نفس الامری ...... کی بنا پر کہہ سکتے ہیں نور الدین کے مصنف کی غرض نور الدین کی تصنیف سے آجکل کے عام مصنفین کی طرح یہ کبھی نہیں ہوئی کہ وہ تالیف و تصنیف کو ذریعہ معاش قرار دے۔ اس سے ہماری یہ غرض نہیں کہ خدانخواستہ یہ شریف فن حرام ہے نہیں بلکہ اس کے اظہار سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ جب تالیف و تصنیف نرا پیشہ ہی ہو اسوقت کسی کتاب کو محنت اور فکر سے لکھنا زیر نظر نہیں ہوتا بلکہ مصنف کے ملحوظ خاطر چونکہ زرطلبی ہوتی ہے اس لئے وہ نہ تو اس امر کی پرواکرتا ہے کہ پبلک کے عام مذاق اور اخلاق پر اس کا کیا اثر پڑیگا نہ یہ سوچتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا جا رہا ہے وہ کہاں تک با تحقیقات سے گرا ہوا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آجکل مخرب اخلاق ناولوں۔ فسانوں اور کہانیوں نے ملک پر ایک آفت برپا کر رکھی ہے جس سے صرف یہی نہیں ہوا کہ ملک کا عام مذاق کتب بینی بگڑ گیا ہے بلکہ یہ بھی نقصان ہوا کہ علمی کتابیں تصنیف نہیں ہوتیں اور پاکیزہ لٹریچر کا ذخیرہ نہیں بڑھتا اور پست ہمتی اور خود غرضی بڑھتی جاتی ہے جس کے ساتھ ہی بری کتابوں کا اثر اخلاق اور صحت پر بھی خطرناک پڑ رہا ہے۔ جس کا بہت بڑا ثبوت ان اشتہاروں کو مل رہا ہے جو آجکل شائع ہوتے ہیں۔

کیونکہ یہ عام قاعدہ کی بات ہے کہ ملک میں جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو اسی کی بکری کثرت سے ہوتی ہے اور ملک کی عام ضرورت کا پتہ ان اشتہارات سے ہوتا ہے جو شائع کئے جاتے ہیں۔ پس آپ کوئی اخبار اٹھا کر دیکھیں اس میں کثرت کے ساتھ اشتہارات دوائیوں کے ہوں گے اور ان میں سے بھی ۹۰ فیصدی خاص و دوائیوں کے جو قوائے متناسلہ سے متعلق ہیں پس یہ اشتہارات کی کثرت صاف ظاہر کرتی ہے کہ ملک میں ان ادویات کی ضرورت اور مانگ بہت بڑھ گئی ہے اور یہ کثرت مانگ ملک کی اخلاقی اور جسمانی صحت کا سب سے بہتر معیار ہے۔ یہ حالت بد کیوں ہے؟ اس کا ذمہ دار ہم اس لٹریچر کو قرار دیتے ہیں جو ملک میں پھیلایا گیا ہے اگر ہمارے ملک کے مصنف اور مولف ملک کی حالت پر رحم کرتے اور اپنی تصنیفات کی غرض رفاہ عام سمجھتے تو کچھ شک نہیں وہ روپیہ بھی کما لیتے اور اپنے اہل ملک اور ابنائے جنس پر بہت بڑا احسان کرنے والے ہوتے۔

غرض

نور الدین کے مصنف کی غرض چونکہ محض اعلاء کلمۃ الاسلام اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور غمخواری تھی اس لئے اس نے اس کتاب کو ملک اور قوم کیلئے مفید اور کارآمد بنانے کیلئے جہاں تک اس سے ممکن تھا محنت سے کتابوں کو پڑھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے کشود کار کی دعائیں کیں۔ اس لئے ہم نہ اس لحاظ سے کہ احمدی ہونے کی وجہ سے حکیم الامۃ سے کوئی تعلق رکھتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ خود آپ کے ساتھ ذاتی طور پر ہمیں فخر تلمذ ہے۔ بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ یہ کتاب

محض خدا تعالیٰ کی رضا اور نوع انسان کی بھلائی کے لئے لکھی گئی ہے

اس کے بعد نور الدین کے تذکرہ کے ضمن میں دوسرا قابل غور یہ امر ہے کہ کیا اس سے پہلے مولانا موصوف معاصرین میں اسی فن پر کتابیں لکھنے کیلئے مشار الیہ ہو چکے ہیں! کیونکہ اگر یہ آپ کی پہلی ہی تصنیف ہو تو کم از کم ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ابھی آپ کا تجربہ اس راہ میں کامل نہیں اور اسکی تصنیف اول خواہ وہ محض رفاہ عام کی غرض سے ہی کیوں نہ لکھی گئی ہو ویسی مفید اور کارآمد نہیں ہو سکتی جیسا اس کی وہ تصنیف جو ادس کے کہنہ مشق ہونے کے بعد شائع ہو۔

پس

اس پہلو کے لحاظ سے بھی ہمیں فخر اور ناز ہے کہ جس مصنف کی کتاب پر ہم ریویو لکھ رہے ہیں وہ اس فن تصنیف اور خصوصیت کے ساتھ مذہبی لٹریچر اور مذہبی لٹریچر میں سے بھی فن مناظرہ میں اہل عصر میں سرمایہ ناز سمجھا گیا ہے اور بہترین مناظروں میں سے اہل وید کے ساتھ مناظرہ کرنے میں بھی قابل قدر نگاہوں سے دیکھا گیا ہے جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے۔ چنانچہ فاضل مصنف مندرجہ حاشیہ کتابوں کا مصنف ہے۔

۱۔ فصل الخطاب (امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے متعلق)	انہیں سے پہلی کتاب فصل الخطاب ایک عظیم الشان مختلف فیہ مسلہ پر ہے یعنے آیا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی
۲۔ فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب دو جلد	
۳۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	
۴۔ تصدیق براہین احمدیہ۔	
۵۔ رد تناسخ۔	

چاہیئے یا نہیں۔ علامہ موصوف نے اس کتاب کو جس قابلیت کے ساتھ لکھا ہے اس کا پتہ اس کے پڑھنے سے لگ سکتا ہے۔

دوسری کتاب جو اسی نام سے لکھی گئی ہے یہ دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ اس میں عیسائیوں کے قریباً تمام بڑے بڑے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں اور جن پر ان کے مشنریوں اور مناددوں کو بہت بڑا ناز رہا ہے ان اعتراضوں کا جواب دیتے وقت علامہ موصوف نے دو پہلو اختیار کئے ہیں۔ پہلے الزامی جواب دیئے ہیں اور پھر تحقیقی جوابات بڑے مفصل اور مسکت لکھے ہیں

ہیں فصل الخطاب پر ریویو اسوقت مد نظر نہیں اس لئے ہم اسے چھوڑتے ہیں۔ یہ کتاب غالباً پندرہ سولہ سال سے لکھی ہوئی ہے لیکن آج تک ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا جواب عیسائی مشن کی طرف سے نہیں ہو سکا۔

تیسری کتاب بجائے خود کوئی مستقل کتاب نہیں بلکہ یہ ایک مضمون ہے جو اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ ایک عیسائی اسلام پر تین اعتراض کئے تھے اور وہ اعتراض قرآن شریف کی بنا پر تھے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے پاس بھیجے گئے تھے اس بات کا تو ہمیں علم نہیں کہ انجمن نے اور کسقدر اشخاص کے پاس یہ سوالات بغرض جواب بھیجے لیکن یہ ہم جانتے ہیں کہ انجمن نے جو رسالہ اس نام سے آخر طبع کیا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ مصنف نور الدین اور مولوی غلام نبی صاحب امرتسری کے تین مضمون جدا جدا ان سوالات پر شائع ہوئے ہیں۔ ان جوابات کی وقعت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ صوبہ پنجاب کے مسلمانوں کی ریپریزنٹیٹو انجمن کی طرف سے شائع ہوئے ہیں اور انجمن کی درخواست پر لکھے گئے ہیں۔

چوتھی کتاب آریوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے یہ کتاب آریہ مذہب کے مشہور و معروف مصنفین کی کتابوں کے جواب میں جو انہوں نے رد اسلام میں بزعم خود لکھی ہیں مجموعی طور پر جواب میں لکھی گئی ہے اگرچہ تکذیب براہین احمدیہ ایک خاص کتاب خصوصیت کے ساتھ زیر نظر ہے جو آریہ سماج کے سرمایہ ناز مولف کی کتاب ہے۔

پانچویں کتاب تصدیق براہین احمدیہ جلد دوم کا ایک حصہ ہے جو ایک خاص مضمون تناسخ کی تردید میں ہے۔ تناسخ کے مسئلہ کی تردید کسی معمولی نظر کے آدمی کا کام نہیں کیونکہ بعض فلاسفروں کا بھی یہی مذہب تھا اس لئے ایک دقیق النظر اور وسیع الخیال فلسفی متکلم کا کام ہو سکتا ہے پھر جس خوبی سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام جوابات قرآن کریم سے دیئے ہیں جس سے قرآن کریم کی شان عظیم کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

غرض

جو شخص قوم اور ملک میں مذہبی لٹریچر میں لکھنے کا مسلم مشار الیہ ثابت ہو چکا ہو اور مذہبی لٹریچر میں سے بھی مناظرہ کی شاخ میں خصوصیت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہو اور آریہ سماج کے ساتھ اس کی فیصلہ کن تحریریں شائع ہو چکی ہوں وہ بدرجہ اولیٰ حق رکھتا ہے کہ آریہ سماج کی کسی شائع کردہ کتاب کا جواب لکھے۔ پس نور الدین اسی قلم اور دماغ کا نتیجہ ہے۔

ایک اور بات لکھ کر ہم اس حصہ ریویو کو ختم کرتے ہیں کہ یہ بات بھی کوئی مخفی امر نہیں کہ نور الدین کا مصنف ایک بیش قیمت کتب خانہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ جس میں ہر علم و فن پر نادر نادر کتابیں موجود ہیں۔ اب ہم چوتھے نمبر میں نور الدین کے مصنف کا اپنا ریویو اپنی کتاب پر انشاء اللہ العزیز دیں گے۔ (باقی چوتھے نمبر میں)

ایک افسوسناک خبر

ذیل میں تالیف و اشاعت سے ایک مضمون درج کرتے ہیں جو ضرورت امام کے مضمون کو صاف کر رہا ہے اس پر ہم پھر رائے لکھیں گے (ایڈیٹر)

سود واپس یا عطائے شما بہ لقائے شما

مدت ہوئی کہ فرقہ محدثین نے فرقہ حنفیہ پر یہ الزام لگایا تھا کہ حنفی لوگوں نے اپنا اپنا اجتہاد اپنا دین بنایا ہوا ہے اور راصل مذہب اسلام جو ہے ترا احادیث میں رچا ہوا ہے۔ اور وہابی کہا کرتے تھے کہ قرآن شریف پر حدیث مقدم ہے کیونکہ قرآن مختصر مجمل متن ہے اور احادیث اس کی مفصل شرح ہیں اس خیال سے میں نے کتب احادیث کا ایک انبار خرید لیا۔ مگر اب مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کا یہ رسالہ اشاعۃ القرآن نمبر فلاں جلد فلاں بابت ماہ فلاں دیکھا تو جو کچھ اس رسالہ میں بخاری شریف اور مسلم شریف وغیرہ کتب احادیث کی نسبت لکھا ہے اس کو دیکھکر تو فوراً دل میں خیال گذرتا ہے کہ دنیا میں جسقدر نسخے کتب احادیث کے ہیں سب کے سب دریا برد کئے جائیں۔ مگر چونکہ نہ تو مجھے سب نسخے مل سکتے ہیں اور نہ میرے مقدور میں ہے اور صرف اپنے خریدکردہ نسخے غرق کر دینا بھی کوئی فایدہ نہیں ہے اس لئے فرقہ اہلحدیث کی خدمت میں عرض ہے کہ یا تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے ان اعتراضات کا معقول جواب دیں اور یا میں کتب فروشوں اور محدثوں نے کتب احادیث کے خریدنے میں میرا روپیہ تلف کرایا ہے اپنی کتابیں واپس لے لیں اور میرا روپیہ مجھے واپس دیدیں ان احادیث کو پڑھ کر بجز آنحضرت صلے اللہ پر بدظنی کے اور کچھ فایدہ نہیں ہے۔ اگر ایک مہینے تک جواب نہ آیا تو میں وہ سب کتابیں بذریعہ ویلیوپی تاجروں کو واپس بھیجکر اپنا روپیہ وصول کر لونگا۔ اگر کسی تاجر نے وی پی واپس کی تو پھر بذریعہ عدالت روپیہ لیلونگا۔ خود ساختہ زید بکر کی باتوں کو آنحضرت کی طرف منسوب کرکے دھوکہ دیکر ناحق لوگوں کا روپیہ محدثین ضائع کراتے ہیں عجیب انصاف ہے۔

راقم ایک حنفی وہابی

مسلمانونکی فلاح عصر جدید اور مشاہیر عصر

اس عنوان کے نیچے ہم حافظ نذیر احمد خان اور مولانا شبلی کی رائے پر ریمارک کر چکے ہین۔ آج مولوی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس بہیکن پور کی رائے کی توزین کرتے ہین۔

چنانچہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لکھتے ہین "کسی قوم کے شائستہ بنانیکی صرف ایک تدبیر ہے اور وہی مسلمانون کے واسطے ہی۔ کفایت شعاری اور سنجیدگی بہی شائستگی کا ایک جزو ہے۔ لہذا وہی علاج ان کے لئے کارگر ہوگا۔ وہ تدبیر یہ ہے۔ کہ کچھ لوگ اپنی زندگی کو سچے دل سے اس کام کی نذر کر دین اپنی آسائش ذاتی نفع کو اس پر سے قربان کر دین۔ شب و روز اسی دہن مین رہین زبان سے۔ قلم سے۔ نظر سے غرض ان تمام وسائل سے کام لین جوانکا شوق بجھائے بدون اس کے تمام تدابیر ادہوری ہونگی"

اس پر عصر جدید مندرجہ ذیل ریمارک کرتا ہی۔ یہ رائے نہایت متین ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ کام کرنیوالے آدمی پیدا کرو اور یہ سب سے زیادہ ضرور اصلاح ہے اور خوشی کی بات ہی کہ کام کرنیوالون کا گروہ چند روز سے بڑہتا جاتا ہی۔

ہکواس معاملہ مین شروانی صاحب کسقدر اختلاف ہی کہ کسقدر کفایت شعاری اور سنجیدگی شائستگی کا جزو ہے کیونکہ عربی معنے مین تہذیب سے اسراف اور اوچھا پن اور فن دروغ گوئی یا فن اشتہار مین ترقی ہوتی ہے "اسی وجہ سے ایک ہوشیار یورپین فلاسفر نے حال مین ایک مضمون لکہا تہا۔ اور اسمین بتایا تہا کہ کچھ عرصہ کے بعد ایشیا کی محنتی قومین جیسے چینی و جاپانی و ہندی اہل یورپ کو زک دیکر میدان تمدن سے ہٹا دینگی۔ وجہ اس نے یہ بتائی تہی کہ یورپ مین بوجہ شائستگی ضروریات زندگی بڑہتی جاتی ہین اور اسلئے مزدوری بہی زیادہ ہے۔ یہ قومین چونکہ مزدور تین کم رکھتی ہین اور کفایت شعار ہین لہذا یورپ کی تجارت کو انجام کار پامال کر دینگی مجھے اندیشہ ہے کہ تہذیب کی .... یہ رو اگر اسیطرح ترقی کرتی گئی تو مسلمان اس دور اندیش فلسفی کی پیشگوئی سے فائدہ نہ اٹہا سکین گے۔ بلکہ بوجہ اپنے اسراف اور بے اعتدالی سے دونون تہذیبون کی بیچ مین کچلے جائینگے۔ فتدبر

ہمارا ریمارک۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ لوگ جو مسلمانون کو ایک شائستہ متین اور کفایت شعار قوم بنانا چاہتے ہین اس کے لئے ایسی تجویزین کیون پیش کرتے ہین جنہین قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** کا ذکر تک بہی نہو۔ کیا اس سے یہ غرض ہی کہ مسلمان ان کو چھوڑ کر کوئی ترقی کر سکین گے۔ ہم کہتے ہین کہ اس سے پہلے کہ تم ان کو کفایت شعار بنانیکی فکر کرو بہتر ہے کہ پہلے مسلمانون کو مسلمان بنالو۔ ایک مسلمان بنانا ہی ساری ترقیون اور شائستگیون اور اخلاقی خوبیون کا مجموعہ ان مین پیدا کر دیتا ہی لیکن اگر مسلمان مسلمان ہی نہ رہین گے تو پہر خواہ کچھ ہی ہو کوئی فائدہ ان تجاویز سے نہین پیدا ہوگا۔

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی یہ رائے کہ کچھ آدمی سچے دل سے اپنی زندگی کو اس کام کی نذر کرین جہانتک الفاظ کا تعلق ہے خوش کن ہو سکتی ہی۔ اگر ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بدون اپنی زندگی دوسرون کے فائدہ کیلئے وقف کر سکتا ہی پہر اللہ تعالیٰ نے جو مامورین و مرسلین کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری رکھا ہی وہ بے ضرورت ثابت ہو جائیگا۔ کوئی شخص حقیقی سوز و گداز ملک اور قوم کی خدمت کیلئے انکی حقیقی بہی خواہی کیواسطے نہین رکھ سکتا جبتک وہ اس منصب پر مامور نہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنی تجویز اور خیال پر جب نام کو اپنا معبود بنا کر اٹھے بہی تو اسکا وجود ملک اور قوم کے لئے نافع ثابت نہین ہوگا۔ پس اس امر کو کبہی بہولنا نہین چاہیے کہ مسلمانون کی بہبودی اور بہتری اس مین ہی کہ ان کو مسلمان بنایا جاوے اور اسلام ان کی رگ و ریشہ مین عملی رنگ سے پیدا ہو۔ پہر ناممکن ہی کہ مسلمان ترقی نہ کرین یا مسلمان اعلے درجہ کے کفایت شعار اور متین نہ بن جاوین۔ ایک شخص جب ایمانی اور اعتقادی طور پر مبذرین کو اخوان الشیاطین سمجھیگا تو پہر ناممکن ہی کہ وہ عملی طور پر خود اس بلا مین مبتلا ہونا چاہے وہ شخص جو سچا مسلم بلیٰ من اسلم وجھه للّٰه وھو محسن کے ماتحت ہوتا ہی۔ ناممکن ہی کہ وہ بنی نوع کی ہمدردی اور شفقت علےٰ خلق اللہ کو اپنا اصول قرار نہ دے اور مومن کہلاکر والذین ھم عن اللغو معرضون کا وصف اپنے اندر پیدا کرنیکیلئے ساعی نہو۔

اس مین کوئی کلام نہین کہ مسلمانون مین اسلام کی روح نفخ کرنیکے واسطے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہی جو انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر آئے اپنی تجویزون اور انسانی منصوبون سے زبان کی چالاکیون یا قلم کی تیزیون سے وہ اس منصب پر مامور نہو بلکہ اللہ تعالیٰ اسے مامور کرے تا روح القدس سے اسکی تائید ہو اور ایک کامل اطمینان اور استقلال اسکو دیا جاوے اور کوئی امر اس کے لئے پشت شکن اور تہکا دینے والا ثابت نہو اس خدا شناسی اور خدا پرستی کے دور اور لامذہبی کے زمانہ مین ہمارا ایسا کہنا ایک دیوانہ کی بڑ سے زیادہ وقعت نہ رکھیگا ہم اسے خوب سمجھتے ہین مگر سچ یہی ہے کہ مسلمانون کی فلاح اور اصلاح کی اگر کوئی تدبیر ہے تو یہی ہے اس کے سوا ناممکن ہے **مسلمانونکی اصلاح**۔

اور ہم یہ بشارت دیتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے اسوقت جو مین ضرورت کا وقت تہا محض اپنے فضل سے اس شکستہ قوم کے سہارا اور آرام کیلئے ایک مامور بہیجا ہی جو قوم مین وہی صلاحیت اور تقویٰ پیدا کرنا چاہتا ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاص منشا اور مقصد تہا اور اسی سلسلہ منہاج نبوت پر آیا ہی اور اسی رنگ اور شان سے اصلاح قوم کی فکر کر رہا ہی اگر قوم اس کی بات سنے اور اس کے ساتھ ہو جائے تو ہم یقیناً کہتے ہین کہ وہ کامیاب ہو جائیگی اور ہمارا معاصر عصر جدید مسلمانون مین جس قوت اور روح کے نفخ ہونے کی آرزو کرتا ہے وہ انمین پیدا ہو جائیگی لیکن بغیر اس کے ...... دامن سے وابستہ ہوئے اگر کوئی شخص قومی اصلاح اور فلاح کا مدعی ہو تو ہم دعوے سے کہتے ہین وہ کامیاب نہین ہو سکتا کیونکہ یہ ریفارمر (مصلح) خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر اس کام کے لئے مبعوث ہوا ہے اور اس نے وہی طریق اختیار کیا ہی جو کامیابی کا سچا ذریعہ ہی۔ مسلمانون کو قرآن کریم کی ہدایتون پر عمل کرانا چاہتا ہے اور اسی کو فلاح کا ذریعہ قرار دیتا ہی۔ جو حقیقت ہے یہ ہے قرآن کریم اور اسلام کو چھوڑ کر کوئی تجویز قوم کی بہتری اور بہلائی کی ہرگز کبہی نہین۔ کاش مسلمان سمجھین سوچین اور پہر عمل کرین۔

جنگ روس و جاپانکی خبرین

جاپانیونکا نقصان۔ روسیون کا ایک گروہ ماجود النی سے چیفو مین آیا ہی رپورٹ کرتا ہے کہ جاپانی جنگی جہاز شکیشا اور فوجی ۱۶۔ ماہ حال کو پورٹ آرتہر مین ڈوب گئے تہے۔ مگر یہ کہانی من گھڑت معلوم ہوتی ہے۔

امیر البحر ٹوگو رپورٹ کرتا ہے کہ ۱۵۔ ماہ حال کو جہاز کساگی کروزر ریشنو کے ساتھ ٹکرایا۔ اور موخر الذکر جہاز ۲۰ منٹ کے اندر غرقاب ہوگیا صرف نوے اہل جہاز بچے۔ اسی روز جنگی جہاز ہتسو سی ایک روسی سرنگ کے ساتھ ٹکراکر ڈوب گیا۔ ۲۰ آدمی بچ رہے +

امیر البحر ٹوگو کی ایک بعد کی تار خبر مظہر ہے کہ ہتسوسی پورٹ آرتہر کے بیڑے فوجون کو اترتے ہوئے دیکھ رہا تہا کہ بندرگاہ سے دس بحری میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب مشرق ایک سرنگ کے ساتھ ٹکرایا۔ اس نے امداد کیلئے اشارہ کیا۔ مگر فوراً ہی ایک اور سرنگ کے ساتھ ٹکراکر نصف گہنٹہ کے اندر غرقاب ہوگیا +

سینٹ پیٹرزبرگ مین بیان کیا جاتا ہے کہ جہاز پیٹروپوسک کے ڈوبنے کے بعد ایک تارپیڈو کشتی نے جاپانیون کو دیکھ بہال کرنے کی زمین پر سرنگین لگا دین +

(لنڈن ۲۰ مئی) امیر البحر ٹوگو رپورٹ کرتا ہے کہ یہ ایک پر معنی امر ہے۔ کہ جہاز ہتسوسی کے غرقاب ہونے کے بعد سولہ روسی تارپیڈو ڈسٹرائر کر بندرگاہ سے باہر آئے۔ مگر جاپانی کروزرون نے انہین پسپا کر دیا۔ امیر البحر نشیبہ جو جہاز ہتسوسی پر تہا۔ بچ گیا ہے۔ ۲۷۔ افسر اور وارنٹ افسر دو ضائع شدہ جہازون مین ہلاک ہو گئے۔

(بعد کی خبر) جاپانی جنگی جہاز ہتسوسی پر کل تعداد آدمیونکی ۷۴۱۔ اور نشینو پر ۳۶۰ تہی۔ اخبارات مذکورہ بالا دو جہازون کے ڈوبنے پر اظہار ہمدردی و افسوس کرتے ہین

جاپانیون کی پسپائی۔ جاپانیون کی واپسی چینگ ہنگ کی تشریح ابہی تک نہین ہوئی نیوچوانگ سے ایک تار سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پسپائی ایک شکست فاش کے باعث سے تہی۔ لیکن اسکی تصدیق روسی وسائل سے نہین ہوئی۔

نیوچوانگ:۔ روسی جنگی جہاز ...... دیہولی سے نیوچوانگ کو روانہ ہوگیا ہے

روسیونکا عظیم الشان نقصان:۔ خبر ہے کہ جاپانیون نے ۱۲ ماہ حال کو کنگ ...... پر قبضہ کر لیا۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار ...... سے مظہر ہے کہ ایک لڑائی مین دو ہزار روسی ہلاک اور مجروح ہوئے۔

جزیرہ نمائے لیاوتنگ۔ ...... مین ایک نہایت سخت چہوٹی لڑائی ہوئی ہے جسمین جانبین کا بہت سا نقصان ہوا ہے۔

ایک جاپانی سرکاری پیغام تار مظہر ہے کہ جاپانی رسالون نے ...... کی ریلوے ...... کو برباد کر دیا۔

کہلی بندرگاہین:۔ سینٹ پیٹرزبرگ کا ایک تار مظہر ہے کہ تو قع ظاہر کیگئی ہی کہ روس عنقریب سائبیریا کی بندرگاہون کو جنمین ...... بہی شامل ہے تجارت کیلئے کہلی رہنیکا اعلان کریگا +

مختلف خبرین

امپیریل لائبریری کلکتہ۔ جس کا افتتاح لارڈ کرزن نے ۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو کیا تہا۔ اسکی پہلی سالانہ رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۱ ماہ زیر رپورٹ مین ۱۲۱ مستقل ممبر بننے والے تہے۔ اس عرصہ مین ۱۵۰۹۳ اشخاص برائے مطالعہ لائبریری مین داخل ہوئے۔

افغانستان مین ٹیکہ چیچک۔ (حیدرآباد ۲۰ مئی) ہر سال ٹیکہ لگانے کا مادہ کابل بہیجا جاتا ہے گا سردار اور انکے کنبون مین ٹیکہ کو بہت اچہا سمجہا جاتا ہے۔ کچھ مقدار امیر عبدالرحمٰن خان مرحوم کے عہد حکومت مین پنجاب مین جایا کرتی تہی۔ غفلت سے کچھ عرصہ تک نہین بہیجی گئی +

مردہ پایا گیا:۔ ۱۸ مئی کو جو پنجاب میل ہوڑہ سے دہلی کو آرہی تہی۔ اجہرا مین میل سرائے سٹیشن پر ایک یورپین درمیانہ درجہ کی گہری مین مردہ پایا گیا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

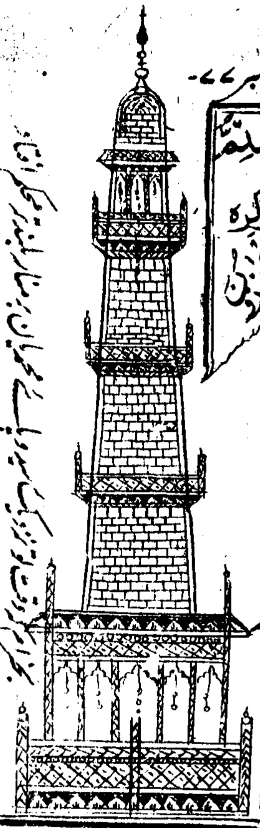

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

فاللہ مدینۃ ... نورہ و ذکرہ الفرقان

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوار

آج کی انسانی جہاد جو تلوار سے
کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد
جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے
تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر
تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے
ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے
ہماری طرف سے امان اور صلحکاری
کا سفید جھنڈا بلند
کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے .. .. .. صہ
خواص و معاونین سے .. عٰہ
ہندوستان سے باہر .. ٰہ
غیر مذاہب والوں سے .. ٰہ/۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع (دستگیری کے طالب) دلالوگون سے عٰہ/۱۲

نمبر ۱۸ | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

تحریک تعلیم الاسلام کوقت مدرسہ تعلیم الاسلام کو سخت ضرورت در پیش ہے خصوصاً

ہماری سقامی اخبارات مین شایع ہو چکا اور قوم پر عموماً ظاہر ہوچکی ہو کہ ہمارے مدرسہ کو انسپکٹر نے دیکھا اور راۓ بک مین لکہا کہ وہ اگست کے مہینہ مین ایک دفعہ پہر ملاحظہ کرینگے اور بعض نقصونکی تلافی ہو جانیکے بعد جو راۓ بک مین انکی طرف سے لکہی گئی ہین مدرسہ کی منظوری کے مسئلہ پر غور کرینگے منجملہ ان نقصونکے جو صاحب انسپکٹر نے مدرسہ کے متعلق نکالے اور ان کی تلافی پر زور دیا ہے چند کمرونکا زیادہ کرنا ہے اور یہ کہ ہر ایک استاد کے آگے ایک میز اور ایک کرسی ہونی چاہیے وقت بہت تہوڑا اور کام بہت ہے اور کام بہی درحقیقت تہوڑا ہے اگر قوم کیطرف سے کافی مدد جلد ملجاۓ۔ اور قابل غور یہ امر ہے کہ اگر مدد مین یا جلدی مدد کرنیمین سہل انکاری کیجائے تو کسقدر ضرر کا احتمال ہے۔

سردست پانسو روپیے کی ضرورت ہے اور یہ رقم نئی اور زندہ قوم کی بلند ہمت اور وسعت حوصلہ کے نزدیک کچہہ بہی نہین۔ اگر ایسا ہو کہ سیالکوٹ کی جماعت ایکسو اور لاہور کی جماعت ایک سو اور کپورتھلہ کی جماعت کم از کم پچاس اور گوجرانوالہ کی جماعت پچاس اور حیدرآباد دکن کی جماعت ایک سو بہم پہونچاۓ اور اسیطرح دوسرے شہرون کی جماعت اپنی استطاعت کیموافق رقوم اکٹہی کرین تو بہت جلد عمدہ طور پر کام ہو جاتا ہے امید ہے کہ ہمارے مکرم معظم دوست اور خدا تعالی کے انعامات خاصہ کے مورد اصحاب جن کی اسماۓ گرامی ذیل مین ثبت ہوئی ہین خصوصاً اسطرف توجہ مبذول فرمائینگے۔ اور بہت جلد اپنی عالی ہمتی کا ثبوت دینگے۔

شیخ رحمت اللہ۔ منشی تاج الدین صاحب۔ سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی شیخ نور محمد صاحب حکیم مالک کارخانہ ہمدم صحت۔ منشی محمد نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات خواجہ جمال الدین صاحب ڈائرکٹر مدارس جمون خصوصاً منشی عبد العزیز صاحب ماسٹر شیلہ میر ٹہہ۔ محمد اسمٰعیل صاحب ملٹری ٹیلر میرٹہہ۔ شیخ عطا محمد صاحب سب اورسیر ایبٹ آباد ہزارہ۔ شیخ نور احمد صاحب بلیڈر ایبٹ آباد و ہزارہ منشی عزیز بخش صاحب ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخان بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات گلگت۔ اگر یہ بزرگ نامدار بہت معقول رقین عنایت کرینگے تو امید ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی گدائی کا دامن زیادہ پہیلانیکی ضرورت نہین پڑیگی۔

امید ہے کہ بہت سے اہل دل دوست جن کی اسماء اختصار کے لحاظ سے قلم بند نہین ہو سکے خدا تعالی کی راہ مین قدم اٹہانے سے کوتاہی نہین کرینگے۔

المعلن خاکسار عبد الکریم از قادیان

احباب کیلئے متضمن ضروری گذارش

کچہہ عرصہ ہوا کہ میان احمد نور صاحب نور رفیقان حضرت مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کیلئے ایک مکان بنوانیکواسطے مخدومی و مکرمی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے تحریک کی تہی اور اس امید پر کہ اس سلسلہ کا ہر ایک فرد مہاجرین مذکور کیلئے اس چہوٹی سی خدمتمین پوری سرگرمی اور جوش سے حصہ لیگا۔ اور جلدی رقم مطلوبہ پوری ہو جاےگی تعمیر مکان کا کام شروع ہی کر دیا گیا تہا۔ لیکن آجتک جو اس تحریک پر ایک ماہ سے زاید عرصہ گذر چکا ہے سواۓ ان رقوم کے جنکا ذکر اس تحریک مین ہی کیا گیا تہا صرف ۱ٰ۲؎ کی رقم جسمین ۱۰؎ حصہ مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب شیخ عطا محمد صاحب اورسیر ایبٹ آباد کا ہے۔ وصول ہوئی ہے جو بالکل ناکافی ہے۔ آگے چونکہ برسات کا موسم آتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ تعمیر کا کام جلدی پورا ہو جاۓ ورنہ جو روپیہ لگ چکا ہے اس کے بہی برباد ہونیکا اندیشہ ہے اسکے لئے ضرورت ہے اس امر کی کہ ہر ایک صاحب جو اس کار خیر مین حصہ لینا چاہتے ہون بہت جلدی جسقدر ہو سکے روپیہ بہیج کر اس کام کے سرانجام دینے مین مدد دین اور رقم مطلوبہ کو جسکا اندازہ دو سو تک کیا گیا ہے پورا کردین اسمین شک نہین کہ اس سلسلہ مین آۓ دن دینی کامون کیلئے چندونکی تحریک ہوتی رہتی ہے اور ابہی اسکے ساتھہ ہی مین خود ایک اور تحریک بہی کرتا ہون لیکن یہ بہی سمجہ لینا چاہیے کہ دینی خدمت کا یہی وقت ہے۔ جو صاحب توفیق رکہتے ہون وہ ضرور اس کار خیر مین حصہ لین۔

رقوم وصول شدہ حسب ذیل ہین۔ شیخ رحمت اللہ عٰہ شیخ عطا محمد صاحب عٰہ۔ چندہ معرفت ماسٹر عبد الرحمن صاحب از قادیان ۱ٰہ مفتی محمد صادق صاحب عہ مولوی شیر علی صاحب عہ۔ میان الہ دین صاحب ۸ سید محمد علیشاہ صاحب نے علاوہ صہ چندہ کے ایک کوٹہی کی چہت کی لکڑی کا وعدہ فرمایا ہے۔ مولوی امام الدین مدرس گولیکی عہ۔ بابو شاہدین گوجرانوالہ عٰہ۔ میان خیر الدین ٹہیکیدار و عبد العزیز کوٹ عہ۔ منشی نذیر الدین ہیڈ ماسٹر صہ۔
۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

(تتمہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

رویت کا انکار کرنا کتنا بڑا ظلم ہے ہزاروں ہزار نشان خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کی تصدیق کے لئے ظاہر کئے اور ان کے دیکھنے والے موجود ہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ ان کو رد کر دیا جاتا ہے اور جدید نشانوں کی خواہش کیجاتی ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ اور نشانات دکھلاوے لیکن سنت اللہ اسیطرح پر جاری ہے کہ ایسے اقتراح کرنیوالے اور اپنے ایمان کو مشروط کرنیوالے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ پہلے نشانوں کو ترک کر کے آئندہ کیلئے سوال کرنا آیات اللہ کی بیحرمتی اور خدا تعالیٰ کے حضور بے ادبی ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم میری نعمت کا شکر کرو گے تو میں اسے بڑھاؤنگا اور یہ فرمایا ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اور اگر انکار اور کفر کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ اب بتاؤ کہ ان آیات الٰہی کی تکذیب اور ان کو چھوڑ کر جدید کی طلب اور اقتراح یہ عذاب الٰہی کو مانگنا ہے یا کیا؟

دیکھو!

میں سچ کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی آیات کی بے ادبی مت کرو۔ اور انہیں حقیر سمجھ کر یہ محرومی کے نشان ہیں اور خدا تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ لیکھرام خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نشان کے موافق مارا گیا۔ کروڑوں آدمی اس پیشگوئی کے گواہ ہیں خود لیکھرام نے اسے شہرت دی وہ جہاں جاتا اسے بیان کرتا۔۔۔۔۔۔ یہ نشان اسلام کی سچائی کیلئے اس نے خود مانگا تھا اور اس کو سچے اور جھوٹے مذہب کیلئے بطور معیار قائم کیا تھا آخر وہ خود اسلام کی سچائی اور میری سچائی پر اپنے خون کی شہادت دیگیا۔ اس نشان کو جھٹلانا اور اسکی پروا نہ کرنا یہ کس قدر بے انصافی اور ظلم ہے۔ پھر ایسے کھلے کھلے نشان کا انکار کرنا تو خود لیکھرام بننا ہے اور کیا۔

مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ جس حال میں خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا ہے کہ اس نے ہر قوم کے متعلق نشانات دکھائے جلالی اور جمالی ہر قسم کے نشان دیئے گئے پھر ان کو ردی کیطرح پھینک دینا یہ تھوڑی سی بدبختی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد بننا ہے۔ جو آیات اللہ کی پروا نہیں کرتا وہ یاد رکھے اللہ تعالیٰ بھی اسکی پروا نہیں کرتا۔

خدا تعالیٰ کیطرف سے جو نشان ظاہر ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک عقلمند خدا ترس ان کو شناخت کر لیتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن جو فراست نہیں رکھتا اور خدا کے خوف کو مدنظر رکھ کر اس پر غور نہیں کرتا وہ محروم رہ جاتا ہے کیونکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ دنیا دنیا ہی نہ رہے اور ایمان کی وہ کیفیت جو ایمان کے اندر موجود ہے نہ رہے۔ ایسا خدا تعالیٰ کبھی نہیں کرتا اگر ایسا ہوتا تو پھر دین کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ حضرت مسیح کا انکار کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیوں ہوتا اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر تکالیف کیوں برداشت کرنی پڑتیں۔ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہی نہیں کہ وہ ایسے نشان ظاہر کرے جو ایمان بالغیب ہی اٹھ جاوے۔ ایک جاہل وحشی سنت اللہ سے ناواقف تو اسی چیز کو معجزہ اور نشان کہتا ہے جو ایمان بالغیب کی حد سے نکل جاوے۔ مگر خدا تعالیٰ ایسا کبھی نہیں کرتا۔

ہماری جماعت کیلئے اللہ تعالیٰ نے کمی نہیں کی کوئی شخص کسی کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا جسقدر لوگ اس سلسلے میں داخل ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔

براہین احمدیہ کو پڑھو اور اس پر غور کرو اس زمانہ کی ساری خبریں اس میں موجود ہیں۔ وہ دوستوں کے متعلق بھی ہیں اور دشمنوں کے متعلق بھی۔

اب کیا یہ انسانی طاقت کے اندر ہے کہ تیس برس پہلے جب ایک سلسلہ کا نام و نشان بھی نہیں اور خود اپنی زندگی کا بھی پتہ نہیں ہو سکتا کہ میں اسقدر عرصہ تک رہوں گا یا نہیں ایسی عظیم الشان خبریں دے اور پھر وہ پوری ہو جائیں نہ ایک نہ دو بلکہ ساری کی ساری۔ **براہین احمدیہ** لوگوں کے گھروں میں ہے عیسائیوں، آریوں اور گورنمنٹ تک کے پاس موجود ہے اور اگر خدا کا خوف اور سچ کی تلاش ہے تو میں کہتا ہوں کہ **براہین** کے نشانات پر ہی فیصلہ کر کے دیکھو اس وقت جب کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور کوئی یہاں آتا بھی نہیں تھا ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ تھا۔ اس جماعت کی جو یہاں موجود ہے خبر دی اگر یہ پیشگوئی خیالی اور فرضی تھی تو پھر آج یہاں اتنی بڑی جماعت کیوں ہے اور جس شخص کو قادیان سے باہر ایک بھی نہیں جانتا تھا اور جس کے متعلق براہین میں کہا گیا تھا **فحان ان تعان وتعرف بین الناس** آج کیا وجہ ہے کہ وہ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عرب شام مصر سے نکل کر یورپ اور امریکہ تک دنیا اس کو شناخت کرتی ہے۔ اگر یہ خدا کا کلام نہیں تھا اور خدا کی منشاء کے خلاف ایک مفتری کا منصوبہ تھا تو خدا نے اسکی مدد کیوں کی ہے کیوں اس کیلئے ایسے سامان اور اسباب پیدا کر دیئے۔

کیا یہ سب میں نے خود بنا لئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اسیطرح پر کسی مفتری کی تائید کیا کرتا ہے۔ تو پھر **راستبازوں** کی سچائی کا معیار کیا ہے؟ تم خود ہی اس کا جواب دو۔ سورج اور چاند کو رمضان میں گرہن لگا۔ کیا یہ میری اپنی طاقت میں تھا کہ میں اپنے وقت میں کرا لیتا اور جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سچے **مہدی** کا نشان قرار دیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس ۔۔۔۔ نشان کو میرے دعوے کے وقت پورا کر دیا۔ اگر میں اس کی طرف سے نہیں تھا تو کیا خدا تعالیٰ نے خود دنیا کو گمراہ کیا؟ اس کا سوچ کر جواب دینا چاہئے کہ میرے انکار کا اثر کہاں تک پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور پھر خدا تعالیٰ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اسیطرح پر اسقدر نشانات ہیں کہ ان کی تعداد دو چار نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں تک ہے تم کس کس کا انکار کرتے جاؤ گے۔ اسی براہین میں یہ بھی لکھا ہے۔ **یاتون من کل فج عمیق** اب تم خود آئے ہو۔ تم نے ایک نشان پورا کیا ہے اسکا ہی انکار کرو۔ اگر اس نشان کو جو تم نے اپنے آنے سے پورا کیا ہے مٹا سکتے ہو تو مٹاؤ۔ میں پھر کہتا ہوں کہ دیکھو آیات اللہ کی تکذیب اچھی نہیں ہوتی اس سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔ میرے دل میں جو کچھ تھا میں نے کہہ دیا ہے اب ماننا نہ ماننا تمہارا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں صادق ہوں اور اسی کیطرف سے آیا ہوں۔

۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کی شام

ایک شخص نومسلم حکیم مالوی کے خیالات کا متبع آیا ہوا تھا اس نے نشان دیکھنا چاہا حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سوال کو طریق ادب و طلب کے خلاف پا کر اسے حکم دیا تھا کہ تم واپس چلے جاؤ اس پر اس نے ایک معافی نامہ پیش کیا۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔

یہ بات محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے کہ کوئی بات کسی کو سمجھا دے۔ لیکن اسے سمجھ آتی ہے جو ادب کے طریق پر سچا طالب ہو کر تلاش کرتا ہے۔ **الطریقۃ کلہا ادب** خدا تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ ہے کہ جو شخص صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ اس کی راہ کی تلاش کرتے ہیں وہ ان پر ہدایت و معرفت کی راہیں کھول دیتا ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا**۔ یعنے جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں ہم میں ہو کر سے یہ مراد ہے کہ محض اخلاص اور نیک نیتی کی بنا پر خدا جوئی اپنا مقصد رکھ کر لیکن اگر کوئی استہزا اور ٹھٹھے کے طریق پر آزمائش کرتا ہے وہ بدنصیب محروم رہ جاتا ہے۔

پس اسی پاک اصول کی بنا پر اگر تم سچے دل سے کوشش کرو اور دعا کرتے رہو تو وہ **غفور الرحیم** ہے۔ لیکن اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی پروا نہیں کرتا وہ بے نیاز ہے۔ دنیا فنا کا مقام ہے اسلئے ضروری ہے کہ انسان اس فانی مقام پر دلدادہ نہ ہو بلکہ آخرت کی فکر کرے جو ابدی ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاوے اور اسکی مرضی کو مقدم کر کے اسپر چلے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کو مقدم نہیں کرتا اور اسپر نہیں چلتا تو پھر اللہ تعالیٰ اسکی کوئی پروا نہیں کرتا جیسے ہزاروں لاکھوں کیڑے مرجاتے ہیں یہ بھی مر جاتا ہے اور اس کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتا ہے اور دعاؤں سے کام لیتا ہے اور تھکتا نہیں تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اسپر اپنی راہ کے دروازے کھول دیتا ہے یہی اصول یہاں بھی ہے۔

کیونکہ مجھے اس خدا نے مامور کر کے بھیجا ہے

پس اگر کوئی یہاں آتا ہے اسلئے کہ وہ شعبدہ بازی دیکھے اور پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے تو ہم صاف کہتے ہیں کہ ہم پھونک مار کر **ولی** نہیں بناتے۔ جو شخص جلد بازی سے کام لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے خدا اسکی پروا نہیں کرتا تو بھی اسکی کیا پروا۔ اتنا ہی نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ خدا غفور الرحیم ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ماننا چاہئے کہ وہ **غنی** بھی ہے۔ اگر ساری دنیا اتقی قلب لیکر آوے تو اوسکی الوہیت کی شان ایک ذرہ بڑھ نہ جاویگی اور اگر اتقی نہ ہو تو اس سے کچھ کم نہ ہوگا اس لئے طالب صادق کا پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غنی بے نیاز ہے اسکو حاجت اس امر کی نہیں کہ میں اسکی طرف رجوع کروں بلکہ مجھے حاجت اور ضرورت ہے کہ اسکی طرف رجوع کروں اور اس کے آستانہ الوہیت پر گروں جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ خدا کو میری حاجت نہیں مجھے خدا کی حاجت ہے تو اس میں ایک طلب صادق کا جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ خدا کی طرف رجوع کرنے لگتا ہے پس اگر کوئی میرے پاس آتا ہے تو اسے یہی سمجھ لینا چاہیے کہ میرا کام تو صرف پہنچا دینا ہے منوا دینا میرا کام نہیں۔ اگر کوئی اپنی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے ایک دن مرنا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے تو اس کا فرض ہونا چاہیے کہ صبر اور صدق کے ساتھ اس راہ کو تلاش کرے اور گھبرا لے کے

اور تھکے نہیں - لیکن جب کوئی حد درجہ زیادہ شرارت کرتا ہے - اور اللہ تعالیٰ کی باتوں پر ہنسی کرتا اور انہیں ٹھٹھے میں اڑانا چاہتا ہے تو اس کا علاج اس نے اور رکھا ہوا ہے - اب بھی یہی ہو رہا ہے - اور یہ ہونے والا ہے - کتوں اور کیڑوں کی طرح لوگ مر رہے ہیں اور مریں گے -

دیکھو دس روپیہ کا مقدمہ بھی ہو تو انسان اپنی عقل پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ دوسروں سے مشورہ لیتا ہے اور انہیں بھروسہ کرتا ہے پھر وکیل تلاش کرتا ہے وکیل بھی اعلیٰ درجہ کا پھر حکام میں لوگوں کی تلاش کرتا اور ان کی خوشامد کرتا اور جائز و ناجائز وسائل کے استعمال سے بھی نہیں چوکتا - جب ایک تھوڑی سی متاع کیلئے وہ اسقدر جد و جہد اور کوشش کرتا ہے پھر اسکو شرم کرنی چاہیے کہ دین کیلئے اسکا دسواں حصہ بھی سعی نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اسرار دین اسپر کھل جاویں اور وہ دم زدن میں ولی بنجاوے۔ چند سنٹ کیلئے ایک شخص ہماری مجلس میں اگر بیٹھتا ہے اور باہر نکل کر فتویٰ دیتا ہے کہ میں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے - یہ سب کچھ دکانداری ہے - ہم ایسے فتووں اور ایسی باتوں کی کیا پروا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی اور الہام کی سچائی ایسے روشن نشانوں اور دلائل کے ساتھ ہو رہی ہے ایسے ہیرو پایا اور ان فتووں کو کیا وقعت ہے ایسی باتیں ایسے دینے والوں کو مرنے کے بعد پتہ لگ جاویگا اور ان کے فتووں کی کیا حقیقت ہے ؟ اسوقت ستارے پڑے اور سحاب اٹھ جاویں گے اور حقیقت کھل جاویگی میں دنیا کی حالت پر سخت تعجب اور افسوس کرتا ہوں کہ اگر کسی کو کہدیا جاوے کہ تجھے جذام کا اندیشہ ہے تو وہ طبیب تلاش کرتا ہے اور نسخے پر نسخہ استعمال کرتا چلا جاتا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کی بیماری کیلئے تو یہ جد و جہد کیجاتی ہے پر اس کے مقابل میں دین کیلئے کوئی فکر اور کوشش نہیں کیجاتی - جوئیندہ یابندہ ایک عام مثل ہے مگر اس کیلئے یہ بھی تو ضروری ہے کہ جوئی تلاش اور طلب کا حق ہے وہ ادا کرے - یہ تو نہیں کہ ایک شخص کو آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مجھے کوئی نشان دکھا دو میں شام کو واپس جانا چاہتا ہوں - ایسی جلد بازی اور اقتراح خدا کو پسند نہیں ہے - دیکھو زمیندار کسقدر محنت کرتا ہے - راتوں کو اٹھ اٹھ کر سخت سے سخت زمین میں ہل چلاتا ہے پھر تخم ریزی کرتا ہے آبپاشی کرتا ہے اور حفاظت کرتا ہے تب جا کر کہیں پھل اٹھاتا ہے - یہ کوشش اور محنت دنیا کیلئے ..... تو ہے جو آج ہر کس کو کی مگر دین کیلئے کچھ بھی نہیں - چونکہ نفس میں خباثت ہوتی ہے اور تلاش حق مطلوب نہیں ہوتی اس لئے جلد فیصلہ کر بیٹھتا ہے کہ میں نے سمجھ لیا ہے - یہ بے انصافی اور ظلم نہیں تو کیا ہے ؟ مگر سچ ہے وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ایک شخص جو کنواں کھودنے لگا ہے وہ اگر دو چار ہاتھ کھود کر شکایت کرے کہ پانی نہیں نکلا تو کیا اس کو احمق نہ کہا جاویگا اور ملامت نہ کی جاویگی کہ ابھی تو اس حد تک پہونچا ہی نہیں جہاں پانی نکلتا ہے ابھی سے شکایت کرتا ہے یہ تو تیرا اپنا ہی قصور اور نادانی ہے - ہر ایک امر کیلئے ایک قانون قدرت اور وقت ہے خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیوی - پھر دنیوی امور میں تو ان قوانین قدرت کو نگاہ رکھتے ہیں لیکن دینی امور میں اگر عقل ماری جاتی ہے اور جلدی کر کے ایک دم میں سب کچھ چاہتا ہے - یہ جلد باز اور شتاب کار لوگ جب خدا تعالیٰ کے ماموروں کے پاس جاتے ہیں تو وہاں بھی اس شتاب کاری سے کام لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ ایک سیڑھی ... پر کر ان کو آسمان پر چڑھا دے - ایسے نشان مانگتے ہیں کہ ایمان ایمان ہی نہ رہے - اگر کوئی شخص چاند یا سورج پر ایمان لا دے تو بتاؤ کہ اس کو اس ایمان سے کیا فائدہ اور ثواب ہوگا - ایمان تو یہ ہوتا ہے کہ من وجہ محجوب ہو اور من وجہ منکشف اگر ایمان کی حد سے بڑھ کر ہوتا تو پھر ثواب ہی نہ ملتا ثواب کا وعدہ اسی صورت میں ہے کہ عقلمند آدمی عقل صحیح سے کام لیکر قرائن قویہ کو پاکر سمجھ لیتا ہے کہ یہ حق ہے - لیکن اگر اس طرق کو چھوڑتا ہے تو وہ پھر کسی ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایسا ہی حجاب اٹھ جاوے کہ آفتاب کیطرح ایک شے روشن ہو جاوے تو کون احمق ہوگا جو کہے کہ آفتاب نہیں اور دن چڑھا ہوا نہیں ہے - اگر ایسا انکشاف ہو تو پھر کافر اور مومن میں کیا فرق ہوا - مومن تو کہتے ہی اس کو ہیں جو من وجہ محجوب پر ایمان لاتا ہے - حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی بات پر صدیق کہلائے -

پس قانون قدرت یہی ہے جو شخص جلد بازی کرتا ہے اور صبر اور استقلال کے ساتھ کوشش نہیں کرتا - اور عقل سے کام نہیں لیتا - وہ ہار ا لیا بگاڑ لیگا اپنی ہی شقاوت کا نشانہ ہوگا - اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک بیمار کسی طبیب کے پاس آوے اور طبیب اسکی مرض کی تشخیص کر کے کہے کہ دو مہینہ تک میرے پاس رہ کر علاج کرنا پڑیگا - مگر وہ کہے کہ نہیں دو مہینہ تک تو میں رہ نہیں سکتا تم ابھی کوئی قطرہ ایسا دو کہ یہ ساری مرض جاتی رہے - ایسا جلد باز مریض کیا خاک فائدہ اٹھائیگا - وہ تو اپنا ہی نقصان کریگا - اسکے لئے قانون قدرت تو بدل نہیں جاویگا -

وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا

پس یہ بڑی بدبختی ہے کہ دنیا کی کاموں میں عقل سے کام لیتا ہے لیکن دین کے کاموں میں عقل کو بیکار اور معطل کر دیتا ہے - یہ خطرناک مرض ہے - اس کا علاج یہی ہے کہ کثرت سے استغفار کرتا رہے - نیک صحبت میں رہے اور دعاؤں میں لگا رہے اگر یہ نہیں کرتا تو وہ ہلاک ہو جاویگا - اللہ تعالیٰ اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا لیکن جو صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے اور اس راہ میں تھکتا اور گھبراتا نہیں دعاؤں میں لگا رہتا ہے - امید ہے کہ وہ ایک دن گوہر مقصود کو پالے

---

۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور تھے ہمارے مکرم خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر برنج لاہوری شرف نیاز کیلئے آئے ہوئے تھے خلیفہ صاحب ایک روشن خیال اور ذی فہم آدمی ہیں وہ لاہور کی حالات ذکر کرتے رہے کہ وہاں کی مسلمانوں کی عجیب حالت ہو رہی ہے ہر اتوار کو زیارتیں نکالکر باہر لیجاتے ہیں - اور اس فعل کو دفعیہ طاعون کیلئے کافی سمجھتے ہیں مسلمانوں کی اس حالت پر خلیفہ صاحب افسوس کرتے رہے اور اپنی مختلف حالات سناتے رہے - آخر آپ نے عرض کیا -

خلیفہ صاحب ! طاعون میں بعض مقامات پر جو ہمارے احباب مرتے ہیں اور لوگ اعتراض کرتے ہیں اس کا کیا جواب دیا جاوے

حضرت اقدس - اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مامور کو دنیا میں بھیجتا ہے تو سنت اللہ یہی ہے کہ تنبیہ کیلئے کوئی نہ کوئی عذاب بھی بھیجتا ہے اور یہ اسوقت ہوتا ہے جب اسکی مخالفت حد سے بڑھ جاتی ہے اور شوخی و شرارت میں اہل دنیا بہت ترقی کر جاتے ہیں - اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑتے ہیں وہ عذاب اگرچہ سرکش منکرین کیلئے ہوتا ہے - مگر سنت اللہ یہی ہے کہ مامور کی بعض متبعین بھی شہید ہو جاتے ہیں وہ عذاب اوروں کیلئے عذاب ہوتا ہے مگر ان کیلئے باعث شہادت - چنانچہ قرآن شریف صاف طور پر بتاتا ہے کہ کفار جو بار بار عذاب مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ تمہیر عذاب بصورت جنگ نازل ہوگا آخر جب وہ سلسلہ عذاب کا شروع ہوا اور کفار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیاں ہونے لگیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان جنگوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے - حالانکہ مسلم بات ہے کہ وہ تو کفار پر عذاب تھا اور خاص ان کیلئے ہی آیا تھا - مگر صحابہ کو بھی چشم زخم پہونچا - اور بعض جو علم الٰہی میں مقدر تھے شہید ہو گئے - جن کی بابت خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا -

لَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جاویں انکو مردے مت کہو بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں اور اسی جگہ انکی نسبت فرمایا - فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ -

اب بتاؤ کہ وہ جنگ ایک ہی قسم کا تھا لیکن وہ کفار کیلئے عذاب تھا مگر صحابہ کیلئے باعث شہادت اسیطرح یہ اب بھی حالت ہے لیکن انجام کار دیکھا جاوے کہ طاعون سے فائدہ کس کو رہتا ہے ہمکو یا ہمارے مخالفین کو اسوقت معلوم ہوگا کہ کون کم ہوئے اور کون بڑھے میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے اور اسکی وجہ طاعون ہی ہے بعض ایسے لوگوں کی درخواستیں بیعت کے واسطے آئی ہیں جو طاعون میں مبتلا ہو کر لکھتے ہیں کہ اسوقت مجھے طاعون ہوا ہوا ہے اگر زندہ رہا تو پھر آ کر بیعت کرونگا فی الحال تحریری کرتا ہوں - طاعون کے ذریعہ کئی ہزار آدمی اس سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں -

خلیفہ صاحب - وہ جنگ تو اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے تھا

حضرت اقدس - یہ طاعون بھی اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہی ہے - خدا تعالیٰ کے دو نشان مسیح موعود کی سچائی کیلئے زمینی اور آسمانی اور بہت سے نشانوں کے سوا مقرر کئے ہیں آسمانی نشان تو کسوف و خسوف کا تھا جو رمضان کے مہینے میں واقع ہو گیا جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دوسرا زمینی نشان طاعون کا تھا وہ بھی پورا ہو گیا - اب طاعون کا پنجاب میں نام و نشان بھی نہ تھا جب میں نے اسکی خبر دی تھی اسوقت شتاب کار لوگوں نے جلد بازی کی اور خدا تعالیٰ کے اس بزرگ نشان کو ہنسی میں اڑانا چاہا مگر اب گو وہ زبان سے اقرار نہ کریں مگر ان کے دلوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ پیشگوئی جو طاعون کے متعلق تھی پوری ہو گئی اس نشان سے اعلاء کلمۃ اللہ اسطرح پر ہوگا کہ لوگ آخر جب اسکو عذاب الٰہی سمجھ کر اسکی موجبات پر غور کریں گے اور فسق و فجور اور شرارت وغیرہ سے بچکر خدا تعالیٰ کیطرف آئیں گے اور سمجھیں گے کہ خدا حق ہے تو اس سے اعلاء کلمۃ اللہ ہوگا یا نہیں ؟ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے یہ طاعون تو کام کر رہی ہے اگر اس گروہ میں ایک شہید ہو جاتا ہے تو اس کے قائمقام ہزار آتے ہیں یہ نادانوں کا شبہ فضول ہے کہ کیوں مرتے ہیں ہم کہتے ہیں صحابہ جنگ میں کیوں شہید ہوتے تھے ؟ کسی مولوی سے پوچھو کہ وہ جنگ عذاب تھا یا نہیں ؟ ہر ایک کو کہنا پڑیگا کہ عذاب تھا پھر ایسا اعتراض کیوں نہیں کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جا پڑتا ہے لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ نشان مشتبہ ہو گیا ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں نشان مشتبہ نہیں ہوا اسواسطے کہ انجام کار کفار کا ستیاناس ہو گیا اور انہیں کوئی بھی باقی نہ رہا - اور اسلام ہی اسلام نظر آتا تھا جیسا کہ فرمایا

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا کا نظارہ نظر آ گیا اسیطرح طاعون کا حال ہے - اسوقت لوگوں کو تعجب معلوم ہوتا ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں لیکن ایک وقت آتا ہے جب طاعون اپنا کام کر کے چلی جاویگی اس وقت معلوم ہوگا کہ اس نے کسکو نفع پہونچایا اور کون خسارہ میں رہیگا - یہ اس زمانہ کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہے جسکا ذکر ساری نبی کرتے چلے آئے ہیں اور ... سے اسقدر جلدی لوگ حق کی طرف آ رہے ہیں ...

خلیفہ صاحب - حضور کیا ایسے لوگ ناقص ہو جاتے ہیں؟

حضرت اقدس - اسمیں کیا شک ہے کہ وہ امن میں تو ہو گئے - اگر اس سلسلہ میں ہو کر انہیں کوئی صدمہ پہنچا ہے تو وہ شہادت ہوگی اور خدا کا وعدہ ایمان لانیکا یہ فائدہ تو حاصل ہو گیا -

میں نے جسقدر طاعون کے متعلق کھول کھولکر بیان کیا ہے کسی نے نہیں کیا متواتر میں اس پیشگوئی کو شائع کرتا رہا اور خدا تعالیٰ نے مختلف رنگوں میں مختلف اوقات میں اسکے متعلق مجھ پر کھولا اور میں نے لوگوں کو سنایا یَا مَسِيحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا بہت پرانا الہام ہے

[illegible] جو چھپکر شائع ہو چکا ہے - پھر وہ سیاہ پودوں والی رؤیا اور ہاتھی والی رؤیا ... جو ... خدا کیطرف سے مامور ہو کر آتا ہے ... بعض لوگ شرارت سے کہتے ہیں کہ یہ طاعون انکی شامت اعمال سے آئی ہے ... جیسے حضرت موسیٰ کو الزام دیا ... مگر کوئی ان سے پوچھے کہ یہ عجیب ... شامت اعمال ہے تو ہمارے ... ہے - اور ہماری حفاظت کو خدا تعالیٰ ایک نشان قرار دیتا ہے ... دوسرے - اسوقت ... [illegible]

مسیح موعودؑ کی تعلیم

مگر قبل اس کے کہ مین اس اشتہار٭ کا جواب لکہون اپنی جماعت کے لوگون کو نصیحتاً کہتا ہون کہ جو کچھ اس اشتہار کے لکہنے والون اور ان کی جماعت نے محض دل دکہلانے اور توہین کی نیت سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مال خور اور ٹہگ اور کاذب اور ننگہرام کے لفظ کو استعمال مین لائے ہین اور مجہے لوگون کا دغا بازی سے مال کہانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت سور اور کتے اور مردار خوار اور گدہے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہین اور ملیچہ اُن کا نام رکہا ہے ان تمام دکہہ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کرین اور مین اس جوش اور اشتعال طبع کو خوب جانتا ہون کہ جو انسان کو اس حالت مین پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ نہ صرف اس کو گالیان دی جاتی ہین بلکہ اس کے رسول اور پیشوا اور امام کو توہین اور تحقیر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور سخت اور غضب پیدا کرنیوالے الفاظ سنائے جاتے ہین۔ لیکن مین کہتا ہون کہ اگر تم ان گالیون اور بدزبانیون پر صبر نہ کرو تو پہر تم مین اور دوسرے لوگون مین کیا فرق ہوگا اور یہ کوئی ایسی بات نہین کہ تمہارے ساتہہ ہوئی اور پہلے کسی سے نہین ہوئی ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا مین قایم ہوا ضرور دنیا نے اُس سے دشمنی کی ہے سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بہی دشمنی کرین سو خبردار رہو نفسانیت تمہیر غالب آوے ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکہا جاوے۔ تمہین چاہئے کہ آریون کے رشیون اور بزرگون کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا وہ بہی خدائے قدوس اور اس کے رسول پاک کو گالیان نہ دین کیونکہ ان کو معرفت نہین دیگئی اس لئے وہ نہین جانتے کہ کس کو گالیان دیتے ہین۔ یاد رکہو ہر ایک جو نفسانی جوشون کا تابع ہے ممکن نہین کہ اوس کے لبون سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اوس کا فساد کے کیڑون کا ایک انڈہ ہوتا ہے بجز اس کے اور کچہہ نہین۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بہید تمہارے ہونٹون پر جاری ہون گی اور آسمان پر تم دنیا کیلئے ایک مفید چیز سمجہے جاؤ گے اور تمہاری عمرین بڑہائی جائین گی۔ تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹہٹہے سے کام نہ لو اور چاہئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہاری کلام پر کچہہ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کہلے حکمت کی باتین دلون کو فتح کر لیتی ہین لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتین فساد پہیلاتی ہین جہان تک ممکن ہو سچی باتون کو نرمی کے لباس مین بتاؤ تا سامعین کیلئے موجب ملال نہ ہون جو شخص حقیقت کو نہین سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہوکر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے اوس کو کبہی خدا کی طرف راہ نہین ملتی۔ اور نہ کبہی حکمت اور حق کی بات اس کے مونہہ پر جاری ہوتی ہے پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہ مین تمہیں کہین تو نفسانی جوشون سے دور رہو اور کہیل بازی کے طور پر بحثین مت کرو کہ یہ کچہہ چیز نہین اور وقت ضائع کرنا ہے بدی کا جواب بدی کے ساتہہ مت دو نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے۔ اور چاہئے کہ درد مند دل کے ساتہہ سچائی کو لوگون کے سامنے پیش کرو نہ ٹہٹہے اور ہنسی سے کیونکہ مردہ ہے وہ دل جو ٹہٹہا ہنسی اپنا طریق رکہتا ہے اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات مونہہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگون اور اوباشون کیطرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جاوے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹہیرو۔

٭ نوٹ قادیانی آریون کا اشتہار مراد ہے۔ ایڈیٹر

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچہہ چیز نہین ہے جبتک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گہر مین داخل ہو جاتا ہے جسکی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام مین یہ وعدہ ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گہر کی چار دیوار کے اندر ہے مین اوس کو بچاؤن گا اس جگہ یہہ نہین سمجہنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گہر کے اندر ہین جو میرے اس خاک و خشت کے گہر مین بود و باش رکہتے ہین بلکہ وہ لوگ بہی جو میری پوری پیروی کرتے ہین میرے روحانی گہر مین داخل ہین۔ پیروی کرنے کیلئے یہہ باتین ہین کہ وہ یقین کرین کہ اونکا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات مین ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اوسکا بیٹا وہ دکہہ اٹہانے اور صلیب پر چڑہنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اسکی تجلیات الگ الگ ہین انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور مین آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتہہ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا مین بہی تبدیلی دیکہتا ہے مگر یہہ نہین کہ خدا مین کچہہ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکہتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کیطرف انسان کے تغیر ہوتے ہین تو خدا بہی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور مین آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بہی ایک ترقی کے ساتہہ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکہلاتا ہے جہان خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آرامون پر اور اس کے کل تعلقات پر اوس کو مقدم رکہو اور عملی طور پر بہادر ہو کر اس کی راہ مین صدق و صفا دکہلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزون پر اوس کو مقدم نہین رکہتی مگر تم اوس کو مقدم رکہو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکہے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکہلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت مین اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم مین اور اس مین کچہہ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اسکی مرضی تمہاری خواہشین اسکی خواہشین ہو جائین اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی مین اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کروگے تو تم مین وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چہپا لیا ہے کیا کوئی تم مین ہے جو اسپر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکہہ کر اور بہی قدم آگے رکہو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اسکی توحید زمین پر پہیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کی تمام بندون پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتہہ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بہلائی کیلئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بنجاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہین جو حلم ظاہر کرتے ہین مگر وہ اندر سے بہیڑئے ہین بہت ہین جو اوپر سے صاف ہین مگر اندر سے سانپ ہین سو تم اسکی جناب مین قبول نہین ہو سکتے جبتک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہوکر چہوٹون پر رحم کرو نہ اونکی تحقیر۔ اور عالم ہوکر نادانون کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے اُنکی تذلیل اور امیر ہوکر غریبون کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے انپر تکبر۔ ہلاکت کی راہون سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقوےٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولا کیطرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوے سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتون سے مت ڈرو کہ وہ دہوئین کیطرح دیکہتے دیکہتے غائب ہو جاتی ہین اور وہ دن کو رات نہین کر سکتین بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جسپر پڑتی ہے اسکی دونون جہان مین بیخکنی کر جاتی ہے تم ریاکاری کے ساتہہ اپنے تئین بچا نہین سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اسکی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اوس کو دہوکا دے سکتے ہو پس تم سیدہے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کہرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم مین باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو مین تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہین ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتون کو لیکر اپنے تئین دہوکہ دو کہ جو کچہہ ہمنے کرنا تہا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہین زندہ کریگا تم آپس مین جلد صلح کرو اور اپنے بہائیون کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بہائی کے ساتہہ صلح پر راضی نہین وہ کاٹا جاویگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چہوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہوکر جہوٹے کیطرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چہوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو اس مین سے ایک فربہ انسان داخل نہین ہو سکتا کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتون کو نہین مانتا جو خدا کے مونہہ سے نکلین اور مین نے بیان کین تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ مین سے دو بہائی۔ تم مین سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بہائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہین بخشتا سو اسکا مجہہ مین حصہ نہین۔

(باقی آیندہ)

حضرت اقدس کی اچھوتی اور پرانی تحریریں

خاص الحکم کے کالموں میں شائع ہوتی ہیں

[illegible]

این ہمہ وحی است از رب السما
کافرم گر این نباشد از خدا
وحی حق است این ز نور ذات پاک
صاف و قیم و بر سر کتاب خاک

شکر قیصرہ

اس رحیم و کریم خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے ہمیں زیر سایہ قیصرہ ہند پناہ دیکر یہ موقع عنایت فرمایا کہ ہم اپنی ذات اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کیلیے سچی ہمدردی کر سکیں اور ترقی کی ان راہوں پر چلنے سے ابدی جہان کے لیے سرمایہ اکٹھا کر سکتے ہیں۔

قرآن شریف صاف لفظوں میں بیان فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض عیسائی توحید پر قائم تھے جیسا کہ فرماتا ہے۔ **ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم منھم امۃ مقتصدۃ وکثیر منھم ساء ما یعملون**

الجزو نمبر ۶ سورۃ المائدہ

امت مقتصدہ وہی امت ہوتی ہے جو اپنے اعتقاد اور عملی طریقوں میں صراط مستقیم پر قائم ہو سو یہود کا طریق اقتصاد کو چھوڑنا...... انکار انبیاء تھا اور عیسائیوں کا اقتصاد کو چھوڑنا مسیح کی شان میں غلو تھا۔

پھر دوسری آیت یہ ہے یا ایہا الذین امنوا **اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ**۔ الجزو ۲۸ سورۃ المجادلہ۔ یہ عیسائیوں کے حق میں ہے اسجگہ بھی فرمایا ہے کہ اے وے عیسائیو جو مومن ہو تین خدا کہکر کافر نہیں بنے تم اسلام لاؤ تا تمھیں دو حصے ثواب ملے پہلے اس سے اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے **لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم** اور اب فرماتا ہے یا ایہا الذین **امنوا**۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ مومن انھیں کو ٹھیراتا ہے جو مسیح کو خدا نہیں سمجھتے۔ اور صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت دو فرقے تھے۔ ایسا ہی حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ قیصر و رنجیتی کا گواہی دینا کہ مسیح کی شان اس سے زیادہ نہیں کہ وہ نبی اللہ تھا اب ظاہر ہے کہ اس فرقہ کی کوئی انجیل بھی ہوگی سو وہی انجیل ہے جسکی تصدیق قرآن میں پائی جاتی ہے۔

متی وغیرہ انجیلوں کے بیان اسوجہ سے بھی قابل اعتبار نہیں کہ ان میں جھوٹھ بہت لکھا ہے اور عمداً پیشگوئیوں کو مروڑنا چاہا ہے یا اپنی طرف سے جھوٹی پیشگوئیاں بنائی ہیں مثلاً تیسرے باب میں متی لکھتا ہے کہ وہ ناصری کہلائے گا حالانکہ نبیوں کی کتابوں میں کہیں اس کا ذکر نہیں اور ناصرہ کے معنی کسی جگہ شاخ کے نہیں آئے بلکہ سرسبز مکان کو ناصرہ کہتے ہیں اور اگر بفرض محال ناصر شاخ کو بھی کہتے ہوں تو ناصرہ جو گاؤں تھا اُس سے اسکو کچھ تعلق نہیں کیونکہ یہ گاؤں ٹیلے پر تھا اور اُس کے اردگرد سبزی بہت تھی اس لیے اسکو ناصرہ کہا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ وہ ایک شاخ تھی۔

دوسرے اس وجہ سے بھی متی وغیرہ کا بیان قابل اعتبار نہیں کہ انکی طرف سے الہام کا دعویٰ ثابت نہیں کہیں نہیں لکھا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں۔

تیسرے اسوجہ سے کہ وہ لوگ بے وفا اور دغاباز تھے اُن کے دل میں پختہ یقین نہ تھا۔

انجیلوں میں صرف بیٹے کا لفظ آنا عیسائیوں کے لیے مفید نہیں کیونکہ یہودی لوگ نیک انسانوں پر بیٹے کا لفظ اطلاق کرتے تھے ہاں اگر کوئی معمولی انسان اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہے تو یہ کلمہ کفر سمجھتے تھے سو چونکہ وہ یسوع کو اچھا آدمی نہیں سمجھتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ یہ وہی ہے جسکو ہم جانتے ہیں یعنی اسکے چال چلن سے ہم واقف ہیں اسلیے وہ یسوع کے مُنہ سے ایسا کلمہ نکلنا کفر کا کلمہ سمجھتے تھے اور پھر حسد کے راہ سے اُسپر اور بھی حاشیے چڑھاتے تھے۔

حواری غبی اور بلید بھی تھے اور خدا کے کلام کو سمجھتے نہیں تھے اور اُن سے انجیلوں کے لکھنے سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئیں اور بڑے ناپاک مبالغے انکی ظہور میں آئے ہیں۔ اور خود انجیلوں سے ثابت ہے کہ وہ جھوٹھ بھی بولتے تھے۔

بن باپ ہونا خدا ہونے کی دلیل نہیں بموجب اقرار عیسائیوں کے ملک صدق سالم بھی بن باپ تھا اور دنیا میں ہزاروں کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔

مسیح کی خدائی پر کوئی عقلی دلیل قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل قواعد کلی کے ذریعہ سے بحث کرتی ہے جیسا کہا جاے کہ کھجور خشک اور میٹھی ہے اور جو چیز خشک اور میٹھی ہو وہ گرم ہوتی ہے اور نیلوفر پھیکا اور ایک آبی بوٹی ہے اور جو بوٹی پھیکی اور آبی ہو وہ سرد ہوتی ہے پس جبکہ عقلی طور پر مسیح کی خدائی ثابت نہیں ہو سکتی تو اب صرف نقلی طور باقی رہا سو اس میں مقدم توریت ہے۔

اور ایک ذریعہ مسیح کے خدا بنانے کا یہ ہو سکتا ہے کہ اُس نے آپ خدائی کا دعویٰ کیا ہو مگر اپنا کلام اُس کا کوئی محفوظ نہیں بلکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ انجیلیں حواریوں کو الہام ہوئی ہیں گو ان کلمات کو اُسوقت مسیح کا کلام مانا جاے گا کہ جب اول حواریوں کا الہام صحیح مانا جاے حواریوں نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ یہ کلمات ہمنے مسیح کی زبانی سُنے تھے بلکہ عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ یہ کلمات اُن کے الہامی ہیں اور انکی صحت الہام کی صحت پر موقوف ہے پس جبکہ الہام کی صحت میں سخت سخت شبہات ہیں تو کیونکر یہ کلمات صحیح ہو سکتے ہیں ہاں اگر الہام کا دعویٰ نہ تھا اور صرف یہ دعویٰ ہوتا کہ مسیح کے مُنہ سے یہ کلمات سُنے ہیں تو تاریخی طور پر تحقیقات کیجاتی اگر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی تعلیم کو بھول چکے تھے پس کیوں نہ کہا جاے کہ یہ شیطانی خیالات ہیں۔

آجکل کی تحقیقاتوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ ستاروں میں بھی آبادی ہے پس اُس آبادی کیلیے بھی کسی ذریعہ نجات کی ضرورت ہے پس اگر کوئی ابن اللہ پہلے بھی مصلوب ہوا تھا تو یہ بات غلط ہے کیونکہ یسوع اکلوتا بیٹا کہلاتا ہے۔

عیسائیوں کو جب مباہلہ کے لیے کہا جاے تو کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کسی پر لعنت بھیجنا ضرورت نہیں سو یاد رہے کہ اسجگہ لعنت سے...... حقیقی لعنت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص ہم میں سے لعنتی ہے اُسپر اسی جہان میں آثار لعنت کے ظاہر ہو جائیں اور یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ ضرور عاقبت میں دوزخمیں پڑے کیونکہ عاقبت کا دوزخ ہنوز مخفی ہے کسی پر حجت نہیں اور ایک کاذب اخیر عمر تک توبہ کر سکتا ہے مگر اس جگہ آثار لعنت حجت ہیں اور وہ آثار توبہ کرنیوالوں کے لیے توبہ کا موقعہ دیتے ہیں سو وہ درحقیقت بیمار دل کے لیے اچھی ہیں اور وہ خداوند کریم سے کتاب الٰہی میں ایک آخری علاج ہے غرض وہ لعنت آخرت سے متعلق نہیں ماسوا اسکے یہ ہرگز نہیں کہ ہم کسی دوسرے معین اور مقرر انسان پر لعنت کرتے ہیں بلکہ لعنت جھوٹھ کے پیروی کرنے والے پر ہے کوئی ہو سو اُس کا مصداق ایک فریق نہیں بلکہ وہی مصداق ہے جسپر خدا کی لعنت ہو چکی ہے سو اس مباہلہ سے یہ غرض ہے کہ جسپر پہلے سے خدا کی لعنت ہو چکی ہے اُس لعنت کے آثار ظاہر ہو جائیں تا تینوں طریق معقول اور منقول اور سماوی لعنت کے آثار سے فیصلہ ہو جاے سو قرآن نے یہ تینوں طریق عیسائیوں کے مقابل پر پیش کیے اور کسی فرقہ کے مقابل پر پیش نہیں کیے کیونکہ یہی دو کیاں کر [illegible]

نَاحَاش یا نَحَاش کا لفظ جو توریت میں سانپ کے معنی پر آیا ہے اسجگہ یہ تعجب ہے کہ اس سے شیطان کے کیوں معنی لیے جاتے ہیں عبرانی میں تو صرف سانپ کے معنوں پر آیا ہے اور اگر سانپ ہی مراد ہے جیسا کہ لغت عبرانی میں صرف سانپ کے معنی ہیں تو یہ معنی فاسد ٹھہرتے ہیں کیونکہ انسان کی جان کے دشمن صرف سانپ ہی نہیں بلکہ بچھو بھی ہے ایسا ہی اور کئی حشرات الارض ہیں ماسوا اسکے طرح طرح کے درندے انسان کی جان کے دشمن ہیں جیسے شیر بھیڑیا چیتا وغیرہ ایسا ہی کئی زہریں انسان کی دشمن ہیں۔ مگر توریت میں یہ نہیں آیا کہ ان چیزوں سے بھی کوئی شرارت ہوئی تھی۔

توریت سے ثابت ہوتا ہے کہ سانپ آدم کے گناہ سے پہلے ہی لعنتی جانور تھا جس نے خدا کی مخالفت کی سو سوال یہ ہے کہ یہ آدم سے پہلے کیونکر لعنتی ہو گیا۔

توریت کا بیان ہے کہ سانپ نے حوا سے باتیں کیں لیکن ظاہر ہے کہ خدا کے قانون قدرت میں یہ بات داخل نہیں ہے کہ سانپ انسان سے باتیں کرے سو کچھ شک نہیں کہ سانپ سے مراد شیطان ہے گو نحاش کا لفظ عبرانی میں صرف سانپ پر اطلاق پاتا ہے مگر کچھ شک نہیں کہ جو ام الالسنہ (عربی) میں لفظ آیا ہے وہ خناس ہے اور خناس کو غیر مرتب طور پر مقلوب کرکے اور خا کا نقطہ اڑا کر اور اس پر تین نقطے ڈالکر نحاش بنا لیا گیا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ خدا کے قانون قدرت کے رو سے شیطان بھی انسان کے ساتھ باتیں نہیں کرتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان نے حوا سے خواب میں سانپ کی صورت پر باتیں کیں یا کشف میں جو بیداری سے مشابہ ہوتا ہے باتیں کیں اور تعبیر کی رو سے سانپ شیطان کا نام ہے اور سانپ سے باتیں کرنا یہ ہے کہ کوئی ظالم بادشاہ ظہور کرے جیسا کہ لکھا ہے اِن رای انہ یکلمہ الحیۃ ظھر عدو من الفاعۃ پس یہ بات قریب قیاس ہے کہ آدم کے خروج کا یہ باعث ہوا ہو کہ کوئی جابر بادشاہ اُس ملک میں آگیا ہو اور اُسنے آدم کو اُس ملک سے نکال دیا ہو کیونکہ یہ عادت اللہ میں داخل نہیں ہے کہ یونہی خدا کے فرشتے دھکے دیکر نکالیں۔ سانپ کا حوا سے باتیں کرنا صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ ایک استعارہ ہے کیونکہ خدا کا قانون قدرت اسبات کی شہادت نہیں دیتا کہ حیوانات انسان سے باتیں کریں اور سلیمان سے طیور کا باتیں کرنا بھی بطریق کشف کے تھا نہ کہ ظاہری طور پر اسی لیے وہ معجزہ تھا اور اگر وہ فعل محض انسانی قوی کے ذریعہ سے ہوتا تو آجکل کچھ نہ کچھ آدمی حیوانات سے گفتگو کر سکتے۔

استفسار اور ان کے جواب

منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ سے کچھ سوالات بغرض جواب بھیجے ہیں۔ ہم نے ان سوالات کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کر کے ان کا جواب حاصل کیا ہے اور فائدہ عام کیلئے درج کرتے ہیں۔

سوال ا۔ جس قوم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اوقات بے اعمال قرار دیا ہے ان کے بال کی نقل رکھنے جائز ہیں یا نہیں۔

جواب۔ کسی قوم کے ساتھ تشبہ کرنا تعلق کے پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ لیکن مذہب اسلام ہر ایک اوامر و نواہی کو دیکھتا ہے نہ تو ایسی پابندی لگاتا ہے جس سے عام مخلوق کو تکلیفات میں ڈال دے نہ ایسی آزادی دیتا ہے جو مذہب ہی کی پروا نہ رہے۔ اسلام نے نہ تو آزادی نہیں دی کہ جو مذہب چاہیں کر لیں اور نہ ہر امر میں ایسی سخت پابندی کی کہ ہم یہودیوں اور دوسرے مذہبوں کے طریق سے الگ ہو جائیں۔ اسلام ہم کو استہ وسطی بتاتا ہے۔

بالوں کے کتروانے کے مسئلہ کے متعلق اتنی اصلیت ہے کہ صحاح میں موجود ہے ابو داؤد میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بال کٹوا لیتے تھے۔ علاوہ بریں بعض بیماریوں اور ضرورتوں کے وقت ایسے معاملات پیش آ جاتے ہیں پس اگر کوئی انسان تشبہ کیلئے بال کٹواتا ہے وہ تشبہ میں ترقی کرتا ہے۔ جو ضرورتاً کٹواتا ہے اس کیلئے جائز ہے۔ انسان کیلئے ہمیشہ صلحاء کا طرز رہنا ترقی کا باعث ہوتا ہے اور ان کی طرز عمل سے جسقدر تشبہ کریگا اسیقدر ان کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا غیر صلحاء کا طرز اختیار کرنا کسی نہ کسی پہلو میں کمزوری پیدا کرتا ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔ حضرت ابن عباس کے پاس ایک شخص مکھی مارنے کا فتویٰ پوچھنے آیا تھا تو آپ نے فتوے ہی سے پہچان لیا کہ یہ کوفہ کا باشندہ ہے اسکو کہا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا فتویٰ تو تمہارے لوگوں نے نہ پوچھا مگر مکھی مارنے کی فکر پڑی ہے اسطرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ پر ایمان اور کتاب اللہ پر ایمان کی ضرورت ہے ایسی باتوں کی ضرورت نہیں۔

سوال دوم۔ ڈاڑھی کے کتروانے کے متعلق کیا حکم ہے آیا استرے یا قینچی سے استرے کی طرح کٹوانی چاہئے۔

جواب دوم۔ ڈاڑھی کا رکھوانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور صحابہ کرام کا عمل درآمد تمام آئمہ دین اور اولیاء کرام کی مستمرہ عادت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کے منظور نظر لوگوں کا فعل ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ ڈاڑھی کے سخت کتروانے یا منڈوانے والے لوگ اکثر اخلاق فاضلہ سے محروم ہوتے ہیں الا ماشاء اللہ صریح حکم اوفوا اللحیٰ ڈاڑھی رکھوانے کو چاہتا ہے جو لوگ ڈاڑھی کے منڈوانے میں بے باک ہیں میں انکی نسبت عمدہ رائے نہیں رکھتا۔

سوال سوم۔ پیر گولڑی کا مرید اعتراض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام المومنین علیہا السلام کا پاس جانا اور رہن رکھدی ہے رہن ناجائز ہے۔

جواب سوم۔ عدم جواز رہن کا فتویٰ میں امید نہیں کرتا کہ پیر گولڑی نے اپنے کسی مرید کو دیا ہو۔ کیونکہ پیر گولڑی دیدہ دانستہ قرآن شریف کی مخالفت کیونکر کر سکتا ہے حالانکہ اس میں تو صاف موجود ہے۔

وان لم تجدوا کاتبا فرھان مقبوضۃ

اور نہ مجھے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ پیر صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ناواقف ہوں ان کے مرید نے از خود یہ تجویز کر لیا ہوگا کہ رہن ناجائز ہے۔ اگر وہ پیر صاحب ہی سے فیصلہ پوچھ لیتا تو شاید اعتراض نہ کرتا کیونکہ پیر صاحب جانتے ہیں کہ رہن اور رہن کا قبضہ ایسی چیز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوت ہونے پر آپکی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو تھی۔ میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ معترض نے یہ اعتراض کیوں کیا ہے کیونکہ اس کا ایسا اعتراض رہان مقبوضہ کے لحاظ سے اسی قرآن کا مخالف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل درآمد کے لحاظ سے آپ کے اتباع کا مخالف ہے پھر فقہ حنفی میں کتاب الرہن موجود ہے اسکا بھی مخالف۔ پھر میں یقین کرتا ہوں کہ صاحبزادہ کا ان کو نسخہ شریف کا پاس ہی رسلیں رہن ہیں۔ وہ ان سے ہی پوچھ لیتا۔

سوال چہارم۔ دعا قنوت جو وتر میں پڑھی جاتی ہے۔ اس کیلئے کیا حکم ہے۔

جواب چہارم۔ قنوت وتر ایسی چیز ہے کہ جس میں آئمہ کا اختلاف ہوا ہے اور قنوت الوتر کے اوپر۔ نسبت اختلاف آئمہ کے امام صاحب کا صحیح فتویٰ یہ ہے کہ جہاں ایسا ہی اختلاف ہو اور صریح احادیث صحیحہ سے ترجیح نہ ہو سکے تو فقہ حنفی کے موافق عمل درآمد کرنا چاہئے۔ یہ جناب الٰہی کو پسند بات ہے یہ بات میں نے اپنے کان سے سنی اور حضرت اقدس کو دیکھا۔ کسی اور شخص کا فعل ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالیٰ ہم میں زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ سکتے ہیں۔

سوال پنجم۔ قرآن کریم کی تحدی کی کیا حد ہے۔

جواب۔ قرآن کریم کی تحدی کی کوئی حد نہیں ہے البتہ سورہ بقرہ کے ایک طرح حد بندی ہے یہ ہے کہ بعض قرآن پر بھی صادق آتا ہے اصل بات یہ ہے کہ چونکہ انبیاء و رسل کی ترقی تدریجی ہوتی ہے اسواسطے ایک وقت عشرا اور دوسرے وقت فاتوا بسورۃ من مثلہ فرمایا۔ ادنیٰ صورت میں تین آیات ہی ہیں۔ پس تین آیتیں تحدید ہو سکتی ہیں۔ باقی کیفیت نہیں بتائی کہ کس بارہ میں مثل ہے اس لئے یہ عموم اور بھی تحدی کی شان اور عظمت کو بڑھاتا ہے الاہر نور الدین میں بھی اسپر لکھا ہے۔

سوال ششم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں قلم دوات مانگی تھی شیعہ کہتے ہیں کہ اسمیں خلافت علی رضی اللہ عنہ لکھنا مقصود تھا۔ مگر اب نور افشاں کی ذریعہ کسی عیسائی نے کہا ہے کہ وہ تثلیث پر کاربند ہونیکی ہدایت کرنا چاہتے تھے۔

جواب اتنا بڑا عظیم الشان واقعہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قلم دوات طلب فرمائیں اور کسی نے نہ دی ہو۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان واقعہ تھا کہ اس کے بیان کرنیوالے بہت سارے لوگ ہوتے۔ لیکن کوئی روایت ایسی نہیں جس میں دس برس کی عمر والے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ اسواسطے درایتاً یہ روایت بڑے جھیلے میں ہے۔ نیز قرآن کریم کی نسبت علاوہ ان صفات کی جو اسکی نور اور ہدایت کہا گیا ہے یہ ارشاد ہوا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم اور

ایسا ہی ارشاد ہوا اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلیٰ علیھم۔

پس تئیس برس کی نبوت میں جو کچھ فرمایا گیا تھا وہ اکمال تھا اور کافی۔ یہی جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس کلام میں ہے جو بتائی گئی ہے کہ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حسبنا کتاب اللہ حسبنا بینہ یکفی کے معنے رکھتا ہے۔

پھر خود قرآن شریف فرماتا یبین اللہ لکم ان تضلوا اس کا بیان اسلئے ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اور وہ کتابت بھی اسلئے تھی کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پس یہ دونو مضمون بالکل قرآن کے مطابق ہیں آپ کو قرآن کی عمل درآمد پر تاکید کرنا مقصود تھا جو اسوقت بیان کیگئی یہ کہنا کہ تثلیث کا ارشاد فرماتے خدا تعالیٰ سے ہنسی ہے مگر جن کا خدا ایسا ہو کہ عورت کے پیشاب گاہ سے پیدا ہو کر یہودیوں سے مار کھاتا ہوا جان دے۔ وہ عظیم الشان خدا کو بھی اسی پر قیاس کرکے جو چاہیں کہیں مگر یاد رکھیں کہ خدا ہنسی میں نہیں اڑا دیا جاتا (دیکھو اولڈ ٹسٹمنٹ)

ثامن بات یوں ہوئی کہ مریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی تھیں جنکو مسلمان ماریہ کہتے ہیں اور وہ مصری لارڈ بشپ کی بیٹی تھیں عیسائی صاحبان اگر کہیں اس کی روایت ڈھونڈ نکالیں تو بڑا عمدہ موقعہ تھا اور حرج ہی کیا تھا جیسے سکندریہ کے کتب خانہ کیلئے ایک روایت چھٹی صدی میں گھڑ لیگئی تھی۔ یا جیسے اس بیسویں صدی میں مسٹر ہازرد نے حرا میں ایک کنواں ثابت کر دیا ہے کہ اسمیں ایک عیسائی کو دھکا دیا ہوا تھا۔ اور جہاں اسقدر انجیلیں گھڑی گئی ہیں ایک روایت کا گھڑ لینا ایسے لوگوں کیلئے کیا مشکل تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تثلیث کا جھگڑا تو صحت و عافیت ہی میں چکا چکے تھے۔ جبکہ فرما دیا تھا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ۔ کیا کوئی عقلمند صحت و عافیت کے اس قطعی فیصلہ کے بعد یہ خیال کر سکتا ہے کہ مرض الموت میں آپ تثلیث بتانا چاہتے تھے۔ ا۔ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھٰذا من عند اللہ

سوال ہفتم۔ برنباس کی انجیل میں کیونکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور وہ انجیل کہاں گم ہوگئی۔

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا انحصار انجیل برنباس یا کسی اور ایسی ہی کتاب پر نہیں۔ قرآن اور حدیث میں بھی برنباس کا نام نہیں آیا۔ اور نہ کسی متی مرقس لوقا کا نام آیا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ انجیل برنباس کا پتہ ہمیں عیسائیوں ہی کی کتابوں میں ملا ہے چنانچہ ہم ذیل میں اس کے متعلق لکھتے ہیں انجیل برنباس میں تو صریح نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محمدؐ ہے درج ہے۔ اور اسکی ٹالنے کیلئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتاب برنباس میں درج کر دیا ہوگا یا خود کتاب تالیف کر دی ہوگی گویا مسلمان لوگ کسی بات کو اتفاق کرکے مسیحی کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برنباس کی انجیلوں میں جا بجا محمدؐ نبی نام درج کر دیا یا خود یونانی یا عبرانی زبانوں میں اپنی طرف سے انجیل برنباس بنا کر، و کئی ہزار نسخے اس کی لکھ کر پوشیدہ طور پر جبکہ عیسائی سوتے تھے وہ کتابیں ان کے کتب خانوں میں رکھ آئے لیکن ایک فاضل انگریز عیسائی جس نے کچھ تھوڑا عرصہ ہوا قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اس نے اپنے دیباچہ میں اس تقریب کے بیان میں کہ انجیل برنباس میں پیشگوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں موجود ہے یہ قصہ تحریر کیا ہے کہ برنباس کی انجیل پوپ سیخم کے کتب خانہ میں تھی اور ایک راہب جو اس پوپ کا دوست تھا مدت سے اس انجیل کی تلاش میں تھا وہ پوپ کی الماری میں جبکہ پوپ سویا ہوا تھا اس انجیل کو پاکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ میری وہ مراد ہے جو مدت کے بعد پوری ہوئی اور اس انجیل کو اپنے دوست پوپ کی اجازت سے لیگیا اور نام آنحضرت کا یعنے محمد رسول اللہ کہلا کہ انجیل میں لکھا ہوا دیکھ کر

نوٹ: قرآن کریم کے کسی حصہ کو بھی قرآن ہی کہتے ہیں پس اگر قرآن کا لفظ ہے تو بعض ہ

مسلمان ہوگیا۔ پس اس فاضل انگریز کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہ کتاب پوپون کی کتبخانون میں چارون انجیلون میں شامل کرکے عزت کر کے رکھی جاتی تھی تب ہی تو ایسے ایسے بزرگ اور فاضل راہب اس انجیل کو پڑھکر مسلمان ہوتے رہے۔ پادری صاحبون نے اب تک اپنی کتابون میں جو ہندوستان میں ایسے لوگ بہت کم ہون گے جنکو معلوم ہوگا کہ عیسائیون کے پاس ان چار انجیلون کی علاوہ پانچوین انجیل بھی ہے جسکو پڑھکر بڑے بڑے فاضل اور خداترس راہب مسلمان ہوتے رہے ہین۔ لیکن اب پادری صاحبون نے اسقدر اتنی مونہہ سے اقرار کرنا شروع کردیا ہے کہ محمد صاحب کا نام ہماری انجیل برنباس مین لکھا ہوا تو ضرور ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے لکھ دیا ہوگا چنانچہ پادری ٹھاکر داس نے بھی اپنی اظہار عیسوی کی صفحہ ۳۴۳ مین کسیقدر عبارت انجیل برنباس کی جسمین نام آنحضرتؐ یعنے محمد رسول اللہ ایک پیشگوئی کی حضرت مسیح مین لکھا ہوا ہے نقل کرکے آخر مین یہ ناکارہ اور فضول عذر پیش کردیا ہے کہ یہ یا تو کسی عیسائی کا اور یا کسی مسلمان کا جعل ہے لیکن اب تک عیسائی لوگ مسلمانون کے ان سوالات کے مدیون ہین کہ یہ جعل کس مسلمان نے کیا اور کب کیا اور کس کس کی روبرو کیا اور کیون وہ جعلی کتاب پوپون کے متبرک کتب خانون مین الہامی کتابون کی ساتھ بعزت تمام رکھی گئین اور کیون بڑے بڑے راہب اور فاضل پادری ان کتابون کو پڑھکر اور فی الحقیقت سچ سمجھکر دین اسلام قبول کرتے رہے۔ آخر در خانہ کس است حرفے بس است

*: اس انگریز کا نام جارج سیل صاحب ہے جو اکابر علماء عیسائیون سے ہے ان کا ترجمہ قرآن شریف جو ان کی طرف سے شائع ہو کر مطبع لنڈن فریڈرک وارن اینڈ کمپنی مین چھپا ہے اس کی پہلے دیباچہ مین مؤلف موصوف نے یہ عجیب تذکرہ کیا ہے کہ ایک بزرگ راہب انجیل برناس پڑھکر اور اسمین پیشگوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تفصیلی طور پر پاکر مسلمان ہوگیا تھا اسطرح جو نیچے لکھا جاتا ہے بیان اسکا فرامیرنیو جو ایک عیسائی مانک یعنے ایک بزرگ راہب تھا۔ بیان کرتا ہے کہ اتفاقیہ مجھکو ایک تحریر ایرنس صاحب کی جو ایک فاضل مسیحیون مین سے ہے منجملہ اسکی اور تحریرون کے جن مین وہ پولوس کے برخلاف ہے نظر سے گذری اس تحریر مین ایرنس صاحب (جو پولوس عدو [illegible] الف ہین) اپنے بیان کی صداقت [illegible] کا حوالہ دیتے ہین۔ تب مین [illegible] بات نہایت شائق ہوا کہ انجیل برناس کو مین بھی دیکھون۔ اور اتفاقاً تقریب یہ نکل آئی کہ خداے تعالیٰ کی فضل وکرم سے پوپ سیکسٹس کا مجھسے اتحاد دوستانہ کرادیا۔ ایک روز جبکہ پوپ موصوف کی کتب خانہ مین ہم دونون اکٹھے تھے اور پوپ صاحب سو گئے تھے مین نے دل بہلانے کو ان کی کتابون کا ملاحظہ کرنا شروع کیا سو سب سے پہلی جس کتاب پر میرا ہاتھ پڑا وہ وہی انجیل برناس تھی جسکا مین متلاشی تھا اس کے مل جانے سے مجھے نہایت درجہ کی خوشی پہنچی اور مین نے سوچا کہ ایسی نعمت کو آستین کے نیچے چھپا رکھون تب مین پوپ صاحب کے جاگنے پر ان سے رخصت ہوکر وہ آسمانی خزانہ اپنے ساتھ لیگیا جس کی پڑھنے سے مجھے دین اسلام نصیب ہوا۔ دیکھو صفحہ دہم سطر چہارم ترجمہ قرآن شریف۔ جارج سیل صاحب پھر صفحہ ۸۵ سطر ۲۴۔ اسی ترجمہ مین جارج سیل صاحب از عیسائی تعصب کے جوش سے یہ بے دلیل اور بیہودہ رائے لکھتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل برناس مین لفظ پیری قلیط (جس کا ترجمہ محمد ہی) مسلمانون نے داخل کردیا ہوگا مگر یقین کیا جاتا ہے کہ کتاب اصل جعل مسلمانون کا نہین یعنی مسلمانون نے اسمین صرف اسقدر جعل کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنیکی پیشگوئی بتصریح تمام اسمین لکھدی ہے اور جعل یہ اسلئے ٹھیرا کہ یہ پیشگوئی بصراحت اسمین موجود ہے۔ جس کا ماننا حضرات عیسائیون کو بسبب تعصب منظور نہین اور لطف یہ کہ آپ ہی اقراری ہین کہ اس پیشگوئی کو پڑھکر بڑے بڑے نیک بخت اور فاضل راہب مسلمان ہوتے رہے ہین۔

باقی آئندہ

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور تشریف رکھتے ہین۔ ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بوجہ تعطیل اعلیٰ حضرت قادیان تشریف لے آئے تھے۔ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کی صبح کو واپس تشریف لیگئے۔ خاندان رسالت اللہ تعالیٰ کی فضل وکرم سے بخیریت ہے۔

۲۔ بزرگان ملت حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور مولانا حکیم الامۃ دارالامان مین ہین۔ فاضل امروہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمراہ گورداسپور تشریف رکھتے ہین۔

۳۔ موسم مین خاصی تبدیلی ہوچلی ہے ہر روز اندھیان آتی ہین کبھی کبھی ترشح بھی ہوجاتا ہے۔

حالات مقدمہ

مقدمہ کی حالات اس سے زیادہ کچھ نہین ہین۔ کہ بمقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم الدین وغیرہ ۷ جون بغرض بقایا شہادت استغاثہ مقرر ہوئی ہے جسمین حافظ محمد عبدالقدوس صاحب قدسی اور بابو غلام حیدر خان صاحب صاحب تحصیلدار پنڈ داد نخان کی شہادت ہوگی۔

اور بمقدمہ کرم الدین بنام حضرت اقدس وحکیم فضل الدین صاحب مولوی ثناء اللہ امرتسری پر جرح ہورہی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی شہادت کے بعد ابھی دو گواہ اور استغاثہ کے باقی ہین۔ مقدمہ عموماً ہر روز پیش ہوتا ہے ناظرین تفصیلی حالات کیلئے انتظار کرین۔

حالات متعلق ڈاک خانہ

افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ متواتر دو تین نمبرون مین ہم ڈاکخانہ کے متعلق مضامین نہین لکھہ سکے۔ آئندہ اشاعت سے وہ سلسلہ بدستور جاری رہیگا۔ انشاء اللہ العزیز

مذہبی مقدمہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ پچھلے کسی پرچہ مین آریہ سماجیون اور سناتن دھرمیون کی لڑائی کے مقدمہ کی خبر درج ہوچکی ہے۔ ۲۰ مئی کو بمکان لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی دہلی ایک کمیٹی ہوئی جسمین آریہ سماجیون نے سناتن دہرم والون سے معافی مانگی اور راضی نامہ تحریری کرالیا اور فریقین کیطرف سے چند اشخاص مقرر ہوئے تھے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی کی کوٹھی پر جاکر عرض کرین کہ اب راضی نامہ منظور کرلیا جاوے کیونکہ فریقین شریف آدمی ہین۔ مگر کسی صاحب کا حوصلہ نہین ہوا جو وہان جاکر کچھہ عرض کرین کہ ۲۴ مئی سنہ حال کو اس مقدمہ کی پیشی ہوئی ملزمان بھی حاضر عدالت تھے ملزمان کی جانب سے بڑے بڑے وکیل پیروکار مقدمہ تھے۔ بروقت پیشی مقدمہ کے فریقین کے وکلاء نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے عدالت مین عرض کیا کہ فریقین مین باہم سلوک اور اتفاق ہوگیا۔ اور لڑائی کا فیصلہ ہوچکا ہے اور بمکان لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی دہلی کے فریقین گلے مل چکے ہین اب کوئی تنازعہ باہمی نہین رہا ہے فریقین کا راضی نامہ منظور کرلیا جاوے کیونکہ یہ شریف لوگ ہین اور آپ کی اطمینان کیلئے لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی اور لالہ سلطان سنگہ صاحب اور مسٹر راج نراین بیرسٹر ایٹ لا رائے بہادر لالہ ایشری کرشن داس صاحب گواہ والے ہین جو اسپر عدالت نے ان کا راضی نامہ منظور کیا اور فریقین کو جرم سے بری کردیا اور آئندہ کیلئی تنبیہ کی گئی۔ ایک اور تحریر سے معلوم ہوا کہ جیمینیون نے بتاریخ ۶ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بنام پنڈت جمنا داس آریہ سماجی اور رامچند مالک مطبع بر دفعہ ۵۰۳ و ۱۵۳ الف ۲۹۲ تعزیرات ہند بابت اشاعت جین مت شملہ ثنائی باجلاس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے دعویٰ دائر کیا جو دو ملزمان کی نام وارنٹ گرفتاری اور ایک ملزم کی نام سمن جاری ہوکر ۱۲ مئی تاریخ پیشی مقرر ہوئی چونکہ مقدمہ ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو پیش ہوا۔ مدعیان کیطرف سے کلارنس کرک پیٹرک صاحب بیرسٹر ایٹ لا تھے اس پیشی پر ایک ملزم حاضر عدالت ہوا اور دو ملزمان پر وارنٹ کی تعمیل نہین ہوئی لیکن ملزمان کے وکیل نے عدالت سے درخواست کی کہ عدالت حکم دے کہ ان دونون ملزمان کی ضمانت داخل کردی جاوے تاکہ ملزمان حاضر عدالت ہوجائین لیکن مدعیان کی وکیل نے اس بات کو منظور نہین کیا اور جواب دیا کہ جب تک ملزمان حاضر عدالت نہ ہونگی اس وقت تک ان کی ضمانت نہین ہوسکتی۔ کیونکہ وارنٹ کی تعمیل ابتک نہین ہوئی۔ اس پر عدالت نے ۱۸ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء مقرر کی۔ چنانچہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو یہ مقدمہ پھر پیش ہوا فریقین کیطرف سے وکیل پیروکار تھے۔ پنڈت جمنا داس بھی حاضر تھا رام چند مالک مطبع بھی خود حاضر عدالت ہوا۔ جو عدالت نے پانسو روپیہ کی ضمانت نقدلی۔ مگر پنڈت شمبو دت شرما غیر حاضر تھا۔ اس وجہ سے کوئی کارروائی مقدمہ نہین ہوئی اور ۳۱ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو پھر پیشی مقرر ہوئی۔ (سناتن دھرم گزٹ)

حضرت حکیم الامت کا دوسرا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر **نماز** میں ایک خاص قسم کا فیضان اور انوار نازل ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالےٰ کا برگزیدہ بندہ ان میں ہوتا ہے اور ہر ایک شخص اپنے ظرف اور استعداد کے موافق ان سے حصہ لیتا ہے پھر **امام** کے ساتھ تعلق بڑھتا ہے اور بیعت کے ذریعہ دوسرے بھائیوں کے ساتھ تعلقات کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے۔ ہزاروں کمزوریاں دور ہوتی ہیں جنکو غیر معمولی طور پر دور ہوتے ہوئے محسوس کرلیتا ہے اور پھر ان کمزوریوں کے بجائے خوبیاں آتی ہیں جو آہستہ آہستہ نشو و نما پاکر اخلاق فاضلہ کا ایک خوبصورت درخت بنجاتے ہیں۔

یہ مت خیال کرو کہ ہم یہاں آتے ہیں اور کچھ نہیں لے جاتے ہیں بہت کچھ ساتھ لے جاتے ہیں مگر یہ لینا اپنی استعداد کے موافق ہوتا کہ جس جس قدر انسان اپنا دل صاف کرتا اور نیکی کے قبول کرنے کی اہلیت رکھتا ہے اسی کی قدر وہ ان فیضانوں سے حصہ لیتا ہے۔

جسطرح بچہ پرورش پاتا اور نشو و نما پاتا ہے اسیطرح چھوٹی نیکیوں اور بدیوں کا بھی نشو و نما ہوتا ہے۔ جو شخص مامور کی صحبت میں رہ کر ایک دم میں چاہتا ہے کہ تبدیلی ہو جاوے وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن ہم اُس کا قانون قدرت اسی طرح پر پاتے ہیں کہ تدریجی ترقی ہوتی ہے انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کون صاف دل اور پاک فطرت ہوتا ہے لیکن انکے کمالات اور ترقیات کے سلسلے پر اگر نظر کیجاوے تو وہ بھی تدریجی ہوتے ہیں اگر کمالات تدریجی نہ ہوتے تو چاہیے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر یکدفعہ ہی سارا قرآن شریف نازل ہو جاتا تیئیس برس میں کیوں نازل ہوا؟ دیکھو کسان جو دانہ زمین میں ڈالتا ہے کیا وہ دوسرے ہی دن اُسکے کاٹنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے نہیں ایک اچھا خاصہ عرصہ تک اسے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پھر خدا کے اس صریح اور بیّن قانون کو توڑ کر جو چاہتا ہے کہ پھونک مارنے سے ولی ہو جاوے تو وہ میری رائے میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہنسی کرتا اور اُسے آزماتا ہے۔

اس لیے ضروری یہ بات ہے کہ انسان عرصہ دراز تک خدا تعالیٰ کے مامور کی صحبت میں حسن ظن اور ارادت کے ساتھ بیٹھے۔ اور وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اسکے نمونہ کو اختیار کرے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کرے اور اسکو نیکیوں اور اخلاق فاضلہ کا وارث بنا دیوے۔ میں کسی اور کی بابت رائے نہیں دیسکتا اپنی نسبت کہتا ہوں اور اپنی کمزوریوں پر نظر کرکے خیال کرتا ہوں کہ میں اس گاڑی سے ایک گھنٹہ کے لیے بھی باہر جانا اپنی موت سمجھتا ہوں تعجب ایسی حالت اور صورت کہ مجھے حضرت امام نے حکم دیا ہو۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں مگر یہاں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو اسقدر جلدی کرتے ہیں کہ ایک دن رہنا بھی ان کے لیے ہزاروں موتوں کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ان کے جتنے کام بگڑتے ہیں وہ یہاں ہی رہ کر بگڑتے ہیں جتنے مریض ہوتے ہیں وہ یہاں ہی رہ کر ہوتے ہیں۔ ہزاروں ہزار عذر کرتے ہیں یہ بات مجھ بہت ہی ناپسند ہے مجھے ایسے عذر سنکر ڈر لگتا ہے کہ ایسے لوگ ان بیوتنا عورۃ کے الزام کے نیچے نہ آ جائیں۔ پس جب یہاں آؤ تو امام کی صحبت میں رہ کر ایک اچھے وقت تک فائدہ اُٹھاؤ۔ کسل اور بعد اچھا نہیں ہے خدا کرے ہمارے احباب میں وہ مزہ دار صحبت پیدا ہو جو وہ اُس ذوق اور لطف کو محسوس کرسکیں جو ہم کر رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ستار ہے اور جب تک کمینی بدیاں انتہا تک نہ پہونچ جاویں اور احاطت بہ **خطیئتہ** نہ ہو جاوے اور حد سے تجاوز نہ کر جاوے خدا تعالےٰ کی ستاری کام کرتی ہے بعد اس کے پھر سزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس لیے مناسب ہے پہلے کہ تمہاری بدیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کرچکیں اور یہ زہر تمہیں ہلاک کرے اسکی تریاق توبہ کا فکر کرو۔

اسلام ایسا پاک مذہب ہے کہ اس نے **کونفیشن** جیسی گندی تعلیم نہیں دی کہ پادری کے سامنے انسان اپنی تمام بداعمالیوں اور بدکاریوں کا اقرار کرتا ہے۔ اسلام نے اسکے بالمقابل **توبہ** کا پاک مسئلہ رکھا ہے جس میں انسان اپنے مولےٰ کریم کے حضور اپنے درد دل کا اظہار کرتا ہے اور خاص اسی کے حضور کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے ملائکہ کو اس میں شرکت کا موقع نہیں دیتا۔

انسان میں کمزوریاں ضرور ہیں اور ان کے دور کرنے کے لیے اجتماع ایک عمدہ چیز ہے جیسا کہ کے لیے تم بلائے گئے ہو وہ کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کا نمونہ دیکھنے کے واسطے تیرہ سو برس سے جس کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں۔

خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُسنے ہمیں یہ وقت دیا اور پھر اس عالیشان انسان کی شناخت کی توفیق دی جو اسوقت خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔

یہ وہ وقت ہے کہ اس میں پھر پتہ لگے گا کہ انسان کسطرح ترقی کرتا ہے تدریجی کمال حاصل کرتا کسطرح اسکے دشمنوں کو ناکامی اور نامرادی حاصل ہوتی ہے اور وہ اور اسکی جماعت بامراد اور فائز المرام ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جسطرح صحابہ کی روحانی تربیت ہوئی اور انکی تکمیل ہوئی اسیطرح اب پھر خدا چاہتا ہے کہ ایک جماعت طیار کرے جو اسیطرح کمالات روحانی حاصل کرے۔ خدا تعالےٰ کا کلام اب پھر نازل ہو رہا ہے جس سے قرآن کریم کی صداقتوں کی تازہ بتازہ تائید ہوتی ہے اور اسکے ثمرات و برکات کا تازہ بتازہ نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کسطرح تحدیاں ہوتی تھیں اور کسطرح مخالف قومیں باوجود سر توڑ کوششوں اور مخالفتوں کے بھی ان تحدیوں کے جواب سے عاجز اور لاجواب ہوتی تھیں ہماری سنی سنائی باتیں تھیں۔ مگر آج دکھایا جاتا ہے کہ وہ تحدیاں اسطرح ہوتی ہیں۔ خدا تعالےٰ کا راستباز مامور اور مسیح اللہ تعالیٰ کے منشا اور تائید سے قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے آج تحدیاں کر رہا ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کسطرح مخالف شرمندہ ہو رہے ہیں اور وہ ان تحدیوں کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتے۔ ساری قوم کو بلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم جسکو چاہو اپنے ساتھ ملالو اور اسکا مقابلہ کرو مگر میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر یہ شخص کاذب ہے (معاذ اللہ) جیسا کہ یہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ عربی کا ایک صیغہ کا بھی نہیں جانتا اور اس نے کوئی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی مگر وہ خدا تعالےٰ کی تائید سے بول رہا ہے اسکے قلم میں اللہ تعالیٰ کی طاقت کام کرتی ہے۔ اور یہ انسانی طاقت میں ہرگز ہرگز نہیں کہ خدا تعالےٰ کا مقابلہ کرسکے اگر انسانی طاقت بھی ایسا کرسکتی تو پھر خدا خدا ہی نہ رہتا ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے نہ نکلنے ہی نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ راستباز ہے اور خدا تعالےٰ اسکی تائید کر رہا ہے اور وہ کاذب کی تائید نہیں کیا کرتا۔

غرض

یہ وہ زمانہ ہے کہ ہم پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تازہ کمالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں یہ بات بالکل سچی ہے کہ اگر یہ شخص نہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور معجزات ایک افسانہ سے بڑھ کر نہ ہوتے جواب واقعات اور مشاہدہ کے رنگ میں نظر آ رہے ہیں اور یہ سب کچھ اسی کے طفیل سے ہے جسکے بلانے سے تم آج یہاں جمع ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت میں صحابہ محض اللہ تعالیٰ کے جلال و غیرت کے اظہار کے لیے دور و دراز کے سفر کرتے تھے اور خدا تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرتے تھے وہی رنگ یہاں دکھایا جاتا ہے کہ ایک جماعت کو آج طیار کیا ہے جو جنگلوں کو طے کرتی ہوئی اور سمندروں کو چیرتی ہوئی دور و دراز بلاد میں جائے گی اور اسکی غرض کیا ہوگی؟ اللہ کے جلال کا اظہار اسکی گم شدہ توحید کو پھر دنیا پر ظاہر کرنا۔ کیسی پاک اور مبارک غرض ہے آج سفروں کے لیے ہر قسم کی آسایش اور سہولت کے بہم پہونچنے کی وجہ سے لوگ دور و دراز ولایتوں کے سفر کرتے ہیں اور آئے دن ایسے مسافر روانہ ہوتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں ان کی غرض کیا ہوتی ہے؟ دنیا اور صرف دنیا

کوئی ولایت کو جاتا ہے ماں باپ اور احباب اور وطن سے جدا ہوتا ہے اسلیے کہ وہاں جاکر بیرسٹری کا یا کوئی اور امتحان پاس کرے اور دنیا کمائے۔ پھر وہاں سے وہ کیا لاتا ہے۔ علمی یا عملی طور پر خدا کے نہ ہونے کا اقرار یہ تو روحانی ترقی ہوتی ہے اور مارل اینڈ سوشل اصلاح جو وہ کرکے آتا ہے وہ تم میں سے اکثر کو ایسے لوگوں کے دیکھنے سے معلوم ہوئی ہوگی لیکن آج یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک جماعت سفر کرتی ہے لیکن اس سفر کی غرض خدا اور صرف خدا ہے۔ ان لوگوں کی حالت پر جب میں تفکر کرتا ہوں تو میرے دل میں انکی عظمت بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ پاک اغراض اور مقاصد لے کر جاتے ہیں۔

یہ اپنے احباب اور عزیزوں سے جدا ہونگے جنگل اور بیابان کاٹتے ہوئے جاوینگے۔ اور ایسی ایسی مقامات پر یہ پہنچیں گے جہاں کہ ہمیں انکی کچھ بھی خبر نہ ہوگی ان کے ساتھ کیا گذر رہی ہے اگر وہ کسی مصیبت اور مشکلات میں مبتلا ہو جاویں جو سفروں میں ممکن ہے (اور ہماری دعا ہے کہ وہ ان مصائب اور مشکلات سے محفوظ رہیں آمین) تو تم میں سے کون ہوگا جو انکی اُسوقت مدد کرسکے گا۔ کوئی بھی نہیں کیونکہ وہ تم سے اتنے دور ہوں گے کہ اول تو اطلاع آنی مشکل اور سے بھی تو بہت دیر کے بعد۔ اور پھر وہاں تک پہونچنا بہت مشکل اور وقت چاہے گا۔ مگر یہ لوگ ان تمام مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنے کے لیے طیار ہوگئے ہیں انھوں نے اپنے اعزہ اور احباب کی محبت وطن کی الفت اور آرام کی پروا نہیں اور اس سفر کو مقدم رکھا

تازہ الہام مقام گورداسپور

(۱) اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ

(۲) عَسٰۤی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ

خطبہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

قرآن شریف کے متعلق اسی نے اگر بتایا کہ اس مین خوارق اور معجزات کی وہی طاقت موجود ہے جو پہلے تہی۔ وہ کرامات دکہلا سکتا ہے ہبط وحی ہو سکتا ہے۔ اگر قرآن شریف کی تاثیر اور قوت اب نہین رہی۔ تو اس کا کیا فایدہ وہ چہتا جسمین سے مصری نکل گئی ہے۔ تو وہ کیا کام آسکتا ہے؟ لیکن اگر اس مین مصری موجود ہے تو وہ بیشک اس قابل ہے کہ آنکہہ سے دیکہی اور ہاتہہ اوسکی طرف لپکے۔

تمام مسلمانون اور قومون نے اپنی کتابونکی نسبت یہ دعوے کر رکہا تہا کہ وہ اس چہتے کیطرح مین جسمین مصری نہین ہے لیکن خدا تعالیٰ کے اس جری اور مسیح نے اگر یہ دعویٰ کیا کہ نہین اسمین مصری موجود ہے۔ وہ بدستور شفا اور نور اور رحمت اور ہدایت ہے اس کے برکات و انوار اس کی ثمرات اور نتایج بلا تفاوت مو کراب بہی اسکی پیروی سے حاصل ہوتے ہین جیسا کہ اس مہبط وحی کے وقت تہے۔

اور پہر یہ دعوے نرا دعویٰ ہی نہین رہا بلکہ اسنے پر زور دلائل اور تجدیون کے ساتہہ اس کو ثابت کرکے دکہایا ہے یہہ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے مگر افسوس ظالم طبع انسان اپنے محسن اور محبوب سے انکار کرتا ہے۔ اسیطرح جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات۔ ملائکہ۔ انبیاء و رسل اور کتاب اللہ کے مطابق لوگون مین حقیقی اور لذیذ ایمان بالکل نہ رہا تہا جو اس نے آکر پیدا کیا ہے اس نے واضح اور قوی دلایل کے ساتہہ ثابت کیا ہے کہ یہہ ساری ہستیاں حق ہین کیا یہہ چہوٹا احسان ہے؟

پہر قرآن شریف کا عظیم الشان اور مایۂ ناز مسئلہ دعا کا تہا جو اس مجید کتاب کے اول اور آخر مین لکہا ہے یعنے جیسے پہلے اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کی آخر مین قل اعوذ برب الناس کہکر پہر اس مسئلہ دعا کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن اس زمانہ مین ایک گروہ تو سرے سے دعا کو محض لاشے سمجہتا تہا اس کے نزدیک دعا پر ایمان لانیسے بڑہکر بیوقوفی ہی کوئی نہین جو مانتے تہے اون کا ماننا نہ ماننا برابر ہو چکا تہا اسلئے کہ ان مین سے ایک بہی ایسا نظر نہ آتا تہا جو قبولیت دعا کے نمونے دکہلا سکتا ہو اور جب دعا جیسی نعمت سے اہل عالم بے بہرہ ہو چکے تہے اور علمی و عملی طور پر اس سے نا واقف تہے تو اس اعتقاد پر ہی ہنسی کیجاتی تہی تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کس پایہ کا ہوگا کیونکہ دعا ہی ایک ایسی شے ہے جو ایمان باللہ کو مضبوط ہی نہین بلکہ زندہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کو اور اس کے تصرفات و اقتدار کو وجود و کائنات پر رکہتا ہو دکہا دیتی ہے۔ اس خدا کے مسیح نے ہی آکر اس مسئلہ کو بہی زندہ کیا اور قبولیت دعا کے تازہ بتازہ نمونے منکرین دعا کے سامنے پیش کئے اور انہیں پکار کر کہا۔

قصہ کوتاہ کن ببین از ما دعا مستجاب

اس قسم کی آواز اس زمانہ مین کسی طرف سے نہین آئی تہی اور آ کیونکر سکتی جب تک کوئی اس مقام اور مرتبہ پر پہونچا ہوا نہ ہوتا۔

مجہے ہمیشہ حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف قرآن مجید اول اور آخر مین دعا کے مہتم بالشان مسئلہ کیطرف توجہ دلاتا ہے۔ اور شروع ہی مین یہ دعا سکہلاتا ہے کہ منعم علیہم کی راہ ہمین دکہا یعنے انبیاء علیہم السلام کے برکات عطا کر اس مین اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا تہا کہ ہر زمانہ مین قرناً بعد قرن ان کے برکات اور تاثیرات زندہ رہینگی۔ اگر کوئی شخص بہی ان برکات اور فیوض سے بہرہ ور ہونا مقدر نہین تہا تو پہر یہ دعا کیون تعلیم کی۔ کیا آج تک ایک شخص بہی ایسا نہین ہوا جو لکہہ سکے کہ میری دعا قبول ہوئی ہے۔ قوم زندہ قوم اسیوقت تک ہے جب تک اس مین دعا کا زندہ نسخہ موجود ہے۔ اگر دعا نہین تو قوم کو مردہ کہنا چاہئے۔

اس لئے قرآن کریم نے پہلے منعم علیہم کے برکات کے نزول اور حصول کی دعا سکہائی۔

اور آخر مین خاتمہ بالخیر کیلئے سکہایا کہ خدا کی پناہون کی دشمن خناس سے بچا۔

لیکن اگر خدا کا مسیح نہ آیا ہوتا تو جیسے اور بہت سی صداقتون کا خون ہوگیا تہا یہ مسئلہ بہی جاتا رہا تہا۔

غرض یہ اصلاح تو اس نے اندرونی طور پر کی ہے پایہ کہو کر احقاق حق کیا ہے۔ اب مین مختصر آ دکہانا چاہتا ہون کہ ابطال باطل کیواسطے کیا کیا ہے سب سے بڑہکر ایک باطل جسنے سارے حقون پر حملہ کرنے کیلئے سارے زور لگائے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا وہ باطل جس نے اللہ تعالیٰ کے مقدسین راستبازون اور نبیون کی بے ادبی کی ہے۔ وہ عیسائی مذہب ہے۔ یہہ وہ مذہب ہے جو ایک عاجز انسان اور تمام بشری کمزوریون کے مجموعہ کو خدا اور اس کو عرش پر زندہ خدا کہتا ہے اور پہر مسیح کو ایک شرف خدا کا فرزند اور خود خدا مان کر اس کو لعنتی مان کر خون گرایا ہوا مان کر اپنی نجات کا موجب قرار دیتا ہے۔ ایک کوبرا (زہریلا سانپ) جو راستی کو ہلاک کر رہا ہے اگر آدم کی اثیری کو عمل رہا ہے۔ اس آدم ثانی نے آکر آدم اول کا انتقام لیا ہے۔ اور ظاہر کر دکہایا ہے کہ یہہ بالکل غلط ہے کہ مسیح یا لوئی اور خدا ہو۔ آدم زاد کبہی خدا نہین ہو سکتا۔ اور نہ کسی کی لعنتی موت اور خون بنی آدم کی رستگاری و نجات کا موجب ہو سکتا ہے۔

اے پیارو! اگر تمہین یہ معلوم ہو کہ اس آدم ثانی نے اس باطل کا سر کیسطرح کچلا ہے تو مین یقین رکہتا ہون کہ تمہاری روحین وجد کر آتین اور تم قدوس قدوس کہتی ہوئی سجدہ مین گر پڑتے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ستایش اور اسکی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے سجدون کو کو بجا لاتے خطبہ مین مین چونکہ مفصل بحث اس پر نہین کر سکتا کیونکہ وقت تہوڑا ہوتا ہے۔ اس لئے مین نہایت ہی اختصار کیساتہہ کہتا ہون کہ حربہ جو عیسائی مذہب پر چلایا گیا ہے وہ موت مسیح کا ہے یہی حقیقت مین یہ ایک ایسا حربہ ہے کہ جس سے عیسائی مذہب کا کچہہ بہی باقی نہین رہجاتا۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو جاوے جیسا کہ ثابت ہوگیا ہے کہ وہ مرگیا تو وہ خدا نہین ہو سکتا اور پہر جب اوسکی صلیبی نجات اور رہائی ثابت ہوگئی کہ وہ صلیب پر نہین مرا تو کو بجائے خود صلیبی موت کو نجات سے کوئی تعلق نہین ہے لیکن تاہم جس عقیدہ کی بنا پر یہ مسئلہ مانا گیا ہے اگر وہی غلط ثابت ہو تو باقی کیا رہجاتا ہے یقیناً یاد رکہو کہ عیسائی مذہب کا سارا دارومدار اس لکڑی پر ہے جس پر مسیح لٹکایا گیا اور اس پر اسکی موت انکے مذہب کی جان ہے۔ مگر اب دلایل قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اس لکڑی پر نہین مرا اس لئے کہ وہ خدا کا راستباز اور برگزیدہ نبی تہا اور اپنی طبعی موت سے کشمیر مین آکر مر گیا ہے۔ مسیح کی موت سے گویا اس مذہب پر موت آگئی ہے اور ان کے گہرون مین ایک ماتم بپا ہے۔

احمق نادان مسلمان چلاتے اور چیختے ہین اور عیسائیونکی حمایت کیلئے چلاتے ہین کہ نہین مسیح زندہ ہے۔ مگر وہ غلطی پر ہین اور اس سے آگاہ نہین مین سچ کہتا ہون کہ مسیح کی موت مین اسلام اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ اور سب سے بڑہکر خدا کا زندہ ہونا اسی سے ثابت ہوتا ہے اسی ایک مسئلہ سے اس زبردست باطل کو کچل دیا گیا۔

پہر ایک دوسری قوم جس نے اس ہندوستان مین پرورش پائی اور یہان ہی کے رہنے والے ہے اس باطل کے پیالون کی گورنمنٹ پاکر زندہ ہوئی تہی اس کے لئے اس کے گہر مین سے نیوگ کا ایک مسئلہ دکہا کر اس کا خاتمہ کر دیا اور اس کے اعتقاد مین دکہایا کہ وہ ایسے خدا کو مانتی ہے جو ایک ذرہ کو بہی پیدا نہین کر سکتا اور اپنے کسی عاشق زار اور پریمی بہگت کو بہی نجات نہین دیسکتا۔

غرض احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے جو کچہہ اس نے کیا ہے اسے غور سے دیکہو پہر تمہین اسکا حسن اور خوبصورتی نظر آئیگی۔

اب ان امور پر غور کرو اور سوچ کہ جواب دو کہ کیا یہ وہی مسیح موعود نہین ہے جسکے لئے کہا گیا تہا کہ لیظہرہ علی الدین کلہ جیسے بادل کے برسنے سے پہلے ٹہنڈی ہوائین چلتی ہین اسیطرح پہر وہ ٹہنڈی ہوائین امریکہ مین تیسرے جرمن چلا اٹہا ہے کہ انسان کو خدا بنانا حماقت ہے۔ انگلستان چلا اٹہا ہے کہ عیسائی مذہب کی اصلاح کرنی چاہئے۔ برکات اللّٰہ علیک وصلوٰۃ اللّٰہ علیک ایہا المسیح

اب رسول کریم کی عزت کے دن آگئے ہین اس لئے ہم سب ملکر خدا کے برگزیدہ مسیح کی مدد کرین اور وہ یہ ہے کہ پاکیزہ چال چلین اور دل سے اسکی نصرت کی دعائین کرین۔

تازہ الہامات

۳۱ مئی ۱۹۰۷ء۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا

یکم جون ۱۹۰۷ء (۱) انی انا الرحمٰن ساجعل لک سہولۃً فی امرک

(۲) انی انا التواب من جاءک جاءنی

(۳) ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

(۴) سلام علیکم طبتم

(۵) عفت الدیار محلھا ومقامھا (متعلق طاعون)

(۶) (رؤیا) عطر کی شیشی ہاتہہ مین ہے ہاتہون پر اور پگڑی پر عطر مل رہے ہین۔

احسان عام

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك

۱- یہ عجیب مضمون شفقت اور نرمی پر مبنی تمام نوع سے خیر اندیشی کرنی ان کا بھلا چاہنا بلکہ اپنی منفعت پر غیر کی منفعت کو مقدم رکھنا۔ اپنے دشمنوں، مخالفوں۔ اور بدخواہوں سے احسان و مروت اور عموماً دوستی کرنا بلکہ اپنے مخالفوں کی خطاؤں سے درگذر کرنا اپنے دشمنوں کی بدخواہیوں کو معاف کرنا ان کی عداوت اور ایذا دہی پر صبر کرنا۔ اور برائی کے عوض ہمیشہ بھلائی کرنا۔

یہ عمدہ اور افضل محاسن اخلاق ہیں۔ جو ہمارے اسلام اور قرآن نے ہم کو سکھلائے ہیں۔ ہرچند کہ حکمائے سابقین کئی زمانوں کے تجربہ اور عرصۂ درازکی فکر و غور سے ایسے محاسن اخلاق کے قریب قریب پہنچے تھے۔ اور نہ کوئی ایک ہی حکیم تھا جس نے یہ سب عمدہ مکارم اخلاق کی باتیں سکھلائی ہوں بلکہ مختلف و متعدد حکیموں اور فیلسوفوں نے بہت کچھ سرد و گرم زمانہ دیکھ کر ان میں سے بعض بعض باتیں محاسن اخلاق کی بیان کیں الا چونکہ انسانی خیالات تھے جن کا ٹھیک ٹھیک ہر ملک و مزاج کی مختلف طبیعتوں کے اندازہ کے موافق ہونا ان حکیموں کی عقل کی دور اندیشی سے باہر تھا اور خیالات انسانی افراط و تفریط سے بھی خالی نہ تھے۔ لہذا ان پر وثوق کلی اور اعتبار قطعی بغیر وحی کے انکشاف کے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ وحی الٰہی جس کا انکشاف تمام عالم پر قرآن کے ذریعہ سے ہوا۔ اس وحی کامل نے ان سب اخلاق حسنہ کو تمام و کمال ہر ایک زمانہ اور ملک کے مناسب حال اور اندازہ کے موافق ہم لوگوں پر ظاہر و منکشف کیا +

۲- اس بارہ میں جو احکام ہم کو قرآن شریف کے ذریعہ سے ملے ہیں وہ ایسی وضع اور صورت میں نہیں ہیں کہ ان کو کسی خاص سورت یا رکوع میں بہ حیثیت مجموعی جمع کر کے رکھا ہو جو کہ تصنع اور تکلف سے خالی نہ ہوتا۔ اور جس سے کہ ایک طرح کی دکھلا دینے کی ترکیب اور ظاہری بندش پائی جاتی بلکہ تمام مصحف میں ان پاک احکام اور عمدہ اخلاق کو ہر ایک قسم کے ذکر میں ایسی ہی مصلحت سے متفرق بیان کیا ہے کہ پڑھنے اور سننے والوں کو ہر وقت اور ہر مضمون کے ساتھ ان نیکیوں اور اخلاق کی تنبیہ اور یاد دہانی ہوتی رہے اور اس وحی کے جس مقام کو بلا قصد اور بلا تعین پڑھا جاوے وہیں پر ان میں سے کوئی نہ کوئی نصیحت ضرور پائی جاوے +

۳- ہم کو قرآن مجید یہ بات سکھلاتا ہے کہ ہم کو لازم ہے کہ بدی کے عوض میں نیکی کریں۔ اور خدا کا یہ مسلم حکم ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کی برائی کے عوض میں بھلائی کریں۔

(۱) ویدرءون بالحسنة السيئة اولئك لهم عقبى الدار (رعد ۳)
یہ لوگ برائی کے عوض میں بھلائی کرتے ہیں انہی لوگوں کے لئے دار آخرت ہے۔

(۲) اولئك يؤتون اجرهم مرتين بما صبروا ويدرءون بالحسنة السيئة (قصص ۵)
ان لوگوں کو دوہرا اجر ملیگا۔ اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا۔ اور بھلائی کرتے ہیں برائی کے بدلے۔

(۳) ادفع بالتي هي احسن (مومنون ۴)
بری بات کا جواب وہ کہہ جو کہ بہتر ہے۔

یہ صاف سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ہم کو محض حکماً یہ بات سکھلا دی یا ہم اس کو بلا تصدیق محض ایمان کی راہ سے تسلیم کر لیں۔ نہیں بلکہ ایسی نیکی کرنیکی بدیہی دلیل اور صریح نتیجہ بھی بتلا دیا۔

ولا تستوي الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم وما يلقها الا الذين صبروا وما يلقها الا ذو حظ عظيم۔ (حم سجدہ)

برابر نہیں نیکی اور نہ بدی۔ جواب میں تو کہہ اس کو جو بہتر ہو پھر تو دیکھ لے کہ جس میں تجھ میں دشمنی تھی جیسے دوستدار ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قسمت ہے۔

(۴) پھر قرآن ہم کو یہ بھی سکھلاتا ہے کہ بدلا لینا گو معروف یا مقتضائے عدالت ہو۔ اور ایسا کرنا سہل بھی ہے مگر اس کی کریمانہ اخلاق کا یہی حکم ہے کہ مخالفوں کی خطائیں اور برائیوں کو معاف کرو اور عموماً درگذر کرو۔

وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفى واصلح فاجره على الله۔ (شوریٰ ۔ ۴)
برائی کا بدلہ برائی ویسی ہی ہے پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوار دے تو اسکا ثواب ہے الله کے ذمے۔

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين (نحل)
اگر بدلا لو تو بدلا لو اسیقدر جتنی تم کو تکلیف پہنچے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنیوالوں کو ملے۔

ولمن صبر وغفر ان ذلك لمن عزم الامور۔ (شوریٰ)
اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بیشک یہ ہمت کے کام ہیں۔

فاعفوا واصفحوا حتى ياتي الله بامره (بقرہ)
سو معاف کرو اور درگذر کرو جبتک بھیجے اللہ اپنا حکم۔

فاعف عنهم واصفح ان الله يحب المحسنين (مائدہ ۲)
سو معاف کر اور درگذر کر ان سے۔ اللہ بیشک دوست رکھتا ہے نیکی والوں کو۔

فاصفح عنهم وقل سلام۔ (زخرف)
سو تو درگذر کر ان کی طرف سے اور کہہ سلام۔

ان آیات محکمات میں قرآن نے کئی طرح سے ہم کو نصیحت کی کہ برائی کرنیوالوں کو معاف کر دو۔ بدلا نہ لو بلکہ صبر کرو بخش دو درگذر کرو اور مخالفوں سے نیکی کرو ان پر احسان رکھو۔

(۵) اور اس سے زیادہ اور بھی صاف صاف کہدیا۔

يا ايها الذين امنوا ان من ازواجكم واولادكم عدوا لكم فاحذروهم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان الله غفور رحيم۔ (تغابن)

اے ایمان والو بعضی تمہاری جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہاری۔ سو ان سے بچتے رہو۔ اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔

دیکھو اس میں دشمنوں کے حق میں بھلائی اور احسان کے واسطے کیسی تاکید سے الفاظ فرمائے ہیں معاف کرنا۔ درگذر کرنا۔ بخش دینا۔ اور اس پر یہ بھی اخیر میں اشارہ کیا ہے کہ خدا غفور و رحیم ہے پس تم بھی اپنے دشمنوں سے ایسی خصلت بخشش اور رحم کی اختیار کرو۔

(۶) قرآن شریف نے ہم کو یہ بات بھی اچھی طرح سے واضح کر دی کہ ہماری یہ خصلت کہ ہم اپنے دشمنوں سے مہربانی کریں۔ ان کی برائیوں سے درگذر کریں۔ کیوں پسندیدہ ہے اور ہم کیوں ایسی رعائتیں اور عنایتیں اپنے مخالفوں سے کریں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

وليعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفر الله لكم۔ (نور ۔ ۲۳)
اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ معاف کرے تم کو۔

اس میں صاف سمجھا دیا کہ چونکہ تم اپنے گنہگاروں خطاکاروں۔ دشمنوں اور مخالفوں سے ایسا شیوہ عفو و غفران کا اختیار کروگے تو خدا بھی تمہاری خطاؤں سے درگذر کریگا۔

اس فقرہ میں "الا تحبون ان يغفر الله لكم" بڑی حکمت بھری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہماری خطاؤں کو معاف کرے تو لازم ہے کہ ہم بھی اپنے خطاکاروں کی تقصیریں معاف کریں۔ اگر ہم توقع رکھتے ہیں کہ خدا ہم کو بخشے تو ضرور ہے کہ ہم بھی اوروں کی خطائیں بخشدیں یہ آیت ہم کو صاف یہ سکھلاتی ہے کہ ہم ہمیشہ خدا سے یہ دعا کریں کہ جیسے ہم اپنے تقصیرواروں کو معاف کرتے ہیں ویسے ہی خدا بھی ہماری تقصیریں معاف کرے۔

(۷) باہم کی معاشرت میں (خواہ ہمارے اہل معاشرت مسلمان ہوں یا غیر مسلمان دوست ہوں یا مخالف) عدل و احسان برتنا اور انصاف مد نظر رکھنا ایک حکم محکم اور امر لازم ہے۔

ان الله يامر بالعدل والاحسان (نحل)
اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنیکو اور بھلائی کرنیکو۔

وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (مائدہ)
آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مت مدد کرو گناہ پر اور زیادتی پر۔

پھر اس کو بھی واضح کر کے صاف سمجھا دیا کہ کسی قوم کی عداوت تم کو عدل کرنے سے باز نہ رکھے اور کسی جماعت کی دشمنی تم کو انصاف کرنے سے نہ روکے تم سب اپنے دوستوں سے اور دشمنوں سے عدل اور احسان اور انصاف برابر قائم رکھو۔

يا ايها الذين امنوا كونوا قوامين لله شهداء بالقسط ولا يجرمنكم شنان قوم على ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوى (مائدہ ۹)

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کیلئے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث عدل نہ چھوڑو۔ عدل کرو یہی بات لگتی ہے تقویٰ سے۔

(۸) بعض نکتہ چین ظاہر بین مخالفان اسلام نے ان ظاہر اور روشن احکام سے تغافل کر کے ایسا گمان کر لیا کہ گویا قرآن ایسے احکام عفو عام بخشش تام اور محاسن اخلاق سے خالی ہے اور اسی قدر پر اکتفا بلکہ اور بھی ترقی کر کے سمجھے کہ قرآن میں بعض احکام ان نیکیوں کے خلاف ہیں۔ كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا۔

تمام محاسن اخلاق کے پیشوا اور سب نیکیوں کے مولیٰ ہمارے پیغمبر خدا ہیں۔

ولكم في رسول الله اسوة حسنة۔

اور ہم کو ان کے افعال کا کیا اچھا نمونہ ملا ہے کہ وہ اپنے سب دوستوں اور دشمنوں سے کمال نرمی شفقت اور رحمت سے پیش آتے ہیں اور یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ اس کی دلیل بھی بدیہی موجود ہے کہ اگر پیغمبر خدا کے اخلاق ایسے نہ ہوتے تو یہ جتنے لوگ ان کے ساتھ جمع ہوئے تھے اور مخالفین تھے ان سے لوٹ کر آئے تھے ان میں سے ایک بھی نہ آتا کسی بدمزاج خشونت کرنیوالے کے پاس کوئی نہیں آتا بلکہ یہ شفقت اور اخلاق نرم دلی اور لینت ہے جو سب کو اپنا ہو یا بیگانہ کھینچ لاتی ہے۔ دیکھو وہ آیت قرآن جو ہمارے مضمون کی زیبندہ عنوان ہے اس پر پھر نظر کرو اور پڑھو کہ خدا پیغمبر سے فرماتا ہے

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك فاعف عنهم واستغفر لهم۔

یہ کچھ خدا ہی کی مہر ہے کہ تو ان کو نرم دل ملا اور اگر تو سخت اور سنگدل ہوتا تو وہ تیرے پاس سے بھاگ جاتے سو تو ان کو معاف کر اور ان کے لئے دعائے مغفرت کر۔

پس ہم کو قرآن شریف کے احکام اور پیغمبر کے نمونہ سے بھی واجب و لازم ہے کہ ہم اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے بھی بہ نرمی و محبت پیش آویں ان کے ساتھ بھی نیکی اور بھلائی کریں اور باہم برادرانہ برتاؤ کریں تاکہ بدگمانی کی غلط فہمی ہمارے قول اور فعل سے دور ہو جاوے +

(۹) مگر اسمیں شک نہیں کہ فرق مراتب ضرور ہے

ہم کو عام محبت کا حکم ملا ہے مگر یہ مراد نہیں کہ جو
اور محبت خاص کہ اہل ایمان سے کیجاتی
ہے اس کا مرتبہ عام محبت سے زیادہ ہے ویسی
ہی اخلاق غیر ایمان والوں سے بھی
برتی جاویں۔ چنانچہ جو شدت کفار کی سرزنش
میں ان سے عصیان فرمانی فساد اور
ناحق ایذا رسانی کی وجہ سے (اگرچہ وہ بھی نرمی اور سلامتی
کے ساتھ) ان سے برتی جاتی ہے۔ اور جو محبت
ایمانی اور خاص دوستی جس کہ ایمان کی حیثیت
سے ہے نہیں ہوسکتی ہیں۔
(علاوہ دوسری عام دوستی کے جو مقتضائے فطرت
انسانی ہر ایک انسان کو کرنی چاہیئے) ان دونوں
باتوں کی تفاوت پر اس آیت میں اشارہ ہوا ہے
محمد رسول اللہ والذین معہ
اشداء علی الکفار رحماء بینہم +
محمد رسول اللہ کا اور جو اس کے ساتھ ہیں زورآور
ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں آپس میں۔
نیز یہی فرق اور امتیاز ہے جو مندرجہ بالا اور
اس کے ہم مضمون آیتوں میں بیان ہوا ہے اور
اسی فرق اور امتیاز کی اعتبار پر قواعد جنگ
اور قتال میں نامناسب ہے کہ مسلمانوں کے گروہ کے
آدمی مخالفین اور مقاتلین سے محبت کرکے اپنی ضعف
اور شکست کا باعث ہوں۔ مگر صاف صاف کہدیا
کہ جو دشمن اور مخالف تم سے دین کی بابت قتال
نہیں کرتے ان سے نیکی اور انصاف کرو۔ کیونکہ
خدا نیکی کرنے والوں اور انصاف کرنیوالوں
کو دوست رکھتا ہے۔ صرف انہیں لوگوں سے ایسی
دینی دوستی منع کیگئی ہے۔ جو کہ دین کی بابت مسلمانوں
سے لڑتے تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کو گھر سے
نکالا اور اس پر ایک دوسرے کی مدد کی۔
لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم
فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان
تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب
المقسطین۔ انما ینہاکم اللہ عن الذین
قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیار
کم وظاھروا علی اخراجکم ان تولو
ھم ومن یتولھم منکم فاولئک
ھم الظالمون۔ (ممتحنہ)
اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑے نہیں تم سے
دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے
کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک۔
اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو۔ اللہ صرف
منع کرتا ہے تم کو ان سے جو لڑے تم سے دین پر
اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے۔ اور مدد کی
تمہارے نکالنے پر کہ ان سے کرو دوستی۔ اور جو
کوئی ان سے دوستی کرے تو وہ لوگ ہیں گنہگار
پس جنگ و قتال کی حالت کا ایک خاص قاعدہ
ہماری معاشرت کا دستور العمل نہیں ہے بلکہ ہماری
حسن معاشرت کا حکم عام ہی ہے۔
لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلو
کم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم

ان تبروھم وتقسطوا الیہم
ان اللہ یحب المقسطین۔
(۱۰) یہ بات کہ منافقوں اور کافروں سے ان کی شرارت
اور فساد کی وجہ سے ان کی سرزنش اور تنبیہ
اور غلظت فی القول کرنے میں وہ رعایت عام
دوستی اور صلح و آشتی کی برتی چاہیئے۔ اور یہ
سرزنش نرمی و سلامتی کے ساتھ کرنی چاہیئے
اس کے ثبوت میں قرآن شریف کے یہ احکام ہیں
۱۔ فاصفح عنہم وقل سلام
سو درگذر کر ان سے اور کہہ سلام ہے۔ (زخرف)
۲۔ اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما۔
اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ
تو کہیں صاحب سلامت۔
۳۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ
الحسنۃ وجادلہم بالتی ھی احسن (نحل)
بلا اپنے رب کی راہ پر پکی بات سمجھا کر اور نصیحت
کرکر بھلی طرح اور بحث کر اسطرح جو احسن ہو۔
۴۔ ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی
ھی احسن۔
نہ جھگڑو تم اہل کتاب سے مگر اسطرح سے جو سب سے
بہتر ہو۔
۵۔ واعرض عنہم وعظہم وقل
لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔ (نساء)
اور ان سے درگذر اور ان کو نصیحت کر اور ان کو
حق میں پکی بات کہہ۔
ان آیتوں کے حکم سے ہم کو لازم ہے کہ جب ہم
اہل معاصی اور کفار سے سرزنش کریں اور ان کو
ان کے فساد اور ناخدا ترسی پر ملامت کریں تو اس کو
نیک طریقہ سے نرمی کیساتھ بجال اخلاق سمجھاویں۔
(۱۱) اس مقام پر مسئلہ اکراہ کا بیان بھی
ضرور ہے کہ آیات قرآن مجید میں تو مخالفوں سے
ایسی نیکیاں اور نیک سلوک کرنیکا حکم ہے اور
فہمائش اور سرزنش میں بھی اخلاق کی رعایت پر
ضرور ہے تو ایسی صورت میں مسلمان ہونے پر
مجبور کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ مگر ہمارے پاس
ایک ذخیرہ عدم اکراہ کے احکام کا موجود ہے جس سے
یہ شبہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مذہب کے باب میں
دبردستی کا حکم ہوا ہو یا کبھی جبر کیا گیا ہو۔
(۱) فذکر انما انت مذکر لست علیہم
بمصیطر۔ (غاشیہ)
پس تو سمجھا تیرا کام سمجھانا ہے تو ان پر داروغہ نہیں
(۲) قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم
وان تطیعوہ تہتدوا وما علی الرسول
الا البلاغ المبین۔ (نور)
تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ پھر اگر تم
منہ پھیرو گے تو اس کا ذمہ ہے جو اس پر رکھا اور
تمہارا ذمہ ہے جو تم پر رکھا۔ اگر اس کا کہا مانو تو
راہ پاؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا۔
(۳) فان تولوا فانما علیک البلاغ۔
پھر اگر وہ پھر جاویں تو تیرا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے

(۴) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا۔
جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا
اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھکو نہیں بھیجا ان پر نگہبان
(۵) اتبع ما اوحی الیک من ربک لا الہ
الا ھو واعرض عن المشرکین (انعام)
تابعداری کر تو خدا کی بھیجی ہوئے حکم کی جسکا کوئی
شریک نہیں ہے اور مت التفات کر مشرکوں
کیطرف۔
(۶) افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یونس)
اب کیا تو زبردستی کریگا لوگوں پر کہ ہو جاویں با ایمان
(۷) وما انت علیہم بجبار فذکر بالقرآن
من یخاف وعید۔ (ق)
اور تو نہیں ان پر زور کرنیوالا سو سمجھا قرآن
سے اس کو جو ڈرا میرے وعید سے۔
(۸) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان
تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین (تغابن)
کہا مانو اللہ کا اور رسول کا پس اگر وہ پھر جاویں
تو ہمارے رسول کا ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے
(۹) ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ
الی ربہ سبیلا۔ (دھر)
یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب
کی راہ اختیار کرے۔
(۱۰) لکم دینکم ولی دین۔ (کافرون)
تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔
(۱۱) لا اکراہ فی الدین۔
دین میں کچھ زبردستی نہیں۔ (بقر)
(۱۲) یہ سب آیات محکمات ہیں جو مکہ اور مدینہ
میں نازل ہوئی ہیں۔ یعنی اس زمانہ کے لئے بھی
جب اسلام میں ضعف تھا۔ اور اس وقت کی بھی
میں جب اسلام کو تمکنت اور شوکت حاصل ہوئی
مگر چونکہ کسی حالت میں جبر و اکراہ جائز نہیں رکھا گیا
اس لئے وہی ایک بات ہر جگہ صاف صاف بیان
کی گئی۔ اور ایسا ہی برتا بھی گیا چنانچہ عین جدال و
قتال کی حالتیں بھی باوجود طرفین کی مخالفت کے جو
مشرک طلبگار امن ہوکر جماعت اسلام کیطرف چلا آتا
تو اس کو صرف قرآن کے پاک احکام اور نصائح سنادینے
دینے کا حکم تھا اور جب وہ سن چکے تو اس کو وہیں پہنچا دو
جہاں اس کی امن کی جگہ ہے۔ حالانکہ یہ موقع اکراہ و جبر
کا تھا مگر ایسی بات تو کبھی قرآن شریف میں روا نہیں رکھی گئی
وان احد من المشرکین استجارک
فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ
ذالک بانہم قوم لا یعلمون۔ (براءۃ ۵)
اگر کوئی مشرک تجھسے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے جب
تک وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو
جہاں وہ نڈر رہے یہ اسواسطے کہ وہ لوگ جانتے نہیں
یہ آخری فقرہ صاف دلالت کرتا ہے کہ ان لوگوں کو
اسلام کے محاسن اور قرآن کے مکارم اخلاق کی خبر
نہیں۔ اس لئے وہ جانتے نہیں ہیں کہ اسلام کیا
چیز ہے۔ پس ان کو مسلمان کرنیکا یہی ذریعہ ہے
کہ ان کو قرآن سنایا جاوے اور اسکی افضل تعلیم اور

عمدہ نصایح سننے والے کے دل میں اثر کریں۔
(۱۳) یہاں ذکر مقاتلات اسلامی کا آگیا اور ہم کو
اس کے ضمن میں یہ لکھنا مناسب معلوم ہوگا۔
مقاتلات اسلامی کی منشا صرف مدافعت تھی
اور یہی غرض تھی کہ مشرکین کے ظلم و عدوان
سے ضعفائے مسلمین کو نجات ملے اور ان کو
بے روک لوگ خدا کی عبادت کا موقع ملے۔
اور مخالفوں کی زیادتی اور موذی کفار کا ظلم
وستم دور کیا جاوے اور ان کی لڑائی بند ہو جاوے
یہ غرض نہیں ہے کہ وہ جبراً مسلمان ہو جاویں
لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض
لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد (حج)
اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے
جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادتخانے اور مسجدیں
ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین
من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون
ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلہا (نساء)
کیا وجہ کہ تم خدا کی راہ میں نہ لڑو حالانکہ کمزور مرد
اور عورتیں اور بچے کہتے ہیں کہ یارب ہم کو اس
شہر سے جس کے لوگ ظالم ہیں نکال لے۔
عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا (نساء)
قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی کافروں کی
اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مدافعت کی
لڑائی میں ابتدا مخالفوں کیطرف سے ہونی
چاہیئے کیونکہ انہیں کے ظلم و عدوان پر بنا چار
مدافعت کی ضرورت پڑی اور یہی بات قرآن شریف
میں بھی منصوص ہے۔
ھم بدءوکم اول مرۃ۔ اور مسلمانوں
کو حکم ہوا تھا کہ تم ہرگز ابتدا نہ کرو ولا تعتدوا
۱۴۔ مخالفوں سے تو علی العموم قرآن شریف
میں ایسی نیکیاں اور احسان کرنے کا حکم دیا
گیا ہے اور عین حالت جنگ و جدال کی وہ
شفقت اور کریمانہ برتاؤ ہے جو سورہ براءۃ
کی پانچویں آیت سے نقل کیا گیا کہ جو مشرک
مسلمانوں کی پناہ میں آوے اس کو قرآن
کے احکام و نصائح سنا کر یہاں تک اس
سے رعایت کیجاوے کہ جہاں اس کے امن
کا مقام ہو وہاں اسے بخیر و عافیت پہنچا
دیا جاوے۔ اب لڑائی کے بعد مغلوب
اور مقید و مخالفوں کیواسطے عام حکم دیدیا
کہ یا انہیں احسان رکھ کر مفت چھوڑ دو یا فدیہ
لیکر چھوڑ دو۔
حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا
بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا
ذلک ولو یشاء اللہ لانتصر منہم ولکن
لیبلو بعضکم ببعض (محمد)
پھر جب خوب قتال کر چکو تو قید کر لو اور بعد اس کے
یا احسان رکھ کر چھوڑ دو جبتک کہ لڑائی بند
ہو جاوے۔ پھر خدا چاہے تو بدلہ لے ان
سے مگر وہ تم کو جانچتا ہے۔

ہم اور ہمارے ناظرین

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین ہم اپنے ناظرین کی توجہ اپنی سرکلر کیطرف مبذول کرا چکے ہین فی الحال اسپر کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہین لہٰذا تو صبر اور استقلال کے ساتھ اس معاملہ کے حل کا انتظار کرنا چاہیئے اور اپنی تاثیر بیان کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کسقدر دلونکو ہلا سکتی ہے۔ جہاں ایکطرف مین اپنی تاثیر بیان کا امتحان ہو جاویگا۔ وہان قوم کی بیداری یا غفلت کا بھی اندازہ ہو سکیگا۔ قوم اگر توجہ نہ کریگی تو اسپر غفلت کا الزام عاید ہوگا کیونکہ اب اس مین اخبار کا مذاق پیدا ہو گیا ہے اور وہ اپنے لئے ضرورت اخبار کو محسوس کرتی ہے یہ وقت ہے کہ اہل الرائے اصحاب قلم اسبارہ مین اور ہمارے اور اپنے فرائض پر پوری بحث کرین۔ اسوقت جو خاموش رہیگا وہ یقیناً قومی گناہ کا ارتکاب کریگا۔

ہر شخص جو کیسی ہی رائے اخبار کے متعلق رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اسے ظاہر کرے اخبار کی اصلاح اور بہتری کیلئے جو خیال اس کے دل مین پیدا ہوا اسے ظاہر کئے بغیر نہ رہے۔

اب ہم جو خطوط گذشتہ اشاعت کے بعد وصول ہوے ہیں ان کے خلاصے درج کرتے ہین

خلاصہ خطوط

۱۴۔ ایس ایم یوسف احمد صاحب اپنے خط مین لکھتے ہین الحکم کے احسان ہمارے ذمہ ہین وہ بیرون از تحریر ہین کیونکہ یہ ہمیشہ ہمارے امام کی خبرین اور کلمات طیبات پہونچاتا ہے اور جس سے ہم لوگ فیضیاب ہوتے ہین اللہ تعالیٰ اسکی جزا دے گا اور اس کے عملی مین ہم کو مناسب ہے کہ ہم بھی الحکم کی اشاعت مین سعی کرین اور حتی المقدور خریدار پیدا کرین اسلئے ایک خریدار اپنے پاس سے قیمت دیکر پیدا کیا ہے آئندہ بھی خریدار بڑھانے کی کوشش کیجاویگی آپ بھی اس بات کا خیال ضرور رکھین کہ وقت معین پر پرچہ جدا ہو خیال کی سعی کرین۔ کیونکہ جب آپ خریداروں کی پوری طور سے خدمت کرین گے تو خریدار ایسے نہین جو آپ کو اخبار کیلئے سعی نہ کرین۔

ایڈیٹر۔ یہ سارا رونا تو اسی امر کیلئے ہے کہ اخبار کی کمزوریون کی اصلاح ہو۔ اور سٹاف مکمل ہو۔ اور اسکی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ اخبار کی مالی حالت مستحکم ہو۔ اگر میری تجویز پر سو آدمی بھی عمل کرین تو مین خیال کرتا ہون کہ اسباب کی بنا پر اخبار کے سٹاف کی تکمیل کی اچھی صورت نکل آئیگی۔

۱۵۔ بابو کریم اللہ صاحب فورٹ لاہور یون تحریر فرماتے ہین آپکا چھپا ہوا الملفوف دربارہ توسیع اشاعت الحکم بہت دن ہوئے مجھے ملا تھا جواب دینے مین غیر معمولی دیر ہوگئی معاف فرماوین انشاء اللہ مین ہمیشہ اس امر کی سعی مین رہونگا کہ کسیطرح الحکم کیلئے جدید خریدار پیدا کرون۔

ایڈیٹر۔ میری دو تجویزین تھین انپر مزید توجہ دلاتا ہون۔

۱۶۔ حکیم مولوی نور محمد صاحب مالک شفاخانہ نوری موکل لکھتے ہین بجواب آپ کی ہلی چٹھی کے عرض ہے کہ خاکسار شروع سال سے انشاء اللہ حسب ارشاد آپکی معلومہ قیمت پر اخبار خریدا کریگا۔ خریدار اخبار بنانے مین بھی ساعی رہونگا۔

ایڈیٹر۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ یون آپکا اختیار ہے جبسے چاہین خرید کرین لیکن کیون اس نیک تحریک پر ابھی سے عمل نہ ہو۔

۱۷۔ سید روشن صاحب نائیری لکھتے ہین کہ آپ کا ٹکٹ زدہ لفافہ وصول ہوا کیفیت مرقومہ واضح ہوئی بے شک اس روپے بہا کے مقابل دس روپیہ کچھ قدر نہین رکھتے ہین لیکن ایک غیر مواجب والا اسقدر بوجھ اٹھا نہین سکتا معاف فرماوین

ایڈیٹر۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی اور مددگار رہے۔ آمین

۱۸۔ چودھری غلام احمد خان صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات سری نگر سے لکھتے ہین ÷ آپکی خاص چٹھی دربارہ توسیع الحکم صادر ہو کر باعث مشکوری ہوئی۔ مجھے بغیر آپکی تحریک کے ہمیشہ الحکم کی توسیع کا خیال رہا ہے۔ (ایڈیٹر بے شک)

اس چٹھی کے جواب مین کم از کم ایک خریدار تو فی الحال دیا جاوے اس لئے ایک دوست سے مینے الحکم کا خریدار بننا منظور کرا لیا ہے لیکن وہ اس شرط پر راضی ہین کہ مین ایک اور چار روپیہ سالانہ والا اخبار جسکے وہ حامی ہین خرید کرون مینے یہ بھی منظور کر لیا ہے انشاء اللہ توسیع الحکم کیواسطے آئندہ بھی کوشش جاری رہیگی دعا کرین کہ خدا کامیاب کرے مین بذریعہ خطوط کئی دوستون کو تحریک کرتا رہتا ہون۔

ایڈیٹر۔ چودھری صاحب واقعی الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے ہمیشہ ساعی رہے ہین جسکی جزا اللہ تعالیٰ انہین دیگا جس طرز پر آپ نے الحکم کیلئے یہ خریدار دیا ہے وہ آپ کی خاص محبت اور تعلق کو بتاتا ہے جو الحکم کے ساتھ ہے۔ دوسرے لفظون مین یہ کہنا چاہیئے کہ یہ خریدار خود انہون نے اپنی جیب سے دیا ہے۔

۱۹۔ منشی نذیر الدین صاحب احمدی بہامون سے لکھتے ہین کہ مین دس روپیہ پر الحکم کا خریدار ہون توسیع اشاعت کیلئے ساعی رہتا ہون البتہ غیر ملک اور غیر قوم ہونیکے باعث اثر کم ہوتا ہے۔

۲۰۔ عالیجناب سردار محمد یعقوب خان صاحب گلگتی سیستان کمیشن ایک گرامی نامہ نہایت دردِ دل سے لکھتے ہین جسکا اقتباس ہم آئندہ دینگے سردار صاحب کیطرف سے الحکم کی پسندیدگی اور اسکے کام کو ساتھ ہمدردی خاص عزت اور شکریہ کے قابل ہے۔ آپ کی رائے نہایت قابل قدر جسکی وجہ یہ ہے کہ آپ سیستان کمیشن جیسے اہم اور ذمہ داری کے نازک کام مین شریک ہونے کے باوجود قومی درد کو محسوس کر رہے ہین اور قومی اصلاح کی تڑپ آپ مین موجود ہے۔

الحکم کی ہر دو درخواستون کے متعلق باوجودیکہ آپ ابھی تک غالباً اس سلسلہ کے ممبر نہین ہین نہ صرف لکھتے ہین بلکہ عملی نمونہ پیش کرتے ہین دس روپیہ سالانہ قیمت ہمیشہ کیلئے آپ منظور فرماتے ہین اور دس روپیہ اس سال کیلئے بھیجدیئے دس خریدارون کے متعلق آپ لکھتے ہین کہ میرے علاقہ اور ملک مین یعنے کوئٹہ والے اور جیکب آباد کیطرف بلوچ قوم علمی مذاق سے ناآشنا محض ہے اس لئے انہین اخبار کی اشاعت مشکل امر ہے تاہم مین کوشش کرونگا اور کمیشن کے واپس آنے پر مین اپنی گرہ سے بطور امداد یکمشت کچھ روپیہ روانہ کرونگا۔ ہم سردار صاحب کے شکر گذار ہین کہ اللہ تعالیٰ انہین اپنے ارادون مین کامیاب کرے اور خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

اپنے اس لمبے خط مین سردار صاحب نے مسلمانون کی حالت پر بھی ریویو کیا ہے جسکو ہم انشاء اللہ العزیز اگلی اشاعت مین آپ ہی کے الفاظ مین درج کر دینگے۔ سردار صاحب کے مرسلہ دس روپیہ پہونچ گئے ہین سردار صاحب اگر اس علاقہ کے رؤسا اور خوانین مین الحکم کیلئے تحریک کرین اور اسوقت ان کا منصب اور رسوخ انہین اچھا موقع دیتا ہے تو وہ الحکم کیلئے بلوچستان مین بہت سے خریدار پیدا کر سکتے ہین جو دس دس روپیہ سالانہ پر الحکم خرید سکتے ہین بلکہ خاص طور پر الحکم کی مدد کر سکتے ہین

اور اگر یہ خیال ہو کہ ان لوگون مین اردو زبان اچھی طرح رائج نہین ہے تو ان لوگون کی خاطر الحکم کے چار صفحے زائد فارسی مین کر دیئے جا سکتے ہین بشرطیکہ کم از کم دو سو خریدار الحکم کیلئے سردار صاحب ہم پہونچا دین جو دس روپیہ سالانہ دینے کو رضامند ہون۔ اس صورت مین الحکم ان لوگون کیلئے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوسکیگا۔ اور بلوچستان کے ان خوانین اور چیفس کو جو کچھ فائدہ پہونچیگا اس کا بہت بڑا ثواب سردار صاحب موصوف کو ہوگا۔ اگر سردار صاحب مسلمانون کے ادبار و زوال کو محسوس کرتے ہین اور انکی ترقی کی راہ اسلام ہی پر قائم ہونا سمجھتے ہین جو بالکل درست ہے تو اس خدمت کیلئے انہین قدم آگے بڑھانا چاہیئے کیونکہ الحکم کے نزدیک بھی مسلمانون کی ترقی کا اصل راز یہی ہے کہ وہ اسلام کے سچے پیرو ہو جائین۔ ہم امید کرتے ہین کہ سردار صاحب اس خدمت دین کے پہلو کو فراموش نہ کرین گے۔ اور بلوچستان کے رؤسا مین یہ مبارک تحریک کرین گے۔

عجیب واقعات

چین اب تک بڑے تاریک توہمات کا گہر بنا ہوا ہے۔ شمالی چین مین ایک گھنٹہ ہے جو ایک صدی سے ہر وقت بجتا رہتا ہے۔ یہ کسی مشین (کل) سے نہین بجایا جاتا بلکہ کل شہر کے باشندگان بخوشی ایک ٹیکس دیتے ہین جس کی آمدنی سے ہر وقت گھنٹہ بجانے کیلئے کافی ملازم رکھے ہوئے ہین جب ایک تھک جاتا ہے۔ تو اسکی جگہ دوسرا لے لیتا ہے۔ اس شہر کے چینی باشندونکا عقیدہ ہے کہ گھنٹہ کی ہر ایک چوٹ کے ساتھ ایک شیطان کا کام تمام ہوتا ہے اسطرح انکے خیال کے مطابق شیطانون کی جماعت کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر شیطان بد چلن۔ جاندار کا نام ہے تو شیطان تو اسوقت بڑھ رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید شمالی چین کے اس شہر کی گھنٹی کی ہر ایک چوٹ بجائے ایک شیطان کو دور کرنے کے دو نئے شیطان پیدا کر رہی ہے۔

شہر ڈریسڈن (دارالخلافہ سلطنت ملک سیکسنی) مین ایک اندھا چلا جاتا تھا۔ سڑک مین چلتی ہوئی ایک گاڑی کا دھکا اس کے سر کو لگا۔ معلوم ہوا کہ اس صدمہ کا اثر یہ ہوا کہ اندھے کی آنکھیں کھل گئین۔

ہمعصر پایونیر بیان کرتا ہے کہ ویسٹ انڈیز کے حصہ برٹش گنی مین خاص تجربات ہو رہے ہین جو ثابت کرتے ہین کہ گنون سے بہ نسبت حال کے پچیس یا تیس فیصدی زیادہ شکر نکالی جاسکتی ہے اور ہمارے زمیندارونکو اسطرف متوجہ کرتا ہے کہ اس ترکیب کو دریافت کرکے اس سے فائدہ اٹھاوین کیونکہ اسوقت ہندوستان مین ممالک غیر کی کھانڈ بہت آتی ہے جو ملک کی اوبار پر زیادہ اثر ڈالتی ہے۔

منجملہ دیگر سائنس کی ترقیون کے فرانس نے علم طب و جراحی مین بھی حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ حال مین ایک شخص کے دل مین کسی نے چھری بھونک دی نیلبین ہاسپٹل مین زخمی کو لے گئے تو ایک سرجن نے چھاتی مین سوراخ کرکے دلکو نکالا۔ ایک اسسٹنٹ نے دلکو تھام رکھا اور سرجن نے زخم کو سی کر دلکو پھر اندر داخل کر دیا بالکل کار روائی ۳۵ منٹ مین ختم ہوگئی۔ انسانی عقل نے جسقدر حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ کاش انسانی اخلاق بھی ایسی ترقی کرتے۔

شہر شکاگو (ملک امریکا) کی ایک زن نے کتون کے تیر طیار کرنے شروع کئے ہین۔ اسکو ایسی مشق ہوگئی ہے کہ ہر ایک سیکنڈ کی پونٹ نکالنے ہی کر لیتی ہے۔

ایک جرمنی کاریگر نے ایک قسم کی گھڑی ایجاد کی ہے جسمین کنجی لگانے سے پہلے اسکے متعلقہ ٹمبرلون مین خود بخود کنجی لگ جایا کریگی۔ اور اسی گھڑی کی رفتار سب کا وقت ایک ہی رکھیگی۔ جرمن مستقل مزاج ہین اور اس لئے ایجادون مین کمال دکھلاتے ہین۔

نور الدین پر ریویو

نمبر ۴

ریویو کے اس نمبر میں ہم فاضل مصنف کا اپنا ریویو دینگے اور اس کے بعد اس ریویو پر نظر ثانی کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز

کیا ہماری کتاب عام پسند ہوگی

ابی اللہ عن تصحیح غیر کتابہ
وکل کتاب غیرہ ذل کا تبہ

الٰہی کتاب ہی ابتک عام پسند نہیں۔ لاہور جیسے دارالسلطنت شہر میں کوئی قرآن کریم ابتک پوری صحت کے ساتھ طبع نہیں ہوا۔ نہ کوئی اعلیٰ علمی کتاب جو الکتاب قرآن کریم کی خادم ہو طبع ہوئی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عام پسندیدگی کا کیا حال ہے۔ اور یہ امر کسی امور و مجدد دین کو ہی نصیب نہیں ہوا کہ اس کی محنت وکارروائی عام پسند ہوئی ہو۔ کیا یہ امر صحیح نہیں کہ ہزاروں ہیں جو مذہبی باتوں کو جنون یقین کرتے ہیں کو ہمیشہ غائب ونا ہیں اور مذہبی مقتداؤں میں تو وہی ہے جس کو کہا گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔ (پ ۲۹ سورہ نٓ)

دوات اور قلم اور وہ عظیم الشان صداقتیں جن کو لوگ لکھتے ہیں اور لکھتے رہیں گے (ان کے مطالعہ کا نتیجہ تو یہی ہوگا) کہ تو اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں کیونکہ وہ تمام تحریرین تیری صداقت کی گواہ رہیں گی۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ مجنون تو خلیق نہیں ہوتے اور تو خلق پر کیا خلق عظیم ہے آپکی مقناطیسی جذب اور آپکے اخلاق ہی تھے کہ ارب عرب آپکے حکم پر اپنے خون کو پانی کیطرح بہاتے تھے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تیری محنت کا بدلہ غیر محدود وغیر منقطع اور مجنون کے افعال ومحنت کا تو کوئی بدل ہی نہیں ہوا کرتا۔ اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ مجنون کے افعال واقوال منتشر نزات غیر اور منتج کسی نیک نتیجہ کے نہیں ہوا کرتے۔ اور تیرے اقوال اور تیرے افعال کا نتیجہ تو یہی دیکھیگا اور دوسرے لوگ بھی دیکھینگے اور یہ کیسی سچی پیشگوئی نکلی۔ دنیا میں صرف آپ ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (پ ۶ مائدہ) کی آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے سنی۔ اور رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ ۳۰) کا نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اس پر بھی نہ ماننے والوں نے نہ ماننا پڑ مانا۔

میں نہ مامور نہ مجدد۔ پھر میری اس کتاب کو اور اس کے جوابات کو مامور و مجدد۔ اور امام الوقت نے نہ دیکھا اور نہ سنا۔ بتیس سوال کے جواب تک ہمیں موقع لگا کہ ہم اپنے جواب حضرت امام علیہ السلام پر عرض کر سکیں بلکہ ہماری بزرگ سید محمد احسن صاحب نے بھی اس کو نہیں دیکھا۔ ہاں میرے پیارے دوست اور میرے معزز حبیب مولوی عبدالکریم صاحب نے دیکھا اور کہیں کہیں بقدر امکان اصلاح بھی کی۔ ہمارے مدرسہ کے علما کو افسوس نہ ان باتوں کی دلچسپی ہے اور نہ اپنے محدود کاموں کی فرصت ہے کہ وہ ہی اس کتاب کو ملاحظہ یا دیکھتے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو ان سعید الفطرتوں کے حق میں نافع کریگا جو اس کے علم میں ہیں (غرض)

(۱) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ ہے۔ اور وہ موصوف بصفات کاملہ اور ہر ایک نقص کے منزہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے اسی کے ارادہ اور اسی کی خلق سے یہ تمام مخلوق ہے وہ وراء الوراء محیط کائنات ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ وَهُوَ الْاَوَّلُ۔ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى وَهُوَ الْاٰخِرُ ہے جبکہ ہمارا یہ عقیدہ اور یہ ایمان ہے تو سوفسطائی دہریہ مسیحی۔ اور وہ یونانی منطقی اور سناتن جو اللہ تعالیٰ کو علت۔ لابشرط بشرط لا زمن مانتا ہے اور وجودی نیچری۔ آریہ سماجی جس کے نزدیک اللہ خالق ارواح خالق مادہ۔ خالق زمانہ۔ خالق فضا اور ان کی گن۔ کرم۔ سبھاؤ۔ خواص افعال۔ عادت کا خالق نہیں کیوں پسند کرینگے

(۲) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ وہ متکلم ہے اپنے پیاروں سے کلام کرتا ہے۔ ارادہ ومشیت سے اس کے کام ہوتے ہیں ۔ وہ کلام کرتا رہا کرتا رہتا ہے اور کلام کرے گا۔ اس کی کلام وتکلیم پر کبھی مہر نہیں لگی۔ پس جو لوگ اس کو گم صم مانتے ہیں مثلاً برہمو اور نیچری اور جو لوگ کہتے ہیں دو ارب برس سے وہ خاموش ہے اور صرف چار ہی آدمیوں سے سرشتی کی ابتدا میں بولا تھا یا جو کہتے ہیں کہ مسیح یا نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک بات کرکے اب خاموش ہے اور جن کا وہم ہے کہ گونگے کیطرح بے اختیار ہے وہ کیوں پسند کرنے لگے

(۳) ہم مانتے ہیں کہ ملائکہ ہیں انبیاء اور اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں اور رسولوں نبیوں پر ہمارا ایمان ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رسول رب العالمین مانتے ہیں پھر ان باتوں کے مخالف کیوں پسند کرنے لگے۔

(۴) ہمارے نزدیک ہر ایک شخص اپنے اعمال کا ذمہ وار اور جواب دہ ہے اور ہم عفو مغفرت۔ شفاعت بالاذن کے معتقد ہیں۔ پس ہماری باتوں سے کفارہ کا قایل کب راضی ہوا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو (کھما) عفو والا نمانے وہ کیونکر راضی ہو۔

(۵) ہم صحابہ کرام۔ اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین ابوبکر وعمر سے لیکر معاویہ مغیرہ تک اویس قرنی اور حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی ونافع عکرمہ تک اور اہل بیت میں خدیجہ وعائشہ سے لیکر علی المرتضیٰ اور تمام آئمہ اہل بیت علیہم السلام ان سکو بحمد اللہ اپنا محبوب اور واجب پیارا اعتقاد کرتے ہیں۔ قال الامام ایدہ اللہ علیہ السلام

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچہ آل محمد است

پس رافضی۔ شیعہ۔ خارجی۔ ناصبی۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ معتزلہ۔ قتال اسلام کے منکر۔ احادیث صحیحہ کے منکر اور ان کو تو وہ طوفان کہنے والے کب پسند کر سکتی ہیں۔ حالانکہ وہ معمولی کتب تواریخ بلکہ امور تاریخیہ لغت وکتب بیان کو اپنا مقتدا بنائے ہوئے ہیں۔ ہم آئمہ تصوف۔ آئمہ فقہ۔ آئمہ حدیث آئمہ کلام کی تعظیم وتکریم کو ضروری یقین کرتے ہیں۔ اور انکی مشترکہ سبیل کو سبیل المومنین مانتے ہیں ہاں ان لوگوں کی آثار باقیہ۔ فتوح الغیب وفتح الربانی للسید الشیخ عبدالقادر الجیلانی عوارف للشیخ شہاب الدین السہروردی جسکو میرے ابن عم حضرت فرید الدین گنج شکر چشتی ہمیشہ اپنے درس میں رکھتے تھے اور وہ نسخہ جسپر حضرت سلطان نظام الدین نے پڑھا ابتک جالیوں میں موجود ہے۔ منازل السائرین شرح مدارج السالکین۔ طریق الہجرتین۔ مجمع الفوائد وزاد المعاد للشیخ الاسلام الشیخ ابن قیم۔ فصل الخطاب لخواجہ محمد پارسا مکتوبات لشیخ مشائخنا المجدد احمد السرہندی وفتوحات مکیہ ابن عربی الکتاب الصحیح للامام البخاری الموطا لامام دار الہجرۃ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے آثار باقیہ تصانیف ابویوسف امام آئمہ فقہ وحدیث وتصانیف امام محمد الشیبانی وطحاوی الام للشافعی محلی وفصل لابن حزم۔ السنن الکبریٰ للبیہقی۔ ودر تعارض العقل والنقل والرد علی المنطقیین۔ ومنہاج السنہ للشیخ الاجل رئیس المتکلمین والفقہا والمحدثین والمفسرین شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ الحرانی والمطالب العالیہ للامام الرازی۔ فتح الباری لابن حجر فتح القدیر وتحریر لابن ہمام۔ اور تمام تصانیف حافظ ذہبی جیسے دول الاسلام میزان وتذکرہ وغیرہ۔ حجۃ اللہ البالغہ للشیخ مشائخنا شاہ ولی اللہ دہلوی نیل الاوطار للشوکانی ایمنی موجود ہیں مصنف خدا پرست دیکھیں انہیں کے ساتھ ہیں ابن المنذر ابن قدامہ ابو یعلیٰ۔ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں۔ اور میں سچے دل سے علی وجہ البصیرۃ کامل یقین کرتا ہوں کہ بے ریب یہ لوگ مصداق تھے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ کے (پ ۲۱ سجدہ) اور انکی دعائیں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (پ ۱۹ فرقان) ضرور ہی قبول ہوئیں پس بڑی ہی بے نصیب ہیں وہ لوگ جو انسانی امامت کے منکر ہیں اور اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے بھید سے ناواقف ہیں انکی عملی حالتیں انپر غور ملامت کرتی ہوں گی اگر فطرۃ سلیمہ باقی ہے بحمد اللہ ہم نے ان سب کے اسفار طیبہ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور ہم علی وجہ البصیرۃ اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں میں اور اولیاء میں سے تھے۔ ہم نے لغت میں بخاری۔ اصمعی ابو عبید۔ ابو عبیدہ۔ مفردات۔ راغب نہایہ۔ مجمع البحار اور لسان العرب اور صرف ونحو میں سیبویہ۔ ابن مالک۔ ابن ہشام اور سیوطی۔ اور قرأۃ میں شاطبی اور ابو عمرو دانی اور معانی وبیان میں عبدالقاہر جرجانی مصنف دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ اور سکاکی مصنف مفتاح العلوم اور ادب میں اصمعی اور تفاسیر میں روایۃً ابن جریر۔ ابن کثیر۔ شوکانی کی فتح القدیر اور درایۃً اور روایۃً دونوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ اور فقط درایۃً میں تفسیر کبیر کو آئمہ سلف کے بعد انتخاب کیا ہے۔ قریب زمانہ کے ہندوستانیوں میں جو اصحاب تصنیف گذرے ہیں انہیں صاحب حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ کو میں ممتاز انسان اور صافی الذہن جانتا ہوں۔ میں حضرت مسیح کی وفات کا قایل ہوں اور میرا کامل یقین ہے کہ وہ قتل اور پھانسی سے بچکر اپنی موت سے مر چکے۔ اس امت میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مَغْضُوْبِ اور ضَالِّ تینوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ پس وہ مسیح موعود علیہ السلام بھی موجود ہے جس کے ہم میں نازل ہونا تھا۔ وہ مہدی معہود اور اس وقت کا امام بھی ہے۔ اور انہیں میں موجود ہے وہ اختلافوں میں حکم ہے۔ ہم نے اسکی آیات بینات کو دیکھا اور ہم گواہی دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر جزا سزا حشر اجساد جنت ونار الٰہی بے ثبات زندگی کو نصب العین رکھکر اسکو امام مان لیا ہے۔ ہم نے اپنے مقتداؤں میں ابن حزم اور ابن تیمیہ کو بھی شمار کیا ہے اسکی تائید میں صرف دو قول بیان لکھتے ہیں۔ آدل ایک شخص اہل اللہ میں سے ہے استاذ۔ صالح اور ثقہ امین اس کا نام عبداللہ الغزنوی ہے ہمارے ملک پنجاب میں مشہور ہے ہمارے امام علیہ السلام نے

دونو خاتم النبیین رسول رب العالمین نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی شکل پر رویا مین دیکھا ہے اور یہ بسبب ان کی کمال اتباع سنت کی تہا۔ وہ بہت خوبیون کے جامع اور علمی وعملی حصہ مین اللہ تعالیٰ نے ان کو خصوصیت سے ممتاز فرمایا ہوا تہا انہون نے ابن حزم کے بارہ مین توجہ کی کہ یہ بہت سخت الفاظ استعمال مین لاتے ہین اس پر عبداللہ المرحوم کو الہام ہوا۔ ہان مین اس وقت تک عبداللہ مرحوم کو صادق راستباز یقین کرتا ہون اور اسی یقین پر اس الہام کو شایع کرتا ہون ؎

گفتگوئے عاشقان در کار رب
جوشش عشق ست نے ترک ادب
ہر کہ کرد از جام حق یک جرعہ نوش
نے ادب ماند درو نے عقل و ہوش
ہان وہان ترک حسد کن با شہان
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان
(اور ...) تو بازی میکنی
با ملائک ترک و تازی میکنی

اس بیان کی شہادت ایک شخص ساکن لاہور کوچہ گنبد داران کی پاس ہی ہی اور اس کا نام عبدالحق ہے وہ بہی حسن ظن کے قابل ہے۔ ولا ازکی علی اللہ احداً ودوم حضرت امام سیوطیؒ نے اپنی بے نظیر کتاب الاشباہ والنظائر کی جلد سوم صفحہ ۳۱۰ مین لکہا ہے۔

قال فی جواب سائل سال عن حرف لو لشیخنا وسیدنا۔ الامام العالم العلامۃ الاوحد الحافظ المجتہد الزاہد۔ العابد۔ القدوۃ۔ امام الائمہ۔ قدوۃ الامہ۔ علامۃ العلماء وارث الانبیاء۔ آخر المجتہدین۔ اوحد علماء الدین برکۃ الاسلام حجۃ الاعلام برہان المتکلمین۔ قامع المبتدعین ذی العلوم الرفیعۃ۔ والفنون البدیعۃ۔ محی السنہ۔ ومن عظمت بہ علینا المنۃ۔ وقامت بہ علی الاعداء الحجۃ۔ واستبانت ببرکتہ وھدیہ المحجۃ۔ تقی الدین ابی العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیۃ الحرانی منارہ۔ وشید من الدین ارکانہ

---

* اگر اسکا سر ملے تو سنگسار کو پھر روز پہانسی دیا کرین۔ الغرض مولانا صاحب سیت ہی برافروختہ ہو کر ... سب ... کر دیا کہ آپکو تو شریعت بہجاتی ہین آپکو پہر دوبارہ آنیکی تکلیف ہوگی تو آپ فرماتے ہیں کہ کون مردود جیتی جی ایسی مجلس مین پہر دوبارہ آئیگا مینے عرض کی ... غریب نواز جب آپ جیتے جی ایسی مجلس مین دوبارہ

دُوسری تحریک

جس کا مین صفحہ اول پر ذکر کیا ہے۔ لین صاحب کی عربی انگریزی ڈکشنری کے متعلق ہے۔ مخدومنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب کی تحریک پر اس کتاب کیلئے چندہ کی تحریک ہو کر بڑا حصہ اسیوقت جمع ہو گیا تہا۔ اب اس مین صرف پندرہ بیس روپے کی کمی ہے اس چندہ مین بڑی بڑی رقمین ؏ از حضرت مولویصاحب موصوف۔ ؏ از نواب محمد علی خانصاحب ؏ از شیخ رحمت اللہ صاحب۔ اور ؏ ایک اور صاحب کی طرف سے پہونچ چکے ہین اور اس کے علاوہ پانچ چہہ روپے کے قریب اور چندہ ہو گیا تہا۔ کمی مذکورہ بالا کو پورا کرنے کیلئے ایک صاحب ہمت ہی کافی ہے اور اگر زیادہ حصہ لینے والے ہون تو خدائے تعالیٰ ان سب کو اس کا اجر دے گا۔

جو صاحب ان چندون مین حصہ لین وہ منی آرڈر کے کوپن میں اس امر کی تصریح کر دین کہ کس مد مین ان کا روپیہ جائے۔

خاکسار محمد علی۔ مینیجر و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ ۱۳ رمئی سنہ

ریمارک

عرصہ سے ہمارے پاس بعض کتابین بغرض ریمارک آئی ہوئی ہین اور افسوس ہے کہ ہم ان پر رائے زنی نہین کر سکے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ بدون پڑہے رائے زنی کرنا لا تقف مالیس لک بہ علم کے خلاف کرنا ہے اور ایک طرح پبلک کو دہوکا دینا ہے۔ ہان اگر دوست نوازی غرض ہو اور خواہ نخواہ کسی رسالہ یا کتاب کی تعریف کر دینا مقصود ہو تو بجائے اس کے کہ اس پر اندہا دہند رائے لکہی جاوے بہتر ہے اخبار نویس اپنے خریدارون سے اس کتاب کیلئے سپارش کر دیوے کہ ہماری خاطر سے اس کا ایک ایک نسخہ خرید لیا جاوے۔ لیکن ہم نے کبہی پسند نہین کیا کہ بلا دیکہے کسی کتاب پر ریویو یا معمولی ریمارک کرین یہی وجہ ہے کہ اکثر دیر تک بعض کتابین پڑی رہتی ہین۔ مندرجہ ذیل کتابین اسوقت ہماری پاس زیر ریویو ہین

کلیات غالب کامل۔ جو شحنہ ہند کے ایڈیٹر صاحب نے لکہا ہے اور جبتک ریویو نہو تو کیلئے وہ کبہی بالواسطہ شکایت ہی کر چکے ہین۔ ہم کو ابہی تک اسے نہین پڑہا۔ اسلئے ابہی معذور ہین۔

ارکان الاسلام۔ جسکو منشی سراج الدین احمد خانصاحب ایڈیٹر سیندار لاہور نے تالیف کیا ہے اس کتاب کو سرسری نظر سے تو ہم پڑہ چکے ہین اس کے اسپر سرسری رائے تو یہی ہے کہ یہ کتاب بہرحال آجکل کے نوجوانون کیلئے مفید ہے۔ خصوصاً ایسی حالتمین کہ اس سے بہتر کوئی کتاب موجود نہین۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحون پر اچہے کاغذ پر بہت عمدہ چہپی ہے مضامین کو نہایت سلیس بنانیکی کوشش کیگئی ہے قیمت ۸ ہے ہمارے خیال مین یہ کتاب بے شک عورتون اور بچون کو پڑہائی جانی چاہئے۔ اور اگر اسلامی انجمنون کے مدارس مین داخل درس کردیجاوے تو بہت کچہ مفید ہو سکتی ہے۔

ہمین اس کتاب کو پڑہتی ہوئی اسکی صفحہ ۱۳۱ پر یہ فقرہ پڑہنے کا اتفاق ہوا کہ "البتہ ہم **حضرت کو خاتم النبیین مانتے ہین کیونکہ آپکے بعد کسی پیغمبر صاحب شریعت کے آنے کی ضرورت نہین**" اس فقرہ مین صاحب شریعت کا لفظ خوب چہپا ہوا ہے۔ مگر بعد مین مصنف نے اسکو سرخ سیاہی سے قلمزن کیا ہے۔ جس کے متعلق ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ ایک **صحیح عقیدہ** کو چہپانے کی بیجا کوشش کی ہے۔ ہمارے محترم ہمعصر منشی سراج الدین احمد خان صاحب ہمین اس بے لاگ بات کے کہنے پر معاف رکہین گے کہ یہ خیال غالباً انکو بعض لوگون کے جنبداری سے پیدا ہوا ہے ورنہ سچی بات یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت خواہ نیا ہو یا پرانا آنیوالا نہین۔ اگر وہ اس عقیدہ کو صراحت سے بیان کرتے تو شاید **انپر احمدی** ہونیکا الزام عاید کیا جاتا جو انہون نے پسند نہین کیا مگر دین کے معاملہ امر حق کے اظہار مین انہین کسی شخص کی پروا نہین کرنی چاہیے۔ اگر انکا یہی عقیدہ ہے تو ان کو قلمزن کرنیکی کیا ضرورت! ہان اگر وہ اس کو نہین مانتے تو یہ جدا امر ہے۔ بہرحال کتاب قابل قدر ہے۔

تیسری کتاب فیصلہ قرآن معروف بہ تکذیب قادیانی ہے جسکو حکیم حافظ محمد الدین نے معمولی کاغذ کے ۹۰ صفحون پر چہاپ کر ہمکو بہیجنا چاہا ہم اس کتاب پر چونکہ تفصیلی ریمارکس کرنیکا ارادہ رکہتے ہین انشاء اللہ العزیز۔ اسلئے کسی اگلی اشاعت پر ملتوی کرتے ہین اس کتاب کا ہمارا ریویو جب شایع ہوگا تو انشاء اللہ ناظرین کو اچہا خاصہ دل بہلانیکا موقع ملیگا جس سے انکو یہ بہی معلوم ہوگا کہ ہمارے علماء کتابون پر تقریظ کیسے لکہتے ہین آیا پڑہکر یا یونہی۔ ہم ذرا ملا کو کرم تو مراحاجی تجویز پر عمل کر لیتے ہین یعنی ہم اصل کتاب سے فقرون کے فقرے درج کرینگے اور اس پر علماء کی تقریظ دکہائینگے کہ وہ کیا کہتے ہین مکذب کی اس کتاب کی تردید کیلئے یہی کافی ہے۔

تاج و نشان۔ پر اگلی اشاعت مین ریمارک کرینگے انشاء اللہ

مراسلت

حضرات ناظرین۔ کل مجہے ایک ایسی مجلس مین جانیکا اتفاق ہوا۔ جو کہ ایک لاوارث متوفی کے اثاث البیت کو بموجب اسکی وصیت کے تقسیم کرنیکیلئے قرار پائی تہی۔

چنانچہ اس کارروائی کی انجام دہی کیلئے ایک جناب مولینا و بالفضل اولینا صاحب طلب کئے گئے چونکہ متوفی زبانی وصیت کر گیا تہا اسلئے مولانا صاحب اسکی وصیت کے مطابق اسکے مال کی تقسیم کا مسودہ ایک سادی کاغذ پر لکہنے بیٹہے۔ جب تحریر کرتے ہوئے یہان تک لکہہ چکے کہ "بموجب وصیت متوفی فلان اسکا مال بتفصیل ذیل تقسیم کیا گیا ہے۔"

مینے عرض کی جناب اتنا اور بہی یہان لکہدیجئے کہ اگر متوفی لوٹ کر واپس آجاوے تو اس صورت مین وہ اپنا مال واپس لے سکتا ہے۔ یا کم از کم اس تقسیم مین سے کچہہ حصہ اسکیلئے رکہدینا چاہئے ایسا نہو کہ وہ بیچارہ اگر آیا تو کہر کہر روٹی کیلئے بہیکہ مانگتا پہرے۔

یہ سنکر مولانا صاحب نے فرمایا کہ بڑی کوڑ مغز ہو ایسے باریک کپڑے۔ اور اتنی بہری موٹی عقل۔ لاحول ولاقوۃ۔ استغفراللہ۔ مین نے کہا کہ جناب یہ لاحول اور استغفار پڑہنے کا کون موقعہ ہے۔ مین نے تو اس مرحوم کی بہتری کیلئے کہا ہے تو آپ فرماتے مین مجہے تیری سمجہ پر افسوس آتا ہے مجہے اتنی بہی سمجہہ نہین حالانکہ چہوٹے بچے تک جانتے ہین کہ جو متوفی ہوا پہر وہ لوٹ کر کبہی واپس نہین آیا۔ مین نے عرض کی کہ بندہ نواز یہ تو مین بہی جانتا ہون کہ متوفی کبہی لوٹ کر نہین آ سکتا۔ مگر قرآن شریف مین خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے انی متوفیک ورافعک۔ اگرچہ متوفی کے بعد انہین رفع بہی ہو چکا ہے مگر پہر بہی سنا جاتا ہے کہ وہ پہر بہی واپس دنیا مین تشریف لانیوالے ہین۔ چونکہ آپ نے بہی اس شخص کو متوفی لکہا ہے ممکن ہے کہ یہ غریب بہی واپس آجائے تو بیچارہ کہان دربدر مارا مارا پہریگا کیے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ۔

میری اس تقریر سے جناب مولانا صاحب میرا اصلی مطلب تاڑ گئے۔ تو آپ کیا فرماتے ہین کہ دیکہو کیا نامعقول نے کہان کی بات کہان تک پہنچائی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتہہ متوفی کا اور ہی مفہوم ہے خدا نے انہین صلیب کے نزدیک تک بہی نہین آنے دیا تہا پہر متوفی ہو گیا مینے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوا پیر و مرشد تو گویا آپکا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر ہی مرتے تو متوفی کا مفہوم درست ہوتا۔ تو معلوم ہوا کہ پہر دوبارہ اسی لئے ان کو آنیکی تکلیف دیجاتی ہے کہ ایکدفعہ تو وہ بیچارے صلیب سے بچ نکلے تہے مگر اب کے آئینگے تو ضرور پہانسی دئے جائینگے کیونکہ متوفی کا مفہوم جو درست کرنا ٹہہرا۔ برین عقل و دانش بباید گریست پس اب کیا تہا مولانا صاحب کو لام کاف لگنے لگے۔ جس اور استغفار جہلاکر کہ الامان ماری غصہ کے انکا چہرہ تمتمانے لگا۔ مین نے تو جانا کہ اب مجہے کچا ہی کہا جائیگا۔ مگر یہی خدا کا شکر ہے کہ ان حضرات کی طاقت زبان درازی تک ہی قدرت نے محدود کر رکہی ہے۔ نا معلوم ہاتہ پاؤن ہوتے تو کیا کر گذرتے۔ یہودیون نے تو ایک عیسیٰ کو سولی پر چڑہایا تہا اور خدا نے اپنے فضل سے انہین صلیبی موت سے بچا لیا تہا مجہہ کیا اندہا دہند آئی ہے کہ وہ پہر دوبارہ آئین گے کیا پہر یہودیون کے سپرد کئے جائین۔ یہ سنتے ہی مولانا صاحب ... آ سکتے تو ہماری سمجہ میں کو ... متوفی ہونے کی

(دیکہو کالم اول)

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپ کر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بدار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے . . . . . . ۲؎
خواص و معاونین سے . ۵؎
ہندوستان سے باہر . . ۶؎
غیر مذاہب والوں سے . ۱۰؎
اپنی جماعت کے غیر مستطیع اور روپیہ سو کم آمدنی والوں سے ۱؎۸؎

نمبر ۱۹ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

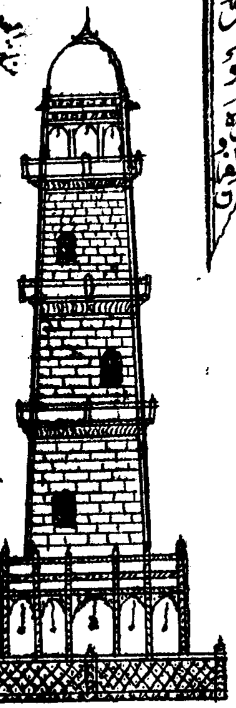

حضرت اقدس کے ملفوظات میں سے چھوٹے چھوٹے جملے

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا کہ کیا کبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ میں بھی **ریا** آوے؟ اسپر **فرمایا** کہ کبھی چڑیا خانہ گئے ہو میں نے کہا کہ ہاں فرمایا دیکھو وہاں شیر چیتے اور دوسرے حیوانات ہوتے ہیں کبھی یہ خیال وہاں جا کر دل میں آسکتا ہے کہ ان کے سامنے لمبی لمبی نماز پڑھیں کبھی یہ خیال وہاں جا کر ریاکار سے ریاکار کے دل میں بھی نہیں آسکتا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ حیوانات ہماری جنس سے تو نہیں ہیں تو پھر ریا کہاں رہی ریا تو ہم جنس سے ہوتی ہے تو اہل اللہ کس سے ریا کریں ان کے سامنے دوسرے لوگوں کی وہی مثال ہے جیسے چڑیا خانہ میں جانور بھرے ہوئے ہیں

مولانا موصوف نے فرمایا کہ ایکدن کی مجھے بات یاد ہے کہ کسی نے ذکر کیا کہ منشی الٰہی بخش اور اسکا ترجمان منشی عبد الحق کہتا ہے کہ الہام وہ ہے جو پورا ہو جاوے اور جو پورا نہ ہووے وہ شیطانی کلام ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اگر خدا تعالے کی قسم دیجاوے تو میں کہوں گا کہ میرے الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن جس شخص نے خیالی طور پر دعویٰ کیا ہو وہ ہرگز یہ جرات نہیں کر سکتا۔ کبھی وہ شخص جو کامل یقین رکھتا ہے اور وہ جو مشکوک ہے برابر ہو سکتے ہیں؟

مولانا موصوف تریاق القلوب جب تالیف ہو رہا تھا اور ابھی ابتدائی اوراق طبع ہو رہے تھے جس مجلس کے یہ نوٹ ہیں اس میں تریاق القلوب کا قصیدہ سنا رہے تھے یہ شعر

نہیب حادثہ بنیاد دیں زجا ببرد ✦ اگر زملت باطل نشاں جدا باشد ✦

پڑھا اور فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس نے خاص طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میرے خلق کی پیروی کرنی۔ میں نے عرض کی کہ دعا کرو۔ فرمایا کہ اگر کسی ایک یار میرے ساتھ عہد دوستی باندھا ہو تو مجھے اس قدر اس کی رعایت ہوتی ہے کہ اگر اس نے شراب پی ہوئی ہو تو بھی میں بلا خوف لومة لائم اسے اٹھا لاؤں گا۔ یعنی جب تک وہ خود ترک نہ کرے ہم خود نہ چھوڑینگے۔ پس اگر کوئی اپنے بھائیوں کو ترک کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا۔

مولانا موصوف کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مومن مومن کبھی نہیں ہو سکتا جب تک کہ کفر اس سے مایوس نہ ہو جاوے فتح مسیح کو ایک بار ہمنے رسالہ بھیجا اسپر اس نے لکیریں کھینچکر واپس بھیجدیا اور لکھا کہ جس قدر دل آپنے دکھایا ہے کسی اور نے نہیں دکھایا۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نے خود اقرار کرایا کہ ہمارا دل دکھا۔ پس ایسی مضبوطی ایمان میں پیدا کرو۔ کہ کفر مایوس ہو جاوے کہ پھر قابو نہیں چلتا۔ **اشداء علی الکفار** کے یہ معنی بھی ہیں۔

طاعون کا ذکر تھا کثرت اموات پر ذکر کرتے فرمایا۔ دعائیں کرتے رہو بجز اسکے انسان مکر اللہ سے بچ نہیں سکتا۔ مگر دعاؤں کی قبولیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالے کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔

فرمایا اسوقت دنیا میں خدا تعالے کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔ اگرچہ لوگ برائے نام خدا تعالیٰ کے قائل تھے مگر اصل بات یہ ہے کہ ایک قسم کی دہریت پھیل رہی تھی اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑے ہیں مگر اب وقت آگیا ہے کہ لوگ خدا تعالے کی شناخت کریں۔ خدا تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو توڑنا اس سے بڑھ کر جرات کیا ہوگی یہ تو اس کا مقابلہ ہے۔

بمقام گورداسپور ۸ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو خلیفہ رجب الدین صاحب کو خطاب کر کے طاعون کے متعلق ذکر فرما رہے تھے۔ اثناء ذکر میں فرمایا۔

بخاری میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے مجھے مومن کی جان لینے میں تردد ہوتا ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالے مومن کو یکدفعہ نہیں پکڑتا ہے پھر اس کے ساتھ نرمی کرتا ہے پھر پکڑتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے یہ حالت گویا تردد سے مشابہ ہے پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ خدا پچھتایا۔ میرے الہام میں بھی **افطر و اصوم** اسی رنگ کے الفاظ ہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ جس مومن کے وجود میں خلق اللہ کا نفع ہو اور اسکی موت شماتت کا باعث ہو وہ کبھی طاعون سے نہیں مرے گا۔ میں جانتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جسکو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہو جو شناخت کا حق ہے۔

امام اور پیشوا وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم سے مامور ہو کر آوے۔ اسمیں اللہ تعالیٰ ایک جذب کی قوت رکھدیتا ہے جسکی وجہ سے سعادت مند روحیں خواہ وہ کہیں ہوں اسکی طرف کھچی چلی آتی ہیں جذب کا پیدا ہونا اپنے اختیار میں نہیں ہے بناوٹ سے یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ کہ جو لوگ خدا کیطرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ اسبات کے حریص اور آرزومند نہیں ہوتے کہ لوگ انکی طرف رجوع ہوں اور انکی تعریفیں کریں۔ بلکہ ان لوگوں میں طبعاً مخفی رہنے کی خواہش ہوتی ہے اور وہ دنیا سے الگ رہنے میں راحت سمجھتے ہیں جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور ہوئے تھے تو انھوں نے بھی عذر کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار میں رہا کرتے تھے وہ باہر نکلنا پسند نہ کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ خود انکو باہر نکالتا ہے اور مخلوق کے سامنے لاتا ہے۔ انمیں ایک حیا ہوتی اور ایک انقطاع انمیں پایا جاتا ہے بلکہ وہ انقطاع تعلقات صادق کو چاہتا ہے اس لیے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔ لیکن وہی انقطاع اور صفائی قلب اللہ تعالیٰ کی نظر میں انکو پسندیدہ بنا دیتی ہے اور وہ ان کو اصلاح خلق کے لیے برگزیدہ کر لیتا ہے۔ جیسے حاکم چاہتا ہے کہ اسے کارکن آدمی ملجاوے اور جب وہ کسی کارکن کو پا لیتا ہے خواہ وہ انکار بھی کرے مگر وہ اسے منتخب کر لیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو مامور کرتا ہے وہ ان کے تعلقات صافیہ اور صدق و وفا کی وجہ سے انھیں اس قابل پاتا ہے کہ انھیں اپنی رسالت کا منصب سپرد کرے۔

بالکل سچی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر اس قسم کا جبر کیا جاتا ہے وہ کوٹھڑیوں میں بیٹھکر عبادت کرتے ہیں اور اسی میں لذت پاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسیکو ان کے حال پر اطلاع نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جبراً اُن کو کوٹھڑی سے باہر نکالتا ہے پھر اُن میں ایک جذب رکھتا ہے اور ہزارہا مخلوق طبعاً انکی طرف چلی آتی ہے۔

اگر فریب ہی کا کام ہو تو پھر وہ سرسبز کیوں ہو۔ یہ پیر گدی نشین آرزو رکھتے ہیں کہ لوگ انکے مرید ہوں اور انکی طرف آویں۔ مگر مامور اس شہرت کے خواہشمند نہیں ہوتے ہاں وہ یہ ضرور چاہتے ہیں تاکہ مخلوق الٰہی اپنے خالق کو پہچانے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے۔ وہ اپنے دلمیں بخوبی سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی انکو ہی پسند کرتا ہے کیونکہ جب تک ایسا مخلص نہ ہو کام نہیں کر سکتا ہے۔ ریاکار جو خدا کی جگہ اپنے آپ کو چاہتے ہیں وہ کیا کر سکتے ہیں اسلیے خدا انکو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ دنیا کے آسایش و آرام کے آرزومند نہیں ہوتے۔

ریاکاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ریاکار انسان فرعون سے بھی بڑھ کر شقی اور بدبخت ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کو نہیں چاہتے بلکہ اپنی عزت اور عظمت منوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جنکو خدا پسند کرتا ہے وہ طبعاً اس سے متنفر ہوتے ہیں انکی ہمت اور کوشش اسی ایک امر میں صرف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسکا جلال ظاہر ہو اور دنیا اس سے واقف ہو وہ ایسی حالت میں ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ دنیا ان کو نہ پہچان سکے مگر ممکن نہیں ہے تاکہ دنیا انکو چھوڑ سکے کیونکہ وہ دنیا کی ہدایت کے لیے آتے ہیں۔

ان لوگوں کے جو دشمن اور مخالف ہوتے ہیں ان سے بھی ایک فائدہ پہونچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ان کے سبب سے ظاہر ہوتے ہیں اور حقائق و معارف کھلتے ہیں انکی چھیڑ چھاڑ سے عجیب عجیب انوار ظاہر ہوتے ہیں اگر ابوجہل وغیرہ نہ ہوتے تو قرآن شریف کے تیس سیپارے کیونکر ہوتے؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی فطرت والے ہی اگر سب ہوتے تو ایک دم میں وہ مسلمان ہو جاتے۔ ان کو کسی نشان اور معجزہ کی حاجت ہی نہ ہوتی۔ پس ہم ان مخالفوں کے وجود کو بھی بے مطلب نہیں سمجھتے۔ انکی چھیڑ چھاڑ اللہ تعالیٰ کو غیرت دلاتی ہے اور انکی نصرت اور تائیدات کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔

غرض خدا کے ماموروں کا یہ خاص نشان ہوتا ہے کہ وہ اپنی پرستش کرانا نہیں چاہتے جسطرح پیر وہ لوگ پوجے جانے کے خواہشمند ہیں چاہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی پوجا کراتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے انسان سے بھی اس پوجا کے مستحق نہ ہوں؟ جبکہ سچ کہتا ہوں کہ ایک مرید اس مرشد سے ہزار درجہ اچھا ہے جو مکر کی گدی پر بیٹھا ہوا ہو کیونکہ مرید کے اپنے دل میں کھوٹ اور دغا نہیں ہے خدا تعالیٰ اخلاص کو چاہتا ہے ریاکاری پسند نہیں کرتا ہے۔

خریداروں کا فرض

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ خط و کتابت کیوقت اپنا نمبر خریداری ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکیگی اور مطبع اس کا جواب دہ نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ بفضلہ تعالیٰ تعداد خریداران ترقی پر ہے۔ (مینیجر)

احاطہ کچہری

۹ر مئی ۱۹۰۵ء

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درختوں کے سایہ میں حسب معمول تشریف فرما تھے کہ دینانگر کے ہندو رئیس آپ کی زیارت کو تشریف لائے انکے ساتھ اور بھی چند آدمی تھے انھوں نے نہایت ادب اور احترام کے ساتھ سلام عرض کیا اور پھر طاعون کی مصیبت کا رونا شروع کیا اور کہا کہ بڑا اختلاف مذاہب کا ہو گیا ہے اسپر حضرت اقدس نے فرمایا:

اس زمانہ میں بڑا اختلاف مذاہب ہی نہیں رہا اختلاف مذاہب کے سوا لوگوں نے خدا تعالیٰ کو بالکل چھوڑ دیا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق یہ عذاب نازل کیا ہے۔ کیونکہ دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا ہے شرارتوں اور چالاکیوں کی کوئی حد نہیں رہی ہے طاعون کو اللہ تعالیٰ نے مامور کرکے بھیجا ہے جو اسکے نوکر کیطرح ہے تمام خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر تو ایک پتہ اور ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا ہے اور بدبختی ہے کہ باوجودیکہ طاعون ایک خطرناک ڈرانے والا ہے مگر اسپر بھی حق کیطرف توجہ نہیں کرتے اور خدا کی باتوں کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑاتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے اور دل پاک و صاف نہیں کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک اہل دنیا اپنے اعمال اور تبدیلی نہیں کرینگے اس وقت تک یہ عذاب کو نہیں اٹھائے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو اسطرف بھی بالکل توجہ نہیں ہے جب کسی گاؤں یا شہر میں بیماری پڑتی ہے تو چند روز کے لیے ایک خوف پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ خوف بھی اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں اور نہ ایسا کہ اسکے ذریعہ کوئی اصلاح کریں بلکہ موت کا ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ہم بھی مر نہ جاویں اور یہ جائیداد اور اسباب کسی دوسرے کے قبضہ میں نہ چلا جاوے جونہی ذرا سا وقفہ ہوتا ہے پھر وہی شرارت اور شوخی۔ اور نہیں ڈرتے کہ اسکے دورے بہت لمبے ہوتے ہیں۔

رئیس۔ جناب بظاہر زمانہ اچھا بھی معلوم ہوتا ہے اکثر لوگوں کو دیکھتا ہے کہ بھگتی وغیرہ بھی کرتے ہیں

حضرت دل نہیں ہیں جو کچھ ہے پوست ہی پوست ہے ظاہرداری کے طور پر اگر کچھ کیا جاتا ہے تو کیا جاتا ہے۔

دل والے روحی ہی اور ہوتی ہیں انکی آنکھیں صاف ہوتی ہیں انکی زبان صاف ہوتی ہے اُن کے چال چلن میں ایک خاص امتیاز ہوتا ہے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لرزاں ترساں رہتے ہیں تری زبان درازی سے کوئی اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتا مجازی حکام کو جو اصل حالات سے ناواقف ہیں کوئی خوش کر لیوے مگر اللہ تعالیٰ کی نظر تو دلپر ہے اور وہ دل کے مخفی در مخفی خیالات تک کو جانتا ہے پس جب تک انسان سچے دل سے خدا تعالیٰ کیطرف نہیں آتا ریاکاری اور ظاہرداری سے کچھ نہیں بنتا خدا تعالیٰ سچی تبدیلی چاہتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوئی جب لوگ تبدیلی کرینگے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کچھ حصہ بھی لوگوں کا درست ہو جاویگا تو اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ یہ تو اور بھی چالاکی ہے کہ لوگوں کے سامنے نیک بنتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا متقی اور خدا ترس ظاہر کرتے ہیں اور اندرونی طور پر بڑی بڑی خرابیاں ان میں موجود ہوتی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے ظاہری بحث و مباحثہ میں ہزاروں مذہب پیدا ہو گئے ہیں مگر خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اسکے ساتھ معاملہ کیسا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف نہ ہو تو یہ چالاکیاں اور بھی خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہیں چاہیے تو یہ کہ انسان خدا کے ساتھ معاملہ صاف کرے اور پوری فرمانبرداری اور اخلاص کے ساتھ اسکی طرف رجوع کرے اور اسکے بندوں کو بھی کسی قسم کی اذیت نہ دے۔ ایک شخص گیروے کپڑے پہنکر یا سبز لباس کرکے فقیر بن سکتا ہے اور دنیا دار اسکو فقیر بھی سمجھ لیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو اسکو خوب جانتا ہے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے اور وہ کیا کرتا ہے۔ پس طاعون کا اصل اور صحیح علاج یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اسکی حدبندیوں کو نہ توڑے اور اسکی مخلوق کے ساتھ رحم کرے۔ بدمعاملگی نہ کرے اور یہ سب کام اخلاص کے ساتھ کرے لوگوں کو دکھلانے کی نیت سے نہ کرے۔ اگر اس قسم کی تبدیلی کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحم کے ساتھ اسپر نظر کرے گا۔

رئیس۔ جناب لوگ باہر جاتے ہیں اور اسکو بھی غنیمت سمجھتے ہیں مگر مولوی لوگ مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم گھروں سے نکلنے میں خدا کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ مولویوں کے ایسے فتوے دینے سے بھی بہت سے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

حضرت اللہ تعالیٰ تو علاج سے منع نہیں کرتا ہے علاج بھی اسی نے رکھے ہیں۔

فرمایا لوگ دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیواسطے قسم قسم کے منصوبے کرتے ہیں اور ریاکاریوں سے کام لیتے ہیں۔ مگر جب تک خدا تعالیٰ کسیکو منتخب اور برگزیدہ نہ کرے کچھ نہیں ہو سکتا

دیکھو کیکو بھوک پیاس لگتی ہے تو وہ روٹی کھاتا ہے یا پانی پیتا ہے اسی طرح بیماریوں کے علاج بھی ہیں اور احتیاط میں خود صحابہ بھی انہی کے رکھے ہوئے ہیں یہ مولویوں کی غلطی ہے جو ایسا کرتے ہیں اور لوگوں کو تباہ کرتے ہیں خدا تو منع کرتا ہے کہ انسان عذاب کی جگہ پر نہ رہے لیکن ہاں جب بیماری شدت کے ساتھ پھیل جاوے تو یہ مناسب نہیں کہ انسان اس گاؤں یا شہر سے نکل کر کسی دوسرے گاؤں یا شہر میں جاوے اور یہ اسلیے منع ہے کہ جو لوگ وبا زدہ گاؤں سے نکلتے ہیں وہ متاثر آب وہوا سے نکلکر دوسری جگہ کو متاثر کرتے ہیں اور پھر بیمار ہوکر مرجاتے ہیں - ایسا ہی یہ بھی منع ہے کہ جہاں وبا پڑی ہوئی ہو وہاں بھی کوئی آدمی تندرست جگہ سے نہ جاوے لیکن یہ کبھی منع نہیں ہے کہ لوگ اپنے گھروں سے نکلکر باہر کھلے میدانوں میں اور کھیتوں میں نہ جاویں یہ ایک ضروری ہے اور اس سے عموماً فائدہ پہنچتا ہے - جہاں طاعون ہو فوراً اس گھر کو خالی کردینا چاہیے اور باہر کھیتوں یا کھلے میدانوں میں بے شک چلے جاؤ - بلکہ ایسا کرنا ضروری ہے۔

رئیس - جناب تعجب ہی ہے کہ خدا کے ہوتے ہوئے یہ غضب ہو رہا ہے۔

حضرت یہ خدا تعالے کی باتیں ہیں ان میں دخل نہیں کا دینا چاہیے خدا نے تو خود دنیا پر یہ عضب نازل کیا ہے اگر لوگ خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لاتے تو استقدر شرارتیں جو زمین پر ہو رہی ہیں یہ نہ کرتے اور خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر جاتے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ خدا کا اقرار کرکے پھر دنیا پر ظلم اور فساد ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے حکموں کی ہرگز پابندی نہیں کی جاتی تو یہ تو ایک قسم کی خدا کے ساتھ ہنسی ہے پھر خدا تعالے اسکو کب پسند کرسکتا ہے - اب یہ غضب آیا ہے جو دنیا کو سیدھا کرے گا خود اسی نے بھیجا ہے وہ اپنے اسرار کو آپ ہی جانتا ہے ہم لوگوں کو اسکی قدرتوں میں دخل دینے کا کیا حق ہے - جب وقت آجائے گا وہ خود رحم فرمائے گا اور اس عذاب کو اٹھائیگا وہ ظالم نہیں ہے وہ تو ارحم الراحمین ہے۔

رئیس حضور اب تو رحم ہونا چاہیے آپ ہی کچھہ کریں +

حضرت میں دیکھتا ہوں کہ ابھی دنیا کی اصلاح ہوتی ضروری ہے ہم تو خدا تعالے پر ایمان لاتے ہیں اور اسکے ہر ایک فعل کو سراسر حکمت سمجھتے ہیں - یہ عذاب جو اس نے نازل کیا ہے یہ بھی حکمت سے خالی نہیں ہے لوگوں کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکو تکلیف نہیں ہے اگر وہ اس تکلیف کو محسوس کر لیتے تو میں دیکھتا کہ ان میں تبدیلی شروع ہو جاتی مگر ایسا نہیں ہو رہا ہے اور رحم یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے ہم اسکی قضاء و قدر پر ہر طرح راضی ہیں اور اسے دیکھتے ہیں لیکن جب وہ خود ہمارے دل میں یہ بات ڈالے گا تو ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ہماری دعاؤں کو سنے گا اور سب کچھ کرے گا - فی الحال تو جو ہو رہا ہے اسکی عین مرضی کے موافق ہے جبتک وہ پسند کریگا ہوتا رہے گا - اصل علاج یہی ہے کہ خدا سے صلح کی جاوے۔

اسقدر تقریر کے بعد رئیس مذکور اپنے احباب کو لیکر نیاز مندی سے سلام کرکے رخصت ہوا +

بہر حال **یا مسیح الخلق** عدوانا کی پیشگوئی اسطور پر ہر طرح سے پوری ہو رہی ہے

(ایڈیٹر)

لاہور میں جو لوگ طاعون سے محفوظ رہنے کے لیے نماز پڑھنے کے واسطے زیارتیں لیکر نکلتے ہیں ان کا ذکر ہوا تھا اسپر فرمایا

جو لوگ اب باہر جاکر نمازیں پڑھتے ہیں اور زیارتیں نکالتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی نہیں کرتے سچی تبدیلی کا ارادہ نہیں معلوم ہوتا + ورنہ پھر وہی شوخی اور بیباکی کیوں نظر آرہی ہے اگر سچی تبدیلی ہو تو ممکن نہیں کہ طاعون نہ ہٹ جاوے تعجب کی بات ہے کہ ایکطرف جب میں کہتا ہوں کہ سچی تبدیلی کرو اور استغفار کرو - خدا تعالیٰ سے صلح کرو تو میری ان باتوں پر ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے اڑاتے ہیں اور اب خود بھی دعا ہی اسکا علاج بتاتے ہیں۔

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ طاعون ان کے ہی سبب سے آیا ہے کیونکہ انھوں نے جھوٹے دعوے کیے تھے مجھے ان کی اس بات پر بھی تعجب اور افسوس آتا ہے کہ میں تو جھوٹے دعوے کرکے سلامت بیٹھا ہوں حالانکہ بقول ان کے طاعون میرے ہی سبب سے آیا ہے اور مجھے ہی حفاظت کا وعدہ دیا جاتا ہے - عجیب معاملہ ہے + یہ بات تو ان عدالتوں میں بھی نہیں ہوتی کہ صریح ایک مجرم ہو وہ چھوڑ دیا جاوے اور بیگناہ کو پھانسی دیدی جاوے - پھر کیا خدا تعالے کی خدائی میں یہ اندھیر اور ظلم ہے کہ جس کے لیے طاعون بھیجا جاوے وہ تو محفوظ رہے اور اسکو سلامتی کا وعدہ دیا جاوے اور وہ ایک نشان ہو اور دوسرے لوگ مرتے رہیں +

میں کہتا ہوں اسی ایک بات کو لیکر کوئی شخص انصاف کرے اور بتادے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرے وہ سلامت رہے اور اسکو یہ وعدہ دیا جاوے کہ تیرے گھر میں جو ہوگا وہ بھی بچایا جاویگا اور دوسروں پر چھری چلتی رہے؟ یہ تو وہی شیعوں کی سی بات ہے وہ کہتے ہیں کہ نبوت دراصل حضرت علی کو ملنی تھی اور انہیں کے واسطے جبرئیل لاتے تھے مگر غلطی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی اور تیئیس سال تک برابر یہ غلطی چلی گئی - اور اسکی اصلاح نہ ہوئی - ایسا ہی اب بھی غلطی لگ گئی جنکی حفاظت کرنی تھی وہ تو مر رہے ہیں اور جو حفاظت کے لائق نہ تھے انکی حفاظت کا وعدہ ہوگیا !!! بھلا اس قسم کی باتوں پر کوئی تسلی پاسکتا ہے

ایک امرتسری ملا کا ذکر آیا کہ وہ کہتا ہے کہ ایک سال گذر گیا تو کیا ہوا ابھی آگے دیکھنا چاہیے۔

فرمایا وہ تو ایک سال کا کہتا ہے ہم تو یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے وہ بالکل سچا ہے اور اسکے دورے تو ستر ستر سال تک ہوتے ہیں وہ منتظر رہیں اور دیکھیں کیا ہوتا ہے ہم بھی انکے ساتھ انتظار کرتے ہیں + وہ ہماری نسبت اگر کوئی خبر خدا سے پاتے ہیں تو شائع کردیں ہمکو تو جو کچھہ خدا نے بتایا ہے ہمنے تو اسکو شائع کردیا ہے اور دنیا کو معلوم ہوگیا ہے وہ صبر کے ساتھ اب انجام تک دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔

یہ لوگ ہماری نسبت طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں وہ آخر انہیں پر ہی لوٹ کر پڑتی ہیں ایک بٹالوی مولوی نے ایک مرتبہ کہا کہ قادیان میں طاعون پڑی ہوئی ہے اور خود ان کو بھی گلٹی نکلی ہوئی ہے - یہ ان کی امانی ہیں کیا گلٹی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نکل سکتی ہے - جب تک آسمان پر ایک تغیر نہ ہو زمین پر کچھہ نہیں ہوسکتا +

ان دنوں جب قادیان میں طاعون پڑی ہوئی تھی ہم خدا تعالے کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے ہمارے گھر کے ادھر ادھر سے چیخیں آتی تھیں اور ہمارا گھر درمیان میں اسطرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے - اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اسے محفوظ رکھا جیسا اس نے فرمایا تھا - اور آئندہ بھی ہم اسکے فضل و کرم سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہماری حفاظت فرمائے گا

اس کے بعد ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ہندوؤں کے ہاتھہ کا کھانا درست ہے؟

فرمایا شریعت نے اسکو مباح رکھا ہے ایسی پابندیوں پر شریعت نے زور نہیں دیا بلکہ شریعت نے تو **قد افلح من زکّٰھا** پر زور دیا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرمینیا کے ہاتھہ کی بنی ہوئی چیزیں کھا لیتے تھے اور بغیر اسکے گذارہ بھی تو نہیں ہوتا ہے

ایک شخص نے تسبیح کے متعلق پوچھا کہ تسبیح کرنے کے متعلق حضور کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا

تسبیح کرنے والے کا اصل مقصود گنتی ہوتا ہے اور وہ اس گنتی کو پورا کرنا چاہتا ہے اب تم خود سمجھہ سکتے ہو کہ یا تو وہ گنتی پوری کرے اور یا توجہ کرے - اور یہ صاف بات ہے کہ گنتی کو پورا کرنے کی فکر کرنے والا سچی توبہ کر ہی نہیں سکتا ہے - انبیاء علیہم السلام اور کاملین لوگ جنکو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا شدہ ہوتے ہیں انھوں نے گنتی نہیں کی اور نہ اسکی ضرورت سمجھی اہل حق تو ہر وقت خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں انکے لیے گنتی کا سوال اور خیال ہی بیہودہ ہے کیا کوئی اپنے محبوب کا نام گنکر لیا کرتا ہے؟ اگر سچی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو اور پوری توجہ الی اللہ ہو تو میں نہیں سمجھہ سکتا کہ پھر گنتی کا خیال پیدا ہی کیوں ہوگا - وہ تو اسی ذکر کو اپنی روح کی غذا سمجھے گا - اور جسقدر کثرت سے کرے گا زیادہ لطف اور ذوق محسوس کرے گا اور اس میں اور ترقی کرے گا۔

لیکن اگر محض گنتی مقصود ہوگی تو وہ اسے ایک بیگار سمجھکر پورا کرنا چاہے گا - (باقی ہے)

وطن کو خط

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب وطن! السلام علیکم - وطن مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۱ میں جو آپنے رسالہ ابطال پر ریویو کیا ہے یہ بالکل غلط ہے اس فاش غلطی کا باعث غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وہ تمام دلائل جو اثبات وفات مسیح اور قبر سرینگر پر شائع کیے ہیں آپنے انکو بغور نہیں پڑھا ورنہ ایسی فاش غلطی ہرگز آپ سے امید نہ تھی اور نہ یہ امید ہوسکتی ہے کہ آپ وطن جیسے قومی اخبار کو کسی لالچ کیوجہ سے بدنام کرینگے - اب عرض یہ ہے کہ اول تو اس غلط ریویو کو واپس لے لیں یا ہمارے وہ تمام دلائل جو وفات مسیح اور اسکی قبر سرینگر کشمیر کے متعلق شائع ہوچکی ہیں سلسلہ وار وطن میں درج فرماویں اور پھر رسالہ ابطال کو ابتدا سے آخر تک ساتھ ساتھ درج اخبار کرنے جاویں تاکہ ناظرین اخبار پر رسالہ ابطال کی اصلیت کھل جاوے۔

جناب کے اعلی دماغ میں یہ بے بنیاد بات کیونکر سما گئی ہے کہ اسلامی پہلوان مہدی الزمان کے مقابلہ میں عیسویت کی حیات یا مولویت کی توہمات ہی کوئی چیز ہیں جبکہ آپ مرزا صاحب کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں اب امید کرتا ہوں کہ میری ان چند سطور کو وطن کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر جواب دلوا کر ممنون فرماوینگے - والسلام اگر ایسا ریویو کسی اور اخبار میں ہوتا تو ہمیں کچھہ بھی پرواہ نہ تھی مگر وطن میں ایسی فاش غلطی دیکھکر سخت افسوس کے ساتھ [illegible] گوارا گذرتا ہے - جناب مرزا صاحب نے جن دلائل سے وفات مسیح کو ثابت کیا [illegible] نہیں ہے [illegible] صاحبان توڑ سکیں [illegible] الابطال [illegible]

خاکسار محمد [illegible] از [illegible] ضلع ہزارہ

مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کے لیے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لیے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لیے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لیے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جاوے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے۔ سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے۔ کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔ اور تمہارے لیے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخرکار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لیے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لیے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم۔ موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیے تھا اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں از انجملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھے سچی بیعت کر لیتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اس کی شفاعت کرے گی۔ سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کیے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لیے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دیوے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقوےٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کیے جاؤ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اس کے پاس آ جاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے جو اس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف جاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں اس میں دوری نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مر جانے کی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اس کے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مرے گا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی خبر اس آیت میں ہے کہ فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت فلما توفيتني کے یہی معنی ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا بارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے اس کو ہمیشہ کے لیے اس لیے زندہ رہنے دیا کہ تا لوگ مشرک اور بے دین ہو جائیں اور گو یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔ خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اس کو مردوں میں دیکھ لیا اب بھی تم ملنے میں نہیں آتے یہ کیسا ایمان ہے کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کے کلام پر مقدم رکھتے ہو یہ کیا دین ہے اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ میں نے مردہ روحوں میں عیسیٰ کو دیکھا بلکہ خود مر کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنت کو چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنت ہے۔

(باقیت)

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریرین

(جو صرف الحکم کے کالموں مین شایع ہوتی ہین)

ضرورتِ قرآن

قرآن شریف کی ضرورت پر ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی کتابین موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو ہی اپنا مخاطب ٹھیراتی ہین اور صاف اور صریح لفظون مین کہتی ہین کہ ان کی ہدایتین عام فائدہ کے لیے نہین بلکہ ہر ایک حکم مین خاص قوم ملحوظ ہی مگر قرآن شریف کا مدنظر کوئی خاص قوم نہین ہے بلکہ تمام قومین مین مثلاً توریت کہتی ہے کہ تو خون نہ کر تو اس کا مدعا یہ کہ اے یہود کی قوم تو خون مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ تو خون مت کر مگر اس کا خاص مدعا یہ کہ اے تمام دنیا تو خون مت کر مثلاً توریت کہتی ہے کہ تو زنا مت کر پس اس کا خاص مدعا یہ ہے کہ اے قوم یہود تو زنا مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ تو زنا مت کر اور اس کا خاص مدعا یہ ہے کہ اے باشندگان تمام دنیا تم زنا مت کرو۔ پس جبکہ قرآن اسلئے آیا کہ تمام دنیا کو امر معروف اور نہی منکر سنائے اور توریت اسلئے آئی ہے کہ تا صرف یہود کو امر معروف نہی منکر سناوے تو کیونکر توریت کافی ہوسکتی ہی اور سب یہ بات انسان کا اعتقاد مین ہی کہ خود بخود توریت کی معدود بیان کی توسیع کر دیتا بلکہ اس توسیع کے لیے نئی وحی کی ضرورت تہی جو توسیع کی بنیاد ڈالتی اور وہ قرآن ہے غرض کسیطرح توریت قرآن کا کام نہین دیسکتی توریت کی مثال یہ ہو کہ جیسے کوئی دس بیس آدمی کی دعوت کرے اور انکی خوراک کے اندازہ پر روٹی پکا دے اور انکو بیٹھنے کے اندازہ پر فرش بچھا دے اور انکی سب باتون کا اندازہ پر کہہ رکھ دے اور قرآن کی یہ مثال ہو کہ جیسے کوئی دس لاکھ آدمی کی دعوت کرے اور ان کی اندازہ پر کہانا اور فرش اور گھر وغیرہ طیار کرے اور نیز قرآن کا منشا رتہا کہ تمام اقسام کی بدخیال اور بدعقاید کو دور کرے اور جہان تک خدائی پیدائش اور مخلوقات مین قیامت تک خرابیان ہونی ممکن ہے ان خرابیون کو دور کرے لیکن توریت کا منشا صرف اسقدر رتہا کہ جو جو امراض یہود کو لاحق تہی ان کا علاج کرے سو یہ قرآن شریف کی انکو لیے ضرورتین ہین۔

اسمین شک نہین کہ یسوع خاص بنی اسرائیل کے لئے آیا تہا اور اس کے مخاطب بھی اسرائیل تہے پس اس صورت مین کفارہ کا منصوبہ جو گہڑا گیا ہے۔ علاوہ اس کے اس بطلان کو جو ہم لکھ چکے ہین دوسری قومون کو اس سے کچہ غرض نہین اور یسوع نے صاف اقرار کر دیا ہے کہ مین بنی اسرائیل کے گم شدہ بہیڑون کیلئے آیا ہون۔ پس جس حالت مین وہ اسرائیل کے گم شدہ بہیڑون کے لئے آیا تو اس کا کفارہ کل جہان کیلئے کیونکر ہو سکتا ہے جس کے لئے آیا ان کے لئے مرا تہا دوسرون کو اسکی موت یا زندگی سے کیا غرض چنانچہ اوس نے صرف اسی قدر کہا کہ مین صرف اسرائیل کی گم شدہ بہیڑون کو ملنے آیا ہون ملکہ متی باب آیت ۱ پنج مین صاف طور پر اپنے شاگردون کو وصیت کی چنانچہ اس باب کی آیت پانچ مین یہ عبارت ہے کہ ان بارون کو یسوع نے فرماکے بہیجا کہ غیر قومون کی طرف نجانا۔ اور سامریون کے کسی شہر مین داخل نہ ہونا۔ پہر اسی باب کی آیت ۲۳ مین لکہا ہے کہ جب وے تمہین ایک شہر مین ستاوین تو دوسرے مین بہاگ جاؤ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تم اسرائیل کے سب شہرون مین نہ پہر چکو گے جب تک کہ ابن آدم نہ آلے۔ اس آیت سے بہی معلوم ہوتا ہی کہ یسوع کو اسرائیل کی قوم کو تبلیغ کرنا منظور تہا اور یہ بہی ان آیات سے نکلتا ہے کہ اسوقت یہودی لوگ تمام دنیا مین متفرق ہوچکے تہے اور انکے ہر ایک شہر مین جانا دو تین سال کا کام نہ تہا سو اس عبارت کا تمام مطلب حل ہو جاتا ہے کہ جب اوروشلیم اور اس کی گرد نواح کے یہودیون نے یسوع کو منظور نہ کیا تو اس نے اپنے شاگردون کو نصیحت کی کہ وہ اور شہرون مین جہان جہان یہودی مین جاوین۔ اور کسی مقام مین یہہ جو لکہا ہے کہ یسوع تمام جہان کیلئے آیا تہا اس کے بہی یہی معنے ہون گے کہ تمام جہان کی یہودیون کے لئے

محمدالدین عبدال نے یہ اعتراض پیش کیا کہ دنیا کے قوانین مین یہ بات نہین پائی جاتی کہ اگر کسی پر کوئی جرم ثابت ہو تو وہ مثلاً یہ عذر پیش کرے کہ مین اس قدر غریبون کو کہانا کہلایا کرتا ہون اور وہ عذر منظور ہو جاوے بلکہ سزا جرم کی ضرور ملتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس جگہہ کوئی ایسی نیکی ہو کہ جرم کا موازنہ کرے بیشک اس سے گناہ معاف ہوجاتا ہے مثلاً کوئی شخص پہانسی دینے کے لائق تہا اسی عرصہ مین ایک شہزادہ کو جو غرق ہوکر مرنے لگا تہا موت سے بچا لیا سو اپنی بڑی نیکی ضرور بادشاہ کے حضور مین اسکی شفیع ہو جائیگی۔ اور وہ موت سے بچایا جائیگا بے شک گناہ کیلئے حدود مقرر ہین قانون انسانی مین اور خدا کی کتابون مین بہی مگر بڑی نیکی ان حدود کو بہی ضرور مساوی ہے۔ جو ز انی سنگسار کیئے جانیکے لائق ہو اگر اسلام کی حمایت مین ایسے وقت مین اس سے کوئی بہاری نیکی ہو جاوے جبکہ اسلام تباہ ہونیکو تہا اور اس نے بچا لیا تو بیشک وہ نیکی اسکی شفیع ہو جائیگی اسی اصول پر ہے جو لکہا ہے جو اسلام سب گناہون کو ہدم کرتا ہے کیونکہ بڑی بہاری نیکی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات لان اکثر حدود کے وقت مین یہ ثابت ہونا مشکل ہے کہ اس شخص سے ایسی نیکی ہوئی ہے جو حد کو مانع آگئی ہے اسلئے جرایم کے حدود نہین رکہین پہر اگر وہ شخص اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک حقیقت مین نیک بخت ہے۔ تو اس حد کا بہی اس کو بڑا ثواب ملیگا اور شہدا مین داخل ہوگا عیسائی بہی اس بات کے قایل ہین کہ اگر کوئی عیسائی چوری کرے تو ضرور اس کو سزا ملیگی سو یہ سزا دنیا کے انتظام کیلئے ہے خدائی سزا سے نیکی کرنیوالا ضرور بچ جائیگا۔ قرآن صاف ہدایت کرتا ہے کہ ہر ایک گناہ توبہ سے بخشا جاتا ہے۔

یہ ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ نبی نبوت کا دعوےٰ آپ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ بہی اس کتاب مین جو اس پر نازل ہوئی ہے بیان فرماتا ہے کہ یہ نبی یا رسول ہے مگر متی اور یوحنا نے کبہی دعوی نہین کیا کہ ہم نبی ہین اور نہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی تصدیق ان کتابون مین موجود ہے بلکہ عیسائیون کا عقیدہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ مسیح کے رسول ہین اور یسوع نے ان پر الہام کیا ہے ایسی صورت مین اور بہی مشکل پڑتی ہے کیونکہ پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ یسوع درحقیقت خدا ہے اور اگر یسوع خدا نہین تو عیسائیون کو بہی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ نبی نہین خاص کر مقدس پولوس پر تو قطعی طور پر اقرار کرنا پڑیگا کیونکر وہ یسوع کے خدا ہونیکے قائل نہین اس لئے ماننا پڑا کہ یہ چارون انجیلین الہامی نہین ہین پس جس صورت مین ان اناجیل کا الہامی ہونا ثابت نہین ہو سکتا تو جو بیانات جو انمین درج ہین تو وہ اسطور سے قبول کرنیکے لائق نہین جیسا کہ ایک الہامی امر کو انسان آنکھ بند کر کے قبول کرے بلکہ یہ سوانح ہین جو لوگون نے اپنی طرف سے لکہی ہین لیکن سوانح کے قبول کرنیکے لئے تین امر کی ضروری شرط ہے (۱) اول یہ کہ سوانح نویس کاذب نہ ہو کیونکہ کاذب کے قول پر کچہ اعتبار نہین دوسری کہ سوانح نویس کے حافظہ مین خلل نہ ہو تیسری یہ کہ سوانح نویس اپنے چشم روئت بیان کرے۔ لیکن یہ تینون شرطین انجیلون مین نہین پائی جاتین اسلئے گو ان مین کتنے ہی معجزات درج ہون تب بہی وہ قبول کرنیکے لائق نہین ہم اسجگہ اناجیل کے تحریف کا دعوی نہین کرتے کیونکہ تحریف مین یہ امر تسلیم کیا جاتا ہے کہ کسی وقت مین کتابین صحیح نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ کسی وقت مین بہی یہ کتابین صحیح نہین تہین ہان ضرور ہے کہ ایک انجیل حضرت عیسیٰ بحیثیت نبی ہونے کے نازل ہوئی ہوگی مگر وہ انجیل مین موجود نہین ہے ایسی انجیل کی ہی قرآن سے بہی تصدیق ہوتی اگر کہین کسیطرح وہ انجیل گم ہوگئی تو مین کہتا ہون کہ اسیطرح جیسا کہ عبرانی انجیل گم ہوگئی

عیسائیون نے روپیہ کے ذریعہ سے اور مال کی طمع سے لوگون کو مرتد کیا ہے کہ اس ملک مین بہی جلتی کو بڑہا دیا ہے اکثر لوگ جب انکی آئندہ امداد سے نومید ہو جاتے ہین تو فی الفور اسلام کیطرف رجوع کرتے ہین لیکن جو بدچالی اون کے دلون مین رائج ہوچکی ہی اور مفت خوری کی عادت پڑ جاتی ہے اس لئے وہ اسلام مین کام کے بہی نہین رہتے۔ کبہی مسلمانون کیطرف آتے ہین کبہی عیسائیون کیطرف جاتے ہین اور بعض متلاشی سے ملک مین پہرتے رہتے ہین۔ اور بعض کسی جگہ اپنے تئین عیسائی ظاہر کرتے ہین اور کسی جگہ مسلمان غرض شکم پرستی کی عادتین پختہ ہو جاتی ہین

حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونا ایک بڑی بہاری بہید پر دلالت کرتا تہا اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ مرد کی طرف سے سلسلہ بنی اسرائیل مین نبی کا تارک کر دیا اور صرف ماں کی معرفت سے یسوع بنی اسرائیل مین سے کہلایا۔

مسیحائی طور پر یہ عادت یا یون کہو کہ انسانی مسیح کی خاصیت ثابت ہوگئی ہے کہ وہ زہر کہانے کا بہی عادی ہو جاتا ہے بعض کو دیکہا ہے کہ وہ ایک ہی وقت مین کئی تولہ افیون کہا لیتے ایسا ہی بعض کو مین نے بچشم خود دیکہا ہے کہ ایک خطرناک وزن دہتورہ کا کہا لیتے ہین جس سے کم سے کم تین انسان بلا توقف مر سکتے ہین بعض سم الفار کہانیکے عادی دیکہے گئے جس سے دو انسان بالضرور مرجاتے اور کسیطرح جان بر نہوسکیں پس اس سے یہ فلاسفی پیدا ہوتی ہے کہ روحانی زہر یعنے گناہ کیلئے بہی کوئی ایسا ہی قانون طبعی مقدر ہے شاید ہم اگر جسمانی قانون مین کچہ زیادہ غور کرین تو اس دلیل کو پالین۔

یکم جون ۱۹۰۵ء قبل از شام (بحاضری مولوی الٰہی بخش صاحب بنارسی و دیگر احباب)

تقریر خواجہ کمال الدین صاحب

دعا کی مثال ایک چشمہ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے جس میں وہ راحت اور سرور مومن کو ملتا ہے کہ جس کے مقابل ایک عیاش کا کامل درجہ کا سرور جو اسے کسی بدمعاشی میں میسر آ سکتا ہے ہیچ ہے بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قرب الٰہی ہے دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے اور خدا اس کا متولی ہو جاتا ہے اگر انسان اپنی زندگی پر غور کرے تو الٰہی تولی کے بغیر انسانی زندگی قطعاً تلخ ہو جاتی ہے دیکھیے کہ جب انسان حد بلوغت پر پہنچتا ہے تو اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگتا ہے تو نامرادیوں ناکامیوں اور قسما قسم کے مصائب کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے وہ ان سے بچنے کے لیے طرح طرح کی کوششیں کرتا ہے دولت کے ذریعہ اپنے تعلق حکام کے ذریعہ۔ قسما قسم کے حیلہ و فریب کے ذریعہ وہ بچاؤ کے راہ نکالتا ہے لیکن مشکل ہے کہ وہ ان میں کامیاب ہو۔ بعض وقت اسکی ناکامیوں کا انجام خودکشی ہو جاتی ہے اب اگر ان دنیاداروں کے ہموم و غموم و تکالیف کا مقابلہ اہل اسرار انبیاء کے مصائب کے ساتھ کیا جاوے تو انبیاء علیہم السلام کے مصائب کے مقابل اول الذکر جماعت کے بالکل ہیچ ہیں۔ لیکن یہ مصائب و شدائد اس پاک گروہ کو رنجیدہ یا محزون نہیں کر سکتے نہ خوشحالی اور سرور میں فرق نہیں آتا کیونکہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی تولی سایہ پھر رہے ہیں دیکھو اگر ایک شخص کا ایک حاکم سے تعلق ہو اور مثلاً اس حاکم نے اسے اطمینان بھی دیا ہو کہ وہ اپنے مصائب کے وقت اس سے استعانت کر سکتا ہے تو ایسا شخص کسی ایسی تکلیف کے وقت جس کی گرہ کشائی اس حاکم کے ہاتھ میں ہے عام لوگوں کے مقابل کم درجہ رنجیدہ اور غمناک ہوتا ہے تو پھر وہ مومن جس کا اس قسم کا بلکہ اس سے بھی زیادہ مضبوط تعلق احکم الحاکمین سے ہو وہ کب مصائب شدائد کے وقت گھبراوے گا انبیاء علیہم السلام پر جو مصیبتیں آتی ہیں اگر انکا عشر عشیر بھی ان کے غیر پر وارد ہو تو اس میں زندگی کی طاقت باقی نہ رہے یہ لوگ جب دنیا میں بغرض اصلاح آتے ہیں تو انکی کل دنیا دشمن ہو جاتی ہے لاکھوں آدمی ان کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں لیکن یہ خطرناک دشمن بھی ان کے اطمینان میں خلل انداز نہیں ہو سکتے اگر ایک شخص کا ایک دشمن بھی ہو تو وہ کسی لمحہ بھی اسکے شر سے امن میں نہیں رہتا چہ جائے کہ ملک کا ملک انکا دشمن ہو اور پھر یہ لوگ با امن زندگی بسر کریں ان تمام ناکامیوں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کریں یہ برداشت ہی معجزہ و کرامت ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی استقامت انکے لاکھ معجزوں سے بڑھکر ایک معجزہ ہے۔ کل قوم کا ایک طرف ہونا۔ دولت۔ سلطنت وغیرہ دنیاوی حسینہ جمیلہ بیویاں وغیرہ سب کچھ کے لالچ قوم کا اس شرط پر دینا کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ لا الٰہ الا اللہ سے رک جاویں لیکن ان سب کے مقابل جناب رسالتمآب کا قبول کرنا اور فرمانا کہ میں اگر اپنے نفس سے کرتا تو یہ سب باتیں قبول کرتا میں تو حکم خدا کے ماتحت یہ سب کچھ کر رہا ہوں اور پھر دو ہر طرف سب تکالیف کی برداشت کرنا یہ ایک فوق الطاقت معجزہ ہے یہ سب طاقت اور برداشت اس دعا کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے جو مومن کو خدا نے عطا کی ہے ان لوگوں کی دردناک دعا بعض وقت قاتلوں کے سفاکانہ حملہ کو توڑ دیتی ہے حضرت عمر کا آنحضرت کے قتل کے لیے جانا آپ لوگوں نے سنا ہوگا۔ ابوجہل نے ایک قسم کا اشتہار قوم میں دے رکھا تھا کہ جو جناب رسالتمآب کو قتل کرے گا وہ اسکے بہت کچھ انعام و اکرام کا مستحق ہوگا حضرت عمر نے مشرف باسلام ہونے سے پہلے ابوجہل سے معاہدہ کیا اور قتل حضرت کے لیے آمادہ ہو گیا۔ اسکو کسی عمدہ وقت کی تلاش تھی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت نصف شب کے وقت خانہ کعبہ میں بغرض نماز آتے ہیں۔ یہ وقت عمدہ سمجھکر حضرت عمر سر شام خانہ کعبہ میں جا چھپے آدھی رات کے وقت جنگل میں سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آنی شروع ہوئی حضرت عمر نے ارادہ کیا کہ جب آنحضرت سجدہ میں گریں تو اسوقت قتل کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درد کے ساتھ مناجات شروع کی اور سجدہ میں اسطرح حمد الٰہی کا ذکر کیا کہ حضرت عمر کا دل پسیج گیا انکی ساری جرأت جاتی رہی اور اس کا قاتلانہ ہاتھ سست ہو گیا نماز ختم کرکے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گھر کو چلے تو پیچھے پیچھے حضرت عمر ہو گئے آنحضرت نے آہٹ پا کر دریافت کیا اور معلوم ہونے پر فرمایا کہ اے عمر کیا تو میرا پیچھا نہ چھوڑے گا حضرت عمر بد دعا کے ڈر سے بول اٹھے کہ حضرت میں نے آپ کے قتل کا ارادہ چھوڑ دیا میرے حق میں بد دعا نہ کیجیے گا چنانچہ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ وہ پہلی رات تھی جب مجھ میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی سو میرے نزدیک شق القمر کا معجزہ ایسا زبردست معجزہ نہیں جیسے رسول پاک کی استقامت ایک معجزہ ہے اس میں شک نہیں کہ ضرورت وقت کے لحاظ پر انبیاء علیہم السلام معجزہ دکھلاتے ہیں اور وہ لوگ خوارق اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن ان سب معجزات سے بڑھکر استقامت ایک معجزہ ہے۔ آج چوبیس سال مجھ پر گذرے جب میں نے دعوی وحی والہام کیا جو لوگ میرے پاس رات دن بیٹھتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور گواہ اسبات کے ہیں کہ کسطرح خدا تعالیٰ نے ہر روز مجھے اپنے کلام سے مشرف کرتا ہے اور کسطرح جو مجھ پر ظاہر کیا جاتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے کیا میں ہر روز افترا کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ بھی اسقدر صابر ہے کہ ایسے مفتری کو مہلت دے رہا ہے پیغمبر صاحب کو تو یہ حکم کہ اگر تو ایک افترا مجھ پر باندھتا تو میں تیری رگ گردن کاٹ دیتا جیسے کہ آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین سے ظاہر ہوتا ہے اور یہاں چوبیس سال سے روزانہ افترا خدا پر ہو اور خدا اپنی سنت قدیمہ کو نہ برتے بدی کرنے میں اور جھوٹ بولنے میں کبھی مداومت اور استقامت نہیں ہوتی آخرکار انسان دروغ کو چھوڑ ہی دیتا ہے لیکن کیا میری ہی فطرت ایسی ہو رہی ہے کہ میں چوبیس سال سے اس جھوٹ پر قائم ہوں اور برابر چل رہا ہوں اور خدا بھی بالمقابل خاموش ہے اور بالمقابل ہمیشہ تائیدات پر تائیدات کر رہا ہے پیشگوئی کرنا یا علم غیب سے حصہ پانا کسی ایک معمولی ولی کا بھی کام نہیں یہ نعمت تو اس کو عطا ہوتی ہے جو حضرت احدیت میں خاص عزت اور وجاہت رکھتا ہے اب دیکھ لیا جاوے کہ خدا تعالیٰ نے کسقدر پیشگوئیاں میرے ہاتھ پر پوری کیں براہین احمدیہ اور اسمیں جو جو آئندہ حالات درج ہیں انکو دیکھا جاوے اور پھر میرے آجکل کے حالات کو دیکھا جاوے کہ وہ تمام کسطرح پوری ہوئے پھر جو جو نشانات مسیح موعود کے زمانہ کے آثار ہیں موجود ہیں کسطرح وقت اس زمانہ میں پورے ہو گئے رمضان میں کسوف خسوف کا ہونا ریل کا جاری ہو کر اونٹنیوں کا حجاز میں بھی بند ہو جانا طاعون کا نمودار ہونا یہ سب علامات ہیں جو زمانہ مہدی کے ساتھ مختص ہیں یہ خدا نے کیوں پورے کیے کیا ایک کذاب اور مفتری علی اللہ کی رونق افزائی کے لیے جو چوبیس سال سے برابر افترا باندھ رہا ہے آخر میں میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ عمر کا کوئی بھروسہ نہیں یہ وقت ہے اسکو غنیمت سمجھا جاوے یہ خدا تعالیٰ کے نشانات ہیں ان سے منہ موڑنا خدا تعالیٰ کی حکم عدولی ہے دیکھو ایک مجازی حاکم کا پیادہ اگر آ جاوے اور پیادہ جس حکم کو لاتا ہے اسکی پرواہ نہ کی جاوے تو پھر یہ حکم عدولی کیسے بدنتائج پیدا کرتی ہے چہ جائیکہ خدا تعالیٰ کی حکم عدولی دنیا میں جب کبھی کوئی خدا کا مرسل آوے گا وہ انسان ہی ہوگا اسکے اوصاف و اطوار انسانوں والے ہی ہونگے آخر فرشتہ کو تو نہیں آنا۔ یہ لوگ اسکے لوازم انسانیت سے گھبرا جاتے ہیں اور انکی آنکھوں کے سامنے ایک حجاب ہے جو اسکے جامہ نبوت کو چھپائے ہوئے ہے لیکن یہ حجاب ضروری ہے جس میں ہر ایک نبی مستور ہوتا ہے مبارک ہے وہ جو اس حجاب کے اندر اس شخص کو دیکھ لے

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

اب غفلت چھوڑ دو | پنجاب امریکن پریسبٹرین چرچ مشن کی رپورٹ

نمبر ۱۱ کا خلاصہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے حسب ذیل شائع کیا ہے "ہندوستانی طلبا تک بہت آسانی سے ساتھ رسائی ہو سکتی ہے اور اگر ان کے ساتھ دوستی اور ہمدردیکا برتاؤ کیا جاوے تو اغماض نہیں کرتے وہ نصیحت و نصیحت کو قبول کرتے ہیں یہ بابت سچے طور سے بیان کیجا سکتی ہے کہ ان لوگوں کا انتظام آسانی ہو سکتا ہے اور ایسے طلبا شاذ حالتوں میں پائے جاتے ہیں جو مغرور نافرمان اور نا تربیت پذیر ہوں وہ اپنے استادوں کی خاص طور پر عزت کرتے ہیں اور بڑے ذہین اور ذکی ہوتے ہیں انکی طبیعت موم کیطرح ہوتی ہے ان میں ثبات و استقلال اور ایسی اخلاقی قوت کم ہوتی ہے جسکی وجہ سے اپنے عقائد میں مستحکم رہیں ابھی تک اسبات کی ضرورت پائی جاتی ہے کہ اوصاف مندرجہ بالا انمیں پیدا کیے جاویں اور ان اوصاف کے پیدا کرنے میں ترقی کی جاوے اور ہمارے یقین میں

عیسائی تعلیم کا فرض ہونا چاہیے کہ انکو اس کام کی تکمیل میں مدد دیں ان کے دلوں میں سچے عقائد پیدا کریں اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات بالکل عیسائیانہ کر دیں گا۔ یہ رپورٹ ہے جو عیسائی مذہب کی کوششوں اور ان کے اغراض و مقاصد کے اظہار کا سب سے بہتر ذریعہ ہے اس وقت جو لوگ اپنی اولاد کی مذہبی تعلیم سے غافل اور لاپروا ہیں وہ اپنی اولاد پر خطرناک ظلم کر رہے ہیں اور ہماری رائے ہے کہ جو مسلمان مسلمان کہلا کر اپنی اولاد کو دین کی واقفیت سے غافل اور بے بہرہ رکھتے ہیں اور انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اولاً ہم ان کو مروجہ علوم سے اور مدرسہ کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لینے کے قابل بناویں وہ لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق کی ایک رنگ میں خلاف ورزی کرتے ہیں روحانی طور پر یہ بھی قتل اولاد ہی ہے کہ اسکو مذہبی علوم سے الگ رکھا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مسلمان اپنی ذریت کو مسلمان بنانے اور مسلمان رکھنے کی ضرورت کو محسوس کر لینگے۔

عیسائیت کی حالت

پیرس کے ایک مشہور عالم و فلسفی اوانیر صاحب نے حال میں ایک ضخیم کتاب ہزار صفحے سے زیادہ کی لکھی ہے جو عیسائی مذہب کے واسطے منجنیق ثابت ہوئی ہے اس کتاب سے کلیسیا کی قیامت آگئی اسنے دیکھا کہ اگر وہ ان سے اسکی تردید کی تو دلیل کا جواب دلیل ہے اور حجت کا جواب حجت ہے اور وقت ان لڑائی جھگڑوں کو طول دینے کے لیے [illegible] جیسا کہ ہم مختلف فرقوں اور مذہبوں [illegible] رہے ہیں کہ انھیں باہم لڑتے ہوئے برس گذر گئے مگر ایک نے بھی دوسرے کا [illegible] تسلیم نہیں کیا اس غرض سے کلیسیا نے [illegible] اپنی خاص قوت سے کام لیکر کل مسیحیوں پر اس کتاب کا پڑھنا حرام کر دیا۔ اور حکم دیا کہ مصنف پر بہشت حرام ہے [illegible] اپنے دو ستوں میں اس [illegible] اور کتاب کے بار بار چھپنے کی آواز سنکر [illegible] ہوتے ہیں۔

پیرس کے عیسائی کلیسیا نے جو جواب دیا فی الحقیقت مضحکہ خیز ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ جہالت کسی کی میراث نہیں [illegible] اس اور اسی قسم کی دوسری خبروں سے جو یورپ اور دیگر عیسائی ملکوں سے آتی ہیں یقین ہوتا جاتا ہے کہ اب وہ وقت بہت ہی قریب ہے کہ عیسائیت کا بود اشہتیر بالکل ٹوٹ جاوے۔

تربیت اولاد

تہذیب نسواں لاہور میں بچوں کو قصور پر تنبیہ کے عنوان سے ایڈیٹر صاحبہ اخبار مذکور نے ایک عمدہ آرٹیکل لکھا ہے۔ چونکہ ہمکو علم ہے کہ الحکم کے پڑھنے والی بعض بیبیاں بھی ہیں اسلیے ہم انکے فائدہ کے لیے [illegible] اور دوسری مستورات کے [illegible] کے لیے عموماً اس مضمون کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔

بچوں کو قصور پر تنبیہ

بچوں کی پرورش اور تربیت وغیرہ کا کام عورتوں ہی سے تعلق رکھتا ہے + لیکن یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خود ہم مستورات ہی اچھی تربیت کے طریق سے [illegible] نہیں ہیں - اور ہم نہیں سمجھتیں [illegible] بچوں کی کس طرح تربیت کرنی چاہیے + عام [illegible] دنیا میں یہ کہا کرتی ہیں کہ [illegible] آگے [illegible] جاتا ہے اور وہ ہی اصول کے مطابق [illegible] قصور پر بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ اور مطیع بنانا [illegible] ہیں + لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ [illegible] اور بیجا غصیاں بچہ کو بالکل ڈھیٹ [illegible] ہیں + رفتہ رفتہ بچہ اسکو اپنی ماں کی عادات میں جاننے لگتے ہیں + ماں گھر کے [illegible] ہزار طرح کے ڈراوے دے بچوں کے بھلا دین بھی نہیں گذرتا + وہ جس کھیل یا شوخی میں مشغول ہوتے ہیں بدستور اسمیں لگے رہتے ہیں + ماں تک جھک کر تنگ آ جاتی ہے تو لاچار بچہ کو مارتی پیٹتی ہے۔ [illegible] بیرنگ [illegible] کے باعث بچہ روتا [illegible] ہے + اُس کے بعد پھر وہی کا نہی و [illegible] گھڑے پر بوند پڑی اور پھسل گئی [illegible] ہے کہ ماں کی ایسی تنبیہ کا کیا خاک اثر ہو سکتا ہے۔ سوائے اسکے کہ بچہ کے معصوم جسم کو نا قابل برداشت مار کی سختیاں ہوتی جائیں [illegible] کی مائیں ایسی ہوتی ہیں کہ غصہ میں آکر اپنے بچوں کو اسقدر مارتی ہیں کہ ادھموا کر دیتی ہیں اور جب انکا برا حال ہو جاتا ہے تو پھر خود بھی تنگ آکر رونے لگتی ہیں + اسمیں شک نہیں کہ بعض وقت کی بچوں کی حرکتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ماؤں کو ان پر سخت غصہ آتا ہے اور بے اختیار انکے جھڑکنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر جب یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارا بکنا بجائے فائدہ کے بچہ کے لیے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے تو ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے دل پر جبر کرے اور سخت برداشت سے کام لے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مار سے ہزار درجہ بہتر پیار میں طاقت ہے جو بچے پیار پیار میں سمجھائے بجھائے جاتے ہیں وہ بہ نسبت مار پیٹ اور ظلم کرنیوالی ماں کے پیار کرنے والی ماں کا کہا بہت جلد مان لیتے ہیں۔ اور سیدھی راہ اختیار کرتے ہیں۔

بچہ جب غصہ اور غضب کی حالت میں ہو تو اسکو جھڑکنا نہ چاہیے۔ ورنہ جھڑکنا اسکے دل کی بھڑکتی آگ پر مٹی کے تیل کا سا کام کرے گا اور اس کا غضب اور زیادہ بڑھتا جلے گا۔ ایسی حالت میں اگر یہ امید ہو کہ پیار اخلاص سے بچہ نہ مانے گا تو تھکو اس کی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ جب وہ تھوڑی دیر تک رو دھو کر اپنے دل کا بخار نکال لے گا تو پھر خود بخود نرم ہو جاوے گا۔ پھر اسوقت اگر کوئی ذرا بھی اسکو منانا چاہے گا تو وہ فوراً من جلے گا۔ جب وہ من جلے اور معلوم ہو جائے کہ اب اسکا مزاج ٹھنڈا ہو گیا ہے تو اسیوقت اسکو آہستگی اور محبت کے ساتھ اُسکا قصور جتانا اور سمجھانا چاہیے۔ ایسی صورت میں بچہ ضرور نادم اور پشیمان ہوگا۔ اور اسکے دل پر ماں کی بات کا اثر بہت زیادہ ہوگا بچہ تو پھر بچہ ہی ہے اور اسکا دل نہایت نازک پھول کے مانند ہوتا ہے خود بڑے بڑوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب ان کے سر پر غصہ کا جن سوار ہو تو انکو لاکھ حق کی بات کہو اور سمجھاؤ۔ مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتی پر نہیں آتی۔ بلکہ یہ سمجھانا طبیعت کے اور بھڑکانے کا باعث ہو جاتا ہے + لیکن جب غصہ اُتر جاوے اور اسوقت سمجھایا جاوے تو البتہ بہت آسانی سے بات سمجھ میں آجاتی ہے۔

مائیں جو اپنے بچوں کو اچھے اُٹھان پر اُٹھانا چاہتی ہیں یہ خواہش کرتی ہیں کہ ہمارے بچوں میں بڑوں کی سی عادتیں ہو جائیں۔ اور وہ بچپن کے کھیل کود شوخی شرارت کو بالکل چھوڑ کر بڑے بوڑھوں کی طرح بچلے بیٹھے رہا کریں۔ گویا ان کے خیال میں یہ بڑی تعریف کی بات ہوتی ہے۔ لیکن ماؤں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کسی طرح وہ کوشش کر کے اپنے بچوں کو ایسا بنا بھی لیں گی تو یہ ان کے حق میں مفید نہیں ہوگا۔ بچوں کا چلبلا پن اور اُچھل کود ہی اُن کی اصلی صحت اور تندرستی کی نشانی ہے۔ اسی سے اُنکے دل میں اُمنگ پیدا ہوتی ہے اور ان کے ہاتھ پاؤں میں چستی آتی ہے۔ مجھے ایک بچہ کا حال معلوم ہے کہ وہ بیچارا اسی قسم کے دباؤ کے باعث ایسا سہم گیا تھا کہ تمام دن چپ چاپ چارپائی پر بیٹھا رہتا تھا کسی کھیل کود میں شامل نہیں ہوتا تھا اسکے باعث اس بیچارہ کی صحت بہت ہی خراب ہو گئی اور اُسکے چہرہ پر سے بچوں کی سی چلبلاہٹ اور چستی سب جاتی رہی تھی بعض لوگ انکی اس غریب طبیعت کی بہت تعریف کرتے تھے

لیکن ہمارے خیال میں بچہ کو ایسا مردہ دل بنا دینا سخت بیرحمی اور ظلم ہے۔ عورتوں کو چاہیے بچوں کو حتی المقدور انکی اچھل کود سے کبھی روکنا ٹوکنا نہیں چاہیے۔ البتہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے کھیل کود میں ایکدوسرے کو یا اپنے تئیں نقصان نہ پہونچائیں۔ اول تو چاہیے کہ وہ خود اپنے بچوں کے کھیل کود میں دلچسپی لیں اور بچہ کی دلی اُمنگ کو بڑھاتی تاکہ ان کو جھڑک جھڑک کر ایسے مردہ دل نہ بنائیں بچہ کو سمجھانا چاہیے کہ کس کس موقعہ پر اسے کھیلنا کودنا چاہیے اور کس موقع پر پڑھنا چاہیے۔ بعضی مائیں تو بالکل ادنیٰ سی ادنیٰ باتوں پر جنپر ضرور چشم پوشی کر لینی چاہیے بچوں کو گھرکنے اور جھڑکنے لگتی ہیں۔ مثلاً بچہ نے انکی سوئی اٹھالی یا انگشتانہ اپنے ہاتھ میں پہن لیا اسی پر انھوں نے اسے بیسیوں باتیں سنانی شروع کیں۔ حالانکہ اگر محبت سے وہ یہ چیزیں مانگتی تو وہ ضرور حوالہ کر دیتا جہاں تک ممکن ہو بچہ کو گھرکنے جھڑکنے اور مار کوٹ سے باز رہنا چاہیے۔ اس بچہ کا دل بے انتہا نرم ہوگا جس نے کبھی اپنے جسم پر ماں کی دو انگلیاں بھی لگتی ہوئی نہ دیکھی ہوں گی۔ مگر اسکے مقابلہ میں اس بچہ کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو جلے گا جو آئے دن اپنی ماں کے ہاتھوں مار کی سختیاں اٹھانے کا عادی ہو چکا ہوگا۔ ایسے بچوں کے دل میں اپنی ماں کی خاک عزت نہیں ہوتی ان کو جب ماں کا خوف دلایا جاتا ہے تو وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہمارا کیا کر لیگی بہت کریگی تو دو تین تھپڑ لگا دیگی سو ہمیں اسکی کچھ پروا نہیں۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ وہ اپنی ہی گود کا بچہ ایسا دیدہ دلیر کر دیا جاوے کہ وہ ماں کی کچھ پروا ہی نہ کرے ایسے بچہ سے آیندہ کیا امید ہو سکتی ہے +

مجبوری و معذوری

میں کسی دوسری جگہ الحکم کے دیر سے شائع ہونے کے متعلق لکھ چکا ہوں ۱۰ جون سے لیکر ۱۷ جون تک مجھے گورداسپور رہنا پڑا۔ اور پھر ۱۷ کو گورداسپور جا کر واپس آنا پڑا۔ اسلیے ۲۱ - ۲۲ کا اخبار بجائے دو نمبر میں شائع ہونے کے ایک ہی نمبر میں شائع ہو سکا ہے اور اسے ۱۰ و ۱۷ جون کا مجموعہ سمجھنا چاہیے۔ اور نمبر ۱۹ [illegible]

ایڈیٹر

حضرت حکیم الامة کا دوسرا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت اس دور دراز ملک کی سفر کی جو طیاری لگی ہے تو اسکی کیا غرض ہے؟ اسکی غرض یہی رہی ہے جو صحابہ کے سفر کی تہی ۔ یعنے اللہ تعالے کے احکام کی تبلیغ اور اسلام کی عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ظاہر کرنا۔ اس وقت ایک قوم موجود ہے جس نے اللہ تعالے کی صفات ایک عاجز انسان کو دے رکھی ہیں اور اسے خدا بنا کر دنیا کو منوانا چاہا ہے یہ قوم عیسائیوں کی قوم ہے وہ مسیح کو خالق اسکے میں شافی مانتے ہیں محیی مانتے ہیں اور عالم الغیب مانتے ہیں ۔ اور سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ مسلمان جو ایک ہی حقیقی خدا کے پرستار ہے وہ اعتقاد طور پر ان کے ساتھ ہی ہیں یعنے اسی قسم کے صفات مسیح میں یقین کرتے ہیں وہ یہ جدا امر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسیح کو خدا نہیں مانتے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ خدائی کے صفات ان میں یقین کرتے ہیں حضرت امام علیہ الصلوٰة والسلام اس کی ایک مثال بیان فرمایا کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی ایسی حالت ہے جیسے کوئی شخص کسی مردہ کو کہے کہ یہ مر گیا ہے لیکن دوسرا شخص کہے کہ ہاں اسکی نبض بھی نہیں چلتی ۔ بدن بھی سرد ہے کسی قسم کی حس وحرکت باقی نہیں ہے لیکن ہے زندہ عیسائی تو صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ وہ خدا ہے مگر مسلمان اپنی غلط فہمی سے یہ کہتے ہیں کہ نہیں خدا تو نہیں ہے یہ غلط ہے البتہ وہ شافی ہے اسیطرح جسطرح اللہ شافی ہے غیب دان ہے مردوں کو زندہ کر دیا الا محیی ہے ۔ حی وقیوم ہے پھر بتاؤ اس کے خدا ہونے میں کیا شک باقی رہا ۔ مسلمانوں نے ایک اور بات بھی مسیح کے متعلق مان رکھی ہے جو دوسرے انبیاء میں وہ نہیں مانتے کہ صرف مسیح ہی مس شیطان سے پاک ہے میں جب ان باتوں کو سنتا ہوں تو سخت حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ وہ جو موحد کہلاتے ہیں ۔ انکا اعتقاد اس قسم کا ہے ۔ صرف اللہ تعالیٰ کی توحید کو زندہ کرنے کیواسطے اور اس عقیدہ کو دور کرنے کے لئے حضرت امام علیہ الصلوٰة والسلام نے پسند فرمایا ہے کہ ہمارے بعض احباب سفر کریں اور جو کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں انکی تصدیق کرا دیں ۔ مسیحی مذہب کی شکست کے لئے اس سے بڑھ کر کار گر حربہ نہیں ہوسکتا کہ یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرا ہے اور صلیب پر نہیں مرا اس حربہ کی حقیقت سے وہ لوگ خوب مزا اٹھا سکتے ہیں جو عیسائی مذہب کے اصولوں سے واقف ہیں اور ان کو ان کے ساتھ کبھی کلام کرنے کا موقع ہوا ہے۔

غرض اس بات کیلئے یہ اہتمام کیا گیا ہے یہ تو میرے نزدیک ایک چھوٹی سی بات ہے جو حضرت امام کے اس جوش کا نمونہ ہے جو توحید کے قائم کرنے کیلئے اس کو دل میں ہے والا وہ دکھ اور کیلپی جو اس کے دل ودماغ میں پہونچی ہے تم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ نہ وہ دل ہے اور نہ وہ مزا اور لذت ہے اسی توحید کے پہیلانے کیواسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کو کیا کیا تکالیف برداشت کرنی پڑی تہیں پھر آج یہ کام آسان کیونکر ہوسکتا ہے ۔ اس وقت تو مشکلات اور بھی بڑھے ہوئے ہیں ۔

اس لئے بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے اور ہر شخص اسقدر توجہ نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ کیطرف سے ہی اسکی تائید نہ ہو تم جانتے ہو جس شخص نے سارے جہان میں قرآن شریف کی عظمت کا بیڑا اٹھایا ہے اس کو کسقدر مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

الغرض

چونکہ قرآن شریف کی عظمت ہی اسے مقصود ہے اس لئے اس کے واسطے یہ ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات اٹھانے کو ہر وقت طیار رہتا ہے اور یہی اس کی کامیابی کی دلیل ہے ۔ کہ کوئی مشکل اور تکلیف اس کے حوصلہ کو پست نہیں کر سکتی ۔

پھر دوسری بات جو سکہائی گئی ہے منعم علیہ بننے کیواسطے وہ شفقت علی خلق اللہ ہے یعنے **ممارزقناھم ینفقون** اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے رہو یہاں کوئی چیز مخصوص نہیں فرمائی ۔ بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو زبان دی ہے خدا کی عظمت اور جبروت کے اظہار کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے اظہار کیواسطے پس اس سے یہ کام لو ۔ حق گوئی کیلئے اسے کہولو ۔ جب کوئی آپ کے مقابلہ میں گندہ دہنی کر رہا ہو ۔ تو جاؤ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَن پر عمل کرکے نہایت پاکیزہ معقول اور مدلل طریق سے [illegible] بات بند کرنے کی کوشش کرو ۔ اور [illegible] کے بالمقابل ایک اعلےٰ درجہ کا [illegible] حفظ [illegible] قائم کرو جبکہ مخالف قسم قسم کے زہونی [illegible] (روحانی) مواد پہیلا نا چاہتا ہے ۔ تو شائستہ باتوں سے ان کو دور کرو ۔ اسیطرح اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو خدا کے لئے مخلوق کی ہمدردی اور بہلائی میں خرچ کرو اور ایسا ہی اگر اللہ تعالیٰ نے مال [illegible] دیا ہے غرض جو کچھ دیا ہے اسے [illegible] کی ہمدردی اور نفع رسانی [illegible] خرچ کرو ۔ میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگ [illegible] بناتے ہیں لیکن وہ [illegible] غریب کو نہیں دیتے بلکہ اسے معمولی طور پر گہر کے استعمال کیلئے رکہ لیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اگر کسی کو خدا کے فضل سے نیا ملتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکو اس قابل بنایا ہے کہ وہ نیا کپڑا [illegible] تو وہ کیوں پرانا اپنے کسی غریب اور نادار بہائی کو نہیں دیتا اگر نیا جوتا ملا ہے تو کیوں پرانا کسی اور کو نہیں دے دیتے ہو ۔ الغرض یہی ہمت اور حوصلہ [illegible] نیا دینا تو اور بھی مشکل ہو جائیگا [illegible] ایمان کیلئے دو ہی [illegible] لامر اللہ اور شفقت [illegible] خلق اللہ جو شخص ان دونوں کی برابر رعایت [illegible] کامل مومن نہیں ہوسکتا ۔ کیا تم [illegible] ایک ٹانگ کسی کی کاٹ [illegible] نہ اٹہا دیگا ۔ اسیطرح [illegible] ہے شفقت علی خلق اللہ مگر میں کہتا ہوں کہ اس پر زیادہ توجہ ہی نہیں کوئی [illegible] وجہ ہے کہ ایمان کا پہلا جزو تعظیم لامر اللہ بھی نہیں رہی ہے ۔ پس اسمیں ہرگز سستی اور غفلت نہ کرو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی شکر گذاری یہی ہے کہ اوس کی مخلوق کو نفع پہونچایا جاوے ۔ خدا کی مخلوق کو نفع [illegible] درازی عمر کا باعث ہوتا ہے ۔ کون ہے جو نہیں چاہتا کہ دنیا میں لمبی عمر پاوے ہر شخص کے دل میں کم وبیش یہ آرزو موجود ہے مگر لمبی عمر کے حاصل کرنے کا اصلی اور سچا طریق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہونچایا جاوے ۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے ۔ **واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** درازی عمر کا ایک اور نسخہ قرآن مجید میں موجود ہے ۔ وہ استغفار ہے ۔ پس جو چاہتا ہے کہ عمر سے تمتع اٹھاوے وہ اس نسخہ پر عمل کرے ۔

اس لئے

جہانتک تم سے بن پڑتا ہے **اللہ تعالیٰ** کی عبادت کرو ۔ اور پھر جو کچھ اس نے دنیا ہے اسکی مخلوق کی نفع رسانی کیواسطے اسے خرچ کرو ۔ دل دیا ہے ۔ تو پوری توجہ کے ساتھ دعائیں ہی مانگتے رہو اپنے لئے اور اپنے اور دوسرے لوگوں کیواسطے میں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ منشاء الٰہی یہی ہے کہ اوس کی مخلوق کے ساتھ نیک سلوک ہو اس اصل کو کبھی مت بہولو کیونکہ منعم علیہ بننے کے واسطے اس پر عمل کرنا بڑا ہی ضروری ہے ۔

جسقدر صداقتیں موجود ہیں اور جو احکام اللہ تعالےٰ نے دیئے ہیں ان سب پر عمل کرکے دکہاؤ تاکہ نتیجہ نہیں نکلے [illegible] اللہ تعالےٰ پر ایمان اور یقین کا نتیجہ یہی تو ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل کرے اور اس کی نواہی سے بچے ۔ جب انسان اس قسم کا بن جاتا ہے کہ ایمان بالغیب پر ایمان لاتا ہے اور خدا کی عبادت کرتا اور اس کی مخلوق پر شفقت کرتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ہم اس کا بدلہ کیا دیں گے؟ ۔

اولئک ھم المفلحون

یہ لوگ مظفر ومنصور ہو جائیں گے دنیا میں بامراد اور کامیاب ہونیکا یہ زبردست ذریعہ ہے ۔ اور اس کا ثبوت موجود ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی لائف پر نظر کرو ۔ انکی کامیابیوں اور فتحمندیوں کی اصل جڑ کیا تہی؟ یہی ایمان اور اعمال صالحہ تو تھے ورنہ اس سے پہلے وہی لوگ موجود تہے وہی اسباب تہے وہی قوم تہی ۔ لیکن جب ان کا ایمان [illegible] پر [illegible] اور [illegible] میں صلاحیت [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] موافق وہ دنیا میں بھی [illegible] ہو گئے تاکہ انکی اس دنیا [illegible] ان آخرت کی کامیابیوں [illegible] ایک دلیل اور نشان [illegible] نسخہ صرف کتابی نسخہ نہیں ہے بلکہ ایک تجربہ شدہ [illegible] کا آزمودہ نسخہ ہے [illegible] استعمال کرتا ہے وہ [illegible] کامیاب ہوگا [illegible] اور [illegible] وہ میں داخل ہو جاویگا پس اگر تم چاہتے ہو کہ بامراد ہو جاؤ اور تم [illegible] منعم علیہ ہو [illegible] دیکھو اس نسخہ کو استعمال [illegible]

باقی پھر

* یہاں کوئی چیز مخصوص نہیں فرمائی بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہوا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی ایک تقریر

(ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں)

آج میرے دل میں خیال آیا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو جو وصیت فرمائی وہ یہ ہے۔

لا تموتن الا وانتم مسلمون

یعنی اے میرے بیٹو اسلام پر تمہاری موت ہونی چاہیئے۔ وہ کیا اسلام ہے؟ جس کی تمنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کیلئے کی ہے حقیقت میں یہ قابل غور امر ہے چھوٹی سی بات نہیں اتنا بڑا عظیم الشان انسان جو ابو الملۃ اور ابو الانبیاء ہے آخر وہ بات کیا تھی جس نے اوس کو اتنا بڑا رتبہ دیا۔ میں جب اس سوال پر غور کرتا ہوں تو پھر میرے دل میں یہی آتا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ وہ اسلام ہی تہا جس نے اون کو اسقدر معزز اور بزرگ بنا دیا۔ قرآن شریف میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آیا ہے۔

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین۔

جب ابراہیم کو اس کے رب نے کہا کہ تو مسلمان بن جا اوس نے کہا کہ میں تو رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا یہ کیا اخلاص اور سعادت ہے کہ حکم پاتے ہی معاً اسکی تعمیل کر دی اور پھر صرف الفاظ ہی میں نہیں قرآن شریف حضرت ابراہیم کی لائف کے بعض حصوں کو اسکے ثبوت میں پیش کرتا ہے مثلاً کہا **ابراھیم الذی وفی**۔ وہ ابراہیم جس نے پوری وفاداری کی اور صدق وثبات کے ساتھ اسلام پر قائم رہا یا مثلاً کہا **اذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن**۔ جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں امتحان کرنا چاہا اوس نے انکو پورا کر دکہایا۔ یا انکی زندگی کے واقعات میں سے وہ عظیم الشان واقعہ کہ ایک رؤیا کی بنا پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ حالانکہ اوسکی تاویل اور اور تعبیر ہو سکتی تہی اور حقیقتاً تعبیر ہی تہی۔ مینڈہا ذبح کر دیا جاوے مگر اس عاشق صادق نے تعبیر کو پسند نہیں کیا بلکہ اسی پر عمل کرنے کو ہو گیا۔ مگر میرا مطلب اسوقت اور ہے مقصد اس بیان میں صرف یہ دکہانا ہے

کہ عملی طور پر لسانی طور پر ہر غم و خوشی کیوقت میں وہ اسلام جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسکا حکم ہوا اسکا اظہار اسلام کے اندر کیا ہے۔ جہانتک میں نے خدا کے کلام میں غور کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر کی ہے مجھے ایک ایسا مختصر جامع قول اور فعل اور تمغہ و نشان نظر آیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری جگہ نہیں ملتی۔ اور کوئی اہل مذہب نہیں دکہا سکتا۔ وہ کیا ہے؟ وہ **الحمد للّٰہ** کا لفظ ہے جو قرآن شریف کے شروع ہی میں ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ کیلئے اسپر غور کرے کہ اوس کے اندر کیا حقیقت مخفی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ تم میں سے بہت ہی تہوڑے ہیں جنہوں نے اسپر غور کی ہو۔

اگرچہ یہ الفاظ ہم ہر نماز میں مونہہ سے کہتے ہیں لیکن بہت ہی کم اسپر غور کیا ہوگا کہ اسکی حقیقت کیا ہے؟ میں نے اس کلمہ میں غور کی ہے تو میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ یہ الحمد للّٰہ اتنی تسلیم اور معرفت کی تعلیم دیتی ہے کہ اس سے پرے کوئی انسانی غایت اور کچھہ نہیں ہے۔

طرح طرح کی مصیبتوں کا نشانہ انسان ہوتا ہے زندگی کے ہر ہر قدم پر مکروہ اور ناگوار واقعات اسے پیش آجاتے ہیں ان مصیبتوں اور مکروہات کے پیش آجانے کے باوجود بہی اسکی طبیعت میں رضا بالقضا اور ملکہ دیرانیزدی کی سچی صلح اور راستی کا پیدا ہو جانا اور پہر الحمد للّٰہ دل و زبان کے اتفاق سے نکلنا آسان بات نہیں ہے۔ زبان اگر دل اور روح کے اتفاق کے بغیر لاکہوں مرتبہ الحمد للّٰہ کہتی ہے تو اسکی کچہہ حقیقت اور اثر نہیں جو طوطے کیطرح ایک بات کو رٹنا ہے لیکن اگر بصیرت اور معرفت کے ساتھہ دل و زبان کی یکتائی سے ایک مرتبہ بہی کہا جاوے تو وہ انسانی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب کر دکہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مقادیر سے مسالمت اور مصالحت انسانی زندگی کا اصل منشا ہے۔ اور یہی حقیقی اسلام کا مفہوم ہے کیونکہ اسلام کے معنے انقیاد اور فرمانبرداری کے ہے اللہ تعالیٰ کے جمیع احکام اور اسکے قضا و قدر پر راضی ہو جانا اور سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے کو راحت اور خوشی کے ساتھہ ظاہر کرنا ایک مسلمان زندگی کا مقصود ہے۔

پس جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کے احکام اور قضا یا کو مان لیتا ہے اور ہر ایک سلسلہ میں اسکی طرف قدم بڑہاتا اور اسی سے صلح کرتا ہے تو اسلام کی حقیقت اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ بظاہر تو ان باتوں کا اقرار کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور ارادوں پر ایمان لاتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں لیکن جب امتحان اور ابتلا کا وقت آتا ہے تو دل میں اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتا اور اسکی ستائش کو مونہہ موڑتا ہے تو وہ اسلام کی حقیقت کو اپنے اندر رکہنے والا نہیں ٹہیرتا۔

یہ تو ناممکن محض ہے کہ انسانی زندگی کو پر خطر راستہ میں ابتلاؤں اور مصائب کا سامنا نہو۔ بلکہ ضروری ہے کہ مختلف قسم کے واقعات اس کو پیش آئیں مثلاً ایسا اتفاق ہو سکتا ہے اور ہوا ہے کہ ایک شخص عظیم الشان جائداد کا مالک اور لوگوں کا مشار الیہ ہے بیٹہا ہوا اپنے اہل معاملہ سے باتیں کر رہا ہے اور ہر طرح سے اپنی کامیابیوں اور خوش قسمتیوں پر نازاں ہے۔ اسی اثنا میں بذریعہ تار خبر آتی ہے کہ اسکی فلاں کوٹہی یا فرم جسمیں کئی لاکہہ کا سامان تہا آگ لگ جانے سے بالکل راکہہ سیاہ ہو گئی ہے۔ اب ایک عجیب تبدیلی اسکی حالت میں ہوئی ہے۔ وہ شخص جو کئی لاکہہ کا مالک تہا یکدم مفلس قلاش ہو گیا ہے اور یہ بہی یقینی بات ہے کہ اس واقعہ کے بعد معاً کسی نہ کسی نماز کا وقت آگیا ہے اور وہ نماز میں کہڑا ہوتا ہے وہ جو الحمد للّٰہ کہتا ہے **موس** فوروق اور شرح صدر سے کہیگا؟۔

ابہی بہت دیر نہیں گذری کہ وہ اس نقصان کو سنکر تلملاتا اور نعل در آتش ہو رہا تہا۔ کہ ساری عمر کا اندوختہ خاک میں مل گیا اور آئندہ کی امیدوں پر پانی پہر گیا جن لوگوں کے تعلقات فرم سے تہے انہوں نے تقاضے شروع کر دیئے غرض ان افکار اور ہجوم میں مبتلا وہ خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ سچا مسلم اور اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قضا پر راضی رہنے والا ہے تو اسوقت اس کا الحمد للّٰہ کہنا منافقانہ رنگ میں نہیں ہوگا بلکہ وہ اسی شرح صدر اور اطمینان سے کہیگا جسطرح پر اس سے پہلے کہتا تہا

مگر اس حالت کا پیدا ہونا اور میسر آنا آسان امر نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے جس کو کثرت دعا اور صحبت صادقین جذب کرتی ہے میں خوب جانتا ہوں اور مدتوں اس پر غور کرتا رہا ہوں کہ انسانی زندگی میں بیداری کا اصل وقت نماز ہے۔ جس میں وہ دنیا اور اسکے تعلقات سے بظاہر الگ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے راز و نیاز کے اظہار کیلئے حاضر ہوتا ہے اس نماز میں اگر اوسکے دل و زبان یکسان نہیں تو کچہہ فائدہ اسے حاصل نہیں ہوگا بجز اس کے کہ چند کلموں کو وہ طوطے کیطرح رٹ لیگا اور کچہہ ٹکریں مار کر واپس چلا جاویگا۔

نماز کو الحمد للّٰہ سے کیوں شروع کیا ہے میں نے اس پر بہت ہی غور کیا ہے اور ایک بصیرت اور ذوق کے ساتہہ میں ابہی تک اس نتیجہ پر آیا ہوں کہ اس ایک کلمہ میں علاوہ اور بہت سے مضامین لطیفہ کے جو اس کے اندر موجود ہیں صوفی ازم کی جان رضا بالقضا۔ توکل۔ فنا بقا وغیرہ اس کلمہ میں ہے۔ اور **اسلام کی** حقیقت اس میں جامع ہے۔

غور کرو جب مصیبت زدہ شخص کا میں نے ذکر کیا وہ ایسے صدمہ عظیمہ کے بعد نماز میں کہڑا ہوتا ہے یا تو وہ پہلے درجہ کا منافق ہے اور یا اعلیٰ درجہ کا مخلص اور وفادار بندہ اگر روح اللہ تعالیٰ کا کوئی شکوہ اور گلہ محسوس کرتی ہے کہ اوس نے اسکی جائداد کو تباہ کر دیا

اور اس اتلاف سے زندگی ہی اسکے لئے محال اور وبال جان ہو گئی ہے تو اس نے الحمد للّٰہ کہنے میں جہوٹ بولا ہے۔ اس کی روح تو الحمد للّٰہ نہیں کہتی وہ تو بدظنی کرتی اور شکوہ کرتی ہے۔ زبان سے الحمد للّٰہ کہنا کیا اثر رکہیگا لیکن اگر سچ مچ روح ہی اوس کی اللہ تعالیٰ کے حضور الحمد للّٰہ کہتی اور اس اتلاف مال پر بہی اس میں سکینت اور اطمینان موجود ہے اور کوئی شکوہ نہیں کرتی تو سمجہنا چاہیئے کہ اسمیں وہ معرفت تامہ پیدا ہو گئی ہے۔ جو اس کلمہ کے اندر رکہی گئی ہے اور اسلام کی حقیقت اسمیں پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اس آیت کا سچا مصداق ٹہیر گیا ہے۔

بلیٰ من اسلم وجہہ للّٰہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

باوجود کمر شکن غم و ہم کے واقعات کے پیدا ہونے کے بہی کوئی غم اس پر اپنا اثر نہیں کر سکتا۔ اور کوئی مصیبت اور دکہہ اسے دکہہ میں نہیں ڈال سکتا۔ یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں آگ گلزار ہو جاتی ہے اسی مقام کو حاصل کرنے والا پانی میں ڈالا جاتا مگر پانی اسے غرق نہیں کر سکتا لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ **معرفت تامہ** یہ رضا بالقضا یہ مقادیر الٰہی سے مصالحت حاصل کیونکر ہو؟ کیونکہ یہی تو انسانی زندگی کا مقصد اور منشا ہے۔ اس کے بغیر مومن کبہی مومن نہیں ہو سکتا۔ اسواسطے ہر مسلم کا یہ پہلا فرض ہے کہ وہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے طریقوں پر غور کرے کیونکہ ابدی سکینہ اور اطمینان قلب کا یہی سچا ذریعہ ہے۔

کاش لوگ اس پر غور کرتے اور صرف زبان سے کہدینے ہی پر اکتفا نہ کرتے بلکہ وہ اس کی حقیقت کو اپنے دل میں جگہ دیکر منشاء الٰہی کے پورا کرنے والے ٹہیرتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پر تدبر کیا جاوے تو روح اللہ تعالیٰ کے جلال اور ہیبت سے پانی پانی ہو کر خدا تعالیٰ کیطرف بہتی اور اپنی ساری خوشیوں اور لذتوں کا انتہا اللہ تعالیٰ ہی کی ذات بابرکات کو پاتی۔ مگر میں اس لطف اور ذوق کو جو اسمیں محسوس کرتا ہوں کسطرح تعبیر ظاہر کروں۔ الفاظ ملتے نہیں۔ طرز ادا آتا نہیں ہاں اتنا کہتا ہوں کہ میں جب ایک طرف **الحمد للّٰہ** کی باریک در باریک فلسفی پر غور کرتا ہوں اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف پر نظر کرتا ہوں تو بے اختیار ہو کر **میری روح وجد میں** آجاتی

ہم اور ہمارے ناظرین

اس ہفتہ کی رپورٹ جو اس عنوان کے نیچے ہم دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ بہت ہی کم قابل ذکر ہے تاہم اس کا اظہار ضروری ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ پچھلے نمبروں کے ریمارک پڑھکر ہمارے ناظرین میں ایک خاص تحریک اور جوش پیدا ہو جاتا مگر ابھی تک وہ شاید اس خیال میں ہیں کہ یہ تحریکیں معمولی تحریکیں ہیں جن پر غور کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔ ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ اپنی ہمت کے موافق اس تحریک میں شریک اور شامل ہو۔

گذشتہ اشاعت کے بعد صرف ایک خط اس تحریک کے متعلق پہونچا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

منشی عبدالعزیز صاحب میرٹھ سے لکھتے ہیں۔ میں اس وقت آپ کی اس کھلی چٹھی کا جواب عرض کرتا ہوں جو ماہ گذشتہ کی ۱۵ تاریخ تک میرے ذمہ تھا۔ مگر خالی جواب دیتے ہوئے مجھے حیا مانع رہی معاف فرماویں آج دس روپیہ کا منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں اور آئندہ بھی انشاء اللہ جب تک ہو سکے گا یہی قیمت ادا کیا کروں گا۔ نئے خریدار پیدا کرنے کی غرض سے میرے ہاتھ میں الحکم جیسا گرامی قدر پرچہ اس وقت ایک ہی نہیں اور سب سے بڑے اکثر لوگوں کو تحریک کرنے کی غرض سے تقسیم کرتا رہا مگر افسوس جب کبھی وہ قدر نہیں ہوئی جو ہونی چاہئے تو پھر ہر حالت پر کیا افسوس۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے الحکم کو ترقی بخشے اور ہم لوگوں کو اس سے مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ میں انشاء اللہ کوشش کرتا رہوں گا کہ الحکم کی اشاعت میں توسیع ہو۔

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ جو محبت اور قدردانی آپ نے الحکم کیلئے ظاہر کی ہے وہ قابل رشک ہے۔ دس روپیہ پہونچ چکے ہیں۔ میں محض اس خیال پر کہ آپ کو حسب تحریک توسیع اشاعت میں مدد ملے ہفتہ وار دس کاپیاں الحکم کی آپ کے پاس بھیجا کروں گا۔ منشی عبدالعزیز صاحب الحکم کے لئے خاص جوش اور عشق رکھتے ہیں اس سے پہلے بھی آپ نے ایک مرتبہ بطور ڈونیشن مجھے مدد دی جس کے ذریعہ بہت سے غریب اور غیر مستطیع احباب مستفید ہوئے اور آپ

کی اب بھی یہ حالت ہے کہ اپنا پرچہ بھی دوسروں کو بغرض تحریک دیدیتے ہیں یہ ایثار کی عمدہ مثال ہے۔

توسیع اشاعت یا تحریک توسیع اشاعت کے متعلق کوئی اور خط قابل اندراج نہیں آیا۔ جو صاحب ذاتی طور پر خریدار ہوئے ہیں ان کا ذکر اس کالم میں نہیں ہوتا۔ البتہ سہ ماہی رپورٹ میں ذکر کروں گا۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس مرتبہ سہ ماہی رپورٹ گذشتہ سہ ماہی سے شاید کم ہو۔

الحکم میں ایک نیا کالم کھولا جاوے

مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی تحریک کرتے ہیں کہ الحکم میں ایک صفحہ تاویل الاحادیث والرؤیا الصالحہ کے لئے وقف کر دیا جاوے آپ لکھتے ہیں کہ اگر یہ کالم کھولا جاوے تو بڑا مفید اور موثر ہوگا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر یا دیگر اشخاص جو رویا دیکھیں تاویل و تعبیر کیلئے الحکم میں شائع کر دیں۔ ناظرین الحکم تاویل کریں جس کی تاویل و تعبیر کا ظہور مشاہدہ میں موؤل یعنی بتانے والے کی تاویل کے مطابق ظاہر ہو۔ اس کو رائی یعنی رویا دیکھنے والا کچھ انعام دے جو رویا دیکھنے والا اور قرائن والی ہوں ان کے متعلق مجہول رائے کو علیحدہ کارڈ کے ذریعہ استغفار و انابت کی ہدایت کرے اور تاویل نہ کرے اس باب سے ناظرین الحکم حظ وافر اور تاویل الاحادیث کا علم بتکرار حاصل کریں گے۔

ایڈیٹر۔ ہمیں تو کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ کثرت رائے ناظرین پر موقوف ہے اور انعام کی شرط نامناسب ہے۔

تعبیر طلب

مولانا موصوف ایک رویا بغرض تاویل درج کرتے ہیں۔

رویا

میں نے دیکھا ہے کہ کسی شخص نے پانسو پونڈ کی رقم روانہ کی ہے صرف فارم دیکھا ہے رقم نہیں دیکھی پونڈ کی رقم کو ضرب دی کہ اس نے روپیہ معلوم ہو جاویں کہتے ہیں ضرب دینے کے بعد چھتیس ہزار روپیہ حاصل ضرب ہوا۔ (کوئی صاحب تعبیر لکھیں)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور ہی تشریف فرما رہے۔ ۹ اور ۱۰ جون ۱۹۰۴ء کو آپ قادیان رہے آپ کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے۔

خاندان رسالت کے ممبر بھی خیریت سے ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت خداوند کے فضل و کرم سے تندرست دارالامان میں موجود ہیں۔ خدمت دین میں معروف ہیں مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ چلے گئے۔

۳۔ موسم خوب بدل گیا ہے خوب گرمی پڑتی ہے۔ اندھیاں آتی ہیں اور کبھی کبھی خفیف سا تقاطر بھی ہو جاتا ہے۔

حالات مقدمہ

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدمہ میں ۱۹ جون ۱۹۰۴ء مقرر ہے جس میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے گواہ استغاثہ کرم الدین پر کرم الدین جرح کرے گا اور ثناء اللہ امرتسری پر جرح ہوگی۔

مقدمہ بنام کرم الدین میں شہادت استغاثہ ختم ہو چکی ہے اور کرم الدین اور فقیر محمد پر فرد قرارداد جرم مرتب ہو کر سنائی گئی۔

کرم الدین نے پھر شہادت استغاثہ پر جرح کرنی چاہی چنانچہ بابو غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار پر مکرر جرح بھی ہو چکی ۱۳ جون ۱۹۰۴ء کو حافظ عبدالقدوس صاحب پر جرح ہوگی اور پھر ایڈیٹر الحکم ستغیث پر اور ۱۸ جون ۱۹۰۴ء کے لئے مولوی عبدالکریم صاحب کو بھی مکرر جرح کیلئے بلایا گیا ہے۔

الہامات

۱۔ ۸ جون ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور ایک الہام کا خلاصہ

خدا تیرا دوست ہے اسی کے صلاح و مشورہ پر چل

۲۔ دوبارہ الہام ہوا۔

عفت الدیار محلہا و مقامہا

انی احافظ کل من فی الدار

اعلیت سکل النیم

معذرت

ا۔ مقدمہ کی مصروفیت کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ میں فی الحال الحکم کو ٹھیک تاریخ پر شائع کرنے سے محض ناقابل ہوں

لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا

جو لوگ اس وقت شکایت کرتے ہیں کہ ذرا دیر سے اخبار پہونچتا ہے وہ مجھے معذور سمجھیں مقدمہ کی مصروفیت کے ساتھ ہی کاتب اور پریس مین کی قلت اور دقت بھی خاص طور پر ہو رہی ہے۔ جس کا انتظام اس طرف کی فراغت کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس قسم کی مشکلات در پیش ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے امید ہے وہ دور کریگا۔ یہ اطلاع کافی سمجھی جاوے اور بار بار خط لکھ کر تکلیف نہ دی جاوے۔ کیونکہ خطوط کا جواب لکھنے کیواسطے بھی مجھے موقع اور فرصت نہیں محرر مطبع کی خدمات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دارالامان سے غیر حاضری کیوجہ سے آپ کے دولت پر منتقل ہوئی ہوئی ہیں۔

(ایڈیٹر)

امرتسر ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات

ہم نے الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں اس امر پر زور دیا تھا کہ امرتسر ڈویژن کی اصلاح حالت اور درستی انتظام ڈاکخانجات کے لئے ڈاک خانہ کی اعلیٰ اتھارٹی کو مناسب ہے کہ وہ موجودہ سپرنٹنڈنٹ جناب ... صاحب کو اسی ڈویژن میں مستقل کر دیں یا کم از کم ایک معقول عرصہ تک انہیں اس ڈویژن میں رکھا جاوے۔ چنانچہ ... الحکم میں خصوصیت کے ساتھ ہم نے اس سوال پر بحث کی ... جنرل ڈاکخانجات ... اور صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب کی خدمت میں دفتر الحکم سے خاص جذبات کی ساتھ توجہ کیلئے بھیجے گئے اور ہمیں انتظار تھا کہ ... آج ہم خوشی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ

ڈاک کے اعلیٰ افسروں نے نہ صرف خلیفہ صاحب کو سپرنٹنڈنٹی کے عہدہ پر مستقل فرمایا ہے بلکہ تسمبر ڈویژن میں آنکو یکم مئی سنہ ۱۹۰۴ء سے مقرر کر دیا گیا ہے ہم اس تقرری پر خلیفہ صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں مگر دراصل یہ امر ہمارے لیے سب سے زیادہ مسرت اور مبارکبادی کا باعث ہے کہ ہماری تحریر رائیگان نہیں گئی ہے اور شنوائی ہوئی اور اس پر مناسب نوٹس لیا گیا۔

خلیفہ صاحب اپنے فرائض کو خوب سمجھتے ہیں انہوں نے اس سے پیشتر بھی ہماری ان تحریروں پر جو اس ڈویژن کے متعلق اصلاح امور میں لکھی ہیں نوٹس لیا ہے اور آئندہ بھی ہم انکی ذات سے توقع کرتے ہیں کہ وہ بہت کچھ اصلاح کریں گے۔ اور ہماری ان تحریروں کو جو ڈاکخانہ کے متعلق نکل رہی ہیں پورے غور سے پڑھیں گے

مدرسہ تعلیم الاسلام کی موجودہ ضرورت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک خاص ضرورت کیلئے ایک پرجوش دردمندانہ سرپرست اپیل کی تھی اس پر برادرم منشی عبدالعزیز صاحب کی چٹھی کسی دوسری جگہ درج کی گئی ہے ابھی تک اس چٹھی کی اشاعت کا موقع نہیں ملا۔ تاہم جن بزرگواروں نے مدرسہ کی اس ضرورت کو محسوس کیا ہے اور اس کے لیے رقوم بھیجی ہیں ان کی رسید ذیل میں دکھائی جاتی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ منشی محمد عبدالعزیز صاحب کی تجویز پر اگر عمل درآمد ہو گیا اور قوم نے اس اپیل کو پانسو روپیہ کے لیے محدود نہ سمجھ لیا بلکہ اپنی جگہ وہ رقوم بھیجتی رہی تو یہ اپیل مدرسہ کی کئی ایک پیش یا افتادہ ضروریات پر اپنا مفید اثر ڈالے گی۔ اب ہم بغیر کسی مزید تمہید یا تحریک کے رسید دیتے ہیں

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور	یکصد روپیہ
ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	عـــہ
منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلیگراف ماسٹر پشاور	مــہ
منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلیگراف ماسٹر سرگودھا	عـــہ
شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد	عـــہ
میزان	۱۳۱

پانسو کی رقم میں تو ماہ میں ۱۳۱ روپیہ ساٹھ روپیہ چار آنہ کی کمی باقی ہے۔ جسکو جلد تر پورا ہو جانیکی امید ہے

مذہبی تعلیم

عام مدارس میں جس طرح پر تعلیم دیجاتی ہے اور جس رنگ میں مذہبی رنگ چڑھنے نہیں پاتا بہتوں کے نزدیک اس پر بحث مباحثہ ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی بالکل لامذہب ہے اور ہندوستان میں مذہبوں اور عقیدوں کی وہ کثرت ہے کہ اگر مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جاوے تو دنیا درہم برہم ہو جائے اس لیے تعلیم کے قانون یا ضوابط اور قواعد میں دینیات کا کچھ ذکر نہیں۔

جہاں تک خیال ہے سب سے پہلے مشنریوں نے اس طریقہ تعلیم کی شکایت کی تھی اس بنا پر کہ اس میں مذہب کا کچھ لحاظ نہیں اس کے مسلمانوں نے یہ تحریک لی۔ اب ہندوستان کا تمام تعلیم یافتہ طبقہ بلا لحاظ رنگ و روپ کے یہ صدا بلند کر رہا ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا جاوے تو انکی حجت بڑی قوی ہے وہ کہتے ہیں کہ جو سائنس اور علوم لڑکوں کو پڑھائے جاتے ہیں ان کے اثر سے نوجوان طالبعلموں کے دلوں سے پچھلے مذہبی خیالات تو مٹ جاتے ہیں اور انکی بجائے کوئی نیا مذہبی خیال جاگزین نہیں ہوتا۔ اس کا آج یہ نتیجہ ہے کہ جو لوگ استادوں کو مثل باپ کے سمجھتے تھے اور باپ کو خدا کے دوسرے درجہ پر تصور کرتے تھے وہ لوگ جو سچائی اور نیکوکاری اور وضعداری وراثتاً اختیار رکھتے تھے ان کی اولاد اس نئی تعلیم کی بدولت نہ بڑوں کا لحاظ کرتی ہے نہ نیک و بد میں تمیز کرتی ہے نہ اخلاق و آداب کی پابند ہے بلکہ برعکس آزادگی پر فخر کرتی ہے۔ تہذیب اخلاق کے یہ معنی ہیں کہ آدمی اپنے نفس کا تحفظ کرے۔ اور بچہ ان باتوں سے نفس گریز کرتا ہے۔ وہ عزیزوں کی دلداری کے لیے اختیار کرے اور اگر اس کے خلاف نفس ہی کے احکام مانیں اور اسکو آزادی سے موسوم کریں تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسے آزاد انسان میں اور اس حیوان میں کیا فرق ہے جو بالکل اپنی مرضی کا تابع ہے جب چاہتا ہے لات مار بیٹھتا ہے تھتھن ہلا دیتا ہے اور اپنے ہمجنسوں کا کچھ خیال نہیں کرتا۔

مذہب کو ہمارے عاملان شریعت یا دوسرے قوموں کے مذہبی پیشوا چاہے کتنا ہی الگ رکھیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذہب کا سب سے پہلا کام انسان کی دنیاوی زندگی کا تزکیہ اور تصفیہ ہے بلکہ شاید اگر یہ کہا جائے کہ مذہب کی علت غائی بھی یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے تمام مدارج اور تمام قالبوں کو جلا دے اور انسان کو بجز آسائش دیکھنے خوشی حاصل کرنے میں مدد دے تو ہرگز بیجا نہ ہوگا دنیا کی کسی مذہب کی شریعت اٹھا کر دیکھو اصول کی باتیں سب میں ایک سی ہیں۔ خاصکر جہاں تک کہ اخلاق کو تعلق ہے البتہ عبادت کے طریقے یا مذہبی رسمیں ادا کرنے کے راستے ضرور مختلف ہوں گے اگر ان لوگوں باہم اکٹھا رہکر زندگی بسر کرنیکی خواہش نہ ہوتی تو اخلاق کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف احتیاج مندی کی وجہ سے خلیق ہونا چاہیے۔ اسکے دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلق اور تواضع دوسرے کے لیے اسقدر مفید نہیں جسقدر کہ اپنے لیے مفید ہے۔ اخلاق کا رنگ بنیاد ادب ہے سب سے پہلی صفت جو انسان کو سیکھنی چاہیے وہ ادب ہے کیونکہ طفولیت میں اس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور آئندہ زندگی میں یہ صفت برابر انسان کی رہنمائی کرتی رہتی ہے اور آخیر تک ساتھ دیتی ہے۔ جوان ہو کر جب برابر کے لوگوں سے ملتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں یا ان کی عزت کرتے ہیں یا بوڑھے جب چھوٹوں سے شفقت اور جان نثاری سے پیش آتے ہیں۔ تب بھی اسی صفت کا اثر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر شریعت میں ادب کی سخت تاکید کی ہے مسلمانوں کے یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کے بعد اگر کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو وہ والدین میں گویا بچپن ہی سے ادب کی تاکید کی گئی ہے جب طفولیت کا زمانہ ختم ہوتا ہے اور تعلیم کا زمانہ آتا ہے تو ضرورت ہوتی ہے کہ والدین سے الگ ہو کر ایک غیر جگہ جائیں۔ جہاں استاد یا معلم کی حکومت ہوتی ہے اس لیے مذہب تاکید کرتا ہے کہ استاد کو مثل باپ کے سمجھیں جس سے یہ مطلب ہے کہ جو ادب بچپن میں والدین کے ساتھ رہکر حاصل کیا ہے وہ ضائع نہ ہو جائے بچپن کی عادتیں پختہ نہیں ہوتیں۔ اگر ادب والدین ہی کے مقابلہ میں لازم قرار دیا جاتا اور استاد کے پاس رہکر ادب کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو بچہ ادب بالکل بھول جاتا تعلیم کے طویل زمانہ میں یہ عادت پوری طرح پختہ ہو جاتی ہے بلکہ طبیعت ثانی بنجاتی ہے اور پھر آخر تک اس کے مٹنے کا کچھ کھٹکا نہیں رہتا غور سے دیکھو تو استاد کا ادب باپ سے زیادہ کرنا چاہیے یعنی یہ کہ تعلیم کے زمانہ میں ادب کرنے کی عادت کو راسخ کر سکے پس اور عادتوں کو راسخ ہونیکا یہی زمانہ ہے یہ ایک عجیب بات ہے کہ والدین خاصکر استاد کی اتنی تعظیم کرنا کہ وہ خدا کی عبادت کو قریب پہونچ جائے۔ خاص مشرقی قوموں کی عادت ہے اہل یورپ کو ہمیشہ اس بات کی شکایت رہتی ہے کہ ان کے طالب علم استاد کا اتنا ادب نہیں کرتے۔ چنانچہ بہت عرصہ ہوا مسٹر پارسین نے اسی مضمون پر ایک عمدہ آرٹیکل میگزین میں لکھا تھا لیکن ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے ایشیائی اخلاق اور ایشیائی آداب کا شین لباس اتارتے وقت ادب کی پگڑی بھی سر سے اتار دی ہے۔ مدرسوں اور کالجوں کے کمروں میں جس طرح استاد سے یہ لوگ پیش آتے ہیں شاید کسی بے تکلف دوست سے بھی نہ آتے ہوں گے اس زمانہ میں استاد کی کسی بات کی زینت نہیں رہی اور اس لیے تعلیم کا اثر انکی اخلاق پر کچھ نہیں ہوتا۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ مذہب کی زبان نہ ان پر کام کرتی ہے نہ ان کی جاتی ہے تاکہ وہ بطریقہ پر کھپاتی ہے جس کا اثر ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو ایسا کہ جیسا غارے میں سوراخ ایسا مصنوعی اخلاق عملی زندگی کے بہت چھوٹے سے صدمے سے مٹ جاتا ہے اور انسان اور بیرسٹر ہونے سے پہلے بد اخلاقیوں کا شکار بن جاتا ہے تعلیمیافتہ نوجوانوں میں مذہب کی طرف سے جو مذہب میں آج کشیدگی اور بے دلی محسوس ہوتی ہے ہمارے اسلاف اسکو یورپین اور انگلش لٹریچر کی طرف منسوب کیا کرتے تھے اس کا فیصلہ قطعی بہت مشکل ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ لٹریچر قوم کے خصائل کی عکسی تصویر ہے اور یورپ کی خصلت کی آج یہ حالت ہے کہ قریب قریب یونیورسٹیوں میں دینیات کو نصاب تعلیم سے خارج کر دیا ہے فرانس اور جرمنی کے اعلیٰ تعلیم گاہوں میں اسکی کچھ وقعت نہیں انگلستان کی کیمبرج اور اسفورڈ یونیورسٹیوں میں دینیات کا مضمون لازمی نہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی نابالغ طالبعلم اپنے دل کا سرٹیفکیٹ پیش کرے تو اس کو گرجا کی حاضری معاف کی جاتی ہے۔ البتہ اڈنبرگ کی یونیورسٹیوں میں ابھی تک سینٹ انڈریو کا لج جان ناکس کے نام کی عظمت کرتا ہے اور یہاں دینیات کو لازمی سمجھتے ہیں یورپ کی اس درجہ بے توجہی دیکھکر ہم کو ایک لحاظ سے بہت تعجب ہوتا ہے اگر تم کسی دولت کے لیے مثلاً انگلستان فرانس جرمنی کی کانسٹی ٹیوشنل تاریخ پڑھو اور دیکھو کہ اس کی گورنمنٹ اور سوسائٹی نے کیونکر رفتہ رفتہ ترقی کر کے یہ درجہ حاصل کیا ہے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہر ملک کی کانسٹیٹیوشن کی بنیاد یونان اور روم کی کانسٹیٹیوشن پر ٹھہری ہوئی ہے اور جب یونانیوں اور رومیوں کی تاریخ پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی قوم دنیا میں اس سے زیادہ مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی تو وہ قدیم مصری تھے۔ ورنہ یورپ میں یونانیوں سے زیادہ کوئی قوم مذہبی نہ تھی۔ ہمارے نزدیک یورپ اندلس کے عربی فلاسفروں کی تصانیف سے منقول ہوا تثلیث کے قائل ہو کر ابن رشید قرطبی اندلسی کے رسائل متعلق "ہمہ اوست" انکی سمجھ میں آئے اور اسلام ان کے قلوب متحرک ہو کر بے دینی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس کی نسبت ہم آئندہ نمبر میں بحث کریں گے۔

(نیر آصفی مدراس)

تناسخ کا رد ۱

قاعدہ ہے کہ جس وقت ترقی کا آفتاب کسی خطۂ زمین پر اپنے جوہر دکہاتا ہوا چمکتا ہے اسوقت علم کی پہیل جانیوالی روشنی دماغون سے عقل پر پڑے ہوئے پردے اسیطرح اٹھا دیتی ہے جسطرح دہوپ ان تیرگی کے کالے کالے دہوئون کو مٹا دیتی ہے جو روئے عالم پر چھائے ہوئے اندہیرے یا جہالت کی تاریکی کے کھینچے ہوئے نقشے تعبیر کیے جا سکتے ہین ۔ لیکن افسوس تجربہ نے ثابت کر دیا کہ اس آفتاب کی روشنی سے صرف وہی آنکھین فائدہ اٹھا سکتی ہین جنکی بینش کا دائرہ وسیع اور جنکی دانش کا پایہ بلند ہو یا دوسرے لفظون مین اس عقلمند کی آنکھین جس کو بہلائی برائی مین تمیز اور نیک و بد مین امتیاز ہو مگر الٹی تپ چڑھی ہوئی آنکھ ترقی کے چمکتے ہوئے آفتاب اور علم کی پہیلی ہوئی روشنی سے ویسی ہی بے فیض ہے ۔

جیسے فی زمانہ ان آریون کی وہ کم بین آنکھین جنپر تعصب اور جہالت کا جالا چھایا ہوا ہے جو انکو دیکھنے نہین دیتا کہ دنیا مین کیا کچھہ چھان بین ہو چکی اور کیا روز بروز ہوتی جاتی ہے وہ آنکھین بند کیے دن رات اسی کورانہ اندہیرے مین رہا کرتے ہین ۔" دیکھیے اب کی مرتبہ گدھے کا جنم ہوتا ہے یا الو کا " ان کے خیالات کی اواگون ایک کی فرضی اور مذہبی اواگون کی نقشہ ان کی آنکھون کے سامنے کھینچ کر اون کو مسخ بنائے ہوئے ہے اور انکا خدا اون کو گائے بیل بنانے کی دہمکیان دیکر اس جادوگر کا پارٹ کر رہا ہے جسکو ہم حضرت موسیٰ کے سامنے سامری کی حیثیت مین کہڑا ہوا پاتے ہین ۔ ان کے سب سے بڑے مذہبی لیکچرار کا قلم ثبوت تناسخ کے وسیع اسٹیج پر پکار پکار کر کہہ رہا ہے ۔

" مسئلہ اواگون کی رو سے دو قسم کے جسم مانے گئے ہین ایک کرم جونی دوسرے بہوگ جونی ۔ کرم جونی مین کام کیے جاتے ہین بہوگ جونی مین کرمون کی سزا بہگتنی پڑتی ہے ۔ جس جسم مین سمجھنے کی طاقت اور نیک و بد کی تمیز دیکہی ہے وہ کرم جونی اور جس جسم مین نہین دیکھی وہ بہوگ جونی ہے ۔ اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی بہوگ جونی ہین ۔ چونکہ حیوان بہوگ جونی ہین وہ نیک یا بد کام نہین کر سکتے ۔ جسطرح جیل خانہ کے قیدی کو سزا کی میعاد گذارنے کے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہوتی ہے اور وہ پہر جس درجہ جسمانی سے متنزل ہوا تہا اسی درجہ مین انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کی نرا یا عمال سے نہین "۱

اے مذہبی الو کہے یل لو ڈہونڈنے والے مکان یا آریون کے خدا واقعی تونے نعمت زمین زالی رفارم پیدا کی ۔ اب آج سے تجھکو تیرے ذلیل یقین آریہ ظالم اور جابر نہ کہینگے ۔ لیکن ہم انکو اسطرف توجہ دلاتے ہین کہ جب انسانی حالت کرم جونی قرار پائی اور بہوگ جونی کی نیک و بد کا اس پر کچھہ اثر نہ رہا ۔ پہر بھی اگر پیدائشی اندہے بہرے لنگڑے پیدا ہون تو بیشک ان کا وہمی خدا اپنے من گہڑت قوانین کا پابند نہین بلکہ وہ ایک ظالم بادشاہ ہے جس نے قوانین بنائے ہین پس ایسے ظالم خدا کو چہوڑ کر اس خدا کے آگے سر جہکانا چاہیے جو کہ ظالم نہین جابر نہین جادوگر نہین بلکہ تمام مخلوق کا خالق ہے معبود ہے قادر ہے جس کی قانون قدرت کے آگے چہوٹے بڑے سب ایک سے ہین ہان انکی حالتون کا تفاوت اور انکی نوع کی تفریق اسکی قدرت اور صنعت کی ان گنت نمونے ہین جن پر اہل بصیرت کی آنکھین انکی دل کیطرح مفتون ہوکر اس ایک صانع اکمل اور قادر سلطان کیطرف لگی ہوئی ہین جو اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق کو صبح و شام رزق دیتا ہے پالتا ہے پرورش کرتا ہے اور پہر ایک محبت سے اپنی طرف واپس بلاتا ہے ۔ (نامہ نگار از ہردوئی)

(بقیہ حاشیہ کالم اول) ہے ربا ۔ اندہیرے ۔ ۔ ۔ خدا ہوگی اسکی سزا ملنا ہی منشہ جا ۔ کیونکہ یہ سب کام اس کے بہوگ یونی مین ہوتے ہین اور اندہا پن اس کے بہوگ یونی ہونیکا بدیہی ثبوت ہے ویسے ہی ہم دیکہتے ہین کہ بندر طوطے مینا وغیرہ جانورون مین نیک و بد سمجھنے کا عمل حرص چوری زنا ڈکیتی جملہ جرائم حیوانات مین موجود ہین اور جب ان کو تعلیم دی جاتی ہے تو وہ اس تعلیم کے موافق عمل کرنے لگ جاتے ہین اس اعتبار سے جسکو پنڈت صاحب نے بہوگ یونی خیال کیا ہے بہوگ یونی نہین ۔ فہم و تمیز پائے جانے کے سبب کرم یونی ہے اسکی بھی سزا انکو ملنی چاہیے ۔ بندر ، طوطا وغیرہ حیوانات اکثر ہمارے ساتھ اور انسان وغیرہ کے ساتھ احسان کرتے ہین بیوجہ ان کو اس کا نیک ثمر ملنا چاہیے ۔ اور ان کا قالب حیوانی بہوگ یونی نہین ہو سکتا بلکہ کرم یونی ہی ہے آپ کی تقسیم ہی صحیح نہین ۔

۲ جیل کی تمثیل صحیح نہین سبب یہ کہ جس قالب مین جرم کیا اسی قالب سمیت وہ جیل مین سزا پاتا ہے دوم جیل کے عمل پر بہی سزا ہے جو قیدی جیل مین شرارت سے باز نہ آئے اسکو جیل مین بہی سزا ملتی ہے اور نیک چلن کو تخفیف دی جاتی یعنی محض قید سے اسکا وقت پورا کیا جاتا ہے

ردّ تناسخ ۲

مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات اور نباتات کی زندگی کے درمیان ایک نہایت تعجب خیز مشابہت موجود ہے کہ یہی روح حیوان تناسخ کے طریق سے شجر و نباتات مین منتقل ہوتی ہے یا اہل اسلام کیطرح حق پر آ جاینگے اور صدق دل سے جان لینگے کہ انسانی روح کسی قالب مین منتقل نہین ہوتی بلکہ نباتات کی طرح خدائی فیضان سے مدارج اعلیٰ و ادنیٰ جو کہ اوس کی ذات کیلئے بہتر و مناسب خدا نے مقدر کئے ہیں حاصل کرتی ہے ۔

جسطرح انسان و حیوان کے بدن مین ایک قوت مدبرہ ہے جو کہ مضار اشیاء و ردی اسباب کو جسم سے خارج کرتی اور جرح و زخم کو بہرتی اور غذا کو جزو بدن بناتی ہے ویسے ہی نباتات مین بہی ایک قوت ہے جو درخت کے جسم سے مضار اشیاء اور ردی اسباب کو خارج کرتی اور چوٹ کے زخمون کو بہرتی اور غذا ارضی و ہوائی و شمسی کو درخت کے جسم کے جزو بناتی ہے جسطرح انسان کے پہیپہڑے مین سے خراب ہوا نکلتی اور دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتی ہے ویسے ہی درخت کے جسم سے کاربونک ایسڈ نکلتا ہے ۔ اسی واسطے رات کے وقت درخت کے نیچے سونے سے منع کرتے ہین کہ رات بہر درخت کے سانس یعنے کاربونک ہوا خراب کے اس کے جسم سے خارج ہوتی ہے بدن حیوان مین نہ اثر کرے اور مشاہدہ سے بہی ثابت ہوا کہ جسطرح انسان

(بقیہ حاشیہ کالم دوم) اور اگر لو دوسرے کی اپیل سے چھوڑ دیتے ہین یہان پرمیشور کی جناب مین اپیل کی سماعت نہین اور تمثیل غلط ہونیکی علاوہ قیدی جانتا ہے کہ مین فلان جرم کی سزا پا رہا ہوتا اور یہ حیوانی قالب غرضی قیدی بالکل نہین جانتا کہ مین قیدی یا فلان جرم کی بابت گرفتار ہون بلکہ خوش ہان ستاتا اور جون چھوڑنے یعنے مرنے کو ناپسند کرتا موت سے بہاگتا اور جان چہپاتا ہے ۔

پنڈت جی کی رائے غلط ہے اگر با وانش عمل ہے تو اس تناسخ کے رو سے جسکو وہ مانتے ہین ہر قالب مین جا کر روح کو دوسری سزا کا مستحق ہونا چاہیے کیونکہ حیوانات مین پیدا ہو کر یہ انسانی حالت سے زیادہ تر خواہشان نفسانی مزے اڑاتا نفسانی شہوانی حظ اٹھاتا ہے اور نفسانی اغراض کے روکنے سے انسان ہے زیادہ مشغلا اور دشمن جان ناصح ہوتا ہے تمثیل کے طور پر جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب دولی کے بیان کا طوطی ذرا سا منہ رکہ لیجیے اور کوئی چیز کہائیے اور طوطی

کے لیے دن معیشت اور رات بسرام ہے ویسے ہی درخت کیلئے بہی دن روشنی اور ہوا سے روزی کی تلاش کا وقت اور رات وقت آرام ہے ۔ چنانچہ نباتات سوتی بہی ہے اور جاگتی ہے لباس کی بابت نباتات حیوانات سے کم نہین جسطرح مور چکیہ سنوارتا اور بن مین اپنی زیب و زینت پر اتراتا اور ناچتا ہے اسیطرح موسم بہار مین نباتات بہی طرح طرح کے سبز و سرخ لباس پہنتی اور انواع و اقسام کی شاخین نکالتی اور پہولون کے ہار اور بیلون کی بہار کے جوبن و کہاد کہا باغ مین اتراتی ہے نباتات بہی مثل حیوانات کی نر و مادہ ہین فارسلنا الریاح لواقح ہوا کے ذریعہ نر درخت کا اثر مادہ پر موثر ہو جاتا ہے ۔

درختون کا بہار پر آنا آن کا فصل کی مستی جسطرح بچے نے نمود ہوتی ہے اسیطرح درخت کا سونا جاگنا بیمار ہونا تندرستی وغیرہ بہی نباتات کی شاخون وغیرہ سے معلوم ہو جاتی ہے ۔ جسوقت آسمان پر ابر آتا ہے درخت اور کہنے لگتا ہے اور جسوقت برسات ہی درخت سو جاتے ہین اور پہر مطلع صاف ہوا اور پہر انکی آنکہہ کہلی ۔ بعض درخت رات بہر اور بعض بارش بہر پتے بند کر لیتے اور شاخین جہکا لیتے ہین جسطرح کہ گرگٹ مرغی بچون کے غم مین پڑ جاتی ہے وہ مضمحل سے نظر آتے ہین مگر دہوپ کہلنے کے ساتھہ ہی وہ مجنون کیطرح خود بخود کہل جاتے ہین اور جیوتے مجھو ئے پرندون کیطرح خوش و خرم لہلہاتے نہلے معلوم ہوتے ہین اور بارش اور غضب سے وقت نباتات کے سکڑنے یعنے پتون کو بند کر لینے کی وجہ غالب یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنی اندرونی حرارت غریزی کی حفاظت کرتی ہے مبادا کہ وہ اندرونی رطوبت کے ساتھہ بہاپ بنکر اڑ جائے اور وہ اسکی تباہی کا باعث ہو ۔ (باقی پہر)

(بقیہ حاشیہ کالم سوم) کو حصہ نہ کچھ پہر دیکہیے وہ اپنے مربی کو ابی ابی ابی ابی کہکر کیسے پکارتا ہے اور اگر مربی نے اداد نہ دی تو کیسی کیسی صلواتین سناتا اور غصہ پر غصہ لاتا ہے ۔

اسی پر تمام حیوانات کو خیال فرمائیے اور تناسخ کا فرض وہمی ڈھکوسلا ہی کہ ہو لا ئیگے ۔ بہوگ یونی کی برابر عیش اور آرام اور زندگی کرم یونی مین نہین اس عیش کدہ اور آرام گاہ کو جیل و سزا خانہ سمجہنا اون کے رات کہنا کے درجہ کی نافہمی ہے البتہ کرم یونی کے دکہون کو دیکہہ کر اگر کوئی یہ کہے کہ کوئی سانڈ یا گہوڑا یا گدہا یا بیل بہوگ یونی کی کرنی کا پہل ۔ بہوگنے کیلئے کرم یونی مین پیدا ہوا ہے انسان بنا ہے تو قدر کے مکن سی تیا کچہ بات ہو بن کی کہ انسان کیسا ہی بلند پیری کا مہیر کیسی کیسی دکہہ مین مبتلا ہوتا اور نسیتی آو پہر کیسے جاتا ہے ۔

ہمرا ہ ائی حسرت دنیا و دیم
میرن براہ نکہ کہ گبر و مسلمان فتم (بر اینیم)

دیکھو ثبوت تناسخ صفحہ ۱۹۷ ـ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیحؑ اور دونو مین سے افضل کون ہے!

سو واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور بزرگی صاف طور پر ثابت ہے اور کسی انصاف پسند آدمی کو ہماری تحقیق سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن ہمارا اصل مدعا یہ ہے کہ حضرت مسیح ایک درویش سیرت اور بے زن و فرزند مجرد آدمی تھے اور علما والسہ کہ ان حقوق سے جو انسان کو متاہل ہونے کے بعد معلوم ہوتے ہیں محض ناواقف تھے اسی لئے انکی تعلیم مین کمال نقص اور خامی پائی جاتی ہے۔

ایک جگہ وہ فرماتے ہین "کہ کل کی فکر نہ کرو۔ کیونکہ کل اپنی چیزون کی آپ ہی فکر کریگا" (مرقس ۶ باب ۳۴) اب اگر بنی نوع انسان اس حکم کی پیروی کرتے تو آج دنیا مین سوائے تہیدستی اور فاقہ کشی کے اور کچھ نہ ہوتا اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسی تعلیم سے دنیا کا انتظام کہاں تک چل سکتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کی تعلیم حالت بالکل ناقص اور ناتمام تھی۔ اور وہ قوانین تمدن و سیاست سے محض ناواقف تھے اور انکی تعلیم امور انتظامیہ سے بالکل خالی تھی۔ پس اسلئے ضرور ہوا کہ ایک کامل انسان پیدا ہو کر تمام نشیب و فراز اور حقوق عباد اور معاش و معاد کے جملہ قوانین اور قواعد اور ایمان و عرفان کے تمام مراتب و مدارج سے پورا واقف ہو آخری زمانہ مین سب نقصانون کو پورا کر دے اور تمام شرائع کی تکمیل کیلئے بھیجا جائے۔ اسکی طرف حضرت مسیح نے انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲ و ۱۳ مین اشارہ کیا ہے "کہ میری اور بہت سی باتین ہین کہ مین تمہین کہون پر اب تم ان کی برداشت نہین کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہین ساری سچائی کی راہ بتاویگی"

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی تعلیم کو ناقص اور نا مکمل کہا اور اور یہ جتا دیا کہ میرے بعد آنیوالا یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل شریعت لائیگا اور تمام سچائی کی راہون کا رہنما اور بنی نوع انسان کی تمام ضرورتون کا متکفل اور تمام نقصانون کا پورا کرنیوالا ہوگا اور اس مین یہ بھی اشارہ ہے کہ اسکی تعلیم میری تعلیم سے اکمل اور اتم ہوگی۔ کیونکہ وہ ساری سچائی کی راہ یعنی شریعت کاملہ لیکر آویگا اور کامل ہے

و ستاوامید کامل معلم ہوگا۔ اور مین اسکی نسبت ناقص اور کمزور ہون کیونکہ مین ساری سچائی کی راہ تمہین نہین بتا سکا۔

پس حضرت مسیح کے اس ایک صاف اقرار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اور افضل ہونا ثابت ہوگیا اور اسی باب ۱۶ کی آیات ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ مین حضرت مسیح یون فرماتے ہین "ولیکن مین تمہین سچ کہتا ہون کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر مین نہ جاؤن تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پھر اگر مین مرجاؤن تو مین اسے تم پاس بھیجدونگا اور وہ آنکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھیرائیگا گناہ سے اس لئے کہ وے مجھپر ایمان نہ لائے۔ راستی سے اس لئے کہ مین اپنے باپ پاس جاتا ہون اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے"

ان آیات مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے کامل طور پر اپنے حواریون کی تسلی نہین فرمائی بلکہ انکو ایک اور کامل تسلی دہندہ کی امید دلائی اور یہ جتلا دیا کہ مین تسلی دینے والا یعنے کامل شفیع نہین ہون بلکہ میرے بعد ایک اولوالعزم نبی آنیوالا ہے جسکی تعلیم میری تعلیم سے کامل اور اسکی شفاعت تمام گنہگارون کی مغفرت کا اعلے وسیلہ ہوگی اور وہ بے ایمان یہودیون کو جو مجھپر ایمان نہین لائے ان کی انکار گناہ اور بے ایمانی کے باعث تقصیروار ٹھیرائیگا اور میرے منجانب اللہ اور کلمۃ اللہ ہونیکی راستی اور صداقت کو دنیا پر ظاہر کریگا اور میرے مخالفونکو میری راستی کے باعث جھوٹا ثابت کریگا اور یہ ظاہر کر دیگا کہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا پر آیا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسی کیطرف چلا گیا ہون اور جو شیطان کی اطاعت اختیار کرینگے۔ ان کو عدالت یعنے خدا تعالیٰ کی شریعت سے مجرم ٹہرائیگا۔ پس ان تمام باتون کو آنحضرت صلعم نے پورا کیا۔ یعنے حضرت مسیحؑ کے مخالف بے ایمان یہودیون کو ان کے کفر اور گناہ کے باعث تقصیروار اور جھوٹے ٹہرایا اور حضرت مسیح کا منجانب اللہ اور ایک راستباز نبی ہونا اور دنیائے فانی سے متوفی ہو کر ہمیشہ کیلئے مرفوع الی اللہ ہونا تمام جہان پر ثابت کر دیا اور شیطان کے تابعدارون کو ابدالآباد کیلئے شریعت کی عدالت سے تقصیروار ٹھیرایا اور گناہ کی گندے اور ناپاک مسلک سے دنیا کو نجات بخشکر نیک اعمال اور توبہ کی طرف سبکو توجہ دلائی اور بموجب آیت ۱۴ کے کہ وہ میری بزرگی کریگی آنحضرت صلعم نے حضرت مسیح کی بہت بزرگی کی اور آپکی دنیا مین عزت قائم کر دی۔ پس ان آیات سے حضرت مسیح کا اپنی طہارت اور عزت کیلئے اور نیز اپنے اتباع کی کامل تسلی اور کامل ایمان کیلئے آنحضرت صلعم کیطرف بہت بڑا احتیاج ثابت ہوتا ہے اور یہی آنحضرت صلعم کی فضیلت خاصہ کی دلیل ہے اور انجیل مرقس ۱ باب ۷ و ۸ مین ہے کہ یوحنا منادی کرتا تھا کہ میرے پیچھے ایک مجھسے زور آور آتا ہے اور مین اس لائق نہین کہ جھک کر اوس کی جوتیون کا تسمہ کھولون۔ مین نے تمہین پانی سے بپتسمہ دیا۔ پر وہ روح القدس سے بپتسمہ دیگا۔ اور انہین دنون مین ایسا ہوا کہ یسوع نے ناصرت جلیل سے آکر یردن مین یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا۔

ان آیات سے ہویدا ہے کہ یہ پیشین گوئی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقمین ہے اور باقرار یوحنا یعنی یحیٰی بن زکریا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہین کیونکہ یوحنا خود کہتا ہے کہ مین اس لائق نہیں کہ جھک کے اسکی جوتیون کا تسمہ کھولون یعنی وہ مجھسے زبردست اور زورآور اور معظم ہے اور مین اسقدر بھی نہین کہ اسکی ادنےٰ خدمت بجا لا سکون کیونکہ مجھمین اور اسمین ایک بین فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ مین نے تمہین صرف پانی سے بپتسمہ دیا پر وہ تمہین روح القدس یعنی وحی پاک (قرآن کریم) سے بپتسمہ دیگا چنانچہ قرآن کریم کی آیۃ کریمہ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون اسی بپتسمہ کیطرف اشارہ کرتی ہے کہ جس کی تشریح حضرت یوحنا نبی نے اپنی اس پیشگوئی مین کی۔ یعنی اللہ کا اصطباغ اور اللہ کے اصطباغ سے کسکا اصطباغ یعنی بپتسمہ بہتر ہے اور ہم تو خاص اسی کی عبادت کرنیوالے ہین۔

اور اس پیشگوئی کی خصوصیت آنحضرت صلعم کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت مسیح یوحنا کے پیچھے نہین آئے بلکہ اس وقت موجود تھے اور نہ صرف یوحنا کے معصر بلکہ شاگرد تھے کیونکہ اس آیت مین لکھا ہے کہ یسوع نے ناصرت جلیل سے آکر یردن مین یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا پس حضرت مسیح بوجہ شاگردی حضرت یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کے ان سے افضل بھی نہین ہو سکتے اور نہ بعد مین آنیوالے مین پس یہ پیشگوئی مختص بہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی اور اس سے فضیلت حضور صلعم کی بوجہ اتم واکمل ثابت ہوئی

اور یہ جو لکھا ہے تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس آیا کہ اس سے بپتسمہ پاوے پر یوحنا نے اسے منع کیا اور کہا کہ مین تجھسے بپتسمہ پانیکا محتاج ہون اور تو میرے پاس آیا ہے۔ متی ۳ باب یہ بیان اور یوحنا کا وہ قول کہ کیا جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکین متی ۱۱ باب باہم متعارض ہین۔ کیونکہ انجیل متی سے ثابت ہوتا ہے کہ جب مسیح یوحنا سے بپتسمہ پانے کیلئے ناصرت جلیل سے یردن مین آیا اسوقت یوحنا نے یہ لفظ کہے کہ مین تجھسے بپتسمہ پانیکا محتاج ہون۔ اس سے کہا اور پھر اسی انجیل مین یہ لکھا ہے کہ یوحنا نے اپنی گرفتاری کے بعد قید کی حالت مین جبکہ یسوع جلیل کو چلا گیا ہوا تھا اپنے دو شاگردون کو مسیح کے پاس بھیجکر پچھوایا کہ کیا جو آنیوالا تھا تو ہی ہے۔ یا ہم دوسرے کی راہ تکین۔ دیکھو متی ۱۱ باب ۱۳

پس اگر یوحنا کو مسیح کو بپتسمہ دیتے وقت اس بات کا علم ہوتا کہ یہی مسیح ہے اور مجھسے افضل ہے تو پھر جلیل مین اپنے دو شاگردون کی معرفت اس سے یہ کیون پچھواتا۔ کہ کیا جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکین پس اس اختلاف سے پایا جاتا ہے کہ کسی کا ایک بیان ضرور غلط ہے خواہ پہلا ہو خواہ پچھلا اور بصورت تعارض دونو بیان ساقط الاعتبار ٹھیرینگے پس اس تناقض اور تعارض کی وجہ سے یوحنا والی پیشگوئی کا خاتم الانبیاء کے ساتھ اختصاص اور بھی بوضاحت ثابت ہو گیا۔

اور دوسری گواہی حضرت یوحنا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقمین وہ ہے کہ اس نے یہودیون کے جواب و سوال مین اپنے موعود نبی ہونے سے انکار کیا۔ یعنی وہ نبی جس کی تورات مین موسیٰ نے خبر دی تھی۔ اور یہودیون کو بر طبق پیشگوئی علاوہ مسیح کے اس موعود نبی کی انتظار تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ مین مسیح نہین ہون۔ تب انہون اس سے پوچھا تو اور کون کیا تو الیاس ہے اس نے کہا مین نہین ہون پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہین تب انہون نے اس سے کہا کہ تو کون ہے تاکہ ہم انہین جنہون نے ہم کو بھیجا کوئی جواب دین تو اپنے حق مین کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا کہ مین جیساکہ یسعیا نبی نے کہا۔ بیابان مین ایک پکارنے والے کی آواز ہون کہ تم خداوند کی راہ کو درست کرو۔ اور یہ فریسیون کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور انہون نے اس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی۔ پس کیون بپتسمہ دیتا ہے۔ یوحنا ۱ باب ۲۰ سے ۲۵ تک

ان آیات سے بصراحت ثابت ہے کہ یہودیون کو ایک بزرگ اولوالعزم نبی کی انتظار تھی اور وہ اس موعود نبی کو مسیح اور الیاس کے علیحدہ آنیوالا جانتے تھے۔ اور وہ نبی کیکر اسے تعبیر کرتے تھے اور اسکی نسبت یوحنا نے انکار کیا۔ کہ مین وہ نہین ہون اور نہ مسیح ہون۔ تب وہ نبی

نوٹ کالم اول۔ قرآن کریم مین اسکے برخلاف یہ تعلیم ہے کہ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ سورہ جمعہ یعنی جب تم پوری طور پر عبادت الٰہی کے حقوق پورے کر چکو تو پھر زمین مین پھیل جاؤ اور خدا تعالیٰ کے فضل کو ڈھونڈو یعنی جائز اور حلال طریق سے مال پیدا کرنیکی کوشش کرو تاکہ تم نجات پاؤ یعنی اپنے سارے وقتون کو کمائی اور دولت کے پیدا کرنے مین مت صرف کر دو۔ مگر بقدر ضرورت پیداکر کے پھر خدا تعالیٰ کی یاد مین لگ جاؤ اسمین تم فلاح اور برکت پاؤ گے + پس یہی حسن معاشرت کا کامل اور پاک طریق ہے جسسے خدا تعالیٰ کے لازمی اور مقدم حقوق کے ادا سے بھی سبکدوشی حاصل ہوتی ہے اور دنیا جو عالم اسباب ہے اسکی ضرورتین بھی پوری ہوتی جاتی ہین +

یہودیوں نے تاکیداً سوال کیا کہ اگر تو مسیح بہی نہیں اور الیاس بہی نہیں ہے۔ اور وہ نبی نہیں ہے تو اور کون ہے پس اوس نے وہی جواب دیا کہ مین بیابان مین ایک پکارنیوالے کی آواز ہون۔

پس بلاشک وہ نبی کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقۃً مخصوص ہوا۔ اور حضرت مسیح سے اس لفظ کو کچہہ مناسبت نہین کیونکہ یہود کو جیسا کہ ہم اوپر لکہہ چکے مین علاوہ مسیح کے ایک اور اولوالعزم مرسل کی انتظار رہتی اور نبی سے وہ موسیٰ والی پیشگوئی کا موعود اور مبشر نبی مراد رکہتے تہے۔ مسیح اس پیشگوئی کا مصداق ہرگز نہین ہو سکتا۔ پس بالضرور ثابت ہوا کہ یہ آنحضرت صلعم کے حق مین یوحنا کی مخصوص شہادت ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کو اب کیا ضرورت ہے؟

الحکم کی گذشتہ اشاعتون مین حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مدرسہ کی ایک تازہ اور اشد ضرورت کیلئے پانچسو روپیہ کی تحریک کی تہی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت مولانا موصوف نے جن احباب کو خصوصیت کیساتہہ متوجہ کیا تہا وہ توجہ کر رہے ہین چنانچہ ذیل مین ہم اپنے محترم بہائی منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹہہ کی ایک تحریر شائع کرتے ہین جو اسی تجویز کی عملی تائید ہے۔ ماسٹر صاحب اور ہمارے بہائی منشی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹہہ دینی خدمات مین اپنے مال کو صرف کرنے مین ہمیشہ خوشی اور لذت محسوس کیا کرتے ہین اور کوئی ایسی تحریک نہین ہوتی جسمین یہ بزرگ بڑہکر حصہ نہین لیتے۔ اللہ تعالیٰ انکو اس سے بہی بڑہکر خدمات دین کا موقع دے۔

ہم اب کسی زائد تمہید کے بدون منشی صاحب کا اصل خط جو انہون نے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے نام بہیجا ہے شائع کرتے ہین۔ امید ہے کہ ہمارے وہ بزرگ احباب جن کو اس خط مین مخاطب کیا گیا ہے اس حسن ظن کو جو پہلے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اور پہر ہمارے محترم بہائی منشی محمد اسمٰعیل صاحب نے انکی مالی خدمات کو لحاظ سے انپر کیا ہے صحیح ثابت کر دکہائین گے اور اپنے اپنے حصہ کی رقم جلدتر بہیجکر مدرسہ تعلیم الاسلام کی اس موجودہ ضرورۃ کو رفع کر دین گے۔ خدا تعالیٰ انکو اور ہماری ساری .... قوم کو توفیق دے آمین

وہ تحریر یہ ہے

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

کو ایک سخت ضرورت کا پیش آنا ۲۴ مئی کے پرچہ الحکم مین ظاہر کر کے مبلغ پانچسو روپیہ کی ضرورت تبلائی گئی ہے چونکہ دینی خدمات کی اشاعت کا خاص اور بڑا ذریعہ یہی مدرسہ ہے اسلئے ہماری اپنی اس معتقدانہ جماعت خاصکر صاحبان ذیل سے استدعا ہے کہ فی الحال وہی ۱۵ صاحبان جنکے نام نیچے لکہے ہین اگر اس قلیل مطلوبہ رقم کو حصہ رسدی پورا کر دیوین تو یہ کوئی بڑی بات نہین ہے صرف ۳۳ ہی حصہ مین آویگی جو حوصلہ مند بہائیون کے نزدیک کچہہ زیادہ نہین ہے۔ باقیماندہ جماعت سے جو روپیہ آویگا وہ مدرسہ کے دیگر ضروری کام مین صرف کیا جاوے۔ امید ہے کہ ہماری پیش کردہ تجویز کو ہمارے بہائی منظور فرماوین گے۔

نیازمندان
محمد اسمٰعیل و عبدالعزیز ماسٹر ٹیلر از میرٹہہ

(شیخ رحمت اللہ صاحب۔ منشی تاجدین صاحب
سید محمد حسین صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب
حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ شیخ نور محمد صاحب
منشی محمد نواب خان صاحب۔ خواجہ جمال الدین صاحب
منشی عبدالعزیز صاحب۔ محمد اسمٰعیل
شیخ عطار محمد صاحب۔ شیخ نور احمد صاحب
منشی عزیز بخش صاحب۔ بابو غلام محمد صاحب۔ بابو غلام الہی صاحب)

مکرمی برادر مولوی عبدالکریم صاحب دام عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مبلغ ۶۰ خدمت عالی مین روانہ کیئے جاتے ہین جنکی تفصیل یہ ہے کہ مبلغ ۳۰ نیازمند محمد اسمٰعیل کیطرف سے اور مبلغ ۳۰ ماسٹر عبدالعزیز صاحب کی طرف سے ہے صفحہ دوئم پر جو مضمون ہے مہربانی فرما کر پرچہ الحکم مین آئندہ ہی پرچہ مین درج کرا دیجئے ہماری دلی خواہش ہے کہ وہی ۱۵ اشخاص جن کے نام آپ نے تحریر فرمائے ہین اس رقم مطلوبہ کو حصہ رسدی ادا کر دیوین فقط

راقم نیاز
محمد اسمٰعیل ماسٹر ٹیلر رائل برلیڈ نمبر ۳

احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

کچہہ عرصہ ہوا کہ میان احمد نور صاحب نور زکنقان مولانا مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کیلئے ایک مکان بنوانیکو اسطے مخدومی و مکرمی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے تحریک کی تہی اور اس امید پر کہ اس سلسلہ کا ہر ایک فرد مہاجرین مذکور کیلئے اس چہوٹی سی خدمت مین پوری سرگرمی اور جوش سے حصہ لیگا۔ اور جلدی رقم مطلوبہ پوری ہو جاویگی تعمیر مکان کا کام شروع بہی کر دیا گیا تہا۔ لیکن آجتک جو اس تحریک پر اسکیاوہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے سوائے ان رقوم کے جنکا ذکر اس تحریک مین ہی کیا گیا تہا صرف ۲۰ روپیہ کی رقم جسمین بڑا حصہ مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب شیخ عطار محمد صاحب اور سیر ایبٹ آباد کا ہے وصول ہوئی ہے جو بالکل ناکافی ہے۔ آگے چونکہ برسات کا موسم آتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ تعمیر کا کام جلدی پورا ہو جاوے ورنہ جو روپیہ لگ چکا ہے اس کو بہی برباد ہونیکا اندیشہ ہے اس کیلئے ضرورت ہے اس امر کی کہ ہر ایک صاحب جو اس کار خیر مین حصہ لینا چاہتے ہون بہت جلدی جسقدر ہو سکے روپیہ بہیج کر اس کام کے سرانجام دینے مین مدد دین اور رقم مطلوبہ کو جس کا اندازہ دوسو تک کیا گیا ہے پورا کر دین۔ اسمین شک نہین کہ اس سلسلہ مین آئے دن دینی کامون کیلئے چندونکی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ بہی سمجہہ لینا چاہیئے کہ دینی خدمت کا یہی وقت ہے جو صاحب توفیق رکہتے ہون وہ ضرور اس کار خیر مین حصہ لین۔ رقوم وصول شدہ حسب ذیل ہین۔

شیخ رحمت اللہ ۲۰ شیخ عطار محمد صاحب ۲۰ چندہ معرفت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب از قادیان ۴ مفتی محمد صادق صاحب ۲ بہلولی شیر علی صاحب ۲ میان نواب الدین صاحب ۸ سید محمد علی شاہ صاحب نے علاوہ ۵ چندہ کے ایک کوٹہے کی چہت کی لکڑی کا وعدہ فرمایا ہے۔ مولوی امام الدین صاحب مدرس گولیکی ۲ بابو شاہدین گولڑہ ۱ میان خیر الدین گارڈ و عبدالعزیز کوہاٹ ۲ منشی نذیر الدین بہامو ۲

(محمد اسمٰعیل احمد نواب ... قادیان) [handwritten marginal note, partly illegible]

مخمس فی المدح حضرت اقدس مسیح موعود

مہدی مسعود امام الزمان بروز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام من تصنیف

ایس۔ این احمد احمدی خلف ایس۔ ایم یوسف احمدی ٹہیکہ دار کمیسرسٹ کیمپ انبالہ بازار توپخانہ

سلک گہر ہے رشتہ دو ہی سخن میرا | گویا ہے موتیونکا خزانہ دہن میرا
مرغ گل مسیح نشان ہے چلن میرا | سرسبز یہ فضا ہے ہمیشہ چمن میرا
مداح ہو نہین اس شہ عالیمقام کا
جر جان تن ہی خاص رسول انام کا

یہ مصطفیٰ کے گلشن دلکی بہار ہین | دیکہا آسمان کو یہ ماہ کمال مین
بر اشتباہ یہ جو اسکے ہلال ہین | اور آفتاب دولت دین بیمثال ہیں
یہ مصطفیٰ کی جان ہین اور دلکے چین ہین
یہ مصطفیٰ کی جان ہین معصوم و مین ہین

ہو گل یا ماہ بیمثل بین بہر پیر | بستان احمدی کا ہے ہر سو ہمیشہ سیر
ہے شرک کے مہر مین یہ تیر | قتل مرتد کو تیز و دیکہیں تکبیر
مردود ہین جو رکہتی ہین بغض اس حبیب کو
مردود مین جلین گے وہ پائین عذاب کو

کیا وقت بالتکرم ہے | آیا ہے جسکی شان مین الان دلیا
قرآن نے ہر یہ تفصیل ہے کہا | یہ مرتبہ ہے انکو دیا حق تعالیٰ نے
از اتباع سنت نبوی ہے بالیقین
چلتی ہین اب قدم بقدم فخر مومنین

ستراج اولیا زمان بیکس ہے | باغ ولا کو سرو روان سبز ہین
مفتاح فضل مرسلان سپر بیل | یہ ترز فکر و وہم و گمان سے بری ہین
بے مثل لا نظیر ہین اور بیعدیل ہین
کافی یہ ہے کہ فور رضائے جلیل ہین

مرسل کو مانین لاریب یہ حقیقت سے شاد ہین
یہ یقین ہو لقا ہین یہ شمع معرفت ہین یہ داد ہین
سرگرم انکو نعین قدم کو مل ہے
اور تبلیغ کو بدل کر چل ہوئے

اے عرض ہے نصیب کہ اوج کمال | ہے بارگاہ تیری ہمیشہ بزوال
تیری ہو سکیگی نہیں طاقت مقال | آیا ہوں تیرے در پہ بیمر بیحال
اس مرتبہ کی عیوض مین بہی یہ صلہ ملی
سایہ مین مہدی پاک کے عمر گذر جاوے

امرتسر پٹھانکوٹ لائین

بٹالہ کا ریلوے سٹیشن اور کمی عملہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ریلوے سٹیشن بٹالہ کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اور محکمہ ریلوے کے اعلیٰ افسروں کو توجہ دلائی تھی کہ بٹالہ کا ریلوے سٹیشن امرتسر پٹھانکوٹ لائین پر سب سے بڑا ریلوے سٹیشن ہے۔ اس لئے کہ وہ تجارت کی بڑی بھاری منڈی ہے اور بلحاظ آبادی کے بھی ایک بڑا شہر ہے۔ چنانچہ اس سٹیشن پر کام کی کثرت اور لوگوں کی آمدورفت ہی اس امر کا موجب ہوئی تھی کہ ہم نے حکام ریلوے کو ایک تیسری ٹرین کے جاری کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور افسران بالادست نے اس ضرورت کو محسوس کرکے پبلک کے فائدہ کیلئے اولاً تیسری ٹرین صرف بٹالہ تک ہی جاری کی تھی جو اب برابر پٹھانکوٹ تک آتی جاتی ہے۔ مگر جاننا چاہئے کہ جب تیسری ٹرین بڑھائی گئی تھی جو کثرت آمدورفت مسافران اور دیگر تجارتی امور کا باعث ہوئی تھی تو اس کے ساتھ ہی عملہ بھی کسیقدر زیادتی کیجاتی مگر افسوس ہے کہ محکمہ ریل کی کفائت شعاری اور کثرت منافع کے خیال نے غریب کلرکوں پر رحم ہونے دیا۔ اسپر ہم نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اس پر حکام کو توجہ دلائی کہ کم از کم بکنگ آفس میں اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کی مدد کیلئے ایک کلرک اور بڑھا دیا جاوے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کم از کم ایک زائد سنگنلر دیا جاویگا۔ لیکن ابھی تک بھی توجہ نہیں کی گئی۔ اگرچہ بیچارہ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جہانتک اس کے ممکن ہوتا ہے وقت معینہ سے پہلے سے ٹکٹ دینے شروع کرکے گاڑی کے جانے تک ٹکٹ دیتا رہتا ہے لیکن پھر بھی اسکی مشکلات کچھ کم رحم طلب نہیں ہیں۔ مسافروں کی آرام اور رفع تکالیف کیلئے ازبس ضرور ہے کہ ایک زاید کلرک کم از کم بکنگ آفس میں بڑھایا جاوے ہم امید کرتے ہیں کہ افسران ریلوے ہماری اس مکرر یاددہانی پر توجہ فرمائینگے۔ اور جیساکہ ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں درمیانہ درجہ کے مسافروں اور مستورات کی گذرگاہ کیلئے بھی الگ انتظام ہونا چاہئے۔

کیا تار اندر مکان بن گیا ہے؟

بٹالہ ریلوے سٹیشن پر سکنہ ملوالی جن دو کاتبوں ملحقہ سرائے میں رہتے ہیں ان میں سے آخری دوکان کا ایک حصہ ریلوے کی حدود کے اندر بنا ہوا معلوم ہوتا ہے تار ریلوے والوں کی حدود اگر اس لائین کا ذمہ دار انجنیر اس سوال پر غور کرے گا تو کوئی مفید نتیجہ برآمد ہونے کی توقع ہے۔

گورداسپور ریلوے سٹیشن

گورداسپور ریلوے سٹیشن کے عملہ ماتحت کو پبلک کی آسائش کا اور اپنے فرض منصبی کو مدنظر رکھکر کسیقدر مزید احتیاط سے کام کرنا چاہئے تاکہ کسی قسم کی کسی کو جائز شکایت کا موقع نہ ملے ہمارے پاس عملہ ماتحت میں سے ایک شخص کے اخلاقی برتاؤ کے متعلق ایک ناگوار شکایت آئی ہے۔ ہمارے پاس شکایت کرنے کی بجائے بہتر طریق یہ ہے کہ سٹیشن ماسٹر کو فی الفور اطلاع دیجاوے یا گارڈ کو اطلاع دیجاوے۔ اور پھر ذمہ دار افسروں کو ... ... جونکہ ... مستورات کے گذرنے کے لئے کوئی جداگانہ انتظام نہیں اور نہ زنانہ ٹکٹ کلکٹر موجود ہیں اس لئے انہیں لوگوں سے ہر شخص کو سابقہ پڑتا ہے۔ اگر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی عزت کا پاس نہ کریں تو بہت سخت افسوس ہوتا ہے۔ اسلئے اسی جگہ پر اور بھی احتیاط چاہئے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ سٹیشن ماسٹر صاحب گورداسپور توجہ فرمائینگے۔ ہم جب تک اصل واقعات کی تصدیق نہ کرلیں اسکے متعلق خصوصیت سے کچھ کی ضرورت نہیں سمجھتے بجز اس کے کہ مسافروں کی ذراسی تکلیف بھی ناقابل عفو غلطی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ہماری جان کی اور ان کی آبرو کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ کسی کو دو منٹ دیر سے ٹکٹ ملا اور وہ بیچارہ گاڑی سے رہ گیا تو بہت سا نقصان ہو گیا۔ یا کسی عورت کو گذرتے ہوئے ناگزیر واقعہ پیش آگیا۔ بس جہانتک ممکن ہے ان لوگوں کو مسافروں کی آسائش اور ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کا بہت ہی بڑا خیال رکھنا چاہئے

گورداسپور ہیڈ آفس

گورداسپور کے ہیڈ آفس کے متعلق ہم بعد میں چند مضامین افسران محکمہ ڈاک کی توجہ کیلئے لکھینگے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اس سلسلہ کو شروع کریں ہم صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن اور پوسٹماسٹر گورداسپور کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ امید ہے کہ ...

مظلومان پوسٹ آفس

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
طپیدن دل مرغان رشتہ در پارا

تمام ہندوستان کے محکمہ ڈاک کے لاکھوں ملازموں کی قسمت کا مالک اور حاکم عیالداری کے ضروریات اور حوائج اور زندگی کے آسائش و آرام کیلئے ہزاروں روپیہ تنخواہ پانیوالا۔ سردیوں میں کلکتہ کی معتدل آب و ہوا اور گرمیوں میں شملہ کی سرد و خوشگوار موسم کے مزے اڑانیوالا۔ اعلیٰ طبقے کے جنٹلمینوں اور لیڈیوں کی دلفریب اور فرحت افزا سوسائٹی کا دلدادہ ایک افسر ایک ایسے بدقسمت اور بدنصیب شخص کی مصیبتوں کی قدر کیا جان سکتا ہے جس نے اپنی جوانی کے بیس سال محکمہ ڈاک کی چٹھی رسانی میں گذارے ہوں سات آٹھ روپیہ ماہوار میں اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالا ہو اور بڑھاپے کے قریب آکر ناکردہ گناہ موقوف کیا گیا ہو۔ یہ بیگناہ شخص اگر اپنی مصیبتوں اور ظلم رسیدگیوں کی نسبت مسٹر فنشا صاحب بہادر سی ایس آئی ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کی خدمت میں اپیل کرے اور مہینوں تک جواب نہ آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مسٹر فنشا کو شاید یہ خیال ہے کہ جسطرح تین چار ہزار روپیہ کی تنخواہ پانے والا افسر اپنی نصف یا نصف سے زائد تنخواہ بچاکر ضرورت کے وقت کام چلا سکتا ہے اسیطرح ایک سات یا آٹھ روپیہ تنخواہ

کتنے دنوں ... بال بچے در بدر خراب ہوتے ... لئے مہینوں تک اور بہت سے ... میں برسوں تک اپیل کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

نانک ساہو چٹھی رساں کھنہ ضلع لودھیانہ حال موقوف شدہ نے اوائل فروری میں پوسٹماسٹر جنرل کی معرفت اپنی اپیل ڈائرکٹر جنرل کو بھیجی تھی اور افسوس کہ آج جبکہ مئی کا آخر ہے اور چار ماہ گذر گئے ہیں کوئی جواب نہیں پہنچا۔ باوجودیکہ مسٹر ولسن صاحب بہادر پوسٹماسٹر جنرل پنجاب ایک روشن ضمیر تجربہ کار اور رحمدل افسر ہیں اور باوصفیکہ انہیں محکمہ ڈاک کی ملازمت میں عرصہ دراز گذر چکا ہے لیکن محکمہ ڈاک کی لغو اور فضول اور غیر مفید ضوابط احکام اور نقشہ جات وغیرہ نے کام اس قدر بڑھا دیا ہے کہ افسران بالادست کو عرضی دہندوں کی عرضیاں اور اپیل کنندوں کے اپیل پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی کلرک نوٹ لکھ دیتے ہیں اور انہیں نوٹوں پر ان پاینہ کا حکم چڑھ جاتا ہے۔ نانک ساہو کے مقدمہ میں جو خلاف ضابطہ اور خلاف قیاس اور خلاف کانشنس کارروائی سرزد ہوئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسٹر ولسن نے اس کے مقدمہ کی مثل کو دیکھا ہی نہیں ورنہ صاحب ممدوح ایسا صریح ... جو ... پر ہوا ہے کبھی روا نہ رکھتے۔

ہم اس مقدمہ کے حالات اور اپیل کے وجوہات آئندہ اشاعت میں درج کرینگے لیکن ہم نہائت ادب کے ساتھ پوسٹماسٹر جنرل صاحب کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ ایسے ایسے نازک مقدمات اور علی الخصوص چٹھی رسانوں اور چھوٹے چھوٹے ملازموں کی اپیلیں صرف کلرکوں کے نوٹوں پر فیصلہ کرنا داخل انصاف نہیں۔ ہزآنر ... سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اپنے عہد میں سکلرلروں کو بالکل منسوخ کردیا تھا کہ جو مسلہ جات ان کے پیش کئے جائیں ان پر کوئی نوٹ وغیرہ نہ لکھا جاوے اور جہانتک ہمارا خیال ہے ان کا زمانہ پنجاب کی تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ (زمیندار)

روپیہ اُڑ گیا

ہم نے الحکم میں جب ڈاکخانہ کے محکمہ کے متعلق بعض مضامین کا سلسلہ شروع کیا تھا تو اس میں سے پہلا مضمون ہم نے نوٹ سسٹم کے متعلق لکھا تھا کہ نوٹ سسٹم کا برا استعمال بعض غریب کلرکوں اور دوسرے ماتحتوں کو سخت نقصان پہونچا دیتا ہے۔ اس کے ضمن میں ہم نے دیوی دتا مل ایک کلرک کا ذکر کیا تھا اس ذکر کے ساتھ ہی ہمارا ماتھا ٹھنکا تھا کہ اس بیچارے کو ہی مضامین کا محرک سمجھا جاوے گا حالانکہ ہماری اس بیچارہ سے کوئی خط و کتابت یا راہ و رسم کبھی نہ تھی اور نہ ہے۔ آخر جس خطرہ کا ہمکو اندیشہ تھا وہ سفیا سامنے آ کر رہا۔ یہ تو نہیں کہا گیا کہ دیوی دتا مل الحکم کے مضامین کا محرک تھا بلکہ وہ ایک آفت میں مبتلا ہو گیا ہے اگرچہ ہم ابھی تک اس کے متعلق کہنے کیلئے طیار نہیں کہ حق کیا ہے؟ کیونکہ تحقیقات ہو رہی ہے۔ جتنے منہ اتنی باتیں بن رہی ہیں۔ آج ہم فی الحال اس مقدمہ کا مختصر سا تذکرہ اور عام حالات بتاتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ پٹھانکوٹ سے ایک تھیلہ ڈاک کا بند شدہ ڈونیرہ کے نام کار ریلوے سٹیشن پٹھانکوٹ پر آیا جہاں دیوی دتا مل تعین تھا اس میں ایک کیش بیگ معہ ایک سو چالیس روپیہ بھی تھا۔ دیوی دتا مل نے اس تھیلہ کو کھولنے کے بغیر عام قاعدہ اور اعتبار کے موافق اس کو لیکر صندوق میں رکھ دیا جس کے اوپر لالہ گنپت رائے انسپکٹر ڈاکخانجات کی کرسی بھی بچھی ہوئی بیان کیجاتی ہے۔ کیونکہ اس وقت وہیں تھے آخر جب ڈاک کی روانگی کا وقت آیا تو دیوی دتا مل نے انسپکٹر صاحب کی کرسی اٹھا کر تھیلہ نکال کر حوالہ ڈاک کیا۔ اس ڈاک کے ہمراہ تانگہ پر انسپکٹر صاحب اور بعض ملازمان ڈاکخانہ اور شاید ایک ڈپٹی انسپکٹر بھی سوار ہوئے۔ ڈونیرہ پہونچکر وہ روپیہ اس تھیلہ سے کہا جاتا ہے برآمد نہیں ہوا۔ اس پر اسوقت جو معمولی اطلاع کے کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی۔ بعد میں سنا ہے پولیس نے تلاشی لی مگر کچھ برآمد نہیں ہوا۔ پھر دیوی دتا مل نے دفتر کی بعض شکایات کے متعلق پی ایم جی کو لکھا اور اپنے پاس کسی تحریری ثبوت نا واجب سختی کے ہونے کا حوالہ دیا جس پر پی ایم جی صاحب نے اپنا ایک پرنسپل اسسٹنٹ وہاں بھیجا اور سپرنٹنڈنٹ کی موجودگی میں وہ تحریری ثبوت اس سے لیا گیا اور دیوی دتا مل اب معطل ہے پھر دوبارہ پولیس نے تلاشی لی۔ مگر کچھ برآمد نہیں ہوا مقدمہ تفتیش کے لئے حوالہ پولیس ہے۔ دیکھیں نتیجہ کیا ہوتا ہے یہ واقعات عام طور پر بیان کئے جاتے ہیں ہم تفصیلی واقعات اور اصل واقعات کو لکھنے کیلئے کسی واقف کار کو توجہ دلاتے ہیں۔

تفصیل واقعات کو موصول ہونے پر اس معاملہ پر پوری روشنی ڈالی جا سکے گی اور ہم اپنی رائے کے اظہار کے بھی قابل ہو جائیں گے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انسپکٹر صاحب نے جبکہ انکو معلوم ہو گیا تھا کہ روپیہ گم ہو گیا ہے اسی وقت چاہئے تھا کہ واپس آکر تفتیش کرتے مگر اس وقت انہوں نے واپس آنا ضروری نہیں سمجھا۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ بہر حال اس وقت تک ہوائی تیر ہیں۔ لالہ گنپت رائے صاحب انسپکٹر سے ہی درخواست کرتے ہیں کہ اگر نامناسب نہ ہو تو وہ اصل حالات بھیجکر ہمکو شکر گذاری کا موقع دیں۔

(باقی پھر)

مظلومانِ پوسٹ آفس

دوسری جگہ ہم نے نانک بخش مظلوم سابق چٹھی رسان ڈاکخانہ کمھنہ کے مقدمہ کے حالات بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا جو درج کئے جاتے ہیں۔

نانک بخش چٹھی رسان بائیس سال کا ملازم تھا اور انیس سال کامل سے ڈاکخانہ کمھنہ میں کام کرتا رہا تھا۔ وقوعہ مقدمہ سے پہلے جس کا ذکر ہم آگے کریں گے وہ نہایت نیک نام رہا۔ سب پوسٹماسٹران لمھنہ اور انسپکٹران کے سب ڈویژن نے اس کے کام کی نسبت پہلے کبھی شکایت نہ کی اور اس کی سروس بک ہمیشہ بے داغ رہی۔ لیکن جب لالہ لچھمن داس سب پوسٹماسٹر نے ڈاکخانہ لمھنہ کا چارج لیا تو اس کو نانک سے ایک قسم کی عداوت پیدا ہو گئی۔

نانک اس نفرت اور کدورت کی وجہ بتلاتا ہے کہ چونکہ لچھمن داس ہندو تھا اور کفایت شعاری کی وجہ سے کوئی نیچ کا ملازم نہ رکھ سکتا تھا اسکی قدرتی خواہش یہ ہوئی کہ نانک بخش مسلمان کی جگہ کوئی ہندو چٹھی رسان ہو جو اس کے پرائیویٹ کام مثلاً پانی لانا کھانا پکانا بھی کر سکے۔ آتے ہی سب پوسٹماسٹر نے اس کہنا شروع کیا کہ اپنی تبدیلی کی درخواست کرے لیکن نانک کو بھی عرصہ دراز کی سکونت کی وجہ سے کمھنہ کے ساتھ وابستگی ہو گئی تھی اور اس لئے وہ تبدیلی کی درخواست خود بخود نہ کر سکا۔ علاوہ ازاں اس نے یہ خیال کیا کہ خود بخود تبدیلی کی درخواست کر دینے سے وہ سفر خرچ اور ٹرینزٹ پے سے محروم ہو جائیگا۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ نانک کا بیان یا خیال کہاں تک صحیح ہے مگر بتیس ۳۲ سالہ ملازمت محکمہ ڈاک کے تجربہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اکثر سب پوسٹماسٹر اور پوسٹ ماسٹر بھی سارٹروں اور ہرکاروں سے پرائیویٹ کام لیتے ہیں پانی بھرواتے اور کھانا پکواتے ہیں اور اس لئے پوسٹماسٹر اور سب پوسٹماسٹر ہندو ان کو پسند کرتے ہیں یہ کسی مذہبی تعصب سے نہیں۔ بلکہ صرف اس خیال سے کہ ہم مذہب ماتحتوں سے افسروں کے پرائیویٹ کاروبار میں زیادہ سہولت ہوتی ہے۔ ہندو پوسٹماسٹر اور سب پوسٹ ماسٹر چھوت چھات کے زیادہ قائل ہوتے ہیں۔ اس قسم کی سہولتوں کو قدرتی طور پر زیادہ خواہشمند ہوتے ہیں اور اس لئے ممکن ہے کہ لچھمن داس سب پوسٹماسٹر کمھنہ کی یہ خواہش ہو کہ نانک بخش مسلمان چٹھی رسان کی بجائے کوئی ہندو چٹھی رسان آ رکھے۔

بہر صورت باہمی کدورت اور نفرت کی کوئی وجہ ہو لچھمن داس نے ...... جون سنہ ۱۹۰ء کی صبح کو اس عذر پر (خواہ وہ عذر صحیح تھا یا بناوٹی) کہ نانک دیر سے حاضر ہوا ہے اس کو مارا اس مار پیٹ میں رول چوبی سے اس کا ایک دانت بھی توڑ دیا اور دفتر سے نکال دیا۔ اور سنا جاتا ہے کہ بذریعہ تار کے صاحب سپرنٹنڈنٹ علاقہ کو اسکی شکایت کر دی۔ نانک بخش نے جب دیکھا کہ اسے مار پیٹ بھی ہوئی ہے اور رپورٹ بھی کی گئی ہے۔ تو بقول مرتا کیا نہ کرتا اس نے تھانہ میں جاکر اپنی رپورٹ درج روزنامچہ کرا دی۔ بعد تحقیقات موقعہ اور شہادت ڈاکٹر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بہ علت ضرب شدید زیر دفعہ ۳۲۵ تعزیرات ہند لچھمن داس کا چالان کر دیا۔ لالہ لچھمن داس نے اس مقدمہ کی جواب دہی کے لئے ڈہائی ماہ کی رخصت حاصل کی۔ حالانکہ اس کام کیلئے صرف ہفتہ دو ہفتہ کی رخصت کافی تھی۔

اس مقدمہ میں کمھنہ کے اسپیشل اسسٹنٹ ... جو عیسائی تھے دوکاندار وں اور ساہوکاروں نے اور ڈاکخانہ کے ہرکاروں نے لچھمن داس کے خلاف شہادت دی مگر نانک کی بدقسمتی کہ لالہ سنت رام صاحب مجسٹریٹ نے تمام شریف معززین کی گواہی کو غیر معتبر اور غیر مستند خیال فرما کر نانک کا استغاثہ کو خارج کر دیا ہم مجسٹریٹ کے فیصلہ پر اپنی رائے مفصل آئندہ لکھیں گے فی الحال اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ لالہ سنت رام صاحب کی عدالت نے لچھمن داس سب پوسٹماسٹر کے بیان کو معتبر خیال کیا اور اپیل کرنے کے وجوہات جو درج فیصلہ ہیں وہ ہمیں قابل اطمینان نہیں معلوم ہوتیں۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب نے اس فیصلہ کو صحیح باور کر کے یہ حکم دیا کہ چونکہ نانک بخش کی غلط رپورٹ کی وجہ سے لچھمن داس کو ڈہائی ماہ کی رخصت بلا تنخواہ لینی پڑی اور اس سے اس کا ڈیڑھ سو روپیہ کا نقصان ہوا۔ لہذا یہ ڈیڑھ سو روپیہ نانک بخش ادا کرے اور جب تک نہ ادا کرے بحال نہ کیا جائے۔

نانک چٹھی رسان عیالدار آدمی تھا مبلغ آٹھ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا تھا۔ پچھلے پانچ سات سال کی قحط سالیوں کی وجہ سے ایک حبہ بھی پس انداز نہ کر سکا اس لئے اتنی گران رقم کا یکمشت ادا کرنا اسکی طاقت اور استطاعت سے خارج تھا اور اگرچہ کسی طرح بھی وہ اس رقم کو ادا کرنے کا ذمہ وار نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم حکم حاکم مرگ مفاجات اس نے بہت سی عذر و معذرت اور منت و سماجت کی بعد یہ درخواست کی کہ یہ رقم ایک دو روپیہ ماہوار کی قسط سے اسکی تنخواہ سے وضع کیجائے۔

آخر پوسٹماسٹر جنرل صاحب نے نانک بخش کو سال ڈیڑھ سال کی معطلی کے بعد عدول حکمی کے جرم میں موقوف کر دیا۔ پوسٹماسٹر جنرل کے اس خلاف انصاف خلاف قانون اور خلاف مقتضائے رحم فیصلہ پر بھی ہم اپنی رائے کا اظہار کسی آئندہ موقعہ پر ملتوی کرتے ہیں۔ اور صرف اس اطلاع پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ مظلوم نانک نے پوسٹماسٹر جنرل صاحب کے فیصلہ کی اپیل صاحب ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کو چار ماہ سے بھیجی ہے۔ لیکن تا حال جواب نہیں آیا۔

ہمارے دفتر کی فروختنی کتابیں

سلک مروارید ۔ ۴ر	النصح ۔۔۔ ۲۰۰ر
الانذار ۔۔ ۴ر	رپورٹ جلسہ سالانہ عصہ
تفسیر القرآن پارہ اول ۔۔ ۱۲	
برہان الحق ۔۔ عہ	
نمونہ قرآن مجید و سپارے ۔۔ ۴ر	
انجیل مرقس کی تحقیق ۔۔ ۱ر	
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۔ ۲ر	
حضرت اقدس کی پورانی تحریریں ۔۔ ۴ر	
اصلاح التقویٰ ۔۔ ۲ر	
حضرت اقدس کی تقریر اور خط ۔۔ ۱ر	
تفسیر سورہ و تبت ۔۔ ۲ر	

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان مطبع کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء — رجسٹرڈ ایل ۷ — منارۃ مسیح موعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اَنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃَ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

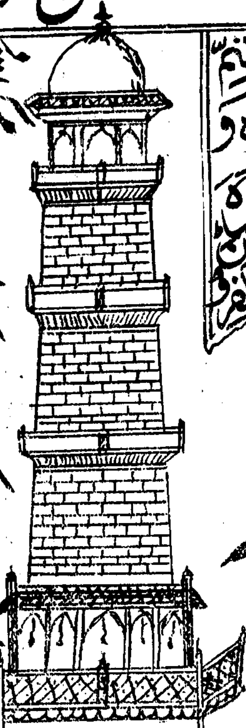

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہوجائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	[illegible]
خواص و معاونین سے	[illegible]
ہندوستان سے باہر	[illegible]
غیر مذاہب والوں سے	[illegible]
اپنی حاجت کے غیر مستطیع لوگوں سے ..)	[illegible]

نمبر ۲۱ — دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۷ء — جلد

کلمات طیبات امام

علیہ السلام والتحیۃ

تسبیح پھیرنے کے متعلق

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقامات لودھیانہ پور احاطہ کچہری کے ایک شخص نے پوچھا کہ بعد نماز تسبیح لیکر ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر وغیرہ جو پڑھا جاتا ہے آپ اسکے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] مرتب ہوا کرتا تھا۔ اور [illegible] سے بعض لوگوں کو مشکلات پیش آئی ہیں اور انھوں نے اعتراض کر دیا ہے کہ فلاں روایات میں باہم اختلاف ہے حالانکہ اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تعلیم بلحاظ محل اور موقع کے ہوتی تھی مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے پوچھا کہ نیکی کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ اس میں یہ کمزوری ہے کہ ماں باپ کی عزت نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ نیکی یہ ہے کہ تو ماں باپ کی عزت کر۔ اب کوئی خوش فہم اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ بس اور تمام نیکیوں کو ترک کر دیا جاوے یہی نیکی ہے۔ ایسا ہی اس طرح پر تسبیح کے متعلق بات ہے۔ قرآن شریف میں تو آیا ہے وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اللہ کا بہت ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اب یہ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا نماز کے بعد ہی ہے تو ۳۳ مرتبہ تو کثیر کے اندر نہیں آتا۔ پس یاد رکھو کہ ۳۳ مرتبہ والی بات [illegible] ہے۔ ورنہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو سچے ذوق اور لذت سے یاد کرتا ہے اُسے شمار سے کیا کام وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اُس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے پھیر رہا ہے اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اُس نے کہا کہ میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کر۔

درحقیقت یہ بات بالکل صحیح ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گن گن کر کیا یاد کرنا ہے۔ اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ۳۳ مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی کوئی شخص ذکر نہ کرتا ہوگا تو آپ نے اُسے فرمایا کہ ۳۳ مرتبہ کر لیا کر اور یہ جو تسبیح ہاتھ میں لیکر بیٹھتے ہیں یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آشنا ہو تو اُسے معلوم ہو جاوے گا کہ آپ نے کبھی ایسی باتوں کا التزام نہیں کیا وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا تھے۔ انسان کو تعجب آتا ہے کہ کس مقام اور درجہ پر آپ پہنچے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تھے رات کو جو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپکو اپنے بستر پر نہ پایا مجھے خیال گذرا کہ کسی دوسری بیوی کے گھر میں ہوں گے چنانچہ میں نے سب گھروں میں دیکھا مگر آپ کو نہ پایا۔ پھر میں باہر نکلی تو قبرستان میں دیکھا کہ آپ سفید چادر کی طرح پر زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سجدہ میں گرے ہوئے کہہ رہے ہیں

سَجَدَ لَکَ رُوْحِیْ وَجَنَانِیْ

اب بتاؤ کہ یہ مقام اور مرتبہ ۳۳ مرتبہ کی دانہ شماری سے پیدا ہو جاتا ہے ہرگز نہیں۔

جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے وہ ذکر الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گن کر ذکر کرنا تو کفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب و مولا سے اسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہے نہیں کہ تسبیح لیکر دانہ شماری کرے کسی نے کہا ہے

من کا منکا صاف کر

انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا سے سچا تعلق پیدا کرے۔ تب وہ کیفیت پیدا ہوگی اور وہ ان دانہ شماریوں کو ہیچ سمجھے گا۔

پھر پوچھا گیا کہ نماز وں میں تعداد رکعت کیوں رکھی ہے

فرمایا

اسمیں اللہ تعالیٰ نے اور اسرار رکھے ہیں جو شخص نماز پڑھے گا وہ کسی نہ کسی حد پر تو آخر رہیگا ہی اور اسی طرح پر ذکر میں بھی ایک حد تو ہوتی ہے لیکن وہ حد وہی کیفیت اور ذوق و شوق ہوتا ہے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے جب وہ پیدا ہو جاتی ہے تو وہ بس کر جاتا ہے

دوسرے یہ بات حال والی ہے قال والی نہیں جو شخص اسمیں پڑتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے۔ اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اُسے اپنے سامنے دیکھتا رہے اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہیگا۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک تاجر نے ۷۰ ہزار کا سودا لیا اور ۷۰ ہزار کا دیا مگر وہ ایک آن میں بھی خدا سے جدا نہیں ہوا پس یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جنکی نسبت فرمایا لَا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اسکی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے کسی کام میں مصروف ہو مگر اسکا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہیگا اسی طرح پر جو لوگ خدا کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں کہ عام لوگوں کے رونے میں اتنا ثواب نہیں ہے جتنا عارف کے ہنسنے میں کیونکہ وہ بھی تسبیح ہی ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو عشق اور محبت میں غرق ہوتا ہے یہی مفہوم اور غرض اسلام کی ہے کہ وہ آستانۂ الوہیت پر ہمیشہ رکھا جاوے

تمام دنیا پر سرسری نظر

ہمارے نزدیک ایسے ہی وقت ہے

اخبار انگلشمین کلکتہ کے حوالہ سے معلوم ہوا ہے کہ شنگھائی میں ۳۰ سے زیادہ جاپانی سوداگر مسلمان ہو چکے ہیں اور مسلمانان شنگھائی نے شیخ عبد اللہ کو لندن سے درخواست کی ہے کہ وہ مذہب اسلام پر چند چھوٹے چھوٹے رسالے لکھیں جن کا ترجمہ جاپانی زبان میں کیا جاوے گا +

عقائد اسلام پر فلسفیانہ بحث کرنا اور ایسے اسلوب سے اسلام کو ان لوگوں کے سامنے پیش کرنا جو اسلام سے کچھ بھی واقف نہیں ہر شخص کا کام نہیں ہو سکتا + اس خبر کو پڑھ کر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ چین میں باوجودیکہ مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی ہے لیکن ایسا کوئی ایسا معتبر عالم معلوم نہیں ہوتا جو نو مسلموں کو عقائد اسلام کی پوری پوری تلقین کر سکے ورنہ اسکی کیا ضرورت تھی کہ جاپانی لوگ شیخ لوپولڈ سے ایسی درخواست کی گئی +

اصل حقیت ہے کہ **حقیقی اسلام** کی اشاعت کا مرکز جیسا کہ علم الٰہی میں مقدر ہو چکا تھا قادیان ہے جہاں خدا کے برگزیدہ بندہ نے نزول فرمایا ہے اسلیے احمدی قوم کا فرض ہے کہ وہ ان دور دست ممالک میں اسلام کی حقیقی روشنی کو پہنچانے کی فکر کریں اور جہاں تک انسے ممکن ہے سعی کریں + ہماری ذاتی رائے ہے کہ ہمارے سلسلہ کے فخر حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب جیسے بزرگوں کا فرض ہے کہ وہ **عقائد اسلام** پر زمانہ کے مذاق اور ضرورت کے موافق مختصر اور عام فہم رسالے لکھیں جنکو قوم انگریزی اور دوسری زبانوں کے ذریعہ سے ان لوگوں تک پہنچانے کی فکر کرے جو اسلام کی طرف آتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ یہ وقت کا کام ہے اہل قلم بند کر قلم سے کام لیں اور اہل دل اپنے مال لگو نثار کریں مدینہ یہ تو یقین ہے کہ مامور کی دعائیں تو ایک انقلاب مذہبی پیدا کر کے ہی رہیں گی +

مسلمانوں اور آریہ سماجیوں کو آج کل مذہبی مناظروں کا | **ہر جگہ کے مذہبی مناظروں پر نظر**

بہت شوق پیدا ہو چلا ہے اور آئے دن کسی نہ کسی مقام پر ایسے مذہبی مناظروں کا دنگل قائم ہوتا ہے جس میں وہی پہلوان بار بار اترتے ہیں اور وہی مضمون ان کے زیر بحث ہوتا ہے اور وہی دلائل دہرائے جاتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ سمجھدار آریہ اور عقلمند مسلمان ایسے مذہبی مباحثوں سے کیا فائدہ سمجھتے ہیں بجز اسکے کہ غریب مسلمانوں اور ایسا ہی آریوں کا روپیہ برباد ہو اور آئندہ کے لیے عداوت اور بغض بڑھے اور جو لوگ کم علم اور سادہ لوح ہیں ان میں بد اعتقادی اور شک کو ترقی دیں مذہبی مناظرات کے لیے اب قلم کا میدان کھلا ہے۔ اور حقیقت پرستی کی طاقت سے کام لینا چاہیے اور مباحثات کا موجودہ رخ بالکل بدل دینے کے قابل ہے ہر ایک اہل مذہب اپنے مذہب کی خوبیاں اور کمالات بیان کرے اور اگر مباحثہ بھی کرنا ہو تو خاص شرائط کے ماتحت ہو اور ان نشانات میں ہو جو حقیقی مذہب کے عملی نتائج یا ثمرات کہلا سکتے ہیں نری لفاظیوں اور لسانیوں سے اب کوئی کسی پر کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اور نہ منوا سکتا ہے بلکہ حقیقی مذہب کے منوانے یا یوں کہو کہ حقیقی مذہب کی حجت ملزمہ قائم کرنے کا اب وہی طریق ہے جو خدا کے مسیح موعود نے اختیار کیا ہے۔ اور اسی لیے اسکو وہ ہیبت عطا ہوئی ہے کہ اسے سزاوار ہے بیشک ہے۔

چہ ہیبتہا بداد ند این جوان را
کہ نا ید کس بمیدان بہ مقابل

نگینہ میں مباحثہ

نگینہ ضلع بجنور میں اسی ماہ کی ۵ تاریخ سے مسلمانوں اور آریوں کے درمیان ایک مذہبی مناظرہ کا دنگل قائم ہوا مضمون زیر بحث الہام تھا اور یہ بحث کرنے والے وہی پرانے مناظر ثناء اللہ امرتسری (جنہیں حال میں علماء اسلام نے بڑی شدومد سے فتوے کفر دیا ہے) اور ماسٹر آتما رام صاحب امرتسری تھے + سنا جاتا ہے کہ ثناء اللہ کے فتویٰ کفر نے میدان مباحثہ میں برا اثر پیدا کیا خواہ کچھ بھی ہو ان مباحثوں میں بجز تضیع اوقات اور صرف زر کے کوئی فائدہ فریقین کو نہیں ہوتا البتہ حریصان شہرت و نمود کا مطلب کسی نہ کسی پیرایہ میں پورا ہو جاتا ہے +

خریداران اپنا حساب جلد بیباق فرمادیں اور

ہمارے دوی پی لینے کے لیے ہر وقت طیار رہیں

مینیجر

آہ! تیسرا پتھر

مسلمانوں کی حالت اس حد تک متنزل ہو چکی ہے کہ اگر کوئی اہل دل انسان سنن الٰہیہ پر نظر کرنے والا ہو تو وہ چیخ اٹھے گا کہ اس وقت مسلمانوں کی اصلاح اور درستی کیلیے بالضرور کوئی ایسا شخص آنا چاہیے جو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمت رکھتا ہو اور اسی کام کے لیے مامور ہوا ہو۔ اگرہ کے اخبار میں فرخ آباد سے کسی نامہ نگار نے ایک قطعہ تاریخ چھپوایا ہے جو اسنے اپنی تیسری لڑکی کے پیدا ہونے پر لکھا ہے یہ قطعہ تاریخ کیا ہے اچھا خاصہ نوحہ ہے جو اس تقریب پر کیا گیا ہے۔ وہ شعر جسمیں مادہ تاریخ ہے یہ ہے۔

شیشۂ دل توڑنے کے واسطے
آج حاجی تیسرا پتھر ہوا

جس باپ کے خیالات اپنی معصوم بچی کی نسبت ایسے ہوں کون امید کر سکتا ہے کہ وہ باپ پوری غور و پرداخت اسکی تعلیم و تربیت کے لیے کرے گا۔

ہمیں اس قطعہ کو پڑھ کر نہایت ہی افسوس ہوا انتہا اور ہمیں تعجب ہے کہ بجز معصر وکیل کے کسی معصرنے اسپر توجہ نہیں کی۔ یہ مسلمانوں کی اندرونی بگڑی ہوئی حالت کا ایک راز ہے جو کھل گیا ہے۔ اگر **قرآن** کریم پر نظر ہوتی اگر **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم** کے لائے ہوئے تبدیلی جاہلیت عرب کے اس قسم کے خیالات میں کی حقیقی معرفت ہوتی تو اس قسم کا شعر کسی نیک دل مسلمان اور نازک قلب مومن کے منہ سے ہرگز ہرگز نہ نکل سکتا۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اب وہی حالت ہو رہی ہے جو کسی زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی تھی جسطرح اس جہالت کے دور کرنے کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اسی طرح آج بھی وہی ضرورتیں پیش آگئی ہیں اور جبکہ وہی اسباب اور وہی صورتیں سامنے نظر آ رہی ہیں وہی امراض دامنگیر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہی نسخہ اور علاج اسوقت کارگر نہ ہو یا اسکی ضرورت نہ ہو؟ اللہ تعالےٰ نے اسوقت **وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ** کی جماعت کو پیدا کرنے والا امام پیدا کیا ہے جو اسی طرز اور نقش قدم پر چلنے والا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اللہ اسی لیے وہ مسیح معنوی ہیں

غلام احمد

خیر یہ امر اس رنگ میں تو **ضرورۃ امام** کا مؤید ہے۔ لیکن ابھی ایک اور بات ہے جو اسپر ہم لکھنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ شخص جو اپنی لڑکی کا نام پتھر رکھتا ہے اور اسے شیشۂ دل کی توڑنے والی ٹھیرا تا ہے کیا اس سے اسکے خیالات پر روشنی نہیں پڑتی؟ اگرچہ **دختر کشی کا قانون** لڑکیوں کی حفاظت کر رہا ہے اور یہ گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات میں سے ہے مگر ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ جو باپ اپنی لڑکی کے لیے ایسا خیال رکھتا ہے وہ اسکی مناسب غور و پرداخت میں سستی اور عدم توجہی ضرور کرے گا اسلیے ان خیالات کو مدنظر رکھکر ہم چاہتے ہیں کہ مقامی حکام اس معصومہ کی نسبت مناسب نگہداشت کریں اور اسلامی یتیم خانوں کے مہتمموں کو چاہیے کہ ایسے سنگدل باپ کو ایسی لڑکی کی پرورش سے سبکدوش کر دیں تاکہ اسکے شیشۂ دل کو اس معصومہ کو دیکھ دیکھکر ٹھیس نہ لگتی رہے۔ ایسے باپ سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ **وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ**

فیا سکن زگلستان من بہار مرا

افسوس! صد افسوس!!

تضمین بر شعر حضرۃ اقدس علیہ السلام

ہے آرزو وہ منہ سے کچھ اپنا سنائے آج
اعجاز عیسوی کا تماشا دکھائے آج
دلکو ہمارے محو تماشا بنائے آج
اور قادیاں میں لطف سے ہمکو بلائے آج
دل کر رہا ہے ہو کے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہم کو ملائے آج

مالک ہو اب ہماری وہی جسم و جان کا
احمد کہ ہے غلام اور آقا جہان کا
کوئی نہیں زمانہ میں ہمسر اسکی شان کا
دلمیں ہمارے شوق ہے جب قادیان کا
دل کر رہا ہے ہو کے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

آوارہ عمر میں پھرا ہوں کہاں کہاں
گلزار و بزم رقص کبھی یا کوئے دلبراں
اب دلمیں آرزو وہی رکھتا ہے ناتواں
آنکھیں ہوں میری احمدی خاک آستاں
دل کر رہا ہے ہو کے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

[illegible] ناگہاں حادثہ کے وقت بائی نہ قلت کا سوال آ جمہر طلب ہو + ایڈیٹر

کشش سے اجو ملائے وہاں مجھے
کا اب ستاتا ہے نے تڑپا دیاں مجھے
کچھ تو دیجئے مسیح زماں مجھے
نیچے پاس امام جہاں مجھے
رملے ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

*

میں چاہتا تھا پہونچوں کسطرح قادیاں
اُٹھا اثر دعا کا ہوا میری ناگہاں
دور آپڑا ہوں اور وطن ہی میں بیاں
پہونچائے قادیاں نہیں تو اسحال جاں
دل کرتا ہو ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

*

بیتاب ہوں جدا ہیں جو مسرور و نوید
جنکو مسیح کرتے ہیں تحسین و آفریں
فرقت میں کسطرح ہو علاج دل حزیں
صبر و قرار و تاب میسر ذرا نہیں
دل کرتا ہی ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

عبد الکریم قوت بازو امام کے
ہیں فخر جنکہ امت خیر الانام کے
مونس ہیں جو مسیح علیہ السلام کے
فرقت میں ان کی کہتا ہوں یہ لکو تھامکے
دل کر رہا ہو ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

یعقوب علی سے ملنے کا ہے اشتیاق اب
یہ زندگی فراق میں انکے ہے شاق اب
ہمکو ستا رہا ہے بہت کچھ فراق اب
ہوتا نہیں خوشی کا نہیاں اتفاق اب
دل کر رہا ہی ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

رو رو کے وقت شب میں کہانتک بکا کروں
طوفان اشک چشم سے کب تک بپا کروں
صدمہ بھلا فراق کے کب تک سہا کروں
قابو میں دل نہیں مرا اکبر میں کیا کروں
دل کر رہا ہی ہو کے حزیں ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

اکبر شاہ خان صاحب اکبر نجیب آبادی
احمدی حال وارد ہنگار

حضرت اقدس کا ایک خط

ایک انگریز کے نام

میرے پیارے دوست۔

آپ کی محبت اور اخلاص سے بھری ہوئی چٹھی پہونچی جس کے مضمون پر مطلع ہونے کر اور آپ کی خیر و عافیت کے پانے سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی افسوس کہ میں بباعث نہ ملنے کسی انگریزی خواں کے کسی قدر دیر کے بعد اس چٹھی کو لکھتا ہوں میں تا تحریر خط ہذا ہر طرح سے معہ اہل و عیال خیریت سے ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ حافظ ہمیں کو دنیوی مکروہات اور آزمایشوں سے بچا کر اپنے خاص اور جاودانی رحمتوں سے متمتع فرماوے میرے دل میں دن بدن بوجہ آپ کی استقامت اور استقلال طبیعت اور غیر متبدل خلوص کے آپ کی محبت بڑھتی جاتی ہے اور میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ آپ جیسا ایک یک رنگ دوست پانے سے میں نے ایک خزانہ پایا ہے یا ایک شہباز میرے قبضہ میں آیا ہے جس سے بڑے بڑے نیک نتیجوں کی اُمید رکھتا ہوں اور آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم روز بروز اپنی محبت اور معرفت اور وفا اور ثبات اور استقلال اور استقامت میں آپ کو ترقی بخشے اور میرے دل سے آپ کے دلکو ایک کر دیوے اسلام سے آپ کا محبت رکھنا صاف دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے دلکو ہدایت مستقیم اور سلیم پیدا کیا ہے اور ایک اجنبی قوم کے لیے آپ کو چراغ ہدایت بنانا چاہتا ہے کیونکہ وہ دین جو آئینہ عالم پر نظر ڈالکر اسکی پوری صورت ہم دیکھ سکتے ہیں وہ اسلام ہی ہے۔ اسلام کوئی نئی بات نہیں سکھاتا اور نہ کوئی نیا معبود پیش کرتا ہے اور نہ کوئی غیر طبعی اور اجنبی طریق نجات کا اس نے ایجاد کیا ہے اور نہ خدا تعالےٰ کے صفات کاملہ میں سے جنپر صحیفہ فطرت شہادت دے رہا ہے کچھ کم کرتا ہے اور نہ نالائق صفتیں اسکی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ تعلیم قرآنی ان نقوش اور خطوط کی تفصیل کنندہ اور شارح اور یاد دلانے اور غلطی سے محفوظ رکھنے والی ہے جو خدا تعالےٰ کے افعال میں منقش ہیں قرآن شریف کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہی ہے کہ اسمیں ایک ذرہ تصنع اور بناوٹ کی بدبو نہیں پائی جاتی۔ انسان کے تمام قویٰ جو اسکی فطرت میں پائے جاتے ہیں وہ قرآنی تعلیم کے سامنے ایسے ہیں کہ گویا وہ ایک قالب ہے جو بالطبع اس روح کے لینے کے لیے تقاضا کر رہا ہے جو شخص اس دین کی پوری صورت دیکھ لیوے اور طبع سلیم رکھتا ہو تو میں خیال نہیں کر سکتا کہ وہ اس نعمت کے قبول کرنے سے محروم رہ جاوے اسی غرض سے وہ رسالہ تالیف کیا گیا ہے جس کا ترجمہ آپ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں افسوس کہ میں بباعث اپنی اُن مجبوریوں کے جنکی تفصیل طول طلب ہے جلدی اپنے وعدہ کو پورا نہیں کر سکا اگر میں انگریزی خواں ہوتا تو یہ مشکلات مجھے نہ آتیں بہر حال اُمید رکھتا ہوں کہ اب میری دوسری چٹھی کوئی حصہ رسالہ کا ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں پہونچے گی یہ نہیں وعدہ کر سکتا کہ کب تک مگر اُمید رکھتا ہوں کہ خداوند قادر مطلق کوئی بہت دیر اسمیں نہیں ڈالے گا خدا تعالےٰ آپ کے ساتھ ہے اور وہ دن لاوے کہ جیسے خط و کتابت کے ذریعے سے ایک روحانی ملاقات حاصل ہو رہی ہے خارجی ملاقات سے بھی مسرور اور خوشحال ہو جائیں آمین

والسلام

آپ کا مخلص دوست غلام احمد

قادیان ضلع گورداسپور

تعبیر الرؤیا

مکرمی اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ۱۰ رجون سنہ ۱۹۰۵ء کے اخبار الحکم میں مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی نے ایک اپنا رؤیا برائے تعبیر لکھا ہے اور اخبار میں تعبیر الرؤیا کے لیے ایک کالم کھولنے کے واسطے تحریک کی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ علم تعبیر الرؤیا ایک نہایت ہی ضروری اور مفید علم ہے اور قوم میں اس کا مذاق پیدا کرنا کئی ایک مشکلات کے حل کا موجب ہو سکتا ہے۔ یہ علم انبیا علیہم السلام کو بطور موہبت الٰہی عطا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت یوسف پر اپنے احسانات کے درمیان یُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ بھی بیان فرمایا ہے۔ اور حدیث میں خواب کو نبوۃ کا چھیالیسواں حصہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کتب تعبیر الرؤیا کو کتب تفاسیر القرآن میں شامل فرمایا کرتے ہیں اور انبیا کے حالات اور اقوال کی کتب کی تفسیر عیسیٰ نے جب وہ کوئی تیس سال کی عمر کے تھے یوحنا کو بپتسمہ پکڑا اور طلب دریا یردن انکے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرکے فقہ موسوی کے مطابق دریا میں غسل کیا تب اُنپر ایک کشفی حالت طاری ہوئی اور انہیں ایک کبوتری نظر آئی جو اُنپر اتری۔ اب یہ ایک رویا تھا اور کتب تعبیر الرؤیا میں میں نے پڑھا ہے کہ جو کوئی خواب میں کبوتری کو دیکھتا ہے اُسکی اولاد دیر کے بعد پیدا ہو جائیگی۔ سو دیکھنا چاہیے کہ مسیح کا رویا کیسا سچا ہوا کہ انکی اولاد (امت) نے انکو خدا بنایا۔ وہ جو اُسکو نیک کہنے والے سے لڑنے لگا تھا اُسکو عرش پر بٹھایا گیا۔ سبحان اللہ۔

دوم نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں داخل ہوگا جسکی تعبیر یہ ہے کہ مسیح موعود کی نبی کریم کے ساتھ بسبب کمال متابعت اور معرفت کے کمال یگانگت ہوگی ایسا کہ ہر دو کا جینا اور مرنا گویا ایک ہی رنگ کا ہوگا منم محمد و احمد منم مسیح زماں۔ غرض یہ علم ایک ضروری روحانی علم ہے اخبار میں اسکے متعلق کالم کھولنے میں ایک مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ خواب کی تعبیر بہت مشکل امر ہے ایسا اوقات آدمی کچھ سمجھتا ہے اور پورا ہونیکے وقت کچھ اور نکل آتا ہے جس سے ایک ابتلا کا خوف ہے حضرت اقدس کی خدمت میں کئی لوگ اپنی خواب پیش کیا کرتے ہیں مگر بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کچھ کوئی خود تعبیر کریں۔ دوسرا ہر ایک شخص اس قابل نہیں کہ آدمی اسکے آگے اپنی خواب تعبیر کیواسطے پیش کرے اور اخبار کے کالم سب کیواسطے کھلے رہیں۔ سوم سب خوابیں بھی اس لائق نہیں کہ انکی عام اشاعت کی جاوے۔ جو صاحب اس کالم کے کھولنے کے متعلق اپنی رائے لکھنا چاہیں وہ ان باتوں پر ضرور غور کر لیں۔ چونکہ مولوی صاحب اپنا خواب اخبار میں درج فرما چکے ہیں اسواسطے میں اسکی تعبیر جو میری سمجھ میں آئی ہے بیان کر دیتا ہوں مولوی صاحب نے دیکھا ہے کہ کسی نے پانسو پونڈ کی رقم روانہ کی مگر انھوں نے صرف فارم دیکھا ہے رقم نہیں دیکھی۔ پونڈ سونے کا ہوتا ہے اور سونا خواب میں اچھا نہیں ہوتا یا۔ اسکی مراد ہم و غم ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے لیے کچھ ہم و غم کا سامان کہیں بنا ہے لیکن مولوی صاحب نے رقم نہیں دیکھی صرف فارم دیکھی ہے۔ فارم انگریزی لفظ ہے اور اسکے معنی ہیں شکل و صورت اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے غم و ہم ایک صورت تو پیدا ہوئی مگر انشاء اللہ وہ ہم و غم کا موجب ہے اسر تعالی ان تک نہ پہونچا سکے گا۔ پھر مولوی صاحب نے پونڈ دیکھی رقم نو ضرب دی ضرب یا ہی کا ایک عمل ہے۔ اسمیں اشارہ ہے کہ مولوی صاحب اس ہم و غم سے بچنے کے لیے کچھ ریاضت کریں یعنی دعا و استغفار توبہ توجہ الی اللہ میں مصروف ہو جائیں ضرب اصطلاح صوفیہ میں ریاضت کا نام ہے جیسا کہ لا الٰہ الا اللہ کی ضرب لگائی جاتی ہے تب اس طرح سے تم

ہم لگانے سے وہ پونڈ ضرب دیا۔ ۔ گنا ہو کر روپے بن جائینگے سو روپیہ چاندی کا ہے اور چاندی تعبیر میں بہت عمدہ ہے یعنی وہ ہم و غم مبدل بہ راحت و آرام ہو جاوے گا بہت سی خواب جاتی ہیں کہ انسان کسی آنیوالے دکھ کو دیکھ کر کہ اگر سامان بنا ہے تا کہ صدقہ کرے انجام اس خواب کا نیک ہو مجھے اپنی سمجھ کے مطابق اسکی تعبیر لکھدی ہے واللہ اعلم بالصواب ۔ محمد صادق ۔ قادیان ۱۸ رجون سنہ ۱۹۰۵ء

کے واسطے یہ علم بہت ہی مدد دینے والا ہے شان کیطرز میں اس جگہ دو باتیں بیان کرتا ہوں۔ اول انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت

اس سے آگے دیکھو کالم ۴

مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر عیسےٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی سو تم نہ اہل سنت ہو نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی۔ مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لیے خاتم الخلفاء تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُسکی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسیقدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم عین حمل میں نکاح کیوں کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

ان سب باتوں کے بعد [illegible] یہ مت خیال کرو [illegible] ظاہری طور پر [illegible] کرو [illegible] دیکھتا ہے [illegible] ہو جاؤ۔ خدا کی نافرمانی [illegible] اس سے بچو [illegible] دعا کے وقت خدا کو [illegible] نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص ہر وقت لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کی تعہد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُسکے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لیے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز۔ اور اُن کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح سے بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی [illegible] جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا کر [illegible] صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو [illegible] کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کیے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا اُن کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے احمق ہے وہ دشمن جو اُن کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا اُنکی حمایت میں۔

کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بیباک گنہگار اور بد باطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اُس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ اُنکے لیے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لیے اُسکے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں دنیا چاہتی ہے کہ اُنکو کھا جائے اور ہر ایک دشمن اُن پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو اُنکا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے اُنکو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں اُنکو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اُس پر ایمان لائے ہمنے اُسکو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لیے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے مسیح موعود کر کے بھیجا اُسکے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں جو شخص اُس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے ہمنے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی ہمنے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُسکے سوا کوئی نہیں کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جسکو ہم نے پایا کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جسکو ہمنے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اُسکے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اُسکی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے سو جب تم دعا کرو تو اُن جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں اُن کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہونگی وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے وہ مردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اُسکی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھیراتے ہیں اور اُسکو کمزور سمجھتے ہیں سو اُن سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ اُنکی حالت ہے۔ لیکن جب تو دعا کے لیے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہمنے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اُسکو بڑی مشکلات کے وقت جو اُسکے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بیشمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا کیا تو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آ جائے گا۔ بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُسکے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اُسکی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اُسکے وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا کیا بدبخت وہ انسان ہے جسکو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُسکو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تعالیٰ تمہارے لیے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اُسکے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لیے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لیے ایسے بے خود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُسکی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُسکے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلہ سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بیا اینجا میسر ہست مہدیٔ زمان بینی
رگرتا جسکی چوکیٹ پری ہر سو ہر وجولن تیئا
امام وقت کو آ دیکھ جیو ژ اب تو جہان بینی
نہ لٹ جائیگی کچھ تیری یہان اک مہربان بینیا
چہ گویم بالو گر آئی چیا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

اگر دل مین ترے شوق بہار باغ جنت ہے
جو تو چاہے کہ دل ہی دور تیری رنج و کلفت ہو
تو تو اگر امام وقت ہی بے شبہ بیعت ہو
یہان دونون جہان کی تجہ کو حاصل عزت ہو
چہ گویم بالو گر آئی چیا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

یہان ہر بزم ہست مثل فاروق و ابو ذر ہی
نہ یاد خالق اکبر سے غافل کوئی دم ہیجی
اگر قہر و غضب کا ہی خدا کی کچھ تجہے ڈر ہی
تو آ تو اس جگہ امن و امان کا اب یہی گھر ہی
چہ گویم بالو گر آئی چیا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

تعجب ہے نہ کچھ تو نے مہدی تو نے پہچانی
نہ تو قدر و قعت و عظمت امام وقت کی جانی
مرض مہلک سے لازم ہی تجہی بچنے کی آسانی
تو کر عزم سفر آج کیا شک یہ تن آسانی
چہ گویم بالو گر آئی چیا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

اگر تو درد دل کو چاہتا ہے یہ کہ اچہا ہو
ترے سینہ مین جاری معرفت کا ایک دریا ہو
تو سب کچھ چھوڑ کر اکبر ادہر کو تو روانہ ہو
بتاؤن کیا کہ حاصل سمجھ کر تجہکو کیا کیا ہو
چہ گویم بالو گر آئی چیا ور قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

راقم
اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

ضروری اطلاع

خط و کتابت کرنیوالی اصحاب باوجود بار بار فہمائش کرنے کے نمبر جسٹ تحریر کرنیمین تساہل کرجاتے مین جس سے تعمیل مین دقت پیش آتی ہے اور جواب نہین دیا جاتا۔ (منیجر)

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام و پیر مہر علی شاہ گولڑی۔

جیساکہ یہود کی علماء پہچان چکے ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم اپنے دعوے نبوت مین سچے و راستی پر ہین مگر علمائے اہل کتاب دنیاوی ننگ و ناموس۔ جاہ و جلال مین کمی آنے سے دلی اعتقاد ظاہر نہین کرتے تھے اور ان راستبازون کو بیدردانہ لوگون کے سامنے نفرت ظاہر کرتے تھے ویسا ہی آجکل کے اکثر ملاں علماء و سجادہ نشین حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام سے بظاہر منکر ہوکر کنارہ کشی کر رہے ہین۔ چنانچہ خداوند تعالی ہر دو گروہ کی اندرونی حالت کا نقشہ قرآن کریم مین کھینچکر بتاتا ہے۔ الذین اتینا ھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم و ان فریقا منھم لیکتمون الحق و ھم یعلمون یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے اپنی کتاب کا علم دیا ہے وہ پیغمبر خدا کو ایسا پہچانتے ہین جیساکہ کوئی اپنے بیٹون کو پہچان لیتا ہے اور بے شک اہل کتاب مین سے ایک گروہ سچ بات کو جان بوجھکر چھپا رہا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا برادرم بابو فیروز علی سٹیشن ماسٹر باکسوال نے میری آگے زبانی بھی ذکر کیا اور ایک خط مین مندرجہ ذیل بیان حلفاً لکھا ہے جو بجنسہ یہان درج کیا جاتا ہے۔

اللہ جلشانہ کیواسطے ایک سچی شہادت

بندہ غالباً سنہ ۱۸۹۷ء مین جن دنون مین بمقام سٹیشن گولڑہ تعینات تھا اوس وقت مین سائین پیر مہر علیشاہ کے مریدون مین سے تھا۔ ایک فراش خانہ کا چپڑاسی جو باشندہ گجرات کا تھا جس کا نام مجھے یاد نہین رہا گو وہ حضرت اقدس سے غائبانہ تعلق نہین رکھتا تھا لیکن مداح تھا اُس سے مین نے جب حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود کی تعریف سنی اور کچھ مجمل طور پر دعوی مسیحیت کی بابت سنا تو مین نے گولڑہ مین جاکر پیر مذکور نے مفصلہ ذیل الفاظ بیان کئے جو بطور حلفی شہادت کے مین ارقام کرتا ہون۔

پیر مہر علیشاہ کے الفاظ۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ بعض مقامات منازل سلوک مین ایسے ہین کہ وہان اکثر بندگان خدا پہنچکر مسیح اور مہدی بن جاتے ہین بعض اون کے ہم رنگ ہو جاتے ہین۔ یہ مین نہین کہہ سکتا آیا یہ شخص (یعنے حضرت اقدس) منازل سلوک مین اوس مقام پر ہے یا حقیقتاً وہی مہدی ہے جس کا وعدہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امت سے کیا ہے مذاہب باطلہ کیواسطے یہ شخص شمشیر بران کا کام کر رہا ہے اور یقیناً تائید یافتہ ہے۔ انتہے۔"

مذکورہ بالا بیان پیر صاحب گولڑی کا ہے جو انہون نے بابو فیروز علی کے روبرو کیا۔

اگر پیر مہر علیشاہ کا یہ اعتقاد نہین تہا یا ابتک اون کا دلی اعتقاد یہ نہین ہے جو انہون نے کئی دفعہ اپنے مریدون کے روبرو بیان کیا تو ایک اشتہار اس قسم کا شایع کردین کہ خداوند تعالے جھوٹے کو پہلے موت دے بس جلدی فیصلہ ہو جائیگا۔

راقم
خاکسار محمد فضل احمدی چنگوی مقام چنگا تحصیل گوجرخان

چندسوالات از علماء و مجتہدین اہل تشیع

۱۔ کیا یہ قرآن مجید جو اس وقت ہمارے سامنے ہے کامل مکمل بے کم و بیشی و بے نقص وہی قرآن ہے جو محمد صلعم پر نازل ہوا اور کل ضروریات دینی و دنیوی کا مشتمل ہے۔

۲۔ حدیث نبوی کہان تک واجب التعمیل ہے اور اس کا معیار صحت کیا ہے۔

۳۔ اگر حدیث معارض قرآن مجید ہو تو عمل کس پر ہوگا

۴۔ شیعہ صاحبان اپنے آپ کو دیگر فرقہ ہائے اسلام کے سامنے کونسے دلائل و براہین فرقان حمید کی رو سے اقرب الی الحق اور ناجی قرار دیگر ہین

۵۔ اصول دین یہ توحید۔ عدل۔ نبوت امامت۔ معاد۔ کس نے وضع کئے ہین اور کب اور ان مین باہمی کیا ربط ہے۔

۶۔ صفات اللہ مین سے خاصکر صفت عدل کیون دوسرا اصل مقرر کیا گیا ہے۔

۷۔ نبوت کے اقسام از روئے لغت و شریعت کیا ہین۔

۸۔ امامت کے معنے از روئے لغت و شریعت مع اقسام۔

۹۔ رسول۔ نبی۔ امام۔ انمین کیا فرق ہے۔

۱۰۔ امامت کے انکار ایسا انکار ہوتا ہے جیسا کہ نبوت مین اگر نہین تو منکر امام کی موت موت جاہلیت کیون قرار دیگئی ہے۔

۱۱۔ منصب امامت مثل منصب نبوت وہبی ہے یا۔

۱۲۔ تعداد آئمہ کی دلیل کتاب اللہ سے کیا ہے۔

۱۳۔ اگر ائمہ علیہم السلام منصوص امام ہین تو ہر ایک امام کے متعلق نص پیش کی جاوے نیز اس بات کے لئے کہ امامت ایک ہی خاندان سے مخصوص ہے۔

۱۴۔ آئمہ علیہم السلام پر کن امور کے متعلق وحی ہوتی تہی۔

۱۵۔ حدیث امام اور حدیث نبوی صلعم مین تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

۱۶۔ حضرات آئمہ کی دعوت کو اہل زمانے کیون قبول نہ کیا اور اپنے اسی وقت مین ان کو کہان تک کامیابی حاصل ہوئی۔

۱۷۔ محمد مصطفے خاتم النبیین مین توختم نبوت اور تکمیل دین کے بعد امامت کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۱۸۔ اور اگر ضرورت ہے تو اہل اسلام کی موجودہ حالت اور زمانہ کی ضرورت امام کو چاہتی ہے یا نہ۔

۱۹۔ کیا آئمہ علیہم السلام غیب کی خبرین قبل از وقت خداوند سے علم پاکر مبایعین کو سنایا کرتے تھے۔ اور کبھی کوئی خبر پوری ہوئی اس کی کوئی نظیر ہے۔

۲۰۔ ماموران الہی کی شناخت کا کوئی معیار الہامی کتابون مین رکھا گیا ہے۔ اگر ہے تو اسکی تشریح ہو۔

۲۱۔ امام المنتظر صاحب کب اور کہان اور کس غرض کیلئے پیدا ہوئے تہے کب اور کس جگہ سے کتنی عمر مین غائب ہوگئے تھے اور اس غیبت سے کیا فائدہ ہوا کسی شخص کو خاص خدمت اور خاص وقت کے لئے محفوظ کر رکھنے کی کوئی نظیر ہے۔

۲۲۔ امام مہدیصاحب کہان ہو زمانہ کے زیر اثر اور لوازم بشریت کی ماتحت ہو یا نہ۔

۲۳۔ امام مہدی صاحب کب تک ظہور فرماوینگی اور ظاہر ہوکر کیا کرینگے۔ کوئی پیشگوئی ہو۔

۲۴۔ امام مہدیصاحب ماقبل کے گیارہ اماموں سے افضل ہون گے۔

۲۵۔ تنازعہ حیات اور وفات مسیح ابن مریم کے پیش ہونے پر قرآن نے کیا فیصلہ دیا ہے۔

۲۶۔ کیا کوئی شخص مسلمان کہلاکر حضرت مسیح ابن مریم کو محی خالق حی قیوم مان سکتا ہے۔

۲۷۔ اگر مسیح ابن مریم مانند دیگر انبیاء علیہم السلام کے فوت ہوچکے ہین تو مسیح کی آمد ثانی کے متعلق اخبار و آثار کے کیا معنے ہو سکتے ہین۔

۲۸۔ مسیح ابن مریم اس امت مین آکر کیا کریگا اور وہ امام مہدیصاحب سے افضل ہوگا یا نہ۔

۲۹۔ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید نے کیون مثیل موسے قرار دیا ہے۔

۳۰۔ آیہ استخلاف مین جو خلفائے محمدیہ کو مثیل خلفائے موسویہ بیان کیا گیا ہے۔ اس مماثلت کے کیا معنے ہین۔

راقم
محمد رمضان علی بن ملا محمد عبد الرزاق +

۴ پیر گولڑہ سے درباہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام استفسار کیا کہ آپ کا حضرت مرزا صاحب کے بارے مین کیا خیال ہے جس کے جواب مین ۴

نورالدین پر ریویو

نمبر ۵

نمبر ۴ مین ہم نے فاضل مصنف کا اپنا **ریویو** نورالدین پر دیا ہے۔ جس مین اولاً نہایت ہی لطیف پیرایہ مین مصنف نے کتاب مین بعض چھاپہ کی اغلاط کے رہ جانے کا ذکر کیا ہے۔ پھر ضمناً علامہ موصوف نے **تعلیم الاسلام** کالج قادیان کے مدرسین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خدمت دین کیلئے اہل قلم بنین اور پھر نہایت ایک عجیب رنگ مین عقائد صحیحہ کو پیش کیا ہے یا بالفاظ دیگر یون کہو کہ اپنا مذہب بتا دیا ہے اور پھر **نورالدین** کے مصنف نے اس ریویو مین ان امور پر بحث کی ہے جو ہمارے ریویو کا چوتہا اور پانچوان جزو تہا یعنے نورالدین متکلم کی نظر مین زمانہ حال کی ضرورت کیا ہے اور کون سی کتابین موجود ہین۔ اب ہم ریویو کے اس نمبر مین چھٹے حصہ پر کچھ لکھین گے یعنے نورالدین کے

مضامین کی تلخیص اور نورالدین کی خصوصیت

نورالدین کی پہلی چار جزون مین ۱۴ **فقرون** پر مشتمل ایک دیباچہ لکھا گیا ہے **فقرہ اول** مین **اسلام** کے لفظ مین جو عظیم الشان پیشگوئی ہے اس کو فلسفیانہ رنگ مین پیش کیا ہے۔ اور اس طرز پر اس پیشگوئی کو **اسنے لائیٹ** کیا ہے کہ ایک دہریہ اور ایتہیئسٹ کو بہی اسلئے بجز سوا چارہ نہین رہتا۔ یہ پیشگوئی قرآن کریم کی صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اسلام کی حقانیت پر ایک ردشکن دلیل ہے۔ شروع کتاب مین اس فقرہ کے اندراج سے ہی نورالدین کے مصنف نے دکہایا ہے کہ **اسلام** ایک ایسا بین اور واضح **مذہب ہے** کہ اسکی سچائی پر خارجی دلائل اور براہین کی حاجت ہی نہین۔ پہر اسی فقرہ مین قرآن کریم کی ابدی حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مکہ اور مدینہ کے فتن دجال سے محفوظ رہنے کی پیشگوئیون پر ایک لطیف بحث کی ہے اگر **تارک** کی ساری کتاب کے جواب مین صرف یہی ایک فقرہ لکہو دیا جاتا تو بہی ہماری رائے مین کافی جواب تہا۔

پہر اس فقرہ کے آخری حصہ مین فاضل مصنف جہان ایک طرف جہاد کی **حقیقت** پر روشنی ڈالی ہے وہان زمانہ حال کی قلمی جنگ کی تاریخ لکہہ ڈالی ہے۔ اور اس اعتراض کا کافی جواب دیا ہے جو بعض ناواقف اور نادان مسلمانون کیطرف سے کیا جاتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریون اور مسیحیون کو اسلام کو گالیان دلائی ہین۔ فقرہ نمبر اول کے اس حصہ مین صفائی کیساتہ دکہایا گیا ہے کہ جسطرح پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین دفاعی جنگ کرنی پڑی تہی۔ اسیطرح پہر اس زمانہ مین مسیحیون اور آریون نے اسلام پر حملے کرنے مین ابتدا کی ہے اور ہم نے جو کچہہ لکہا ہے دفاعی طور پر لکہا ہے۔

اس کے بعد چونکہ **آریہ سماج** کے بالمقابل یہ کتاب لکہی ہے اس کے فاضل مصنف نے مذہبی مناظرہ مین خود دیانندجی آریہ سماج کے بانی مبانی کی کتابون سے اصول مناظرہ کو پیش کیا ہے۔ ان اصولون کو پیش کرنے سے مصنف کی غرض وغائت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا **تارک اسلام** کو دکہائے کہ اس نے اسلام پر اعتراض کرنے مین **دیانندجی** کے مجوزہ قواعد مناظرہ کو بہی ترک کر دیا ہے (اگرچہ خود دیانندجی نے ان اصولون کو ترک کیا ہے)

ان **اصولون** کے بیان کرنے مین ہی نورالدین کے مصنف نے تارک کی ساری کتاب کا قلع قمع کر دیا ہے۔

چونکہ تارک اسلام اور دوسرے معترضین اسلام نے قرآن شریف پر اپنی کم سمجہی یا عناد کی وجہ سے حملے کئے ہین اس لئے فاضل مصنف نے عام لوگون کے فائدہ کے لئے قرآن کریم کو فہم کے عام **چودہ** اصول بیان کر دیئے ہین جن کو مدنظر رکہکر اگر قرآن کریم کا ترجمہ کیا جاوے اور اس پر غور کی جاوے تو کوئی اعتراض پیدا ہی نہین ہوتا۔ ان اصولون کو بیان کرنے کے بعد خود مصنف کہتا ہے کہ اگر دہرم پال صرف یہ لحاظ رکہتا کہ خدا کی عظمت وجبروت کو مدنظر رکہتا اور اپنے تئین اس امر کا پابند کرتا کہ لغت عرب کے مختلف معانی سے جو ایک لفظ کے لئے ہون اور وہ لغت سے ثابت ہون وہی معنے لئے جاوین تو اس قاعدہ سے اس کو مینتیس سوالات ترک اسلام کا جواب یکدم مل سکتا تہا۔

یعنے نمبر ۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۷ و ۶۵ و ۶۸ و ۷۱ و ۷۴ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۴ و ۹۸ و ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۱۵

اس **فقرہ** کے خاتمہ مین آریہ سماج کے عام تعلقات پر ایک پولیٹیشن کی نظر سے فاضل مصنف نے نظر کی ہے اور ساتہ ہی ایک سنجیدہ مذاق کے رنگ مین **آریہ مذہب** کے ستون کو گرایا ہے۔ اور وید جن کے تراجم وتفاسیر کے غیرمعتبر ہونے کو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ آخری پیراگراف اس فقرہ کا اسطرح پر ختم کیا ہے۔

"اور اپنے بارے مین اعتراضون سے یون بچاؤ کرلین کہ تمام پران اور آرین تفاسیر بلکہ یورپ کے تراجم وید سب کے سب غلط ہین مہارشی کی کتابون سے کیسیکہ کوئی اعتراض کرے تو فرمادین سوامی جی بہاشہ زبان نہین جانتے تہے ان کے ستیارتہہ اور ویدون کے بہاوارتہہ اور ناگری ترجمہ مین جاہل بے ایمان پنڈتون کی شرارتون کا دخل ہے یہ قابل اعتقاد نہین اب ہم کو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہزارون آریہ سماجی کیا حق وحقیقت کو ویدک سنسکرت سے لیکر اپنے اقوال واعمال کو درست کر رہے ہین مین نے تو اب تک ایک بہی لائق ویدک سنسکرت پڑہا آریہ سماجی نہین دیکہا بلکہ منشی رام جی جیسا سوئے ترجمہ ہو سکا ہے یہ عجیب مسئلہ معلوم ہوا کہ ۹۱ء۱۸ مین لیکہرام کے ذریعہ پتہ لگا کہ دیانندجی کے معانی بہاشہ مین ارتہہ انرتہہ ہین اور بہاوارتہہ غلط دیکہو منشی رام کی ہو سکا صفحہ ۴۳ و ۵۵"

اس طرح پہر یہ پہلا فقرہ ختم کیا گیا ہے گویا اس فقرہ مین خداتعالیٰ کی ہستی **اسلام** کی سچائی۔ قرآن کریم اور نبی رؤف الرحیم کی صداقت پر بحث کی ہے اور پہر انڈیا کے مذہبی مناظرات کی تاریخ اور جہاد کی حقیقت پر بحث ہے پہر **آریون** پر انہین کے بانی مبانی پنڈت دیانند صاحب کے مقرر کردہ اصول مناظرہ کے روسے حجت ملزمہ قائم کرکے اس رنگ مین ترک اسلام کا جواب دیا ہے۔ اور پہر قرآن کریم کے فہم کے چودہ اصول بتائے۔ اور صرف ایک ہی اصل کے ذریعہ تارک کو سینتیس سوالات کا جواب دیا۔ اور آخر مین **آریہ سماج** کے ساتہ مباحثہ کرنیکا ایک اصل بتایا۔ اور ان کی **کتابون** کے بے اعتبار ہونے کا انہین کی تحریرون سے ثبوت دیا ہے۔ اسطرح پہر اس فقرہ مین چار مختلف طریق سے تارک کا رد کیا گیا ہے اور **اسلام** اور قرآن کریم کی عظمت دکہائی گئی ہے۔ (باقی آئندہ)

روسیونکا قدیم مذہب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان مین سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو ایک خیمہ الگ گاڑ کر اور اس مین تہوڑا سا کہانا پانی وغیرہ رکہکر بیمار کو اس مین ڈالدیتے ہین اور جب تک وہ بیمار رہتا ہے نہ کوئی اس کے پاس جاتا ہے نہ اس سے بات چیت کرتا ہے۔ خصوصاً غلام وغلاموں کی تو بہت ہی بری خراب ہوتی ہے۔ اگر مریض تقدیر سے اچہا ہوگیا تو پہر ان مین آ کر ملتا ہے اور اگر قضا ہی آگئی اور مر گیا تو اسے بہی کر جلا آتے ہین لیکن جلاتے اسی صورت مین ہین کہ مرنے والا کوئی وجیہ وموقر ہو ورنہ بیچارے غلام وغیرہ تو مرنے کے بعد وہین چہوڑ دیئے جاتے ہین اور کتے وگدہ انکی بوٹیان نوچ نوچکر اپنا پیٹ بہرتے ہین۔

اگر کوئی چور گرفتار ہو جائے تو اسکی یہ سزا ہوتی ہے کہ گلے مین رسی باندہکر کسی بلند اور تنہا درخت مین لٹکا دیتے ہین اور اسکی لاش وہین لٹکی سوکہا کرتی ہے اور باد وباران کی شدت سے جب وہ رسی ٹوٹتی ہے تو لاش زمین پر گر جاتی ہے۔

جب کوئی رئیس مرتا ہے تو اس کی لاش کے ساتہ عجیب عجیب حرکتین کیجاتی ہین۔ ادنےٰ بات یہ ہے کہ جلادی جاتی ہین۔ مین مدت سے مشتاق تہا کہ موقع ملے تو دیکہون کہ امرا ورؤسا کی مرنے کے بعد کیا گت ہوتی ہے۔ اتفاق سے میرے زمانہ قیام ہی مین ایک بڑے آدمی کا انتقال ہوگیا۔ پہلے اس کے لئے ایک چہت دار قبر بنا کر اس مین دفن کیا گیا اور اوپر سے قبر کو پاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد کفن وغیرہ کی تیاری شروع ہوئی۔ دس دن مین اس سے فرصت ملی۔ امرا کے مردے پہلے اسطرح دفن کر دیئے جاتے ہین وجہ یہ ہے کہ غریب آدمی تو فوراً مردے کو ایک چہوٹی سی کشتی مین رکہکر جلا دیتے ہین لیکن امیر کے مرنے پر اسے کچہہ دنوں کیلئے دفن کرکے اسکا مال ومنال جمع کرتے ہین اور اس کے تین حصے کرکے ایک تو وارثون کو دیدیا جاتا ہے اور دوسرے حصہ سے مرنے والے کی تجہیز وتکفین کی تیاری ہوتی ہے اور باقی تہائی دولت کی شراب خریدی جاتی ہے۔ جسے نعش کو جلانے کے دن قوم بہر ہوکر پیتی پلاتی ہے۔ یہ لوگ پرلے درجہ کے شرابی ہوتے ہین۔ دن رات شراب پی پی کر مدہوش نظر آتے ہین۔ مرتے مرتے پیالہ ہاتہ سے نہین چہوڑتے ان اقوام مین بہی ہندوستان کی آریہ قومون کیطرح ستی ہونیکی رسم ہے مگر یہ زیادہ تر امرا سے مخصوص ہے جب کوئی امیر مرتا ہے تو لوگ مرنیوالے کی لونڈیان سے جو بمنزلہ بیویون کے ہوتی ہین دریافت کرتے ہین کہ تم مین سے کون اپنے خاوند کے ساتہ مرنا اور جلنا چاہتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بدنصیب اسکا اقرار کر لیتی ہے۔ اقرار کرنے سے وہ کسیطرح اپنے وعدہ سے نہین پہر سکتی بلکہ اسی وقت سے دو لونڈیان اس پر مسلط ہو جاتی ہین جہان وہ جاتی ہے یہ بہی سایہ کیطرح ساتہ ہوتی ہین۔ مگر ہر طرح سے اسکی خدمت بجا لاتی ہین۔ نہلانے دہلانے کی خدمت بہی انہین کے سپرد ہوتی ہے اور اس کی تجہیز وتکفین کا سامان بہی یہی کرتی ہین تعجب ہے کہ اس خودکشی کرنے والی کنیز کے دل پر ان دنون مین ذرا بہی میل نہین آتا وہ ہر وقت نہایت ہشاش بشاش

دارالامان کا ہفتہ

رت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
نادان خدا کے فضل و کرم سے
تا ۲۴ جون ۱۹۰۴ء
ریف لیگئے۔ مگر اسی

حکیم الامۃ اور مولانا
خیریت سے ہیں۔
بنام کرم الدین وغیرہ
مقرر تھی لیکن تاریخ
کہ جناب مجسٹریٹ
دائر ہو اپنے صاحبزادے
کی رخصت پر تشریف
جون پر ملتوی ہوا۔
مقدمہ کی مقرر تھی وہ
ملتوی ہوا۔ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء
عبدالقدوس صاحب قدسی پر جرح
مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ
منجانب مستغاثہ دی گئی ہیں۔ اور
مولوی عبدالکریم صاحب اور ایڈیٹر الحکم پر جرح کرنے
۲۹ جون ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

حضرت اقدس کے مقدمہ میں استغاثہ کی شہادت میں دو گواہ مولوی غلام محمد قاضی تحصیل چکوال اور ایک محمدی قاضی تحصیل جہلم پیش ہونے تھے مولوی غلام محمد کا سمن تعمیل نہیں ہوا۔ اس کیلئے مکرر ۹ جولائی ۱۹۰۴ء کے لئے سمن جاری ہوا۔ اور مولوی محمدی حاضر تھے ان کی شہادت کیلئے ۲۸ جون ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

پیسہ اخبار میں جو مضمون کسی نے شائع کرایا ہے کہ فریقین کو بعض لوگ صلاح دیتے ہیں کہ صلح ہو جانی چاہئے۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ بعض شکیل اور شریف لوگوں نے یہ سلسلہ چھیڑا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے کیوں کامیاب نہیں ہوئے؟ اس کا جواب انشاء اللہ العزیز کسی دوسرے وقت مفصل حالات شائع ہونے پر مل سکیگا +

امور منزلیہ

۱۹۰۴ء کی رات کو اعلیٰ حضرت
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
میں دختر نیک اختر پیدا ہوئی۔
اسو بچہ کی حالت صحت اور حضرت ام المومنین کی طبیعت بہت اچھی ہے۔ دعا ہے اس مولود مسعود کو خیر و برکت کا موجب بنادے + آمین۔
ام (دخت کرام) ... شائع ہو چکا ہے ...

مدرسہ تعلیم الاسلام اور توجہ قوم

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں متواتر توجہ دلائی گئی ہے کہ سردست مدرسہ کو پانسو روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ اس کیلئے اکثر احباب نے چندہ بھیجا ہے۔ اور ابھی تک یہ رقم پوری نہیں ہوئی ہے۔ پانسو روپیہ کی خاص ضرورت محض اس بنا پر پیش کی گئی ہے کہ جناب انسپکٹر صاحب مدارس عنقریب اگست ۱۹۰۴ء میں تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ کرنیوالے ہیں اور ان کے آنے سے پیشتر بعض کمرے جنکی اشد ضرورت ہے بن جانے ضروری ہیں۔ چنانچہ تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور برسات بھی قریب آگئی ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو اس تعمیر کا کام ختم ہونا ضروری ہے اور یہ منحصر ہے روپیہ پر۔ لہذا ہم تمام مخلص احباب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بہت جلد اس رقم کو پورا کر دیں۔ امید ہے کہ یہ چند سطور کافی سمجھی جاوینگی اور الحکم کی اگلی اشاعت تک ہم یہ ظاہر کرنے کے قابل ہو سکیں گے کہ پانسو روپیہ کی رقم پوری ہو گئی۔

اسی کے ضمن میں میاں **احمد نور صاحب** مہاجر شاگرد مولوی عبداللطیف صاحب شہید کے مکان کیطرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ برسات کے شروع ہونے سے پہلے اس کا ختم ہو جانا بھی ضروری ہے ورنہ ابتک جو روپیہ اس پر خرچ کیا گیا ہے۔ وہ بھی خدانخواستہ ضایع ہو جائیگا۔ اسلئے قوم جلد توجہ کرے اور دوسو روپیہ کی رقم جو اس مکان کیلئے مانگی گئی ہے پوری کر دے +

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجہ کے آموں کیواسطے مشہور ہے۔ جو لوگ وہاں سے آم منگوانا چاہیں انہیں معلوم رہے کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد ضلع ہردوئی کے رئیس مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب کے ہاں علاوہ اپنے آموں کا ایک کارخانہ ہے۔ پس جن بھائیوں کو شاہ آباد کے آموں کی ضرورت ہو وہ مولوی صاحب موصوف کو لکھیں اس سے دو فائدے ہونگے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا ہو جائیگا دوسرے جیب کی بچت ہوگی۔ اور قیمت میں جہاں تک ان سے ممکن ہوگا رعایت کرینگے۔ **قومی تجارت** اور قومی کاموں کی قدر کرنیوالوں کو ایسے موقعوں کی تلاش رہنی چاہیئے۔ ماہ جون اور جولائی میں حسب ذیل قیمت ہوگی۔ اعلیٰ درجہ کے مختلف قسم کے آموں کی بہار یا پارسل دس سیر وزن کا جس میں خالص آم ۸ سیر ہونگے مع پیکنگ چارج و مزدوری تا ریلوے سٹیشن عہ اور بیس سیر کا پارسل القیمت صہ۔ ریلوے محصول خریدار صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ یہ پھل قدرے خام بھیجے جاتے ہیں جو تین چار روز رہنے سے بخوبی پختہ ہو جاتے ہیں۔ تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد انوار حسین خان صاحب احمدی رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے کرنی چاہیئے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح

ایک اسلام کے **فاضل** نے لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح جو تعلیم لوگوں کو دیتے ہیں۔ آپ انہوں نے ہرگز اس پر عمل کر کے نہیں دکھایا۔ نہ انمیں کوئی **اخلاق کی خوبی تھی** جسکی شان یہ ہے کہ صرف زبانی باتیں نہ ہوں بلکہ عملی طور پر ان کا نمونہ دکھایا جاوے اور نیز موقعہ اور محل کا بھی خیال ملحوظ ہو کیونکہ تلوار نہ چلا سکنا کوئی اخلاقی خوبی نہیں۔ ہاں تلوار چلانے کی قوت رکھتے ہوئے پھر تلوار میان میں ڈال لینا اعلیٰ درجہ کی اخلاقی خوبی ہے ایسا ہی انتقام نہ لے سکنا کوئی خوبی نہیں۔ ہاں انتقام لینے کی طاقت رکھتے ہوئے درگذر کرنا البتہ اعلیٰ درجہ کا اخلاقی خوبی ہے ایسا ہی حقیقی علم کیلئے سخت گوئی پر طاقت رکھنا شرط ہے حقیقی شجاعت کے لئے **خوفناک** دشمنوں کا مقابلہ سخت ہے مسیح نے نہ کوئی شجاعت دکھائی۔ نہ حقیقی عفو کا خلق ان سے ظاہر ہوا۔ نہ کوئی اور اخلاقی خوبی انکی پائی جاتی ہے جو علم اخلاق کے نزدیک خوبی کہلائی جا سکے (دیکھو کتاب اخلاق جلالی و اخلاق ناصری وغیرہ)

ایک شخص کا کبیرہ گناہ سے **معصوم** ہونا ایک معمولی بات ہے دنیا میں سینکڑوں آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے ہوئے اور صاحب **نفس مطمئنہ** موجود ہیں۔ مگر اعلیٰ درجہ کی اخلاقی خوبی رکھنا واقعی ایک کمال ہے جسکی وجہ سے ایک شخص انسان کامل کہلانے جانے کے لائق ہے اور وہ **صرف ایک ہی شخص ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم**

اب یہ ایک بالکل صاف بات تھی اور مسلم امر کہ واقعی حضرت مسیح میں کوئی اخلاقی خوبی نہ تھی۔ کیونکہ انکی کوئی اخلاقی خوبی۔ شجاعت۔ صداقت۔ عفو۔ حلم۔ سخاوت وغیرہ محک امتحان پر نہیں رکھی گئی اور نہ کسی امر کا ثبوت ملتا ہے مگر ایک **ظریف عیسائی** نے جسکی صداقت آمیز تحریر کیوجہ سے ہم اسے **مسخرہ عیسائی** کا لقب دیتے ہیں ۳۰ جولائی ۱۹۰۴ء کے پرچہ نور افشاں میں ایک عجیب ظرافت آمیز لطیفہ لکھا ہے۔ **ظریف موصوف** حضرت مسیح کی اعلیٰ اخلاقی خوبی (قدرت انتقام پاتے ہوئے معاف کرنا) کا ثبوت اسطرح دیتے ہیں (اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا۔ تب یسوع نے کہا اپنی تلوار میان میں کر کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں تلوار ہی سے مارے جائینگے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میں ابھی اپنے باپ سے مانگ سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کی بارہ تمن سے زیادہ میرے لئے حاضر کر دیگا پر نوشتوں کی بات کہ یونہی ہونا ضروری ہے۔ کیونکر پوری ہوگی (متی ۲۶ باب ۵۱-۵۴)

واہ مسخرہ صاحب واہ! اب آپ نے واقعی حضرت مسیح کی اعلیٰ اخلاقی خوبی (صفت عفو) ثابت کر دی۔ مسیح ع کا انتقام پر طاقت اور قدرت رکھنا یہاں کہاں پایا جاتا ہے۔ بلکہ ایسا تو حضرت مسیح نے پہلے درجہ کی بزدلی کیوجہ سے کیا۔ کیونکہ اسوقت حضرت مسیح ع کو ایک بڑی جماعت مخالفین نے تلواروں اور لاٹھیوں سے گھیر لیا تھا۔ اور یسوع کو گرفتار کرنے چلے تھے (متی ۲۶ باب ۴۷ تا ۵۹) ایسے وقت یسوع کے ایک شاگرد نے سردار کاہن کے نوکر کا کان اڑا دیا۔ حضرت مسیح نے ڈرتے ہوئے تلوار میان میں کرنے کا حکم دیا تاکہ اسکی وجہ سے مجھ کو جلدی قتل نہ کر دیں۔ یسوع کو تو اسوقت اپنی کمزوری اور اپنے شاگردوں کی بزدلی کا حال بخوبی معلوم تھا۔ چنانچہ واقعی اسکے سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان پر کچھ بھروسہ نہیں تھا (متی ۲۶ باب ۵۶) پطرس نے ایسی حالت میں اپنے خداوند کا انکار کیا۔ بلکہ لعنت بھی کی (متی ۲۶ باب ۶۹ تا ۷۵) پس ایسے طامع اور مطلبی لوگوں کا کیا بھروسہ تھا ان کے بھروسہ پر حضرت مسیح کی کیا طاقت اور جرأت ہو سکتی تھی تا سمجھا جاسکے کہ حضرت مسیح نے قدرت رکھتے ہوئے تلوار میان میں کرنے کا حکم دیا۔ البتہ یہ ایک لطیفہ اور مذاق ضرور ہے جسکی وجہ سے ہم نے محرر مضمون کو **مسخرے** کا خطاب دیا۔

انجیل مسیح ع کو تو جب کبھی تنہائی میں موقع ملتا رہا اپنے دوستوں کو یہی ہدایت کرتا رہا۔ کہ جس پاس نہیں۔ کپڑے بیچ کر تلوار لے۔ (لوقا ۲۲ باب ۳۶) اور یہ کہ میں دنیا میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں (متی ۱۰ باب ۳۴) اور لوگوں کو سانپ۔ سانپ کے بچے۔ حرامزادے وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرتا رہا۔ پس مسیح کی پرائیویٹ زندگی کی حالت تو یہ تھی۔ کہ وہ بے بسی میں بھی تلوار لینے کی ہدایت کرتا تھا اگر اسے اختیار ملتا تو خدا جانے کیا کرتا

اس بے بسی میں ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پس اس فاضل اسلام کا قول بالکل ٹھیک ہے کہ واقعی یسوع میں کوئی اخلاقی خوبی نہ تھی۔ جس کے لئے محل اور موقعہ اور قدرت اور وسعت شرط ہے۔ لیکن **عجیب تماشا** کیا ہے۔ جسکا نے محض مسخرے طور پر یسوع کے اس واقعہ کو پیش کر دیا ہے جبکہ اسے گرفتار کر کے قتل کے درپے تھے اور ایسی حالت میں محض ڈر اور خوف کے مارے یسوع نے اپنے شاگرد سے کہا کہ میان تلوار میان میں کر یہ موقع شمشیر زنی کا نہیں جو تلوار کرار نے ہیں خود تلوار سے مارے جائیں گے۔

پس سچ یہی ہے کہ عیسائیوں کے **ابن اللہ** میں اصلی خوبی اخلاق کی ہرگز نہ تھی بلکہ محض اپنے عصمت بی بی از بیچارگی کے یہ سب اخلاق و نصائح منہ کی باتیں تھیں۔ انجیلی مسیح اصلی اخلاق کی خوبی کے رنگ سے ہرگز رنگین نہیں تھا۔

ہاں اخلاق اعلیٰ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ضرور چمک رہے ہیں کہ باوجود ۱۳ برس مکہ میں کفار مکہ نے آنحضرت ص کو سخت سے سخت ایذائیں دیں۔ راستے میں کانٹے بکھیرے نماز پڑھتے ہوئے اوجھریاں اوپر ڈالیں پتھر مار کر سخت مجروح کیا۔ تین برس تک **شعب ابی طالب** میں قید رکھا۔ دانت توڑے۔ آپ کے رفقا کو جان سے مارا۔ زندہ درگور کیا۔ جلتی ہوئی ریت پر پھینکا۔ مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ فوجیں چڑھا لائے۔ اور کیا کچھ تکالیف نہیں۔ جو آپ کے وجود مسعود کو نہ پہنچائیں

مگر جب آپ نے ان پر فتح اور اقتدار حاصل کیا تو ان سب باتوں کو بالکل فراموش کر دیا اور زبان تک نہ لائے ایسے وقت میں جبکہ کفار مکہ کو قطعی امید تھی کہ ابھی اپنے گذشتہ قصوروں کی بدلے میں تہ تیغ ہوئے جاتے ہیں آپ نے ان اخلاق اعلیٰ کو کام میں لاکر جو بجز ایک خدائی آدمی کے کسی میں پائے نہیں جا سکتے۔ سب کو معاف کر دیا اور لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ کہا جس کے معنی ہیں کہ (تمہارا کوئی قصور نہیں۔ میں نے تم کو بخشا اللہ بھی تم کو بخشے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے) خدائی عفو اور رحم کا نمونہ دکھایا۔

ایسا ہی آنحضرت صلعم کے دیگر اخلاق و اوصاف کا حال ہے کہ دنیا میں اونکی نظیر ہرگز ہرگز نہیں پائی جاتی۔ آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ باوجود بادشاہ عرب ہونے کے آپ کے گھر میں بجز فقر وفاقہ کے کچھ نہیں تھا چنانچہ بخاری اور مسلم میں بالاتفاق لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے گھر والے دو دن برابر بھی جو کی روٹی سے آسودہ نہیں ہوئے یہانتک کہ آنحضرت صلعم اور آپ کے اہل بیت کئی کئی راتیں خالی پیٹ سویا کرتے تھے۔ اور جب کھانا کھاتے تھے تو اکثر اوقات کھانا آپ کا جو کی روٹی غذا ہوتا تھا۔ کیا عیسائی لوگ آنحضرت صلعم کا اس خصوص میں مقابلہ کر سکتے ہیں جن کے خداوند مسیح کا نام ہی کھاؤ پیو اور گنہگاروں کا یار بن گیا ہے اور جس نے محض طمع کے مارے ایک انجیر کو سوکھا کر بد دعا دی تھی۔ دیکھو سچا فقر یہی ہے کہ باوجود سب کچھ موجود ہونے کے سب کچھ محتاجوں کو بانٹ دیا جائے اور آپ فقر و فاقہ میں قناعت کریں۔ سو یہی وصف آنحضرت صلعم میں تھا۔ جو کچھ آپ کے پاس آتا فوراً خدا کی راہ میں یا اعلاء کلمۃ الحق میں صرف کر دیتے بہت سے حاجتمندوں کو آپ نے ریوڑ کے ریوڑ بکریاں بخشدیں۔ دوسروں کو اپنے اوپر ہمیشہ مقدم رکھا اور سچ ہے (الفقر فخری) آپ کے شایان شان تھا۔

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر بہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

عیسائیوں کی خداوند مسیح کی نسبت انجیل سے ہرگز ثابت نہیں کہ کبھی کسیکو ایک کوڑی بھی عطا کی ہو۔ باوجودیکہ آپ کے پاس روپیوں کی تھیلی بھی موجود رہتی تھی۔

ایسا ہی آنحضرت کی **شجاعت** کا حال تھا

آپ یہانتک بہادر تھے کہ عرب کے بڑے سے بڑے پہلوان غورث کو آپ نے زمین پر پچھاڑ دیا۔ خدا کے دشمنوں کو چکنا چور کر دیا۔ اور اپنی نسبت پیشین گوئی فرمائی کہ میں ہرگز دشمنوں کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤں گا (واللّٰہ یعصمک من الناس) مگر یسوع نے دنیا میں کوئی شجاعت کا نمونہ نہیں دکھایا۔ بلکہ آپ ہی ایسی ذلت اور خواری کے ساتھ مصلوب ہوئے اور مارے گئے کہ خدا دشمنوں کو بھی نصیب نہ کرے بیشک اگر یسوع بھی شجاعت دکھاکر دشمنوں کے ہاتھ سے مارا جاتا تو اوس کا نام بہادروں کی لسٹ میں لکھا جاتا مگر اب تو بلکہ الٹے کفر کے جرم میں مجبوراً پکڑا گیا اور پھانسی دیا گیا۔

آنحضرت صلعم کے **علم و تحمل و اخلاق** کا یہ حال تھا کہ آپ نے کبھی کسی شخص کو گالی نہیں دی۔ نہ بدزبانی کی۔ حتےٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسبت فرمایا کہ وانک لعلیٰ خلق عظیم ای بے شک تو اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق پر مخلوق ہے مگر یسوع نے اپنی قوم کے لوگوں کو ہمیشہ گالیاں نکالیں۔ انہیں بد اور حرامکار کہکر پکارا۔ سانپ کے بچے خطاب دیا اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

آنحضرت صلعم کی **تواضع و انکسار** یہانتک کہ آپ نے فرمایا کہ لا تفضلونی علیٰ یونس مجھے یونس نبی پر فضیلت مت دو۔ مگر یسوع نے اپنے تئیں سب انبیاء سے برتر ٹھہرانے کیلئے ان کو چور اور بٹمار خطاب دیا (یوحنا ۱۰ باب ۸)

آنحضرت کے **ورع و اتقا** کا یہ حال تھا کہ آپ نے کسی اجنبی عورت کو ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔ نہ خلوت میں کسی عورت کے ساتھ کبھی بات چیت کی۔ مگر یسوع ہمیشہ بیگانہ عورتوں سے کہ بعض ان میں سے فاحشہ بھی تھیں اختلاط وار تباط رکھتا رہا جس کے مخالف کو یہودی عیبجوئی کا موقعہ ملتا ہے اور عیسائی ہنوز اس کا جواب نہیں دے سکے۔

آنحضرت کی عبادت کا یہ حال تھا کہ ساری ساری رات خدا کی عبادت اور تہجد میں گذار دیا کرتے تہجد میں آپ کے پاؤں مبارک ورم کر جاتے مگر یسوع کی عبادت اور شب گذاری کی بابت کچھ ثابت نہیں۔

حضرت رسول کریم صلعم کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ آپ کی زندگی ہی میں عرب کے لوگ وحشی سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بن گئے اور سارا عرب آپ کے جیتے جی مسلمان ہو گیا اور صحابہ کرام دین و دنیا کے بادشاہ ہو گئے اور دنیا میں ایسی ترقی اور تہذیب کی روح پھونکی کہ اس کی دنیا میں نظیر نہیں ہے۔ مگر یسوع کی تعلیم کا اثر خاک بھی نہیں ہوا۔ بارہ حواری بھی سارے کے سارے ضعیف الاعتقاد اور بے ایمان رہے اور ان میں سے ایک نے تو ۳۰ روپیہ رشوت لیکر یسوع کو پکڑوا دیا اور باقی سب فرنٹ ہو گئے۔

حضرت رسول کریم صلعم کا **دفع** کمال عزت کے ساتھ ہوا۔ مگر عیسائیوں کا یسوع (معاذ اللّٰہ) لعنتی موت سے مرا۔ اور ملعون ہوا۔

یہ تو یسوع اور جناب محمد رسول اللّٰہ صلعم کے اخلاق کا مجمل مقابلہ ہے۔ ہم بڑے خوش ہوں گے اگر لارڈ بشپ صاحب یا کوئی اور عیسائی جناب رسول کریم صلعم کے ساتھ ان باتوں میں یسوع کا مقابلہ کر کے دکھلائے۔ اور حقیقی اعلیٰ اخلاق کا انہیں پتہ دے۔ کیا وہ یسوع جو خدا ہو کر اپنے نیک ہونے سے بھی انکار کرتا ہے (متی ۱۹ باب ۱۷۔ مرقس ۱۰ باب ۱۷) ماں کی ایسی سخت بے ادبی کی کہ اُسے بڑی توبیخ سے کہا۔ کہ اے عورت تجھے مجھ سے کیا کام (یوحنا ۲ باب ۴) یاروں کو جھوٹ بولنے کی ترغیب دی (مرقس ۸ باب ۲۷۔ متی ۱۶ باب ۱۳ و ۱۴) چوروں سے جھوٹا وعدہ کیا (لوقا ۲۳ باب ۴۳) سبت کی حرمت توڑی (متی ۱۲ باب ۱۔۹) فاحشہ عورات سے پیار کرتا رہا۔ حرام کی کمائی سے پرہیز نہ کی (یوحنا ۱۱ باب ۵۔ ۱۲ باب ۲ وغیرہ) مرانوں کے تختے الٹ دیئے۔ دو ہزار سوروں کے غولوں کو جو غیر قوموں کی ملکیت تھے پانی میں ڈبو دیا۔ انجیر کے درخت کو اپنی جسمانی غرض سے سکھا دیا (متی ۱۲ باب ۹۔ ۲ یوحنا ۲ باب ۱۵ وغیرہ) ایسا شخص اس ذات مقدس کے مقابل نکل سکتا ہے۔ جو ماں باپ کی اول درجہ کی تعظیم کرنیوالا۔ شروع ہی سے امین و صادق کے لقب سے ملقب۔ صادق الوعد۔ شریعت کا اعلیٰ درجہ کا متبع۔ فاحشہ عورات سے سخت پرہیز کرنیوالا۔ اور سید الاتقیا زبدۃ الاصفیا اور حقیقی اخلاق کا مالک تھا۔

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک)

مطبع کی بعض زیر باریوں سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتھ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک دیجاویں۔ اسلئے اس عرصہ میں جو احباب ان کتابوں کو خریدیں گے وہ نہ صرف ایک چہار ذخیرہ کتابوں کا جمع کریں گے بلکہ مطبع کی اعانت کرنیوالے ٹھہریں گے۔ پس ہم عام اعلان کرتے ہیں کہ ذیل کی کتابوں میں آخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک ہم ۱/۴

چوتھائی قیمت

کریں گے جو چاہے

نام کتاب

- ازالہ اوہام ہر دو حصہ
- آریہ دہرم (رد آریہ)
- ست بچن (بابا نانک صاحب اور دیانند کا)
- تقریر ……. نماز پیدا اور وحدت
- حضرت اقدس کی تیس سالہ تحریر
- (الہام تناسخ وید اور قرآن)
- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- تفسیر سورۃ تبت
- فیصلہ آسمانی ۲؍
- تحذیر المومنین۔ فتویٰ کفر کا لطیف جواب ۹؍
- فک الشک ۱؍
- شمس بازغہ۔ پیر گولڑوی کا رد
- سواء السبیل ۲ ۱۰؍
- رد تنسیخ و شیعہ یعنی حکیم الامۃ ۲؍
- الانذار (جلسہ طاعون کے حالات)
- مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا اور تقریریں ۱؍
- برہان الحق (در رد نصاریٰ) ۳؍
- تفسیر القرآن پارہ اول
- رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء
- نمونہ قرآن مجید۔ مرادیتا بیسرا القرآن ۳؍
- فیض احمدی
- قصیدہ ضوابط الاسرار
- وفات مسیح پنجابی ۲؍
- اصلاح الفطر رد آریہ ۲؍
- دعوۃ الحق نمبر ا و ۲
- سلک مروارید۔ عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ
- النصح (عیسویں کی خاص نشانات) ۲
- نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا جواب)
- برکات الدعا و اصول التفسیر

پورے سٹ کے خریدار کو صرف چھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک لئے جائیں گے۔ المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان

ا؂ شامی بیویوں کا ہونا تقدس کے برخلاف نہیں۔ حضرت داؤد ع کی سو اور حضرت سلیمان کی ایک ہزار حضرت ابراہیم کی تین تھیں۔ مگر وہ بڑے مقدس اور راستباز نبی ہیں۔ ایسی ہی کرشن جی اور راجہ جسرتھ وغیرہ اوتار کو نیوگی اور نیوگن دوتین دس کی بات کا مقدس رہ سکتے ہیں اور مکتی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ آریہ اور نور افشان کے نوٹ کا جواب ہے۔

ا؂ کتب سابقہ کے برخلاف تثلیث کی تعلیم دی اپنے تئیں ابن اللہ اور خدا کہا جس کا کفر تھا جس کے بدلے میں سولی دیا گیا۔ دیکھو انجیل ۱۲

۲ — جیسے کہ امام حسین علیہ السلام نے دس ہزار فوج یزید کا مقابلہ کرکے دنیا میں اول درجہ کی شجاعت دکھائی۔ اور شجاعت کہ ان سے فخر حاصل ہوا۔

پایونیر اور حضرت مسیح موعود

نمبر ۱۱

ہم نے گذشتہ دو نمبروں میں بڑی صفائی سے ذکر کیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مرحوم ایک معزز رئیس اور گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار دوست اور معتقد رہ چکے تھے۔ پھر ڈاکٹر گریسوولڈ یا کسی اور کا حضرت مسیح موعود کا آبائی پیشہ دوا فروشی قرار دینا اس بغض اور عداوت کو ظاہر کرتا ہے جو راقم مضمون مذکور آپ کے ساتھ ہے۔ پھر آگے چل کر پاونیر پادری کا نامہ نگار ایک اور خطرناک غلط بیانی کا مرتکب کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ

"غلام احمد نے اپنے مختصر رسالوں الانشانی اور چھوٹی ادویات کے ذریعہ سے وبا کے زمانہ میں بہت کچھ کر ڈالا آخر کار گورنمنٹ نے دست اندازی کرکے اس کی کارروائی کو بند کیا۔"

اس سے بے معنی تر فقرہ شاید پایونیر کے کالموں میں کبھی شائع نہ ہوا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ کہنا کہ گورنمنٹ نے دست اندازی کرکے اس کی کارروائی کو بند کیا واقعات صحیحہ کے صریح خلاف اور متضاد ہے اور ایسا ہی آپ کی کارروائی کو ادویات اور لاف زنی پر منحصر کرنا اور شرمناک غلطی ہے۔

اگر یسوع ناصری کی نسبت ایسا کہا جاوے کہ اس نے لاف زنی کے ذریعہ اپنے چند شاگرد جمع کئے تھے تو کوئی تعجب خیز امر نہ تھا کیونکہ خود عیسائی مورخین اور مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ چونکہ حواری لالچی اور دنیادار تھے اور وہ یسوع کے ان وعدوں پر کہ میں بادشاہ ہوں وغیرہ پر بھولے کہ اس کی نوکری میں ہر ایک خیال داخل ہوئے تھے کہ اسکی بادشاہت ہوگی تو ہم ارکان دولت ہوں گے اور اسی خیالی سلطنت کے خواب دیکھ دیکھ کر حواریوں نے کپڑے بیچ بیچ کر تلواریں اور ہتھیار بھی خریدے مگر وہ سلطنت نہ ملنی تھی نہ ملی اور بیچارے ایسا سا منہ لے کر رہ گئے آخر بعض نے لعنت بھیجی اور کسی نے گرفتار کرا دیا۔ اس قسم کی لاف زنیوں کا بہت سا ذخیرہ عہد نامہ جدید کے اوراق میں ملے گا اور غالباً پایونیر اور اس کا نامہ نگار یا ڈاکٹر گریسوولڈ صاحب سے ناواقف نہیں ہونگے

لیکن حضرت مسیح موعود کے متعلق اس قسم کا بیان خطرناک غلطی ہے۔ یہ پایونیر کے کالموں میں ہوئی ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے یسوع ناصری کو تو اپنے عقائد بغاوت کا الزام بغاوت بھی اس پر چل گیا لیکن حضرت مسیح موعود کی وفادارانہ سیرت اور خدمات کا تو خود گورنمنٹ نے بھی اعتراف کیا ہے۔

وبا کے دنوں میں حضرت مسیح موعود نے جو کچھ کیا ہے وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بھی وفاداری اور بنی نوع انسان کی حقیقی بھی خواہی کا نتیجہ ہے۔ اس وقت پنجاب میں سگریگیشن کے قواعد کے متعلق خطرناک غلط فہمی ملک میں پھیلی ہوئی تھی اور اسی غلط بیانی اور غلط فہمی کی وجہ سے پنجاب کے طاعون زدہ حصے کے بعض مقامات پر رعایا میں جوش اور بدمزگی بھی پیدا ہو گئی تھی اس وقت لوگوں کی اصلاح خیال اور گورنمنٹ کی تدابیر اور انتظامی تجاویز کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے میں کامیاب ہونیوالا شخص اگر کوئی تھا تو وہ بھی **مرزا غلام احمد** صاحب تھے جنہوں نے خاص قادیان میں ایک عظیم الشان جلسہ کے لئے اشتہار دیا اور خصوصیت کے ساتھ اسی مقصد کے لئے لوگوں کو جمع کرکے مذہبی طور پر گورنمنٹ کی تجاویز پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت کی اور سگریگیشن کے قواعد کے مفاد ذہن نشین کئے اور پھر ان تقریروں کو عام اشتہاروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ ملک کے ہر ایک حصہ میں پھیلا دیا اور وہ زہر جو طاعون کے ساتھ گورنمنٹ کی نسبت غلط خیال کا پھیل رہا تھا۔ اسے دور کر دیا۔ یہ کارروائی تو البتہ اس شخص نے **ایام وبا** میں کی تھی جس کی قدر خود گورنمنٹ نے بھی کی چنانچہ مندرجہ ذیل چٹھی اس کے متعلق لکھی گئی اور لاہور کے معزز روزانہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ذیل کا نوٹ شائع ہوا۔

ترجمہ

چٹھی نمبر ۲۱۳-۲-ایس

منجانب ایچ جے مینارڈ صاحب بہادر جونیر سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب

بطرف شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہوس لاہور

شملہ مورخہ ۱۷ جون ۱۸۹۸ء

جناب

حسب الارشاد جناب نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر میں اطلاع دیتا ہوں کہ جناب ممدوح نے اس جلسہ کے تمام روئداد جو ۲۰ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلقہ ان قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد و چاری طاعون کے لئے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو مرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اس وقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا۔

حضور ممدوح کا منشاء ہے کہ میں اس جلسہ کے شکریہ کا اظہار کروں جو کہ اس جلسہ کے ممبروں نے گورنمنٹ کو دی۔

دستخط

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۲۰ جون ۱۸۹۸ء

ترجمہ

مسلمانوں کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ میں جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا جاری طاعون کو رفع ہونے کیلئے دعائیں مانگی گئیں اور حکیم نورالدین نے قواعد سگریگیشن وغیرہ کی تائید میں جو گورنمنٹ نے بیماری کے انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی*۔ اس جلسہ اور گورنمنٹ کے شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنیوالوں کو دی گئی ہے۔ اس تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہیں اور یہ قواعد بہت ضروری ہیں اور فرضی قصے کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دینا چاہتی ہے جھوٹے اور احمقانہ ہیں اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکھتا ہے ایک لحظہ بھر کیلئے بھی نہیں تسلیم کرنا چاہئے اور سخت خطرہ کی حالت میں مثلاً جبکہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتوں کا اپنے گھروں سے کھلے میدان میں سگریگیشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈھانک کر ہو کے آنا اسلام کے اصولوں کے برخلاف نہیں۔

جیسے غدر کے طوفان بے تمیزی میں آپ کے والد ماجد نے ایک گرانقدر امداد گورنمنٹ عالیہ کو دی تھی اسی طرح اس طاعون کے طوفان بے تمیزی میں آپ نے اس طریق پر مدد دی کہ لوگوں کے نادان اور بیہودہ خیالات کی اصلاح کی اور اس طرح جو اس فساد عظیم اور بڑے بے درمان کو روک دیا۔ جس کے پھیلنے کا ملک میں سخت اندیشہ تھا۔ یہ کام تو بیشک آپ نے ایام وبا میں کیا ہے اگر پایونیر یا پایونیر کے نامہ نگار کے نزدیک یہ قابل قدر کام نہیں ہے تو ہم نہیں کہنا چاہتے کہ وہ گورنمنٹ اور رعایا کے مفاد کو کیا چاہتا ہے اور پھر یہ کہنا کہ گورنمنٹ نے دست اندازی کرکے اس کی کارروائی کو بند کیا ایک ایسی غلطی ہے جس کی تردید اور تلافی آسان نہیں اور دراصل گورنمنٹ پر بھی ایک پہلو سے حملہ کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ خواہ مخواہ اپنے وفادار اور عقیدت کیش خاندانوں کے ساتھ گویا پرخاش رکھتی ہے۔ تعجب پر تعجب ہے کہ اس فقرہ کے ساتھ راقم مضمون تسلیم کرتا ہے کہ۔

"اس کا خاندان غدر میں خیر خواہ تھا چنانچہ سرلیپل گریفن نے اپنی کتاب روسائے پنجاب میں بھی ذکر کیا ہے۔"

گورنمنٹ کی عطا کردہ مذہبی آزادی پر پایونیر کے ان الفاظ میں حملہ کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود کی کارروائیوں کو خواہ مخواہ پبلک کی نظر میں مخدوش ٹھیرایا ہے جو صریح غلط اور بے سروپا ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے کبھی بھی مرزا صاحب کے کام میں مداخلت نہیں کی اور نہ اسکی ضرورت ہے کیونکہ وہ کارروائی تو سراسر رحمت اور برکت ہے ملک کی اخلاقی اور مذہبی حالت کی اصلاح کے لئے ہے کیونکہ **مذہبی اصلاح اور روحانی فلاح** ساری برکتوں اور خوبیوں کا مبدء ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس آرٹیکل کے پہلے ہی نمبر میں شائع کیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب اپنے کام میں بدستور لگے ہوئے ہیں اور لاکھوں انسان آپ کی پاک تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اپنا مذہبی فرض سمجھنے لگے ہیں۔ اس کے بعد پایونیر کے نامہ نگار نے اپنی کم علمی اور ناواقفیت کی وجہ سے آپ کی **وفاداری** اور خیر خواہی سرکار پر حملہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ

"یہ اس بات کا بھی دعوے کرتا ہے کہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا بڑا خیر خواہ ہوں مگر یہ دعوے بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔ کہتا ہے کہ میرا فتوے جہاد کے خلاف ہے۔

پانچ سال ہوئے سر سکیرٹ بیگ کو ایک میموریل میں اس نے لکھا تھا کہ جہاد کے مسئلہ سے انکار کرنا ہی مجھ کو مسیح موعود اور مہدی مان لینا ہے۔"

اس فقرہ میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ خیر خواہی کا دعوےٰ بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔

اس کے بالکل غلط اور سرتاسر غلط ہونے میں کوئی شبہ اور کلام ہی نہیں ہو سکتا۔

(باقی آیندہ نمبر میں)

* اس جگہ سہو کاتب سے مولوی نورالدین صاحب کا نام لکھا گیا ہے اور چاہئے اس کی جیسا کہ واقعی امر ہے مرزا غلام احمد لکھنا چاہئے تھا۔ منہ

ردِّ تناسخ

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲ الحکم نمبر ۱۹ (۲۰)

بڑھاپے درخت اور بوڑھے انسان اور نوعمر درخت اور نوعمر انسان کی ایک ہی حالت ہوتی ہے جسطرح بوڑھے آدمی بیٹھے بیٹھے سو لیتے ہیں لحاف بستر کی پروا نہیں کرتے ویسے ہی بوڑھے درخت بھی پتے بند کئے اور شاخ جھکائے بغیر سو جاتے ہیں اور نوعمر درخت سونے کے وقت نہایت ملائم اور ان کے کی عمر سے منشی بند ہو جاتے ہیں تو نتیجہ بباعث نیند کے سستی ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حیوانات میں خاصہ ہے کہ کوئی تیس سال اور کوئی بیس دن اور کوئی بارہ یا چودہ برس سے زیادہ عمر کا ہو کر توالد و تناسل میں پڑ جاتا ہے ویسے ہی نباتات کی حالت ہے بعض درخت دوسرے برس بعض دوسرے برس بعض بارہ سال کے ہو کر بارور ہوتے ہیں۔ صغر سنی میں پھول پھل نہیں لاتے اور جیسا کہ زینت و آرائش اور بہت حیوانات میں پائی جاتی ہے ویسے ہی نباتات میں بھی نظر آتی ہے سائنس نے سمجھا انسان کے علاوہ بجنس طرح حیوانات موسم کے لحاظ سے اپنا لباس بال وغیرہ بدلتے ہیں ویسے ہی ہر موسم میں درخت بھی اپنا بانا بدلتے اور نئی پوشاک پہنتے ہیں غیرت کے متعلق بعض حیوانات جیسے نباتات کو توکوئی ہے جسکا ایک نباتی تخم اگا اور وہاں چند ہزار بوٹے اس تخم بیکار رہ جاتے اگنے کا تیشن بالفرض کوئی قلم کر کے اوس پر دوسری جنس کا پیوند چڑھاتا ہے تو قطع نسل کا باعث ہوگا تخم نہ کی گا۔ آفرین وغیرت ہو تو ایسی ہو لیکن یہ غیرت کسے کہو تو گو میں بھی کم کم ہو جو دیتے کہ شرارت نفس کے باعث اگر اپنے غیر جنس سے جفت ہو جائے تو آگے سے قطع نسل ہو گی جسطرح پیوندی پھل کے بار اور درخت نہیں اگتا ویسے ہی خچر کے فرزند نہ ہوگا۔

ہاں آنکھ اٹھانے پر افسوس کہ باوجود علم و عقل سے بہرور ہونے کی حیثیت نباتی و حیوانی سے بھی تعلیم حاصل نہیں کرتے اور ترقی نسل کیلئے اپنے تخم کی جگہ غیر کا تخم بو کر تا جیسے تسلی تسلی کرتے ہیں اور ستید و خرابی کی ترقی کا باعث سمجھتے ہیں حیوانات کی عمر بھی حد نصاب سے باہر ہے

اور نباتات کی بھی کوئی کوئی ہزاروں برس کا ہو کر مرتا ہے حد تک تم چل جاتے ہیں۔ آگے کہتے ہی نہیں۔

قصبہ اناڑ ضلع بلند شہر میں گھڑی کے واسطے کیر دن یا ند کے وقت کے لگے ہوئے جان کر تے ہیں جنکو آجتک تخمیناً پانچ سو سال کا عرصہ ہوا اور اس مصبوطی سے ساتھ قائم ہیں کہ ابھی تک گرنیکا ارادہ نہیں جو بار آور ہوتے اور خلقت کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ انسان کو بھی ان سے فیض رسانی کا سبق حاصل کرنا چاہیے کہ عمر و فضل کی زیادتی نفع خلائق پر مبنی ہو ورنہ گرگس کیطرح ہزار برس جیا اور نوح کی عمر تک سوا تجربہ نہ کیا تو کیا کیا۔

مکو گفت لقمان کہ نا زیستن
بہ از سال ہا بر خطا زیستن

نباتی طاقت حیوانی طاقت سے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے چنانچہ بعض درخت حیوان خوار ہوتے ہیں اور اپنی طاقت کے زور سے حیوان کو زمین پر سے اٹھا کر شاخوں میں چھپا لیتے اور اس کا خون پی جاتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ایک انگریز جہاز کسی تو تک مقام پر شکار کھیلنے گئے تھے اور ان کے ساتھ کتا بھی تھا اتفاقاً کھیلنے کے دوران کی آواز آئی آپ نے پھر کر دیکھا کہ اپنی کا کتا درخت کی شاخوں کیطرف خود بخود اٹھا چلا جاتا ہے اور ایسا ہوا کہ وہ شاخوں میں جا کر لٹک گیا اور آپ دور کھڑے تماشا دیکھا کئے جب ماجرا دریافت کرنیکو درخت کے قریب ہوئے تو درخت کی کشش نے ان کو بھی کھینچنا شروع کیا اور وہ فوراً وہاں سے ہٹکر علیحدہ ہوئے اور جان گئے کہ یہ خونی درخت ہے کشش کے ذریعہ حیوانات کو اپنی طرف کھینچ لیتا اور خون پی جاتا ہے وریدیں اور شرائین جیسا کہ بدن انسانی و حیوانی میں کام کرتی ہیں ویسے ہی درخت کے اندر ایک قسم کے ریشے ہیں جو غذا کو برابر تقسیم کرتے ہیں انسان نا تہہ سے معدہ میں غذا لیتا اور زور سے معدہ میں پہنچاتا ہے نباتات میں اس کے تنے اور ریشے میں کشش ہو جو زور کے ساتھ غذا کو کھینچ موضع بموضع تقسیم کرتی ہے آفرین کھجور اور ناریل کی اس حرکت پر جو اونچی اونچی جڑوں میں رستی اور غذا کو زمین سے تلاش کر کے ۹۰ اور ۱۰۰ فٹ تک کھینچتی اور درخت کی چوٹی پر پہنچاتی ہے۔

نباتات میں ایک طاقت دوسری قسم کی بھی ہے جو اسکو زمین کی کشش کی مدد ہوا کی دھکا پیل سے محفوظ رکھتی ہے جسطرح انسان اپنے قدم سیدھے رکھنے اور کھڑے وغیرہ کو آپ سنبھالے رہتا ہے اسی قوت کے زور سے درخت بھی ہمیشہ کھڑا ہو کر سر بر یدہ ہو کر تادم آخر کھڑے اور پھیلنے کی کوشش دوام کرتا اور بار و برگ کو سنبھالے رہتا ہے۔

جیسا کہ انسان اپنے دشمنوں سے بچتا ہوا کنارہ کر جاتا ہے ویسے ہی چھوٹا درخت بڑے درخت سے بچکر فضا میں سر نکالتا ہو اور بڑے درختوں کی تیرہ تاریک جانے کیوجہ سے۔

وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ۔ آہ جیسا انسان بہت بڑھا ہو کر ہوش و حواس سننا دیکھنا وغیرہ حافظہ وغیرہ عمر بھر کا ذخیرہ جو دنیا میں حاصل کیا تھا دنیا میں ہی اپنی ذات سے الگ کر دیتا اور بہرہ گونگا اندھا بے دندان ہو کر پیک اجل کا منتظر رہتا ہے کہ کب آئے اور کب چلوں اور شروع جوانی میں جو عروج ہوا کا لدا ہوا اندھا بن جاتا ہے نیک دیکھتا نہیں پرانے درختوں کا حال ہے کہ سوائے اور پتے اور کونپلیں اور سبزی جو ان کو باغ دنیا میں موصول ہوئی تھی سب بے بہرہ ہو ویرانہ جیسے اور آسمان بلندی کی جو ترقی سے سر کرتے تھے وہ سہولت میں اکثر ختم ہو جاتی ہے نہ پھول نہ پھل نہ پتے رفتہ رفتہ سوکھا ایندھن بن کے کاٹے جانے کا لائق ہے۔ آخر جیسا جنازہ اٹھا کر جلایا یا دفن کیا جاتا ہے ویسے ہی یہ بھی سوختہ بن جاتا ہے۔

فیا اہل التناسخ کیا یہ تمام تقلیبات کہ نباتات میں عیاں ہیں ان کا کوئی مطلب نہیں کیا یہ اپنی ذات کی آپ ہی پیشوا ہیں اگر کوئی مطلب ہے اور بیشک ہے جس کو نصرف تو یہ سب کچھ ان میں ظہور پذیر ہوتا ہے تو بتاؤ روح حیوانی ان میں منتقل ہو کر آتی ہے یا نہیں اگر آتی ہے تو پنڈت دیانند کا وہ دعویٰ باطل ہوا کہ جو انہوں نے اپنے چیلوں کو سکھایا ہے کہ روح حیوانی نباتی قالب میں نہیں آتی اور مولی پھل ساگ پات بھی گوشت کے حکم میں داخل ہوا کہ جو اس کا حکم ہے وہی اس کا ہوا کیونکہ اس سے حیوانات اور نباتات ہر دو روح حیوانی کا چولا (جامہ) قرار پائیں اگر گوشت کھانا جائز ہے تو نباتات کا کھانا بھی جائز ہے اگر جائز نہیں تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں۔ اگر نباتات میں روح حیوانی منتقل ہو کر نہیں آتی بلکہ نباتات میں ہی تا و رسلی سے کوئی ایسی طاقت رکھدی ہے جس کا یہ سب تماشا ہے اور درختوں کی چھوٹائی بڑائی وغیرہ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کی ہے کسی درخت کی کرنی یا عمل پھل و فرع میں نہیں آئی تو حیوانات میں بھی اسی ذات واحد نے اپنا تصرف جاری رکھا ہے اور علم و حکمت کا مقتضا کے موافق چھوٹا بڑا لنگڑا اندھا ہو کہا لنگا وغیرہ بنایا ہے کسی کے عمل سے نہیں اور لاریب اسی کی حکمت کا مقتضا پورا ہوا اور ہوتا ہے اس کار خانہ میں غیر کا تصرف مطلق نہیں

اہل تناسخ کے دعاوی باطل اور دلائل لاطائل ہیں قابل توجہ اہل کلام نہیں (ایڈیٹر)
(الندیم)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیر

جب نبی عربی امی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ملک میں دعوت حق اور تبلیغ احکام الٰہی شروع کی تو آپ کے انفاس طیبہ اور برکات روحانیہ کی تاثیرات سے آپ کو ابتدا ہی سے راستباز اور وفادار تابعداروں کی ایک جماعت عنایت فرمائی جو صحابہ کے پاک لقب سے مشرف ہیں وہ بیدار لوگ تھے کہ جنہوں نے آنحضرت صلعم کا آپکی طرح طرح کی تکالیف اور صعوبات کے زمانہ میں جو سخت ابتلا اور مصیبت کا وقت تھا۔ جان و مال اور اقارب سے ساتھ دیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلعم کو تبلیغ احکام الٰہی کے لئے ایک جہان کا مقابلہ پیش آیا ہوا تھا۔ اور تمام فراعنہ عرب سخت شورش اٹھا رہے تھے اور ہر طرف ذلت کے منصوبے باندھے جاتے تھے اور ہر جا سے آپ کے اس مقصد کے لئے ہزار ہا روکیں پیش آتی تھیں اور ہر کرہ و سر اشاعت توحید کے لئے سد راہ بنا ہوا تھا۔ اور حضور کی تنہائی اور بیکسی ہر ایک ستمگر کی شوکر کا باعث تھی اور آپ لوگوں کے گھروں میں جا جا کر کلام الٰہی سناتے اور پیر ہو ان سے دھکے دیے جاتے تھے اور کوئی آپ کو اپنے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ دیتا تھا اور آپ منزل بمنزل اور قریہ بقریہ پکارتے پھرتے تھے کہ من یؤوینی من ینصرنی حتی ابلغ رسالۃ ربی یعنی کوئی ہے کہ مجھے ٹھکانا دے اور میری مدد کرے تاکہ میں خدا تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کروں اور وہ جنت کا وارث ہے۔ اس نازک وقت میں صحابہ نے اپنی عزت اور ناموس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے قربان کیا یہانتک کہ کاٹ ڈالے گئے اور گھروں سے نکالے گئے اور جلا وطن کئے گئے اور بظاہر آنحضرت صلعم کی کامیابی اور کمزوری جسے کہ بہت دیکھکر بھی متزلزل الایمان نہ ہوئے۔ بلکہ حضور کی تمام آئندہ کامیابیوں اور اسلام کی ترقیات کی پیشگوئیوں پر پورا ایمان رکھتے رہے اور عرفانی اور ایمانی ترقیات کے اعلے مدارج پر فائز ہوتے رہے۔

اور حضور صلعم پرلے درجہ کا صادق القول اور صادق الوعد ثابت رہے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی حضور علیہ کی نسبت کبھی کوئی بدگمانی اور سوء ظنی پیدا نہ ہوئی اور آپ نے بھی ان میں سے کبھی کسی کو بے ایمان اور ضعیف الاعتقاد فرمایا۔

خاص ہجرت کے وقت جو سخت نازک اور خوف قتل کا وقت تھا۔ حضور نے علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر خواب پر سونے کا حکم دیا اس نے فوراً بخوشی خاطر قبول کیا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جبکہ دشمنوں کے تعاقب کا کلی یقین اور گرفتاری کا سخت ڈر اور جان کا پورا خطرہ تھا آپ نے ساتھ چلنے کا حکم فرمایا۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر حضور کے ہمراہ ہو لیا۔ آن میں ادنیٰ نہیں پوچھتا۔ کہ یا حضرت ہم ایسے خطرناک مقام میں سوؤں۔ اور کوئی نہیں کہتا۔ کہ یہ آپ کی مثالی اور ناکامیابی اور دشمنوں کی نگاہ میں ذلت اور جلاوطنی اور خوف جان کے وقت میں اپنا گھر بار اور جان و مال اور عیال و اطفال چھوڑ کر کیوں آپ کے ہمراہ چلوں۔ کسی کو یہ شبہ نہیں پیدا ہوتا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بڑی بڑی فتوحات اور توحید کے پھیل جانے کی پرزور پیشگوئیاں اور لمبے چوڑے دعوے کیا ہوئے غرض کہ بڑی صفائی اور راستی اور بڑی صداقت اور ایمان کے ساتھ ان لوگوں نے اسلام کی خدمت میں اور آنحضرت کا ساتھ دیا اور مال اور جانوں کو آپ پر قربان کیا۔ یہ حضور کی روحانی برکات کے نتائج اور آپ کی پاک تعلیم کی تاثیرات اور ثمرات تھے۔ لاریب صحابہ کو آنحضرت کی سچائی اور راستبازی پر پورا بھروسہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا یقین تھا اور یہی یقین انکی ایمانی ترقیات کا موجب اور روحانی مدارج کے ارتقا کا زینہ تھا۔ گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اور اس کی رضامندی کے آخری مکان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔

حضرت مسیح کی روحانی تاثیر

حضرت مسیح ابتدائی عمر میں یہودیوں کے بڑے بڑے عالموں کے درس میں وہ کریہ انا عہد نامہ یعنے حضرت موسیٰ کی شریعت اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کے کتابیں پڑھتے اور سیکھتے رہے۔ دیکھو انجیل لوقا باب ۲ آیت ۴۰ "لڑکا بڑھتا اور حکمت سے بھرتے روح میں قوت پاتا رہا"۔ یعنی علم سیکھتا اور نفسانی کمالات پیدا کرتا رہا۔ ایضاً لوقا ۲ باب ۴۶ و ۴۷ "اور ایسا ہوا کہ انہوں نے تین روز پیچھے اسے ہیکل میں استادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے انکی سنتے اور ان سے سوال کرتے پایا" اور پھر آپ نے یوحنا اصطباغی یعنی حضرت یحییٰ بن زکریا کے پاس روحانی ترقی کے لئے بپتسمہ پایا اور وہ اس وقت سے انہوں نے رسالت کا کام شروع کیا۔ یعنی تبلیغ احکام الٰہی اور وعظ کرنے لگے۔ اول اول چند اشخاص ایمان لائے۔ جنکو حواری کہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) شمعون پطرس (۲) اندریاس۔ (۳) زبدی کا بیٹا یعقوب (۴) یوحنا (۵) فیلبوس (۶) برتھولما (۷ محصول لینے والا) متی (۹) الفائی کا بیٹا یعقوب (۱۰) لبی جو تدی بھی کہلاتا (۱۱) شمعون کنعانی (۱۲) یہودا اسکریوطی۔ یہ سب آپ کے بارہ شاگرد ہیں اور انہی کو آپ نے بنی اسرائیل کے لئے واعظ بنا کر بھیجا۔

اب زیادہ تر قابل غور یہ بات ہے کہ جن لوگوں کو حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے بھیجا اور حضرت مسیح کی طرف سے نبوت کا کام کرنے لگے ان کا اپنا ایمان پایہ کہاں تک تھا۔ سو ان میں بڑا مخلص اور مقرب حواری شمعون پطرس تھا جس کے حوالے حضرت مسیح نے بہشت کی کنجیاں بھی کر دی تھیں۔ اس میاں پطرس صاحب نے حضرت مسیح کی گرفتاری اور مصیبت کے وقت قیافا نام سردار کاہن کے روبرو ایک لونڈی کے اتنا کہنے سے کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ ضعیف الایمانی اور بداعتقادی اور بزدلی کی وجہ سے حضرت مسیح پر لعنت کی اور تین بار قسم کھا کر ان کا انکار کیا (دیکھو متی ۲۶ باب ۶۹ سے ۷۵ تک) دوسرا یہودا اسکریوطی ہے۔ جو اپنے تقرب کی وجہ سے حضرت مسیح کے شامل ایک طباق میں کھانا کھاتا تھا اور مسیح نے اسے بارہ میں تخت کا مالک اور اسرائیلیوں کی عدالت کرنیوالا ٹھہرایا تھا۔ دیکھو متی ۲۶ باب ۲۳۔ ایضاً متی ۱۹ باب ۲۸۔ اس نے سردار کاہنوں سے منصوبہ گانٹھ کر صرف تیس روپیہ کے لالچ سے بڑے نفاق اور فریب کے ساتھ حضرت مسیح کو پکڑوا دیا اور سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے ہمراہ مسیح کے پاس لے آیا اور نفاق یہ تعظیم سے اس کا نشان دیا کیونکہ اس نے ان سے کہہ رکھا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اسے پکڑ لینا۔ دیکھو متی ۲۶ باب ۱۴ و ۴۸) حضرت مسیح نے اس سے پہلے اسے کہہ دیا تھا کہ تو مجھے پکڑوائیگا اور اگر تو پیدا نہ ہوتا تو تیرے لئے بہتر ہوتا۔ اس لفظ سے یہودا کی نہایت شقاوت اور بدبختی ثابت ہوتی ہے اور دوسرے باقی شاگردوں کی نسبت بھی حضرت مسیح نے کہا۔ کہ تم سب اسی رات میرے سبب ٹھوکر کھاؤ گے۔ چنانچہ وہ سب ہی گرفتاری کی سخت مصیبت کے وقت میں حضرت مسیح کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور راکیسنے بھی ساتھ نہ دیا دیکھو متی ۲۶ باب ۳۱ و ۳۵ و ۵۶) اب اس سے ان سب کے ایمان کا کمال اور انکی روحانی ترقی کی غایت اور مسیح کی نسبت راسخ الاعتقادی کا اندازہ ظاہر ہوگیا۔ اور بعض جگہ حضرت مسیح نے اون کو کم ایمان اور شیطان۔ اور ضعیف الاعتقاد بھی کہا ہے اور لوقا ۲۴ باب ۲۵ میں ہے کہ تب اس نے انہیں کہا کہ اے نادانوں اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سست اعتقادو کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح دکھ اٹھائے اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مسیح کو ان کی نسبت انکی بداعتقادی اور بے اعتقادی کا کامل یقین تھا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ہی سے مسیح کی نسبت سست اعتقاد اور بیوفا رہے اور مرقس ۱۶ باب ۱۴ میں ہے۔ آخر وہ ان گیارہ حواریوں کو جب وے کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور ان کی بے ایمانی اور سخت دلی پر ملامت کی کیونکہ وے اُن کی باتوں پر جنہوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا یقین نہ لائے تھے اور ایک مقام پر حضرت مسیح نے ان میں رائی کے برابر ایمان ہونے کی بھی نفی کی ہے۔ دیکھو متی ۱۷ باب ۲۰ آیت) اور ایک جگہ پھر فرمایا "اے بے اعتقاد اور ٹیڑھی قوم میں کب تک تمہارے ساتھ رہونگا کب تک تمہاری برداشت کرونگا۔ دیکھو متی ۱۷ باب ۱۷ آیت۔ غرض کہ ان سب آیات سے حواریوں کو ناقص الایمان بلکہ حضرت مسیح کی طرف سے سخت بے اعتقاد ہونا واضح طور پر پایا جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح کی زندگی میں کبھی بھی ان کی نسبت خوش اعتقاد اور فرمانبردار نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کمال ایمان سے بہرہ مندی حاصل کی۔

عیسائیوں کے خدا کے بیٹے کے اخلاق

عفو

عیسائیوں کے خدا میں عفو کی اصلی خوبی ہرگز نہ تھی عفو میں خلق کا کمال یہ ہے کہ ایک انسان دشمن کو انتقام لینے کی قدرت رکھتے ہوئے اس کو درگذر کرے عیسائیوں کے خدا کو کبھی حقیقی عفو کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ اس نے کبھی دشمن پر قدرت ہی نہیں پائی کہ قدرت کے بعد اس کا معاف کرنا جو اصل اخلاق ہے سمجھا جائے۔ عیسائی آپ ہی کہدیں کہ یسوع کو یہ موقعہ کہاں ملا کہ وہ پھر دشمنوں کے سزا دینے پر قادر ہوتا اور پھر درگذر کرتا ہاں یہ اخلاق فاضلہ ہمارے سید و مولا افضل الانبیاء فخر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات میں ضرور چمک رہا ہے کیونکہ کفار مکہ نے آپ کو سخت سے سخت دکھ دیئے۔ آخرکار آپ کے قید و قتل پر آمادہ ہوئے۔ جس کی وجہ سے آپ اس نابکار قوم کے درمیان سے ہجرت ہی کر گئے۔ مگر جب آپ نے ان پر فتح پائی اور یہ لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم ایکبارگی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے تو آپ نے انپر فتح پائی اور یہ لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنی خونریزیوں کے عوض میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے تو آپ نے ان سب کو بخش دیا اور کہا جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا ثم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ تم پر کوئی ملامت نہیں۔ خدا تم کو معاف کرے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔ عیسائیوں کی اگر قسمت ہو تو اب بھی اس کتاب صداقت کو شناخت کریں اور مردہ پرستی سے باز آئیں۔

حلم و تحمل

حلم و تحمل کا یسوع صاحب میں نام و نشان تک نہیں تھا اور ہم افسوس کہتے ہیں کہ وہ لوگوں میں تعلیم دیا کرتا تھا کہ حلیم ہو جو حلیم ہیں مگر آپ کبھی حلم و کام میں نرا پایا بلکہ ہمیشہ چھچھوروں کی طرح بات بات پر یہودیوں کو ستا اور گالیاں دیتا رہا تلوار تو اس کے ہاتھ میں نہ تھی ہتھیار جو بہ صرف زبان اس کے ہاتھ میں تھی سو اس سے خوب چلاتا اس زمانہ کے لوگوں کو بد اور حرامکار کر کے پکارا کسی کو سانپ اور کسی کو سانپ کا بچہ وغیرہ کہا اور کوسنے میں کسیقدر حقیقی کمی نہ کی۔ خدا جانے اگر یسوع کو کچھ اختیار دیا جاتا یا اس کے ہاتھ میں زور ہوتا تو کیا کچھ کرتا ع ابن ہے بے بسی پہ ذوق یہ شرکا یہ حال کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے ہاں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلیٰ درجہ کا حلم و تحمل تھا۔ آپ نے کبھی کسی کو صریح الفاظ میں بد اور حرامکار کہکر نہیں پکارا نہ کسی کو سانپ یا سانپ کا بچہ کہا ہاں ان کو اخلاق بد پر نا صبح مشفق کی طرح ضرور ڈرایا اور سمجھایا سے کچھ دکھا۔ کیا کوئی عیسائی

اسلام اور عیسائیت

عیسائیوں نے بیشک علوم و فنون کی دستگیری کی۔ مگر کب؟ جب مذہب کے پابند نہیں رہے چرچ کے تحکم و تسلط سے آزاد ہو گئے اور سینٹ جانی تھامس اور اس کے ہم خیالوں کو نزدیک عیسائی نہ رہے۔ ورنہ لندن میوزیم اور کتب خانہ پیرس کا حال اس زمانہ میں وہی ہوتا جو کتب خانہ اسکندریہ کا جولیس سیزر کے عہد میں ہوا۔

تاریخ کو اب تک وہ ہولناک سماں یاد ہے جب مقدس عیسائیوں نے حکمائے مصر کی کتابوں میں آگ لگائی ہے۔ اسکندریہ کے لاٹ پادری نے ایک ملکی بغاوت کے الزام پر سارا کتب خانہ اسکندریہ اسی طرح جلا کر خاک سیاہ کرا دیا جس طرح ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں دہلی کا عظیم الشان شاہی کتب خانہ باغیوں کی بدولت و نذر آتش۔۔ جنگی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ دیگر ان اسکندریہ میں توفیل نے حکما و سلاطین مصر کی کتابیں جلا میں

اور یہان دہلی مین علماے ہند وستان کے کتب خانے دریا برد کر دئے گئے ... شاہی فرمان کے ذریعے ... اسکندریہ کی تمام علمی تصنیفات ... اور اسکے بیس برس بعد ... مورخ نے ان برباد شدہ ... حسرتناک تصویر کھینچی ہے ... ہندوستان مین پچاس برس کی ... گزرا مولوی فضل حق صاحب ... کے سوا کسی نے اس چشم ودید ... چار آنسو بہی نہ بہائے۔ اس ... بہی مین بلا اسیئے کہ

... کے بہی بے گل غالب
... ست ہر اور جان عزیز

... بعد سیریل کا زمانہ آیا۔ اس کا ... وزیر اسکندریہ ... مقرر ہوا۔ اسکے ... مین ان دنون ایک خاتون کا ... وفلسفہ مین بڑا شہرہ تہا۔ علوم ... بڑے بڑے اہل علم اس کو ... تسلیم کئے ہوئے تہے۔ اس ... درس مین علم مابعد الطبیعیہ خصوصًا ... بحث مین اکثر بحث ہوتی تہی ... ہم کو کہان جانا ہوگا اور ... بات کا علم ممکن ہے۔ مقدس ... سیریل کو اس کی برداشت نہوئی ... (جس کا نام ہیپاشیا تہا) ... تہا۔ بلکہ قدیم مصریون کے مذہب ... اس جرم پر کہ صاحب علم ... درسگاہ مین جاتی ہوئے اس کو ... کپڑے اتار لئے اور اسی ... کلیسا مین لائے۔ وہ ایسی ... مذہبی پیشوا ایسے مذہب ... کرتے۔ نہین قتل کے بعد ... گوشت ہڈیون سے الگ ... اور بقیہ کے واسطے بہتر سمجہا ... کی نذر کر دیا جائے۔ مورخ کہتا ... ہمیشہ رومن گورنمنٹ نے اس ... کی تحقیقات کی اور سیریل سے ... کی باز پرس ہوئی۔ غالبًا یہ پہلا ... تہا جب گورنمنٹ نے یہ قاعدہ مقرر ... کیا۔ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد" عیسائیت کا کرشمہ عقیدہ ہے جسمین دو فرقون ... نزاع نہ ہوئی ہو اور اختلاف کا فیصلہ ... خونریزی سے نہ کیا گیا ہو۔ تاریخ بتلا ... رہی ہے کہ سرزمین مصر لہو سے رنگی ... ہوئی ہے حضرت مریم کی عبادت مین اختلاف ... ہے انہین خدا کی ماں فرض کرنے مین ... گروہ لڑ رہے ہین۔ تلوارین چل رہی ... ہین اور عیسائیون کے پاک خون سے ... سطح خاک لالہ زار بنی ہوئی ہے مذہب کے قانون مین یہ بات داخل تہی کہ

مسیح کا جو پیرو نہین وہ ہلاک ہوگا اور ہلاک ہونے والا زندگی کا مستحق نہین (اعمال الرسل کے پانچوین اصحاح مین دیکہو۔ حنانیا نامے ایک شخص نے اپنی املاک بیچ کر کچہہ قیمت خود چہپا کر رکہہ لی اور بقیہ رسولان مسیح کے پاس لایا۔ پطرس حواری کو حقیقت حال پر اطلاع ہو چکی تہی۔ بڑی ملامت و سرزنش کی اور بطور معجزہ اسکی جان لیلی۔ سفیترہ احنانیا کی بیوی کو اصل معاملہ سے تو واقفیت تہی مگر بعد کی سرگذشت کا اسکو علم نہ تہا۔ تین گھنٹے کے بعد وہ بہی حاضر خدمت ہوئی۔ پطرس نے بات کے چہپا رکہنے کے جرم پر اس کی بہی ایسی خبر لی کہ بیچاری کی جان پر آبنی (اعمال الرسل۔ اصحاح پنجم از آیت ا تا ۱۱۔ صفحہ ۱۵۵)

انسان کو مال ومتاع مین کچہہ خود اپنے واسطے اٹہا رکہنے اور مذہبی پیشواؤن کو نہ دینے کی سزا اگر تو سزائے موت ہو پہر اس بدنصیب کی زندگی پر کیون نہ موت کو ترجیح دیجائے جو اعتقادًا معتقد ایان ملت کا ہمصفیر نہو۔ کیتہولک اعتقادات کی مخالفین کی بابت پوپ الیگزنڈر سوم فرماتے ہین "منکرین کی اولاد کیواسطے حیات کے علاوہ کسی چیز کا بہی باقی چہوڑنا جائز نہین۔ ان کو زندہ رہنے دینا بہی عنایت واحسان ہے" یعنی منکرین کا جرم انہین تک رہتا بلکہ مرض متعدی کیطرح اس کا سلسلہ اولاد مین بہی سرایت کرتا ہے۔

لا تزر وازرة وزر اخرے ایک کی خطا پر دوسرے کو مصادرہ روا نہین۔ اسلام سے عیسائیت کا اس بات مین مقابلہ کیا جائے۔ وہان باپ دادا کے افعال پر پکڑے جاتے ہین یہان خود اپنے گناہ پر بہی استغفار سے نجات ملجاتی ہے۔

فرق ست زاب خضر کہ ظلمات جاگہ دست
تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

علم وہنر کے ساتھ عیسائیت کی گاؤ زوری

مکتوبہ

قسطنطین با... اس کے بعد جب عیسائیون کو زور ہوا ہے تمام ... علم وفلسفہ ... ان عیسائیت کی تاریخ مین نہین ملتا ... ان مذہبی نزاع ومجادلات مین البتہ نظر آتا ہے کہ علم کا اشتہا ہوا جوش کبہی تو سلطنت ... قوت سے کبہی مذہبی انجمنون کے رعب ودآب سے اور کبہی خونریزی سے دبا دیا گیا ہے۔ مذہب کی تائید مین ہمیشہ علم سے دشمنی رہی۔ جب اس کا شعلہ بلند ہوا تعصب کے طوفان سے فرو کر دیا گیا۔

میرا مقصود بحث عادی نہین ورنہ مدعیان علم کو اس بحث مین یہ بہی معلوم ہو جاتا کہ اسلام کی اشاعت تلوار سے ہوئی ہے یا عیسائیت کی۔ پادریون کی باہم لڑائیان اور اختلاف عقاید کے مجادلات ایک طرف عیسائیت کی تائید مین غیر مذہب والون پر جو وحشیانہ حملے ہوئے ہین یا خود سلاطین یورپ مین رؤساے مذہب کی اغوا سے جسقدر خونریزیان ہوئی ہین وہ ہمارے عنوان بیان سے خارج سہی لیکن واقفکارون کی وسعت نظر سے خارج نہین ہین

اسپین مین اسلامی سلطنت قائم ہونے کے بعد یورپ پر علم کا پرتو پڑا اور علم ومذہب کا مقابلہ اسوقت شروع ہوا جب اندلس کے مدرسون مین نوجوانون نے تعلیم پاکر عیسائیت کی تاریک دنیا مین علمی روشنی ڈالنا چاہی۔ یا حروب صلیبیہ مین یورپین مجاہدون نے مسلمانون کے خیالات سے متاثر ہوکر عیسائی دنیا مین ایک نیا تغیر برپا کیا۔

کروسیڈ وارسے ہزارون صلیبی مجاہدین واپس آئے اور مسلمانون کیطرف سے ایسے اچہے خیالات مشتہر کئے جو کلیسائی تعلیم کے خلاف تہے۔ پادریون نے مشہور کر رکہا تہا کہ مسلمان بت پرستون کی ایک جماعت کا نام ہے جو بیت المقدس (اورشلیم) پر متغلب ہوکر توحید اور دین حق کی تجلی گاہ بنے ہین اور اس پاک سرزمین کو ... اور فضیلتون سے خالی کر رکہا ہے۔ وہ وحشی درندے اور جلاد ہین ... وغیرہ وغیرہ صلیبی مجاہدون نے ارض ... سطین سے واپس آکر ظاہر کر دیا کہ حسد ... سے آنکہون پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ مسلمان ... نہایت پاکیزہ خیال اور موحد ذی مروت ... امن پسند، وفادار اور صاحب فضل ... ہین۔

امیریکن فلاسفر اڈ ورڈ فارنیکس صاحب فرماتے ہین کہ خلیفہ حکم ثانی نے اسپین کو ایک بہشت بہار بنا رکہا تہا۔ یہودی اور عیسائی امن وامان وآزادی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تہے۔ پطرس صاحب لکہتے ہین کہ اندلس مین اکثر علماء یورپ کے دور ودراز شہرون سے علم ہیأت کی تعلیم حاصل کرنے آتے تہے حتی انگلستان کے طالبعلمون کی جماعت بہی اندلس مین نظر آتی تہی۔ یہ تمام طلبہ وہان بآرام وآسایش مقیم رہتے جاتے تہے۔ اور ہر طرح انکی خبرگیری کیجاتی تہی ایوان خلافت معلوم ہوتا تہا کہ ایک جلیل القدر کتب خانہ یا دار الصنائع ہے جس مین کتابون کی نقل زرکاری جلد سازی اور ہر قسم کی صنعتون کی فراوانی دیکہہ کر خدا کی قدرت یاد آتی تہی کاغذ سازی کا طریقہ جس کو اہل عرب نے ایجاد کیا تہا۔ اندلس سے یورپ مین بہی رائج ہوا۔ اور پہر چہاپے اور آلات طبع کے انکشاف سے خیالات کی اشاعت آسان ہو گئی۔ ہسپانیہ اور وینس کی عزلت ... ہونا ... اور مسلمانون کے ساتھ مسا وات خیالات سے عیسائیون مین بہت کچہہ تغیر ہو چلا تہا اب کاغذ اور پریس کی وجہ سے باقی وقت بہی نہ رہتی اور ہر شخص کو اپنے مافی الضمیر کا شائع کرنا آسان ہو گیا۔

علامہ ابن رشد[1] کی تصنیفات کا جب چرچا ہوا تو یورپ نے اسکو قبول عام کی سند دی۔ عقلیات کی تحصیل وتکمیل کا انحصار واقتصار انہین کتابون پر تہا۔ بہت تہوڑے دنون مین نہ صرف قرطبہ واشبیلیہ بلکہ یورپ کی تمام مہذب دنیا مین یہی کتابین نصاب درس مین داخل ہو گئین مسیحیت نے اب جاکر مخالفت شروع کی اور مذہبی پیشواؤن نے عام فرمان جاری کیا کہ کتب مقدسہ یا کلیسا کی تعلیم کے خلاف جو شخص قولًا یا فعلًا کسی امر کا مرتکب ہو۔ وہ گردن زدنی سوختنی اور ... مگر ... دی ... میں نے فقط یہ راے ظاہر کی تہی کہ قوس قزح جنگل کمان نہین ... ہے کہ خدا ... مین ... کے لئے بندون سے ... کے نقطون مین ش ... مقام ہے۔ ... ان ... آفتاب ... پیدا ہوتی ہے ... صرف اتنی بات ... دار ... سلطنت ... لیا ... حبس دوام ... کی سزا ملی ... اس کی لاش اور کتابین عدالت کے حکم سے جلا دی گئین۔ اور تجویز مین وجہ یہ لکہی گئی کہ "اسکی خواہش تہی کہ رد یا اور انگلستان کے کلیسائیون مین مصالحت ہو جائے" اس مصالحت کی خواہش سے بڑہ کر کیا گناہ ہوگا ... کے وزن پر آفتاب کی شعاعون کی عکس سے قوس کا قائل ہونا بہی گناہ کبیرہ ہے مگر مصالحت کا مفروضہ وہ اکبر الکبائر ہے جو معاف ہو سکتا ہی نہین۔

[1] ابن رشد کا نام محمد بن احمد بن رشد تہا۔ ابو الولید کنیت ہے۔ قرطبہ دار السلطنت اسپین مین ۵۲۰ہجری مین پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان ہمیشہ سے علم وفضل اور فقاہت کا خاندان تہا۔ آباو اجداد موروثی قاضی تہے۔ مورخین کی راے ہے کہ ارض عرب مین ایسا دانشمند کوئی پیدا نہین ہوا۔ جسنے ارسطو کی کی جس خوبی سے تنقید کی ہے وہ آجتک کسی کو نصیب نہین ہوئی علوم حکمیہ کی ابتدائی تحصیل ابن العزلہ وغیرہ سے کی تہی لیکن اصلی استاد انکی طبع خداداد تہی۔ درس وتدریس اور کتب بینی کے علاوہ کوئی مشغلہ نہ تہا۔ ابن الآبار علیہ الرحمہ لکہتے ہین کہ بجز اپنی شب زفاف یا جس روز کہ ان کے والد کا انتقال اس کے سوا اور کسی تاریخ موصوف تصنیف وتالیف نا غہ نہین ہوئی۔ اکثر شاگرد یہودی یا عیسائی تہے اہل یورپ انکو صاحب فن تسلیم کرتے ہین اور ... وسیع تحقیقات کرنیکے قائل ہین۔ ... سلیم خوری نے کتاب ... مین انکی طرز لائف لکہی ہے اور نہایت شرح وبسط کے ساتھ فضائل مناقب بیان کئے ہین۔ حال مین ... صاحب رسالہ ... (ایک عربی رسالہ ہے) ان کے حالات مین فلسفہ ابن رشد ایک خاص کتاب تصنیف کی ہے۔ فلسفہ اور طب کے علاوہ ... کتابین بہی لکہی ہین ...

... مثلًا کتاب التحصیل اختلاف صحابہ وتابعین ... بدایۃ المجتہد فقہ مین۔ کتاب التہافت علم کلام مین۔ وغیرہ وغیرہ۔ آخر الذکر تہافتہ الفلاسفہ امام غزالی کی تردید مین ہے۔ اس مسئلہ مین ...

حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریر

گزشتہ اشاعت سے آگے

بامراد اور کامیاب ہونے کی اصل تو بیان ہو چکی۔ مہر و ضلع اصل جو بتائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ جن لوگوں نے خلاف ورزی کی اور تیرے انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھ لیا وہ مومن نہیں ہوں گے۔

یہ کیسی سچی بات ہے کہ جب انسان کسی شے کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھ لیتا ہے تو وہ اس کے حصول کے لیے کوئی سعی نہیں کر سکتا آخر محروم رہ جاتا ہے۔

یہی حال ان لوگوں کا ہوا۔ جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اس انکار کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے آپ کے انذار اور عدم انذار کو مساوی سمجھا نتیجہ اس کا ایمان سے محرومی ہوئی۔ اور انجام کار وہ ان تمام کامیابیوں اور فتوحات سے جو اہل ایمان لوگوں کے حصہ میں آئیں بالکل بے نصیب اور محروم رہے۔

یہ **کتاب مجید** جو تمہیں دی گئی ہے ساری خوبیوں اور کمالات سے بھری ہوئی ہے لیکن جو شخص اس کتاب کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھے وہ ان انعامات اور برکات سے جو اس کتاب کے پڑھنے اور پھر عمل کرنے سے ملتے ہیں کیونکر بہرہ ور ہو سکتا ہے؟ وہ یقیناً یقیناً محروم رہیگا اور اسے ایمان نصیب نہیں ہوگا لیکن اگر سلیم الفطرۃ انسان اپنے قویٰ سے کام لے اور اسکو یوں ہی نہ چھوڑ دے تو اللہ تعالےٰ اسکو محروم نہیں چھوڑے گا۔ اس کا نام **شکور** ہے وہ اسکی ضرور قدر کریگا اور اسپر اپنی نعمت کے دروازے بیشک کھول دے گا اسے فہم قرآن عطا کرے گا اور ایک ذوق کے ساتھ توفیق عمل نصیب ہوگی۔

اسیلت کو میں بار بار بیان کروں گا اور تم خوب یاد رکھو کہ بامراد اور کامیاب ہونے کی راہ یہی ہے کہ اسکتاب کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ اگر اس کتاب کو کوئی چھوڑتا ہے اور عدم و وجود کو برابر سمجھتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے اسباب محرومی طیار کرتا ہے۔ اس فعل پر خدا تعالیٰ سے اُسے اولاً یہ سزا ملتی ہے کہ غور کرنے والا دل چھین لیا جاتا ہے وہ حقائق اور معارف کو سوچ نہیں سکتا۔ اور اسی طرح پھر دیکھنے اور سننے کے قویٰ بھی بیکار ہو جاتے ہیں وہ حق کا شنوا اور حق کا بینا نہیں رہتا۔

پس متقی بننے کی راہ تو یہ ہے کہ مومن بالغیب ہو۔ اعمال صالحہ پر چست اور چالاک ہو تمام صداقتوں پر کاربند ہو جزا و سزا پر ایمان لانے والا ہو کسی صداقت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور دل سے کام لے تاکہ عذاب سے محفوظ رہے۔

بہت سے دل اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے فوری جوش یا بعض خارجی اثروں کی وجہ سے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتے ہیں لیکن جناب الٰہی کے حضور سے فتویٰ ملتا ہے کہ مومن نہیں ہیں۔ اگر غور کیا جاوے تو اس اصل سے بھی بہت سے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں۔ میں اپنا نام نور الدین کہلاتا ہوں کوئی شمس الدین جلال الدین کمال الدین کہلاتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی یہی نام ہے؟ اگر آسمان پر نہیں تو کچھ فائدہ اور حاصل نہیں۔

اسی طرح پھر مومن وہی ہے جو آسمان پر مومن ہو اور کافر وہی ہے جس کا نام آسمان پر کافر ہو دنیا کی نظر میں مومن یا کافر ہونا کوئی اثر اصل بات پر نہیں ڈال سکتا۔

غرض

بعض لوگوں کا خدا تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے کہ وہ بکتے ہیں ہم مومن ہیں لیکن خدا تعالےٰ کا فتویٰ ان کے متعلق یہی ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں اگر ہمارے مخالف اس بات کو سمجھتے کہ ہمارے تجویز کردہ نام کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتے بلکہ حقیقت ان اسماء کے اندر ہے جو خدا تعالیٰ کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔ تو انھیں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے سمجھنے میں کیا دقت اور مشکل پیش آتی تھی؟ وہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان لاتے اور اللہ تعالےٰ کے پاک نام کا ادب ان کے دل میں ہوتا تو وہ ایک شخص کے منہ سے یہ سنکر کہ **خدا نے میرا نام ابن مریم رکھا ہے** اس قدر جوش غضب سے نہ بھر جاتے۔ وہ سمجھ لیتے کہ جب ہم اپنے بچوں کے نام یوسف موسیٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم رکھ لیتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کا نام ابن مریم رکھ دے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ان باتوں سے محض بے خبر ہیں اور انھوں نے قرآن شریف میں کبھی غور نہیں کی۔ پس ایسے لوگ جنکی نسبت خدا تعالےٰ کا فتویٰ ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں انھوں نے کیا کیا ہے؟ خدا کو چھوڑ دیا ہے اور اس جماعت کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومنین کی جماعت ہے۔ ان لوگوں میں نہ تاب مقابلہ ہے نہ قوت فیصلہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا فیصلہ اور مقابلہ ابھی نہیں کر سکتے جبکہ ابتدا ہے جب اور ترقی ہوگی تو کب کر سکیں گے ان کا یہ مرض تو بڑھتا ہی نظر آتا ہے اس جھوٹ کا بدلا عذاب الیم ہے۔

اب یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ ایک شخص بظاہر اچھے لباس میں لوگوں کے سامنے آتا ہے نمازی بھی نظر آتا ہے لیکن کیا اسے اتنی ہی پر مطمئن ہو جانا چاہیے ہرگز نہیں؟ اگر یہی پر انسان کفایت کرتا ہے اور اپنی ساری ترقی کا مدار اسی پر ٹھیراتا ہے تو وہ غلطی کرتا ہے جب تک اللہ تعالےٰ کیطرف سے اسے یہ سرٹیفکٹ نہ مل جاوے کہ وہ **مومن** ہے وہ مطمئن نہ ہو سعی کرتا رہے اور نمازوں اور دعاؤں میں لگا رہے تاکہ کوئی ایسی ٹھوکر اسے نہ لگ جاوے جو ہلاک کر دے۔ عام طور پر تو یہ فتویٰ اسی وقت ملیگا جبکہ سعادت مند جنت میں داخل ہوں گے اور شقی دوزخ میں لیکن خدا تعالےٰ یہاں بھی التباس نہیں رکھتا اسی دنیا میں بھی یہ امر فیصل ہو جاتا ہے اور **مومن** اور **کافر** میں ایک بین امتیاز رکھ دیتا ہے جس سے صاف صاف شناخت ہو سکتی ہے ہر ایک شخص ان آثار اور ثمرات کو جو ایمان اور اعمال صالحہ کے ہیں اسی دنیا میں بھی پا سکتا ہے اگر سچا مومن ہو۔ بلکہ اگر کوئی شخص ان کا دنیا میں کوئی اثر اور نتیجہ نہیں پاتا ہے تو اُسے استغفار کرنی چاہیے اندیشہ ہے کہ وہ آخرۃ میں اندھا نہ اُٹھایا جاوے۔

مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اس سوال کو چھیڑا ہے اور اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے کہ بہشتی زندگی اور اسکے آثار اور ثمرات اسی عالم سے شروع ہو جاتے ہیں جو شخص اسجگہ سے وہ نور نہیں لے جاتا وہ آخرۃ میں کیا پائے گا۔ اور یہ ایک امتیازی نشان ہے جو آپ نے دوسرے مذاہب باطلہ کے رد کے لیے پیش کیا ہے؟ کہ اگر تم میں سے کوئی نجات یافتہ ہے تو وہ آئے میرے ساتھ ثمرات و نتائج میں مقابلہ کرے؟ اور کوئی نہیں آتا۔

پس

یہ تو بالکل سچا فیصلہ ہے کہ مومن اور کافر کی عام شناخت کا تو وہی وقت ہے جبکہ ایک فریق جنت میں جاوے گا اور دوسرا دوزخ میں لیکن چونکہ بہشتی اور جہنمی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اسلیے یہ کہنا بھی بالکل درست ہے کہ اسی عالم میں اللہ تعالیٰ کے اس فتوے کا پتا لگ جاتا ہے۔ اسلیے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم زنقنی اور خیالی باتوں پر صبر کر کے اپنے تئیں اپنی تجویز کردہ ناموں پر خوش۔ بلکہ اس فکر میں لگے رہو کہ آسمان سے تمہیں سرٹیفکٹ مل جاوے میں اسپر بھی یقین رکھتا ہوں کہ حقیقی مومن خدا تعالیٰ سے براہ راست بھی **مومن ہونے کا فتوے حاصل کر لیتا ہے** جس کا زندہ نمونہ ہمارا **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہے جسکو کھلے الفاظ میں حکم دیا گیا ہے

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ

یہی وجہ ہے کہ ان فتوے اور کاغذات کی جو اسکے خلاف شائع کیے جاتے ہیں وہ ایک پرکاہ کی برابر بھی وقعت نہیں سمجھتا۔ اسے پرواہ نہیں کہ اسے کن ناموں سے یاد کیا جاتا ہے بلکہ وہ اسکے جواب میں کیا کہتا ہے؟

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

اسے کیوں ان مخلوق پرستوں کے فتووں کی پرواہ نہیں صرف اسلیے کہ خدا تعالےٰ سے اسنے سن لیا ہے کہ وہ **اوّل المؤمنین** ہے اور مومنین کے ثمرات و برکات اسپر نازل ہو رہے ہیں۔

آج کل بہت سے **متصوفین** اور کمزور دلوں کی مخلوق ایسی ہے کہ جنکا یہ عمل ہے

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

یہ لوگ جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا ہی اپنے آپ کو بنا لیتے ہیں اللہ تعالےٰ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اخلاص اور حنفیت چاہتا ہے جبتک یہ بات پیدا نہ ہوگی کچھ نہیں۔ بہت سی لوگ اسوقت ایسے بھی ہیں جو ہم سے ملتے ہیں تو ہماری باتوں کو سنتے اور پسند کرتے ہیں۔ لیکن جب انکو کہا جاتا ہے کہ تم کیوں ہمارے ساتھ نہیں مل جاتے تو کہتے ہیں کہ ہم شامل تو ہو جائیں مگر حکام کی نظر میں کھٹکنے لگتے ہیں اور مالی مشکلات کے لیے بلایا جاتا ہے بہتر تو ہم آپکے ہی ساتھ ہیں ظاہر کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ لیکن جب اپنے مریدوں سے ملتے ہیں تو پھر مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو آبائی گدی کے تابع ہیں اور آپکے ہی ساتھ ہیں ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں۔ ایسے تم جو حضرت اقدس کے ساتھ ہو اپنے دلکو ٹٹولو اور اپنے اعمال اور افعال پر نظر کرو کہ کیا تم میں وہ بات پیدا ہو گئی ہے کہ تم اسکے لیے اپنی قوم برادری کو چھوڑ دینے کے لیے طیار ہو۔ کیا تم ان مشکلات کو خوشی سے برداشت کر سکتے ہو جو اسکی خاطر تمہیں پیش آئیں؟ اگر تمہارا دل اسکے لیے قوت پاتا ہے اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ آمادہ ہے تو سمجھو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اور اگر مشکلات کی برداشت نہیں قوم اور برادری کا ڈر تمہیں دبا سکتا ہے تو پھر دعا کرو کہ خدا تعالےٰ تمہیں استقلال اور قوت عطا کرے کیونکہ اسکے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور اسکے فضل حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ تم دعا میں لگے رہو۔ اپنے اعمال میں ایک تبدیلی کرو۔

باقی آئندہ

عیسائیوں کی دوزخ

پیشوایان دین مسیحی نے بہت طول طویل دوزخ کا بیان کیا ہے اس کی موجودگی اس کی گوناگوں تکالیف اس کی مداومت کے قائل ہیں انہوں نے اس کے نام رکھے ہیں اس کے مقام کا پتہ بتایا ہے اس کی بابت صدہا قسم کی رائیں دی ہیں جہنم کی تکالیف کے حصے کئے گئے۔

پوپ جی روم نے جہنم کی عام تکالیف کا ذکر کیا، پادری ایڈمبر جہنم کی تکالیف کو چودہ قسم کا بتاتے ہیں جن میں سات روحانی اور سات جسمانی ہیں سینٹ اسٹیفنسن کا بیان ہے اگر کوئی شخص دوزخ کی تکالیف کو ایک نگاہ سے بھی دیکھ لے تو فوراً اس کا دم نکل جائے اور ایک لمحہ بھی وہ زندہ نہ رہ سکے۔ دوزخ کی خاص تکالیف یہ ہیں رونا۔ دانت پیسنا۔ تاریکی۔ بدبو۔ مایوسی تنگی۔ خوف۔ کمزوری۔ کیڑے۔ شیاطین کی صحبت وغیرہ۔ ہر تکلیف پر بکثرت لوگ متعین ہیں۔ اور ان ہی کے ذریعے دیجاتی ہے گنہگار اپنے گناہوں کے مطابق سزا دیئے جاتے ہیں گو ایک ہی آگ ہے۔ لیکن وہ سب پر یکساں نہیں اثر کرنے کی۔

بعض بطریقوں کی رائے کے مطابق جہنم میں بھی مکانات بنے ہوئے ہیں۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ مکانات نہیں ہیں بلکہ ایک گہری خندق ہے۔ ان ہی لوگوں کا بیان ہے۔ اگرچہ وہاں طرح طرح کی تکلیفیں ہیں مگر مکانات نہیں ہیں۔

آدم اسکاٹس کا بیان ہے کہ سود خوار کو سونا گلا کے پلایا جاوے گا۔ ریورینڈ داہب التعلیم جے فرانس کہتے ہیں کہ جہنمیوں کو موت ضرور آئیگی مگر ان کی موت ایسی ہوگی جیسے گھاس کی جو بیل کے کھروں کے نیچے روندی جاتی ہو بظاہر وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ گھاس کی جڑیں پوشیدہ زمین میں باقی رہتی ہیں وہ ہمیشہ اسیطرح زندہ رہیں گے اور اسی طرح مریں گے۔

بطریق جان کا بیان ہے دوزخی مرنا چاہیں گے مگر موت ان سے بھاگے گی۔ انہیں چار قسم کی سزا سے تکلیف دیجائیگی یعنی شرم خوف مایوسی۔ اور درد۔ ان کی شرم بیکار ہوگی ان کا خوف بغیر کسی امید کے۔ ان کی ندامت بغیر کسی فائدے کے اور ان کا درد بغیر کسی رحم کے ہوگا۔

مسٹر روم اور نرلی لین نے بارہا دوزخ کی آگ کی اصلیت قبول کرکے اس کی تپش کو سخت ہولناک بتایا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ دوزخ کی آگ گندھک اور رال سے بنی ہے اور اس کے بنانیوالے عذاب کے فرشتے ہیں کافر اس آگ میں جلائے جائیں گے جب ان سے سوال کیا گیا کہ غیر مادی روح کیونکر جلائی جائیگی تو انہوں نے بیان کیا کہ غیر مادی آگ سے پھر سوال کیا کہ مادی اجسام ہمیشہ تک کیونکر جل سکتی ہیں۔ جواب دیا خداوند ان میں ایسی زندگی دے گا کہ وہ جلنے پر بھی تر و تازہ رہیں گے۔

والٹر نے مسٹر سین سے اپنے آقا ولیم جولیس کی بابت دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ تم اس ضلع کو جانتے ہو جو دل کنبرک اور ڈریجنگلیس کے مابین واقع ہے۔ غرض کرین تم سے بیان کرتا ہوں کہ اگر وہ ضلع اور اس کے چاروں طرف کے بن جادیں اور جہاں تمہارے آقا کی روح ہے اس مقام پر بھیجدیئے جائیں تو وہ اتنے جلدی پگھل جائیں کہ تم ایک آنکھ کا اشارہ بھی نہ کر سکو یعنی وہاں اتنی آگ ہے۔ دوزخ کی آگ کا رنگ دھندلا اور سیاہ ہے۔ روشنی کا نام بھی نہیں۔ لامکان تاریکی عیاں ہے۔ دوزخ میں سردی کثرت ہے مگر پانی کا نام نہیں۔ عام طور پر دوزخ میں جو کیڑے ہیں وہ مادی نہیں ہیں۔

دوزخ کی کیفیت کو ایک اور پوپ نے یہ بیان کیا ہے۔ ایک اتھاہ (یعنی جسکی تھاہ نہ ہو) گڑھا جہاں دوزخی تاریکی میں قید کئے جاتے ہیں اور جو دائمی زنجیروں سے جکڑے ہوتے ہیں ایک انگیٹھی روشن رہتی ہے جسکی آگ کبھی بجھنے کی نہیں جہاں دانت پیسنا اور رونا ہوتا ہے جہاں سانپ بچھو کھنکھجورے۔ زہریلے جانور ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ جہاں بھوک اور زاری کی مدد اپنی ہے۔ اور جہاں ایک گھنٹہ کی تکلیف یہاں کی ایک صدی کی جانکندنیوں سے بھی زیادہ دردناک ہو بلاؤں کی دنیا تمام اخلاقی اور جسمانی مصائب کا عالم ایک دائمی رات کی زمین اور غیر فانی مایوسی کا مقام ہے۔ ربانی غضب کا آتش خیز جیلخانہ۔ جہاں نالہ و بکا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور اگر وہاں کی آہ و زاری کی آوازوں کا دنیادی واویلا و بکا و غل و شور سے مقابلہ کیا جاوے تو دنیاوی آوازیں اس کے مقابلہ میں موسیقی خیز اور راحت بخش معلوم ہوں گی۔

جرمی ٹیلر کا بیان ہے کہ ہر دوزخی کا جسم نہایت متعفن اور سڑا ہوا ہے مقابلہ دس لاکھ کچلے ہوئے اور سڑے ہوئے کتوں کے سینٹ بینڈ نیور کا بیان ہے کہ دوزخی کی پوری کیفیت نہیں سمجھ سکتی مفروض کرو کہ ایک شخص کو برفستانی ملک میں آدھی رات کو ایک ایسے عمیق جیلخانہ میں قید کرو جہاں برف کے ڈھیر لگے ہوں۔ تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ اور وہاں نہ میز ہو نہ آگ ہو نہ بچھونا ہو اور سارے دن میں اسے ایک سوکھا ہوا روٹی کا ٹکڑا اور اندھیرے جیل میں سبز رنگ کا پانی کسی رسی کے ذریعے ان کے پہنچا دو تو گویا یہ حالت دوزخ کی حالت سے مقابلہ کرتے ہزار درجہ بہتر ہے۔ دوزخی سب شیطان کے کمرے میں بند کر دیئے جائیں گے اور ہر ایک کمرے میں ایک ارب دوزخی ہوں گے وہ اسطرح بند ہوں گے جسطرح اینٹیں آتشدان میں لگادی جاتی ہیں یا جسطرح لکڑی کی چھت میں چھیلا کسیجاتی ہے یا جسطرح نمک بھرتے وقت مچھلی میں لگا دیتے ہیں یا جیسے بھیڑ بکریاں ہوتی جہنمی اپنے ہمسایہ سے نفرت کریں گے اور ان میں باہمی وہ دشمنی ہوگی کہ بس چلے تو ایک دوسرے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور دانتوں سے بوٹیاں چبا ڈالیں۔ اولوالعزمانہ جوش۔ آرام و آسائش کی ملکہ۔ زندگی کا آفتاب دوزخ میں نام کو بھی نہ ملیگا۔ دوزخ میں محبت کا نام و نشان نہیں۔ وہ خودکشی کی آرزو کریں گے مگر اپنے کو قتل نہ کرسکیں گے۔ وہاں موت میں زندگی ہے اور ایسی موت ہے جس کے لئے کبھی فنا نہیں۔

انہیں گزشتہ اور آئیندہ سے کوئی تسکین نہ ہوگی نیند کبھی انہیں نہ آئیگی۔ موسموں کا اختلاف انہیں محسوس نہ ہوگا۔ ان کے پاس جنتری ہوگی نہ ستارے دوزخ میں گھڑی نہیں ہے۔ ہریڈی کہتا ہے کہ ایک جہنمی یکایک اپنی مصیبت کے بستر سے گھبرا کے دریافت کریگا کہ کیا وقت ہے۔ ایک آواز اس کے جواب میں تاریکی سے پیدا ہوگی ابدیت اور مداومت۔ اگرچہ دوزخ میں کوئی گھڑی نہیں ہے پھر بھی انہیں علم اور حس کی ایک گھڑی دی جائیگی۔ جس سے ہر وقت وہ اپنے تکالیف اور مصائب کا اندازہ کرسکیں گے۔ مریض رات بھر اپنے بستر پر پڑا کروٹیں بدلا کرتا ہے اور رات کی گھڑیاں گنتا ہے۔ اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ شب نے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ پرند بھی چہچہانے لگتے ہیں اور آفتاب بھی سامنے سے طلوع ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس مریض کی تکلیف میں کسی قدر کمی آجاتی ہے اور تھوڑی دیر اسکی آنکھ لگ جاتی ہے۔ مگر ان میں سے ایک چیز بھی دوزخ میں نہوگی۔ نہ دوزخ میں طلوع آفتاب ہوگا اور نہ نیند نہ شب کی شبنم نہ پرندوں کا شیریں گانا۔ ہاں اگر ہوگا تو یہ۔ شیطان۔ تاریکی۔ شکستہ خاطری اور مایوسی۔

سینٹ ایڈس کہتے ہیں کہ دوزخی یہ غل مچاتے ہیں۔ ہائے ہائے افسوس ہمارے غم پر حیف ہماری تکلیف پر جو ہمیشہ اٹھانی پڑیگی۔ لمبے لمبے۔ آہ آہ اے مداومت تو کیا چیز ہے؟ ہائے ہائے تو وہ چیز ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ہائے ہائے موت تجھے فنا نہیں ہر مرنے کی آرزو ہے مگر موت نہیں آتی۔ ہمارے ماں اور باپ اور تمام وہ لوگ جن سے ہم محبت کرتے تھے خدا ہی رکھیں ہمیشہ تم پر نازل کرے۔ اب ہمیں تمہارا دیدار کبھی نصیب ہوگا اور کبھی تم سے محبت کرنے کا موقع آسکیگا ہم تم سے ہمیشہ ہی کے لئے جدا ہوگئے ہیں آہ آہ مفارقت آہ آہ دائمی مفارقت تو کتنی پر وحشت ہے۔

آہ آہ ہمیں کچھ نہیں چاہیئے۔ صرف ہماری یہ خواہش ہے کہ ایک میعاد قائم کیا جائے جو اتنا چوڑا ہو جتنی کل زمین اور اسکی سوجانی اور لمبائی اتنی ہو کہ ہر طرف سے وہ آسمان سے مس کرے اور پھر تو ایک چڑیے سے یہ فرمائے کہ وہ صرف ایک ہزار برس میں ایک پھیرا کرے اور اس پہاڑ میں سے رائی کے دانے کے ۱/۱۰ حصہ برابر اٹھائے تو ہم سے وعدہ کر جب اس صورت سے یہ پہاڑ کل ہٹ اٹھائے تو ہم تمہیں دوزخ سے رہائی دیدینگے مگر افسوس یہ بھی نہیں اور اتنی مدت کے بعد بھی ہماری رہائی ممکن نہیں۔

جو تاجر کہ اپنے ہمسایوں کے ہاتھ ویٹکال تجارت گراں قیمت پر فروخت کرتے ہیں ان کے لئے اس قسم کی دوزخ ہوگی کہ جس کوٹھڑی میں وہ قید کئے جائیں گے اس کا دروازہ صرف اتنا بڑا ہوگا کہ ایک چھوٹی سی چوہیا چل جائے گر جانے کے بعد وہ بھی نہ نکل سکیگی اسی دردناک کوٹھڑی میں وہ شاعر قید کئے جائیں گے جنہوں نے کسی کی ہجو کی ہوگی اور وہ لوگ جو اپنے عالی نسب اور حسب و جلیل القدر عہدے پر فخر کریں گے ان کا قیام بھی اسی کوٹھڑی میں ہوگا۔ تمام بخوری کافر اسی آتش خیز مقام میں ہمیشہ کے لئے رکھے جائیں گے۔

سنہ ۱۶ء میں ایک کتاب شائع ہوئی تھی جس کا نام ڈیکر کا خواب تھا۔ جس خواب میں ڈیکر کے آگے دوزخ کی پوری کتاب کھل گئی تھی جس کتاب میں اس نے بہت سی عجیب و غریب چیزیں پڑھیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب میں نے روحانی گھوڑے پر سوار ہوکر دیکھا تو کھولتے ہوئے پانی کے چشمے اور پگھلی ہوئے دھات کے دریا بہ رہے تھے اور ان میں دوزخی نالہ و بکا کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ ملٹن کی دوزخ جو زمین کی تہ میں واقع ہے مختصر اس کا بیان یوں کیا گیا ہے ایک جنوبی قطبی ملک آگ اور برف سے پر خوفناک اولوں اور ہمیشہ جلنے والی گندھک سے بھرا ہوا ہے اس کا فاصلہ آسمان سے ہمارے سلسلہ دنیا کے تین نصف قطروں کے برابر ہے۔ شیطان کا قداً آسمان تک پہنچتا ہے۔ چار ناری دریا کافروں کے علاوہ انہی سے نکلے ہیں۔ اس خبر لقائی صورت میں کشتی میتہ بھی ہمزبان ہے دوسری طرف خود فراموشی کے طوفان میں ایک منجمد برف کا بڑا اعظم ہے یہاں تمام جہنمی تیز قدموں سے جلتی ہوئی آگ سے منجمد برف کا بڑا اعظم ہے۔ یہاں تمام جہنمی تیز قدموں سے جلتی ہوئی آگ منجمد برف کے بڑا اعظم پر دوڑتے ہیں دوزخ کے دروازوں پر گناہ کا پہرہ ہوگا اور ان کی صورت ان کی اصلی حقیقت سے دو قدم بڑھ جائیں گے۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریرین

(خاص الحکم کیلئے)

سب سے پہلے انسان پر خدا تعالیٰ کی صفت قہاری کی واقفیت ہوتی ہے کیونکہ یہ امر نہایت بدیہی اور محسوس ہے جو ایک طاقت عظمیٰ نے ہر ایک چیز کو اپنا مقہور اور مغلوب کر رکھا کر جو لوگ خدا کی تمام صفات سے منکر ہو جاتے ہیں وہ بھی اس امر بدیہی سے انکار نہیں کر سکتے جو بجز ایک ذات باریتعالے کے ازادی مطلق کسی چیز کو حاصل نہیں اشرف المخلوقات انسان ہے جو خود اپنے نفس کو باعتبار علم اور عقل اپنی کے اور تمام مخلوقات پر ترجیح دیتا ہے مگر وہ بھی اپنے نفس کو مجبور ہی پاتا ہے ایک انگل اپنا قد بڑھا نہیں سکتا ایک دن اپنا عمر کا زیادہ نہیں کر سکتا۔ پس ہر یک چیز کا مقہور اور مغلوب ہونا ایک قاہر کی ذات پر اول دلیل ہے اور جسطرح بچے کو بوقت شروع سن تمیز کے پہلے پہل بدیہیات پر اطلاع ہوتی ہے اسیطرح جو شخص بیدار بشریت کے غفلت خانہ سے پہلے پہل متنبہ ہو کر کچھ دیکھتا ہے وہ یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی صفت قاہریت کو تمام زیر و بالا پر محیط پاتا ہے اور کسی چیز کو اس کے پنجہ تصرف سے باہر نہیں دیکھتا پس اس عظمت کے مشاہدہ سے اول قدم جو وہ خدا کی طرف رکھتا ہے وہ توبہ ہے اور سرکشی سے پرہیز کرنا ہے۔

شاید اس بات پر کوئی شخص کچھ زیادہ بحث کرے کہ صفت قہاری کی خدا کی تمام صفات مین سے اجلیٰ بدیہیات کس دلیل سے ہے۔ سو واضح ہو کہ صفت قہاری کی اجلیٰ بدیہیات اس وجہ سے ہے کہ یہ مسئلہ نہایت ہی واضح ہے کہ دنیا مین کسی مخلوق کیلئے ایسی آزادی حاصل نہین کہ جس میں اوس کی ساری مرادین حاصل ہون۔ گو ایک شخص خدا سے منکر ہی ہو پر وہ بھی اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار نہین کہہ سکتا اس کو بھی جب موت اور اس عالم فانی سے گذر جاتا یاد آتا ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو نہایت ہی لاچار اور مجبور پاتا ہے پس وہ اگرچہ اپنی نادانی سے ایک ذات قاہر کا منکر ہے پر تب بھی وہ مقہور ہونے سے تو منکر نہین ہو سکتا بس یہی مقہور ہونا اس کی کمر کو بھی توڑتا ہے پس ظاہر ہے کہ دنیا مین صفت قہر کی بہت ہی واضح ہے کہ جس سے دہریہ بھی مفہوم اور محزون ہین بلکہ یہ ایسی بدیہی صفت ہے کہ حیوانات لایعقل بھی اس سے بیخبر نہین۔ ہر یک حیوان جو دوسری چیز سے ڈرتا ہے وہ اپنی مقہوریت کا قائل ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو عام طور پر آزاد سمجھتا تو کسی چیز سے نہ ڈرتا پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ صفت قہر کے ایک اولی شے ہے۔ جو دنیا مین بہ بداہت مشہود اور محسوس ہے اور چونکہ انسان کی طبیعت مین یہ فطرتی ترتیب ہے جو بوقت شروع زمانہ تمیز کے پہلے پہل علم بدیہیات اور محسوسات کا اس کو حاصل ہوتا ہے اسیطرح جب وہ طفولیت روحانی سے تمیز روحانی کی طرف قدم رکھتا ہے تو پہلے پہل اوس پر وہ صفت جناب باری کی کھلتی ہے جو سب صفات سے زیادہ تر بدیہی اور محسوس ہے یعنے صفت قاہریت اسکی کہ جس سے بندہ تا چیز صدہا طرح کی مجبوریوں مین بند ہے اور موت اور بیماری اور درد اور دکھ اور صدہا طرح کی لاچاری حکیم مطلق نے اوس پر وارد کر رکھی ہے سو ان ہزارہا لوگوں کو ہر روز مرتے دیکھ کر اور ہزارہا طرح کی لاچاریاں مشاہدہ کر کے نہایت بدیہی طور پر سمجھ جاتا ہے کہ مین آزاد نہین بلکہ مقہور اور مجبور رہون۔ اور اگر انسان اپنے زمانہ بدو تمیز پر نظر ڈالے تو ہر یک شخص اس بات کا اقرار کرے گا جو پہلے پہل اسی بات کی تمیز اس کو حاصل ہوئی ہے جو اس پر خلاف مراد حالات وارد ہوتی ہین اور وہ آزاد نہین پس اس سے ثابت ہے جو پہلے پہل صفت قاہریت باریتعالےٰ کے انسان پر مشہود ہوتی ہے اور وہی طبعاً تمام صفات پر مقدم ہے۔ پھر دوسری مرتبہ جب نظر دقیق سے انسان ملاحظہ عالم کرتا ہے تو تمام عالم کو خداوند تعالےٰ کے آلاء اور نعماء سے پر پاتا ہے اور اسکی رحمت کو ہر یک چیز پر محیط دیکھتا ہے تو پھر اس ملاحظہ ثانی سے اس پر امید اور توکل پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے اول ملاحظہ قاہریت سے خوف پیدا ہو گیا تھا۔

پھر تیسری مرتبہ جب نظر ثالث سے عالم کو دیکھتا ہے تو خود خداوند تعالےٰ کو ایک حقیقی نعمت پاتا ہے اور لذات اعلےٰ اسی کے وصال کو مشاہدہ کرتا ہے یہ انسان کی آخری نظر ہے کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی نظر نہین۔

پس پہلے پہل انسان کو خدا کی قاہریت پر نظر پڑتی ہے اور پھر اسکی لطف اور احسان پر نظر ڈالتا ہے اور پھر آخر کار اسے کو محبوب حقیقی سمجھ کر اس کی محبت مین فانی ہو جاتا ہے۔

یعنے وہ پہلا خیال جو انسان کو خدا کی طرف کھینچتا ہے وہ یہی ہے جو دنیا مقام فانی ہے یہی پہلا خیال ہے جو ہر یک شخص بروقت رجوع کرے کیطرف خدا کے دل مین قائم کر لیتا ہے کوئی دنیا کو فانی سمجھتا ہے کوئی اپنے موت کے دن کو قریب دیکھتا ہے کوئی اپنے عزیزون اور پیارونکی موت کو یاد کرتا ہے غرض پہلے پہل خدا کی قاہریت ہی اس کے دل پر اثر ڈالتی ہے کیونکہ خدا کی قاہریت بہت ہی بدیہی اور زبردست ہے جو انسان کو آپ آکر جگا دیتی ہے اور کہتا ہے۔۔۔ وہ خواب غفلت مین سوتا اس کو اٹھا دیتی ہے۔

شرک تین قسم پر ہے ایک بہت ظاہر اور بدیہی اور وہ یہ ہے جو بلاتعلق اور بلا واسطہ دوسری چیزون کو خدا کا شریک قرار دینا۔ دوسرا شرک وہ ہے جو ظاہر اور بدیہی نہین بلکہ نظر اور فکر سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جن چیزون کو افعال الٰہی سے بظاہر مشارکت پائی جاتی ہے ان سے بیخبر رہ کر فاعل حقیقی ایک ذات خدا کو سمجھا۔ یعنے اسباب سے مسبب کی طرف رجوع کرنا۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اگرچہ نظر اور فکر کو اسکی دریافت کرنے مین دخل ہے مگر مجرد نظر اور فکر سے وہ دریافت نہین ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ تزکیہ نفس کا شرط ہے جو کمال محبت سے حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو بجز وجود باری تعالیٰ کے تمام اور کو جو دون کو نیست و نابود سمجھنا اور اسی شرک کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قد افلح من زکٰھا کیونکہ تزکیہ تام بغیر محبت کے نہین ہو سکتا سو یہ آیت محبت تام کی طرف اشارہ ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تعریف

الحمد للہ رب العالمین۔ تمام محامد جو عالم مین موجود ہین اور مصنوعات مین پائی جاتی ہین وہ حقیقت مین خدا کی ہی تعریفین ہین اور اسی کی طرف راجع ہین کیونکہ جو خوبی مصنوع مین ہوتی ہے وہ حقیقت مین صانع کی ہی خوبی ہے یعنے آفتاب دنیا کو روشن نہین کرتا حقیقت مین خدا ہی روشن کرتا ہے اور چاند رات کی تاریکی نہین اٹھاتا حقیقت مین خدا ہی اٹھاتا ہے اور بادل پانی نہین برساتا حقیقت مین خدا ہی برساتا ہے اسیطرح جو ہماری آنکھین دیکھتی ہین وہ حقیقت مین خدا کی طرف سے بینائی ہے اور جو کان سنتے ہین وہ حقیقت مین خدا کی طرف سے ہی شنوائی ہے اور جو عقل دریافت کرتی ہے وہ حقیقت مین خدا کی طرف سے ہی دریافت ہے اور جو کچھ آسمان کے اور زمین کے عناصر اور صاف چمکدار ہین اور ایک خوبصورتی اور تر و تازگی مشہود ہو رہی ہے حقیقت مین وہ اسی صانع کی صفت ہے جس نے کمال اپنی صفت کا ملہ سے ان چیزون کو پا بعنایت اللہ جیسا جانے نیچے خصا رہنین کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ ایک رحمت شامل بھی ہے جس رحمت سے اس کا بقا اور وجود ہے اللہ نے صرف اسی پر اختصار نہین کیا بلکہ ایک چیز کو اپنے کمال اعلےٰ تک پہونچاتا ہے جس سے قدر و قیمت اس شے کی کھل جاتی ہے پس حقیقت مین محسن اور منعم بھی وہی ہے اور جامع تمام خوبیون کا بھی وہی ہے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔

اس جگہ ایک اور نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جسقدر بڑے عالم ظاہری مین اوصاف باری مشہود اور محسوس ہو رہے ہین ویسے ہی باطنی طور پر بھی اس کے اوصاف ہین مثلاً ایک روشنی تو وہ ہے جو بذریعہ اپنے مصنوع چاند اور سورج کے خدا تعالیٰ دنیا پر چمکاتا ہے اس کے مقابلہ پر ایک روشنی بھی ہے جسکی چاند اور سورج کتب الہامیہ ہین جیسی وہ روشنی چاند اور سورج سے نکلتی ہے اور اکثر حصہ عالم کو گھیر لیتی ہے ایسی ہی یہ روشنی بھی کتاب الٰہی سے نکلتی ہے اور اکثر معمورہ پر پڑتی ہے اور جسطرح چاند اور سورج کی قوت کو تمام افعال طبع کائنات الارض مین کسی نہ کسی قدر دخل ہے۔ مثلاً گو ہم ہوا ہی کو سنتے ہین اور مصیبون۔ ۔ ۔ کی درستی ہے لیکن علت العلل اس کے چاند اور سورج کی طاقت ہے اسی طرح ہماری تمام کہان پہنچ سنے دیکھنے چلتے پھرتے سوتے جاگتے ہین۔ چاند اور سورج کے تصرفات پائے جاتے ہین کہ کچھ انہین نظری اور کچھ بدیہی ہین اسی طرح کتب الہامیہ کی طاقت سے نظام عالم مقصود ہے اور جو محض عقل پر کفایت کر کے کتب الہامیہ سے اپنے تئین مستغنی سمجھتا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی چراغ کو روشن کر کے آفتاب سے اپنے تئین مستغنی سمجھتا ہے۔

ممکن کا وجود بغیر علت کو قائم نہین رہ سکتا پس مخلوقات کے وجود کی علت خدا کی خالقیت یعنے خلقت کو پیدا کیا تا خالقیت سے شناخت کیا جائے اور اسکی بقا کی علت خدا کی رحمانیت اور رحیمیت ہے۔ یعنے ایک عرصہ تک باقی رکھنا تا رحیمیت اور رحمانیت سے شناخت کیا جائے اور ان کے وجود ثانی کی علت خدا کی صفت مجازیت ہے یعنے پھر وجود بعد موت کے اس علت سے بخشتا ہے کہ تا مجازیت سے شناخت کیا جائے سو خدا کی ان تین صفتون سے دنیا برقرار ہوا اور کیا عجب ہے جو دین مین بھی ۔ ۔ ۔ مندرج ہے۔ جو شخود نیا کی برقرار ۔ ۔ ۔ تین قدم رکھے ۔ ۔ ۔ تین صفتون کیطرف اشارہ ہو۔

(باقی ہے)

مضامین متعلق محکمہ ڈاک

ملازمان ڈاکخانہ اور کثرت کار

مشق اندوہ سے اک روز نہین مین بیکار
میرے ہفتہ مین بہی تا نہین کوئی اتوار

اس سے پہلے ہم نے محکمہ ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسرون کو **نوٹ سسٹم** کی بد استعمالی کے بُرے نتائج پر توجہ دلائی تہی۔ اگرچہ ہم نہین کہہ سکتے کہ اس پر کہانتک توجہ ہوئی۔ مگر ہم جانتے ہین کہ جو امور قابل اصلاح ہماری نظر مین ہین ہم انہین مکرر سہ کرر پیش کرتے ہی رہین گے خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ ایک قطرہ بہی متواتر اور مسلسل پتھر پر پڑتا رہتا ہے۔ جبکہ اس پر اثر کئے بغیر نہین رہتا تو پہر یہ کیونکر ناممکن ہو کہ ہم متواتر چلاتے رہین اور کوئی شنوائی نہ ہو۔ آخر ایک دن آ جائیگا کہ یہ تحریرین اعلیٰ حکام کو اپنی طرف متوجہ کرکے رہین گی۔
پس ہم کو یہ امر کبہی مایوس کرنے والا نہین ہوگا کہ ہماری فلان تحریر پر توجہ ہوئی ہے یا نہین بلکہ ہمارا عمل حافظ کے اس شعر پر رہے گا۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است وبس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

آج ہم اس امر پر کچہ لکہنا چاہتے ہین کہ ملازمان ڈاکخانہ کو کسقدر کثرت سے کام کرنا پڑتا ہے جو شعر اس مضمون کے عنوان مین لکہا گیا ہے بالکل محکمہ ڈاکخانہ ہی کے ملازمون کے حسب حال ہے۔ **اتوار** کے دن جبکہ قریباً کل دنیا پر تعطیل ہوتی ہے یہ محکمہ اس دن بہی (گو کہنے کو تعطیل کرتا ہے) اپنے اسیران بلا کو نہین چہوڑتا۔
یون کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ مین آٹہ گہنٹہ کی ڈیوٹی ہوتی ہے لیکن **عملی طریق** بتا رہا ہے کہ ہیڈ آفسون اور سب آفسون مین کلرکون سب پوسٹ ماسٹرون اور پوسٹ ماسٹرون کو آٹہ گہنٹہ تک ہی بعض اوقات کام سے فرصت نہین ہو سکتی اور اس پر بہی کثرت کار کا سوال تو کبہی پیش نہین ہوتا۔ **کمی** کارگذاری پر جواب طلب ہو جانا بہت سہل اور آسان ہے۔
اگر ڈاکخانون کے **کاروبار** کے اوقات پر نظر کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ جو اوقات انسان کے آرام کرنے یا حفظ صحت کے اصولون کے مطابق ضروری تفریح اور سیل تفریح کے ہین وہی خصوصیت کے ساتہ ڈاکخانہ مین مصروفیت کے ہین۔ مثلاً **صبح و شام** کی ہوا خوری صحت کے لئے بہت ضروری ہے لیکن ڈاکخانہ کے بد قسمت کلرک اس سے بکلی محروم ہین اگر کوئی شاذ و نادر طور پر مستثنیٰ ہو تو جدا امر ہے۔ ہم بطریق کلی کلام کرتے ہین۔ یہی وقت عموماً ڈاک کی ڈلیوری یا ڈسپیچ کے ہوتے ہین۔
صبح سویرے اٹہکر جہان ہر شخص اپنے ضروری حوائج سے فارغ ہوکر اور اپنے مذہبی طریق پر اگر خدا نے اسے توفیق عطا کی ہو خدا کی عبادت کرکے دن بہر کے لئے طبیعت کو مستعد اور تازہ دم کرنے کیلئے سیر کو نکلتا ہے۔ اس وقت ڈاکخانہ کا غریب کلرک یا سب پوسٹ ماسٹر آنکہین ملتا ہوا حوائج ضروری سے ہی فارغ ہوکر ڈاک کی تہیلی کو جلد جلد کہول رہا ہے تاکہ ڈلیوری مین دیر نہ ہو جاوے۔ اس وقت اس کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔
اور اسی طرح پہر شام کو جبکہ **مزدور** بہی دن بہر کی محنت و مزدوری کے بعد طبیعت کو بحال کرنے کے لئے نکلتے ہین یہ بیچارہ ڈاک کی تہیلیون کے بند کرنے کے فکر مین ہوتا ہے کہ کہین ڈاک کی روانگی مین دیر نہ ہو جاوے۔ اور پہر مورد عتاب ہونا پڑے۔
۱۲ بجے کے وقت ہی جبکہ قلی اور مزدور تک دو گہنٹہ کیلئے کار و بار چہوڑ بیٹہتے ہین اور کہانا کہا کر آرام کرتے ہین یہ بیچارہ بدن کو جلا دینے والی **لو** مین کمر کی تکان سے بیٹہا ہوا ہے۔ اور شام کو جانے والی ڈاک کے لئے روزانہ حساب کتاب طیار کر رہا ہے یا اس ڈاک مین شامل ہونے والے دوسرے کاغذات کی ترتیب و درستی مین مصروف ہے۔ سرکاری کاغذات کے علاوہ پبلک کے ساتہ بہی اسے اسی وقت متوجہ ہونا پڑتا ہے۔
وہ لوگ جو خس کی ٹٹیون کے اندر پنکہون کے نیچے بیٹہے ہوئے ہین۔ جنکو دفتر مین بہی ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان میسر ہین وہ ایک غریب کلرک یا سب پوسٹ ماسٹر کے حالات پر کب نظر کر سکتے ہین جو بادسموم کے جہونکون مین بیٹہا ہوا جہلسا جا رہا ہے
غرض جو وقت عام لوگون کی سیر و تفریح طبع اور آرام کے ہوتے ہین وہ ان اسیران بلا کی ضروری حاضری اور کثرت کار کے ہوتے ہین۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ اگر ان محروم القسمت لوگون کو باہر بیس کی بجائے پندرہ روپیہ کی بہی آمدنی ہو جاتی اور وہ اپنا پیٹ پالنے کے قابل ہوتے تو ہرگز ہرگز اس قفس مین مبتلا نہ ہوتے۔
اگلے نمبر مین ہم ڈاکخانہ کی تعطیلات پر ریمارک کرین گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

ملازمان ڈاکخانہ کی نامقیان

معزز ہمعصر زمیندار نے ایک مرتبہ اسی عنوان سے ایک نظم شائع کی تہی جو اس حصہ مضامین کے لئے مفید سمجہکر ہم بہی درج کرتے ہین

نامقیان ڈاک سرکاریم
رنج بر نیا و درین سنے آریم
بلبلانیم کز قفس آزادہ
میل پرواز ہستم داریم
مرغ شاخ درخت خشک ہیم ہم
جز بہ نقصان نہ منفعت داریم
ما بجائے عبیر خاک درش
خاک پائے چار بر داریم
بندۂ بندگان انگریزیم
خادم خادمان سرکاریم
ڈاک واگرفتہ بر سر خود
از مقامات دور سے آریم
پہ ہے اس کا بدل کہ پہلی کو
زر تنخواہ را بکف آریم
لیک گاہے جو میشود وضعات
ہر دم از دیدہ خون ہے باریم
شب بریدیکنیم کار تمام
ہر سحر کار تازہ مے داریم
لیک شاکر ہیں پہر بہی قسمت پر
حرف شکوہ نہ بر زبان آریم
بندین جنگلون مین دفتر کے
اوفتادہ جدا ز گلزاریم
تن ہماتی نہین رہا جز پوست
ہر جسہ بینی بنا تکہ مظہر دوست

راقم

اوستاد کے مصرعہ پہ لگائین گرہ ہم
اصلاح سے دل کیجئے خورسند ہمارا

ایک شخص شراب کی دوکان پر بیٹہا ہوا کہہ رہا تہا کہ کاش جس قدر آدمی اب خواندہ ہین اتنے نہ ہوتے اور لکہنا تو تختون کو بہی نہ آنا چاہیئے۔
دوسرے نے دریافت کیا کہ کیا آپ تعلیم کے سخت مخالف ہین؟ کیا آپ دنیا کو نیچے

کہلانا چاہتے ہین۔ اس نے جواب دیا نہین مین ڈاکخانہ کا کلرک ہون جتنی تعلیم بڑہتی جاتی ہے اوسیقدر ہماری کم بختی کی شامت آتی جاتی ہے +

ڈاکخانہ مین جرمانہ کا مہینا

ڈاکخانہ مین جرمانہ کا مہینا بہی ایک عجیب خاص یادگار ہے۔ جبکہ بیمار رہنے تاکہ دو۔ دو کنٹہ ملازمان ڈاکخانہ کو ایک روپیہ جرمانہ ہو جاتا ہے یہ لفظ بظاہر ایک دل مین کہٹکے گا کہ یہ جرمانہ کیسا ہے؟ لیکن ہم اپنے ناظرین کو زیادہ انتظار مین نہ رکہین گے اور انہین بتا دین گے کہ یہ ایک روپیہ فی الحقیقت جرمانہ ہی ہے گو اس کا نام ڈاکخانہ والون نے **گارنٹی فنڈ** رکہا ہوا ہے۔ **گارنٹی فنڈ** اس قدر وسیع مضمون ہے کہ اس پر بہت کچہ تفصیل کے ساتہ بحث کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے مجوزہ مضامین مین سے یہی ایک ہے اس وقت ہم اس پر کسی لمبی بحث کا موقع نہین پاتے اگلی اشاعت مین اس پر ایک مبسوط آرٹیکل لکہین گے۔ انشاء اللہ +

ہمارے دفتر کی فروختنی کتابین

- سلک مروارید ... ۳/
- النصح ... ۲/
- الانذار ... ۲/
- رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ... ۱۰/
- تفسیر القرآن پارہ اول ... ۱۰/
- برہان الحق ... ۳/
- نمونہ قرآن مجید دو سپارے ... ۲/
- انجیل مرقس کی تحقیق ... ۱۰/
- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ... ۲/
- حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ... ۲/
- اصلاح النظر ... ۲/
- حضرت اقدس کی تقریر اور خط ... ۲/
- تفسیر سورہ تبت ... ۲/
- مباحثہ حیات و وفات مسیح ... ۳/

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپکر شائع ہوا +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آں چہ با در قادیاں بینی | ددا ہیں شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

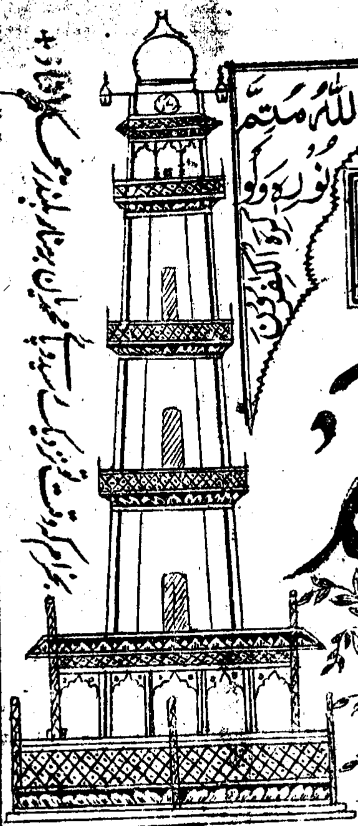

مسیح موعود کی صلحکاری و رامان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والوں سے	سے ۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع ومسکین سے کم آمدنی والے لوگوں سے	ع ۱۲

نمبر ۲۲ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مخمس

(بر اشعار حضرت اقدس)

در مدح و ثنائے باریتعالیٰ

نور ہے پھیلا ہوا ہر اک طرف اس یار کا
ہے زمین سے آسمان تک جلوہ اس خسا کا
ہر طرف آئے نظر نظارہ اس دلدار کا
کسقدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

جب سے دیکھا ہم نے جلوہ اس رخ پر نور کا
ہر شخص میں اپنے نہیں پایا اور نہیں کچھہ سوجھتا
ہر طرف ڈھونڈتے ہیں اسی کو ایسا دیوانہ ہوا
چاند کو کل دیکھکر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ تھا اس میں نشان کچھہ جمال یار کا

جب سے اس مہوش کو دیکھا کچھہ عقل و ہوش ہے
وہ الفت سے دل اپنا ہوا مدہوش ہے
ساقی قدرت سے بس آواز نوشا نوش ہے
اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھہ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب نقشہ تیری صنعت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب نماکہ تیری حکمت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب جذبہ تیری الفت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جسطرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا

آسمان میں ہر طرف جھلکیں تیری موجود ہیں
اور زمین میں بھی شعاعیں نور کی موجود ہیں
چاند میں آثار ہائے روشنی موجود ہیں
چشمۂ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تیری چمکار کا

نور سے تیرے ہوئے موجود سب جن و ملک
ہی ہر اک موجود کی چمکا رہی تیری چمک
تب چمک اٹھیں یہ روحیں جب پڑی تیری جھلک
تونے خود روحوں پہ چھڑکا ہاتھ سے اپنے نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

تو نے ہر شے کو عطا خاصیتیں کیں خاص خاص
تو نے خاص اوصاف سے ہر جوہر کو بخشا اختصاص
کتنا تیری قدرت کی پا سکتے نہیں عوام و خاص
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری حکمت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری صنعت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری عظمت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری قدرت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

سارے پھولوں میں نزاکت ہے تیرے اس حسن کی
گلرخوں میں سب صباحت ہے تیرے اس حسن کی
سرو بستان میں رعونت ہے تیرے اس حسن کی
خوبرویوں میں ملاحت ہے تیرے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تیرے گلزار کا

مہوشوں کی ہر جھلک میں خلق پاتی ہے تجھے
دلرباؤں کی ادا ہر دم سجھاتی ہے تجھے
وہ خرام ناز محبوبان بتاتی ہے تجھے
چشم مست نازنیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

نازکہ رخ میں تیری سارے نجوم و آفتاب
ہے عجب پر بیچ چہرہ کی تیرے آب و تاب
روشنی رخ کی تیرے کون لا سکتا ہے تاب
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ تیرا رخ کافر و دیندار کا

معشوقوں کیواسطے قامت تیرا ہے رستخیز
گیسوئے مشکیں کا کھل جانا تیرے ہے فتنہ خیز
ہیں تیرے تیر مژہ مانند خنجر زخم ریز
ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

ہجر میں تیرے ہماری جان آئی ناک میں
غم کا اک طوفان اٹھ آیا دل غمناک میں
بیکسی کا شور اپنے پڑ گیا افلاک میں
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درمان ہو کچھہ اس ہجر کے آزار کا

تیرے بن آتا نہیں ہے چین مجھ کو دلبرا
رات کٹتی ہے مری اختر شماری میں سدا
رات بھاری دن پہاڑ آتا ہے اس بیمار کا
اک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھٹتی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

بیعت کا خط

بعالیخدمت جناب مسیح موعود علیہ السلام حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔

ازخاکسار سیدہ بیگم بنت سکندر شاہ قوم کشمیری بٹ زوجہ حکیم شیخ نور محمد مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور عرض ہے کہ حضور اقدس مجھے بھی میرے خاوند کیطرح اپنی بیعت میں قبول فرماویں اور خاکسار کے حق میں دعا کریں اور میرا نام بیعت کرنیوالوں میں شامل کریں اسکے میں میرا خاوند میری طرف سے ایک روپیہ ماہوار چندہ پہلے چندہ سے زیادہ پیش کیا کریگا۔ مورخہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

بقلم خود سیدہ بیگم۔ (از لاہور)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک واقعہ کا اظہار

برائے خدا اسے ضرور پڑھو

لاہور کے پیسہ اخبار میں مصالحت کے متعلق افواہاً ایک نوٹ چھپا تھا اور ایسا ہی جہلم وغیرہ میں بعض غلط واقعات مصالحت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مقدمات میں مصالحت کے اصل واقعات کو شائع کر دیا جاوے۔ ایڈیٹر۔

گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمہ مولوی کرم دین مستغیث کی طرف سے اس راقم پر دائر ہے اور ایک مقدمہ میرے ایک مرید یعنی شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مولوی مذکور پر دائر ہے۔ اصل اور جڑ ھ ان مقدمات کی یہ ہے کہ ماہ جولائی و اگست سنہ ۱۹۰۲ء میں کرم دین کی طرف سے خطوط میرے نام اور میرے مرید حکیم فضلدین کے نام پہنچے۔ اور اُن خطوط کے ذریعہ ہمیں اطلاع دی کہ جو کتاب پیر مہر علیشاہ گولڑوی نے میری کتاب اعجاز المسیح کے رد میں لکھی ہے دراصل اُس میں پیر مذکور کی سارقانہ کارروائی ہے۔ اور ایک شخص مسمّی محمد حسن فیضی متوفی کے نوٹوں کو چرا کر اپنی کتاب میں وہ نوٹ اپنے نام درج کر دیئے ہیں اس کے ثبوت میں مولوی کرم الدین نے وہ کارڈ بھی ہم کو بھیجدیا جو پیر مہر علی نے مولوی مذکور کے نام گولڑہ سے بھیجا تھا اور جس میں پیر مذکور نے محمد حسن کے نوٹوں کو اپنی کتاب میں درج کرنیکا اعتراف کیا۔

یہ خطوط مجھے اسی وقت ملے جبکہ میں کتاب نزول المسیح لکھ رہا تھا سو وہ خطوط میں نے کتاب نزول المسیح میں درج کئے۔ ایسا ہی ایڈیٹر الحکم اخبار نے بھی اُن خطوط کی بنیاد پر ایک مضمون اپنے اخبار میں معہ نقل خطوط درج کیا۔ اخبار الحکم کے جواب میں ایک مضمون مولوی کرم الدین کے نام سے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء اور ایک قصیدہ مولوی مذکور کی طرف سے سراج الاخبار مورخہ ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع کیا۔ جن میں اُس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم کی ملہمیت کی آزمائش کے لئے میں نے اسے دھوکا دیا۔ اور خلاف واقعہ خطوط لکھے اور لکھائے۔ اور ایک خام نویس طفل کے ہاتھ سے نوٹ لکھا کر اُنکو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کئے۔ پھر اس دھوکے کے ذریعہ چند روپے بھی حاصل کئے۔ اور راقم مضمون نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ سراج الاخبار کے ان مضامین میں میری نسبت سخت الزام لگائے اور یہ شائع کیا کہ گویا میں بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مصلح ہونے کے ایک کام کر رہا ہوں۔ یہ تمام کام میرا مکر و فریب ہے۔ اور گویا میں اپنے دعوے میں کذاب اور مفتری ہوں۔ پس چونکہ یہ تحریر اُس کی میری ایک کثیر جماعت پر جو اب خدا تعالےٰ کے فضل سے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے بہت ہی بُرا اثر ڈالتی تھی۔ اور پبلک کی نگاہ میں مجھے جعلساز اور فریبی اور قوم کو دھوکہ دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی۔ اور اس بیجا حملہ سے ہزار ہا آدمیوں کی روحانیت کا خون ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے اس خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا۔ سو اگرچہ شرعاً و قانوناً اس وقت میرا حق تھا کہ میں اپنی بریّت ثابت کرانیکیلئے ازالہ حیثیت عرفی کا مدعی ہو کر عدالت کیطرف رجوع کرتا۔ لیکن میں نے صبر کیا اور منتظر رہا کہ مولوی کرم الدین خود اس مضمون کی تردید کرے۔ لیکن جب تین ماہ سے زیادہ گذر گئے اور اُس نے کوئی تردید نہ کی تو میں نے اس تہمت کو اپنے پر سے دور کرنیکیلئے اسقدر کافی سمجھا کہ اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں جو کرم دین کے مضامین سے تین ماہ بعد شائع ہوئی اسقدر اشارہ کر دوں کہ یہ شخص جو مجھ پر یہ الزام لگانے والا ہے اور میری اہانت کرتا ہے خود ہی کذاب اور کمینہ اور بہتان کا مرتکب ہے یہ الفاظ دراصل وہی تھے جنکا مصداق وہ خود اپنے آپ کو سراج الاخبار میں کنایتاً و صراحتاً ظاہر کر چکا تھا۔ اور مان چکا تھا کہ میں نے دھوکہ دیا دغا دیا خلاف واقعہ خطوط لکھائے جعلی دستخط بنوائے اور جھوٹ کی تعلیم دی وغیرہ وغیرہ۔ مناسب تھا کہ یہ شخص خاموش رہتا مگر اس نے ایسا نہ کیا اور میرے پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی اگر مولوی کرم دین بجائے اِن بیجا تہمتوں اور الزاموں کے جو اس نے اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے اور خلاف واقعہ واقعات مجھ پر چسپاں کر کے مجھے جعلساز اور دھوکہ باز ٹھہرایا میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا تو مجھے اُس خدا کی قسم ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے کہ میں پھر بھی اسے معاف کر دیتا۔ اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہ ہوتی کہ میں اُس سے صلح کر لوں اور اس کا گناہ بخشدوں۔ لیکن اے ناظرین ہم لوگ مصلح قوم بنکر خدا تعالیٰ کیطرف سے آتے ہیں وہی اُن مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بیجا الزام جو پبلک پر بُرا اثر ڈالنے والے ہیں وہ انکے نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہیں اور جبتک وہ الزام انکے سر پر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہو لیں تب تک وہ اسبات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کیلئے اپنے سر پر رکھیں۔ یوسف جو ایک نبی تھا اُس پر ایک جھوٹا الزام اقدام زنا لگا کر اُس کو قید کیا گیا اور بہر مدت کے بعد معافی دیگئی تو اُس نے اس معافی کو قبول نہ کیا حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا۔ بلکہ صاف کہا کہ جبتک اُس تہمت سے میری بریّت نہ ہو میں زندان سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا۔ اسیطرح اگر ایک دنیادار پر بھی ایک جھوٹا الزام دغا یا خیانت مجرمانہ کا لگایا جاوے تو گول مول مصالحت پر راضی نہیں ہوتا۔ لیکن بعض خیرخواہان قوم نے اسبات پر زور دیا کہ فریقین میں مصالحت ہو جاوے۔ یہانتک کہ اس ضلع اور قسمت کے بعض نیکدل اور دور اندیش عالی افسران اور حکام نے بھی اپنی رضامندی اسپر ظاہر کی کہ میں اس مستغیث سے صلح کر لوں خود صاحب مجسٹریٹ نے جنکی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اپنی شریفانہ عادت اور نیک نیتی سے صلح پر پسندیدگی ظاہر فرمائی اس موقعہ پر منشی غلام حیدر خانصاحب تحصیلدار پنڈدادنخان نے بھی جو بطور شہادت اس مقدمہ میں تشریف لائے تھے مصالحت کی کوشش کی۔

ان تمام بزرگوں کی ترغیب اور دلی خواہش نے مجھے اس غور و فکر میں ڈالا کہ اب صلح کیونکر ہو۔ آخر میں نے یہ جواب دیا کہ اگر مستغیث یعنی مولوی کرم الدین خدا تعالیٰ سے ڈر کر معدالت میں یہ اقرار کر دے کہ خطوط محولہ مقدمہ اور مضمون سراج الاخبار مورخہ ۶ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء و تیرہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء اُسکے ہیں اور ہماری جعلسازی نہیں تو پھر میں اس سے صلح کر لونگا کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریّت کیلئے یہ اقرار کافی ہوگا اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دور ہو جاویگا۔ لیکن مولوی کرم الدین نے اسبات کو نہ مانا۔ پھر صلح کیلئے یہ دوسری تجویز سوچی گئی۔ کہ مولوی کرم دین اور میری طرف سے دو تحریریں علیحدہ علیحدہ لکھی جاویں۔ میری طرف سے یہ تحریر ہو۔ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے الفاظ کذاب بہتان و لئیم مولوی کرم الدین کے متعلق یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۶ر و ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مولوی کرم الدین کی ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ اسیطرح کرم دین یہ تحریری بیان پیش کرے۔ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمات جو میری طرف سے ظاہر کئے گئے ہیں اور مضمون سراج الاخبار مندرجہ ۶ر اکتوبر و ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء جو میرے نام پر اخبار میں شائع ہوئے ہیں میرے نہیں ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔

یہ ہر دو مسودے منشی غلام حیدر خان صاحب نے اپنی قلم سے لکھے اور ان مسودوں کو جناب شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے پاس میرے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب ہمراہ لیگئے کیونکہ شیخ صاحب موصوف نے ہمدردی قوم کے لحاظ سے بہت سا اپنا قیمتی وقت اس مصالحت کی انجام دہی میں خرچ کیا اور کوشش بلیغ فرمائی۔ مصالحت کرانیوالوں نے مسودہ مجوزہ کو پسند فرما کر کہا کہ یہ مسودہ اب کسیطرح قابل اعتراض نہیں البتہ اسمیں لفظ لعنت ثقیل ہے اسکو کسیطرح بدل دیا جاوے تو راقم نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور بجائے لفظ لعنت کے مسودہ کی صورت حسب ذیل تجویز کر دی کہ میں یہ مقدمہ کو انصاف کیلئے خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں لیکن جب یہ مسودہ مولوی کرم دین کے پاس پیش کیا گیا تو اس نے منظور نہ کیا۔ اور یہ عذر کیا میں قسم نہیں کھاتا حالانکہ عدالت میں اُسکا بیان حلفیہ ہو چکا تھا اور جب اسکی حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل دکھلا کر اسکو کہا گیا کہ مسمّی جب عدالت میں رو برو لالہ چندو لال صاحب مجسٹریٹ حلفیہ بیان باقرار صالح دیا کہ میں نے یہ خطوط لکھے ہیں اور نہ سراج الاخبار کے مضامین میرے ہیں

نوٹ: یاد رہے کہ کرم دین نے عدالت میں آکر اپنے حلفیہ بیان میں انکار کیا کہ نہ خطوط اُس نے بھیجے ہیں اور نہ سراج الاخبار ۶ر اکتوبر اور تیرہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء میں اسنے وہ مضمون لکھے جو اسکے نام پر شائع ہوئے۔

تو پھر وہی حلفیہ بیان اب بنا ہے۔ اسپر مولوی موصوف نے کہا کہ وہ ایک مجبوری تھی اِلّا بالضرورت اشد قسم کھانا جائز نہیں اسلئے میں قسم نہیں کھاتا۔ آخر یہ تجویز ہوا کہ بجائے خدا کی قسم کے اقرار صالح لکھا جاوے اس تجویز پر ذیل کا مسودہ تجویز کیا گیا کیونکہ پہلا بیان مولوی مذکور کا باقرار صالح تھا:۔

"میں اقرار صالح کرتا ہوں کہ میں سچ سچ اپنے ایمان سے خدا تعالیٰ کے حضور میں بیان کرتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمہ جن سے میں نے انکار کیا ہے اور مضمون سراج الاخبار ۶ر اکتوبر اور ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء جس سے میں انکاری ہوں درحقیقت وہ خطوط اور وہ مضامین ہرگز ہرگز میرے نہیں ہیں اگر میں اِس بیان میں جھوٹا ہوں تو انصاف کیلئے اپنے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں"۔ اس مسودہ پر یہ اعتراض مولوی مذکور نے کیا کہ الفاظ "خدا کے حضور میں" وغیرہ وغیرہ قسم ہی ہیں قسم کے صرف لفظ اقرار صالح رکھا جاوے اور معاملہ کی تصریح نہ کیجاوے۔ آخر کار بحث کے بعد جو آخیری مسودہ تاریخ ۱۱ر ماہ جون پیش کیا گیا وہ حسب ذیل لکھا جاتا ہے:۔ "میں کرم دین باقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ خطوط جو میرے نام سے مرزا غلام احمد صاحب اور حکیم فضل الدین کو پہنچے ہیں اور مضامین جو ۶ر اکتوبر اور ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو میرے نام پر سراج الاخبار میں شائع ہوئے وہ میرے نہیں اور اگر میرا یہ بیان خلاف واقعہ ہے تو میں بغرض انصاف اس معاملہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں"۔ اسکے مقابل اپنے مضمون ذیل منظور کیا:۔ "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو الفاظ کرم دین کی متعلق کذاب بہتان و لئیم کے لکھے ہیں وہ یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ مثلہ جات کا لکھنے والا اور اخبار سراج الاخبار مورخہ ۶ر اکتوبر و ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کا لکھنے والا مولوی کرم دین ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے پر لعنت ڈالے"۔ جب مسودے حسب اجازت صاحب مجسٹریٹ مولوی کرم الدین کو دکھلائے گئے تو اس نے کہا کہ الفاظ خطوط اور اخبار وغیرہ کا ذکر نہ کیا جاوے۔ اور ایسا ہی خدا کی عدالت میں انصاف کیلئے سپرد کی بھی نکال دیجاوے اور کوئی تصریح نہ کیجاوے۔ جسکی وجہ وہ یہ بتاتا تھا کہ میرے برخلاف پیشگوئیاں کیجاتی ہیں گی سو اسکے متعلق بھی شرط ان لی گئی تھی تا کہ مصالحت ہو جاوے۔ لیکن وہ کسی پہلو پر نہ آیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مصالحت میں قطعی مایوسی ہو کر مقدمہ عدالت میں شروع ہو گیا مجھے اس اشتہار کو جسمیں صرف سادے اور سچے واقعات لکھے ہیں اشاعت کرنیکی یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ تا اُن بالدل اور نیک نیت عالی حکام کو ان واقعات سے اطلاع ہو جاوے جنہوں نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے جو انکو میرے خاندان سے ہے مجھے اس وجہ کہلا بھیجا کہ میں مصالحت کر لوں۔ نیز اُن پر روشن ہو جاوے کہ کون فریق ہم میں سے مصالحت سے کنارہ کش ہے مجھ پر الزام خطوط کی جعلسازی کا اور دیگر نا جائز الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے ہیں جسکی دفعیہ کیلئے میں کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کی بلکہ دفعیہ میں اسی بات پر اکتفا کیا کہ کتاب میں لکھدیا کہ میری آبرو ریزی کرنیوالا مجھ پر بہتان باندھتا ہے اور میرا توہین کنندہ کذاب ہے اور اسکے یہ فعل کمینوں کی ہیں جسپر میں عدالت میں کھینچا گیا۔ میں حکام اور اپنے بزرگان قوم کی ہمدردی کی قدر کر کے یہی پسند کیا کہ ان الزامات جعلسازی وغیرہ کی بریّت اگر عدالت سے نہ ہو سکے تو پھر خدا کی عدالت سے کراؤں اور معاملہ کو طے کر دوں مالیتہ گول مول مصالحت پر میں راضی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا میں پھر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہوں کہ اگر فریق ثانی مذکورہ بالا بیان عدالت میں دینے کو تیار ہے تو بالمقابل میں بھی اُسی قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں کہ اسدن ہر دو مقدمات داخل دفتر ہو سکتی ہیں میں نے اپنا بیان کو اور اتنا سخت کر سخت ایذا کی تجویز کیا ہے۔ یہ اشتہار اس لئے بھی شائع کیا گیا ہے کہ واقعات متعلقہ مصالحت جو ہوئے ہیں ان کے متعلق کوئی غلط بیانی نہ ہو۔ المشتہر

مرزا غلام احمد رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور۔ ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۳ء

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کی اندرونی دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کیطرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کرو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کریگا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت ہو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے تم راستباز اس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کریگی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہانتک کہ طاقت مانگنے کیلئے وہ مونہہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بنجاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں نہیں بلکہ یکدفعہ گرینگی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسیطرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اس خدا کو جانتے بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔ مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلا امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہی ہے پس جبکہ اس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بیخبر ہیں بلکہ لاپرواہ ہیں اور اس سے مونہہ پھیرتے ہیں تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے مبارک ہے وہ انسان جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسیطرح تمہیں چاہیئے کہ اس دنیا کے فلاسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنے کلام میں سکھایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدائی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلا دیں۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھلائیگا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر اسے پاؤ گے تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائیگا وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھا دیگا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دل کی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے سب کچھ تمہیں ملیگا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے* اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو۔ تم اس آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جبکہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھولدے۔ تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائیگا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جنکی اسوقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اس نے بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورۃ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو اس چشمہ کے پیاسے ہو کہ پانی خود بخود آ جائیگا۔ اس دودھ کیلئے تم بچہ کیطرح رونا شروع کرو کہ دودھ پستان سے خود بخود اتر آئیگا رحم کے لائق ہو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑے کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر ان کیلئے آسان کیجاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اسمیں اپنے محبوب کیلئے جانیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے یہی ہے جو خدا نے فرمایا۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰی رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا الخ یعنے ای بدو اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کیلئے اس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دیئے جائینگے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کیلئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اسکو کھا جائیگی پس مبارک وہ جو خدا کیلئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کیلئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھلو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیانکاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہو۔

میں نے سنا ہے کہ بعض تم میں سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن ہے** جسمیں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جسمیں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کیطرح اس کا رفع نہیں ہوا۔ اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت نہ کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دیجاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔

---

* قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہیں۔

** دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے۔ یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کر دکھلائی کہ یوں نماز چاہیئے اور روزہ رکھ کر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہیئے اس کا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتی رہی۔ سنت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اسکو یقینی کر دیگی۔ منہ

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا خلاصہ*

آپ نے جو مجھ سے آج تعلق بیعت کیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ کچھ بطور نصیحت چند الفاظ بیان کروں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اگر کوئی شخص خدا پر ایمان رکھے اور پھر قرآن کریم پر غور کرے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کیا کچھ قرآن میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ خدا کا ہو جاوے۔ یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ دنیا روزے چند عاقبت با خداوند۔ آپ خدا کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کی طرف آنا چاہتا ہے اور فی الواقعہ اس کا دل ایسا نہیں کہ اس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہو۔ تو وہ خدا کے نزدیک قابل سزا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اس کے مقاصد حاصل کرنے کیلئے جبتک کافی خرچ اپنا ان کی طلب میں خرچ نہ کردیں وہ مقاصد حاصل ہونے ناممکن ہیں۔ مثلاً اگر طبیب ایک دوائی اور اس کی ایک مقدار مقرر کردے اور ایک بیمار وہ مقدار دوائی کی تو نہیں کھاتا بلکہ تھوڑا حصہ اس دوائی کا استعمال کرتا ہے تو اس کو کیا فائدہ اس سے ہوگا۔ ایک شخص پیاسا ہے تو ممکن نہیں کہ ایک قطرہ سے اس کی پیاس دور ہو سکے۔ اسیطرح جو شخص بھوکا ہے وہ ایک لقمہ سے سیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ یا اس کے رسولؐ پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہری رسم کے طور پر بیعت کر لینا بالکل بے سود ہے جبتک انسان پوری طاقت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ نفس کی خیرخواہی اسی میں ہے کہ انسان پورے طور پر وہ حصہ لے جو روحانی زندگی کیلئے ضروری ہے۔ صرف یہ خیال کریں مسلمان ہوں کافی نہیں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اس کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہیں۔ تسکین پا رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جبتک عملی رنگ سے اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنّا وھم لا یفتنون الخ

یعنی کیا انسانوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم صرف آمنّا کہکر ہی چھٹکارا پا لینگے اور کیا وہ آزمائش میں ڈالے نہ جاویں گے سو اصل مطلب یہ ہے کہ یہ آزمائش اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ایمان لانیوالے نے دین کو ابھی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں آجکل اس زمانہ میں جب لوگ خدا کی راہ کو اپنے مصالح کے برخلاف پاتے ہیں یا بعض حکام سے ان کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کے راہ سے انکار کر بیٹھتے ہیں ایسے لوگ بے ایمان ہیں وہ نہیں جانتے کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا کی راہ بہت دشوار گذار ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جبتک انسان خدا کی راہ میں اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتار لے تب تک وہ خدا کی نگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک بھی ایک بیوفا نوکر کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو نوکر صدق و وفا نہیں دکھلاتا وہ قبولیت نہیں پاتا۔ اسیطرح جناب الٰہی میں وہ شخص پرلے درجہ کا بے ادب ہے جو چند روزہ دنیوی منافع پر نگاہ رکھکر خدا کو چھوڑتا ہے۔ بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا کی راہ میں چلکر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے جو دنیا کیلئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے یاد رکھے کہ بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھوڑا سکیگا اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کریگا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا اس لئے ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ خدا جو مالک السموات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر بغیر توفیق الٰہی حاصل نہیں ہوتا ہے خدا ہی یہ امر دلمیں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ہے سو اس کے لئے دعا درکار ہے +

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دیجاتی ہے مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے کہ جس قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا۔ اگر تم میں جذب محبت خدا کی راہ میں کافی ہو۔ تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف نہ کھینچے اور کیوں تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ پیدا ہو جاوے دیکھو قرآن میں سورۃ یوسف میں آیا ہے۔ ”ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رّا برھان ربہ“ یعنے جب زلیخا نے یوسفؑ کا قصد کیا یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتا اگر ہم حائل نہ ہوتے۔ اب ایک طرف تو یوسف جیسا متقی انسان اور اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زلیخا کی طرف مائل ہو ہی چلا تھا۔ اگر ہم نہ روکتے۔ اسمیں سِرّ یہ ہے کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے زلیخا کی کشش محبت اس قدر غالب آئی تھی کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ سو جانے سے تم بھی کہ ایک عورت میں جذب اور کشش اسقدر ہو کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں جذب محبت الٰہی اسقدر نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف کھینچے چلے آویں۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ زبان میں یا وعظ میں اثر نہیں۔ اصلی نقص قوت جاذبہ میں ہے جبتک وہ کامل نہیں تب تک زبانی خالی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور ہمارے مسائل سو وہ بھی بالکل صاف ہیں۔ مثلاً قرآن کی یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ اس میں ایک جواب سوال ہے خدا تعالیٰ مسیح علیہ السلام سے پوچھیگا کہ کیا تو نے لوگوں کو ایسی تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ بار خدایا جبتک میں زندہ رہا اور ان میں رہا میں نے تو ان کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ البتہ جب تو نے مجھکو مار دیا تو پھر تو ہی ان کا نگران حال تھا۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ میرے پیچھے انہوں نے کیا کیا۔ یہ کیسی موٹی بات ہے کہ خود مسیحؑ اپنی وفات کا اقرار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عیسائی اگر بگڑے تو میری وفات کے بعد بگڑے۔ جبتک میں ان میں زندہ رہا تب تک وہ صحیح عقیدہ پر قائم تھے۔ اب اگر عیسائی بگڑ گئے ہیں تو بالضرور مسیح مر چکا۔ اگر یہ بات بھی درست ہے۔ تو پھر مسیح کا یہ کہدینا کہ مجھے تو ان کے بگڑنے کا علم نہیں جیسے کہ اسی آیت سے پایا جاتا ہے کیا یہ جواب ان کا جھوٹا نہیں ہوگا۔ اگر ان کا دوبارہ دنیا میں آنا درست ہے۔ کیونکہ یہ سوال و جواب قیامت کو ہوگا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ دنیا میں آکر چالیس سال رہنا ہے۔ اور عیسائیوں اور کفار کو قتل کرکے اسلام کو پھیلانا ہے۔ تو بالضرور انہوں نے عیسائیوں کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ لیا ہے اور اس بگڑی ہوئی حالت کو دیکھکر وہ دوبارہ اس دنیا سے تشریف لیجاویں گے تو پھر جناب مسیح کا یہ جواب دینا خدا کے حضور میں دروغ بیانی ہے کیا وہ احکم الحاکمین یہ کہیگا کہ تو تو دوبارہ دنیا میں گیا اور تو نے دیکھ لیا کہ میری امت بگڑ چکی تھی۔ ایک مجازی حاکم کے آگے غلط بیانی دروغ حلفی کے جرم کا خطرناک ارتکاب ہے یہ چاشیکہ ایک عالم الغیب حاکم کی جناب میں ایسی دروغ بیانی کیجاوے۔ تو گویا اس آیت نے بڑی صفائی کے ساتھ ایک طرف مسیح کی وفات کو ثابت کر دیا اور دوسریطرف ان کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کا بطلان کر دیا اس کے مقابل جب ہم حدیثوں پر غور کرتے ہیں تو وہاں سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ حضرت رسالتمآب نے فرمایا

اور یہ متفق علیہ حدیث ہے کہ میں نے جناب مسیح کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ حضرت یحییٰ کا مرجانا اور ان کا اس جماعت میں داخل ہونا جن کی قبض روح ہو چکی ہے ثابت شدہ امر ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح مع بلا قبض روح و انتقال کرنے کے ایک ایسے شخص کا جلیس ہو جو دنیا سے مر چکا ہے اب ایک طرف قول خدا اور دوسریطرف رؤیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات مسیح اور ان کا دوبارہ دنیا میں واپس نہ آنا قطعی ثابت ہو گیا۔ اب بھی یہ لوگ اگر عقیدہ حیات مسیح سے باز نہ آویں تو یہی سمجھا جاویگا کہ سچی ہدایت اور سعادت صرف خدا کیطرف سے ہے ان کے حال پر تو یہ سعدی کا یہ قول صادق آتا ہے ؎

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش نہ دہی

رہا یہ کہ آنیوالا کون ہے اس کا فیصلہ بھی قرآن و حدیث نے کر دیا ہے۔ سورہ نور نے صاف طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اکرمؐ کے خلفاء اس امت میں سے ہوں گے۔ بخاری اور مسلم کا بھی یہی مذہب ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ اب ایک طرف قرآن و حدیث بنی اسرائیل مسیح کی موت اور اس کے دوبارہ نہ آنے کو بیان کرتے ہیں۔ دوسریطرف بھی قرآن و حدیث آنیوالے مسیح کو اسی امت میں سے ٹھہراتے ہیں تو پھر اب انتظار کس بات کا ہے۔ اب علامات کو بھی دیکھ لیا جاوے۔ صدی کے سر پر مجدد کا آنا سب نے تسلیم کیا ہے اور یہ بھی مانا ہے کہ مسیح ہی بطور مجدد صدی کے سر پر آویگا صدی میں سے بائیس سال گذر گئے اور اس وقت تک مجدد نظر نہیں آیا آخر اس صدی کے سر پر جس مجدد نے آنا تھا وہ کہاں ہے۔ مہدی کا نشان کسوف و خسوف تھا جو رمضان میں ہونا تھا۔ اس کسوف و خسوف پر بھی آٹھ سال گذر گئے مہدی نہ آیا اگر یہ کہا جاوے کہ نشان تو ہو گیا لیکن صاحب نشان بعد میں آویگا تو یہ عقیدہ بڑا فاسد ہے اور قسم قسم کے فسادات کی بنا ہے اگر ایک زمانہ کے بعد اکٹھے بیس انسان مہدویت کے مدعی ہو جاویں تو پھر ان میں کون فیصلہ کریگا۔ ضروری ہے صاحب نشان نشان کے ساتھ ہو۔ یہ لوگ ممبر و منبر پر چڑھکر صدی کے سر کو اور کسوف و خسوف کو یاد کیا کرتے اور روتے تھے۔ لیکن جب وہ وقت آیا تو یہی لوگ دشمن بن گئے۔ حدیث کے مطابق تمام نشان واقعہ ہو گئے لیکن یہ لوگ اپنی ضد سے باز نہیں آتے۔ کسوف خسوف کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو گیا لیکن خدا کے اس نشان کی قدر نہ کیگئی۔ اسیطرح کل انبیاء کی کتب سابقہ اور قرآن و حدیث میں ایک بڑا بلا کیطرف اشارہ تھا جو کسوف و خسوف کے

---

* یہ تقریر حضرت اقدسؑ نے بمقام گورداسپور ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بعد از نماز عصر کی تھی تحریک کا باعث چند احباب حیدرآباد دکن کے تھے جنہوں نے اسدن حضور علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا تھا

آسمانی نشان کے بعد آنیوالی تہی اور وہ طاعون ہے جو وہ بہی مسیح کے زمانہ سے وابستہ تہا یہ ایک خطرناک مصیبت ہے جسکی طرف ہر ایک اولوالعزم نبی نے بالتصریح یا بالاجمال اشارہ کیا ہے لاکہوں آگئی۔ لاکہوں انسان تباہ ہوگئے اور نہ معلوم کب تک اسکی تباہی چلتی رہیگی۔ لیکن جس موعود کے زمانہ کی شناخت کا یہ نشان ہے اسی اشتہاب ان لوگوں نے نہ پہچانا۔ اسیطرح زمین اور آسمان نے شہادت دی۔ لیکن ان شہادتوں کو ردی سمجہا گیا۔ خدا غیور ہے اور وہ اپنی غیرت دکہائیگا ایک مجازی حاکم عدول حکمی پسند نہیں کرتا تو وہ احکم الحاکمین غیور خدا کب اس عدول حکمی کو بلاسزا چہوڑیگا آیا۔ اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری تہی جس نے اونٹوں کو بیکار کر دیا تہا قرآن نے واذا العشار عطلت (جب اونٹنیاں بیکار ہو جاوینگی) کہکر اس زمانہ کا پتہ بتلایا حدیث نے مسیح کے نشان میں یوں کہا۔ لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا پہر یہ نشان کیا پورا نہوا حتے کہ اس سرزمین میں بہی جہاں آج تک اونٹنی کی سواری تہی اور بغیر اونٹوں کے گذارہ نہ تہا۔ وہاں بہی اس سواری کا انتظام ہوگیا اور چند سالوں میں اونٹوں کی سواری کا نام و نشان نہیں ملیگا اونٹنیاں بیکار ہوگئیں۔ مقررکردہ نشان پورے ہوگئے۔ لیکن جس کا یہ نشان تہا۔ وہ پہچانا نہ گیا کیا یہ امور بہی میرے اختیار میں تہے کہ ایک طرف تو مین دعوی کروں۔ اور دوسری طرف یہ نشان پورے ہوتے جاویں۔ کیا آسمانی نظام پر بہی میرا دخل ہے جو کسوف و خسوف موعود کو پیدا کر لیتا ہے یا میرے ہاتہ میں کوئی ایسے مواد مین تہے کہ زمین پر موعود طاعون پیدا ہوگئی یا حج کا رکنا جو یہ بہی مسیح کا نشان تہا۔ کیا یہ بہی میرے اشارہ سے ہوا۔ اسیطرح بیسیوں نشان زمانہ مسیح کے ساتہ وابستہ تہے وہ سب پورے ہوگئے۔ خدا تعالی نے کونسی حجت کو ان پر پورا نہیں کیا لیکن ان کا انکار ابہی اسیطرح ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ میں دہریت پہیلی ہوئی ہے جو خفیہ خفیہ سب دلوں پر اثر کر رہی ہے خشیت الہی دن بدن مفقود ہو رہی ہے۔ کان رکہتے ہیں پر سن نہیں سکتے۔ آنکہیں رکہتے ہیں پر نہیں دیکہتے دل رکہتے ہیں پر نہیں سمجہتے یہی وجہ ہے کہ انکار ہے۔ ورنہ معاملہ تو بہت ہی صاف تہا۔ میری باتوں کے دیکہنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر اتمام حجت کیگئی ہے اب ان کے پاس کوئی جواب نہیں خدا نے قوی دلائل سے ان کا رگ و ریشہ کاٹ دیا ہے لیکن یہ نہیں دیکہتے۔

ایک مامور کی شناخت کے تین طریق ہیں نقل عقل۔ تائیدات سماوی۔ اب دیکہنا چاہئے کہ یہ تینوں امور اس سلسلہ کے موید ہیں۔ دانیال اور دیگر انبیاء نے تو اس کو ایک زمانہ مقرر کر دیا ہے حتی کہ صدی اور سال بہی مقرر کر دیا ہے۔ تمام عیسائیوں میں ایک قسم کی گہبراہٹ پیدا ہوئی ہے کیونکہ کتب سابقہ کے مطابق مسیح کی آمد کا وقت آچکا ہے اور مسیح ابہی تک آیا نہیں۔ اس لئے بعض علماء اخیر مجبور ہوکر اس طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی سے مراد کلیسیا کی ترقی ہے جو ہو چکی ہے۔ اسیطرح ہماری کتب کے مطابق بہی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے حجج الکرامہ والے نے لکہا ہے کہ کل اہل کشوف اسیطرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کیلئے چودہویں صدی مقرر ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی اسی زمانہ کیلئے چراغ الدین کہا ہے غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودہویں صدی سے آگے نہیں گیا اگرچہ ان میں کچہ اختلاف ہے۔ چودہویں صدی میں لطیف اشارہ اس طرف تہا کہ دین اسلام چودہویں رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹہیگا جسطرح چاند کا کمال چودہویں رات کو ہوتا ہے اسیطرح اسلام کا کمال بہی دنیا میں چودہویں صدی میں ظاہر ہوگا۔ تیرہویں صدی کی تاریکی ان لوگوں میں ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صدی سے علماء سے بعض یوں نے بہی نجات مانگی تہی۔ یہ لوگ چودہویں صدی کے لئے منتظر تہے۔ لیکن جب صدی آگئی تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے اسی طرح قرآن میں ذکر ہے۔ ولما جاءھم کتٰب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔ اہل کتاب منتظر تہے کہ پیغمبر آنے پر وہ اس کے ساتہ ملکر کفار سے جنگ کرینگے۔ لیکن جب پیغمبر آیا تو انکار پر آمادہ ہوگئے۔

عقل کے نزدیک بہی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے اسلام اسقدر کمزور ہوگیا ہے کہ ایک وقت ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اسلام میں شور پڑ جاتا تہا۔ لیکن اب لاکہوں مرتد ہو گئے ہیں اور مخالفت اسلام میں کتب تصنیف ہو رہی ہیں اسلام کی بیخکنی کیواسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں عقل پسند نہیں کرتی کہ جس خدا نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ دیا ہے وہ اس وقت اسلام کی حفاظت نہ کرے اور خاموش رہے یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے کہ شرفاء کی اولاد دشمن اسلام ہوکر گرجاؤں میں جاگہسی اور کہلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے ہر ایک قسم کی گالی اور سب و شتم میں ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو یہ ہیبت مجموعی اگر دیکہا جائے تو عقل کہتی ہے کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے اور میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تہا۔ سو خدا کا وجود کا یہ بہی ایک نشان ہے کہ عین ضرورت کے وقت خدا تعالی نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور عین مصیبت کے وقت اسلام کو سنبہالا۔

تائیدات سماوی ہیں اگر دیکہی جاویں تو بیان ہی ایک بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالے نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتہ پر ظاہر کئے اگر میں ان تمام نشانوں کو جمع کروں جو ہر روز میں اور میرے ساتہ رہنے والے دیکہتے ہیں تو ان کی تعداد لاکہ کے قریب ہو جاتی ہے قطع نظر اس کے صرف براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکہا جاوے جو ۲۸ برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی جو اس وقت مکہ مدینہ مصر بخارا۔ لنڈن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے گہروں میں پہنچگئی اب اس کتاب میں مثلاً لکہا ہے کہ خدا کی طرف سے مجہے ارشاد ہے کہ اس وقت تو اکیلا ہے اور تیرے ساتہ کوئی نہیں لیکن ایک وقت آویگا کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آوینگے (یاتون من کل فج عمیق) تو لوگوں میں پہچانا جاویگا اور تیری شہرت کیجاویگی تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوینگے۔ پہر کہا کہ لوگ کثرت سے آوینگے۔ اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گہبرانا (ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس) پہر آخر کار فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ وانتہی امر الزمان الینا۔ الیس ھذا بالحق یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا تو اس وقت کہا جاویگا کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے اکثر لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ براہین کی اشاعت کیوقت مجہے کوئی جانتا نہیں تہا حتے کہ قادیان میں بہی بہت کم لوگ ہونگے جو مجہے پہچانتے ہونگے پہر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہ پیشگوئیاں بزرجہا تم ابہی پوری نہیں ہوئیں لیکن جسقدر ان الہامات کا ظہور ہو رہا ہے وہ طالب حق کیلئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کیا ایک انسان آج سے ۲۸ سال پہلے آجکل کے واقعات کا نقشہ کہینچ سکتا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق کا مرجع ہوگا خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ان امور کو دیکہکر میں کہہ سکتا ہوں کہ جسقدر نشانات خدا تعالی نے میری تائید میں ظاہر کئے وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں کہ بجز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہیں ہوئے لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچہ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جسکی امت میں ہونیکا مجہے فخر حاصل ہے پہر میں کہتا ہوں کہ آج کل کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو آزمالو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے سرگروہ کو میرے مقابل میں لاؤ خدا تعالی نشان نمائی میں بالضرور اس کو میرے مقابل شرمندہ اور ذلیل کریگا۔ یہاں تو نشانوں کا دریا بہ رہا ہے۔ میرے دوست اس الہام سے خوب واقف ہیں جو دس بارہ سال ہوئے خدا تعالی نے مجہے فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک۔ اس ایک الہام کو کسقدر مختلف مواقع اور محل پر میرے دوستوں نے پورا ہوتے دیکہا۔ کس طرح لوگوں نے میری اہانت اور تذلیل کیلئے بڑے اپہائے اور کسطرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہوگئے اسکی ایک مثال نہیں بلکہ کئی ایک مثالیں ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ان نشانات کو دیکہکر بہی لوگ ابہی گمراہ ہیں سو بات یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ سے دو گروہ چلے آئے ہیں ایک سعید دوسرا شقی۔ ابوجہل نے ہزاروں نشان دیکہے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورت میں مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ دعا میں لگا رہے آپ نے جو آج مجہسے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کیطرح ہی جانی ہے کہ آپ مجہسے اکثر ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخرکار خشک ہوکر گرجاتی ہے جو شخص زندہ ایمان رکہتا ہے وہ دنیا کی پرواہ نہیں رکہتا دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دنیا پر دین کو مقدم رکہنے والا ہی مبارک ہے لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکہتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے جو کبہی بہی نصرت کا منہ نہیں دیکہتا۔ یہ بیعت اس وقت کام آسکتی ہے جب دین کو مقدم کر لیا جاوے۔ اور اس میں ترقی کرنیکی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے جو آج بویا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے اور پہل حاصل کرنیکے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے نہ زمین کو درست کرے اور نہ آبیاری کرے اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کہاد زمین میں ڈالے نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پہل کی امید کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا کہیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کہیت اسی کا رہیگا۔ جو پورا زمیندار ہے گا سو اسیطرح کی تخم ریزی آپ نے بہی آج کی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ کس کسکے مقدر میں کیا ہے لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکہے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے۔

خدا نمازوں میں ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہئے میں دیکھتا ہوں کہ آجکل لوگ جسطرح نماز پڑھتے ہیں وہ محض ٹکریں مارنا ہے ان کی نماز میں اسقدر بھی رقت اور لذت نہیں ہوتی جسقدر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا میں ظاہر کرتے ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائیں نماز میں ہی کرتے شاید ان کی نمازوں میں حضور اور لذت پیدا ہو جاتا اصل میں حکماً آپ کو کہتا ہوں کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کریں اور وہ لذت اور حضور جو دعا کیلئے رکھا ہے دعاؤں کو نمازوں میں کرنے سے پیدا کریں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جبتک نماز میں کافی لذت و حضور پیدا نہو نماز کے بعد دعا کرنے میں نماز کی لذت کو مت گنواؤ ہاں جب یہ حضور پیدا ہو جاوے تو کوئی ہرج نہیں سو بہتر ہے نمازوں میں دعائیں اپنی زبان میں مانگو جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہو سکتا سو نمازوں میں قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی ضرورتوں کو برنگ دعا اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تمکو حلاوت پیدا ہو جاوے۔ سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بنجاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے دنیا میں مومن کی مثال اس سوار کی ہے کہ جو جنگل میں جا رہا ہے اور راہ میں بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے سستانے کیلئے ٹھہر جاتا ہے لیکن اپنے گھوڑے پر سوار ہے اور کچھ آرام لیکر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے لیکن جو شخص اس جنگل میں گھر بنالے وہ ضرور درندوں کا شکار ہوگا۔ مومن دنیا کو گھر نہیں بناتا اور جو ایسا نہیں خدا اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گھر بنانیوالے کی عزت ہے۔ خدا مومن کی عزت کرتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ نوافل سے مراد یہ ہے کہ خدمت مقررہ میں زیادتی کیجاوے۔ ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تھوڑا سا کر کے سست ہو جاتا ہے لیکن مومن زیادتی کرتا ہے نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں بلکہ ہر ایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے۔ مومن محض خدا کی خوشنودی کیلئے ان نوافل کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کے دل میں ایک درد ہے جو اسے بے چین کرتا ہے اور وہ دن بدن نوافل و حسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بھی اس کے قریب ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کر کے خدا کا سایہ ہو جاتا ہے اسکی آنکھ خدا کی آنکھ اس کے کان خدا کے کان ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ کسی معاملہ میں خدا کی مخالفت نہیں کرتا ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسکی زبان خدا کی زبان اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو جاتا ہے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھکو کسی بات میں اسقدر تردد نہیں ہوتا جسقدر مومن کی جان نکالنے میں تردد ہوتا ہے۔ یوں تو خدا کی ذات سب ترددات سے پاک ہے لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کیلئے فرمایا۔ اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑوں کیطرح مرجاتے ہیں لیکن مومن کا معاملہ دگرگوں ہے مجھے یہ سمجھ آتی ہے کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آئے دن طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت ان کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہیں جیسے کہ ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تھی یہ اس تردد کا اظہار ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے گویا اللہ تعالیٰ اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے جیسا کہ ایک انسان تردد کی حالت میں کرتا ہے۔ اور خوفناک بیماریوں سے اسے نجات دیکر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اسے معمولی انسانوں کیطرح ضائع نہیں کرتا۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے جہاں وہ بیٹھتا ہے وہ جگہ دوسروں کیلئے موجب برکت ہوتی ہے اس کا لباس خوردہ اور پسخوردہ شفا ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جاویگا خدا تعالیٰ اس سے پوچھیگا کہ تو نے کوئی نیک کام کیا۔ وہ کہیگا کہ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہیگا کہ فلاں مومن کو تو ملا وہ کہیگا۔ خداوندا میں ارادتاً تو کبھی نہیں ملا وہ خود ہی ایکدن مجھے راستہ میں ملگیا۔ خدا تعالیٰ اسے بخشدیگا پھر ایک اور موقعہ پر حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کریگا کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے وہ کہیں گے کہ ایک جگہ مومنین کا تھا جہاں دنیا کا ذکر کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ البتہ ذکر الٰہی ... ان میں ایک دنیا پرست شخص ... خدا تعالیٰ فرمادیگا کہ میں نے اس دنیا دار کو اس ہمنشینی کے باعث بخشدیا۔

انھم قوم لا یشقی جلیسھم

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی ... تو وہ سجدہ سے سر اٹھاتے ہی بخشے جاتے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں محبت الٰہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا کا ساتھ نہ چھوڑیگا اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسیکا کانشنس کہتا ہے کہ وہ ضائع ہوگا۔ کیا کوئی رسول ضائع ہوا۔ دنیا ناخنوں تک انکو ضائع کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ ضائع نہیں ہوتے جو خدا کیلئے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشین ہوا۔ ایک ابوبکرؓ ہی کو دیکھو۔ جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ پہلے کچھ نہ کچھ دکھ اٹھانا پڑتا ہے کسی نے سچ کہا ہے۔

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بیشک اول سرکش و خونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقان خدا تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں قسم قسم کی مالی اور جسمانی مصائب اٹھاتے ہیں اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل پہچانے جاویں خدا تعالیٰ نے یہ امر مقرر کر دیا ہے کہ جبتک کوئی پہلے دوزخ پر راضی نہ ہو جاوے بہشت میں نہیں جاتا بہشت دیکھنا اسی کو نصیب ہوتا ہے جو پہلے دوزخ دیکھنے کو تیار ہوتا ہے دوزخ سے مراد آئندہ دوزخ نہیں بلکہ اس دنیا میں مصائب شدائد کا نظارہ مراد ہے اسیطرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ کافر کیلئے دوزخ بہشت کے رنگ میں اور مومن کیلئے بہشت دوزخ کے رنگ میں متمثل کیا جاتا ہے کافر جو دنیا کا طالب ہے دنیا میں منہمک ہو کر سگ دنیا ہو جاتا ہے۔ مومن ایک عاشق ہے جو دنیا کو ... طلاق دیکر ہر ایک تکلیف سہنے کو تیار ہوتا ہے۔ اور فی الواقعہ یہ عشق ہی ہے جو اسے ہر قسم کی تکلیف سہنے کیلئے آمادہ کر دیتا ہے مومن کا رنگ عاشق کا ہوتا ہے اور وہ اپنے عشق میں صادق ہوتا ہے۔ اور اپنے معشوق یعنی خدا کیلئے کامل اخلاص اور محبت اور جان فدا کرنیوالا جوش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور تضرع اور ابتہال اور ثابت قدمی سے اس کے حضور میں قائم ہوتا ہے دنیا کی کوئی لذت انکی لذت نہیں ہوتی۔ اس کی روح اسی عشق میں پرورش پاتی ہے معشوق کیطرف سے استغنا دیکھکر وہ گھبراتا نہیں۔ اس طرف سے خاموشی اور بے التفاتی ہی معلوم کر کے وہ کبھی ہمت نہیں ہارتا بلکہ ہمیشہ قدم آگے ہی رکھتا ہے۔ اور درد دل زیادہ سے زیادہ پیدا کرتا جاتا ہے۔ ان دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے کہ مومن عاشق کیطرف سے محبت الٰہی میں پورا استغراق ہو۔ عشق کامل سے محبت میں سچا جوش اور عہد عشق میں ثابت قدمی ایسی کوشش کے بہرہ ہو کہ جس کو کوئی صدمہ جنبش میں لا دیگر اور معشوق کی طرف سے کبھی بے پروائی اور خاموشی ہو۔ درد دو قسم کا موجود ہو۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہو۔ دوسرا وہ جو کسی کی مصیبت پر دل میں درد اٹھے اور خیر خواہی کیلئے اضطراب پیدا ہو اور اسکی اعانت کیلئے بے چینی پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی محبت کیلئے جو اخلاص اور درد ہوتا ہے اور ثابت قدمی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے وہ انسان کو بشریت سے الگ کر کے الوہیت کے سایہ میں لا ڈالتا ہے جب تک اس حد تک درد اور عشق نہ پہونچ جائے کہ جس میں غیر اللہ سے محویت حاصل ہو جاوے اس وقت تک انسان خطرات میں پڑا رہتا ہے۔ ان خطرات کا استیصال بغیر اس امر کے مشکل ہوتا ہے کہ انسان غیر اللہ سے بکلی منقطع ہو کر اسی کا ہو جائے اور اسکی رضا میں داخل ہونا بھی محال ہوتا ہے اور اسکی مخلوق کیلئے ایسا درد ہونا چاہیے جسطرح ایک نہایت ہی مہربان والدہ اپنے نادان پیارے بچے کیلئے دل میں سچا جوش محبت رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ ایک تعلق چاہتا ہے اور اس کے حضور میں دعا کرنے کیلئے تعلق کی ضرورت ہے بغیر تعلق کے دعا نہیں ہو سکتی پہلے بزرگوں کی بھی اسی قسم کی باتیں چلی آئی ہیں کہ جن سے دعا کرانیوالوں کو دعا کرانے سے پہلے تعلق ثابت کرنے کی تاکید کی۔ خواہ نخواہ بازار میں چلتے ہوئے کسی بے تعلق کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تو میرا دوست ہے اور نہ ہی اس کیلئے درد دل ہی ہوتا ہے اور نہ ہی جوش دعا پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق اسطرح نہیں ہو سکتا کہ انسان غفلت کاریوں میں مبتلا بھی رہے اور صرف منہ سے دم بھرتا رہے کہ میں نے خدا سے تعلق پیدا کر لیا ہے۔ اکیلی بیعت کا اقرار اور سلسلہ میں نام لکھا لینا ہی خدا سے تعلق ہے کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کیلئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس بات پر قائم ہونیکو کہتے ہیں کیونکہ جبتک دنیا کیطرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کیلئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی۔ اس وقت تک ثبات میسر نہیں آ سکتا۔ بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی کہ جب فارغ ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ آکر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہوتے وقت السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب بالکل منقطع ہو کر نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئے جہان میں جا داخل ہوا گویا ایک مقام محویت میں جا پہونچا پھر جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی جبتک دل میں اس کا اثر نہو۔ چھلکوں سے کیا ہاتھ آ سکتا ہے محض صورت کا ہونا کافی نہیں۔ حال ہونا چاہیے علت غائی حال ہی ہے بے مطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا وہ تو الٹی ہلاکت کی راہیں ہیں انسان جب حال پیدا کر لیتا ہے اور اپنے حقیقی خالق و مالک سے ایسی سچی محبت اور اخلاص پیدا کر لیتا ہے کہ بے اختیار اس کیطرف پرواز کرنے لگتا ہے اور ایک حقیقی محویت کا عالم طاری ہو جاتا ہے تو اسوقت اس کیفیت سے گویا سلطان بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کا خادم بنجاتا ہے۔

مجھکو تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز بھاتی نہ تھیں میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

میں نے ایک لمحہ کیلئے بھی شہرت کو پسند نہیں کیا میں بالکل تنہائی میں تھا اور تنہائی ہی مجھکو بھاتی تھی۔ شہرت اور جماعت سے جس قدر نفرت کرتا تھا وہ دیکھتا تھا اس کو خدا ہی جانتا ہے میں تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تھا اور یہی میری آرزو تھی۔ خدا نے مجھ پر جبر کر کے اس سے مجھے باہر نکالا۔ میری ہرگز مرضی نہ تھی۔ مگر اس نے میری خلاف مرضی کیا کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تھا۔ اس کام کیلئے اس نے مجھے پسند کیا اور اپنے فضل سے مجھکو اس عہدہ جلیلہ پر مامور فرمایا۔ یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے میرا اس میں کچھ دخل نہیں۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ میری طبیعت اس طرح واقعہ ہوئی ہے کہ شہرت اور جماعت سے کوسوں بھاگتی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ لوگ کس طرح شہرت کی آرزو کرتے ہیں۔ میری طبیعت اور طرف جاتی تھی لیکن خدا مجھے اور طرف لیجاتا تھا میں نے بار بار دعائیں کیں کہ مجھے گوشہ میں ہی رہنے دیا جاوے مجھے میری خلوت کے حجرہ میں چھوڑ دیا جاوے لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت میں تھا اسکو سنوارو۔ انبیاء کی طبیعت اسی طرح واقعہ ہوئی ہے کہ وہ شہرت کی خواہش نہیں کیا کرتے کسی نبی نے شہرت کی کبھی خواہش نہیں کی۔ ہمارے نبی صلعم بھی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے آپ عبادت کرنیکیلئے لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا تھی چلے جاتے تھے۔ یہ غار اسقدر خوفناک تھی کہ کوئی انسان اس میں جانے کی جرأت نہ کرسکتا تھا۔ لیکن آپ نے اسکو اسلئے پسند کیا ہوا تھا کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہ پہونچیگا آپ بالکل تنہائی کو چاہتے تھے شہرت کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے مگر خدا کا حکم ہوا

یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ اس حکم میں ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا کہ آپ تنہائی کو جو آپ کو بہت پسند تھی اب چھوڑ دیں۔ بعض لوگ بیوقوفی اور حماقت سے یہی خیال کرتے ہیں کہ گویا میں شہرت پسند ہوں۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ میں ہرگز شہرت پسند نہیں خدا نے جبر سے مجھ کو مامور کیا ہے اور وہی گواہ ہے کہ میں شہرت پسند نہیں ہوں۔ میں تو دنیا و ہزاروں کوسوں بھاگتا تھا جس لوگوں کی نظر چونکہ زمین اور اس کی اشیاء تک محدود ہوتی ہے اور وہ دنیا کے کیڑے اور شہرت پسند ہوتے ہیں انکو اس بیگرمی اور بے تعلقی کی کیفیت ہی معلوم نہیں ہوسکتی ہم تو دنیا کو نہیں چاہتے اگر وہ چاہیں اور اسمیں قدرت رکھتے ہیں تو سب دنیا لیجائیں۔ ہمیں اس پر کوئی گلہ نہیں۔ ہمارا ایمان تو ہمارے دل میں ہے نہ دنیا کے ساتھ ہماری خلوت کی ایک ساعت ایسی قیمتی ہے کہ ساری دنیا اس ایک ساعت پر قربان کرنا چاہئے اس طبیعت اور کیفیت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا مگر ہم نے خدا کے امر پر جان و مال و آبرو قربان کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسا ہی پوشیدہ کرے مگر بھید پانیوالے اور تاڑنیوالے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں۔ عاشق پر وحشت کیحالت نازل ہو جاتی ہے اور اسی وحشت کے ساری وجود پر چھا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس سے ظاہر ہو جاتے ہیں وہ اگر ہزاروں پردوں میں چھپے اور اپنے آپ کو چھپائے مگر چھپا نہیں رہتا سچ کہا ہے ؎ عشق و مشک را نتوان نہفتن۔

جن لوگوں کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں جس سے انکے دل لبریز ہوتے ہیں بلکہ اس کی افشاء پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندہ کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے کوئی رسول نہیں آیا جس کا خدا سے راز نہیں ہوتا۔ اسی راز کو چھپانے کی خواہش انکے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اسکو فاش کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی ان کو ملتی ہے۔ جو چاہتے ہیں انکو ملتا نہیں اور جو نہیں چاہتے ان کو جبراً ملتا ہے۔

جبتک انسان ادنیٰ حالت میں ہوتا ہے اس کے خیالات بھی ادنیٰ ہی ہوتے ہیں اور جسقدر معرفت میں گرا ہوا ہوتا ہے اسی قدر محبت میں کمی ہوتی ہے معرفت سے حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص میں محبت اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ سے یہی تعلیم ملتی ہے صادق عاشق جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتا ہے کہ وہ اسکو کبھی نہیں چھوڑیگا۔ خدا تو وفاداری کرنا پسند کرتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان صدق دکھلاوے اور اس پر ظن نیک رکھے تا وہ بھی وفا دکھلاوے مگر یہ لوگ کب اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ تو اپنی ہوا و ہوس کے بتوں کے آگے جھکتے رہتے ہیں۔ اور انکی نظر دنیا تک ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو کریم و رحیم نہیں سمجھتے اس کے وعدوں پر ذرہ ایمان نہیں رکھتے اگر اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھتے کہ وہ کریم و رحیم ہے تو ابھی ان پر رحمت اور وفا کے ثبوت نازل کرتا۔ ؎

گر وزیر از خدا بترسیدے

ہمچنان کز ملک ملک بودے

شرارت بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سے بدظنی مت کرو۔ اللہ کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اسی کی مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں مومن کی مدد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میدان میں میں تیرے ساتھ ہوں۔ وہ اس کو ایک فرقان بخشکر دکھاتا ہے جو اس کے وعدوں پر بھروسہ نہیں کرتا وہ بدظنی کرتا ہے جو شخص خدا سے نیک ظن کرتا ہے وہ اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے بدظنی کرتا ہے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے لئے کوئی دوسرا معبود بنائے اور شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے جب انسان اس بات کو سمجھتا ہے کہ خدا کریم و رحیم ہے اور اس بات پر ایمان صدق دل سے لاتا ہے کہ اس کے وعدے ٹلتے نہیں تو وہ اسپر جان فدا کرتا ہے اور در پردہ وہ خدا سے عشق رکھتا ہے۔ ایسا انسان خدا کا چہرہ اسی دنیا میں دیکھ لیتا ہے۔ طرح طرح سے اس کی مدد کرتا ہے اور اپنے انعامات اس پر نازل کرتا ہے اور اس کو تسلی بخشتا ہے اور محبت اور وفا کا چہرہ دکھاتا ہے۔ لیکن بیوفا غدار ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

متعلق اشتہار

* فٹ نوٹ

(بقیہ صفحہ ۲)

یہ امر بالکل غلط ہے کہ اسلام میں قسم کھانا منع ہے تمام نیک انسان مسلمانوں میں سے ضرورتوں کے وقت قسم کھاتے آئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ضرورتوں کے وقت قسم کھائی۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بار ہا قسمیں کھائیں خود خدا تعالیٰ نے قرآن میں قسمیں کھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں مجرموں کو قسمیں دلائی گئیں۔ قسموں کا قرآن شریف میں صریح ذکر ہے۔ شریعت اسلام میں جب کسی اور ثبوت کا دروازہ بند ہو یا پیچیدہ ہو تو قسم پر مدار رکھا جاتا ہے اور صحیح البخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے اس میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے قسم کھا کر فرمایا کہ مسیح موعود جو آنیوالا ہے جو تمہارا امام ہوگا وہ تم میں سے ہی ہوگا یعنی اسی امت میں سے ہوگا آسمان سے نہیں آئیگا۔ پھر صحیح بخاری جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۰۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ایک باب باندھا ہے۔ اس باب میں بہت سی قسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہیں جو دس سے کم نہیں۔ ایسا ہی صحیح نسائی جلد ثانی صفحہ ۱۳۸ کتاب الایمان والنذور میں صفحہ ۱۳۹ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ذکر ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقٌّ یعنے تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے کہہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ یہ حق ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں یہ آیت ہے وَاحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ۔ یعنی جب تم قسم کھاؤ تو جھوٹ اور بدعہدی اور بدنیتی سے اپنی قسم کو بچاؤ۔ ایسا ہی قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے اَرْبَعُ شَہٰدٰتٍۭ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْخَامِسَۃُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ۔ یعنے شخص ملزم چار قسمیں خدا کی کھائے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم میں یہ کہے کہ اسپر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔

اب دیکھو کہ اس جگہ نہ ایک قسم بلکہ ملزم کو پانچ قسمیں دیجاتی ہیں ہاں قرآن شریف سے ردی یعنی لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم کیا ہوں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ میں آئندہ مسطح صحابی کو صدقہ خیرات نہیں دونگا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا۔ یعنے ایسی قسمیں مت کھاؤ جو نیک کاموں سے باز رکھیں۔ یہ وہ آیت ہے کہ جو مولوی کرمدین نے پڑھکر کہا کہ قسم کھانا درست نہیں۔ تفسیر معتبر ابوالسعود تفسیر روح میں زیر آیت وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ لکھا ہے کہ عرضہ اسکو کہتے ہیں کہ جو چیز ایک بات کے کرنے سے حاجز اور مانع ہو جائے اور لکھا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں ہے جبکہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو جو صحابی ہے بباعث شراکت اسکی حدیث افک میں کچھ خیرات نہیں دونگا۔ پس خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ایسی قسمیں مت کھاؤ جو تمہیں نیک کاموں اور اعمال صالحہ سے روکدیں نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ فیصلہ کیلئے ہو۔ منہ

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجہ کے آموں کیواسطے مشہور ہے۔ جو لوگ وہاں سے آم منگوانا چاہیں انہیں معلوم رہے کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد ضلع ہردوئی کے رئیس مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب کی ان تلہائے انبہ کا ایک کارخانہ ہے پس جس بھائی کو شاہ آباد کے آموں کی ضرورت ہو وہ مولوی صاحب موصوف کو لکھیں۔ اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا ہو جاویگا دوسرے عمدہ چیز ملیگی اور قیمت میں جہاں تک ان سے ممکن ہوگا رعایت کرینگے۔ قومی تجارت اور قومی کاموں کی قدر کرنیوالوں کو ایسے موقعوں کی تلاش رہنی چاہئے۔ ماہ جون اور جولائی میں حسب ذیل ہوگی۔ اعلیٰ درجہ کے مختلف قسم کے آموں سے بھرا پارسل دس سیر وزن کا جس میں خالص آم ۸ سیر ہوں گے مع پیکنگ چارج و مزدوری تار ریلوے سٹیشن ۲۰ اور ۱۰ سیر کا پارسل بقیمت ۵ محصول ریلوے ذمہ خریدار صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ پہلی قدر سے ہم ... ہیں جو تین چار روز رکھنے سے بخوبی پختہ ہو جائیں

تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے ہونی چاہئے +

حکیم الامتہ کا وعظ دوسرا جلسۂ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عجیب و عجیب تقریروں یا تحریروں سے کامیاب ہو سکتے ہیں اور اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عارضی طور پر بظاہر بعض لوگوں کو کامیابی نظر بھی آتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کامیابی کوئی کامیابی نہیں ہوتی بلکہ ناکامی و نامرادی ہی ہوتی ہے کیونکہ اس کا انجام خطرناک طور پر برا ثابت ہوتا ہے کامیابی کا اصلی راز اور گر تقوے اللہ ہی ہے کیونکہ اس کے ساتھ روح القدس کی تائید ہوتی ہے جس سے وہ کلام الٰہی کے اسرار اور نکات کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کی تقریر اور تحریر میں اللہ تعالیٰ ایک نور اور برکت رکھ دیتا ہے اس میں ایک اثر ہوتا ہے جو سننے اور پڑھنے والوں کے دلوں پر پڑتا ہے اور ان کو اس کی طرف کھینچ لاتا ہے انبیاء علیہم السلام کی کامیابی کی اصل جڑ یہی ہے۔ پس اگر تم بھی کامیابی چاہتے ہو اس اصل کو مضبوط پکڑے رکھو اور ہر ایک کام کو محض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا جوئی کیلئے کرو اس میں اپنے اغراض اور مقاصد کو قربان کر دو۔ ورنہ ذاتی اغراض اس میں شریک ہو کر اس کی برکت اور خوبی کو کھو دیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں اپنے مخالفوں سے بہت کچھ سننا پڑتا ہے اور ایسے موقع بھی آجاتے ہیں کہ تمہیں ان سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ ایسے وقت کے لئے یاد رکھو کہ دشمن تمہارے لئے طیار ہو مگر تائید الٰہی پر بھروسہ کر کے دعا مانگتے رہو۔ کبھی مناظرات اور مباحثات کی خود خواہش نہ کرو لیکن اگر مقابلہ پیش آجاوے تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر کوشش و کار کی خواہش کرو۔ اختلافی مسائل کے حل کیلئے آسان طریق یہی ہے۔ کہ ان کو لکھ رکھو تاکہ ہر وقت نظر پڑتی رہے اور خدا تعالیٰ سے اس کے لئے بھی دعا مانگتے رہو کیونکہ ہر ایک مسئلہ میں ہدایت کی راہ بتا دینا خدا ہی کا کام ہے۔

ان علینا للھدیٰ

جب انسان سچا دل لیکر جناب الٰہی میں تضرع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مولا کریم تو جانتا ہے میں تیری رضا کیلئے سعی اور مجاہدہ کرتا ہوں اس راہ میں تو ہی مجھے مدد دینے والا اور تیرے ہی فضل سے منزل مقصود پر پہونچ سکتا ہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان اختلافی مسائل اور مشکلات کو تیتوں کے تنکے اور ہواؤں کے جھونکوں میں حل کر دیتا ہے۔ ہاں

اخلاص ہو۔

اللہ تعالیٰ استغنی کو کبھی پسند نہیں کرتا کیونکہ غنا مخلوق کو نہیں دیا گیا ہے میں بار بار تم لوگوں کی توجہ دعا کی طرف منعطف کرتا ہوں کیونکہ ام الکتاب دعا ہی سے شروع ہوتی ہے۔ بدبخت ہیں وہ لوگ جو دعا سے محروم ہوئے۔ اور تکبر اور خود پسندی کے خطرناک مرض میں مبتلا ہو گئے۔

منافقوں کے خصائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ پس تم کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو چھوٹے سے چھوٹے بھائی کو بھی حقیر مت جانو ورنہ مقابلہ میں خدا ہنسی میں اڑا دیتا ہے۔ تم نے وہ اشتہار شائد سنا ہوگا یا پڑھا ہوگا جو ہمارے رحیم و کریم امام نے دیا تھا کہ

اپنی آوازوں کو قابو میں رکھو دوسروں پر حملہ کرتے ہوئے شرم و حیا سے کام لو۔

تم اپنی آوازوں کو نکالتے وقت اس ارشاد کو مد نظر رکھو تاکہ ایسا نہو کہ تم خلاف ورزی کرنیوالوں میں ٹھیرو۔ **قرآن شریف** کو پڑھو عمل کرنے کے لئے۔ کیونکہ اس کی تلاوت کا اصل مقصد یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے۔ آمین۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ترک اسلام پر نالش

ویرم پال خود آریہ کی کتاب ترک اسلام پر فوجداری استغاثہ کرنے کی دہلی میں تجویز ہوئی ہے چنانچہ دہلی کے اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ ۵ر جولائی سنہ ۱۹۳۰ء کو صاحبزادہ سلطان احمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے مسلمانوں کی جانب سے ایک درخواست پیش کی کہ رسالہ ترک اسلام کے مصنف پر فوجداری مقدمہ کرنے کی اجازت دیجاوے صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ درخواست برائے منظوری گورنمنٹ میں بھیجی ہے۔ اس نالش سے کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ آئندہ کے لئے آریہ صاحبان اپنی تحریروں میں اعتدال سے کام لیں گے اور بغیر ثبوت کوئی بات پیش نہ کیا کریں گے۔

کرنال میں آریہ اور عیسائیوں کا مقدمہ

ستیارتھ پرکاش پر کرنٹ ریمارکس ہے کہ کرنال

ظاہر ہے کہ آریہ لوگ اپنے جوش میں تمام مذاہب کی سخت توہین کیا اپنی تحریروں میں اور کیا تقریروں میں برابر کرتے ہیں بلکہ خود ان کے سوامی دیانند جی نے اپنی پوتھی ستیارتھ پرکاش میں کل مذاہب کی نہایت اشتعال بخش نندیا اور مذمت کی ہے فی الحال اس نندیا کا ایک پھل کرنال میں کھلا ہے سکرٹری صاحب آریہ سماج کرنال آریہ اخبار ست دہرم پرچارک میں خبر دیتے ہیں کہ ۵ر جون کو صدر بازار کرنال میں پنڈت دہرم بھکشو اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے اپنے دوران لیکچر میں عیسائی مذہب کے اصولوں کے بابت بھی کچھ دیا کہا تھا جس پر چند دیسی عیسائی بڑے ناراض اور جوش میں آکر پنڈت جی اور دس دیگر ساتھ پرشوں پر مقدمہ فوجداری بابت توہین مذہب بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کر دیا ہے جسکی تاریخ پیشی ۲۴ر جولائی مقرر ہوئی ہے۔ افسوس۔

عیسائیت کا مدار اسوقت ہوائی قلعوں پر ہے

پرچارک لکھتا ہے کہ یہ کہنا سچ ہوگا کہ عیسائیت کا مدار اسوقت محض ہوائی قلعوں پر ہے

یورپ اور امریکہ سے صاف آواز آرہی ہے کہ اس وقت ان ممالک میں عیسائیت جانکندنی کی حالت میں ہے ... جو عیسائیت مردہ انسان میں زندہ روح پھونکنے کی دعویدار تھی اس کی جانکندنی کی حالت افسوسناک ہے لیکن امر واقعہ کو بدل کون سکتا ہے۔ دن بدن پرانے بائیبل کے مسئلے بدلتے جاتے ہیں اور ان کو جواب نئے خود عیسائی پادری ہیں۔ کوئی زمانہ تھا جب انگلینڈ کا بائیبل پر حاشیہ چڑھانے والا پادری گردن زدنی سمجھا جاتا تھا لیکن اس وقت کثرت رائے ان پادریوں میں ہو رہی ہے جو بائیبل سے نئے نئے اختلافات ظاہر کر رہے ہیں ایسے مایوسی کے زمانہ میں عیسائی پادریوں نے ہندوستان کو اپنی امیدوں کا نشانہ بنایا ہوا تھا لیکن یہاں بھی ان کی دال گلنی بند ہو گئی۔ آریہ سماج کے پرچار کا نتیجہ محض پنجاب۔ ممالک متحدہ۔ بہار اور راجپوتانہ میں ہی نمودار نہیں ہوا بلکہ سندھ اور بنگال تک میں بھی اسکی ہیبت نے لوگوں کو عیسائی ہونے سے روک دیا ہے۔ البتہ مدراس کے جاہلوں میں عیسائیت کام کر رہی ہے۔ لیکن ان ممالک کے عیسائیوں کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تبدیل مذہب کرنا پادریوں کیلئے کسی فخر کا باعث نہیں ہوسکتا۔ باوجود ان سب باتوں کے ولایت میں ڈورنیسٹر کے لارڈ بشپ صاحب نے بیان کیا کہ بشپ مدراس کی معرفت انہیں معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی تعلیم یافتہ لوگوں پر مردم شماری میں عیسائیوں کی تعداد بڑھ جانے کا حال سنکر بڑا اثر کیا اور کہ ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ شائد اسکی یہ وجہ ہو کہ بوائی قاعدہ پر اس وقت کی عیسائیت کی بنیاد ٹھیری ہے۔ بشپ صاحب کے اس خواب پر اخبار پائیونیر نے انہیں بہت آڑے ہاتھوں لیا ہے اور بتایا ہے کہ جب ہندو ازم کے بیخ جہوٹ ہونے کے آثار چاروں طرف سے دکھائی دیتے ہیں اور مسلمان ایک بھی عیسائی ہونے کیلئے تیار دکھائی نہیں دیتا۔ تو بشپ مدراس کا یہ دعوے کیسا فضول ہے۔ پائیونیر کا خیال ہے کہ گوبھیل گونڈ وغیرہ قوموں میں کچھ اثر عیسائیت کا ہوا ہے لیکن دیہاتی لوگ جو آبادی کا ۹/۱۰ حصہ ہیں۔ عیسائیت کے برخلاف ہیں یا اس سے بے پرواہ ہیں۔ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ دنیا کا آئندہ ایک دہرم اگر کوئی ہونیوالا ہے تو وہ عیسائی مذہب نہیں ہے۔ عیسائیت کے اندر علم اور عقل کی کسوٹی پر پرکھے جانے کیلئے طاقت موجود نہیں اور نہ ہی اس کے اندر ذی عقل انسانوں کو سچی شانتی دینے کی طاقت ہے۔ ایسی حالت میں پھر بار بار اسی خیال کو دوہرانا پڑیگا جو کہ سمجھدار یورپین اور ہندوستانی کئی مرتبہ ظاہر کر چکے ہیں کہ عیسائی پادریوں کو غیر ممالک کا پیچھا چھوڑ کر پہلے اپنی آوارہ بھیڑوں کو جمع کر کے ایک قاعدہ کے اندر لانے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے فرض ان کا یہ ہے کہ وہ بگڑے ہوئے عیسائیوں کو درست کریں۔ اور اگر ان پر کامیابی ہو جاوے تب دوسری طرف کا رخ کریں۔

مختلف خبروں کا گلدستہ

اشٹ پورین۔ ایک پور انک برہمن نے اپنے پوجا کرنے کی شوق کی مورتی مع سامان پوجا جو قیمتی تھا اسکا بمقابلہ چار روپیے ایک ساہوکار کے پاس رہن کر دیا اور خود سفر پر چلا گیا واپسی پر فک الرہن کرانا چاہا تو ساہوکار منکر ہو گیا مقدمہ عدالت میں دائر کر دیا گیا۔ خوب ہوا ایک معنوی خدا گروی رکھا گیا اور بذریعہ عدالت اس کے دلائے جانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

پیرس میں اسوقت قہوہ کے بنے سگرٹ طیار کئے جاتے ہیں یہ بات مشہور ہے کہ ان کے پینے سے تمباکو سے نفرت ہو جاتی ہے لیکن کیا قہوہ کی زہریلی خاصیت تمباکو سے کم اثر رکھتی ہے۔

انگلستان کے ایک پادری صاحب نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فرشتون کے پر نہین ہوتے اس پر ایک اخبار کے عیسائی نامہ نگار نے پادری صاحب کو آڑے ہاتہون لیا ہے۔ وہ لکہتے ہین کہ جب پادری نے فرشتہ خانہ مین جاکر خود اطمینان نہین کیا تو وہ کیسے کہ سکتا ہے کہ فرشتون کے پر نہین۔ اپنے دعوے کے ثبوت مین نامہ نگار نے بائیبل سے حوالہ جات بہی دیئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل کی تعلیم کے خلاف انگلستان مین زبردست آواز اٹہ رہی ہے اور رفتہ رفتہ کل بائیبل کی تعلیم کا اسیطرح خاتمہ ہو جاویگا۔

روس کے پاسکیشٹ کے شہر لیڈیکو کے پاس مین ایک بارہ سالہ لڑکی ہے جس کے جسم مین مقناطیسی طاقت ہے کہا جاتا ہے کہ جس چیز کے پاس وہ پہونچتی ہے وہی کہو منے لگ جاتی ہے اگر وہ کہانے کی میز کے پاس جاوے تو کل اوپر رکہی ہوئی چیزین ناچنے لگ جاتی ہین بوتلین ہوا مین اٹہ اور گر کر چکنا چور ہو جاتی ہین زمین کے کنکر اور پتہر اوچہلنے لگتے ہین ویسے لڑکی بالکل تندرست ہے اور ان واقعات کو دیکہ کر کبہی کبہار ہنس پڑتی ہے ڈاکٹرون نے ملاحظہ کیا لیکن کچہ حل نہین کیا لڑکی کے غریب والدین خیال کرتے ہین کہ لڑکی پر کوئی بہوت سوار ہے جس کو نکالنے کے واسطے وہ ایک پادری کو بلاتے ہین۔ عجب خدا کی شان ہے۔ چندہ ہو رہا ہے کہ اسے سینٹ پیٹرز برگ مین خاص ڈاکٹرون کے ملاحظہ کے لئے بہیجا جاوے سچ تو یہ ہے

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ مین رکہے ہین خواص
کون پڑہ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

امریکہ کے کپتان ڈاکٹ بالش صاحب نے ایک کل کی گاڑی بنائی ہے۔ جو پرون کے ذریعہ سے چلتی ہے شہر کے گلی کوچون مین ایک گاڑی کا اڑتے چلا جانا بہی ایک عجیب نظارہ ہوتا ہوگا گو اس گاڑی کی کلا کئی مرتبہ بگڑ چکی ہے تاہم کپتان بالش اپنی دہن کے پکے اسے برابر چلائے جاتے ہین۔ امریکہ مین امیر لوگ اپنا وقت بہی ضایع کرتے ہین تو سائنس کے چٹکلون پر بر خلاف اس کے ہندوستان کے زرسار اپنی عمر کو کاہلی اور بیہودہ مین برباد کرتے ہین کاش کہ یہان کے امیر بہی بجائے عیاشیون مین روپیہ بگاڑنے کے ایسے مشغلون پر روپیہ خرچ کرتے۔

جرمنی مین ایک مشین ایجاد ہوئی ہے کہ اگر کسی مکان مین آگ لگجاوے تو اس مشین کے ذریعہ سے کل مکان مین پانی پہونچایا جا سکتا ہے

رنگون مین ایک مدراسی سوداگر نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور اس کے جسم کے ٹکڑے جہیل مین پانی کے اندر دبا دیئے پولیس نے صبح کے وقت ایک شخص کو ایک گٹہڑی اٹہائے ہوئے بہکی بہکی باتین کرتے پایا اور کسی شبہ میں اس کی تلاشی لی تو خون آلود کپڑے ملے اس کو حراست مین رکہا گیا بعد دو پہر ایک کتا اپنے مالک کے لڑکے کا سر اپنے منہ مین ڈالے ہوئے لاتا ہوا پایا گیا اور وہ پہچانا گیا پہر اس کتے کی رہبری سے پولیس نے لاش کا پتہ لگایا اور کتا سمجہتا جاتا تہا کہ پولیس اسکی تلاش کر رہی ہے اور مجہ کو راہنمائی کرنا چاہیئے آخر کار اس شخص نے اقبال کیا کہ اس نے زیور کے لالچ مین بچہ کو مار ڈالا اس وحشیانہ قتل اور کتے کی سراغ رسانی کا رنگون مین عام چرچا ہے۔

جاپانیون کی فوج مین ہر ایک سپاہی کے پاس کاغذ کی دیگچیان ہوتی ہین۔ دیچو نامی ایک شخص ان کا موجد ہے۔ یہ دیگچیان جاپان کے معمولی ہلکے کاغذ کی بنی ہوئی ہین پہلے ان مین پانی بہر کر ان کے اوپر پانی ڈالدیا جاتا ہے اس کے بعد وہ آگ پر رکہدی جاتی ہین اور دس منٹ مین پانی ابلنے لگتا ہے۔ یہ دیگچیان آٹہ دس مرتبہ کام مین لائی جاسکتی ہین انکی قیمت قریب قریب ایک پیسہ کی ہوتی ہے

لنڈن کے اسقف اعظم نے نہایت افسوسناک آواز بلند کر کے لوگون کو بیدار کرنا چاہا ہے کہ لنڈن مین دینداری نہایت کم ہوتی جاتی ہے اور کہ عیسائی مذہب بہت تنزل کر رہا ہے اس لئے ہمین چاہیئے کہ جہان اب درجنے گرجے ہر سال تعمیر ہوتے ہین۔ وہان ہر سال پانچ نئے گرجے تعمیر ہوا کرین اور ایک لاکہ پونڈ سالانہ خرچ کرنے سے لنڈن کی روحانی ترقی قایم رہ سکتی ہے اس پر کینن ریلین ایڈورڈس نے جو ایک دوسرے نامور پادری ہین اخبار ڈیلی میل کو لکہا ہے کہ تیس سال پہلے جو والدین اتوار کو دو مرتبہ گرجا کو جاتے تہے اب انکی اولاد ایک مرتبہ جاتی ہے اور انکی اولاد کی اولاد ایک مرتبہ بہی نہین جاتی اس لئے ہمین نئے گرجے بنانے سے کچہ فائدہ نہین پہلے پرانے گرجے بہت ہین ان مین نئے دل والے آدمی بہیجے جاوین جو محنت سے کام کرین۔ آر جی ڈیکن صاحب نے یہی کہا تہا کہ لنڈن کی آبادی مین ہر سو مین ۱۸ اکس گرجا کو جاتے ہین اور ۸۲ فیصدی نہین جاتے ان ۱۸ مین سے بہی ۱۸ رومن کیتہولک ہین تو گویا صرف ۵ سو فیصدی پراسٹنٹ گرجا جاتے ہین۔

ضرورت ہے

۱۔ مین بجائے خود اور میرے معزز کرمفرما جنکو الحکم کے ساتہ بہی ہمدردی ہے ایک عرصہ سے اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہین کہ الحکم کے لئے کم از کم فی الحال ایک لایق محنتی سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے جو میری غیر حاضری مین ترتیب اور ضروری انتظام کر سکے۔ اس کام کے لئے موزون اور مناسب وہ شخص ہوگا جو الحکم کی خدمت اپنا فخر سمجہے اور قادیان دار الامان مین رہنے کا جس کو خصوصیت سے شوق ہو کیونکہ ایسا شخص اپنے ذاتی اغراض کو قربان کرنے کیلئے طیار ہو سکے گا اور قلیل معاوضہ پر بہی جو فی الحال الحکم دے سکیگا شکر گذاری کے ساتہ گذر اوقات کر سکے۔ اس خدمت کے لئے درخواست کرنیوالا شخص انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے کا مذاق رکہتا ہو اور اخبار نویسی کا بہی اسے مذاق ہونا ضروری ہے۔ تقریرون کو قلمبند کرنے کیلئے زود نویس ہو اور ان کو ترتیب دے سکتا ہو دینیات سے باخبر ہو کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ جانتا ہو۔ ان امور مین اگر کسیقدر بہی مذاق ہوگا۔ تو ایڈیٹر الحکم اسے اپنے مطلب کیلئے مناسب تربیت کرنے کیلئے انشاء اللہ آمادہ ہوگا۔ فی الحال جو شخص رکہا جاوے گا۔ تنخواہ ۱۵ سے ۲۰ ماہوار تک علیٰ قدر لیاقت دیجاویگی انٹرنس پاس اور دینیات سے عمدہ واقفیت رکہنے والے شخص کو ترجیح دی جاوے گی۔

۲۔ ایک عمدہ **خوشنویس** (کاتب) کی جس کا عربی اور اردو دونو دستخط عمدہ ہون زود نویس بہی ہو۔ اخبار کی کتابت کا تجربہ ہو تنخواہ ۱۰ سے ۱۵ ماہوار تک دیجاویگی کارگذاری کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ سنکساز کو ترجیح دیجاوے گی۔

۳۔ دو تجربہ کار پریس مین تنخواہ ۸ سے ۱۰ ماہوار تک کارگذاری ۸۰۰ فی یومیہ ہے

تمام درخواستین ایڈیٹر و مینیجر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئین

نوٹ جن معاصرین کے ساتہ الحکم کا تبادلہ ہے وہ براہ کرم اس اعلان ضرورت کو ایک ایک مرتبہ اپنے جراید مین چہاپ دین۔

ناظرین الحکم بہی سعی کرین کہ مطلوبہ آدمی ملجاوین

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہین ۶ رجولائی سے لیکر ۱۲ رجولائی تک اعلیٰحضرت کا قیام گورداسپور رہا۔

۲۔ موسم مین برسات کا رنگ شروع ہو گیا ہے۔ پہلا چہینٹا پڑ چکا ہے ابر محیط آسمان ہے۔

۳۔ مقدمات کی کیفیت اور خبر اتنی سے زیادہ کچہ نہین ہے کہ مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ مین شہادت صفائی شروع ہے اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور گواہ صفائی گذر رہے ہین۔ کرم الدین کے اپنے مقدمہ میں شہادت استغاثہ مین سے مولوی غلام محمود صاحب قاضی تحصیل چکوال کی شہادت باقی ہے۔ جو ۹ رجولائی سنہ ۱۹۰۴ء کو ہونیوالی تہی مگر نہین ہو سکی پہر ۱۲ رجولائی سنہ ۱۹۰۴ء پر مقدمہ ملتوی ہو کر آخر ۱۹ رجولائی پر ملتوی ہو چکا ہے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کا مقدمہ ۱۸ رجولائی سنہ ۱۹۰۴ء پر ملتوی ہوا ہے

ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ توجہ کرین

۶ رجولائی سنہ ۱۹۰۴ء کی صبح کو جبکہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یکہ مین سوار گورداسپور جا رہے تہے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور میان سراج الدین صاحب ٹہیکیدار لاہور پیدل جا رہے تہے۔ کیونکہ یکے ابہی قادیان سے چلے نہ تہے تو قادیان کی حد سے نکلتے ہوئے تین آدمیون نے یکہ پر ڈاکہ مارنا چاہا۔ خوش قسمتی سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے انکو دیکہ لیا اور پہر تینون رفیقان سفر للکار کر ان کی طرف لپکے تو بمصداق چور کے پاؤن کہان وہ الٹے پاؤن بہاگ نکلے اور اسطرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق واللہ یعصمک من الناس اپنے برگزیدہ بندہ کو بچا لیا۔ مزید حالات معلوم کرنیسے اس قسم کے بعض بدوضع لوگون کی خبر ملتی ہے۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی نیک نیتی۔ اور مستعد مزاجی سے ہمین امید ہے کہ خصوصیت سے اس طرف توجہ کرینگے میان حاکم علی کنسٹبل متعینہ قادیان بہی اس تفتیش مین بطور خود مصروف ہے امید کیجاتی ہے کہ جلد ان بدمعاشون کا سراغ لگایا جاوے گا۔

احمدیہ ریڈنگ روم

اگرچہ ہمارا ایک عرصہ سے ارادہ تہا کہ دفتر الحکم کے متعلق جو اخبارات تبادلہ مین آتے ہین وہ ایک خاص وقت پر ایک ترتیب کے ساتہ عام لوگون کو مطالعہ کیلئے رکہے جاوین۔ لیکن ہم عملی صورت مین اس تجویز اور ارادہ کو نہین لا سکتے تہے قادیان کے بعض سمجہدار اور اخبار بین لوگون کی درخواست پر آخر یہ انتظام کرنا پڑا۔ چنانچہ مندرجہ بالا نام سے دفتر الحکم کے متعلق خاص طور پر ایک ریڈنگ روم عام لوگون کے فایدہ کے لئے ہم یکم اگست سنہ ۱۹۰۴ء سے کہولدین گے۔ انشاء اللہ العزیز اور اسکے متعلق ضروری قواعد بہی اگلی اشاعت مین چہاپ دین گے [illegible]
(ایڈیٹر)

کلمات طیبات

۱۹ جون سنہ ۱۹ء

متقی کون ہے

ایک مولوی صاحب جن کے والد بزرگوار احمدی جماعت میں داخل تھے اور بفضلہ الٰہی فوت ہو گئے علاقہ گوجرانوالہ سے تشریف لائے ہوئے تھے ان کو حضرت اقدس سے ارادت حاصل تھی اور نہ اپنے والد مرحوم کو صراط مستقیم پر سمجھتے تھے چند احباب کی تحریک سے وہ بحث و مباحثہ کی غرض لیکر یہاں آئے تھے حضرت اقدس کے روبرو تو ان کی کوئی کلام ہم نے نہ سنی حضرت مولوی نورالدین صاحب سے البتہ کلام کرتے رہے جن میں نووارد مولویصاحب نے یہ کہا کہ ہمارے نزدیک بہت سے متقی ہیں کہ جنہوں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا اور چونکہ ہم ان کو متقی اور راست باز تسلیم کرتے ہیں اسلئے ہم بھی نہیں مانتے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ضد اور تعصب غیرہ سے تو پاک ہے اور سچی ارادت سے حق کا طالب ہے اور اس نے کسی شخص کو متقی انکر اس کی تقلید سے وہ حضرت امام علیہ السلام کا منکر ہے تو میرے نزدیک وہ اس وقت تک معذور ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر حقیقت کو واضح نہ کردے کیونکہ مواخذہ کے لئے ضروری ہے کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ہو اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ جو ہلاک ہو وہ بھی بین آیات دیکھکر ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ بھی بین آیات دیکھکر زندہ ہو۔

نووارد مولوی صاحب نے چاہا کہ اس کی تصدیق حضرت مرزا صاحب سے کرائی جائے اس لئے جناب حکیم صاحب نے بوقت ظہر اس مرحلہ کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس قسم کا سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا تو انہوں نے جواب دیا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ایسے ہی ہم بھی کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہ جیسے تیسے سمجھیگا ویسا معاملہ اس سے کریگا۔ انسان کوئی آدمی کسی کو متقی کیونکر یقین کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اور فرماتا ہے هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ۔ اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے ان امور میں اللہ کے متقی ہونے اور نہ ہونے کو نشانات بتیں ہوتے ہیں نہ اور دلوں کے۔

مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے تو سید احمد شاہ صاحب سندھی نے آپ سے نیاز حاصل کی اور پوچھا کہ متقی کسے کہہ سکتے ہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور آپ نے دعوےٰ کیا تو اس وقت بھی لوگوں کی نظروں میں بہت سے یہودی عالم متقی اور پرہیزگار مشہور تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے نزدیک بھی متقی ہوں خدا تعالیٰ تو ان متقیوں کا ذکر کرتا ہے جو اس کے نزدیک تقویٰ اور اخلاص رکھتے ہیں۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا لوگوں میں جو ان کی وجاہت تھی اس میں فرق آتا دیکھکر رعونت سے انکار کر دیا اور حق کو اختیار کرنا گوارا نہ کیا اب دیکھو کہ لوگوں کے نزدیک تو وہ بھی متقی تھے مگر ان کا نام حقیقی متقی نہیں تھا۔

حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جس کی خواہ آبرو جاوے ہزار ذلت آتی ہو۔ جان جانے کا خطرہ ہو۔ فقر و فاقہ کی نوبت آگئی ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپاوے۔ متقی کے یہ معنے جیسے آجکل کے مولوی عدالتوں میں بیان کرتے ہیں ہرگز نہیں ہیں کہ جو شخص زبان سے سب مانتا ہو خواہ اس کا عملدرآمد اس پر ہو یا نہ ہو اور وہ جھوٹ بھی بول لیتا ہو۔ چوری بھی کرتا ہو تو وہ متقی ہے۔ تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا ہر ایک شے وہی کارآمد ہوتی ہے جس کا پورا وزن لیا جاوے اگر ایک شخص کو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ سے اسے سیری حاصل نہ ہوگی اور نہ جان کو بچا سکیگا جبتک پوری خوراک کھانے اور پینے کی اور کر نہ لے یہی حال تقویٰ کا ہے کہ جبتک انسان اسے پورے طور پر ہر ایک پہلو سے اختیار نہیں کرتا تب تک وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ہر ایک کافر کو بھی متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی پہلو تقویٰ کا (یعنی خوبی) اس کے اندر ضرور ہوگی اللہ تعالیٰ نے محض ظلمت تو کسی کو پیدا نہیں کیا مگر تقویٰ کی یہ مقدار اگر ایک کافر کے اندر ہو تو اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کافی مقدار ہونی چاہیئے جس سے دل روشن ہو۔ خدا راضی ہو اور ہر ایک بدی سے انسان بچ جاوے بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو کہتے ہیں کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ نماز نہیں پڑھتے وغیرہ وغیرہ مگر ان باتوں سے وہ متقی نہیں ہو سکتے تقویٰ اور شے ہے۔ جبتک انسان خدا کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو خواہ قوم کا خواہ دوستوں اور شہر کے رؤساء کا خدا سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا کے لئے ہر ایک ذلت برداشت کرنیکو طیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے۔

قرآن شریف میں جو بڑے بڑے وعدے متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنہوں نے تقوےٰ کو وہانتک نبہایا جہانتک ان کی طاقت تھی بشریت کی قوٰی نے جہانتک ان کا ساتھ دیا برابر تقوےٰ پر قائم رہے حتیٰ کہ ان کی طاقتیں ہار گئیں اور پھر خدا سے انہوں نے اور طاقت طلب کی جیسے کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سے ظاہر ہے۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اپنی طاقت تک تو ہم نے کام کیا اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی آگے چلنے کیلئے اور نئی طاقت تجھ سے طلب کرتے ہیں جیسے حافظ نے کہا ہے۔

ما بدان منزل عالی نتوانیم رسید
ہان اگر لطف شما پیش نہد گامے چند

پس خوب یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک متقی ہونا اور شے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شے۔

مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جنبو وغیرہ بنتے تھے اس کا باعث بھی یہی تھا کہ جو عالم لوگ یہود کے نزدیک مسلم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کئے جاتے تھے وہ مخالف تھے اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جنبو وغیرہ نہ بنتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی یہی حال تھا۔ عجب بخل ریا۔ نمود۔ اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں جنہوں نے حق کی قبولیت سے ان کو روکے رکھا۔ غرضیکہ تقویٰ مشکل شے ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو اس کی علامات بھی ساتھ ہی رکھدیتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اسے خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ٹالتا جاوے۔ وہ کب متقی ہو سکتا ہے۔

۲۱ر جون سنہ ۱۹ء

حضرت اقدس کے ایک مخلص حواری نے عرض کی کہ وزیرآباد میں ایک حافظ صاحب ہیں وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو کہ جو شخص دلیری کرکے شوخی کی راہ سے فتنہ ڈالتا ہے خدا اس سے خود سمجھ لیتا ہے۔ اگر اس نے قسم کھانی ہے تو تین باتوں کی قسم کھا لیوے

ایک تو یہ کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں سے مسیح کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور یہاں تَوَفَّيْتَنِي کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس لفظ کے معنے کئے جاتے ہیں۔

دوسری یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو معراج کی شب میں ان تمام انبیاء کی طرح نہیں دیکھا جو کہ وفات پا چکے ہیں بلکہ دوسرے انبیاء کی ارواح کے خلاف حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اس ہیئت اور شکل میں پایا جس سے ان کا بجسد عنصری زندہ ہونا ثابت ہے۔

تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اجماع جو یہ آیت مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کے ان معنوں پر ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جسقدر نبی گذرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ ان تینوں باتوں میں اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اور صحابہ کا اجماع سب آ جاتا ہے۔ پس ان تینوں باتوں پر وہ قسم کھاوے اور چوتھی بات یہ بھی ملا لے کہ ہم مفتری ہیں اور ۲۴ سال سے جوالہام ہم سناتے ہیں یہ خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں اور قسم میں یہ بھی کہے کہ اگر اس میں میں نے کوئی بدنیتی کی ہے یا ایسی بات بیان کی ہے جو کہ میرے ذہن میں نہیں ہے تو اس کا وبال مجھ پر نازل ہو۔

فرمایا اگر یہ لوگ منہاج نبوت کو معیار ٹھیرا دیں تو آج فیصلہ ہوتا ہے

اس مقام پر نواب محمد علیخان صاحب نے عرض کی کہ ایک شخص نے مجھ سے حضور کے بارے میں بحث کرنی چاہی میں نے اسے کہا کہ اول تم سب کتابیں حضرت مرزا صاحب کی مطالعہ کرو اگر اس میں سمجھ نہ آئے تو ایک ماہ تک قادیان چلکر رہو اور وہاں مرزا صاحب کے حالات وغیرہ کو آنکھ سے دیکھو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی کرے۔

استحقاق اعمال سابقہ نے کسی پر وید کا نزول نہیں کر سکتا تھا

ویدک مت کے لطائف

ویدک مت کے مطابق عورت مرد کی تفریق بھی تفریق اعمال پر مبنی ہے چنانچہ پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش اردو ترجمہ متھارام ایڈیشن صفحہ ۳۱۹ میں فرماتے ہیں "وہ (روح) ہوا۔ خوراک۔ پانی یا جسم کے سوراخ کے ذریعہ دوسرے کے جسم میں پرمیشور کی پریرنا (حکم سے) داخل ہوتا ہے جو داخل ہو کر آہستہ آہستہ ویرج میں جا کر حمل میں قائم ہو کر جسم قبول کر کے باہر آتا ہے۔ اگر عورت کے جسم میں دھارن کرنے کے لائق اعمال ہوں تو عورت اور اگر مرد جسم قبول کرنیکے لائق اعمال ہوں۔ تو مرد کے جسم میں داخل ہوتا ہے" انتہی۔ پس اگر ایک صدی تک عموماً اعمال حسنہ مرد یا عورت ہی کے پیدا ہونیکے لائق ہوں تو یہ تفریق بھی کیسے ہو گی۔ سب مرد ہی ہوں گے یا سب عورتیں ایسی حالت میں نسل بنی آدم کسطرح چلے گی اور دنیا کا کیا انتظام ہو گا؟ +

پس صاف ظاہر ہے کہ ویدک مت میں یہ تقاضا بھی نہیں کہ سب لوگ وید کی ہدایتوں پر عمل کریں حالانکہ دین الٰہی میں یہ تقاضا ضرور ہونا چاہیے۔ گو بعض لوگ بوجہ کوتاہ اندیشی یا غفلت وغیرہ کے اس پر عمل نہ کریں مگر اسکے قواعد خود ایسے نہ ہونے چاہئیں کہ لوگ اس سے مجبوراً روکے جائیں۔

ایک اور لطیفہ سنیئے پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں اور آریہ مسافر میگزین جالندھر اپنے رسالہ آریہ میگزین ماہ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۴ وغیرہ میں اسطرح فلاسفی چھانٹتے ہیں کہ جسطرح عمدہ کھیتی کا پیدا کرنا بہت کچھ کسان کی خاص تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہوتا ہے اسی طرح نالائق اولاد کا پیدا کرنا یا لائق اولاد پیدا کرنے کی تدبیر خاص ماں اور باپ کے اختیار میں ہے اور وہ اسوقت ہو سکتا ہے جب والدین ہمیشہ اپنے افعال اسی قسم کے رکھیں جس قسم کی اولاد پیدا کرنیکی وہ خواہش رکھتے ہیں اور ماں کی خواہش کا اثر بہت کچھ گربھادان سے لیکر اسوقت تک کہ بچہ شکم مادر سے برآمد نہیں ہوا بچہ پر پڑتا ہے اور عورت جس قسم کا دھیان کرتی ہے اسی قسم کی اولاد پیدا ہوتی ہے اسی واسطے نیک اولاد پیدا کرنے کے لیے عورت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ آریہ میگزین صفحہ ۳۴ ان آریوں کے مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ نیک اور خواہش کے موافق طاقتور اعلیٰ دماغ اولاد کا پیدا کرنا صرف ماں باپ کے اختیار میں ہے۔ اگر والدین چاہیں تو رشی منی۔ جوگی لڑکے لڑکیاں پیدا کر سکتے ہیں (آریہ مسافر میگزین صفحہ ۳۴) +

لیکن ستیارتھ پرکاش کے تناسخ کے باب میں بالکل اسکے برخلاف پنڈت دیانند جی نے فلاسفی کی اسطرح ٹانگ توڑی ہے کہ اولاد کا برا یا بھلا اپاہج یا کامل الاعضا وغیرہ ہونا صرف تناسخ پر موقوف ہے جسطرح انسان کے اعمال سابقہ ہوتے ہیں ویسا ہی جسم مل رہتا ہے۔ خواہ لاکھ تدبیر کرے ؎

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر گو لاکھوں عمر سیتی رہے

جب نیکی زیادہ اور بدی کم تب دیوتا یعنی علما کا جسم ملتا ہے اور جب نیکی بدی برابر ہوتی ہے تب عام آدمیوں کا جسم حاصل ہوتا ہے اسمیں بھی نیکی بدی کے اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ ہونیکی وجہ سے انسان وغیرہ میں بھی اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ جسم وغیرہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ انتہیٰ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۹)

اب دیکھیے ان دونوں حالات میں کسقدر تضاد ہے پہلے خیال کے رو سے تو اولاد کا برا یا بھلا قوی یا ضعیف۔ کامل الاعضا یا ناقص القویٰ ہونا صرف ماتا پتا کی تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہے (جیسا کہ اہل اسلام بھی مانتے ہیں) اور دوسرے اعتقاد کے رو سے ماتا پتا کی تدبیر و احتیاطات کو پیدایش انسانی میں ذرا بھی تعلق نہیں رہتا جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسا جنم مل رہتا ہے پس یہ تمام امور خلاف قانون قدرت تناسخ کے ماننے سے پیدا ہوتے ہیں اور اس سے اظہر من الشمس ہے کہ عقیدہ تناسخ محض ایک بچوں کا افسانہ ہے جسکو قانون قدرت کے ساتھ ذرا بھی تطابق نہیں +

ایک اور اعجوبہ سنیئے وید کے موافق ہوم میں گھی کا استعمال لازمی ہے اور گھی کا پیدا ہونا صرف پاپوں کے طفیل ہے۔ اگر کوئی جیو گائے کا جنم نہ لے تو گھی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں ہوم کی رسم کیونکر ادا ہو گی جس میں گھی کا استعمال لازمی ہے۔ ہاں بوجہ گھی نہ ہونے کے اسوقت جو دیانندی ہون کرنے سے قاصر اور مجبور رہیں گے تو پھر وہ گائے بعینہٖ بنکر دوسرے دیانندیوں کے ہون ادا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ بالعجب

ان سب سے بڑھ کر قابل حیرت پنڈت دیانند جی کا وہ ارشاد ہے جو ستیارتھ پرکاش اردو کے صفحہ ۲۵۰ میں ہے کہ "ایشور نے چاروں وید دنیا کے ابتدا میں صرف انہی چار رشیوں (اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرا) پر اسلیے نازل فرمائے کہ وہی چار جیووں سے زیادہ پوتر آتما تھے اور انکی برابر اور نہیں تھے اسلیے پاک علم کا نزول انہی پر ہوا" +

یعنی سابقہ کلپ میں یہی چار الہام الٰہی کے قابل سمجھے اسی وجہ سے انپر وید نازل کیے گئے پنڈت جی کے اس فرمان سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر سابقہ کلپ میں کوئی بھی الہام پانے کے قابل نہ نکلتا تو کسی پر وید کا نزول نہ ہوتا۔ اور دنیا[*] تھا پس ظاہر ہے کہ اگر سابقہ دنیا میں کوئی بھی قابل الہام نہ نکلے تو کسی پر وید نازل نہ ہوں گے۔ اور ایسا ہی اگر اور بھی بے شمار اشخاص قابل الہام نکلتے آئیں تو انپر چاروں وید کے علاوہ اور وید بھی نازل ہوں گے۔ فتفکروا یا اولی الالباب

ایک اور اعجوبہ سنیئے۔ ہر نئے کلپ میں نئی پیدایش کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ جنموں میں کئی پرشوں کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل ہوتے ہیں ورنہ نئی کلپ میں نئی مخلوق کا وجود ہی نہ ہوتا۔ کوئی ان فلاسفہ دوراں و افلاطونان زمان (دیانندیوں) سے پوچھے۔ کہ کبھی اگر پہلے کلپ میں کسی شخص کے اعمال بھی بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل نہ ہوں تو پھر ایشور کیا کرے۔ وہ سنسار کو کسطرح رچے۔ ایسی حالت میں کیا ہمیشہ کے لیے نہ پرلئے پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ رہے گا اور ابد تک نئی مخلوق کے پیدا کرنے سے قاصر اور مجبور نہ ہو جائے گا +

اسکے سوا ابتدائے آفرینش میں جو حیوانات کتا بلا وغیرہ مواصلت پیدا کیے جاتے ہیں انکی پیدایش کی وجہ کیا ہے کیا انکے بھی اعمال سابقہ ہی بلا مواصلت پیدا ہونے کے مستوجب ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو درصورت اس قسم کے اعمال نہ ہونے کی نئی کلپ میں ایشر ان کا تخم کیونکر لا سکتا ہے۔ ذرا سوچ کر حوالہ وید سے جواب دینا چاہیے +

پھر اگر بلا مواصلت پیدا ہونے کی وجہ صرف خاص قسم کے اعمال سابقہ ہی ہوتے ہیں۔ تو اب کوئی شخص بلا مواصلت پیدا ہوتا ہوا نظر کیوں نہیں آتا۔ کیا پھر چار ارب سال تک کسی شخص کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونیکے لائق نہیں ہوتا۔ اصل یہ ہے کہ بناوٹ کے لیے بھی عقل چاہیے۔ آریے بلا ثبوت ہر بات کی وجہ وجہ تناسخ وغیرہ اپنے دل سے تراش لیتے ہیں اور ثبوت خاک بھی نہیں دے سکتے سچ ہے ؎

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

اور مزا دیکھیے پنڈت درشنانند المعروف بہ پنڈت کرپارام جگراؤنی جو ویدک دھرم کو لوہے کی لاٹھ سے سو گنا مضبوط بتاتے ہیں وہ اپنے پرچہ نمبر ۱ مباحثہ دیوبند مابین دیانندی و پنجابی کو تار عنکبوت سے بھی سست اسطرح ثابت کرتے ہیں کہ وید کے چاروں رشی مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور یہی وجہ انپر نزول وید کی ہوئی اول تو یہ بات بالکل بلا ثبوت ہے کہ یہ شخص مکتی سے واپس شدہ شخص تھے اسلیے مہبط وحی والہام قرار پائے۔ دیانندی لوگ وید یا کسی دیگر معتبر کتاب سے اثبات کا ہرگز ثبوت نہیں دے سکتے۔ صرف انکی دل خوش کن اعتقادی باتیں ہیں۔ لیکن اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ یہ شخص ضرور مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور اسی وجہ سے انپر وید پرگٹ ہوئے تو پھر اسمیں مشکل یہ آ پڑیگی۔ کہ اگر کسی کلپ کے شروع میں مکتی سے واپس شدہ شخص کوئی بھی نہ ملا تو پھر وید کا نزول کس پر ہو گا؟ کیا مکتی سے واپس شدہ پرش کے انتظار میں دنیا کروڑوں اربوں سال تک بے ہدایتی نہ رہے گی؟ +

اور دنیا کے مدتوں تک بے ہدایتی رہ سکنے پر ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام صاحب اپنی کتابوں میں صاف لکھتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی جنھوں نے دنیا کے سامنے یہ وید کی تعلیم پیش کی۔ وہ مکتی سے واپس شدہ شخص تھے۔ اب انھوں نے علم کا فرض پورا کیا۔ آیندہ جنم میں یوگ کا فرض پورا کرینگے۔ اور پھر نجات پا جائیں گے۔ اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے خدا کو پنڈت دیانند جی کا انتظار کرنا پڑا کہ وہ مکتی سے واپس آ جائیں اور لوگوں کو وید کی تاویلات سنائیں اس سے پہلے لاکھوں سال تک دنیا بے ہدایتی رہی۔ اور خدا نے کسی پرش کے ذریعہ سے نہ بتایا کہ بھائیو اگنی۔ وایو وغیرہ سے عناصر مراد نہیں جنکی تم پوجا کر رہے ہو بلکہ اس سے مراد خدا ہے۔ دنیا گمراہی کے سمندر میں ڈوب گئی۔ مگر خدا نے کسی شخص کے ذریعہ سے یہ بات نہ بتائی اسلیے کہ کوئی شخص نجات سے واپس شدہ نہ تھا۔ مکتی سے واپس شدہ شخص کے انتظار کے بغیر وہ ایسا کسطرح کر سکتا۔ اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے پنڈت دیانند جی کے نجات سے واپس جانے کا انتظار کیا گیا تو اس سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر کروڑ ہا کلپ تک کوئی شخص مکتی نجات سے واپس شدہ ایشور کو نہ ملے تو وہ ہرگز ہرگز وید کا نزول کسی پر نہیں کر سکتا۔ اور دنیا ابد الآباد تک بے ہدایتی رہ سکتی ہے فتفکروا یا اولی الالباب +

خریداران الحکم کی خدمت میں

جنکے ذمہ ۱۹۰۳ء کا بقایا ہے یا جنھوں نے ۱۹۰۴ء کی قیمت نہیں بھیجی ہم وی پی ارسال کر رہے ہیں قدردان اور بہی خواہان الحکم ضرور وصول کر کے ہماری مالی مشکلات کے دور کرنے میں ساعی ہوں۔ لہذا سب احباب وی پی لینے کے لیے طیار رہیں اور وصولی میں پہلو تہی اور پس و پیش نہ فرماویں کہ اسمیں کارخانہ کا سخت نقصان ہے + والسلام

مینیجر

[*] عجب کہ وید کے نزول کے بعد پھر کسی دوسرے شخص کے اعمال و الہام کے نزول کے قابل نہیں ہوتے۔

ملفوظات احمدیہ

۲۴ جون ۱۹۰۴ء

فرمایا۔ صدقہ۔ صدق سے لیا گیا ہے جب کوئی شخص خدا کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صدق رکھتا ہے۔

دوسرا۔ دعا۔ دعا کے ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔ دعا بھی ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا۔ اگر یہ دو باتیں میسر آجاویں تو اکسیر ہیں۔

فرمایا۔ تقدیر مبرم بھی دو قسم ہوتی ہے۔ حقیقی مبرم اور غیر حقیقی مبرم۔ غیر حقیقی مبرم وہ ہے جو اصل میں تو مبرم نہیں مگر مبرم کی شکل میں واقع ہو گئی ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ دعا کا کام جہاں ہوتا ہے بیٹھے بیٹھائے ہو جاتا ہے اور دعا کرنے کی ضرورۃ بھی نہیں پڑتی۔ کیونکہ خدا کے دو نام ہیں۔ رحمٰن اور رحیم رحمانیت میں محنت کشی اور مجاہدہ نہیں ہوتا۔ محض فضل ہوتا ہے جیسے انبیاء بیٹھے بٹھائے ہوتے۔ حکم دیتا اور نبوت ملجاتی ہے۔

فرمایا۔ آج صبح کی نماز کے قریب یہ الہام ہوا تھا۔

خدا تیری ساری مرادیں پوری کریگا

قریباً پچیس برس ہوئے ہیں کہ مجھے رؤیا ہوا۔ کہ فرشتہ نے مجھے نان دیا اور کہا یہ تو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کیلئے۔ ایک بار فرشتہ انگریز کی شکل میں بیس بائیس برس کی عمر کا آیا اور ان کے سامنے میز دھری ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ جواب دیا کہ۔

ہاں میں درشنی آدمی ہوں

اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے میں نے دیکھا جب مرزا صاحب فوت ہوئے ہیں۔ میں اصل مکان موجودہ سلطان احمد والے میں ایک دالان میں بیٹھا ہوں۔ مغربی کوٹھڑی سے ایک برقعہ پوش عورت نکلی اور مجھے کہنے لگی۔

میں اس گھر سے جانیکو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی ۔ جوان عورت اگر خواب میں دیکھی جاوے تو اس سے مراد دنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے ہیں خواہ کسی قوم کی ہو۔

۸ جولائی ۱۹۰۴ء

احاطۂ عدالت

فرمایا۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا کیلئے دکھ اٹھاتے ہیں ان دونوں کو خدا تعالیٰ آخرت میں بدلہ دیگا۔ دنیا تو پلنے کا مقام ہے رہنے کا نہیں اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے تو خوشی کا مقام نہیں یہ سب آرام اور دکھ ختم ہو نیوالے ہیں اور اس کے بعد ایک ایسا جہان آنیوالا ہے جو دائمی ہے۔ جو لوگ اس مختصر جہان میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی بیشی دیکھکر دوسرے جنم کے گناہ ہوتے اور عقلوں پر محمول کر لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرت کا ایک بڑا جہان آنیوالا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش میں کوئی نقص عطا کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کیلئے دکھوں میں ڈالدیا ہے۔ ان دونوں کو وہاں جاکر اس کا بدلہ ملیگا۔ یہ جہان تو تخم ریزی کا جہان ہے اور ایسے موقع حاصل کرنے کے واسطے ہے جن سے خدا راضی ہو۔

بعض لوگ اپنے عملوں سے خدا کو راضی کرتے اور بعض اپنے آپ کو تکالیف میں ڈال کر خدا کو راضی کرتے ہیں۔

ایک شخص کے دو خدمتگار ہیں۔ ایک کو وہ اپنے کام اور سفر پر روانہ کرتا ہے کہ جہاں اس کو سواری ملسکتی اور نہ سایہ ہے بلکہ پیدل چلنا اور سخت گرمی اور دھوپ اور لو کا سامنا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ جس کو جتنی تکلیف ہوگی اوس کو اتنا ہی بدلہ اور عوض خدمت دونگا۔ پس پھر ان دونوں خدمتگاروں کو اپنے سفر پر کیا اعتراض ہے۔ اسیطرح لنگڑے۔ اندھے۔ اپاہج۔ غریب۔ فقیر وغیرہ لوگ جو خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان کو جبکہ دوسرے آخری جہان میں جاکر بدلہ ملنا ہی ہو گیا ضرورت ہے کہ ہم کوئی اور تناسخ مان لیں اور اس بڑے اور حقیقی جنم سے اعراض کریں جو دکھ اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ تو ثواب حاصل کرنے کو دیئے ہیں جبکہ وہ رحم کرنے والا ہے تو کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسیطرح بدلہ دیتا اور دیتا رہیگا۔ پس اپاہج اور اندھے وغیرہ کو ایسی ان نقائص خلقت کا بدلہ قیامت میں ملجاویگا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص شاہی گھر میں پیدا ہوتا ہے اور سارے سامان عیش و نشاط مہیا ہیں پر وہ باریک در باریک دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ اور وہ شخص جو گدائی اور فقیری حیثیت میں بھیک مانگتا پھرتا ہے وہ ایسے سکھوں میں ہو کہ جو اس امیر زادے کو کبھی میسر نہیں پھر کیا کہیں دولت والے کو یہ حکم دیا ہے کہ اسے عیاشی کر بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ غریب بھائی کیطرح عبادت کر۔ بہرحال یہ دنیا چندروزہ ہے انسان کیا سمجھے کہ میری عمر کسقدر ہے۔ جنم کی شکی بات کو قبول کرنا عقل کا کام ہرگز نہیں۔ انسان جب پیدا ہوتا اور اپنی عمر طبعی پوری کرکے مرجاتا ہے تو کبھی کسی نے اس شخص کو اس جہان میں واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مثلاً بڑے بڑے عالم اور فاضل مرجاتے ہیں۔ تو انہوں نے واپس آکر کبھی نہیں بتلایا کہ میں نے پچھلے جنم میں فلاں علم حاصل کیا تھا۔ ہزاروں جنم پائے اور علم و عمل حاصل کرتا رہا۔ مگر جب واپس آیا وہ پہلے علم و عمل ... ضائع ہوتے رہے۔ جسطرح وہ واپس آکر سب علوم بھلا دیتا بلکہ پیدایش کا پہلا آتا ہی اسکو یاد نہیں رہتا تو وہ وہاں کیا یاد رکھیگا اور نجات کسطرح حاصل کریگا جو لوگ تناسخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مکتی گیان سے ہوگی مگر کروڑ دفعہ کے جنم سے ایک حرف تک ان کو یاد نہیں رہتا اور جب آتا ہے خالی ہاتھ ہی آتا ہے کچھ تو ساتھ لاوے۔ اگر کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا تو گیان کیا ہوا۔ غرض جسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے ہیں دم بند ہوگیا ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں اور روح رخصت ہوگیا ہے اسیطرح تم اس کے واپس آنیکا ثبوت پیش کرو تو ہم مان لیتے ہیں۔ واپس آنیکا ثبوت تو یہی تھا کہ اپنے کسی گیان کو ساتھ لے آتا۔ مگر یہ بیہودہ خیال ہے کہ وہ کسی گیان کو ساتھ لاوے۔ پس بغیر ثبوت کے ہم کیسے مان سکتے ہیں۔ بڑا اسولزی اور بڑا پنڈت بن کر اس جگہ سے رخصت ہوا تھا واپس آنکر کچھ بھی یاد نہیں۔ جب وہاں جاکر سب کچھ بھول آتا ہی تو کسطرح معلوم ہو کہ یہ دوسرا جنم لیکر آیا ہے اگر صرف اس کی ایشتی کو پورا کرنیکے واسطے جنم ملتا ہے تو ہم یوں کیوں نہ مان لیں کہ جسطرح یہاں تکلیف اٹھاتا ہے اوسیطرح وہ خدا تعالیٰ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ عطا نہیں کر سکتا مثلاً دیانند مرگیا ہے اجاوے تو ہم اس کو اسطرح شناخت کرسکیں گے کہ یہ کس رتبہ پر کاشی یا وید کا کچھ حصہ ہمیں پڑھکر سنادیوے کہ پڑھا ہوا آدمی اگر بھینس کی شکل میں بھی آجاوے تو چاہیئے کہ وہ بھینس بھی طوطے کیطرح بولے۔ ہاں صوفیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔ ؎

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

مگر اس کے یہ معنے اور ہیں یعنے جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلے اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے جیسطرح ایک بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اوسمیں صرف دودھ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پھر جب غذا کھانے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ۔ غصہ۔ کینہ۔ خودپسندی۔ نخوت۔ علیٰ ہذا القیاس سب باتیں اسمیں ترقی کرتی جاتی ہیں اور دن بدن جوں جوں اسکی غذائیت بڑھتی جاتی ہے شہوات اور طرح طرح کے اخلاق ردیہ اور اخلاق فاضلہ نشو و نما پکڑتے جاتے ہیں اور اسیطرح ایک وقت پہنچکر پورے کمال انسانی پر جا پہنچتا ہے اور یہی اوس کے جسمانی جنم ہوتے ہیں۔ یعنے کبھی کتے کبھی سور کبھی بندر کبھی گائے کبھی شیر وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اوس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسیطرح جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ سلوک کا راستہ چلیگا تو یہ ساری خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑینگی اور یہی تناسخ اصفیاء نے مانا ہے اور اس کا اسلام اور اوس کا قرآن بھی اقراری ہے۔ غالباً یہی تناسخ ہنود میں بھی تھا مگر بے علمی سے وہ کہ تنگ کیا اور سمجھ الٹی ہوگئی۔

مگر دنیا میں جس بات کو کوئی شخص مان بیٹھا ہو وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا ورنہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اسی کو دریافت کرکے نامراستی کو چھوڑ دیتے۔ مگر یہاں ضد۔ تعصب اور ہٹ دھرمی ماننے نہیں دیتی ہے۔

مکھیاں خمیدہ ہوتی ہیں۔ ریشم کا کیڑا ریشم بناتا موتی کا کیڑا موتی بناتا۔ بیل گھوڑے گائے جونک وغیرہ ہر ایک چیز انسان کیواسطے بنائی ہے اگر سب چیزیں اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ نے حکمت سے پیدا نہیں کیں تو پھر ایک وقت پر اپنا جنم پورا کرکے کل گائیں بیل مکھیاں بیل گھوڑے وغیرہ سب جانور انسان بن جانے چاہئیں۔ تو پھر یہ چیزیں اور نعمتیں ایک وقت آنے پر دنیا سے نابود ہو جانی چاہئیں۔ مگر جب تک انسان موجود ہے ان چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ پانی اور ہوا میں بھی کیڑے ہیں پھلوں اور اناجوں میں بھی کیڑے ہیں جنکے بغیر انسان کبھی زندہ نہیں رہسکتا۔ پس یا تو تناسخ مانو۔ یا خدا کی حکمت مانو۔ مگر چونکہ انسان کا ان چیزوں کے سوائے گذارہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ ساری پیدائش حکمت الٰہی پر مبنی ہے۔ والسلام۔

اطلاع ضروری

مقدمات کی تاریخیں آجکل کچھ اس انداز سے پڑتی ہیں کہ گورداسپور کا قیام دن بدن بڑھتا جاتا ہے اگرچہ جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر جنکی عدالت میں مقدمات دائر ہیں بجائے خود بہت کوشش کرتے ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو مقدمات ختم ہو جائیں کیونکہ بہت پرانے ہوگئے ہیں اور اسمائے دو تاریخوں کے مقرر کرنیں بہت بڑی احتیاط فرماتے ہیں لیکن چونکہ آپ افسر خزانہ بھی ہیں اور خزانہ کا کام بہت کثرت سے رہتا ہے۔ بعض ایام میں بجز التوائے تاریخ دوسرا کام ہمارے مقدمات کا نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ یہ ہم کو مجبوراً ۳ ساڑھے تین گورداسپور کے احاطہ کچہری میں بیکار اور منتظر آواز بیٹھے رہنا پڑتا ہے لیکن اس انتظار آواز میں اخبار کیلئے مضمون لکھنا یا کوئی اور کام کرنا قریباً مشکل ہی اسی قسم کی وجوہات ہیں جو اخبار کے دیر شایع ہونے کا موجب ہو رہے ہیں۔ آج کا اخبار ۱۷ جون اور ۱۷ جولائی ۱۹۰۴ء کے دو نمبروں کے قائمقام شایع ہوتا ہے۔ یہ ساری فروگذاشتیں ناظرین کی خیاض نظر سے معافی کے قابل ہیں اور ہم مجبور ہیں۔ شیخ عبد الحق [illegible]

(جاری)

سکہ کی ابتدا اسلام مین

دنیا مین وہ کون ہے جو اسکی نورانی کی نازآفرین اداؤن کا دل سے دلدادہ وشیدا یا اُس کی قدر وقیمت سے واقف نہین ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہین جو اُسکی ابتدا اُسکی ترقی اور اُس کے حالات سے جو رہ ہر ایکی تاریخ سے واقف ہون جسطرح یہ کہ سکہ کی ابتدا قدیم سلطنت لیڈیا مین جہان کے دولت مند بادشاہ قارون کا نام اسکی نورانی کے عشق کے لحاظ سے آجتک ضرب المثل ہے ہوئی اور پہر یونانیون اور رومیون مین بتدریج ترقی پاکر تمام عالم مین پہیل گیا اور اس پر بحث کرنا تو ایک طول امل ہے کیونکہ اس وقت ہم صرف اسلامی سکہ کی ابتدا پر بحث کرنا چاہتے ہین ابتدا مین جبکہ جماعت انسانی کی ضرورتین محدود ہوتی ہین تبادلے سے کام چل جاتا ہے۔ لیکن جب ترقی تمدن کے ساتھ مختلف افراد کی ضرورتون مین مختلف طور پر ترقی ہوتی ہے تو کسی ایسی چیز کی ضرورت پیدا ہوتی ہے جو سب اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے ذریعہ تبادلہ بن سکے اور چونکہ ایسی شے کے مقبول عام ہونے کے لئے علاوہ دوسری صفات کے ضرور ہے کہ (۱) کمیاب ہو (۲) بدقت حاصل ہو سکتی ہو (۳) وزن کے اعتبار سے جسامت مین کم ہو۔ (۴) بطور خود بہی اُس کی قدر وقیمت ہو (۵) سخت ہو۔ اس وجہ سے قدیم سے دنیا نے بالاتفاق فیصلہ کر دیا ہے کہ جیسی قابلیت چاندی اور سونے مین ذریعہ تبادلہ بننے کی ہے ویسی کسی دوسری شے مین نہین ہے پس اسی وجہ سے یہ قیمتی دہاتین عام اشیاء کی خرید و فروخت مین استعمال ہونے لگین۔ لیکن جب تجربہ سے ثابت ہوا کہ حرص وطمع ایسی چیز ہے کہ انسان کو دغا وفریب کی طرف مائل کر لیتی ہے اور رفتہ رفتہ ان دہاتون تک بہی اس کا سلسلہ پہونچا تو کسی ایسی معیار کی ضرورت داعی ہوئی جس سے باسانی خالص وقلب مین تمیز ہو سکے اور چونکہ صنعت وحرفت اور تجارت وسلطنت سب کے کاروبار کے لئے کسی عام ذریعہ تبادلہ کی ضرورت تہی اس لئے سلطنت ہی نے اس کا اہتمام اپنے ہاتھ مین لیا اور ان دہاتون کے مختلف ٹکڑون کو اپنی خاص علامت ثبت ومنقوش کر کے جاری کیا تاکہ ہر شخص کہرے کہوٹے مین تمیز کر سکے یہی ابتدا سکہ کے چلن کی ہے۔ عرب مین قدیم زمانہ مین کوئی ملکی سکہ رائج نہ تہا۔ بلکہ جس جس حصہ ملک پر جس سلطنت کا اثر تہا یا تجارتی تعلقات تہے اُسی کا سکہ وہان رائج تہا۔ جنوبی عرب مین جہان قدیم سے یمنی تمدن پہیلا ہوا تہا حمیری سکے[1] رائج تہے اور وسط عرب مین جو سلطنت ایران سے متاثر تہا ساسانی سکون کا رواج تہا۔ اور شمال مین جہان رومی سلطنت کا سایہ پڑا تہا دومی درہم و دینار عام طور پر مروج تہے۔ جب ہمارے ہادی برحق نے جزیرہ نمائے عرب مین کلمۃ الحق کا اعلان کر کے اسلام کی تبلیغ کی تو جس زمانہ تک کہ اسلام کے بیرونی تعلقات قائم نہ ہوئے تہے وہی قدیم سکے رائج رہے لیکن جب نور اسلام نے دوسرے ممالک کو روشن کیا اور جدید تمدنی ضرورتون اور تجارتی وسعت کے لحاظ سے یہ دیسی سکون کی اقدار جو قدیم زمانہ مین اہل عرب کی محدود خریدوں کیلئے کافی تہی ناکافی ثابت ہوئی تو جس طرح بہت سے دوسرے مفید انتظامات کی بنیاد امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ مین پڑی ہی۔ اسطرح سکہ کو بہی پہلی دفعہ ممالک اسلامیہ مین ضرب ہونے کی عزت اسی متبرک عہد مین ۱۸ھ مین حاصل ہوئی لیکن چونکہ طبیعت انسانی کا خاصہ ہے کہ جن اشیاء سے مانوس ہو جاتی ہے اُس کو بہت ہی مشکل سے ترک کرتی ہے اور گو سمجہدار لوگ علم وعقل کے رو سے خاصہ طبیعت کو روک بہی لیتے ہین مگر جاہل ونادان لوگ تو اس کے آگے بالکل بے بس ہوتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ سکہ ایسی چیز ہے جس کو جاہلون اور عالمون دونون بلکہ جاہلون سے بیشتر اور عالمون سے کمتر سابقہ پڑتا ہے اس لئے اس کا بدلنا کچہ آسان کام نہین ہے اور اگر ایسا قصد بہی کرتے ہین تو بہت ہی بتدریج اور آہستہ حصول مرام کی طرف قدم بڑہاتے ہین۔ اسکے علاوہ یہ بہی بڑی وقت تہی کہ صرف مسلمانون ہی مین لین دین محدود نہ تہا۔ بلکہ تجارتی کاروبار کی ضرورتون نے دوسری قومون سے تعلقات قائم رکہنے پر بہی مجبور کر دیا تہا۔ اور اس لئے خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے استحکام سلطنت مقدم تہا یہی وجہ تہی کہ ابتدا مین سکہ جب ضرب کیا گیا ہے تو نہ اس کا نام یا وزن بدلا گیا اور نہ صورت وہیئت چنانچہ جو سکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین مضروب ہوئے تہے وہ درہم و دینار رومی لفظ دینار دیناریس اور درہم لفظ درخیم اور فلس لفظ فالس سے نکلا ہے اور اسطرح ہیئت کے اعتبار سے رومی اور ایرانی شکل قائم رکہی گئی صرف اُن پر نام یا کوئی برکت کا کلمہ عربی زبان کا بڑہا دیا گیا تہا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا کوئی سکہ ہماری نظر سے نہین گذرا لیکن ایڈورڈ ٹامس نے جن ساسانی سکون کی تصویرین دی ہین اُن کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین نام بہی عربی زبان مین نہین لکہے تہے بلکہ بنانے والے اور دار الضرب کا نام بہی دری زبان مین لکہا جاتا تہا۔ اور اُن پر ایک طرف خسرو پرویز کی صورت اور دوسری طرف آتش قربان گاہ اور دو موبدون کی تصویر بنائی جاتی تہی۔ سب سے زیادہ اس قسم کے سکے زیادہ ابن امیہ کے زمانے کے پائے جاتے ہین کیونکہ وہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تہا۔ اس کے بعد جب عبد اللہ ابن زبیر کا زمانہ آیا تو انہون نے اس وجہ سے کہ اکثر مختلف قیمتون اور عیار کے سکے رائج تہے اور ان کی وجہ سے عام طور پر کاروبار مین نہایت خرابی پڑتی تہی اس طرف توجہ فرمائی اور ان کے بہائی مصعب بن زبیر کے حکم سے وارث ابن عبد اللہ ابن ربیعہ المخزومی نے ۷۰ھ مین سکے بنانے شروع کئے۔ مگر یہ سکے بہی بالکل ایرانی وضع کے تہے۔ صرف اتنا فرق تہا کہ ایک طرف الفاظ "برکت اللہ" اور دوسری طرف "اللہ" اور بڑہا دیئے جاتے تہے لیکن چونکہ عبد اللہ ابن زبیر کا زمانہ خلافت مختصر چند روزہ تہا۔ اور یوسف بن حجاج کے ظالم گر قوی ہاتہون نے بہت ہی جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ کے سکے زیادہ عرصہ تک مروج نہین رہے۔ ابتدا مین ایرانی طرز کے سکون کے مضروب ہونے کی یہ وجہ تہی کہ دار الضرب قسطنطنیہ تو جاری تہی اس لئے ممالک شام وغیرہ مین سکون کی کمی ہوتی تہی۔ تو وہان سے پوری ہو جاتی تہی۔ مگر برخلاف اس کے دار الضرب ایران ساسانی سلطنت کی تباہی کی وجہ سے بند ہو گئی تہی اور اس لئے وہان سلطنت اسلامیہ ہی کو جدید سکے بنانے پڑے غرضیکہ عبد اللہ بن زبیر کے زمانہ تک سکون کی وہی قدیم شان قائم رہی۔ لیکن جب خلیفہ عبد الملک بن مروان نے یوسف بن حجاج کی سختی اور تدبیر ملکی کی بدولت ممالک اسلامیہ کو اندرونی بغاوتون اور قضیون سے پاک کیا تو خلافت اسلامیہ کی سطوت وجبروت مین یہانتک ترقی ہوئی کہ اُس نے فرامین کی پیشانی سے تثلیثی طغرا کو نکالکر توحیدی طغرا قائم کیا۔ اس پر جسٹی نین دوم قیصر روم کی رسم قدیم کے پہر اختیار کئے جانے سے مایوس ہو کر یہ دہمکی دی کہ مین اپنے سکہ مین نعوذ باللہ تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کے ساتھ ایسے منقوش کراؤنگا جو تم کو نہایت ناگوار گذرینگے اور چونکہ ہمارا سکہ عالمگیر ہے اس لئے ساری دنیائے اسلام مین باسانی پہیل جائیگا یا یہ ہو جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے کہ قیصر روم نے ان خطوط کی پیشانی پر جو اس کے پاس خلیفہ اسلام کے یہان سے آتے تہے قل ہو اللہ احد اور آنحضرت صلعم کا نام نامی لکہکر چہپتے دیکہا یا اور ایسی دہمکی دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنت بنی امیہ دمشق مین قائم ہوئی تو انہون نے رومیون کے تثلیثی طغرا اور طراز کو محض علامات حکومت وسلطنت سمجہکر اختیار کر لیا اور گو بعد مین اُس کے معنی سمجہ بہی گئے لیکن چونکہ اندرونی بغاوتون اور آئے دن کے فسادون کی وجہ سے اتنی قوت نہ تہی کہ رومی غیظ وغضب کا مقابلہ کر سکتی اس لئے انہون نے اُنکو نہین بدلا لیکن جب عبد الملک کے زمانہ مین سلطنت کی بنیاد قوی ہو گئی تو اس نے پہلی ہی مرتبہ مین اس غلط طریقہ کو بدل دیا جو قیصر روم کو نہایت ناگوار گذرا لیکن چونکہ اسکی رعایا کی منصفانہ بغاوت نے جیسا کہ گبن نے لکہا ہے جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے اُس سے کوئی بد نتیجہ پیدا نہین ہوا۔ اصل یہ ہے کہ اگر قیصر روم دہمکی نہ بہی دیتا تو تمدنی ضرورتین خود اس امر پر مجبور کرتین کہ ممالک اسلامیہ مین سکہ بنایا جائے کیونکہ اس زمانہ مین ممالک محروسہ کے حدود ایکطرف تو سرحد چین سے ملے ہوئے تہے اور دوسری طرف خلیج بسکے سے ٹکراتے تہے پس گویا قیصر روم کا دہمکی دینا باروت مین شعلہ ہو گیا اور عبد الملک بن مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کی صلاح ومشورہ سے جن کو بوجہ علم وفضل اور دانش وفرہنگ کے حکیم بنی امیہ کا معزز خطاب دیا گیا ہی ۷۴ھ مین اسلامی سکہ بنانا شروع کیا۔ مختلف تاریخون کے دیکہنے سے ایک عجیب اختلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعض مورخین نے لکہا ہے کہ ۷۵ھ مین سکہ ضرب ہوا اور اکثر کا اس پر اتفاق ہے۔ جیسا کہ ہم نے بہی لکہا ہے کہ ۷۶ھ مین سکہ کا رواج ہوا لیکن اگر خورد سکون کو علامہ مقریزی کی بیان سے مقابلہ کر کے دیکہا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین جو سکہ عبد الملک نے بنوایا تہا اس مین بڑی حد تک رومی شان قائم رکہی گئی تہی یعنی اس مین عبد الملک نے خود اپنی تصویر بنائی تہی جسکی کمر سے تلوار لٹکتی تہی۔ اب ہم چند قدیمی سکون کی تفصیل بتاتے ہین

(۱) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت سر پر تاج اس پر صلیب سیدہے ہاتہ مین ایک کرہ اُس پر اور اُسکی داہنی طرف لفظ "مجمع" عربی خط مین اور بائین طرف یونانی لفظ ( ) عمدہ + طرف ثانی۔ حرف ( ) اُس پر ایک ستارہ اور دو دائرہ اور حاشیہ پر یونانی ( ) اور اس کے نیچے عربی لفظ "طیب"۔

(۲) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت جسم سیدہا لمبا اور پر کو اوٹہا ہوا بر چالئے ہوئے دوسرے ہاتہ مین ایک کرہ جس پر صلیب بنی ہوئی بائین طرف "بسم اللہ" سیدہی طرف ۔ طرف ثانی ( ) اسید صلیب حاشیہ مین ( ) اس کے نیچے "طیب"

(۳) طرف اول دو قد آدم صورتین ہر ایک کے ہاتہ مین عصائے شاہی جس پر صلیب لگی ہوئی اور اُن صورتون کے بیچ مین "محمد رسول اللہ" اور حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ"

(۴) طرف اول قد آدم صورت بال بڑے بڑے اور ایکطرف کمر سے تلوار لٹکتی ہوئی حاشیہ پر "محمد رسول اللہ" طرف ثانی ( ) حاشیہ پر "ایلیا فلسطین"

(۵) طرف اول۔ صورت نصف جسم چہرہ سامنے اور بال لمبے حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ" طرف ثانی شاہی

(۶) طرف اول کہڑی صورت جو غصہ بہرے ہوئے ہاتہ سینہ تک اٹہا ہوا اس ہاتہ مین تلوار ہے کالا فیجو کمر سے لٹکتی ہے اور حاشیہ پر خط کوفی مین "لعبد اللہ عبد الملک امیر المومنین" لکہا تہا۔ طرف ثانی ایک سیدہا صلیب جسکا سرا چار سیڑہیون پر قایم ہی اُس کی سیدہی طرف "یقدرینا" اور اُلٹی طرف "واف" حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ محمد رسول اللہ" د ۷ ا دینار طلائی۔ طرف اول وسط مین "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" حاشیہ پر محمد رسول

[1] المقریزی

عیسائیوں کی دوزخ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دوزخ سے اس نجد تر اعظم تک ایک پل بنا ہوا ہے جس میں فن عمارت کی عمدگی ختم ہوگئی ہے ان کے علاوہ ملٹن نے دوزخ کی تکالیف کا جو بیان کیا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کا شاعرانہ ہے کہ اس نے برنسبت اپنے پیشوایان دین کے دوزخیوں کو زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔

ڈین کیناس لکھتا ہے کہ دوزخی ایک بجرے میں بند کیا جائیگا اور پھر اس تجربے میں آگ لگا دی جائیگی اور وہ ہمیشہ تک جلتی رہیگی۔ پھر اسی تجربے میں اس کے بچے جھونکے جائیں گے۔ وہ دوزخ اس پر ہر وقت حملہ کرینگے ان دیووں کی صورت نہایت ہولناک ہوگی۔ ان کا جسم سانپوں کا سا اور ان کے بازو شیر جانور کے سے ہوں گے جس کا آدھا دھڑ شیر کا اور آدھا شیر کا ہوتا ہے اور اس کا دھڑ بھی اسی قسم کے جانور کا ہوگا اس کے کاٹنے کے نشان بالکل عیاں ہوں گے یہ کتاب جس میں دوزخیوں کی تکالیف کا بالتفصیل ذکر ہے ۱۷۰۰ء میں عیسوی چھپی تھی اس کے دیباچہ میں مصنف کہتا ہے کیا تمہیں خیال ہے کہ میں نے دوزخ کی تکالیف کے بارے میں مبالغہ نہیں کیا بلکہ میں نے ایک حصہ بھی ادا نہیں کیا۔ اس کتاب میں تصاویر بھی بنائی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کو کیونکر تکلیفیں پہنچائی جائیں گی۔ کسی دوزخی کے جسم میں آگ لگی ہوئی ہے اور کسی سانپ لپٹ رہے ہیں کسی پر دیو اولادی آگ کے گرز پڑ رہے ہیں۔ اس کتاب میں علیحدہ علیحدہ باب ہیں اور ان میں خاص خاص تکالیف کا بیان ہے ایک باب میں صرف تکالیف کی تعداد اور جہنمیوں کے رہنے کے کمروں کا ذکر ہے۔ جہنم ظالم۔ کنجوس۔ بدکار اور فاحش عورتیں رکھی جائیں گی سب بالتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ بے ایمان دوزخی ہونے کی نشانی ہے۔

"الیسن" دن کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں ایک فرشتہ دوزخ کی سیر کرانے لیگیا جہاں میں نے دیکھا کہ آتش کا ایک سیلاب آرہا ہے اور جتنی تکالیف کہ سب نکر کے بعد انسان کے خیال میں آسکتی ہیں سب کی سب کی وہاں تعمیل ہو گئی ہے۔

جوناتھن ایڈورڈ کا بیان ہے کہ دوزخی جب دیکھیں گے کہ مدید دوزخ میں گر رہے ہیں اور عین زمانہ جس میں چاند سورج اور تمام سیارے اور ستارے ان کی عمر ختم ہو جائیگی اور وہ آگ دوزخ کی نذر ہوسکے تو ان کے لئے دوزخ سے نجات دیکھے تو انہیں یہ جواب ملیگا کہ تمہیں کوئی امید نجات کی نہ کرنی چاہیے تمہیں ہرگز ایک لمحہ کا بھی آرام نہ دیا جائیگا۔ اور جب تم ایسے زمانہ ہزاروں طے کر لوگے تو اس وقت تمہیں معلوم ہوگا کہ جتنی تکالیف تمہارے لئے خاص کیگئی ہیں ان کا ایک لاکھواں حصہ بھی تم نے پورا نہیں کیا اب بھی رہنا ہے وہی درد ہے جل جانا ہے اور وہی نالے اور چیخ کرنا ہے۔ تمہارے اجسام جو کروڑہا برس سے جل رہے ہوں گے اب بھی اسیطرح تازہ رہینگے اور تمہاری غیر فانی روح کو ان ہی اجسام پر برداشت کرنا پڑیگی۔

ایک اور پیشوائے دین سپیجن کا قول ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کو ایک تکلیف میں دیکھیں گے بچے اپنے ماں باپ کو جان کنی میں نظر کرینگے۔ لیکن ہمیشہ بیغاوند اور بیویاں اور خاوند اپنی بیوی کو قطرہ قطرہ ملاحظہ کرینگے۔ مگر ایک دوسرے کے درد کا درد کوئی علاج نہ کرسکیگا۔

اپیکرسنل اپنی کتاب کو اس بیان سے شروع کرتا ہے۔ تمام اچھی چیزیں وسط میں رکھی جاتی ہیں۔ بیچ سیوں کے بیچ میں ہوتا ہے ہیرا اور سب سے بڑا تنگ راستہ کے تیار آسان ہے۔ فلسفی مدبران سلطنت شاعر مورخ۔ مصور۔ ریاضی دان۔ بہادر حسین مستورات۔ سب دوزخ میں جائیں گے +

عیسائیوں کی دوزخ

(نمبر ۲)

جانا برینڈ نے کتاب لیس مثاثرس میں دوزخ کی تکالیف کا بیان کیا ہے لیکن اس کا رجحان زیادہ جسمانی تکالیف کی روحانی تکالیف کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ یہ کتاب بہت ضخیم ہے اور اس میں نہایت دلچسپی سے بیان لکھا گیا ہے جسکے چند فقرے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں "شیطان پارہ پارہ ہوکے اپنی بداعمالیوں کی وجہ کے ساتھ دوزخ میں پھینکا جائیگا۔ موت مثل ایک سیاہ داغ کے ظاہر کیجائیگی۔ اور پھر اسے دوزخ کی آگ میں جلایا جائیگا شعلہ ناری ہولی آگ اس دھبہ کو خاک سیاہ کردیگی اور اس کا نام اور نشان صفحۂ ہستی پر باقی نہ چھوڑیگی۔ شیطان غریبوں کی آہ و زاری کا خندہ کریگا دوزخ کی عمیق غار کے وسط میں خون اور آنسوؤں کے سمندر کے بیچ میں ایک سیاہ محل بنایا گیا ہے جسپر دائمی گھمنڈ کی افتین بریا رہیں گی ایک خشک درخت اس کی دیوار پر لگا ہوا ہے جسپر یزید کا پھریرا ربانی روشنی کے ساتھ لہرا رہا ہے۔"

پولاس اپنی کتاب "گریس آف ٹائم" میں یہ تحریر کرتا ہے کہ دوزخ کی دیوار آتنی بلند ہے کہ امید خواہ کیسی ہی بلند ہو اس پر نہیں جاسکتی تمکین صورتوں کا نشان دوزخ کی آگ میں لگا۔ وہ کیڑے جو کہ جنکی خوراک انسان کا دل ہیں اور جو کبھی نہ مرینگے۔ اس کتاب میں بھی تصویریں بنائی گئی ہیں اور دکھایا ہے کہ کیڑے کیونکر دوزخیوں کو دل کھا رہے ہیں اور وہ اس درد سے کیونکر تڑپ رہے ہیں۔

وی اے تھشیڈ اپنی کتاب "ہر یو افرایلورٹی" میں جو ۱۸۶۹ء میں شایع ہوئی تھی لکھتا ہے کہ اگر حق پوچھو تو یہ ہے کہ ان کی گردن میں پھندا پڑا ہوگا اور شمس آگ سے جلتی ہوئی چاندی کے ان کی ہتھیلیوں پر رکھی جائیگی اور جب وہ نہیں مٹھی کے سبب سے پھینکدیں گے تو پھر گھسٹے اچھل کر ان کی ہتھیلیوں پر آپڑینگے ہم پر یہ بتا کیوں حوالی گئی اور یہ شکست تکلیف بڑے بڑے پادریوں اور بطریقوں کے نالہ و بکا کی آوازیں بلند ہوں گی۔ وہ خود دریافت کرینگے کہ دوزخ کتنی دور ہے اور جو کچھ عذاب کی عجیب و غریب باتیں تیری نسبت بیان کیگئی تھیں ان میں سے ایک بھی غلط نہیں نکلی۔

اس کتاب میں آگے چل کے یہ بیان ہوا ہے دوزخ میں گرجے بنے ہوئے ہیں۔ پادری وعظ کہنے والے ہوں گے۔ شیرخوار نابالغ بچے دوزخ میں نہیں ہیں دوزخ میں تھیٹر بھی بنایا ناچ گھر بھی ہیں۔ کمروں میں میزوں پر طرح طرح کا مال بھی سجے ہوئے ہیں۔ ڈاکخانہ بھی بنا ہوا ہیں۔ ڈاکخانہ بنانے کی یہ وجہ ہے کہ جو عرضیاں دوزخی روانہ کریں یا عذاب کی نسبت باہم خط و کتابت کرنا چاہیں وہ پہنچ سکیں۔

پادری ریورنڈ جے فرنس نے ایک کتاب "بی سائٹ آف ہیل" نامی تصنیف کی ہے جس کے دیباچہ میں وہ یہ لکھتے ہیں کہ میں نے بچوں کے بارے میں تحریر کی ہے "اس کتاب میں سخت دردناک اور دوزخ کے خوفناک عذابوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں" سولہ برس کی لڑکی جلتے ہوئے سرخ صحن پر برہنہ پا پھرائی جائیگی اور ایک لڑکے کے گلا میں آگ کی جلتی ہوئے شعلوں کا طوق ڈالا جائیگا اور ایک شیرخوار بچہ آتشیں تنور میں سخت درد ناک ہو تڑپتا اور غل مچاتا نظر آئیگا۔

سینڈبرگ کا بیان ہے کہ آفتاب بھی دوزخ ہے اور کل دوزخی مرنے کے بعد آفتاب میں چلے جاتے ہیں جو کتاب اس شخص نے دوزخ کے بیان میں تصنیف کی ہے اس کا نام ٹریولس ان ہیل ہے ایک بہت بڑی کتاب ہے اور اس میں نہایت دلچسپ طریقہ سے حالات دوزخ بیان کئے ہیں چنانچہ دوزخ کی شکل اور صورت کی نسبت یہ تحریر ہوا ہے کہ بہشت پر اور مربع کی مثلث نماہے لیکن عام طور پر اس پر اتفاق ہے کہ دوزخ مربع شکل کی ہے گو اس کا رقبہ ٹھیک طور پر نہیں معلوم جب ملکہ الزبتھ مرگئی اور جیمس اول تخت نشین ہوا تو ایک آئرش پادری نے جس کا نام سلیڈن سٹیگر تھا میں جا کے یہ وعظ کہا۔ شاید تم دریافت کرو کہ یہ باتیں کس نے بیان کیں تو تم سمجھ لو کہ اس قسم کے سوال اور ایسی باتیں کرنا میں کرانی نہیں چاہیں جو ہم بیان کریں اسکو حق سمجھو اور یہ نہ دریافت کرو کہ یہ باتیں ہمیں کہاں سے معلوم ہوئی ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان آزمائش میں ضرور پڑیگا اور ہم نہیں خیال کر سکتے کہ اسکی کیا کیفیت ہوگی بلکہ زیادہ مخلوق یقیناً دوزخ میں جاویگی۔ تمام بڑے مصنفوں اور فلاسفروں کیلئے دوزخ کے سخت ترین طبقے تیار کئے گئے ہیں۔ افلاطون۔ ارسطو۔ سقراط۔ براہین۔ ایک نیشنیس یہ سب دوزخی ہیں۔ اور دوزخ میں ان کی جگہ تجویز کیگئی ہے۔

غالباً پچاس برس ہوئے ہوں گے کہ ڈاکٹر انجس ایکیاہم کے ایک پادری نے اس مضمون پر کفار کی مایوسانہ حالت پر ایک وعظ کہا اور انہوں نے بیان کیا کہ دہریے کافر موحد صوفی سب دوزخ میں جائینگے۔ صرف اہل تثلیث کیلئے جنت بنی ہے ڈاکٹر بریڈکس کہتا ہے کہ جہنمی وہ ہیں جو گناہ کو گناہ نہ سمجھیں اور بری باتوں کو برا نہ خیال کریں اور اپنی فطرت کی بہت سی باتوں کو نہ مانیں۔

فرمیس لولیو نے ایک دلچسپ کتاب مشرکوں اور بت پرستوں کی آئندہ زندگی پر تحریر کی ہے اسکی اشاعت سترہ صدی کے آغاز میں ہوئی۔ اس کتاب کا نام "دی اینی میلبس بیکے نورم ابری الوٹگو" ہے۔ اس کتاب میں عالمانہ بحث کیگئی اور بڑے بڑے علماء کے اقوال نقل کئے گئے ہیں اس کے پورے ۹۰۰ صفحے ہیں۔ اس کتاب میں سب سے زیادہ افسوسناک مقام وہ ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت بیہودہ رائے کیگئی ہے۔ چونکہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بی بی کے کہنے سے اخیر زمانہ میں بت پرستی کرنے لگے تھے اس لئے اس مصنف نے انکی بعض پیاری اور خاص بی بیوں کی فہرست دی ہے اور انہیں جہنمی قرار دیا ہے۔

اینٹی بمنیشی نے ایک کتاب صرف آئندہ زندگی پر تحریر کی ہے جس میں اس نے غیشا عورت سیسلیا تھامس کو جہنمی قرار دیا ہے۔

سویڈن کی پارک لی بڑی سے بحث کی ہے اور اخیر میں اس نے پولوس مقدس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو جہنمی قرار دیا ہے اور جارج ثانی اور لوئیس چہاردہم کو فرشتوں کے زمرہ میں شامل کر دیا ہے۔

گیولی مس پیری سٹن سمس نے ان شیاطین کو جو دوزخ میں متعین ہوں گے ۴۴۴۳۵۵۵۶ تعداد لکھی ہے یہ بھی لکھدیا ہے کہ حسب ضرورت انکی تعداد

مین برابر اضافہ ہوتا جائیگا۔ ان شیاطین کی خارجی شکلین اور اندرونی حالت بھی مفصل طور پر ظاہر کی گئی ہے۔ انکے اجسام خالی نہین ہین بلکہ وہ کسقدر روحانیت رکھتے ہین یا روحانی اجسام کے مشابہ ہین۔ جان واٹر نے کئی ہزار صفحہ کی کتاب اسی بیان مین لکہی ہے جس مین یہ تحریر کیا ہے کہ دنیا شیاطین کا مسکن ہے وہ لکہتا ہے کہ بیشتر شہزادے شیاطین ہین جنکی رعایا کی تعداد چہ ہزار لاکہ پانچہزار نو چہبیس ہے۔ شیاطین کی شکل عام طور پر بکرے کے مشابہ ہے دو سینگ آگے ہوتے ہین اور دو پیچھے مگر وہ مینڈک۔ مکہی اور بندر کی صورت مین بہی ظاہر ہوتا ہے۔ لمیک نے شیطان کو مکڑی کی صورت مین دیکہا تہا اس کا یہ بہی بیان ہے کہ شیطان سوائے فاختہ اور بہیڑ کے ہر جانور کی شکل مین حلول کر سکتا ہے افریقہ والون کا شیطان سفید رنگ کا ہوتا ہے اور اہل یورپ کا شیطان سیاہ رنگ کا۔ بوڑھا شیطان سانپ ہے جس نے حضرت آدم کو بہکا کر جنت سے نکالا تہا اسکی اس دنیا مین حکومت ہے اور وہی اس کا مطلق العنان حکمران ہے ہوا اور تاریکی پر بہی اسی کا قبضہ ہے۔

لیو سیفر نے شیطان کی شکل اژدہے کی بتائی ہے اور اس کے سر پر سات تاج۔ دس سینگ اور بڑی لمبی چوڑی دم بیان کی ہے اس کے دو ماتحت معتمد کام کرنیوالے ہین ایک ان مین سے سمندر ہے جس کے اپنے آقا سے زیادہ مین تاج ہین یہ تیندوے کی صورت مین ظہور کرتا ہے اس کے پیر ریچہ کے اور دم شیر کی ہوتی ہے۔ دوسرا معتمد زمین سے۔ جو پائے کے نام سے مشہور ہے اس کے صرف دو سینگ ہوتے ہین۔

اسکے بعد لیو سیفر نے جنات کا بیان کیا ہے اور ان کی تقسیم کر کے لکہتا ہے کہ جنات بہی مین فرشتے بہی ہین اور ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے۔ اس کے سوا جنات کا ایک گروہ سمندر مین رہتا ہے جو ہمیشہ جہازون کی تباہی کا باعث ہوتا ہے ان ہی جنات مین وہ گروہ بہی ہے جو ہمیشہ لوگون کی بیماری کی فکر مین۔ کسی کا مال غائب کر لینے مین لگا رہتا ہے۔ بعض جنات مین ایسے بہی ہین جو لوگون کو پوشیدہ خزاین کا پتا بتا دیتے ہین۔

ڈاکٹر لوئیس ڈی مولن جو سنہ ۱۶۰۸ء مین آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر تہا لکہتا ہے کہ مین اصل مقدس ثابت کیا ہے کہ حضرت آدم سے لیکے ہمارے وقت تک ایک لاکہ مین سے ایک شکل بمشکل دوزخ کے عذاب سے بچا سکیگا۔ پروفیسر ٹورکا یہ عام اصول ہے کہ کل کا ذب جہنمی ہین کیور یو لکہتا ہے کہ سات اور بارہ برس کی عمر کے بچے جنت مین جائین گے اور باقی سب جہنمی ہین جتنی اس دنیا کی آبادی ہے وہ سب جہنمی ہے۔

عام طور پر دوزخ کے چار حصے کئے گئے ہین سب سے نیچے کے حصے مین جنات رکہی جائین گے اور اسی درجہ مین ان جہنمیون کی روح بہی داخل ہوگی جنکے اجسام قیامت کے بعد اس مین ڈالے جاوینگے۔

دوزخ کے دوسرے درجہ کو اعراف کہتے ہین جہان آگ ہمیشہ روشن رہتی ہے مگر کبہی کبہی اسکی تپش کم بہی ہو جاتی ہے۔ تیسرے درجہ مین وہ بچے ہون گے جو بپتسمہ لینے سے پہلے مر گئے ہین۔ چوتہے درجہ مین بڑی عمر کے لوگ داخل کئے جائین گے۔

تیسرے درجہ مین دوزخیون کی اتنی کثرت ہوگی کہ تل رکہنے کو جگہ نہین ملیگی۔ یہ بیان کیا ہے کہ انسانی آبادی کی ۱/۳ کی تعداد ان بچون کی شمار کرنی چاہئے جو بغیر بپتسمہ لئے فوت ہوگئے۔

پادریون کا بڑا گروہ اس طرف گیا ہے کہ قوی اور دولتمندون کیلئے نہین بلکہ محض کمزورون اور غریبا کیلئے دوزخ بنائی گئی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ بکنا ہی کوئی چیز نہین ہے اور ہم اسکی حقارت کرتے ہین۔ دوزخ مثل مکڑی کے جالے کے ہے جو بے جرم غریب مکہی کو قید کر لیتا ہے۔

کرنیل انگرسول نے جانورون کی کہانیون کی ایک کتاب لکہی ہے جس مین وہ تحریر کرتے ہین۔ شیر کہتا ہے والیتہ مین مشکل سے قبضہ ہوں اگر کوئی شخص میرے لئے جرمی کا انکار ہو تو اسے کچھ سیر لطف قدم بڑہا کر دیکھئے لومڑی کہتی ہے مجھے پرندون کو مار کر معافی دیکھی۔ بہیڑیا کہتا ہے مین گوالئے پر اس لئے حملہ کرتا ہون کہ بہیڑ کو اس کے قبضہ سے نجات دون۔ بندر کہتا ہے وہ مین ہی ہون جس کو شیر کہتے ہین ایکدن مین بہت بہوکا تہا ایک بستی مین جا نکلا وہان مین نے چار راہبون کی بحث کیٹیا کہالی۔ پہر وہ لکہتا ہے کہ اصل مطلب یہ ہے جب تمہین طبیب کسی ایسی چیز کو کہاتے دیکہیگا کہ وہ تمہین جسمانی قوت پہنچانیوالی ہے تو وہ عمل مچا دیگا نہ کہاؤ تمہارے لئے یہ زہر ہلاہل ہے جب تمہین خدا نیک اعمال کرتے دیکہتا ہے جو تمہارے روحانی مرض کا باعث ہین تو وہ کہدیتا ہے کہ تم جہنمی ہو۔ فقط

یہانتک ہم نے عیسائیون کے پیشواؤن کی کتابون سے دوزخ کا بیان انتخاب کیا ہے جو صدہا برس تک یورپ مین مروج رہین اور اب بہی مذہبی دیوانون مین انکی رہی کیفیت ہے۔ ان تمام بیانات کو غور سے پڑہکر تخیل ہی ان کو پڑہکر کوئی شخص ایک بیانقشہ عذاب دوزخ کا نہین کہینچ سکتا۔

جہان شیر خوار بچون کیلئے ایک طبقہ دوزخ تجویز کیا گیا ہے وہان پادریون کی سنگدلی اور بیرحمی کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ہم اس بات پر زیادہ بحث نہین کرتے صرف اسیقدر لکہدینا کافی ہے کہ جو کچہ بیان ہوا ہے۔ اس مین ایک عجیب بات یہ پائی جاتی ہے کہ ہم اسکی کوئی تاویل نہین کر سکتے خاص خاص لوگون کا نام گنانا اور موحدین کو دوزخیون مین شمار کرنا ایک ایسا الغو استدلال ہے کہ تعجب کے ساتہ افسوس ہوتا ہے کہ مذہب مسیحی کی بداخلاقی اور صریح اور علانیہ نیکی سے روگردانی معلوم ہوتی ہے بہت سے پہلو بحث کے تنگ کی وجہ سے ہم نے اپنے ناظرین کیواسطے چہوڑ دیئے ہین تاکہ انہین عیسائیون اور مسلمانون کی دوزخ کا مقابلہ کرنے مین لطف حاصل ہو۔

(اگرزن گزٹ)

ہندوستان کے ڈاکخانجات کی بعض عجیب باتین

صیغہ ڈاکخانجات کی کارروائیان ہمیشہ پراز دلچسپی ہوتی ہین۔ اس مختصر مضمون مین سچے واقعات اور اعداد و شمار قلمرو ہند کے ڈاکخانجات کی بابت لکہے جاتے ہین۔ صرف دو صد ڈاک خانون کی کیفیت ہی ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس صیغہ کی بعض حیرت انگیز باتین معلوم ہوتی ہین ہندوستان کا ڈاکخانہ تاجرون کیواسطے روپیہ اور خریدار فراہم کرتا ہے زندگی کا بیمہ کرتا ہے تیمونین فروخت کرتا ہے اور بہت سی اور معمولی کام کرتا ہے۔

دنیا مین ڈاکخانہ کے سوا کوئی اور دوسری چیز نہین ہے۔ جس سے تمام لوگون کا تعلق یکسان ہو۔ ہم غیر ممالک سے تعلقات مین شرح محاصل پر لڑ بیٹہتے ہین۔ ریاستون سے بہی بارہا جنگ وجدل کی نوبت پہنچتی ہے۔ تجارت اور بیوپار مین مخاصمت کے لئے ایک سو ایک اسباب موجود ہین۔ الغرض مذہب مین بہی یہ خوبی نہین ہے کہ جبر سے نزاع اور مخالفت کی برہنہ شمشیر غلاف مین رہے۔ لیکن ڈاکخانجات مین نقائص مذکورہ بالا مین سے ایک بہی نہین ہے۔ اور یہی وہ عام تعلق ہے جس نے تمام دنیا مین ایک رشتہ اتحاد قایم کر رکہا ہے۔ ستر سال سے کم گذرے ہین۔ اس وقت ہندوستان کے ڈاکخانے تکلیف و دقت کی مجسم شکل تہے۔ اس صیغہ کی باہمی تعلقات اور اطلاع دہی کا سلسلہ منقطع نظر آرہا تہا مگر آج وہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا مین ڈاکخانون کا انتظام ایسی خوبی سے نہین ہے۔

جیسا ہندوستان مین ہے۔ قدیم زمانے کے انتظام مین ترقی کی بابت کچہ معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی سے اودکمنڈ تک چٹہی کا محصول (اودکمنڈ اس وقت مین دار الخلافہ تہا) تیرہ آنے تہا۔ اور اودکمنڈ سے بمبئی تک چٹہی پندرہ آنے مین آتی تہی۔ خود بمبئی احاطہ کے اندر اخبار روانہ کرنے کو چار آنے صرف ہوتے تہے۔ اور اگر مدراس بہیجنا ہوتا۔ جو اس وقت ایک گمنام احاطہ تہا۔ تو اور زائد پانچ آنے لگانے پڑتے تہے۔ اور آج کل کیا کیفیت ہے ایک زبردست باانتظام مین اس سرے سے اس سرے تک ہر وقت رسل رسائل جاری ہے۔ کروڑہا باشندون کو ہر روز اور ہر گہنٹہ مین ڈاک تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ ایک مقررہ وقفہ کے بعد بیرونی دنیا کی برابر خبر ملتی ہے۔ اگرچہ اعداد کے زبانی پڑہنے مین صرف ایک خشک کیفیت معلوم ہوتی ہے لیکن دلچسپی کے ساتہ کہا جا سکتا ہے کہ ذیل کے واقعات۔ جو ڈاکخانجات ہند کے گزشتہ سال کی روئداد سے لئے گئے ہین جو ڈائرکٹر جنرل کے ہاتہ کی لکہی ہوئی ہے بہت دلچسپ حالات ثابت ہون گے۔ ہادی الناظرین یہ بات پڑہنے سے دل افسردگی ہوگی کہ ہر ایک (۱۲۶) مربع میل مین ایک ڈاکخانہ ہے۔ لیکن چونکہ ہندوستان ایک وسیع براعظم ہے اور بہت سے مقامات پر شیر لنگور اور ہاتہی رہتے ہین۔ تاہم ڈاکخانہ آہستہ آہستہ لیکن رسوخ سے تہذیب کے فوائد پہیلا رہا ہے۔ اور بارہ ماہ مین جس کی ابتدا روئداد سال گذشتہ سے سمجہنا چاہئے۔ اس نے اس رتبہ کو چارون طرف کم کرنے تین مربع میل فی ڈاکخانہ کم کر دیا ہے۔

ہندوستان کی آبادی (۲۸۵۲۵۵۵۰۲) ہے جن مین سے صرف (۱۲۰۴۴۹۳) گذشتہ مردم شماری کی رپورٹ کے بموجب لکہ پڑہ سکتے ہین کل رقبہ (۱۵۱۲۴۹۱) مربع میل ہے اور کل ڈاکخانجات (۱۱۹۸۶) یعنی (۱۰۰۵) خواندہ اشخاص کیلئے ایک ڈاکخانہ ہے۔

اس وسیع رقبہ پر رسل رسائل کا سلسلہ یا تو ریلوے کے ذریعہ جاری ہے۔ جو (۲۰۸۹۵) میل پر پہیلی ہوئی ہے۔ یا سٹیمرون کے ذریعہ جن کا گشت (۱۹۱۴۷) میل پر رہتا ہے۔ یا گہوڑا گاڑیون کے ذریعے سے جنکی آمد و رفت (۵۵۰۳) میل پر ہے یا ہرکارہ اور کشتیون کے ذریعے سے جن کی دوڑ (۸۲۴۴۷) میل پر رہتی ہے۔ نمونے کے طور پر ایک ہرکارہ کی کیفیت ایک تصویر مین دکہلائی گئی ہے جیسی اسکی خوبصورت تصویر ہے وہ ویسا ہی وفادار اور معتبر ہے۔ علاوہ منی آرڈرون کے جن کا حال علیحدہ لکہا جاویگا ہندوستانی ڈاکخانون نے سال بہر مین (۴۳۰۹۱۷۶۴) چٹہیان اپنی معرفت پہنچا دین اس حساب سے خواندہ آبادی مین فی کس ۳۶ خط کا اوسط نکلتا ہے تعلیمی اعتراضات کو ... ڈاکخانہ کو حاصل ہوئی ہے۔ جبکہ ... تہذیب پہیلانے والے کارندے ہین اس وسیع مملکت مین تمام گورنمنٹ کے اضلاع مین سے جو خط و کتابت کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اسکی تعداد ۶۷ لاکہ ۳۲ ہزار ۹ سو ۴۳۔ اور ممالک غیر سے (۲۹۶۰۶۰۶) ہے۔

ان خطوط کی ایک بڑی تعداد کلکتہ کے ڈاکخانے کے ہاتہ مین سے تکل کر روانہ ہوتی ہے وہ شاندار عمارت ہے جسکی خوبصورتی اور عظمت کے آگے سینٹ مارٹن کی گرینڈ کی عمارت ہیچ ہے رنگون علاقہ برہما کا صدر ڈاکخانہ بہت نفیس اور دلفریب عمارت ہے لیکن نمونہ مشرقی طرز کا ہے۔

تمام سال مین (۵۰۷۳۷۹۰۱) چٹہیان مختلف ڈیڈ لیٹر آفسون مین بہیجی گئین جن مین (۸۲۴۵۳۰) کامیابی کے ساتہ مکتوب الیہ کو پہنچا دی گئین۔ ... (۱۹۱۹۸۰۲) فرستندون کو واپس دی گئین۔

یہ امر دریافت ہوا کہ (۱۰۰۳۴۱۱) چیزین بغیر پتہ و نشان لکھے ہوئے ڈاک مین ڈالدی گئین جو اخبار ڈیڈ لیٹر آفسون مین کہولی گئین ان مین سے (۳۸۸۲۰۰) روپیہ ۵ آنہ ۷ پائی (۱۳۴۳) پونڈ ۵ شلنگ (۱۸۰) فرینک و (۴۳۴) ڈالر کی قیمت کی مالیت برآمد ہوئی۔ ان مین سے بہت سی رقوم صحیح و سالم مالکون کو واپس دیگئین۔ اگرچہ باقی رقوم کے لئے ابتک دعوی کرنیوالون کا انتظار ہے۔

روپیہ بھیجنے کا بہت سہل و معقول طریقہ بذریعہ منی آرڈر ہے گزشتہ سال (۲۴۵۰۴۵) روپے اسی طریقہ سے روانہ ہوئے تھے۔ درحالیکہ تار کا منی آرڈر جس مین خرچ زیادہ ہوتا ہے اس کے عوض مین اس سی کاربرآری بہی بہت جلد ہو جاتی ہے۔ تار والے طریقے سے (۱۸۴۰۸۷۸۱) روپیہ روانہ ہوا۔ علاوہ ازین ممالک غیر کو منی آرڈر۔ ہونڈیکی رقوم مین روانہ ہوئے اُن کی تعداد سال تمام مین (۳۴۹۴۵۳) پونڈ ۱۷ شلنگ ۲ پنس تہی۔ ہندوستان کی وسیع قلمرو میں ڈاکخانہ کی خدمت ہمیشہ خیریت اور سلامتی سے انجام نہین پاتی۔ بعض وقت سیلاب ملک کی بڑے بڑے قطعون کو تباہ کر دیتے ہین اور ریلوے لائین جسپر ڈاک جاتی ہے پانی کی طغیانی سے بہ جاتی ہے۔ چنانچہ پچہلے دنون ایک ڈاک گاڑی کو سخت نقصان پہونچا تہا۔

بہت سے لوگون کو یہ بہی معلوم ہے کہ ڈاکخانجات مین بینک کا بیوپار بہی ہوتا ہے۔ جو باشندون کو کفایت شعار بنانے کی غرض سی قایم کیا گیا ہے اگرچہ اس کا اصول یہ ہے کہ غیر سرکاری بینکون سے اس کو رقابت نہین ہے۔ بلکہ روپیہ امانت رکہنے والون کے لئے یہ قید بہی لگی ہوئی ہے کہ دو سو روپے سال سی زیادہ جمع نہ کر سکین تاہم اس مد کا حساب (۱۷۸۵۵۷) روزنامچون سے زیادہ مین درج ہوتا ہے۔ جس سی ایک بڑی رقم (۹۴۲) لاکہہ روپے کی ظاہر ہوتی ہے۔ سال گذشتہ مین جمع کرنے والون کو سود مین (۲۷½) لاکہہ روپیہ دیا گیا تہا۔

ہندوستان کے ڈاکخانون کی خدمات صرف اسی پر ختم نہین ہوتین۔ اگر یہ تفصیل کیجاوے کہ ڈاکخانے تاجرون کے واسطے اُن کے مال کی قیمت کس طرح وصول کرتے ہین اور پہر اُن کے پاس پہنچاتے ہین۔ زمیندار لگان کسطرح ادا کرتے ہین۔ گورنمنٹ کی آمدنی اور نمک کے محصول کو جمع کرتے ہین گورنمنٹ کی پنشن تقسیم کرتے ہین۔ کونین فروخت کرتے ہین۔ اور زندگی اور اشیائے مرسلہ کا بیمہ کرتے ہین تو یہ مضمون طویل ہو جاوے۔ ان تمام خدمات کو ہندوستان کے ڈاکخانے ایسی شایستگی اور کامیابی سے انجام دیتے ہین جس کو دیکہہ کر حیرت ہوتی ہے اور اس تمام کارکردگی اور خوش اسلوبی مین

ہندوستان کے ڈاکخانے روز بروز رعایا کی دل پر اپنا سکہ جماتے جاتے ہین۔ ہندوستان کے نزدیک گورنمنٹ کا کوئی صیغہ ایسا نہین ہے جس کا اعتبار ڈاکخانے سے زیادہ ہو۔ چونکہ ہندوستانی عموماً اکثر کے غفیر ہوتے ہین۔ اور بے اعتباری کی دنیا مین پرورش پاتے مین لہذا اُن کو گورنمنٹ کے قوانین مین شبہ کرنے کے لئے بہت سی وجوہات ہوتی ہین۔ اور اس بارے مین وہ معذور بہی ہین۔ گورنمنٹ کا ملکی انتظام گو اپنی طرز مین کیسا ہی کامل ہو۔ تاہم سرخ کوٹ والا کرگس۔ دست دراز چپڑاسی اور ہیولی لومڑیان۔ ذلیل طبعیت۔ حریص۔ نویسی وکیل اپنے داؤ سے کب چوکتے ہین۔ درآنحالیکہ رشوت خوار پولیس کا آہنی پنجہ مجرمون کو فوجداری عدالتون مین خوب ہی دباتا ہے۔ لیکن ڈاکخانہ جس کو ٹمرہ کی ذرا پرواہ نہین ہے۔ ایمانداری کا وہ صدر مقام ہے۔ جہان شبہ کو داخلے کسطرح گنجایش نہین ہے۔ خواہ کلکتہ کا صدر ڈاکخانہ ہو۔ یا گاؤن کا بے حیثیت ڈاکخانہ ہو۔ دونون جگہ ذلیل سے ذلیل ہندوستانیون پر توجہ کیجاتی ہے۔ اور سادگی اور ایمانداری سے برتاؤ ہوتا ہے۔ روپیے کے عوض مین جو گاؤن والون کو چہوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا ملتا ہے۔ وہ اُس کو لاٹ صاحب کی چیٹہی سمجہنے لگتے ہین۔ خواہ کوئی صورت کیون نہ ہو اس چیٹہی کا لحاظ ہر حالت مین ہوگا۔ کیونکہ اس کے خیال مین دبدبہ اور خوش وجاہت ملک معظم قیصر ہند اُس کا ساہوکار ہے۔

چین کی حدود مین چہوٹے ڈاک خانون سے رام بخش بلند حوصلہ ہندوستانی۔ جو چین مین زیادہ مزدوری حاصل کرنے کی امید پر چلا گیا ہے کچہہ روپیہ جمع کرکے اپنی پردہ نشین ڈرپوک جورو کو روانہ کرتا ہے۔ اور اس کی یہ خواہش ہے کہ یہ روپیہ فی الفور پہنچ جائے۔ وہ تار کے منی آرڈر کا مطلب سمجہتا ہے اور بلا تامل اسی کا کمیشن ارسال کرتا ہے پس لاٹ صاحب کی چیٹہی لیکر اپنے ٹہکانے پر چل دیتا ہے۔ وہ ایک دن کی مزدوری اور کمائی نہیں پاتا کہ ڈاکخانے نے تمام بر اعظم مین ہوکر اس کے قحط زدہ وطن مین وہ سربستہ الفاظ پہنچا کر نہ صرف اس کی جورو کا دل خوش کر دیا۔ بلکہ تمام محلہ والے خوش ہوگئے۔ ادہر روپیہ بہیجنے والا ایک دور دراز ملک مین اپنے دل مین اطمینان رکہتا ہے۔ کہ اُس کا محنت کا کمایا ہوا روپیہ محفوظ حالت مین میرے اہل و عیال کو مل جائیگا۔

(روزانہ پیسہ)

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۹ء تک)

مطبع کی بعض ضروریات سی مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کُتب ایک خاص عایت کے ساتہہ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۹ء تک دیجاوین۔ اسلئے اس عرصہ مین جو احباب ان کتابون کو خریدین گے وہ نہ صرف ایک اچہا ذخیرہ کتابون کا جمع کرینگے بلکہ مطبع کی اعانت کرنیوالے ٹہرینگے۔ پس ہم عام اعلان کرتے کہ ذیل کی کتابون مین اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۹ء تک

ہم ایک چہتہائی قیمت کی رعایت کرین گے جو چاہے فائدہ اُٹہائے ❊

نام کتاب	قیمت
ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عمعہ
آریہ دہرم (رد آریہ)	۴/
ست بچن (بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضونکا جواب)	۱۰/
تقریر نماز پر اور وحدت وجود پر خط	۲/
حضرت اقدس کی تیس سالہ پرانے مضامین الہام تناسخ، وید اور قرآن کے مقابلہ پر	۲/
سراج الدین عیسائی کی چار سوالونکا جواب	۲/
تفسیر سورہ تبت	۲/
فیصلہ آسمانی	۲/
تشحیذ المومنین (عبد الحکیم کا لطیف جواب)	۸/
فلسفہ اشتک	۱/
شمس بازغہ (پیر گولڑوی کا رد)	عمعہ
سواء السبیل تمیز	۱/
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامت)	۲/
الانذار (بجلسہ طاعون کے حالات اور تقریرین)	۴/
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا	۱/

برہان الحق (رد نصاری)	۳/
تفسیر القرآن پارہ اوّل	عمعہ
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۸ء	عمعہ
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳/
فیض احمدی	
قصیدہ ضوابط الاسرار	/—
وفات مسیح پنجابی	/—
اصلاح النظر (رد آریہ)	۲/
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	۲/
سلک مروارید (عورتون کے لئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۱/
النصیحۃ (عبد مبین کے خواص و نشانات)	۴/
نور القرآن جلد دوم (عیسائیونکا عجیب بت)	۲/
برکات الدعا و اصول التفسیر	۴/
	۲/

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف چہہ روپے علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے۔

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

مظلومان پوسٹ آفس

(باہر لنگر ونڈے تے بہکے مرن فقیر)

اس پنجابی مثل کے معنی یہ ہین کہ باہر تو لنگر تقسیم ہو رہے ہین اور گہر کے بہائی بہوکے مر رہے۔ یہ مثل ڈاکخانہ پر بعینہ صادق آتی ہے۔ اہالیان ڈاکخانہ تمام فوج کی پنشن تقسیم کرتے اور نہ صرف فوج والون کو سہولت اور آرام دیتے ہین بلکہ سرکاری مصارف مین بہت کچہہ سہولت کا باعث ہوتے ہین۔ لیکن جب تیس تیس سال کی ملازمت کے بعد وہ خود پنشن پاتے ہین تو انہیں خزانہ ضلع کے کلرکون اور چپراسیون کی آستانہ بوسی کرنی پڑتی ہے اور بعض اوقات کچہری کے دروازہ پر دہکے کہاتے پہرتے ہین۔ جو پنشنران محکمہ ڈاک مقامات صدر ضلع سی فاصلہ پر بود و باش رکہتے ہین انہیں صدر تک کے بعد مسافت کی اور اخراجات اور تکالیف علیحدہ اُٹہانے پڑتے ہین۔

افسران محکمہ ڈاک کو بخوبی معلوم ہے کہ ملازمان محکمہ ڈاک کو تمام سرکاری ملازمون سے زیادہ محنت کرنی ہوتی ہے جب اور محکمہ جات مین زیادہ سے زیادہ آٹہہ گہنٹہ کام ہوتا ہے تو محکمہ ڈاک مین کم سے کم بارہ گہنٹہ کی حاضری ہوتی ہے دوسہرہ دیوالی یا عید بقر عید کہیں انہیں نہین ملتی گرمیوں سردیوں مین انہین آرام نہین مل سکتا کیا ڈائرکٹر جنرل صاحب ڈاکخانجات کوئی ایسا انتظام نہین کر سکتے کہ پنشنران محکمہ ڈاک کو پوسٹ آفس کے ذریعہ سی پنشن ملا کرے گورنمنٹ کا یا محکمہ ڈاک کا اسمین کوئی ہرج نہین (زمیندار)

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

الحکم

چہ گویم باز گرائی چہار قادیان بینی | روا مینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا
خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر
تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے
کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد
ختم ہو جائیں گے سو اب میرے
ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد
نہیں ہے ہماری طرف سے
امان اور صلح کاری کا
سفید جھنڈا بلند
کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے — [illegible]
خواص و معاونین سے — [illegible]
ہندوستان سے باہر — [illegible]
غیر مذاہب والوں سے — [illegible]
اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ
کم آمدنی والے لوگوں سے — [illegible]

نمبر ۲۳ و ۲۴ — دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ و ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۴ع — جلد ۸

ریمارک

مرقع جنگ کی ویونان۔ یہ تین سو بہتر صفحہ کی کتاب جسمین ۲۰۶ کے قریب نقشے اور تصاویر ہیں منشی عبدالقادر صاحب نائب مالک رمی پریس سہلہ نے ساڈہورہ کے سٹیم پریس میں چھپوا کر حصہ اول کے نام سے شائع کی ہے۔ اسمین سلطان عبدالحمید خان صاحب فرمانروائے سلطنت عثمانیہ کے آجتک کے حالات اور واقعات تفصیل کے ساتھ دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی آل عثمان اور جزیرہ کریٹ و یونان کے واقعات بھی درج کئے ہیں تصویرون اور نقشون کے ذریعہ سلطنت ترکی جزیرہ کریٹ اور یونان کے تاریخی اور جغرافیائی حالات کو واضح کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تصاویر اور نقشہ جات کیطرف پوری توجہ نہیں کیگئی۔ ہم سرسری طور پر اس کتاب کو دیکھ سکے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ لائق مصنف نے بہت محنت اور کوشش سے واقعات کو جمع کیا ہے اور عمدہ طور پر ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے جہان ترکون کی بہادری اور دیانت داری کا پتہ لگتا ہے وہان یونانیون کی چالاکیون اور شورہ پشتیون

کا اندازہ بہی ہوتا ہے۔ بہرحال یہ کتاب پڑہنے کے قابل ہے قیمت عہ مصنف سے ملسکتی ہے*

برق اسلام۔ لوآریہ دہرم پال کے ترک اسلام کا جواب ایڈیٹر انوار الاسلام کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ آریون کے ساتھ علمی مقابلہ مین انوار الاسلام عرصہ سے اچھا کام کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے اسکو خاص مہارت حاصل ہے اگرچہ ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خوشہ چین ہے لیکن کبھی اس کا نام نہین لیا۔ اور اسطرح وہ ایک شہادت حقہ کے چھپانے کا خطا کار ہے۔ یہ رسالہ ۳۲ جز و پر شائع ہوا ہے اور قیمت صرف ۸ر۔ رکہی ہے جو اصل لاگت کے برابر ہے۔

ترک وید جو حصہ اسمین لگایا گیا ہے بہت لطیف ہے۔ البتہ دیباچہ ہم نے پسند نہین کیا جو ذاتیات پر نوک جھونک ہے۔ تاہم یہ کتاب قابل قدر ہے۔ اور کثرت سے شائع ہونی چاہیئے مصنف سے درخواست کرنیپر ملسکتی ہے۔

اتحاد اور دلگداز۔ مولوی عبدالحلیم صاحب شرر نے رسالہ اتحاد پندرہ روزہ اور دلگداز رسالہ ماہواری پر شائع کرنے شروع کئے ہین اتحاد کے اغراض و مقاصد ہندو مسلمانون مین اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا ہے اور دلگداز

کی وہی شان اور آن ہے جو پہلے تہی اور جس غرض کے لئے وہ پہلے جاری ہوا تہا وہی اب بہی مقصود ہے دونو کی قیمت چار روپیہ سالانہ ہے۔ مولویصاحب موصوف سے درخواست کرنیپر جاری ہوسکتی ہیں*

گولڈن ٹریژری پرائمر۔ قاضی محمد جلال الدین صاحب مراد آبادی بہت سی مفید کتابون کے مولف ہین۔ یہ کتاب بہی انکی ہی تالیف ہے جو انہون نے انگریزی خوان مبتدیون کے لیئے تیار کی ہے جسمین تدریجا طالب علم کو ترقی کرنے کے اصول پر سبق تیار کئے گئے ہین اور ساتھ ہی روزانہ کاروبار خط و کتابت اور تار نویسی وغیرہ امور کے نمونے دیئے گئے ہین یہ کتاب ان لوگون کیلئے جو بطور خود انگریزی پڑہنا چاہتے ہین مفید ہے قیمت ۵ر محمد زمان برادر زمراد آباد سے ملیگی*

تاج و نشان۔ یہ کتاب انجمن ترقی اردو کے واسطے لکہی گئی ہے اس کے جدت پسند مولف کی تالیفات سے متعدد کتابین ہین جنمین سے ایک گنج شایگان بہی ہے۔ یہ کتاب ۸ر قیمت پر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد سے مل سکتی ہے۔ گو قیمت زیادہ کہی جا سکتی ہے مگر نفس مضمون کے لحاظ سے یہ کتاب قابل قدر ہے اس کے

مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے۔ دیباچہ۔ تاج۔ معرکہ۔ تاج شاہان ایران۔ پیشدادیان۔ کیانیان۔ ساسانیان۔ سامانیان۔ غزنویان۔ خوارزمیان۔ چنگیزیان۔ تیموریہ۔ صفویہ۔ افشاریان۔ قاچاریان۔ تاج شاہان روم۔ قبل از اسلام۔ سلاطین عثمانیہ۔ شاہان و امرائ انگلستان۔ شاہان روس و متفرق سلاطین یورپ۔ شاہان اودھ۔ و متفرق شاہان ہندوستان۔ سلاطین تیموریہ۔ شاہزادگان تیموریہ ہندوستان۔ بیگمات شاہان تیموریہ۔ تاج شاہان مختلف متعلقہ ہندوستان۔ متفرق و مختلف تاج سلطنتون کے شاہی فوجی و متفرق نشان۔ فوجی وردیون کے نشان۔ سلطنتون۔ بادشاہون اور رؤسا کے نشانات۔ تاج۔ نشانات و معرکہ جو بعد کو دستیاب ہوئے۔ سلطنتون کے پھریرے اون کی رنگینی والیان ریاست و مشاہیر ہندوستان کے معرکے و نشان۔ قطعات تاریخ۔ ضمیمہ کتاب۔ تاج و نشان متفرق۔

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتین ہیچ ہین۔ انجیل کے لانیوالا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑہے مین پڑتے گئے اور روحانیت اُن مین باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل مین ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف مین بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ مین انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیون کیطرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا مین ہی اپنے پڑھنے والون کو یہ دعا سکہلائی اور یہ امید دی کہ **اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم** یعنے ہمین اپنی ان نعمتون کی راہ دکہلا جو پہلون کو دکہلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتین بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہین وہ نعمتین دینا چاہتا ہے جو پہلون کو دی تہین۔ کیا اس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہین عطا نہین کیا جو آجتک تمہارے قبضہ مین ہے پس اے سست اعتقاد و اور کمزور ہمتو کیا تمہین یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہین قایم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہین قایم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت اُن سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہین وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ جبتک .. کہ قیامت آجاوے خدا تمہین نعمت وحی الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہین رکہے گا وہ تم پر وہ سب نعمتین پوری کرے گا جو پہلون کو دی گئین لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جہوٹ باندہیگا اور کہیگا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہین نصیب ہوا تو مین خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکہکر کہتا ہون کہ وہ ہلاک کیا جاوے گا کیونکہ اس نے اپنے خالق پر جہوٹ باندہا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام مین ڈرو لعنت ہے ان لوگون پر جو جہوٹی خوابین بناتی ہین اور جہوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعوے کرتے ہین گویا وہ دل مین خیال کرتے ہین کہ خدا نہین پر خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور ان کا برا دن اُن سے ٹل نہین سکتا۔ سو تم صدق اور راستی اور تقوے اور محبت ذاتیہ الٰہیہ مین ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجہو جبتک زندگی ہے پھر خدا تم مین سے جسکی نسبت چاہیگا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بہی مشرف کریگا تمہین ایسی تمنا بہی نہین چاہیئے تا نفسانی تمنا کی وجہ کر سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہین۔ پس تم خدمت اور عبادت مین لگے رہو تمہارے تمام کوشش اسی مین مصروف ہونی چاہیے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین مین ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکہے مین جنمین سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جہوٹ نہ بولو کہ جہوٹ بہی ایک حصہ شرک ہے۔ **قرآن** تمہین انجیل کیطرح یہ نہین کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتون کو مت دیکہو اور بجز اس کے دیکہنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکہہ نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹہوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکہ خوابیدہ رہے تجہے اسکی صورت کی کچہہ بہی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دہندلی نظر سے ابتدا نزول الماء مین انسان دیکہتا ہے۔ **قرآن** تمہین انجیل کیطرح یہ نہین کہتا کہ اتنی **شراب** مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز **نہ پی** ورنہ تجہے خدا کی راہ نہین ملیگی اور خدا تجہ سے ہمکلام نہین ہوگا۔ اور نہ پلیدیون سے پاک کریگا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے **تم اس سے بچو**۔ **قرآن** تمہین فقط انجیل کیطرح یہ نہین کہتا کہ اپنے بہائی پر بے سبب **غصہ مت ہو** بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تہام بلکہ **تواصوا بالمرحمة** پر بہی عمل کر اور دوسرون کو بہی کہتا رہ کہ ایسا کرین اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کیلئے اپنے تمام بہائیون کو وصیت بہی کر۔ اور **قرآن** تمہین انجیل کیطرح یہ نہین کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر یک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے **الطيبات للطيبين** قرآن کا یہ منشاء ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھہ رہ نہین سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہین کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگون کو دیکہتی ہے اور ان سے بغلگیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے مین گو ابہی تکمیل نہین ہوئی۔ اور غیر کو اپنی برہنگی دکہلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکہتا ہے اس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال مین تجہ سے علیحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑہ نہین رہی۔ پس تیرے لئے اب جایز نہین ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھہ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہین ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بہی گندہ کر دے اور تو مر جاوے اور **قرآن** تمہین انجیل کیطرح یہ نہین کہتا کہ ہرگز قسم نہ کہا بلکہ بیہودہ قسمون سے تمہین روکتا ہے کیونکہ بعض صورتون مین قسم فیصلہ کیلئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضایع کرنا نہین چاہتا کیونکہ اس سے اوسکی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر مین گواہی نہ دے تب فیصلہ کیلئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹہرانا ہے۔ اور **قرآن** تمہین انجیل کیطرح یہ نہین کہتا کہ ہر ایک جگہ **ظالم کا مقابلہ نہ کرنا** بلکہ وہ کہتا ہے **جزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله** یعنی بدی کا بدلا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر یک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیئے اور چاہیے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو نہ بیقیدی کے رنگ مین یہی قرآن کا مطلب ہے اور **قرآن** انجیل کیطرح یہ نہین کہتا کہ اپنے **دشمنون** سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیے کہ نفسانی رنگ مین تیرا کوئی بہی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کیلئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسون کو بہی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکہہ اور چاہیے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکہے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائین اور اس بارے مین فرماتا ہے۔ **ان الله يأمر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى** یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھہ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ ان سے بہی نیکی کرو جنہون نے تم سے کوئی نیکی نہین کی۔ پہر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھہ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائین اپنے بچون سے پیش آتی ہین کیونکہ احسان مین ایک خود نمائی کا مادہ بہی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنیوالا کبہی اپنے احسان کو جتلا بہی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبہی خود نمائی نہین کر سکتا پس آخری درجہ نیکیون کا طبعی جوش ہے جو ماں کیطرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق سے متعلق ہے بلکہ خدا سے متعلق بہی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتون کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکہہ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربی یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بہی جوش محبت اور اطاعت مین فرق نہ آوے اور انجیل مین لکہا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کرین اُن کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچہہ بہی نہ کرو تم اپنے دل کو جو خدائی تجلیات کا گہر ہے فتوے پوچہو کہ ایسے شخص کے ساتھہ کیا معاملہ چاہیئے۔ پس اگر خدا تمہارے دل مین ڈالے کہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان مین اس پر لعنت نہین تو تم بہی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہین ٹہراتا اور تمہارے دل مین ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہین چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہین کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت مین جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیان جہوٹی ہوتیان ہین اور بہتیری لعنتین اپنے ہی پر پڑتی ہین سنبہل کر قدم رکہو اور خوب پڑتال کرکے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندہے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کر دو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاوین۔

(باقی آیندہ)

خدا کی ہستی نمبر ۱

والدین کا ایک عزیز بچہ ہے جو نہایت ناز و نعم سے اُن کے کنار تربیت میں پلا۔ اسکے کچھ سوتیلے بھائی ہیں جو برداشت نہیں کر سکتے کہ والدین کا التفات اور نظر شفقت اسکی طرف اُن سے زیادہ مبذول ہو۔ وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ اسے ایسی دور جگہ پھینکدیں جہاں وہ بغیر کسی متکفل اور ولی کے ہلاک ہو جاوے اور اس کے بعد اس کا وجود ان کی رقابت اور رشک کی آگ کو اشتعال دینے والا نہ رہے اور والدین کی محبت سوچی انہیں کی طرف مایل ہو جائے۔ آخر کار لطایف الحیل سے وہ اس معصوم لڑکے کو جنگل میں دور لیجا کر ایک کنوئیں میں پھینکتے ہیں۔ اسوقت یہ نظارہ قابل دید ہے کہ ایک معصوم لڑکا جسکی نظر بجز اپنے والدین کی گود کے یا ارد گرد کی چند محدود چیزوں کے اور کسی وسیع چراگاہ میں کبھی چرنے کیلئے چھوڑی نہیں گئی اور اس صغر سنی کے ساتھ وہ زمانہ کی نشیب و فراز سے بھی بہت ناواقف اور سادہ بچہ ہے عام مادی نگاہ کیا توقع کر سکتی ہے کہ اس تاریک کنوئیں نا لے کس حالت میں دیکھے ظاہر ہے کہ اگر ایک معمولی بچہ ہے تو اسے بہت جلد تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر جان دینی چاہئے لیکن خدا کی کتاب میں جسے ہم خدا کی کتاب نہ صرف تحکم سے کہتے ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ ایسے حکیمانہ واقعات کو اپنے اندر رکھتی ہے اور ان سے اپنے عظیم الشان لانیوالے کے ثبوت ہستی کیلئے نشان پیدا کرتی ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس بھیانک اور خوفناک منظر میں اسے ایک آواز آئی ۔ لتنبئنہم بامرہم ہذا وہم لایشعرون ۔ میں تجھے قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ تجھ پر ایک وقت آنیوالا ہے کہ تیری پوزیشن اس رفعت اور اس پایہ کی ہوگی کہ تو اپنی شان و شوکت و جلال میں ان لوگوں کو جنہوں نے تجھ پر یہ مفسدانہ کارروائی کی ہے۔ انکی اس شرارت اور مفسدہ کی خبر دیگا اور وہ اپنی پست اور ذلیل حالت اور تیری شوکت اور جلالت کے سبب تجھے نہیں پہچانتے ہونگے۔

اب یہاں ہر ایک سلیم الفطرت کو غور کرنی چاہئے کہ یہ کیسی آواز ہے اسکی دو طرح سے فکر کرنی چاہئے۔ اول یہ کہ آیا وہ آواز اس معصوم بچہ کے توہمات اور تخیلات یا تجارب اور فراست کا سر جوش تھی۔ دوم یہ کہ آیا وہ باللفظ پوری ہوئی یا ایک فضول گپ کی طرح ہوا میں ملگئی۔

خدا کی کتاب نے اس ترکیب اور اسلوب عبارت میں اپنی الوہیت کا جلال اور اپنا ہمہ علم اور ہمہ قدرت ہونا ثابت کرنے کیلئے لفظ لتنبئنہم کو لام تاکید اور نون ثقیلہ سے موکد کیا جس سے غرض یہ ہے کہ یہ اخبار غیب قطعی اور یقینی ہے + یہ ترکیب بجائے خود اپنی ذات میں ذرا سے تامل کے ساتھ اسطرف رہنمائی کرتی ہے کہ یہ آواز اس بچہ کے اندر سے پھوٹی ہوئی نہیں اسلئے کہ اسکا منشا یہ ہے کہ یقیناً اور قطعاً ایسا وقت آنیوالا ہے اور کوئی چیز اسکو ٹال نہیں سکتی کہ تو کامیاب ہوگا اور تیرے بدسگال دشمن تیری آنکھوں کے سامنے ذلیل ہونگے ہمارے پاس اس بات کا تصور کرنے کیلئے کوئی وجہ نہیں اور نہ عقل سلیم ایک لحظہ کیلئے بھی اس تصور کو گوارا کر سکتی ہے کہ ہم اس آواز کو اس بچہ کا توہم یا اسکے کسی تجربہ اور فراست کا نتیجہ قرار دیں واقعات نے ہمیں ثابت کرکے دکھا دیا ہے کہ یہ آواز اس ہستی کیطرف سے اُس ناتوان بے علم بچہ کے کان میں آئی جو عالم کی تصریف اور تصرف پر قادر ہے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ہمیں آیندہ دیکھنا چاہئے کہ اس قادر مطلق آواز دہندہ نے اس عالم کون و فساد میں واقعات کو کسطرح اپنے منشا کے مطابق ترتیب دیا۔ اصل مقصود تو یہ تھا کہ اس مہجور و مخذول بچہ پر ایک زمانہ ایسا لایا جائے کہ وہ کامیابی کے تخت پر تاج عزت پہنکر بیٹھا ہوا ہو اور اسکے دشمن اسکے سریر شوکت کے آگے دست بستہ کھڑے ہوں اس غرض کے سرانجام دینے کیلئے جسقدر انقلاب اور تغیرات ظہور میں آئے وہ صاف طور پر ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ یہ تمام کارروائی اس ہمہ علم اور ہمہ قدرت پاک ذات کی ہے جو اپنے منشا کے مطابق عالم کی تغیر اور تبدل پر ہر آن اور ہر شان میں قادر ہے۔ یہ خاندان جسکا ممبر یہ معصوم بچہ اور اس کے بد اندیش دشمن ہیں کنعان کا رہنے والا ہے۔ ان کے گرد و پیش اسوقت ایک ہی ملک تھا جو ہر قسم کی امید اور بیم کا مرجع تھا۔ یہ لوگ اپنے پاس کسی قسم کی حکومت اور شوکت نہیں رکھتے تھے لیکن اس پیشگوئی کے موافق ضروری تھا کہ یہ بچہ کسی زبردست حاکمانہ رنگ میں جلوہ گر ہو اسلئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی تھی کہ مصر کی عظیم الشان سلطنت میں اسے اقتدار اور جلال حاصل ہو۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعات اس غرض کے پورا کرنے کے لئے کسطرح اپنی اونچائی اور لمبائی سے سکڑ کر ایک ایسے مرکز پر آکر ٹھہرتے ہیں کہ جس سے یہ غرض بخوبی حاصل ہو جائے۔ مصر کا ایک قافلہ جو کسی غرض کے لئے دور دراز سفر کو نکلا ہوا ہے اس کنوئیں کے پاس فروکش ہوتا ہے جہاں بیکس بچہ پڑا ہے ان کا ایک فرد پانی کی تلاش میں اس کنوئیں پر آتا ہے لیکن بجائے اس کے کہ وہ صرف حقیر اور بیتمیز پانی کو پاتا اور پی کر بہت جلد اسے بھول جاتا ایک ایسی گران بہا دولت اسے ملتی ہے کہ جس کے احساس سے وہ چیخ اُٹھتا ہے کہ یا بشری ہذا غلام۔ اللہ اللہ یہاں تو ایک خوبصورت لڑکا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ قافلہ اس لڑکے کو مصر میں پہونچاتا ہے اور آخر کار بعد بہت سے انقلابات کے مصری گورنمنٹ میں نہایت ہی ممتاز اور اعلیٰ عہدہ پر منصوب کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ کنعان میں غلہ کی مصیبت اس سختی سے واقع ہوئی کہ کنعانیوں کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ زندگی کے بقا کیلئے مصر کیطرف رجوع کریں۔ اگرچہ ان دنوں میں مصر آن ملکوں کے ۔ یہ تجارت غلہ کی ایک بڑی مشہور منڈی تھی اور کنعان اور اسکے نواح کے لوگ غلات کیلئے وہیں آیا کرتے تھے مگر یہ ناز پروردہ اسرائیلی خاندان بہت کم اس سفر کیلئے مجبور ہوتا تھا۔ الحاصل حضرت اسرائیل کے گیارہ بیٹے اپنے باپ سے رخصت لیکر غلہ کی تجارت کیلئے مصر میں آتے ہیں اسوقت تک ان کو کوئی علم نہیں کہ ان کے لئے مصر میں کیا مقدر ہے وہ اس پر از بیداد کارروائی کو اپنے ننھے مظلوم بھائی کی نسبت زمانہ کی درازی کے سبب سے لوح حافظہ سے بکلی مٹا چکے ہوئے ہیں اور اپنے اعمال کے نتایج کی ذرا بھی پروا یا توقع نہیں رکھتے وہ اپنے زعم میں اس امید سے لبریز ہیں کہ وہ مصر میں اپنی اغراض کے حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں اور بہت جلد دامن مقصود کو ہر مراد سے بھر کر اپنے والد کی حضور میں حاضر ہوں گے۔ مگر وہاں ایک ایسا واقعہ پیش آتا ہے جو انکی امیدوں اور گمانوں میں کبھی آ نہیں سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ کا حکیمانہ ارادہ چند واقعات کے واقع ہونے کے بعد انہیں ایک ایسے عظیم الشان شخص کے سامنے لا کر کھڑا کرتا ہے جسے وہ تو نہیں پہچانتے مگر وہ انہیں جانتا ہے اسوقت کی کیفیت اور نظارے کو دل کی کیفیات اور قدرتوں سے بھری ہوئی کتاب کا مطالعہ کرنیوالا ہی بہت سمجھ سکتا ہے جبکہ اس موجودہ وقت کے با جلال کمشنر یوسف ابن یعقوب نے اور اس پرانے وقت کے کنوئیں میں پھینکے ہوئے ناتوان بے بس معصوم بچہ نے جس کے کان میں وہ دلربا آواز گئی تھی۔ لتنبئنہم بامرہم ہذا۔ اس موجودہ وقت کے عاجز مگر کسی پرانے وقت کے مغرور ناعاقبت اندیش گروہ کو بجواب اُن کے اس قول ءانک لانت یوسف) کے کہا۔

قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ۔ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا اور اس رتبہ پر ہمیں پہونچایا۔ اللہ کا یہ ویکی قانون قدرت ہے کہ وہ متقی اور صابر کو کبھی ضایع نہیں کرتا۔

ان واقعات میں اس رنگ اور پہلو سے غور کرنی چاہئے کہ انسان کی منصوبہ بازی اور تدبیر کیا مقاصد اپنے سامنے رکھتی ہے اور ان مقاصد کے بہم پہونچانے کیلئے ایسے سامان اور مواد پیدا کرتی ہے کہ جنپر اس مقصود پیش نہاد کے حاصل ہو جانے کے لئے قطعی کارگر ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ ایک میکرلیٹ عام تجربہ اور استقرار کی بنا پر علت و معلول کے صحیح سلسلہ کو مد نظر رکھکر وہ اسباب اور مواد بہم پہونچاتا ہے کہ جنکی نسبت اسکا پورا تجربہ اسکو ہمیشہ مفید ہونیکا یقین دلاچکا ہے۔ لیکن باینہمہ ایسے علل اور اسباب پیش آجاتے ہیں جو اسکی تمام ساختہ پرداختہ کو خاک میں ملا دیتے ہیں یہاں اس واقعہ میں غور کرو اسرائیل کے فرزند اپنے سوتیلے بھائی یوسف کے استیصال کیلئے وہ تمام تدبیریں کر چکے ہیں جو مادی انسان کر سکتے ہیں اور فی الحقیقت ایسی ہی تدبیریں کسی مخالف کے ہلاک کرنے کیلئے دنیا میں ہوا کرتی ہیں اور ہزاروں واقعات گذرے ہیں جنہوں نے ان تدبیروں کے کارگر اور مفید ہونے کے ثبوت بھی دیئے ہیں مگر وہ کیا بات ہے جو ان تمام منصوبوں اور کارروائیوں کا تار و پود ادھیڑ دیتی ہے یہ ظاہر بات ہے کہ قانون قدرت میں ایسی باتوں کی نظیریں بہت ملتی ہیں اور ان سب میں ہم بڑی حکومت اور پورے زور سے یہ دعوی کرتے ہیں کہ ایک قادر ہمہ علم ہستی ہے جو اجازت نہیں دیتی یا اُسکی غیرت اس بات کو روا نہیں رکھتی کہ انسان ذرات کون و فساد پر متصرف ہو کر ہمہ قدرت اور ہمہ ہستی بنجائے۔ مگر اس جگہ ایک اور بڑی عظیم الشان بات ہے جو علوم نظریہ کی طرح دقیق اور حیرت انگیز نہیں بلکہ ایک بدیہی امر ہے اور وہ ہے قبل از وقت ایک پیشگوئی اور دعوے کا موجود ہونا ایسے وقت میں جبکہ دنیا کی کوئی فراست کوئی حدس کوئی تخمین کوئی استقرار کوئی تجربہ حکم نہیں لگا سکتا کہ واقعات عالم اس مدعی کے پاؤں اسیطرح چوم لینگے جسطرح اس کے دعوے کے لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ساری کارروائی میں بڑی دلچسپ بات جو خدا تعالیٰ کی ہستی کی بین دلیل ہے۔ یہی ہے کہ زمین کے فرزندوں نے ایک منصوبہ کیا اور اس میں اس آواز کے منطوق کے موافق جو جلال پیشگوئی سے بھری ہوئی تھی اور ایک ناتوان اور بے سامان بچہ کے منہ سے نکلی تھی نامراد اور ناکام رہے

قرآن شریف میں یہ واقعہ بطور پیشگوئی کے لکھا گیا ہے۔ اس قصہ یوسف سے یہ غرض ہے

کہ کوئی شخص بجز دو اور سیری نگاہ سے اسکیطرف التفات نہ کرے مگر جب اس زمانہ کے واقعات اور لوازم پیش نظر رکھے جائین جبکہ اس کے منہ سے یہ پُر زور لفظ نکلے تو بے اختیار اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ عالم الغیب متصرف عالم خدا کے الفاظ ہین جن دنون مین یہ وحی یا غیب کی بات اس کتاب مین لکھی گئی مگر مصنف ایسے گمنامی کے گوشہ مین زندگی بسر کرتا تھا کہ قرب وجوار کے بہت سے لوگ بھی اسے نہ جانتے تھے۔ نہ وہ ان دنون مین گوشۂ تنہائی کی لذت اور الفت کے سبب کسی کو دیکھنا پسند کرتا تھا اور نہ اس نے اپنے گرد و پیش کوئی ایسا دلچسپی کا سامان جمع کر رکھا تھا کہ کسی کے دل مین اس کے دیکھنے کی کشش یا خواہش پیدا ہوتی لیکن بتدریج اس پر ایسا وقت آیا کہ جس نے اس اخبار غیب کو حرفاً پورا کیا اور آج ایک عالم اپنی آنکھون سے اسکی سچائی کا بے اختیار اعتراف کرتا ہے۔ اس کی مطابق اور ہم پلہ اسی کتاب مین ایک دوسری وحی ہے لَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔ یعنی خدا کی مخلوق سے تکبر اور تنفر سے پیش نہ آنا اور خلقت کی کثرت اور ہجوم سے ملول اور دلگیر نہ ہونا۔ اس نادر اور عجیب آواز پر غور کرو اس آواز کا یہ وحی صاف بتاتی تھی کہ یہ شخص ایک وقت مین خلق اللہ کا مرجع و مآب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب اس خبر غیب کی سچائی کے اتنے گواہ ہین کہ جن کا گننا نہایت مشکل ہے پھر اسی زمانہ مین اس کتاب مین ایک اور وحی درج ہوئی جس نے بڑی صفائی اور قوت کے ساتھ ان تمام انقلابات اور فتن کی خبر دی جو مدتون سے عجیب ترتیب سے اس شخص کی زندگی مین واقع ہوئے ہین۔

اسیطرح امرتسر کے مقام مین عیسویت کے ایک بڑے نامی زعیم اور وکیل کے ساتھ مباحثہ کرنے کے بعد جبکہ ملمع رنگ مین اسلام کی سچائی کے دلائل کے بیان کرنے سے فارغ ہو چکا یہ پیشگوئی کی کہ خدائے عالم الغیب اور قادر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کے منجانب اللہ ہونے اور خدائے اسلام کے حیّ قیوم قادر مطلق خدا ہونے کا ثبوت اور عیسویت کے مردہ مذہب اور بے برکت ہونے اور یسوع مسیح کے ایک ضعیف اور بیکس انسان ہونے اور خدائی کے صفات مین سے اس کے قطعاً حصہ دار نہ ہونیکا ثبوت یہ ہے کہ میرا حریف مقابل پندرہ مہینے کے عرصہ مین بشرطیکہ اس اثنا مین حق کیطرف رجوع نہ کرے اس جہان سے رخصت ہو جائیگا۔ یہ بڑی دلیری اور قوت کی بات ہے جو مسلمان اور عیسائیون کے ایک بڑے مجمع مین روز روشن مین کی گئی۔ اسوقت ان الفاظ کی عظمت اور ہیبت جو سامعین کے قلوب پر طاری ہوئی اسکا صحیح اندازہ حاضرین کے سوا دوسرا شخص کم کرسکتا ہے اگرچہ اس وقت بھی بعض ایسے دل تھے جو ان الفاظ کی قوت اور متکلم کی جمعیت باطن اور متانت ظاہری اور وجاہت کو ملاحظہ کرکے یقین کر اٹھے کہ یہ الفاظ ایک ضعیف العلم اور محدود الطاقت انسان کے نہین ہو سکتے۔ مگر آخرکار ہر ایک کی اور باریک نظر کے سامنے بدیہی طور پر اس پیشگوئی کا نظارا واقع ہوا۔ اس پیشگوئی مین اصل مغز اور سِر اور مقصود ایک شخص کی موت تھی جو انسانی علم اور قیاس اور حدس سے بالاتر پیشگوئی تھی لیکن محدود اور کم اندیش عقلون کے نزدیک پھر بھی اس دعوے مین ایک التباس ممکن تھا کہ کوئی شخص یہ قیاس کرتا کہ پیشگوئی کرنیوالا ایک حاذق طبیب ہے اور حریف مقابل گو بالفعل چست چاق ہے۔ مگر بوڑھا ہے اسلئے نہایت قرین قیاس ہے کہ بعض آثار اور قرائن سے جو کسی علم کی بنا پر پیشگوئی کرنیوالے کے نزدیک بیّن ہون۔ اور دوسرون کے نزدیک مخفی یہ دعوے کیا گیا ہو۔ مگر اس دوسرے شق نے جو ایک الگ اور ایسی ہی زبردست پیشگوئی تھی یہ ثابت کر دیا کہ یہ ساری باتین خدائے عالم الغیب کیطرف سے تھین ایک شخص کی نسبت جو ایک مذہب کا مسلم وکیل اور ساری عمر اس کی طرف سے غیر قومون کے ساتھ بحث کرنے والا اور اپنی قوم مین دیانت امانت اور اتباع مذہب مین مشہور تھا۔ اسکی نسبت یہ دعوے کرنا کہ ہلاکت تو بہرحال اسکے لئے مقدر ہے اور وہ ضرور مریگا۔ مگر ایک وقت اس اثنا مین اسکی زندگی مین ایسا بھی آئیگا کہ اس سچائی کا جو اس کے مقابل مدعی نے اپنے پرزور پرتحدی الفاظ مین اس کے سامنے پیش کی ہے اس پر رعب پڑیگا اور وہ برخلاف اپنے عقیدے کے اپنے ایمان مین متزلزل اور متردد ہو کر ایک خام [illegible] کیطرح بزدل ہو جاویگا اور اس انسان خدا پر جسے وہ الفا اومیگا کہتا تھا اس کا ایمان نہ رہے گا۔ اسلئے وہ چند دن کیلئے اس سزائے موت سے بچ رہیگا۔ چنانچہ آخرکار اس لمبی دوڑ مین جو عجیب نظارون کے ساتھ واقع ہوئی۔ یہ ثابت ہو گیا کہ اس نے اس استقامت اور استقلال سے جو عیسوی مذہب پر ایمان اور انسان خدا پر توکل کرنیکے سبب سے ایسے چاہیے تھی۔ اپنے تئین بالکل بے بہرہ ثابت کر دیا۔ اس نے دوست دشمن پر اپنی سرگردانیون اور پریشانیون اور شہر بشہر نقل مکان کرنے اور کسیطرح بھی کسی اپنے حامی کی ناصرے تسلی نہ پانے سے ثابت کر دیا کہ اسکے دل پر اس پیشگوئی کی سچائی نے بڑے زور سے پنجہ مارا تھا۔ آخرکار چونکہ وہ اصل سچائی کے اختیار کرنے سے جس کا مقصد اسلام پر بہتر طور پر ایمان لانا تھا محروم رہا وہ خدا تعالےٰ کی اس ہیبت ناک گرفت سے مخلصی نہ پا سکا جسکی نسبت پیشگوئی مین خبر دیگئی تھی خدا کی پیشگوئی کی سچائی پر دشمنون نے پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کی۔ جبکہ انہون نے اپنے ضمیرون اور واقعات کے خلاف یہ مشتہر کیا کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہین کیا۔ یعنی وہ عیسویت پر ایمان اور توکل مین مستقیم الحال رہا۔ مگر پیشگوئی کرنیوالے نے جو غیبی طاقتون سے معمور تھا۔ ان بے دلیل دعوون کے مقابل مین سکوت اختیار نہ کیا اس نے پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ یکے بعد دیگرے چار اشتہار دیئے جنمین ایکہزار سے چار ہزار تک روپیہ کا انعامی وعدہ تھا۔ اس شرط پر کہ عبداللہ آتھم جو اس پیشگوئی کا نشانہ تھا ایک مجمع مین کھڑا ہو کر بقسم کہدے کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہین کی۔ اس سے دو باتین حاصل ہونگی ایک یہ پیشگوئی کرنیوالے کی مسلم اور مشہود وجاہت اور اسکے تمام دعاوی ہمیشہ کیلئے خاک مین ملجائینگے اور ملتا اسے زر کثیر کے نقصان کا متحمل ہونا پڑے گا لیکن عبداللہ آتھم جو اپنی بساط اور کائنات سے پورا واقف تھا قسم کہانے اور میدان مین نکلنے کی جرأت نہ کرسکا اور یون ان تمام الفاظ کی سچائی پر اور خدا کی ہستی کے ثبوت پر ابدی مہر لگا کر اس جہان سے رخصت ہوا۔

ایک اور واقعہ جو ملک پنجاب اور ہندوستان مین باوجود سات برس کے گذرنے کے ابتک ہزارہا کانون مین زندہ اور تازہ گونج رہا ہے یہ ہے کہ آریہ قوم مین ایک شخص لیکھرام نے جو اسلام کے خلاف بڑی تیز زبانی اور بیباکی سے بولتا تھا اس خدا کے نبی سے درخواست کی کہ اگر اسکا دعوے سچا ہے اور وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسلام سچا مذہب ہے تو اسے بھی کوئی بین نشان دکہایا جاوے مرزا غلام احمد نبی اللہ نے عالم الغیب قادر مطلق خدا کیطرف توجہ کی۔ خدا نے فرمایا کہ یہ شخص چھ برس کے عرصہ مین عذاب اور سختی کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا۔ یہ ممکن تھا کہ کوئی رحمت اور فضل کا نشان ایسے موقعہ پر دیا جاتا جو اس شخص کیلئے حق کیطرف ہدایت کا موجب ہوتا۔ مگر اس شخص کی ثابت شدہ سنگدلی اور بدزبانی اور دلآزاری جزائے مطابق کی سنت کے طور پر تقاضا کرتی تھی کہ اس کے وجود کے ذریعہ سے ایک ایسا نشان ظاہر ہو جو طبائع پر ایک زلزلہ اور رعب ڈالدے آخر جبکہ مقررہ میعاد کے گذرنے مین بہت تھوڑا عرصہ باقی رہگیا تھا۔ آریہ سماج کا مشہور قوی مضبوط الجثہ اور تیس برس سے کچھ اوپر عمر کا نوجوان لیکھرام لاہور مین [illegible] مارا گیا جسطرح پیشگوئی کے حرف دعوے کرتے تھے۔ جاننے والے اس بات کو خوب جانتے ہین کہ خدا کے کلام مین جو اس شخص کی نسبت نازل ہوا۔ اسکی ہیبناک موت وقت موت اور طرز موت کا ایک عرصہ پہلے وہی نظارا دکہا گیا تھا جسے وقوعہ کیوقت حاضر اور ناظر لوگون نے مشاہدہ کیا۔ چنانچہ پیشگوئی کے ان اشعار مین جو ذیل مین درج کئے جاتے ہین ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

بترس از تیغ بران محمدؐ مین ایک ماہ کی تصویر دکہگئی ہے جسکی انگشت شہادت اشارہ کرتی ہے اس عنوان کیطرف ”لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی“۔ اس شخص کی موت نے آریہ سماج کے گھرون مین وہ ماتم اور شیون برپا کیا جس کا بیان کرنا مشکل ہے تمام پنجاب مین اسطرف سے اسطرف تک ایک شور پڑ گیا اس لئے نہین کہ وہ ایک آریہ سماج کا ممبر تھا بلکہ اس لئے کہ وہ آریہ سماج کے جدید مذہب اور تازہ جوشون اور نئے دعوون کا لانظیر حامی اور موید اور مجسم تصویر تھا آریہ سماج کو اس بات کے احساس نے بہت تکلیف دی کہ ان کے مذہب کے مخالف غلام احمد نبی اللہ کی پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کا مرنا ان کے مذہب کی خوفناک ذلت اور رسوائی کا باعث تھا اس لئے انہون نے اس کے بعد قاتل کی تلاش مین ان تمام انسانی زورون اور ذریعون کو استعمال کیا جو ایک طاقتور اور نو دولت قوم ایسے موقعہ پر کر سکتی ہے اس کے علاوہ رحمدل اور فیاض گورنمنٹ نے بھی ان کی مدد مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر تعجب کی بات ہے کہ قاتل کا کوئی سراغ نہ لگا۔ اگرچہ گورنمنٹ اور پھر انگلش گورنمنٹ جو رعایا کے حالات کے جاننے مین تمام دنیا کی گورنمنٹون سے زیادہ باخبر اور تیز بین ہے خوب جانتی تھی اور جانتی ہے اور اس بات کے لئے اس کے پاس کافی ذریعے ہین کہ میرزا غلام احمد علاوہ اس کے کہ ایک مسلم پاک زندگی بسر کرنیوالا بے شر انسان تھا جس کا دعوے اور نیا دعوے یہ تھا کہ وہ عالم مین پاکیزگی امن اور صلح اور خدا سے سچا تعلق اور بنی آدم سے پاک محبت پھیلانے کے لئے مامور ہوا ہے۔ اور اس کا خاندان یعنے اس کا باپ اور بھائی گورنمنٹ کے نزدیک وفاداری اور جان نثاری مین مسلم تھے۔ اور اس لئے گورنمنٹ کو اس خوفناک قتل کے متعلق شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی کہ اس کا بانی مرزا غلام احمد صاحب ہو سکتے ہین لیکن ظاہری قانون کی پابندی اور ایک فرقہ رعایا کے استغاثہ کی تائید نے گورنمنٹ کو

کہ حامل قرآن علیہ صلوات الرحمان بھی یوسف کیطرح ایسے ہی واقعات مین مبتلا ہوگا یعنی اسکا آغاز اور انجام بلا تفاوت یوسف کیطرح ہوگا یہ قصہ ایک پیشگوئی کرنیوالے پر ایسے وقت مین وحی کیا جاتا ہے یا یون کہو کہ ایسے وقت مین اس پیرایہ مین وہ اپنے حال کی نسبت پیشگوئی کرتا ہے جبکہ وہ بیچارہ یوسف کی طرح اپنی قوم اور بھائیون کے ہاتھ سے ناگفتنی ظلمون اور بیدادگریون کے اندھے کنوئین مین پھینکا گیا تھا۔ اور اس کنوئین سے نکلنے کیلئے اس کے ہاتھون مین کوئی زمینی سامان اور مادہ نہ تھا۔ اس کے بالمقابل اس کے حریف یوسف کے ظالم بھائیون سے بدرجہا زیادہ قوی بدرجہا زیادہ باسامان تھے مگر کیسے جلال اور پرشوکت پیرایہ مین یہ آواز اس کے منہ سے اس کے مخالفون کے کانون تک پڑتی ہے

لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین

یوسف اور اس کے بھائیون کے واقعات مین نشان ہین ان لوگون کیلئے جو اس شخص کے آغاز اور انجام اور واقعات زندگی کی نسبت دریافت کرنے مین۔ اس بات کے ثابت کرنیکیلئے کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئیان دراصل بارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی مین۔ جو یوسف کے قصے کے پیرایہ مین بیان کی گئی ہین۔ ہمین زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت نہین پڑتی اس لئے اس عظیم الشان نبی کے واقعات زندگی ایسے صاف اور واضح ہین کہ کسی اور دعوے کرنیوالے کی زندگی مین اس صفائی اور وضاحت کی نظیر نہین ملتی اس یوسفی مثیلیت کے اثبات کیلئے ہم مختصراً دکھاتے ہین کہ کسطرح محمد رسول اللہ کے دشمنون نے آپکے استیصال کیلئے منصوبے کئے۔ مکہ مین تیرہ برس تک وہ دکھ دیئے جو ایک معمولی انسان کے تباہ کرنے کیلئے بہت کافی تھے۔ آخرکار مکے سے آپ کو نکلنے پر مجبور کیا اور اپنے وطن سے بہت دور ایک بیگانہ سرزمین مین آپ پناہ گزین ہوئے۔ مکے کے ان قومی دشمنون نے اس مسافر پر اس اوپری بستی مین بار بار حملے کئے یہانتک کہ آخرکار مدینہ کی ... ان طاقتور قومون کو جو اسرائیل کے باقی فرزندون سے وہان سکونت پذیر تہین اور دولت اور ثروت اور طاقت مین اپنی آس پاس کی قومون مین ممتاز تہین اس مجبور خویش و بیگانہ کی تباہی کیلئے اپنے ساتھ ملا لیا غرض ایک شخص کے ہلاک کرنے کیلئے جسقدر منصوبے زمینی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ عرب کی متفق قومون نے اس نبی کے استیصال کیلئے کئے مگر جیسا کہ قبل از وقت پر تحدی پیشگوئی نے خبر دی تہی وہ کامیاب ہوا اور ایسا کامیاب ہوا کہ اسکی کامیابی کی کوئی نظیر دنیا مین نہین وہی شخص جو ناقابل بیان ظلمون کا نشانہ بنکر

ننگے پاؤن ننگے سر صرف ایک رفیق طریق کے ساتھ مردانہ بیابان مین رستون کو کاٹتا ہوا اور کیپڈنڈیون سے کترتا ہوا بہت دلون کے بعد مدینہ مین پہونچا تہا۔ آخر دس ہزار جان نثارون کے ساتھ اس زمین مین داخل ہوتا ہے جہان سے اس کے دشمن نے نکالکر اپنے آپکو بڑے کامیاب اور بامراد سمجھے اور اسکی ساکت جان کی خوشی پر اس مین کے پہاڑون کی چوٹیون پر چراغان کی روشنی کرتے ہین۔ آج وہ ان کی تمام سرزمینون اور املاک پر اور سب سے زیادہ انکی مقدس مسجد پر متصرف ہوکر اسکے دروازے مین کھڑا ہوتا اور ان کے تمام معبودون کو جنکی تاثیر اور ضرر اور نفع پر وہ تمام مادی لوگ بھروسہ کرتے اور انہین متصرف عالم مانتے تھے توڑنیکا حکم دیتا ہے اور اس کے سامنے وہ بڑے بڑے صنادید اور جبل اور عمائد اسیطرح کھڑے ہین جسطرح یعقوب کے فرزند مصری یوسف کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوئے تھے یہ وہ لوگ ہین کہ جو عرف اور شریعت اور عقل کے نزدیک اپنے ناجائز افعال کے ذریعہ سے واجب القتل ٹھیر چکے ہوئے ہین اور وہ خود بھی اس بات کو محسوس کرتے ہین کہ اب کسیطرح قابل عفو نہین وہ کامیاب انسان ان سے پوچھتا ہے کہ تم میری نسبت اب کس قسم کے سلوک کی توقع رکھتے ہو وہ کہتے ہین کہ تو کریم ابن کریم ہے۔ اسلئے ہم تجھسے توقع کرم اور رحم کی رکھتے ہین وہ ان کے جواب مین فرماتا ہے آج مین بھی اپنے بھائی یوسف کیطرح تمہین کہتا ہون

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اس قول سے ثابت کرتا ہے کہ تمام سورہ یوسف درحقیقت اسی کے واقعات زندگی کی نسبت پیشگوئی تہی۔

اب ہم ایک طالب حق کو اسطرف متوجہ کرتے ہین کہ وہ ان پیشگوئیون مین اس نگاہ سے غور کرے کہ کیسے وقتون اور کیسے حالات کے ماتحت ہوکر ایک شخص زلزلہ ڈالنے والی تحدی اور دعوے سے ایک بات منہ سے نکالتا ہے۔ اور وہ آخرکار حرفاً پوری ہو جاتی ہے اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ تمام پیشگوئیان ایک قادر علیم حکیم کیطرف سے ہوتی اور اس کے وجود پر ایک بین دلیل کا کام دیتی ہین۔

اسیطرح قرآن شریف مین خدا یتعالے کی ہستی کے ثبوت مین بنی اسرائیل کے عظیم الشان ہادی حضرت موسےٰ کا واقعہ بیان کیا ہے جبکہ وہ فرعون مصر کیطرف گئے اور اسکے تخت کے سامنے کھڑے ہوکر باوجود ایک ناتوان اور ضعیف اور بے سامان انسان ہونیکے کس شوکت اور قوت سے اس متکبر بادشاہ کو کہا قد جئناک بآیۃ من ربک والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ ہم تیرے پاس اپنی سچائی کا نشان لائے ہین اور وہ یہ ہے کہ جو حق پر ہے وہ سلامت رہیگا اور اس کا مخالف ہلاک ہو جائیگا۔ اور دعوے سے کہا انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولیٰ۔

یعنی ہمکو خدا تعالے نے خبر دی ہے کہ ہمارے مکذب اور روگردان پر عذاب نازل ہوگا۔ یہان یہ بات غور طلب ہے کہ بظاہر کامیابی اور نجات کے سامان کس شخص کے پاس ہین اور غریب مسکین کون شخص ہے کیا کوئی مادی عقل کوئی مادی فراست اسوقت عین اس حالت مین جبکہ بنی اسرائیل کے منجی نے ایک بادشاہ کو بظاہر گستاخانہ لہجے مین یہ دہمکی دی۔ یہ حکم لگا سکتی تہی کہ ان دونون مین سے جو کمزور ہے وہ غالب رہیگا اور جو قوی ہے۔ وہ نیست و نابود ہو جائیگا۔ اور کیا یہ دعوے ایسے کہ اگر ان انسان کے منہ مین اگر حرفاً پورا ہو جائے کھلا ثبوت ایک قادر مطلق ہمہ علم ہستی کا نہین۔ یہانپر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کیا اس متکلم اور اس مخاطب کو کچھ بھی واقفیت اور شعور تہا کہ وہ اسطرح کامیاب ہوگا اور وہ کیونکر ہلاک ہوگا لیکن آخرکار قابل دید یہ امر ہے کہ ایک شخص کیلئے نجات کا اور دوسرے کیلئے ہلاکت کا سامان اسطور سے نمودار ہوا جو نہ تو ان مین سے کسی کی قدرت مین تہا اور نہ وہم و گمان مین آسکتا تہا ایک عرصے بعد حضرت موسےٰ اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر مصر سے بہاگتے ہین کچہ راستہ طے کرنیکے بعد ایک ایسی خوفناک روک سامنے نظر آتی ہے جسکو دفعہ کرنا انکی انسانی طاقت مین نہین۔ دریا اپنی پوری طغیانی کے ساتھ راہ مین حائل ہے کوئی پل نہین کوئی کشتی نہین بہاگنے والے تردد اور اضطراب مین دریا کیطرف دیکھ رہے ہین اتنے مین ایک شدید آندہی اور غبار کے نمودار ہونے اور پہٹنے کے بعد فرعون اور اسکا جرار لشکر تعاقب کرتا ہوا نمودار ہوتا ہے مظلوم بنی اسرائیل ان دشمنون کو دیکھکر اپنے نجات دہندہ سے کہتے ہین۔

"یا موسےٰ انا لمدرکون" یعنی اے موسےٰ اسمین کوئی شک نہین اور یہ قطعی بات ہے کہ اب ہم پکڑے گئے اور ہمارے لئے کوئی نجات کی راہ اور مفر نہین۔ مگر حضرت موسیٰ انکے جواب مین کہتے ہین "کلا ان معی ربی سیہدین" یعنی ایسا ہرگز ہرگز نہین ہوگا جیسا تم گمان کرتے ہو اس لئے کہ میرا رب یقیناً میرے ساتھ ہے اور وہ ضرور مجھے کامیابی اور نجات کی راہ دکھائیگا اس مقام مین یہ امر عجیب و غریب ہے کہ جبکہ ہزارون آدمی مشاہدہ اور تجربے سے ایک نتیجہ پر پہونچکر پورے یقین سے کہتے ہین کہ حسب عادت اور عرف کے اب کوئی نجات اور فرار کی راہ نہین۔ ایک شخص کس بل پر ان سے بڑھکر یقین اور قوت کے لفظون مین دعوے کرتا ہے کہ ان

معی ربی سیہدین۔ میرا پروردگار جس نے مجھے تمہاری نجات کیلئے پالا اور پرورش کیا ہے اور بڑے بھاری کام مجھ سے لینے ہین وہ مجھے ضائع نہین کرے گا اور یقیناً مجھے کامیاب کریگا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اس کے علم اور اسکی قوت کا نتیجہ نہین بلکہ یہ الفاظ اسکے منہ مین اس قادر ہستی کے ڈالے ہوئے ہین جس کا دست تصرف اس عالم کے ذرہ ذرہ پر کھلے طور پر حکمران ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت مین قادرانہ پیشگوئیون اور تحدیون سے بڑھکر اس عالم مین اور کوئی ذریعہ نہین اور قرآن شریف کی بڑی بہاری خصوصیت اور اسی کتاب کے ساتھ یہ صفت مخصوص ہے کہ اسمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت نبوت مین اور ثبوت ہستی باریتعالیٰ مین انہین علمی نشانون کو (جو ابد الآباد تک زندہ رہنے والے ہین اور کسی سائنس اور مادی علم کی طاقت نہین کہ انکا مقابلہ کر سکے) دائمی اور ابدی معجزہ قرار دیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

ہم ثابت کر چکے ہین کہ قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے اپنے منجانب اللہ ہونے اور اپنے لانیوالے کی صداقت نبوت اور ثبوت ہستی باریتعالے کو نہین متعدد پیشگوئیون پر موقوف رکہا ہے اور درحقیقت یہی ایک علمی معجزہ ہے جو قرآن کریم کے ان ... اور دلائل کے ... کو ہر زمانہ مین علوم جدیدہ کے ہجوم اور ان کے مقابلہ مین ... ہونے سے بچاتا ہے لیکن اسلئے کہ اس کا یہ دعوے جو اس نے اپنی نسبت کیا ہے کہ مین مبارک کتاب ہون۔ یعنی میرے برکات اور ثمرات ہمیشہ زندہ رہینگے خدا تعالیٰ نے اسمین یہ خوبی رکہی ہے کہ وہ دعوے یا پیشگوئیان یا خدا سے مکالمات جو اس نے ان انبیاء کی نسبت بیان کی ہین جن کا ذکر اس کتاب مین آیا ہے اس کے حقیقی پیروون مین وہ علامتین ہمیشہ پائی جاتی ہین۔ چنانچہ ہر زمانہ مین قرآن شریف کی برکات سے نور حاصل کرنیوالون نے اس زمانہ کے موافق ان باتون کے ثبوت دیئے ہین لیکن اسوقت ہم گذشتہ داستانونکو چہوڑکر حال کے زمانہ کے ایک خادم قرآن کا ذکر کرتے ہین جس نے اس علمی اور عقلی زمانہ مین بڑی قوت اور دلیری سے یہ دعوے کیا ہے کہ اسکو وہ تمام معجزات اور طاقتین اور صفتین دیگئی ہین جو تمام انبیاء کی نسبت قرآن شریف مین مذکور ہوئی ہین ہم قطع نظر ان تمام بلند اور عجیب اور واقعی دعوون کے جو اس انسان کامل نے کئے ہین اور جنکا انہون نے بین ثبوت دیئے ہین اس مضمون کے موضوع کے لحاظ سے صرف انہی پیشگوئیون کا ذکر کرتے ہین جنکی مقدار اخبار غیب پر مشتمل ہونیکے سبب خدا یتعالے کی ہستی کا بین ثبوت ملتا ہے منجملہ ان کے ایک وہ پیشگوئی ہے جو اس زمانہ سے چوبیس پچیس برس پیشتر براہین احمدیہ مین لکہی گئی ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جو دنیا کے مختلف ملکون مین مختلف قومون اور مذہبون کے ہاتہون مین موجود ہے اور وہ پیشگوئی یہ ہے یأتون من کل فج عمیق یأتیک من کل فج عمیق۔ یعنی لوگ تیرے پاس زمین کے اطراف اکناف سے جوق جوق آئینگے تیرے پاس زمین کی ہر طرف سے تحائف اور ہدیے آئینگے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے ...

(جاری)

مرزا غلام احمد صاحب کی خانہ تلاشی کیطرف متوجہ کیا۔ ناگہان ایک دن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ اپنے ماتحت افسرون کے قادیان مین آیا اور مرزا صاحب کے تمام کاغذات اور کتابین جہان جہان پڑی تہین بڑی محنت سے ان کی پڑتال کی جس سے غرض یہ تہی کہ شاید اس قتل کے متعلق کوئی پہلی تجویز کردہ خط وکتابت یا سجے ہوئے منصوبے کی اطلاع ملجاوے مگر سچائی نے ان افسرون کو بڑی صفائی سے اپنا پلہ پاک کر کے دکہایا۔ ممکن ہے کہ کسی ناواقف اور غور نہ کر سکنے والے دل مین یہ شبہ گذرا ہو یا ابتک قائم ہو کہ یہ خفیہ قتل مرزا صاحب کے اشارہ سے ہوا ہو اور جیسا کہ کبہی کبہی ہوتا ہے اسباب تحقیق وتفتیش کی عدم تکمیل کے سبب سے اس امر کی پردہ اندازی نہ ہو سکی ہو۔ لیکن یہ ملاحظہ اس شبہ کو بڑی صفائی سے رد کرتا ہے جب دیکہا جائے کہ مرزا صاحب کے گرد وپیش کون لوگ رہتے ہین ان کے تمام امور مین خواہ جلوت کے متعلق ہون خواہ خلوت کے اگر کچہہ داخلت اور مشاورت ممکن ہو سکتی ہے تو کن لوگون کی ہے ایک گروہ ایسا ہے جو زمانہ کا پورا مزاج شناس خوب سرد وگرم سے واقف نئی تعلیم کی معراج پر پہونچا ہوا گہری نگاہ سے دیکہنے والون ہر ایک امر کو تنقید اور تحقیق کی محک پر کسنے والے۔ بی اے ایم اے تک ڈگری یافتون نوجوانون کا ہے ایک گروہ بوڑہے سن رسیدہ خدا کے لئے یا سچائی کے لئے سچائی کے سیکہنے اور سچائی کی حمایت کیلئے دولت جاہ اور دنیوی وجاہت کو چہوڑکر نہایت غربت اور خاکساری مین زندگی بسر کرنیوالون کا ہے ان کے چال چلن دوست اور دشمن مین بے داغ بے عیب اور معروف ہین ان کے علم اور فضل اور تقوے اور دیانت داری اور راستبازی کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ سچ کے لئے جان اور مال اور آبرو کا دینا انہین آسان سے آسان ہے اور باطل اور جہوٹ ان کے نزدیک ہر مکروہ شئے سے زیادہ مکروہ ہے رات دن قرآن شریف کی تعلیم اور اشاعت مین سرگرم ہین۔ ایسا ہی مختلف پیشون اور مذاقون کے لوگ جن کا درحقیقت ایک ہی مقصد سچائی کو دیکہنا اور سچائی کو حاصل کرنا ہے اس جگہ بیٹہے ہین۔ ان مختلف طبقون کے لوگون کو بڑے وثوق سے یہ یقین ہے کہ انہین مدعی نبوت کی زندگی کا پبلک اور پرائیویٹ حصہ روز روشن کیطرح عیان ہے انہین بصیرت سے یہ یقین ہے کہ ان کے سوا مرزا صاحب کی تدبیرون اور تجویزون کو عملدرآمد مین لائیگا اگر کوئی ممکن آلہ ہو سکتا ہے تو وہی ہین یا یہ ہمہ یہ سب لوگ ......

...... اس ذوق اور ایمان سے بہرے ہوئے ہین اور ہر وقت اور موقع پر شہادت دینے اور دینے کو تیار ہین کہ لیکہرام کی موت کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے منہ مین عالم الغیب قادر مطلق خدا نے دی اور وہ آخر کار اسیطرح پوری ہوئی جسطرح تمام راستباز نبیون کی باتین پوری ہوا کرتی ہین وہ اس بات پر بلاتذبذب ایمان رکہتے اور دلائل اور قرائن سے اپنے ایمان کی پختگی اور صحت پر ناز کرتے ہین کہ ان کی احمدی قوم مین سے کوئی فرد اس قتل کا مرتکب نہین ہوا۔ اگر پیشگوئی کی طرف سے اس کے الفاظ سے صراحت یا کنایۃً یا اس کے اعمال وافعال سے کسی قسم کی بو اس کارروائی کے متعلق انہین محسوس ہوتی تو سب سے پہلے اس سلسلہ اور اس کے بانی کو سخت نفرت سے چہوڑنے والے وہی ہوتے اس لئے کہ اس انسان کو انہون نے راستبازی اور سچ کی خاطر قبول کیا تہا۔ اور اس راہ مین جو قربانیان ممکن ہو سکتی تہین انہون نے اپنے ہاتہون سے دی تہین۔ غرض خدا کی ہستی کے ثبوت کیلئے اخبار غیب کی پیشگوئیون سے بڑہکر اور کوئی دلیل نہین اور یہ عزت اور فخر صرف قرآن کو حاصل ہے کہ جیسا شروع مین اس کے لانیوالے نبی نے اپنے منجانب اللہ ہونے کیلئے ان علمی اور بین ثبوتون پر اپنا مدار کار رکہا تہا ابتک بہی وہی بابرکت سلسلہ زندہ موجود ہے منجملہ خدا کی ہستی کے ثبوتون کے ایک یہ بات ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بڑی قوت اور تحدی سے دنیا مین شائع کی ہے کہ قریب نوے برس تک اس کی عمر ہوگی اور اس اثنا مین اسکی آنکہین اور اس کے مفاصل ان ناتوانیون اور تباہیون سے محفوظ رہین گے جو عادتاً ایسے اوقات مین بوڑہون پر نازل ہوا کرتی ہین۔ یہ دعوے متفرق کتابون مین صاف صاف لفظون مین مشتہر کیا گیا ہے بڑی خوبصورتی اس پیشگوئی کی اسوقت معلوم ہوتی ہے جب یہ دیکہا جاوے کہ مدعی کی جسمانی حالت دعوون کے وقت مادی نگاہ مین کس قسم کی ہے یہ بات تمام واقفون پر روشن ہے کہ دو بیماریان اس شخص کے ساتہہ ہمیشہ لازم رہتی ہین ایک بیماری جسم کے اوپر کے حصہ یعنی سر سے تعلق رکہتی ہے جس کے شدید جوش کیوقت برد اطراف کا وہ غلبہ ہوتا ہے کہ گرم کیا ہوا لوہا بہی جسم پر لگانے سے بے اثر ثابت ہوتا ہے دوسری بیماری جسم کے حصہ زیرین سے تعلق رکہتی ہے وہ ہے پیشاب کی کثرت اور ہضم کا اپنے اعتدال پر نہ رہنا یہ دو مرض ہین اس قسم کی ہین کہ عام انسان ان مین مبتلا ہو کر بہت تہوڑی زندگی پاتے ہین لیکن باین ہمہ ایک شخص بڑی قوت سے یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا نے مجہہ کو کہا ہے کہ مین تجہے حیات طیبہ کا شرف بخشونگا اور تو اتنی لمبی عمر مین ارذل عمر کے نشانون مین سے کوئی نشان نہ دیکہیگا۔ یہ دعوے بلاتکلف ثابت کرتا ہے کہ وہ اس توانا ہستی کیطرف سے ہے جسکی حکومت کا مجواطو مگا وکرتا ہر ایک ذرہ عالم نے گردن پر اٹہا رکہا ہے۔ ورنہ اگر عرف اور عادت مین ایسا دعوے کرنیکی کسی عام منہ کو جرأت ہو سکتی ہے تو اسکی نظیر بتاؤ ایک اور بڑی دلیل ثبوت ہستی باریتعالے پر یہ ہے کہ کوئی مامور مرسل جذام۔ برص۔ صرع۔ نابینائی۔ فالج اور ایسے خبیث امراض واسقام مین مبتلا نہین ہوا جو عرف مین لوگون کے تنفر اور کراہت کا باعث ہوتی ہین۔ اس لئے کہ اگر یہ لوگ ایسے گہنونے امراض مین مبتلا ہوتے تو وہ اصلاح عالم کا کام جس کے لئے وہ آئے تہے کبہی پورا نہ ہو سکتا اور یہ امراض ہی ان کی تکذیب کیلئے کافی دلیل ہو جاتے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان امراض کے ذرات یا کیڑون مین عقل اور تمیز کا مادہ ہے کہ جسکی وساطت سے وہ افراد انسانی پر حملہ کرنے کے وقت ایسی کہلی تفریق کرتے ہین۔ یہ تو صحیح نہین پہر اس امر کے ماننے کے سوا کیا چارہ ہے کہ اس عالم پر ایک بصیر اور خبیر اور علیم اور لطیف ہستی حکمران ہے جسکی گورنمنٹ ممیز گورنمنٹ ہے درحقیقت یہ تمیز ہی بڑا نشان ہے اس قادر کے وجود پر۔ وللہ الحمد۔

عبد الکریم از قادیان۔

ہم اور ہمارے ناظرین

کئی ہفتون سے اس عنوان کے ماتحت مین ہم اپنے ناظرین کی ان کوششون اور مساعی کا ذکر نہین کر سکے جو وہ توسیع اشاعت الحکم کے متعلق کر رہے ہین یا بعض عالی ہمت احباب اسکے معاونین کے زمرہ مین داخل ہو رہے ہین اسکی وجہ وہی پہلی وجہ ہی ایسا ہی اخبار کے بدیر شائع ہونے اور دو نمبرونکا مجموعہ شائع ہونیکا باعث بہی وہی پہلا باعث ہی۔ اللہ تعالے چاہے تو اسکے فضل سے بعید نہین ہے کہ الحکم کی اشاعت باقاعدہ ہو کر اپنے مرکز پر آرہے۔

الحکم کے لئے اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ خوشی کی بات ہے کہ الحکم کیلئے فی الحال عارضی طور پر ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر ملگیا ہے۔ جنکی حسن خدمات اور عمدہ کارگذاری سے امید کیجاتی ہے کہ وہ انشاء اللہ بہت جلد بالاستقلال اسکی خدمت کے اہل ثابت ہو جائینگے۔ ہم چاہتے ہین کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کام کا چارج لین ناظرین کو مختصر طور پر ان سے انٹروڈیوس کرا دین یہ صاحب مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی ہین جنکو اخبار بہی کا عمدہ مذاق ہے اور فن اخبار نویسی کیطرف بہی توجہ ہی۔ مصر کے عربی اخبارات مین مضامین لکہنے کا شوق ہے اور مصر کے مشہور رسالہ الجامعہ مین مضامین کے مقابلہ مین انعام بہی حاصل کر چکے ہین۔

اگرچہ اس کے پہلے ان کو کسی اخبار کے ساتہہ تعلق نہین رہا لیکن انکی محنتی طبیعت امید دلاتی ہے کہ وہ الحکم کیلئے ایک مفید آدمی ثابت ہون۔ غرض انکی قابلیت کے جوہر جو کچہہ بہی ہون گے وہ خود الحکم مین ظاہر ہو جاینگے۔ ہم چاہتے تہے کہ وہ بہت جلد اپنے کام کا چارج لے لیتے لیکن وہ بعض مجبوریون کیوجہ سے یکم ستمبر سے پہلے چارج لے نہین سکتے۔

کاتبون کی ضرورت بدستور ہے ابہی تک کوئی کاتب نہین ملا ہے۔ الحکم کے ناظرین جو لودہانہ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ اور امرتسر وغیرہ مین رہتے ہین اگر وہ سعی کرین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔ عمدہ خوشخط اور زود نویس دو کاتب بکار ہین ان کو ۱۵ سے لیکر ۲۰ تک اور اس سے بہی زیادہ ۲۵ تک بہی تنخواہ دینے کو ہم طیار ہین۔ شرائط ملازمت اور کارگذاری وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت کر لیا جاوے۔

مقدمات کے متعلق

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ مین فرد جرم لگ جانے کے بعد قاعدہ اور قانون کیموافق ملزم کرم الدین ایڈیٹر الحکم اور دوسرے گواہان استغاثہ پر مکرر جرح کر چکا ہے اور گواہان صفائی مین سے بہی تین گواہ گذر چکے ہین اور صرف دو گواہ باقی ہین جو ابہی تک حاضر نہین ہوئے۔ یعنی فضل الدین ایڈیٹر اخبار وفادار لاہور اور محمد حفیظ۔ ابہی تک وہ گواہ حاضر نہین ہوئے۔ اب ۲ اگست ۱۹۰۴ء اس غرض کیلئے مقرر ہوئی ہے کہ ان گواہون کی حاضری کا آخری فیصلہ کیا جاوے +

مقدمہ حضرت اقدس مین شہادت استغاثہ ختم ہو چکی ہے اور وہی فرد جرم بابو چندو لال صاحب سابق مجسٹریٹ نے لگایا تہا بحال رکہا گیا۔ اس مرحلہ پر جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے عدالت کو اس امر کیطرف توجہ دلائی کہ عدالت کو شہادت استغاثہ پر غور کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ ملزم کو بری کرنے کیلئے کافی مسالہ اسمین موجود ہے اور اگر بعد غور بادی النظر مین کوئی جرم پایا جاتا ہو تو ہم شہادت صفائی پیش کرنیکو بہی طیار ہین لیکن چونکہ ہماری حالت بہت نازک ہے اس لئے کہ ہماری مخالفت مین جہوٹ بولنا گناہ نہین سمجہا جاتا۔ پس اگر ہم اپنے فریق کے گواہ پیش کرینگے تو ان کے مرید ہونے کیوجہ سے شہادت کو کمزور کہا جاویگا۔ اور غیر ومخالف مین امید نہین کہ وہ اظہار حق کی جرأت کرین۔ اس لئے ہم مجبور ہون گے کہ بعض اعلیٰ عہدہ دارون کو شہادت مین پیش کرین جنہین انگریز بہی ہون جنپر کسی قسم کی طرفداری اور دہڑہ بندی کا وہم بہی نہین ہو سکتا۔ اسلئے ان کثیر مصارف اور وقت کے لحاظ سے جو ایسی شہادت کیلئے بکار ہے نظر کر کے جناب اگر غور کرین تو بہت جلد فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب بہادر نے فرمایا کہ مین اس امر کیلئے موقع دونگا لیکن مجہے قانون دکہا دیا جاوے کہ فرد جرم کے بعد ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کیلئے ۳ اگست ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی +

الہامات جو بمقام گورداسپور ہوئے

(چونکہ اخبار بدیر شائع ہوا اسلئے ۲۹ جولائی تک کے الہامات درج کر دئے ہین) ایڈیٹر

[illegible] (۱) [illegible]

(جار

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ انا انزلناہ للمسیح الموعود۔ ۲۹ جولائی (۱) مبارک سو مبارک (۲) آسمانی تائیدین ہمارے ساتہہ ہین (۳) اجوک تایکڑ فذکوٹ دایکڑ + ایک پہلا الہام جو ۲۸ جولائی ۱۹۰۴ء۔ ایک نظارہ دکہایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے پر الہام ہوا

طاعون کے متعلق دو سوالوں کا جواب

ذیل میں ہم برادر مکرم مفتی محمد صادق صاحب کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ایک ڈاکٹر صاحب کے جواب میں لکھا ہے۔ ہم جواب کے ساتھ اصل خط بھی شائع کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

حضور عالی

السلام علیکم۔ مہربانی فرما کر ذیل کے سوالوں کا مفصل جواب دیکر اس عاجز کو ممنون و مشکور کریں گے۔ آپ کی بہت بڑی عنایت و مہربانی ہوگی۔

۱۔ فی زمانہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ جو شخص مریض طاعون کے پاس بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ رہتا سہتا ہے تو اس کو بسبب اجرام طاعون کے اس کے [بدن] میں داخل ہونے سے مرض طاعون ہو جاتا [ہے۔ ر]سول اللہ نے اس بات کو نفی اور باطل [فر]مایا ہے کہ مرض کا ایک سے دوسرے [کو لگ جا]تا ہے۔ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ۔ مسلم

[ج]ب کسی جگہ طاعون پھیلتا ہے تو [اس] شہر والوں کی خوشی سے یا حکماً [...] صاف ہوا اور کھلے میدان میں [بغر]ض صحت کے باہر نکل جانے کا [حکم دیا جاتا ہے] مگر رسول اللہ نے حکم دیا ہے اَلطَّاعُوْنُ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ وَالصَّابِرُ فِيْهِ لَهُ اَجْرُ شَهِيْدٍ

[حضرت] عمرؓ کے عہد خلافت میں جب [آپ] شام پر چڑھائی کو جا رہے تھے تب [وہاں] طاعون ظاہر ہوا اس وقت [آپ] نے کیا انتظام کیا تھا۔ اور ان کا [...]

[کی]ا کسی آیت یا حدیث سے ثابت [ہے کہ] دوران وبا طاعون میں لوگ [...] میدانوں میں نکل جاویں مگر اس طاعون [زد]ہ شہر کے حد ہی میں رہیں۔

خادم رستم علیخان مقام آگرہ مالوہ [و]سط ہند۔ رسالہ نمبر ۳۹ + مورخہ ۹ رجولائی ۱۹۰۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مخدومی مکرمی جناب ڈاکٹر رستم علیخان صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ۹ رجولائی ۱۹۰۴ء حضور اقدس مسیح موعود کی خدمت میں پہونچا۔ جس میں آپ نے یہ دریافت کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ الخ اور آج کل تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مرض طاعون متعدی ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ طاعون سے بھاگنا گناہ ہے۔ لیکن فی زمانہ طاعونی جگہ سے نکلکر باہر رہنا مفید پایا گیا ہے اور ایسا ہی آپ نے دریافت کیا ہے کہ طاعون کی جگہ کو چھوڑنے سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حکم تھا اور گاؤں سے نکل کر کھلے میدان میں جانا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ ان سوالات کے جواب میں حسب الحکم حضرت اقدس مہدی معہود علیہ السلام آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ صحیح ہے مگر اس حدیث کو دیگر احادیث کے ساتھ جو اسی بارے میں آنحضرتؐ سے مروی ہیں ملا کر پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْاَسَدِ۔ یعنی کوڑھی سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ پس اگر اول الذکر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں تو دوسری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امراض متعدی بھی ہوا کرتی ہیں۔ اور رسول اللہ کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ حکمت اور طبابت کے رنگ میں جو خواص اشیاء میں ہیں ان کا ابطال آنحضرتؐ نے نہیں کیا۔ بلکہ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ فرمانے سے آپ کا یہ منشاء ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کوئی شئے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ مشرکین کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ بسبب بت پرستی کے توہمات میں بہت غرق ہوتے ہیں اور ہر ایک خوشی یا رنج کو خدا کے سوائے کسی دیوی دیوتا یا کسی درخت یا پرندہ یا کسی اور مادی چیز کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسی کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندو چیچک کے وقت چیچک کی پوجا کرتے ہیں۔ اور عرب بارش کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے تھے کہ فلاں ستارے نے ہم پر بارش برسائی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام بت پرستیوں اور توہمات کی بیخ کنی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اس واسطے آپ نے ہر بات میں توحید کا سبق دیا اور اس معاملہ میں لوگوں کے اس اعتقاد کو اڑایا کہ بیماریاں خود بخود آتی ہیں اور خود بخود چلی جاتی ہیں اور ان کو سکھایا کہ عدوٰی اور ہامۃ کچھ چیز نہیں۔ سب اشیاء خدا کی خادم ہیں اور بغیر اس کے حکم کے نہ کوئی بیماری پڑھ سکتی ہے اور نہ اور کوئی دکھ یا تکلیف کسی کے نزدیک آسکتا ہے۔ یہ ایک خالص توحید تھی جس کی طرف آنحضرتؐ نے قوم کو توجہ دلائی ورنہ اس سے یہ منشاء ہرگز نہیں کہ اشیاء کے طبعی خواص کا انکار کیا جائے۔ کیونکہ عدوٰی کے متعلق خود جذامی سے بھاگنے کی حدیث موجود ہے اور ہامۃ کے متعلق ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر ہامہ دراصل کوئی شئے نہیں تو پھر اس سے خدا کی پناہ مانگنا کیا معنے رکھ سکتا ہے۔ اور دنیا کے تجربہ و مشاہدہ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہر حالت میں ہمیشہ طاعون یا کوئی اور بیماری اپنے خواص متعدی ہونے کے ظاہر نہیں کرتی۔ گذشتہ سال میں بہت سے شہروں میں کئی لوگوں نے بوجہ ہمدردی کے یا بوجہ معقول مزدوری کے لالچ کے یہ پیشہ اختیار کیا تھا کہ طاعونی مردوں کو گھروں میں سے اٹھا کر باہر لے جاتے اور دفن کرتے یا جلاتے اور باوجود ایسے متعفن مکانات میں داخل ہونے کے اور اپنے ہاتھ سے مردوں کو اٹھانے اور اتنی دور لے جانے کے وہ سب صحیح و سلامت رہے اور کچھ اثر ان پر نہ ہوا اور ایسا ہی کئی لوگ اپنے عزیز مریضوں کی خدمت میں برابر مصروف رہے اور بسا اوقات وہ مریض مر بھی گیا اور متوفی کے کپڑے وغیرہ بھی پس ماندوں نے استعمال کئے مگر ان کو خدا نے بچا لیا۔ پس یہ صحیح ہوگا کہ یہ قاعدہ کلیہ بنایا جائے کہ طاعون کی مرض ایسی متعدی ہے اور اس کی یہ خاصیت ایسی طاقت ور ہے کہ ہرگز نہیں ٹلتی ایسا خیال انسان کو رفتہ رفتہ توحید سے باہر نکال لے جاتا ہے اصل بات وہی ہے جو آنحضرتؐ نے فرمائی کہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اگر آپ اس قدرت نمائی کا زبردست نشان دیکھنا چاہیں تو قادیان میں دیکھ سکتے ہیں۔ جہاں گذشتہ دو سال سے طاعون پڑتا ہے اور بہت سے واقعات موت ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے گھر کو خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے وعدہ کے مطابق جو بہت عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ محفوظ رکھتا ہے۔ سوچنا چاہیئے کہ جب دیوار بدیوار جو گھر ہیں ان میں برابر وارداتیں ہوتی ہیں تو کس چیز نے ان کیڑوں کو جو ساتھ کے گھر میں ہیں اس بات سے روک دیا ہے کہ اس گھر میں آجاویں اور اگر اس گھر میں آگئے ہیں تو کس چیز نے ان کو روک دیا ہے کہ اپنے فعل سے وہ بالکل بے کار پڑے ہیں۔ کیا یہ واقع امر اس کے واسطے کافی دلیل نہیں ہے کہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور دراصل عدوٰی اور ہامہ کچھ شئے نہیں ہے۔

ایسا ہی طاعونی علاقہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے کے متعلق اصل حدیث اس طرح سے ہے۔ اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدِمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ۔

یعنے طاعون ایک عذاب ہے جو یہود کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جس وقت تمہیں خبر لگے کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو اس میں نہ جاؤ اور اگر تم اس شہر میں پہلے سے موجود ہو اور طاعون واقع ہو جائے تو پھر ایسا نہ کرو کہ وہاں سے بھاگ کر کہیں اور جگہ چلے جاؤ۔

یہ حدیث آپ کے سوالات پر اور نیز طاعون کے عام حالات پر بہت روشنی ڈالتی ہے۔ اول تو لَا تَقْدِمُوْا سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے طاعون کے متعدی ہونے کے خواص کی طرف سے اشارہ کر کے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان ایسی جگہ پر جا کر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

دوم۔ اگر ایک جگہ پھیل جائے تو وہاں سے دوسرے شہروں میں پھیلنے کے ذریعہ کو لَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا کا حکم سنا کر روک دیا۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک شخص گندی ہوا سے یک دفعہ بھاگ کر دوسرے شہروں میں چلا جاتا ہے۔ جہاں ہوا صاف ہوتی ہے تو اس کے اندر کا مادہ خراب اس صفائی کی برداشت نہ کر کے جلد بھڑک اٹھتا ہے اور اگرچہ اپنے شہر میں وہ شخص بخیریت ہوتا ہے تاہم دوسرے شہر میں اگر وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ اس کی بیماری اس تمام شہر کے واسطے موجب ہلاکت ہو جاتی ہے۔ پس اس بات سے رسول اللہ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص مطعون شہر سے بھاگ کر دوسرے شہروں کو خراب کرتا پھرے اور اگر اس بات پر ہندوستان میں عمل ہوتا تو بہت سے مصائب سے لوگ بچ جاتے۔ لیکن یہ اخراج اس وقت منع ہے جب کہ طاعون واقع ہو جائے یعنے خوب پڑ جائے۔ لیکن ابتداء ابتداء میں نکل جانا فَلَا تَقْدِمُوْا کے حکم کے نیچے ہے جب آدمی دیکھے کہ کسی جگہ طاعون پڑنے لگا ہے تو پھر وہاں رہنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس واسطے وہاں سے نکل جانا جائز ہے۔ تیسرا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے

اور بیہودگی کے ساتھ اُس کی خاص مناسبت ہے اور اُس کے آئندہ واقع ہونے کے متعلق آنحضرت نے اس حدیث میں ایک اشارہ کیا ہے اور سمجھایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو ایسے وقت میں نازل ہوتا ہے جبکہ لوگ بیہودہ خصلت ہو جائیں اور تمہارے درمیان بھی ایسا ہوگا اور اُسوقت تم نے ایسا کرنا اور ایسا نہ کرنا۔ پس یہ پیشگوئی اس زمانہ میں پوری ہوئی ہے۔ کوئی ہے جو غور کرے اور سوچے اور فائدہ اٹھائے + لیکن یہ بات کہ آدمی اگرچہ دوسرے شہروں میں نہ جائے تاہم یہ مناسب ہے کہ اُسی شہر کے ارد گرد اچھی ہوا میں جا رہے۔ یہ بات بھی اسی حدیث سے اور آیت **والرجز فاھجر** سے ثابت ہے۔ کیونکہ جب طاعون ایک رجز ہے اور رجز اور رُجز مترادف الفاظ ہیں جن کے معنے میں گندگی تو انسان کو چاہیے کہ گندگی سے بچنے کی کوشش کرے طبعًا بھی جب آدمی کے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں تو وہ اُن کو بدلتا ہے اور مکان کی صبح شام صفائی کرتا ہے اور جس جگہ بدبو ہو وہاں سے اٹھ کر اور جگہ جا بیٹھتا ہے۔ پس جب گلی کوچوں میں طاعون کی گندگی ہو پھیل جائے تو ایسی گلی کوچوں کو چھوڑ دینا اور اچھی ستھری جگہ جا بیٹھنا فطرتًا ایک عمدہ اور مفید امر ہے اور اسی پر عمل کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت جبکہ نشیب زمین میں طاعون پڑا تو اُن اصحاب کبار کے مشورے کے بعد جو حضرت رسول کریم کی صحبت سے اکثر مستفیض ہو چکے تھے فوج کو وہاں سے ہٹا کر اونچی جگہ یعنی پہاڑی پر چڑھا دیا تاکہ اُس جگہ کی گندی ہوا سے سب بچکر صاف ہوا میں آجا دیں اور انتشار موجب صفائی ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل قرآن شریف اور حدیث قدسی کے متابعت کے مطابق تھا اور یہ حدیث جو آپ نے تحریر کی ہے کہ الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ لہ اجر شھید۔ یعنی طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جنگ سے بھاگنے والا اور اُس میں صبر کرنے والے کیواسطے شہید کا اجر ہے + یہ حدیث بھی ویسی ہی ہے جیسا کہ عدوی والی حدیث یعنی طاعون کو بجائے خود ایک قادر مقتدر چیز سمجھ کر انسان کو اُس سے خوف نہیں کھانا چاہیئے بلکہ اس کو خدا کے ہاتھ میں اور خدا کا ایک خادم سمجھنا چاہیئے اور اس سے بھاگ کر دوسرے شہروں میں جانا انسان کو نجات نہیں دے سکتا بلکہ خدا کے حکم کے مطابق انسان کو چاہیئے کہ اپنی جگہ پر قیام رکھے اور صبر کرے پھر اگر حکم خداوندی کی اطاعت میں مارا بھی جائے تو بسبب اس اطاعت اور صبر کے اُس کے واسطے شہید کا سا اجر ہے۔ یہ معنے تو اس حدیث کے صاف ہیں۔ لیکن اصل میں اس حدیث شریف میں ایک پیشگوئی ہے۔ یعنی ایک زمانہ میں ایک ایسا طاعون پڑیگا جو مومنوں اور غیر مومنوں کے درمیان جنگ کا حکم رکھتا ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت کے زمانہ میں کافر بذریعہ جنگ کے جو اُن کے لئے عذاب الٰہی تھا ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی اُس زمانہ میں غیر مومن بذریعہ طاعون کے ہلاک ہوں گے اور اُس وقت دو قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک وہ جو غیر مومن ہوں گے وہ طاعون کو بُرا مانیں گے اور اُس سے بھاگنے کی کوشش کریں گے مگر اُن کے واسطے کوئی مفر نہ ہوگا وہ اس جنگ میں بہرحال ہلاک ہوں گے۔ اور دوسرے مومن ہوں گے جو طاعون کو ایک نشان الٰہی سمجھیں گے اور اُس کی قدر کریں گے اور وہ اُن کے واسطے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا اور وہ صبر کے ساتھ اُس کے نتائج پر کو دیکھیں گے۔ اگر ان میں سے فوت بھی ہو جائیگا۔ تو جیسا کہ جہاد کے وقت مرنے والے مومن شہید ہوتے ہیں ایسا ہی وہ بھی شہید ہوں گے۔ پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی پیشگوئی ہے جو اس زمانہ میں آکر پوری ہوئی ہے۔ امید ہے کہ یہ بیان آپ کے لئے کافی ہوگا۔ اور اگر کسی اور میں شبہ باقی ہو تو پھر تحریر فرماویں۔ والسلام۔

آپ کا خادم

عاجز محمد صادق۔ گورداسپور

تقریر حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ

۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء ۱۰ بجے صبح کے

۱۔ تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰت اللہ ۔ الاٰخرہ۔

پھر سوال ہوا کہ اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ الہام اور ماموریں کا سلسلہ بند ہو گیا ہے + فرمایا۔ کیا کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ اب الہام اور ماموریں کا سلسلہ بند ہو گیا اور کیا اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ اللہ کے سوائے کوئی حاکم نہیں اُس نے تفصیل کے ساتھ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب دی ہے وہ بھی اس کو جانتے ہیں کہ ضرور یہ رب کی طرف سے ہے۔ تیرے رب کی باتیں پوری ہو چکی ہیں اور ان کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔ کیسی سیدھی بات ہے۔ کلمہ بات کو کہتے ہیں۔ پھر کیا لا مبدل لکلمات اللہ کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ قرآن کو کوئی شخص غلط نہیں لکھ سکتا۔ یا کیا حافظ لوگ بعض وقت اس کو غلط نہیں پڑھتے۔ پھر کیا اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ کوئی شخص اس کو بدلا نہیں سکتا۔ یا کیا آئندہ کوئی کلمہ نازل نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ تیرے رب کی بات صدق اور انصاف سے ٹھیک پوری ہوئی اور کبھی کوئی اللہ کی باتیں بدلانیوالا نہیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پورا ہو کر رہتا ہے۔ مثلاً فرمایا انا لننصر رسلنا۔ تو ہمیشہ پورا ہوا۔ نبی کریم کو تسلی دی کہ تیرے ساتھ بھی وعدے ہوئے کہ تو مظفر و منصور ہوگا اور تیرے دشمن ناکام ہوں گے یہ باتیں پوری ہو کر ہی رہیں گی۔ پس تیرے رب کی باتیں سچی ہیں یعنے جو کچھ پیشگوئیاں خدا نے رسول کی نسبت بتلائی ہیں یہ اٹل ہو کر رہینگی اور ضرور پوری ہونگی۔ مثلاً کفار مکہ کو کہا تجزون بما کنتم تعملون۔ یہ اٹل ہے۔ اور ضرور بدلہ ملکر رہیگا پھر کیسی پوری ہوئی۔

پھر کہا یہ لوگ مال خرچ کریں گے تیری مخالفت میں مگر ان کو اُس کے خرچ پر سوائے افسوس کے کچھ نہ ملیگا اور مغلوب کئے جاویں گے۔ کیا یہ بات اٹل پوری ہوئی کہ نہیں۔ کیونکہ وہ تو صدقًا ہیں۔ یعنے سچ ہو کر رہنے والی ہیں ایک دفعہ عروہ نے آنحضرت سے آکر کہا کہ یہ تمہارے ساتھ مختلف قوموں کے لوگ ہیں۔ ایک جتھا نہیں۔ یہ تمہارے اڑے وقت پر کام نہیں آوینگے اور میں اس کا تجربہ کار ہوں۔ تمہیں اس میں ندامت ہوگی۔ مگر یہ اُس کا ظن تھا۔ اور یہ ظن غلط نکلا۔

اب بھی لوگ اسلام کی بربادی کے سامان تلاش کر رہے ہیں۔ مگر دیکھو کہ انہیں کے گھر میں اسلام گھٹتا جاتا ہے۔ اور ایک دن اُنکا یہ ظن کہ اسلام برباد ہو جائیگا غلط نکلیگا۔ یہ کیسی سیدھی بات ہے کسی احمق نے اسی آیت پر یہ بھی کہا ہے کہ انجیل مبدل نہیں ہوئی ہم کہتے ہیں کہ یہ تو صاف بات ہے کہ وہ انجیل جو مسیح کی زبان میں تھی یہ نہیں۔ کیا مسیح اردو یا انگریزی بولتا تھا۔ سوائے اس کے لا مبدل کے معنے اور کوئی بن سکتے ہی نہیں۔

پھر فرمایا ہے۔ قد جاءک نباء من المرسلین۔ یعنے گذشتہ انبیاء کی باتیں تیرے پاس پہونچی ہیں یعنے جس طرح ان کے مخالف ہمیشہ ہلاک ہوتے رہے اسیطرح اب تیرے مخالفوں کی بات بھی اٹل ہے۔ پھر فرمایا ہے۔ انا لننصر رسلنا۔ کیا یہ پوری ہوئی کہ نہیں۔ مثلاً مرزا صاحب کی مخالفت پر لوگوں نے کتنا زور لگایا ہے۔ مگر وہی لا مبدل لکلمات اللہ کیسا پورا ہو رہا ہے۔ اندر ہی اندر کشش ہو رہی ہے۔ کوئی ہے جو اس کو ٹلا دیوے۔

۲۔ عربی سیکھنے میں ہماری یہ رائے ہے کہ عربی پانچ قسم کی ہوتی ہے پہلے سوچے کہ اس کو کونسے قسم کی ضرورت ہے۔

اوّل قرآن کریم کی عربی۔ یہ تو قرآن ہی پڑھنے سے آویگی۔ دوئم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی۔ یہ آنحضرت کے کلمات یعنے احادیث کے پڑھنے سے آویگی۔ سوئم۔ صحابہ و تابعین و آئمہ دین کی عربی۔ یہ صحابہ و تابعین آئمہ دین کے اقوال پڑھنے سے آویگی۔ چہارم ان بدمعاشوں اور شہدوں کی جاہلیت کے اشعار و خطبا کی عربی۔ جو زمانہ جاہلیت میں گذرے ہیں۔ یہ اُن کے اشعار و خطب پڑھنے سے آویگی۔

اب قرآن کے سیکھنے کے اصول یہ ہیں۔ اوّل تقوے۔ تقویٰ کے متعلق ابتدائی حالت اتنی تو ہو کہ ایک شخص اپنے طور پر گو خدا کی ہستی کو نہیں جانتا۔ مگر جتنے علوم دنیا میں شروع ہوئے ہیں پہلے فرضی طور پر شروع ہوئے ہیں۔ جیسے یوکلڈ۔ پھر بات فرض سے شروع ہوئی اور انجینیرنگ اور اسٹرانومی تک جا پہونچے۔ مگر بشرطیکہ فرض سچا اور مفید ہو پھر خدا کی ہستی کو غیب الغیب رنگ میں فرض کرے۔ جیسے قرآن نے فرمایا۔ **یؤمنون بالغیب**۔ اور اُس طرح اپنے رنگ میں پکارے۔ او غرباء اور مساکین کی مدارات اور درد کرے۔ اور فرضی طور پر ہی یہ بھی مانے خدا کسی کو کچھ عطا بھی کرتا ہے مکالمہ بھی ہوتا ہے پھر فرضی دعا و امداد سے کام لے۔ اس کے سوا سچی راہ مل سکتی ہی نہیں۔ دیکھو ایک پولیس انسپکٹر کو ایک کہ فلاں شریف آدمی کے گھر میں اپنا مال مسروقہ رکھا ہوا ہے وہاں پہونچ کر تلاشی لے لیتا۔ نہیں کرتا کہ یہ تو چور اور ... کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ بالغیب کہتے ہیں۔

پھر دعاؤں میں اعلےٰ درجہ فاتحہ ہے۔ یہ سیدھی اور صاف یہ ایک ایسی دعا ہے کہ اگر ... نہ ہو تو کوئی مذہب اس سے ... اور نہ اس کی مثل لا سکتا ہے۔ مینے ایک برہمو سے پوچھا کہ تمہار کیا ہے اُس نے کہا دعا۔ مینے کہا کہتے ہو کہ کیا کسطرح۔ مینے کہا مشابدہ۔ وہ کیونکر۔ مینے کہا تم اپنی کوئی اعلے مدعا

دعا ر سنا وے تو سہی۔ پھر اس کو شرم آگئی اور کچھ دیر چپ ہو کر کہا کہ آپ ہی سنائیں میں نے کہا دعوے تمہارا اور سناؤں میں۔ خیر اس کے اصرار کرنے پر۔ میں نے سورۃ فاتحہ میں بہت ساری باتیں۔ نظر رکھکر سنانا شروع کیا تو اس نے جھٹ نوٹ بک نکالکر نوٹ کرنے شروع کر دیئے اور کہا کہ اصل دعا یہی ہے۔

پھر قرآن سمجھنے کا خاص قاعدہ جو میرا اپنا مجرب ہے پہلا تو یہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ دوسرا تقوی کے بعد جب قرآن پڑھے تو اپنا خیال و اعتقاد۔ اپنا ارادہ اپنی خواہش۔ مقدم نہ رکھے۔ بلکہ یہ خیال رکھے کہ جو قرآن کا حکم ہوگا وہی میرا ایمان ہوگا۔ پھر دعا کر کے شروع کرے اور یوں یقین کرے کہ یہ قرآن اسوقت مجھ پر نازل ہو رہا ہے۔ میں آدم ہوں یا فرشتہ یا ابلیس و شیطان۔ میں فرعون ہوں یا موسے۔ وغیرہ وغیرہ کل قرآن کو اپنے اوپر چسپان کرتا جاوے۔

پھر ایک نوٹ بک پاس ہو جو بات سمجھ میں نہ آوے اس کو اس میں درج کرتا جاوے پھر جب اسی طرح ایک دور قرآن کا ختم کرے تو پھر۔ بیوی کو بلاوے کہ آؤ اب دو شخصوں پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ پھر ویسا ہی ایک نوٹ بک رکھے۔ پھر تیسری دفعہ خاص خاص دوستوں۔ احباب اور خادموں کو اور بچوں کو بلا کر سناوے۔ کہ اب ان سب پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ پھر چوتھی دفعہ عوام مسلمانوں کو سناوے۔ اور پانچویں دفعہ غیر مذاہب کو سناوے۔ اسطرح پر خدا تعالے رفتہ رفتہ کل مشکلات کو حل کر دیگا

مجھے ایک دفعہ الہام ہوا۔ کہ قرآن کے متعلق کوئی مخالف تم پر اگر کسی قسم کا اعتراض کریگا تو ہم تمہیں فوراً حل بتا دیویں گے۔ پھر میں نے تو ان متذکرہ بالا طریق سے قرآن سیکھا ہے۔

۳۔ مسیح کے متعلق۔

لڑکے چار قسم کے ہوتے ہیں اول وہ جو بالکل باپ کے خط و خال اور عادات و اطوار۔ بلکہ امراض بھی۔ لیکر آتے ہیں۔ دوئم وہ جو باپ کے نہ لے اور ماں اور اس کے رشتہ داروں کے رنگ پر ہوتے ہیں۔ سوئم وہ جو نہ ماں اور نہ باپ اور نہ ان کے رشتہ داروں کے طرز پر ہوتے بلکہ بالکل نرالے ہوتے ہیں۔ چہارم وہ جو طرز انسانیت سے باہر ہوتے ہیں۔ بلکہ صرف چارپایوں کی طرح پر ہوتے ہیں۔

اسمیں ستر یہ ہے کہ جس وقت نطفہ رحم میں جاتا ہے۔ تو ہزارہا عورتیں ایسی ہوتی ہیں اس کل پانی کو باہر نکالدیتی ہیں۔ انسان گن نہیں سکتا کہ کتنی دفعہ جماع کیا اور صرف ایک بچہ پیدا ہوا۔ پھر جنکی اولاد ہوتی ہے اون کی کثرت سے تو منی خارج ہو جاتی ہے اور ایک تہوڑا سا خاص حصہ اندر رہجاتا ہے۔ باقی سب باہر چلا آتا ہے۔ اور جیسا کہ پھر میں سے صرف ایک کیڑی کے برابر اندر رہتا ہے اس میں بھی سیکڑوں جانور ہوتے مگر وہ بھی سب ضایع ہو جاتے۔

مثلاً دیکھو آم کے پہول۔ پہلے ان کو آندہیاں ضایع کر دیں۔ پھر کیری کو کچھ تو جانور کہا لیتے اور کچھ انسان اور بہت سارے حصہ کو اس میں سے ہی ہوا گرا دیتی۔ پھر جو باقی رہتے اس میں سے چٹنی۔ اچار اور مربہ کیواسطے توڑے جاتے۔ پھر جو ان سب صدموں کے بعد باقی رہجاتے وہ بھی سارے کے سارے ایک دم نہیں پکتے۔ پھر مصلحت الہی ایسی ہوتی کہ کروڑ در کروڑ پہولوں میں سے سو پچاس پہل پکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی ایک شہوت کا جوش ہوتا ہے۔ پس علم والے لوگ جانتے کہ جسطرح مرد کے اندر سے رطوبت نکلتی اور اوسیقدر عورت کے اندر سے بھی نکلتی ہے اور وہ بھی اوسیطرح ضایع ہوتی جسطرح مرد کی۔ پھر لکہا ہے کہ کوئی خاص حصہ ماں کا اور کوئی خاص حصہ باپ کا آپسمیں پیوست ہو جاتا ہے اور اسکی یہ شکل بنتی ہے۔ پھر اس کے درمیان والا ٹکڑا اسمیں سے نکلکر الگ جا کھڑا ہوتا پھر اس کی بھی شکل بنجاتی ہے پھر اس کا درمیانی ٹکڑا الگ جا کھڑا ہوتا اور اس کی پھر یہی شکل بنتی علے ہذا القیاس ایک عرصہ کے بعد ایک مدور شکل میں ایک اسطرح کی صورت بنتی

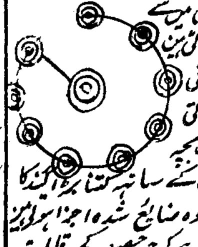

پھر ان کل شکلوں میں سے جو ہزاروں ہزار ہوتی ہیں صرف ایک کا بچہ بنتا باقی سب ضایع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کے ساتھ کتنا بڑا گیند کا لوتہڑا نکلتا۔ جو وہ ضایع شدہ اجزا ہوتے ہیں اسمیں ستر یہ ہے کہ جو حصص کچھ قابلیت رکھتے ہیں وہ چن کر الگ کر لیئے جاتے ہیں پھر اون کے اخلاق اور عادات اس بچہ میں آجاتے ہیں۔ اسمیں غذاؤں اور ملکوں کی آب و ہوا کا بھی کچھ حصہ ہوتا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ جس جز کا بچہ بنا ہے وہ ماں کا جز یا باپ کا رہا۔ باپ کا ہونا نہ ہونا وہاں ہی مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ مریم کا خاوند کوئی شخص یوسف نامی تہا۔ رہی یہ بات کہ مسیح کس کے نطفہ سے تہا۔ پھر اب ہمیں تو ویسے بھی یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ وہ بچہ باپ کے اجزا سے ہوتا ... یا ماں کے اجزا سے پیدا ہوتا سیکڑوں باپ ایسے ہیں کہ جنہوں نے اپنی عمر کے بیسیوں برس کوشش میں ضایع کر دیئے اور کوئی بچہ پیدا نہوا فقط۔

متقی کون ہے ۱۹ جون ۱۹۰۴ء

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو اسکو جو خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا کے نشانات کو ٹالتا جاتا ہے وہ ہرگز متقی نہیں ہو سکتا متقی کو تو ترسان اور لرزان ہونا چاہیئے کیا دنیا میں ایسا ہوا ہے کہ چوبیس سال سے برابر ایک انسان رات کو منصوبہ بناتا ہے اور صبح کو خدا کی طرف لگا کر کہتا ہے کہ مجھے یہ وحی یا الہام ہوا اور خدا اس سے مواخذہ نہیں کرتا اس طرح سے تو دنیا میں اندہیر پڑ جاوے اور مخلوق تباہ ہو جاوے متقی تو ایک ہی بات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہاں تو ہزاروں ہیں زمانہ الگ پکار رہا ہے۔ احادیث منکم منکم کہہ رہی ہیں سورہ نور میں بھی منکم لکھا ہے قساوت قلبی اور بہائم کیطرح جو زندگی بسر ہو رہی ہے وہ الگ بتا رہی ہے صدی کے سر پر کہتے تھے کہ مجدد آتا ہے اب ۲۲ سال بھی ہو چکے کسوف و خسوف بھی ہو لیا۔ طاعون بھی آگئی۔ حج بھی بند ہوا ان سب باتوں کو دیکھکر اگر اب بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو ہم کیونکر جانیں کہ ان میں تقوی ہے ہم نے بار بار کہا کہ آؤ اور جن باتوں کا کہ تم کو سوال کرنیکا حق پہونچتا ہے وہ پوچھو۔ ہاں یہ نہیں ہوگا کہ قرآن شریف تو کچھ کہے اور تم کچھ کہو اور ایسے اقوال پیش کرو جو اس کے مخالف ہوں۔ مسیح کا نزول جسمانی آسمان سے مانتے ہیں حالانکہ وہ جب صحیح ہو سکتا ہے جبکہ صعود اول ہو قرآن مسیح کی وفات بیان کرتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ جہت پہاڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ کیا تقوی اس بات کا نام ہے کہ یقینی کو ترک کر کے توہمات کی اتباع کیجاوے سچے تقوے کا پتہ قرآن سے ملتا ہے کہ دیکھ لیوے کہ تقوے والوں نے کیا کیا کام کئے۔

روح اخوت

مذکورہ بالا تقریر کے بعد ایک صاحب نے عرض کی کہ حضور بعض احمدی بھائی ایسے ہیں کہ انہوں نے بیعت کی ہوئی ہے اور ان ظاہر بھی رکھتے ہیں اگر بعض اقوال و حرکات اُن سے بیجا ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض اُن میں سے احادیث کے قائل نہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ سب لوگ ایک طبقہ کے نہیں ہوتے۔ خدا تعالے بھی قرآن شریف میں مومنوں کے طبقات بیان کرتا ہے منھم ظالم لنفسه ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات ۲۲/۱۴ کہ بعض اُن میں سے اپنے نفسوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعض میانہ رو اور بعض سبقت کرنیوالے۔ دوسری یہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تو ترقی آہستہ آہستہ ہی کی تہی۔ ایمان میں بھی اور عمل میں بھی۔ لکہا ہے کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو ایک صحابی سے آپ نے ایک ٹکڑا زمین کا مسجد بنانے کے لئے طلب کیا اُس نے عذر کیا اور کہا کہ مجھکو آپ درکار ہے اب یہ اسقدر گناہ کی بات ہے کہ خدا کا رسول مسجد کیلئے زمین طلب کرے اور یہ باوجود مرید ہونے کے اپنی نفسانی ضرورت کو دین کی ضرورت پر ترجیح دیتا ہے لیکن آخر وہی صحابہ تہے کہ جنہوں نے اللہ کیلئے اپنے سر کٹوائے۔ ترقی ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ ایک سال انسان کچھ کرتا ہے دوسرے سال کچھ۔ لیکن اگر بدظنی کریں تو اسکی مثال یہ ہوگی کہ ایک مریض ہمارے پاس آتا ہے جو کہ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہے اور ہم کسے ایکدو دن دوا دیکر نکالدیں۔ اور کوڑے طور پر الگ کر کے اُس کا علاج نہ کریں۔ ہمارا کام تو رات دن اُن کے لئے دعا تضرع اور ابتہال میں لگا رہنا ہے سالکین کا یہ کام نہیں ہوتا کہ ہر ایک بات پر چڑکر لوگوں سے متنفر ہوتے رہیں ابھی یہ لوگ قابل رحم ہیں اور خدا تعالے انکی اصلاح کے سامان کر رہا ہے علاوہ ازیں سب ایکدرجہ کے نہیں ہوتے صحابہ میں سے بعض اس درجہ کے تہے کہ عنقریب نبی کے درجہ پر پہونچ جاویں اور بعض ادنے درجہ کے جیسے دریا میں مولی بھی ہوتا ہے اور مونگا بھی اور سیپ بھی اور دوسری اشیاء مثل سونا اور دوسرے حیوانات کی ایسا ہی جماعت کا حال ہوتا ہے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھکر اُس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اُس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیئے۔

حکایت

ایک صوفی کے دو مرید تہے ایک نے شراب پی لی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے

صوفی سے شکایت کی اُس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اسکی شکایت کرتا ہے اور ہجا کر اُٹہا نہیں لاتا۔ وہ اسیوقت گیا اور اُسے اُٹہا کرے چلا۔ کہتے ہیں کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اُسے اُٹہا کر لیجا رہا ہے صوفی کا مطلب یہ تہا کہ تو نے اپنے بہائی کی غیبت کیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچہا تو فرمایا کہ کسیکی سچی بات کا اسکی عدم موجودگی میں اسطرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اُسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اسمین نہیں ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اُس کا نام بہتان ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا (۲۶ حجرات)

اسمین غیبت کرنیکو ایک بہائی کے گوشت کہانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بہی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان میں عیب کرنیوالے بہی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پہر یہ آیت بیکار ہو جاتی ہے اگر مومنون کو ایسا ہی مطہر ہونا تہا اور اُن سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پہر اس آیت کی کیا ضرورت تہی۔ بات یہ ہے کہ ابہی جماعت کی ابتدائی حالت ہے بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اُٹہتا ہے۔ بعض میں کچہہ طاقت آگئی ہے پس چاہئیے کہ جسے کمزور پاوے اُسے خفیہ نصیحت کرے اگر نہ مانے تو اوس کے لئے دعا کرے اور اگر دونون باتون سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجہے جب خدا نے انکو قبول کیا ہوا ہے تو تمکو چاہئیے کہ کسی کا عیب دیکہکر سر دست جوش نہ دکہایا جاوے ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے قطب اور ابدال سے بہی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے بلکہ لکہا ہے کہ القطب قد یزنی کہ قطب سے بہی زنا ہو جاتا ہے بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے جلدی اور عجلت سے کسیکو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے کسی کا بچہ خراب ہو تو اُس کی اصلاح کیلئے وہ پوری کوشش کرتا ہے ایسے ہی اپنے کسی بہائی کو ترک نہ کرنا چاہئیے بلکہ اُس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئیے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکہکر اُسے پہیلاؤ اور دوسرون سے تذکرہ کرتے پہرو بلکہ وہ فرماتا ہے۔ تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمة کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکہکر اُسے نصیحت کیجاوے اور اس کے لئے دُعا بہی کیجاوے دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بہی نہیں کرتا عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئیے جب پہلے کم از کم چالیس دن اُس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔ سعدی نے کہا ہے۔ خدا داند بپوشد و ہمسایہ نداند و خروشد۔ خدا تو جانکر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پہرتا ہے۔ خدا کا نام ستار ہے تمہین چاہئیے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اسکی اشاعت اور غیبت کیجاوے۔

شیخ سعدی کے دو شاگرد تہے ایک ان میں سے حقایق و معارف بیان کیا کرتا تہا اور دوسرا جلا بہنا کرتا تہا آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب میں کچہہ بیان کرتا ہون تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا۔ جبتک رحم۔ دعا ستاری اور مرحمہ آپسمین نہ ہون۔

مرثیہ

برشہادت حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از سید قربان علی صاحب معافیدار ریاست مالیرکوٹلہ

یاد ہے بہولا نہ تہا ابتک غم آلِ عبا
دشت کابل میں کہنچا پہر نقشہ کرب و بلا

وہ گل باغ حیا پژمردہ وہ آب وفا
باد صرصر بد دماغون نے پریشان کر دیا

سرزمین وحشیون میں کیا پڑا معاملہ علم
گردن سید پہ سہتے ہیں سدا تیغ جفا۔

یعنی حضرت مولوی شہزادہ عبد اللطیف
جو شہ کابل کا تہا اخوند زادہ سہ لقا

جس نے اپنے ہاتہ سے رکہا تہا شہ کے سر تاج
کیا ہی بخشا شہ نے ان کو تاجپوشی کا صلا

کسطرح اُس بیگناہ کو لائے مقتل میں توجہ
سنگساری کے لئے وہ سنگدل اور پُر خطا

وہ گلوئے نازک اور وہ شدت طوق گران
اور وہ زنجیر سلسل میں مقید دست و پا

صف بصف نازان کہڑے سب کلمہ گویان
دلین لیکر پیلا پتہر مارنے کی التجا

ضرب اول سے سر اقدس جہکا سوئے زمین
جان بحق تسلیم ہو کر ذات کو سجدہ کیا

اور کہا یارب رہے دایم اما مسلح جو
جان کی کچہہ پروا نہیں ہو جائگی انپر ہون فدا

دیکہہ صبر اور استقامت سید مظلوم کی
تہا فرشتون کی زبان پر آفرین و مرحبا

حشر میں کیا عالمون پر یہ نہیں ہوگا سوال
تم مسلمان تہے۔ یا خونریز سبط مصطفیٰ

اے دل اللہم صل تو روح سید پر درود
تاب لکہنے کی نہیں پُر سوز سنکر مرثیا

صبر کر قربان کہ ہوگی حق و باطل میں تمیز
دن قیامت کے یہ خود ہی فیصلہ ہو جائیگا

(البدر)

تعبیر الرؤیا

اخویم مفتی محمد صادق صاحب نے الحکم مورخہ ۲۴ جون میں جو میری رؤیا کی تعبیر ظاہر فرمائی ہے وہ واقعی درست معلوم ہوتی ہے یہ تاویل مفتی صاحب کے وسعت علم و صحت فراست پر دال ہے کیونکہ اس رویا کے بعد مین نے خواب میں دیکہا ہے کہ میرے ہاتہ میں ایک چہوٹی سی سونے کی ڈبیا ہے جسکا منہ کہلا ہے اور وہ روپیون سے بہری ہوئی ہے معبرین کے معانی و اشکال اور اوصاف و خواص کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ لہذا ہر ایک چیز جو خواب میں دیکہی جاوے اوس کی تاویل اوس کی عرف وغیرہ نام و شکل و اوصاف و خواص سے لینی چاہئیے

ابن سیرین فرماتے ہیں الذھب لا یحمد فی التاویل لکراھة لفظه و صفرة لونه و تاویله حزن و غرم مال۔

یعنی اگر خواب میں سونا دیکہا جاوے تو اس کی تاویل اچہی نہیں ہوتی کیونکہ لفظ ذہب خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُس کا کچہہ چلا جاوے گا یعنی کچہہ نقصان ہوگا اور سونے کا زرد رنگ بہی اچہا نہیں لہذا اس کی تاویل غم و نقصان مال ہے۔

والفضة یحمد فی التاویل لحسن لفظه کالفیض والفضل والفوز والفائدة والفرح و صفاء لونه۔ یعنی اگر کوئی شخص خواب میں چاندی دیکہے تو اوسکی تاویل اچہی ہوتی ہے کیونکہ لفظ فضہ فیض و فضل اور فوز و فائدہ اور فرح پر اور اس کا رنگ صفائی و چمک پر دلالت کرتا ہے میری پہلی اور دوسری رؤیا ایک ہی واقعہ پر دلالت کر رہی ہیں کیونکہ دونون رویا میں ذہب و فضہ کا واقعہ ہے سونے کے خواص و اوصاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس غم و نقصان کے بعد نتیجہ تقویت دل و فیضان و فضل ہوگا۔

پس مجہے خواب میں ذہب یعنے سونے کا ایک ٹکڑا اور فضہ کے بہت ٹکڑے دکہلائے جانے سے یہی مراد ہے کہ تہوڑے سے غم و نقصان کے بعد فضل فیضان و فائدہ و فوز بکثرت حاصل ہوگا اور یہ بات اِنَّ مَعَ العُسْرِ یُسْرًا کے مطابق ہے کیونکہ ہر عسر کا لازمی نتیجہ یسر ہوتا ہے۔ میری دانست میں اس رؤیا کا واقعہ اس رؤیا کے دکہائے جانے کے بعد مجہہ پر واقع ہو چکا ہے اور اب فضل و فیضان ایزدی کا امید وار ہون کیونکہ آجکی رات کو مین نے خواب میں خالص چاندی یعنے بہت سے روپیے دیکہے ہیں۔ معبرین لکہتے ہیں والدراھم تدل علی الکلام فان کانت جیادا فانھا کلمة و کلام حسن و قضا حاجة او صلة و وعد والدراھم عدد اعمال البر والدراھم الواسعة تدل علی دنیا واسعة

یعنی روپے کئی بات پر دلالت کرتے ہیں اگر خواب میں کہرے روپے دیکہے جاوین تو ان سے مراد علم اور اچہی بات اور روائے حاجت اور نماز کے اور بہت سے روپے اعمال نیک اجر بہت سے نیکیون پر دلالت کرتے ہیں اور کشایش رزق دنیاوی کی خبر دیتے ہیں۔

بہر حال رویا میں اشیائے مرئیہ کے معانی و اشکال و خواص کا لحاظ رکہنے سے صحت تعبیر میں مدد ملتی ہے عربی زبان میں اکثر الفاظ کا پہلا حرف اپنے معانی مقصودہ پر دال ہوتا ہے۔ جس لفظ کے پہلے حرف ذال یا نون واقع ہو اسمین خرد جرو پراگندگی و ریختگی و ذہاب کے معنے پائے جاتے ہیں مثلاً ذہب بمعنے سونا۔ اور چلا جانا۔ ذاب بمعنے گلنا گداختن۔ ذرہ بمعنے پراگندہ۔ ذرے جو ہوا میں اُڑتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی مثال نون۔ مثلاً نفق۔ خرچ کرنا مال سے مال مفید کا نال کر خرچ کرنا نفث۔ جو خون سینہ سے نکلے۔ نفذ۔ نفوذ۔ جاری کرنا و جاری ہونا۔ نثر۔ پراگندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس لفظ کے پہلے حرف جیم و نون آوین وہان خفا و پوشیدگی کے معنے پائے جاتے ہیں مثلاً جنین جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جنت جس میں کثرت سے درخت ہون اور وہ درختون سے چہپی ہوئی ہو مجنہ۔ ڈہال کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ آدمی اپنے آپ کو چہپا کر کسی کے حملہ سے بچائے۔ جن۔ ایک پوشیدہ مخلوق الٰہی کو کہتے ہیں جو ہماری نظرون سے چہپے رہتے ہیں۔ جنون پوشیدگی عقل۔ عقل کا در پردہ ہونا۔ جس لفظ کے پہلے حرف ق آوے اسمین توڑنے اور قطع کے معانی پائے جاوین گے۔ مثلاً قرض۔ ما

سکہ کی ابتدا اسلام میں

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان سکوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نمبر (۳ و ۴) کے غالباً وہی سکے ہیں جن کے ابتدا میں ضرب کئے جانے کا علامہ مقریزی نے ذکر کیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مورخوں کے جو بیانات در بارہ تقدیم و تاخیر ہیں اُن میں در اصل کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ رومی طرز کا سکہ پہلے سے ضرب ہوتا تھا مگر خاص عربی عبارت کا سکہ ۷۶ھ میں ضرب ہوا۔ اگر دوسرے پہلو سے ان سکوں پر تفصیلی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ کس قدر آہستہ آہستہ خالص اسلامی سکہ کی ترویج کے لئے راستہ صاف کیا گیا ہے۔ سکہ نمبر (۱) میں تو کوئی تصرف سوائے اس کے نہیں کیا گیا کہ کوفی خط میں لفظ "بحمص" لکھدیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ سکہ ممالک اسلامیہ میں مضروب ہوا ہے اور دوسری طرف اس خیال سے کہ لوگ اس کو جدید سمجھکے کہیں برا یا جعلی نہ سمجھیں لفظ "طیب" منقوش کر دیا گیا۔ دوسرے سکہ میں رومی و عیسائی علامتوں کو قائم رکھکر بسم اللہ کو داخل کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف رفع شک کیلئے پھر لفظ طیب لکھا گیا ہے۔ تیسرے سکہ میں رومی و عیسائی علامتوں کو قائم رکھکر ساتھہ کے ساتھہ اپنی مذہبی اعتقاد کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے اور ایک طرف دو صلیبوں کے مابین "محمد رسول اللہ"۔ اور دونوں طرف حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" لکھدیا گیا۔ تثلیث و توحید کا یہ عجب اتحاد ہے اور اس سکہ پر "طیب" کے لفظ کے نہ ہونے سے پایا جاتا ہے کہ اب لوگ اسلامی سکہ سے مانوس ہو چلے تھے۔ چوتھے سکے سے اور بھی ترقی ظاہر ہوتی ہے کہ علامت صلیب غیر موجود ہے۔ اور پانچویں سکے میں تو خالص وحدانیت کا اظہار ہے گویا کہ ایک سورت ہی موجود ہے۔ چھٹے سکہ میں پوری طرح پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ یہ سکہ خلیفہ اسلام کا ضرب کیا ہوا ہے۔ مگر اس کے ساتھہ بنظر احتیاط علامت صلیب کو قائم رکھا ہے گو کہ اسکی شکل ایسی بدل دی ہے کہ چاہو تو اُسے کچھہ اور سمجھہ لو اور رفع شک کیلئے لفظ "وافٍ" بھی لکھدیا ہے۔ یہ چھہ سکے ہیں اور اس سے بھی اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح آہستہ آہستہ خلائق کو خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے تیار کیا گیا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ سکہ ایک تو تعداد میں زیادہ ہوتا ہے دوسرے امیر و غریب سبھی کے ہاتھہ میں جاتا ہے تیسرے اس کی قیمت اس قدر کم ہوتی ہے کہ کسی کو شبہ ہو جائے تو بھی اس کا چلن مشکل سے رک سکتا ہے۔ جب عام طور پر ان ناقص اسلامی سکوں کو رواج ہو گیا اور ممالک متصلہ میں بھی وہ بے تکلف چلنے لگے اور ادہر مسلمانوں میں بھی خالص اسلامی سکہ پر تصویر ہونے سے ایک قسم کی برہمی پیدا ہو گئی عبد الملک نے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ۷۶ھ ہجری میں خالد بن یزید کے مشورہ سے خالص اسلامی سکہ جاری کیا۔ اس سکہ میں وہی عبارت تھی جو سکہ نمبر (۷) میں ہے۔ جو ایک سال بعد کا ہے۔ اس میں تمام رومی و عیسوی علامات ترک کر کے صاف صاف لفظوں میں خدا کی وحدانیت اور رسول کے نبی برحق اور دین اسلام کے صراط مستقیم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور عیسائیوں پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ ان کا دین باطل اور ہمارا دین حق ہے ان پر زور جملوں کے کندہ کرنے سے قیصر روم کا جواب دینا مقصود تھا۔ اور شاید یہ پولٹیکل خیال بھی ہو کہ ایسے پرجوش فقرے کندہ کرنے سے سکوں کے مروج ہونے میں مسلمانوں کے مذہبی جوش سے بھی مدد ملے گی لیکن میرے خیال میں اصلی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان پرجوش الفاظ سے تثلیث کے مقابلہ میں توحید کی خوبی اور عظمت کا اظہار ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بے جان تصویروں سے فصیح الفاظ زیادہ موثر اور معنی خیز ہوتے ہیں جب یہ سکہ جاری ہوا تو اُس پر سورہ اخلاص کے کندہ ہونے سے مسلمانوں میں پھر ایک جوش پیدا ہوا کہ سکہ ایک ایسی چیز ہے جو مطہر اور غیر مطہر سب کے ہاتھ میں جاتا ہے اس لئے اس پر ایسی متبرک سورۃ کا منقوش کرنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس سے اعلائے کلمۃ اللہ مقصود تھا اس لئے اس قسم کی نکتہ چینیوں کی پرواہ نہیں کی گئی اور وہ چند روز میں خود بخود دب گئیں۔ سکہ نمبر (۸) کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خالص چاندی کا تھا۔ اور چونکہ اس کا دور بڑا تھا اس لئے اس میں چند الفاظ اور بھی بڑھا دیئے گئے۔ ہر قسم کے سکوں کے نام آخر تک وہی رہے جو رومیوں میں قدیم سے مروج تھے غرض سکہ ۱۰۵ھ ہجری تک سکہ کی یہی صورت رہی مگر سنہ مذکور میں اس قدر ایجاد اور ہوئی کہ دار الضرب کا نام بھی لکھنے لگے ۱۲۸ھ ہجری میں ابو مسلم خراسانی بنی عباس نے اپنا سکہ جاری کیا اور اس میں اپنی دعوت کے اعلان کیلئے بعض عبارتوں کا اضافہ کیا اُسکی صورت یہ تھی۔

طرف اول۔ وسط میں "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" اس کے گرد میں "لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ" اور حاشیہ پر "بسم اللہ ضرب فی سنۃ ثمان و عشرین و مئۃ"۔

طرف ثانی۔ وسط میں۔ "اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد" حاشیہ پر حسب معمول "محمد رسول اللہ ارسلہٗ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون" مگر علامات وقف نہ تھیں۔

یہ پہلا سکہ ہے جو علاوہ خلفائے وقت کے کسی شخص نے چلانے کی جرأت کی لیکن اس باغی نے بھی اصلی عبارت کے بدلنے کا خیال نہیں کیا بلکہ فقط ایک ایسی عبارت بڑھا دی جس سے اُسکی پالیسی کا اظہار ہوتا تھا اگرچہ کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ لیکن غالباً اس امر کا بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ خلفائے بنی عباس میں پہلا درہم جو عبد اللہ السفاح کی ۱۳۲ ہجری میں تخت نشینی کے بعد مضروب کرایا اس میں بھی بنی امیہ کے درہم سے کچھہ زیادہ تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔ بلکہ تقریباً اس کو اسی حالت پر قائم رکھا البتہ وہ آیات قرآنی جن کے منقوش کئے جانے پر اہل تقویٰ کو اعتراض تھا۔ خارج کر دی گئیں۔ اسکی صورت یہ ہے:-

طرف اول۔ وسط میں "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" حاشیہ پر "بسم اللہ ضرب ہذا الدرہم بالکوفۃ سنۃ اثنین وثلثین ومئۃ"

طرف ثانی وسط میں "محمد رسول اللہ"

حاشیہ پر "محمد رسول اللہ ارسلہٗ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون"۔ اس میں منصور کے زمانہ میں اس قدر اور ترمیم ہوئی کہ طرف ثانی میں ولیعہد کا نام بھی اسطرح پر درج ہونے لگا۔

"بما امر بہ المہدی محمد بن امیر المؤمنین"

اور مہدی کے زمانہ سے خلیفہ کا نام لکھا جانا شروع ہوا اور ہارون الرشید کے زمانہ میں یہ رواج عام ہو گیا کہ جس صوبہ کے دار الضرب میں سکہ مضروب ہوتا تھا وہاں کے والی کا نام بھی اس پر منقوش کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایسے اکثر درہم اور بعض دینار ہمارے ذخیرہ میں بھی موجود ہیں۔ اسلامی سکہ بنی عباس کے دور کے آخر تک تھوڑے اختلاف سے قریب قریب اسی شکل پر رہا۔ چونکہ قدیم سے سکہ اور خطبہ علامت شاہی سمجھا جاتا رہا ہے اور مسلمانوں میں صدہا حکمران خاندان ہوئے ہیں اس لئے اسلامی سکہ کا مضمون نہایت دلچسپ اور اس سے تاریخ پر گہری روشنی پڑ سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیئے۔

چونکہ مجھکو کئی سال سے سکوں کے جمع کرنے کا خبط ہو گیا ہے اور اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے بہت سے سکے جمع کئے ہیں۔ اور اس فن شریف میں کسی قدر مہارت حاصل ہونے کے لئے سخت محنتیں بھی کی ہیں۔ اس لئے اگر زمانے نے فرصت دی اور ناظرین نے اس مضمون کو پسند کیا۔ تو کبھی کبھی خاص خاص خاندان کے سکوں کے حالات لکھے جایا کریں گے (محمد عزیز مرزا)

صدر چودھریں

ملفوظات احمدیہ

۱۲ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء بوقت ۸ بجے بمقام کچہری گورداسپور درخت جامن کے نیچے بیٹھے ہوئے حکیم نور محمد صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے مجھسے دریافت کیا تھا کہ آپ کی احمدی جماعت کے جو لوگ ہیں کہ طاعون سے بچے رہیں گے اسکی وجہ کیا ہے حکیم صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھہ اس سے تقریر کی تھی وہ سنائی پر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرماتا ہے

قادیان پر طاعون کا اثر

ان من قریۃ الا نحن مہلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذاباً شدیداً۔ یعنے طاعون کا عذاب دو طرح ہوگا کوئی بستی اس سے خالی نہ رہیگی بعض ایسی ہونگی کہ جن کو ہم بالکل ہلاک کر دیں یعنے وہ اجڑ کر بالکل غیر آباد ہو جائیگی ویرانہ اور تھہ اجڑے ہوئے کھنڈر ہو جائینگی۔ اُن کا کوئی نشان بھی نہ رہے گا لوگ تلاش کرتے پھرینگے کہ اسجگہ فلاں بستی تھی۔ لیکن پھر بھی پتہ نہ ملے گا گویا طاعون جاروب دیکر ان کو دنیا سے صاف کر اور کوئی آثار اس کے نہ چھوڑیگی بعض قریے ایسے ہوں گے کہ جنکو کم و بیش عذاب چھوڑ دیا جائے گا۔ اور صفحہ دنیا سے ان کا نام نہ مٹایا جائیگا۔ صرف سرزنش کے طور پر کچھہ عذاب انہیں نازل کیا جائیگا اور تازیانہ کر کے عذاب ہٹا لیا جائیگا بہت سے شہر فنا ہوں گے گروہ فنا نہ۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ نے قادیان کو قسم میں شامل کیا ہے اور اس الہام انہ اوی القریۃ سے مراد یہی ہے کہ اور طرح ہمارے گاؤں کو طاعون جاروب بالکل تباہ نہ کرے گی کہ لوگ تلاش کریں

کہ کہان قادیان واقعہ تہی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اس بستی کو جسطرح خدا اسکو تباہ نہ کرے گا بلکہ یہ بہی رہیگی الا بطور نازیانہ کچہ سزا دے کر اس کو بچا لیا جائیگا ہم نے بار بار مجلسون مین بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ (انہ اوی القریۃ) سے مراد یہی ہے کہ خدا نے اس قریہ کو پناہ دیدی ہے کہ وہ **طاعون** جارف سے بچی رہے اور بالکل فنا نہ ہو۔

خدا نے یہ وعدہ نہین کیا کہ باوجود گنہگار ہونے کے اللہ تعالےٰ بغیر عذاب کے چہوڑ دے۔ ایکطرف تو قرآن مین یہ لکہا ہے کہ **طاعون** سے کوئی بستی خالی نہ بچیگی اور طاعون کی وجہ صرف یہی ہے جو ان اللہ **لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم** کے الہام سے ظاہر ہے یعنے لوگون نے جب اپنے افعال اور اعمال سے غضب الٰہی کے جوش کو بہڑکایا اور بدعملیون سے اپنی حالتون کو ایسا بدل لیا کہ خوف خدا اور تقوےٰ و طہارت کی ہر ایک راہ کو چہوڑ دیا اور بجائے اس کے طرح طرح کی فسق و فجور کو اختیار کر لیا اور خدا پر ایمان سے بالکل ہاتہہ دہو دیا دہریت اندہیری رات کی طرح دنیا پر محیط ہو گئی اور اللہ تعالےٰ کے نورانی چہرے کو ظلمت کے نیچے دبا دیا۔ تو خدا نے اس عذاب کو نازل کیا تا لوگ خدا کے چہرے کو دیکہین اور اسکی طرف رجوع کرین بعض بستیان مہلکوہا مین داخل ہو کر بالکل فنا ہو جائینگی اور بعض معذبوہا مین داخل ہون گی لیکن خالی کوئی نہ رہیگی۔ **قادیان** مہلکوہا مین داخل نہوگی یہی مراد الہام انہ اوی القریۃ سے ہے گناہون کی سرزنش کرنے کیلئے خدا نے یہان بہی طاعون **نازل** فرمائی۔ خدا تو فرماتا ہے کہ لولا الاکرام لہلک المقام یعنے قادیان مہلکوہا مین داخل کر دیا جاتا لیکن صرف تمہاری تکریم اور تعظیم سے اسکو مہلکوہا مین داخل نہین کیا گیا جو بچے ہین اور جو بچین گے وہ تمہارے اکرام کی وجہ سے بچین گے یہ تو قرآن کے بالکل مخالف ہے کہ قادیان عذاب طاعون سے بالکل محفوظ رہے۔ ایک طرف تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم۔ دوسری طرف انہ اوی القریۃ کے اگر یہ معنے ہون کہ **قادیان** بالکل بچی رہیگی تو ان دونون کے درمیان تضاد واقعہ ہوتا ہے۔ دو ضدین جمع نہین ہو سکتین۔ ہم نے کبہی انہ اوی القریۃ کے یہ معنے نہین کئے۔

طاعون تو دنیا کی ہر ایک بستی مین آئیگی یہ بہی عجیب بات ہے کہ جہان کسی نے دعویٰ کیا کہ **فلان** مقام مین طاعون نہین تو اسی جگہ وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ **دہلی** والون نے بڑے زور سے لکہا تہا کہ دو وجوہ سے یہان طاعون نہین آتی اور نہ آئیگی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہان کے لوگ بہت صفائی رکہتے ہین دوسرے مجتہدون کا وہان نہ ہونا۔

اب ان لوگون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان بہی طاعون آگئی۔ لاہور کی نسبت کہا جاتا تہا کہ اسکی سرزمین مین ایسے اجزا ہین کہ اسمین طاعون کے کیڑے زندہ نہین رہ سکتے لیکن وہان بہی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے ابہی لوگون کو معلوم نہین ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ دیکہین گے کہ کیا ہوگا۔ کئی لوگ اور دیہات بالکل تباہ ہو جائین گے۔ دنیا سے ان کا نام و نشان مٹ جائیگا اور ان کے آثار تک باقی نہ رہین گے لیکن یہ حالت کبہی **قادیان** پر وارد نہ ہوگی۔

یہ ایک لمبی بیماری ہے عمرون تک چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے قطعے اسی نے برباد کر کے جنگل کر دیئے۔ شہرون کے شہر ویرانے بنا دیئے۔ سیکڑون کوس ایسے غیر آباد کئے کہ جانور بہی زندہ نہ رہے اس کے آگے تو بڑے بڑے شہر بہی کچہ حقیقت نہین رکہتے۔ بڑے سے بڑے آباد شہر کو بہی اگر چاہے تو دو تین دن مین صاف کر سکتی ہے۔

۴ جون ۱۹۰۴ء

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ نماز اصل مین **دعا** ہے۔ نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے۔ وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز مین دل نہ لگے تو پہر عذاب کے لئے تیار رہے کیونکہ جو شخص دعا نہین کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ مین دکہیارون کا دکہ اٹہاتا ہون۔ مشکل والون کی مشکل حل کرتا ہون مین بہت رحم کرتا ہون۔ بیکسون کی امداد کرتا ہون۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل مین مبتلا ہے اس کے پاس سے گذرتا ہے اور اسکی ندا کی پرواہ نہین کرتا نہ اپنی مشکل کا بیان کر کر طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا یہی حال خدا تعالےٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے قبولیت دعا کیلئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے۔ کیونکہ پتہر پر پتہر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے

الیٰ ربک یومئذ ن المستقر

اس آیت کو قیامت پر چسپان کرنا غلطی ہے کیونکہ اس دن تو خدا کی طرف رجوع کرنا کسی کام نہ آویگا بلکہ یہ اس زمانہ کی حالت ہے کہ **طاعون** کے بارے مین خواہ کوئی حیلہ حوالہ کرین ہرگز کام نہ آویگا۔ آخر مستقر خدا تعالےٰ ہی ہوگا۔ لوگ جب اس کو مانین گے تب وہ اس سے رہائی دے گا۔

این المفر بہی اسی پر چسپان ہے کیونکہ دوسری آفات مین تو کوئی نہ کوئی مفر ہوتا ہے۔ مگر **طاعون** مین کوئی مفر نہین ہے۔ صرف خدا کی پناہ ہی کام آویگی۔

خدا کیطرف ظلم کبہی منسوب نہین ہو سکتا جو صادق ہوگا وہ ضرور اپنے **صدق** سے نفع پاویگا یہ وہی دن ہے جن کی نسبت کہا گیا ہے۔ **ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم**۔

ویدک مت کے لطائف

ایک اور لطیفہ سنئے۔ ویدک تعلیم کے رو تمام نباتات بہی آریون ہی کی مسخ شدہ اور متناسخ شدہ روحین ہین۔ یجروید باب ۱۹ منتر ۴۷ کا ترجمہ بہو سکا مطبوعہ اجمیر کے صفحہ ۲۶ مین ملاحظہ ہو۔ الیشور کا ایدیش ہے۔ اس سنسار مین ہم دو پرکار کے جنم سنتے ہین۔ ایک آدمی کے جرم کا حاصل کرنا۔ دوسرا نیچے کے درجے کے۔ حیوان پرند۔ کیڑے۔ درخت وغیرہ بننا۔ انہی دونون بہیدون سے سب دنیا کی روحین لپے اپنے پاپ اور پن کے پہل حاصل کر رہے ہین۔ اور ستیارتہ پرکاش صفحہ ۳۲۸ مین ہے۔ جو شخص بذریعہ جسم کے چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت نیک آدمیون کی ہلاکت وغیرہ کام بد کرتا ہے اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبون مین ہوتا ہے۔ کیا اب بہی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ دیانندی پنتہ فلسفہ کا گہر ہے۔ جو شخص نباتات مین بہی آریون کی روحین گہسی ہوئی اعتقاد کرتا ہے اور نہ صرف نباتات مین بلکہ درخت کے ساتہہ ابہی وغیرہ کا لفظ موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ دیانندی لوگ پتہر کنکر۔ خاک دہول۔ چیزون مین آریہ پرشون کی روحین گہسی ہوئی مانتے ہین۔ وہ بہی دنیا مین فلسفہ کا نام لے یا کسی طرح کی شیخی بگہارے ع

این خیال است و محال است و جنون

دیانندیو! اگر واقعی تمام درختون اور نباتات مین تمہارے بہائی بندون ہی کی روحین متناسخ شدہ اور عقوبت مین گرفتار ہین۔ تو آپ لوگ سبزی اور نباتات وغیرہ کہان اپنے پیٹ مین ٹہاٹہس ڈال رہے ہین یہ کیا بات ہے کہ تم اپنے بہائی بندون کو اپنے ہاتہون سے اس طرح تلف اور ضائع کرو۔ آپ کو ان پر درد اور رحم کیون نہین آتا کیا انصاف ہے کہ ہری ہری سبزی اور عمدہ عمدہ درختون کو کاٹ کر اپنے بہائیون کی متناسخ شدہ روحون کو دکہہ اور ایذا پہونچاؤ۔ کیا ایشر سبزی کہانے کا حکم دیسکتا ہے۔ جب کہ یہ بہی تمہاری مانند جیو آتما ہین کیا یہ بات ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ایک لڑکے کو مروا ڈالے اور دوسرے لڑکے کو اس کا گوشت کہلا دے۔ ستیارتہ صفحہ ۹۲

اور کیا اگر درخت وغیرہ نباتات مین بہی دیانندیون ہی کی روحین گہس رہی ہین۔ تو گہاس پارٹی کو ماس پارٹی پر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ اور پہر تم لوگ گوشت کہانے سے مسلمان اور دیگر اقوام کو کیون منع کرتے ہو جب کہ آپ سبزی و نباتات کی شکل مین اپنے بہائی بندون کا گوشت کہاتے ہو۔ تم بہی سبزی ترکاری۔ درخت وغیرہ کا استعمال کیون نہین چہوڑتے۔ تا کہ دنیا تمہارے وجود سے خالی ہو کر خس کم جہان پاک کا مصداق ہو۔ لیجئے وہ مذہب جو گہاس پات سبزی درخت وغیرہ مین انسانی روحین (جیو آتما) تسلیم کرے۔ وہ دوسرے کے مذہب پر اعتراض کرنے کی جرأت رکہے ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

بہائیو یہ تو اس زمانہ کا ویدک دہرم ہے۔ جب دنیا ساری جاہل تہی۔ اور گہاس پات درخت وغیرہ ہستی مین انسانی روحین مانتی تہی۔ اب سائنس کا زمانہ ہے اس قسم کے باطل اعتقادات اور بیہودہ خیالات سے باز آ جاؤ۔ اور خدا کے بتائے ہوئے **دین اسلام** پر ایمان لاؤ۔ جو دنیا کے تمام انبیاء و اولیاء و رشیون مہاتماؤن کا مذہب تہا۔ وید نے نہ کسی کبہی مکتی کا راستہ دکہایا اور نہ دکہائیگا۔ ابہی وقت ہے ورنہ خطا کہاؤگے

گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین۔

سل یہان سے وید کی قدامت کافور ہو رہی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ وید دنیا کے ابتدا کی نہین۔ بلکہ اس وقت کی ہین جبکہ اس قسم کے تجربے عام ہو چکے تہے اور سننے سنانے تک نوبت آ پہونچی تہی اس کے سوا سننے والا کون ہے۔ خدا یا انسان اگر خدا ہے تو کس سے سنتا ہے اگر انسان ہے تو وید خدا کا الہام کس طرح ہو سکتے ہین۔ **فتدبر**۔

ایک اور لطیفہ لیجئے۔ ویدمیں دھرم اور مفر رہا ئین ہیں کہ اے ایشور ہم کو دودھ دینے والی۔ بھلا۔ گھوڑے گائیں وغیرہ وغیرہ عطا فرما۔ چنانچہ منجملہ انکے ایک منتر یجر کا سنسکرت بھینس کی درخواست۔ اے پرمیشور آپ کی عنایت سے ہمیں اس آشرم (خانہ داری) کے اندر گائے بھینس بکری وغیرہ جانور۔ اور زمین۔ حواس علم کی روشنی اور راحت وغیرہ وغیرہ بخوبی حاصل ہوں اور سب چیزیں ہمارے موافق ہیں۔ اور مذکورہ بالا اشیاء حاصل ہونے علاوہ گھر میں ایا۔ بہت سے کاسامان عمدہ اور گھی اور شہد وغیرہ عمدہ عمدہ اشیاء خوردونوش موجود ہوں۔ مذکورہ بالا چیزوں کو میں اپنی حفاظت اور ساہو کے لئے ہم پہونچاتا ہوں ان کے حصول سے مجھ کو عمدہ بہبودی میں اعلیٰ مقصد انسانی یا موکش کا ساہبہ اور دنیوی راحت یعنی اقبال وحشمت نصیب ہو۔ اور ہم دوسروں کی بھلائی کرتے ہوئے گرہ آشرم کے اندر مذکورہ بالا دونوں قسم کے سکھ کو ترقی دیں۔ یجر ادھیا ۳ منتر ۴۳ مندرجہ بھومکا صفحہ ۱۰۱۔

پھر وید میں ایشور کا ارشاد ہے۔

پرمیشور۔ اس راج میں جہاں دھرم کی پابندی ہوتی ہے قایم ہوتا ہوں جس ملک میں علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے۔ وہ میرا مقام بالوف ہے میں اس راج میں فوج کے گھوڑوں اور بیلوں وغیرہ عطا کرتا ہوں (یجر وید ادھیائے منتر ۱) بھومکا صفحہ ۱۴۱۔

پھر یجر وید ادھیا ۱۲ منتر ۸۷ میں ہے۔ بوٹیوں کی مانند سکھ دینے والی سندر دوان ۱ تا میں تیرے تئیں عمدہ طریق سے نزدیک ہو کر نصیحت کروں اے مرد کی والی نیک اولاد میں تا تیرے گھوڑوں وغیرہ گائے وغیرہ۔ زمین وغیرہ کرشنہ وغیرہ۔ اور جان کی خالص خدمت کروں

پھر یجر وید ۵ باب ۲۸ منتر میں ہے اے بچہ والے جہان کی بی بی جیسے تو نے بچوں اور ہاتھی۔ گھوڑوں گائے وغیرہ حیوانوں سمیت اپنے گھر میں بڑی مستحکم ہے ویسے ہی بچہ کرنے والا تیرا خاوند بھی بڑا مضبوط ہے۔ تو دونوں میاں بی بی گھی وغیرہ خوشبودار چیزوں سے آسمان و زمین کو بھر دو اے بچہ کرنیوالی عورت تو بحساب دولت والی اپنے بچہ سے

واہ رے عجیب فلاسفی ہے زمین و آسمان کو گھی وغیرہ خوشبودار چیزوں سے بھر دینا۔ اتنی خوشبودار چیزیں آئیں گی کہاں سے۔ اور پھر بھی لیکن۔ تو دنیا کی دیگر اشیاء کہاں جگہ پائینگی واہ آریہ ست تیرا فلسفہ اور واہ دیانندی گئی تیرا بنایا ہے (منشا)

اب تو اور تیرا خاوند دنیا کو سایہ کر نیوالا ہو جاؤ

دیانند یو! کیا اس پر بھی وید کو ایشور کرت یعنے یعنی خدا کا کلام مانو گے۔ کیا وہ خدا جس نے تمام جانوروں کو ان کے اعمال کی سزا میں حیوانی قالب بخش رکھا ہے۔ آپ ہی یہ دعا سکھا سکتا ہے کہ لوگو اس ایشور سے گائیں۔ بھینس۔ بکری۔ گھوڑے۔ گھی۔ اور شہد وغیرہ وغیرہ مانگو۔ کیا وہ آپ ہی ایسی دعا کی ہدایت دے سکتا ہے۔ جس سے خدا کی نافرمان۔ پاپی۔ اور مورد غضب حیوانات پیدا ہوں۔ کیا ایشور کی خود ایسی مرضی ہو سکتی ہے۔ کہ لوگ ضرور گائیں۔ بھینس۔ بکری اور شہد کی مکھیاں وغیرہ بنیں تاکہ دوسرے آریوں کے کام آئیں۔ اگر سارے آریئے نیک اعمال ہو جائیں تو ان چیزوں کا۔ تو ان چیزوں کا تو وجود ہی نہ ہوگا پھر ایسی دعا سکھانا اور تعلیق بالمحال کیا خدا کا کام ہو سکتا ہے اور جس کتاب میں ایسی ایسی قابل اعتراض باتیں لکھی ہیں کیا وہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے؟ کیا خدا خود ہی ان چیزوں کے مانگنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔ جن کا وجود گناہوں اور پاپوں پر موقوف ہے۔ اے بھئے آریو! تمہاری عقل کو کیا ہو گیا؟ کیا اسلام کی مخالفت کی یہ سزا نہیں ہے۔ جو ایسے ایسے بیہودہ اعتقاد کے قائل ہو گئے۔ سوچو اور غور کرو۔

پھر آریہ مسافر میگزین جالندھر بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰ میں ایک وید منتر کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے جس طرح بار بار ہل جوت کر کھیتی کیجاتی ہے اسطرح وہ پرمیشور میرے لئے اعلیٰ چیزوں اور جملہ دشمنوں کے ساتھ گئو وغیرہ مفید جانوروں اور غلہ کو میری ضرورت کے موافق بار بار حاصل کراتا ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ گائے وغیرہ مفید جانوروں کے پیدا ہونے کو احسانات الٰہی میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ گائے وغیرہ حیوانات کا جنم لینا غضب الٰہی کا نشان ہے۔ نہ خدا تعالیٰ کی رحمت یا احسان کا

اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو اس کے برخلاف اس میں یہ دعائیں ہوتیں۔ اے خدا تعالیٰ انسان کو گائے وغیرہ کے جنم لینے سے محفوظ رکھ دنیا میں کسی انسان کو گھوڑا یا گائے نہ بنا نہ کہ ان مغضوب جانوروں کی پیدائش کو احسانات الٰہی سے موقعہ پر ذکر کیا جاتا اور اس سے وید اور تناسخ ایسا اثر رکھتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وید انسان کی ادنیٰ اور سطحی خیالات کا ایک ذخیرہ ہے جس میں بے سوچے سمجھے اس قسم کے متضاد خیالات اور متناقض بیانات بھرے ہیں جس کو حق اور حقانیت راستی اور صداقت سے تعلق تک بھی نہیں ۞

تین سوالوں کا جواب

حضرت حکیم الامت کے حضور ریاست لس بیلہ سے الحکم کے ایک معزز خریدار نے تین سوال بغرض جواب بھیجکر خواہش کرتے ہیں کہ ان کا جواب بذریعہ الحکم شائع ہو اس لئے حضرت حکیم الامت نے مناسب سمجھا کہ عام فائدہ کے لئے ان سوالات کا جواب شائع کر دیا جاوے

ایڈیٹر

سوال اوّل وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا میں ضمیر موتہ کیوں مسیح علیہ السلام کیطرف راجع نہ سمجھی جاوے جس سے کہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کا منشاء آیت پورا ہو۔ ورنہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کی بشارت کے معنے ناقص رہ جاتے ہیں۔

الجواب ـ قرآن کریم کی کسی آیت کے معنے کرنے کے لئے منجملہ بہت سے اصولوں کے یہ اصل یاد رکھنی چاہئے۔ کہ قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید میں دیکھے جاویں اور پھر اسماء الٰہیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنی نہ لئے جاویں۔ ایسا ہی تعامل ہے جس کا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے اور سنن الٰہیہ ثابتہ کی خلاف ورزی نہ کرے اور لغت عرب اور محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہو۔ پھر عرف عام ہے جسکو معروف کہتے ہیں معانی باہر نہوں۔ احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہوں۔ کتب سابقہ کے مسلمہ حصوں کے خلاف نہوں۔

قرآن مجید کے ترجمہ کرنے میں جن لوگوں نے ان اصولوں اور دوسرے اصولوں کی پرواہ نہیں کی انہوں نے غلطی کھائی ہے خصوصاً ہمارے مخالفین و مخالفین اسلام اس اصل کے نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں اور افسوس کہا جاتا ہے کہ اکثر مسلمان بھی ان اصولوں سے ناواقف ہیں ورنہ ہم جو کچھ حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق استشہاد قرآنی پیش کرتے ہیں ان کے سمجھنے میں انہیں دقت نہ ہوتی۔

مثال کے طور پر آپ اسی آیت کو لیجئے جس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جو معنے ہمارے مخالف اس آیت کے کرتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر ایمان لے آئیگا۔ یہ معنے اگر کئے جاویں تو اس سے ایسی قباحت لازم آتی ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہو سکتا اور قرآن مجید میں عظیم الشان اختلاف پیدا ہو جاوے گا۔ حالانکہ قرآن کریم کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اس میں اختلاف نہیں جیسا کہ فرمایا ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ کیونکہ اس صورت میں معنے آیت کے یہ ہوں گے کہ مسیح کے آنے پر سب اہل کتاب اس پر ایمان لے آئیں اب جائے غور ہے کہ کیا مسیح کی آمد ثانی پر وہ سب اہل کتاب جو اس وقت سے پہلے مر چکے ہونگے پھر زندہ ہو جائیں گے؟ جو صریحاً باطل ہے اور کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر یہ ہو کہ صرف اس زمانہ کے اہل کتاب ایمان لائیں گے۔ تو پھر کل کل نہ رہا۔

پھر دوسری خرابی ایسے معنے کرنے میں یہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح کو بطور وعدہ بشارت دیتا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یعنے اللہ تعالیٰ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رکھیگا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ قیامت تک مسیح کے منکروں کا وجود بھی رہے پھر اس آیت کے یہ معنے کسطرح صحیح ہونگے؟ اس کے سوا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا، فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنے ہم نے قیامت تک عیسائیوں اور یہودیوں میں عداوت اور بغض ڈالدیا ہے۔ سورۃ المائدہ۔ رکوع ۳۔ اس آیت سے بھی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں قیامت تک بغض اور عداوت کا رہنا لازمی ہے۔ لیکن اگر آیت ان من اھل الکتٰب کے وہی معنے تسلیم کئے جاویں تو اس آیت کا مضمون صادق کسطرح ٹھہرے گا۔

پھر ایک اور آیت ہے۔ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یہ آیت بھی اس مضمون کی ہے اور پھر ایک آیت لا یزالون مختلفین بھی یہی ظاہر کرتی ہے۔

ان تمام آیات پر یکجائی نظر کرنے سے یہ امر نہایت صفائی کے ساتھ کھل جاتا ہے کہ یہود اور عیسائیوں میں قیامت تک مخالفت اور عداوت باقی رہیگی۔ لیکن اگر سب مسلمان ہو جائیں تو پھر ان آیات کی معاذ اللہ۔ تکذیب کرنی پڑے گی بلکہ قرآن مجید پر اعتراض کرنے کا موقع دینا ہوگا۔ اور ہماری تو سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ یہودی اور عیسائی باہم کسطرح مل سکتے ہیں کیونکہ یہودی مسیح کی نبوت تک کے بھی قائل نہیں بلکہ ان کو معاذ اللہ ملعون ٹھہراتے ہیں اور عیسائی ان کو خدا بناتے ہیں۔

...در توارات میں کسی نبی کے آنے کی کوئی بشارت دی نہیں گئی۔ اگر بفرض محال مان بھی لیا جاوے کہ وہ توارات کو چھوڑ کر مسیح کو مان لیں گے تو وجہ اختلاف باقی رہتی۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ یہودیوں نے اصل مسیح کا انکار کیوں کیا؟ اسکی وجہ تو وہی ملاکی نبی کا صحیفہ تھا جسمیں مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کا آنا لکھا تھا۔ اور یہی سوال علماء یہود نے مسیح سے کیا تھا۔ جنہوں نے ایلیا ... یوحنا بتایا۔ اب اُنکی دوبارہ آمد ... بفرض محال آسمان سے ... نظر آجائیں یہودی ... ایلیا کو اترتا نہ دیکھ لیں گے ... مان ہی نہیں سکتے۔ پس یہ خیال ... قرآن کریم کی ان آیات کے ... اور مخالف ہے بلکہ عقلی دلائل اور ... بھی اس کے خلاف ہے اور علاوہ ... مسیح پر ایمان لانے سے مسلمانوں کو ... اور خوشی؟ اسمیں یہ تو کوئی ذکر نہیں ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوینگے۔ غرض یہ معنے جس رنگ اور ... دیکھو غلط ہیں۔ اس لئے ضروری ... اس آیۃ کے وہ معنے کئے جاویں ... کریم کی کسی آیۃ کے متعارض واقع ... مصدق اور مؤید ہوں۔ چنانچہ ... ذیل میں بیان کرتے ہیں ان ... تاویل رکیکہ کی بھی ضرورت ... اور قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر ... ہیں اس آیۃ سے اوپر قتل ... کے مصلوب ہونے کی بحث ... نے شروع فرمائی ہے۔ جیسا

وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینا بل رفع الله الیه وکان الله عزیزا حکیما وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا

اور یہودیوں کے اس قول پر نظر کرو کہ ہم نے یقیناً مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہے قتل کر ڈالا ہے لیکن انہوں نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دی لیکن یہ تو ہوا کہ وہ مشابہ بالمصلوب ہو گیا اور بے شک جو لوگ قتل مسیح میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس بارہ میں شک میں ہیں ان کو اس قتل کا یقینی علم نہیں وہ صرف ظن کی اتباع کرتے ہیں یہودیوں نے یقیناً یقیناً اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو طبعی موت سے وفات دیکر ان کا رفع کیا (جو مقتول یا مصلوب کا نہیں ہوتا) اور اللہ تعالےٰ عزیز و حکیم ہے۔

اور کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں جو قتل مسیح پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لا رہا ہو۔ اور قیامت کے روز مسیح ان پر گواہ ہوگا۔ ان آیات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مختلف طرز اور رنگ میں **نفی قتل** کی ہے۔ اور یہی مضمون زیر بحث چلا آتا ہے۔ اور یہ واقعات اور مشاہدہ صحیحہ کے موافق ہے کیونکہ ہر ایک یہودی اور عیسائی نے مسیح کے اس **قتل بالصلیب** کو اپنا ایمان ٹھہرا[?] عیسائی تو اس پھانسی کو کفارہ کے رنگ گناہوں میں ایمان لانتے ہیں اور یہودی ان کے دعائے نبوت کے ابطال کیلئے۔ ایسی صورت میں لیؤمنن بہ کے معنے کیسے کھلے اور صاف ہیں۔ ہر ایک یہودی اور عیسائی اس پر ایمان لایا ہے اور لا رہا ہے اور لاوے گا۔ امید ہے کہ اسقدر تصریح اس آیت کی کافی سمجھی جاویگی۔ اگر اس پر کوئی اور کلام ہو تو اسپر پھر نظر کیجا سکتی ہے

سوال دوم۔ سود کے جواز یا عدم جواز پر جو آجکل بحثیں ہو رہی ہیں جناب مرزا صاحب کا اسبارہ میں کیا ارشاد ہے۔

الجواب

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور متعدد مرتبہ سود کے متعلق مختلف پیرایوں میں پوچھا گیا ہے آنحضرت جیسا کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اور تعامل اسلام سے پایا جاتا ہے ہر قسم کے سود کو حرام بتاتے ہیں اور کسی صورت میں اس کے جواز کے قائل نہیں اور ہوں بھی کسطرح جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحق اللہ الربوا۔ اللہ تعالیٰ نے ربا کے محق کرنیکا ارادہ کیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس۔ یعنے وہ لوگ جو سود لیتے ہیں نہیں اٹھیں گے قیامت کے دن مگر اسطرح جیسے شیطان نے مس کرکے انہیں دیوانہ بنا دیا ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانیوالے سکھلانیوالے اور اس کے گواہوں اور وثیقہ لکھنے والوں پر لعنت کی ہے۔ اس سے بڑھکر اور تہدید کیا ہوگا اللہ تعالیٰ سود کو حرب من اللہ ٹھہراتا ہے۔ غرض اللہ تعالےٰ نے اس کو حرام ٹھہرایا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لعنت بھیجتے ہیں تعامل اسلام میں کوئی اس کا مجوز نہیں پھر اس کے جواز کی کونسی دلیل شرعی ہوسکتی ہے یہانتک مشاہدہ صحیحہ میں بھی اس کے خلاف ہے۔

بڑے بڑے بنکوں کے دیوالے نکلتے آپنے دیکھے نہیں تو اخبارات میں ضرور پڑھے ہوں گے۔ یہ آفت اسی سود کی وجہ سے آئی ہے۔ اور ایسے باریک در باریک اسباب کے ذریعہ سے آئی ہے کہ دوسرے اس کو نہیں سمجھ سکتے۔

جن لوگوں ... سلطنت لکھنؤ کے زوال کے ... کی ہے وہ منجملہ اسباب کے ... سود بھی ٹھہراتے ہیں جو پرامیسری نوٹوں کے رنگ میں لکھنؤ کے اعیان سلطنت میں مروج ہوا تھا اور آخر انکو اپنے روپیہ کے ضائع ہونے سے بچانے کیلئے وہ رنگ اختیار کرنا پڑا جو سلطنت کی تباہی کا موجب ہوا۔

غرض سود ہر حال میں قطعاً منع ہے

سوال سوم۔ موتی کی سماعت یا کلام و طعام کے ثواب کے متعلق مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں۔

الجواب

سماع موتے حدیثوں سے ثابت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حاجت روا بھی ہیں مجھے ان لوگوں پر افسوس آتا ہے جو برخلاف حدیث سماع موتیٰ کے تو قائل نہیں لیکن مردوں سے حوائج طلب کرنے میں تامل نہیں کرتے۔ ثواب کے متعلق یاد رہے کہ موتی کو صدقہ و دعا کا ثواب ضرور پہونچتا ہے روزہ اور حج کے ثواب کے لئے بھی احادیث موجود ہیں + کلام کے ثواب کیلئے علماء ربانی کی شہادت موجود ہے کہ انہوں نے کشف میں دیکھا ہے گو احادیث اور آثار بھی اسی باب میں ہیں گو انہیں ضعف ہے البتہ حضرت صاحب کی زبان نہیں سنا کہ کلام کا ثواب کسطرح پہونچتا ہے۔ دعا اور جنازہ کی نماز کا ثواب پہونچنا آپ نے فرمایا ہے ۔

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی ۱۹۰۴ء تک)

سلسلہ کی بعض زیرباریوں سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتھ اخیر جولائی ۱۹۰۴ء تک بیچ دیں اسلئے اس عرصہ میں جو احباب ان کتابوں کو خریدیں گے وہ نہ صرف ایک اچھا ذخیرہ کتابوں کا جمع کرلیں گے بلکہ سلسلہ کی اعانت کرنیوالے ٹھہریں گے + پس ہم عام اعلان کرتے ہیں کہ ذیل کی کتابوں میں اخیر جولائی ۱۹۰۴ء تک ہم **ایک چوتھائی قیمت کی رعایت کریں گے** جو چاہے فائدہ اٹھائے۔

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عہ
آریہ دھرم (رد آریہ)	۴ر
ست بچن (بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب)	۱۰ر
تقریر نماز پیاز و وحدت وجود پر خط	۲ر
حضرت اقدس کے تین رسالے پرانے مضامین (الہام تناسخ۔ وید اور قرآن کا مقابلہ پر)	۲ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر
تفسیر سورہ تبت ۲ر فیصلہ آسمانی	۲ر
تشحیذ المومنین (فتویٰ کفر کا لطیف جواب)	۸ر
فک الشک ا ر سوار السبیل نمبر ۲	۱ر
شحنۂ بازغہ (پیر گولڑوی کا رد)	عہ
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامۃ)	۱ر
الانذار۔ (جلسہ طاعون کی حالات و تقریریں)	
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا	ار
برہان الحق (رد نصاریٰ)	۳ر
تفسیر القرآن پارہ اول	عہ
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۳ء	عہ
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳ر
فیض احمدی .. رد وفات مسیح پنجابی	۲ر
قصیدہ ضوابط الاسرار	
اصلاح النظر (رد آریہ)	۲ر
دعوت الحق نمبر ا و ۲	۱ر
سلک مروارید (عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴ر
النصح (عبد محسن کے خواص و نشانات)	۲ر
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا جواب)	۴ر
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲ر

پورے سٹ کے خریدار سے صرف چھ روپے علاوہ محصولڈاک لئے جاویں گے۔

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

اسلام اور عیسائیت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

محکمہ تفتیش اور مطبوعات کی نگرانی

چھپنے والی کتابوں کی نگرانی کا ایک محکمہ قائم ہوا اور مصنفین اور چھاپنے والے پابند کیے گئے کہ کتابیں یا تو محکمہ تفتیش کی اجازت سے چھاپیں یا لاٹ پادری سے قابل طبع ہونے کی تصدیق حاصل کریں۔ جو شخص خلاف ورزی کرتا کتابیں تلف کر دی جاتیں۔ پریس ضبط ہو جاتے اور وہ خود ماخوذ ہو کر کلیسا سے محروم کر دیا جاتا۔ محکمہ تفتیش کو تاکید تھی کہ کیتھولک عقاید کے خلاف کوئی کتاب شایع نہو۔ کلیسا سے محرومی کے علاوہ اصحاب مطابع پر سخت جرمانہ بھی ہوتا تھا۔

محکمہ مذکور پادری ہارمینڈا کی درخواست پر قائم کیا گیا۔ غرض یہ تھی کہ فلسفہ کی روک تھام ہو اور جنوبی فرانس و اٹلی میں ابن رشد کے شاگردوں اور شاگردوں کے مستفیدین سے اندیشہ تھا کہ علم و فضل کے عام چرچے سے عیسائیت کو نقصان پہنچے گا۔

محکمہ نے نیک نیتی سے اپنے فرائض انجام دیے اور اٹھارہ برس کی مدت میں (۱۴۸۱ عیسوی سے ۱۴۹۹ء تک) اس کے حکم سے دس ہزار دو سو بیس (۱۰۲۲۰) شخص زندہ جلائے گئے اور چھ ہزار آٹھ سو ساٹھ (۶۸۶۰) شخص شہر میں تشہیر کے بعد پھانسی دیے گئے۔ اور ستانوے ہزار تئیس (۹۷۰۲۳) شخصوں کو مختلف سزائیں دی گئیں اور عبرانی زبان میں جسقدر توریت کے نسخے تھے سب جلا دیے گئے۔

اس مقدس محکمے میں تحقیقات کا دستور یہ تھا کہ ملزم کو حوالات میں رکھ کر سخت سے سخت سزائیں دیجاتیں۔ آخر وہ الزام کو تسلیم کر لیتا اور بے گناہ مصنف کو چار و ناچار اپنی قسمت کا آخری فیصلہ بے رحم پادری کی ناانصافی کے سپرد کرنا پڑتا تھا۔ لاٹران کی مسیحی کونسل نے ۱۵۱۵ء میں باتفاق آرا یہ حکم نافذ کیا کہ ابن رشد کی فلسفی کتابیں جو دیکھے اس پر لعنت کیجاوے۔ پادریوں نے ابن رشد پر۔ ابن رشد کی کتابوں پر۔ ان کے دیکھنے والوں پر لعنت بھیجنا ایک قسم کی عبادت سمجھتے تھے۔ لیکن طلبگاروں کا شوق اسپر بھی معدوم نہو سکا۔

محکمہ تفتیش نے ان مجرموں کو جو تحصیل علم کے پیچھے دیوانے ہو رہے تھے۔ سراغ لگانا شروع کیا۔ اور طلب علم کے الزام کے ساتھ تحقیقات بدعت کی بھی ایک شاخ لگا دی گئی۔ شہروں میں۔ گھروں میں۔ تہخانوں میں۔ مخزنوں میں۔ مطبخوں میں۔ غاروں میں۔ جنگلوں میں۔ غرض کہ در شگاف و فوق و تحت و ہر طرف۔ جہاں کہیں مجرموں کے ملنے کا شبہ ہوتا تلاشی لیجاتی اور اس فرمان واجب الاذعان پر پورا عمل درآمد ہوتا کہ۔ میں امن و امان پھیلانے نہیں بلکہ تیغ زنی کے لئے آیا ہوں۔

تارک الدنیا راہب۔ عبادت گاہوں سے۔ پادری گرجا گھروں سے۔ شہزادے اپنے مکانات سے۔ اور عوام الناس کھیتوں۔ کارخانوں اور اپنی اپنی دکانوں سے پکڑ بلائے جاتے تھے عقوبت شدید کے ذریعہ سے تہمت کا اقرار کرایا جاتا تھا اور پھر ان کے حق میں عدالت انہیں تعزیرات کی تجویز کرتی جو ایسے فتنہ انگیز مذہبی باغیوں کے سزاوار تھی۔ یعنی قتل و احراق۔

مجمع لاٹران نے مقرر کیا کہ کنفشن کی رسم کیتھولک مذہب کے طریق پر ہوا کرے اور لوگوں کے خیالات کا اس ذریعہ سے اندازہ کیا جائے۔ لڑکی یا بیوی یا بہن یکشنبہ کو گرجا میں حاضر ہوتی پادری صاحب آمرزش کی امید دلا کر اس کے خیالات۔ اس کے باپ بھائی شوہر کے خیالات دریافت کرتے۔ گھر کے واقعات پوچھتے۔ ہفتہ بھر کی ہر چھوٹی بڑی جائز اور ناجائز کارروائیوں کی جانچ کرتے۔ اثنائے کلام میں اگر زبان سے لغزش ہوتی تو شبہ پڑ جاتا اور اب حسن اعتقاد کا ہزار سرٹیفکٹ پیش کیا جائے مگر وہاں تحقیقات ضرور شروع ہو جاتی۔ بالخصوص طلب علم کے اشتباہ پر فوراً تعزیری کارروائیوں کا آغاز ہو جاتا۔

یورپ میں اس مقدس محکمے کی ایسی ہیبت بیٹھ گئی کہ علمی شغل کیطرف کسی کی توجہ ہوئی نہیں کہ طوق و زنجیر سے اسکی تواضع نہ کی گئی ہو۔ سگلیڈیس صاحب لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں لوگ کہا کرتے تھے کہ عیسائی ہو کر گھر میں اپنی موت سے مرنا ممکن ہی نہیں۔

۱۴۸۱ء میں اس محکمے کی ابتدا ہوئی۔ اس وقت سے ۱۸۰۸ء تک تین سو ستائیس برس ہوئے۔ مقدس محکمے نے اس مدت میں تین لاکھ چالیس ہزار شخصوں کو سزا دی جنمیں دو لاکھ زندہ جلا دیے گئے۔ گویا اس گناہ عظیم کی معمولی اور ابتدائی سزا یہ تھی کہ ملزم زندگی سے محروم کر دیا جائے۔ سچ ہے ع لحد ہے نام ملک عاشقی میں پہلی منزل کا۔

مسلمانوں یہودیوں اور عام اہل علم کے ساتھ عیسائیوں کی خصومت

پادریوں کو یقین تھا کہ ابن رشد کی کتابیں فلسفہ کا سرچشمہ ہیں۔ ابن رشد خود مسلمان تھے اور ان کے حلقہ درس میں عیسائیوں کے علاوہ یہودی بھی شریک تھے اور ان خیالات کی اشاعت میں وہ بھی متہم تھے۔ اہل اسلام اور یہود دونوں فرقوں پر کلیسا کا غضب نازل تھا۔ ۳۱ مارچ ۱۴۹۲ء کو حکم ہوا کہ جو یہودی (کسی عمر کا ہو) مذہب عیسوی قبول نہ کرے اس پر فرض ہے کہ جون سے پہلے ہسپانیہ سے ملک بدر ہو جائے۔ بعد اخراج پھر اگر واپس آئے تو اس کو موت کی سزا دیجائیگی صاحب جائداد پر لازم ہے کہ املاک منقولہ و غیر منقولہ سب فروخت کر ڈالے اور دام نقد لینے کی بجائے زر قیمت کا رقعہ یا تمسک لکھا لے۔

یعنی ماہ جون میں یہودیوں کے جلا وطن ہونے کے بعد۔ ان کے مال و اسباب پر تصرف و قبضہ مباح ہے۔ دام نقد دینا نہیں محض رقعہ لکھ دینا ہے۔ دوبارہ ملک میں آ سکتے نہیں پھر قیمت کسطرح وصول کریں گے۔ اسی پر کفایت نہیں کی گئی بلکہ یہ بھی حکم تھا کہ در اسپین کا کوئی باشندہ کسی کام میں یہودیوں کو مدد نہ دے۔ غریب یہودی اس طرح نکال باہر کیے گئے۔ ایک جان لیکر بھاگے تھے۔ وہ بھی نہ بچ سکی۔ صعوبت سفر کی وجہ سے اکثر راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔

عیسائیت کے آسمانی مذہب ہونے کا ثبوت اس کے طریق عمل ہی سے واضح ہے۔ سبحان اللہ اسلام پر تیغ زنی کا الزام رکھیں اور مسلمانوں کو وحشی کہیں اور خود با صد ہزار تہذیب یہ شرمناک سلوک کریں!

تو نے سودا کے تئیں ذبح کیا کہتے ہیں
یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں

فروری ۱۵۰۲ء میں منادی کی گئی کہ اشبیلیہ اور اس کے مضافات سے دشمنان خدا اور یا مغربی مسلمان نکل جائیں۔ قید یہ لگائی گئی کہ جو مسلمان مذہب عیسوی قبول نہ کرے۔ اپریل سے قبل ہسپانیہ چھوڑ دے اور یہودیوں کیطرح مال و متاع کسی زمانے میں قیمت ملنے کی امید پر فروخت کر ڈالے (حکام کی مراد اس زمانے سے زمانہ قیامت تھا) اس کے علاوہ ایک اور بھی شرط تھی کہ یہاں سے نکلکر بلاد اسلام میں نہ جائیں اور نہ ایسے راستے سے سفر کریں جس سے اسلامی شہروں میں پہنچ سکتے ہوں۔ درصورت خلاف ورزی سزائے موت دیجاویگی۔

ان خانمان بربادوں کو ظاہرا اخراج کا حکم تھا لیکن فرمان کا منشا یہ تھا (اور یہی ہوا) کہ جتنے مسلمان ہیں سب شکار اجل ہوں۔ مسلمانان مغرب کے پاس نہیں۔ بلاد اسلام میں وہ جا نہیں سکتے۔ عیسائی ان کے خون کے پیاسے۔ دارالحرب میں آشتی کیسی؟ اور ہو بھی تو زاد راہ تھا نہیں بھوک سے مرنا لازمی تھا۔ پیروان انجیل نے اس دردانگیز طریقے سے ایک جماعت کثیر کی مسلمان اور صاحب علم ہونے کے جرم پر۔ جان لی اور اہل زمانہ کے نزدیک یہ عادلانہ حکم اعلیٰ مذہبی خدمت سمجھا گیا۔

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتل عام کا
جب کہا یہ کیا کیا تو بولے ناز معشوقانہ تھا

یہ نہ سمجھو کہ ہسپانیہ کی مسیحی گورنمنٹ کو مسلم آزاری سزاوار ہوئی۔ نہیں اس بے دردی کا مزہ اس کو پورا ملا اور مل رہا ہے۔ مسلمانوں کی جلاوطنی سے اس کو طرح طرح کے نقصانات پہنچے ملک کی صنعت حرفت۔ زراعت اور خوشحالی سب پر زوال آیا اور وہی ہسپانیہ کا ملک جسکو ایک زمانے میں عیسائی باغ بہشت سے تشبیہ دیتے تھے اب اسکی ہری بھری بہشت شداد کے وجود کی طرح [illegible] ہو گئی۔

۱۵۵۶ء میں جب فیلیپ دوم تخت نشین ہوا تھا تو اسپین کی سلطنت وسعت و آبادی کے لحاظ سے اس وقت تمام دنیا میں ممتاز تھی۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ اور امریکہ۔ چاروں براعظم میں اس کے سکے بیٹھے ہوئے تھے۔ اوشنیا میں اس کا اقتدار تمام یورپ سے زیادہ تھا۔ لیکن خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ دراصل اسی کمال کے وقت سے زوال شروع ہوا۔ حکومت میں گھن لگ گیا اور روز بروز اندر ہی اندر حالت خراب ہوتی گئی۔

ظالمانہ حکومت کا شباب اور ابتدائی ترقی خوشنما اور نظر فریب ہوتی ہے۔ لیکن ظالم کی عمر کوتاہ ہی۔ فیلیپ کا بیٹا بادشاہ ہوا ہی تھا کہ اس کے آغاز عہد میں شمال افریقہ کی اسپینش نوآبادیاں بارگنڈی۔ میلن۔ سسلی اور سیلان کو مجبوراً [illegible]

۱۶۲۸ء میں ملکا۔ سیلون اور جاوا قبضہ سے نکل گئے
۱۶۴۰ء میں پرتگال
۱۶۴۸ء میں ہالینڈ اور بلجیم
۱۶۹۷ء میں روسیلون۔ سارڈینیا اور جزیرہ [illegible]
۱۷۱۳ء میں جبل طارق (جبرالٹر)
۱۸۰۰ء میں لوسیانا۔ ۱۸۰۲ء میں ٹرینیڈاڈ
۱۸۱۹ء میں فلوریڈا۔

۱۸۱۰ء سے ۱۸۲۵ء تک یعنی فقط دس پندرہ برس کی مدت میں میکسیکو۔ وینیزویلا۔ کولمبیا۔ ایکوڈور۔ پیرو۔ بالیویا۔ چیلی۔ ارجنٹائن۔ گوئٹے مالا۔ [illegible] ہند وراس (دراس ہند) وغیرہ ہاتھ سے نکل گئے اور سین سلواڈور۔ اسپین چھین لیے گئے۔

۱۸۹۸ء میں کوبا۔ پورٹوریکو۔ فلپائن اور ماریانہ قبضے سے نکل گئے اور اسطرح اسپین کی وہ سلطنت جسکی مقبوضات پر انگریزی حکومت کیطرح کبھی آفتاب غروب نہوتا تھا ایک ذرا سے رقبے میں محدود ہو کر رہ گئی۔

پروانہ از ان سوخت کہ با شمع در افتاد
با سوختگان ہر کہ در افتاد بر افتاد

(باقی)

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء

مہر نبی بخش المعروف عبد العزیز نمبردار بٹالہ نے عرض کیا کہ مین علاقہ بارے صرف اس خیال پر آیا ہون کہ ایک تفسیر قرآن لکھون ۔جس سے لوگون کے شکوک اور غلط معانی کی اصلاح کرون اگر آپ مجھے امداد دین تو مین موجودہ ثابت شدہ فلسفہ کے مطابق ترجمہ کرکے دکھلاؤن۔

فرمایا ۔ ہمارا مشرب تو کسی سے نہین ملتا ہم تو جو کچھ خدا سے پاتے ہین خواہ اسکو عقل اور فلسفہ مانے یا نہ مانے ہم اس کو ضرور مانتے اور اس پر ایمان لاتے ہین البتہ اہل عقل سے جو لوگ عقل کی پیروی کرتے ہین وہ آپ کی اس بات پہ توجہ کرین تو خوب ہے آپ مولوی نورالدین صاحب سے مشورہ لین آجکل تراجم کثرت سے شایع ہو رہے ہین کہ مروجہ فلسفہ کی پیروی مین شایع ہوتے ہین مگر ہمارا مذہب یہ نہین ہے ۔ پر مین تمکو ایک نصیحت کرتا ہون اس کو ضرور غور سے سن لو ۔ اگر خدا تعالے نے تم سے کوئی ایسا عظیم الشان کام لینا ہوتا تو تمہارا رہ اور دماغ اچھا بناتا ۔ مگر یہ مصلحت الہی ہے کہ وہ اچھا نہین بنایا گیا بلکہ کمزور بنایا گیا ہے

ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

تم اپنے آپ کو خوش باش رکھو اور خدا کی منشا کے خلاف نہ کرو ۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کل یعمل علے شاکلتہ ہر ایک شخص کرتا اور کر سکتا ہے مگر اپنی بناوٹ پر ۔ مثلاً ایک شخص کو تھوڑا ہی صدمہ دیکھکر غشی لاحق ہو جاتی ہے ۔ اب اس کو میدان جنگ مین تلوار دیکر بھیجا جاتا ہے کیا وہ صرف بندوقون کی آواز ہی سنکر ہی نہ مر جاویگا مین نے خود قادیان مین ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ بکرا ذبح ہوتا ہوا دیکھ لیتا تو اس کو غش ہو جاتا ۔ تو اگر قصاب کا کام اس کے سپرد کیا جاتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ۔ آپ ارادہ کرتے ہین اختلاف مٹانے کا اور دماغ اور یہ آپ کا بہت خراب ہے ایسا نہ ہو کہ بیماری مہلک ہو کر تمہارے اپنے اندر ہی اختلاف پیدا ہو جاوے انسانی قوے تو بیشک ہر شخص کو ملتے ہین کہ مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ دھوکہ نہین کہاتا ۔ پس آپ پر اس محنت کا پہلے بہ ہو چکا ہے ۔ آپ تم سے کم پہلے تمام ۔۔۔ون سے دریافت کر لین کہ آپ اس محنت کے قابل ہین یا نہین ۔ مین تو بمصداق المستشار موتمن ۔ ایک امین اور شفیق ناصح ہو کر آپ کو صلاح دیتا ہون کہ آپ کے قوی ایسے نہین کہ اس محنت کو برداشت کر سکین ۔ دوزخ کے سات دروازے ہین اور بہشت کے آٹھ ۔۔۔۔۔۔ جس رنگ سے اللہ تعالے چاہے یقین عطا فرما دیوے ۔ صحابہ کرام ۔۔ نے علوم فلسفہ وغیرہ کہان پڑھے تھے ۔ جو اسرار الہی طبعیات اور فلسفہ وغیرہ مین بھرے پڑے ہین جو شخص ان سب کو طے کرنا چاہتا ہے وہ جاہل اور بے نصیب رہیگا ۔ مثلاً آگ گرم اور مہلک ہے ۔ اس بات کو تو ہر شخص دریافت کر سکتا ہے ۔ پر جب اوس کے ولین یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیون گرم ہے اور کیون مہلک ہے تو یہان فلسفہ ختم ہو جاویگا پس اسرار الہیہ کو حد تک کوئی نہین پہنچ سکتا ۔

تو کارِ ۔۔۔ زمین کے نکو ساختی ۔
کہ با آسمان نیز پرداختی ۔

پہلے ضرورے کہ اپنے گھر اور نفس کی صفائی کرو بعد مین لوگون کیطرف توجہ کرنا ۔

دنیا مین چار موٹی باتین ماننے کے قابل تھین ۔ ملائکہ پر ۔ روح انسانی اور اس کا بقا بعد از مرگ ۔ جنات کا وجود ۔ خدا تعالی کا وجود ۔ لوگون نے سب سے پہلے جنات کا انکار کیا ۔ پھر ملائکہ کا ۔ پس دو باتون کو اور شاکر ۔ اپنی اور خدا کی روح کے قایل ہو بیٹھے ۔ یعنے کچھ کرنا اور کچھ نہ کرنا افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض ۔ اسمین پھر دہریون نے ہی کمال کیا ہے کہ کچھ بھی نہ مانو اور سب کا انکار کرو ۔

منشی صاحب مذکور نے سوال کیا کہ قرآن کریم مین بہت سارے لفظ زائد ہوتے ہین اور ان کے معنے نہین کئے جاتے ۔ ایسا نہیر ہونا چاہیے ۔

فرمایا ۔ قرآن کریم بلکہ ہر زبان مین قراین ہوتے ہین اور یہ ایسے بہت سارے محاورے ہوتے ہین آپکو صرف و نحو سے واقفیت نہین ۔

منشی صاحب نے کہا کہ مین نے صرف و نحو کو خوب پڑھا ہے ۔

فرمایا ۔ موجودہ مروجہ صرف و نحو ناقص ہے اور آپنے صرف و نحو کو کمال تک بھی نہین پہونچایا ۔ ہر ایک زبان کا ایک خاص محاورہ ہوتا ہے جبتک انسان کی مادری زبان نہ ہو یا اس زبان مین اتنا کمال نہ ہو کہ مشبہ بہ مادری ہو جاوے تب تک وہ اس کو سمجھ نہین سکتا ۔ پس اس امر کو واقفان زبان سے دریافت کرو اور دیکھو ۔ قومی محاورات مین کوئی اہل علم اعتراض نہین کر سکتا ۔

پھر سوال کیا کہ بعض لفظ لکھنے مین آتے اور پڑھنے مین نہین آتے +

فرمایا ۔ انگریزی زبان ہی کو لیلو اس مین بھی بہت ایسے لفظ ہین جو لکھنے مین تو آتے پر پڑھنے مین نہین آتے ۔ مین پھر بھی کہونگا کہ آپ کو صرف و نحو کی واقفیت بالکل نہین یہ باتین عمر کہا کے حاصل ہوتی ہین آپ کی عمر اس وقت آرام چاہتی ہے اور خیال آپ کو یہ لگ گیا ہے ۔

پھر مجھے اس بات کا بھی ڈر ہے کہ کہین آپ یہ نہ کہدین کہ مجھے قرآن کی خدمت سے روکدیا ہے ۔ بہر حال مین تو پھر بھی یہی کہونگا اور بطور نصیحت کہونگا کہ راحت سے زندگی بسر کرو آپ کا رہ بہت خراب ہے بیماری نہ ہو جاوے ۔ ہان ان لوگون کیواسطے دعا کر چھوڑو کہ اللہ تعالے ان کو ہدایت دیوے اور قرآن سمجھنے کی ہر ایک کو توفیق دیوے ۔ مخلوق کے تم ٹھیکہ دار نہین ۔ اپنے آپکو مشکلات مین نہ ڈالو اور نہ تمہارے قوی خدا تعالے نے اس لایق بنائے ہین ۔ مین تو ہمیشہ آپکو یہی کہونگا اور یہی نصیحت کرونگا ۔ آیندہ آپکو اختیار ہے ۔ والسلام ۔

مختلف خبرین

زخم سے خون بند کرنیکا ایک عجیب نسخہ

ایک ڈاکٹر نے دریافت کیا ہے اس نے تجربہ کیا کہ زخمی کے بدن سے جسوقت سخت خون بہہ رہا ہو اگر اس کو راگ سنانے لگجاوین تو یا تو خون کا بہاؤ بالکل بند ہو جاوے گا یا کم ہو جاویگا ڈاکٹر موصوف اس عجیب نظارے کی وجہ دریافت نہین کر سکتا تھا لیکن اب سمجھا گیا ہے کہ نغمہ کا اثر زخمی کو غشی کیحالت مین لے آتا ہے جس کے باعث دلکی حرکت اسقدر کم ہو جاتی ہے کہ خون کا دورہ خود بخود بند ہو جاتا ہے ۔

افریقہ کے ایک تاجدار کے پاس لنڈن مین ڈیپوٹیشن گیا کہ وہ افریقہ کے باشندون مین شراب خواری کو رائج ہونے دین ۔ اس عاقل نے جواب دیا کہ جب تک یورپ والے شراب بھیجے جائینگے افریقہ کے باشندے خریدے جائینگے اگر مے نوشی بند کرانی ہو تو یورپ سے چالان بند ہونا چاہیئے ۔ جب تک کسی برائی کی جڑ کو نہ اکھاڑا جاوے تب تک شاخون کے کاٹنے کی کوشش عبث ہے ۔

شاہنشاہ چین سخت بیمار ہین ۔ یہ خبر چارونطرف اخبارون مین پھیل رہی ہے لیکن شاہنشاہ موصوف کی بیماری دنیا کیحالت پر کچھ بھی اثر نہین ڈال سکتی کیونکہ اصل مالک ملک چین کی انکی والدہ ماجدہ ہین جو ان کے مرنے کوئی دوسرا کھلونا تخت پر بیٹھا دین گی ۔

کابل مین بندوق وغیرہ سامان جنگ بنانے کے کارخانے امیر عبد الرحمن کے وقت سے ہی کہلے ہوئے ہین ۔ اسوقت کل کارخانجات مین محض ہیزم کا خرچ چار لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نہین ہے ۔ اس بڑے خرچ مین تخفیف کرنے کیلئے امیر حبیب اللہ خان نے سوچا ہے کہ بجلی سے ایندھن کے اخراجات مین بہت سی بچت ہو جاویگی مگر اسوقت امیر صاحب کو جملہ ہتھیار اور سامان جنگ بڑا مہنگا پڑتا ہے ۔ اگر سید معا یورپ سے بنا بنایا منگاوین تو شائد زیادہ قرستا پڑے لیکن پایونیر لکھتا ہے کہ یورپ سے سامان خراب منگاتے ہین جو دقتین پڑینگی ان کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ امیر اپنے ملک کے اندر اطمینان کیساتھ حرب طیار کرا رہا ہے ۔

پوپ روم اسوقت ایک عجیب طرح کی عیسائی مذہبی سوداگری کی بیچکنی کے درپے ہو رہا ہے رومن کیتھولک عیسائیون مین مردون کیلئے دعائین پڑھکر انہین بہشت مین پہونچانے کا ٹھیکہ پادریون نے رکھا ہے ۔ جہان یورپ کا ہر ایک آدمی بنکون مین حساب رکھتا ہے اور خرچ کرتے وقت بنک پر چک لکھدیتا ہے اسیطرح رومن کیتھولک پادری بھی اپنے بلون کا سارا بھگتان مردون کیلئے خطے پر کر کیا کرتے ہین ۔ اخبار کی قیمت اسطرح ادا ہوتی ہے کہ اخبار کا خریدار پادری ایک سارٹیفکٹ اپنے افسر سے دستخط کراکے اور خود بھر کے بھیجدیتا ہے ۔ کہ بمقابلہ قیمت اخبار کے اسقدر خطبے پڑھونگا اخبار کے مالک اس سارٹیفکٹ کو خطبے پڑہانیکے امیدوارون کے پاس فروخت کرکے نقد قیمت جمع کر لیتا ہے ۔ اسیطرح ہوٹل وغیرہ کے بلون کی ادائیگی بھی ہوتی ہے ۔

روئی کی پیداوار پار سال بہت کم ہوئی تھی ۔ اب کے سال باموقع روئی کا بیج بویا گیا ہے ۔ دیکھئے نتیجہ کیا نکلتا ہے جسطرح بارش شروع ہوئی ہے اگر اسیطرح باقاعدہ ہوتی رہی تو امید ہے کہ جسطرح پارسال گیہون کی فصل نے ملک کو خوشحال کر دیا تھا اسیطرح اسسال ۔۔۔ روئی کی فصل بیڑا پار کر دے گی ۔ افسوس کہ اس ملک مین باوجود ذرایع آبپاشی عمدہ موجود ہونے کے بھی ذرا سی مسانگ بارش سے ہی فصل کی دگرگون حالت ہو جاتی ہے +

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چندہ کو ہم باز گراں جہاد قادیانی ہی	دوا ہی شفا ہی غرض ازالہ ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا اوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے
کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے
اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور
اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے
تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود
کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم
ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے
بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے
ہماری طرف سے امان
اور صلح کاری کا
سفید جھنڈا
بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و سعادتین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والوں سے	ے ١٢ر
اپنی جماعت کے غیر مستطیع و مساکین کم آمدنی والے لوگوں سے	عہ ١٢ر

نمبر ۲۵ و ۲۶ | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ جولائی و ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء | جلد ۸

حضرت اقدس گورداسپور میں

لعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ فرمایا ہے کہ جب تک مقدمہ کی پیروی ضروری ہے اس وقت تک عارضی طور پر گورداسپور ہی میں جا ٹھہریں۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کیلئے گورداسپور میں ایک اور وسیع مکان پہلے مکان کے علاوہ لیا گیا ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور دوسری خادم مستورات رہیں گی۔ مہمانوں کیلئے وہی پہلا مکان اگر کافی نہ ہوا تو تجویز ہے کہ کوئی اور وسیع مکان لیا جاوے۔

ناعاقبت اندیش لوگ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عزم و استقلال پر بجائے اس کے کہ غور کرتے اور کوئی مفید سبق لیتے اپنی معمولی کور بختی کی وجہ سے ہنسی اڑاتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں۔ اَللّٰہُ یَسْتَہْزِئُ بِہِمْ وَیَمُدُّہُمْ فِیْ طُغْیَانِہِمْ یَعْمَہُوْنَ۔

انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ سے جو لوگ واقف ہیں اور جنہوں نے اس پر غور کیا ہے وہ حضرت حجۃ اللہ کے اس استقلال و عزم سے نہایت مفید سبق لیتے ہیں اور ان کے ایمان ترقی کرتے ہیں۔ لیکن سنت اللہ کے موافق ضروری ہے کہ ایک گروہ ایسا ہی ہو جو زادتہم رجساً الیٰ رجسہم کا مصداق ہو۔ بہرحال ۱۳ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو اعلیٰ حضرت انشاء اللہ العزیز گورداسپور تشریف لیجانے کے عازم ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے آپ گورداسپور میں مقیم رہیں گے۔ اس لئے احباب جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپ کے فیض سے مستفیض ہونے کیلئے قادیان آنے کیلئے طیار ہوں وہ دوسری اطلاع تک گورداسپور تشریف لاویں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہیں۔

۲۔ بارش ابھی ختم ہو چکی ہے۔ اور ابھی بر جمیع آسمان ہے

۳۔ ۹ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو جناب بابو ہری چرن دت صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر حلقہ جالندھر نے تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ کیا۔ آپ ایک با اخلاق اور علم دوست بزرگ ہیں اور سادگی پسند ہیں۔ معائنہ کے تمام وقت میں ہم بھی آپ کے ساتھ تھے ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی جب ہم یہ دیکھتے تھے کہ ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ نے وہ تمام ضروری کاغذات جو انسپکٹر صاحب کو مطلوب ہو سکتے تھے اپنی فراست اور قابلیت سے قبل از وقت طیار کر رکھے تھے جن کو دیکھ کر انسپکٹر صاحب نہایت محظوظ ہوئے۔ اور رجسٹروں کی صفائی سے بھی بہت خوش ہوئے۔ دوران معائنہ میں جب وہ نصاب تعلیم کا نقشہ دیکھ رہے تھے نصاب میں عبرانی دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھا کہ عبرانی کون پڑھاتا ہے جب مفتی صاحب نے کہا کہ میں پڑھاتا ہوں اور میں نے انٹرنس بی اے پاس کیا ہے تو آپ کو اور بھی حیرت ہوئی۔ مفتی صاحب نے عبرانی پڑھنے کی غرض بھی بتلائی کہ بائبل کو اصل زبان میں پڑھنے کیلئے اس زبان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے پڑھا تھا۔ غرض آپ نہایت غور اور خوض کے ساتھ معائنہ کرتے رہے اور مندرجہ ذیل اپنی رائے بک میں لکھی ہے جو ہم اپنی قوم کی توجہ کیلئے درج کرتے ہیں بعض ضروری ریمارک ہم پھر کبھی لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

رائے انسپکٹر صاحب

میں نے ۹ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا معائنہ کیا۔ منظوری مدرسہ کے شرائط کی پوری تفصیل جناب انسپکٹر صاحب بہادر کے ملاحظہ کے بعد ایک سٹینڈنگ ورم اس مدرسہ کی عمارات میں بڑھایا گیا ہے فیس کی شرح سرکاری اور بورڈ سکولوں کی شرح سے ¼ کے قریب ہے۔ اور حسابی فیس اور نصف فیس والے طلباء کی تعداد بھی ضابطہ تعلیم پنجاب کے مطابق کی گئی ہے۔ قواعد مابین المدارس کی ٹھیک ٹھیک پابندی کی جاتی ہے۔ مدرسین کے عملہ میں ایک ایم اے مدرس بی اے زیادہ کیا گیا ہے تمام رجسٹر صاف اور مکمل ہیں۔ مدرسہ طاعون کی وجہ سے یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے حاضری سنہ ۱۹۰۶ء تک بند رہا ہے۔ تمام مکانات صاف ستھرے ہیں اور اس مدرسہ کے تمام کاروبار میں ایک ایسی سنجیدگی اور حسن انتظام کی خوشبو آتی ہے جو نہایت ہی قابل تعریف ہے میری رائے میں یہ مدرسہ اب بالکل اس قابل ہے کہ سررشتہ تعلیم اس کو منظور کرے۔

حاضری طلباء حسب ذیل تھی۔

ہائی ڈیپارٹمنٹ

ششم ہائی	۸/۸	میزان ۱۱/۱۱
چہارم ہائی	۳/۳	

مڈل

سوم مڈل	۷/۷	میزان ۳۰/۳۰
دوم ”	۱۲/۱۲	
اول ”	۱۱/۱۱	

اپر پرائمری

پنجم پرائمری	۷/۷	میزان ۹۳/۹۷
چہارم ”	۱۵/۱۵	
سوم ”	۳۰/۳۴	
دوم ”	۱۷/۱۸	
اول ”	۲۴/۲۴	

کل مسلمان	۱۳۵	میزان ۱۳۸
ہندو	۳	

میں ہیڈ ماسٹر مدرسہ یعنی مفتی محمد صادق صاحب کا بہت ہی ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے مدرسہ کے معائنہ میں اور رجسٹروں کے ملاحظہ کرنے میں بہت ہی مدد کی ہے۔ مقام قادیان ۹ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء

حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر
جلسۃ الوداع کی تقریب پر

اکثر لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ جلسۃ الوداع کیا چیز ہے؟ انہیں معلوم رہے کہ جن دنوں حضرت مسیح موعودؑ کتاب مسیح ہندوستان میں تالیف کر رہے تھے انہیں ایام میں معلوم ہوا تھا کہ نصیبین میں حضرت مسیح ناصری کے بعض آثار ہیں جن سے ان کے اس سفر کا پتہ ملتا ہے اور تصدیق ہوتی ہے کہ وہ کشمیر میں آگر رہے اور ایک عرصہ تک یہاں رہ کر آخر فوت ہو گئے اور سری نگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہوئے جہاں ابتک انکی قبر یوز آسف نبی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ نے قرین مصلحت سمجھا تھا کہ ایک کمیشن اپنی جماعت کی بھیجی جاوے جہاں آثار وحالات کی خود تفتیش و تحقیقات کرے۔ اور پھر اسی رستہ سے جو حضرت مسیح نے کشمیر آنے کیلئے تجویز کیا تھا۔) واپس کشمیر سے ہوتے ہوئے دارالامان پہونچ جاویں ان احباب کو رخصت اور وداع کرنے کیلئے ایک جلسہ تجویز ہوا تھا جس کا نام جلسۃ الوداع رکھا گیا تھا۔ اگرچہ بعض پیش آمدہ امور ضروریہ کیوجہ سے اس کمیشن کا بھیجا جانا اسوقت ملتوی ہو گیا تھا اور ابھی ملتوی رہا ہوا ہے۔ لیکن اس تاریخ پر ایک جلسہ ہوا۔ بزرگان ملت نے وعظ کیے (جو پہلے چھپ چکے ہیں) اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک تقریر فرمائی۔ جو ہم ذیل میں درج کرنا شروع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پر اور بہت سی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے مگر اس چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تاکہ میں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہیں انکو دور کروں اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کروں۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں خصوصیت سے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب کی بنیادی اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کیلئے خطرناک زہر ہیں۔ اور انسان کی روحانی قوتوں کے نشوونما اور ترقیوں کیلئے ایک روک ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اور جسمیں بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہیں۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اسکی خدائی کی دلیل ہے جن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہیں مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے معصوم یہودیوں کے ہاتھوں سخت ستایا گیا جسطرح خیر راستباز اپنے زمانے میں نادان مخالفوں کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں۔ اور آخر ان یہودیوں نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتوں سے یہ کوشش کی کہ کسیطرح ان کا خاتمہ کر دیں اور ان کو مصلوب کراویں۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز میں کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازوں اور ماموروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں ان کے بہت سے دشمن ہیں اور دشمن بھی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں جس سے انکی ہجرت کا پتہ ملتا تھا انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی . . . .

. . . . اور آخر انہیں ہی وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون بھی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہیں ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہیں گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ و بنیاد سے گر پڑی اور مسلمانوں کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تھی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں اور پھر نازل ہوں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا۔ جسکی نبوت آپ کی مہر سے نہ ہو) بھی دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف میں تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

یہ واقعہ کہ ہم وفات مسیح کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہیں کیونکہ اسی موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی موت ہے۔ اسی غرض سے میں نے کتاب مسیح ہندوستان میں لکھنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کیلئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی جماعت میں سے چند آدمیوں کو بھیجوں جو ان علاقہ جات میں جا کر ان آثار کا پتہ لاویں جنکا وہاں موجود ہونا بتایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکھکر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستوں کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائیں کریں کہ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اس مبارک سفر کیلئے رخصت ہوں اور کامیاب ہو کر واپس آئیں۔

اگرچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بھی کیا جاتا تو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسقدر شواہد اور دلائل ہمکو اس امر کے دیدیے ہیں جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہیں سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے کبھی اسکے سیر نہیں ہوتا اسلئے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جسقدر ثبوت اور دلائل اور مل سکیں وہ اچھا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو نصیبین کیطرف بھیجتے ہیں جس کے متعلق ہمیں پتہ ملا ہے کہ وہاں کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ ابھی تک گرفتار قوم کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھا رہے تھے) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئیے۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچ کر انہوں نے بدقسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔ وہاں کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آ جائیں گے تو آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کروں گا اور میں بیمار ہوں میرے لئے دعا بھی کریں اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمیں معلوم ہوا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ روضۃ الصفا ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مضمون اس سے بھی پایا جاتا ہے وہ سے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین میں ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو آئے ہیں۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر میں انشاء اللہ حقیقت کھل جائیگی اور اصل معاملہ صاف ہو جائیگا ممکن ہے کہ اس سفر میں ایسی تحریریں پیش ہو جاویں یا ایسے کتبے نکل آئیں جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہوں یا حواریوں میں سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ مل جاوے۔ اور اس قسم کے بعض امور نکل آویں جو ہمارے اس مقصد میں مؤید ثابت ہو سکیں۔ اس لئے میں نے اپنی جماعت میں سے تین آدمیوں کو اس سفر کے لئے تیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی دینا چاہتا ہوں جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہاں جہاں وہ جاویں اس کو تقسیم کرتے رہیں۔ اسطرح پر اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاویگی۔ اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کیلئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ انمیں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کیلئے طیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت طیار نہیں ہو سکتی جب تک اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے ان کے عوارض اور اسباب میں سے جماعت کی کمزوری اور بیدلی بھی تھی چنانچہ جب انکو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحواریین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیجدی۔ اور اکثر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہانتک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جسنے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح میں اب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے۔ اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ جس دن سے میں نے نصیبین کی طرف ایک جماعت کے بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر میں مامور کیا جاؤں اور وہ دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجھے بھیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ لیکن میں ان درخواستوں سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تھا اور مولوی قطب الدین اور میاں جمال الدین کو ان کے ساتھ جانے کیواسطے تجویز کر لیا تھا۔ اس واسطے مجھے ان

احباب کی درخواستوں کو واپس دینا پڑا تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے قلبی ارادہ سچے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کیلئے پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرے گا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائیں گے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان امر نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس وقت سفر آسان ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کس کو علم ہو سکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہیں ہے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑیں گی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا جبکہ **مَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ** کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضائع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر تو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضائع ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو ریا اور دوسرے اغراض شہرت و نمود کے نہ ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ہجر کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہو سکتا۔

بہت سے بھائی ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے اور میں بھی ان کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ انکو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لاوے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائیں کریں گے اور وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقعہ پر ہماری جماعت نے دو قسم کی حرکت اور ہمت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب اور شدائد کے برداشت کرنے کو طیار ہو گئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئیں گی۔ دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے میرے دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ نے **سَاعَةِ الْعُسْرَةِ** میں دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار میں میں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنے صدق و ہمت کا نمونہ دکھایا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بے خبر ہوں یا ان کی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا؟ میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے۔ میں چونکہ بیمار تھا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہ دے سکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگوں کے نام درج نہیں ہوئے ان کو افسوس نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضرورتوں میں شریک ہوتا ہے کہ اس کا نام شائع کیا جاوے تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے لیکن جو محض اللہ تعالیٰ کیلئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کیلئے کمربستہ ہوتا ہے اس کو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک دن ہوتے ہیں اور ایک وقت ضائع ہو جاتے ہیں لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابدالآباد کے لئے ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت ہی کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً میں نظیر کے طور پر کہتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میرے بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے ان کا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اسطرح بیان کرنے میں باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اس وقت سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جب کہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں۔

ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک ایمان قوی نہ ہو کچھ نہیں ہوتا جسقدر ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے۔ یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشو و نما پا جاوے تو پھر ایسا مومن **شہید** کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہو سکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نہ کرے گا۔

میں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اس لئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اسکی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ اس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کیطرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ اسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا **مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ**

اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ **هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ** یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دیئے ہیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے انکے موافق اسنے ہمیں قویٰ بھی عطا کئے ہیں کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضروری ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کھانا طیار کرے اور اس کے موافق ایک مکان ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کرے اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بنا دے۔ نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو مکان طیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اب اگر بیل گدھے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات کو پیش کریں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ انہیں وہ قویٰ نہیں ملے جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قویٰ دیئے ہیں اور ہم اسکو اٹھا سکتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔ اور اسیطرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے۔ اور اسطرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اسکی حقیقت سے بے خبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی ان کو نہیں باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم چونکہ کوئی بات اسلام کے خلاف نہیں کرتے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال، اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کیطرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان سے نیک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں لیکن انمیں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک شخص متقی ہو اور وہ

صرا عمال صالحہ کرنے والا ہو اور وہ **اہل حق کا دشمن** ہو۔ حالانکہ یہ لوگ ہمکو بے قید اور دہریہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا جاتا ہے کہ مجھکو **اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے** لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دلوں میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈرتے کہ ایسا نہ ہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرنے والے ٹھہریں لیکن یہ تب ہوتا کہ انہیں حقیقی اعمال نصیب ہوتے اور ایمان خدا پر ہوتا اور وہ یوم الجزا سے ڈرتے اور **لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ**

معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں

(۱) معجزات عقلیہ (۲) معجزات علمیہ (۳) معجزات برکات و روحانیہ (۴) معجزات تصرفات و خارجیہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن میں سے ہیں اور نہایت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہیں جنکو ہر ایک زمانہ میں ہر ایک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید امر کی طرح ادراک کرسکتا ہے۔ لیکن نمبر ۴ کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ اصل خوبی اور حسن و جمال قرآن شریف کا پہلے تینوں قسم کے معجزات کسیقدر اسمیں پائے جائیں اور قرآن شریف میں تو یہ ہر سہ قسم کے اعجاز اعلےٰ و اکمل و اتم طور پر پائے جاتے ہیں اور انہیں کو قرآن شریف اپنی بے مثل و مانند ہونیکے اثبات میں بار بار پیش کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الجن والانس علےٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا یعنی ان منکرین کو کہدے کہ اگر تمام جن و انس یعنی تمام مخلوقات اس بات پر متفق ہو جائے کہ اس قرآن کی کوئی مثل بنانی چاہیئے تو وہ ہرگز اس بات پر قادر نہیں ہونگے کہ ایسی ہی کتاب انہیں ظاہری و باطنی خوبیوں کی جامع بنا سکیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی بھی مدد کریں اور پھر دوسرے مقام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیئ۔ یعنے اس کتاب (قرآن شریف) سے دینی حقیقت باہر نہیں رہی بلکہ یہ جمیع حقائق و معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ یعنے یہ کتاب (قرآن شریف) تمام علوم ضروریہ پر مشتمل نازل فرمائی ہے اور پھر فرماتا ہے یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ یعنے یہ قرآن شریف وہ پاک اوراق ہیں جنمیں تمام آسمانی کتابوں کا مغز اور لب لباب بھرا ہوا ہے اور پھر فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ یعنے اے منکرین اگر تم اس کلام کے بارہ میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کچھ شک میں ہو یعنی اگر تم اس کو خدا کا کلام نہیں سمجھتے اور ایسا کلام بنانا انسانی طاقت کے اندر خیال کرتے ہو تو تم بھی ایک سورۃ جو انہیں ظاہری باطنی کمالات پر مشتمل ہو بنا کر پیش کرو اور اگر تم نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکوگے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن پتھر (بت) اور آدمی ہیں۔ یعنی بت اور مشرک اور نافرمان لوگ ہی اس آگ کے بھڑکنے کا موجب ہو رہے ہیں اگر دنیا میں بت پرستی و شرک و بے ایمانی و نافرمانی نہ ہوتی تو وہ آگ بھی افروختہ نہوتی تو گویا اس کا ایندھن یہی چیزیں ہیں جو علت موجبہ اس کے برافروختہ ہونے کی ہیں اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ولو انزلنا ھذا القرآن علےٰ جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون۔ یعنی یہ قرآن جو تم پر اوتارا گیا اگر کسی پہاڑ پر اوتارا جاتا تو وہ خشوع اور خوف الٰہی سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتا اور یہ مثالیں ہم اس لئے بیان کرتے ہیں تا لوگ کلام الٰہی کی عظمت معلوم کرنے کے لئے غور اور فکر کریں یہ تو قرآن شریف میں اُن اعجازی کمالات کا ذکر ہے جو خود اس کے نفس نفیس میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن باینہمہ تصرفات خارجیہ کے اعجاز بھی قرآن شریف میں بکثرت درج ہیں اور اس قسم کے معجزات جمال قرآنی کے لئے بطور اس زیور کے ہیں جو خوبوں کو پہنایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ نفس خوبصورتی زیور کے محتاج نہیں گو اس سے اس کی آب تاب کسیقدر اور بڑھ جاتی ہے اس جگہ واضح رہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن شریف میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیسکر کھایا۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شریر کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروز ہجرت کیا گیا یعنی جبکہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلشانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس بد ارادہ کی خبر دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر فتح و نصرت والیس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت ہی گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھکر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند
عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اس وفادار اور جان نثار عزیز کو اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد ان بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پاکر قتل کر ڈالیں اس وقت اور اس مصیبت کے وقت میں بجز ایک با اخلاص اور یکرنگ اور دلی دوست کے اور کوئی انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ نہ تھا مگر ہر وقت اور نیز اس پرخطر سفر میں وہ مولےٰ کریم ساتھ تھا جس نے اپنے اس کامل وفادار بندہ کو ایک عظیم الشان اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا تھا سو اس نے اپنے اس پیارے بندے کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرفات اس راہ میں دکھلائے جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں مندرج ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورہ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے اُن سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔ از انجملہ ایک یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کیلئے یہ امر خارق عادت دکھلایا گیا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہونچ گئے تھے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے کیونکہ خدا تعالےٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دیدیئے اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکا میں پڑھکر ناکام واپس چلے گئے از انجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑنے کیلئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بد دعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا چوتھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکر کثیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے گنتی کے آدمی تھے نابود کر دیں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں تب اللہ جلشانہ نے جناب موصوف کے ایک مٹھی کنکریاں کے چلانے سے تمام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈالدیا اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور خدا تعالےٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سراسیمہ و درماندہ اور پریشان کرکے وہیں رکھا اور ان کی لاشیں انہیں مقامات میں گرائیں جن کے پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک نشان بتلا رکھے تھے ایسا ہی اور کئی عجیب طور کے تائیدات و تصرفات الٰہیہ کا جو خارق عادت ہیں قرآن شریف میں ذکر ہے جن کا ماحصل یہ ہے کہ گو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بیکسی کی حالت میں مبعوث کرکے پھر ایک قلیل عرصہ میں جو تیس برس سے بھی کم تھا ایک عالم پر فتحیاب کیا اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان دیار شام و مصر و ممالک مابین دجلہ و فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا اور اس تھوڑے سے ہی عرصہ میں فتوحات کو جزیرہ نما عرب سے لیکر دریائے جیحون تک پھیلایا اور ان ممالک کے اسلام قبول کرنیکی بطور پیشگوئی قرآن شریف میں خبر دی اس حالت بیسامانی اور پھر ایسی عجیب و غریب فتحوں پر نظر ڈالکر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے کہ جس جلدی سے اسلامی سلطنت اور اسلام دنیا میں پھیلا ہے اسکی نظیر صفحہ تاریخ دنیا میں کسی جگہ پائی نہیں جاتی اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جاوے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت بھی کہتے ہیں غرض قرآن شریف تصرفات خارجیہ کا ذکر بھی بطور خارق عادت بہت جگہ آیا ہے بلکہ ذرا نظر کھولکر دیکھو تو اس پاک کلام کا ہر ایک مقام تائیدات الٰہیہ کا نقارہ بجا رہا ہے اور ایک تصویر کھینچکر دکھلا رہا ہے کہ کیونکر اسلام اپنی اول حالت میں ایک خورد تخم کیطرح دنیا میں بویا گیا اور پھر وہ تھوڑے ہی عرصہ میں بخارق عادت کیسا بزرگ و عظیم القدر ہو کر اکثر حصہ دنیا میں پھیلگیا اور ہر یک موقع پر کیا کیا عجیب تائیدات الٰہیہ اسکی حمایت میں ظہور میں آتی رہیں۔

اب ہم بیرونی معجزات کا بیان (جو اعجازی تصرفات ہیں) اسیقدر کافی سمجھکر اُن معجزات کی تشریح کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہیں جو قرآن شریف کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکی بطنی اور نفسی خاصیتیں ہیں کیونکہ اس قسم کے معجزات بباعث دائمی مشہود اور وجود کے قوی الاثر ہیں جنکو ہر ایک طالب صادق اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور ہر ایک منصف کی نظر میں بالضرور قابل یقین ٹھہر سکتے ہیں۔ سو اول جاننا چاہیئے کہ معجزہ عادات الٰہیہ میں سے ایک ایسی عادت یا یوں کہو کہ اس قادر مطلق کے افعال میں سے ایک ایسا فعل ہے جسکو اضافی طور پر خارق عادت کہنا چاہیئے پس امر خارق عادت کی حقیقت صرف اسیقدر ہے کہ جو

پاک نفس لوگ عام طریق و طرز انسانی ترقی سے ... کرکے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قرب الٰہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ حسب حالت ان کے ایک ایسا عجیب معاملہ ان سے کرتا ہے کہ وہ تمام حالات انسانی پر قیاس کرنے کے بعد ایک امر خارق عادت دکھائی دیتا ہے اور جسقدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصات عشق و محبت میں دور تر چلا جاتا ہے اسیقدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفاف اور روشن و تاباں ظہور میں آتے ہیں جب تزکیہ نفس انسانی کمال تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اس کا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات و معاملات و اخلاق جو انتہائی درجہ پر اس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارق عادت ہی ہو جاتے ہیں سو بمقابل اس کے ایسا ہی معاملہ باری تعالیٰ کا بھی اس سبدل تام سے بطور خوارق عادت ہی ہوتا ہے چونکہ آنحضرت مبدل تام اور سید المبدلین اور امام المطہرین تھے جنکو قادر مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اس لئے تمام سراپا وجود ان کے کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالیشان نبی پر جو کلام نازل ہوتا تھا وہ بباعث تبدل تام اس کے غایت درجہ کا خارق عادت ہوتا جس سے تمام اولین آخرین کی نظریں خیرہ ہو جاتیں کیونکہ اگرچہ کلام الٰہی فی ذاتہ کلام انسانی سے ایسا ہی ممیز ہے جیسا خدا انسان سے تمیز تام رکھتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے نزول وحی حسب استعداد و حالت صفوت و اخلاق فاضلہ و ملکات صالحہ وحی یاب ہوا کرتا ہے اور اسی کی طرف ایک روحانی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں پایا جاتا ہے یعنے یہ کہ وہ پاک کلام بہت فرشتوں کی حفاظت کے ساتھ اترا ہے۔ سو ظاہری فرشتے تو معلوم ہی ہیں مگر پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتیں اور شوق و ذوق سے بھری ہوئی واردات ہیں اور درد دل اور جوش محبت اور صدق و صفا و تبتل و وفا و توکل و رضا و تبتل و فنا اور شوزش اسے عشق مولیٰ ایک قسم کے فرشتے ہی ہیں جو قادر مطلق نے اپنے اس محبوب افضل الرسل کے وجود میں اکمل و اتم طور پر پیدا کئے تھے اور پھر اسی کے اتباع سے ہر ایک مومن کامل کے دل میں بھی بانداز تعلق پیدا ہو جاتے ہیں اور اگرچہ عام مومنوں میں بھی جو ابھی حالت کمالیہ تک نہیں پہونچے ان کا تخم پایا جاتا ہے لیکن وہ تخم اس چھپی ہوئی آگ کیطرح ہے جو افروختہ آگ کا کام نہیں دیسکتی جیسے ظاہر ہے کہ اندازہ امر تخم کا قائم مقام نہیں ہوسکتا اور نہ بیج درخت کا حکم رکھتا ہے اور اگرچہ ہر ایک زمین کے نیچے پانی ہے لیکن بجز بہت سی جانکنی اور محنت اور مدت تک زمین کھودنے کے وہ پانی نکل نہیں سکتا اسیطرح آتش شوق الٰہی جبتک اپنے کمال اشتعال کی حالت میں نہ آوے تب تک اس کے فواید مترتب نہیں ہوسکتے لیکن جب وہ کمال طور پر افروختہ ہو جاتی ہے اور چاروں طرف سے بھڑک اٹھتی ہے تب وہ دخل شیطان سے محفوظ رکھنے کیلئے فرشتوں کا کام دیتی ہے اور ملائک حفاظت میں شمار کیجاتی ہے پاک اعمال اور پاک حالتیں اور پاک واردات اور پاک جوش اور پاک ذوق اور پاک حزن اور پاک اخلاق ظہور جب اپنے اشتعال در کمال کیحالت میں ہوں تو ان نیک اور ہوشیار چوکیداروں کیطرح ہیں جو اپنے مالک کے محل کے دروازوں پر چاروں طرف دن رات پہرہ کیلئے کھڑے رہتے ہیں سو ہر چند اس محل کے سارے دروازے کھلے ہیں (یعنی ہر قسم کی قوتیں اور استعدادیں اگر بباعث تقید محافظین بجز نسیم ہوا اور محبوب چیزوں کے کوئی نابکار چیز اندر نہیں جاسکتی اور اگر کتا یا چور اندر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اور مارکھاتا ہے۔ لیکن وہ محل جس کے دروازے تو کھلے ہیں مگر دروازوں پر کوئی نیک و ہوشیار چوکیدار نہیں گو اسمیں ٹھنڈی ہوا اور اچھی اچھی چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں مگر ایسے گھر کو اکثر چور لگے رہتے ہیں اور کتے اسکی چیزوں کو پلید کرتے رہتے ہیں سو یہ گھر خرابی کی حالت میں رہتا ہے پس جس جگہ صفوت و عصمت و تبتل و محبت کامل و تام و حزن و درد و شوق و خوف ہے اس جگہ انوار وحی کے کامل تجلیات بغیر آمیزش کسی نوع کی ظلمت کے وارد ہوتے رہتے ہیں اور آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے رہتے ہیں اور جسجگہ یہ مرتبہ کمال تمام کا نہیں اس جگہ وحی بھی اس عالی مرتبہ سے متنزل ہوتی ہے غرض وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اس لئے خدائے جلشانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین اور آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقوی و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کیلئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اسکی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اسمیں درج نہ ہو کوئی فکر ایسے براہین عقلی پیش نہیں کرسکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہونچنے کیلئے درکار ہے۔

. . . .

معرفت حقائق کے عطا کرنے کیلئے تین دروازے قرآن شریف میں کھلے ہوئے ہیں ایک عقل یعنے خدا تعالیٰ کی ہستی اور خالقیت اور اسکی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کیلئے جہانتک علوم عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور اس استدلال کے ضمن میں صناعت منطق و علم بلاغت و فصاحت و علوم طبعی و طبابت و ہیئت و ہندسہ و دقایق فلسفہ و طریق جدل و مناظرہ وغیرہ تمام علوم کو نہایت لطیف و موزون طور پر بیان کیا ہے جس سے اکثر دقیق مسایل کا پیچ کھلتا ہے۔ پس یہ طرز بیان جو فوق العادت ہے از قسم اعجاز عقل ہے کیونکہ بڑے بڑے فیلسوف جنہوں نے منطق کو ایجاد کیا اور فلاسفی کے قواعد مرتب کئے اور بہت کچھ طبعی اور ہیئت میں کوشش و مغززنی کی وہ بباعث نقصان عقل اپنے ان علوم سے اپنے دین کو مدد نہیں دے سکے اور نہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کرسکے اور نہ اوروں کو فائدہ دینی پہونچا سکے بلکہ اکثر ان کے دہریہ اور ملحد اور ضعیف الایمان رہے اور جو بعض ان میں سے کسیقدر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے انہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا کر اور خبیث کو طیب کے ساتھ مخلوط کرکے راہ راست کو چھوڑ دیا پس یہ الٰہی عقل از قبیل خارق عادت ہے جس کے استدلال میں کوئی غلطی نہیں اور جس نے علوم مذکورہ سے ایک ایسی شایستہ خدمت لی ہے جو کبھی کسی انسان نے نہیں لی اور اس کے ثبوت کیلئے یہی کافی ہے کہ دلائل وجود باری عز اسمہ اور اسکی توحید و خالقیت وغیرہ صفات کمالیہ کے اثبات میں بیان قرآن شریف کا ایسا محیط و حاوی ہے جس سے بڑھکر ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان کوئی جدید برہان پیش کرسکے اگر کسیکو شک ہو تو وہ چند دلائل عقلی متعلق اثبات ہستی باری عز اسمہ یا اوس کی توحید یا اوس کی خالقیت یا کسی دوسری الٰہی صفت کے متعلق بطور امتحان پیش کرے تا بالمقابل قرآن شریف میں سے وہی دلائل یا اُن سے بڑھکر اس کو دکھلائے جائیں جنکو دکھلانے کے ہم آپ ہی ذمہ وار ہیں غرض یہ دعوے اور یہ تعریف قرآنی لاف و گزاف نہیں بلکہ حقیقت میں حق ہے اور کوئی شخص عقائد حقہ کے اثبات میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کرسکتا جس کے پیش کرنے سے قرآن شریف غافل رہا ہو قرآن شریف باواز بلند بیسیوں جگہ اپنے احاطہ تامہ کا دعوے پیش کرتا ہے چنانچہ بعض آیات ان میں سے اس ... میں درج بھی کر چکے ہیں سو اگر کوئی طالب حق آزمایش کا شایق ہو تو ہم اس کی تسلی کامل کرنے کیلئے مستعد اور طیار اور ذمہ وار ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس پر غفلت اور لاپروائی اور بیقدری کے زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہیں جو صدق دل سے طالب حق ہوکر اس خاصیت عظمیٰ و معجزہ کبریٰ کی آزمایش چاہیں بلکہ وہ اسی میں اپنی سرخروئی سمجھ لیتے ہیں کہ بات کرتے سنتے ہی انکار کردیں لیکن ظاہر ہے کہ صرف اس بات کے کہنے سے کہ ہم نہیں مانتے یا ہم اسکو خلاف عقل یا خلاف قانون قدرت سمجھتے ہیں امر متنازعہ فیہ انفصال نہیں پاتا اور صداقت پسند دل کا یہ طریق ہرگز نہیں۔ ایک شخص کو ایک امر متنازعہ فیہ کے اثبات کیلئے میدان میں کھڑے دیکھکر اور آوازیں ہار ہے ... منکر پھر اسکی طرف رخ نہ کریں اسے نہ دیکھیں اور دور بیٹھے یوں ہی کہتے رہیں کہ اس کی یہ باتیں جھوٹ اور بے اصل ہیں کیا یہ شیوہ کسی واقعی راستباز کا ہوسکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ دوسرا دروازہ معرفت الٰہی کا جو قرآن شریف میں نہایت وسیع طور پر کھلا ہوا ہے دقایق علمیہ ہیں جس کو بوجہ خارق عادت ہونے کے علمی اعجاز کہنا چاہیئے وہ علوم کئی قسم کے ہیں اول علم معارف دین یعنی جسقدر معارف عالیہ دین اور اسکی پاک صداقتیں ہیں اور جسقدر نکات و لطایف علم الٰہی ہیں جنکی اس دنیا میں تکمیل نفس کیلئے ضرورت ہے ایسا ہی جسقدر نفس امارہ کی بیماریاں اور اس کے جذبات اور اسکی دوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ ان کا علاج اور اصلاح کی تدبیریں ہیں اور جسقدر تزکیہ و تصفیہ نفس کے طریق ہیں اور جسقدر اخلاق فاضلہ کے انتہائی ظہور کی علامت و خواص لوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفائے تام قرآن مجید میں بھرا ہوا ہے اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ و پرستش الٰہی کا نکال نہیں سکتا جو اس پاک کلام میں درج نہ ہو دوسرے علم خواص روح و علم نفس ہے جو ایسے احاطہ تام سے اس کلام معجز نظام میں مندرج پایا ہے کہ جسے غور کرنیوالے سمجھ سکتے ہیں کہ بجز قادر مطلق کے یہ کسی کا کام نہیں۔

مختصر نوٹ اور نکات

مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی متعلق جو یہ مشہور ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ دراز تک غار میں مخفی رہے گا ناعاقبت اندیش اسکی اصل حقیقت کو نہیں پہچان سکے خلافت راشدہ کے واجب التکریم مصنف نے (رب اجزہ جزاء الا وفی) اس راز کو کھولا ہے اسطرح پر کہ اس غیوبت سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک عرصہ تک قوم کی نگاہ سے مخفی اور غیر معروف رہیگا لیکن حواشی اور عوارض نے اس حقیقت کو چھپا دیا اور واقعہ صحیحہ کو فسانہ کا رنگ دیکر اسے یہ لباس پہنا دیا کہ اسے صدیوں تک غار میں چھپا دیا۔

فی الحقیقت یہ عقدہ جو اسطرح پر کھولا گیا ہے حضرت مہدی مسعود کی پاک لائف پر غور کرنے سے بہی صحیح معلوم ہوتا ہے اور آپ کے بعض الہامات بہی اسکے موید ہیں مثلاً **تحان ان تعان وتعرف بین الناس** سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک زمانہ آپ پر ایسا گذرا ہے کہ دنیا آپکے قدر و مرتبہ سے محض ناآشنا تہی۔ تب ہی تو خداتعالےٰ فرماتا ہے اب وہ وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کی جاوے اور تو اہل عالم میں شناخت کیا جاوے۔ اور اسی کا موید ایک اور الہام جس میں گویا زمین حضرت مسیح موعود کو خطاب کرکے کہتی ہے کہ اے ولی الله میں تجھے شناخت نکرتی تہی۔ غرض امام منتظر کے غائب رہنے کی یہی حقیقت ہے۔

یہہ غیوبت اور خفا حضرت مہدی مسعود ہی کے ساتھہ مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک مرسل اور مامور کے حصہ میں آئی ہے۔ اور وہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مامور و مرسل ایک گمنامی کی حالت میں رہ کر اور کچہہ عرصہ تک دنیا کے فرزندوں سے کذاب مفتری اور دوکاندار کہلاکر آخر خداتعالےٰ کی نصرتوں اور تائیدوں کے مورد ہوئے پھر یک دفعہ بہت سے سعید انکی طرف رجوع لائے اور زمین ان کی گواہی کے لئے بول اوٹھی اور آسمان سے آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ یہ خدا کے سچے **مہدی** اور خلیفہ ہیں۔

قرآن کریم میں رب اور الله اسموں کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھا ہے۔

قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ نبوت کی تربیت اور اسے کمال مطلوب تک پہنچانا خداتعالےٰ کے اسم رب کا خاصہ ہے۔ اور جہاں جہاں خداتعالےٰ نے ضرورت نبوت کی قرآن کریم میں بحث چھیڑی ہے دلیل میں اپنے اسم رب کو مذکور فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی اشیاء کو مسخر کیا اور خدمت میں لگا دیا ہے ویسے ہی اس کی ربوبیت نے تقاضا کیا کہ انسان کی روح کی تربیت کے لئے جو اصلی مقصود اور ابدی غیر فانی شے ہے اس کی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان میں قائم کیا۔ اور جہاں نبوت کے اعدا اور مخالفین کو مقابلہ سے ڈرانا چاہا اور ان کے بارہ میں خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہیں وہاں نبوت کی حمایت و دفاع میں اسم الله کو جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کا قائم کرنا اور آلہہ باطلہ اور ہر قسم کے طواغیت کا ابطال کرکے خداوند تعالےٰ کے لئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور خلاف اپنے ہتھیار پہن کر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہوں غیرت اور جوش بہی اسی کو آنا چاہئے جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان میں نکلی ہے

ہے

یاد رکھو آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھہ اپنے منہ بند کرلینگے اور بڑی ندامت اور ذلت کے ساتھہ تکفیر کے جوش سے دستکش ہو کر ایسے ٹھنڈے ہوجائینگے کہ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالدے لیکن انسان کی تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اس میں ہے کہ سمجھانے سے پہلے سمجھے اور جتلانے سے پہلے بات کو پا جائے۔ اگر سخت خونخواری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کرینگے اور بدظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کرینگے مگر کہاں وہ پہلی بات اور کہاں یہ ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوی کردہ را نبود زیب دختری

سو اے میری پیاری قوم! اسوقت کو غنیمت سمجھہ یہہ تیرا گمان صحیح نہیں ہے کہ اس صدی کے سر پر آسمان و زمین کے خدا نے کوئی مجدد اپنی طرف سے نہ بہیجا بلکہ (معاذ الله) کافر اور دجال بہیجا تا دنیا میں فساد پہیلائے۔ اے قوم! نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی کا کچہہ لحاظ کر اور خدا سے ڈر اور نعمت کو رد مت کر ؎

عاقل مشو گر عاقلی دریاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

شرمناک اغواء

نہایت افسوس کے ساتھہ معلوم ہوا ہے کہ قادیان میں ایک ... کشمیری نے ایک کنواری لڑکی قوم کشمیری کو جسکے والدین مرچکے ہیں اور وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کی نگرانی میں یہاں ہی رہتی تہی۔ اغوا کر لیا ہے۔ یہہ مقدمہ مرائے لبہو رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں دائر ہوگیا ہے جو لڑکی کے نانے کی طرف سے کیا گیا ہے۔ قادیان کی کل کشمیری قوم اس شرمناک حرکت پر ناراض معلوم ہوتی ہے۔ لڑکی ابہی تک گم ہے معلوم نہیں اسے کہاں رکھا گیا ہے اس اغواء میں بعض عورتوں اور مردوں کی شمولیت بیان کی جاتی ہے۔ امید ہے عدالت سے دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہوکر رہے گا۔

(ایڈیٹر)

ایک آریہ کا قتل

فرید کوٹ کا سٹیشن ماسٹر قتل کیا گیا ہے جسکو آریہ اخباروں نے خوب رنگ دیا ہے ہم اسپر مفصل پھر لکھیں گے اسکے صحیح واقعات جو روزانہ پیسہ میں شائع ہوئے ہیں فی الحال درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

بابو تلسی رام آریہ خیالات کا آدمی تھا۔ چند روز سے اوس نے اپنے ایک دو ہم خیالوں کے مشورہ سے فرید کوٹ میں آریامت کی اشاعت چاہی۔ اُس نے ایک دفعہ فیروزپور سے لیکچرار منگوایا۔ اوس کے لیکچر ہونے کے لئے اجازت ہونے کی محکمہ وزارت میں درخواست کی۔ وزیر صاحب نے اجازت دی لیکچر ہوے۔ لیکچرار چلا گیا اور وزیر صاحب کوہ کسولی تشریف لے گئے۔ تو ان دنوں ایک شخص مسمی ہرنام سنگہ لیکچرار کو لاہور یا کسی اور جگہ سے منگوا کر شہر میں بلا اجازت لیکچر شروع کرا دیئے۔ لیکچر ہونے لگے۔ تو لیکچرار نے دوسرے مذاہب کے حق میں توہین آمیز کلمات استعمال کرنے شروع کئے۔ اس وجہ سے عام رعایا ناراض ہوئی کہ ایسے توہین آمیز لیکچر فرید کوٹ میں کبہی نہیں ہوے۔ اور اب ہی نہیں ہونے چاہئیں چنانچہ مدار المہام صاحب کے واپس آنے پر باشندگان شہر کیطرف سے یہ شکایت پیش ہوئی۔ جس پر حکم ہوا کہ آئندہ لیکچر سوائے منظوری خاص ہز ہائنیس بہادر نہ دیئے جائیں۔

۲۰-تاریخ کو اثنائے لیکچر میں گوپی نامی جو تہوڑے عرصہ سے پٹیالہ سے آکر یہاں پان فروشی کی دوکان کرتا تہا۔ ہتک آمیز الفاظ نہ سن سکا۔ اور کہہ اٹھا کہ میں اس کی تردید میں کل لیکچر دونگا۔ اس پر لیکچرار اور سٹیشن ماسٹر ناراض ہوگئے۔ ناراضگی کی نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ گوپی ۲۱-جولائی کو سٹیشن پر گیا۔ تو سٹیشن ماسٹر نے اوس سے دوچار ہو کر۔ اوس کو سخت زدوکوب کیا۔ گوپی سے ایک راضی نامہ پر انگوٹھے بھی لگوا لئے۔

شرابی اور مدہوش ہونے کا اقبال بھی راضی نامہ میں کسی دوسرے آدمی سے لکھوا لیا۔ جب وہ سٹیشن ماسٹر کے پنجہ سے نکلا۔ تو فی الفور اوس نے ریلوی پولیس اور ٹریفک افسروں کے پاس شکایتی تار اور عرضیاں بھیجیں ایک استغاثہ عدالت میں پیش کیا۔ کہ اوس کا ملاحظہ ڈاکٹر سے کرایا جائے۔ ڈاکٹر نے ملاحظہ کرکے لکھا۔ کہ وہ شخص اور نشہ خوردہ نہیں ہے مگر عدالت ریاست سے یہ وجہ بیان کرکے۔ کہ موقعہ واردات حدود ریاست سے باہر ہے۔ کوئی مزید کارروائی استغاثہ کی نکی۔ گوپی خاموش ہوا۔

مگر سٹیشن ماسٹر نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ صدہا آدمیوں کے روبرو اوس کو ایسی فحش گالیاں دیں۔ کہ کوئی کمینہ سے کمینہ آدمی کو بھی نہیں دیتا۔ اسیطرح سٹیشن ماسٹر بازار میں آتے جاتے اوس کو دہمکاتا۔ اور اوسکا اشتعال زیادہ کرتا تھا۔ اُس کے برف کی ڈلیوری نہ لی۔ بلکہ سٹیشن پر نیلام کرادی جس سے اوسکا زیادہ نقصان ہوا۔ اور اشتعال زیادہ بڑہا۔

اتفاقاً ۲۳-جولائی کو ۹ بجے رات کے گوپی دوکان پر بیٹھا تھا۔ سٹیشن ماسٹر نے اوس کے پاس سے گذرتے ہوئے اوس کو ڈنڈا دکھا کر دہمکایا۔ اسپر اوسکو غصہ آگیا۔ جب سٹیشن ماسٹر واپس آیا۔ تو آگے بڑھکر اول اوس کے چہرہ پر پسی ہوئی مرچوں کا برادہ پھینکا۔ وہ آنکھوں کو دامن قمیص یا کوٹ کو صاف کرنے لگا تو چاقو اوس کے پیٹ میں چبھو دیا جس سے اوس کے خم معدہ اور جگر اور معدہ پر زخم کاری لگا۔ مجروح نے لاٹھی کا وار کیا۔ مگر خالی گیا گوپی سیدہا کوتوالی میں پہونچا اور کہا کہ میں بابو سے اپنا بدلہ لے آیا ہوں۔ پولیس نے اوسکو گرفتار کیا فی الفور موقعہ پر پہونچے۔ مجروح کو ہسپتال میں بہیجا ڈاکٹروں سے پوری امداد علاج کی پہنچائی۔ سول سرجن ریاست نے تندہی سے علاج شروع کیا۔ اور اہلکاران منتظم نے کامل تاکید سے تفتیش شروع ہونے کا حکم دیا۔ جا بجا اطلاعیں اور رپورٹیں بذریعہ ارجنٹ تاروں کے بھیجیں۔ ہوش آنے پر مجروح نے جو کچہہ بیان کیا تہا۔ اوس کے مطابق مقدمہ کی کارروائی چلائی۔ مجروح ۲۳-کی ۹ بجے شب سے ۲ بجے دوپہر ۲۴-تاریخ تک ۱۵ گھنٹہ فرید کوٹ کے ہسپتال میں رہا۔ ۲ بجے حسب خواہش اوس کے متعلق کے سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ اور وہاں ۱۱ بجے رات تک رہا۔ بعدہ حسب تجویز صاحب سول سرجن فیروزپور مال گاڑی میں فیروزپور پہنچایا گیا۔ وہاں جاکر ۹ بجے شام تک زندہ زیر علاج رہا۔ ۹ بجے شام کے مرگیا سارے واقعہ کا یہ صحیح اور مختصر قصہ ہے۔ اس سے شور مچانے والے اخبارات کی بے خبری معلوم ہوتی ہے عدالت ریاست نے پولیس کی تفتیش کے بعد مجسٹریٹی تحقیقات باقاعدہ کرکے مقدمہ سپرد سشن کردیا ہے۔ عدالت سشن فیصلہ کرے گی تو نتیجہ معلوم ہوگا لیکن بعض حلقوں میں یہ خبر گرم ہے کہ جن اخبارات نے غلط واقعات چہاپے ہیں۔ اور غلط اتہام لگائے ہیں اون پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

جھوٹے نبی اور عیسائی

ایک مرتبہ ایک عیسائی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ خط دریافت کیا تھا کہ آپ جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں تو وہ جو انجیل متی میں لکھا ہے کہ جھوٹے مسیح اور نبی آئیں گے! وہ کون ہیں؟ اس سوال کا جواب شیخ الہ دین صاحب لودہانوی نے بھیجا ہوا تھا جو بعض وجوہات سے اب تک چھپ نہ سکا۔ اسے فائدہ ناظرین کیلئے اب ہم درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

جناب مارکوئس صاحب وہ جھوٹے نبی اور مسیح آپ کے بھائی بندون اور بزرگوں عیسائیوں ہی میں سے ہوئے تھے شاید اور بھی ہوتے رہیں گے۔ دیکھئے انجیل متی باب ۷ آیت ۱۵ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی خزانۃ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۱ سطر اول میں لکھتا ہے۔ بھیڑیوں کے لباس میں۔ بھیڑیں تو عیسائی لوگ ہیں یعنی جھوٹے نبی بھی عیسائیوں کی صورت بنکر آوینگے یہ بڑی مصیبت ہے کیونکہ اگر وہ بشکل مخالف آتے تو ان سے بچنا آسان ہوتا پر وہ تو بشکل بھائی آوینگے اگرچہ باطن میں بھیڑیے ہیں تو بھی لباس بھائیوں کا سے رکھتے ہونگے اور دل میں فریب ہوگا۔ تو جناب مارکوئس صاحب پادری عمادالدین کی تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ وہ جھوٹے نبی خود عیسائیوں میں سے ہی ہونگے پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۱۱۳ میں پادری عمادالدین لکھتا ہے کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہونگے نہ میری روح میں بلکہ ان کی زبان پر میرا نام تھا اور روح ان میں ابلیس کی تھی۔

سبحان اللہ انجیل کے واعظوں کی کیا عمدہ تعریف ہو رہی ہے جن کا ایمان صرف زبانی اور اندر روح شیطانی اور اس پر طرہ یہ کہ منصب نبوت دیا جاتا ہے۔ اور انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۱۔ اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بہتوں کو گمراہ کرینگے اور بے دینی پھیل جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۴۱۵ سطر ۹ میں لکھتا ہے دنیا فریبی لوگوں سے بھری ہوئی ہے نہ صرف باہر مگر کلیسیا میں

ف۱ انہیں انجیلی واعظوں کو اصطلاح انجیل میں جھوٹے نبی کہا گیا ہے۔

یہ لوگ ہوتے ہیں۔ جناب مارکوئس صاحب غور فرمائیں کہ پادری عمادالدین کی زبانی بخوبی معلوم ہو گیا کہ دنیا فریبیوں سے بھری ہوئی ہے مگر بہ نسبت دنیا کے عیسائی احاطوں میں فریبی لوگ بکثرت ہیں اور یہ بات پادری عمادالدین کی نہایت ہی صحیح ہے کیونکہ ہمارا بھی یہی تجربہ ہے۔ اور جناب پطرس حواری کی بھی یہی رائے تھی کہ وہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہونگے۔ دیکھو خط دوم پطرس باب ۲ آیت اول جیسے جھوٹے نبی اس قوم میں تھے یعنی یہود میں ویسے جھوٹے معلم تم میں بھی ہونگے جو ہلاک کرنیوالی بدعتیں پوشیدہ میں نکالیں گے اور اس خداوند کا جس نے انہیں مول لیا انکار کرینگے اور آپکو جلدی ہلاک کرینگے اور بہتیرے ان کے فساد کی پیروی کرینگے جناب پطرس کی زبانی ثابت ہو گیا کہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوئے ہیں اور حضرت یوحنا حواری کا فرمانا بھی مطابق جناب پطرس کے ہے۔ دیکھو اول یوحنا باب ۲ آیت ۱۸۔ اے بچو یہ آخری زمانہ ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مسیح کا مخالف آتا ہے سو ابھی بہت سے مخالف ہوئے ہیں اس لئے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے وے ہم میں سے نکلے۔ اور کتاب اعمال باب ۲۰ آیت ۲۹ میں پولوس کا قول یوں منقول ہے۔ کیونکہ یہ میں جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیے تم میں آوینگے اور غم نہ کھائینگے تم میں سے مرد اٹھینگے جو الٹی باتیں کہینگے کہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔

پادری عمادالدین کتاب اعمال کی تفسیر تذکرۃ الابرار مطبوعہ ۱۸۸۹ء کے صفحہ ۱۸۵ سطر ۱ میں لکھتا ہے۔ آخر وہ تم میں سے یعنے افسیوں میں سے دیکھو ہمناؤس اور سکندر افسیوں میں سے خراب نکلے ہیں اول ہمناؤس ف۱ اور فلیتس ایک بدعتی ایسی جگہ سے نکلا تھا جس سے نقلیائی فرقہ نکلا مکاشفات باب ۲ آیت اول سے ۶ تک اور ایک شخص فلیطس بھی تھا اس جگہ کا دوم تمطاؤس ف۲ اور وہ قیامت کا منکر ہو بیٹھا تھا ہمناؤس کے ساتھ ملکر اور فلیتس اور ہرموگنس بھی نکلے تھے جو پولوس سے پھر گئے تھے۔ دوم تمطاؤس ۱ دوسرا خط تمطاؤس کا خاص افسیوں کو لکھا گیا تھا اور اسیطرح یوحنا رسول بھی افسس میں بیٹھا چلاتا ہے کہ وے ہم میں سے اگر خاص افسیوں سے مراد ہے تو اوپر دکھلایا گیا کہ کیسے کیسے اور کون کون لوگ بدعتی وہاں سے نکلے ہیں اور جو لفظ تم میں سے خاص عیسائی جماعت پر اشارہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ عیسائی

ف۱ دیکھو رسالہ ۱ تمطاؤس ۱ — ۲۰ / ۲ تمطاؤس ۲ — ۱۷

بعضے بدعتی فرقے بھی نکلیں گے اور بعض شریر عیسائی اٹھیں گے۔ چنانچہ ایسا آجتک دیکھتے ہیں کہ کلیسیائی ظاہر میں سے بعضے شریر اٹھتے ہیں اور بدعت نکالتے ہیں منہ سے بولتے ہیں کہ ہم خدا کے لئے غیرت مند ہیں مگر وہ پھاڑنیوالے بھیڑیے ہیں اور لوگ انہیں قبول کر لیتے ہیں اسلئے کہ وہ اندر سے ہیں اندر کا دشمن مشکل سے پہچانا جاتا ہے پر باہر کا دشمن دور سے نظر آتا ہے پر جو دشمن اندر سے اٹھتے ہیں ان سے زیادہ خوف ہے۔ میں راقم اس کتاب کا کلیسیا کے اندرونی دشمنوں ف۱ سے اسقدر ستایا گیا ہوں کہ اتنا دکھ باہر کے دشمنوں سے میں نے نہیں پایا تب میں ان بے رحموں کی کیفیت سے زیادہ واقف ہوں انہیں ہرگز خدا کا خوف نہیں نہ کچھ پرواہ دین کے جلال کی ہے صرف پیٹ کے بندے ہیں اور دوسروں کو بھی پیٹ کا بندہ جانتے ہیں اور رات دن بیٹھے ہوئے بیکار منصوبے باندھا کرتے ہیں تو یوں کہیو ہیں یوں کہونگا میں اسطرف سے یہ آفت اٹھاؤنگا تو اسطرف سے یوں کر ڈالیو بھائی افسوس اس فرقہ کے لوگوں پر کہ کلیسیا میں پاکیزگی اور خوبی نہیں آنے دیتے اور بھائیوں کے دل خراب کرتے ہیں اور انہیں پراگندہ کرتے ہیں لباس دینداری کا ہے مگر چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ مسیح کے پاس سے چلے جاویں تو ہم خوب کلیسیوں میں حکومت کریں۔ سب عیسائیوں کو اپنی طرف اسوقت دیکھنا چاہئے کہ آیا میں تو ایسا شخص نہیں ہوں۔ اور کہنا چاہیے کہ اے خداوند میں ہوں تب خداوند بتلا دیگا کہ تو نے خود کہا جناب مارکوئس صاحب اب تو پادری عمادالدین ڈی ڈی کے بیان سے آپ کو اچھی طرح اور بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ شریر اور بدعتی لوگ جو انجیل کی منادی کرتے تھے اور وعظ کہلاتے تھے جن کے حق میں پادری عمادالدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۱۳ میں فرما چکے ہیں کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہونگے میری روح میں نہیں بلکہ انکی زبان پر میرا نام تھا اور روح انمیں ابلیس کی تھی یہی شیطان مجسم انجیل سنا اور واعظ قدیم سے سچائی کے دشمن عیسائیوں میں ہی ہوتے ہیں خواہ ان کو جھوٹے نبی فرقہ عیسائیوں میں سے ہوئے ہیں اور زمانہ

ف۱ یہ اندرونی دشمنوں کا اشارہ پادری صاحب کا ان عیسائیوں کیطرف ہے جنہوں نے آپکی کتاب ہدایت المسلمین کو اشیائی گرین سے نسبت دی ہے اور خاص آپکے تثلیثی عقیدہ پر تمسخر کیا ہے۔ دیکھو اظہار عیسوی کے ریمارک ۱۳

حواریوں میں یہ شریر بکثرت ہو گئے تھے چنانچہ انہیں کیطرف میاں پولوس صاحب اشارہ کرکے فرما رہے ہیں دیکھو خط دوم قرنتیوں باب ۱۱ آیت ۱۳۔ کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول دغاباز کارندے ہیں جو اپنی صورتوں کو مسیح کے رسولوں سے بدل ڈالتے ہیں۔

کیوں حضرت مارکوئس صاحب مسیح کے رسولوں کے زمانے میں جب جھوٹے رسولوں نے اپنی صورت وشکل مسیح کے رسولوں سے بعینہ ہمشکل بنالی ہوگی تو عام بندگان خدا کو ضرور دھوکہ لگا ہوگا اور اس فریب اور دھوکہ میں آنکر لوگوں نے ان فریبیوں اور شکل وصورت تبدیل کرنیوالوں کو ازراہ غلطی اصل رسول خیال کر لیا ہو تو جائے تعجب کیا ہے اور ان دغاباز اور جھوٹے رسولوں نے مؤلفین اناجیل کیطرح انجیلیں بھی لکھی ہوں تو ممکن ہے اور وہ انجیلیں پھیل بھی گئی ہوں اور شاید ہو سکتا ہے یہی انجیلیں جو عیسائی لئے پھرتے ہیں وہی ہوں کیونکہ انجیلوں کا شمار قریباً ۱۰۰ تک ہو گیا ہے۔ اب اناجیل مروجہ حال اور دیگر انجیلوں میں مابہ الامتیاز کی صورت نہیں دل میں احتمال پیدا ہو گیا اور جہاں احتمال ہوگا وہاں یقین ہونا غیر ممکن ہے اور ہم تو مؤلفین اناجیل کو بھی جھوٹے نبی جانتے ہیں کیونکہ انہیں علامات نبوت وپیغمبری مقرر کردہ نورمن صاحب مندرجہ کتاب تیغ وتبر عیسوی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳ یعنے معجزہ وپیشین گوئی اور نیک چال چلن اور عمدہ کتب تعلیم ان چاروں شرائط کا ثبوت مؤلفین اناجیل میں بالکل پایا نہیں جاتا۔ اگر کوئی مرد میدان عیسائی ثبوت دے سکتا ہے تو بسم اللہ کرکے اول جناب متی صاحب سے شروع کر دے اور نمبروار کل مؤلفین اناجیل میں شرائط چہارگانہ کا ثبوت دے ورنہ ہم ان کو بوجہ عدم ثبوت نبوت وپیغمبری انکو جھوٹے نبی خیال کرینگے۔

الواقم
یکے از خادمان مسیح موعود علیہ السلام۔

ضروری اطلاع

خط وکتابت کرنیوالے اصحاب باوجود بار بار فہمائش کرنے کے نمبر چٹ تحریر کرنے میں تساہل کر جاتے ہیں جس سے تعمیل میں وقت پیش آتی ہے اور جواب نہیں دیا جاتا۔

(منیجر)

حکیم الامت کا وعظ عورتون کو

(۱۴ جولائی ۱۹۰۴ء بعد عصر)

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوٰة الدنیا و زینتہا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا ۔ الآیۃ۔

یہ آیتین قرآن شریف کے ۲۱ پارہ کے اخیر اور ۲۲ کے ابتدا کی ہین انمین خدا نے ایک گھر والیونکو وعظ فرمایا ہے اس گھر اور اس واعظ کا وعظ اور جن بی بیون سے اوس واعظ کا تعلق ہے اس کا ذکر فرمایا ہے اس سے میری غرض یہ ہے کہ واعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے اور وہ وہ گرامی ذات ہے جس کے لیے دنیا کو یہ حکم ہوا کہ۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کی محبوب بنو تو اسکی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنیوالا اپنے پیارے کی تکلیفکو پسند نہین کرتا ۔ اگر کسی غلطی کیوجہ سے وہ کسی تکلیف مین ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرتا ہے ۔ مگر کچھ ایسے ہی ہوتے ہین کہ محبوب کی تکلیف دیکھتے اور اس کو دور نہین کر سکتے ۔ اس لیے کہ اونمین طاقت دور کرنے کی نہین ہوتی مگر خدا تو کامل قدرت اور کامل علم والا ہے ۔ پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو پہر تم میرے محبوب بنجاؤ گے ۔ جب تم اس کے محبوب بنجاؤ گے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لیے اللہ تعالےٰ مہیا کرے گا پس اللہ تعالےٰ نے اس پاک بندے سے گہر مین وعظ کروایا اس لیے کہ ہم اوس پر عمل کرکے فضل اور ابدی آرام حاصل کرین ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اور اپنی بی بیون کو سنایا وہ بی بیان کیسی تہین الطیبات للطیبین ۔ الآیۃ ۔

پس ان بیبیون کو وعظ سنایا۔

ہم کو اتباع کا حکم ہے ۔ اس لیے یہ وعظ مجھکو دو طرح سنانے کیلئے مامور کیا جاتا ہے پہلے رسول اللہ کے اتباع کا حکم دوسرے اوس سچے اور حقیقی نائب اور خدا کے پاک بندے نے حکم دیا ہے کہ مین تم کو وعظ سناؤن ۔

اب بتاتا ہون کہ رسول اللہ صلعم نے کیا وعظ کیا اور کیا وہ وعظ خود کیا یا خدا کے ارادہ سے کیا ۔ اسمین خدا کا ارشاد ہی تہا کہ وعظ سناؤ اس سے ہم کیا فائدہ اٹہا ئین ۔ سنین اور سنائین اور اس کے اغراض پر غور کرکے عمل کرین ۔

آجکل دنیا مین ایک بیماری ہے نہ صرف عورتون مین بلکہ مردون مین بہی کہ جب ہم کسی راستباز کے اعمال احکام اور چال چلن بیان کرتے ہین تو اکثر وقت بہت لوگ نشیدہ طالی اغوسے کہدیتے ہین کہ یہ کام ہم سے نہین ہو سکتا نہ ہم رسول ہین نہ رسول کی بی بی میرے نزدیک یہ کہنا کفر ہے اور خدا پر بہی الزام آتا ہے ۔ اس لیے کہ اگر ہم سے ان احکام کا نباہ نہین ہو سکتا ۔ تو کیا خدا نے کوئی لغو حکم دیا ہے پہر جب خدا نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے ۔ جبکہ ہم وہ کام کر ہی نہین سکتے ۔ تو ہمین اون کی اتباع کا حکم کیون ملا ۔ میرا ایمان ہے کہ جن احکام کا ملنج خدا نے ہمکو بنایا ہے ہم ضرور کر سکتے ہین ۔ اور جن سے روکا ہے اس سے ہم رک سکتے ہین ۔ پس مین یقین کرتا ہون کہ خدا نے جو حکم دیے ہین انکو ہم کر سکتے اور اس کے موانعات سے ہم رک سکتے ہین ۔

رسول صلعم اور آپ کی بیبیان جب مدینہ مین تشریف لائے ۔ تو مدینہ مین کوئی مکان ۔ باغ ۔ زراعت یا تجارت کا سامان نہ تہا اور سب کو ایک گونہ تکلیف تہی ۔ اور وہ اس قسم کی تکلیف نہ تہی جیسے آجکل لوگون کو لنگر سے کہانا ملتا اور مہمانخانہ مین چارپائی ملتی ۔ بلکہ اس وقت ان چیزون مین سے کچھ بہی نہ ملتا تہا ۔

پہر ایک شریر قوم یہود نے آنحضرت سے سخت چہیڑ کی یعنے دس ہزار آدمی کو باہر سے چڑہا کر لائے اور اندر سے خود تباہ کرنا چاہا ۔ مگر خدا نے اون باہر والون کو بہگا دیا اور یہود کو اس پاداش مین ہلاک کیا ۔ اور ان کے کل اموال آنحضرت کے سپرد کیے ۔ اسپر کمزور طبایع کی عورتون کو خیال آیا کہ اب ہمین آسایش ہو جاویگی اس پر یہ حکم آیا کہ اے نبی اپنے گہر والون سے کہدو کہ اگر تمہارا اصل منشار دنیا والی زندگی اور اسکی زیب و زینت کا خیال ہے تو آؤ ہم تمہین کچھ دیکر علیحدہ کر دیتے ہین ۔ اور اگر یہ منشار ہے کہ خدا راضی ہو اس کا رسول راضی ہو ۔ آیندہ سکہہ پاؤ ۔ تو یاد رکہو کہ خدا کسی کا اجر ضائع نہین کرتا ۔ اے نبی کی بیبیو اگر تم مین سے کوئی بدی کا ارتکاب کرے گی تو اسکو دو ہرا عذاب ملیگا اور یہ بات خدا پر آسان ہے اور جو کوئی تم مین سے خدا اور رسول کی اطاعت کریگی اور عمل صالح کریگی دوگنا اجر دینگے ۔ اے نبی کی بیبیو کیا تم عام عورتون کیطرح تو ہو نہین ۔ جبکہ تم نے متقی بننے کا ارادہ کیا ہے تو کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جسمین کسی شریر کا لحاظ پایا جاوے ۔ اور ایسی بات کہو جو بہلی اور پسندیدہ ہو ۔ اور اپنے گہرون مین بیٹہی رہو اور جاہلون کیطرح باہر نہ نکلا کرو ۔ اور درست رکہو نماز کو اور ادا کرو زکوٰۃ کو اور اطاعت کرو خدا اور رسول کی تحقیق ارادہ کر لیا ہے خدا نے یہ کہ دور کر دے تم سے ہر قسم کی ناپاکی ۔ اے گہر والو ۔ اور تمہین پاک کرے ۔

اب غور کرو یہ نبی کی بیبیوں کا حکم ہے تم مین اگر ہماری ام المومنین ہین ۔ تو یہ حکم کیلیے ان کیلئے ہے ۔ کہ تمہارے لیے دنیا اور اوسکی زینت کا ارادہ کرنا ۔ خدا کا منشار نہین جب وہ خدا اور رسول اور یوم آخرۃ کا ارادہ کرین گی تو خداوند ضائع نہ کریگا ۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوگی تو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ ان کے چال چلن کا اثر دوسری عورتون پر پڑیگا ۔ اگر وہ اپنے خاوند کے حالات پر غور نہ کرینگی اپنا نیک نمونہ دوسری عورتون کو نہ دکہاوین گی تو بہت برا جواب دہ ہونا پڑیگا ۔ خدا کا منشار ان کیلئے بہی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیبیون کیلئے تہا ۔

اب جسقدر بیبیان انکے ماتحت ہین ۔ لازمی ہے کہ وہ ان کا نمونہ اختیار کرینگی ۔ ہماری ایک چہوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہین رکہتی پر ہمین دیکہکر کاغذ قلم ۔ دوات سے لکیرین ڈالتی رہتی ہے پس جبکہ انسان کی جبلت اسطرح پر واقع ہوئی ہے تو عورتین بہی نمونہ کی محتاج ہین ۔ بہت سی عورتین باہر سے آتی ہین ۔ اگر وہ وہی نمونہ یہان آکر بہی دیکہین جو ان کے اپنے دنیاوی گہرون مین ہے تو پہر وہ سست اور کاہل ہو جاوینگی ۔ پہر اگر یہان چستی اور نیکی اور دینداری کا نمونہ دیکہین گی تو خود بخود نمونہ بنین گی ۔

پہر آپ کا چال چلن ایسا ہو کہ دوسری عورتین اسے دیکہکر نیکی کا نمونہ بنین ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر کا ایک نمونہ صرف ایک نمونہ سناتا ہون وہ ایک ایسی بی بی کا ذکر ہے کہ حقیقت مین ہماری ام المومنین کی مان تہی ۔ سچا تقوےٰ انسان حاصل کر ہی نہین سکتا جبتک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے کیونکہ بہت سے تعلقات اور رنجیان اور اغماص اس رشتہ سے کرنے پڑتے ہین مینے ایک حدیث مین پڑہا ہے کہ بطال لوگ جنکا کوئی رشتہ بی بی ۔ بچہ نہین بڑے ناقابل اعتبار ہین ۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت پہلے پہل جب اپنا دعوےٰ اظہار کیا وہ آپکی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تہین ساتہہ ہی اس بی بی کو یہ بہی کہا کہ مین مامور ہوا ہون اسلیے اپنی جان کا بہی مجہے ڈر ہے ۔ یہ نمونہ تعجب انگیز نہین ۔ اسوقت ہمارے مرشد و مولا بہی تن تنہا ہین ۔ ہندو سکہہ آریہ ۔ عیسائی ۔ شیعہ وغیرہ وغیرہ کل قومین دشمن رشتہ دار دشمن ۔ سر پر باپ موجود نہین ۔ غرضیکہ اندرونی بیرونی دنیا دشمن ہو رہی ہے ۔ پر خدا کے بغیر کون اسکی حفاظت کر سکتا ہے ۔ ہم دیکہتے ہین ۔ کہ مین خود ابہی تک اس حد تک نہین پہونچا جسے مین چاہتا ہون ۔ مین نے اس کی پاک زبان سے سنا ہے کہ مین ایک ایسے جنگل مین جانا چاہتا ہون جسکی راہ مین لوہے کے کانٹے ہین پہر ہم بظاہر دیکہتے ہین کہ ہمین کوئی دشواری نظر نہین آتی ۔ مجہکو جہان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ محبت ہے وہان اس بی بی سے بہی اسیطرح کی محبت ہے ۔

اس بی بی نے اس وقت آنحضرت کو کیا جواب دیا اور کیسا پاک اور پیارا جواب دیا جو بخاری مین درج ہے ۔ کہ میری روح آپ پر قربان ہو گئی ہے فرمایا ۔ کلا واللہ ۔

نہین حضور ہرگز نہین ہو سکتا ۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبہی ذلیل نہین کرے گا ۔ آپ تو رحم کا بڑا بہاری لحاظ کرتے ہین ۔ پس رحم کے لحاظ سے بیوی کے رشتہ دارون سے محبت کیجاتی ہے جو شخص ایسا لحاظ کرتا ہے پیارے خاوند وہ ذلیل نہین ہوتا ۔

پس تم بہی رشتہ دارون سے خاص طور پر پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچاوے ۔

آپ تو دکہیارون کے دکہ اٹہاتے ہو ۔ اور دکہیون اور رشتے ماندون کی مدد کرنیوالا خدا کے حضور ذلیل نہین ہوتا ۔

پہر آپ کے حضور جو لوگ آتے ہین وہ وہ چیز پاتے ہین ۔ جو جہان مین انکو میسر نہین آسکتی یعنے خدا کے قرب کی راہین آپ سے ملتی ہین ۔ اور آپ سچ بولتے ہین ۔ اور ضرورتون کے وقت آپ ہمیشہ لوگون کے شریک ہوتے ہین اسیطرح کے لوگ کبہی ذلیل نہین ہوتے ۔

پس یہ ایسی باتین ہین کہ جو سچ طور پر رسول کی رسالت کو ثابت کرتی ہین ۔ یہ کلمہ اوس بی بی کے منہ سے نکلا ہوا ہزارون ہزار لوگون کیواسطے راہ ہدایت ہوا جب لوگ دیکہتے کہ پندرہ برس کی تجربہ کار بی بی ایسے الفاظ کہتی ہے تو سوائے ماننے کے اور کیا کہہ سکتے ۔

اسی قسم کا ایک نمونہ ہونے کیلئے خدا نے ان آیات مین آگاہ کیا ہے ۔ کہ جو عورتین رسول کے گہر مین رہتی ہین ۔ خدمتگار ہون یا اصیل ہون ۔ خدا تمہارے لیے چاہتا کہ تمہارا اصل ارادہ زینت دنیا نہو بلکہ خدا اور رسول کی اتباع اور آخرت کی بہلائی ہو ۔

تمہاری غلطی دوہری غلطی نہ ہو ۔ کیونکہ غلط کار اپنی غلطی کا آپ ہی پہل اٹہاتا ۔ پس جسکی غلطی دیکہکر دوسرون نے اثر پذیر ہوتا ہے ۔ اس کو دو غلطیون کا پہل ملیگا ۔ اسیطرح تمہارے لیے نیکی کے عوض مین اجر بہی دوہرا ہے ۔ مثلاً اگر ہمارا چال چلن برا ہے تو ہم اول تو خدا کا گناہ کرتے ہین ۔ دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہین کہ اس کے ہمنشینون کے اعمال ایسے ہین تو خود اس کے کیسے ہون گے ۔

پس تم بہی دوہری جواب دہ ہوگی اول اپنی ذات مین ۔ دوسرے وہ نقص بہی تمہارے ذمہ ہے جو تم کو دیکہکر دوسری عورتون نے تمہاری اتباع کا نمونہ ٹہیرا ۔

خدا کی اتباع کرو تاکہ خدا تمہارے کل دلدہر دور کرے اور تمپر اپنی مہربانی کرے ۔

واعظ باتین تو بہت کرتا ہے ۔ پر مین دیکہتا ہون کہ واعظ کو مشکلات بہی بہت ہین ۔ مین بچپن سے وعظ کرنیکا عادی ہون ۔ پر مجہے بہت تجربہ ہوا ہے کہ واعظ کو وعظ مین بڑی بڑی دقتین پیش آتی ہین ۔ اگر واعظ صرف یہی بات کرے نیکی عمدہ چیز اور بدی بری چیز ہے ۔ تو پہر یہ تو ہر ایک مرد

بلکہ بُرا ہی جانتا ہے۔ اس کے بیان کی حاجت کیا ہے۔ مگر واعظ کو ہمیشہ تفسیر مین وقت ہوا کرتی ہے۔ اول کوئی شخص اُن بداعمالیون اور بیماریون مین مبتلا ہے جو واعظ بیان کر رہا ہے پر وہ سمجھتا کہ واعظ مجھکو بر سرعام بدنام کر رہا ہے اور واعظ سے بدظن ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو ایسا ظن بری چیز ہے۔ ہان واعظ کو بھی احسن قسم ضرور ہے کیونکہ اگر کہو لکہ اُن بیمارون کا ذکر کر تو لوگ سمجھتے کہ ہمین طعنہ دے رہا ہے۔ اگر چپ رہے تو وعظ کیا ہوا۔ پس بیبیون کو اس بات سے بھی آگاہ رہنا چاہیے کہ اگر مین بیان مین کسی ایسی بیماری کا ذکر کرون جو کسی کے اندر موجود ہو تو وہ یہ بدظنی نہ کرے کہ مین اس کو بدنام کرنا چاہتا ہون یا اس کو طعنہ دے رہا ہون۔

مین تمہارے گھر کو قابل عزت سمجھتا ہون اور اس پر جان و مال قربان کرنے کو طیار ہون اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہ بالکل سچ ہے اگر اب بھی تم ایسے الزام لگاؤ تو مین بری ہون تیسری غلطی یہ ہے کہ انسانی کمزوری سے انسان دوسرے کی غلطی دیکھکر بدظن ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کے نزدیک ترازو ہے جس کے لئے فرمایا۔ من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ الراضیۃ۔ پس میری طبیعت مین خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھدی ہے کہ انسان کے بہت سارے اعمال صالح پر نظر ڈالا کرتا ہون۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے۔ خلطوا عملا صالحا واخر سیئا۔

پس جب ہم کسی بدی یا بیماری کی تفسیر کرتے ہین تو یہ ارادہ نہین ہوتا کہ کسی کو نشانہ بناوین بلکہ اس لئے کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسی تحریک پیدا کر دے کہ ان کے اندر سے بیماری دور ہو جائے پس مین عورتون کی بیماریون کا ذکر کرونگا کیونکہ مجھکو گول بات پسند نہین ہوتی۔

(۱) عورتون کی عادت بددعا کی ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہوشیار عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہین کہ جہنم مین عورتین بہت جاوینگی اسکی کیا وجہ ہے فرمایا اس لئے کہ تم بڑی لعنت دینے والی قوم اور خاوند کی کافر ہو۔ ایک انسان تمام عمر تمہارے ساتھ نیکی سے گذارے پھر ایک دن کی تکلیف سے تم کہدیتی ہو کہ مینے تم سے کبھی سکھ نہین پایا۔ اسیطرح اولاد۔ جان۔ مال کو بددعا دیتی ہین پر ایک وقت ایسی ہوا آتی کہ وہی دعا قبول ہو جاتی۔ جریج نام ایک شخص کو ماں نے نماز مین بلایا۔ اور اس نے تین دفعہ بلایا۔ انہون نے ماں کو تو کچھ جواب نہ دیا پر نماز مین دعا کی کہ خدایا ان صلوات وامی مگر اس عورت نے کہا کہ خدایا یہ بڑا نیک بنا پھرتا ہے اسکو موت نہ دیجو جبتک کنچنی کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ ایک فاحشہ نے اس کو بدی کیلئے بلایا اس نے انکار کیا مگر اوس نے انکار کیا مگر اس کو کسی اور جگہ سے حمل ہو گیا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو عورت نے اوس پر منسوب کیا لوگون نے اس کو مارا مگر اس بچے نے اسکی بریت کی شہادت دی پس بیبیون کو چاہیے ایسی باتون مین خوب احتیاط سے کام لین۔

ایک بی بی کے پاس سے ایک امیر گذرا۔ بچہ کو وہ دودھ پلا رہی تھی کہا خدایا میرا بچہ بھی ایسا ہی امیر ہو مگر اس بچے نے کہا خدایا مین ایسا بننا نہین چاہتا۔ پھر ایک پلیتی ہوئی عورت گذری تو اس بی بی نے کہا کہ خدایا میرے بچہ کو ایسا نہ کریو۔ اس بچہ نے کہا کہ خدایا مجھے ضرور ایسا کریو۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ امیر ظالم تھا اور وہ عورت نیک تھی۔

(۲) عیب عورتون مین تمسخر کا ہے۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان قابو مین رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا ہم زبان سے بھی پکڑے جاوینگے۔ فرمایا زبان دوزخ مین اوندھا گرا دیتی ہے۔ ہنسی ٹھٹھے مین یہ قاعدہ ہے کہ انسان دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے ابلیس کا گناہ تھا یہی کہ انا خیر منہ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے پر ٹھٹھا نہ کرو ممکن ہے کہ وہی تم سے اچھا ہو۔ زبان کو قابو مین رکھنا بڑی خوبی کی بات ہے انسان زبان سے ہی مسلمان اور زبان ہی سے کافر بنتا ہے۔ اور اسی سے مومن اور اسی سے منافق بنتا ہے

(۳) تیسری بات ہماری پاک کتاب مین سورۂ نور ہے۔ تم مین جو پڑھی ہوئی ہین وہ یہ پڑھکر عمل کرین اور جو پڑھنا نہین جانتین وہ دوسریون سے سنکر عمل کرین۔ اس نقل سے پہلے جو خدا نے مجھپر مرزا صاحب کے تعلق سے کیا ہے۔ میرا مولا پہلے بھی مجھپر بڑے بڑے فضل کرتا رہا ہے جنمین سے ایک یہ فضل تھا کہ مین شاہ عبدالغنی صاحب کا مرید تھا۔ انہون نے فرمایا تھا کہ اہل ہند نے سورہ نور پر عمل ترک کر دیا ہے بلکہ اپنے لئے اسکو منسوخ ہی سمجھ لیا ہے۔ پس تم اسپر ضرور غور کرو اوسمین سب سے پہلے زنا کی مذمت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک عضو زنا کرتا ہے پس انسان ہر ایک عضو کا نگہبان بنے۔

خدا تعالیٰ نے اس سورت شریف مین فرمایا ہے کہ زانیہ کی سزا کے وقت نیک لوگ موجود ہون اور اس پر رحم قریب بھی نہ آوے۔ وہان حضرت صدیقہ کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی کنواری بی بی مین۔ ان کا درجہ میرے نزدیک حضرت خدیجہ سے کچھ بھی کم نہین۔ مین تم کو ایک نمونہ سناتا ہون۔ یہ ایک ایسی ذہین لڑکی۔ اور نبی کریم کے چال چلن پر گہری نظر کرنیوالی بی بی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے اسکا ایک ایک لفظ معرفت کا بھرا ہوا اور جامع ہے کسی صحابی نے اس بی بی سے پوچھا کہ آنحضرت تہجد کسطرح پڑھتے تھے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن نہین پڑھا ایک شخص نے اس بی بی سے آنحضرت کی سوانح عمری دریافت کی فرمایا کان خلقہ القرآن یعنے قرآن اگر کوئی قول ہے تو نبی کریم اس کا عامل ہے دیکھو ایک لفظ مین نقشہ کھینچ دیا ہے۔

اس بی بی نے امت پر بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلال والے انسان کا مقابلہ قرآن کریم سے ہی کرتی تھی۔

اس بی بی پر لوگون نے اتہام لگایا تھا۔ ان کے گلے مین ایک ہار تھا۔ کس چیز کا۔ سلیمانی منکے اور کچھ لونگ اوس مین پروئے ہوئے تھے وہ لشکر سے باہر پاخانہ پھرنے کو گئین تو ان کا ہار ٹوٹ پڑا اس کو چننے لگین۔ یہ نو برس کی بیاہی گئین اور ۱۸ برس کی بیوہ بھی ہو گئین تھین اور ۶۳ برس کی عمر مین فوت ہو گئین تھین جس اس عرصہ مین مسلمانون نے بہت انقلاب دیکھے چونکہ بہت ہلکی پھلکی تھین ساربانون نے اُن کا ڈولا اونٹ پر کسدیا اور چلدیے کسکو معلوم نہوا کہ آپ اوسمین نہین۔ جب یہ جنگل سے واپس اُس مقام پر آئین تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے جوانی کے ایام تھے۔ نیند نے غلبہ کیا اور سو گئین

ایک شخص ہمیشہ لشکر مین پیچھے رہتا ہے کہ گری پڑی چیز اٹھا لاوے چنانچہ صفوان صحابی اس کام پر مامور تھا۔ جب اس نے دور سے بی بی کو پڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ کوئی عورت فوت ہو گئی ہے اور یہین چھوڑ کر قافلہ چلا گیا ہے۔ اور زور سے انا للّٰہ پڑھا۔ آواز سنکر آپ جاگ اٹھین۔ پھر صفوان نے اُن کو اونٹ پر سوار کیا اور خود آگے آگے ہوا اور وہ پھر لشکر مین لیکر پہنچا لیکن بہت سارے شریر اور بدگمان لوگون نے کہا کہ شاید کسی بدی کیوجہ سے بی بی پیچھے رہ گئی مین۔ جب یہ خبر آنحضرت کو پہنچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنون بیمار تھین ان دنون گھرون مین پاخانہ نہین ہوتا تھا ایک روز آپ باہر پاخانہ کو گئین تو ایک بڑھیا ساتھ تھی ساتھ والی بڑھیا راستہ مین گر پڑی (عورتین بات دل مین نہین رکھ سکتین) گر کر اپنے بیٹے کو سخت گالی نکالی۔ بی بی نے منع کیا۔ غرض تین دفعہ اسیطرح کیا اور تین دفعہ بی بی نے منع کیا۔ تو کہنے لگی کہ تجھے خبر نہین۔ تجھپر لوگون نے تہمت لگائی ہے۔ اور اسمین میرا بچہ بھی شریک ہے۔ اسلئے اسکو گالی دیتی ہون۔ پس صدیقہ اسیدن اپنے میکے مین چلی آئی۔ ایک مہینے کے بعد آنحضرتؐ اُن کے پاس آئے اور کہا عائشہ اگر تجھسے غلطی ہوئی ہے تو توبہ استغفار کر اگر نہین ہوئی تو خدا تعالیٰ مجھے وحی سے آگاہ کر دیگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیب کی کنجیان اپنے ہاتھ مین نہین رکھتے بہت لوگ ان کو خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہین یاد رکھو کہ خدا بڑا بادشاہ ہے۔ کل انبیاء۔ اولیاء۔ رسل۔ اوس کی قوت کے نیچے رہتے ہین اور جس کو وہ چاہتا ہے اس کو اطلاع دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل کین اور اسی بی بی کا پاک اور مطہر ہونا بتلایا۔ فرمایا۔ لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا۔ الآخرہ۔

جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق مین تم لوگون نے برا فقرہ سنا تھا تو نیک گمانی سے کیون کام نہ لیا پس مین تمہین یہی فقرہ سنانا چاہتا ہون۔ کہ نیک گمانی سے کام لیا کرو۔ خدا فرماتا ہے کہ کیون تم نے ایسی باتین سنکر نہ کہدیا کہ ہمین ایسی بات کہنا مناسب نہین۔ پس یہ عیب مردون مین بھی ہے پھر عورتین اسپر بڑے بڑے منصوبہ باندھتی ہین۔ اور اس پر بڑے بڑے حکایات بنالاتی ہین۔ پس خدا نے اس سے منع کیا ہے اس سورہ شریف مین ایک اور حکم فرمایا ہے الخبیثات للخبیثین۔ والخبیثون للخبیثات الآیۃ یعنے اچھون کیلئے بیبیان بھی اچھی ہوتی ہین اس کے واسطے برے کلمات نہ نکالو۔

پھر فرمایا یہ کہدو۔ قل للمومنات یغضضن من ابصارھن۔ الآیۃ کہ اپنی آنکھین نیچے رکھین شرمگاہون کو محفوظ رکھین اور اپنی زینت کو نہ دکھاوین سوائے خاوندون اور باپون وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتون کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتون سے بھی پردہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت سے بے پردگی ہو۔

(۴) ایک اور بات ہے بعض عورتین قسم قسم کے دکھون مین مبتلا ہو جاتین۔ اور عورتین ان کو طعنہ یا ملامت کرتی ہین۔ ایسی عورتین بڑی بدطینت ہوتی ہین۔ مثلاً اگر بیوہ کو نکاح کرنا موجب ملامت ہے۔ تو جناب خدیجہؓ کے نبی کریمؐ تیسرے خاوند تھے۔ پس ایسی طاعن کسکو طعنہ دیتی ہے۔ بلکہ نبی کریمؐ کی ساری بیبیون مین سے صرف حضرت عائشہؓ صدیقہ کنواری تھین۔ طلاق بھی آنحضرتؐ کے زمانہ مین ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت زینب کو آنحضرتؐ نے تلاش کرکے زید سے نکاح کرایا۔ مگر اس نے طلاق دیدی پس پھر بڑی بدقسمت ہے وہ عورت جو مطلقہ کو طعن دیتی ہے۔

پھر قرآن نے حکم دیا ہے۔ کہ اے ایمان والو تمہارے گھر مین تین وقتون مین غیر مرد اور نابالغ لڑکے نہ آوین۔ قبل از نماز فجر۔ دوپہر اور بعد عشاء کے۔ کیونکہ یہ خاص حیا کا وقت ہے

پھر اگر بوڑھی عورت بھی ہو تو اپنے کپڑے احتیاط سے رکھے اور اپنی زینت دوسرے پر ظاہر نہ کرے + پھر کچھ حال خدا نے مردونکا اور عورتون کا بتایا ہے۔

(۵) ایک اور عیب ہے۔ کہ بہت سی لباس پہننے والیان ہین پر خدا کے نزدیک ننگیان ہین۔ بہت لباس خدا اور رسول کو پیارا نہین ہوتا۔

(۶) بعض عورتین اولاد کے صدمہ پر الفاظ ناشائستہ کہدیتی ہین۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس صابرہ کو دوزخ سے بچالیتا ہے۔ جو اولاد کے صدمہ پر صبر اور استقلال دکھاتی ہے۔

(۷) عام طور پر عورتیں چھوٹے چھوٹے گناہوں سے کم پرواہ رکھتی ہیں۔

مسیح علیہ السلام ماں کیطرف دیکھو کہ اپنی اولاد کیواسطے کیسی دعائیں مانگتی ہے۔

عورتوں کیلئے پڑھنا پڑھانا۔ لکھنا وغیرہ۔ ضرور کی بات ہے۔ اس کے بغیر ان کو مسائل سے پوری واقفیت نہیں ہو سکتی۔

میں نے کسی عورت کو اپنی عمر میں نہیں سنا کہ اذان کے ساتھ اذان پڑھتی ہو جطرح مسنون ہے

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں عمل صالح کی توفیق دیوے۔ تمہارے اندر مواعظ اور خدا کا پاک نمونہ موجود ہے۔ تم سخت غلطی کے نیچے ہو کیونکہ باہر کی عورتیں تمہارے نمونہ کو دیکھکر قدم بقدم چلیں گی۔ تمہاری زبانیں پاک ہوں۔ تمہارے اندر بدگمانیوں کے تخم ناپیدا ہوں۔ خدا کی سچی کتاب تمہارا دستور العمل ہو اور خدا تمہیں اسکی توفیق دے اور تمہیں قرآن کریم کا تابع بنا دے تمہاری اولاد کے واسطے تمہارے منہ سے نیک دعائیں نکلیں۔

ایک دفعہ حضرت زینب رضی اپنے کپڑے گیری میں رنگنے لگیں آنحضرت ﷺ باہر سے تشریف لائے اور کپڑے رنگتے ہوئے دیکھکر واپس تشریف لیگئے۔ حضرت زینب رضی تاڑ گئیں کہ آپ کس بات کی وجہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں۔ ہماریوں کے گھر میں ہر وقت الٰہی رنگ چڑھی رہتی ہے جس کا ذکر صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ میں ہے یہ رنگینیاں اس کے مقابل میں کیا چیز ہیں۔ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بناوٹ۔ زیور۔ اور لباس سے خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ نیک بیبیوں کی بناوٹ اور زیوران کے نیک عمل ہیں۔ خدا تعالیٰ کرم سے کم میری بی بیوں کو ہی اس بات کی توفیق دیوے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ یہ اسکی زبانی ہی باتیں ہیں۔ آمین۔ والسلام

ملفوظات احمدیہ

۱۹ر جون بمقام گورداسپور

طعام اہل الکتاب پر فیصلہ کن تقریر

امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہو رہا تھا اسی میں یہ ذکر بھی آگیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولائیت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے۔ اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے کہ ان کو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین کے دوہا جاتا ہے اس پر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ چونکہ نصاریٰ اس وقت ایسی قوم ہو گئی ہے جس نے دین کی حدود اور اس کے حلال و حرام کی کوئی پرواہ نہیں رکھی اور کثرت سے سور کا گوشت انہیں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اوس پر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکے کیطرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو ان کے کارخانوں وغیرہ کے بنے ہوئے ہوں انمیں سور کی چربی اور سور کے دودھ کی آمیزش ہو اسلئے ہمارے نزدیک ولائتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقوےٰ اور ناجائز ہیں۔ جس حالت میں کہ سور کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولائیت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیاء خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کر کے ارسال کرتے ہیں۔ انمیں کوئی نہ کوئی حصہ اسکا نہ ہوتا ہو۔

اس پر ابو سعید صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا جب اس نے حساب و کتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سور کی چربی بھی اس کارخانہ میں خرید کی جاتی رہی ہے دریافت پر کارخانہ والوں نے بتلایا کہ ہم اسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولائیت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کسقدر تقویٰ اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنکو اکثر سفر کا اتفاق ہوتا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد میں ابتک موجود ہیں جن کو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اس لئے انکو بھی مدنظر رکھکر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا۔ اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور انکی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جسمیں شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو ورنہ اس کے یہی معنے ہوں گے کہ بعض اشیاء کو حرام جانکر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اس کا کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔ مثلاً ایک مسلمان دیوانہ ہے اور اُسے حرام و حلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اُس کے طعام یا طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہم گھر میں ولائتی بسکٹ استعمال نہیں کرنے دیتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کے منگوایا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطراری ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی دوکانیں موجود ہیں اور سب شے وہاں ہی سے ملجاوے تو پھر البتہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہئے۔

علاوہ ازیں میرے نزدیک اہلکتاب سے غالباً مراد یہودی ہی ہیں کیونکہ وہ کثرت سے اس وقت عرب میں آباد تھے اور قرآن شریف میں بار بار خطاب بھی انہیں کو ہے اور صرف توریت ہی کتاب اس وقت تھی جو کہ حلت اور حرمت کے مسئلے بیان کر سکتی تھی اور یہود کا اس پر اس امر میں جیسے عملدرآمد اسوقت تھا ویسے ہی اب بھی ہے۔ انجیل کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس پر ابو سعید صاحب عرب نے عرض کی کہ اھل الکتب میں کتاب پر الف لام بھی اسی تخصیص کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو گیا۔

(واضح ہو کہ یہودی لوگوں کا کھانا بہت پاکیزہ اور شرعی آداب کے موافق پکا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کا ذبیحہ وغیرہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ہمارا۔ سور سے ان کی ویسی ہی نفرت ہے جیسی ہمیں اس لئے ان لوگوں کی ایسے کھانوں کو انشراح صدر سے کھا لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

دجال شخص واحد ہے ہمارے محترم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کی کہ دجال کے متعلق جو کچھ حضور نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل حق ہے لیکن ایکدن میرے ذہن میں یہ بات گذری کہ دجال ایک شخص واحد بھی گذرا ہے اور اس وقت جو دجال موجود ہے وہ اس کا ظل اور اثر ہے۔ کیونکہ موجودہ عیسویت دراصل وہ عیسویت نہیں ہے جو حضرت مسیح نے تعلیم کی بلکہ یہ پولوس کا مذہب ہے جس نے ہر ایک حرام کو حلال کر لیا اور کفارہ وغیرہ کی مسئلہ کی بدعت ایجاد کی اور اسکی ایک آنکھ ہی تھی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اس کا حلیہ بیان کیا ہے ممکن ہے کہ مکاشفہ میں آپکو وہی دکھایا گیا ہو اور اس کے متبعین نے ہی یہ تمام ایجادیں کی ہیں جسکو دجال کی صنعت اور کارناموں کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہو سکتا ہے۔

تقدیر معلق اور مبرم صدقات و خیرات سے بلا کے ٹلنے کا ذکر ہوا۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اس پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تقدیر کے دو حصے کیوں ہیں تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ بعض وقت سخت خطرناک صورتیں پیش آتی ہیں۔ اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دعا و صدقات و خیرات سے آخرکار وہ صورت ٹل جاتی ہے پس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے۔ اور دعا و صدقہ و خیرات وغیرہ کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر رفع بلا کیوں ہو جاتا ہے اور دعا و صدقہ و خیرات وغیرہ کوئی شے نہیں ہے

بعض ارادے الٰہی صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے اور پھر صدقہ و خیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کر دیا جاوے۔ دعا کا اثر مثل نر و مادہ کے ہوتا ہے کہ جب وہ شرط پوری ہو اور وقت مناسب ملجاوے اور کوئی نقص نہ ہو تو ہر ایک امر ٹل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پھر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے ہم نہیں پہنچتے۔ طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دل میں گداز پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے اسمیں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہیں۔ اور تقدیر مبرم ہے۔

اس مقام پر ایک نے عرض کی کہ جب نواب محمد علی خانصاحب کا صاحبزادہ سخت بیمار پڑا تھا تو جناب کو اس قسم کا الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے اور موت مقدر ہے لیکن پھر حضور کی شفاعت سے وہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔

آپ نے فرمایا کہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے۔ اس پر شارح شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہیں سکتی پھر اس کے کیا معنے ہیں تو آخر خود ہی جواب دیا ہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہیں ایک مبرم حقیقی ہے اور ایک مبرم غیر حقیقی جو مبرم حقیقی ہے وہ تو کسی صورت سے ٹل نہیں سکتی ہے جیسے کہ انسان پر موت تو آتی ہے اب اگر کوئی چاہے کہ اس پر موت نہ آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہیں ٹل سکتی۔ دوسری غیر حقیقی وہ ہے جسمیں مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہنچ چکے ہوں اور قریب قریب نہ ٹلنے کے نظر آویں اس کا نام مجازی طور پر مبرم رکھا گیا ہے ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے کہ اگر کل انبیاء بھی ملکر دعا کریں کہ وہ ٹل جاوے تو وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

الہام فرمایا کہ ہمکو یہ فقرہ الہام ہوا "خدا تیری ساری مرادیں پوری کر دیگا"

فرشتوں پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوبصورت لڑکوں کی صورت و شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اپنے چند اک سابقہ رویا بیان فرمائے۔ جن کو ہم اس نیت سے درج کر دیتے ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی شائع نہیں ہوا تو اب ہو جائے۔

رؤیا۔ ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹھے اور ایک عجیب روٹی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے مجھے وہ روٹی دیکر کہتا ہے کہ یہ تمہارے

لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اس رویا کو عرصہ قریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

رویا ثانی۔ فرمایا ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اسکی مثل انگریزوں کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اوس نے کہا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔ یہ رویا کوئی ۲۵ برس کا ہوگا۔

عبرت | عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثنا میں کوئی رجوع خدا کیطرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا شور مچانا اس کے کام آیا نہیں کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسے اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا۔ مشکل یہ ہے کہ دنیا دار وں کو ان کے اپنے سلسلوں اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں کہ وہ روح کی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں اگر کچھ خوف ہے تو گورنمنٹ کا اور امید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ میں جو توکل کا نام ہے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اس کا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرلے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اسکی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوا اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کر دے اور کیا انجام ہو سکتا ہے کیونکہ مرد گویا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لئے کہا **الرجال قوامون علی النساء** اسی کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور **ولا یخاف عقبٰہا** سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو ان کے پس ماندوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے اسوقت اسکی بے نیازی کام کرتی ہے۔

۳۱ جولائی ۱۹۰۴ء

مقام قادیان شریف

شام کا وقت تھا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونے کیلئے آئے ہوئے تھے مثل پروانہ حضرت پر گر رہے تھے اکثر خصدان میں سے دیہات والوں کا تھا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکھکر بعض نے کہا کہ لوگو پیچھے ہٹ جاؤ حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسکو کہا جاوے کہ تم پیچھے ہٹو جو آتا ہے اخلاص اور محبت لیکر آتا ہے سینکڑوں کوس سے سفر کرکے یہ لوگ آتے ہیں صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہیں کیلئے خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے **ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس**۔ یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے کہ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور ان کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کا فضل ہی انکی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام مجلسوں میں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک ان سے با اخلاق پیش آتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں

وجودی کہاں سے پیدا ہوئے | ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر میں وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہیں اور ذبیحہ وغیرہ ان کے ہاتھ سے ہوتا ہے کیا اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں۔

فرمایا کہ بہت تجسس کرنا جائز نہیں ہے موٹے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اس سے پرہیز کرو عام طور پر اسطرح تجسس کرنے سے بہت تنگی در پیش آتی ہیں جو ذبیحہ اللہ کا نام لیکر کیا جاوے اور اسمیں اسلام کے آداب مد نظر ہوں وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہاں سے ہوئے قرآن شریف اور اسلام میں تو ان کا پتہ نہیں ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف دہوکا لگا ہوا ہے جو راستباز اگلے گذرے ہیں وہ اصل میں فنا نظری کے قائل تھے اس کے یہ معنے ہیں کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون میں توجہ اللہ کیطرف رکھے اور اسقدر خالی اسمیں ہو کر گویا اور کسی شئے کی قدرت اور حرکت بذاتہ اسے نظر نہ آوے ہر ایک شئے کو فانی جانے اور اسقدر تصرف الٰہی سکے اور کچھ نہیں پھر نادانی سے اس میں غلطی واقعہ ہو کر آخر فنا وجودی تک نوبت آگئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شئے نہیں ہے اپنے آپ کو بھی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب پھیلا ہے کہ فنا نظری کے شوق میں اولیاء اللہ نے کچھ ایسے کلمات نکلے ہیں کہ جنکی الٹی تاویل کرکے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنا نظری تک انسان کا حق ہے کہ محبوب میں اور اپنے آپ میں کوئی جدائی نہ سمجھے اور من تو شدم تو من شدی۔ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کا مصداق ہو کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہر ایک سالک کی راہ میں ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے۔ لیکن فنا وجودی ایک من گھڑت بات ہے۔ جیسے ذوق شوق محبت صدق اور وفا اور اعمال صالحہ سے کوئی تعلق نہیں ہے فنا نظری کی مثال وہی ہے۔ جو ماں اور بچے کی ہے کہ اگر کوئی بچے کو کچھ مارے تو درد ماں کو ہوتا ہے۔ سخت تعلق جو محبت کا ہے یہ اسی سے درد ہوتا ہے اور یہ ایک سچی اور حقیقی محبت ہوتی ہے۔ لیکن وجودی کا مدعا چھوٹا ہے یہ وہ کرے جو خدا پر محیط ہو۔ وجودی چونکہ ترک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ اس لئے طاعت محبت۔ عبادت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

(البدر)

ایرانی چٹھی نمبر ۱

(تربت حیدری (ایران) سے ہمارے ایک مکرم بھائی وہاں کے کسی قدر حالات لکھتے ہیں جو امید ہے ہمارے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے (ایڈیٹر)

اس ملک کے حالات آپ سے پوشیدہ ہوں گے عجب حال ہے تمام دنیا سے بےخبر ہیں اور وہی پرانی لکیر کے فقیر گھروں میں کوچوں میں بازاروں میں مرثیہ پڑھتے پھرتے ہیں۔ امام حسین کے لئے آنسو بہانے سے بڑھکر کوئی عبادت ان کے نزدیک بہتر نہیں ہے۔

یہاں جو سب سے معتبر ملا ہے اس سے میں نے تذکرہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لا چکے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ ان کی کوئی کتاب منگاؤ میں دیکھوں گا۔ اس لئے التماس ہے کہ عربی کی تصانیف میں سے ایک دو کتابیں بذریعہ وی پی ارسال کریں۔ معرفت دفتر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان بھیجیگا۔ کیونکہ وہاں سے قیمت وصول ہو جائیگی اور بعد ازاں سرکاری ڈاک میں کتابیں میرے پاس پہنچ جائینگی یہاں کے لوگ ذہین تو ہیں مگر بڑے متعصب کیونکہ مطالعہ نہیں کرتے۔ پڑھے ہیں کچھ بھی تو مرثیے اور بس۔

یہاں تین گروہ ہیں ایک تو ملاؤں کا گروہ جنکی حکومت بادشاہ سے بھی قوی تر ہے۔ اسکی تفصیل آگے چلکر بیان کرونگا۔ دوم اہلکار لوگ جو قریب قریب لامذہب ہیں مگر ظاہر داری کے سخت پابند۔ سوم سوداگر اور دوسرے پیشہ ور لوگ جو ملاؤں کے گرویدہ ہیں۔

ملاؤں کے زور کی یہ مثال ہے کہ جو فتوے وہ دیدیں لوگ اس کی پابندی کو اشد ضروری سمجھتے ہیں اور حکومت اسمیں دست اندازی کرنا چاہے تو بغاوت پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ کئی واقعات ایسے ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ایک تازہ واقعہ آجکل ہی ہوا ہے۔ سبزوار میں جو کہ مشہد اور طہران کے مابین ایک آباد شہر ہے کوئی ۳۵ یا چالیس ارمنی سوداگر بھی رہتے ہیں یہ لوگ عیسائی ہیں اور اکثر روس کے رعایا ہیں اور بعض ایران کی رعایا بھی ہیں۔ بالالاربھی ہیں۔ کوئی بیس روز کا ذکر ہے کہ ایک ارمنی تاجر نے ایک سید گداگر کش کو ایک چپت ماری کہ اس کی کسی بات پر کچھ تکرار تھی۔ اس سید نے جاکر شہر میں لوگوں کو خبر کر دی کہ میں سید ہوں اور اس عیسائی نے مجھکو بے عزت کیا ہے۔ یہ سنکر تمام شہر امنڈ آیا اور اس ارمنی کو گھسیٹ کر مجتہد کے پاس لے گئے۔ اور باقی لوگوں نے دوسرے تمام ارمنیوں کے مکانات گھیر لئے مجتہد صاحب جو کہ نجف اشرف سے تشریف لا رہے تھے اور مشہد کو زیارت کیواسطے جا رہے تھے چند یوم کیلئے سبزوار میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے حکم دیا کہ یہ ارمنی جس نے سید کو بے احترام کیا ہے واجب القتل ہے مگر فی الحال اسکو بہت مارے جاویں اور قید کیا جاوے۔ جب ہم زیارت سے واپس آویں گے آخری فیصلہ صادر کریں گے اور باقی تمام عیسائیوں کو حکم دیا کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ اور شہر سے باہر جاکر رہو اور لوگوں کو کہا کہ ان عیسائیوں سے معاشرت اور لین دین حرام ہے یہ کہکر مجتہد صاحب مشہد کو تشریف لے گئے اور حکمران سبزوار کو لکھ گئے کہ ہمارے حکم کی تعمیل کرو۔ حکمران مجبور تھا کیونکہ اگر تعمیل نہ کرے تو بغاوت کا ڈر ہے۔ اس نے اس ارمنی کو بیت لگوائے اور قید کر دیا۔ جب لوگ دوسرے عیسائیوں کے گھروں پر حملہ آور ہوئے تو حکمران نے تالے گھروں کو تالے لگا دیئے تاکہ ان کا مال محفوظ رہے اور ارمنی سب کے سب سوائے اس ایک کے جو قید تھا بھاگ گئے اور جاکر تار گھر میں پناہ گزین ہوئے اور وہاں سے ظل سلطان یعنے بادشاہ کے بھائی کو تار دیا گیا کہ ہمارا جان و مال غیر محفوظ ہے اور ہمارے لئے یہاں سے نکلے جانے کا حکم مجتہد صاحب نے دیا ہے مگر ہم نے لوگوں سے روپیہ لینا ہے تا وقتیکہ ہم اپنا روپیہ وصول نہ کریں ہم نہیں جا سکتے اس نے جواب میں تار دیا کہ تم کو مجتہد کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ شہر سے نکل جاؤ اور جسقدر روپیہ تمہارا لوگوں پر ہوتا ہے خواہ کروڑوں روپیہ ہو میں خود اپنی گرہ سے ادا کروں گا۔ بشرطیکہ تم ثبوت پیش کرو۔ ابھی تک ارمنی لوگ تار گھر میں پناہ گزین ہیں اور فریاد کر رہے ہیں مگر کوئی پرسان حال نہیں دیکھیے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو کچھ ملا لوگ کہدیں اسکی تعمیل حکومت پر ضروری ہے ورنہ شورش تیار ہے کیونکہ عام لوگ بری طرح سے ملاؤں کے گرویدہ ہیں۔ حکومت کے پاس کافی سپاہ نہیں ہے اور پولیس کا تو نام نہیں ہے۔ تربت حیدری اور مشہد خراسان میں دو بڑے شہر ہیں یہاں بھی پولیس نہیں ہے اور کچھ فوجی انتظام نہیں ہے۔ اگر چار آدمی مگر جاویں تو ان کے پکڑنے کے واسطے وہ ترکیب نہیں۔

یہان ہر ایک ضلع کا سال بسال اجارہ ہوتا ہے۔ مثلاً صوبۂ خراسان کا ایک اجارہ ہوتا ہے جس بڑے آدمی نے زیادہ روپیہ شاہ کو دیا اور وزیر وغیرہ کو معقول نذرین دین اسکے نام ایک سال کا ٹھیکہ ہوگیا۔ اس کے دوسرے سال اگر اُس شخص نے کچھ زیادہ دینا منظور کیا تو ٹھیکہ اُسیکا رہا ورنہ اگر اُس سے بڑھکر کسی نے دیا تو ٹھیکہ منتقل ہوکر اُس کے نام ہوجاتا ہے۔ یعنے ایک رقم مقررہ بادشاہ لے لیتا ہے اور اس کو حاکم مقرر کر دیتا ہے وہ پھر زمینداروں سے جسقدر جی چاہے وصول کرے حکومت کو اسمین کچھ دخل نہین۔ اور لطف یہ ہے کہ اس حکمران ٹھیکہ دار کے پاس کوئی فوج سوائے چند ایک چپڑاسیون کے جنکو فراش کہتے ہین نہین ہے۔

قتل اور قید کا اس حکمران کو اختیار ہوتا ہے اور وہ اپنے بہائی بندون اور اعتباریون کو اپنے ماتحت چھوٹے چھوٹے سب ڈویژنون کا حاکم مقرر کر دیتا ہے اور ان سے معقول رقمین لیتا ہے پھر وہ اگر بہی اپنی حسب مرضی لوگون سے جسقدر روپیہ چاہین وصول کر لیتے ہین۔ ہر شہر اور قصبہ مین ملا موجود ہین۔ یہ ہندوستان کے عام مولویون کے مشابہ ہین مگر خدا کے فضل سے ہندوستان والون کا کچھ اختیار نہین ہے کیونکہ حکومت زبردست ہے مگر یہان یہ حال ہے کہ جسقدر شکرانہ دو اسی حیثیت کا فتویٰ لیلو۔ دو شخص ایک ملا کے پاس فریاد لیگئے ایک نے پچاس روپیہ شکرانہ دیا اسکی حق مین فتوے ملگیا دوسرے کو معلوم ہوا وہ زیادہ پہلے سے شکرانہ لیکر حاضر ہوا تو ملا جی نے پہلے کو پکڑ منگوایا اور فتوی لیکر چاک کر دیا اور دوسرے کے حقمین فیصلہ کرکے فتوی پر مہر کر دی۔

عجب تماشا ہے روحانیت کا نام نہین جو کچھ ہے روپیہ ہے۔ یہان کے فتوے روپیہ کے ماتحت ہین۔

دوسرا گروہ اہلکارون کا ہے ان کا حال یہ ہے کہ زبانی فیصلے ہوتے ہین کہ لکھت نہ پڑہت۔ کوئی قانون نہ دستور العمل جیسا جی مین آتا ہے کرتے ہین اور پہر ان کے ساتھ بہی ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔ طہران سے جبث ایک تار آجاتا ہے کہ آپ معزول ہین سیدھے طہران چلے آئین وہان جاکر خدا جانتے انکی کیا گت ہوتی ہے۔ پنشن کا دستور اس ملک مین نہین ہے۔ اس ملک مین اہلکار عموماً کارگذار یعنے اسسٹنٹ فارن سکرٹری اور پوسٹ ماسٹر اور تار ماسٹر اور وار و غرجنگی ہوتے ہین دوسری کوئی اسامی ہی نہیں یہی سرکاری اسامیان ہین سوا اس کے کوئی محکمہ نہین حکمران ٹہیکہ دار ہوتا ہے اس کے پاس صرف ایک دو میرزا ہو یعنی منشی ہوتے ہین باقی کارروائی سب زبانی ہوتی ہے۔

تیسرا گروہ عام سوداگر پیشہ دکاندار اور کاسب یعنی دستکار لوگون کا ہے وہ دن بہر اپنا کام کرتے ہین دنیا کی کوئی خبر نہین اپنے اپنے کام مین مصروف رہتے ہین۔ سرکاری اسکول صرف طہران مین ہے جسمین فارسی اور فرانسیسی پڑہائی جاتی ہے اور کسیقدر نقشہ اور حساب بہی سکہلایا جاتا ہے اور کسی جگہہ سرکاری اسکول چہوڑ پرائیویٹ بہی نہین ہے ہان ایک آدھ مدرسہ ہوتا ہے وہ بہی ایسی جگہ مین جیسے مشہد اور تربت۔ جو خراسان کے دو بڑے شہر ہین۔ ان مدرسون مین قرآن شریف اور فارسی پڑہائی جاتی ہے اور وہ بہی بے ترتیبی سے جیسے ہمارے ہان ہندوستان مین پرانے مکتب ہوا کرتے تہے۔ خراسان کا صوبہ قریب قریب پنجاب کے برابر ہے۔ کسی شہر یا قصبہ مین پولیس نہین تہانہ نہین میونسپل کمیٹی نہین کچہہ نہین بلکہ بعض بعض قصبون مین پڑہا لکہا آدمی ہی نہین۔ ہر ایک گاؤن مین ایک کتخدا یعنے نمبردار ہوتا ہے وہ بہی ایک بڑا آدمی جسے لوگ خود بخود کتخدا کہتے ہین ورنہ وہ مقرر شدہ نہیں ہوتا اور نہ اس کا کچہہ اختیار ہوتا ہے۔ ہان ہر گاؤن مین ملا ضرور ہے جس کے ہاتھ مین سب لوگون کی باگ ہوتی ہے۔ مرثیہ خوان بہی کثرت سے ہین اور آسودہ ہین۔

نیاز مند حسین علی۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

جاپان اور مسیحی مذہب

عیسائی مذہب کے پادری اپنی ناکامیابی کا شاذ و نادر اقرار کرتے ہین اور جبتک وہ ہر پہلو سے مجبور نہین ہوتے اپنی کمزوری کو ظاہر نہین کرتے مگر معلوم ہوتا ہے کہ جاپان مین ان عیسائی مشنریون کو پوری ناکامی ہوئی ہے۔ کیونکہ حال مین ایک مشنری نے پادریون کے مجمع مین بیان کیا تہا کہ جاپانی مسیحی مذہب کیطرف اور ملکون کی طرح ملتفت نہین ہوتے۔ اور ظاہر ہے کہ انکو چین دکوریا وغیرہ مین زیادہ رسوخ پیدا کرنے کی خواہش ہے بدھ ازم اور کنفیوشس ازم کی اخلاقی تعلیم کے دلدادہ نظر آتے ہین۔ مسیحیون کے لئے یہ نئی بات نہین ہے نہ صرف جاپان بلکہ اور جگہ اب ان کا قدم جمنا مشکل ہوگیا ہے۔ اسکی وجہ بظاہر اسباب میٹریلسٹ لوگون کی نگاہ مین سائنس کی ترقی ہے۔ لیکن دراصل اسکا باعث ایک روحانی امر ہے اور وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ہے۔ خواہ اس کے زبردست دلائل اور کارگر حربے جو عیسوی مذہب کے قلعون پر پڑ رہے ہین کسی جگہہ پہونچے ہون یا نہ پہونچے ہون مگر انتشار روحانیت کے ساتھ اندر ہی اندر دلون مین عیسائی مذہب کی کمزوری اور بیہودگی کہل چکی ہے۔ غیر قومون کا عیسائی ہونا تو ایک امر خطیر ہے اب تو عیسائیون کو عیسائی رکہنا بہی مشکل ہوگیا ہے۔

ایسی نکتہ کا شہتیر نظر نہین آتا

آریہ سماج کی مہاتما پارٹی کا بردواری اخبار ڈاکٹر لنشی کانت چٹرجی کے مسلمان ہونے پر عجیب ریمارک کرتا ہے جو دانشمند ملک کے پڑہنے اور غور کرنے کے قابل ہے آپ لکہتے ہین کہ

" سابق ڈاکٹر لنشی کانت اب سچ مچ عزیز الدین ہی ہوگئے ہین اخبار بنگالی کے ایک کارسپانڈنٹ نے لکہا تہا کہ ابہی اس خبر پر اعتبار نہ کیا جاوے لیکن یہ تحریر کچہہ وقعت کے قابل نہین ہوئی۔ اس واقعہ سے جو نتیجہ مسلمان صاحبان نکالتے ہین وہ ٹہیک نہین ہے۔ محض ایک آدمی کے مسلمان ہونے سے خواہ وہ کیسا ہی تعلیم یافتہ کیون نہ ہو محمدی مذہب سچا ثابت نہین ہوسکتا۔ میری رائے مین کوئی بہی مذہب محض اسلئے سچا نہین کہا جاسکتا کہ چند ایک تعلیم یافتہ آدمی اسمین خوشی سے شریک ہوگئے ہین۔ اسوقت تبدیلی مذہب کی کئی وجوہات ہوا کرتی ہین۔ یہ سب زن۔ زمین اور زر کی تعریف مین آجاتی ہین جو لوگ ان وجوہات سے محرک ہوکر تبدیل مذہب کرتے ہین وہ تو دل کے سچے ضرور ثابت ہوتے ہین لیکن اسلئے ان کا قبول کیا ہوا مذہب سچا نہین ہوسکتا "

یہ پرچار کے قانون دان ایڈیٹر کی قلم سے نکلا ہوا یہ نوٹ عجیب و غریب منطق کو ظاہر کر رہا ہے جسکی ایجاد کا فخر بردوار کے گورو کل کو ہونا چاہئے اگر یہ سچ ہے کہ کسی شخص کے کسی مذہب کے قبول کرنے سے وہ مذہب سچا نہین ٹہیر سکتا تو آریون کی عجیب دانشمندی ہے کہ وہ مشر پال (تو آریہ) کے آریہ ہوجانے کو ویدک دہرم کی سچائی کی دلیل ٹہیراتے ہین ؟ ہم اس کو ممکنات سے مانتے ہین کہ کوئی شخص زن۔ زمین اور زر کے لالچ سے تبدیل مذہب کرے لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ آیا اس قسم کی تحریکین مسلمانون مین ملسکتی ہین یا آریون مین۔ اگر تبدیل مذہب کی یہ فلاسفی گورو کل کے مکہیا دہشتا کے نزدیک صحیح ہے (غالباً نہین) اس بات کا جواب دینے مین بہت مشکل ہوگی کہ کیون نہ کہا جاوے جو لوگ آریہ مذہب اختیار کرتے ہین خصوصاً غیر اقوام کے لوگ ان کے مد نظر یوگ کے دل خوش کن نظارے ہی ہوتے ہین اور اسی کے ساتھ ان کی ساری امیدین وابستہ ہوتی ہین وہ آریہ مذہب کے اصول تو ایسے ہین کہ انکی تردید کیلئے ان صاف الفاظ مین بیان کر دینا ہی کافی ہے۔ شاید پرچار کے ایڈیٹر کو ایسے اس نوٹ کو اب نہایت افسوس سے پڑہنا پڑے +

آپ کے فتنہ باز بچے نمے آر یہ کر عیسائیون نے

خدا کی شان ہے کہ عیسائیون نے اب محسوس کرلیا ہے کہ عیسائیت کا چراغ اب ٹمٹما رہا ہے اور دلون پر اس کا اثر نہین رہا۔ لنڈن کے اخبار میل مین آرچ ڈیکن سنکلیر نے اسی بارہ مین بحث کی ہے وہ کہتے ہین کہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ لنڈن کی آبادی کا صرف ۱۰ فیصدی حصہ ایسا ہے جو کسی مذہبی پرستش کی جگہ مین حاضر ہوتا ہے اور یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ مذہبی مکانون مین عیسائیون کے کل فرقون کے گرجا اُن کے علاوہ یہود دیگر کی عبادت گاہین بہی داخل ہین ڈاکٹر سنکلیر کا خیال ہے کہ اگر زیادہ پادری مقرر کئے جاوین تو زیادہ آدمی گرجا کی حاضری مین شامل ہون "

عیسائیت کے حامی اب اس کے کرم خوردہ ستون کے کہڑا رکہنے کی مختلف تجویزین کرتے ہین مگر سب لاحاصل ہین وہ جسقدر مساعی اسکے سنبہالنے مین کرین گے اُسیقدر اس کے جلد گرنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ

قضا آسمان است این بہر حالت شود پیدا۔

جدید اقوال مسیح

روز انہ پیسہ رقمطراز ہے کہ حال مین مصر سے دو یورپین عالمان علوم قدیمہ مصریہ نے ایک ایسا قدیم دستاویز کا پیپائرس (بید کی قسم کا کاغذ) دریافت کیا ہے جس کا نام "مسیح کے جدید اقوال" ہے چنانچہ یورپ مین یہ کتاب چہپ گئی ہے اور بعض لوگون نے اسے انجیل مقدس کا ضروری اضافہ تسلیم کیا ہے اس پیپائرس کے دریافت کرنیوالون کا نام مسٹر بی پی گرینفل اور مسٹر اے ایس ہنٹ ہے۔ اس کتاب کی نسبت یورپ مین مورخ طرح طرح کی رائین دے رہے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ طامس کی انجیل ہوگی جو گم ہوچکی ہے۔ بعض کے نزدیک یہ وہ انجیل ہوگی کہ جس سے یہودیون کے خیال کے موافق اسکندریہ کے کلمنٹ نے اقتباس کیا ہے۔ بہر حال ان اقوال کو بالکل بے اصل اور لغو ابتک کسی نے نہین کہا۔ گو ابتک یہ بہی فیصلہ نہین ہوا کہ یہ انجیل مقدس کا کونسا جزو ہین اور یورپ کے مذہبی علماء اس پر بہت کچہہ غور و فکر مین مصروف ہین۔

اطلاع

کارخانہ کی طرف سے مطبوعہ کارڈ بغرض صفائی حساب جاری کئے گئے ہین۔ اسلئے جن بزرگون کے نام پہونچین وہ جلد جواب دین۔ مینیجر

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

ہمارے گھر مرزا صاحب (یعنی جناب مرزا غلام مرتضیٰ خانصاحب مرحوم) پچاس برس تک علاج کرتے رہے وہ اس فن طبابت میں بہت مشہور تھے مگر ان کا قول تھا کہ کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے سچ فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کوئی اثر نہیں کر سکتا

ایک شخص نے پوچھا کہ حکام اور برادری سے کیسا سلوک کریں؟ فرمایا ہر ایک سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی اطاعت اور وفاداری ہر مسلمان کا فرض ہے۔ وہ ہمارے حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کی مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے۔ میں اسکو بڑی بے ایمانی سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری سچے دل سے نہ کیجاوے۔

برادری کے حقوق ہیں انسے بھی نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ البتہ ان باتوں میں جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف ہیں ان سے الگ رہنا چاہیئے۔

ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو۔ اور خدا تعالیٰ کی کل مخلوق سے احسان کرو۔

جب اللہ تعالیٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے دل میں ایک رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے لیکن جب دعا کی قبولیت کا وقت نہیں ہوتا تو دلمیں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو مگر طبیعت متوجہ نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی خدا تعالیٰ اپنی قضا و قدر منوانا چاہتا ہے اور کبھی دعا قبول کرتا ہے اس لئے میں تو جبتک اذن الٰہی کے آثار نہ پالوں قبولیت کی کم امید کرتا ہوں اور اسکی قضا و قدر پر اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ جو قبولیت دعا میں ہوتی ہے راضی ہو جاتا ہوں کیونکہ اس رضا بالقضا کے ثمرات اور برکات اس سے بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقویٰ۔ اور دوسری جگہ فرمایا انما یتقبل اللہ من المتقین۔

حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے یہاں پیغمبر زادگی بھی کام نہیں آسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی فرمایا

قرآن شریف میں بھی صاف الفاظ میں فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

یہودی بھی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا صدہا پیغمبر انمیں نہیں آئے تھے مگر اس پیغمبر زادگی نے ان کو کیا فائدہ پہنچایا۔ اگر ان کے اعمال اچھے ہوتے تو وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق کیوں ہوتے۔ خدا تعالیٰ تو ایک پاک تبدیلی کو چاہتا ہے بعض اوقات انسان کو تکبر نسب بھی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اسی سے نجات پا لونگا جو بالکل خیال خام ہے۔ کبیر کہتا ہے کہ اچھا ہوا ہم نے چماروں کے گھر جنم لیا۔

کبیر اچھا ہوا ہم نیچے بھلے سب کو کرین سلام۔

خدا تعالیٰ وفاداری اور صدق کو پیار کرتا ہے اور اعمال صالحہ کو چاہتا ہے لاف و گزاف اسے راضی نہیں کر سکتے۔

فرمایا قرآن شریف تو رفع اختلاف کے لئے آیا ہے اگر ہمارے مخالف رافعک الی کے یہ معنے کرتے ہیں کہ مسیح جسم سمیت آسمان پر چڑھ گیا تو وہ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا یہود کی یہ غرض تھی؟ اور وہ یہ کہتے تھے کہ مسیح آسمان پر نہیں چڑھا؟ ان کا اعتراض تو یہ تھا کہ مسیح کا رفع الی اللہ نہیں ہوا۔ اگر رافعک الی اس اعتراض کا جواب نہیں تو پھر چاہیئے کہ اس اعتراض کا جواب دیا اور رد کیا جاوے۔

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میں تجارت کیلئے یہاں آنا چاہتا ہوں فرمایا یہ نیت ہی فاسد ہے اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے۔ اور اصلاح عاقبت کے خیال یہاں رہنا چاہیئے۔ نیت تو یہی ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے شہر موزوں نہیں؟ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا کا فضل سمجھو۔

(ایڈیٹر۔ بعینہ اسی مضمون پر حکیم الامۃ نے ایک دوست بہائی کو نصیحت کی تھی البتہ اس میں اتنا ازاد کیا تھا کہ مجھے اگر ایک پیسہ بھی ملجاتا ہے تو اسے خدا کا فضل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ وہ پیسہ تو میرا مقصود نہیں ہے۔ اسلئے اگر تمہیں مدرسہ یا کسی اور جگہ سے چندر روپے ملتے ہیں تو تمہیں بہت شکر گذار ہونا چاہیئے۔)

بنی نوع انسان کی ہمدردی خصوصاً اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت پر نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا۔

کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اسکی آواز پہنچ جاوے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اسکو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہانتک ممکن ہے اسسے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔

اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور انسے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے راستہ میں ایک بوڑھیا کوئی ۷۰ یا ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اس کو جھڑکیاں دیکر ہٹا دیا میرے دل پر چوٹ سی لگی اس نے وہ خط مجھے دیا میں اس کو لیکر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھکر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اسپر اسے بہت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔

مجھے بڑے ہی کشف صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک بھی اس سلسلہ میں داخل ہونگے۔ یہانتک کہ وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے ہیں وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔

اور پھر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تجھے یہانتک برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اللہ تعالیٰ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کرے گا۔ اور پھر ان کے ساتھ ایک دنیا اسطرف رجوع کرے گی۔

مرات العالم

یہ ایک نایاب کتاب علم تاریخ میں ہے جسے آنریبل مہاراجہ سر ڈگبجے سنگھ صاحب بہادر مرحوم والی بلرام پور او دھ نے ہزارہا روپئے کے صرف سے تیار کرایا تھا۔ اسمیں ہندوستان کی مفصل تاریخ ابتدائے زمانہ پیدائش سے اورنگ زیب کی سلطنت تک درج ہے اور تمام نبیوں اور ولیوں اور حکیموں کے حالات بھی اسمیں مرقوم ہیں قیمت عہ۔ (ملنے کا پتہ) وکٹوریہ پیپر آفس سیالکوٹ

عام خبر کردو کہ ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبروں لودہیانہ پنجاب ولایتی کپڑے کے نمونے نئے و جدید جنتری مع فہرست دیگر مال فقط ایک ٹکٹ نصف آنہ کے لگاکر تقسیم کرتے ہیں۔

مراسلت

(لاہوری مولوی اور اسکی نادانی)

تعجب ہے کہ یہ نادان مولوی بقرہ کے صفحہ نمبر ۳ پر لکھتا ہے کہ امام حسین نور سے پیدا ہوا۔ اور مرزا صاحب ایک قطرہ منی سے پیدا ہوا۔ میں اس احمق سے سوال کرتا ہوں اور سوال کیلئے الفاظ میں ہوگا اسلئے کہ اس نے رعایت تہذیب اخلاق کو برسر طاق رکھکر اسقدر ناشایستہ الفاظ اور دریدہ دہنی سے کام لیا ہے کہ معمولی آدمیوں کو پس پشت ڈالدیا ہے۔

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا۔

(سوال) اگر تمہارے مزعومی حسین نور سے پیدا ہوئے تو تم ثابت کر سکتے ہو کہ تمہارے علی نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا تھا اور حسین کا وجود انعقاد نطفہ طرفین کا نتیجہ نہیں تھا۔ کیا حسین شکم والدہ میں چھ ماہ یا نو ماہ تک نہیں رہے تھے کیا پھر اسیطرح جسطرح اور بچے پیدا ہوتے ہیں وہ پیدا نہیں ہوئے تھے بعد پیدائش اسیطرح نشو و نما نہیں پائے تھے جسطرح اور بچے پاتے ہیں تم نور کی تعریف میں لکھتے ہو (جو شئے فی ذاتہ روشن اور غیر کو روشنی دیتی ہو۔ نور کا سایہ نہیں ہوتا چنانچہ امام حسین کا بھی سایہ نہ تھا۔ فولسلم)

اے نادان اور بے عقل مولوی شمر نے جسوقت گلے پر تلوار چلائی تھی اسوقت سایہ تھا یا نور تھا یا اصلی جسم تھا جسوقت نور خون میں سر رکھا گیا اسوقت کسا یہ تھا۔ یا جسم تھا اور نیزہ پر شام سے کوفہ اور دمشق کو بھیجا گیا پھرایا گیا۔ وہ نور کا سر تھا یا اصلی جسم کا سر تھا نہیں نہیں مصنوعی سر ہوگا۔ تمہارے نور نے کسقدر کفار کو مسلمان کیا دین محمدی کی کس قدر اشاعت کی یزید اور اس کے لشکر میں کتنے ایک کو روشنی بخشی۔ تم کہتے ہو کہ خون حسین بعد شہادت صدہا کفار کو مسلمان کیا مہربانی کرکے پانچ کافروں کے نام بقید ولدیت و قومیت و سکونت درج کرکے شائع کردو اور وجہ مسلمان ہونیکی تحریر کرکے بتلاؤ کہ نور کسجگہ پر کسطرح ظہور پذیر ہوا تھا۔ اے بیشعور اور بے تمیز جبکہ حسین زندہ تھا تو یزید اور اس کے لشکر نے اس کو نہ مانا۔ حالانکہ حسین نے ان کے روبرو بڑے لکچر دیئے اور تقریریں کیں۔ نصائح اور دلائل پیش کئے۔ افسوس کہ اسوقت کوئی اعجازی رنگ بھی نہ بتلایا کاش ایک ذرق عادت نشان سے دو سو یا تین سو کو اپنی طرف ملا لیتا اس وقت تو اس کا زندہ وجود بے اثر محض ثابت ہوا پھر مرکر معجزے دکھانا

کیا فائدہ یہہ دعوی تمہارا نرا جہوٹ اور بہتان ہے قرآن مین لکہا ہے کہ کیا مردہ اور زندہ برابر ہو سکتے ہین۔ پہر اے نادان مولوی تمہاری اس الف لیلا کو کہنے جاتا ہے یہ قاتل حسین اور تواریخ جس کا نام ہے تم نے نہین لکہا۔ (چہ دلاور است دزدیکہ بکف چراغ دارد) مولویصاحب جس کا بدن اور جسم گہوڑون کی ٹاپون سے روندا گیا وہ انسان تہا یا نور تہا اے دانشمند مولوی یہ تو بتلا۔ نور کی یہ گت بنتی ہے۔ جیسے اسکی بنی وہ ایک انسان تہا اور انسان کا بچہ وہ ضرور قطرہ منی سے پیدا ہوا تہا۔ منی سے خون اور خون سے مضغہ اور علقہ وغیرہ مدارج سے تکمیل وجود کر کر بصورت طفل جسم والدہ سے زمین پر گرا تہا زمانہ کے تمام اثرات کے ماتحت تہا عام انسانون جیسے عام اس کے اقوال اور افعال تہے چلتا پہرتا۔ سوتا۔ جاگتا۔ کہاتا۔ پیتا۔ بکتا رہوتا۔ غرضیکہ سب باتین جو ایک انسان سے وقوع مین آتی ہین اس کے وجود مین ثابت تہین۔ اسکے شمر اسکے سینہ پر بیٹہا اور حلق کے الٹی طرف گردن سے اس کا سر کاٹا اس وقت اس نے شمر سے بہت الحاح وزاری اور التجا کی کہ دیکہہ مین رسول اللہ کا نواسا ہون سید ہون غریب الوطن ہون عیالدار مسافر ہون مگر اس نے نہ مانا۔ یہ سب کام جو اس سے صادر ہوئے انسانون جیسے تہے اے نادان نور سے ایسے افعال صادر نہین ہوتے ورنہ نظیر بتلا۔ دانا اور اہل علم تمہاری ان تحریرون پر ہنستے ہین۔ ایک محقق کی نگاہ مین تمہاری تمام کتابین جو اپنے نامہ اعمال کیطرح تم نے سیاہ کی ہین کچہہ وقعت نہین رکہتی ہین۔

اے مغضوب الغضب انسان تابوت پرستی نے تیرا ستیاناس کر دیا ہے ذرا سوچ تو سہی کہ تم ایک اشرف المخلوقات گروہ سے نکالکر ایک شخص کو کیا کیا بناتے پہرتے ہو اپنے زبان سے جو کچہہ کہتے ہو وہ صاف اور کہلے لفظون مین کیون نہین کہتے۔ کہ درحقیقت وہ خدا تہا انسان کے وجود مین آکر امت رسول کی لئے شہادت قبول کی اور لوگون کو نجات دلائی۔ ؎

از بہر امتان تبہ روزگار بود
ورنہ حسین را بشہادت چہ کار بود

یہہ عقیدہ اہل کتاب کا حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت ہے کہ خدا انسان کی شکل مین آکر مخلوق کیلئے پہانسی پر چڑہا۔ کفارہ عیسے کا مسئلہ اور کفارہ حسین کا مسئلہ باہم ملتے جلتے ہین + ایسے ہی تحریرات کا جواب مرزا صاحب سے طلب کرتا ہے۔ اے نادان مرزا صاحب امام الوقت ہین مسجد اہد کے بیٹہنے والے ملا نہین۔ اعرض عن الجاہلین اور فاعرض عنہم کتاب مجید مین موجود ہے

پہر تم سے مقابلہ امام الوقت کا کام نہین۔ دیکہہ اور سوچ دنیا تمہارے کسی کام نہ آوے گی ایک دن ضرور آنا ہے جو خدا کے روبرو تم حاضر کئے جاؤ گے اس وقت بغیر پشیمانی اور کچہہ نہ بنے گی خدا کے برگزیدون کو گالیان نکالنا اچہا کام نہین آ خدا سے ڈر اور تحقیق کر اپنے علمی گہمنڈ پر نہ اترا علماء یہود جو آنحضرت صلعم کی بعثت کے منتظر تہے اس گہمنڈ اور انانیت مین آکر صراط مستقیم سے بہتک گئے اس وقت یہ امام جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ مین حجۃ اللہ ہون مہدی ہون مسیح موعود ہون اس کے جا اور منہاج نبوت کے محک پر اسکی صداقت اور عدم صداقت کو دیکہہ۔ برغالی اور شہرستانی علامہ علی یا خواجہ نصیر کے اقوال کو نہ دیکہہ۔ منہاج نبوت پر ایک انسان کی خصوصیت کو پرکہہ۔ جو دلائل آنحضرت صلعم کی صداقت کے واقعی اور صحیح قرآن اور حدیث صحیح اور تعامل سے معلوم ہین ان کے مطابق مرزا غلام احمد امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل مین آنکہہ کہول اور قرآن پڑہہ اور قرآنی دلائل سے مقابلہ کر منہاج نبوت کو مد نظر رکہکر پہر دیکہہ کہ وہ سچا ہے یا نہ۔ وہمی اور خیالی بہوت کو دل سے نکال کوئی قریشی یا ہاشمی امام غار یا جزیرہ مین موجود نہین ہے تمہارے وہمی اور کمزور عقاید تم کو حقیقت تک نہین پہونچنے دیتے مرد میدان بن نذر ونیاز کی آمدنی تم کو خدا کے لئے تامل ہے سمجہہ خدا سے بہت دعا کر انانیت چہوڑ اور عجز و انکسار سے انکشاف حقیقت کیلئے خدا سے دعا مانگ اس سے توفیق صراط مستقیم کی درخواست کر عطا کرنا اس کا کام ہے

زجس شکست آنچہ پیدا شود
ازین بارگاہ قیمتش واشود
شکست تو اینجا درستی نماست
کہ جبر گرم سر بسر مومیاست

والسلام علی من اتبع الہدی

خاکسار نذر علی از پشاور

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

---

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور

عرش عرش کے متعلق سوال ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر کے اس حصہ کا اعادہ فرمایا جو کہ قبل ازین کئی دفعہ شایع ہو چکی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کا جہگڑا عبث ہے احادیث سے اس کا جسم کہین ثابت نہین ہوتا۔ ایک قسم کے علو کے مقام کا اظہار عرش کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اگر اسے جسم کہو۔ تو پہر خدا کو بہی مجسم کہنا چاہیئے یاد رکہنا چاہیئے کہ اس کو علو جسمانی نہین کہ جس کا تعلق جہات سے ہو۔ بلکہ یہ روحانی علو ہے۔

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث بہی ایک بدعت ہے۔ جو کہ پیچہے ایجاد کی گئی۔ صحابہ نے اس کو مطلق نہین چہیڑا تو اب یہ لوگ چہیڑ کر نا فہم لوگون کو پہندے مین ڈالتے ہین۔ لیکن عرش کے اصل معنے اس وقت سمجہہ مین آسکتے ہین۔ جبکہ خدا تعالی کی دوسری تمام صفات پر بہی ساتہہ ہی نظر ہو۔

۲۱ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

متفرق اقوال ایسی ہوا چلی ہے کہ گناہ کا چہوڑنا عیب خیال کرتے ہین۔ اور جب کوئی گناہ کو چہوڑنا چاہتا ہے۔ تو اسے ایک حسرت ہوتی ہے کہ اب یہ ہاتہہ سے گیا۔ اگر خدا کی عظمت کو مد نظر رکہکر بہی گناہ کیا جاوے تو بہی اس کا بوجہہ ہلکا ہو جاوے۔ لیکن اس کا خیال کسے ہے۔

۲۵ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

مسئلہ تعظیم قبلہ سوال ہوا کہ اگر قبلہ شریف کی طرف پاؤن کر کے سویا جاوے تو جایز ہے کہ نہین۔ فرمایا۔ کہ یہ ناجایز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے سایل نے عرض کی۔ کہ احادیث مین اسکی ممانعت نہین آئی۔ فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہین ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بنا پر کہ حدیث مین ذکر نہین ہے اور اس نے قرآن شریف پر پاؤن رکہکر کہڑا ہوا کرے۔ تو کیا یہ جایز ہو جاوے گا ہرگز نہین۔ (ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب)

اکرام ضیف اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح اکملی اور زندہ نمونہ ہین۔ جن لوگون کو کثرت سے آپ کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ کسی مہمان کو خواہ وہ سلسلہ مین داخل ہو یا نہ داخل ہوا ذراسی بہی تکلیف حضور کو بے چین کر دیتی ہے۔ مخلصین احباب کے لئے تو اور بہی آپ کی روح مین جوش شفقت ہوتا ہے اس امر کے اظہار کیلئے ہم ذیل کا ایک واقعہ درج کر دیتے ہین۔

۲۶ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

میان ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق ہین اپنی اس پیرانہ سالی مین بہی چند دنون سے گورداسپور آئے ہوئے تہے۔ آج انہون نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ جاکر کیا کرین گے۔ یہان ہی رہئے اکہٹے چلین گے۔ آپ کا یہان رہنا باعث برکت ہے اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو اس کا انتظام کر دیا جاوے پہر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہین۔ اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم اہل عملہ کو نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو۔ وہ بلا تکلف کہہ دے اگر کوئی جان بوجہہ کر چہپاتا ہے۔ تو وہ گنہگار ہے ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔ بعد ازین حضرت اقدس نے میان ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا۔ کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو وہ بہم پہونچاوین۔

کل شام کو بعد از نماز مغرب دو نوجوان اکونٹنٹ جنرل آفس لاہور کے کلارک جنمین سے ایک صاحب مسلمان تہے اور ایک عیسائی حضرت کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ چونکہ مسلمان صاحب کا تعارف جناب مفتی محمد صادق سپرنٹنڈنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے تہا۔ اس لئے مفتی صاحب نے ان کو حضرت اقدس سے انٹروڈیوس کیا مختصر حالات کے استفسار کے بعد حضور عیسائی نوجوان کیطرف متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ اول یہ سکہہ مذہب کے تہے۔ اور ان کے والد عیسائی ہین اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ آجکل اگر دنیا بہے خدا کے نہ جاوین تو ایک ضمیمہ کتاب ملیا رہوتی ہے لیکن تعجب ہے۔ کہ سکہہ جیسے مذہب کو چہوڑ کر جسمین توحید کی تعلیم ہے۔ آپنے عیسائی مذہب کو کیسے پسند کیا اس کے بعد متفرق طور پر مزاج پرسی وغیرہ ہوتی رہی۔ اور بروقت رخصت حضور نے فرمایا کہ ہمیں آپ کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ قیام بہت تہوڑا ہے۔

ضرورت شادی

ہمارے ایک عزیز احمدی بہائی منشی محمد سلیمان صاحب مدرس رائے کوٹ ضلع لودہانہ جو قوم سے تجار ہین احمدی سلسلہ مین شادی کرنا چاہتے ہین۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ پہلی بیوی کا ایک بچہ رہ گیا تہا۔ قضاء الہی سے وہ بہی فوت ہو چکا ہے۔ منشی محمد سلیمان صاحب ہمارے ہم جماعت ہین اور ہم ان کے حالات سے بہت کچہہ واقف ہین وہ ایک سلیم الطبع اور نیک سیرت نوجوان ہین انکی عمر اسوقت میں بتیس سال کی ہوگی اجو بہائی منشی صاحب موصوف سے اپنا تعلق پیدا کرنا چاہین وہ براہ راست یا ایڈیٹر الحکم کے توسط سے خط و کتابت کرین۔ منشی صاحب موصوف چاہتے ہین کہ اگر کوئی نخواندہ لڑکی ملجاوے تو نور علی نور ہے اور نہ خیر

کچھ تازہ حالات

اخبار چونکہ دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے ہم وہ تازہ حالات بھی درج کئے دیتے ہیں جو تاریخ اشاعت تک قابل اشاعت سمجھے گئے ہیں۔ اڈیٹر۔

۱- **حضرت** حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۴- اگست کو دارالامان سے روانہ ہو کر براہ بٹالہ گورداسپور پہنچ گئے۔ وہ بڑا مکان جسکا ذکر صفحہ اوّل پر کیا گیا ہے فی الحال بعض وجوہات کی وجہ سے نہیں ملسکا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی مکان میں جو پہلے بر لب تالاب لیا ہوا تھا فروکش ہونا پڑا۔

مہمانوں کی رہائش کیواسطے فی الحال اس مکان کے سامنے ایک بڑا شامیانہ لگایا گیا ہے۔ اور احاطہ کچہری میں ایک اور چھوٹا شامیانہ لگایا گیا ہے۔

۲- **مقدمات** کے حالات مختصر طور پر یہہ ہیں کہ ۱۴- اگست ۱۹۰۴ء کو ہمارے مقدمہ میں کرم الدین کے باقی ماندہ دو گواہان صفائی پیش ہونے تھے جنکے واسطے اسکو ۲۹- جولائی ۱۹۰۴ء کو دستی سمن دئے گئے تھے مگر آج بجز اڈیٹر دہلی پنچ کے دوسرا گواہ حاضر نہیں ہوا۔ اور نہ اسپر تعمیل سمن ہوئی۔ کرم الدین نے خود بیان کیا کہ اس کا پتہ نہیں لگتا ہے کہ وہ غازی گھاٹ گیا ہوا ہے۔

عدالت نے اڈیٹر دہلی پنچ کا بیان قلمبند فرمایا اڈیٹر مذکور نے جس طرز اور شان سے شہادت حلفہ ادا کی وہ اس نوٹ سے بخوبی ظاہر ہوگی جو آخر عدالت کو کرنا پڑا اور جو روئداد مقدمہ شائع کرتے وقت ہم شائع کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

۱۵- اگست کو اڈیٹر دہلی پنچ مکرر ری اگزامینیشن کے لئے پیش ہوا۔ اسی تاریخ کو مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین کے دوسرے گواہ صفائی کا بھی فیصلہ کر دیا۔ جسکے نام اس سے پہلے ہی دو تین مرتبہ سمن جاری ہو چکے تھے مگر وہ حاضر نہیں ہوا تھا۔ یا اسپر تعمیل سمن نہیں ہوئی تھی۔

تعجب کی بات ہے کہ لاہور جیسے شہر میں تعمیل سمن نہ ہو۔ بہرحال مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین سے پوچھا کہ کیا تم کوئی اور گواہ بغرض حفیظ کے سوا دینا چاہتے ہو جسکے جواب میں کرم الدین نے کہا کہ اسوقت نہیں۔ بالآخر مجسٹریٹ صاحب نے شہادت صفائی کو ختم کر دیا اور آخری تقریروں کے واسطے ۱۴- اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی۔ اس تاریخ پر کرم الدین اپنی تحریری تقریر پیش کریگا۔ اور اسکے بعد وکیل **سلسلہ** خواجہ کمال الدین صاحب اسکا جواب تحریری پیش کرینگے۔ ان تقریروں کے بعد مجسٹریٹ صاحب آخری فیصلہ ہمارے مقدمہ میں سنا دینگے۔ اس لحاظ سے ہمارا مقدمہ ختم ہو چکا ضابطہ کی کل کارروائی بجز تقریروں کے ہو چکی ہے امید کی جاتی ہے کہ اس مہینے کے آخر یا ستمبر کی ابتدائی تاریخوں میں اگر کوئی امر مانع نہ ہوا تو مجسٹریٹ صاحب ہمارے مقدمہ کا آخری حکم سنا دینگے۔ اب انجام کی انتظار ہے

اور وقت دُعا ہے

حضرت حجۃ اللہ کے مقدمہ میں مجسٹریٹ صاحب نے شہادت استغاثہ پر مکرر جرح کرنے کے لئے ۱۵- اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی تھی۔ اور اس تاریخ کے لئے ثناء اللہ امرتسری اور منشی برکت علی صاحب منصف بٹالہ بلائے گئے تھے اسپر ہمارے مقدمہ کے ایک جرح کی گئی۔

اور باقی شہادت استغاثہ اور خود کرم الدین پر جرح کے واسطے ۱۷- اگست ۱۹۰۴ء اور ۱۸- اگست ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

الہامات اور کشوف

(۲۶- جولائی سے ۲۹- جولائی تک بمقام گورداسپور)

۱- ۲۶- جولائی ۱۹۰۴ء- بوقت فجر- دیکھا کہ ہم قادیان گئے ہیں اپنے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں- ایک عورت نے کہا السلام علیکم اور پوچھا کہ راضی خوشی آئے خیر و عافیت سے آئے۔

۲- ۲۷- جولائی ۱۹۰۴ء- ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے۔

پھر الہام ہوا- انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

انا انزلناہ للمسیح الموعود

۳- **۲۹- جولائی**- دیکھا کہ بڑے مرزا صاحب مرحوم (عالی جناب مرزا غلام مرتضےٰ خاں صاحب مرحوم اڈیٹر) نے ایک بڑی کوئی سیاہ رنگ کی بنوائی ہے جو کہ چابی بافندہ لیکر آیا ہے- اور گویا مرزا مرحوم کی طرف سے کہتا ہے کہ یہ اس کام (یعنی کوئی نالش کرنی ہے یا ایسا ہی کوئی کام ہے) کے لئے بنوائی تھی- لیکن اب آپکا ارادہ اسکے لئے نہیں تو رکھہ چھوڑو کسی اور کام آئے گی۔

الہامات- ۱- مبارک سو مبارک

۲- آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔

۳- اجرک قائم و ذکرک دائم

اسسٹنٹ اڈیٹر کے مرسلہ مضامین

ہمارے نائب اڈیٹر نے الحکم کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے بعض مضامین مصر کے مشہور رسالہ الہلال سے لیکر بھیجے ہیں جنکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں- انمیں سے ایک مضمون مہر اور اوسکے نقوش کی تاریخ پر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کی مہروں کے نقوش دئیے ہیں یہہ مضمون بہت ہی دلچسپ ہوتا- اگر مہر کی اصل شکل بھی دکھائی جاسکتی- ہم نے جب الحکم کو اوّل ہی اوّل شائع کیا تھا اور الحکم امرتسر سے شائع ہوتا تھا اسوقت انگلستان کے بعض اخبارات مثل پیرسن ویکلی کی طرز پر جس میں ڈاک خانہ کے ٹکٹوں کے ذریعہ ایک تاریخ پیش کی جارہی تھی- ہمیں اکابر و مشاہیر کے نقش مواہیر کا خیال پیدا ہوا تھا- چنانچہ ہمنے الحکم مورخہ ۱۰- دسمبر ۱۸۹۷ء اور ۱۷- دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس سلسلہ کو شروع کیا تھا- اسلئے تکمیل کی خاطر انمیں جو کچھ چھپا ہے وہ بھی ہم اسکے ساتھ ہی لکھے دیتے ہیں- اس میں اور اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی مہروں میں کسیقدر فرق ہے۔

دوسرا مضمون اسسٹنٹ اڈیٹر صاحب نے الہلال سے **ادیان الامم** یعنے مذاہب عالم ترجمہ کرکے بھیجا ہے- ہم نے ۱۸۹۷ء میں مذہبی دنیا کے عنوان سے اقوام عالم کے معبودوں کا سلسلہ لکھنا چاہا تھا مگر چند نمبروں کے بعد ہم اسے جاری نہ رکھ سکے کیا عجب اب مکمل ہو جاوے- یہ سلسلہ الحکم کی کسی اگلی اشاعت سے یا اسسٹنٹ اڈیٹر صاحب کے دارالامان تشریف لے آنے پر شروع ہوگا- انشاء اللہ-

(اڈیٹر)

تاریخ الخواتم ونقوشہا

ترجمہ از الہلال (مصر)

مُہریں اور اُن کی تاریخ

مُہر کا رواج بہت پُرانا ہے- قدیم زمانوں میں مُہروں کا رواج بڑے بڑے لوگوں میں تھا- پھر بتدریج ان کا رواج عوام میں بھی ہونے لگا ہر بعض مُہر میں صرف اپنا نام کندہ کراتے اور بعض اوس میں عبرت انگیز و موعظت کے کلمات کھدواتے ہیں ابتداء اسلام میں مہروں میں جو کلمات و نقوش کھدوائے گئے اون کی اشکال مندرجہ ذیل ہیں۔

{اوّل ہم الحکم سے وہ حصہ درج کرتے ہیں جسکا ذکر ہم نے اوپر نوٹ میں کیا ہے (اڈیٹر)}

نقش مواہیر اکابر و مشاہیر

حضرت رسول اللہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا ابو القاسم **محمد** بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم **محمد رسول اللہ** محمد خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔

خلیفہ رسول صاحب الغار امیر المومنین سیدنا عبد اللہ العتیق **ابوبکر** بن الصدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ ۱۳ھ۔

عبد ذلیل لرب جلیل- بندہ پروردگار بزرگ کا ذلیل

سراج اہل الجنہ امیر المومنین سیدنا ابو حفص عمر **الفاروق** بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۲۳ھ

کفی بالموت واعظا یا عمر اے عمر موت نصیحت کے لئے بس کرتی ہے۔

ذی النورین امیر المومنین سیدنا ابو لیلےٰ **عثمان بن عفان** رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۳۵ھ

آمنت باللہ الذی خلق فسویٰ میں اسکو مانتا ہوں جس نے پیدا کرکے سنوارا۔

سیف اللہ المسلول امیر المومنین سیدنا ابو تراب **علی بن المرتضیٰ** بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۴۰ھ

الملک للہ تمام ملک اللہ کا ہے۔

سبط الرسول سیدنا ابو محمد امام حسن مجتبیٰ بن علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہما ۴۹ھ

لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین

پرستش کے قابل بجز خدا کے کوئی نہیں جو حقیقی کھلا ہوا بادشاہ ہے۔

سید الشہداء سبط الرسول سیدنا ابو عبد اللہ امام حسین بن علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہما- ۶۱ھ

لکل اجل کتاب ہر مقرری وقت کی لکھت ہو چکی

امام سجاد زین العباد سیدنا ابو بکر علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ۹۵ھ

وما توفیقی الا باللہ میرے لئے نیکی کے اسباب کر دینا خدا کا کام ہے۔

امام باقر سیدنا ابو جعفر محمد بن سجاد رضی اللہ عنہ ۱۱۴ھ

رب لا تذرنی فردا میرے پروردگار مجھے تنہا مت چھوڑ۔

امام کاظم سیدنا ابو ابراہیم موسیٰ بن امام جعفر بن امام باقر رضی اللہ عنہ ۱۸۳ھ

الملک للہ وحدہ تمام ملک اسی خدا کا ہے جو یگانہ ہے۔

امام رضا سیدنا ابو الحسن علی بن کاظم رضی اللہ عنہ ۲۰۲ھ

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

کسی کو کسی کام کرنے میں توانائی اور زور حاصل نہیں مگر خدا سے۔

امام نقی سیدنا ابو جعفر ثانی محمد بن رضا رضی اللہ عنہما ۲۲۰ھ

القدرۃ للہ

ہر طرح توانائی خدا کو ہے

امام عسکری سیدنا ابو محمد زکی بن نقی رضی اللہ عنہما ۲۶۰ھ

اللہ ربی وھو عصمتی من خلقہ

میرا پروردگار خدا ہے مجھے مخلوق کے شر سے باز رکھنا اسی کا کام ہے۔

امام مہدی سیدنا ابو القاسم محمد بن عسکری رضی اللہ عنہما ۲۶۴ھ **لہ مقالید السموات والارض** زمین و آسمان کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں

(باقی آیندہ)

قادیان کا ڈاک خانہ

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء سے قادیان کا ڈاک خانہ بجائے بیس کے چالیس کے گریڈ میں ہوگیا ہے۔ یعنے آئندہ یہاں جو سب پوسٹماسٹر ہوگا اسے چالیس روپیہ ماہوار ملا کریں گے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ یہاں کا ڈاک خانہ بڑے گریڈ میں ہوگیا لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے پبلک کو کیا فایدہ ہوگا؟ اس سوال کا جواب صاف ہے کہ کچھہ بھی نہیں۔ قادیان کا ڈاک خانہ اپنے کثرت کار کیوجہ سے مشہور ہو رہا ہے اور یہ کام اب اس حد تک پہونچا ہوا ہے کہ ایک آدمی کے سنبھالنے اور کرنے کا نہیں ہے۔ اگرچہ اس وقت موجودہ سب پوسٹماسٹر اپنی قابلیت اور ہوشیاری کیوجہ سے اطمینان بخش کام کر رہا ہے جیسا کہ افسران معاینہ کنندگان کو بھی معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یہ کہنے کو طیار ہیں کہ اب ایک آدمی کا کام نہیں ہے ایک آدمی اگر سو روپیہ تنخواہ کا بھی یہاں بھیجدیا جاوے اور سٹاف بڑہایا نہ جاوے تو کچھہ فایدہ نہوگا۔

ہم حیران ہیں کہ ڈایرکٹر جنرل ڈاکخانجات کے سامنے ایسی تجویز کیونکر پیش کی گئی۔ جو کسی صورت میں مفید نہیں ہوسکتی۔ چونکہ ابھی کافی وقت موجود ہے اور ڈایرکٹر جنرل صاحب اپنی اس تجویز پر نظر ثانی کرسکتے ہیں اس لئے صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کو جو قادیان کے حالات سے اور یہاں کے کاروبار سے بخوبی باخبر ہیں توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرائیں۔

جہانتک ہم قادیان کے ڈاک خانہ سے بوجہ کاروبار تعلق رکھنے کے واقف ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیان کے ڈاک خانہ کی آمدنی بے شک اس قابل ہے کہ اس کی ترقی ہو لیکن ساتھہ ہی سٹاف بھی بڑہایا جانا ضروری ہے۔ قادیان کے ڈاک خانہ کی موجودہ ضروریات جنکو ہم محسوس کرتے ہیں ہماری نظر میں یہ ہیں۔

خاص قادیان کے لئے ایک اور چٹھی رسان بڑہا دیا جاوے ایک پیکر ہو اور مکان بھی چونکہ بہت ہی تنگ اور تاریک ہے اس لئے کوئی معقول کرایہ کا مکان جو خوب وسیع اور عمدہ ہو ڈاکخانہ کے واسطے لیا جاوے اور اچھا مکان ہماری راے میں پانچ روپیہ سے کم میں نہیں ملے گا۔ کیونکہ قادیان میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کی کثرت کی وجہ سے مکانات ملتے نہیں اور اگر ملتے ہیں تو معمول سے معمولی مکان بھی بہت کرایہ پر ملتا ہے اور یہ مکان **کثرت کاروبار** کے باعث **احمدی** محلہ میں ہونا چاہیئے۔ ممکن ہے بعض تنگدل اور متعصب لوگ اس کو پسند نہ کریں لیکن ڈاک خانہ کے افسران اعلےٰ خوب جانتے ہیں کہ قادیان کے ڈاک خانہ کا سارا **مدار احمدی** قوم کے سر پر ہے کیونکہ احمدی قوم کے دو ہفتہ وار اخبار دو تین ماہواری رسالے اور اس کے علاوہ اشتہارات اور کتب کی روانگی کثرت سے ہے۔ بلا مبالغہ **ڈاک خانہ** کا سارا کام اسی قوم کا ہے۔ اسلئے آئندہ ڈاک خانہ کیلئے اگر نیا مکان تجویز ہو تو افسران ڈاک خانہ کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ احمدی محلہ میں ہو۔ اگر افسران ڈاک خانہ نے منظور کیا تو ہم بھی کوشش کرینگے کہ موزوں موقع پر کوئی مکان ملجاوے۔ لیکن عمدہ مکان جیسا ہم نے پہلے کہا ہے پانچ روپیہ سے کم میں نہیں ملیگا۔ ان ضرورتوں کے **علاوہ** ڈاک کی روانگی اور رسید گی کیلئے یکے کا انتظام ہونا چاہئیے برسات کے موسم میں جسقدر تکالیف کا سامنا ڈاک خانہ والوں کو کرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ کچھہ وہی کرسکتے ہیں یا بیچارے مصیبت کے مارے ہرکارے کرسکتے ہیں جو تیرتے ہوئے آتے ہیں اور بارش اور پانی کیوجہ سے ڈاک کا بوجہ معمولی سے دوگنا ہوجاتا ہے۔ اور جسدن انگلش میل روانہ کرنی پڑتی ہے اسدن تو اور بھی دقت محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈاکخانہ کی مقررہ شرح پر کوئی قلی یا مزدور یا یکہ ملتا نہیں اور ڈاک خانہ والوں کو زیادہ دینے کی اجازت نہیں ہے اسلئے سب پوسٹماسٹر کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بعض اوقات فہر درویش بر جان درویش اپنی گرہ سے مزید کرایہ دیکر ٹٹو یا یکہ یا قلی بھیجنا پڑتا ہے کیونکہ ڈاک کو تو روک نہیں سکتے۔ ان سب کے علاوہ جو ضروری امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک کلرک یہاں اور بڑھانا چاہئے جو سب پوسٹماسٹر کے کام میں ہاتھہ بٹائے۔

پس اگر عملہ نہ بڑھایا جاوے تو پھر کچھہ فایدہ بڑے گریڈ کا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں چالیس کے گریڈ میں رکھہ کر سارا عملہ بہم پہنچانا شاید مشکل ہو۔ اسلئے ہمارے خیال میں اگر سپرنٹنڈنٹ صاحب توجہ کرکے صاحب ڈایرکٹر جنرل بہادر کو توجہ دلائیں تو تھوڑی سی ترمیم کے ساتھہ یہ انتظام ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈاکخانہ کو تیس کے گریڈ میں رکھکر دس ماہوار کا ایک کلرک اور بڑہا دیں غرض ان ضروریات سے صاحب سپرنٹنڈنٹ ناواقف نہیں ہیں اس لئے ان کی خدمت میں زیادہ عرض کرنا تحصیل حاصل ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرنے کیلئے زور دینگے۔

بٹالہ سٹیشن پر حلوائی

ریلوے سٹیشنوں پر پہلے حلوائیوں اور دوسرے دوکانداروں کو ایک مقررہ رقم بطور ٹھیکہ کے ادا کرنی پڑتی ہے۔ جس کا برا اثر مسافروں کی صحت اور مال پر یہ پڑتا تہا کہ وہ خراب اور مضر صحت اشیاء عموماً فروخت کرتے اور گران قیمت پر فروخت کرتے۔ اس شکایت کو پبلک اخباروں میں بار بار دہرایا گیا آخر ریلوے کی ٹریفک اتہارٹیز نے عموماً اور لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے ان شکایتوں کو محسوس کیا اور وہ ٹھیکہ کی بیخ اڑا دیگئی۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ دوسرے سٹیشنوں کا ہم ذکر نہیں کرتے بٹالہ سٹیشن جس کے متعلق ہمیں بار بار لکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور خوشی کی بات ہے کہ ریلوے دیپارٹمنٹ کے ذمہ وار آفیسروں نے ہماری تحریروں پر مناسب نوٹس لیا ہے۔ ابھی کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلے اس اسٹیشن پر ایک ہی حلوائی تہا اب کچہ عرصہ سے ایک دوسری دوکان بھی کہل گئی ہے۔ اور یہ دونوں دوکانوں میں ایک قسم کا **مقابلہ** ہو رہا ہے قاعدہ کی بات ہے کہ جہاں **مقابلہ** ہو وہاں ہر ایک دوکاندار اپنی اشیاء کی ارزانی اور عمدگی کی کوشش کرتا ہے مگر یہاں یہ بات نہیں ہے ہم ایک صحیح اور ذاتی واقعہ افسران محکمہ ریلوے کی توجہ کیلئے لکھتے ہیں

۲۸ جولائی ۱۹۱۶ء کو دو بجے کی گاڑی میں ہم گورداسپور کیطرف جا رہے تھے۔ ضرورتاً سٹیشن پر ایک حلوائی سے جو اس دوسری دوکان والا تہا ہمیں کچھہ پوری لینی پڑی۔ **پوری** بجاے خود باسی اور اس کے ساتھہ بالکل گلی بہاجی جو تندرست آدمی کو ان ایام میں بیمار کرنے کا کافی مصالحہ تہی ہمیں دیگئی۔ ہم نے دوکاندار کو جب کہا کہ ایسی اشیاء کیوں بیچتے ہو اسکی اطلاع سٹیشن ماسٹر کو دیجاویگی تو اس نے صاف لفظوں میں کہدیا کہ ہمیں اسکی پرواہ نہیں بے شک اطلاع کردو۔ ایسے بیباکانہ جواب کے انداز سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں کو مسافروں کے جان و مال کی کسقدر پرواہ ہے اور وہ کس دیدہ دلیری سے خراب اور مضر صحت اشیاء بیچتے ہیں۔

آخر ہمکو سٹیشن ماسٹر کو اطلاع دینی پڑی۔ ہمارے ناظرین شاید اس جواب کے سننے کیلئے طیار ہوں گے جو سٹیشن ماسٹر نے اس کے متعلق دیا۔ انکو وہ پوری اور بہاجی دکہائی گئی۔ انہوں نے ایک بہشتی کو دکہائی جسنے اس کے باسی اور خراب ہونے کی تصدیق کی (اسوقت ممکن ہے وہ ان کے زیر اثر ہونے کیوجہ سے خواہ انکار کردیں) اس پر سٹیشن ماسٹر کو چاہئے تو یہ تہا کہ وہ مناسب کمیشن بٹھا کر انہوں نے ہم سے کہا تو کیا کہا؟

سٹیشن ماسٹر۔ یہ ترکاری گلی ہے؟

ہم۔ ہاں دیکھیے آپ کے سامنے ہی اور گلی ہے

سٹیشن ماسٹر۔ پہر پختہ کیسی ہوتی ہے؟

ناظرین عموماً اور ریلوے کی ٹرافک اتہارٹیز خصوصاً غور کریں کہ ان کو ہماری شکایت کا یہ جواب دینا چاہیئے تہا ہم نے تو ان کو جواب دیا کہ میں یہاں آپ کے حلوائیوں کو باورچی کی تعلیم دینے نہیں آیا۔ گلی اور پکی چیز آپ بہی سمجھہ سکتے ہیں اور یہ بہی خوب جانتا ہے۔

غرض سٹیشن ماسٹر نے ایک معمولی امر سمجھہ کر اس کو ٹال دیا۔ کیا ایسی حرکات سے ان حلوائیوں اور دوسرے لوگوں کے حوصلے نہیں بڑہتے کہ وہ مسافروں کی کیسہ بری کریں اور مضر صحت اشیاء ان کے ہاتہہ پر فروخت کریں سٹیشن ماسٹر بٹالہ کا اس شکایت پر توجہ نہ کرنا ایک ایسا امر ہے جو ہماری سمجھہ میں نہیں آیا۔ اگر ان کو اس حلوائی کی خاطر منظور ہے تو یہ جدا امر ہے وہ اپنی جیب خاص سے جو چاہیں اس کے ساتہہ سلوک کریں لیکن یہ ان کا حق نہیں ہے کہ وہ اسکو مضر صحت اشیاء فروخت کرنیکی اجازت دیں یا کم از کم پبلک کی شکایات پر توجہ نہ کریں یہ امر بذات خود کتنا ہی خفیف ہو لیکن اسکا اثر غریب مسافروں کی صحت اور مال پر پڑتا ہے۔ اور اس کا ذمہ وار سٹیشن ماسٹر ہے جو اگر اپنے فرض منصبی کو نگاہ رکہہ کر ان لوگوں کے خوانچوں کی سٹیشن پر آنے سے پڑتال کریں یا مناسب شکایت پر تنبیہ کریں تو انہیں جرأت نہو۔ بہی لیکن سٹیشن ماسٹر کا توجہ نہ کرنا ان کو دلیر کرتا اور خود سٹیشن ماسٹر صاحب کی ذات کے متعلق غور کرنے کا موقع دیتا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اس پر مناسب نوٹس لیا جاویگا۔ ورنہ پہر ہمیں ایسے امور کے متعلق اور بہی کچہ لکہنے کیلئے موقعہ ہے ریلوے ڈیپارٹمنٹ کی ٹرافک اتہارٹیز اگر ڈایرکٹر صاحب کی جو اس لائن پر مامور ہیں یہ ڈیوٹی لگادیں کہ وہ سٹیشن پر ان اشیاء کا معاینہ کر لیا کریں۔

بٹالہ سٹیشن کے حصہ گڈس کے متعلق ہمارے پاس بعض شکایات پہونچی ہیں سٹیشن ماسٹر صاحب امید ہے بجائے خود توجہ کرینگے اور مزید حالات لکہنے کی ضرورت نہ رہنے دینگے۔

ایک قریشی نوجوان جسکی عمر پچیس سال کے قریب قریب ہے شادی کرنیکا خواہشمند ہے۔ ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت ہو۔

ایک شریف اور معزز اراعین خاندان کی ایک لڑکی کے رشتہ کرنے کی ضرورت ہے جو اپنی ہی قوم میں کیا جائے گا۔ درخواست کنندہ احمدی ہو تعلیم یافتہ اور برسر روزگار ہو۔ پہلے شادی نہ ہوئی ہو۔ مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ خط و کتابت بذریعہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت ہوگی۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا اعلان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ

اِنّهُ آوَی الۡقَرۡيَه

الحکم

چہ گویم باز گر آں جہاد در قادیانم بینی | دو دا مینی شفا مینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا
خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص
کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے
آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح
موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم
ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور
کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں
ہے ہماری طرف سے امان
اور صلحکاری کا
سفید جھنڈا
بلند کیا گیا

پیشگی قیمت سالانہ

عوام ... صہ/
خواص و معاونین سے ... عہ/
ہندوستان سے باہر ... ۱۲ے/
مذاہب والوں سے ... ۱۲عہ/
اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپیہ سے کم آمدنی والے افراد کو

نمبر ۲۹ و ۳۰ | دار الامان قادیان مورخہ ۳۱۔ اگست و ۱۰۔ ستمبر ۱۹۰۴ء | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے لکھا تھا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاہور تشریف بری کے متعلق ایک مفصل اور مستقل آرٹیکل ہم لکھنا شروع کریں گے۔ لیکن ۳۔ستمبر کو جو عظیم الشان جلسہ لاہور میں ہوا۔ اور جو لیکچر حضرت خلیفۃ اللہ کا اس میں پڑھا گیا اُس کا جلد تر شایع ہونا ضروری سمجھا گیا اور دوسرے حالات کا بعد میں شایع ہو جانا کچھ غیر موزوں اور نامناسب نہیں ہوگا۔ اس لیئے ہم ذیل میں اس جلیل الشان لیکچر کو جو اس سفر کی جان اور اصل غرض ہے۔ بغیر کسی قسم کی تمہید کے درج کرتے ہیں۔ اور مفصل حالات جو اس سفر کے متعلق ہم لکھنا چاہتے ہیں انکا سلسلہ اگلی اشاعت سے انشاء اللہ شروع کریں گے۔

(ایڈیٹر)

اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب

{وہ عظیم الشان لیکچر جو حضرت مسیح موعودؑ نے ۳۔ستمبر ۱۹۰۴ء کو بمقام لاہور دیا۔ ایڈیٹر}

اوّل میں اوس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ایسی پُر امن گورنمنٹ کے سایہ میں جگہ دی ہے جو ہمیں اپنے مذہبی اشاعت سے نہیں روکتی اور اپنے عدل اور دادگستری سے ہر ایک کانٹا ہماری راہ سے دور کر تی ہے سو ہم خدا کے شکر کے ساتھ اس گورنمنٹ کا بھی شکر کرتے ہیں +

بعد اس کے اے معزز سامعین اس وقت میں اون مذہبوں کی نسبت جو اس ملک میں پائے جاتے ہیں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور جہاں تک مجھے طاقت ہے میں تہذیب کی رعایت سے بات کرونگا تاہم میں جانتا ہوں کہ طبعًا بعض انسانوں کو اون سچائیوں کا سننا ناگوار معلوم ہوتا ہے جو ان کے عقیدہ اور مذہب کے مخالف ہوں سو یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے کہ اس فطرتی نفرت کو دور کر سکوں بہر حال میں سچائی کے بیان میں بھی ہر ایک صاحب سے معافی چاہتا ہوں +

اے معزز صاحبان۔ مجھے بہت سے غور کے بعد اور نیز خدا کی متواتر وحی کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ اس ملک میں مختلف فرقے بکثرت پائے جاتے ہیں اور مذہبی اختلافات ایک سیلاب کی طرح حرکت کر رہے ہیں۔ تاہم وہ امر جو اس کثرت اختلافات کا موجب ہے وہ درحقیقت ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے اندر سے قوت روحانیت اور خدا ترسی کی کم ہو گئی اور وہ آسمانی نور جس کے ذریعہ سے انسان حق اور باطل میں فرق کر سکتا ہے وہ قریبًا بہت سے دلوں میں سے جاتا رہا ہے۔ اور دنیا ایک دہریت کا رنگ پکڑتی جاتی ہے یعنی زبانوں پر تو خدا اور پر میشور ہے اور دلوں میں ناستکمت کے خیالات بڑھتے جاتے ہیں۔ اس بات پر یہ امر گواہ ہے کہ عملی حالتیں جیسا کہ چاہئے درست نہیں ہیں۔ سب کچھ زبان سے کہا جاتا ہے مگر عمل کے رنگ میں دکھلایا نہیں جاتا۔ اگر کوئی پوشیدہ راستباز ہے تو میں اوس پر کوئی حملہ نہیں کرتا مگر عام حالتیں جو ثابت ہو رہی ہیں وہ یہی ہیں کہ جس غرض کے لئے مذہب کو انسان کے لازم حال کیا گیا ہے وہ غرض مفقود ہے دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدا تعالےٰ کی سچی محبت اور اوسکی مخلوق کی سچی ہمدردی اور حلم اور رحم اور انصاف اور فروتنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت اور راستی جو ایک روح مذہب کی ہے۔ اوس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں۔ مقام افسوس ہے کہ دنیا میں مذہبی رنگ میں تو جنگ و جدل روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ مگر روحانیت کم ہوتی جاتی ہے۔ مذہب کی اصلی غرض اوس سچے خدا کا پہچاننا ہے۔ جس نے اس تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور اوس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے اور حقیقی پاکیزگی کا جامہ پہننا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ غرض اس زمانہ میں بالائے طاق ہے اور اکثر لوگ دہریہ مذہب کی کسی شاخ کو اپنے ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں اور خدا تعالےٰ کی شناخت بہت کم ہو گئی ہے اسی وجہ سے زمین پر دن بدن گناہ کرنے کی دلیری بڑھتی جاتی ہے کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ جس چیز کی شناخت نہ ہو نہ اوسکا قدر دل میں ہوتا ہے اور نہ اوس کی محبت ہوتی ہے اور نہ اوس کا خوف ہوتا ہے تمام اقسام خوف اور محبت اور قدردانی کے شناخت کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ آجکل دنیا میں گناہ کی کثرت بوجہ کمی معرفت ہے اور سچے مذہب کی نشانیوں میں سے یہ ایک عظیم الشان نشانی ہے کہ خدا تعالےٰ کی معرفت اور اوس کی پہچان کے وسائل بہت سے اس میں موجود ہوں تاکہ انسان گناہ سے رک سکے اور تا وہ خدا تعالےٰ کے حسن و جمال پر اطلاع پا کر کامل محبت اور عشق کا حصہ لیوے۔ اور تا وہ قطع تعلق کی حالت کو جہنم سے زیادہ سمجھے یہ سچی بات ہے کہ گناہ سے بچنا اور خدا تعالےٰ کی محبت میں محو ہو جانا انسان

کے لئے ایک عظیم الشان مقصود ہے اور یہی وہ راحت حقیقی ہے جس کو ہم بہشتی زندگی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ تمام خواہشیں جو خدا کی رضامندی کے مخالف ہیں دوزخ کی آگ ہیں اور اون خواہشوں کی پیروی میں عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے۔ مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ اون جہنمی زندگی سے نجات کیونکر حاصل ہو۔ اس کے جواب میں جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آتش خانہ سے نجات ایسی معرفت الٰہی پر موقوف ہے جو حقیقی اور کامل ہو کیونکہ نفسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے جو ایمان کو تباہ کرنے کے لئے بڑے زور سے بہہ رہا ہے اور کامل کا تدارک بجز کامل کے غیر ممکن ہے پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے کامل معرفت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ لوہے کو لوہا ہی توڑ سکتے ہیں یہ امر زیادہ دلائل کا محتاج نہیں کہ قدر دانی اور محبت اور خوف یہ تمام امور معرفت یعنی پہچاننے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک بچہ کے ہاتھ میں مثلاً ایک ایسا ٹکڑا ہیرے کا دیا جائے جس کی کئی کروڑ روپیہ قیمت ہو سکتی ہے تو وہ صرف اوس کی اوسی حد تک قدر کرے گا جیسا کہ ایک کھلونے کی قدر کرتا ہے اور اگر ایک شخص کو اوس کی لاعلمی کی حالت میں شہد میں زہر ملا کر دیا جائے تو وہ اوس کو شوق سے کہائیگا اور یہ نہیں سمجھیگا کہ اس میں میری موت ہے۔ کیونکہ اوس کو ایسے شہد کی معرفت نہیں لیکن تم دانستہ ایک سانپ کے سوراخ میں ہاتھ ڈال نہیں سکتے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ایسے کام سے مرنے کا اندیشہ ہے ایسا ہی تم ایک ہلاہل زہر کو دیدہ و دانستہ کہا نہیں سکتے کیونکہ تمہیں یہ معرفت حاصل ہے کہ اس زہر کے کہانے سے مر جاؤ گے پھر کیا سبب ہے کہ اوس موت کی تم کچھ بھی پروا نہیں کرتے کہ جو خدا کے حکموں کے توڑنے سے نمبر وار د ہو جائیگی ظاہر ہے کہ اس کا یہی سبب ہے کہ اس جگہ تمہیں ایسی معرفت بھی حاصل نہیں جیسا کہ تمہیں سانپ اور زہر کی معرفت حاصل ہے یعنی اون چیزوں کی پہچان کو بالکل یقینی ہے اور کوئی منطق اس علم کو توڑ نہیں سکتی یہ معرفت تامہ انسان کو اون تمام کاموں سے روکتی ہے جن میں انسان کے جان یا مال کا نقصان ہو اور ایسے رکنے میں انسان کسی کفارہ کا محتاج نہیں کیا یہ سچ نہیں کہ بدمعاش لوگ ہمارے جرائم کے عادی ہوتے ہیں ہزاروں ایسے نفسانی جذبات سے دستکش ہو جاتے ہیں جن میں وہ یقیناً جانتے ہیں کہ دست بدست پکڑے جاینگے اور سخت سزائیں دیجائینگی۔ اور تم دیکھتے ہو کہ وہ لوگ روز روشن میں ایسے دو کانوں کے لوٹنے کا منصوبہ نہیں کر سکتے۔ جن میں ہزارہا روپے کھلے پڑے ہیں اور اون کے رستہ پر بیسیوں پولیس کے سپاہی ہتھیاروں کے ساتھ دورہ کر رہے ہیں۔ پس کیا وہ لوگ چوری یا استحصال بالجبر سے اس لئے رکتے ہیں۔ کہ کسی کفارہ پر اون کو پختہ ایمان ہے۔ یا کسی صلیبی عقیدہ کا اون کے دلوں پر اثر ہے۔ نہیں بلکہ محض اس لئے کہ وہ پولیس کی کالی وردیوں کو پہچانتے ہیں۔ اور اون کی تلواروں کی چمک سے اُن کے دلوں پر لرزہ پڑتا ہے اور اون کو اسبات کی معرفت تامہ حاصل ہے کہ وہ دست درازی سے ماخوذ ہو کر معاً جیلخانہ میں بھیجے جاینگے اور اس اصول پر صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی پابند ہیں۔ ایک حملہ کرنے والا شیر جلتی ہوئی آگ میں اپنے تئیں نہیں ڈال سکتا گو کہ اوس کے دوسری طرف ایک شکار بھی موجود ہو۔ اور ایک بھیڑیا ایسی بکری پر حملہ نہیں کر سکتا جس کے سر پر مالک اوس کا معہ ایک بھری ہوئی بندوق اور کھنچی ہوئی تلوار کے کھڑا ہے۔ پس اے پیارو یہ نہایت سچا اور آزمودہ فلسفہ ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لئے معرفت تامہ کا محتاج ہے نہ کسی کفارہ کا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر نوح کی قوم کو وہ معرفت تامہ حاصل ہوتی جو کامل خوف کو پیدا کرتی ہے تو وہ کبھی غرق نہ ہوتی۔ اور اگر لوط کی قوم کو وہ پہچان بخشی جاتی تو اون پر پتھر نہ برستے۔ اور اگر اس ملک کو ذات الٰہی کی وہ شناخت عطا کی جاتی جو بدن پر خوف سے لرزہ ڈالتی ہے تو اوس پر طاعون سے وہ تباہی نہ آتی جو آگئی۔ مگر ناقص معرفت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اور نہ اوس کا نتیجہ جو خوف اور محبت ہے کامل ہو سکتا ہے۔ ایمان جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور محبت جو کامل نہیں۔ وہ بے سود ہے اور خوف جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور معرفت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ اور ہر ایک غذا اور شربت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ کیا تم بھوک کی حالت میں صرف ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو۔ یا پیاس کی حالت میں صرف ایک قطرہ سے سیراب ہو سکتے ہو۔ پس اے سست ہمتو اور طلب حق میں کاہلو۔ تم تھوڑی معرفت سے اور تھوڑی محبت سے اور تھوڑے خوف سے کیونکر خدا کے بڑے فضل کے امیدوار ہو سکتے ہو۔ گناہ سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اور اپنی محبت سے دل کو پر کر دینا اُسی قادر توانا کا فعل ہے اور اپنی عظمت کا خوف کسی دل میں قایم کرنا اوسی جناب کے ارادہ سے وابستہ ہے اور قانون قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفت کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ خوف اور محبت اور قدر دانی کی جڑھ معرفت کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفت کاملہ دی گئی۔ اوس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی ہے۔ اور جسکو خوف اور محبت کامل دی گئی اُس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔ پس ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں۔ اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں۔ جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھدینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔

لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ یعنی تمہاری (قربانیوں) کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔

اب جاننا چاہئے۔ کہ مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ حقیقت جو لفظ اسلام میں مخفی ہے۔ اُس تک پہنچایا جائے اسی غرض کے لحاظ سے قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں اوس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہیں۔ اور کہیں اوس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ کسی کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے دل میں پہنچتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے۔ کوئی بھی اوس میں نقص نہیں۔ وہ مجموعہ ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدا ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا۔ اور مالک ہے تمام جزا سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اُس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اُس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اوس کے ساتھ زندہ ہے وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اسکے ساتھ قائم ہے۔ اوس نے ہر ایک چیز کو اوٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اوسکو اوٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اوس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اوس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے وہ ہر ایک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے وہ آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر ایک نور اُسی کے ہاتھ سے چمکا۔ اور اوسی کی ذات کا پرتوہ ہے وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہیں جو اوس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی روح کی کوئی قوت نہیں۔ جو اوس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔ اور اوس کی رحمتیں دو قسم کی ہیں (۱) ایک وہ جو بغیر سبقت عمل کسی عامل کے قدیم سے ظہور پذیر ہیں۔ جیسا کہ زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور ہوا۔ اور تمام ذرات اس عالم کے جو ہمارے آرام کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزوں کی ہمیں ضرورت تھی وہ تمام چیزیں ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیا کی گئیں۔ اور یہ سب اوس وقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے نہ ہمارا کوئی عمل تھا۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سورج میرے عمل کی وجہ سے پیدا کیا گیا یا زمین میرے کسی شدہ کرم کے سبب سے بنائی گئی غرض یہ وہ رحمت ہے جو انسان اور اوس کے عملوں سے پہلے ظاہر ہو چکی ہے جو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں (۲) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مترتب ہوتی ہے اور اوس کی تصریح کی کچھ ضرورت نہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف میں وارد ہے کہ خدا کی ذات ہر یک عیب سے پاک ہے اور ہر ایک نقصان سے منزہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی اوس کی تعلیم کی پیروی کر کے عیبوں سے پاک ہو۔ اور وہ فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی

یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا۔ اوس ذات بیچون کا اُس کو دیدار نہیں ہوگا وہ مرنے کے بعد بھی اندھا ہی ہوگا اور تاریکی اوس سے جدا نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا کے دیکھنے کے لئے اسی دنیا میں حواس ملتے ہیں اور جو شخص ان حواس کو اس دنیا سے ساتھ نہیں لے جائیگا وہ آخرت میں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے سمجھا دیا ہے کہ وہ انسان سے کس ترقی کا طالب ہے اور انسان اوس کی تعلیم کی پیروی سے کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ قرآن شریف میں اُس تعلیم کو پیش کرتا ہے جسکے ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے اسی دنیا میں دیدار الٰہی میسر آسکتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں اوس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے۔ پس چاہئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جنمیں کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنی عمل اوس کے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں نہ اُن کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کہ میں ایسا ہوں اور ایسا ہوں اور نہ وہ عمل ناقص اور نا تمام ہوں اور نہ اون میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو۔ بلکہ چاہئے کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں اور ساتھ اوس کے یہ بھی چاہئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ نہ سورج نہ چاند نہ آسمان کے ستارے نہ ہوا نہ آگ نہ پانی نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی جائے اور ایسا اون پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کی قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز

بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالےٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت روح گری رہے اور دعاؤں کے ساتھ اوس کے فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے اور اوس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا اور بے دست و پا بھی ہے اور اسکے سامنے ایک چشمہ نمودار ہوا ہے نہایت صافی اور شیریں۔ پس اوس نے افتاں و خیزاں ہر حال اپنے تئیں اوس چشمہ تک پہنچا دیا اور اپنی لبوں کو اوس چشمہ پر رکھ دیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا۔ اور پھر قرآن میں ہمارا خدا اپنی توحید کے بارے میں فرماتا ہے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ - یعنی تمہارا خدا۔ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اُسکی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنی انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کے صفات اوس کی صفات کے مانند ہیں انسان کا علم کسی معلم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اوس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں اور باانیہمہ غیر محدود ہے انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے اور محدود ہے مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے ایسا ہی انسان کے پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں۔ اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہو گا۔ اس لئے اس کی توحید قایم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنی تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو پھر اس سے آگے آیۃ ممدوحہ بالا کے یہ معنے ہیں کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے کیونکہ وہ غنی بذات ہے اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی۔ یہہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے اور اعمال کے متعلق یہ آیت جامع قرآن شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ - یعنی خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور عدل پر قایم ہو جاؤ اور اگر اس سے زیادہ کامل بننا چاہو تو پھر احسان کرو یعنی ایسے لوگوں سے سلوک اور نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی اور اگر اس سے بھی زیادہ کامل بننا چاہو تو محض ذاتی ہمدردی سے اور محض طبعی جوش سے بغیر نیت کسی شکر یا ممنون منت کرنے کے بنی نوع سے نیکی کرو جیسا کہ ماں

اپنے بچہ سے فقط طبعی جوش سے نیکی کرتی ہے۔ اور فرمایا کہ خدا تمہیں اس سے منع کرتا ہے کہ کوئی زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ یا سچی ہمدردی کرنے والے کا فرنعمت بنو اور اسی آیت کی تشریح میں ایک اور مقام میں فرماتا ہے۔ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا - یعنی کامل راستباز جب مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں تو محض خدا کی محبت سے دیتے ہیں نہ کسی اور غرض سے دیتے ہیں اور وہ انہیں مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ یہہ خدمت خاص خدا کے لیے ہے اس کا ہم کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شکر کرو۔ اور پھر سزا جزا کے بارے میں فرمایا جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ - یعنی بدی کا بدلہ اسیقدر بدی ہے۔ دانت کے عوض دانت اور آنکھ کے عوض آنکھ اور گالی کے عوض گالی۔ اور جو شخص معاف کر دے مگر ایسا معاف کرنا جس کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو نہ کوئی خرابی یعنی جسکو معاف کیا گیا ہے وہ کچھ سدہر جائے اور بدی سے باز آجائے تو اس شرط سے معاف کرنا انتقام سے بہتر ہو گا اور معاف کرنے والے کو اس کا بدلہ ملے گا یہ نہیں کہ ہر ایک محل بے محل میں ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دی جائے یہ تو دور از حکمت ہے اور بعض اوقات بدوں سے نیکی کرنا ایسا مضر ہو جاتا ہے کہ گویا نیکوں سے بدی کی ہے۔ اور پھر فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ - یعنی اگر کوئی تجھ سے بدی کرے تو تو اوس سے زیادہ نیکی کر اور اگر تو ایسا کرے گا تو مابین تمہارے اگر کوئی عداوت بھی ہو گی تو وہ ایسی دوستی سے بدل جائیگی کہ گویا وہ شخص ایک دوست بھی ہے اور رشتہ دار بھی ہے۔ اور فرمایا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا - وَلَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ - اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ - وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا - وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا - یعنی چاہیئے کہ ایک تمہارا دوسرے کا گلہ مت کرے کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردے بھائی کا گوشت کھاؤ۔ اور چاہیئے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنسی نہ کرے کہ ہماری اونچی ذات اور ان کی کم ہے۔ ممکن ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں اور خدا کے نزدیک تو زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ نیکی اور پرہیزگاری سے حصہ لیتا ہے قوموں کا تفرقہ کچھ چیز نہیں ہے اور تم برے ناموں سے جن سے لوگ چڑتے ہیں یا اپنی ہتک سمجھتے ہیں انکو مت پکارو ورنہ خدا کے نزدیک تمہارا نام بدکار رہے گا اور بتوں سے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں ناپاک ہیں اور جب

بات کرو تو حکمت اور معقولیت سے کرو۔ اور لغو گوئی سے بچو اور چاہیئے کہ تمہارے تمام اعضا اور تمام قوتیں خدا کی تابع ہوں اور تم سب ایک ہو کر اس کی اطاعت میں لگو اور پھر ایک مقام میں فرمایا اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ - ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔ اے وے لوگو جو خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہیں غافل کیا یہاں تک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو اور غفلت سے باز نہیں آتے یہ تمہاری غلطی ہے اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا پھر میں کہتا ہوں کہ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا اگر تمہیں یقینی علم حاصل ہو جائے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچ کرکے اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے پھر اگر اس سے بڑھ کر تمہیں معرفت ہو جائے تو تم یقین کامل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے پھر وہ وقت بھی آتا ہے کہ تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے اور ہر ایک عیاشی اور بے اعتدالی سے پوچھے جاؤ گے یعنے عذاب میں ماخوذ ہو کر حق الیقین تک پہنچ جاؤ گے۔ ان آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یقین تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ محض علم اور قیاس سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی دور سے دھواں دیکھے اور قیاس اور عقل کو دخل دیکر سمجھ لے کہ اس جگہ ضرور آگ ہو گی۔ اور پھر دوسری قسم یقین کی یہ ہے کہ اس آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے پھر تیسری قسم یقین کی یہ ہے کہ مثلاً اوس آگ میں ہاتھ ڈال دے اور اس کی قوت احتراق سے مزہ چکھ لے پس یہ تین قسمیں ہوئیں۔ علم الیقین - عین الیقین - حق الیقین - اس آیت میں خدا تعالےٰ نے سمجھایا کہ تمام راحت انسان کی خدا تعالےٰ کے قرب اور محبت میں ہے۔ اور جب اس سے علاقہ توڑ کر دنیا کی طرف جھکے تو یہہ جہنمی زندگی ہے اور اس جہنمی زندگی پر آخر کار ہر ایک شخص اطلاع پا لیتا ہے اور اگرچہ اسوقت اطلاع پاوے جب کہ دفعۃً مال و متاع اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑ کر مرنے لگے اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ یعنی جو شخص خدا تعالےٰ کے مقام اور عزت کا پاس کرکے اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک دن خدا کے حضور میں پوچھا جائیگا - گنہ کو چھوڑتا ہے اوسکو دو بہشت عطا ہونگے - (۱) اوّل اسی دنیا میں بہشتی زندگی اس کو عطا کی جاوے گی اور ایک پاک تبدیلی اس میں پیدا ہو جائیگی - اور خدا اس کا متولی اور متکفل ہو گا دوسرے مرنے کے بعد جاودانی بہشت اس کو عطا کیا جائیگا۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا سے ڈرا اور اس کو دنیا پر اور نفسانی جذبات پر مقدم کر لیا۔ پھر ایک اور جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا - اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا - عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ

یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا - وَیُسْقَوْنَ فِیْھَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا - عَیْنًا فِیْھَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا یعنی ہم نے کافروں کے لیے جو محبت دل میں نہیں رکھتے اور دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں - زنجیر اور طوق اور دل کے جلنے کے تیار کر رکھے ہیں - اور دنیا کی محبت کی ان کے پیروں میں زنجیریں ہیں اور گردنوں میں ترک خدا کا طوق ہے جس سے سر اوٹھا کر اوپر کو نہیں دیکھ سکتے اور دنیا کی طرف جھکے جاتے ہیں اور دنیا کی خواہش کی ہر وقت ان کے دلوں میں ایک جلن ہے۔ وہ جو نیکوکار ہیں۔ وہ اسی دنیا میں ایسا کافوری شربت پی رہے ہیں جس نے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت ٹھنڈی کر دی ہے اور دنیا کی پیاس بجھا دی ہے کافوری شربت کا ایک چشمہ ہے جو ان کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس چشمہ کو پھاڑ پھوڑ کر نہر کی صورت پر کر دیتے ہیں تا نزدیک اور دور کے پیاسوں کو اس شربت سے حصہ ملے اور جب وہ چشمہ نہر کی صورت پر آجاتا ہے اور قوت ایمانی بڑھ جاتی ہے اور محبت الٰہی نشو و نما پانے لگتی ہے تب ان کو ایک اور شربت پلایا جاتا ہے جو زنجبیل شربت کہلاتا ہے۔ یعنی پہلے تو وہ کافوری شربت پیتے ہیں جس کا کام صرف اسقدر ہے کہ دنیا کی محبت ان کے دلوں سے ٹھنڈی کر دے بعد اس کے وہ ایک گرم شربت کے بھی محتاج ہیں تا کہ خدا کی محبت کی گرمی ان میں بھڑکے کیونکہ صرف بدی کا ترک کرنا کمال نہیں ہے پس اسی کا نام زنجبیلی شربت ہے۔ اور اس چشمہ کا نام سلسبیل ہے جس کے معنی ہیں کہ خدا کی راہ پوچھ۔ اور پھر ایک مقام میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا - یعنی نفسانی گرفتاریوں سے وہ شخص نجات پا گیا اور بہشتی زندگی کا مالک ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک بنا لیا اور ناکام اور نامراد رہا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو زمین میں دھنسا دیا اور آسمان کی طرف رُخ نہ کیا اور چونکہ یہ مقامات صرف انسانی سعی سے حاصل نہیں ہو سکتے - اس لئے جا بجا قرآن شریف میں دعا کی ترغیب دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کرونگا - اور پھر فرمایا وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ یعنے اگر کچھ بندے میرے وجود سے سوال کریں کہ کیونکر اس کی ہستی ثابت ہے - اور کیونکر سمجھا جائے کہ خدا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت ہی نزدیک ہوں میں اپنے پکارنے والے کو جواب دیتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی آواز سنتا ہوں اور اس سے ہم کلام ہوتا ہوں - پس چاہیئے کہ اپنے تئیں ایسے بناویں کہ میں اس سے ہمکلام ہو سکوں اور مجھ پر کامل ایمان لاویں تا ان کو میری راہ ملے - اور پھر فرمایا ہے - وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ

ہماری راہ میں اور ہماری طلب کے لئے طرح طرح کی کوششیں اور محنتیں کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔ اور پھر فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین یعنی اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دعا بھی کرو۔ اور کوشش بھی کرو اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔ کیونکہ اس راہ میں صحبت بھی شرط ہے یہ تمام احکام وہ ہیں۔ جو انسان کو اسلام کی حقیقت تک پہونچاتے ہیں کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضا میں محو ہو جانا اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بنا پر۔ اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا۔ جو محض اس کے ساتھ دیکھتی ہوں اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے تب خدا تعالےٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اس کو زندگی بخشتی ہے۔ اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جسکو عقلیں دریافت نہیں کر سکتیں اور آنکھیں اسکی کنہ تک نہیں پہونچتیں۔ وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس سے نزدیک ہیں پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔ تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دور ہو کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو اُن نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے اور اسکی نور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے۔ تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے۔ اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے۔ اور ایک نور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔ اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے۔ بلکہ اسی جگہ اور اسی دنیا میں دیدار اور جنت کی نعمتوں کو پا لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔ یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو جامع صفات کاملہ ہے جسکی ذات اور صفات میں اور کوئی شریک نہیں اور یہ کہکر پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہیں اور کیسے ہی زلزلے آویں۔ اور بلائیں نازل ہوں۔ اور موت کا سامنا ہو۔ اون کے ایمان اور صدق میں فرق نہیں آتا۔ اُن پر فرشتے اترتے ہیں اور خدا اُن سے ہم کلام ہوتا ہے اور کہتا ہے

کہ تم بلاؤں سے اور خوفناک دشمنوں سے مت ڈرو اور گذشتہ مصیبتوں سے غمگین ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں اسی دنیا میں تمہیں بہشت دیتا ہوں جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ پس تم اس سے خوش ہو اب واضح ہو کہ یہ باتیں بغیر شہادت کے نہیں اور یہ ایسے وعدہ نہیں کہ جو پورے نہیں ہوئے بلکہ ہزاروں اہل دل مذہب اسلام میں اس روحانی بہشت کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جس کے سچے پیروؤں کو خدا تعالےٰ نے تمام گذشتہ راستبازوں کا وارث ٹھہرایا ہے اور ان کی متفرق نعمتیں اس امت مرحومہ کو عطا کر دی ہیں۔ اور اُس نے اس دعا کو قبول کر لیا ہے جو قرآن شریف میں آپ سکھلائی تھی اور وہ یہ ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ہمیں وہ راہ دکھلا۔ جو اون راستبازوں کی راہ ہے۔ جن پر تو نے ہر ایک انعام اکرام کیا ہے۔ یعنی جنہوں نے تجھ سے ہر ایک قسم کی برکتیں پائی ہیں۔ اور تیرے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے ہیں اور تجھ سے دعاؤں کی قبولیتیں حاصل کی ہے۔ اور تیری نصرت اور مدد اور راہ نمائی اُن کے شامل حال ہوئی ہے اور ان لوگوں کی راہوں سے ہمیں بچا۔ جن پر تیرا غضب ہے اور جو تیری راہ کو چھوڑ کر اور اور راہوں کی طرف چلے گئے ہیں یہ وہ دعا ہے جو نماز میں پانچ وقت پڑھی جاتی ہے اور یہ بتلا رہی ہے کہ اندھا ہونے کی حالت میں دنیا کی زندگی بھی ایک جہنم ہے اور پھر مرنا بھی ایک جہنم ہے اور درحقیقت خدا کا سچا تابع اور واقعی نجات پانے والا وہی ہو سکتا ہے جو خدا کو پہچان لے اور اوس ہستی پر کامل ایمان لے آوے اور وہی ہے جو گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔ اور خدا کی محبت میں محو ہو سکتا ہے۔ پس جس دل میں یہ خواہش اور یہ طلب نہیں کہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ یقینی طور پر اس کو نصیب ہو وہ ایک مردہ دل ہے اور جس دین میں یہ قوت نہیں کہ اس کمال تک پہنچاوے اور اپنے سچے پیروؤں کو خدا کا ہم کلام بنا دے وہ دین منجانب اللہ نہیں ایسا ہی جس کسی نبی نے اس راہ کیطرف لوگوں کو نہیں چلایا کہ خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کے طالب ہوں اور کامل معرفت کے خواہاں ہوں۔ وہ نبی بھی خدا کی طرف سے نہیں ہے اور وہ خدا پر افترا کرتا ہے کیونکہ انسان کا عظیم الشان مقصود جس سے وہ گناہوں سے نجات پا سکتا ہے۔ یہی ہے کہ خدا کی ہستی اور اس کی سزا جزا پر اس کو پورا یقین آوے مگر اس غیب الغیب خدا پر کیونکر یقین حاصل ہو جب تک اوس کیطرف سے انا الموجود کی آواز نہ سنی جاوے اور جب تک کہ انسان اس کیطرف سے کھلے کھلے نشان مشاہدہ نہ کرے کیونکر اس کی ہستی پر یقین کامل آوے۔ عقلی دلائل سے خدا کے وجود کا پتہ لگانا صرف اس حد تک ہے کہ عقل سلیم زمین اور آسمان اور ان کی ترتیب ابلغ اور محکم کو دیکھکر یہ تجویز کرتی ہے کہ ان مصنوعات پر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہئے۔ مگر یہ دکھلا نہیں سکتے کہ فی الحقیقت صانع ہے بھی اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے۔ صرف ایک خیال

ہے اور ہے ایک امر واقعہ کا ثبوت ہے اور دونوں میں فرق کھلا کھلا ہے۔ یعنی پہلی صورت میں صرف ضرورت صانع بتلائی گئی ہے اور دوسری صورت میں اُس کے فی الواقع موجود ہونے کی شہادت دی جاتی ہے غرض اس زمانہ میں کہ مذاہب کی باہمی کشاکش کا ایک تند و تیز سیلاب چل رہا ہے۔ طالب حق کو اس اصل مقصود کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ مذہب وہی سچا ہے جو یقین کامل کے ذریعہ سے خدا کو دکھلا سکتا ہے اور خدا کی ہم کلامی کا شرف بخش سکتا ہے اور اس طرح اپنی روحانی قوت اور روح پرور خاصیت سے دلوں کو گناہ کی تاریکی کر چھڑا سکتا ہے اور اس کے سوا سب دھوکہ دینے والے ہیں اب ہم اس ملک کے چند مذاہب پر نظر کرتے ہیں کہ کیا وہ خدا تعالےٰ کی معرفت کے بارے میں یقین کامل تک پہنچا سکتے ہیں اور کیا اون کی کتابوں میں یہ وعدہ موجود ہے کہ وہ خدا کے یقینی مکالمہ سے شرف حاصل کرا سکتے ہیں اور اگر موجود ہے تو کیا اس زمانہ میں اُن میں سے کوئی اس کا مصداق پایا بھی جاتا ہے۔ پس ہم سو سب سے پہلے قابل ذکر وہ مذہب ہے جو مسیحی مذاہب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ اس مذہب کے بارے میں ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسیحی صاحبوں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے۔ کہ مسیح کے زمانہ کے بعد الہام اور وحی پر مہر لگ گئی ہے۔ اور اب یہ نعمت آگے نہیں۔ بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور اب اس کے پانے کی کوئی بھی راہ نہیں اور قیامت تک نومیدی ہے اور فیض کا دروازہ بند ہے اور شاید یہی وجہ ہوگی کہ نجات پانے کے لئے ایک نئی تجویز نکالی گئی ہے اور ایک نیا نسخہ تجویز کیا گیا ہے۔ جو تمام جہان کے اصول سے نرالا اور سراسر عقل اور انصاف اور رحم سے مخالف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تمام جہان کے گناہ اپنے ذمہ لیکر صلیب پر مرنا منظور کیا تا ان کی اس موت سے دوسروں کی رہائی ہو۔ اور خدا نے اپنے بے گناہ بیٹے کو مارا تا گنہگاروں کو بچاوے۔ لیکن ہمیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس قسم کی مظلومانہ موت سے دوسروں کے دل گناہ کی پلید خصلت سے کیونکر صاف اور پاک ہو سکتے ہیں اور کیونکر ایک بے گناہ کے قتل ہونے سے دوسروں کو گذشتہ گناہوں کی معافی سند مل سکتی ہے بلکہ اس طریق میں انصاف اور رحم دونوں کا خون ہے کیونکہ گناہ گار کے عوض میں بیگناہ کو پکڑنا خلاف انصاف ہے اور نیز بیٹے کو اس طرح ناحق سخت دلی سے قتل کرنا خلاف رحم ہے اور اس حرکت سے فائدہ خاک نہیں اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اصل سبب گناہ کی سیلاب کا قلت معرفت ہے پس جب تک ایک علت موجود ہے تب تک معلول کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہمیشہ علت کا وجود معلول کے وجود کو چاہتا ہے سا بجائے حیرت ہے کہ یہ کیسا فلسفہ ہے کہ گناہ کرنے کی علت جو قلت معرفت بار تعالےٰ ہے۔ وہ تو سر پر موجود کھڑی ہے مگر معلول اسکا جو ارتکاب گناہ کی حالت ہے وہ معدوم ہو گئی ہے تجربہ ہزاروں گواہ پیش کرتا ہے کہ بجز معرفت کامل کے نہ کسی چیز کی محبت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ کسی چیز کا خوف

پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کی قدردانی ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کسی فعل یا ترک فعل کو یا تو خوف کی وجہ سے کرتا ہے اور یا محبت کی وجہ سے۔ اور خوف اور محبت دونوں معرفت سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس جب معرفت نہیں تو نہ خوف ہے اور نہ محبت ہے۔ اے عزیزو۔ اور پیارو اس جگہ راستی کی حمایت اس بیان کے لئے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی معرفت کے بارے میں حضرات مسیحیوں کے ہاتھ میں کوئی امر صاف نہیں ہے۔ وحی کے سلسلہ پر تو پہلے سے مہر لگ چکی ہے اور مسیح اور حواریوں کے بعد معجزات بھی بند ہو گئے ہیں۔ رہا عقلی طریق۔ سو آدم زاد کو خدا بنانے سے وہ طریق بھی ہاتھ سے گیا اور اگر گذشتہ معجزات جواب محض قصوں کے رنگ میں ہیں پیش کئے جائیں تو اول تو ہر ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ خدا جانے اون کی اصل حقیقت کیا ہے اور کس قدر مبالغہ ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مبالغہ کرنا انجیل نویسوں کی عادت میں داخل تھا چنانچہ ایک انجیل میں یہ فقرہ موجود ہے کہ مسیح نے ... اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا میں سما نہ سکتے۔ اب دیکھو کام بغیر لکھنے کے تو دنیا میں سما گئے لیکن لکھنے کی حالت میں وہ دنیا میں نہیں سمائینگے۔ یہ کس قسم کا فلسفہ اور کس قسم کی منطق ہے کیا کوئی سمجھ سکتا ہے؟ ماسوا اسکے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں اور ایلیا نبی کے اعجازی نشانوں کا جب مسیح کے نشانوں سے مقابلہ کریں تو ایلیا کے معجزات کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر معجزات سے کوئی خدا بن سکتا ہے تو یہ سب بزرگ خدائی کے مستحق ہیں اور یہ بات کہ مسیح نے اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہا ہے یا کسی اور کتاب میں اُسکو بیٹا کہا گیا ہے۔ ایسی تحریروں سے اسکی خدائی نکلنا درست نہیں ہے ٭ بائبل میں بہت سے لوگوں کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے بلکہ بعض کو خدا بھی پھر مسیح کی تخصیص بیوجہ ہے اور اگر ایسا ہوتا بھی کہ کسی دوسرے کو اون کتابوں میں بجز مسیح کے خدا یا خدا کے بیٹے کا لقب نہ دیا جاتا تب بھی ایسی تحریروں کو حقیقت پر حمل کرنا نادانی تھا۔ کیونکہ خدا کے کلام میں ایسے استعارات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مگر جس حالت میں بائبل کی رو سے خدا کا بیٹا کہلانے میں اور بھی مسیح کے شریک ہیں تو دوسرے شرکاء کو کیوں اُس فضیلت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ غرض نجات کے لئے۔ اس منصوبہ پر بھروسہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور گناہ سے باز رہنے کو اس منصوبہ سے کوئی بھی تعلق نہیں پایا جاتا بلکہ دوسرے کی نجات کیلئے خودکشی کرنا خود گناہ ہے اور میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہرگز مسیح علیہ السلام نے اپنی رضامندی سے صلیب کو منظور نہیں کیا بلکہ شریر یہودیوں نے جو چاہا اُن سے کیا اور مسیح نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے باغ میں ساری رات دعا کی اور اوس کے آنسو جاری ہو گئے۔ تب خدا نے بباعث اوسکے تقویٰ کے اوسکی دعا قبول کی اور اُسکو صلیبی موت سے بچا لیا جیسا کہ خود انجیل میں بھی لکھا ہے پس یہ کیسی تہمت ہے کہ مسیح نے اپنی رضامندی سے خودکشی کی۔ ماسوا اسکے عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور بکر کی اوس سے دردِ سر جاتی رہے۔ ہاں ہم قبول کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نبی تھے

٭۔ اور اون کامل بندوں میں سے تھے۔ جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے۔ لیکن وہ لفظ جو اون کی نسبت یا دوسرے نبیوں کی نسبت جو کتابوں میں وارد ہیں۔ اُن سے نہ اونکو اور نہ کسی اور نبی کو ہم خدا بنا سکتے ہیں۔ میں امور میں خود صاحب تجربہ ہوں اور میری نسبت خدا تعالیٰ کی پاک وحی میں وہ اعزاز اور ....

(دیکھو آگے صفحہ ۵)

اگر اس کے لفظ سو جو رہیں کہ میں نے کسی انجیل میں حضرت مسیح کے بارے میں نہیں دیکھے اب میں کیا یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں حقیقت میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ رہی انجیل کی تعلیم سو میری رائے ہے کہ تعلیم کامل نہیں ہے جو تمام انسانی قویٰ کی پرورش کرے۔ نہ صرف یہ کہ محض ایک پہلو پر اپنا تمام زور ڈال دے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کامل تعلیم بیکسے قرآن شریف میں ہی پائی ہے جو ہر ایک امر میں حق اور رعایت کی حکمت رکھتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً انجیل میں کہا گیا ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دے مگر قرآن شریف یہ تعلیم دیتا ہے کہ یہ حکم ہر حال اور ہر محل میں نہیں بلکہ موقع اور محل دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ صبر چاہتا ہے یا انتقام کو اور عفو کو چاہتا ہے یا سزا کو۔ اب ظاہر ہے کہ یہی قرآنی تعلیم کامل ہے اور بغیر اسکی پابندی کے انسانی سلسلہ تباہ ہو جاتا ہے اور نظام دنیا بگڑ جاتا ہے۔ ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تو شہوت کی نظر سے بیگانہ عورت کی طرف مت دیکھ مگر قرآن شریف میں ہے کہ نہ تو شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورتوں کو دیکھنے کی عادت کر کہ یہ سب تیرے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے۔ چاہیے کہ ضرورت کے موقعہ پر تیری آنکھ بند کی طرح ہو اور دھندلی سی ہو اور کھلی کھلی نظر ڈالنے سے پرہیز کر کہ یہی طریق پاکدلی کو محفوظ رکھنے کا ہے۔ اس زمانہ کے مخالف فرقے شاید اس حکم سے مخالفت کریں گے کیونکہ آزادی کا نیا نیا شوق ہے مگر تجربہ صاف بتلا رہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے۔ دوستو! کھلی کھلی بے تکلفی اور نظر بازی کے کبھی نتیجے اچھے نہیں نکلتے۔ مثلاً جس حالت میں ابھی ایک مرد نفسانی جذبات سے پاک نہیں اور نہ جوان عورت نفسانی جذبات سے پاک ہے تو پھر ان دونوں کو ملاقات اور نظر بازی اور آزادی کا موقعہ دینا گویا ان کو اپنے ہاتھ سے گڑھے میں ڈالنا ہے۔ ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ بغیر زنا کے طلاق درست نہیں۔ مگر قرآن شریف جائز رکھتا ہے کہ جہاں مثلاً خاوند اور عورت دونوں باہم جانی دشمن ہو جائیں اور ایک کی جان دوسرے سے خطرہ میں ہو اور یا عورت نے زنا تو نہیں کیا مگر زنا کے لوازم پیدا کئے ہیں اور یا اس کو کوئی ایسی مرض ہو گئی ہے جس سے تعلق قائم رکھنے کی حالت میں خاوند کی ہلاکت ہے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو گیا ہے جو خاوند کی نظر میں طلاق کا موجب ہے تو ان سب صورتوں میں طلاق دینے میں خاوند پر کوئی اعتراض نہیں۔

اب ہم پھر اصل مقصود کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ یقیناً یاد رکھو کہ حضرات مسیحیوں کے پاس نجات اور گناہ سے بچنے کا کوئی حقیقی ذریعہ موجود نہیں کیونکہ نجات کے یہ معنی ہیں اور کوئی معنے نہیں کہ انسان کی ایسی حالت ہو جائے کہ گناہوں کے ارتکاب پر دلیری نہ کر سکے اور خدا تعالیٰ کی محبت اسقدر ترقی کرے کہ نفسانی محبتیں اس پر غالب نہ آسکیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حالت بجز معرفت تامہ کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اب جب ہم قرآن شریف کو دیکھتے ہیں تو ہم اسمیں کھلے طور پر وہ وسائل پاتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ حاصل ہو سکے اور اسقدر خوف غالب ہو کر گناہوں سے رک سکیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نصیب ہو جاتا ہے اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں اور انسان خدا سے علم غیب پاتا ہے اور ایک محکم تعلق اس سے پیدا ہو جاتا ہے اور دل خدا کے وصال کیلئے جوش مارتا ہے اور اس کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتا ہے اور دعائیں قبول ہو کر اطلاع دیجاتی ہے اور ایک دریا معرفت کا جاری ہو جاتا ہے جو گناہ سے روکتا ہے اور پھر جب ہم انجیل کیطرف آتے ہیں تو گناہ سے بچنے کیلئے صرف اسمیں ایک غیر معقول طریق پاتے ہیں جسکو ازالہ گناہ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ عجیب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انسانیت کی کمزوریاں تو بہت دکھلائیں اور خدائی کی کوئی خاص قوت ظاہر نہ ہوئی جو غیروں سے انکو امتیاز بخشتی۔ پھر وہ مسیحیوں کی نظر میں خدا کر کے مانے گئے۔

اب ہم آریہ مذہب پر مختصر طور سے نظر کرتے ہیں کہ گناہ سے بچنے کیلئے ان کے مذہب میں کیا سامان پیش کیا گیا ہے۔ پس واضح ہو کہ آریہ صاحبوں کی وید نے تو سرے سے آیندہ زمانے کیلئے خدا تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ اور آسمانی نشانوں سے انکار کر دیا ہے۔ پس وید میں سے اس کامل تسلی کو ڈھونڈنا کہ کسی کو خدا کے **انا الموجود** ہونے کی آواز آوے اور خدا دعاؤں کو سنکر ان کا جواب دیوے اور نشانوں کے ذریعہ سے اپنا چہرہ دکھلاوے ایک عبث کوشش اور لاحاصل تلاش ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ تمام امر محالات میں سے ہیں لیکن صاف ظاہر ہے کہ کسی چیز کا خوف یا محبت بغیر اسکی رویت اور کامل معرفت کے ممکن ہی نہیں اور صرف مصنوعات پر نظر ڈالنے سے کامل تسلی ہو نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے محض عقل کے پیروؤں میں ہزاروں دہریہ اور ناستک مت والے بھی موجود ہیں۔ بلکہ جو لوگ فلسفہ کے پورے کمال تک پہنچتے ہیں وہی ہیں جن کو پورے دہریہ کہنا چاہیے۔ اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ عقل سلیم زیادہ سے زیادہ صرف اس حد تک کام دے سکتی ہے کہ مصنوعات پر نظر ڈالنے سے بشرطیکہ دہریہ پن کا رنگ اپنے اندر نہ رکھتی ہو یہ تجویز کر سکتی ہے کہ ان چیزوں کا کوئی خالق ہونا چاہیے نہ یہ کہ وہ خالق فی الواقعہ موجود بھی ہے اور پھر عقل ہی اس وہم میں گرفتار ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سب کارخانہ خود بخود چلا آتا ہو۔ اور طبعی طور پر بعض چیزیں بعض کی خالق ہوں۔ پس عقل اس یقین کامل تک نہیں پہنچا سکتی جس کا نام معرفت تامہ ہے جو قائم مقام دیدار الٰہی ہے اور جس سے کامل طور پر خوف اور محبت پیدا ہوتے ہیں اور پھر خوف اور محبت کی آگ سے ہر ایک قسم کا گناہ جل جاتا ہے اور نفسانی جذبات پر موت آجاتی ہے اور ایک نورانی تبدیلی پیدا ہو کر تمام اندرونی کمزوریاں اور گناہ کی غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں لیکن چونکہ اکثر انسانوں کو اس کامل پاکیزگی کی پروا نہیں ہے جو گناہ کے داغ سے بالکل صاف کر دیتی ہے اس لئے اکثر لوگ اس ضرورت کو محسوس کر کے اسکی تلاش میں نہیں لگ جاتے بلکہ اپنے تعصب میں ہو کر مخالفت ظاہر کرتے ہیں اور لڑنے کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور آریہ صاحبوں کا مسلک تو بہت ہی قابل افسوس ہے کہ وہ معرفت تامہ کے حقیقی وسیلے سے تو قطعاً نومید ہیں اور عقلی وسائل بھی انکو اتنے میسر نہیں ہے۔ کیونکہ جب کہ انکے نزدیک ذرہ ذرہ عالم کا انادی ہے جو خود بخود ہے اور کسی کے ہاتھ سے وجود پذیر نہیں ہوا اور تمام ارواح بھی مع اپنی تمام قوتوں کے انادی ہیں جنکا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں۔ تو ان کے ہاتھ میں پرمیشر کی ہستی پر کونسی دلیل باقی رہی اور اگر کہیں کہ ذرات عالم کا باہم جوڑنا اور روحوں کا انمیں داخل کرنا یہ پرمیشر کا کام ہے اور یہی اسکی ہستی پر دلیل ہے تو یہ خیال نادرست ہوگا۔ کیونکہ جس حالت میں ارواح اور ذرات خود بخود ایسے شکتی مان ہیں کہ قدیم سے اپنے وجود کو آپ سنبھالے ہوئے ہیں اور اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں تو کیا وہ خود بخود باہم اتصال یا انفصال نہیں کر سکتے۔ اس بات کو کوئی قبول نہیں کریگا کہ باوجود اسکے کہ تمام ذرات پنے پر بالذات اپنی ہستی اور وجود میں کسی دوسرے کو محتاج نہیں اور باوجود اس کے کہ تمام ارواح یعنی جیو اپنی ہستی اور وجود میں اور اپنے تمام قوی میں کسی دوسرے کے محتاج نہیں مگر پھر بھی اپنے اتصال اور انفصال میں کسی دوسرے کے محتاج ہیں۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جو ناستک مت والوں کیلئے ایک سہل شکار ہے اور اس سے ایک آریہ بہت جلد ناستک مت میں داخل ہو سکتا ہے اور ایک چالاک دہریہ ہنسی ہنسی میں اس کو اپنے پیچ میں لا سکتا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے اور رحم بھی آتا ہے کہ آریہ صاحبوں نے شریعت کے دونوں پہلوؤں میں سخت غلطی کھائی ہے یعنی پرمیشر کی نسبت یہ عقیدہ قائم کیا ہے کہ وہ سب تمام مخلوق کا نہیں اور نہ سرچشمہ تمام فیوض کا ہے بلکہ ذرات اور انکی تمام قوتیں اور ارواح اور انکی تمام قوتیں خود بخود ہیں اور انکی فطرت میں اسکی فیض سے محروم ہیں پھر خود سوچ لیں کہ پرمیشر کی کیا ضرورت ہے اور کیوں وہ مستحق پرستش ہے اور کس وجہ کر وہ سرب شکتی مان کہلاتا ہے اور کس راہ سے اور کس طریق سے وہ شناخت کیا گیا ہے۔ کیا کوئی اسکا جواب دے سکتا ہے۔ کاش ہماری ہمدردی کسی دل میں اثر کرے۔ کاش کوئی شخص گوشہ تنہائی میں بیٹھے اور ان باتوں میں فکر کرے۔ اے قادر خدا اس قوم پر بھی رحم کر جو ہمارے پرانے ہمسایہ ہیں۔ ان میں سے بہت سے دل حق کی طرف پھیر دے کہ تجھے سب قدرت ہے۔ آمین۔ یہ پہلو تو پرمیشر کے متعلق ہے جسمیں اسقدر رامحض خالق ہونے کا حق تلف ہے اور دوسرا پہلو جو آریہ مت مخلوق کے متعلق پیش کرتا ہے۔ انہیں سے ایک تو تناسخ ہے یعنی بار بار روحوں کا طرح طرح کی جونوں میں پڑ کر دنیا میں آنا۔ اس عقیدہ میں سب سے پہلے یہ امر عجیب اور حیرت انگیز ہے کہ باوجود دعویٰ عقل کے یہ خیال کیا گیا ہے کہ پرمیشر اسقدر سخت دل ہے کہ ایک گناہ کے عوض میں کروڑہا برس تک بلکہ کروڑہا اربوں تک سزا دیتا جاتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ روحیں اسکے پیدا کردہ نہیں ہیں اور انپر اس کا کوئی بھی حق نہیں ہے بجز اسکے کہ بار بار جونوں کے چکر میں ڈالکر دکھ میں ڈالے۔ پھر کیوں انسانی گورنمنٹ کی طرح صرف چند سال کی سزا نہیں دیتا ظاہر ہے کہ لمبی سزا کیلئے یہ شرط ہے کہ سزا یافتوں پر کوئی لمبا حق بھی ہو مگر جبکہ تمام ذرات اور ارواح خود بخود ہیں تو پھر کسی حق کے ساتھ اُن پر احسان نہیں بجز اس کے کہ سزا کی غرض سے طرح طرح کی جونوں میں ان کو ڈالے۔ پھر وہ کس حق سے لمبی سزا دیتا ہے۔ دیکھو اسلام میں باوجودیکہ خدا کا دعویٰ ہے کہ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک روح کا میں ہی خالق ہوں اور تمام قوتیں انکی میرے ہی فیض سے ہیں اور میرے ہی ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی سہارے سے جیتے ہیں پھر بھی وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ یعنے دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن نہ وہ ہمیشگی جو خدا کو ہے بلکہ دور دراز مدت کے لحاظ سے۔ پھر خدا کی رحمت شفاعت پر ہوگی کیونکہ وہ قادر جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اسی آیت کی تشریح میں ہمارے سید و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور وہ یہ ہے۔ یَأْتِیْ عَلٰی جَہَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْہَا اَحَدٌ وَنَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّکُ اَبْوَابَہَا یعنی جہنم پر ایک وہ زمانہ آئیگا کہ اسمیں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اسکے کواڑوں کو ہلائیگی لیکن افسوس کہ یہ قوم خدا تعالیٰ کو ایک ایسا جز شمار کرتی اور کینہ ور قرار دیتی ہے کہ کبھی بھی اسکا غصہ فرو نہیں ہوتا اور بے شمار اربوں تک جونوں میں ڈالکر پھر بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔ اور یہ اعتراض صرف آریہ صاحبوں پر نہیں حضرات مسیحیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ خدا ایک گناہ کے بدلے ابدی جہنم تجویز کرتا ہے جسکا کبھی انتہا نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ ارواح انسانی اور انکی تمام قوتوں کا خود خالق ہے اور اسی نے آپ ہی بعض طبائع میں ایسی کمزوریاں رکھ دی ہیں کہ وہ مرتکب گناہ کی ہو جاتی ہیں اور ایک گھڑی کیطرح صرف اس حد تک چلتی ہیں جو اُس حقیقی گھڑی ساز نے ان کے لئے مقرر کر دی ہے تو پھر وہ ضرور کسی قدر رحم کے لائق ہیں کیونکہ ان کے قصور اور کمزوریاں فقط اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس خالق کا بھی اس میں بہت سا دخل ہے جس نے ان کو کمزور بنایا اور یہ کیسا انصاف ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو سزا دینے کیلئے صرف تین دن مقرر کئے مگر دوسرے لوگوں کی سزا کا حکم ابدی ٹھہرایا جس کا کبھی بھی انتہا نہیں اور چاہا کہ وہ ہمیشہ اور ابد تک دوزخ کے تنور میں جلتے رہیں۔ کیا رحیم کریم خدا کو ایسا کرنا مناسب تھا بلکہ چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے بیٹے کو زیادہ سزا دیتا کیونکہ وہ بوجہ خدائی قوتوں کے زیادہ سزا کا متحمل ہو سکتا تھا خدا کا بیٹا جو ہوا اس کی طاقت کے ساتھ دوسروں کی طاقت کب برابر ہو سکتی ہے جو غریب اور عاجز مخلوق ہیں۔ غرض حضرات عیسائی اور آریہ صاحبان اس ایک ہی اعتراض کے دام میں ہیں اور اس کے ساتھ بعض نادان مسلمان بھی۔ لیکن مسلمانوں کی یہ غلطی ہے خدا کے کلام کا قصور نہیں خدا نے تو کھول کر فرما دیا کہ ان کا اپنا قصور ہے۔ اور یہ اسیطرح کا قصور ہے جیسا کہ وہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیتے ہیں اور دوسرے آسمان پر بٹھا رہے ہیں اور خدا کے کلام قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ مدت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور گذشتہ روحوں میں داخل ہو گئے مگر یہ لوگ کتاب اللہ کے برخلاف ان کی آمد ثانی کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر ہم اصل مقصود کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ دوسرا پہلو آریہ مذہب کا بطلان کا یہ ہے کہ وہ حقیقی پاکیزگی کے برخلاف [illegible] ہو جاتی ہے اور [illegible]

تو پھر اس پر کیا دلیل ہے۔ کہ اس عقیدہ کے قائل اس غلطی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ ایسی جگہ نکاح کریں جہاں نکاح کرنا وید کے رو سے حرام ہے۔ ہاں اگر ہر ایک بچہ کے ساتھ اس کے پیدا ہونے کے وقت میں ایک لکھی ہوئی فہرست بھی ہمراہ ہو جسمیں بیان کیا گیا ہو کہ وہ پہلی جون میں فلاں شخص کا بچہ تھا تو اس صورت میں ناجائز نکاح سے بچ سکتے تھے مگر پرمیشر نے ایسا نہ کیا گویا ناجائز طریق کو خود پھیلانا چاہا پھر ماسوا اس کے ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ اسقدر جونوں کے چکر میں ڈالنے سے فائدہ کیا ہے اور جبکہ تمام مدار نجات اور مکتی کا گیان یعنے معرفت الٰہی پر ہے تو یوں چاہیئے تھا کہ ہر ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے گیان کا خالی دنیا میں آ جاتا ہے اور ایک آوارہ اور فضول خرچ انسان کی طرح تمام پہلا اندوختہ برباد کر کے مفلس نادار کی طرح منہ دکھاتا ہے اور گو ہزار مرتبہ اس نے وید مقدس کو پڑھا ہو ایک ورق بھی وید کا یاد نہیں رہتا پس اس صورت میں جونوں کے چکر کے رو سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ ذخیرہ گیان اور علم کا جو ہزار مصیبت سے ہر ایک جون میں جمع کیا جاتا ہے وہ ساتھ ساتھ برباد ہوتا رہتا ہے نہ کبھی محفوظ رہیگا اور نہ نجات ہوگی اول تو حضرات آریہ کے اصولوں کے رو سے نجات ہی ایک محدود میعاد تک ہے پھر اس پر یہ مصیبت کہ سرمایہ نجات کا یعنے گیان جمع ہونے نہیں پاتا یہ بدقسمتی نہ ہوئی تو اور کیا۔

دوسرا امر جو مخلوق کی پاکیزگی کے مخالف آریہ صاحبوں کے عقائد میں داخل ہے وہ نیوگ کا مسئلہ ہے۔ میں اس مسئلہ کو وید مقدس کی طرف منسوب نہیں کرتا مگر اس خیال سے میرا دل کانپتا ہے کہ میں اس قسم کی باتیں وید کی طرف منسوب کروں جہاں تک میرا علم اور کانشنس ہے میں یقین کرتا ہوں کہ انسانی فطرت ہرگز قبول نہیں کریگی کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو جو خاندان اور عزت رکھتی ہے محض بچہ لینے کی خاطر سے دوسرے سے ہم بستر کرا دے حالانکہ اس بیوی کا تعلق زوجہ ہونے کا اپنے شوہر سے قائم ہے اور وہ اسکی بیوی کہلاتی ہے اور نہ میں اسبات کو پسند کرتا ہوں کہ خود بیوی ایسی حرکت پر خود آمادہ ہو حالانکہ اس کا خاوند زندہ موجود ہے انسان تو انسان ہے یہ غیرت تو بعض حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے مادہ کی نسبت ایسا روا نہیں رکھتے میں اسجگہ زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا سراسر ادب اور محبت سے آریہ صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس عقیدہ کو چھوڑ دیں تو بہت بہتر ہوگا بیشک یہ ملک حقیقی پاکیزگی کے مقام سے بہت متنزل ہے اگر عورتوں اور مردوں میں ایسی ایسی باتیں بھی رواج پکڑیں تو معلوم نہیں کہ اس ملک کا کیا انجام ہوگا ساتھ ہی میں ایک اور عرض کیلئے جرأت کرتا ہوں کہ گو آریہ صاحبوں کو اس زمانہ میں مسلمانوں سے کیسی ہی نفرت ہو اور اسلام کے عقائد سے کیسی ہی بیزاری ہے مگر برائے خدا پردہ کی رسم کو بکلی الوداع نہ کہدیں کہ اسمیں بہت سی خرابیاں ہیں جو بعد میں معلوم ہونگی یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے کہ بہت سا حصہ انسانوں کا نفس امّارہ کے ماتحت چل رہا ہے اور وہ اپنے نفس کے ایسے قابو میں نہیں کہ اس کے جوش شہوت کے وقت کچھ بھی خدا تعالیٰ کی سزا کا دھیان رکھیں پس جوان اور خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر بدنظری سے باز نہیں آتے اور ایسے ہی بہت سی عورتیں ہیں کہ خراب دل سے بیگانہ مردوں کی طرف نگاہیں کرتی ہیں اور جب فریقین کو باوجود انکی اس خراب حالت میں ہونے کے پوری آزادی دیجائے تو یقیناً ان کا وہی انجام ہوگا جیسا کہ یورپ کے بعض حصوں سے ظاہر ہے۔ ہاں جب یہ لوگ درحقیقت پاک دل ہو جائیں گے اور انکی امّارگی جاتی رہیگی اور شیطانی روح نکل جائیگی اور انکی آنکھوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جاویگا اور ان کے دلوں میں خدا کی عظمت قائم ہو جائیگی اور وہ ایک پاک تبدیلی کر لیں گے اور خدا ترسی کا ایک پاک چولا پہن لیں گے تب جو چاہیں سو کریں کیونکہ اس وقت وہ خدا کے ہاتھ کے نیچے ہوں گے گویا وہ مرد نہیں ہیں اور انکی آنکھیں اس بات سے اندھی ہونگی کہ نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھ سکیں۔ یا ایسا بدخیال دل میں لا سکیں۔ مگر اے پیارو خدا آپ کے شامل حال ہو دلوں میں الہام کرے۔ ابھی وہ وقت نہیں کہ تم ایسا کرو اور اگر ایسا کرو گے تو ایک زہرناک بیج قوم میں پھیلاؤ گے۔ یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ بھی ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ یہ کل جگ ہے اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شرابخواری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اٹھ گئی ہے زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جاوے۔

اے دوستو! اب طاعون سر پر ہے اور جہاں تک مجھے خدا تعالیٰ سے علم دیا گیا ہے ابھی بہت سا حصہ اس کا باقی ہے بہت خطرناک دن ہیں۔ معلوم نہیں کہ آئندہ مئی تک کون زندہ ہوگا اور کون مر جائیگا اور کس گھر پر بلا آئیگی اور کس کو بچایا جاویگا۔ پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دیجاتی ہے تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلد راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے یعنے طاعون کے زور کا دن جسکی نبیوں نے خبر دی ہے تم خدا سے صلح کر لو وہ نہایت درجہ کریم ہے ایکدم کے گداز کرنیوالی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔ اے خدائے رحیم و کریم ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ آمین ٭

حصہ دوم تقریر

اے عزیز سامعین! اب میں اپنے ایک دعویٰ کی کی نسبت جو میں نے اس ملک میں شائع کیا ہے آپ کی خدمت میں کچھ بیان کروں گا۔ یہ بات عقل اور نقل سے ثابت ہے کہ جب دنیا میں گناہ کی تاریکی غالب ہو جاتی ہے اور زمین پر ایک قسم کی بدی اور بدکاری پھیل جاتی ہے اور روحانیت کم ہو جاتی ہے اور گناہوں سے زمین ناپاک ہو کر اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ایک زہریلی ہوا چلنے لگتی ہے تو اس وقت رحمت الٰہی تقاضا فرماتی ہے کہ زمین کو دوبارہ زندہ کرے جس طرح جسمانی موسموں کو دیکھتے ہو کہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ ایک زمانہ خزاں کا ہوتا ہے کہ اسمیں درختوں کے پھولوں اور پھلوں اور پتوں پر بلا آتی ہے۔ اور درخت ایسے بدنما ہو جاتے ہیں جیسے کوئی مرض دق سے نہایت دبلا ہو جاتا ہے اور اسمیں خون کا نشان نہیں رہتا اور چہرہ پر مردہ پن کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں یا جیسے کسی جذامی کا جذام انتہا درجہ تک پہنچ کر اعضا گرنے لگتے ہیں پھر دوسرا زمانہ درختوں پر وہ آتا ہے جسکو موسم بہار کہتے ہیں اس موسم میں درختوں کی صورتیں ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتی ہیں اور پھل اور پھول اور خوشنمائی ظاہر ہو جاتے ہیں یہی حالت نوع انسان کی ہے کہ تاریکی اور روشنی نوبت بہ نوبت ان پر وارد ہوتی رہتی ہے کسی صدی میں وہ خزاں کے موسم کی طرح انسانی کمال کے حسن سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں اور کسی وقت آسمان سے ان پر ایسی ہوا چلتی ہے کہ ان کے دلوں میں موسم بہار پیدا ہونے لگتی ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہی دونوں موسم انسانوں کو لازم حال ہیں سو یہ زمانہ بھی جسمیں ہم ہیں بہار کی ابتدا کا زمانہ ہے پنجاب پر خزاں کا زمانہ اسوقت زور میں تھا جسوقت اس ملک پر خالصہ قوم حکمران تھی۔ کیونکہ علم نہیں رہا تھا اور ملک میں جہالت بہت پھیل گئی تھی اور دینی کتابیں ایسی گم ہو گئی تھیں کہ شاید کسی بڑے خاندان میں دستیاب ہو سکتی ہونگی بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا یہ زمانہ نہایت بہتر ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم خالصہ قوم کی عملداری کے دنوں کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور خلاف واقعہ ہوگا۔ یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور ابتدائی برکتیں اسکی ابتدائی بہار کے ظاہر ہیں۔ ہاں یہ زمانہ ایک عجیب جانور کی طرح کئی منہ رکھتا ہے۔ بعض منہ تو حقیقی خدا شناسی اور راستبازی کے برخلاف ہیں اور بعض سخت خوفناک ہیں۔ اور بعض منہ بہت بابرکت اور راستبازی کے مؤید ہیں مگر اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ انگریزی حکومت نے انواع و اقسام کے علوم کو اس ملک میں بہت ترقی دی ہے اور کتابوں کو چھاپنے اور شائع کرنے کیلئے ایسے سہل اور آسان طریق نکل آئے ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں ان کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اور جو ہزارہا مخفی کتب خانے اس ملک میں تھے وہ بھی ظاہر ہو گئے۔ اور شہرت پا گئے ہیں دنیوی علمی رنگ میں زمانہ ایسا بدل گیا کہ گویا یہ ایک نئی قوم پیدا ہو گئی یہ سب کچھ ہوا مگر عملی حالتیں دن بدن کالعدم ہوتی گئیں اور اندر ہی اندر دہریت کا پودہ بڑھنے لگا۔ گورنمنٹ انگریزی کے احسان میں کچھ شک نہیں۔ اسقدر اپنی رعایا کو آرام پہنچایا اور معدلت گستری کی اور ہر جگہ امن قائم کیا کہ اسکی نظیر دوسری گورنمنٹوں میں ملنا مشکل ہے بیشک اسکی آزادی کے حواس کا دائرہ بہت وسیع کر دیا رعایا کو دیدی وہ اکثر لوگوں کو یہ نصیب نہیں ہو سکی کہ اس کے عوض میں جو خدا اور اس گورنمنٹ کا شکر بجا لانا چاہیئے تھا بجائے اس شکر کے اکثر دلوں میں اسقدر غفلت اور دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور لاپرواہی بڑھ گئی کہ گویا سمجھا گیا کہ دنیا ہی ہمارے لئے ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اور گویا کہ ہم پر کسی کا بھی احسان نہیں اور نہ کسی کی حکومت ہے اور جیسا کہ دستور ہے کہ اکثر گناہ امن کی حالت میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اسی قانون قدرت کے رو سے گناہوں کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ چنانچہ باعث سخت دلی اور غفلت کے موجودہ حالت اس ملک کی نہایت خطرناک ہو گئی ہے جاہل اور شریر لوگ چوہڑوں شیروں کی طرح ہیں وہ قابل شرم جرائم مثلاً نقب زنی اور زناکاری اور قتل ناحق وغیرہ سنگین جرائم کے ارتکاب میں مشغول ہیں اور دوسرے لوگ اپنی اپنی طبیعت اور جوش نفس کے موافق طرح طرح کے دوسرے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ شراب خانے دوسری دکانوں سے زیادہ آباد معلوم ہوتے ہیں اور دوسرے فسق و فجور کے پیشے بھی دن بدن ترقی میں ہیں عبادت خانے محض رسم ادا کرنے کیلئے سمجھے گئے ہیں غرض ہر ایک گناہوں کا ایک سخت خطرناک جوش ہے اور اکثر لوگوں کی نفسانی شہوات بوجہ پورے امن اور کمال آسائش کے اس قدر جوش میں آگئے ہیں کہ جیسے جب ایک بڑے زور دریا کا بند ٹوٹ جائے تو وہ ایک رات میں ہی ارد گرد کے تمام دیہات کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ دنیا میں ایک نہایت درجہ پر تاریکی پیدا ہو گئی ہے۔ اور ایسا وقت آگیا ہے کہ یا تو خدا دنیا میں کوئی روشنی پیدا کرے اور یا دنیا کو ہلاک کر دیوے۔ مگر ابھی اس دنیا کے ہلاک ہونے میں کئی ہزار برس باقی ہیں۔ اور دنیا کی زینت اور آرام اور آسائش کیلئے جو نئی نئی صنعتیں زمین پر پیدا ہوئی ہیں۔ یہ تغیر بھی صاف طور پر دلالت کر رہا ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ نے جسمانی طور پر اصلاح فرمائی ہے وہ روحانی طور پر بھی نوع کی اصلاح اور ترقی چاہتا ہے کیونکہ روحانی حالت انسانوں کی جسمانی حالت سے زیادہ گر گئی ہے۔ اور ایسی خطرناک حالت تک پہنچ گئی ہے کہ جہاں نوع انسان غضب الٰہی کا نشانہ بن سکتی ہے ہر ایک گناہ کا جوش نہایت ترقی پر پایا جاتا ہے۔ اور روحانی طاقتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور ایمانی انوار بجھ گئے ہیں۔ اور اب عقل سلیم بداہت اسبات کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ اس تاریکی کے مقابل پر آسمان سے کوئی روشنی پیدا ہونی چاہیئے کیونکہ جیسے جسمانی طور پر زمین کی تاریکی کا دور ہونا قدیم سے اس بات کو وابستہ ہے کہ آسمانی روشنی زمین پر پڑے۔ ایسا ہی روحانی طور پر بھی یہ روشنی صرف آسمان سے ہی اترتی اور دلوں کو منور کرتی ہے جب کہ خدا نے انسان کو بنایا ہے اسی کا قانون قدرت یہی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ نوع انسان میں ایک وحدت نوعی پیدا کرنے کیلئے

ان میں سے ایک شخص یہ فروری شا کے وقت میں اپنی معرفت کا مرکا نور ڈالتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اپنی کامل محبت کا جام اس کو پلاتا ہے اور اسکو اپنی پسندیدہ راہ کی پوری بصیرت بخشتا ہے اور اس کے دل میں جوش ڈالتا ہے کہ تا وہ دوسروں کو بھی اس نور اور بصیرت اور محبت کی طرف کھینچے جو اسکو عطا کی گئی ہے اور اسطرح جو لوگ اس سے تعلق پیدا کرتے اور اسی کے وجود میں شمار ہو کر اور اسکی معرفت سے حصہ لیکر گناہوں سے بچتے اور تقویٰ و طہارت میں ترقی کرتے ہیں اسی قانون قدیم کے لحاظ سے خدا نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت یہ خبر دی ہے کہ جب آدم کے وقت سے چھ ہزار برس قریب الاختتام ہو جائیں گے تو زمین پر بڑی تاریکی پھیل جائیگی اور گناہوں کا سیلاب بڑے زور سے بہنے لگے گا اور خدا کی محبت دلوں میں بہت کم اور کالعدم ہو جائیگی تب خدا محض آسمان سے بغیر زمینی اسباب کے آدم کی طرح اپنی طرف سے روحانی طور پر ایک شخص میں سچائی اور محبت اور معرفت کی روح پھونکے گا اور وہ مسیح بھی کہلائیگا۔ کیونکہ خدا اپنے ہاتھ سے اس کی روح پر اپنی ذاتی محبت کا عطر ملے گا اور وہ وعدہ کا مسیح جس کو دوسرے لفظوں میں خدا کی کتابوں میں مسیح موعود بھی کہا گیا ہے شیطان کے مقابل پر کھڑا کیا جائیگا اور شیطانی لشکر اور مسیح میں یہ آخری جنگ ہوگا اور شیطان اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اور تمام ذریت کے ساتھ اور تمام تدبیروں کے ساتھ اُس دن اس روحانی جنگ کے لئے تیار ہو کر آئیگا۔ اور دنیا میں شر اور خیر میں کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی ہوگی جیسے کہ اُس دن ہوگی کیونکہ اُس دن شیطان کے مکائد اور شیطانی علوم انتہا تک پہنچ جائیں گے اور جن تمام طریقوں سے شیطان گمراہ کر سکتا ہے وہ تمام طریق اُس دن مہیا ہو جائیں گے تب سخت لڑائی کے بعد جو ایک روحانی لڑائی ہے خدا کے مسیح کو فتح ہوگی۔ اور شیطانی قوتیں ہلاک ہو جائیں گی اور ایک مدت تک خدا کا جلال اور عظمت اور پاکیزگی اور توحید زمین پر پھیلتی جائیگی اور وہ مدت پورا ہزار برس ہے جو ساتواں دن کہلاتا ہے بعد اس کے دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔ سو وہ مسیح میں ہوں اگر کوئی چاہے تو قبول کرے۔ اس جگہ بعض جاہل جو شیطان کے وجود سے منکر ہیں وہ تعجب کرینگے کہ شیطان کیا چیز ہے پس ان کو یاد رہے کہ انسان کے دل کے ساتھ دو کششیں ہر وقت نوبت بہ نوبت لگی رہتی ہیں ایک کشش خیر کی اور ایک کشش شر کی۔ پس جو خیر کی کشش ہے شریعت اسلام اس کو فرشتہ کی طرف منسوب کرتی ہے اور شر کی کشش جو ہے اسکو شریعت اسلام شیطان کی طرف منسوب کرتی ہے اور مدعا صرف اسقدر ہے کہ انسانی سرشت میں دو کششیں موجود ہیں کبھی انسان نیکی کی طرف جھکتا ہے اور کبھی بدی کی طرف۔ میرے خیال میں ہے کہ اس جلسہ میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے اس بیان کو کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ رکھتا ہوں انکار کی نظر سے دیکھیں گے

اور تحقیر کی بھری ہوئی نگاہ سے میری طرف نظر کرینگے لیکن میں انہیں معذور سمجھتا ہوں کیونکہ ابتدا سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ پہلے خدا کے ماموروں اور مرسلوں کو دل آزار باتیں سننی پڑتی ہیں۔ نبی بعثت نہیں مگر اپنے زمانہ ابتدائی میں۔ وہ نبی اور رسول اور صاحب کتاب اور صاحب شریعت جسکی امت کہلانے کا ہم سب کو فخر ہے اور جسکی شریعت پر سب شریعتوں کا خاتمہ ہے۔ اسکی سوانح کی طرف نگاہ کرو کہ کس طرح تیرہ برس تک مکہ میں تنہائی اور غربت اور بیکسی کے عالم میں منکروں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں اور کیا کیا تحقیر اور ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنے رہے اور آخر مکہ سے بڑے ظلم اور تعدی سے نکالے گئے کس کو خبر تھی کہ آخر وہ کروڑہا انسانوں کا امام اور پیشوا بنایا جاوے گا۔ سو یہی سنت الٰہی ہے کہ خدا کے منتخب لوگ اول اول حقیر اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں کہ ابتدا میں خدا کے فرستادوں کی شناخت کر سکتے ہیں اور ضرور ہے کہ وہ جاہل لوگوں کے ہاتھوں سے دکھ اٹھاویں اور طرح طرح کی باتیں ان کے حق میں کہی جاویں اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاوے اور گالیاں دی جاویں جب تک کہ وہ وقت آوے کہ ان کے قبول کرنے کیلئے خدا دلوں کو کھولدے۔ یہ تو میرا دعویٰ ہے کہ جو میں نے بیان کیا لیکن وہ کام جس کیلئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اسکی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اسکو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کردوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے انکی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگادوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی قوت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کیلئے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دئیے ہیں جو میری باتوں کے ماننے کیلئے مستعد ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتاؤں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ بت کچھ چیز نہیں ہیں اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں

کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکہ دیکر سچی اور کامل توحید کے اُس دار الامان میں داخل کر دیگی جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے یہ امید میرے محض خیال سے نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے اس ملک میں خدا کی حکمت نے یہ کام کیا ہے تا جلد تر متفرق قوموں کو ایک قوم بنا دے اور صلح اور آشتی کا دن لاوے ہر ایک کو اس ہوا کی خوشبو آ رہی ہے کہ یہ تمام متفرق قومیں کسی دن ایک قوم بننے والی ہے چنانچہ حضرات مسیحی یہ خیالات شائع کر رہے ہیں کہ عنقریب تمام دنیا کا یہی مذہب ہو جائے گا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کر کے مان لیں گے اور یہودی جو بنی اسرائیل کہلاتے ہیں ان کو بھی ان دنوں میں نیا جوش پیدا ہو گیا ہے کہ ان کا ایک خاص مسیح جو ان کو تمام زمین کا وارث بناویگا ابھی تک نہیں آیا ہے ایسا ہی اسلام کی پیشگوئیاں بھی جو ایک مسیح کا وعدہ دیتی ہیں۔ ان کے وعدہ کا دن بھی ہجرت کی چودھویں صدی تک ہی ختم ہوتا ہے اور عام مسلمانوں کا بھی خیال ہے کہ ایسا زمانہ قریب ہے کہ جب تمام زمین پر اسلام پھیل جائیگا اور بعض شاستر دھرم کے پنڈتوں سے میں نے سنا ہے کہ وہ بھی اپنے ایک اوتار کے ظاہر ہونے کا زمانہ اسی زمانہ کو قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آخری اوتار ہے جس سے تمام زمین میں دھرم پھیل جائیگا اور آ۔ یہ صاحبان اگرچہ کسی پیشگوئی کے قائل تو نہیں تاہم اس ہوا کی تاثیر سے جو چل رہی ہے وہ بھی ہمت اور کوشش کر رہے ہیں کہ ایشیا اور یورپ اور امریکہ اور جاپان وغیرہ ممالک میں انہی کا مذہب پھیل جائے اور عجیب تر یہ کہ بدھ مذہب والوں میں بھی نئے سرے سے ہی جوش پیدا ہو گیا ہے اور زیادہ تر ہنسی کی بات یہ ہے کہ اس ملک کے چوہڑے یعنی بھنگی بھی اس فکر میں پڑ گئے ہیں کہ کس طرح وہ دوسری قوموں کی زد اور دست برد سے بچیں اور ان کو بھی کم سے کم اپنے مذہب کی حفاظت کی ایک طاقت حاصل ہو جائے غرض اس زمانہ میں ایک ایسی ہوا چل پڑی ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنی قوم اور اپنے مذہب کی ترقی کا بڑے جوش سے خواہاں ہے اور چاہتے ہیں کہ دوسری قوموں کا نام و نشان نہ رہے جو کچھ ہوں وہی ہوں اور جسطرح سمندر کے تلاطم کے وقت ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اسیطرح مختلف مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں بہر حال ان تحریکوں سے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جسمیں خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنا دے اور ان مذہبی جھگڑوں کو ختم کر کے آخر ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کر دے اسی زمانہ کی نسبت جو تلاطم امواج کا زمانہ ہے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے **ونفخ فی الصور فجمعناهم جمعا**

اس آیت کو پہلی آیتوں کے ساتھ ملا کر پڑھنے میں کہ جس زمانہ میں دنیا کے مذہب کا بہت شور اٹھے گا اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر ایسا پڑے گا جیسا کہ ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرنا چاہیں گے تب آسمان و زمین کا خدا اس تلاطم امواج کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے بغیر دنیوی اسباب کے ایک نیا سلسلہ پیدا کرے گا اور اس میں ان سب کو جمع کرے گا۔ جو استعداد اور مناسبت رکھتے ہیں۔ تب وہ سمجھیں گے کہ مذہب کیا چیز ہے اور ان میں زندگی اور حقیقی راستبازی کی روح پھونکی جائیگی اور خدا کی معرفت کا ان کو جام پلایا جائیگا اور ضرور ہے کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ یہ پیشگوئی کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے قرآن شریف نے دنیا میں شائع کی ہے پوری نہ ہو جائے۔ اور خدا نے اس آخری زمانہ کے بارہ میں جس میں تمام قومیں ایک ہی مذہب پر جمع کی جائیں گی۔ صرف ایک ہی نشان بیان نہیں فرمایا بلکہ قرآن شریف میں اور بھی کئی نشان لکھے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ کہ اُس زمانہ میں دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکلیں گی۔ اور ایک یہ کہ زمین کی پوشیدہ کانیں یعنی معدنیں بہت سی نکل آویں گی۔ اور زمینی علوم بہت سے ظاہر ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے کتابیں کثرت سے ہو جائیں گی (یہ چھاپنے کے آلات کی طرف اشارہ ہے) اور ایک یہ کہ ان دنوں میں ایک ایسی سواری پیدا ہو جائیگی کہ اونٹوں کو بیکار کر دیگی اور اسکے ذریعہ سے ملاقاتوں کے طریق سہل ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو آسانی سے خبریں پہنچا سکیں گے اور ایک یہ کہ ان دنوں میں آسمان پر ایک ہی مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا اور ایک یہ کہ اس کے بعد زمین پر سخت طاعون پھیلے گی یہاں تک کہ کوئی شہر اور گاؤں خالی نہ رہیگا جو طاعون سے آلودہ نہ ہو اور دنیا میں بہت طاعون پڑیگی اور دنیا ویران ہو جائے گی بعض بستیاں بالکل تباہ ہو جائینگی اور ان کا نام و نشان نہ رہے گا اور بعض بستیاں ایک حد تک عذاب میں گرفتار ہو کر پھر ان کو بچایا جاویگا یہ دن خدا کے سخت غضب کے دن ہوں گے۔ اس لئے کہ لوگوں نے خدا کے نشانوں کو جو اس کے فرستادہ کیلئے اس زمانہ میں ظاہر ہوئے قبول نہ کیا اور خدا کے نبی کو جو اصلاح خلق کیلئے آیا رد کر دیا اور اس کو جھوٹا قرار دیا۔ یہ سب علامتیں اس زمانہ میں جسمیں ہم ہیں پوری ہو گئیں عقلمند کیلئے یہ صاف اور روشن راہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآن شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کیلئے ظاہر ہو چکی ہیں۔ یہ تمام علامتیں جو مسیح موعود کے زمانہ کے بارہ میں ہیں اگرچہ حدیثوں میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن اس جگہ میں نے قرآن شریف کو پیش کیا ہے اور ایک اور علامت قرآن شریف نے

مسیح موعود کے زمانہ کیلئے قرار دی ہے کہ ایک جگہ فرماتا ہے ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون۔ یعنے ایک دن خدا کا ایسا ہے جیسا تمہارا ہزار برس ہے پس چونکہ دن سات ہیں اس لئے اس آیت میں دنیا کی عمر سات ہزار برس قرار دی گئی ہے لیکن یہ عمر اس آدم کے زمانہ سے ہے جس کی ہم اولاد ہیں خدا کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی دنیا تھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوگ کون تھے اور کس قسم کے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سات ہزار برس میں دنیا کا ایک دور ختم ہوتا ہے اسی وجہ سے اور اسی امر پر نشان قرار دینے کیلئے دنیا میں سات دن مقرر کئے گئے تا ہر ایک دن ایک ہزار برس پر دلالت کرے ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح کے کتنے دور گذر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آچکے ہیں۔ چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کیلئے معطل اور بیکار تھا اور ازلی طور پر معطل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے اور اس نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی امتوں کے بعد آیا جو ہم سب کا باپ تھا اسکے دنیا میں آنے کے وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے اور اس سلسلہ کی عمر کا پورا دور سات ہزار برس تک ہے یہ سات ہزار خدا کے نزدیک ایسے ہیں جیسے انسانوں کے سات دن۔ یاد رہے کہ قانون الہی نے مقرر کیا ہے کہ ہر ایک امت کیلئے سات ہزار برس کا دور ہوتا ہے اسی دور کیطرف اشارہ کرنے کیلئے انسانوں میں سات دن مقرر کئے گئے ہیں غرض بنی آدم کی عمر کا دور سات ہزار برس مقرر ہے اور اسمیں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پانچ ہزار برس کے قریب گذر چکا تھا یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ خدا کے دنوں میں سے پانچ دن کے قریب گذر چکے تھے جیسا کہ سورہ والعصر میں یعنے اس کے حروف میں ابجد کے لحاظ سے قرآن شریف میں اشارہ فرما دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جب وہ سورہ نازل ہوئی تب آدم کے زمانہ پر اسیقدر مدت گذر چکی تھی جو سورہ موصوفہ کے عددوں سے ظاہر ہے اس حساب سے انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گذر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں قرآن شریف میں بلکہ اکثر پہلی کتابوں میں بھی یہ نوشتہ موجود ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت پر آئیگا اور مسیح کے نام سے پکارا جائیگا ضرور ہے کہ وہ چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا۔ یہ تمام نشان ایسے ہیں کہ تدبر کرنے والے کیلئے کافی ہیں اور ان سات ہزار برس کی قرآن شریف اور دوسری خدا کی کتابوں کے رو سے تقسیم یہ ہے کہ پہلا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا زمانہ ہے اور دوسرا ہزار شیطان کے تسلط کا اور پھر تیسرا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا اور چوتھا ہزار شیطان کے تسلط کا اور پھر پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا (یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور شیطان قید کیا گیا ہے) اور پھر چھٹا ہزار شیطان کے مسلط ہونے اور کھلنے کا زمانہ ہے جو قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوتا اور چودھویں صدی کے سر پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اس کے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں اس کے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کئے گئے ہیں اس تقسیم کو تمام انبیا نے بیان کیا ہے کسی نے اجمال کے طور پر اور کسی نے مفصل طور پر اور یہ تفصیل قرآن شریف میں موجود ہے جس سے مسیح موعود کی نسبت قرآن شریف میں سے صاف طور پر پیشگوئی نکلتی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ تمام انبیا اپنی کتابوں میں مسیح کے زمانہ کی کسی نہ کسی پیرایہ میں خبر دیتے ہیں اور نیز دجالی فتنہ کو بھی بیان کرتے ہیں اور دنیا میں کوئی پیشگوئی اس قوت اور تواتر کی نہیں ہوگی جیسا کہ تمام نبیوں نے آخری مسیح کے بارہ میں کی ہے۔ تاہم ایسے لوگ بھی اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی صحت سے بھی منکر ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے اس پیشگوئی کو ثابت کرو۔ مگر افسوس کہ اگر وہ قرآن شریف کو سوچتے یا اسمیں غور کرتے تو انہیں اقرار کرنا پڑتا کہ پیشگوئی قرآن شریف میں نہایت صراحت سے موجود ہے اور اس قدر صراحت سے موجود ہے کہ دانا کیلئے اس سے بڑھ کر تفصیل کی حاجت نہیں۔ سورہ تحریم میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کو ابن مریم کہلائیں گے کیونکہ اول مریم سے ان کو تشبیہ دیکر پھر مریم کیطرح نفخ روح انہیں بیان کیا گیا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اول وہ مریمی وجود پائیں گے اور اس سے ترقی کر کے پھر ابن مریم بن جائیں گے جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں اول میرا نام مریم رکھا اور فرمایا یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ یعنے اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو جاؤ اور پھر فرمایا یا مریم نفخت فیک من روح الصدق یعنی اے مریم میں نے صدق کی روح تجھ میں پھونک دی گویا استعارہ کے رنگ میں مریم صدق سے حاملہ ہو گئی اور پھر آخر میں فرمایا یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا پس اس جگہ مریمی مقام سے مجھے منتقل کر کے میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اسطرح ابن مریم مجھے ٹھہرایا گیا تا وہ وعدہ جو سورہ تحریم میں کیا گیا تھا پورا ہو۔ ایسا ہی سورہ نور میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام خلیفے اسی امت میں سے پیدا ہوں گے اور قرآن شریف سے مستنبط ہوتا ہے کہ اس امت پر دو زمانے بہت خوفناک آئیں گے ایک وہ زمانہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آیا اور دوسرا وہ زمانہ جو دجالی فتنہ کا زمانہ ہے جو مسیح کے زمانہ میں آنیوالا تھا جس سے پناہ مانگنے کیلئے اس آیت میں اشارہ ہے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین اور اسی زمانہ کیلئے یہ پیشگوئی سورہ نور میں موجود ہے ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا اس آیت کے معنے پہلی آیت کے ساتھ ملا کر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دین پر آخری زمانہ میں ایک زلزلہ آئیگا اور خوف پیدا ہو جائیگا کہ یہ دین ساری زمین پر سے گم نہ ہو جائے تب خدا تعالیٰ دوبارہ اس دین کو روئے زمین پر تمکن کریگا اور خوف کے بعد امن بخش دیگا جیسا کہ دوسری آیت میں فرماتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یعنے خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو اسلئے بھیجا کہ تا دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کر دے یہ بھی مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے اور پھر یہ آیت کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یہ بھی مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور قرآن شریف کے رو سے مسیح موعود کے زمانہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے مشابہت ہے۔ عقلمندوں کیلئے جو تدبر کرتے ہیں یہ ثبوت قرآنی تسلی بخش ہے۔ اور اگر کسی نادان کی نظر میں یہ کافی نہیں ہیں تو پھر اسکو اقرار کرنا چاہیے کہ توریت میں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی پیش خبری ہے۔ کیونکہ وہ الفاظ بھی محض مجمل ہیں اور اسیوجہ سے یہود [illegible] اور قبول نکیا۔ مثلاً اگر صاف لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ پیشگوئی کیجاتی کہ مکہ میں پیدا ہونگے اور آپ کا اسم مبارک محمد ہوگا۔ اور آپ کے باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب ہوگا اور آپ بنی اسماعیل کے خاندان میں سے ہوں گے اور مدینہ میں ہجرت کریں گے۔ اور موسیٰ کے اتنی مدت بعد پیدا ہوں گے۔ تو ان نشانوں کو ساتھ رکھ کر یہودی انکار نہیں کر سکتا تھا اور حضرت مسیح کی پیشگوئی کی نسبت تو اور بھی مشکلات ہیں یہودی بڑے زور سے یہ بتلاتے ہیں وہ اپنی نیت میں واقعی سچا خیال کرتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ مسیح ظاہر نہیں ہوگا۔ جبتک کہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہ آوے۔ مگر الیاس تو اب تک نہ آیا اور خدا کی کتاب میں یہ شرط تھی کہ وہ سچا مسیح جو خدا کیطرف سے آئیگا ضرور ہے کہ پہلے اس سے الیاس دوبارہ دنیا میں آجاوے۔ حضرت مسیح کیطرف سے یہ جواب تھا کہ اس فقرہ سے مراد مثیل الیاس ہے نہ کہ اصل الیاس مگر یہودی کہتے ہیں کہ یہ خدا کے کلام کی تحریف ہے ہمیں تو اصل الیاس کے دوبارہ آنیکی خبر دی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی نسبت جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ وہ ہمیشہ باریک ہوتی ہیں تا شقی اور سعید میں فرق ظاہر ہو جاوے۔

پھر ماسوا اس کے یہ بات ظاہر ہے کہ جو دعوےٰ راستی پر مبنی ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ ایک ہی ثبوت نہیں رکھتا بلکہ اس ہیرے کیطرح جس کے ہر ایک پہلو میں چمک نمودار ہوتی ہے وہ دعوےٰ بھی ہر ایک پہلو سے چمکتا ہے سو میں زور سے کہتا ہوں کہ میرا مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ اسی شان کا ہے کہ ہر ایک پہلو سے چمک رہا ہے اول اس پہلو کو دیکھو کہ میرا دعوےٰ منجانب اللہ ہونیکا اور نیز مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونیکا قریباً ستائیس برس سے ہے یعنی اس زمانہ سے بھی بہت پہلے ہو کہ براہین احمدیہ ابھی تالیف نہیں ہوئی تھی اور پھر براہین احمدیہ کے وقت میں وہ دعوےٰ اسی کتاب میں شائع کیا گیا جس کو چوبیس برس کے قریب گذر چکے ہیں اب دانا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ سلسلہ اسقدر لمبا نہیں ہو سکتا اور مفتری شخص کیسا ہی کذاب ہو وہ ایسی بدذاتی کا اس قدر لمبا نہیں ہو سکتا۔ ماسوائے اس کے اس بات کو کوئی عقلمند قبول نہیں کرے گا کہ ایک شخص قریباً ستائیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور ہر ایک صبح اپنی طرف سے الہام بنا کر اور محض اپنی طرف سے پیشگوئیاں تراش کر کے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے اور ہر ایک دن یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ اس بات میں جھوٹا ہے نہ اس کو کبھی الہام ہوا اور نہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوا اور خدا اس کو ایک لعنتی انسان سمجھتا ہے مگر پھر بھی اسکی مدد کرتا ہے اور اسکی جماعت کو ترقی دیتا ہے اور ان تمام منصوبوں اور بلاؤں سے بچاتا ہے جو دشمن اسکے لئے تجویز کرتے ہیں۔ پھر ایک اور دلیل ہے جس سے میری سچائی روز روشن کیطرح ظاہر ہوتی ہے اور میرا منجانب اللہ ہونا بپایۂ ثبوت پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا یعنی براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب کہ میں ایک گوشۂ تنہائی میں اس کتاب کو تالیف کر رہا تھا اور بجز اس خدا کے جو عالم الغیب ہے کوئی میری حالت سے واقف نہ تھا۔ تب اسی زمانہ میں خدا نے مجھے مخاطب

حفظ صحت

دیکہو سلسلہ کے لئے الحکم مورخہ ۱۷ و ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

جوانی کے ضایع کرنے کا طریق صرف یہی نہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں بلکہ بعض ادیب عالم و فاضل جو فسق و فجور سے مجتنب رہتے ہیں۔ وہ بہی اپنی جوانی کی قیمت و قدر نہیں جانتے اور بعض اپنے ہی ایجاد کئے ہوئے طریقوں کو غیر مشروع جان کر جوانی بلکہ اپنی جان کو اون میں تباہ کر ڈالتے ہیں۔ مثلاً دیکہو اون بدعتی صوفیوں کو جو حبس نفس اور غیر مشروع دائمی چلہ کشیاں کرتے اور صائم الدہر بنتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے ایک صوفی کا ذکر ہے کہ وہ مرید کو حبس نفس یعنی دم کشی کا طریقہ بتلانے لگے تو شاید مرید کا دماغ و شش کمزور تھا مرید کو تہوڑی دیر کے بعد دیکہا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گیا یعنی مر گیا جو شخص ان مہلکات ... نہ ہو وہ معذور ہے لیکن جو دیدہ ... مہلکات کو اختیار کرے وہ اپنی جان ... قائل ہے لہذا وہ قابل ملامت ہے۔

جب تمہارے رخسارے سرخ اور چہرہ بشاش اور آنکہیں روشن ہوں اور باوجود ان باتوں کے جب کوئی کام کرنے لگو تو تمہارے تو تمہارا ساتہہ نہ دیں اور ملول خاطر ہو جاؤ تو جان لو کہ تم بیمار ہو یہہ بیماری پٹھوں اور ذہن میں نہیں ہے بلکہ یہ بیماری تمہارے دل و دماغ میں ہے کیونکہ کسی کام کے افراط سے یہہ دو عضو یعنی دل و دماغ کمزور ہو جاتے ہیں جس سے نوجوان آدمی جلدی بوڑہا ہو جاتا ہے اسراف و فضولیات میں جو انسان مستغرق رہتا ہے اوس کی عقل کند اور دل ضعیف ہو جاتا ہے اور تھوڑے خوف سے اوسکا دل دہل جاتا ہے اور خفقان پیدا کر لیتا ہے وساوس اور خواطر کا اوسپر غلبہ رہتا ہے اور بے موقعہ غصہ و غضب ظاہر کرتا رہتا ہے بڑی بہاری آفت یہ ہے کہ اوس کی یہ حالت اوس کی بیماری کو اور بہی زیادہ کرتی ہے جو اوس کی ہلاکت کا موجب ہوتی ہے بسا اوقات اس قسم کے اکثر اشخاص خودکشی کر لیتے ہیں آجکل یورپ اور امریکہ میں اکثر خودکشیوں کی واردات کا یہی باعث ہے اسراف و فضولیات سے اپنی جوانی کو محفوظ رکھو کیونکہ تمہارے بوڑہاپے کا ذخیرہ در اصل جوانی ہی ہے۔ اگر تم اس کو اوائل ہی میں صرف کر ڈالوگے۔ تو آخر بے خرچ رہنا پڑیگا۔

وخیر الزاد التقویٰ۔

نَم بَاكِراً تَعمَر طَوِيلاً

یعنی سویرے سوؤ تو عمر دراز ہوگی

جو آدمی دراز عمر ہو کر کئی پشتوں تک زندہ رہا ہو اور بڑے بڑے کام کئے ہوں۔ جب اُس کی زندگی کی کیفیت پر غور کروگے تو اوس میں یہ بات ضرور پاؤگے کہ وہ سویرے سویا کرتا تہا اور اوس کی دن کی محنت و مشقت کا کچہہ اعتبار نہیں۔ کیونکہ نیند اوس کی مفقود راحت کے عوض میں آجاتی تہی وجہہ یہ کہ کوئی انسان بغیر نیند راحت و آرام نہیں پا سکتا ہے جیسا کہ پانی و ہوا جو ضروریات زندگی میں ضروری ہیں سہل جانے سے لوگ اون کی قدر نہیں کرتے ایسا ہی نیند کی بہی قدر نہیں کرتے۔ اگر ان چیزوں کو قیمتاً خریدنا پڑے تب اون کی قدر ہو۔ پس فقیر و مفلس اپنا سارا دن کام کاج میں گذارتا اور رات کا کچہہ حصہ طعام و لباس میں صرف کرتا ہے جب اوس کو ایک روپیہ مل جاتا ہے تو پہلی پہل اس کے دل میں آٹا و گوشت و لباس خریدنے کا خیال گذرتا ہے لیکن نیند و ہوا و پانی کے خریدنے کا کچہہ اہتمام نہیں کرتا اور جب تک ان اشیاء میں سے کوئی ایک اوس سے بند نہ کی جاوے وہ ان اشیاء کی سخت ضرورت کو محسوس ہی نہیں کرتا۔ پس پانی کی وہی لوگ قدر کرتے ہیں جنکو خشک بیابان اور دور دراز جنگلوں کا سفر پیش آیا ہو اور اون میں پانی کا گہونٹ تک نہ ملتا ہو اور ہوا کی سخت ضرورت کی قدر تو اس طرح محسوس ہو سکتی ہے کہ خیال کرو تمہارے سینہ سے اگر ایک لمحہ بہر ہوا رک جاوے تو کسقدر تکلیف و مصیبت کا سامنا ہوگا۔ پانی و ہوا کی طرح جسم کے لئے نیند کی بہی سخت ضرورت ہے کہتے ہیں کہ ایک چینی سوداگر نے اپنی عورت کو مار ڈالا تو اوس کی سزا یہ مقرر ہوئی کہ اسپر پہرہ مقرر کیا جاوے اوسکو سونے نہ دیں اوسکو بیداری کا عذاب دیا جاوے۔ تاکہ آخر اسی حالت بیداری میں مر جاوے پہلے پہل سوداگر اس سزا کو پہانسی کی نسبت بہت خفیف سمجہہ کر خوش ہوا اور اوس کو پہانسی پر فضیلت دی چنانچہ اوسکو زندان میں بہیجکر اوس پر پہرہ دار مقرر کئے گئے کہ اوسکو سونے سے مانع رہیں۔ پس پہلا ہفتہ پورا اس پر نہیں گذرا تہا کہ وہ چلا اوٹہا اور ہر قسم کی سزا کی بیداری کو بہت سخت سمجہا اوس نے گورنمنٹ چین کی طرف توسلاً عریضہ لکہا بہیجا کہ بیداری کی سزا میرے سے اوٹہا کر باقی جو سزا گورنمنٹ چاہے مجہہ پر وارد کردے۔ خواہ پہانسی دے خواہ جلا دے خواہ غرق کردے خواہ تلوار یا بندوق سے مار ڈالے یا توپ سے اوڑا دے یا جس طریقہ سے گورنمنٹ کی مرضی ہو مجہے مار دے مگر بیداری کی سزا میرے پر سے مرحمت فرما کر اوٹہائی جاوے۔ آخر وہ اُسی طریقہ سزا یعنی بیداری میں انیسویں دن سخت قلق و اضطراب میں ہو کر مر گیا۔ کچہہ مدت گذری ہے کہ میں نے کسی انگریزی اخبار میں لارڈ سالسبری متوفی کی نسبت پڑہا تہا کہ جب اوسکو سُہر یعنی بے خوابی کے مرض لاحق ہوے اور وہ اس مرض سے سخت دق ہو رہا تہا ایک رات کو احاطہ میں ٹہلنے لگا اوس نے دربان اپنے ایک ادنے نوکر کو دیکہا کہ خوف خراٹے بہر کر سو رہا ہے تو اس نے حیرت سے چیخ ماری اور کہنے لگا کہ کاش میں اسکی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ پر۔

پندرہویں لوئس کو دمیان نے قتل کرنا چاہا تہا تو اوس کی سزا یہ مقرر ہوئی کہ اوس کو چار مضبوط ستونوں کے درمیان جکڑ کر اوس پر گرم کیا ہوا اور کہولتا ہوا تیل اور جلتی ہوئی گندہک ڈالتے رہیں اور کچہہ مدت کے بعد اس کے جسم سے ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر اوسکو ہلاک کیا جاوے قبل ازاں کہ اس پر یہ عذاب وارد ہو باوجود اس خوف موت اور فراق عالم کے اوسپر نیند غالب آجاتی تہی اور اگر پہرہ دار چٹکیاں لیکر کاٹنے سے اوسکو بیدار نہ کرتے تو وہ نیند میں ایسا مستغرق ہو جاتا تہا کہ گویا وہ اپنے بال بچوں میں سویا ہوا ہے اور دمیان نے اپنے مرنے سے پہلے کہ دیا تہا کہ مجہہ پر بیدار رکہنے کا عذاب سارے عذابوں سے سخت تر ہے نیند ضروریات زندگی سے ہے اگرچہ ہم کو قیمتاً خریدنی نہیں پڑتی بلکہ نیند کی ضرورت طعام سے بہی زیادہ ہے کیونکہ انسان طعام کے بغیر دراز مدت تک بہوکا رہ سکتا ہے۔ لیکن بیدار آدمی دراز مدت زندہ نہیں رہ سکتا۔ رات کو نیند کی اشد ضرورت ہے اکثر نوجوان دیکہے جاتے ہیں کہ وہ جسقدر کہانے و پینے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسقدر نیند کا اہتمام نہیں کرتے بعض اشخاص ساری ساری رات قمر خواری اور جوے بازی میں بیدار رہ کر گذار دیتے ہیں۔

جب نیند غلبہ کرے تو فوراً سو جانا چاہیئے جس قوت و طاقت کو انسان بیداری میں کہو دے اوس کا بحال کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ بات گذرے کہ نیند کا اعتبار کمیت میں ہے نہ کیفیت میں۔ جب کسی کو سات گہنٹے سونے کی حاجت ہو تو اس میں کچہہ فرق نہیں کہ خواہ وہ دن میں سات گہنٹے نیند کرے یا رات کو۔

جواب:۔ دن کا سونا رات کی بیداری کا عوض لیکن دن کا سونا غیر طبعی ہے جو راحت و آرام جسم کو نیند سے ملتا ہے وہ دن کی نیند سے میسر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انسان عموماً ابتدائی پیدایش سے دن کو جاگنے اور رات کو سونے کا عادی ہو جاتا ہے اور یہ اس کی طبیعت میں ایک ملکہ راسخہ ہو جاتا ہے۔

خالق لیل و نہار نے دن معاش و کسب روزی کے لئے مقدر کیا ہے اور رات کو راحت و آرام و نیند کے لئے نامزد فرمایا ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا النهار معاشا یعنی دن کو ہم نے اس لئے بنایا ہے کہ تم اس میں روزی کماؤ اور کسب معاش کرو۔ وجعلنا الليل لباسا لتسكنوا فيه یعنی ہم نے رات کو پردہ دار بنایا ہے کہ تم اس میں آرام پاؤ۔

بالتحقیق رات اور دن کی تاثیرات میں بڑا فرق ہے جب آدمی رات کو سوتا ہے تو اوسکی سارے دن کی ماندگی و کوفت و تکان جاتی رہتی ہے پٹھے اپنے اپنے مقام پر راست و درست ہو جاتے ہیں دل میں فرحت و دماغ میں سرور پیدا ہوتا ہے جب آدمی دن کو سو کر جاگتا ہے تو سر بہارا اور بوجہل زبان کا مزا کڑوا معلوم ہوتا ہے بسا اوقات دل میں تنگی اور اخلاق میں درشتی پیدا ہو جاتی ہے حاذق اطباء دن کی نیند کے بارے میں یوں لکہتے ہیں۔ والنوم في النهار يورث الامراض الرطوبية والنوازل ويفسد اللون الا القيلولة وهي النوم قبل الزوال ساعة بشرط الاعتدال يزيد في العقل ويوجب الاستراحة من الاعياء الحادث من اليقظة بشرط ان لا يفرط۔ یعنی دن میں نیند کرنے سے جسم میں رطوبتی و بلغمی امراض پیدا ہوتے ہیں اور جسم کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ مگر قیلولہ جو کہ صبح کا کہانا کہا کر زوال سے پیشتر بشرطیکہ معتدل سونے کی حالت میں ایک گہنٹہ تک نیند کی جاوے تو عقل میں ترقی ہوتی ہے اور بیداری کی کوفت و ماندگی دفع ہو جاتی ہے بشرطیکہ نیند زیادہ نہو۔ انسان سارے دن کی نسبت صبح کے کام میں زیادہ چست و چالاک ہوتا ہے اسکا سبب رات کی نیند کے راحت کا سامان ہے۔

لہذا سویرے سونا اور سویرے جاگنا انسان کے لئے صحت و راحت کا عمدہ وسیلہ ہے ؎

رات کو سونا سویرے صبح کو اوٹہنا شتاب
صحت و دولت بڑہائے عقل کو دیوے تاب

ایسے ہی انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے۔

Early to bed and early to rise is the way to lie healthy and wealthy and wise

یعنی سویرے سونے اور سویرے جاگنے سے انسان تندرست رہتا ہے اور اوسکی صحت و دولت و عقل میں ترقی ہوگی واضح رہے کہ نیند سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ انسان چارپایوں کی طرح جنکا پیشہ ہے ؎

خواب و خور چیزہ پیشۂ انعام نیست
خفتگاں را بہرہ از انعام نیست

... اون کا مصداق نہ کہ ساری رات نیند میں غافل پڑا رہے بلکہ کچہہ حصہ رات کا سوے اور کچہہ حصہ عبادات ایزدی نماز و استغفار میں گذارے جو لوگ آخری حصہ رات میں اذکار الٰہی میں مشاغل ہوتے ہیں اون کی قرآن کریم نے ... یہ صفت بیان فرمائی گئی ہے يبيتون لربهم سجدا وقياما وبالاسحار هم يستغفرون۔ آخری حصہ رات میں اور بالخصوص علی الصباح نماز کے وقت سونے سے انسان امراض جلدیہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے

بیت الحکمت اندلس

یعنے

اندلس کا طلسم گھر

آج کل اندلس کے نام سے (جسکا دوسرا نام اسپین ہے) ہر شخص واقف ہے اس ویران مگر سرسبز و شاداب جزیرہ میں وہ لوگ (یونانی) آباد ہوئے جو عام طور پر علوم و فنون کے موجد سمجھے جاتے ہیں ۔!! جنہوں نے اپنے ملک کی حفاظت کیلئے سیکڑوں تدبیرین کیں جنمین سے ایک بیت الحکمت ہے جو اس کی حفاظت کا ایک بڑا سبب سمجھا گیا ۔ اہل یونان جو حکمت اور دانائی میں مشہور ہیں سکندر کے عہد حکومت سے پہلے یہ لوگ مشرق میں رہتے تھے جب اہل فارس کا غلبہ ہوا تو مشرقی بلاد سے یونانی جلاوطن ہو کر اندلس (اسپین) میں آباد ہوگئے ۔ جزیرہ اندلس اس زمانہ میں ویران تھا ۔ مگر طوفان نوح کے زمانہ سے یہ جزیرہ ایسا ویران ہوگیا کہ اس سرزمین کو دیکھکر کسی کے دل میں یہ خیال ہی نہیں آتا تھا کہ کبھی یہاں آبادی ہوگی اور یہ جزیرہ اندلس بن یافث بن نوح علیہ السلام کا آباد کیا ہوا ہے جس سے اس کی وجہ تسمیہ بھی ظاہر ہوتی ہے ۔

اب ہم صرف بیت الحکمت کا حال لکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کیا تھا ۔ اور کس غرض سے تعمیر کیا گیا تھا ۔

ہمیشہ سے یونانیون کا خیال تھا کہ جنگ و جدال بیفائدہ چیز ہے کیونکہ اس میں بجز اتلاف نفوس انسانی کے اور کوئی معتدبہ فائدہ متصور نہیں ۔ اسی خیال نے ان کو جنگ و جدال سے باز رکھا بلکہ زیادہ تر ان کی کوشش کا دارومدار تحصیل علوم حکمیہ و فنون پر منحصر تھا ۔ اور انہوں نے شہر کی آراستگی اور زیب و زینت میں اپنی بے بہا اور قیمتی کوششوں کو صرف کیا جسکی وجہ سے یہ شہر تمام ممالک میں آپ ہی اپنی نظیر بن گیا بلکہ دنیا کے تمام شہرون کے مقابلہ میں اس شہر کو عروس بلاد یا فردوس البلاد کا خطاب بالکل بجا نہ حقدار سمجھا گیا ۔ خصوصاً شہر طلیطلہ اپنی دلربا ترتیب و زینت کی وجہ سے یونان کا دار السلطنت و دار الحکمت قرار پایا جو عین وسط

بلاد اندلس یا اندلوسیہ اسپین کے حصہ جنوبی کو نام ہے نہ کہ تمام اسپین کا ۔

!! قدیم مورخین کا قول ہے کہ حکمت زمین کے تین حصون میں تقسیم کیگئی ۔ یونانیون کے دماغون پر ۔ اہل چین کے ہاتھون پر ۔ عرب کی زبان پر کذا قال ابن خلقان ۔

جزیرہ میں واقع تھا ۔

قدرتی طور پر اندلس آب و ہوا اور پیداوار کے لحاظ سے تو بے نظیر ہی تھا مگر خوشنما خوش وضع اور دلچسپ عمارات کے ایسے اسباب تھے جو اس کے حسن و جمال کو دوبالا کر رہے تھے ۔

اس شہر کی خوبیون پر نظر کرنے کے بعد اندلسیون کو یہ بہت ہی سچا خیال پیدا ہوا کہ بربری اور عرب (جو ان کے پڑوسی ہمسائے تھے) بالضرور ہمارے شہر پر حملہ کرین گے !! اسی خیال سے انہوں نے اپنے شہر کی حفاظت کیواسطے متعدد اور مختلف وضع قطع کے طلسم گھر بنالئے اخیر پر انہون نے جو طلسم گھر بنایا اس شہر کی حفاظت کیلئے ان سب میں ہی ممتاز سمجھا گیا ۔ اور جسکی وجہ سے غیر اقوام کو اس ملک پر فتح پانا دشوار بلکہ قریب محال کے ہوگیا ۔ اندلس میں متعدد حکمران تھے اور اس جزیرہ میں جو شہر جانب مشرق تھا وہ فارس کے نام سے موسوم تھا فارس کے بادشاہ کی ایک حوروش جمال لڑکی تھی جس کے حسن و جمال کا ملک اندلس میں جابجا چرچا تھا ۔ اندلس کے ہر ایک حکمران کی یہ خواہش تھی کہ فارس کی شاہزادی سے میں ہی نکاح کرون ۔ چنانچہ اندلس کے تمام بادشاہون نے فارس کے حکمران کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ شاہزادی کو اپنے سے بیاہ دے ۔ شاہ فارس ان حکمرانون سے کچھ ایسا عاجز اور دبا ہوا تھا کہ ان میں سے کسی کی دلشکنی گوارا نہین کرسکتا تھا ورنہ صاف طور پر کسی کو انکاری جواب دیسکتا تھا اگر وہ ایک کو راضی رکھنا چاہتا تھا تو فوراً دوسرے کی ناراضی کے خیال سے اوس کو روک دیتا ۔ آخر کو وہ بہت مجبور رہا ۔ اور اپنی بیٹی کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور اس سے یہ بھی کہدیا کہ مین ان سب میں سے کسی کو ناراض نہیں کرسکتا ۔

بادشاہ اور شاہزادی کا مکالمہ

شاہزادی ۔ ابا جان آپ بہت پریشان

!! چونکہ بربری وحشی اور زبردست تھے بے خوف و خطر اندلس میں آیا جایا کرتے تھے اندلسیون کی یہ مجال نہین کہ ان کو روک سکتے اور بربری ان یونانی ایسا ڈرتے تھے جیسے جنگل میں شیر سے بھیڑ بکری ڈرا کرتے ہیں اور بربری کے ظلم و زیادتی سے ان کے دلونمیں عداوت پیدا ہوگئی تھی آخر کو ان دونوں قومون میں عداوت اسقدر بڑھ گئی کہ ایک قوم کے آدمی کو دوسرے آدمی کی صورت دیکھنا ناگوار گذرنے لگا ۔

مگر پھر بھی بربری اندلسیون کے محتاج تھے اسلئے کہ جزیرہ اندلس میں پیداوار بہت ہی اچھی ہوتی تھی جو اس جگہ کے سوا بربرین کو اور کہیں سے نصیب نہیں ہو سکتی تھی ۔ غرضیکہ قدرتی طور پر طرفین میں کچھ ایسے اسباب پیدا ہوگئے تھے جس کے سبب سے ایک قوم دوسری قوم کی محتاج تھی ۔ کذا قال ابن خلکان ۔

اور متفکر معلوم ہوتے ہیں ۔

بادشاہ (شہزادی کے سامنے چند خطوط ڈالکر) دیکھو میرے متفکر ہونیکا تمام ذخیرہ اسمین ہے

شاہزادی (خطوط کو پڑھکر) اباجان یہ بھی کوئی مشکل بات ہے آپ مطمئن رہئے میں بہت ہی سہل تدابیر سے ان سب کو سمجھا دونگی ۔

بادشاہ (شاہزادی سے) وہ کیا تدبیر ہے

شاہزادی ۔ (اپنے باپ سے مخاطب ہوکر) آپ ان سب کو یہ لکھ بھیجئے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اسی کی رائے پر رکھا ہے وہ جس کو پسند کریگی اس سے بیاہ دینے کا مین ذمہ وار ہون ۔ جب وہ میرے پاس پیغام بھیجیں گے تو مین چند شرطون پر اپنا نکاح قبول کرون گی جن کا ایفا ان سے دشوار ہوگا اور جو بادشاہ میری شرطین قبول کریگا مین اسی سے نکاح کرونگی ۔

بادشاہ وہ کیا شرطین ہیں

شاہزادی مین پہلی شرط یہ پیش کرون گی کہ جو بادشاہ عالم اور حکیم ہوگا وہی میرے ساتھ نکاح کرنیکا مستحق ہوگا ۔ اور حسب موقع اور شرائط بھی زیادہ کرتی رہونگی ۔

اس تدبیر سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور ان سلاطین کو اس مضمون کے خط لکھ بھیجے کہ مین اس مقدمہ مین تمکو کچھ جواب نہین دیسکتا کیونکہ مین نے شاہزادی کو اس امر کا اختیار دیدیا ہے وہ جسکو پسند کریگی اس سے نکاح کردیا جائیگا ۔ اور تم بلاوساطت غیری براہ راست شاہزادی سے درخواست کرو ۔

جب تمام سلاطین اندلس اس امر سے مطلع ہوئے تو انہون براہ راست شاہزادی کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا ۔

شاہزادی نے ان سب کو لکھ بھیجا کہ مین اس بادشاہ سے نکاح کرون گی جو عالم اور حکیم ہو جب سب بادشاہون نے نامہ پڑھا تو وہ بادشاہ جو محض بے علم تھے خود ہی خاموش ہوگئے لیکن ان سب میں دو بادشاہ بڑے فاضل اور حکیم تھے انہون نے فرداً فرداً شاہزادی کو لکھ بھیجا کہ مین حکیم ہون ۔ ان دونون کی درخواست سے بادشاہ بہت متفکر ہوا

شاہزادی ۔ ابا جان آپ پھر متفکر معلوم ہوتے ہین ۔

بادشاہ (شاہزادی کے سامنے ان دونون کے خط ڈالکر) یہی سبب ہے ۔

شاہزادی ۔ یہ بھی کوئی مشکل بات نہیں ہے آپ بالکل مطمئن رہئے مین جواب لکھ بھیجتی ہون ۔

بادشاہ (شاہزادی سے) وہ کونسی صورت ہے جو میری فکر کو دور کرے ۔

شاہزادی مین ان سے امید یہ درخواست کرتی ہون کہ وہ ہمارے ملک کی حفاظت کیلئے دو طلسم گھر بنا دین اور جو کوئی پہلے بنا دیگے وہی مستحق نکاح ہوگا ۔

اس تدبیر سے بادشاہ خوش ہوا ۔

پھر شاہزادی نے ان دونون کو جواب لکھ بھیجا ۔

ایک کو تو یہ لکھا کہ آپ مجھ کو ایک طلسمی پن چکی فلان جنگل میں بنا دیجئے اور وہ ہمیشہ آب شیرین کی نہر کے ذریعے بغیر کسی خرچ والداد و آلات کے چلا کرے ۔

اور دوسرے کو یہ لکھ بھیجا کہ مین جس شہر مین ہون وہ شہر بربری ظالمون کی دست درازی سے محفوظ نہین ہے ۔ آپ ہمارے ملک کی حفاظت کیلئے ایک ایسا طلسم گھر بنا دیجئے کہ ہمیشہ آرام و عافیت سے ظالم بربریون کے ظلم سے بے خوف بسر کر سکیں ۔

اور یہ بھی شرط ہے کہ جو کوئی پہلے اپنا کام پورا کرے گا وہی میرے ساتھ نکاح کرنے کا مستحق ہوگا ۔

ان دونون نے اس اخیر شرط کو بھی بسر و چشم قبول کر کے کام شروع کر دیا جس بادشاہ نے پن چکی بنانیکا اقرار کیا تھا کاریگرون کو جمع کر کے کام شروع کروا دیا ۔ اور سینکڑون سنگتراش انجنیئر کی ہدایت کے مطابق پتھرون کے کاٹنے اور تراشنے میں مشغول ہوئے اور آب دریا کے کنارے پر مقام رقاق اور سیہ کے درمیان پن چکی کی بنیاد ڈالی گئی اور ساتھ ہی کاریگرون نے پتھر جمانا شروع کیا اور پتھرون کی ساند میں لانے میں انہون نے اپنی صناعی کا اعلیٰ نمونہ دکھا دیا ۔ کہ جب شیرین کی نہر بھی بہت جلد تیار کر دیگئی ۔ جو اس چکی کے لئے ایک غور دانش کا کام دیسکتی تھی چنانچہ آجتک مقامی رقاق اور سینہ اور جزیرہ خضراء میں اوس کے ٹوٹے ہوئے نشان ہیں !! لیکن اسکی تعمیر میں بہ نسبت پن چکی کے تعمیر کے کسی قدر مدت صرف ہوئی اسلئے کہ اس بادشاہ نے طلسم گھر کو جس وضع پر بنانا چاہا تھا اسکی رصدگاہ بنانے سے بہت دیر لگی ۔ مگر پھر بھی وہ اسکی تعمیر میں رات دن مصروف رہا ۔ اس نے ساحل بحر پر ایک بالو کے میدان میں مربع بنیاد کا رنگ ڈالکر (یا یہ کہو) دانہ شروع کیا اسکی تعمیر میں سفید رنگ کا پتھر لگایا گیا ۔ اس رصدگاہ کا حصہ پائی زمین میں اسقدر تھا جسقدر اس کا حصہ سطح زمین سے سطح پر ایک بلند تھا ۔ اس طلسم گھر میں علاوہ اور طلسمی چیزون کے جو ایک صندوق و دیعت رکھی گئی تھی طلسم کی سطح پر ایک بربری کی برنجی صورت جس کا طول تقریباً ساٹھ یا ستر درع تھی نصب کیگئی تھی اس صورت کے اور کے

!! بعض مورخین یہ کہتے ہیں کہ ٹوٹے ہوئے نشان اس پل کے آثار ہیں جو سکندر نے سینہ سے جزیرہ تک عبور کرنے کے لئے بنایا تھا کذا قال ابن خلکان ۔

حصہ کا قطر قریب ایک ورا ع کے تہا۔ اس مورت کے دیکھنے سے کاریگرون کی اعلیٰ درجہ کی صناعی ظاہر ہوتی تہی اس مورت کے سر سے پاؤن تک لٹکے ہوئے تہے وہ نیچے آکر ایک چادر کی صورت معلوم ہوتی تہی اس یہ پتلا طلسم گہر کے اوپر کی سطح پر کہڑا ہوا ہمیشہ ایک بگل کے ذریعہ سے سیٹی بجایا کرتا تہا اور اس کے ہاتہ مین ایک کنجی بہی دیری گئی تہی وہ اپنی اسی انگلی سے جسمین کنجی تہی دریا کی طرف یہ اشارہ کرتا ہوا معلوم ہوتا تہا کہ کوئی ادہر آنے کا قصد نہ کرے" علاوہ اس کے اس طلسم گہر مین عجیب عجیب کرشمے تہے جو مختلف مورتون کی شکلون سے پیرایہ مین جلوہ گر تہے اور یہ بہی ایک عجیب و غریب کرشمہ تہا کہ جب کبہی ادہر اتفاقاً بربرون کا جہاز آجاتا تہا تو اُس مورت کے ہاتہ سے کنجی گرپڑتی تہی۔

پن چکی اور طلسم گہر بنانے والے دانشمند ہر ایک حکیم کی یہ خواہش تہی کہ مین ہی پہلے اپنا وعدہ وفا کرون تاکہ شاہزادی کے ساتہ نکاح کرنے کا مستحق ہو جاؤن کیونکہ اخیر شرط جس پر ایک کی کامیابی منحصر ہے وہ یہی تہی کہ دونون مین سے جو کوئی پہلے اپنا وعدہ پورا کرے گا اسی کو نکاح کا استحقاق حاصل ہوگا۔ پن چکی بنانے والا حکیم بہت جلدی کے ساتہ اپنا کام پورا کر چکا مگر قدرتی طور پر یہ بات منظور تہی کہ دونون طلسم تیار ہو جائین اس واسطے ایک دوسرے کے کام کے اختتام سے خبر نہونے پائی۔

جس روز پن چکی بنانے والا اپنے کام سے فارغ ہوا تو اس نے شہر مین منادی کرادی کہ اب صرف نہر مین پانی دوڑنا رہگیا ہے اور پن چکی چلائے جانے کا دن بہی معین کرکے اشتہار دیدیا کہ فلان روز چکی چلیگی جب اوس نے چکی چلا دیا تو اوس وقت طلسم گہر والے کو خبر ہوئی کہ حریف مقابل بازی جیت گیا اسوقت وہ مورت پر صیقل کر رہا تہا جو طلسم گہر کے اونچی سطح پر بنائی گئی تہی وہ یہ حال دیکہکر بیہوش ہوگیا اور فوراً چہت سے گر کر مرگیا۔ اور شرط کا میدان پن چکی بنانے والے کے ہاتہ رہا اور شاہزادی سے نکاح کیا۔ (عروج)

وفات

اطلاع عام بعد اخبار کے کسی گوشہ مین درج

دنیائے بے ثبات مین کیا ہو ہمین ثبات
جس گہر مین ہم مقیم وہ گہری سفر مین ہے
ہستی جو ہے وہ دیکھتے ہو جیسے کہ بجلی
کچہ توبیکسی کا سہارا سفر مین ہے

اے چارہ ساز لذت سوز نہان نہ پوچہ
مین کیا بتاؤن لطف جو درد جگر مین ہے
یا رب شب فراق مین آتی نہین ہے نیند
دل مین خیال یار ہے نقشہ نظر مین ہے
ہمدم نہ منع کر مجہے رونے دے زار زار
دریا کا جوش آج میری چشم تر مین ہے

برادران السلام علیکم

ہمارے دینی بہائی سید میر گل شاہ صاحب ۱۸ اگست کو فوت ہوگئے ہین۔ ان کے عجیب و غریب حالات موت کا تذکرہ مین پہر کسی وقت مفصل طور پر کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس وقت برادران طریقت کی خدمت مین صرف اتنی عرض ہے کہ جو احمدی بہائی میری اس اطلاع کو دیکہے وہ ضرور سید میر گل شاہ صاحب کا جنازہ پڑہین اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرین یہ وہ صاحب ہین جن کا ذکر عسل مصفی کے صفحہ مین بہی مصنف نے کیا ہے ان کو احمدی ہونے کی وجہ سے باپ سید فتح علیشاہ نے عاق کر دیا تہا اس سبب سے خدا نے ان پر اتنا فضل عظیم کیا کہ مرض موت مین برابر نماز پڑہتے رہے اور درود اور استغفار کا ورد کرتے رہے اور اور آخری کلام اون کا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ و رسولہ ہوا۔ اور بعد وفات چہرہ اسقدر نورانی ہوا کہ مخالفین بہی حیران تہے۔ صبح کو مولوی عبد الرحمٰن نے فتویٰ دیا کہ یہ مرزائی ہے اس کا جنازہ جائز نہین ہے جب عوام کا خیال الٹا دیکہا تو پہر خود ہی بمعہ تمام مخالفین کے نماز جنازہ پڑہا۔ مبارک ان کو جو احمدی ہونے کیوجہ سے والدین سے عاق ہوتے ہین مین پہر کہتا ہون کہ بہت ہی مبارک ہے وہ انسان جو اس امام آخرالزمان کے اتباع کیوجہ سے کفر اور کمذب اکوستاذون اور والدین سے عاق ہونے کا خطاب پاتا ہے۔

والسلام مع الاکرام۔
راقم۔ محمد یسین خاطر حزین از دواتہ ضلع ہزارہ

جنگ کی مخالفت

کونٹ لیو ٹالسٹائی نے موجودہ جنگ روس و جاپان کی مخالفت مین لمبی چوڑی مراسلتین شائع کی ہین جنمین مذہباً ثابت کیا ہے کہ یہ جنگ محض شیطان کی انگیخت ہے جس نے روسیون اور جاپانیون کے سر پر سوار ہو کر جادۂ راستی سے گمراہ کر دیا ہے اور وہ اپنے اپنے مذہبی اصولون کو بہول کر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہین۔

ہم اس کے مضمون کو مفصل درج کرنے سے پہلے اس کے مختصر حالات بیان کرنے مناسب خیال کرتے ہین۔ یہ روسی نسل کا امیر ابن امیر ہے اسوقت اسکی عمر پچہتر برس کی ہوگی اس کی شکل و شباہت بالکل فقیرانہ ہے۔ مگر جسمانی قوت اور دماغی طاقت مین اب بہی جوانون کے کان کترتا ہے۔ عین عالم شباب مین فوج مین بہرتی ہوا۔ مگر محاربہ کریمیا کے بعد فوجی ملازمت سے مستعفی ہوکر تالیف و تصنیف مین مصروف ہوا۔ اور مذہبی تصانیف کیطرف خصوصیت کے ساتہ توجہ مصروف کی اور ناول نویسی کے میدان مین سب سے بڑہکر گوئی سبقت لے گیا۔ اور اپنے ملک کے بے زبان کاشتکارون کی حمایت پر کمر بستہ ہوا۔ جو ۱۸۶۱ء تک قانوناً اپنے متمول مالکان زمین کے غلام تہے اور ان کے ساتہ بالکل غلامون کا سا سلوک کیا جاتا تہا اور گو کاشتکارون کو ازادی ملنے سے مالکان اراضی کی مطلق العنانی غارت ہوئی تہی۔ تاہم کونٹ ٹولسٹائی زبردست تحریرون کا روسی ارکان سلطنت و اعیان مملکت کے دلون پر اسقدر بہاری اثر ہوا کہ انہون نے کاشتکارون کی ازادی کے مخل تمام قوانین منسوخ کرکے ان کو مالکون کے زبردست پنجہ سے رہائی دی جس کے باعث رعایا کے اس طبقہ کے لوگ قدرتی طور پر اس کے جانثار و فدا ہوئے۔ اور یہ روسی سفاکون کے پنجہ سے محض اپنی ہر دلعزیزی کے باعث جانبر ہوا۔ ورنہ جو لوگ اس کے ہاتہون سے نالان تہے وہ بلا مبالغہ اس کا کچومر ہی نکالدیتے۔

الحکم مین قبل ازین اس کا ایک خط بنام مفتی محمد صادق صاحب چہپ چکا ہے۔

کونٹ لیو ٹولسٹائی نے جیسا کہ ہم نے ابہی بیان کیا ہے۔ مراسلون کا ایک لمبا چوڑا سلسلہ اپنی زبان مین شائع کیا ہے جس کا ترجمہ ہم ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین:-

باب اول

پہر جنگ۔ اور پہر رنج و محن کا سامنا جو بالکل ضروری نہین اور ناحق گلے ڈالی جاتی ہے جس کے واسطے لوگون کو دہوکہا دیا جاتا ہے۔ عوام الناس کو بیوقوف بنایا جاتا ہے اور بے شمار اشخاص کو تہ تیغ کرایا جاتا ہے۔

لکہوکہا آدمی (جو ایک جانب تو مذہب کے پیرو ہین جن کے عقیدہ مین انسانون کو چہوڑ حیوانات کو بہی ہلاک کرنا گناہ کبیرہ مین داخل ہے اور دوسری جانب عیسائی ہین جن کا پہلا اصول ایک دوسرے سے برادرانہ الفت اور محبت کرنا ہے) جنگلی درندون کی طرح ایک دوسرے کو ہلاک کرنے اذیت پہونچانے اور جور و ستم کا مورد کرنے کے لئے خشکی اور تری پر تلاش کرتے پہرتے ہین۔ کیا یہ خواب ہے یا فی الواقعہ ظہور مین آرہا ہے؟ ایک ایسا عالم چہایا ہوا ہے جس کے دیکہنے سے بدن کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین کاش یہ رویہ بہی نہ ہو بلکہ عالم خواب ہو جس کا بیداری کے بعد نام و نشان بہی نظر نہ آسکے مگر افسوس یہ خواب نہین بلکہ دردناک امر واقعہ ہے۔

تاہم دور اندیش سمجہ سکتے ہین کہ کسطرح جاپانی دہوکہا دیکر اپنے کہیتون سے جدا کئے گئے ہین۔ حالانکہ ان کو بچپن سے سکہایا گیا ہے کہ بدہ مذہب صرف زندہ حیوانون پر ہی ترس کرنا نہین سکہاتا بلکہ اپنے دیوتون کے آگے قربانی کرنے مین بہی اسی قسم کی احتیاط کا درس دیتا ہے۔ اور اسیطرح غریب و احمق لوگ تولا۔ یا تجنی تو گوراؤ کے پڑوس سے لائے گئے ہین جن کے ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ دین عیسوی مین حضرت عیسیٰ مسیح۔ مریم اور حواریون وغیرہ کی عبادت کیجاتی ہے۔ باینہمہ صدیون کے جبر اور دہوکہا سے دنیا کا سب سے بڑا گناہ یعنی بہائیون کو قتل کرنا اسطرح ان کے ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ گویا ان کے لئے اسی مین نعمت دنیا و عقبیٰ پائی جاتی ہے اور صالح اور شائستون کا دنیا مین سب سے بڑا اور پہلا فرض یہی ہے کہ ہزارون میلون کے فاصلون سے جاکر اپنے بہائیون کو قتل کرین۔

لیکن جن لوگون کو ذہین اور عقیل ہونے کا دعویٰ ہے وہ کسطرح جنگ کا وعظ اور اپنے اس دعوے کی تائید کر سکتے ہین اور خود اس کے خطرون کو برداشت کرنے کے بغیر اپنے سادہ لوح بہائیون کو لڑائی کیواسطے بہیجنا داخل ثواب سمجہ سکتے ہین؟ یہ ذہانت کے پتلے اگر اپنے آپ کو عیسائی سمجہتے ہین تو قانون عیسوی کو کسطرح نظر انداز کر سکتے ہین؟ لیکن جنگ کے مظالم۔ لغویت اور حماقت کی نسبت جو کچہ کہا جاتا ہے وہ صفحہ قرطاس پر موجود ہے جو کچہ تذکرہ کیا جاتا ہے وہ زبان زد خلائق ہے۔ پس جنگ کے بانی اس لئے ذہین اور عقیل ہونگے کہ خود سب کچہ جانتے ہین اور سر کٹانے والون کو الو بنانا ان کے بائین ہاتہ کا کہیل ہے۔ چنانچہ اسکی ایک بڑی تعداد نے اس بات کا علی الاعلان پبلک کے سامنے اعتراف کیا ہے۔ دیکہئے کہ ہیگ کی کانفرنس مین کیا ہوا تہا۔ اور اس بارہ کی تمام کتب و رسالے۔ اخبارات اور پمفلٹ وغیرہ اور وہ سپیچین کیا کہ رہی ہین جنمین زور دیا گیا تہا کہ تمام سلطنتین اپنے اپنے تنازعات کا بذریعہ ثالثی فیصلہ کرایا کرین۔ کون سمجہدار شخص کہہ سکتا ہے کہ سلطنتون کی ہمیشہ سے آپس مین مورچہ بندیون کے استحکام اور جنگی طاقت کو تقویت دینے کے بارہ مین جو رفتار چل آتی ہے محض سے خون خرابہ یا دیگر الیہ ہونا مدنظر نہین تہا۔ وافعکار لوگ خوب جانتے ہین کہ انسانون کے پسینہ کی کمائی کا کروڑہا روپیہ جنگون کی تیاریون مین صرف

... ناچتا اور جنگ کے میدان میں لگایا جاتا ہے ہیکل وجیہہ جوان اسوقت غارت کئے جاتے ہیں۔ جو وقت ان کی کمائی کیواسطے نہایت ہی موزون ہوتا ہے (چنانچہ گذشتہ ... میں قریباً ڈیڑھ کروڑ جوان تباہ ہو گئے ہیں) اور رسم غلامی کے استعمال کیواسطے معرکوں میں جو روپیہ غارت کیا گیا وہی بطور زر فدیہ ادا کرنے سے غلام آزاد کرائے جا سکتے تھے۔

سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جنگ کمینہ حیوانی خواہشوں کو جوش میں لاکر انسان کو متنزل کر کے حیوانوں سے بدرجہا برا لاتی ہے جنگ کی تائید میں کوئی بھی زبردست اور اطمینان دلانے والی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔

فرانسیسی کے ادیب مونٹی نے جو نہایت فصیح و بلیغ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں کیا فصاحت چھانٹی تھی جبکہ انہوں نے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بیان کیا تھا کہ ہر ایک انسانی معصیت سے نتائج نیک پیدا ہوسکتے ہیں۔ لڑائیاں ہمیشہ ہوتی آئی ہیں لہذا آئندہ بھی رزمگاہ گرم ہوتے رہیں گے گویا کہ انسانوں کی بداعمالیاں نتائج نیک کی آڑ میں جائز ٹھیرائی جاتی ہیں۔ زمانت کے تمام مدعی اس قسم کی فلسفہ کے حسن و قبح سے واقف ہیں۔ مگر جب معرکہ شروع ہو جاتا ہے تو انہی ذہانت کے جلتے پرزوں کے متعلق کی بھی کایا پلٹ جاتی ہے۔ چنانچہ کل ہی جو لوگ جنگ کی برائیاں بیان کر رہے تھے حتی المقدور انسانوں کو ذبح اور انسانی ساختوں کو غارت ہونے کے ورسیلے ہو رہے ہیں اور انہی لوگوں کو سنتوں میں ہنید سے ہیں جو اپنی محنت کی کمائی سے ان چلتے پرزوں کے پیٹ بھر رہے ہیں اور ان کی عیش و عشرت کے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

باب دوم

یہ ظلم مکذب اور حماقت بعید از فہم ہے کہ وہی گورنمنٹ زار روس جو تمام قوموں سے دنیا کی سطح پر امن قائم رکھنے کی التجا کر رہے تھے اب علانیہ کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند امن کو قائم رکھنے کیواسطے کوشش کی جس کا میں ہمیشہ دل و جان سے حامی رہا ہوں (حالانکہ عملی طور پر لوگوں کے املاک پر قبضہ کر لیا اور ہال سرحد کی حفاظت کیلئے اپنی افواج کو تقویت دینے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی) مگر افسوس اب جاپانیوں کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا پڑا۔ جیسا کہ انہوں نے روسیوں کے ساتھ کیا۔ یعنی کہ جاپانی تہ تیغ کئے جاتے ہیں اور خونریزی کے اعلان میں تائید ایزدی کے واسطے دعائیں اور التجائیں کیجاتی ہیں۔ حالانکہ دنیا میں انسانوں کو قتل کرنے سے بڑھکر کوئی گناہ عظیم نہیں۔ اور دوسری جانب شہنشاہ جاپان بھی اسی قسم کے وہم میں محو ہیں۔

انہوں نے سائنس اور قانون دان (مثلاً ایم براویف اور مارٹن) یہ ثابت کرنے میں ہمہ تن ساعی و کوشاں ہیں کہ پچھلے دنوں امن کیواسطے جو بے تکی ہانک لگائی تھی۔ اور انہوں نے کسی جنگ میں جو غیروں کے املاک پر قبضہ کرنے سے چھڑ گئی ہے کوئی ضد نہیں۔ اس پولیس کے حامی شستہ و برجستہ فرانسیسی زبان میں یہ ثابت کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں (حالانکہ روکس پشنو و دانشمندوں پر عمل کر رہے ہیں) کہ ارتباط یکجہتی و امن قائم رکھنے کی کوشش کے بعد (یا دوسرے الفاظ میں دنیا کو دہوکہ دینے کی کوششوں کے بعد) گورنمنٹ روس کو مجبوراً اس سوال کے حل کرنے کیواسطے یہ معقول ڈھنگ اختیار کرنا پڑا ہے (یعنی کہ انسان ہلاک کئے جائیں) دوسری طرف مدبران جاپان بھی اسی ادھیڑبن میں ہیں۔ قطع نظر اس کے سائنس کے جاننے والے مورخ اور فلسفہ دان زمانہ حال کا گذشتہ ایام کے ساتھ مقابلہ کر کے دقیق نتائج نکال رہے ہیں کہ قوموں کے حرکات و سکنات کے قوانین کیسے ہیں۔ اور گوروں اور کالوں کے اور مذہب والوں اور عیسائیوں کے تعلقات کیا ہیں۔ اور ان نتائج سے عیسائیوں کا بتوں سے بد مذہب والوں کی ہلاکت کو جائز ٹھیرا رہے ہیں۔ اسیطرح جاپانی سائنس دان بجائے خود اہل کالے چاول کی کھچڑی پکا رہے ہیں اور بڑی مسرت کے ساتھ آپ و دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہلاکت کی تائید میں دلائل قاطع اور براہین ساطع پیش کر رہے ہیں۔

روسی اخبار نویس شرم کو بالائے طاق رکھکر جھوٹ فریب اور مکاری سے جسطرح بن پڑے یہی راگ الاپ رہے ہیں کہ روسی ہرطرح نیچے زبردست اور نیک و پارسا ہیں جاپانی جھوٹے کمزور اور ناقص العقل ہیں اور جو لوگ روسیوں انگریزوں اور اہل امریکہ کے معاون ہیں وہ سب شریر النفس اور ناعاقبت اندیش ہیں اور دوسری جانب جاپانی اخبار بھی اسی قسم کے منطق چھانٹ رہے ہیں۔

ان لشکری اشخاص کا تو ذکر ہی کیا ہے جو بلحاظ پیشہ ہلاکت کیواسطے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ مدعیان ذہانت کے جوق در جوق مثلاً پروفیسر ملکی ریفارمر طلبا رخشفار۔ سوداگران جاپانیوں۔ انگریزوں۔ اور اہل امریکہ کوس رہے ہیں جنگجو بہ کل ہی بے اعتنائی سے دیکھ رہے تھے۔ اور بلاکسی اکراہ و اجبار کے زار کی تائید کر رہے ہیں اور اس کو یقین دلا رہے ہیں کہ اسکی خاطر اپنی جانیں نثار کرنے کو تیار و آمادہ ہیں۔

اس بدبخت مبتلائے معصیت نوجوان نے جو تیرہ کروڑ جانوں کا لیڈر تسلیم کیا جاتا ہے بارہا لوگوں کو دہوکا دیا ہے اور پھر اپنے بیان کی خود تردید کیکو مجبور ہوا ہے اور بڑے شوق اپنی افواج کا شکریہ ادا کرتا ہے اور انہیں برکت دیتا رہا ہے جن کو یہ محض ہلاکت اور ان املاک کی حفاظت کیواسطے اپنا کہتا ہے جن کی نسبت یہ اپنا ملک ہونے کا ہرگز دعوے نہیں کر سکتا۔

مشول لوگ تو اپنی حرام کی کمائی کا بڑا حصہ بھی ہلاکت کے کام کے واسطے یا زیں قبیل کسی دیگر مدعا کیواسطے نہیں دیتے جس کا اخیر میں اسی کے ساتھ تعلق ثابت ہو۔ مگر غریب محتاج جن سے بیس لاکھ پونڈ سالانہ وصول کیا جاتا ہے جنگ کے موقعوں پر پائی پائی ادا کرتے ہیں۔ گورنمنٹ بے شغلے آوارہ گردوں کو حوصلہ دلاتی ہے کہ زار کی تصویریں اٹھا کر قصبات کے گلی کوچوں میں آفرین اور تحسین کے گیت گاتے پھریں اور حب الوطنی کی آڑ میں بے اعتدالیاں کرنے کے واسطے لائسنس لئے پھریں اور تمام روسی ملک میں شاہی محل سے لیکر بعید سے بعید دیہات تک گرجوں کے پادری جو عیسائی کہلاتے ہیں اس خداوند سے یادگار ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں (جو لوگوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ پیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور خود ہی محبت کا خداوند کہلاتا ہے) کہ وہ نہیں ہلاکت کے شیطانی کام میں مدد دے۔ (باقی آئندہ) (وطن)

مبارک

ہندوستان

اس نام کا جدید اخبار پنجاب کے دار السلطنت لاہور سے ۲۶ اگست ۱۹۰۴ کو نکلنا شروع ہوا ہے۔ اس اخبار کے اجرا کی غرض اور موضوع اس کے نام میں مذکور ہے اگر ہندوستان اپنے خاص مفہوم کیطرف نہ گیا بلکہ اس نے عام مفہوم کو مد نظر رکھکر ہندوستانیوں کی خدمت شروع کی جسکی ہمیں توقع ہونی چاہیے تو کچھ شک نہیں کہ اخباری دنیا میں یہ ایک مفید اور قابل قدر اضافہ ہوگا۔ اس اخبار کے ایڈیٹر ہمارے پرانے دوست منشی دینا ناتھ صاحب حافظ آبادی ہیں جنہوں نے کئی سال تک پیسہ اخبار کے ایڈیٹوریل سٹاف میں قابلیت کے ساتھ کام کیا ہے۔ اور بعہدہ انکو اخبار کے مفید اور با مذاق بنانے کا خاص تجربہ حاصل ہوا ہے ہمیں ذاتی علم ہے کہ اس اخبار کے اجرا پر بانے ملک نہایت مسرت کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے جو منشی دینا ناتھ صاحب کی حوصلہ افزائی کیلئے کافی ہے جیسا ہمارے پیسہ ایک اخبار نویس کی قابلیت اور تجربہ کسی اخبار کی شہرت اور قبولیت سے تعلق رکھتا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہندوستان کو منشی دینا ناتھ جیسے کی ایڈیٹری میں حاصل ہے۔ اور کامیابی تو محض اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کی تائید فرما کر اسکو کامیاب کرے اور وہ ہندوستان کیلئے ایک مفید قومی خادم ثابت ہو۔ اس اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے جو بلحاظ حجم کے زیادہ ہے۔ کاغذ اور چھپائی بھی مدیر اہتمام اور توجہ کرچاہتی ہے۔ منشی دینا ناتھ صاحب نے اسے اکیلے اُردو کی تعداد میں شائع کرنا شروع کیا ہے اور تاجروں کو ایڈورٹائز دینے کیلئے خصوصاً توجہ دلاتی ہے پتہ ہندوستان لاہور سے منگوا سکیگا۔

اطلاع ضروری

بارہا گذارش کیگئی ہے لیکن ہمارے ناظرین کچھ ایسے ہی زیادہ مصروف اور عدیم الفرصت ہیں کہ وہ اپنی اس خط و کتابت میں جو اخبار کے متعلق ہوتی ہے اپنا نمبر خریداری نہیں لکھتے۔ اور انہیں یہ یقین ہوگا کہ بدون نمبر دیئے کارپردازوں کو کوئی تکلیف انکی فرمائش کی تعمیل میں نہیں ہوتی۔ اگر وہ ایسا سمجھتے ہیں تو یقیناً غلطی پر ہیں۔ آئندہ کیلئے یہ یاد رہے کہ کسی ایسی تحریر کی تعمیل ہرگز نہ ہوگی جس پر نمبر خریداری نہ ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ نمبر خریداری رجسٹر کا ایک نمبر ہے جو علاوہ ہوتا ہے پتہ کے ساتھ چھپا ہوا ہوتا ہے پس اگر آئندہ کسی ایسے بزرگ کی خط کی تعمیل نہ ہوئی تو کارخانہ بری الذمہ ہوگا۔

۲۔ ایسے بزرگ جو اپنا پتہ یا (ان الحکم میں ہوا ہے) تبدیل ہو تبدیل پتہ کی اطلاع دفتر میں نہیں بھیجتے اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری تبدیلی کا علم ہو جائیگا۔ اور جب اخبار ان کو نہیں پہنچتا تو پھر شکایت کرتے ہیں۔ ایسی شکایت پر اسوقت توجہ ہوگی جب تبدیلی پتہ کی اطلاع دیجائیگی۔

۳۔ عدم رسی اخبار کی شکایت اسی ہفتہ کرنی چاہیے جس ہفتہ اخبار نہ پہنچے۔ بعض اخبار دو دو نمبروں کے نام سے شائع ہوئے ہیں اسلئے دیر سے شائع ہوئے ہیں لیکن ۱۷ ستمبر کے بعد انشاء اللہ باقاعدہ ہفتہ وار اخبار پہنچیگا۔

۴۔ بعض خریداران الحکم باوجودیکہ الحکم میں صاف حساب کیلئے بارہا نوٹس دیا گیا ہے توجہ نہیں فرماتے اور نہ خطوط پر توجہ کرتے ہیں اور بصورت ارسال وی پی امانت میں رکھکر مہذب پیرایہ میں انکار کے چٹھی رسان کے ذمہ شکایت واپسی ہوتے ہیں ہم ان کی مہربانی اور خوش معاملگی کا بڑا ثبوت سمجھیں گے کہ وہ اپنے قلم سے اگر چندہ اخبار نہیں دیسکتے خریدی جاری نہیں رکھ سکتے تو لکھ بھیجیں کہ اخبار بند کر دیا جاوے اور ۱۰ ستمبر کے بعد ہم تمام بقایا داروں کے نام وی پی اسقدر رقم کے بعوض کہ جوان کے ذمہ ہے بھیجدینگے اگر وہ انکار کرینگے تو آئندہ اخبار بالکل بند کر دینگے اور وصولی بقایا کیلئے قوم کے کیلا اور اپنے ہمسایہ احباب سے مدد لینگے۔ یہ گو معمولی مناسب نہ تھا مگر ان قومی جفاکاروں کا دو ناکس کرنے رویا ہا ہے جو ایک طرف تو وعدہ پر وعدہ کرتے جاتے ہیں اور اخبار بند کرنیکی صورت میں شکایت کرتے ہیں اور دوسری طرف ہم سے یہ سلوک روا رکھتے ہیں کہ زر واجب بھی نہیں دینا چاہتے چہ جائیکہ وہ اپنا قومی اخبار [illegible]

[illegible]

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اوٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلعم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں اور

الحکم

چہ گویم بازگرانی چہاد قادیان ہیں | دو اہمی شفا ہیں مرض دارالامان ہیں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

نمبر (۳۱) | دارالامان قادیان | مورخہ ۱۷ ستمبر | سنہ ۱۹۰۴ء | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفر لاہور کے متعلق جو مضمون ہم بطور خود لکھنا چاہتے ہیں اور جو اس اشاعت سے شروع ہونا چاہئیے تھا۔ اس سے پہلے بہت زیادہ ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کی وہ پبلک تقریریں جو عام لوگوں کے سامنے مختلف اوقات میں ہوئی ہیں شائع کردی جاویں۔ کیونکہ اس سلسلہ مضمون میں شاید کسیقدر طوالت ہو جانے کی وجہ سے ان تقریروں کی اشاعت میں زیادہ دیر ہو جائے۔
(ایڈیٹر)

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

جو ۲۸۔ اگست ۱۹۰۴ء کو صبح کے سات بجے کے قریب ڈیڑھ ہزار سے زیادہ مجمع کے درمیان آپنے فرمائی۔

ایام برکت و مسرت

سب صاحب یاد رکہیں کہ اللہ تعالٰے نے اسلام میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالٰے نے عجیب عجیب برکات رکہی ہیں منجملہ ان دنوں کا ایک جمعہ کا دن ہے یہہ دن بہی بڑا ہی مبارک ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالٰے نے حضرت آدم کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن انکی توبہ منظور ہوئی تھی اور بہی بہت سی برکات اور خوبیاں اس دن کی ماثور ہیں ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں ان دونوں کو بہی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور انمیں بہی عجیب عجیب برکات رکہی ہیں۔

لیکن

یوم توبہ

یاد رکہو کہ یہہ دن بے شک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں لیکن ایک دن ان سب سے ہی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پروا کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لئے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا! اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کونسا دن ہے؟ جو جمعہ اور عیدین سے بہی بہتر اور مبارک دن ہے۔؟ میں تمہیں بتاتا ہوں

کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھکر ہے۔ کیوں؟

اس لئے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا) دہو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے + توبہ کرنے والا گنہ گار جو پہلے خدا تعالٰے سے دور اور اسکے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اب اس کے فضل سے اسکے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب اس سے دور کیا جاتا ہے۔ جیساکہ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔

انّ اللّٰہ یُحبّ التّوّابین ویُحبّ المتطہّرین

بے شک اللہ تعالٰے توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰے توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے بلکہ یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچہہ فائدہ نہیں ہے۔

پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بد کرتوتوں سے توبہ کرکے اللہ تعالٰے کے ساتھ سچا عہد صلح باندہلے اور اوس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کردے + تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس بدعملوں کی پاداش میں طیار ہو رہا تھا بچایا جاویگا اور اسطرح پر وہ وہ چیز پالیتا ہے جسکی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تہی۔

تم خود قیاس کرسکتے ہو کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے، اور اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں وہ اپنے مقصود کو پالے تو اسے کس قدر خوشی حاصل ہوگی۔ اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا۔ یہی وجہہ ہے کہ احادیث میں اس کا بار بار ذکر کیا گیا ہے احادیث اور کتب سابقہ سے یہی پتہ لگتا ہے کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکلکر توبہ کے ذریعہ نئی زندگی پاتا ہے تو اللہ تعالٰے اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے ہی کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہوا اور ہلاکت اور موت ہر طرف سے اوسکے قریب ہو۔ عذاب الٰہی اسکے کہا جانے کو طیار ہو کہ وہ یکایک ان بدیوں اور بدکاریوں سے جو اس بُعد اور ہجر کا موجب تہیں توبہ کرکے خدا تعالٰے کی طرف آجاوے۔ وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے۔ اور آسمان پر ملائکہ بہی خوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالٰے نہیں چاہتا کہ اوس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اسکے بندہ سے کوئی غلطی اور کمزوری بہی ظاہر ہوتی ہے پہر بہی وہ توبہ کرکے امن میں داخل ہو

پس

یاد رکہو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ

کرتا ہے سبھی مبارک دن ہے - اور سب ایام سے افضل ہے کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے قریب کیا جاتا ہے۔

(اول)

اس لحاظ سے یہ دن جس میں سے بہتوں نے اقرار کیا ہے کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا) یوم توبہ ہے - اور اللہ تعالیٰ کے وعید کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخشدئے گئے اور وہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کے نیچے آگیا ہے - گویا کہہ سکتے ہیں کہ اوس نے کوئی گناہ نہیں کیا - مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جاوے اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو - بلکہ عمل کے نیچے آجاوے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دئے جاویں - بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے۔

دیکھو انسانوں میں اگر کوئی کسی کا ذرا سا قصور اور خطا کرے تو بعض اوقات اوسکا کینہ پشتوں تک چلا جاتا ہے شخص نسلاً بعد نسل تلاش حریف میں رہتا ہے کہ موقع ملے تو بدلہ لیا جاوے - لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت ہی رحیم کریم ہے انسان کی طرح سخت دل نہیں جو ایک گناہ کے بدلے میں کئی نسلوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا - اور تباہ کرنا چاہتا ہے - مگر وہ رحیم کریم خدا ستر برس کے گناہوں کو ایک کلمہ سے ایک لحظہ میں بخش دیتا ہے یہ مت خیال کرو کہ وہ بخشنا ایسا ہے کہ اس کا فائدہ کچھ نہیں - نہیں وہ بخشنا حقیقت میں فائدہ رسان اور نفع بخش ہے اور اسکو وہ لوگ خوب محسوس کرسکتے ہیں - جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو۔

نزول بلا کی فلسفی

بہت سے لوگ اس امر سے غافل ہیں کہ انسان پر جو بلائیں آتی ہیں وہ بلا وجہ یونہی آجاتی ہیں - یا اون کے نزول کو انسان کے اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے - ایسا خیال بالکل غلط ہے - یہ خوب یاد رکھو کہ ہر بلا جو اس زندگی میں آتی ہے یا جو مرنے کے بعد آئے گی جسکا ہمیں یقین ہے اسکی اصل جڑ گناہ ہی ہے - کیونکہ گناہ کی حالت میں انسان اپنے آپکو ان انوار اور فیوض سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں پرے ہٹا دیتا ہے اور اس اصل مرکز سے جو حقیقی راحت کا مرکز ہے ہٹ جاتا ہے اسلئے تکلیف کا آنا اس حالت میں اسپر ضروری ہے

اقسام بلا

یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء اور راستبازوں پر بھی بعض اوقات بلائیں آجاتی ہیں اور انہیں مصائب اور شدائد میں ڈالے جاتے ہیں لیکن یہ گمان کرنا کہ وہ مصائب اور بلائیں کسی گناہ کی وجہ سے آتی ہیں خطرناک غلطی اور گناہ ہے - ان بلاؤں میں جو خدا کے راستبازوں اور پیارے بندوں پر آتی ہیں اور اون بلاؤں میں جو خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور خطاکاروں پر آتی ہیں زمین آسمان کا فرق ہے - اس لئے کہ ان کے اسباب ہی مختلف ہیں۔

نبیوں اور راستبازوں پر جو بلائیں آتی ہیں انہیں انکو ایک صبر جمیل دیا جاتا ہے جس سے وہ بلا اور مصیبت انکے لئے مدرک الحلاوت ہو جاتی ہے وہ اس سے لذت اوٹھاتے ہیں اور روحانی ترقیوں کے لئے ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں - کیونکہ ان کی درجات کی ترقی کے لئے ایسی بلاؤں کا آنا ضروری ہے - جو ترقیات کے لئے زینہ کا کام دیتی ہیں - جو شخص ان بلاؤں میں نہیں پڑتا اور ان مصیبتوں کو نہیں اوٹھاتا - وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرسکتا۔

دنیا کے عام نظام میں بھی تکالیف اور مشقتوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں سے ہر ایسے شخص کو جو ترقی کا خواہاں ہے گذرنا پڑتا ہے - لیکن ان تکالیف اور شاقہ محنتوں میں باوجود تکالیف کے ایک لذت ہوتی ہے جو اسے کشاں کشاں آگے لئے جاتی ہے برخلاف اس کے وہ مصیبت اور تکالیف جو انسان کی اپنی بدکرداری کی وجہہ سے اسپر آتی ہے وہ وہ مصیبت آتی ہے جس میں ایک درد اور سوزش ہوتی ہے جو اسکی زندگی اسکے لئے وبال جان کردیتی ہے وہ موت کو ترجیح دیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ یہہ سلسلہ مرکر بھی ختم نہیں ہو گا۔

غرض

بلاؤں کے نزول میں ہمیشہ سے قانون قدرت یہی ہے کہ جو بلائیں شامت اعمال کی وجہہ سے آتی ہیں وہ الگ ہیں اور خدا کے راستبازوں اور پیغمبروں پر جو بلائیں آتی ہیں وہ اونکی ترقی درجات کے لئے ہوتی ہیں ۔

بعض جاہل جو اس راز کو نہیں سمجھتے وہ جب بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اس بلا سے فائدہ اوٹھائیں اور کم از کم آئندہ کے لئے مفید سبق حاصل کریں اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کریں کہدیتے ہیں کہ اگر ہم پر مصیبت آئی تو کیا ہوا - نبیوں اور پیغمبروں پر بھی تو آجاتی ہیں حالانکہ ان بلاؤں کو انبیاء کے مشکلات اور مصائب سے کوئی نسبت ہی نہیں - جہالت بھی کیسی بری مرض ہے کہ انسان اس میں قیاس مع الفارق کر بیٹھتا ہے - یہہ بڑا دھوکہ واقعہ ہوتا ہے جو انسان تمام انبیاء کی مشکلات کو عام لوگوں کی بلاؤں پر حمل کرلیتا ہے۔

پس

خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انبیاء اور دوسرے اخیار وابرار کی بلائیں محبت کی راہ سے ہیں خدا تعالیٰ اونکو ترقی دینا چاہتا ہے اور یہہ بلائیں وسائل ترقی میں سے ہیں۔

لیکن جب مفسدوں پر آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ انکو اس عذاب سے تباہ کرنا چاہتا ہے وہ بلائیں انکے استیصال اور نیست و نابود کرنے کا ذریعہ ہو جاتی ہیں یہہ ایسا فرق ہے کہ دلائل کا محتاج نہیں ہے کیونکہ جب اچھے آدمی جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرلیتے ہیں او یہہ بھی نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کیوں کرتے ہیں بہشت اور دوزخ انکے دل میں نہیں ہوتا - اور نہ بہشت کی خواہش یا دوزخ کا ذکر ان کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کا محرک ہوتا ہے بلکہ وہ طبعی جوش اور طبعی محبت سے خدا تعالیٰ سے محبت کرتے اور اسکی اطاعت میں محو ہوتے ہیں انپر جب کوئی بلا آتی ہے تو وہ خود محسوس کرلیتے ہیں کہ یہہ از راہ محبت ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ان بلاؤں کے ذریعہ ایک چشمہ کھولا جاتا ہے جس سے وہ سیراب ہوتے ہیں اور ان کا دل لذت سے بھر جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ایک فوارہ کی طرح جوش مارنے لگ جاتی ہے تب وہ چاہتے ہیں کہ یہ بلا زیادہ ہو تاکہ قرب الٰہی زیادہ ہو اور رضا کے مدارج جلد طے ہوں +

غرض

الفاظ وفا نہیں کرتے جو اس لذت کو بیان کرسکیں جو اخیار وابرار کو ان بلاؤں کے ذریعہ آتی ہے - یہہ لذت تمام سفلی لذتوں سے بڑھی ہوئی ہے اور فوق الفوق لذت ہوتی ہے - یہہ مصیبت کیا ہے؟ ایک عظیم الشان دعوت ہے جس میں قسم قسم کے انعام واکرام اور پھل اور میوے پیش کئے جاتے ہیں - خدا اسوقت قریب ہوتا ہے - فرشتے اپنے مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مکالمہ کا شرف عطا کیا جاتا ہے اور وحی اور الہام سے اسکی تسلی اور سکینت دی جاتی ہے + لوگوں کی نظر میں یہہ بلاؤں اور مصیبتوں کا وقت ہے مگر در اصل اسوقت اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیوض کی بارش کا وقت ہوتا ہے - سفلی اور سطحی خیال کے لوگ اسکو سمجھ نہیں سکتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہہ بلاؤں اور غموں ہی کا وقت ہے جو مزا آتا ہے اور راحت ملتی ہے - کیونکہ خدا جو انسان کا اصل مقصود ہے اسوقت اپنے بندے کے بہت ہی قریب ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن جو دیا گیا ہے غم کیساتھ دیا گیا ہے پس تم بھی اسکو غم کی حالت میں پڑھو

غرض

غرض میں کہانتک بیان کروں کہ ان بلاؤں میں کیا لذت اور مزا ہوتا ہے اور عاشق صادق کہانتک ان سے محظوظ ہوتا ہے - مختصر طور پر یاد رکھو کہ ان بلاؤں کا پھل اور نتیجہ جو ابرار اور اخیار پر آتی ہیں - جنت اور ترقی درجات ہے اور وہ بلائیں اور غم جو مفسدوں اور شریروں پر آتے ہیں انکی وجہ شامت اعمال اور تاریک زندگی ہے اور اس کا نتیجہ جہنم اور عذاب الٰہی ہے - پس جو شخص آگ کے پاس جاتا ہے ضرور ہے کہ وہ اس کی سوزش سے حصہ لے اور اسے محسوس کرے اور اسے دکھ ہو لیکن جو ایک باغ میں جاتا ہے یقینی امر ہے کہ اس کے پھلوں اور پھولوں کی خوشبو سے اور اس خوبصورت نظارہ کے مشاہدہ سے لذت پاوے۔

عذاب بلا کا علاج

آپ واضح رہے کہ جس حالت میں وہ بلائیں جو شامت اعمال کیوجہہ سے آتی ہیں اور جسکا نتیجہ جہنمی زندگی اور عذاب الٰہی ہے ان بلاؤں سے جو ترقی درجات کے طور پر اخیار وابرار کو آتی ہیں الگ ہیں کیا کوئی ایسی صورت بھی جو انسان اس عذاب سے نجات پاوے؟

اس عذاب اور دکھ سے رہائی کی بجز اس کے کوئی تجویز اور علاج نہیں ہے کہ انسان سچے دل سے توبہ کرے جب تک سچی توبہ نہیں کرتا یہہ بلائیں جو عذاب الٰہی کے رنگ میں آتی ہیں اسکا پیچھا نہیں چھوڑ سکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا جو اس بارے میں اسنے مقرر فرما دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

یعنی جب تک کوئی قوم اپنی حالت میں تبدیلی پیدا نہیں کرتی اللہ تعالیٰ بھی اسکی حالت نہیں بدلتا۔

خدا تعالیٰ ایک تبدیلی چاہتا ہے اور وہ پاکیزہ تبدیلی ہے جب تک وہ تبدیلی نہ ہو عذاب الٰہی سے رستگاری اور مخلصی نہیں ملتی - یہہ خدا تعالیٰ کا ایک قانون اور سنت ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے ہی یہہ فیصلہ کردیا ہے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا - سنت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

پس

جو شخص چاہتا ہے کہ آسمان میں اسکے لئے تبدیلی ہو یعنی وہ ان عذابوں اور دکھوں سے رہائی پائے جو شامت اعمال نے اسکے لئے طیار کئے ہیں اس کا پہلا فرض یہہ ہے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی کرے جب وہ خود تبدیلی کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق جو اوس نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ میں کیا ہے اسکے عذاب اور دکھ کو بدلا دیتا ہے - اور دکھ کو سکھ سے تبدیل کردیتا ہے۔

جب انسان کے اندر تبدیلی کرتا ہے تو اوس کے لئے ضرور نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو بھی دکھاتا پھرے وہ رحیم کریم خدا جو دلوں کا مالک ہے اسکی تبدیلی کو دیکھہ لیتا ہے کہ یہہ پہلا انسان نہیں ہے - اسلئے وہ اسپر فضل کرتا ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص نماز روزہ اور دوسرے اشغال اذکار سے ریا کیا کرتا تھا - تاکہ لوگ اسے ولی سمجھیں - لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگ اسے ریاکار سمجھتے تھے یہانتک کہ بچے بھی جس راستہ سے وہ گذرتا تھا اسکو ریاکار اور فریبی کہا کرتے تھے - ایک رات تک اسکی حالت ایسی ہی رہی - آخر اس نے سوچا کہ اس طریق سے کوئی فائدہ تو نہیں ہوا بلکہ حالت بدتر ہی ہوئی ہے اس لئے اسکو چھوڑ دینا چاہئے - پس اس نے چھوڑ دیا اور ملامتی فرقہ کا سا طریق اختیار کرلیا مسلمانوں میں ملامتی ایک فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور بدیوں کو ظاہر کرتا ہے تاکہ لوگ انہیں برا کہیں - اسیطرح پر وہ اپنی نیکیوں کو چھپانے لگا - اور اندر ہی اندر اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے لگا - اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھا ہے کہ جس کوچہ سے گذرتا عام لوگ اور بچے بھی اسے کہتے کہ بڑا نیک

دلی ہے بزرگ ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا مشک اور عطر کی طرح ہے۔ جو کسی طرح پر چھپ نہیں سکتا یہی تاثیریں ہیں۔ سچی توبہ میں جب انسان سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے پھر اوسے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ خدا اوس کے دوستوں کا دوست اور اوس کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے اور وہ تقدیر جو شامت اعمال سے اوس کے لئے مقرر ہوتی ہے وہ دور کی جاتی ہے۔
اس امر کے دلائل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کسقدر محتاج ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں۔ اور یہہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس کا حافظ اور نگراں ہو جاتا ہے۔ اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے۔ اور ان منصوبوں سے جو دشمن اسکے لئے طیار کرتے ہیں اسے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا یہہ فضل اور برکت کسی سے خاص نہیں بلکہ جسقدر بندے ہیں خدا تعالیٰ کے ہی ہیں اسلئے ہر ایک شخص جو اس کی طرف آتا ہے اور اس کے احکام اور اوامر کی پیروی کرتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہو گا۔ جیسے پہلا شخص توبہ کر چکا ہے وہ ہر ایک سچی توبہ کرنے والے کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔ پس یہ توبہ جو آج اسوقت کی گئی ہے یہ مبارک اور عید کا دن ہے اور یہہ عید ایسی عید ہے جو کبھی میسر نہیں آئی ہو گی ایسا نہ ہو کہ تھوڑے سے خیال سے ماتم کا دن بنا دو۔ عید کے دن اگر ماتم ہو تو کیسا غم ہوتا ہے کہ دوسرے خوش ہوں اور اس کے گھر ماتم ہو موت تو سب کو ناگوار معلوم ہوتی ہے لیکن جس کے گھر عید کے دن موت ہو وہ کسقدر ناگوار ہو گی۔
قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان ایک نعمت کی قدر نہیں کرتا۔ وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ دیکھو جن چیزوں کی تم قدر کرتے ہو اون کو صندوقوں میں بڑی حفاظت سے رکھتے ہو۔ اگر ایسا نکرو تو وہ ضائع ہو جاتی ہے اسیطرح اس مال کا جو ایمان کا مال ہے چور شیطان ہے اگر اس کو بچا کر دل کے صندوقوں میں احتیاط سے نہ رکھو گے تو چور آئیگا اور لے جائیگا۔ یہہ چور بہت ہی خطرناک ہے دوسرے چور جو اندہیری راتوں میں آکر نقب لگاتے ہیں وہ اکثر پکڑے جاتے ہیں اور سزا پاتے ہیں لیکن یہہ چور ایسا ہے کہ اسکی عمر بہت ہے اور ابھی پکڑا نہ جائیگا یہہ اسوقت آتا ہے جب گناہ کی تاریکی پھیل جاتی ہے کیونکہ چور اور روشنی میں دشمنی ہے۔ جب انسان اپنا منہ خدا کی طرف رکھتا ہے اور اسی کی طرف رجوع اور توجہ کرتا ہے تو وہ روشنی میں ہوتا ہے اور شیطان کو کوئی موقع اپنی دستبرد کا نہیں ملتا۔
پس کوشش کرو کہ تمہارے ہاتھوں میں ہمیشہ روشنی رہے اگر غفلت بڑھ گئی تو یہہ چور آئیگا اور سارا اندوختہ لے جائیگا اور برباد ہو جاؤ گے۔ اسلئے اس اندوختہ کو احتیاط اور اپنی راستبازی اور تقویٰ کے ہتہیاروں سے محفوظ رکھو یہہ ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے ضائع ہونے سے کچھ حرج نہ ہو۔ بلکہ اگر یہہ اندوختہ جاتا رہا۔ تو ہلاکت ہے اور ہمیشہ کی زندگی سے محروم ہو جاؤ گے۔

تنبیہ اور تبلیغ

یاد رکھو یہہ طاعون کے دن ہیں معلوم نہیں ستمبر کے آخر اور اکتوبر کے شروع میں کیا ہو؟ جہانتک خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ بہت خطرناک دن آنے والے ہیں اس لئے ہر ایک شخص جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رہے وہ اسیوقت سے طیاری کرے جب تک غضب الٰہی نازل نہیں ہوتا اور اس کے آثار نمودار نہیں ہوتے تو ہر شخص واجب الرحم ہوتا ہے لیکن جب آثار نمودار ہو جاویں پھر عذاب نہیں ٹلتا۔
بہت سے لوگ بیباک اور جرأت کرنے والے ہوتے ہیں وہ شوخی سے کہہ دیتے ہیں کہ صدہا وبائیں بلائیں اور ہیضے وغیرہ آتے ہیں ایسا ہی طاعون بھی ہے۔ لیکن یہہ ان کی بدبختی اور شقاوت ہے جو ایسی جرأت پیدا ہوتی ہے وہ نہیں جانتے کہ یہ برے دنوں کی نشانی ہے جب بلائیں دنیا میں آتی ہیں اور دنیا کو تباہ کرتی ہیں۔ تو شامت اعمال سے ہی آتی ہیں۔ ہمیشہ سے گناہ ہوتا آیا ہے اور ہمیشہ ان صورتوں میں ہی عذاب اور بلا آئی ہے اور ان گناہوں کے بدلے میں سزا دی گئی ہے۔ پھر یہہ شوخی اچھی نہیں اس کا نتیجہ بہت ہی برا ہے یہہ وقت تو ایسا ہے کہ خدا سے صلح کرو اور پاک تبدیلی کرو۔ نہ یہہ کہ شوخی و شرارت سے پیش آؤ۔
یاد رکھو یہہ طاعون ایک خطرناک عذاب الٰہی ہے جو اسوقت نازل ہوا ہے اس کو حقیر مت سمجھو اس کا انجام اچھا نہیں ہے خدا تعالیٰ کی کتابوں میں یہہ ایک نشان مقرر کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نشانوں کو جو شخص حقارت سے دیکھتا ہے وہ نقصان اوٹھاتا ہے۔
میں کھول کھول کر بیان کرتا ہوں کہ اس عذاب سے مخلصی کے لئے سچی توبہ اور پاک تبدیلی کی ضرورت ہے اور بجز اس کے چارہ نہیں۔
پس ابھی وقت ہے اس کے لئے طیاری کرو۔ شوخیوں اور شرارتوں سے باز آجاؤ۔ میں یہہ بات بھی بیان کرنی چاہتا ہوں کہ
مسیح موعود کے زمانہ کے بہت سے نشانوں میں سے دو بڑے نشان ہیں جن میں سے ایک آسمان پر ظاہر ہو گا اور دوسرا زمین پر۔
آسمان کا نشان تو یہہ تہا کہ اوس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں پر سورج اور چاند کو گرہن ہو گا۔ چنانچہ کئی سال گذرے یہہ نشان پورا ہو گیا اور نہ صرف اس ملک میں بلکہ دوسرے حصہ امریکہ میں بھی پورا ہوا۔
دوسرا نشان بھی طاعون کا نشان تہا جو زمینی ہے۔ یہہ نشان بدن پر لرزہ ڈالدینے والا نشان ہے کئی سال سے یہ بلا اس ملک میں نازل ہو رہی ہے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ابھی تک غفلت اور بدمستی اسی طرح ترقی پر ہے۔
میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ آخر اس طاعون کی اسقدر شدت ہو جائیگی کہ دس میں سے سات مر جائیں گے۔ اور بعض بستیاں بالکل تباہ اور برباد ہو جائیں گی۔
جہانتک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابھی بہت خطرناک دن آنے والے ہیں۔ اسلئے میں ہر ایک کو جو سنتا ہے کہتا ہوں کہ دیکھو اسوقت ہر ایک نفس کو چاہیئے کہ اپنے نفس اپنی بیوی بچوں اور دوستوں پر رحم کرے۔
میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں پر اپنا فضل کر دیتا ہے اور یہہ عذاب ٹل سکتا ہے پس چاہیئے کہ ہر شخص کوشش کرے اور سچی توبہ اور پاک تبدیلی کے ساتھہ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ میں سے بھی بعض آدمی طاعون سے مر گئے ہیں ایسے معترضین کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ موت تو ہر نفس کے لئے مقرر ہے اور ایک نہ ایک دن سب کو مر جانا ہے۔
اور طاعون سے صحابہ میں سے بھی بعض شہید ہو گئے تھے۔ غرض موت سے تو چارہ نہیں امیر و غریب ہندو مسلمان زن و مرد سب مرتے ہیں لیکن کسی موت پر اتنا رحم نہیں آتا جیسا اس موت پر کہ گھر کا گھر تباہ ہو جائے اور قفل لگ جاوے۔ اس لئے اول نسبت قایم کرو کہ ایسی موتیں کن لوگوں میں ہوئی ہیں۔
اس کے سوا یہہ بھی یاد رکھو کہ ہماری جماعت میں داخل ہونے والوں کا صحیح علم کہ وہ ایمان میں کس درجہ تک ہیں اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اب وہ لاکھ سے بھی زیادہ جماعت ہے۔ ہمیں علم نہیں کہ کس حد تک کس کا ایمان ہے البتہ قیاسی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض کامل الایمان ہیں اور بعض اوسط درجہ کا ایمان رکھتے ہیں اور بعض ابھی ناقص درجہ پر ہیں۔

ایمان کے تین درجے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات۔ یعنی تین قسم کے مومن ہوتے ہیں ایک تو ظالم لنفسہ ہوتے ہیں۔ انہیں گناہ کی آلائش موجود ہوتی ہے۔ بعض میانہ رو اور بعض سراسر نیک ہوتے ہیں اب ہمیں کیا معلوم ہے کہ کون کس درجہ اور مقام پر ہے۔ ہر ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کے ساتھہ الگ معاملہ ہے جیسا کوئی اس سے تعلق رکھتا ہے ویسا ہی وہ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ جو لوگ کامل الایمان ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے امتیاز دے گا کیونکہ مومن اور کافر کے درمیان ایک فرقان رکھا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مومن سے وہ مراد نہیں ہے کہ صرف زبان تک ہی اس کی قیل و قال محدود ہو۔ اور صبح وہ ایمان کا کام کرے تو شام کو کفر کا کرے۔ ایک لقمہ وہ تریاق کا کہاتا ہے اور دوسرا زہر کا بھی کہا لیتا ہے ایسے شخص کو وہ فرقان اور امتیاز جو مومن کے مقرر کیا گیا ہے نہیں دیا جاتا۔ تم خود ہی سوچ لو کہ وہ مریض جو پرہیز نہیں کرتا ہے خواہ اوسکو کیسے ہی شفا بخش نسخے دے جاویں اور وہ کتنے ہی مجرب کیوں نہ ہوں لیکن اگر وہ پرہیز نہیں کرتا تو وہ نسخے اسکو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔
پس یہی حال بیعت کا ہے۔ اگر کوئی شخص بیعت تو کرتا ہے لیکن شرائط بیعت کو پورا نہیں کرتا اور اپنے اندر پاک تبدیلی جو بیعت کا اصل مقصد ہے نہیں کرتا تو وہ اپنے لئے وبال جان ہو جاتا ہے ہاں کامل الایمان اکسیر ہے اسکے ساتھہ فرقان رکھا جاتا ہے اگر یہہ امتیاز نہ ہوتا تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ اور خدا تعالیٰ پر ایمان مشکل ہو جاتا۔ اس قسم کے نشانوں سے ہی خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان پیدا ہوتا ہے۔
اب میں پھر اس اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو کہتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض آدمی طاعون سے مرے ہیں۔
اس بات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ صحابہ میں سے جو بعض طاعون سے شہید ہوئے وہ اون کے لئے عذاب نہ تھی بلکہ صحابہ کا گروہ بڑہتا۔ اور ان کے لئے موجب شہادت ہوئی۔ دوسروں کے لئے طاعون تباہی اور بربادی کا باعث ہوئی۔ یہی فرق ہے اگر کسی مومن کو طاعون ہو جاوے وہ اس کے لئے شہادت ہے۔ اور دوسروں کے لئے تباہی کا موجب۔ بایں ہمہ جیسا میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ مومن اور غیر مومن میں ایک امر فارق ہوتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مومن کے ساتھہ ایسے معاملات ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اسکو ایک بین امتیاز عطا کرتا ہے اور اسکو تباہ کرنا نہیں چاہتا۔ اصلی وہی مثال ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبت آتی ہے اور دوسروں پر بھی جو ان کے مخالف ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بڑہتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اور دوسرے تباہ اور ذلیل ہوتے ہیں پس دہریوں کی طرح دہوکہ مت کہاؤ۔
وہاں اور رنگ ہے اور یہاں اور رنگ ہے۔
اس کے علاوہ یہہ بھی خوب غور سے سنو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں لڑائیاں ہوئی تھیں۔ اور وہ لڑائیاں عذاب کے رنگ میں تہیں کیونکہ کافر بار بار سوال کرتے تھے کہ آپ ہمیں قہری نشان اور معجزہ دکھاؤ کہ ہم پر پتھر برسیں انکے بار بار کے سوالات پر ان کو وعدہ دیا گیا کہ میں قہری نشان دکھاؤں گا۔ اور وعدہ دیا گیا کہ وہ نشان تلوار کے ذریعہ ظاہر ہو گا۔ اب

صاف ثابت ہے کہ وہ عذاب کافروں کے واسطے تھا مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان جنگوں میں (جو قہری نشان کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے) صحابہ بھی شہید ہوئے - اب کیا کوئی یہہ اعتقاد رکھتا ہے کہ صحابہ جو شہید ہوئے تھے معاذ اللہ وہ تلوار ان کے لئے بھی عذاب تھی؟ ہرگز نہیں بلکہ صحابہ کی شہادت تو قوم کی ترقی اور فتوحات کا باعث ہوئی صحابہ کی قوم بڑہ گئی اور بالمقابل مخالفوں کا نام و نشان مٹ گیا اور ستیاناس ہو گیا اب کوئی پتہ دے سکتا ہے کہ ابوجہل کی اولاد کہاں ہے؟ اسکی بیخ کنی ہو گئی یہی مثال سمجھنے کے لئے کافی ہے -

اسیطرح پر اس میں شک نہیں کہ طاعون عذاب کی صورت میں نازل ہوا ہے اور اگر ہماری جماعت میں سے بعض آدمی طاعون سے فوت ہو گئے ہیں تو اسپر شور مچانا یا اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے - بلکہ غور طلب یہہ امر قرار دینا چاہئے کہ کس کو طاعون سے نقصان کس کا ہوا اور فائدہ کسکو پہونچا؟ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جب طاعون شروع ہوئی ہے - اسوقت میری جماعت کی تعداد بہت تہوڑی تھی - مگر اسوقت دو لاکھہ سے بھی یہہ جماعت بڑہی ہوئی ہے اور یہہ ترقی طاعون کے سبب سے بھی ہوئی ہے طاعون نے میری جماعت کو بڑھایا ہے - اور مخالفوں کو گھٹایا ہے -

مجھے وعدہ دیا گیا تھا کہ طاعون تیری ترقی کا موجب ہوگی سو اس وعدہ کے موافق یہہ جماعت بڑہ رہی ہے اور دو لاکھہ تک بڑہی ہے مگر مخالفوں کا تو دوہرا نقصان ہوا ہے کچھہ ان میں سے قبروں میں گئے ہیں اور کچھہ ہمارے پاس آ گئے ہیں -

اگر ہمارا نقصان اس سے ہوتا تو یہ جماعت جو بہت ہی مختصر اور قلیل تھی بالکل تباہ ہو جاتی اور آج کوئی اس کو جاننے والا بھی نہ ہوتا ان واقعات کو مدنظر رکھکر معترض کو چاہئے کہ دیکھے کیا یہہ اعتراض کوئی شے ہے؟

طاعون کی خبر آج سے نہیں ۲۴ برس سے براہین احمدیہ میں شایع ہو چکی ہوئی ہے اور اس لئے یہہ معمولی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے - بلکہ یہہ عظیم الشان قہری نشان ہے -

غرض

طاعون نے ہمیں نقصان نہیں پہونچایا بلکہ فائدہ ہی دیا ہے اس کے ساتھہ ہی میں یہہ بھی ضرور کہتا ہوں کہ ایمان کے طبقات ہیں جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اسلئے ان طبقات کے لحاظ سے جو شخص کامل الایمان ہے وہ نافع الناس وجود ہے تبلیغ دین کرنے والا ہے وہ اللہ تعالٰے کے نزدیک قابل قدر ہے وہ طاعون سے ضرور بچایا جائیگا - بعض آدمی جنکی ایمانی حالت کمزور ہوتی ہے اور وہ اس درجہ پر نہ پہونچے ہوئے ہوں جہاں اللہ تعالٰے کسی کو مومن کہتا ہے - اور ان کی ضرورت بھی کم ہو پھر ان میں سے کوئی اگر فوت ہو جاوے تو اس میں کیا حرج ہے - میں یہہ خوب جانتا ہوں کہ ایمان کے درجات ہیں اور ہر درجہ پر برکت ملتی ہے لیکن انہیں باہم فرق ضرور ہوتا ہے -

دیکھو اسوقت آفتاب کی روشنی ہے آنکھیں کھلی ہیں ہر ایک چیز دور و نزدیک کی صاف اور واضح نظر آتی ہے جب آفتاب کی سلطنت ختم ہو جائیگی تو رات آئیگی اسوقت عالم ہی اور ہوگا - اگرچہ اسوقت چاند یا ستاروں کی روشنی ہوگی مگر ان روشنیوں میں زمین آسمان کا فرق ہوگا - ایسا ہی ایمان کے مراتب میں فرق عظیم ہے ایمان بھی ایک روشنی ہے - جس جس درجہ پر ایمان پہونچتا ہے اسی مرتبہ کے موافق روشنی اور چمک پاتا ہے جو چاہتا ہے کہ عمر زیادہ ہو اور اس قہری نشان میں ایک امتیاز پیدا کرے - اسکو لازم ہے کہ وہ کامل الایمان ہو اور اپنے وجود کو قابل قدر بنا دے - اور اس کی یہی صورت ہے کہ لوگوں کو نفع پہونچاوے اور دین کی خدمت کرے - جیسا کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے -

وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ

یہہ خوب یاد رکھو کہ عمر کہانے پینے سے لمبی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی اصل راہ وہی ہے جو میں نے بیان کی ہے بہت سے لوگ ہیں جو صرف کہانے پینے کو ہی زندگی کی غرض و غایت سمجھتے ہیں حالانکہ زندگی کی یہہ غرض نہیں -

سعدی کہتا ہے ؎

خوردن برائے زیستن و ذکردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

جب انسان کا ایک اصول ہو جاوے کہ زیستن از بہر خوردن است اسوقت اس کی نظر پر نہیں رہتی بلکہ وہ دنیا کے کاروبار اور تجارت ہی میں منہمک ہو جاتا ہے اور خدا تعالٰے کی طرف توجہ اور رجوع کا خیال بھی نہیں رہتا - اسوقت اسکی زندگی قابل قدر وجود نہیں ہوتی - ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالٰے فرماتا ہے -

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ

یعنی میرا رب تمہاری پروا کیا رکہتا ہے اگر تم اوسکی بندگی نکرو -

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ اس ملک میں ہیضہ کی خطرناک وبا پڑی تھی اس سے پہلے اللہ تعالٰے نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ یہہ نظارہ دکھایا تھا میں نے دیکھا کہ ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک بہت بڑی لمبی نالی ہے جسپر قصابوں نے بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور چھریاں ان کی گردنوں پر رکھی ہوئی ہیں وہ آسمان کیطرف منہ کرکے دیکھہ رہے ہیں گویا آسمانی حکم کا انتظار کرتے ہیں میں پاس ہی ٹہل رہا ہوں اتنے میں میں نے یہی آیت پڑہی -

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ

یہہ آیت سنتے ہی اونہوں نے چھریاں پھیر دیں اور وہ بھیڑیں تڑپنے لگیں انکو تڑپتے دیکھہ وہ قصاب بولے کہ تم کیا ہو؟ گوہ کہانے والی بھیڑیں ہی ہو - غرض اس کے بعد ہیضہ کی وہ خطرناک وبا پڑی - پس جو انسان خدا تعالٰے کی طرف توجہ نہیں کرتا اسکا رتبہ اور قدر اس سے زیادہ نہیں ہوتا -

کچھہ اپنی نسبت } بالآخر میں یہہ [illegible] چاہتا ہوں کہ میری نسبت جو مخالف لوگ مخالفت کرتے ہیں اور میرا انکار کرتے ہیں - اگر وہ دعائیں کرتے اور خدا تعالٰے سے میری نسبت کشف حقایق چاہتے تو ان کی آنکھیں کھل جاتیں - مگر افسوس ہے کہ اونہوں نے مخالفت میں حد سے زیادہ حصہ لیا اور میرے دعاوی پر نہ غور کی اور نہ میری کتابوں کو پڑہا اور نہ میری باتوں کو تعصب سے خالی ہو کر سنا - وہ مجھے دجال اور مفتری تو کہتے ہیں - مگر وہ اس امر پر غور نہیں کرتے - کہ کیا دجال اور مفتری بھی اس قسم کی کامیابی حاصل کیا کرتے ہیں - یاد رکھو کہ اگر یہہ انسان کا اپنا سلسلہ ہوتا تو کبھی کا تباہ ہو جاتا - کیونکہ اس کے تباہ کرنے میں ہر طرف سے مخالفانہ کوشش ہو رہی ہے اور جب خدا تعالٰے کے بھی خلاف ہوتا تو وہ بھی اس کا دشمن تھا - پھر کیا وجہہ ہے؟ کہ یہہ بجائے تباہ ہونے کے ترقی کر رہا ہے؟ اسکی وجہہ یہی ہے کہ یہہ خدا کی طرف سے ہے انسانی کاروبار نہیں ہے - تم جانتے ہو کہ میرا یہہ دعوی آج نہیں ہوا ہے بلکہ ۲۴ سال سے میں دعوے کر رہا ہوں - کہ خدا تعالٰے میرے ساتھہ ہمکلام ہوتا ہے اور اوس نے مجھے مامور کیا ہے -

انسانی گورنمنٹ میں اگر کوئی شخص جھوٹا ملازم سرکار بنے تو وہ فوراً پکڑا جاتا ہے - اور سزا پاتا ہے تو یہہ کیسا اندھیر ہے کہ خدا تعالٰے کی گورنمنٹ میں ایک شخص مامور ہونے کا مدعی ہے اور بجائے اسکے کہ وہ پکڑا جاتا اور تباہ کیا جاتا اسے ترقی مل رہی ہے - کوئی بتا دے کیا جہوٹوں کے ساتھہ ایسا معاملہ ہوتا ہے براہین احمدیہ چھپی ہوئی موجود ہے اس شہر میں اس کے بہت سے نسخے ہونگے اسکو پڑہو اور دیکھو کہ جو کچھہ اس میں درج ہے کیا آج بہت سی باتیں انمیں سے پوری نہیں ہو چکی؟ اور کیا کوئی منصوبہ باز کرسکتا ہے کہ اسقدر عرصہ دراز پہلے جب کہ اپنی زندگی کا بھی اعتبار نہیں ہوتا - ایک بات کہے اور پھر اتنے عرصہ کے بعد جس میں ایک بچہ پیدا ہو کر بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہے وہ پوری ہو جاوے -

میں جانتا ہوں کہ اسی شہر میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں مجھے جاننے والے کتنے تھے میں سچ کہتا ہوں کہ میں ایک گمنامی کی حالت میں تھا سال بھر میں بھی کبھی ایک خط نہ آتا تھا - لیکن اس گمنامی کے زمانہ میں علیم و خبیر خدا نے مجھے خبر دی جو براہین احمدیہ میں موجود ہے - کہ ایک زمانہ آنے والا ہے - جبکہ فوج در فوج لوگ تیرے پاس آئیں گے میں لوگوں کو کہینچ کہینچ کر لاؤں گا - اور مالی نصرتیں بھی آئیں گی اور دنیا میں تیری شہرت ہو جائیگی - جیسے لکھا ہے

فحان ان تعان وتعرف بین الناس

اور پھر فرمایا

یاتون من کل فج عمیق

اور یاتیک من کل فج عمیق

اور پھر فرمایا -

وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ

یعنی اب وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جاوے اور تیری مدد کی جاوے تیرے پاس دور دور راہوں سے لوگ آئیں گے اور دور دراز جگہوں سے تجھے تحایف اور مالی نصرتیں آئیں گی - اور پھر فرمایا کہ تیرے پاس کثرت سے مخلوق آئے گی اس لئے تو تحمل سے انکو قبول کرنا اور ان کی کثرت سے تھک نہ جانا غرض اس قسم کے بہت سے الہامات ہیں جو نہ صرف عربی زبان میں ہوئے - بلکہ فارسی میں بھی ہوئے اردو میں ہوئے اور انگریزی میں بھی ہوئے جسکو میں جانتا بھی نہیں - اور ایک لمبا سلسلہ ان الہامات اور پیشگوئیوں کا چلا گیا ہے - اور جہاں براہین ختم ہوتی ہے وہاں یہہ الہام ہوا -

دنیا میں ایک نذیر آیا دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا پر خدا اوسکو قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کروں گا -

مجھے حیرت آتی ہے جب میں ان لوگوں کے منہ سے سنتا ہوں کہ کوئی نشان دکھاؤ - ان نشانات پر وہ غور نہیں کرتے اور انکو حقیر سمجھتے ہیں -

افسوس!

اور اور نشان مانگتے ہیں - میں یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالٰے قادر ہے وہ نشان پر نشان دکھا رہا ہے - لیکن یہہ دانشمندی اور تقوی کا طریق نہیں ہے کہ پہلے نشانوں کو چھوڑ دیا جاوے - ان نشانوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھو مولوی محمد حسین صاحب وہ شخص ہیں کہ انسے بڑھکر کسی نے عداوت کا نمبر نہیں لیا - انہوں نے بنارس تک پھر کر کفر کا فتوی حاصل کیا اور ہر قسم کی مخالفت میں اونہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی اب باوجود اس مخالفت کے اسکو قسم دیکر پوچھو کہ جب تم نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا اور یہہ پیشگوئیاں اور نشان آمیز موجود تھے اسوقت ہمارا کیا حال تھا - کہاں تک میری شہرت تھی اور کسقدر لوگوں کو تعلق تھا - اور کیا اب ان الہامات کے موافق یہہ نشانات جو پورے ہوئے ہیں آپ بنائے گئے ہیں -؟ اسوقت موجود تھے یا نہیں؟ اور اونہوں نے پڑہے تھے یا نہیں؟ اگر پڑہے تھے تو پھر سچ سچ کہو کہ ایسے زمانہ میں جب یہ دعا سکھائی گئی ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اور اس میں آپ گواہی دیتا ہے کہ میں اکیلا ہوں وہ الہامات جو جماعت کی ترقی اور میری قبولیت کے متعلق ہیں عظیم الشان نشان ہیں یا نہیں؟ اگر تعصب اور سخت دل مانع نہ ہو تو اقرار کرنا پڑے گا -

پھر اسی براہین میں یہ بھی موجود ہے کہ علماء مخالفت کریں گے کہ ترقی نہ ہو - لیکن میں ترقی دونگا اور یہہ سب لوگ جانتے ہیں اور ہر روز دیکھتے ہیں کہ کسقدر مخالفت ہو رہی ہے - اور کیا اس مخالفت سے یہہ سلسلہ رک گیا یا اس نے ترقی کی؟ اگر کوئی ایسی نذیر دنیا میں موجود ہے اور کوئی شخص ایسی کتاب پیش کر سکتا ہے جس میں ایک عرصہ پہلے

ایسی پیشگوئیاں درج ہوں اور وہ پوری ہوئی ہوں یقیناً یاد رکھو کہ کسی مفتری یا کذاب سے ایسا سلوک نہیں کیا جاتا اور اسقدر مہلت اور فرصت اسے نہیں دی جاتی اگر کوئی ایسا مفتری یا کذاب پیش کیا جاوے تو ہم قبول کرلیں گے۔
پھر ایسی مخالفت کے متعلق یہہ خبر بھی دی گئی تھی کہ ہر مخالفت کرنے والا اپنے منصوبوں اور تجویزوں میں ناکام اور نامراد رہے گا خواہ وہ مولوی ہو یا فقیر ہو یا امیر ہو کوئی ہو اور اتنک واقعات نے اس امر کو سچا ثابت کردکھایا ہے۔
اور میں کھلے دل سے بیان کرتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں اور ان مکالمات پر جو میرے ساتھ ہوتے ہیں ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ خدا کی دوسری کتابوں پر ایمان لاتا ہوں۔ اوس نے یہہ بھی مجھے فرمایا ہے کہ میں تجھے بہت برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے وہ زمانہ خواہ کبھی آنے والا ہو۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی طرح ہوگا۔ اس زمانہ کے لوگ دیکھیں گے یا اون کے بیٹے یا اون کے بیٹے غرض ضرور ہوگا۔ ضرور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک نقطہ یا شعشہ نہ ٹلے گا۔

غرض

یہہ نشانات ہیں جن پر غور کرنا چاہیئے۔ اور ٹھنڈے دل سے سوچو کہ مفتری کو یہہ تائیدیں نہیں ملا کرتیں۔
پھر بعض لوگ یہہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نشانات کو کیا کریں قرآن شریف کے خلاف مسائل پیش کئے جاتے ہیں۔
مجھے ایسا کہنے والوں پر بھی افسوس آتا ہے کہ اگر ان کا قرآن شریف پر ایمان ہوتا تو ہرگز ایسی بات نہ کہتے کیونکہ ہم نے بارہا ظاہر کیا ہے اور کتابوں میں شایع کیا ہے کہ ہم قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اگر کوئی شخص ایک آیتہ کا بھی انکار کرے وہ گمراہ اور جہنمی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے وہ کافر ہے مگر کیا کریں یہہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا نہیں مانتے اور انکار کرتے ہیں کہ مجھ میں اور ان میں یہی اختلاف ہے کہ یہہ لوگ کہتے ہیں کہ آیتہ

یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی۔ الآیۃ

کی ترتیب جو قرآن شریف میں ہے صحیح نہیں ہے مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنا یا گمان کرنا خطرناک بے ادبی اور شوخی ہے۔
میں کہتا ہوں کہ اس آیت کی ترتیب صحیح ہے اور اسی لئے اسکے یہہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔ مگر یہہ لوگ اس ترتیب کو غلط (معاذ اللہ) ٹھہراتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ رافعک الی کی جگہہ رافعک الی السماء الثانیہ چاہیئے۔ اور اس کے بعد متوفیک چاہیئے۔ گویا کہ ان کے اعتقاد کے موافق خدا تعالیٰ کو غلطی لگی اس نے کہنا تو یہہ تھا یا عیسیٰ انی رافعک الی السماء الثانیہ ومتوفیک اور کہہ دیا یہہ جو آیت میں درج ہے۔ اب میں قرآن کو چھوڑتا ہوں اور اس کے خلاف کہتا ہوں یا یہہ خود کرتے اور کہتے ہیں۔ انصاف سے بولو اگر یہہ تحریف نہیں تو کیا ہے۔ اسی پر مجھے کہا جاتا ہے کہ قرآن کے خلاف ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآن کی تحریف ہے جس سے یہودیوں پر لعنت پڑی اور وہ سور اور بندر بنے یہودی جو تحریف کرتے تھے اون کے متعلق بھی یہی فرمایا ہے یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ۔
اور جب تم بھی اسی قسم کی تحریف کرتے ہو تو قرآن شریف پر تمہارا اچھا ایمان ہے۔
میں زور سے کہتا ہوں کہ کیا وہ دل خدا ترس ہے اور اس میں تقویٰ کا حصہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے کلام میں تصرف کرنا چاہتا ہے اگر تم سچے ہو اور تحریف نہیں کرتے تو پھر وہ حدیث صحیح پیش کرو جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رافعک الی [illegible] کی بجائے رافعک الی السماء الثانیہ چاہیئے اور یہہ متوفی سے پہلے ہے قرآن شریف میں جو لکھا ہوا ہے "غلط ہے" اور تم سن رکھو کہ ہرگز ہرگز کوئی شخص ایسی حدیث صحیح پیش کرنے پر قادر نہ ہوگا۔
جسقدر صاحب یہاں موجود ہیں۔ آخر ہوش و حواس رکھتے ہیں وہ انصاف سے کہیں کہ اگر کوئی شخص تمسک کو الٹ پلٹ کرتا ہے تو وہ جعل سازی کا مرتکب ہوتا ہے یا نہیں اور وہ اس جعل سازی کی سزا میں جیل میں بھیجا جاتا ہے۔ پھر یہہ اندھیر کیوں روا رکھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو الٹ پلٹ کیا جاوے۔ خدا سے ڈرو یہہ بہت خطرناک دلیری ہے۔ ہاں اگر صحیحین میں کوئی حدیث درج ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسطرح پر فرمایا ہے تو پیش کرو ہم مان لیں گے لیکن اگر تم پیش نہ کرو اور نہیں کرسکو گے۔ تو یہہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ کہ خود کہہ دو اور دوسری غلطیوں کو قرآن شریف کی شرح ٹھہرا لو ہم بار بار تم سے پوچھیں گے کہ بخاری یا مسلم میں دکھاؤ کہ اس میں لکھا ہے کہ رافعک الی السماء الثانیہ پڑھا کرو۔
دیکھو ان باتوں پر غور کرو میرا یہہ مدعا نہیں کہ ہر ایک شخص محض اس وجہہ سے کہ وہ میرے ساتھ عداوت رکھتا ہے اور تعصب نے اوس کے جوش کو بڑھا دیا ہے بے اختیار بول اوٹھے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں محض خدا تعالیٰ کے لئے کہتا ہوں انسان کی جھوٹی منطق کبھی ختم نہیں ہوتی ہے اس لئے میں مقابلہ کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ لیکن میں اپنے دل میں مخلوق کی ہمدردی اور بھلائی کے لئے ایک جوش رکھتا ہوں

جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اسلئے سچے دل سے کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلمات سے مجھے خبر دی ہے۔ مت سمجھو کہ میں بیہودہ طور پر کہتا ہوں۔ بلکہ سچ سچ یہی بات ہے پس جلد بازی نہ کرو کہ جلدی صحیح نتیجہ پر پہنچنے سے روک دیتی ہے میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ اپنے سینے اور دل کو تھام نہیں سکتے اور یہہ مرض کثرت سے پھیل گیا ہے کہ مخالفت کی وجہہ سے حق بات پر کبھی غور نہیں کرتے اور یونہی کوئی بات سنی منہ پر جھاگ آجاتی ہے اور پھر جو زبان پر آتا ہے کہہ دیتے ہیں مگر یاد رکھو یہہ امر تقویٰ کے خلاف ہے متقی کی زبان طرزی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کوئی بات منہ سے نکالے۔
میرا معاملہ اگر سمجھہ میں نہیں آتا تو طریق تقویٰ یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو تاکہ وہ خود تم پر اصل حقیقت کھولدے۔
خدا تعالیٰ کے کلام کی بے حرمتی نہ کرو ورنہ طریق نجات بھول جانے کا اندیشہ ہے۔ آج وقت ہے بصیرت سے کام لو۔
قرآن شریف قانون آسمانی اور نجات کا ذریعہ ہے اگر ہم اس میں تبدیلی کریں تو یہ بہت ہی سخت گناہ ہے تعجب ہوگا کہ ہم یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور پھر قرآن شریف کے لئے وہی روا رکھتے ہیں۔
مجھے اور بھی افسوس اور تعجب آتا ہے۔ کہ وہ عیسائی جیلی کتابیں فی الواقع محرف مبدل ہیں وہ تو کوشش کریں کہ تحریف ثابت نہ ہو اور ہم خود تحریف کرنے کی فکر!!!
دیکھو افترا کرنے والا خبیث اور موذی ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرنا یہہ بھی افترا ہے اس سے بچو۔

غرض

قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر مسیح کی وفات کا وعدہ دیتی ہے۔ اور جسقدر وعدے اس آیت میں رافعک الی سے شروع ہو کر آخر تک ہیں وہ ہمارے مخالف بھی مانتے ہیں کہ پورے ہوگئے حالانکہ وہ سب بعد وفات ہیں پھر وفات کا انکار کیوں کیا جاتا ہے۔
علاوہ بریں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخبر صادق ہیں جو مسلمان کہلا کر بھی آپ پر ایمان نہیں لاتا اور آپ کو مخبر صادق تسلیم نہیں کرتا وہ بڑی بد ذاتی کرتا ہے۔ آپ نے تو فرمایا ہے کہ میں نے مسیح کو دوسرے آسمان پر یحییٰ کے پاس دیکھا ہے اب کیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہے یا نہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت وفات یافتہ نہ تھے بلکہ زندہ تھے تو پھر اس سوال کا کیا جواب ہے؟ کہ ایک وفات یافتہ سے کیا تعلق ہے؟ ان کی تو روح بھی ابھی قبض نہیں ہوئی تھی۔ ادنیٰ فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ مردے کے پاس تو مردا ہی ہوسکتا ہے

پھر یہہ کیا ہوا کہ مردے کے پاس زندہ جا بیٹھا!؟ یہہ صرف اپنی ہی غلطی ہے ورنہ سچ یہی ہے کہ حضرت مسیح بھی مر کر ہی یحییٰ علیہ السلام کے پاس گئے ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے یعنی قرآن شریف سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل یعنی رویت سے ثابت کردیا۔ جو اس قول اور فعل کو نہیں مانتا اسے پھر میں کیا کہوں۔
ان دو گواہوں کے بعد اور کس گواہ کی حاجت ہے پھر یہاں تک ہی بات نہیں خود حضرت مسیح کا تو صاف اقرار بھی موجود ہے اور اس آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سے تو اس سارے قضیہ کا فیصلہ ہی ہوجاتا ہے اس آیت سے پہلی آیتوں میں اسبات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح سے قیامت کے دن سوال کرے گا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ میری ماں کو اور مجھکو خدا بنا لو۔ حضرت عیسیٰ اپنی بریت میں عرض کریں گے کہ میری کیا مجال تھی جو میں ایسی تعلیم دیتا۔ میں تو جب تک ان میں رہا انکو تیری توحید ہی کی تعلیم دیتا رہا جو تو نے مجھے دی تھی لیکن جب تو نے مجھہ کو وفات دیدی پھر تو ہی تو نگران تھا اب غور کا مقام ہے کہ انی متوفیک میں جو وعدہ تھا وہ اس آیتہ فلما توفیتنی سے پورا ہوتا ہے ماسوا اسکے یہہ آیت حضرت مسیح کی موت اور اون کی دوبارہ آنے کے متعلق ایک فیصلہ کن آیت ہے اور یہہ اس قرآن کی آیت ہے جسکا حرف حرف محفوظ ہے اور جسکی حفاظت کا ذمہ وار خود اللہ تعالیٰ ہے جب کہ اس نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔
افسوس مسلمانوں نے اس کتاب کی قدر نہیں کی!!! اس آیت میں مسیح علیہ السلام نے اپنی بریت دو صورتوں سے کی ہے اوّل تو یہہ کہ میری زندگی میں عیسائی نہیں بگڑے کیونکہ میں انکو توحید کی تعلیم دیتا رہا۔ دوم جب مجھے وفات دیدی مجھے کچھہ خبر نہیں۔
اب غور طلب امر یہہ ہے کہ حضرت مسیح ابھی تک زندہ ہی ہیں تو صاحبو! پھر ان کے اس اقرار کے موافق یہہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ابھی تک عیسائی بگڑے بھی نہیں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں وہ صحیح ہے حالانکہ یہہ واقعات صحیح کے خلاف ہے۔ عیسائی ضرور بگڑ چکے ہیں۔
صاحبو! اگر مسلمانوں کے اس خیالی عقیدہ زندہ آسمان پر جانے کو لیکر اور اس آیت کے موافق عیسائی مسلمانوں پر اعتراض کریں کہ ہماری تعلیم تمہارے اقرار کے موافق بگڑی نہیں ہے تو کیا جواب ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہہ امر تو حضرت مسیح کی زندگی سے وابستہ ہے۔ اور زندگی تسلیم ہے تو پھر دوسری تعلیموں کے انکار کے لئے کیا عذر ہے!!!
میں سچ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی خیر اسی میں ہے کہ وہ قرآن شریف پر ایمان لادیں اور وہ یہی ہے کہ مسیح کی وفات پر ایمان لاویں۔

دوسری بات جو اس آیت میں فیصلہ کی گئی ہے وہ ان کی دوبارہ آمد کا مسئلہ ہے مسلمانوں میں غلطی سے یہہ عقیدہ مشہور ہو گیا ہے جس کی کوئی اصل نہیں کہ وہی مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس برس تک اس دنیا میں رہینگے صلیبوں کو توڑیں گے اور کافروں سے جنگ کرینگے وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کا مقام ہے کہ ایک نبی صادق کی نسبت یہہ عقیدہ رکھنا کہ اس نے جھوٹ بولا یہہ تو بے ایمانی ہے۔ ایک شخص اگر عدالت کے سامنے، جھوٹ بولے تو وہ حلف دروغی کی سزا پاتا ہے پھر علیم وخبیر عالم الغیب خدا کے حضور قیامت کے دن کسی نبی کو جھوٹ بولنے کی جرأت کب ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

لیکن یہہ عقیدہ جو میں نے ابھی بیان کیا ہے تسلیم کر لیا جاوے اور اس کو صحیح مانا جاوے تو پھر قرآن شریف چھوڑنا پڑے گا اور حضرت مسیح کو معاذ اللہ خدا تعالیٰ کے حضور قیامت کے دن جھوٹ بولنے والا قرار دینا پڑیگا۔ کیونکہ اگر یہہ سچ ہے کہ وہی مسیح اتر آئے گا۔ تو پھر خدا تعالیٰ کے سامنے ان کا یہہ جواب کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم صحیح نہیں کیونکہ ان کو تو اسوقت یہہ کہنا چاہئیے کہ چالیس سال تک آسمان سے اتر کر پھر زمین پر رہا اور میں نے جنگیں کیں۔ صلیبیں توڑیں اور خنزیروں کو مارا۔ کفار کو مسلمان کیا حالانکہ ان کے جواب میں ان باتوں میں سے کسی کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔

پھر خدا کے واسطے سوچکر جواب دو کیا تم یہہ تجویز نکرو گے کہ حضرت مسیح نے معاذ اللہ جھوٹ بولا اور کیا یہہ نبی کی شان ہے کہ خدا کے سامنے جھوٹ بولے جو شخص یہہ اعتقاد رکھتا ہے اور قرآن پر حملہ کرتا ہے وہ بدذات اور جہنمی ہے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملعون ہیں جو رسمی باتوں کے لئے قرآن شریف پر حملہ کرتے ہیں۔

پس

یہہ آیت مسیح کی وفات اور ان کی دوبارہ آمد کے متعلق قول فیصل ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور وہ دوبارہ نازل نہیں ہونگے اور قرآن شریف سچا اور حضرت مسیح کا جواب بھی سچا ہے۔

ہاں

یہہ امر کہ آنیوالے مسیح سے پھر کیا مراد ہے تو یاد رکھو کہ جو کچھہ خدا تعالیٰ نے مجھہ پر ظاہر کیا اور اپنی تائیدوں نصرتوں اور نشانوں کے ساتھہ اسے ثابت کیا وہ یہی ہے کہ آنیوالا اسی امت کا ایک فرد کامل ہے اور خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی وحی نے ظاہر کیا ہے کہ وہ آنے والا

میں ہوں

جو چاہے قبول کرے۔

میرا یہہ دعوےٰ نرا دعویٰ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھہ زبردست ثبوت ہیں جو ایک سلیم الفطرت اور متقی کو فی الفور سمجھہ آ سکتے ہیں۔

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مامور کو بھیجتا ہے تو تین ذریعوں سے اس سچائی کو ثابت کرتا اور اتمام حجت کرتا ہے۔

اوّل نصوص کے ذریعہ یعنی پہلی شہادتوں سے اتمام حجت کرتا ہے۔

دوم نشانات کے ذریعہ جو اس کی تائید میں اور اسکے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔

سوم عقل کے ذریعہ۔

بعض اوقات یہ تینوں ذریعہ جمع ہو جاتے ہیں اور اسوقت خدا تعالیٰ کے فضل سے یہہ سب ذریعہ میری سچائی کو ثابت کر رہے ہیں۔

پس

نصوص کے لئے یاد رکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بخاری اور مسلم میں جس آنے والے کی خبر دی ہے اسکے لئے یہی فرمایا ہے کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ بخاری اور مسلم میں منکم کا لفظ موجود ہے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ من بنی اسرائیل۔ بلکہ آنے والے مسیح اور مسیح ناصری کا حلیہ بیان کر کے فرق کر دیا ہے (ایڈیٹر)

اور قرآن شریف میں سورۂ نور میں استخلاف کے وعدہ میں بھی منکم ہی فرمایا ہے۔ اب بتاؤ کہ قرآن اور حدیث کے نصوص آنے والے کو اسی امت سے ٹھہراتے ہیں یا باہر سے لاتے ہیں۔ اور قرآن شریف یہی زمانہ مسیح موعود کے آنے کا ٹھہراتا ہے۔

دوم نشانات۔ وہ نشانات جو میری تائید میں ظاہر ہو چکے ہیں اور جو میرے ہاتھہ پر پورے ہوئے ہیں انکی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کے زندہ گواہ اسوقت لاکھوں انسان موجود ہیں میں نے اپنی کتاب نزول المسیح میں ڈیڑھ سو کے قریب نشان لکھے ہیں۔ اور بعض کا پہلے ابھی ذکر بھی کیا ہے۔ تاہم وہ نشان جو میرے لئے ظاہر ہوئے وہ بھی تھوڑے نہیں ہیں اور انسانی طاقت میں یہہ نہیں کہ وہ ان باتوں کو اپنے لئے خود جمع کرے۔

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ مسیح موعود اسوقت آئیگا جب چھہ ہزار سال کا دور ختم ہوگا۔ اور عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک وہ وقت آگیا ہے۔

۲۔ قرآن شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ مسیح موعود چودہویں صدی میں آئیگا جب کہ مسیح چودہویں صدی میں آیا تھا۔ (ایڈیٹر)

۲۔ پھر قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے اور احادیث صحیحہ اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔

جب کہ قرآن شریف میں ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور حدیث صحیحہ میں ہے۔ وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا۔

اب آپ لوگ جانتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بھی ریل طیار ہو رہی ہے اس عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ ایک اخبار والے نے لکھا ہے کہ کہ مکہ مدینہ والے بھی یہہ نظارہ دیکھہ لیں گے کہ اونٹوں کی قطاروں کی بجائے ریل گاڑی وہاں چلے گی۔

قرآن شریف میں جو فرمایا واذا العشار عطلت اسکے متعلق نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ عشار حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں اسلئے یہہ لفظ اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا۔ تاکہ یہہ سمجھہ آجاوے کہ اسی دنیا کے متعلق ہے۔ کیونکہ حاملہ ہونا تو اسی دنیا میں ہوتا ہے۔

اسی طرح نہروں کا نکالے جانا۔ چھاپے خانوں کی کثرت اور اشاعت کتب کے ذریعوں کا عام ہونا اس قسم کے بہت سے نشاں ہیں۔ جو اس زمانہ سے مخصوص تھے اور وہ پورے ہو گئے ہیں۔

ایسا ہی کسوف خسوف کا نشان جو رمضان میں ہوا یہہ حدیث اکمال الدین اور دار قطنی میں موجود ہے پھر حج کا بند ہونا بھی نشان تھا وہ بھی پورا ہوا۔ ایک ستارہ نکلنے کی نشانی تھی وہ بھی نکل چکا۔ طاعون کا نشان تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔

غرض میں کہاں تک بیان کرتا جاؤں یہہ ایک لمبا سلسلہ ہے طالب حق کے لئے اسقدر کافی ہیں۔

پھر

تیسرا ذریعہ عقل ہے۔ اگر عقل سے کام لیا جاوے اور زمانہ کی حالت پر نظر کی جاوے تو صاف طور پر ضرورت نظر آتی ہے۔

غور سے دیکھو اسلام کی حالت کیسی کمزور ہو گئی ہے اندرونی طور پر تقویٰ طہارت اوٹھہ گئی ہے اوامر و احکام الٰہی کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ اور ارکان اسلام کو ہنسی میں اوڑایا جاتا ہے۔ اور بیرونی طور پر یہہ حالت ہے کہ ہر قسم کے معترض اس پر حملہ کر رہے ہیں اور اپنی جگہہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کا نام و نشان مٹا دیں۔

غرض جس پہلو سے دیکھو اسلام کمزور ہو گیا ہے۔ وہ اسلام جس میں ایک بھی مرتد ہو جاتا تو قیامت آجاتی اس میں تیس لاکھہ آدمی مرتد ہو چکا ہے۔ کیا ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پورا نہوتا۔ اگر اب اسلام کی خبر نہ لی جاتی تو پھر اور کونسا وقت آنیوالا تھا۔

پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

کیا خدا تعالیٰ اسوقت نصرت کرے گا جب یہہ نام مٹ جائیگا۔ ایک طرف حدیث میں یہہ وعدہ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا۔ مگر اسوقت جو عین ضرورت کا وقت ہے کوئی مجدد نہ آئے؟ تعجب ہے تم کیا کر رہے ہو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تو وہ زمانہ کہ اسپر متواتر نبی آتے رہے اور یہہ امت جو خیر الامتہ کہلاتی ہے اور خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔ باوجود امت مرحومہ کہلانے کے اس میں جب آتے تو دجال آئے اور پھر ایک دو نہیں تیس دجال گویا خدا کو خطرناک دشمنی ہے وہ اسکو ایسا تباہ کرنا چاہتا ہے کہ نام و نشان نہ رہے۔

افسوس! میری مخالفت میں یہہ لوگ ایسے اندھے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور شوخی اور بے ادبی کرنے سے باز نہیں آتے اسکو عملی طور پر وعدوں کا فرار دیتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک شان کرتے ہیں۔ دیکھو میں کھول کر کہتا ہوں کہ تم اپنے نفسوں پر رحم کرو اس پیغمبر کی شان میں جو افضل الرسل ہے یہہ بے ادبی نکرو۔ کہ حضرت مسیح کو اس سے افضل قرار دو کیا تم نہیں جانتے کہ آپ کی وفات پر صحابہ کی کیا حالت ہوئی تھی وہ دیوانہ وار پھرتے تھے آپ کی زندگی انکو ایسی عزیز تھی کہ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی تھی کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہے گا تو میں اوس کا سر اوڑا دوں گا۔

اس شور پر حضرت ابوبکرؓ آئے اور اونہوں نے آگے بڑھ کر آپؐ کی پیشانی پر بوسہ دیا کہ آپ پر خدا دو موتیں جمع نکرے گا اور پھر یہ آیت پڑھی۔

مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ یعنی آنحضرتؐ بھی ایک رسول ہیں آپ سے پہلے جسقدر رسول آئے ہیں سب وفات پا گئے ہیں صحابہ نے جب اس آیت کو سنا تو انہیں ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہہ آیت اب اوتری ہے انہوں نے معلوم کیا کہ آپ کے مقابلہ میں کوئی اور زندہ نہیں ہے۔

تم میں وہ عشق اور محبت نہیں جو صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ ورنہ تم یہہ کبھی روا نہ رکھتے کہ مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل زندہ کہتے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر صحابہ کے سامنے اسوقت کوئی کہتا کہ حضرت عیسےٰؑ زندہ ہیں تو انمیں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا۔ وہ اسقدر آپ کے عشق اور محبت میں فنا شدہ تھے۔

حسان بن ثابت نے اسموقعہ پر ایک مرثیہ لکھا ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيْ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے میرے پیارے نبی تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھی گیا۔ اور میرے دیدوں کا نور تھا بس میں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں عیسیٰ مرے یا موسیٰ مرے کوئی مرے مجھے تو تیرے ہی مرنیکا غم تھا۔

صحابہ کی تو یہہ حالت تھی مگر اس زمانہ میں اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ نہیں افضل الانبیاء وفات پا گئے اور حضرت مسیح زندہ ہیں۔ افسوس مسلمانوں کی حالت کیا سے کیا ہو گئی میں خوب جانتا ہوں اور اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا پہلا اجماع مسیح کی وفات ہی پر ہوا تھا۔ پھر انکے خلاف کرنا یہہ کونسی عقلمندی اور تقویٰ ہے۔

میں یہہ مانتا ہوں کہ یہہ غلطیاں امتداد زمانہ کیوجہہ سے ہیں۔ تقویٰ نہیں رہا۔ جہالت بڑھ گئی ہے روحانیت ہونا کم ہو گیا ہے راہ راست محجوب ہو گیا ہے۔ اور یہی امور ہیں جو میری ضرورت کے داعی ہیں۔

میں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ ان باتوں پر غور کرو سوچو گھروں میں جا کر تنہائی میں سوچو کہ تم چاہتے ہو کہ اسلام اور سو سال تک آفتوں کا نشانہ بنا رہے اگر اب تک کوئی نہیں آیا تو پھر صدی کا سر تو چلا گیا بائیس برس گذر چکے اب اور سو سال تک انتظار کرو لیکن یاد رکھو کہ اگر مجھے قبول نہ کروگے تو پھر تم کبھی بھی آنے والے موعود کو نہیں پاؤگے۔

میں نے اتنی باتیں کی ہیں بعض مخالفوں کو فائدہ کی بجائے جوش آئیگا اور وہ ہار جیت کیطرف توجہ کرینگے یہہ نہیں

کہ وہ ... تقویٰ کو ...

سے ان باتوں پر غور کرو اور تنہائی میں سوچو اور آخر خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ وہ دعائیں سنتا

حضرت اقدسؑ کی تیسری تقریر

(جو ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بارہ ہزار سے زاید آدمیوں کے مجمع میں آپ نے حاضرین کی بے حد خواہش سے کی۔ ایڈیٹر)

مین آپ سب صاحبون کا شکر کرتا ہون۔ کہ آپنے نہایت صبر اور خاموشی کے ساتھ میرے لیکچر کو سنا۔ مین ایک مسافر آدمی ہون اور کل صبح انشاء اللہ چلا جاؤن گا۔ لیکن مین اس شکر اور خوشی کو ساتھ لیجاؤن گا۔ اور یاد رکھونگا کہ باوجود اختلاف رائے کے کہ جسکی وجہ سے عموماً جوش پیدا ہو جاتا ہے آپنے نیکی اور نیک اخلاق اور آہستگی سے میرے مضمون کو سنا مین یہ جانتا ہون اور خود محسوس کرتا ہون کہ مدت سے خیالات کو چھوڑنا سہل اور آسان نہین ہوتا۔ خواہ وہ کیسے ہی غلط کیون نہ ہون۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ کہ انسان اپنے اندر علمی یا عملی تبدیلی کر سکے۔ لیکن جو اخلاق آپ نے دکہائے ہین۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف ہین۔ اور مین دعا کرتا ہون۔ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے عام طور پر یہ اجتماعی رنگ دکہایا ہے۔ وہ ایسا وقت اور زمانہ بہی لاوے۔ کہ دلون مین بہی اتحاد اور اجتماع ہو۔ اس ملک کو تفرقہ نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ایک زمانہ تہا کہ اس ملک کے ہندوؤن اور مسلمانون مین بہت بڑا اتحاد اور اتفاق تہا اور باوجود اختلاف مذاہب بہی انمین قابل قدر میل ملاپ تہا۔ مگر اس زمانہ مین فرق آگیا۔ اور خدا کرے کہ یہ دور ہو جائے۔

یاد رکھو کہ تنگ دلی اور تنگ ظرفی کا نشان ہے، کہ انسان اختلاف شریعت و مذہب کیوجہ سے اخلاق کو بہی چھوڑ دے اختلاف رائے اور چیز ہے اور اخلاق اور۔ یہ انسانی اخلاق کی خوبی اور کمال ہے کہ باوجود اختلاف رائے کے اخلاقی کمزوری نہ دکہائے۔ آج کے جلسہ نے مجہے ایک تازہ امید دلائی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے تو یہ میل جول ترقی کرے گا۔

مین خوب جانتا ہون کہ جب تک طبیعت مین یہ استعداد نہین ہوتی۔ کوئی شخص صبر اور خوش خلقی سے ایک مخالف رائے کو سن سکے۔ وہ ایسی رائے کو سنکر چپ نہین رہ سکتا۔ اسی لئے یہ خاموشی اور صبر مجہے امید دلاتا ہے۔ کہ اچہے نتیجے پیدا ہون گے یہ بہی خوبی کی بات ہے کہ جب مخالف رائے کو سنے تو فوراً جواب دینے کو تیار نہ ہو جائے۔ کیونکہ یہ تو محض ہار جیت کی خواہش ہوگی لیکن اس رائے کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کیلئے اس پر صبر سے فکر کرنا چاہئے اسی سے علم و حکمت پیدا ہوتی ہے اور علم و حکمت کی ایسا خزانہ ہے جو تمام دولتون سے شریف ہے۔ دنیا کی تمام دولتون کو فنا ہے لیکن علم و حکمت کو فنا نہین ہے۔ پس جو جلدی نہین کرتا۔ بلکہ فکر کرتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ کہ اے اللہ اگر مین غلطی پر ہون تو مجہے بصیرت اور معرفت عطا کر وہ اس حکمت کے خزانہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ پس مین چاہتا ہون کہ آپ صاحبان اس خزانہ کے حاصل کرنے اور محفوظ رکہنے کی کوشش کرین۔

مین آپ صاحبون کی خدمت مین ادب عجز اور تواضع سے عرض کرتا ہون کہ یہ جو کچہ سنایا گیا ہے۔ آپ اس پر توجہ کرین۔ تا کہ میری محنت ضائع نہ ہو۔ جو کچہ میری قلم سے نکلا ہے اور میرے دوست مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑہا ہے۔ مین اللہ تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون۔ کہ کسی کی دل آزاری یا استخفاف مذہب کی نیت سے نہین لکہا بلکہ خدا گواہ ہے اور اس سے بہتر کون گواہ ہو سکتا ہے۔ کہ مین نے سچے دل سے لکہا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے لکہا ہے اور مین جانتا ہون۔ کہ

سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل

چونکہ فرصت بہت کم ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بعض نے نہ سنا ہو۔ اس لئے ہم نے چہپوا دیا ہے اور شرط گنجائش مل سکتا ہے۔ پس اسکو پڑہکر توجہ کرین۔ اور مذہبی مخالفت کو عام مخالفت کا ذریعہ نہ بنا دین۔

مذہب تو اس لئے ہوتا ہے۔ کہ اخلاق وسیع ہو۔ جیسے خدا کے اخلاق وسیع ہین۔ کوئی ہزارون گالیان اسے دے۔ وہ اس پر پتہر نہین برسا دیتا۔ پس اسیطرح حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہین ہو سکتا۔ تنگ ظرف خواہ ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی وہ دوسرے بزرگون کو بہی بدنام کرتا ہے مین اس سے منع نہین کرتا۔ کہ اختلاف مذہب بیان نہ کرو بیشک نیک نیتی سے اختلاف بیان کرو مگر اس مین تعصب اور کینہ کا رنگ نہ ہو۔

ہندوؤن اور مسلمانون کے تعلقات دو چار سال سے نہین بلکہ صدہا سال سے چلے آتے ہین۔ اس لئے خدا کرے کہ بہت سے دلون مین جوش ڈالدے۔ کہ جو ان تعلقات کو دور نہ ہونے دین۔ یہ بہی یاد رکہو کہ مذہب صرف قیل و قال کا نام نہین۔ بلکہ جب تک عملی حالت نہ ہو کچہ نہین خدا اس کو پسند نہین کرتا جسقدر بزرگ اسلام مین یا ہندوؤن مین اوتار وغیرہ گذرے ہین۔ ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہون نے اپنے عمل سے اُن سچائیون کو جن کا وہ وعظ کرتے تہے ثابت کر دکہایا ہے۔ قرآن شریف مین بہی یہی تعلیم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے آپ کو درست کرو جس شخص کے اندر خود روشنی اور نور نہین ہے۔ وہ اگر زبان سے کام لیگا تو وہ مذہب کو بچون کا کہیل بنا دیگا۔ اور حقیقت مین ایسے ہی مصلحون سے ملک کو نقصان پہونچا ہے۔ ان کی زبان پر تو منطق اور فلسفہ جاری رہتا ہے مگر اندر خالی ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مین نہایت خیر خواہی سے کہہ رہا ہون خواہ کوئی میری باتون کو نیک ظنی سے سنے یا بدظنی سے۔ مگر مین کہون گا کہ جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے۔ اُسے چاہئے کہ پہلے خود روشن ہو۔ اور اپنی اصلاح کرے دیکہو یہ سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے۔

مین یقیناً سمجہتا ہون۔ کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے لیکن اب دوسرے پر لاشی مارنا آسان ہے۔ لیکن اپنی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ قوم کی اصلاح کرے اور خیر خواہی کرے۔ وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے قدیم زمانہ کے رشی اور اوتار جنگلون اور بنون مین جا کر اپنی اصلاح کیون کرتے تہے وہ آجکل کے لکچرارون کی طرح زبان نہ کہولتے تہے جب تک خود عمل نہ کر لیتے تہے یہی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت کی راہ ہے۔ جو شخص دل مین کچہ نہین رکہتا اس کا بیان کرنا پرنالہ کے پانی کیطرح ہے جو جہگڑے پیدا کرتا ہے اور جو نور معرفت اور عمل سے بہر کر بولتا ہے وہ بارش کی طرح ہے جو رحمت سمجہی جاتی ہے۔

اس وقت میری نصیحت یاد رکہین آج کے بعد آپ مجہے یہان نہ دیکہین گے اور مین نہین جانتا کہ پہر موقع ہو یا نہ ہو لیکن ان تفرقون کو مٹانے کی کوشش کرو میری نسبت خواہ آپ کا کچہ ہی خیال ہو لیکن یہ سمجہہ کر کہ

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ور نوشت است پند بر دیوار

میری نصیحت پر عمل کرو جو شخص خود زہر کہا چکا ہے وہ دوسرون کی زہر کا کیا علاج کرے گا اگر علاج کرتا ہے تو خود بہی مریگا اور دوسرون کو بہی ہلاک کریگا کیونکہ زہر اس مین اثر کر چکا ہے اور اس کے حواس چونکہ قائم نہین رہے اس لئے اس کا علاج بجائے مفید ہونے کے مضر ہوگا۔ غرض جسقدر تفرقہ بڑہتا جاتا ہے اس کا باعث وہی لوگ ہین جنہون نے زبانون کو تیز کرنا ہی سیکہا ہے یہ بہی یاد رکہو کہ میرا یہ مذہب نہین کہ اسلام کے سوا سب مذاہب بالکل جہوٹے ہین مین یقین رکہتا ہون کہ وہ خدا جو تمام مخلوق کا خدا ہے وہ سب پر نظر رکہتا ہے یہ نہین ہوتا کہ وہ ایک ہی قوم کی پرواہ کرے اور دوسرون پر نظر نہ کرے۔ ہان یہ سچ ہے کہ عالم کے دورے کیطرح کبہی کسی قوم پر وہ وقت آجاتا ہے اور کبہی کسی پر۔ مین کسی کیلئے نہین کہتا بلکہ خدا تعالیٰ نے مجہ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ کہ راجہ رام چندر اور کرشن جی وغیرہ بہی خدا کے راستباز بندے تہے اور اس سے سچا تعلق رکہتے تہے۔ مین اس شخص سے بیزار ہون جو ان کی نندا یا توہین کرتا ہے اسکی مثال کنوئین کے مینڈک کی سی ہے جو سمندر کی وسعت سے ناواقف ہے جہان تک ان لوگون کے صحیح سوانح معلوم ہوتے ہین۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ان لوگون نے خدا کی راہ مین مجاہدات کئے اور کوشش کی کہ اسی راہ کو پائین۔ جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی حقیقی راہ ہے۔

پس جس شخص کا یہ مذہب ہو۔ کہ وہ راستباز نہ ہے۔ وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے۔ کیونکہ اس مین فرمایا ہے۔

إِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

یعنی کوئی قوم اور امت ایسی نہین گذری۔ جسمین کوئی نذیر نہ آیا ہو۔

مین باوا نانک صاحب کو بہی خدا پرست سمجہتا ہون۔ اور کبہی پسند نہین کرتا کہ ان کو برا کہا جائے مین ان لوگون مین سے سمجہتا ہون جن کے دل مین خدا تعالیٰ اپنی محبت آپ بٹہا دیتا ہے۔ پس ان لوگون کی پیروی کرو۔ اور دل کو روشن کرو۔ پہر دوسرون کی اصلاح کیلئے زبان کہولو۔ اس ملک کی شائستگی اور خوش قسمتی کا زمانہ تب آئیگا جب نری زبان نہ ہوگی۔ بلکہ دل پر دار و مدار ہوگا۔ پس اپنے تعلقات خدا تعالیٰ سے زیادہ کرو۔ یہی تعلیم سب نبیون نے دی ہے اور یہی میری نصیحت ہے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

مرآت العالم

یہ ایک نایاب کتاب علم تاریخ مین ہے جسے آنریبل مہاراجہ سر دلیپ سنگہ بہادر مرحوم والی پنجاب نے بڑے اہتمام سے ہزار ہا روپیہ کے صرف سے تیار کرایا تہا۔ اسمین ہندوستان کی مفصل تاریخ ابتدائے زمانہ پیدائش سے اورنگ زیب کی سلطنت تک درج ہے اور تمام نبیون اولیاؤن اور حکیمون کے حالات بہی اسمین مرقوم ہین۔ قیمت ۸ روپیہ

ملنے کا پتہ

دکٹوریہ پیپر آفس سیالکوٹ

عام خبر گردو کا شرنی بخش احمد خان

مالکان بڈ سوانہ کے آگے دو ماحول علاقہ پنجاب دیسی ... کو سونے نئے جدید جنتری مفید حسیتا و گیال منفعت للسکنت نصف قیمت سے لگا کر تقسیم کرتے ہیں۔

مراسلات

رذیل کون ہوتے ہیں

ایک صاحب مسمی حسن علی احمدی سنقام روانہ اردو بازار ضلع گورکھپور سے لکھتے ہیں کہ یہاں اگر کوئی شخص حائک یعنے بافندہ وغیرہ خادم اقوام میں سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو تو مخالفین طعن و تشنیع اور ملامت کرتے اور اس کو کہتے ہیں کہ جب کوئی خرابی ملت و مذہب میں واقع ہوتی ہے تو اول ایسی قوموں سے شروع ہوا کرتی ہے۔ سائل کہتا ہے کہ اس قسم کے اعتراضات سے ہمارے ہم جماعت رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔

واضح ہو کہ اس قسم کے اعتراضات سابق انبیاء و اولیاء اور ان کے پیرو ہمیشہ سنتے رہے ہیں دیکھو پارہ ۱۲ سورہ ہود میں قوم نوح علیہ السلام کے روساء کا ایسا اعتراض نوح علیہ السلام پر ہے کہ تیرے پیرو و تابعدار رذیل اور کمینے و نیچ ہیں بڑے آدمی تیری تابعداری نہیں کرتے۔ اس اعتراض کا جواب جو خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں نوح علیہ السلام کی طرف حکایۃً بیان فرمایا ہے قیامت تک وہی کافی ہے۔

اعتراض از جانب کفار

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ۔

جواب از جانب نوح علیہ السلام

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِّنْ عِندِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ وَيَا قَوْمِ مَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِن طَرَدتُّهُمْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ ... وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَن يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ۔

ترجمہ۔ پس قوم نوح کے منکر سرداروں نے کہا اے نوح ہم تجھ کو ایک معمولی اپنی شکل کا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تیری پیروی کرنیوالے رذیل یعنے نیچ و کمینے ہیں اور بے سوچی عقل سے تمکو ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہم تمکو جھوٹا گمان کرتے ہیں۔ جواب نوح سے۔ لوگو تم کچھ تو سوچتے دیکھو میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلے اور بین دلائل پر قائم کیا گیا ہوں جنکو نہ ماننے کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اور اس نے مجھ پر اپنی رحمت بھیجی ہے وہ تمکو دکھائی نہیں دیتی۔ میں اس رحمت میں تمکو کسطرح شامل کروں جبکہ تم اوس کو ناپسند کرتے ہو۔ اے لوگو میں تم سے کچھ بدلہ اس تبلیغ پر نہیں مانگتا میرا اجر خداوند تعالیٰ کے ذمہ ہے جن لوگوں نے مجھے مان لیا ہے (جنکو تم رذیل و کمینے سمجھتے ہو) میں انکو کبھی نہیں نکالونگا کیونکہ رحمت الٰہی ان کے شامل حال ہو گئی ہے اپنے پروردگار کی طرف سے اون کو اس ایمان لانے کا بدلہ و ثواب ضرور ملیگا۔ بلکہ میں تو تم کو ہی نادان دیکھتا ہوں (جن لوگوں کے دلوں میں خداتعالیٰ نے ایمان لانے کیلئے القا کیا اور وہ میرے ساتھ شامل ہو گئے خواہ وہ امیر ہوں یا غریب) اگر میں تمہارے کہنے سے اونکو کہدیڑ دوں تو خداوند تعالیٰ کے عذاب سے مجھے کون مدد کر کے بچائیگا تم فکر اور سوچ کیوں نہیں کرتے ہو۔ میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں اور جن کو رذیل و کمینے سمجھکر تمہاری آنکھیں حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں میں نہیں کہتا کہ خداوند تعالیٰ اون کو اس ایمان لانے کے بدلے کوئی بھلائی اور ثواب نہیں دیگا کوئی امیر ہو یا غریب اگر وہ خلوص دل سے ایمان لائے تو ان کو ضرور ثواب ملیگا اون کے دلوں کا اچھا واقف کار خداوند تعالیٰ ہی ہے اگر میں انکو کہدیڑ دوں یعنی اپنی شمولیت سے الگ کر دوں تو اس وقت ظالم ٹھیرتا ہوں۔ پھر وہی سائل پوچھتا ہے

کہ مانگوں میں کیا رذالت ہے

اگر رذالت کے معنے برائے و قباحت سمجھتے ہو تو یہ غلط فہمی ہے کیونکہ اکثر خادمہ اقوام میں عابد و زاہد و پارسا بہ نسبت بڑی اقوام کے زیادہ ہوتے ہیں اور ابتدائے زمانہ سے سارے انبیاء و اولیاء کی صداقت و تصدیق کا حصہ زیادہ تر غریب لوگوں نے لیا ہے اور اس نعمت عظمیٰ سے سب سے پہلے خادم و غریب اقوام نے حصہ لیا ہے۔ پس سوچ رکھو کہ حق و حکمت و سچائی کی تصدیق غریبوں و ادنیٰ لوگوں سے شروع ہوتی آئی ہے۔ دیکھو پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں۔

بَدَأَ الدِّينُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا۔ یعنی دین اسلام کی ابتدا غریب لوگوں سے شروع ہوئی اور آخر زمانہ میں بادشاہوں اور بڑی قوموں سے دین اسلام نکلکر غریبوں میں باقی رہیگا دیکھو صحیح بخاری میں یہ بات مشرح ہو چکی ہے پھر اگر رذالت کے معنے چھوٹائی و کمزوری سمجھو تو یہ صحیح ہیں۔ مشاہدہ کا انکار کسطرح ہو سکے دنیا میں قوموں کی چھوٹائی و بڑائی فاتح و مفتوح کسطرح خیال کیگئی ہے ہمیشہ فاتح بڑا اور مفتوح چھوٹا کہلاتا ہے ہمیشہ خادم چھوٹا اور مخدوم بڑا ... سے سمجھ سکتے ہو کہ جو اقوام خادم ہیں اگر وہ دیندار و پرہیزگار ہیں خواہ بافندہ ہوں یا حجام وغیرہ ہوں وہ خداتعالیٰ کے نزدیک افضل و اکرم ہیں۔

سائل نے بعد اون مسئلہ کفو کی بابت استفسار کیا ہے کہتا ہے کہ اگر یہ قومیں خراب و بری نہیں تو انکی کفو دوسری بڑی اقوام کے ساتھ کیوں نہیں رکھی گئی واضح ہو کہ کفو بلحاظ اسلام تمدن دنیا متعلق ہیں کما قال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ یعنی اے لوگو ہم نے تمکو ایک ہی مرد و ایک ہی عورت سے پیدا کیا اور تمہاری کئی جماعتیں اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تمہاری آپس میں شناخت و پہچان باقی رہے یعنی اقوام خادم و مخدوم میں تمیز باقی رہے اور دنیا کے انتظام میں خلل نہ واقع ہو۔ خادم بننے سے انسان برا نہیں ہو جاتا بلکہ بسا خادم از مخدوم بہتر خواہند بود خداوند تعالیٰ کے نزدیک اکرم و اشرف انسان کو متقی پرہیزگاری ٹھیرائے گئے ہیں خواہ وہ کسی قوم سے ہوں جیسا کہ فرمایا تعالیٰ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

جو انسان تم میں سے سب سے زیادہ متقی و پارسا ہوگا وہی خداوند تعالیٰ کے نزدیک بڑا اور شریف ہے موجودہ زمانہ کے بعض علماء و سجادہ نشین جن کے آبا و اجداد سابقاً زمانہ میں خادمہ اقوام خیاط۔ آہنگر۔ حائک وغیرہ تھے ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ اون کو بعض امرا و روساء نے بلحاظ تقویٰ اپنی بیٹیاں نکاح کرکے دیدیں۔ خداتعالیٰ کی کلام کی صداقت اس تجربہ و مشاہدہ نے ہمکو دکھا دی۔ کہ بالتحقیق خداتعالیٰ کے نزدیک شریف و کریم انسان وہی ہیں جو پارسا و پرہیزگار ہیں اور اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ بسا اوقات خادم تقویٰ و پارسائی سے مخدوم بنجاتا ہے۔ چنانچہ دیکھو شارح درمختار نے علماء کا کفو بادشاہ سے ثابت کیا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اوس نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ علماء میں سے کس قوم کے عالم کا کفو بادشاہ سے ملتا ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہاں بھی فتویٰ عمومیت پر ہی ہے۔ پس یہ جو شرح وقایہ میں لکھا ہے فحائک او حجام و کناس او دباغ لیس بکفو لعطار او بزاز او صراف یعنی۔ یعنی بافندہ اور حجام یا جاروب کش و چمڑا رنگنے والے کی کفو دوا فروش اور بزاز اور صراف سے نہیں ملتی اور اس پر فتویٰ ہے۔ پس یہ بات انتظام تمدن دنیا کی رو سے ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ فرماتے ہیں۔ التشدید من الامور التی تکلم بہا شرعا فی الاخرۃ فلا تنبنی احکام الدنیا علیہ۔ خداوند تعالیٰ نے تو صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ قوموں کی فضیلت خداتعالیٰ کے نزدیک حسب اور باپ دادوں کی بڑائی کے سبب نہیں ہوتی بلکہ تقویٰ و پرہیزگاری کے سبب ہوتی ہے حتیٰ کہ صالح مرد اور صالحہ عورات کا کفو بدکار عورات و بدکار مرد سے فقہا نے ناجائز کہا ہے اگرچہ ایک جانب سے مرد یا عورت میں قومیت کی بڑائی ہو چنانچہ شرح وقایہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۔ فلیس فاسق کفوا لبنت الصالح۔ یعنی بدکار آدمی صالح مرد کی بیٹی کا کفو نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی امیر کبیر اور شریف زادہ ہو اور اسکو جذام و آتشک ہو گئی ہو تو چھوٹے سے چھوٹا یعنی ادنیٰ قوم کا آدمی بھی اسکو اپنی بیٹی نہیں دیگا۔ اور اس کے ساتھ رشتہ قائم کرنے سے نفرت ظاہر کریگا پھر جس انسان کے اندر کفر و شرک و بدعات کا جذام و کوڑھ موجود ہو بتاؤ اسکی ہمتائی اور اسکا کفو خداوند تعالیٰ کے کس کے ساتھ ثابت کیا ہے خواہ وہ کوئی شاہزادہ ہی ہو اسکا جواب ہر ایک فہیم و دانشمند و خردمند عالم کے پاس یہی ہوگا کہ اسکا رشتہ ابوجہل و ابولہب و فرعون اور اس کے اعوان و انصار سے ثابت ہوگا۔ م

مصرع
کفر را کفو ہست بوجہل لعین
کفو اسلام است ختم المرسلین

خاکسار اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم

مقدمات کا حال

ہمارے مقدمہ میں جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے عدالت کی کل کارروائی ختم ہو چکی ہے۔ ۵ ستمبر کو مجسٹریٹ صاحب نے ۱۵ ستمبر ۱۹۰۴ کو فیصلہ سنانے کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ اور یہ خبر لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار میں شایع ہوئی تھی۔ اس خبر نے ہمارے بعض دور کے احباب کو قدرتی طور پر بہت مشتاق بنا دیا یہانتک کہ ۱۶ ستمبر کی ڈاک میں خطوط کے بعض جوابی تاروں کے ذریعہ فیصلہ کی خبر مانگی گئی۔ لیکن ہم عام اطلاع کے لئے لکھتے ہیں کہ ہمارے مقدمہ میں جیسا کہ معلوم ہوا ہے یکم اکتوبر ۱۹۰۴ء کو مجسٹریٹ صاحب فیصلہ سنائیں گے۔

مقدمہ بنام حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں شہادت صفائی گذر رہی ہے امید کیجاتی ہے کہ آج طلبیدہ گواہ ختم ہو جائیں اور پھر وہ گواہ باقی رہیں جو بذریعہ عدالت طلب نہیں ہوئے۔ بلکہ جیسا کہ ابتداءً کہا گیا تھا خود ساتھ لائے گئے ہیں۔ اس کے بعد تحریری بحث پیش ہوگی۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیالکوٹ تشریف بری کا ارادہ فی الحال ملتوی ہو گیا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۰۴ء سے آجتک مندرجہ ذیل رویا اور الہام ہوئے ہیں۔

۱۔ خواب میں دیکھا کہ کسی نے کھجوریں اور سیر کیے ہوئے پیش کیے ہیں۔

۲۔ نہایت خوشنما برفی ایک ڈبے میں دیکھی۔

۳۔ ایک اسیر کیے نظارہ کے بعد الہام ہوا یطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیرا۔ پھر بیداری ہوئی تو مرزا نظام الدین صاحب کا خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا کہ مقدمہ دیوار کے خرچہ کی اجرائے ڈگری والا روپیہ مجھے معاف فرمایا جاوے حضرت نے نہایت فراخدلی اور فیاضی سے معاف فرمایا۔ (یہ ایک عظیم الشان اخلاقی معجزہ ہے جس پر ہم انشاءاللہ کسی دوسرے وقت لکھیں گے (ایڈیٹر) (ہم۔ کوئی کہتا ہے ہماری قسمت آیت دار)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء کو گورداسپور تشریف لیگئے ہیں۔ ۲۔ حضرت حکیم الامۃ بھی گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب لاہور سے سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے پھر گورداسپور حسب الطلب حضرت حاضر ہوئے مگر پھر واپس تشریف لے گئے۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی دارالامان میں موجود ہیں آپنے سیر تھہ میں نہایت ہی قابلیت کے ساتھ مخالفین پر اتمام حجت کیا ہے اور عجیب عجیب فلسفیانہ مضامین اور قرآن کریم کے اسرار و نکات بیان کئے جو عنقریب شائع ہونگے۔

۳۔ دارالامان میں ہفتہ زیر اشاعت میں خاطر خواہ بارش ہوئی۔

ضروری اطلاع

۱۰ ستمبر کا الحکم اپنے وقت پر پہنچ چکا تھا مگر اسکے پہلے صفحوں میں جو مضمون درج ہوا ہے اسکی اشاعت فی الحال بعض وجوہات کی بنا پر بے وقت تھی اسلئے وہ صفحہ شائع نہیں کئے باقی چھ صفحہ شائع کر کے سیاہ کر دیئے۔

(ایڈیٹر)

بلاغ لقوم عابدین

(از میر مہدی حسین صاحب)

اک شور جو دنیا میں مذاہب کا پڑا ہے
ظاہر ہے ظہور احمد مرسل کا ہوا ہے
سالوں کی گھٹا آتی ہے ای لوگو خبردار
بیدار ہو سونے کا نہیں وقت رہا ہے
مشرق سے چلی آتی ہے وہ باد بہاری
مغرب کی طرف زور سے رخ اوس نے کیا ہے
سب آمد مہدی کے نشان ہو چکے ظاہر
وہ صور سرافیل کھڑا پھونک رہا ہے
اب حشر ہے سب عالم میدان میں ہو [illegible]
لاہور زمین تبلیغ کا ہنگامہ بپا ہے
کیوں سوتے ہو اے بیخبر و جلدی سے جاگو
سورج تو بہت دیر کا دنیا میں چڑھا ہے
جو اب بھی نہ جاگیگا وہ بیتابانہ بھاگیگا
طاعون سے فرمان یہ حکم الہی سے کہا ہے
مہدی کے سوا کون ہدایت نہیں دیگا
اے قوم مسلمان یہ اک غور کی جا ہے
لاہور جو پنجاب کے صوبہ کا ہے مرکز
وہاں مہدی ہدایت نہیں دینے کو گیا ہے
ہاں غافلو ہو وقت ذرا تقوی سے کام لو
اب عذر و بہانہ کوئی جائز نہ روا ہے
عیسیٰ جسے کہتے تھے فلک پر وہ نہیں ہیں
یہ مہدی و عیسیٰ تمہیں خالق نے دیا ہے

مطلع

کیسا ہو نہیں گر کوئی پرانے تو کیا ہے
اوس بیٹے مریم سے مسیحا یہ بڑا ہے
گو شبیہ نہ انکی ہیں کیے ولیکن یہ بجا ہے
[illegible]
عصیان کے مریضوں کی دوا کرتے ہیں عیسیٰ
پر صدق کی شیشی کے یہی لائق کہا ہے
زندہ کیا مجھ مردہ [illegible] سال کو دم سے
بیمار و ادہر آؤ یہاں دست شفا ہے
اے مولویو تم کو خدا جلد سنبھالے
کیا دل سے گئی گزشتہ [illegible] خوف خدا ہے
[illegible]
تسلیم کرو اس میں محمد کی رضا ہے
کیا نور محمدی جو ہوں کے آئینہ اتر
[illegible]
مرسل کو خدا سے [illegible]
مرتد جسے کہتے ہو وہ مقبول خدا ہے
بھیجا ہے خالق نے تمہاری ہی جا پر
یہ لوگ ثمر او عیسیٰ صبح و مسا کیے
چلاتے تھے تم جب کہ لیے آہ و فغان کیے
تم نے پر اوس کے تمہیں انکار روا ہے

کیا بھول گئے جامی و حالی کے وہ شیون
کس درد سے ان دونوں نے کی عرض و دعا ہے
جامی کو اگر آپ نے دیکھا نہیں صاحب
حالی تو ابھی آپ میں موجود کھڑا ہے
واللہ کہ خون ہوتا ہے پڑھ کر جگر اسکو
کس حال سے حالی نے قصیدہ یہ لکھا ہے

خلاصہ قصیدہ الغیاثیہ حالی

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغان
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ گردون میں بلا تھا جسکا [illegible]
وہ عرصہ تیغ جہلا [illegible]
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
بیان نکلے ہیں سو دیکھو درم [illegible]
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے [illegible]
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمہ صافی
دیندار و [illegible] باقی نہ صفا ہے
گو دین کو جو کہتوں نہیں ذلت سے ہماری
امت تیری ہر حال میں راضی برضا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زمان میٹ رہا ہے
سوتے ہیں کہاں مولوی الطاف حسین آج
کیا یاد نہیں انکو [illegible]
اسلام کی جانب سے وکیل انکو بنا کر
ہر مولوی و مفتی کی گویا یہ صدا ہے
ہاں حالی گستاخ ذرا آنکھ تو کھول
منظور خدا ایک یہ عرض و دعا ہے
[illegible] احسان
کیوں دل کی قساوت نے تمہیں گھیر لیا ہے
حالی نے اگر حالت موجودہ پہ لکھا
کیوں مرسل یزدان سے منہ موڑ رہا ہے
باز آؤ یہ [illegible] تاخیر کہاں تک
تم جس سے جدا ہوتے ہو وہ ظل خدا ہے
پوچھو کے احوال سے عبرت کرو حاصل
انجام تو معلوم ہے جو انکو ہوا ہے
طاعون نہ چھوڑے گی مکذب کے جگر کو
آغوش میں آ کر [illegible]
اے اہل جہان آج یہ کیا ڈھنگ نیا ہے
کیوں بغض و عداوت پہ ہر اک شخص تلا ہے
صادق کی اگر تم کو نہیں طاقت تصدیق
بدگوئی پہ کس نے تمہیں مجبور کیا ہے
کیوں گالیاں دیتا ہے [illegible]
بتلاؤ قصور آپ کا کیا ہم نے کیا ہے
کچھ سوچ کے جاؤ [illegible] اپنی نوازش
کس ملک میں اور قوم میں یہ ظلم روا ہے
پہلوں کے فسانے تمہیں کیا یاد نہیں ہیں
مغضوب علیہم کا تو کچھ ذکر سنا ہے
پتھر بھی پگھل جاتے ہیں جب خوف خدا ہے
اب دیکھو لیا آپ نے سینہ میں دھرا ہے
یہ موج نے لکھا ہے بڑے جوش تعجب
دیکھیں کہ اثر آپ پہ کیا اسکا ہوا ہے

مذاہب عالم

دیانة الاوسترالتین

یعنی آسٹریلیا والوں کے اعتقادات

(ترجمہ از البلاغ)

آسٹریلیا بحر اوقیانوس میں ایک عظیم الشان جزیرہ ہے جسکی مساحت میں لاکھ مربع میل ہے جبتک پرتگال والوں نے ابتدائی سترہویں صدی میں اسکو دریافت نہ کرلیا تھا باقی چاروں براعظموں کے باشندوں کو اسکی کچھ خبر نہ تھی۔ اس جزیرہ کے باشندے نہایت جاہل و بے تمیز ہیں باقی دنیا کے لوگوں سے بہت ادنی خیال کئے جاتے ہیں جب پہلے پہل یہ جزیرہ دریافت ہوا تو دیکھا گیا کہ اس کے باشندے کسی چیز کو سجدہ نہ کرتے تھے اور نہ لفظ خالق کے معنی سے آشنا تھے لیکن وہ ارواح خبیثہ کے معتقد تھے اور ان کا یہ اعتقاد تھا کہ ارواح خبیثہ رات کو پھرتے ہیں اور لوگوں کو آسیب و ضرر پہنچاتے ہیں اور منتروں، جادو و تعویذ و دھاگے اور جھاڑ پھونک سے شفا ہوجاتی ہے۔ اون کا گمان تھا کہ جادوگر اور جھاڑ پھونک والے لوگ دوسرے آدمیوں سے بہت افضل و اعلی ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑ کر آدمیوں کی نظروں سے غائب ہوجاتے ہیں اور بارش برسانے اور بجلیاں گرانے اور ہوائیں چلانے پر قادر ہوتے ہیں۔

آسٹریلیا کے لوگ خواب کو صحیح سمجھتے ہیں اون کا اعتقاد ہے کہ بحالت نیند روح جسم سے الگ ہوکر دوسری ارواح کو ملتی ہے

آسٹریلیا کے بعض قبائل کا اعتقاد ہے کہ عالم کی بعض موجودات خود بخود پیدا ہوگئیں اور پھر انہوں نے باقی کائنات و موجودات کو پیدا کیا۔ وہ کہتے ہیں آسمان میں ایک باپ ہے جسکے تحت میں چند مخلوقات و موجودات کا تصرف ہے اور اس کے تین بیٹے ہیں۔ کہتے ہیں ایک خوفناک سانپ نے انسانوں پر تسلط کیا ہوا ہے اور جملہ فساد و گناہوں و بدیوں کا وہی باعث ہے

جنوبی آسٹریلیا کے باشندوں کا اعتقاد ہے کہ آفتاب و ماہتاب اور سیارے ستارے زندہ اجسام ہیں وہ کسی زمانہ میں آباد تھے اور پر چلے گئے۔ جب کوئی آدمی انمیں سے اچانک مرجاوے تو اوسکی موت کو کسی دشمن کے جادو سے منسوب کرتے ہیں اور اس دشمن کے ڈھونڈنے کا انہوں نے یہ طریقہ مقرر کرلیا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اوسکی قبر کے گرداگرد خوب جاروب کر دیتے ہیں اور مٹی کو ہموار کر دیتے ہیں کہ چلنے والے کے قدم اوس پر ظاہر دکھائی دیں خواہ وہ کوئی کیڑا یا کیڑا ہی چلنے والا ہو پھر پہلے پہل جو حیوان و جانور اس مقام میں چلے اسکی قدم کی رخ کی طرف دشمن کو سمجھتے ہیں جس طرف کو جانا ہیں تو میت کے قریبی وارث کو مقرر کرتے ہیں کہ وہ اس طرف چلا جاوے جب سامنے سے کوئی خیمہ یا گھر آجائے وہاں ٹھہر جاتا ہے اور دشمن وہاں گمان کیا جاتا ہے بعض اوقات اسیطرح اون کو کئی سو میل جانا پڑتا ہے

جب وہ اپنے سامنے کے کسی گھر میں جا پہنچتا ہے تو وہاں جا ٹھہرتا ہے اور صاحب خانہ میں سے کسی ایک کو ساحر گمان کرتا ہے اور [illegible] ایک دعوت کھانا تیار کرتا ہے جو شخص اوس کھانے [illegible] مشرق کی طرف ہو اوس کو بلا شبہ اون [illegible] جادوگر سمجھکر مار دیتا ہے۔

ان کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ جو مردہ دفن نہ کیا جاوے اوسکی روح ارواح خبیثہ میں جا ملتی ہے جو زمین میں بھٹکتے پھرتے ہیں

بعض اہل آسٹریلیا کا اعتقاد ہے کہ اونکی روحیں خلیج سمندر کے جزیروں میں رہتی ہیں

جزائر کوئینز لینڈ کے بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد اون کے چمڑے سفید ہوجاتے ہیں اون کے اس اعتقاد کی اصل یوں ہے کہ ابتدا میں جب اون کا کوئی مرجاتا تو اوس کو وہ خود کھا لیتے تھے۔ جب سیاہ فام آدمیوں کا چمڑا اتارتے تو چمڑے کے نیچے سے سفید چربی دیکھکر ان کا یہ اعتقاد ہوگیا کہ روحیں سفید ہیں اون کے اس اعتقاد کی یہ بات بھی موید ہوئی کہ جب انہوں نے اول دفعہ سفیدی دیکھی تو اس کو انہوں نے اپنے گذشتہ مرے ہوئے مردوں کی روحیں گمان کرلیا مشہور [illegible] ذکر کیا ہے کہ ایک عورت جس کا بیٹا جنگ میں مارا گیا ہے مجھے اوس بیٹے کا روح گمان کرکے سخت روئے اور پکار اٹھے ہاں ہاں یہ وہی میرا بیٹا ہے۔ آسٹریلیا والوں کے نزدیک ماتم کیلئے طریقے ہیں۔ جب کوئی رئیس و حاکم مرجاوے تو اسکی لاش کو کسی درخت پر رکھکر جلا دیتے ہیں اکثر بیوہ عورتیں اپنے سر منڈوا لیتی ہیں اون کے ماتم کا رنگ سفید مقرر ہے جب اون کا کوئی آدمی مرجاوے یا گم ہوجاوے تو سفید پٹہ ماتمی نشان کے پہنتے ہیں ان بعضوں کا اعتقاد ہے کہ مردے کی روح زندہ ہوتا ہے میں اور وہ اکیلے بھٹکتے پھرتے ہیں کبھی دوسرے جسم میں داخل ہوجاتی ہے اہل آسٹریلیا دوسری حالت کو افضل سمجھتے ہیں اس لئے کسی خویش و قریبی کے مرنے سے بہت تضرع و زاری میں رہتے ہیں کہ مبادا اسکی روح کہیں اکیلی بھٹکتی نہ پھرتی ہو اور یہی آرزو ہے کہ وہ کسی جسم میں داخل ہو بعضوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد روحیں آسمان کے بلند مقامات میں چڑھ جاتے ہیں اور اپنی اجسام کو کبھی کبھی دیکھنے کو اتر آتے ہیں

مختصر نوٹ اور نکات

اسلام کیا چیز ہے؟ اسلام ایک آگ ہے جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے۔ ایسے چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا تعالیٰ سے یوں پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے۔ بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے اور ایک آگ اوپر سے ہم پر اترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہمارے تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اس حالت کا نام قرآن شریف کے رو سے اسلام ہے

اسلام انسان کے نفسانی جذبات پر موت وارد کرتا ہے اور سفلی کیچلی سے اس کو نکال دیتا ہے۔ پھر روحانی زندگی کیلئے اس موت کے بعد جو شربت دیا جاتا ہے وہ دعاء فاتحہ کا شربت ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ روحانی اور کامل تعلق پیدا ہونے کا ذریعہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے اسلام اور دعاء فاتحہ ہے۔ یعنے اول اپنی تمام زندگی خدا کی راہ میں وقف کر دینا اور پھر اس دعا میں لگے رہنا جو سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے تمام اسلام کا مغز یہ دونوں چیزیں ہیں۔ اسلام اور دعاء فاتحہ۔ دنیا میں خدا تک پہونچنے اور حقیقی نجات کا پانی پینے کیلئے یہی ایک اعلیٰ ذریعہ ہے جو قانون قدرت نے انسان کی اعلیٰ ترقی اور وصال الٰہی کیلئے مقرر کیا ہے۔

تبادلہ بند

چکڑالوی بدعت کی غلطی الحکم کی بعض اشاعتوں میں کھولی گئی تھی جس پر خود اسکا ماہواری آرگن بھی سر ہو یا مضمون لکھتا رہا مگر اب چکڑالوی اور اس کے جانشینوں کو خیال پیدا ہوا ہے کہ غیر از قرآن دیکھنا حرام ہے۔ اس لئے وہ آئندہ الحکم دیکھ نہیں سکتے کیونکہ الحکم بھی غیر از قرآن ہے۔ اس کارڈ کا مفہوم ہے جو چکڑالوی کے دفتر سے مسدودی تبادلہ کیلئے موصول ہوا ہے۔ ہم نے تو پہلے ہی چکڑالوی کی درخواست پر تبادلہ جاری کیا تھا اور اب بڑی خوشی سے بند کر دیتے ہیں لیکن ناظرین کی دلچسپی کیلئے کسی اگلی اشاعت میں وہ خطوط ضرور چھاپ دینگے تاکہ اسکی حقیقت کھل جاوے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم نے چکڑالوی سے جو بالمشافہ گفتگو کی ہے وہ بھی درج کریں گے۔

کفارہ اور فطرت

فطرت انسانی کبھی اس بات کو روا نہیں رکھتی کہ ایک کے گناہ دوسرے پر لاد دیے جاویں اور نہ خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے جس شخص کے پیٹ میں درد ہو دوسرے کے دوا کھانے سے وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید کے سر میں درد ہوا اور خالد نے اپنے سر میں پتھر مارا ہو اور زید تندرست ہو گیا ہو عیسائیوں نے اس عقیدہ کی تراش میں اپنی جان ہی پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر بھی خطرناک حملہ کیا ہے کہ (معاذ اللہ) وہ لوگوں کو گناہ کے زہر سے مرتا ہوا دیکھ کر ان کے لئے کوئی تریاق تو پیدا نہ کر سکا اس کا علاج اگر سوجھا تو یہی سوجھا کہ آپ ہی اپنا بیٹا بن کر صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتانی کہتا ہوا لٹک گیا (تعالیٰ شانہ)

وید کے ام الفنون ہونے پر لطیفہ

الحکم آریہ واعظوں اور دوستوں

آریوں کے منہ سے سنا ہے کہ وید کی زبان ام الالسنہ ہے اور وید ام الفنون ہے ہر چند ان کا یہ دعویٰ کبھی عملی رنگ میں دنیا کے سامنے اس روشنی اور ایجاد کے زمانہ میں پیش نہیں ہوا لیکن تو بھی آرین لٹریچر میں یہ دعویٰ کیا مزید جاتا ہے ہم نے اس دعویٰ پر بہت غور کیا ہے اور یہ معما حل نہیں ہوتا کہ جس حال میں وید ام الفنون ہے تو کیا وجہ ہے کہ حضرات آریہ چپ چاپ بیٹھے ہوئے ہیں کیوں وہ ان نئی کلوں اور ایجادوں کو پیش نہیں کرتے جو انہوں نے وید مقدس کی بدولت کی ہیں۔ یا ان فنون اور ایجادات کا اصول سوقت تک معلوم ہی نہیں ہوتا جبتک یورپ یا امریکہ کے کسی موجد کی ایجاد ذہنیت ہو کر مشتہر ہو جاوے؟

ایک اور تعجب کی بات یہ ہے کہ آرین الہیات کے موافق اب دنیا میں کسی پر الہام تو ہوتا ہی نہیں اور وید ام الفنون ہیں اور یہ ثابت شدہ صداقت ہے کہ ایجادات یورپ اور امریکہ میں ہو رہی ہیں تو کیا ماننا پڑے گا کہ ایڈیسن وغیرہ موجدوں پر وید کا الہام ہو رہا ہے؟

پھر

ایک اور امر بھی قابل استفسار ہے کہ کیا وید دان کا کوئی بھی عالم موجود ہے یا نہیں اور خود پنڈت دیانند بھی اس کے عالم تھے یا نہیں؟ اگر کوئی عالم ہے تو اس نے کس نے ایجادات وید سے نکال کر دنیا کے سامنے پیش کی ہیں انکی ایک فہرست پیش کرنی چاہئے۔ اگر کوئی نہیں تو پھر یہ دعوے تو کہ ہر بشیر سے نکو خرم کا مصداق ہو

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نمازوں۔ مذہبی وعظوں۔ جلوسوں۔ تصویروں اور اخبارات کی تحریروں وغیرہ سے پاگل ہو کر لکھو کہا آدمی جنگی وردی پہن کر تابل دیتے ہیں اور قسم قسم کی جانستان اسلحہ سے مسلح ہیں۔ اپنے والدین بیوی اور بچوں۔ گرو سنے وہو سے چھوڑ کر ایسے ایسے مقامات پر جا رہے ہیں۔ جہاں کس نہایت بیرحمی اور سنگدلی سے ان لوگوں کے سر قلم کریں جن کے ساتھ نہ تو پہلے ان کی صورت آشنائی ہی ہے۔ اور نہ ہی ان بیچاروں نے ان کا کوئی گناہ کیا ہے۔ ان کے پیچھے ایسے ڈاکٹر اور نرسیں لگی ہوئی ہیں جو اپنے خیال میں اپنے شہروں میں تو سادہ۔ امن پسند اور محنتی لوگوں کی خدمت نہیں کر سکتیں۔ مگر صرف ان کے کام آسکتی ہیں جو ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں مصروف ہیں اور جو لوگ پیچھے گھروں میں ہیں۔ وہ میدان معرکہ اور رزم گاہوں کی خبریں سنکر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جب ان کے کانوں میں آواز پڑتی ہے کہ فلاں معرکہ میں بیشمار جاپانی تہ تیغ کئے گئے ہیں تو اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس کا نام انہوں نے خدا رکھا ہوا ہے۔ یہ سب کچھ ان کی علوہمتی کا اظہار سمجھا جاتا ہے اور جو لوگ اس بارہ میں ان کے ہمصفیر نہ ہوں یا ان کو غلطی سے واقف کرنے کی جرأت کریں ان کو ملک کے غدار اور بیوفا سمجھتے ہیں۔ اور جو نکیلے روسیوں کے ہاتھوں سے ان کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں

باب سوم

گویا یہ وہی بات ہوئی کہ والٹیر۔ مونٹسکیو۔ پسکل۔ سوفٹ۔ کانٹ۔ اور سپینوزا یا صدہا دیگر مصنف اس دنیا کے سطح پر کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے جنہوں نے اپنی زبردست تحریروں سے جنگ کو لغو اور خلل دماغ کا نتیجہ ثابت کیا ہے اور دنیا کے سامنے اس کے ظلموں بد اخلاقیوں اور وحشت کا خاکہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔

اس وقت جو کچھ ہمارے چاروں طرف ظہور میں آ رہا ہے۔ جب ہم اسکی طرف نگاہ کرتے ہیں تو تمام خطروں سے بڑھ کر جو بھاری خطرہ ہمیں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی عقل کیسی نحیف اور کمزور ہو گئی ہے۔

وہی خاصیت جو انسان کو حیوانوں کے درجہ سے نکال کر اعلیٰ و برتر کرتی ہے (یعنی عقل) وہی نکمی اور زائل ہو گئی ہے۔ نہیں بلکہ شوریدہ پشت ہو گئی ہے جسطرح کہ لگام گھوڑے کے سر سے نکلکر اس کی ٹانگوں میں پھنس جانے سے اسکی رفتار کو روک دیتی ہے اور اس کو دیوانہ کر دیتی ہے۔

اسیطرح آجکل انسانوں کو خلل دماغ ہو گیا ہے۔ یہ تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ ایک بت پرست جو خواہ یونانی یا روسی نسل سے ہو یا برائے نام عیسائی ہو جس کو انجیل کی تو مطلق خبر نہ ہو مگر دین عیسوی کی ہدایات پر اندھا دھند عمل کرتا ہو۔ یہ صرف لڑائی ہی نہیں کر سکتا بلکہ لڑائی کے کارناموں پر فخر کر سکتا ہے۔ لیکن دین عیسوی کا سچا معتقد جو برادرانہ محبت کی خوبیوں سے خوب واقف ہو اور ہمارے زمانہ کے کتب فلسفہ اور صنعت و حرفت سے بہرہ یاب ہو کسیطرح اپنے کندھوں پر بندوق اٹھا کر یا توپ کے پاس کھڑا ہو کر بنی نوع انسان کے ہجوم کی طرف ہلاک کرنے کی نیت سے نشانہ کر سکتا ہے۔؟

اسپینیا کے حبشیوں اور رومن اور یونانی لوگوں کو تو یہ ترغیب دیجا سکتی ہے کہ یہ اپنی کانشنس کے مطابق لڑائی میں شریک ہوں اور اس کو کار ثواب خیال کریں لیکن ہم چاہتے ہوں یا نہ چاہتے ہوں پھر بھی عیسائی کہلاتے ہیں اور دین عیسوی کی کتب کی خواہ کچھ ہی تاویل کیجائے پھر بھی اس کا عام اصول ہمیں ایک معراج بخشتا ہے جس سے ہم جنگ کی لغویت اور اس کے مظالم کو محسوس کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور خوب معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ بالکل اس کے مخل ہے۔ جو کچھ کہ ہمارے نزدیک سعادتمندی اور راستبازی میں داخل ہے۔ لہذا جو کچھ جنگ کے حامیوں نے کیا ہے وہی ہم یقین استقلال اور امن سے نہیں کر سکتے ہمارے جرم کا خیال ضرور ہمارے دل میں جاگے گا اور قاتل کے سے فیلنگ ہمارے دماغ میں گذریں گے جو شخص ہلاکت کا کام شروع کر کے اپنی تصور کو اپنی روح پر منقوش کرتا ہے۔ اپنے آپ کو خارج از عقل یا جوشیلا بنا لیتا ہے اور اپنے خطرناک مذموم فعل کو اچھی طرح مکمل کر سکتا ہے۔ اسوقت روسی سوسائٹی کے اعلیٰ مدارج کے دماغوں میں جو غیر معمولی اور پاگلانہ خیال سمائے ہوئے ہیں یہ محض اس کام کی معصیت کے علم کا اظہار کرتے ہیں جو ان لوگوں سے سرزد ہو رہا ہے اس مضمون کی متکبرانہ اور حاکمانہ سمجھیں کہ شہنشاہ کی اور ملک کی پرستش ثواب میں داخل ہے اور اس کے واسطے اپنی جانیں نثار کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے (یا دوسرے الفاظ میں اپنی جانیں نہیں بلکہ دوسروں کی جانیں نثار کرنے کیلئے) اور ان کے املاک کی سینہ سپر ہو کر حفاظت کرنا چاہئے جو دوسروں کیلئے غصب کئے گئے ہیں۔ علاوہ اس کے تمام محنتوں اور کسبوں کی تیاری اور جنگی بیڑے اور دیگر ہتھکی امداد جو گورنمنٹ کی نذر کیا گیا ہے (اور یہ اپنی رعایا سے اسقدر روپیہ جمع کر سکتی ہے جسقدر کہ اسکی مرضی ہو) جس گورنمنٹ کا فرض ہے کہ جنگ کا اعلان کرنے کے بعد ضروری جنگی بیڑا تیار کرے اور مجروحوں کی خبرگیری کے وسائل بہم پہونچائے۔ یہ تمام کفر کی نمازیں جنگی خبریں قصبات اور دیہات سے اخبارات کے پاس

جبھی جاتی ہیں۔ اور یہ تمام جلوس جو قوم کی مسرت و انبساط کے واسطے نکالے جاتے ہیں۔ اور اخبارات کو خوف دلاتا جس سے علی العموم مشہور ہونیکا کوئی اندیشہ نہیں کیا جاتا۔ اور تمام احمقانہ اور وحشیانہ خیالات جو روسی سوسائٹی کے سفوف میں سما گئے ہیں۔ اور بتدریج لوگوں تک بھی پھیلائے جاتے ہیں۔ یہ سب اسی خطرناک فعل کے ظہور کا اظہار کر رہے ہیں جو آجکل سرزد ہو رہا ہے۔

آزاد اور بے لاگ فیلنگ لوگوں کو خوب جتا رہی ہے کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں ہرگز نہیں کرنا چاہیئے لیکن جس قاتل نے قتل عام شروع کر دیا ہے اب وہ اسکو بند نہیں کر سکتا۔ پس روسیوں کا خیال ہے کہ جس خونریزی کی بنیاد ڈالی گئی ہے یہ جنگ کی تائید کے واسطے ناقابل تردید دلیل ہے۔ پس جو جنگ چھڑ گئی ہے۔ اب بند نہیں ہو سکتی ہمارے زمانے کے بہت تعلیم یافتہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انسان اپنی مرضی کا مالک نہیں لہذا اگر یہ اسکی سمجھ میں بھی آ جاوے کہ جو کام اس نے شروع کیا ہے وہ سراپا بدی سے مملو ہے پھر بھی یہ اس کے کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ پس اسطرح وحشی پاگل ہند لا ہند ہلاکت کا کام کئے چلے جاتے ہیں۔

باب چہارم

کسی سپاہی یا نن کمشن افسر سے جو اپنے بوڑھے والدین بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر میدان کارزار میں گیا ہو پوچھو کہ کیوں اُن لوگوں کو قتل کرنے کے واسطے مستعد اور کمربستہ ہو رہا ہے جن کی اس نے کبھی شکل بھی نہیں دیکھی۔ پہلے تو آپ کے اس سوال سے حیران ہو گا کیونکہ یہ سپاہی ہے اور اس لیے اپنی حلف کا پابند ہے اور اپنے کمانڈروں کے احکام بجا لانے کو مجبور اور پھر جب آپ اس کو بتاؤ گے کہ جنگ یعنی بنی نوع انسان کا قتل کرنا احکام انجیل کے خلاف ہے چنانچہ مقدس نوشتوں میں لکھا ہے ”تو کسی کو ہلاک مت کر“ تو یہ فوراً اس کا جواب دیگا کہ ”اگر ہمارے لوگوں پر حملہ کیا گیا ہو تو پھر کیا کرنا چاہیئے؟ بادشاہ کی خاطر اور دین کے واسطے جنگ کرنا عین ثواب ہے“ (چنانچہ ایک شخص نے میرے سوال کا جواب دیا کہ ”اگر کوئی شخص اس پر حملہ کرے جو کچھ ہمارے نزدیک مقدس ہے تو پھر کیا کیا جاوے؟“ میں نے پوچھا کہ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ ”اس نے کہا کہ جھنڈے پر“) اگر آپ اس سپاہی کے دل پر منقوش کریں کہ خدا کا حکم صرف جھنڈے سے ہی بہت ضروری نہیں بلکہ دنیا میں ہر ایک شئے سے اعلیٰ و برتر ہے تو پھر یا تو یہ خاموش ہو جاوے گا یا خفا ہو کر حکام کے پاس رپورٹ کریگا۔

پھر کسی جنرل سے پوچھو کہ وہ میدان جنگ میں کیوں جاتا ہے تو یہ آپ کو صاف کہیگا کہ میں جنگی آدمی ہوں جنگی اور اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے بہت ضرورت ہے مگر حالت کا عیسائی قانون کے خلاف ہونا اس کو ذرہ بھی نہیں کھٹکتا۔ پس یہ قانون کا تصور نہیں بلکہ قانون کی ترمیم کا سقم ہے جس سے یہ لوگ واقف کئے گئے ہیں اور سپاہیانہ حیثیت میں یہ ہمیشہ یہی کہیگا کہ ”اس موقع پر جبکہ آبائی ملک پر افتاد پڑی ہوئی ہے بحث کرنے کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا ہے۔“

پھر ڈیپلومیٹسٹ لوگوں سے پوچھئے کہ کیوں یہ مکائد و تدابیر سے جنگ کو ہوا دیتے ہیں؟ تو یہ فوراً جواب دیں گے کہ یہ دراصل اپنی مستعدی کے اظہار سے قوموں میں امن قائم رکھنا چاہتے ہیں اور یہ مدعا خالی تصوروں سے ہرگز نہیں حاصل ہو سکتا بلکہ ڈیپلومیٹک کارروائی یا جنگ کیلئے ہمیشہ تیار رہنے سے حاصل ہو سکتا ہے جسطرح کہ ملٹری اشخاص اپنی کارروائیوں کے متعلق سوال کرنے کے بجائے کوئی عام سوال پیش کر دیتے ہیں اسطرح ڈیپلومیٹسٹ لوگ بھی روس کے مفاد کا یا دیگر بادشاہوں کی بیشہ ستیزان یا یورپ میں طاقت کی میزان کا تذکرہ کر دیتے ہیں اور اپنے افعال اور اعمال کو چھپا جاتے ہیں۔

پھر اخبار نویسوں سے پوچھئے کہ یہ کیوں اپنی تحریروں سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں تو ان کے پاس سوا اس کے کوئی جواب نہیں ہو گا کہ جنگ بالعموم ضروری اور مفید ہے بالخصوص موجودہ جنگ اور اسکی تائید کے واسطے جھوٹی منطق چھانٹنا شروع کر دیں گے اور جنگی آدمی اور ڈیپلومیٹسٹ کیطرح غیر متعلقہ سوال سوال چھیڑ دینگے۔ یا قوم۔ ملک یا تہذیب اور یورپینوں کے عام فائدہ کا رونا شروع کر دیں گے۔ اگر آخر میں قائل کرنے سے یہ مان بھی جائیں گے کہ جنگ کرنا اچھا نہیں تاہم اس بات پر مصر ہوں گے کہ اسوقت جنگ کا بند کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ انکو بحیثیت روسی اپنی اعلیٰ اور برتر پوزیشن۔ لوکل سلف گورنمنٹ ڈاکٹروں اور روس کی عزت کا خیال ہے اسلئے بحیثیت مجموعی یہ بحث کرنے کا موقع نہیں بلکہ کام کرنے کا ہے۔ یہی زار کا جواب ہو گا جو اس تمام کارروائی کا ذمہ وار ہے۔ اسکو بھی سپاہی کیطرح اس سوال سے حیرت ہوگی کہ آیا اب جنگ ضروری ہے؟ مگر جنگ کو بند کرنے کا ایماء شاق گذرے گا اور کہے گا کہ اب ایسی بات سے گریز نہیں ہو سکتا جبکہ تمام قوم متقاضی ہے اور گو یہ دل سے جنگ کو مذموم خیال کرتا ہو اور سطح عالم سے اس کا نام مٹانے کے واسطے زمین و آسمان کے قلابے ملانے کو تیار ہو تاہم موجودہ حالات میں نہ تو اس کا اعلان کرنے سے گریز کر سکتا ہے اور نہ اسکی اجراء کو روک سکتا ہے کیونکہ یہ روس کی عظمت اور شان و شوکت کے واسطے ضروری ہے لیکن ہر ایک شخص سے جب یہ سوال دریافت کیا جائیگا۔ تم جس حال میں اپنے آپ کو قانون عیسوی کا پابند کہتے ہو اور یہ وہ قانون ہے جس سے صرف یہی دوسروں کو قتل کرنے ہی کی ممانعت نہیں بلکہ ان کے ساتھ برادرانہ پیار کرنے کا حکم ہے تو کیوں تم لوٹ مار اور ہلاکت کے واسطے جنگ میں شریک ہوتے ہو تو یہ ہمیشہ یہی جواب دیگا کہ میں اپنے آبائی ملک۔ ایمان۔ حلف عزت۔ تہذیب یا تمام انسانی ذات کی آئندہ بہبودی کے واسطے جنگ میں شریک ہوتا ہوں۔ الغرض یہ لوگ ہمیشہ جنگ کی تیاریوں میں یا اس کے متعلق بحث و مباحثوں میں مشغول رہتے ہیں۔ اور جو کچھ وقت ان کاموں سے بچتا ہے وہ آرام کرنے میں بسر کرتے ہیں اور اسطرح ان کو اپنی زندگی کی بابت سوچنے اور بحث کرنے کے واسطے کوئی وقت نہیں ملتا۔ (باقی آئندہ) (ارمن)

مادر مہربان

عربی اخبار ثمرات الفنون بیروت کے سابقہ نمبروں میں کسی نامہ نگار نے تعلیم و تربیت کے بارے میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کا ترجمہ ہم ناظرین الحکم کیلئے چھاپ دیتے ہیں۔

وہ عورت جو بیش قیمت الماس و جواہرات و زیورات سے مزین اور عمدہ و اعلیٰ لباسوں میں ملبوس ہو اور اس کے گرد و اگرد خادمہ و سہیلیاں ہر وقت موجود رہتی ہوں اور وہ جلال و بزرگی کے تخت پر ہر وقت متمکن ہو اور جملہ مخلوقات اس کے حکم کے ماتحت ہو۔ کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اکثر اوقات اپنی سہیلیوں وغیرہ کی زیارت و ملاقات ہی میں صرف کرتی ہو چغلی غیبت۔ اس کا اکثر کام ہو اور بیہودہ و لاطائل کلاموں و کاموں میں پڑنا اس کا مشغلہ ہو۔ کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اپنے بچوں کو گالیاں دے اور ان کو مارے و گھورے اور ان کے لئے موت و ہلاکت و امراض و بلاؤں کی آرزو کرے اور انکو بطلب انتقام لینے کی غرض سے جھڑکیاں دے کیا وہ مادر مہربان کہلا سکتی ہے۔

جو عورت اپنے بچوں میں کبر و نانیت و غرور و بیکاری کا بیج بوئے اور ان کو اپنا برا نمونہ دکھلائے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت دولتمند و غنی ہو کر دنیا سے پیار و محبت میں بخل بے شمار رکھتی ہو اور فقراء و مساکین کو ملنے اور نرمی و رحم و رافت سے اغماض و کنارہ کشی کرے اور اگر مفلس و تنگدست ہو تو کام کرنے سے دل چرائے اور اپنی اور اپنے کنبے کی پرورش کیلئے دوسروں کے پاس جا کر دست سوال پھیلائے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اپنی اولاد کے منہ و لباس گندہ و میلا ہونے کے باعث اون کی طرف نظر بھی نہ کرے اور انکی سختی و درشتی کلام اور انکی خباثت و غصہ کے باعث نہ ان کی بات سنے اور نہ انکو اپنے پاس بیٹھنے دے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

مادر مہربان وہ ہو سکتی ہے جو سب امور سے پہلے اپنی واجبات دینی ادا کرے اور عام و خواص کے نزدیک اپنی عادات و سیرت کو درست رکھنے کا بہت اہتمام کرتی ہو۔ مادر مہربان وہی ہو سکتی ہے جو عقل و دانائی سے اپنے بچوں کے دلوں میں اخلاق فاضلہ و اوصاف حمیدہ مرکوز و منقش کرے اور انکو اپنا ایک نمونہ دکھلاتی رہے ان کی زبان پر کلمات تحمید و تسبیح پروردگار کا ورد و وادے فرض عبادات ایزدی کی انکو مشق کرائے۔ اور حتی الامکان اخلاق رذیلہ و عادات بد سے انکو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔

فرض کرو کہ ایک کنبہ ہو جسمیں ایک باپ ایک ماں اور چار بیٹے ہوں جن کا گھر شہر کے کسی کونہ میں شگوفوں والے درختوں کی شاخوں وغیرہ سے بشکل چھپر بنا ہو۔ اس کے ایک کمرہ میں ایک عورت صاف لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہو جس کے چہرہ سے وقار و متانت ٹپکتی ہو اور وہ اپنے وطن کا کوئی کپڑا سی رہی ہو اپنے زانوؤں کے سہارے اپنے ننھے بچے کو لٹایا ہو اور اس کو شیریں آواز سے سلا رہی ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے دو بیٹے مدرسہ سے آکر گھر میں داخل ہوں اور ان کے چہروں پر حشمت و مہابت کے آثار موجود ہوں اور بندہ وقار و فہم سے والدہ کو آکر سلام کریں اور اس کے ہاتھ چوم کر با ادب بیٹھ جاویں اور اپنی والدہ کے حکم کے منتظر ہوں کہ وہ اسکی تعمیل کریں تو ایسے بچوں میں نزاہت و طہارت و پاکیزگی کے آثار ضرور پائے جاویں گے جو انکی مادر مہربان نے ذریعہ ان کے دلوں میں مرکوز و منقوش کئے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے بچوں سے پوچھتی ہے کہ آج کے دن جو بات تم نے سیکھی ہے وہ سناؤ وہ بھی دو صاف اور واضح طور سے اپنی والدہ کے آگے بیان کر دیتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد باپ الحمد للہ داخل ہوتا ہے اور اس کے دو بڑے بیٹے بھی ساتھ ہیں جو کام کاج کر کے تھکے ماندے ہو کر گھر پہنچے ہیں جونہی وہ گھر پہنچتے ہیں وہ بڑی بشاشت و کشادہ روئی و تبسم سے پیش آتی ہے جس سے انکو سارے دن کی محنت و کوفت بھول جاتی ہے اور رات کی روٹی جو کچھ میسر ہو بڑی محبت و الفت و اتفاق سے سب اکٹھے ملکر تناول کرتے اور رازق مطلق کا شکر بجا لاتے ہیں اسوقت انسانیت پکارتی ہے کہ میں جس چیز کو ڈھونڈ رہی تھی پالیا۔ ہاں میں نے اپنی گمشدہ چیز کو پالیا۔ یہی وہ مادر مہربان و ام صالحہ ہو جو حقیر و غریب گھر میں ہو اور اس میں صفات و اعمال مطلوبہ موجود ہوں خوشخبری ہو اس گھر کو جسمیں ایسی مادر مہربان و ام صالحہ موجود ہو۔

مذہبی دنیا پر نظر

ہندوستان میں آج کل نت نئی مذہبی سوسیائٹیاں جنم لے رہی ہیں۔ اور ابھی سوسائیٹی جنم ہی لیتی ہے۔ کہ اسکے فرقے در فرقے پیدا ہونے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر ان کا باہمی جائداد وغیرہ کی نسبت جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ پرانے مٹھو وغیرہ کے متعلق بھی آئے دن مقدمات دیوانی عدالتوں میں دائر ہوتے رہتے ہیں۔ ان سب کی راہبری کے لئے کام دینے اور آئندہ کے جھگڑوں سے چھڑانے کے لئے سکاٹلنڈ کی عیسائی پریسبیٹرین چرچ کے متعلق ایک پادری کی تقریر پر اس جگہ کے عیسائیوں نے اپنا نامنظور کرنے کا استحقاق جتلایا۔ جس میں پارلیمنٹ کے ہاؤس آف لارڈز نے قرار دیا۔ کہ عام عیسائیوں کو ایسے انکار کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسپر ۴۹۶ پادریوں اور پرافیسروں نے اپنے مالی حقوق محض اپنے آقا کی آواز کیمطابق چلنے کی خاطر چھوڑ دئے۔ اور تقریباً پندرہ روپیہ سالانہ کی آمدنی کو جواب دیدیا۔ ان لوگوں نے علیحدگی اختیار کرکے بڑے جوش سے کام کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انکی قایم کردہ "فری چرچ سکاٹلنڈ" میں پچاس برسوں کے اندر ہی ۱۲۶۸ پادری ہو گئے۔ جن کے ممبران کی تعداد چار لاکھ سے زیادہ ہو گئی۔ اور جن کے پیروان کی تعداد پندرہ لاکھ سے کم نہیں سمجھی جاتی تھی اُنکے پاس ۱۰۶۹ گرجا گھر اور اسکے مطابق سامان بھی اکٹھا ہو گیا۔ جب انہوں نے اسقدر ترقی پکڑی تو پرانی "پریسبیٹرین چرچ" نے ان کو پھر سے اکٹھے ہو جانے کے لئے متحرک کیا۔ اس پر بڑی بھاری کونسل ہوئی۔ اور ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو کثرۃ رائے سے فیصلہ ہوا۔ کہ "فری چرچ" اور "یونائیٹڈ پریسبیٹرین"۔ دونوں آپس میں ملجاویں۔ فری چرچ کے عام جلسہ میں ۶۴۳ رائیں ملنے کے حق میں تھیں۔ اور ۲۷ رائیں برخلاف تھیں۔ دوسرے دن سائینڈ کی اتفاق رائے سے یونائیٹڈ فری چرچ ایک عام جلسہ میں بنائی گئی۔ جسمیں چھ ہزار آدمی جمع تھے۔ قلت رائے نے کثرت سے علیحدگی اختیار کرکے نہ صرف اپنی آرگینیزیشن ہی علیحدہ بنالی۔ بلکہ اپنے چرچ کی کل جائداد کے قبضہ کا دعوےٰ کیا۔ جو بوقت انکی علیحدگی کے موجود تھی سکاٹ لنڈ کی ماتحت عدالتوں میں برابر فیصلہ کثرت رائے کے حق میں ہوتا رہا۔ لیکن جب خاتمہ پر مقدمہ برٹش ہاؤس آف لارڈز میں گیا۔ قبل مقدمہ کے بحث شروع ہونے کے کثرت رائے کیطرف سے راضی نامہ کا سوال پیش کیا گیا۔ اور علاوہ ساڑھے سات لاکھ روپیہ کے بہت سے گرجا کے مکان بھی پیش کئے گئے۔ لیکن قلت رائے والوں نے اس کو ایک اصول مذہبی کا سوال قرار دیکر راضی نامہ کرنے سے انکار کیا۔ آخر کار بحث شروع ہوئی۔ اور ۸½ دنوں تک برابر جاری رہی اور ہاؤس آف لارڈز نے فیصلہ یہ دیا۔ کہ چونکہ "فری چرچ" کے جلسہ عام کو مذہبی عقاید کی نسبت نئے قواعد بنانے کا اختیار نہیں تھا۔ اور چونکہ انہوں نے ایسا کیا۔ اسلئے کل جائداد وغیرہ ان کو ملنی چاہیئے۔ جو کہ ان کی عقاید پر اب تک قایم ہیں۔ جنکی بنا پر کہ ۱۸۴۳ء میں اہل اول "فری چرچ" "پریسبیٹرین چرچ" سے علیحدہ ہو کر قایم ہوئی تھی۔ گو بعض انگریزی اخباروں کی رائے اس فیصلہ کے برخلاف نظر آتی ہے۔ تاہم میری رائے میں یہ فیصلہ بالکل ان اصولوں کے مطابق ہوا ہے۔ جو کہ ایک مذہبی تحریک کے محرک ہوا کرتے ہیں۔ کسی مذہب کے کام میں کوئی بھی آدمی اسلئے دان یا چندہ نہیں دیتا۔ کہ وہ کثرت رائے کے مطابق خرچ ہوگا۔ بلکہ وہ محض اس خیال سے دیتا ہے۔ کہ فلاں فلاں عقاید کے پھیلانے میں یہ روپیہ مدد دیگا۔ اسلئے انصاف تو چاہتا ہے۔ کہ اگر کثرت کی رائے اصل عقائد سے انحراف کر جاوے۔ تو جو جائداد یا دھن کہیں خاص عقائد کے پھیلانے کیلئے جمع کیا گیا ہے۔ وہ انہیں کے پھیلانے میں خرچ کیا جاوے۔ انگلستان کے لوگ شریف ہیں۔ اور اس لئے جہاں عدالت نے فیصلہ دیا۔ فوراً اپنے فرائض کو سمجھ لیتے ہیں یہ انگلینڈ کا ہی حوصلہ ہے۔ کہ لبرل پارٹی کی تمام کثرت رائے اپنے برخلاف دیکھکر لارڈ روزبری فوراً لیڈر شپ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان میں ٹھیک اسکے برخلاف "مان نہ مان میں تیرا مہمان" کا مسئلہ عملاً جاری ہے۔ اور ایسی حالت کی موجودگی پر جو نیک نیت آدمی سوسائیٹیوں کے بکھیڑوں سے علیحدہ ہو کر پرماتما کا بھجن کرتے ہوئے اپنے ہم جنسوں کی سیوا کرنا چاہیں۔ ان کو بزدل اور کمزور کہا جاتا ہے۔ اس ملک میں ابھی شخصی ترقی کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ میری رائے تو یہ ہے۔ کہ جب تک کم از کم ایک کروڑ آدمی محض اپنی شخصی ترقی میں لگ کر اپنے آپ کو آدرش نہ بنالیویں۔ تب تک اس جگہ سوسائیٹی کی ترقی کا نام نہیں لینا چاہیئے۔ لیکن جو بیل کولہو میں جوت لئے گئے ہیں۔ وے کیا کریں۔ انکے لئے تو "نہ جائے ماندن نہ جائے رفتن" کا معاملہ ہے

اس شراب میں خاص مسیحی اثر ہوگا

عیسائیوں کے رومن کیتھولک خاص مٹھ کا نام چارٹریوز ہے۔ وہاں کے پادری ایک طرف تو مسیح کا ورد کرتے ہوئے مالا جپتے اور دوسری طرف شراب کی نہایت اعلیٰ کشید کرتے۔ نامہ نگار اخبار ڈیلی نیوز پیرس سے لکھتا ہے۔ کہ یہ مٹھ اپنے پادریوں کی پاک زندگی کیلئے مشہور نہیں ہے بلکہ محض پادریوں کی کھینچی ہوئی شراب کی نفاست کے لئے مشہور ہے۔ لیکن اب چونکہ اعلیٰ برانڈی کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اس مٹھ کے پادریوں نے بھی اپنی شراب کی طیاری کے لئے کم قیمت کی برانڈی خود بنانی شروع کر دی ہے

ہندوستان کے لئے تو یہ خبر کچھ نئی نہیں۔ کیونکہ یہاں مذہبی مٹھوں کے ماتحت شراب کی دوکانیں اور گانجہ چرس۔ بھنگ وغیرہ کی صرف دوکانیں ہی نہیں کھلی رہتیں۔ بلکہ مٹھ میں استعمال کے لئے یہ سامان اکٹھا جمع رہتا ہے۔ لیکن آریہ سماجیوں کے لئے یہ خبر واقعی حیرت انگیز ثابت ہوگئی۔ لیکن آریہ سماجی لوگ بھول جاتے ہیں۔ کہ جب مسیح کے لہو کی جگہ شراب پینے کی اجازت عیسائیوں کے مذہب دیتا ہے۔ تو پادریوں کا مے فروشی سے روزی پیدا کرنا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے۔

انتہائے دنیا و وجود قیامت پر عقلی و نقلی دلائل

(دیکھو سلسلہ کیلئے الحکم مورخہ ۲۴؍ اگست ۱۹۰۴ء)

خداوند کریم قیامت و حشر و نشر کے بارے میں بہت سی آیات پیش کرتا ہے۔ جن کے معنے بجز آخروی زندگی۔ قیامت کے تاویلاً بھی اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ مثلاً وہ مقام قابل غور ہے جہاں خدا تعالےٰ جملہ بنی نوع آدم کی پیدائش کا احوال بترتیب بیان کر کے اسکے بعد فرماتا ہے ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ۔ پس یہ وہی قیامت ہے جو رب العالمین فی جملہ مخلوق بنی آدم اولین و الآخرین کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر رکھا ہے جس میں سب مُردے جی اٹھینگے۔ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی۔ آخروی زندگی اچھی اور دیرپا ہے سچ ہے اس دنیا میں کچھ پائیداری نہیں۔ مشاہدہ بھی یہی سبق دیتا ہے۔ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی آخرت میں عذاب ہوگا۔ تو بھی دیرپا اور ثواب ملے گا۔ تو وہ بھی پائیدار ہوگا۔ سینکڑوں انسان یہاں باوجود استحقاق عذاب و ثواب یوں ہی گذر جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کا پورا پورا حساب قیامۃ کو ہوگا۔ خداوند تعالےٰ دنیا کی زندگی کو ناقص و ناتمام فرماتا ہے۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ۔ اس کے بدلے مصفّٰی اور پاک زندگی ضرور چاہیئے۔ پس وہ آخرت میں ہی ملیگی اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ۔ زندگی تو آخرت میں ہی ہے گی۔ یہاں تو موت ہی موت ہے صلحا و اہل اللہ کو جو یہاں حیات طیبہ ملتی ہے وہ اس آخروی زندگی کا ابتدا ہوتا ہے۔ یہ بات داخل فطرت انسانی ہے۔ اور قدرتاً ہر ایک دانشمند و احمق و عالم و جاہل و مہذب و غیر مہذب چاہتا ہے۔ اور ہر ملک و ملت کے لوگ ہر زمانہ میں یہ آرزو رکھتے اور چاہتے ہیں۔ کہ ان کو اولاد سے یا دیگر اشیاء یادآور سے پس از مردن یاد کیا جاوے۔ اور جملہ صلحا و انبیاء کی یہی خواہش رہی کہ اولاد سے۔ خیر جاری سے یا کسی دوسرے نیک پیرایہ سے دنیا میں اپنی یادگار چھوڑ جاویں۔ جو ان کے لئے باعث یادگار ہو۔ اس خواہش میں بقائے روح ہی کا خیال مضمر ہے۔ کیونکہ اگر آدمی مرنے سے محض معدوم ہو جاتا۔ تو دنیا میں یادگار رہنے سے اسکو کیا فائدہ تھا۔

سوال۔ بعض انسان بقائے روح کو مستبعد سمجھتے ہیں۔ جواب۔ ہم کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جملہ ارواح کو کلمات اللہ فرماتا ہے۔ پس جبکہ انسان ضعیف البنیان فونوگراف جیسے آلات میں اپنے کلمات و الفاظ کو دراز مدتوں تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔ تو خداوند تعالےٰ خالق ارواح و اشباح کے آگے اپنے کلمات یعنے ارواح کا محفوظ رکھنا کون سی مشکل بات ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جاوے تو اس عالم کا وجود ایک انسان کی طرح دیکھوگے جس کا ہر ایک جز بمنزلہ اعضائے انسان کے ہے جیسا کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے۔ تو اسکے اعضائے شنوائی و بینائی وغیرہ میں ضعف و کمزوری آ جاتی ہے۔ اور بالآخرۃ مر جاتا ہے۔ ایسا ہی اس عالم کا ہے۔ ایک دن ضرور اس پر مرض الشیب کا غلبہ ہو کر اس کا خاتمہ ہوگا۔ اب ہم کتاب نورالدین سے اثبات قیامت من القرآن کے دلائل نقل کرتے ہیں۔ جو حضرت مولانا نورالدین صاحب نے لکھتے ہیں۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

قیامت کے ثبوت میں یہ ایک نرالہ مضمون ہے اور اس طرز کو میں نے کہیں اور جگہ دیکھا نہیں۔ مگر میرے ایک نہایت پیارے دوست جو بسبب مدرس ہونے کے ریاضی دان تھے۔ انہوں نے مجھے محبت اور حسن ظن کے باعث ایک بار فرمایا۔ کہ قرآن کریم میں قیامت کے ثبوت صرف امکان قیامت کو ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً کھیتوں سے تشبیہ۔ سونے اور جاگنے کی تشبیہ سے قیامت اور حشر احیاء کو بعد الموت ثابت کیا گیا ہے۔ مینے عرض کیا نہ مولنا آپ ریاضی دان ہیں۔ اس لئے میں ایک ریاضی کا مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ جو مثبت تو قیامت ہے۔

اربعہ متناسبہ کا قاعدہ رول آف تھری آپکے یہاں اور عقلا کے سامنے مسلم اور صحیح ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ صحیح ہے۔ مینے عرض کیا۔ کہ نیازمند یہی طریق ثبوت قیامت کا قرآن کریم سے حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور بطور مثال چند آیات سناتا ہوں۔ سورہ بقرہ پہلے پارہ میں آتا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰۤی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم
انہ اوی القریۃ

والله متم نورہ ولو کرہ الکافرون

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوار

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

الحکم

حبذا کریم بانوگر ای جیا در قادیانی ... الامانی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ

... معاونین ... سے باہر ... والوں سے ... کے غیر مستطیع ... والے گرگوں سے

عے صم / ے / ے ۱۲ / عہ ۱۲

نمبر (۳۲)	دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء	جلد (۸)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

(دوسرا نمبر)

۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کی تقریر

۲ ستمبر کو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اعلے حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے آپ کی تشریف آوری نے حاضرین کے لطف و خوشی کو بے حد بڑھا دیا حکیم الامۃ کا جامع وعظ جو سورۃ کوثر کی تفسیر پر مشتمل تھا ہوا۔ بعد نماز جمعہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام زائرین اور مشتاقان زیارت کے اصرار و خواہش پر اجلاس فرما ہوئے۔ حاضرین میں سے ہر ایک دوسرے سے پہلے آگے بڑھنا چاہتا تھا ایسے بڑھے ہوئے جوش زیارت اور شوق ارادت میں انتظام کا ہونا کوئی آسان امر نہ تھا۔ دیکھے پر دھکا کھاتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے۔ آخر جب حضرت کا حکم سنا کر بیٹھ جاؤ جو جہاں کھڑا تھا وہیں بیٹھ گیا۔ وہ نظارہ جن لوگوں نے دیکھا ہے اسکا لطف اور اثر کچھ وہی دل محسوس کر سکتے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس طیبہ کا کچھ ایسا اثر پڑ رہا تھا کہ اس مجمع پر نگاہ ڈالنے سے اللہ تعالے کی عظمت اور جلال کا پتہ لگتا تھا اور صاف سمجھ میں آتا تھا کہ یہ جذب اور کشش کسی مفتری اور کذاب کو نہیں دیا جاتا۔ آپ خاموش بیٹھے تھے کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ایک ارادتمند کی طرف سے عرض کیا کہ وہ کچھ سنانا چاہتا ہے فرمایا **ہاں سنادو**۔ اس پر اس شخص نے نہایت پُر درد اور پُر جوش لہجہ میں بزبان پنجابی کچھ اشعار سنائے جن میں حضرت حجۃ اللہ کی بعثت آپ کی صداقت پر بحث تھی اور بالآخر اہل لاہور کو خطاب تھا کہ دیکھو! مسیح موعود تمہارے گھر مہمان ہو کر آیا ہے تمہارا فرض تو یہ ہے کہ تم اس کا اکرام کرو اور نہ یہ کہ سب و شتم سے کام لو۔ مہمانوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک مناسب نہیں اور پھر طاعون کے زور اور حملوں سے ڈرایا تھا۔ یہ نظم بہت ہی موثر اور رقت خیز تھی جسکو سنکر اکثر حاضرین رو رہے تھے + نظم ختم ہو جانے کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تمام مسلمان جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کی غرض دین ہے یہہ میں جانتا ہوں کہ کوئی تھوڑا جوش رکھتا ہے کوئی زیادہ لیکن کچھ نہ کچھ غرض دین کی رکھتا ضرور ہے۔

یقیناً سمجھو کہ ہر شخص اپنے اندازہ کے موافق عمر کا ایک حصہ کھا چکا ہے بڑی عمر ہو گئی ہے تب بھی تھوڑے دن باقی ہیں اور تھوڑی ہے تب بھی تھوڑے ہی باقی ہیں کیونکہ گذرنے والے زمانہ کو ہمیشہ تھوڑا خیال کیا جاتا ہے پس یاد رکھو کہ انسان جو اس مسافر خانہ میں آتا ہے اسکی اصل غرض کیا ہے؟ اصل غرض انسان کی خلقت کی یہہ ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے اور اوس کی فرمانبرداری کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

میں نے جن اور انس کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مد نظر رکھیں وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اوس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے ہاں اسوقت پتہ لگتا ہے۔ جب قابض ارواح آکر جان نکال لیتا ہے۔ پس اس دہوکہ سے خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ مرنے کا وقت آجاوے اور تم خالی کے خالی ہی رہو۔ یہہ شعر اچھا کہا ہے۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازی روزگار

یک دفعہ ہی پیام موت آجاتا ہے اور پتہ نہیں لگتا انسانی ہستی بہت ہی ناپائیدار ہے ہزار ہا مرضیں لگی ہوئی ہیں بعض ایسی ہیں کہ جب دامنگیر ہو جاتی ہیں تو اس جہان سے رخصت کر کے ہی رخصت ہوتی ہیں۔

جبکہ حالت ایسی نازک اور خطرناک ہے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک خدا سے صلح کرے۔ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم کریم حلیم۔ تواب اور غفار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالے اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اسکے گناہ بخش دیتا ہے

لیکن

دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آجاوے مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالے کیسا رحیم ہے کہ انسان

ہزاروں عیب کرکے بھی رجوع کرتا ہے تو بخشدیتا ہے دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے جو خدا تعالےٰ کے خلق میں رنگے جاتے ہیں) جو چشم پوشی سے اسقدر کام لے۔ بلکہ عام طور پر تو یہہ حالت ہے۔ جو سعدی نے کہا ہے۔

خدا داند و بپوشد و ہمسایہ نداند و بخروشد

پس

غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے۔ یہہ بالکل سچ ہے کہ اگر وہ مواخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے۔ لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اسکے غضب پر سبقت رکھتا ہے۔

اسلام اور دوسرے مذاہب

یہہ دین یعنی اسلام جو سچا مذہب ہے اور جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمکو ملا ہے اس کی سچائی کی یہہ زبردست علامت ہے کہ انسانی ضمیر اور فطرت جس قسم کا خدا چاہتی ہے قرآن کریم نے ویسا ہی خدا پیش کیا ہے۔ یعنی اس قسم کے صفات سے متصف اسے بیان کیا ہے۔

لیکن

چونکہ مقابلہ کے بغیر کسی کی خوبی اور عمدگی کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر مقابلہ دوسرے مذاہب سے کیا جاوے۔ اگرچہ ہمارا یہہ مذہب ہے اور قرآن شریف سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ کل عالم کا ایک ہی خدا ہے لیکن جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ مثلاً ہندوؤں کا خدا تو اس سے یہہ غرض ہوتی ہے کہ وہ خدا جو اپنے خیالات اور عقاید کے موافق ہندوؤں نے پیش کیا ہے یا عیسائی جس قسم کا تسلیم کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ یہہ کبھی بھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ کسی اور خدا کی مخلوق ہیں۔

غرض

جب ہم اس خدا کا مقابلہ ان خداؤں سے (جو دوسرے لوگوں نے پیش کئے ہیں) کرتے ہیں تو صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ خدا جو قرآن شریف نے یا اسلام نے پیش کیا ہے وہی حقیقی خدا ہے۔ مثلاً اسی مسئلہ عفو گناہ کے متعلق جب ہم غور کرتے ہیں تو جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے خواہ انسان کتنے ہی گناہ کرے لیکن جب سچے دل سے توبہ کرے اور آیندہ کے لئے گناہوں سے باز آجاوے تو اللہ تعالےٰ اوسکی توبہ قبول کرلیتا اور اس کے گناہ بخشدیتا ہے۔ لیکن اس کے بالکل مقابل ہندوؤں نے جس خدا کو پیش کیا ہے وہ اس کے متعلق ہمیں یہہ بتاتے ہیں کہ وہ ایسا خدا ہے کہ وہ ایک گناہ کے بدلے کروڑوں جونوں میں ڈالتا ہے اور جو یہ۔ پشو۔ پنچھی۔ درند۔ چرند یہانتک کہ پانی اور ہوا کے کیڑے یہہ سب انسان ہی ہیں جو اپنی شامت اعمال کیوجہ سے سزائیں بھگتنے کے واسطے ان جونوں میں آئے ہوئے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جسقدر مخلوقات انسان کے سوا نظر آتی ہیں وہ سب انسان کے گناہوں کے طفیل ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو (معاذ اللہ) اتنی بھی ان پر کوئی رحم نہیں آتا اور وہ ایسا سخت دل بے مہر ہے کہ وہ رحم کر ہی نہیں سکتا۔

جب یہہ عقیدہ رکھا جائیگا کہ ہر ایک گناہ کی سزا میں ضرور کئی کروڑ جونوں میں جانا پڑیگا۔ تو گناہ کی معافی اور رحم اور کرم پرمیشر میں کہاں پایا گیا؟ کیونکہ جونوں کے اس چکر سے تو کبھی نجات ہی نہیں ہے؟ حالانکہ فطرت انسانی ایک ایسا خدا چاہتی ہے جو انسانی کمزوریوں پر رحم کرتا ہو اور انسان کے نادم اور تائب ہونے پر اسکے قصوروں کو معاف کر دے۔ کیونکہ خود انسان میں بھی یہہ وصف ایک حد تک پایا جاتا ہے پھر تعجب کی بات ہوگی کہ انسان تو توبہ اور معافی پر قصور معاف کر دے اور خدا تعالےٰ ایسا کینہ توز (معاذ اللہ) ہو کہ اسے کسی طرح رحم ہی نہ آوے؟ یہہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے بلکہ صحیح اعتقاد وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ کہ۔ خدا تعالےٰ بڑا ہی کریم اور رحیم ہے اور وہ سچے رجوع اور حقیقی توبہ پر گناہ بخش دیتا ہے۔

اس کے بالمقابل عیسائی جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ اور بھی عجیب ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کو رحیم تو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ رحیم ہے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہتے ہیں کہ رحم بلا مبادلہ نہیں کر سکتا۔ جبتک بیٹے کو پھانسی ندے لے اسکا رحم کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تعجب اور مشکلات بڑھ جاتی ہیں جب اس عقیدہ کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاتی ہے اور پھر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو پھانسی بھی دیا لیکن یہہ نسخہ رحم پھر بھی خطا ہی گیا۔

سب سے اول تو یہہ کہ یہہ نسخہ اوسوقت یاد آیا جب بہت سی مخلوق گناہ کی موت سے تباہ ہو چکی اور اون پر کوئی رحم نہ ہو سکا۔ کیونکہ پہلے کوئی بیٹا پھانسی پر نہ چڑھا۔ اور علاوہ بریں اگرچہ یہہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ زید کے سر میں درد ہو اور بکر اپنا سر پتھر سے پھوڑے اور یہہ سمجھا جاوے کہ اس نسخہ سے زید کو آرام ہو جاویگا لیکن اسکو بفرض محال مان کر بھی اس نسخہ کا جو اثر ہوا ہے وہ تو بہت ہی خطرناک ہے جبتک یہ نسخہ استعمال نہیں ہوا تھا۔ اکثر لوگ نیک تھے اور توبہ و استغفار کرتے تھے اور اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلنے کی کوشش کرتے تھے مگر جب یہہ نسخہ گھڑا گیا کہ ساری دنیا کے گناہ خدا کے بیٹے کے پھانسی پانے کے ساتھ معاف ہو گئے۔ تو اس سے بجائے اس کے کہ گناہ رکتا گناہ کا ایک اور سیلاب جاری ہو گیا اور وہ بند جو آگے سے پہلے خدا کے خوف اور شریعت کا لگا ہوا تھا ٹوٹ گیا۔ جیسا کہ یورپ کے حالات سے پتہ لگتا ہے کہ اس مسئلہ نے وہاں کیا اثر کیا ہے۔ اور فی الحقیقت ہونا بھی یہی چاہئے تھا پھر جب یہہ بات ہے اور حالت ایسی ہے تو ہم کیونکر تسلیم کریں کہ وہ خدا جو اس رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ حقیقی خدا ہے۔

اس قسم کی غلط تعلیمیں دنیا میں جاری ہو چکی ہیں اور حقیقی خدا کا چہرہ چھپا ہوا تھا جو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ نے آکر دنیا کے سامنے وہ خدا پیش کیا جو انسانی کانشنس اور فطرت چاہتی ہے۔ اور اسکا پورا پورا بیان خدا کی سچی کتاب قرآن مجید میں ہے۔

میں اسوقت دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں الگ رکھ کر صرف ان لوگوں کے متعلق کچھ کہونگا جو مسلمان ہیں اور انہیں سے خطاب کرونگا۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا

یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے یہہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے ہیں۔

عمل نکرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جسکو اسپر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اسکو خدا تعالےٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے یہہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اسپر عمل نہ کریں تو کسقدر تعجب اور افسوس کی بات ہے انمیں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کی کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں انکی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفا اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے یہہ علم اسکو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھدیتا اور سیراب ہو کر اسکے لطف و شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اسوقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اسوقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جسپر ہمکو عمل کرنا چاہئے مگر نہیں اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے حکم اور ایما سے اسطرف بلاوے تو اسے کذاب اور دجال کہا جاتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی۔ !!!

مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اسکی قدر یہی ہے کہ اسپر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالےٰ کس طرح انکی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے کاش! مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالےٰ نے انکے لئے یہہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اسپر چل کر فائدہ اٹھائیں۔

یقیناً یاد رکھو

کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور اسکی پاک کتاب پر عمل کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکو نہایت برکات سے حصہ دیتا ہے ایسی برکات اسے دیجاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے وہ بہت ہی بڑھکر ہوتی ہیں۔ انمیں سے ایک عفو گناہ بھی ہے۔ کہ جب وہ رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اوس کے گناہ بخش دیتا ہے۔

دوسرے لوگ اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں اسلئے کہ وہ اس پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ توبہ سے گناہ بھی بخشے جایا کرتے ہیں۔ انمیں سے بعض تو یہہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ہمکو جونوں میں جانا پڑے گا۔ اور معافی نہیں ملسکتی عیسائیوں کے اصول کے موافق مسیح کے خون پر ایک بار ایمان لاکر اگر گناہ ہو جاتے تو پھر صلیب مسیح کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ کیونکہ مسیح دومرتبہ صلیب پر نہیں چڑھے گا۔ تو کیا یہہ بات صاف نہیں ہے کہ ان دونوں کے لئے بخشے جانے اور نجات کی راہ بند ہے۔ کیونکہ صدور گناہ تو رک نہیں سکتا۔ اگر خدا تعالےٰ کی کسی نعمت کا شکر نکرے تو یہہ بھی گناہ ہے اور غفلت کرے تو یہہ بھی گناہ ہے۔ اور ان گناہوں پر بھی جونوں میں جانا پڑے گا+ یا مسیح کو دوبارہ صلیب نہیں دیا جاوے گا۔ اس لئے کلی طور پر مایوس ہونا پڑیگا۔

مگر

اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہہ تعلیم نہیں دی ان کے لئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے جب انسان اسکی طرف رجوع کرے اور اپنے پچھلے گناہوں کا اقرار کرکے اس سے خواستگار معافی ہو اور آئیندہ کے لئے نیکیوں کا عزم کرے تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ میری باتوں کو متوجہ ہو کر سنو ایسا نہو کہ یہہ باتیں صرف تمہارے کان تک ہی رہ جائیں اور تم ان سے کوئی فائدہ نہ اوٹھاؤ۔ اور یہہ تمہارے دل تک نہ پہونچیں۔ نہیں بلکہ پوری توجہ سے سنو اور انکو دل میں جگہ دو اور اپنے عمل سے دکھاؤ کہ تم نے انکو سرسری طور پر نہیں سنا اور ان کا اثر اسی آن تک نہیں بلکہ گہرا اثر ہے

گناہ اور اوس کے نتائج اور اون سے نجات

اس بات کو بخوبی یاد رکھو کہ گناہ ایسی زہر ہے جس کے کھانے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور نہ صرف ہلاک ہی ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اور اس قابل نہیں ہوتا کہ یہہ نعمت اسکو مل سکے جس جس قدر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اسی اسی قدر خدا تعالےٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ روشنی اور نور جو خدا تعالےٰ کے قرب میں اسے ملتی تھی اس سے پرے ہٹتا جاتا ہے اور تاریکی میں پڑکر ہر طرف سے آفتوں اور بلاؤں کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ سب سے زیادہ خطرناک دشمن شیطان اسپر اپنا قابو پالیتا ہے اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

لیکن

اس خطرناک نتیجہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے

ایک سامان بھی رکھا ہوا ہے اگر انسان اس سے فائدہ اوٹھائے تو وہ اس ہلاکت کے گڑھے سے بچ جاتا ہے اور پھر خدا تعالےٰ کے قرب کو پا سکتا ہے۔ وہ سامان کیا ہے؟

رجوع الی اللہ یا سچی توبہ

خدا تعالےٰ کا نام تواب ہے وہ بھی رجوع کرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ سے دور ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ اس سے بعید ہوتا ہے لیکن جب انسان رجوع کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں سے نادم ہو کر پھر خدا تعالےٰ کی طرف جھکتا ہے تو اس کریم رحیم خدا کا رحم اور کرم بھی جوش میں آتا ہے اور وہ اپنے بندہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے اسلئے اوسکا نام تواب ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اسکی طرف رجوع برحمت کرے۔

دنیا کی تکلیفوں کی وجہ

انسان جسقدر مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں اوسپر آفتیں آتی ہیں یہ سب شامت اعمال ہی سے آتی ہیں۔ مینے پہلے ہی بیان کیا تھا کہ لوگ ایک دہوکہ میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم پر اگر مصیبتیں آئیں تو کیا ہوا؟ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبتیں آتی ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السلام کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے انکی مصائب اور مشکلات کو کوئی نسبت نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی مصائب میں لذت ہوتی ہے وہ قرب الٰہی کے بڑہانے کا موجب ہوتی ہیں انسے محبت بڑہتی ہے اور انکا فوق العادۃ استقلال اور رضا و تسلیم اعلےٰ درجہ کی معرفت کا باعث بنتی ہے برخلاف اس کے یہہ مصیبتیں اور بلائیں و بائیں جو گناہ کی شامت سے آتی ہیں انمیں درد اور تکلیف کے علاوہ خدا سے بُعد ہوتا ہے اور ایک تاریکی چھا جاتی ہے آخر بالکل تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے اسکی وجہہ یہ ہے کہ یہہ ایک زہر ہے زہر کہا کر کوئی بچ نہیں سکتا۔ پس گناہ کی زہر کہا کر یہہ توقع کرنا کہ وہ بچ جائیگا خطرناک غلطی ہے یقیناً یاد رکہو جو گناہ سے باز نہیں آتا وہ آخر مریگا اور ضرور مریگا۔

اللہ تعالےٰ نے انبیاء اور رسل کو اسی لئے بہیجا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اس لئے نازل فرمائی کہ دنیا اس زہر سے ہلاک نہ ہو بلکہ اس کے تاثیرات سے واقف ہو کر بچ جاوے۔

قدیم سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے کہ جب دنیا پر گناہ کی تاریکی پھیل جاتی ہے اور انسانوں میں عبودیت نہیں رہتی اور عبودیت اور الوہیت کا باہمی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے انسان سرکشی اور بغاوت اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے اسکی آگاہی اور تنبیہ کے لئے اپنا ایک مامور بہیج دیتا ہے۔

وہ دنیا میں آکر اہل دنیا کو اس خطرناک عذاب سے ڈراتا ہے جو انکی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہہ سے آنے والا ہوتا ہے۔ اور ان کو اس زہر سے جو گناہ کی زہر ہے بچانا چاہتا ہے جو سعید الفطرت ہوتے ہیں وہ اس کے ساتہہ ہو جاتے ہیں اور سچی توبہ کر کے فائدہ اوٹھاتے ہیں لیکن شریر النفس اپنی شرارتوں میں ترقی کرتے اور اسکی باتوں کو ہنسی ٹہٹے میں اوڑا کر خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں اور آخر تباہ ہو جاتے ہیں

آجکل بھی زمانہ آیا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ کے ساتہہ جو سچا تعلق عبودیت کا ہونا چاہیئے اور جو محبت اپنے خالق سے ضروری ہے وہ کہاں ہے؟ ہر ایک شخص اپنی جگہ غور کرے اور اپنے نفس پر قیاس کر کے دیکہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتہہ اس کے تعلقات کس قدر ہیں۔ آیا وہ دنیا اور اسکی شان و شوکت کو اپنا معبود سمجھتا ہے یا حقیقی خدا کو معبود مانتا ہے؟ اسکے تعلقات اپنے نفس اہل و عیال اور دوسری مخلوق کے ساتہہ کسی قسم کے نہیں؟ انمیں خدا تعالےٰ کا خوف کس درجہ تک ہے؟ ان باتوں پر جب آپ غور کریں گے اور خالی الذہن ہو کر غور کریں گے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ یہہ وہ وقت آیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتہہ کوئی رشتہ اور پیوند لوگوں نے رکہا ہی نہیں ہے۔ اکثر ایسے ہیں جو خدا تعالےٰ کے وجود اور ہستی ہی کا یقین نہیں رکہتے اور جو بعض مانتے ہیں کہ خدا ہے انکا ماننا نہ ماننا برابر ہو رہا ہے کیونکہ وہ تقوی اللہ اور خشیۃ اللہ جو خدا تعالےٰ پر ایمان لانے سے پیدا ہوتی انمیں پائی نہیں جاتی۔ گناہ سے نفرت اور احکام الٰہی کی پابندی اور نواہی سے بچنا نظر نہیں آتا۔ پھر کیونکر تسلیم کر لیا جاوے کہ یہہ لوگ فی الحقیقت خدا تعالےٰ پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ

از عمل ثابت کن ان نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں
(ایڈیٹر)

اور ماسوا اس کے یہہ بھی یاد رکہنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ساتہہ جب تک کامل اور پورا تعلق نہ ہو وہ برکات اور فیوض جو اس تعلق کے لازمی نتائج ہیں حاصل نہیں ہوتے اس کی مثال ایسی ہے کہ جہاں ایک پیالہ پانی کا پی کر سیر ہونا ہو وہاں ایک قطرہ کہاں تک مفید ہو سکتا ہے اور تشنہ لبی کو بجہا سکتا ہے۔ اور جہاں دس تولہ دوا کہانی ہو وہاں ایک چاول یا ایک رتی سے کیا ہوگا؟ اسی طرح پر جب تک انسان پورے طور پر خدا تعالےٰ کا مطیع اور وفادار بندہ نہیں بنتا اور کامل نیکی نہیں کرتا اسوقت تک اوسکے انوار و برکات ظاہر نہیں ہوتے + ادہوری اور ناتمام باتوں سے بعض اوقات ٹہوکر لگتی ہے۔ ایک شخص نیکی کو اسکے کمال تک تو پہنچاتا نہیں اور اس سے ان ثمرات کی توقع کرتا ہے جو اس کے درجہ کمال پر پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ نہیں ملتے تو آخر سچی اور پاک تعلیم سے بدظن ہونے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ کچہہ بھی نہیں۔

بہت سے لوگ اسطرح پر بھی گمراہ ہوئے ہیں لیکن میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جو تعلیم دی ہے اور جس طریق پر نیکی کی راہیں بتائی ہیں اسپر اور اس درجہ تک عامل ہونے سے انسان وہ تمام کمالات اور برکات حاصل کر سکتا ہے جنکا وعدہ دیا گیا ہے۔ اسی پاک تعلیم کی سچی اور کامل پیروی سے ولی اللہ اور ابدال بنتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ یا ابدال بننے کے لئے کوئی خاص راہ ہے جو قرآن شریف میں نہیں ہے وہ سخت نادان اور غلطی پر ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جس سے یہہ درجہ بھی حاصل ہوتے ہیں ولی یا ابدال کیا کرتے ہیں؟ یہی کہ وہ سچی تبدیلی کر لیتے ہیں اور قرآن شریف کی تعلیم کا سچا متبع اپنے آپ کو بناتے ہیں اور نیکی کو اس حد اور درجہ تک کرتے ہیں جو اس کے کمالات کے لئے مقرر ہے۔ یہی نماز روزہ زکوٰۃ صدقات وغیرہ وہ بھی بجالاتے ہیں لیکن اون میں اور دوسرے لوگوں میں اسقدر فرق ہے کہ وہ اس حد تک ان اعمال صالحہ کو بجالاتے ہیں کہ انمیں ایک قوت اور طاقت آجاتی ہے اور ان سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں جو دوسروں کی نظر میں خوارق ہوتے ہیں اس کی وجہہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ اعمال صالحہ کو پورے طور پر بجالاتے ہیں۔ پس جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اسکو ادہورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے جو چاہے بن سکتا ہے ہاں یہہ سچ ہے کہ اسکے واسطے بڑی عادت کی ضرورت ہے اور دعا کی تعلیم بھی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ جسکے لئے جابجا ہدایت کی گئی ہے بلکہ اس کا شروع ہی دعا سے ہوا ہے۔ اسبات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر کسی شخص کو زندہ رکہنا مقصود ہے تو ضرور ہے کہ اسکو پوری غذا دی جاوے۔ چند دانوں پر اس کی زندگی کی امید کرنا خیال خام ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ میں زندگی حاصل کرنے کے لئے پوری نیکیوں کا کرنا ضروری ہے۔ جو اس طریق کو چھوڑتا ہے وہ آج نہیں کل مر جاوے گا۔ قرآن شریف نے اسی اصل کو بتایا ہے جو زیادہ حظ اٹھانا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ زیادہ توجہ کرے۔

اپنی جماعت سے خطاب

ہماری جماعت (جس سے مخالف بغض رکہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جاوے) کو یاد رکہنا چاہیئے کہ میں اپنے مخالفوں سے باوجود ان کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکہتا ہوں اور وہ یہہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے چاہا ہے کہ یہہ جماعت گناہوں سے پاک ہو۔ اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکہاوے وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچی عامل ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے انمیں باہم کسی قسم کا بغض و کینہ نہ رہے وہ خدا تعالےٰ کے ساتہہ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا اور سچی تبدیلی اپنے اعمال سے نہیں دکہاتا۔ وہ یاد رکہے کہ دشمنوں کی اس مراد کو پورا کر دیگا وہ یقیناً انکے سامنے تباہ ہو جاوے گا خدا تعالےٰ کے ساتہہ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پروا نہیں کرتا وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تہی یعنی بنی اسرائیل جنمیں کثرت سے نبی اور رسول آئے۔ اور خدا تعالےٰ کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹہرائے گئے تہے۔ لیکن جب اس کی روحانی حالت بگڑی اور اس نے راہ مستقیم کو چھوڑ دیا سرکشی اور فسق و فجور کو اختیار کیا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی خدا تعالےٰ کا غضب اونپر ٹوٹ پڑا اور انکا نام سور اور بندر رکہا گیا + یہانتک وہ گر گئے کہ انسانیت سے بھی اونکو خارج کیا گیا۔ یہہ کسی قدر عبرت کا مقام ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے۔ اسیطرح یہہ قوم جسکو خدا نے اپنے ہاتہہ سے بنایا ہے وہ قوم ہے کہ خدا تعالےٰ اسپر بڑے بڑے فضل کریگا لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالےٰ سے سچی محبت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چھوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جائے گا اور خدا تعالےٰ کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہیئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹہرو۔

امتیاز ذات

بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تہی؟ جنمیں نبی اور رسول آتے تہے۔ لیکن کیا ان کی اس اعلےٰ ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالےٰ کے حضور ہوا جب اس کی حالت بدل گئی۔ ابھی مینے کہا ہے کہ انکا نام سور اور بندر رکہا گیا اور اسے اسطرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ مینے دیکہا ہے کہ بہت لوگوں کو یہہ مرض لگا ہوا ہے خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچہہ بھی چیز نہیں ہے اور اسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں اونہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا کہ

اے فاطمہ! تو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کر کہ میں پیغمبر زادی ہوں قیامت کو یہہ ہرگز نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے وہاں تو اعمال کام آئیں گے میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے قرب سے زیادہ دور پہینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شے ہے کہ وہ محروم کر دیتا ہے۔

علاوہ ازیں وہ اپنا سارا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے کہ میں گیلانی ہوں یا فلاں سید ہوں حالانکہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذوات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھہ ہی الگ ہو جاتی ہے مرنے کے بعد اسکا کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہہ فرمایا ہے۔

من یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہ

کوئی برا عمل کرے خواہ کتنا ہی لیو نکرے اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں کی اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ کرنا کہ یہہ نیکی کے لئے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہاں ضروری یہہ ہے کہ نیکی اور تقوی میں ترقی کرو خدا تعالیٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھہ ہیں اسی حال میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا دیں۔ اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں نہ صرف قال سے اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے اسلئے کہ خدا ہمارے ساتھہ ہوگا۔

لیکن اگر ہم خدا تعالیٰ کے نافرمان اور اس سے قطع تعلق کر چکے ہیں تو ہماری ہلاکت کے لئے کسی کو منصوبہ کرنے کی ضرورت نہیں کسی مخالفت کی حاجت نہیں وہ سب سے پہلے خود ہم کو ہلاک کر دے گا۔

ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے جب بنی اسرائیل نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اختیار کی اور اسنے گناہ کیا خدا تعالیٰ نے اس قوم کو ہلاک کیا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر انمیں موجود تھے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ کو سخت بیزار اور متنفر ہے وہ کبھی پسند نہیں کرسکتا کہ ایک شخص بغاوت کرے اور اوسکو سزا نہ دی جاوے۔

یہہ بات بھی خوب یاد رکھو کہ گنہ گار خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین نہیں رکھتا اگر ایمان رکھتا تو ہرگز گناہ کرنے کی جرأت نکرتا۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ چوری کرنے والا یا زانی یا بدکار اپنے فعل کے وقت مومن نہیں ہوتا۔ اسکا یہی مطلب ہے کیونکہ سچا ایمان تو گناہ سے دور کرتا ہے اور شیطان کی کشتی میں وہ شیطان پر غالب آجاتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص علانیہ بدکاری میں مبتلا ہے اور دوسری خطا کاریوں سے باوجودیکہ ان کی برائی سے آگاہ ہے باز نہیں آتا تو پھر بجز اس کے اور کیا کہنا پڑے گا کہ وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر ایمان رکھتا تو کبھی ان بدیوں سے نہ بچتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا گناہ سے سخت بیزار ہے اور اسکا نتیجہ بہت ہی برا اور تکلیف دہ ہے۔

نفس کی تین حالتیں

نفس کی تین حالتیں ہیں یا یہہ کہو کہ نفس تین رنگ بدلتا ہے۔ بچپن کی حالت میں نفس زکیہ ہوتا ہے۔ یعنی بالکل سادہ ہوتا ہے۔ اس عمر کے طے کرنے کے بعد پھر نفس پر تین حالتیں آتی ہیں سب سے اول جو حالت ہوتی ہے اسکا نام نفس امارہ ہے اس حالت میں انسان کی تمام طبعی قوتیں جوش زن ہوتی ہیں اور اس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے دریا کا سیلاب آجاوے۔ اسوقت قریب ہے کہ غرق ہو جاوے یہہ جوش نفس ہر قسم کی بے اعتدالیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن پھر دوسری حالت اور بھی آجاتی ہے جسکا نام نفس لوامہ ہے۔ اس کا نام لوامہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ بدی پر ملامت کرتا ہے اور یہہ حالت نفس کی روا نہیں رکھتی کہ انسان ہر قسم کی بے اعتدالیوں اور جوشوں کا شکار ہوتا چلا جاوے جیسا کہ نفس امارہ کی صورت میں تھا بلکہ نفس لوامہ اسے بدیوں پر ملامت کرتا ہے یہہ سچ ہے کہ نفس لوامہ کی حالت میں انسان بالکل گناہ سے پاک اور بری نہیں ہوتا مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ اس حالت میں انسان کی شیطان اور گناہ کے ساتھہ ایک جنگ ہوتی رہتی ہے کبھی شیطان غالب آجاتا ہے اور کبھی وہ غالب آتا ہے مگر نفس لوامہ والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مستحق ہوتا ہے اسلئے کہ وہ بدیوں کے خلاف اپنے نفس سے جنگ کرتا رہتا ہے اور آخر اس کشمکش اور جنگ و جدل میں اللہ تعالیٰ اسپر رحم کر دیتا ہے اور اسے وہ نفس کی حالت عطا ہوتی ہے جسکا نام مطمئنہ ہے یعنی اس حالت میں انسان شیطان اور نفس کی لڑائی میں فتح پا کر انسانیت اور نیکی کے قلعہ کے اندر آکر داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس قلعہ کو فتح کر کے مطمئن ہو جاتا ہے اسوقت یہہ خدا پر راضی ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اسپر راضی ہوتا ہے کیونکہ یہہ پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں فنا اور محو ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی مقادیر کے ساتھہ اسکو پوری صلح اور رضا حاصل ہوتی ہے چنانچہ

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پا گیا ہے اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھہ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں مل جا اور میرے بہشت کے اندر آجا [illegible]

رضا بالقضا

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رضا بالقضا یعنی خدا تعالیٰ کی رضا سے رضا انسانی مل جاوے۔ یہہ وہ حالت ہے جہاں انسان اولیا اور ابدال اور مقربین کا درجہ پاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف ملتا ہے اور وحی کی جاتی ہے اور چونکہ وہ ہر قسم کی تاریکی اور شیطانی شرارت سے محفوظ ہوتا ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا میں زندہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایک ابدی بہشت اور سرور میں ہوتا ہے انسانی ہستی کا مقصد اعلےٰ اور غرض اسی مقام کا حاصل کرنا ہے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جو اسلام کے لفظ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کیونکہ اسلام سے یہی مراد یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع اپنی رضا کرے۔ مگر

دعا کی ضرورت

سچ یہہ ہے کہ یہہ مقام انسان کی اپنی قوت سے نہیں مل سکتا ہاں اس میں کلام نہیں کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدات کرے لیکن اس مقام کے حصول کا اصل اور سچا ذریعہ دعا ہے انسان کمزور ہے جبتک دعا سے قوت اور تائید نہیں پاتا اس دشوار گذار منزل کو طے نہیں کرسکتا۔ خود اللہ تعالیٰ انسان کی کمزوری اور اس کے ضعف حال کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

خلق الانسان ضعیفا

یعنی انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے۔ پھر باوجود اسکی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے عالی درجہ اور ارفع مقام کے حاصل کرنے کا دعوےٰ کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اسکے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں۔ اور دشوار گذار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کرلیتا ہے۔ کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کے جذب کرنے والی نالی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوکر اپنے مقاصد کو پالیتا ہے۔

ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے اور اوس کے ساتھہ دعا سے کام لے۔ اسباب سے کام لے اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہہ آداب الدعا سے ناواقفی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشے محض سمجھنا یہہ دہریت ہے یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئیگی وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اسپر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھہ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائیگا اور اسکی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اسلئے

یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اسکی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دعا ہے۔ یہی دعا اسکے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

اسلام کا خاص امتیاز

یہہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہہ ہتھیار اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اس عطیہ سے محروم ہیں۔ آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کریں گے جب کہ ان کا یہہ اعتقاد ہے کہ تناسخ کے چکر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے ہیں اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی امید ہی نہیں ہے انکو دعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ!

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ مذہب میں دعا ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اور پھر عیسائی دعا کیوں کرینگے؟ جبکہ وہ جانتے ہیں کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہہ خاص اکرام اسلام کے لئے ہے اور یہی وجہہ ہے کہ یہہ امت مرحومہ ہے لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہو جاویں اور خود ہی اس دروازہ کو بند کردیں تو پھر کس کا گناہ ہے؟ جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور ہر وقت اس میں سے پانی پی سکتا ہے پھر اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود طالب موت اور تشنہ ہلاکت ہے اس صورت میں تو چاہئے کہ اسپر منہ رکھدے اور خوب سیراب ہوکر پانی پی لیوے۔

یہہ میری نصیحت ہے جسکو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے ۳۰ سپارے ہیں اور وہ سبکے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ انمیں سے وہ نصیحت کونسی ہے جسپر اگر مضبوط ہو جاویں اور اسپر پورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ لیکن مشکل یہہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعا کیا چیز ہے؟ دعا یہی نہیں ہے کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑا لئے یہہ تو کچھہ بھی نہیں۔

دعا اور دعوت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا اور اس کا کمال اور موثر ہونا اوسوقت ہوتا ہے جب انسان کمال درد دل۔ اور تعلق اور سوز کے ساتھہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور اوسکو پکارے۔ ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہوکر آستانہ الوہیت کی طرف بہ نکلے۔ یا جسطرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے تو دیکھتے ہو کہ اسکی پکار میں کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے۔ اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسیطرح وہ دعا جو اللہ تعالیٰ

سے کیجاوے اسکی آواز اس کا لب ولہجہ ہی اور ہی ہوتا ہے اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمۂ رحم کو جوش میں لاتا ہے۔ اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو کہ سارے اعضا اس سے متاثر ہو جاویں اور زبان میں خشوع خضوع ہو۔ دل میں درد اور رقت ہو اعضا میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو۔ اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو اسکی قدرتوں پر ایمان ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانہ الوہیت پر گرے گا نامراد واپس نہ ہوگا۔ چاہیئے کہ اس حالت میں بار بار حضور الٰہی میں عرض کرے کہ میں گنہگار ہوں اور کمزور ہوں تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں ہے جو مجھے پاک کرے۔ جب اس قسم کی دعا میں مداومت کرے گا اور استقلال اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید کا طالب رہے گا تو کسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور سکینت اس کے دل پر نازل ہوگی۔ جو دل سے گناہ کی تاریکی دور کرے گی اور غیب سے ایک قوت عطا ہوگی جو گناہ سے بیزاری پیدا کر دے گی اور وہ ان سے بچیگا۔ اس حالت میں دیکھے گا کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشوں کا ایسا اسیر اور گرفتار تھا کہ گویا ہزاراں ہزار زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا جو بے اختیار اسے کھینچ کر گناہ کی طرف لے جاتے تھے اور یا یکدفعہ وہ سب زنجیر ٹوٹ گئے ہیں اور آزاد ہو گیا ہے اور جیسے پہلی حالت میں گناہ کی طرف ایک رغبت اور رجوع تھا اس حالت میں وہ محسوس اور مشاہدہ کرے گا کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالیٰ سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہوگی۔

یہ ایک زبردست **صداقت** ہے جو اسلام میں موجود ہے اسکا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اسکا زندہ ثبوت ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ اگر انسان اس امر کو سمجھ لے اور وہ دعا کے راز سے آگاہ ہو جاوے تو اس میں اسکی بڑی ہی سعادت اور نیک بختی ہے۔ اور اس صورت میں سمجھنا کہ گویا اس کی ساری ہی مرادیں پوری ہو گئی ہیں۔ ورنہ دنیا کے ہم و غم تو اس قسم کے ہیں کہ انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

جو شخص رو بدنیا ہوتا ہے وہ تھوڑی دور چل کر رہ جاتا ہے کیونکہ نامرادیاں اور ناکامیاں آخر آکر ہلاک کر دیتی ہیں لیکن جو شخص ساری قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ رو بخدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کے لئے اسکے سب حرکات و سکنات ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ دنیا کو بھی ناک سے پکڑ کر اسکا خادم بنا دیتا ہے۔ اگرچہ اس حالت میں بہت فرق ہوتا ہے دنیا دار تو دنیا کا دیوانہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ او بخدا شخص جسکی دنیا خادم کی جاتی ہے دنیا اور اس کی لذتوں میں کوئی لذت نہیں پاتا بلکہ ایک قسم کی بدمزگی ہوتی ہے کیونکہ وہ لطف اور ذوق دنیا کی طرف نہیں ہوتا بلکہ کسی اور طرف ہو جاتا ہے۔

انسان جب خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور ساری راحت اور لذت اللہ تعالیٰ ہی کی رضا میں پاتا ہے تو کچھ شک نہیں دنیا بھی اسکے پاس آجاتی ہے مگر راحت کے طریق اور ہو جائیں گے وہ دنیا اور اس کی راحتوں میں کوئی لذت اور راحت نہیں پاتا۔ اسی طرح انبیاء اور اولیاء کے قدموں پر دنیا کو لا کر ڈالدیا گیا ہے مگر ان کو دنیا کا کوئی مزا نہیں آیا۔ کیونکہ انکا رخ اور طرف تھا۔ یہی قانون قدرت ہے جب انسان دنیا کی لذت چاہتا ہے تو وہ لذت اسے نہیں ملتی لیکن جب خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر دنیا کی لذت کو چھوڑتا ہے اور اسکی آرزو اور خواہش باقی نہیں رہتی یہ ایک مستحکم اصول ہے اسکو بھولنا نہیں چاہیئے۔ خدا یابی کے ساتھ دنیا یابی وابستہ ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے گا اسے تمام مشکلات سے نجات ملیگی اور ایسے طور پر اسے رزق دے گا کہ اسے علم ہی نہ ہوگا یہ کس قدر برکت اور نعمت ہے کہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل سے آدمی نجات پا جاوے اور اللہ تعالیٰ اسکے رزق کا کفیل ہو۔ لیکن یہ بات جیسا کہ خود اسنے فرمایا تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہے اور کوئی امر اس کے ساتھ نہیں بتایا کہ دنیوی مکر و فریب سے یہ باتیں حاصل ہونگی۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ وہ دنیا سے طبعی نفرت کرتے ہیں پس جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے اور دنیا اور آخرت کی راحت اسے مل جاوے وہ یہ راہ اختیار کرے اگر اس راہ کو تو چھوڑتا ہے اور اور راہیں اختیار کرتا ہے تو پھر ٹکریں مار کر دیکھ لے کہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ ہونگے جنکو یہ نصیحت بری لگے گی اور وہ ہنسی کریں گے لیکن وہ یاد رکھیں کہ آخر ایک وقت آجائیگا کہ وہ ان باتوں کی حقیقت کو سمجھیں گے اور پھر بول اٹھیں گے کہ افسوس ہم نے یونہی عمر ضائع کی لیکن اسوقت کا افسوس کچھ کام نہ دیگا۔ اصل موقع ہاتھ سے نکل جائیگا۔ اور پیغام موت آجائیگا میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی فکر کرو۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ مہربان ہو جاوے تو ساری دنیا مہربان ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ ناراض ہو تو پھر کوئی بھی کام نہیں آسکتا۔ جب اسکا غضب آگیا تو دنیا میں کوئی مہربان نہ رہے گا خواہ کیسا ہی مکر و فریب کرے۔ تسبیحیں ڈالے بھگوے اور سبز کپڑے پہنے مگر دنیا اسکو حقیری سمجھے گی۔ اگر چند روز دنیا دھوکا کھا بھی لے۔ تو بھی آخر اسکی قلعی کھل جائے گی اور اس کا مکر و فریب ظاہر ہو جائیگا لیکن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے دنیا اس کی کتنی ہی مخالفت کرے وہ اپنی مخالفت اور منصوبوں میں کامیاب نہوگی۔ اس کو گالیاں دے لعنتیں بھیجے لیکن ایک وقت آجائیگا کہ وہی دنیا اس کی طرف رجوع کرے گی اور اسکی سچائی کا اعتراف اسے کرنا پڑیگا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ جسکا ہو جاتا ہے دنیا بھی اوس کی ہو جاتی ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں ابتدا اہل دنیا انکے دشمن ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی تکلیفیں دیتے اور اس کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں کوئی پیغمبر اور رسل نہیں آیا جسنے دکھ نہ اوٹھایا ہو مکار فریبی دوکاندار اس کا نام نہ رکھا گیا ہو۔ مگر باوجود اسکے کہ کروڑ ہا بندوں نے اسپر ہر قسم کے تیر چلانے چاہے پتھر مارے گالیاں دیں اونہوں نے کسی بات کی پروا نہیں کی کوئی امر انکی راہ میں روک نہیں ہو سکا۔ وہ دنیا کو خدا تعالیٰ کی کلام سناتے رہے اور وہ پیغام جو لیکر آئے تھے اسکے پہونچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان تکلیفوں اور ایذا رسانیوں نے جو نادان دنیا داروں کی طرف سے پہونچیں اونکو سست نہیں کیا بلکہ وہ اور تیز قدم ہوئے یہانتک کہ وہ زمانہ آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ مشکلات انپر آسان کر دیں اور مخالفوں کو سمجھ آنے لگی اور پھر وہی مخالف دنیا انکے قدموں پر آگری اور انکی راستبازی اور سچائی کا اعتراف ہونے لگا۔ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے۔

یقیناً یاد رکھو

تمام انبیاء کو اپنی تبلیغ میں مشکلات آئی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تھے یہانتک کہ آپ پر سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے۔ باوجود ایسے جلیل الشان نبی ہونے کے کون نہیں جانتا کہ آپ کو تبلیغ رسالت میں کسقدر مشکلات اور تکالیف پیش آئیں۔ اور کفار نے کس حد تک آپ کو ستایا اور دکھ دیا۔ اس مخالفت میں اپنی ہی قوم اور چچا اور دوسرے بزرگ سب سے بڑھ کر حصہ لینے والے تھے آپ کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا زمانہ اتنا لمبا ہوا کہ تیرہ برس تک اپنی قوم سے ہر قسم کے دکھ اوٹھاتے رہے۔ اس حالت میں کوئی نہیں کہ سکتا تھا کہ یہ شخص کامیاب ہوگا۔ کیونکہ ہر طرف مخالفت کا بازار گرم تھا۔ اور خود اپنے رشتہ دار ہی تشنہ خون ہو رہے تھے۔ جدی اور برادری کے لوگوں نے جب قبول نہ کیا تو اوروں کو اور بھی مشکلات پیش آگئے۔ غرض اس طرح آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مصیبتوں کا زمانہ دراز ہو گیا

موسیٰ و مثیل موسیٰ علیہما السلام کی قومی تبلیغ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس قسم کے مشکلات پیش نہیں آئے کیونکہ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نے انکو فوراً قبول کر لیا تھا۔ اس لئے قوم کی طرف سے کوئی دکھ اور مصیبت یا روک انکو پیش نہیں آئی۔ لیکن برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہی قوم سے مشکلات اور انکا کا مرحلہ پیش آیا۔ پھر یہی صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں کیسی اعلےٰ درجہ کی ثابت ہوئی ہیں جو آپ کے کمالات اور فضائل کا سب سے بڑھ کر ثبوت ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کے اذن و امر سے تبلیغ شروع کی تو پہلے ہی آپ کو یہ مرحلہ پیش آیا کہ قوم نے انکار کیا۔ لکھا ہے کہ جب آپ نے قریش کی دعوت کی اور سب کو بلا کر کہا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اسکا جواب دو یعنی میں اگر تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑی بھاری فوج پڑی ہوئی ہے اور وہ اس گھات میں لگی ہوئی ہے کہ موقع پا کر تمہیں ہلاک کر دے۔ تو کیا تم باور کر لوگے سب نے بالاتفاق کہا کہ بیشک ہم اس بات کو تسلیم کریں گے اس لئے کہ تو ہمیشہ سے صادق اور امین ہے جب وہ یہ اقرار کر چکے تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور تم کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اتنی بات کہنی تھی کہ سب آگ ہو گئے اور ایک شریر بول اوٹھا تبالک سائر الیوم۔

افسوس جو بات اون کی نجات اور بہتری کی تھی نا عاقبت اندیش قوم نے اوسکو ہی برا سمجھا اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے اب اسکے بالمقابل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیکھو بنی اسرائیل باوجودیکہ ایک سخت دل قوم تھی لیکن اونہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ پر فوراً ہی اوسکو قبول کر لیا اور اس طرف موسیٰ علیہ السلام سے افضل کو قوم نے تسلیم نہ کیا اور مخالفت کے لئے تیار ہو گئے مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آئے دن قتل کے منصوبے ہونے لگے اور یہ زمانہ اتنا لمبا ہو گیا کہ تیرہ برس تک برابر چلا گیا۔ ۱۳ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا اس عرصہ میں آپ نے جسقدر دکھ اوٹھائے اون کا بیان ہی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تھی۔ اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جسطرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی بڑھاتا تھا۔

اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے اسلئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں۔

(باقی آئندہ)

جن حضرات کے ذمہ مطبع کا بقایا ہے انکے نام وی پی روانہ ہو رہے ہیں وہ جلد تر اپنے حساب بے باق کرنے کی فکر کریں کیونکہ اس سال کی ختم ہونے میں اب صرف تین ماہ رہ گئے ہیں۔
(مینیجر)

مراسلت

مرزا صاحب اور اُن کے ارشاد

سراج الاخبار مورخہ ۵ - ستمبر میں اس عنوان سے ایک مضمون کسی منصف مزاج مسلمان کی طرف سے مہیا ہے جس میں طاعون اور تسبیح کے متعلق چند اعتراض ہیں ہم اون کا جواب صرف اسلئے دیتے ہیں کہ اس مضمون کا راقم طالب حق معلوم ہوتا ہے جس کی دلیل یہہ ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے حتی الوسع نہایت تہذیب سے لکھا ہے - ورنہ ہمارے مسلمان بھائی حضرت اقدس کے مقابلہ میں تہذیب سے کام لینا غالبًا گناہ سمجھتے ہیں (جیسا کہ انکے طرز عمل سے ثابت ہے) امید ہے وہ ایک خدا ترس دل لیکر اس سے استفادہ کی کوشش کرینگے واللہ الموفق والمعین!

(۱) صرف ہندوستان پر ہی عذاب الٰہی کیوں نازل ہے - دوسرے ممالک (جہاں شرابخواری انسان پرستی زیادہ ہے) میں کیوں نہیں -

(ا) آپ اگر اخبار دیکھنے کے عادی ہیں تو یہہ امر آپ سے مخفی نہیں رہ سکتا کہ طاعون نہ صرف ہندوستان میں ہے - بلکہ دوسرے ممالک میں بھی آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے چنانچہ پچھلے دنوں ایک مشہور مخالف اخبار نے ظاہر کیا تھا - کہ اگر کوئی شخص طاعون کے عالمگیر ہونے کا دعوےٰ کردے تو وہ جھوٹا نہیں -

(ب) پھر عذاب الٰہی کئی صورتوں میں نازل ہوا ہے اگر دوسرے ممالک میں طاعون نہیں - تو طاعون کے قائم مقام اور بہت سی بلائیں مثل غرق - حرق - خسف وغیرہ ذلک وارد ہیں - جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے - اور جسکے کان ہوں وہ سنے !!

(ج) بے شک یورپ کے لئے خاص مہلت ہے اور ہونی چاہئے کیونکہ بوجہ دور ہونے کے وہ لوگ ابھی ایک حد تک معذور سمجھے گئے ہیں - اور ہندوستان والے اس لئے سب سے پہلے ماخوذ ہیں کہ ان میں خدا کا فرستادہ مدت سے آچکا ہے اور اپنے عظیم الشان نشانوں سے اپنی صداقت پر مہر لگا چکا ہے - پس باوجود اس بات کے کہ ہر طرح سے حجت قائم ہو چکی ہے جو لوگ شوخی و شرارت سے باز نہیں آتے وہ ضرور ماخوذ ہوتے ہیں -

یہہ ایک بدیہی مثال ہے کہ اپنے اقربا پر بہ نسبت دور افتادوں کے جلدی اور زیادہ افسوس آتا ہے

(د) آپ کو معلوم ہوگا - کہ ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت تو سارے جہان کے لئے تھی مگر عذاب عرب (جو جنگ اور قحط کی صورت میں نازل ہوا تھا) سب سے پہلے عرب ہی ماخوذ ہوئے تھے -

(ہ) حضور علیہ الصلوٰۃ یہہ بات اپنی مختلف تحریروں میں بیان فرما چکے ہیں کہ عذاب صرف اختلاف مذاہب سے نہیں آتا بلکہ شوخی و شرارت سے آتا ہے - ایسا ہی جب لوگ گناہوں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں - تو پہلے ہیں رسول بھیجکر اللہ تعالےٰ اون پر حجت پوری کرتا ہے پھر عذاب نازل فرماتا ہے - چنانچہ فرمایا ماکنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا -

پس آپ کا یہہ خیال غلط ٹھہرا - کہ یورپ میں ہم سے زیادہ دہریت یا گناہ ہے وہاں عذاب کیوں نہیں آیا قطع نظر اس سے کہ شرابخواری - زنا - فسق و فجور کی عادت بجائے خود ایک جہنمی عذاب ہے -

(و) ہندوستان میں اگر بعض قصبات اور دیہات وبائے طاعون سے خالی ہیں تو آپ گھبرائے نہیں اپنے اپنے وقت پر انمیں سے ہر ایک ماخوذ ہو جائیگا - بموجب آیت وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا قبل یوم القیمۃ اور حسب پیشگوئی سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام -

(ف) فہرست احمدی جماعت کے شائع کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں - یہہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ احمدی جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے آپ دور کیوں جاتے ہیں اپنے ضلع یا تحصیل یا شہر ہی کی طرف خیال رکھئے کہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں۔

(ز) اسباب کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے کہ کون زیادہ گناہ گار - شوخ - شریر قابل اخذ ہے پس تمہارا اعتراض بے جا ہے کہ فلان شخص یا گروہ یا گاؤں کیوں ابھی تک ماخوذ نہیں ہوا - میرے دوست! کئی بھیڑیے بھیڑوں کی شکل میں پھرتے ہیں -

(ح) احمدی جماعت کے آدمی بھی طاعون سے مرتے ہیں - اور بے شک مرتے ہیں - یہہ شہید ہوتے ہیں جیسے کہ ایک ہی تلوار تھی - جو صحابہ کو شہید مخالفین کو مردود بناتی تھی - پس یہہ فیصلہ آپ اپنی عقل خداداد سے فرمالیجئے کہ طاعون کنکی موت ہے یا شہادت -

(ط) اہل سنت و جماعت کا عقیدہ رکھنے والا ہم اسے نہیں سمجھتے - جو خلیفۃ اللہ کا منکر ہے - کیونکہ آیت استخلاف صاف فرمارہی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولٰئک ھم الفسقون سنت مرسل و جماعت الناس تو یہی تھی "مرجانا" مگر یہہ اہل سنت و جماعت بھی اچھے ہیں جو خلاف سنت و جماعت عیسےٰ کو ابھی تک زندہ کہے جاتے ہیں -

(۲) حضور پر نور کا یہہ فقرہ "گنتی کو پورا کرنے کی فکر والا سچی توبہ نہیں کرسکتا" آپ نے غور سے نہیں پڑھا - ورنہ آپ تسبیح پر اعتراض نہ کرتے حضرت اگر رکعتوں میں تعداد ہے یا سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳ بار پڑھنے کا ارشاد ہے -

(ا) نماز تسبیح میں دس بار کلمہ تمجید پڑھا جاتا ہے تو یہہ گنتی ایسی گنتی نہیں جس کو گننے کی فکر حضور قلب میں خلل انداز ہو سکے - کیا کبھی ان مذکور بالا ارشادوں کے پورا کرنے کے لئے کسی کو تسبیح کی حاجت ہوئی ہے یا تکلیف ما لا یطاق سے کام لینا پڑا ہے؟

(ب) یہ گنتی تو شارع اسلام علیہ السلام نے وحی الٰہی سے مقرر فرمائی - مگر یا وہاب کو آٹھ ہزار بار پڑھنا یا قصیدہ غوثیہ کا چالیس بار قطب کی طرف منہ کرکے پڑھنا کس کا حکم ہے کیا باوجود اس بات کے کہ الیوم اکملت لکم دینکم کی صریح ندا آچکی ہے کسی صوفی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی طرف سے عبادت کا طریق ایجاد کرے یا کسی وظیفہ کی خاص تعداد مقرر کرے - ہم پوچھتے ہیں جس صوفی نے قصیدہ غوثیہ چالیس بار پڑھنے یا کسی اسم کو لاکھ بار پڑھنے کا ارشاد کیا - وہ کس حیثیت سے کیا ہے کیا (ج) اپنے قیاس سے کام لیا ہے؟ اور کیا اسے لا قیاس فی التقدیرات مشہور مسئلہ فقہ کہ تقدیرات میں قیاس نہیں چل سکتا - یاد نہیں رہا - پس فرمائیے اسنے کہاں سے یہہ مسئلہ استنباط کیا اگر کہو الہام الٰہی سے - تو آپ ہمیں مبارکباد دیجئے کہ آپ ہی کے قول سے ہمارا دعوےٰ ثابت ہو گیا - عوام الناس کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ وحی بند ہو چکا ہے مگر آپ تو کہہ رہے ہیں وحی تشریعی و غیر تشریعی کے دونوں سلسلے جاری ہیں - کیونکہ دین میں کوئی خاص عبادت اور پھر اس کی تعداد مقرر کرنا صرف شریعت کا حق ہے پھر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جب شربت کا گلاس جو ہر قسم کی خوشبوؤں سے معطر ہو - آپ کی پیاس بجھانے کے لئے کافی - موجود ہو - تو اسکو چھوڑ کر محض پانی کے گلاس کی طرف متوجہ ہونا حماقت یا ناقدر شناسی - ناسپاسی ہے یا نہیں - کیا نماز انسانی کمالات کے لئے کافی نہیں کیا اس سے دین و دنیا کے حاجات پورے نہیں ہوتے - جو دوسرے وظائف کی طرف دوڑے جاتے ہو - گویا آپ اپنے اس طرز عمل سے شریعت اسلامی کا نقص ثابت کر رہے ہیں - جو بات رسول صلعم نے صحابہ کو نہیں فرمائی اوپر کیوں عامل ہو گیا من احدث فی امرنا ھذا کا وعید بھول گئے -

واذکر اللہ کثیرا اصیلا وارد ہو چکا ہے اب اوس کو گنتی سے محدود کرنا اصلاح شریعت نہیں تو اور کیا ہے - کثیرا کہنے سے یہی مقصود تھا کہ تحدید نہ کرو ہاں حد بست کا حق صرف اللہ تعالےٰ اور اوس کے رسول مقبول کو پہنچتا ہے - دوسری یہہ بڑی غلطی ہے کہ اللہ کے ذکر کے یہہ معنے سمجھے جائیں ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہنا یہہ تو مفید نہیں حضرت اس ذکر سے یہہ مراد ہے کہ انسان ہر وقت ہر لحظہ ہر منٹ یہ خیال رکھے کہ "اللہ" ہے جب کوئی کام کرنے لگے سمجھ لے کہ آیا اسکے حکم سے کر رہا ہوں یا نہیں اور یاد کرے کہ "اللہ" ہے - پس وہ اس طریقہ پر چل کر کبھی گناہ پہ قادر نہ ہوگا -

(۳) ایک دانہ سے ہزاروں دانے ہوتے دیکھکر اگر آپ نے محدود نیکی کے عوض مدامی جنت ملنے کا ثبوت پایا - تو ساتھہ ہی کل شئی ھالک الا وجھہ الا ماشاء ربک - فعال لما یرید سبقت رحمتی علے غضبی - پر غور کرکے یہہ بھی سمجھ لیجئے کہ یاتی علے جہنم زمان لم یبق فیھا احد جو حدیث رسول العالمین ہے -

(۴) اگر آپنے یہہ فقرہ عجز و نیاز کی دعاؤں میں اللہ تعالےٰ نے تو کیفیت رکھی ہے" سچے دل سے لکھا ہے تو للہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بارہ میں دعا کرنا شروع کیجئے کہ اگر یہہ امام صادق ہو تو مجھے اس کی بیعت نصیب کر - کل قسم کے مخالف خیالات سے پاک ہوکر - پھر آپ پر حق ظاہر نہ ہو جائے تو میرا ذمہ - اخیر میں - پھر آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ خدا کے لئے آپ سوچیں نبی شرعی ہونے کا دعوےٰ مرزا صاحب کرتے ہیں یا وہ سجادہ نشین جو تعداد مقرر کرکے نئے نئے وظیفے جنکی سنت رسول میں کوئی سند نہیں بتاتے ہیں -

راقم - احمدی گجراتی

سوال | کوئی صاحب اسکا جواب لکھیں

واذا الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت اس آیت کے کیا معنی ہیں یہہ آیت قیامت کے متعلق ہے یا دنیا کے اگر اس آیت کے یہہ معنی کئے جاویں - اور جب پوچھا جاوے زندہ گاڑی ہوئی لڑکیوں کو کہ وہ کس گناہ سے ماری گئی ہیں - تو اس قسم کی پرسش تکلیف ما لا یطاق میں داخل ہے جو شان ایزدی سے بعید ہے کیونکہ نوزائیدہ بچہ جو مثل مردہ کی ہوتا ہے اور تمیز خیر و شر تمکالیف سے خارج ہوتا ہے اوس سے خداوند تعالیٰ کیوں پوچھے گا - اگر کہو کہ قیامت میں لوگوں کو زندہ درگور کردہ لڑکیوں کے بارے میں پرسش ہوگی کہ اونہوں نے اون کو کیوں قتل کیا تو یہہ معنی بھی قرآن کریم کی دوسری آیات کے برخلاف ہیں صحیح نہیں کیونکہ قیامت میں مجرموں سے گناہوں کی پرسش نہ ہوگی بلکہ مجرم علامت گناہ سے پہچانے جائینگے اور گرفتار ہونگے بقولہ تعالےٰ فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان یعرف المجرمون بسیماھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام یعنی قیامت میں جن اور انسانوں سے اونکے گناہ نہیں پوچھے جائینگے بلکہ گناہ گار اپنے گناہ کی علامت سے پہچانے جاوینگے اور اون کے گناہ کے بدلہ از سر تا پا اونکی گرفت ہوگی ایک دوسری آیت میں بھی یونہی آیا ہے ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون یعنی گناہ گاروں سے اونکے گناہوں کی قیامت میں پرسش نہ ہوگی بلکہ وہ علامت ذنوب سے گرفتار ہونگے - فرض کرو کہ مجرم کی گرفت گویا پرسش ہی میں داخل ہے مگر کیا قیامت میں یہی ایک گناہ اہل دنیا کا پیش کیا جاوے گا دنیا میں ہزاروں گناہ شرک - کفر - زنا - قتل - سرقہ - راہزنیاں وغیرہ جو روزمرہ واقع ہوتی ہیں کیا اون کی پرسش و گرفت نہ ہوگی کیا قوم قریش و یہود میں یہی ایک گناہ بزمانہ نبوی مروج تھا اور نہ تھے جو ایک ہی گناہ کی پرسش قیامت میں ہوگی - المختصر - دنیا میں گناہ بہت ہوتے ہیں بتاؤ اس آیت میں ایک ہی گناہ کی پرسش کا کام مہتم بالشان کیوں ٹھہرایا گیا ہے - (راقم - سائل یکے از ناظرین الحکم)

تعلیم الاسلام سکول ریکگنائیزڈ ہوگیا

تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ساتھ تعلق رکھنے والی احمدی قوم غالباً یہ خوشخبری سنکر بہت ہی محظوظ ہوگی کہ آنکر ہمارے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی مساعی اور سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسکی خوش انتظامی تعلیم الاسلام سکول کے ریکگنائیزڈ کرانے میں کامیاب ہوگئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

ہمارے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے کہ اس سے پہلے دو دفعہ جناب انسپکٹر صاحب نے معائنہ کیا تھا تاکہ وہ سکول کے متعلق ہر قسم کے امتحان اور تجربہ کے بعد ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کے حضور اس کے ریکگنائیزڈ ہونے کیلئے رپورٹ کریں چنانچہ ہر دو معائنوں میں انسپکٹر صاحب نے سکول کی تعلیمی۔ مالی۔ انتظامی اور اخلاقی غرض ہر قسم کی حالت پر اطمینان ظاہر فرمایا اور معائنہ سے بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ انکی رائے ہم اس سے پہلے اپنے وقت پر شائع کرچکے ہیں شاید بعض لوگ اس مطلب کو نہ سمجھ سکیں کہ سکول کے ریکگنائیزڈ ہونے سے کیا فائدہ ہوگا؟

اس لئے مختصر طور پر بتا دینا ضروری ہے کہ اس سے پہلے ہمارے سکول کے طالبعلم جو پنجاب یونیورسٹی کا وظیفہ حاصل کرتے تھے وہ وظیفہ اس سکول میں انکو نہیں ملسکتا تھا اس لئے یا تو وہ اس وظیفہ سے محروم رہتے اور یا اس سکول کی برکات کو چھوڑتے اور ایسا ہی دوسرے سکولوں کے طالبعلم جو وظیفہ حاصل کرتے۔ وہ یہاں کے سکول میں محض اس وجہ سے داخل نہیں ہوسکتے تھے۔ کہ انکو اس وظیفہ سے محروم ہونا پڑتا تھا۔ اور علاوہ اس کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات میں جو لڑکے بھیجے جاتے تھے وہ گویا پرائیویٹ طالبعلم سمجھے جاتے تھے لیکن آئندہ کیلئے وہ طالب علم سرکاری سکولوں کے طالبعلموں کی حیثیت سے جائیں گے اور ہر قسم کے یونیورسٹی کے وظائف اس سکول میں ملا کریں گے۔ اس انتظام سے مدرسہ کی ترقی کیلئے بہت ہی وسیع میدان کھل گیا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ وہ لوگ جو اپنی اولاد کے اخلاق اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں اور سرکاری سکولوں کے کثیر اخراجات بھی برداشت نہیں کرسکتے وہ قادیان کے سکول اور کالج سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اپنے بچوں کو یہاں داخل کریں گے باہر کے طالبعلموں کیلئے تھوڑے سے ایک بورڈنگ ہوس کھلا ہوا ہے۔

ہم جناب ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ ایک تاکیدی چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے ضلع گورداسپور کے تمام پرائمری اور مڈل سکولوں میں اس امر کی اطلاع کرادیں کہ ہمارا سکول ریکگنائیزڈ ہوگیا ہے اور یہاں یونیورسٹی کے وظائف طالبعلموں کو ملاکریں گے تاکہ وہ طالب علم جو محض اس ایک وجہ سے اس سکول میں داخل ہونے سے محروم رہتے تھے فائدہ اٹھائیں۔

ہم ذیل میں اس چٹھی کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو جناب انسپکٹر صاحب کے دفتر سے اس امر کی اطلاع کیلئے ہمارے سکول میں آئی ہے۔

قادیان سکول کے ریکگنائیزڈ ہونے پر ہم **احمدی قوم** کو مبارکباد دیتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اب قوم کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ مدرسہ کی **مالی حالت** کا استحکام بہت ہی ضروری امر ہے چونکہ اب طلبار کے بکثرت آنے کی توقع ہے اس لئے مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارتوں کو بھی وسیع کرنا پڑیگا پس آنے والی ضرورتوں کیلئے **قوم کا فرض** ہے کہ ابھی سے تیار رہے اور ہمیں اپنی قوم پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنے کالج اور **سکول** کی وقعت کو ہمیشہ قائم رکھنے کیلئے ساعی رہیگی۔

اس چٹھی کے درج کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم جناب ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کی عنایت کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے کمال مہربانی سے ہمارے سکول کو ریکگنائیزڈ سکولوں کی فہرست میں داخل فرمایا۔ اور ہمارے انسپکٹر صاحب حلقہ جالندھر بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس امر کی سفارش کی اگرچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کیا لیکن ہمارا فرض ہے کہ انکی مہربانی اور نوازش کو نہ بھولیں۔

وہ چٹھی یہ ہے۔

نقل چٹھی آمدہ از ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بطرف انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۳ء نمبر ۱۴۰۴۹

تمہاری چٹھی مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۰۳ء نمبر ۱۲۳ کے جواب میں میں آپ کو اس اطلاع دینے کا مجاز ہوں کہ قادیان ہائی سکول ریکگنائیزڈ سکولوں کی فہرست میں شامل کرلیا گیا ہے تاوہ اپنے لڑکے ہائی سکول کے وظیفوں اور پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں بھیج سکے۔

رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کو بھی اسبات کی اطلاع دیگئی ہے۔

دفتر انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر۔ مدارس منٹ نمبر ۱۲۸۶ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۳ء شہر جالندھر۔

قادیان ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کو ایک نقل اس چٹھی کی برائے اطلاع روانہ کیگئی۔

دستخط بنقلم ہیڈ کلرک انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معہ خاندان مبارک گورداسپور تشریف فرما ہیں دارالامان میں حضور کی غیر حاضری خدام دارالامان سخت اضطراب کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں + دارالامان کی تجارت۔ رونق پر اس غیر حاضری کیوجہ سے بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ وہ بازار جہاں دن بھر قادیان کی حیثیت کے موافق خرید و فروخت کیوجہ سے خوب رونق رہاکرتی تھی۔ اب قریباً اجاڑ معلوم ہوتا ہے اور تمام لوگ نہایت اضطراب اور اشتیاق کے ساتھ خدام والا کی واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں خدا کرے کہ بہت جلد حضور کی تشریف آوری سے دارالامان کا ستارہ چمکے۔ آمین

۲۔ بزرگان ملت میں سے حضرت حکیم الامۃ جیسا کہ پہلے ہی ظاہر کیا جاچکا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلبی پر گورداسپور تشریف لیگئے ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ ہفتہ زیر اشاعت میں بعض عوارض حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت ناساز رہی۔ اب آرام ہے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ تشریف لیگئے ہوئے ہیں۔ یہاں دارالامان میں مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی کا دم غنیمت تھا۔ لیکن جذبہ عشق نے انہیں بھی گورداسپور کھینچ بلایا۔

۳۔ تعلیم الاسلام سکول اور کالج ۱۷ ستمبر ۱۹۰۳ء سے کھل گیا ہے۔ اور بورڈر آرہے ہیں۔ مدرسہ کے کھلنے کیوجہ سے احمدی محلہ کی رونق پھر بڑھنے لگی ہے۔ اللھم زد فزد۔

۴۔ قادیان میں سناتن دھرم سبھا کے قیام کی عرصہ سے تجویزیں ہورہی تھیں۔ اور پنڈت شام لال صاحب نام ایک شخص نے بعض پنڈتوں سے اس کا شروع بھی کرکیا تھا آخر سناتن دھرم کے پیرووں کو جوش آگیا اور انہوں نے ۲۳ ستمبر ۱۹۰۳ء کی صبح کو باہم مشورہ کیلئے ایک مختصر سا جلسہ کیا جسمیں قریباً قصبہ کے تمام سربرآوردہ ہندو موجود تھے + باہم صلاح و مشورہ کے بعد یہ قرار پایا کہ یہ ٹھیک دھرم سبھا یہاں قائم ہونی چاہئے اور اس کیلئے فی الحال سری گوبند پور سے جہاں ۲۴-۲۵-۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء کو سناتن دھرم سبھا کا جلسہ ہے ایک دو لائق پنڈت لانے چاہئیں تاکہ وہ آکر اپنے منتروں یا کتھا نوں سے اہل قصبہ کو بیدار کریں اور **باقاعدہ** سناتن دھرم سبھا قائم کردیں چنانچہ اس مطلب کیلئے آج کئی آدمی قادیان سے سری گوبند پور جا رہے ہیں۔ اس ابتدائی جلسہ کیلئے ان لوگوں نے مختصر سی رقم بھی چندہ کے طور پر جمع کی ہے اور عندالضرورت اور بھی چندہ جمع کرنیکو طیار ہیں۔

فی الحال پنڈت جوتی پرشاد صاحب۔ پردھان اور حکیم دیارام صاحب اپ پردھان اور پنڈت ... اس سبھا کے سکرٹری اور لالہ کریم چند صاحب نائب سکرٹری اور لالہ ... خزانچی لالہ بسنت رائے اور لالہ ... رام صاحب ... صاحب اور لالہ ... رام ممبران مقرر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ سبھا بہت ترقی کریگی کیونکہ ان لوگوں نے سبھا کی ضرورت کو خوب محسوس کرلیا ہے۔ پنجاب کے مختلف شہروں کی سناتن دھرم سبھاؤں سے امید ہے کہ وہ اپنی اس قادیان والی سبھا کو ہر قسم کی علمی مدد دیکر تقویت پہنچائیں گے۔ چاہئے کہ سناتن دھرم کے متعلق جسقدر رسالے یا اخبار نکلتے ہیں وہ اس سبھا کو بھی بھیجے جاویں۔

مقدمات کی خبر

مقدمات کے متعلق اس سے زیادہ اب کوئی خبر نہیں کہ مقدمہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی عدالت کی کل کارروائی ختم ہوگئی یعنے شہادت صفائی ہوچکی۔ وکلاء فریقین کی تقریریں ہوچکیں۔ اب آئندہ تاریخ یکم اکتوبر مقرر ہوئی۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ میں یکم اکتوبر آخری حکم سنانے کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ ..... اب وقت دعا ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل۔ ہم بھی صبر کر رہے ہیں۔

سپردم بتو مایۂ خویش را

مرآۃ الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ۔ عجیب اور جامع کتاب جو مسئلہ جہاد پر کارخانہ الحکم میں چھپ رہی ہے اس کے مؤلف جناب مکرم بابو سید وزارت حسین صاحب منٹگمری میں۔ سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر سیر کن بحث کی ہے۔ اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں ان کے جواب قابلیت کے ساتھ دئے گئے ہیں۔ خصوصاً پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے۔ ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیں گے (انشاء اللہ العزیز) ۲۶۰ صفحہ تک یہ کتاب چھپ چکی ہے اور بقیہ مضمون بھی پریس میں جاچکا ہے اور باقی بھی مضمون آرہا ہے۔ فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کرسکتے یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کی کثرت کے ساتھ اشاعت ہو درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب شائع ہونے پر خریداروں کو جلد بھیجدی جاوے اور نہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

عام خبر گردو کے ماسٹر نبی بخش احمد جان شالکار کارخانہ گبرون کو سیانہ پنجاب ... نئے نئے وجدید ... فہرست ... طلب

نوٹس۔ کونٹ ٹالسٹائی کا مضمون جو بعنوان جنگ کی مخالفت الحکم میں شائع ہورہا ہے اسکے ختم ہونیکے بعد ہم اس پر ریمارک کریں گے۔

العهدة النبوية وعهد الامام عمر ابن خطاب

مخالفان اسلام جو اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر و جبر و اکراہ پھیلایا گیا ہے وہ اس عہدنامہ نبوی (ﷺ) اسلام اور ان کے جانشینوں کے عہدناموں کو دیکھیں جو وہ اپنی پوری قوت و طاقت کے وقت نصاریٰ وغیرہ کو لکھ کر دیتے رہے ہیں۔ ہمارے مخالفین ان قابل وثوق معاہدوں کو پڑھ کر غور کریں کہ ان کے اعتراض بالکل بیجا ہیں ......

...... ان تحریروں کو پڑھ کر سوچو کہ بانی اسلام اور اس کے جانشینوں کی کس قدر شفقت علیٰ خلق اللہ و خیر خواہی ثابت ہوتی ہے

(العهدة النبوية)

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا كتبه محمد بن عبد الله الى الناس اجمعين رسوله مبشرا ونذيرا ومؤتمنا على وديعة الله في خلقه لئلا يكون للناس حجة بعد الرسل وكان الله عزيزا حكيما. كتبه لاهل ملة النصارى ولمن تنحل دين النصرانية من مشارق الارض ومغاربها قريبها وبعيدها فصيحها وعجميها معروفها ومجهولها جعل لهم عهدا. فمن نكث العهد الذي فيه وخالفه الى غيره وتعدى ما امره كان لعهد الله ناكثا ولميثاقه ناقضا وبدينه مستهزئا و للعنة مستوجبا سلطانا كان او غيره من المسلمين. وان احتمى راهب او سائح في جبل او واد او مغارة او عمران او سهل او رمل او بيعة فانا اكون من ورائهم اذب عنهم من كل غيرة لهم بنفسي واعواني واهلي وملتي واتباعي لانهم رعيتي واهل ذمتي وانا اعزل عنهم الاذى في المؤن التي يحمل اهل العهد (كذا) من القيام باخراج الاماطات. له نفوسهم وليس عليهم جبر ولا اكراه على شيئ من ذلك ولا يغير اسقف من اسقفيته ولا راهب من رهبانيته ولا حبيس من صومعته ولا سائح من سياحته. ولا يهدم بيت من بيوت كنائسهم وبيعهم ولا يدخل شيئ من مال كنائسهم في بناء مساجد المسلمين ولا في بناء منازلهم فمن فعل شيئا من ذلك فقد نكث عهد الله وعهد رسوله ولا يحمل على الرهبان والاساقفة ولا من يتعبد جزية ولا غرامة وانا احفظ ذمتهم اينما كانوا من بر و بحر في المشرق او المغرب والجنوب والشمال وهم في ذمتي وميثاقي واماني من كل مكروه وكذالك من يتفرد بالعبادة في الجبال والمواضع المباركة لا يلزمهم مما يزرعونه لا خراج ولا عشر ولا يشاطرون لكونه يسد قوتهم ولا يعاونون عند ادراك الغلة ولا يلزمون بخروج في حرب وقيام بجزية ولا من اصحاب الخراج وذوي الاموال والعقارات والتجارات مما هو اكثر من اثنى عشر درهما بالجملة في كل عام ولا يكلف احد منهم شططا ولا يجادلون الا بالتي هي احسن ويخفضون لهم جناح الرحمة ويكف عنهم اذية المكروه حيثما كانوا وحيثما حلوا وان صارت النصرانية عند المسلمين فعليه برضاها وتمكنها من الصلاة في بيعها لا يحال بينها وبين هوى دينها ومن خان عهد الله واعتمد بالضد من ذالك فقد عصى ميثاقه ورسوله ويعاونوا على مرمة بيعهم ومواضعهم وتكون تلك معونة لهم على دينهم وفعالهم بالعهد ولا يلزم احد منهم بنقل سلاح بل المسلمون يذبون عنهم ولا يخالف هذا العهد ابدا الى حين تقوم الساعة وتنقضي الدنيا۔

ترجمہ: یہ عہدنامہ ہے جس کو محمد بن عبداللہ خدا کے رسول مبشر و نذیر اور اس کے امین نے لکھا ہے تاکہ اس کے بعد لوگوں کا کوئی عذر و بہانہ باقی نہ رہے اللہ تعالیٰ غالب اور راستوار کار ہے اس عہدنامہ کو میں نے مشرق و مغرب نزدیک و دور عالم اور مجہول کے عیسائیوں اور کل عرب اور عجم معروف و غیر معروف نصاریٰ کے واسطے لکھا ہے مسلمانوں میں سے جس نے اس عہد کو توڑا اور اس سے تجاوز کیا وہ خدا تعالیٰ کا وعدہ شکن ہوگا اور اس نے دین کا خود ناقض ہوگا اور وہ خدا کی لعنت کا سزاوار بنے گا خواہ کوئی بادشاہ ہو یا رعیت

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی راہب یا سیاح وغیرہ پہاڑ۔ جنگل۔ آبادی صحرا و ریگستان۔ اور عبادت گاہ میں عبادت کا خواستگار ہو تو میں مع اپنے اعوان و انصار و اہل ملت و تابعداروں کے اونکی حمایت کیلئے اون سے اون کے دشمنوں کی مدافعت کرونگا۔ کیونکہ وہ میری رعیت اور میری اہل ذمہ یعنے میرے وعدہ پر ہیں اور میں دشمنوں کی ایذا و ضرر و تکلیف سوا عدہ و الون کے اس مالیہ کے بدلہ رفع کرونگا جسکی ادائیگی کا انہوں نے وعدہ کیا ہے اگر اون کی مرضی ہو کہ وہ اپنے وجود و اموال کی خود حفاظت و نگہبانی کریں تو ان پر اس امر میں کوئی جبر و اکراہ نہ کیا جاوے۔

کسی بشپ کو اس کے عہدے سے اور کسی راہب کو اسکی رہبانیت سے اور کسی عابد کو اس کی عبادت گاہ سے اور کسی سیاح کو اس کی سیاحت سے روکا نہ جاوے اون کا کوئی گرجا و عبادت گاہ ویران و منہدم نہ کیا جاوے ان گرجوں کے مال میں سے کوئی چیز مسلمانوں کی مسجدوں اور گھروں کے بنانے میں داخل نہ کی جاوے جس نے ایسا کام کیا اوس نے خدا اور رسول کی وعدہ شکنی کی۔ اور راہبوں اور بشپوں یعنے مذہبی پیشواؤں پر کوئی جزیہ اور تاوان نہ رکھا جاوے اور وہ جنگل میں ہوں یا دریا میں خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں خواہ وہ جنوب کو ہوں یا شمال کو میں ان کے لئے اس عہد کا ذمہ دار ہوں۔ اور وہ میرے ذمہ اور میرے وعدہ پر ہیں اور وہ ساری مکروہات سے میرے امان میں ہیں۔ اور جو انسان پہاڑوں اور اسکنہ متبرکہ میں عبادت کے لئے گوشہ گزین ہوں جو کچھ وہ بوتے ہیں اوس اون سے نہ خراج اور نہ عشر لیا جاوے اور غلہ کی کمی پر اون کے امداد کا ذمہ نہیں جنگ میں نکلنا ان پر لازم نہ ٹھہرایا جاوے اور نہ آن سے جزیہ لیا جاوے۔ خراجی اور دولتمند صاحب اموال اور زمیندار اور سوداگر سے بارہ روپیہ سالانہ سے زیادہ نہ لیا جاوے اور کسی کو جور و ظلم سے حصول مالگذاری پر مکلف نہ کیا جاوے کوئی مذہبی مباحثہ و مجادلہ پیش آوے تو ان سے بحسن اخلاق اور تہذیب کلام پیش آنا چاہیئے اور وہ جہاں ہوں رحمت کا بازو ان پر مبسوط رہے اور ایذا ان سے رفع کی جاوے اور جس نے خدا کا وعدہ توڑا اور اسکی ضد پر کھڑا ہوا اس نے خدا و رسول کی وعدہ شکنی کی اون کے عبادت خانے و مکانات کے مرمت میں اون کو امداد دیجاوے اور یہ بات اون کے دین میں مقبول ہے اور ان میں سے کسی پر آلات حرب کا رکھنا لازم نہ ٹھہرایا جاوے بلکہ مسلمان ان سے مدافعت کریں گے اور اس عہد کی تا قیام قیامت و اختتام زمانہ مخالفت نہ کیجاوے۔

التجا بحضور حضرت مسیح موعود

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت اقدس میرے جتنے ہیں عاصی کیجئے
رحم و شفقت کی نظر بہر خدا اب کیجئے

تو مسیح وقت ہے اور مہدی آخر زمان
مٹ گیا ہے تیرے دم سے کفر کا نام و نشان

دہر ہیرا ہو رہا ہے اب یہ در دیں خانہ خراب
کر دعا میرے لئے تیری دعا ہے مستجاب

ظاہراً خدمت سے بیشک دور افتادہ ہوں میں
لیک باطن میں ہمیشہ در پہ استادہ ہوں میں

نام تیرا ہے مجھے ہر وقت ہی ورد زبان
تیرے مقدم پر خدا نے کر دیئے ہیں سب نشان

تیرا کیا بگڑا زمانہ حسد سے گر بن گیا
تو خدا کا اور خدا بیشک ہی تیرا بن گیا

واقعی تو مرد میدان اور خدا کا شیر ہے
تیرے حقیں لفظ بد کہنا بڑا اندھیر ہے

اے مسیح وقت جسدن سے ہوا پیدا ہے تو
بس محمد مصطفےٰ کا عاشق شیدا ہے تو

تو نہیں ڈرتا کسی سے دین کے کاروبار میں
دم بخود ہیں سب مخالف آ کے اس سرکار میں

جابجا تیرا چرچا ہوا دنیا میں تیرے نام کا
بج رہا ہے اب نقارا ہر طرف اسلام کا

دین کا ڈنکہ بجایا تو نے جب للکار کر
دین احمد سے گئیں سب غیر قومیں ہار کر

ہے غضب لوگو نہ سمجھا تو اگر مامور کو
اپنی پھونکوں سے بجھاتے ہو خدا کے نور کو

او سیانے لوگو تمہیں جوں جوں غضب نے ستا لیا
حق کی جانب مگر اس کا قدم بڑھتا گیا

اس نے دکھلائے تمہیں تائید میں لاکھوں نشان
پھر بھی تم اندھے کے اندھے ہی رہے اے مہرباں

سچ یہی ہے جب نکل آتا ہے خورشید جہان
شپرک کی آنکھ ہو جاتی ہے اندھی بیگمان

حق کی رحمت کو بھلا کیوں سد راہ ہوتے ہو تم
عمر بھر کا کیلئے اندوختہ کھوتے ہو تم

کس رستے ہو تم اوسے نابود کرنے پر مگر
میرا مولا خود ہی کر دیگا تمہیں زیر و زبر

دین و ایمان یوں نہ تکفیر و تکذیب کھونا چاہیئے
اس ہنسی ٹھٹھے پہ بیشک تم کو رونا چاہیئے

حق تعالیٰ کا اگر غیظ و غضب بڑھ جائیگا
دیکھنا طاعون کا طوفان بہت چڑھ جائیگا

نور و غضب الہی کس لئے بوتے ہو تم
اپنے ہاتھوں سے بدی کا بیج کیوں بوتے ہو تم

اس روش سے اے عزیزو باز آنا چاہیئے
مہر خاموشی تمہیں لب پہ لگانا چاہیئے

ہے مدار خیر نہیں سی حکم محمد مصطفےٰ
تم برا کہنا کسی کے حق میں مت رکھو روا

م وقت جب گذرا تو پھر کر بہت پچھتاؤ گے ۔ ہے یہی سچ ہاتھ مل کر گزر جاؤ گے + اور اس کی علم و عقل نے حیران سب کو کر دیا ۔ کاسۂ دین ہو چکا خالی تھا آکر بھر دیا

استفسار اور انکے جواب

سوالات جواب طلب مرسلہ سید نواب علی شاہ صاحب حکیم از کرناہ علاقہ کشمیر

کیا امام مہدی خلیفۃ اللہ کے متعلق آسمان سے کوئی آواز آئیگی۔

۱۔ عام علماء کا خیال ہے کہ جب مہدی پیدا ہوگا اس وقت آسمان سے آواز ہوگی کہ هذا امام مهدی خليفة الله اور ابتک کوئی ایسی ندا آسمان سے نہیں آئی۔

۲۔ وآوينهما الى ربوة ذات قرار ومعين بعض علماء کہتے ہیں کہ اس آیت میں واقع صلیب سے پہلے کا ذکر ہے جبکہ حضرت عیسیٰ اور اس کی والدہ مخالفوں سے بھاگ کر شام میں آگئی تھی۔

۳۔ بی بی مریم والدہ حضرت عیسیٰ کی قبر کہاں ہے جبکہ حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہے تو انکی قبر بھی وہاں ہونی چاہیئے۔

۴۔ فخر بنی آدم سرور عالم حضرت پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج معہ وجود خاکی ہوا تھا یا روحانی طور پر۔

۵۔ ملاؤں کا جو اسقاط مردہ کا لیتے ہیں یعنی مردہ کے تمام عمر کے گناہوں کا کفارہ شمار کر کے اوس کے عوض قرآن شریف یا کچھ نقد جنس پس ماندگان میت سے لیتے ہیں احادیث صحیحہ اور قرآن شریف میں اس کے لئے کیا حکم ہے

۶۔ تعویذات لکھنے اور لوگوں کو دینے کی نسبت کیا حکم ہے۔

جواب (۱) آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے واضح ہو چکا ہے کہ امام الزمان مسیح موعود و مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی ہزار سال دنیا کی عمر کی ہوگی اور اس وقت قیامت کبریٰ کی طرح کوئی ایسا نشان منکشف نہیں ہوگا جس سے ایمان بالغیب بالکل دور ہو جاوے۔ غیب کا پردہ قیامت تک یوں ہی اور یونہی رہیگا اس کا محض انکشاف خدا تعالیٰ نے نہ قبل ازیں کبھی کیا اور نہ آئندہ قبل از قیامت بالکل ایسا انکشاف کریگا جس سے ایمان بالغیب کی حکمت ضائع ہو جاوے جب اس قسم کے ظاہر بظاہر پکارنے والی ندا آسمان سے ہر ایک کو سنائی جاوے تو پھر ایمان بالغیب کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور نہ اس وقت کسی مہدی و مسیح کی ضرورت رہتی ہے خداوند تعالیٰ نے متقی تو ان ہی انسانوں کو فرمایا ہے جو ایمان بالغیب سے حصہ لیتے ہیں۔ پھر یا درکھو کہ جو لوگ مسیح موعود کو آسمان سے سامنے اترتے اور مہدی کے متعلق ظاہر بظاہر آسمانی آواز کے منتظر ہیں ان لوگوں کا ایمان اس آیت قرآنیہ کے بموجب کہاں ہے اور وہ کس زمرہ میں داخل ہوں گے کیا ظہور مہدی و مسیح کے وقت یہ آیت شریف قرآن کریم سے نکالی جاوے گی۔ حاشا وکلا یہ جو احادیث میں ہے کہ ہذا المہدی خلیفۃ اللہ کی آواز آسمان سے آئیگی ایسی احادیث استعارات اور مجازات کے پیرایہ میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

مہدی خلیفۃ اللہ کی گواہی کیلئے آسمانی آواز جیسا کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھی تو ماہ رمضان عرصہ دس سال سے یعنی ۱۳۱۱ ہجری میں آسمان ہی سے ظاہر ہو چکی ہے گر بہروں اور گراں گوشوں نے اس الہی آواز کو نہ سنا پیغمبر خدا صلی اللہ فرماتے ہیں۔

ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه۔

ترجمہ۔ دارقطنی نے امام محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں وہ کبھی نہیں ظاہر ہوئے یعنی کبھی کسی دوسرے کیلئے نہیں ہوئے جب زمین آسمان کو پیدا کیا اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی راتوں کے اول میں ہی چاند کو گرہن لگنا شروع ہوگا اور اس مہینہ کے نصف باقی میں سورج گرہن ہوگا۔ کذا رواہ البیہقی وغیرہ من المحدثین۔

عرصہ دس سال سے اس بات کے سب ہندو وعیسائی ومسلمان وغیرہ اس ملک گواہ ہیں کہ یہ واقع آسمان سے نرالی قسم کا ماہ رمضان میں ظاہر ہو چکا ہے دیکھو اپریل ۱۹۰۴ء کے کل ہندوستان وپنجاب کے اخبارات اس خبر کو شائع کر چکے ہیں دیکھو تیرہ سو سال پیشتر پیغمبر خدا صلعم کے ذریعہ خدائی آواز لوگوں میں مشتہر ہو چکا تھا کہ ہمارے مہدی کیلئے آسمان میں یہ نشان ہوگا پھر جبکہ مہدی کے وقت یہ نشان آسمان میں ظاہر ہو گیا تو اس خدائی آواز کی تصدیق میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو کہے کہ خسوف کسوف والی پیشگوئی خدائی آواز نہیں۔ اب دیکھو چاند گرہن اور سورج گرہن کا واقع ماہ رمضان میں پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہو چکا ہے امام آخر الزمان علیہ السلام کیلئے یہ گواہی آسمانی مقرر تھی خواہ اس کو صوت اللہ یعنی آواز خدا یا ید اللہ یعنی دست خدا کہو برو و شک نیست۔

امام آخر الزمان کی تصدیق وسچائی کیلئے زمینی آوازیں بھی بہت مدت سے متواتر ظاہر ہو رہی ہیں دیکھو تیرہ سو سال قبل از وقت جو پیشگوئی کی گئی کہ مہدی کے وقت میں زمین غیر معمولی اور سخت طاعون سے ہلیگی اب وہ پیشگوئی کیسی زبردست نشانات سے ظہور پذیر ہو رہی ہے اب تو مہدی کی تصدیق کیلئے زمین و آسمان پکار اٹھے ہیں۔ ع

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق او استادہ اند
می درخشد چون قمر تابد چو قرص آفتاب
کور چشم آنان کہ در انکار ہا افتادہ اند
این زمین الہٰی ان و از آسمان آید ندا
مقتلے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

ظہور یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض اور ظہور دجال جس کے پاس بہشت و دوزخ ہوگا اور آفتاب کا اپنی غروب کی جگہ سے طلوع کرنا وغیرہ سب استعارات و مجازات کے پیرایہ میں پیشگوئیاں فرمائی گئی ہیں۔ فرض کرو کہ ان پیشگوئیوں کا ظہور اپنی اصلی شکل پر ہو جاوے تو نتیجہ بجز اس بات کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ شکوک وشبہات لوگوں کے دلوں سے جاتے رہیں جیسا کہ قیامت کے دن حقیقت کے منکشف ہونے پر کوئی شک وشبہ نہیں رہیگا پھر جب شکوک رفع ہو جاویں اور حجاب و پردہ غیب بالکل کھل جاوے تو اس دن اور قیامت میں کون سا باقی فرق رہ جاویگا۔ قرآن کریم میں تو بصراحت آچکا ہے کہ کافر قیامت تک شکوک وشبہات میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت اچانک آجاویگی کما قال اللہ تعالیٰ۔ يسئلونك عن الساعة ايان مرسها قل انما علمها عند ربي لا يجليها لوقتها الا هو ثقلت في السموات والارض لا تاتيكم الا بغتة يسئلونك كانك حفي عنها قل انما علمها عند الله ولكن اكثر الناس لا يعلمون۔

ایک اور دوسری جگہ فرمایا ولا يزال الذين كفروا في مرية منه حتى تاتيهم الساعة بغتة او ياتيهم عذاب يوم عقيم۔ ترجمہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کب ہے ٹھہراؤ اوس گھڑی کا تو کہہ دے اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے اوس کے وقت پر کوئی ظاہر نہیں کرتا مگر وہی بھاری ہے اوس کا آنا آسمانوں اور زمین پر وہ تم پر اچانک آجاویگی تجھ سے پوچھتے ہیں گویا تو اوس کا متلاشی ہے کہدے اس کا علم خداوند تعالیٰ کو ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ دوسری آیت۔ منکر ہمیشہ عذاب قیامت سے شک میں ہی رہیں گے یہاں تک کہ وہ گھڑی اون پر اچانک آجاویگی یا اون پر سخت دن کا عذاب آپہونچیگا اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ منکر شک میں ہی رہیں گے۔ حتی کہ قیامت اچانک آجاویگی لہذا ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں جب ہی موافقت ہو سکتی ہے کہ احادیث کو استعارات و مجازات پر محمول کیا جاوے کیونکہ قرآن کریم حاکم ہے اور احادیث محکوم ہیں۔ پس جب قرآن کریم و احادیث نبویہ ظہور دجال و یاجوج ماجوج و دابۃ الارض وغیرہ سب کچھ منصہ ظہور پر آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں ان سب کی تشریح کر دی ہے تفصیل طلب كتبه من كان متعطشا للتحقيق

(باقی آئندہ)

کرہ آفتاب ہماری زمین کیطرح آباد ہے

امریکہ کا ایک مشہور و معروف اسٹرونومر یعنی منجم ستمی ینگ کہتا ہے کہ آفتاب ہماری زمین کی طرح آباد ہے اس کا بیان ہے کہ کرہ آفتاب کے گرداگرد ایک ایسی ہوا کا خول ہے جس کی قوت کہربائی وحرارت میں مادہ سلبیہ موجود ہے آفتاب کہربائی قوت کا مرکز ہے جس کی طرف مدام بجلیوں کی لہروں کے دریا وندیاں بہتی رہتی ہیں جب بجلیاں اوس ہوائی کرہ میں پہونچتی ہیں تو مادہ سلبیت کے باعث آگے نہیں جاتے ہیں بلکہ اسی کرہ ہوائی میں چلتی رہتی ہیں یہ وہی تجلیاں ہیں جو ہوائی کرہ میں درخشاں ہو کر کرنوں کی شکل میں نظر آتی ہیں اور آفتاب اوس ہوائی کرہ کے درمیان بہت دور واقع ہے اور آباد ہے۔

——— اڈائمز آف انڈیا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء

ہم کہتے ہیں قرآن کریم کا یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ نئی دنیا کو بذریعہ آلات جدیدہ اب مشاہدہ ہوا ہے کہ اجرام سماوی میں بھی زمین کیطرح آبادی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تیرہ سو سال قبل ازیں خبر دی گئی ہے کہ دیگر اجرام سماوی میں بھی آبادی ہے اور ان میں ہماری زمین کیطرح آدمیوں کی ہدایت و راہنمائی کیلئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے رسول مامور مبعوث ہوتے ہیں۔ ہم اپنے اس دعوے کو الحکم کی کسی آئندہ اشاعت میں قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے مبرہن وثابت کریں گے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

مذاہب عالم

دیانۃ جزائر کالیڈونیا الجدیدۃ و جزائر سلیمان

نئے جزائر کالیڈونیا بحر اوقیانوس مین اسٹریلیا سے مشرق کی طرف مین جنکو سٹر کوک نے سنہ ۱۷۷۴ء مین دریافت کیا تہا ان جزائر مین آجکل فرانسیسی آبادیان ہین اور جزائر سلیمان جزائر کالیڈونیا سے شمال کی طرف واقع ہین باشندگان کالیڈونیا کی زبان مین معبود کو اس لفظ سے پکارتے ہین جسکے معنے الاموات یعنے مردون کے ہین جب ان کا کوئی رئیس وامیر مرجاوے تو اس کے لئے دعائین کرتے اور پہر ناچتے اور گاتے ہین۔

باشندگان اس قوم کا اعتقاد ہے کہ جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس جزیرہ سے مغرب کی طرف اڑ جاتی ہے اور سمندر مین تیرتی ہوئی ایک مقام پر (ماتماس) مین جو ارواح کا مسکن ہے جا ٹھہرتی ہے اون کا اعتقاد ہے کہ اوس مقام مین نیک اور بدارواح اکٹہی ہوتی ہین اور نیک ارواح کو وہان لذیذ کہانے ملتے ہین۔

باشندگان کالیڈونیا کے اعتقاد مین آنکہون کا معبود الگ ہے اوس کے لئے ورد اور وظیفے پڑہتے ہین تاکہ وہ انکی آنکہون کو توانائی و طاقت بخشے کہ وہ دشمن کی تیر تفنگ جوان کی طرف چلائے جاتے ہین اُن کو دیکہ کر اپنے آپ کو بچا سکین اون کے نزدیک کانون کا معبود الگ ہے جس سے وہ دشمن کی خبر طلب کرتے ہین۔ باشندگان تانا کا اعتقاد ہے کہ ایک خالق امراض وآفات ہے۔

جب اون کا کوئی آدمی بیمار ہو جاوے تو دریائی گہونگے کی کرنائی بجاتے اور اس کو خالق امراض وبا کا ورد و وظیفہ جانتے ہین۔ اور اس کے آگے دعائین کہتے ہین کہ بیمار کا باقی طعام نہ جلادے کیونکہ اون کا اعتقاد ہے کہ مریض کا باقی طعام وروزی جو اس نے آئندہ زندگی مین کہانا ہے خالق امراض کے جلا دینے سے بیمار مرتا ہے۔

اہل کالیڈونیا کاہنون کی بڑی تعظیم وتکریم اور ان کی پوجا کرتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ کاہن بارش برسا سکتے ہین ہر ایک قبیلہ کا جدا جدا کاہن مقرر ہے اور ان سب پر ایک بڑا کاہن ٹھہرا یا رہتا ہے۔

باشندگان **تانا** بعض درختون اور پتہرون کی پوجا کرتے ہین اور بتون کی پوجا کی رسم اونہین بالکل کرتی نہین بلکہ بت و تماثیل وغیرہ کا اونہین نام تک کوئی نہین جانتا۔

لیکن باشندگان جزائر تلیکو وجزائر ہیبریڈیز کا کوئی گہر بتون سے خالی نہین یہان تک کہ ایک گہر مین تین سو بت تک تعداد مین بنائے ہوئے اور ان کو مردون کے لباس پہنائے پائے جاتے ہین

کاہنون اور جادو ٹونہ والون پر بڑا ایکا اعتقاد رکہتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ ٹہاکرون نے یہ جزائر فتح کرکے اونہین مرد وعورات پیدا کر دئے ہین کالیڈونیا مین مسٹر کوک نے ایک قبر دیکہی جسکے گرداگرد تیرے اور برچہیان اور تیر زمین مین گاڑے ہوئے تہے پوچہنے سے معلوم ہوا کہ وہ کسی بڑے آدمی یعنی امیر ورئیس کی قبر ہے مسٹر ۔۔ بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مردہ کو سب لباس اور سیپ کے کنگن وکڑے پہناتے ہین اور مردہ کی انگلیان بطور یادگار کاٹ لیتے ہین۔ قبر مین بٹہائی بجہا کر اوس کا سارا جسم سر کے سوا دفن کر دیتے ہین پہر دس دن کے بعد اوس کا سر جسم سے الگ کرکے اس کے دانت نکالکر مردہ کی طرف سے یادگار کے طور پر رکہ لیتے ہین۔ باشندگان جزائر سلیمان ارواح مردہ کی بہت عزت کرتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ عام لوگون کی روحین کسی دوسرے جزیرہ مین جاکر حیران وپریشان بہٹکتی رہتی ہین اور کاہنون ورئیسون کی ارواح اپنے خویش واقربا ہی مین رہتے ہین اور مصائب وتکالیف مین اون کی امداد کرتے اور ان کی حاجتین اوا کرتے ہین وہ جادو ٹونہ کے لئے آدمیون کو بڑا مانتے ہین مختلف گروہ انسانی کے ۔۔۔ ان اعتقادات سے ہی **فوق کل ذی علم علیم** کا سبق ملتا ہے جو از روئے فطرت تسلسلاً ایک فوق الکل طاقت قادر مطلق تک جاکر ختم منتہی ہو جاتا ہے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

سلطان المعظم سلطان محمد پنجم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ ریلوے لائن کا کام مدینہ منورہ سے ہی شروع کیا جاوے اور اس کو جلدی ریلوے لائن شام سے ملحق کیا جاوے لسان الحال روزانہ مورخہ ۷ر جمادی الثانی۔ بیروت۔

و اذا العشار عطلت جو قرآن کریم مین **ویترك القلاص فلا یسعی علیہا** جو حدیث مین پیشگوئی کی گئی تہی۔ اسکی متعلق اب دیکہو مسیح موعود کی تصدیق کیلئے خداوند تعالیٰ کس زور سے انسانون سے کام لے رہا ہے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مسیح موعود ہی کے زمانہ مین مکہ و مدینہ مین ریل کا کام جاری ہوگا۔ اور اس کی زندگی مین یہ کام ملک حجاز مین مکمل ہو جائیگا۔ اب مسیح کی آسمان سے اترنے والے کا انتظار عبث ہے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب پنجم

ہماری عیسائی دنیا اور ہمارے زمانہ کے لوگ اس شخص کی طرح ہین جو راستے سے گمراہ ہو کر جسقدر آگے نکلتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کو اپنی گمراہی کا زیادہ تر علم ہوتا جاتا ہے اور جسقدر اس کے شک و شبہات بڑہتے جاتے ہین۔ اسیقدر مایوسی سے جلد تر پیشقدمی کرتا ہے کہ جلد کہین جلد کسی ٹہکانے لگے۔ مگر آخر کار ایک وقت آجاتا ہے۔ جبکہ اس کو صاف دکہائی دینے لگتا ہے کہ جس راستے پر گذر رہا ہے اس کو بے انتہائی ودق میدانون اور ریگستانون کو لیجا رہا ہے۔ اندنون یہی حال عیسائی زندگی کا ہے اور اسمین مطلق شک نہین رہا کہ اگر ہمارا یہی حال رہے۔ اور اپنی پرائیویٹ زندگی مین صرف اپنی اور اپنی سلطنت کی بہبودی کی فکر کرین۔ اور اس بہبودی کو بزور قائم رکہنا چاہین۔ تو بلا شبہ ایک سلطنت سے دوسری سلطنت پر جبر و تشدد کرائین گے اور اپنے آپ کو زیادہ تر تباہ اور خستہ حال کرتے جائین گے اور اپنی پیداوار کا بڑا حصہ جنگی بیڑے کا صدقہ کرین گے۔ اور جنگون مین ایک دوسرے کو ہلاک کرنے سے زیادہ تر بداخلاق اور غیر مہذب ہوتے جائین گے۔

اگر ہم اپنی زندگی کو تبدیل نہین کرین گے تو یقیناً ہماری یہی حالت ہوگی جو اوپر بیان کیگئی ہے جس عالم گمراہی اور تاریکی مین ہم پڑے ہوئے ہین یہ ہمین نظر آنے لگ گیا ہے اور سادہ لوح اور مغرور دیکہ سکتے ہین کہ اپنے آپ کو دوسرے کے مقابلہ پر زیادہ سے زیادہ تر مسلح کرنے سے اور ایک دوسرے کو جنگ مین ذبح کرنے سے ہم ایک ہی تنکے کے عنکبوت ثابت ہون گے جنکو ایکدوسرے کو تباہ کرنے کے بغیر دنیا مین کوئی دوسرا کام ہی نہین۔

کوئی سیدہا سادہ فہمیدہ اور عقلمند شخص اس خیال سے اپنی تسکین نہین کرسکتا کہ بیہودہ طاقت کے میزان کو ہموار کرنے سے اصلاح کیجانی ممکن ہے جیسا کہ کسی زمانہ مین اہل روما نیہ یا چارلس اعظم یا نپولین یا ستفدس پوپ نے یا اتحاد ثلاثہ نے خیال کیا تہا۔

بالعموم ایک ہی ایسی سلطنت یا پبلک کا قایم کرنا ممکن ہے جسمین سب یورپین سلطنتین شامل ہو جائین۔ کیونکہ ان کی مختلف قومین ان کو کبھی ایک ہونے نہین دینگی۔ کیا مختلف قومون کی نا چاقیون کے باہمی تصفیہ کیواسطے انٹرنیشنل عدالت کا قایم کرنا ممکن ہے؟ ہرگز نہین۔ وہ قوم اس عدالت کے فیصلہ کو کسطرح منظور کریگی جسکے پاس لاکہون جوانون کی جمعیت کا گھمنڈ ہو۔ ایسے لوگون کو غیر مسلح کرانا کسی سلطنت کو پسندیدہ ہوگا اور نہ ہی اسکا آغاز کریگی بلکہ یہ سلطنتین ایک دوسرے سے بڑہکر ممالک اسلحہ تیار کرنے مین مصروف رہینگی غبارے اور نیز ایسے گرے ایجاد کئے جائین گے جنکی زہریلی ہوا مین جس دم سے لوگون کی جانین لین اور یہ گولے دشمنونکی سپاہ پر آسمان کی جانب سے بذریعہ غبارون کے برسائے جائین گے۔ اور پہر جو ایک قوم کے پاس موجود ہوگا۔ وہ دوسری قومون کو بھی بہم پہنچانا پڑیگا۔ اور ان کی یہی کوشش ہوگی کہ ممالک اسلحہ کی ایجادون کے میدان مین ایک دوسرے سے بڑہکر سبقت لیجائین تاکہ دنیا کی تاریخ کے صفحون پر ان کا نام زیادہ تر روشن رہے۔

ایم مورا ولیف اور پروفیسر مارٹنز کی سپیچین سب سے بڑہکر جنگ جاپان کو ہیگ کی کانفرنس متعلقہ امن کے متعلق ظاہر کررہی ہین اور ان سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ کہان تک اپنی خیالات کو بذریعہ سپیچون کے ظاہر کرسکتے ہین اور انمین جہوٹی منطق کو کسقدر دخل ہے۔ خیال بذریعہ سپیچ سے انسانی مستعدی کی ہدایت کا کام نہین لیا جاتا۔ بلکہ اس جنگ کی مستعدی کو خواہ یہ کیسی ہی مذموم اور مبتذل ہو جائز ٹھہرانے کی سعی کیجاتی ہے۔ چنانچہ گذشتہ جنگ بوئر اور موجودہ جنگ جاپان نے اس بات کو یہان تک ثابت کر دیا ہے کہ اسمین شک کرنے کی مطلق گنجائش نہین رہی جنگ کو مسدود کرنے کے تمام بلند وبالا منصوبے اسوقت ایسا ہی اثر رکہتے ہین جیسا کہ دو لڑنے والے کتون کو سمجہایا جاوے کہ آپس مین بجائے لڑائی کرنے کے گوشت کا ٹکڑہ تقسیم کرلین۔ ورنہ یہ ٹکڑہ تو پاس سے گذرنے والا کتا مفت اوڑا لیجائیگا۔ اور یہ ایسے ہی لڑتے ہی رہجائین گے۔ پس ہم اندہا دہند آگے بڑہتے جاتے ہین۔ ہرگز ٹہہر نہین سکتے اور انتہا کے قریب تر پہنچ رہے ہین۔ ہر ایک عقلمند موجودہ انسانی پوزیشن پر غور کرسکیگا کہ اس لابدی انجام کیا۔ تو اس کو اس پوزیشن سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہین آئیگا جو بلا شبہ تباہی اور غارت نازل کررہی ہے پس سیاستی معمون کو چہوڑکر جو زیادہ تر پیچیدہ ہوتے جاتے ہین۔ ان مختلف ممالک کے باہمی ارتباط جو اپنے آپکو ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح کرنے مین مصروف ہین اور ہر دو کے

جنگ کیواسطے تیار ہیں۔ صاف بتا رہی ہیں کہ جو انسان مہذب کہلاتے ہیں کس تباہی اور بربادی کی سڑک پر رواں ہیں۔

باب ششم

دو ہزار سال گذرے ہیں کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے اور پھر حضرت عیسیٰ مسیح نے لوگوں کو بتایا تھا کہ اب وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت قریب ہے۔ سوچو اور انجیل پر ایمان لاؤ (مارک کی انجیل باب ۱ آیت ۱۵) اگر اپنی حالت پر نہیں سوچو گے تو تم سب تباہ ہو جاؤ گے (لوقا باب ۱۳ آیت ۵)

لیکن لوگوں نے اپنے کانوں کو ان کی بات سے آشنا نہ کیا۔ اور جس تباہی کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ اب پوری ہو رہی ہے۔ مگر افسوس ہم اس سے بیخبر ہیں۔ ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ لہذا ہمیں اپنی نجات کے ذریعوں کو نظر انداز کرنا نہیں چاہیئے۔ ہمیں ضرور دیکھنا چاہیئے کہ کیا دباؤں کے علاوہ جو ہماری متبذل زندگی پر نازل ہو رہی ہیں ہم پہلے صرف ملٹری تیاری اور ان کے بعد جنگ ہمیں ضرور تباہ کریں گی اور ان سے بچنے کے جو وسائل انسانوں نے ایجاد کئے ہیں بالکل غیر موثر ثابت ہوں گے کیونکہ قوموں کا ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح ہونا ہرگز نہیں ختم ہو نیگا۔ لہذا حضرت عیسیٰ مسیح کے مشارالیہ ایام ہیں اور پیشگوئی کرنے والوں کو بھی ہمارا زمانہ اس وقت مد نظر تھا عیسیٰ مسیح نے فرمایا ہے کہ اپنی بابت سوچو۔ یعنی ہر ایک شخص نے جو کام شروع کیا ہوا ہے اس کو بند کر کے اپنے آپ سے سوال کرے کہ میں کون ہوں؟ اور ان سوالوں کا جواب دیکر فیصلہ کرے کہ جو کچھ میں کرتا ہوں یہ میری آخری منزل مقصود کے موزوں ہے؟ ہماری دنیا اور ہمارے زمانہ کے ہر ایک شخص کو جو عیسوی کی تعلیم سے مس رکھتا ہو مناسب ہے کہ ایک لمحہ کیلئے اپنی مستعدی کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی منصب کو خواہ بادشاہ وزیر۔ سپاہی۔ اخبار نویس وغیرہ کا ہو بالائے طاق رکھے اور اپنے آپ سے دریافت کرے کہ میں کون ہوں؟ اور میری آخری منزل کیا ہے؟ اس کو بالیقین یہی جواب ملیگا کہ میں کسی بالائی طاقت سے دنیا میں بھیجا گیا ہوں جس زمانہ کی کوئی انتہا نہیں اور کچھ عرصہ یہاں ٹھہر کر مر جاؤں گا یعنی یہاں سے نابود ہو جاؤنگا اور جو ذاتی سوشل اور دنیاوی انسانی خواہشات میرے پیش نظر ہیں۔ یا لوگوں نے میرے گلے منڈھے ہیں۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ہیچ ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ "دو دنیا ہیچ است و کار دنیا ہیچ"۔ لہذا میری یہ تمام ہوسیں میری زندگی کے اس مدعا کی تابع ہونی چاہئیں جسکو حاصل کرنے کیواسطے میں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ میرا آخری مدعا۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ناقابل الحصول تو ہے تاہم اس مدعا کی ہستی میں کچھ شک نہیں۔ اور میرا سب سے پہلا اور ضروری کام یہ ہے کہ میں ان کے حصول کا آلہ بنوں یعنے دنیا میں میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے خدا کے کام میں مصروف ہو جاؤں اور اس کے کام کو پورا کر دوں" اپنی منزل مقصود کو سمجھنے کے بعد ہماری دنیا اور زمانہ کے ہر ایک شخص کو خواہ وہ بادشاہ یا سپاہی ہو ضرور ان فرائض سے اغماض کرنا پڑیگا جو اس نے اپنی مرضی سے اختیار کئے ہوں یا دیگر لوگوں کی جانب سے اس پر لاحق کئے گئے ہوں۔

بادشاہ کو ہمیشہ کہنا چاہئے کہ قبل اس کے کہ میں نے سلطنت کی نسبت فرائض کا بار اپنے سر پر لیا۔ میں نے آنے کے ساتھ ہی اس بات کو پورا کرنے کا معاہدہ کیا ہے جسکی مجھ سے دنیا میں بھیجنے والی طاقت متقاضی ہے۔ میں ان تقاضوں کو صرف جانتا ہی نہیں بلکہ اپنے دل میں خود محسوس کرتا ہوں۔ یہ قانون عیسوی میں پائے جاتے ہیں جس پر میرا ایمان ہے۔ یعنے مجھے اسکی مرضی پر متوکل ہو کر وہی فرائض ادا کرنے چاہئیں جن کا مجھ سے تقاضا کیا جاتا تھا۔ مجھے اپنے پڑوسی سے پیار کرنا چاہیئے جن سے مجھ سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ اسکی خدمت کرنی چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہئے جو میں چاہتا ہوں کہ دوسرے میرے ساتھ کریں مگر سوال یہ ہے کہ کیا میں اس پر عمل کرتا ہوں؟ ہرگز نہیں۔ لوگوں پر حکومت کرتا ہوں۔ اور جبر و تشدد کرنا میرا شیوہ ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑھکر جنگوں میں شریک ہوتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے ایسا کرنا چاہیئے۔ مگر خداوند کا فرمان ہے کہ مجھے اس کے بالکل برعکس کرنا لازم ہے۔ لہذا بیشک میرے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ سلطنت کا سردار ہونے کی حیثیت سے مجھے ٹیکسوں کی وصولی وغیرہ میں جبر کرنے اور سب سے بڑھکر جنگ چھیڑنی چاہئے جنمیں اپنے ہمسایوں کو ہلاک کرنا پڑے۔ مگر مجھے ہرگز اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ اور یہی جواب دینا چاہیئے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا اور نہ کبھی ایسا کروں گا۔

سپاہی کو بھی اپنے سوالوں کا یہی جواب دینا چاہئے جس کو لوگوں کے ہلاک کرنیکا سبق دیا گیا ہے اور وزیر کو بھی جس نے جنگ کی تیاری کرنا اپنا فرض سمجھا ہوا ہے اور اخبار نویس کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے جو جنگ کیواسطے ابھارتا ہے۔ اسیطرح وہ بے امید پوزیشن خود بخود تباہ ہو جائیگی جو لوگوں نے نہ صرف بلحاظ جنگ اختیار کی ہوئی ہے بلکہ تمام دیگر آفات کے خیال سے "گرگ کردی خویش آمد پیش" کا مصداق ہو رہی ہے گو یہ کیسی ہی عجیب بات معلوم ہو تاہم اسمیں شک نہیں کہ جو آفات انسانوں پر اپنی کرتوتوں سے نازل ہوتی ہیں ان سے نجات پانے کا صرف یہی ڈھنگ ہے جس کیواسطے کوئی بیرونی دباؤ درکار نہیں۔ بلکہ اندرونی طاقتیں کام دیتی ہیں۔ اور قریباً ایکہزار نوسو سال گذرے ہیں کہ یہ طریق حضرت عیسیٰ مسیح نے بتایا تھا یعنے ہر ایک انسان کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ "میں کون ہوں؟ اور میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہئے؟"

باب ہفتم

ہمارے زمانے کے لوگوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد کا کوئی مذہب نہیں جس سے ان کی ہدایات اور رہنمائی ہو سکے۔ یہاں میری اس مذہب سے مراد ہے جو انسان اور خدا کے مابین تعلق پیدا کرے اور اسے تمام انسانی مستعدی کو علی العموم اعلیٰ بر تر ہدایت مل سکے۔ جس کے بغیر لوگ حیوانوں کے سطح پر آتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی فروتر جاتے ہیں۔ یہ بربادکن تبدیلی بلا جو ہمارے زمانہ میں ایک خاص طاقت سے نمودار ہو گئی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ لوگوں کے پاس اپنی ہدایت کے واسطے کوئی معقول سبیل نہیں رہی۔ اور انہوں نے اپنی تمام طاقتوں کو صنعتی دریافتوں اور ترقیات پر صرف کرنا شروع کر دیا ہے اور قدرت کی طاقتوں کی جانچ میں لگ گئے ہیں اور کوئی معقول بالاتر طاقت ان کی ہدایت کے واسطے نہیں رہی۔ اس لئے ان کی کوششوں سے ان کی حیوانی خواہشیں پوری ہونے لگی ہیں مذہب سے محروم ہو کر وہ لوگ جن کو قدرت کی طاقتوں پر بہت بھاری اقتدار حاصل تھا محض بچے رہ گئے ہیں جن کے ہاتھوں میں بارود یا گیس کے کھلونے دیئے گئے ہیں ہمارے زمانے کے لوگوں کو جو طاقت حاصل ہے اور جسطرح یہ اس کو خرچ کر رہے ہیں ہم کو ہمیں مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اخلاقی ترقی کے لحاظ سے ان کو ریلوں۔ جہازوں۔ فوٹو گرافی وغیرہ کے استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا اور صرف لوہا اور فولاد کی دستکاری کی بجائے پڑ گئے ہیں جس سے یہ اپنی بری خواہشوں اور دل کی ہوسوں کو اور ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی ہوسوں کو پورا کر رہے ہیں۔

تب زندگی کی ان تمام ترقیوں۔ اور اس طاقت کو جو انسان نے پیدا کر لی ہے اور جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اس کو صفحۂ روزگار سے نسیاً منسیاً کرنے کیواسطے کیا کرنا چاہیئے؟ یہ طاقت جو لوگوں نے پیدا کر لی ہے۔ خواہ یہ کیسی ہی بری طرح استعمال کیجائے ہو مگر صدیوں میں قوموں کے جو اجتماع قائم ہو گئے ہیں ان کو تبدیل کرنا اور انہیں نئی زندگی دینا لازمی ہو گیا ہے۔ پس ایسے سر رشتے قائم کرنیکو واسطے جن سے محدود وسے چند لوگ بڑی تعداد کو لوٹنا بنانے سے رک جائیں اور علم کو پھیلائیں۔ سرگرمی سے کوشش کیگئی ہے اور اب بھی کیجا رہی ہے۔ سلطنتوں کی حدود و تبدیل ہو گئی ہیں۔ ملکی سر رشتے بدل گئے ہیں اور علم کو فروغ ہو گیا ہے مگر باوجود غلط ملط ہونے اور ملکی سر رشتوں کے جدید انتظام اور علم کو فروغ ہونے کے انسان وہی حیوان کے حیوان رہ گئے ہیں۔ جو ہر وقت ایک دوسرے کو پھاڑنے کیلئے تیار ہیں۔ اور بدستور بری خواہشوں کے غلام ہیں۔ اور جب تک کہ انہیں مذہبی ہدایت نہیں ملتی بلکہ نفسانیت اور اپنی پرانی شہیوری اور بیرونی دباؤ کے تابع ہیں۔ ترقی کی راہ میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکیں گے۔

انسان اپنی مرضی کا مالک نہیں۔ یا تو اس کو غلام ہو کر رہنا چاہیئے۔ یا خدا کی خدمت کرنا چاہیئے۔ اس کے واسطے نجات کا یہی نسخہ ہے کہ اپنی مرضی کو خدا کے تابع کر دے اور یہی ورد زبان رکھے کہ "مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ" جو شخص مذہب سے محروم ہو کر اپنی اور دوسرے لوگوں کی خواہشوں کے تابع ہو گیا ہو وہ کبھی حیوانوں یا غلاموں کے زمرہ سے نہیں نکل سکتا کیونکہ صرف مذہبی پابندیاں ہی اس کو اس مبتذل حالت سے نکال سکتی ہیں۔ جن کو یہ خیرباد کہہ چکا ہے+ (باقی دارد)

ولیعہد جاپان کی شاہانہ عنایت

ولیعہد جاپان کا نام یوشی ہیتو ہے کہتے ہیں کہ وہ فقرا اور مساکین پر بڑی مہربانیاں کرتے ہیں مساکین و یتیموں کو دوست رکھتے اور بیوہ و یتیموں پر دلسوزی کرتے ہیں وہ اب تک اپنی شہر سے کبھی باہر نہیں نکلے اور باوجود اس کے اکثر ملکوں کے احوال اور ان ملکوں کی باشندوں کی عادات و اخلاق سے واقف ہیں انکی زوجہ کا نام شاہزادی کوجو ہے جو شاہی خاندان سے ہے اور کس میں سے دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں ولیعہد جاپان کے حسن اخلاق میں سے ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ ایک دن وہ ہیاشی کے قریب بطور تفریح طبع گشت کر رہے تھے راستہ میں ایک بوڑھیا عورت کو دیکھا اس بوڑھیا کا عصا گم گیا تھا جس سے تکیہ کر وہ چلتی پھرتی تھی اور بغیر عصا کے چل نہیں سکتی تھی جب ولیعہد کو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنا قیمتی عصا اسکو دیا یہ بڑھیا بڑی خوش ہوئی کہ عصا کے لیا پھر بڑھیا نے درخواست کی کہ آپ اپنے نام و مقام رہائش سے مجھے اطلاع دیں تاکہ میں آپکے گھر پر پہونچکر آپکی لاٹھی آپکو پہونچا دوں شاہزادہ نے کہا کہ میرا نام شاہزادہ یوشی ہیتو ہے اور میرا مقام رہائش محل ہیکا ذوہے اور یہ لاٹھی تمکو ولیعہد جاپان کی جانب سے بطور یادگار عطا کیگئی ہے بڑھیا نے خم ہو کر شاہزادہ کے قدم چومنے چاہے مگر شاہزادہ نے بہت لطف اور مہربانی سے قدم چومنے سے منع کیا اور تبسم کناں چلے گئے۔ اور آپ کی زبان حال باواز بلند پکار رہی تھی ؎ از تو جمیلا و لونی غیر موضعہ۔ فلا یضیع جمیل اینما زرعا۔ ابنی جہان

لاہور اور انسداد طاعون کی تجاویز

ہم سلسلہ اور شہر کی خوش قسمتی میں کہ کلام [illegible] ہو سکا سیلاب کا حاکم اعلے اہنے رعایا کی بہبودی اور ہلال میں شب و روز مصروف ہو۔ شہر لاہور اور اس کا ضلع بھی ایسا ہی خوش قسمت ہے جہاں جناب سی جی ہیلی فنکس - سی آئی ایس ڈپٹی کمشنر ہیں اور بہی خواہ رعایا ڈپٹی کمشنر ہے۔ صاحب موصوف کی دور بین نگاہ طاعون کے ان شدید حملوں کو مشاہدہ کر رہی ہے جو اگر خدانخواستہ لاہور پر ہوئے تو گورنمنٹ اور رعایا کو خطرناک تکلیف میں ڈال دینگے۔ اس لئے صاحب موصوف ایک عرصہ سے ان تجاویز اور تدابیر میں مصروف ہیں جو بظاہر اسباب ڈاکٹروں اور طبیبوں کی رائے میں حفظ ماتقدم کے طور پر مفید ہیں۔ صاحب موصوف نے باشندگان شہر کو مختلف طریقوں اور صورتوں سے ان تجاویز پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے لیکن یہ شہر کی بدقسمتی ہوگی اور اس کے ذمہ دار وہ اہل الرائے ہونگے جو اپنی سوسائٹی میں معزز اور بارسوخ ہیں اگر ان تجاویز پر عمل نہ کیا گیا یا ان کو زیادہ مفید اور مؤثر بنانے کی سعی نہ کی گئی۔ اس لئے لاہور کے ہر سمجھدار اور ذی اثر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان تجاویز اور ہدایات کو جو صاحب موصوف وقتاً فوقتاً مشتہر کرتے رہتے ہیں کثرت کے ساتھ پھیلائیں اور ان پر عمل کرنے اور کرانے کیلئے مفید تجویزوں اور مشوروں سے صاحب موصوف کو مدد دیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام نے (اپنی اس معرفت اور بصیرت کی بنا پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے عطا ہوئی ہے اور طاعون کے متعلق جو علم اسے دیا گیا ہے) اپنے قیام لاہور کے موقعہ پر بھی اپنی حیثیت اور منصب کے لحاظ سے اہل لاہور کو یہ پیغام پہونچایا کہ وہ اپنے اندر ایک تبدیلی کریں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری نگہداشت کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے متعلقین پر رحم فرماوے اور اس طرح وہ اس خطرہ سے جو طاعون کے باعث آنیوالا ہے محفوظ رہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ کسقدر سعید فطرت لوگ ہونگے جنہوں نے اس کو جو حضرت کے مبارک منہ سے نکلی ہیں اپنا دستور العمل بنایا ہوگا۔

بہرحال سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ممبر جو اس طاعون کے نشان کی عظمت سے واقف ہے اپنے مرشد و مولا کے نقش قدم پر چلکر اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو ہمیشہ ایک حال میں اور ہم تن دعاؤں سے اس عذاب سے بچنے کیلئے کوشش کرتا رہے اور دوسروں کی بہتری میں بھی ساعی ہو۔ اسی بنا پر ہمارے ایک مکرم بھائی حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی ان تجاویز پر (جو آپ نے حال میں مشتہر کی ہیں) غور کر کے **دو مفید امر** صاحب موصوف کی توجہ کیلئے پیش کئے ہیں جو ان کی چٹھی سے معلوم ہونگے۔ ہمیں امید ہے کہ صاحب موصوف ان تجاویز پر پوری توجہ فرمائیں گے۔ حکیم صاحب موصوف کی یہ سعی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس جوش اور ارادت کو ظاہر کرتی ہے جو اسے **گورنمنٹ** کی وفاداری اور فرمانبرداری میں ہے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا سبق دیتی ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ اگر مسٹر **ہیلی فنکس صاحب** سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبروں یعنی **انجمن فرقانیہ لاہور** کو سب سے زیادہ ان کی تجاویز پر عمل درآمد کرنے اور کرانے کی کوشش کرنیوالا پائیں گے۔ اور جہاں تک ان سے ممکن ہوگا وہ ان کے نیک ارادوں میں ان کے سچے معاون ثابت ہونگے اس لئے کہ ان کو ان کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یہی تعلیم ملی ہے۔ اب ہم وہ چٹھی جو حکیم صاحب موصوف نے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کے نام انگریزی زبان میں چھاپ کر بھیجی ہے ترجمہ کر کے ذیل میں چھاپتے ہیں

بعالیخدمت جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور

عالیجناب

جناب کی ان مطبوعہ چٹھیوں کے حوالہ سے (جو انسداد طاعون کی چند تجاویز و ہدایات پر مشتمل تھیں اور جو ہندو مسلمان سربرآوردگان قوم کے نام تھیں) میں التماس کرتا ہوں کہ وہ تجاویز جو لوگوں کی نفع رسانی کیلئے جمع کی گئی ہیں میری رائے ناقص میں اس قابل ہیں کہ انپر تمام بہی خواہان قوم عمل کریں۔ میں حتی الوسع ان تجاویز کو مشہور کرونگا اور لوگوں کو ان پر عمل کرنے کی ترغیب دونگا ان تجاویز کو زیادہ مؤثر بنانے کیلئے میں نہایت عاجزی سے مندرجہ ذیل دو تجویزیں پیش کرتا ہوں اور اگر جناب ان پر توجہ فرمائیں گے تو یہ امر میرے لئے موجب فخر ہوگا۔

اولاً - متوفی کے کپڑوں کے متعلق (جو عام دستور ہے کہ وہ ملاؤں یا برہمنوں اور بعض اوقات مہتر کو دیئے جاتے ہیں) یہ ایک ایسا پرانا دستور ہے کہ آسانی کے ساتھ دور نہیں ہو سکتا ہے کچھ شک نہیں تعلیم یافتہ یا رائج کی ساعی اس دستور کو کم کرنے کیلئے ایک حد تک مفید ہونگی مگر عوام کی جہالت ایک مضبوط قلعہ ثابت ہوگی۔ اس لئے میری رائے ناقص میں یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوگی اگر ایک اشتہار اردو اور ہندی میں جناب کا دستخطی شائع ہو جسمیں نہایت شفقت کے ساتھ ملاؤں اور برہمنوں کو نصیحت کیجاوے کہ طاعون سے مرجانیوالوں کے کپڑے انکی زندگی کیلئے بہت ہی خطرناک اور مضر ہیں اور بعض اوقات قلیل سا نفع سارے کنبہ کی موت کا موجب ہو جاتا ہے اور ایسا ہی داروغوں اور جمعداروں کو ہدایت کیجاوے کہ وہ خاکروبوں کو جان کے اس خطرہ سے آگاہ کردیں جسمیں طاعونی مریضوں کے کپڑوں کے پہننے سے وہ اپنے آپ کو ڈالیں گے۔

ثانیاً - چارپائیوں کے متعلق بھی کچھ شک نہیں سمجھدار اور آسودہ حال لوگ طاعونی مردوں کی چارپائیوں کو جلا دینا یا ان کو ڈس انفکٹ کرانا پسند کریں گے - اور اس پر عمل بھی کرینگے لیکن جب طاعون کا حملہ پوری شدت سے ہوتا ہے اسوقت لوگ جرأت اور حواس کھو بیٹھتے ہیں اور وہ دیوانوں کیطرح ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا واقع ہوتا ہے کہ جب متوفی کے رشتہ دار اوسکی تدفین میں مصروف ہوتے ہیں ایک اور عزیز مبتلا ہو جاتا ہے اور ان کے قبرستان سے واپس آنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور اسیطرح پیہم متواتر حملے ہوتے اور جانیں ضایع ہوتی ہیں اور جہاں جہاں طاعون پھیلی ہے اور ایسی وارداتیں اکثر واقع ہوئی ہیں - ان حملوں اور نقصانوں سے پس ماندگان وفور غم و جوش اور اندوہ کیوجہ سے بالکل دیوانے ہو جاتے ہیں ایسے مواقع پر ان سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ جو اس تکلیف اور مصیبت کا خیال بھی کرسکیں جو چارپائیوں کی وجہ سے آئیگی - اور فی الحقیقت ان کو ایسا ہوش ہی رہتا ہے۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کئی ہزار چارپایاں جناب کے حکم سے طیار کیجاویں اور ان کے اخراجات یا تو گورنمنٹ ادا کرے کیونکہ وہ کثیر التعداد روپیہ لوگوں کو طاعون سے بچانے کیلئے صرف کر چکی ہے اور اگر یہ امر ناقابل عمل ہو تو آسودہ حال لوگوں سے اس مقصد کیلئے چندہ لیا جاوے اسطرح یہ مطلوبہ رقم بڑی آسانی سے جمع ہو سکتی ہے - یہ چارپائیاں میونسپل کمشنروں کی تفویض میں رہیں مثلاً ہر ایک کے پاس پچاس چارپائیاں رہیں جن کو ضرورت کے وقت غریب لوگ استعمال کرسکیں ایسا ذخیرہ میری رائے ناقص میں بہت مفید ہوگا اور وہ خطرہ جو متاثر چارپائیوں کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے بہت بڑی حد تک کم ہو جاویگا - اگر اس تجویز پر عمل کیا جاوے تو [illegible] میرے نام کے محاذ اس چندے میں لکھ لئے جاویں -

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ایسی مہربان گورنمنٹ اس ملک کے لوگوں کی حفاظت اور مدد کیلئے ہمیشہ تک رہے اور ایسے افسروں کی عمر دراز ہو جو شب و روز رعایا کی بہبودی کی تجویزوں کے سوچنے میں مصروف رہتے ہیں سر آمین)

میں ہوں جناب کا فرمانبردار خادم

حکیم محمد حسین قریشی احمدی - حویلی کابلمل لاہور

آریوں سے ایک ہندو لڑکی کا سوال

بغیر کسی حاشیہ یا ریمارک کے مندرجہ ذیل سطور جنکی راقمہ ایک ہندو لڑکی ہے - شکاری اخبار سے نقل کیجاتی ہیں۔

دو سات سال کی عمر میں میرا بیاہ ہونا بیان کیا جاتا ہے میں سال کی عمر کی تھی جبکہ میرے برائے نام خاوند نے دوسری شادی کرلی میں کبھی ان کے گھر میں نہیں گئی مجھکو بدسلوکی اور نفرت سے دیکھا جاتا رہا۔

(جیسا کہ میری والدہ بیان کرتی ہے) میں نے آریہ بھائیوں کی بدولت تعلیم حاصل کی۔ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ میرا چال چلن ابتک اچھا رہا۔ میری برادری والے کہتے ہیں کہ قانوناً اور رواجاً میری شادی نہیں ہو سکتی۔ میرا پہلا خاوند اس لئے کہ مجھکو تعلیم یافتہ ہونیکے کنجری اور کرانی سمجھتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے - تم ہمارے واسطے مر گئی ہو - میرے پہلے خاوند کی دوسری بیوی اور دو بچے موجود ہیں - میں آجتک اپنی والدہ کے زیر حفاظت رہی ہوں - مگر اب میری والدہ سخت بیمار ہیں - اور کوئی میرا رشتہ دار میرا پرسان حال نہیں - میں سچ بیان کرتی ہوں کہ میں اکیلی اپنی جوانی کے دن نہیں کاٹ سکتی - آریہ بھائیوں اور ہندوؤں سے یہ سنکر کہ میں ہندو ہوں قانوناً اور رواجاً بیاہ نہیں کرسکتی میرا کئی بار دل چاہا ہے کہ میں عیسائی ہو جاؤں مگر عیسائیوں کا مذہب مجھے پسند نہیں آتا گو موجودہ تکلیفات ہر روز میرے من میں عجیب کشمکش پیدا کر رہی ہیں - میں راست راست بیان کرتی ہوں کہ میں ایک معمولی عورت ہوں - یوگن اور ویراگن نہیں ہوں اور ایسے حالات میں میں نے پرورش پائی اور رہتی ہوں - کہ مجھکو اس بات کا گمان تک نہیں آتا کہ میں بغیر شادی کے پاک صاف رہ سکونگی - علاوہ ازیں اکیلی رہنے کی وجہ سے جو خوف اپنی عزت کے خطرہ میں رہنے کا ہے - وہ میں ہی جان سکتی ہوں - بعض آریہ سماجی بھائیوں نے ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دیکر یہ فرمایا کہ یہی نہیں کہ قانوناً میری شادی نہیں ہو سکتی بلکہ شاستر کے انوکول بھی میرا بیاہ نہیں ہو سکتا - پس اب میں آخری طور پر سماج کے چیدہ پرشوں سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آیا مجبہ دکھیاری کیلئے سوائے نیوگ - یا یوگن - یا بیراگن بنکر زندگی کاٹنے کے کوئی اور بھی علاج ہے - یا نہیں یعنے میں کسی یوگنہ مرد کے ساتھ بیاہ کرسکتی ہوں یا نہیں -

(جان [illegible])

ترجمہ کیا۔ اس تحریر کا کچھ حصہ مانتے ہو۔ اور کچھ سے انکاری ہو گئے ہو۔ پس کوئی نہیں جزا ئو اسکی جو ایسا کرے۔ تم میں سے۔ مگر یہ کہ ذلیل ہو۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کیطرف بھیجے جاوینگے۔ اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

مدینہ کے بارعب بنی اسرائیل ورہیود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے نواح میں خیبر فدک وغیرہ کے مالک تھے۔ اور بڑے جاہ و حشم کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے معاہدہ کیا تھا۔ آخران بدعہدوں نے اس عہدنامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی۔ اور یہاں تک گستاخی میں بڑھے کہ استیصال اسلام کی دہمکیاں دیں۔ ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے۔ اسمیں دو خبریں ہیں۔ اوّل یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہوگے۔ اور یہ امر بظاہر محال تھا۔ کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی تہی اور مقابلہ میں یہ زبردست زمینوں کے مالک تجارتوں میں ممتاز دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت میں تم پر عذاب ہوگا یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں۔ پھر تیسری بات یہ ہے۔ کہ وہ قوم بارعب و صاحب جاہ و حشم مع تمام قبائل عرب کے جن کو احزاب کہتے ہیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مگر آخر وہ یہود جلاوطن کئے گئے۔ ان کا نام بنونضیر اور بنو قینقاع تھا۔ اور قوم قریظہ کے یہود بالغ سب کے سب مارے گئے۔ دیکھو دنیوی خبر اور اخروی خبر دو خبریں تہیں۔ اور انکے مقابل میں دو واقعات تھے۔ جنکے متعلق وہ خبریں تہیں ایک خبر نے اپنے واقعہ کے ساتھ صداقت کی مہر لگادی ہے۔ کہ دوسری خبر عذاب قیامت بہی اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلیل۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ پ ۲۴ مومن۔ ترجمہ۔ ہم اپنے مرسلوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کہنے پر چلتے اور مانتے ہیں نصرت امداد و تائید دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام ماموروں مرسلوں اور انکے سچے ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح یہ کس و بیکس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت ور جماعت نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت کا نام و نادم ہوئے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے۔ تائید و نصرت مرسل کے بارے دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرت کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان دونوں میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی کو مناسبت ہے دوسری خبر جو اسی کے ساتھ ہے۔ اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و موسیٰ علیہ السلام کے مابین جنگ رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے۔ جو مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الٰہی نصرت کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام انکی شرارتوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور فرعونی بالکل غرق ہوکر عذاب آخرت کے مستحق ہوں گے۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (پ ۲۴ مومن) پھر دیکھو۔ ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوت سے قیامت کو ثابت و محکم کردیا ہے۔

عاید منافقین مدینہ کو کہا۔ کہ شرارتوں سے باز آجاؤ ورنہ اس جہان اور قیامت میں دکھ پاؤ گے۔ جیسے آیتہ ذیل میں آیا ہے۔ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پ توبہ) اب غور کرو کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دیں گے اس دنیا میں۔ اور انکے لئے عذاب ہے آخرت میں یہ پہلی اور خبر ہے۔ کہ ان کا کوئی والی وارث نہ ہوگا۔ اور تیسری خبر ہے۔ کہ ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ پھر دیکھو یہ تینوں خبریں کس طرح اپنے وقوع کے ساتھ دنیا میں نظر آگئیں۔ جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہوگئیں۔ تو تیسرا علم جو انہیں کا ساوی ہے کیونکر صحیح نہ ہوگا۔ کہ قیامت میں عذاب پاؤ گے۔

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم سے مل سکتی ہیں

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عہ ۲/۸
آریہ دہرم (رد آریہ)	۴/
ست بچن (بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب)	۱۰/
تقریر بنا زیرا اور وحدت وجود پر خط	۲/
حضرت اقدس کی تیس سالہ پرانے مضامین (الہام کا سچ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر)	۰۲/
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲/
تفسیر سورہ تبت	۲/
فیصلہ آسمانی	۰۲/
تحذیر المومنین (فتوی کفر کا لطیف جواب)	۸/
فک اشکاک	۱/
شمس بازغہ (بیرگوڑکی کارد)	عہ
سواء السبیل نمبر ۲	۰۱/
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامتہ)	۲/
الانذار (جلسہ طاعون کے حالات اور تقریریں)	۴/
مسلمانوں کا خدا اور اسکی حضور میں دعا	۱/
برہان الحق (رد نصاریٰ)	۳/
تفسیر القرآن پارہ اول	عہ ۳/
رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء	عہ
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳/
فیض احمدی	/
قصیدہ ضوابط الاسرار	/
وفات مسیح پنجابی	۲/
اصلاح النظر (رد آریہ)	۳/
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	۱/
سلک مروارید (عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴/
النصیحہ (عید مومن کے خواص و نشانات)	۲/
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیب رد)	۴/
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲/

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے۔

المشتہر
مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

الحکم کے پچھلے نامکمل فائل

الحکم جن گران بہا موتیوں کا امین ہے انکی قدر ہر شخص نہیں کرسکتا۔ لیکن اسکی قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ بینانک سے (جہاں کے ایک عظیم الشان کتب خانہ موسومہ بہ حمیدیہ میں الحکم اول اول جاری ہوا تھا اور اب تک جاری ہے) ایک معزز شخص الحکم کے کل فائل خرید کر منگوائے ہیں باوجودیکہ وہ اردو پڑھ نہیں سکتا۔ اور اس نے ہمیں خط میں لکھا ہے کہ وہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کرائے گا۔ اس سے جہاں ایک طرف اس بزرگ کی ہمت اور قدردانی کا پتہ لگتا ہے وہاں الحکم کی قبولیت اور اس کے مضامین کی خوبی اور عمدگی کا ثبوت ملتا ہے۔

دفتر الحکم میں چند مکمل فائلوں کے علاوہ الحکم کے بعض نامکمل فائل بہی موجود ہیں جو صاحب لینا چاہیں وہ خط و کتابت کرکے قیمت کا فیصلہ کرسکتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ فی الحال ان اخبارات کے دوبارہ چھپنے کی نوبت نہیں آسکتی ہاں ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کے مضامین آئندہ نسلیں مختلف طریقوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں گی (انشاء اللہ العزیز) بہرحال یہ ایک گران بہا نعمت ہے جو اس وقت سستے داموں مل سکتی ہے یہ فائل ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۳ء تک کے موجود ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر۔

اطلاع بغرض اصلاح

۲۰ جون ۱۹۰۶ء کو ایک منی آرڈر تعدادی صہ دفتر الحکم میں نصیر احمد نمبر ۳۴ ۱۰۱ رجمنٹ کمپنی بمبئی کی طرف سے آیا ہے جو الحکم کی ۱۹۰۶ء کی قیمت ہے۔ لیکن نمبر خریداری درج نہیں رجسٹر سیاہہ میں یہ رقم درج ہے لیکن رجسٹر خریداران میں درج نہیں ہوسکی نمبر ۱۱۶۲ کے خریدار کا نام نصیر احمد ہے جو امروہہ تشریف رکھتے ہیں کیا خریداران الحکم میں سے مندرجہ بالا رقم بھیجنے والے بزرگ اطلاع دیں گے کہ انکا نمبر خریداری ۱۱۶۲ ہی ہے یا کوئی اور ہے

ایڈیٹر و مینیجر

قرآنی صداقت اور عیسائیونکی جہالت

ذیل کا مضمون جو ہمارے ایک مکرم بہائی منشی الہ دین صاحب لودہانوی نے لکہا ہے عرصہ سے بغرض اندراج آیا ہوا، ہمین افسوس ہے کہ ہم بہت عرصہ پہلے اسکو شائع نہین کر سکے تاہم وہ اپنے مضمون کی خوبی کیوجہ سے اب بہی ویسا ہی موثر اور مفید ہے جو ایک عرصہ پہلے ہوتا۔ ایڈیٹر

اخبار نور افشان نمبر ۲۹ دسمبر ۰۳ جلد ۲۶ مین ایک مضمون جسکی سرخی مراتب ذات پاک خداوند یسوع مسیح از قرآن از جانب ایس۔ پی۔ جی جنون حال وارد رڑکی۔ ہماری نظر سے گذرا صاحب مضمون حقیقت مین تو ایک جاہل آدمی ہے جسکو بیشتر مختلف عیسائی فرقون کا بالکل حال معلوم نہین اور نہ یہودیون کے اختلاف مذاہب سے اس کو خبر ہے افسوس اس کمزوری کی حالت مین قرآنی تعلیم پر نکتہ چینیان کرنا اپنی جہالت کی بہی خبر ابتر کرانا ہے اب ہم اس عیسائی کا جواب دیکر اس کی کمزور تحقیق کا اپیل بندگان خدا کے حضور پیش کرتے ہین۔ قولہ سنئے ناظرین نور افشان ہمارے پیارے نجات دہندہ نے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کو محمد صاحب نے حضرت مریم مبارکہ کے ساتہ تعلق سمجہکر اسکی آلہی ذات کو محض باہری وظاہری الفاظ مین مانا جو کہ انکی غلطی اور عدم معلومات پر صاف صاف دلالت کر رہے ہے جیسا کہ ہمارا دعوے آیت ذیل سے ثابت ہو رہا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ ترجمہ کافر ہوئے وے لوگ جنہون نے کہا اللہ وہ ہے مسیح جو مریم کا بیٹا ہے جواب اسمین کچہ شک نہین تہے کہ ایک عاجز بندے کو خدا بنایا جاوے پہر بندے کو خدا بنانے والے اگر کافر نہین تو اور کون ہوگا باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ پیغمبر علیہ السلام نے معاذ باللہ غلطی اور عدم معلومات سے مسیح کو خدا جاننے والون کو کافر کہا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ ایک طرف انبیاء علیہم السلام کے قائلین کی جماعت دوسری طرف خدا اسکے عاجز بندون کو خدا یا خدا کا اوتار ماننے والے عیسائی اور عیسائیون کے ہم عقیدہ ہندو جو خدا کو کئی مرتبہ مختلف انسانون اور حیوانون کے وجود مین اوتار دہارنا تسلیم کرتے ہین انبیاء علیہم السلام کی جماعت کے بالمقابل اپنے خدا اکلسون کا کوئی ایسا فعل فوق العادت پیش کرین جسکی نظیر تمام انبیاء علیہم السلام

کے معجزات مین پائی نہ جاوے ہم دعوے سے کہتے ہین کہ فردا قیامت تک مسیح اور کرشن کی خدائی کے قائل کوئی فعل اپنے فرضی خدا اون کا انبیا کی جماعت کے متبع لوگون کے سامنے پیش نہین کر سکتے پہر کس بہروسہ پر مسیح یا کرشن کو خدا بنایا جاتا ہے سو جواب فکر کرو قرآنی دعوی توڑنا آسان نہین کیا کوئی عیسائی مسیح کا بندہ اپنے فرضی خدا مسیح کا فعل اناجیل سے ایسا دکہا سکتا ہے جیسے انبیاء پاک کی تمام جماعت عاجز ہو گئی ہو ہرگز نہین ہرگز نہین اے عیسائیو خیال کرو جو معجزات انبیاء سابقین سے کئے اور بائبل مین اب موجود ہین ان سے بڑہ کر تم نے یا تمہارے بڑون نے مسیح کا کون سا کام فوق الفوق دیکہا جسکی وجہ سے تم مسیح کی خدائی کے قائل ہو گئے جب تک اس اعتراض کا جواب نہ دو قرآنی دعوی جون کا تون برقرار ہے۔ قولہ قادیانی صاحب بہی اس مغالطہ مین پڑ کر سفید کو بے فائدہ رات دن سیاہ کرنے مین اس لئے ایسے صاحبان کی آگاہی کیلئے مین نے یہ مضمون شروع کیا تاکہ وے اپنی روح کو تجربی کی حالت مین برباد نہ کرین جواب۔ حضرت مرزا صاحب مرشد برحق امام صادق مسیح الزمان مہدی دوران قادیانی صاحب مغالطہ مین پڑے ہوئے نہین بلکہ عیسائی ان کم ہدایت اور مبتلائے ضلالت کی سچی خیر خواہی کیلئے دن رات اپنی نوک قلم سے نور افشانی کر رہے ہین عیسائی نور کے دشمن اور ظلمت کے دوست مثل شپرک کے نور سے آنکہین چرا رہے ہین تو یہاں کا قصور ہے دیکہو حضرت مرزا صاحب نے ایک چہوٹا سا اشتہار ۲ مارچ ۱۹۰۳ء مین جسکی سرخی خدا کی لعنت اور کسر صلیب ہے دیا تہا اس اس اشتہار مین از روئے لغات عرب لعنت کے معنے یہ بیان کئے ہین کہ لعنتی اسکو کہتے ہین جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب مین پڑے یعنی اوس کا دل بکلی سیاہ ہو جاوے اور بڑی نیکی سے لیکر چہوٹی تک کوئی خیر کی بات اسکے نفس مین باقی نہ رہے اور شیطان بنجائے اور اس کا اندر مسخ ہو جائے یعنے کتون اور سورون اور بندرون کی خاصیت اس کے نفس مین پیدا ہو جائے۔ یہ لعنت کے معنے لغات عرب مندرجہ ذیل سے بیان ہوئے ہین۔ لسان العرب ایک پرانی تالیفات مین سے ہے اور ۱۹ المحیط اور محیط اور اقرب الموارد و نمبر دوم وسوم وچہارم عیسائیون کی تالیفات سے ہین جو حال مین بمقام بیروت چہپکر شائع ہوئی ہین اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابون مین پائی جاتی ہین لعنت کے یہی معنے لکہے ہین۔ اور خط گلتیون باب ۳ آیت ۱۳ مین مسیح کو لعنتی لکہا ہے اور یہ لعنت بموجب عقیدہ عیسائیون کی مسیح پر صلیبی موت کی وجہ سے یعنے کفارہ ہونے سے پڑی تہی مسیح کا آخری دم تو لعنت ہی کی حالت مین نکلا

اور لعنت کے معنے اوپر ظاہر ہو چکے ہین کہ تمام خیر و برکت سے بکلی محروم ہونا اور یہ بات اہل کتاب خود مانتے ہین کہ نیک و بد اعمال انسان صرف اس زندگی ہی مین کر سکتا ہے بعد از مرگ نہ نیکی ہو سکتی ہے اور نہ بدی اور یہ امر ظاہر ہے کہ خدا کا قرب نیکیون سے حاصل ہو سکتا ہے بعد از مرگ مسیح کوئی نیکی نہین کر سکا۔ پہر قرب الٰہی اس کو کیونکر حاصل ہوا۔ اے عیسائیو تم ہی ایمان سے کہو کہ تم حضرت اقدس مرزا صاحب سے جل بہن کر کباب تو ہوئے مگر تمہاری طرف سے اس لعنت نامہ کا کیا جواب ہوا۔ ہم دعوے کرتے ہین کہ قیامت تک کوئی عیسائی اس لعنت نامہ کا جواب نہین دیسکتا اور سچ ہی ہے حضرت مسیح موعود کا جواب دینا کوئی آسان بات نہین ہے پادری مارٹن کلارک صاحب جنے ڈول پادری خود مان گئے کہ جناب یعنے حضرت مرزا صاحب نے ایسی دلیل طلب کی ہے جسمین کسی کا شناس نہو صاف اقرار کرتا ہون کہ مین عاجز ہون مین کیا بلکہ خدا بہی عاجز ہے۔ دیکہو جنگ مقدس ۲۹ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۸۸ سطر ۱۱ مطبوعہ امرتسر ریاض ہند پریس۔ اے پیارے ناظرین کیا ایسی زبردست تحریرون کو بدون جواب بے فائدہ خیال کرنا مخبوط الحواس آدمی کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے۔ قولہ واضح ہو کہ جب مسیح ابن مریم کہا جاتا ہے تو مراد اس سے انسانیت ہوتی ہے نہ الوہیت مسیح جیسا کہ انجیل جلیل مین لکہا ہے ابن آدم ابن داؤد اسیطرح سے یہ بہی اسکا نام ہے یعنے ابن مریم جو کہ اسکی انسانی ذات پر دلالت کرتا ہے جواب مسیح کو ابن داؤد قرار دینا مولف انجیل متی کا جب درست ہوتا ہے کہ پہلے مسیح کا حقیقی باپ مان لیا جاوے پہر اسکا خاندان حضرت داؤد سے سلسلہ نسب بہی لایا جاوے سو یہ بات عیسائیون کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ عیسائی حضرت مسیح کو کسی انسان کا فرزند نہین مانتے بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہین پہر از راہ تحکم مسیح کو ابن داؤد کہنے کے کیا معنے اگر عیسائی یون کہین کہ حضرت مریم جناب داؤد علیہ السلام کی نسل سے تہی اسلئے مسیح کو ابن داؤد مولف انجیل متی نے لکہا ہے۔ تو اس کے دو جواب مین پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہودیون مین عام دستور تہا کہ سلسلہ نسب لڑکیون کی طرف سے بالکل جاری نہین کرتے تہے مریم کے فرزند کا سلسلہ جسکو خود عیسائی بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہین اس کو داؤد کے سلسلہ نسب مین داخل کرنا کیا معنے۔ جواب دوم انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ مین حضرت مریم کو اس ایسابت کا رشتہ دار لکہا ہے اور یہ ایک ہی طرف ایسابت حضرت زکریا علیہ السلام کی جنکو یہود اور عیسائی کاہن مانتے ہین زوجہ تہی اور کاہن ہمیشہ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان مین سے ہوا کرتے تہے کیونکہ عہدہ کہانت خاص بنی ہارون کے لئے مخصوص بحکم خداوندی ہو چکا تہا دیکہو کتاب گنتی باب ۲۵ آیت ۱۲ و ۱۳ اور خروج باب ۲۸

آیت ۱۵ کتاب رر باب ۲۸ آیت ۳۴ اور حضرت مریم کا رشتہ حضرت ایسابت اور زکریا سے خود بخود ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مریم بہی بنی ہارون مین سے تہین اور حضرت داؤد بنی یہودا سے تہے پہر مریم کا صاحبزادہ ابن داؤد کیونکر ہو سکتا ہے اگر کسی عیسائی کے دل مین یہ خیال گذرے کہ یوسف نجار بنی یہودا تہا جیسا کہ انجیل متی کے باب اول نسب نامہ سے ظاہر ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ سے مریم بسبب رشتہ دار ہونے حضرت ایسابت اور حضرت زکریا بن ہارون علیہ السلام کے بنی لاوی ثابت ہو چکی ہے اور یہ مسئلہ توریت مین فیصلہ شدہ ہے کہ ہر ایک خاندان کا لڑکا اپنے ہی خاندان مین بیاہا جاوے دیکہو کتاب گنتی باب ۳۶ آیت ۸ کیا ہو سکتا ہے کہ یوسف نجار بنی یہودا ہو کر بنی لاوی کے خاندان مین خلاف شریعت شادی کرے حاصل مطلب اگر بیان لوقا کا اعتبار کرین تو مسیح ابن داؤد نہین ٹہہرتے اور متی مسیح کو ابن داؤد کہنے والا کاذب ثابت ہوتا ہے اگر متی کی تحریر تسلیم کیجاوے کہ مریم و یوسف نجار بنی یہودا ہی تہے تو بیان لوقا کا مریم کو ایسابت کا رشتہ دار قرار دینا اور بنی ہارون خیال کرنا سراسر جہوٹ ہو جاویگا اگر بموجب تحقیق متی یوسف نجار کو بنی یہودا مان کر موافق خیال لوقا کے مریم کو یہ نسبت رشتہ ہونے ایسابت و زکریا کے بنی لاوی تسلیم کیا جاوے تو یوسف نجار کا مریم سے رشتہ یعنے نکاح کرنا از روئے توریت حرام مطلق ہے ہم نہین جانتے کہ عیسائی کس بنا پر بدون تحقیق مسیح کو ابن داؤد کہتے ہین[1]۔ قولہ صاحب قرآن نے اسکی الوہیت و بشریت مین امتیاز کرکے الزام نہین دیا بلکہ بغیر دریافت کئے پکار اٹہے کہ حضرت مسیح اور انکی والدہ کہانا کہایا کرتے تہے افسوس ایسی سمجہ پر یہ دلیل انکی صاف ظاہر کرتی ہے کہ بالکل حقیقی راز سے وے بیخبر تہے صرف مجازی معاملہ سمجہکر اسکی باطنی ذات سے انکار کر دیا۔ جواب جو کہانا کہائیگا وہ تمام اور چیزون کا محتاج بہی ہوگا محتاج خدا نہین ہو سکتا کیا کوئی عیسائی اس کا ثبوت دیسکتا ہے ایک شخص محتاج بہی ہے اور اسکو کسی محتاج الیہ کی حاجت نہین جب اس کا ثبوت نہین تو مسیح محتاج خدا ہی نہین۔ قولہ۔ اور قرآن مین یون لکہدیا

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ترجمہ اور جب کہیگا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تہا لوگون کو پکڑو مجہکو اور ماں میری کو معبود سوائے اللہ کے

[1] مرقس باب ۱۲ آیت ۳۱ مین خود حضرت مسیح ابن داؤد ہونے سے انکار کرتے ہین۔ اب ہم مسیح کا اظہار کرین یا مولف اناجیل۔

کے گا پاک ہے مجھ کو نہیں ہے واسطے میرے کہ کہوں میں کہ وہ چیز نہیں ہے واسطے میرے حق۔ پس اس آیت سے تو صریحاً روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ محمد صاحب نے بالکل عیسائی مذہب کی بنیاد کو دریافت و تحقیق نہ فرمایا اور ناحق بے جا الزام لگا کر غریب مسیحیوں کو متہم کروانا اور ملزم ٹھہرایا چنانچہ ہمارے ملک ہندوستان میں آج تک یہ خیال تمام قرآنی بھائیوں میں پھیلا آتا ہے لہذا انکی ہدایت اور آگاہی کیلئے خداوند کریم نے اپنے خاص لوگوں کو یہ ملک بخشا تاکہ وے اس کے کلام کو پھیلاویں اور بھولوں کو راہ حق پر لے آویں اور اصل حقیقت کو کھولدیں۔ پس میں نے بھی مناسب سمجھا کہ اشارتاً اس بیان پر اپنے قرآنی بھائیوں کی خاطر کچھ لکھدوں تا شخص نہ رہے کہ عیسائی ہرگز اس کو نہیں مانتے کہ حضرت مریم خدا تھیں اور نہ یہ انجیل مقدس ہی میں لکھا ہے۔ **جواب**۔ افسوس ہے جہالت کنندہ آدمی پر [illegible] ہمارے مکاشفانی اور مرقسی بھائی اول [illegible] پاک کتاب قرآن شریف پر نکتہ چینی کرنے پر زبان کھولتا ہے اور کچھ بھی معلومات تاریخی نہیں [illegible] عیسائی [illegible] کہ عیسائی ہرگز [illegible] حضرت مریم [illegible] نہیں [illegible] خدا [illegible] عیسائی کی سراسر غلطی اور محض [illegible] عیسائی حضرت مریم کو خدا [illegible] تثلیث میں داخل نہیں کرتے اور قرآن دعوے کرتا ہے کہ عیسائی مریم کو تثلیث میں داخل کرتے تھے ہم قرآنی صداقت کیلئے چند شہادتیں اس عیسائی کے شرمندہ کرنے کی خاطر علماء مسیحی کی بیان نقل کرتے ہیں۔ پہلی شہادت ڈاکٹر ولیم میور صاحب اپنی کتاب شہادت قرآنی مطبوعہ ۱۸۶۰ء کے صفحہ ۱۵۵ میں فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کے عقیدوں میں شاید تثلیث میں مریم تیسرا اقنوم یعنے معبود ہے یقین ہے کہ یہ خیال یوں پیدا ہوا کہ اندنوں مشرق کے عیسائیوں نے واقع میں مریم کا احترام بحد بیان تک کیا کہ اسکی پرستش کی۔ شہادت دوم جارج سیل صاحب کا مقدمہ ترجمہ قرآن اور ترجمہ مذکور آیت ۱۷۱ سورہ نساء کے ذیل میں لکھا ہے کہ مورخین مشہور نے ذکر کیا ہے کہ ایک فرقہ عیسائیوں میں تھا اون کے نزدیک تثلیث یہی تھی یعنے خدا اور بیٹے اور مریم۔ شہادت سوم کتاب تیغ [illegible] پادری [illegible] مطبوعہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۲۹۔ بیشک سب عیسائی عیسی کو پوجتے ہیں اور ان میں سے ایک فرقہ ہے جو مریم کو بھی پوجتا ہے۔ شہادت چہارم پادری عماد الدین کی ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۲۴۸ میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے فرقہ تو سیہ کا اعتقاد تھا کہ خدا مشترک ہے درمیان خدا اور عیسی اور مریم کے اور یہ تینوں خدا ہیں۔ علاوہ اس فرقہ کے اور فرقہ اور بھی عیسائیوں میں تھا جسکو [illegible] کا فرقہ کہتے ہیں یہ فرقہ عرب میں تھا اس فرقہ کے لوگ حضرت مسیح مریم کو تثلیث میں داخل کرتے اور ان کے لیے ایک قسم کی روٹی تیار کرتے تھے اور شروع ہی مذہب عیسوی میں یہ بحث شروع ہو گئی تھی کہ تثلیث بعض کے نزدیک خدا و عیسی اور مریم کو شمار کرتے تھے اور بعض بجائے مریم کے روح القدس کو داخل کرتے تھے اس داخل خارج کا سلسلہ ۱۹۵ برس تک عیسائیوں میں جاری رہا دیکھو تواریخ موشیم اور دیگر تاریخوں میں اس کا مفصل بیان موجود ہے۔ کیوں میرے مکاشفانی ومرقسی بھائی دیکھیے سب عیسائی بھائی تو صریح اقرار کرتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی تھے کہ حضرت مریم کو خدا جان کر پوجتے اور اس کو تثلیث میں داخل کرتے تین خداؤں کا مثلث تعویذ بنا کر ناحق لوگوں کے گلے میں ڈالتے تھے اور تو سراسر جھوٹ بولکر ناحق منکر ہوتا ہے کہ مریم کو کسی عیسائی نے خدا تسلیم نہیں کیا تیرے جھوٹ بولنے سے قرآنی صداقت پر حرف آ سکتا ہے۔ **قولہ** درحقیقت وہ یعنے مریم ایماندار اور نیک ذات اور پاک دامن عورت تھی جسکو خدا نے مہربان نے منظور فرماکر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لئے بھیجدیا۔ **جواب**۔ او میرے مکاشفانی و مرقسی بھائی تمہاری قلم سے ہی حضرت مریم کا اقنوم دوم یعنے خدا کا دوسرا حصہ ہونا ثابت ہو گیا ناظرین عبارت مندرجہ ذیل پر غور فرماویں **جس کو خدا نے مہربان نے منظور فرماکر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لئے۔** لفظ جسکو۔ منظور فرماکر۔ اپنے اقنوم دوم کو ان تینوں الفاظ کی ضمیر حضرت مریم کی طرف رجوع کرتی ہے دیکھو قرآنی صداقت اسکو کہتے ہیں کہ منکر کی زبان پر بھی حق جاری ہو گیا۔ اور رہا حضرت مریم کو ایماندار جاننا یہ مذہب اسلامیوں کا ہے عیسائی مریم کو ایماندار نہیں جانتے یہ تمہاری اے مکاشفانی و مرقسی بھائی صریح غلطی ہے مریم کا یسوع پر معہ اپنے دیگر فرزندوں سمیت ایمان نہ لانا انجیل اور مفسرین نے تسلیم کر لیا ہے دیکھو انجیل متی باب ۱۲۔ آیت ۴۶ سے ۵۰ تک اور تفسیر انجیل متی خزینۃ الاسرار مصنفہ پادری کلارک و پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۲۳۰ سے صفحہ ۲۳۲ تک ملاحظہ فرماکر آپ شرمندہ ہو سکتے اب ہم آپ کو سچا قرار دیں یا آپکی انجیل اور آپکے مفسروں کو اس بات کا فیصلہ آپ خود ہی کر لیں۔ **قولہ** نمبر ۳۶ جلد ۲۶ صفحہ ۱۰ محمدی شماند آنجناب محمد صاحب نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ ایک اور الزام لگایا جو کہ سورہ توبہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ

ترجمہ۔ کہا یہود نے عزیز خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں اگلوں کی بات کے مشابہ۔ دیکھو اول آیت مذکورہ بالا کا حوالہ صحیح نادرست ہے یا نہیں۔ آپ کیسے بے خوف ہو کر اہل یہود کو ملزم گردان ڈالا کیا کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کر سکتے ہیں کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا؟ اے پیارے قرآنی بھائیو ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر قرآنی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا۔ اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ کہنا سچ ہے کہ تعصب دانائی کی بینائی کو دور کر دیتا ہے اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے اسمیں ذرا شک نہیں کہ اہل یہود بجز حضرت موسی علیہ السلام کے کسی کو خاص نہیں سمجھے اور نہ اس کے برابر۔ اگر محمد صاحب یہ کہتے کہ

قالت الیہود موسی ابن اللہ

تو یہ پھبتی۔ اوہو مجھے یاد آگیا شاید عثمان جامع قرآن سے سہو نہ ہو گیا ہو یا شاید حضرت ہی کا مغالطہ ہو مرزائی میں ذرا اپنے رہنما مولی سے تو دریافت فرماؤ کہ درست کیا ہے اور معہ حوالہ توریت کے پیش کرو ورنہ اس قرآنی غلطی کی تصحیح فرماؤ کیونکہ یہودی ہرگز عزیز کو ابن اللہ نہیں مانتے سراسر یہ سفید الزام ان بیچاروں پر ہے۔

جواب حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الزام مت لگاؤ کہ تم پر الزام لگایا جاویگا عیب مت لگاؤ جسطرح تم عیب لگاتے ہو اسیطرح تم پر عیب لگایا جاوے گا متی باب ۷۔ آیت ۲۔ اب سنو انجیل متی باب ۲۔ آیت ۲۳۔ اور آیا ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا جا کے رہا کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کے پیشین گوئی کرنے کیلئے متی نے یہ لکھدیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام فرما گئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلائیگا۔ اے مکاشفانی ومرقسی بھائی اور دیگر پادری صاحبان سچ کہیو کہ آیت مذکورہ بالا سراسر جھوٹ ہے یا نہیں مولف انجیل متی نے کیسے بے خوف ہو کر انبیاء سابقین پر جھوٹی تہمت لگا دی کیا کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کر سکتے ہو۔ اے پیارے مکاشفانی ومرقسی بھائیو ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر اس انجیلی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ سنا کہ فلان نبی نے فرمایا کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلائیگا۔ سچ ہے کہ تعصب دانائی کی بینائی کو دور کر دیتا ہے اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے سچائی کا نور ایمانداروں کے قلب پر چمکتا ہے مگر اس روایت مذکورہ بالا یعنے انجیل متی باب ۱۷۔ آیت ۹ اور مرقس باب ۱۶۔ آیت ۱۴۔ اوہو مجھے یاد آگیا شاید شیطان کسی نوری فرشتے کی صورت میں ہو کر خط اول قرنتیوں باب ۱۱۔ آیت ۱۴ کے موافق انجیل متی کے مولف کو کہہ گیا ہو گا کہ انبیاء سابقین فرما گئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلاویگا یا شاید حضرت متی ہی کا مغالطہ ہو میرے پیارے دوست مکاشفانی ومرقسی بھائی ذرا مہربانی فرماکر اپنے ذہنی کبوتر یعنے روح القدس سے تو دریافت فرمائیں کہ یہ گپ شپ مندرجہ انجیل متی باب ۲۔ آیت ۲۳ کا اصل پتہ کیا ہے معہ حوالہ باب و آیت توریت یا دیگر کتب انبیاء سے خوب معلوم کر لینا متی کیطرح صرف کوئیں میں اینٹ نہ پھینک دینا ورنہ اس انجیلی غلطی کا صریح اقرار کر لو۔

جواب تحقیقی۔ سورہ توبہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے اس کے پانچویں رکوع میں حضرت عزیز کو خدا کا بیٹا کہنا یہود کا بیان ہوا ہے اور بروقت نزول سورہ مبارک یہود کثرت سے مدینہ میں آباد تھے اون کے روبرو ہمیشہ یہ سورہ مبارک تلاوت کی جاتی تھی مگر کبھی کسی یہود نے اس بات سے انکار نہیں کیا ان کا اس بات پر سکوت کرنا قرآنی صداقت پر ایک کامل دلیل ہے اور یہود ساکن مدینہ کی طرف منسوب کرنا اس قصہ عزیز ابن اللہ کو اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتب حدیث میں موجود ہے دیکھو سعید ابن جبیر اور عکرمہ نے روایت کی ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان ابن اوفی اور مالک ابن صیف جو مدینہ کے یہود تھے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے کہ ہم کیونکر تمہاری تابعداری کریں تم نے تو ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور عزیز کو ابن اللہ نہیں سمجھتے۔ اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ جو یہود مدینہ میں رہتے تھے ان میں سے چند آدمیوں کا یہی مذہب تھا۔ اب یہود کے اس عقیدہ کا ثبوت ہمارے مکاشفانی بھائی توریت سے مانگتے ہیں دیکھو اخبار نور افشاں نمبر مذکور کا صفحہ ۳۔ سطر ۱۳، لکھتے ہیں افسوس اس کرشان نے علم تاریخ کا بھی خون کر دیا جو عزیز کے ابن اللہ ہونے کا ثبوت توریت سے طلب کرتا ہے میرے پیارے مکاشفانی بھائی توریت حضرت عزیز علیہ السلام کی پیدائش سے ایکہزار [illegible] برس پہلے تھی اس میں عزیز کا احوال تلاش کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی سینٹ پولوس کا حال ذرا حضرت نوح میں ڈھونڈے۔ اگر ہمارے مکاشفانی بھائی کے دل میں خیال پیدا ہو کہ اچھا توریت نہ سہی کسی اور کتاب عہد عتیق ہی سے مسلمان ثبوت دیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم چند [illegible] اول انجیل سے نقل کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

مظلومان پوسٹ آفس

قابل توجہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب

گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ پنجاب کی رعایا کے ہر ایک فرد بشر کو جو امن و چین اور آرام و آسائش نصیب ہوا ہے۔ اس قسم کی ہزاروں نعمتوں میں سے ایک ڈاک خانہ جات اور تار برقی کا اجرا ہے۔ جن کی بہت سی اصلاحیں ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ رعایا کا فرض ہے۔ کہ اس احسان اور عنایت کا شکریہ زبان سے۔ قلم سے۔ اور اپنے ہر ایک قسم کے اقوال و افعال سے ادا کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ملازمین ڈاک پر جو دن بدن بوجھ پڑتے گئے۔ اور پڑ رہے ہیں۔ جن کی بدولت ان لوگوں کی حالت قابل رحم ہو رہی ہے۔ وہ اس لائق نہیں ہے۔ کہ اس سے قطع نظر کیا جاوے۔ بلکہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ بہت جلدی اس کا تدارک و انتظام کرے۔ کیونکہ اگر رعایا کو ایسا آرام ملے۔ جس میں ملازمان ڈاک خانون کی قربانیاں۔ ہوا کرین۔ تو ایسا امن اور آرام کر کام کا۔

پوسٹ ماسٹرون اور سب پوسٹ ماسٹرون وغیرہ کی آسامیان جو معزز اور ممتاز گنی جاتی ہیں۔ یہ صرف دل خوش کن ہی الفاظ ہیں۔ اگر انکی اصل حقیقت پر غور کی جاوے۔ تو پولیس ملازمون سے بڑھ کر اور کسی محکمہ کے ملازم زیادہ تڑپتے اور رنج و مصیبت میں مبتلا نہ ہونگے۔ درجہ دوئم کے ڈاک خانے۔ جن کے پاس اپنے منفی کامون کے علاوہ بیس بیس پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ برانچیں ہیں۔ ان کے ماتحت بیسیون کام اور مین ہیں۔ مثلاً روانگی اور تقسیم ڈاک۔ ٹیلی گراف۔ رجسٹریان۔ بیمے۔ منی آرڈر۔ پارسل۔ فروخت ٹکٹ وغیرہ۔ باوجود اس کثرت کام کے کام کرنے والے صرف دو آدمی یعنی سگنلر اور سب پوسٹ ماسٹر اور اگر ان دونوں میں سے ایک بیمار پڑ جاوے۔ یا کسی ضروری کام کے لئے دو تین دن کی رخصت حاصل کرے۔ تو کام کا سارا بوجھ ایک آدمی کے سر پر۔ یہ خدا کی مخلوق صبح کے ۵ بجے کام شروع کرتے ہیں۔ اور دس بجے رات تک برابر کڑون کے سوگ میں مشغول رہتے ہیں صرف دوپہر کو ایک آدھ گھنٹہ ان کو فراغت ہوتی ہے جس میں بعض کو خود چولہا جھونکنا یا بازار اور تنور کا خرابا اور جلا سڑا کھانا منگوانا پڑتا ہے۔ ملاحظہ انصاف کہ جس شخص کے صبح سے لیکر رات کے ۱۰ بجے تک پورے ۱۷ گھنٹے نوکری میں خرچ ہوں۔ وہ اپنے تن کی ہوش کب سنبھالے۔ اور تفریح کا کونسا وقت نکالے۔ اسکی زندگی تو قیدیوں اور خاکروبون وغیرہ سے بھی بہت بری ہے۔ کیا کوئی انصاف پسند آدمی بتا سکتا ہے۔ کہ سوائے ڈاک خانہ والون کے کسی اور محکمہ کے ملازم کو بھی ۱۶ - ۱۷ گھنٹے نوکری دینی پڑتی ہے۔ اور پھر دس بجے رات سے لیکر ۵ بجے صبح تک اس عرصہ میں بھی ضروری ٹیلیگرام کسی نے دینا ہو یا ڈاک لینی دینی ہو۔ تو نہایت سرعت اور جلدی کے ساتھ ان لوگوں کو نوکری پر جانا پڑتا ہے۔ نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو تنگ آکر ان بیچارون کو نوکری چھوڑنی پڑتی ہے۔ یا مہلک امراض شل دق۔ سل۔ وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ بھلا جو شخص ہندوستان کے ساون بہادون یا مئی جون کے مہینوں میں ہری کین یا لال ٹین جلا کر رات کو کام کرے۔ اس کی نظر جاتی نہ رہے اور اس کا دماغ پراگندہ نہ ہو۔ تو اور کیا ہو۔ مگر کسی کو ان کے ساتھ کیا ہمدردی۔ اور ان کی جان کی کیا پرواہ ہے۔ اسلئے کہ جب مر جاتے ہیں۔ تو سرکار کو اور ایسے ہی لکھے پڑھے آدمی مل جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ رخصت کی درخواست کرتے ہیں۔ تو یا تو سرے سے نامنظوری کا حکم آتا ہے۔ یا بہ شکل تمام ملتی ہے۔ تو تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے۔ اس کثرت کار میں ان بیچارون سے اگر کوئی چیٹھی منسنٹ ہو جاوے۔ یا کوئی لفظ ٹیلیگرام میں کم و بیش ہو جاوے۔ تو کیسے آرڈران کے نام آتے ہیں۔ جن سے ان کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں یا ان سے جوابات طلب ہوتے ہیں۔ کیس مرتب کئے جاتے ہیں۔ اور ادا وسط اور ذرا ذرا فروگذاشتون کے پاداش میں جرمانے تنزل۔ معطلی۔ موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ ملازمان ڈاک خانہ میں کسی خوش قسمت ہی کو پوری تنخواہ ملتی ہوگی۔ مگر یہ نہیں سوچا جاتا۔ کہ کام بہ نسبت سابق سہ چند چار چند ہوتا جاتا ہے۔ اور کام کرنے والے صرف وہی دو تو تو رو سوائے سب پوسٹ ماسٹرون کے ڈاک خانہ والون کیلئے سرکاری مکان تو کوئی شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ ہاں شہرون میں مکانات کرایہ پر لے رکھے ہیں جنمیں سے اکثر تنگ و تاریک ہوتے ہیں۔ اور پھر ایسی گلیوں میں جو میلی اور تعفن اور گندگی سے بھرپور ہوتی ہیں۔ اور جن سے سرکاری جیلخانوں کی کوٹھڑیاں بدرجہا بہتر اور مصفا ہوتی ہیں۔ چند یوم کا عرصہ گذرا ہی کہ ہمارا ۹ بجے رات کے شہر گجرات کے اس کوچہ میں گذر ہوا جس میں فی الحال ڈاک خانہ کا دفتر ہے۔ اسوقت گرمی کی شدت تھی۔ ہوا بالکل بند تھی۔ تعفن اور حبس کا یہ عالم تھا۔ کہ سانس رکتی تھی۔ ایسے مکان میں سب پوسٹ ماسٹر ٹیلی گراف کا کام کر رہا تھا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی اعلے افسر ڈاک خانہ اسوقت وہان جانا چاہتا۔ تو ممکن نہیں تھا۔ کہ وہان پانچ منٹ تک بھی وہان بیٹھ سکتا۔ ایسا ہی اکثر ڈاک خانون کا حال ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے۔ چنانچہ سانگلا ہل پوسٹ آفس کے متصل ایک مکان میں ہم ۶ ... اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو دو رات دن رہے۔ اور چونکہ کو ڈاک خانہ ہمارے تہا۔ تمام دن اور کچھ حصہ رات کا ان لوگوں کو کام کرتے دیکھتے رہے۔ چونکہ یہ شہر بھی ایک تجارتی منڈی ہے۔ اسلئے یہاں کا ڈاک خانہ بھی سیکنڈ کلاس ڈاک خانہ ہے۔ مگر یہی دو ہی کلارک یعنی ایک پوسٹ ماسٹر اور دوسرا سگنلر۔ یہ دونوں خدا کے بندے ۵ بجے صبح کے کام شروع کرتے۔ اور کہیں رات کے کو دس بجے ڈاک خانہ کو بند کرتے تھے۔ کام کی یہان اس قدر کثرت تھی۔ کہ گویا دن کو میلا لگا ہوا تہا۔ ہمنے ایک رجسٹری کراتے وقت ایک بابو سے پوچھا۔ کہ آپ کو فرصت کس وقت ملتی ہے۔ تو اس نے نہایت حزین اور حسرت بھرے لہجہ میں جواب دیا۔ کہ ہان ملے گی۔ جب ہم مر جاوینگے۔ یا بیماری وغیرہ کیحالت میں رخصت حاصل کرین گے اس جواب نے جو ہمارے دل کو صدمہ پہنچایا۔ اس کا اثر ابھی تک ہمارے دل پر ہے۔

ہمنے ایک نہایت عجیب بات جو اس ڈاک خانہ میں دیکھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس ڈاک خانہ کے پیون کی تنخواہ مبلغ چار روپے تھی۔ سبحان اللہ! چالیس پچاس ٹیلیگرام ہر روز تقسیم کرنا۔ پھر روانگی اور تقسیم ڈاک کے کام میں مدد دینا اور صبح سے دس بجے رات تک کام کرنا اور اس پر اتنی بڑی بھاری تنخواہ کہ اٹھائے بھی نہ اٹھ سکے۔ یعنی چار روپے۔ شاید اس میں بھی اعلیٰ افسران نے کوئی حکمت سوچی ہوگی۔ حالانکہ ریلوے سگنلر بھی دو دو کس ہر ایک درجہ کے سٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ اور پیادہ ان چھ چھ سات سات روپے ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ بنی نوع انسان اس قابل ہیں۔ کہ اعلیٰ افسران ان کیحالت پر رحم فرما دین۔ اور اگر ان ڈاک خانون میں کم از کم دو دو کلارک اور ایزاد کئے جاوین۔ تو یہ موجودہ تکلیف رفع ہو جاوے۔

امید ہے۔ کہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب ہماری ان ناچیز سطور پر غور فرما دینگے۔ گو ہمارا ان ملازمون کے ساتھ ظاہراً کوئی ذاتی تعلق یا علاقہ نہیں ہے۔ تاہم ان ملکی بھائیوں کی یہ حالت ایک انصاف پسند آدمی سے دیکھی نہیں جا سکتی۔ فقط۔

*۔ انسپکٹری کے زمانہ میں ہمیں ایک غیر ڈاک خانہ روڈ چنیوٹ میں جانے کا اتفاق ہوا تہا۔ گرمی کے دن تھے۔ اور مکان ایسا تنگ اور گرم تہا۔ کہ اسمیں دو منٹ کھڑے ہونے سے بعد دم گھٹنے لگا۔ مگر بیچارہ سب پوسٹ ماسٹر اسی تنگ و تاریک مکان میں گرمیون کی راتون کو لیمپ کے سامنے میز پر بیٹھ کر کام کر رہا تہا۔ اور بہت سے ڈاک خانہ جات میں یہی حال دیکھا گیا۔ ۱۲۔

جامِ شہادت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں سند رجہ بالا عنوان سے اخوندزادہ سید مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق ایک مرثیہ چھاپا گیا ہے جس جوش سچی محبت اور درد و رقت کے ساتھ وہ مرثیہ لکھا گیا ہے وہ پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ ایسا عظیم الشان اور سبق آموز واقعہ ہے جس کا تازہ رکھنا ایمانی ترقی کرنے از بس ضروری ہے۔ ہمارے مکرم بھائی ثاقب صاحب کا ایک گرامی نامہ احمدی قوم کے نام الحکم میں شائع ہونے کیلئے آیا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری قوم شہید موصوف سے نہایت درجہ کی محبت رکھتی ہے اور اس کے دلوں میں اس جلیل القدر انسان کی بہت بڑی عظمت ہے اسلئے کہ وہ آیت من آیات اللہ تہا۔ یہ وہ شخص تہا جس کیلئے ... پچیس برس پیشتر اللہ تعالےٰ نے خبر دی تھی۔ اسلئے بھی ہمارا فرض ہے کہ اس نشان کو تازہ رکھیں۔

جام شہادت کی نو سو کا پیان چھاپی گئی ہیں جو صرف مبلغ ۲ / قیمت کی ہیں یعنی ۹ پائی ایک ٹریکٹ کی قیمت ہے ہماری جماعت کے صرف ۹ اولو العزم اگر ہمت کریں تو یہ ٹریکٹ مفت تقسیم ہو سکتا ہے اسلئے ہم احمدی قوم کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ جلد اس ٹریکٹ کو خرید لے۔ تمام درخواستیں خانصاحب محمد ابراہیم خانصاحب احمدی ثاقب مالیرکوٹلہ کے نام جانی چاہئیں اور اب ہم خانصاحب موصوف کی وہ تحریر درج کرتے ہیں۔

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ چند سطور ارسال ہیں۔ نہایت بے تکلفی سے لکھی ہیں چنانچہ قدر یا ہو سکتا ہے اگر آپ اخبار گوہر بار میں چھاپ دینگے ممنون ہوں گا۔

جامِ شہادت اور الحکم کی تشنہ لبی

میں نہایت شکر گذار ہی کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میرے جیسے قلیل البضاعت آدمی کے کلام یا سخن کو الحکم جیسا معزز اور قوم احمدی کا ارگن نظر عزت سے دیکھے۔ اور جب مجھے ایڈیٹر صاحب الحکم سے قدیمانہ نیازمندی کا تعلق ہے اور الحکم کی خیر خواہی کا فخر حاصل ہے میں ہمیشہ دیکھتا ہوں اور ایڈیٹر صاحب عزیز الحکم کو ہر ایک کالم میں بے خزف ریزہ اشعار کو الائی شاید کسی طرح جگہ دیتے ہیں۔ اور قوم احمدی انہیں نظروں کو وہ آبرو بخشی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور اسکا شکریہ مجھ پر واجب ہے۔ یہ نظمیں یا تو قصائد مدحیہ حضرت امام الزمان علیہ السلام کی شان میں تھے یا احمدیت کی تائید میں دوسری نظمیں جنکو اگلے ٹریکٹ کیصورت میں چھاپنے کا کبھی خیال نہیں آیا۔ گر بعض احباب نے مجھے اس امر کی تحریک بھی کی۔ مگر میں نے اس طرف رخ نہ کیا تہا۔ اور نمیں نے ایک نظم مدیہ ثاقب یعنی کشتی نوح کی تعلیم کی نظم ہے جسکو حضرت اقدس علیہ السلام اور بزرگان ملت نے پسند فرمایا۔ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ڈائرکٹر صاحب امام ثاقب الرحمن مع ... نے پیش کر دی کہ اسکو چھاپکر اور اسکا منافع مدرسہ فنڈ میں جمع فرمائیں اس نظم کو اکثر حصہ کو ہمارا پیارا الحکم قوم کے سامنے پیش کرتا رہا ہے اور اس امر کا ثبوت دیتا رہا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کیسے قدر دان اور میری کلام کو کیسے پیاسے ہیں۔ مدت سے بوجہ مصروفیت و قیام کوٹلہ مجھ پر ... رہی اور الحکم کی خدمت سے قاصر رہا۔ اس دوران اسی زمانہ میں ایڈیٹر صاحب کا آتش شوق تیز تر ہوگئی اور جام شہادت کی شائع ہوتے ہی خم کا خم منہ کو لگا لیا اور تلچھٹ تک چاٹ گئی اور ڈکار بھی نہ لیا۔ مگر ہماری قوم میں بہت سی ایسے بادہ محبت پینے والے اور جام شہادت کا مزہ چکھنے والے پیاسے ہیں کہ مے حریفان باہا خورد و رفتند تہی خمخانہا کردند و رفتند۔ اس انشاپردازی رنگ آمیزی۔ رنگ سازی سے مطلب نہیں کہ اسکو جیسا کہ کون اور چھپایا جیسا کون درکار ہوگا اور ... واقعہ اور معاملہ سنج ایڈیٹر صاحب کے سامنے مطلب نہیں اصل جیوڑا ہے ٹریکٹ کی اشاعت پر اسکا کیا اثر ہوگا۔ فرصت۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا الہام

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تہا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے ... فرمایا ہے کہ ... جہاد ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

الحکم

... دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ ... معاونین ... سے باہر ... والوں سے ... طاعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر (۳۳) دارالامان قادیان مورخہ ۳۰ - ستمبر ۱۹۰۴ء عیسوی جلد (۸)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) الہاموں میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

(تیسرا نمبر)

لیکن اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تہا کیونکہ سب سے اول تو اپنی ہی قوم آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مخالف ہو گئی اور ایذا رسانی کے درپیہ ہوئی) - اور پھر عیسائی بھی دشمن ہو گئے - جب انکو سنایا گیا کہ حضرت عیسے علیہ السلام صرف خدا کے بندے اور رسول تھے تو انکو آگ لگ گئی کیونکہ وہ تو ان کو خدا بنائے بیٹھے تھے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر حقیقت کہدی - یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جسکو خدا بنا لیتا ہے اور اپنا معبود مانتا ہے اسکا ترک کرنا آسان نہیں ہوتا بلکہ پھر اسکو چھوڑنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے - عیسائیوں کا یہہ اعتقاد پختہ ہو گیا ہوا تہا اسلئے جب اونہوں نے سنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے مصنوعی خدا کو انسان بنا دیا تو وہ دشمن جان بن گئے اور اسیطرح یہہ یہودیوں میں بہت سی مشرکانہ رسومات پیدا ہو گئی تہین اور وہ حضرت مسیح کا بالکل انکار کرتے تھے جب انکو متنبہ کیا گیا تو وہ بھی مخالفت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے

وہ تو حضرت مسیح کو معاذ اللہ مکار اور کذاب کہتے تہے بالمقابل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو بتایا کہ تم انکو کذاب کہنے میں خود کذاب ہو - وہ خدا تعالے کا ایک برگزیدہ نبی ہے - اسکے علاوہ انکی مخالفت کی ایک بڑی بہاری وجہہ یہہ ہوئی کہ وہ اپنی بے وقوفی اور کم فہمی سے یہہ سمجھ بیٹھے تہے کہ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے آئیگا - کیونکہ توریت میں جیساکہ سنت اللہ ہے آخری نبی کے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ ایسے الفاظ میں ہے جس سے اونکو یہہ خبط پیدا ہو گیا تہا - وہاں لکہا ہے کہ تمہارے بہائیوں میں سے - وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی کر بیٹھے حالانکہ اس سے مراد بنی اسماعیل تہی پس جب انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوی سنا کہ وہ خاتم الانبیا ہیں تو اون کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا اور جو کچھ وہ توریت کی اس پیشگوئی کے موافق سمجھے بیٹھے تہے وہ غلط قرار دیا گیا اس سے ان کے آگ لگی اور وہ مخالفت کے لئے اٹھہ کہڑے ہوئے -

پیشگوئیوں کے متعلق سنت اللہ

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالے کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ یہی ہے کہ اون میں خفا اور ابتلا کا بھی ایک پہلو ہوتا ہے - کیونکہ اگر یہہ پہلو نہ رکہا جاوے تو پھر کوئی اختلاف ہی نہ رہے اور سب کا ایک ہی مذہب ہو جاتا - مگر خدا تعالے نے انبیاء کے لئے ایسا ہی چاہا ہے کہ پیشگوئیوں میں ایک ابتلا کا پہلو رکہدیتا ہے کوتاہ اندیش ظاہر پرست

اس پر اڑ جاتے ہیں اور اصل مقصد سے دور جا پڑتے ہیں - اسی طرح پر ان یہودیوں کو یہہ مشکل پیش آئی کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق شک میں پڑ گئے - اگر تورات میں وہ پیشگوئی صاف الفاظ میں ہوتی کہ آنیوالا نبی بنی اسماعیل میں سے ہوگا اور اسکا نام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہوگا اسکے باپ کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب ہوگا - اور اسکی ماں کا نام آمنہ ہوگا تو یہودی کیونکر انکار کرتے ؟ مگر انکی بدقسمتی سے پیشگوئی میں ایسی صراحت نہ تہی وہاں لکہا تہا کہ تیرے بہائیوں میں سے وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی سمجھتے رہے -

الیاس اور مسیح کی آمد ثانی کا فیصلہ

ایسا ہی حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت بہی یہودیوں کو ٹہوکر لگی تہی - ملاکی نبی میں حضرت مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کے آنے کی پیشگوئی درج ہے - جب حضرت مسیح آگئے اور اونہوں نے دعوی کیا تو یہودی مخالفت کے لئے اٹہہ کہڑے ہوئے کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے - اس لئے وہ انکار کرتے تہے چنانچہ اونہوں نے خود حضرت مسیح سے یہی سوال کیا کہ الیاس کا آنا جو مسیح سے پہلے ضروری ہے وہ کہاں ہے ؟ حضرت مسیح نے کہا کہ آنے والا الیاس آگیا ہے یعنی وہ یوحنا ابن ذکریا کے رنگ میں آیا ہے چاہو تو قبول کرو مگر یہہ بات انکی تسلی کا موجب کیونکر ہو سکتی تہی

وہ اس بات پر اڑے رہے کہ وہاں کسی مثیل کے آنے کی خبر تو دی نہیں گئی وہاں تو خود ایلیا کے آنے کا وعدہ ہے اس بنا پر وہ انکار کرتے رہے اور دکھہ اور تکلیفیں بہی پہونچاتے رہے - یہانتک کہ اب بہی یہودی یہی یقین رکہتے ہیں میرے پاس ایک فاضل یہودی کی کتاب ہے اس نے اس مسئلہ پر ایک لمبی بحث کی ہے - اور لکہا ہے کہ ہم اس مسیح کو کیونکر قبول کر سکتے تہے جبکہ اس سے پہلے ایلیا نہیں آیا یہہ شخص جو یسوع مسیح ہونے کا دعوے کرتا ہے اسکا دعوے بناوٹی اور جہوٹا ہے کیونکہ وہ ایلیا کے دوبارہ آنے کی جہوٹی تاویل کرتا ہے ہم اسکے خالہ زاد بہائی یحیٰ کو کیونکر ایلیا سمجہہ لیں پھر وہ لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ ہم کسطرح پر اس شخص کے دعوے کو تسلیم کر لیں جبکہ ہمیں یہ خبر دی گئی تہی کہ پہلے ایلیا آئیگا اس میں کسی مثیل کا وعدہ نہیں کیا گیا آخر میں کہتا ہے - کہ اگر خدا تعالے نے قیامت کو ہم سے سوال کریگا کہ کیوں اس مسیح کو قبول نہیں کیا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کہول کر اسکے سامنے رکہدیں گے -

اس قسم کے مشکلات ان لوگوں کو کیوں پیش آئے ؟ اسکی وجہہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ اونہوں نے خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں پر غور نہیں کیا اور ظاہر الفاظ پر اڑے رہے -

اسی قسم کے مشکلات اس وقت مسلمانوں کو پیش آئے ہیں لیکن اگر غور کیا جاوے تو ان کی سامنے

تو کوئی نظیر اور فیصلہ موجود نہ تھا لیکن انکے سامنے تو دوبارہ آنیکا مقدمہ فیصل شدہ موجود ہے جو خود حضرت عیسٰی علیہ السلام کی عدالت سے فیصل ہوچکا ہے - انہوں نے تاویل کرکے بتا دیا تھا کہ دوبارہ آنے والے شخص سے مراد وہی نہیں ہوتا - پھر کس قدر افسوس ہے ان پر کہ یہ اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھاتے لا یلدغ المؤمن من جحر واحد - یہودیوں انہیں پتھر سے ٹھوکر لگی اور وہ [illegible] ہوگئے اب پھر یہ یہ ٹھوکر کھاتے ہیں ؟ یہودی اسوقت دنیا میں موجود ہیں انکی کتابیں موجود ہیں ان سے دریافت کرلو کہ کیا انکا یہ عقیدہ تھا یا نہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آئیگا ؟ اور ملاکی نبی کی کتاب میں پیشگوئی درج ہے یا نہیں ؟ اور پھر عیسائیوں سے پوچھو اور انجیل میں اس فیصلہ کو پڑھو جو مسیح نے خود کیا ہے - [illegible] مصیبت [illegible] ان مسلمانوں نے اس سے کیا سبق سیکھا یہودی عقیدہ ہے [illegible] کی وجہ [illegible] یہودی واصل جہنم ہوئے اب کیا یہ بھی یہی چاہتے ہیں ؟ میں حیران ہوتا ہوں کہ ان عقلوں کو کیا ہوگیا اگر حضرت مسیح کا وہ فیصلہ جو انہوں نے الیاس کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے صحیح نہیں ہے تو پھر یہ جواب دیں کہ حضرت مسیح سچے پیغمبر کیونکر ہو سکتے ہیں - کیونکہ اس میں تو کوئی کلام اور شبہ ہی نہیں کہ ان کے آنے سے پیشتر الیاس کا آنا ضروری تھا اور الیاس آسمان سے نہیں آیا پھر حضرت مسیح کیونکر سچے نبی ٹھہر سکے ؟ اس عقیدہ فاسدہ سے یہی نہیں کہ یہودیوں کی طرح حضرت عیسٰی کی رسالت سے انکار کرنا پڑے گا - بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی معاذ اللہ ہاتھ سے جاتی رہیگی کیونکہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آمد اور بعثت حضرت مسیح کے بعد ہے اور جب ابھی تک مسیح ہی نہیں آیا تو پھر اسلام کیونکر صحیح ہوگا ؟ سوچو اور غور کرو کہ تمہاری ذرا سی ٹھوکر کا اثر کہاں تک [illegible] ہے ؟ -

سنو اصل حقیقت یہی ہے اور سچا فیصلہ وہی ہے جو حضرت مسیح نے کر دیا تھا - اس سے منہ پھیرنا اچھا نہیں ہے -

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

غرض انبیاء علیہم السلام کو اپنی تبلیغ کی راہ میں بہت سی مشکلات ہوتی ہیں اور ان کے مصائب میں [illegible] مصیبت ہے کہ جسقدر دیر نبی کی [illegible] اسکا [illegible]
[illegible]
کیا جاتا ہے -

ہماری جماعت [illegible]

[illegible]

اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معًا دوست سے [illegible] اور برادری الگ ہوجاتی ہے یہانتک کہ بعض اوقات ماں - باپ اور بھائی - بہن بھی دشمن ہوجاتے ہیں - السلام علیکم کے روادار نہیں رہتے - اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے اس قسم کے بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں - میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے - تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو ان پر اس قسم کے مشکلات اور مصائب آئیں - اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالےٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے دعاؤں میں لگے رہو - پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو - تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے ورنہ چاہئیے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا - تمہیں چاہئیے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالےٰ کے قایم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کرلی ہے - ان سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے

غائبانہ دعا کرو

کہ اللہ تعالےٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کرکے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے - دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سنکر بھی صبر کرو بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو - جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اسے شرم آجاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے [illegible] جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے -

یقینًا یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہوکر کسی سے لڑا ہے اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالےٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے - بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ یہانتک اس

امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے - نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں - تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو - تم اسکا فیصلہ نہیں کر سکتے - میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو - تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو - تمہیں کیا معلوم ہے کہ میں ان لوگوں سے کسقدر گالیاں سنتا ہوں - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور بر کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں بیرنگ خطوط آتے ہیں جنکا محصول بھی دینا پڑتا ہے اور پھر جب پڑھتے ہیں تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ میں یقینًا جانتا ہوں کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں اور میں اعتبار نہیں کرتا کہ ابو جہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے - جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو - درخت سے بڑھکر تو شاخ نہیں ہوتی - تم دیکھو کہ یہ کبتک گالیاں دیں گے آخر یہی تھک کر رہ جائینگے - ان کی گالیاں انکی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے - اگر میں خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو بیشک میں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا لیکن میں یقینًا جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے - پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کب پروا کر سکتا ہوں - یہ کبھی نہیں ہوسکتا - تم خود غور کرو کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہونچایا ہے انکو یا مجھے ؟ انکی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے - اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کر سکتی ہیں تو دو لاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہوگئی - یہ لوگ ان میں سے ہی تو آئے ہیں یا کہیں اور سے انہوں نے مجھ پر کفر کے فتوے [illegible] لیکن اس فتوے کفر کی کیا تاثیر ہوئی ؟ جماعت بڑھی اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلا گیا ہوتا - تو ضرور تھا کہ اس فتوے کا اثر ہوتا اور میری راہ میں وہ فتوے کفر بڑی بھاری روک پیدا کر دیتا - لیکن جو بات خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو انسان کا مقدور نہیں ہے کہ اسے پامال کر سکے - جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں پیچھا ان کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے -
[illegible] الشان [illegible]
[illegible] ہاتھ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس سے رک جاوے مگر اس کا [illegible] وہ رک نہیں سکتا -
[illegible] ان گالیوں سے [illegible] کبھی نہیں رکے گا - کیا شریف آدمیوں کا [illegible] گالیاں دیں - میں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا

ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسی بیباکی سے زبان کھولتے ہیں میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ ایسی گندی گالیاں ہندو تو کبھی کسی چوہڑے چمار سے بھی نہیں سنی ہیں - جو ان مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں -

ولنعم ما قیل

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
(ایڈیٹر)

ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں اور اعتراض [illegible] کہ وہ [illegible] خدا تعالےٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ان پر رحم کرے - (آمین)

ایسے گالیاں دینے والے خوا [illegible] خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہ جانتے ہیں کہ ایک پیسہ کا کارڈ ہی ضایع ہوگا مگر نہیں جانتے کہ اس پیسہ کے نقصان کے ساتھ نامہ اعمال بھی سیاہ ہوجائے گا پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ گالیاں دی کیوں جاتی ہیں کیا صرف اس لئے کہ میں کہتا ہوں قرآن شریف کو نہ چھوڑو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کرو -

غضب کی بات ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہو کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہوگئے اور پھر زمین پر نہیں آئیں گے مگر یہ مانتے میں نہیں آتے اور اس عقیدہ مخالفت قرآن شریف پر اڑتے ہیں -

اگر میں نہ آیا ہوتا اور خدا تعالےٰ نے ایک سلسلہ قایم نہ کیا ہوتا تو یہ جو کچھ چاہتے کہتے کیونکہ انکو بیدار کرنے والا اور آگاہ کرنے والا ان میں موجود نہ تھا لیکن اب جب کہ خدا تعالےٰ نے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے اور میں وہی ہوں جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم قرار دیا ہے تو پھر میرے فیصلہ پر چون و چرا کرنا ان کا حق نہیں تھا - طریق تقوےٰ تو یہ تھا کہ میری باتوں کو سنتے اور غور کرتے تم انکار کے لئے جلدی نہ کرتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے آنے کے بعد انکا حق نہیں ہے کہ یہ زبان کھولیں کیونکہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہوں اور حکم ہوکر آیا ہوں -

اس مقام پر پہونچکر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز اور تقریر میں ایک خاص جلال اور شوکت تھی جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت آپکی عظمت جو آپ کے دل میں ہے معلوم ہوتی تھی - تقریر میں غیر معمولی زور تھا اور وہ پر زور دریا کی طرح بہہ رہی تھی - [illegible] ہم [illegible] ہو سکتے کہ اس حصہ کو قلم بند کر سکتے [illegible] کوشش [illegible] سے یہ کچھ قلم بند کیا ہے -

(ایڈیٹر)

ابھی بہت زمانہ نہیں گزرا کہ مقلد غیر مقلدوں کی غلطیاں نکالتے اور وہ اِن کی غلطیاں ظاہر کرتے اور اسطرح پر دوسرے فرقے آپس میں درندوں کی طرح لڑتے جھگڑتے تھے ایک دوسرے کو کافر کہتے اور نجس بتاتے تھے۔ اگر کوئی تسلی کی راہ موجود تھی تو پھر اسقدر اختلاف اور تفرقہ ایک ہی قوم میں کیوں تھا؟ غلطیاں واقع ہو چکی تھیں اور لوگ حقیقت کی راہ سے دور جا پڑے تھے ایسے اختلاف کے وقت ضرور تھا کہ خدا تعالےٰ خود فیصلہ کرتا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ایک حَکَم انہیں بھیج دیا۔ اب بتاؤ کہ میں نے کیا زیادتی کی ہے یا کیا قرآن شریف سے کم کر دیا ہے جو میری مخالفت کے لئے اسقدر جوش پیدا ہوا ہوا ہے۔

یہ سچ ہے کہ اِس وحی کی بنا پر جو خدا تعالےٰ کی کامل اور مجید کتاب کی شرح میں ہے میں نے کہا کہ مسیح مر گیا ہے۔ لیکن اس کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ کیوں یہ قرآن شریف کو غور سے نہیں پڑھتے کیا انکو شرم نہیں آتی ہے۔ کہ یہ مسلمان کہلاتے ہیں موحد کہلاتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء اور خیر البشر تسلیم کرتے ہیں لیکن جب وہی لفظ توفی کا آپ پر آتا ہے تو اوس کے معنے موت کرتے ہیں اور جب مسیح پر آتا ہے تو زندہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں! انکی غیرت کو کیا ہوا؟ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہتک کیوں روا رکھتے ہیں؟ کیا قرآن شریف میں

نعدهما ونتوفينك

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں آیا اور وہی لفظ مسیح کے لئے **متوفیک** اور **فلما توفیتنی** میں آیا ہے۔ پھر یہ کیا ہو گیا کہ ایک جگہ کچھ اور معنے اور ایک جگہ کچھ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کمزور نبی سمجھا ہے!!! جو انہیں زمین میں دفن کرتے ہیں اور مسیح کو آسمان پر چڑھاتے ہیں!!!

اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی تو آپ کے جلال اور شوکت کے لئے غیرت ہے تو کیوں نہیں کہتے کہ وہ بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تب میں بھی سمجھ لیتا کہ یہ مسیح کی خصوصیت نہیں ٹھہراتے۔ مگر موجودہ حالت میں میرا دل گوارا نہیں کر سکتا کہ میں قرآن شریف کے ایسے معنے کروں جو خود قرآن شریف اور لغت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے خلاف ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک شان کا باعث ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جس شخص نے یہ کہا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں وہ کافر ہے۔ وہ سچ کہتا ہے۔

اس خصوصیت کے پیدا کرنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ۹۴۰ لاکھ مرتد ہو گیا۔

خدا کے واسطے اسقدر ظلم نہ کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور رتبہ کو گھٹایا جاوے جو اس عقیدہ سے برابر گھٹتی ہے کہ وہ تو زمین میں دفن کئے گئے اور مسیح آسمان پر اوٹھایا گیا۔ مسیح ہرگز زندہ نہیں رہا۔ وہ مر گیا جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک اور خود مسیح نے اقرار کر لیا کہ فلما توفیتنی۔

میں پھر کہتا ہوں کہ عیسائیوں کو اعتراض کا موقع نہ دو۔ میری باتوں کو سنو اور غور سے سنو اور پھر اپنی جگہ پر جا کر سوچو!!!

حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سب سے پہلی تقریر

لاہور میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے پہلی تقریر ۲۱ - اگست ۱۹۰۴ء کو ہوئی تھی - نیاز مند ایڈیٹر الحکم تاریخ مذکور پر اس لئے غیر حاضر تھا کہ ۲۴ - اگست ۱۹۰۴ء کو بغرض پیروی مقدمہ اسے گورداسپور حاضر ہونا تھا - اسلئے یہ تقریر برادرم بابو محمد فضل صاحب نے قلمبند کی تھی - اسے ہی ہم اپنے ناظرین کے روحانی فائدہ کے لئے درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

ظہر کے وقت حضرت اقدس تشریف لائے - اور نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد احباب کی درخواست پر آپ ایک کرسی پر رونق افروز ہوئے - میاں فیروز الدین صاحب نے آگے بڑھ کر نیاز حاصل کی - حضرت اقدس نے چند نصائح فرماتے ہوئے تقریر کا سلسلہ یوں شروع کیا۔

گناہ سے بچنے کا ذریعہ خوف ہے

دیکھو یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو - کہ میں گناہ سے پرہیز کرونگا - یہی تمہارے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ صرف انکی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے - بلکہ خدا کے نزدیک تمہاری اس وقت قدر ہوگی - جبکہ دلوں میں تبدیلی اور خدا کا خوف ہو۔ ورنہ ادھر بیعت کی اور جب گھر میں گئے - تو وہی بُرے خیالات اور حالات رہے - تو اس سے کیا فائدہ - یقیناً مان لو - کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے اگر یہ نہیں تو ہرگز ممکن نہیں - کہ انسان اون سب گناہوں سے بچ سکے - جو کہ اوسے مصری پر چونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں - مگر خوف ہی ایک ایسی شے ہے کہ حیوانات کو بھی جب ہو - تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے - مثلاً بلی جو کہ دودھ کی بڑی حریص ہے جب اسے معلوم ہو - کہ اس کے نزدیک جانے سے سزا ملتی ہے - یا پرندوں کو جب علم ہو کہ اگر یہ دانہ کھایا تو جال میں پھنسے - اور موت آئی - تو وہ اس دودھ اور دانہ کے نزدیک نہیں بھٹکتے - اس کی وجہ صرف خوف ہے - پس جبکہ لایعقل حیوان بھی خوف کے ہوتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں - تو انسان جو عقلمند ہے اسکو کسقدر خوف اور پرہیز کرنا چاہئے یہ امر بہت ہی بدیہی ہے - کہ جس موقعہ پر انسان کو خوف پیدا ہوتا ہے - اس موقع پر وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا مثلاً طاعون زدہ گانوں میں اگر کسی کو جانے کو کہا جاوے تو اول تو کوئی بھی جرأت کر کے نہیں جاتا - حتی کہ اگر حکام بھی حکم دیویں - تو بھی ترساں اور لرزاں جاوے گا اور دل پر یہ ڈر غالب ہو گا کہ کہیں مجھکو بھی طاعون نہ ہو جاوے اور وہ کوشش کرے گا کہ مفوضہ کام کو جلد پورا کر کے وہاں سے بھاگے - پس گناہ پر دلیری کی وجہ بھی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا - لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو - اسکے لئے معرفت الٰہی کی ضرورت ہے - جسقدر خدا کی معرفت زیادہ ہوگی اوسیقدر خوف زیادہ ہوگا ؎

ہر کہ عارف تر است ترساں تر

اس امر میں اصل معرفت ہے - اور اس کا نتیجہ خوف ہے معرفت ایک ایسی شے ہے - کہ اسکے ہوتے ہوئے انسان ادنےٰ ادنےٰ کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے - جیسے بھڑ اور مچھر کی جب معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے - پس کیا وجہ ہے - کہ خدا جو قادر مطلق ہے - اور علیم و بصیر ہے - اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے - اس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہ اسقدر جرأت کرتے ہیں - اگر سوچ کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ معرفت نہیں۔

بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹولکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالےٰ سے معرفت طلب کرو بغیر اس کے یقین کامل ہرگز نہیں ہو سکتا وہ اسیوقت حاصل ہوگا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالےٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے - گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو - وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو - اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو - اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضا و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی -

نماز جو کہ پانچوقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی ارشاد ہے - کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اوسے محفوظ نہ رکھیگا - تب تک وہ سچی نماز ہرگز نہ ہوگی نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کیطور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں نماز وہ شے ہے - جسے دل بھی محسوس کرے - کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے - جہانتک طاقت ہے وہاں تک وقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے - اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں - وہ دور ہوں - اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا - تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اسکے قلب پر گرا ہے اور نفس امارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے - جیسے اژدہا میں ایک سم قاتل ہے اسی طرح نفس امارہ میں بھی سم قاتل ہوتا ہے اور جس نے اوسے پیدا کیا اوسی کے پاس اس کا علاج ہے

[illegible]

کبھی یہ دعویٰ نہ کرو کہ میں پاک صاف ہوں جیسے کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے - **فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُم** کہ تم اپنے آپ کو مزکی مت کہو - وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے متقی کون ہے جب انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو خدا اوسکا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے -

اور جیسے ماں بچہ کو گود میں پرورش کرتی ہے اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور یہی حالت ہے کہ خدا کا نور اوسکے دلیر کر کر کل دنیاوی اثروں کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے لیکن ایسی حالت میں بھی اوسکو ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہیئے کہ اب یہ طاقت مجھ میں مستقل طور پر پیدا ہو گئی ہے اور کبھی ضائع نہ ہوگی جیسے دیوار پر دھوپ ہو تو اوسکے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے کہ یہ ہمیشہ ایسی ہی روشن رہے گی اسی پر لوگوں نے ایک مثال لکھی ہے کہ دیوار جب دھوپ سے روشن ہوئی تو اوس نے آفتاب کو کہا کہ میں بھی تیری طرح روشن ہوں - آفتاب نے کہا کہ رات کو جب میں نہ ہوں گا تو پھر تو کہاں سے روشنی لیگی اسی طرح انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ بھی مستقل نہیں ہوتی بلکہ عارضی ہوتی ہے اور ہمیشہ اوسے اپنے ساتھ رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اوسکی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور انکو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ کہ وہ چھن جاوے نادان لوگ لاعلمی کی وجہ سے یہ کہتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ مسیح استغفار نہ کرتا تھا حالانکہ یہ بات کسی قسم کے ناز کی نہیں بلکہ رونے اور افسوس کرنے کی ہے اگر وہ استغفار نہ کرتا تھا تو گویا اوس نور سے بالکل محروم تھا جو اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدوں کو عطا کیا کرتا ہے کوئی نبی جسقدر زیادہ استغفار کرنیوالا ثابت ہوگا اوسیقدر اوسکا درجہ بڑا اور بلند ہوگا لیکن جسکو یہ حالت حاصل نہیں تو وہ خطرہ میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت اُس سے وہ چادر حفاظت کی چھین لی جاوے کیونکہ نبیوں کو بھی وہ مستعار طور پر ملتی ہے - اور وہ پھر استغفار کے ذریعہ اسے دائمی طور پر رکھتے ہیں - بات یہ ہے کہ اصل انوار تو اللہ تعالےٰ کے پاس ہیں

اور نبی ہو یا کوئی اور سب خدا سے انہیں حاصل کرتے ہیں سچے نبی کی یہی علامت ہے کہ وہ اوس روشنی کی حفاظت بذریعہ استغفار کے کرے۔ استغفار کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ موجودہ نور جو خدا سے حاصل ہوا ہے وہ محفوظ رہے۔ اور زیادہ اور ملے اسی کی تحصیل کے لئے پنجگانہ نماز بھی ہے تاکہ ہر روز دل کھول کھول کر اس روشنی کو خدا سے مانگ لیوے جسے بصیرت ہے وہ جانتا ہے کہ نماز ایک معراج ہے کہ وہ نماز ہی کی تضرع اور ابتہال سے بھری ہوئی دعا ہے جس سے یہ امراض سے رہائی پاسکتا ہے وہ لوگ بہت بیوقوف ہیں جو دوری ڈالنے والی تاریکی کا علاج نہیں کرتے میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں مگر اون میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ میرے املاک کے لئے یا اولاد کے لئے دعا ہو۔ فلاں مقدمہ ہے یا فلاں مرض ہے وہ اچھا ہو جاوے۔ لیکن مشکل سے کوئی خط ایسا ہوتا ہے۔ جسمیں ایمان یا ان تاریکیوں کے دور ہونے کے لئے درخواست کی گئی ہو۔ بعض خطوط میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اگر مجھے پانچسو روپیہ ملجاوے تو میں بیعت کرلوں۔ بیوقوفوں کو اتنا خیال نہیں کہ جن باتوں کو ہم چھڑانا چاہتے ہیں وہی پہلے طلب کیجاتی ہیں اسی لئے میں اکثر لوگوں کی بیعت سے خوف کرتا ہوں کیونکہ سچی بیعت کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ بعض تو ظاہری شروط لگاتے ہیں جیسے کہ اوپر ذکر ہوا ہے اور بعض لوگ بعد بیعت کے ابتلا میں پڑجاتے ہیں جیسے کسی کا لڑکا مرگیا تو شکایت کرتا ہے کہ مینے تو بیعت کی تھی یہ صدمہ مجھے کیوں ہوا اوس نادان کو یہ خیال نہیں آتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ پیغمبر تھے مگر آپ کے گیارہ لڑکے فوت ہوگئے مگر کبھی شکایت نہ کی کہ خداوند تو نے تو مجھے پیغمبر بنایا تھا میرے بچے کیوں مار دیئے غرضیکہ یاد رکھو کہ دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہیئے اور بیعت اس نیت سے ہرگز نہ کرنی چاہیئے کہ میں بادشاہ ہی بن جاونگا یا ایسی کیمیا حاصل ہوجائے گی کہ گھر بیٹھے روپیہ بنتا رہے گا اللہ تعالےٰ نے ہمیں تو اسلئے مامور کیا ہے کہ ان باتوں سے لوگوں کو چھڑا دلویں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو لوگ صدق اور وفا سے خدا کی طرف آتے ہیں اور اسکے لئے ہر ایک دکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا انکو اور انکی اولاد کو ہرگز ضائع نہیں کرتا حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہوگیا کہ صالح آدمی کی اولاد ضائع ہوئی ہے خدا تعالےٰ خود اسکا متکفل ہوتا ہے لیکن ابتدا میں ابتلا کا آنا ضروری ہے تاکہ کھوٹے اور کھرے کی شناخت ہوجاوے۔

شعر

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

دوسرے ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو دکھلا دے کہ جو ہماری طرف آنیوالے ہیں وہ کیسے مستقل مزاج اور جفاکش ہوتے ہیں۔ کہ مار پر مار کھاتے ہیں لیکن منہ نہیں پھیرتے۔ اور جب وہ ثابت قدم نکل آتے ہیں تو پھر اللہ تعالےٰ اون سے وہی سنت برتتا ہے جو منعم علیہ گروہ سے برتنی چاہیئے۔

ابتلا ضرور ہے اور خدا ظالم نہیں

خدا سے زیادہ پیار اور رحم اور محبت کرنی کوئی نہیں جانتا لیکن اخلاص ضروری ہے کوئی دل سے اسکا ہو پھر دیکھے کہ آیا مخلص کی دستگیری اور کفایت اسکی خوبی ہے کہ نہیں لیکن جو اوسے آزماتا ہے وہ خود آزمایا جاتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اسلام لایا اور بعد ازاں اندھا ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ اسلام قبول کرنے سے مجھ پر یہ آفت آئی۔ اسلئے کافر ہوگیا آنحضرت نے اوسے بہت سمجھایا لیکن نہ مانا حالانکہ اگر وہ مسلمان رہتا تو خدا تو اس بات پر قادر تھا کہ اوسے دوبارہ بینائی بخشتا۔ لیکن کافر ہوکر دنیا سے تو اندھا تھا دین سے بھی اندھا بن گیا مجھے فکر ہے۔ کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ خدا کو آزماتے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خود آزمائے جائیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر ایمان لاوے۔ اوّل وہ مصائب کے لئے تیار رہے مگر یہ سب کچھہ اوائل میں ہوتا ہے اگر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اوس پر فضل کر دیتا ہے کیونکہ مومن کے لئے دو حالتیں ہیں اوّل تو یہ کہ جب ایمان لاتا ہے تو مصائب کا ایک دوزخ اوس کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس اوسے کچھہ عرصہ رہنا پڑتا ہے اور اس کے استقلال کا امتحان لیا جاتا ہے اور جب وہ اس میں ثابت قدمی دکھاتا ہے تو دوسری حالت یہ ہے کہ اس دوزخ کو جنت سے بدلدیا جاتا ہے جیسے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ مومن بذریعہ نوافل کے اللہ تعالےٰ سے یہاں تک قرب حاصل کرتا ہے کہ وہ اس کی آنکھہ ہوجاتا ہے جس سے وہ دیکھتا اور کان ہوجاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور ہاتھہ ہوجاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں ہوجاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں اسکی زبان ہوجاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ من عادلی ولیًا فاذنتہ للحرب یعنی جو شخص میرے ولی کی عداوت کرتا ہے۔ وہ جنگ کے لئے تیار ہوجاوے اسقدر غیرت خدا کو اپنے بندے کے لئے ہوتی ہے۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مجھے کسی شے اسقدر تردد نہیں ہوتا کہ جسقدر مومن کی جان لینے ہوتا ہے اور اسی لئے وہ کئی دفعہ بیمار ہوتا ہے اور پھر اچھا ہوجاتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اوس کی جان لینا چاہتا ہے مگر پھر اوسے مہلت دیدیتا ہے اور کچھہ عرصہ دنیا میں رہ لیوے۔

جماعت کو اصلاح اخلاق کی ضرورت ہے

اس جماعت کو طیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان کان۔ آنکھ۔ اور ہر ایک عضو میں تقوےٰ سرایت کرجاوے۔ تقوےٰ کا نور اسکے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہوجاتا ہے۔ اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھہ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے۔ کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے۔ اور اس کا جواب نہ دے ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے۔ اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے۔ تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ اسکی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے جیسے دنیا کے قانون ہیں۔ ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالےٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی۔ تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھہ نہیں۔ خدا تعالےٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ حلم اور صبر اور عفو جو عمدہ صفات ہیں۔ ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کروگے۔ تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤگے۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعدا ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔

اصلاح کے لحاظ سے خَلق اور خُلق میں فرق

یہہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کل یعمل علےٰ شاکلتہ بعض آدمی اگر ایک قسم کے اخلاق میں عمدہ ہیں۔ تو دوسری قسم میں کمزور۔ اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے۔ تو دوسرے کا برا۔ لیکن تاہم اس سے یہہ لازم نہیں آتا۔ کہ اصلاح ناممکن ہے خلق سے ہماری مراد شیریں کلامی ہی نہیں بلکہ خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں۔ آنکھہ۔ کان۔ ناک۔ وغیرہ جسقدر اعضاء ظاہری ہیں۔ جن کر انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے یہہ سب خَلق کہلاتے ہیں۔ اور اس کے مقابل پر باطنی قویٰ کا نام خُلق ہے۔ مثلاً عقل۔ فہم۔ شجاعت عفت۔ صبر وغیرہ اس قسم کے جسقدر قوےٰ سرشت میں ہوتے ہیں۔ وہ سب اسی میں داخل ہیں۔ اور خُلق کو خَلق پر اس لئے ترجیح ہے کہ خَلق یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابل علاج ہوتا ہے مثلاً اگر ہاتھ چھوٹا پیدا ہوا ہے۔ تو اسکو بڑا نہیں کرسکتا لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو۔ تو اسکی اصلاح ہوسکتی ہے۔ ذکر کرتے ہیں۔ کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا۔ اور اس نے دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔ جسے حکم تھا۔ کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے۔ تو اوّل اسکا حلیہ بیان کرو اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کرکے پھر اگر قابل ملاقات سمجھتا۔ تو ملاقات کرتا۔ ورنہ رد کر دیتا۔ ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کے لئے آیا۔ دربان نے اطلاع دی۔ اس کے نقوش کا حال سنکر افلاطون نے ملاقات کا انکار کر دیا۔ اس پر اس شخص نے کہلا کر بھیجا۔ کہ افلاطون سے کہدو۔ کہ جو کچھہ تم نے سمجھا ہے۔ بالکل درست ہے۔ مگر میں نے قوت مجاہدہ سے اپنی اصلاح کر لی ہے۔ اس پر افلاطون نے ملاقات کی اجازت دیدی۔ پس خُلق ایسی شے ہے جس میں تبدیلی ہوسکتی ہے اگر تبدیلی نہ ہوسکتی تو یہ ظلم تھا۔ لیکن دعا اور عمل سے کام لوگے تب اس تبدیلی پر قادر ہوسکوگے۔ عمل اس طرح سے کہ اگر کوئی شخص ممسک ہے تو وہ قدرے قدرے خرچ کی عادت ڈالے اور نفس پر جبر کرے آخر کچھہ عرصہ کے بعد نفس میں ایک تغیر عظیم دیکھہ لیگا۔ اور اس کی عادت امساک کی دور ہوجاوے گی۔ اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان حائل ہوجاتی ہے۔

مجلس کی غرض وحدت جمہوری ہے اور نماز وغیرہ کے اسرار

اللہ تعالےٰ کا یہہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنا دے۔ اسکا نام وحدت جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدۃ جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں۔ وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تاکہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں ملکر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے۔ کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کرکے اوسے قوت دیوے حتیٰ کہ حج بھی اسی لئے ہے۔ اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالےٰ نے کی ہے۔ کہ اوّل یہ حکم دیا۔ کہ ہر ایک محلہ والے پانچوقت نمازوں کو محلہ کی مسجد میں ادا کریں۔ تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل ملا کر کمزوری کو دور کر دیں۔ اور آپس میں تعارف ہوکر انس پیدا ہوجاوے۔ تعارف بہت عمدہ شے ہے کیونکہ اس سے بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔ حتیٰ کے تعارف والا

دشمن ایک نا آشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو - تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے - وجہ اس کی یہہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عارضی شے ہوتا ہے - وہ دور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے - پھر دوسرا احکام یہہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں - کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے - اس لئے یہہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں - آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جاویں گے - پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی - کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تاکہ تعارف اور اُنس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں - غرضیکہ اس طرح سے اللہ تعالےٰ نے چاہا - کہ آپس میں الفت اور اُنس ترقی پکڑے افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اسلام فلسفہ کیسا پکا ہے دنیوی حکام کی طرف سے جو احکام پیش ہوتے ہیں ان میں تو انسان ہمیشہ کے لئے ڈھیلا ہو سکتا ہے لیکن خدا کے احکام میں ڈھیلا پن اور اس سے بکلی روگردانی کبھی ممکن ہی نہیں - کونسا ایسا مسلمان ہے جو کم از کم عیدین میں بھی نماز نہ ادا کرتا ہو - پس ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کر کے اوسے قوت بخشیں -

اصلاح نفس و اخلاق کا بڑا ذریعہ اور اخلاص کی ضرورة

نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبت صادقین بھی ہے - جسکی طرف اللہ تعالےٰ اشارہ فرماتا ہے کہ کونوا مع الصادقین - یعنی تم خدا کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو - تاکہ اون کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصہ ملے - جو مذاہب کہ تفرقہ پسند کرتے ہیں - اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ یقیناً وحدت جمہوری کی برکات سے محروم رہتے ہیں - اسی لئے اللہ تعالےٰ نے تجویز کیا - کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بناوے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے -

درستی اخلاق کے بعد دوسری بات یہ ہے - کہ دعا کے ذریعہ سے خدا کی پاک محبت حاصل کیجاوے - ہر ایک قسم کے گناہ اور بدی سے دور رہے اور ایسی حالت میسر ہو کہ جسقدر اندرونی آلودگیاں ہیں ان سب سے الگ ہو کر ایک مصفا فطرت کیطرح بن جاوے - جب تک یہہ حالت میسر نہ ہوگی تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے - لیکن دعا کے ساتھ تدابیر کو نہ چھوڑے کیونکہ اللہ تعالےٰ تدبیر کو بھی پسند کرتا ہے اور اسی لئے والمدبرات امرا کہکر قرآن شریف میں قسم کہائی ہے - جب وہ اس مرحلہ کو طے کرنے کے لئے دعا بھی کریگا - اور تدبیر سے بھی اس طرح کا کام لیگا - کہ جو مجلس اور صحبت اور تعلقات اسکو حارج ہیں - ان سب کو ترک کر دیگا - اور رسم عادت اور بناوٹ سے الگ ہو کر دعا میں مصروف ہوگا - تو ایک دن قبولیت کے آثار مشاہدہ کریگا یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ کچھ عرصہ دعا کر کے رہ جاتے ہیں - اور شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اسقدر دعا کی مگر قبول نہ ہوئی - حالانکہ دعا کا حق تو اون سے ادا ہی نہ ہوا - تو قبول کیسے ہو - اگر ایک شخص کو بھوک لگی ہو یا سخت پیاس ہو - اور وہ صرف ایک دانہ یا ایک قطرہ لے کر شکایت کرے - کہ مجھے سیری حاصل نہیں ہوئی تو کیا اسکی شکایت بجا ہوگی - ہرگز نہیں - جب تک وہ پوری مقدار کہانے اور پینے کی نہ لیگا - تب تک کچھہ فائدہ نہ ہوگا - یہی حال دعا کا ہے - اگر انسان لگ کر اسے کرے اور پورے آداب سے بجا لاوے - وقت بھی میسر آوے تو امید ہے - کہ ایک دن اپنی مراد کو پا لیوے - لیکن راستہ میں ہی چھوڑ دینے سے صدہا انسان مر گئے (گمراہ ہو گئے) اور صدہا ابھی آئندہ مرنے کو طیار ہیں - ایک من پیشاب میں ایک قطرہ پانی کا کیا شے ہے جو اسے پاک کرے اسی طرح وہ بداعمالیاں جن میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق ہیں - ان کے ہوتے ہوتے چند دن کی دعا کیا اثر دکھا سکتی ہے - پھر عجب - خود بینی تکبر اور ریا وغیرہ ایسے امراض لگے ہوئے ہوتے ہیں جو عمل کو ضایع کر دیتے ہیں -

نیک عمل کی مثال ایک پرند کی طرح ہے - اگر صدق اور اخلاص کے قفس میں اُسے قید رکھو گے - تو وہ رہے گا ورنہ پرواز کر جاوے گا - اور یہہ بجز خدا کے فضل کے حاصل نہیں ہو سکتا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فمن کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا - عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو - صلاحیت ہی صلاحیت ہو نہ عجب ہو نہ کبر ہو نہ نخوت ہو نہ تکبر ہو نہ نفسانی اغراض کا کوئی حصہ ہو نہ رو بخلق ہو - حتیٰ کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو صرف خدا کی محبت سے وہ عمل صادر ہو - جب تک دوسری کسی قسم کی غرض کو دخل ہے تب تک ٹھوکر کہائے گا - اور اس کا نام شرک ہے کیونکہ وہ دوستی اور محبت کس کام کی جس کی بنیاد صرف ایک پیالہ چاہ یا دوسری خالی محبوبات تک ہی ہے ایسا انسان جس دن اس میں فرق آتا دیکھے گا - اوسی دن قطع تعلق کر دیگا - جو لوگ خدا سے اس لئے تعلق باندھتے ہیں کہ ہمیں مال ملے یا اولاد حاصل ہو یا ہم فلاں فلاں امور میں کامیاب ہو جاویں ان کے تعلقات عارضی ہوتے ہیں - اور ایمان بھی خطرہ میں ہے - جس دن ان کے اغراض کو کوئی صدمہ پہونچا - اوسی دن ایمان میں بھی فرق آ جاویگا - اسلئے پکا مومن وہ ہے جو کسی سہارے پر خدا کی عبادت نہیں کرتا -

راستبازوں کی ہیبت

راستبازوں کی ایک یہ بھی نشانی ہے - کہ مصیبت سے ان کو چڑ ہوتی ہے - اور جب ایسے موقع پر شیطان دخل دیکر ان کو بہکانا چاہتا ہے - تب ان کی غیرت جوش مارتی ہے اور بجائے اس کے کہ اون کا قدم پیچھے ہٹے - وہ آگے بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں - کہ شیطان ہمیں پیچھے ہرگز نہیں ڈال سکتا - شیطان بھی ایسے موقع پر ہر ایک قسم کے منصوبے اس کی لغزش کے لئے پیش کرتا ہے - مال - اولاد - عزت - آبرو - خلقت کی ملامت طعن - تشنیع وغیرہ سب نقصانوں سے ڈراتا ہے لیکن وہ اوّل ہی سے فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم ان نقصانوں کی کچھہ پروا نہ کرینگے - آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان ان کے نزدیک ایک مخنث کی بھی کمتر ہوتا ہے لیکن جس کا دعوےٰ تو ایمان کا ہوتا ہے - اور دماغ میں اغراض نفسانی بھرے ہوئے ہوتے ہیں - تو شیطان بڑی آسانی سے اپنا تسلط اس پر بٹھاتا ہے اور جس راستے چاہتا ہے چلاتا ہے - خوب یاد رکھو - کہ سفلی خواہشات سے شیطان کا مقابلہ ہرگز نہ ہو سکے گا -

شیطان کے وجود کا ثبوت

ممکن ہے کہ بعض لوگ یہاں ایسے ہوں کہ جو شیطان کے وجود ہی سے منکر ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کے وجود سے انکار بھی نادانی ہے کیا وہ مشاہدہ نہیں کرتے - کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہیں - بیٹھے بیٹھے ایک لہر اسکے دل میں آتی ہے - کہ نیکی کروں اور اکثر اوقات وہ اس کا ایسا پابند ہو جاتا ہے - کہ بلا اسکے تقاضائے پورا کئے رہ ہی نہیں سکتا اور اسی طرح کبھی اس کے دل میں ایسی لہر اٹھتی ہے - جو کہ بدی کی طرف رغبت دلاتی ہے اور وہ گھر سے اوٹھ کر کنجروں کی طرف چلا جاتا ہے - پس یہ قوتیں - جن میں سے بدی کے محرک کا نام شیطان رکھو - انسان کے لئے یہ ضروری نہیں - کہ وہ ابتدائی مراحل میں ہر ایک شے کی حقیقت کو سمجھ لیوے جیسے جیسے بتدریج اس کی معرفت ترقی کرتی ہے - ویسے ویسے وہ باریک در باریک امور کو سمجھتا جاتا ہے - آسمان کے ستاروں کو دیکھو - کہ وہ اوّل سوئی کے نقطوں کے اور کچھہ معلوم نہیں ہوتے - مگر جب انہیں نقطوں کو دوربینوں سے دیکھا جاوے - تو کسقدر عجائبات معلوم ہوتے ہیں اور سابقہ معرفت اس کے آگے ہیچ نظر آتی ہے اور انسان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ میں نے اسکو نقطہ کیوں سمجھا ایسے ہی شیطان اور فرشتہ کے وجود کا حال ہے کہ اونکو اوّل نقطوں کی طرح ماننا پڑتا ہے اور پھر اس دوربین سے جو انبیاء لیکر آتے ہیں دیکھا جاوے تو اون کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے یہ تو جملہ معترضہ تھا جو کہ درمیان میں آ گیا -

پھر میں اصل مطلب کو بیان کرتا ہوں کہ اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو -

عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے

عورتیں بت پرستی کی جڑہیں پردہ کی ضرورت اور فلاسفی اور ضمناً اصلاح نفس کے منازل

کیونکہ ان کی طبایع کا میلان زینت پرستی کیطرف ہوتا ہے - اور یہی وجہہ ہے - کہ بت پرستی کی ابتدا انہی سے ہوئی ہے - بزدلی کا مادہ بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے - کہ ذرا سی سختی پر اپنی جیسی مخلوق کے آگے ہاتھ جوڑنے لگ جاتی ہے اس لئے جو لوگ زن پرست ہوتے ہیں رفتہ رفتہ ان میں بھی یہ عادتیں سرایت کر جاتی ہیں - پس بہت ضروری ہے کہ ان کی اصلاح کی طرف متوجہ رہو - خدا تعالےٰ فرماتا ہے - الرجال قوامون علی النساء - اور اسی لئے مرد کو عورتوں کی نسبت قوےٰ زیادہ دئے گئے ہیں - اسوقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں - ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیجکر دیکھیں تو سہی - کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے - یا مختلف - ایک طرف تو اوسے حمل ہے - اور ایک طرف جنگ ہے - وہ کیا کر سکے گی - غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قوےٰ کمزور ہیں - اور کم بھی ہیں - اس لئے مرد کو چاہیئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے -

یورپ کیطرح بے پردگی پر بھی یہ لوگ زور دے رہے ہیں - لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں - یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے - جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکہا ہے - ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو - اگر اس آزادی اور بے پردگی سے اون کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لینگے کہ ہم غلطی پر ہیں - لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اون کے تعلقات کسقدر خطرناک ہوں گے - بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں - اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھہ نہ ہوگا مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکہا ہے - پس سب سے اوّل ضرورتی ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو - اگر یہہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اسقدر قوت ہو - کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اسوقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے یا نہیں ورنہ موجودہ حالت میں اسبات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو - گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھہ دینا ہے - ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجہ کو غور نہیں کرتے کم سے کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں - کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے - قرآن شریف نے (جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور

کمزوریوں کو مدنظر رکھکر عجیب اعلیٰ تعلیم دیتا ہے) کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قل للمومنین

یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم۔

کہ تو ایمان والوں کو کہدے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں یہ وہ عمل ہے جس سے انکے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جسمیں کان وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اور اس میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالےٰ روکتا ہے۔ آخر کار انسان کو اُن سے رکنا ہی پڑتا ہے (تعدد ازدواج اور طلاق کے مسئلہ پر غور کرو) ہرچہ دانا کند کند نادان لیکن بعد از خرابی بسیار۔ ہمیں افسوس ہے کہ آریہ صاحبان بھی بے پردگی پر زور دیتے ہیں۔ اور قرآن شریف کے احکام کی مخالفت چاہتے ہیں حالانکہ اسلام کا یہ بڑا احسان ہندوستان پر ہے کہ اس نے ان کو تہذیب سکھائی۔ اور اسکی تعلیم ایسی ہے جس سے مفاسد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے مثل مشہور ہے ؎

خربزہ بہ گرچہ دزد آشنا است

یہی حالت مرد اور عورت کے تعلقات کی ہے کہ اگرچہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جب ان کو ذرا سی تحریک ہوئی۔ تو بیشحد اعتدال سے اور ہر آدہر ہو گئے۔ اس لیئے ضروری ہے۔ کہ مرد اور عورت کے تعلقات اگرچہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جب ان کو ذرا سی تحریک ہوئی۔ تو بیشحد اعتدال سے اِدہر اُدہر ہو گئے۔ اس لیئے ضروری ہے۔ کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو ہرگز دخل نہ دیا جاوے۔ ذرا اپنے دلوں میں غور کرو۔ کہ کیا تمہارے دل راجہ رامچند اور کرشن وغیرہ کیطرح پاک ہوگئے ہیں پھر جب وہ پاکدلی تم کو نصیب نہیں ہوئی۔ تو بے پردگی کو رواج دیکر بکریوں کو شیروں کے آگے کیوں رکھتے ہو بیشحد ضد اور تعصب اور ہٹ وغیرہ سے تم لوگ دیدہ و دانستہ اسلام کے ان پاکیزہ اصولوں کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ جن سے تمہاری عفت برقرار رہتی ہے۔ عقل تو اس بات کا نام ہے کہ انسان کو نیک بات جہاں سے ملے وہ لے لیوے کیونکہ نیک بات کی مثال سونے اور ہیرے اور جواہر کی ہے اور یہ اشیاء خواہ کہیں ہوں آخر وہ سونا وغیرہ ہی ہونگی۔ اس لیئے تم کو لازم ہے کہ اسلام کے نام سے چڑکر تم نیکی کو ترک نہ کرو ورنہ یاد رکھو۔ کہ اسلام کا تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اگر اس کا ضرر ہے۔ تو تم ہی کو ہے۔ ہاں اگر تم لوگوں کو اطمینان ہو جاوے کہ سب نیکبخت بن گئے ہو اور نفسانی جذبات پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے۔ اور قوائے بہیمیہ کی رضا اور احکام کے برخلاف بالکل حرکت نہیں کرتے۔ تو پھر ہم تم کو منع نہیں کرتے بے شک بے پردگی کو رواج دو لیکن جہانتک میرا خیال ہے۔ ابھی تک تم کو وہ حالت نصیب نہیں۔ اور تم میں سے جسقدر لوگ لیڈر بنکر قوم کی اصلاح کے درپے ہیں۔ انکی مثال سفید قبر کی ہے جس کے اندر ریزہ ہڈیوں کے اور کچھ نہیں کیونکہ انکی صرف باتیں ہی ہیں عمل وغیرہ کچھ نہیں

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے۔ کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسان پھسلنے اور ٹھوکر کہانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتدا میں اسکی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے۔ اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کہانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے۔ کہ اسکی اصلاح کرے۔ اور اسکی اصلاح کی حالتوں کے لحاظ سے اس کے چار نام مقرر کیئے گئے ہیں۔ اول اول نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ کہ جسکو نیکی بدی کی کوئی خبر نہیں ہوتی اور یہ حالت طفولیت تک رہتی ہے۔ پھر نفس امارہ ہوتا ہے کہ بدیوں کی طرف ہی مائل رہتا ہے۔ اور انسان کو طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اسکی بڑی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ہر وقت بدی کا ارتکاب ہو کبھی چوری کرتا ہے کوئی گالی دے یا ذرا خلاف مرضی کام ہو۔ تو اسے مارنے کو طیار ہو جاتا ہے۔ اگر شہوت کی طرف غلبہ ہو تو گناہوں اور فسق و فجور کا سیلاب بہہ نکلتا ہے۔ دوسرا نفس لوامہ ہے کہ اس میں بدیاں بالکل دور تو نہیں ہوتیں مگر ہاں ایک پچھتاوا اور حسرت و افسوس بار بار اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ اور جب بدی ہو جاوے تو اس کے دل میں نیکی سے اس کا معاوضہ کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور تدبیر کرتا ہے۔ کہ کسی طرح گناہ سے بچے اور دعا میں لگتا ہے۔ کہ زندگی پاک ہو جاوے۔ اور ہوتے ہوتے جب یہ گناہ سے بیزار ہو جاتا ہے۔ تو اس کا نام مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور اس حالت میں وہ بدی کو ایسی ہی بدی سمجھتا ہے جیسے کہ خدا بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ دنیا اصل میں گناہ کا گھر ہے۔ جسمیں سرکشیوں میں پڑکر انسان خدا کو بھلا دیتا ہے نفس امارہ کی حالت میں تو اس کے پاؤں کی زنجیریں ہی زنجیریں ہوتی ہیں۔ اور لوامہ میں کچھ زنجیریں باقی نہیں ہوتی ہیں۔ اور کچھ اُتر جاتی ہیں۔ مگر مطمئنہ میں کوئی زنجیر باقی نہیں رہتی۔ سب کی سب اُتر جاتی ہیں اور روحی زنار انسان کا خدا کی طرف بکلی رجوع کا ہوتا ہے۔ اور وہی خدا کے کامل بندے ہوتے ہیں جو کہ نفس مطمئنہ کے ساتھ دنیا سے علیحدہ ہوویں اور جب تک وہ اسے حاصل نہ کرے تب تک اسے مطلق علم نہیں ہوتا۔ کہ جنت میں جاویگا یا دوزخ میں یسا چنانچہ انسان بلا حصول نفس مطمئنہ کے پوری پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے۔ اور بہشت میں داخل ہو سکتا ہے۔ تو آپ خواہ آریہ ہوں۔ یا عیسائی۔ کون سی عقلمندی ہے۔ کہ قبل اس کے کہ یہ نفس حاصل ہو وہ بھیڑیوں اور بکریوں کو اکٹھا چھوڑ دیں۔ کیا انکو امید ہے کہ وہ پاک اور بے شر زندگی بسر کر لیں گے۔ یہ ہے سر اسلامی پردہ کا۔ اور میں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کیلئے بیان کیا ہے جنکو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ آریہ لوگ اس سے بہت کم مستفید ہوں گے۔ کیونکہ ان کو تو اسلام کی ہر ایک بھلی بات سے چڑ ہے

اسقدر تقریر ہو چکی تھی کہ اس اثنا میں خلیفہ رجب الدین صاحب نے آواز بلند سے لاہور کی پبلک کیطرف سے حضرت مرزا صاحب کو ماننے کی ضرورت کا سوال پیش کیا۔ اگرچہ بعض لوگوں کو یہ دخل اس لیئے ناگوار ہوا۔ کہ خدا کا فرستادہ نور فراست سے جس ضرورت کو محسوس کرکے کلام فرما رہا تھا۔ اسکی توجہ ادہر سے پہیر دی گئی۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ تحریک بھی مصالح ایزدی سے باہر نہیں۔

[illegible]

آپ نے فرمایا اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ میں نے بہت سی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے یہ بات سمجھا دی ہوئی ہے کہ میں وہ مسیح ہوں جس کا ذکر اور وعدہ اجمالاً قرآن میں اور تفصیلاً احادیث میں پایا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اُسے نہیں مانتے قرآن شریف کی رو سے ان کا نام فاسق ہے اور احادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو اس مسیح کو نہیں مانتا وہ گویا مجھے نہیں مانتا۔ اور جو اسکی معصیت کرتا ہے۔ گویا میری معصیت کرتا ہے۔

لوگ مخلوق کو دہوکا دیتے ہیں اور غلطیوں میں ڈالتے ہیں۔ کہ ہم نے کوئی نیا کلمہ یا نماز تجویز کی ہے۔ ایسے افتراؤں کا میں کیا جواب دوں۔ اسی قسم کے افتراؤں سے وہ ایک عاجز انسان مسیح علیہ السلام کو بھی خدا بنا بیٹھے ہیں۔ دیکھو ہم مسلمان ہیں۔ اور امت محمدی ہیں اور ہمارے نزدیک نئی نماز بنانی۔ یا قبلہ سے روگردانی کفر ہے۔ کل احکام پیغمبری کو ہم مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو ٹالنا بھی بدذاتی ہے اور ہمارا دعوے قال اللہ اور قال الرسول کے ماتحت ہے۔ اتباع نبوی سے الگ ہوکر ہم نے کوئی کلمہ یا نماز۔ یا حج۔ یا ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد نہیں بنائی۔ ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اس دین کی خدمت کریں۔ اور اس کو کل مذاہب پر غالب کرکے دکہاویں۔ قرآن شریف کی اور احادیث کی جو تفسیر خدا سے ثابت ہیں۔ اتباع کریں۔ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن شریف کے مخالف نہ ہو ہم واجب العمل سمجھتے ہیں اور بخاری اور مسلم کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب مانتے ہیں۔ اور دوسری یہ بات یاد رکھو۔ کہ مجھے کبھی بھی یہ خواہش نہیں ہوئی۔ کہ لوگ مجھے مانیں بلکہ مجھکو تو ان جماعتوں سے ہمیشہ سے نفرت ہے اور اگر میں ملتا ہوں یا ان لوگوں میں آکر بیٹھتا ہوں۔ تو اپنی مرضی سے ہرگز نہیں ملتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ مجھے مجبور کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ تو ایسا کر۔ ایسی حالت میں بتلاؤ اگر میں اسکی بات نہ مانوں تو کیا کروں میں تو رات دن وحی کے نیچے کام کرتا ہوں۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پختہ طور سے مانو۔ آپ کو ماننا یہ ہے کہ آپ کے وصایا پر عمل درآمد کیا جاوے اور انہیں میں سے یہ بات بھی ہے۔ کہ جب وہ مسیح موعود (علیہ السلام) آوے۔ تو تم سب اس کے ساتھ ہو جانا۔ میرے ماننے کی مثال یہ ہے جیسے ایک آقا اپنے نوکر کو کہے۔ کہ فلاں شخص میرا معزز مہمان ہے تم اسے لاکر کہانا کھلاؤ اور ہر طرح کی تعظیم اور تکریم کرو لیکن نوکر اس کے جواب میں یہ کہے۔ کہ میں تو صرف آپ کو مانتا ہوں مجھے کسی دوسرے کی تعظیم و تکریم سے غرض نہیں ہے۔ اور نہ اسکی خواہش ہے تو اب سوچ کر دیکھو کہ کیا اس نے اپنے آقا کو مانا ہرگز نہیں مانا۔ کیونکہ جن باتوں میں وہ راضی ہوتا ہے اس کے کرنے سے تو اسے انکار ہے۔ پس یاد رکھو کہ تم لوگ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی طور پر اسیوقت مانوگے۔ جبکہ آپ کے احکام اور وصایا کو مانوگے۔ جس نے آخری حکم کو ڈالا اس نے سارے حکموں کو ڈالا۔ سوچو تو سہی کہ اگر ایک شخص تمام عمر نماز روزہ ادا کرتے۔ لیکن آخری وقت بجائے لا الہ الا اللہ کے رام رام کہے۔ تو کیا وہ نماز روزہ اس کے کام آویگا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرما دیا کہ اس امت کی دو دیواریں ہیں ایک میں اور ایک مسیح۔ اور اس کے درمیان آپ نے فیج اعوج فرمایا ہے جسکی نسبت ارشاد ہے۔ کہ وہ نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں پس جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ایک ٹیڑھا گروہ قرار دیتے ہیں۔ تو ہم ان کی باتوں کو کیوں قبول کر لیں۔

اس موقعہ پر ایک وزیرآبادی متعصب مولوی نے مداخلت کی۔ اور بدتہذیبی راہ اختیار کرکے بیجا شور اور کلام شروع کیا۔ اول تو حضرت اقدس نرمی حلیمی سے سمجھاتے رہے مگر جب معلوم ہوا۔ کہ اسکی غرض رفع شکوک و شبہات نہیں۔ صرف مناظرہ کا ایک اکہاڑا قائم کرنا چاہتا ہے تو اس سے اعراض کیا۔ اور فرمایا کہ مباحثہ کا دروازہ تو ہم بند کر چکے ہیں۔ اب اس میں پڑنا پسند نہیں کرتے۔ اس پر بعض متعصب طبائع نے شور کرنا شروع کیا۔ آخر مصلحت وقت دیکھکر مولوی صاحب کو بیجا مداخلت سے روکا گیا۔ اور جب وہ باز نہ آئے تو ان کو جبراً احاطہ سے باہر کر دیا گیا۔ اس اثنا میں جو کلام حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے ہم کمبھالی طور پر درج کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

مورخہ ۲۰ر اکتوبر کو بوقت ساڑھے بارہ بجے حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا۔ **قَدْ جَاءَ الدِّیْنُ مِنَ النُّصْرَۃِ ثُمَّ سَیَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَۃِ** +

الفضل ما شہدت بہ الاعداء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر مسٹر کارلائل ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ مین لکھتا ہے۔

"پس ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز یہ خیال نہین کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور نہی باطن شخص تہا اور نہ ہم اس کو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہین جو سخت و کرخت پیغام اس نے دنیا کو دیا ہر حال ایک سچا اور حقیقی پیغام تہا۔ اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تہا (قصور فہم انگریزی) مگر اس کا مخرج وہی ہستی تہی جسکی تہاہ کسی نے ہی نہین پائی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی جہوٹے تہے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تہے۔ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تہا جو قدرت کے وسیع سینہ مین دنیا کو منور کرنے کو نکلا تہا اور بے شبہ اس کے لئے امر ربانی یونہی تہا"

یہی فاضل مصنف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عزم و استقلال کے عظیم الشان معجزہ پر جو ابو طالب کو جواب دیتے وقت آپ سے صادر ہوا۔ (یہ واقعہ یون ہے کہ قریش نے ابو طالب کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ آنحضرت کو تبلیغ سے روکین اور انہون نے آکر حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے کہا کہ "اپنی اور میری جان کو ہلاکت سے بچائیے اور اتنا بوجہ مجہہ پر نہ ڈالئے جو میری طاقت سے زیادہ ہو اس کے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا اگر یہ لوگ اس مطلب سے کہ مین اس امر عظیم کی بجا آوری چہوڑ دون (بفرض محال) آفتاب و ماہتاب کو میرے دائین اور بائین لا رکہین تو بہی مین اسکو ہرگز ترک نہ کرون گا تاوقتیکہ خدا اپنے دین کو سب ادیان پر غالب کر دے" اندیشہ لکہتا ہے "بلاشبہ آپ خاموش نہین رہ سکتے تہے کیونکہ جس امر حق کا آپ اعلان فرماتے تہے اس مین وہی فطرتی قوت موجود تہی جو سورج اور چاند یا قدرت کے اور مصنوعات مین ہے اور خدائے قادر مطلق کی مرضی کے بغیر سورج اور چاند اور تمام قریش بلکہ تمام انسان اور اور موجودات عالم آپ کو خاموش نہین کر سکتے تہے" ارتہیٰ

اسی اخلاقی معجزہ پر مسٹر باسورتہہ سمتہ لکہتا ہے

یہ کلام اور یہ چلن ایک جہوٹے مدعی رسالت کا نہین ہو سکتا

پہر یہی مصنف ایک مقام پر لکہتا ہے کہ "جو کچہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکہتا تہا وہ بیان کرتا تہا اور وہ بے شک دیکہتا تہا۔ اور اگر کسی شے کی حقیقت پر کہنے کیلئے اس کے نتائج کو قبول کیا جا سکتا ہے تو جو کچہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نظر آتا تہا۔ وہ بے شبہ سچ تہا۔ کیونکہ اس سے اس کو اپنے عالیشان کام مین تقویت ہوتی تہی"

جو رینڈ جی۔ ایم راڈویل صاحب ایک عیسائی فاضل نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے وہ اس ترجمہ کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ

"عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔ ...... بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور ماتحت دیوتاؤن کی جگہ خدائے ذو الجلال کی عبادت قائم کرنے۔ اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازدواج کی تعداد کو گھٹا کر اس کی ایک حد معین کرنے مین قرآن بے شک عربون کیلئے برکت اور قدوم حق تہا"

مقدمات

۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کا الحکم ہم نے عمداً روک کہا تہا کہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو (جو ہمارے مقدمہ کے فیصلہ سنانے کیلئے مقرر تہی) مقدمہ کا فیصلہ سنکر وہ فیصلہ منتظر ناظرین کیلئے چہاپ دین گے لیکن اس تاریخ پر جناب مجسٹریٹ صاحب نے فیصلہ نہین سنایا بلکہ آئندہ تاریخ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء مقرر کی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدمہ مین بہی ۸ اکتوبر آئندہ تاریخ پیشی مقرر ہوئی ہے۔

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو چونکہ عام خبر تہی کہ فیصلہ سنایا جاویگا اسلئے احاطہ کچہری مین گورداسپور کے بہت سے لوگ فیصلہ سننے کیلئے آئے ہوئے تہے خدا جانے وہ کن آرزوؤن کو ساتہہ لیکر آئے ہون گے مگر آخر ان کو جانا پڑا۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت بہی گورداسپور مین اس تاریخ پر بہت بڑہ گئی تہی کوئی اڑہائی تین سو کے قریب احباب۔ کراچی حیدرآباد سندھ۔ پشاور۔ وزیرآباد۔ راہون ضلع جالندھر۔ کپورتہلہ قادیان۔ لاہور۔ امرتسر۔ نارووال۔ دینانگر۔ بٹیان والہ۔ وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے تہے۔

حضرت مسیح موعود کا کیمپ گورداسپور

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدا اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح خوش ہین۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ اور فاضل امروہی بہی حضور ہی کے ساتہہ گورداسپور مقیم ہین۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت مین الہام ہوا۔

اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ فَقَط

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا وقت تبدیل ہوگیا ہے۔

۲۔ کسی گذشتہ ہفتہ مین جو خبر اغوا کی لکہی گئی تہی خوشی کی بات ہے کہ فریقین مین باہم صلح ہو گئی۔

۳۔ سناتن دہرم سبہا قائم ہو چکی ہے۔ اور کسی پنڈت کو بلانے کی تجویزین ہو رہی ہین۔

۔ غالباً ہمارے لوکل چہٹی رسان میان فضل الٰہی کے دوست سنکر خوش ہون گے کہ جہان وہ اور بسی ڈاکخانجات ترن تارن ہو کر گئے ہین وہان انکی یہ ترقی دوہری مبارک ثابت ہوئی ہے کہ ان کی دوسری شادی ہو گئی ہے۔

قادیان کا ڈاکخانہ یا بلیک ہول

ہمارے ڈویژن کے صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ڈاکخانجات غریب آگاہ ہین کہ قادیان کا ڈاکخانہ جس مکان مین ہے وہ کسی صورت مین ڈاکخانہ کیلئے موزون اور مناسب نہین۔ وہ معمولی ایک چہوٹی سی دوکان ہے جس کے ایک تیرہ و تار کوٹہڑی مین جسکو کسیقدر روشن کرنے کی کوشش کیگئی ہے ریکارڈ اور تہیلے وغیرہ رکہے جاتے ہین جسین اصولی الماریون اور میز وغیرہ کے رکہنے کے بعد سب پوسٹماسٹر کو بہی غالباً مکان مذکور اجازت نہین دیتا کہ وہ آزادی کے ساتہہ اسمین چل پہر سکے۔ اس کے آگے سائبان یا ۴ کے برابر ایک کوٹہڑی ہے جسمین سب پوسٹماسٹر بیٹہتے ہین انکی میز کرسی اور لوکل چہٹی رسان کے بیٹہنے کے بعد کسی اور شخص کا وہان رکہے جانا حرام مطلق ہے

جس روز ہم اخبار روانہ کرنے کیلئے بہیجتے ہین اس دن پوسٹماسٹر صاحب عجب کشمکش اور گہبراہٹ مین ہوتے ہین کیونکہ ان کا کمرہ تو اجازت نہین دیتا کہ وہان اخبار کا تہیلہ الٹ دیا جاوے اس لئے باہر کے ایک چہوٹے سے برامدہ مین جہان دو آدمی بمشکل بیٹہ سکتے ہین اخبار کا تہیلہ رکہے جانے کے بعد خود ان کو دہلیز پر بیٹہہ کر اور کبہی بیرونی سیڑہی پر بیٹہہ کر سارٹ کرنے کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اسکے متعلق زیادہ توجہ دلانے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ خود اس مکان کو دیکہہ چکے ہین۔ ہمارے خیال مین ایسے تنگ و تاریک تو جیلخانہ کے قیدیونکو بہی نہین دیئے جاتے۔ چہ جائیکہ وہ ڈاکخانہ کے قابل ہون۔ یہ مکان بمشکل ایک آدمی کے بیٹہنے کے قابل ہے اور ڈاکخانہ کیلئے جہان بیسیون اور صدہا آدمیون کی روزانہ آمد و رفت ہو ایک کہلا مکان ہونا چاہیے۔ قطع نظر اسکے کہ سب پوسٹماسٹر اور دوسرے متعلقین ڈاکخانہ کے بیٹہنے کے وہ ناقابل ہے اور حفظ صحت کے اصولون کے مطابق نہین سب پوسٹماسٹر چہٹی رسانون کے کام کی نگرانی بمشکل کر سکتا ہے اس لئے اس مکان کو بدل لینا چاہیے مگر یہ ضروری امر ہے کہ موجودہ کرایہ جو دو روپیہ ہے عمدہ مکان ملنا مشکل ہے جبتک کرایہ مکان چار پانچ روپیہ ماہوار تک نہ بڑہایا جاوے تب تک عمدہ مکان نہین ملیگا۔ اسلئے ہم امید کرتے ہین کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اس ضرورت کو محسوس کرینگے اور بہت جلد اس انتظام کیطرف توجہ کرینگے کیونکہ آئندہ موسم خطرناک ہونیوالا ہے یعنی طاعون کے ایام مین اسکے حفظ صحت کے لحاظ سے بہی کشادہ مکان ضروری ہے۔ اگر کرایہ معقول کیا جاویگا تو عمدہ سے عمدہ مکان ڈاکخانہ کیلئے مل سکتا ہے۔

مراۃ الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ عجیب اور جامع کتاب مسئلہ جہاد پر کارخانہ الحکم مین چہپ رہی ہے اسکے مولف ہمارے مکرم بہائی سید وزارت حسین صاحب مونگہیری ہین۔ سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتہہ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤن پر سیر کن بحث کی ہے اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفون نے کئے ہین انکے جواب قابلیت کے ساتہہ دیئے گئے ہین خصوصیت سے لیکہرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے۔ ہم اگلی اشاعت مین اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دینگے (انشاء اللہ العزیز) ۱۹۲ صفحہ تک کتاب چہپ چکی ہے اور ۲۰۰ صفحہ تک پریس مین جا چکی ہے ابہی مضمون آرہا ہے فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچہہ نہین کہہ سکتے یہ کتاب بعد

ازین قابل ہے کہ اسکی گذشتہ کے ساتہہ اشاعت ہو درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین تاکہ کتاب کے شایع ہونے پر خریدارون کو جلد بہیجی جاوے ورنہ دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب توجہ کریں

شکوہ جور یار کا یا شوربختی کا گلہ
ہم جو کچھ کہنی کو تہی ہم لا کہنی کو ہیں

منظلومان پوسٹ آفس کے متعلق متعدد آرٹیکل الحکم کے کالموں میں نکل چکے ہیں لیکن اس لحاظ سے کہ انپر توجہ ہوئی یا ہنوز روز اول ہے۔ یہ ہم کہہ نہیں سکتے کہ پوسٹ ماسٹر جنرل تک ان اخبارات کی رسائی نہیں کیونکہ ہم خود ہر ایک نمبر جسمیں محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق کوئی مضمون ہوتا ہے صاحب موصوف کے نام بھیجتے ہیں ہاں اس بات کے ہم کفیل اور ذمہ وار نہیں ہو سکتے کہ وہ پرچہ ان تک ڈاکخانہ کے ہمراہ جا کر پہونچا بھی آوین۔

بہر حال پوسٹ ماسٹر جنرل سے اس قدر توقع ہمیں ضرور ہے کہ جس وقت یہ معاملات ان کی نظر سے گذرے انپر ضرور غور کیا جائیگا۔

ہم نے بارہا نوٹ سسٹم کے متعلق صاحب ممدوح کی خدمت میں عرض کیا ہے اور ان کو اس کے بیجا استعمال کے برے نتائج سے آگاہ کیا ہے آج ہم انکی گریڈیشن لسٹ کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال پر بہت غور کرینگے۔

ہم نے پہلے بھی اس امر پر لکھا ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ میں جو ترقیاں دیجاتی ہیں ان کا کوئی خاص اصول ابتک ہماری سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ ڈاکخانہ کے ملازمین ہمیشہ اس کے شاکی پائے گئے ہیں کہ عموماً ترقیاں دیتے وقت رسوخ سے کام لیا جاتا ہے۔ گریڈیشن لسٹ ڈاکخانوں میں شائع کی جاتی ہیں لیکن تجربہ عموماً یہ بتاتا ہے کہ یہ صرف دکہانے کے دانت ہیں اور کہانے کے دانت درحقیقت اور ہیں اگر اس لسٹ کے موافق ترقیوں کا معیار قائم نہیں رکھا جا سکتا تو کیا ضرورت ہے کہ اسکو شائع کیا جاوے۔ یا اس کو شائع کر کے پھر اس کی پروا نہ کرنا یہ اس لسٹ کی عدم ضرورت کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ مفت میں اسقدر خرچ اسکی طبع وغیرہ کا ڈاکخانہ پر ڈالا جاتا ہے وہ روپیہ بھی بمد بچت جمع کیا جاوے۔ اور نہیں تو خزانہ سرکار ہی پر نہ ہو۔

بہر حال یہ شکایت عام ہو چلی ہے کہ گریڈیشن لسٹ کے موافق علی العموم ترقیاں نہیں ملتی ہیں یا کم ملتی ہیں۔ چنانچہ ہم ذیل میں چند نام پیش کرتے ہیں۔ جن کو ترقیاں دی گئی ہیں لیکن درحقیقت گریڈیشن لسٹ کے موافق وہ ترقی کے مستحق نہ تھے پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب اگر توجہ کریں تو مستحق لوگوں کے حقوق کی حفاظت کا خاص انتظام کر سکتے ہیں اگر ان لوگوں کو جن کے نام ہم ذیل میں دیتے ہیں گریڈیشن لسٹ کے موافق ترقی ملی ہے اور ہمیں غلطی لگی ہے تو ہم صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کے شکر گذار ہونگے اگر وہ اس غلطی کو رفع کرنے کی ہمیں اطلاع دینگے۔ اور اگر کسی غلطی سے ان لوگوں کو ترقیاں ملی ہیں تو ہم ان کے انصاف سے امید رکھتے ہیں کہ وہ حق داروں کو حق دینگے۔

وہ نام یہ ہیں

(۱) مسٹر ای۔ سٹوٹ کلرک لاہور یکم ستمبر ۱۹۲۸ء کو اللہ کے گریڈ سے ۔۔ کے گریڈ میں ترقی یاب ہوئے ان صاحب بہادر کا نمبر ایک سو تیسواں (۱۳۰) تھا۔ تعجب نہیں اندھیر کی بات ہے کہ ۱۲۹ مستحق امیدواران کو پہاند کر یہ ۔۔ کے گریڈ میں کیونکر چلے گئے اگر کوئی خاص وجہ ترقی کی تھی تو چاہیے تھا کہ عام طور پر اعلان کر دیا جاتا تاکہ ان ۱۲۹ امیدواروں کو تسلی ہوتی اور وہ اپنی قابلیت کا موازنہ بجائے خود کر لیتے۔ جہانتک ہم دیکھتے ہیں کوئی وجہ بجز سیاہ و سفید کے سوال کے اور نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر صرف یہی وجہ ہے تو بیچارے غریب ہندوستانیوں کا یہ اپنا قصور تو نہیں ہے کہ وہ ہندوستان میں کیوں پیدا ہوئے گورنمنٹ کی فیاض نظر کیہاں ہے بلکہ ہندوستانی مفتوح قوم ہونے کی وجہ سے یادہ مراعات کے مستحق ہیں۔

(۲) مسٹر جے سمپسن صاحب کلرک لاہور ۱۵ فروری ۱۹۲۶ء کو ۔۔ سے ۔۔ کے گریڈ میں ترقی یاب ہوئے۔ حالانکہ آپ کا نمبر بچاسواں تھا اور ۴۹ امیدواروں کو پیچھے ڈال کر آپ آگے نکل گئے۔ اگر آپ کی ترقی کی یہی رفتار رہی تو اندیشہ ہے کہ بہت سے غریب بابو آپ کی تیز رفتاری میں کچلے جائیں گے۔

(۳) مسٹر پی فلپس کلرک لاہور ۶ اپریل ۱۹۲۸ء کو ۔۔ سے ۔۔ کے گریڈ میں ترقی یاب ہوئے اپنے پندرہ امیدواروں کو پیچھے رکھا۔ ابھی کچھ نام ہمارے پاس باقی ہیں جن کو ہم کسی اگلی اشاعت میں پیش کرینگے۔

فی الحال ہم یہ تین کیس صاحب موصوف کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور انصاف چاہتے ہیں کہ وہ بیچارے غریب مستحقین کے حقوق کی نگہداشت کریں۔ باقی آئندہ

ڈاکخانہ کا نیا سرکلر

معزز ہمعصر ہندوستان نے ڈاکخانہ کے جدید سرکلر گورمکھی کے سیکھے جانے کے متعلق بحث میں قابلقدر ریمارک کیا ہے کہ آیا یورپین بھی گورمکھی سیکھینگے یا وہ مستثنیٰ کئے جاوینگے۔

یہ ایک الگ امر ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ گورمکھی حروف سیکھنے کی فیاضانہ اجازت دے لیکن تجربہ اور ہماری نگاہ بار بتا رہے ہیں کہ گورمکھی طرز تحریر عام نہیں ہے اگر ڈاکخانوں کی حیثیات کا اندازہ کیا جاوے کہ گورمکھی میں کسقدر آتی ہیں تو شاید ہی مشکل نکلیں پھر ایسے سرکلر سے کوئی فائدہ خاص تو نظر نہیں آتا۔ خیر افسران ڈاکخانہ مجاز ہیں جس قسم کے قوانین چاہیں نافذ کریں لیکن یہ ضروری امر ہے کہ وہ سب پر حاوی ہوں۔ کسی کو مستثنیٰ نہ کیا جاوے۔

یہ تحریک قابل قدر ہوتی اور گورنمنٹ کا منشا بھی خوب پورا ہو جاتا اگر محکمہ ڈاکخانہ والے گورمکھی زبان میں امتحان پاس کرنے والے ملازمان ڈاکخانہ کیلئے خاص انعام رکھدیتے مگر یہ ذرا سختی کی ہے علاوہ بریں کل کو شاید ہندی کیلئے سرکلر پڑ سکیہنا بھی لازمی کرنا پڑے اور ہر بیچارے ڈاکخانے والوں پر کام کا اسقدر بوجھ ہے کہ ضروری حوائج فطریہ کیلئے بھی کافی وقت نہیں ملتا اور اس پر طرہ یہ کہ بال اور بیوپار لیکر کسی ٹیچر صاحب کی تلاش کرنے پھریں۔ بعض ایسے مقامات بھی ہوتے ہیں جہاں کوئی پڑھا لکھا ہوتا ہی نہیں وہاں گورمکھی سیکھنے کیلئے کیا انتظام ہوگا۔ یہ سرکلر بیشک اصلاح و ترمیم کے قابل ہے جسپر ہم پھر لکھنا چاہتے ہیں۔

بٹالہ سٹیشن

بٹالہ سٹیشن کے متعلق ہمیں متعدد مرتبہ لکھنا پڑا ہے اور ہم افسران ریلوے کے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے ہماری تحریروں پر قابل قدر نوٹس لیا ہے حال میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بابو کرم چند صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کی تبدیلی کی خبر آئی ہے جہانتک پبلک کی بہتری اور آرام اور اپنے فرض منصبی کی بجاآوری کا سوال ہے اس حد تک ہم بابو کرم چند صاحب کی تبدیلی کی کوئی وجہ نہیں پاتے۔ بابو کرم چند صاحب کی خوش اخلاقی سے پبلک کو آرام پہونچتا رہا ہے۔ اور ان کے جانے سے بظاہر پبلک کو تکلیف پہونچنے کا احتمال ہے یہ ہم جانتے ہیں کہ بعض ناعاقبت اندیش جن کی کارستانیاں بابو کرم چند صاحب کی موجودگی میں انکی دیانتداری کی وجہ سے چل نہیں سکتی ہیں کوشش کرتے ہیں کہ ان کو تبدیل کر دیا جاوے لیکن اگر عام لوگوں سے یہ سوال ہو تو ہم یقیناً کہتے ہیں کہ پبلک ہمارے ساتھ متفق ہوگی۔

ریلوے افسر اگر پبلک کی آسائش کا خیال رکھتے ہیں اور ضرور رکھتے ہیں ریلوے افسر اگر دیانتدار ملازموں کی قدر کرتے ہیں اور ضرور کرتے ہیں تو ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بابو کرم چند ایسے لائق اور قابلقدر شخص کو بٹالہ سٹیشن سے ہرگز تبدیل نہیں کرنا چاہیے ورنہ ہمیں اندیشہ ہے کہ آئے دن سٹیشن کی شکایتوں کا سلسلہ جاری ہو جاوے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ مختصر نوٹ ہمیں آئندہ لکھنے سے مستغنی کر دے گا۔ اگر اس پر توجہ نہ کیگئی تو مجبوراً ہمیں اس سازش کا افشا کرنا پڑیگا جو بابو کرم چند کی مخالفت میں کیگئی ہے اور ان اسباب کو بھی بتانا پڑیگا۔ جو اس سازش کے محرک ہوئے ہیں۔

صدائے اسلام

نالہ صدائے درد ہے موزوں ہی کیوں نہ ہو
روکیا ہے یہ بھی معجزہ افسوں ہی کیوں نہ ہو
جز اہل درد کس کو مزہ آئے گا بھلا
لطف و بیان خوب ہے مضمون ہی کیوں نہ ہو

گلشن عرفان کو دینے رنگ و بو آیا ہوں میں
اس چمن میں بن کے آئین نمو آیا ہوں میں
درد دل ہی حضرت انسان کے دکھ کی ہے دوا
ولمیں بنکر درد دل کی آرزو آیا ہوں میں
جس سے مستوں کو پلایا تھا خلیل اللہ نے
بزم میں لیکر وہی جام و سبو آیا ہوں میں
ناامیدوں کو سنایا میں نے پیغام امید
ساتھ لیکر مژدہ لا تقنطوا آیا ہوں میں
بعد کو ہوں قبلۂ حق کے لئے قبلہ نما
دل میں بنکر راز جان کی جستجو آیا ہوں میں
ظلمت کفر و شرک چھائی تھی گھٹا چار و نطرف
مہر وحدت ہوں چمکنے سو بسو آیا ہوں میں
تھا یہ بازار جہاں میں اک متاع کس مپرس
گوہر حکمت کی بنکر آبرو آیا ہوں میں
بھائی بھائی نوع انسان کو بنا دوں لوسی
ہاں مٹانے ہستی غیر و عدو آیا ہوں میں
درد الفت ہے مجھکو مقصدی پھر ہے
اس بسانے جہان میں چار سو آیا ہوں میں
سنت باری کی ہے احکام میں میری جھلک
اصل فطرت کے مطابق ہو بہو آیا ہوں میں

سب رسولوں کی زبانوں پر میرا افسانہ تھا
شمع بزم راز تھا میں ہر نبی پروانہ تھا
اختلاف فہم کی گرد ڈال رکھی تھی نقاب
جلوہ گر اول سے میرا عارض جانانہ تھا
دم میرا بھرتا تھا موسیٰ میرا شیدا تھا خلیل
عیسیٰ مریم بھی میرے حسن کا دیوانہ تھا
دور آخر میں کیا کامل مجھے اس نور نے
جسکی شمع بزم کا روح الامین پروانہ تھا
جلوہ گر وہ نور تھا اس کے جبین ناز میں
دیدۂ موسیٰ جلوے سے جسکی حیرت خانہ تھا
تاڑنے کو تار نگاہیں تاکتے ہیں ارباب نظر
جسم کے پردہ میں چھپا ناز معشوقانہ تھا
سب بنی آدم کو اس نے ایک کنبہ کر دیا
اس کے حسن خلق سے اپنا ہر ایک بیگانہ تھا
بن گیا فیض قدم سے اس کے فردوس بریں
ورنہ ریگستان یثرب کیا تھا اک ویرانہ تھا
اس کا اک شغل انسان کی محبت سے بھرا
اس کا اک قول السوز انہ ہمدردانہ تھا
اس کے ہاتھوں سے بنا ایک نخل سبز و باردار
میں خلیل اللہ کا بویا ہوا اک دانہ تھا

(عطا)
(باقی آئندہ)

مسلمان بہادر عورتیں

اُم آبان

یہ معزز خاتون عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی اور حضرت آبان بن سعید کی پیاری بیوی تھیں۔ روز جنگ اجنادین واقع ملک شام ان کا نکاح آبان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ جب ان کے خاوند جنگ دمشق میں شہید ہوئے تو اس وقت تک ان کے ہاتھوں کی مہندی کا رنگ باقی تھا اور ان کے کپڑوں سے خوشبو عطر عروسی آتی تھی۔ اس لڑائی میں وہ پا پیادہ اس جنگی عورتوں کی جماعت میں تھیں جنکی خاندانی شجاعت مشہور و معروف تھی۔ جب انہوں نے اپنے شوہر کے شہید ہونیکی خبر سنی تو وہ گھبرا کر رزم گاہ کیطرف چلیں۔ دامن لٹکتے گیسو جھپے وہ اس وحشت قدم قدم پر ٹھوکریں کہاتی تھیں۔ اس پریشان حالی سے گرتی پڑتی جب انکی لاش پر آئیں تو انہوں نے بجز صبر و شکر کے اور کوئی کلمہ اپنی زبان سے نہ نکالا۔ لاش سے مخاطب ہو کر صرف اتنا ہی کہا کہ

هنئت بما اعطيت مضيت الى الحور العين الحوار رب العالمين هو الذي جمع بيننا ثم فرق والله لاجهدن حتى الحق بك لانى مشوقة اليك لم ازومنك ولم ترومنى ولكن بالله الا ان يغضنى حرام على ان يلامسنى بعدك احد فقد حبست نفسى فى سبيل الله عسى ان الحق بك وارجو ان يكون ذالك عاجلا۔

ترجمہ۔ جو کچھ تمہیں عطا ہوا وہ تمہیں مبارک ہو۔ تم حور عین کے پاس اپنے پروردگار کے گردش میں گئے جس نے ہمیں اور تمہیں ایک جا جمع کیا۔ اور پھر جدا کر دیا۔ خدا کی قسم میں یہاں تک جہاد کرونگی کہ تم سے ملجاؤنگی کیونکہ میں تمہارے پاس آنے کی خواہشمند ہوں۔ نہ میں تم سے بے پروا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔ لیکن خدا نے میرے عیش کو منغص کیا۔ حرام ہے کہ تمہارے بعد کوئی مرد مجھے چھوئے۔ میں نے اپنے نفس کو خدا کی راہ میں قید کر دیا ہے قریب ہے کہ میں تم سے ملوں۔ اور امید ہے کہ یہ امر جلد واقع ہو"۔

راوی نے بیان کیا ہے کہ اُم آبان سے زیادہ صابر کوئی شخص دیکھنے میں نہیں آیا۔

تجہیز و تکفین کے بعد اُم آبان نے اپنے شوہر کی لاش اسی مقام پر دفن کی جہاں وہ شہید ہوئے تھے اور ان کے جنازہ کی نماز خالد بن ولید اور دوسرے دلاوران اسلام نے پڑھی۔ انکی قبر مشہور ہے۔ جب وہ خاک میں چھپا دیئے گئے تو پھر اُم آبان اون کے لئے نہ روئیں اور نہ دیر تک ٹھہریں۔ وہ اپنے ہتیاروں کے پاس آئیں اور ان سے اپنے آپکو مسلح کیا۔ انہوں نے ڈھال تلوار لگا کے ڈھاٹا باندھا۔ اور وہ اپنی زنانہ ہیئت مردانہ وضع کے ساتھ بدل کر میدان کارزار میں پہنچیں پھر انہوں نے اس دروازے کے لوگوں سے دریافت کیا جس پر ان کے شوہر مارے گئے تھے۔ یہ دروازہ توما کے نام سے مشہور تھا۔ جو ہرقل بادشاہ کا داماد تھا۔ اور اسی نے انہیں شہید کیا تھا۔ وہ شرحبیل بن حسنہ کی جماعت میں ملگئیں۔ اور کافروں سے ایک سخت جنگ کی۔

اُم آبان کو فن تیر اندازی میں کمال تھا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ نے بیان کیا ہے کہ بروز جنگ دمشق در توما پر میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں صلیب تھی۔ یہ رومی سردار توما کے آگے تھا۔ اور ہماری طرف اشارہ کر کے کہتا جاتا تھا کہ "اے خداوند صلیب کو اور اس شخص کو جس نے اس سایہ میں پناہ لی ہے مدد دے۔ اور اے خداوند مسیح کو ظاہر کر اور ان پر غلبہ دے"۔ شرحبیل کہتے ہیں کہ میں اسکی طرف ٹھہرا ہی رہا تھا کہ اُم آبان نے تیر چلایا جو ٹھیک نشانہ پر لگا۔ اسیوقت اس رومی کے ہاتھ سے صلیب گر پڑی جسمیں چمکتے ہوئے جواہر جڑے تھے۔

جب یہ صلیب مسلمانوں کے ہاتھ میں آگئی۔ تو عیسائیوں کے دل پر سخت چوٹ لگی جوش مذہبی سے آگ ہو کر انہوں نے بحیثیت اجتماعی لشکر اسلام پر ایک نہایت ہی سخت حملہ کیا اور صلیب کو حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ہاتھ سے چھیننا چاہا۔

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب شرحبیل بن حسنہ نے توما کو بہت ہی غصہ کے ساتھ اپنی طرف حملہ آور دیکھا تو انہوں نے زمین پر صلیب پھینک دی اور اپنی تلوار میان سے کھینچ لی اور اس سے مقابلہ کیلئے آگے بڑھے۔ توما صلیب کو زمین پر پڑا دیکھکے چیخا اور ان لشکر کو آواز دی۔ افسوس آواز پر اس کے سپاہی بغرض کمک اس کے پاس آگئے۔ جب اُم آبان نے یہ ماجرا دیکھا تو انہوں نے اپنے لشکر کے غازیوں سے پوچھا "یہ کون شخص ہے جو لشکر اسلام پر اس سختی سے حملہ آور ہو رہا ہے"۔ لوگوں نے کہا "یہ بادشاہ ہرقل کا داماد توما ہے جس نے تمہارے خاوند سعید بن العاص کو قتل کیا ہے"۔ یہ سنکر اُم آبان نے سخت حملہ کیا اور وہ توما کے قریب دوڑ کر پہنچیں۔

انہوں نے اپنا تیر کمان میں جوڑ کے توما کیطرف چلایا۔ یہ دیکھکے چاروں طرف سے کفار رومیوں نے اُم آبان کو آکر گھیر لیا اور ان پر وار کرنے لگے لیکن اُم آبان نے انکی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی اور پھر ایک تیر کمان میں جوڑ کر ان کے افسر توما کیطرف سیدھا کیا جب بسم اللہ کہکر انہوں نے تیر چھوڑا تو وہ اسوقت توما کی بائیں آنکھ میں جا کر لگا جبکہ وہ شرحبیل بن حسنہ پر غالب ہوا ہی چاہتا تھا اور صلیب اٹھانے ہی کو تھا۔ اس تیر کے لگتے ہی وہ پیچھے پھرا۔ اور اُم آبان نے دوسرا تیر کمان میں جوڑنا چاہا۔ لیکن توما کے ہمراہیوں نے اسے اپنی ڈھالوں میں چھپا لیا۔ اس وقت اُم آبان متواتر تیر چلاتی تھیں

اشعار

اُمّ ابان فاطلبی تبارك
اے اُم آبان تو بدلا لے
صُولی علیہم صولة المتدارك
ان پر تو سخت سزا دینے والا حملہ کر
قد ضج جمع الروم من نبالك
تیرے تیروں سے رومی چلا اٹھے ہیں
اقسمت لاحدث عن المعارك
میں نے قسم کھائی ہے کہ معرکوں کو بیان کروں
وكنت ما عشت لكم بتارك
اور رہیوں گی تمہاری جدائی کے بعد

واقدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر اُم آبان نے ایک کو تیر مارا جو اس کے سینہ میں لگا۔ اس کے زخم سے وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر انہوں نے اوس پر دوسرا تیر چلایا جو اسکی گردن میں جا کر بیٹھا۔ اور وہ اس کے صدمہ سے راہی ملک عدم ہوا۔

جب توما۔ اُم آبان کا تیر کھا کے میدان جنگ سے بھاگا تو اس نے اپنے شہر میں پہنچکے دم لیا۔ تیر اس کی آنکھ میں اس زور سے اترکر بیٹھا تھا۔ کہ اس کا نکالنا دشوار تھا اس کی قوم کے بڑے بڑے معزز نصرانی جو اس کے گرد جمع تھے۔ اس تیر کی نکالنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ توما کی آنکھ میں سے نکلتا نہیں تھا۔ اور توما درد سے نالہ و فریاد کرتا تھا۔ جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو تیر کی ڈانڈ کاٹ دیگئی اور اوس کا پیکان آنکھ ہی میں قائم رہا۔ اس زخمی آنکھ پر پٹی باندھے جانے کے بعد اس سے میدان جنگ میں پھر جانے کیلئے کہا گیا۔ لیکن اوس نے دروازہ کے باہر قدم تک نہ رکھا۔

خالد بن ولید کو اُم آبان کی اس بہادری توما کے زخمی ہونے اور صلیب کا ہاتھ آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ جب آدھی رات ہوئی اور میدان کارزار بدستور گرم رہا۔ تو ہر ایک شخص اپنے قریب والے آدمی سے لڑنے لگا۔ اور اپنے اور پرائے کی کوئی تمیز باقی نہ رہی۔ اُم آبان شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ تھیں۔ اس رات معرکہ کارزار میں ان سے بڑا صبر و استقلال ظاہر ہوا۔ وہ مشرکین پر تیر چلاتی تھیں۔ جو ہر ایک کافر کو قتل کرتا تھا۔ انہیں رومی مرد سمجھتے تھے جب صرف ایک ہی تیر ان کے پاس باقی رہا تو وہ اسے لیکر لشکر مخالف کے دائیں بائیں دیکھنے لگیں۔ اتنے میں ایک رومی آدمی ان کے قریب آیا۔ اُم آبان نے پھرتی سے یہ تیر اسکی طرف چھوڑا جو اس کے سینہ میں جا کر بیٹھا۔ تیر کے لگتے ہی اس رومی آدمی نے اپنی قوم کو آواز دی اور اُم آبان پر جھپٹ کر حملہ کیا۔ اس آواز کے سنتے ہی اسکی قوم تیزی سے اسکی اعانت کیلئے پھری اور ناگہاں دوڑ کے اُم آبان کو گرفتار کر لیا مگر اس مسلمان بہادر عورت کے تیر کا گھائل پھر جان بر نہ ہوا۔

جب رومی اُم آبان کو قید کر کے لیچلے تو دفعتًا ایک مسلمانوں کی جماعت نے اس گروہ کو دیکھا۔ ان میں سے عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق۔ اور آبان بن عثمان رضی اللہ عنہم نے یہ ملاحظہ فرمائے کہ اُم آبان کو دو سوار رومی پکڑے ہوئے لئے جاتے ہیں اور وہ فریاد کرتی جاتی ہیں کافروں پر جھپٹ کر حملہ کیا اور ان دونوں رومی سواروں کو قتل کر کے اُم آبان کو رہائی دی۔

اس لڑائی کے علاوہ اُم آبان اور معرکوں میں بھی شریک رہی ہیں اور کئی مقامات پر دشمنوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئی ہیں۔

اس تاریخی واقعہ سے ثابت ہے کہ مسلمان عورتیں بھی فوجی کاموں میں حصہ لیتی رہی ہیں اور برابر مقابلہ کرتی تھیں . . . . . کیونکہ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں گذرا ہے اور انہیں کے زمانہ خلافت میں اور عورتیں بھی ان لڑائیوں شریک ہوئی ہیں . . . .

. . . .

. . . .

اس زمانہ کی ہندی مسلمان جو ہندو مذہب کی میل جول سے اپنے تمام عمدہ اور صفیہ اسلامی باتوں کو بنظر استعجاب دیکھتے ہیں اور قرآن شریف کو چھوڑ کر منوجی کے شاستر پر چلنے میں عورتوں کو مستحق جائز حقوق کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے . . . . . . مالیخولیا اسلام کو اپنے ہندی رسم و رواج سے ایسا بدنام کر رکھا ہے کہ جاہل اشخاص غیر مذہب ان بدعتوں کو اسکیطرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ اسلام وہ پاک دین ہے جو دنیا و دین دونوں میں ایک قوم کو اعلیٰ درجہ کا مہذب اور لائق بنا دیتا ہے جسقدر عورتوں کو اسلام نے حقوق عنایت فرمائے ہیں وہ اور کسی مذہب اور قانون نے نہیں دیئے

(مصلح نسواں)

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب (۸)

جو لوگ کہ مذکورہ بالا عملی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں وہ کہیں گے کہ جو بدی ہم پر نازل ہے اس سے مخلصی حاصل کرنے کیواسطے صرف چند آدمیوں کا نہیں بلکہ بالعموم سب آدمیوں کا اپنی حالت پر غور کرنا لازم ہے۔ اور اس کے بعد یہ سب ایک ہی طرح خدا کی مرضی کا بجا لانا اور پڑوسی کی خدمت کرنا اپنا عین فرض سمجھیں گے۔

کیا یہ ممکن ہے؟ میں جواب دیتا ہوں کہ یہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ ایسا نہ ہونا ممکنات میں داخل ہے۔ انسانوں کا اپنی حالت پر غور نہ کرنا ناممکنات میں داخل نہیں۔ کیونکہ انسان اپنی ہستی کے مدعا کو معلوم کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نے ہمیشہ اپنے آپکو یہی سوال کیا ہے۔ اور اس کو اپنی ذہنی استعداد کے مطابق یہی جواب ملتا رہا ہے۔ ہمارے زمانہ کے لوگ بھی قانون زندگی کو تسلیم کرنے اور لوگوں کے ساتھ محبت اور انکی خدمت کرنے کے اصول کو سمجھنے کی ساتھ بجز اس کوئی دوسرا جواب نہیں دیکھتے کہ انسانی زندگی کے مدعا کی نسبت صرف یہی معقول جواب ہو سکتا ہے۔ اور ایک ہزار نو سو سال گذرے ہیں کہ یہی دین عیسوی میں ظاہر کیا گیا تھا اور انسانی ذات کی ایک بڑی تعداد کو اس کا علم ہے۔

یہی جواب ہمارے زمانہ کی عیسائی دنیا کے لوگوں کے دلوں میں چھپا ہوا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہو کر ہماری زندگی کا ہادی نہیں ہوتا کیونکہ ایک طرف تو وہ لوگ جو سائنس دان کہلاتے ہیں اس بھاری غلطی میں پڑے ہوئے ہیں کہ مذہب انسانی ذات کی ترقی میں محض ایک زینہ ہے جس کے بغیر انسان کا گذارہ ہو سکتا ہے اور یہ لوگ اپنے اس خیال فاسد کو ابتدائی تعلیم پانے والوں میں شائع کر رہے ہیں۔ اور دوسری جانب معتقد لوگ بعض دفعہ دانستہ اور بسا اوقات بے خبری سے لوگوں کے دلوں میں دین عیسوی کی نسبت بے سرو پا تعصب پیدا کرنیکی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

اگر یہ دونوں حیل اور فریب غارت کئے جاتے تب سچا مذہب جو پہلے ہی لوگوں کے دلوں میں پنہاں ہے عالم شہود میں آسکتا اور مدعا حاصل کرنے کیواسطے ان اصولوں کو سمجھنا چاہئے کہ تمام لوگوں کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کرنے کا اصول اور نیز یہ قاعدہ کہ ...

... انسانی تھیوریوں کی ایک بڑی تعداد کا سرسری یا عارضی ماحصل نہیں جسکو کسی دوسرے خیال کے تابع کر سکیں بلکہ یہ ایک پختہ اصول ہے جو دوسرے خیالات سے اعلیٰ اور برتر رہنا چاہئے۔ اور یہ ازلی خداوند کے ساتھ انسان کے غیر متغیر تعلقات سے پیدا ہوا ہے اور سب مذہبوں کا مذہب ہے اس لئے اسپر ہمیشہ عمل کرنا چاہئے۔

قطع نظر اس کے جو لوگ دین عیسوی کی آڑ میں مذہبی تعصبات پھیلاتے پھرتے ہیں۔ انہیں خوب سمجھنا چاہئے کہ یہ تمام ہدایتیں اور رسم و رواج جنکی یہ تائید اور منادی کرتے پھرتے ہیں صرف بے ضروری ہی نہیں بلکہ بدرجہ غایت مضر اور مخرب ہیں۔ اور انسان سے اس بڑی مذہبی سچائی کو مخفی کرنیوالی ہیں۔ جو خدا کی مرضی کو پورا کرنے سے۔ اور لوگوں کی خدمت کرنے سے اور اس قاعدہ سے حاصل ہوتی ہے کہ ہمیں لوگوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہئے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ ہمارے ساتھ کریں۔ یہ عیسائی مذہب کے بڑے اصولوں میں سے ایک نہیں بلکہ انجیل کا سالم عملی مذہب ہے ان لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ انسان کی عمدہ زندگی کے واسطے مذہب کا ہونا لابدی امر ہے اور یہ مذہب اس زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں پہلے ہی موجود ہے۔ پس جو لوگ اکثر یا نادانستہ کلیسیائی تعصبوں سے لوگوں کو احمق بنا رہے ہیں وہ اس حرکت سے باز آجائیں۔ اور لوگوں کو یہ تلقین دینے کی کوشش کریں کہ دین عیسوی میں نہ تو اصطباغ اور نہ ہی عشاء ربانی وغیرہ کی پابندی لازمی ہے بلکہ صرف یہ اصل اصول ہے کہ اپنے پڑوسی سے محبت کریں اور دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کریں جیسا کہ چاہتے ہیں کہ دوسرے ان کے ساتھ کریں اسی میں سب قانون اور نبیوں کے صحائف آجاتے ہیں۔

اگر چھوٹے عیسائی اور سائنس دان پہلے یہ سادی صاف اور ضروری سچائیاں خود سمجھ جائیں اور بچوں اور نا تعلیم یافتہ لوگوں میں ان کی منادی کرنا شروع کر دیں اور اپنی پیچیدہ اور غیر ضروری تھیوریوں کی وعظ کو چھوڑ دیں تو پھر سب لوگ اپنی زندگی کے مدعا کو یکساں سمجھ سکیں گے اور اپنے سچے فرائض پر عمل کرنے لگیں گے۔

باب (۹)

لیکن اب جبکہ ہمارے دشمن روس میں ہمارے کلٹرمین اور ہمارے لوگوں کو تیغ ...

... بلر رہے ہیں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا ہم اپنے دشمنوں کو اپنے مقبوضہ ممالک تباہ کرنے دیں؟ اور اپنی محنت کی پیداوار ان کو لینے دیں اور اپنے آدمیوں کو ہلاک کرنے دیں یا ان کو بطور اسیران پکڑ لیجانے دیں۔

قبل اس کے کہ جنگ کی کارروائی شروع ہوگئی تھی (بلا لحاظ اس کے کہ کون شخص اس کا آغاز کرنیوالا تھا) ہر ایک واقف کار اور بیدار شخص کو یہی کہنا اور سوچنا چاہئے تھا کہ میری زندگی کے مدعا کو پورٹ آرتھر کے متعلق چینیوں۔ جاپانیوں یا روسیوں کے حقوق کے ساتھ کوئی سروکار نہیں میری زندگی کا مدعا صرف یہی ہے کہ میں اسکی زندگی کو پورا کروں جس نے مجھ کو یہ زندگی بخشی ہے اور میں اس مرضی کو خوب جانتا ہوں۔ اور وہ یہی ہے کہ میں اپنے پڑوسی سے پیار کروں اسکی خدمت بجا لاؤں اور عارضی سرسری اور ظالمانہ تقاضوں کے حملہ میں آکر راہ راست سے گمراہ نہ ہوں۔ اور کیا وجہ ہے کہ اپنی زندگی کے دائمی اور بے بدل قانون پر عمل نہ کروں؟ اگر کوئی خدا ہے تو مجھ سے مرنے کے بعد یہ دریافت نہیں کریگا کہ میں نے چینیاں سو کو اس کے گوداموں سمیت پورٹ آرتھر کو بحیثیت مجموعی سلطنت روس دشمنوں کی دستبرد سے کیوں نہ بچایا۔ جو بطور ودیعت میرے سپرد نہیں کئے گئے تھے۔ بلکہ مجھ سے یہ دریافت کریگا کہ میں نے اس زندگی کو کس طرح استعمال کیا جو اس نے میرے زیر اقتدار کی تھی؟ اور میں اس کو اس مصرف میں کیوں نہ لایا جس واسطے یہ تیار کر کے میرے حوالہ کی گئی تھی؟ کیا میں نے اس کے قانون کو پورا کیا ہے؟

اب سوال کی بابت کہ جنگ کے چھڑ جانے کے بعد مجھے کیا کرنا چاہئے؟ یہی جواب ہے کہ جو شخص اپنے زندگی کے مدعا کو سمجھتا ہے خواہ اس کا دنیاوی منصب کچھ ہی ہو۔ خواہ جنگ شروع ہو یا نہ ہو۔ خواہ ہزارہا روسی یا جاپانی تہ تیغ کئے جاتے ہوں۔ خواہ صرف پورٹ آرتھر ہی نہیں۔ بلکہ سینٹ پیٹرسبرگ اور ماسکو بھی مسخر کیا گیا ہو۔ میں بجز اس کے کچھ نہیں کر سکتا جو کچھ خداوند خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ لہذا میں بحیثیت انسان نہ تو جنگ میں حصہ لے سکتا اور نہ اعتبار اور ہدایت دینے اور نہ مدد کرنے سے اور نہ تحریک اور تحریص دلانے سے جنگ میں شریک ہو سکتا ہوں۔ خدا کی مرضی کے خلاف عمل نہ کرنے سے مثلاً جو کچھ وقوع میں آئے۔ وہ تو میں نہیں جانتا۔ اور نہ جان سکتا ہوں۔ لیکن میرا یہ اعتقاد ہے کہ خدا کی مرضی کو بجا لانے سے وہی نتیجہ نکلیگا جو میری ذات اور نیز دیگر سب لوگوں کیواسطے مفید ہو گا۔

اگر ہم روسی اس وقت جنگ کو چھوڑ دیں اور جو کچھ جاپانی ہم سے چاہتے ہیں وہ دینا منظور کر لیں تو اس کا اس کے نتیجہ سے نہایت ڈر لگتا ہے۔

لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اس مذہب کے لوگوں میں قائم ہونے سے انسانی ذات کو وحشیانہ حرکات اور ذاتی تباہی سے نجات ملتی ہے جو پڑوسی سے پیار کرنا اور اسکی خدمت کرنا سکھاتا ہے۔ تب ہر ایک جنگ اور جنگ کا ہر ایک گھنٹہ اور اسمیں میرا شریک ہونا اس ممکن نجات کو زیادہ تر مشکل اور بعید کرتا ہے۔

پس روسیوں کا جاپانیوں کے مطالبوں کو منظور کرنا گویا تباہی اور بربادی سے مخلصی حاصل ہونے کے مساوی ہے۔ حالانکہ جسقدر جنگ کا پیچھا کیا جائیگا۔ اسیقدر جنگ کی مصیبتوں سے مخلصی حاصل کرنے کے ذرائع ہم سے دور اور بعید ہوتے جائیں گے۔

اگر یہ صورت ہو تاہم جواب دیا جاتا ہے کہ جنگ تب ہی ختم ہو سکتی ہے جبکہ سب لوگ یا ان کا بڑا حصہ اس میں شریک ہونے سے انکار کرے۔ لیکن ایک شخص کا انکار کرنا خواہ بیزار روس یا سپاہی ہو بلاضرورت اور کسی کو ذرہ بھی فائدہ پہنچانے کے بغیر اس کیلئے وبال جان ہوگا۔ اگر اس وقت زار روس جنگ کو چھوڑ دے تو اس کو تخت چھوڑنا پڑیگا اور عجب نہیں کہ قتل کیا جاوے۔ اور اگر کوئی معمولی شخص ملٹری سروس سے انکار کر دے تو یا تو جیل یا فوج کو بھیجا جائیگا۔ یا بندوق کی گولی سے ہلاک کیا جاویگا۔ پس کیوں کوئی شخص ناحق اپنی قیمتی زندگی کو تباہ و غارت کرے جس سے کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو؟ مگر یہ ان لوگوں کا عام سوال ہے جو اپنی زندگی کے مدعا پر غور نہیں کرتے اور اس لئے اس کو بالکل نہیں سمجھتے۔

لیکن جو شخص اپنی ہستی کی غرض کو سمجھتا ہو یعنی کہ مذہبی آدمی ہو وہ کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ یہ اپنے فعل کے قیاس کئے ہوئے نتائج کے تابع نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی ہستی کے مدعا سے واقف ہوتا ہے کارخانہ کا کاریگر کارخانہ میں جاکر اپنا متعلقہ کام کرتا ہے۔ اور اپنی محنت کے نتیجہ پر مطلق غور نہیں کرتا۔ اسیطرح سپاہی اپنے کمانڈر کی مرضی بجا لاتا ہے۔ اور مذہبی آدمی بھی وہ کام کرتا ہے جو خدا نے اس کے واسطے مقرر کر چھوڑا ہے اور اس کے نتیجہ کو نہیں سوچتا پس مذہبی شخص کو اس سوال سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ آیا تھوڑے یا بہت لوگ وہی کام کرتے ہیں جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور نہ اس کو سوچنا پڑتا ہے کہ جو کچھ یہ کرتا ہے۔ اس کا اثر اس پر کیا ہوگا اسکو صرف اسقدر معلوم ہے کہ میرے لئے زندگی یا موت ہے اور وہ زندگی یا موت اسی خدا کے ہاتھوں میں ہے جس کا حکم میں بجا لا رہا ہوں

(باقی)

پس مذہب کیا یا خدا یا خدا کی صفات پر ایمان لانا ضروری امر خیال ہے اور نہیں کرتا کہ وہ اسطرح کرنا چاہتا ہے۔ یا اسلئے ایسا کرنے سے اس کی ذات کو یا دوسرے شخصوں کو فائدہ پہونچیگا۔ بلکہ اس خیال سے کرتا ہے کہ اس کی زندگی خدا کے ہاتھوں میں ہے لہذا یہ اس کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا۔

باب (۱۰)

لیکن دشمنوں کا کیا جائے جو ہم پر حملہ آور ہیں؟ حضرت عیسیٰ مسیح کے بارہ حواریوں کی تلقین میں بیان کیا ہے کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو تمہارا کوئی دشمن نہیں رہیگا۔

اس جواب میں محض لفاظی نہیں کیگئی۔ جیسا اکثر لوگ دشمنوں کے ساتھ پیار کرنے کی سفارش کو مبالغہ سمجھا کرتے ہیں بلکہ اس کی مراد کچھ اور ہی ہے۔

دشمنوں سے پیار کرو یعنی جاپانیوں اور چینیوں سے جن سے مجہول لوگ تمہیں متنفر کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ پیار کرنے کے معنے یہ ہیں کہ انہیں افیون سے زہر دینے کا حق حاصل کرنیکے واسطے قتل کرو جیسا کہ اقوام یورپ نے کیا۔ اور ان کا ملک لینے کے واسطے انہیں ہلاک نہ کرو۔ جیسا کہ فرانسیسیوں، روسیوں اور جرمن لوگوں نے کیا۔ نہ ان کو نقصان پہونچانے کے واسطے انہیں زندہ دفن کرنے کی سزا دو اور نہ انہیں بالوں سے اکٹھا باندھو اور نہ دریائے امور میں انہیں غرق کرو جیسا کہ روسیوں نے کیا۔

شاگرد اپنے استاد سے بڑھکر نہیں ہوتا اس لئے اپنے استاد جیسا ہونا ہی کافی ہے۔ زرد رو لوگوں سے جن کو ہم اپنا دشمن کہتے ہیں محبت کرنے کے یہی معنے ہیں کہ ان لوگوں کو عیسوی مذہب کے نام سے آدم کے زوال، کفارہ اور قیامت وغیرہ کی لغو تعصبات کی تعلیم نہ دیجائے اور انہیں دوسروں کو دھوکا دینے یا ہلاک کرنیکا درس نہ دیا جائے بلکہ انہیں انصاف، بے تعصبی، رحم اور محبت کرنیکا سبق دیا جائے اور یہ صرف زبانی جمع خرچ پر ہی ختم نہ کیا جائے بلکہ اپنی زندگی کی نیک مثال انکے پیش کیجائے۔

ہم انکے ساتھ کیسا سلوک کرتے رہے ہیں اور اب کر رہے ہیں۔

بیشک اگر ہم اپنے جاپانی دشمنوں کے ساتھ محبت کرتے تو کیا اب بھی محبت کرنا شروع کریں۔ تو ہمارا کوئی دشمن نہیں رہیگا۔ خواہ یہ ان لوگوں کو کیسا ہی حیرت انگیز معاملہ معلوم ہو جو ملٹری نقشوں، تہیہ سامان جنگ، ڈپلومیٹک خیالات، مالی معاملات

اور سیاسی امور وغیرہ وغیرہ میں مصروف ہوں اور جن کے ذریعہ سے یہ انسانی ذات کو مصیبتوں سے مخلصی دلانا خیال کرتے ہوں۔

اور انسان کو نہ صرف جنگ کی مصیبتوں سے بچانا چاہتے ہوں بلکہ تمام مصائب سے جو لوگ اپنے اعمال وافعال سے اپنے اوپر نازل کرتے ہوں۔ تو یہ مدعا شاہوں اور شہنشاہوں کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو امن کے واسطے اتحاد قائم کر سکتے ہوں۔ اور نہ ان لوگوں کی معرفت جو شاہوں یا شہنشاہوں کو تخت سے اتار سکتے ہوں۔ یا شاہی سلطنتوں کی جگہ پبلک گورنمنٹ قائم کرا سکتے ہوں اور یہ مدعا نہ تو امن کی کانفرنس کے منعقد کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ سوشلسٹ فرقہ کے بدمعاشوں کے پروگرام پورا کرنے سے۔ اور نہ خشکی یا تری پر فتوحات حاصل کرنے یا کمین اٹھانے سے۔ اور نہ کتب خانوں یا یونیورسٹیوں سے۔ اور نہ لیچر ولیوچ ذہنی مشقوں سے جنکو سائنس کہتے ہیں۔ بلکہ محض ایسے سادہ اور معمولی لوگوں کی طفیل ہو سکتا ہے جیسے دکو کھوبور، ڈروجن، اور کلنووک۔ روس میں تروی۔ ہالنڈ میں۔ نزارینی آسٹریا میں اور کاؤنٹر فرانس میں گذر رہے ہیں۔ اور یہ کسی بیرونی تبدیلی سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی مرضی لانے سے ہو سکتا ہے جس نے ان کو دنیا میں بھیجا اور صرف ایسے لوگ اپنے آپ میں اور اپنی روحوں میں خدا کی بادشاہت کو سمجھکر کسی بات کو آجا نگاہ بنانے کے بغیر خدا کی وہ بیرونی بادشاہت قائم کر سکتے ہیں جس کے ہر ایک روح انسانی ترس رہی ہے۔

ان بلاؤں سے مخلصی محض اسطرح ہو سکیگی جس کے واسطے کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔ دنیا کے لوگوں کو جس مصیبت سے تکلیف پہونچ رہی ہے۔ محض اس وجہ سے ہے کہ یہ عارضی طور پر اپنا مذہب چھوڑ بیٹھی ہے۔ بعض لوگوں نے مذہب اور سائنس کے مابین جو اس زمانہ کے لوگوں نے حاصل کیے ہیں تفاوت کا درجہ دیکھکر فیصلہ کر دیا ہے کہ بالعموم مذہب ضروری نہیں۔ لہذا مذہب کے بغیر رہتے ہیں اور یہی دوسرے لوگوں سے منادی کرتے رہتے ہیں۔ اسیطرح دوسرے لوگ بھی انکی تقلید کرنے لگ جاتے ہیں اور خالی بیرونی رسوم پر اعتقاد رکھتے ہیں جن سے انسانوں کی رہنمائی نہیں ہو سکتی۔ تاہم جو مذہب ہماری موجودہ ضروریات کو پورا کر سکتا ہے موجود ہے اور سب لوگ اس سے واقف ہیں اور عیسائی اہل دنیا کے دلوں میں چھپا ہوا ہے اور اس کو عالم شہود میں لانے کے واسطے مناسب ہے کہ تعلیم یافتہ اور لوگوں کے لیڈر اس بات کو سمجھتے لگ جاویں اور خود سمجھیں کہ انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور

اس کے بغیر اس کی زندگی کی اصلاح نہیں ہو سکتی اور جس کا نام انہوں نے مذہب کہا ہوا ہے۔ یہ مذہب کا کام نہیں دیسکتا اور جو ذی اقتدار لوگ خالی مذہبی ضوابط و آئین کے مدعی ہیں۔ وہ دلوں میں خوب سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ مذہب نہیں بلکہ سچے مذہب کے نمونہ سے انسانی حاصل کرنے میں رکاوٹیں ہیں۔ پس آدمی کی نجات کے بعض یقینی اسباب یہی ہیں کہ یہ وہ کام ترک کرے جو اس کے سچا مذہب اختیار کرنے میں حائل ہو۔ (باقی آئندہ)

استفسار اور انکے جواب

(سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۳۲ صفحہ ۹)

باقی جواب سوالات مرسلہ نواب علی شاہ از کرناہ علاقہ کشمیر

جواب (۲) وَآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ ترجمہ۔ اور ہم نے مریم و مسیح کو تکلیف و مصیبت سے بچاکر ایک بلند ٹیلے پر پناہ دی جو چشمہ دار اور ان کے رہنے کی قرار گاہ تھا۔ سابق مفسروں اور مورخوں نے اس ٹیلے کو معین نہیں کیا ادہر ادہر دیکھ بھال کر آخر شک و شبہ میں ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کہکر چلے گئے۔ شکی بات انسان کو ہمیشہ قلق و اضطراب میں رکھتی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو بات قرآن کریم میں نازل فرمائی گئی ہے۔ وہ ازالہ شک و شبہ و وہم و گمان کو دور کرنے کی غرض سے خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ دیکھو مفسرین اور مورخوں کے اقوال اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام میں کتنا بڑا تناقض و اختلاف ہے ابن اثیر اپنی تاریخ میں مفسرین کی رائے لکھتا ہے ان مریم حملت المسیح الی مصا بعد ولادتہ ومعھا یوسف وھی الربوۃ التی ذکرھا اللہ تعالٰی وقیل دمشق وقیل بیت المقدس وقیل غیر ذالک یعنی مریم علیہا السلام مسیح کو پیدائش کے بعد مع یوسف نجار مصر میں لیگئی یہی وہ ٹیلہ ہے جس کا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے اور بعض کہتے ہیں وہ ٹیلہ دمشق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ٹیلہ بیت المقدس ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ٹیلہ کوئی اور مقام ہے۔

مفسرین اور مورخین نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہی کچھ ہے کسی نے کوئی مقام مقرر نہیں کیا سب نے ٹکریں چلائیں اور اٹکلیں لگائی ہیں مگر خدا نے ربوہ کا ذکر اس پیرایہ سے کیا ہے کہ وہ بالکل قابل اطمینان اور تسلی دہ ہے مورخین اور مفسرین نے جو اقوال لکھے ہیں انکو ذرا غور کرکے

غور کرو کہ وہ کسقدر اطمینان و تسلی سے دور کرنے والے اور شکوک و شبہات بڑھانے والے ہیں پس اطمینان بخش و تسلی دہ وہی قول ہے جو خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ اس آیت میں مسیح اور اس کی والدہ کے متعلق اور اس مقام کا حال جو کچھ بیان فرمایا گیا ہے وہ مسائل ہیں۔

(۱) اول خداوند تعالیٰ نے مسیح اور اسکی والدہ کو ایک سخت مصیبت کے بعد ہی پناہ دامن میں لے لیا ہے[1] اور عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ پر واقعہ صلیب سے پہلے کوئی ایسا سخت واقعہ نہیں گذرا جیسا کہ مسیح کو صلیب پر مارنے کیلئے یہودیوں نے کوشش کی تھی۔[2]

(۲) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مسیح اور اس کی والدہ کو اس واقعہ کے بعد کسی دوسرے ملک میں لے گیا اگر وہ دمشق و مصر میں دوسرے واقعہ کے بعد جاتے تو وہاں یہودی فریسی اون کو پھر تکلیف و ایذا پہونچاتے کیونکہ وہ ان ممالک میں بکثرت موجود تھے جو دعوے مسیح کو سنکر غضبناک ہو رہے تھے۔ رسولوں کا کام دعوت الی اللہ ہوتا ہے اور انکی زندگی صرف اسی کام پر وقف ہوتی ہے جب یہ کام پورا ہو جاوے تو وہ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں وہ جہاں ہوں دعوت الی اللہ میں مشغول رہتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کیطرف پیغمبر ہو کر آئے تھے بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں میں سے دس فرقے قبل از یں جلاوطن کیے گئے تھے اور براستہ فارس، کابل و کشمیر میں آکر آباد ہوئے تھے انہی دس فرقوں کیطرف مسیح علیہ السلام بھی براہ فارس کابل میں ہوتے ہوئے کشمیر میں آکر قیام پذیر ہوئے اور بنی اسرائیل کو دعوت کرتے رہے کابل و کشمیر و سرحدی متعلقات کے لوگ سب بنی اسرائیل ہیں اور وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصلی آبا و اجداد اپنے ملک سے جلاوطن کیے گئے تھے۔

(۳) اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ربوہ یعنے ٹیلہ کوئی عظیم الشان ہے جسمیں تنوین برائے تعظیم موجود ہے جغرافیہ کی روسے کوہ ہمالہ زمین کے سب دنیا کے پہاڑوں سے بلند ہے اور کشمیر بھی کوہ ہمالہ کے اندر واقع ہے۔

(۴) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسیح اور اسکی والدہ نے اس ٹیلہ پر ایک ہی تمام یا تادم آخر زندگی بسر کی ہے اور اس ٹیلہ پر انکی قرارگاہ ہے۔

(۵) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اوس مقام کا پانی چشمہ دار اور بکثرت ہے اور وہ مقام بہ نسبت دیگر مقامات دنیا بہت

---

[1] ثانی الذکر صاحب مذہب سے برگشتہ ہوکر ہی مغربی دہریت کا جلوہ گاہ بگاہ دکھاتے جاتے ہیں۔ [2] یہ لفظ ایوا کسی سخت مصیبت کے بعد کسی کو پناہ دامن دینے میں استعمال کیا جاتا ہے

بنہ ہے نہ اور اسکا پانی صاف و خوشگوار ہے
(۶) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسیح اور اسکی والدہ کسی دوسرے ملک سے آکر اس مقام پر قیام پذیر ہوئے اور اسکو اپنا قرارگاہ ٹھہرایا۔

(۷) مذکورہ بالا امور مسیح اور اسکی والدہ کیلئے بطور انعامات الہی مین سے تھے اور خدا تعالے نے اون کو یہ نعما عطا کرنے کے بعد پھر اون سے تا دم زیست سلب نہین کین کیونکہ یہ بات خداوند تعالے کے شان سے بعید ہے ہر ایک رسول نے جب اپنے ملک سے ہجرت کی تو دوسرے مقام مین جب اوس کو پناہ ملی تو پھر وہان سے اس کو نکالا نہین گیا کیونکہ وہ مقام اس پیغمبر کیلئے خاص ماوی الہی کا ہوتا ہے مصر اور دمشق وبیت المقدس والی سب باتین شکی مین کشمیر مین مسیح کے آنے کی تواریخ گواہ۔ قوم بنی اسرائیل خود گواہ اون کے شہرون اور گاؤن کے نام گواہ قرآن کریم گواہ۔ یوذ آسف نبی نام گواہ۔ امام الہمام مسیح الموعود ومہدی المسعود خلیفۃ علیہ السلام گواہ۔ جو شخص اتنے معتبر گواہون کو نہ مانے اوس کا دل سیاہ۔

جواب سوم۔ بیوی مریم والدہ مسیح علیہ السلام کی قبر بھی کشمیر مین ہے مگر اس کی قبر کا نشان ابتک موجود و مشخص ہونا خداوند تعالے کے نزدیک قبر مسیح کیطرح ضروریات مین سے نہ تہا اب تک مسیح کی قبر کے نشان کا رہنا نصاری اور ان کے ہم قیاسون پر اتمام حجت کیلئے تہا ہزارہا پیغمبر ورسول زمین مین سمائے ہین اون کی قبرون کے نشان مٹ گئے ہین موسی علیہ السلام کی قبر اور اسیطرح اور صدہا انبیا و اولیا کی قبرون کے نشان نہین ملتے۔

خداوند تعالے کا قرآن کریم مین تاریخ اور جغرافیہ بیان کرنا مقصود نہین ہے بلکہ انسانی ہدایت مقصود و مطلوب ہے لہذا وہ قرآن مین اسقدر پیغمبرون کا بیان کرتا ہے جسقدر آیندہ زمانہ کے لوگون کے لیئے مفید ہو اگر قرآن مین ہر پیغمبر ورسول کی سوانح عمری وواقعات ووفات اور اون کے مکانات کا ذکر کیا جاتا تو اس کو کوئی پڑھ نہ سکتا اور اصلی مقصد ومطلب گم ہو جاتا خیر الکلام ما قل ودل۔

جواب ۴۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روحانی ہوا تہا وہ اعلی قسم کا ایک کشف تہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اور اکثر معتبر رواۃ کا اسی پر اتفاق ہے حضرت امام غزالی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات مین اس بات کی تائید کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کو معراج روحانی ہوا تہا۔

جواب ۵۔ مردہ کو مالی بدنی عبادات کا ثواب بشرط خلوص نیت پہونچ سکتا ہے صدقہ وخیرات مین خلوص نیت واقتدای نبوی شرط ہے۔ ملا لوگون نے جو حیلے اسقاط وغیرہ کے تراشے ہوئے ہین وہ غلط ہین۔ قرآن کریم و نقدیات وغلہ کا قبرستان مین لیجانا اور قرآن کو چکر دینا وغیرہ وغیرہ طریق نبوی نہین اور نہ صحابہ کرام کا یہ عمل تہا اور نہ آئمہ کرام وفقہا کرام عظام نے اس طریق کا انسباط کیا بلکہ بعض یہ جہلائے سندہ وپنجاب کا اپنا ہی تراشیدہ طریق ملا لوگ اس کا نام حیلۃ الاسقاط فی ذنوب المیت رکہتے ہین یہ رسوم سب غلط ہین انکی کوئی سند قرآن کریم واحادیث نبویہ اور فقہ کی کتابون مین نہین ہے جو لوگ ایسے کام کرتے ہین وہ سخت خطا کار ہین مردہ کیلئے خلوص دل سے دعا کرنا اس کا جنازہ پڑہنا۔ اس کیلئے روزہ رکہنا اس کیلئے حج کرنا اوس کیلئے مساکین ویتامی کو نقد وغلہ دینا۔ کنوان تالاب مسجد بنوانا کار ثواب مین داخل ہے ان اشیاء کا اوس کو ثواب پہونچ سکتا ہے قرآن کریم واحادیث نبویہ سے ثابت ہے مگر خواہ مخواہ لوگون کو دکہلاوے کیلئے اور نمود ونمایش کی غرض سے مردہ کے پیچہے قبرستان مین غلہ ونقدیات وقرآن کریم کو لیجانے سے حبط اعمال کا اندیشہ ہے یہ کام کبہی نہ کرنا چاہیئے اگر قبرستان مین آئے مردہ کے پاس جاکر صدقہ وخیرات تقسیم کرین تو بدعات مخترعہ سے مجتنب رہکر بغیر سمعہ وریا خیرات مستحقین مین تقسیم کرنا چاہیئے۔

(۶) تعویزات کے لکہنے سے ایک قسم کا شائبہ شرک محسوس ہوتا ہے احادیث صحیحہ مین اس امر کا کوئی ثبوت نہین ہمارے حضرت اقدس امام الہمام نے کبہی کسی کو تعویذ نہین دیا۔

پڑہکر دم کرنا احادیث سے ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلعم اذا اوی فراشہ نفث فی کفیہ بقل هو اللہ احد وبالمعوذتین جمیعا ثم مسح بہما وجہہ وما بلغت یدہ من جسدہ قالت عائشۃ فلما اشتکی کان یامرنی ان افعل ذالک بہ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم اپنے بستر پر بیٹہتے تو ہر سہ قل پڑہکر اپنے دونون ہاتہون کی ہتیلیون پر پہونک کر اپنے چہرہ کو اور جہان تک آپ کے ہاتہ اپنے جسم پر پہونچتے پہیر دیتے حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ آنحضرت کو کوئی درد ہوتا تو مجہے حکم فرماتے کہ تم مجہے دم کرو۔ کذا فی صحیح البخاری۔

شامت اعمال ما آورد ایا مجنین ما

مسلمانوں کی بدقسمتی سے انکی اصلاح کی باگ ایسے ہاتہون مین لگگئی ہے جو کسیطرح سے بہی اس عظیم الشان کام کے اہل نہین کہے جاسکتے **اصلاح قوم** کا منصب خود بخود ریفارمر بنجانے سے حاصل نہین ہوسکتا اور نہ چند دلخوش کن تقریرون یا تحریرون پر اس کا مدار ہے بلکہ مصلح قوم فی الحقیقت وہ ہوتا ہے جو خدا تعالی کی طرف سے اس **خاص غرض اور مقصد** کیلئے مامور ہوا ہو اس سوا جو شخص نمود ونمایش کے خیال سے اس اہم کام کو اپنے ذمہ لیتا ہے یہی نہین کہ وہ ناکام رہتا ہے بلکہ قوم کو بعض اوقات ایسی غلط راہ پر ڈالدیتا ہے جو اسکی ہلاکت اور تباہی کا موجب ہوجاتی ہے علاوہ برین **اصلاح قوم** کی بہترین راہ ہمیشہ سے یہی ہے کہ اسکی **مذہبی حالت** کو درست کیا جاوے جو اخلاق۔ تمدن۔ سیاسی مجلسی تجارتی غرض ہر ایک قسم کی بہتری اور بہلائی کو جامع ہوتی ہے لیکن اس زمانہ مین کچہ ایسی الٹی گنگا بہنے لگی ہے کہ جڑ کو کاٹ کر اسکی شاخون کی پرداخت کا سوال حل کیا جاتا ہے اسی قسم کی اصلاح کا خیال ایک مسلمان گریجویٹ مسٹر سجاد حیدر بی۔ اے کو پیدا ہوا ہے جنہون نے ہندوستان ریویو کے اگست نمبر مین ایک مضمون اور تعلیم یافتہ مسلمانون کا الگ فرقہ نہین کے نام سے شایع کرایا ہے۔ اس مضمون مین انہون نے کیا لکہا ہے اس کا بہول جانا اس ذکر سے بہتر تہا لیکن محض اس خیال پر کہ (یہ مضمون اسلام کی مخالفون نے اپنے اخبارات مین لیا ہے) ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اسپر کچہ لکہا جاوے ہم اس مضمون پر انشاء اللہ بالتفصیل لکہین گے یا کوشش کرین گے کہ اپنے مخدوم ومحسن حضرت حکیم الامۃ سے کچہ لکہوا لین۔ فی الحال ہم انکی خلاصہ دیدیتے ہین۔ مسٹر سجاد حیدر صاحب نے لکہا ہے کہ سب انگریزی دان چہوٹے چہوٹے اختلاف کو چہوڑکر مفصلہ ذیل اہم امور مین باقی مسلمانون سے اختلاف رائے رکہتے ہین مگر اخلاقی جرأت کی کمی ہے کہ وہ انپر عملدرآمد نہین کرتے

(۱)۔ اسلام کثرت ازدواج کو جایز نہین رکہتا (۲) اسلام مین پردہ کی تاکید نہین (۳) از روے شرع معاملات تجارت مین سود لینا جایز ہے (۴) طلاق کے بارے مین کسی حد تک احکام سخت ہونے چاہیئے (۵) قانون وراثت اور دیگر قوانین متعلقہ تمدن ناقابل ترمیم نہین ہین (۶) بسا اوقات رعایت قومی بالائے طاق رکہدینی چاہیئے (۷) قرآن کریم کی تفسیر کرنے مین علوم جدید کا لحاظ رکہنا چاہیئے انسانی علوم مین جو سب سے اخیر انکشاف ہوا ہے قرآن کی تفسیر کرتے وقت زیر نظر رہے۔ ودیگر کئی ایک امور ہین جنمین تعلیم یافتہ اور باقی مسلمانون مین اختلاف ہے سب کی تفصیل نہین کیجاسکتی مثال کے طور پر قرآن اور نماز اردو مین یا ایسی زبان مین پڑہنا چاہیئے جسے پڑہنے والا جانتا ہے دیکہو میگزین مذکور کا صفحہ ۱۶۵۔

مسٹر سجاد حیدر ہی پہلا مسلمان نہین جس نے مسلمانو کی ایسی ہمدردی کرنی چاہی ہو۔ بلکہ ان سے پہلے اونریبل میان شاہدین صاحب نے اس سال کے مارچ کے نمبر مین ٹمر سید بحیثیت مذہبی ریفارمر کے عنوان سے جو آرٹیکل لکہا ہے اس مین انہون نے یہی سفارش کی ہے کہ زمانہ کے تقرر اوقات کی ضرورت نہین اور وضو صحت ہی ضبط اوقات نماز پنجگانہ اور روزہ سوسائٹی کی ابتدائی حالت مین مناسب حال تہے اب انکی ضرورت نہین وغیرہ وغیرہ دیکہو صفحات ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ اخیر پردہ مسلمانون کو ایک نہایت مفید (بخیال خویش) مشورہ دیتے ہین کہ ان کے طریق معاشرت مین معقولیت کا رنگ ہونا چاہیئے۔ ورنہ مسٹر رینان کا مقولہ جو انہون نے بیس برس ہوئے بیان کیا تہا ہماری حالت پر صادق آئیگا اور کہ یہی نوع انسان کی اعلی درجہ کی خدمت کرنا ہے کہ ان کو اسلام کی قید سے ازاد کیا جاوے اور قریباً اسی قسم کی بحث مسلمانون کے مشہور اخبار ابزرور مین بہی ہو رہی ہے۔ تعجب!!!

غرض

مسلمانون کیحالت بہت ہی کچہہ قابل رحم یا قابل افسوس ہو رہی ہے اور اسکی بڑی وجہ وہی ہے جو ہم نے شروع مین بیان کی ہے **زمام اصلاح** وہ لوگ اپنے ہاتہون مین **لینا چاہتے ہین جن کو خدا تعالے نے اس منصب پر مامور نہین کیا** یہ حالت ہے جو اندرونی طور پر مسلمانون کی ہو رہی ہے اور اس پر بہی بعض خیال کرتے ہین کہ خدا تعالی نے اپنے دین کی حمایت اور حفاظت کا باوجود وعدہ حفاظت کوئی آسمانی انتظام نہین کیا؟ یہ انکی غلط فہمی اور قیاس بر نفس ہے خدا تعالی نے اپنے وعدہ کے موافق اسلام کی **حفاظت** کا آسمانی انتظام فرمایا ہے اور ایک **مامور** کو اس غرض کیلئے بہیجا ہے **لیکن اسکو شناخت کرنا یہ خدا کے فضل پر موقوف ہے** ہم اس کا پتہ دیتے ہین کیا عجب سعادتمند روحین اس سے فایدہ اٹہائین۔ وہ **مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** (علیہ الصلوۃ والسلام) ہے جو **مسیح موعود** کے نام سے آیا ہے مبارک وہ جو اسکو قبول کرے مسٹر سجاد حیدر اور اونریبل میان شاہدین صاحب اور سید ولایت حسین احمد صاحب بی۔ اے کے مضامین اس قابل ہین کہ اہل نظر مسلمان ان پر قلم اٹہائین اور مسلمانون کی ذریت کو اس برے اثر سے بچانے کی کوشش کرین جو ایسے مضامین سے پہونچ سکتا ہو۔ ہم ان لوگون کی نیت پر کوئی حملہ نہین کرتے بلکہ ہمارا خیال ہے کہ وہ اسلام کی حمایت اور مسلمانونکی بہتری اور بہلائی کیلئے کوشش کرتے ہین لیکن وہ کیا کرین معذور ہین۔ مغربی فلسفہ اور سائینس کے اثر سے متاثر ہین اور اسلام کے کمالات اور خوبیون پر انکی سلامتی تصانیف کا سلسلہ موجود نہین ہے اور جو موجود ہے (سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام کی تصنیفات) اونکی طرف انہیں باوجود آزاد خیال ہونے کے توجہ نہیں چونکہ یہ مضامین انگریزی میں شایع ہوئے اور ہو رہے ہیں اسلیے اگر ہم اپنے محترم معاصر **ریویو آف ریلیجنز** کو توجہ دلائیں کہ وہ ان مضامین پر **پیپرز** **درمضامین** شایع کرے تو ہم حق بجانب ہیں اور کچہ عجب نہیں کہ اس کے پیش نظر یہ مضامین ہوں۔ بہرحال ہم انشاء اللہ عنقریب اس قسم

(عهدة الامام عمر بن الخطاب)

الصادرة لصفرونيوس البطريك القدس الشريف في ٢٠ ربيع الاول سنة ١٥ الهجرة

"بسم الله الرحمن الرحيم"

الحمد لله الذي اعزنا بالاسلام واكرمنا بالايمان ورحمنا بنبيه محمد صلى الله عليه وسلم وهدانا من الضلالة وجمعنا به بعد الشتات والف قلوبنا ونصرنا على الاعداء ومكن لنا من البلاد وجعلنا اخوانا متحابين واحمدوا الله عباد الله على هذه النعمة - هذا الكتاب عمر بن الخطاب لعهد وميثاق اعطى الى البطرك المبجل المكرم وهو صفرونيوس بطرك الملة الملكية في طور الزيتون بمقام القدس الشريف في الاشتمال على الرعايا والقسوس والرهبان والراهبات حيث كانوا واين وجدوا يكون عليهم الامان - وان الذمي اذا حفظ احكام الذمة وجب له الامان والصون منا نحن المؤمنين ومن يتولى بعدنا وليقطع عنهما سباب جوانحهم بحسب ما قد جرى منهم من الطاعة والخضوع وليكن الامان عليهم وعلى كنائسهم وديارانهم وكافة زياراتهم التي بيدهم داخلا وخارجا وهي القمامة وبيت لحم مولد عيسى عليه السلام كنيسة الكبراء والمغارة ذات الثلاثة الابواب قبلي وشمالي وغربي وبقية اجناس النصارى الموجودين هناك وهم الكرج والحبش والذين ياتون للزيارة من القبط والافرنج والسريان والارمن والنساطرة واليعاقبة والموارنة تابعين البطرك المذكور - ويكون متقدما عليهم لانهم اعطوا من حضرة النبي الكريم والحبيب المرسل من الله وشرفوا بختم يده الكريم وامر بالنظر اليهم والامان عليهم - كذلك نحن المومنين نحسن اليهم اكراما لمن احسن اليهم - وليكونوا معافين من الجزية والخفارة والمواجب ومسلمين من البلايا كافة في البر والبحور وفي دخولهم الى القمامة وبقية زياراتهم لا يوخذ منهم شي - واما الذين يقبلون الى زيارة القمامة فيودي النصراني الى البطرك درهما وثلث من الفضة وكل مومن ومومنة يحفظ ما امرنا به سلطان او حاكما او وال يجري حكمه في الارض غني ام فقير من المسلمين المومنين والمومنات وقد اعطي لهم مرسومنا هذا بحضور جم الصحابة الكرام عبد الله وعثمان بن عفان وسعد بن زيد وعبد الرحمن بن عوف وبقية الاخوة الصحابة الكرام فليعتمد على ما شرحنا في كتابنا هذا ويعمل به ويبقى في يدهم - وصلى الله تعالى على سيدنا محمد واله واصحابه والحمد لله رب العالمين حسبنا الله ونعم الوكيل (في عشرين من شهر ربيع الاول سنة ١٥ للهجرة النبوية) وكل من قرا مرسومنا هذا من المومنين وخالفه من الان والى الدين فليكن لعهد الله ناكثا ولرسوله الحبيب مبغضا -

من قاموس الادارة والقضا - نقلا عن مجموعة منشآت سلاطين وفريدون بك - (الهلال)

ترجمہ - سب حمد اس خداوند تعالےٰ کو سزاوار ہے جس نے اسلام اور ایمان کی دولت سے ہم کو عزت دی اور سرفراز کیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے ہم پر رحم کیا اور ہم کو گمراہی سے نکالا اور پراگندگی کے بعد اکٹھا کیا اور ہمارے دلوں میں الفت ڈالدی اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد کی اور ہمیں ملک میں متمکن کیا اور ہم کو آپس میں دوست کر دیا۔

اے بندگان خداوند تعالےٰ کی اس نعمت عظمیٰ پر اُس کا شکر ادا کرو۔

یہ عہدنامہ از جانب عمر ابن خطاب ہے جو مکرم و معظم صفرنیوس بشاپ قدس شریف ساکن طور زیتون کیلئے اور رعایا اور پادریون اور راہب مردون اور عورتون کیلئے لکہا گیا ہے کہ وہ جہان مقیم ہون ان کو ہماریطرف سے ہر قسم کے گزند و تکلیف سے مامون و محفوظ رکہنے کیلئے کوشش ہوگی اور ذمی جب احکام ذمہ یعنے عہدنامہ کی حفاظت کرے تو ہماریطرف سے اس کے مال و جان کے دشمنون و دزدون اور راہزنون سے حفاظت کرنی واجب و لازم ہے ہم اور ہم سے بعد کے حاکم اس امر کے ذمہ وار ہین - اور بحسب اطاعت و انقیاد ان سے گزند کے اسباب منقطع کئے جاوین اور ان پر اور ان کے گرجون و گہرون اور زیارت گاہون مین وہ جہان ہون ہر جگہ امن و امان کے اسباب مہیا ہین اور زیارت گاہون سے مراد قبہ اور بیت لحم جہان مولد عیسیٰ علیہ السلام ہے اور تین دروازون مشرقی و شمالی و مغربی والی غار ہے اور باقی نصاری جو ان مقامات مین موجود ہون اور وہ کرد اور حبشی اور قبطی اور فرنگی اور شامی اور ارمنی اور نسطوری اور یعقوبی وغیرہ اور بشاپ مذکور کے تابعدار ہین ادن پر امن مقدم ہونا چاہیے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے ان کو امن ملا ہے اور ان کو آنحضرت کے خاص دست مبارک کی مہر عطا ہوئی ہے اور آنحضرت نے انکو کیلئے الطاف اور امن کی تاکید فرمائی ہے ایسا ہی ہم بہی ان کو امن و امان مین رکہنے کے ساعی ہین اور ان سے بہلائی کرین گے اور جو ان سے بہلائی و احسان کرے تم بہی اس کے ساتہہ احسان کرینگے اور جزیہ اور سواجب ان سے معاف رہین اور جنگلون و دریاؤن مین بلاؤن و تکالیف سے ان کو مسلم و محفوظ رکہنے کی کوشش رہے قمامہ اور باقی زیارت گاہون مین داخل ہونے سے ان سے کچہہ نہ لیا جاوے اور جو لوگ قمامہ کی زیارت کو آوین تو نصرانی بشاپ صاحب کو ایک درہم اور تین ربع درہم دین ہر ایک مومن مرد و مومنہ عورت ہمارے اس حکم کو محفوظ رکہین سلطان ہو یا حاکم ہو یا والی ہو نصاری کو ہماری یہ دستاویز ایک کثیر جماعت صحابہ کرام عبد اللہ و عثمان بن عفان و سعد بن زید و عبد الرحمن بن عوف اور بہت سے باقی صحابہ کے روبرو عطا کی گئی۔

جو کچہہ ہم نے اس عہدنامہ مین تشریح کر دی ہے اس کو معتبر سمجہکر اس پر مدام عمل کیا جاوے اور یہ عہدنامہ ان کے پاس رہے خداوند تعالےٰ کی رحمت و سلام ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلعم اور آنحضرت کے آل و اصحاب پر نازل ہو اور حمد خداوند تعالےٰ پروردگار جہان کو سزاوار ہے خداوند تعالیٰ کافی اور اچہا وکیل ہے۔

(مورخہ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۱۵ھ ہجرۃ النبویۃ)

جس مومن نے ہمارا یہ عہدنامہ پڑہکر مخالفت کی وہ خدا تعالیٰ کے عہدنامہ کا توڑنے والا اور اس کے رسول کا دشمن ٹہیرے گا۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بخیال خویش خبطے دارد

یسوع مسیح کے اصلی اور حقیقی مشن کے خلاف (جو صرف اسرائیل کی گمشدہ بہیڑون کی تلاش تہا) عیسائیون کو یہ خواہش ہمیشہ رہی ہے کہ وہ اس گلہ کو خوب بڑہاتے ہین اور ہر مذہب و ملت کے لوگون کو عیسائی بناوین۔ عیسائی بنانے کے واسطے جن جن ترکیبون اور تدبیرون سے کام لیا جاتا ہے ان کا بیان کرنا یہان ضروری نہین بہرحال اس خیال یا خبط نے بعض اوقات عیسائیت کی اشاعت کے دلدادون کو عجیب و غریب نکتہ آفرینی کا موقع دیا ہے۔

کلکتہ کے بشپ ویلڈن صاحب کی تجاویز سے ہمارے ناظرین ناواقف نہین ہون گے جنہون نے گورنمنٹ کو سرکاری مدارس مین انجیل کی تعلیم لازمی کر دینے کی بیہودہ اور بدنام کن تجویز بتائی تہی اور ایسا ہی ناظرین الحکم کو یاد ہوگا ہمارے پنجاب کے مزاج لیفٹیننٹ گورنر ہز آنر سر چارلس ریواز صاحب کے اس لیکچر کا مفہوم معلوم ہوگا جو آپ نے ولایت جاکر ایک مجمع مین دیا تہا جس مین غریب اور وفادار ہندوستانیون کی وفاداری کو عیسائی...

للسمی او علمی مصنفیات بن کا مجموعہ ہر ایک بکس تہا - جوہر کے چارون شیشی کی دوا مین بگڑے ہوئے خون کو نہایت

اعلے درجہ کا مصفی اور مقوی رسا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر صاف کرکے تمام خون اور جلدی بیماریون کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی مین چار شیشی چار دوا کا

ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیون مین ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال مین مرد اور عورت لڑکے جوان اور بوڑہے سب کو تمام عمر کے لئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے - شیشی نمبر ایک جوہر عشر وغیرہ

شیشی نمبر ۲ جوہر ... وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر ... وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر ... وغیرہ - ... استعمال کنندہ کو ... لاحول ... بخار ... سے ہمیشہ محفوظ رکہتا ہے - آتشک - سوزاک ...

خارشت - داد - ... - سفید داغ - جذام - کوڑہ - ناسور - ... وغیرہ سے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چارون شیشیان ایک ٹین بکس مین

مقفل ... قیمت فی بکس ... ایک روپیہ ...

اکسیر حیات یعنی نمک ... ... یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا

... طاقت بخشنے والا اور ... بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ

قائم رکہنے والا مرد اور عورت ... اولاد اور بانجہ عورتون کو ... استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۶۴ خوراک ایک روپیہ۔

یہ ادویات حکیم شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس سے ملتی ہین

ہونے کے ساتھ ہی مشروط قرار دیا تھا اور جب سر فضل گرفن صاحب کو بڑی دہوان نا تقریر میں اسکی تردید کرنی پڑی تھی۔ بہر حال یہ خبط نکر لوگ ولایت میں پیدا ہوتے رہتے ہیں حال میں لارڈ ایڈ منگس صاحب نے لنڈن کے نامور اخبار ٹائمز میں برٹش گورنمنٹ کو عجیب و غریب صلاح دی ہے کہ تمام ہندوستان و عیسائی بنایا جاوے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہندوستانیوں کی تفرقہ بازی دور ہو کر وہ سب ایک مذہبی رشتہ میں منسلک ہو جائیں گے۔ اور ہندوستان میں انگریزی راج کے استحکام کا موجب ہوں گے۔

اس پر معاصر پیسہ کا ریمارکس ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو عیسائی مذہب کی اشاعت کی صلاح اس بنا پر دیگئی ہے کہ اس سے مختلف اقوام ہند ایک ہو جائیں گی مگر گورنمنٹ اس صلاح کو ہرگز نہیں مانے گی کیونکہ وہ ہندوستان میں ایسے مذہب کا نشو و نما گوارا نہیں کر سکتی جو یہاں کے مختلف گروہوں کو ایک بنا وے ہم اس خیال پر الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ایک مبسوط نوٹ لکھیں گے۔

بقایاداران کیلئے ضروری اطلاع

ہر سہ ماہی پر ہمکو یہ اطلاع شائع کرتے ہوئے ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ابھی تک خریداران الحکم میں بہت سے ایسے بزرگ موجود ہیں جن کے ذمہ نہ صرف سال رواں کا ہی چندہ واجب الادا ہے بلکہ پچھلا بقایا بھی موجود ہے اور اگر کل بقایا کی فرد تیار کر کے پیش کیجاوے تو قوم یہ سنکر حیران ہوگی کہ وہ ہزار روپیہ کے قریب بقایا موجود ہے اور یہ ایسی رقم ہے کہ اگر ساری کی ساری وصول ہو جاوے تو کارخانہ الحکم کو ایک معقول اور بیش قیمت مدد پہونچ جاوے لیکن افسوس ہے کہ تحریری تقاضوں اور اخبار میں متواتر اطلاعوں کا کوئی مفید اثر ابھی تک نظر نہیں آیا اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ بعد اختتام سقدیات غالباً سال نو کے آغاز میں اگر خدا تعالے کو منظور ہوا اور اسباب میسر آجائیں تو ہم اپنا کوئی ایجنٹ مختلف مقامات پر روانہ کریں اس کے اس سفر کی غرض جہاں بقایاداروں سے بقایا وصول کرنا ہوگی وہاں وہ الحکم کی **توسیع اشاعت** کا کام بھی کریگا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ الحکم کی توسیع اشاعت کا خیال بہت ہی سست ہو رہا ہے اگرچہ ہم خوش ہو رہے ہیں کہ قوم میں اخبار بینی کا **مذاق** پیدا کرنے میں الحکم کو خدا کے فضل سے پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے لیکن اس **مذاق** کو موثر اور مفید بنانے کیلئے الحکم کی وسعت اشاعت کی ضرورت ہے۔ اور وہ منحصر ہے ان لوگوں کی مساعی پر جو الحکم کے سلسلہ فوائد کا تجربہ کر چکے ہیں۔ آخر میں پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ بقایاداران بہت جلد اپنے مطالبات کو ادا کریں۔ کیونکہ آج کل سال کا آخری حصہ ہونے کی وجہ سے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔

ایڈیٹر و منیجر

عام شہر گرد و کہ ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گرگران کو دہیانہ پنجاب دیسی کپڑے کے نمونے نئے نئے و جدید جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت بلکہ ٹکٹ لفف کر دے لگا کر تقسیم کرتے ہیں

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم سے ملتی ہیں

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عیم
آریہ دہرم (رد آریہ)	۴ر
ست بچن بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب	۱۰ر
تقریر نماز پر اور وحدت وجود پر خط حضرت اقدس کے تیس سال پرانے مضامین	۲ر
الہام۔ تناسخ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر	۱۰ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر
تفسیر سورہ تبت	۲ر
فیصلہ آسمانی	۱۰ر
تحذیر المومنین (فتوی کفر کا لطیف جواب)	۲ر
نک تشک	ار
شمس بازغہ (پیر گولڑی کا رد)	عسم
سواء السبیل نمبر ۲	۱۰ر
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامتہ)	۲ر
الانذار۔ جلسہ طاعون کے حالات اور تقریریں	۴ر
مسلمانوں کا خدا اسکے حضور میں دعا	ار
برہان الحق (رد نصاری)	۳ر
تفسیر القرآن پارہ اول	عیم
رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء	عسم
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳ر
فیض احمدی	ـر
قصیدہ ضوابط الاسرار	ـر
وفات مسیح پنجابی	۲ر
اصلاح النظر (رد آریہ)	۱۰ر
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	ـلر
سلک مروارید عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ	۴ر
النصح (عبد مومن کے خواص و نشانات)	۸ر
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیب رد)	۴ر
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲ر

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک لئے جاویں گے۔

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لیڈی کرزن کی علالت ہفتہ رواں کا سب سے اہم واقعہ ہے اور اگر یہ بھی لکھدیا جاوے کہ اس علالت کی تشویش نے جنگ روس و جاپان کی دلچسپی کو بیچھے ڈالدیا۔ تو شاید مبالغہ نہ ہوگا۔ آخر تار برقیوں کے مطابق مریضہ کی حالت میں کسی قدر افاقہ ہوا ہے لیکن اتنا نہیں کہ مریضہ کی نسبت یہ کہا جا سکے کہ اب وہ خطرہ سے نکل گئیں۔ لارڈ کرزن ہر وقت مریضہ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ صرف ۲۸ ستمبر شام کو تھوڑی دیر کیلئے سیر کو باہر گئے تشویش و اضطراب کا یہ عالم ہے کہ ان کا چہرہ بیماروں سے زیادہ زرد و ضعیف معلوم دیتا ہے سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا کہ لارڈ کرزن کا سفر ہند بوجہ علالت لیڈی کرزن ملتوی ہوگیا۔ اور فی الحال انکی روانگی کی تاریخ مقرر نہیں کی جا سکتی۔

سنگلک محصولڈاک ۱۰ر و قیمت فی بوتل جسمین ۱۲ خوراک یعنی آتشہ شیشی نمک رہتا ہے یا بخبر دیجیے [illegible] سیلنگ بھیر [illegible] سودمند فایدہ کامل حاصل کیا ہے آپ بھی تجربہ کیجئے اور فایدہ اٹھائیے اکہ معمولی نمک نہ سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فایدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض۔ بدہضمی۔ پیٹ میں درد اور نفخ ہو نکی اشتہا یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ بحش۔ اسہال۔ درد گردہ درد قولنج درد کمر درد مفاصل یعنی گٹھیہ درد سر کہانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی جریان یعنی دھات تیلی ہو کر بہنا۔ سوزاک و آتشک و سوزاک اور جلدی امراض مثل [illegible] داد سفید داغ اور عورتوں کے اجرائے خون ماہواری و باؤ گولہ وغیرہ کو حکمی فایدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کر کے انکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈہائی سیر کے تازہ اور عمدہ خون اور گوشت عموماً بدن انسان میں پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اسکا نام **اکسیر حیات** رکھا گیا کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے۔ کیسی ہی سستی کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ روپ پیدا ہو جاتا ہے۔ گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے **طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت** یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے [illegible] تمام کو نطفہ بند کر کے دل اور دماغ میں اول درجہ کی تقویت پیدا کرتی ہے ترقی [illegible] و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمین ۴۰ خوراک دوا ہیں ہے بانجبر وحید یکتا و محصولڈاک ۱۰ر **گٹھیہ کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع** کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیہ یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز اس تیل کے مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی [illegible] محصولڈاک ۴ر **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری** اصلی ماميرا اور [illegible] سو مفید و مقوی [illegible] و یات و مفرحات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا [illegible] ناخونہ [illegible] پڑبال کھجلی پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد چشم وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے آنکھوں میں نوجوانوں کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال میں آنکھوں کی روشنی کہ تمام عمر کیلئے [illegible] قیمت فی شیشی [illegible] محصولڈاک ۵ر **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلی درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن** دانت اور [illegible] دونوں سے زندگی کا مزہ ہے اگر انہیں کوئی خرابی آگئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس لئے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملنے پر دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے کھوکھلے پن اور مسوڑھے کی ورم اور درد اور خون اور بدبو سب دور ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ [illegible] زبان کے ناسور کو دفع کیلئے منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس آٹھ آنہ یکتا و محصولڈاک ۵ر **علاوہ** ان کے آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ بحش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ ریگ مثانہ طحال۔ نزلہ۔ [illegible] خفقان قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم اور پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کیساتھ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے [illegible] اس دواخانہ کی ہدایت [illegible] فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ و نام ڈاکخانہ خوشخط لکھئے اور اگر کوئی دوا منگوانا ہو تو فوراً لکھئے جو کہ بذریعہ ویلیو بھیجی جاوے۔ حکیم شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ **نوٹ** ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کی اشاعت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

قرآنی صداقت اور عیسائیوں کی جہالت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

[illegible] انصاف
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible] آیت ۳۲
[illegible] بیان اور [illegible] اس
[illegible] دوسری
[illegible] آیت ۱۰ [illegible]
[illegible] سے باپ
[illegible] سپین
[illegible] جاہا
[illegible] میں خداوند تعالے
[illegible] مانے
[illegible] تمام
[illegible] ونشان
[illegible] اس قصہ
[illegible] وے
[illegible] روایت خط [illegible]
[illegible] میں اور
[illegible] تمام توریت میں
[illegible] طرف
[illegible] مذکور نہیں۔ چوتھی روایت
[illegible] انجیل
[illegible] علیہ السلام کی [illegible]
[illegible] ثبوت تمام عہد
[illegible] بھی
[illegible] تو
[illegible] کیونکر
[illegible] انجیل
[illegible] زبان [illegible] آپ کی
بزرگ پادری فنڈر صاحب آپکی مشکل کشائی
[illegible] عہد قاعدہ مقرر
[illegible] کتاب حل الاشکال مطبوعہ ۱۸۶۳ع
جلد اول کے صفحہ ۵۵ سطر [illegible] میں فرماتے
[illegible] سب باتیں
[illegible]
[illegible] اور
[illegible]
[illegible]
[illegible] آیتوں میں
[illegible] سطور
[illegible]
[illegible]
[illegible] علیہ السلام کا قصہ [illegible]

کتابوں میں درج نہو تو کیا حرج ہے کیونکہ آپکے
بزرگ پادری فنڈر نے قبول کر لیا ہے کہ نبیوں
نے اپنی سب باتیں اپنی کتاب میں داخل نہیں
کیں۔ اور یہ بھی مان لیا ہے کہ کوئی ایک بات
تواتر سے پچھلے نبیوں اور حواریوں کو پہنچی ہیں
اب ہو سکتا ہے کہ قصہ حضرت عزیز علیہ السلام
کا یہود میں تواتر سے مشہور ہو کسی نبی کی کتاب
میں بیان نہ ہوا ہو۔ یا یہودی نے اسے دشمن
اسلام کے اپنے بڑوں کے عقاید سے جو
اکثر علیل یہودیوں کا اعتقاد تہا کہ عزیر خدا
کا بیٹا ہے جہوٹ بولکر بعد اپنے بڑوں کے
دہوکہ دیتے ہوں تو جائے تعجب نہیں۔ **قولہ**
دوسرا جز تو البتہ صحیح ہے کہ تمام عیسائی
یسوع مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں بلکہ اپنا پیارا
خداوند اور نجات دہندہ مانتے ہیں صرف
مانتے ہی نہیں بلکہ ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ
نے اپنی جانوں کو اسکی محبت میں محو ہو کر اس پر
سے تصدق و قربان کر ڈالا **جواب**
ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائیوں کا مسیح
کی محبت میں اپنی جانیں قربان کرنا یہ تو سراسر
تحکم ہے۔ کیا ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائی
مسیح پر اپنی جانیں قربان کرنیوالے مسیح کے صحبت
یافتہ حواریوں سے غیرت ایمانی میں کچھ زیادہ
تہے دیکہو خاص حواری اول تو مسیح کو تنہا
چہوڑ کر گتسمنی باغ سے بہاگ ہی گئے تہے
انجیل مرقس باب ۱۴۔ آیت ۵۰ اس پر شاہد ہے
اور سیان پطرس جان کے خوف سے جہوٹی
قسمیں کہا کر اور مسیح پر لعنت کرکے مسیح کی
نبوت یا بقول شما الوہیت سے روگردان ہو گیا
تو کیا یہ ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائی
بقول آپکے مسیح پر جانیں قربان کرنیوالے
پطرس حواری سے بڑہے تہے افسوس آپکی
عقل پر کجا مسیح کے خاص شاگرد اور صحبت یافتہ
اور کجا زر سیم و دینار کے بندے عام عیسائی انکا
کا مرتبہ حواریوں سے زیادہ تصور کرنا آپ
جیسوں کمزور عیسائیوں کا کام ہے **قولہ** یہ بہی
معلوم ہووے انجیل جلیل میں ابن اللہ
ہونا بہت صاف طور سے اپنے حق میں یسوع
مسیح نے ثابت کر دیا کہ جسمیں ذرا حجت نہیں
اور نہ مجال کلام ہے کہ چون و چرا زبان پر لا سکیں
جواب۔ ابن اللہ ہونا دیگر بندگان کا تو انکی
خود مسیح نے اپنی زبان سے فرما دیا ہے انجیل
متی باب ۵ آیت ۹ مبارک وے جو صلح کرنیوالے
ہیں کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلاوینگے۔
خدا کی فرزندی میں مسیح کی کیا خصوصیت ہے
حضرت یعقوب خدا کا اکلوتا فرزند خروج باب
۴ آیت ۲۲ حضرت داؤد خدا کا پہلوٹہا بیٹا
زبور ۸۹ آیت ۲۷ [illegible] انصاف ہے
کہ جب [illegible] خدا کے بیٹے بائبل میں مرقوم
ہیں [illegible] مسیح [illegible] یہ اسوقت کا عام محاورہ
تہا [illegible] بندگان دین کو خدا کے بیٹے [illegible]

خطاب خدا کی طرف سے عطا ہوا کرتا تہا مگر
یہ محاورہ قرآن نے موقوف کر دیا کیونکہ اسمیں
ایک قسم کے شرک کا وہم تہا۔ **قولہ اس مقام**
پر یہ بھی یاد رہے کہ مسیح یسوع ابن اللہ محمد
صاحب کے معنوں کے موافق نہیں کیونکہ
وے تو اسکی اصل ماہیت کو نہیں سمجہے
اور نہ انہوں نے سمجہنے کا ارادہ ہی تہا صرف مجازی
معنے سمجہکر [illegible] بالجبر رد کیا۔ جیسا کہ ہم گذشتہ
بیان [illegible] ذکر کر آئے ہیں اعلیٰ اور تحقیقی
معنے ان کے خیال شریف میں نہیں آئے
ہیں اس لئے ہم سے قرآنی بیان ہوتا ہے
کہ ابن اللہ کے حقیقی معنے سمجہو تاکہ تمہاری
ضمیریں ضلالت کو چہوڑ کر روشنی میں شادماں
ہوں۔ **جواب**۔ اس مقام پر یہ بہی یاد
رہے کہ مسیح ابن اللہ حقیقی معنوں سے نہیں
[illegible] حقیقی فرزند [illegible] باپ کے نطفے سے
پیدا ہو [illegible] اس بات کو عیسائی بہی نہیں
مانتے [illegible] عام بندگان خدا کی
طرح جن کا بائیبل میں جابجا ذکر مذکور ہے
مسیح بہی ہوں [illegible] اور عیسائی بے سمجہی سے
اسے خدا کے [illegible] مسیح ابن مریم کو
ناحق خدا بنا بیٹہے ہیں کیا عیسائیوں نے انجیل
میں نہیں پڑہا کہ مخالفین کے منہ پر تہوکا اور
کانٹوں کا تاج بناکر اس کے سر پر دہرکر تمسخر کیا
اے عیسائیوں تم [illegible] کہا تو خدا [illegible]
میں نہیں آ جایا جاتا۔ [illegible] باب [illegible] آیت
ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنے اے میرے خدا اے
میرے خدا کیوں مجہے اکیلا چہوڑا یہ کلمات
کہتے چیخ چلاتے دار فانی سے بموجب عقیدہ
عیسائیوں کے مسیح کوچ کر گئے۔ اب عیسائی
حزقیل باب ۲۸ آیت ۹ کی عبارت پڑہکر مسیح کی
فرضی خدائی سے جلدی توبہ کریں اور وہ یہ ہے
کیا تو اس کے آگے جو تجہے قتل کریگا پہر کہیگا
کہ میں الٰہ ہوں لیکن تو اپنے قتل کرنیوالے کے
ہاتہ میں الٰہ نہیں بلکہ انسان ٹہہریگا۔ کیا اس
آیت کے بموجب مسیح ہو اپنے قاتلوں کے ساتہ
دعوے خدائی کر سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں
جب مسیح اپنے قاتلان یہودوں کا خدا ثابت نہوا
تو مسیح کی خدائی کا قائل ہونا عیسائیوں کا یہودیوں
کی نظر میں ذلیل ہونا ہے۔ **قولہ** دیکہو
محمد صاحب نے اپنی سمجہ کی خوبی و صفائی
بیان تک ہی نہیں دکہائی بلکہ الزام کی طغیانی
کو حد درجہ تک پہنچا دیا جیسا کہ اس قرآنی آیت
سے واضح ہو رہا ہے

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۵

ترجمہ پکڑا انہوں نے
اپنے عالموں اور درویشوں کو رب اپنا سوائے
اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حکم یہی ہوا تہا
کہ بندگی کریں ایک معبود کی۔ لاریب فیہ یہ الزام

تو محمد صاحب کا بالکل بے موقع ہے اور عناد
قلبی ظاہر کیونکہ یہودی اور عیسائی اپنے
عالموں اور درویشوں کو دنیا پر ورد گار ہرگز
نہیں مانتے تہے بلکہ وے تو اپنے سچے معبود
کی بندگی اور عبادت بجالاتے تہے۔
جواب۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی
مطبوعہ استنبول جلد چوتہی کے صفحہ ۳۴۹ میں
اس آیت کی شرح میں لکہا ہے کہ اکثر مفسرین کہتے
ہیں کہ ارباب سے یہ مراد نہیں کہ یہود اور نصاریٰ
سمجہتے تہے مولویوں اور درویشوں کو [illegible] امر اور
نہی انکی [illegible] اور نقل کی گئی ہے کہ تحقیق عدی بن
حاتم تہا نصرانی پس آیا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس اور [illegible] خدا اسوقت
تلاوت کرتے تہے [illegible] پس جب ہو چکے
اس آیت سے تو کہا عدی بن حاتم نے [illegible]
علیہ السلام [illegible] پرستش [illegible] انکی
[illegible] اپنے عالموں اور درویشوں کی [illegible]
[illegible] عدی [illegible] حرام کرتے تہے
تم اس چیز کو کہ حلال کیا [illegible] اس کو
[illegible] حرام جانتے تہے تم بہی اس کو اور
حلال کرتے تہے تم اس چیز کو کہ حرام کیا [illegible]
اللہ نے پس حلال جانتے تہے تم بہی اس کو
پس کہا عدی نے ہاں پس فرمایا پیغمبر علیہ السلام
نے یہی پرستش انکی ہے۔ اب ہم اس حدیث
شریف کی تصدیق کیلئے علمائے نصاریٰ کا خدا
کے حرام کردہ کو حلال قرار دینا بیان کرتے ہیں
دیکہو کتاب احبار باب ۱۱۔ آیت ۷۔ میں بحکم
خداوند تعالیٰ سور کا قطعی حرام ہونا یوں
بیان ہوا ہے کہ سور کا کہ اس کا کہر چرا
ہے [illegible] پر وہ جگالی نہیں کرتا وہ بہی ناپاک
ہے تمہارے لئے تم ان کے گوشت [illegible]
[illegible] اور نہ انکی لاشوں کو چہونا کیونکہ یہ
ناپاک میں تمہارے لئے۔ اور کتاب
استثناء باب ۱۴۔ آیت ۸۔ اور کتاب
یسعیاہ باب ۶۵۔ آیت ۴۔ کتاب ایضاً
باب ۶۶۔ آیت ۱۷۔ میں بہی سور کا حرام ہونا
مذکور ہے۔ اب اس حرام خداوندی کو
بلا دلیل علمائے نصاریٰ نے حلال کر دیا۔ دیکہو
پادری عماد الدین کی کتاب نغمہ طنبوری
مطبوعہ آفتاب پنجاب کے صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۴
میں لکہا ہے کہ سور کا گوشت نہ حرام ہے
نہ نجس بلکہ جیسے بکری بہیڑ کا گوشت پاک ہے
ایسے ہی وہ بہی ایک گوشت ہے جس کا جی
چاہے کہائے جس کا دل چاہے نہ کہائے
کیوں میرے ملک شفاف بہائی حرام
وحلال کی حدیں مقرر کرنا اور ہدایت بندگان
کیلئے قانون شرعی اپنے انبیا پاک کی
معرفت تجویز کرنا یہ منصب خداوند تعالیٰ
ہی کی ذات پاک کا خاصہ ہے۔ خدائی منصب
میں کسی بشر کا دخل دینا اور اس دخل کو عام
بندگان کا منظور کرنا گویا اس دخل دینیوالے

بشر کو خدا ٹھہرانا ہے اور یہی منشاء ہے آیت شریف مذکورہ بالا کا اب مین مکاشفات بہائی اور دیگر عیسائیون سے دریافت کرتا ہون کہ سور کا حرام ہونا کلام الٰہی سے ثابت ہے اور کسی چیز کا حرام یا حلال ٹھہرانا یہ منصب اور کام خداوند تعالےٰ کا ہے۔ پادری عماد الدین نے منصب اور کام خداوندی مین دخل دیکر محض اپنے دل کے چاؤ سے خدا کے حرام کردہ اور نجس جانور سور کو حلال اور پاک مثل بھیڑ بکری کے ٹھہرانا بیشک خدائی ہمسری کا دعوےٰ ہے اور اس پر عیسائیون کا سکوت کرنا اور سور کو پادری عماد الدین کے کہنے کے موجب حلال اور پاک جاننا لاریب فیہ اربابًا من دون اللہ کا مصداق بننا ہے کیا عیسائیون نے پادری عماد الدین پر کبھی سوال کیا کہ جبکہ پادری عماد الدین تمہی خداوند تعالےٰ کے حرام کردہ سور کو حلال جو بنایا ہے تمہارے پاس کیا دلیل ہے [illegible]

[illegible]

جواب [illegible] اسلام پر [illegible] اور حضرت داؤد و سلیمان علیہم السلام کی لڑائیاں پر نظر کی ہوتی خیر اب آپ کے اس فقرات کا جواب دیتا ہون کہ اوایل

اسلام مین اہل کتاب پر جہاد جائز نہ رکھا گیا تھا اب جبکہ مخالفت کا بازار گرم ہوگیا تھا اس لیئے کسی نہ کسی بہانہ سے ان بے قرار کو قتل کے ذریعہ سے ٹھنڈا کیا چاہتے ہین۔

حضرت [illegible] فرضی خدا یسوع اوائل مین تو یہ [illegible] کرتے [illegible] اور اپنے [illegible] خدا کے فرزند [illegible] جب مخالفت کا بازار گرم ہوگیا تو پیرون [illegible] خیال [illegible] زمین پر صلح کرانے آیا صلح کرانے نہین بلکہ تلوار چلانے آیا ہون [illegible] تلوار چلانے کا شوق [illegible] فرضی خدا کا [illegible] بے تحاشا [illegible] تلوار خرید کر [illegible] انجیل لوقا [illegible] تلوار خرید کر خاموش ہی رہتے [illegible] دشمنون کو [illegible]

[illegible]

[illegible] پر وٹسٹنٹ لوگ غالب آگئے تو انہون نے ۱۵۹۲ء مین پروٹسٹنٹ بنا لیکیلو۔ شکنجہ۔ پھانسی

بلند تارنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ اسطرح ظلم کام مین لاکر انگلنڈ والون کو پروٹسٹنٹ بنایا شکنجہ مین لانیکا اور سخت بیرحمی سے مارنیکا اور ہزارہا جوڑ جوڑ جدا کرنیکا مفصل بیان دیکھو بکل ہسٹری جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ سے ۱۴۶ تک دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔

مسکین الدین

مذاہب عالم

دیانۃ سکان زیلانڈ الجدیدۃ

یعنے نو دریافت شدہ زیلانڈ کے باشندونکے اعتقادات

جدید زیلانڈ مشرقی آسٹریلیا و تسمانیا سے جنوب کی طرف ایک بڑا جزیرہ ہے جس کو ۱۶۴۲ء مین مسمی تسمان باشندہ آسٹریلیا نے دریافت کیا تھا اور پھر ۱۷۶۹ء مین مسٹر کوک اس جزیرہ مین وارد ہوا اور ایک سال [illegible] وہان کے باشندون کے اخلاق و عادات وغیرہ [illegible]

[illegible]

ان کے نزدیک [illegible] ہین۔ اول دیوتا آدمیون اور جنگون کا ہے

دوسرا دیوتا رزق بلاکشت و درو کا موکل ہے تیسرا دیوتا آبی جانورون کا خالق ہے چوتھا دیوتا ہواؤن وآندھیون و بادلون کا خالق ہے پانچوان دیوتا کشت و درو کے اسباب سے رزق مہیا کر دینے کا خالق ہے چھٹا دیوتا ہوام ارضی و پرند سماوی کا خالق ہے۔ ان کا گمان ہے کہ بالا بتدا زمین و آسمان متصل و متحد تھے یعنے باہم ملے ہوئے تھے۔ دیوتاؤن مین تنازع ہوگیا اس لیئے زمین وآسمان جدا ہوگئے۔

زیلانڈیون کا اعتقاد ہے کہ ارواح کیلیئے اجسام سے الگ ہونے کے بعد دو مقام رانگی یعنی فضا اور رنجا یعنی سمندر مین۔ ان کا خیال ہے کہ باطنی بیماریون و امراض کے باعث جادوگر ہوتے ہین اور وہ تعویذات و جھاڑ پھونک سے دفع ہو جاتی ہین

ان کا اعتقاد ہے کہ انسان کو زندگی مین ہی گناہ کی سزا مل جاتی ہے اور یہ عذاب سابقہ دیوتے بھیجا کرتے ہین۔

اہل زیلانڈ حکام و کاہنون کی یکسان تعظیم و تکریم کرتے ہین اکثر کاہن منصب قضا والانصاف پر ہوتے ہین۔ کاہن کے منصبی کام [illegible] اول قوانین تابو یعنے لوگون کو حلال و حرام بتانے اور بیمارون کو شفا دینے [illegible] وغیرہ مین حاضر ہو اور [illegible] موقعہ جنگ پر مشورہ [illegible] اور مردون کو بلائی [illegible] اہل زیلانڈ مردہ کو دفن نہین کرتے بلکہ [illegible] پھینک دیتے ہین اور حکام [illegible] کی لاشون کو بوری یا چٹائی مین لپیٹ کر [illegible] اور ایک طرف سے اسکو سوراخ [illegible] کسی درخت پر لٹکا دیتے ہین۔

موجودہ اقوام جو بعض جزائر مین اپنے امراء و رؤسا کی پرستش کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین خداوند تعالےٰ کیطرف سے [illegible] مرسل مبعوث ہوئے ہین اور جو عظمت الٰہی لوگون کے دلون مین مرسلون نے [illegible] کے باعث وہ دلون سے [illegible] اور اسکی جگہ تدریجًا امراء و رؤسا و علماء کی عظمت نے گھر بنا لیا۔ دور نہ جاؤ مسیح علیہ السلام مامور و مرسل الٰہی تھے وہ عظمت و توحید ایزدی کو دلون مین قائم کرنے کیلیئے آئے تھے اب نصاریٰ کے دلون مین بجائے اس کے مسیح کی عظمت نے یہانتک گھر کیا ہے کہ اس کو ان کے دوستون نے ابن خدا بلکہ خدائی کا لقب دیدیا۔

الغرض ہم نے زمین کے جس قطعہ کے لوگون کا احوال مطالعہ کیا اون سے وان من امۃ الاخلا فیہا نذیر کی تصدیق ہوتی ہے یعنی ہر ایک گروہ مین خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو گذرے ہین۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا اعلان

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے تمام تلواری جہاد ختم ہو جائیں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ بازار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

سالانہ

خواص و معاونین

ہندوستان سے باہر

غیر مذہب والون سے

اپنی جماعت کے غیر مستطیع (دس روپیہ سے کم آمدنی والے) لوگون سے

نمبر ۳۴ و ۳۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ و ۱۷ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ عیسوی | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

چوتھا نمبر

فرمایا کہ شکوک کے رفع کے لئے اگر کوئی راستی اور نیک نیت سے آوے تو ہم اسے سمجھا سکتے ہیں اور اب تو زمانہ ایسا ہے کہ اللہ تعالےٰ خود ایک معلم کی طرح سمجھا رہا ہے۔ یہ اس کی عادت میں داخل ہے کہ جب دنیا میں گناہ اور بے ایمانی بڑھ جاوے اور ردی اخلاق اور ردی عادات ترقی پکڑ جاویں تو ایک شخص کو اصلاح کے لئے مامور کرے۔ اسلام اسوقت دو آفتوں کے ماتحت ہے۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی اندرونی خود مسلمانوں کا اختلاف اور مسلمانوں کا دنیا کی طرف میلان۔ اور بیرونی وہ آفت جو عیسائیت کی وجہ سے ہے۔ پس کیا ابھی تمہارے نزدیک مہدی اور مسیح کی ضرورت نہ تھی۔ پھر ایک اعتراض یہ پیش کرتے ہو۔ کہ ابھی امت میں ہم دجال آنیوالے ہیں۔ اے بدقسمتو کیا تمہارے لئے دجال ہی رہ گئے کہ اگر ایک آوے ایمان کرتا رہنے میں کوئی کسر رہ جاوے۔ تو پھر دوسرا تیسرا اور چوتھا حتےٰ کہ تیس دجال آویں۔ تاکہ ایمان کا نام ونشان نہ رہے۔ اس طرح تو موسےٰ علیہ السلام کی امت ہی اچھی رہی کہ جس میں پے در پے چار سو نبی آیا پھر موسیٰ علیہ السلام کے وقت تو عورتوں سے بھی خدا نے کلام کیا۔ کیا امت محمدیہ کے مرد بھی اس قابل نہ ہوے کہ خدا ان سے متکلم ہوتا۔ پھر یہ تبلاؤ کہ یہ امت مرحومہ کس طرح ہوئی۔ اس کا نام تو بدنصیب ہونا چاہیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۳ سو برس گذر گئے اور جسقدر فیوض اور برکات تھے۔ وہ سب سماع کے حکم میں آگئے۔ نبی اب اگر خدا انکو تازہ کرکے نہ دکھائے تو صرف قصہ کہانی کے رنگ میں انکو کون مان سکتا ہے۔ جب کہ تازہ بتازہ طور پر خدا کی مدد نہیں۔ نصرت نہیں تو خدا کی حفاظت کیا ہوئی۔ حالانکہ اس کا وعدہ ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

جب متعصب مولوی صاحب نے طاعون کا ذکر کیا کہ آپ کے مرید کیوں مرتے ہیں۔ اور اس کا علاج کیا ہے وغیرہ وغیرہ تو آپ نے فرمایا کہ کسوف وخسوف کا علاج بھی کچھ سوچا ہے۔ اس وقت بحث تو نشانوں کی ہے۔ نہ کہ علاج کی۔ ہاں جو کامل طور پر مجھے قبول کرتا ہے وہ ضرور محفوظ رہیگا۔ لیکن اس کا مجھے علم نہیں۔ کہ وہ کون ہے میں کسی کے سینہ کو چیر کر نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام کا بھی ایک گروہ طاعون سے شہید ہوا تھا۔ مگر دیکھو کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم طاعون سے ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ خدا تعالےٰ نے بھی اپنے بندوں میں امتیاز رکھا ہے جیسے کہ فرمایا ہے۔

"منہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات" اسکے بعد آپنے جماعت کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔

کہ

ضروری بات یہ ہے

کہ تم لوگ ان باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرو۔ تمہارا معاملہ اور حساب خدا سے الگ ہے اور مخالف لوگوں کا حساب الگ ہے۔ جنہوں نے قسم کھائی ہے۔ کہ کیسی ہی سچی بات کیوں نہ ہو۔ مگر وہ قبول نہ کریں گے اللہ تعالےٰ نے بھی ان کی نسبت یہی فرماتا ہے کہ یہ لوگ قیامت کو ہی قبول کریں گے۔ ان کی بناوٹ ہی اسی قسم کی ہے کہ عمدہ شئے یا بات جو پیش کیجاوے۔ وہ اُن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر بدبودار بات ہو تو خوش ہوتے ہیں۔ قرآن شریف احادیث اور عقلی دلائل اور نشان پیش کئے مگر یہ لوگ ان کی پروا نہیں کرتے۔ صرف ایک بات کو نشانہ بناتے ہیں۔ پس جبکہ خدا نے نہ چاہا۔ کہ ایک مذہب ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مگر جن لوگوں کو خدا نے فہم سلیم عطا کیا ہے اون کو چاہیئے کہ وہ شکر کریں کیونکہ فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو خدا نے خود پاک کیا۔

ابھی ہماری جماعت کے بہت سے لوگ چھپے ہوئے ہیں۔ ظاہراً وہ ہم سے الگ ہیں۔ لیکن دراصل ہم میں سے ہیں۔ ہمیں خود ان کا علم نہیں لیکن امید ہے کہ اپنے اپنے وقت پر وہ آجاوینگے۔ خود ایک شخص نے لاہور میں ملاقات کی اور کہا کہ میں آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا معاف کرو اب میرے شکوک رفع ہوگئے ہیں اور ہزاروں خطوط اس قسم کے آئے ہیں کہ اوّل میں ابوجہل تھا اب توبہ کرتا ہوں۔ بعضوں نے بذریعہ خواب کے مانا اور اکثر کو خود آنحضرت صلعم نے کشف میں یا خواب میں کہا کہ تم قبول کرلو جو لوگ بغض کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا کی تیز دہار کو روک لیویں مگر وہ کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ اگر انسانی کاروبار ہوتا تو آجتک کب کا تباہ ہو جاتا مجھے دعوی کئے ہوئے ۲۴ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ کیا ایک مفتری کو اسقدر مہلت ملسکتی ہے کہ اگر کسی کو عقل فہم اور موت کا ڈر ہو۔ تو وہ براہین کے وقت کو دیکھے۔ کہ جو پیشگوئیاں اس میں ہیں۔ وہ کیسے پوری ہوکر رہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ ہدایت نہ دے۔ اور وہ دل کے تالے نہ کھولے۔ تو کس طرح سمجھ میں آوے۔ کوئی بتاوے تو سہی۔ کہ جب سے دنیا ہوئی ہے۔ کسی مفتری نے اس قسم کی پیشگوئی بھی کی ہے۔ خدا سے خوف کرنے والے کے لئے تو ایک ہی نشان کافی ہوسکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اسقدر کثیر نشانوں سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔

غرض مدعا یہ ہے

کہ یہ تمام باتیں ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو حدایت

...ہوں کرتے ہیں۔ نہ کہ منکروں کے لئے ......

۔جن کیواسطے اللہ کا قانون ہے تم خدا سے پناہ مانگو کہ ان کے لئے جو قانون ہے اوس میں تم کو داخل نہ کرے ہمیشہ نیک دل خدا کی رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ نہ خیال کرو کہ یہ لوگ مذہب میں پکے ہیں بڑے بزدل ہوتے ہیں قہر الٰہی کا ذرا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن یاد رکھو کہ یہ ایسا زمانہ ہے جسکے لئے سب نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں اور جیسے مختلف نہریں ملکر ایک دریا بن کر یہ نکلتی ہیں اسی طرح ان پیشگوئیوں کا سیلاب بہ نکلے گا۔ اور آدم۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ وغیرہ پیغمبروں نے جو کچھ کہا وہ سب پورا ہو کر رہیگا بعض رحمت کے نشان بھی ہونگے مگر اون سے انہی کو حصہ ملے گا جو عاجز فروتن اور خائف اور تائب ہونگے اور جو منکر ہیں وہ قہری نشان سے حصہ لینگے اگرچہ یہ لوگ اسوقت انکار کو نہیں چھوڑتے اور صرف ماں باپ یا جاہل لوگوں سے سن سنا کر غلط عقاید پر اڑے ہوئے ہیں لیکن خدا تعالےٰ زبردستی سب کچھ چھڑا دیگا زبردست سے لڑنا نادانی ہے۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر یہ میرا افترا کرتا تو ہم اسکی شاہ رگ کاٹ دیتے پھر یہ کیا وجہ ہے کہ اگر میں خدا پر افترا کرتا ہوں اور اتنی مدت یعنی تیس سال کے قریب ہو چلا ہمیشہ اسکی طرف سے وحی لوگوں کو سناتا ہوں اور وہ جانتا بھی ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔ لیکن میری تائید کرتا ہے اور ہلاک نہیں کرتا ہے وہ کیسا خدا ہے کہ ایک جھوٹے سے اتفاق کر بیٹھا ہے اور ہزاروں نشان اوسکی تائید میں دکھاتا ہے۔ نئی سواری بھی اسکے لئے نکالی۔ کسوف و خسوف بھی اسکے لئے ماہ رمضان میں کیا طاعون بھیجی گویا خدا نے جہان کو دھوکہ دیا اور جو کام دجال نے کرنا تھا وہ خود آپ کیا تاکہ مخلوق تباہ ہو۔ ذرا سوچو کیا خدا کے لئے یہ جائز ہو سکتا ہے۔ کہ ایک کذاب مفتری اور دجال کی وہ اسقدر مدد کرے اور مولوی لوگ جو خود کو اس کا مقرب جانتے ہیں اون کی دعا ہرگز قبول نہ ہو جو لڑائی یہ لوگ لڑتے ہیں وہ مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے ہے میں تو کچھ شے نہیں ہوں خدا سے لڑائی والا کبھی بابرکت نہیں ہو سکتا میں تو اس بات کو بہت سے غور کرتا ہوں اور مجھے لرزا پڑتا ہے کہ افترا ہو اور خدا چپ کر کے بیٹھا رہے اگر ان کے نزدیک یہ افترا ہے تو چاہئے کہ دعا کریں کہ خدا اسے نیست کر دے یا دعا کرکے حضرت مسیح کو آسمان سے اوتاریں عیسائی محققین نے بھی آخر کار مسیح کے آسمان سے آنے سے تنگ آکر اور میعاد گذرتی دیکھکر فیصلہ کر دیا ہے کہ کلیسیا ہی مسیح کو مسیح مان لو یہی مسیح کا نزول ہے اون کو بھی آخر کار نزول کو استعارہ کے رنگ میں ہی ماننا پڑا اور احادیث پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ تمام خلفاء اُس اُمت میں سے ہوں گے قرآن شریف بھی یہی کہہ رہا ہے۔ اور سب جگہ منکم کا لفظ موجود ہے۔ مگر نہ معلوم کہ ان لوگوں نے مسیح بنی اسرائیل کہاں سے بنا لیا کیا یہ تھوڑا انتشار ہے کہ نہ کوئی واعظ ہے۔ نہ لیکچرار۔ اور ہماری ترقی برابر ہو رہی ہے بھلا اگر ان کو طاقت ہے تو روک دیں اللہ تعالےٰ خود لوگوں کو ادہر رجوع دلا رہا ہے مصر سے بھی بیعت کی درخواست آئی۔ یورپ میں تحریک ہے امریکہ میں تحریک ہے۔

میں پھر جماعت کو

تاکید کرتا ہوں کہ تم لوگ ان کی مخالفتوں سے غرض نہ رکھو تقویٰ طہارت میں ترقی کرو۔ تو اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور ان لوگوں سے وہ خود سمجھ لیوے گا۔ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

اور خوب یاد رکھو

کہ اگر تقوےٰ اختیار نہ کرو گے اور اُس نیکی سے جسے خدا چاہتا ہے کثیر حصہ نہ لوگے تو اللہ تعالےٰ سب سے اوّل تم ہی کو ہلاک کرے گا کیونکہ تم نے ایک سچائی کو مانا ہے۔ اور پھر عملی طور سے اس کے منکر ہوتے ہو۔ اس بات پر ہرگز بھروسہ نہ کرو۔ اور مغرور مت ہو سکہ بیعت کر لی جب تک پورا تقویٰ نہ اختیار کرو گے۔ ہرگز نہ بچو گے۔ خدا کا کسی سے رشتہ نہیں۔ نہ اس کو کسی کی رعایت منظور ہے جو ہمارے مخالف ہیں۔ وہ بھی اسی کی پیدائش ہیں۔ اور تم بھی اسی کے مخلوق ہو۔ صرف اعتقادی بات ہرگز کام نہ آوے گی۔ جب تک تمہارا قول اور فعل ایک نہ ہو۔ ان لوگوں کی حالتوں پر غور کرو۔ کہ جب توفّی کا لفظ مسیح کے لئے آوے تو اس کے معنے آسمان پر جانے کے کرتے ہیں۔ اور جب وہ لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہو۔ تو اس کے معنے وفات پانے کے کرتے ہیں۔ پس خدا چاہتا ہے۔ کہ عملی راستی دکھاؤ تاکہ وہ تمہارے ساتھ ہو۔ رحم۔ اخلاق احسان۔ اعمال حسنہ۔ ہمدردی اور راستبازی اگر کمی رکھو گے تو مجھے معلوم ہے۔ اور بار بار بتلا چکا ہوں۔ کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہوگی موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب اسکی امت نے خدا کے حکموں کی قدر نہ کی تو باوجودیکہ موسیٰ ان میں موجود تھا۔ اگرچہ بجلی سے ہلاک کئے گئے۔ پس اگر تم بھی ویسے کرو گے تو میری موجودگی کچھ کام نہ آوے گی۔

اب ہم ان لوگوں کو کہاں تک سمجھائیں۔ بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں اور ان کے لئے کافی اتمام حجت ہو چکا ہے۔ حضرت یوسف بھی توفّی کا لفظ استعمال کریں تو اوس کے معنے موت کے ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ لفظ آوے تو اوسکے معنے موت کے ہوں۔ ساحرین موسیٰ کے لئے وہی لفظ آوے تو معنے موت کے ہوں لیکن جب مسیح پر بولا جاوے تو اوس کے معنے آسمان پر جانا کرتے ہیں یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیویں گے کیا یہی اون کی محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور یہ کیسی دلیری اور شوخی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک جس کی دنیا کو ضرورت تھی۔ وہ تو تیرہ سو برس گذر رہے۔ کہ خاک میں دفن ہیں۔ اور آپ ۶۳۔ برس کی عمر میں فوت ہو جاویں۔ اور مسیح آجتک آسمان پر کوئی بتلاوے۔ کہ وہاں کیا کر رہا ہے۔ اس کا وعدہ تھا۔ کہ میں بنی اسرائیل کی طرف آیا ہوں اور کتنی قومیں بنی اسرائیل کی باقی تھیں کہ آسمان پر جا بیٹھا اور وعدہ بھی پورا نہ کیا اور پھر عقل نقل اور کتاب اللہ کے برخلاف ہے یہ سب دلائل ہیں جو کہ ایک مومن کے لئے کافی ہیں اور بجز اسکے کہ عیسیٰ کو فوت شدہ مانا جاوے اور کوئی ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو محفوظ رکھنے کا نہیں ہے۔ میں تو اس شخص سے بہت خوش ہوں کہ جسنے کتاب حیات النبی لکھی ہے۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور پیغمبر کو زندہ کہے وہ کافر ہے کیونکہ آخر محبت کی کچھ بھی تو علامت چاہئے۔ بعض نئے نئے لوگوں نے جو عیسائیوں میں سے اسلام میں داخل ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کہی ہوگی کہ عیسیٰ اتبک زندہ ہے۔ تب ہی تو اُنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہرگز یہ باور نہ کیا کہ آپ فوت ہو گئے بلکہ ایسا کہنے والے کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے آخر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آکر اس مسئلہ کو حل کیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہوئے تب اونکو یقین آیا۔

اب عیسائیت کا اثر غالب آگیا ہے۔ اور جو محبت مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہئے تھی۔ وہ نہیں رہی۔ ہزاروں رسالے اور اخبار نکالتے ہیں۔ لیکن کسی نے اجتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا رسالہ نہ نکالا پس اب خدا چاہتا ہے کہ آپ کی عزت کو دنیا میں قائم کرے کئی کروڑ کتب اسلام کی رد میں لکی گئیں۔ کیا اب بھی خدا کو لازم نہ تھا کہ کوئی ذریعہ قایم کرکے آپ کی عزت کو ظاہر کرے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک نبی مانتے ہیں اور سب سے اشرف جانتے ہیں۔ اور ہرگز گوارا نہیں کرتے۔ کہ کوئی عمدہ بات کسی اور کی طرف منسوب کیجاوے جب کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی معجزہ طلب کیا کہ آسمان پر چڑھ کر دکھاویں۔ تو آپ نے فرمایا۔ سبحان ربی اور انکار کر دیا دوسری طرف حضرت مسیح کو خدا آسمان پر بیجاوے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم قرآن سے کیا بالکل کتابوں سے دکھا سکتے ہیں کہ جسقدر اخلاق اور خوبیاں کل انبیاء میں تہیں۔ وہ سب کی سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جمع تہیں۔ کان فضل اللّٰہ علیک عظیما اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس اگر آسمان پر جانا کوئی فضیلت ہو سکتی تھی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے کب باہر رہ سکتے تھے۔ آخر یہ لوگ پچھتا دیں گے۔ کہ ان باتوں کو ہمنے کیوں نہ مانا۔ یہ لوگ ایک وار تو آنحضرت کی ذات پر کرتے ہیں۔ کہ ایک چیز آسمان پر جانے کا لوگوں نے مانگا مگر خدا نے آپکی پروا نہ کی۔ اور عیسیٰ کو یہ عزت دی کہ اوسے آسمان پر اٹھا لیا۔ اور دوسرا حملہ خود خدا پر کرتے ہیں۔ کہ اس نے اپنی قوت خلق سے مسیح کو بھی کچھ دیدی خبر سے تشابہ الخلق ہو گیا۔ جواب دیتے ہیں کہ خدا نے خود مسیح کو یہ قدرت دی تھی۔ اے نادانوں۔ اگر خدائی نے تقسیم ہونا تھا۔ تو کیا اسکے حصہ گیر عیسیٰ ہی رہ گئے تھے۔ آنحضرت صلعم کو کیوں نہ حصہ ملا۔

اسقدر تقریر ہو چکی تھی کہ بعض جانثاروں نے بہت وقت گذر جانے کی درخواست کی۔ تاکہ آپکی طبیعت کو زیادہ صدمہ نہ ہو اور سلسلہ تقریر ختم ہو جاوے چنانچہ حضور نے دعا پر اسے ختم کیا۔ اور تشریف لے گئے ہم بھی اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ان تمام وصایا پر عمل درآمد کی توفیق عطا کرے۔ اور جو یقین اور محبت اور غیرت دینی حضرت مسیح علیہ السلام کو عطا کی ہے۔ اس میں سے ایک وافر حصہ ہمیں عطا کرے۔ آمین۔

(اڈیٹر)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے کسی دوسرے مقام پر سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسہ کی ایک مختصر سی تحریر ہم نے چھاپی ہے جو ہمارے ناظرین کی اشد توجہ کی محتاج ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام بظاہر احمدی قوم کی قومی انسٹیٹیوشن ہے لیکن یاد رکھو کہ اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالےٰ کا قایم کردہ سلسلہ ہے؟ اور ضرور ہے تو یہ درسگاہ ایک عالمگیر درسگاہ ہوگی جو کل روئے زمین کے لئے وہ فلاسفر اور صوفی اور عالم پیدا کرے گی جو حقیقی اسلام پیدا کیا کرتا ہے۔ اسلئے آج اسکی حفاظت اسکی دستگیری جو ایک مٹھی جو سے ہو سکتی ہے اور جو ثواب اور اجر اس میں ہے قریب ہے کہ ایک زمانہ آجاوے جو ہزاروں لاکھوں روپے کے دینے میں اسقدر ثواب نہ رہے۔

ہم سچ کہتے ہیں کہ اس مدرسہ کی امداد عظیم الشان دینی خدمت ہے اسکی اہمیت اسی سے ثابت ہے کہ خدا کا مرسل و مامور ان پنجگانہ شاخوں میں سے (جو خدا تعالےٰ نے اسکے سلسلہ کی اشاعت کے لئے مقرر کی ہیں) ایک شاخ کے ضروری چندہ میں سے وضع کرکے چندہ دیدینے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ پس کسقدر ضرور ہے کہ ماہوار مستقل چندہ سے مدرسہ کی مالی حالت کی اصلاح کی جاوے۔

علوم القرآن

نمبر ۱

اس امر سے زیادہ کیا چیز حیرت انگیز ہو سکتی ہے کہ مذہب اسلام کی روح رواں جو کچھ کہو قرآن ہے، تاہم آجکل مسلمانوں کو جسقدر قرآن کے ساتھ بے اعتنائی ہے کسی چیز سے نہیں، عربی کے موجودہ درس میں ہر علم و فن کی کتابیں کثرت سے داخل ہیں، لیکن فن تفسیر کی صرف دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جلالین، اور بیضاوی، جن میں سے پہلی اسقدر مختصر ہے کہ اس کے الفاظ وحروف .... قرآن مجید کے الفاظ وحروف کے برابر برابر ہیں، اور دوسری گوچنداں مختصر نہیں لیکن اس کے صرف ڈہائی پارے درس میں داخل ہیں، جو کتاب کا پانچواں حصہ بھی نہیں۔

منطق و فلسفہ کی مدت تحصیل پانچ برس ہے، اور اور علوم پر بھی ایک معتدبہ زمانہ صرف ہوتا ہے لیکن قرآن مجید اور تفسیر کی تحصیل کے لئے پورا سال بہر گوارا نہیں کیا جاتا، عربی علوم وفنون کی کتابیں کثرت سے چھپ چھپ کر شائع ہو رہی ہیں اور خصوصاً فن حدیث کا سرمایہ تو اسقدر وجود میں آگیا ہے کہ اگلوں کے وہم وخیال میں بھی نہ تہا۔ لیکن قرآن مجید کے متعلق دو ایک معمولی درسی تفسیروں کے سوا، آجتک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ تو ظاہری بے پروائی کی کیفیت ہے، معنوی حیثیت سے دیکھو تو اس سے بہی زیادہ افسوسناک حالت ہے، تمام مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کا معجزہ ہونا اسکی فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے ہے، لیکن کیا ہمارے علما اس دعوے کو ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر ان سے پوچھا جائے کہ قرآن مجید کی انشا پردازی کی کیا خصوصیات ہیں؟ قرآن مجید نے، بلاغت کے کیا نئے اسلوب پیدا کئے شعرائے جاہلیت نے مدح وذم، فخر وثنا۔ شادی وغم۔ عزم و استقلال، نیکی و رحمدی، جوش واثر کے مضامین کو جس پایہ تک پہونچایا تہا قرآن مجید نے انہی مضامین کو کس رتبہ تک پہونچا دیا؟ تو کیا ہزاروں علما میں سے ایک بہی ان سوالوں کا معقول جواب دے سکیگا؟ ادب و بلاغت پر موقوف نہیں، فقہ - اصول علم کلام سب کا ماخذ قرآن مجید ہے - لیکن ہمارے علما خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ علوم مذکورہ کے مسائل کو انہوں نے قرآن مجید سے سیکھا ہے یا ہدایہ و تلویح وعقائد نسفی سے -؟

یہہ شکایت نئی نہیں، تقریباً چھ سو برس سے یہی حالت ہے، اس سے صرف یہی نہیں ہوا کہ قرآن مجید کے متعلق نئی تالیفات کا سلسلہ بند ہو گیا، بلکہ افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ قدما کی نادر اور بیش بہا تصنیفات ناپید ہو گئیں، خاص قرآن مجید کے اعجاز پر قدماء نے بہت سی کتابیں لکھی تہیں جنمیں سے آٹھ یا نو کتابوں کا تذکرہ جلال الدین سیوطی نے اتقان میں کیا ہے، لیکن لوگوں کی بد مذاقی سے، انہیں سے صرف باقلانی کی ایک کتاب بچی ہے، جو اس باب میں معمولی درجے کی تصنیف ہے، اگرچہ ابوبکر عربی اسی کو احسن الکتب کا خطاب دیتے ہیں۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شروع اسلام سے آجتک قرآن مجید کے متعلق جو کچھ علمی سرمایہ مہیا کیا گیا، اُس پر ایک مختصر ریویو کیا جائے جس سے ایک طرف تو ثابت ہو گا کہ ہمارے اسلاف نے اور علوم کی طرح اس فن کو کس قدر وسیع کیا تہا اور کیا کیا نکتہ آفرینیاں کی تہیں، دوسری طرف یہ ظاہر ہو گا کہ قدما نے گو اپنے زمانہ کے موافق تحقیقات وتدقیقات کا حق ادا کر دیا تھا، تاہم آج اور بہت سے نئے پہلوؤں سے ان مسائل پر بحث کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید جسوقت نازل ہو رہا تہا اوسوقت جو لوگ موجود تہے، وہ اگرچہ اس کے مطالب ومعانی کے سمجھنے میں کسی معلم یا اُستاد کے محتاج نہ تہے تاہم بعض بعض مقامات میں جہاں زیادہ اجمال ہوتا تہا یا کوئی قصہ طلب بات ہوتی تہی، لوگ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تہے، آنحضرتؐ کے بعد فتوحات کی ترقی اور تمدن کی وسعت کی وجہ سے احکام میں نئی نئی صورتیں پیش آنے لگیں اور اس ضرورت سے قرآن مجید کی آیات احکامیہ پر غور وفکر کرنے کی ضرورت پڑی، صحابہ میں سے جو لوگ علم وفضل میں زیادہ ممتاز تہے انہوں نے اسطرف زیادہ توجہ کی، ان بزرگوں میں سے حضرت علی سب کے پیشرو تہے، ان کے بعد حضرت عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری کا درجہ ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس کے حلقۂ درس نے نہایت وسعت حاصل کی، اور سیکڑوں ہزاروں شاگرد ہو گئے، انمیں سے مجاہد۔ عطا بن رباح۔ عکرمہ۔ سعید بن جبیر سب سے ممتاز تہے، ان بزرگوں کے سوا جن لوگوں نے فن تفسیر پر توجہ کی وہ حسن بصری۔ عطا بن سلمہ خراسانی۔ محمد بن کعب القرظی۔ ابو العالیہ۔ ضحاک بن مزاحم قتادہ زید بن اسلم ابو مالک وغیرہ ہیں غالباً سب سے پہلے اس فن کی ابتدا کی وہ سعید بن جبیر تہے، عبد الملک بن مروان نے ان سے تفسیر لکھنے کی درخواست کی، چنانچہ انہوں نے اسکی فرمایش کے موافق تفسیر لکھکر دربار خلافت میں بہیجی اور اس کا نتیجہ دفتر شاہی میں داخل کیا گیا، عطا بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے وہ درحقیقت یہی تفسیر[له] ہے۔

اس طبقہ کے بعد ائمہ مجتہدین اور اون کے معاصرین مثلاً سفیان بن عیینہ، شعبہ، یزید بن ہارون عبد الرزاق ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے تفسیریں لکہیں، اسکے بعد عام رواج ہو گیا اور سینکڑوں ہزاروں تفسیریں تصنیف ہو گئیں اور ہوتی رہیں تفسیر کے علاوہ قرآن مجید کے خاص خاص مباحث پر جداگانہ اور مستقل تصنیفات کا سلسلہ شروع ہوا اور یہہ سلسلہ تفسیر سے بہی زیادہ مفید تہا، کسی نے صرف مسائل فقہیہ پر بحث کی، کسی نے اسباب نزول پر کتاب لکہی، کسی نے صرف اون الفاظ کو جمع کیا جو غیر زبان کے الفاظ ہیں۔ کسی نے امثال قرآنی کو یکجا کیا، کسی نے آیات مکررہ کے نکات بیان کئے، اس قسم کے مضامین کی تعداد ۸۰ کے قریب پہونچی اور قریباً ہر ایک پر الگ الگ مستقل تصنیفیں لکہی گئیں[له]، ان مضامین میں سے بعض بعض پر تمام بڑے بڑے ائمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور ہزاروں کتابیں طیار ہو گئیں۔

یہہ تصنیفات اگرچہ بیشمار ہیں لیکن ان سب کو چھ قسموں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) فقہی - جنمیں صرف اُن آیتوں کو یکجا کیا ہے جن سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے مثلاً احکام القرآن اسمعیل بن اسحاق - احکام القرآن ابو بکر رازی، احکام القرآن قاضی یحیی بن اکثم۔

(۲) ادبی - ان تصنیفات میں قرآن مجید کا فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے معجز اور بے نظیر ہونا ثابت کیا ہے، اسی سلسلہ میں وہ تصنیفات بہی داخل ہیں جو قرآن مجید کی حقیقت ومجاز، تشبیہات و استعارات، تکرارات، وجوہ ترتیب، صنائع وبدائع، وغیرہ وغیرہ پر لکہی گئی ہیں۔

(۳) تاریخی - قرآن مجید میں انبیائے سابقین اور اور بزرگوں کے جو قصے مذکور ہیں انکی تفصیل اور مزید حالات۔

(۴) نحوی جسمیں قرآن مجید کے نحوی مسائل سے بحث کی ہے - مثلاً اعراب القرآن رازی وغیرہ۔

(۵) لغوی - یعنی قرآن مجید کے الفاظ مفردہ کے معانی اور انکی تحقیق - مثلاً لغات القرآن ابو عبیدہ وغیرہ۔

(۶) کلامی - جن آیتوں سے عقائد کے مسائل مستنبط ہوتے ہیں اُن پر بحث ان مضامین سے فقہی مباحث پر جو کچھ لکہا گیا اسپر اضافہ کی بہت کم گنجایش ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس بحث پر بڑے بڑے ائمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور چونکہ شروع ہی سے ان مسائل کے متعلق الگ الگ فرقے بن گئے تہے، کسی فریق نے تدقیق کا دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ امام شافعی، قاضی یحیی بن اکثم (استاد ترمذی) ابوبکر رازی، جس پایہ کے لوگ تہے سب کو معلوم ہے، ابوبکر رازی کی تصنیف آج بہی موجود ہے اور ہماری نظر سے گذر چکی ہے، اسی طرح لغات قرآن اور مسائل نحویہ پر جو کچھ لکہا گیا اس سے بڑھ کر نہیں لکہا جا سکتا۔

فصاحت وبلاغت کے متعلق نہایت کثرت سے کتابیں لکہی گئیں، جو اعجاز القرآن کے نام سے مشہور ہیں، ان میں فصاحت وبلاغت کے تمام اقسام سے بحث کی ہے، سب سے پہلے غالباً جاحظ المتوفی ۲۵۵ھ نے اس موضوع پر لکہا، پھر محمد بن یزید واسطی - عبد القاہر جرجانی - رمانی خطابی - زملکانی، امام رازی - ابن سراقہ قاضی ابو بکر باقلانی نے بسیط اور مفصل کتابیں لکہیں، یہ کتابیں آج بالکل ناپید ہیں -

میں نے قسطنطنیہ اور مصر کے تمام کتب خانے دیکہے لیکن ایک کتاب کا بہی پتہ نہ لگا۔ البتہ قاضی باقلانی کی تصنیف موجود ہے، جسکا نسخہ میں نے حیدرآباد کے کتب خانہ سے لکہوا کر منگوایا تہا اور اب وہ چہپ بہی گئی ہے، اس کتاب کی نسبت ابن العربی کا قول ہے کہ اس بحث پر کوئی کتاب اسدرجہ کی تصنیف نہیں ہوئی، ابن العربی کی رائے پر اگر اعتماد کیا جائے تو اسلاف کی علمی حالت پر سخت افسوس ہو گا کیونکہ باقلانی کی کتاب گو انشا پردازی کے لحاظ سے بلند رتبہ ہے بلکہ اصل مضمون کی حیثیت سے محض ایک ملایانہ تصنیف ہے۔

عبد القاہر جرجانی جو فن بلاغت کا موجد ہے اسکی اعجاز القرآن ہم نے نہیں دیکہی لیکن اس کی دو کتابیں دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغت جو خاص فن بلاغت میں ہیں ہمارے پیش نظر ہیں، ان کتابوں میں اُس نے جو نکتہ آفرینیاں کی ہیں، وہ حیرت انگیز ہیں اور اس لئے قیاس ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید پر اُس نے جو کچہہ لکہا ہو گا بیش بہا ہو گا، اسی طرح جاحظ کی تصنیف بہی بے نظیر ہو گی، لیکن چونکہ پانچ چھ سو برس سے قوم کا علمی مذاق بالکل پست ہو گیا ہے اس لئے لوگ ابن العربی، باقلانی ہی کی تصنیف کو بہترین تصانیف قرار دیتے ہیں۔

اعجاز القرآن کے سلسلہ کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں جن میں انشا پردازی کی خاص خاص قسموں سے بحث کی ہے مثلاً ابن ابی الاصبع نے قرآن مجید کی صنائع وبدائع پر مستقل کتاب لکہی، عز الدین بن عبد السلام نے قرآن کے مجازات کو یکجا کیا، ابو الحسن ماوردی نے قرآن کی ضرب المثلیں جمع کیں اور اون کی خوبیاں دکہائیں، علامہ سیوطی نے سورتوں کے طریق ابتدا میں ایک رسالہ لکہا جسکا نام الخواطر السوانح فی اسرار الفواتح ہے، ابن القیم نے کتاب التبیان اس بحث پر لکہی کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں کثرت

حاشیہ [له] یہ تفصیل میزان الاعتدال ذہبی تذکرۂ عطا بن دینار سے ماخوذ ہے -

[له] دیکہو اتقان فی علوم القرآن کا دیباچہ -

سے قسمیں کیوں کہائی ہیں۔

قصص اور حقائق اشیاء کے متعلق تصنیفات کا جو سرمایہ ہے وہ درحقیقت شرم کا باعث ہے اور افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ تفسیر کے اجزاء میں سے جو حصہ سب سے زیادہ عوام میں مقبول اور متداول ہے، اور سلسلہ بہ سلسلہ تمام اسلامی لٹریچر میں سرایت کر گیا ہے، وہ یہی حصہ ہے، انبیاء اور صلحا سے سابقین کو افسانے جو یہودیوں میں پہیلے ہوئے تہے، وہ نہایت مبالغہ آمیز اور دور از کار تہے، قرآن مجید میں نہایت اجمال کے ساتھ صرف اُن واقعات کو بیان کیا گیا جو فی نفسہ صحیح تہے، اور جن سے طبائع پر کوئی اخلاقی عمدہ اثر پڑتا تھا، ہمارے مفسروں نے قرآن مجید کو ایک فن قرار دیا اور اس کی شرح میں وہ تمام بیہودہ افسانے شامل کر دیئے جنکے سامنے بوستان خیال کی بہی کچھ حقیقت نہیں، حقائق اشیاء کے متعلق جو کچھہ قرآن مجید میں مذکور تہا، اوس کے ساتھ بہی یہی سلوک کیا گیا، چاہ بابل، کوہ قاف سکندر ذوالقرنین یاجوج ماجوج وغیرہ وغیرہ کی نسبت جو روایتیں مسلمانوں میں پہیلی ہوئی ہیں، وہ انہیں تفسیروں کی بدولت ہیں۔ علامہ ابن خلدون نے اس کے متعلق مقدمۂ تاریخ میں نہایت محققانہ مضمون لکہا ہے ہم اس کی عبارت اس موقع پر بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں:-

وقد جمع المتقدمون فی ذالك .... الا ان کتبهم ومنقولاتهم تشتمل علی الغث والسمین والمقبول والمردود والسبب فی ذالك ان العرب لم یکونوا اهل کتاب ولا علم وانما غلبت علیهم البداوة والامیة واذا تشوقوا الی معرفة شیٔ مما تتشوق الیه النفوس البشریة فی اسباب المکونات وبدء الخلیقة واسرار الوجود فانما یسألون عنه اهل الکتاب قبلهم ویستفیدونه منهم وهم اهل التوراة من الیهود ومن تبع دینهم من النصاری واهل التوراة الذین بین العرب یومئذ بادیة ولا یعرفون من ذالك الا ما تعرفه العامة من اهل الکتاب فلما اسلموا بقوا علی ما کان عندهم مما لا تعلق له بالاحکام التی یحتاطون لها مثل اخبار بدء الخلیقة وما یرجع الی الحدثان والملاحم وامثال ذلك وهولاء مثل کعب الاحبار ووهب بن منبه وعبد اللّٰه بن سلام وامثالهم فامتلأت التفاسیر من المنقولات عندهم وتساهل المفسرون فی مثل ذلك وملؤا کتب التفسیر من هذه المنقولات، واصلها کما قلنا عن اهل التوراة الذین یسکنون البادیة ولا تحقیق عندهم بمعرفة ما ینقلونه من ذالك الا انهم بعد صیلتهم وعظمت اقدارهم لما کانوا علیه من المقامات فی الدین والملة فتلقیت بالقبول من یومئذ[1]

ترجمہ:- اور اس باب میں متقدمین نے بڑا ذخیرہ جمع کیا لیکن ان کی تصنیفات اور روایتوں میں نیک و بد، مقبول و مردود، سب کچھہ شامل ہے، اسکی وجہہ یہ ہے، کہ اہل عرب لکہے پڑہے نہ تہے، اور اُن کے اوپر بالکل بدویت و جہالت غالب تہی اور جب اون کو اشیاء کی دریافت کا شوق ہوتا تہا جو طبایع بشری کا اقتضاء ہے مثلاً آفرینش عالم کے اسباب، دنیا کی ابتداء، وجود کے اسرار، تو ان باتوں کو وہ لوگ یہودیوں سے دریافت کرتے تہے یا اون عیسائیوں سے جو یہودیوں کے مقلد تہے اور اس زمانہ کے یہود ایسے ہی جاہل تہے جیسے بادیہ نشین عرب، ان کو صرف وہی معلومات تہی، جو عوام اہل کتاب کو ہوتی ہیں پہر جب یہ لوگ اسلام لائے تو اُن امور کے متعلق جو احکام شرعی سے تعلق نہیں رکہتے تہے مثلاً دنیا کا آغاز، واقعات قدیمہ، اور قصص انبیاء، اون کے خیالات وہی رہے جو پہلے سے تہے، ان اسلام لانے والوں میں کعب احبار۔ وہب بن منبہ عبداللہ بن سلام وغیرہ تہے، اس لئے تمام تفسیریں ان کی روایتوں سے بہر گئیں، اور اس قسم کے امور میں مفسرین سہل انکاری کرتے ہیں، اس لئے ان لوگوں نے تفسیر کی کتابوں کو انہی روایتوں سے بہر دیا اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان روایتوں کا ماخذ وہی توراۃ والے تہے جو صحرا نشین تہے اور ان کو ان روایتوں کے متعلق کچھہ تحقیق حاصل نہ تہی لیکن چونکہ مذہباً ان لوگوں کا پایہ بلند تہا اور قوم میں ان کو شہرت اور عظمت حاصل تہی اسلئے وہ روایتیں قبول عام پا گئیں۔

علامہ ابن خلدون نے جو کچہہ لکہا محدثانہ تحقیق بہی تمامتر اسی کی تائید کرتی ہے، انبیاء سابقین اور زمین و آسمان وغیرہ کی آفرینش کے متعلق جو کچہہ تفسیروں میں مذکور ہے، وہ عموماً قدمائے مفسرین سے ماخوذ ہے، یعنی مجاہد- سدی ضحاک مقاتل بن سلیمان کلبی۔ ان میں سے تین مقدم الذکر نے صحابہ کا زمانہ پایا تہا، اور ان سے روایتیں حاصل کی تہیں، مقاتل نے ۱۵۰ھ ہجری میں وفات پائی کلبی بہی اسی دور کے مفسر ہیں، نقلی مضامین کے متعلق آج جسقدر تفسیریں ہیں سب انہی بزرگوں سے ماخوذ ہیں، امام شافعی کا قول ہے کہ فن تفسیر میں تمام لوگ مقاتل کے وظیفہ خوار ہیں، سدی کی نسبت جلال الدین سیوطی نے کتاب الارشاد سے نقل کیا ہے کہ امثل التفاسیر تفسیر السدی یعنی تمام تفسیروں میں سدی کی تفسیر سب سے اچھی ہے، امام طبری کی تفسیر کے متعلق تمام علما کا اتفاق ہے کہ صحت و تنقید میں لاجواب ہے، لیکن یہہ تفسیر بہی زیادہ تر سدی اور ضحاک سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی نے اتقان باب ہشتاد و ہم میں تصریح کی ہے۔

ان بزرگوں کا یہ حال ہے کہ مجاہد کی تفسیر کی نسبت جب لوگوں نے امام اعمش سے دریافت کیا کہ اس میں غلطیاں کیوں پائی جاتی ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے، ضحاک کی نسبت محدثین نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ وغیرہ سے انہوں نے جو روایتیں کی ہیں سب مخدوش ہیں یعنی انکی صحت میں کلام ہے، اسکے ساتہہ یحیٰی بن سعید قطان نے جو اسماء الرجال کے امام ہیں تصریح کی ہے کہ ضحاک میرے نزدیک ضعیف الروایت ہیں، سدی کا یہ حال ہے کہ امام شعبی سے کسی نے کہا کہ سدی کو قرآن کے علم کا حصہ ملا ہے، مقاتل کی نسبت وکیع کا قول ہے کہ کذاب تہا، محدث نسائی فرماتے ہیں کہ مقاتل جہوٹ بولا کرتا تہا، عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ مقاتل کی تفسیر بہت اچہی تہی کاش وہ ثقہ بہی ہوتا، جوزجانی نے لکہا ہے کہ مقاتل نہایت دلیر دجال تہا، محدث بن حبان نے لکہا ہے کہ مقاتل قرآن مجید کے متعلق یہود و نصاری سے وہ باتیں سیکہا کرتا تہا جو ان کے روایتوں کے مطابق ہوتی تہیں، کلبی کی نسبت تو عام اتفاق ہے، کہ انکی تفسیر دیکہنے کے قابل نہیں، امام احمد بن حنبل، دارقطنی، امام بخاری، جوزجانی- بن معین سب نے تصریح کی ہے کہ وہ ناقابل اعتبار تہا، ابن حبان کا قول ہے کہ کلبی کا کذب و دروغ اسقدر ظاہر ہے کہ اس میں کچہہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں[2] ایک ضمنی تذکرہ میں ان بزرگوں کے اسقدر پردہ دری شاید موزون نہ تہی، لیکن ان لوگوں نے اسلام کو جسقدر نقصان پہونچایا ہے اسکا کم سے کم یہی صلہ تہا، انہی حضرات کی روایتیں ہیں جن سے تفسیر کبیر- کشاف، بیضاوی اور اور سیکڑوں ہزاروں کتابیں مالامال ہیں، مسلمانوں میں آج جو عجائب پرستی، زود اعتقادی اور غلط خیالی ایک خاصہ بن گئی ہے انہی کی روایات اور منقولات کی بدولت ہے۔

(الندوة)

حاشیہ:- [1] مقدمہ ابن خلدون باب علوم القرآن۔
[2] میزان الاعتدال ذہبی۔

[1] ان لوگوں کے یہ اقوال میزان الاعتدال ذہبی سے ماخوذ ہیں۔

تفسیر القرآن دوسرا پارہ

تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل اور اشاعت کے متعلق مجہے کئی مرتبہ اعلان کرنا پڑا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ جب جب اسکے متعلق اشتہار دیا ہے مجہے اس کی تکمیل کا پورا خیال ہی رہا لیکن قدرتی طور پر ایسے اسباب پیش آ گئے ہیں کہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکا- اور مجہے اپنے معزز ناظرین سے شرمندہ ہونا پڑا- تاہم یہ امر میرے لئے ہمیشہ فکر کا موجب ہی رہا اور میری دلی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ مجہے توفیق دے کہ میں اس خدمت قرآن کریم کے باعث فخر و نجات کام کو سرانجام دوں- جہانتک میری طاقت اور حق سعی ہے اسکے لحاظ سے میں آجکل تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل کے کام میں مصروف ہوں میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ ۳۱- اکتوبر ۱۹۰۴ء تک اس کام سے بالکل فارغ ہو جاؤں گا- کاتب لکہہ رہا ہے اور پریس چہاپ رہا ہے- ساری توفیقیں چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتہہ میں ہیں اسلئے اس کی تائید و توفیق کے بغیر کچہہ بہی نہیں ہو سکتا- پس وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے از حد مشتاق اور منتظر ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجہے توفیق عطا فرماوے- مجہے اس امر کے اظہار کی کچہہ ضرورت نہیں ہے کہ یہہ پارہ اپنی جدید طرز بیان اور طریق ترتیب میں کیسا ہو گا کیونکہ ایک بڑا حصہ اسکا ناظرین کے پاس پہونچ چکا ہے۔ اس پارہ کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ ساتہہ ہی باقاعدہ سلسلہ کا تیسرا نمبر چہپنا شروع ہو جاویگا کیونکہ اسکا مسودہ طیار ہے اور حضرت حکیم الامۃ اسے عرصہ ہوا دیکہہ چکے ہوئے ہیں- اس سلسلہ میں مینے اتنی ترمیم کر دینی مناسب سمجہی ہے کہ اسکی تقطیع ۱۷×۲۷ کے نصف کی بجا ۲۲×۲۹ کے ۱/۸ کے برابر کر دونگا اور بجائے دو جز کے اڑہائی جزو کر دیا جاوے گا انشاء اللہ العزیز-

مرتب تفسیر القرآن

ایک نظر اِدھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔
ناگر تیل- یہہ تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکہیں درد سر وغیرہ کے لئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک بذمہ خریدار
المشتہر
کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

قرض

کسی سے قرض لینا گویا اس سے محبت قطع کرنا ہے قرضدار قرض خواہ کی نظروں میں ذلیل و حقیر معلوم ہوتا ہے اور کبھی کبھی قرضدار کو قرضخواہ کی زبان سے تحقیر کرنیوالے کلمات سننے پڑتے ہیں مگر اس کا جواب دینے سے صرف اس وجہ سے معذور ہو جاتا ہے کہ قرضدار ہے اور خاموشی کو اپنی پشت پناہ سمجھتا ہے بازاروں میں قرضدار آزادی کے ساتھ نہیں جا سکتا نہ کہیں میلوں ٹھیلوں میں اطمینان کے ساتھ سیر کر سکتا ہے کیونکہ ہر وقت اسے یہی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں میرا قرضخواہ نہ مل جائے اور چار دوستوں کے سامنے ذلیل نہ کر دے قرضدار کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے جن دوستوں کے یہاں روزمرہ آمد و رفت رہتی ہے دلچسپ جلسے ہوا کرتے ہیں قرضداران صحبتوں سے لطف نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں میرا قرض خواہ اس رنگین طبیعت دوست کا دوست نہ ہو اور اگر اوس نے میری قرضداری کا معاملہ اس سے کہدیا ہوگا تو بھرے جلسہ میں ذلت اٹھانا ہوگی منہ پر عرق آجائیگا ساری شیخی کرکری ہو جائیگی پھر ان لوگوں کو کبھی منہہ دکھانیکے قابل نہ رہونگا۔ اس لئے قرضدار اکثر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے ملنے جلنے سے تنفر ظاہر کرتا ہے اور اپنے مکان پر بھی کسی دوست سے ملاقات کرنا اس کو اچھا معلوم نہیں ہوتا اپنے نوکروں سے وہ کہ دیتا ہے کہ دیکھو اگر کوئی شخص ہماری ملاقات کو آوے تو یہ کہدینا کہ میاں اس وقت مکان میں موجود نہیں ہیں قرضدار تنہائی میں بیٹھ کر بھی کوئی مفید کام کر نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت دل ہی دل میں خیالی پلاؤ قرضہ کے ادا کرنے کے واسطے دل میں پکایا کرتا ہے اکثر لوگوں کو۔ ایسے ہی ایسے افکار میں مبتلا ہو کر سل و دق کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور اپنی تندرستی کو ہاتھ سے بیٹھتے ہیں اور قرضہ کا بوجھ اپنے لواحقین پر دھر جاتے ہیں۔ قرضدار دروغگوئی کا بھی عادی ہو جاتا ہے۔ جب ایک قرض دار آکر تقاضا کرتا ہے تو اس سے وعدہ کرتا ہے کہ ۱۵ تاریخ کو تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا جس سے قرض خواہ کے دل کو کچھ اطمینان ہو جاتا ہے مگر جب مہینہ کی ۱۵ آتی ہے تو قرضدار مکان پر موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ اندر ہی سے بیٹھے بیٹھے حیلے حوالے کر دیتا ہے کبھی مکان پر موجود ہی نہیں ہوتا۔ اگر کبھی اتفاق سے موجود ہوتا بھی ہے تو بیمار بن جاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میں باہر آنے سے معذور ہوں قرض خواہ مایوس ہو کر چلا جاتا ہے۔ قرضدار اشد ضروری کاموں کے سبب پوشیدہ راستوں سے بازار جاتا ہے اگر اتفاق سے کوئی قرض خواہ اسی راستہ میں دور سے نظر پڑ گیا تو فوراً قرض دار کا منہہ زرد پڑ جاتا ہے جسم پر پسینہ آنے لگتا ہے قلب کی حرکت تیز ہو جاتی ہے چلنے میں پیر لڑکھڑانے لگتے ہیں ہاتھ اور پیروں کی انگلیاں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں ہوش و خرد باختہ ہو جاتے ہیں جب خدا خدا کر کے قرض خواہ قریب آجاتا ہے تو قرضدار قبل اس کے کہ قرض خواہ کوئی لفظ منہ سے نکالے بڑی متانت سے سلام کرتا ہے اور خوب لمبے چوڑے جملوں سے مزاج پرسی کرتا ہے اور دریافت کرتا ہے کیوں جناب بتلائیے تو سہی کہ آپ کا کتنا روپیہ ہے مجھے تو یاد نہیں رہا اور نہ میں نے کبھی کو معاملہ صاف کر دیا سب حساب کیا ہوا رکھا ہے صرف تعداد معلوم نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ التویٰ میں پڑ گیا اور یہ کہکر کہ انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔ فوراً نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ قرض خواہ کو اتنا موقع نہیں دیتا کہ وہ کوئی لفظ تقاضا کا زبان سے نکالے بعض قرضخواہ خصوصاً مہاجن بڑے بیباک ہوتے ہیں عدالت میں رجوع کر دیتے ہیں تو پھر قرضدار کا اعتبار گورنمنٹ کے سامنے سے بھی جاتا رہتا ہے۔ خدا قرض سے پناہ میں رکھے ماحصل کلام یہ ہے کہ قرضدار کے دل کو کسی وقت اطمینان نہیں رہتا وہ ہر وقت پریشانی کے عالم میں بدحواس سا رہتا ہے زندگی اس کے سر پر صرف ایک بھدا بار ہوتی ہے ذکری فضل کا میوہ اسکو پھیکا معلوم ہوتا ہے کسی کہانے میں مزہ آتا ہے بلکہ اصل پوچھئے تو اسکی قوت ذائقہ بھی تشریف لے جاتی ہے قرض دار کی طبیعت ڈرپوک ہو جاتی ہے ذرا سے کھٹکے پر اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے نتیجہ اس ساری تحریر کا یہ ہے کہ قرض دار مخلوق خدا کی نظروں میں ذلیل حقیر مفلس قاطع محبت دروغگو بے شرم ثابت ہوتا ہے رب العالمین اس مہلک مرض سے ہر شخص کو بچائے۔

(رسول اینڈ ملٹری نیوز)

آرمینیا کی مسلمان کردی عورتین

اخبار لٹریری ڈائی جیسٹ رقمطراز ہے کہ شہر دینا میں ایک لیڈی ڈاکٹر مسمی مارگریٹ نے آرمینیا کی مسلمان کردی عورتوں کی حالت پر ایک لیکچر دیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ گھروں کی اکثر چیزیں عورتوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ عورتیں ہی دور و دراز سفر پر جاکے ریشم کے کیڑے جمع کرتی ہیں۔ سوت کاتتی ہیں، اور کپڑوں کے رنگنے میں بڑی مشاق ہوتی ہیں۔ وہی جنگلوں میں جا کر مختلف رنگ تیار کرنے کیلئے پھول لاتی ہیں۔ ان باتوں سے مرد محض ناواقف ہیں۔ ان عورتوں میں ورزش جسمانی پائی نہیں جاتی ہے۔ ان کے مردوں کا یہ کام ہے کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے ہیں اور ان کے فروخت سے اپنا پیٹ پالتے ہیں غریبوں کے اہل و عیال کی حالت بہت خراب ہے جنکی عمر فاقہ کشی میں گذرتی ہے باوجود اس غربت کے وہ اپنے بچوں کی بڑی پرداخت کرتے ہیں۔ والدین اپنی لڑکیوں سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور انکی نسبت یہ اون کا عام مقولہ ہے کہ لڑکیاں گلاب کی کلیاں ہیں جو بغیر کامل غور و پرداخت کے ہرگز نشو و نما نہیں کر سکتی ہیں۔ اس قوم کے مرد اپنی بہنوں کے ساتھ بڑی محبت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کے معین اور مددگار رہتے ہیں۔ جب ان کی لڑکیوں کی شادی ہوتی ہے۔ تو اس کے اخراجات کا کل بار نوشاہ کی گردن پر پڑتا ہے۔ دولہن کے کپڑے دولہا ہی بنواتا ہے۔ گھر میں بیوی یا بیوی کی ماں کا پورا اختیار ہوتا ہے۔ اور تمام گھر کے آدمیوں کو اسکی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔

یہ لیڈی ڈاکٹر مسلمان کردی عورتوں کی نسبت بیان کرتی ہے کہ وہ بڑی بہادر ہیں آلات حرب کا استعمال خوب جانتی ہیں گھوڑے کی سواری میں شہسوار ہیں۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہیں تو اپنے بچے کو پیٹھ سے باندھ لیتی ہیں۔ فن شہسواری میں وہ ایسی کامل ہیں کہ بڑے بڑے ماہر فن سواران کے آگے کان پکڑتے ہیں۔ باوجود امور خانہ داری میں مصروف رہنے کے وہ اپنے مردوں کی قوت بازو ہیں۔ اتفاقاً جب کوئی عورت چوروں کے نرغہ میں گھر جاتی ہے تو وہ بڑی جوانمردی کے ساتھ ان سے مقابلہ کرتی ہے۔ ان مردوں کو بڑی نظر حقارت سے دیکھتی ہیں۔ جو میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ جب کوئی مرد کسی کنواری لڑکی سے شادی کی درخواست کرتا ہے تو لڑکی یہ سوال کرتی ہے کہ تم نے کتنے قافلے لوٹے اور کتنے گھوڑے اور ہتھیار چھینے ہیں۔

طبعی حکمائے یورپ معجزہ پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلعم

حکمائے یورپ کی دقیق تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ اجسام طبعیہ و موالید ارضی خصوصاً جمادات وغیرہ میں یہ خاصیت ہے کہ انسانی کردار و حیوانات کے حرکات و آواز جو ان کے متصل و اندر واقع ہو رہے ہیں وہ انہیں خود بخود منقش ہوتے رہتے ہیں مثلاً سنگ خارا وغیرہ جو کہ تراشے جاتے ہیں اور اونچی اونچی عمارتیں کہ بنائی جاتی ہیں اور گھروں میں جو کچھ ہوتا ہے از قسم موت و حیات و بیماری و تندرستی اور شادی اور دعوت کے جلسے اور فسق و فجور و عبادات اور آپس کی گفتگو وغیرہ وغیرہ جو واقعات لحظہ بلحظہ ہوتے رہتے ہیں وہ سب ان مکانات کی در و دیوار میں منقش ہو جاتے ہیں پیغمبر خدا علیہ السلام کا یہ معجزہ ہے جسکی تصدیق خداوند تعالےٰ نے حکمائے یورپ سے کرائی ہے کیونکہ حکمائے یورپ پر جو راز اب بذریعہ آلات و اسباب کھلا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو تیرہ سو سال قبل ازین بذریعہ وحی خدا ظاہر فرما گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس مقام پر کسی شخص نے کوئی نیک کام کیا وہ مقام اوس کے لئے قیامت کو شافع ہوگا یعنے اوس کے نیک کام کا گواہ ہے گا اور جس مقام پر کسی نے کوئی بدکام کیا وہ مقام اوس کے لئے دوزخ کا طلبگار ہوگا۔ (کیونکہ امکنہ میں افعال و اقوال بطور نگار و نقش رہتے ہیں) اس پر محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ جس مقام پر کسی شخص سے کوئی بدی سرزد ہو جاوے وہاں نیکی کر کے اوس کا تدارک کرلے۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

اس وقت مدرسہ کی حالت ازحد محتاج امداد ہے۔ اس واسطے بخدمت جمیع برادران عرض ہے کہ مدرسہ کا جو چندہ کسی صاحب کے نام بقایا ہو وہ جلد ارسال فرماویں۔ اور علاوہ اس کے لگشت عطیہ سے مدد دیں۔

حضرت کا حکم ہے کہ سب احمدی ممبر مدرسہ کا چندہ دیں اور جو نہ دے سکیں وہ اپنے لنگر کے چندے کا چوتھا حصہ کاٹ کر مدرسہ میں دیدیں۔ بہرحال مدرسہ کا چندہ حسب الحکم حضرت ضروری ہے۔ یاد رہے۔ کہ تمام چندے بنام مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام روانہ کرنے چاہئیں۔ حضرت کے نام یا دوسروں کے نام کیونکہ اسمیں حضرت کو تکلیف ہے اور کسی خاص شخص کے نام بھی نہوں۔ والسلام

محمد صادق عفی اللہ عنہ قائم مقام ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

مرآۃ الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ عجیب اور جامع کتاب مسئلہ جہاد پر مطبع الحکم میں چھپ رہی ہے اس کے مولف ہمارے مکرم بھائی سید وزارت حسین صاحب مونگیری ہیں سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ہے اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں ان کے جواب قابلیت کے ساتھ دئیے گئے ہیں خصوصاً سید شاہ علیم الدین آرہ پر مقبول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دینگے (انشاء اللہ العزیز) ۲۱۶ تک یہ کتاب چھپ چکی ہے اور ۲ ہفتہ تک پریس میں جا سکی ہے ابھی مضمون نگار کے ہاتھ سے فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کتاب ...

* اس قابل ہے کہ اسکی کثرت کے ساتھ اشاعت ہو۔ درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب کے شائع ہونے پر خریداروں کو جلد بھیجدی جاوے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

(ایک فیصلہ حضرت حکم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے)

راولپنڈی میں احباب میں اس امر پر اختلاف تھا کہ بعد نماز جمعہ مسجد سے چلے جانا چاہئے اور مسجد میں بیٹھ کر اخبارات وغیرہ کا سنتا یا سناتا اور دوسرے قومی کام نہ کرنے چاہئیں۔ اس پر انہوں نے صحیح حکم کیلئے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے رجوع کیا یہ دلچسپ اور مفید خط وکتابت قابل دید ہے اسلئے ہم اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

خلاصہ خط جماعت راولپنڈی۔ بنام مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ

ہم راولپنڈی میں بعد نماز جمعہ چند احمدی بھائی اسی جگہ بیٹھ کر مسائل پر بحث وغیرہ کرتے ہیں اکثر ہفتہ کے بعد ان کو یہ موقع ملتا ہے کہ مل کر بیٹھتے ہیں اور اپنی جماعت اور حضرت صاحب کے حالات ایک دوسرے سے دریافت کرنیکا موقع ملتا ہے لیکن ایک بھائی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں بعد نماز جمعہ فانتشروا فی الارض کا حکم ہے اور یہ صیغہ امر ہے پس کیا باہم بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔"

اس پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مندرجہ ذیل ریمارک کرکے برادرم مفتی محمد صادق صاحب کے پاس بھیجا

برادرم مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ خط آپ غور سے پڑھ لیں حضرت حجۃ اللہ کی جناب عالی ہی کی طرف سے اس پر غور ہو۔ لکھدیں میرے نزدیک خفیف سی بات پر لوگ نزاع پیدا کرتے ہیں یہ بڑے عیب کی بات ہے اور تفرقہ جماعت کا موجب ہے ہر شخص اپنی جگہ مجتہد بن بیٹھتا ہے جمعہ کے بعد مسجد میں صلاح اور مشورہ نیک کیلئے بیٹھنا کوئی گناہ کی بات نہیں مسلمانوں کی انجمن ہی مسجد کا مقام ہے۔۔۔۔ خدا کا حکم فانتشروا فی الارض ایک غلطی کے ازالہ کیلئے ہے اور اجازت کی غرض سے ہے ہر متنفس کیلئے وجوبی نہیں۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم

اس پر برادرم مفتی صاحب نے مندرجہ ذیل عریضہ حضرت امام علیہ السلام کے حضور بھیجا مع اصل خط کے

حضرت اقدس مرشدنا ومہدینا مسیح موعود مہدی معہود السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احباب راولپنڈی میں ایک اختلاف ہوا ہے کہ بعد نماز جمعہ مسجد میں اسی جگہ بیٹھ کر برادران احمدیہ کا باہم ملاقات کرنا۔ مسائل دینیہ پر بحث کرنا۔ اپنی جماعت سے متعلق کتب اشتہارات وغیرہ سنانا یا سننا ناجائز ہے یا نہیں؟ ایک فریق کہتا ہے کہ ایسا کرنا فانتشروا فی الارض کے حکم کی مخالفت ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ دینی اغراض کیلئے بیٹھنا جائز ہے والسلام۔ عاجز محمد صادق ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء

حضرت حکم کا فیصلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایسی بحث غلط فہمی سے ہے اصل بات یہ ہے کہ اغراض صحیحہ دینیہ کے لئے بعد نماز مسجد میں بیٹھنا جائز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت ہے اور یہ حکم بطور رخصت کے ہے نہ بطور فرض کے۔ چونکہ عیسائیوں کی تعطیل کے دنوں میں قطعاً بیکاری فرض تھی وہ اپنی دکانیں بند رکھتے تھے اس کے رد کیلئے یہ حکم ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تیر حرام نہیں ہے کہ بعد نماز جمعہ سارا دن بیکار رہو۔ البتہ بانگ نماز سنتے ہی مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔ اور پھر تمہیں رخصت ہے کہ اپنی تجارت وغیرہ میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ یہ حکم ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۲ پس کلوا واشربوا سے یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے روزہ بھی نہ رکھو اور ہمیشہ کھاتے پیتے رہو۔ غرض یہ حکم اہل کتاب کے رد میں ہے اور اس سے اصل مطلب رخصت ہے نہ فرضیت جیسا کہ سنت سے ظاہر ہے والسلام

مرزا غلام احمد

ایڈیٹر۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جو مشورے قادیان میں مدرسہ یا میگزین وغیرہ کے متعلقہ امور کیلئے ہوں ہمیشہ بعد نماز مسجد ہی میں ہوتی رہی ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۱ اکتوبر کا دن ساکنان دارالامان کیلئے یوم عید سے کم نہ تھا جبکہ انہیں اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دارالامان میں واپسی کی خبر ملی۔ اس تاریخ کو اعلیٰ حضرت بعد دوپہر دارالامان پہونچے + ایڈیٹر الحکم نے اس موقع پر الحکم کا ایک خاص پرچہ شایع کیا جو آج اخبار میں شائع کیا جاتا ہے + دارالامان میں واپس پہونچکر حضرت اقدس کی طبیعت کوفت سفر کی وجہ سے کسیقدر ناساز رہی لیکن الحمدللہ حضور کی طبیعت بالکل صاف ہے آپ اور خاندان رسالت کے تمام افراد خدا کے فضل وکرم سے خوش ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت میں سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ میں ۲۰ وائل میں آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی لیکن آخر خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کی حالت صحت عود کر آئی اور آپ تبلیغ کے کام میں زور شور سے معروف ہیں پبلک لیکچر بھی ہوتے ہیں ۱۶ اکتوبر کو ایک پبلک لیکچر ہونے کی خبر تھی۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں مولوی قطب الدین متعلق شفاخانہ حضرت حکیم الامت کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کیلئے والدین کیلئے فرط ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔

۴۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب سابق خوشنویس الحکم اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کے گھر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بچے پیدا ہوئے۔ جن کے نام علی الترتیب فرقان الرحمٰن اور بشارت احمد رکھے گئے ہیں۔

۵۔ خفیف سا تغیر ہو جانے کی وجہ سے موسم کسیقدر تیزی کا رنگ اختیار کرنے لگی ہے گاؤں میں موسمی بخار کی چھیڑ چھاڑ ہے۔

۶۔ ہمارے محترم معاصر ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر مولانا مولوی محمد علی صاحب معروفیت مقدمہ کی وجہ سے ستمبر میں میگزین کیلئے بہت ہی کم وقت دے سکے اور ابھی مقدمہ سے متعلقہ مزید کارروائیوں سے بھی انہیں فرصت نہیں ہوئی کہ آپ کی محترمہ اہلیہ کی ناسازی طبیعت نے انہیں اور بھی معروف دعا بنا دیا ہے۔ مولوی صاحب علاج کیلئے لاہور ٹھہرے ہوئے ہیں ساتھ ہی مقدمہ کے متعلق ابھی کام باقی ہے ہمارا خیال ہے کہ انکی یہ مناسب اور ضروری معروفیت انکو بھی میگزین کی اشاعت موقوف نہیں کسیقدر توقف کا موجب ہوگی۔ اگرچہ مولویصاحب بہت کوشش کر رہے ہیں کہ جلد شایع ہو جاوے مگر غالباً آخر اکتوبر تک اشاعت ہو سکے گی۔ اور ستمبر اور اکتوبر کا انگریزی میگزین اکٹھے شائع ہوں گے۔

۷۔ قادیان کی سناتن سبھا باقاعدہ کام کرنے لگی ہے ۱۶ اکتوبر کو اس نے نگر کیرتن بھی کیا ہے آریہ سماج نے لڑکیوں کیلئے ایک مدرسہ کھولا ہے۔

۸۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جماعت سیالکوٹ نے مدعو کیا ہے اعلیٰ حضرت نے اس درخواست کو تو منظور فرما لیا ہے لیکن ابھی معلوم نہیں کہ جانے کیلئے کونسا وقت مقرر ہے۔

۹۔ بنارس سے مولوی الٰہی بخش اور شیخ عبدالرزاق صاحب اور شیخ شرافت صاحب تشریف لائے اور مستفیض ہو کر واپس تشریف لے گئے۔

ہم اور ہمارے بقایا دار

رلایا خون میری آنکھوں کو تیری خواب غفلت نے
میری تقدیر میں لکھا تھا رونا کلک قدرت نے

جب کبھی مجبور ہو کر ہمیں اپنے بعض لاپروا سہل انگار خریداران الحکم کی خاطر کچھ لکھنا پڑتا ہے تو عجب قسم کی گھبراہٹ اور ندامت آ کر دل پر مستولی ہوتی ہے گھبراہٹ اسلئے کہ قلم اٹھانے بغیر چارہ نہیں ہوتا اور ندامت اسلئے کہ گویا شکوہ قوم کیلئے زبان کھولنی پڑتی ہے۔ الحکم ایسے اخبار بلکہ قومی آرگن کیلئے یہ کسقدر شکل ہے کہ اس کے بقایا داروں کی فہرست کا خاتمہ نہیں ہوتا اور ہماری عرضداشتوں پر یہ لوگ جن کے ذمہ بقایا ہے توجہ نہیں کرتے۔ بجائیکہ الحکم ان کا اتنا واجب الاحترام پرچہ ہے جسکی ضرورت اور خدمت متفق اللفظ ہو کر قوم نے تسلیم کر لی ہے۔ پھر سمجھ نہیں آتا کہ باوجودیکہ اسکی ضرورت کو ضرورت حقہ تسلیم کیا جاتا ہے باوصفیکہ اسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے لیکن جب اس کے جائز مطالبات کا سوال پیش ہوتا ہے تو جو ہاتھ عرصہ تک الحکم سے لینے کیلئے کھلا رہتا تھا یکدم بند ہو جاتا ہے ہمارا ناظرین ہمیں مشورہ دیں اور کوئی راہ بتائیں کہ جس طریق پر ہم ان قومی بیداگروں سے خلاصی حاصل کریں جن کے ذمہ مطبع کا کئی کئی سال کا بقایا واجب ہے اور جب ان سے تقاضا کیا گیا تو اولاً وعدوں سے کام لیا اور جواب خطوط سے فراموشی اختیار کی آخر وی پی واپس کرنے کا طریق اختیار کیا۔ غالباً ہمارے بہی خواہ ہمیں مشورہ دیں گے کہ ایسے لوگوں کے نام اخبار جاری ہی نہ کیا جاوے لیکن اسکا کیا علاج کر دہ کہتے ہیں ہم احمدی ہیں اور قیمت ادا کر دیں گے +

اس قسم کی مشکلات نے اخبار جیسے عظیم الشان قومی کام کی راہ میں جو روک پیدا کر رکھی ہے اسے دوسرے محسوس کریں نہ کریں مگر اسے دیکھکر مضطرب ہو جاتے ہیں پچھلے بقایا کے وصول کرنے کیلئے ہم قوم کے جلیل القدر بزرگوں اور اپنے اپنے مقامات کے اہل اثر لوگوں سے مدد چاہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس بقایا کی فہرستیں بھیجدیں اور وہ بقایا داران حضرات سے مطالبہ کرکے واجب الادا رقوم وصول کریں۔ اگر اس طریق پر ہمارے محترم ناظرین ہمیں مدد دیں کیونکہ اسطئے امادہ ہو جائیں تو یہ بقایا جلد وصول ہو جاوے اور مطبع کی بہت سی ضروریات پوری ہو جائیں۔ ہم اس قسم کی ناگوار تحریکوں کی ضرورت سے سخت گھبراتے ہیں مگر ہمارے معاون (انہیں معاون ہی کہا جاوے کیونکہ معاون اعانت ہی ان کا کام ہونا چاہیئے) ہمیں مجبور کر دیتے ہیں ہم نے بارہا عرض کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اخبار کی قیمت دینی نہیں چاہتا۔ تو کیا حرج ہے وہ اخبار بند کرنے کیلئے لکھدے ہم اس اعلان کے ذریعہ بقایا دار حضرات کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ مطبع کے اجرا شدہ وی پی وصول کریں یا بذریعہ منی آرڈر اپنے مطالبات بھیجدیں کیونکہ ہم آئندہ بذریعہ کارڈ بھی تقاضا نہیں کریں گے یہ اطلاع آخری ہے اسکے بعد اگر وی پی واپس آئے یا انہوں نے چندہ نہ بھیجا تو ہم نومبر تو ہر ایسے طیار شدہ فہرستیں ان کے مقامی اہل اثر بزرگوں کے پاس بھیجدیں گے اور ان کے نام اخبار بند کر دیں گے آئندہ جبتک وہ پیشگی نہ دیں جاری نہ ہوگا۔ ہمیں تھوڑی خوش معاملہ خریدار بہت لاپرواہ خریداروں سے اچھے ہونگے اگر اس پر بھی کوئی توجہ نہ ہوئی۔ تو ہم مجبوراً اپنا کوئی ایجنٹ وصول بقایا کیلئے روانہ کریں گے۔ فی الحقیقت ہماری طرف سے ایسی ناگوار تحریر کا شایع کرنا سخت افسوسناک ہے آٹھ سال سے ایک اخبار قوم کی خدمت کر رہا ہے اور وہ خدمت جسکی اہلیت خدا تعالیٰ کے نزدیک سفید پوش کرانے خاتم الخلفاء اس غرض کیلئے بھیجا ہے سات ہزار برس کا موعود کا وہ خادم ہے اور بہرہ قوم جو اس موعود کی خدمتگزاری کا فخر رکھتی وہ اتنا بھی نہ کر سکے کہ اپنے ایسے قومی آرگن کو آئے دن کی تو تکار سے مستغنی کر دے۔ اور اس حالت کو مضبوط کر دیتی کیونکہ الحکم کی اگلی ہی اشاعت میں ہمارے قومی اخبارات پر ایک بحث شایع کیا جاویگا انشاء اللہ جو قوم کے سنجیدہ اور فہیم لوگوں کی توجہ کیلئے لکھا گیا ہے!

* اللہ ہم نہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اسے نہ صرف ہمیں بلکہ اس سے متعلق ہر کسی کی رائے ہو ہم کو اس سے اطلاع دیں جیسے ہم بالکل پاس الحکم میں جواب دیں گے اور اسے ظاہر ایک ضروری قومی سوال کا فیصلہ

ہمارے تعلیم یافتہ مسلمان اور اسلام

از ماست کہ بر ماست

ہر کسے از دست غیر نالہ کنان
سعدی از دست خویشتن فریاد

دنیا میں جب کسی غافل و سست قوم کی شامت اعمال سے ایام نکبت و ادبار نمودار ہوتے ہیں تو وہ تلافی مافات و آئیندہ احتیاط کیلئے غریق متثبت کی طرح ہر تنکے کا سہارا ڈھونڈتی ہے و مصلح ہمدرد و تدابیر صائبہ کے نہ ملنے سے حیران و پریشان ہوکر ادہر ادہر دیکھتے بہاگتی ہے ایسے موقعہ میں کون کہہ سکتا ہے کہ جس قوم کا ایسا حال ہو اس کے ہر فرد منہمک فی الدنیا کی تدابیر و عندیات و آرائیں درست اور غواہ مخوذہ قابل عمل در آمد ہوا کرتی ہیں آجکل یہی حال اہل اسلام کا ہے۔ قرآن کریم جس نے ہزارہا پشتون کی بگڑی ہوئی اقوام کو سنوارا اور اس پر عمل کرنے سے اون کے دینی و دنیاوی معاملات ایسے درست و صاف اور اونکی ملٹری و سول تدابیر ایسی صائبہ و صحیح تہین جنکو سلاطین و شاہنشاہان دنیا دیکہکر داد تحسین و آفرین دیتے تہے۔

خداوند تعالی کی طرف سے پیشگوئی ہی کہ ایک زمانہ ایسا آویگا کہ اہل اسلام قرآن کریم کے احکام و قوانین کو ترک کر دینگے اور ان پر ایام نکبت و ادبار نمودار ہونگے اور ان کے ہر فرد کی جداجدا رائیں و هدایات ہونگی یہ وہی زمانہ ہے جسمیں ہم ہیں یہ زمانہ مصلح وقت و ناصح ہمدرد کا سخت متقاضی ہے اور بزبان حال بلند پکار کر کہہ رہا ہے
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند
آجکل بعض کہنے لگے ہیں کہ عورت کیلئے پردہ کی ضرورت نہیں اور تجارتی معاملات میں سود لینا جائز ہے کثیر الازدواجی نامشروع و ناموزون ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض اشخاص نئی روشنی کے دلدادہ کہتے ہیں کہ تقسیم وراثت کا قانون جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے وہ موجودہ زمانہ کے موافق نہیں اوسمین ترمیم و تنسیخ کیجاوے۔

چنانچہ ہندوستان و پنجاب کے اسلامی و مخالفان اسلام انگریزی وار دو اخبارات نے ان مضامین کو بکثرت لیا ہی اور انپر رائے زنیان ہو رہی ہین یا۔ علی ہذا القیاس علی گڈھ کالج کی تعلیم یافتہ پارٹی اور ان کے ہم خیال از بری ریفارمرون کی تعداد جو اس قسم کے خیالات رکہتے ہین روبانگیا ترقی مین ہے۔ قرآن کریم نے کامل و مکمل احکام قوانین ابداالاباد کیلئے تا قیام قیامت نوع انسان کی بہبودی کیلئے پیش کئے ہین جنکو اقوام غیر مذاہب نے بھی بے بدل و مفید سمجہکر پسند کیا اور اون سے مستفیض ہوئے۔ مخالفان اسلام جو کچہہ اعتراضات کی بوچہاڑ و حملے اسلام پر کر رہے ہین وہ اب کسی متنفس سے پوشیدہ نہین اور اسلام کے اندرونی خیر خواہون کا یہ حال ہے کہ بدست خود اس کو پکڑ کر مخالفون کے ہاتہون مین مار پیٹ کے لئے دیرہے ہین۔ الہی الامان کیا اب مجدد اسلام و مسیح موعود کی ضرورت کو ہی خواہان قوم محسوس نہین کرتے

آسمان را حق بود گر سنگ بارد بر زمین
بر پریشان حالئے اسلام و قحط المسلمین

تعبیر الرویا

میرا خواب اور اسکی تعبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اخی مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جماعت کے لوگون سے تو آپکی تعریف تعبیر خواب کی نسبت سناہی کرتا تہا مگر الحکم نے اسکی تصدیق کر دی۔ مجہکو آج رات ایک خواب آیا ہے جس کی تعبیر کا مین بڑا مشتاق ہون براہ مہربانی تعبیر جلدی بہیجیئے گا وھو ھذا - مین ایک ایسی جگہ مین ہون جو مین نے پہلے کبہی نہین دیکہی لوگ کسی تقریب پر بکثرت جمع ہین ایک پرانی مسجد مین لوگون کا اجتماع ہے وہان ایک مولوی صاحب پرانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹہے ہین - وقت نماز سمجہکر مین نے تنہا نماز شروع کر دی چونکہ وہ سامنے سے گذر رہا تہا اسلئے مین اسے دیکہتا تہا اور بہت سے لوگ دیکہتے تہے مگر نہ تو وہ خود بند ہوتا تہا اور نہ لوگ ہی اوسے روکتے تہے آخر مین نے سلام پہیر دیا اور اسے پکڑ کر تہانہ مین لیجا کر پولیس کے سپرد کر دیا اس کے بعد میری آنکہ کہل گئی اور مین تہجد کیلئے اٹہ کہڑا ہوا - براہ مہربانی تعبیر سے مطلع فرمائیگا - والسلام
خاکسار ابو عبداللہ غلام محمد پہلوری ٹکسالی دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
مخدومی اخویم منشی غلام محمد صاحب۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور سے گورداسپور تشریف لائے مین - یہ عاجز آنجناب کی خدمت مین حاضر ہے آج ہم تاریخ فیصلہ کے واسطے مقرر ہے - دیکہئے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے - لوگ متفرق خبرین اڑاتے ہین - مگر جو خبر خدائے علیم کی طرف سے اپنے بندے کو ملی ہے وہ یہ ہے - اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ فقط
آپ کا جوابی کارڈ قادیان سے واپس ہوکر اسجگہ گورداسپور مین ملا - مین نے آپکے خواب پر بہت غور کیا ہے - میرے نزدیک وہ آپکے حق مین اچہا ہے - اور اسکی تعبیر میرے نزدیک اسطرح سے ہے: - پورانی مسجد مین لوگون کا اجتماع ہے - پرانا مکان بوسیدہ ہوکر اصلی خوبصورتی اور حسن سے گرجاتا ہے اور اسکی وہ حالت نہین رہتی جو ابتدا مین تہی یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کی حالت بسبب مرور زمانہ درست نہین رہی بلکہ بہت سی قباحتین اسمین پیدا ہوگئی ہین جو قابل اصلاح اور قابل درستی ہین اسمین لوگون کا اجتماع ہے - یعنی قوم کا اجماع اوسی بوسیدہ اور خراب حالت پر ہوگیا ہے چنانچہ عام اجماع امت کا اس وقت عمدگی پر نہین - بلکہ رفتہ رفتہ جو خرابیان مسائل دینیہ مین پڑگئی ہین انہین پر مضبوط ہو بیٹہے ہین اور انکی تجدید نہین کرتے ملا کے کپڑے پورانے ہین - یعنی علمار کی حالت ردی اور خراب ہے - ان کا دین پاک اور صاف نہین رہا - اسمین میل کچیل اور رخنہ اندازی بہت بڑہ گئی ہے - آپ نے سمجہا کہ وقت نماز ہے اور خوب سمجہا - بے شک یہ وقت ایسا ہے کہ توجہ الی اللہ مین مصروف ہونا چاہئے - ورنہ تباہی کا خوف ہے - آپنے سورہ الحمد پڑہی - یعنی سورہ فاتحہ کی طرف خاص توجہ کی - اور اسپر عمل کیا - اس سے اشارہ ہے کہ آپ جماعت احمدیہ مین داخل ہوئے - سورہ الحمد کے ساتھ ہمارے امام **احمد** کو خاص مناسبت ہے - چنانچہ آپنے تین مستقل تفسیرین سورہ الحمد کی لکہی ہین اور ہمیشہ اپنی ہر تقریر مین سورہ الحمد کا خاص ذکر کیا کرتے ہین - اور سورہ الحمد مین اس زمانہ کے متعلق اور اس مسیح کی آمد کے متعلق پیش گوئی ہی ہے - اور مین نے پہلی کتب مقدسہ مین پڑہا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی مین اس کے ہاتہہ مین ایک چہوٹی سی کتاب ہوگی - جسکا نام فاتح ہوگا - جسکی سات آیتین ہونگی - غرض الحمد پڑہنے سے یہ مراد ہے کہ آپ جماعت احمدیہ مین داخل ہوئے - کوئی شخص معترض سے آپکی قسیص کاٹتا ہے وہ کوئی منافق رفیق ہے جو آپکے دین مین رخنہ ڈالنا چاہتا ہے - آپ نے اوس کو پکڑ لیا اور **تہانہ** مین لے گئے - یعنی آپنے اوسکی مخالفت کا ایسے طور سے اندفاع کیا کہ وہ اپنی کوشش مین نامراد ہوکر ایسا ہوگیا کہ گویا **تہانی نہ** یعنی کالعدم ہوگیا - خواب کے آخری حصہ مین کسقدر ابتلا ہے جس کے واسطے دعائے مغفرت اور کچہہ صدقہ دیدین - باقی خیر ہے - والسلام -
جو میرے خیال مین آیا عرض کیا - والعلم عنداللہ
آپ کا خادم محمد صادق۔

رویا تعبیر طلب

مین نے خواب دیکہا ہے کہ ایک کمیت رنگ گہوڑے پر سوار ہون - کوئی صاحب اسکی تعبیر لکہین - ایک احمدی۔

مقدمات کا آخری فیصلہ عدالت ابتدائی مین

قریبًا دو سال کی لمبی دوڑ کے بعد ان مقدمات کا (جو عدالت گورداسپور مین دائر تہے) عدالت ابتدائی مین فیصلہ ہوگیا

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ جو ۲۶ اگست ۱۹۰۴ء کو ختم ہو چکا تہا - اس کا حکم ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سنا دیا گیا مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین و فقیر محمد کو مخاطب کرکے فرمایا - کہ تمہارا جرم ثابت ہے اور تمہارے عذرات غلط - اس لئے کرم الدین پر پچاس روپیہ جرمانہ - بصورت عدم ادائے جرمانہ دو ماہ قید محض - اور فقیر محمد پر چالیس روپیہ جرمانہ بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑھ ماہ قید محض - اور حضرت اقدس کے خلاف جو مقدمہ تہا - اسمین بہی مجسٹریٹ صاحب نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنا دیا - حضرت اقدس کے خلاف پانسو روپیہ اور حکیم فضل الدین صاحب کے خلاف دوسو روپیہ جرمانہ کیا جو اسی وقت دیا گیا۔

مقدمہ حضرت اقدس کے متعلق بظاہر یہ خبر دلشکن ہوگی - لیکن ہمارے ناظرین خصوصًا ہمارے احمدی احباب جو سنن الہیہ سے واقف اور سیرۃ الانبیاء سے خبردار ہین وہ خوب جانتے ہین کہ

ہر بلائین قوم راحق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اس لئے وہ خدا تعالے کی حمد و ستائش کرتے ہوئے صبر کے ساتھ آخری فیصلہ کا انتظار کرین - جو عدالت عالیہ سے ہوگا۔

اسوقت عدالت ابتدائی کی کارروائی ختم ہوئی اور چونکہ ابہی مقدمہ عدالت اعلی مین جانیوالا ہے - اس لئے اس فیصلہ پر ہم کسی قسم کا ریمارک کرنا اپنے فرض کے خلاف سمجہتے ہین۔ مخالفین اپنی عادت کے موافق مختلف قسم کی افواہین اڑائینگے لیکن اس سے زیادہ کوئی امر نہین ہے - جو ہم نے لکہدیا ہے۔

طاعون موسم کی برودت کے ساتھ طاعون کی شدت ہندوستان و پنجاب مین بڑہتی جاتی ہے ہفتہ پیوستہ مین اموات کا شمار ۳۴۳۶ تک جا پہونچا ہے جو اس سے پہلے ہفتہ کی نسبت قریبًا دو ہزار بڑہا ہوا ہے۔

اس کا اصلی علاج - تقوی - دعا و استغفار و عجز و انکسار بحضرت خداوند غفار - اور اوس نسخہ ایمان والعمل کا استعمال کرنا چاہئے جو حضرت امام الہمام مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنی کتاب کشتی نوح مین اپنی جماعت ویگے کے آگے پیش کیا ہے۔

ایک مسلمان کی گھبراہٹ

اخبار پیسہ کاری مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء میں کسی .... عبدالرحیم نام کی طرف سے مندرجہ ذیل اعتراضات شائع ہوئے ہیں ہم اول اعتراضات کو نقل کر کے پھر ان کے جوابات بترتیب شائع کرینگے۔

میں عرصے برائے نام مسلمان ہوں۔ باوجود بہت سے مذہبی مطالعہ کے مذہب اسلام سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ اور کئی ایک رکاوٹیں پیش آئی ہیں۔ جنسے دل نہایت بیقرار ہو رہا ہے۔ کئی دفعہ بعض مولوی صاحبان اور دیگر مسلمان بھائیوں سے عرض کیا گیا۔ جن سے بجائے غصہ اور لڑائی پر تیار ہو جانے کے کوئی تشفی بخش جواب نہ ملا۔ اور جب کسی مسئلہ پر ان کو قائل کیا گیا تو یہ کہکر ٹال دیا کہ "شرع مبارک میں تمہاری عقل نہیں پہنچ سکتی ہے" لیکن ان باتوں سے دل کو کیا تسلی ہو سکتی تھی۔ آخر میں یہی بن آیا کہ دلی خیالات کو کسی اخبار میں درج کرا دیا جائے شائد کوئی صاحب توجہ فرما کر تسلی بخش جواب دیں۔ جس سے دلکو تسکین ہو۔ مذکورہ بالا خیالات میں سے چند ایک یہ ہیں

(۱) اسلام میں نجات کس طرح ہوگی۔ اور نجات شدہ آدمی کہاں رہینگے۔ وہ جگہ کتنی دور ہے اور کس جگہ واقع ہے۔ نجات شدہ لوگ مجسم ہونگے یا غیر مجسم۔ انکی سب سے بڑھکر خوشی کیا ہوگی۔ کیونکہ میں نے جہانتک اسلام کی کتابیں مطالعہ کی ہیں یہی پایا جاتا ہے کہ نجات میں حور، غلمان اور شراب سے بڑھکر کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ اگر واقعی یہی ہے تو اس میں سوائے شہوت پرستی اور نفسانیت کے اور کیا ہے۔

(۲) نماز پانچ وقت کی بجائے ایکوقت کیوں نہیں پڑھی جاتی۔ پانچ وقت پڑھنے سے کیا فائدہ ہے۔ حالانکہ وہی مطلب ایکدفعہ پڑھنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بار بار قواعد کرنے میں کیا فلاسفی ہے۔ کیا بغیر اسکے خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی۔

(۳) روزہ رکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور اگر اسمیں کوئی طبی فائدہ ہے۔ تو ایک خاص مہینے میں روزے رکھنا کیا معنے رکھتا ہے۔

(۴) بموجب علم طب کے ایک آدمی ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتیں نہیں رکھ سکتا۔ لیکن اسلام میں ایک وقت میں چار عورتیں رکھنے کا حکم ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے خود نمونہ بنکر دکھلایا۔ نہیں! نہیں۔ بلکہ اپنے فرمان سے ہی دگنا کر دکھایا۔ اسمیں کیا بھید ہے۔

(۵) قرآن شریف کا حکم ہے کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ (یعنی خدا کے حکم کے بغیر ایک ذرہ تک نہیں ہلتا) تو کیا جو گناہ یا ثواب ہم کرتے ہیں۔ یہ سب خدا کی طرف سے ہیں یا کچھ اور۔

(۶) کہتے ہیں کہ اسلام میں بت پرستی ناجائز ہے تو حاجی لوگوں کا حضرت صاحب کی قبر کے گرد طواف کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اور جہانتک مجھے معلوم ہے حج کا مقصد ہی یہی ہے۔

(۷) حدیث شریف میں مسلم سے روایت ہے کہ چند صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے بلکہ واجب (اول) کسی مسلمان کی آبرو بچانے کیلئے (دوئم) اپنے گناہ چھپانے کیلئے (سوئم) دو آدمیوں میں صلح کرنے کیلئے (چہارم) دشمن کو دھوکا دیکر مارنے کیلئے (پنجم) شوہر کو اپنی زوجہ کے رضامند کرنے کیلئے۔

اور امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی بات میں فائدہ ہو تو جھوٹ جائز ہے۔

جوابات متعلق سوالات نمبر اول و دوم و سوم و چہارم

طریق نجات و فرقہ ناجیہ کا حال سورہ بقر کے ابتدائی آیات میں جہاں سے قرآن کریم شروع ہوتا ہے مفصل مذکور ہے پس جو شخص طالب نجات ہو وہ اس طریق کو اختیار کرے تو اس کا نتیجہ نجات ہوگی دنیا میں یہی ایک کتاب ہے جس نے شروع ہی میں مسئلہ نجات کو حل کر کے دکھایا ہے اس کتاب میں دعوی کیا گیا کہ اس میں کوئی بات قابل شک و شبہ نہیں یعنے اس کتاب میں طریق نجات کو بار بار ایسا مفصل و مبین و ظاہر کیا گیا ہے کہ طالب نجات کو اس کتاب کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے سے حصول نجات میں بالکل کوئی امر قابل شک و شبہ والتباس باقی نہیں رہتا اور وہ خود متیقن و مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کی پیروی سے واقعی فرقہ ناجیہ میں انسان داخل ہو جاتا ہے۔

اب ہم سورہ بقر کی ابتدائی آیات مع ترجمہ لکھتے ہیں جنمیں فرقہ ناجیہ و طریق کا ذکر ہے۔

الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

ترجمہ - یہ وہ کتاب ہے (جسکی بابت اگلی کتب و صحف منزلہ الہیہ میں خبر دیگئی ہے کہ آخر زمانہ میں گمگشتگان تیہ ضلالت کیلئے وہ ہادی ہوگی اور بیان طریق نجات کے بارے میں اس کتاب میں کوئی امر قابل شک و شبہ نہیں بلکہ طریق نجات مفصل و مشرح بیان کیا گیا ہے **خدا ترس آدمی** جو متقی بننا چاہے اور طریق نجات ڈھونڈھے اس کے لئے یہ کتاب سیدھا راہ نجات بتاتی ہے۔ مگر طالب نجات کیلئے لازم ہے کہ اس کا پہلا قدم ایمان بالغیب پر ہو جس شخص نے ایک مقام کو کبھی دیکھا نہ ہو اور کسی مقام سے اوس مقام کی طرف جانا ہو اسکو کسی واقف راہ کو کہنے پر اوس مقام کی طرف ریلوے وغیرہ کے ذریعہ روانہ ہونا پڑیگا لاکھہ در لاکھہ مخلوق موجود ہے جو بذریعہ ممالک و شہروں میں راہ شناس آدمیوں کے کہنے سے جا پہنچے ہیں جن لوگوں کو ممالک شرقیہ سے ممالک غربیہ یعنے امریکہ کو جانا ہو اون کو جہازوں میں بسا اوقات شرقی سمندروں کا سفر کرنا پڑتا ہے اور بالآخر مغرب میں یعنے امریکہ میں جا پہنچتے ہیں جبکہ دنیا میں ہی ایمان بالغیب کے سوا شہروں اور ممالک ندیدہ کا سفر نہیں ہو سکتا بلکہ دوسروں کے کہنے پر چلنا پڑتا ہے تو آخروی راہ پر چلنے کے لئے انبیاء و رسولوں کی تقلید بالاولی انسب ہوگی ایمان بالغیب حصول کمالات و فوز مرام اور ساری مرادوں کی کنجی ہے۔ **وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ**۔ فرمایا کہ جو لوگ طالب نجات ہیں وہ اوقات مقررہ پر نماز یعنے التجا بحضرت ایزدی کرتے رہتے ہیں جیسا کہ جسم کی تقویت کے لئے بار بار غذا کی ضرورت پڑتی ہے ایسا ہی روح کی صحت و صفائی و تقویت کیلئے نماز یعنے روحانی غذا کی ضرورت انسان کو بالاولی ہے تعجب ہے کہ سائل کہتا ہے نماز ایک ہی وقت کیوں نہ مقرر ہوئی۔

ہم سائل سے عرض کرتے ہیں کہ تم ہفتہ میں ایک ہی دن روٹی کھا لیا کرو۔ کفایت بھی ہوگی اور جسمانی قوت کا بھی حال ملاحظہ ہو جاوے گا۔ لوگ اجسام فانیہ کو تر و تازہ رکھنے و تقویت کیلئے دن میں کئی کئی بار غذا کھاتے ہیں اگر روحانی غذا کیلئے رات دن میں پانچ وقت مقرر ہوں تو کیا حرج ہے۔ صبح و شام کے مبارک وقتوں میں تمام اقوام نے خدا تعالی کی عبادت کرنا فرض کی ہے مگر سائل اب صرف ایک ہی بار رکھنا چاہتا ہے تجربہ و مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ تغیر اوقات کا اثر جیسا جسم پر واقع ہوتا ہے ایسا ہی روح پر بھی ہوتا ہے لہذا تغیر اوقات میں خداوند تعالے نے انسان کو حکم فرمایا کہ وہ ان اوقات متغیرہ مقررہ میں اوس لایزال ولا متغیر ذات کے حضور میں ملتجی ہو کر روحانی تقویت کیلئے روحانی غذا طلب کرتا رہے اگر نماز کے اوقات معین و مقرر نہ کئے جاتے تو انسان لیت و لعل میں کئی کئی ایام غفلت میں گذار دیتا اور دنیاوی اشغال کے باعث اسکی نماز کی کبھی نوبت ہی نہ آتی جب انسان کیلئے کسی کام کا مقررہ وقت میں ادا کرنا حکماً لازم ٹھہرایا جاوے تو وہ اسکی ادائیگی کے لئے ہر وقت مستعد رہتا اور مقررہ وقت پر بجا لاتا ہے

ایک بزرگ لکھتے ہیں انسانیکہ بنسبت اذکار و عبادات و امتثال اوامر الہیہ توجہ افزیادہ بر اکل و شرب و خواب باشد فیضان عالم قدس و خیرات عالم علوی از وجود او منقطع و نام او بزمرہ بہائم ثبت گردد و نعم قال القائل

خواب و خور جز پیشہ انعام نیست
خفتگان را بہرہ از انعام نیست

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ طالب نجات کو لازم ہے کہ خداداد رزق۔ مال۔ دولت۔ علم۔ قوت کو خداوند تعالے کی راہ میں صرف کرتا رہے فقرا و مساکین و یتامی کی ہمدردی کرے اور اسکی ضعیف مخلوق کی ہر طرح امداد میں کمربستہ رہے اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ۔ یعنے مخلوق بمنزلہ اہل و عیال کنبہ کے ہے پس جو کوئی اوسکی مخلوق سے بھلا کرے وہ خداوند تعالے کا محبوب ہے

سائل کہتا ہے روزے رکھنے میں کیا فائدہ ہے سال میں ایک ماہ کے روزے کیوں ہوتے

ہم کہتے ہیں جس آدمی نے کبھی بھوک و پیاس محسوس نہ کی ہو اس کو بھوکوں اور پیاسوں کی ہمدردی کم ہوگی۔ اگر سال میں کم از کم ایک ماہ تک ہر ایک انسان پر بھوک و پیاس لازم ٹھہرائی جاوے تو اس کے دل میں غربا و ضعفا کی ہمدردی کا سبق کالنقش فی الحجر ہو جاوے گا علاوہ ازیں سال میں ایک ماہ کے روزے گویا روحانی و جسمانی حالت کیلئے ایک اعلے قسم کا مسہل تجویز کیا گیا ہے جو مصفی اخلاط جسم و مزکی روح و مصلح اخلاق ہے ایک خاص ماہ رمضان کے روزے مقرر کرنے میں وہی راز ہے جو تعین اوقات نماز میں ہے۔

سائل کہتا ہے نجات یافتہ آدمی کہاں رہینگے

ہم کہتے ہیں نجات یافتہ آدمی جنت میں رہینگے بہشت اور دوزخ۔ جنت و جہنم سرگ و نرک یعنی دکھ و سکھ کے دو مراتب انسان کی آخروی منازل میں جملہ اقوام عالم کے نزدیک مشہور و معروف ہیں یہ مسلم شدہ بات ہے کہ جیسا کہ ادویہ مفرحہ وغیرہ معتدلہ کے استعمال سے جسم میں بے اعتدالی و نقصان کے آثار پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی افعال بد کے ارتکاب سے روحانی حالت پر افعال کے مناسب کچھ آثار منقش ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ ادویہ مفرح و معتدلہ کے استعمال سے جسم میں اعتدال و فرحت کے آثار پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی اعمال صالح کے بجا لانے سے روح پر اعمال کے مناسب کچھ آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور اس عالم سے گذرنے کے بعد وہ آثار معتدلہ و غیر معتدلہ عالم برزخ میں انسان کی جسمانیت و روحانیت کے بھی بلحاظ مناسبت خود متشکل ہو جاتے ہیں اور ان سے انسان کو دکھ و سکھ محسوس ہوتا رہتا ہے ہم اس مسئلہ کو دوبارہ بدیگر پیرایہ دوہراتے ہیں مشاہدہ و تجربہ گواہ ہے کہ جس آدمی کے مزاج میں بلغم کا غلبہ ہو بظاہر اوس کے منہ سے پانی آتا ہے اور منہ کا ذائقہ پھیکا۔ رنگت سفید اور کمی پیاس محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اسکو دریا اور سیلاب اور گدلے پانیوں کی ندیاں اور نالے و نہریں دکھائی دیتے ہیں اور بسا اوقات اپنے آپ کو اون میں گردباد ہوا گمان کرتا ہے جسکی مزاج میں صفرا کا غلبہ ہو بظاہر تشنگی و خشکی دہن و زردی رنگت جسم محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب

جنگ وجدال فتنہ و فساد کے حالات مشاہدہ کرتا ہے جسکی مزاج مین سودا کا غلبہ ہو بظاہر درست و کاہلی و سستی محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اوس کو تنگ و تاریک مقامات نظر آتے ہین پس جیسا کہ اخلاط کے اثار کا جسم وروح دونو پر منقش ہو جانا مشاہدہ ہو چکا ہے ایسا ہی اعمال کے اثار کا بہی جسم و روح دونون پر منقش ہو جانا مسلم ہو چکا ہے اور وہی انسان کیلئے آخروی منازل مین دکہہ و سکہہ کا باعث ہوتے ہین اور وہی اعمال امکنہ و باغات و انہار دفواکہہ و نار وغیرہ اشکال مین جسمانی طور پر متشکل ہو جاوینگی۔

فصل

دوزخ و جنت ہمین عمل است
ہر چہ کارے بدروی اے باعمل

سائل کہتا ہے جنت کتنی دور ہے۔

ہم کہتے ہین جنت سے انسان اتنا دور ہے جتنا انسان اعتقادات صحیحہ و اعمال صالحہ دور ہے مین خلاق فاضلہ کا ملکہ راسخہ ہو جاوے تو اس کے لئے اس دنیا مین ہی جنتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔

کما قال اللہ تعالےٰ۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ **ترجمہ**۔ یعنی مرد ہو یا عورت جس نے عمل کئے اچھے اور اس کے اعتقادات صحیحہ ہون تو ہم اس کو پاک زندگی عطا کرینگے ایسے لوگون کو ہم اون کے اعمال کا بدلہ اچہا دیا کرتے ہین۔

سائل کہتا ہے کہ جنت و دوزخ مین انسان کی جسم بہی جاویگی یا صرف روح ہی کو سکہہ و دکہہ ملے گا۔

سائل کے اس سوال کیلئے ہم حضرت اقدس مسیح موعود کی تقریر کا خلاصہ درج کرتے ہین جسمین اس سوال کا مفصل جواب آجاوے گا۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کیلئے پیدا کیا ہے پس جس حالت مین انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہین کر سکا تو کیونکر امید رکہین کہ ان غیر متناہی ترقیات کو جو نا پیدا کنار مین بغیر رفاقت جسم کے خود بخود حاصل کر لیگا سو ان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعال کا ملہ صادر ہونے کیلئے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھہ دایمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ مین مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکہنے کیلئے جسم ملتا ہے وہ جسم اس جسم کی قسم مین سے نہین ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے گویا کہ اس عالم مین انسان کی عملی حالتین جسم کا کام دیتی ہین ایسا ہی خدا کے کلام مین بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض جسم ظلمانی قرار دئے ہین جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہین اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہین انسان کامل اسی زندگی مین ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پا سکتا ہے اور عالم مکاشفات مین اسکی بہت مثالین ہین۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجہانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹہرا ہوا ہے لیکن جنکو عالم مکاشفات مین سے کچہہ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہین دیکہین گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائین گے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ مین نیک و بد کی جزا کا موجب ہو جاتا ہے **مین اسمین صاحب تجربہ ہون مجہے کشفی طور پر عین بیداری مین بارہا بعض مردون کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے** اور مین نے بعض فاسقون اور گمراہی اختیار کرنیوالون کا جسم ایسا سیاہ دیکہا کہ گویا وہ دہوئین سے بنایا گیا ہے غرض مین اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکہتا ہون **اور مین زور سے کہتا ہون** جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہے بلکہ جاننا چاہیے جیسا کہ آنکہہ شیرین چیز کا مزہ نہین بتلا سکتی اور زبان کسی چیز کو دیکہہ نہین سکتی ہے ایسا ہی وہ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہین صرف عقل کے ذریعہ سے انکا عقدہ حل نہین ہو سکتا خدا نے اس دنیا مین مجہولات کو جاننے کیلئے علیحدہ علیحدہ وسائل رکہے ہین پس ہر ایک چیز کو اس کے وسیلہ کے ذریعے سے ڈہونڈو تب اسے پا لوگے۔ ایک اور بات بہی یاد رکہنے کے لائق ہے کہ خدا نے ان لوگون کو جو بدکاری اور گمراہی مین پڑ گئے اپنے کلام مین مردے کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور نیکوکارون کو زندہ قرار دیا ہے اسمین بہید یہی ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل رہے انکی زندگی کے اسباب جو کہانا پینا اور شہوتون کی پیروی تہی منقطع ہو گئے اور روحانی غذا مین انکو کچہہ حصہ نہ تہا۔ پس وہ درحقیقت مر گئے اور وہ صرف عذاب اٹھانے کیلئے زندہ ہون گے اسی بہید کیطرف اللہ جلشانہ نے اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے وَمَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى یعنے جو شخص مجرم بنکر خدا کے پاس آوے گا تو اس کا ٹہکانا جہنم ہے وہ اسمین نہ مرے گا اور نہ زندہ رہیگا مگر جو لوگ خدا کے محب ہین وہ موت سے نہین مرتے کیونکہ ان کا پانی اور انکی روٹی ان کے ساتھہ ہوتی ہے پہر برزخ کے بعد وہ زمانہ ہے جس کا نام عالم بعث ہے اس زمانہ مین ہر ایک روح نیک ہو یا بد یا صالح ہو یا فاسق ایک کھلا کھلا جسم حاصل کرے گی اور یہ دن خدا کی ان پوری تجلیات کیلئے مقرر کیا گیا ہے جسمین ہر ایک انسان اپنے رب کی ہستی سے پورے طور پر واقف ہو جاوے گا اور ہر ایک شخص اپنے جزا کے انتہائی نقطہ تک پہونچیگا۔ یہ تعجب نہین کرنا چاہیئے کہ خدا سے یہ کیونکر ہو سکے گا کیونکہ وہ ہر ایک قدرت کا مالک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ **ترجمہ**۔ طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچہہ اوتارا گیا ہے اوس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابین اور صحیفے سابقہ انبیاء اور رسولون پر نازل ہوئے اون کو بہی مانے۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

اور طالب نجات وہ ہے جو پیچہلی آنے والی گہری یعنے قیامت پر یقین رکہے اور جزا و سزا مانتا ہو اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ **ترجمہ**۔ یعنی جن لوگون مین مذکورہ بالا اوصاف موجود ہون وہ لوگ اپنے پروردگار کی سیدہی راہ پر ہین اور وہی لوگ نجات یابندہ اور فرقہ ناجیہ کے لوگ ہین یہی طریق نجات ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے یہ راستہ کیا صاف اور سیدہا ہے طالب نجات کو لازم ہے کہ وہ اپنی عقل کو الہام و وحی الٰہی کے ماتحت چلاوے ورنہ بہٹک جائیگا۔

سائل کہتا ہے اہل جنت کیلئے سب سے بڑہکر کیا خوشی ہوگی۔

ہم کہتے ہین سب سے بڑہکر اہل جنت کی خوشی کا موجب دیدار الٰہی اور حصول رضائے ایزدی ہوگی۔ لقوله تعالىٰ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ۔ یعنی خدا تعالےٰ کی رضامندی سب خوشی سے بڑہکر ہے۔

سائل آخروی جنت کی نعمایر اعتراض کرتا ہے۔

ہم کہتے ہین نعمائے جنت جن کا وعدہ خداوند تعالیٰ نے مومنون کیلئے فرمایا ہے وہ دنیا کے دنیا کیطرح نہین ہونگی بلکہ نعمائے آخرت کے بارے مین یون وارد ہے اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ یعنی ہم نے اپنے صالح بندون کیواسطے ایسی نعمتین تیار کر رکہی ہین جنکو انسانی آنکہون نے نہین دیکہا اور انسانی کانون نے نہین سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اون کا کبہی تصور و خیال گذرا ہے آخروی نعمتین اس دنیا کی نعمتون سے ما وراء ہین۔

سائل کہتا ہے حور و غلمان وغیرہ کا جنت مین مرد کے ساتہہ ہونا شہوت پرستی ہے **ہم** کہتے ہین مرد و عورت کا تعلق دائمی ہے جنت مین مردون کو ہمراہ دنیا والی اپنی عورتون اور بچون کے ساتہہ ہونے مین کونسی قباحت لازم آتی ہے۔ قرآن کریم مین صاف موجود ہے کہ جنتی مردون کے ساتہہ انکی اپنی جنتی عورتین داخل ہون گی اور ان کے بیٹے بچے جو قبل از بلوغت مرے ہین وہ اپنے والدین کے ساتہہ جنت مین داخل ہون گے۔ بہلا انصافاً تم ہی کہو کہ جنتی عورات اپنے جنتی شوہرون کے ساتہہ جنت مین نہ جائین تو اور کہان جائین۔ کیا تمہارے نزدیک ان کیلئے جزا و سزا کوئی مقرر نہین۔

مرد کو خدا تعالیٰ نے قوی بنایا ہے اسکا پاسا عورت سے زبردست ہی عورت بمنزلہ خادم ہے قوی اور زبردست کیلئے زیادہ خدام و خدمتگار چاہیئے قوی آقا کی خدمتگذاری ایک دو خدام سے کما حقہٗ باہم نہ پہونچ سکے تو وہ چار تک کہہ سکتا ہے تجربہ اس بات کا شاہد ہے تمہارا خیال بالکل غلط ہے اور نہ تم طب سے واقف ہو اگر تم طب سے واقف ہوتے تو یہ کیون اعتراض کرتے کیا عبادت ہمیشہ ہمیشہ کر نہین ہو سکتی۔ محمد رسول اللہ صلعم نے جو زیادہ عورات اپنے نکاح مین لائی ہین وہ بغرض تبلیغ اسلام تہین جو آنحضرت صلعم سے مسائل اسلامیہ سیکہہ کر دوسری عورات کو تبلیغ اسلام کرتی تہین اور چونکہ پیغمبر خدا صلعم کے بعثت سے پہلے عرب مین نکاحی عورات کی کوئی مقررہ حد بست نہ تہی اوسی رسم کے موافق آنحضرت نے چار سے زیادہ عورات اپنے نکاح مین بغرض تبلیغ اسلام لائی تہین جب آنحضرت کو بذریعہ وحی ممانعت ہو چکی تو پہر کوئی عورت آپ نے نکاح مین نہین لائی تہی اور خداوند تعالیٰ نے امت کیلئے چار عورات سے تجاوز کرنا منع فرمادیا چونکہ پیغمبر کی مطلقہ عورت سے بہی امتی کیلئے نکاح ناجائز ٹہرایا گیا تہا اس لئے جو عورات بوقت نزول وحی حد بست چار سے زیادہ موجود تہین انکو طلاق نہین دیگئی ورنہ اگر طلاق دی جاتی اور طلاق سے انکی ذلت ہوتی تہی کیونکہ ان کو بغرض تبلیغ اسلام نکاح مین داخل کیا گیا تہا۔

جواب نمبر ۵۔ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ یہ نہ خداوند تعالیٰ کا کلام ہے اور نہ رسول کی حدیث ہے۔ جواب نمبر ۶۔ کعبہ ایک خالی مکان ہے جو بنا کردہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہے اس مکان مین کیا بلکہ اس کے نزدیک بہی کوئی قبر نہین پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کعبہ سے تین سو میل کے فاصلہ پر دور مدینہ منورہ مین ہے کعبہ کا نام تک نماز مین نہین آتا صرف قومی اتفاق و اتحاد کیلئے خداوند تعالےٰ نے ایک جگہ مقرر کر دی کہ سب اسلامی دنیا ملکر اس طرف کی جہات سے سجدہ کرین۔ یہ تو حکم ایزدی کے آگے سجدہ ٹہرا بت پرستی کہان کہوئی۔ کعبہ کو تو ہم ایک خالی مکان خالی از ضرر و نقصان جانتے ہین سجدہ اوس ذات کیلئے کرنا چاہیئے جو نافع و ضار ہو سو وہ پروردگاری کی ذات ہے۔ جبکہ تم مقصد اسلام سے ناواقف ہو

کہ کعبہ کو تم نے قبرستان قرار دیدیا تو تم کو خاک تسلی و تشفی ہوگی۔ پہلے اسلام سے یکجہتی و الفت پیدا کرو۔ حج میں جانا۔ سارے اسلامیوں کا ایک ہی مبدأ اسلام میں جمع ہو کر ایک دوسرے کے اخلاق فاضلہ سے مستفید ہونے اور اسلامی بہبودی و خیر کے وسائل باہم پیدا کرنے اور تحصیل استفاضہ الٰہیہ کا مقصد ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۲۔ جھوٹ کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں سخت ممانعت آچکی ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ۔ یعنی جھوٹی بات سے پرہیز کرو اور پیغمبر خدا فرماتے ہیں کہ اگر تم مارے جاؤ جلائے جاؤ تو تمہارا گلا گھونٹا جائے مگر تم جھوٹ نہ بولو۔ مسلم میں کوئی ایسی حدیث نہیں اور نہ امام غزالی علیہ رحمتہ کا یہ قول ہے۔

اسلامی اخبارات کے ایڈیٹروں سے التماس ہے کہ ان سوال و جوابات کو اپنی اخبارات میں درج فرما دیں۔

قانونِ انسداد دخترکشی اور مسیح موعود کا زمانہ

مورخہ ۲۴ ؍ ستمبر کے الحکم میں آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ کے متعلق ایک سوال شائع ہوا ہے۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے۔ یعنی اور ایک زمانہ آئے گا کہ اسمیں زندہ مدفون اور زندہ درگور کردہ لڑکیوں کے متعلق پرسش ہوگی کہ انکو کس گناہ کے بدلہ میں مارا جاتا ہے۔ سائل پوچھتا ہے کہ یہ آیت آخرت کے متعلق ہے یا دنیا کے۔ اگر یہ آیت آخرت کے متعلق ہی تو اسمیں ایک ہی قسم کے گناہ کے مواخذہ و پرسش کی تخصیص کیوں کیگئی ہے کیا آخرت میں لوگوں کو اور گناہ۔ شرک۔ قتل۔ زنا۔ قذفی۔ راہزنی۔ جھوٹ بہتان وغیرہ کی پرسش اور مواخذہ نہ ہوگا کیا یہ گناہ اور گناہوں کی بہ نسبت کبیرہ ٹھہرایا گیا ہے اور باقی گناہ صغیرہ ہیں جو اسکی پرسش کی تخصیص بیان کیگئی ہے۔

جواباً معروض ہے کہ یہ آیت دنیا کے متعلق ہے آخرت میں ذرہ ذرہ کی جانچ و پڑتال ہوگی اور ہر ایک نیکی و بدی صغیرہ و کبیرہ کا وزن و حساب ہوگا کما قال اللہ تعالیٰ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۔ ترجمہ۔ جو کوئی ایک ذرہ بھر نیکی کرے اوسکا بدلہ اوس کو ملے گا اور جو کوئی ایک ذرہ بھر بدی کرے اوس کی سزا اوسکو ملیگی [illegible] ہے کہ جب دنیا کی کسی مادی چیز کا ذکر بتخصیص ہو تو اس کے ساتھ کسی متہم بالشان اور اعلےٰ و قابل عزت نشان کے ظہور کا مدعا ہوتا ہے۔ مثلاً بروز جمعہ ابوالبشر آدم علیہ السلام رونق افروز منصہ ظہور و سریر آرائے مملکت دنیا ہوئے وغیرہ وغیرہ بروز دوشنبہ حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ علیہ وسلم زینت بخش عالم شہادت ہوئے۔ بروز یکشنبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اب دیکھو ان ایام کی عمومیت کو عظیم الشان انسانوں کے ظہور نے تخصیص بخشدی ہے انسانوں کے دلوں میں ان ایام کی تعظیم و تخصیص انہیں ظہور نشانات الٰہیہ اور عظیم الشان انسانوں کے لحاظ سے مرکوز ہوگئی ہے المختصر جس زمانہ و جسدن میں کوئی عظیم الشان واقع دنیا میں ظہور پذیر ہو وہ دن و زمانہ زبان زد عوام و خواص ہو جاتا ہے اور مرور ازمنہ کے ساتھ ہی اوس کا لحاظ دلوں میں بطور یادداشت مرکوز چلا جاتا ہے۔

نوشیروان کی معدلت گستری و انصاف پروری کا زمانہ اب تک ضرب المثل ہے حتی کہ پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکو تاخر کو مبارک و میمون گنا ہے اور آپکے دل میں بھی اس زمانہ کی وقعت تھی۔ علیٰ ہذا القیاس اور کئی امثلہ زمانہ کے متعلق ہیں پس جیسا کہ ایام و ازمنہ کو کسی عظیم الشان نشان و انسان کے ظہور سے وقعت و عظمت ملتی ہے ایسا ہی اس آیت میں ایک عظیم الشان انسان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ظہور سے **قانون انسداد دخترکشی** کے زمانہ کو تخصیص و عظمت دیگئی ہے۔ ....

... اور اس زمانہ کو مبارک و میمون گنا گیا ہے کیونکہ اسمیں دخترکشی کے قدیمی اور مسلسل گناہ کا استیصال اور انسداد ہوا اور یہ ہر دو نشان ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں یعنی **قانون انسداد دخترکشی** کے پاس ہونے کا زمانہ مستدعی مسیح موعود ہے اور مسیح موعود کا زمانہ قانون انسداد دخترکشی کا مستدعی ہے کیونکہ یہ نشان قبل از وقت مقرر ہو چکے تھے اور اپنے زمانہ کو پاکر مقتضی ظہور ہا اور ایک دوسرے کے ممد و معاون ہوئے چنانچہ اس آیت کے بعد کی آیات مصرح ہیں۔ جیسا کہ اجرائے ریلوے و ظہور طاعون بکثرت اور حج کا بند ہونا۔ اور کسوف و خسوف آفتاب و ماہتاب کا ماہ رمضان میں ہونا مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق پہلے سے نشان مقرر کئے گئے تھے اور یہ نشان ایک دوسرے کے ممد و معاون ٹھہرائے گئے تھے ایسا ہی نشان قانون انسداد دخترکشی کا تھا۔ دخترکشی کا ارتکاب ابتدائے ازمنہ سے چلا آتا ہے تیرہ سو سال سے پہلے دخترکشی کا حال قرآن کریم اور تواریخ میں مفصل مذکور ہے یہ گناہ اور گناہوں کی طرح مختلف اقوام میں متوارث و متواتر چلا آتا ہے اب تک ہندوستان و پنجاب میں لاکھ ہا لڑکیاں ہر سال ماری جاتی تھیں اور ان عاجزہ ناکردہ گناہ مقتولہ کے بدلہ میں کسی کو مواخذہ و پرسش نہ ہوتی تھی رسم ستی کا ذکر بھی اس ضمن میں ہے یہ رسم ہنود میں ہزارہا سال سے مروج تھی یعنی مردہ شوہر کے ساتھ اوسکی نوجوان بیوہ کو بھی زندہ ہی جلا دیتا گویا زندہ ہی درگور کردن مروج تھا وہ رسم بھی اسی زمانہ کی حدود کے اندر رفع کیگئی اس عاجز فرقہ انسانی کے حق میں بڑی مدت سے ہند و پنجاب میں گویا ہر آن قیامت برپا رہتی تھی جب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا قدوم میمنت لزوم ہوا تو خداوند تعالیٰ نے اس ارتکاب بے رحمی و درشتی کا انسداد گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ شروع کر دیا۔ دیکھو **قانون انسداد دخترکشی ایکٹ نمبر ۸ مجریہ ۱۸۷۰ء** پھر اوس عظیم الشان جلسہ کے احوال مطالعہ کرو جو امرتسر میں سنہ ۱۸۵۶ء میں **بغرض انسداد دخترکشی** گورنمنٹ برطانیہ ہند کی طرف سے منعقد کیا گیا تھا جسمیں تمام مہاراجگان و نواب و امراء و رؤساء اس بے رحمی کی انسداد کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔

الغرض۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ کا تعلق مسیح موعود کے زمانہ سے ہے اور اس زمانہ کی ابتدا مسیح موعود کی پیدائش سے شروع ہوئی۔ یہ آیت سورہ تکویر پارہ ۳۰ میں ہے اس سورہ میں اس آیت کے پہلی سب آیات کا تعلق بھی اسی زمانہ سے ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میں شرح ہو چکا ہے اور باقی آیات کا مطلب بلکہ ساری سورۃ کی تفسیر ایک مستقل رسالہ کی شکل میں انشاء اللہ عنقریب شائع کیا دیگی۔ آیت مذکورہ بالا کے معنے بجز اس زمانہ کے اور کسی زمانہ کے متعلق قائم نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ آیت قانون انسداد دخترکشی کے متعلق ہے اور وہ اسی زمانہ میں پاس ہوا یہ رسم پنجاب سے قریباً بالکل کم ہوگئی ہے مگر ہندوستان کے بعض حصوں میں قدرے باقی ہے جسکی انسداد کیلئے محسن گورنمنٹ برطانیہ ہند جیسا کہ شائد و باید بجد سرگرم کوشاں ہے۔

آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۶ ؍ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء بعنوان مندرجہ ذیل اخبار ہند وستانی سے یوں ناقل ہے۔

صوبجات متحدہ میں دخترکشی۔ رپورٹ سال گذشتہ مختتمہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء آخری رپورٹ متعلقہ عملدرآمد قانون دخترکشی ہے جو گورنمنٹ کو بھیجی گئی ہے۔ شکر خدا کہ یہ مجرمانہ رجحان ان صوبجات سے دور ہوا اور دخترکشی کی خوفناک رسم قریب قریب بالکل مٹ گئی۔ مین پوری کا ایک ضلع ہے جسپر شبہ قائم ہے مگر اس کی خاص نگرانی رکھی جائیگی اور انسپکٹر جنرل پولیس آئندہ سے کارروائی ایکٹ کے متعلق ایک باب پولیس رپورٹ میں شامل فرما دینگے۔ سال گذشتہ میں ۱۳ اضلاع پر اس قانون کا اثر رہا۔ تعداد زیر اعلان مواضعات کی ۲۰۶ سے گھٹ کر ۱۹۰ رہ گئی۔ اعلانی فہرست دیہات کی آبادی ۱۵۴۷۴۳ سے گھٹ کر ۱۱۲۰۵۲ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کو رہ گئی۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی نسبت پیدائش فی سو ۶۶۔۵۷ لڑکے اور ۳۴۔۴۳ لڑکیاں ہوئیں۔ اوسط ۶ سال سے کم عمر بچوں کا یوں رہا لڑکے ۵۸۔۲۷ فیصدی اور لڑکیاں ۴۱۔۷۲ فیصدی۔ پیدائش کا اوسط فی ۱۰ ہزار بجائے ۱۵۸۔۱۵ کے ۵۰۔۶۲ رہ گیا مگر صوبہ کا اوسط ۴۶۔۱۳ فی ۱۰ ہزار رہا۔ لڑکیوں میں اموات کا اوسط زیادہ رہا مگر ظاہر ہے کہ لڑکیوں کی جہلا کم خبر گیری کرتے ہیں ۳۱۵ لڑکیوں کی نعشیں روکی گئیں اور ۱۱ لاشوں کا ڈاکٹری امتحان لیا گیا۔ جالون میں ثابت ہوا کہ ایک لڑکی بھوکی رکھکر عمداً ماری گئی جس کے ماں اور باپ عدالت سیشن جج سے حبس دوام کے سزایاب ہوئے۔ مین پوری میں ۱ ٹھاکروں پر ایک ایک روپیہ جرمانہ اس علت میں ہوا کہ انہوں نے لڑکیوں کی پرداخت میں کوتاہی کی۔ ایک شخص پر ۲۵ روپیہ جرمانہ ہوا جالون کے واقعہ کے علاوہ ہم یہ دیکھکر خوش ہوئے کہ دخترکشی کا جرم جاتا رہا۔ اور تھوڑے روز کے بعد جن کمبخت گھرانوں میں لڑکیوں کو اذیت دیجاتی یا بھوکی رکھی جاتی ہیں وہاں سے بھی یہ عیب دور ہو جائے گا۔

اخبار وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ مورخہ ۸ ؍ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء میں ہے کہ ہندوستان میں برٹش عملداری سے پہلے دخترکشی کا عام طور پر رواج تھا لیکن یہ برٹش حکومت کا ہی فیض سمجھنا چاہیے کہ دخترکشی کا رواج اس ملک سے قریباً معدوم ہوگیا۔

سوال۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔

ترجمہ۔ یعنے خداوند تعالےٰ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے سب جو کچھ زمین میں ہے۔ زمین میں حلال اشیاء کے علاوہ حرام بھی ہیں کیا وہ بھی انسان کیلئے ہیں کوئی صاحب اسکا جواب لکھیں۔ ناظر الحکم

عام خبر۔ گرودکہ ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبرون لدھیانہ پنجاب ولیسی کپڑے کے نمونے نئے نئے و جدید جنتری مع فہرست دیگر مال مفت بلکہ ٹکٹ لفٹ گرہ سے لگا کر تقسیم کرتے ہیں۔

اطلاع ضروری

جو صاحب اخبار یا کتابوں کے متعلق ایڈیٹر و منیجر مطبع سے خط و کتابت کریں جواب کیلئے ٹکٹ یا کارڈ ٹکٹ روانہ کریں ورنہ ہم تعمیل کی نسبت معاف۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ آوی القریہ

الحکم

ہفتہ وار قادیان سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

خواص و معاونین سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب والوں سے

جلد (۸) دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء نمبر (۳۸-۳۹)

حضرت اقدس مسیح موعود [علیہ الصلوٰۃ والسلام]

سیالکوٹ میں

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہو چکا ہے ۲۷ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے اور ۲ - نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کو بفضلہ پھر دارالامان میں آ گئے۔

ہمارے ناظرین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سفر کے حالات سننے کے از بس مشتاق ہیں مگر ہمیں افسوس ہے کہ سفر کے وہ حالات جو ہم خود لکھنا چاہتے تھے تاحال نہیں لکھ سکے اور وہ بزرگ اور خدام جو الحکم کے ایڈیٹر کے لکھے ہوئے حالات کو پڑھنے کے مشتاق ہیں اب تک ہمیں کسی نہ کسی رنگ میں انکے لکھنے کے لئے یاد دلا رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ انکی [illegible] خواہش [illegible] اور سحر آفرینی نہیں ہو سکتی لیکن یہ انکا حسن ظن ہے کہ وہ اسکی قلم کے

نتائج اور ترتیب خیالات کو پسند کرتے ہیں۔ بہرحال ہم ابھی اس سفر کے حالات کا دلیپ منظر چھوڑ کر اور اس مضمون کو کسی دوسرے موقع کے واسطے (جب اللہ تعالیٰ توفیق دے) ملتوی کر کے سفر سیالکوٹ کے حالات سنانے کی کوشش کرتے ہیں اور جہانتک خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی توفیق ہماری مدد کرے گی ہم کوشش کرینگے کہ اس مضمون میں نری لفاظی اور رنگ آمیزی سے کام نہ لیا جاوے بلکہ ان باتوں کو چھوڑ کر اظہار حقائق کی سعی کی جاوے اور جہانتک ممکن ہو اس کے لئے سادہ سے سادہ اور سلیس سے سلیس طرز بیان اختیار کیا جاوے۔ کیونکہ حقائق بیان کے واسطے کیسے ہی سیدھے سادے الفاظ ہی کیوں نہ استعمال کئے جاویں انکے اندر جو روشنی اور قوت جذب ہوتی ہے وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی اسکا اثر دیرپا اور عمدہ نتائج کا موجب بنتا ہے برخلاف اس کے الفاظ کی اونچی نیچ میں بعض اوقات نفس مضمون کا خون ہو جاتا ہے اور بلند نظری اور غور کی طبیعت پیدا نہیں ہوتی ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ناظرین کی توجہ کو لکھنے میں ہم نفس مضمون سے دور جا رہے ہیں۔

یا نفس مضمون کی طرف دور چلے گئے ہیں اسلئے اب اس کو یہیں ختم کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے اصل مضمون کو شروع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سفر اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت اور فطرت کی افتاد کچھ ایسی واقع ہوئی تھی کہ آپ کنج تنہائی کو ہمیشہ پسند فرماتے رہے ہیں کہ حد یہ کہ آپ نے بارہا فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر باہر نہ نکالتا تو میں اسی گوشہ تنہائی کو بساغنیمت سمجھتا تھا اور میری ساری راحت اور خوشی اسی میں تھی لیکن جب اصلاح خلائق کا بار عظیم آپ کے دوش مبارک پر رکھا گیا تو آخر آپکو مخلوق کیطرف نزول کرنا پڑا۔

تاہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت ہی کم سفر کرتے ہیں۔ اور جیسا کہ دنیا کے مشہور پیروں یا فقیروں کا قاعدہ ہے کہ سالانہ یا ششماہی ٹیکس وصول کرنے کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں حضور کے مقاصد سے یہ امر بہت ہی دور واقع ہوا ہے۔ جہانتک ہمارا علم ہے اسوقت تک حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود نے ان سفروں کے ماسوا

جو دعویٰ مسیحیت سے اوائل میں اشتہار لودہانہ دہلی - لاہور - سیالکوٹ - پٹیالہ وغیرہ کے کئے تھے - دس بارہ سال کے اندر آپ قادیان سے باہر نہیں نکلے - یا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیے کہ حضور آپ کی ہر ادا ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی خفی و جلی وحی کے ماتحت ہے جب تک اذن الٰہی کسی سفر کے لئے نہیں ہوا آپ دارالامان سے باہر نہیں گئے۔ ہم جب ان ذرائع تبلیغ پر نظر کرتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے ہیں تو یہ اختیار درود پڑھنے کے لئے جی چاہتا تھا اور اس عظیم الشان بزرگ کی عظمت

مسیح موعود کی جزئی فضیلت

اور فضیلت [illegible]

جاتی ہے .... چھاپہ خانوں کی ایجاد - کا اجرا - علوم فوٹوگرافی - فوٹو گراف کی ترویج - تار برقی - اور اخبارات کی کثرت غرض اسقدر ذریعے آ کر اکٹھے ہوئے ہیں کہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور ایک مقام پر بیٹھا ہوا ایک شخص کل دنیا کو ایک وقت میں تبلیغ کر سکتا ہے - جہانتک انبیاء سابقین کے حالات قرآن کریم اور صحیح تاریخ سے ملتے ہیں ہم بلا مبالغہ اور بلا خوف لومتہ لائم لکھنے کو آمادہ ہیں - کہ جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسقدر سامان امداد تبلیغ بہم پہونچائے ہیں

وہ معمولی انسان نہیں بلکہ عظیم الشان ہے اور مسیح موعود کی اس فضیلت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت شان کا پتہ لگتا ہے جبکہ یہ نائب ہے۔

غرض

ذرایع تبلیغ کی کثرت بجائے خود ایک پہلو سے ظاہر کرتی ہے کہ مسیح موعود کو [illegible] ت سے سفر کرنے پڑینگے (نقل اللہ یحدث بعد ذ [illegible] امرا) علاوہ بریں جب ہم ان [illegible] ں پر نظر کرتے ہیں جو آپ کے سلسلہ عالیہ کو [illegible] بانے نے خود تجویز فرمائی ہیں اور جنہ [illegible] نے فتح اسلام میں ہی کیا ہے تو سفر درا [illegible] اس میں بھی نظر نہیں آتا بلکہ تیسری [illegible] آپ کے ایک قسم کی شتمل اقامت کا اکثر [illegible] ہے جسکو ہم ناظرین کے فائدہ کے لئے یہاں [illegible] ضروری سمجھتے ہیں۔

تیسری شاخ

اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں یہ شاخ بھی برابر نشو ونما میں ہے اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے — چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے۔ اور جسقدر اون میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہونچایا گیا اور انکے مشکلات حل کر دئے گئے۔ اور اون کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خداتعالے کو ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ بہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید موثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجز خدا تعالے کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلمبند ہو کر شائع کیا گیا ہے تو جسقدر مقالات انبیا میں وہ اپنے اپنے محل پر تقریریں ہی تہیں جو پہلتے رہے ہیں عام قاعدہ نبیوں کا یہی تہا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقت میں مختلف مجالس اور محافل میں اون کے حال کی مطابق روح سے قوت پاکر تقریریں کرتے تہے مگر نہ اس زمانہ کے متکلموں کی طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جہوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لائق کریں بلکہ انبیا نہایت سادگی سے کلام کرتی اور جو اپنے دل سے آبلتا تہا وہ دوسروں کے دلوں

میں ڈالتے تہے اون کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تہے اور مخاطبین کو مشغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تہے بلکہ اون کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفات روحانی میں مبتلا پاکر علاج کے طور پر انکو نصیحتیں کرتے تہے یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تہے اور اونکی گفتگو میں الفاظ تہوڑے اور معانی بہت ہوتے تہے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکہتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کی موافق اور اون کی ضرورتوں کے لحاظ کر اور اون کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ باب تقریر کہلا رہتا ہے۔ کیونکہ برائی کو نشانہ کے طور پر دیکھکر اوس کے روکنے کے لئے نصایح ضروریہ کی تیر اندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پاکر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہونیکی حالت میں متصور ہے۔ اور کسی حالت میں ممکن نہیں وجہ یہی ہے کہ خداتعالے نے چندیں ہزار نبی اور رسول بہیجے اور اون کی شرف صحبت میں مشرف ہونیکا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسم کلام الٰہی مشاہدہ کرکے انکی اقتدا کے لئے کوشش کریں اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خداتعالے اپنے کلام کو بغیر بہیجے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تہا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی رسالت کے امر کو محدود رکہتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی کا منقطع کر دیتا لیکن خداتعالے کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکہا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبت الٰہی اور خدا پرستی اور تقوے طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خداتعالے سے وحی پاکر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں اور یہ دونو قضیے باہم لازم ملزوم ہیں۔ کہ اگر خداتعالے کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلایق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جنکو خداتعالے نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلایق کی صرف کاغذوں کے گہوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہو سکتی اسکے لئے اسی راہ [illegible] مارنا ضروری ہے جسپر قدیم سے خداتعالے کے پاک نبی آ [illegible] رہے ہیں — اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس [illegible] لیے مضبوطی اور استحکام کے ساتھ رواج دیا ہے کہ اوس کی نظیر [illegible] ے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں [illegible] سے بھی زیادہ بڑھ گئی تہی اور کمال اعتقاد اور [illegible] اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر [illegible] دن رات پڑی رہتی تہی۔ بیشک حضرت موسے کو بھی ایک جماعت ملی تہی۔ مگر وہ کیسی اور کسقدر سرکش اور متمرد اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دور

اور محروم رہنے والی تہی اسبات کو بائیبل کو پڑہنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تہی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہوگئی تہی۔ اور اِن کے روز انہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تہے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تہے سو یہ بہاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے محض بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہونچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اون کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا یہ در اصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنیکا نتیجہ تہا۔ سو اسی بنا پر [illegible] بر اس سلسلہ کے قایم رکہنے کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑہا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑہانے کے لئے شوق رکہتے ہوں اور اونپر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق اون کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پہیل جائے اور حقارت اور ذلت کا یہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دہو دیا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خدا وند خدا نے مجھے بہیجا اور کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد —

المختصر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کم سفر کرتے ہیں اور زیادہ تر تبلیغ کے لئے اِن ذرایع سے کام لیتے ہیں جو اللہ تعالے نے آپکے زمانہ کے لئے نہیں بلکہ آپکی خدمت کے لئے پہلے سے مہیا کر دئے ہیں۔ پھر سوال ہوگا کہ اس سفر کا باعث کیا ہے؟ —

باعث سفر ایفاء عہد

اعلے حضرت مقدمات گورداسپور کے دوران میں جندروزہ فرصت ملنے کے باعث لاہور تشریف لے گئے تہے اور اس تشریف بری سے ہی حضور کا مقصد وہ ایفاء عہد تہا جو آپ نے جماعت لاہور سے لاہور جانے کے متعلق ایک عرصہ پہلے کیا ہوا تہا۔ چنانچہ ہمارے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں ہیں — قیام لاہور کی تقریب پر جہاں قریباً پنجاب کے مختلف شہروں سے احباب جمع ہوئے تہے جماعت سیالکوٹ بہی حاضر ہوئی تہی اس موقع پر جماعت سیالکوٹ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیالکوٹ تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا اور اس کریم النفس وجود نے اس درخواست کو منظور فرمالیا اس درخواست کی قبولیت میں [illegible] جانے کن کن کمزور روحوں کی نیم شبی دعاؤں کا جذب تہا جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ بلا لیا۔ ؎

جذبۂ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے تاگے میں چلے آئینگے سرکار بندھے

بسا اوقات ایسے ضعیف اور کمزور لوگ ہوتے ہیں جن میں طلب صدق وصفا ہوتی ہے اور خداتعالے کے برگزیدوں کے ساتھ مقام عشق میں ہوتے ہیں لیکن سفر کرکے اس تک پہونچ نہیں سکتے ان کمزوروں کے لئے اللہ تعالے کوئی ایسا سامان بہم پہنچا دیتا ہے جو خدا کے مرسل کسی نہ کسی ذریعہ سے اِن تک پہونچ جاتے ہیں۔ چونکہ اِن لوگوں کی ہر حرکت اور ادا اللہ تعالے کے اشارات کے ماتحت ہوتی ہے اور وہ عظیم الشان مصالح پر مبنی ہوتی ہے اِسلئے بعد میں اِن اسرار کا ظہور بہی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سفر کے مقاصد اور اغراض جو ظاہر ہوئے ہیں وہ بعد میں ہم انشاء اللہ دکہائینگے۔ مختصر یہ کہ حضور نے سیالکوٹ جانیکا وعدہ فرمالیا۔ اور جماعت سیالکوٹ نے نہایت مستعدی اور کمال جوش کے ساتھ سیالکوٹ واپس جاکر مکانات وغیرہ کا انتظام شروع کر دیا۔ مقدمات سے فرصت پاکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دارالامان واپس تشریف لے آئے۔ اور جماعت سیالکوٹ نے پورے انتظام اور تہیہ اسباب کے بعد حضور کی خدمت میں تشریف بری کی تاریخ کے تعین کے لئے درخواست کی اور اپنا آدمی بہیجدیا۔ چنانچہ ہمارے عزیز بہائی میاں محمد رشید صاحب اس خدمت پر مامور ہوکر قادیان آئے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اِن دنوں کچھ ناساز تہی۔ اسلئے فرمایا کہ دو چار روز کے بعد جواب دونگا حضور کا منشاء استخارہ مسنونہ کا بہی تہا گویا بعد استخارہ جواب دیا جاوے گا۔ آخر ۲۷- اکتوبر ۱۹۰۴ء تاریخ روانگی مقرر ہوئی۔ اور حضور نے تاریخ مقررہ پر سب سے پہلی گاڑی میں بٹالہ سے سوار ہونے کے لئے حکم دیدیا۔

آپکا خارق عادت استقلال اور جاہ طلبی سے نفرت

میاں محمد رشید صاحب تاریخ لیکر قادیان سے واپس سیالکوٹ کو روانہ ہو چکے تو سیالکوٹ سے اِن کے نام ایک کارڈ آیا جس میں یہ خواہش کی گئی تہی کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخلہ شہر سیالکوٹ میں دن کے وقت ہو اسلئے حضور ایسی گاڑی میں آئیں جو دن کو داخل ہو [illegible] سیالکوٹ والوں کو یہ خواہش کئی مصالح پر مبنی تہی۔ منجملہ اسکے بڑی مصلحت یہ تہی کہ رات کو کثرت انبوہ میں انتظامی مشکلات نہوں۔ دوسرے حضور کے مشتاق زیارت کثرت کے ساتھ وہاں جمع ہونے والے تہے اور کل شہر اس دن کا انتظار کر رہا تہا اسلئے دن کو یہ نظارہ قابل دید اور اثر انداز ہو سکتا تہا۔ لیکن سیالکوٹ کی جماعت کا عموماً اور ہمارا خصوصاً ایمان بڑھ گیا جب دیکہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عزم کو عزم بالجزم ثابت کر دکہایا اگر آپ کی بجائے کوئی دنیوی جاہ وحشم یا استقبال و نمایش کا بہوکا یا گدی نشین ہوتا تو وہ پسند کرتا کہ جسقدر مجمع اوس کے دیکھنے کو آئے

فٹ نوٹ:— چودہ برس پہلے کا ذکر ہے [illegible] چودہ سال میں یہ تعداد [illegible] سے بھی بڑھ گئی ہوگی۔ [illegible] آنے والے مہمان مرید ہی نہیں ہوتے بلکہ ہندو، سکھ، مسلمان، انگریز سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایڈیٹر

اور جسقدر شان و شوکت سے اوسکی سواری نکلے وہ تھوڑی ہے لیکن یہ خدا کا برگزیدہ جو محض اللہ تعالٰے کے ساتھ اپنے تعلقات میں لذت اور ذوق پاتا ہے۔ ایسی شہرت کا حریص اور اسیر نہیں بلکہ وہ کمال ذوق دستی میں کہتا ہے۔ ؎

بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قوم
خدا از رحمت و احسان میسر کرد خلوت را
نمے باید مرا یکذرہ عزتہائے ایں دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزت
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را
حریص عزت و مجدم ازاں روزیکہ دانستم
کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را

غرض

حضور نے اپنے اس ارادہ میں ہرگز ترمیم نہ فرمائی۔ باوصفیکہ سیالکوٹ سے ایک اور آدمی بھی اس غرض سے بھیجا گیا لیکن حضور نے جو عزم کر لیا تھا اسے بدلنا مناسب نہ سمجھا۔ اور حقیقت میں یہ عدم ترمیم اور ابھی **نشان نمائی** کا باعث ہوئی جیسا کہ سیالکوٹ میں داخلہ کے متعلق ہم دکھائیں گے۔

استقلال زبردست

خدا تعالٰے کے ماموروں کا استقلال ہی ایک ایسی زبردست کرامت ہوتا ہے جو ناعاقبت اندیش لوگ انہیں مجنون (دہتی) کہہ اٹھتے ہیں۔ اس استقلال میں ایک باریک راز ہوتا ہے جو اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو اپنے مولا کریم سے انہیں ہوتا ہے گویا وہ ان امور کو جو دوسروں کی نظر میں وہمی اور شکی ہوتے ہیں اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہیں اسی لئے نہ انکا قدم ہٹتا ہے اور نہ وہ تھکتے ہیں اور نہ درماندہ ہوتے ہیں۔ اس امر کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا البتہ وہ لوگ جو ایمان باللہ کی لذت سے آشنا ہیں اس سے لطف اٹھا سکتے ہیں ضمناً بات آگئی ہے۔ استقلال کی ایسی ایک موقع کا تذکرہ بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا جب حضور نے گورداسپور جانے کا ارادہ فرمایا تو اتفاقاً ایسی شدید بارش ہوئی کہ راستے بالکل بند ہو گئے اور استقدر پانی [illegible] کہ یکہ اور گاڑیاں ہرگز چل نہ سکتی تھیں خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اسی پانی میں پیادہ پا بوجہ تاریخ مقدمہ گورداسپور جانا پڑا اور وہاں جا کر جب خواجہ صاحب اور مولانا مولوی محمد علی صاحب سے راستہ کی تکالیف کا ذکر کیا تو وہ بہت گھبرائے اور برطرہ یہ ہوا کہ وہ مکان جس کا انتظام کیا گیا تھا عین وقت پر لینے اسی دن اس کے ملنے سے قطعاً مایوسی ہو گئی ایسی صورت میں ہم لوگ جو گورداسپور میں موجود تھے سخت گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ مکان کا انتظام نہیں راستہ ٹھیک نہیں اور حضرت اقدس کے ہمراہ بچوں اور مستورات کا ساتھ ہے۔ بعد مشورہ یہ رائے ہوئی کہ دو آدمی اسی وقت بھیجے جاویں جو حضرت کو اس سفر سے روک دیں۔ اسوقت حضرت مولوی محمد علی صاحب کی فراست اور ایمان نے بڑا ہی مزا دیا انہوں نے کہا کہ بھیجنے کو آدمی بھیجدو سب کچھ مشکلات عرض کردو

مگر یہہ قوم (ماموریں) اپنے ارادوں سے باز نہیں رہا کرتی کیونکہ ان کا استقلال بہت راستہ ہوتا ہے آخر وہی ہوا۔ حضرت اقدس راستہ کی ان خطرناک تکالیف پر فتح پاتے ہوئے گورداسپور پہونچ ہی گئے۔ ہماری غرض اس واقعہ سے قصہ گوئی نہیں بلکہ یہہ دکھانا مقصود ہے کہ ان لوگوں کا استقلال خارق عادت استقلال ہوتا ہے۔

غرض

حضرت اقدس نے جو گاڑی روانگی کے لئے تجویز کی تھی وہی قایم رکھی اور اس بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۴ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب دارالامان سے روانہ ہوئے۔

روانگی از قادیان

۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۴ء کی صبح کا نظارہ قادیان میں ایک قابل دید نظارہ تھا جبکہ خداتعالٰے کا برگزیدہ بندہ اور اسکا پاک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ کے سفر کے لئے دارالامان سے چلنے کو طیار تھا۔ کل احمدی قوم وہاں موجود تھی۔ کچھ تو حضرت اقدس کی مشایعت کے لئے اور کچھ آپ کے ہمراہ جانے کو طیار تھے۔ مدرسہ کے بہت سے طالب علم اور استاد اور بہت سے لوگ بٹالہ تک آپکے ہمراہ چلنے کو آمادہ تھے۔ بہرحال ۴ بجے کے قریب اعلیٰ حضرت اپنے خدام کے زمرہ میں دارالامان سے روانہ ہوئے۔ ایک درجن سے زیادہ خدام حضور کے ہمراہ تھے اس سفر میں حضور کے ہمراہ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور خاندان رسالت کے دوسرے ممبر بھی تھے۔ اسلئے رتھہ کے علاوہ فینس بھی ساتھ تھی۔ یہہ شاندار قافلہ جس میں خداتعالٰے کا برگزیدہ مسیح موعود جا رہا تھا عجیب شان سے روانہ ہوا۔

مسیح موعود اور مسیح ابن مریم

مسیح ابن مریم کو بھی بعض اوقات اپنے ملک میں سفر کرنا پڑا تھا اور انکی جو حالت ہوتی تھی وہ ان لوگوں سے جنہوں نے انجیل پڑھی ہے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ کوئی انہیں جانتا بھی نہ تھا۔ سب سے زیادہ جلال انجیل میں وہ بیان کیا گیا ہے جب وہ ایک گدہی کے بچہ پر سوار جا رہے تھے۔ اسکے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کو وہ جلال اور شوکت نصیب ہوئی ہے جسکے لئے ہم بلا مبالغہ لکھتے ہیں کہ صاحب انجیل کو ہرگز نہیں ملی بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ صحف سابقہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح کی دو آمدوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ایک تو وہ پہلی آمد ہے اور دوسری وہ آمد ہے جو جلالی اور پر شوکت آمد ہے۔ خود عیسائیوں نے بھی اسی امر کا اعتراف کیا ہے اور یہ اعتراف انکو مجبوراً کرنا پڑا ہے کیونکہ پہلی آمد بہت کمزور اور ناقص تھی کہ آخر انکو اس جلال و شان کو دوسری آمد پر ملتوی کرنا پڑا اور حقیقت بھی اسیطرح پر ہے۔ دراصل ساری شان و شوکت اور جلال اسی دوسری آمد کے لئے رکھا گیا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حصہ میں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا کا برگزیدہ کہتا ہے۔ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو + اس سے بہتر غلام احمد ہے

بہرحال ایک عجیب شان کے ساتھ حضور روانہ ہوئے۔

حضور کا پیادہ پا سفر

اعلیٰ حضرت کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ آپ چہل قدمی کرتے رہتے ہیں اور گو ایک عرصہ سے سلسلہ سیر صبح کا بند ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضور کو اس امر کا خاص شوق ہے اور یہ طریق آپکی صحت کے لئے علی العموم عمدہ اور مفید ہے۔ جب سے حضور نے ہوش سنبھالا ہے اور تنہائی اختیار کی ہے یہ معمول آپکا ثابت ہے کہ بیت الذکر کے سامنے صحن میں ہمیشہ ٹہلتے رہتے تھے بلکہ ہمارے ناظرین اس بات کو سنکر حیران ہونگے کہ آپ اکثر تالیفات کا کام بھی ٹہل کر ہی کیا کرتے ہیں صحن کے دونو طرف چھوٹے چھوٹے طاقچوں میں دوات رکھی اور ٹہلتے ٹہلتے لکھتے گئے۔ ٹہل کر پڑھنا تو اکثر دیکھا سنا ہوگا مگر یہ کم دیکھا یا سنا ہوگا کہ ٹہل کر لکھا بھی جاتا ہے غرض اسی عادت اور مذاق کے موافق نصف راستہ طے کر لینے کے بعد حضور نے پا پیادہ سفر اختیار کیا اور پالکی سے اتر کر پیدل چلتے رہے اور آپکے ساتھ بہت بڑا مجمع خدام کا بھی پیدل چلتا رہا۔ اور قریب آٹھ بجے کے حضور بٹالہ پہنچ گئے۔

بٹالہ سٹیشن

بٹالہ ریلوی سٹیشن سے سیالکوٹ تک ایک سکنڈ کلاس اور ایک تھرڈ کلاس ریزرو کرا لی گئی تھی بٹالہ سٹیشن پر جماعت بٹالہ نے آکر شرف نیاز حاصل کیا۔ ایک صاحب نے عرض کیا۔

"کہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی محنت و تکلیف نہ اٹھانی پڑے اور کمال حاصل ہو جاوے"

اسپر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

حصول کمال کیلئے مجاہدہ شرط ہے

کہ اس قسم کے لوگ ہمیشہ گذرے ہیں جو چاہتے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی محنت اور تکلیف اور سعی اور مجاہدہ کے وہ کمالات حاصل کر لیں جو مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں صوفیاء کرام کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے آکر ان سے کہا کہ کوئی ایسا انتظام ہو کہ ہم پہونک مارنے سے ولی ہو جاویں۔ ایسے لوگوں کے جواب میں انہوں نے یہی فرمایا ہے کہ پہونک کیواسطے بھی تو قریب ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ پہونک بھی دور سے نہیں لگتی۔

قرآن شریف میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے لیس للانسان الا ما سعی یعنی کوئی انسان بغیر سعی کے کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ خداتعالٰے کا مقرر کردہ قانون ہے پھر اس کے خلاف اگر کوئی کچھ حاصل کرنا چاہے تو وہ خداتعالٰے کے کاموں کو توڑتا ہے اور اسے آزماتا ہے اسلئے محروم رہے گا۔ دنیا کے عام کاروبار میں بھی تو یہ سلسلہ نہیں ہے کہ پہونک مار کر کچھ حاصل ہو جائے یا بدون سعی اور مجاہدہ کے کوئی کامیابی مل سکے۔ دیکھو سا آپ شہر سے چلے تو سٹیشن پر پہونچے اگر شہر سے ہی نہ چلتے تو کیونکر پہونچتے۔ پاؤں کو حرکت دینی پڑی ہے یا نہیں اسی طرح سے جسقدر کاروبار دنیا کے ہیں سب میں اول انسان کو کچھ کرنا پڑتا ہے جب وہ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے تو پھر اللہ تعالٰے بھی برکت ڈالدیتا ہے اسی طرح پر خداتعالٰے کی راہ میں وہی لوگ کمال حاصل کرتے ہیں جو مجاہدہ کرتے ہیں۔ اسلئے فرمایا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا پس کوشش کرنی چاہئے کیونکہ مجاہدہ ہی کامیابیوں کی راہ ہے۔

اس قسم کے ذکر اذکار اور خدام کی ملاقات میں گاڑی کا وقت آ پہونچا۔ اور دس بجے کے قریب گاڑی نے روانگی کا وسل دیا۔ پلیٹ فارم پر ایک خاص اژدہام تھا۔ اور عام لوگ حضرت اقدس کی زیارت کا سرور حاصل کر رہے تھے۔ قادیان کی جماعت جو سٹیشن تک حضرت اقدس کو پہونچانے گئے تھے واپس روانہ ہوئی اور چند ہی منٹ کے اندر گاڑی سٹیشن سے نکل کر نظروں سے غائب ہو گئی اور خدا کا محبوب امرتسر کی طرف روانہ ہوا۔

امرتسر ریلوی سٹیشن

بٹالہ سے گاڑی روانہ ہو کر درمیانی سٹیشنوں سے گذرتی ہوئی ۱۱ بجے کے قریب امرتسر پہونچی۔ امرتسری جماعت نے پہلے ہی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بذریعہ عریضہ عرض کر رکھا تھا کہ وہ کھانا لیکر حاضر ہونگے۔ اور حضرت نے ان کی دعوت کو منظور فرمایا تھا گاڑی کے پہونچنے سے پہلے ہی امرتسری جماعت سٹیشن پر استقبال اور حصول زیارت کے لئے حاضر تھی۔ لیکن حضرت اقدس کا نام اور دعوی کوئی ایسی چیز نہیں جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے اسلئے گاڑی کے پہونچتے ہی ہر طرف سے لوگ دوڑے ہوئے گاڑی کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور خود احباب کو مصافحہ کرنا مشکل ہو گیا ایک دوسرے سے پہلے چاہتا تھا کہ میں آگے بڑھوں۔ جن لوگوں نے یہ نظارہ دیکھا ہے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر کشش دلوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ موافق تو موافق مخالف بھی کھچے چلے آتے تھے۔ اس مقام پر کچھ لوگوں نے حضرت کے سلسلہ میں بذریعہ بیعت شامل ہونے کا فخر حاصل کیا امرتسری جماعت نے مسافران سیالکوٹ کو بڑی مہمانی اور کمال اخلاص سے گاڑیوں میں کھانا کھلا دیا۔ گاڑی کی روانگی تک ایک میلہ سا لگا رہا۔ جو لوگ گاڑیوں میں سوار ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اسوقت [illegible] مستقل سے مستقل مزاج ایک قسم کی گھبراہٹ اور جلدی میں ہوتا ہے۔ کہ مبادا سوار ہونے سے رہ نہ جاؤں۔ لیکن اس وجود میں کچھ ایسی خوبی اور جذب تھا کہ دیوانہ وار مسافر اس کی طرف تکتے تھے اور انہیں یہ خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ گاڑی میں سوار ہونا ہے۔ کاش وہ لوگ جو مخالفت پر اٹھے ہوئے ہیں ان باتوں پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا یہ جذب کشش کسی مفتری منصوبہ ساز کو دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۱۲ بجے کے بعد گاڑی نے امرتسر سٹیشن کو چھوڑا اور بہت سی روحوں کو اسی شوق میں مضطرب چھوڑ کر آگے نکل گئی۔

اٹاری سٹیشن

اس دن ریلوی لائن کے ارد گرد کے دیہات میں

کیونکہ ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ گاڑی کے سٹیشن پر پہونچنے سے پہلے ہی ایک معمولی سے معمولی سٹیشن پر بھی ایک خاصہ ازدحام اور ہجوم زائرین کا ہوتا تھا بجالیکہ کوئی شخص کسی کو کہنے نہیں گیا تھا اور ابھی حضور کی روانگی کی خبر عام طور پر شائع بھی نہ ہو چکی تھی اس سٹیشن پر بھی غیر معمولی مجمع ...... موجود تھا لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ اٹاری کے سٹیشن ماسٹر نے چند آدمیوں کو صرف اندر آنے کی اجازت دی یہ بڑا بھاری روحانی ظلم ہے۔ جو ان لوگوں پر کیا گیا ہے جنکو باہر رکھا گیا اگرچہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے نیک ارادوں کیوجہ سے ثواب حاصل کرنے والے انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیریں گے لیکن سٹیشن ماسٹر صاحب کی بیجا سختی نے ان کو اس مقصد عظیم سے روکے رکھا جسکے لئے وہ آئے تھے ریلوے اتھارٹیز کو ایسے امور پر نوٹس لینا چاہئے اگر ایسے سٹیشنوں پر پلیٹ فارم ٹکٹ نہ ہوں تو کیوں اجازت لے کر اندر جانے والوں کو روکا جاوے بجالیکہ وہ ایک نیک غرض اور پاک مقصود کے لئے جاتے ہوں دنیا میں تو ممکن ہے کہ ایسے سٹیشن ماسٹر سے کوئی استفسار نہ ہو لیکن خدا تعالیٰ کے حضور وہ ضرور **یصدون عن سبیل اللہ** کے زمرہ میں جوابدہ ہوگا۔ بہرحال جن لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی تھی وہ نہایت اخلاص سے آکر ملے اور بابو احمدی بھائیوں اور اپنے سید و مولا امام کے حضور انہوں نے دودھ کی دعوت پیش کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور بابو صاحب ہی ٹکٹ لیکر خود بھی سوار ہوگئے اور اس چند منٹ کی صحبت احباب کو بھی انہوں نے اکسیر سمجھا۔

وارگا سٹیشن

وارگا ایک مختصر سا فلیگ سٹیشن ہے وارگا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں عیسائیوں نے اپنا احاطہ بنایا ہوا ہے اور کچھ مشنری عورتیں یہاں رہتی ہیں ان کی سعی اور کوشش سے یا بالفاظ دیگر انکے مفاد کے لئے یہ سٹیشن بنا ہوا ہے۔ اس سٹیشن پر خدا کے فضل و کرم سے بابو محمد ایوب بکنگ کلرک احمدی ہے جسے ریلوی کام کی کثرت کی وجہ سے شاید بہت کم فرصت قادیان آکر حضرت کی زیارت کی ملتی اور اس تقریب پر اس جنگل میں پڑی ہوئی روح کو سیراب ہونے کا موقع خود بخود مل گیا۔

میانمیر

ایک بجے کے بعد گاڑی میانمیر سٹیشن پر پہونچی۔ جو ایک فوجی چھاؤنی ہے اٹاری کی جماعت اس مقام پر اتر کر دوسری گاڑی میں واپس ہوئی یہاں بھی بعض مخلصین کو زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

لاہور سٹیشن

ریلوی سٹیشن پر یوں تو عام طور پر ایک عجیب دلکش نظارہ ہوتا ہے۔ لیکن آج غیر معمولی رونق اور بھیڑ بھاڑ تھی۔ احمدی جماعت تو لازماً موجود تھی مگر دوسرے لوگ بھی جو مذہبی معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ سٹیشن پر حضرت اقدس کی زیارت کو موجود تھے لاہور کے ریلوی سٹیشن پر اس کثرت سے ازدحام تھا کہ وہاں کے روزانہ پیسہ اخبار کو بھی باوجود مخالفت کے اسکا اقرار کرنا پڑا ہے اور ابھی قریباً دو مہینے قبل حضرت اقدس لاہور میں رہ کر آئے تھے اس صورت میں اگر قیام لاہور میں آپ کو پوری کامیابی نہ ہوئی ہوتی تو چاہئے تھا کہ اسوقت دوسرے مذاہب کے لوگوں میں سے ایک بھی وہاں نہ ہوتا۔ لیکن احمدیوں کے سوا ہندو و مسلمانوں کے فہمیدہ لوگوں کا ایک خاصہ مجمع اس تقریب پر تھا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کے نام میں کچھ عجیب کی تاثیر اور جذب ہے جو مخالف سے مخالف کو بھی اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور جب ہم آج سے پچیس برس پیشتر پر نظر کرتے ہیں اور حضرت اقدس کے حالات کو سنتے یا پڑھتے ہیں تو اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ یہ اثر اور جذب اسی وقت سے پیدا ہوا ہے جب سے کہ حضرت احدیت نے مامور کر کے اصلاح دنیا کے لئے بھیجا ہے۔ سچ ہے ؎

برکسے چوں مہربانی مےکنی + از زمینی آسمانی مےکنی
خودکنی و خود کنائی کار را + خود دہی رونق تو این بازار را

غرض ریلوی سٹیشن پر ایک صف آرا فوج معلوم ہوتی تھی جو رب الافواج کے برگزیدہ کے استقبال اور زیارت کے واسطے موجود تھی۔ یہاں بھی مسافروں اور اجنبیوں کا یہ حال تھا کہ خواہ نہ خواہ اسی گاڑی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ پولیس نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے پورا انتظام رکھا۔ اور یہاں چونکہ گاڑی کو کچھ عرصہ تک ٹھیرنا تھا اسلئے لاہور کی احمدی جماعت کو اچھا موقع حصول ملاقات کا مل گیا۔ ۲ بجے کے قریب آخر گاڑی نے اس سٹیشن کو بھی الوداع کہا۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ لاہور کے ریلوی سٹیشن پر بھی بہت سے لوگوں کو اندر آنے سے روکا گیا تھا۔ اور پلیٹ فارم ٹکٹ بھی بند کر دیا تھا۔ انگریز انسپکٹر انتظام کے لئے موجود تھا۔

بادامی باغ

بادامی باغ کے سٹیشن پر ہمارے محترم ہمعصر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے حضرت اقدس سے نیاز حاصل کیا مولوی صاحب نے سمجھ لیا تھا۔ کہ لاہور کے سٹیشن پر ملاقات کرنا کوئی سہل امر نہیں ہے اسلئے وہ بادامی باغ آملے اور چونکہ مقدمہ کے متعلق انہیں لاہور میں رہ کر کام کرنا تھا اسلئے یہاں سے ہی واپس ہوئے۔ اور گاڑی حدود لاہور سے نکل گئی۔ مسافران سیالکوٹ نے گاڑیوں میں ہی نماز ظہر ادا کرنی شروع کر دی۔ اسیطرح پر دوسرے سٹیشنوں پر حضرت کی زیارت کے لئے لوگ آتے تھے۔ آخر گاڑی گوجرانوالہ کے سٹیشن پر پہونچی۔

گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کے سٹیشن پر بہت بڑا مجمع خاص گوجرانوالہ کے علاوہ اردگرد کے دیہات سے آئے ہوئے لوگوں کا مجمع موجود تھا بیان کرنیوالے کہتے ہیں کہ اس مجمع کی تعداد کسی حالت میں سات آٹھ سو سے کم نہ ہوگی۔ اس مجمع میں کثرت کے ساتھ اہل ہنود بھی تھے۔ حضرت اقدس کی گاڑی کے سامنے ایک میلہ لگا ہوا تھا۔ احمدی احباب نے مصافحہ کیا اور خدا کے برگزیدہ پر سلام کہا۔ وقت معینہ پر گاڑی یہاں سے بھی چلی گکھڑ کے سٹیشن پر بھی باوجودیکہ وہ ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے پچاس سے زیادہ آدمیوں کا مجمع تھا۔ جس شوق جوش اور اخلاص سے یہ لوگ آتے تھے اور گاڑی کی طرف لپکتے اور دوڑتے تھے وہ نظارہ کچھ قابل دید ہی تھا۔ اسے کسی جرنلسٹ کا قلم تو کیا شاعر کی بلند پروازی بھی ادا نہیں کرسکتی۔ ان زائرین کو بھی چند منٹ کی ملاقات کے بعد شوق زیارت تیز کر کے گاڑی نے وہیں چھوڑا اور وہ سراسیمہ ہو کر دوڑتی ہوئی گاڑی کی طرف دیکھتے رہے اور گاڑی سیٹیاں مارتی ہوئی گویا خدا کے محبوب کو اپنا سوار سمجھکر اتراتی ہوئی سٹیشن سے نکل گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وزیر آباد سٹیشن پر جا کر کھڑی ہوئی۔

وزیر آباد ریلوی سٹیشن

وزیر آباد ایک جنکشن سٹیشن ہے جہاں سے سیالکوٹ کی طرف گاڑی جاتی ہے۔ اور ایسا ہی لائلپور وغیرہ کیطرف بھی یہاں ہی سے گاڑی جاتی ہے۔ غرضیکہ یہی وہ سٹیشن ہے جہاں سے حضرت اقدس نے سیالکوٹ کی طرف جانا تھا اور سیالکوٹ یہاں سے قریباً ایک گھنٹہ کی راہ تھی۔ اس سٹیشن پر بہت بڑا مجمع زائرین کا موجود تھا۔ اور جب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ وزیر آباد میں ابھی احمدی جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے تو اس کثرت سے آئے ہوئے لوگوں کا دیکھنا حیرت میں ڈالتا تھا۔ اور خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ وزیر آباد میں حافظ عبدالمنان جیسا مخالف موجود ہے۔ اور وہ اپنی جگہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ لوگوں کو سلسلہ عالیہ سے بدظن کرتا رہے اور کوئی دقیقہ کوشش کا داخل ہونیسے روکنے میں اٹھا نہ رکھے۔ وزیر آباد کے سٹیشن پر اسقدر انبوہ فی الحقیقت غیر معمولی بات تھی۔ جس سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی عظمت اور شوکت کا پتہ لگتا تھا۔ چونکہ ریزروڈ گاڑیوں کو کاٹ کر اس ٹرین کے ساتھ لگانا تھا۔ جو سیالکوٹ جانے والی تھی۔ اسلئے ان گاڑیوں کو دور تک پلیٹ فارم کے پاس تک لیجانا پڑا۔ اس وقت خیال کیا جاتا تھا کہ اب لوگ الگ ہو جاوینگے مگر لوگوں کا بڑھا ہوا شوق گاڑی کے دونوں طرف انکو لے بھاگا اور انہوں نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ مبادا ہم کچلے جائیں۔ گاڑی کے ساتھ ساتھ دونوں طرف مخلوقات بھاگی جاتی تھی۔ آخر وہ گاڑیاں کاٹ کر سیالکوٹ والی ٹرین سے لگادی گئیں اور لوگوں کا ہجوم بدستور اسوقت تک رہا جب تک کہ گاڑی سٹیشن سے نکل گئی۔

وزیر آبادی احباب کی دعوت

اس امر کا اظہار اس موقع پر نہ کرنا غالباً سخت ناانصافی ہوگی کہ ہماری وزیر آبادی جماعت کے معزز رکن شیخ غلام رسول اور شیخ احمد جان صاحب مالکان کارخانہ سوڈا واٹر نے نہایت فراخدلی کے ساتھ حضرت اقدس اور آپ کے ہمراہی جماعت کی دعوت لیمونیڈ سے کی۔ کثرت کے ساتھ انہوں نے پانی کی بوتلیں اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کیں یہ اخوت یہ محبت بجائے خود حضرت اقدس کی سچائی کا ثبوت ہے کہ اس شخص کی تعلیم میں وہ اثر اور وہ قوت ہے کہ مختلف طبقات کے لوگوں کو ایک کر دیا ہے اور امیر غریب سب ایک پلیٹ فارم پر کھڑے کر دئیے ہیں غرض گاڑی سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوگئی۔ چونکہ کثرت مخلوق اور ہجوم میں بہت سے لوگوں کو حضرت اقدس سے مصافحہ کرنے کا شرف نہ مل سکا تھا اسلئے اکثر احباب ساتھ ہی گاڑی میں سوار ہوگئے اور سیالکوٹ اور وزیر آباد کے درمیانی سٹیشنوں پر جہاں جسکو موقع ملا اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوا۔

سوہدرہ

سوہدرہ ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے جہاں گاڑی بہت ہی کم عرصہ غالباً منٹ دو منٹ کھڑی ہوتی ہوگی اس دوڑ دھوپ اور کم فرصتی کو بھی غنیمت پا کر اکثر خدام حضرت نے شرف نیاز حاصل کر لیا علیٰ ہذالقیاس دوسرے سٹیشنوں پر بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ آخر منزل مقصود آپہونچا۔ یعنی

سیالکوٹ ہاں پیارا سیالکوٹ۔ بلکہ مبارک سیالکوٹ

سیالکوٹ کے متعلق ہم نے جو یہ الفاظ لکھے ہیں انہیں مبالغہ نہیں بلکہ انکی تہ میں حقیقت ہے جو ہم بعد میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن کا نظارہ کچھ ایسا قابل دید تھا کہ کسی جادو نگار کا قلم اور نازک خیال شاعر کا دماغ بھی اس نظارہ کو ادا کرنے کے قابل نہیں۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کہ مصور اور فوٹوگرافر کسی نظارہ کو اچھی طرح دکھا سکتا ہے۔ مگر اے ہمارے پڑھنے والو یقیناً سمجھو کہ اس مقام پر مصور کا قلم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور فوٹوگرافر بھی (باوصفیکہ آج اس فن میں بڑی بڑی ترقیاں ہوئی ہیں) کمال دکھانے سے عاجز ہے۔ وہ نظارہ فی الحقیقت قابل دید ہی تھا۔ اس نظارہ کے دیکھنے والے ایک دو نہیں ہزارہا انسان تھے پھر انمیں ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ تھے۔ سیدھے سادھے پرانے زمانہ کے بڑے بوڑھے۔ بچے۔ نوجوان۔ امیر۔ غریب۔ حکام۔ حضرت اقدس کے مخلص۔ مخالف۔ ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ پھر انمیں سے عالم و جاہل۔ شاعر۔ صوفی اور خلاف مزاج۔ غرض ہر قسم کے لوگ تھے اور ہر ایک اپنی اپنی نظر اور آنکھ سے اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا پھر اسقدر متضاد خیالات متضاد طبیعتوں کے لوگوں کے نکتہ خیال کو آن واحد میں پا جانا ایک معمولی جرنلسٹ کے لئے آسان نہیں ہے۔ لیکن ہم اپنے ناظرین کو مایوس کرنا نہیں چاہتے ہم انہیں مختلف نظروں سے اس نظارہ کو خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے دکھانے کی کوشش کرینگے ممکن ہے کہ ہم اس میں پورے کامیاب نہ ہوں کیونکہ بہرحال وہ پھر ہماری اپنی نظر ہے۔ لیکن مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ ہمارے ناظرین

ہماری آنکھ سے مختلف نظروں کو معائنہ کریں - اور یہ بھی کسی تاشدیافتہ روح کے فیض کا اثر سمجھیں جو ایک کمزور شخص مختلف نظروں کو آن واحد میں ایک نظر سے دیکھ لیتا ہے -

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن کا نظارہ عام نظر میں

ہر چند جماعت سیالکوٹ نے کوشش کی تھی کہ اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی ایسی گاڑی میں وہاں پہونچیں جو دن کے وقت سیالکوٹ پہونچتی ہو لیکن ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ اعلےٰ حضرت نے کسی حال میں بھی اپنے پروگرام کو نہیں بدلا اور جس گاڑی میں روانہ ہونیکا عزم فرما چکے تھے اسی گاڑی میں روانہ ہوئے اور یہ گاڑی سیالکوٹ سٹیشن پر چھ بجے کے بعد پہونچی جب کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا اور تاریکی اپنا اثر سطح زمین پر ڈال رہی تھی -

ایسی حالت میں ایسے وقت میں لوگوں کا اپنے کاروبار چھوڑ کر سٹیشن پر حضرت اقدس کی زیارت کے لیئے آنا کوئی معمولی بات نہ تھی - اصل تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جگہ کچھ ایسے کھنچ گئے تھے کہ وہ رک سکتے ہی نہ تھے -

جس طرف نظر جاتی تھی آدم زاد ہی آدم زاد نظر آتا تھا - ہمارے احباب سیالکوٹ کو غالباً اس نظارہ کو دیکھ کر اپنی اس تجویز یا خیال پر ضرور تاسف ہوا ہوگا جو انہوں نے حضرت اقدس کے دن کی گاڑی میں آنے کے متعلق سوچا تھا کیونکہ اسوقت کی بیشمار مخلوق کا جمع ہو جانا انکی امیدوں سے بڑھتا ہوا تھا - بلکہ ہم صاف طور پر یوں کہیں کہ انکا ایمان بڑھ گیا ہوگا - کیونکہ گاڑی کے پہونچنے کا یہ وقت ایسا تھا جبکہ لوگ اپنے دن کے کاروبار سے فارغ ہو کر آرام کرنے کے لیئے گھروں کو جاتے ہیں مگر آج انہیں کوئی غیر معمولی کشش تھی جو انکو بجائے آرام کرنے کے دکھ اٹھانے کے لیئے کھینچے لاتی تھی کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اسقدر انبوہ اور ہجوم میں آرام کے ساتھ چلنا ناممکن ہے انہیں علم تھا کہ دھکے پر دھکے پڑیں گے اور پولیس اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے امن قائم رکھنے کے لیئے مناسب موقع کارروائی کر کام لے گی - لیکن ان لوگوں کو پولیس کی جھڑکیاں اور گھرکیاں ایک دوسرے کے دھکے کھانے منظور تھے دن بھر کی کوفت میں اس کوفت اور تکان کا اضافہ پسند خاطر تھا لیکن سٹیشن پر

مرزا ئے ما

کو دیکھنا ضروری تھا - تھوڑی دیر کے لیئے اس امر پر سوچو کہ اگر یہ جذب اور کشش حضرت مسیح موعود کا نہ تھا تو کون تھا جو شہر میں منادی کرنے گیا تھا - کہ تم شام کو چھ بجے کے بعد (جبکہ دن بھر کی محنت مزدوری سے تھکے ماندہ ہو کر آرام کرنے جاتے ہو) گھر کی بجائے سٹیشن پر آجانا اگر عام طور پر منادی بھی کرائی جاتی اور لوگوں کا فرض قرار دیدیا جاتا بلکہ کچھ سزائے جرمانہ بھی مقرر ہو جاتی کہ جو نہ آئے گا اسے سزا دیجائے گی -

اور مسیح موعود کی بجائے کوئی اور شخص آنیوالا ہوتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ جرمانہ ادا کرنا پسند کرتے لیکن نہ آتے پر نہ آتے - برخلاف اس کے آج سے ایک ہفتہ سے بھی زاید عرصہ پہلے یہ مخالف مولویوں اور یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق لوگوں نے بہت کوشش کی تھی کہ کوئی شخص سٹیشن پر نہ جاوے اور اگر کوئی مسلمان وہاں گیا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جاویگی اس قسم کے اقرار اور حلف لوگوں سے ان دشمنان حق نے لیئے تھے لیکن دلوں میں کچھ ایسی زبردست تحریک اور جوش تھا کہ انہوں نے ان لوگوں کے فتویٰ کے موافق طلاق واقعہ کر لینا آسان سمجھا لیکن یہ اپنی روح پر گراں سمجھا کہ وہ سٹیشن پر نہ آئیں -

ایسی حالت کا اندازہ کرکے اور اس مخالفت کے جوش کو دیکھ کر خدا کے محبوب کی عظمت اور بھی دل میں بڑھ جاتی ہے اور سچ مچ یقین نہیں بلکہ **عین الیقین** ہو جاتا ہے کہ یہ **جذب اور کشش** اسی کی راستبازی اور حقانیت کا تھا - جو ہزاروں ہزار سلاسل کو توڑ کر کھینچ لاتا تھا -

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ

براہین احمدیہ میں عرصہ دراز گذرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو مندرجہ حاشیہ الفاظ میں بشارت دی تھی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جاوے اور تیری مدد کیجاوے - پس اس سے بڑھ کر **نُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ** کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے - ہم **اہل دل** اور **اہل انصاف** لوگوں کے پاک جذبات کو اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ پچیس سال پیشتر ایک شخص اس امر کو شایع کرتا ہے اور آج حرف بحرف وہ پیشگوئی بلا تفاوت ہوئے اسی رنگ میں پوری ہوتی ہے -

عرض

اس نظارہ کو جب ہم عام نظر سے دیکھتے ہیں اور مولویوں اور مخالفوں کے سلمانوں سے سٹیشن پر نہ آنے کے عہد اور قسم لے لینے کے بعد اسقدر مجمع کو پاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کی جناب میں بے اختیار سر جھک جاتا ہے - اور اسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے کہ لاریب

برکسے چوں مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

سٹیشن پر اور سٹیشن سے شہر تک مخلوقات کا اندازہ بروایات مختلفہ ۱۲ سے پندرہ ہزار تک کیا گیا ہے اور یہ کہنا تو ہرگز مبالغہ نہیں کہ جس راہ سے آپ شہر میں داخل ہوئے - اس راہ پر سٹیشن سے لیکر فرودگاہ تک دوکانوں اور مکانوں کی چھتوں اور بازار کے دور و یہ میں آدم زاد کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا - اور اس حصہ کی تمام مخلوق گویا ہا ہر تھی -

سٹیشن پر انتظام

سیالکوٹ کے مقامی حکام خصوصاً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے قیام امن اور انتظام کے لیئے پہلے سے پوری تدابیر کی ہوئی تھیں - اسقدر انبوہ میں ممکن تھا کہ کسی نہ کسی قسم کی کوئی بدنظمی ہو مگر حکام سیالکوٹ نے اپنے حسن انتظام سے اسکو ناممکن کر دکھایا - انہوں نے جو کچھ کیا اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے کیا لیکن وہ پھر بھی ہماری خاص شکر گذاری کے قابل ہیں اور خدا کرے کہ ایسے حکام ہر جگہ ہوں - ہمارے مخدوم آغا محمد باقر خان صاحب آنریری مجسٹریٹ سیالکوٹ بھی ہمہ تن انتظام میں مصروف تھے - اس نوجوان رئیس کو ایسا مستعد اور خوش اخلاق پاکر ہماری طبیعت میں خاص ذوق پیدا ہوا اور آرزو ہوئی کہ اللہ تعالےٰ ہمارے نوجوان مسلمان رئیسوں کو اس قسم کی مستعدی اور خوش اخلاقی اور اپنی اصلاح نفس کا خیال عطا کرے - کیونکہ یہی لوگ قوم کا سر ہیں -

بہر حال انتظامی حالت قابل اطمینان ہی نہ تھی بلکہ قابل شکر گذاری تھی -

انتظام روشنی

شام کے بعد چونکہ وہاں گاڑی پہونچی تھی اور تاریکی دمبدم پھیلتی جاتی تھی جماعت سیالکوٹ نے روشنی کا کافی انتظام کر دیا تھا - اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر بطور خیر مقدم مہتابیاں چھوڑی گئیں ہم نے اس نظارہ کو مختلف رنگوں اور نظروں سے دکھانا چاہا ہے اور اس لیئے عام نظر کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسپر مختلف نظریں ڈالنے کے لیئے وہ مقام رکھیں جہاں ہم لیکچر کا تذکرہ کریں گے - کیونکہ وہ دونوں نظارہ ایک ہی قسم کے ہیں -

المختصر

سٹیشن پر بڑا ہجوم تھا - اور اس ہجوم کے حسب حال مقامی حکام کا پورا انتظام تھا - احمدی جماعت نے اس پلیٹ فارم پر جہاں ریزرو گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں جو احاطہ سٹیشن کے دوسری طرف سرائے مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر (منصل لب سڑک واقع ہے) روشنی کا پورا انتظام کر رکھا تھا - جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں -

شہر کو روانگی

پورے انتظام کے ساتھ بیشمار مخلوق کو ایک طرف کرکے پلیٹ فارم کا وہ حصہ بالکل خالی کرالیا گیا اور عین گاڑی کے دروازہ پر حضرت کی سواری کی گاڑی لاکر کھڑی کردی گئی اور حضرت حجتہ اللہ اور ام المومنین اور دوسرے ممبران خاندان رسالت جدا جدا گاڑیوں میں امن اور آرام کے ساتھ سوار ہوگئے -

اور جب سب احمدی احباب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ سیالکوٹ گئے تھے آرام سے گاڑیوں میں سوار ہوگئے تو یہ شاندار جلوس پولیس اور مقامی حکام کے مناسب موقع انتظام کے ساتھ شہر کی طرف روانہ ہوا - گاڑیوں کے آگے مہتابیاں چھوڑی جاتی تھیں اور گاڑیوں کے دونوں طرف وہ ہزارہا مخلوق ساتھ ساتھ بہاگی جاتی تھی - خدا کا جری ایک کھلی گاڑی میں بیٹھا ہوا اس انبوہ وازدحام میں جا رہا تھا - اور لوگ اس کے دیدار کے لیئے دوڑے جا رہے تھے - ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں اور سیالکوٹ کی سنجیدہ پبلک اور اسوقت کے ڈیوٹی پر متعین حکام خوب جانتے ہیں کہ اس قسم کا نظارہ پہلے کسی آدمی کے لیئے نہیں دیکھا گیا -

یہ گاڑیاں گویا انسانوں کی سڑک پر جاری تھیں راستہ میں ہر درو دیوار اور ہر سقف و مکان پر آدمی ہی آدمی موجود تھے - اور یہ عجیب بات تھی کہ بعض لوگ زیارت کے لیئے باوصفیکہ مخالف تھے یہ کہتے تھے کہ ہم تو مرید ہیں نہیں نہ ہوں گے - اس سے اس محبت کا اندازہ ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے عام لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی - راستہ میں جو لوگ بازاروں کی چھتوں پر تھے انہوں نے ٹھیک اسوقت جب حضور شہر میں داخل ہوئے ایک چراغاں کر دی اور یہ ایسا داخلہ معلوم ہوتا تھا جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دس ہزار قدسیوں کے ساتھ داخل ہوئے تھے - ہم اس سر کو بھی بعد میں کسی دوسرے موقعہ پر لکھیں گے - (انشاءاللہ تعالےٰ)

فرودگاہ

فرودگاہ کے لیئے جناب حکیم حسام الدین صاحب کا محلہ تجویز ہوا تھا - کل مہمانوں کے لیئے کچھ ایسے ملحقہ دو ملتے جلتے مکانات خالی کرائے گئے تھے کہ وہ سارا محلہ جہاں یہ مہمان فروکش تھے ایک محلہ کی بجائے ایک ہی مکان کا حکم رکھتا تھا -

اعلےٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے متعلقین کے لیئے میر حکیم حسام الدین صاحب کا ایوان تجویز ہوا تھا - چنانچہ حضور وہاں فروکش ہوئے - اور دوسرے خدام اعلےٰ حضرت اپنے اپنے مقام پر جو پہلے سے انکے لیئے تجویز ہو چکے تھے -

سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا حسن انتظام اور مہمان نوازی

سیالکوٹ کی جماعت نے حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ تشریف آوری کی دعوت کرتے وقت خوب سمجھ لیا تھا کہ سیالکوٹ میں کس قدر مجمع مہمانوں کا ہو جاوے گا - اور سیالکوٹ کی جماعت نے لاہور میں آکر اس مجمع کو دیکھ بھی لیا تھا

لاہور میں بجالیکہ حضرت اقدس کی تشریف بری نوری تھی اور انکی خبر بعد میں احباب کو پہونچی پھر بہی ایک معقول تعداد احباب کی جمع ہو گئی تھی لیکن سیالکوٹ میں جماعت سیالکوٹ نے خوب سمجھ لیا تہا کہ یہاں لاہور کی نسبت مجمع احباب کثرت سے ہوگا - کیونکہ سیالکوٹ ایک طرح پر (مرکز) میں واقع ہے اور گوجرانوالہ گجرات جہلم وغیرہ اضلاع کی جماعتیں سہولت سے وہاں حاضر ہو سکتی تہیں - اس لئے اہل سیالکوٹ کو لاہور کی نسبت بہت بڑے پیمانہ پر مہمان نوازی اور آسایش احباب کا انتظام کرنا پڑا تہا - اور انہوں نے پہلے ہی سے ان امور کو سوچ لیا تہا - علاوہ بریں لاہور میں جو بعض احباب کو بعض امور میں شکایت پیدا ہو گئی تہی ان امور کو بہی جماعت سیالکوٹ نے مدنظر رکھ لیا تہا - حقیقت یہ ہے کہ ایسے مجموں کا انتظام اور انکی آسایش و آرام کا پورا لحاظ رکھنا سہل اور آسان نہیں ہوتا - لاہور میں چونکہ امر اتفاقی تہی اس لئے اگر کوئی وجہ شکایت احباب کو بہی پیدا ہوئی تو وہ بالکل نظر انداز کرنے کے قابل ہے - اور سیر چشمی سے بعید ہے - علاوہ بریں میزبانوں اور مہمانوں میں فی الحقیقت کوئی تفریق نہ تہی ہم تو ایسے بہی لاہور کی جماعت کی عالی ہمتی ہی سمجھتے ہیں جو اس نے ہمیں مہمان بنایا بجالیکہ میزبان ہی تہے - سیالکوٹ کی عالی ہمت جماعت نے (جو ہمیشہ سابقت فی الخیرات کی حریص رہی اور خدا کے فضل سے اسے یہ امتیاز بہی حاصل ہو چکا ہے) اتنا بہی گوارا نہ کیا کہ کسی نوع کی تکلیف کسی بہائی کو ہو - انہوں نے اس سے پہلے کہ خدا کا مسیح و مہدی اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر انکا مہمان ہو ہر قسم کی ضروریات کا کافی سے کافی زیادہ ذخیرہ جمع کر لیا تہا - اور اس سے جہانتک ہم سمجھتے ہیں انکی غرض کوئی نمود و نمائش نہ تہی بلکہ ایسا خیال بہی انکی نسبت کرنا ہمارے نزدیک بدظنی ہے اصل غرض انکے دلوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اکرموا الضیف یعنی مہمانوں کی عزت کرو - کی تعمیل تہی اور خدا تعالے کے برگزیدہ محبوب مسیح و مہدی کی سنت کی تقلید - جو لوگ حضرت حجۃ اللہ کی پاک مجلس میں بیٹھنے کی عزت حاصل کر چکے ہیں اور کثرت سے انہیں موقع ملا ہے - یا جو ہمارے اخبار کے پڑہنے والے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اعلے حضرت حجۃ اللہ کے دل میں مہمان کی کسقدر عزت ہوتی ہے وہ انکی خاطرداری اور تواضع کے لئے کسقدر بیقرار ہوتے ہیں بار بار عملہ مہمان خانہ کو تاکید ہوتی ہے کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پاوے اور مہمانوں کو الگ کہا جاتا ہے کہ یہاں آپ بے تکلفی سے رہیں جس چیز کی ضرورت ہو براہ راست مجھے فوراً اطلاع دو -

غرض ایک دو مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ حضرت اقدس نے عملہ مہمان خانہ کو تاکید کی ہے - اور اکرام ضیف سنت الانبیا ہمیشہ سے چلی آتی ہے -

پس جماعت سیالکوٹ نے اسی سنت الانبیا پر اور پھر انبیاء علیہم السلام کے زندہ نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر قدم مارا - اور مہمانوں کی تواضع اور انکی دلجوئی اور آرام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا قادیان میں اول اول جب سالانہ تعطیلوں کی تقریب پر احباب جمع ہونے لگے اور اس مدرسہ میں سب کے سب قریباً مبتدی تہے بعض سے چھوٹی چھوٹی باتوں اور کہانے پینے کی قسموں پر کچھ تکرار ہوئی تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کو نہایت کراہت سے دیکھا اور ایک اشتہار کے ذریعہ جماعت کی اصلاح کی خواہش ظاہر کی اور لکھا کہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جبتک اپنے آرام پر اپنے بہائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹہیراوے - اگر میرا ایک بہائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے - اور میں باوجود اپنی صحت و تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اسپر بیٹھنہ نہ جاوے - تو میری حالت پر افسوس ہے - اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اوس کو نہ دوں - اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں - اگر میرا بہائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بہائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے - تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہئے کہ میں اسکی باتوں پر صبر کروں - اور اپنی نمازوں میں اسکے لئے رو رو کر دعا کروں - کیونکہ وہ میرا بہائی ہے اور روحانی طور سے بیمار ہے - اگر میرا بہائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہئے کہ میں اس سے ٹہٹہا کروں یا چین بجبیں ہو کر تیزی دکہاؤں یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کروں - کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسکا دل نرم نہ ہو جب تک اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں - خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں - اور غصہ کو کہا لینا اور تلخ بات کو پی لینا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے الیٰ آخرہ - اس قسم کے نصائح اور ہدایات آپ نے جماعت کو دی تہے - انکا عملی نمونہ بلا مبالغہ اس تقریب پر ہم نے جماعت سیالکوٹ میں پایا (خدا تعالے ایسی توفیق ہم سب کو دے - آمین) انہوں نے اپنے آرام کو چہوڑ کر یہ مقدم کر لیا تہا کہ دوسرے احمدیوں کو آرام ہو پہنچے اپنے گہر مہمانوں کے لئے خالی کر دئے - انکی خاطرداری اور آسایش کیلئے ہر مکان میں ضروری سامان پہلے سے مہیا کر رکھا تہا - کوئی کمرہ یا کوٹہڑی ایسی نہ تہی کہ جس میں روشنی پانی کا کافی سامان نہ ہو کسی سامان کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تہی کہ وہ یہ کہے کہ مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے - بیماروں کی لئے الگ پرہیزی کہانا طیار ہوتا تہا - جس چیز کیلئے کوئی مہمان درخواست کرے یہ ہم نے نہیں دیکھا اور نہ سنا کہ کسی نے انکار کیا ہو - بازار میں عطاروں کی دوکانیں مخصوص کر دی تہیں جہاں سے مریض ہر وقت جو دوا چاہیں مفت لے سکتے تہے - لہ

تقریر پُر تاثیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعد نماز جمعہ - ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء

بیعت تو اعمال صالحہ کا تخم ہے

میں اون لوگوں کے لئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں

بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی - جسطرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے - پھر اگر کوئی شخص بیج بو کر یا درخت لگا کر وہیں اوسکو ختم کر دے اور آیندہ آبپاشی اور حفاظت نہ کرے تو وہ تخم بہی ضائع ہو جاوے گا - اسیطرح انسان کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے - پس اگر انسان نیک عمل کرکے اوس کے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ عمل ضائع جاتا ہے - تمام مخلوقات مثلاً مسلمان ہی سہی اپنے مذاہب کے فرائض میں پابند ہیں مگر اوس میں کوئی ترقی نہیں کرتے - اسکی وجہ یہ ہے کہ نیک عمل کے بڑہانے کا خیال اون کو نہیں ہوتا اور رفتہ رفتہ وہ عمل رسم میں داخل ہو جاتا ہے پس مسلمانوں کے گہر میں پیدا ہوئے تو کلمہ پڑہنے لگے - ہندوؤں کے گہر میں ہوتے تو رام رام کرتے -

یاد رکہو کہ بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے - اگر ساتھ اس کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی شرط لگا لے تو ترقی ہوتی ہے مگر یہ مقدم رکھنا تمہارے اختیار میں نہیں

دین کو دنیا پر مقدم کرنا

بلکہ امداد الٰہی کی سخت ضرورت ہے - جیسے اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے - وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا - کہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں - جسطرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آبپاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بہی فنا ہو جاتا ہے - اسی طرح تم بہی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا ہماری مدد کر - تو فضل الٰہی وارد نہیں ہوگا - اور بغیر امداد الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے - چور - بدمعاش - زانی - وغیرہ جرائم پیشہ لوگ ہر وقت ایسے نہیں رہتے بلکہ بعض وقت انکو ضرور پشیمانی ہوتی ہے - یہی حال ہر بدکار کا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں نیکی کا خیال ضرور ہے - پس اس خیال کے واسطے اسکو امداد الٰہی کی بہت ضرورت ہے - اسی لئے پنجوقتہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے پڑہنے کا حکم دیا - اوس میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ - فرمایا - اور پہر اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی عبادۃ بہی تیری ہی کرتے ہیں اور مدد بہی تجہہ ہی سے چاہتے ہیں - اسمیں دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے - یعنی ہر نیک کام میں - قوی - تدابیر - جد و جہد سے کام لینے کی طرف یہہ اشارہ ہے - نَعْبُدُ - کی طرف - کیونکہ جو شخص فری دعا کرتا اور جد و جہد نہیں کرتا وہ بہر یاب نہیں ہوتا جیسے کسان بیج بو کر اگر جد و جہد نہ کرے تو پہل کا امیدوار کیسے بن سکتا ہے - اور یہ سنت اللہ ہے - اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے مثلاً دو کسان ہیں ایک تو سخت محنت اور کلبہ رانی کرتا ہے یہ تو ضرور زیادہ کامیاب ہوگا - دوسرا کسان محنت نہیں کرتا یا کم کرتا ہے - اسکی پیداوار ہمیشہ ناقص رہے گی جس سے وہ شاید سرکاری معمول بہی ادا نہ کر سکے - اور وہ ہمیشہ مفلس رہے گا - اسی طرح دینی کام بہی ہیں - انہیں میں منافق - انہیں میں نکمے انہیں میں صالح - انہیں میں ابدال - قطب - غوث - بنتے ہیں - اور خدا کے نزدیک درجہ پاتے ہیں - اور بعض چالیس چالیس برس سے نماز پڑہتے مگر ہنوز روز اول ہی ہے اور کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی - تیس روزوں سے کوئی فائدہ محسوس نہیں کرتے - بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بڑے متقی اور مدت کے نماز خوان ہیں مگر ہمیں امداد الٰہی نہیں پہنچتی - اسکا سبب یہ ہے کہ رسمی اور تقلیدی عبادات کرنے میں ترقی کا کبہی خیال نہیں - گناہوں کی جستجو ہی نہیں - سچی توبہ کی طلب ہی نہیں - پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں اگر انسان بہایم سے کم نہیں - ایسی نمازیں خدا کیطرف سے ویل لاتی ہیں - نماز تو وہ ہے جو اپنے ساتھ ترقی لاوے - جیسے طبیب کے زیر علاج ایک بیمار ہے ایک نسخہ وہ دس روز استعمال کرتا ہے پر اوس سے اسکو روز بروز نقصان ہو رہا ہے جب اتنے دنوں کے بعد فائدہ نہ ہو تو بیمار کو شک پڑ جاتا ہے کہ یہ نسخہ ضرور میرے مزاج کے موافق نہیں - اور بدلنا چاہئے پس رسم اور رسمی عبادت ٹہیک نہیں -

اپنی زبان میں دعا کرو

نمازوں میں دعائیں اور درود جو ہیں یہہ عربی زبان میں ہیں مگر تمپر حرام نہیں کہ نماز میں اپنی زبان میں بہی دعائیں مانگا کرو - ورنہ ترقی نہ ہوگی - خدا کا حکم ہے کہ نماز وہ ہے جسمیں تضرع اور حضور قلب ہو ایسے ہی لوگوں کے گناہ دور ہوتے ہیں - جیسا کہ فرمایا - اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کرتی ہیں - یہاں حسنات کے معنے نماز کے ہیں - اور حضور اور تضرع اپنی زبان میں مانگنے سے حاصل ہوتا ہے - پس کبہی کبہی ضرور اپنی زبان میں دعا کیا کرو - اور بہترین دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دعا ہے - جب زمیندار کو زمینداری کا ڈہب آجاوے گا تو وہ زمینداری کے صراط مستقیم پر پہنچ جاوے گا - اور کامیاب ہو جاوے گا - اسی طرح تم خدا کی ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو - اور دعا کرو کہ یا الٰہی میں ایک تیرا گنہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں - میری راہ نمائی کر - ادنے اور اعلے سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل معطی وہی ہے بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازہ پر سوالی ہر روز جا کر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اوس کو بہی شرم آجاوے گی پہر خدا تعالے سے مانگنے والا جو بے مثل کریم ہے کیوں نہ پائے - پس مانگنے والا کبہی نہ کبہی ضرور پا لیتا ہے نماز کا دوسرا نام دعا بہی ہے جیسے فرمایا - اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ - پہر فرمایا - وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ - جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے

لہ { ضروری نوٹ } حضرت اقدس کی اس تقریر کو جو اس سے آگے درج ہے ہم پہلے لکھ چکے تہے لیکن یہ مضمون اندازہ سے بڑہ گیا ہے اسلئے اسکے سلسلے کے لئے اب صفحہ ۸ کالم ۲ سطر ۲۵ سے آگے پڑہو -

پس میں بہت ہی قریب ہوں میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔ بعض لوگ اوسکی ذات پر شک کرتے ہیں۔ پس میری ہستی کا نشان یہہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو۔ میں تمہیں پکارونگا۔ اور جواب دونگا۔ اور تمہیں یاد کرونگا۔ اگر یہہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو۔ کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو۔ اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے۔ وہ شخص تو تمہاری آواز سنکر تمکو جواب دیگا۔ مگر جب وہ دور سے جواب دے گا تو تم بباعث بہرہ پن کے سن نہیں سکوگے۔ پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دوری۔ دور ہوتی جاوے گی تو تم ضرور آواز کو سنوگے۔ جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے اسبات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہہ بات نابود ہو جاتی کہ اوسکی کوئی ہستی ہے بھی۔ پس خدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اوس کی آواز کو سن لیں۔ یا دیدار یا گفتار۔ پس آجکل کا گفتار قایم مقام ہے دیدار کا۔ ہاں جبتک خدا کے اور اس سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اسوقت تک ہم سن نہیں سکتے جب درمیانی پردہ اٹھ جاوے گا۔ تو اوس کی آواز سنائی دے گی۔ بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ تیرہ سو برس سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ بند ہو گیا ہے۔ اسکا اصل میں مطلب یہہ ہے کہ وہ اندھا ہے۔ سب کو ہی اندھا سمجھتا ہے۔ کیونکہ اوس کی اپنی آنکھوں میں جو نور موجود نہیں۔ اگر اسلام میں یہ شرف بذریعہ دعاؤں اور اخلاص کے نہ ہوتا تو پھر اسلام کچھہ چیز بھی نہ ہوتا اور یہہ بھی اور مذاہب کی طرح مردہ مذہب ہو جاتا۔

پس تم ان مردوں کی طرف خیال مت کرو۔ جو خود بھی مردہ اور اسلام کو بھی مردہ بناتے ہیں یہ تو درحقیقت ایسا مذہب ہے کہ جس میں انسان ترقی کرتا ہوا فرشتوں سے مصافحہ جا کرتا ہے۔ اور اگر یہہ بات نہ تھی تو صراط الذین انعمت علیہم کیوں سکھایا۔ اسمیں صرف جسمانی اموال کی طلب نہیں کی گئی بلکہ روحانی انعام کی درخواست ہے۔ پس اگر تم نے ہمیشہ اندھا ہی رہنا ہے تو پھر تم مانگتے کیا ہو۔ یہہ دعا فاتحہ ایسی جامع اور عجیب دعا ہے کہ پہلے کبھی کسی نبی نے سکھلائی ہی نہیں۔ پس اگر یہ نرے الفاظ ہی الفاظ ہیں اور اس کو خدا نے منظور نہیں کرنا تو ایسے الفاظ خدا نے ہمیں کیوں سکھلائے۔ اگر تمہیں وہ مقام ملنا ہی نہیں تو ہم پانچ وقت کیوں ضایع کرتے ہیں۔ خدا کی ذات میں بخل نہیں۔ اور نہ انبیاء اس لیے آتے ہیں کہ اون کی پوجا کی جاوے۔ بلکہ اس لیے کہ لوگوں کو تعلیم دیں کہ ہماری راہ اختیار کرنے والے ہمارے ظل کے نیچے آجاویں گے۔ جیسے فرمایا۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی میری پیروی میں تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ آنحضرت پر محبوب ہونیکی بدولت یہہ سب اکرام ہوئے مگر جب کوئی اور شخص محبوب بنے گا۔ تو اوس کو کچھہ بھی نہیں ملے گا۔ اگر اسلام ایسا مذہب ہے۔ تو سخت بیزاری ہے ایسے اسلام سے۔ مگر ہرگز اسلام ایسا مذہب نہیں۔ آنحضرت تو وہ مائدہ لائے ہیں کہ جو چاہے اوس کو حاصل کرے وہ نہ تو دنیا کی دولت لائے اور نہ مہاجن بنکر آئے تھے۔ وہ تو خدا کی دولت لائے تھے اور خود اوسکے قاسم تھے پس اگر وہ مال دیتا نہیں تھا۔ تو کیا وہ گٹھڑی واپس لیگئے۔ پس سچ ہے جس اندھے کے پاس روشنی موجود نہیں وہ کیسے دعوے کر سکتا ہے۔ کہ میں روشنی رکھتا ہوں اور تقسیم کر سکتا ہوں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔ انبیاء تو علے وجہ البصیرۃ آتے ہیں۔ پس جو لوگ یہہ کہتے ہیں۔ کہ وہ بصیرۃ کسی کو نہیں ملے گی۔ تو گویا یہہ خود اس دنیا سے اندھے ہی جاوینگے۔

اگر انکا ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سچا ہوتا تو یہہ یقین رکھتے کہ وہ آسمانی مال تقسیم کرنے آئے تھے اور انکا عقیدہ نہ ہوتا کہ یہ امت تمام امتوں سے فوقیت حاصل کرے گی۔ حالانکہ مانتے ہیں کہ حضرت موسےٰ کی ماں کو وحی ہوئی تھی اب بتاؤ کہ انکے مردوں کو بھی کبھی ایسی وحی ہوئی ہے۔ لاہور میں ایک مولوی سے میری بحث ہوئی محدث کے لفظ پر کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ محدث وہ ہے جو خدا سے مکالمہ کرتے اور یہ بات حضرت عمرؓ کے متعلق تھی تو اوس مولوی نے جواب دیا کہ چونکہ اسلام کو آنحضرت کے بعد مکالمہ الٰہی نصیب نہیں اسلئے حضرت عمرؓ کو یہہ عہدہ نصیب نہیں ہوا۔ گویا اس امت میں تو دجال ہی آتے رہیں گے۔

مسیح کے متعلق جس زمانہ کی اطلاع احادیث وغیرہ میں دیگئی ہے وہ یہی زمانہ ہے۔ سورۃ نور اور بخاری میں۔ منکم کا لفظ صاف ہے۔ آثار تمام نمودار ہو گئے ہیں۔ کسوف وخسوف رمضان میں ہو گیا۔ طاعون آگئی۔ یہہ کیسے کھلے نشان تھے۔ لیکن لوگ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ نہ تو یہ تارے تھے۔ اور نہ خدا مارنے والا ہے۔ آخر تم جانتے ہو کہ نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ وہ پاک خدا جیتے گا۔ باوجود اسقدر کھلے نشانات کے جواب یہہ دیتے ہیں کہ تیس دجالوں میں سے یہہ بھی ایک دجال ہے۔ او کمبختو تمہارے حصہ میں دجال ہی دجال رہ گئے ہیں۔ بیرونی اور اندرونی بلائیں تمپر آئیں۔ اور خدا کی طرف سے بھی آیا تو دجال ہی آیا۔ اول تو تم خود بخود مرتے جاتے تھے۔ اب ایسی حالت میں خدا نے تمسے یہہ سلوک کیا کہ مرتے کو مارنے کی تجویز ٹھہرائی۔ کیا خدا کو تم سے کوئی ایسی ہی سخت عداوت تھی کہ سختی پر سختی کر رہا ہے۔ یہہ انسانی غلطیاں ہیں۔ تم لوگ ان سے ہوشیار رہو۔ خدا بڑا کریم و رحیم ہے۔ جب کسی کے کپڑے پر ہفتہ گذر جاتا ہے تو اسکو فکر لگ جاتی ہے کہ اسکو صاف کرایا جاوے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا پر سو کی جگہ ایک سو بیس برس گذر گئے پر خدا نے تجدید دین کی کوئی تجویز نہ کی اور بجائے تجدید کے دجال بھیجکر اوس کی تخریب کی۔ اسوقت ۲۹ لاکھہ مسلمان عیسائی ہو چکا ہے۔ یہہ وہ قوم تھی اگر اس میں سے ایک شخص بھی عیسائی ہوتا تھا تو حشر بپا ہو جاتا تھا دوسری طرف ایک اور خبیث قوم نے سر اٹھایا ہے وہ مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر آریہ بنا رہی ہے مگر ان ہمارے مسلمانوں کو یہی خیال آتا ہے کہ ابھی ہمارے اندر دجال ہی پیدا ہوا ہے۔ اور خدا نے بھی ان کے ساتھہ یہہ دھوکہ کیا کہ دجال کو صدی کے سر پر بھیجا تا کہ ان کی رہی سہی امید بھی باقی نہ رہے۔ معلوم ہوا کہ تمہارے اندر بڑے بڑے خبث اور گناہ پوشیدہ ہیں جبکی تمہیں یہہ سزا مل رہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی محافظت کریں گے یعنی جب اس کے معانی میں غلطیاں وارد ہوں گی تو اصلاح کے لیے ہمارا مامور آیا کریگا۔ پس تم میرے اوپر خیال مت کرو۔ بلکہ صدی کے ابتداء بیرونی حملوں۔ اور اندرونی اعمال کو دیکھکر۔ تم خود غور اور فکر کرو کہ آیا دجال کی ضرورت ہے۔ یا مہدی اور مسیح کی۔

تعصب بڑی بلاء ہوتی ہے۔ تعصب والوں نے تو کسی رسول کو بھی نہیں مانا۔ اور اونکو دوکاندار قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ خدا کی طرف بلاتے رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ضرور ہمیشہ ساتھہ رہی ہے اور رہیگی۔ قرآن کریم کا ابتداء۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہے۔ رحمان بے مانگے دینے والا۔ اور رحیم محنت کو نہ ضایع کرنے والا۔ پس اسوقت رحمانیت اور رحیمیت کہاں گئی۔ سوچو تو سہی کہ یہہ اوس کے مناسب حال ہے یا کیا؟ اصل میں جب انسان تعصب پر آتا ہے۔ تو آنکھ دھندلی ہو جاتی ہے اور جب اوسمیں ترقی کرتا ہے تو وہ نور چھین لیا جاتا ہے۔ پس ہدایت پانے کا طریق اشتہار بازی نہیں۔ ان لوگوں سے پوچھو کہ تم ایک دفعہ بھی میرے پاس آئے ہو۔ اور اپنے اعتراضات کا جواب پوچھا ہے۔ یا کم سے کم میری تصانیف کو ہی دیکھا ہے۔ تو جواب دینگے کہ میاں ہم کو ان باتوں کی فرصت نہیں۔ پھر تم نے جھٹ دجال کا فتویٰ کیوں لگا دیا۔ پھر ہم نے دین میں کونسی تحریف کی ہے۔ تم منہ سے نماز اور روزہ کا نام لیتے ہو۔ اور میں کہتا ہوں کہ انکی روحانیت لو۔ صرف میں ہی نہیں کہتا بلکہ وہ خدا کہتا ہے جسنے مجھے مامور کیا ہے۔ اور [illegible] لئے کہ تمہارے پوست میں کیفیت داخل ہو جاوے۔

ہاں تمہارے ہمارے درمیان مسیح کا جھگڑا ضرور ہے۔ لیکن خدا کی کلام سے زیادہ سچا گواہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہمیں دوسرے کے قول سے کیا غرض ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول۔ حق اور سچ ہیں۔ مگر جو قرآن کریم کے خلاف نہ ہوں۔ پس ہمیں ایمان محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے قصوں پر جو احادیث میں درج ہیں۔ قرآن کریم کو مقدم رکھیں۔ پس ہم تو قرآن کریم کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور جو احادیث قوی طور صحیح ہیں وہ ممد قرآن کے ساتھہ ہیں۔ اور ہمارے دعوے میں ہماری موید ہیں۔ پس ہمارا اور ان لوگوں کا اور کوئی اختلاف نہیں بجز اس کے کہ یہ پوست پر قناعت کرتے ہیں۔ اور ہم مغز کو چاہتے ہیں۔ مسیح کی موت کا قرآن نے خود۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ۔ میں فیصلہ کر دیا ہے۔ اگر ہم قبول کرلیں کہ مسیح ناصری آجتک زندہ ہے تو ہمیں یہ بھی قبول کرنا پڑیگا کہ عیسائی بھی آجتک راہ راست پر ہیں۔ اور اسکی قرآن کریم خود تردید کرتا ہے۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ يَتَفَطَّرْنَ۔ الآیۃ میں۔ مجھے میرے خدا نے ہزار ہا وحیوں میں مامور کیا ہے۔ اور وہ وہی بات ہے جو تیرہ سو برس پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔ ہمارا اور انکا کوئی جھگڑا نہیں۔ اگر شرم و حیا اور ایمان ہو۔ یہ بھی نہیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کل لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ نہیں۔ مگر وہی کہ جنکے حق میں سعادت تھی۔ پس ہمارا کام تو سمجھانا ہے۔ پس جو شخص مسیح کو زندہ مانتا ہے وہ جھوٹا ہے اور خدا کا منکر ہے۔ اور جسکو خدا نے مامور کیا ہے اوسکو تو تازہ علم اوسکی وفات کا دیا ہے۔ پھر اگر انہوں نے مسیح کو ماننا نہیں تو وہ حکم کس بات کا ہو گا۔ اور ہر ایک مذہب والا اوسکا فیصلہ کسطرح مانیگا۔ حکم کا لفظ تو صاف دلالت کرتا ہے کہ ضرور اون لوگوں میں اختلاف اور اغلاط ہونگے جنکا وہ آکر فیصلہ کریگا۔ پس ہم تو تمہیں سچا اتباع نبی کریم اور مغز اعمال طلب کرتے ہیں اور بس۔

پس ہمارے لوگ ہمارے مخالفین سے سختی سے پیش نہ آیا کریں اون کی درشتی کا نرمی سے جواب دیں اور ملاطفت سے سلوک کریں۔ چونکہ یہہ خیالات مدت مدید سے اون کے دلوں میں ہیں رفتہ رفتہ ہی دور ہونگے۔ اسلئے نرمی سے کام لیں۔ اگر وہ سخت مخالفت کریں۔ تو اعراض کریں۔ مگر اسبات کے لئے اپنے اندر قوت جاذبہ پیدا کرو۔ اور قوت جاذبہ اوسوقت پیدا ہوگی جب تم صادق مومن بنوگے۔ اور اگر تم صادق نہیں تو تمہاری نصیحت ایسی ہے۔ جیسے پرنالہ کا پانی موجب فساد ہوتا ہے۔ پس صادق کے واسطے ورزش کی اشد ضرورت ہے۔ جیسے ایک پہلوان کے سامنے تمہاری کیا ہستی ہے کہ مقابلہ کرسکو۔ اگرچہ وہ بھی تمہارے جیسا آدمی تھا۔ جسمانی نشوونما میں اوس نے ترقی اور ورزش کرکے یہ طاقت حاصل کی پس تم روحانی قوی میں ورزش کرکے روحانی پہلوان یعنی صادق مومن بنو۔ جو شخص اپنا تو نماز نہیں کرتا۔ وہ تو اپنے کنبہ کو بھی درست نہیں کر سکتا۔ پس قوت روحانی پیدا کرو دیکھو۔ نبی۔ رسول۔ سب ایک ایک ہو کر ہی آئے ہیں۔ مگر وہ صادق اور جاذب تھے۔ مال کی فراخی اور کمزوری جدا چیز ہے۔ روحانی قوت ہونی چاہئے۔ ہاں کشش میں ہی وہی سعادت مند

نوٹ ضروری۔ صفحہ ۱۲ پر جو مضمون جنات کے متعلق ہے جیسا کہ اس کے آخر میں نام دیا گیا ہے کہ وہ مولوی محمد فضل صاحب کی ذاتی رائے ہے۔ ضرور نہیں کہ اکابران ملت اس رائے کے پابند ہوں۔ ایڈیٹر

میں جنکو کچھہ مناسبت ہوتی ہے - مثلاً - انجن ہے تو فائدہ نہیں دے سکتا ہے - اگر خوب ہے تو سو گاڑی بہی لے جاویگا - پس گرم اور نا شیر سومت ہو - اس ہماری جماعت کے واسطے خدا کا وعدہ ہے کہ دنیا میں پہیلے گی - پہر اگر طاقت نہ ہوئی اور اس کے پہیلانے والے اور لوگ ہونگے تو تم نے کیا حاصل کیا -

طاقت پیدا کرو

اب سوال یہ ہوگا کہ طاقت کسطرح پیدا ہوتی ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ صادق اور پکا بندہ بن جاوے تاکہ کسی زلزلہ سے برگشتہ اور منہ پہیرنے والا نہ ہو - صحابہ کرام سارے ہی باخدا اور عاشق تھے مگر آنحضرت اون سے بڑہ کر ایسے وفادار تھے کہ کوئی سمجہہ ہی نہیں سکتا تہا - اسی لئے آپ کو سانپوں اور درندوں اور خاردار کانٹوں والا جنگل اُس کے درندے حیوانات انسانی شکل میں دکہلائے گئے پہر ملک بہی ایسا اوسکے سپرد کیا کہ جس سے بڑہکر دنیا میں کوئی شریر النفس نہ تہا - پہر آپ نے ایسے وقت پر کہ تمام مردہ اور فساد کی جڑہ تھے جیسے فرمایا ظہر الفساد فی البر والبحر - اور گئے ایسے وقت پر کہ فرمایا - الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الآیۃ

اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح الآیۃ - اس کو معجزہ کہتے ہیں - اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی محبت الٰہی اور قوت جاذبہ آنحضرت کے اندر تہی - پس خدا کے خاص بندوں اور غیروں میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ قوۃ ایمانی اور استقامت ایسی ہو - کہ کسی رکاوٹ شدیدہ سے باز نہ رہے - اس صفت سے جسکو جتنا حصہ ملا ہے اوتنا ہی وہ برکت کا موجب ہوگا میرا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی تبدیلی کے واسطے تین باتیں یاد رکہو - (۱) نفس امارہ کے مقابل پر تدابیر اور جد و جہد سے کام لو - (۲) دعاؤں سے کام لو - (۳) سست اور کاہل نہ بنو - اور تہکو نہیں -

ہماری جماعت بہی اگر بیج کا بیج ہی رہیگی - تو کچھہ فائدہ نہ ہوگا - جو ردی رہتے ہیں خدا انکو بڑہاتا نہیں - پس - تقویٰ - عبادۃ اور ایمانی حالت میں ترقی کرو - اگر کوئی شخص مجھے دجال اور کافر وغیرہ ناموں سے پکارتا ہے تو تم اسبات کی کچھہ بہی پرواہ نکرو - کیونکہ جب خدا میرے ساتھ ہے تو مجھے اُن کے ایسے بدکلمات اور گالیوں کا کیا ڈر ہے - فرعون نے حضرت موسے علیہ السلام کو کافر کہا تہا - ایک زمانہ ایسا آگیا - کہ پکار اٹھا - کہ میں اوس خدا پر ایمان لایا جسپر موسیٰ اور اوس کے متبع ایمان لائے ہیں - ایسے لوگ یاد رکہو کہ مخنث اور نامرد ہوتے ہیں - یہہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے ایک بچہ بعض اوقات اپنی ماں اور باپ کو بہی ناسمجہی کی وجہ سے گالی دیدیتا ہے - مگر اوس کے اوس فعل کو کوئی برا نہیں سمجہتا -

پس یاد رکہو کہ نری بیعت اور ہاتہہ پر ہاتہہ رکہنا کچھہ بہی سود مند نہیں - جب کوئی شخص شدۃ پیاس سے مرنے کے قریب ہو جاوے - یا شدۃ بہوک سے مرنے تک پہونچ جاوے - تو کیا اوسوقت ایک قطرہ پانی یا ایک دانہ کہانیکا اوسکو موت سے بچا لیگا - ہرگز نہیں جسطرح اوس بدن کو بچانیکے واسطے کافی خوراک اور کافی پانی بہم پہونچانے کے سوا چارہ نہیں - اسیطرح پورے جتن سے - تہوڑی سی نیکی سے تم بہی بچ نہیں سکتے - پس اس دہوکہ میں نہ رہو کہ ہم نے ہاتہہ پر ہاتہہ رکہدیا ہے اب ہمیں کیا غم ہے - ہدایت بہی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر وارد کرتا ہے اوسکو پہر نئی زندگی دی جاتی ہے - اور یہی اصفیاء کا اعتقاد ہے - اللہ تعالیٰ نے بہی اسی ابتدائی حالت کیواسطے فرمایا - یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم - یعنی پہلے اپنے آپ کو درست کرو اپنے امراض کو دور کرو - دوسروں کا فکر مت کرو - ہاں رات کو اپنے آپکو درست کرو - اور دنکو دوسروں کو بہی کچھہ ہدایت کردیا کرو - خدا تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہارے گناہوں سے تمہیں مخلصی دے - اور تمہاری کمزوریوں کو تمسے دور کرے - اور اعمال صالح اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق دیوے - (آمین) - والسلام

بہ تسلسل مضمون صفحہ ۶ کالم ۲

قادیان والوںکا خاص احترام

گو حفظ مراتب نکنی زندیقی ہمارے حضرت عموماً اپنی تقریروں میں فرمایا کرتے ہیں - اور عام طور پر بہی مراتب اور مدارج کا لحاظ رکہا جاتا ہے - سیالکوٹ کے بہائیوں نے دارالامان کے مسافروں اور مہمانوں کا اس تقریب پر خاص احترام کیا جس سے جماعت سیالکوٹ کی اس محبت کا پتہ لگتا ہے - جو اسے اپنے آقا و محبوب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے - ورنہ ہم اپنے اندر کوئی خاص قابلیت اور فخر اس اعزاز کے لئے بہ استثناء بزرگان ملت نہیں رکہتے ہاں بزبان مہدی ہم کہہ سکتے ہیں -

گلے خوشبوئے در حمام روزی - رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری - کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم - ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد - وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

اس ہٹی کو تو یہ کہنے کا موقعہ تہا کہ جمال ہمنشیں در من اثر کرد - لیکن ہم خدا تعالیٰ سے اس اثر کے حصول کے لئے دعا کرتے ہیں - دارالامان والوں کے لئے خصوصاً یہ التزام تہا کہ ہر شخص کا کہانا اسکے مکان پر پہونچا دیا جاتا تہا - اور ایسا ہی دوسرے ضعفاء اور مریض احباب کو انکی حسب خواہش کہانا طیار کرکے مکان پر پہونچایا جاتا اور باقی سب احباب کو ایک وسیع صحن میں حسب دستور کہانا کہلایا جاتا تہا - مختصر یہ کہ مہمان نوازی کے پورے لوازمات کو اِن لوگوں نے ادا کیا ہر شخص جس فرض پر متعین تہا اسنے نہایت دیانتداری اور کمال مستعدی کے ساتھہ اسے ادا کیا اسلئے ہم کسی خاص شخص کے متعلق کچھہ ذکر نہیں کر سکتے کیونکہ بجائے خود ہر ممبر جماعت سیالکوٹ کا خاص تعریف اور شکر گزاری کے قابل ہے - خدا کرے کہ اس قسم کی ہمت - استقلال - اور فروتنی اور محبت و یگانگت ہم سب میں پیدا ہو - اسکے بعد اگر کسی جماعت نے کبہی اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کو دعوت دی تو امید ہے کہ سیالکوٹ کی جماعت کا انتظام اور انصرام ہمیشہ نمونہ سمجہا جاویگا - ہم اس سلسلہ میں مخدومنا حکیم میر حسام الدین صاحب کا خاص ذکر کریں گے اور کسی دوسرے مقام پر - انشاء اللہ العزیز)

ہاں اسقدر اور اضافہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جماعت لاہور کے بعض معزز ارکان مثل خلیفہ رجب الدین صاحب اور میاں معراج الدین صاحب نے بہی اس تقریب پر انتظامی امور میں جماعت سیالکوٹ کا ہاتہہ بٹانے میں سرگرمی دکہائی - جزاہم اللّٰہ احسن الجزاء -

خیر مقدم

ہم ذوق مضمون کے سلسلہ میں کچھہ ایسے محو ہوئے کہ اس امر کا ذکر نہیں کر سکے کہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ کے داخلہ شہر میں جماعت سیالکوٹ کی طرف سے چہپا ہوا خیر مقدم بہی تقسیم ہوا تہا اور اکثر جگہ خصوصاً اس محلہ اور اِن مکانات میں جہاں مہمان فروکش تھے لگایا گیا - اس خیر مقدم پر مندرجہ ذیل دو شعر تھے -

اے آمدنت باعث آبادیٔ ما
ذکر تو بود زمزمہ شادیٔ ما
سایہ گستر باد یارب بر دل شیدائے ما
حضرۃ مہدی ما عیسیٰ ما مرزائے ما

غرض

اعلیٰحضرت ۲۷ - کی شام کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت کے ساتھہ سیالکوٹ پہونچ گئے اور اسی محلہ میں جہاں قریباً ۷ برس پیشتر آپ ایک گمنامی کی حالت میں رہ چکے تھے آج ایک عظیم الشان انسان کے رنگ میں فروکش ہوئے - اسی سلسلہ مضمون میں "حضرت اقدس سیالکوٹ میں بحیثیت ایک مہمان کے" ایک جدا عنوان ہے -

مہمانوں کی کثرت آناً فاناً بڑہ رہی تہی - اور ہر آنیوالی ٹرین ایک معقول تعداد مسافروں کی اس تقریب پر لارہی تہی - جنکو نہایت مسرت کے ساتھہ میزبانان سیالکوٹ

اھلاً وسھلاً ومرحبًا

کہنے کو طیار رہتے تھے -

پہلا جمعہ ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۰۴ء

۲۸ - اکتوبر ۱۹۰۴ء کو جمعہ کا دن تہا اسلئے نہایت کثرت کے ساتھہ لوگ اسی مسجد میں جو اعلیٰحضرت کی فرودگاہ سے بالکل ملی ہوئی ہے اور میر حکیم حسام الدین صاحب کی مسجد کہلاتی ہے - وقت مقررہ سے پہلے ہی جمع ہوگئے تھے - مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے نماز جمعہ پڑہائی اور خطبہ سورۃ جمعہ پر پڑہا - ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خطبہ قلمبند نہیں کیا جا سکا ورنہ وہ بہت ہی ضروری تہا - اگر خدا تعالیٰ نے چاہا اور حضرت مولانا کو توفیق ملی تو انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ کسی وقت خود اسے بطور ایک مضمون کے لکہدیں -

بعد نماز جمعہ بہت سی مخلوق بیعت کے لئے آگے بڑہی -

اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق

مسیح ابن مریم کا تو یہ حال تہا کہ ایک ہی دن میں پانچسو آدمی مرتد ہوگیا تہا - اور یہاں یہ حال تہا - کہ کثرت کے ساتھہ داخل سلسلہ ہوتے تھے - براہین احمدیہ میں مندرجہ حاشیہ ایک الہام چہپا ہوا موجود ہے - اور یہ عظیم الشان پیشگوئی تہی جو عرصہ سے پوری ہورہی ہے - سیالکوٹ والوں نے اپنی آنکہہ سے اُسکو پورا ہوتا ہوا دیکہہ لیا - یہہ ناممکن اور محال تہا کہ سب لوگ حضرت کے ہاتھہ پر ہاتھہ رکہہ کر بیعت کرتے اسلئے یہ قرین مصلحت سمجہا گیا - کہ لاہور کی طرح پگڑیاں ڈالدی جاویں - چنانچہ بارہ پگڑیاں مختلف سمتوں میں ڈالدی گئیں اور اسطرح ۱۲ مختلف جماعتوں نے بیعت توبہ کی -

بیعت کے بعد اعلیٰحضرت حجۃ اللہ نے مناسب موقع وہ تقریر کی جو ہم نے صفحہ ۷ پر درج کی ہے اور صفحہ ۸ کے دوسرے کالم تک چلی گئی ہے -

حکیم الامتہ کی مجلس ایک نظر

حضرت حکیم الامتہ اپنے اس خداداد فن طبابت اور کمال درجہ کی قرآن فہمی ایثار اور بنی نوع انسان کی خدمت کے سچے جوش میں پنجاب ہی نہیں بلکہ دور دور تک مشہور ہیں اور خاص سیالکوٹ میں تو اسوجہ سے کہ جموں میں آپ ایک مدت مدید تک شاہی طبیب رہ چکے تہیں پوری شہرت رکہتے ہیں پس آپ کا ورود سیالکوٹ والوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ تہا ہر قسم کے روحانی اور جسمانی مریض آپ کے دروازہ پر آموجود ہوئے - یہہ دیکہہ کر اکثر لوگوں کو تعجب ہوتا تہا کہ ستر برس کے قریب کا ایک بوڑہا بغیر کسی قسم کے تکیہ یا سہارہ کے کسطرح دن بہر مختلف امراض کے مریضوں کو دیکہتا رہتا ہے اور تہکتا نہیں اور صرف یہی کام نہیں - کوئی آتا ہے اور ایک اعتراض قرآن کریم یا اسلام پر یا حضرت اقدس کی ذات پر کردیتا ہے اس کے لئے لمبی لمبی تقریریں بہی کرنی پڑتی ہیں - کہانے کے اوقات میں غیر معمولی توقف ہو جاتا ہے - لیکن پہر یہ کس بلا کا انسان ہے جو نہیں تہکتا - یہہ نکتہ ہر شخص کے سمجہنے کا نہیں ہے اسکے لئے ایمان کی چاشنی ہونی چاہئے - یہہ لوگ جسمانی غذا سے نہیں بلکہ روحانی غذا سے زندہ ہیں - الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے -

اس میں کچھہ شک نہیں کہ زمانہ اور حوادث کا اثر انکے جسم پر ہوتا ہے لیکن ذکر الٰہی جو ہر وقت انکی مجلس میں ہوتا رہتا ہے - اور یہ کرتے رہتے ہیں وہ انکے قویٰ کی تقویت اور نشو و نما کا باعث ہے - غرض

آپ کا شغل یہی رہا کہ روحانی اور جسمانی مریضوں کا مداوا کرتے رہے۔ شہر کے مختلف حصوں میں بھی آپ کو بعض مریضوں کے دیکھنے کے واسطے جانا پڑا۔ اور مختلف مذاق اور مختلف خیال کے لوگوں سے مذہبی گفتگوئیں بھی ہوتی رہیں آپ نے ایک جامع وعظ بھی انہیں دنوں میں فرمایا جو ہم انشاء اللہ کسی دوسری جگہ درج کریں گے۔

حضرت اقدس کی ناسازی طبع

ناظرین پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ گورداسپور سے واپس آکر کوفت سفر وغیرہ وجوہات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کسیقدر ناساز ہو گئی تھی۔ اور جو لوگ آپ کے فیض صحبت سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ذرا سی غیر معمولی محنت اور تکلیف آپ کی پرانی بیماری بر در اطراف کی محرک ہو جاتی ہے۔ اسلئے ابھی طبیعت پورے معنوں میں بحال نہ تھی جو سفر سیالکوٹ اختیار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی وحی کی تعمیل میں یعنی لا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس کے ارشاد کے موافق وہاں ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو انبوہ خلائق میں زیادہ دیر تک بیٹھے رہنے اور تقریر کرنے کی وجہ سے حضور کی طبیعت دوران سر وغیرہ سے ناساز ہو گئی۔ اسلئے ۲۹ اور ۳۰۔ اکتوبر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف نہ لا سکے اس عرصہ میں مہمانوں کی اور بھی کثرت ہو گئی۔ ان دو دنوں میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فارغ نہیں رہے بلکہ بہت سے زن و مرد مختلف اوقات میں داخل سلسلہ ہوتے رہے اور حضور انہیں شامل سلسلہ کرتے رہے اور مناسب موقع پند و نصائح سے کام لیتے رہے۔

قادیان کو واپسی کا ارادہ

مہمانوں کی دن بدن کثرت ہو رہی تھی اور ہر ٹرین میں آنے جانے والے مسافر تیار رہتے تھے کہ یہ سلسلہ آمد کا برابر جاری ہے اسلئے اعلیٰ حضرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا حد سے زیادہ مخلوق کا مجمع ہو کر جماعت سیالکوٹ کے لئے ابتلا کا موجب نہ ہو جاوے اس لئے آپ نے ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو واپسی کا ارادہ فرمایا واپسی کی خبر کا جماعت سیالکوٹ کے کانوں میں پہونچنا تھا کہ وہ قریباً بدحواس ہو گئے پاس ادب سے کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے دل تھا کہ اندر ہی بیٹھا جاتا تھا حیران تھے کہ کریں تو کیا کریں میر حکیم حسام الدین صاحب نے حضور کے اس ارادہ کو بہت ہی محسوس کیا اور اس پیرانہ سالی میں اس خبر سے بہت ہی مضمحل ہو گئے۔ آخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچ کر اس ارادہ کے التوا کے لئے عرض کیا اور اپنے نو خاستہ خوردنی اور سامان دعوت کی فراہمی اور کثرت کا ذکر کیا۔ حضرت اقدس کو میر صاحب موصوف کی خاطر بہت ہی عزیز ہے حضور نے اس ارادہ کو ترک فرما دیا اور ۳۔ نومبر تک ملتوی کر دیا۔

حضور کے اس ارادہ واپسی سے یہ ثابت ہوا کہ آپ اپنے خدام پر حد سے زیادہ مہربان اور انکے سود و زیاں کو اپنا سود و زیاں سمجھنے والے ہیں یہ پسند نہیں کیا کہ میں یہاں بیٹھا رہوں اور جماعت کو تکلیف ہو خدا کے واسطے اہل قلم ناظرین حضرت کے اس خلق کا ان پیروں اور مشایخوں سے مقابلہ کریں جو اپنی سالانہ یا ششماہی ٹیکس کے وصول کرنے کے لئے دھرنا مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پروا نہیں کرتے کہ مرید مرے یا بچے مگر اون کا نذرانہ ادا کرے۔ چونکہ ان کی اس قسم کی فطرت پست ہوتی ہے انکو بالمقابل مرید اسے بلا سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ دفع ہو۔ یہاں تک کہ بعض اوقات مرید و مرشد میں نوبت تکرار بھی پہونچ جاتی ہے۔ جب حالت ایسی ہو تو ایسی صورت میں مرشد کیا فیض پہونچا سکتا ہے اور مرید کیا فائدہ پا سکتا ہے وہ رشتہ اور وہ تعلق جو دونوں میں قایم ہونا چاہئے نہیں ہوتا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

آپ تو ڈوبے تھے برہمن ساتھ لیا ججمان

برخلاف اس کے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ نمونہ اور یہ فعل آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے اور اسکے بالمقابل انکی صداقت اور حقیقت اور فیض صحبت کے اثر کی زبردست دلیل وہ فعل ہے جو جماعت سیالکوٹ سے سرزد ہوا یعنی انکو سرخ موت نظر آتی تھی کہ اعلیٰ حضرت اسقدر جلد وہاں سے رخصت ہو کر ہیں۔ وہ اپنا جان و مال نہ صرف اس پاک ذات پر نثار کرتے کو ہمہ تن آمادہ تھے بلکہ اپنے پیاروں کی خدمت کے لئے بھی انکے گھر وقف اور دروازے کھلے تھے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یہ ایک لمبا مضمون مرشد و مرید کے تعلقات کی اصل غرض و مقصد پر لکھا جا سکتا ہے لیکن ہم اسی پر بس کرتے ہیں اور عقلمندوں کے غور کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

عرض

جماعت سیالکوٹ کے اس اظہار محبت اور اصرار پر حضرت اقدس نے اپنا ارادہ ۳۔ نومبر ۱۹۰۴ء تک ملتوی کر دیا۔ اب اس التوا ارادہ اور قیام سہ روزہ میں یہ تجویز ہوئی کہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے ایک پبلک لیکچر اسلام پر دیا

لیکچر کا ارادہ

جاوے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض و مقصد زندگی احیاء اسلام اور تبلیغ اسلام ہی ہے آپ نے بڑی خوشی کے ساتھ باوجود اس ضعف و دورہ مرض کے اس امر کو پسند فرمایا کہ آپ کا ایک پبلک لیکچر ہو۔ ۳۰۔ اکتوبر کو یہ تجویز ہوئی اور ۲۔ نومبر ۱۹۰۴ء کو یہ لیکچر دیا جانا تجویز ہوا۔ دو تین دن کے قلیل عرصہ میں اس ضعف و ناتوانی کی حالت میں لیکچر کا طیار کرنا آسان امر نہ تھا۔ لیکن خدا کی تائید اور نصرت جس شخص کے شامل حال ہو وہ سب تکلیفوں اور مشکلات پر فتح پا لیتا ہے۔

لیکچر کی طیاری بھی ایک نشان ہے

اگر انصاف سے غور کیا جاوے تو اس لیکچر کو طیار کرنا جو ۲۔ نومبر کو ایک بڑے مجمع میں پڑھا گیا عظیم الشان معجزہ ہے اور ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ جس قدر عظیم الشان تحدی کی کتابیں حضور کے قلم سے نکلی ہیں وہ ایسی ہی جلدی اور حالت ضعف و مرض میں لکھی گئی ہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ انسانی طاقت کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی نصرت و تائید ہے۔

[illegible]

۳۱۔ تاریخ تک حضرت باہر تشریف نہ لا سکے اور اس عرصہ میں ناظرین بے قرار اور مضطرب دیوانہ وار آپ کے ایوان کے نیچے بازار کوچہ میں پھر رہے تھے اور کسی نہ کسی حیلہ سے چاہتے تھے کہ زیارت ہو جاوے مگر حضور کی ناسازی اسپر بیعت مستورات کا سلسلہ پھر مضمون لیکچر کے لکھنے کا ارادہ سب باتیں مل ملا کر انہیں مایوس کر رہی تھیں اور جوں جوں دیر ہوتی تھی اسیقدر جوش زیارت بڑھتا جاتا تھا۔ آخر اس قدر ہوئے اضطراب اور جذبہ عشق نے اپنا کام کیا اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کی زیارت کے لئے بہت لوگ جمع ہیں اور سخت گھبرائے ہوئے ہیں خواہ ایک دو منٹ ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔

یہ ۳۱۔ اکتوبر کا دن تھا اور بعد دوپہر عرض کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے ابھی مضمون بھی شروع نہیں کیا اب میرا ارادہ ہے کہ اسے لکھوں اور بیعت کا سلسلہ بھی کثرت سے جاری ہے۔ اگر میں نیچے اترونگا تو پھر مضمون رہ جائیگا۔

اسپر عرض کیا گیا کہ حضور صرف ایک دو منٹ کے لئے اس دریچہ میں بیٹھ جاویں اور لوگ گلی میں کھڑے ہو کر زیارت کر لیں گے۔ اس تجویز کو حضور نے منظور فرمایا کہ ۲ بجے کی قریب دریچہ میں سے لوگ زیارت کر لیں۔

اسوقت وہ کوچہ آدمیوں سے پٹا پڑا تھا جس میں ہندو مسلمان۔ بوڑھے جوان سب موجود تھے اس کوچہ سے لیکر بازار تک اور مسجد اور مکانوں کی چھتوں پر آدمی ہی آدمی تھے۔ اور کوچہ میں تو اسقدر انبوہ تھا کہ اگر کوئی تھالی پھینکدی جاتی تو یقیناً یقیناً سروں ہی پر سے چلی جاتی۔

اس انبوہ اور ازدحام کو دیکھ گھبرائے کہ مبادا کوئی بوڑھا یا کمزور آدمی نیچے آکر نہ کچلا جاوے کیونکہ ہر شخص ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر دیکھنا چاہتا تھا۔ ہم کن الفاظ میں ان نظاروں کو ناظرین کے سامنے پیش کریں وہ وقت قابل دید تھا اور بے اختیار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی آپ کی زبان میں مخاطب کرکے کہا جاتا تھا

شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لو جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

آخر کوئی ایک ہی منٹ میں حضرت اقدس محض اس خیال سے کہ کوئی ضعیف و ناتوان کچلا جاوے گا۔ اٹھ گئے۔ اور لوگ حسرت دیدار دل ہی میں لیکر منتشر ہو گئے۔

یہ غنا ذاتی بھی صداقت کا نشان ہے

اس مقام پر ہم اپنے ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اس دنیا کے تعلقات سے بالکل الگ ہوتے ہیں وہ جبراً قہراً باہر نکالے جاتے ہیں ورنہ وہ اپنے گوشہ تنہائی کو پسند کرتے ہیں اور پھر مامور ہونے کے بعد انہیں ایک خاص قسم کا غنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہی غنا انکے حق پر ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔

لاہور میں جب حضرت اقدس کئی دن تک باہر تشریف نہ لائے۔ تو بازاروں اور بلگوں میں عجیب عجیب قسم کی چہ میگوئیاں ہوتی تھیں جن کی تردید ہم نے روزانہ پیسہ اخبار کے ذریعہ سے کی تھی۔ بہرحال ان دنوں ہم ایک اخبار نویس کے دفتر میں اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اور اوس نے ہم سے پوچھا کہ اگر یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو باہر کیوں نہیں نکلتا! ہم نے اس سے کہا کہ جس امر پر آپ ٹھوکر کھاتے ہیں وہی انکی سچائی کا ثبوت ہے۔ اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل۔ مگر اس دلیل کے سمجھنے کے لئے انصاف شرط ہے۔ دیکھو! اگر یہ شخص خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اسکا مقصد اور غرض دنیا کمانا ہوتا جیسا کہ بعض احمق خیال کرتے ہیں تو اس کو چاہئے تھا کہ باہر آکر بیٹھتا اور مریدوں کے حلقہ میں شہر میں اودہر ادہم پھرتا کیونکہ آدمیوں کے ساتھ تعلقات بڑھانا ہی تو اسکی غرض ہوتی۔ مگر وہ تو ان باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ بزرگان ملت جنکو ناعاقبت اندیش سرتن حصہ دار بتلاتے ہیں وہ بھی تو اس کو میں نہیں ملتے کیا دنیا طلب اور منصوبہ باز ایسے ہوتے ہیں اور نہیں اسی قسم کا غنا ہوتا ہے آپ ایمان سے کہیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ لوگوں کو پھانسنے والا شخص متقی باوجودیکہ لوگ اس سے ملنے کی آرزو کریں اور وہ نہ ملے؟ اسپر ایک اخبار نویس سے کوئی جواب تو نہ بن آیا بجز اس کے کہ کہدیا کہ آپ تو

اعتقادِ من بس است

کے مصداق ہیں۔ ہم نے کہا کہ اعتقاد یونہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی قابلیت اور روح اس شخص میں نہو۔ آپ میری بات کا جواب دیں کہ جو اعتراض آپ کی تکذیب دعوے کے رنگ میں کیا جاتا ہے وہی تصدیق دعویٰ کی دلیل ہے یا نہیں اسپر اسے خاموش ہی ہونا تھا۔

پس

اصل یہ ہے کہ یہ استغنا ان لوگوں کا فی الحقیقت انکی سچائی کی دلیل ہوتا ہے وہ مخلوق سے بلحاظ انکی ہمدردی اور خیر خواہی کے بہت ہی قریب ہوتے ہیں مگر مخلوق کی طرف اپنی احتیاج سے بہت ہی دور ہوتے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ابناء دنیا ان باتوں کو جو خیر و خوبی کی ہیں اور جو سراسر حسن ہیں بدنما دیکھتے ہیں۔ اور یہ آج ہی نہیں ہوا ہمیشہ سے اسیطرح ہوتا آیا ہے کہ ان عقل کے اندھوں کو اسی مقام پر ٹھوکر لگی ہے جہاں معارف و حقایق کا خزانہ ہوتا ہے۔

اسلئے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول لاریب آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے قرآن کریم کے جس مقام پر اعتراض کیا ہے غور سے دیکھا گیا ہے تو وہی مقام حکمت و معرفت ایک بیش قیمت خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر انہیں نظر نہیں آتا۔

ایک دن میں لیکچر طیار ہو گیا

ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کی دوپہر تک حضرت نے لیکچر کا لکھنا شروع نہ فرمایا تھا۔

لوٹ صفحہ ۱۵ پر جس نوٹ کا حوالہ ہے وہ ۲۴ نومبر کے الحکم میں نکلے گا انشاء اللہ

در طبیعت بھی ناسازہی تھی - اور سلسلہ مبایعین کی وجہ سے عدیم الفرصتی ہی تھی - تاہم یہ حیرت انگیز بات تھی کہ ۲ - نومبر ۱۹۰۴ء کو چھپا ہوا لیکچر پڑھا گیا - اس لیکچر کی طیاری میں ایک ہی دن صرف ہوا - لیکچر کے متعلق عام طور پر مندرجہ ذیل اشتہار چھپا کر تقسیم کیا گیا اور شہر کے مختلف حصوں اور نمایاں جگہوں پر چسپاں بھی کر دیا گیا -

اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی
مسیح موعود کا لیکچر
اسلام پر

یہ لیکچر ۳ - نومبر ۱۹۰۴ء کو بدھ کے دن صبح سات بجے بمقام سیالکوٹ سرائے مہاراجہ صاحب بہادر والی جموں و کشمیر سنایا جاویگا - **مولوی عبدالکریم صاحب** اس لیکچر کو پڑھکر سنائینگے - اور حضرت **مرزا صاحب** خود بھی تشریف فرما ہونگے حضرات سامعین کو چاہیے کہ ٹھیک وقت پر تشریف لاویں - کسی صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی - نہایت متانت اور خاموشی سے لیکچر کو سننا ہوگا -

المشتہران

حکیم حسام الدین - چودہری محمد سلطان میونسپل کمشنر
آغا محمد باقر خان آنریری مجسٹریٹ
چودہری نصر اللہ خاں پلیڈر - چودہری محمد امین پلیڈر

ضروری نوٹ :- میرا ارادہ تہا کہ اس نمبر میں ساری رویداد شایع کردوں لیکن جب اس مقام تک میں پہونچا اور مجھے معلوم ہوا کہ سارا مسودہ اس نمبر میں نہیں آسکے گا - اگرچہ اسی ایک ہی مضمون کا پڑھنا ناظرین کو ناگوار نہ گذرتا - تاہم مناسب معلوم ہوا کہ کچھ حصہ دوسرے مضامین کا بھی ہو اسلئے باقی حالات سفر سیالکوٹ کے اگلے نمبر میں انشاء اللہ شایع کر سکوں گا -

نکاح کی ضرورت

ہمارے ایک مخلص احمدی بھائی میاں رحمت اللہ صاحب جولاہور کے ارائیں قوم سے ہیں اور بنگہ ضلع جالندھر میں ایک اچھی دوکان سبزی اور میوہ فروشی کی رکھتے ہیں اپنی اہلیہ کے فوت ہوجانیکی وجہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں - میاں رحمت اللہ نوجوان ہیں - انکی عمر ۲۵ سال کی ہے اور لکھے پڑھے ہیں - جہانتک ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی تعارف اور انکے حالات سے واقفیت ہے وہ کہہ سکتا ہے میاں رحمت اللہ خدا کے فضل وکرم سے ایک دیندار اور شریف آدمی ہے - جو صاحب ان سے اس قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ ضلع جالندھر کے پتہ پر یا ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط وکتابت کرے +

نئی دنیا میں سلسلہ عالیہ احمدیہ اور پہلا احمدی

ملک امریکہ سے ایک دل خوش کن آواز آئی ہے جسے ہم اپنے ناظرین تک پہونچاتے ہیں - ہمارے مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب علی العموم مغربی دنیا میں بذریعہ خط وکتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں اور یہ اسی کا نتیجہ ہے ذیل میں ہم مفتی صاحب کا خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مسٹر اینڈرسن کے خط کے بعد بغرض اندراج الحکم لکھا ہے فی الحال اتنا ہی کافی ہے آئندہ اگر ممکن ہوا تو صاحب موصوف کے گرامی نامہ کا پورا ترجمہ درج کرینگے -
ایڈیٹر

بخدمت صاحب ایڈیٹر الحکم -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

مسٹر حسن اینڈرسن ساکن ملک امریکہ جنکے ساتھ ڈیڑھ سال سے میری خط وکتابت مذہبی امور میں ہو رہی تہی اپنے خط مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۴ء میں درخواست کرتے ہیں - کہ انکا نام درج رجسٹر مبایعین حضرت مرزا صاحب کیا جاوے اور نیز اون کی خواہش ہے کہ اُن کے متعلق یہ خبر عام طور پر ممبران احمدیہ وغیرہ میں شایع کی جاوے تاکہ سب دوست اُن کے واسطے دعائے استقامت کریں مسٹر موصوف ایک لایق ڈاکٹر یورپ کی اکثر زبانوں مثلاً فرنچ - جرمن - نارویجی - وغیرہ کے عالم ہیں اور اپنے پیشہ ڈاکٹری سے اپنا گذارہ کرتے ہیں - انکو اسلام کے ساتھ بڑی محبت ہے اور اس سلسلہ کو خدا کی طرف سے اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی مانتے ہیں اور ملک امریکہ میں پہلے احمدی ہیں -

محمد صادق عفی اللہ عنہٗ والسلام

ڈاکٹر شیخ محمد شریف صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام پر

ہمارے مکرم ومحترم دوست ڈاکٹر شیخ محمد شریف احمدی حصول رخصت پر اپنے گھر بٹالہ تشریف لائے تھے ایک دن فرصت کا نکال کردہ دارالامان بھی حاضر ہوئے - اور انہوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ کیا - معائنہ کے بعد جو رائے ڈاکٹر صاحب نے لکھی ہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں -

سب سے اول قاضی نظیر حسین صاحب نے مدرسہ کا اپنی جماعت میں سے معائنہ کیا تھا انہوں نے جس طرح پر مدرسہ کا معائنہ کیا وہ معائنہ کنندگان کے لئے ایک نمونہ ہے لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکابر جو یہاں آتے ہیں وہ سرسری نظر سے مدرسہ کو دیکھتے ہیں حالانکہ قومی کام کی حیثیت سے انہیں اسے بڑی دلچسپی سے دیکھنا چاہیئے - بہرحال ڈاکٹر صاحب کی رائے نوٹ معائنہ یہ ہے -

میں مولوی محمد صادق صاحب کا نہایت ہی مشکور ہوں کہ آپنے مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے معائنہ کے لئے بلایا - معرضہ قلیل میں اس درسگاہ کی ایسی عظیم الشان ترقی میرے لئے حیرت اور تعریف کا باعث ہوئی - اس بارے میں ہیڈماسٹر اور دوسرے افسران مدرسہ کی کوشش ہر طرح سے قابل تعریف ہے - اسلئے اپنے کامل وثوق کی مثال لئے میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے چھوٹے بہائی کو یہاں تعلیم کے لئے بہیجدوں -

(دستخط) محمد شریف اسسٹنٹ سرجن

مدرسہ ہی کے متعلق ایک بات

چونکہ عید الفطر کی تقریب قریب آرہی اسلئے ہم اپنی قوم کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ عید فنڈ کی وصولی میں غیر معمولی سعی اور کوشش کرنی چاہیئے - کیونکہ اس فنڈ سے مدرسہ کی آئی ضرورتوں کا بہت بڑا حصہ پورا ہوجایا کرتا ہے جب سے سکول ہائی اور بورڈنگ ہو گیا ہے - اسوقت سے مدرسہ کی ضروریات بہت کچھ بڑھ گئی ہیں - اور ان ضرورتوں کا پورا کرنا قوم ہی کے ہاتھ میں ہے -

ہر شہر اور گاؤں کی انجمن احمدیہ عید فنڈ کا روپیہ وصول کرکے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدے -

کچھ اپنی نسبت

ہم ان بقایا داران کے شکرگذار ہیں جنہوں نے مطبع کی ضروریات کو محسوس کرکے باخوف خدا اپنا بقایا صاف کردیا ہے اور مطبع کے بہیجے ہوئے وی پی وصول کرلئے ہیں -

۱ - اور ہم آج اون احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کئی مرتبہ وی پی واپس کئے ہیں کیونکہ آخر ہم ۲۴ - نومبر ۱۹۰۴ء سے اونکے نام اخبار بہیجنا بند کردینگے - اور اس طرح پر آخر سال تک کچھ تو فائدہ ہوگا - اور بعض ہمدردان الحکم جب دفتر الحکم میں تشریف لاکر بقایا داران کے رجسٹر کو دیکھا کرتے ہیں تو وہ اون کے اسماء گرامی کو ہمدردان قوم میں پاکر کچھ افسوس کرینگے -

۲ - سال رواں کے اختتام میں اب ایک ہی مہینہ باقی سمجھئے - اسلئے اطلاع دی جاتی ہے کہ سالہائے گذشتہ کے معمول کے موافق ۱۰ - دسمبر ۱۹۰۴ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے واسطے بذریعہ وی پی بہیجا جاویگا - اور اس سے پہلے بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے حسب معمول اطلاع دیجاوے گی - میں یقیناً عرض کرتا ہوں کہ اخبار کے استحکام کے لئے قوم کی متفقہ کوششوں کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت ہے - کہ قیمت پروا جبہ ادا کیا جاوے - قومی اخبار قومی ڈونیشنوں سے چلتے ہیں لیکن الحکم کہہ سکتا ہے کہ بلا استثنائے چند آدمیوں کے جنہوں نے وقتاً فوقتاً اس کی تحریک پر توجہ کرکے ان ضرورتوں کو قادیاں سے دور رہ کر بھی محسوس کیا ہے - کسی شخص کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ اسے ڈونیشن دے - اور نہ کبھی الحکم کی طرف سے اس قسم کی درخواست ہی ہوئی :

۳ - یہ ایسی باتیں ہیں جو قوم کو خود محسوس کرنی چاہئیں - بہرحال آئندہ کے لئے اگر خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور اس خدمت کے قابل ہمیں رکھے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان خریداروں کے نام الحکم جاری رکھا جاوے جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں ہاں بعض خوش معاملہ لیکن غیر مستطیع احباب جو ان سات آٹھ سال میں ہمیشہ خوش معاملہ ثابت ہوئے ہیں اس قاعدہ سے مستثنے کئے جاویں - اسلئے ہر شخص کو ابھی سے سوچ لینا چاہیئے کہ آیا وہ الحکم پیشگی قیمت پر خریدنا چاہتا ہے یا نہیں -

یہ قاعدہ پختہ کرلیا جاویگا کہ جو شخص وی پی واپس کریگا بجائیکہ اسے پہلے اطلاع دی گئی ہو اور وہ وی پی جاری ہونے سے پہلے اسکے نہ پہنچنے کی اطلاع دیدے یا قبل از وقت اس کی اطلاع نہ پہنچ سکے اسے مستثنے کرکے ہر واپس شدہ وی پی پر نام خارج کردیا جاویگا - اس سال مطبع کو اس حصہ میں بہی بہت سا خسارہ ہوا ہے یہ بھی یاد رہے کہ جن احباب کا سالانہ چندہ بذریعہ وی پی وصول ہوا ہے انسے وی پی کیشن وصول نہیں کیا گیا وہ اس مرتبہ شامل کرلیا جاویگا -

تفسیر القرآن اور اسکے خریدار

ہم نے اطلاع دیدی کہ تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ شایع ہوگیا اور اکثر خریداروں کے نام وہ روانہ بھی ہوگیا - لیکن ابھی تک بعض ایسے اصحاب معلوم ہوتے ہیں کہ جن کے پاس متفرق اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انہوں نے ابھی تک باقی اجزاء کے طلب کرنے کی اطلاع نہیں دی ایسی صورت میں ہم بری الذمہ ہیں - اگر کسی کو باقی اجزا نہ ملے ہوں تاں اگر اطلاع دینے پر نہ بہیجے جاویں تو ہم ذمہ وار ہیں جن لوگوں کے پاس اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انکے پاس مکمل پارہ ہی پہونچ گیا ہے - انہیں چاہیئے کہ وہ اجزا واپس بہیجدیں - درخواست میں صاف لکھا جاوے کہ اس صفحہ تک پارہ دوم پہونچا ہوا ہے -

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے کبھی کبھی ناسازی کی بھی شکایت ہوجاتی ہے -

۲ - حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد

۳ - بزرگان ملت خدا کے فضل وکرم سے تندرست ہیں حضرت حکیم الامت کی طبیعت کسیقدر ناساز رہی ہے - شکایت اسہال کی تہی -

۴ - کوئی نئی تالیف مطبع میں نہیں چھپ رہی - تم کیا ہے

۵ - رمضان کا پہلا روزہ یہاں جمعرات کو رکھا گیا -

۶ - ساتن دہرم سبہا قادیان باقاعدہ ہوگئی ہے - ایک پنڈت صاحب صدر سبہا اٹھ ہوئی ہیں - اور علام لیکچر دیگر

مقدمہ کے متعلق اپیل

حضرت اقدس کے متعلق مقدمہ

ریمارک

یوگی اور اسکا پیغام - اس نام کا ایک چھوٹا سا ۲۰ صفحہ کا ایک انگریزی رسالہ ہمارے پاس بغرض ریویو آیا ہے اور اسکے ساتھ ہی ایک کارڈ بھی پہونچا کہ اس رسالہ کو بغیر پڑھنے کے کوئی رائے ظاہر نہ کی جاوے ہم نے اس مختصر رسالہ کو پڑھا ہے اور اسپر اظہار رائے کے لئے اس سے بہتر کچھ نہیں کر سکتے جو ہمارے معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز نے لکھا ہے۔ اسلئے اسے یہاں دیدینا ہی کافی ہے۔ "یوگی اور اسکا پیغام"

اس نام کا ایک رسالہ انگریزی زبان میں لکھا ہوا مصنفہ سوامی دہرمانند مہابھارتی صاحب ہمارے پاس ریویو کے لئے پہونچا ہے اس رسالہ میں دو لیکچر درج ہیں۔ جو سوامی صاحب نے یو-پی مشن چرچ اجمیر اور اکسفورڈ مشن ہوسٹل ہال کلکتہ میں دئے تھے ان دونوں لیکچروں میں سے ایک کا عنوان "عیسیٰ مسیح عجیب و غریب یوگی" اور دوسرے کا عنوان "انجیل مقدس پیغام یوگی" ہے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ سوامی صاحب یوگی سے کیا مراد سمجھتے ہیں ہم انہیں کے اپنے الفاظ سے اقتباس کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "یوگی وہ ہوتے ہیں جو جتنی دفعہ چاہے مرے موت اس کے قبضہ میں ہوتی ہے" پھر وہ کہتے ہیں کہ یوگ کی قوت سے تمہیں مفصلہ ذیل باتیں حاصل ہو سکتی ہیں "گذشتہ واقعات کا تمہیں علم ہو سکتا ہے موجودہ اور آیندہ کی تمہیں خبر ہو سکتی ہے۔ تمام بیماریوں سے تم بچ سکتے ہو۔ دوسرے لوگوں کے خیالات تم پڑھ سکتے ہو۔ پانی میں ڈوبنے کے بغیر تم رہ سکتے ہو اور آگ میں جلنے کے بغیر ٹھہر سکتے ہو۔ زہر کو تریاق بنا سکتے ہو۔ تم اتنے مضبوط ہو سکتے ہو کہ تم پر کوئی تیغ نہیں پا سکتا۔ تم اپنا جسم چھوڑ کر دوسرے کے جسم میں داخل ہو سکتے ہو۔ اپنی مرضی سے جب چاہو مر سکتے ہو۔ تم دیوتاؤں کی طرح کھیل کود سکتے ہو۔ جو کچھ تم چاہو حاصل کر سکتے ہو۔ تمہارے کاموں کو کوئی بات روک نہیں سکتی۔ جو صورت تم چاہو اختیار کر سکتے ہو۔ ہوا کی طرح تیز چل سکتے ہو۔ تم اپنے کثیف جسم سے ہر جگہ جا سکتے ہو۔ تم دور سے سن سکتے ہو۔ بغیر پانی کے زندہ رہ سکتے ہو۔ تم کو دور دراز کی چیزیں نظر آ سکتی ہیں۔ تم عورتوں اور مردوں کے دلوں پر حکمرانی کر سکتے ہو۔ ان دعاوی کو سنکر ناظرین منتظر ہوں گے کہ انکا ثبوت کیا ہے اور کون سی دلیل ان کی تائید میں دیجا سکتی ہے مگر سوامی صاحب کی کتاب اس سے بالکل خالی ہے۔ اور یہ سب دعاوی نرے دعاوی ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ "اس قسم کے یوگی اسوقت تک کوہ ہمالیہ اور تبت میں پائے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں بھی بڑے بڑے باکمال یوگی موجود ہیں"۔ بقول سوامی صاحب ان کی تعداد ۱۵۰ مرد اور ۱۳ عورتیں ہے۔ لیکن اس کے نام اور پتے سوامی صاحب کسی مصلحت کی وجہ سے ظاہر نہیں کرتے شاید اس لئے کہ حقیقت معلوم نہ ہو جائے سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ ایک ایسے یوگی کو جانتے ہیں جس کی عمر ۲۲۵ سال کی ہے۔ اور ایک یوگن اونہوں نے دیکھی ہے جس کی عمر ۵۰۰ برس بیان کرتے ہیں۔ یہ کہانیاں بچوں کے خوش کرنے کے لئے تو خوب ہیں۔ لیکن ان فضول دعاوی کو ایک ایسے ہی دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا۔ یہ سوامی صاحب کا ہی کام تہا۔ ان باتوں سے اون کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یوگیوں میں ایسی طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے یسوع مسیح بھی ایک یوگی تہا کیونکہ اوس کی نسبت بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہوئی ہیں لیکن تعجب ہے پھر تو وہ انسان ثابت ہوا خدا یا ابن خدا جو سوامی صاحب اوسے بنانا چاہتے ہیں کیونکر ہوا۔ یا اونہیں یہ کہنا پڑے گا کہ ہر ایک یوگی خدا یا خدا کا بیٹا ہوتا ہے + الغرض یسوع مسیح بھی اون کے نزدیک اسی قسم کا یوگی تہا۔ جس کی سوامی صاحب نہایت مبالغہ آمیز تعریف اور مدح کرتے ہیں اور جسکی فضول ثناخوانی کرتے ہیں۔ اس یوگی پر وہ ایسے فریفتہ ہیں مگر اوس کی تعریف کرتے وقت انہوں نے واقعات کو نظر انداز کرکے اچھے ولولوں اور جوشوں کو زبردست الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ہم مسیح کو بنظر تعظیم دیکھتے ہیں اور اون کو خدا کا سچا نبی جانتے ہیں۔ لیکن ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی عیسائی اس سے کبھی انکار کر سکتا ہے۔ کہ دوسرے نبیوں کی طرح یسوع مسیح کو بھی اسکے زمانہ کے لوگوں نے گالیاں دیں اور ذلیل کیا اور حقارت سے دیکھا۔ اور بہت تھوڑے لوگ تھے جنہوں نے اُسے ابتدائے دعویٰ میں سچا مسیح شناخت کیا۔ مگر اس کے متعلق مصنف کتاب زیر ریویو فرماتے ہیں کہ "ایشیاء کے سخت مزاج لوگ سب کے سب روحانی غفلت سے بیدار ہو گئے۔ اور پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے؟ عرب اور سکندریہ اور ترکستان اور تاتار، اور شام اور یونان اور ایران نے تعجب ہو کر سوال کیا۔ کہ یہ عجیب نوجوان کون ہے! یونانی فیلسوفوں اور ربیوں نے اپنی عالمانہ تحقیقاتیں اس مسئلے کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع کیں کہ یہ بے نظیر انسان کون ہو سکتا ہے بادشاہ اور زمیندار حیرت زدہ ہو کر بیٹھ گئے بہادر اور انکے بیٹے آزما اس کی باتوں کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ شعرا اور سائنس دان تحیر میں پڑ گئے دیو اور شیاطین اسکے حکم کے آگے کانپتے تھے۔ بڑی طغیانی کرنے والے سمندر اور سخت تیز چلنے والی ہوائیں اسکے حکم کی تعمیل کرتی تھیں۔ مردے قبروں میں سے نئی زندگی لیکر اوٹھے۔ قانون دان اور منطقی لوگ اس کے لفظوں پر فدا ہو گئے۔ اسکی آسمانی فصاحت کے سامنے پنڈتوں اور حکماء کی شہرت مٹ گئی۔ ربیوں اور راہبوں نے اپنی قیمتی کتابیں پرے پھینکدیں۔ مجوسیوں اور جادوگروں نے پیشگوئیاں کرنی چھوڑ دیں اور ربیوں اور سردار کاہنوں نے شرم کے مارے اسکے سامنے چہروں کو چھپا لیا"۔ لیکن واقعات کیا ہیں؟

جب یسوع نے اپنا دعوےٰ مسیحیت کیا تو ساری یہودی قوم نے اسکی سخت مخالفت کی۔ جھوٹا اور فریبی کہا مفتری اور کذاب قرار دیا گالیاں دیں۔ اور ہر طرح سے اوس کے دعوی کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ صرف چند ماہی گیر اور چھوٹی ذات کے مرد اور کچھ عورتیں تہیں جو اوس کے ساتھی ہوئے۔ بنی اسرائیل نے اُسے اپنا نجات دہندہ نہ مانا۔ یونانیوں اور رومیوں نے اُس کے صادق یا کاذب ہونیکے سوال کو ایک لمحہ کے لئے بھی ضروری نہیں سمجھا اور نہ اُسے کچھ وقعت ہی دی اور آخرکار اُسے مفسدہ پرداز خیال کرکے اور یہودیوں کو حکومت کے مقابلہ میں سرکشی کی ترغیب دینے کے جرم میں رومی گورنمنٹ نے اسکو گرفتار کر لیا۔ سرزمین شام سے باہر اُسے کوئی نہ جانتا تہا۔ اور عرب اور ترکستان اور تاتار اور یونان اور ایران اور روم وغیرہ اسکی ہستی سے بھی بالکل بیخبر تھے۔ ربی اور سردار کاہن اُسے مفتری اور کذاب سمجھتے تھے۔ اور اسکو اور اسکی والدہ کو (ان دونوں پر سلام ہو) سخت عیوب سے متہم کرتے تھے رومی سپاہیوں نے اسے گرفتار کیا۔ حراست میں رکھا۔ مقدمہ چلایا۔ جرم اسکے ذمہ ثابت پایا۔ اور صلیب پر سزا دینے کے لئے چڑھا دیا۔ سوامی صاحب کے "بہادران نبرد آزما جو اوسکی باتوں کے آگے سرنگوں ہو گئے" صرف وہ نہایت کمزور دل حواری ثابت ہوئے جنہوں نے آخری وقت میں اوس سے بیوفائی کرکے اُس کا ساتھ تک نہ دیا۔ ابتداء میں تو اُس کا استقبال اسی الٰہی قانون کے مطابق ہوا۔ جو قرآن کریم میں درج ہے یاحسرۃ علی العباد

ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

یعنی لوگوں پر افسوس ہے! کوئی رسول اون پاس نہ آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہ اڑایا" +

معلوم ہوتا ہے کہ سوامی صاحب اثبات کی احتیاط نہیں کرتے کہ جو بات وہ منہ سے بیان کر رہے ہیں کہاں تک صداقت رکھتی ہے۔ مثلاً سوامی صاحب اپنے لیکچر میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یسوع مسیح کو تمام نبیوں سے افضل اور تمام انبیاء کا سردار بیان کیا ہے اور قرآن کریم نبیوں کا شاہزادہ اُس کا نام رکھتا ہے۔ اور اسکو تمام کاہنوں سے مقدس اور بلند رتبہ لکھتا ہے۔ یہ بڑی سخت غلط بیانی ہے اسی سے دوسری کتابوں وغیرہ کے حوالجات کی صحت یا عدم صحت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سوامی صاحب اسلام سے بالکل ناواقف ہیں۔ ایک اور جگہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن تمہیں یہ نہیں بتاتا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ حالانکہ قرآن صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ وما صلبوہ۔ یعنی وہ (یہودی) بذریعہ صلیب کے بھی اُسے مار ڈالنے پر قادر نہ ہو سکے۔ اسکے دلائل صاف ہیں۔ قرآن کریم مسیح کو خدا کا سچا نبی بیان کرتا ہے۔ اور بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر وہ صلیب پر مر گئے تو پھر سچے نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ پرانے عہدنامہ میں لکھا ہے کہ جو شخص کاٹھ یعنی صلیب پر مرجاتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے مردود ہو جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے بیزار اور خدا اُس سے بیزار ہوتا ہے اسمیں شک نہیں کہ مسیح کو یہودیوں نے صلیب پر کھینچا لیکن وہ وہاں مرا نہیں۔ کیونکہ کلام خدا میں لکھا ہے ولکن شبہ لھم۔ وہ (یہود) شک میں پڑ گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اوس کو مردہ خیال کر لیا۔ حالانکہ وہ درحقیقت مردہ نہ تہا۔ مجھے یہ بات دیکھکر سخت رنج ہوا ہے کہ سوامی دھرمانند مہابھارتی جیسے مشہور و معروف انسان اسلام جیسے عظیم الشان مذہب سے ایسے ناواقف ہوں جو ہندوستان کے پانچویں حصہ سے زیادہ کا مذہب ہے +

بعض امور اس رسالہ میں ایسے ہیں جو واقعی قابل تعریف بھی ہیں۔ اول یہ کہ مسیح کے ہندوستان میں آنے کی تائید کی گئی ہے۔ دوسرے مسیح مذہب کے ماننے والوں پر اس مذہب کے جو اثر ہوئے ہیں ان کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ذیل کی عبارت خاص توجہ کے لائق ہے "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کے اچھے دن اب گذر چکے ہیں۔ آجکل اس مذہب میں پاریہ۔ چنڈال چمار چوہڑے۔ گوالے اور اسی قسم کے نیچ اور خبیث لوگ داخل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ملک کے لئے وبال جان ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اختلاط سے اعلیٰ سوسائٹی کی ذلت ہوتی ہے۔ یہ بیہودہ نالایق شرابی بدمعاش بھوکے مرنے والے شریر لوگ اب ہندوستانی نو عیسائی لوگوں میں لاکھوں میں شمار ہو سکتے ہیں اور اعلیٰ قوموں کے لوگ ابھی تک عیسائیت کے اثر سے بالکل بچے ہوئے ہیں۔ ان نیچ ذاتوں کے بہت سے لوگوں کو بجائے اچھی حالت میں کرنے کے عیسائیت نے اور بھی پست حال کر دیا ہے۔ کثرت سے ایسے لوگوں کی حالت بالکل خراب ہو گئی ہے اور ان کے اخلاق گر گئے ہیں اور پہلے کی نسبت وہ بد چلنی میں اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ دیسی عیسائیوں میں سے ۹۹ فیصدی ایسے ہیں جن کے اخلاق بہت پستی میں گرے ہوئے ہیں۔ ذہنی قوائے کے لحاظ سے وہ ہندوؤں سے دس ہزار درجہ کم ہیں۔ اور روحانی حالت ان کی ایسی ہے کہ گویا وہ ہندوستانی عیسائیت کی کتاب حساب میں اسقدر صفر ہیں"۔

تو عیسائیوں کی یہ تصویر عیسائی مذہب کے ایک دشمن نے نہیں بلکہ ایک نہایت دلدادہ عاشق نے کھینچی ہے۔ اور یہ ایسی سچی باتیں ہیں کہ ان کی صداقت بہت دفعہ خود عیسائی صاحبان نے تسلیم کی ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پہلوں سے پہچانا جاتا ہے تو عیسائی مذہب نے اسکے حامیوں کو نہایت دھوکا دیا ہے جسطرح ہندوستان میں عیسویت نے لوگوں کو قعر ذلت میں ڈالدیا ہے اسی طرح افریقہ میں بھی اس نے لوگوں کے اخلاق پر برا اثر ڈالا اور ان کو اور بھی نیچے گرا دیا ہے۔ برعکس اس کے اگر اسلام کے پاک اثر کو جو افریقہ کے نومسلموں کی حالت سے ثابت ہوتا ہے اور جسے خود عیسائی صاحبان نے تسلیم کیا ہے دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اور ان تمام باتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ عیسائی مذہب کے دن اب پورے ہو چکے ہیں۔

یسوع مسیح اور اسکے مذہب اور بائیبل کی کوئی کتنی ہی تعریف کیوں نہ کرے اگر ...... عیسائی مذہب کا اثر وہی ہے جس کو سوامی صاحب تسلیم کرتے ہیں تو یہ ساری تعریف عبث ہے کیونکہ واقعات اسکو جھوٹا ٹھہرا رہے ہیں۔ یہ رسالہ

مختصر نوٹ اور نکات

دعا کی قبولیت ایک عظیم الشان فضل اور خارق عادت نشان ہے جو خدا تعالیٰ کے ولیوں کو دیا جاتا ہے۔ بس جس قدر انسان اس فضل سے حصہ پاتا ہے اسی اندازہ اور ظرف کیموافق وہ خدا تعالیٰ کی تولی میں آ جاتا ہے اور اسے وہ حالت جو قبولیت دعا کی حالت کہلاتی ہے میسر آ جاتی ہے۔ اور وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دعا یا بد دعا کرنے کے وقت اہل اللہ کا دل چشمہ کیطرح کیدفعہ پھوٹتا ہے اور فی الفور ایک شعلہ نور آسمان سے گرتا ہے اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ (مولیٰ کریم ہمیں بھی اس نعمت سے حصہ دے آمین)

ہمارے پیارے رسول سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اذا وقع العبد فی الہانیۃ الرب و مہیمنیۃ الصدیقین و رہبانیۃ الابرار لم یجد احد یاخذ بقلبہ۔ یعنے جب کسی بندہ کے دل میں خدا کی عظمت اور اسکی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اوس پر محیط ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ صدیقوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اسکو لے لیتا ہے اور ابرار کی طرح اسکو غیروں کے تعلقات سے چھوڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو نہیں پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑے کیونکہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا میں ہی ہے۔

ایک لطیفہ (رمضان میں کسوف و خسوف) کے متعلق جو مہدی موعود کا ایک نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا اور وہ پورا ہو چکا ہے) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے

اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہوا کیوں ٹھہرایا۔ اسمیں کیا بھید ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے۔ اور کفر کے فتوے لکھیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سنے اور اسکو کافر اور بے ایمان کہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو اسکے قتل کرنے کی تدبیر کریں۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کیطرح ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی دور ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمانی اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلوں کی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے۔ اور پھر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کیساتھ انکو کر دیا آسمان نے اسکی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے احوال پر گواہی دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جنکو پہلی کتابوں سے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور اُن کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ سو اسوقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے انہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے۔ اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہو گئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آجتک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں۔ اور رمضان میں کسوف خسوف ہونا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مسیح موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کیطرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے۔ سو اس کے زمانہ میں علماء کا اس سے منہ پھیرنا اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہوتا ہے۔ اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہوا تو اسکی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اسکی مخالفت کریں گے اور سب اور توہین اور تکفیر سے پیش آویں گے۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اس لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھیں گے بلکہ کافر اور بددین کہیں گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور دفع دخل کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمت کرنیوالوں کے رد کیلئے محمد رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کریں گے مگر وہ محمد ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمم۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا۔ کیونکہ انہوں نے علم اور معرفت کی روشنی پا کر پھر اس شخص سے عمداً منہ پھیرا جس کو قبول کرنا چاہیئے تھا۔ اور ضرور یہ تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکھا گیا تھا کہ ابتدا میں مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائیگا۔ سو انہوں نے مجھے کافر قرار دیکر اس نوشتہ کو پورا کر دیا۔ اور دوسرا حصہ آسمان میں پورا ہوا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ از حضرت مولوی عبد الکریم صاحب

۱۱ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

اے مومنو خدا سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور مرو مسلمان ہونے کی حالت میں۔

تمام نیکیوں کی جڑ خدا کا خوف ہے اور تمام بدیوں کی جڑ اوس ندڑ ہونا ہے۔ گناہ سے بڑھکر موذی اور سخت زہر دنیا میں کوئی نہیں۔ تمام زہروں کا اثر جسم تک محدود رہتا ہے اور جسم کو ہی ہلاک کرتی ہیں لیکن خدا کی نافرمانی اور گناہ روح کو ہلاک کرتی ہے۔ بڑی غلطی اور افسوس کی بات ہے کہ لوگ اس غلطی میں پڑ جاتے ہیں کہ اگر وبا یا بیماری آئی ہے تو اپنی جان اور جسم کو اوس سے محفوظ رکھا جاوے۔ یا کوئی شخص جب ایک چیز کو تیز کرے کہ یہ زہر ہے تو اسکو نہیں کھاتا یا سانپ کی سوراخ میں انگلی ڈالنے کی جرات نہیں کر سکتا مگر خدا کی نافرمانی بڑی جرات اور دلیری سے کیجاتی ہے۔ اگر انکو معلوم ہو کہ خدا کی کیسی پاک ذات ہے اور اس سے تعلق پیدا کرنے میں کیسی راحت اور لذت ہے تو یقین ہو جاوے کہ دنیاوی لذات اوس کے مقابل میں کچھ ہستی ہی نہیں رکھتے جب انسان کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ خواہ مال کی ہو۔ خواہ جان کی خواہ بیٹوں کی اور خواہ تجارت کی۔ یا ایسی بیماری آجاوے کہ جسمیں تمام رشتہ دار پہلو تہی کر گئے ہوں۔ ایسے وقت میں دل بلغم و ملکو راحت دے سکتا ہے نہ زہر۔ اور تمام راحت والی چیزیں خواہ کھانیکی ہوں خواہ پینے کی کچھ لذت اور راحت نہیں دیسکتیں۔ اسوقت اگر لذت اور راحت دیسکتی ہے تو ایک ہی چیز ہے اور وہ خدا کی ذات ہے۔ یہ وہ عرفانی ایمان ہو جسکو اس نے تجربہ کے رنگ میں چکھا ہو۔ اسکے کلام کو۔ رؤیا۔ خواب۔ الہام۔ کشف اور صحبت صادقین سے سن چکا ہو تو جیسی تسلی اور راحت اوس وقت اس کو اس ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ میں ایمان سے مسیح موعود کے دربار میں حاضر ہو کر سچے دل سے کہتا ہوں۔ اور کسی چیز سے ایسی راحت نہیں ملتی۔ پھر ہم یہ بات ان لوگوں کو جنکو نہ تو خود اس کا تجربہ ہے اور نہ انکے تجربہ کاروں کی صحبت میں کبھی بیٹھے ہیں۔ ہم کسطرح سمجھا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ جسطرح کسی چیز کی پیاس فطرتاً پانی کے سوائے نہیں بجھ سکتی حالانکہ لال اور موتی کے مقابل میں وہ ایک بہت ہی ادنیٰ چیز ہے۔ پھر لاکھ لال اور موتی جمع رہو کبھی پیاس پانی کے سوائے سرد نہیں ہوگی۔ اسیطرح ہر ایک چیز ہوا پانی اور غذا سے زندہ رہتی ہے۔ پھر جسطرح یہ چیزیں مقدر میں جسمانی قویٰ کیواسطے اسیطرح روحانی قویٰ کیواسطے خدا بھی ایک مقدر غذا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ میں بھوکا ہوں تو مجھے سیر کر۔ میں پیاسا ہوں تو مجھے پانی پلا۔ کیا واقع میں رسول اللہ صلعم ان چیزوں کے محتاج تھے۔ نہیں بلکہ سب کچھ تھا۔ مگر کھانا پینا اور پہننا ایسا ہے کہ اسکے استعمال کے بعد پھر اسکی ضرورت خود کر آتی ہے۔ پھر خدا کے پینے والے کبھی پیاسے نہیں ہوتے۔ اور خدا کے کھانیوالے کبھی بھوکے نہیں ہوتے اور وہ وہ غذا۔ پانی اور رزق ہے جسکی سیری سے دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں محسوس کر سکتا ہوں کہ سرد پانی کا کتنا مزہ ہوتا ہے۔ خصوصاً گرمیوں میں۔ عمدہ پلاؤ اور عمدہ گوشت اور بہاروں کے نظاروں وغیرہ میں کیا مزہ ہوتا ہے۔ پھر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قرآن کریم۔ نماز۔ خدا کی تقدیس اور ذکر الہی کا ایسا مزہ ہے کہ اسکے ساتھ یہ سب ہیچ ہیں۔ بدبخت ہے وہ شخص جو ذرہ سے نمک کی زیادتی پر بے چین ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ آج کھانیکا مزہ نہیں آیا۔ پھر جب نماز میں اسکو مزہ نہیں آتا تو کبھی اسکا افسوس زبان تک بھی نہیں لاتا۔ مخلوق کو خدا مانتا اور ہر ایک ذرہ سے ایسا ڈرتا جیسے خدا سے ڈرنا چاہیئے پھر اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا سے تعلق اور مہجور ہو جاتا ہے اور اس لئے بزدل اور پاگل ہو جاتا ہے۔ اسے فرمایا۔ وجعلنا فی اعناقہم سلاسل واغلالا۔ یعنے خدا سے غافل رہنے والوں کے پاؤں میں ہم زنجیر ڈالدیا جاتا ہے کہ وہ اسطرف کو چل نہیں سکتے اور گردن تو ہمیں طوق ڈال کر جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف جا نہیں سکتے۔ اور آسمان کیطرف دیکھ نہیں سکتے ٭ دنیا میں دو قسم کی مخلوق ہے۔ اول زمین پر پیٹ کے بل چلنے والی۔ دوئم دوسرے سیدھا چلنے والی جیسے نبی کریم کو فرمایا۔ قد نری تقلب وجہک فی السماء۔ یعنے تو بار بار آسمان کیطرف شوق سے دیکھتا ہے۔ خیر یہ ساری مخلوقیں صرف نیچے کیطرف جھکی ہوئی ہیں۔ لاٹ صاحب بلکہ کا ہی کیوں نہ ہو چلتے پھرے اونکی ناک زمین پر ہی گری ہوئی ہوگی اسی لئے قرآن کریم میں اسکی مثال دی ہے یعنے جو لوگ خدا اور اسکے لوگوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ زبان نکالکر ہانپتا پھریگا۔ اوسکی فطرت میں ہی آگ لگی ہوئی ہے۔ پس جو لوگ زمینی مقاصد پر متوجہ ہیں وہ بظاہر جسم انسانی تو رکھتے ہیں لیکن انسانی کمالات سے بے بہرہ ہیں۔ خدا تعالیٰ آدم اولاد لوگوں کا نام رکھا ہے۔ جو چلتے پھرتے سوتے جاگتے۔ ہر حالت میں آسمان کیطرف ٹکٹکی لگائے رکھتے ہیں۔ زبان بولے یا نہ بولے خلوت میں ہوں یا جلوت میں۔ قلب فوق کیطرف یعنے خدا کی طرف کھلا ہوا ہے کھانے پینے سے کوئی شوق اور ذوق نہیں۔ کھانے پینے پر صرف اس لئے کہ خدا کا حکم ہے۔ خدا اون کے تعلقات کو خوب دیکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اسوقت ان دنیاوی چیزوں سے بالکل بے تعلق ہوتے ہیں اوسوقت اونپر یہ الہام ہوتا کہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اور یہی مومن کامل کی نشانی ہوتی ہے۔ گذشتہ کتابوں اور پچھلی میں پیسا جانیکا اوسکو کوئی غم نہیں ہوتا اور آئندہ کی تکالیف اور غم سے ایک کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ دیکھو جسطرح کوئی شخص کسی وسیع کشادہ دل شخص سے دل لگا کر خوش ہوتا ہے۔ پھر اگر اُس خدا سے دل لگا کر اوس کے دل میں وسعت اور کشائش نہیں آئی تو اوس نے خدا کو کیا پہچانا۔ آنکھ نہ بان

کیا حوا کی توبہ قبول ہوئی تھی

مین نے ایک دفعہ حضرت حکیم الامت سے بذریعہ خط مندرجہ ذیل دو سوال کئے تھے

سوال (۱) قرآن کریم مین آدم و حوا علیہما السلام کی لغزش کا ذکر ہے۔ اور آدم علیہ السلام کی قبول توبہ کا حوالہ مذکور ہے چنانچہ فرمایا

فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم

یعنے خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر رجوع برحمت کیا کیونکہ وہ رجوع برحمت کرنیوالا مہربان ہے۔ اسمین علیہ ضمیر واحد ہے جو صرف آدم علیہ السلام کیطرف راجع ہے حوا علیہا السلام کی قبول توبہ کا ذکر نہین۔ کیا حوا علیہا السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی یا نہین۔

سوال (۲) دنیا مین اگر کسی عورت نے بتدریج کئی شوہر کئے ہون مثلاً ایک شوہر کرے تو وہ مرجاوے پھر دوسرے سے نکاح کرے وہ بھی مرجاوے پھر تیسرے سے نکاح کرے وہ بھی مرجاوے علیٰ ہذا القیاس اب سوال یہ ہے کہ اُس عورت کا جنت مین کس خاوند کے ساتھ ازدواج دیاب ہوگا۔ والسلام۔

راقم محمد فضل از مقام گونڈل تحصیل .... یکم اپریل ۱۸۹۸ء

جواب از جانب حکیم الامت

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

قرآن کریم مین یہ طرز ہے۔ کہ گاہے اعلے جانب کا ذکر کرکے ادنے سے اعراض فرماتا ہے تاکہ استدلال بالاولے سے کام لے لین۔

پس جناب حوا کا ذکر اسلئے ترک فرمایا ہے۔

جنت مین ازدواج ہوگا اور حسب استعداد و مناسبت دنیوی بی بیون سے مرد کو بی بی ملیگی علی العموم دنیوی بی بیان وہان اپنے شوہرون کو نہ ملین گی۔ دیکھو قرآن کریم مین صاف لکھا ہے کہ امراۃ لوط اور امراۃ نوح کا کیا حال۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جنتی مردون کو انکی استعداد اور روحانی مناسبت کے لحاظ سے جو بی بی مناسب ہوگی ملیگی پس پہلے شوہر دوسرے تیسرے چوتھے خاوند کا شبہ جاتا ہو گیا کیونکہ گو ایک عورت نے چند خاوند دنیا مین کئے آخر اسکی مناسبت تامہ کسی ایک سے ہوگی اور وہی بی بی اپنے روحانی مناسبت والے خاوند کی بی بی اور وہی روحانی مناسبت والا اسکا خاوند ہوگا۔ والسلام

نور الدین از قادیان ۔ ۷ اپریل ۱۸۹۸ء

ایک نظر ادھر بھی یہ کارخانہ عطر تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی

..... تیل۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونیسے روکتا ہے نیز دماغ آنکھون ..... سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ..... محمد ..... سوداگر ..... بازار ..... المشتھر منیجر کارخانہ ..... فرحت افزا ..... نور .....

جواب دلچسپ سوال

سائل کہتا ہے مندرجہ ذیل آیات مین اون جنون کا ذکر ہے جو انسانی نظرون سے پوشیدہ ہین۔

وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن۔ انا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسا شدیدا و شھبا۔ انا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الاٰن یجد لہ رصدا۔

ترجمہ۔ ا انسانون کے مرد جنون کے مردونسے پناہ ڈھونڈتے تھے ۲ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اوس کو سخت چوکیدارون اور شعلون سے بھرا ہوا پایا ۳ ہم آسمانی بات سننے کے مقامون مین بات سننے کیلئے جا بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو کوئی بات سننی چاہے تو ہم آگے چوکیدار پاتا ہے۔

معروض ہے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم صفحہ ۳۲۰ مین آیت اول الذکر کے ماتحت لکھا ہے

قال جمھور المفسرون ان الرجل فی الجاھلیۃ اذا سافر فامسی فی قفر من الارض قال اعوذ بسید ھذا الوادی او بعزیز ھذا المکان من شر سفھاء قومہ فیبیت فی جوار منھم حتی یصبح۔

ترجمہ۔ سارے مفسرونکی رائے ہے کہ جاہلیت کے زمانہ مین جب کوئی شخص کسی طرف سفر کرتا اور راستہ مین اوس کو کسی وادی یا دہ مین رات آجاتی تو ایک خالی جگہ مین ڈیرہ جما دیتا اور پکار کر کہدیتا کہ مین اس وادی یا اس مکان کے سردار و عزیز کی پناہ مین آگیا ہون اوسکی جاہل قوم کی شرارت سے پس وہ اون کی پڑوس مین صبح تک بآرام رات گذارتا۔

ہم کہتے ہین کہ یہ طریق پہلے ہی زمانہ کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ اب بھی غزنستان و سرحد افغانستان وغیرہ اکثر پہاڑی بلاد و علاقہ جات مین یہی طریق ہے کہ جب کوئی مسافر آدمی کسی گاؤن و قصبہ مین اترتا اور شب باشی کرنا چاہتا ہے تو وہ کسی سردار و سرگروہ کی حمایت و پناہ مین رات گذارتا ہے تاکہ کوئی اسکو گزند نہ پہونچاسکے اور اس کا مال و اسباب و زاد نہ چھین لے۔

صدہا لوگ اس بات کا بذات خود تجربہ کر چکے ہین کہ سرحد نواب انب کے علاقہ سے پرے اور جیرال سے لیکر ملا نجم الدین ملا ہاڈ؛ کے دہ تاب اور وہان سے جنوب مغرب کی جانب تیراہ اور بلاد افریدیہ و وزیرستان کے دیہات مین۔ اور مکہ و مدینہ کے درمیانی قصبات و دیہات مین ایسے مسافر جن کے پاس کچھ مال و اسباب ہو سردار و معتبر وارادہ کی حمایت و پناہ کے سوا بمشکل رات گذار سکتے ہین بلکہ بعض علاقون مین مسافر روز روشن مین بھی بجز کثیر قافلہ کے سفر نہین کرسکتے اور بیرقافلہ کی بجز گارد کے سفر نہین کرسکتا۔ دیکھو ہر ہفتہ مین انڈیا سے جو قافلہ افغانستان کو جاتا ہے اوس کے ساتھ گورنمنٹ ہند و امیر کابل کی جانب سے بدرقے و گارد ہوتی ہے ایسا ہی مکہ مدینہ کے درمیان اور عرب کے بعض دیگر مقامات مین جو قافلے سفر کرتے ہین وہ بحکم سلطان روم درمیانی علاقہ کے سردار و روساء کی حفاظت کے ذمہ و پناہ مین سفر کرتے ہین پس حاصل مطلب یہ ہے کہ اس آیت مین مسافرون کیلئے پہاڑی روساء و امراء کی پناہ و حمایت کا ذکر ہے۔

آیت (۲) تفسیر کبیر صفحہ ۳۲۱ جلد ہشتم مین لکھا ہے

اللمس المس فاستعیر للطلب لان الماس طالب متعرف یقال لمسہ والتمسہ۔ **ترجمہ** یعنے لمس اور مس استعارۃً طلب اور ڈھونڈنے کو کہتے ہین اور ماس طالب کو کہتے ہین مثلاً کہتے ہین لمسہ والتمسہ یعنے اوس کو ڈھونڈھا۔ یہ قول حکایۃً خداوند تعالیٰ نے منجمین کیطرف سے بیان فرمایا ہے پس معنے یہ ہوئے کہ ہم نے ڈھونڈھا آسمان کو اوس کو پایا بھرا محافظ یعنے موانع شدید اور شہب یعنے وبال سے بھری جن سبب ہم اپنے مقصد کو حاصل نہین کرسکتے۔ زمانہ جاہلیت مین ستارے ٹوٹنے سے شگن لیتے تھے اور بدفالی و ناکامی اور وبال کے علامت جانتے تھے اوس بنا پر خداوند تعالیٰ نے نجومیون کی بدفالی و ناکامی و وبال کا حال فاتبعہ شھاب مبین و شھابا وغیرہ کے استعارے مین بیان فرمایا ہے منجمین کی ناکامی و وبال کا حال فاتبعہ شھاب ثاقب کے پیرایہ مین نہایت فصاحت سے بیان فرمایا گیا ہے گویا فاتبعھم الشوم والخسران والحرمان فیما املوا ایک مقام مین آیا ہے رجوما للشیاطین۔ رجوما کے معنے پتھر مارنے کے ہین۔ شیاطین سے مراد ان شیاطین کا رجما بالغیب اٹکل پچو باتین کہنے کو ادیون کے شیاطینون کیلئے بنایا ہے اور یہ وہ لوگ ہین جو نجوم سے احکام بتاتے ہین سارے کبار مفسرین اس مقام پر متفق ہین کہ شیاطین سے مراد شیاطین الانس ہین جو کہتے ہے کہ ہمکو آسمانی خبرین ملجاتی ہین اور ستارون کے حساب سے اونکو سعد و نحس ٹھہرا کر پیشگوئیان کرتے تھے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے رجوما للشیاطین ای

انا جعلنٰھا ظنونا و رجوما بالغیب لشیاطین الانس وھم الاحکامیون من المنجمین۔

صفحہ ۳۲۰ یعنے یہ ہوئے کہ ہم نے آسمان کے برجون و ستارون کو شیاطین الانس سے محفوظ رکھا ہے اور وہ ان سے کوئی سچی و صحیح پیشگوئی حاصل نہین کرسکتے، لوگون کا اعتقاد تھا کہ منجمین آسمانی باتین سن لیتے ہین یعنے آسمان اور ستارون کے ذریعہ انکی پیشگوئیان درست ہوتی ہین خداوند تعالیٰ نے سورہ صافات مین اون کے اس خیال کی نفی فرمائی۔

لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ و یقذفون من کل جانب دحورا ولھم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شھاب مبین۔

ترجمہ یعنے نہین سن سکتے ملاء اعلی کی باتکو اور ڈالا جاتا ہے انپر شہاب ہر طرف سے مردود ہوکر مگر جسنے اوچک لیا اوچک لینا اوس کے پیچھے پڑتا ہے شہاب روشن ایک اور مقام مین لکھا ہے۔ الا من استرق السمع فاتبعہ شھاب مبین یعنے ہمنے محفوظ کیا ہے آسمانکو ہر ایک رجیم شیطان سے مگر جو چرالیوے سننے کو پیچھے پڑتا ہے اسکے شہاب روشن اس آیت کے مطلب مین اور سورہ صافات کے مطلب مین کچھ فرق نہین سورہ صافات مین خطف الخطفہ یعنے ...... اوچک لینا فرمایا اور یہ نہین بتایا کہ کیا اوچکا یعنے اگر منجمین بحساب نجوم کسی فرد یا سلطنت یا آئندہ زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی کر بھی بیٹھتے ہین تو اس کا نتیجہ برعکس دیکھکر خسران و حرمان کا شہاب اون کے پیچھے پڑتا ہے منجمین زمانہ سابق اور حال کی پیشگوئیان ستارونکی حرکت اور ہبوط و عروج اور منازل و بروج اور کواکب کے سعد و نحس ہونیسے احکام کا بتا دینا ہے وہ سب غلط اور جھوٹ ہوتی ہین مگر بعض صحیح ہوتی ہین مثلاً کسوف و خسوف کی پیشگوئی یا کواکب کے اقتران اور ہبوط و عروج کی پیشگوئی اسی امر کو جو درحقیقت ایک حسابی امر مطابق علم ہیئت کے ہے خداوند تعالیٰ نے دو جگہ ایک جگہ لفظ استراق السمع اور دوسری جگہ خطف الخطفہ سے تعبیر فرمایا ہے اور اسکے ساتھ فاتبعہ شھاب ثاقب سے اس سے زیادہ منجمین کی پیشگوئی کو معدوم کر دیا ہے دنیا مین اب بھی منجم موجود ہین جو پیشگوئیان کرتے ہین مگر مامور ربانی و رسول یزدانی حضرت مسیح موعود کی الہی پیشگوئیون نے سب کو خاک مین ملا دیا ہے کیونکہ بموجب آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی خدا تعالیٰ کسی انسان کو بجز برگزیدہ رسول کے سوا اپنے بھید پر مطلع نہین کرتا۔ صرف مامور من اللہ کی پیشگوئیان صحیح ہوتی ہین آجکل کوئی منجم و کاہن و ملہم حضرت مسیح موعود کے بالمقابل پیشگوئی نہین کرسکتا اگر کوئی شخص آنحضرت کے بالمقابل کھڑا بھی ہو تو فاتبعہ شھاب ثاقب ناکامی و حرمان کا شعلہ اس کے پیچھے پڑتا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ منجمین کا خسوف و کسوف یعنے چاند گرہن و سورج گرہن اور دیگر ستارونکی عروج و نزول کی پیشگوئیان کرنا اور ان کا صحیح ہونا۔ یہ امر ایسا ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے لائن پر جو ریل چلتی ہے اور جسکی سپیڈ فی گھنٹہ سانٹ مقرر ہے وہ فلان شہر سے فلان وقت گذریگی یہ تو تناسب کا حساب ہوا پیشگوئی کیا ہوئی۔ الہی پیشگوئی وہ چیز ہے جسمین انسانی علم و حساب و حواس کا ہرگز دخل نہ ہوسکے اور فوق از طاقت انسانی ہو مثلاً یہ کہ کسی کے گھر مین اتنے سال کے بعد بیٹا پیدا ہوگا۔ جیساکہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے چارون بیٹون کے بارے مین جو پیشگوئیان کی تہین ظہور مین آگئین۔ یا یہ کہ اتنے سال کے اندر فلان شخص مرجائیگا جیساکہ لیکھرام پشاوری وآتہم اور دیانند سرستی کے بارہ مین حضرت اقدس نے پیشگوئیان کی تہین اور ظہور مین آچکین یا یہ کہ اتنے سال تک فلان شخص زندہ رہیگا جیساکہ حضرت اقدس مسیح موعود نے قریبا بیس سال سے اپنی عمر کے بارے مین اسی سال کی پیشگوئی کی ہے باوجود سخت ضعف و بیماری کے خداوند تعالیٰ اس پیشگوئی کو ظہور مین لارہا ہے اور ..... حضرت کی عمر ۶۵

اوائل علوم و حکمت عربیہ

بقیہ مضمون گذشتہ

و اسہ اہل اسلام ایک ہی قوم ہے جسنے اپنے علوم و صنائع اور دریافت حقائق و اسرار پر فخر دلایا ہو اس قوم کی شان سے یہ نہین ہے کہ قدمائے علوم کی طرف مستند ہو یا عناصر و طبیعت پرست لوگون کی طرف منسوب ہو قریب ہر شخص پر یہ امر واضح ہے کہ قوم عرب ایک قوم جاہل ہے سوا شعر گوئی اور خطبہ گوئی خط و کتابت سے بالکل ناواقف ہے اور تحصیل علوم و معارف و حکم و صنائع سے بے بہرہ نہین کیونکہ یہ معلوم ہے کہ صحرائیت ان لوگون کے خمیر مین ہو گئی ہے اور شائستگی سے یہ قوم بمراحل دور ہے جس سے صنائع وغیرہ کی ترقی ہوتی ہے بلکہ یہ ایک وحشی قوم ہے اور اس قوم مین تمام وہ اسباب موجود ہین جن سے جہالت اور وحشت خمیر مین آجاتی ہے۔ صحرائیت انمین ہزارہا سال سے راسخ ہو چکی تہی۔ جسکی دلیل یہ ہے کہ انکی زمین پر شہر بہت کم آباد ہین اسی سے صنعتون کی بہی قلت ہو گئی ہے سوا بیشتر باقی اور جو کچہ کی داغت ہے اور یہی دونون بڑی بضاعت ان لوگون کی ہے جو قومین مثل عاد و ثمود و عمالقہ و جسیغ قوم تبع و اذواء یمن وغیرہ کہ فنا ہو گئی مین ان کا کچہ اعتبار نہین اسلئے کہ یہ قومین اگرچہ اعلیٰ درجہ شائستگی و تن آسانی و فضول خرچی پر پہونچ گئی تہین اور زمانہ انکی سلطنت و شائستگی کا بہت دراز رہا ہے۔ دستکاری انکی مستحکم رہی ہے۔ صنعتین انکی وافر رہی ہین اس کے اصول و قواعد انمین بہت راسخ ہوئے ہین تاہم یہ لوگ اہل فارس کیطرح کبہی علم و حکمت و نظر و معرفت کیلئے مشہور نہین رہے۔ یہ قومین اور دیگر سلطنتین اگرچہ قدامت کی تہ مین فنا ہو گئین مگر صنعتین انکی پرانی نہین ہوئین۔ یہ جو کچہ ہوا وہ یمن و بحرین و عمان و جزیرہ وغیرہ مین ہوا لیکن اعراب حجاز و بطحا و دیگر عرب خالص لوگون کو کسی ملک و سلطنت کا اتفاق نہین ہوا چند قبیلون کی سرداری کے سوا جو باہم دن رات علانیہ اور پوشیدہ طور سے لڑا بھڑا کرتے تہے۔ یہی لوگ دور ترین خلق خدا مین علم و صنعت سے۔ کیا اسے کہا سکتی ہے اس گروہ جاہل سے جو لکھنا تک نہین جانتی اور نقش و کتابت سے ناواقف تہی۔ سلطنت آل تبع مین خط انتہائی درجہ خوبی و درستی و استحکام پر آگیا تہا۔ سبب یہ تہا کہ یہ سلطنت علی مرتبہ شائستگی و عیش و آرام پسندی پر پہنچ گئی تہی۔ اس خط کو خط حمیری کہتے تہے [illegible] خط ملک حیرہ منتقل [illegible] مین [illegible] آل تبع کے [illegible] تہے۔

انہون نے از سر نو ملک عراق مین سلطنت عرب قایم کرائی تہی۔ لیکن ان لوگون کی تحریر مثل آل تبع کے اس حد تک خوشنمائی و کمال پر نہ تہی کیونکہ یہ سلطنت بہ نسبت اس سلطنت کے شائستگی اور عیش پسندی مین کم مرتبہ تہی اور شوکت و قوت بہی اسکی ویسی نہ تہی اس کے بعد یہ خط حیرہ سے منتقل ہو کر اہل طائف و قریش مین آیا چنانچہ مشہور ہے کہ سفیان بن امیہ نے لکھنا اہل حیرہ سے ...... سیکہا تہا۔ بعض کہتے ہین کہ حرب بن امیہ نے اسلم بن سدرہ سے سیکہا تہا۔ بعض کی رائے ہے کہ ان لوگون نے تحریر اہل عراق کے باشندگان انبار سے سیکہی تہی مگر اس رائے کو ابن خلدون پسند نہین کرتے۔ اس گمان سے کہ بنی ایاد اگرچہ ملک عراق مین آکر رہ پڑے تہے مگر تاہم انکی صحرائیت بحال رہی۔ اور تحریر شائستگی کی صنعتون سے ہے ان کا قول ہے کہ یہی رائے زیادہ تر لائق قبول ہے کہ اہل حجاز نے خط و کتابت اہل حیرہ سے سیکہی اور اہل حیرہ نے قوم تبع سے اور قوم حمیر سے کہتے ہین کہ قوم حمیر کا ایک خاص خط تہا جسکے حروف بالکل علیحدہ ہوتے تہے اور کوئی شخص بغیر ان کے اذن حاصل کئے اسے سیکہہ نہ سکتا تہا اوس کو قلم مسند کہتے تہے۔ حمیر سے مضر نے خط عربی سیکہا مگر یہ لوگ چونکہ صحرائیت ان کے خمیر مین تہی اس لئے عمدہ طور پر نہین لکہ سکتے تہے جو کہ بہ نسبت اہل یمن و اہل عراق و اہل شام کے شائستگی سے یہ دور تہے پس خط عربی صدر اسلام مین پوری طور پر درست و مستحکم نہوا تہا بلکہ اوسط درجہ پر بہی نہ ہو سکا تہا کیونکہ قوم عرب کی صحرائیت اور وحشت مزاجی معلوم ہے اور یہ قوم صنائع سے بہت دور واقع ہوئی ہے۔ یہی سبب ہے کہ رسم الخط قرآن شریف کا جو کہ صحابہ نے صدر اسلام مین بنایا ہے اور انکی تحریر بہی اور بالکل خام تہی اس وجہ سے اس زمانہ کے طرز تحریر سے بلحاظ خوبی و متانت نہایت مختلف ہے خط عربی رفتہ رفتہ حسن و خوبی و متانت مین ترقی کرتا گیا جون جون سلطنت عرب کو ترقی ہوتی گئی اور قوم عرب مختلف شہرون مین پہیل گئی یہان تک کہ خط کوفی پیدا ہوا جس کے موجد حسب مشہور امیر المومنین علی بن ابی طالب ہین جس وقت کہ لوگ بصرہ اور کوفہ مین رہ پڑے تہے اس کے بعد یہ خط حسن [illegible] مین ترقی کرتا رہا یہان تک کہ بنی عباس نے بغداد کی بنیاد ڈالی اسوقت خطوط عربی اول درجہ کی ترقی پر پہونچ گئے کیونکہ بغداد کی آبادی بے حد بڑھ گئی تہی [illegible] دار الاسلام و مرکز دولت عرب ہو گیا تہا جبکہ حال قوم عرب کا صرف تحریر و خط کے بارہ مین تہا کہ جو کوئی نظری یا عقلی صنعت نہین بلکہ تمدنی اور پیشہ دری کی صنعتون سے متعلق ہے اور جسقدر تعلیم و شائستگی اور آبادی بڑہتی جاتی ہے اسیقدر یہ صنعت قوت سے فعلیت مین آتی جاتی ہے تو پہر ان لوگون کے مراتب ترقی علمی اور شائستگی کا کیا ذکر اور کمالات عقلی مسائل علمی کے استخراج۔ فلسفی نظر دانی رصدی آلات۔ زائچون۔ تقاویم۔ ستارون کے سالانہ۔ ماہانہ گردشون کے حساب لگانے اور دیگر مباحثات علم ہیئت کا کیا مذکور خلاصہ یہ کہ قوم عرب اس زمانہ مین انتہائی مرتبہ پر صحرائیت مین ڈوبی ہوئی تہی۔ وحشت اس کے خمیر مین ملی ہوئی تہی۔ شائستگی اور تمدن سے بمراحل دور تہی اور عیش پسندی سے جو باعث وضع علوم و ایجاد صنائع و حرفت وغیرہ ہوا کرتی ہے اس سے بہت دور تہی۔ اس سبب سے یہ زمانہ قوم عرب کا زمانہ جاہلیت کہلاتا ہے اور یہ قوم امی مشہور ہے ہان صرف معدودے چند شخص یہود و نصاری و مجوس سے ایام حج مین بغرض تجارت یہان آجایا کرتے تہے اور مکہ معظمہ مین اپنا مال تجارتی بیچ کر اور جو کچہ منفعت ہوتی ہو جاتی تہی وہ لیکر اپنے شہرون کو روانہ ہو جایا کرتے تہے علاوہ برین یہ لوگ خود بہی شرک و بت پرستی کیلئے مثل عبادت صلیب و نصاری و حضرت عیسیٰ و حضرت مریم و حضرات حوارین و حضرت عزیر اور ملائکہ وغیرہم صلوات اللہ علیہم کیلئے مشہور تہے تو ان سے کیا امید ہو سکتی تہی کہ قوم عرب کو توحید خالص کیطرف ہدایت کرتے اور نظر حکمی کی راہ بتاتے کیونکہ ان کے مذہب کی صورت خود دیگر حکمی تہی اور عقل سلیم کو ان کے دین و ملت کا منظر نہایت کریہ نظر آتا تہا یہ حال اس زمانہ کا تہا۔ کسی قدیم سیرت یا ترقی کردہ قومون کی کسی پرانی کتاب مین مثلاً روم و یونان وغیرہ قومون کے جنہون نے عرب کا جغرافیہ اور تاریخ لکھی ہے جو صدر اسلام سے پانچسو برس پیشتر بلکہ اس سے زاید تصنیف کی تہین اور انمین سے اکثر جو یونانی سے انگریزی مین ترجمہ ہوئی مین وہ مین دیکہہ چکا ہون انمین سے کسی کتاب مین نہین یہ ملتا کہ قوم عرب کے واسطے کبہی کوئی ایسا زمانہ آیا ہو جو پہلے سے اس قوم کیلئے بہی کوئی کالج دار العلم اور یونیورسٹی وغیرہ لایا ہو اور ان مین فلسفیات و انتقاد عقلی مین کبہی کتابین تصنیف ہوئی ہون۔ ہان صرف سکندر یونانی کی یہ تجویز ہوئی تہی کہ عرب کو مرکز تجارت خارجیہ و داخلیہ قرار دے کہ دور دست قومین یہان آکر تجارت کرین مگر مقدر نے اوسکی اس بارہ مین موافقت و مساعدت نہ کی اور شہ [illegible] اجل اسکی دامن گیر ہو گئی اس لئے اس کا مقصد قوت سے فعلیت مین نہ آسکا۔ البتہ کچہ لوگ اس قوم مین پرانے زمانہ مین ایسے تہے جنہون نے دقیق نظرون سے اور ملت ابراہیمی کی سنتون پر عمل کرنے سے جو انکی ملت پر باقی رہ گئے تہے اسی تکمیل کرتے تہے مگر دین حق کا پہیلانا اور اسکی دعوت کا منتشر کرنا ان کا کام نہ تہا ورنہ عرب کا یہ حال تہا کہ انمین ایک بڑا گروہ تو بت پرستی پر جہکا ہوا تہا۔ اور ایک دوسرا گروہ حشر و بعث بعد الموت کا منکر تہا اور ایک اور گروہ خود الحاد کو انکار وجود صانع عالم پر ڈہالا ہوا تہا یہ سب باتین مزید تہین انکی فطری وحشت و طبعی عداوت و بلادت پر اور تمدن طبعی سے بمراحل دوری پر حال یہ تہا کہ انکی بسر اوقات خانہ جنگی قوم و قبیلون کی لوٹ مار بیگناہ خون بہانے اور مال لوٹ لینے پر تہی (البیان) (باقی آئندہ)

ایک تقریر کا خلاصہ

مورخہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء

ایک شخص کیطرف سے رقعہ پیش کیا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہین اور ان کا لڑکا فوت ہو گیا ہے انکو ہستی باری پر شبہات پیدا ہو گئے ہین انکی اصلاح کی تدبیر دریافت کرتے ہین فرمایا۔ دل کی بیقراری کو اللہ تعالیٰ دور کرے۔ دیکہو اگر کسی شخص کے سامنے دو بچہ ہون ایک تو کسی اجنبی کا ہو اور دوسرا اوس کا اپنا پیارا تو کیا وہ اوس اجنبی بچہ کیخاطر اپنے بچہ کی محبت چہوڑ دیگا۔ نہین۔ بلکہ ہرگز نہین۔ پس جب انسان مسلمان کہلاتا ہے جس کے معنے ہین بالکل خدا کا ہو جانا اور کسی حالت مین اوس سے بیوفائی نہ کرنا۔ پہر اولاد کے حق مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے انما اموالکم و اولادکم فتنة فاحذروهم۔ کہ مال و اولاد تمہاری دشمن ہین ان سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اگر زندہ رہے تو ممکن ہے کہ نافرمان ہو مرتد ہو جاوے۔ بدکار ہو۔ چور یا ڈاکو بن جاوے۔ مر جاوے تو پہر ویسے ابتلا آ جاتا ہے۔ پس ہر حالت مین موجب فتنہ اور ابتلا ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا کہ اگر یہ بچہ مر گیا ہے تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے ما ننسخ من آية او ننسها نأت بخير منها او مثلها دیکہو آنحضرت کے ۱۱ بچے فوت ہوئے۔ ایمان تو وہ ہوتا ہے جسمین تغرش نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ ہان اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے۔ تو مین نہین سمجہ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعوے کر سکے اور وہ کیون ایسا دعوے کر سکتے۔ ہم نہین جان سکتے کہ ہماری اولادین کیسی ہونگی۔ صالح ہونگی یا بدمعاش اور ناان کے جو کوئی احسان ہین اور خدا کے تو ہم پر لاکہون لاکہ احسان ہین۔ پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اوس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کیطرف تعلق لگاتا ہے۔ ہان خدا کے حقوق کے ساتہ مخلوق کے حقوق کا بہی خیال رکہو۔ اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پہر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہئے کہ۔ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اور اس ایمان والے کے شیطان قریب بہی نہین آتا۔ وہ بہی تو وہان ہی آجاتا ہے جہان اسکو تہوڑی سی بہی گنجایش ملجاتی ہے۔ جب خدا کو مقدم رکہا جاتا ہے تو برکات کا نزول ہوتا ہے۔ پہر کسی دوست سے اگر تم ایسے باتون مین بدعہدی اور جہوٹ اور عہد شکنی کام لو تو وہ تمہین کبہی عزیز نہین رکہیگا۔ پہر وہ تو رب العالمین اور احکم الحاکمین ہو رب العزت ہے۔

ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ یعنے ثمرات سے مراد اولاد ہے۔ اور یہ خدا کیطرف سے ابتلا ہوتے ہین اور یہی انسان کا امتحان ہوتا ہے۔ ہان یہ باتین اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے توبہ استغفار سے اسکی کثرت کرو۔ اور۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين پڑہا کرو۔ اور اسکی کثرت کرو۔ خدا تعالیٰ نعم البدل عطا کریگا۔ خدا کا دامن نہ چہوڑنیوالا گنہگار ہو کر بہی بخشا جاتا ہے۔ ہان تعلق توڑنا بری بات ہے اور یہ زہر قاتل ہے۔ پس توبہ استغفار کرو اور نمازون مین دعائین کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہو۔ والسلام۔

اسلام اور تمدن و ترقی

مخالفین اسلام نے اکثر کہا ہے کہ اسلام صرف وحشی قوموں کو ایک حد تک شائستہ اور مہذب بنا سکتا ہے لیکن اعلیٰ درجہ کے تمدن کے موافق نہیں اور اس وجہ سے وہ اعلیٰ درجہ کا تمدن نہیں پیدا کر سکتا۔

اس مسئلہ کے طے کرنے کا آسان اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ یہ دریافت کیا جائے کہ تمدن و ترقی کے بزرگ ترین اصول کیا ہیں؟ اور وہ اسلام میں پائے جاتے ہیں یا نہیں؟

تمدن کے عمدہ اصول حسب ذیل عنوان میں محدود کئے جا سکتے ہیں اور دنیا میں جب کبھی کسی قوم نے تمدن میں ترقی کی ہوگی، یا آئندہ کرے گی تو انہی اصول پر کی ہوگی اور کرے گی، یورپ انہی اصول پر عمل کرنے سے آج تمدن کے انتہائی زینے تک پہنچ گیا ہے۔

(۱) انسان کی تمام ترقیوں کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ وہ یہ خیال کرے کہ وہ اعلیٰ ترین مخلوق ہے اور تمام کائنات میں جو کچھ ہے وہ اسی لئے ہے کہ انسان اس سے نفع اٹھائے، سب سے پہلے قرآن مجید نے اس اصول کی تعلیم کی۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا۔	ہم نے انسان کی بناوٹ سب سے بہتر بنائی۔ اور آسمان و زمین کی چیزوں کو تمہارا مسخر کیا

(۲) انسان کی تمام ترقیوں کی بنیاد یہ ہے کہ اس کو یقین ہو کہ اس کے خیر و شر، ترقی اور تنزل، عروج اور زوال کا مدار، تمام تر اسکی سعی اور کوشش پر ہے اور دنیا اور دین کی تمام کامیابیاں محض اسکی کوششوں پر موقوف ہیں قرآن مجید نے اس اصول کو نہایت توضیح اور تاکید کے ساتھ بیان کیا۔

لیس للانسان الا ما سعی لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت (البقرہ)

انسان کیلئے اتنا ہی ہے جتنی اسکی کوشش ہے انسان کے نفس کو جو فائدہ پہونچتا ہے اسکی کمائی کی بدولت، اور جو نقصان پہونچتا ہے اسی کے کرتوت کی بدولت۔

ولا تکسب کل نفس الا علیھا (انعام)

اور جو کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کا وبال اوسی پر پڑتا ہے۔

اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا قل ھو من عند انفسکم۔ (آل عمران)

کیا جب ایسا ہوگا کہ تم پر کوئی مصیبت پڑے حالانکہ اس کے دو چند تم پہلے پڑ چکی ہے تو تم کہو گے کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی، اے محمد کہدے کہ یہ خود تمہاری ہی ذات کی وجہ سے ہے،

ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم (انفال)

یہ اس لئے کہ خدا جب کسی قوم کو کوئی نعمت دیتا ہے تو پھر اس کو بدلتا نہیں جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں۔

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (روم)

لوگوں کے کرتوت کی بدولت تمام خشکی و تری میں فساد پھیل گیا

ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (حمعسق)

تم پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خود تمہارے کرتوت کی بدولت۔

اسلام نے اس مضمون پر اسقدر زور دیا کہ قرآن مجید میں جا بجا تصریح ہے کہ بندہ جب ایک کام کرتا ہے تو خدا بھی اسی کے موافق کرتا ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت یھدیھم ربھم بایمانھم (یونس)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے خدا ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے ہدایت کرتا ہے۔

ان الذین لا یومنون بایت اللہ لا یھدیھم اللہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (عنکبوت)

جو لوگ خدا کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے، خدا ان کی ہدایت نہیں کرتا اور جو لوگ ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ دکھلاتے ہیں۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم (احزاب)

مسلمانو! خدا سے ڈرو اور ٹھیک بات بولو، تو خدا تمہارے اعمال کو صالح کر دے گا۔

یا ایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (محمد)	مسلمانو! اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو خدا بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔
فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم (صف)	پھر جب وہ لوگ کج ہو گئے تو خدا نے بھی انکے دلوں کو کج کیا۔
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (رعد)	خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔

ان آیتوں میں خدا نے اپنے کلام کو بندے کے کام سے متاخر رکھا ہے فلما زاغوا الخ میں بیان کیا کہ جب ان لوگوں نے کجی کی تو خدا نے بھی اُن کے دلوں کو کج کر دیا یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ الخ میں یہ کہا کہ مسلمانو! پرہیزگاری اختیار کرو، اور ٹھیک بات کہو تو خدا تمہارے اعمال کو صالح کر دے گا،،

اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا ضرور ہے کہ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیتیں ہیں جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے اور جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔

وھو القاھر فوق عبادہ۔ قل کل من عند اللہ۔	اور وہ اپنے بندوں پر بالا دست ہے، کہدے کہ سب کچھہ خدا ہی کیطرف سے ہے۔

عیسائی اکثر طعنہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو کاہلی اور پست ہمتی پائی جاتی ہے وہ اسی مسئلہ قضا و قدر کا اثر ہے اور اس لئے مسلمانوں کا تنزل خود ان کے مذہب کا لازمی نتیجہ ہے۔

اس اعتراض کو اگرچہ بعض توکل پیشہ علماء اور صوفیہ نے اپنے طرز عمل سے قوی کر دیا ہے لیکن درحقیقت یہ اعتراض بالکل لغو ہے۔

اس کا سرسری جواب تو یہ ہے کہ یہی قضا و قدر کا اعتقاد تھا جسکی بدولت صحابہ میں سے ایک ایک شخص ہزاروں آدمیوں کے دل میں گھس جاتا تھا اور سلطنتوں کو خاک میں ملا کر صحیح سلامت نکل آتا تھا، اگر آج اسی جوہر کو ہمارے علماء و صوفیہ اپنی شکستہ پائی اور کاہلی کیلئے استعمال کرتے ہیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ بے شبہ اسلام نے انسان* کو مختار کل قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات کی بھی احتیاط رکھی ہے کہ یہ اعتقاد الحاد کی حد تک نہ پہنچ جائے انسان کے مختار ہونے کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ خدا کوئی چیز نہیں، اس لئے انسان قادر مطلق ہے جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، جو نہیں چاہتا نہیں کرتا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے لیکن اوس نے انسان کو اپنے افعال کا مختار بنایا ہے اس لئے انسان جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، اسلام نے پہلے معنی کی نفی کی ہے اور اسی بنا پر قرآن میں آیا ہے کہ۔

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ	تم کسی بات کو نہ چاہو گے جب تک کہ خدا نہ چاہے۔

جس کا یہ مطلب ہے کہ تمکو جو مشیت اور ارادہ کی قوت دی گئی ہے یہ خدا نے ہی دی ہے۔ اگر خدا نہ چاہتا تو تم میں یہ قوت بھی نہ ہوتی۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ۔

قل کل من عند اللہ	یعنی جو کچھ دنیا میں ہے سب کی علۃ العلل خدا ہی کی ذات ہے

اس امر کا قطعی فیصلہ کہ اسلام نے اختیار کی تعلیم کی تھی یا جبر کی، اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اسلام کے مرکز تھے اور جو اسلام کی مجسم تصویر تھے، جو اسلام کی ایک ادا سے واقف تھے، یعنی صحابہ انہوں نے کیا سمجھا، اور ان پر اسلام کی تلقین کا کیا اثر ہوا، تاریخ بداہۃً شاہد ہے کہ اسلام کی تعلیم نے ان کو اختیار، عزم، استقلال، اور حوصلہ کا مجسم پیکر بنا دیا تھا۔

(۳) تمدن کی ترقی کا سب سے بڑا اصول مساوات کا اصول ہے، یعنی یہ کہ تمام انسانوں کے حقوق مساوی ہیں۔ فلاسفر کوندرسیہ کا قول ہے کہ حقوق انسانی کے سمجھنے کا پہلا دیباچہ مساوات ہے اور مساوات ہی تمام اخلاق حمیدہ کی بنیاد ہے۔"

لیکن اسلام کے قبل تک یہ خیال کسی قوم اور کسی ملک میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا، تعزیرات کے متعلق مہذب سے مہذب قوموں کا طرز عمل یہ تھا کہ مجرموں کے مرتبے اور درجے کے لحاظ سے سزائیں دیجاتی تھیں۔ لاروس اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے کہ "رومن امپائر میں ایک ہی جرم کی سزائیں مختلف ہوتی تھیں یعنی مجرم کی حیثیت اور درجے کے لحاظ سے سزا ہوتی تھی،،" اس کے بعد مصنف مذکور نے اس ناانصافی اور ظلم کی تفصیل کی ہے اور رومن سے لیکر فرنچ تک کے واقعات گنائے ہیں، اخیر میں لکھا ہے کہ ۱۷۸۹ء کے ہنگامے نے یہ تمام امتیازات مٹا دیئے کیونکر اس نے خود ان القاب و خطابات کو مٹا دیا جو لوگوں کی ذاتی عزت یا وراثت کے اعزاز کی بنا پر قائم تھے۔

فلاسفر فرنگ لکھتا ہے کہ "مساوات کی بنیاد پچاس برس سے یورپ کی بعض قوموں میں پڑی ہے اور اب دوسرے حصوں میں بھی پھیلتی جاتی ہے؟"

فلاسفر مذکور مساوات کی ابتدا پچاس برس سے بتاتا ہے، لیکن اسلام میں بارہ سو برس پہلے یہ اصول قائم ہو چکا تھا، قرآن مجید میں ہے

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم	لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبیلے ٹھہرائے اس غرض سے کہ ایک دوسرے کو پہچانو لیکن خدا کے نزدیک صاحب عزت وہ ہے، جو پرہیزگار ہو۔

یہ صرف الفاظ نہ تھے بلکہ اسلام کا نظام اسی اصول پر قائم ہوا، اور اسلام جب تک اسلام تھا اسی اصول پر قائم رہا۔ عرب میں قبائل کے مدارج مقرر تھے جو قبیلہ زیادہ شریف اور معزز تھا اس کا ایک آدمی دوسرے قبائل کے متعدد آدمیوں کے برابر مانا جاتا تھا، یعنی معزز قبیلہ کے ایک آدمی کے خون کے بدلہ میں، دوسرے قبائل کے کئی آدمی .... قتل کئے جاتے تھے، اسیطرح غلام کے خون کے معاوضہ میں آقا قتل نہیں کیا جا سکتا تھا، اسلام نے اصول مساوات کی بنا پر یہ تفرقے بالکل مٹا دیئے قریش جنکو یہ غرور تھا کہ جنگ بدر میں انہوں نے انصار کے مقابلہ میں اسی بنا پر انکار کر دیا کہ انصار ہر بات میں ان کے برابر نہ تھے، وہ حبش اور ایران کے زر خرید غلاموں کے برابر کر دیئے گئے" ابوسفیان جو تمام قریش کا سردار رہ چکا تھا اور جس کو خود رسول اللہ صلعم کے حریف مقابل ہونے کا دعویٰ تھا جب اسلام لایا تو اسکو بلال و صہیب کا ہم رتبہ ہو کر رہنا پڑا، حالانکہ بلال و صہیب دونوں عجمی زر خرید غلام تھے۔

جبلہ بن الایہم عرب کا مشہور بادشاہ تھا جب وہ اسلام لایا تو اس نے چاہا کہ ایک عامی آدمی کے مقابلہ میں اسکی عزت مرجح تسلیم کی جائے، لیکن عمر فاروق نے جو اسلام کی اصلی تصویر تھے گوارا نہ کیا اور وہ اسی ضد پر مرتد ہو کر عیسائیوں سے جا کر ملگیا۔

حضرت عمر فاروق نے جب شام کا سفر کیا اور بیت المقدس میں داخل ہوئے، تو اون کا غلام اونٹ پر سوار تھا اور خود ان کے ہاتھ میں اونٹ کی باگ تھی، حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ تمام لوگ خلیفہ اسلام کی جاہ و شوکت دیکھنے کیلئے گھروں سے نکل آئے تھے۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا، تاہم عام کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ تمام مورخین نے لکھا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا ظلم جو شروع ہوا وہ تنح عن الطریق (راستہ سے ذرا ہٹ جاؤ) کا کہنا تھا، یعنی اوائل اسلام میں بڑے سے بڑا آدمی، کسی معمولی آدمی کو یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ذرا ہٹ جاؤ، اول جو ظلم شروع ہوا وہ اسی لفظ کا استعمال کرنا تھا۔ باقی آئندہ۔

*نسبت اس مسئلہ کے شبلی صاحب کا یہ خیال ہماری رائے میں صحیح نہیں ہمارا مذہب لا جبر ولا اختیار ہے ہم نے اسپر ایک مختصر سا نوٹ صفحہ ۱۹ پر دیا ہے ایڈیٹر

سلسلہ از کتاب الکلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض علماء و سجادہ نشینوں کا انکار

جیساکہ بخار والے انسان کو میٹھی چیز کا ذائقہ بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے ایسا ہی خود بین و خود بین اور متکبر انسان کو مرض خود بینی و کبر کے باعث جو اس کے دل پر حائل ہوتی ہے حق کی شیرینی کڑوی محسوس ہوتی ہے کیونکہ یہ بات مسلّم شدہ ہے کہ انسان کے اچھے اور برے خلق و خو میں اس کے اندر اپنا اثر جماتے اور اپنا رنگ ظاہر کرتے رہتے ہیں یعنے انسان کے ہر قول و فعل کے ساتھ انہی کا عمل ہی بطور نتیجہ مترتب ہوتا رہتا ہے۔ پس کبر و خودرائی جیسے مکروہ و قبیح خلق کا نتیجہ انسان کیلئے اعراض عن الحق و اصرار علے الباطل صادر ہوتا رہتا ہے چنانچہ خداوند تعالے نے قرآن کریم میں اس بات کی طرف اشارہ فرما کر انسان کو متنبہ فرمایا ہے سأصرف عن اٰیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذالک بانہم کذبوا بآیاتنا وکانوا عنہا غافلین۔

ترجمہ۔ میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے ان کو جو بڑائی ڈھونڈتے ہیں ملک میں ناحق اور اگر دیکھیں راہ سیدھی تو اس پر نہیں چلتے اور اگر دیکھیں الٹی راہ تو اس کو سیدھی راہ سمجھ کر اس پر چلتے ہیں یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ انہوں نے ہمارے بھیجے نشانات کو جھٹلایا اور ان سے بے خبر رہے۔

چمگادڑ جو نور آفتاب کو نہ دیکھ سکے تو آفتاب کا کیا قصور ہے۔ قصور چمگادڑ کی ہی طرف منسوب ہوگا۔

جیساکہ اجسام بعض عوارض و خواص کو قبول کر لیتے ہیں ایسا ہی ارواح کا حال ہے جیساکہ صحیح و تندرست انسان کو مقوی غذا و شیرین شربت خوش ہضم و خوشگوار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی طالب حق منکسر المزاج سلیم القلب کے دل میں سچی باتیں اثر پذیر ہوتی ہیں متکبر و خودرائے انسان روحانیت کے رو سے بیمار ہے ایک ہی غذا ہے جو تندرست کو مفید اور اچھی اور بیمار کو مضر و خراب معلوم ہوتی ہے۔ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین۔ روحانی بیمار کے دل میں بحالت کبر و خودرائی کوئی صداقت و سچائی داخل نہیں ہو سکتی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ یعنے جس شخص کے دل میں ذرہ بھر کبر ہو وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا اور ایک حدیث شریف میں یوں بھی آیا ہے لا یدخل الایمان فی قلب من کان فیہ مثقال ذرۃ من کبر۔ یعنے جس دل میں ذرہ بھر بھی کبر ہو اس میں ایمان داخل نہیں ہوتا۔ یہ نفی ایمان منکر آیت و حدیث متفق شد مصنف

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام جو باوصاف وما ینطق عن الہوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ ہیں اور با علام و الہام وحی خدا دعویٰ کرتے ہیں کہ میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہوں ان کے بالمقابل جو انسان خودرائے ہو اس کے دل میں سچائی کس طرح داخل ہو سکتی ہے

کبر را بگذار حق روشن ببین
دیدۂ حق بین بپوش از کبر کین

(محمد فضل خان اسسٹنٹ ایڈیٹر)

تعبیر الرویا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رات کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں ایک زمین پر چلتا تھا کہ ایک چھوٹا سا سانپ رنگ میں سیاہی مائل کاسنی جیسا سیر اوس کا گردن کے قریب سے کھلا ہوا اور جیساکہ جو سے بنے کہا یا ہوا ہے میرے جوتے سے ٹھوکر کھا کر سامنے گرا دیکھا تو مردہ اور خشک اکڑا ہوا تھا پھر زمین کی طرف خیال ہوا تو دیکھا کہ ارد گرد تمام زمین میں چوہوں نے زمین کھود کھود کر مٹی نکالی ہوئی ہے اور ان کے سوراخوں میں جو بکثرت ہیں سانپ اس طرح سے کہ ایک ایک سوراخ میں دو دو تین تین سانپ ہیں سر ان کے سوراخوں کے اندر ہیں اور باقی حصہ باہر ہے جلتے کچھ نہیں مردہ [illegible] میں نے ایک [illegible] کو ہلایا تو ایک نے کچھ تھوڑی سی حرکت کی جس سے مجھے خیال ہوا کہ چوہوں نے ان کو پکڑ کر اپنے سوراخوں میں دبایا ہوا ہے اور ان کو کھا رہے ہیں اور اندر لیجا رہے ہیں۔ فقط

خاکسار نواب علی شاہ احمدی کرناہ۔ علاقہ کشمیر

تاویل

سانپ اخلاق مضرہ نفسانیہ ہیں جو راہی کے نفس سے زائل ہو رہے ہیں اخلاق متضادہ جو مشابہ چوہوں کے ہیں اخلاق مضرہ کو کھا رہے یعنے زائل کر رہے ہیں اور ان کو قابو کر رکھا ہے خواب میں سانپ کی دو ہی طرح تعبیر آئی ہے (۱) کوئی خارجی دشمن (۲) انسان کا اندرونی دشمن نفس جو سارے جہان کے دشمنوں سے سخت ہے اس خواب میں سانپوں سے مراد نفسانیہ شعبے اور شاخیں [illegible] بد خصال ہیں۔ اور رائی کا نفس اصلاح پذیر ہو رہا ہے اگر خواب میں بہت سے سانپ یا ایک ہی سانپ کئی سروں والا دیکھا جاوے تو اس سے مراد اکثر اوقات انسان کو اپنے نفس کی حالت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ ؎

قصۂ نفس ار بپرسی اے پسر
قصۂ دوزخ بخوان با ہفت سر
نفس انسان اژدہائے ہائل است
لیک باز ہم بر وجودش نائل است

(محمد فضل اسسٹنٹ ایڈیٹر)

الحکم عند اللہ

نبی بخش صاحب رام نگر ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ میری نظر کمزور ہے میں اخبار پڑھ نہیں سکتا میرے نام جو پرچہ آتا ہے وہ کسی اور کے نام عند اللہ جاری کیا جاوے۔

ہم صاحب موصوف کی رائے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے ان کی علمی خیرات کو وسیع کرنے کیلئے اتنا کرتے ہیں کہ اگر کوئی دو صاحب اڑھائی اڑھائی روپیہ قیمت بھیج دیں تو باقی کی اس رقم سے کہ پوری کر دی جائیگی۔ اور اخبار ایک کی بجائے دو آدمیوں کو مل سکیگا۔

استفسار و جواب

زوجہ مفقود الخبر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۳ اکتوبر ۱۹۰۴ء الحکم میں مفقود الخبر کی زوجہ کی نسبت جو فتوے آپ نے تحریر فرمایا ہے اسکی زیادہ تشریح و توضیح مطلوب ہے یہ امر واضح نہیں کیا گیا کہ مفقود الخبر کی زوجہ کتنی مدت کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے ایسا وقوعہ میرے دہ میں خاصکر زیر بحث اور موجود ہے لہذا معروض ہے کہ عند اللہ بصراحت تمام معہ آیات قرآن و حدیث شریف وغیرہ جو کچھ معلومات ہوں الحکم کے ذریعہ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں والسلام جملہ جماعت احمدیہ کو السلام علیکم

راقم عاجز ملک عادل شاہ و مدار شاہ احمدی از مقام ترنگ زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور خریدار الحکم نمبر [illegible]

السلام علیکم۔ نکاح زوجہ مفقود الخبر والے مضمون پر کسی آئندہ پرچہ الحکم میں روشنی ڈالیں ایک احمدی نے نکاح کرنا ہے اور قبل ازیں عورت کا خاوند ۱۸ سال سے گم ہے

راقم ضیاء الدین بحکم چودھری سجاول خان۔ جگراؤں

جواب} گمنام شخص کی عورت چار سال انتظار کرے

واضح ہو کہ مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق جو فتویٰ نوے سال تک کے انتظار کرنے کا مشہور ہے وہ متاخرین میں سے کسی کی غلطی سے بعض کتب میں داخل ہو گیا جو سراسر قرآن کریم و احادیث نبویہ و عملدرآمد صحابہ کرام و عقل و مشاہدہ و اصول فقہ کے برخلاف ہے اور اسکی کوئی سند نہیں اس کے غلط ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ اسمیں ایسی شرط رکھی گئی ہے جو بالعموم انسانی طاقت سے برتر ہے شاذ و نادر ہی مرد و عورت نوے سال تک زندہ رہ سکتے ہیں مفقود الخبر کی زوجہ کا نوے سال تک انتظار کروا کر نکاح ثانی سے ممانعت بتائی گئی ہے اور یہ بات قرآن کریم و احادیث نبویہ و عملدرآمد صحابہ کرام و فقہائے عظام کے برخلاف ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذالک فقد ظلم نفسہ

ترجمہ۔ حاصل مطلب یعنے عورات کو جب تم طلاق دے چکو یا ان کے خاوند مر جاویں اور انکی عدت کی میعاد گذر جاوے یا ان کے خاوند مفقود الخبر ہو جاویں جنکی زندگی کی خبر کئی سال سے نہ پہنچے تو عورت کو یا ان کے والیوں کو نکاح ثانی کی خواہش ہو تو مت روکو کیونکہ ایسے حال میں عورت کو نکاح سے روکنا عورات اور ان کے والیوں کے حق میں مضر ہے اور اگر تم ان کو نکاح سے روکو گے تو حدود الٰہی سے تجاوز کرنے کے مستوجب عصیان ہوگے اور جس نے ایسا کام کیا اوس نے اپنا ہی برا کیا۔

بخاری مطبوعہ مصر [illegible] جلد سوم میں لکھا ہے

وقال الزھری فی الاسیر یعلم مکانہ لا تتزوج امراتہ ولا یقسم مالہ فاذا انقطع خبرہ فسنتہ سنۃ المفقود۔

ترجمہ۔ زہری فرماتے ہیں کہ جس قیدی کا مکان زندان معلوم ہو اوس کی عورت کسی سے نکاح نہ کرے اور اس کا مال تقسیم نہ کیا جاوے اور جب اوسکی خبر منقطع ہو جاوے تو وہ گم شدہ قرار دیا جاوے اور ایسے شخص یعنے گم شدہ کی زوجہ کچھ سال کا انتظار کرے۔

اعلام الموقعین جلد اول صفحہ ۱۶۱ میں حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قد ثبت عن عمر ابن خطاب انہ اجل امراۃ المفقود اربع سنین وامرھا ان تتزوج فقدم المفقود بعد ذالک فخیرہ عمر بین امراتہ وبین مہرھا۔ وقد قال بعض المتاخرین من اصحاب احمد ان مذہب عمر فی المفقود یخالف القیاس والقیاس ان زوجۃ القادم بکل حال الا ان نقول الفرقۃ تنفذ ظاہرا و باطنا فتکون زوجۃ الثانی بکل حال وغلا قول بعض المخالفین لعمر فی ذالک فقالوا لو حکم حاکم بقول عمر فی ذالک لنقض حکمہ لبعدہ عن القیاس وطائفۃ ثالثۃ اخذت ببعض قول عمر وترکوا بعضہ فقالوا اذا تزوجت ودخل بہا الثانی فہی زوجتہ ولا ترد الی الاول وان لم یدخل بہا ردت الی الاول۔ قال شیخنا

من خالف عمر لم يهتد الى ما اهتدى اليه عمر ولم يكن له من الخبرة والقياس مثل خبرة عمر وهذا انما يتبين وهو وقف العقود اذ التصرف في حق الغير بغير اذنه هل يقع مردوداً او موقوفاً على اجازته فيه مشهورين هما روايتان عن احمد احدهما انها تقف على الاجازة وهو مذهب ابي حنيفة ومالك رحمهما الله تعالى والثانية انها لا تقف وهو اشهر قول الشافعي وهذا في النكاح والبيع والاجارة وظاهر مذهب احمد التفصيل وهو ان المتصرف اذا كان معذوراً لعدم تمكنه من الاستيذان وكان به حاجة الى التصرف وقف العقد على الاجازة بلا نزاع عنده وان امكنه الاستيذان او لم تكن به حاجة الى التصرف ففيه نزاع فالاول مثل من عنده اموال لا يعرف اصحابها كالغصوب والعواري ونحوها فاذا تعذر عليه معرفة ارباب الاموال ويئس منها فان مذهب ابي حنيفة ومالك واحمد انه يتصدق بها عنهم فان ظهروا بعد ذلك كانوا مخيرين بين الامضاء وبين التضمين وهذا مما جاءت به السنة في اللقطة فان الملتقط يأخذها بعد التعريف ويتصرف فيها ثم ان جاء صاحبها كان مخيراً بين امضاء تصرفه وبين المطالبة فهو تصرف موقوف لما تعذر الاستيذان ودعت الحاجة الى التصرف وكذلك الموصى بما زاد على الثلث وصية موقوفة على الاجازة عند الاكثرين وانما يجيزون بعد الموت في المفقود المنقطع خبره ان قيل ان امرأته تبقى الى ان يعلم خبره بقيت لا ايماً ولا ذات زوج الى ان تبلغ من القواعد او تموت والشريعة لا تأتي بمثل هذا فاذا اجلت اربع سنين ولم يكشف خبره حكم بموته ظاهراً فالصواب ما قضى به امير المومنين عمر ابن الخطاب والخلفاء الراشدون رضي الله تعالى عنهم في المفقود الخبر وزوجته قال شيخنا وقد تاملت من هذا الباب ما شاء الله فرأيت الصحابة افقه الامة واعلمها۔

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے گمنام کی عورت کی میعاد انتظار چار سال ٹھہرائی تھی اور عورت کو حکم فرمایا کہ چار سال کے بعد نکاح کرے پھر اس کے بعد اوس کا گمنام خاوند آ گیا تو حضرت عمر نے اوس کو اس کی عورت اور مہر کے درمیان اختیار دیا کہ یا عورت لے لو یا مہر اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ گمنام کے بارے میں حضرت عمر کی رائے خلاف قیاس ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ وہ بہر حال پہلے خاوند کی عورت ہو مگر ہم (ابن قیم) کہتے ہیں کہ جدائی کا حکم ظاہر و باطن نافذ ہو سکتا ہے پھر جب عورت کی جدائی پہلے خاوند سے ہو چکی تو وہ بہر حال دوسرے کی عورت ہے۔ بعضوں نے حضرت عمر کی اس امر میں سخت مخالفت کی اور کہا کہ اگر کوئی حاکم اس امر میں حضرت عمر کے قول پر حکم کرے تو وہ بعید از قیاس ہونے کے باعث قابل اعتبار نہیں۔ اور تیسرے گروہ نے حضرت عمر ابن خطاب کی کچھ بات پر عمل کیا اور کچھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جب دوسرے کے نکاح میں عورت آ گئی اور وہ دخول کر چکے تو وہ دوسرے خاوند کی عورت رہی اور پہلے کو نہ دی جاوے اور اگر دوسرے نے دخول نہیں کیا تو پہلے خاوند کو دیجاوے۔

ہمارے شیخ (یعنی شیخ ابن قیم) نے کہا ہے کہ جس نے حضرت عمر ابن خطاب کی اس رائے سے خلاف کیا اوس نے غلطی کی۔ اور صحیح بات کو نہ پایا۔ اون میں دانش قیاس حضرت عمر کی دانش و فہم قیاس کی طرح نہیں ہے یہ بات قاعدہ ذیل سے واضح ہو سکتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کے مال میں بغیر اس کے اذن کے تصرف کرے تو آیا اوس کا تصرف اسکی اجازت پر مردود و موقوف ہو سکتا ہے یا نہیں اسمیں دو روائتیں امام احمد حنبل سے مشہور و معروف ہیں۔ پہلے یہ کہ تصرف اجازت پر موقوف ہے اور یہ رائے حضرت امام ابی حنیفہ و امام مالک کی ہے دوسری روایت یہ ہے کہ اجازت پر موقوف نہیں ہے اور یہ بات شافعی سے مشہور و معروف ہے اور یہ بات نکاح اور بیع اور اجارہ میں ہے۔ احمد حنبل کی اسمیں یوں تفصیل آئی ہے کہ جب تصرف کرنیوالا اذن طلب کرنے سے معذور ہو اور اس کو تصرف کرنے کیلئے حاجت ہو تو یہ عقد اجارہ پر اوس کے نزدیک بلا نزاع جائز ہے اور اگر اذن لینا ممکن ہو یا تصرف کرنے کی حاجت نہ ہو تو اس میں نزاع ہے۔ پس پہلا مسئلہ یوں ہے کہ کسی شخص کے پاس کسی کا مال ہو اور صاحب مال معلوم نہ ہو۔ تو جب صاحب مال کی شناخت و پہچان ناممکن ہو اور اس کے دریافت سے ناامید ہو تو حضرت امام ابی حنیفہ و مالک و احمد کہتے ہیں کہ وہ بطور صدقہ کسی کو دیدینا چاہئے اور اگر صدقہ کرنے کے بعد صاحب مال آ جاوے تو اجازت اور ضمانت پر اس کو اختیار ہے یعنے یا صدقہ کی جازت بحال رکھے یا صدقہ کرنیوالے سے اتنا مال لے لیوے۔ افتادہ یعنے کسی کی گری ہوئی چیز کے ملجانے کے بارے میں احادیث میں یون ہی آیا ہے افتادہ چیز کے پانیوالا اوس چیز کو معروف و مشہور کر کے اٹھا لیوے اور تصرف کرے پھر جب افتادہ چیز کا مالک آ وے تو اس کو اجازت تصرف اور مطالبہ میں اختیار دیا گیا ہے پس یہ تصرف اوس وقت جائز ہے کہ جب اذن لینا مشکل ہو اور تصرف کی ضرورت ہو۔ اور ایسا ہی ثلث سے زیادہ وصیت کرنیوالی کی وصیت بہتوں کے نزدیک اجازت پر موقوف ہے۔ اور یہ وصیت موت کے بعد جائز رکھتے ہیں پس گمنام آدمی جس کی خبر منقطع ہو اگر کوئی کہے کہ اوس کی عورت اُس کے گمنام خاوند کی خبر معلوم ہونے تک بیٹھی رہے تو اس حالت میں وہ عورت مرنے تک نہ بیوہ اور نہ شوہر دار رہتی ہے اور شریعت اسلامیہ نے ایسی بات کو ناجائز کیا ہے۔ پس جب اسکی عورت چار سال منتظر ٹھہرائی جاوے اور گمنام کی کوئی خبر نہ ملے تو بظاہر اوس کی موت کا حکم نافذ ہونا چاہئے۔

پس گمنام اور اوسکی زوجہ کے بارے میں صحیح وہ بات ہے جس کا فتویٰ حضرت عمر ابن خطاب نے دیا اور خلفاء الراشدین نے اس پر عملدرآمد کیا ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ اس امر میں میں نے بہت فکر کیا اور صحابہ کرام کو ساری امت کے لوگوں سے زیادہ تر سمجھدار و عالم پایا۔

موطا امام مالک صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ فخر المطابع دہلی میں لکھا ہے۔

عن مالك عن يحيى بن سعيد ابن المسيب ان عمر ابن الخطاب قال ايما امرأة فقدت زوجها فلم تدر اين هو فانها تنتظر اربع سنين ثم تعتد اربعة اشهر وعشراً ثم تحل۔

ترجمہ۔ امام مالک ابن مسیب سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا ہے جس عورت کا خاوند گم جاوے اور اس کی خبر نہ ہو وہ عورت چار سال تک اوس کا انتظار کرے پھر چار سال کے بعد چار ماہ دس دن عدت میں رہے پھر نکاح کر لے۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں اسی فتوے پر عملدرآمد رکھتے اور آجکل کے سمجھدار لوگ بھی اس سے تجاوز نہیں کرتے۔ والسلام (عاجز [illegible])

([illegible] مدینہ منورہ میں کس تاریخ کو داخل ہوئے اور کن کے مکان پر اترے تھے)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور حجر اسود دوشنبہ کے دن اٹھا کر رکھا ہجرت بھی دوشنبہ کے دن کی اور انتقال بھی دوشنبہ کے دن ہوا۔

جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز مدینہ ہوئے وہ دن دوشنبہ کا تھا بارہ تاریخیں ۱۲ ربیع الاول کی گذر چکی تھیں آفتاب قریب زوال پہونچ گیا تھا اہل مدینہ خبر تشریف آوری سنکر بغرض استقبال آئے تھے لیکن آفتاب کے قریب زوال ہو جانے سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آ رہے تھے اس اثنا میں آنحضرت صلعم کو معہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھکر اس طرف دوڑ پڑے آنحضرت مدینہ میں پہنچ کر قبا میں سلام بن خیثمہ کے مکان پر یا بروایت بعض کلثوم بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بنو الحرث میں الخزرج میں حبیب بن اساف یا بخیال بعض خارجہ بن زید کے مکان پر مقیم ہوئے دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ پنجشنبہ تک آنحضرت صلعم قبا میں مقیم رہے اور اس اثنا میں اہل قبا کی مسجد تیار کرائی جمعہ کے دن نماز آپ نے بنو سالم بن عوف میں ادا فرمائی۔ یہ مدینہ کا پہلا جمعہ تھا جسکو آپ نے بطن وادی میں ادا کیا۔ بنو سالم بن عوف نے آپکو ٹھہرانا چاہا لوگوں میں اس بات کی بحث ہونے لگی تب آپ نے یہ فرمایا کہ میرے ناقہ کو نہ روکو جہاں وہ بیٹھ جائیگی میں ٹھہروں گا کیونکہ وہ منجانب اللہ مامور ہے چنانچہ آپ ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار رضی اللہ عنہم آپ کے پس و پیش یمین و یسار چلے۔ ہر شخص کے دل میں یہی آرزو تھا کہ کاش ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر ٹھہرے ہر متنفس اسیکی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اور ناقہ آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا تا آنکہ ناقہ بنو بیاضہ کے محلہ میں پہونچا اور ان لوگوں نے ناقہ کا مہار پکڑنا چاہا آپ نے فرمایا دعوها فانها مامورة اس کو چھوڑ دو بیشک یہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے مامور ہے پھر آپ کا بنو ساعدہ کے محلہ میں گذر ہوا ان لوگوں نے بھی ناقہ کے مہار پکڑنے کا قصد کیا انمیں سعد بن عبادہ و منذر بن عمرو بھی تھے آپ نے ان لوگوں سے بھی یہی فرمایا اور یہ لوگ بھی خاموش اور امید کی نظروں سے ناقہ کو دیکھنے لگے۔ بعد اس کے بنو حارث بن الخزرج کیطرف گذر ہوا یہاں سعد بن الربیع و خارجہ بن زید و عبد اللہ بن رواحہ نے نیاز حاصل کیا پھر ناقہ بنو حارث بن الخزرج سے نکلکر بنو عدی بن النجار (عبد المطلب کے ننہیال) میں پہونچا ان لوگوں سے بھی آپ نے وہی کلمات ارشاد فرمائے یہ لوگ بھی خاموش ہو رہے تا آنکہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلہ میں بیٹھ گیا جہاں کہ اسوقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے ابن مالک کے اون دونوں دو لڑکے سہل و سہیل تھے جو معاذ بن عفراء کے رشتہ داروں میں سے تھے یہ مقام کوئی معمورہ نہ تھا بلکہ کھنڈر اور چند درخت کھجور کے تھے اور مشرکین کی قبریں تھیں اور مربد (چارپاؤں کے قید کرنے کا مکان) تھا۔ آپ ناقہ پر سے نہ اترے تھوڑی دیر کے بعد ناقہ اٹھا اور تھوڑی دیر دور چلکر لوٹا اور اسی مقام پر آ کر پھر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا تھا آنحضرت ناقہ سے اترے۔ ابو ایوب آپ کا اسباب جو کچھ تھا اپنے گھر اٹھا لے گئے اور آنحضرت بھی انہیں کے مکان پر ٹھہرے۔ مالکان مربد نے اس زمین کو آپکو ہبہ کرنا چاہا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور اس کو بقیمت خرید فرما لیا بعد ازاں آپ نے قبور مشرکین اور کھجور کے درختوں اور کھنڈروں کے صاف کرنیکا حکم دیا اور بنفس نفیس مسجد بنانے میں مصروف ہوئے انصار و مہاجرین بھی بنانے میں شریک تھے مسجد کی دیواریں پتھروں کے ٹکڑے اور گارے سے بنائی گئیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور شاخوں سے درست [illegible]

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مشن سکولوں کا خاص مقصد کیا ہے

مشن سکولوں کے اجراء سے مشنریوں کی کیا غرض ہے؟ اسکا نہایت صاف الفاظ میں مشنریوں کے منہ سے مل گیا ہے۔ اگرچہ اس سے پیشتر بھی عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ ان سکولوں کی غرض و غایت نوجوانوں کو عیسائی بنانا ہے لیکن پادریوں نے علی العموم اسکا صاف لفظوں میں کبھی اعتراف نہیں کیا بلکہ وہ تعلیم عام کرنا اپنا مقصد بتایا کرتے ہیں حال میں دہلی کی مشنری سوسائٹی نے اپنی سالانہ رپورٹ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چونکہ مشن کے تعلیمی سلسلہ کی تنخواہیں قلیل ہیں اسلئے گریجوایٹ عیسائی ادہر متوجہ نہیں ہوتے اور مشن سکولوں میں تعلیم کا پیشہ اختیار کرنے سے بہاگتے ہیں اسکا علاج یہی ہے کہ فنڈ بڑہا کر معقول تنخواہوں پر لائق استاد سکولوں میں تعلیم دینے پر مقرر کئے جائیں تا کہ **اہل کو عیسائی بنانے کا کام کامیابی سے سرانجام پا سکے!**

یہ ہے اصل غرض مشن سکولوں کے قیام و اجرا کی۔ وہ لوگ جو اپنی ذریت کو عیسائیت کے پنجہ سے بچانا چاہتے ہیں مشن سکولوں کو دور سے سلام کریں۔

آریہ سماج میں تین تیرہ

آریہ سماج میں خانگی جنگی کا یہ پھوڑا جو اندر ہی اندر پک رہا تھا آخر وہ ناسور بن کر پھوٹ نکلا ہے۔ کلچر پارٹی اور مہاتما پارٹی کا جھگڑا پہلے ہی کچھ کم نہ تھا کہ اب مہاتما پارٹی میں بھی تین تیرہ ہونے لگی۔ امرتسر کے اخبار تیج نے ایک آریہ پرتی ندہی ... مہاتما سبھا کے ایک جلسہ کی روئداد شائع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطرناک تنازعات باہم پیدا ہو گئی ہیں۔ اس جلسہ کا یہ ہی نتیجہ ہوا کہ مہاتما پارٹی کے لیڈر لالہ منشی رام صاحب کو آریہ سماج سے قطع تعلق کرنا پڑا۔ انکے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ انہیں آریہ سماج کے سدہانتوں میں کسی قسم کا شبہہ پڑ گیا ہے یا وہ آریہ سماج کو پسند نہیں کرتے مگر وہ کسی مصلحت سے آئندہ آریہ سماج کے ممبر نہیں رہیں گے۔

لالہ منشی رام صاحب کا ایک قومی لیڈر ہونے کی حیثیت سے فرض تھا کہ وہ پبلک کو زیادہ تعجب میں نہ پڑنے دیں بلکہ صاف الفاظ میں اپنے قطع تعلق کے وجوہات پیش کریں اگرچہ انہوں نے اپنے اخبار ست دہرم پرچارک میں ستیہ کو براتے وہس کردن آمدی + نے برائے فصل کردن آمدی کے عنوان سے ایک گونگا مضمون لکھا ہے جسکا مطلب دراصل بطن شاعر میں ہے اور یہ ہماری ہی خیال نہیں بلکہ معزز معاصر **"ہندوستان"** نے بہی اسی قسم کی رائے ظاہر کی ہے چنانچہ وہ **قطع تعلق** کی وجہ کے عنوان سے ایک نوٹ میں ظاہر کرتا ہے کہ "یہ شعر اپنی زبانی بول رہا ہے کہ مہاتما منشی رام جی حالات موجودہ میں اپنے وجود کو آریہ سماج کے اتحاد کی بجائے آریہ سماج کے نفاق کا موجب خیال کرتے ہیں اور چونکہ وہ نہیں چاہتے کہ انکی وجہ سے سماج میں نفاق پیدا ہو وہ اس سبرل ارگنیزیشن کی ممبری سے دست بردار ہوتے ہیں لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مہاشہ موصوف باوجودیکہ سماج میں ہر کوئی اون کی عزت کرتا ہے سماج میں نفاق پہیلانے کا موجب کیونکر ہو سکتے ہیں اس سوال کا جواب بہی آپ نے دیا تو ہے لیکن میرے **خیال میں واضح اور موثر نہیں ہے بلکہ حل طلب اور تشریح طلب اور پردہ پوشی اور رازداری کا پہلو لئے ہوئی ہے**۔ یہ رائے اس جواب کے متعلق ہمدرد مذکور کی ہے اسلئے لالہ منشی رام صاحب کا فرض ہے کہ اصلیت کو اخلاقی جرأت سے کام لیکر ظاہر کریں۔ جو جواب اس سوال کا لالہ منشی رام نے دیا ہے اوس کو بہی ہم یہاں درج کر دیتے ہیں۔

جبکہ یقین ہو گیا کہ میرے بہت سے بہائی محض میری شخصیت کے باعث اپنے دہرم سے پست ہو رہے ہیں تب تو بہت نہ ہو سکا اور میں نے دڑہ سنکلپ کر لیا کہ پنجاب کے آریہ سماجوں کی آرگنیزیشنوں سے قطع تعلق کر لوں مجھے یقین ہے کہ جب تک ان بہائیوں کو جو محض میرے آریہ سماج سے تعلق رکھنے کی وجہ سے دکھ محسوس کر رہے ہیں۔ یہ نشچے نہ ہو جائے کہ میرا آریہ سماج کی آرگنیزیشنز سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ تب تک انکے ہردے شانت نہیں ہونگے اس لئے میں سب بہائیوں کی اطلاع کے لئے اعلان دیتا ہوں کہ میں آج سے آریہ سماج کا ممبر نہیں ہوں۔

خاموشی بہترین پولیسی ہے

روزانہ پیسہ اخبار میں اس عنوان سے ۲۸ اکتوبر کی اشاعت میں مسٹر سجاد حیدر بی۔ اے کے مضامین پر (جو انڈین ریویو الہ آباد میں شائع ہوئے ہیں) مسلمان اخباروں میں نوٹس لینے پر افسوس ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ دیکھکر سخت افسوس ہوتا ہے۔ کہ مسٹر سجاد حیدر بی۔ اے نے مدینۃ الاسلام بغداد میں بیٹہے بیٹہے جونئی اوپچ کی لی تہی اور مسلمانان ہندوستان کی **ضعیف الاعتقادی** اور رسم پرستی سے بیزار ہو کر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مثل برہمو سماج کے اپنا جداگانہ فرقہ بنا لینے کی رائے دی تہی اسپر اکثر اسلامی معاصرین ضرورت سے زیادہ بحث کر رہے ہیں جس سے خواہ مخواہ اسکی وقعت بڑہتی ہے اور آزاد خیال اصحاب کو قیود مذہبی سے نکل جانے کا موقع ہاتہ آتا ہے جو مضمون اپنے بوجھ سے خود ہی دبا ہوا ہو اسکو سر اٹہانے کا موقع دینا گویا اپنے ہاتہ سے خود نقصان مول لینا ہے ایسی دور از کار تحریروں کے حق میں خاموشی بہترین پالیسی ہے۔

ہم نے پیسہ اخبار میں ان سطور کو نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیسہ اخبار نے اس مشورہ اور رائے کے ظاہر کرنے میں کیوں ایسی "خاموشی بہترین پولیسی ہے" پر عمل نہ کیا۔ پیسہ اخبار کی تحریر صاف ہے اور اسکے سمجھنے میں کوئی مشکل نظر نہیں آتی اسلئے ہم یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ مسٹر محبوب عالم صاحب نے مسٹر سجاد حیدر بی اے کے مضمون کی در پردہ تائید کی ہے کیونکہ وہ ان مسائل مہم کو جو مسٹر سجاد حیدر نے اپنے مضمون میں پیش کئے ہیں بہ رنگ دیگر ضعیف الاعتقادی اور رسم پرستی کہتا ہے۔ اور اسپر بحث کرنے کی ضرورت خود مضمون کی گرانباری کی وجہ سے بتاتا ہے۔ ہم حیران ہیں یہ اخبار کا ایڈیٹر ہجوم افکار کی وجہ سے کیا کہہ رہا ہے گو وہ بخیال خویش اسلام کی حمایت کر رہا ہے لیکن اوس کے الفاظ معزت رساں معلوم ہوتے ہیں۔ کیا پیسہ اخبار نہیں جانتا کہ اخفاء حق کرنے والا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان اخرس ٹہرایا ہے۔ سجاد حیدر کے مضمون پر جسقدر بحث کی جائے وہ تہوڑی ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ جی کہول کر اس پر بحث کریں۔ ہم آزاد خیال لوگوں سے ایسے بدظن نہیں ہیں کہ وہ قبول حق سے خواہ مخواہ گریز کریں اور اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد بنانے پر مصر ہوں اگر اون کو معقول طریق پر سمجہایا جاوے تو وہ سمجھ سکتے ہیں ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرنا انکو اور آئندہ ذریت کو ہلاک کرنا ہے پس اسلامی اخبارات جسقدر بہی ان مضامین پر لکھیں گے وہ کم ہے اور خاموشی بوقت گفتن خطرناک پولیسی ہے پیسہ اخبار آگے چلکر یہ بہی ظاہر کرتا ہے کہ اخبارات کے قیمتی کالموں کو ایسے مباحثوں سے پاک رکھنا چاہئے لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار میں اس قسم کے مضامین کثرت سے چہپ جاتے ہیں لیکن ایڈیٹر صاحب کثرت کار کی وجہ سے غور نہیں کر سکتے کہ وہ مسلمانوں کے لئے کہانتک مفید ہیں سو اگر وہ چاہیں تو ہم اونکو ایک طویل فہرست ایسے مضامین کی دینے کو تیار ہیں۔

سوامی دہرمانند مہا بہارتی اسلام پر

امرت بازار پتریکا میں سوامی دہرمانند مہا بہارتی کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ ربع صدی تک اسلامی شریعت کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ اگر تعصب کو بالائے طاق رکھ کر اسلامی مسائل پر غور کیا جاوے تو ہم لوگ ہندو اور ویشنو اس نفاق کو جو ہندو دہرم اور عرب کے بزرگ پیغمبر کے متبعین میں حد فاصل ہے دور کرکے **شعائر اسلام کے ذریعہ سے ہندوستان کو مرفہ الحال اور عقلمند بنا سکتے ہیں۔**

جزاک اللہ احسن الجزاء! ہمارے آریہ صاحبان ذرا وچار کریں۔!!

سوئٹزرلینڈ میں مذہبی کانگرس

سوئٹزرلینڈ میں ۳ ستمبر تک ۱۵ ستمبر سے لیکر ایک عالمگیر مذہبی کانفرنس رہی ہے ابھی تک اس کے مفصل حالات شائع نہیں ہوئے یا کم از کم ہم تک نہیں پہونچے۔ پارسیوں کی طرف سے دادا بہائی نوروز جی اس میں بطور ڈیلیگیٹ شریک ہوئے۔ اسلامک سوسائٹی لنڈن کی طرف سے بہی کوئی شخص اسلام کو ری پریزنٹ کرنے کے لئے گیا تہا۔ دنیا کی یہ عالمگیر تحریک اور مذاہب پر غور و فکر صاف کر رہی ہے۔ کہ یہ مسیح موعود کے انفاس قدسیہ ہے جو اسلام کو جملہ مذاہب پر غالب کرنے آیا ہے۔

مزاروں کی پرستش کا خبط محض ہندوستانیوں کو ہی نہیں

پرچارک کہتا ہے کہ یورپ کے لوگ باوجود مزار کو ہماتما کے ایشیا والوں کو عموماً اور ہندوستانیوں کو خصوصاً بت پرست کے نام سے پکارتے ہیں عیسائیوں کے رومن کیتھلک فرقہ کے پیرو جن کی تعداد کئی کروڑ ہے تمام بت پرست اور مردم پرست ہیں اور اون سے بڑھکر گریک چرچ کے ماننے والے عیسائی ہیں زار روس اسی موخر الذکر فرقہ کے دنیاوی شہنشاہ ہیں۔ گذشتہ ایام میں جب اون کے فرزند ارجمند کی پیدائش پر خوشیاں منائی گئیں تو اسی موقع پر ایک دلچسپ کہانی بہی سنائی گئی، جو خاص شہنشاہ روس کے اہل خانہ سے تعلق رکہتی ہے۔ زارینہ کو دو سال ہوئے خواب آیا تہا۔ کہ اگر پسر کی اچہیا ہے۔ تو میری مزار میں سے پس ماندہ (مقدسات) اٹہا کر دوسری جگہ میں منتقل کر دو۔ تمہارے لڑکا پیدا ہو جائیگا۔ زارینہ نے یہ خواب زار کو سنایا اور بتلایا کہ یہ ذکر ایک سینٹ سے آیا ہے۔ جو کہ خواب میں میرے سامنے تہا لیکن میں اوس سینٹ کا نام بہول گئی ہوں۔ صبح ہوتے ہی زار نے حکم دیا کہ تمام سینٹوں کی تصاویر ... جاویں۔ جب وہ تصویریں شہنشاہ روس کی بیگم کے سامنے آئیں تو زارینہ نے سینٹ سیرف کو پہچانا۔ اسپر زار روس اور ملکہ دونوں اوس مزار پر پہونچے۔ اور کہدوا کر اوس سینٹ کی مقدسات نکلوائی گئیں۔ جس سے زارینہ کے اب لڑکا پیدا ہوا اس حکایت پر ہزار ہا روسی لوگ اپنی مرادوں کے لئے سینٹ سیرف کے مزار پر جا رہے ہیں تو ہمات کسی خاص ملک یا فرقہ کے مدنظر میں نہیں آئے بلکہ جہاں مذہبی امور کی کہوج اور تحقیقات کرنے میں کفر سمجھا جاتا ہے وہاں ہی آئے دن اس قسم کے کمزور خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ شموئیل علیہ السلام کی قبر جو بیت المقدس کے قریب ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے اور مرور ایام سے خستہ و شکستہ ہو گئی ہے اور لوگ وہاں زیارت کے لئے کثرت آتے ہیں اسکی مرمت کی جاوے اس مزار کے متعلق ایک مدرسہ بہی ہے اسکی بہی توسیع ملحوظ ہے اسلئے دونوں کے مصارف کا اندازہ ایک لاکھ پچاس ہزار قرش کیا گیا ہے تجویز ہے کہ ۹۸ ہزار قرش خزانہ عامرہ سے دئے جاویں۔ اور باقی باون ہزار خزانہ اوقاف سے۔

لنڈن میں عالی شان مسجد بننے کی خبریں پہلے ہی پہونچ چکی [illegible]

احمدی جماعت کے خاص توجہ کے قابل

سود سے بچنے کی کوئی تدبیر ضرور ہونی چاہیئے

جناب امام ہمام علیہ السلام سے مختلف بھائیوں نے مختلف پیرایوں میں سود کی نسبت استفسار کیا۔ مگر حضور پرنور نے یہی فرمایا کہ کسی صورت میں بھی (خواہ کیسی ہی مجبوری ہو) سود لینے یا دینے کی اجازت نہیں۔ اور میرے خیال میں یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے حضرت اقدس کے صادق ہونے پر۔ کہ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور قرآن مجید کی کسقدر عظمت آپکے دل میں فت منزل میں ہے۔ کہ ایک ذراسی تبدیلی بھی ان احکام میں جائز نہیں رکھتے۔ اسپر بھی بعض نادان لوگ کہتے ہیں کہ اپنا علیحدہ مذہب نکالنا چاہا ہے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ میری غرض یہ ہے کہ یہ سب کو معلوم ہے۔ جو احمدی بنتا ہے۔ معًا اوس کے بھائی۔ بہن۔ ماں۔ باپ۔ خویش۔ اقارب آشنا۔ احباب اوس سے منہ پھیر لیتے ہیں بجائے اس کے کہ کچھ فائدہ پہونچائیں اوسکو ہر طرح سے نقصان پہونچانے میں ساعی ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ذرائع امداد میں فرق آجاتا ہے۔ حالانکہ ضرورتیں اسیطرح شامل حال رہتی ہیں۔ ایسی صورت میں روپیہ کے قرض لینے کی بڑی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ مگر روپیہ نہیں مل سکتا۔ جبتک کہ سود دینے کا وعدہ نہ کرے جو ناجائز ہے۔ اب فرمائیے کہ وہ بیچارا احمدی کیا کرے اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ خداتعالےٰ اپنے متقی بندہ کی ضرورتوں کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے کوئی نہ کوئی مخرج پیدا کر دیتا ہے۔ مگر پھر بھی ہمیں صرف توکل سے کام لینے کی بجائے کچھ تدبیر سے بھی کام لینا چاہیئے۔ کیا آپ اتنا نہیں کرسکتے (ضرور کرسکتے ہیں!) کہ قرض حسنہ دینے والی ایک کمیٹی قایم کر دیں جس کے ذریعہ ہر ایک احمدی اپنی ضرورت صحیحہ کے لئے روپیہ لے سکے اور پھر اسے ایمانداری اور دیانت سے ادا کردے اور

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

کے مطابق لئے ہوئے سے زیادہ بھی دیدیا کرے مگر یہ شرط نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اس طرح سے سود بن جائے گا۔ میں نے تحریک کردی اب اس تجویز کو عملی صورت میں لانا آپ صاحبوں کا کام ہے۔ والسلام علیکم۔ (احمدی گجراتی)

البشریٰ

کچھ عرصہ گذرتا ہے آپنے اپنا قابل قدر قیمتی اور مفید خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ عربستان میں تبلیغ کا کام البشریٰ سے (عربی رسالہ ماہواری) سے لیا جائے۔ جہانتک مجھے علم ہے قوم نے بڑی خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ مگر کچھ ایسے اسباب پیش آگئے کہ آپ اس تجویز کو عملی لباس نہ پہنا سکے۔ اب میں آپ کو یاددہانی کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں کہ یہ رسالہ ضرور جاری ہونا چاہیئے۔ ایک کالم میں عربی اور ایک میں اوسکا ترجمہ فارسی۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ پھر خداتعالےٰ کا فضل شامل حال ہونے پر سیدنا المحمود کی دعاؤں کی برکت سے سب مشکلیں حل ہو جائینگی۔ مولوی محمد فضل خانصاحب آپ کو ایک اچھے عربی داں مل گئے ہیں اور بھی کئی بھائی عربی ادب سے واقفیت رکھتے بلکہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ (احمدی گجراتی)

(میرے دلچسپ سوالات)

سلام علیکم۔ میں بہت شکر گذار ہوں آپ کا۔ کہ میرے ضروری سوالوں کی طرف آپ نے توجہ مبذول فرمائی۔ مگر گستاخی معاف۔ ابھی وہ سوالات ٹھیک طور سے حل نہیں ہوئے چند شبہات باقی ہیں۔ ان کو بھی دور فرمائیے۔

پہلے سوال کے جواب کے متعلق یہ عرض ہے کہ میں نے آپ سے یہ دریافت نہیں کیا کہ مسیح موعود (روحی فداہ) بعض انبیاء سے افضل تھے یا نہیں۔ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے اور میرے پاس اس عقیدہ کی نسبت کئی دلیلیں ہیں۔ بلکہ ابن سیرین سے بڑھ کر خود امام الوقت علیہ السلام کا قول ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

موجود ہے۔ مگر میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ ہم یہ کہنے کا حق بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ کہ مسیح موعود تمام انبیاء (علیہم السلام) (سوائے سید المرسلین صلعم) سے افضل ہے اور کن دلائل کی بنا پر ہم ایسا کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی زیر نظر رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات کو بھی ہدایت کہا گیا ہے۔ بس، افضلیت کا مسئلہ صاف الفاظ میں حل ہونا چاہیئے۔ نہ کہ آپ ان کا مرتبہ خود سمجھ سکتے ہیں ایسے الفاظ سے!۔

دوسرا جواب جنوں کے متعلق ہے آپ نے ثابت کیا ہے کہ یہ جن بھی جنس انس تھے۔ جزاک اللہ۔ مگر قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ سے مراد بدوؤں کا ایک گروہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جبکہ اسی سورۃ میں اس آیت سے آگے أَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ اور پھر أَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ٥ اور أَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ہم پڑھتے ہیں کیا وہ بدوی آسمان کی طرف جاتے اور انہی پر شہاب ثاقب پڑتے تھے۔

آپ نے ایک ایسی مخلوق کا ذکر تو کیا ہے جو ہماری نظر سے غایب ہے مگر وہ جن تو سب کے سب آپ نے شیطان بنا دیئے! نظر برین وجوہات یہ جواب کی مزید توجہ کا خواستگار ہے۔

تیسرا سوال اسقدر بے پروائی سے ٹالا جانے کے قابل نہ تھا۔ حضرت من! لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ اٹل ہے جبھی تو میں نے دریافت کیا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ بہاء اللہ بعد از دعوائے وحی چالیس سال تک زندہ رہا۔ اور اوسکی کل عمر اسی سال ہوئی۔ یہ تحقیق کرلیا گیا ہے کہ وہ اپنے دعوے پر اخیر دم تک قایم رہا اور ۱۲۶۹ھ میں اس نے دعوے کیا۔ نہ کہ اخیر عمر ۱۳۰۹ھ میں۔ اور وہ باب کا خلیفہ نہیں تھا۔ بلکہ باپ نے تو بتایا کہ اس کا ظہور مجھ سے اعلےٰ ہے جو کام میں نے نہیں کیا۔ وہ کریگا۔ باقی رہا اس کے اعتقادات کا پتہ نہ چلنا۔ سو اسکا یہ عقیدہ تو ظاہر ہے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے۔ فی الحال ہم اس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ پھر دوسری باتوں کا بھی اظہار ہو جائے گا۔ (احمدی گجراتی)

بے جا الزام

مرزا حیرت کے متعلق آپنے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے۔ بہت خوب لکھا ہے۔ مگر میں آپ سے اتنا کہنے کی اجازت مانگتا ہوں۔ کہ اول ناظرین کرزن گزٹ اپنا یہ تو اطمینان کرلیں کہ مرزا حیرت ان سے ہم عقیدہ بھی ہے یا نہیں وہ حضرت اقدس سے صرف اس لئے ناراض ہیں کہ فرماتے ہیں مسیح فوت ہوگیا۔ اور میں مسیح موعود ہوں۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کیا مرزا حیرت خداتعالےٰ کی قسم کھاکر بیان کرسکتے ہیں کہ واقعی انکا یہ عقیدہ ہے کہ ابن مریم (علیہ السلام) فوت نہیں ہوا بلکہ بجسد عنصری آسمان پر اتبک زندہ موجود ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جناب حیرت ہرگز ایسا نہیں کرینگے۔ ہاں یہ لکھدیں تو لکھدیں کہ تفاسیر میں ایسا لکھا ہے مگر ہم تفاسیر کی نہیں پوچھتے ہم تو اُن کا اعتقاد دریافت کرتے ہیں۔ پھر مولوی حیرت صاحب سے سوال ہے کہ آیا وہ ان احادیث کے ظاہری معنے لیتے ہیں یا نہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ ابن مریم آخر زمانہ میں نازل ہوگا۔ اور اس سے پہلے ایک مہدی آئیگا جو جہاد کریگا اس سوال کا جواب بھی آپ نہیں دینگے اگر دینگے تو گول مول۔ غرض ناظرین گزٹ پہلے ان دونوں سوالوں کا جواب لیکر دریافت تو کریں کہ آیا وہ جس شخص کی تحریروں پر خوش ہو رہے ہیں وہ ان کا ہم مشرب بھی ہے یا نہیں۔ اسکے بعد ہماری عرض ہے کہ مہربانی فرماکر مولوی حیرت اگر حیات مسیح کے قایل ہیں۔ تو جو دلائل وہ رکھتے ہیں۔ پیش کریں اور وفات مسیح کے بارہ میں جو دلائل ہم دیتے ہیں ان کا رد کریں۔ اور بحث کو علمی صورت میں لائیں یہ کیا؟ کہ ادھر اُدھر کی باتیں بنا کر دو صفحے سیاہ کر دئے جائیں کیا کوئی شخص بتلا سکتا ہے کہ آجتک کوئی بھی ایسا مضمون نکلا ہے جسمیں کوئی علمی بات ہو۔ صرف بے جا الزام ہیں جیسے لکھدیا۔ کہ جو شخص طاعون کی بیماری سے مرتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے اور میرا مرید بھی طاعون کی [illegible] اب خدا کو حاضر ناظر جان کر خود ہی [illegible] امام الوقت نے یہ عبارت لکھی ہے۔ اگر لکھی ہے تو حوالہ پیش کرو۔ ہم آپ کی عقلمندی کے معترف ہونے کو تیار ہیں۔ ورنہ بجز اس کے کہ افسوس کریں کیا کرسکتے ہیں؟ پھر یہ اعتراض ہے کہ اپنے نام کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم لاتے ہیں۔ افسوس ان کو مسیح موعود کی شان کا پتہ نہیں۔ ذرا کتب احادیث دیکھئے اور قرآنی آیات پر تدبر کیجئے۔ پھر یہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا۔

آخیر پر یہ لکھ کر اس تحریر کو ختم کردیا جاتا ہے۔ مولوی حیرت کئی بار یہ بات لکھ چکے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہم کو یہ جواب دیا۔ حالانکہ مرزا صاحب کو (جہانتک میں خیال کرتا ہوں) یہ معلوم بھی نہ ہو۔ کہ مرزا حیرت ہمارے برخلاف کچھ لکھ رہا ہے! اور ذرا غور کریں تو صاف کھل جائے کہ حضرت سلامت کو آپ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جبکہ ان کی کسی بات کو کسی آیت یا حدیث سے آپنے رد کرکے نہیں دکھایا۔ اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ ایک صاحب کرزن گزٹ میں سوال کرتے ہیں کہ مولوی سید محمد احسن امروہوی تاحال مرزا صاحب کے حواریوں ہی میں شمار ہیں یا مستعفی ہو چکے ہیں۔ لاحول ولا قوت۔ بھلا جس شخص نے ابتدا سے اس سلسلہ کی تائید اپنے پر فرض خیال کی اور جسکا ایمان تقلیدی ایمان نہ ہو بلکہ علیٰ وجہ البصیرۃ ہو اور پھر خاص اصول مناظرہ کی پابندی سے بہت سی لاجواب کتابیں تصنیف کرچکا ہو۔ جنکا جواب آج تک کسی سے نہیں ہوسکا وہ کس طرح ممکن ہے کہ مستعفی ہو جائے۔ کچھ تو خیال کرنا چاہیئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس قسم کے سوالات سے کیا مقصود ہے۔

احمدی اور ہم

سود سے بچنے کی تجویز

ہمارے مکرم احمدی گجراتی نے اس عنوان کے ماتحت جس ضرورت کو محسوس کیا ہے لاریب ایک قومی ضرورت اور انسان کی طبعی ضروریات میں سے ہے ہم اسکے متعلق سر دست کچھ کہنا نہیں چاہتے بلکہ قوم کے سربرآوردہ اور اہل علم احباب کی رائے کے لئے سننے کے مشتاق ہیں۔

البشریٰ البشریٰ کے متعلق میرا عزم بالجزم ہے آمین ہی خیال ہے کہ قوم نے غیر معمولی خوشی کے ساتھ اسکا خیر مقدم کیا تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ اس دشت پرخار میں مجھے کسقدر صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔ بیشک یہ سچ ہے کہ ہماری قوم میں اکثر بزرگ عربی لکھنے کا پورا مذاق رکھتے ہیں لیکن پھر بھی مجھے خود اس فن میں دسترس رکھنی ضروری ہے۔......... لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ قوم ان ضرورتوں کو خود محسوس کرے تاہم میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتا ہوں تو اللہ تعالےٰ مجھے کسی نہ کسی وقت کامیاب کردیگا۔ میں اسوقت کا انتظار کرتا ہوں جب مولیٰ کریم مجھے اس مبارک کام کے آغاز کی توفیق دے۔ بزرگان ملت کو بھی اسطرف اسوقت تک توجہ نہیں ہو سکتی جب تک کوئی محرک موجود نہ ہو۔ علاوہ بریں میرا یہ بھی خیال ہے کہ اس سے پہلے جو کام ہمیں بحیثیت ایڈیٹر الحکم قوم اور ملت کی خدمت کے رنگ میں کرنا چاہتا ہے نہیں باقاعدگی کا رنگ آجاوے یعنی الحکم باقاعدہ ہو جاوے اور تعلیم القرآن باقاعدہ ہو جاوے۔ اور یہ امور منحصر ہیں خداتعالےٰ کے فضل اور قوم کی توجہ پر۔ +

دلچسپ سوالات کے جوابات اور آپ کے مزید شبہات پر مزید روشنی ڈالنے کی انشاءاللہ جلد تر کوشش کی جاوے گی +] + { **حیرت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ** } ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ خداتعالےٰ کے فضل و کرم کی مدد سے حیرت کی ان تحریروں پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اس نے شائع کی ہیں نوٹس لیں۔ اور انشاءاللہ حتی المقدور جلد ممکن ہوگا ایک مسلسل سلسلہ اسکے متعلق شروع کیا جائیگا حیرت صاحب آپ کے سوال کا [illegible]

عجیب و غریب مذہبی کتابین

(دفتر الحکم سے ہی ملسکتی ہین)

ازالہ اوہام ہر دو حصہ (بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے) ... قیمت عیہ

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو ... قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط ...

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ...

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلم معجز رقم سے نکلا ہے۔ قیمت ... ۲ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب تحفہ قیمت ۳ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن **مناظرہ** فاضل امروہی کی تصنیفات ہین

تحذیر المومنین - مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تحریر کیا تھا اور چند عقاید پیش کرتے تھے اسکا کافی اور وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک کے پاس ہونی چاہیے۔ قیمت ... ۸ر

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ... عہ

تفسیر سورۂ تبت - سورۂ تبت پر ایک ڈاکٹر کے ... قیمت ۲ر

...

الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول ...

بھیجے گئے ہین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی بہت مقبولیت ہوئی ہے۔ قیمت ... عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم - اسی طرز اور طریق پر عجیب تفسیر ہے قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ سوم بطور رسالہ ماہوار یہ تفسیر پارہ دوم کی تفسیر کے بعد اخبار ہذا بطور رسالہ ماہوار طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن چند ماہ تک بوجہ بعض خارجی اسباب ایسے پیش آگئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہوگیا لیکن اب انشاءاللہ عنقریب یہ سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے۔ گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۸ر سالانہ قیمت عہ

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اسی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء - دارالامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین بعد حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے اور معارف پر ...

الانذار حضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ... قادیان مین ایک **جلسہ طاعون** ...

اصلاح النظر حضرت حکیم الامۃ ...

اکمیا ... حکیم الامۃ نے ... قیمت عہ

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار ... پنجابی نظم قیمت ۲ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۲ر

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولنے کیلئے) قیمت ۱ر

دعوۃ الحق نمبر ۲ - انجیل کی حقیقت قیمت ۲ر

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

التصحیح (نظم مین حضرت مسیح موعود کے نشانات) قیمت عہ

... قیمت ... ار

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو سیپارے چھاپے گئے ہین قیمت ... ۳ر

پورے سٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

اعلیٰ درجہ کا مصفی اور مقوی سار سا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر ... [illegible]

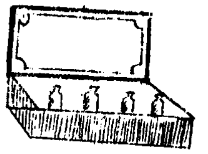

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات ... [illegible]

... [illegible] ...

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال تھیلچ شہر بنارس۔ نوٹ

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کا رخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الرحمٰن

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چندہ کم باز گرانی چاہ در قادیان بنی | دواء بنی شفا بنی غرض دارالامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

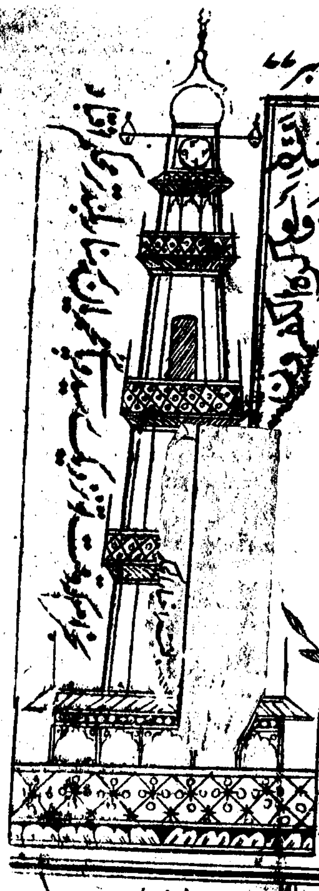

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کر دیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور

غیر مذاہب والوں سے اپنی جماعت کے غیر مستطیع و دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

جلد (۸) | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء | نمبر (۴۰)

ملفوظات میں سے کچھ

تین عیسائیوں کی ملاقات

آج تین عیسائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ ایک نوجوان تھے۔ جو کہ ایک صاحب کے بیٹے تھے اور باقی میں سے ایک صاحب ڈاکٹر صاحب تھے۔ جو کہ ضعیف العمر تھے۔ اور ایک قاضی صاحب پشاوری جوان مرد تھے ایک صاحب ان میں سے وہ تھے۔ جنہوں نے تحقیق مذاہب کی بنا پر نیازمندانہ طور پر حضرت اقدس سے کسی زمانہ میں خط و کتابت کی تھی جسکی وجہ سے کمال شوق حضور علیہ السلام کی زیارت کا تھا۔

خانقاہوں میں سے ایک مشہور خانقاہ ہے جہاں اکثر لوگ مشرکانہ عقائد کی بنا پر زیارت وغیرہ کیلئے جاتے ہیں۔ وہاں کی نسبت ایک عیسائی صاحب نے ذکر کیا کہ جالندھر کے ضلع میں ... وہ یہ کیا کرتے ہیں کہ ایک سفید کبوتر کی ٹانگیں ... کر کے قبر پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ صاحب مزار کی روح اس میں حلول کر آئی ہے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کبوتر ہمارا نہیں ... اس کے بعد حضرت اقدس اور عیسائی صاحبوں میں دیر تک گفتگو ہوئی۔ جس میں اکثر روئے سخن ڈاکٹر صاحب کی طرف ہی تھا۔

حضرت اقدس۔ اور اب آپ کا آنا کس تقریب پر ہوا۔

ڈاکٹر صاحب۔ صرف زیارت کی غرض سے کیونکہ ایک عرصہ سے شوق تھا۔

حضرت اقدس۔ مگر تاہم ایسی کونسی تقریب ہی کہ آپ پہنچ گئے

ڈاکٹر صاحب۔ میں نے رخصت لی تھی اور بال بچوں کو لیکر آیا تھا۔ وہ لاہور میں ہیں۔ اور خود ادہر آیا ہوں بڑا باعث رخصت کا آپکی ملاقات ہی تھی۔

حضرت اقدس۔ اب رخصت کے کتنے دن باقی ہیں

مفتی صاحب۔ (حساب کر کے) ۱۷ دن باقی ہیں

حضرت اقدس۔ تو اب آپ کو یہ ایام یہاں ہمارے پاس ہی گذارنے چاہئیں۔

حکیم نورالدین صاحب۔ یہ تو آج ہی رخصت ہوتے ہیں۔ مگر رات کو میں نے رکھ لیا ہے۔

حضرت اقدس۔ جب ... ہمارے لئے لی تو رخصت کے ایام تو یہاں ہی گذارنے چاہئیں۔

عیسائی قاضی صاحب۔ اتنی فرصت نہیں زیارت مقصود تھی سو ہو گئی۔

حضرت اقدس۔ ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کر کے۔ اب پھر کیا ارادہ ہے۔ کتنے دن رہو گے۔

عیسائی قاضی صاحب نے پھر چلے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت اقدس۔ یہ مہمانداری کے ادب کے خلاف اور آپ کے ارادے کے بھی برخلاف ہے۔ کہ اسقدر جلدی کیا جاوے۔ میرا ارادہ جمعرات کو بٹالہ جانیکا ہے تب تک یہاں ٹھہریں پھر اکٹھے چلیں گے۔

اس اثنا میں نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت اقدس نے حکم فرمایا کہ انکی خوابگاہ اور بستر اور خوراک وغیرہ کا انتظام بہت عمدہ طور سے کر دیا جاوے۔ کہ کوئی تکلیف نہ ہو اور ہر سہ صاحبان تشریف لے گئے۔ دوسرے دن احمدی عمارات اور کارخانوں کو دیکھ کر رخصت ہو گئے

۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

ایک شخص بیمار کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ انسان حالت تندرستی میں صحت کی قدر نہیں کرتا اور ان ایام میں اپنے تعلقات اللہ تعالیٰ سے مضبوط کرے تاکہ وہ ہر گھڑی اس کا متولی و ناصر ہو اور جب بیمار ہوتا ہے۔ تو پھر دوبارہ صحت اس لئے طلب کرتا ہے۔ کہ اپنی دنیا کے امور میں مبتلا ہو (اگر اس کا ارادہ خدمت دین ہو۔ تو اسکا صحت کا طلب کرنا گویا منشائے الٰہی کے مطابق ہو)

اسی بیمار کی نسبت ذکر ہوا۔ کہ اس نے کئی سو روپیہ لوگوں سے لینا ہے مگر صرف چند روپیہ ان کے کاغذات میں باقی تمام زبانی ہیں دین ہے اور اسکی دور کر رکھا ہے بعض احباب نے تجویز کیا۔ کہ جو کچھ رقوم لوگوں کے ذمہ ہیں اور وہ تحریر میں نہیں آئیں۔ تو چاہئے کہ اب دو آدمی گواہ مقرر کر کے اس کی زندگی میں وہ رقمیں ان مقروضوں کی سنوائی جاویں اور تحریر کرایا جاوے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ یہ بڑے ثواب کی بات ہے ممکن ہے کہ اگر وہ مر جاوے تو بیچارے لڑکیوں کو ہی کچھ فائدہ پہنچ جاوے۔

یہ میں نے اس لئے لکھا ہے۔ کہ اس قسم کی احتیاط کو ایسے نازک موقعوں پر مدنظر رکھا جاوے۔ اور سہل انگاری سے ان معاملات کو ترک نہ کیا جاوے۔ ایڈیٹر

اہل اسلام کی وحدت اور اخوت پر ذکر ہوا کہ عیسائیوں نے بھی اس خوبی کو تسلیم کیا ہے۔ کہ مسلمان اگر ... مسجد میں داخل ہو جاویں۔ تو انمیں بادشاہ ... غریب کی کوئی تمیز نہیں ... کسی قسم کا امتیاز کرے۔ حالانکہ عیسائیوں کے گرجے اس سے محروم ہیں۔ خاص انگریز ... گرجوں میں عام عیسائی لوگ داخل نہیں ہو سکتے ... درجہ بدرجہ کرسیاں لگی ہوتی ہیں ... روس کیتھلک تو نشست گاہوں پر نام لکھا ہوتا ہے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ... مسجد میں یہ ایک بے نظیر نمونہ ہے کہ سب یکساں نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی کہ ہماری مسجد میں تو خود امام الوقت بھی مقتدی بنکر نماز پڑھتا ہے (اسمیں ...) کی اسقدر شان ہے۔ کہ مسیح بھی اسکا مقتدی ہے اور اس امت کے صالح لوگ اس کے امام ہیں۔

قادیان کے مہمانخانہ کی نسبت ضروری نوٹ

مہمان کی تواضع کے متعلق ... کہ لنگرخانہ ... دیکھا ...

احتیاط ہو مد نظر رہتی ہے۔ مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں۔ تو یہ ہمارا حق ہے۔ کہ انکی ہر ایک ضرورت کو مد نظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں۔ اس لئے معذور ہوں مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کیلئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو۔ تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں اسطرح سے ابتلا کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔ بیان کیا گیا کہ حضور بعض لوگ جو مسافر خانہ میں نو وارد لوگوں سے مذہبی مناظرے شروع کر دیتے ہیں اور اسمیں وہ اپنے خیال اور رائے کے موافق کلام کرتے ہیں جو کہ بعض اوقات بے محل اور حضور کے منشاء کے خلاف بھی ہوتی ہے اور نو وارد متلاشی آدمی اس سے اندازہ لگاتا ہے کہ یہاں سے لوگوں کا یہی مشرب ہوگا۔ حالانکہ یہ بالکل غلطی ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ نو واردوں کے لئے ابتلا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے تجویز فرمایا۔ کہ اس قسم کی کلام ہرگز نہ ہونی چاہئے ہمارے بعض مناظرین کو چونکہ نصاریٰ کے ساتھ کلام کرنی پڑتی ہے اور جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں۔ تو محل اور موقع کے لحاظ سے ان کو یسوع کی نسبت اسی قسم کے ثبوت دینے پڑتے ہیں۔ اور وہ مقتضائے وقت ہوتا ہے۔ مگر ہر ایک آدمی اس کا اہل نہیں ہے اور دوسرے لوگ اکثر کسی نبی کی شان میں بھی کوئی کلمہ گستاخی یا بے ادبی کا استعمال کرتے ہیں۔ تو وہ گناہ کرتے ہیں۔ یہ کبھی نہ گمان کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح یا دوسرے انبیاء ایک معمولی آدمی تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب تھے۔ قرآن شریف نے مصلحت اور موقعہ کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک لفظ اس قسم کا بیان فرمایا ہے۔ کہ جہاں آپ کے بہت سے انوار و برکات اور فضائل بیان کئے ہیں وہاں بشر مثلکم بھی کہدیا ہے۔ مگر اس کے ہرگز یہ معنے نہیں ہیں کہ آنحضرت فی الواقعی عام آدمیوں جیسے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ آپکی شان میں اس لئے استعمال فرمایا۔ کہ دوسرے انبیاؤں کیطرح آپکی پرستش نہ ہو۔ اور آپ کو خدا نہ بنایا جاوے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ آپ کے فضائل و مراتب ہی سلب کر دئے جاویں۔

آخر کار تجویز ہوا۔ کہ ایک صاحب ذی وجاہت وذی اثر کے ہاتھ میں مہمانوں کی تواضع کا اہتمام دیا جاوے

۵ نومبر ۱۹۰۴ء بعد مغرب

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ کسوف اور خسوف کے ساتھ ہی قرآن شریف میں این المفر آیا ہے جس سے یہی مراد ہے۔ کہ طاعون اس کثرت سے ہوگی کہ کوئی جگہ پناہ کی نہ رہیگی پھر الہام **عفت الدیار محلہا ومقامہا** کے یہی معنے ہیں

حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود باعث ابتلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کی نسبت فرمایا کہ ان کا وجود دنیا کیلئے ابتلا ہی ثابت ہوا ہے یعنے ابتلا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ جو منکر ہوئے وہ بھی دوزخی تھے اور جو ان پر ایماندار ہیں۔ وہ بھی دوزخ کے کندے ہیں جیسے۔ کہ عیسائیوں کے عقائد اور عملی حالت سے واضح ہے پھر مسلمان بھی ان پر ایمان رکھتے تھے۔ وہ بھی غلو کر کے اور آسمان پر بٹھا کر مغضوب ہوئے۔ پس صرف مسیح کا وجود ہی اس قسم کا ہے۔ کہ جس کا دوست بھی جہنم میں اور دشمن بھی جہنم میں۔ اس قسم کا ابتلا کسی اور نبی کے وجود کے ساتھ نہیں ہے۔

عام طور پر بعض احمدی احباب کا یہ خیال ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو احمدی جماعت میں داخل نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ آج ایک استفسار کے جواب میں جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ اس امر میں جس تشدد سے کام لیا گیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور صرف اسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ جو کہ باوجود اتمام حجت ہونے کے پھر بھی شرارت اور فساد اور بغض و عناد سے قبول حق سے انکار کرتے ہیں۔ استفسار یہ تھا۔ کہ ایک شخص نے بذریعہ خط کے دریافت کیا کہ میں جہاں رہنے والا ہوں وہاں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں پر ابھی اتمام حجت پورے طور پر نہیں ہوا اور وہ بے خبر ہیں۔ جب اتمام حجت ہوئے گا۔ اور وہ انکار کریں گے اور اس قسم کی مشکلات پیش آویں گے۔ تو خود اللہ تعالیٰ کوئی راہ پیدا کر دیگا۔

حضرت حکیم الامت کی سنی وائیے

شیخ عبد الحی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمیٰ سلاسل الفضائل۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے۔ عمدہ کتاب ہے۔ اسکی قیمت مصنف نے ۴ چھ آنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شمس صاحب بہت مقروض ہو گئے ہیں اس لئے اب ۴ اس کتاب کو اصل قیمت پر میری معرفت فروخت کرانا چاہتے ہیں۔ ایک ماہ تک اسکی ۲ ہزار ہے۔ پس احمدی احباب اگر ہر ایک شہر میں ... کا بیان اسکی اصل قیمت

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ہر ایک چیز کو موت کیوں لگائی گئی

ہر ایک چیز چاہتی ہے کہ چونکہ میرا خالق لا انتہا ہے اسیطرح میں بھی لا انتہا بن جاؤں۔ پھر جب وہ بڑھنا چاہتی اور اپنی حد سے بڑھنے لگتی تو اسکی زیادتی کو نابود کیا جاتا ہے۔ اور اس کے صرف وہی اجزا باقی رکھے جاتے ہیں جو اسکی تخم ریزی کیلئے باقی رہ سکیں۔ تاکہ اس کا نام ونشان دنیا سے نابود نہ ہو جاوے۔ مثلاً اگر ایک گائی ہو اور وہ ۹ ماہ کے بعد ایک بچہ دیوے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اون سے بچے پیدا ہوں اور رفتہ رفتہ ان کے بچے پیدا ہوتے جاویں اور وہ سب محفوظ رہیں تو ایک ہزار برس کے بعد دنیا میں کل جگہ صرف گائیوں سے ہی پر ہو جاوے۔ اور انسان اور دوسری مخلوقات کیواسطے جگہ باقی نہ رہے۔ یا مثلاً اگر بڑھ کے درخت کے تمام بیجوں کو محفوظ رکھ لیا جاوے اور ان سب سے بڑھ پیدا ہوں اور سب محفوظ رہیں تو کچھ عرصہ کے بعد دنیا میں سوائے بڑھ کے اور کچھ نظر نہ آوے علیٰ ہذا القیاس۔ ہم جب بچے تھے تو ہمارا قد لمبا تھا اور آہستہ آہستہ بڑھتا گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اس حد تک پہونچا۔ تو پھر آئندہ اسکی ترقی بند ہو گئی۔ پس اسیطرح ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے جب وہ اس حد تک پہونچ جاتی تو پھر اسکو روک دیا جاتا ہے

ضرورت قرآن

ایک شخص پادری نے کتاب لکھی ہے۔ عدم ضرورت قرآن اور اسکی دلیل یہ لکھی ہے کہ چونکہ یہ ساری صداقتیں پہلی کتابوں میں موجود ہیں اسلئے اسکی ضرورت نہیں **فاما الجواب**۔ انجیل کی ساری تعلیم تو توریت میں موجود ہے۔ پھر انجیل کی ضرورت نہ تھی۔ توریت کی تعلیم قانون بابلیوں میں موجود تھی پس توریت کی ضرورت نہ تھی۔ قانون بابلیوں کی تعلیم وید میں موجود تھی پس قانون کی ضرورت نہ تھی اور ویدکی تعلیم ژند وست میں موجود تھی پس ویدکی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ مسیحی کہتا ہے کہ یہ احکام بحیرہ میں موجود ہیں پس کسی کتاب کی بھی ضرورت کیا ہے

پھر ایک شخص نے مجھے سوال کیا کہ انا القرآن کے کیا معنے ہیں۔ جبکہ قرآن کے معانی بہت سے اور شکل میں

جواب۔ اگر یہ بعض باتیں متفرق طور پر ہیں اگر تلاش کرنے پڑتے۔ تو کتنا مشکل ہوتا۔ یہ ہمیں قرآن کا احسان ہے کہ جہاں بہت سے متفرق اقوال سچائی اور توحید سے بھرے ہوئے ہمارے لئے یکجا کر دئیے پھر ہمیں یہ دقت ہوتی کہ جہاں بہت سی کتابیں جو بعض ملتیں اور بعض کا ملنا ناممکن ہوتا۔ تلاش کرنے کے اگر پڑتے اور پھر ان میں سے کھرا اور جھوٹ کو الگ کرتے اور نیکی بدی کی تمیز کرتے پھر اس سب کو کسی خاص زبان میں یکجا جمع کرتے۔ اسقدر تضیع اوقات اور ان تمام دقتوں سے قرآن کریم نے ہم کو بچالیا۔

۲۔ پھر یہ جو کہتا ہے کہ یہ سب احکام کانشنس میں جمع ہیں۔ انکی اطلاع کی ہمیں ضرورت نہ تھی۔ پہلے کوئی شخص مان سے نکاح کرتا اور اس سے جماع کر کے بچہ پیدا کرتا اور پھر اوس کے بد نتائج معلوم کرتا۔ تو پھر معلوم ہوتا کہ ماں سے جماع کرنے سے یہ نقصان ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ پھر کوئی دوسرا شخص کہتا کہ تمہاری تحقیقات اور تجربہ غلط ہے۔ ہم تجربہ کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم نے ہمکو ان ساری دقتوں سے بچالیا

۳۔ پھر قرآن کریم نے تمام دعاوی کو دلائل سے ثابت کر دکھایا ہے

۴۔ پھر قرآن جامع ہے تمام مختلف چیزوں کا جیسے فرمایا۔ **نزلنا علیک الکتاب لتبین لہم الذی اختلفوا**۔ پارہ ۱۴۔ یعنے قرآن کریم اختلافات کو بیان کرنے کے واسطے آیا ہے۔ مثلاً کہیں آدم۔ نوح۔ ابراہیم موسیٰ۔ وغیرہ انبیا کی موت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو صرف مسیح کا ہی ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ آنحضرت کے تیرہ سو برس بعد ہی ہوگا۔

پھر اسکی مثال دی ہے۔ **انزل من السماء ماء** یعنے یہ غلہ اناج وغیرہ کا بیج ہوا اور زمین میں موجود ہوتا ہے پھر جبتک آسمان سے پانی نازل نہ ہو اوس سے انمیں نشو نما پیدا نہ ہوں تب تک وہ غذا تمہارے کہانے کے قابل کب ہو سکتی ہے۔ اوپر سے ہمارا مینہ آوے نیچے سے وہ دانہ نشو و نما پاوے۔ تب تم اوسکو حاصل کر سکتے ہو۔ پس تعلیم دنیا میں ضرور ہوتی ہے جبتک آسمانی بارش یعنے الہام نازل نہ ہو وہ تعلیم نشو نما نہیں پا سکتی۔

پھر فرمایا۔ **وان لکم فی الانعام لعبرۃ**۔ دودھ۔ اسی چارہ وغیرہ میں موجود ہوتا ہے۔ پھر کیا تم انمیں سے اوس کو الگ کر سکتے ہو۔ ہرگز نہیں پس دین کی حقیقت کیواسطے بھی ایک کل ہونی چاہئے۔ کہ وہ تمہیں الگ کر کے دیوے۔ اور یہ کل انبیاء ہے۔ پھر فرمایا۔ **ومن ثمرات النخیل والاعناب** میں نشو و نما۔ عمدہ میوہ اور پھل وغیرہ یہ بھی سب پیشتر میں موجود تھے۔ پر جو درخت ہم نے اس کام پر لگائے ہیں کہ کھجور کو کھجور اور انگور کو انگور کرے۔ ان کے سوائے تم انکو حاصل نہیں کر سکتے۔ اور نہ کہا سکتے ہو۔

پھر فرمایا۔ **واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا**۔

یہ جو شہد نشو و نما۔ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو زہر اور وبا کی ضرورت پیش آتی ہے اور لاکھوں بوٹیوں کا خلاصہ ہوتا ہے۔ اور یہ نعمت ہمیں مکھی کی وحی سے حاصل ہوئی۔ پھر جب انسان کو وحی ہوتی ہے تو کیا وہ مکھی کی وحی سے بھی گئی نہ ہوگی۔ اور کیا مکھی کو تو وحی کی ضرورت ہے اور انسان اوسکی کوئی ضرورت نہیں ؟

حضرت اقدس مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سیالکوٹ میں

(نمبر دوم)

تلافی مافات گذشتہ اشاعت کے بعد ہمیں ہمارے کرم بہائی میرزا خدا بخش صاحب نے تاریخی نکتہ خیال سے یاد دلایا کہ اس امر کا تذکرہ رہ گیا ہے کہ دارالامان سے روانہ ہونے سے پیشتر حضرت اقدس کے سفر کے انتظام کے متعلق مختلف احباب کو مختلف خدمات سپرد کردی گئی تہیں چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب گاڑی کے ریزرو کرانے اور سواری کا انتظام کرنے پر مامور تہے اور خود جناب مرزا خدا بخش صاحب انتظام اسباب کے منتظم تہے۔ اس تلافی مافات کے بعد اب ہم سلسلہ سابقہ سے آگے چلتے ہیں۔

لیکچر گاہ جیساکہ ہمارے ناظرین کو اشتہار لیکچر کے پڑہنے سے معلوم ہو چکا ہے لیکچر کیلئے ہز ہائینس مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کی وسیع سرائے (جو ریلوے سٹیشن کے متصل واقع ہے) تجویز ہوئی تہی چنانچہ یکم نومبر کی شام کو بڑی عجلت اور تیزی کے ساتھ اس میں کٹا سیالوں کا انتظام کیا گیا۔ اور دریوں کا فرش بچہایا گیا ایک مختصر سا پلیٹ فارم طیار کر لیا گیا اور کرسیوں وغیرہ کو ترتیب سے لگا یا گیا۔

غالباً ہمارے ناظرین حیران ہوں گے کہ جب کہ لیکچر کا دیا جانا قرار پا چکا تہا پہر عین وقت پر یہ انتظام کیوں کیا گیا؟ کیوں نہ پہلے سے سب کام آراستہ کر لیا گیا اصل بات یہ ہے کہ پہلے لیکچر کیلئے اسی محلہ میں جہاں حضرت حجۃ اللہ فروکش تہے ٭ جناب سید میر حسن صاحب کا ایک خالی میدان لیکچر کیلئے تجویز ہوا تہا۔ لیکن بعد میں مکان کی تنگی کے سوال نے جماعت سیالکوٹ کو تبدیل لیکچر گاہ کیلئے متوجہ کیا۔ اس لئے اسقدر جلدی میں وہ سب سامان جو ایک جگہ لگا یا گیا تہا اکہاڑنا پڑا۔ اور اس کے بعد اسے دوسری جگہ نصب کرنا کوئی معمولی بات نہ تہی۔ مگر ہمارے مستعد اور جوان ہمت احباب نے جس خوبی اور چابکدستی سے یہ انتظام کیا وہ حیرت انگیز تہا۔ سب سے بڑھکر جس امر نے ہمیں متعجب کیا وہ میر حکیم حسام الدین صاحب کا اس پیرانہ سالی میں کام کرنا تہا۔ مختصر یہ کہ لیکچر گاہ راتوں رات تمام ضروری سامان سے اراستہ کیا گیا ٭ لوگوں کو جگہ نہ ملنے کا اسقدر خیال تہا کہ بہت سے لوگ تو رات ہی کو وہاں سو گئے اور اکثر علے الصباح اٹہ کر فجر کی نماز سے بہی پہلے وہاں جا سوئے۔

ہم اور ہمارے مخالف لیکچر جس کامیابی سے ہوا۔ اور لیکچر کے سننے والے کسقدر مشتاق تہے اس کا ذکر ہم ذرا آگے چلکر بیان کریں گے۔ پہلے یہ دکہانا ضروری سمجہتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے کیا کیا اور خدا تعالے نے

برگزیدہ کی راہ میں وہ کسطرح تاک لگا کر بیٹھے اور کس کس طرح انہوں نے سیالکوٹ کی اسلامی پبلک کو وہاں جانے سے روکا اور آخر اپنے اس مقصد میں انہیں کسقدر ناکامی ہوئی۔ یہ سب امور اس قابل ہیں کہ نہایت تدبر اور غور کن طبیعت کے ساتھ ان پر نظر کیجاوے۔

مخالفت کا سلسلہ کب سے شروع ہوا اس سلسلہ مخالفت کی ابتدائی تاریخ وہ تہی جب ہمارے محسن و مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے درخشندہ گوہر **مسلمانوں کے لیڈر** (یہ الہامی فقرہ مولوی صاحب کی شان میں ہے) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے وہاں قدم رکہا تہا۔ سیالکوٹ میں مولویصاحب کی آمد کیا تہی ع

اک آواز میں سوتی بستی جگا دی۔

ان کا وہاں قدم رکہنا تہا کہ مخالفت کا ایک طوفان بے تمیزی جوش میں آنے لگا۔ اور جب انہوں نے سیالکوٹ میں تقریر کرنے کا اشتہار دیا اور ان کی ایک تقریر میں ایک سیالکوٹی ملا اپنی شتاب کاری کے باعث نکالا گیا تو اس نے ایک خطرناک جوش پیدا کر دیا۔ اور اپنی چیخ و پکار سے اپنے دوسرے ہمسفروں کو اکٹہا کرنے کا منصوبہ کیا گیا۔ کہ جہانتک ممکن ہو مخالفت کیجاوے۔

یہ مخالفت ہمارے سلسلہ کی سچائی کا ثبوت ہے

اس مخالفت کو دیکہ کر ہمیں حیرت نہیں بلکہ خوشی ہونی چاہیے کیونکہ یہ ہمارے سلسلہ کی سچائی کی زبردست دلیل ہے۔ اگر اس سلسلہ میں سچائی نہ ہوتی اور وہ خدا تعالے کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکی ہرگز ہرگز مخالفت نہ کیجاتی ٭ یہ مخالفت اس امر پر کامل دلیل ہے کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے۔

صداقت کی مخالفت کیوں کیجاتی ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان چونکہ **حق** کا دشمن ہے وہ اسکی اشاعت کو پسند نہیں کرتا اس لئے مختلف صورتوں اور شکلوں میں وہ اسکی مخالفت کے مشن کو پورا کرتا ہے۔

حقیقت میں حیران کر دینے والی بات ہے کہ دنیا میں بہت سے بدکار۔ فاسق۔ فاجر۔ امن عامہ کے دشمن جرائم پیشہ لوگ موجود ہیں لیکن انکی مخالفت کیلئے اسقدر جوش اور تحریک کبہی پائی نہیں جاتی جسقدر ایک مامور من اللہ اور مصلح ربانی کی مخالفت کیلئے جوش اور غضب ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی پاک سیرۃ کو پڑہو اور غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ابناء دنیا نے ان پر اپنے زعم فاسد میں زمین کو تنگ کر دیا اور ہر طرح سے ان کی مخالفت پر تلے تہے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے انہیں کامیاب کیا۔ اس مخالفت میں ایک سر یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اسکی قدرت اور تصرف پر ایک **زندہ ایمان** پیدا ہو۔ کیونکہ وہ انسان جو خدا تعالے کی طرف سے آتا ہے مادی دنیا والے تو اپنے اسباب اور منصوبوں سے اسپر ٹوٹ پڑتے ہیں پہر اس کا بامراد ہونا اور کامیاب ہونا اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور تصرف سے نہیں ہے تو پہر ہمیں کوئی بتائے اور وجہ انکی کامیابی کی کیا ہوتی ہے۔

غرض

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی سیالکوٹ

تشریف بری اور پہر سیالکوٹ میں انکی تقریروں کے عام اثر نے جب سعادت مندوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تو آدم کے ابتدائی دشمن نے اپنی ہلاکت کو محسوس کرتے ہوئے **مخالفت حق** کا پہلو اختیار کرنا چاہا اس کے بعد ہمارے مخالف لوگوں نے آخر لاہور اور دوسرے مقامات سے جہاں ان کو موقع ملا ان لوگوں کو بلایا جو اس سلسلہ کی مخالفت اور تبلیغ اور نازیبا مخالفت میں دستار فضیلت حاصل کر چکے تہے جوں جوں حضرت اقدس کی آمد کا شہرہ سیالکوٹ میں ہوتا گیا اور آنے کے دن قریب ہوتے گئے اسیقدر مخالفت کا بازار گرم اور تیز ہوتا گیا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ظاہر کیا ہے۔ ان لوگوں نے سیالکوٹ کے مسلمانوں سے کوئی دقیقہ اس قسم کے معاہدہ کرنے میں نہ چہوڑا کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے ہرگز نہ جائیں گے۔ جب وہ اس قسم کے معاہدہ دن اور روزانہ وعظوں میں بہی کامیاب نہ ہوئے اور ہزاروں ہزار مخلوق حضرت کی زیارت کیلئے پہونچی۔ تو دوسری کوشش انہوں نے اس جلسہ کو ناکام بنانے کی شروع کی قرآن شریف میں آدم اور **ابلیس** کے مقابلہ میں پڑہا کرتے تہے۔

قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم ثم لآتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولا تجد اکثرھم شاکرین۔

اوس نے کہا کہ میں تیرے بندوں کو ضرور ضرور راہ راست سے پہیر دوں گا اور کبہی آگے سے کبہی پیچہے سے کبہی دائیں سے کبہی بائیں سے انپر حملہ کروں گا۔ اور انہیں اغوا کروں گا اور انکو ناشکر اور ناسپاس بنا دوں گا۔

ایسا ہی قرآن شریف میں ہم پڑہتے تہے واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا اور اسیطرح مختلف مقامات قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے تذکرے پڑہتے تہے جو یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ٹہرائے گئے ہیں لیکن ہم سچ کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالے کا مامور اور رسول نہ آیا ہوتا تو ان آیات کی تفسیر جو کچہہ بہی ہوتی وہ خیالی ہوتی مگر اب واقعات دکہاتے ہیں اور یہی قرآن کریم کا زندہ معجزہ ہے۔

غرض

ہمارے مخالفوں نے اپنی پہلی کوشش میں ناکام اور نامراد رہکر اس لیکچر میں لوگوں کو جانے سے روکنے کی جو کوششیں کیں انمیں سے یہاں ہم فی الحال ایک کا ذکر کرتے ہیں ٭ جس سے دوسری ساعی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ کسی دوسرے مقام پر مخالفوں کے چلنج پر بہی ہم نظر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالے۔

لیکچر میں جانے سے روکنے کی کوشش ناظرین لیکچر کے اشتہار میں پڑہ چکے ہیں کہ حضرت اقدس کے لیکچر کا وقت سات بجے رکہا گیا تہا اس لئے ہمارے مخالفوں نے جیساکہ ان کے اشتہار سے معلوم ہوگا وعظ کا وقت ساڑہے چہہ بجے صبح رکہا یعنے آدہ گہنٹہ پیشتر اور پہر

جس راستہ سے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کا گذر تہا۔ اور جو جو راستہ مخلوق کے آنے کے تہے ان تمام راستوں کو روکا گیا جیساکہ ان کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے جو ہم بیان دیتے ہیں۔

اعلان

جمیع اہل اسلام کو واضح ہو کہ کل بروز بدھ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء بوقت صبح ۶ بجے علمائے کرام حنفیہ کا مقامات ذیل پر وعظ شروع ہوگا سب اہل اسلام تشریف لاکر ثواب دارین حاصل کریں۔

تقسیم مجالس وعظ مولویصاحبان حنفیہ بروز بدھ مورخہ ۲ نومبر بوقت ۶ بجے

نام مقام	نام علمائے کرام
۱۔ مسجد کلاں دو دروازہ	جناب مولوی غلام مصطفےٰ صاحب امرتسری
۲۔	جناب مولوی نور محمد صاحب واعظ لکہنوی حال وارد سیالکوٹ۔
۳۔ اڈہ آغا محمد شہباز خاں صاحب	مولوی نور اللہ شاہ ملتان محمد بخش صاحب لاہوری و مولوی خیر شاہ صاحب۔
۴۔ متصل دروازہ سرائے	عالیجناب سید جماعت علیشاہ صاحب و حافظ ظفر علی صاحب۔
۵۔ مکان شیخ عبداللہ ترکمان متصل سرائے	مولوی نور الحسن صاحب مولوی غلام اللہ صاحب قصوری

المعلن

ماسٹر کرم الٰہی بی۔ اے مختار وغیرہ

اس اشتہار کو پڑہ کر ناظرین ممکن ہے اس نتیجہ پر پہونچیں کہ پہر تو جلسہ میں پوری ناکامی ہوئی ہوگی لیکن نہیں مخالفوں کی **خلاف** امید جلسہ پوری کامیابی کے ساتہ ہوا۔ اور ان کا منصوبہ انہیں پر پڑا اپنے ان کو اپنے مقاصد میں پورا ناکام ہونا پڑا وہ چاہتے تہے کہ لیکچر سننے کو واسطے کوئی متنفس بہی وہاں نہ جاوے اور اپنی طرف سے انہوں نے سارے ناکے اور راستہ روکے تہے۔ وقت مقررہ سے پہلے کا وقت مقرر کیا تہا مگر عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔

انکی شور و پکار سے جسقدر لوگ جمع ہوئے تہے بجز بعض متعصب مخالفوں کے خود ان کے ہی پاس کوئی متنفس نہ رہا۔

غرض

مخالفوں نے اپنی جگہ یہ انتظام کیا تہا۔

حضرت کا جلوس یوں تو کل یوم ہوئی شان ہوتا ہی ہے مگر ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کی صبح سیالکوٹ میں عجیب وغریب صبح تہی جو لا انتہا برکات اور سعادتیں لوٹتے ہوئے اہل سیالکوٹ کے واسطے آئی تہی سعادتمند خدا ترسوں کیلئے راحتی اور سلامتی کے فرزندوں کے واسطے برکات کا تحفہ پیش کر رہی تہی۔ دشمنان حق اور خدا تعالیٰ کے سرکشوں اس کے ماموروں کے دشمنوں کیلئے ان کے حسب حال بدانجام پیش کرنیوالی تہی۔ آج وہ دن تہا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکچر گاہ کو جا رہے تہے۔ جاکر خدا تعالیٰ کے تازہ فضلوں اور انعامات کو پیش کرنیوالے تہے

(نوٹ صفحہ ۲ پر جو غیر احمدی کے پیچہے نماز کا مسئلہ درج ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

سے شہر ہی سے بازار کی دورویہ دوکانین بام در تک سر بسر نظر اٹہاؤ آدمی ہی آدمی نظر آتے تہے۔ مخالف ملان جسقدر رو عناً لکہار لوگون کو زیارت سے روکتے تہے اسیقدر زور کیساتہہ لوگ اوپر آرہے تہے۔ قریباً ساڑھے چہبجے اعلیٰ حضرت اپنے ایوان سے نیچے اترے۔ ملاقات کرنیوالے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تہے آخر یہ انتظام کیا گیا کہ اسوقت مصافحہ کرنیوالون کو روکدیا جاوے۔ حضرت ابہی مکان

برکت دینا سے اترے نہ تہے کہ ایک شخص میان نیاز علی نام نے حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب کے توسط سے نہایت عجز والحاح سے عرض کیا کہ حضور جب لیکچر گاہ کو تشریف لے چلیں تو میرے گہر مین قدم ضرور رکہدین تاکہ آپ کا مبارک قدم میرے گہر مین برکات کا موجب ہو۔ یہ حسن ارادت وعقیدت حضرت اقدس کو اس کے گہر لے گیا اور دو تین منٹ اس کے گہر مین رہکر حضرت تشریف لے آئے۔

روانگی لیکچر گاہ کو اور اپنی گاڑی مین تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بیٹہے ہوئے تہے۔ بازار مین گاڑیون کا اچہا خاصہ سلسلہ تہا قریباً پندرہ سولہ گاڑیان یکے بعد دیگرے کہڑی تہین۔

انتظام حکام مقامی حکام نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے قیام امن کیلئے پورا انتظام کر رکہا تہا۔ عالیجناب سردار محمد یوسف صاحب سیٹی مجسٹریٹ خاص کر اس انتظام کیلئے مامور تہے جنہون نے کمال دیانتداری پورے انصاف اور دانشمندی کے ساتہہ اس فرض کو ادا کیا۔ سردار صاحب نے باوجود اس سن وسال کے جس مستعدی سے امن کو قائم رکہا اور انتظام کیا بلا مبالغہ کہتے ہین کہ انہین کا حصہ ہے۔

وہ نرے مجسٹریٹ ہی نہ تہے بلکہ پورے سپاہی تہے اپنے ہاتہہ سے سب انتظام کرتے تہے اور ہمین حیرت ہوئی جب دیکہا کہ وہ ابتدائے لیکچر سے اخیر تک اڑہائی گہنٹے کے قریب جلسہ گاہ مین برابر کہڑے رہے۔ ایک سکنڈ یا طرفۃ العین کیلئے بہی کرسی پر نہ بیٹہے انہین بہی اللہ تعالیٰ ایسے نیک دل حکام کو رعایا کی بہتری اور بہلائی کیلئے دیر تک سلامت رکہے۔ وہ شہر اور وہ رعایا بہت ہی خوش قسمت ہے جہان ایسے مستعد مزاج جوان ہمت سرگرم حکام ہون خیر یہ تو ضمنی بات تہی۔ پولیس نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے پورا انتظام کیا تہا۔ انسپکٹر پولیس صاحب بہی اس جلوس کے ساتہہ تہے۔ وہ نظارہ عجیب تہا جبکہ خدا کا مسیح ہزارون ہزار انسانون کے درمیان دو گہوڑون کی گاڑی پر بیٹہا ہوا جا رہا تہا۔ اور اس کے راستہ تمام درو دیوار اور کوٹہے زن و مرد سے لدے ہوئے تہے اور اس کا دیدار کر رہے تہے۔

مسیح اور مسیح موعود اس نظارہ کو دیکہہ کر ہمین غریب یسوع ناصری یاد آ گیا۔ جو نہایت حسرت بہرے لہجے مین کہتا ہے۔

آہ! لومڑیون کے لئے ماندین اور ہوائی پرندون کیلئے بسیرے مگر ابن آدم کو جگہ نہین کہ اپنا سر دہرے یہ الفاظ یا اسی کے ہم معنی الفاظ کیسے شکستہ خاطر اور گمنام شخص کی حالت کو ظاہر کرتے ہین برخلاف اس کے خدا کا یہ برگزیدہ مسیح موعود عجیب خداداد شان اور شوکت کے ساتہہ جلوہ گر ہوا ہے وہ گمنام تہا لیکن ان کا نام **آفاق مین پہیلایا گیا** اسکی موافق جو خدا نے اسے کہا کہ مین تیرا نام آفاق مین پہیلاؤنگا۔

وہ تنہا تہا لیکن لاکہون انسانون کو اس کا قادر خدا کہینچ کر اس کے قدمون پر زندہ کرنے کیلئے لے آیا اسی کے موافق جو پہلے سے کہا تہا کہ

یَأتُونَ مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیقٍ + وَیَأتِیکَ مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیقٍ

انہین باتون کو مد نظر رکہکر اور دوسرے وجوہات وفضیلت کو دیکہہ کر ہم کہتے ہین کہ خدا کے جری کو سزاوار ہے اور فی الحقیقت سزاوار ہے جو کہے

ابن مریم کے ذکر کو چہوڑ دو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس دورویہ انسانون کی سڑک مین یہ جلوس گذرا لوگ گاڑی کے ساتہہ بہاگے جاتے تہے اور ایک دوسرے پر گرے پڑتے تہے کچہہ عجب نہین کہ کئی بیچارے مجروح ہوئے ہون۔ مگر یہ عجیب کشش اور جذب تہا کہ ایسی حالت مین ہی لوگون کو کہینچے لئے جاتا تہا۔

دوکانین اس روز جلسہ مین شریک ہونے کی خوشی یا شوق کی وجہ سے بند تہین اور وہان آدمی ہی آدمی کہڑے نظر آتے تہے۔

مخالفون کے مجمعے راستہ مین گذرتے وقت مخالفون کے اڈون اور مجمعون پر بہی ہم نے ایک نظر کی۔ وہان کیا ہو رہا تہا ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجہکر بغیر کسی تعصب یا ضد کے کہتے ہین کیونکہ ہم تو ان مخالفون اور سب و شتم کرنیوالون کو اس کہیت کی کہاد سمجہتے ہین وہ اس بازار کی رونق کا ذریعہ ہین اور اس حسن کی خوبیون کے اظہار کا باعث ہین۔ نعم ما قیل۔ ع

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ وسیہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بخصمے کار درجنگ و نبرد
کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
در جہالت ہاست عزو وقر عقل تام را
حجت صادق زنقض وقدح روشن تر شود
عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

اس بات پر ہم مخالفون کے مجمع کے متعلق حالات بیان کرتے ہوئے ہرگز مبالغہ یا تعصب سے کام نہین لیتے ان مجمعون مین ہم کوئی دو ڈیڑہ سو سے زیادہ آدمی مجتمع نہین دیکہہ سکے۔

جو لوگ سڑک پر دورویہ **حضرت اقدس** کی زیارت کے لئے کہڑے ہوئے تہے ان کو اس مجمع مین شامل قرار دینا خطرناک غلطی ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے خدام کی سواری ان مجمعون کے پاس سے گذری تو ان لوگون نے کیا کیا؟ اس کا ذکر کرنا شاید اس کے بہول جانے سے بہتر ہوتا۔ مگر نہین ہم دکہانا چاہتے ہین کہ انہون نے کیا کیا؟

ان کے اشتہار کو پڑہکر ہمین خیال ہوا تہا کہ ان علماء کے مجمعون مین جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے قرآن کریم کے حقائق اور معارف بیان ہوتے ہون گے لیکن ہماری حیرت اور تعجب اور اس کے ساتہہ ہی افسوس بہی بڑہ گیا جب دیکہا کہ وہان گالیون کے سوا اور کوئی شغل نہین۔ ان کی گالیان سن کر حضرت حجۃ اللہ کے استغنا اور کمال اعراض نے آپ کے قول کی فعل سے تصدیق کرا دی جو فرمایا ہے

گالیان سن کے دعا دیتا ہون ان لوگون کو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گہٹایا ہم نے

حضور **واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما** اور **اعرض عن الجاہلین** پر عمل کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔

ان دعظ کے اڈون سے گالیون کے سوا دوسری آواز جو آتی تہی وہ یہ تہی کہ خبردار کوئی سر لئے مین نہ جاوے مگر اس آواز کے ساتہہ ہی لوگ جو برابر جا رہے دوڑے جاتے تہے اور کچہہ بہی اثر انپر نہ ہوتا تہا۔ شور مچانے والون کی رنگین بہول بہول جاتی ہین اور مخلوق کی دوڑ دہوپ کی ناک اٹہا کر اور بہی ان کی آواز پر برا اثر کر رہی تہی۔ ہم بہی اس نظارہ کو دیکہتے ہوئے گذر گئے۔

اور مسلمانون کی اس حالت پر تاسف کرتے ہوئے خوش ہوتے تہے کہ یہی حالت بد اس **مسیح موعود** کی ضرورت کا **زندہ ثبوت** ہے اگر یہ حالت ان لوگون کی نہ ہوتی ہوتی۔ تو کچہہ ضرورت نہ تہی کہ کوئی مسیح ومہدی آکر انکی اصلاح کرتا۔ وہ لوگ تو جوش مخالفت مین اندہے ہو کر گالیان دیتے تہے اور **واتشمند عاقبۃ المکذبین** کے نظارون سے سبق لینے والے انہین ہی **مسیح موعود** کی صداقت پر دلیل لاتے تہے۔ غرض

پہر لیکچر گاہ یہ سارا جلوس لیکچر گاہ مین داخل ہو گیا اسوقت لوگون کا اضطراب اور کشمکش بہی عجیب لطف بخش تہی ہر شخص کوشش کرتا تہا کہ مین اسی جگہ پر بیٹہون جو قریب تر ہو جہان سے وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مامور اور معزز لیکچر پڑہنے والے کو دیکہہ سکے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ وہ دو تہائی اسی سرزمین سیالکوٹ مین اپنی عمر کا نمایان حصہ بلکہ وہ حصہ جو عنفوان شباب کا حصہ کہلاتا ہے گذار چکے تہے۔ یعنے حضرت اقدس مسیح موعود بہی سیالکوٹ مین چوتہائی صدی ہیشتر کے قریب رہ چکے تہے اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تو خاص سیالکوٹ کے باشندے اور وہین کے رہنے والے ہین۔ حاضرین اور باشندگان سیالکوٹ کی نگاہ مین حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور تکریم تو بہرحال ہونی ہی تہی مگر سیالکوٹ مین مولوی عبدالکریم صاحب بہی خاص عزت اور تکریم کی نظر سے دیکہے جاتے ہین جو مولوی صاحب کی پاک سیرۃ کا عمدہ گواہ ہے۔

پہر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ ہر شخص چاہتا تہا کہ وہ نمایان جگہ حاصل کرون اور جہانتک جس سے ممکن ہوا وہ اپنے اس مقصد مین کوشش کرتا رہا۔

سامعین سامعین کے مجمع مین ہر مذاق ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگ موجود تہے سامعین کی ٹہیک مقدار بتانا ہمارے امکان سے باہر ہے۔ ہزارہا انسان وہان موجود تہے اور خوشی کی بات ہے کہ شہر کی کل فہمیدہ اور معزز پارٹی وہان موجود تہی یہ ہماری اپنی ہی رائے نہین بلکہ جب ہم لیکچر کے بعد فارغ ہو کر شہر مین بعض کارخانون کے دیکہنے کو گئے جن کا تذکرہ ہم کسی دوسرے وقت انشاء اللہ کرینگے تو ہمین سیالکوٹ کے ایک مشہور ومعروف کارخانہ سپورٹس ورکس کے معزز مالک سردار گنڈا سنگہ اور بہرائے صاحب سے ملنے کا موقع ملا۔ وہ بہی لیکچر گاہ میز موجود تہے۔ ہم نے ان سے پوچہا کہ آپکے خیال مین لیکچر گاہ مین سیالکوٹ کی معزز اور ذی علم سوسائٹی کس حد تک موجود تہی انہون نے فرمایا کہ میری اپنی رائے یہ ہے کہ قریباً کل معزز اور تعلیم یافتہ سوسائٹی ہندو مسلمانون اور سکہون کی وہان موجود تہی۔ انہون نے یہ بہی فرمایا کہ میری رائے مین اتنا بڑا مجمع کسی لیکچر کے سننے کیواسطے کبہی نہین ہوا۔ ہان مقلدون اور غیر مقلدون کا جب باہم مباحثہ یا جہگڑا ہوا تہا اسوقت تو ایک بہت بڑا مجمع تہا اس کے بعد شاید مین نے اتنا بڑا مجمع سیالکوٹ مین نہین دیکہا۔ حقیقت مین سردار صاحب کی رائے بالکل صاف اور درست تہی سامعین مین تو شاید مجسٹریٹ وکلا دوسرے تعلیم یافتہ لوگ اور معزز اصحاب جو ہر قوم مین سمجہے جاتے ہین موجود تہے۔

نشست گاہ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ایک لکڑی کا پلیٹ فارم بنایا گیا تہا جسپر حضرت اقدس کی نشست تہی اور بہی اونچی تہی تاکہ سب لوگ اطمینان سے ساتہہ زیارت کر سکین۔ پلیٹ فارم پر چند کرسیان رکہی گئی تہین جنپر شہر کے اکثر عمائد تشریف فرما تہے۔

اور شامیانون کے نیچے دری کا فرش تہا جس کے تین طرف یعنے اگلا حصہ چہوڑ کر جدہر سے لوگ آرہے تہے کرسیان بچہا دی گئی تہین جنپر تعلیم یافتہ معززا اور فہمیدہ پارٹی سیالکوٹ کی تشریف فرما تہی۔

انتظام اس موقع پر بہی انتظام کا وہی رنگ تہا جو ہم پہلے بیان کر آئے ہین۔

حضرت اقدس لیکچر گاہ مین جیسا کہ ابہی ہم نے اوپر بیان کیا ہے لکڑی کے پلیٹ فارم پر ایک نمایان جگہ پر ایک کرسی بچہی ہوئی تہی اسپر اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرخ جبہ پہنے ہوئے جلوہ افروز تہے آپ کا نورانی چہرہ۔ غض بصر کا عملی سبق دینے والی آنکہین ناظرین اور سامعین کو اپنی طرف خصوصیت سے متوجہ کر رہی تہین۔ آپ کی شکل وشباہت انبیاء بنی اسرائیل کا سا نمونہ دکہا رہی تہی۔ غرض حضور کچہہ اس شان سے جلوہ افروز تہے کہ ہمارا قلم اسے ادا نہین کر سکتا دل بے اختیار آپ کی طرف کہنچے جاتے تہے

ہم اپنی اندرونی کیفیت کا ذکر کر سکتے ہیں کہ اسوقت خواہ مخواہ نیکی ۔ خدا ترسی نوع انسان کی خدمت کے خیالات موجزن تھے ۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ اس وقت پاک تحریک کرنے میں مصروف ہیں ۔ اور ان ملائکہ کے نزول کا باعث یہی خدا رسیدہ بزرگ تھا حضور کے ساتھ ہی کرسی پر حضرت حکیم الامت اور آپکے ساتھ ہی ایک میز کے سامنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تشریف فرما تھے

جلسہ کی کارروائی کا آغاز

چاروں طرف قدرتی طور پر سناٹا اور خاموشی تھی ۔ کہ یکایک اس مہر خاموشی کو ایک معزز بیرسٹر نے توڑا یعنے کھڑے ہو کر فرمایا ۔

میں اس جلسہ کیلئے جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کو پریسیڈنٹ ہونے کیلئے پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب صاحب منظور کریں گے ۔

اس تجویز کی جو بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ جناب مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا نے کی تھی تائید ہوئی ۔ اور حضرت حکیم الامۃ افتتاحی تقریر پر کھڑے ہوگئے

حکیم الامۃ کی افتتاحی تقریر

ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر

سرائے میں منعقد ہونیوالے آج کے جلسے نے جب حضرت حکیم الامت کو افتتاحی تقریر کیلئے کھڑے ہوتے دیکھا تو کچھ بھی تعجب نہیں کہ ایسوسی ایشن آف آئیڈیاز نے حکیم الامۃ کی اس حالت کیطرف متوجہ کیا جب آپ ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کے خاندان کے خاص طبیب تھے ۔ اور ایک ممتاز عہدہ دار تھے وہی شخص آج محض خدا کے لئے اور صرف خدا ہی کیلئے درویشانہ (ایسی درویشی پر ہزاروں سلطنتیں نثار ہوں) حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور پبلک کو سنائے جانے والے لیکچر کیلئے اپنی افتتاحی تقریر میں خطاب کرتا ہے ۔

مولویصاحب کا بجائے خود وجود حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک زندہ لیکچر تھا اور یوں آپ کی صداقت پر یہ چوتھی عینی دلیل تھی یعنے پہلی دلیل تو وہ جذب و کشش تھا جو حضرت اقدس کی زیارت کیلئے عوام میں پیدا ہوگیا تھا اور دوسری دلیل مخالفین کی حالت اور تیسری دلیل خود اعلیٰحضرت کا وجود مبارک اور چوتھی دلیل حکیم الامۃ کا اپنا وجود ۔

غرض حکیم الامۃ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں سامعین کو مخاطب کیا ۔

دنیا میں بہت سے جلسے ہوا کرتے ہیں ان کے اغراض اور مصالح مختلف ہوتے ہیں ۔ بعض جلسے اس قسم کے ہوتے ہیں کہ انمیں ملکی اور سیاسی امور پر بحث ہوتی ہے بعض جلسے اس غرض سے ہوتے ہیں کہ انمیں کسی خاص قوم کی اصلاح کیلئے غور کیا جاتا ہے ۔ اور بعض اصلاح اخلاق کے لئے ہوتے ہیں ۔ لیکن آج حسن اتفاق سے اور خوش قسمتی سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ایک موقع دیا ہے کہ ایک لیکچر سنیں اور پھر اس کے مضامین پر غور کریں ۔

بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو ایک بات سنتے تو ہیں لیکن چونکہ اوس پر غور نہیں کرتے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کا سننا اور نہ سننا برابر ہو جاتا ہے اور جب انہیں پتہ لگتا ہے کہ ہم اس کے فوائد سے محروم ہوگئے ہیں تو اسوقت انہیں دست افسوس ملنا پڑتا ہے اس مضمون کو قرآن شریف کی ایک آیت میں نہایت ہی لطیف طور پر بیان کیا ہے کیونکہ انسان ایک وقت اپنی غفلت پر پچھتاتا ہے مگر اسوقت اس سے کچھ بھی بن نہیں پڑتا چنانچہ فرمایا ہے ۔

لوکنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر

کاش ! ہم ان باتوں کو سنتے اور پھر عقل سے کام لیکر انپر غور کرتے تو آج ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے ۔ یہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے وہ باتیں نہ سنیں اور انپر غور نہ کیا جیسی آج اس لیکچر کے ذریعہ آپ لوگوں کو سنائی جانی مقصود ہیں ۔

عقل انسان کے اندر ایک قوت اور طاقت ہے جسکا صحیح استعمال انسان کو بری کارروائیوں سے بچالیتا ہے اور جلد بازی اور شتاب کاری سے روک کر غور کرنے اور سوچنے کی عادت پیدا کرتا ہے ۔

عقل کے معنے روکنے اور باندھنے کے ہیں چونکہ یہ انسان کو جذبات نفسانی کے روکنے کے لئے کام دیتی ہے اس لئے عقلمند وہی ہوتے ہیں جو اپنے جذبات پر حکومت کرتے ہیں ۔ اور نہایت اطمینان اور سکینت کے ساتھ ایک بات کو سنتے ہیں اور غور کرتے ہیں ۔ اسوقت سننے والے عقلمند ہیں یا کم از کم کافی تعداد عقلمندوں کی ہے اور وہ فائدہ کیلئے سننا چاہتے ہیں ۔ اس لئے میں یقین کرتا اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ آپ کو وہ سننے کا موقعہ دے ۔ جو سننے کا حق ہے یعنے آپ توجہ سے سنیں اور اسپر بہت غور کریں اور ان کو مفید پاکر عمل کریں کیونکہ یہ معمولی آدمی کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ اس شخص کا کلام ہے جو کہتا ہے کہ **میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں** ۔ پس اس لحاظ سے اور بھی ضروری ہے کہ آپ بہت توجہ سے سنیں اور عمل کریں قرآن شریف میں فرمایا ہے ۔

یستمعون القول فیتبعون

یعنے اچھی باتوں کو سنتے ہیں اور پھر ان کے متبع ہو جاتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا کہنا کافی ہے ۔

اب مولوی عبدالکریم صاحب وہ لیکچر جو حضرت صاحب نے لکھا ہے آپ کو پڑھکر سنائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے اور آپ لوگوں کو سننے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق بخشے ۔ (آمین)

حضرت حکیم الامت یہ افتتاحی تقریر کر چکے تو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے مولوی عبدالکریم صاحب کا

حضرت اقدس کا لیکچر اسلام پر

نام لیکچر کے اشتہار میں ہی عام طور پر دیا گیا تھا ۔ یہ واقعات چونکہ ایک تاریخ کا جزو بننے والے ہیں اس لئے ان پر پوری روشنی ڈالنا اور جو جو نتائج حقہ ان سے نکل سکتے ہیں ان کو پیش نہ کرنا لکھنے والے کی خطرناک اور ناقابل عفو فروگذاشت کے مرتکب ٹھیریں گے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کسقدر تفصیل سے بحث کریں ۔

جن لوگوں کو عام لیکچروں کے سننے کا موقعہ ملا ہو وہ خوب جانتے ہیں کہ لیکچر کی اغراض کو پورا کرنیکے واسطے کیا کیا طریق اختیار کئے جاتے ہیں سب سے اول لیکچرار وہ تجویز کیا جاتا ہے جو قوم کا مشارٌ الیہ ہو اپنے علم وفضل اور زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی کے علاوہ وسیع معلومات رکھتا ہو ۔ اور جہانتک ممکن ہو سننے والوں کے مذاق سے آشنا ہو اپنے مطالب کو فصاحت بلاغت سے ادا کر سکے ۔ پھر اس کے لیکچر کیلئے اشتہار دینے والے وہ شخص ہوں جن کا پبلک میں عام رسوخ ہو ۔ اور پھر مقام وہ پسند کیا جاتا ہے جو عام گذرگاہ کے موقعہ پر ہو ۔ غرض ان امور کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے ۔

اب اس مقام پر ہمارے ناظرین ذرا غور کریں ۔ اسمیں تو کوئی شبہ اور کلام نہیں کہ لیکچر ایسے عظیم الشان انسان کی طرف سے تھا جو دنیا میں غیر معمولی شہرت رکھتا ہے ۔ لیکن جب سننے والوں کو یہ معلوم ہو کہ اس لیکچر کے پڑھنے والا وہ خود نہیں ہے تو عام قاعدہ کے موافق انہیں مایوس ہو جانا چاہئے تھا ۔ لیکن سیالکوٹ جیسے شہر میں جو مولوی عبدالکریم صاحب کی زاد بوم ہے جہاں اس نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گذارا ہے اگر وہ وہاں کی پبلک میں ایک وقیع اور ممتاز انسان نہ ہوتا اور اپنے تقوے اور نیک چلنی کیوجہ سے خاص امتیاز حاصل نکر چکا ہوتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ناممکن تھا لوگ اسطرف اس قدر توجہ کرتے ۔ حضرت مولویصاحب کا نام الہی لیکچر کی کشش کیلئے ایک ضمانت تھا ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مولویصاحب کو وہ زبان اور فصاحت عطا کی ہے کہ دوسرے کو اسوقت تک ہماری جماعت میں یہ فضل نہیں ملا ۔ ہم نے حضرت حکیم الامت سے بلا واسطہ خود سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ **یہ شخص بہت بڑی ترقی کر رہا ہے اور مجھ سے بڑھ گیا ہے** ۔ حکیم الامۃ کا پایہ اور رتبہ اپنے رنگ میں سب سے افضل اور اعلے ہے مگر این گلے را رنگ و بوئے دیگر است حضرت اقدس کی زبان مولوی عبدالکریم ہی کے منہ میں سجتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بھی اسے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر **مسلمانوں کا لیڈر فرمایا** ۔ اجتک جسقدر جلسوں میں حضرت قدس کا کوئی تحریری مضمون پڑھا گیا ۔ اس کے پڑھنے والا یہی شخص تھا ۔ جلسہ مذاہب میں اسلام کی فلاسفی والا مضمون پڑھنے والا یہی تھا ۔ لاہور کا پچھلا لیکچر بھی یہی پڑھا ۔ ان سب سے بھی دور پیچھے ۱۸۹۳ء میں آتھم سے جب مباحثہ ہوا اسوقت بھی پڑھنے والا یہی تھا اور یہ لیکچر بھی یہی تو پڑھا ۔

یہ سعادت یہ فخر خدا تعالیٰ نے مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے رکھا ہے اور دوسرے کو اسوقت تک اس میں شریک نہیں کیا ۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۔

لیکچر کے وقت مولویصاحب کی کیا حالت تھی ؟

غرض مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے ۔ خدا کی قدرت ہے کہ جب کبھی کوئی ایسا اتفاق ملا ایسا ہی کہ لیکچر پڑھنے کا ہوا ہے جہانتک ہم نے دیکھا ہے بجز ۱۸۹۶ء کے مولویصاحب کی طبیعت ہمیشہ ناساز رہی علی العموم نکمہ میں گلکروں کی وجہ سے تکلیف رہتی ہے لاہور کے جلسہ پر بھی آپ بیمار تھے لیکن محض خدا کے فضل سے آپ نے جس کامیابی سے لیکچر کو ختم کیا وہ ایک نشان تھا ۔ سیالکوٹ میں مولویصاحب کی حالت صحت اور بھی بگڑ گئی تھی بہت ہی نحیف اور نزار ہو گئے تھے ۔ اور اسوقت جبکہ لیکچر پڑھنے کے لئے آپ کھڑے ہوئے پوری صحت اور تندرستی کی حالت میں نہ تھے اس لئے مولویصاحب موصوف کا لیکچر کو پڑھنا اور اسے ختم کرنا یہ بھی حضرت اقدس کی سچائی کی **زبردست دلیل تھی** ۔

مولویصاحب نے کھڑے ہوکر فرمایا

اس مضمون کو سنانے سے پہلے میں تبرک کے طور پر چند آیات قرآن شریف کی پڑھونگا اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کو شروع کروں گا یہ کہکر آپنے یہ آیتیں پڑھیں ۔

یٰایھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ۝ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولئک ھم الفٰسقون ۝ لا یستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ اصحٰب الجنۃ ھم الفائزون ۝ لو انزلنا ھٰذا القراٰن علیٰ جبل لرایتہ خاشعًا متصدعًا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون ۝

ان آیات کو تلاوت کرنے کے بعد آپنے وہ مطبوعہ لیکچر جو اسلام کے نام سے چھپ کر شائع ہوا ہے پڑھنا شروع کیا اس امر کے اظہار کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کے لیکچر کے پڑھنے کے وقت عام جلسہ میں پورا سکوت اور امن تھا اور لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے تھے کسی مرحلہ یا مقام پر کوئی بدنظمی یا عدم توجہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ سامنے سے سامعین کو باوجودیکہ دھوپ آگئی تھی لیکن وہ ذرا بھی آزردہ خاطر نہیں ہوئے ۔ اس شوق نے انہیں دھوپ کا احساس بھی ہونے نہیں دیا ۔

لیکچر میں کیا ہے ؟

اس لیکچر میں سب سے اول آج اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان ایک کھلا کھلا اور بین امتیاز دکھایا ہے اور بتایا کہ انمیں بگاڑ کیوں پیدا ہوتے ہیں بگاڑوں کو ضرورت اسلام نے دلائل ثابت

نیا چنانچہ ان الفاظ مین آپ نے اسے ادا فرمایا۔

دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کیجائے تو معلوم ہوگا۔ کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نکوئی غلطی رکہتا ہے اور یہ اس لئے نہین کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جہوٹے ہین۔ بلکہ اس لئے۔ کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چہوڑ دی۔ اور وہ ایسے باغ کیطرح ہو گئے جسکا کوئی باغبان نہین اور جسکی آبپاشی اور صفائی کیلئے کوئی انتظام نہین۔ اس لئے رفتہ رفتہ انمین خرابیان پیدا ہوگئین۔ تمام پہلدار درخت خشک ہو گئے۔ اور انکی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیان پہیل گئین اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ مین رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تہا۔ کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے۔ اس لئے اس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی۔ اور اسکو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندہ خدا اصلاح کیلئے قایم ہوا جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو سخت ناگوار گذرا۔ کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو انکی رسم اور عادت مین داخل ہو چکی ہے لیکن خدا تعالےٰ نے اپنی سنت کو نہ چہوڑا۔ یہانتک کہ اس آخری زمانہ مین جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے۔ خدا نے چودہوین صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانون کو غفلت مین پاکر پہر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینون کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبہی نصیب نہین ہوئی اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ انمین روحانیت باقی نہ رہی۔ اور بہت سی غلطیان ان مین ایسی جم گئین۔ کہ جیسے بہت مستعمل کپڑہ پر جو کبھی دہویا نہ جائے میل جم جاتی ہے۔ اور ایسے انسانون نے جنکو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تہا اور جن کے نفس امارہ سفلی زندگی کی آلائشون سے پاک نہ تہے۔ اپنی نفسانی خواہشون کے مطابق ان مذاہب کے اندر بیجا دخل دے کر ایسی صورت ان کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اور ہی چیز ہین۔ مثلاً عیسائیت کے مذہب کو دیکہو۔ کہ وہ ابتدا مین کیسے پاک اصول پر مبنی تہا اور جس تعلیم کو حضرت مسیح علیہ السلام نے پیش کیا تہا۔ اگرچہ وہ تعلیم قرآنی تعلیم کے مقابل پر ناقص تہی کیونکہ ابہی کامل تعلیم کا وقت نہین آیا تہا۔ اور کمزور استعدادین اسکی لائق بہی نہ تہین تاہم وہ تعلیم اپنے وقت کے مناسب حال نہایت عمدہ تعلیم تہی وہ اسی خدا کی طرف رہنمائی کرتی تہی جسکی طرف توریت نے رہنمائی کی لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد مسیحیون کا خدا ایک اور خدا ہو گیا جس کا توریت کی تعلیم مین کچھ بہی ذکر نہین اور بنی اسرائیل کو اسکی کچھ بہی

خبر نہین ہے۔ اس لیے خدا پر ایمان لانے سے تمام سلسلہ توریت کا الٹ گیا۔ اور گناہون سے حقیقی نجات اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے جو ہدایتین توریت مین تہین وہ سب درہم برہم ہوگئین۔ اور تمام مدار گناہ سے پاک ہونے کا اس اقرار پر آگیا کہ حضرت مسیح نے دنیا کو نجات دینے کے لئے خود صلیب قبول کی اور وہ خدا ہی تہے۔ اور نہ صرف اسیقدر بلکہ توریت کے اور کئی ابدی احکام توڑ دیئے گئے۔ اور عیسائی مذہب مین ایک ایسی تبدیلی واقعہ ہوئی کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام خود بہی دوبارہ تشریف لے آوین تو وہ اس مذہب کو شناخت نہ کرسکین نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جن لوگون کو توریت کی پابندی کی سخت تاکید تہی۔ انہون نے یکلخت توریت کے احکام کو چہوڑ دیا۔ مثلاً انجیل مین کہین حکم نہین۔ کہ توریت مین تو سور حرام ہے اور مین تم پر حلال کرتا ہون۔ اور توریت مین تو ختنہ کی تاکید ہے اور مین ختنہ کا حکم منسوخ کرتا ہون پہر کب جائز تہا۔ کہ جو باتین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہہ سے نہین نکلین۔ وہ مذہب کے اندر داخل کر دی جائین۔ لیکن چونکہ ضرور تہا۔ کہ خدا ایک عالمگیر مذہب یعنی اسلام دنیا مین قایم کرے اس لئے عیسائیت کا بگڑنا اسلام کے ظہور کے لئے بطور ایک علامت کے تہا۔ یہ بات بہی ثابت شدہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے ہندو مذہب بہی بگڑ چکا تہا۔ اور تمام ہندوستان مین عام طور پر بت پرستی رائج ہو چکی تہی اور اسی بگاڑ کی یہ آثار باقیہ مین۔ کہ وہ خدا جو اپنی صفات کے استعمال مین کسی مادہ کا محتاج نہین۔ اب آریہ صاحبون کی نظر مین وہ پیدایش مخلوقات مین ضرور مادہ کا محتاج ہے۔ اس فاسد عقیدہ سے ان کو ایک دوسرا فاسد عقیدہ بہی جو شرک سے بہرا ہوا ہے۔ قبول کرنا پڑا یعنی یہ کہ تمام ذرات عالم اور تمام ارواح قدیم اور انادی مین۔ مگر افسوس کہ اگر وہ ایک نظر غایر خدا کی صفات پر ڈالتے تو ایسا کبہی نہ کہہ سکتے۔ کیونکہ اگر خدا پیدا کرنیکی صفت مین جو اس کی ذات مین قدیم سے ہے انسان کیطرح کسی مادہ کا محتاج ہے تو کیا وجہ کہ وہ اپنی صفت شنوائی اور بینائی وغیرہ مین انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج نہین۔ انسان بغیر توسط ہوا کے کچھہ سن نہین سکتا اور بغیر توسط روشنی کے کچھ دیکھہ نہین سکتا۔ پس کیا پرمیشر بہی ایسی کمزوری اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ بہی سننے اور دیکھنے کے لئے ہوا اور روشنی کا محتاج ہے۔ پس اگر وہ ہوا اور روشنی کا محتاج نہین۔ تو یقیناً سمجہو کہ وہ صفت پیدا کرنے مین بہی کسی مادہ کا محتاج نہین یہ منطق سراسر جہوٹ ہے کہ خدا اپنی صفات کے اظہار مین کسی مادہ کا محتاج ہے انسانی صفات کا خدا پر قیاس کرنا۔ کہ نیستی سے ہستی نہین ہوسکتی۔ اور انسانی کمزوریون کو خدا پر چسپان کرنا بڑی غلطی ہے انسان کی ہستی محدود

اور خدا کی ہستی غیر محدود ہے۔ پس وہ اپنی ہستی کی قوت سے ایک اور ہستی پیدا کر لیتا ہے۔ یہی تو خدائی ہے اور وہ اپنی کسی صفت مین مادہ کا محتاج نہین ہے ورنہ وہ خدا نہو۔ کیا اس کے کامون مین کوئی روک ہوسکتی ہے؟ اور اگر مثلاً چاہے کہ ایک دم مین زمین و آسمان پیدا کر دے تو کیا وہ پیدا نہین کر سکتا ہندؤون مین جو لوگ علم کے ساتھ روحانیت کا بہی حصہ رکھتے تہے اور نری خشک منطق مین گرفتار نہ تہے۔ کبہی ان کا یہ عقیدہ نہین ہوا جو آجکل پرمیشر کی نسبت آریہ صاحبان نے پیش کیا ہے۔ یہ سراسر عدم روحانیت کا نتیجہ ہے ✦

پیسہ اخبار مین حضرت اقدس کی جو زبانی تقریر چہپی تہی اور جس کو ہم نے اس وقت روزانہ پیسہ مین چہپوایا تہا۔ بعض لوگون نے اپنی غلط فہمی سے اس سے یہ سمجہہ لیا تہا کہ حضرت مسیح موعود نے گویا کل مذاہب کو سچا قرار دیدیا ہے۔ یہ نتیجہ جو غلط تہا حضرت اقدس کے کسی فقرہ سے نہین نکالا گیا تہا۔ بلکہ پیسہ اخبار مین جو تقریر چہپی ہے اس مین کوئی بہی فقرہ ایسا نہین ہے جس کے یہ معنے ہو سکین . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

بلکہ جس فقرہ کو ٹہوکر کا باعث قرار دیا گیا ہے وہ پیسہ اخبار مین یون ہے "وہ یہ بہی یاد رکہو کہ میرا یہ مذہب نہین کہ اسلام کے سوا سب مذاہب بالکل جہوٹے مین" اس فقرہ مین بالکل کا لفظ اس وہم کو قطعاً دور کر رہا ہے۔ غرض پیسہ اخبار کے نامہ نگار کی تحریر غلط نہ تہی اور نہ وہ اس نتیجہ کو پیدا کرنیوالی تہی۔ بلکہ ان لوگون کی اپنی غلطی تہی جنہون نے اس سے ایسا نتیجہ نکال لیا

غرض اسلام اور دیگر مذاہب مین ایک امتیاز بتا کر پہر آپ نے عیسائیت موجودہ کی حقیقت کو بیان کیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت اور آپ کی رسالت کی صداقت پر دلایل بیان فرمائے۔ منجملہ ان کے ایک یہ فرمایا کہ آپ اس وقت تشریف لائے جب ضرورت تہی اور اسوقت دنیا سے گئے جب اس کام کو پورے طور پر کر لیا۔ اسی کے ضمن مین آپ نے ان تبدیلیون کا ذکر فرمایا جو حضور کی ذات بابرکات سے ہوئین۔ یعنے عرب کے وحشیون کو آپ نے بہائم سے انسان بنایا پہر انسانون سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پہر تعلیم یافتہ انسانون سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت انمین پہونک دی۔ اور سچے خدا کی ساتہہ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔" اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نو

نامون محمد اور احمد کا فلسفہ بتایا اور اس کے ضمن مین اپنے زمانہ کی طرف اشارہ کیا اور زمانہ کے ساتون ہزارون کی تشریح فرمائی۔ اور اپنی ضرورت دکہائی۔ اور وہ آثار جو اس زمانہ کے لئے بتائے گئے تہے ان کا پورا ہونا دکہایا۔

(باقی آئندہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نصیب اعدا کسیقدر ناساز رہی۔ خاندان رسالت کے تمام ممبر خیریت سے مین۔

۲۔ بزرگان ملت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے مین۔

حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کرشن اوتار پر ایک مبسوط رسالہ لکہنا چاہتے مین۔

ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات

(۱) الہام

روز نقصان بر تو نیاید

رؤیا

(۲) مولوی حکیم نورالدین صاحب نے نماز جہری مین سورہ فاتحہ پڑہکر الفارق وما ادراک ما الفارق پڑہا

رؤیا

(۳) حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد حضرت کو کچھ دیر تک نہین ملا حضرت کو تشویش اور فکر ہوئی اسکی تلاش کر رہے ہین تب حضرت ام المؤمنین نے فرمایا کہ یہ مبارک موجود تو ہے پہر حضرت نے مین سجدہ شکر کے کئے زمین پر۔

الہام۔ غلام تا در آئے گہر نور اور برکت سے بہر گیا۔ رد اللہ الی۔

رؤیا۔ اپنے آگے بہت سی کنجیان دیکہین جو شاید دو ہزار کے قریب ہیں یا زیادہ۔

مقدمہ کے متعلق

مقدمہ کی متعلق اپیل کے دائر ہونے کی خبر پہلے لکہہ چکے ہین ۲۶ نومبر ۱۹۰۴ء کو پیشی کیلئے تاریخ مقرر تہی مگر جناب سشن جج صاحب نے وجوہات اپیل پر غور کر کے تاریخ مقررہ سے پہلے ہی فیصلہ کر دیا اور ۶ جنوری ۱۹۰۵ء تاریخ مقرر کر کے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری ہو گیا ہے ۶ جنوری کو مقدمہ انشاء اللہ پیش ہوگا۔ اشتہار طلب کی گئی ہین✦

وقت کی قدر کرو — وقت کی قدر و قیمت یا تو وہ لوگ کر سکتے ہین جو دنیا داری اور ایسے دیندار جو نماز کی پابندی کی قدر کرتے ہین اور سمجہتے ہین کہ نماز موقت فرض ہے ... [illegible]

ریمارک

سیاحت فتح خانی - یعنی او نریبل نواب فتح علی خان صاحب قزلباش - سی - آئی - ای صاحب رئیس اعظم لاہور کا سفر نامہ - ہم نواب صاحب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے سیاحت فتح خانی کی ایک جلد دفتر الحکم میں بھی بھیجی ہے - ہم نے اس کتاب کو شروع سے لیکر آخیر تک پڑھا ہے - یہ سفرنامہ نواب صاحب موصوف کے اس سفر کا ہے جب آپ بہ تقریب ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ ہند کی رسم تاجپوشی پر انگلستان تشریف لے گئے تھے - کتاب مذکورہ ۱۰ ۵ صفحہ پر اور قطعات تاریخ ملاکر ۳۷ ۵ صفحوں پر چھپی ہے - چھپائی لکھائی اور کاغذ وغیرہ جملہ مراتب اعلےٰ درجے کے ہیں - یہ کتاب نواب صاحب موصوف نے خاص طور پر بصفت تقسیم کی ہے - اگرچہ کتاب مذکور ایسی ہے کہ اس کے بعض حصے انتخاب کے طور پر درج کئے جاتے - مگر افسوس ہے ہم کمی گنجائش کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکے - تاہم مختصر الفاظ میں اتنا کہتے ہیں کہ یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے اور نہایت قابلیت سے اسے مرتب کیا گیا ہے -

تناقض ما فی یعنی مولانا شبلی اور مسئلہ تقدیر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولانا شبلی صاحب کا لکھا ہوا مضمون "اسلام اور تمدن و ترقی" ہم نے الندوہ سے لیکر شائع کیا تھا - اس میں مسئلہ تقدیر کے متعلق بحث کرتے ہوئے مولانا شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ اسلام نے انسان کو **مختار کل قرار دیا ہے** اس فقرہ پر ہم نے بذریعہ ایک فٹ نوٹ کے لکھا تھا کہ ہماری رائے میں یہہ خیال اونکا صحیح نہیں اس پر ایک نوٹ اسی اشاعت میں لکھنا چاہا تھا مگر افسوس ہے کہ ہم نہیں لکھ سکے اسلئے آج اس وعدہ کا ایفا کرتے ہیں -

ہمارا مذہب لاجبر و لا اختیار ہے

(یہ ممکن ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے ہی ایسا سمجھنے میں غلطی کھائی ہو اگر اس کی اس غلطی پر اسے تنبہ کردیا جاوے تو وہ اعتراف کے لئے طیار ہے -)

لاجبر و لا اختیار جو ہم اپنا مذہب (اسلام کا منشاء) پیش کرتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اسلام نہ تو انسان کو اس قسم کا مجبور قرار دیتا ہے جو معترضین اسلام مسئلہ تقدیر کو اپنی غلط فہمی سے نشانہ بناکر پیش کرتے ہیں اور نہ اس قسم کا مختار بناتا ہے جو بعض نادان سمجھتے ہیں کہ وہ ہر امر میں کامل اختیار رکھتا ہے جو چاہے سو کرے -

حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی ہمیں بتاتی ہے کہ بعض قوتیں انسان کی اپنے حیطہ اختیار و اقتدار میں ہیں اور ان سے کام لینا یا نہ لینا انسان کے اختیار میں ہے - مثلاً ہاتھ سے کام لینا یا زبان سے بولنا (...)

آنکھ سے دیکھنا وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہیں کہ ان پر اسکا کچھ بھی دخل و اختیار نہیں ہے جیسے زبان میں ذائقہ کی قوت یا آنکھ میں دیکھنے کی قوت - انسان نہیں کہہ سکتا کہ میٹھی چیز کھاوے اور زبان کو کہہ کر تو اسے تلخ ظاہر کر یا آنکھیں کھلی ہوں اور وہ آنکھ کو کہے کہ فلاں چیز دیکھ اور فلاں نہ دیکھ - یا اندر ہی اندر جو انسان میں نشو و نما ہوتا ہے کہیں ہڈیاں بن رہی ہیں کہیں خون بن رہا ہے وغیرہ انسان انکے بنانے یا نہ بنانے پر کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے - پس یہ قوی اسکے اختیار اور اقتدار سے باہر ہیں - جب یہ دو قسم کا قانون انسان کے اندر کام کر رہا ہے تو ایسی صورت میں انسان کو مجبور مطلق یا مختار مطلق لکھنا سخت غلطی ہے - اور اسی اصل پر غور نہ کرنے کی وجہ سے مسئلہ تقدیر پر نادان لوگوں نے اعتراض کئے ہیں -

پہلے یہہ سوال ہوتا ہے کہ تقدیر کیا ہے ؟

تقدیر کا مفہوم اور مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں ہر چیز کو ایک اندازہ پر بنایا ہے اور ہر ایک شے کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے جیسے آنکھیں دیکھتی ہیں سن نہیں سکتی آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جل جاؤ گے - وغیرہ وغیرہ -

یہ اسلامی شریعت کی ناواقفی اور کم سمجھی کی وجہ ہے جو تقدیر ایسے مسئلہ پر جو تمام بلند پروازیوں کی جڑ ہے - اعتراض کیا جاتا ہے -

ہم بلا تامل کہتے ہیں کہ جیسے ایک مجبور مطلق کو سزا دینا معترضین تقدیر کے نزدیک نامناسب ہے ویسے ہی ایک مختار مطلق کو سزا دینا بھی صحیح نہیں ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ ایک ہیئت اور حقیقت میں درست اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے کہ نہ اسے مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق -

جن اعمال و افعال میں وہ مجبور مطلق ہے ان پر شریعت اسلامی کا کوئی فتویٰ سزا یا جزا کا نہیں ہے - جیسے ہم نے اوپر بیان کیا ہے مثلاً ہڈیوں کے بننے یا انسان کے نشو و نما کے متعلق کہ فلاں اتنا لمبا ہو - یا فلاں ایسا ہو ان پر شریعت کا کوئی فتویٰ نہیں ہے ہاں جن افعال پر انسان کو اقتدار اور اختیار ہے اور وہ اعمال اس کی طاقت کے اندر ہیں ان پر وہ حکمرانی کرتا ہے - جیسے مثلاً آنکھ سے دیکھنا اور آنکھ کو بند رکھنا یہ انسان کے اختیار میں تھا اسلئے حکم ہوا کہ **قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم** - مومنین سے کہدو کہ نگاہیں نیچی رکھا کریں - زبان سے بولنا یا نہ بولنا اسکے اختیار میں تھا اسلئے زبان کے متعلق احکام صادر ہوئے - غرض جن جن قوی پر انسان کو اختیار ہے - انہیں کے متعلق احکام شریعت ہیں - یہی وجہ ہے کہ ملت اسلام کا باپ - ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتا ہے **واذا مرضت فھو یشفین** جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے - پس ہمارے نزدیک کسیقدر اختصار کے ساتھ یہ حقیقت ہے -

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں عیدالفطر کی تقریب کے قریب آجانے کی وجہ سے ہم عید فنڈ کی طرف احمدی قوم کو توجہ دلا چکے ہیں آج ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کا کارڈ جو انہوں نے بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجا ہے شائع کرتے ہیں - وھو ھذا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

برادرم - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ - عیدالفطر کا مبارک دن قریب آرہا ہے - اس واسطے میں آپکو بر موقعہ یاد دلاتا ہوں اور چندہ عید فنڈ ایک روپیہ عہ فی کس احمدی ممبر اور صدقہ فطر مدرسہ کے تیامیٰ اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی جماعت کا جمع کرکے جسقدر جلد ہو سکے بنام مہتمم مدرسہ ارسال فرماویں بسبب کالج بننے اور مدرسہ کے سرکاری منظور ہو جانے کے عمارت اور سامان اور ملازمین مدرسہ اور وظائف غربا اور کتب خانہ وغیرہ امور کے واسطے سخت سے فنڈ کی ضرورت ہے جسکا جمع ہونا آپ صاحبان کی توجہ کو چاہتا ہے - والسلام -

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

قائم مقام ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ضلع گورداسپور

نواب علی شاہ صاحب کی خواب کی تعبیر

الحکم مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء میں نواب علی شاہ صاحب ساکن کشمیر نے اپنا ایک خواب چھپوایا ہے جس میں انہوں نے ایک زمین میں چلتے چلتے پہلے ایک سانپ اور پھر بہت سے سانپ مرے ہوئے چوہوں کے کہانے ہوئے اور چوہوں سے کہاتے جارہے ہوئے دیکھے ہیں - مولوی محمد فضل صاحب نے جو تعبیر کی ہے وہ بجائے خود ہے لیکن میرے نزدیک اسکی تعبیر یہ ہے نواب علی شاہ میں لفظ نواب کے معنے نائب اور خلیفہ کے ہیں اور علی شاہ یعنی بلند بادشاہ خود باری تعالیٰ ہے جس کا خلیفہ یعنی حضرت مسیح موعود اس وقت اس زمین پر وارد ہوا ہے - وہ دنیا کے واسطے رحمت تھا مگر بد قسمت دشمن بسبب اپنے شامت اعمال کے اسی سے ٹھوکر کھا کر گرے - آدم اور شیطان کے مقابلہ میں انہوں نے شیطان کا طرف لیا اسلئے وہ سانپ کی شکل میں دکھائی دئے - جو آدم کا پورانا دشمن ہے - چوہا فاسق ہے عربی میں اس کو فویسق کہتے ہیں - فسق بدعہدی کا نام ہے - ابتداء سے پیغمبروں کے ذریعے سے اور خاصکر حضرت خاتم الانبیاء کے ذریعہ سے جو عہد اہل کتاب سے لیا گیا تھا کہ وہ دجال کے فتنہ کے وقت مسیح کا ساتھ دیں گے - اوس عہد کو ان لوگوں نے فسق کیا - یہی فسق ان لوگوں کو کہا رہا ہے - اور وہ بجائے اوپر آسمان کی طرف چڑہنے کے نیچے زمین میں دہس رہے ہیں اور اخلد الی الارض کا مصداق بن رہے ہیں یہ ساطاعون کا کیڑا بھی زمین سے ہی نکلتا ہے اور چوہوں کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچتا ہے - اس خواب سے ملک کشمیر کے طاعون زدہ ہونے کا بھی خوف ہے - یہہ تعبیر میرے خیال میں خواب کو پڑھتے ہوئے بے ساختہ آئی ہے - واللہ اعلم بالصواب -

محمد صادق - عفی اللہ عنہ
قادیان

کچھہ اپنی نسبت

ہم ان بقایا داران کے شکر گذار ہیں جنہوں نے مطبع کی ضروریات کو محسوس کرکے یا خوف خدا سے اپنا بقایا صاف کردیا ہے اور مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی وصول کرتے ہیں -

۱ - اور ہم آج اون احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کئی مرتبہ وی پی واپس کئے ہیں کیونکہ آخر ہم ۲۴ - نومبر ۱۹۰۵ء کو اون کے نام اخبار بھیجنا بند کر دینگے - اور اسطرح پر آخر سال تک کچھہ بھی فائدہ ہوگا اور بعض ہمدردان الحکم جب دفتر الحکم میں تشریف لاکر بقایا داران کے رجسٹر کو دیکھا کرتے ہیں تو وہ اون کے اسماء گرامی کو ہمدردان قوم میں پاکر کچھہ افسوس کرینگے -

سال رواں کے اختتام میں اب ایک ہی مہینہ باقی سمجھئے - اس لئے اب اطلاع دیجاتی ہے کہ سالہائے گذشتہ کے معمول کے موافق ۱۰ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے واسطے بذریعہ وی پی بھیجا جاوے گا - اور اس سے پہلے بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے حسب معمول اطلاع دیجاویگی - میں یقیناً عرض کرتا ہوں کہ اخبار کے استحکام کے لئے قوم کی حقیقی کوششوں کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت کہ وقت پر واجب چندہ ادا کیا جاوے - قومی اخبار قومی ڈونیشنوں سے چلتے ہیں لیکن الحکم کہہ سکتا ہے کہ بلا استغنائے چند آدمیوں کے جنہوں نے وقتاً فوقتاً اسکی تحریروں پر توجہ کرکے ان تحریروں کو قادیان سے دور رہ کر بھی محسوس کیا - کسی شخص کو یہہ موقعہ نہیں ملا کہ وہ ۱۵ سے ڈونیشن دے - اور نہ کبھی الحکم کی طرف سے اس قسم کی درخواست ہی ہوئی ہے - یہ ایسی باتیں ہیں جو قوم کو خود محسوس کرنی چاہئیں - بہرحال آئندہ کے لئے اگر خدا تعالےٰ نے ہمیں توفیق دے اور اس خدمت کے قابل ہمیں رکھے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان خریداروں کے نام الحکم جاری رکھا جاوے جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں ہاں بعض خوش معاملہ لیکن غیر مستطیع احباب جو ان سات آٹھ سال میں ہمیشہ خوش معاملہ ثابت ہوئے ہیں اس قاعدہ سے مستثنےٰ کئے جاویں - اسلئے ہر شخص کو اپنی جگہ سوچ لینا چاہئے کہ آیا وہ الحکم پیشگی قیمت پر خرید سکتا ہے یا نہیں -

یہ قاعدہ پختہ کرلیا جاوے گا کہ جو شخص وی پی واپس کریگا بجائیکہ اوسے پہلے اطلاع دیگئی ہو

اور وہ وی پی جاری ہونے سے پہلے اوس کے نہ پہونچنے کی اطلاع دیدے یا قبل از وقت اسکی اطلاع نہ پہونچ سکے اور ستفنے کرے سہو والپس شدہ وی پی پر نام خارج کر دیا جاویگا۔ اس سال سطح کو اس حصہ میں بھی بہت سا خسارہ ہوا ہے یہہ بھی یاد رہے کہ جن احباب کا سالانہ چندہ بذریعہ وی پی وصول ہوا ہے اون سے وی پی کمیشن وصول نہیں کیا وہ اس مرتبہ شامل کر لیا جاویگا۔

تفسیر القرآن اور اوسکے خریدار

ہم نے اطلاع دیدی کہ تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ شائع ہو گیا اور اکثر خریداروں کے نام وہ روانہ بھی ہو گیا۔ لیکن ابھی تک بعض ایسے بھی معلوم ہوئے ہیں کہ جن کے پاس متفرق اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انہوں نے ابھی تک باقی اجزا کے طلب کرنے کی اطلاع نہیں دی ایسی صورت میں ہم بری الذمہ ہیں۔ اگر کسی کو باقی اجزا نہ ملے ہوں۔ ہاں اگر اطلاع دینے پر نہ بہیجے جاویں تو ہم ذمہ دار ہیں۔ جن لوگوں کے پاس اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور ان کے پاس مکمل پارہ بھی پہنچ گیا ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اجزا واپس بہیجدیں درخواست میں صاف لکھا جاوے کہ اس صفحہ تک پارہ دوم پہونچا ہوا ہے۔

نکاح کی ضرورت

ہمارے ایک مخلص احمدی بہائی میاں رحمتہ اللہ صاحب جو لاہور کے ارائیں قوم سے ہیں اور بنگہ ضلع جالندہر میں ایک اچھی دوکان سبزی اور میوہ فروشی کی رکھتے ہیں اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانے کی وجہہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ میاں رحمت اللہ نوجوان ہیں۔ اون کی عمر ۲۴ سال کی ہے اور لکھے پڑھے ہیں۔ جہانتک ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی تعارف اور اون کے حالات کی واقفیت ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میاں رحمت اللہ خدا کے فضل وکرم سے ایک دیندار اور شریف آدمی ہے۔ جو صاحب ان سے اس قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ ضلع جالندہر کے پتہ پر یا ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط وکتابت کرے۔

ایک اور بھائی طالب نکاح ہے

شیخ ... احمد صاحب نومسلم جو ایک شریف گھرانہ کے ... ہیں ... سے مسلمان ہیں اور ... فضل سے احمدی ہیں اور خاص قادیان ... کے لئے ... قرولی کا کام کرتے ہیں) ... شیخ صاحب اپنا

گذارا کرتے ہیں نوجوان اور نیک ہیں۔ اور تعلق پر وہ اپنے کاروبار کو بڑہا سکتے ہیں ہمارے اپنے خیال میں ایک دیندار اور متقی آدمی تو مال ودولت کی پروا نہیں کرتا۔ البتہ شرافت نیک چلنی۔ اور پرہیزگاری کو مقدم کر لیتا ہے۔ کیونکہ متقی کے لئے یہ سامان خود مولیٰ کریم ہو جاتا ہے۔

ایک ضروری بات

اکثر احباب اور خریداران الحکم نے وقتاً فوقتاً ہمیں لکھا ہے اور زبانی بھی جب انہیں ملاقات کا موقع ہوا ہے تو فرمایا ہے کہ جو نئی کتاب دفتر الحکم سے یا قادیان سے شائع ہو ہمیں بلا تکلف بذریعہ وی پی بہیجدی جایا کرے۔ ہم نے ایسے بزرگواروں کے نام باقاعدہ اپنے کسی رجسٹر میں اپنی لاپروائی یا غفلت سے درج نہیں کئے۔ اور پہر ایسے بزرگوں سے شرمندہ ہونا پڑا اب ہم نے ارادہ کیا ہے کہ مستقل طور پر ایسے خریداروں کے نام نوٹ کر لئے جاویں اسلئے بجائے اس کے کہ سب صاحب ہمیں اطلاع دیں صرف وہ بزرگ براہ کرم اطلاع دیں جنکا نام درج رجسٹر کیا جاوے ہم آخر دسمبر ۱۹۰۴ء تک ایسے تمام بزرگوں کی یادداشت مکمل کر لینگے۔ اس کے بعد جو بزرگ اس سلسلہ میں اپنا نام نہ لکہیں گے انکے سوا کل خریداران الحکم کو خریداران کتب جدید سمجھ لیا جاوے گا۔ اور پھر ہر جدید کتاب انکی نسبت بہیجدی جاویگی۔ اس لئے ہر ایک بہائی اس امر پر غور کر کے ہمیں اطلاع دے اگر وہ نام درج کرنا چاہیں۔ (ایڈیٹر الحکم)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی علمی عملی دلچسپیوں کا سامان

ایڈیٹر الحکم نے ان دنوں دو جدید کتابیں خود لکھی ہیں اور دو کتابیں تالیف کی ہیں پہلی دو کتابوں میں سے ایک کا نام

نماز اور اسکی حقیقت

ہے۔ اس عجیب اور قابل قدر کتاب کی خوبیوں سے اطلاع پانے کے لئے ہمارے ناظرین ۱۰ دسمبر کے الحکم کا انتظار کریں جس میں اسکا مفصل اشتہار مع فہرست مضامین دیا جاویگا جس انداز اور اسلوب پر اسکو ایڈٹ کیا گیا ہے ہم بجائے خود دیکھتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاویگا۔

دوسری کتاب

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق مستورات کے دلچسپ سلسلہ کا دوسرا نمبر یا

موتیوں کی لڑی کا دوسرا حصہ

ہے جو انہیں ایام مبارک رمضان میں لکھا جا رہا ہے اس رسالہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت اور اوسکی صداقت کو عجیب طرز پر دکہایا ہے مشنری عورتوں کے ہتکھنڈوں

سے بچنے کی راہ بتلائی ہے اور عام فہم اور سلیس فقروں میں عیسائی مذہب کے رد کا کارگر حربہ سکہایا ہے اسلامی تعلیم کی خوبیوں اور قرآن کریم کے زندہ اعجاز کا ثبوت دیا ہے۔ وہم پرستی اور رسم پرستی کے نقصانات۔ فقیروں کے ہتکھنڈے ٹونے ٹوٹکوں کی خرابیاں دکہائی گئی ہیں۔ اس کتاب کا مفصل اشتہار مع فہرست مضامین بھی اسی اشتہار میں دیا جاویگا (انشاء اللہ)

اسکے سوا

دو قابل قدر اور ضروری کتابیں بطور تالیف ہوئی ہیں اور وہ دونو کاتب لکھ رہے ہیں۔ انہیں سے ایک کا نام غالباً

خطبات کریمیہ

ہوگا۔ یہ کتاب تین حصوں پر منقسم ہوگی جس میں سے ہر ایک حصہ میں ۲۰ خطبہ ہونگے یہہ خطبے وہ ہیں جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مختلف اوقات میں پڑہے ہیں۔ اس سے کتاب کی خوبی اور عظمت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ ہر جگہ قریباً جمعہ کی نمازوں میں یہی خطبے پڑہے جاتے ہیں۔

دوسری کتاب

جو تالیف ہو چکی ہے اور کاتب لکھ رہا ہے وہ مجاہد المسیح یا اسی قسم کے اور مناسب نام سے موسوم ہوگی۔ اس کتاب میں وہ اردو فارسی اشعار جمع کئے گئے ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ثنا ونعت میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب حضرت حجۃ اللہ سے رابطہ ایمان ومحبت بڑہانے کے لئے کارگر اور مجرب نسخہ ہوگی اپنی طرز کی نئی درثمین کہلائیگی۔

ان چاروں کتابوں کے لئے دفتر الحکم کے سوا اور کہیں درخواست نہیں کرنی چاہئے قیمت کی نسبت ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمان

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مکتوبات کو خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جو عرصہ سے اون کی تلاش وجستجو میں تہا بہت بڑی مقدار میں جمع کر لیا ہے۔ اور ابھی کر رہا ہے۔ وقتاً فوقتاً الحکم کے ذریعہ بھی ان گراں بہا اور اچھوتے حقائق کو ناظرین الحکم کے لئے پیش کیا ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بہروسہ کر کے ارادہ کیا ہے کہ ان مکتوبات کو پانچ مختلف جلدوں میں چہاپ دیا جاوے اور جہانتک ممکن ہو اور اسباب میسر آسکیں کوشش کی جاوے۔ کہ وہ خوشخط عمدہ اور صحیح چھپیں اس کے لئے مدد کرنا اس قوم کا فرض ہے۔ جو حجۃ اللہ فی حلل الانبیاء کو شناخت کر چکی ہے اور اس کے کلمات طیبات کی قدر سمجہتی ہے۔ صحت کے لئے

بزرگان ملت کی امداد کی ضرورت ہے جس کے لئے مجھے امید ہے کہ انہیں دریغ نہ ہوگا اور وہ اس کام میں مجھے مدد دینا اپنا روحانی فرض سمجہیں گے۔ ان مکتوبات کو میں بندیوذیل پانچ حصوں پر تقسیم کروں گا۔

اوّل۔ وہ مکتوبات جو اسلام کے مسائل یا کسی آیت کی تفسیر کے متعلق ہیں۔
دوم۔ وہ مکتوبات جو تعبیر خواب وغیرہ کے متعلق ہیں۔
سوم۔ وہ مکتوبات جو مختلف مذاہب کے رد میں ہیں۔ اسی میں وہ مکتوبات بھی شامل ہوں گے۔ جو مختلف مذاہب کے لیڈروں یا ہادیوں کے نام لکھے گئے ہوں۔
چہارم۔ وہ مکتوبات جو اتمام حجت اسلام یا اپنی ذات کے متعلق معترضین یا مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کو لکھے۔
پنجم۔ وہ مکتوبات جو شایان وقت کو لکھے ہیں

ظاہر ہے کہ یہ ایک عظیم الشان کام ہے لیکن میں اپنی قوم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اوس کا ناچیز اور حقیر خادم خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اس خدمت کے سرانجام دینے کے قابل ہوگا۔ اس لئے یہ مجموعہ جہانتک ہے ملاحظہ کر لیا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی مکتوب ہے تو اس کا فرض ہے کہ اوس کی نقل یا اصل بہیجدے۔ مدت سے میں چاہتا ہوں کہ وہ ایک ضروری دینی خدمت کے پورا کرنے میں مکمل کرنے میں حصہ لے گا۔ مکتوبات کے اول ایک دیباچہ انشاء اللہ قابل دید ہوگا۔ جس کے لکھے جانے کی میں حضرت حکیم الامۃ یا مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب سے درخواست کرونگا ورنہ جو کچھ میرا اپنا ہوگا خود لکھکر ان بزرگوں کے سامنے بغرض اصلاح رکھدونگا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اگر ناظرین الحکم مجھے اطلاع دیدیں کہ وہ کس کس قدر جلدیں خرید کر لیں گے تو میں اس قابل ہو سکتا ہوں کہ اندازہ کر لوں کہ کس قدر جلدیں چہپوائی جاسکیں۔ کیونکہ جسقدر زیادہ جلدیں طبع ہونگی اوسیقدر رعایت ہو سکتی ہے۔ (ایڈیٹر الحکم)

مفت راچہ گفت

اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج ... پر اخویم شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹہیکہ دار گسٹ ہاؤس انبالہ نے نہایت فیاضی سے ۱۰۰ جلد جام شہادت پوری قیمت پر خرید فرما کر احقر کے پاس بغرض مفت تقسیم کے امانت رکہی ہے شیخ موصوف چاہتے ہیں کہ جہاں یہ مرثیہ نہیں پہونچ سکا وہاں پہونچ جائے۔ اسلئے میں بذریعہ شہادت نامہ ہذا التماس کرتا ہوں کہ جو صاحب اسکے شایق ہیں اور اسکو پڑہنا چاہتے ہیں آدہ آنہ کا ٹکٹ بہیجکر مجھ سے منگوالیں۔ حسب گنجایش نسخہ روانہ کر دئے جائینگے۔ اور شکریہ کا کارڈ بخدمت شیخ صاحب موصوف بمقام انبالہ چھاونی بازار بہیجدیں

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

اے بے خبر بخدمت قرآن کمر بہ بند	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

ہم جب عیسائی مشنریوں کی ان کوششوں پر نظر کرتے ہیں جو وہ اپنے مذہب کی اشاعت اور اسکی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کیلئے کر رہی ہیں تو شرم آجاتی ہے کہ اس مذہب کی اشاعت کیلئے تو یہ لوگ کوشش کر رہے ہیں جو اخلاقی، مجلسی، مذہبی اور بالآخر سیاسی پہلو سے بھی نوع انسان کیلئے خطرناک دشمن ہے۔ اور ہم وہ دین اور مذہب لیکر جس کیلئے ان الدین عند اللہ الاسلام فرمایا گیا ہے سست اور کاہل ہیں اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل۔ اس وقت عیسائی مذہب کے مشنری اور مبلغ جسقدر سعی اپنے مذہب کی بحالی کیلئے کر رہے ہیں اسقدر بلکہ اس سے بہت بڑھکر سعی مسلمانوں کو قرآن کریم کی اشاعت (علمی اور عملی) کیلئے کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی کچھ نہیں ہے اسلام مذہب تمام انسانی کمالات اور اخلاق فاضلہ کے حصول کا سچا ذریعہ ہے پھر مسلمانوں کا اس کی اشاعت سے بے خبر رہنا بخت ظلم ہے۔ ہمیں حال میں معلوم ہوا ہے کہ [illegible] ترجمہ انجیل کیلئے جو فنڈ قائم کیا گیا تھا اس کے منتظم اب شملہ کی پہاڑی زبان میں انجیل کا ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بالمقابل ایک ہم ہیں کہ قرآن کریم کو اپنی ہی زبان میں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش بھی نہیں کرتے لیکن وقت [illegible] کا ہمیں پر وہاں پہنچ گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس شرک عظیم کے بت کے توڑنے کا ارادہ فرمایا ہے جو انسان پرستی کی صورت میں تراشا گیا ہے اسوقت اسکی مدد دنیا خدا تعالیٰ کے منشاء کو پورا کرنا ہے اور اس کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن کریم کی خدمت میں کمربستہ ہو کر اپنے عمل سے اسکی تعلیم کی خوبیوں اور کمالات کو ظاہر کریں اور زور بیان سے انکی اشاعت کریں۔ پہلا حصہ تو ہر مسلمان کو میسر آسکتا ہے دوسرے حصہ کیلئے اگر کسی خاص میں وہ ان لوگوں کی مدد کریں جو اس خدمت کو کرنا چاہتے ہیں۔

آریہ سماج میں کھینچ تان

آریہ سماج میں ایک عرصہ سے باہم نکتہ چینی ہو رہی ہے لیکن اس کے قبل پر دونو فریقوں میں باہم صلح و صفائی کی تجویزیں ہوئی تھیں لیکن چندروز سے زیادہ قائم نہ رہ سکیں۔ آخر پھر دونو فریق ایک دوسرے کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے فریقین کے اخبارات میں جو جو درافشانیاں ایک دوسرے کے متعلق کی گئیں۔ ان کے دہرانے کی اب ضرورت نہیں اب مہاتما پارٹی میں بھی دو فریق ہو رہے ہیں۔ ایک لالہ منشی رام صاحب کا فریق ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جس کے طرفدار ماسٹر آتمارام صاحب وغیرہ ہیں۔ پچھلے دنوں لاہور میں عہدہ داروں کے انتخاب وغیرہ کے متعلق آریہ پرتی ندی سبھا پنجاب کا جلسہ تھا۔ اسمیں جو جو کارروائی ہوئی ہے افسوس ہے ہم اسوقت سے بیان نہیں کر سکتے۔ پھر دوسرے وقت اگر گنجائش اور موقعہ ملا تو بیان کریں گے (انشاء اللہ) تاہم اسکا نتیجہ بظاہر خطرناک ہوا ہے لالہ منشی رام صاحب آریہ سماج کے ممبر نہیں رہے اور اب ان دونو فریق میں جو دال بٹ رہی ہے اسکا اندازہ مندرجہ ذیل تحریر سے ہو گا۔

اور وہ تحریر یہ ہے۔

آریہ اخباروں کی باہمی چھیڑ چھاڑ

لالہ منشی رام جی کی علیحدگی

گوروکل جی نے سماج کی ممبری سے استعفا دیدیا اور سماج کے جملہ آرگنیزیشنوں سے علیحدگی اختیار کر کے گوروکل کے ساتھ اس وقت تک تعلق رکھنا منظور کیا کہ جب تک آریہ پرتی ندی سبھا ان کو گوروکل میں رکھنا منظور کرے۔ اور کسی دوسرے قابل شخص کو منتخب نہ کرے۔ لالہ منشی رام جی اپنی علیحدگی کی وجوہات اپنے اخبار سدھرم پرچارک جالندھر میں جبکہ علیحدگی کا اعلان کیا گیا صاف صاف ظاہر نہیں کی تھیں۔ اسلئے لالہ منشی رام جی ازادنگار کی نسبت حیرت انگیز خیال کیا گیا تھا مگر بھکاری نے وجوہات علیحدگی ظاہر کئے جانے کا فائدہ اشارۃً ظاہر کیا۔ کہ ۱۲ اکتوبر کا واقعہ کہ جس کا ذکر لالہ منشی رام جی کے "اعلان علیحدگی" میں ذکر کیا گیا ہے۔ آریہ پرتی ندی سبھا کی پریزیڈنٹی کا اشارہ کرتا ہے اور علیحدگی کی وجہ یہ ظاہر کی گئی کہ ۱۲ اکتوبر کے جلسہ انتخاب عہدہ داران پرتی ندی سبھا پنجاب میں لالہ منشی رام جی پریزیڈنٹ سبھا بننا چاہتے تھے اور چونکہ وہ پریزیڈنٹ نہیں بنائے گئے۔ اس لئے وہ آریہ سماج کی ممبری سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اسپر لالہ تھنا داس بی اے العروف مہاشے جیمنی ایڈیٹر مشن سے [illegible] بھکاری کے جواب میں اس معاملہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

آریہ سماجوں کی بنائی ہوئی پرتی ندی سبھا کے خود غرض لیڈر شہرت حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ منشی رام جی کو گرانے کی کوشش کرتے رہتے تھے ان خود غرض لوگوں نے اپنی عظمت کا سکہ جمانے کیلئے مہاتما جی کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بجائے اس کے کہ مہاتما جی کے مستعفی ہونے سے اپنا سر گریبان میں کرتے آج لالہ رلیا رام جی بھکاری کے پروپرائٹر اپنی کسوٹی لالہ آتمارام جی اوپدیشک آریہ پرتی ندی سبھا سے اخبار میں درج کراتے ہیں۔ کہ مہاتما منشی رام جی سماج سے اس لئے الگ ہو گئے کہ وہ پریزیڈنٹ سبھا بننے کے خواہشمند تھے اور ان کو چونکہ یہ عہدہ نہیں ملا اس لئے وہ الگ ہو گئے۔ ماسٹر آتمارام جی کا کیا قصور جہاں سے ان کو حکم ملگیا۔ آپ کے نکل گئی زمانہ تھا جبکہ مہاتما منشی رام جی لیڈر تھے۔ اور عرصہ تک ماسٹر جی کی اپنی جیب سے روپوں سے امداد کرتے رہتے۔ اس وقت ماسٹر جی مہاتما جی کے گن گایا کرتے تھے۔ لیکن اب چونکہ مہاتما جی دنیوی حشمت کو چھوڑ کر گروکل کے سیوک بن گئے اور ماسٹر جی کو اب دوسرے اصحاب نے امداد دینی شروع کی۔ تو ماسٹر جی نے بھی اپنی گرو شہدلی۔ ماسٹر جی اب سینہ پر ہاتھ رکھکر بتلاویں کہ مہاتما منشی رام جی سبھا کی پریزیڈنٹی کا خواہشمند ہے یا یہ کہ سبھا کی پریزیڈنٹی اس کے پاؤں چومنے کو تیار ہیں۔ ایک آپ کی سبھا کیا سینکڑوں سبھائیں اس کے پاؤں چومنے کو طیار ہیں مہاتما منشی رام جی نے خود سبھا کی پریزیڈنٹی چھوڑی تھی۔ ورنہ کب لوگ آپکے بلاجنیر لالہ رلیا رام یا پنڈت رام بھجدت کا پریزیڈنٹ بننا پسند کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۴ء کے انتخاب میں جبکہ لالہ منشی رام جی گروکل سے اوشاء تلنے کا سبھا کے ممبروں نے ان کو پریزیڈنٹ نہیں چنا تھا۔ اس وقت آپنے کیوں اعتراض نہ کیا۔ لیکن انہوں نے خود ہی استعفا دیدیا۔ اور پھر انترنگ سبھا نے پنڈت رام بھجدت کو پریزیڈنٹ بنا دیا۔ افسوس ہے کہ جو لوگ مہاتما جی کے بوٹ کے تسمے کھولنے کے قابل نہیں ہیں۔ آج وہ مہاتما جی کے نعلے چلن پر حرف رکھنے کو آمادہ ہوتے ہیں جنکو مہاتما جی نے اپنے ہاتھوں سے ابھارا اور اٹھایا۔ آج وہ ان کو نیچے گرانے کو آمادہ ہو رہے ہیں۔

ماسٹر آتمارام جی ایڈیٹر بھکاری کی ۱۶ اکتوبر کی اشاعت میں "ایک نادان دوست کی غلط بیانی" کے عنوان سے مہتہ جی مندرجہ ذیل نوٹ شائع کیا۔

مہتہ جیمنی جی کی عادات سے جو اشخاص واقف نہیں ہیں ان کیلئے ان کی کل تحریرات کو ٹھیک سمجھنا شاید مشکل نہ ہو۔ لیکن جو انکی عادات اور خوشامدی طبیعت سے واقف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ انکی تحریرات میں کہاں تک راستی ہوتی ہے گذشتہ [illegible] مہتہ جی نے مہاتما منشی رام جی کا سابق جیسا بد ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ جب تک مہاتما منشی رام جی لیڈر ماسٹر جی کی مدد اپنی جیب خاص سے کرتے رہے تب تک یہ انکی تعریفیں کرتے رہے جبکہ انہوں نے یہ مدد کرنی چھوڑ دی تب سے یہ مخالف ہو گئے کسی نے سچ کہا ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے برا ہے۔

مہاشے منشی رام جی کے اس نادان دوست کی تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ مہاتما جی نے ہمیں اپنا بہا ندر کھا ہوا اور وہ خود کس درجہ کے ذلیک ہوں گے۔ جو اپنی تعریف کرانے کیلئے ہمیں اپنی جیب خاص سے مدد دیتے ہوں گے۔ مہتہ جی میں اگر ذرا بھی عقل ہوتا تو اصل واقعات کو ہرگز غلط پیرایہ میں بیان نہ کرتے۔ یہ سراسر سفید جھوٹ ہے جو مہتہ جی نے ہماری نسبت لکھا ہے۔ ہماری کہنا برابری سے آجتک نا مدد اٹھانے ہوئے آپ ایک عرصہ دراز سے مثل نکتہ چینی کی جگہ ذاتی کمینے اور سراسر لغو حملے ہم پر کر رہے ہیں۔ لیکن ہم نے آپکی کبھی لیکاؤں کا آجتک کسی اخبار میں اشارہ تک نہیں دیا۔ اگر آپ جھوٹ لکھنے سے باز نہ آئے تو جہاں ہم اپنی ذات کے متعلق اصل واقعات بے کم و کاست پبلک کے آگے رکھیں گے وہاں ہمکو مجبوراً آپ کی جالندہر۔ جیمنی۔ بٹالہ ملتان وغیرہ کی لیلاؤں کا مفصل ذکر کرنا پڑیگا اور اس کا جو نتیجہ نکلے گا۔ اوس کو آپ جیسے مہذب انسان کیطرح اگر آپ میں ہمت ہے تو دلایل اور واقعات کی بنا پر یہ ثابت کریں کہ مہاشے منشی رام جی نے اس سال پردھان بننے کی خواہش و کوشش وغیرہ نہیں کی۔ مہتہ جی ہمیشہ حد سے زیادہ آگے گئے اور لغو حملے سہے۔ لیکن چونکہ آپ باز نہیں آتے اب ہم آئندہ آپکی ذاتی باتوں کو مفصل درج کرنے کیلئے اگر مجبور ہوئے تو پھر آپ اور آپکے دوست ہمیں کوئی دوش نہ دیں۔ تاہم یہ دعویٰ ہمارا رہیگا۔ کہ جو بات ہم لکھیں وہ محض واقعات کی بنا پر ہو۔

پادریصاحبان! گھر کی خبر لیجئے

عیسائی مشنری دور دراز ولایتوں سے اگر ہندوستان میں تو عیسائیت کی تبلیغ اور اشاعت میں ہر قسم کی کوششوں کو جائز اور مباح رکھتے ہیں اور گھر سے دور لوگوں کو صلیب پرستی اور مردہ پرستی کیطرف عجیب عجیب طریقوں سے کھینچ رہے ہیں مگر اپنے گھر کی انہیں خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔

۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے کرسچن ہیرالڈ میں عیسائی دنیا کو بیدار کرنے والی نہیں گھبرا دینے والی ایک خبر شائع ہوئی ہے جو ہر چند ہندوستان کے نو مرید عیسائیوں کیلئے دلشکن ہو مگر ہمارے لئے نئی نہیں بلکہ ہمارا ایمان بڑھانے والی ہے کیونکہ اس سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا اس سے پتہ ملتا ہے جو کسر صلیب کیلئے آیا ہے۔ چنانچہ کرسچن ہیرالڈ لکھتا ہے۔

سنٹ لوئیس ورلڈز فیر کے ضمن میں جو انٹرنیشنل کانگرس ہونیوالی ہے وہ اپنی غیر معمولی نوید میں عجیب طرح کا اعلان کرتی ہے جس کو پڑھکر عیسائی دنیا کو حیرت ہو رہی ہے۔ شکاگو مشہور نمائش کے وقت دنیا کے تمام مذہب والوں کو موقع دیا گیا تھا کہ وہ ایک عام پلیٹ فارم پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اور انسان کے عالمگیر اخوت کا اہتمام کریں۔ مگر فری تھاٹ یعنی آزاد خیال والوں کو اس سے لفظ سے محروم کر دیا گیا تھا۔ مگر سنٹ لوئیس کی نمائش نے ان کے وکیلوں کو بھی شریک ہونے کی دعوت دی ہے۔ منتظمین نمائش جن شاندار، سچی اور آزادانہ عبارت میں اظہار خیال کرتے ہیں وہ واقعی ان کی حق پسندی کے شایان ہے وہ لکھتے ہیں مسیحی مذہب کے منجانب خدا و الہامی ہونے کا دعوے جھوٹا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ مسیحی مذہب کے ڈھکوسلے اور فریب کو بطور غلط واقعہ دنیا کی نگاہ کے سامنے پیش کر دیا جائے "مسیحی اصول سچے نہیں ہیں" اور انٹرنیشنل کانگرس سائنس و معقولات [illegible]

استفسار و جواب

صورِ قیامت

سوال۔ قرآن کریم اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ جب قیامت ہوگی۔ تو پہلے صور یعنے نرسنگا پھونکا جاویگا اور سب مخلوق جمع ہوجاویگی اور جب دوبارہ نرسنگا پھونکی جاویگی تو سب مردے بھی اوٹھین گے اور خدا تعالی کے حضور مین اکٹھے ہوجاوینگے کتاب کشف القلوب مین لکھا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جو کہ ایک عظیم الشان اور مقرب الہی فرشتہ ہے وہ اوس نرسنگا کو لیکر منتظر کھڑا ہے کہ جب حکم الہی ہو کرنا پھونکے کہ زمین و آسمان کو درہم برہم کردے کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ جسمانی طور پر آسمانون مین کوئی فرشتہ کرنا لیکر منتظر کھڑا ہے۔

راقم یکے از ناظرین الحکم۔

جواب۔ تفسیر کبیر مین لکھا ہے۔ ان اللہ یعرف الناس من امور الاخرۃ بامثال ما شوھد فی الدنیا من عادۃ الناس النفخ فی البوق عند الاسفار وفی العساکر فالنفخ فی الصور استعارۃ والمراد منہ البعث والحشر یجوز ان یکون تمثیلا لدعاء الموتی فان خروجھم من قبورھم خروج الجیش عند سماع صوت البوق

ترجمہ۔ خداوند تعالی امور آخرت لوگون کو ان مثالون سے سمجہاتا ہے جن کو لوگون نے دیکہا ہے یہ بات آدمیون کی عادت مین ہے کہ لشکرون کے کوچ اور اکٹھے کرنے کیواسطے قرنا بجاتے ہین پس قرآن مین قرنا کا پھونکنا استعارہ ہے اور اس سے مراد بعث اور حشر ہے۔ جایز ہے کہ تمثیل مردون کے بلانیکی ہو کیونکہ مردون کا قبرون سے نکلنا لشکر کے اجتماع کیطرح ہوگا۔

الغرض نفخ صور صرف استعارہ ہے بعثت وحشر کا اور تبدیل حالت کا جسطرح لشکر مین صور بجنے سے سب مجتمع ہوجاتے ہین اور لڑنے کو کہڑے ہوجاتے ہین اور گردہ در گروہ آموجود ہوتے ہین اسیطرح ... حشر مین ارادہ ایزدی سے جسطرح کہ اس ... سنت مین مقرر کیا ہوگا وقت موعود مین ... اوٹھین گے اور جمع ہوجاوین گے اس حالت کا نفخ صور ... استعارہ کیا گیا ہے پس نفخ صور سے قرآن مجید مین کوئی صور یعنے نرسنگا مراد نہین اور نہ یہ ہے کہ اوس کو فرشتہ لئے ہونگے اور اس کو ... پھونکینگے۔

ایک نظر ادھر بھی۔ یہ کارخانہ عطر ذیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست ... روانہ ہوگی۔ نمکرتیل یہ تیل خاص ہمارے کارخانہ ... ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونے سے روکتا ہے زلہ آنکھون درد سر ... کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک ذمہ خریدار

کیا تناسخ درست ہے

السلام علیکم

الغرض اہل ہنود کا یہ مقولہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد انسان پہر پیدا ہوتا ہے۔ اوس کا نام آواگون رکہا ہے۔ جیسا انسان فعل کرتا ہے ویسا ہی سزا پاتا ہے اور بعد مرنے کے انسانی شکل سے دوسری شکل مین مثلاً بیل۔ گہوڑا۔ گدہا۔ کتا وغیرہ جونین آتا ہے کیا یہ اون کا مقولہ ٹہیک ہے اور اپنے قول کی تائید مین یہ بہی کہتے ہین کہ پرمیشر جب منصف ہے تو خدا نے ایک کو بادشاہ اور ایک کو غریب مایا کیون بنایا اگر ہم اس بات پر یہ اعتراض کرین کہ خدا رحیم ہے اور ہمارے گناہ بخشدیتا ہے اور نہ بشکل حیوانات پیدا کرکے سزا دیتا ہے تو ان کے پاس معقول جواب یہ ہے کہ ہم جیسا کرتے ہین اوس کا ویسا ہی نتیجہ پاتے ہین مثلاً اگر گندم بوتے ہین تو گندم ہی پیدا ہوتا ہے نہ کہ جو پیدا ہوتے ہین پہر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ ایک عابد کو اور ایک گنہگار کو برابر مرتبہ پر رکہے۔ اگر یہ ہے تو خدا منصف نہین اور یہ بعید از عقل ہے۔ والسلام

راقم۔ جہانگیر اور سپر محکمہ آبپاشی سنبل گدھو ریاست گوالیار

جواب نمبر اول۔ اہل ہنود آریہ وغیرہ جن کا اعتقاد تناسخ ہے اور جونون مین جانا ہے وہ غلط ہے اور اس اعتقاد کے غلط ہونے پر منجملہ دیگر دلائل قویہ کافی دلیل ہے کہ وہ کہتے ہین کہ تناسخ سزا کیلئے ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہین اگر یہ بات ہے تو رابطہ جنم کا علم ہونا انسان کو ضروری ہے تاکہ متنبہ رہے اور جس غلطی و گناہ کے باعث اوس کو کتے بلی وغیرہ کا جنم لینا پڑا تہا اوس گناہ کا مرتکب نہ ہو کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ جنم سے پہلے وہ کس جنم مین تہا۔ اور یہ کہ موجودہ انسانی جنم اوس کو کس عمل کے بدلے مین ملا ہے قرآن کریم نے اس بے بنیاد اعتقاد کو ایک ہی چہوٹے سے جملے مین مشاہدہ مین لاکر رد کردیا ہے واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا۔ **ترجمہ** خدا نے تمکو تمہاری ماون کے شکمون سے نکالا (اگر تناسخ ہوتا تو تم کو پہلے جنم کا علم ہوتا چونکہ تناسخ نہین ہوتا اس لئے تمکو سابقہ کا کچہہ علم و خبر نہین۔ کیونکہ تمہاری روحین تمہار جسمون کے ساتہہ ہی پیدا ہوتی ہین اگر تناسخ کو ٹہیک مانا جاوے تو پہر خدا وند تعالی پر ظلم کا اتہام لازم آتا ہے کہ کیون اس نے مجرم انسان کو اس گناہ کا علم نہین دیا جس کے بدلے مین وہ کسی دکہہ یا مصیبت وغیرہ مین مبتلا ہے تاکہ آیندہ اوس گناہ کا ارتکاب نہ کرے

جواب نمبر دوم پرمیشر کے انصاف پر منجملہ دیگر بیشمار دلائل قویہ کے یہی دلیل کافی ہے کہ اوس نے کسی کو بادشاہ کسی کو رعیت کسی کو خادم کسی کو مخدوم بنایا ہے۔ اگر دنیا مین سارے ہی آدمی بادشاہ و امیر ہوتے تو ان کے کام کون کرتا اور دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا۔ عمدہ مکان کے لوازمات مین سے یہ بات بہی ہے کہ اوس مین باورچی خانہ کے علاوہ بیت الخلا یعنے ٹٹی بہی موجود ہو اگر صرف چولہا ہو اور ٹٹی نہ ہو تو وہ مکان ناقص ہے چولہے کی جگہ ٹٹی اور ٹٹی کی جگہ چولہا نہین چاہیئے ہر ایک شے اپنے مقام پر ہو۔ یہی انصاف ہے پس بادشاہ کا ہونا بمقام بادشاہ اور رعایا کا ہونا بمقام رعایا ہی انصاف اور مبنی بر حکمت ہے

جواب نمبر سوم اگر ہم جیسا کرتے ہین ویسا ہی اس کا نتیجہ پاسکتے ہین اور خداوند تعالی ہمارے برے نتائج کو ہماری توبہ و اعمال صالحہ ٹال نہین سکتا بلکہ ہمیشہ اعمال ہی کے محور پر گردش ہے اور جبکہ ارواح بہی بموجب اعتقاد آریہ پرمیشر کیطرح انادی ہین اور ان کی مکتی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ہی اعمال کے ذریعہ نجات پاتی ہین تو اب آریہ بتائین کہ خدا کس مرض کی دوا ہے۔ وہی باتین مشکل تہین اول ارواح کی پیدائش دوم انکی مکتی و نجات۔ پہر آریون کے عقیدے کے مطابق جبکہ ارواح خود بخود خدا کیطرح انادی و ازلی ہین اور ان کو مختلف اجسام مین اگر اپنے اعمال کے نتائج بہگتنے پڑتے ہین اور اپنے ہی اعمال سے اون کو نجات و مکتی حاصل ہوتی ہے اور پرمیشر کا نہ پیدائش ارواح مین دخل ہے اور نہ اونکی نجات مین تو پہر ہم پوچھتے ہین کہ پرمیشر کیا کام کرتا ہے اور اوسکی خدائی کی ارواح کو ضرورت کیا ہے۔ الغرض تناسخ کے اعتقاد والون کا مذہب بہت گندہ اور بودا ہے آریون نے خداوند کریم کو بالکل معطل و بیکار ٹہرایا ہے بلکہ آریہ بالحقیقت دہریے ہین۔

جواب نمبر چہارم۔ خداوند تعالی نے عابدون کیلئے صرف مرنے پر ادہار نہین رکہا بلکہ جنتی زندگی کا جیسا کہ اوس نے اپنے عابدون سے وعدہ کیا ہے ویسا ہی اون کو دنیا ہی مین وہ جنت عطا کرتا ہے اور وہ نہین مرتے جب تک اوس جنتی زندگی کو دنیا مین نہ پالین چنانچہ خداوند تعالی فرماتا ہے ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون پارہ ۱۴- سورہ نحل

ترجمہ جو مرد و عورت نیک عمل کرین ہم ان کو پاک جنتی زندگی دنیا ہی مین عطا کرتے ہین اور ان کو اعمال کا بہت اچہا اجر دیتے ہین۔

یہ صرف وعدہ ہی نہین بلکہ اس زندگی والے انسان اہل اسلام مین ہزارہا متنفس ہر زمانہ مین موجود رہتے ہین

. . . .

. . . . — جو اوس جنتی زندگی کو اس دنیا مین پاکر خداوند تعالے کی نعمت کی یون تحدیث کرتے ہین۔ اور دنیا مین صداقت اسلام کا خدا کیطرف سے سچا نشان رہتے ہین چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہین۔

پایم ز لطف یار بجنت خزیدہ است
دستش ز ابن حبیب بدست است ساغرم

با دہشت بر دل پرسوز من وزد
صد نکہت لطیف در ہر دو مجسم
ہر لحظہ خورم ز جام وصال دوست
ہر دم انیس یار مطلے زمے سکرم
کارم ز قرب یار بجائے رسیدہ است
کانجا نہم ونہ انش اغیار بر درم
مرا جنت علیا است مسکن و ماوا
چرا بسنر بلا این نشیب جا باشد
ازان قفس بریدم برون کہ دنیا نام
کنون بکنگرہ عرش جائے ما باشد
مرا بگلشن رضوان حق شدہ ست گذر
مقام من چمن قدس و الصفا باشد
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبے باشد

قرآن کریم کے ایک اور مقام مین خداوند تعالے فرماتے ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

ترجمہ۔ جو لوگ اپنے سچے قول و فعل سے اپنے پروردگار پر ایمان لاکر اسی پر قائم رہتے ہین اون پر خداوند تعالے کے فرشتے اترتے ہین اور ان کو دنیا عالم اسباب کے دکہون و تکلیفون کے ظہور حوادث کیوقت دلاسا و اطمینان دلاتے ہین کہ مت ڈرو اندوہگین نہ ہو اس دنیا اور آخرت مین ہم تمہارے کارساز و مددگار ہین تمکو خوشخبری ہو اوس جنت کی جس کا تمہارے لئے وعدہ تہا۔ خداوند تعالی کے متقی و خدا ترس بندے ان وعدون کا ایفا اپنی جان پر اس دنیا مین مشاہدہ کرلیتے ہین۔

سوال

احادیث موضوعہ کی کیا پہچان ہے

جواب ومما یدخل فی قرینۃ الحال المروی ما نقل عن الخطیب عن ابی بکر من الطیب ان من جملۃ دلیل الوضع ان یکون مخالفا للعقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق بہ ما یدفع الحس والمشاھدۃ او یکون منافیا لدلالۃ الکتاب القطعیۃ او السنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی

تدریب الراوی ص ۹۹ یعنی تدریب الراوی مین لکہا ہے کہ موضوع ہونیکی ان قرینون مین سے جو خود روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہین وہ قول ہے جو خطیب سے منقول ہے اور اس نے ابوبکر بن الطیب سے نقل کیا ہے کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل مین سے ایک یہ ہے کہ حدیث اسطرح عقل کے خلاف ہو کہ اسکی تاویل نہ ہوسکتی ہو اور اسی ذیل مین وہ حدیث ہے جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو یا کتاب اللہ یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے برخلاف ہو۔

استفسار و جواب

صُورِ قیامت

سوال۔ قرآن کریم اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ جب قیامت ہوگی۔ تو پہلے صور یعنے نرسنگا پھونکا جاویگا اور سب مخلوق جمع ہو جاویگی اور جب دوبارہ نرسنگا پھونکی جاویگی تو سب مردے جی اوٹھین گے اور خدا تعالیٰ کے حضور مین اکٹھے ہو جاوینگے کتاب کشف القلوب مین لکھا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جو کہ ایک عظیم الشان اور مقرب الٰہی فرشتہ ہے وہ اوس نرسنگا کو لیکر منتظر کھڑا ہے کہ جب حکم الٰہی ہو کر نرسنگا پھونکے کہ زمین و آسمان کو درہم برہم کر دے کیا یہ بات سچ ہے کہ جسمانی طور پر نرسنگا کونین مین کوئی فرشتہ کرنا لیکر منتظر کھڑا ہے۔

راقم یکے از ناظرین الحکم۔

جواب۔ تفسیر کبیر مین لکھا ہے۔ ان الله یعرف الناس من امور الاخرۃ بامثال ما شوھد فی الدنیا ومن عادۃ الناس النفخ فی البوق عند الاسفار وفی العساکر فالنفخ فی الصور استعارۃ والمراد منه البعث والحشر ویجوز ان یکون تمثیلاً لدعاء الموتی فان خروجھم من قبورھم خروج الجیش عند سماع صوت البوق

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ امور آخرت لوگون کو ان مثالون سے سمجھاتا ہے جن کو لوگون نے دیکھا ہے یہ بات آدمیون کی عادت مین ہے کہ لشکرون کے کوچ اور اکٹھے کرنے کیواسطے نرسنگا بجاتے ہین پس قرآن مین نرسنگا کا پھونکنا استعارہ ہے اور اس سے مراد بعث اور حشر ہے۔ جایز ہے کہ یہ تمثیل مردون کے بلانے کی ہو کیونکہ مردون کا قبرون سے نکلنا لشکر کے اجتماع کیطرح ہوگا۔

الغرض نفخ صور صرف استعارہ ہے بعثت و حشر کا اور تبدیل حالت کا جسطرح لشکر مین صور بجنے سے سب مجتمع ہو جاتے ہین اور لڑنے کو کھڑے ہو جاتے ہین اور گردہ در گروہ آموجود ہوتے ہین اسیطرح روز حشر مین ارادہ ایزدی سے جسطرح کہ اسکی سنت مین مقرر کیا ہوگا وقت موعود مین سب لوگ اوٹھین گے اور جمع ہو جاوین گے اس حالت کا نفخ صور سے استعارہ کیا گیا ہے پس نفخ صور سے قرآن شریف مین کوئی صور [illegible] مراد نہین اور نہ یہ ہے کہ اوس کو فرشتے لئے ہون گے اور اس کو [illegible]۔

ایک نظر ادہر بھی۔ یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ مگر تیل [illegible] ہمارے کارخانہ [illegible] ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھون درد سر [illegible] کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی [illegible] محصولڈاک ذمہ خریدار

کیا تناسخ درست ہے

السلام علیکم

اکثر اہل ہنود کا یہ مقولہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد انسان پھر پیدا ہوتا ہے۔ اوس کا نام اواگون رکھا ہے۔ جیسا انسان فعل کرتا ہے ویسا ہی سزا پاتا ہے اور بعد مرنے کے انسانی شکل سے دوسری شکل مین مثلاً بیل۔ گھوڑا۔ گدھا۔ کتا وغیرہ جون مین آتا ہے کیا یہ اون کا مقولہ ٹھیک ہے اور اپنے قول کی تائید مین یہ بھی کہتے ہین کہ پرمیشر جب منصف ہے تو خدا نے ایک کو بادشاہ اور ایک کو غریب عاجز کیون بنایا اگر ہم اس بات پر یہ اعتراض کرین کہ خدا رحیم ہے اور ہمارے گناہ بخشد یتا ہے اور نہ بشکل حیوانات پیدا کر کے سزا دیتا ہے تو ان کے پاس معقول جواب یہ ہے کہ ہم جیسا کرتے ہین اوس کا ویسا ہی نتیجہ پاتے ہین مثلاً اگر ہم گندم بوتے ہین تو گندم ہی پیدا ہوتا ہے نخود نہین پیدا ہوتے پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عابد کو اور ایک گنہگار کو برابر مرتبہ پر رکھے۔ اگر یہ ہے تو خدا منصف نہین اور یہ بعید از عقل ہے۔ والسلام

راقم۔ جہانگیر اور سیر محکمہ آبپاشی سنبل گدمہ ریاست گوالیار

جواب نمبر اول۔ اہل ہنود آریہ وغیرہ جن کا اعتقاد تناسخ ہے اور جونون مین جانا ہے وہ غلط ہے اور اس اعتقاد کے غلط ہونے پر منجملہ دیگر دلائل قویہ کافی دلیل ہے کہ وہ کہتے ہین کہ تناسخ سزا کیلئے ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہین اگر یہ بات ہے تو سابقہ جنم کا علم ہونا انسان کے لئے ضروری ہے تا کہ منبہ رہے اور جس غلطی یا گناہ کے باعث اوس کو کتے بلی وغیرہ کا جنم لینا پڑا تھا اوس گناہ کا مرتکب نہ ہو کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ جنم سے پہلے وہ کس جنم مین تھا۔ اور یہ کہ موجودہ انسانی جنم اوس کو کس عمل کے بدلے مین ملا ہے قرآن کریم نے اس بے بنیاد اعتقاد کو ایک ہی چھوٹے سے جملے مین مشاہدہ مین لاکر رد کر دیا ہے واللّٰه اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئاً ترجمہ خدا نے تمکو تمہارے ماون کے شکمون سے نکالا (اگر تناسخ ہوتا تو تم کو پہلے جنم کا علم ہوتا چونکہ تناسخ نہین ہوتا اس لئے تمکو پہلے کا کچھ علم و خبر نہین کیونکہ تمہاری روحین تمہارے جسمون کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہین اگر تناسخ کو ٹھیک مانا جاوے تو پھر خداوند تعالیٰ پر ظلم کا اتہام لازم آتا ہے کہ کیون اس نے مجرم انسان کو اس گناہ کا علم نہین دیا جس کے بدلے مین وہ کسی دکھ یا مصیبت وغیرہ مین مبتلا ہے تا آیندہ اوس گناہ کا ارتکاب نہ کرے

جواب نمبر دوم۔ پرمیشر کے انصاف پر منجملہ دیگر بیشمار دلائل قویہ کے یہی دلیل کافی ہے کہ اوس نے کسی کو بادشاہ کسی کو رعیت کسی کو خادم کسی کو مخدوم بنایا ہے۔ اگر دنیا مین سارے ہی آدمی بادشاہ و امیر ہوتے تو ان کے کام کون کرتا اور دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا۔ عمدہ مکان کے لوازمات مین سے یہ بات بھی ہے کہ اوس مین باورچی خانہ کے علاوہ بیت الخلا یعنے ٹٹی بھی موجود ہو اگر فرش چولہا ہو اور ٹٹی نہ ہو تو وہ مکان ناقص ہے چولہے کی جگہ ٹٹی اور ٹٹی کی جگہ چولہا نہین چاہیئے ہر ایک کیلئے اپنے مقام پر ہونا ہی انصاف ہے پس بادشاہ کا ہونا بمقام بادشاہ و رعایا کا ہونا بمقام رعایا ہی انصاف اور مبنی بر حکمت ہے

جواب نمبر سوم۔ اگر ہم جیسا کرتے ہین دنیا ہی اس کا نتیجہ پاسکین اور خداوند تعالیٰ ہمارے برے نتائج کو ہماری توبہ و اعمال صالحہ ٹال نہین سکتا بلکہ ہمیشہ اعمال ہی کے محور پر گردش ہے اور جبکہ ارواح بھی بموجب اعتقاد آریہ پرمیشر کیطرح انادی ہین اور ان کی مکتی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ہی اعمال کے ذریعہ نجات پاتی ہین تو اب آریہ بتائین کہ خدا کس مرض کی دوا ہے۔ ودہی باتین مشکل تہین اول ارواح کی پیدائش دوم انکی مکتی و نجات۔ پھر آریون کے عقیدے کے مطابق جبکہ ارواح خود بخود خدا کیطرح انادی و ازلی ہین اور ان کو مختلف اجسام مین اگر اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے پڑتے ہین اور اپنے ہی اعمال سے اون کو نجات و مکتی حاصل ہوتی ہے اور نہ پرمیشر کا نہ پیدائش ارواح مین دخل ہے اور نہ ان کی نجات مین تو پھر ہم پوچھتے ہین کہ پرمیشر کیا کام کرتا ہے اور اوسکی خدائی کی ارواح کو ضرورت کیا ہے۔ الغرض تناسخ کے اعتقاد والون کا مذہب بہت گندہ اور بودا ہے آریون نے خداوند کریم کو بالکل معطل و بیکار ٹھہرایا ہے بلکہ آریہ بالحقیقت دہریئے ہین۔

جواب نمبر چہارم۔ خداوند تعالیٰ نے عابدون کیلئے صرف مرنے پر ادہار نہین رکھا بلکہ جنتی زندگی کا جیسا کہ اوس نے اپنے سچے عابدون سے وعدہ کیا ہے ویسا ہی اون کو دنیا ہی مین وہ جنت عطا کرتا ہے اور وہ نہین مرتے جب تک اوس جنتی زندگی کو دنیا مین نہ پالین چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ومن عمل صالحاً من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینه حیوۃ طیبة ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون پارہ ۱۴۔ سورہ نحل ترجمہ جو مرد و عورت نیک عمل کرین ہم ان کو پاک جنتی زندگی دنیا ہی مین عطا کرتے ہین اور ان کو اعمال کا بہت اچھا اجر دیتے ہین۔

یہ صرف وعدہ ہی نہین بلکہ اس زندگی والے انسان اہل اسلام مین ہزارہا متنفس ہر زمانہ مین موجود رہتے ہین

. . . . جو اوس جنتی زندگی کو اس دنیا مین پا کر خداوند تعالیٰ کی نعمت کی یون تحدیث کرتے ہین۔ اور دنیا مین صداقت اسلام کا خدا کیطرف سے سچا نشان رہتے ہین چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہین۔

با ئم ز لطف یار بجنت خزیدہ است
[illegible] بدست بہشت ساخم

با دہشت بر دل پر سوز من وزد
صد نگہت لطیف دہد دو مجسم
ہر لحظہ مے خورم ز جام وصال دوست
ہر دم انیس یار [illegible]
کارم ز قرب یار بجائے رسیدہ است
کانجا نہم ز دانش اغیار برترم
مرا بجنت علیا است مسکن و ماوا
چرا بسنبلہ این نشیب جا باشد
ازان قفس بدم برون کہ دنیا نام
کنون بکنگرہ عرش جائے ما باشد
مرا بگلشن رضوان حق شدہ است گذر
مقام من چمن قدس و اصفیا باشد
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

قرآن کریم کے ایک اور مقام مین خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

ترجمہ۔ جو لوگ اپنے سچے قول و فعل سے اپنے پروردگار پر ایمان لاکر اسی پر قائم رہتے ہین اون پر خداوند تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہین اور ان کو دنیا عالم اسباب کے دکھون تکلیفون کے ظہور یا حوادث کیوقت دلاسا و اطمینان دلاتے ہین کہ مت ڈرو اور غمگین نہ ہو اس دنیا اور آخرت مین ہم تمہارے کارساز و مددگار ہین تمکو خوشخبری ہو اوس جنت کی جس کا تمہارے لئے وعدہ تھا۔ خداوند تعالیٰ کے متقی و خداترس بندے ان وعدون کا ایفا اپنی جان پر اس دنیا مین مشاہدہ کر لیتے ہین۔

سوال

احادیث موضوعہ کی کیا پہچان ہے

جواب ومما یدخل فی قوینۃ حال المروی ما نقل عن الخطیب عن ابی بکر من الطیب ان من جملة دلیل الوضع ان یکون مخالفاً للعقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق به ما یدفعه الحس والمشاھدۃ او یکون منافیاً لدلالة الکتاب القطعیة او السنة المتواترۃ او الاجماع القطعی

تدریب الراوی صفحہ ۹۹ یعنی تدریب الراوی مین لکھا ہے کہ موضوع ہونیکی ان قرینون مین سے جو خود روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہین وہ قول ہے جو خطیب سے منقول ہے اور اس نے ابوبکر بن الطیب سے نقل کیا ہے کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل مین سے ایک یہ ہے کہ حدیث اسطرح عقل کے خلاف ہو کہ اسکی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اسی ذیل مین وہ حدیث ہے جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو یا کتاب اللہ یا حدیث متواترہ یا اجماع قطعی کے برخلاف ہو۔

ایک شامی کو حضرت مسیح موعود کی نصیحت

بارہا ہمارا تجربہ و مشاہدہ و مساعدہ ہے ہم نے معلوم کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہایت آرزو ہے کہ ممالک مغربیہ امریکہ۔ یورپ۔ افریقہ وغیرہ میں اسلام کی تبلیغ و تکمیل اشاعت ہو اور آپ ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آرزو و برکت و ہمت و دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ریویو آف ریلیجنز جو ایک ماہواری رسالہ بزبان انگریزی برائے تبلیغ اسلام قادیان سے شائع ہوتا ہے اس نے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں ایک ہل چل ڈالدیا ہے اور عیسائی دنیا پکار اٹھی ہے کہ اب مذہب عیسویت کا خاتمہ ہو گیا۔ امریکہ و انگلستان سے کئی روحیں جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی مستعدی ظاہر کر رہی ہیں۔ قریباً عرصہ چھ سال کا گذرا ہے کہ قادیان میں دو شخص ایک بغدادی اور ایک شامی بقصد زیارت حضرت مسیح موعود وارد ہوئے شامی جو قوی ہیکل نوجوان آدمی تھا اوس نے قادیان میں پڑھنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت حکیم الامت کے حلقہ درس میں شامل ہو گیا اور کتب وغیرہ بعض چیزوں کا اوسنے احتیاج ظاہر کیا اوس کیلئے مہیا کیا گیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بات سنکر بہت خوشی ہوئی کہ یہ شخص یہاں سے اپنی تعلیم کا نصاب پورا کر کے عربی بولنے والے ممالک میں جا کر تبلیغ کریگا مگر قادیان چونکہ ایک معمولی قصبہ ہے جسکی آبادی غالباً تین ہزار آدمی کی ہوگی اسمیں سیاحت پیشہ آدمی کی نسبت اگر جلدی گھبرا جاوے تو کچھ تعجب نہیں۔ شامی نے چند روز کے بعد ظاہر کیا کہ حج کا موسم قریب ہے میں حج کو جانا چاہتا ہوں حضرت اقدس کو ایک رقعہ لکھا اور کچھ روپے طلب کئے۔ اس کا نام محمد قدسی مشہور تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے محمد قدسی کو مندرجہ ذیل جواب بنصیحت لکھا جس کو ہم بعینہ بیان درج کرتے ہیں میں نے یہ خط محمد قدسی سے لیکر نقل کر لیا تھا

محمد افضل

السلام علیکم۔ بلغ الیّ مکتوبک فالاسف کل الاسف انک ما فہمت ما قصدنا لک انک تطلب تنشر الاسلام وکنا اردنا ان ترزق من لب الاسلام وروحہ لو کنت تخاف اللہ لفکرت فی امرنا وفیما بعثنی اللہ بہ واعلم ان عملا من الاعمال لا یفید لاحد من دون ان یعرفنی ویعرف دعوای ودلائلی فالخیر کل الخیر لک ان تتوب من خیال ذہابک بعد العید وتلبث عندنا برہۃ من الزمان وتتعلم علما اتانا اللہ ولا اعلم ای فائدۃ لک فی الحج قبل تصحیح الایمان وانی ارسل الیک اربعۃ روبیۃ فانفق فیما حدث لک من الضرورۃ فان شئت فالبث وامکث فان شئت فاذہب بہذا الزاد منا ولیس لک فی ذہابک خیر بل خسران مبین ولا کن کیف افہمک وانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور والسلام علی من اتبع الہدی۔

الراقم المتوکل علی اللہ احمد عفی اللہ عنہ

ترجمہ۔ السلام علیکم۔ مجھے تمہارا خط پہنچا۔ بڑا افسوس ہے جس بات کا ہم نے تمہارے لئے ارادہ کیا تھا تو اس کو نہیں سمجھتا تو اسلام کا پھیلانا طلب کرتا ہے اور ہم نے ارادہ کیا تھا کہ تجھے اسلام کے مغز و روح سے بہرہ ور کیا جائے اگر تجھے خوف خدا ہوتا تو ہمارے کام اور جس امر کیلئے ہمیں خداوند تعالیٰ نے بھیجا ہے اوسمیں فکر کرتا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کسی کو کوئی عمل فائدہ نہیں دیسکتا سوا اس کے کہ مجھے اور میرے دعوے اور میرے دلائل کو پہچانے اور سمجھے۔ تیرے لئے ساری بھلائی اسمیں ہے کہ عید کے بعد جانے کے خیال کو چھوڑ دو اور ہمارے پاس کچھ زمانہ رہکر اوس علم کو سیکھو جو علم ہم کو خداوند تعالیٰ نے دیا ہے میں نہیں جانتا کہ صحت ایمان کے پہلے تجھے حج کو جانے میں کیا فائدہ حاصل ہوگا میں تجھے چار روپیہ بھیجتا ہوں جو ضرورت پیش ہے اسمیں خرچ کرو اگر چاہو تو یہاں ہی رہو اور اگر جانا چاہو تو اسی خرچ کے ساتھ ہماری طرف سے رخصت ہو تیرا یہاں سے جانا اچھا نہیں بلکہ سراسر نقصان و زیان ہے لیکن میں تجھے کس طرح سمجھاؤں کہ آنکھیں نابینا نہیں ہیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ نابینا ہیں خدا سلامت رکھے ہر ایک ایسے شخص کو جو اسلام کا سچا تابعدار ہے۔

(الراقم المتوکل علی اللہ احمد عفی اللہ عنہ)

محمد مصطفےٰ صلعم کا آخری خطبہ بموسم حج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایہا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ہذا بہذا الموقف ابدا۔ ایہا الناس ان دماءکم واموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ہذا وحرمۃ شہرکم وستلقون ربکم فیسألکم عن اعمالکم وقد بلغت فمن عندہ امانۃ فلیؤدہا الی من ائتمنہ علیہا۔

فاعقلوا ایہا الناس واسمعوا قولی فانی قد بلغت قولی وترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنۃ نبیہ۔ ایہا الناس اسمعوا قولی واعلموا ان کل مسلم للمسلم اخ وان المسلمین اخوۃ فلا یحل لامرء من مال اخیہ الا ما اعطاہ ایاہ عن طیب نفسہ الا بلغت قالوا اللہم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہم اشہد۔

ترجمہ۔ اے لوگو میری بات کو سنو شاید اس سال کے بعد تمکو اس مقام میں آئندہ ہرگز نہ ملوں گا۔ اے لوگو تمہارے خون و مال تم پر اس دن اور اس مہینہ کیطرح حرام ہیں جب تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملوگے تو وہ تم سے تمہارے اعمال پوچھیگا میں نے اپنی رسالت پہونچا دی جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ صاحب امانت کو ادا کرے۔

اے لوگو سمجھو اور میری بات کو سنو میں نے اپنی بات تمکو پہنچا دی اور میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر چلا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ خدا کی کتاب قرآن کریم اور اس کے نبی کا اس پر عمل درآمد ہے اے لوگو میری بات سنو اور اس پر عمل کرو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے مسلمان آپس میں بھائی ہیں کسی مسلمان پر کسی بھائی کا مال حلال نہیں ہے مگر اسقدر جو وہ اسکو خود اپنی رضامندی سے دیوے میں نے اپنی رسالت پہونچا دی سارے مخلوق جو موقف میں حاضر تھے کہا بیشک آپ نے اپنی رسالت پہونچا دی۔ پس پیغمبر خدا صلعم نے پکار کر کہا اے اللہ گواہ رہ

ملفوظات میں سے کچھ

۲۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء

مسئلہ ظہر کے وقت ایک صاحب کی خاطر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے ایک مسئلہ حضرت اقدسؑ سے دریافت کیا کہ یہ ایک شخص ہیں جن کے پاس بیس بائیس ہزار کے قریب روپیہ موجود ہے۔ ایک سکھ ہے وہ ان کا روپیہ تجارت میں استعمال کرنا چاہتا ہے اور ان کے اطمینان کی اس نے تجویز کی ہے۔ کہ یہ روپیہ بھی اپنے قبضہ میں رکھیں لیکن جس طرح وہ ہدایت کرے۔ اسی طرح ہر ایک شے خرید کر جہاں لے۔ وہاں روانہ کریں۔ اور جو روپیہ آوے وہ امانت رہے۔ سال کے بعد وہ سکھ دو ہزار چھ سو روپیہ ان کو منافع کا دیدیا کرے گا۔ یہ اس غرض سے یہاں فتوی دریافت کرنے آئے ہیں کہ یہ روپیہ جو انکو سال کے بعد ملیگا۔ اگر سود نہ ہو تو شراکت کر لی جاوے حضرت اقدس نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے خود بھی کام کرنا ہے اور انکی محنت کو دخل ہے اور وقت بھی صرف کریں گے۔ اس لئے ہر ایک شخص کی حیثیت کے لحاظ سے اسکے وقت اور محنت کی قیمت ہوا کرتی ہے۔ دس ہزار اور دس دس لاکھ روپیہ لوگ اپنی محنت اور وقت کا معاوضہ لیتے ہیں۔ لہذا میرے نزدیک تو یہ روپیہ جو انکو وہ دیتا ہے۔ سود نہیں ہے۔ اور میں اسکے جواز کا فتوی دیتا ہوں۔ سود کا لفظ تو اس روپیہ پر دلالت کرتا ہے جو مفت بلا محنت کے (صرف روپیہ کے معاوضہ میں) لیا جاتا ہے اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

جو صاحب اس مسئلہ کو دریافت کرنے آئے تھے۔ ان کی نیکی اور تقویٰ بھی قابل رشک ہے۔ کہ اس وقت جبکہ مسلمانوں نے حلال و حرام کی تمیز کو خیرباد کہہ کر صرف زر اندوزی کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے۔ یہ صاحب استفسار کے لئے اسقدر سفر دراز طے کر کے آئے صرف اس غرض سے کہ کہیں اس لین دین میں سود نہ ہو جاوے۔ سو اللہ تعالیٰ اس زمانہ کے کل اہل اسلام کو اسی قسم کی توفیق دیوے۔ کہ وہ اپنے معاملات میں دین کو مقدم رکھیں۔ آمین۔ ایڈیٹر

ظہر کی نماز سے پیشتر حضور علیہ السلام نے کچھ روپیہ جن کی تعداد غالباً ۸ یا دس ہوگی ایک مخلص مہاجر کو یہ کہکر دیے کہ چونکہ موسم سرما ہے۔ آپکو کپڑوں کی ضرورت ہوگی۔ اس مہاجر کی طرف سے کوئی سوال نہ تھا۔ خود حضور علیہ السلام نے اونکی ضرورت کو محسوس کر کے یہ رقم عطا کی جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپکو مخلص خدام کی ضرورت کا کسقدر خیال ہے۔

گناہوں سے معصوم انبیاء ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ توبہ و استغفار کے ذریعہ سے اون سے مشابہت پیدا کر لیتے ہیں۔

۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء

الٰہی رحمت سے مغفرت ایک صاحب کے رشتہ دار کسی وجہ سے قید ہو گئے تھے اون کے ذکر پر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے عرض کی۔ کہ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ اوسے خود استغفار کی تاکید کی جاوے اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ بعض لوگ جو استغفار کے لائق ہیں وہ تو استغفار کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو محض خدا کی رحمت سے ہی رہائی مل جایا کرتی ہے۔ جن طبیعتوں میں نیکی ہے۔ اون کے لئے اس کی رحمت وسیع ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی فارسی زبان میں بھی کلام کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ ایک دفعہ یہ فقرہ الہام ہوا تھا

ع این مشت خاک را اگر نہ بخشم چہ کنم

روس و جاپان کی جنگ پر لطیفہ اس جنگ کے ذکر پر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے بیان کیا کہ اس قدر خونخوار جنگ ہے۔ کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے جس کی رو کر اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہ آنی چاہئے۔ جاپان کا بدھ مذہب ہے۔ اور اس کی رو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے۔ روس عیسائی ہے اور ان کو چاہئے۔ کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کرے۔ تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں ◆ (البدر)

(۴) تمدن کی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ، اور ترقی تمدن کی بہت بڑی علامت، مذہبی نفرت اور مذہبی جبر کا دور کرنا ہے، دنیا جب سے آباد ہے ہمیشہ ہر ملک مین، ہر قوم مین، ہر سلطنت مین یہ طریقہ رہا کہ غیر مذہب والون پر جبر کیا جاتا تھا، ان کو مذہبی آزادی نہین دیجاتی تھی، ان سے نفرت اور حقارت کی تلقین کیجاتی تھی اور مختلف طریقون سے لوگون کو تبدیل مذہب پر مجبور کیا جاتا تھا۔ صرف یہی نہین بلکہ اسلام سے پہلے تمام دنیا کا یہ مذاق تھا اور یہ گویا انسان کی فطرت ہوگئی تھی کہ جب دو شخصون مین کسی رائے اور خیال کے متعلق اختلاف ہوتا تھا، تو اس کا اثر معاشرت کے تمام امور پر پڑتا تھا یعنے دونون مین جنبیت پیدا ہوکر منافرت اور عداوت کی حد تک نوبت پہونچتی تھی۔

سب سے پہلے اسلام نے اختلاف مذہب اور دیگر تعلقات کے حدود جداگانہ قائم کئے یعنی یہ بتایا کہ اگر کسی شخص سے مذہب مین اختلاف ہو، تو اس کا اثر عام معاشرت پر نہین پڑنا چاہیے، والدین کے جو بالن، حقوق بیان کئے وہان فرمایا کہ

وان جاهداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا

اگر وہ دونون اس بات پر زور ڈالین کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کر جسکا تجکو علم نہین ہے (یعنی اگر والدین شرک پر مجبور کرین) تو تو انکا کہنا مان لیکن دنیا مین ان سے اچھا برتاؤ کر

پھر عام طور پر فرمایا۔

لا ینهکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم وتقسطوا الیهم ان الله یحب المقسطین[1]

جن لوگون نے تم سے مذہبی جنگ نہین کی اور تم کو تمہارے گھرون سے نہین نکالا، انکی نسبت خدا تم کو منع نہین کرتا کہ تم ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرو، بے شبہ خدا انصاف کو پسند کرتا ہے۔

اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اس مسئلہ کا اصلی فلسفہ بتا دیا یعنے خدا نے انسانون کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ انکی صورت، سیرت، خیال، مذاق اور رائے مین اختلاف ہو۔ اس لئے اس بات کی خواہش کرنا کہ تمام لوگ خواہ مخواہ متحد الخیال ہوجائین گویا فطرت انسانی کو مٹانا ہے اس نکتہ کو قرآن نے ان لفظون مین ادا کیا۔

ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربك ولذلك خلقهم (هود)

اور اگر خدا چاہتا تو تمام آدمیون کو ایک ہی امت بنا تا لیکن لوگ ہمیشہ مختلف رہین گے بجز ان کے جنپر تیرے خدا کا رحم ہو اور خدا نے اسی لئے ان لوگون کو بنایا ہے۔

ولو شاء ربك لآمن من فی الارض جمیعا

اور اگر خدا چاہتا تو دنیا کے تمام آدمی مسلمان ہوجاتے

ولو شاء الله لجعلکم امة واحدة (مائدہ)

اور اگر خدا چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بناتا

ولو شاء الله ما اشرکوا (انعام)

اور اگر خدا چاہتا تو لوگ شرک نہ کرتے۔

ولو شاء الله لجمعهم علی الهدی (انعام)

اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر متفق کر دیتا۔

افلم ییأس الذین آمنوا ان لو یشاء الله لهدی الناس جمیعا (رعد)

کیا مسلمان مایوس نہین ہوئے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگون کو ہدایت کر دیتا۔

ولو شاء الله لجعلهم امة واحدة (حمعسق)

اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بناتا۔

ولو شاء لهداکم اجمعین (نحل)

اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لاتا۔

ولو شئنا لآتینا کل نفس هداها (سجدہ)

اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت کر دیتے۔

بعض وقت جناب رسول اللہ کو باقتضائے بشریت کافرون کی سرکشی اور بے پروائی گران گذرتی تھی۔ اسپر قرآن مجید مین یہ آیت اتری۔

وان کان کبر علیك اعراضهم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتأتیهم بآیة ولو شاء الله لجمعهم علی الهدی فلا تکونن من الجاهلین۔

اور اگر انکی کشی تجھ پر گران گذرتی ہے تو اگر ممکن ہو تو زمین کے اندر سرنگ تلاش کرو یا آسمان مین سیڑھی ہم پہونچاؤ تاکہ ان کو کوئی معجزہ دکھاؤ (تو کر دکھا) اور اگر خدا چاہتا تو سب کو راہ راست پر متفق کر دیتا۔ تو دیکھ جاہل نہ بن۔

لیکن چونکہ اکثر انسانون کی فطرت ایسی ہی بنائی ہے کہ وہ ہدایت اور وعظ و پند سے حق بات کو قبول کر لیتے ہین، اس لئے اسلام نے وعظ اور پند کے ذریعے سے دعوت اسلام کی اجازت دی اور فرمایا

وادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن (نحل)

لوگون کو اپنے خدا کے راستہ کیطرف بلا، بذریعہ حکمت کے اور بذریعہ وعظ کے اور لوگون سے بحث کر معقول طریقہ سے

فذکر انما انت مذکر لست علیهم بمصیطر

لوگون کو نصیحت کر، تو صرف نصیحت کرنے والا ہے نہ کہ داروغہ۔

فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا (مزمل)

تو جس کے جی مین آئے وہ اپنے خدا کی راہ اختیار کرے۔

افانت تکره الناس حتی یکونوا مؤمنین

کیا تو لوگون کو زبردستی مسلمان کرنا چاہتا ہے۔

اعتقاد اور یقین ایسی چیز ہے جو دل سے متعلق ہے اس لئے کوئی شخص کسی کے دل مین کوئی یقین جبر اور زبردستی سے نہین پیدا کرسکتا، اس بنا پر مذہب مین جبر کرنا بالکل بیفائدہ چیز ہے، لیکن یہ نکتہ اسوقت تک دنیا کی سمجھ مین نہ آیا جب اسلام نے یہ نہین کہا کہ۔

لا اکراه فی الدین (آل عمران)

مذہب کوئی زبردستی کی چیز نہین۔

ژول سیمان جو فرانس کا بہت بڑا فاضل گذرا ہے لکھتا ہے کہ "مذہبی آزادی کو کچھ بہت دن نہین گذرے کیونکہ دنیا کی تمام تاریخین درحقیقت مذہبی تعصب اور کینہ وری کا مجموعہ ہین اس کے بعد فاضل مذکور نے قرون اولی سے عہد وسطی تک مذہبی تعصب کے واقعات تفصیل کے ساتھ گنائے ہین، اخیر مین لکھا ہے کہ بالآخر فلسفیانہ روح نے ۲۶ اگست ۱۷۸۹ء کو مذہبی آزادی پر بحث کی لیکن یہ خیال وجود مین اس وقت آیا جب یہودیون کو ۱۷۹۱ء مین ظلم سے نجات دی گئی تاہم چونکہ فرنچ رزولیوشن کا طریق انتظام اچھا نہ تھا اس لئے وہ مذہبی آزادی کو مضبوط بنیاد پر قائم نہ کرسکا"۔

یہ فاضل (ژول سیمان) جس چیز کی ابتداء ۱۷۸۹ء سے بیان کرتا ہے، اسلام مین بارہ سو برس پہلے قائم ہوچکی تھی، لیکن چونکہ فاضل مذکور، اسلام کی حقیقت اور تاریخ سے واقف نہ تھا اس نے دوسرے قومون کی بنا پر تمام عالم کی نسبت عام رائے قائم کی اور اسکو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا۔

(۵) ترقی تمدن کے بڑے اسباب مین سے ایک یہ ہے کہ عورتون اور مردون کے حقوق برابر قائم کئے جائین اسلام سے پہلے تمام دنیا کا عمل اس اصول کے خلاف تھا۔ اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اسکی تلقین کی چنانچہ یہ بحث نہایت تفصیل کے ساتھ کتاب الکلام مین مذکور ہے۔

(۶) کسی قوم کی ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ اس کے ہر فرد کو من حیث القوم سلف آنر یعنی اپنے آپ عزت کا خیال دلایا جائے، اسلام نے ابتدا ہی سے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا چنانچہ مسلمانون کو مخاطب کر کے کہا۔

کنتم خیر امة

تم تمام قومون سے بڑھکر ہو۔

لله العزة ولرسوله وللمؤمنین

عزت خدا کے لئے ہے اور اس کے رسول کیلئے اور مسلمانون کے لئے۔

قرون اولی مین یعنی جب تک اسلام اسلام رہا یہ خیال مسلمانون مین اسقدر جاگزین تھا کہ قوم کا ہر ہر فرد من حیث القوم اپنے آپ کو افضل ترین عالم سمجھتا تھا، یہی سلف آنر کا خیال تھا جو ان مسلمانون کے ہر قسم کی حوصلہ مندیون اولوالعزمی بلند خیالیون کا باعث تھا، تاریخون مین تم نے پڑھا ہوگا کہ ایک معمولی درجہ کا مسلمان بھی قیصر و کسری کے دربار مین کس دلیری اور آزادی کے ساتھ سوال و جواب کرتا تھا۔

(۷) ترقی کا مقدم ترین اصول علم ہے اسلام نے علم کو گویا لازمۂ اسلام قرار دیا، قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مین علم کی تحصیل کے متعلق کثرت سے جو ہدایتین ہین ان سے قطع نظر، واقعات پر نظر ڈالو تاریخ ہر ہر قدم پر اس بات کی شہادت دینے کیلئے موجود ہے کہ اسلام دنیا مین جہان جہان گیا علم کو ساتھ لیکر گیا، وہ قومین جو ازل سے جاہل اور امی رہتی آئی تھین، جبدن اسلام لائین علم و فن سے معمور ہوگئین، عرب ابتدا مین علم سے جاہل تھا یہان تک کہ اسلام کے اوائل تک بڑے بڑے شعرا لکھنے پڑھنے کو عار سمجھتے تھے، رو بہ جو مشہور شاعر تھا لکھنا پڑھنا جانتا تھا، لیکن ایک موقع پر جب اس کو کچھ لکھنا پڑا تو اس نے حاضرین سے نہایت لحاح کے ساتھ درخواست کی کہ یہ راز کہین ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ میری بڑی بدنامی ہوگی، لیکن یہی عرب اسلام کے وجود کے ساتھ علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ اور امام شافعی، امام مالک، زہری جیسے مجتہدین وہان پیدا ہونے لگے، ترکون کی قوم ہزارون برس پہلے سے موجود تھی لیکن ان کا کمال تھا کہ

چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

یہی ترک تھے جنہین اسلام لانے کے ساتھ حکیم ابونصر فارابی اور امیر خسرو اور سیکڑون علما و شعرا پیدا ہوگئے۔ جن جن قومون نے دنیا مین اسلام قبول کیا ان سب کا شمار کرو اور دیکھو کہ اسلام کے قبل ان کی علمی حالت کیا تھی، اور کیا ہوگئی، صاف نظر آئیگا کہ علم اسلام کے عنصر مین داخل تھا۔

(۸) ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ نظام حکومت جمہوریت کی بنا پر قائم کیا جائے اس اصول پر اسلام نے اسقدر زور دیا کہ خود آنحضرت کو اسکی پابندی کا حکم ہوا۔

وشاورهم فی الامر

اور لوگون سے مشورہ کر۔

حالانکہ وحی و الہام کے ہوتے ہوئے آپ کو کسی سے مشورہ اور صلاح لینے کی کیا حاجت تھی، مزید تاکید کیلئے مسلمانون کی امتیازی خصوصیت یہ قرار دی کہ

وامرهم شوری بینهم

ان کا کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔

(۹) ترقی کا بڑا اصول یہ ہے کہ تقسیم عمل کے اصول پر کام کیا جائے یعنی ہر فرقہ ایک خاص کام مین مشغول ہو، تاکہ اس کام کو بوجہ خصوصیت کے نہایت اعلی درجہ تک ترقی دے سکے یورپ مین یہ اصول یہان تک ترقی کر گیا ہے کہ طبیبون اور حکیمون مین سے خاص خاص امراض کے الگ الگ طبیب ہین، اور وہ ان امراض کے سوا اور بیماریون کے علاج سے واسطہ نہین رکھتے، خود قدرت نے اسی اصول پر عمل کیا ہے، ناک، آنکھ، کان، سر، دل، دماغ کے کام الگ الگ تقسیم کر دیئے ہین، اسلام نے ان اصول کی طرف ان الفاظ مین اشارہ کیا۔

[1] قرآن مجید مین بہت سی آیتین اس قسم کی موجود ہین جنمین یہ حکم ہے کہ غیر مذہب والون سے دوستی اور محبت نہ رکھو انہین آیتون کو ہمارے ظاہر بین علما ہر موقع پر پیش کرتے ہین لیکن وہ آیتین ان کافرون سے مخصوص ہین جو مسلمانون سے مذہبی لڑائی لڑتے ہین چنانچہ خود خدا نے اس آیت کے بعد تصریح کر دی اور فرمایا کہ انما ینهاکم الله عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم یعنی خدا تو ان لوگون سے دوستی رکھنے کو منع کرتا ہے جو تم سے مذہب کے بارہ مین لڑے اور تمکو تمہارے گھرون سے نکال دیا اور تمہارے نکال دینے پر اعانت کی۔

مکتوبات حضرت امام الزمان

ایک صاحب المعروف سید عبد اللہ بغدادی جو قبل ازین قادیان مین کچھ عرصہ رہکر اب اپنے وطن کو واپس گئے ہین ابتدا مین وہ اہل التشیعہ کے مشرب پر تھے دارالامان قادیان مین کسی شخص کے ساتھ یزید کے بارے مین اون کا تکرار ہوا جس کے باعث جانبین مین طیش آگیا عبد اللہ بغدادی نے اس امر کی شکایت حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے پاس لکھکر بہیجی۔ راقم حروف نے عبد اللہ بغدادی کا خط اور اوسپر جو جواب حضرت اقدس نے اسکو لکھا استفادہ کیلئے نقل کر لئے تھے جو یہان بمعہ ترجمہ درج کئے جاتے ہین۔

خط عبد اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مسئلۃ - ان کان احد من مخلصیکم ویلعن یزید افھل یجوز ان یلعن الف مرۃ لسبب انہ لعن یزید الشمر ... من عنا بکم ان تبین لنا ما قدر یزید وما شانہ وھل یجوز علیہ اللعنۃ ام لا وھل ھو ظالم ام لا انتونا من علومکم الجزیۃ افادنا اللہ منھا والسلام۔

(اقل العباد خادمکم عبد اللہ)

ترجمہ۔ ایک مسئلہ در پیش ہے کہ اگر کوئی شخص حضور کے مخلصین مین سے ہو اور یزید کو لعنت کرتا ہو تو کیا جائز ہے کہ اوس شخص پر کوئی شخص اس سبب سے ہزار بار لعنت کرے کہ وہ یزید کو ملعون کہتا ہے پیر مین حضور سے دریافت کرتا ہون ظاہر فرماوین کہ یزید کا کیا قدر اور اوسکی کیا شان تہی کیا یزید پر لعنت بہیجنی جائز ہے یا نہین کیا یزید ظالم تہا یا نہین اپنے علوم جزیہ سے ہمین فتوے رحمت کرین تاکہ ہم بہرہ مندی حاصل کرین۔

کمترین خادم عبد اللہ۔

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

علموا ان الاقوال التی نسبت الی یزید لا اعلم بالیقین انھا کیف وقعت والاخبار مختلفۃ والروایات کثیرۃ ومن التقوی ان لا یلتفت الانسان الی لعن الاخرین ویختشی عن فسق نفسہ ویجاھد لتزکیتھا فان فسق یزید لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم ولکل عضو من اعضاء الانسان سیرۃ ... تمیز بھا عند اللہ ... لسان ... حسن التفسیر والسلام (غلام احمد عفی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ واضح ہو جن افعال کی نسبت یزید کیطرف منسوب کیجاتی ہے مجھے یقینا معلوم نہین کہ وہ کسطرح ہوا تع ہوئے اس امر مین خبرین مختلف اور روایتین بہت ہین۔ تقوے کی یہ شرط ہے کہ انسان دوسرون کی لعنت کی طرف التفات نہ کرے (بلکہ) اپنے ہی نفس کے فسق سے ڈرتا رہے اور اسکی تزکیہ و تصفیہ مین کوشش کرے۔ کیونکہ یزید کا گناہ تمکو کچہ ضرر نہین دیتا۔ اگر اسکی شرارت تہی تو اوسکا وبال یزید پر ہی پڑے گا۔ لقولہ تعالے۔ یا ایھا الذین امنوا لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ یعنے اے ایمان والو اگر تم خود ہدایت یافتہ ہوگئے تو گمراہ آدمی تمکو ضرر نہین پہونچا سکتا۔ انسان کے ہر اندام مین خدا تعالے نے نیک سیرت کی خاصیت رکہی ہے جس کے اظہار کے لئے خدا تعالی انسان کو مامور کرتا ہے۔ پس انسان کی زبان کی نیک سیرتون مین سے ایک یہ ہے کہ اوس کو بدگوئی سے روکے۔ والسلام

(غلام احمد عفی اللہ عنہ)

استفسار اور اون کے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سلمکم اللہ تعالی علی رؤس المسترشدین والمستفیضین الی یوم الدین امین۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ خادمانہ ما وجب حضور کے عنایات کا از بس مشکور ہون خداوند کریم حضور کو نیک جزا عطا فرماوے۔ چونکہ نیاز مند خوگر دہ الطاف ہے لہذا بار بار جرأت کرتا ہے امید کہ بتقاء مرضات اللہ معاف فرما کر مرحالمین اپنی فیاضی اور دریادلی کو ملحوظ فرمایا کرین کہ کمترینان کو بہی اس قحط الرجال مین اور کوئی مربی نظر نہین آتا۔

۱؎ احمدی امام اور غیر احمدی مقتدی ہو تو جماعت کے ثواب کے بارہ مین اگر حضور کوئی رائے نہین دیسکتے۔ تو براہ عنایت حضرت امام الزمان علیہ السلام سے فتوے لیا جاوے۔ اور ممتاز فرمایا جاوے۔

۲؎ کتنے سال کا ہو جو اس کو شرعًا مکلف قرار دیا جاوے

۳؎ مسلمان غیر احمدی کو مسلمان بولا جاوے یا اون کو کیا سمجھا جاوے۔

۴؎ محتلم صبح کی نماز کیلئے بوجہ ضعف اور بزدلی اور خوف سردی کے غسل کر لینے سے عاری ہے تو نماز کیونکر ادا کرے۔ بعد طلوع آفتاب غسل کرکے ادا کرے یا پہلے کسیطرح تیمم کرے۔ وضو کرنے سے عاری نہین ہے صرف اسوقت غسل کرنے سے وہم مین پڑتا ہے۔

۵؎ جنبی بحالت جنب قرآن شریف یا درود و استغفار پڑھ سکتا ہے یا نہ۔

۶؎ اثنا نماز مین اگر ٹوپی یا پگڑی سجدہ مین گر پڑے یا تہ بند کا پیتہ ڈھیلا ہو جاوے یا تہ بند کہل جاوے تو کیا کرے۔

۷؎ امام احمدی ہے گروہ وتر کی نماز حنفی علماء کی رائے پر پڑہتا ہے یعنے تین رکعت ملحا بیک سلام پڑہتا ہے اور دو رکعت کے بعد قعدہ مین و رسولہ تک پڑہکر تیسری رکعت مین بعد قرأت دعا قنوت پڑہتا ہے پس اس کے پیچھے نماز وتر کی پڑہ لیا وے یا نہ۔ اگر نہ پڑہی جاوے تو پیچھے حکم نماز وتر کے پڑہنے کا کسطرح ہے مفصل ارشاد ہو۔ اور دعا قنوت کیا اسمین منع ہے۔

۸؎ مسجد کا کہنہ ردی اسباب متولی مسجد اپنی رائے سے کیا کو دیسکتا ہے یا تبدیل تغیر کرسکتا ہے۔

۹؎ مال مسجد یعنے ایک مسجد کے بہت فرش اور ڈول وغیرہ بکثرت جمع ہین دوسری مسجد محتاج ہو تو کیا متولی مسجد اول مسجد سے اوس مسجد کی امداد کرسکتا ہے یا نہ۔

۱۰؎ ایک مسجد کی تعمیر کیلئے روپیہ جمع ہوا بعد اختتام تعمیر اگر روپیہ کچہ بچ جاوے تو اوسکو کسی محتاج مسکین پر خرچ کرلینا جائز ہے یا نہ۔

۱۱؎ مقتدی خلف الامام کسقدر بلند آواز سے پڑہ سکتا ہے بعض ایسا پڑہتے مین جو امام ہی سنتا رہتا ہے بعض اس کے خلاف مین لہذا تصدیع ہے کہ تسبیح و قرأت و تکبیر مقتدی حنفی ہو کسطرح ہو۔ باقی آیندہ انشاء اللہ تعالے

۱۲؎ تصویر سراسر تنویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہم لوگ کس غرض سے خرید کرین۔ یعنے کیا نیت ہو۔ آیا بطور زیارت و تبرک کے اوس کو اپنی روزمرہ یا کسیوقت جوش ارادت کے زیارت کریا کرین یا کسطرح چونکہ مرکز اسلام آج قادیان شریف ہے لہذا یہ حضور کو ہی تکلیف دیجاتی ہے امید ہے کہ معاف فرمایا کرینگے

نماز جمعہ مین فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہے یا کم و بیش بعد فرض کتنی رکعتین مین مفصل ارشاد ہو

کمترین خادم الحمد امیر الحبش ولد شیخ محمد بخش قانون گوئے۔ بہیرہ محلہ قانون گویان۔

جواب

آپنے جسقدر سوال لکہے ہین۔ انکی نسبت گذارش ہے۔ ہمارے امام کا یہ مذہب ہے کہ جو قرآن اور حدیث مین جو مسائل موجود ہون اونپر قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کیا جاوے۔ اور جو مسائل قرآن اور حدیث مین موجود نہین۔ اون مسائل پر علی العموم لوگ حنفی مذہب پر عمل کرلین۔ یہ ایک اصل ہے جسپر آپ اپنے سوالون کو آسانی سے حل کر سکتے ہین۔ جب ہمارے لئے امام نے ایک قاعدہ بنا دیا کہ ہم قرآن کریم پر عمل کرین اور پہر احادیث صحیحہ پر۔ اور اگر وہ ان مسئلہ کو نہ پاوین تو حنفی مذہب کو دستور العمل کرلین تو ہمین دقت ہی کیا رہ گئی۔

دوسری ایک اصل ہی قابل یادگار ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور قرآن کریم مین اسکی اصل موجود ہے۔ مثلاً لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اور نبی کریم نے فرمایا ہے تم مین سے برے مین وہ لوگ جو کثرت سوال سے حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرا بیٹہتے ہین

۱۔ جمعہ سے پہلے جسقدر اللہ تعالے توفیق دیوے سنتین پڑہو کوئی حد بندی نہین۔ دو ہون چار ہون چہ ہون یا اس سے بہی زیادہ۔

۲۔ حضرت صاحب کی تصویر آپکے لئے بہت بے فایدہ ہے۔ کسیطرح مفید نہین۔ یہہ تصویر صرف اس لئے بنوائی گئی تہی کہ یورپ اور امریکہ والے لوگون کے سامنے پیش کیگئی کہ آیا یہ شخص کیا خط و خال سے ہیں یا کل نظر آتا ہے۔ پس جو لوگ اصل کو دیکہ سکتے ہین اونہین نقل کی ضرورت ہی کیا ہے اس بارہ مین البدر نے ایک مضمون حضرت کی زبانی لکہا ہے۔

۳۔ مقتدی الحمد شریف آہستہ پڑہے کہ امام ہرگز نہ سنے اگر امام کو سنائیگا تو اس کو نماز مین تنازع کرتے ہین اور حدیث مین تنازع منع ہے اسیطرح تسبیح وغیرہ بہی آہستہ پڑہے ہان دوسرون کو آگاہ کرنے کیلئے تکبیر کا اونچا کرنا شرعًا جائز ہے۔ مسجد کا بچا ہوا روپیہ مساکین کو دیسکتا ہے

۴۔ ایک مسجد کا مال اگر بالکل اوس مسجد کی حاجتون سے زاید پڑا ہوا ہو تو دوسری مسجد کو دیسکتا ہے

۵۔ مسجد کا کہنہ اور ردی اسباب نیک متولی اپنی رائے سے اسمین تبدیلی کرسکتا ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح

۶۔ یہ سوال کہ ایک احمدی امام وتر اور طرح پڑہتا اور حنفی اور طرح پڑہتے ہیں میرے لئے تعجب انگیز ہے کیونکہ وتر تین رکعت بیک سلام جیسے حنفی پڑہتے ہین شرع اسلام مین ثابت ہین اور وتر تین رکعت دو سلام سے بہی ثابت ہین پس اگر احمدی تین رکعت وتر بیک سلام حنفیون کیطرح پڑہا تو اس نے خلاف سنت نہین کیا۔ اور ہم نے خود اسطرح بہت دفعہ پڑہے ہین۔

۷۔ اثنا نماز مین تہ بند اور پاجامہ ڈھیلا ہو جاوے تو اوس کو ٹہیک سنوارے۔

۸۔ جنبی بحالت جنب درود و استغفار بلکہ قرآن ہی پڑہ سکتا ہے۔

۹۔ صبح کی نماز کو جو خوف اور خوف سردی تیمم سے جائز ہے جبکہ مرض کا ڈر ہو۔ اور مسلمان بزدل نہین ہوا کرتا۔

۱۰۔ مسلمان کے معنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصل فرما دیئے ہین مشکوٰۃ کے ابتدا مین لکہا ہوا ہے مسلمان وہ ہے جو۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ اور پانچ وقت کی نماز پڑہے اور رمضان کے روزے رکہے زکوٰۃ دے حج کرے۔ اور ایک حدیث مین لکہا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ جب مسلمان کی یہ تعریف ہے تو ایک احمدی اگر یہ کام نہین کرتا تو وہ مسلمان نہین

۱۱۔ بلوغ کی حد عام طور پر ۱۵ برس ہے اور مال و اسباب سپرد کرنے کیواسطے پچیس برس + ایک سوال کی نسبت آپنے مجھے حکم دیا ہے کہ مین امام سے پوچہون میری عادت نہین کہ مین آپنے سوال کیا کرون مجہے تو اونکا دیکہنا

اور ان کے رو برو بیٹہنا اور ان کے اقوال سننا ایسے مقدم ہین کہ مجھے خود سوالون کی ضرورت نہین۔ لکن آپ براہ راست اگر دریافت فرمائین تو آپکو بہی نیا علم حاصل ہو جاویگا مین امید کرتا ہون کہ آپکے سوالون کے

عجیب و غریب مذہبی کتابیں

دفتر الحکم سے ہی مل سکتی ہیں

ازالہ اوہام ۔ ہر دو حصہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے مسیح ابن مریم کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے) قیمت عہ

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے کشت ازبام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ **نیوگ** کے خطرناک نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریہ کے ان اعتراضوں کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں ۔ قیمت ۸ ر

نماز پر تقریر ۔ اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۔ تیسری دفعہ چھپا ہے ۔ قیمت ۲ ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول ۔ اعلیٰ حضرت کی بیس سال پرانے مضامین ۔ الہام ۔ مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر قیمت ۲ ر

مسیحی دین عیسائیکی چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت حجۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ ر

تحفہ [illegible] آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ ر

نور القرآن ۔ حصہ دوم ۔ عیسائیوں کا مجیب قیمت ۴ ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہ دینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تجویز کیا تھا ۔ اور چند عقائد مشتہر کئے تھے اسکا کافی اور وافی جواب ایک لاجواب کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئیے قیمت ۸ ر

شمس بازغہ ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب قیمت ۔ عہ

تفسیر سورہ تبت ۔ سورہ تبت یدا پر آریہ کے اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱ ر

سوا السبیل نمبر ۲ ۔ ایک ہندوستانی مولوی کی خط و کتابت قیمت ۱ ر

فک الشک امرتسری مولوی کی اعتراضوں کا جواب قیمت ۱ ر

رد نسخ و شیعہ ۔ حکیم الامۃ کی اچھوتی تحریر قیمت ۲ ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے ۔ صد ہا خطوط اظہار پسندیدگی کے پہنچ گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کو قبولیت ہوئی ہے ۔ قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم اسی طرز و طریق پر چھپ رہا ہے عہ

تفسیر القرآن پارہ سوم ۔ بطور رسالہ ماہوار یہ تفسیر ناظرین تفسیر کے بے حد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی ۔ مشکلات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب یہ سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گزشتہ دو نمبروں کی قیمت ۸ ر رسالہ فی پرچہ ۸ ر

سلک مروارید ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات اصلاح اور انمیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو عام کرنے کیغرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کیموافق **ناول** کے طور پر لکھا گیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۴ ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء ۔ دار الامان میں ۱۸۹۷ء میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمیں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے اور معارف پر اچھوتے لیکچر دئیے یہ سب تقریریں بلکو جمع ہیں علاوہ بریں رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر نے ایک قابل دید اثر و دلکش لکھا ہے ۔ قیمت عہ

الانذار ۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء میں قادیان میں ایک **جلسہ طاعون** کے متعلق کیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز پر گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گزاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریروں کا مجموعہ ۔ قیمت ۴ ر

اصلاح النظر (حضرت حکیم الامۃ کی خاص ارشاد پر)

ایڈیٹر الحکم از کیکر عیسائی اعتراضات متعلقہ تعدد ازدواج کا جواب جسکو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی قیمت ۱ ر

متفرق کتابیں

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۔ ۔ ر وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۱ ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۔ ر

شیخ عبد الحق نو مسلم کی قلم سے

برہان الحق عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے قیمت ۱ ر

دعوۃ الحق نمبر ۲ ۔ انجیل کی حقیقت قیمت ۔ ر

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصیح (نظم میں) مومن کی خواہشات قیمت ۱ ر

مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں عار مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۱ ر

نمونہ قرآن مجید ۔ جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو سیپارے چھاپے گئے ہیں ۔ قیمت ۳ ر

پورے سٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک کے لئے جاوینگے

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپورہ

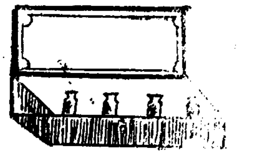

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر ۔ ملکی اور حکمی مصفیات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کے چار دوا شیشی کی دوا میں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرتے تمام خونی اور جلدی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سب بیمار کے ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں [illegible] خوراک بیمار شیشیوں میں ۲۳۲ خوراک ہر ۲۳۲ روز کی استعمال میں مرد اور عورت لڑکے جوان اور بوڑھے سبکو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم چست و چالاک بنا دیتا ہے [illegible]

[illegible] **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** [illegible]

[illegible]

اکسیر حیات [illegible] طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی **معجون تقویت** [illegible]

[illegible] **سرمہ نوری** [illegible]

[illegible] **مقوی دندان و خوشبودار منجن** [illegible]

[illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقابل تحصیل شہر بنارس ۔ نوٹ ۔ [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز الکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انا اوی القریہ

الحکم

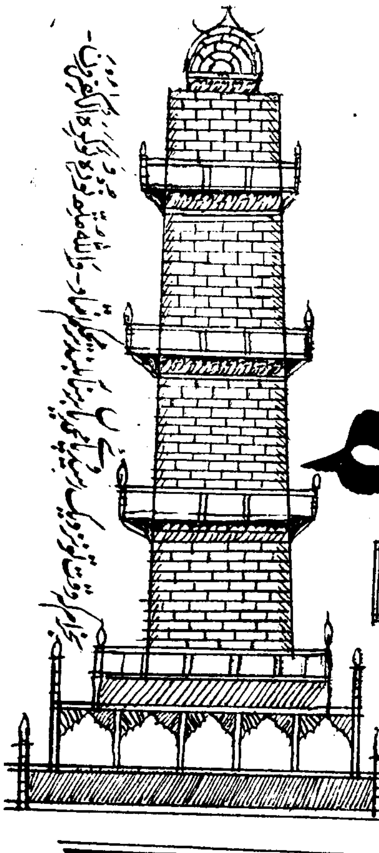

چہ گویم بانو گر آئی چہادر قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ
۱۔ عوام سے ۔ صہ ۔ (۲) خواص و معاونین سے عہ ۔
" " (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲
" " " (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

نمبر اوّل || دار الامان قادیان ۱۰ ۔ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۳ ۔ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس || جلد ۹

فہرست مضامین

۱ ۔ دعا ۔ صفحہ اوّل
۲ ۔ سال نو کے افتتاحی جلسے ۔ صفحہ ۲
۳ ۔ دار الامان میں سال کا آخیر ہفتہ ۔ صفحہ ۲
۴ ۔ حضرت حجۃ اللہ کی تقریر پر تاثیر صفحہ ۲ و ۳
۵ ۔ ایڈیٹوریل ہیا ہیا اے قوم ۔ صفحہ ۴
(ا) قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض
(ب) صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے
(ج) قطرہ قطرہ مے شود دریا
(د) قومی کالم
} صفحہ ۴
۶ ۔ مختصر نوٹ اور نکات ۔ صفحہ ۵
۷ ۔ ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ صفحہ ۶
۸ ۔ انجیل کا معقول اندازہ ۔ صفحہ ۶
۹ ۔ تحقیق مسئلہ عزاداری حسین صفحہ ۷
۱۰ ۔ ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ صفحہ ۸
۱۱ ۔ مذہبی دنیا پر سرسری نظر ۔ صفحہ ۹
۱۲ ۔ متفرق مضامین صفحہ ۱۰ ۔
۱۳ ۔ دار الامان میں عید الفطر صفحہ ۱۱ و ۱۲
۱۴ ۔ اشتہارات ۔ صفحہ ۱۳ ۔ ۱۴

دُعا

اے خُدا ۔ اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا ایک زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے ۔ اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے والے ہر طرح کے اسباب کے مہیا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست و طلب سے بڑھکر ہے ۔

خدایا ہمکو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی انعام و داد سے تسلی یاب ہوں ۔ تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہمکو نہ رہے ۔ ہمارا انس و محبت اگر ہو تو تجھسے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت و بلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے ۔ صرف تیری ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں ۔ اور تیری ہی نعمتوں کے شکر گذار ۔ محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے ۔ اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت و شادمانی کا باعث ہو ۔ رات کے درمیانی سن ساز گھڑیوں اور دن کے آغاز و انجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ راز گوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنیوالی ہے اوس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں ۔ اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو تیری ملاقات کا شوق غالب ہو تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے طیار بیٹھے ہیں اور سمجھیں کہ یہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیری حضور میں حاضر ہونا ہے ۔

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تونے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہمکو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بیشک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا ۔

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خداوندا ہمارے مقصد و دل میں ہمکو تو کامیاب کر ۔ اور ہماری توبہ قبول کر کہ بیشک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے ۔

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے ۔

خدایا ۔ اپنے روئے مبارک کی لذت پیدا ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق و شوق ہمارے دلوں میں پیدا کر ۔

بارالہا ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ ۔ اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے ۔ اور اس سے ہمیشہ ہمکو نفرت اور پرہیز ہی حاصل رہے ۔

الٰہی ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہمکو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما ۔ ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر ۔ اور اپنے صادق ایمانداروں کی دعا میں ہمکو شریک کر ۔ اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہمکو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں ہم کو بہشت میں داخل فرما اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے ۔

خداوندا ۔ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما ۔

خداوندا ۔ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما ۔

خداوندا ۔ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ہے ہوئے کام کھولدے ۔

خداوندا ۔ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توصلاحیت عطا کر ۔

اے ! رضیت لکم الاسلام دینا کی بشارت دینے والے ! اسلام اور مسلمانوں کی اپنے برگزیدہ مامور و مرسل ۔ حکم ۔ امام سے مدد فرما ۔

مولا کریم ! تو اس شخص کی تائید فرما جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کرتا ہے اور ہمیں بھی انہیں میں سے بنا دے ہاں اس شخص کو رسوا اور ذلیل کر جو تیرے پاک اسلام کی اہانت کرتا ہے رب کریم ! ہمیں انہیں سے نہ بنانا ۔

اے رب رحیم ! مجھے اس خدمت دین میں سچا اخلاص عنایت فرما اور میری ذریت کو اس سے کافی حصہ بخش ۔

اے الہ العالمین ! مجھے اور میرے ناظرین کو ہر قسم کے ابتلا سے بچا اور اپنے امام کے ساتھ زندہ رکھ

سال نو افتتاحی جملے

ناظرین اور سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو۔

الحمدللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو مین اپنی زندگی مین اپنے قلم سے الحکم کی جلد کا پہلا نمبر شائع کرتا ہون۔ اسیطرح فضل سے گیری فرمائیگا تو آیندہ مجھے اس خدمت کا شرف اور فخر حاصل ہوگا جو بہنون کی کیلانی اور رستگاری کا موجب ہے۔

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد کی از بندہ خیرے بغیرے رسد
زبان را چہ گوئی کہ اقرار داد ببین تا زبان را کہ گفتار داد

الحکم کے کالمون مین ایڈیٹر کی رائےن کو اس سے پہلے لفظ "ہم" سے ظاہر کیا جاتا رہا ہے اور آیندہ کے لئے یہ التزام لفظ "مین" سے تبدیل کر دیا گیا ہے اس کے متعلق کسی تفصیلی بحث کی نہ ضرورت ہے نہ اس کا فائدہ!

الحکم کی ترتیب مین جو تبدیلی ہان نمایان تبدیلی نظر آئے گی اس سے غرض الحکم کو ہر پہلو سے مفید دلچسپ اور مکمل بنانا ہے لیکن یہ کام جو قوم کی **غرض مشترک** کہلاتا ہے صرف ایڈیٹر کی محنت اور سعی پر ہی منحصر نہین بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے قوم کی توجہ اور اعانت کی جسکے ساتھ ایڈیٹر کی سعی اور محنت ملے گی اور پھر دونون کے امتزاج کو اخلاص کے ساتھ دعاؤن کی تقویت پہونچے گی تو یہ گاڑی کھچ سکے گی۔ ورنہ خدا ہی حافظ ہے۔

مایان مقصد عالی نہ توانیم رسید ہان مگر پیش نہد لطف شما گامی چند

گذشتہ دو سال مین خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مقدمہ لائیبل کی کشمکش مین بہت وقت دینا پڑا۔ اور اخبار کی طرف وہ پوری توجہ نہین کر سکا تاہم جہانتک بن پڑا۔ اس خدمت کو بھی نباہا اور محض خدا کے فضل سے نباہا۔ اور آیندہ بھی خدا ہی کے فضل سے ہوگا اگر کچھ ہوا۔

جو کچھ ہوا ہوا فضل سے تیرے ۔ جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

معاونین و سرپرستان الحکم کا مین خاص طور پر شکر گذار ہون کہ انہون نے باوجود اخبار کی بہت بڑی بے ترتیبیون کے اپنا دست سرپرستی اسکے سر سے نہین اٹھایا اور بیجا شکایات کی بجائے اس کو برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور اپنے قومی خادم کی اعانت کی توفیق دے۔ آمین۔

سال گذشتہ مین الحکم کی اشاعت مین ۱۹۰۷ء کے مقابلہ مین نمایان ترقی رہی لیکن بہت سے ادائے قیمت مین سہل انگاری کرنیوالے خریدارون کی نظر عنایت سے اس سال مین خود محروم رہنے کی کوشش کرنی چاہتا ہون۔ کیونکہ الحکم کا کام کسی چندہ یا مستقل سرمایہ کی بنا پر نہین اس لیئے آیندہ کے لیئے پیشگی قیمت کا ادا کرنا شرط خریداری گذشتہ آٹھ سالونکے تجربہ نے لازمی شرط قرار دینے پر مجھے مجبور کیا ہے۔

الحکم کے حجم مین اس سال افسوس سے ظاہر کرتا ہون مجھے کمی کرنی پڑی۔ اس کمی سے خریدارون کو کوئی نقصان نہین کیونکہ ۱۹۰۳ء تک جس قدر ریڈنگ میٹر انکو دیا جاتا رہا ہے اسیقدر اب بھی ملے گا گو مین چاہتا تھا کہ یہ کمی نہو لیکن اسکے ذمہ وار وہ افراد ہین جو قومی اخبارون کو ادنی درجہ کا خدمتگار سمجھکر بھی ان کے حقوق انہین دینا نہین چاہتے۔ پس اگر وہ احمدی ہین تو اپنا محاسبہ اب خود کر لین کہ انکے ہاتھ سے قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

اس سال مین قوم کی خدمت کس حد تک کرونگا۔ کس رنگ مین کرون گا۔ مجھے کچھ معلوم نہین۔ یہ منحصر ہے میری زندگی پر۔ یہ منحصر ہے میری صحت پر اور درحقیقت منحصر ہے مولے کریم کی توفیق اور فضل پر۔ پس اسی کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہوگی مین اس کام مین اپنی زندگی کے ایام گذار دونگا اس لیئے میرے ناظرین جہان مالی مشکلات کے لیئے مجھے زر سے مدد دیتے ہین وہان میرے انشراح صدر اور معرفت و بصیرت کے لیئے دعا کرین تا خدا تعالے کا فضل میرے شامل حال ہو کر اس خدمت دین مین مجھے وہ صراط مستقیم دکھادے جو اصل مقصد کیطرف لیجاوے۔

سال نو کے شروع مین فطرتاً امیدون مین جدت اور نمو پیدا ہوتا ہے اسلیئے مین بھی بہت سی امیدون کے ساتھ اس پرچہ کو شروع کرتا ہون۔ خدا میرا مددگار ہو۔ (آمین)

الحکم کے پہلے پرچہ مین انجیل کا معقول اندازہ کے عنوان سے انگریزی لیکچر کا ترجمہ ہم نے شروع کیا ہے یہ لیکچر ایک یونی ٹیرین (عیسائی موحدین) کا ہے عیسائی مذہب کے لحاظ سے جو کچھ اسنے لکھا ہے قابل غور ہے۔ بعض مقامات اسکے اگر قابل ریمارک ہونگے تو بعد مین یا ساتھ ساتھ جیسا مناسب ہوگا ریمارک کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

دارالامان مین سال کا اخیر ہفتہ

ڈسمبر کے آخری ہفتہ مین چونکہ عام تعطیلات ہوتی ہین اور ملازمت پیشہ احباب کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفید ہونیکا موقع مل جاتا ہے۔ اسلیئے ان ایام مین قادیان مین مہمانون کی غیر معمولی ترقی ہوتی ہے لیکن امسال چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو بڑا حصہ سال کا باہر گذارنا پڑا اور گورداسپور کے عارضی قیام اور لاہور اور سیالکوٹ کے سفرون مین بہت لوگونکو شرف نیاز حاصل ہو چکا تھا۔ ان دنون دارالامان آنیوالے احباب کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی پھر بھی لاہور۔ کپورتھلہ۔ لودہانہ کریام ضلع جالندھر۔ بنگہ ضلع جالندھر۔ کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور۔ سرٹوعہ ضلع مذکور۔ شاہ پور۔ سیالکوٹ ضلع فیروزپور۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آگئے تھے۔ سوء اتفاق سے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی۔ اور حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین نصیب اعدا بیمار رہتے ہین اسلئے امسال ڈسمبر کے آخری ایام جو دارالامان مین غیر معمولی رونق اور فیضان الٰہی کی بارش کے ایام ہوتے ہین اس رنگ اور رونق کے نہ تھے مگر اس مین کوئی کلام نہین کہ خدا تعالےٰ کا مامور جو مہبط وحی الٰہی ہے اپنی دعاؤن اور توجہ اور عقد ہمت سے وہی کام کر رہا تھا جو اپنی فیض اثر تقریرون اور نصائح سے کیا کرتا تھا۔ حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی وقتاً فوقتاً ملنے والے احباب کو مناسب موقع نکات قرآنی سے متمتع فرماتے رہے۔ حضرت حجت اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عموماً ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک تشریف لاتے رہے۔

۲۹۔ ڈسمبر ۱۹۰۸ء کو خدام کی درخواست اور التجا پر حضور نے مسجد اقصےٰ مین تشریف لانیکا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ آپ قبل از ظہر تشریف لائے۔ نماز سے پہلے قاضی خواجہ علی صاحب لودہانوی نے دولڑکون کو پیش کیا۔ جو کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے ہین انہون نے چمکار حق کی ایک سی حرفی کے کچھ پنجابی شعر نہایت دلکش لہجہ مین پڑھے۔ ظہر کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی پھر حضرت اقدس نے ایک تقریر فرمائی جسکو ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

حضرت حجت اللہ کی تقریر پر تاثیر

خاتمہ بالخیر ہو | میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو مین پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہون کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام درپیش ہے اسلیئے کوشش کرنی چاہیئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔

تقسیم عمر | خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اسکی راہ مین بہت سے کانٹے ہین۔ جب انسان دنیا مین آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بیہوشی مین گذر جاتا ہے یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے۔ اور اس کو دنیا اور اسکے حالات سے کوئی خبر نہین ہوتی اسکے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہین ہوتی جو بچپن مین تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس عمر کے دنون مین بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امارہ غالب آ جاتا ہے اسکے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آجاتی ہے اور حواس مین اور دوسرے قوے مین فتور آنے لگتا ہے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہو بہت سے لوگ اس زمانہ مین بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہین۔ اور قوے بیکار ہو جاتے ہین۔ اکثر لوگون مین جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے ایسے بہت سے خاندان ہین کہ ان مین ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس مین فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قوی کی کمزوری اور طاقتون کے ضائع ہو جانیسے انسان ہوش مین بے ہوش ہوتا ہے۔ اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہین تین زمانون پر ہے اور یہ تینون ہی خطرات اور مشکلات مین ہین پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کسقدر مشکل مرحلہ ہے۔

بچپن کا زمانہ تو ایک مجبوری کا زمانہ ہے اس مین سوا لہو لعب اور کھیل کود اور چھوٹی چھوٹی خواہشون کے اور کوئی خواہش ہی نہین ہوتی۔ ساری خواہشون کا منتہا کھانا پینا ہی ہوتا ہے۔ دنیا اور اسکے حالات سے محض ناواقف ہوتا ہے۔ امور آخرت سے بکلی ناآشنا اور لاپرواہ ہوتا ہے عظیم الشان امور کی اسے کوئی خبر ہی نہین ہوتی۔ وہ نہین جانتا کہ دنیا مین اسکے آنے کی کیا غرض اور مقصد ہے یہ زمانہ تو یون گذر گیا اسکے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے کچھ شک نہین کہ اس زمانہ مین اسکے معلومات بڑھتے ہین اور اسکی خواہشون کا حلقہ وسیع ہوتا ہے مگر جوانی کی مستی اور نفس امارہ کے جذبات عقل مار دیتے ہین۔ اور ایسے مشکلات مین پھنس جاتا ہے اور ایسے ایسے حالات پیش آتے ہین کہ اگر ایمان بھی لاتا ہے تب بھی نفس امارہ اور اسکے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہین اور اسے ایمان اور اسکی ثمرات سے دور پھینک دینے کے لیئے حملہ کرتے ہین۔ اسکے بعد

جو پیرانہ سالی کا زمانہ ہے وہ تو بجائے خود ایسا نکما اور ردّی ہوتا ہے۔ جیسے کسی چیز سے عرق نکال لیا جاوے اور اس کا پھوک باقی رہ جاوے۔ اسی طرح پر انسانی عمر کا پھوک بڑھاپا ہے۔ انسان اس وقت نہ دنیا کے لائق رہتا ہے اور نہ دین کے مخبوط الحواس اور مضمحل سا ہو کر اوقات بسر کرتا ہے۔ قویٰ میں وہ تیزی اور حرکت نہیں ہوتی جو جوانی میں ہوتی ہے اور بچپن کے زمانہ سے بھی گیا گذرا ہوجاتا ہے بچپن میں اگرچہ شوخی۔ حرکت۔ اور نشوونما ہوتا ہے لیکن بڑھاپے میں یہ باتیں نہیں۔ نشوونما کی بجائے اب قویٰ میں تحلیل ہوتی ہے اور کمزوری کی وجہ سے سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے۔ بچہ اگرچہ تمیز اور اسکے مراتب اور ثمرات اور فوائد سے ناواقف ہوتا ہے۔ لیکن اپنے کسی عزیز کو دیکھ کر ریس اور امنگ ہی پیدا ہوجاتی ہے مگر اس پیرانہ سالی کے زمانہ میں تو اسکے بھی قابل نہیں رہتا۔ (کیا سچ ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اند۔ ایڈیٹر)

حواس باطنی میں جس طرح اس وقت فرق آجاتا ہے حواس ظاہری میں بھی معمر ہو کر بہت کچھ فتور پیدا ہوجاتا ہے۔ بعض اندھے ہوجاتے ہیں بہرے ہوجاتے ہیں چلنے پھرنے سے عاری ہوجاتے ہیں اور قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ غرض یہ زمانہ بھی بڑا ہی ردّی زمانہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنے شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اسوقت قوےٰ میں نشوونما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں لیکن یہی زمانہ ہے جبکہ نفس امّارہ ساتھ ہوتا ہے اور وہ اس پر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے یہی زمانہ ہے جو مواخذہ کا زمانہ ہے اور یہی خاتمہ بالخیر کے لئے تیاری کرنے کے دن بھی ہیں لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کیجاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لیجاویگا اور شقی بنا دیگا۔ ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانہ کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہوجاوے کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے اللہ تعالےٰ اسکا مواخذہ نہ کریگا جیسا کہ خود اس نے فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور آخری زمانہ میں گو بڑھاپے کی وجہ سے سستی اور کاہلی ہوگی لیکن فرشتہ اسوقت اسکے اعمال میں وہی لکھینگے جو جوانی کے جذبات اور خیالات میں جاری ہیں اگر نیکیوں کیطرف متوجہ تھا اور خدا تعالےٰ کا خوف رکھنے والا اسکے احکام کی تعمیل کرنیوالا اور نواہی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گو ان اعمال کی بجاآوری میں کسی قدر سستی بھی ہوجاوے لیکن اللہ تعالےٰ اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے۔ ہر شخص بڈھے انسان کو دیکھتا کہ وہ کیسا از خود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کیطرف سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلئے ان لوگوں پر خدا تعالےٰ کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں ان کے لئے وہی تقوے اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امّارہ کی شوخیوں کا زمانہ کچھ کام کرنیکا زمانہ رہ جاتا ہے اسلئے اب سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا طریق ہے جسکو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردّی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کارآمد ایام ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ یعنے میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھیرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کیطرف تحریک کرتا ہے اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہوسکتا ہے جسپر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کیواسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ سر از بد ظاہری ہی رجو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جبتک خدا تعالےٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہو۔ دراصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقوے تو یہی ہے وہی جو خدا تعالےٰ کیطرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہوسکتے ہیں تو اس ظاہری تقوے اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قوےٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔

۱ اوّل تدبیر کرو اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھیر سکتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جسکو اللہ تعالےٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنیوالی نسلوں کیلئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہانتک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہوجاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالےٰ اُن سے الگ ہوجاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالےٰ کے نزدیک لوّامہ ہوجاتا ہے اور ایسی قابل قدر تبدیلی پالیتا ہے کہ یا تو وہ امّارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امّارہ لوّامہ ہوجاتا ہے جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالےٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے پس حقیقی تقوے اور طہارت کے حاصل کرنیکے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کردو۔ اُن مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہوسکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے اسقدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دُوسرا طریق دُعا ہے دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالےٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے۔ اسلئے جسقدر ہوسکے دعا کرو یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کرونگا۔ دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جسکے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہوسکتا ہے۔

اِسلام کا خاص فخر بلکہ یہ فخر اور ناز صرف اسلام ہی کو ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ ہیں مثلاً عیسائیوں نے جب یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک انسان (جس کو انہوں نے خدا مان لیا) نے ہمارے لئے قربانی دیدی ہے انہوں نے اسپر بھروسہ کرلیا اور سمجھ لیا کہ ہمارے سارے گناہ اس نے اٹھا لئے ہیں پھر وہ کونسا امر ہے جو اس کو دعا کے لئے تحریک کریگا ممکن ہے کہ وہ گدازش دل کے ساتھ دعا کرے دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ واری اور جوابدہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں کریگا۔ اس نے تو پہلے ہی سمجھ لیا ہے کہ گناہ دوسرے شخص نے اٹھائے ہیں اور اس طرح پر اسکے ذمہ کوئی..... جوابدہی نہیں تو اسکے دل میں تحریک کس طرح ہوگی اس نے اور شئے پر بھروسہ کرلیا ہے اور اس طرح پر اس طریق سے جو دعا کا طریق ہے وہ دور چلا گیا ہے۔

غرض ایک عیسائی کے نزدیک دعا بالکل بے سود ہے اور وہ اسپر عمل نہیں کرسکتا اسکے دل میں وہ رقت اور جوش جو دعا کے لئے حرکت پیدا کرتا ہے نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح پر ایک آریہ جو تناسخ کا قایل ہے اور سمجھتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوسکتی اور کسی طرح پر اسکے گناہ معاف نہیں ہوسکتے وہ دعا کیوں کریگا؟ اس نے تو یہ یقین کیا ہوا ہے کہ جونوں کے چکر میں جانا ضروری ہے اور بیل گھوڑا۔ گدھا۔ گائے۔ کتا۔ سور وغیرہ بننا ہے وہ اس راہ کی طرف آئے ہی گا نہیں......

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالےٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اسکے لئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھکر زبردست ہے۔

دعا اور اہل زمانہ مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہوگئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے؟ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو نرا بہانہ ہے انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اس کی

(باقی آئندہ)

قومی کالم

ایڈیٹوریل

بشنو! بشنو! بیا! بیا! اے قوم!!!

چونکہ الحکم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مہدویت کے اظہار کا بہت بڑا ذریعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب جبکہ احمدی قوم تین لاکھ کے قریب انسانوں کی ایک نئی قوم طیار ہو گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسکو ایک ممتاز قوم بنانا چاہا ہے میں وقتاً فوقتاً قوم کے سامنے ان امور کو پیش کرتا رہوں جو قوم کی ضروریات میں داخل ہیں اور جنکے بغیر جہاں تک میں سمجھتا ہوں بہت بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔

اس بات سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو منہاج نبوۃ پر واقع ہوا ہے اور اس سلسلہ کے اندر روح نبوت کام کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیت ایک تبلیغی سلسلہ ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سید و مولا امام و متبوع امام الرسل حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور خدا تعالےٰ نے انکے ذریعہ اظہار الدین مقدر کر رکھا ہے۔ اور ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی وحی آپ کو ہو چکی ہے۔ پس جبکہ مسیح موعود کی رسالت کل اقوام عالم اور افراد دنیا کے لئے اسی رنگ میں ہے جس طرح سید الرسل حضرت احمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا تھا کہ

قل انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

اور خود حضرت مسیح نے مسیح موعود مہدی مسعود۔ اور کرشن مہاراج کے دعاوی میں اس امر کو واضح کر دکھایا ہے پھر کیا ہمارا (احمدیوں کا) یہہ فرض نہیں ہے کہ اس سلسلہ تبلیغ میں مبارزان میدان بنیں؟۔

میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک علمی واقفیت نہ بڑھے اور اعتقادات صحیحہ علمی رنگ میں ذہن نشین نہوں۔ اور ان کے بیان کرنے پر انسان مقدرت نہ رکھے تو ایسے شخص کو شیطان کی آزمائش اور امتحان کا سخت خطرہ ہے جو مختلف رنگوں میں دائیں بائیں آگے پیچھے سے آکر گمراہ کرنے کا عہد کر چکا ہوا ہے۔ اسی ضرورت کو حضرت حجۃ اللہ نے محسوس کر کے پچھلے سالوں میں ارادہ فرمایا تھا کہ اپنی جماعت کا ایک امتحان کیا جاوے۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض اسباب اور وجوہ سے وہ امتحان معرض التوا میں رہ گیا اور پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی۔

گذشتہ کرسمس ویک میں جب احباب قادیان میں آئے تو مجھے ایک زیرک اور سمجھدار دوست کی زبانی حضرت حکیم الامۃ کے حضور یہ سننے کا افسوس ہوا کہ فلاں اخبار میں یہہ مخالفانہ مضامین نکلے ہیں کیونکہ ان کا جواب نہیں دیا جاتا اگرچہ اسوقت ان کے اس سوال پر مناسب جواب دیا گیا لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل پر اس کا بہت بڑا اور گہرا اثر ہوا کہ ہماری قوم جو سلطان القلم کے ماتحت ہے جو اظہار الدین اپنا ایک مقصد رکھتی ہے جو اس زمانہ پریس میں بہت کچھ قلم سے کام لینے کی ذمہ وار ہے جو ایک تبلیغی سلسلہ میں داخل ہے اسکی یہہ حالت ہے کہ وہ معمولی سے معمولی سوال کے جواب کے لئے بھی قادیان لکھنے کو آمادہ ہو جاتی ہے اور جب کوئی شخص کسی فرد سے سوال کرتا ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے کہ اب اس کا کیا جواب دوں۔

میں مانتا ہوں بلکہ فخر کرتا ہوں کہ اسی جماعت اور سلسلہ میں بڑے بڑے لائق اور سمجھدار لوگ داخل ہیں مگر میں خطرناک غلطی کرونگا اور قوم کے سستی اور کاہلی پیدا کرنے کا موجب ہونگا اگر اس تاریک پہلو کو ظاہر نکروں۔ کہ بہت بڑا حصہ اس قسم کا ہے کہ جس کو ابھی بڑی واقفیت کی ضرورت ہے حضرت حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ اس بات کی کافی شہادت ہیں کہ ہر روز کی ڈاک میں معمولی اور مبتذل سوالات کے کسقدر خطوط ان کے پاس آتے ہیں اور انہیں یا تو ان کو ردی میں پھینکدینا پڑتا ہے اور یا اپنے اوقات گرامی کو اس پر خرچ کرنا پڑتا ہے یہ غفلت اور سستی اس کشف حقایق کے زمانہ میں کیوں ہے؟

میرے نزدیک اس کا ایک زبردست باعث یہ ہے کہ قوم اپنی قومی ضروریات سے ناواقف ہے وہ نہیں جانتی کہ اسے دنیا میں ایک تبلیغی سلسلہ میں داخل ہو کر کیا کرنا ہے؟

حضرت حجۃ اللہ کے وعظ و نصائح ہدایات و ارشادات اسی رنگ اور طرز کے ہیں جو انبیاء کے ہوئے ہیں۔ وہ قوم میں تقویٰ اور حقیقی طہارت پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ قوم کا اپنا فرض ہے کہ ان مراتب اور امور کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے۔ جب تک علم صحیح کسی عقیدہ کے متعلق پیدا نہو عمل صحیح کے لئے ضرور مشکلات ہیں۔

اسوقت اگر کسی گاؤں یا قصبہ میں کوئی مخالف ملّاں چلا جاوے اور وہ لوگوں کو اس سلسلہ سے بدظن کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں بتائے تو فوراً آدمی قادیان دوڑا آتا ہے کہ حضرت کوئی آدمی بھیجو فلاں ملّاں نے گاؤں ہلاک کر دیا میں پوچھتا ہوں اے دانشمندو! تم کب تک دوسروں کے بھروسہ بیٹھو گے۔ کیوں اپنی لوکل ضروریات کا خود بندوبست نہیں کرتے۔ میں اس ضرورت کو عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ قوم میں اسکے متعلق تحریک اور جوش پیدا ہو اور وہ اپنی دینی ضروریات کو سمجھے اور ان کے پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تجویز کرے۔

میں کسی آیندہ اشاعت میں اس تجویز کو جو میں نے سوچی ہے قوم کی خدمت میں پیش کروں گا فی الحال میں چاہتا ہوں کہ قوم کے سر برآوردہ اشخاص سے اسکے متعلق کچھہ سنوں اور شایع کروں تاکہ وہ زیادہ موثر ہو۔

قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض

دارالامان اسوقت مسلمانوں کا مرکز ہے گو بہت لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ابھی نہیں سمجھتے لیکن جن لوگوں نے اس راز کو سمجھہ لیا ہے وہ جب دارالامان میں آتے ہیں تو اونکا کیا فرض ہونا چاہئے اسپر شاید انہوں نے بہت کم غور کیا ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بہتوں نے نہیں کیا ہے؟ میری غرض اس سے اسوقت یہہ ظاہر کرنا مقصود نہیں کہ میں انہیں اس امر کا سبق دوں کہ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس قدسیہ سے وہ فیض اٹھائیں اور حکیم الامت اور مخدوم الملت کے ارشادات عالیہ سے بہرہ مند ہوں کیونکہ اس سفر کی یہہ غرض تو ہوتی ہی ہے نہیں میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ یہاں آئیں تو ان کاموں کو دیکھیں جو قوم کی بھلائی اور اشاعت اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے ہو رہے ہیں وہ اس کے متعلق مفید مشورے دیں ان قومی کاموں کی ضروریات پر غور کریں انکی توسیع مقاصد کے سوالات کا حل سوچیں۔ اگر ایسے اجتماعوں پر ان ضروریات قوم کا احساس نہیں کیا جاتا تو میرے نزدیک بہت بڑی فروگذاشت ہے جسکی طرف قوم کی توجہ کی ضرورت ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکا ہم سب کو خود فکر کرنا چاہئے نہ یہ کہ حضرت حجۃ الاسلام کو معمولی باتوں پر بھی متوجہ کرنے کی ضرورت پڑے۔

صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سکول اب خدا کے فضل سے کالج کہلاتا ہے لیکن میری اپنی رائے ہے کہ سکول میں صنعتی تعلیم کی ازبس ضرورت ہے گو موجودہ طریقہ تعلیم کی بھی ضرورت ہو۔ موجودہ طریقہ تعلیم جو انڈیا میں رائج ہے پہلے ہی کچھہ ایسا ناقص اور نقصان رساں ہے جسپر اگرچہ ملک کے اہل الرائے لوگ بہت کچھہ کہہ رہے ہیں اور خود میں نے بھی ایک زمانہ میں اپنی سمجھہ اور طاقت کے موافق ایک اخبار کی ایڈیٹری کی حیثیت سے اسپر متعدد مضامین لکھے تھے۔ اب جبکہ یونیورسٹی بل کیوجہ سے اور عام طور پر بھی تعلیم کی غرض ملازمت کی راہ میں بہت سی روکیں ہیں اور اعلےٰ تعلیم کا حاصل کرنا سہل نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ صنعتی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی جاتی گو ابتداً صنعتی تعلیم کے رواج دینے کے واسطے کسیقدر روپیہ کے صرف کی ضرورت ہو۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ڈیپارٹمنٹ اپنا خرچ آپ نکال کر مدرسہ کو معقول امداد دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ جہاں آج سے آٹھہ یا دس سال بعد انٹرنس اور مڈل پاس کرنے والا طالب علم آٹھہ روپیہ ماہوار نہیں کما سکے گا وہاں آٹھہ سال تک صنعت و حرفت سیکھنے والا طالب علم کم از کم تیس چالیس روپیہ ماہوار کا کاریگر چار سال سے بھی زیادہ سال پیشتر ہو چکا ہوگا۔

سکول کی اصلی غرض ہے اسلام کی حقیقت کو علمی اور عملی طور پر مسلمان بچوں کے ذہن نشین کرنا۔ سو یہ مقصد صنعتی تعلیم سے رک نہیں سکتا بحالیکہ موجودہ طریقہ تعلیم کو اتنا وقت نہیں دے سکتا جو وہ دینیات کی طرف زیادہ توجہ کریں میری غرض اس سے یہ نہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ سکول اور کالج کی موجودہ حیثیت بدل دی جاوے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ صنعتی تعلیم کا کچھہ نہ کچھہ حصہ ضرور ہونا چاہئے۔

قطرہ قطرہ مے شود دریا

بابو محمد صاحب پنشنر ہیڈ کلرک نے میگزین کی امداد کے لئے بہت ہی قابل قدر رائے دی ہے کہ مہمان خانہ میں ایک بکس رکھا جاوے جس میں ہر آنے والا مہمان کم از کم ایک آنہ ڈالدیا کرے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا ہے حقیقت میں اگر قوم اس قسم کی کام بانوں پر عمل کرنے لگے تو میرا اپنا خیال ہے کہ اشاعت سلسلہ کے موجودہ سارے شعبے اطمینان سے کام کر سکتے ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت بھی سخت مشکلات میں ہے اگر اس خیراتی فنڈ سے مدرسہ کو بھی خواہ ایک ہی پیسہ کیوں نہو مدد ملجاوے تو ایک معقول رقم سالانہ آسکتی ہے۔

قومی کالم

میں نے ارادہ کیا ہے اگر خدا تعالےٰ چاہے اور مجھے مدد دے تو اس صفحہ میں صرف ان امور پر مضامین اور نوٹ لکھے جاویں جو قوم کی قومی ضروریات کہلاتی ہیں۔ اسلئے ہر اخبار پڑھنے والے کا فرض ہے کہ جو مضامین یا نوٹ نکلیں وہ ان پر غور کرے اور اپنی رائے بھی ظاہر کردے۔ اس سے سردست یہہ فائدہ ہوگا کہ قوم میں قومی معاملات پر غور کرنیکا مذاق پیدا ہوگا

مختصر نوٹ اور نکات

(۱)

اتقا اور خدا پرستی اور تقویٰ ہے جسکی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے اسکو ہلاک کر دوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں انکو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان! کیا تو میرے ساتھ لڑیگا اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ در حقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔ اور کوئی زمینی کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جسقدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور انکی بدی سے راستباز کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا بلکہ خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔

(۲)

سُنّت اللہ کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ راستباز اور خدا تعالیٰ کے مخلص اور مامور بندوں پر مصائب اور مشکلات کا طوفان آتا ہے لیکن یہ طوفان اور سیلاب مصائب انہیں تباہ کرنے کے واسطے نہیں آتے بلکہ یاد رکھو جب خدا کا مامور و مرسل مشکلات اور مصائب کا نشانہ ہو تو اس وقت خدا تعالیٰ کا کوئی عظیم الشان نشان ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے حقیقت میں اس کا مؤید و منصور ہونا اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اسکی آبرو یا جان لینے کے لئے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ اسکی مصیبت کا اصل راز یہی ہوتا ہے کہ تا خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں اسکی تائید میں ظاہر کرے اور وہ غیبی تائیدات دکھائے جو راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہیں نادان کہتا ہے کہ یہ سب باتیں بیہودہ ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہے وہ اس راز سے بکلی ناآشنا ہے کہ اس اعلیٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتیں ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا عمیق راہیں ہیں۔

(۳)

نیکی ہی بدی کا کامل کفارہ ہے اور یہ عین عدل ہے کیونکہ جب انسان ایک بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجا لایا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اسی مطلب کو ان الفاظ میں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے جو ہلاکت تک پہونچاتی ہے اور نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے جو موت سے بچا لیتی ہے۔

(۴)

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانی بود
پس بگریدیم شان ہر کہ گریانی بود
آں خداوندے کہ نامش ہست ہر گز ثابت
ہر کہ جوید آں خدا را او مسلمانے بود

(۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی تکمیل فرمائی حضرت مسیح نے حقوق انسانی ہمدردی پر سارا زور دیا کیونکہ اس زمانہ میں جبکہ مسیح پیدا ہوئے اسی ایک امر کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ یہودیوں میں سنگدلی اور قساوت قلبی بداخلاقی پیدا ہو گئی تھی اسلئے حضرت مسیح نے اسپر بہت بڑا زور دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں توحید گم ہو چکی تھی۔ اسلئے آپ نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر بہت بڑا زور دیا اور توحید کے وہ کمالات بیان کئے جہانتک انسانی عقل و فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی۔ اور آپ متمم اخلاق بھی تھے مسیح موعود کے زمانہ میں دونوں شاخیں ایمان کی کمزور ہو چکی تھیں اور آپ احمد و مسیح دونوں کے بروز تھے اسلئے آپ نے دونوں شاخوں کو سرسبز کیا۔

(۶)

شریعت کے دو بڑے حصے ہوتے ہیں ایک تعظیم لامر اللہ دوسرا شفقت علیٰ خلق اللہ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد شریعت کے عظیم الشان حصے ہیں اول الذکر میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا قائم کرنا مقصود تھا اور دوسرے حصہ میں یہ مقصد تھا کہ نوع انسان کی ہمدردی کرو اور ان کے لئے وہ چاہو جو اپنے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کی تعلیم سے حقوق اللہ کی عظمت کو ظاہر فرمایا اور پھر لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ یعنی تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس قسم کی مکمل تعلیم دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں ملتی۔

(۷)

کیا آریہ سماج اس امر میں اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جبکہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک خیالی وجود تصور کرتا ہے اسکے تصرف تام کے مقتدر و مطلق ہونے کا اسے یقین نہیں وہ اسے خالق نہیں مانتی بلکہ جوڑنے جاڑنے والا ایک صانع سمجھتا ہے وہ اسے رحمانیت اور ربوبیت اور متکلم اور بہت سی صفات سے معرّا مانتا ہے آریہ سماج کہتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہمیں مل رہا ہے خواہ آفتاب کی روشنی ہو یا ہوا۔ پانی۔ گھوڑا۔ گائے۔ بیل۔ درخت وغیرہ سب ہمارے اپنے ہی اعمال کے نتیجے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کا کوئی عطیہ نہیں۔ آریہ سماج تسلیم کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک وقت کے سوا کبھی کسی سے کلام نہیں کر سکتا وہ جانتا ہے کہ وہ دائمی نجات کسی کو دے ہی نہیں سکتا۔ پس انصاف کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال جو لا الہ الا اللہ کے اندر مرکوز ہے آریہ سماج کے اندر کہاں؟

ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلا جسکو آپ پول سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکو نا متناہی بتاتے ہیں علماء طبعی نے اسکو مسامات سے تعبیر کیا ہے۔ علمائے نیچرل فلاسفی (طبعی) اور علماء علم ہیئت کی تحقیقات میں اجرام فلکی ہوں یا ہماری دنیا کے اجسام ہوں مسامات ہیں ساکن ہیں یا متحرک یا سیال ہیں۔ ہر ایک مسام کا قطر گو لاکھوں میں کا ہو یا ہو مگر وہ محدود ہے۔ علماء ریاضی نے انکی پیمائش کی ہے اور مسامات کے قطر کا تخمینہ ہم کو بتایا ہے۔ پس خلا کبھی محدود نہیں ہے۔ جسکو آپ نے نامتناہی فرض کیا ہے ٭
قطر سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ مرکز دائرہ پر خط گذر کر نصف کر دیتا ہے اور جسکی دوری قریباً تیسرا حصہ ہوتی ہے۔ قطر کی بھی ضرب ہے۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو محدود ہے۔ قطر کے لفظ کے استعمال سے یہی ہماری مراد تھی نہ وہ جو دائرہ سے اور جس کی بحث علم ریاضی میں اور علم طبعی میں ہوتی ہے۔

II

علمائے نیچرل فلاسفی خواہ وہ یورپ کے ہوں یا یونان کے مادہ کو بے جان اور مردہ بتاتے ہیں۔ ان کی تحقیقات میں مادہ کی نہایت حیرت انگیز تین حالتیں ہیں۔ مادہ جامد ہوگا یا سیال یا ہوائیہ۔ (گیاسیہ) بجز ان تین حالتوں کے مادہ کی چوتھی حالت نہیں ہے نفس مادہ میں یہ قابلیت نہیں کہ وہ اپنی حالت سکون و حرکت و سیال کو بدل سکے۔ اگر وہ متحرک ہے تو اپنے تئیں وہ ساکن نہیں کر سکتا اگر وہ ساکن ہے تو وہ از خود متحرک نہیں ہو سکتا۔

مادہ کی تینوں حالتوں میں تین قوتوں کا عمل پایا جاتا ہے (۱) کشش ثقل کا زور تمام عالم کے بڑے بڑے اجسام کو مربوط رکھتا ہے اور زمین کو آفتاب سے جدا ہونے نہیں دیتا (۲) کشش اتصال کا زور اجسام کے اجزا کو جب تک خارجی اثر ان پر نہ ہو باہم پیوستہ رکھتا ہے (۳) کشش کیمیائی کا زور بوقلمون اور رنگا رنگ اجسام کو پیدا کرتا ہے۔

اگر یہ تینوں قوتیں بے جان مادہ سے نکال لی جائیں تو نظام شمسی کا اور ہماری دنیا کا یہ رفیع الشان کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا کل اجسام کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ زمین بخط مستقیم یکساں رفتار سے اپنی راہ لے گی اور آفتاب کو پیچھے چھوڑ دے گی۔ حیوانات۔ نباتات اور جمادات کے اجسام کے پرزے پرزے ہو جائیں گے۔ پتھر کا جامد جسم گو نہایت سخت ہے ریزے ریزے ہو جائیگا۔ درخت سبز مخمل کے سے لباس سے ملبس نہ ہونگے۔ درختوں کے تنوں کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ جو رہیں گے وہ صرف بچاس یا ساٹھ بے جان عناصر بے ترتیب رہیں گے وہ بھی بے جان اور قابل فنا ہیں۔

یورپ کے علماء علم کیمیا کی تحقیقات میں کسی جسم کو سکون نہیں ہے کل جسم متحرک ہیں۔ پتھر جامد ہے اور بظاہر اپنا حجم قائم بذات رکھتا ہے اور وہ ساکن ہے مگر اس میں بھی اس کے نہایت دقیق اجزا مثل قطب نمائی سوئی کے جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے مگر وہ بھی متحرک ہیں ٭

قوت کشش ثقل۔ قوت کشش اتصال اور قوت کشش کیمیائی کی توضیح کسی اور طور سے بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ خداوند عالم ہمہ جا اور ہمہ وقت کل دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اور کل عوالم کا انتظام اپنے قبضے اور اختیار میں رکھا ہے۔ پس وہی ازلی اور ابدی اور قدیر ہے صرف اس کو کل موجودات کا خالق اور منتظم نہایت صلیت اور اخلاص سے تسلیم کریں۔ اس کے تابع ہوں اور صرف اسکی عبادت کریں جس نے کل عوالم کو پیدا کیا اور با ترتیب نہایت خوبصورتی سے رچایا ہے جس کی رچنا اس سے زیادہ خوبصورت وہم خیال

انجیل کا معقول اندازہ

(مسٹر سی۔ جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ)

عموماً یونیٹیرین یعنی موحدین کے مذہب پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہمیشہ یہ منفی باتوں کی ہی تعلیم دیتا ہے اور مثبت باتوں کی بابت کچھ بھی نہیں کہتا۔ اس الزام کی وجہ یہ تھی کہ یا تو مخالفین حقیقت کو ٹھیک طور پر ظاہر ہی نہیں کرتے تھے اور یا جیسا اکثر ہوا کرتا ہے انہیں پوری پوری واقفیت ہی نہیں ہوتی جنہیں اس مذہب سے جو صدیوں سے کم و بیش شہادت کا مذہب رہا ہے کچھ بھی واقفیت ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ اس کے پیرؤوں کو ہمیشہ مقابلہ اور تردید کی طرز اختیار کرنی پڑی ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ قانون ان کے برخلاف تھا اور چونکہ اون کے مخالفوں کی تعداد ہمیشہ بہت زیادہ رہی ہے اسلئے ہی انہیں ہمیشہ گھاٹا رہا ہے۔ حضرت یسوع مسیح کی طرح انجیل کے سادہ اصولوں پر چلکر انہیں مجبوراً ان تو موں اور جماعتوں سے علیحدہ ہونا پڑا ہے جو کہ اصلی مسیحی تعلیم سے کہیں پرے چلی گئی ہیں۔ گو انہوں نے کسی سے علیحدگی نہیں کیا۔ موحدین نے ہمیشہ اُس آواز کی پیروی کی جس کا یہ حکم تھا کہ تمام لوگوں میں جو ایسی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اُس صداقت کو جو مسیح میں تھی۔ نقصان پہونچایا ہے اور دبا دیا ہے۔ اُنکے برخلاف وہ وعظ کریں اور اون کا مقابلہ کریں۔

اونکی منفی باتیں صرف مثبت باتوں کے قایم کرنے کے لئے ہیں۔ انھوں نے چند باتوں سے اسوجہ سے انکار کیا ہے کہ اور باتوں کو قایم کریں۔ جب وہ اس بات سے منکر ہیں کہ انجیل مُبرا از خطا ہے تو وہ انجیل کی اصلی اور ہمیشہ رہنے والی قدر منزلت کو برقرار رکھکر اُسے خوفناک غلط فہمیوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جب وہ انسان کے گنہگار ہو جانے کے مسئلہ سے انکار کرتے ہیں تو اوس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس اعلے فطرت کی جو مہربان خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے تائید کرتے ہیں۔ جب وہ اس مسئلہ سے منکر ہیں کہ حضرت مسیح نے ایک قہار خدا کے انصاف کو پورا کرنے کے لئے اور لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھاکر اورونکے لئے اپنے آپ کو قربان کیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا کے انصاف میز رحم اور عفو دونوں ملے ہوئے ہیں اور دوسروں کے لئے کفارہ کا مسئلہ ہر طرح پر انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان کو اپنے گناہ کا بوجھ اور دکھ خود ہی اٹھانا چاہیئے۔ جب وہ حضرت مسیح کے خدا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو وجہ یہ تھی کہ تمام تواریخ اسکے ثبوت میں کچھ نہیں کہتی۔ درحقیقت حضرت مسیح اُس پاک اور اعلے نمونے کی مثال ہے جو انسان کے لئے حاصل کرنا ممکن ہے اگر وہ مادی جہنم و بہشت کو نہیں مانتے تو اس کا سبب یہ ہے کہ آیندہ زندگی کے متعلق اُنکا ادراک ایسا لطیف ہے کہ وہ اسمیں ایسی بیجا باتوں کو داخل ہونے نہیں دیتے۔ اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آیندہ سزا اور جزا یہاں کی روحانی حالت کے مطابق روحانی شکل میں دی جائے گی۔ جب وہ شیطان اور اوس کی فوج کی ہستی سے منکر ہیں تو انہیں خدا کے قادر مطلق۔ پاک اور محبت ابدی ہونے میں پختہ یقین ہے اور اس یقین کے ساتھ یہ مسئلہ بالکل مطابقت نہیں کھاتا۔ جب وہ قسمت اور مقبولیت کے مسائل سے انکاری ہیں تو وہ انسانی شرایط سے محدود و آزاد مرضی کی اعلے صداقت کے قائل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ نجات کی بخشش ہر ایک کے لئے ہے۔ جب وہ گنہگاروں کے لئے دائمی جہنم سے منکر ہوتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ وہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ خدا رحیم کل ہے۔ وہ تمام انسانوں کو نجات بخشیگا اور سچا راستہ دکھلائیگا امید ہے کہ یہ الزام کہ ہم بہت سے مسائل سے صرف انکاری کی غرض سے منکر ہوتے ہیں اور جو بے سوچے سمجھے ہم پر لگایا جاتا ہے جب معزز اور سمجھدار لوگ ہمارے ارادہ کو جو اس انکار کی تہہ میں ہے اچھی طرح سمجھ لیں گے تو ہرگز نہ لگائیں گے۔

یونیٹیرین لوگوں کو کسی اور بارے میں ایسا سخت سُست نہیں کہا جاتا جیسا کہ انجیل کے تعلق میں میرا یہ ارادہ ہے کہ میں بعض اون ضروری امور کی طرف آپکی توجہ مبذول کروں جنسے ظاہر ہو جائیگا میں بذات انجیل کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور شاید اِن باتوں سے کوئی سمجھدار آدمی موجودہ نسل انسان کے لئے انجیل کی اصلی رفعت و قدر کا اندازہ لگا سکے۔

(۱) ہماری انجیل دنیا کے اور بہت سی کتب مقدسہ میں سے ایک ہے۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں بہت ہی کم ایسے آدمی ہیں جو یہ نہ سمجھتے ہوں کہ دنیا میں عیسائی مذہب ہی اعلے مذہب ہے اور نیا اور پرانا عہد نامہ ہی صرف کتب مقدسہ ہیں۔ ہماری اپنی انجیل سے ہی تین بڑے مذہب پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً یہودی مذہب۔ عیسائی مذہب اور اسلام یہودی لوگ پرانے عہد نامہ کو تسلیم کرتے ہیں عیسائی دونوں کو مانتے ہیں اور مسلمان اپنے معجزے کے طور پر نازل ہوئی مبرا از خطا قرآن کے علاوہ Pentateuch زبور اور Gospels کے بھی قائل ہیں۔ اور دنیا کی اور کتب مقدسہ کی بابت یہ ہے کہ مصریوں لوگوں کے پاس اپنی کتاب موجود ہے پرانے ہندوؤں کے پاس اُنکے وید۔ پارسیوں کے پاس زنداوست چینیوں کے پاس قوانین سلاطین بُدھ لوگوں کے پاس ٹری ٹپک یعنی تین پٹاریں موجود ہیں اور علے ہذا القیاس اور قوموں کے پاس بھی اپنے اپنے شاستر ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا ضروری مذہب نہیں جس کی اپنی کوئی کتاب ایسی نہ ہو جسے خاص عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ہو۔ بعض اوقات مذہب کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ زبردست عبارت میں کتابوں کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ مذہب کے خاص خاص پہلو جواب عملی لحاظ سے معدوم بھی ہو گئے ہیں بڑی بیش بہا تحریرات کی شکل میں ظاہر کئے گئے ہیں اگرچہ اب وہ بدقسمتی سے تتر بتر صورت میں موجود ہیں مگر تاہم بہت قدر کے لائق ہیں۔ موجودہ زمانہ میں مذہب کے متعلق بہت سی ضروری باتیں ہیں جو اپنے مقدسہ کے لئے اسیقدر الہام تصدیق اور قدر کی خواستگار ہیں۔ جسقدر عیسائی کتب مقدسہ کا دعوے ہے تاہم اوسط درجہ کے عیسائی اس حقیقت سے ناواقف رہنا ہی پسند کرتے ہیں اُنکا یہ خیال ہے کہ اون کا مذہب ہی دنیا میں ایک سچا اور اعلے مذہب ہے حالانکہ عیسائی مذہب کے ہر فرقہ کے پیرؤوں کو لیکر بھی بدھ مذہب والوں کی تعداد زیادہ ہے اور دنیا کے تین چوتھائی باشندوں کا عیسائی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں۔ بعض نیک عیسائی جب وہ اور مذاہب اور اون کی کتب مقدسہ کی تحقیقات کے متعلق کچھ سنتے ہیں تو افسوس سے اپنا سر ہلا دیتے ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ بدھ مذہب کا پیرو بھی جب کبھی یہ معلوم کرے کہ اوس کا ہم مذہب ہی منکر عیسائی مذہب اور بت پرستی سے بھری انجیل کے متعلق کچھ تحقیقات کرنا چاہتا ہے تو ایسے ہی سنجیدہ طور پر اپنی گردن ہلا سکتا ہے۔

مشہور شاعر برنس صاحب نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کاشکہ کوئی طاقت ہمیں ایسا عطیہ بخشے جس کے ذریعہ سے ہم اپنے آپ کو اسطرح دیکھ سکیں جسطرح اور ہمیں دیکھتے ہیں۔ اس سے ہم بہت سی غلطیوں اور فاسد گمانوں سے بچ جائیں گے۔

ہماری انجیل کا دنیا کی اور کتب مقدسہ کے برابر ہی درجہ ہونا چاہیئے۔ ایک کٹر عیسائی اپنی انجیل کے سوا کسی اور کتب مقدسہ کو مبرا از خطا نہیں خیال کرتا۔ اور نہ کوئی اور مذہب عیسائیوں کی انجیل کو ہی ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن قدرتاً ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی کتب مقدسہ ہی سب سے بہتر ہیں کیا یہ بیجا غرور نہیں ہے کہ ایک مذہب تمام صداقت اور الہام کا خود ہی دعوے کرے اور تمام مذاہب سے اس بنا پر نفرت کرے کہ وہ اس معراج کے سامنے سر نہیں جھکاتے جسے دنیا میں ہو رہے سے آدمی مبرا از خطا مانتے ہیں۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ عیسائی لوگ اپنے مذہب کو سچا مذہب بتاتے ہیں اور ایک اور مذاہب کو حقارت کی نگاہ سے جھوٹا بتلاتے ہیں۔ سچے مذہب سے اس سے کہیں بڑھکر برداشت اور فیاضی کی امید کی جاتی ہے۔ اگر عیسائی لوگ حضرت مسیح کیطرح ان لوگوں کے ساتھ جو صدق دل سے ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں برداشت حلم اور صبر کے ساتھ برتاؤ کر سکیں تو درحقیقت عیسائی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اب کی نسبت کہیں زیادہ زبردست زور ڈال سکتا ہے۔ اسے یہ زیبا ہے کہ دنیا کے اور مذاہب کے ساتھ ساتھ ہی چلا چلے۔ اور اپنے درحقیقت اعلے اصولوں کی فضیلت کے سبب ان سب کا سردار بنا رہے مگر یاد رہے کہ اس سرداری کیوجہ سے اسمیں غرور اور تنگی نہ آجاوے۔ ہمیں لووِل صاحب کے مفصلہ ذیل اعلے اور مبارک کلام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ "خدا ہر زمانہ ہر ملک و ہر قوم میں اپنے پیغمبروں کو بھیجتا ہے اور ان کی ترقی اور لیاقت کے مطابق الہام پہونچاتا ہے اور کسی خاص قوم کی خود غرضانہ تحت میں تمام سچائی کو محدود نہیں کر دیتا۔"

باقی آیندہ

ابطال باطل

اس عنوان کے نیچے تمام باطل مذہبوں کے اصولوں پر نظر کی جایا کریگی خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی۔ ایڈیٹر

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کو در روایات پیش کردہ مولوی ابو القاسم نظر کنیم زیراکہ اقوال علماء تشیع خود ایشان را ملزم مے سازد و تاہم بطور مشتے نمونہ خروارے در احادیث مولوی صاحب کہ بدلیل آوردہ نظر کردہ حقیقتش ظاہر میسازیم قطع نظر از بحث صحیح و غیر صحیح متصل السند و مقطوع السند مرفوع و غیر مرفوع بودن روایات و احادیث از ظاہر حدیث کہ خود مولوی صاحب بدلیل آوردہ بقول شخصے (دروغ گو را حافظہ نباشد) نتیجہ موافق مطلب مولوی صاحب نمے برآید زیراکہ اوعا شان در ایںحن فقط استحباب گریہ است تا کلیہ ثواب و دخول جنت بروے مترتب شود۔ و این سخن از منطوق حدیث ثابت نمے شود۔

حدیث اول بالفاظ مولوی صاحب (اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما یشغلهم) یعنے تیار کنید بجہت اولاد جعفر طعام تحقیق بایشان پیامے آمد کہ ایشان را مشغول مے سازد)۔ ہر صاحب بصیرت از اندک تدبر مے فہمد کہ درین حدیث رسول اکرم صلعم از برائے آل جعفر حکم تیار طعام دادہ۔ از فقرات حدیث جواز و استحباب عزاداری و گریہ کردن از کدام الفاظ ثابت مے شود و درین حدیث مذکور کدام الفاظ اند کہ مدلول شان تعزیہ داری یا تعزیہ گرفتن باشد و این فقرات مولوی صاحب کہ در معنی حدیث گفتہ اند (کہ ہرگاہ وفات جعفر بن ابی طالب شنیدند بر مصیبت نشستند) از الفاظ حدیث ظاہر نمے شود و ناچاریم کہ مولوی صاحب باین علمیت و دیانت در الفاظ حدیث چہ التصرف بجا کردہ اند مولوی صاحب را لازم است کہ حدیث را مکمل و تماما بنویسد تا در روے نظر کنیم باز چہ نسبت دارد باین تکیہ داری معروف۔ آیا سال بسال مثل تکیہ داران حسین در وفات خود مے نشستند واویلا و واویلا مے کردند نوحہ و مراثی مے خواندند و ذو الجناح و علم و مجمر مے کشیدند حیف است باین استدلال (تفقہ بر

(حدیث دوم) بالفاظ مولوی صاحب در بخاری و مشکوٰۃ در باب البکاء مرویست ہرگاہ حسن بن حسن بن علی مرد (ضربت امرأته القبة على قبره سنة ثم رفعت) آہ۔ یعنے زوجہ حسن قبہ بر قبر او زدہ تا یک سال بر قبر نشست بعد یک سال قبہ منصوبہ را برداشت (انتہی قولہ سلمہ)

در آخر این حدیث فقرات تنبیہ را مولوی صاحب حرف کردہ چون قبہ از قبر شوہرش برداشت آواز از غیب شنید کہ چہ حاصل کردی آیا او را زندہ کردی و ہمراہ خود بردی کہ تا یک سال بر قبرش مجاورت کردی پس ازین فقرات حدیث تنبیہ و امتناع گریہ و تعزیہ داری ثابت مے شود۔ مولوی صاحب بزرگ از غایت تقویٰ و دیانت این الفاظ را چون مفید مطلب شان نبود از عبارت حدیث کشیدہ اند پس از نفس حدیث امتناع ثابت است لاغیرہ۔

حدیث سوم ۔ در مشکوٰۃ آخر کتاب در وفات سید کائنات نوشتہ کہ ہرگاہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا تشریف بردند حضرات اہلبیت بر مصیبت نشستند پس از کنار خانہ آواز بلند کسے گفت در حالیکہ کسے دیدہ نمے شد۔ السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة وخلفا من کل هالك ودركا من كل فائت فبالله فاتقوا واياه فارجوا فقال علی اتدرون من هذا هو الخضر (یعنے اے آل محمد در راہ خدا مصایب است و جزا آنہا پس در قرآن شریف امر بصبر کردن فرمود و نزد او جزا از ہر مصیبت و عوض از ہر چیز ہلاک شدہ تدارک ہر فوت شدہ است پس تقویٰ کنید و امید باو بگذارید پس حضرت امیر فرمود کہ قایل این قول حضرت خضر است) انتہی قال مولوی سلمہ)

اکنون تدبر کن از برائے تو باز دیانت مولوی صاحب را ظاہر مے سازم۔ این فقرہ کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند در الفاظ حدیث یافتہ نمے شود تمامی احادیث را از شرح مشکوٰۃ از برائے تو مے نویسم تا دیانت مولوی صاحب بر تو ظاہر شود۔ فلما توفی رسول الله صلعم جاءت التعزية۔ آمد تعزیہ و تعزیہ یعنے فرمودن مصیبت اندوہ را و تسلی دادن او را و عزا صبر و شکیبائی و در بعضے نسخ روایت بواؤ۔ سمعوا صوتا من ناحية البيت شنیدند صحابہ آوازے را از گوشہ خانہ کہ مے گوید السلام علیکم اہلبیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة۔ این عبارت ما حیند معنی کردہ اند۔ بدرستیکہ در کتاب خدا تعزیہ و تسلیم است از ہر مصیبت اشارہ است۔ بقول وے سبحانہ انا لله وانا اليه راجعون پس عزا اینجا بمعنی تعزیہ است یا در دین خدا تعزیہ است کہ شارع ترغیب و تحریص بر آن نمودہ است و بعضے گفتہ اند کہ معنے آنست کہ خدا صبر فرماینده و تسلی دہندہ است و این را در زبان عربی تجرید مے گویند (الی آخرہ ص۳۳۹ شرح مشکوٰۃ عبدالحق)

القصہ در آخر حدیث مذکور است وانما المصاب من حرم الثواب۔ این فقرہ حدیث را مولوی صاحب نیز دزدیدہ است پس شیخ عبدالحق شارح مشکوٰۃ معنی مے کند این را۔ (و مصیبت مصیبت زدہ نگر کسے کہ محروم گردانیدہ شدہ است ثواب را یعنی مصیبت دنیا مصیبت نیست از جہت وجود ثواب آخرت و مصیبت حقیقی آنست کہ صبر نکند و از ثواب محروم ماند (الخ ص۳۳۹ شرح مشکوٰۃ جلد چہارم) اگر محصلہ حدیث را بعد شرح نوشتیم تا معلوم شود کہ درین حدیث ہم مولوی صاحب تصرف کردہ (اول اہلبیت بر مصیبت نشستند) دوم (انما المصائب من حصر الثواب) از حدیث دزدیدہ و خلاف کردہ۔ زیراکہ ازین فقرات خلاف عقیدۂ مولوی صاحب ثابت می شد و شارح حدیث این معنی را واضح ساختہ کہ اکثر مردم کہ مصیبت بایشان مے رسد و صبر نمے کنند از ثواب محروم مے مانند پس اگر از عدم صبر بر مصائب از ثواب محروم مے مانند باز گریہ کردن بر حسین و در تعزیہ داری جزع و فزع کردن سینہ زنی کردن علم ہائے برآوردن و لال کشیدن شور و غوغا و نعرہ ہائے یا حسین یا حسین زدن کے مستلزم ثواب و اجر باشد بلکہ موجب محرومی از ثواب باشد قطع نظر از ہمہ تشریحات در عبارت و ترجمۂ خود مولوی صاحب نظر کنیم کہ با وجود تحریف در حدیث کردن عبارتے کہ نوشتہ است چہ نتیجہ دارد۔ حضرت خضر غائبانہ بآل محمد این تنبیہ کردہ کہ در قرآن امر بصبر کردن فرمود و تقویٰ کنید و امید باو بگذارید۔ این تعلیم خضر بود کہ بآل محمد کردہ ورنہ این سخن ہائے محل و موقعہ نداشت ظاہر است کہ آل محمد را مرتکب فعلے دیدہ از طرف خدا مامور گشتہ غائبانہ ایشان را تعلیم قرآن یاد بدہ مسلم کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند مگر آن نشستن باین نشستن تکیہ داران چہ مناسبت دارد آیا اہلبیت ہم رو پیٹ و واویلا بر مرگ رسول خدا جمع کردہ بودند و وفات رسول خدا و چہ مناسب خود ساختہ بودند حیف است بآن اولاد ناخلف کہ مرگ پدر را غنیمت شمردہ دوکانداری بسازند آیا بر وفات سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے منبر رسول خدا را سیاہ پوش کردہ بود و مردم پیش منبر آمدہ او را بوسہ مے دادند و گریہ مے کردند بر منبر گل ہائے و شمع کافوری مے افروختند از منبر و علم مرادہا مے جستند زیر منبر و علم گوسفندہائے ذبح مے کردند (وما ذبح على النصب) فتدبروا یا اولی الابصار۔

باقی احادیث قابل ذکر نیستند زیراکہ غنیۃ الطالبین و سر الشہادتین وغیرہ از کتب معتبرہ حدیث نیستند و این کتابہائے ایۂ نازد قصہ گویان و واعظان است تفصیلش در اوراق سابق بدر رفت۔ حدیث ابن عباس حدیث مرفوع متصل نیست بلکہ اثر از ابن عباس مرویست و خوابے دیدہ است و خواب دیدن امر صحیح نمے شود ترمذی خود بعد ذکر حدیث آنرا غریب گفتہ ہمچنین صورت دیگر حدیث است و از ہر دو اعتبار ساقط اند زیراکہ با کتاب اللہ مطابقت ندارند گویا من حيث الرواية ومن حيث الدراية غیر صحیح ثابت اند مختصر اینکہ از احادیث صحیح ہرگز ثابت نمے شود کہ بر اموات خویش یا بر اموات اہلبیت بالخصوص بر حسین شہید گریہ کردن موجب ثواب عظیم یا سنت موکدہ است یا وعدہ دخول جنت وارد (حاشا وكلا ثم حاشا) چنانچہ گذشت۔

آمدیم بر این مطلب کہ رسول خدا صلعم یا ائمہ اہلبیت یا صحابہ بر اموات خویش گریہ کردہ بودند یا نہ۔ ما انکار نداریم ازین سخن کہ ایشان گریہ نکردہ باشند زیراکہ در مقتضیات فطرۃ بشریہ ہمہ انام برابر مے باشند و مے خوابند خواب مے کنند ضرورت لباس ہم دارند نکاح نیز مے کنند بیمار ہم مے شوند وفات ہم مے شوند فرق اینست کہ افعال دنیوی ایشان نیز تابع مرضات اللہ مے باشد مثلا خوردن و آشامیدن ایشان از برائے صحت بدن باشد تا در خدمت و عبادت الہی معروف باشند نہ از برائے تمتع و لذت۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم از ارشاد الہی فرمود۔ قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى۔ ہمچنین در حدیث تابیر النخل اعتراف فرمودہ اند پس ہمچنانکہ باقتضائے طبیعت بشریہ از برائے اعزہ و اقارب بر وفات شان متالم و متاثر مے شویم و درد و ماندہ و غم بر قلوب مستولی مے شود و در بعض اوقات حزن و اندوہ از و بانذیر ترشح گریہ ہم مے کنیم آب از چشم جاری مے شود۔

باقی آیندہ۔

خاکسار نذر علی سابق شیعہ از صوبہ۔

ہندوستان میں ۲۵ دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۴)

نوٹ: ۔ ناظرین کو ان مضامین کا سلسلہ یاد کر لینے کے لئے ۱۰- جنوری ۱۹۰۴ء اور ۱۷- جنوری ۱۹۰۴ء کے الحکم کو پڑھ لینا چاہیئے۔

گذشتہ سال کے انہیں ایام میں مندرجہ بالا عنوان سے میں نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جسکے تین نمبر شائع ہوئے تھے۔ میں نے اون مضامین کو اعلائے کلمۃ الاسلام کی نیت سے لکھا تھا نہ اپنی کسی جدت و قابلیت کے اظہار کے لئے جس سے میں انکسر نفسی کے طور پر نہیں فی الحقیقت تہیدست ہوں۔ خدا تعالےٰ نے اون مضامین میں کچھ ایسی قبولیت رکھدی کہ اکثر احباب نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے پر بیحد اصرار کیا مگر خدا تعالےٰ کی تائید و توفیق کے بغیر کیا کر سکتا تھا ہر چند طبیعت نے ان خطوط سے متاثر ہو کر اسے جاری رکھنا چاہا مگر مشیت ایزدی نے یاری نہ دی۔ اب خدا کی قدرت سے پھر وہی زمانہ آپہونچا اور مجھے مدد ملی کہ جسقدر ممکن ہو اس سلسلہ میں پھر کچھ لکھوں تاکہ جہانتک ہو یہ سلسلہ مضامین کا اپنی تکمیل کی طرف چلے۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

آج ہمارے لئے نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے۔ یہ ایک فقرہ ہے جسپر میں نظر ثانی کر رہا ہوں۔ جو عیسائیوں کے مشہور و معروف اخبار نور افشاں میں بڑے دن کی تقریب پر ایک گول دائرہ کے اندر شائع کیا جاتا ہے۔ اس فقرہ میں ایک عظیم الشان دعوےٰ ہے جو مسیح کی نسبت کیا گیا ہے۔ اور وہ دعویٰ اسکے منجی ہونے کے متعلق ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس دعویٰ کے دلائل کو دیکھا جاوے۔

انجیل (مسیح کی سوانح عمری سمجھو یا اسکے ارشادات کا مجموعہ اسے کہہ لو) تو اس دعویٰ کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتی ہے۔ اور دنیا کی کوئی اور تاریخ بھی اس نجات اور رستگاری کا پتہ نہیں دیتی جو عیسائی قوم کو حاصل ہوئی ہو۔

میں اسوقت دوسری ساری باتوں اور لوازمات کو جو نجات کے مفہوم کے اندر داخل ہیں چھوڑ دیتا ہوں اور اپنی بحث کے دائرہ کو صرف اس ایک امر کے اندر محدود کر دیتا ہوں کہ مسیح کے ذریعہ مسیح پرست قوم نے گناہ سے کہانتک نجات پائی نجات کا اصل مفہوم بھی یہی ہے اس لئے بھی ضروری ہے کہ میں اس دائرہ کے اندر رہ کر ہی اس دعوے کی تحقیق کروں۔

اولاً میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا وہ شخص جو دوسروں کی رستگاری اور نجات کا موجب ٹھہرایا جاتا ہے خود بھی نجات یافتہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر خود اسکی اپنی ہی کمزوریاں اور غلط کاریاں اس قسم کی ہوں۔ جو معمولی انسان اسے ثابت کرتی ہوں تو پھر وہ دوسروں کی بہلائی اور بہتری کا باعث کیونکر ٹھہر سکتا ہے۔ اسکے لئے مناسب ہے کہ خود انجیل ہی سے اس سوال کا حل چاہا جاوے۔ کہ وہ یسوع کی نسبت کیا کہتی ہے؟ کیونکہ اگر یہودیوں کی تاریخ کو جو انکے ہم عصر تھی دیکھا جاوے اور ان الزامات کو جو انہوں نے یسوع پر لگائے ہیں پیش کیا جاوے تو بہر حال اس کے جواب میں کہا جائیگا کہ یہ تصویر مخالفوں نے کھینچی ہے۔ پھر کیوں پہلے ہی اس خوردبین سے یسوع کا معائنہ نہ کیا جاوے جو خود عیسائی پیش کرتے ہیں۔

اس معاملہ میں پہلے میں یسوع کی اپنی قولی شہادت پیش کرنی چاہتا ہوں۔

متی کی انجیل کے ۱۹ باب کی ۱۷ آیت میں لکہا ہے کہ ایک شخص نے آکے مسیح سے کہا اے نیک استاد میں کونسا کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اس سے کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔

یہہ ایک فقرہ ہے جو یسوع کی زندگی پر ایک روشنی ڈالتا ہے۔ اسی مفہوم کو بعد مطلب کو انجیل مرقس ۱۰/۱۸ اور لوقا ۱۸/۱۹ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اب اس مقام پر یسوع اپنی نیکی سے خود انکار کرتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اپنے گنہگار ہونے کو تسلیم کرتا ہے۔ اس آیت کی توجیہہ اور تاویل میں عیسائی مفسرین نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں۔ جب کچھ بن نہیں آیا تو آخر کار جدید ترجمہ میں اپنی معمولی تحریف کا جوہر دکہایا ہے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود یہ آیت ان لوگوں کو کھٹکتی تھی اور جو تاویل اور توجیہہ وہ پیش کرتے تھے اسکے اندر کوئی حقیقت اور اصلیت نہ تھی۔ چنانچہ نئے ترجمہ میں اس آیت کو یوں لکھتا ہے۔

اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اوس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے۔

اس جدید ترجمہ کو متی کی انجیل کے محولہ بالا مقام پر دکہایا ہے مگر سچائی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہزاروں لاکھوں انجیلیں اس ترجمہ کی جو میرے سامنے لکھا ہے چھپی ہوئی موجود ہیں اور مقابلہ کرنے والے اس خیانت کو فی الفور پکڑ سکتے ہیں۔ اسلئے حاشیہ میں لکھنا پڑا کہ بعض پرانے نسخوں میں اس طرح پر آیا ہے کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا علاوہ اس خود تسلیم کردہ تحریف کے لوقا اور مرقس کے محولہ بالا مقامات میں وہی الفاظ بتغیر ما موجود ہیں جو انجیل متی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

پھر اگر ایک مقام پر یہ نجات یافتہ گروہ اپنی چالاکی سے پردہ پوشی کی کوشش بھی کرے تو مرقس اور لوقا کا حوالہ انکی پردہ دری کرنے کو اسی انجیل میں موجود ہے۔ اور پھر یہ آیت جسکا ترجمہ اعتراض سے بچنے کے لئے بگاڑ دیا گیا ہے خود کہہ رہی ہے کہ مجھ پر تصرف کا بیجا پنجہ مارا گیا ہے۔ کیونکہ سائل کا سوال تو یہ ہے۔

اے استاد میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اب اس سوال کے جواب میں تو اس شخص کو (جسکے سر پر خواہ نخواہ عیسائیوں نے تاج الوہیت رکھدیا ہے اور جس الوہیت کی مٹی یہودیوں نے کانٹوں کا تاج رکھکر پلید کی اور ایک طرح پر قوم پر احسان کیا کہ انسان پرستی سے یہود کو بچا لیا) وہ دینا چاہیئے تھا جو مفید مطلب اور کلام تام ہوتا نہ کہ غیر مفید اور ناقص بات کہہ دیتے جسکا اصل سوال سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ اور

سوال از آسمان جواب از ریسماں

کا مصداق ہو۔ کوئی دانشمند عیسائی کالا ہو یا سفید اس بات کا جواب دے کہ مندرجہ بالا سوال سے اس جواب کو کہ

"تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے"

کیا تعلق؟

اگر اس جدید ترجمہ کو ہی صحیح مان لیا جاوے تو اس سے یسوع کی معرفت اور بصیرت پر خطرناک الزام عاید ہوتا ہے جسکا جواب حقیقی یقیناً عیسائی نہ دے سکیں گے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہہ اوٹ پٹانگ جواب جو یسوع صاحب نے دیا ہے ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ نہ گناہ کی حقیقت سے واقف تھے اور نہ انہیں نیکی کی فلاسفی معلوم تھی۔ اور نہ ابدی زندگی (جو نجات کا خلاصہ اور منشاء ہے) کی ماہیت سے باخبر ورنہ چاہیئے تھا کہ وہ اسوقت اسے نیکی اور گناہ اور ابدی زندگی کے متعلق وہ وعظ کرتے جو ان کی شان کے سزاوار تھا۔ انہوں نے تو الٹا اسے مایوس کر دیا اور کہا کہ تو نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟ جسکے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ایسا سوال کرنا ہی نہیں چاہیئے۔ میرے اس مفہوم کی تائید یسوع کا یہ فقرہ بھی کرتا ہے کہ نیک تو ایک ہی ہے۔ کیونکہ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ کوئی دوسرا نیکی کر ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ ایک شخص اپنے اندر نیکی کے لئے سچی خواہش اور ایک فطرتی تقاضا پاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس مقصد عظمیٰ کو حاصل کرے لیکن اسے ایسا جواب دیکر مایوس کر دیا جاتا ہے۔

اگر پہلے ترجمہ کے فقرہ صحیح تھے تو اس سے تو کچھ نہ کچھ کوئی مفید بات ہی نکل سکتی تھی اور نہیں تو یہی کہ انہوں نے اپنے ضعف و بشریت کو مدنظر رکھکر انکساری سے ایسا کہا لیکن موجودہ ترجمہ تو ان کے حالات پر اور بھی روشنی ڈالتا ہے اور انہیں جوابدہ ٹھیراتا ہے۔

اور مندرجہ ذیل الزام قایم کرتا ہے۔ اولاً یسوع ایسا کم سمجھ تھا کہ سوال کا ٹھیک جواب دینے کی تمیز قابلیت نہ تھی۔

دوم۔ نیکی کی حقیقت اور گناہ کی ماہیت سے محض ناواقف تھا۔

سوم۔ حیات ابدی کی لذت سے ناآشنا اور اس مقام پر پہونچنے کے ذرایع کا اسے کوئی علم نہ تھا۔

چہارم۔ نیکی کرنے کے لئے اس میں جوش نہ تھا۔ بلکہ دوسروں کو بھی مایوس کر دیتا تھا۔

اب کوئی بتائے کہ جس شخص کی یہ حالت ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خداوند تھا وہ نجات دہندہ ہے کس قدر غلطی اور ایمانی کمزوری ہے۔ خود تو وہ نجات کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف اس کی نتائج (بصیرت اور معرفت کا پیدا ہونا گناہ اور نیکی کی حقیقت سے آشنا ہونا وغیرہ) سے نابلد ہے وہ دوسروں کو کیا دے گا۔ اور کیا سکھائیگا؟

یہ تو اپنا اسکا قول ہے اب آؤ دیکھیں کہ اسکے اپنے اعمال کیا ہیں؟ کیا انہیں روحانیت اور للہیت پائی جاتی ہے؟ کیا وہ اخلاق فاضلہ اور نیکی کے اعلےٰ مدارج اپنے اندر رکھتے ہیں۔؟

یسوع کی پبلک لائف کا سب سے پہلا واقعہ حضرت یوحنا کے ہاتھ پر بپتسمہ پانا ہے۔ اس سے پہلے کے حالات۔ افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے ان اناجیل موجودہ میں کہیں بھی نہیں ملتے ہیں۔ جو اتنے بڑے مدعی کے لئے ضروری تھے۔

تاہم میں اس امر کو چھوڑ کر اور اس نقص کو الگ کر کے اصل مطلب پر بحث کرتا ہوں اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا گناہوں کا اقرار لیتا تھا اور دریائے یردن میں ان نو مریدوں کو غوطہ دیتا تھا جس رسم کا نام عیسائی تھیالوجی میں بپتسمہ ہے۔ اب انہیں اناجیل میں لکھا ہے کہ یسوع نے بھی آکر اسکے ہاتھ پر توبہ کی اور بپتسمہ پایا۔

عیسائی مولفین اناجیل کو یہ واقعہ بجائے خود کھٹکتا ہے اور انہوں نے اس زد سے بخیال خویش بچنے کے لئے یوں سعی کی ہے کہ یوحنا نے بپتسمہ دینے سے انکار کیا تھا لیکن یہ امر حقیقت کے خلاف ہے۔

اگر یسوع نفس الامر میں کوئی گناہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تھا تو اسے اس بیہودہ غوطہ زنی سے فائدہ کیا تھا۔؟

(باقی پانچویں نمبر میں)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کرشن اوتار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے پر کہ آپ ہندوؤں کے لئے بطور کرشن اوتار ہیں ہندو مسلمان اخبارات میں معقولیت اور متانت سے گذر کر بیہودگی اور تمسخر سے کام لیا جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے اس استہزا اور سب و دشنام کا کیا جواب ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ میں انہیں خدا کی مجید کتاب کی یہ آیت سنادوں یاحسرۃً علی العباد ما یاتیہم من رسولٍ الا کانوا بہ یستہزءون۔

کرشن پنتھی اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے مگر پھر بھی حضرت حجۃ اللہ کے اس دعویٰ کرشن اوتار پر احمدیوں کا نام کرشن پنتھی تجویز کرتا ہے۔ میں نہایت ادب سے اپنے مولوی فاضل کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کچھ شک نہیں آپ حضرت عیسےٰ نبی کی نبوت اور صداقت کے قایل ہیں لیکن پھر بھی آپ عیسائی کہلانا غالباً پسند نہیں کریں گے میرا خیال ہے کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت پر ایمان لاتے ہیں مگر یا اینہمہ آپ پسند نکریں گے کہ آپ کا نام یہودی رکھا جاوے۔ اگر آپ ان دونوں ناموں کو اپنے لئے قبول کرنے کو طیار ہیں تو اسی حیثیت سے اگر آپ کسی احمدی مسلمان کو کرشن پنتھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت کرشن کی رسالت کا اسی طرح قایل ہے جسطرح دوسرے نبیوں کی رسالت کا تو برا ماننے کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ میں تو حضرت کرشن کو سچا مسلمان یقین کرتا ہوں اور منعم علیہ گروہ میں کا ایک فرد پھر جماعت منعمین سے ہونا تو عیب کی بات نہیں۔

بھوپال میں قانون طلاق بھوپال میں جو عورتیں مسافروں سے نکاح کر کے انکو تباہ کرتی ہیں اور پھر طلاق لیکر دوسرا خاوند تلاش کرتی ہیں اسکے انسداد کے لئے سرکار عالیہ خود قانون طیار کر رہی ہیں۔

ڈین اور بائیبل چائنا ٹائمز نام ایک اخبار

مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۴ء جو تینسٹن [illegible] سے شایع ہوتا ہے میرے پاس بذریعہ ڈاک بھیجا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس شخص نے یہ بھیجا ہے [illegible] اس پرچہ میں مندرجہ عنوان سے ایک دلچسپ نوٹ شایع ہوا ہے جس میں [illegible] زبان میں جواب دیتا ہوں۔ ولسٹ منسٹر کے ڈین [illegible] نے پیلے بائبل کے متعلق [illegible] مباحثہ جاری [illegible] کیا۔ کہ [illegible] بائیبل [illegible] بالکل بدل گیا ہے [illegible] کتاب پیدایش [illegible] اعتبار [illegible] ہے۔ وہ ای سلسلہ کلام میں کہتا ہے کہ [illegible] کہانیاں مثلاً سانپ کا یا گدہے کا کلام کرنا اب علمی پہلو کے لحاظ سے تاریخی واقعات کے طور پر قبول نہیں کر سکتے بلکہ انہیں خیالی امور ماننا چاہئے جو بعض روحانی سبق لینے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

غرض ڈین نے اپنا خیال بائبل کے متعلق اس قسم کا ظاہر کیا ہے اور چونکہ وہ بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے اس وجہ سے ایک عام شور پیدا ہو گیا ہے اور پادریوں کی جماعت میں اسکے اس بیان پر تعجب ظاہر کیا جاتا ہے یہانتک کہ کینن مکارنک نے ظاہر کیا ہے کہ اس قسم کے خیالات تو بائبل کی بنیاد ہی کو اکھاڑ ڈالیں گے۔ کیونکہ اس سے مسئلہ الہام پر حملہ کیا گیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ہم ہرگز ہرگز یہ اعتقاد نہیں رکھ سکتے کہ بائبل کا ایک حصہ تو الہامی ہو اور دوسرا نہو کیونکہ ہم مانتے ہیں کہ بائبل کو مرتب کرنے والے الہامی تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ خدا کی وحی اتر رہی ہے اور عیسائی مذہب کا خاتمہ مقدر ہو چکا ہے۔ ایسے خیالات کا پیدا ہونا ضروری تھا ہے جو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اس قسم کے خیالات سے عیسائیوں کو متاثر نہونے دیں وہ ایک زبردست سیلاب کو جو ایک بلند کراڑی سے گر رہا ہے ایک گھاس کے تنکے سے روکنا چاہتے ہیں جو محض ناممکن ہے۔

یہی ضرورت مسیح موعود کی داعی ہے علی گڑھ کالج کی

جو کانفرنس امسال لکھنؤ میں ہوئی ہے اس کی خطرناک مخالفت سنی و شیعہ علماء لکھنؤ نے کی ہے اسپر پیسہ اخبار رقمطراز ہے کہ لکھنؤ میں سنی و شیعہ علماء کرام کی سعی و تحریک سے جو عظیم الشان جلسہ کانفرنس و علی گڈھ کالج کی مخالفت کے لئے منعقد

کیا گیا اور اس میں مذہبی احکام سے کام لینے کی [illegible] سرگرمی دکھائی گئی وہ قوم کی بدبختی کا نشان [illegible] اور [illegible] زیادہ حضرت [illegible] مگر ہماری بدقسمتی سے مسلمان علماء زمانہ کی حالت و حضرات کی حس برابر بھی [illegible] نہیں کرتے اور خود اکثر کے فتوے کا زبردست [illegible] جو تقدس و احترام [illegible] کے پاس باقی رہ گیا ہے استعمال کرنے پر طیار ہو جاتے ہیں جس سے دینی احکام کی بے وقعتی ہوتی ہے اور غیر اقوام کو ہنسی اڑانے کا موقع ملتا ہے۔"

حقیقت میں علماء سوء کی یہی حالت اس زمانہ میں ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی ہے آپ نے فرمایا تھا۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہہ گروہ سب سے زیادہ بدتر ہو گا۔ اب ان کی حالت بگڑ گئی اور اس زمانہ [illegible] مسخ شدہ حالت پر زبردست شہادت دے رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جو لوگ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ علما کی حالت بگڑ چکی ہے وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی قدر نہیں کر سکتے اور خدا کے موعود پر ٹھٹھے مارتے ہیں۔

ثواب کا کام

*

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولوی غلام محمد صاحب طالب علم ایف۔ اے کلاس کی فیس داخلہ کے متعلق تحریک کی تھی خدا کا شکر ہے کہ اس میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ بعد میں مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام نے مجھے متوجہ کیا کہ مدرسہ اور کالج میں دو اور طالب علم بھی ایسے ہی قابل مدد ہیں ایک ہائی سکول کا طالب علم ہے اور ایک کالج کلاس کو یا تینوں کے لئے پچاس روپیہ فیس داخلہ کے لئے مطلوب ہیں۔ اسلئے اس قوم کی خدمت میں جو تعاونوا علی البر والتقویٰ پر عمل کر رہی ہے۔ زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ میں مجھے تحریک کرنے کی حاجت نہیں جلد یہہ رقوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کے نام بھیجدینی چاہئیں پچاس روپیہ کی رقم میں سے ۲۲ تو پورے ہو چکے اب ۲۸ ہی باقی ہیں۔

دلچسپ مفید اور علمی خبروں کا کالم

ڈاکٹر۔ آر۔ ڈی۔ پیڈلے صاحب اخبار لنسٹ کے ذریعہ یہہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ جس شخص کے دانت گندے اور خراب ہونگے اسکی صحت بھی اچھی نہیں ہوگی اور جو ہوا سانس کے ذریعہ منہ میں ہو کر اسکے جسم کے اندر جائیگی وہ گندی ہو جائے گی اور اجرام اس میں سرایت کر جائیں گے اور جو غذا کھائی جائے گی اس میں بھی عفونت اثر کریگی۔ (الحکم۔ دنیا کے روحانی طبیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی جو تاکید فرمائی ہے اسکی خوبی کی اب طبی تحقیقات تصدیق کرنے لگی ہیں۔)

شہد کی مکھیوں کے ڈنک میں وہ خاصیت اور تاثیر ہے جس سے گٹھیا (عضلات کا درد) دور ہو جاتا ہے لیکن مکھیوں سے مریض کے ڈنک لگانا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس لئے جو شخص اس طریق سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ مندرجہ ذیل ترکیب سے کام لے۔ شہد کی مکھیاں کو ربڑ کی بو سے قدرتی اور طبعی طور پر نفرت ہے اس لئے انکے چھتے کے پاس ربڑ کا بنا ہوا ایک کمبل ٹانک دیا جاوے۔ مکھیاں اسی میں ڈنک ماریں گی جس سے انکے ڈنک اسی میں رہ جائیں گے ان ڈنکوں کو نکال کر ایک سوڈ نک دو اونس الکحل میں ملا کر تین یا چار دن تک کسی ظرف میں بند رکھا جاوے اس کے بعد الکحل کو نتھار لیا جاوے اور ہر روز دو تین بار دس دس قطرے استعمال کئے جاویں اس سے مریض کو فائدہ ہوگا۔ (الحکم۔ خدا تعالے کی مجید کتاب کی اس سے بھی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اس نے شہد کی مکھی کے تیار کردہ شہد کے متعلق فیہ شفاء للناس فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قریباً ہر مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالے نے خاصیت رکھدی ہے۔)

فرانس میں ایک سائنس داں نے ایک ایسا کمبل ایجاد کیا ہے جس میں بجلی کے تار اس میں ملا رہے جتنے ہیں چاہے جلیسا [illegible] ہو مگر اس کمبل میں مطلق سردی نہیں لگتی ہے اور نہ اسکے آگ میں جلنے کا خوف ہے کیونکہ سخت گرمی پہنچتے ہی تار ٹوٹ جاتے ہیں۔

[illegible]

(استفسارات اور انکے جواب)

اس کالم میر جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے ... دینی امور کی بابت سوالات اور انکے جواب دیئے جایا کریں انشاءاللہ العزیز ایڈیٹر

استفسارات

[illegible] ... فانی ... کیا ... اور کل من علیہا فان ہیں ... خلق خالق کے ... ہوگی۔ ... صفات کہیں ... ایک حال کیمناسب ... شروع ابتدا ہے ... جلوہ گر ہونے آئے ... ازلی مدت لا انتہا ... آدم کی پیدائش ... ہزار برس ... زیادہ ... اسکا ذرا توجہ سے ... فرماویں۔

۶۔ خدا ازلی ہے اسکی ہر ایک صفت بھی ازلی پھر الکیت بھی ازلی ربوبیت بھی ازلی پھر ازل میں کیوں نہ مملوک اور مربوب کیوں ازلی نہیں

جوابات

۱۔ دعا کے تین طریق ہیں سائل دعا کرنیکے وقت اپنے بدن پر نظر ڈالے کہ آیا جو لباس پہنا ہوا ہے اسمیں یا اسکے مہیا کرنے میں ... کی حق تلفی تو نہیں کی یا اس میں کچھ شرکت مال حرام کی تو نہیں اگر ایسا ہے تو یقیناً اسکی دعا قبول نہیں ہوگی دوم سائل دعا کرنیکے وقت اپنے پیٹ میں ایک ... کہ آیا اسوقت میرے پیٹ کے اندر کوئی حرام تو نہیں یا کسی کی حق تلفی یا ناجائز ذریعہ ... وہ لقمہ نہیں کیا اگر ایسا ہے تو بھی دعا قبول نہیں ہوگی۔

سوم سائل دعا کرتا ہے اور اپنا کوئی مطلب ... خدا کی نافرمانیوں ... [illegible] میں ... کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ کی نیا کہ ... ہے ... مدد ... کرتا ہوں کہ تیری نافرمانی سے توبہ کرتا ہوں تو اسکے عوض میری یہ دعا قبول فرما۔ اگر ان تینوں باتوں کو مد نظر رکھکر ... دعا کرتا ہے۔ تو میں سچ کہتا ہوں کہ اوسکی دعا کبھی ضائع نہ جاوے گی۔ بشرطیکہ ... اور ... استقلال اور نہ تھکنے والی کوشش سے ہو۔ اور دعا قطع رحم کیلئے نہ ہو۔

۲۔ روح ازلی تو نہیں کیونکہ خلق کل شیئ کے نیچے ہے اور ابدی اسواسطے ہے کہ خدا نے اوسکو ابدی بنانیکا ارادہ کیا کیونکہ عطاء غیر مجذوذ کا روح سے وعدہ کیا۔

۳۔ فانی سے غیر فانی ہونیکی استعداد اسطرح پیدا ہوئی کہ غیر فانی نے اوسکو باقی رکھنے کا ارادہ کیا کل شیئ ھالک اور کل من علیہا فان کا یہ مطلب ہے کہ روح کا تعلق اپنے جسد سے ایک وقت الگ ہوجاتا ہے۔ اوس الگ ہونیکو ہلاک اور فناہ کہتے ہیں۔ خالق کی ابدیت میں مخلوق ارادۂ خالق سے ابد ہوجاتی ہے مگر اوسکی ابدیت فیضان خدا کا ہوتا ہے۔ مخلوق کی ابدیت مخلوق الٰہی کی ہے اور خالق کی ابدیت ذاتی ہے۔

۴۔ کائنات عالم نہ سب فیوض ہیں بلکہ بعض غضب بھی ہیں مظاہر صفات تو خدا کی الٰہی ذات ہے ہر ایک مخلوق اپنے کئے کا بدلہ پاتی ہے۔ فصل الخطاب میں جبر و قدر کا مسئلہ کھولکر لکھا ہے خدا کبھی معطل نہیں ہوا جب چاہتا ہے پیدا کرنا اور جب چاہتا فناہ کر دیتا ہے۔

۵۔ نہ کوئی خدا کی مخلوق کی حدود ہیں اور نہ آدمیوں کی حدود ہیں نہ حشر اجساد کے حدود ہیں۔

۶۔ چھٹا سوال پہلا ہی ہے اللہ تعالیٰ ازلی ہے اوسکے صفات بھی اوسکے ساتھ ہیں مثلاً خلق صفت ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ جب چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب چاہتا پیدا نہیں کرتا یفعل ما یشاء۔ آپ میں بولنے کی صفت ہے آپ کہیں بولتے اور کہیں نہیں بولتے۔ سب کو بنایا۔ تو کوئی ۴۵ برس ہوئے اس سے پہلے سب کو نہ بنایا کسی اور کو بنایا۔ مخلوق سب حادث اور اللہ ازلی ہے۔ اشخاص ازلی نہیں ہوتے۔

ناظرین کی بابت

یہ کالم ... اور ... ناظرین ... سال ... بدلہ ... ساتھ ... ہے ... شورے سے متعلق ... اخبار یا ... کوئی تا ... اس اس کالم میں ... کرونگا انشاءاللہ العزیز ایڈیٹر

الحکم سفت ۔ یاد ہوگا کہ خیر خواہی فی الدین ... صاحب مرحوم کا تذکرہ گذشتہ سال کی اسی تاریخ میں مجھکو انکی وفات پر کرنا پڑا تھا حسن اتفاق سمجھو یا مرحوم کی محبت کا اثر کہ پھر ہی ۱۰ جنوری کے الحکم میں مجھکو انکا ذکر کرنا پڑا۔ منشی صاحب کی وفات پر میں نے ان الفاظ کے ساتھ انکے تذکرہ کو ختم کیا تھا۔

"الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا۔ اب نظارہ الحکم انکے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نباہنا چاہتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں کہ انکے نام سے ایک اخبار سفت کسی ایسے شخص کو دیا جاوے گا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا"

اس اعلان کے بعد میں نے صدقہ جاریہ کے طور پر جب تک الحکم جاری رہے ایک اخبار سفت دینے کا عزم کر رکھا ہے اور فی الحال وہ اخبار حافظ محمد عظیم صاحب پٹیالہ کے نام جاری ہے اور انشاءاللہ جاری رہیگا۔

اب منشی عبد المجید خانصاحب خلف الرشید منشی محمد خانصاحب مرحوم (جو کہ اپنے خیر مجسم والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کرتے ہیں) چاہتے ہیں کہ خانصاحب مرحوم کے نام کے اخبار کی قیمت وہ دیں گے میں اپنے نیک عزم کو توڑنا نہیں چاہتا اسلئے انکی قیمت سے میں کسی اور مستحق کے نام اخبار جاری کر دیتا ہوں۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں بہاولپور کے ایک یتیم کی درخواست چھپی تھی۔ اسلئے میں اسے ہی زیادہ مستحق سمجھ کر ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء سے اسکے نام اخبار جاری کرتا ہوں۔ میری رائے میں یہ صدقہ جاریہ مرحوم کیلئے انشاءاللہ موجب ثواب ہوگا اس قسم کی خیر حقیقت میں قابل قدر اور واجب التقلید ہے۔

گذشتہ فائلوں کی قیمت ۔ ایک معزز خریدار الحکم کے گذشتہ سالوں کے پورے فائل لینے چاہتا ہے اور ان کی مجموعی قیمت دریافت کرتا ہے کبھی کبھی کوئی ایسا عاشق زار کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و شائق ارشادات حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ نکل آتا ہے۔ اسلئے عام فائدہ کے لئے میں ذیل میں قیمت درج کر دیتا ہوں۔

۱۸۹۷ء ... ۱۸۹۸ء ... ۱۸۹۹ء ... ۱۹۰۰ء ... ۱۹۰۱ء ... ۱۹۰۲ء ... ۱۹۰۳ء ... ۱۹۰۴ء ... [illegible]

... لاگت آجاتی ہے ... صرف کاغذ کی قیمت ... اس سال کے ... کا فرق ... متفرق نمبر ... کے حساب ...

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ یہ نظیر کتب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے

آریہ دہرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللہ نے طشت از بام کردیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک بُرے نتائج کو کہول کر دکہایا ہے اور آریہ کے سان اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتا ہے قیمت ۱۲ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ... ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اول اعلیحضرت کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ ویدا اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب رد قیمت ۳ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہہ دینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہین

تحذیر المومنین - مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تہا اور چند عقاید پیش کئے تہے اس کا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیئے قیمت ۸ر

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ۱۰ر

تفسیر سورۃ تبت - سورۃ تبت یدا پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ار

سواء السبیل نمبر ۱ - ایک ہندوستانی مولوی کے خلاف کتاب قیمت ار

ناسخ و منسوخ - حکیم الامۃ کی اچہوتی تحریر قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے سعد کے خطوط اظہار پسندیدگی کے تہے مین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہوگئی ہے قیمت ۱۰ر

تفسیر القرآن پارہ دوم - بطور رسالہ ماہواری تفسیر ناظرین تفسیر کے بیحد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تہی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آ گئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہوگیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبرون کی قیمت ۸ر اور سالانہ قیمت ۱ے

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکہا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ... ۳ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دارالامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تہا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچہوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابل دید انٹروڈکشن لکہا ہے۔ قیمت ... ۱۰ر

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان مین ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تہا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بہی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تہا اس جلسے کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریرون کا مجموعہ قیمت ۳ر

اصلاح النظر - حضرت حکیم الامۃ کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بہی فرمائی۔ قیمت ... ۲ر

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۱ر وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱ر

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہولی گئی ہے) ۳ر

دعوۃ الحق نمبر ۲ - انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۱ر

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم مین عبد مومن کی خواص و نشانات) قیمت ۲ر

مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا مضمون نام ہی سے ظاہر ہے قیمت ار

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو پارے چہاپے گئے ہین قیمت ۲ر

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تہا۔ مین آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہون اس فہرست سے معلوم ہوسکے گا کہ یہ کتاب کیسی عمدہ اور مفید ہے۔

مین اس کتاب کو کم ازکم دو ہزار چہاپنا چاہتا ہون ناظرین اپنی درخواستین جلد بہیجکر اطلاع دین تاکہ اندازہ ہوسکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

۱ - انسانی فطرت کا اقتضا اور رعائت
۲ - دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے۔
۳ - عبادت کا مفہوم
۴ - صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے ؟
۵ - عبودیت اور الوہیت کا مقصود و نزول
۶ - نماز مومن کا معراج ہے کے معنے
۷ - مغز نماز دعا ہے
۸ - دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہین
۹ - عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ
۱۰ - نماز مین بے ذوقی اور ذوق
۱۱ - نماز مین ذوق کیونکر پیدا ہو۔
۱۲ - بیذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہوجاتا ہے ؟
۱۳ - حقیقت نماز
۱۴ - باطن کو ظاہر سے تعلق ہے
۱۵ - طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ
۱۶ - پاکی اور ناپاکی کا مفہوم
۱۷ - قلبی حالت اعضا اور جوارح کو ضرور حرکت دیگی
۱۸ - نماز سے بڑہکر کوئی صورت عبادت کی عقل مین نہین آسکتی
۱۹ - ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی
۲۰ - نماز کا روحانی فلسفہ
۲۱ - نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت
۲۲ - اوقات نماز کا روحانی فلسفہ
۲۳ - پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر
۲۴ - جماعت اور اسکی حقیقت
۲۵ - نماز جمعہ اور عیدین کے قایم کرنیکی حکمتین
۲۶ - انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع
۲۷ - اذان اور اس کی حکمت
۲۸ - اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت
۲۹ - اسلامی توحید کے لطایف نماز مین
۳۰ - تعین قبلہ اور اسکی فلاسفی
۳۱ - ایک انگریز کا قول اسلامی نماز پر
۳۲ - اسلام مین روحانی طہارت پر زیادہ زور دیا گیا ہے
۳۳ - نماز کی روحانی فلاسفی۔
۳۴ - تعدد رکعت اور حضور قلب
۳۵ - وضو کا طریق
۳۶ - وضو کی دعا
۳۷ - نماز پڑہنے کا طریق
۳۸ - اوقات نماز
۳۹ - سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر
۴۰ - سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر
۴۱ - سورتین کے معنے اور تفسیر
۴۲ - سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر
۴۳ - انا اعطینٰک الکوثر کے معنے اور تفسیر
۴۴ - سورۃ الضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۴۵ - سورہ الم نشرح کے معنے اور تفسیر
۴۶ - سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر
۴۷ - سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر
۴۸ - سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر
۴۹ - سورۃ والشمس والضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۵۰ - قرآن شریف کی دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۱ - مسنونہ دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۲ - غیر احمدی کے پیچہے نماز کا مسئلہ
۵۳ - نماز جنازہ اور اسکی حقیقت۔
۵۴ - نماز جنازہ کے پڑہنے کا طریق
۵۵ - غیر احمدی اور نماز جنازہ
۵۶ - متفرق نمازون کا طریق یعنے نماز جمعہ عیدین - تراویح یا تہجد - وتر - حاجت استسقے - استخارہ - تسبیح - کسوف و خسوف اشراق وغیرہ۔
۵۷ - درود شریف کے معنے اور اسکی فلاسفی۔
۵۸ - حضرت مسیح موعود کی دعائین۔

اس کے علاوہ **خطبات کریمیہ** طبع ہونی شروع ہوگئی ہے - اور **مکتوبات احمدی** کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالون کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

مفت سرمۂ نور مفت

پانچ ہزار روپیہ انعام

بوا جب سے سرمۂ نور کو ہزاروں مختلف پانچ سال طور پر ڈاکٹر اور حکیموں کا اتفاق ہے ملکہ اس سرمہ نے ابتدائی نزول الماء والوں کو بھی کیا مفت از رہی۔ جالا۔ پھولا۔ غبار۔ سیل۔ پانی جانا غبار تھوڑے عرصہ میں جڑ سے کھوتا ہے۔ معمولاً استعمال کیجئے قیمت بغرض رفاہ عام سرمہ فلکی فی تولہ عہ اور سرمہ بصری سیاہ فی تولہ ۸ر اور سرمہ خاکی کا نمونہ ہر کا ٹکٹ آنیوالا اور سرمہ بصری کا نمونہ صرف درخواست آنیپر روانہ ہوگا۔ **نوٹ** ممکر وزی تمام فرمائشیں معہ ٹکٹ سیل ارر منیجر کارخانہ سرمۂ نور کاکوری ضلع لکھنؤ چاندمل کے پتہ سے آنا چاہئے۔

اور میونیر ہمنے خود تجربہ کیا۔ اور کئی ڈاکٹر اور حکیموں نے تجربہ کیا۔ نزول الماء جسکو کہ سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں۔ فی الواقع یہ بہت صحیح ہے آنکھ چنگا کر دیا ہے۔ منگائیے اور استعمال کیجئے سرمہ کیا ہے بیش بہا جواہرات موتیا بند۔ پڑبال۔ سرخی۔ ناخونہ وغیرہ کو نوبت ہی حالت مرض میں لگانے سے کو استعمال کرائیے ہر حال میں اکسیر ہے نرخ روانگی ذمہ خریدار فرمائش کی وی پی یا پیشگی آنیپر تعمیل ہوگی

المشتہر محمد ... علی ... کاکوری

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی **عجیب وغریب چار جوہر** طلسمی اور حکمی مصفیات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کی چاروں شیشی کی دوا میں بگڑی ہوئی خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سرکی چوٹی تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار آنے چار دوا اُن کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور جوان اور بوڑھے سبکو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چار جوہر بنے استعمال کنندہ کو سنفہ۔ طاعون۔ کھانسی۔ بخار تشنج وا سہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گٹھیہ۔ خارشت۔ داد۔ اکوت۔ پھوڑا پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ ناسور گنٹھ مالا۔ بواسیر۔ فواسیر گنج۔ سوکھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کردیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیان ایک ٹین کے بکس میں مقفل کرکے معہ کیفیت وکاغذ طریق استعمال کی خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپیہ پیکنگ محصولڈاک ایک روپیہ چار آنہ عہ۔ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** معتدد جڑی بوٹی اور تمام سفید دراٹن و میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح اور بھی بھوک پیدا کر کے نیا اور خون صالح افراط پیدا کرکے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کھٹی ڈکاروں کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قایم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں تو الد وتناسل کا مادہ پیدا کرنے والا ہے بے اولاد اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل نمک استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی ۲۴ خوراک اگر دیدہ پیکنگ و محصولڈاک ۶ر و قیمت فی بوتل جس میں ۱۲۵ خوراک یعنی آٹھ شیشی نمک رہتا ہے پانچ روپیہ محصول ڈاک و پیکنگ عہ ہزارہا آدمیوں نے فایدہ کامل حاصل کیا ہے قیمت ۲ شیشی عہ تین شیشی عہ چار شیشی عہ ۱۰ شیشی للعہ پیکنگ محصولڈاک علاوہ۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فایدہ اٹھایئے اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فایدہ بخشتا ہے دائمی قبض یا بدہضمی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کبھی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ۔ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ وتخمہ۔ پیچش۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنے گٹھیہ۔ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ۔ یعنی نامردی جریان سرعت انزال وغیرہ امراض سودا وی امراض مثل آتشک وسوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت داد سفید داغ اور اجرائے خون ماہواری وغیرہ کو حکمی فایدہ بخشتا ہے بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں بہت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش و بشاش رکھتا ہے فکر اور ترددکو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے انکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب دہائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً بدن انسان میں پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں اشتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔ **طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنے معجون تقویت** یہ دوا سے بے تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے نسا فات نزلہ وزکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اول درجہ کی تقویت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت وحافظہ وذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جس میں ۶۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ر **گٹھیہ کی اکسیر دوا یعنے روغن اوجاع** کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیہ یا عرق النساء یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز میں اس تیل کے استعمال سے درد ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ محصولڈاک ۶ر **آنکھوں کے لئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری**۔ اصلی ہیرا اور ایک سو مفید اور مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ مالا۔ پھولی۔ دھند۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پروال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوانوں کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو عمر کیلئے قایم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ر **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبو دار منجن**۔ دانت اور آنکھ انہیں دونوں سے زندگی کا مزا ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس سے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری و لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز ملنے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے دانتوں کے کوڑے پن اور مسوڑے کے ورم اور درد اور خون اور بدبوئے دہن اور ہونٹھ و زبان کے ناسوروں کے رفع کرنے کے لئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ۸ر پیکنگ محصولڈاک ۵ر **علاوہ** ان کے آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ رنگ ۔۔ سامانہ۔ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم اور پھوڑے کے لئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کے لئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے عام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے دو پیسے کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمایئے جس میں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال وسرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اس کو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے۔ شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ **نوٹ** ہمکو سند رجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو صاحب چاہیں خط بھیجکر طے کرلیں۔

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ وباہ۔ اور مصفی خون میں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور بچوں کی ۔۔ اعتدالیوں کیواسطے اکسیر ہیں۔ قیمت حبوب کا بکس عہ روپیہ عہ (نقل مزید) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک وعنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے مخلوط کرکے طیار کیگئی جو حلق سے اترنے سے اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت وجریان و سرعت واحتلام وغیرہ کو دور کرکے ... چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤنکو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱ر بکس اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں چالیس دن کی خوراک کافی ہوگا

المشتہر حکیم سرافراز حسین وحکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

✻

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے کھوگئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم

محمد عبداللہ سعداللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

✻

یہ کارخانہ عطر تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

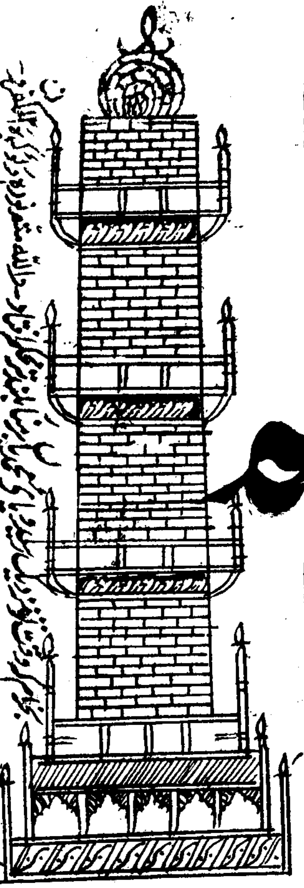

اِنَّ [illegible] ما بقومٍ حتےٰ یغیّروا ما بانفسہم

انّہٗ اوی القریہ

الحکم

فہرست مضامین

۱- قادیان دارالامان - صفحہ (۱)
۲- مختصر نوٹ اور نکات ″
۳- کلمات طیبات - صفحہ ۲ و ۳
۴- زندہ قرآن کس قوم کے ہاتھ میں ہے اور اسکی بابرکت آئتوں سے آج کون لطف لے رہا ہے - صفحہ ۴ و ۵
۵- متفرق مضامین - صفحہ ۶ -
۶- نصرۃ الحق صفحہ ۷ و ۸ -
۷- خطبہ عید الفطر صفحہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ -
۸- تحقیقات مسئلہ عزاداری صفحہ ۱۱ -
۹- انجیل کا معقول اندازہ - ۱۲ -

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے پانچ روپیہ ـــہ (۲) خواص و معاونین سے ـــہ
(۳) ہندوستان کی باہر سے ـــہ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع ـــ دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـــہ ۱۲ر

نمبر دوم | دارالامان قادیان ۷ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ ذیعقدہ ۱۳۲۲ھ ہجری المقدس | جلد ۹

قادیان دارالامان

(از منشی ابو محمد عبد اللہ شریف صاحب تصدیق احمدی)

رشکِ فردوس بریں ہے بوستانِ قادیاں
غیرتِ رضواں نہو کیوں باغبانِ قادیاں
اے صباد کہلا خدارا گلستانِ قادیاں
بلبل دل پڑھ رہی ہے داستانِ قادیاں
ہے بلندی پر جہانمیں عزوشانِ قادیاں
عرش کا ہم مرتبہ ہے آسمانِ قادیاں
دوں جگہ میں تحفۂ جنت کو دل یا چشم میں
جان میں رکھہ لوں چھپا کر ارمغانِ قادیاں
بعد ختم ذکر قرآن و حدیث اے واعظو
مجلسوں میں وعظ کی کیجو بیانِ قادیاں
سلسبیل و کوثر و تسنیم کا لونگا نہ نام
گر کبھی میں دیکھہ لوں نہر روانِ قادیاں
کعبۂ مقصود سمجھوں شوق سے رگڑا کروں
گر میسر ہو جبیں کو آستانِ قادیاں
آوری بخت زبوں میں دیکھنے پایا نہیں
ورنہ یہ سر تہا مرا اور آستانِ قادیاں
قوتِ جان و قوتِ ایماں اگر منظور ہے
جان اور ایمان سے ہو جاں دادِ جانِ قادیاں
آنکھہ ہے مشتاق اور قسمت مخالف آنکھہ کی
خواب میں یا رب دکہا مجھکو نشانِ قادیاں
شکر للہ جب ظہور حضرتِ اقدس ہوا
گر گئے اوندھے زمیں پر سب بتانِ قادیاں
آسماں پر زندہ عیسیٰ کو بتانا خبط ہے
ہے مثیل ابن مریم درمیانِ قادیان
کون ہے عالم جو وہ گرویدۂ احساں نہیں
آج ہر ہر شہر پر ہے امتنانِ قادیان
دیکھکر زندہ دلی حضرتِ اقدس کو آج
مر گئے غیرت کے مارے دشمنانِ قادیاں
کتنے تہے کافر جو بے تحقیق کل وہ آج سب
شکر للہ ہو گئے ہیں مدح خوانِ قادیاں
صورتِ تصویرِ حیرت میرزا حیرت کو ہے
الحکم میں پڑھ بیانِ بانیانِ قادیاں
کیوں نہ حاصل مجھکو ہو تصدیق ہر گاہ فرزند
ہوں میں اک جاں دادہ جانِ جہانِ قادیاں

مختصر نوٹ اور نکات

سنت اللہ اسیطرح چلی آتی ہے کہ نبوتوں کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام کی خطرناک مخالفت کیجاتی ہے اور کلاب الدنیا ہر طرف سے اپنے اپنے رنگ میں انپر ٹوٹ پڑتے ہیں - اور اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم بامراد ہو گئے لیکن جب وہ اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منا چکتے ہیں - اور خوب شہرت دے چکتے ہیں تو خدا تعالےٰ کا زبردست ہاتھہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچا دیتا ہے کہ وہی خوشیاں انکے لئے ماتم بن جاتی ہیں انکی شادی کی محفلین ماتم کدوں کی صورت اختیار کرتی ہیں یہہ کیوں ہوتا ہے؟ تاکہ دنیا پر ثابت ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ راستبازوں اور متقیوں کا حامی ہے اور آپنے جو فرمایا ہے -

والعاقبۃ عند ربک للمتقین

یہہ بالکل سچ اور درست ہے -

مسیح موعود خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور اسی طرح آیا ہے جسطرح پر نبوت کے سلسلے قایم ہوتے ہیں اسلئے ضروری تہا کہ ابتداء میں مخالفوں کا ہجوم اسکے خلاف اسی طرح ہوا اور کبھی کبھی وہ اپنی خیال اور جہوٹی کامیابیوں پر خوشی کے نعرے بلند کریں اور اپنے ہم فطرتوں کو یہہ گمان کرنے کا موقع دیں کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہو چکا - لیکن آخر وہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کونسا منصوبہ اسکے خلاف کیا جس میں انجام کار انہیں ندامت اٹھانی نہیں پڑی اور انہوں نے کہلا کہلا تائید حق کا ثبوت نہ پالیا ہو - پس سوچنے والے سوچیں اور غور کرنے والے فائدہ اٹھائیں -

ابھی کل کی بات ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بظاہر ایک خطرناک مقدمہ دائر کیا گیا جس میں آپ کو مالی مشکلات کے ساتھہ جہاد کرنا پڑا - ایک عرصہ تک اس کی کشمکش رہی سطحی خیال اور زمین دوز نظر والے کبھی اسکی عدالت میں بلائے جانے کی طرح پر ہنسی اڑاتے اور کبھی بر سر عدالت کہڑے ہونے پر اعتراض کرتے - غرض اس درمیانی زمانہ میں کوئی موقع اور محل ان ناقدر شناسوں اور منہاج نبوت سے ناواقفوں نے اعتراض کا نہیں چھوڑا یہانتک کہ انکی جہوٹی خوشی کے لئے یہہ بھی پیش آیا کہ خدا کے برگزیدہ پر عدالت ابتدائی سے جرمانہ ہو گیا پھر تو انکے شور مچانے اور اچھلنے کودنے کا اچھا خاصہ موقع

بُشْرٰی لَنَا احمد بِاکلماتٍ طیّباتِ امام الزمان مسیح الزمان

تقریر ۲۹- دسمبر ۱۹۰۷ء گذشتہ سے آگے

انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اسکی تاثیرات پر اطلاع نہیں اسلئے اسطرح کہدیتے ہیں ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر بیمار ہوکر علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے یہی ہوتے ہیں۔

سید احمد خاں بھی دعا کے منکر تھے لیکن جب انکا پیشاب بند ہوا تو دلی سے معالج ڈاکٹر کو بلایا یہ نہ سمجھہ لیا کہ خود بخود ہی پیشاب کھل جاویگا۔ حالانکہ وہی خدا ہے جسکے ملکوت میں ظاہری دنیا ہے جبکہ دوسری اشیاء میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باطنی دنیا میں تاثیرات نہ ہوں۔ منجملہ ان میں سے دعا ایک زبردست چیز ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالٰے کے قضاء و قدر میں سب کچھہ ہے مگر کوئی یہ تو بتاوے کہ خدا تعالٰے نے وہ فہرست کس کو دی ہے۔ جس سے معلوم ہو جاوے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان اسرار پر کوئی فتح نہیں پا سکتا ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص قبض سے بیمار ہے تو ترید یا کسٹرائیل جب اسکو دیا جاوے گا تو اسے اسہال آجاویں گے اور قبض کھل جائیگی کیا یہ اس امر کا بیّن ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالٰی نے تاثیرات رکھی ہوئی ہیں۔

ہر شخص بڈھے انسان کو دیکھتا ہے کہ وہ کیسا از خود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کی طرح سمجھہ میں نہیں آتی ہے اسلئے ان لوگوں پر خدا کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں انکے لئے وہی تقویٰ اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے کچھہ کام کرنے کا زمانہ رہ جاتا ہے اسلئے اب سوچنا چاہئیے کہ وہ کیا طریق ہے جس کو اختیار کرکے انسان کچھہ آخرت کے لئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟

اس میں کچھہ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردّی کیا ہوا ہے لیکن اسی کا آدم ایام ہر یا تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وَمَا اُبَرِّیُٔ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ - یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھیرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کی طرف بہت جوش کرتا ہے اسکی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے زرا زہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالٰے کا فضل اور رحم ساتھہ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں۔ تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ نے دی ہے۔

اول تدبیر کرو

اس مقصد کے حاصل کرنیکے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے۔ ورنہ وہ ضرور ہلاک ہو گا۔ جو شخص دیدہ و دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہو گا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالٰے کے نزدیک قابل رحم ٹھر سکتا ہے۔ اسلئے یہ ضروری اور بہت ہی ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جسکو اللہ تعالٰے نے نمونہ کو طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے۔) کہ جہانتک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں۔ اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہو تدبیر کرنی چاہئیے۔ اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئیے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالٰے انسے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالٰے کے فضل سے ترقی کر کے لوامہ ہو جاتا ہے۔ اور الٰہی تائید و قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امارہ لوامہ ہو جاتا ہے۔ جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالٰے بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حاصل کرنے کے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کرو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریک کا موجب ہو سکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے۔ اسقدر کوشش کرو۔ اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعا ہے

دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالٰی نے سکھایا ہے۔ وہ دعا ہے۔

اسی طرح پر اور تدابیر کرنے والے ہیں مثلاً زراعت کرنے والے اور یہی معالجات کرنے والے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان تدابیر کی وجہ سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور اشیاء میں مختلف اثر دیکھے ہیں۔ پھر جب کہ ان چیزوں میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دعاؤں میں جو وہ بھی مخفی اسباب اور تدابیر ہیں اثر نہ ہوں؟ اثر ہیں اور ضرور ہیں لیکن تھوڑے لوگ ہیں جو ان تاثیرات کو واقف اور آشنا ہیں اسلئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے۔ دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خود ہی یہہ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اسکا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھر لے یا تولہ بھر غذا کھالے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ سیر ہو جاوے کبھی نہیں اسیطرح جسکو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرہ پانی سے اسکی پیاس کب بجھہ سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کے لئے چاہئیے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جا کر اسکی تسلی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کرتے وقت بیدلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئیے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئیے۔ بلکہ اسوقت تک ہٹنا نہیں چاہئیے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھاوے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالٰے دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اسکے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی ہے سب سے بڑھکر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالٰے پر زندہ ایمان یہہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے۔ اور نیکیوں پر استقامت اسکے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جسکو دعا پر ایمان ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالٰے کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور اور خدا تعالٰے کو دیکھکر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

اللہ تعالٰے نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے اسکے بغیر انسان کچھہ بھی نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالٰے فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اس میں اللہ تعالٰے کی چار صفات کو جو ام الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ رب العالمین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت کرتا ہے۔ عالم اسے کہتے ہیں جسکی خبر مل سکے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جسکی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح۔ اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کرتا ہے وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اسکی پرورش کرتا ہے جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں روح کی سیری اور تسلی کے لئے معارف اور حقائق وہی عطا فرماتا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمان ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین۔ چاند سورج۔ ہوا۔ پانی وغیرہ جسقدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں اور پھر وہ اللہ رحیم ہے۔ یعنی کسی کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ پاداش عمل دیتا ہے پھر مالک یوم الدین ہے یعنی جزا دہی

دیتا ہے اور وہی یوم الجزا کا مالک ہے - ہمقدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے - جب انسان اللہ تعالےٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ روح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف جھکتی ہے اسلئے اسکے بعد **اھدنا الصراط المستقیم** کی ہدایت فرمائی -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے اسلئے اسپر ہمیشہ کمربستہ رہو اور کبھی مت تھکو - غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے - اس میں جسقدر توکل اور یقین اللہ تعالےٰ پر کریگا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھیگا - اسیقدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے تمام مشکلات دور ہو جائیں گی - اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلےٰ محل پر پہونچ جاوے گا - یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا - نفسانی جذبات پر محض خدا تعالےٰ کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے - اور یہ فضل اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے - اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے -

میں یہہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہی دعا تو ہے جسپر مسلمانوں کو ناز کرنا چاہئے - اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور وہ توجہ نہیں کر سکتے - میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ایک عیسائی جو خون مسیح پر ایمان لا کر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے - اور ایک ہندو جو یقین کرتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوتی اور تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ کیوں دعا کے واسطے ٹکریں مارتا رہے گا - وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کتے بلے بندر سور بننے سے چارہ ہی نہیں ہے - اسلئے یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اسمیں دعا کی تعلیم ہے - اس میں کبھی سستی نہ کرو - اور نہ اس سے تھکو -

پھر دعا خدا تعالےٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے چنانچہ خدا تعالےٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے - واذا سالک عبادی عنی فانی قریب

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان - یعنی جب میرے بندے تجہہ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اسکا کیا ثبوت ہے تو کہدو کہ وہ بہت ہی قریب ہے - اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسکو جواب دیتا ہوں یہ جواب کبھی رویا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے - اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے - جو مشکلات کو حل کر دیتا ہے غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے - اور قرآن شریف میں جابجا اسکی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنے مشکلات سے نجات پائی - انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور انکی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے - پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو - دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاویگا -

تیسرا پہلو صحبت صادقین ہے

تیسرا پہلو جو قرآن سے ثابت ہے وہ صحبت صادقین ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کونوا مع الصادقین یعنی صادقوں کے ساتھ رہو صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے - انکا نور صدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے - یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں - اور جب تک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اسوقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اسپر حملہ کرکے اسکی متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کیساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے - جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملے سے نقصان اٹھاوے -

دفع شر و کسب خیر

لیکن یہہ بات یاد رکھو کہ کتابوں میں جب لکھا جاتا ہے کہ بدیاں چھوڑ دو اور نیکیاں کرو - تو بعض آدمی اتنا ہی سمجھ لیتے ہیں کہ نیکیوں کا کمال اسی قدر ہے کہ جو مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری - زنا - غیبت - بد دیانتی -

بدنظری وغیرہ موٹی موٹی بدیوں سے بچتے ہیں تو اپنے آپ کو سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لئے ہیں اور ہم بھی کچھہ ہو گئے ہیں حالانکہ اگر غور کرکے دیکھا جاوے - تو یہ کچھہ بھی چیز نہیں ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو چوری نہیں کرتے ہیں - بہت سے ایسے ہیں جو ڈاکے نہیں مارتے یا خون نہیں کرتے یا بدنظری یا بدکاری کی بدعادتوں میں مبتلا نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ اسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے ترک کیا ہے خواہ وہ عدم قدرت ہی کیوجہ سے ہو - قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترک شر کرکے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحب کمال ہو گیا - بلکہ وہ تو انسان کو اعلےٰ درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے اور اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو جاوے

میں اس بات کو بار بار کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اپنی ترقی اور کمال روحانی کی یہی انتہا سمجھ لے کہ میں نے ترک بدی کی ہے صرف ترک بدی نیکی کے کامل مفہوم اور منشاء کو اپنے اندر نہیں رکھتی بار بار ایسا تصور کرنا کہ میں نے خون نہیں کیا خوبی کی بات نہیں کیونکہ خون کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہے - یا یہ کہنا کہ زنا نہیں کیا کیونکہ زنا کرنا تو کنجروں کا کام ہے نہ کہ کسی شریف انسان کا - ایسی بدیوں سے پرہیز زیادہ سے زیادہ انسان کو بدمعاشوں کے طبقے سے خارج کر دیگا - اور اس سے زیادہ کچھہ نہیں مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کئے کہ خدا تعالےٰ ان سے راضی ہو گیا - اور وہ خدا تعالےٰ سے راضی ہو گئے) صرف ترک بدی ہی سے نہ بنی تھی - انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیچ سمجھا خدا کی مخلوق کو نفع پہونچانے کے واسطے اپنے آرام و آسایش کو ترک کر دیا - تب جاکر وہ ان مدارج اور مراتب پر پہونچے کہ آواز آ گئی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ -

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت مسلمانوں کی یہہ حالت ہو رہی ہے کہ کسب خیر تو بڑی بات ہے اور وہی اصل مقصد ہے لیکن وہ تو ترک بدی میں بھی سست نظر آتے ہیں - اور ان کاموں کا تو ذکر ہی کیا ہے ؟ جو صلحا کے کام ہیں - پس تمہیں چاہئے کہ تم ایک یہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھہ لو - ہاں اول

بدیوں سے پرہیز کرو - اور پہر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پہر خدا تعالےٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو - جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اسوقت تک مومن نہیں کہلا سکتا مومن کامل ہی کی تعریف میں تو انعمت علیہم فرمایا گیا ہے - اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تہا کہ وہ چوری چکاری رہزنی نہیں کرتے تہے یا اس سے کچھہ بڑھ کر مراد ہے ؟ نہیں انعمت علیہم میں تو وہ اعلےٰ درجہ کے انعامات رکھے گئے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الہیہ کہلاتے ہیں

(باقی آئندہ)

اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزت و احترام کے ساتھہ بری ٹھہرائے جانے پر جن احباب نے مبارکباد تار اور خطوط اعلےٰ حضرت کی خدمت عالیہ میں ارسال فرمائے ہیں اعلےٰ حضرت نے ان تمام خطوط اور تاروں کو خوشی سے پڑھا ہے خصوصاً اس لئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ایک جلیل القدر نشان کے پورا ہونے کی تصدیق کرتے ہیں اور مخلصین و مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں -

میں اس عظیم الشان نشان کے متعلق الحکم میں انشاء اللہ ایک معنی خیز سلسلہ مضامین کا خدا کے فضل و کرم سے تائید پاکر شروع کرونگا - آج تیمناً و تفاؤلاً حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کا مضمون شائع کرتا ہوں -

احباب میرے لئے دعا کریں کہ میں خدا تعالےٰ کے اس جلیل الشان نشان کو اس کی شان اور حیثیت کے رنگ میں دکھلانے کی توفیق پا سکوں -

(ایڈیٹر)

زندہ قرآن کس قوم کے ہاتھ میں ہے اور اسکی بابرکت آیتوں سے آج کون لطف لے رہا ہے

یہ کوئی نئی بات نہیں بڑی بھاری بات ہے کہ قرآن مجید ہی ایک زندہ جاوید کتاب ہے۔ جبکہ تمام پہلی کتابیں صورت اور سیرت دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے مر چکی ہیں اور قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو دونوں جہتوں سے اب تک زندہ اور بابرکت کلام ہے اور قیامت تک اسیطرح رہیگا۔ ہر صورت میں لاریب یہ بڑی بھاری بات ہے اور اپنے بیگانہ سب کی غور کے قابل ہے۔ خود قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے اور جابجا اور مختلف الفاظ میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ اُس درخت کی مانند ہے جس کا میوہ دائمی اور ابدی ہے اور اسکی زمین سرسبز رہیگی اور اسکی صورت و معنی میں کبھی تغیر نہیں آئے گا +

ان امور کو مدنظر رکھکر اسوقت قابل التفات یہ بات ہے کہ آج روئے زمین پر وہ کونسی قوم ہے جس کے دست و زبان سے قرآن کریم کے ان دعووں کا ثبوت ظاہر ہو رہا ہے اور اس یگانہ فخر میں کوئی دوسری قوم ان کے شریک نہیں +

اس دعوی کے ثبوت میں میں ایک **تازہ آپ بیتی بات** سناتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے بہت سے لوگ اس سے مستفید اور مسرور ہوں گے +

چھ تاریخ کو امرتسر میں ڈیویزنل جج کی کوٹ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا اپیل منظور ہوا اس سے سب لوگ واقف ہیں دوپہر دن رہی بجے کے قریب جبکہ میں بیت الفضل میں بیٹھا ہوا تھا مجھے یہ خبر ملی۔ سنتے ہی میں بے اختیار سجدہ میں گرا اور بے انتہا خشوع و خضوع اور لذت سے نبی کریم کی تسبیح و تحمید کرتا رہا۔ سجدہ سے فارغ ہوا تو گھر کی ایک لڑکی کی زبان سے جو قرآن پڑھ رہی تھی یہ آیت کان میں پڑی ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلیٰ علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا۔ یعنی جن لوگوں کو واقعات کے وقوع سے قبل ان پیشگوئیوں کا علم دیا گیا ہے جب انپر قرآن پڑھا جاتا ہے یعنی ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا انھیں سنایا جاتا ہے تو وہ مُنہ کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے رب کے لیے پاکیزگی ہے (یعنی وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اُسکے مُنہ کی باتیں پوری نہ ہوں بلکہ ضروری ہے کہ اُس کی تمام قبل از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوں اس لیے کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہماری تربیت اور تہذیب اخلاق اور تقویت ایمان کے لیے ازبس ضروری ہے کہ رسول کی زبان سے پر تحدی پیشگوئیاں کی جائیں اور وہ اپنے وقتوں پر پوری ہوں) یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوا ہے۔ اس آیت کو سنکر دوبارہ نئے جوش اور پرزور جوش سے بھر کر میں سجدہ میں گرا۔ فراغت کے بعد عالم ذوق میں کیا کیا عجیب نظارے میرے سامنے آئے حق یہ ہے کہ میں قلم کو اُن کے لکھنے پر اور زبان کو بیان کرنے پر قادر نہیں پاتا۔ منجملہ ان وجدانیات کے جو میری روح کو سرشار کر رہی تھیں ایک یہ بات میرے سامنے آئی اور پرزور سوال بنکر میرے قلب سے میری زبان پر وارد ہوئی کہ ان حرکات کی جو اسوقت مجھسے سرزد ہوئی ہیں اصل جڑ کیا ہے اور اس بے انتہا خوشی کا راز اور موجب کیا ہے۔ کیا یہ ہے کہ ایک شخص **مرزا غلام احمد قادیانی** اور وہ برلاس مغلوں میں سے ایک مغل ہے اُسکے اپیل منظور ہو جانے کی وجہ سے یہ ساری خوشی ہے۔ معمولاً مقدمات و نزاعات جاری رہتے ہیں کوئی ہارتا ہے کوئی جیتتا ہے اپیل منظور بھی ہوتے ہیں خارج بھی ہوتے ہیں ایک یہ بھی منظور ہو گیا انوکھی بات کونسی کیا ہے جس سے اس قدر بیحد خوشی کی جاتی اور سجدہ میں گریہ اور فروتنی دلپر غالب آجاتی۔ اس سوال کا بے تکلف اور صاف جواب تھا کہ یہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی پیش از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوئیں اور اسی آن بان اور شان و شوکت سے پوری ہوئیں جسطرح اُسوقت پوری ہوئیں تھیں جبکہ ایک خدا بیں قوم نے وقوع کی خوشی میں سجدہ اور بکا کے اظہار سے خدا تعالےٰ کی وہ گواہی اپنے حق میں لی جو آیت مذکورہ بالا میں ہے۔

اس وجدان کے ساتھ میرے دل میں آیا اور لازماً آنا چاہیے تھا کہ اسوقت احمدیوں کے سوا اور کون ہیں جو زندہ خدا کے **زندہ نشان** دیکھیں اور تشکر کے جوش سے تواجد کی حالت اُنپر طاری ہو اور سجدہ میں گریں اور خشوع و بکا کا استیلا اُن کے دلوں پر ہو۔ اور سجدوں میں پھوٹ پھوٹ کر روئیں اور یہ کہیں ان کان وعد ربنا لمفعولا۔ آج ہمارے رب کا وعدہ (پیشگوئی) قطعی طور پر پورا ہوا۔ سلسلۂ واقعات میں جو نظام عالم کے مضبوط قواعد اور مرتبط قوانین کے موافق ہمیشہ جاری رہتا ہے وہ واقعات بھی محض معمولی نظر آتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی سوانح میں خدا تعالیٰ کی زبردست باتیں اور وعدے کہلاتے ہیں اگر سرسری نگاہ اُنپر ڈالی جائے۔ لیکن جب اُن کے پیش و پس کو غور سے دیکھا جائے تو وہ خدا نمائی کا ایک ہی مصفا آئینہ ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ آنکھوں کے سامنے رکھلو۔ سرسری طور پر چند لفظوں میں قصہ تمام ہو جاتا ہے اس طرح پر کہ ایک شخص دریا سے بچکر نکل گیا خواہ کسیطرح نکل گیا۔ دوسرا لشکر سمیت ڈوب گیا۔ ایسے واقعات آئے دن ہوا کرتے ہیں۔ ہزاروں جہاز سمندر کی چھاتیوں کو چیرنے کے لیے قسمت آزمائی کرتے ہیں کچھ ڈوب جاتے ہیں کچھ بچکر نکلتے ہیں۔ پھر یہ ایک نبی کا معجزہ کیا اور خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب میں بڑے فخر سے نبی کریم کی علامت نبوۃ کے اثبات میں اس کا ذکر کیا۔ اس امر کے لیے اُس تحدی آمیز پر شوکت دعوی کو غور سے دیکھنا چاہیے جو ایک ناتوان بے سامان انسان کے مُنہ سے ایک باسامان پر قوت شخص کے سامنے نکلا جبکہ اُسنے عرش جبروت کے سامنے کھڑے ہو کر ایسی حالت میں کہ عادتاً ضعیف اور بے بھروسہ انسان خشک ہو کر رہ جاتا ہے کس لانظیر اور لاتذبذب قوت اور نہ تھرتھرانے والی زبان سے کہا انا رسولا ربک ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم قد جئنٰک بایۃ من ربک والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ انا قد اوحی الینا ان العذاب علیٰ من کذب وتولیٰ۔ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں اور اسکی طرف سے پیغام یہ لائے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دے اور انکو عذاب نہ دے ہم تیرے رب کی طرف سے اپنی سچائی پر بڑا بھاری نشان لائے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آج سلامتی اُسی کے لیے ہے جو خدا کی باتوں پر چلنے والا ہے ہم کو خدا تعالیٰ نے صاف صاف کہا ہے ہمارے اس پیغام کی تکذیب کرنیوالا اور اسکی تعمیل سے مُنہ پھیرنے والا سزا پائیگا +

اب ایکطرف تو ان الفاظ کی شوکت اور دبدبہ میں غور کرنی چاہیے دوسریطرف یہ سوچنا چاہیے کہ اس دعوے کے وقت ہر قسم کے مادی پہلو کے لحاظ سے کون ان دو شخصوں میں سے زیادہ محفوظ تھا یا آیندہ سلامتی کے اسباب پیدا کر سکتا تھا۔ کیا اس دھمکی کے وقت حضرت نبی کے دل میں یہ خیال جاگزین تھا کہ وہ کسی آنیوالے وقت میں فوج بہم پہونچا کر فرعون پر چڑھائی کرینگے اور اپنے مُنہ کی باتوں کو پورا کرینگے۔ یا موقعہ پاکر خفیہ اُس کا کام تمام کر دیں گے۔ اور کیا ان تمام باتوں سے کوئی بات آخر کار وقوع میں آئی۔ کیا فرعون معمولاً حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے مارا گیا یا حضرت موسیٰ کی کوئی قوت اُس کے ہلاک کرنے میں کارگر ہوئی خدا کا شکر ہے کہ ایسی کوئی بات واقع نہیں ہوئی ورنہ ممکن تھا کہ یہ زبردست پیشگوئی ایک نادان کے نزدیک معرض اشتباہ میں پڑ جاتی۔ پھر کیا اُسوقت جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوق العادت قوت اور تحدی سے یہ دعوی کر رہی تھی یہ سمجھتے تھے اور اسپر یقین رکھتے تھے کہ ایک عرصہ کے بعد وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر بھاگیں گے اور فرعون تعاقب کرے گا۔ آخر دریا سے وہ بچکر پار اُتر جائیں گے اور فرعون ڈوب جائے گا۔ ایسا خیال بھی محض بے بنیاد ہے۔ پھر غور کرو کہ یہ دعوی کس طاقت اور قوت کے چشمہ سے پھوٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ اُس قادر قاہر علیم خبیر ہستی کے مُنہ کی باتیں ہیں جسے آنے والے واقعات اور دونوں کے انجام کا علم تھا۔

غرض نرا ڈوب جانا اور بچ جانا کوئی قابل توجہ امر نہیں۔ دیکھنے کے قابل وہ پُر زور الفاظ ہیں جو قبل از وقت کہے گئے ہیں۔ اسیطرح ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام فتوحات فتح بدر اور فتح مکہ اور دیگر تمام فتوحات ہیں جو واقعات عالم کے نظام جاری کے مطابق ہیں۔ اور درحقیقت یہ واقعہ حضرت موسیٰ اور فرعون کا بھی ہمارے نبی کریم اور آپکے مخالفوں کے انجام کی پیشگوئی ہے۔ یہ سب واقعات معمولی نگاہ میں عرفی لڑائیاں ہیں۔ دونوں طرف سے اسیطرح جنگی جوان ایک دوسرے کے مقابل نکلے جسطرح

عادتاً نکلا کرتے ہیں۔ آخر ایک فریق کامیاب ہوا دوسرا ناکام رہا۔ یہی کامیابیاں ہیں جنھیں خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب میں عظیم الشان آیات کہا گیا ہے۔ ان ہی کو حزب اللہ اور حزب الشیطان یا اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان میں امر فارق کہا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت۔ ولایت کفالت اور تائید کے الفاظ ان ہی نتیجوں پر بولے گئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ظفر اور نصرت کس لحاظ سے معجزہ یا آیت یا علامۃ النبوۃ ہے۔ کیا اُس معمولی نتیجہ کی حیثیت سے جو انسانی طبقات میں سے ہر طبقہ کے اعمال کے نتائج سے یکساں مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا صاف جواب یہی ہے کہ قبل از وقت وعدہ اور پیشگوئی کے لحاظ سے اُسے خدائے قادر و قاہر کے منہ کی بات اور آیت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کی یہ فتح ہے جو آج حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی۔ اور اسی طرح یہ فتح ظفر اور نصرت اور تائید الٰہی کا ثبوت۔ آیت النبوۃ اور فارق ٹھہر الٰہی درمیان اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے۔ اگر مسلمان کہلانے والوں میں خدا شناسی اور خدا ترسی کا کوئی کرشمہ باقی رہ گیا ہے تو اس قضیہ کے مقدمات اور لوازم اور قبل از وقت اسکی نسبت پیشگوئیوں میں اسی طرح یکجائی طور پر غور اور تدبر کریں جس طرح خدا تعالیٰ کی کتاب کے واقعات میں کی جاتی ہے پھر دیکھیں اور ہمیں بتائیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات نصرت و ظفر میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید آلٰہی کے واقعات میں کیا فرق ہے۔

کیا خدا تعالیٰ کا مسیح حضرت موسیٰ اور اپنے مقتدا و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح محض بے سامان اور ناتوان نہ تھا۔ اور کیا بالمقابل طاقتوں اور نخوتوں اور شرارتوں اور ہر طرح کے سامانوں کے مجموعے نہیں تھے۔ کیا خدا تعالیٰ کے پودہ کی بیخکنی کے لیے متفق اور منفرد زور نہیں لگائے گئے۔ امرتسری اہل حدیث یا اہل حدث اور دوسرے ان کے امثال بدخواہان خدا تعالیٰ کے لیے دلیں ہو چیں اگر ان کے پہلو میں کوئی حق کی گد گدی محسوس کرنے والا دل ابھی تک رہ گیا ہے کہ ان کی امنگیں کیا کیا تھیں۔ ان کا ترتیں اور انتظار افق کی طرف کس نظارہ کے دیکھنے کے لیے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا وہ ان گواہیوں کے اداکرنے کو بے صبر نتائج آج ان کی مراد کے خلاف ظاہر ہوئے ہیں۔ کیا کیا اُمیدیں باندھی تھیں۔ دعا کر معدلت خانہ سے باہر نکلے تھے۔ اور وہ بار بار غور سے دیکھیں اُن کاہنوں اللہ افا کی پیشگوئیوں کو جنھیں وہ بڑی جسارت اور جرأت سے اپنے اخبار میں درج کرتے رہے۔ وہ دقائق ملکی اور سرد و گرم زمانہ کی معرفت کے مدعی اخبار وطن اخبار یا انکا اخبار یا پیسہ اخبار اور اُسکے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے جنھوں نے درمیانی واقعات کو بڑے فخر اور ناز سے شائع کیا اور ان چشم زخموں کو جن کا پہنچنا ابتدا میں خدا تعالیٰ کی مستمرہ سنت کے مطابق اہل اللہ کو ضروری ہوتا ہے کامل وثوق اور یقین سے ایک پیشگوئی کے رنگ میں بیان کیا اور دعوے کیا کہ اب سلسلہ احمدیہ کا خاتمہ ہے۔ وہ سجادہ نشین مولوی۔ وہ گدی نشین فقرا۔ وہ علم کی جماعت کہلانے والے اور معرفت کا دم بھرنے والے نقشبندی چشتی۔ قادری اور ان کے بھائی خدا تعالیٰ کے لیے غور کریں کہ وہ اپنے دعاؤں میں کیا کہتے تھے وہ خود کیا چاہتے تھے۔ کس نتیجہ کا انتظار کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو کس چیز کی توقع دلاتے تھے۔ افسوس ان بد سرائوں اور بیہودہ درائوں کی باتیں زبانی آتی رہیں اور بادہوا باتیں ہوتی رہیں کاش ان کے دعوے لکھے ہوئے اور لکھکر شائع کیے ہوئے ہوتے جو آج اُن کے سیاہ چہروں اور مجذوبانہ تہتروں کو آئینہ بنکر انھیں دکھاتے مگر ان خدا سے مہجور و دور بزدلوں کو یہ قدرت اور توفیق کبھی ملی نہیں جو اپنے منہ کی کسی یاوہ گوئی کو شائع بھی کرتے۔ یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات تھی جو راہ میں آپڑی۔ غرض وہ سب لوگ کسی طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے استیصال کے درپے اور چشم براہ تھے سوچیں اور پھر بتائیں کہ آج ان کی دعاؤں۔ اُن کی تدبیروں۔ اُن کی متفقہ کوششوں اور ان کے ہر قسم کے مکائد و حیل کے مخالف ایک بات واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ اور کیوں ہوئی ہے۔ کیا ایک مرد خدا نے خدا تعالیٰ کی زبان سے تمھیں برسوں پہلے اُسی طرح پکار کر نہیں کہا تھا **فکیدونی جمیعًا ثم لاتنظرون**۔ (براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں کئی رنگ میں یہ دعویٰ درج ہے) جس طرح خدا تعالیٰ کی زبان سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء نے اپنے مخالفوں کو کہا۔ پھر کیا اس تحدی کے بعد تم چپ رہے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے (کاش تمھارے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوتے اور تم خدا سے جنگ کرنیوالے نہ ٹھیرائے جاتے) یا کیا تم نے سارے زور نہیں لگائے اور اپنی کمانوں کے سارے تیر خالی نہیں کیے۔ اور کیا یہ کوششیں تم نے اسلئے اور اس اُمید سے کی تھیں کہ انجام کار نامرادی کا بدنما داغ تمھاری لمبی ناکوں پر لگے اور بول و براز کی چھینٹیں تمھارے جبہ و دستار پر پڑیں اور کیا یہ کارروائیاں تم نے خدا سے قوت پاکر اور اُسکی نصرت کے بھروسہ پر کی تھیں یا اپنے جذبات اور نفسانیت کے جوشوں کے زور دھکے کے نیچے آکر کی تھیں۔ پھر تمھاری اُمیدوں اور قوتوں کے خلاف کیوں ظہور میں آیا۔ اور تمھارا حریف مقابل اُن دعووں کے مطابق جو قبل از وقت کیے گئے تھے آخرکار کیوں غالب ہوا۔

نادانوں نے اُس بکری کی طرح اپنے کُھر سے چھری کھود کر ذابح کے ہاتھ دی جبکہ مرد خدا کے استیصال کے لیے کمریں باندھیں۔ اور خود اپنی کارروائیوں سے اُسکے سلسلہ کو خدا کی طرف سے ثابت کرنے والے ٹھہر گئے اور اپنے پاؤں سے چلکر اُس خندق میں گرے اور کٹ کر گرے جس میں اُن کے پہلے باپ دادا احزاب کی لڑائی میں گر کر تھے۔ لڑائی ہنوز جاری تھی۔ اور دعویٰ کرنے والے کی پرتحدی پیشگوئیاں نقارہ بجا رہی تھیں تب ایک دانشمند کے لیے کافی موقعہ تھا کہ کم سے کم انجام تک زبان و قلم کو تھامے رکھتا مگر ناعاقبت اندیشوں نے درمیانی چشم زخم کو جو سنۃ اللہ کے مطابق حزب اللہ کا خاصہ اور اُن کا ایک مابہ الامتیاز ہوتا ہے آخری زخم سمجھا اور بہائم کی طرح اُچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ حالانکہ کتاب اللہ نے انھیں تعلیم دی تھی کہ **العاقبۃ للمتقین** یعنی پہلی فتح باطل پرستوں کی اور انجام کار راست بازوں کا ہوتا ہے۔

غرض ہماری خوشی اسوقت پاک خوشی اور خدا تعالیٰ کی معرفت بڑھانے والی خوشی ہے عادتاً لوگ بھی خوش ہوا کرتے ہیں۔ مقدمات کے جیتنے پر کیسی کیسی خوشیاں مناتے ہیں۔ مگر اس خوشی کا نتیجہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے من اور احسانات کے بوجھ کے نیچے ہماری گردنیں دبی چلی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ ہم خوش ہوئے ہیں خدا تعالیٰ کے منہ باتوں کے پورا ہونے پر۔ اس فتح اور نصرت کی راہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کے نئی شان سے ثابت ہو جانے پر۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اور کامل نبوۃ کے نئے سرے قائم اور ثابت ہو جانے پر۔ اس لیے آج اس زمانہ میں بلکہ ہمیشہ سے ایک ہی راہ ہے جس سے خدا تعالیٰ کے زندہ اعتقاد اور مستحکم وجود کا نشان ملتا ہے وہ ہے پیشگوئیوں کا وجود اور ان کا پورا ہونا۔

اسوقت موزوں موقعہ تھا کہ وہ تمام پیشگوئیاں جو ان مقدمات کے متعلق ہو چکی تھیں ایک جگہ جمع کرکے دکھائی جائیں مگر اس بھاری کام کا بیڑا میرے لائق دوست شیخ یعقوب علی صاحب نے اٹھایا ہے۔ وہ عنقریب بڑا مبسوط آرٹیکل اسپر لکھیں گے جو مجھے یقین ہے کہ حق و باطل میں امر فارق اور خارق عادت ہوگا۔ میں نے قصداً اس سے پہلو تہی کی ہے اسلیے کہ تجربے نے ثابت کر دکھایا ہے کہ شیخ صاحب کو خدا تعالیٰ نے مضامین نویسی کے کام کے قابل اور اہل بنایا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر قادیان میں میرے ہاتھ سے کوئی پرچہ نکلا کرتا اور پھر اُسکے بعد الحکم اسطرح شیخ یعقوب علی صاحب کے ہاتھ سے نکلتا تو میں بڑی خوشی سے اپنے پرچہ کو بند کر دیتا۔ شیخ صاحب نے تھوڑی مدت میں حیرت انگیز ترقی کی ہے خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور قوم کو توفیق اور سمجھ دے کہ ایسے بے نظیر آدمی کی قدر کریں۔ بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ سچ ہے **الاناء یترشح بما فیہ**۔ اس بات کے ساتھ بھی مجھے ایک دلچسپی ہے اور ایک ذوق ہے موقعہ آگیا بے اختیار نکل گئی۔

غرض آج خدا تعالیٰ نے ہماری ساری کوفتوں اور غموں کو اپنے فضل سے دور کیا اور ہمیں اپنے لطف و احسان سے اپنے وعدوں کا وارث بنایا۔ اگر پہلی عدالت میں کامیابی ہو جاتی تو یہ فوائد اور معارف حاصل نہ ہوتے جو آج حاصل ہوئے ہیں۔ یہ بات ایک تفصیل چاہتی ہے اور تفصیل کے بعد دنیا دیکھے گی کہ خدا تعالیٰ نے کیا کیا اور کیا دکھایا ہے مگر اس کے لیے اور وقت ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو اس فتح سے لذت لینے اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق بخشے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان آیات سے یونہی گذر جائیں۔

خاکسار عبدالکریم

درخواست دعا۔ بخدمت برادران احمدی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ سردار محمد الیاس صاحب رسالدار احمدی میانمیر سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کو تایا صاحب محمد اسمٰعیل صاحب احمدی مبتلا بعارضہ ورم جگر و معدہ و گردہ کے واسطے برادران دعا کریں

متفرق مضامین

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم

١ - الحکم کی توسیع اشاعت کے متعلق اور صفائی بقایا کے لئے جو تجویز گذشتہ سال کی کئی اشاعت میں پیش کی تھی یعنی ارادہ کیا تھا کہ کوئی سفری ایجنٹ اسی کام کے لئے روانہ کیا جاوے اسکے متعلق منشی عالم شیر صاحب ساجنٹ گوجرانوالہ جو الحکم کے عاشق زار ہیں ایک عمدہ مضمون بھیجتے ہیں میں اسکا خلاصہ کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ دونگا۔ منشی عالم شیر ۴ جدید خریدار جو پیشگی قیمت دینے والے ہیں اور جنکی قیمت بذریعہ وی پی وصول ہو چکی ہے بھیجتے ہیں میں ان کی اس قدر افزائی پر انکے لئے دعا کرتا ہوں منشی عالم شیر صاحب کوئی بہت بڑے بارسوخ آدمی نہیں لیکن اسپر بھی باوجود اپنی مالی مشکلات کے ہمیشہ الحکم کے سچے خیرخواہ اور حقیقی معاون ثابت ہوئے ہیں اگر ۵۰۰ آدمی بھی ایسے نکل آویں تو آج الحکم تین ہزار چھپ سکتا ہے۔

٢ - ناظرین الحکم عالیجناب میر مردان علی صاحب حیدرآبادی کے نام نامی سے ناواقف نہیں وہ الحکم کے خاص معاونین میں سے ہیں اور بخشش پیسہ سالانہ چندہ پر الحکم خریدتے ہیں۔ سال گذشتہ میں انہوں نے عہ کے علاوہ ھ ڈونیشن بھی دیا تھا۔ امسال میر صاحب نے اس تحریر پر کہ بعض خریداروں کے وی پی واپس آئے سخت افسوس ظاہر کرتے ہوئے الحکم کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک جدید خریدار بھیجتے ہیں اور فروری میں للعہ بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

٣ - منشی امام الدین صاحب بنہ گراؤں سے ایک جدید خریدار کی پیشگی قیمت بھیجتے ہیں۔

٤ - احمدی مسافر لاہور سے ایک جدید خریدار اپنی جیب سے دیتے ہیں۔

٥ - جنوری کے اول ہفتہ میں پانچ جدید خریدار اپنی درخواست پر الحکم جاری کرتے ہیں۔

رسید ذکر - افسوس ہے کہ میں اس اشاعت میں بھی رسید زر نہیں شائع کر سکا وجہ یہ کہ خداتعالیٰ کے عظیم الشان نشان کے ظہور پر جو مضمون حضرت مخدوم الملۃ نے لکھا ہے اسکا اندراج ضروری تھا۔ اسلئے بعض دوسرے مضامین بھی ملتوی رہے ہیں۔

مقدمات کا انجام | الحکم کی گذشتہ اشاعتیں میں احمدی قوم کو مبارکباد دے چکا ہوں کہ خداتعالیٰ کا جری اپنے مولیٰ کریم کے وعدوں کے موافق عزت و احترام سے بری ہوا۔

١ - اسپر ایک جلیل الشان مضمون آج کے الحکم میں درج ہے اور سلسلہ مضامین کا سلسلہ الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ العزیز آپ پڑہیں گے۔ جن میں مقدمات کے متعلق اور اس نشان کے عظیم الشان زندہ معجزہ ہونے کے متعلق خداتعالیٰ کی مدد سے عجیب عجیب پہلوؤں پر بحث ہوگی اور دو سالہ کارروائی پر پورا ریویو ہوگا۔

٢ - عالیجناب سشن جج صاحب کا فیصلہ اور جناب خواجہ صاحب کی تقریر جلد تر شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

مبارکبادی کے خطوط اور تاریں - کثرت کے ساتھ مبارکبادی کے خطوط اور تاریں اعلےٰ حضرت اور دیگر بزرگان ملت کے نام آرہے ہیں۔ منشی محمد یوسف صاحب مردان سے لکھتے ہیں۔

نشان ایں باشد و دیگر ہزاراں
مبارک باشد و باشد مبارک
مبارکباد بر احباب ملت
بحضرت مہدی ما صد مبارک

نصرۃ الحق - اسلام کی ایک فارسی کتاب جو مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے لکھی ہے آج کے الحکم کے ساتھ شائع ہوتی ہے اس کتاب کے چار صفحے ہر دوسرے نمبر میں شائع ہوا کرینگے ناظرین اسکو احتیاط سے جمع رکھیں۔ یہ کتاب صرف ناظرین الحکم کو ہی سردست مل سکے گی۔

مقدمات کے انجام پر ہمارا تبصرہ - جو الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شائع ہوگا ایک قابل دید مضمون ہوگا اگر کسی احمدی کی نظر سے کوئی مضمون کسی اخبار میں گذرے اسکی ایک کاپی مجھے ضرور بھیدیں۔

انک لعلیٰ خلق عظیم | اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق عظیم کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ لالہ شرمپت رائے جو قادیان آریہ سماج کے ایک معزز رکن اور حضرت حجۃ اللہ کی بہت سی پیشگوئیوں کے گواہ ہیں بیمار ہوگئے اعلےٰ حضرت باوصفیکہ آپکی طبیعت علیل تھی ١٠ - جنوری کو انکی عیادت کو تشریف لے گئے۔ مفصل پھر۔

استفسار اور انکے جواب

(از حکیم الامۃ)

[مندرجہ ذیل سوالات ایک دہریہ نے بذریعہ خط بھیجے تھے جنکا جواب اصولی طور پر حکیم الامۃ نے دیا ہے (ایڈیٹر)]

سوالات

١ - انسان کا طرز زندگی دو باتوں پر منحصر ہے۔ (ا) آباؤ اجداد کا اثر - (ب) ملک و قوم کا اثر - یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں۔ پھر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو۔

٢ - انسان محدود ہے - پھر غیر محدود زمانہ اسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔

٣ - اگر انسان کو زندگی پھر دیجاویگی تو حیوانات کو کیوں نہ دیجاویگی - خصوصاً جب کہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تھوڑا فرق باقی رہجاتا ہے۔

٤ - انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹھیگا - اگر سب کی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی ہوگی۔

٥ - انسانوں کے سے صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کئے جاتے ہیں - یہ ایک گستاخی ہے۔

٦ - بچے کیوں مرجاتے ہیں - یہ دانائی کی بات نہیں کہ بچے مارے جائیں۔

جوابات

سوال نمبر (١) آباؤ اجداد کا اثر - (ب) ملک اور قوم کا اثر - یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں پھر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو۔

جواب (١) آباؤ اجداد کا اثر اگر ایسا ہے کہ اس اثر کے بالمقابل کوئی دبانیوالی طاقت اس انسان کو نہیں دی گئی تو وہ انسان پاگل ہے اور شرعاً اسپر کوئی سزا نہیں لگ سکتی کیونکہ شریعت طاقت اور وسعت سے باہر کی باتوں پر حکومت نہیں کرتی - (ب) اسیطرح ملک اور قوم کے اثار بھی اگر اس درجہ تک کسی انسان میں اثر کر گئے ہیں کہ اس تاثیر کے بالمقابل دبانیوالی طاقت کام نہیں کر سکتی تو وہ انسان بھی مجنوں ہے اور مجنوں کسی انعام یا سزا کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ وہ شریعت کا پابند ہے کیونکہ یہ معاملہ اوس کی طاقت و وسعت سے باہر ہے اور شریعت طاقتوں پر حکمرانی کرتی ہے - اوس کی تفصیل یہ ہے کہ چوروں کا ایک جتھہ ملکر کسی شخص کے گھر میں نقب لگاتا اور اسکا مال و اسباب نکالکر ایک ایسے شخص کے سپرد کرتا ہے جو اوسی جتھہ کا ہے اور اگر وہ شخص جسکے سپرد مال کیا گیا ہے اوسمیں سے ذرا بھی نقصان کرے تو فوراً اوسکو چور لوگ اپنے جتھہ سے نکال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کمینہ اور چور ہے اسیطرح ٹھگ بھی چند آدمی ملکر ٹھگی کرتے اور مال دہنی سے ایک ہی آدمی کے قبضہ میں آتا ہے لاکن اگر وہ شخص جس کے قبضہ میں مال آیا ہے کچھ مال اوس میں سے دہوکہ سے لے لے - تو اوسکو اپنی شراکت سے الگ کر دیتے ہیں اسیطرح کنجر لوگ اپنی بہو سے زنا نہیں کراتے اسلئے کہ غیر کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہیئے پر جو شخص اون کے گہر میں اونکی اپنی لڑکی سے بدکاری کرنے کے واسطے آتا ہے وہ عورت اوس کی کیا لگتی ہے اسیطرح ہر ایک بدکار کے اندر ایک طاقت موجود ہے جو اوس کو بدکاری سے ملزم کرتی ہے اور بدی سے روکتی ہے پس ہر بدکار اپنے اندر بدی کے دبانے کی طاقت رکھتا ہے ہمارے سورث اعلےٰ لوگ بھی قوی کے مرکب تھے جو ایک دوسرے کے مقابل حد بندی قایم کر سکیں پس جب انسان اوس بدی کے دبانیوالی طاقت سے کام نہیں لیتا جو اوسکو ملی ہے یا اوسمیں ہے تو وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے اور اگر بدی کے مقابل دبانیوالی طاقت سے کام لیتا ہے تو انعام کا مستحق ہوتا ہے۔

سوال نمبر ٢ - انسان محدود ہے پھر غیر محدود زمانہ اوسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔

جواب - انسان زمانہ ماضی کی طرف تو ضرور محدود ہے مگر زمانہ مستقبل کیطرف محدود ہے یا نہیں یہ ایک مسئلہ ہے جو بحث طلب ہے ہم اسکو مستقبل کیطرف محدود نہیں مانتے اسلئے ہم اسکی لئے غیر محدود زمانہ تجویز کرتے ہیں۔

سوال نمبر ٣ - اگر انسان کو زندگی پھر دیجاوے تو حیوانات کو کیوں نہ دی جائیگی خصوصاً جیسا کہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تھوڑا فرق باقی رہ جاتا ہے۔

جواب - یہ سوال تعجب انگیز ہے اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو بھی زندگی دیجاوے گی اور بعض صورتوں میں حیوانات کو بھی - وحشی انسان اور بندر میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے ایک قابل ترقی اور اس لایق ہے کہ فائدہ جدیدہ حاصل کرے اور اس جدید فائدہ کی تعلیم اپنے بنی نوع کو کر سکے اور بندر میں یہ طاقت و قوت نہیں کہ جدید باتیں بنی نوع کو سکھاوے۔

سوال نمبر ٤ - انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹھیگا اگر سب کی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی رہیگی۔

جواب - ہر ایک انسان قیامت کے دن اپنی اوس شکل میں اٹھایا جائیگا جسمیں کہ وہ مرنے کے وقت تھا۔

سوال نمبر ٥ - انسانوں کی سی صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کئی جاتی ہیں یہ ایک گستاخی ہے۔

جواب - بے ریب گستاخی ہے اور کوئی انسانی صفت خدا کیطرف ہرگز منسوب نہیں ہوتی اور ایسا کرنا گستاخی ہے اسلام میں کوئی صفت انسانی خدا کو نہیں دیگئی۔

خطبہ عید الفطر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ ہم میں حاضر ہوئے تھے۔ اور جنکا اقتدا کرنا چاہئے تھا۔ کہتا ہے جب اونہوں نے میرے روبرو ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا (اور لوٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی تقریر کی تکذیب کرنے نہ گیا) اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ متخلفین میں سے ان تین آدمی کسے کوئی کلام نکرے۔ کہتا ہے کہ لوگ ہم سے اجتناب کر گئے یا کہا کہ لوگ ہم سے متغیر ہو گئے تاکہ وہ زمین بھی مجھے اوپری معلوم دینے لگی گویا وہ زمین ہی نہ تھی جس کو میں پہچانتا تھا۔ پس ہم پچاس رات اسی حال میں مبتلا رہے اون دونوں میرے یاروں نے عاجز ہوکر اپنے گھروں میں بیٹھکر رونا شروع کیا۔ اور میں جوان دلیر تھا۔ بازاروں میں پھرتا تھا۔ اور نماز میں حاضر ہوتا تھا مگر مجھہ سے کوئی کلام نہ کرتا تھا اور میں نماز کے بعد رسول اللہ صلے اللہ صلعم کو آنکر سلام کہتا اور دیکھتا کہ سلام کے جواب میں آپ کے لب مبارک نے حرکت کی ہے کہ نہیں پھر میں رسول اللہ صلعم کے قریب کھڑا ہوکر نماز پڑھتا اور آنکھہ چرا کر آپ کی طرف دیکھتا جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ منہ پھیر لیتے جب مسلمانوں کی کڑائی مجھہ پر بہت ہو گئی تو ایک دن میں ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر جو میرا چچا زاد بھائی تھا اور میری اوس سے بہت محبت تھی باغ میں گیا میں نے اوس کو اسلام علیکم کہا مگر اوس نے سلام کا جواب ندیا میں نے کہا اے ابوقتادہ میں تجھے اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تجھے معلوم ہے کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلعم سے محبت رکھتا ہوں وہ خاموش رہا۔ اور مجھے کچھہ جواب نہ دیا میں نے پھر اوسکو قسم دیکر کہا وہ خاموش ہی رہا میں نے پھر تیسری دفعہ جب قسم دیکر کہا تو اوس نے اسقدر کہا کہ اللہ اور رسول اللہ صلعم خوب جانتے ہیں یہ سنتے ہی میرے آنسو جاری ہو گئے اور اسی طرح سے دیوار پر سے ہوکر وہاں سے نکل آیا میں بازار میں چلا جاتا تھا کہ ایک آدمی شام کے لوگوں میں سے جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے کو آئے تھے۔ کہتا پھرتا تھا کہ کوئی مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتلا دے۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا اوس نے مجھے غسان کے حاکم کا خط دیا اور چونکہ میں لکھا پڑھا تھا۔ میں نے وہ خط پڑھا اوسمیں لکھا تھا۔ اما بعد ہم کو خبر پہونچی ہے کہ تیرے صاحب نے تجھپر ظلم کیا اور خدا تعالے نے تجھے ذلیل وضایع نہیں کیا تو ہمارے پاس چلا آ۔ ہم تیری پرورش کریں گے خط پڑھکر میں نے دلمیں خیال کیا کہ یہ بھی ایک بلا آئی (کہ کفار کو ہماری طرف طمع ہو گئی) میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا جب اس حال کو چالیس روز ہو گئے تو ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا اور مجھے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تجھے فرمایا ہے کہ تو اپنی عورت سے علیحدہ ہو جا میں نے کہا کہ آپ نے طلاق دینے کو فرمایا ہے یا کیا۔ اوس نے کہا طلاق کو نہیں فرمایا مجامعت سے منع فرمایا ہے اور دوسرے دونوں میرے یاروں کو بھی یہی کہلا بھیجا میں نے اپنی عورت کو کہا کہ جب تک خدا تعالے کی طرف سے فیصلہ کا حکم نہیں آتا تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا۔ اور ہلال بن امیہ کی عورت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہلال بن امیہ بوڑھا ناکارہ ہے اوسکا خادم کوئی نہیں کیا آپ اوس کی خدمت کرنے سے مجھے منع فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ تجھہ سے مقاربت نہ کرے اوس نے عرض کی کہ خدا تعالے کی قسم ہے وہ اس کام کی لایق ہی نہیں واللہ وہ جس روز سے اس حال میں مبتلا ہوا ہے آج تک دن رات روتا ہی رہتا ہے بعضے لوگوں نے مجھے کہا کہ تو بھی اپنی عورت کی بابت رسول اللہ صلعم سے اجازت طلب کر جیسے ہلال کی عورت نے آپ سے اسکی خدمت کرنیکا اذن لیا ہے میں نے کہا اگر میں اس امر میں آپ سے عرض کروں معلوم نہیں آپ کیا جواب دیں اور میں جوان آدمی ہوں (یعنی عورت کے پاس ہوتے مجھے صبر کرنا مشکل ہے) تاکہ دس رات اور گذر گئیں اور ہمارے اسحال کو پچاس رات ہو گئی پچاسویں رات کی صبح کو میں فجر کی نماز اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر پڑھ کر اسی حالت میں بیٹھا تھا۔ جیسے خدا تعالے نے قرآن میں ہماری خبر دی ہے اور میرا دم بسبب غم کے بند ہو رہا تھا۔ اور زمین باوجود کشایش کے مجھہ پر تنگ ہو رہی تھی کہ میں نے ایک آدمی کی آواز سنی کہ پہاڑ سلع پر باواز بلند کہہ رہا تھا کہ اے کعب بن مالک تجھے بشارت ہو میں سنتا ہی سجدہ میں گر پڑا اور جان گیا کہ خدا تعالے کیطرف سے کشایش آئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھتے ہی لوگوں کو ہماری توبہ کے قبول ہونے کی خبر کر دی لوگ ہمکو بشارت دینے ...... شروع ہو گئے اور دونوں میرے یاروں کے پاس بھی بشارت دینے والے پہونچے اور ایک گھوڑا دوڑا کر میری طرف آیا۔ اور ایک آدمی نے بنی اسلم میں سے پہاڑ پر چڑھ کر آواز کی آواز گھوڑے کی سوار سے پہلے پہونچی جب وہ شخص جس کی میں نے آواز سنی تھی۔ میرے پاس آیا تو میں نے اپنے دو نو کپڑے اوتار کر بشارت کے عوض میں اوسکو پہنا دئے۔ مجھے اللہ تعالے کی قسم ہے کہ اس روز میرے پاس وہی کپڑے تھے جو دیدئے اور میں نے دو کپڑے عاریتاً لیکر پہن لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کرکے چلا راستہ میں لوگ مجھے ملتے تھے۔ اور توبہ کی قبولیت کی تہنیت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالے نے تیری توبہ قبول فرمائی۔ تاکہ میں مسجد میں پہونچا وہاں لوگ رسول اللہ صلعم کے گرد مجتمع تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجھے دیکھکر کھڑا ہو گیا اور دوڑ کر مجھہ سے مصافحہ کیا۔ اور تہنیت دی واللہ مہاجرین میں سے اوس کے سوا دوسرا میری خاطر کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ کعب طلحہ کے اس کام کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تھا کعب کہتا ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلعم کو سلام کیا اوسوقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمکتا تھا۔ آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو۔ ایک دن کی جب سے تو ماں سے پیدا ہے اوس دن سے بہتر کوئی دن تجھہ پر نہیں آیا۔ میں نے گذارش کی کہ بشارت آپکی طرف سے ہے یا اللہ تعالے کی طرف سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت ایسا روشن ہو جایا کرتا تھا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس کی حالت کو جانتے تھے میں نے آپکے سامنے بیٹھکر گذارش کی کہ یا رسول اللہ میری توبہ میں سے ہے کہ میں اپنا مال صدقہ کر دوں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ کچھہ مال اپنے لئے رکھہ لے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کی کہ خیبر کی غنیمت میں سے جو مجھے حصہ ملا تھا وہ میں اپنے لئے رکھتا ہوں میں نے پھر عرض کی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالے نے میرے صدق کے سبب مجھے نجات دی ہے یہ بھی میری توبہ میں سے ہے کہ آیندہ کو میں اپنی زندگی میں سچ کے سوا کوئی بات نہ کروں گا۔ مجھے خدا تعالے کی قسم ہے کہ جسدن سے میں نے یہ بات رسول اللہ صلعم سے عرض کی ہے اسدن سے کسی مسلمان پر اللہ تعالے نے ایسا انعام نہیں کیا جیسا صدق کے باعث مجھے انعام کیا ہے اور اوس دن سے آجتک کبھی جھوٹ نہیں کہا اور امید ہے کہ خدا تعالے آیندہ کو بھی مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔

اب دیکھو کہ فرمانبرداری اسکا نام ہے کہ جماعت سے ایک شخص الگ کیا جاتا ہے بیوی کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اوس کے پاس نہ جاوے اور دشمن کی طرف سے دلداری اور امداد کا وعدہ ملتا ہے مگر سر مو فرق نہیں آتا۔ غرضیکہ فرمانبرداری میں اپنے آپ کو ویسے وقت یہ ضرور دیکھنا چاہئے کہ کسی شیطان کی بیعت تو نہیں کرتے اس لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرنی چاہئے۔ کہ کہیں سابقہ بدیاں اور غلطیاں ٹھوکر کا موجب نہ ہوں یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قایم مقام کسی کو بناتا ہے اونپر مشکلات آتی ہے مگر خدا بدلا دیتا ہے ان لوگوں میں التعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ دونو کمالات ہوتے ہیں خدا کے کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا اون کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے اگر مزکی ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور مادی علوم کے محقق اعلے درجہ کے پارسا ہوتے مگر اوسی قسم کے لوگ گمراہ اخبث ہوکر خدا سے دور چلے جاتے ہیں اسلئے مزکی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آوے اس قسم کے انسان آتے ہیں لیکن لوگوں کے اندر جو غلط کاریاں ہوتی ہیں اون سے بُعد ہو جاتا ہے اون غلط کاریوں کی ایک بڑی اصل کبر ہے جس کا ذکر اللہ تعالے نے قرآن شریف کے اول تواریخی واقعہ میں کیا ہے۔ ابی واستکبر وکان من الکافرین اس سے ظاہر ہے کہ اول ہی انکار اور کبر ایک ایسی شے ہے جو فیضان الٰہی کو روک دیتی ہے طاعون کے گذشتہ دورہ میں جو الہام حضرت اقدس کو ہوا تھا اس میں بھی شرط لگی ہوئی تھی۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا بالاستکبار کبر۔ تزکیہ نفس کی ضد ہے اور دونوں چیزیں ایک جا جمع نہیں ہو سکتیں۔

دوسری بات جو کہ انسانی ترقی کی سدّراہ ہوتی ہے وہ اوس کا نفاق ہے کہ جب کوئی دکھہ ہوتا ہے تو خدا سے لمبے چوڑے وعدے کرتا ہے۔ کہ اگر یہ دکھہ مجھہ سے دور ہو جاوے تو میں فلاں فلاں کام کروں گا۔ تیری عبادت کروں گا۔

صدقہ دوں گا دین کی خدمت کروں گا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اور ایسی مواقع لوگوں کو بے روزگاری ۔ تنگی معاش ۔ کمی تنخواہ ۔ اپنی اور بال بچوں کی بیماری وغیرہ میں پیش آتے ہیں لیکن جب مشکل کا پہاڑ ٹل جاتا ہے ۔ تو سب بھول جاتے ہیں اسکا نتیجہ یہ کہ منافق ہوکر مرتے ہیں اس کا ذکر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاعقبھم نفاقًا ۔ الی ۔ استکبار ۔ بدعہدی یعنی نفاق یہ تین باتیں ہوئیں ۔ چوتھی جھوٹ کی عادت ہے جوکہ انسان کو فیض الٰہی سے محروم رکھتی ہے پس چاہیئے کہ ہمیشہ اپنا اندرونہ ٹٹولتے رہو کہ ان عیبوں میں سے کوئی ہمارے اندر تو نہیں ہے ایک طرف محرومی کے اسباب پر غور کرے دوسری طرف توبہ اور استغفار سے کام لے ورنہ یاد رکھو کہ بڑے خطرہ کا مقام ہے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ایک قوم نکلی تھی اور موسیٰ نے اونکو الٰہی ارادوں سے اطلاع بھی دیدی تھی کہ وہ تم پر انعام کرنا چاہتا ہے اور جتلا دیا تھا کہ اگر تم حکم نہ مانوگے تو خائب و خاسر ہوگے مگر ۔ قوم نے عذر تراشے نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس سال جنگل میں بھٹکتے رہے اور ترقی کی رفتار روک دی گئی اس سے ظاہر ہے کہ بعض وقت لوگوں کے اعمال ایک امر کو بھی مشکل میں ڈال لیتے ہیں اس لیے تم لوگوں کو فکر چاہیئے کہ ایک شخص مامور مرسل تم میں موجود ہے تم نے اپنی برادری اور قوم اور خویش و اقارب کی پرواہ نہ کر کے اوس کے ہاتھ پر خود کو فروخت کر دیا ہے اگر تم میں وہی بلائیں اور غلطیاں موجود ہیں جوکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ والوں میں تھیں تو تم اوس کے رستے میں روک ڈالتے اور خود فیض سے محروم رہتے ہو ۔ جو دنیا میں تو اسے قبول کر کے ناپسندیدہ بن گئے مگر اب خدا کے نزدیک بھی نہ ہو ۔

انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جس سے وہ واحد شخص خود اپنے نفس میں سکھ پاتا ہے اور امن او آرام کی زندگی بسر کرتا ہے مثلاً اگر وہ کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہیں کرتا تو اوس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جوکہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے ۔ تو یہ طمع نہیں کرتا ۔ تو اس عذاب سے بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا ہے ایسے ہی جو لوگ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ حرص فراغ شہوت و غضب کے تمام دکھوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ خلق سکھ کے ذرائع اخلاق فاضلہ ہیں یہ بھی ایک فضل کی قسم ہے ۔ جوکہ انسان کو حاصل ہوتا ۔ لیکن اس سے وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے جو اکٹھا ہونے سے ہوتے ہیں ۔ یاد رکھو کہ الٰہی فضل کی بہت تعبیر ہیں ۔ اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا ہے جوکہ دو کے ملنے پر ہوتا ہے اوس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں جوکہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے ۔ تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ دونو نہ ملیں اور اون تمام آداب کو بجا نہ لاویں جوکہ حصول اولاد کے لئے ضروری ہیں اسی طرح ایک بھاری جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہوگا کہ ایسے ماما ئیں ۔ خدمتگار ۔ اور سونے ۔ کھانے پینے نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب مہیا ہونے کی مقدرت ہو ۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ ۔ تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کرسکتے ہو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہونچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا ۔ تو تم خدا کے اس فضل عظیم کو حاصل نہ کرسکوگے جو ایک بھاری مجمع پر ہوتا ہے ۔ و

الف بین قلوبھم ط لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم ۔

میں اسی کی طرف اشارہ ہے وحدت کی روح کو جو کہ صحابہ کرام میں پہونکی گئی تھی اوسکو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے ۔ اس وحدت کے پیدا ہونے کے لیے چاہیئے ۔ کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو ۔ اگر یہ نہ ہوگا ۔ اور ذرا ذرا سی بات پر روٹھوگے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہوگا ۔ اسی وحدۃ کی بنیاد کے لیئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصّٰبرین ۔ یعنی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو ۔ اور اون کی اطاعت اوسی حال میں کرسکوگے جب کہ تم میں تنازع نہ ہو کیونکہ اگر تنازعات ہونگے تو یاد رکھو ۔ کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہوگی وہ نکل جاوے گی ۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ ان کو اپنے اندر پیدا کرو تب خدا کی معیت تمہارے شامل حال ہوکر وحدت کی روح پھونکے گی ۔ لیکن تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہو ۔ تو صبر اور تحمل سے کام لو ۔ اور تنازع مت کرو ۔ اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ لوگ روحانی بیماریوں کے لئے تو علاج اور دوا تلاش کرتے ہیں لیکن روح کی بیماری کا فکر کسی کو بھی نہیں ہے ۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت کی مثال ایک جنم کے اندھے کی سی ہے کہ اوس سے اگر بینائی کی خوبی اور لذت دریافت کی جاوے تو وہ اسے جانتا ہی نہیں ہے ۔ اور اسی لئے اوس کے آگے بینائی کی قدر بھی نہیں کیونکہ اوس نے اس لذت کو پایا نہیں ۔ پس اسوقت کے موجودہ مسلمان بھی اوس طاقت کی خوبی کو جوکہ قومی اتحاد اور وحدت سے پیدا ہوتی ہے نہیں پہچانتے اسکی وجہ یہ ہے ۔ ایک سلطنت انکے ہاتھ سے جاچکی ہے اور اسی لیئے انہیں اسطرف توجہ بھی نہیں ۔ کہ دوسرے کو اپنے ماتحت کس طرح کیا کرتے ہیں ۔ آجکل اگرچہ ریفارمیشن کی مدعی تو سینکڑوں ہیں لیکن وہ کیا ریفارمیشن کریں گے ۔ جبکہ خود ہی بغضوں اور کینوں میں گرفتار ہیں ۔ دعوے تو ہے مگر سمجھ نہیں بلکہ یہ خدا کے مامور ہی کا کام ہے ۔ جو کر سکتا ہے ۔

پس اے عزیزو اور دوستو اپنی کمزوری کے رفع کے لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرو ۔ اور رب کے نام سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری ربوبیت یعنی پرورش کرے تم کو مظفر و منصور کرے تاکہ تم آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے نیک نمونہ بن سکو ۔ وہ نہ ہو کہ خدانخواستہ لعنت اختھا کے مصداق ۔ (جب دوزخیوں کا ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا تو جو اس میں اول موجود ہوں گے وہ اسے لعنت کریں گے ۔ کہ ہم نے تو کچھ نہ کیا تم ہی کرتے) جیسے آجکل کے رافضی ہیں ۔ اس کا بچاؤ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے ۔ کہ سچی اتباع کرو ۔ اپنے استنباط اور اپنے اجتہاد جس سے تم نفس کے دھوکہ میں آجاتے ہیں دور کرو ۔ آپس میں خوش معاملگی اور احسن سلوک برتو ۔ رنج بخل حسد کینہ سے بچو ۔ کہ خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق جوکہ اوس نے اپنے مرسل کی جماعت سے کیا ہے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا پورا ہوکر رہے مطلق انسان کی کوشش سے کامیابیاں حاصل نہیں ہوا کرتیں کیونکہ یہ سارے علل اسباب سے آگاہ نہیں ہوسکتا دیکھو ایک سال کی جانکاہ محنت سے زمیندار خرمن جمع کرتا ہے مگر بے اتفاق کہتے ہیں ۔ اس سے آگ لگکر سارے کا سارا خاک ہو جاتا ہے اگر اسے کامل علم ہوتا اور کامل اسباب حفاظت پر وہ احاطہ کرسکتا ۔ تو کیوں یہ بربادی دیکھتا ۔ یہی حالت انسان کے اعمال کی ہے اگرچہ وہ بڑے بڑے اعمال کرتا ہے لیکن ایک مخفی گند اندر ہوتا ہے جس سے وہ تمام برباد ہوجاتے ہیں ۔ اوس کا علاج وہی ہے ۔ جو کہ ذکر کیا ۔ کہ دعا اور استغفار اور لاحول سے کام لو پاک لوگوں کی صحبت میں رہو اپنی اصلاح کی فکر میں مضطر کی طرح لگے ہو کہ مضطر ہونے پر خدا رحم کرتا ہے ۔ اور دعا کو قبول کرتا ہے دوسرے کی تحقیر ہرگز مت کرو ۔ کہ اس سے خدا بہت ناراض ہوتا ہے ۔ اور دوسرے کو حقیر جاننے والے لوگ نہیں مرتے جب تک کہ اس گند میں خود نہ مبتلا ہوں ۔ جس کی وجہ سے دوسرے کو حقیر جانتے ہیں ۔

اس تقریر کے بعد حضرت حکیم الامۃ بیٹھ گئے اور پھر کھڑے ہوکر خطبہ کی تکمیل اس طرح سے کی ۔

یعنی

آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گزر گیا ہے ۔ یہ خدا تعالےٰ کے فضل کے ایام تھے جب کہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا ۔ اور عامہ اہل اسلام کے لیئے اس ماہ میں ہدایت مقرر فرمائی ۔ راتوں کو اٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات و صدقہ اس مہینہ کی برکات میں سے ہیں ۔ آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے ۔ دو ٹک گیہوں کے یا چار جو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے ۔ اور جنکو خدا نے زیادہ موقع دیا ہے ۔ وہ زیادہ دیویں ۔ اس جگہ مختلف ضرورتیں ہیں کہ جن کے لئے لوگوں کے خیرات کے روپیہ کی ضرورت ہے ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہوتا تھا اور پھر آپ اوسے مختلف مدوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے ۔ ایک یہاں مدرسہ ہے ۔ اور اس وقت اسے بڑی ضرورت امداد کی ہے مہمانوں کو بھی مشکلات پیش آتی ہیں بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ ان بیچاروں کا سفر خرچ کسی گناہ کے باعث یا کسی مصلحت الٰہی سے جاتا رہتا ہے مثلاً کسی نے چرا لیا یا گر گیا ۔ وغیرہ ۔ پھر غور کرو

ایسا قرب اور مناسبت ہیں کس قدر تکلیف ہوتی ہے ویسے ہی یک گرد مساکین کا رہتا ہے۔ تو ان سب کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔

یہاں رہنے والے تین طرح کے لوگ ہیں ایک تو وہ جو حصول ایمان کے لئے آتے ہیں۔ اور ان کو متواتر تجربہ سے علم ہو گیا ہے۔ کہ ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خبر گیری کرتا ہے۔ بعض لوگ ملازم ہیں اور ان کی معاش کی سبیل قائم ہے اور ایک گروہ وہ ہے جو کہ صرف تنگی وصبری بنا پر ملک ایسی ضرورتوں کو رفع نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے یہ ہے کہ تم میں سے ایک جماعت قائم ہو جو ان سب کی خبر گیری کیا کرے اور اس قسم کے صدقہ اور خیرات کے روپیوں کو مناسب مقام پر تقسیم کر دیا کرے۔ بعض طالب علم مدرسہ کے اور بعض بیمار سے باہر بھی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے خبر گیری کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر جماعت قائم ہو تو وہ اس کی بھی خبر رکھ سکتی ہے انسانی ہمدردی اور باہمی تعاون کے بہت برکات اور فوائد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وعدہ فرمایا ہے۔ اللّٰہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ۔

میں چونکہ یہاں رہتا ہوں اور پھر سارے دن یہاں رہتا ہوں۔ اس لئے مجھے ان ضرورتوں کا علم ہے اور میری نسبت دوسروں کو کم ہے۔ خدا ہی ان کا سر انجام دینے والا اور مجھے بھی وہی دیکھنے والا ہے ایسے امور کے لئے آپ ہی کریں۔ اور دوسرے ہم تھوڑے تک ہی پہنچا دیتے ہیں جیسے ہمارے سردار صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کوئی فوجی کمانیر تھا۔ کوئی کاتب تھا۔ کوئی قرآن پڑھانے والا تھا کوئی اخیرہ کی بہبر کی فکر کرنے والا تھا۔ کوئی بادشاہوں تک پیام خطوط پہونچاتا تھا۔ کوئی نیک تحریکیں کرنے والا تھا۔ ایسے ہی اگر مختلف مدیں مختلف لوگوں کے سپرد ہوں اور ایک کمیٹی قائم ہو کر ان سب امور کی ترتیب کیا کرے تو امید ہے کہ بہت اچھا انتظام ہو جاوے خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل در آمد کی توفیق عطا فرماوے۔

اس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے حضرۃ اقدس علیہ السلام سے درخواست کی۔ کہ حضور دعا فرماویں کہ ہم سب کو نیکی اور عمل در آمد کی توفیق عطا ہو۔ خصوصاً مجھکو کہ لوگوں کو تو سناتا ہوں کہیں خود ہی اس پر عمل در آمد سے نہ رہ جاؤں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ فقط۔

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

...زرگر درفقار شدہ انسانی او وگریستن ودیعت کردہ الٰہی پس اگر نبی اکرم صلعم از برائے اولاد و اعزہ خود در مصائب ایشان متالم و متاثر شود چہ عجب وارد و ما درین گریستن چندیں سخن است و بحث ما بر امورات واقعیہ است نہ بر قیاسات پس لازم است کہ این سوالات را کہ ہم از نوشتہ جواب معقول دادہ شود (۱) آیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم در وقت مصائب مثلاً بر مردن فرزند خود ابراہیم یا بر مردن عم خود حمزہ و ابو طالب یا بر وفات ومصائب دیگر اعزہ و اقارب خویش عامل باین آیہ شریفہ بود یا نہ وازین وحی الٰہی کہ خود ش از طرف خدا الہام شدہ بود خبر داشتہ یا نہ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع الخ فادا و ذلک ہم المہتدون بدیں تمام آیہ را تلاوت کنی (پ ۲ س البقر) جواب ہمہ اہل اسلام ہمین خواہد بود کہ بالضرور صاحب الوحی ازین آیہ خبر داشت و عامل ہم بود والعیاذ باللہ نمی سزد کہ نبی اللہ خودش بر نازل بہ عامل نباشد واست را امر بصبر فرماید فعل نبی از برائے است نمونہ عمل باشد واست از افعال مقتدا سبق حاصل میکنند بلکہ مدار اکثر عمل صحابہ و اہلبیت بر افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بود و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را ہمچنا نکہ دیدند ہمان طرز در افعال خویش اختیار کردند و اکثر اوقات حاجت بودن نمے افتاد۔ از ہمین حاجت کہ افعال نبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را محدثین در احادیث جمع کردہ اند و قول و فعل نبی را حدیث نام نہادہ اند۔ پس اگر رسول اکرم صلعم از برائے اولادش یا بالفرض بقول شخصے (قبل از مرگ واویلا) از برائے امام حسین کردہ باشد ہمش از چنین نظیر چہ سبق حاصل خواہند کرد لا والعدا این نمیشود و ہرگز جائز نیست بلکہ از الفاظ نبی کریم معلوم مے شود کہ در مرگ ابراہیم فرمودند اے ابراہیم دلہا از برائے تو محزون اند مگر حرفے از زبان نمے کشیم کہ موجب سخط و عدم رضائے الٰہی باشد و این تقریر بغایت صبر و شکر دلالت وارد پس این ہمہ احادیث کہ مولوی صاحب ذکر کردہ اند قطع نظر از تعارضات و تخالف کہ باخود دارند معارض کتاب اللہ ہستند و قابل ترک و التردد اند و این اصول را خود مولوی صاحب قرار دادہ اند چنانکہ گذشت چون رسول اکبر را این قدر احتیاط منظور باشد کہ الفاظ ہم از زبان باید نکشد پس کے روا دارد کہ است او بر سر در زنند

سینہ را کبود کنند حلقہ ہائے بستہ زنجیر بزنند شور و داد بلا آغاز نہند۔

آیا اینچنین تعزیہ داری کہ در تشیع مروج است خواہ در معنی لغوی یعنی بصبر فرمودن مصیبت زدہ را یا بصورت مصیبت زدگان برسند حسب تشستن یا مصائب خوانی کردن در ہر سہ قسم معنی تعزیہ کہ مولوی صاحب در رسالہ خود تشریح فرمودہ اند (ص ۳) در عہد رسالتمآب صلعم نظیر دارد باین معنے کہ رسول اکرم صلعم یا بر مردن فرزندش ابراہیم یا بر مردن عمش حضرت حمزہ یا بر مردن زوجہ اش خدیجۃ الکبریٰ یا بر مردن دیگر اعزہ و اقاربش غیر زینہا کسے اینچنین تعزیہ و سرسلامتی گفتہ باشد یا بنا نہادہ باشد چنانچہ اہل تشیع برپا مے کنند یا خود رسول اکرم صلعم احیاء عزاداری سال بسال از برائے اعزہ و اقارب مرحوم خود بنا کردہ باشد و در ایام مخصوص مثلاً روزے کہ پسرش ابراہیم یا عمش حضرت حمزہ وفات یافتہ بودند در سال آیندہ باز ہمان روز بیاد گار پسر و عم خود عزاداری قائم کردہ باشد و مردمان مجتمع گشتہ نوحہ و گریہ کردہ باشند رسول مختار را تعزیہ گفتہ باشند یعنے امر بصبر کردہ باشند یا رسول عزیز بصورت مصیبت زدگان برسند مصیبت نشستہ باشد یا مصائب و مراثی پسر و عم خود خواندہ باشد و مردمان گریہ کردہ باشند خود شان ہم گریہ کردہ باشند علی ہذا القیاس تا مدت العمر اینچنین عزاداری استمرار داشتہ تا جہان فانی را بدرود کردہ پس ثابت کنید از فعل رسول اینچنین تعزیہ داری و شبیہ سازی را اگر ہستید از صادقین ورنہ عمل شما مطابق سنت و تابع فعل رسول نیست برسم و رواج محتوی مے شود والبتہ چون در رسومات اقوام غیر نظر مے کنیم اور وعہ ہولی اہل ہنود مشابہت تامہ دارد و اگر دل و دماغ را از آلائش تعصب فارغ کنی و بنظر حقیقت تامل کنی (والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا) بے مطلب مے بری۔

از وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضرت زہراء علی مرتضےٰ بعضے مر رسید حتی بقول امامیہ از گریہ حضرت زہرا مردم مدینہ تنگ آمدہ شکایت بحضرت امیر کردند پس از اہل تشیع کسے ہست کہ عزاداری و تعزیہ داری رسول ثابت کند بدین معنے کہ حضرت زہرا و علی مرتضےٰ سال بسال احیاء تعزیہ داری میکردند مراثی مے خواندند مرد و زن مدینہ جمع شدہ نعرہ ہائے وا رسولاہ وا نبیاہ وا محمداہ مے زدند سینہ زنی کردند عمامہ و جبہ رسول را از برائے مردم برائے زیارت و گریہ کردن میکشیدند و دلدل و ناقہ رسول را بر روز معہود مسلح و سامان مرصع آراستہ میکشیدند مردم گردش جمع گشتہ سینہ زنی

میکردند از عراق و شامان دلدل بزرگ مے جستند کسے بپایش و کسے بر دمش بوسہ مے داد آخر اے مردم نادان و احمق چون فعل شما ہمراہ نقل و شبیہ فرضیے ایستادہ باز در آن وقت کہ عمامہ و جبہ و نعلین و دلدل اصلے بلکہ ہمہ لباس ہائے مبارک آنحضرت صلعم موجود بود کسے از اہلبیت و صحابہ بالباس ہائے تا دلدل و نعلین اصلے آنحضرت صلعم این کارہا نکردہ ہمچنانکہ شما مومنین رفیعہ بانقل و شبیہ فرضی حسین مے کنید پس حیف است بر تحویل شما صورت دوم حسنین علیہم السلام کہ وارث رسول مختار بودند از افعال ایشان ثابت کنید کہ مثلاً ایشان تعزیہ داری رسول اللہ صلعم جد خود سال بسال کردہ باشند یا از افعال دیگر آئمہ ثابت کنید کہ ایشان احیاء رسم تعزیہ داری رسول یا امام حسین کردہ باشند القصہ اگر بقول علامہ فہامہ لاہوری کہ تاج الشیعہ سرکار شریعت مدار حجت الاسلام ہند و سندھ و پنجاب اند بقاء تعزیہ داری حسین مدار عالم تا قیامت شوکت اسلام و شان عظمت رسول را زیادہ مے کند ابقاء تعزیہ داری خود رسول و شبیہ سازی لباس ہائے رسول بدرجہ اولیٰ شوکت اسلام و اسلامیان و نیز شوکت آنحضرت صلعم روز افزون زیرا کہ در تعزیہ داری حسین یک فرقہ اہل اسلام کہ تشیع باشند شامل مے شوند و در احیاء تعزیہ داری رسول ہفتاد و سہ فرقہ ملت رسول شامل خواہند شد و بمقابلہ تمامی اہل اسلام اہل تشیع خیلی اندک در آرد حساب اند و کسانیکہ بقول امامیہ در تمام عمر بحالت خوف و تقیہ٭ بسر بردہ باشند و در آرزوئے حصول خلافت منصوصہ باوجود جد و جہد بسیار ناکام از دنیا رفتہ باشند و در عرصہ یکہزار و دو صد سال شاخ امید شان بار آور نشدہ باشد بلکہ امام شان از خوف اعداء بکا ہے در مغاک سر من رائے و کا ہے در جزیرہ خضرا ز مینا ہا شما ز چنین فرقہ امید شوکت اسلام کردہ آید چون خود ش ہمراہ اسلامیان و رنگ است و پیشوا اسلامیان را بسبب شتم یاد میکنند سابقون [illegible]

٭ لا دین لمن لا تقیۃ لہ۔ التقیۃ فی کل شیٔ حاملہ وجہ ۲ لا دمن شیٔ احب الی من التقیۃ۔ ہمہ انبیاء و اولیاء امور بہ تقیہ بودند (اصول کافی باب التقیۃ) مے گویند وقتے مولوی محمد اسمٰعیل شہید از مولوی دلدار علی صاحب مجتہد لکھنؤ دریافت کردہ بود کہ در تقیہ و نفاق چہ فرق است معلوم نیست چہ جواب دادہ باشد۔ مولف۔

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی مسٹر صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور جب وہ لوگ جو عیسائی کہلاتے ہیں (انگریزی لفظ) یعنی بت پرستی کا خیال کرتے ہیں - ایسے اصطلاح اون باتوں اور خیالات پر عاید ہوتی ہے جو مذہب عیسوی کے دائرہ کے باہر ہے - خواہ اون میں کتنی ہی نیکی اور بھلائی کیوں نہ ہو) تو انہیں خدا کا ضرور شکر گذار ہونا چاہیئے کہ اوس نے اپنی علی مرضی الہام کی شکل میں ظاہر کی ہے جسے وہ بھوگ رہے ہیں - مگر ساتھ ہی انہیں حضرت مسیح جیسی مہربان طبیعت بھی پیدا کرنی چاہیئے کہ اپنے آپ کو اون لوگوں میں شمار کر سکیں - جو بقول مشہور شاعر لانگ فیلو (انگریزی)

تر و تازہ اور پاک دل رکھتے ہیں - جنہیں خدا اور قدرت پر پورا یقین ہے جو یہ مانتے ہیں کہ تمام زمانوں میں ہر ایک انسان انسانی دل رکھتا رہا ہے - اور وحشی تک کے دل میں بھی نیکی کے لیئے بیقراری اور خواہش موجود اگرچہ وہ اسکو سمجھہ نہیں سکتا اور نیز یہ بھی یقین رکھنا چاہیئے کہ کمزور بے کس ہاتھہ بھی اندھیرے میں ٹٹولتے ٹٹولتے خدا کے دائیں ہاتھہ کو پکڑ لیتے ہیں اور اسی طرح پر وہ اوپر اٹھتے اور سہارا پاتے ہیں

(۲) انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ بہت کتابوں کا مجموعہ ہے

انگریزی لفظ بائیبل کی ابتدا اور استخراج سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ اوس میں بہت سی کتابیں شامل ہیں یعنی یہ بہت سی تصنیفات کا مجموعہ ہے جنہیں تاریخی وجوہات پر اور آسانی کی غرض سے ہم آج ایک کتاب کی شکل میں پاتے ہیں ان کتابوں کے بارے میں جو ایک بڑی بھاری کتاب کا جزو سمجھا جاتا ہے جب مسیح کے الفاظ کی اتنی ہی عزت ہوتی ہے جتنی کہ پال یعنی پولوس کے کلام کی اور جب حضرت سلیمان کے راگوں کو مسیح کے خطبے کے برابر درجہ دیا جاتا ہے تو وقت مقام - لیاقت اور خیالات کے وسیع فرق کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے - انجیل کو بجائے کتاب خیال کرنے کے کتب خانہ سمجھنا چاہیئے اسوقت موجودہ شکل میں ۶۶ کتابوں سے کم نہیں ہیں - اور انمیں سے بہت سی کتابیں ایسی ہیں جنہیں ایسے اشخاص نے لکھا ہے جنکی لیاقت علمی - روحانیت - زمانہ پیدائش - جائے رہایش اور حالات میں بہت فرق تہا - عموماً مورخین ایک دوسرے سے ناواقف تھے - اور ہمیں اون مقامی حالات کو بھی ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے جنہوں نے ہمیشہ مذہبی خیالات کے اظہار پر رنگ چڑہایا ہے اور جن سے عیسائی مذہب نے ہمارے ملک میں موجودہ زبردست صورتیں اختیار کی ہیں - یعنی انگلستان میں (ای منکاپین) سکاٹ لینڈ میں پریسبائی ٹیرین اور آئرلینڈ میں رومن کیتھولک فرقے بہت سی کتابوں کے مصنف ہی معلوم نہیں اگر بعض کے ہیں بھی تو مشتبہ ہیں - اور اون کی تحریر کے وقت کا ٹھیک پتہ نہیں لگ سکتا ہے اور اسبات کی بہت سی شہادت موجود ہے کہ بہت سی کتابیں مثلاً پورانے عہدنامے میں (انگریزی لفظ) اور نئے میں (انگریزی) اب اوس شکل میں نہیں ہیں جس میں کہ وہ پہلے لکھے گئے تھے - اگرچہ تمام مختلف کتابیں نجات کے اوس الہام شدہ طریقہ کا جو خدا نے انسان کے لیئے مقرر کیا ہے لا خطا اظہار ہوتیں تو انسان کو کم از کم اون کی تصنیف کی تاریخ اور مصنفان کے نام سے تو واقفیت ضرور ہوتی - لیکن واقعات ان قدرتی ضرورت سے کہیں دور ہیں -

پورانا عہدنامہ پینٹے ٹوچ اور یشوع میں ہم کم از کم تین مورخوں کا ہاتھہ دیکھتے ہیں جو زمانہ اور روحانیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے - اور یہہ پتہ لگتا ہے کہ مسیح سے ۴۴۴ برس پہلے عزرا نے بک آف لا ز (کتاب شرع) تالیف کیا اور ترتیب دی اور وہ کچھہ ایک اسی شکل میں تہی جیسے کہ جب انجیل کی ابتدا ہوئی تہی ایک ہی واقعات کی نسبت مختلف بیانات پائے جاتے ہیں مثلاً پیدایش اور طوفان وغیرہ - مگر اب اسقدر عرصہ کے بعد بہی دودہ کو پانی سے علیحدہ کرنا اور اون کا الگ الگ پتہ لگانا کچھہ مشکل بات نہیں ہے - اس چہوٹی سی دلیل کو مان کر پھر ہمیں اُن مغالطوں اور متضاد باتوں کا جواب ملجاتا ہے جو یہودی تواریخ کے بیانات میں ملتے ہیں - ہر ایک مورخ نے جسطرح سنا یا اوس کے خیال میں آیا واقعات کو بیان کر دیا اور مرتب کنندہ نے جب ان کہانیوں کو آپس میں جوڑا تو اوسے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اون کے مختلف پہلوؤں میں میل یعنی اتحاد نہیں ہے یا یہ جراُت ہی نہیں ہوئی کہ اوس واقفیت کو جو روایتاً اوس کے پاس پہونچی ہے نظر انداز کر دیں -

روت - استر - دانیال یونہ کی کتابوں میں یہودی ناول نویسوں کی جولانی طبع کے نمونے ملتے ہیں ان میں سے ایک بہی تواریخ نہیں سمجھی جا سکتی بلکہ ہر ایک میں محض ایک ایسی کہانی ہے جس سے کچھہ معنی خیز نتیجہ نکلتا ہے اور جن لوگوں کے لئے یہ کتابیں لکہی گئیں تھیں انہیں صاف معلوم تہا کہ صرف کہانیاں ہیں اور تواریخی صحت کا انہیں دعویٰ نہیں - یہہ دیکھکر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ لکیر کے فقیر اسبات پر اسرار کرتے ہیں کہ یہہ حالات اصلی واقعات کا اظہار ہیں اور خفا ہوکر یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ واقعات سچی تواریخ نہیں تو وہ غلط ہیں - کسقدر ایسے لوگ ہیں جو باوجود ایسے صاف واقعات کے پھر بہی انجیل کے معنے اور مطلب کو نہیں بلکہ اوس کے لفظوں کو مانتے ہیں -

قاضیوں - سموئیل - اور سلاطین کی کتابوں میں ابرانی لوگوں کی تواریخ ہے - مگر درحقیقت درست واقعات میں قصہ کہانیوں اور روایتوں کی آمیزش ہے - غالباً یہ کتابیں بیبلوں کے قید کے زمانہ میں تحریر ہوئیں اور ان میں پرانی کتابوں سے بہی حالات لیئے گئے ہیں - تواریخ کی کتابیں مسیح سے ۲۵۰ برس پیشتر تک تحریر نہیں ہوئیں - اور ان میں یہودی لوگوں کی تواریخ کو پادریوں کی طرح ایک عمدہ پیرایہ میں دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن یہ پہلے زمانہ کے اور زیادہ قابل اعتبار مورخوں کے بیانات کی نسبت کم صداقت پر مبنی ہے یہ کتاب بالکل تواریخی بنا پر نہیں لکہی گئی ہے اور بہت سے واقعات کا بیان جو سموئیل اور سلاطین میں درج ہو چکے ہیں - بالکل اعتبار کے قابل نہیں ہے ہر ایک حالت میں وہ قدیم تواریخ کے صاف برخلاف جاتی ہیں ایوب کی کتاب میں ہمیں گویا دنیا میں سب سے بڑھ کر ناٹک کے پیرایہ میں نظم ملتی ہے مورخ نے انسانی دکہہ اور ظاہرا بے انصافی کو خدا کی نیکی کے ساتھہ ملانے کی کوشش کی ہے لیکن افسوس کہ وہ اس کام کو خاطر خواہ نباہ نہیں سکا معلوم ہوتا ہے کہ مورخ خود تو عمادوانی زندگی کا معتقد ہے لیکن اوروں کے لیئے کچھہ امید نہیں دلاتا -

اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مورخ خلقی مزاج یعنی منکر ہے - لیکن واعظ کی کتاب کا مصنف تو اس رنگ میں خوب رنگا ہوا معلوم ہوتا ہے - وہ یہ خیال کرتا ہے کہ زندگی بہوگنے کے قابل ہی نہیں کیونکہ اوس کے نزدیک دنیا کی تمام چیزیں بالکل بے بنیاد اور ناپایدار ہیں وہ ہر چیز کی سیاہ طرف کو ہی دیکھتا ہے اور اسکو ہمیشہ کی زندگی کی کچھہ امید نہیں - وہ یہ خیال کرتا ہے کہ علم ہمارے دکہہ کا ذریعہ ہے وہ کام میں کسی قسم کی سعادت اور خوشی نہیں سمجھتا - وہ نوجوانوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ زیادہ لکھنے پڑھنے سے جسم تھک جاتا ہے - اور نیز یہ افسوس ناک کلمات بھی اوس کی زبان سے نکلے ہیں - کہ حد سے زیادہ نیک اور دانا بھی نہ بننا چاہیئے - اور اپنے آپ کو تباہ نہ کرنا چاہیئے اور آخر میں تمام اپنی نصیحتوں کا لب لباب یہ بتاتا ہے کہ ہمیں خدا سے ڈرنا چاہیئے اور اوس کے احکام کو ماننا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارا امتحان لے لے - ایسے شخص کا نظارہ تو فرشتوں تک کو رلانے کے لیئے کافی ہے - یہ اوس کی بیچ روح کی کیسی ہو بہو تصویر ہے - اور ہمارے اپنے تجربہ میں جو بعض لوگ آئے ہیں وہ اون سے ملتا جلتا ہے - اوس کے ذریعہ ہمیں یہودی چال چلن اور تواریخ کے دوسرے پہلو کا اچھی طرح پتہ لگ سکتا ہے - جسکا معلوم نہ ہونا سخت نقصان کا باعث ہوتا -

زبور کی کتاب میں اون بھجنوں اور راگوں کا مجموعہ ہے جو اور کہیں تواریخ میں نہیں ملتے - اس میں کچھہ شک نہیں کہ بعض جگہ ذاتی دشمنوں کو برا بھلا کہکر اور سخت مہلک گالیاں سنا کر اوسکی خوبصورتی کو کچھہ ایک خراب کر دیا ہے لیکن تاہم بحیثیت مجموعی وہ ایک ایسی قوم کے روحانی بہاؤں کا اظہار ہے جو اسوجہ سے اعلیٰ رہی ہے کہ وہ اس صداقت کو پورے طور پر جانتی ہے کہ خدا ایک ہے اور ہم سب اوس کے ساتھہ گہرا روحانی تعلق پیدا کر سکتے ہیں اور وہ ہمیشہ ہمارا نگہبان ہے وہ لوگ جو یہ مانتے ہیں کہ داؤد نے یہ زبور لکھے ہیں سخت غلطی پر ہیں - روح کے لحاظ سے وہ اتنا پاک ہی نہیں تہا کہ ایسے زبور لکھہ سکتا جس سے لکھنے والے کی اندرونی پاکیزگی

راقم محمد فضل چنگوی عفی عنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گرآئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
۱۔ عوام سے صمہ۔ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ
(۳) ہندوستان سے باہر سے۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـــہ ۱۲

فہرست مضامین

۱۔ الفرقان صفحہ اوّل
۲۔ ایک خط ”
۳۔ ملفوظات احمدیہ ۲ و ۳ و ۴ صفحہ
۴۔ ایک مبارکباد کا خط۔ ۴ صفحہ
۵۔ مذہبی دنیا پر سرسری نظر ۵ و ۶ صفحہ
۶۔ جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں۔ ۶ صفحہ
۷۔ اسلامی دنیا صفحہ ۶۔
۸۔ عدالت اپیل کا فیصلہ ۷ و ۸ صفحہ
۹۔ دارالامان کا ہفتہ اور متفرق مضامین صفحہ ۸
۱۰۔ حکیم الامۃ کا وعظ سیالکوٹ میں صفحہ ۹-۱۱
۱۱۔ ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ صفحہ ۱۲
۱۲۔ اشتہارات - ۱۳-۱۴

نمبر ۳	دارالامان قادیان ۲۴۔ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۱۷۔ ذلیعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس	جلد ۹

الفرقان
یا
معیار الصادقین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے موجودہ مقدمات کا بظاہر خاتمہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالے کی کھلی کھلی تائید اور نصرت کا ثبوت اہل دل لوگوں کے سامنے پیش ہو چکا ہے۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مقدمات کے انجام پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک حقائق سے بھرا ہوا مضمون میں شائع کر چکا ہوں مضمون مذکور کے آخر میں میرے محسن و مخدوم نے جن الفاظ میں میری قدردانی فرمائی ہے کچھ شک نہیں کہ میرے لئے فخر و ناز ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اسے پڑھ لینے کے بعد میں پہلے سے زیادہ اپنے آپکو ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ خدا کرے کہ میں اپنے مخدوم کے حسن ظن کا صحیح مصداق ثابت ہو جاؤں مقدمات کی متعلق جس مضمون کو میں نے لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اسی میں نے شروع کر دیا ہے۔ اور میں نے پسند کیا ہے کہ گو وہ اخبار میں ہی شائع ہوگا لیکن وہ کتابی صورت میں شائع ہو۔ میں انشاء اللہ العزیز اس مضمون کو (جسکا نام میں نے سردست مندرجہ عنوان تجویز کیا ہے) اگلی اشاعت سے شروع کرونگا اور کتابی شکل پر ہر دوسرے اشو میں آٹھ صفحے شائع کرونگا اس رسالہ میں جہانتک مولیٰ کریم نے مجھے سمجھ دی ہے اور اس نشان کے مختلف پہلوؤں پر مجھے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے) معنی خیز بحث کرنیکا ارادہ ہے۔ اگر مولیٰ کریم نے ذرہ نوازی فرمائی تو مجھے امید ہے کیونکہ اس مضمون کی اشاعت سے میرا مقصد خدا کی عظمت و جلال کا اظہار اور اسکے برگزیدہ رسول کی جلالت شان کا بیان ہے) تو کیا عجب کہ یہ رسالہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے ازدیاد ایمان اور دوسرے لوگوں پر

ایک خط

(آج منشی محمد حسین مسافر کا ایک خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے جناب خان بہادر محمد ابراہیم خانصاحب ساکن مردان کے ایک بیس صفحہ رسالہ کے جواب میں لکھا تھا یہ رسالہ دفتر الحکم میں بھی آیا تھا مگر افسوس کہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے اس کا جواب نہیں لکھا جا سکا فی الحال اسی خط پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر)

جناب خانصاحب السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ۔ کل کی ڈاک میں آپ کی طرف سے ایک ۲۰ صفحہ کا رسالہ پہونچا پڑھا اور پھر پڑھا یاد آوری کا تہ دل سے مشکور ہوں مگر افسوس کہ رسالہ کے مندرجہ مضمون سے میں اتفاق نہیں کر سکتا۔ آپ کی تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے قرآن کریم کو کامل طور پر نہیں پڑھا ورنہ اتنی جلدی نکرتے رسالہ کے صفحہ ۲ پر صرف رفع ہی ایک لفظ ہے جو قابل غور اور زیر بحث ہے اور رسالہ میں آپنے اس مضمون کو بھی اختیار کیا ہے کہ سوائے مسیح کے کسی دوسرے کے حق میں رفع کا لفظ نہیں آیا گویا اس سے آپنے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام واقعی آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اسی استدلال سے آپ نے رفع کا ترجمہ بھی فارسی زبان میں برداشت کیا ہے۔ اب میں بھی آپکے رفع کی ترجمہ برداشت کے مقابلہ میں گلستان کی اس حکایت۔ کسے مژدہ پیش نوشیروان عادل بردو گفت کہ فلان دشمن ترا خدائے عزوجل برداشت الخ کو پیش کر کے آپکی منصفانہ رائے کا منتظر ہوں۔ خدا جانے آپنے توفی کی بحث کو کیوں نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر قرآنی نظم و نسق کو دیکھا جائے تو توفی کی بحث پہلے ہونی چاہئے تھی میری اس خط کو اگر آپ غور سے پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت رفع کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بے باپ پیدا ہوئے تھے جسکو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں اہل یہود نے جو اصلیت اور حقیقت سے بالکل ناواقف تھے اس نرالی پیدایش کو جو امرکان مقتضیا کے ماتحت واقع ہوئی تھی دیکھ کر ایک شور عظیم برپا کر دیا۔ کہ ایسی پیدایش رکھنے والا نبوت اور رفع الی اللہ کا مستحق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور انہوں نے اپنے اس اعتراض کو زیادہ تقویت دینے کے لئے در پردہ یہہ بھی مکر کیا کہ اس مدعی رسالت کو صلیبی موت سے مار دینا چاہئے۔ چونکہ حضرت عیسے علیہ السلام دعوے نبوت میں بالکل سچے اور من جانب اللہ تھے اسلئے انہوں نے بذریعہ وحی یہودیوں کے منصوبہ بد سے مطلع ہو کر نہایت عاجزی سی دعا کی کہ اے میرے خدا مجھے یہودیوں کی تجویز کردہ موت سے بچالینا۔

یہہ ایک ایسے دردناک واقعہ کا ذکر اور وقت کی دعا ہے کہ جس میں خدائے قدیر نے اس مضطربانہ دعا کو منظور کر کے نہایت ہی خوش کن الفاظ میں تسلی دی کہ اے عیسیٰ میں ہی تجھے مارنے والا ہوں یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ یہودیوں کی تجویز کردہ موت تجھ پر وارد ہو سکے۔ بلکہ تو اپنی طبعی اور عزت کی موت سے مرے گا اور اس کا وار دکرنے والا میں ہی ہوں جو اپنے وارد کے بعد تجھے میری ہی طرف لوٹنگی۔

دیگر آپ کی یہہ دلیل کہ رفع کا لفظ دوسرے کسی کی نسبت نہیں آیا یہ بھی قلت تدبر اور تفکر پر ایک بیّن دلیل ہے باوجودیکہ سورت مریم آیت و رفعنا ومکانا علیا میں حضرت ادریس کا رفع صاف طور پر مذکور ہے ہمارے نزدیک تو یہاں بھی ترقی درجات اور محل کرامت ہی سے مراد ہے ہاں اگر آپ حضرت ادریس کو بھی آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ زندہ سمجھتے ہیں تو اون کے نزول سے ضرور اطلاع دیں کہ وہ کہاں اور کس غرض سے نازل ہوں گے اب بھی اگر ذرا اطمینان کی ضرورت ہو تو سورہ فاطر کو جسمیں ہر ایک نیک عمل کرنے والے کا اٹھایا جانا بیان کیا گیا ہے پڑھ کر اپنی تسلی کر لیں اور سورہ اعراف کی آیت ولو شئنا لرفعناہ تو اس معاملہ کو اور بھی صاف کرتی ہے بشرطیکہ آپ محقق ہوں۔

آخری نوٹ:۔ کیونکہ یہ خط و کتابت طویل ہے اسلئے اسکا تمام و کمال درج کرنا ناممکن ہے وجہ یہ کہ راقم عدیم الفرصت ہے۔ ہاں اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ خانصاحب نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا نہ سعدیؒ کے مستند محاورہ برداشت کے متعلق کچھ بھی نہ لکھا۔ — راقم خاکسار محمد حسین مسافر از موہلنگہ ڈاکخانہ کاہنوں

ملفوظات احمدیہ یا کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھ بیٹھے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو انعمت علیہم کی دعا تعلیم نہ ہوتی جسکا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا انتہائی تو کمال نہ تھا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت۔ صدق وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شئے ہے جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اسوقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا۔ اور منعم علیہ کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے۔ ایک شربت کا نام **کافوری** ہے اور دوسرے کا نام **زنجبیلی** ہے۔ کافوری شربت تو یہ ہے کہ اسکے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جسطرح کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ **کافوری شربت** گناہ اور بدی کی زہر کو دبا دیتا ہے۔ اور وہ مواد ردیہ جو اٹھکر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں انکو اٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے دوسرا شربت **شربت زنجبیلی** ہے جس کے ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پھر حرارت پیدا ہوتی

پس اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو اصل مقصد اور غرض ہے یہ گویا **زنجبیلی شربت** اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ **کافوری شربت** ہے۔

اب ایک اور مشکل ہے انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اول تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے۔ اور پھر ان کا چھوڑنا اسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے اسکی [illegible] ہی مثال ہے کہ [illegible] کا علاج کھلا اچھا ہو سکتا ہے لیکن تپ دق جو اندر ہی کھا رہا ہے اسکا علاج بہت ہی مشکل ہے۔ اسیطرح پر یہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض کینہ حسد۔ ریا۔ تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

چندروز اگر نماز سنوار کر پڑھی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور عجب پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تھی جاتی رہی اور اگر خدا تعالیٰ نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اسکی وجہ سے اپنے دوسرے بھائی کو جسکو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ اور اپنے بھائی کی عیب چینی کے لئے حریص ہوتا ہے اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے علماء علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر نکتہ چینی کرکے اپنے بھائی کو گرانا چاہتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کرکے اپنے بھائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہونچانا چاہتے ہیں رات دن اسکی عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جنکا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے۔ ان بدیوں میں عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے ہیں اور خواص سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں **ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے** اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نکرلے **تزکیہ نفس** کامل طور پر نہیں ہوتا۔ اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیہ نفس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے لیکن جب کبھی موقعہ آپڑتا ہے اور کسی سفیہ سے مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گند اندر سے ظاہر ہوتا ہے جسکا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اسوقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ **تزکیہ نفس** جو کامل کرتا ہے میسر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جسکو **اخلاقی** تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے **فضل** کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی دو تین پہلو ہیں اول مجاہدہ اور تدبیر دوم دعا سوم صحبت صادقین۔ یہ فضل آلہی انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اول انکا **تزکیہ اخلاقی** کامل طور پر خود کر دیتا ہے انمیں بداخلاقیوں اور رذائل کی آلائش رہ ہی نہیں جاتی۔ ان کی حالت تو یہاں تک پہونچ جاتی ہے کہ سلطنت پاکر بھی وہ فقیر ہی رہتے ہیں۔ اور کسی قسم کا کبر ان کے پاس نہیں آتا۔

درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بداخلاقی۔ کبر۔ ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور یہ مواد ردیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ انکو نہ جلائے جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالیٰ ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے۔ جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دھوپ پڑکر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی کہ یہ روشنی میری قابلیت کیوجہ سے ہے یہ ایک دوسری بات ہے کہ جسقدر وہ دیوار صاف ہوگی اسیقدر روشنی زیادہ صاف ہوگی۔ لیکن کسی حال میں دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے۔ اور ایسا ہی وہ آفتاب کو یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ تو اس روشنی کو اٹھا لے۔ اسیطرح پر انبیاء علیہم السلام کے **نفوس صافیہ** ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے **فیضان** اور **فیوض** سے معرفت کے انوار ان پر پڑتے ہیں اور انکو روشن کر دیتے ہیں اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعوی نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اعمال سے داخل جنت ہونگے تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں **خدا تعالیٰ کے فضل سے** انبیاء علیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں۔ (بلکہ صاف الفاظ میں اگر یہ کہا جاوے کہ انکو کوئی نسبت ہی نہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ایڈیٹر) جو دو دن نماز پڑھ کر تکبر کرنے لگتے ہیں اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے انمیں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے۔ یاد رکھو تکبر **شیطان** سے آیا ہے اور **شیطان بنا دیتا ہے** جبتک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نکریگا۔ اسوقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ **معرفت** جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اسکو عطا نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اسکو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا شیطان نے بھی تکبر کیا تھا۔ اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہدیا **انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین** اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کی **ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین**۔

یہی وہ سر ہے جو حضرت عیسے علیہ السلام کو کہا گیا کہ اے نیک اوستاد تو انہوں نے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ اسپر آجکل کے نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ انکا مطلب اس فقرہ سے یہ تھا کہ تو مجھے خدا کیوں نہیں کہتا۔ حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تھی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے وہ جانتے تھے کہ **حقیقی نیکی** تو خدا تعالیٰ ہی سے آتی ہے وہی اسکا چشمہ ہے اور وہیں سے وہ اترتی ہے۔ وہ جسکو چاہے عطا کرے اور جب چاہے سلب کرلے۔ مگر ان نادانوں نے ایک عمدہ اور قابل قدر بات کو معیوب بنا دیا اور حضرت عیسے کو متکبر ثابت کیا!!! حالانکہ وہ ایک **منکسر المزاج انسان تھے**۔

پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ

[illegible]

کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی - نہ مالی - جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے - اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے - آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے - اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اسکی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے - آسمان ہی سے آتی ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ - ایمان - عبادت - طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسکو قایم رکھے اور چاہے تو دور کردے - پس

سچی معرفت

اسیکا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھہ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے - اور اس **نور معرفت** کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے پھر اگر اس کے فضل سے اسکو حصہ مل جاوے - اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہوجاوے تو اسپر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اسکی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو - کیونکہ جسقدر وہ اپنے آپ کو لاشئے سمجھے گا اوسیقدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اترین گے جو اسکو روشنی اور قوت پہونچائیں گے - اگر انسان یہہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکی **اخلاقی حالت** عمدہ ہوجائیگی - دنیا میں اپنے آپکو کچھہ سمجھنا بھی **تکبر** ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے - پھر انسان کی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے میں یہہ باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ **خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہوچکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قایم کرے** - عام طور پر تکبر کا نقطہ دنیا میں پھیلا ہوا ہے علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں - فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہورہی ہے - انکو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا - انکی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے اونکے مجاہدہ اور ریاضتیں بھی کچھہ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکر ارہ وغیرہ - جنکا چشمہ نبوت سے تیز نہیں چلتا - میں دیکھتا ہوں کہ **دل کو پاک کرنے کیطرف انکی توجہ ہی نہیں** - صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں یہہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کرسکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں پس یہ زمانہ اب بالکل **خالی** ہے - **نبوی** طریق جو پاک ہونے کا تہا وہ بالکل ترک کردیا گیا ہے اور اسکو بہلا دیا ہے - اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ **عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ و طہارت پھر قایم ہو** - اور اسکو اس نے اس جماعت کے ذریعہ سے چاہا ہے پس فرض ہے کہ **حقیقی اصلاح** کیطرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جسطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے -

شریعت کی دو پہلو

شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جنکی حفاظت انسان کو ضروری ہے ایک **حق اللہ** دوسرے **حق العباد** - **حق اللہ** تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اسکی اطاعت - عبادت - توحید - ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا - اور **حق العباد** یہہ ہے کہ اپنے بہائیوں سے تکبر - خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے گویا اخلاقی حصے میں کسی قسم کا فتور نہ ہو - **سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں** - اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل انسان پر ہو تو وہ ان دونو پہلوؤں پر قایم ہوسکتا ہے کسی میں قوت غضبی بڑہی ہوئی ہوتی ہے - جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے اور نہ زبان و دل سے اپنے بہائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے - اور پھر کینہ پیدا کرتا ہے کسی میں قوت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہوکر حدود اللہ کو توڑتا ہے - غرض جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ **کامل ایمان** جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہوسکتا - پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہیئے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے - اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑہا ہوا ہوتا ہے وہ اپنے بہائی سے **نیک ظنی** نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بہائی کی نسبت برے برے خیالات کرنے لگتے ہیں - اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اسکی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو - اس لئے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بہائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکہا جاوے - کیونکہ اس سے محبت بڑہتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اسکے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ - بغض - حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے -

پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بہائیوں کے لئے کچھہ بھی ہمدردی نہیں اگر ایک بہائی بہوکا مرتا ہے تو دوسرا توجہ نہیں کرتا - اور اسکی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا - یا اگر وہ کسی اور قسم کی **مشکلات میں ہے** تو نہیں کرتے کہ اسکے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اسکے ساتھہ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کرلو تاکہ اسے بھی دے سکو - اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں - لیکن اس کی کچھہ پروا نہیں - یہہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بہائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں **خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں** -

ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پروا کرتا ہے - اور کہاں تک وہ اپنے بہائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے - اسکا بڑا بہاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے - حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا نہ کہلایا - میں پیاسا تہا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا - میں بیمار تہا تم نے میری عیادت نہ کی - جن لوگوں سے یہہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بہوکا تہا جو ہم نے کہانا نہ دیا تو کب پیاسا تہا جو پانی نہ دیا اور کب بیمار تہا جو تیری عیادت نہ کی - پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تہا مگر تم نے اسکی کوئی ہمدردی نہ کی اسکی ہمدردی میری ہی ہمدردی تہی - ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہیگا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا کہلایا میں پیاسا تہا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ وہ جماعت عرض کریگی کہ اے ہمارے خدا ہم نے کب تیرے ساتھہ ایسا کیا تب اللہ تعالیٰ جواب دیگا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھہ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تہی - دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اسکو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اسے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے - عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اسکے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اسکی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جسکا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں حالانکہ اسکو تو کوئی تکلیف اسنے نہیں دی مگر نہیں اس نوکر کی خدمت اور اسکے ساتھہ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھہ حسن سلوک ہے خدا تعالیٰ کو بھی اسی طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے - کیونکہ اسکو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے - پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے -

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے میری دانست میں یہی پہلو **حقوق العباد** کا ہے جو **حقوق اللہ** کے پہلو کو تقویت دیتا ہے - جو شخص نوع انسان کے ساتھہ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اوس کے ایمان کو ضایع نہیں کرتا جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بہائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہوجاتا ہے مگر یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ نمایش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور انمیں اخلاص کے نہونے کیوجہ سے کچھہ فائدہ نہیں ہوتا - اسطرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے - اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چہوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اسکا بدلہ دیتا ہے - میں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑہا ہے کہ ایک **ولی اللہ** فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی ان بارش کے دنوں میں میں نے دیکھا کہ ایک اسّی برس کا بوڑہا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے - میں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہوجاتے ہیں اس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھہ ثواب ہوگا - اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا - پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں - کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکھا کہ **وہی گبر** طواف کررہا ہے اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو ان دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہوگئے حدیث میں بھی ایک صحابی کا ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایام جاہلیت میں میں نے بہت کچھہ خرچ کیا تہا کیا اس کا ثواب بھی مجھے ہوگا؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہوگیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ

فعل اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبرگیری **حقوق اللہ** کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے۔ پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ بہرہ (درندہ) ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے میں آجکل کے جاہلوں کیطرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی **ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو** نہیں میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو ہندو ہو یا **مسلمان یا کوئی اور**۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرہ کے مٹکے میں ناخن ڈالا جاوے اور پھر اسکو تلوں میں ڈال کر تل لگائے جاویں تو جسقدر تل اس کو لگ جاویں اسقدر دھوکہ اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ انکی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز **اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو** اور ہمدردی کے لئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے یعنی **ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ** – یعنی اول نیکی کرنے میں تم **عدل** کو ملحوظ رکھو جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اسکے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اس سے بھی بڑھ کر اس سے سلوک کرو یہ احسان ہے۔ **احسان** کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلا دے مگر ان سب سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلہ کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچہ کے لئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دیدے کہ تو اپنے بچہ کو دودھ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضائع بھی ہو جاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں دی جاوے گی تو کیا ماں ایسا حکم سن کر خوش ہوگی اور اس کی تعمیل کرے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو کوسے گی کہ کیوں اسنے ایسا حکم دیا۔ پس اسی طرح پر نیکی ہو کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہونچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شئے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہونچ جاتی ہے اسوقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسکی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک (سبحانہ تعالیٰ شانہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں پر نظر

بعض لوگ جنکو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے جب ایسی تعلیم سنتے ہیں تو اور کچھ نہیں تو یہی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام میں ہمدردی اگر ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑائیاں کیوں کی تھیں؟ وہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اٹھا لینے کے بعد کئے۔ اور وہ بھی مدافعت کے طور پر تیرہ برس تک ان کے ہاتھوں سے آپ تکالیف اٹھاتے رہے مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں آخر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ شریروں کی شرارت سے مخلوق کو بچایا جائے۔ اور ایک حق پرست قوم کے لئے راہ کھل جاوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے لئے بدی نہیں چاہی آپ تو رحم مجسم تھے اگر بدی چاہتے تو جب آپ نے پورا تسلط حاصل کر لیا تھا اور شوکت اور غلبہ آپ کو مل گیا تھا تو آپ ان تمام ائمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپ کو دکھ دیتے رہتے تھے قتل کروا دیتے۔ اور اس میں انصاف اور عقل کی رو سے آپکا پلّہ بالکل پاک تھا مگر باوجود اس کے کہ عرف عام کے لحاظ سے اور عقل و انصاف کے لحاظ سے آپ کو حق تھا کہ ان لوگوں کو قتل کروا دیتے مگر نہیں آپ نے سب کو چھوڑ دیا۔

آجکل جو لوگ غدر کرتے ہیں اور باغی ہوتے ہیں انہیں کون پناہ دے سکتا ہے۔ جب ہندوستان میں غدر ہو گیا تھا اور اس کے بعد انگریزوں نے تسلط عام حاصل کر لیا تو تمام شریر باغی ہلاک کر دئے گئے اور ان کی یہ سزا بالکل انصاف پر مبنی تھی باغی کے لئے کسی قانون میں رہائی نہیں لیکن یہ آپ ہی کا حوصلہ تھا کہ باوجودن آپ نے فرمایا کہ **جاؤ تم سب کو بخشدیا** اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نوع انسان سے بہت بڑی ہمدردی تھی **ایسی ہمدردی کہ اسکی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی** اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ اسلام دوسروں سے ہمدردی کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا؟ یقیناً یاد رکھو کہ **مومن متقی** کے دل میں شر نہیں ہوتا جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہو سکتا۔ ہم خود دیکھتے ہیں کہ **ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے کوئی دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہونچایا ہے لیکن پھر بھی انکی ہزاروں خطائیں بخشنے کو اب بھی تیار ہیں (صدقت یا رسول اللہ!**

تیسرا یہ فرمانا اللہ تعالیٰ کی اسی وحی کی تصدیق کرتا ہے جو سالہا سال پہلے تجھے ہو چکی ہے کہ تو اپنے دشمنوں سے کہیگا – **لا تثریب علیکم الیوم** – (ایڈیٹر)

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو۔ اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے **ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا**۔ وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ **میری رائے میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی**۔

مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھونگا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاء مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکھائی جائیں مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی میں جماعت کو ابھی اس بچہ کیطرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کر دیگا۔ اسلئے تم بھی کوشش تدبیر مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا **فضل** کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں جب اسکا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھولدیتا ہے۔

(اس مقام پر حضرت نے تقریر کو ختم فرمایا)

اور دعا فرمائی بعد ازاں احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا ایک صاحب غیر احمدی جو پنڈی گھیپ سے حضرتؑ کی زیارت کو آئے تھے انہوں نے حضرت حکیم الامۃ کی وساطت سے شرف نیاز پایا حضور اپنے معمولی خلق عظیم سے پیش آئے۔ اور یوں ساری تقریر کا پھر عملی سبق پڑھایا۔ حکیم الامۃ نے جماعت کو متوجہ کر دیا۔ پھر بعد عصر جلسہ برخاست ہوا (ایڈیٹر)

ایک مبارکباد کا خط

السلام علیکم

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

الحمد للہ کہ آخر کار اس رحمن الرحیم اللہ نے جو ہمیشہ اپنے مرسلوں کی نصرت فرماتا ہے اپنے وعدوں کے بموجب اپنے مرسل کی نصرت فرمائی۔ اور یوم الاثنین کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ اور **عاقبت للمتقین** کو روز روشن کیطرح سے دکھلا دیا۔ اور اپنے مرسل مسیح موعود کی پاک منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کر دیا۔ وہ خوشی جو اس فتح سے حاصل ہوئی اسکا اظہار کرنا مشکل ہے۔ یہی راحت ہے جو تمام ابتلاؤں کو بھلا دیتی ہے اور نہایت شکر اور حمد سے بھرے ہوئے پر دل سے اللہ تعالیٰ کے آگے جبین نیاز جھکا کر اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک ایک زندہ اور شنوا خدا ہے جو اپنے پیاروں کی بات سنتا اور انکی دعائیں قبول فرماتا اور جواب دیتا ہے یہ اسی زندہ رب العالمین کی شان ہے کہ دشمنوں نے ہر طرح سے زور لگایا مگر اوس خدائے برتر کے آگے کوئی پیش نہیں گئی اور آخر نہایت حسرت سے روسیاہی کا داغ لیکر خائب اور خاسر ہوئے۔ اس مقدمہ کی مثل بجائے خود تمام مباحثات کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہوگی جس سے دنیا پر ظاہر ہو جائیگا کہ پاک اسلام کے سچے پیرو اور اسکو **لیظہرہ علی الدین کلہ** کرنے والی کون قوم اور انکا پیشوا کون مرسل یزدانی ہے اور اس کے برخلاف بڑے جبہ و دستار والے اپنی شیخت کا لمبا چوڑا اظہار کرنیوالے مدعیان اسلام کون لوگ ہیں۔ دنیا دیکھ لیگی کہ جو اسلام حضورؑ نے پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے یا جو مخالفین نے اسلام پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے؟ جسمیں دغا جعل جھوٹ زنا کے باوجود انسان پھر متقی کا متقی ہے خدا تعالیٰ نے یہ ایسی عظیم الشان فتح فرمائی ہے کہ جسکی حد نہیں۔ اس خوشی میں اگر تنہ تنہ پر خداوند تعالیٰ کی حمد لکھی جاوے اور گائی جائے تو کم ہے۔ اے حضرت

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

***

نیوگ کرواور چین اڑاؤ

ناظرین الحکم کو معلوم ہو کہ ایک ہندو لڑکی کی سرگذشت اخبار سنکاری سے لیکر ہم نے شائع کی تھی جس میں وہ بیچاری مصیبت کی ماری اپنے شوہر کے ہاتھ سے نالاں تھی اور آریہ سماج سے اسکا علاج پوچھتی تھی۔ اسپر تاحد اشخاص نے مختلف رائیں لکھیں۔ بعض نوجوان سماجیوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور انہوں نے دہڑا دہڑ بیاہ کی درخواستیں بھیجنی شروع کر دیں۔ آریہ درپن نے انوکھی رائے دی کہ اس لڑکی کی باوجود شوہر ہونے کے دوسری شادی ہوسکتی ہے کیا خوب! اب ستاتن دھرم گزٹ سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ پتر بریلی میں لکسی امیر چند صاحب نے مندرجہ ذیل رائے دی ہے "جبکہ خاوند نے شادی کے پرن کو وجہ جاہل ہونے کے توڑ دیا ہے تو جہاں تک مناسب ہے اسکا دوسرا بیاہ ہونا لازم ہے مگر قانوناً خاوند کی حیات تک دوسرا بیاہ نہیں ہوسکتا اسلیئے اس لڑکی کو یہ لازم ہے کہ جبکہ نیوگ ایک پاک رسم ہے تو نیوگ سے سنتان اپنی کرے"۔ بس اب کیا ہے چلو چھٹی ہوئی۔ کہانی کو سو نہو سال میں بچے دو دو۔ سماجیو! دوڑو! لپکو! جانے نہ پائے اس پاک نسخہ کا گھر گھر چرچا کیجیو بیمار یاؤ علاج اور تجربہ شروع کردو۔ ایسی رائیں پڑھکر آریہ مذہب کے لیڈروں اور دانشمندوں پر افسوس کرتا ہوں کہ وہ کیا سوچ کے کہ اس ناپاک اور ناقابل ذکر مسئلہ کو چھپانے کی بجائے ان رنگوں میں اسکی اشاعت اور ترویج کی سعی کرتے ہیں جو ان کی اخلاقی حالت پر خطرناک داغ ہے۔ ایک بیچاری دکھیاری لڑکی کی عصمت لینے کے لیئے کیا کیا حیلے تراشے جاتے ہیں۔ ہم اس لڑکی کی سرگذشت پڑھکر مجھے عظمت اسلام کا ثبوت ملتا ہے۔ جو کالمعلقہ رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اور خاوند کی اصلاح نہونے کی صورت میں خلع کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ آریہ سماجی اسکو نیوگ کی تعلیم دیکر اپنی ہوس پوری کرنی چاہتے ہیں مگر کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ نیوگ سے حاملہ ہوگئی تو وہ حمل ناجائز قرار پاکر اسکی حفاظت سرکار کرے گی اور اس اولاد کو حقیقی باپ کی وارث ٹھہرائیگی۔ اور خاوند کو غیرت آئی تو وہ اس ایسے نیوگ کرنے والے کو نیوگ کا مزا چکھادیگا۔ شرم!

*

ہمارے علماء کی سادگی

معزز ہمعصر کیس رنظر از ہے کہ اس امر سے تو اب کوئی منکر انکار نہیں کرسکتا کہ مغربی علوم کی اشاعت سے جہاں ہمارے دماغ اور خیالات روشن ہوئے ہیں وہاں ہماری مذہبی حالت نہایت خطرناک ہوگئی ہے عام تعلیم یافتہ جماعت کے مذہبی خیالات میں روز بروز انقلاب ہوتا جاتا ہے اور اسلام کی اصلی حالت سے ناواقفیت انہیں اسلام سے بیدل کر رہی ہے تعلیم مغربی کے لازمی اثر نے انکو بدرجہ اسباب وعلل کا مادی بنا دیا ہے کہ اسلامی معتقدات کے نقلی دلائل ان کی تشفی نہیں کرسکتے بلکہ انکے ذہن میں اسلام کی عقلی قوت کو اور ضعیف کر دیتے ہیں ایسی حالت میں علماء اسلام کا یہ پہلا فرض تھا کہ اسوقت مغربی علوم کے حملوں سے اسلام کو محفوظ رکھنے کے لیئے ضرورت زمانہ کے موافق جدید آلات حرب لیکر کھڑے ہوجاتے نیا علم کلام ایجاد کرتے اور عقلی دلائل سے علمی دنیا پر ثابت کر دیتے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا سچا مذہب ہے جو علوم وفنون وتہذیب وشائستگی کا مقابلہ کرسکتا ہے اور جسکی کوئی تعلیم عقل سلیم کے خلاف نہیں ہے لیکن افسوس ہے ہمارے سادہ لوح علماء اسلام الحاد اور دہریت کے اس طوفان کو تکفیر کے فتووں سے روکنا چاہتے ہیں نتیجہ یہ کہ وہ اور ترقی کریگا اور اسلام کی طرف سے ہمارے نوتعلیم یافتوں میں بیدلی بڑھے گی"۔

ہمیں معزز ہمعصر کی رائے سے بالکل متفق ہیں اور ہمیں خوشی ہوتی ہے جب ہم ایسی رائیں اس طبقہ کی طرف سے سنتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اس میں اس سلسلہ کی عظمت کا روشن ثبوت ہے۔ زمانہ چلا رہا ہے کہ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی سچائی علمی رنگ میں ظاہر ہو اور موجودہ علماء کے پاس بجز تکفیر کے فتوی کے اور کچھ ہے نہیں اسلیئے لازماً یا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ اسلام مردہ اور بے برکت مذہب ہے اور میرا یقین ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ہمیشہ زندہ اور بابرکت ہے اور یا پھر انکو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آکر پناہ لینا پڑیگا جو روز روشن کیطرح اسلامی معجزات کا فلسفہ زندہ تائیدات سے ثابت کر رہا ہے۔ بہرحال مسلمانوں میں علماء زمانہ کی کم ہمتی اور انکے موجودہ طریق کا خطرناک تسلیم کیا جانا ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سچائی کا ثابت کرنے والا امر ہے۔ والحمد

آریہ سماج کے بانی کی ولدیت اور جائے پیدائش کی نسبت فرضی بیانات

مسٹر دیورتن جو آریہ سماج لاہور کے سکرٹری ہیں اور اب ایک نئے نکلنے والے جیون تت اخبار کے ایڈیٹر ہیں مندرجہ حاشیہ عنوان سے اپنے اخبار میں ذیل کا دلچسپ مضمون شائع کرتے ہیں۔

اخبار ٹری بیون مورخہ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء و دیگر بعض مشہور اخبارات میں مندرجہ ذیل تحریر مشتہر ہوئی ہے کہ جو اپنے مطلب کو آپ بخوبی ظاہر کرتی ہے:-

ہمیں یقین ہے کہ مندرجہ ذیل چٹھی بجناب بہرین نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاوے گی۔

جناب من!

میں ریاست موردی علاقہ کاٹھیاواڑ میں ابھی دورہ کر کے واپس آرہا ہوں۔ جہاں کہ میں صرف اس مقصد کے لئے گیا تھا کہ آریہ سماج کے بانی مشہور پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کی جنم بھومی کو خود جاکر دیکھوں اور اون کی بچپن کی زندگی اور دیگر حالات کا بذات خود مطالعہ کروں۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ مرحوم سوامی صاحب اپنی حین حیات میں اپنے والدین اور جائے پیدائش کا ٹھیک پتہ بتانے سے ہمیشہ گریز کرتے رہتے تھے۔ لیکن اونکے بنجابی پیرو وں نے خاص شہر موردی کو کہ جو اسی نام کی ریاست کا دار الخلافہ ہے اون کی جائے پیدائش قرار دیا ہے اور اون کے باپ کا نام پنڈت انبا شنکر ادویچ ظاہر کیا ہے۔ بعض اون کی ماتا اور بہن کا نام بھی بتاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ مرحوم سوامی کے پتا ریاست موردی میں فلاں اعلے عہدہ پر ملازم تھے۔ سوامی صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد کے سرکاری عہدہ پر متعین ہونے کا کچھ ذکر کیا ہے ان سب حالات کو اپنے دماغ میں رکھکر میں موردی کو روانہ ہوا یہاں پر خوش قسمتی سے مجھے ایک ایسے بزرگ شاستری کے ہاں مہمان ہونے کا موقع ملگیا کہ جنکا نام کاٹھیاواڑ بھر میں ساتھ لیا جاتا ہے۔ میری مراد مسٹر پنڈت شنکر لال شاستری صاحب سے ہے کہ جو اس قسم کے معاملات کے متعلق موردی میں سب سے زیادہ باخبر سمجھے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا معاملہ کے متعلق اون سے دریافت کرنے کے علاوہ میں نے اس شہر کے قریباً سب کوچوں میں پنڈت دیانند صاحب کی ولادت گاہ کی تلاش کی وہاں کے بیسیوں بوڑھوں اور بڑی عمر کے لوگوں سے دریافت کیا۔ اودیچ برہمنوں کے پاٹمیل یعنی سرپنچوں سے سوالات کئے۔ اور ریاست کے قریباً سب بڑے بڑے عہدہ داروں سے ذاتی طور پر ملا۔ لیکن وہ سب کے سب اس جواب میں ہم زبان تھے کہ یہاں موردی شہر میں گذشتہ صدی کے اندر پنڈت انبا شنکر اور اون کے مشہور بیٹے کے نام ونشان کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ مسٹر مرار جی منگل جی پانڈیا کہ جو آجکل دیوان ریاست کے عہدہ پر سرفراز ہیں اور خود بھی گذشتہ کئی سالوں سے اس معاملہ کی تحقیقات میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور اس سے پیشتر کئی صاحبوں مثل مرحوم پنڈت لیکھرام اور دستا لکڑی - این منگر جی وغیرہ کی درخواست پر سوامی صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ مرحوم سوامی صاحب کی جائے پیدائش اور ولدیت کا آج تک کوئی ٹھیک پتہ نہیں ملا۔ میری درخواست پر انہوں نے ریاست کے گذشتہ سو سال کے سرکاری کاغذات کی پڑتال کے بعد اپنا یہ قطعی یقین ظاہر کیا کہ پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کے پتا کی نسبت جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی اودیچ برہمن گذشتہ صدی کے اندر ریاست میں کسی ایسے عہدہ پر متعین نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ریاست موردی میں کوئی اودیچ برہمن کسی بڑی جائداد کا مالک ہوا ہے!! اس لئے مرحوم پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کی سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کی خدمت میں دلی جوش کے ساتھ میری درخواست ہے کہ وہ صحیح واقعات کی بنا پر اپنے

بیانات کی صداقت کو ثابت کریں اور اس ضروری سوال پر صحیح روشنی ڈالیں۔

مقام احمد آباد - (گجرات) } آپ کا عزیز
۱۶- اکتوبر ۱۹۱۴ء } دیورتن"

اس تحریر میں کچھ حصے ہم نے جلی کر دئیے ہیں۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ اس خط کو مشتہر ہوئے گذر گیا ہے - اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ پنڈت دیانند صاحب کے مورخوں میں سے کسی نے مذکورہ بالا تحریر کی تردید نہیں کی - بلکہ آریہ سماج کے دونوں فریقوں کے اپنے اخبارات یعنی آریہ پترکا اور آریہ مسافر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی اب تک اون کی سماج کے بانی کی ولدیت اور مقام پیدائش کا ٹھیک ٹھیک سراغ نہیں ملا۔ ایسی حالت میں مذکورہ بالا سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کا سچے واقعات کی بجائے تاریخ کے نام سے فرضی کہانیاں گھڑنا اور تاریخ کو سچے واقعات پر مبنی بیان کے مرتبے سے گرا کر ناول کی سطح پر پہنچا دینا جس قدر افسوس ناک حرکت ہے اوس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سوانح عمریوں میں صرف ایک اسی معاملہ کی بارے میں غلط بیانات مشتہر نہیں کئے گئے بلکہ ہماری ذاتی تحقیقات ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی کی اور بھی کتنی ہی مثالیں ان سوانح عمریوں کے اندر موجود ہیں - ہاں ہمیں اور بھی زیادہ افسوس اور دکھ ہوتا ہے جب ہم معلوم کرتے ہیں کہ آریہ سماج کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ ساتھ ہی سوامی صاحب نے تاریخ کے نام سے ایسی [illegible] بیانیوں کی بنیاد بھی اپنے ہی ہاتھ سے ڈالی ہے اور اون کے پیرو اب صرف اونکی مثال کی پیروی کی جا رہی ہے - لیکن کیا یہ غلط بیانی [illegible] بیہودہ ہونے کے [illegible] افسوس ناک نہیں ہے کہ کیا اپنے کسی بزرگ کا ایک فرضی باپ گھڑ دینا [illegible] کرنا ہے؟ ہمارے خیال میں تو اس سے بڑھ کر آریہ لوگ" اپنے سوامی کی کوئی ہتک نہیں کر سکتے تھے کہ کسی غیر مقام کے فرضی شخص کو اونکا باپ قرار دیں!! لیکن انسان جب اخلاقی کے طوق میں گرا ہو سچائی اور انصاف کا ان کوئی پیار نہ رکھے تو انسانوں نے کیا کچھ [illegible] نہیں کیں؟

جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں

الحکم میں یہ نیا کالم اس سال میں رکھنے کی انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا - اور میری غرض اس سے صرف اتنی ہے کہ قرآن کریم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا لطف میرے ناظرین اٹھاتے رہیں جو اخرجت الارض اثقالہا کے جامع الفاظ میں کیگئی ہے۔ اور جو میرے سید و مولیٰ آقا و مقتدا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ ایڈیٹر

ایک اطالین نے جسکا نام ہیتو ہے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس سے سمندر کی تہ کی چیزیں صاف نظر آجاتی ہیں اگرچہ سمندر کتنا ہی گہرا کیوں نہو - غالباً اس زمانہ تمدن میں یہ نئی ایجاد بہت ہی مفید اور اہم ثابت ہوگی صدہا جہاز سمندر میں ڈوبے پڑے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں اب وہ سب دیکھ لئے جاوینگے اور سمندر میں جو اور بھی ذخائر اور خزائن ہیں وہ بھی معلوم ہو سکیں گے اور سب سے بڑا فایدہ یہ ہوگا کہ اخرجت الارض اثقالہا کی پیشگوئی پورا ہونے پر ایک خاص رنگ چڑھ جائیگا اور قرآن کریم کی صداقت کا سکہ بیٹھیگا - اسی موجد نے ایک اور آلہ نکالا ہے جس کے ذریعہ سمندر میں ڈوبی ہوئی چیزیں بآسانی نکل آتی ہیں۔

اسٹغین نامی لنڈن کے ایک نامی ڈاکٹر نے جو آنکھ کے علاج میں ید طولےٰ رکھتا ہے حد نگاہ کے گھٹانے بڑھانے کا علاج نکال کر دنیا کو محدب و مقعر عینکوں کے استعمال سے بالکل مستغنی کر دیا ہے اور علاج بھی ایسا کہ مریض کو بالکل تکلیف نہیں ہوتی اور چند ہی روز کے علاج میں آنکھ کا نقص دور ہو جاتی ہے - یہ ڈاکٹر دوا وغیرہ سے مطلق کام نہیں لیتا - بلکہ اپنے ہاتھ سے آنکھ کو ذرا ادہر ادہر دبا دیتا ہے - اسوقت تک وہ بہت سے [illegible] کی آنکھیں درست کر چکا ہے۔

تحقیقات سے یہ [illegible] ثابت ہوا ہے کہ اگر کہر کی ابر میں بجلی پہنچائی جاوے تو سب سما کر کرہ ابر یا پارہ برف بن جاتا ہے اور یہی اثر برقی قوت دہوئیں اور بخارات میں بھی کرتی ہے یعنے تمام دہوئیں یا بخارات برقی تار پر آکر جم جاتے ہیں - محقق کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ برقی قوت کے ذریعہ سے موسم کو بھی بدلا سکتا ہے یعنے اگر مطلع صاف ہو تو ابر پیدا ہو کر برس سکتا ہے یا اگر مینہ برس رہا ہو یا ابر ہو رہا ہو تو وہ کھل سکتا ہے - (الحکم - اور دجال کے [illegible] ہوں گے)

اسلامی دنیا

افریقہ میں جہاں جہاں جرمن کی نو آبادیاں ہیں انہیں جرمنی تعلیم اور نصرانیت اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور چونکہ عرب باوجود اپنی جہالت کے اسلام اور احکام مذہبی کے سخت پابند ہیں اسلئے ان کے مقابلہ میں اصلی باشندوں کی حمایت کر کے نزاع و فساد کا ہنگامہ گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان کمزور ہوں اور پھر انہیں جبراً عیسائی بنا یا جاوے۔ جرمنی کا باوجود ادعائے آزادی رواداری یہ سخت پالیسی اختیار کرنا نہائیت ہی قابل شرم امر ہے تعجب کا مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو جبراً تسلیم کرانا چاہتا ہے جسمیں ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا پھیر دینے کا حکم ہے۔ اور اسطرح جبراً اپنی عملی طاقت کے برے نمونے کو پیش کر کے لوگوں کے ایمان چھینتا ہے ایک مدعی تہذیب سلطنت کی اس پولیسی پر جسقدر اظہار ناپسندیدگی کیا جاوے وہ تھوڑا ہے۔

اے **مسلمانان ہند**! کیا اب بھی تم سجدات شکر بجا نہ لاؤ گے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسی سلطنت کے ماتحت رکھا ہے جو باوجود عیسائی ہونیکے تمہیں تمہارے مذہبی فرائض میں پوری آزادی عطا کرتی ہے اور کوئی جبر عیسائیت کے قبول کرنے کیلئے نہیں کیا جاتا - اے رحیم و کریم مولیٰ! اگر افریقہ کی نو آبادیوں میں مسلمانوں کا قابض ہونا تیرے ارادہ میں نہیں ہے تو **گورنمنٹ انگلشیہ** ہی کو ان [illegible] ہے تاکہ وہ تیرے نام کی تقدیس کر سکیں اور تیری توحید کی راہ میں روک کا پتھر [illegible] آمین۔

مذہبی توہین | معزز ہمعصر وکیل نے گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم کے افسروں کی توجہ کو ایک ضروری نمون کیطرف منعطف کرانا چاہا ہے جس کیلئے مسلمانوں کو اخبار مذکور کا نہایت شکر گذار ہونا چاہیے ہم اگرچہ امید کرتا ہوں کہ سررشتہ تعلیم پنجاب کا بلند خیال ڈائرکٹر معاً اس سوال پر غور کریگا تاہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خاموش نہ رہیں

اخبار مذکور لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے سررشتہ تعلیم کو سخت ہدایت ہے کہ کسی درسی کتاب میں کسی مذہب و ملت کے خلاف توہین یا ہتک آمیز الفاظ ہرگز نہ ہونے چاہئیں ہم خوش ہیں کہ اکثر کتب درسیہ میں اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے مگر ساتھ ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہسٹری آف جاگرفی میں جو انسپکٹر مس کلاسوں میں پڑھائی جاتی ہے اس امر کو مدنظر نہیں رکھا گیا چنانچہ اس کے تھنسیوں

اڈیشن صفحہ ۸۴ سطر ۱۷ و ۱۸ میں لکھا ہے "دین محمدی کی بنا قرآن پر ہے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توریت و انجیل سے اخذ کر کے مرتب کیا تھا" ہم نہیں سمجھ سکتے اس سے بڑھکر ایک برگزیدہ اور پاک مذہب کی کیا توہین ہو سکتی ہے اس کتاب میں اسلامی ممالک کے حالات لکھتے ہوئے نہایت مکروہ اور گندے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ہمیں حیرت ہے کہ گورنمنٹ کی تاکیدی ہدایت کے خلاف سررشتہ تعلیم نے کیوں ابتک اس نقص کی اصلاح نہیں کی اس کتاب کے بعض فقرات اور الفاظ مسلمانوں کا سخت دل دکھانیوالے اور بچوں میں مذہب اسلام کی حقیقت کے متعلق سخت بدولی پیدا کرنیوالے ہیں اسلامی انجمنوں کو چاہیے کہ وہ اس معاملہ کے متعلق خصوصیت سے نوٹس لیں اور سررشتہ تعلیم اور گورنمنٹ کے حضور اسکی اصلاح کیلئے کوشش کریں"

قدیمی نسخہ قرآن مجید | معزز ہمعصر زمیندار رقمطراز ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دستخطی قرآن شریف روس میں موجود ہے عنقریب وہاں اسکی پچاس نقلیں بذریعہ عکس شایع ہونیوالی ہیں تمام سلاطین اسلام کو یہ نقلیں ہدایتہً روانہ ہونگی خصوصاً سلطان روم - شاہ فارس - امیر بخارا - خان خیوا - خدیو مصر - سلطان مراکو اور امیر افغانستان کو ایک ایک جلد بھیجی جاویگی صرف ۲۵ جلدیں قیمتاً فروخت ہونگی اور ہر ایک جلد کی قیمت پچاس پونڈ یعنے ساڑھے سات سو روپیہ ہوگی

حضرت حکیم الامت کے سننے والے

شیخ عبدالحی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمی بہ سلاسل الفضایل - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضایل میں لکھی ہے - عمدہ کتاب ہے - اس کی قیمت مصنف نے چھ آنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہو گئے ہیں اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصل قیمت پر میری معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں - اصل لاگت اس کی چار ہے پس احمدی احباب ہر ایک شہر میں جس کسی کا بیان اسکی اصل قیمت پر خرید فرمالیں تو بہتر ہوگا کیونکہ ایک مسافر کی دستگیری ہے - اور میرے نزدیک احباب کیلئے عمدہ موقع اعانت کا ہے اور کتاب بھی غنیمت ہے۔

والسلام - نورالدین -

(مہرالدین م)

مقدمہ حضرت اقدس میں عدالت اپیل کا فیصلہ

ذیل میں عالیجناب سشن جج صاحب بہادر کے انگریزی فیصلہ کا مصدقہ اردو ترجمہ شائع کرتا ہوں جو امید ہے نہایت خوشی اور خصوصیت سے پڑھا جاوے گا۔

یہ خدا تعالےٰ کا احسان اور انعام ہے جو احمدی قوم پر خصوصاً اور طالبان حق کیلئے عموماً ہوا ہے۔ امید ہے کہ الحکم کے ناظرین اسکو غور اور فکر سے پڑھیں گے۔ ایڈیٹر۔

نقل ترجمہ چٹھہ انگریزی بہ اجلاس مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سیشن جج قسمت امرتسر مقام امرتسر واقعہ ۷ - ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

نمبر مقدمہ اپیل فوجداری - تاریخ دائرہ اپیل فوجداری 426 بابت ۱۹۰۴ء - ۵ ماہ نومبر ۱۹۰۴ء

تاریخ فیصلہ اپیل فوجداری 7 ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

مرزا غلام احمد قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم اپیلانٹ۔

بنام

سرکار قیصر ہند ریسپانڈنٹ

اپیل بدخل خواجہ کمال الدین وکیل عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب بتاریخ ۵ - ماہ نومبر ۱۹۰۴ء اپیل بہ ناراضی حکم لالہ آتما رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہ اختیارات مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مورخہ ۸ ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء دربارہ دینے سزا مبلغ ۵۰۰ روپیہ جرمانہ ورنہ چھ ماہ قید زیر دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند۔

بہ حاضری مسٹر بیچی صاحب ایڈوکیٹ و مسٹر کمال الدین وکیل از جانب اپیلانٹ و مولوی کرم دین اصالتاً پیش ہوا۔ سرکار کی طرف سے کوئی حاضر نہیں ہے

فیصلہ عدالت

مجسٹریٹ صاحب نے واقعات مقدمہ بہ خوبی طور پر اپنے فیصلہ میں ظاہر کئے ہیں اور اون کی مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اونہوں نے مرزا غلام احمد ملزم پر اثبات جرم زیر دفعہ ۵۰۰ و حکیم فضل دین ملزم پر زیر دفعات ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند قایم کیا ہے۔ اونہوں نے علیحدہ علیحدہ اپیل ۴۲۶ و ۴۲۵ داخل کی ہیں اور اون کا فیصلہ یکجا ہو سکتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ کتاب مواہب الرحمان کے جسکو ملزم نمبر ۱ نے تصنیف کیا اور ملزم نمبر ۲ نے شائع کیا فی نفسہ مزیل حیثیت عرفی ہیں اور ہم اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ الفاظ لئیم اور بہتان اور کذاب جن کی بابت استغاثہ کیا گیا ہے برے معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اور اون سے بڑی بھاری اخلاقی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ ملزمان مستحق بریت کے تھے۔ ملزمان کا اہم عذر یہ تھا کہ مستغیث ان ملامت آمیز الفاظ کا بوجہ مضمون مندرجہ سراج الاخبار مورخہ ۶ و ۱۳ - اکتوبر کے مستحق تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے یہ ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے کہ ہتک آمیز مضمون کا ان آرٹیکلوں سے کوئی تعلق نہیں - اس بارہ میں ہم مجسٹریٹ صاحب کے نتیجہ کو تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ مستغیث نے بیان کیا ہے کہ اوس کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے۔ ملزمان کے پاس ایسی شہادت موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستغیث کی کوئی ایسی حیثیت نہیں ہے جس کا ازالہ ہوا۔ ہم کو اس شہادت کا رد کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مجسٹریٹ صاحب نے کیا ہے کیونکہ بظاہر اوس سے جرم بہت خفیف ہو جاتا ہے خواہ ملزمان یہ ثابت نہ کر سکتے کہ اونہوں نے یہ کارروائی نیک نیتی سے کی یا کہ اتہام افادۂ عام کے واسطے لگایا گیا تھا۔ ہم یہاں تک بھی کہنے کو تیار ہیں کہ اگر ملزمان کو اوس وقت جبکہ اونہوں نے اتہام لگایا اس ثبوت کا علم نہ بھی ہوتا کہ وہ اتہام صحیح تھا اور بعد ازاں اون کو اس امر کا علم ہوا ہو تو بھی وہ اپنے جرم کو خفیف بنانے کے واسطے اوس ثبوت کو پیش کرنے کے مجاز تھے۔ مقدمہ ہذا میں ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ سراج الاخبار کے مضمون کا ملزمان کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کتاب مذکور کے صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر کسی جگہ کوئی ایما نہیں ہے کہ مستغیث بدین وجہ دروغگو اور بہتان باندھنے والا اور کمینہ شخص ہے کہ اوس نے فوجداری استغاثہ کیا یا وہ کریگا بلکہ یہ مذکور ہے کہ ایک کمینہ شخص اور بہتان باندھنے والے شخص کے وجود کی بذریعہ الہام اطلاع ہوئی ہے اور کہ وہ چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ - اگر مستغیث محض نالش فوجداری کرنے کی وجہ سے۔ کمینہ وغیرہ خیال کیا گیا ہوتا تو الفاظ مثلاً جھوٹے استغاثہ کرنے والا اپنی قسم کو توڑنے والا یا جھوٹے گواہان پیش کرنے والا کی ہر ایک کو توقع ہو سکتی تھی اور جو صرف متعلق جوڈیشل کارروائی کے سمجھے جا سکتے۔ بے شک اگر ملزمان نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوتے تو اون کی طرف سے اپنے طریق عمل کے جواز کے لئے دیگر اقسام کی اخلاقی لغزشوں کا پیش کرنا کافی نہ ہوتا مگر چونکہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر الفاظ محض عام معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اسواسطے ملزمان کا پورا پورا حق ہے کہ ان الفاظ کی تشریح کے لئے وہ مضمون سراج الاخبار کیطرف توجہ دلائیں اس میں کچھ شک نہیں کہ فوجداری نالش ہونے کیوجہ سے ملزمان کو اپنا دبا ہوا غصہ مستغیث پر نکالنے کا موقع ملا۔ تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ ملامت آمیز الفاظ آرٹیکلوں کے باقاعدہ جواب میں استعمال کئے جانے چاہئے تھے بلکہ یہی کافی ہے اگر عدالت میں گھسیٹے جانے پر ہر دو ملزمان کو اپنا غصہ نکالنے کے وقت پر اپنے حریف کو ان ہتک آمیز الفاظ سے جو کہ استعمال کئے گئے ہیں نامزد کرنے کی کافی وجہ تھی۔ ہماری دانست میں اس پر یقین کرنا ناممکن تھا کہ ملزم نمبر ۱ کو مستغیث کا عمل جو کہ سخت ردو بدل سے ظاہر ہوا مد نظر نہ تھا۔

خطوط جو تین ماہ یا کچھ عرصہ پیشتر شائع کئے گئے جن سے مرزا کے دعاوی کا مضحکہ اڑایا گیا ایک نہایت ہی رنج دہ اور شدید حملہ تھے جو کہ کبھی مستغیث کی طرف سے پہلے نہیں ہوا تھا اور چونکہ آرٹیکلوں کی تردید نہیں کی گئی ہے اور وہ مستغیث کے نام پر تھے اس لئے عوام الناس اور ہر دو ملزمان نے طبعاً مستغیث کے آرٹیکل خیال کئے۔

پس ہم مجسٹریٹ صاحب سے بالکل اختلاف کرتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ ہر دو ملزمان ان الفاظ کے جواز ثابت کرنے کے لئے جو اون کی کتاب کے صفحات نمبر ۱۲۹ و نمبر ۱۳۰ پر استعمال کئے گئے ہیں ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے آرٹیکلوں کے حوالہ دینے کے سراسر مستحق ہیں۔ آرٹیکلوں کی بابت یہہ کہدینا کافی ہے کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چال بازی اور خلاف بیانی اور جعل سازی کا ظاہر ہوتا ہے جن پر بے حیائی سے ایک عام اخبار کی سطروں میں دنیا کو سامنے فخر کیا گیا ہے۔ ہم خیال نہیں کرتے ہیں کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ عدالتوں سے کسی مدد حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اون اشخاص نے جن کا ان خطوط سے مضحکہ اڑایا گیا رنج اور غصہ میں الفاظ لئیم (کمینہ) یا بہتان یا کذاب (بڑا دروغگو) استعمال کئے ہیں۔ ہم اسبات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح صاحب مجسٹریٹ نے یہہ قرار دینے کے بعد کہ مستغیث نے ہی یہہ آرٹیکل لکھے اور فی الواقع اسی بنا پر اوس پر ایک اور مقدمہ میں اثبات جرم قایم کیا آرٹیکلوں کی طرز تحریر پر غور نہیں کی جن سے بہت ادنےٰ درجہ کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ خواہ ملزمان اوس وقت باقاعدہ طور پر آرٹیکلوں کا جواب دے رہے تھے یا نہ دے رہے تھے تاہم حیثیت مستغیث کا موازنہ کرنے میں آرٹیکلوں کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے اور ہمارے خیال میں ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہاں تک درست تھا کہ ہم مستغیث کی مدد نہ کرتے اگر الفاظ مذکور کسی قدر اوس سے بڑھ کر بھی ہوتے۔ جبکہ بہ قول صاحب مجسٹریٹ فریقین ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے تو اوس صورت میں الفاظ کی باریک کمی بیشی کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرا امر یہہ ہے کہ کیا مستغیث نے آرٹیکل لکھے۔ مجسٹریٹ صاحب نے قرار دیا ہے کہ اوسی نے لکھے تھے مستغیث پر اثبات جرم آرٹیکل لکھنے کی بناء پر قایم کیا گیا ہے اور اوس نے ابتک اثبات جرم کی تنسیخ کے لئے (جس کو قریباً سہ ماہ گذر چکے ہیں) کوئی کارروائی نہیں کی۔

آرٹیکلوں پر ملزم کا نام بطور نویسندہ درج ہے اوس نے تسلیم کیا ہے کہ میں اکثر اوقات سراج الاخبار میں نامہ نگاری کرتا رہا ہوں۔ آرٹیکل اڈیٹر نے شائع کئے تھے اور اوس نے اون کو مستغیث کے آرٹیکل باور کیا تھا۔ مستغیث نے اون کی تردید کے بارہ میں یا اون کے نویسندہ ہونے سے انکار کرنے کی بابت کبھی کوئی تحریر اخبار میں نہیں بھیجی۔ اندرونی شہادت سے دلالت ہوتی ہے کہ سوائے مستغیث کے کسی اور نے ان آرٹیکلوں کو تحریر نہیں کیا۔ بے شک مرزا کا کوئی مرید ایسا کام نہیں کر سکتا۔ نویسندہ اپنی چالاکی پر نہایت خوش معلوم ہوتا ہے اور غالباً اس کارروائی کی عزت کسی اور کو دینا پسند نہیں کرتا۔ مستغیث نے اس تحریر کو جو اوس کی بیان کی جاتی ہے شناخت کرنے میں اس قدر ٹال مٹول کیا ہے کہ ہم اوس پر کوئی اعتبار نہیں رکھ سکتے۔ وہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۳ء کو رائے چند و لعل کے روبرو یقیناً بیان نہیں کر سکا کہ آیا آرٹیکل مورخہ ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۲ء اوس نے لکھا تھا اور دیگر دستاویزات کی بابت بھی یہی بیان کیا۔ سوالات جرح میں اوس نے ۱۳ - نومبر ۱۹۰۳ء کو تسلیم کیا تھا کہ فضل دین نے اوس سے کتب مانگی تھیں اور اوس نے اوس کے کہنے کی تعمیل کردی تھی اور وہ اوس کے قبضے میں تھیں۔ فی الحقیقت اس امر پر شک کرنا قریباً ناممکن ہے کہ واقعات مندرجہ آرٹیکل مورخہ ۶ و ۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۲ء سے مستغیث کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ اسواسطے ہمارا اتفاق دیگر عدالتہائے

... مستغیث ... ۶ - ۳ - ۴ ...
... مضمون مندرجہ سراج الاخبار
... ہمارے ... خیال مین آخیر پر
... شک نہین ہوسکتا کہ یہہ قرار دیا
جاوے ... ملزمان نے نیک نیتی سے
کارروائی کی۔

مرزا کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دلچسپی کا سوال تہا۔ ہر ایک شخص کو مرزا کی حیثیت کا اندازہ مرزا کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہیئے۔ بے شک وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے ملہم باور کرتا ہے اور اپنے مریدون اور عوام الناس کے واسطے وہ اون الہامات کی تردید کرنا جو خود اوس کے اور اوس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جاوین اپنا فرض سمجہتا ہو اگر کسی شخص کو ایسے مذہبی مباحثون مین بہت دلچسپی ہو تو بہی ہر ایک کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اون اشخاص کے لئے جو اون اصولون کے پیرو ہین وہ بہت وقعت رکہتے ہین۔ ہم قرار دیتے ہین کہ ملزم نمبر ا جہان تک اس معاملہ کا اوس کی ذات سے تعلق تہا اوس کے جواب مین اس امر کا بالکل مستحق تہا کہ وہ مستغیث پر ایسا اتہام لگاتا جس کو ہم فی الواقع راست قرار دیتے ہین اور جو کہ مستغیث کے خود اپنے عمل سے بہی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکین کہ مستغیث کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونی چاہئے اگر ملزم مستغیث کے سراج الاخبار کے مضامین کو تسلیم کر لیتا تو اوس کی مذہبی حیثیت خطرہ مین پڑ جاتی اور اگرچہ جہلم مین مقدمات قانونی ہونے کے موقعہ پر مستغیث پر حملہ کرنے کی نسبت کوئی اور بہتر اور زیادہ تر معقول طریق مضامین کی تردید کرنے کا ملزم کو مل سکتا تہا مگر پہر بہی ملزم کسی خاص طریقہ یا وقت یا جگہ کا پابند نہین کیا جا سکتا۔ اور بیشک وہ علانیہ بمقام جہلم حملہ کرنے مین جس جگہ کہلے طور پر اوس کا مضحکہ اڑایا گیا تہا درستی پر تہا یہہ دیکہکر کہ کس طرح سے عدالتہائے نے بالاتفاق قرار دیا ہے کہ مستغیث نے ہی وہ آرٹیکل لکہے تہے۔ یہہ اغلب نہیں ہے کہ فی الحقیقت ملزمان کو اس معاملہ کی بابتہ علم نہ ہوا ہو خواہ کبہی تہوڑے عرصہ کے واسطے کوئی شک اون کے دل مین پیدا بہی ہوا ہو۔

پس ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزمان کی حفاظت استثناء نمبر ا و نیز استثناء نمبر ۶ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ہوتی ہے۔ بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ مین جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہیئے تہا اس قدر وقت ضایع کیا گیا ہے لہذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں۔ اون کا جرمانہ واپس دیا جاوے گا۔ المرقوم ۷۔ جنوری ۱۹۰۵ء

دستخط مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی

ترجمہ صحیح ہے

دستخط دیوان چند مترجم محکمہ صاحب سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی۔

نماز کی حقیقت

گزشتہ چند اشاعتون سے مین مندرجہ بالا عنوان کتاب کا اشتہار دے رہا ہوں اور آج میں بڑی خوشی کے ساتہہ ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالے نے اس کتاب کے متعلق قوم مین غیر معمولی تحریک پیدا کی ہے اور اوسکی ضرورت اور ہمت کے متعلق عجیب عجیب خط آ رہے ہین مین ضروری نہیں سمجہتا کہ ان سب خطوط کو درج کرون ان خطوط میں تین سے لیکر دس دس جلد تک درخواستین آئی ہیں۔ جس سے مجہے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ العزیز دو ہزار ہی طبع ہو گی۔ بعض احباب نے کتاب مذکور کے متعلق مفید مشورے بہی دئے ہین جو کتاب کی تکمیل اور جامعیت کیلئے ضروری ہیں۔ اور جہانتک مجہہ سے ہو سکے گا اور تقاضاء وقت ہو گا مین اون پر کاربند ہونیکی سعی کرونگا انشاء اللہ العزیز۔ خوشی جو مجہے ان خطوط کو پڑہکر ہوتی ہے اسکی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ اس مین متعدد جلدون کی درخواستین ہین اور نہ اسکی یہ وجہ ہے کہ قوم کے اکثر افراد نے میری اس محنت اور سعی کو قدر کی نگاہ سے دیکہا ہے بلکہ میری خوشی کا اصل باعث یہ ہے کہ اس کتاب کے متعلق خریداری کی درخواستون کا آنا اور قوم میں تحریک کا پایا جانا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالے کے برگزیدہ رسول کی قوت قدسی اپنا کام کر نہیں کامیاب ہو رہی ہے اگر قوم مین تزکیہ نفس اور عبادت کیلئے جوش نہ ہوتا تو ایسی کتاب کے لئے پرجوش دل کیساتہ ہاتہہ نہ بڑہاتی۔ عبادت کا شوق پیدا ہونا ہی خدا تعالے کے مامور کی مہدویت کا ثبوت ہے۔ پس میرے لئے یہی امر ہے جو خوشی کا موجب ہوا ہے۔ ورنہ خریداری تو دنیا میں بیہودہ سے بیہودہ کتابون کی بہی ہو رہی ہے۔ مین ابہی کچہہ اس کتاب کے متعلق کہنا نہیں چاہتا۔ خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہہ کتاب اپنے رنگ اور طرز کی پہلی کتاب ہو گی۔ مین نے یہہ بہی ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کے ضمیمہ میں آجکل کے نوتعلیم یافتہ اور بخیال خویش مہذب پارٹی کے ان اعتراضوں پر بہی نظر کرون جو وہ نماز کے اوقات اور اسکے اپنی زبان مین پڑہنے وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں۔ مگر یہ سب کچہہ خدا تعالے کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے۔ قیمت کے متعلق میں سردست کچہہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ کتاب کے حجم پر موقوف ہے۔

تازہ الہام ۔ ۱۹۔ جنوری ۱۹۰۵ء کو ظہر کے وقت سنایا ایک چونکا دینے والی خبر

قوم مین مذہبی مذاق پیدا کرنیکے لئے مین کیا کر رہا ہون

مین اپنی جگہ سمجہتا ہون کہ قوم مین مذہبی اور دینی مذاق پیدا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ ایسی تالیفات کی عام اشاعت ہو جو قوم میں پاک تحریک اور مفید و اصلاح بخش جوش پیدا کر سکین۔ یہی نسخہ قوم کی بہتری اور بہلائی کے لئے نفع رسان سمجہا جاتا ہے قرآن کریم سے بڑہکر اور کوئی ذریعہ قوم کی اصلاح کا نہین اور اوسی کا مذاق مختلف پیرایون میں پیدا کرنے کی سعی کرنا ہر ایسے شخص کا فرض ہونا چاہیئے جو کچہہ بہی درد دل میں رکہتا ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس میدان مین نکلے اور میرے جیسا محدود العلم انسان تو اور بہی معذور ہے۔ لیکن میں ہمیشہ یہ سمجہہ کر ایسے کامون میں ہاتہہ ڈالدیا کرتا ہون کہ اور نہیں تو دوسرون کی تحریک ہی کا باعث ہو جائیگا اور کچہہ نہ کچہہ فائدہ قوم کو پہنچ رہیگا۔ اسی بنا پر مین اپنے بعض دوسرے مددگارون کے ساتہہ ملکر دو اور کتابیں تیار کر رہا ہوں۔

انمیں سے پہلی کتاب السیرۃ الصدیق ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جو ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اصل کتاب کا ترجمہ تمام و کمال ہو چکا ہے میں اب اسپر نوٹ لکہہ رہا ہوں اسکے بعد وہ پریس مین چہپنے کو دی جاویگی۔ مشاہیر اسلام اور صحابہ کرام کی پاک لایف ہمارے لئے ایک نمونہ اور سبق ہین اون کے پڑہنے سے دل میں جوش اور پاک تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے مینے اس سلسلہ کو پسند کیا ہے۔

دوسری کتاب

ایک عظیم الشان اور قابل قدر کتاب ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جسکا نام فوز الکبیر ہے یہہ کتاب اصول تفسیر قرآن مجید مین لکہی گئی ہے اور بے نظیر کتاب ہے مسلمانوں نے جہان قرآن کریم پر توجہ اور تدبر کرنا چہوڑ دیا ایسی کتابون کی بہی پروا نہ رہی میں نے اس کتاب کو اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اوسپر ایسے مفید نوٹ لکہے ہیں جو حضرت حکیم الامۃ نے ازبس پسند فرمائے ہیں اور فرمایا ہے کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہو گئی میں اس کتاب کے ذریعہ بہی قوم میں قرآن کریم پر تدبر کا مذاق پیدا کرنا چاہتا ہون۔ یہ دونوں کتابیں جہانتک میری ہمت اور طاقت میں ہے محنت سے تیار ہو رہی ہین۔ ایڈیٹر الحکم

ازالۃ الوسواس ۔ حضرت فاضل امروہی کے قیام میرٹھہ کے حالات کا مجموعہ علماء میرٹھہ پر اتمام حجت قیمت ۴ سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھہ سے ملیگی۔ ریویو بعد مین کرونگا ایڈیٹر۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلی حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اچہی طرح سے ہیں۔ حضرت مسیح موعود خدا تعالے کے اس جلیل القدر نشان پر ایک رسالہ لکہنے کا ارادہ فرما چکے ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت بہی خدا تعالے کے فضل و کرم سے اچہے ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

۳۔ خدا تعالی کا شکر ہے کہ وہ مکان جسکا ذکر کشتی نوح میں کیا گیا تہا اور جسکا نصف حصہ بعد تقسیم جایز حضرت اقدس کے قبضہ اور ملکیت میں تہا اب نصف حصہ مالکی مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین متوفی کے متبنی مرزا گل محمد (جسکا سربراہ بہی مرزا نظام الدین ہی ہے) سے خرید لیا گیا ہے اور اب کل مکان حضرت اقدس کی ملکیت ہو گیا ہے جس میں عنقریب حضرت اقدس مہمان خانہ کی جایز ضرورتون کے متعلق تعمیر کا کام شروع کرانیوالے ہین جو احمدی احباب کی توجہ چاہتا ہے۔

۴۔ امتحان میں جانیوالے طالب علمون کی فیس داخلہ کے متعلق قریباً انتظام ہو گیا ہے جیسا کہ دوسرے مقام رسید زر سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کار خیر مین حصہ لینے والون کے لئے خدا تعالے خود جزا ہو۔ آمین۔

۵۔ ہفتہ زیر اشاعت مین بارش ہو گئی۔

جدید تالیفات

۱۔ خطبات کریمیہ حصہ اول

جو بارہ خطبون پر مشتمل ہے چہپکر شایع ہو گیا اور باستثنائے اون احباب کے جنہوں نے اطلاع دیدی تہی کہ انکے نام کوئی کتاب بدون تحریر نہ بہیجی جاوے دوسرے احباب کے نام روانہ کر دیا ہے اور اب صرف ایک سو جلدین باقی ہیں۔ قیمت ۴ فی جلد علاوہ محصول۔

۲۔ **محامد المسیح** ۔ (حصہ اول) جس مین وہ تمام اردو اشعار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مین مخلص احباب نے لکہے تہے جمع کر دئے ہین نظم انسان کو فطرتاً دلپسند ہے اسکی صرف ۱۰۰ جلد ہی طبع ہوئی تہیں اور صرف پچاس باقی ہیں۔

آئندہ کے لئے جو احباب اپنا نام ایسی کتابوں کیلئے مستقل خریدارون

حکیم الامت کا وعظ سیالکوٹ میں

(۳۰ اکتوبر بعد نماز ظہر)
(الحکم کے لئے مفتی فضل الرحمن صاحب)

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ الآیۃ - الیٰ - اخواناً -

یہہ ایک قرآن کریم کی آیۃ ہے - اس سے میری ایک غرض ہے - آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں لوگ مختلف خیالات کے پیدا کئے گئے ہیں کچھہ تو ایسے ہیں کہ سننا جانتے اور سننا چاہتے - کچھہ ایسے ہیں کہ بولنا ہی جانتے اور بولنا ہی چاہتے ہیں تیسرے وہ ہیں جنکو نہ بولنے کی خواہش ہے اور نہ سننے کی -

پھر بولنے اور سننے والے بھی دو قسم کے ہیں سننے والے دو قسم اس طرح ہیں کہ بعض تو بطور تماشہ یا دل لگی - یا بطور نکتہ گیری کے سنتے ہیں - اور بعض اس غرض سے سنتے ہیں کہ اگر کوئی حق و حکمت کی بات مل جاوے تو اوس سے فائدہ اٹھائیں -

پہلے لوگ اگر معرفت کا ہزار نکتہ بھی سنیں تو اونہیں کچھہ سروکار نہیں - پر اگر بولنے والے کے منہ سے ایک لفظ - صرفی - یا نحوی (یا) زباندانی کے لحاظ سے غلط نکل گیا - یا اوس کے مطلب میں اونہیں کچھہ تامل نظر آتا ہے - تو وہ صرف اوس وعظ سے اتنا ہی نتیجہ لے جاتے کہ ہاں جی فلاں شخص کا وعظ بھی ہم نے سنا ہے - یعنی غلطیاں بہت کرتا ہے - پس اون کے حصہ میں تو نکتہ چینی ہی اور بس ان لوگوں کی تمثیل مکھی کی مثال ہے کہ اوس کو کچھہ تمیز نہیں کہ میں پاک مٹھائی پر بیٹھی ہوں یا گند اس پر - یا بعض ان میں ایسے ہوتے کہ کوئی لفظ اپنی اغراض کے مطابق ملجاتا ہے تو وہ دوسروں کے پیش کرنے کو دیکھو فلاں شخص کا بھی یہی مذہب ہے جو ہمارا ہے -

اور دوسرے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو غلطیوں اور ناموزوں الفاظ کو بالکل نظر انداز کرتے اور اوس [illegible] بے بہا موتی حق و حکمت کا [illegible]

تو اوس سے لیکر خوش ہوتے -

پھر سنانیوالوں کی دو قسمیں یہہ ہیں - کہ بعض تو چند پیسوں کے لئے بولتے خواہ وہ انجمن کیواسطے یا مسجد کے لئے یا اپنی ذات کے واسطے خواہ عمدہ کام کے واسطے خواہ بد کام کے واسطے - یا سنانے والے ایسے ہوتے کہ طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اپنے اندرونی خیالات کا اظہار کرنا چاہتے خواہ تحریری طور پر خواہ تقریری طور پر - یا بعض اسکے عوض میں کچھہ پانا نہ چاہتے اور بعض ایسے ہوتے کہ وہ اپنے آپکو مامور من اللہ یقین کرتے اور کہتے کہ ہم خدا کے بلانے سے بولتے ہیں -

پس اب تم خود سوچ لو - کہ تم کس طرح کے سننے والے اور میں کسطرح کا سنانیوالا ہوں -

میں نے تو دنیا کی کل کتابوں میں سے قرآن کریم اور بخاری شریف کو پسند کیا ہے - بخاری کے ابتدا میں یہہ بیان ہے کہ اسلام دنیا میں کس طرح آیا اور کیا لایا ہے - اسکے اغراض کیا تھے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی کسطرح ہوئی - اور آخری ترقی انسانی پر اوسکو ختم کیا - اور کتاب شروع کی ہے اسلام سے اور اوسکو ختم کیا ہے انسانی اعلیٰ ترقی پر - لیکن پہلا باب باندھکر پہلے ہی صفحہ پر اوس غرض کو چھوڑ دیا ہے - اور اوس کا باب اسطرح شروع کیا ہے کہ کسطرح خدا کی وحی آخری نبی پر نازل ہوئی اسکے بعد اوسکو ضرور تھا کہ اسکے ذرائع بیان کرتا - پر بات یوں شروع کی ہے کہ - انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی - یعنی ہر ایک اختیاری فعل - (عمل کہتے ہیں اوس فعل کو جسکو انسان اپنی استطاعت - اور مقدرۃ سے شروع کرتا پس لابد ہے کہ اوسکا کوئی ارادہ اور مقصد بھی ہو) - جب انسان ارادہ سے کرتا ہے تو ہر آدمی کو اوسکی نیت کا پھل ملجاتا ہے - جیسے ارادے اور اغراض ہوتے ہیں ویسا ہی وہ پھل اٹھاتا ہے - پس میں نے غور کیا کہ جس کتاب کو میں اسقدر عظیم الشان سمجھتا ہوں اوسکا ہیڈنگ کچھہ اور ہے - اور یہ بات کچھہ اور - پس میں نے خیال کیا کہ اس شخص نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ جب تم اس کتاب پر وقت خرچ کرنا چاہو تو سوچ لو کہ تمہارے اس سے ارادے کیا ہیں - پس اون کی نیت ٹٹولنے کو یہ بات لکھدی اب چونکہ مجھے وہ کتاب بہت عزیز ہے - اسلئے تم سے کہتا ہوں کہ تمہارا سننا کسی غرض سے ہو خواہ وہ غرض چھوٹی سے چھوٹی اور خواہ بڑی سے بڑی ہو - غرض کا لفظ چھوٹا ہے - ہر شئے تنکے کو بھی کہتے ہیں اور خدا کو بھی کہدیتے ہیں - پس یہ لفظ بڑا جامع ہے - غرض سننے والا اپنے وقت اور طاقت کو ضائع نکرے - یہاں کیسا ہجوم ہے اور ہجوم میں کیسی خلاف صحت ہوائیں چلتی ہیں - پس اسجگہ کھڑے ہو کر تم اپنا وقت ضائع نکرنا - تاکہ تمہاری اغراض نیک ہوں -

سنانیوالے کے کیا اغراض ہیں - یہہ بتلانے کی مجھے ضرورت نہیں - کیونکہ یہ معاملہ میرے دل کا ہے یا میں خود جانتا ہوں - یا اس سے بڑھ کر میرا مولا خوب سمجھتا ہے - کیونکہ وہ یعلم السر واخفیٰ - یعنی وہ موجودہ اغراض کو اور کہ ان اغراض کا نتیجہ دو سال کے بعد کیا ہوگا اوس نتیجہ کو بھی جانتا ہے - اسواسطے میں اپنی غرض کو بتلاؤں کہ میری اس بولنے سے کیا غرض ہے ضرورۃ نہیں - اللہ تعالے بہتر جانتا ہے - بہرحال تم لوگ اگر نیکی کی اغراض سے میری اس تقریر کو نہیں سنتے تو اپنے قیمتی وقت کو ایسی ہجوم اور ایسی متعفن ہوا میں بے فائدہ رائگاں نہ کرو -

بہت ساری مخلوق ایسی ہوتی ہے کہ اونکے اغراض بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور صرف موجودہ وقت کے واسطے ہوتے ہیں - پر انسان کو علم اور عقل اسلئے بخشا گیا ہے کہ اس کے اغراض بھی بہت بلند پروازی کرنیوالے ہوں - یہہ میں نے تمہاری خیرخواہی کی ہے - پس میری پہلی بات کو تم لیلو - اور بڑی بات کو - کالائے بد بریش خاوند - یہیں چھوڑ دو - حق و حکمت کا کلمہ لینے سے دریغ نکرو اور برائی کے کلمہ سے بہت بلند سے کام لیکر اعراض کرو -

جو آیت میں نے پڑھی ہے - اوسکا مطلب یہ ہے کہ - اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے - تقویٰ کیا ہے اور اسکا نتیجہ کیا ہے - اور اس کے پہلوؤں سے انسان کسطرح آگاہ ہو سکتا ہے - اس سے مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں تقوے کا حکم دیتا ہے کہ حق تقویٰ ادا کرو -

تقویٰ کہتے ہیں اوس بات کو جس سے انسان دکھوں اور تکالیف سے بچ سکتا ہے - عربی زبان میں اسکا نام تقویٰ رکھا ہے اب آیا کہ کسطرح انسان دکھوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے قرآن کریم نے اسکو کھول کر بیان فرمایا ہے - یہاں میں صرف اونمیں سے ایک ہی آیت کو لیتا ہوں -

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ - الآیۃ - الیٰ - اولٰئک ھم المتقون -

یہاں اسلامی شریعت نے تقویٰ کے معنی بتلائے ہیں - تقویٰ کی جڑھ - شاخوں اور اوسکی رکنوں کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ سچے متقی کون ہوتے ہیں - میں نے اوسکی پہلی زیر نظر آیت کے لفظ تقویٰ کی تفسیر کیواسطے یہہ دوسری آیت پڑھی ہے - لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں پہلے یہ بتاؤں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے کبھی جی چاہتا کہ نہیں پہلے یہ بتلاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہوتے ہیں - کیونکہ جب نتیجہ مد نظر ہوتا ہے تو انسان اوس کام کو شرح صدر سے کرتا ہے - پس پہلے مجھے یہی پسند ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہیں - پس مختصراً بتلا دیتا ہوں -

ایک مومن کی طبیعت چاہتی ہے کہ صرف اس لئے کہ ہمارے مالک رب العالمین کا حکم ہے ہم ماننے کو تیار ہیں ہمیں بتلا دو کہ تقویٰ کیا چیز ہے - مگر ایک اور شخص یہ سوال پیش کر سکتا ہے کہ ہم کسی کام کو کر نہیں سکتے جبتک ہمیں یہ علم نہو کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا - پس بہتر ہے کہ ہم پہلے نتائج کا ہی اظہار کریں -

ہر ایک انسان کی فطرۃ میں یہ بات رکھدی گئی ہے کہ میں ایک طاقت عظیم یا عظیم کا محبوب بن جاؤں - جب یہ خواہش موجود ہے - تو ایک بیمار - جو بہت طبیبوں کا علاج کرچکا اور مفلس ہوگیا ہے - گھر والوں کو دوبھر معلوم ہوتا ہے - پر جب وہ ہر طرف سے تھک کر کسی طرف آتا ہے - تو اخراجات کثیر کا زیر بار ہو کر آتا اور پھر سب سامنے نذر رکھتا ہے - حالانکہ کیا اوسکو یقین ہے کہ اس سے مجھے شفا مل جاوے گی - یا اسکی طبابت اکمل ہے - پر بیماری لا علاج ہی کیا ہے - اسکا بہت سارا حصہ کمپنیوں - ڈاکٹروں - حجاموں - جراحوں کے سپرد ہو اور بہت تھوڑا حصہ ہمارے پاس ہے - پھر باوجود اس قلیل مقدار طب کے پھر وہ ہمارے ہاتھہ سے زہر کھانیکو بھی تیار ہے - پس یہ وہی بات ہے کہ اپنے سے زیادہ عظیم کا تبع بننا چاہتا ہے -

پھر انسان طاقتوروں کا بھی تبع بننا چاہتا ہے مثلاً حکام کا جیسے کوئی شخص کہدیتا کہ فلاں ڈپٹی ڈاکٹر یا فلاں حکیم یا فلاں ڈپٹی انسپکٹر - وغیرہ میرا اپنا ہے - یعنی میرا دوست ہے -

پس جو لوگ مذہب کے پابند ہیں یعنی خدا کی ہستی کو مانتے ہیں (کیونکہ اسوقت میں خدا کی ہستی پر بحث کرنے کے واسطے کھڑا نہیں ہوا اور وہ اور قومیں جنکے سامنے میں یہہ بحث

کرنے کی ضرورۃ ہوتی ہے) وہ اس ہستی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ بڑا علیم اور قادر ہے - اگر کوئی شخص اسپر اعتراض بھی کردے تو مین تھوڑا سا ثبوت دیتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ میرے ایک بڑے مہربان نے مجھپر سوال کیا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس الآیۃ - یعنی کعبہ ہم نے ایک عزۃ کا گھر بنایا ہے وہاں لوگ حج کو جاتے اور قربانیاں کرتے وغیرہ - یہہ اس لئے کہ خدا ہے - اور قادر ہے - اور علیم ہے - کیا یہہ دلیل مکہ کے وجود سے ثابت ہوجاتی ہے - اگر کوئی شخص کہدے کہ دو ہزار برس تک یہہ جہت ایسا ہی مکرم اور معظم رہے گا - کیا کوئی عالم یہ دعوی کرسکتا ہے ہرگز نہیں - پھر خدا کہتا ہے کہ ہم نے اس مسجد کو عزۃ والا بنا دیا ہے - دنیا کی ہزاروں سلطنتیں پلٹ جاویں دنیا اولٹ پلٹ ہو جاوے - اور یہ سب کچھ ممکنات میں سے ہے پر ایسے جنگل و بیابان میں ایک کوٹھہ ہے - اور اوس کے لئے دعوی کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دیا کہ اسکو مٹا کر تو دکھلاؤ - پھر اسکو کوئی مٹا نہ سکیگا پھر یہ بات کیسی پوری ہوئی یہہ اسلئے کہ تمہیں پتہ لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین و آسمان کی باتیں جانتا ہے - اور یہہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے - اور وہ قادر ہے -

پس جب ایسے علیم و قادر سے محبت ہو تو پھر کیا بات ہے -

متقی کے واسطے اللہ تعالے فرماتا ہے -

۱ واللہ یحب المتقین - اللہ متقی کو پیار کرتا ہے

۲ انما یتقبل اللہ من المتقین - اللہ قبول کرتا ہے متقی کی بات کو -

۳ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ - متقی کو وہ علم سکھائیں جو تمہیں نہیں آتا -

۴ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب - متقی کو ہر تنگی اور دکھہ سے نکلنے کا راستہ ہم بتا دینگے اور اوسکو اتنا رزق دینگے کہ وہ شمار بھی نکر سکیگا - ہم اوسکو تنگ سے تنگ حالت سے فراخی کی راہ بتا دیں گے - رزق کی بھی تکالیف ہوتی ہیں - اسکے سوائے اور کئی قسم کے مشکلات ہوتے ہیں - اون سب سے نکالیں گے - اور ... سے دیتا ہوں کہ اوسکو خبر بھی نہو - ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا - ... تمہارے دشمنوں کو اجاڑ دینگے اور تمہارے لئے راہ نکالینگے - اور دشمن ناکام ہونگے -

میں نے اپنی عمر میں کبھی تنگی نہیں دیکھی پر اوسکی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں -

پس متقی ۱ خدا کا محبوب بنتا - ۲ علم سکھتا - ۳ تنگی سے نجات پاتا - ۴ کامیاب ہوتا اور اسکے دشمن ناکام ہوتے ہیں - ۵ رزق لیتا - ۶ اس کی باتیں قبول ہوتیں -

اب متقی کی حقیقت اور نتائج کو تو تمنے سمجھہ لیا -

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ تقوی کیا چیز ہے -

۱ پہلی جڑھ تقوی کی خدا پر ایمان لانا ہے -

۲ دوسری جزا و سزا پر ایمان ہے - ۳ فرشتوں پر ۴ کتابوں پر - ۵ انبیاء پر ایمان لانا - ان پانچ جڑوں کی میں تفسیر کرنا چاہتا ہوں جو دل کے متعلق ہے -

دنیا میں بدی بھی ہوتی ہے جسکا نتیجہ دکھہ - اور نیکی بھی ہوتی جسکا نتیجہ سکھہ ہوتا ہے - اور اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا - بہت سی آہ و فریاد نالہ وزاری - گھر والوں اور پڑوسیوں کو بیقرار کردیتی ہیں - جو دکھہ کی وجہ سے ہوتی ہیں - ایک وجودی کو درجع مفاصل کی بیماری ہوئی اور شدید ہوئی تو اپابدن گھبرا کر یہہ شعر کہا ؎

ان کان منزلتی فنے الحب عندکم
ما قد لقیت فقد ضیعت ایامی

اسکا مطلب یہ ہے - کہ ہم تو محبت کی ترنگ میں کہتے ہیں کہ تو ہیں اور میں تو ہوگیا - پر اب معلوم ہوگیا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں - پس ایک ہی چیز سے دکھہ اور سکھہ ہو نہیں یہہ نہیں ہوسکتا پھر ہر ایک چیز کے اغراض اور اسباب الگ الگ ہوتے ہیں - دکھہ کی جڑھ بدی اور سکھہ کی جڑھ نیکی پر ہوتی ہے - وہ خواہ کسی علم پر موقوف ہو - پر خدا کا ماننا ہی بہت سی بدیوں سے روک دیتا ہے میں جب کبھی کسی شہر میں جاتا ہوں تو اپنے مذاق کے لوگوں کے پاس جاکر ڈیرہ کرتا ہوں - اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ - گویا - گانے والوں کے مکان پر - اور فقیر تکیہ پر - برہمن ٹھاکردوارے میں - اور عیسائی مشن کمپونڈ میں - اوسکی تلاش کرکے جا ڈیرہ لگا دیگا - پس انسان جس سے تعلق پیدا کرتا ہے اوسیکے پاس رہنا اور سہنا اوسکو مطلوب ہوتا ہے - اوسی کی حسب استطاعت رنگین ہوتا ہے - حکام اپنے ہم مذاق حکام کے مکانوں پہ جاتے - پس اسی طرح جب انسان کو خدا پہ ایمان اور تعلق ہوتا اوس کی ربوبیت - پاک ہستی - رحمانیت - رحیمیت - اور مالکیت پر ایمان ہوتا ہے - اور یہ کہ کس طرح یہ ربوبیت کا محتاج ہے - اور اوس کے محامد کا مطالعہ کرتا ہے تو اسطرف خیال آجاتا ہے کہ میں ایک گندہ اور ناپاک انسان ہوکر کسطرح اوس پاک اور قدوس خدا کے دربار میں منہ دکھلاؤں گا -

جب تک ایک مناسبت انسان میں نہیں ہوتی اوسوقت تک دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا - جیسے ہمیں اپنے مذاق کا ہی آدمی پیارا لگتا ہے -

پس تمام نیکیوں کی جڑ - اور حصول - اور خوبیوں کے واسطے عظیم الشان ذریعہ خدا کی شان ہی ہوسکتی ہے - پولیس ہم کو بدیوں کے ارتکاب سے روکتی پر تمام بدیوں کی جڑھ تو دل میں ہوتی اور اوسکو جبتک خدا نہ روکے رک نہیں سکتا

پس اوسکی ہستی کا اقرار اور اوسپر ایمان اور اپر یہہ یقین کہ اوسکو بدیوں اور بداعمالیوں سے پیار نہیں - گناہ سے بچنے کا عمدہ ذریعہ ہے -

پھر انسان کبھی کبھی ایسا ہی بنایا گیا ہے کہ ہتک کو پسند نہیں کرتا - اور ایک آدمی کے سامنے بھی پسند نہیں کرتا - میری کیسی فطرۃ ہے کہ مینے کہا کہ میری اگر کوئی غلطی ہو تو اوسکی پرواہ نہ کرو - اور اوس سے درگذر کرو - یہہ اسی لئے کہ میری ہتک نہ ہو - چور چوری کرکے پھر کیوں انکار کرتا - صرف اس لئے کہ میری ہتک نہ ہو - پھر بھلا ایک گھر والوں کے سامنے ایک شہر والوں کے سامنے - پھر ایک تمام ملک کے لوگوں کے سامنے پھر ساری دنیا کے سامنے پھر تمام اولین و آخرین کے سامنے ہماری ہتک ہو - اور مقابلہ ہو - یہہ ہمسے برداشت ہوسکتا ہے - پس کوئی شخص ایسا ایمان رکھکر کب ایسی ہتک کو پسند کرے گا -

ایک دفعہ میرے ایک دوست نے مجھسے سوال کیا کہ جب ہم دوزخ سے سزا پاکر بہشت میں چلے جاوینگے تو کیا حرج ہے کہ کچھہ وقت کے لئے اوس عذاب کو برداشت کریں - اور پھر بہشت میں چلے جاویں - مینے اوسکو جواب دیا کہ ہم اسوقت ایک بازار میں چلے جاتے ہیں اور یہاں ہمارا واقف بھی کوئی نہیں - میں تمہیں دو روپیہ نقد دیتا ہوں مجھے سر پر دو جوت لگا لینے دو - تو وہ ڈر گیا کہ یہہ کہیں ایسا کر نہ بیٹھے اور کہا کہ دیکھنا کہیں ایسی حرکت کر نہ بیٹھنا - پس مینے کہا کہ دیکھو یہاں تم کو دو روپیہ بھی ملتے ہیں اور کوئی ہمارا آشنا سا بھی نہیں ہے - تو تم صرف دو جوت کو پسند نہیں کرتے - پھر کیا وجہ کہ اوس ذلت کو تم ساری دنیا کے سامنے پسند کروگے - پس یہ شہادت تو تمہاری اپنی فطرۃ میں موجود ہے -

ہر ایک بدکار قوم کے اندر ہی ایک ملزم کرنیوالا موجود ہے - مثلاً - ڈاکو - ٹھگ - چور - کنجر - مینے دیکھے اور ان لوگوں کو نصیحت کی ہے وہ کہتے کہ ہم ان باتوں کو بدی نہیں سمجھتے - مینے ایک کنجر کو جواب میں کہا کہ کیا تم اپنی بہو سے زنا کرواتے ہو تو اوس نے جواب دیا کہ نہیں پر اسلئے کہ دوسرے کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہئے پس جو شخص تمہارے گھر میں بدکاری کے واسطے آیا ہے کیا وہ لڑکی اوس کے واسطے غیر کی نہیں - اسیطرح ٹھگ اور چور ٹھگی اور چوری کو اپنے جتھے میں برا سمجھتے ہیں - مینے ٹھگوں اور چوروں سے بھی پوچھا ہے کہ تم چند آدمی ملکر ایسا کام کرتے ہو اور مال صرف ایک آدمی کے سپرد کرتے ہو اگر وہ اوس میں سے کچھہ نقصان کرلے تو پھر جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ کمینہ اور بدذات چور ہے - اور ہماری شرکت کے قابل نہیں - مینے کہا کیا دوسرے کا مال کہانے والا کمینہ اور بدذات ہوتا ہے تو پھر لاجواب ہوگیا -

پس ہر ایک انسان کے اندر حق کی شناخت اور حق کا واعظ موجود ہے - لہذا جزا و سزا کا اعتقاد بھی نیکی پر مائل کرتا ہے -

پس یوم آخرت کے یہی معنے سمجھہ لو کہ بدی کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑیگا - اور پڑتا ہے -

تیسرا ذریعہ نیکی کا محرک ہے - پر افسوس کہ لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی اور اگر کی ہے تو کم کی ہے یا اوسپر ایمان نہیں یہہ فرشتوں کا اعتقاد ہے - اور لوگوں نے اسکو ایک معمولی وجود سمجھا ہے -

ہمیں خدا تعالے نے ملائکہ کا اعتقاد - جزو ایمان میں کیوں بتلایا - میں نوان کے اسباب اور نتائج وغیرہ وغیرہ کاموں میں بڑا لگا رہتا ہوں - اور بقدر اپنی طاقت کے ہمیشہ ایسی تلاش میں رہتا ہوں -

ملائکہ پر ایمان جیسے مینے بتایا ہے کہ شروع وعظ کیا تقوے سے اور پہلے بتا دیا یہہ کہ تقوے کے پھل کیا ہیں اسیطرح ہمیں خیال آتا ہے کہ ملائکہ کا ایمان کیا ہے - اور کیوں ہے -

لوگ کہتے کہ ہم ملائکہ کو نہیں مانتے پر ہم تلاش کرتے ہیں کہ اون سے محبت کسطرح بڑھانی چاہیے - بہت لوگ اسطرف بھی جھکے ہیں کہ ملائکہ کوئی نہیں - چنانچہ آریہ - دیوتا کے معنے کرتے ہیں ہر ایک معمولی انسان فضیلت والا پر اگر ایسی بات ہوتی تو اسپر ایمان لانے کی کیا ضرورت تھی میرا تو حق الیقین ہے کہ ملائکہ کا ایمان نیکی کی جڑھ ہے - اس کی دلیل یہہ ہے کہ جب ہم

بیٹھے بیٹھے ہوتے ہیں (دنیا یا متی ہے کہ کوئی کام دنیا میں بے سبب کے نہیں ہوتا۔ مثلاً ہم ایک بچی ہوئی چیز اپنی تو وہ ہم سے طلب کرتا ہے۔ کبھی کوئی دعا سنتا ہے کہ یہ سبب غائب ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں ماننا کہ ہر بات نہیں بولتا۔ دل پر اثر ہوتا ہے۔ تو بعض دفعہ ملتا ایک نیکی کا خیال آ جاتا ہے۔ یا بعض کلام میں ایک نیکی کا خیال آ جاتا ہے۔ بعض دفعہ نماز پڑھتے ہوئے اسکے دل میں ریا آ جاتا ہے۔

میں نے ایک دفعہ صبح کی نماز گھر میں پڑھی۔ تو بہت مختصر کردی۔ اور ایک دفعہ پھر مسجد میں صبح کی جماعت کرانے لگا تو لمبی قرأت شروع کردی۔ معاً دل میں خیال آیا کہ تو نے گھر میں جہاں لمبی قرأت چاہیئے تھی چھوٹی کی۔ اور مسجد میں جہاں چھوٹی قرأت چاہیئے تھی لمبی شروع کردی ہے۔ پس غور کر کیا یہہ ایمان کا مقتضاء ہے۔ جھٹ سلام پھیر کر راستہ لیا۔ کسی نے سمجھا جنبی تھا۔ کسی نے کچھہ خیال کیا اور کسی نے کچھہ۔

پس انسان کو بیٹھے بیٹھے کبھی نیک اور کبھی بد ارادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہہ کیوں ہوتی ہیں۔ جبکہ کوئی کام بدون اسباب اور علل کے نہیں ہوتا۔ تو نیک اور بد ارادے کی تحریک کیوں ہوئی۔ اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتہ کہتے ہیں۔ ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکھتے ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ و شیاطین کو ہر وقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے۔ اور موقعہ پر تحریکیں کرتے ہیں۔ اگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور تدریج پھر وہ تحریک ہوتی اور بڑھتی جاتی ہے اور وہ انسان اُس میں لگ پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے ملائکہ اور شیاطین میں جنگ ہو پڑتی اور ملائکہ جیت جاتے اور پھر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کرلیتا ہے۔ اسکے متعلق قرآن کریم میں فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الآیۃ۔

پس ایسے لوگوں پر پھر ملائکہ نازل ہوتے اور خدا کہتا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مت غم کھاؤ۔ پس اس طرح ملائکہ کا ماننا بھی نیکی سکھلاتا اور بدی سے روکتا ہے۔

پھر۔ پاک اور مقدس کتابیں بھی۔ ایمان لانے سے ایسی ہی تحریک کرتی ہیں۔ مصنف کے خیالات کا اثر پڑھنے والے پر پڑتا ہے۔

مثلاً ناولوں کے اثر سے ہزاروں عورتیں اور مرد ہندوستان میں بدکار ہو گئے۔ یہہ بات بہت سے مصنفین نے صاف لفظوں میں لکھی ہے۔

اب ہم اپنا مشاہدہ دیکھتے ہیں کہ ناول۔ فسانہ عشق و حسن کے قصے پڑھنے والوں کو دیکھو کہ اون کا نتیجہ نیک اٹھایا یا بد۔ بہت کتابیں بازاروں میں پڑی ہوئی ہیں اور ہمارے لوگ پڑھتے ہوں گے اون کا مطالعہ کر کے دیکھو کہ اون کے نتائج کیا نکلے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ راگ کے مسئلہ پر خیال کیا تو خیال آیا کہ گیت گانے والوں نے اس سے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔ اور گیت گانے والے کون لوگ ہیں۔ کنجر بھڑوے۔ راس دہاریئے۔ مراثی۔ ڈوم۔ پھر قوال۔ ذرہ غور کرو۔ اون میں زیادہ قدر لوگ قوالوں کی کرتے ہیں۔ مگر بندہ تو فعال چاہیئے۔ وہ تو صرف قوال ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ قرآن کو اور اشعار کو سُریلی آوازوں سے پڑھنے والوں کے اعمال پر غور کرو وہ اون کے اقوال کے مطابق ہی نہیں ہوتے۔

پس ملائکہ کے ایمان کے بعد مقدس لوگوں کی کتابیں پڑھنے سے بہت فائدے ہوتے ہیں۔ پھر خدا اور انبیاء کی کتابیں۔ پھر پاک لوگوں کی صحبت اور پاک نمونوں سے انسان نیک بنتا ہے۔ اور انبیاء اور اون کی کتابوں پر ایمان لانے سے ہم نیک نمونے دیکھتے ہیں۔

یہہ جڑہیں ہیں تقوے کی۔

اب ان جڑہوں کے پھل اور نتائج کیا ہیں۔

گر جان طلبی مضائقہ نیست + ور زر طلبی سخن درین است

ابھی اگر چندہ کا سوال کریں تو یہ مجلس درہم برہم ہو جاوے میں چندہ کی درخواست ہرگز نہیں کرتا۔ پر وہ لوگ جو ان جڑہوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اٰتی المال علےٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ۔ الآیۃ ہوتے ہیں۔ اللہ کی محبت اور اللہ کی مخلوق پر رحمت کرنے کے لیئے مال خرچ کرتے ہیں۔ یہہ اون میں تقوے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور وہ شخص دنیا کہاں ہے۔ تم لوگ میرے رشتہ داروں سے واقف نہیں میرے حالات جوانی سے واقف نہیں۔ پر میرے رشتہ دار خوب واقف ہیں۔ اسلیئے خدا نے حکم دیا ہے کہ مال سے رشتہ داروں کی خبر لو۔ جب انسان دیکھتا ہے۔ فلان میرے رشتہ دار نے میرے بچہ کو مارا تہا فلان نے مجھے گالی دی تہی۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو اوسکا دل ایسے رشتہ داروں کو چیز دینے سے تعرض کرتا ہے۔ پر خدا کے حکم کے سامنے ان باتوں کی پرواہ نہ کر کے اوس کی پرورش کرتا ہے یہہ اوس تقوی کا نتیجہ ہے۔ پھر اموال کے خرچ کرنے میں انسان یہہ خیال کرتا ہے کہ یہاں سے

مجھے بہت کچھہ عوض میں ملیگا۔ مجھے یہہ عزت ملیگی اور خدا فرماتا ہے کہ قرابت کے بعد مال یتیموں کو دو۔ کیونکہ یتیم سے تو بدلہ کی امید نہیں اور یہہ مظہر بنتا ہے تقوی کا۔ پھر تیسری ایک اور جگہہ ہے مال کے خرچ کرنے کی۔ ایک شخص درزی ہے۔ اور اوس کے پاس سوئی دہاگہ۔ اور قینچی نہیں۔ وہ مسکین کی حالت میں ہے۔ کام نہیں کر سکتا۔ جبتک اوس کے پاس سامان نہ ہو پس سامان بنوا دینا مسکین کی خبرگیری ہے۔

پھر مسافرون کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ اور ہم ان مشکلات سے خوب واقف ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ناتہہ پہیلانے کی حقیقت کو بھی نہیں جانتے۔ پس مسافر نوازی بھی تقوی کی راہ ہے پانچ ہی اصول تقوی کے بتلائے ہین اور پانچ ہی ظاہر نتائج تقوی کے بتلائے ہین۔

پھر سائل پر عجیب حالت ہے۔ ایک شخص سوال کرتا۔ دوسرا اوسکو کچھہ دیتا تو نہیں پر کہتا کہ اس کے پاس تو ہزاروں روپیہ ہین۔ پر یہ خیال نہیں کرتا کہ ہر ایک شخص کو دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر ضرور سوال کی ضرورت پڑی ہے۔

سید عبد القادر جیلانی کہتے ہین کہ جب سوالی آوے تو چار باتوں پر خیال کر لیا کرو۔ کبھی تو مسئول کی جیب واقعی خالی ہے اور دے نہیں سکتا۔ کبھی جیب تو پُر ہوتی پر بخل کی عادت اوس کو نکالنے نہیں دیتی۔ اسی طرح پھر سائل کی دو حالتین ہین۔ کبھی تو واقعی اوس کے پاس کچھہ نہیں اور وہ سوال پر مجبور ہوا ہے۔ اور کبھی اوسکو ضرورت نہین پر حرص نے دست سوال پڑھایا ہے۔

اب اگر یہہ اوسکو دیتا نہین تو اوسکا سوال لغو گیا پس سید لکھتے ہین کہ یہہ شخص خدا سے استغفار کرے۔ قول معروف و مغفرۃ۔ یہہ مغفرۃ کے وہ معنے فرماتے ہیں۔ استغفار۔ کہ یا الٰہی اگر کسی گناہ کی وجہ سے میری جیب خالی ہے تو اوسکو پُر کر۔ یا بخل کی وجہ ہے تو مجھے اس عادۃ کے عذاب سے نجات دے۔ اور اس سوالی کو یا تو توفیق اور رزق عطا کر جو کسی گناہ کی وجہ سے تنگی کا زیر بار ہے۔ یا اگر اس کے گہر مین روپیہ ہے تو اسپر رحم کر کہ اس حرص کے عذاب سے نجات پاوے۔ پانچواں مظہر ہے تقوے کا۔ رقاب مثلاً قرضہ۔ ڈگری۔ غلامی والے کو دیوے۔ یہہ تقوی کے مظہر ہین اموال پر۔

واقام الصلوٰۃ۔ صبح کا وقت ہے اور سردی کا موسم ہے۔ رات کو احتلام ہو گیا ہے۔ اور صبح کی اذان ہوئی ہے۔ نماز پڑہتی ہے۔ پہر وہ اوٹھکر ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا اور نماز میں جاکر شامل ہوتا ہے علی ہذا القیاس عشاء کا وقت ہے۔ یا عصر کا وقت ہے کہ دوکان پر خریداروں کا جمگھٹا لگا ہوا ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی ہے۔ اور یہ سب کچھہ چھوڑ چہاڑ کر مسجد کو دوڑتا ہے۔ ایسا ہی صبح اور عشاء کی نماز منافق کسل کاہلی کرتا ہے۔

واٰتی الزکوٰۃ۔ اپنے اموال میں حصص مقرر کرتا ہے۔

والموفون بعہدھم۔ اپنے معاہدوں میں وفاداری سے کام لیتا ہے۔

والصابرین فی الباساء والضراء۔ الآیۃ بیماری اور مقدمہ اور غربت و افلاس۔ یہہ تین وقت انسان کو بہت مشکل ہوتے ہیں۔ ہر آدمی اسپر غور کرے کہ ان تین وقتوں میں۔ ہمت۔ حوصلہ۔ استقلال اور جوانمردی سے کام لے۔ یہہ تقوے کے نشان ہین۔ اور ان نشانوں والے شخص کو متقی کہتے ہیں۔

اب تم نے اس آیت کے معنے سمجھ لیئے ہونگے۔ پس اسطرح انسان خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اب وقت ختم ہو گیا ہے۔ اور نماز کا وقت آگیا ہے۔ باقی پہر سہی۔ ہاں سامان تقوی بتلا دیتا ہوں۔ دعا۔ نیک صحبت۔ اور صدقہ و خیرات دینا۔ یہہ سامان ہین۔ اللہ تعالے تمہیں توفیق عطا کرے۔ آمین۔

رسید زر برائے امداد داخلہ امتحان طلباء کالج

جمع گذشتہ عیسہ

حکیم فضل دین صاحب۔ عہ منشی شمس الدین صاحب از شملہ گورنمنٹ پریس۔ صمہ۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب ۱ر ماسٹر محمد الدین صاحب کلرک مدرسہ عہ۔ جناب سید محمد علیشاہ صاحب۔ عہ۔ چودہری اللہ داد خانصاحب کلرک دفتر میگزین۔ عا سید سرور شاہ صاحب۔ ۲ر چودہری رستم علے کورٹ انسپکٹر (دوبارہ) صمہ۔ احمد نور صاحب کابلی ۲ر مولوی شیر علیصاحب پرنسپل ۸ر عمر الدین دودہ فروش ۱ر مفتی صاحب۔ عہ۔ قاضی غلام حسین صاحب عہ

کل میزان للعہ

عید الضحیٰ کا مبارک دن قریب آرہا ہے۔ اسواسطے آپکو بر موقع یاد دلاتا ہوں کہ چندہ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس احمدی ممبر اور کہال قربانی (قیمت) مدرسہ کے غربا اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی

ہندوستانین دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۵)

یسوع کا یہ زمانہ کسی حالت اور صورت مین نظر انداز کئے جانے کے قابل نہین ہے۔ کیونکہ یوحنا کے ہاتھ پر بیعت توبہ یا اصطباغ ان کے اپنے منہ سے اپنی عملی کمزوری کا اعتراف ہے اور گویا گنہگار ہونیکی ایک ایسی مہر ہے جسکو کوئی عیسائی مردہ پرست توڑ نہین سکتا۔ جہانتک انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ مل سکتی ہے اسپر غور کرنیسے صاف پتہ لگتا ہے کہ انکی زندگی مین یہ واقعہ کبھی پیش نہین آیا کہ انہون نے کسی دوسرے کے ہاتھ پر گناہون کا اقرار کیا ہو۔ عبودیت کے کمال کا اظہار اور اپنے مولیٰ کریم کے ساتھ تعلقات شدیدہ کی وجہ سے اپنی انکساری اور تذلل کا بیان اور اعتراف ایک الگ چیز ہے جسکو یسوع کے اس فعل سے کوئی نسبت اور تعلق ہی نہین یہ فخر صرف یسوع ہی کو حاصل ہے کہ ایک دوسرے شخص کے پاس گناہ کے اقرار کیلئے جاتا ہے۔

پس اس لحاظ سے اگر نجات یافتہ کوئی شخص ہو سکتا ہے تو وہ یوحنا ہے جو اقرار گناہ لیتا تھا نہ کہ یسوع جس نے اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔

یہ پرانی انجیلی یسوع کی لایف کا آئینہ ہے یہ ہی بتا رہی ہے کہ اس توبہ سے بھی اسے کوئی معتد فایدہ نہین اٹھایا بلکہ اسکی حالت پہلے سے بھی کمزور ہو گئی تھی۔ مین انجیل ہی کی شہادت سے اس امر کو ثابت کرونگا اور دکھاؤنگا کہ اسکی زندگی کے واقعات مین ایسے امور موجود ہین جو نکتہ چین نگاہ کو اعتراض کرنے کیلئے پوری مدد دیتے ہین۔ ان واقعات پر نظر کرنیسے ایک اور بھی حقیقت کھلتی ہے جو یسوع کی اس بیعت توبہ کو مضبوط کر رہی ہے اور جس سے عیسائیون کی ان رکیک تاویلون کی کمزوری ثابت ہوتی ہے جو اس معاملہ مین وہ پیش کرتے ہین سب سے پہلا اثر اور نتیجہ جو اس بیعت توبہ کا یسوع پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ اسکو شیطان اپنے ساتھ لیگیا۔

چنانچہ متی کی انجیل مین اس واقعہ اصطباغ کے ساتھ ہی بلا فصل یسوع کی آزمایش کا عنوان جماکر لکھا ہے کہ

اسوقت روح یسوع کو جنگل مین لے گئی تاکہ ابلیس سے آزمایا جاوے

میری سمجھ مین اس آیت کی کوئی توجیہ نہین آئی۔ قریباً ۱۶ برس سے انجیل پڑہتا رہا ہون یہانتک کہ بعض پادریون مثل حسن علی سفیر سابق اڈیٹر نور افشان - پادری جیمل سنگھ - پادری شریف صاحب (جو لاہور مین بڑے مشہور پادری تھے) پادری جی - ایچ گرسے وغیرہ دیسی اور ولایتی پادریون سے بھی انکی ہی تحریک کے موافق مین نے انجیل کو پڑھا۔ اور ان سے بارہا پوچھا کہ یہ کیا ستر ہے کہ ایک شخص ادہر اصطباغ لیتا ہے اور اسپر روح القدس کا نزول ہوتا ہے اور ساتھ ہی وہ شیطان کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اس سے دو باتین ثابت ہوتی ہین یا تو یہ کہ اسکی عملی حالت ایسی کمزور اور ناقص ہے کہ شیطان کا بہت جلد تسلط اسپر ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ یہ واقعات ہی سرے سے غلط اور بے بنیاد ہین۔ لیکن مین سچ کہتا ہون کہ پادری صاحبان کو دونون باتون کے تسلیم کرنے مین موت آتی ہے اور حقیقت مین آنی بھی چاہیئے کیونکہ اگر یہ تسلیم کرین کہ یہ واقعات نفس الامر مین غلط اور بے بنیاد ہین اور انکی کوئی اصلیت اور حقیقت نہین تو انہین اپنی زبان سے یہ اعتراف کر لینا پڑیگا کہ انجیل مین بے بنیاد اور بیہودہ واقعات درج ہین جس سے انجیل کی کوئی وقعت اور عزت ایک دانشمند کے دل مین نہین رہ سکتی اور اُسے مجموعہ اباطیل ماننا پڑیگا یا کم از کم یہ کہنا ضروری ہوگا کہ وہ قابل اعتبار نہین اسمین حق و باطل ملا گیا ہے۔ اور اگر اناجیل کی عزت و وقعت کو قایم رکھنے کیلئے یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے سچ مچ یسوع کو شیطان اپنے ساتھ لیگیا تھا تب بھی اس مذہب کا کچھ بھی باقی نہین رہتا۔ کیونکہ جسکا بانی اور امام ایسا ہے کہ وہ شیطان کو شیطان سمجھکر بھی اس کے ساتھ جاتا ہے اور پھر ایک دو منٹ نہین بلکہ چالیس روز تک اس کے ساتھ رہتا ہے اسکی ایمانی حالت ضرور بالضرور کمزور ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی مجید و حکیم کتاب تو یہ فیصلہ کرتی ہے ان عبادی لیس لک علیہم السلطان

اور یہان یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے اسقدر قوت اور طاقت اسپر حاصل کی کہ چالیس روز تک اسے پھرایا۔ اچھا فیض روح القدس ہے یہ خوب ابن اللہ اور بالآخر خود خدا کی طاقت اور جبروت ہے کہ شیطان اسے جنگلون مین لئے پھرتا ہے اور باوجود اسکے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔

میری سمجھ مین جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے کبھی یہ بات نہین آئی۔ اور نہ عیسائی فاضلون نے اس اعتراض کو حل کیا ہے ایسی صورت مین خدا کیلئے پادری صاحبان! اور وہ لوگ جو اپنی نجات کا انحصار یسوع کے خون پر رکھتے ہین انصاف سے بتائین کہ کیا ان کے مذہب مین نجات کی کوئی صورت ہے؟ اور کیا وہ شخص نجات یافتہ کہلانے کا مستحق ہے جسکی عملی حالت یہ ہے پہر اسطرح کی خوشی کرنا اسکی پیدایش کے دن پر کہانتک موزون اور مناسب ہے۔ یسوع نے اپنی اس حرکت سے جو شیطان کے ساتھ جانیسے سرزد ہوئی ہے یہی نہین کہ اپنی وقعت اور تقدس کو کہو دیا ہے بلکہ اپنے پیر و مرشد یوحنا ابن ذکریا کے تقدس اور قوت قدسی پر برا اثر ڈالا ہے کیونکہ یسوع کا یہ برا نمونہ انکی قوت قدسی کو کمزور ثابت کرتا ہے۔ بحالیکہ ایسا نہین ہے۔ مین یقین رکہتا ہون کہ حضرت یحییٰ جن کو یوحنا کہا جاتا ہے ایک راستباز اور خدا کے برگزیدہ بندے تھے انہون نے ایک قوم کی مناسب اصلاح کی مگر جو شخص ان کے شاگرد یسوع کی عملی حالت سے ان کے تقدس کا اندازہ کریگا اسے سخت ٹھوکر کہانے کا احتمال ہے۔

مین ان لوگون کو جو عیسائی مذہب کے متعلق غور کرتے ہین اس حصہ انجیل پر بہت بڑی توجہ دلانی چاہتا ہون۔ اور خود عیسائی صاحبان کو بھی متوجہ کرتا ہون کہ وہ خدا کیلئے اس مقام پر غور کرین کیونکہ اسی ایک واقعہ سے جیسا پہلے ظاہر کیا گیا ہے دو باتون مین سے ایک بات قرار پاکر انجیل اور عیسائی مذہب کا فیصلہ اور خاتمہ ہو جاتا ہے یعنے یا تو شیطان کا مقلد یسوع کو ماننا پڑیگا اور یا انجیل مین غیر صحیح واقعات کا اندراج تسلیم کرنا پڑیگا اور دونون صورتون مین اس مذہب کی حقیقت معلوم!

انجیل کے فلاسفرون اور عیسائی فاضلون کو جہان انجیل اور یسوع کی لایف کے دوسرے واقعات نے حیرت مین ڈالا ہے وہان اس واقعہ نے بھی انہین کچھ کم حیران نہین کیا ہے۔ اور انہون نے بڑی دلیری اور جرأت کے ساتھ اس واقعہ سے فائدہ اٹھاکر انجیل ہی کا صفایا کر دیا ہے۔ انکے اعتراضات اور ہی رنگ کے ہین اور وہ بجائے خود بڑے قوی اور مضبوط ہین۔ مثلاً وہ کہتے ہین کہ جبکہ شیطان کا کوئی وجود نہین ہے تو یسوع کس کے ساتھ گیا اور کب گیا؟ - یہ اعتراض بجائے خود عیسائیون کیلئے قابل جواب تھا کہ اسی سلسلہ اعتراض مین یہ اعتراض بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ شیطان کی اتباع اور رفاقت کا یہودیون کے بہاڑون اور گذرگاہون مین ہوتا تو ضرور تہا کہ نہ صرف یسوع بلکہ یہودی بھی اس شیطان کو دیکھتے اور کچھ شک نہین کہ شیطان معمولی انسانون کیطرح نہین ہوگا بلکہ ایک عجیب و غریب صورت کا جاندار ہوگا - جو دیکھنے والون کو تعجب مین ڈالتا ہوگا - پس اگر فی الحقیقت شیطان یسوع کو بیداری مین نظر آیا تہا تو چاہیئے تہا کہ اسکو دیکھکر ہزارہا یہودی وغیرہ اس جگہ جمع ہو جاتے اور ایک مجمع اکٹھا ہو جاتا لیکن یہ واقعہ کسی صحیح تاریخ مین پایا نہین جاتا اور یہودیون کی کتابون مین جہان عجیب و غریب روایات اور قصص کے تودہ طوفان جمع ہین اس عجیب داستان کا جو ایک ناول ہے کچھ بھی کچھ نہین کوئی ذکر نہین ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین فلاسفرون کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی زبردست دلیل ہاتھ آگئی ہے جسکی مدد سے وہ تعیین کرتے ہین کہ انجیل مین اس قسم کی بہت سی خیالی اور فرضی حکائتین اور باتین درج ہین۔ جنکا پایہ کسی صورت مین ایک داستان اور ناول سے بڑھکر نہین ہو سکتا۔ (باقی چھٹے نمبر مین)

(باقی چھٹے نمبر مین)

حضرت اقدسؑ کا مبارک ارشاد

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر رسالہ میگزین کی کثرت اشاعت کی یہانتک تاکید فرمائی تہی کہ اس کی رو سے کوئی اپنی جماعت احمدیہ کا بہائی خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اور خواہ کسی حیثیت کا ہو تا اسکی خریداری سے محروم نہ رہتا۔ چنانچہ حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے بجنسہ "تاکیدی الفاظ یہ تہے" "مین پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردون کو اسطرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکہلاوین اور اس خدمت میں جان توڑ کوشش کرین" اسپر ہی اکتفا نہیں فرمائی بلکہ ساتھ ہی ظاہر فرمایا۔ کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قایم رہکر اسبارہ میں کوشش کرین تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے" اور واقعی بات بھی بہت صاف تہی۔ کیونکہ اپنی دو لاکھ سے بڑہی ہوئی جماعت احمدیہ میں سے پانچ فیصدی احباب بہی کم از کم فی کس ایک ایک رسالہ کے خریدار بنتے تو تعداد خریداری کہیں دس ہزار سے بہی بڑھ جاتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جملہ بہائیوں کے کانون تک حضرت اقدسؑ کے مبارک ارشاد کے یہ تاکیدی الفاظ نہیں پہونچے چونکہ حضرت اقدسؑ کی فرمائی تعداد تک رسالہ کی تعداد خریداری پہونچنے میں ابھی بہت کمی ہے اسواسطے ہر ایک بہائی کا فرض ہونا چاہیئے کہ اس حکم سے مطلع ہونے پر خود فوراً خریدار رسالہ بنے اور دیگر بہائیوں تک اس حکم کے پہونچانے اور دیگر خریدار پیدا کرنیکی کوشش کرین اور فی ہمت وذی وسعت احباب علاوہ خریداری کے مالی اعانت میں بہی حصہ

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ یہ تذکرہ کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمیں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے نیوگ کے خطرناک برے نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریہ سماجی اعتراضوں کا جواب دیا ہے ۔ قیمت ۴ر

نماز پر تقریر الوریسگاہ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر بلیغ تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۱ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اول اعلحضرت کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر ۔ قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۳ر

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۲ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب ۔ قیمت ۳ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین - مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی حضرت مسیح موعود کے خلاف تیار کیا تھا اور چند علما سے ۔ ۔ ۔ اس کا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیئے قیمت ۱۲ر

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب ۔ قیمت عمر

تفسیر سورہ تبت - سورہ تبت ید ابی لہب ۔ ۔ ۔ ۔ اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۲ر

سوانح الجبیل نمبر ۱ - ایک ہندوستانی مولوی خطوط ۔ قیمت ۱ر

شیعہ ۔ حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲ر

اڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان ۔ ۔ ۔ نے بطور ریویو پسند فرمائی ہے ۔ ۔ ۔ اظہار پسندیدگی بھیجے گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بہتر ہی اسکو قبولیت ہوگئی ہے قیمت عہر

تفسیر القرآن پارہ دوم - بطور رسالہ ماہواری تفسیر القرآن تفسیر کے بعد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آ گئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبرن کی قیمت ۔ ۔ ۔ اور سالانہ قیمت ۔ ۔ ۔ ۱ر

سالکس ۔ ۔ ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی ۔ ۔ ۔ اور انہیں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے ۔ ۔ ۔ بطور ریویو لکھا گیا ہے ۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۳ر

ریورٹ جلسہ ۔ ۔ ۔ ۱۸۹۷ء ۔ ۔ ۔ میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمیں حضرت حجۃ اللہ ۔ ۔ ۔ نے زبردست تقریر ۔ ۔ ۔ فرمائی اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر لکچر دیئے یہ سب تقریرین یکجا جمع ہیں علاوہ ازین ریورٹ کے شروع میں ایڈیٹر ۔ ۔ ۔ ایک قابل دید ۔ ۔ ۔ ہے ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۴ر

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان میں ایک جلسہ ۔ ۔ ۔ کے متعلق کیا تھا جسکی تائید ۔ ۔ ۔ گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریر ۔ ۔ ۔

اصلاح ۔ ۔ ۔ حضرت حکیم الامۃ کے ۔ ۔ ۔ ایڈیٹر الحکم ۔ ۔ ۔ دوم کا جواب جسمیں حضرت حکیم الامۃ نے ۔ ۔ ۔ پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۲ر

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۔ ۔ ۔ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۔ ۔ ۔

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) ۴ر

دعوۃ الحق نمبر ۲ - انجیل کی حقیقت ۔ قیمت ۔ ۔ ۔

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم میں عبد مومن کے خواص و نشانات) قیمت ۲ر

مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۱ر

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے طرز پر ۔ ۔ ۔ دو پارہ چھاپا گیا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ بدرست ہونے کے علاوہ محصول ڈاک ۔ ۔ ۔

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تھا ۔ مین آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہون اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی مفید اور ضروری ہے ۔

مین اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چھاپنا چاہتا ہون ناظرین اپنی درخواستین جلد بھیجکر اطلاع دیدین تاکہ اندازہ ہو سکے

فہرست مضامین حقیقت نماز

۱ - انسانی فطرت کا اقتضا اور غایت
۲ - دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے
۳ - عبادت کا مفہوم
۴ - صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے ؟
۵ - عبودیت اور الوہیت کا صعود و نزول
۶ - نماز مومن کا معراج ہے اسکے معنے
۷ - مغز نماز دعا ہے
۸ - دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہین
۹ - عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ
۱۰ - نماز مین بے ذوقی اور ذوق
۱۱ - نماز مین ذوق کیونکر پیدا ہو
۱۲ - بے ذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہو جاتا ہے ؟
۱۳ - حقیقت نماز
۱۴ - باطن کو ظاہر سے تعلق ہے
۱۵ - طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ
۱۶ - پاکی اور ناپاکی کا مفہوم
۱۷ - آئینی حالت اعضاء اور جوارح کو حرکت دیگی
۱۸ - نماز جیکو کوئی مشرع عبادت کی شکل میں نہین آئی
۱۹ - ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی
۲۰ - نماز کا روحانی فلسفہ
۲۱ - نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت
۲۲ - اوقات نماز کا روحانی فلسفہ
۲۳ - پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر
۲۴ - جماعت اور اسکی حقیقت
۲۵ - نماز جمعہ اور عیدین کے قائم کرنیکی حکمتین
۲۶ - انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع
۲۷ - اذان اور اس کی حکمت
۲۸ - اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت
۲۹ - اسلامی توحید کے لطایف نماز مین
۳۰ - تعین قبلہ اور اسکی فلاسفی
۳۱ - ایک انگریز کا قول اسلامی نماز پر
۳۲ - اسلام مین روحانی طہارت پہلو بعد یا کیا ہے
۳۳ - نماز کی روحانی فلاسفی
۳۴ - تعدد رکعت اور حضور قلب
۳۵ - وضو کا طریق
۳۶ - وضو کی دعا
۳۷ - نماز پڑھنے کا طریق
۳۸ - اوقات نماز
۳۹ - سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر
۴۰ - سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر
۴۱ - معوذتین کے معنے اور تفسیر
۴۲ - سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر
۴۳ - انا اعطیناک الکوثر کے معنے اور تفسیر
۴۴ - سورۃ الضحی کے معنے اور تفسیر
۴۵ - سورہ الم نشرح کے معنے اور تفسیر
۴۶ - سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر
۴۷ - سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر
۴۸ - سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر
۴۹ - سورۃ والشمس والضحی کے معنے اور تفسیر
۵۰ - قرآن شریف کی دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۱ - مسنونہ دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۲ - غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ
۵۳ - نماز جنازہ اور اسکی حقیقت
۵۴ - نماز جنازہ کے پڑھنے کا طریق
۵۵ - غیر احمدی اور نماز جنازہ
۵۶ - متفرق نمازون کا طریق جیسے نماز جمعہ عیدین - تراویح - تہجد - وتر - حاجت استسقا - استخارہ - تسبیح - کسوف خسوف اشراق وغیرہ
۵۷ - درود شریف کے معنے اور اسکی فلاسفی
۵۸ - حضرت مسیح موعود کی دعائین

اس کے علاوہ خطبات کریمہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے ۔ اور مکتوبات احمدی کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالون کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

مفت سرمہ نور مفت

پانچ سال کا عرصہ ہوا جب سرمہ نور کو ہزاروں مختلف اور اس چیز کے آزمودہ نمبر ہم نے خود تجربہ کیا۔ اور کئی ڈاکٹر اور حکیموں نے تجربہ کیا۔ نزول الماء جس کے باعث عام طور پر ڈاکٹر اور حکیموں کا اتفاق ہے کہ سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں۔ فی الواقع یہ بہت صحیح ہے مگر اس سرمہ نے ابتدائی نزول الماء والوں کو بھی چنگا کر دیا ہے۔ منگائیے اور استعمال کیجئے۔ بصر، دھند، کیا صفت اثر رکھتی ہے۔ جالا۔ پھولا۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ خارش۔ موتیا بند۔ پڑبال۔ سرخی۔ ناخونہ وغیرہ کو نوبت ہی ہوتے ہے عرصہ میں چھڑے کہوتا ہے۔ معمولاً استعمال کیجئے حالت مرض میں لگائیے تجربہ کو استعمال کراکر ہر حال میں اکسیر ہے قیمت بغرض رفاہ عام سرمہ خاکی فی تولہ عہ اور سرمہ بھری سیاہ فی تولہ عہ اور سرمہ خاکی کا نمونہ مع ٹکٹ آنیکا اور سرمہ سیاہ بھری کا نمونہ صرف درخواست آنے پر روانہ ہوگا۔ **نوٹ** تمام فرمائشیں معہ ٹکٹ یا ر … بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ چاند محل کے پتہ سے آنا چاہئے۔

پانچ ہزار … مفت … بلا قیمت روانہ ہوگی

المشتہر
[illegible] علی … کاکوری

[illegible]

اعلے درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر طلسمی اور حکمی مصفیات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس میں چار جوہر کی چاروں شیشی کی دوا میں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر کو ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار آنے چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور جوان اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر مرائیتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چار جوہر ہیں استعمال کنندہ کو آتشک۔ سوزاک۔ گٹھیا۔ خارشت۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ کنٹھ مالا۔ بواسیر۔ فواسیر۔ گنج۔ سوکھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کرکے معہ کاغذ طریق استعمال کی خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپے پیکنگ محصولڈاک ایک روپیہ چھ آنہ ہے۔

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات۔ متعدد جڑی بوٹیوں اور تمام سفید دواؤں و میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح اور بھی بھوک پیدا کرنے والا خون صالح افراط پیدا کرکے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کہنہ تپ و تلی کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنے والا ہے بے اولاد اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل نمک استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی ۶۴ خوراک ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۶ر قیمت فی بوتل جسمیں ۱۲ خوراک یعنی آٹھ شیشی نمک رہتا ہے پانچ روپیہ محصول ڈاک و پیکنگ عہ ہزار ہا آدمیوں نے فائدہ کامل حاصل کیا ہے قیمت ۲ شیشی عہ تین شیشی عا چار شیشی ہے ۲ شیشی للعہ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں بھی فائدہ بخشتا ہے دائمی قبض یعنی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ۔ ہچکی۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گٹھیا۔ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی مرض پینے والے … ہو کر پیدا ہوا دوا ہو امراض مثل آتشک و سوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت و داد و سفید داغ اور اجرائے خون و اجواری وغیرہ کو بھی فائدہ بخشتا ہے بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں بھی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش و بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاص کر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے ان کی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاطاً طور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب دائمی سی کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً بدن انسان میں پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت۔ یہ دوا ہے بیشک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے فسادات زائدہ کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اول درجہ کی تقویت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ر **گٹھیا کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع**۔ کیسی ہی سخت تکلیف وہ گٹھیا یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز میں اس تیل کے استعمال سے درد و ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۶ر **آنکھوں کے لئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری**۔ اصلی ممیرا اور ایک سو مفید اور مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ مالا۔ پھولی۔ دھند۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑبال۔ کم نظری۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد و کھٹک وغیرہ غرضیکہ آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرنے آنکھوں میں نوجوانوں کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ر **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلے درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن**۔ دانت اور آنکھ انہیں دو نعمتوں سے زندگی کا مزا ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس سے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری و لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز ملئے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے دانتوں سے کوڑے ہیں اور مسوڑھے ملنے ورم اور درد اور خون اور بدبوئے دہن اور ہونٹ و زبان کے تالو کے زخم کے لئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ۸ر پیکنگ و محصولڈاک ۵ر علاوہ ان کے آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ حیض۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ رنگ۔ مسانہ۔ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم اور پھوڑے پھنسی کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کے ہر مرض کی دوا ہمیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے عام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے دو پیسے کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جس میں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ تمام و تمانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اس کو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے۔ شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ **نوٹ** ہم کو سند رجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے سند تائین ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو صاحب چاہیں خط بھیجکر طے کرلیں۔

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلی درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور حسن کی اعتدالیوں کیواسطے اکسیر ہیں۔ قیمت حبوب کا بکس ۲ روپیہ عہ (حب مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات و دوات و میوہ جات سے مخلوط کر کے طیار کیگئی جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و سرعت و احتلام وغیرہ کو دور کر کے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضائے کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱ر بکس اوسط ۲ر خورد اسکے عمر بھر کا کام چلاتا ہے آزمائش شرط ہے کافی ہوگی

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

✳

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے کھولے گئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر تیل وغیرہ اوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم
محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

✳

یہ کارخانہ عطر تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے بڑا نکھون دور وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر
منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

انّہٗ اٰوی القریۃ

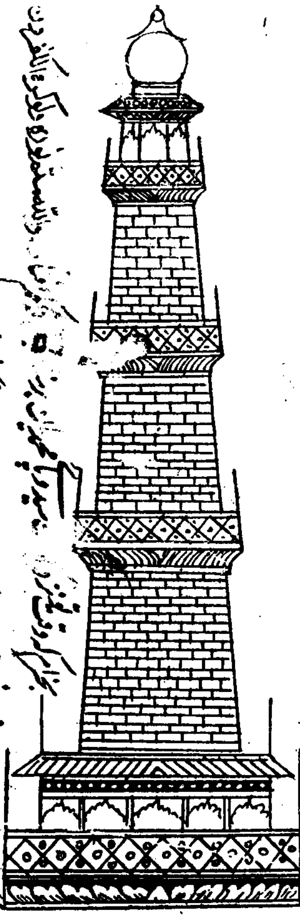

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والون سے ہے ۱۲/ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲/

فہرست مضامین

(۱) نشان متقین	صفحہ ۱
(۲) ملفوظات حضرت مسیح موعود	۲-۳
(۳) قصیدہ مبارکباد	۳
مسیح موعود و غایۃ المقصود	۴
مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق	۴
فان یاملکیار الصادقین	۵-۶
افغانستان و دولت انگلستان	۷
مضامین	۸
۹۔ نصرۃ الحق	۹-۱۰
۱۰۔ انجیل کا معقول اندازہ	۱۱
۱۲۔ ایڈیٹر اہل حدیث کے نام خط	۱۲
۱۳۔ احمدی فقہ	۱۲
۱۴۔ اشتہارات	۱۳،۱۴

نمبر ۴	دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ	جلد ۹

نشان متقین

فتح مقدمات

اسمین کوئی کلام نہین کہ فتح مقدمات ایک عظیم الشان نشان ہے جو ظاہر ہوا ہے اس کے متعلق مجھے منشی غلام نبی صاحب مدرس پور ہیران نے ایک مفصل خط کے ذریعہ توجہ دلائی ہے کہ اس نشان کی کوئی یادگار قایم کرنی چاہیے۔ منشی صاحب موصوف کے خط آنے سے پہلے ہی مین اس فکر اور تجویز مین تہا کہ اس یادگار کیلئے تحریک کرون تو کس رنگ مین۔ مین کبہی یہ سوچتا تہا کہ الحکم کو اس نشان کی یادگار مین ہفتہ مین دو مرتبہ کر دیا جاوے اور اسکی تحریک کرون کبہی یہ خیال آتا تہا کہ کسی اور رنگ مین اس تحریک کو پیش کیا جاوے بہرحال مین اسی ادہیڑ بن مین تہا کہ منشی غلام نبی صاحب نے مجھے لکہا کہ مین دس روپیہ اس یادگار کیلئے دینے کو آمادہ ہون اگر صنعتی شاخ (جسکی مین نے الحکم کے پہلی نمبر مین تحریک کی ہے) تعلیم الاسلام سکول کے متعلق کہولی جاوے۔ مین منشی غلام نبی صاحب کی تجویز سے بالکل متفق ہون اور اسکے لئے آج مین اس تحریک کو الحکم کے ذریعہ عام کرتا ہون۔

منشی غلام نبی صاحب نے مجھے لکہا ہے کہ وہ میری تحریر پر فوراً دس روپیہ بہیجنے پر آمادہ ہین مین انہین مشورہ دیتا ہون کہ وہ یہ دس روپیہ حضرت حکیم الامتہ کے نام بہیجدین اور مجھے اطلاع دین مین اسکی رسید الحکم مین دیدون گا۔ صنعتی تعلیم کی جسقدر ضرورت ہے وہ کسی تفصیل اور تشریح کی محتاج نہین صنعتی تعلیم کے متعلق سکیم یا نصاب پیچہے تجویز ہو سکتا ہے۔ سردست یہ ضروری امر ہے کہ اس تجویز کی اعانت کرنیوالے پیدا ہون۔ پس یہ عجیب و قابل قدر موقع ہم احمدیون کو ملا ہے کہ ان مقدمات کی فتح کی یادگار مین صنعتی شاخ سکول مین کہولیجاوے۔ کم از کم ایکہزار روپیہ جبتک جمع نہووے اس شاخ کے کہولنے کی جرأت نہین کی جاسکتی اور پہر اسکو باقاعدہ جاری رہنے کیلئے مستعد دلون کی ضرورت ہے جو اسکی اعانت مین پورا حصہ لین جو لوگ اس یادگار کے قایم رکہنے کی ضرورت سمجہتے ہین وہ اسوقت دریا دلی سے کام لین اور اگر اس یادگار کو کسی اور صورت مین قایم کرنا چاہتے ہین تو بہی اطلاع دین بہرحال اسمین کوئی کلام نہین ہے کہ یادگار ضرور ہونی چاہیئے۔ اس سے ایمان تازہ ہو رہیگا۔ اور یہ نشان ہر وقت زندہ رہیگا۔

مین یہانتک لکہہ چکا تہا کہ برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے میرے محترم بہائی منشی مرزا محمد شفیع صاحب کا ڈیرہ جات سے آیا ہوا ایک خط دیا جسکا عنوان فتح سکالرشپ ہے اسمین مرزا صاحب ع؁ ماہوار ۲۶ جنوری ۱۹۰۵ء سے ایک وظیفہ اسی یادگار مین ہائی سکول کے کسے ایسے طالبعلم کو دینا چاہتے ہین جو غریب ہو لیکن محنتی ہوشیار دینیات اور عربی کیلئے خاص شوق رکہتا ہو۔ یہ امر انہون نے بہی بطور تجویز پیش کیا ہے گویا جو یادگار قایم ہو وہ اسمین دو روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ دینے کو آمادہ ہین بہرحال مین دل سے چاہتا ہون کہ ایک یادگار اس عظیم الشان نشان کی قایم ہو۔ خواہ وہ کسی رنگ مین ہو۔ یہ یاد رہے کہ صنعتی شاخ کے کہولنے کیلئے کم از کم ایکہزار روپیہ نقد جمع ہو جاوے اور یہ کچہہ مشکل نہین اگر سو شخص بہی حصہ لین تو ہو سکتا ہے۔ اور آیندہ کیلئے کم از کم ؎ ماہوار کا سردست مستقل چندہ ہو۔

ہان مین الحکم کو بہی اس یادگار سے حصہ دینا چاہتا ہوں کیونکہ خود خدا تعالیٰ نے اسے ان مقدمات مین شامل کیا اور اسکی کامیابی بہی ایک نشان ٹہہری ہے اسلئے الحکم کی حالت مین بہی مین کوئی ایسا امر رکہنا چاہتا ہون جو اس نشان کیلئے بطور یادگار ہو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ الحکم کی اپنی حالت کے متعلق کسی یادگار کا قایم کرنا مندرجہ بالا تجویز کے ہرگز منافی نہین اور نہ زاید چندہ اس فنڈ مین کسی سے لینا چاہتا ہون۔ بلکہ الحکم کے متعلق مین جو تحریک کرونگا وہ انشاء اللہ العزیز ایک نرالی تجویز ہوگی اور مفید ثابت ہو سکیگی۔

مختصر یہ کہ فی الحال صنعتی شاخ کے ذریعہ سے جو احباب یادگار قایم کرنا چاہتے ہین یا بصورت وظایف جو شریک ہونا چاہتے ہین وہ مجھے بہت جلد اطلاع دین۔ اس یادگاری فنڈ مین جو روپیہ بہیجا جاوے وہ حضرت حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب کے نام بہیجا جاوے۔ بعد مین فیصلہ ہو کر جو صورت یادگار کی تجویز ہوگی اسپر وہ خرچ کر دیا جاویگا۔ مین نے اس یادگار کا نام نشان متقین رکہا ہے یہ محض اس مناسبت سے ہے کہ انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی مین جو الہام ہوا تہا وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ فِیْہِ اٰیَاتٌ لِّلسَّائِلِیْنَ۔ ہان اگر کوئی اور نام تجویز ہو تو بہتر وہی لکہا جاسکتا ہے۔

آخر مین مین یہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے بعد از نماز جمعہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۴ء کو مسجد اقصٰے میں فرمائی۔

چونکہ خاکسار ایڈیٹر کچھ دیر سے پہنچا تھا اسلئے جسقدر ضبط ہو سکا وہ ہدیہ ناظرین ہے سلسلہ تقریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انقطاع دنیا اور حصول قرب الی اللہ کے متعلق مضمون تھا۔ اور وہ تقریر یہ ہے۔

انسان کو چاہئے کہ حسنات کا پلڑا بھاری رکھے۔ مگر جہانتک دیکھا جاتا ہے اسکی مصروفیت اسقدر دنیا میں ہے۔ کہ یہ پلڑا بھاری ہوتا نظر نہیں آتا رات دن اسی فکر میں ہے کہ وہ کام دنیا کا ہو جاوے۔ فلانی زمین ملجاوے فلانا مکان بنجاوے۔ حالانکہ اسے چاہئے کہ افکار میں بھی دین کا پلڑا دنیا کے پلڑے سے بھاری رکھے۔ اگر کوئی شخص رات دن نماز روزہ میں مصروف ہے۔ تو یہ بھی اسکے کام ہرگز نہیں آسکتا جبتک کہ خدا کو اس نے مقدم نہ رکھا ہو اور ہر بات اور فعل میں اللہ تعالیٰ کو نصب العین بنانا چاہئے۔ ورنہ خدا کی قبولیت کے لائق ہرگز نہ ٹھیریگا۔ دنیا کا ایک بت ہوتا ہے جو کہ ہر وقت انسان کی بغل میں ہوتا ہے۔ اگر وہ مقابلہ اور موازنہ کرکے دیکھیگا تو اسے معلوم ہوگا کہ طرح طرح کی نمائش اس نے دنیا کیلئے ہی بنائی ہے اور دین کا پہلو بہت کمزور ہے حالانکہ عمر کا اعتبار نہیں اور نہ علم ہے کہ اسنے اس پل کے بعد زندہ بھی رہنا ہے کہ نہیں شیخ سعدی نے کیا عمدہ فرمایا ہے۔ ع مکن تکیہ بر عمر ناپائدار۔ اسوقت جسقدر لوگ کھڑے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایک سال تک ان میں سے میں ضرور زندہ رہونگا۔ لیکن اگر خدا کی طرف سے علم ہو جاوے کہ اب زندگی ختم ہے۔ تو ابھی سب ارادے باطل ہو جاتے ہیں۔ پس خوب یاد رکھو کہ مومن کو دنیا کا بندہ نہ ہونا چاہئے ہمیشہ اس امر میں کوشاں رہنا چاہئے۔ کہ کوئی بھلائی اسکے ہاتھ سے ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے۔ اور اسکا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ تم دکھ پاؤ لیکن خوب یاد رکھو کہ جو اسے عمداً دوری اختیار کرتا ہے اسپر اسکا قہر ضرور ہوتا ہے عادت اللہ اسطرح سے چلی آتی ہے۔ نوح کے زمانہ کو دیکھو لوط کے زمانہ کو دیکھو۔ موسیٰ کے زمانہ کو دیکھو اور پھر آنحضرت صلعم کے زمانہ کو دیکھو کہ اسوقت جن لوگوں نے عمداً خدا سے بعد اختیار کیا ان کا کیا حال ہوا۔ ان لمبی آرزوؤں نے انسان کو ہلاک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

کہ اے لوگو جو تم خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہیں غافل کر دیا ہے یہانتک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو مگر غفلت سے باز نہیں آتے۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ مگر اس غلطی کا تم کو عنقریب علم ہو جاویگا ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ پھر تمکو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ عنقریب تمکو علم ہو جاویگا کہ جن خواہشات کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو وہ تمہارے کام نہ آویں گی اور حسرت کا موجب ہونگی كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ۔ اگر تم کو یقینی علم حاصل ہو جاوے تو تم علم کے ذریعے سے سوچکر اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہاری زندگی جہنمی زندگی ہے اور جن خیالات میں تم رات دن لگے ہوئے ہو۔ وہ بالکل ناکارہ ہیں۔ میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ کسیطرح یہ باتیں لوگوں کے دلنشین ہو جاویں مگر آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں ہے جبتک خدا تعالیٰ خود ایک واعظ دل میں پیدا نہ کرے تب تک فایدہ نہیں ہوتا جب انسان کی سعادت اور ہدایت کے دن آتے ہیں تو دل کے اندر ایک واعظ پیدا ہو جاتا ہے اور اسوقت اسکے دلکو ایسے کان مل جاتے ہیں کہ وہ دوسرے کی بات کو سنتا ہے راتوں کو اور دنوں کو خوب سوچکر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ انسان بہت ہی بے بنیاد شے ہے اور اسکے وجود کی کوئی کل بھی اس کے ہاتھ میں نہیں ہے ایک آنکھ ہی پر نظر کرو۔ کہ کسقدر باریک عضو ہے۔ اگر ایک ذرا سا پتھر آ لگے تو فوراً نابینا ہو جاوے پھر اگر یہ خدا کی نعمت نہیں ہے تو کیا ہے کیا کسی نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ خدا سے ضرور بینا ہی رہیگا اور اسی پر سب قویٰ کا قیاس کرو۔ کہ اگر آج کسی میں فرق آجاوے تو انسان کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ غرضیکہ ہر آن اور ہر پل میں اسکی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ اور مومن کا گذارا تو ہو ہی نہیں سکتا جبتک اس کا دھیان ہر وقت اسکی طرف لگا نہ رہے۔ اگر کوئی ان باتوں پر غور نہیں کرتا اور ایک دینی نظر سے ان کو وقعت نہیں دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈال کر دیکھے کہ خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اس کا چل سکتا ہے اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دین ہو یا دنیا ہر ایک امر میں اسے خدا کی ذات کی بڑی ضرورت ہے اور ہر وقت اسکی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ کہ تم اسکی طرف میلان رکھو یا نہ۔ وہ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ

اگر اسکی طرف رجوع رکھوگے تو تمہارا ہی اسمیں فایدہ ہوگا۔ انسان جسقدر اپنے وجود کو مفید اور کارآمد ثابت کریگا۔ اسیقدر اسکے انعامات کو حاصل کریگا۔ دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو مگر جب وہ اس کے کسی کام ہی نہ آویگا نہ گاڑی میں چلیگا نہ زراعت کریگا۔ نہ کنوئیں میں لگیگا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آویگا ایک نہ ایک دن مالک اسے قصاب کے حوالے کریگا ایسے ہی جو انسان خدا کی راہ میں مفید ثابت نہ ہوگا۔ تو خدا اسکی حفاظت کا ہرگز ذمہ وار نہ ہوگا ایک پھل اور سایہ دار درخت کیطرح اپنے وجود کو بنانا چاہئے تاکہ مالک بھی خبر گیری کرتا رہے لیکن اگر اس درخت کی مانند ہوگا کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکھتا ہے کہ لوگ سایہ میں آبیٹھیں تو سوائے اس کے کہ کاٹا جاوے اور آگ میں ڈالا جاوے اور کس کام آسکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اسکی معرفت اور قرب حاصل کرے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ کہ فلاں زمین خرید لوں فلاں مکان بنالوں فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے۔ تو ایسے شخص سے سوائے اسکے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن تک مہلت دیکر واپس بلا لے۔ اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جسکی وجہ سے اسکے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاویگا۔ اگر یہ درد اسکے دل میں نہیں ہے۔ اور صرف دنیا اور اسکے مافیہا کا ہی درد ہے۔ تو آخر تھوڑی سی مہلت پاکر وہ ہلاک ہو جاویگا۔ خدا تعالیٰ مہلت اسلئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فایدہ نہ اٹھاوے تو اسے وہ کیا کرے۔ پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اسکے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجا لاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آویگی اسلئے دل کا رجوع تام اسکی طرف ہونا ضروری ہے اب دیکھو کہ ہزاروں مساجد ہیں۔ مگر سوائے اسکے کہ انمیں رسمی عبادت ہوا کرتی ہے ایسے ہی آنحضرت صلعم کے وقت یہودیوں کی حالت تھی کہ رسم اور عادت کے طور پر عبادت کرتے تھے اور دل کا حقیقی میلان جو کہ عبادت کی روح ہے ہرگز نہ تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے ان پر لعنت کی پس اسوقت بھی جو لوگ پاکیزگی قلب کی فکر نہیں کرتے تو اگر رسم و عادت کے طور پر وہ سینکڑوں ٹکریں مارتے رہیں انکو کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگی قلب سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا وہی بامراد ہوگا جو کہ اپنے قلب کو پاکیزہ کرتا ہے۔ اور جو اسے پاک نہ کریگا۔ بلکہ خاک میں ملا دیگا یعنی سفلی خواہشات کا اسے مخزن بنا رکھیگا وہ نامراد رہیگا۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں ہے کہ خدا کیطرف آنے کیلئے ہزارہا روکیں ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتیں تو آج صفحۂ دنیا پر نہ کوئی ہندو ہوتا نہ عیسائی سب کے سب مسلمان نظر آتے لیکن ان روکوں کو دور کرنا بھی خدا کے فضل سے ہوتا ہے وہی توفیق عطا کرے تو انسان نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے۔ اسلئے آخرکار بات پھر اسی پر آٹھہرتی ہے کہ انسان اسکی طرف رجوع کرے تاکہ قوت اور طاقت دیوے۔

دنیا میں جسقدر شور ہے نفس پرستی اور شہوت پرستی وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ ان سب کا ماخذ نفس امارہ ہی ہے۔ لیکن اگر انسان کوشش کرے تو اسی امارہ سے پھر وہ لوامہ بنجاتا ہے۔ کیونکہ کوشش میں ایک برکت ہوتی ہے اور اس سے ہی بہت کچھ تغیرات ہو جاتے ہیں۔ پہلوانوں کو دیکھو۔ کہ وہ ورزش اور محنت سے بدن کو کیا کچھ بنا لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ محنت اور کوشش سے نفس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ نفس امارہ کی مثال آگ کی ہے۔ جو کہ مشتعل ہو کر ایک جوش طبیعت میں پیدا کرتا ہے۔ جس سے انسان حد اعتدال سے گذر جاتا ہے۔ لیکن جیسے پانی آگ سے گرم ہو کر آگ کی مثال تو ہو جاتا ہے۔ اور جو کام آگ سے لیتے ہیں وہ اس سے بھی لے لیتے ہیں۔ مگر جب اسی پانی کو آگ کے اوپر گرایا جاوے تو وہ اس آگ کو بجھا دیتا ہے۔ کیونکہ ذاتی صفت اسکی آگ کو بجھانا ہے۔ وہ دبی رہیگی۔ ایسے ہی اگر انسان کی روح نفس امارہ کی آگ سے خواہ کتنی ہی گرم کیوں نہ ہو۔ مگر جب وہ نفس سے مقابلہ کریگی۔ اور اسکے اوپر گریگی۔ تو اسے مغلوب کرکے چھوڑیگی۔ بات صرف اتنی ہے کہ خدا کو ہر ایک بات پر قادر مطلق مانا جاوے۔ اور کسی قسم کی بدظنی اسپر نہ کیجاوے۔ جو بدظنی کرتا ہے وہی کافر ہوتا

مومن کی صفات میں سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہایت درجہ قادر جانے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بہت نیکیاں کرنے سے انسان ولی بنتا ہے یہ نادانی ہے۔ مومن کو تو خدا نے اول ہی ولی بنایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا ہے واللہ ولی الذین امنوا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ہزاروں عجائبات ہیں اور انہی پر کھلتے ہیں جو دل کے دروازہ کھولکر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص مکان کا دروازہ خود ہی نہیں کھولتا۔ تو پھر روشنی کیلئے اندر آوے بس جو شخص خدا کی طرف رجوع کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اسکی طرف رجوع کریگا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جہانتک بس چلسکے وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے۔ پھر جب اسکی کوشش اس کے اپنے انتہائی نکتہ پر پہونچیگی تو وہ خدا کے نور کو دیکھ لیگا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں اسکی طرف اشارہ ہے کہ جو حق کوشش کا اس کے ذمہ ہے اسے بجا لائے۔ یہ نہ کرے کہ اگر پانی ۲۰ ہاتھ نیچے کھودنے سے نکلتا ہے تو وہ صرف دو ہاتھ کھود کر ہمت ہار دے۔ ہر ایک کام میں کامیابی کی یہی جڑ ہے کہ ہمت نہ ہار دے۔ پھر اس امت کیلئے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی پورے طور سے دعا و تزکیہ نفس سے کام لیگا سب وعدے قرآن شریف کے اس کے ساتھ پورے ہو کر رہیں گے۔ ہاں جو خلاف کریگا وہ محروم رہیگا کیونکہ اسکی ذات غیور ہے۔ اس نے اپنی طرف آنے کی راہ ضرور رکھی ہے لیکن اسکے دروازے تنگ بنائے ہیں پہونچتا وہی ہے جو تلخیوں کا شربت پی لیوے۔ لوگ دنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض اسی میں ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے ایک کانٹا بھی [illegible] برداشت کرنا پسند نہیں کرتے جبتک اسکی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ تو اور [illegible] کے آثار کیسے ظاہر ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے صدق دکھلایا۔ تو انکو [illegible] پھر کہنے کا مدعا یہ ہے [illegible] ہیں۔ اور کسی نے ابتک نہیں سمجھا تو اسے سمجھ لیوے مجھے الہام ہوا تھا عفت الدیار محلھا ومقامھا یہ ایک خطرناک کام ہے جسمیں طاعون کی خبر دیگئی ہے کہ انسان کیلئے کوئی مفر اور کوئی جائے پناہ نہ رہیگی۔ اسلئے میں تم سب کو گواہ رکھتا ہوں کہ اگر کوئی سچی تبدیلی نہ کریگا تو وہ ہرگز اس لائق نہ ہوگا کہ مجھکو دعا کیلئے لکھے۔ جو لوگ خدا کے بتلائے ہوئے صراط مستقیم پر چلیں گے وہی محفوظ رہیں گے۔ خدا کا وعدہ ایسے ہی لوگوں کی حفاظت کا ہے جو سچی تبدیلی اپنے اندر کرتے ہیں۔ مطلق بیعت انسان کے کیا کام آسکتی ہے پورا نسخہ جبتک نہ پیئے تو مریض کو فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ اسلئے پوری تبدیلی کرنی چاہئیے۔ جہانتک ہو سکے دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ وہ تم کو ہر ایک قسم کی توفیق عطا کرے۔ (البدر)

مراسلت

مکرمی اخویم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدائے قادر ذوالجلال کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مقدمہ میں نمایاں فتح اپنے مامور ورسول مسیح موعود علیہ السلام کو دی۔ اسی مبارک تقریب کے لئے خاکسار نے ۱۹ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جبکہ خاکسار دارالامان میں حاضر تھا جوش ایمانی اور فرط یقین سے ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے پڑھکر سنانے کی ازحد تمنا تھی۔ اسوقت جبکہ حضور علیہ السلام کے حضور اسکے پیش [illegible] اور پڑھکر سنانے کا موقعہ ہو افسوس کہ میں حاضر نہیں۔ بظاہر غائب مگر دل سے حاضر ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو حضرت اقدس کو سنا دیں اور اخبار کو ہر بار میں ناظرین الحکم کی دلچسپی کیلئے چھاپ دیں جن دنوں یہ قصیدہ لکھا گیا تھا مرحوم شہید مولوی عبداللطیف صاحب اور ان کے شاگرد کی شہادت کا واقعہ اور تازہ نشان ایمان کو تازہ کر رہا تھا۔ شعر اس واقعہ کا بھی تذکرہ ہے اور علاوہ شعر [illegible] کا میابیوں کی مبارکباد دیتا ہے جو حضرت اقدس کے شامل حال رہیں۔ والسلام

آپکا خادم

محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلوی۔

قصیدہ مبارکباد

مبارک ہو تجھے اے احمد ثانی مبارک ہو
سکینت تجھکو اعدا کو پریشانی مبارک ہو
نبوت کے حلل تجھکو مبارک اے جری اللہ
عدو نے خستہ تن کو تن کی عریانی مبارک ہو
خدا خود حمد کرتا ہے تری عرش بریں پر سے
فرشتوں کی زبان سے بھی ثنا خوانی مبارک ہو
ترا گھر جنت الفردوس ہے اک خوان نعمت ہے
تجھے یہ خوش مزہ جنت کی مہمانی مبارک ہو
عرب کی تجھکو اللہ نے زبان ایسی سکھائی ہے
کہ کہتے ہیں عرب والے زباندانی مبارک ہو
ترے جبہ سے شاہان زمان برکت کے طالب ہیں
تجھے اے شاہ دین یہ شان شاہانی مبارک ہو
ملیگی خاک میں اعدا کی ساری بادپیمائی
ترے دُر سخن کو آبرو پانی مبارک ہو
ہمارا مال و جان قربان ہو تجھپر اے مخلص رب
شہادت پانے والے دو کی قربانی مبارک ہو
تجھے دشمن کی تلواروں کے واروں سے حفاظت ہے
خدائے یار و یاور کی نگہبانی مبارک ہو
تو ہے شاہ جہان اخلاق عالمگیر سے اپنے
جہانشاہی جہانگیری جہانبانی مبارک ہو
تو زندہ ہے تماشائے جمال یار باقی ہے
وفات کشتگان عالم فانی مبارک ہو
ترا قلب منور درحقیقت اک منارہ ہے
ہر اک پہ نزول نور رحمانی مبارک ہو
بھرا ہے نور عرفانی ترے سینے میں قرآن کا
تری آنکھوں کو نور حسن قرآنی مبارک ہو
در و دروازہ اعدا پہ الو کی صدائیں ہیں
او نہیں شومی تباہی اور ویرانی مبارک ہو
پہنچ سکتی ہے دنیا میں ندا تیری بآسانی
یہ مشکل تھی اب تجھکو یہ آسانی مبارک ہو
ملا ہے تجھکو تکمیل اشاعت کا بڑا عہدہ
اشاعت کی وسائل کی یہ ارزانی مبارک ہو
مسخر میگزین سے ہو گئے امریکہ و یورپ
قلم کی تیغ کاغذ کی سپہ رانی مبارک ہو
تمنائیں ہوئیں سب دل کی پوری دیکھ خدا برکت
مرادیں تیری بر آئیں ہیں من مانی مبارک ہو
کھچے آتے ہیں صدہا دل ہزاروں کالکو سونی
مبارک ہو کمند جذب روحانی مبارک ہو
ہوئے دیسراو بڑا ئے پھرتی ہے کاغذ کے گھوڑوں کو
جلو میں تیرے گھوڑوں کی یہ جولانی مبارک ہو
بندھا ہے تار برقی تار کا رفتار برقی سے
تری گفتار میں تائید یزدانی مبارک ہو
محمد کا تو سایہ ہے خدا کا تجھپہ ہے سایہ
تجھے اے ظل احمد ظل سبحانی مبارک ہو
تو ہے کان گہر اور تیری باتیں گوہر رخشان ہیں
سخن کی جگمگاہٹ اور درافشانی مبارک ہو
تری باتوں کی یاقوتی سے دلمیں قوت آتی ہے
مفرح اور مقوی لعل رمانی مبارک ہو
عداوت میں اڑے ہے دنیا کے کیڑے دین کے دشمن
خداوندی عدالت سے سزا پاتی مبارک ہو
کھلا ہے غنچۂ امید اور دشمن فسردہ ہے
مبارک باد تجھ پر گل افشانی مبارک ہو
خدا کے سچے وعدے ہو گئے آخر کو سب پورے
ہوئے سب سچے الہامات ربانی مبارک ہو
بسا لنکا اور تخریب کر گئے اک عدو تیرے
جو ہے باقی کوئی اوسکو گرانجانی مبارک ہو
تدابیر خدائے غالب و قہار کے آگے
ہوئے مغلوب سارے حزب شیطانی مبارک ہو
فسونکار ہیں دنیا تیرے شیشے میں اتر آئے
نہ بیٹھے تھے جو افسوں میں لاثانی مبارک ہو
شکر لب ہیں جو دنیا کے ترے قند فصاحت سے
دہن میں اپنے بھر لاتے ہیں بھٹ پانی مبارک ہو
لب شیریں پہ تیرے سینکڑوں فرہاد مرتے ہیں
جو کر دیتے ہیں اپنا اک لہو پانی مبارک ہو
وہ سایہ کی طرح ٹلتے نہیں در سے ترے ہرگز
انہیں اس درگہ عالی کی دربانی مبارک ہو
غلام احمد نامی ترا نام گرامی ہے
یہ عزت کا ترے سر تاج نورانی مبارک ہو
خدا کا نور تجھکو دور کی باتیں سکھاتا ہے
فراست کی ضیا اور نور ایمانی مبارک ہو
تجھے تخت خلافت اور ولایت کی ہی خاتم
یہ خاتم اور وہ تخت سلیمانی مبارک ہو
ترا تخت اے سلیمان فرہوا کی زور او ہوا
ہوئے زیر نگیں جنات انسانی مبارک ہو
مسیحائی خدائی کی ملائی خاک میں جادو
خدا نے تیرے آنے پر یہ ہی ٹھانی مبارک ہو
دکھایا نور حق کا تیرا ذرہ ہے زمانے کو
کنوئیں میں جانے اوسکو چاہ کنعانی مبارک ہو
مبارک ہو غلامی میرزا احمد کی اے ثاقب
ادہر تجھکو خطاب میرزا خانی مبارک ہو

محمد نواب خان ثاقب ۔ میرزا خانی مالیر کوٹلوی

تصحیح

الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء میں صفحہ ۵ کالم ۲ جو سطر ۱۹ ہے ایک خط تھا۔ اسکا ٹرف اتفاقیہ دیکھا نہیں گیا تھا۔ ناظرین الحکم مہربانی فرما کر تصحیح فرمالیں۔

غلط	صحیح
مقتفیا	مقتضیا
ہو وعدہ کہ تجھ پر بطرز لگی۔	پے درود ... تجھی
ذرا اطمینان	زیادہ اطمینان
(آخر صفحہ کا بعد)	
کیونکہ	جونکہ
کوئی عجب	کوئی کمی نہ لب

مسیح موعودؑ و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۱

در ہمین ایام بگوشم رسید کہ سید علی حائری مجتہد زادہ لاہوری کتابے تصنیف کردہ است غایۃ المقصود نام کہ دران بقول بعض امامیہ حالات صعود و نزول حضرت مسیح موعود و حال دجال بطال و خروج یاجوج و ماجوج بالاستقلال باستدلال نوشتہ شدہ۔ بدل خواستم کہ ازان کتاب افادات انتساب مستفیض شوم۔ چنانچہ جلد ثانی ازان کتاب بعد تلاش بسیار بدستم رسید مطلعے شاد شدم و بمطالعش مشغول گشتم حتے کہ مجلد مذکور را چند بار بنظر امعان و بدیدہ تحقیق نگریستم۔ چون کار بدینجا رسید انصاف دامنم بران کشید کہ از نتیجہ تحقیق بیلک را ہم اطلاع بخشم بنا بر علیہ این چند سطور ہدیۂ ناظرین کردہ میشود۔

ایہا الناظرون! ہر چند کہ مجتہد زادہ لاہوری در روایت کشی محنت شاقہ بر داشتہ مگر افسوس کہ بے بجائے نبردہ۔ فی الاصل کتابش مجموعہ است پریشان کہ از ہر قسم روایات موضوعہ و حکایات واہیہ و اخبار متعارضہ غیر معتبرہ و آثار مختلفہ متذکرہ دران موجود۔ و راستی و حقانیت و قوت و رزانت از دلایل و براہینش مفقود۔ مصنف حاطب اللیل و کاسب الویل چون اسپ بدلگام سراسر بے راہہ میرود۔ و از صحیح و سقیم و سیاق و سباق و نشیب و فراز خبرے ندارد۔ بینات قرآنیہ و نصوص حدیثیہ و دلایل عقلیہ بر تکذیب او گواہ۔ الغرض مجتہد زادہ درین میدان معرکۃ الارار با وجود طمطراق ہمہ دانی و ادعائے وقت نظر و طلاقت لسانی الحنین جواس باختہ کہ معاذ اللہ۔

افادۃً للناظرین میخواہم کہ قدرے از رکاکت اقوال و سخافت و وہن دلایل و ضعف شواہد او شرم دہم لہذا بعض اہم مطالب کتاب مذکور را مطمح نظر ساختہ عبارت مجتہد زادہ لاہوری را بلفظہٖ قولہ و جوابش را بلفظ اقول مے نگارم الانصاف احسن الاوصاف۔

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۔ **قولہ** - بدانکہ محدثین و مورخین معتمدین در احادیث و تواریخ وسانیدہ معتبرہ با سانیدہ معتمدہ آوردہ اندکہ در زمانہ حضرت عیسےٰ روح اللہ علی نبینا و آلہ علیہ السلام سلطانے بود ظالم و گردن کش تا آنکہ آنجناب علیہ السلام را منجانب اللہ فرمان رسید کہ وے را دعوت دین حق نماید روزے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزد آن ملعون امر خود را ظاہر فرمود کہ من پیغمبر خدا و نبی العدام کتاب انجیل کہ برائے من فرستادہ و دران اوامر و نواہی و احکام خود را حسب مصلحت این زمانہ برائے ابلاغ بشما برمن نازل کردہ است و دین حضرت موسےٰ را مع کتاب او کہ تورات باشد منسوخ گردانیدہ است پس تو با جمیع حضار مجلس دین مرا و کتاب مرا کہ انجیل است قبول نمائید و دست ازدین منسوخ حضرت موسےٰ بردارید وے از قبولیت دین حضرت عیسےٰ منکر شد و آتش حسد در قلب آن ملعون شعلہ ور گردید۔

اقول - سبحان اللہ بحمدہٖ مصنف علام و مجتہد عالی مقام این داد تحقیق دادہ است کہ دریائے علم و حکمت بروئے اہل بصیرت کشادہ۔ حضرات امامیہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سرورکار رے نزاراند برین تحقیق انیق اگر کلاہ گوشہ برآسمان رسانند رواست۔ و اصحاب جدل و مصابرہ بر ہفوات و ترہات مجتہد زادہ بلند نظر ہر قدر کہ بہر خود بالند بجاست لیکن نزد اہل تحقیق و ایمان و متبعان حدیث و قرآن این خامہ فرسائی مجتہد زادہ بجوے نے ارزد۔ توضیح مقال و تفصیل اجمال آنکہ روایت منقولہ مجتہد زادہ سراسر معارض قرآن کریم را و احادیث نبی رؤف و رحیم و روایات یہود و نصاریٰ و کتب و تواریخ معتبرہ میباشد۔

چنانچہ اوضح و سیلے کہ بتکذیب روایت مجتہد زادہ بندہ باشد اینست کہ مصنف علام بوثوق تمام مے نگارد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمود کہ من پیغمبر خدا و نبی العدام کتاب انجیل کہ برائے من فرستادہ دران اوامر و نواہی و احکام خود را حسب مصلحت این زمانہ برائے ابلاغ بشما برمن نازل کردہ است و دین حضرت موسیٰ را کہ مع کتاب او کہ تورات باشد منسوخ گردانیدہ است تہ

حالا ناظرین بچشم انصاف ملاحظہ فرمایند۔

(اولاً) اینکہ خداوند علیم در قرآن کریم (سورۃ الصف) قول حضرت عیسے علیہ السلام را بطور نقل میفرماید۔

واذ قال عیسے ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

ازین آیہ کریمہ چون روز روشن ظاہر است کہ حضرت عیسے علیہ السلام مصدق تورات بود و پس عقل باور نمیکند کہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم خود را این ہدایت کردہ باشد کہ دست ازدین منسوخ حضرت موسے بردارید۔ لہذا مجتہد شیعیان آنچہ درباب تنسیخ تورات حوالہ قلم ساختہ جہلے بیش نیست۔

(ثانیاً) اینکہ خداوند حمید در قرآن مجید (سورہ آل عمران) بضمن حالات بشارت ولادت حضرت عیسے علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام را مخاطب ساختہ در حق حضرت عیسے علیہ السلام میفرماید۔

ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل یعنے خداوند عیسے را کتاب و حکمت و تورات و انجیل خواہد آموخت۔

پس چونکہ وعدہ الٰہی تخلف پذیر نیست لابد کہ خداوند علیم و حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام را تورات اموختہ باشد نظر بر آن چگونہ ممکن است کہ حضرت عیسے علیہ السلام تورات را منسوخ کردہ باشد عجب است از مصنف نحریر کہ باوجود دعوی اجتہاد از چنین نصوص قرآنیہ چشم فروبستہ۔

(ثالثاً) خداوند جلشانہ در قرآن کریم میفرماید **ومن قبلہ کتاب موسٰی اماما ورحمۃ** یعنے قبل از قرآن کتاب موسیٰ است کہ امام و رحمت است حالا از ناظرین چشم انصاف دارم کہ اگر از نزول انجیل تورات منسوخ گشتہ بود پس چرا خداوند کریم فرمود کہ پیشتر از قرآن کتاب موسے است کہ امام و رحمت است و چرا نگفت کہ پیشتر از قرآن کتاب عیسے است کہ امام و رحمت است۔

(رابعاً) خداوند علیم در قرآن کریم میفرماید۔ **ولقد اٰتینا موسی الھدٰی و اورثنا بنی اسرائیل الکتٰب** - ما موسےٰ را ہدایت کردیم و بنی اسرائیل را وارث کتاب ساختیم۔ پس ظاہر کہ حضرت عیسی علیہ السلام ہم از بنی اسرائیل بود پس آن علیہ السلام نیز وارث الکتاب یعنی تورات است لہذا ہتواند شد کہ از بعثت حضرت مسیح علیہ السلام و نزول انجیل تورات منسوخ شدہ باشد۔

(خامساً) خود حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اقرار صریح میکند باینکہ من برائے تنسیخ تورات و دیگر کتب انبیاء نیامدہ ام بلکہ برائے تکمیل آمدہ ام چنانچہ انجیل متی باب پنجم درس ہفتدہم بران شاہد ناطق است

بوجوہ مذکورہ بالا بوضوح پیوست کہ آنچہ مجتہد شیعیان درباب تنسیخ تورات رقم زدہ خلاف منقول و معقول و خطائے فاحش است۔ فتفکروا یا ایہا المتفکرون

راقم۔ سید صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

٭ بلاہت و جہالت از علوم تاریخیہ و دینیہ دیدنی است۔ در زمان حضرت عیسی علیہ السلام دولت و حکومت در دست اہل روما بود۔ و حضرت عیسی بروفق سنت اسرائیلیان و حسب قول خویش مبعوث و مامور بسوئے قوم خویش بود و حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز پیش پادشاہ نرفتہ بلکہ نائب او پلاطوس را ہم تبلیغ نفرمودہ۔ آن کدام بادشاہ بود کہ حضرت عیسیٰ نزد وے رفت و تبلیغ کرد۔ وا برقوم کہ علماء و مجتہدانش چنین باشند۔ کریم۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق

احمدی قوم کے سامنے اسکے قومی مدرسہ کیلئے اپیل کرتے ہوئے مجھے ضرورت نہین کہ بفایدہ تمہیدی امور مین اپنا اور ناظرین کا وقت ضایع کر و۔ ان یہ قوم (جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی قوم کہلاتی ہے) ان جیسے ناز ہے کہ اسکا امام خدا کا وہ برگزیدہ **مسیح موعود** اور **مہدی** مسعود ہے جسکو حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے جسکی قوم **صحابہ کرام** علیہم السلام سے ملنے والی ہے) خوب سمجھتی ہے کہ اس مامور حق کے مقاصد و اغراض مین مدد کرنیکی اسوقت ہمین کسقدر ضرورت ہے منجملہ دوسرے مقاصد کے ایک عظیم الشان مقصد مدرسہ **تعلیم الاسلام** ہے جسکے ذریعہ آیندہ نسلون کی اخلاقی اور روحانی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے۔

مجھے اسبات کی بیان کرنیکی بھی ضرورت نہین کہ مدرسہ کے قیام و بقا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہانتک اہم ٹھہرایا ہے کہ **لنگر خانہ کے ضروری چندہ مین سے بھی ایک حصہ الگ کر دینے کا حکم آپ کو دینا پڑا** ایسی صورت مین ضروری تہا کہ قوم اپنے ماہواری چندوں مین ایسی مستعدی اور مضبوطی سے کام لیتی کہ بار بار مدرسہ کے مہتمم صاحب کو دست سوال دراز کرنیکی ضرورت نہ رہتی لیکن مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ مدرسہ کی حالت مالی اعتبار سے نازک ہے اور اب جبکہ سکول ریکاگنائز ڈ ہو گیا ہے ضروری ہے کہ مدرسہ کے فنڈ کو مستحکم کیا جاوے اسکے لئے ایک ہی صورت ہے کہ ہر احمدی اپنے ذمہ ماہوار چندہ لازم کرے اور باقاعدہ بھیجے خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیون نہو؟

ہان مین دلیری سے کہتا ہون کہ مدرسہ کے **کارکنون کا** فرض ہے کہ وہ اپنے مدرسہ کے ماہانہ حالات کا ایک نقشہ بذریعہ اخبار قوم کے سامنے پیش کیا کریں جس سے قوم کو اندازہ کرنیکا موقعہ ملے کہ سکول مین کیا ہو رہا ہے۔ ایسا ہی جمع و خرچ کے ماہوار نقشے بھی اگر شایع ہوتے رہیں تو وہ نقشے خود دست سوال ہو کر گریبان گیر قوم ہو سکتے ہین۔ مگر افسوس ہے ان امور کی طرف توجہ ہی نہین۔ آج مدرسہ کو قایم ہوئے ستا برس ہو چکے ہین مگر کوئی رپورٹ مستقل شایع نہین ہوئی خیر یہ تو فرض ہے مہتمان سکول کا۔ قوم کا فرض نہین کہ وہ اس انتظار مین رہے کہ سکول کیلئے کوئی تحریک ہوئی ہے یا نہین اسکے لئے یہی بس ہے کہ اسکا محرک خدا کا برگزیدہ جری ہے اور یہ سکول خاص اسکے زیر سایہ دارالامان مین موجود ہے صرف اتنے ہی خیال سے قوم کا فرض ہے کہ بلا تحریک و دعوت ماہواری چندے بھیجے مدرسہ کا خرچ قریباً پانچسو روپیہ ماہوار ہے پس ایسا انتظام کرنیکی فکر ہونی چاہیئے کہ آئے دن کی تحریکون سے سبکدوش ہو۔ اسوقت میرا مطلب اختصار سے ہے کہ ماہوار مستقل چندہ کی تحریک ہو جاوے بہ ملاقات

دولت افغانستان اور دولت انگلستان

ناظرین الحکم مندرجہ بالا عنوان الحکم ایسے مذہبی اخبار میں (جو سیاسی امور میں دخل دینے کی اپنے لیے کبھی ضرورت نہیں سمجھتا) پڑھ کر تعجب کرینگے لیکن ان کا تعجب اس مضمون کو پڑھ لینے کے بعد جاتا ہی نہ رہے گا بلکہ اسکے قائمقام ایک خوشی چھوڑ جائیگا۔

میں خوب جانتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پولیٹیکل امور سے بکلی الگ رہنا ایک ایسا امر ہے جو گورنمنٹ اور پبلک کی نظر سے پوشیدہ نہیں اور ساتھ ہی **جہاد کی حرمتہ کا فتویٰ دینے کی وجہ سے** عام مسلمانوں اور احمدیوں میں ایک ایسا امتیاز قائم ہوچکا ہے جو ایک **احمدی** کے نام کے ساتھ معاً اس تصور کو ذہن نشین کردیتا ہے کہ یہ اس قوم اور گروہ کا فرد ہے جو **جہاد کو حرام قرار دیتا ہے**

اس امر کے اظہار کی بھی مجھے کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امام و پیشوا وہ شخص ہے جس کا خاندان ہمیشہ گورنمنٹ انگلشیہ کا عقیدت کیش اور وفادار دولت ثابت ہوچکا ہے۔ ایسا ہی مجھے اس بات کے بیان کرنے کی بھی حاجت نہیں کہ **گورنمنٹ انگلشیہ** کے متعلق ہوا خواہی اور سچی اطاعت و وفاداری کا جوش پیدا کرنے میں عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے جو قابل قدر خدمات کی ہیں انکی نظیر کسی دوسرے مسلمان کی خدمات میں نہیں مل سکتی + اور یہ تو کل کی بات ہے جبکہ سفیر روم کے آنے پر حضرت اقدس نے گورنمنٹ **برطانیہ** کو سلطنت روم پر بلحاظ امن و عدل اور رعایا کی خبرگیری اور خیر خواہی کے ترجیح دی تھی تو پنجاب و ہندوستان کے مسلمان اخبارات نے وہ گالیاں دی تھیں جنکو سنکر وفادار رعایا کی شان سے بعید سمجھا جا سکتا تھا۔

بہرحال یہ ایسے امور ہیں جو **گورنمنٹ** کے فہیم اور دقیقہ رس عنصروں کو بڑی تفتیش اور تحقیق کے بعد معلوم ہوچکے ہیں

پھر

سوال ہوگا کہ مندرجہ بالا عنوان پر بحث کر نیسے میری کیا مراد ہے؟ میں زیادہ دیر تک ناظرین کو تعجب میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اس عنوان سے مجکو صرف **اپنی محسن گورنمنٹ** کے محاسن کا تذکرہ کرنا ہے۔ جنکے ذکر کے لیے بعض عملی اسباب پیش آئے ہیں۔

اگرچہ اس وقت جبکہ دربار کابل اور سلطنت عظمیٰ برطانیہ کے تعلقات دوستانہ ہیں اور ابھی تازہ تازہ پرنس عنایت اللہ خان صاحب **دربار ہند** سے تشریف لے گئے ہیں دربار کابل کا شکوہ کرنا نامناسب ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص جو **مظلوم** ہے اور جسے دکھ پہنچا ہے کوئی مہذب سلطنت پسند نہیں کرتی کہ اسے درد دل کے اظہار کا موقع نہ دیا جاوے۔ پس میں اگرچہ کہونگا تو **زخم رسیدہ** دل کی وجہ سے اور پھر بھی یہ نہیں کہ ایسے الفاظ میں شکوہ کروں جو نامناسب اور ناموزون ہوں بلکہ نہایت سنجیدگی اور متانت سے میں اس امر کو محض اپنے **مسلمان بھائیوں** کی توجہ کے لیے پیش کرنا چاہتا ہوں ۱۰ر نومبر ۱۹۰۳ء کے الحکم میں ایک مضمون **عنوان خون** کے عنوان سے لکھا تھا جو حضرت مولنا مولوی صاحب زادہ **عبد اللطیف شہید** رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کی اطلاع اور خبر پر مشتمل تھا۔ اس میں مینے وجوہات شہادت بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔

> "آخر آپ دار الامان سے ایک پاک جوش اور عقیدہ کے ساتھ اپنے وطن مالوف کو تشریف لے گئے اور دربار کابل کے سرآوردہ اور ذمہ وار حکام اور آفیسرز کو انھوں نے وہ پاک اور راحت بخش پیغام پہنچایا جو نئی نہیں بلکہ آسمانی تھا وہ پیغام جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مامور لیکر آیا ہے وہ پیغام جو ابتدائے آفرینش سے کل نبی لیکر آتے رہے ہیں"+

اس پیغام میں چونکہ **وہ شہزادہ امن** (مہدی) کی دعوت اور تبلیغ پر مشتمل تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنے ملک میں **جہاد کی حرمت کے فتوے** کی بھی اپنی تقریروں کے ذریعہ اشاعت کی کیونکہ مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے آثار و علامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے **یضع الحرب** کے پاک الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

اس پاک تعلیم کی اشاعت پر سرزمین کابل کے **میڈ ملاؤں** نے جنکے سر پر جہاد کی کھچڑی پکتی رہتی ہے ایک شور مولوی صاحب موصوف کے خلاف پیدا کردیا یہانتک کہ امیر کابل نے باوجود اس عزت و احترام کے جو وہ مولوی صاحب موصوف کی اپنے دل میں رکھتے تھے مولوی صاحب موصوف کو گرفتار کرلیا اور آخر ان میڈ ملاؤں نے اخوند زادہ موصوف کے سنگسار کرنے کا حکم اور فتوی دیدیا۔ اسی مضمون کے آخر میں مینے لکھا تھا کہ شہید موصوف نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور دعوت کا اشتہار اپنے خون کے ساتھ لکھکر سنگلاخ کابل کی چٹانوں پر آویزاں کردیا ہے اور مولوی صاحب موصوف کا خون سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کابل میں احیا کیلیے آبپاشی کا کام دیگا اور جوں باغباں بر وبنشتر دید انگور کا نتیجہ پیدا کرے گا کابل کے میڈ ملا اور انکا محکوم امیر سمجھتا ہوگا کہ شہید موصوف کی شہادت کی وجہ سے **حرمتہ جہاد** کے فتوے کابل میں سنائی نہ دینگے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ پتھر جو شہید موصوف پر برسائے گئے تھے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں

> اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
> دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
> اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
> دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

یہ حصہ مضمون جو میں ۲۴ر نومبر ۱۹۰۳ء کو شائع کرچکا ہوں بخوبی ظاہر کررہا ہے کہ شہید موصوف کی شہادت ایک ایسا واقعہ تھا **گورنمنٹ انگلشیہ** کے تحت حکومت میں بھی مولوی صاحب موصوف کی ایک معقول جاگیر علاقہ **بنوں** میں تھی۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ نے اسپر کوئی نوٹس لینا پسند کیا یا نہیں۔

بہرحال اس واقعہ نے ان لوگوں پر جو **دولت افغانستان** کے زیر حکومت تھے اور مولوی صاحب موصوف سے پیری اور مریدی کے تعلقات رکھتے تھے **گورنمنٹ انگلشیہ** کے متعلق اعلیٰ درجے کے **پاکیزہ خیالات** اور **مفید اثر** پیدا کیا ان لوگوں نے (جو کوہستان کابل کی پہاڑیوں میں خدا جانے **سلطنت انگلستان** کی بابت کیا کچھہ سننے کے عادی ہوں گے) معلوم کرلیا کہ **گورنمنٹ ہند** کیسی فیاض اور عالی حوصلہ گورنمنٹ ہے جو کسی **فرد** اور **قوم** کے مذہب کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں رکھتی اور کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی بلکہ یہانتک کہ ایک شخص جو اسکے مذہب کی تردید کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور مسیح کی الوہیت اور کفارہ کو پرزور دلائل سے باطل ٹھہراتا ہے اور خود **مسیح موعود** کا دعوی کرتا ہے پوری **آزادی** اور سہولت کے ساتھ اپنے سلسلہ کی اشاعت کررہا ہے اس سے بڑھ کر ایک گورنمنٹ کی **نیک خیالی** اور **خیر سگالی** کیا ہوگی برخلاف اسکے انکے اپنے گھر میں ایک شخص جو دربار کابل میں ہر طرح معزز سمجھا جاتا ہے محض ایک اختلافی مسئلہ پر اور اتنا کہنے پر کہ **جہاد حرام ہے** سنگسار کردیا جاتا ہے اس تفاوت اور امتیاز نے ان لوگوں کے دلوں پر ایک **عجیب اور گہرا اثر گورنمنٹ انگلشیہ کی ہوا خواہی اور اسکی اطاعت میں آنے کے لیے کیا ہے** جہانتک مجھے معلوم ہوا ہے وہ لوگ ہمیشہ اس امر کے آرزومند پائے جاتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں رہیں چنانچہ مجھے یہ معلوم کرکے بہت ہی خوشی ہوئی ہے کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے مرید وہ میں سے جن لوگوں کو موقعہ ملا ہے وہ ہجرت کرکے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں آگئے ہیں کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ بنوں کے ضلع میں مولوی صاحب موصوف کی جاگیر کے علاقہ میں آرہے ہیں اور چند آدمی یہاں بھی عرصہ گذرتا ہے کہ آرہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو یہ گورنمنٹ انگلشیہ کی قوت اور طاقت کو نہ صرف زیادہ مستحکم کرنے والا ہوگا بلکہ افغانستان کے باشندوں کے دلوں میں قیصری سلطنت کی عظمتہ کو محبت کے ساتھ قائم کردیگا۔ اور یہ امر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمتہ کو بھی قائم کرنیوالا ثابت ہوگا + کیونکہ اس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں کی خوبی اور عمدگی عام طور پر ذہن نشین ہوجاے گی۔

مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ افغانستان کی پہاڑیوں کے رہنے والے تو حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کو سمجھ گئے لیکن ہندوستان کے مولوی اور ملا ابھی تک خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار کرتے ہیں۔ افسوس!

ختم کرنے سے پہلے میں ایک امر بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں جسکی بہت کم لوگوں کو خبر ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود ہمیشہ جب آپکو موقع ملتا ہے ممالک اسلامیہ میں جہاد کی حرمتہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے محاسن کی تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کسی زمانہ میں حضرت حجتہ اللہ نے دربار کابل کو بھی تبلیغ کی تھی۔ چنانچہ اسمیں لکھا تھا۔ خدا را شکر میکنم و سپاس نعمت او بجامی آرم کہ در عہد چنیں برٹش حکومتی مرا بر خدمت دین مامور کرد و چگونہ شکر این نعمت بگذارم کہ دریں غربت و بیکسی و شورہ سفہاء قوم ما طیبنا کار خود تحت حکومت دولت انگلشیہ میکنیم و چناں آرام یافتم کہ اگر شکر ایں دولت نکنم شکر خدا نکردہ باشم و ایں امر را اگر پوشیدہ داریم ظالم باشیم کہ چنانکہ پادریاں ملت نصاری در اشاعت مذہب خود آزادی اند ہمچنیں آزادی و عدم مزاحمت در اشاعت اسلام نیز حاصل داریم بلکہ منافع ایں حریت و آزادی ما را بیشتر حاصل است

اب جو شخص حضرت اقدس کی اس تبلیغ کو جو بطور خط بھیجی گئی تھی پڑھیگا وہ معلوم کرلیگا کہ دولت افغانستان کے ذہن نشین اپنے کیا کرنا چاہتا ہے۔

الغرض

میں اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں کی عظمتہ اور خوبی کی یہ بڑی کامل بھاری دلیل سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں بھی یہ باتیں کیونکر طور پر قائم ہوگئی ہیں جو یہاں سے بہت دور رہتے اور اس سے گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی یہ اندازہ کرنیکا بہترین موقعہ ہے کہ حضرت اقدس کی جو کسی قدر کام کیا ہے کہ جسقدر لوگ احمدی ہوتے جائینگے اسیقدر گورنمنٹ کی وفا۔

متفرق مضامین

ناظرین سے پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم۔ الحکم کی توسیع اشاعت کی طرف احمدی جماعت کو اسقدر بہت کم توجہ ہے میں اسکو اس اسباب سے وابستہ سمجھتا اگر دو سے اخبار اور رسالہ کے متعلق توسیع اشاعت کو نسا زور سے جاری دیکھتا۔ یہ عدم توجہی اچھی نہیں۔ اور اس میدان میں کام کرنا مشکل نہیں ہے منشی نادر خان صاحب نائب تحصیلدار نے اس مہینے میں تین خریدار بھیجے ہیں۔ مولوی غلام امام صاحب اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مولوی عبداللہ صاحب باجوہ۔ منشی رحیم بخش صاحب شیدا۔ ڈاکٹر ابوالعلی صاحب منشی عبدالحکیم صاحب پورنیان نے ایک ایک خریدار الحکم کو عطا فرمایا اور ان کے سوا صرف ۱۸۔ احباب انکی درخواست پر خریدار ہوئے جنوری میں گویا ۲۷ جدید خریدار ہوئے ہیں یہ تعداد بہت ہی کم ہے۔ امید کی جاتی ہے احمدی قوم کے سربر آوردہ رکن اس کمی کو محسوس کرینگے اور تلافی کی سعی۔

آمد۔ خرچ۔ یکم سے لیکر ۳۰ جنوری ۱۹۰۵ء تک ہر قسم کی آمدنی دفتر الحکم مالیت ۳۹۲ روپیہ ہوئی اور خرچ جنوری ۱۹۰۵ء میں مالیت ۳۱۴ ہوا۔ اس لحاظ سے یہ مہینا دفتر کیلئے ۷۸ بچت کا باعث ہوا۔

چھپائی کی مشکلات کو آسان کرنیکی فکر

کارخانہ الحکم میں چھپائی کا ذاتی کام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے روز افزوں ترقی پر رہا ہے۔ چنانچہ ایک اور پریس جاری کرنیکیلئے پریسمین کی فکر کر رہا ہوں۔ مگر میں ان مشکلات کو آسان کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے سردست ایک مشین کیلئے آرڈر دینا چاہتا ہوں اگر ناظرین الحکم الحکم کا بقایا چندہ جو دو ہزار کے قریب ہے وصول کرنے میں مدد دیں اور ہر ایک خریدار ایک جدید خریدار پیشگی قیمت دینے والا بہم پہونچادیں تو وہ بہت جلد اپنے پیارے الحکم کو اپنی مشین پر چھپا ہوا دیکھیں گے تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ممکن اور آسان ہو سکتا ہے۔

ریویو۔ ریویو کیلئے جو کتابیں اور رسالے آئے ہوئے ہیں میں جبتک پڑھ نہ لوں ریویو نہیں کر سکتا۔

تفسیر القرآن ماہواری۔ ماہواری رسالہ تفسیر القرآن چھپ رہا ہے اور خدا کے فضل سے ۵ کا پیان چھپ چکی ہیں۔ اس رسالہ کے ساتھ سورۃ البقر انشاء اللہ العزیز ختم ہو جائیگی۔ پھر سورۃ آل عمران فروری کے رسالہ سے شروع ہوگی۔ اس رسالہ میں مسئلہ سود پر عجیب بحث ہے جسمیں قرآن کریم کی شان بلند کو خاص طور پر رکھا گیا ہے۔ اس مسودہ کو دیکھکر جبکہ وہ بغرض اصلاح حضرت مولانا مولوی عبدالکریم کے پاس بھیجا گیا لکھا۔ "جزاک اللہ و بارک اللہ۔ حرف حرف پڑھا اور خوش ہوا کہ میں کوئی حرف اٹکا یا گیا ہے ورنہ در اصل حرف رکھنے کی گنجائش نہ تھی اسلئے کہ حرف حرف اب زر سے لکھنے کی قابل ہے یا ان حرف گیری کے لئے موقع ہے اور حرف گیر دن سے خدا کی پناہ!!" اس سے کسیقدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ رسالہ کس پایہ کا ہوگا۔ فروری کے پہلے عشرہ میں انشاء اللہ شایع ہو جائیگا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ ہفتہ زیر اشاعت میں علی العموم آسمان ابر آلود رہا اور بارش بھی ہوتی رہی سردی غیر معمولی طور پر چمک اٹھی۔ یہانتک کہ باوجود انگیٹھی کے موجود ہونے کے بھی ہاتھ کام کرنیکی پوری سکت نہیں رکھتے

۲۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں علی العموم اچھی رہی گو شدت سردی کیوجہ سے کبھی کبھی ناساز ہوتی رہی۔ ۲۸ جنوری کو قبل ظہر آپ نے فرمایا کہ کل میری طبیعت ناساز تھی اسپر ایک الہام ہوا (یہ الہام دوسری جگہ درج ہے) خاندان رسالت کے دوسرے ممبر خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔

۳۔ حضرت حکیم الامت کی طبیعت پہلی کی نسبت اچھی ہے ضعف اور نقاہت کے باوجود بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور مریضوں کی علاج میں بھی بدستور مصروف البتہ چند روز سے درس قرآن نہیں ہو سکا جسکی وجہ سردی کی بے حد شدت تھی۔

۴۔ دوسرے بزرگان ملت کی صحت اچھی ہے الحمد للہ علی ذالک

۵۔ جناب سید امیر علیشاہ صاحب ہم سیالکوٹی اعلیحضرت مسیح موعود کے قدیم خادم پولیس سروس سے استعفا دیکر آ بیٹھے ہیں۔ اعلیحضرت نے کئی مرتبہ شاہ صاحب سے فرمایا تھا کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے اب قادیان میں رہو اور پولیس کی ملازمت کو چھوڑ دو۔ شاہ صاحب نے آخر اس پر عمل فرمایا اور دارالامان تشریف لے آئے۔ شاہ صاحب کے حالات سے ناظرین الحکم واقف ہیں کہ انکو ہر روز حضوری ہوتی ہے۔ اب آپ قادیان ہی میں مقیم ہیں اور یہاں ہی بقیہ ایام زندگی گذارنے کی آرزو

تازہ الہامات

۱۹ جنوری کا جو الہام درج ہوا ہے اس کے متعلق یہ بھی ہے

۱۔ خواب میں کسی نے کچھ پیسے دیئے۔

۲۔ الہام ہوا۔ انی مع الرسول اقوم

۳۔ کسی کے کاتبہ میں دو لفافہ میں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر جو خطوط ہیں ان سب کا مضمون ایک ہی ہے ایک اسمیں سے بھیجدیا گیا ہے اس وقت طبیعت الہام کی طرف منتقل ہوئی اور الہام ہوا **ایک چونکا دینے والی خبر**

۴۔ ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس کے دائیں رخسارہ مبارک پر ایک سا سوزش ہوا جس سے تکلیف محسوس ہوئی حضور نے دعا فرمائی تو ذیل کے فقرات الہام ہوئے دم کرنے سے فوراً صحت ہو گئی۔ بسم اللہ الکافی بسم اللہ الشافی۔ بسم اللہ الغفور الرحیم۔ بسم اللہ البر الکریم۔ یا حفیظ یا عزیز یا رفیق یا ولی اشفنی

تصدیق پیشگوئی

مقدمات کی فتح کی صورت میں جو عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے اس کے متعلق خطوط اور تار کثرت سے آئے اور آرہے ہیں مگر بعض خطوط اس قابل ہوتے ہیں جو خصوصیت سے قابل ذکر ہوتے ہیں انہیں میں سے شیخ نور احمد صاحب بی۔ اے پلیڈر کوہاٹ کا خط بھی ہے جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں شیخ صاحب علیگڈھ کالج کے گریجوایٹ ہیں انہوں نے اس پیشگوئی کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ اس کے عظیم الشان معجزہ ہونے پر بحث کی ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا ملکی الصفات یا بشری القوی
فیاک دلیل علی انک خیر الوری

آج میں خداوند تعالیٰ کی ستائش کرتا ہوا یہ نیاز نامہ مبارکباد متعلق فتح مقدمہ بخدمت حضرت اقدس مرسل یزدانی مامور ربانی امام الوقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسال کرتا ہوں اور جبین نیاز کو درگاہ الٰہی میں اس عظیم الشان الہام کے پورا ہونے پر جھکاتا ہوں جو اس نے مقدمہ کی اختتام سے قبل اپنے رسول کی زبان مبارک پر جاری فرمایا اور اسیطرح وعدہ ایزدی اپنے پورے آب و تاب اور شان و شوکت سے پورا ہوا۔ جو مومنوں کیلئے باعث ازدیاد ایمان و مخالفوں کیلئے باعث شرمساری و خسران ہے الحق۔ اس نشان فتح میں اور جس طریق سے یہ نشان ظاہر ہوا اہل نظر کیلئے مقام تدبر و تفکر ہے۔ یہ مقدمہ کیا تھا اور اسکی حقیقت کیا تھی ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس مقدمہ پر رائے زنی کر سکتا تھا کہ انجام فتح ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جو قانون سے ذرا بھی مس رکھتے ہیں پورے یقین سے کر سکتے تھے کہ استغاثہ فریق مخالف چل نہیں سکتا ہے

لیکن میرے خیال میں ہی ایک امر ایسا ہے جو اس نشان کو دیگر نشانات سے جو وقتاً فوقتاً مقدمات کی شکل میں ظاہر ہوئی ممیز کرتا ہے۔ مقدمات سابقہ میں تمام پیشگوئیاں اول ما حج بری فتح یابی کی تہیں چنانچہ ایسا ہی وقتاً فوقتاً ظہور میں آتا رہا کہ ابتدائی عدالتوں سے ہی کامیابی ہوتی رہی۔ خواہ وہ مقدمات فوجداری تہی یا دیوانی یا ایک دہریہ منش اور نیچری مزاج کو ان آیات میں ایک موقعہ حرف گیری کا ہو سکتا تہا۔ واقعات مقدمہ۔ شہادت موجودہ۔ قبضہ فریقین۔ عدالتہائے سرکاری کی انصاف پژوہی یہ سب ایسے امور میں جو نتیجہ مقدمہ پہلا کے رائے کا باعث ہو سکتے ہیں اور بغیر تائید الہام کے قانون دان بہی درست رائے پر پہونچ سکتا ہے لیکن اس مقدمہ میں خدائے عالمیان نے اپنا تصرف خاص کہلایا واقعات مقدمہ و مضامین سراج الاخبار سے یہ نتیجہ لازماً پیدا ہونا چاہیئے تہا کہ مقدمہ میں فتح ہوگی۔ اور قانون دان شخص تو یقین کامل سے اسا تکو کہ سکتا تہا کہ ابتدا ہی میں فتح ہوگی۔ پس اگر عدالت ابتدائی سے فتح ہوتی تو کوئی خاص نشان نہ ہوتا۔ جو اسکو دیگر نشانات سے ممیز کردیتا جو مقدمات کی رنگ میں ولا ظاہر ہو چکی ہیں۔ مامور ربانی کا الہام ایک قانون دان کی رائے کے برخلاف یوں جاری ہوتا ہے "عدالت العالیہ سے بریت" اسمیں دو لفظ قابل غور ہیں (۱) عدالت عالیہ۔ (۲) بریت۔ موخرالذکر لفظ قانوناً اس بات کو چاہتا تہا کہ فرد قرارداد جرم مرتب ہوگی۔ اور اول الذکر یہ چاہتا ہے۔ کہ عدالت عالیہ تک نوبت پہونچیگی اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب فرد قرارداد جرم لگ کر سزا کا حکم عدالت ابتدائی سے صادر ہو۔ پس اس نشان نے برخلاف دیگر نشانات کے ایک ممیز درجہ اختیار کیا ہے اگر عدالت ابتدائی بغیر فرد قرارداد جرم کے رہا کردیتی تو قانوناً بریت کا لفظ صادق نہیں آسکتا تہا۔ اور اگر بغیر سزا ہی۔ بعد فرد قرارداد جرم لگانیکے۔ بری کردیتی تو عدالت عالیہ کا مفہوم جاتا رہتا۔ پس ضرور تہا کہ نشان اس طریق پر پورا ہو جسطرح الفاظ الہام پکار رہے تہے۔

ایک قانون دان کی رائے تو یہ چاہتی تہی کہ مقدمہ ابتدائی مرحلہ ہی میں خارج کیا جاوے۔ جسکی طرف اخیر فیصلہ میں سیشن جج صاحب نے صریحاً ذکر بھی کیا ہے۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو معترض کہ سکتا تہا کہ واقعات مقدمہ پر غور کرنیکے بعد ایک نتیجہ لازمی جو ہوتا ہے الہام کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے لیکن اب غور کرنیوالی طبیعتیں ذرا دیکہیں۔ کہ الہام کن الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور کیا یہ انسانی قدرت میں ہے کہ اسی طرز پر تمام واقعات کا علم قبل از وقت دیا جاوے۔ انسانی رائے تو اسبات کی مقتضی تہی کہ مقدمہ پہلے ہی مرحلہ میں خارج کیا جاوے۔ لیکن ملہم خدا سے خبر پاکر کہتا ہے کہ اسمیں اتنے مراحل طے کرنے ہونگے تب صادق اپنے صدق کو پہونچیگا اور کاذب اپنے کذب کا بدلہ پاویگا۔ اس الہام کے پورا ہونے سے تمام سابقہ الہامات متعلقہ مقدمات سابقہ پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ اور الہام

ہم ستائش کرتے ہوئے کے غور اور فکر کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس دفعہ ہم دیکہتے ہیں کہ خارق عادت طریقہ سے الہام پورا ہوا ہے الحمد للہ کہ خلاف وعدے تمامتر پورے ہوگئے اور مرسل یزدانی کی مہک چاروں طرف عالم میں پہیل گئی۔ الہام۔ آدیکہ ذکا اجعلک الخ
پورا ہوا۔ خدا کی نصرت میں آپ پر اور آپ کے صحابہ پر ہو۔ اس نیاز مند دورافتادہ کی حقمیں اگر حضور پر نور جب بارگاہ الٰہی میں دعائیں فرما رہے ہوں دعا فرمادیں تو عجب نہیں ہر شاہ بار رہے۔ اور مرادین حاصل ہوں والسلام نیاز کیش نور احمد

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی - اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور داؤد کی بابت یہ کہنا ہی نہیں جا سکتا کہ اسمین اس درجہ کی پاکیزگی اور صفائی قلب موجود تھی اس بات کا صاف ثبوت ہی کچھ نہیں کہ اس نے ایک زبور بھی لکھا ہو۔ ہان ہم یہ یقینی طور پر کہہ سکتے ہین کہ بعض زبور اس کے زمانہ کے قریب تحریر ہوئے ہین۔ اور چونکہ وہ اسرائیل مین بہت خوش الحان گانیوالا تھا اس لئے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ بعض اس کے اپنے ہی تصنیف ہون۔ لیکن اس بات کا زبردست ثبوت ملتا ہے کہ بہت سے زبور اس کے زمانہ کے بعد لکھے گئے اور بعض حالتون مین تو انکی ابتدا کے اصل زمانہ کا بھی پتہ لگا سکتے ہین بہت سے تو انمین سے captivity کے زمانہ مین تحریر ہوئے اور بعض Antiochus Epiphanes کے وقت یعنی مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے لکھے گئے۔

امثال کی کتاب جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے دنیاوی دانائی کے متعلق نصائح۔ قدیم کہاوتون اور ضرب المثلون کا مجموعہ ہے انمین بہت سے عجیب تجربے اور دوراندیشی بھری ہوئی ہے خود اس کتاب کا بھی یہ دعویٰ نہین کہ وہ تمام حضرت سلیمان نے تحریر کی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے مجموعون کو ایک بڑے مجموعے کی شکل مین شامل کر دیا گیا ہے۔ اور یہ مجموعہ بہت دیر بعد تیار ہوا اور اسمین مختلف زمانون کی کہاوتون کو لیکر اکٹھا کر دیا ہے۔

غزل الغزلات مین ایک فحش عشقیہ راگ ہے اور تسپر طرہ یہ ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے مسیح اور اس کے چرچ کا تعلق ہے بہت سے آدمی غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہین کہ اس سے مسیح اور اس کے چرچ کا روحانی تعلق مراد ہے۔ اسمین عشق کی بنا پر نیکی کے روبرو وفاداری کی تعریف کیگئی ہے مگر ڈھنگ جیسا کہ چاہئے ہے نہین۔ عبارت بہت عمدہ ہے مگر طرز بیان ایک مشرقی حرم سرا کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اسے مغربی نوجوان مرد اور عورتون نے روحانی صداقت قایم کرنے کی غرض سے اختیار کیا ہے

پرانے عہدنامہ کی اصلی حقیقت اور بزرگی انکی پیغمبرون اور واعظون مین پائی جاتی ہے جن کی تحریرات مین زمانہ قدیم کے نہایت اعلیٰ نصائح موجود ہین انمین اخلاقی طاقت اور روحانی سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ان پیغمبران کو جنکی بعد مین بہت قدر و منزلت ہوئی ان کے زمانہ مین ملحد سمجھکر سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کا کلام قومی بداخلاقی بے انصافی بت پرستی اور دنیاوی پن کے برخلاف تھا کسی پیغمبر کو صرف رمال یا فال گو بنا دینا اس کو گویا بہت حقیر کر دینا ہے۔ جہان عبرانی پیغمبرون نے پیشگوئی کی اسمین عموماً وہ غلط نکلے سوائے ان مقامون کے جبکہ انہون نے اپنی پیشین گویان اعلیٰ اصولون اور مذہبی ترقی کے متعلق حالات تک محدود رکہین پیغمبر وہ اشخاص تھے جو بہت اونچے پہونچ سکتے تھے اور اسی سبب سے زیادہ دور اور صاف صاف طور پر دیکھ سکتے تھے۔ وہ اپنے زمانہ سے بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ وہ قوم کی مذہبی ترقی کے ہراول کے سردار تھے۔ اور ان فطرتون کو جو ترقی کرنے اور اپنی فضیلت اور بزرگی کو محسوس کرنے کے لئے کشمکش کر رہی تھین انکے لئے نیکی کا اعلےٰ معراج دکہاتے تھے۔ یسعیاہ میکاہ اور حزقی ایل نے ترقی کرنے دل ابہار نیوالے پیغام پہونچے ہین۔ اور انہین صداقت کی چشمون سے حضرت مسیح نے جو ان سے بڑھکر پیغمبر تھے خوب روحانی جام پئے ہین۔ تاہم یسعیاہ کی کتاب صرف ایک شخص کی تصنیف نہین ہے۔ اس کے انتالیسوین اور چالیسوین بابون کے درمیان دو صدیون کا وقفہ ہے پہلے انتالیس باب سوائے چند غیر مسلسل فقرون کے جن سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مختلف آدمیون کی تحریر ہین۔ ایک شخص یسعیاہ نامی نے حضرت مسیح سے آٹھ سو برس پہلے لکھے ہین۔ لیکن چالیسوین باب کو ہم ایک اور شخص کی تصنیف پاتے ہین جسمین بہت زیادہ روحانیت تھی ممکن ہے کہ اس کا نام بھی یسعیاہ ہی ہو جو بیبلون کے قید کے زمانہ مین گذرا ہے اور اور پیغمبرانہ تحریرات مثلاً ذکریاہ وغیرہ کو اسیطرح کسی اور شخص نے بعد مین اکٹھے کر کے ترتیب دئے ہین۔

ہمین ٹھیک طور پر معلوم نہین کہ پرانے عہدنامہ کی بندش اور ترتیب کا کب قطعی طور پر فیصلہ ہوا یعنی یہ بات کہ کون کون سی کتابین اور ان کا کتنا کتنا حصہ یہودیونکی متبرک تحریرات مین شامل کیا جائے کب فیصل ہوئی۔ لیکن چونکہ بعض حصے اس زمانہ کے لکھے ہوئے ہین جبکہ انٹیوکس ایپفینیز مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے عبادت گاہ کو پلید کر دیا اسلئے پرانے عہدنامہ کی ترتیب اور بندش مسیح کے زمانہ کے قریب تک پورے طور پر فیصل نہین ہوئی تھی ان کتابون کے علاوہ جو کہ پراٹسٹنٹ عیسائیون نے اپنے پرانے عہدنامہ مین شامل کی ہین۔ رومن کیتھولک عیسائیون کی انجیل مین اور کتابین بھی شامل ہین مثلاً ایپوکریفا وغیرہ اور بادشاہ جیمز کے وقت مین یہ مستند نسخہ انجیل کا جزو سمجھی جاتی تہین انمین سے بعض کی تحریر اور تعلیم ان کتابون کی نسبت جو اب پرانے عہدنامہ مین شامل ہین بہت اعلیٰ ہے۔ اور اعتبار اور حقیقت کے لحاظ سے ان کا دعوےٰ زیادہ زبردست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اب اوسط درجہ کے پراٹسٹنٹ عیسائی ترش رو واعظ پر تو یقین رکھتے ہین مگر Ecclesiastes کے دل ابہار نیوالے الہام کے قائل نہین ہین۔ وہ نفسانی غزل الغزلات کو تو مانتے ہین اور سلیمان کی پردماغ دانائی سے منکر ہین وہ تواریخ کی کتاب مین تو یقین رکھتے ہین لیکن میکابیس کی پہلی کتاب سے انکار کرتے ہین۔ ایک کشادہ اور فراخدل والا آدمی ہر ایک کتاب کی اسکی خوبیون کے مطابق قدر کریگا۔ خواہ وہ پرانے عہدنامہ کے ضوابط مین ہو یا نہ ہو۔ جو قصے بالکل کہانی اور روائت کے طور پر ہون گے انہین وہ نہین مانے گا اور جنپر صداقت اور اعتبار کی مہر ہے وہ انہین ضرور قبول کرے گا۔

(ب) نیا عہدنامہ۔ یہ عہدنامہ اپنی ابتدا کے لحاظ سے پرانے عہدنامہ سے بالکل مختلف ہے۔ اسمین پرانے عہدنامہ کیطرح ایک قوم کی تواریخ کے متعلق قصہ کہانیون اور روائتون کا مجموعہ نہین بلکہ اسمین ایسی علمی تحریرات ہین جو باوجود اسقدر عرصہ گذر جانے کے اور اسقدر بحث مباحثہ اور چھیڑ چھاڑ کے اب تک برابر موجود ہین۔ نئے عہدنامہ مین خاص ہی جماعت کے متعلق مختلف حالات اور اسکی تعلیم کے مختلف پہلو مندرج ہین۔ اور نیز اس کے بڑے بڑے پیروؤن کے کارنامون کا ذکر ہے۔ مذہب عیسوی کے قدیم واعظین کی طرف سے ان ابتدائی فرقون کیطرف جو اپنی زندگی کے لئے کوشش کر رہے تھے خطوط کا سلسلہ ہے۔ اور انمین انہین موقعہ بموقعہ حوصلہ دلایا ہے اور حسب موقعہ برا بھلا بھی کہا ہے۔ علاوہ ازین اسمین دنیا کے خاتمہ کا خیال بھی موجود ہے جو قدیم عیسائیون اور نیز خود مسیح کے خیال کے مطابق جلد آنے والا تھا۔

اب ہمین یہ معلوم ہو گیا ہے کہ کسطرح پر پرانا عہدنامہ ایک قوم کی مذہبی زندگی سے قدرتی طور پر پیدا ہوتا گیا۔ اور اسیطرح پر ہندوؤنکی وید اور دنیا کی اور کتب مقدسہ بھی پیدا ہو گئین۔ دنیا کی بہت سی کتب مقدسہ نئے عہدنامہ کیطرح کسی مہان پرش یعنے پیغمبر کے زمانہ سے شروع ہوئین۔ بدھ مذہب کی کتب مقدسہ تین پٹاریان مہاتما بدھ کے کارنامون اور کلامون کا مجموعہ ہے اور قرآن حضرت محمد صاحب کے ہاتھون مین سے آئی۔ ایک حالت مین مہاتما بدھ اور دوسری حالت مین محمد صاحب مرکز تھے اور نئے عہدنامہ کا مرکز مسیح ہے۔

یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہین ہے کہ یہ متبرک کتابین کسطرح ظہور مین آئین۔ مسیح کی مثال لے لو۔ یہ رہبر دنیا مین آیا اور اپنے زمانہ کی زندگی پر اپنا وسیع اثر ڈالا اور اپنے گرد جان نثار رہبرون کا ایک گروہ جمع کر لیا اور اُس زمانہ کی ضرورتون مین اسکی توجہ ایسی محو ہوئی کہ اس نے اپنی زندگی کے بعد اپنا اثر قایم رکھنے کے امکان کو بالکل قطع نظر کر دیا اور اس نے اپنی تعلیم کو قلم بند نہین کیا اور وہ لوگ جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ بھی ایسے محو ہو گئے۔ کہ انہون نے ایسا کرنے کی ضرورت کو محسوس ہی نہین کیا۔ پھر جب وہ سخت مخالفت کا شکار ہو چکا اور جلد یا اور اپنی موت مین اپنی زندگی اور تعلیم کی سب سے بڑھکر فضیلت کا ثبوت دیا تو جب اس کے پیرو اسکی موت کی سخت صدمے سے ذرا سنبھلے تو یہ خواہش کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ تحریر اسکی تعلیم کی رکھنی چاہئے اسوقت اس کے الفاظ ان کی یادداشت سے اٹھ گئے تھے بعض کے اصلی معنے یا تو خبط ہو گئے۔ یا مریج الاعتقاد اور خیالی دنیا مین رہنے والے معتقدون نے اس کے کلام مین بیہودہ ایزادی کر دی۔ اور اب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ لوگ جو اس رہبر کے بہت قریب رہتے تھے جو کچھ انہین اس کے کلام اور کام کی بابت یاد ہو تحریر کرین۔ (باقی آیندہ)

ایڈیٹر اہلحدیث کے نام خط

وفی شرف الحدیث دلیل صدق
لمختبر علی شرف القدیم

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔

آپ اپنے پرچہ اہلحدیث میں ہمارے فارسی اشتہار امام مہدی پر نکتہ چینی فرماتے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم اختصار کے ساتھ جواب عرض کریں۔ نہایت افسوس کے ساتھ اظہار کرتے ہیں کہ آپ نے اشتہار سے تجاہل کر کے ہمارے نبی موعود احمد قادیانی صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب قرار دیکر خوب گالیاں دی ہیں۔

میرے نزدیک اس طرح کا سب و شتم آپ جیسے **مولوی فاضل** کی شان کے مناسب نہ تھا یہ شیوہ تو کسی گستاخ دریدہ دہن کا ہونا چاہیے تھا بہر حال ہم تو نہ بابا صاحب کی اس ناشائستہ حرکت سے اعراض کر کے اصل مطلب پر حسب ذیل عرض پرداز ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اشتہار مذکور میں کیوں یہ دعوے شائع نہیں ہوا کہ مرزا صاحب کرشن بھی ہیں اسکا جواب دو طرح پر گذارش ہے

اول۔ یہ اشتہار خاکسار نے اسوقت شائع کیا تھا جبکہ ابھی سیالکوٹ کی تقریر شائع نہوئی تھی۔

دوم۔ مرزا صاحب حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت لیکر اہل ہنود کی اصلاح کیلئے آئے ہیں جیسا کہ مہدی علیہ السلام ہو کر مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کیلئے تشریف لائے ہیں۔ سو جبکہ بلاد اسلامیہ میں ہمارے مخاطب اہل ہنود نہیں تو اس دعوے کا شائع کرنا کیا معنے رکھتا تھا۔

پھر آپ اور اعتراض کرتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ گویا ہم نے اپنے فارسی اشتہار میں غلام دستگیر کا مباہلہ جھوٹا واقعہ لکھا ہے مولوی غلام دستگیر نے نہ اپنے بد دعا کی ہے اور نہ مقابلہ میں دونوں میں سے جھوٹے کی موت مانگی ہے اور نہ مرزا جی کے سچے ہونیکا ذکر ہے وہ اپنی کتاب فتح رحمانی میں یوں لکھتا ہے۔

دعا و التجا اس فقیر قصوری کی جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اگر یہ توبہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین انک علی کل شیء قدیر۔ وبالاجابۃ جدیر انتھی۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر مولوی غلام دستگیر نے مباہلہ کیا تو سخت غلطی کی اور مولوی غلام دستگیر مرحوم کا فعل دوسروں کیلئے حجت نہیں اور نہ اس سے مرزا جی کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

اما الجواب۔ گذارش یہ ہے کہ یہ تو آپنے بہت صحیح اور درست فرمایا کہ مولوی مذکور نے غلطی کی۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ واقعی اس نے سخت غلطی کی۔ مولوی صاحب ہم نے کب کہا کہ اس نے غلطی نہیں کی۔ اگر وہ غلطی نہ کرتا۔ تو ایسی موت سے کیوں مرتا۔ رہی آپ کی یہ بات کہ اس کا فعل حجت نہیں اور نہ اس سے مرزا جی کی صداقت ثابت ہوسکتی ہے سو یہ بات آپکی رد کرنیکے قابل ہے کیونکہ ایسے قاعدہ کی بنا پر آپ فرما سکتے ہیں کہ بدر کے دن جو ابوجہل نے من کان منا کاذبا فاحنہ فی ھذا الموطن کہکی۔ اسمیں اس نے غلطی کی اور مولوی ابوجہل (جسکو لیکھرام ابو الحکم لکھتا ہے) کا فعل دوسروں کیلئے کوئی حجت نہیں اور نہ اس سے معاذ اللہ سید الکائنات خاتم النبیین کی صداقت ثابت ہو سکتی تو آپکے اس منطق پر کوئی مسلمان صاد نہیں کریگا علاوہ براں ہماری حجت اور دلیل خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ مولوی غلام دستگیر کا فعل اسکی بد دعا تھی جو اس نے کی مگر اسکو موت دینا اور ہمارے مرزا جی کا صدق ظاہر کرنا۔ ہمارے مولیٰ کریم کا فعل تھا جس پر ہمکو ناز ہے اور جو ہماری حجت و برہان ہے۔ تمہاری مولویت تو تب ثابت ہو کہ کوئی اصل جدید وضع کرو کہ جناب الٰہی کا فعل بھی حجت نہیں اور نہ اس سے مرزا کی صداقت ثابت ہوسکتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ غلام دستگیر نے بد دعا نہیں کی نہ جھوٹے کی موت مانگی نہ مباہلہ کیا۔ اتنی بات کیلئے ہمیں آپ کی ہی منقولہ عبارت صفحہ ۲ کافی ہے۔ ذرہ عقل سے کام لیں کہ ہمیں فارسی اشتہار میں غلام دستگیر کے مباہلہ کا خلاصہ پیش کرنا مقصود تھا۔ کوئی اردو کا فارسی میں لفظی ترجمہ کرنا ضرور نہ تھا اب اگر ہمارے اشتہار کا مطلب تمہاری ہی عبارت مندرجہ پرچہ اہلحدیث سے ثابت نہو۔ تو ہم تحریری وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آپ کو ہرگز غبی الطبع اور کم فہم قرار نہیں دینگے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ فقطع دابر القوم الذین ظلموا اگر بد دعا نہیں تو کیا ہے اگر ہے تو کس کیلئے۔ اسمیں اگر وہ ظالم کی موت مانگتا ہے تو اسکی نظر میں وہ کون ہے۔ اپنے آپکو حامی دین متین ظاہر کرتا ہے مرزا صاحب کو جھوٹا جانتا ہے۔ پھر فقطع دابر القوم الذین ظلموا کی بد دعا کرتا ہے۔ اور اب بھی آپ کہتے ہیں کہ اس نے بد دعا نہیں کی جھوٹے کی موت نہیں مانگی۔ تو کیا اس نے راستباز کی موت مانگی ہے تعجب ہے۔ ایسی موٹی باتوں کو اگر آپ نہیں سمجھ سکتے تو واقعی ہم آپکے مقابلہ میں دلائل پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

ولیس یصح فی الافھام شیء
اذا احتاج النھار الی دلیل

پھر آپ قبولیت دعا وغیرہ کے متعلق وہی لایعنی باتیں کرتے ہیں جو مدت سے آپ کا طریق ہے۔ سو اس کا جواب ہم کیا دیں۔ بجز اس کے کہ

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش ندہی

پھر آپ فرماتے ہیں کہ میں قادیان میں آیا اور بر سر میدان نکلا۔ اور یہ کیا اور وہ کیا۔

سو گذارش یہ ہے کہ اسمیں ہمیں کیا کلام ہے آپکا قادیان میں آنا کوئی مشکل بات نہیں۔ بیشک آپ قادیان میں تشریف لاکر آریوں کے مہمان ہوسکتے ہیں۔ پھر واپس امرتسر جا سکتے ہیں۔ پبلک کو مغالطہ دیسکتے ہیں سو اسطرح پر یہاں آنا کوئی بہادری نہیں۔ یکہ والے ہر روز آتے ہیں کئی قسم کے بیمار مولوی نورالدین صاحب کے پاس علاج کیلئے آتے ہیں آپ کے آنے میں کوئی خصوصیت نہیں ہاں جس **طریق** فیصلہ کی بنا پر بلایا گیا تھا اور دعوت کیگئی تھی اسے آپنے کہاں تک اختیار کیا؟ یہ امر پبلک کو معلوم ہوچکا ہے۔

راقم عبد اللہ کشمیری۔

"احمدی فقہ"

اس عنوان سے الحکم کے ایک معزز ناظرین نے مندرجہ ذیل ... الحکم ... چھپنے میں ... ہوں ... یعقوب الاسلام ... السلام ... مندرجہ بالا عنوان کی نسبت کچھ خیالات مدت سے میرے دماغ میں گردش کر رہے تھے۔ مگر ابھی تک پبلک میں ظاہر کرنیکا موقعہ نہ ملا۔ زیادہ تر یہ وجہ ہے کہ میں نے اپنے محسن کریم الملۃ کو اس بارہ میں کچھ لکھا تھا۔ مگر آپنے جواب دیا ابھی حضرت علیہ السلام کی توجہ موجہ دیگر انبیا کیطرح اصلاح عقاید کیطرف ہے ادہر توجہ کرنیکا وقت نہیں آیا۔ اب آپکی کتاب نماز اور اسکی حقیقت کا اشتہار دیکھکر پھر مجھے تحریک ہوئی اور میں اپنے قلم کو مندرجہ ذیل سطور لکھنے بغیر روک نہیں سکتا۔ بات یہ ہے کہ ہر چند ہمارے اعمال میں جو اختلاف ہے وہ بھی حضرت مسیح موعود کا ایک اعجازی نشان ہے کہ دیکھو کسقدر مختلف الخیال لوگونکو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا ہے مگر پھر بھی نہایت ضروری ہے کہ امام الحکم عادل کیطرف سے ان متنازعہ فیہا مسایل کا فیصلہ ہو جسمیں شافعی۔ مالکی حنفی حنبلی کا اختلاف رہا ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ چاروں اقوال درست ہوں گو ہمارے لیے حضور علیہ السلام نے ایک قاعدہ فرما دیا ہے کہ پہلے قرآن پھر صحیح حدیث پھر فقہ حنفی مگر پھر بھی کسی مسئلہ میں فیصلہ کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں بلکہ یہ کام اگر ہے تو خود امام ہمام علیہ السلام کا یا ہمارے بزرگ مولوی سید محمد احسن کا کیا تعجب کہ وہ اس ضروری عرض کو قبول فرما کر اسطرف توجہ فرمائیں اور مختصر احمدی فقہ ترتیب دیں۔ اب چونکہ انکی توجہ کرنے میں ابھی دیر ہے اسلیے آپ ہی سابق بالخیر بنیں اور نماز اور اسکی حقیقت کتاب زیر تصنیف میں کم از کم نماز کے مسایل تو لکھ دیں۔ اکثر جو لوگ دار الامان میں رہنے سے محروم ہیں انکو معلوم ہونا مشکل ہے کہ امام کا کس پر عمل ہے بعض مسایل تو اپنے لکھدیئے ہونگے مگر میں جانتا ہوں کہ مسایل کو بالدلایل لکھا جاوے اور ہر فیصلے کا ماخذ بتایا جاوے۔ تاکہ ایک احمدی دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ وجہ ترجیح بیان کر سکے۔ مثلاً میں عرض کرتا ہوں۔ کہ حنفی مذہب ہے کہ جو پانی دہ در دہ سے کم ہو اسمیں اگر تھوڑی سی نجاست بھی پڑے تو پلید ہو جاتا ہے اور شافعی مذہب ہے کہ پانچ مشکوں سے زیادہ پانی ہو تو نجاست پڑنے سے کبھی پلید نہیں ہوتا۔ اور مالکی مذہب ہے کہ جبتک رنگ و بو نجاست سے نہ بدلے۔ پانی پلید نہ ہوگا۔ ہر سہ مذاہب اپنی اپنی تائید میں احادیث صحیحہ پیش کرتے ہیں حنفی دلیل ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے ماء دائم میں کوئی **بول** نہ کرے اور نہ کوئی جنبی نہاوے (اسی نے منع فرمایا کہ پانی نجس ہو جاتا ہے) شافعی دلیل ہے کہ قلتین سے زیادہ پانی ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ مالکی دلیل ہے کہ بیر بضاعۃ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ اسمیں مچھلیاں وغیرہ پڑتی ہیں اور چھوٹے حوضوں کی نسبت کہ اسمیں کتے وغیرہ پانی پیتے ہیں تو فرمایا آنحضرت صلعم نے کچھ مضائقہ نہیں۔ چوہا وغیرہ کنوئیں میں مریں تو حنفی اس سے پانی نکالتے ہیں اور آثار صحابہ سے دلیل لاتے ہیں اور اصول سے ثابت ہے۔ کہ صحابی کا قول حجت ہے اور موقوف بھی حکم مرفوع میں ہے اہل حدیث کہتے ہیں کہ حنفیوں کا دلو سیانا ہے جو نجس پانی نکال لیتا ہے اب آپ فرمائیے کہ ایک طالب حق اس موقعہ پر کیا کرے اور کیوں وہ آستانہ حکم پر نہ گرے۔ اس سے آگے وضو اور پھر وضو کو توڑنے کیطرف خیال فرمایئے کسقدر اختلاف ہے خون کے بہنے سے اور نماز میں قہقہہ کرنے سے حنفیوں کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر شافعیوں کے نزدیک نہیں طرفین کے پاس ...

سچے اور حقیقی عقاید پر عمل کرنے کیلئے اوّل علم صحیح کی ضرورت ہے

ازالہ اوہام ہر دو حصہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعوی کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضوں کو نمبر وار توڑا ہے۔ قیمت عہ

آریہ دہرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللہ نے نہایت وضاحت سے ظاہر کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ مسئلہ نیوگ کے متعلق ایک بڑے نتائج کو کھولکر دکھایا ہے اور آریوں کے ان اعتراضوں کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸؍

نادر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا عجیب ... قیمت ...

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حضرت اقدس کی ... تیس سالہ پرانی مضامین ... الہام ... قرآن کے مقابلہ پر قیمت ۲؍

سراج المنیر عیسائیوں کے چار سوالونکا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت حضرۃ خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲؍

شحنہ حق / آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۸؍

نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۸؍

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسیقدر کہہ دینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تہا اور چند عقاید پیش کئے تہے اسکا کافی ووافی جواب ایک قابلدید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئیے۔ قیمت ۸؍

شمس بازغہ پیر مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت عہ

تفسیر سورہ تبت سورہ تبت پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۴؍

سوالات سبیل نمبر ۱ ایک ہندو ستانی مولوی کا خط و کتابت قیمت ۸؍

رد نسخ و شیعہ حکیم الامۃ کی اچہوتی تحریر قیمت ۴؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور ...

غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی بہیجے گئے ہین۔ یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بہی اس کو قبولیت ہوئی ہے۔ قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ بطور رسالہ ماہوار یہ تفسیر ناظرین تفسیر کے بحد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تہی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہوگیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونے والا ہے گذشتہ دو نمبرونکی قیمت ۸؍ اور سالانہ قیمت ۸؍

سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انمین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکہا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۴؍

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دارالامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تہا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچہوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابلدید انٹروڈکشن لکہا ہے قیمت عہ

الانذار حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان مین ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تہا جسکی قابلقدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بہی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تہا اس جلسہ کے حالات حضرۃ حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریرونکا مجموعہ۔ قیمت ۴؍

اصلاح النظر۔ حضرت حکیم الامۃ کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بہی فرمائی۔ قیمت ۲؍

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۸؍ **وفات مسیح** پنجابی نظم قیمت ۸؍

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۸؍

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہولی گئی ہے) ۴؍

دعوۃ الحق نمبر ۱ انجیل کی حقیقت قیمت ۸؍

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم مین عبد مومن کی خواہش نشانات) قیمت ۲؍

مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور مین دعا مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۱؍

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کیموافق دو پارے چہاپے گئے ہین۔ قیمت ۲؍

پورے سٹ کے خریدار صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک دیئے جاوینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان

دفتر الحکم کی عجیب وغریب کتابین جو زیر طبع ہین

(صرف دفتر الحکم قادیان سے ہی ملینگی)

(اس اشتہار مین مین ان کتابون کا نام لکہونگا جو مرتب ہو رہی یا چہپ رہی ہین)

(۱) **مرآۃ الجہاد**۔ سید وزارت حسین صاحب احمدی مونگیری کی ایک عجیب وغریب کتاب ہے جو مسئلہ جہاد پر سیرکن بحث اپنے اندر رکہتی ہے ۲۰۰ صفحہ تک پریس مین آچکی ہے یعنے چہپ رہی ہے۔

(۲) **حضرت ابوبکر صدیق کی لائف** ایک عربی کتاب کا اردو ترجمہ مع مفید نوٹون اور حواشی کے۔ یہ کتاب بہی چہپ جانے پر قابل دید کتاب ہوگی۔

(۳) **نماز کی حقیقت**۔ دو ہزار چہپنی شروع ہوئی ہے

(۴) **فوز الکبیر کا اردو ترجمہ** شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر کتاب اصول تفسیر مین جس پر مترجم نے عجیب اور مفید حواشی بڑہائے ہین حضرت حکیم الامۃ کی اصلاح سے شایع ہوگی۔ قرآن مجید کے مشکل الفاظ کا ایک فرہنگ بہی جس کے ساتہہ ہوگا۔ اس فرہنگ مین وہی معنے عموماً درج ہونگے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے مروی ہین۔ اور جہان ممکن ہوگا امام حجۃ الاسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کئے جاوینگے

(۵) **سلک مروارید کا دوسرا حصہ** جو لوگ موتیون کی لڑی کا پہلا حصہ پڑہ چکے ہین انکے سامنے اس حصہ کے متعلق کچہ کہنیکی ضرورت ہی نہین۔

(۶) **مکتوبات احمدیہ** حضرت امام الملک کے خطوط ان کتابون سے نمبر اول و سوم و پنجم پریس مین ہین یعنے لکہی جارہی اور چہپ رہی ہین نمبر اول قریب الختم ہے نمبر ۵ وہ شروع مین ... ہوچکی۔ نمبر ۲ و ۴ کا کسیقدر کام ابہی باقی ہے۔ خریداران الحکم مین سے اگر ان کتابونکو کوئی شخص لینا چاہتا ہو تو اطلاع دیدے جو نہی ملتی بہیجی جاوینگی بذریعہ وی پی اور سال ... ایڈیٹر الحکم قادیان

الحکم کے گذشتہ سالون کے فائل دفتر الحکم سے منگواؤ

خریداران الحکم توجہ فرماوین

دسمبر ۱۹۰۴ء کا آخری پرچہ اور جنوری ۱۹۰۵ء کا پہلا پرچہ بعض احباب کے نام وی پی کیا گیا تہا نتیجہ ہوا کہ ... جنوری ۱۹۰۵ء کی پرچے معمولی طور پر بہیجے گئے۔ اب مہربانی فرماکر جنا ... خود ہی ... بہیجدین

پانی سال کا عرصہ ہوا جب سے سرمہ نورکھر اور ان ڈاکٹر اور حکیموں کا اتفاق ہے کہ سوائے قدح کے ابتدائی نزول آب اور کوئی علاج نہیں فی الواقع یہ بہت صحیح رائے ہے مگر اس سرمہ نے ابتدائی نزول آب والوں کو بھی چنگا کر دیا ہے کیا مفت اثر رکھتا ہے۔ جالا۔ پھولا۔ سبل۔ پانی جاری رہنا۔ موتیا بند۔ پڑبال۔ سرخی۔ ناخونہ وغیرہ کو بہت ہی تھوڑے عرصہ میں جڑ سے کھوتا ہے۔ ضرور استعمال کیجئے۔ حالت مرض میں لگائیے بچوں کو استعمال کرائیے ہر حال میں
اکسیر۔ قیمت ہر قسم فی تولہ ... فرمائش کی دو ڈبیا یا پیشگی ... تعمیل ہوگی
مرکانکٹ اسیر اور سرمہ سیاہ ... کا نمونہ مفت ...
مختلف امراض چشم سے ... خود تجربہ کیا۔ اور کئی ڈاکٹروں اور حکیموں نے تجربہ کیا۔ نزول الماء کے بابت عام طور پر ...
اور سرمہ بصری سیاہ فی تولہ ... خرچ دوا ذمہ خریدار
مفرح اکسیر
المشتہر حکیم عبد العلی مالک کارخانہ سرمہ نور کا گوری
فوٹ ضروری۔ تمام فرمائشیں ... منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ...

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارساپریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر ... بلاشبہ حکمی مصفیات بدن کا مجموعہ ... ہیں ان ستر شیشیوں کی دوا میں ... بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور ... ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں ... ۲۲ خوراک ... مرد اور عورت لڑکے اور جوان ... بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے ... آتشک ... سوزاک ... گنٹھیا ... خارشت ...

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات ... معدہ جگر ... سفید داغ ... اس نمک کی استعمال ... طاقت پیدا کرنے والی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت ...

... قیمت فی بکس ... **اکسیر گنٹھیا یعنی روغن اوجاع** ... گنٹھیا ... عرق النساء ... درد ورم ... آنکھوں کیلئے نئی روشنی

یعنی سرمہ نوری ... اصلی ... موتیا ... جالا ... پھولا ... ناخونہ ... آنکھوں کی روشنی ... **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان اور خوشبودار منجن** ... دانت اور آنکھ ... درد ... مسوڑھے ... خون ... آتشک ... سوزاک ... نہایت کامیاب ...

... **شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال نیچی باغ شہر بنارس۔ نوٹ** ...

کارخانہ احمدی روح عطریات

✻

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے ... بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے ... ترقی ولیمی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صندل سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوشبو ... شائقین بطور نمونہ منگوا کر ...
راقم محمد عبد اللہ ... تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی ہو جاتی کہ پہلے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ ... سچا جاوے ... کی گولیاں جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ ... خون میں ... جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید ... اکسیر ... قیمت ... ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی ... جو مشک و عنبر ... کرکے چست و چالاک ... دماغ و معدہ ... اعضاؤں کو تقویت ... خون صالح پیدا کرتی ہے
واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ... بکس اوسط ... بکس کلاں ...
المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ ... دہلی

ایک نظر ادھر بھی

✻

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کریں ... روانہ ہوگی۔ تازہ تیل یہ تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ... آنکھوں ... کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ... محصول ڈاک ... خریدار
المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

۲ انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر ... کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجودیکہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسوں نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی شیطان اسے جنگل میں لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کروں انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل لائف نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا کہ یہ شخص ایک متدین۔ متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریاں یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاء اللہ العزیز دکھانے کو طیار ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور راہ سے دیکھو ناکمل اور ادھوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں اعلی کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو بری گت اس مذہب کے پیرووں کی کی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے۔ اگر خود اسکے اپنے ہی زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا۔ تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا وہ کافی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اسوقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ کسطرح روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہے ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا مشن کمپونڈ میں لیگیا تھا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپروائی کی موت میں مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کروں۔ آپکو بخوبی علم ہو گیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جسکے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اسکے آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں۔ انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہے تو اسپر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے ہرچند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں۔ پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت اناجیل اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورت و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کر کے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہے ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایکوقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قائم کرئے غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اس ان لوگوں کا باوجودیکہ زمانہ ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکتے پھر بھی سرپٹ اس میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے متبع ہیں سبق لینا چاہئیے اور اشاعت اسلام کے وسایل اور ذرایع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری ہی تھا۔ یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھیرایا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا کام کسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہیے تھا۔ پھر ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہیئے اور سجدات شکر بجالانے چاہئیں جنہوں نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کر لیا۔

پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس کے سلسلہ کی اشاعت میں حصہ لے مدد دے اور روپے دامے قدمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنے پاس رکھتا ہے ناظرین کو اب میں دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہوں۔ اسلئے آو نیشنل کانگرس کے پنڈال میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور تنزل سے ترقی کیونکر ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہٖ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں صرف معنی و مفہوم کو مدنظر رکھکر اخبار میں دیتا ہوں اسلئے انشاء پردازی اور پابندی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹتا دیرسنا دیکھے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھے
بعد ظلمت کے اوجالے کو نہ مانے کوئی
آفتاب کا ڈوبے پہر دن کو وہ چڑہنا دیکھی

اللہ جل جلالہٗ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کیوجہ سے تنزل کرکے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورۃ فاتحہ کی آیتوں کی لحاظ کر نیچے کا درجہ ہے) پہونچتی ہے تو اسوقت الرحمٰن الرحیم کی طرف سے (جو شروع سورۃ فاتحہ کی اوپر ہے) مامور و مرسل کا نزول ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا کو پھر سرے سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قائم کرکے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلاوے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی تو ہے جو اکمل طور سے انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنے خدا و ندکریم سے مکالمات کا شرف رکھتا ہو جو انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں پر مشتمل ہوکر نذیر و بشیر کے رنگ میں نازل ہوتی رہتی ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دی جاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ صرف زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبانی بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ میں اس مامور کے تابعدار ہوکر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہاں پہونچکر الرحمٰن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضایع نہیں ہونے دیتا۔ اور وہ اپنے عمل پر برومند کرتے ہیں۔

چونکہ صفت رحمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمٰن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کو طے کرنے کیلئے جو کچھ اسباب کی ضرورت تھی وہ سب اس رحمٰن بے مانگے دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو اپنے کو اس عالم میں پاتے ہیں جو خداوندکریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکیہ کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہاں پہونچکر ہی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ میں رہ کر اون کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے

وقیل الحمد للّٰہ رب العالمین
واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمےٰ یعنے مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور سے انکار و استہزاء میں کمر باندہتے ہیں تو اور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ تو خداوندکریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہوا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر تیاپور تعلقہ منورا پور ضلع لنگسگور۔

رسید زر آمدنی مدرسہ

۷ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگو ظفروال [illegible]
(۲) جماعت کپورتھلہ معرفت میاں عبدالمجید صاحب [illegible]
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیر والا ضلع ملتان [illegible]
(۴) میاں نورالدین متعلم سناجبل پور لاین [illegible]
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ [illegible]
(۶) شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر لاہور [illegible]
(۷) خلیفہ نورالدین صاحب جموں [illegible]

۸ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس ملیا ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندھر [illegible]

میزان کل [illegible]

آمد دربارہ یادگار پیشگوئی

۷ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو [illegible]

۸ فروری ۱۹۰۵ء - منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دویم مدرسہ پور ہیراں متصل ہوشیارپور [illegible]

میزان [illegible]

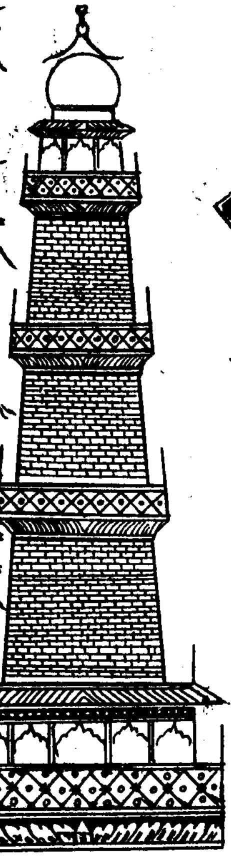

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گرائی جہاد رقادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ روپے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ

فہرست مضامین

(۱) مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نیا انتظام صفحہ اول
(۲) ہندوستانین ڈسمبر کا آخری ہفتہ صفحہ ۱
(۳) تنزل کیون اور تنزل سے ترقی کیون ۲
(۴) رسید امداد مدرسہ ۲
(۵) حضرت حکیم الامت کے ارشادات صفحہ ۳
(۶) تفسیر القرآن پر نواب فتح نواز جنگ مرحوم ۳
(۷) مذہب اور رسالت کا عدو صفحہ ۴
(۸) حضرت اقدس کے کلمات طیبات صفحہ ۴ و ۵
(۹) انتخاب اور اقتباس صفحہ ۵
(۱۰) اہلحدیث اور احمدی صفحہ ۶-۷-۸
(۱۱) مذہبی دنیا پر سرسری نظر صفحہ ۸
(۱۲) انجیل کا معقول اندازہ صفحہ ۹
(۱۳) مدرسہ تعلیم الاسلام صفحہ ۱۰ (۱۴) مراسلت صفحہ
(۱۵) استفسار اور ان کے جواب صفحہ ۱۱
(۱۶) مفید اور دلچسپ باتین صفحہ ۱۱ (۱۸) نشان منتقین (۱۷)
(۱۹) ناظرین سے پانچ منٹ ۱۲ (۲۰) دار الامان کا ہفتہ ۱۲
(۲۱) تمہید اشتہار رسالہ صفحہ ۱۲ (۲۲) فسر ان ضلع گورداسپور کی توجہ طلب صفحہ ۱۲ (۲۳) اشتہارات صفحہ ۱۳-۱۴

نمبر ۵	دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ	جلد ۹

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نیا انتظام

بھائیون کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ سے مدرسہ کا انتظام جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے زیر اہتمام تھا۔ خان صاحب موصوف نے محنت اور سعی سے جہانتک خدا تعالیٰ نے انہین موقعہ دیا اور توفیق بخشی اس کو چلایا۔ بعض مصالح اور مجبوریون کے سبب سے خان صاحب کو قادیان سے باہر رہنا ضروری معلوم ہوا اس لیئے وہ مدرسہ کا انتظام اور نگرانی جیسا کہ چاہیئے نہین کرسکتے تھے اور یہ امر ان کی طبیعت پر شاق تھا کہ وہ اسطرح ان فرائض کے ادا کرنے سے قاصر تھے جنہین وہ نہایت ضروری سمجھتے تھے۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام علیہ السلام نے ان کی تکلیف اور مجبوریون پر نظر کرکے انہین اس بارگران سے سبکدوش فرمایا اور مدرسہ کا انتظام پھر ایک کمیٹی کے سپرد کیا جس کے ممبر اصحاب ذیل ہین۔

مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب
شیخ یعقوب علی صاحب
اور خاکسار راقم۔

اب نہایت ضروری بات جس پر تمام قوم کو توجہ کرنی چاہیئے یہ ہے کہ مدرسہ کیلئے مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے ہین کہ قیام مدرسہ کی صورت دشوار معلوم ہوتی ہے اس مین شک نہین کہ مومنین کے کام ابتدا مین ایسی مشکلین اختیار کرتے ہین کہ ان کی نسبت کامیابی کی پیشگوئی کرنا آدمی کی نگاہ مین دوراز کار امر معلوم ہوتا ہے مگر آخرکار خدا تعالیٰ کی نصرتین حسب وعدہ ان کی دستگیری کرتی اور ان کے بگڑے ہوئے کامون کو زمینی مدبرون کے کامون سے بڑھ کر سنوار دیتی ہین کیا ہی مبارک اور دانائون کو بڑھانے والی تقریر فرمائی حضرت امام علیہ السلام نے اس سے اگلے دن جبکہ مدرسہ کو اپنے خدام کے سپرد کیا۔ فرمایا اس وقت جو مالی مشکلات ہین ان کے لحاظ سے مضطرب نہ ہونا چاہیئے۔ دیکھو سکھون نے کتنا سرمایہ جمع کرلیا اور دکھایا کہ ان کے مدرسہ کی بنیاد مضبوط ہوگئی ہے۔ یہ حال ہے اس قوم کا جنکی ترقی زمینی اسباب کی بنا پر اور زمین پر ہے۔ ہماری ترقی خدا تعالیٰ کے وعدون کے موافق اور آسمان پر لکھی جاچکی ہوئی ہے ہمین کبھی ناامید نہین ہونا چاہیئے اور فرمایا ہمارے تمام کاروبار کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ ہے اور اسکا وعدہ ہے کہ تمام رکاوٹون کو ہماری راہ سے اٹھا دے گا۔ کوشش کرو اور کوشش سے نہ تھکو اور نہ ہارو۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اسباب اور جائز وسایل کو مضبوط پکڑو اور دعائین بھی کرو وہ اپنے وعدون کے موافق خود سب کچھ کردے گا۔

اس وقت نہایت ضروری بات یہ ہے کہ دو ہزار روپیہ ہمارے پاس موجود ہو اور یہ یکمشت چندون سے بہت جلد جمع ہوجائے۔ اور ماہوار چندہ باقاعدہ ہو اور کوئی فرد بھی احمدی جماعت کا چندہ سے باہر نہ رہجائے خواہ کتنی ہی قلیل مقدار اپنے ذمہ لے۔

بہت واضح اور پھاڑ کر لکھنا ضروری نہین مناسب وقت اور تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ ہمارے بھائی ہر ایک کام سے اسے اہم سمجھ کر کمر ہمت باندہ لین اور ہر شہر مین کارروائی کرکے قوم اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ثواب اور اجر کے مستحق بنین۔

آخر مین اللہ تعالیٰ کی جناب مین دعا ہے کہ وہ ان چند حرفون مین اپنی طرف سے برکت رکھدے اور قوم کے دلون کو اس کار خیر کی طرف مصروف کرے۔ اور ان کے قلب مین الہام کرے کہ ایک دفعہ ہی غفلت کو چھوڑکر پوری سعی مین لگ جائین۔

خاکسار عبد الکریم

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجودیکہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسوں نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی شیطان اسے جنگل میں لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کروں انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل الہامی کتاب نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا کہ یہ شخص ایک متدین متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریاں یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاء اللہ العزیز دکھلانے کو طیار ہوں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور ذراہ سے دیکھو نامکمل اور ادھوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں علمی کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو ری کسر ان مذہب کے پیروؤں کی رکھی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے۔ اگر خود اس کے اپنے ہی زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا ہے وہ کافی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اسوقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کس طرح روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہی ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا مشن کمپونڈ میں لے گیا تھا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپروائی کی موت میں مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کروں۔ آپ کو بخوبی علم ہو گیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جسکے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اسکے آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں۔ انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہی تو اس پر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے۔ ہرچند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت اناجیل اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورت و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کر کے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہی ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایک وقت کی چار میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قائم کر دیئے غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اسپر ان لوگوں کا باوجودیکہ زمانہ ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکتے پھر بھی سرپٹ اس میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے متبع ہیں سبق لینا چاہیئے اور اشاعت اسلام کے وسایل اور ذرایع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری بھی تھا۔ یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھہرایا گیا تھا کیونکہ اس کا کام کسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہیئے تھا۔ پھر ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہیئے اور سجدات شکر بجا لانے چاہیئیں جنہوں نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کر لیا۔

پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ کی اشاعت کے حصہ میں قدمے اور دامے درمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہی جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنی ذات سے رکھتا ہے۔ ناظرین کو اب میں دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہوں۔ اسلئے آؤ نیشنل کانگریس کے پنڈال میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور تنزل سے ترقی کیوں ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہٖ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں صرف معنی اور مفہوم کو مدنظر رکھکر اخبار میں دیتا ہوں اسلئے انشاپردازی اور زباندانی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹنا و بڑھنا دیکھے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھے
بعد ظلمت کے اوجالے کو نہ ملنے کوئی
آفتاب کا ڈوب کے پھر دن کو وہ چڑھنا دیکھے

اللہ جل جلالہٗ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کیوجہ تنزل کر کے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورۃ فاتحہ کی تین نکی لحاظ کر نیچے کا درجہ ہے) پہونچتی ہے تو اسوقت اللہ رحمٰن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورہ فاتحہ کی اوپر ہی) مامور و مرسل کا نزول ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا کو نئے سرے سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قائم کرکے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلائے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی تو ہے جو انعمت علیہم کا مصداق ہونے خداوند کریم سے مکالمات کا شرف رکھتا ہو جو انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں پر مشتمل ہوکر نذیر و بشیر کے رنگ میں نازل ہوتی رہتی ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دی جاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ نرے زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبانی بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ میں اس مامور کے تابعدار ہوکر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہاں پہونچکر الرحمٰن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضایع نہیں جانے دیتا۔ اور نرے وہ اپنے عمل پر گھمنڈ کرتے ہیں۔

چونکہ صفت رحیمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمان کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کے طے کرنے کیلئے جو کچھ اسباب کی ضرورت تھی وہ سب اس رحمان بے مانگے دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو اپنے کو اس عالم میں پاتے ہیں جو خداوند کریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکہ کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہاں پہونچکر ہی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ میں رہ کر ان کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے

وقیل الحمد للہ رب العالمین
واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمیٰ یعنے مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور سے انکار و استہزا میں کمربند ہیں تو اور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہوا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر تیاپور علاقہ سورا پور ضلع لنگسگور۔

رسید زر آمدنی مدرسہ

۱۰ر فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب ذرز قانونگو ظفروال — عہ۴ر
(۲) جماعت کپور تھلہ معرفت میاں عبدالمجید صاحب — ۶ر۹ پائی
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیر والا ضلع ملتان — [illegible]
(۴) میاں نورالدین متعلم سناجبل پورلائن — عہ
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ — [illegible]
(۶) شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انبہٹہ — عہ
(۷) خلیفہ نورالدین صاحب جموں — [illegible]

۸ر فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس ... ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندھر — للعہ

میزان کل
[illegible] ۱ر ۹ پائی

آمد درباره یادگار پیشگوئی

۸ر فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو — عہ

۸ر فروری ۱۹۰۵ء - منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دوم مدرسہ پور ہیران متصل ہوشیارپور — عہ

میزان — عہ

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

۱۔ انسان دنیا مین چار قسم مین ہین۔ بعض اپنی قومیت یا ملک یا تربیت وغیرہ کے باعث نیک اصول سادہ طور سے حاصل کرتے اور جو سکھائے جاتے وہ سچے اصول ہی ہوتے ہین۔ مثلاً آجتک ہم نے جسقدر ترقی کی ہے اونہین اصول تک پہونچے ہین جو ہماری ماں نے ہمین بتلائے تہے بالمقابل دوسری قوم ہے کہ بدبختی سے گند شرارت۔ بے ایمان وغیرہ اونکو بتائے گئے ہین۔ مثلاً فواحشات کی لڑکیاں مشرکون اور بت پرستون کی اولاد۔ ڈاکہ زن۔ چور۔ دغاباز۔ اپنی اولاد کو کیا سکہاتے ہین۔ پس ایک قوم نے سادگی سے سچائی اختیار کرلی اور دوسرے نے سادگی سے بدی اختیار کرلی۔

دونون کے اخیر مین ایک اور قوم ہے وہ وہ لوگ ہین جو نیکی یا بدی کو ابتدا مین سیکہنے پر اونکی طبیعت مین چلبلاپن ہوتا ہے اور دن بدن اعتراضات کو سننے پر اونکو معرفت متوجہ نہین ہوتے۔ اور اپنے اصولون پر قایم رہتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص پادری کے وعظ مین بولا وہ تہا کہ کیا تم کوئی شیخ سعدی سے بڑے آدمی ہو دیکہو تو اوس نے صاف کہا ہے کہ

توراۃ و انجیل منسوخ کرد

پس توراۃ اور انجیل منسوخ ہوچکی ہے۔ پس بعض وہ ہین جو دوسرون کے اعتراضات کو اور سوال و جواب کو سنتے ہی نہین۔ اور نہ انہین اس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔

چوتھی قسم کے وہ لوگ ہین۔ جو سوال کو سنتے اور اسپر غور کرتے اور بعض وقت اُن اعتراضات پر مایل ہوجاتے اور کہا اٹہتے کہ یہ بات قابل قدر ہے۔ ان لوگون پر جب سوال کی زد آنکر پڑتی ہے تو گھبرا جاتے۔ اور کبہی تو خود جواب سوچتے اور کبہی کسی دوسرے سے جاکر دریافت کرتے ہین۔

پس چوتھی قسم کے لوگون کیواسطے ہی علم کلام کی کتابیں ہوتی ہین مگر یہ بھی چوتھے قسم مین سے وہ لوگ ہین جو خود غور و خوض نہین کرسکتے۔ پہر دوسرون سے جاکر دریافت کرتے ہین پس مرزا صاحب نے بہی ایسے لوگون کو ہی مخاطب فرمایا ہے۔ باقی اقسام کے لوگ تو بالکل محتاج نہین ہوتے۔

۲۔ قرآن کریم کی راست بازی کی ایک باریک دلیل

جب کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ مین کامل ہون یا میری کتاب کامل ہے۔ تو چونکہ کامل چیز دوسری کی محتاج نہین ہوتی اسلیئے ضرور ہے کہ وہ اپنے کمال کی آپ ہی دلیل بہی پیش کرے۔ اور اگر اس کے کمال کی دلیل کوئی اور شخص دیتا ہے خود مدعی دلیل نہین دے سکتا تو معلوم ہوا کہ وہ خود کامل نہین۔ پس جو کلام خود ہے کمال کا دعویٰ کرے۔ اور اپنی خوبی کے دلایل بہی خود پیش کرے اور جس عقیدے باطلہ کو وہ دفع کرنا چاہتی ہے اوس عقیدے اور اسکی برائی کو بہی بیان کردے تو وہ کلام کامل کلام کہلائیگی۔ مثلاً قرآن نے دعوے کیا ہے کہ شرک بری چیز ہے۔ اگرچہ اسکی نسبت قرآن مین یہ ذکر کثرت سے آیا ہے مگر مین ایک ذکر بطور مثال بیان کرتا ہون۔

اغیر اللہ ابغیکم الٰھا وھو فضلکم علی العٰلمین۔ احمقو تم کہتے ہو کہ کوئی بت بنا دو خدا کے سوائے۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے۔ اور بت تو تم سے کمزور ہین۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے ہیں آگ ہماری خادم ہے ضرورت کے وقت اوس کو جلاتے اوس سے کام لیتے اور جب چاہتے اسکو بجہا دیتے ہین۔ علیٰ ہذا القیاس۔ پانی۔ مٹی ہوا۔ سورج۔ چاند۔ لوہا۔ پتھر۔ یہ تو سب خادم ہین۔ پس شرک بتایا۔ اوس کے برے ہونیکی دلیل بتائی۔

اسیطرح نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ شہد کی مکہی اور دودھ اور پہلون وغیرہ کی دلیلین ملاحظہ کرو۔

پس قرآن مین ہر دعوے کی دلیل دیگئی ہے اور یہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا اصل ہے کہ ہم نے کبہی ۱۳ سو برس کی کتاب مین نہین دیکہا۔

۳۔ مرزا سلطان احمد صاحب سے ایک کمشنر صاحب نے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کے الہام کے دعوے مین تمہین بہی اتفاق ہے۔

جواب دیا کہ یہ سوال میرے نزدیک ایسا مشکل ہے کہ مین کیا جواب دون۔ آپ کمشنر اور مین تحصیلدار پہر مین بیٹا اور مرزا صاحب میرے باپ۔

بہرحال مین یہ کہدیتا ہون۔ کہ کیا خدا رازق تہا۔ اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہان تہا۔ کسطرح۔ اسلیئے کہ وہ اب بہی رازق ہے۔ کیا خدا خالق تہا۔ ہان تہا اسلیئے کہ آج بہی خالق ہے۔ پس کیا خدا کسی کے ساتھ ہمکلام ہوتا تہا۔ ہان ہوتا تہا پس آج بہی کسی سے ہمکلام ہوتا ہے۔

ہمارے یہ لوگ بعض اوقات سوال کر بیٹہتے ہین کہ دنیا مین خدا نے پہلی کتاب ہی کیون کامل نہ کردی بار بار کتابون کے بہیجنے کی کیا ضرورت تہی۔

جواب۔ خدا کا کلام۔ خدا کا قول ہے اور دنیا خدا کا فعل ہے۔ اور خدا کے فعل مین ضرورتون پر اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ یا نہین۔ مثلاً ریل آج کیون بنی۔ پہلے کیون نہ ایجاد ہوئی۔ پس پہلے بادشاہ ایسے ظالم تہے کہ مخلوقات کو ایک گاؤن سے نکلکر دوسرے گاؤن تک جانیکی اجازت نہ ہوتی تہی۔ تو اگر اس وقت ریل ایجاد ہوتی تو لوگ سوار ہوکر کہان جاتے یا محاصل و اسباب تاجرون کا لوٹ لیا جاتا تہا تو لندن سے کوئی شخص اسباب تجارت شیمپر لادکر بمبئی لایا۔ اور بمبئی کے بادشاہ نے اوسے لوٹ لیا۔ تو وہ ایسی تجارت سے کیا فایدہ اٹھاتا۔ یا مثلاً ایک بچہ کو تولد ہوتے ہی عمدہ سے عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کہانا تم لاکر کہلا دو تو یہ تمہاری غلطی ہوگی کیونکہ اسوقت اوسکو ماں کے دودھ کی ضرورت ہے نہ کہ تمہارے لذیذ کہانون کی پس قبل از ضرورت مدلل کتاب کا آنا غیر ضروری تہا پس جسطرح بچہ سکہایا اور تربیت دیا جاتا ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ نے خلقت کو سکہایا ہے۔

اسیطرح خدا کی وحی بدون محرک کے نہین ہوتی مین نے خود تجربہ کیا ہے کہ جبتک قلق۔ اضطراب اور گہبراہٹ طلب کی نہ ہوا اوسوقت تک علاوہ نکات معرفت حاصل نہین ہوتے۔ پس یہ نکتہ معرفت کا ہے خدا کے حضور مین تو سب کچہ موجود ہوتا ہے۔ پر خدا کے نزدیک وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی لیئے میرا خیال ہے کہ لکچرون اور وعظون کے واسطے بہی قبل از وقت تیاری نہین کرنی چاہیئے۔ یا اُن ایک کتاب کا مسودہ تحریر کرکے بہت مدت رکہ رکہنا اور بہت دیر کے بعد اسکو چہاپنا غلطی ہے کیونکہ اگر وقت پر خدا کی توجہ ہو تو وہ خود حسب ضرورت مضامین سمجہا دیتا ہے۔ پس اوس زمانہ مین مخلوقات انسانی دنیا مین تہوڑی تہی دوسرے بلاد مین اونکا کوئی تعلق نہ تہا۔ نہ بیماریان اس کثرت سے تہین اور نہ ایسی تحریکین تہین۔ تو پہر اللہ تعالیٰ کیون کسی چیز کو بلا ضرورت اور بدون طلب نازل کردیتا۔ مثلاً لوہا۔ سکہ۔ کوئلہ۔ وغیرہ اشیاء پر نظر کرو۔ انکو ظاہر نہین کیا جبتک کہ انکی ضرورت دنیا کو محسوس نہین ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ جانتا تہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حرمت ہوگی اور دنیا کی قومین آپسمین ملجاوینگی پس ایسی کتاب نازل کرنی چاہیئے جو کل دنیا کے واسطے جامع ہو۔ فقط

* خاکسار ایڈیٹر الحکم کو خدا کے فضل سے یہی اصل مسلم تہی ہے کہ ہر جمعہ کا پرچہ وقت پر لکہتا ہے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن پر نواب فتح نواز جنگ مرحوم

دفتر کے بعض کاغذات کی ترتیب کرتے ہوئے مجہے عالیجناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب مرحوم بیرسٹرایٹ لا کے تین خط ملے جو آپ نے نہایت قدردانی سے مجہے تفسیر القرآن پڑہکر لکہے تہے۔ چونکہ ان سے نواب صاحب مرحوم کا وہ عشق جو آپ کو قرآن کریم سے تہا معلوم ہوتا ہے اسلیئے مین نے مناسب سمجہا کہ ان فقرات کو جو خاص تفسیر القرآن کے متعلق ہین الحکم مین چہاپکر بقدر امکان محفوظ کردون۔ اور اس سے یہ بہی فایدہ ہوگا کہ علیگڈہ کالج سے تعلق رکہنے والے بزرگ جو نواب صاحب مرحوم سے بہی دوستانہ تعلقات رکہتے ہونگے شاید فایدہ اٹہائین۔

ایک خط مین لکہتے ہین۔ جناب مولانا! السلام علیکم تفسیر دوسرے پارہ کی صرف ایک ربع تک ہے اور میرا مطلب ہے تفسیر القرآن جو شروع ہوئی ہے یعنے ۱۹ جنوری سے وہ تلک الرسل کے ایک رکوع بعد سے ہے تو یہ باقی تفسیر کہان ہے۔ براہ عنایت بہیجیئے۔ دوسرے پارہ کی تفسیر جو مجہے ہوچکی ہے وہ صفحہ ۴۸ تک ہے۔

مجہے اس تفسیر مین عجیب مزا ملتا ہے خدا آپ کو اسکا اجر عظیم دے۔ والسلام

اس کے بعد پہر دوسرا مفصل خط بہیجا جسمین لکہا "السلام علیکم۔ مین آپ کی تفسیر کو بہت عزت کی نظر سے دیکہتا ہون اور نہایت دلچسپی سے پڑہتا ہون اور میری دلی خواہش ہے کہ اہل اسلام آپ کو مسلمانون سے پوری اعانت ملے کہ آپ اس عظیم الشان کام کو پورا کرسکین جہانتک مجہسے ممکن ہوگا مین اسکے خریدارون کو آپ کے لیئے جمع کرونگا"

پہر اس خط مین علیگڈہ کالج کے طیار کردہ نوجوانون کیطرف کہ یہ گروہ اس سلسلہ مین ہی آئیگا۔ اس خط کے موافق آپ نے تفسیر القرآن کی اشاعت تعلیم یافتہ گروہ مین شروع کی۔ چنانچہ مسٹر محمد رفیق صاحب جج عدالت خفیفہ اور مسٹر شوکت علی صاحب بی۔اے اور مسٹر امتیاز علی صاحب بی۔اے وغیرہم احباب کے نام سے جاری کرایا جو اب تک بہی جاری ہے۔ اس تفصیل پر ایک تذکرہ آگیا ہے اسلیئے مین الحکم کے ناظرین سے التماس کرتا ہون کہ وہ مرحوم کیلیئے دعا مغفرت کرین۔ کیا عجب! کہ نواب صاحب مرحوم سے محبت رکہنے والے اس سے تعلق رکہنے لگین کہ فایدہ اٹہائین۔

حضرت اقدس کی
پرانی اور اچھوتی تحریروں میں سے

ان مضامین کو کوئی شخص بدون اجازت بغیر بصورت کتاب شائع کرنیکا مجاز نہیں (ایڈیٹر)

الحکم کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ خاص ناز ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی اور اچھوتی تحریروں کو بھی وقتاً فوقتاً شائع کرتا ہے ذیل میں ایک مضمون مذہب اور سات کے عدد کے عنوان پر میں درج کرتا ہوں یہ ایک لطیف اور اچھوتا مضمون ہے جو مجھے خان صاحب مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کے عطا کردہ تحفہ سے ملا تھا۔ (ایڈیٹر)

مذہب اور سات کا عدد

جاننا چاہیے کہ جس مفہوم کو ایک پہلو کے اعتبار سے **مذہب** کہتے ہیں اسی مفہوم کو دوسرے پہلو کے لحاظ سے **شریعت** بھی کہتے ہیں اور تیسرے پہلو کے لحاظ سے اسکا نام **صراط** بھی ہے اور چوتھے پہلو کے لحاظ سے اسکو **دین** بھی بولتے ہیں اور پانچویں پہلو پر نظر رکھکر وہ **ملت** کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور چھٹے پہلو کے رو سے اسکا نام **مشرب** بھی ہے اور ساتویں پہلو کی وجہ سے وہ **نحلہ** کے نام سے نامزد ہے۔ سو درحقیقت ایک مذہب اپنی خوبیوں کی وجہ سے تبھی کامل کہلائے گا جبکہ وہ ان ساتوں ناموں کے لحاظ سے اپنے اندر **سات قسم** کی خوبیاں رکھتا ہو۔ کیونکہ جبکہ اسکو واضع حقیقی کیطرف سے **سات لقب** ملے ہیں اور وہ لقب ابتداء دنیا سے چلے آتے ہیں تو یہ بحث دلیل اسبات پر ہے کہ ایک کامل مذہب کا کمال ان سات لقبوں کے مفہوم کی تحقیق پر موقوف ہے اور وہ **سات خوبیاں** باعتبار سات لقب کے یہ ہیں۔

(۱) خوبی **مذہب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے جس کے معنے روش ہیں اور وہ یہ کہ اخلاقی اور عملی تعلیم معقولی روش پر ہو اور افراط تفریط سے پاک ہو اور اپنی کسی راہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے کیونکہ جیسا جسمانی صحت انسان کے جسمانی مواد کے اعتدال پر موقوف ہے اسی طرح روحانی صحت کے لیے روحانی حالات کا اعتدال ضروری ہے۔ پس جو تعلیم اخلاقی اور عملی اعتدال پر قائم کرے گی کچھ شک نہیں کہ وہ روحانی صحت کی موجب ہوگی اور بلاشبہ روحانی صحت ایک کامل مطلب ہے۔

(۲) دوسری خوبی **شریعت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور شریعت کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت لغت کی رو سے اس راہ کو کہتے ہیں جو نمایاں اور روشن ہو اور مشتبہ نہ ہو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جس میں کوئی تاریکی نہ ہو اور کوئی بات اُس کی زبردستی ماننی نہ پڑے اور عقل سلیم اسکے ہر ایک عقیدہ اور اصول کو شناخت کر سکے تا انسان ضعیف البنیان تکلیف مالایطاق کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔

(۳) تیسری خوبی **صراط** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور صراط لغت عرب میں ایسی راہ کو کہتے ہیں جو سیدھی ہو یعنی تمام اجزاء اُسکے وضع استقامت پر واقع ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت عین محاذات پر۔ اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اُس کے بعض اصول دوسرے اصولوں سے نشیب و فراز نہ رکھتے ہوں بلکہ باہم وہی تناسب پایا جاوے جو ایک خط مستقیم کے نقاط میں باہم متحقق ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی خوبی **دین** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور دین لغت عرب میں اطاعت اور جزاء اطاعت کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جو اُس میں کامل اطاعت کی ہدایتیں موجود ہوں اور نیز کامل جزا کے وعدے بھی ہوں اور واضح ہو کہ دین کا لفظ لغت عرب میں محض اطاعت اور نیک اعمال کی جزا کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر نیک اعمال کے چھوڑنے سے جو کچھ انسان اپنے لیے آپ ایک بد نتیجہ پیدا کر لیتا ہے بطریق مجاز اُس کو بھی دین بولتے ہیں۔

(۵) پانچویں خوبی **ملت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور ملت لغت عرب میں راہ کے جلد طے کرنے کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اُس میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے ایسے کامل اور جامع وسائل ہوں جنکے التزام سے جلد تر یہ راہ طے ہو سکے۔

(۶) چھٹی خوبی **مشرب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور مشرب لغت عرب میں اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی پیا جاتا ہے سو اس مفہوم کے لحاظ سے کامل تعلیم کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ ہر ایک انسانی قوت اُس سے اپنی پیاس بجھا سکے مثلاً روح جو حقیقی نجات اور سچی خوشحالی کی طالب ہے دنیاوی کی وہ واقعی طور پر گناہ کی لذت سے متنفر ہو کر ایک پاک لذت میں جو شربت شیریں کی طرح ہے مستغرق ہو اور عقل جو ہر ایک عقیدہ اور حکم میں استدلالی طور پر اپنی تسلی چاہتی ہے وہ کامل تسلی کے پانے سے سیراب ہو اور دنیوی زندگی میں بھی شراب طہور ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا یعنی خدا سچے مومنوں کو ایک ایسا شربت پلا رہا ہے جو اُن کو اندرونی گندگیوں سے پاک کرنے والا ہے۔

(۷) ساتویں خوبی **نحلہ** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور نحلہ لغت عرب میں باریک اور دقیق کو کہتے ہیں اور نیز شہد کی مکھی کو سو ان معنوں کے لحاظ سے کامل تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ دقائق توحید اور دقائق تقویٰ اور دقائق عبادت اور دقائق اخلاق میں سے کوئی بات اُس سے فوت نہ ہو اور جس طرح شہد کی مکھی خلاصہ اُن تمام پھولوں کا کھینچتی ہے جو اُس کی نظر کے سامنے ہیں اسی طرح قانون قدرت کے تمام پھولوں کا خلاصہ اُسکے اندر ہو اور نحلہ عطیہ بے استحقاق کو بھی کہتے ہیں جو محض فضل کے طور پر ہو اور اس معنی کے رو سے بھی تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ اصل عطا یعنی آنکھ اور کان اور عقل اور قیاس اور کشف اور الہام اور جو کچھ انسان کو ترقی کے لیے قوتیں دی گئی ہیں یہ تعلیم اُن قوتوں کی خادم ہو اور اُن کو بیکار نہ کرے کیونکہ عطیہ زائدہ جو بطور فضل ہے صرف اُس حالت میں فضل کہلا سکتی ہے جو اصل نعمت سے انکار نہ ہو اور اصل نعمت میں قائم اور موجود اور مستعمل رہے ضائع اور برباد نہ ہو جاوے۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات
ایک شخص کے اپنے الفاظ میں

فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کو آدم بننا چاہیے۔ آدم سے مراد کامل انسان ہے جب انسان کامل آدم بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم سجدہ (اطاعت) کا دیتا ہے اور اسکے ہر ایک کام کو خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے سرانجام کرتا ہے لیکن آدم کامل بننے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا خدا سے سچا اور پکا تعلق ہو جب انسان ہر ایک حرکت اور سکون حکم الٰہی کے نیچے ہو کر کرتا ہے تو انسان خدا کا ہو جاتا ہے تب خدا انسان کا والی وارث ہو جاتا ہے اور پھر اُس پر کوئی مخالف دست اندازی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ آدمی جو احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتا خدا بھی اُس کی پروا نہیں کرتا۔ جیسے کہ آیت کریمہ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا سے ظاہر ہے یعنی نافرمانوں پر جب وہ عذاب کرنے پر آتا ہے تو ایسی لاابالی سے عذاب کرتا ہے کہ عذاب کسی ہلاکت سے اُنکے بال بچوں کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اُن کا حال اُنکے نافرمان والدین کے بعد کیا ہوگا جیسے کہ آیۃ کریمہ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنی خدا کو تمہاری پروا ہی کیا ہے اگر تم اُس کی فرماں برداری میں کوشاں نہ ہو اور اُس کے احکاموں کو بے پروائی سے دیکھو۔

فرمایا کہ دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں لیکن کوئی اُن کے سرہانے بیٹھکر نہیں روتا اس کا کیا باعث ہے۔ یہی کہ اُن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسیطرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پر کوئی پروا نہیں ہوتی جو اُس سے سچا تعلق نہیں رکھتا انسان اگر خدا سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ انسان میں دو امر ہیں۔ ایک اُنس احکام الٰہی سے (جو ہو تو وہ کامل آدم ہے ورنہ وہ مردہ کیڑا ہے) دوم مخلوق الٰہی سے۔ دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کئی ایک محض بے گناہ قید ہو جاتے ہیں اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں مگر اسکا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے احکام کی پوری پروا نہیں کرتے اور دعاؤں سے اُسکی پناہ نہیں چاہتے اور شریعت میں بالکل لاپروا ہوتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اُن سے لاابالی کا معاملہ کرتا ہے ورنہ اُن کا خدا سے سچا تعلق ہوتا تو ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنی دوست کو دشمنوں کے ہاتھوں میں یوں چھوڑے۔ کیونکہ وہ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کا وعدہ کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا۔ اسی طرح اگر ہم میں ہر ایک آدم بنے تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے۔

فرمایا کہ کامل انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہوگا۔ دیکھو جب اُنہوں نے اپنی جان اپنا مال اپنی حیات ممات رب العالمین پر قربان کر دیے یعنی سارے کے سارے خدا کے ہو گئے تو کیسا خدا ان کا ہوا اور کیسے فرشتوں سے اُنکی مدد کی اگر وہ فرشتوں

سے مدد نہ کرتا تو ممکن نہ تھا ایک یتیم بچہ دنیا کو مغلوب کر لیتا۔ حکم وَاذْکُرُوْا ذِکْرًا کَثِیْرًا اکا وہی عامل گذرا ہے یعنی لڑائی کے وقت جب جھاگ مُنہ سے جاری ہیں اور مارے غصے کے آدمی جل رہا ہے اُسوقت بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ خدا کو یاد کر کے کسی پر وار چلانا۔ اُن دشمنان دین کے مقابلہ پر جنھوں نے سیکڑوں صحابہ کو ذبح کر دیا تھا فتح مکہ پر کیسا خدا کو یاد کیا اور کیسا رحم دکھایا۔

فرمایا۔ کہ خدا کا بننا اسطرح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک گھنٹہ اور رات میں انسان ذکر الٰہی میں رہے۔ ذکر الٰہی سے مراد یہ نہیں کہ تسبیح پکڑے بلکہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت اُسکو اسبات کا دھیان ہو کہ آیا یہ کام خدا کی مرضی کے خلاف تو نہیں جب اسطرح انسان کامل بنجاتا ہے تو خدا اُس کا بنجاتا ہے اور حسب وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُسکو ہر موقعہ پر غموم و ہموم سے بچاتا ہے بظاہر اکثر ایسے لوگ ہیں کہ وہ آدمی ہوتے ہیں لیکن حالت کشف میں اُنکو کتوں اور گدھوں کی شکل میں دیکھا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ خدا کا قرب اور نزدیکی بھی اور لمبی زندگی بھی انعام (اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ) میں شامل ہے۔ مخالفین اس انعام میں مسیح کو تو شامل کرتے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بے نصیب رکھتے ہیں۔ کیوں انکو اس عقیدہ سے شرم نہیں آتی اور لمبی زندگی اسطرح انعام میں شمار ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اور مَا یَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی نافع چیز کو درازی عمر نصیب ہوتی ہے اور خدا دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پروا نہیں کرتا۔ پس ثابت ہوا کہ جو دین سے غافل نہ ہو اُس کی ہلاکت اور موت میں خدا جلدی نہیں کرتا۔

فرمایا کہ ہمارا سلسلہ منہاج نبوۃ پر ہے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح ہمکو بھی ان یہودی صفت مسلمانوں اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ کیا یہ مولوی ہمکو رطب و یابس اور ضعیف حدیثوں اور قولوں سے جیتنا چاہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام توراۃ اور انجیل کی آیات کو محرف قرار دیا۔ جو آپ کے حَکَم ہونے کی معارض تھیں یا اُن کے ایسے معنے کیے جو آپ کے سلسلہ اسلام کے موافق ثابت ہوئیں۔ اور ان آیات کے معنے خداداد فراست اور الہام سے کیے اور اہل کتاب کے غلط معنوں کو رد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری موجودہ توراۃ اور انجیل کو صحیح قبول نہ کیا بلکہ کئی ایک آیات کو محرف اور کئی ایک کے معنے صحیح طور سے بذریعہ الہام کیے اسی طرح ہمارا سلسلہ ہے۔ ہم بطور حَکَم کے آئے ہیں کیا حَکَم کو یہ لازم ہے کہ کسی خاص فرقہ کا مرید بنجاوے۔ بہتر فرقوں میں سے کسکی حدیثوں کو مانے۔ حَکَم تو بعض احادیث کو مردود اور متروک قرار دے گا اور بعض کو صحیح

فرمایا بڑے بڑے صریح ظلم مظلوموں پر ڈھائے جاتے ہیں اور ہمارے سامنے ظالموں سے کوئی چنداں باز پرس نہیں ہوتی اسکا باعث بھی خدا تعالیٰ نے اسی آیت میں فرمایا ہے مَا یَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ یعنی خدا کو تمھاری پروا کیا ہے اگر تم دعاوں اور عبادت الٰہی میں تغافل اختیار کرو۔ بیشک ظلم اور دست درازیاں مظلوموں پر ہو ویں کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔ جب تک وہ مظلوم خدا سے سچا تعلق بذریعہ صراط مستقیم پیدا نہ کرلیں۔ اور مظلوم پر ظلم اسلیے ہوتے ہیں کہ مظلوم خود بھی بکری یا کیڑے کی طرح ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا سے سچا تعلق نہیں رکھتا ورنہ ممکن ہے کہ خدا جو اُس کا دین و دنیا کا متکفل ہو اور اسکی حفاظت کا ذمہ وار ہے پھر اُس پر کیسی ظالمانہ مخالفت کا وار چلنے دے

(از ملفوظات محمد خان مرحوم)

انتخاب اور اقتباس

دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے یہ وہی معاصی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوتی رہی ہیں سو اُس غیور خدا سے ڈرو جسکی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے اگر خداوند ذوالجلال سے خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اسکی عظمت بٹھاؤ گے تو وہ تمھیں ضائع ہونے سے بچائے گا اور تم اور تمھاری اولاد بچ جاوے گی اور خدا کا رحم تمھارا حامی ہوگا اور ایسے اسباب پیدا کر دے گا جن سے یہ زہریلا مادہ دور ہو جاوے اور اگر دنیا میں مست ہو کر خدا کی پروا نہیں رکھو گے اور گناہ سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے کہ تمھاری تمام تدبیریں بیکار کر دیوے اور ایسی راہ سے تمھیں پکڑے کہ تمھیں معلوم نہ ہو۔ دیکھو! یہود میں جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اُسوقت جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے تر نجبین اور بٹیروں کی غذا تھی۔ وہ یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آئے گی مگر جب اُنھوں نے نافرمانی شروع کی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَآ اُولِی الْاَبْصَارِ۔ (الصلح)

جو شخص روح کی سچائی سے **دعا** کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک **مخلص صادق** کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شاہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی سو اسی کا نام حقیقی مراد یابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور انکی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لیے دُکھ ہے سو یہ اطمینان اور روح کی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دعا سے ملتی ہے مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مراد یابی یا نامرادی کو دیکھکر **مدار فیصلہ** اسی کو ٹھیرا دیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے

اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور پاک خوشحالی کے سچی مرادیابی کی دولت عظمیٰ پاتے ہیں

(...)

جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لاپروا ہو کر عمر گذارتے ہیں اُن کے علوم و فنون جسمانی جذبات سے انکو ہرگز صاف نہیں کر سکتے اور کم سے کم اتنا ہی مرتبہ اسلام کا کہ دلی یقین اسبات پر ہو کہ خدا ہے ان کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا اور جسطرح وہ اپنی اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو اُن کے صندوق میں بند ہو یا اپنے ان مکانات پر جو اُن کے قبضہ میں ہوں ہرگز ہرگز انکا ایسا یقین خدا پر نہیں ہوتا وہ سمّ الفار کھانے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ایک مہلک زہر ہے لیکن گناہوں کے زہر سے نہیں ڈرتے حالانکہ یہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہے وہ قرآن شریف کو بھی نہیں پہچان سکتا ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے مگر قرآن شریف کی ہدایتیں اُس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جس پر قرآن شریف نازل ہوا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قائمقام ٹھیرایا گیا۔ (شہادۃ)

نظم

اللہ اللہ رے شیریں ہے کلام احمد
عیسیٰ وقت ہے اسوقت غلام احمد

شکر صد شکر ہے آج یہ انجم اپنا
پھر سنایا ہمیں مولیٰ نے کلام احمد

فرق سایہ میں نہیں اصل سے اصلا صاحب
ذات شاہ عربی عین غلام احمد

جس نے ایمان کی دولت ہی ازل میں پائی
فخر ہے اُسکو غلامی ہے غلام احمد

چرخ چارم پہ نہیں کم وہ زمیں تیری قسم
جس میں تو ہو مرے عیسیٰ و غلام احمد

خال مشکیں کا ترے ہند و مجھ ہند و ہے
شام تیری ہی حقیقت میں ہے شام احمد

قادیاں دار امن جنت ماوی و سلام
یاں جو آوے اُسے ہر صبح سلام احمد

تیری تبلیغ پہ سو جاں سے مری جان فدا
یہ تو تبلیغ ہے تبلیغ پیام احمد

ترک بھی تیری سلامی پہ کمر بستہ ہوں
دیکھیے آئے گا وہ دن بھی بنام احمد

قیس ہے زلف معنبر تیری مجنوں رنگ
تیرے کاکل نے کچھایا ہے بدام احمد

رخ انور پہ ترے مہر منیر شیدا
تیری ابرو ہے کھنچی یا ہے حسام احمد

نور کے ذرہ سے اک صورت تنویر بنی
تیری صورت ہے جسے ماہ تمام احمد

[illegible]

اہلحدیث اور احمدی

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر اپنے طرز تحریر میں وہ رنگ اختیار کرتا جاتا ہے جو اس کے دعوے اور شان نمائی ہی کے خلاف نہیں بلکہ ایک مومن متقی کبھی بھی اسکو پسند نہیں کر سکتا بشرطیکہ وہ مومن اور متقی نہ ہو جو بقول مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جھوٹھ بول کر اور فاسق فاجر ہو کر بھی متقی رہتا ہے (دیکھو شہادت مولوی ثناء اللہ بمقدمہ کرم دین) یہی وجہ ہے کہ میں بہت ہی کم مولوی فاضل صاحب کی ان تحریروں پر نوٹس لیا کرتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھنے کے عادی ہیں کیونکہ ان میں معقولیت اور متانت کے خلاف زیادہ تر استہزا اور تمسخر ہوتا ہے۔ تاہم میںنے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں انکی کسی ایسی تحریر پر نوٹس لیا تھا جو انھوں نے احمدی لوگوں کو کرشن یا متقی کہنے کے متعلق لکھی تھی۔ ہرچند مجھے توقع تھی کہ چونکہ میںنے نہایت سلامت روی۔ متانت شعاری اور معقولیت سے ان کے اعتراض کو رفع کیا ہے اسلیے وہ نیکدلی اور انصاف پسندی سے اپنے غلط اور بیہودہ اعتراض کو واپس لے لیں گے +

مولوی فاضل صاحب اسپر اور بھی جوہر طبع دکھلانے پر آمادہ ہوئے ہیں اور ۲۷ جنوری کے اہلحدیث میں اسی مضمون پر لیڈر لکھ مارا ہے میں نے اس آرٹکل کو نہایت غور سے خالی الذہن ہو کر پڑھا ہے لیکن اس میں بجز سب وشتم ایک بھی معقول بات مولوی فاضل نے پیش نہیں کی میںنے لکھا تھا کہ "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے" اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب جو مفسر قرآن بھی ہیں (بقول خود) رقمطراز ہیں کہ **اہل حدیث** نام رکھنے کے برخلاف کوئی آیت قرآنی ہمنے تو نہیں دیکھی۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ مفسر اور مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب کو اس مقام پر چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کریم کی وہ آیات پیش کر دیتے جہاں لکھا تھا کہ **ہمنے تمھارا نام اہلحدیث رکھا ہے** یا اپنی ایجاد پسند طبیعت سے **ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ** ہی کا یہ ترجمہ کر دیتے مگر وہ ایسا نہیں کر سکے یہ عجیب طرز استدلال ہے کہ چونکہ قرآن کریم میں اس کے برخلاف کوئی آیت نہیں ہے اس لیے یہ نام نامناسب اور غیرموزوں نہیں میں حیران ہوں اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ایسی جدت طبع کل کو یہ کہدے گی کہ میں نو کنا صر ورکھاوں گا کیونکہ قرآن کریم میں اسکے خلاف کوئی حکم نہیں تو کون دانشمند ان کے اس طرز استدلال کو تسلیم کرے گا +

مولوی صاحب! آپ کو تو مناظرہ کا بہت شوق ہے مگر آپ یہ کیا کہتے ہیں!!! میںنے آپسے **اہلحدیث** لفظ کی ترکیب تو پوچھی نہ تھی جو آپ یہ بحث لے بیٹھے تاہم میں آگے چل کر آپ کی اس ترکیب سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ اُٹھاؤں گا +

حضرت حکیم الامۃ کا جو **قول** آپنے نقل کیا ہے (گو میںنے وہ کتاب نہیں دیکھی) لیکن میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور نہایت ہی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ کلام حضرت حکیم الامۃ کا اسی طرز اور نہج کا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات میں پایا جاتا ہے مثلاً آپکے پاس کوئی شخص آیا اور اُس نے بہترین نیکی پوچھی تو آپ نے ماباپ کی خدمت فرمادی اور پھر دوسرے وقت کسی نے ایسا ہی سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی اور کام فرمایا۔ کوتاہ نظروں نے اسکو تخالف سمجھ لیا حالانکہ بات یہ تھی کہ جس قسم کا مریض روحانی آپکے پاس آتا اُس کے موافق نسخہ تجویز فرماتے۔ اسی طرح حضرت حکیم الامۃ کا کلام حکمت سے لبریز ہے مگر مولوی فاضل صاحب

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس گوہر حکمت کو پا سکے جس مسئلہ میں وہ کتاب لکھی گئی ہے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ پر عمل کی کمزوری پائی جاتی تھی اور مسلمان **حدیث** کے نام سے قریباً ناآشنا تھے حضرت حکیم الامۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار اور آپ کی سنت صحیحہ کے سچے عامل تھے آپنے وہ دعا کی اور خدا نے قبول فرمائی یہی قبولیت دعا تھی جو انھیں **احمد مدنی** صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز **احمد قادیانی** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لے آئی اور اپنی آنکھوں سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **اسوۂ حسنہ** اور نمونہ کاملہ دیکھ لیا اور جس مسئلہ پر زور دیا تھا مہدی علیہ السلام نے بھی قائم رکھا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہی مراد ہے جو آپنے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلا سکتا ہے، جو صحیح بخاری کی حدیث صحیحہ **كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ** کے مصداق مسیح کا منکر ہوتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رؤیت صحیحہ کی (معاذ اللہ) تکذیب کرتا ہے کہ آنحضرت نے مسیح کو مُردوں میں دیکھا؟ اور وہ باوجود اسکے مصر ہے کہ وہ زندہ ہے +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کریم کے نصوص صریحہ بینہ **إِنِّي مُتَوَفِّيكَ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** کے برخلاف مسیح کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے؟ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فیصل شدہ قضیہ کو جو **مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** کی آیۃ پڑھکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا غلط تسلیم کرکے کہتا ہے کہ نہیں انہیں مسیح کو بھی الحفرت سے مستثنیٰ کیا گیا تھا؟

مولوی فاضل صاحب! خدا سے ڈرو۔ آپ **اہل حدیث** کہلانے کا کیا حق رکھ سکتے ہیں اگر اہلحدیث کا مفہوم وہی ہے جو آپنے لیا ہے اور جو میرے نزدیک صحیح ہے اسی وجہ سے میںنے کہا تھا کہ آپ قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف ہیں اس مفہوم کے موافق سچے اہل حدیث ہم ہیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قول کی تصدیق کی۔ اور آپکے مفہوم و منشاء صحیح کیموافق آنیوالے **ابن مریم** کو اور ہاں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظہر اور بروز کو تسلیم کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **سلام** کہا۔

اب میں آپ کو یہ بھی مژدہ سناتا ہوں کہ حضرۃ حکیم الامۃ کی **دعا** کا وہ آخری جزو بھی پورا ہوگیا

کہ اہل حدیث کو بُرا کہنا بدنصیبوں کی نشانی ہے۔

مولوی فاضل صاحب! گھر کی خبر لو اور گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو۔ مجھے ہی سزاوار ہے کہ آپکو مخاطب کرکے کہوں **أَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ** تمھاری روسیاہی کی یہی وجہ ہے جو بعد ایمان تمنے انکار کیا ہے۔ تم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مدعی تھے اسلیے تمھیں چاہیے تھا کہ خدا کے جری اور مسیح موعود کے منکر نہ ہوتے اور اسی لیے قرآن کریم میں تہدید کی گئی تھی کہ **لَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ** مگر آپنے قرآن کریم کی پروا کی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی اسی تکفیر نے آپ کو **اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ** کا مصداق قرار دیا ہے +

مجھے آپ کی اس حالت پر سخت افسوس آیا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **حکیم الامۃ** کی اس دعا کو پڑھ کر میرے دل میں حضرت حکیم الامۃ کی **عظمت** بہت بڑھ گئی ہے اور میرا ایمان عرفان کے رنگ میں تبدیل ہوگیا ہے کہ یہ

شخص خدا کا برگزیدہ اور ولی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں

غرض

اہلحدیث کی ترکیب اور حکیم الامۃ کی دعا کے استدلال نے آپ کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچایا وہ تو ہمارے ہی مفید ثابت ہوا۔ پس اب مجھے پھر حق ہے کہ کہوں "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہل حدیث رکھتا ہے"

اہلحدیث یہ بھی ثابت نہیں کر سکے کہ کیوں آپ کو عیسائی یا یہودی نہ کہا جاوے جبکہ آپ حضرت عیسیٰ کی نبوۃ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی سالت کے قائل ہیں۔

بلکہ جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ **مسیح ابن مریم** کی الوہیت کی صفات کے قائل ہیں [illegible] پھر تو آپ اسے قبول کریں تو مولوی فاضل صاحب! ایمان سے کہو کہ پھر **آپ کے عیسائی ہونے میں کیا شک رہا**۔ یہ امر اور بھی قوی ہو جاتا ہے جبکہ آپ کے ان معتقدات پر نظر کی جاوے جو انکی نسبت آپ رکھتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ ہے اور مس شیطان سے وہی پاک ہے نہ اور کوئی نبی اور رسول۔ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسا ہی جبکہ منکران **مسیح موعود** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک پر یہودی ٹھیرائے گئے ہیں اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کو ماننے والے ہیں تو آپ کو بڑے فخر سے کہنا چاہیے کہ **میں**

مولوی ثناء اللہ مولوی فاضل

مسیح موعود کا منکر ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول پاک کی تصدیق کیلیے یہودی کہلانے کو طیار ہوں

مگر میں یقین کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے تصدیق نہیں کی اور اسوجہ سے آپ اہل حدیث نہیں اسی طرح سے آپ اس قول کے مصداق بننے کو بھی طیار نہ ہونگے لیکن جس اصول مذہبی کی بنا پر ہم اہلحدیث ہیں اور ہمنے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مسیح کو تسلیم کرلیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی تصدیق اپنے عمل سے کی ہے اور آپ اسکے منکر اور اسی اسرائیلی مسیح کے قائل اور منتظر ہیں تو ہمیں حق ہے کہ آپ کو ان معنوں کے لحاظ سے عیسائی اور یہودی قرار دیں ✦

آپ اگر اہل حدیث اصلی اور سچے معنوں میں کہلانا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم بنیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موعود اور مشار الیہ مسیح موعود کی تصدیق کریں ورنہ اسرائیلی مسیح کو ایسے خصائص سے متصف ماننا جو اوروں میں نہیں اور اس کا منتظر رہنا مولوی صاحب عیسائیت نہیں تو کیا ہے؟

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے ہس طرز استدلال پر نظر کروں جو احمدیہ کے کرشن بنیھی ہونے کے متعلق کیا ہے اور لکھا ہے

"مگر تم لوگ تو ایسے نہیں تم نے نسبت محمدی کیوں چھوڑ دی کیوں احمدی بنے؟ صرف اس لیے کہ تمہارا احمد جو درحقیقت غلام احمد ہے... محمد علیہ السلام سے پیچھے آیا تھا پس تم نے محمدیت کی نسبت کو چھوڑ کر احمدیت کو اختیار کیا"

مولوی فاضل صاحب! یہ سچ ہے ع

بنظر چشم عداوت بزرگ تر عیبست ✦ ہمارا احمدی کہلانا تو عظیم الشان خوبی کی بات تھی مگر افسوس ہے کہ آپ کی چشم عداوت اسکو دیکھنے نہیں دیتی ✦ ایمانداری اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ ہماری تحریر یا

اور خود حضرت احمد قادیانی کی تصنیفات سے اپنے مطلب کی تائید میں کوئی دلیل لاتے مگر انکو چھوڑ کر لودھیانوی سعدی کی وحی پر آپ کامل ہے تو میں آپکو معذور سمجھتا ہوں۔

اور آپ سے امید انصاف رکھنا غلطی ہوگی میں پھر کہتا ہوں کہ حقیقی تقوی اور ایمان کا نشان تو یہ تھا کہ احمدی مسلمان کہلانیکے متعلق جو نوٹس حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف سے شائع ہوا تھا اسکی عبارت آپ کوٹ کرتے مگر یہ کیونکر ہوتا (آپ کے نزدیک تو جھوٹ بولکر اور منہیات کا عامل بھی تو مرد متقی رہتا ہے)

میں آپ کی رہنمائی کے لیے اس اشتہار کی چند سطریں درج کر دیتا ہوں اور پھر دیکھونگا کہ آپ کہاں تک دیانتداری اور انصاف سے کام لیتے ہیں سنیے جب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری ہونے والی تھی تو ۴ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود نے ایک نوٹس جاری کیا تھا اس کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزون ہے جسکو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کے لیے پسند کرتے ہیں اور وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ اسکو **احمدی جماعت کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں یہی نام ہے جسکے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**۔

اور اس فرقہ کا نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا **احمد** صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم **محمد** جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنھوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم **احمد** جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور **صلح** پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم **احمد ظہور کرے گا** اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام **فرقہ احمدیہ** رکھا جاوے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں"

یہ **اقتباس** صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ہم **احمدی** کیوں کہلاتے ہیں اور ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان مابہ الامتیاز کیا امر ہے۔ **مسلمانان فرقہ احمدیہ** کیسا مبارک نام ہے اب مجھے صرف اس امر پر کسی قدر بحث کرنی ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل انبیاء علیہم السلام کی شیون کے جامع ہیں اور آپ کے اسم احمد کے مظہر ہیں اس لیے احمدی کہنے میں وہ سب شیون آجاتی ہیں۔

مولوی فاضل صاحب ایڈیٹر اپنے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے لکھتے ہیں "آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دینگے راست بازی سے بتلانا کہ مرزاجی نے جس وقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درخت پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا"

میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر** کو ہی کہتا ہوں کہ دیانتداری اور راست بازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالےٰ ابھی دونگا مگر کیا میرے معصر مولوی فاضل صاحب ایمانداری اور راست بازی سے قبول کرینگے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ حملہ ہے اور ایسے بزرگ کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمانوں کا کام نہیں پھر مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں آپکے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجیے مولوی فاضل صاحب سنیے اور اگر خدا ترسی ہے اور مرکر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکے قبول میں تامل نہ کریں اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا تو میں سمجھ لونگا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہوگیا۔

میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا بہت پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب و برگزیدہ یقین کرتا تھا۔ کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا حضرت کرشن کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت کرشن کو راستباز اور مقرب بارگاہ الٰہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریروں میں عام ہے اسلیے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں سیالکوٹ سے پہلے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اس میں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

کہ خدا تعالیٰ نے مجھپر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا توہین کرتا ہے

پھر فرمایا جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اس میں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے اب آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا اور اس لاہور کے لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپنے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۸ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے۔

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اس میں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ **خدا رسیدہ** اور **اوتار** تھے خدا کی نورانی

تجلی ان پر اتری تھی اسلیے وہ اوتار کہلائے۔

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راست بازی ایمانداری اور انصاف آپکے لیے کیا حکم دیتا ہے۔

اگر ابھی کسر ہے تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق مل جاوے تسیم دعوت نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیحضرت نے شائع کی تھی اس کے صفحہ ۲۴ پر راجہ رامچندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے۔

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر ان کی راست بازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

مجھے امید ہے کہ سر دست اسی قدر حوالے میرے اس دعوی کی تائید اور تصدیق کے لیے کافی ہوں گے اور آپ کو متنبہ کرینگے لیکن اگر اب بھی آپ اپنی ضد سے باز نہ آئے تو میں آپکی خاطر اس سے بھی کئی سال پہلے کی مطبوعہ شہادتیں انشاء اللہ پیش کرونگا بشرطیکہ آپ مجھے یقین دلا دیں کہ آپ اپنی غلطیوں کو چھوڑ دینگے۔ اخیر پر آپ نے جو گدھے اوتا کی مثال دی ہے اس میں آپ کا کیا قصور خدا تعالے تو تیرہ سو سال پیشتر اپنے حبیب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صاحب کمال گدھوں کی مثال دے چکا ہے ذرا یاد تو فرماویں آپ قرآن شریف میں سورہ جمعہ نکالکر پڑھیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

پھر اس آیت کو پڑھ کر اس پر تدبر کریں اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اپنی اندرونی حالت پر غور کریں امید ہے کہ آپ کو بہت کچھ نظر آجائیگا۔

مولوی فاضل صاحب! میں نیک نیتی اور آپ کی بھلائی کے لیے آخر میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گستاخیاں اور شوخیاں انسان کے اخلاقی اور روحانی قوی پر بہت برا اثر ڈالتی ہیں آپ اس طریق کو چھوڑ دیں حضرت خلیفۃ اللہ کے متعلق کوئی معقول اعتراض اگر آپ کو ہے بشرطیکہ وہی اعتراض پہلے کسی راستباز اور ماموں من اللہ پر نہ کیا گیا ہو تو آپ کریں میں انشاء اللہ تعالے کوشش کرونگا کہ آپکو اس کے حل کرنے میں مدد دوں۔ ورنہ آپ اپنے اخبار کے ناظرین پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ میں نے محض خیر خواہی سے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ امید ہے آپ بھی خدا ترس دل لیکر غور کرینگے کیا عجب مولی کریم آپ کو راہ راست نصیب کرے۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتو مے گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کفارہ کا تازہ کرشمہ

روزانہ پیسہ رقمطراز ہے کہ پادری ڈاکٹر سٹنڈلینڈس پرنسپل یونائیٹڈ فری چرچ مشن آرفنج (یتیم خانہ) بھنڈارا (صوبجات وسطی) پر ایک نہایت شرمناک فعل میں ملوث ہونے کی وجہ سے مقدمہ چلنے والا ہے یہ پادری صاحب اس یتیم خانہ کے افسر اور مدرسہ کے پرنسپل اور مسیح کے گلہ کے چوپان تھے انھوں نے گلہ سے بھیڑیے کا سلوک شروع کر دیا ۲۴ اگست گذشتہ کی شب کو مشن کے لڑکوں نے پادری صاحب کے کمرہ میں ایک مشن کی لڑکی کو ایسی حالات میں دیکھا کہ جن کی تفصیل بیان کرنا لاحاصل ہے پادری صاحب سمجھ گئے کہ اب خرابی آئی دوسرے روز مشن کو اپنی ملازمت کا استعفا دیدیا اور جھٹ جہاز پر سوار ہو کر سیدھے ولایت چلدیے پادری صاحب کی غیر حاضری میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ۱۲۔ اور بدنصیب لڑکیوں کے ساتھ پادری صاحب یہی شرمناک سلوک کر چکے تھے جو جرم کی حد تک پہنچتا تھا۔ پولیس لنڈن کی پولیس کو بذریعہ تار اطلاع دی اور پادری صاحب گرفتار ہو کر زیر حراست جوابدہی کے لیے ہندوستان کو آرہے ہیں نہایت افسوس کی بات ہے کہ ۱۲ لڑکیوں کو اس ظالم پادری نے برباد کر دیا اور بھنڈارا میں کانوں کان کسیکو خبر نہ ہوئی +

زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والونکو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے۔

(الحکم۔ پادری صاحب کا ڈیفنس قابل دید ہوگا کیونکہ اس سے عیسائیت کے زبردست مسئلہ کفارہ کی حقیقت کھلے گی اگر پادری صاحب نے کہدیا کہ میں نے کفارہ سے فائدہ اٹھایا ہے تو عجیب لطف ہوگا اور انجیل کی تعلیم کی غلطی کھل جائے گی۔ یہ مقدمہ بہر حال دلچسپ ہوگا جو مذہبی دنیا میں خاص توجہ دیکھا جاوے گا ہم پیسہ اخبار کی آخری رائے سے بالکل متفق ہوں (زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والونکو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے)

*

گالیوں سے مذہب کی اشاعت نہیں ہوتی

گذشتہ ایام میں معزز ہمعصر ہندوستانی لکھنو نے آریوں کی خانہ جنگیوں پر ایک معقول مبسوط آرٹکل لکھا تھا جس میں آریوں کے اس طرز کلام پر بھی گفتگو کی تھی جو وہ دوسرے مذاہب کے بانیوں اور لیڈروں کی نسبت استعمال کرتے ہیں آریہ سماج کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ تیز زبانی سے کام نہ لیں۔ حقیقت میں گالیاں دینا اور بے ادبی سے کلام کرنا کسی مذہب کی خوبی اور اشاعت کا ذریعہ نہیں ہوسکتا۔

جبکہ اولاً ہی اخلاقی حالت پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک شخص آپے سے باہر ہو کر اپنے مخالف کو گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے تو اس مذہب کی دوسری خوبیوں کی تلاش بیفائدہ ہے۔ آریہ سماج کے بعض دریدہ دہن لوگوں کی سعی سے آگرہ میں عطر قرآنی نام اشتہار پر تازہ سرٹیفکٹ عدالت کے ذریعہ ۲۵ روپیہ جرمانہ ہو کر ملا ہے جس کا مجھے افسوس ہے آریہ سماج کو اپنے مناظرہ کے لٹریچر کی بہت اصلاح کرنی چاہیے حال میں جو کتاب دھرمپال کے نام سے جالندھر کے مطبع سے شائع ہوئی ہے وہ آریوں کی دریدہ دہنی دکھلانے کے لیے اچھا نمونہ ہے اگر وہ کتاب دھرمپال نے لکھی ہے تو مجھے سخت افسوس ہے کہ اس نے آریہ ہو کر کیا سیکھا؟ اس کتاب کے اکثر مضامین ایسے ہیں جو گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس میں لائے جانیکے قابل ہیں۔

*

مردہ جلانیوالی سوسائٹی

کلکتہ میں مردہ جلانیوالی انگریزی سوسائٹی مردوں کے جلانے میں آگ کے بجائے برقی طاقت سے کام لینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے مجھے اس سوال پر تو سردست بحث کی ضرورت نہیں کہ مردہ جلانا چاہیے یا دبانا مگر یہ سوسائٹی مذکور کی اس تجویز سے یہ امر پیدا ہوتا ہے کہ آریوں کی مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچے گا کیونکہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں جو مردہ جلانے کے متعلق رسومات اور لوازمات وید سے اخذ کرکے پیش کیے گئے ہیں اور جو تکلیف مالا یطاق کے نیچے ہیں۔ وہ وید کی ناواقفی پر دلیل ٹھیرینگے۔ اگر بجلی کے ذریعہ مردہ کا جلانا ضروری تھا تو وید یا اس کے شارحین منو نے کیوں پہلے ہی یہی صورت نہ بتادی۔ وید سے وہ ہواؤں کی لسٹ لیکر آریہ بھائی اس نسخہ کو تلاش کرکے بتا دیں۔

اختیار الاسلام پر میری رائے نکل چکی ہے اسکے ضمن میں میں نے حضرت حکیم الامۃ کی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا مصنف صاحب حکیم الامۃ کے اصل الفاظ کی خواہش کرتے ہیں جنکو میں خوشی اور فخر کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔

"جہانتک میرے مولی کریم نے مجھے فہم عطا کیا ہے میں دلیری سے اس امر کے کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ حق کے طالب ایکطرف ترک اسلام اور دوسری طرف میں مسلمان ہو گیا پڑھیں تو غالباً ناظرین کو یقین ہو جاوے گا کہ حق کیا چیز ہے؟ اور حق کے پاس کیا چیز اور اسکے نتائج کیا ہیں"

*

مہاتما بدھ کی یادگار

اعلی درجہ کے کامل انسانوں کی یادگار نفس الامر میں ایک عمدہ چیز ہے کیونکہ وہ یادگار ہر وقت ان کمالات کی جو صاحب یادگار میں تھے تلقین کرتی رہتی ہے لیکن کیا اینٹ اور پتھر کی کوئی عمدہ اور بہترین یادگاریں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم نے جو روحانی کمالات اور تعلیمات کی کامل معلم ہے یادگار کے مسئلہ کو لیا ہے تو یہ فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ عِنْدَ رَبِّكَ . الآیۃ

میں اس وقت اس آیت کی تصریح پر زیادہ کہنے کا موقع نہیں پاتا پھر کبھی خدا نے چاہا تو دل کھولکر لکھونگا سر دست مجھے یہ خبر کو دینا ہے کہ منڈالے کے بدھ صاحبان نے جو تم بدھ کا بت قائم کرنیکی تجویز کی ہے سنگتراش کام میں مصروف ہیں صرف پتھر کی قیمت چار سو روپیہ ہے جو ایک تاجر نے دی ہے طیار ہونے پر بت ۴۰ فٹ ہوگا اور ایک پہاڑی پر نصب کیا جاویگا بارش اور دھوپ کے لیے عمارت کا انتظام ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس یادگاری بت سے پبلک کو کیا فائدہ ہوگا؟ بجز اسکے کہ جاہلوں اور بت پرستوں کی ایک اچھی تعداد پیدا ہو جاوے گی۔

*

اسلام کے کمالات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے اختیار درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے جنکی زندہ یادگار ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدہ لوگ ہوتے ہیں جو انھیں تعلیمات کا جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام لیکر آئے تھے زندہ نمونہ ہوتے ہیں کیونکہ ان تعلیمات کی اثر اور نتائج وہ اپنی عملی حالت میں دکھاتے ہیں اور خدا کی تائیدات اور نصرتوں کا ثبوت اپنے چال سے پیش کرتے ہیں۔ میں بڑی تحدی سے کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی یادگار پیش نہیں کرسکتا۔ آج بھی خدا کا موعود مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ یادگار موجود ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین +

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

چنانچہ بہت سے عزیز مقربون نے یہ کام شروع کیا۔ کسی نے مکمل حالات تو اس رہبر کے تحریر نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے جو کچھہ یا تو خود یاد تہا یا ان لوگون کے ساتہہ بات چیت کے نتائج کو جنہون نے اس پیارے رہبر کو دیکہا تہا یا اوس کی بابت کچھہ سنا تہا قلمبند کر دیا لیکن پھر عرصہ کے بعد جون جون اسکی شکل لوگون کی نگاہ سے اور بہی زیادہ دور ہوتی گئی۔ تو یہ خیال آیا کہ یہ تمام بیانات اکٹھے کرنے چاہئیں۔ تاکہ حتے الامکان اسکی زندگی کی مکمل تاریخ تیار ہو سکے اس لئے اس کی موت کی بہت عرصہ بعد اس کے بعض وفادار پیرؤون نے اسکی تعلیم اور زندگی کے حالات کا تحریر کرنا اور ترتیب دینا علیحدہ علیحدہ اپنے ذمہ لیا۔ ایک ترتیب کنندہ نے ان روایتون اور تحریرات کو مدنظر رکہکر جن کے ساتہہ متی کا نام وابستہ چلا آیا ہے اور خاصکر یہودی عیسائیون کے مطلب کے لئے متی کے مطابق انجیل لکہدی اور ایسا ہی مختلف حالات مین لوقا اور مرقس کے ساتہہ ہوا ہے۔ تین پہلی انجیلون کو موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے بیشک اسی عمل مین سے گذرنا پڑا وہ اپنے بیانات کے لحاظ سے بہت ملتے جلتے ہین اسی سبب سے انہین synoptics کا نام دیا گیا ہے مگر تاہم وہ ایک دوسرے سے اسقدر مختلف ہین کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ انمین سے ہر ایک انجیل علیحدہ علیحدہ تیار ہوئی۔ ان کے مورخون نے ایک ہی قسم کی مشترکہ تحریرات پر ان کا انحصار رکہا مگر ساتہہ ہی ایسے حالات ان مین موجود ہین جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہین۔ چوتہی انجیل اور بہی بعد کی معلوم ہوتی ہے اور اس لئے وہ تواریخی لحاظ سے بہت کم قابل اعتبار ہے۔ غالباً ایک شخص یوحنا نامی نے اسے تحریر کیا ہے۔ وہ یوحنا حواری نہین جو غالباً مکاشفہ کی کتاب کا مصنف تہا چوتہی انجیل سے مختلف طرز پر ہے۔ یہ انجیل ایک غیر ملک مین تصنیف ہوئی اور اسپر جنائیلی خیالات کی مہر لگی ہوئی ہے اور اسمین مصری اور یونانی خیال کو مسیح کے مقصد اور تعلیم کے ساتہہ ملانے کی زبردست کوشش کیگئی ہے مصنف نے اپنے فلسفانہ اور روحانی خیالات کو مسیح کا نام اور حوالہ دیدیا ہے۔

رسولون کے اعمال کی کتاب لوقا کی انجیل کے مولف نے تحریر کی ہے۔ اور اسمین پطرس اور پال کے کام اور تعلیم کو تفصیلات دیگئی ہے اگر پال کے خطوط معتبر ہین۔ تو رسولون کے اعمال کی کتاب تواریخی لحاظ سے قابل اعتبار نہین ہے۔ اس کتاب مین پطرس کے مشہور چال چلن مین پال کی آزاد مشربی اور پال کے اعلی دل مین پطرس کی تنگ دلی اسقدر گہسیڑ دی ہے جس سے بلا تحاشا اسکی اصلی ابتدا کا پتہ لگ جاتا ہے یعنی یہ کہ قدیم عیسائیون مین جو آپسمین دو مخالف فریق تہے انمین صلح کرادی۔

ان بہت سے خطوط کو جو کلیساؤن کی طرف لکہے گئے تہے پولس سے جو جنائیل لوگون کا بڑا اہباری رسول تہا منسوب کیا جاتا ہے وہ درحقیقت پولس کی ہی تحریر ہین یعنی وہ خطوط جو رومیون۔ قرنتیون اور گلتیون کی طرف لکہے گئے تہے۔ اگرچہ افسیون اور عبرانیون کی خطوط پولس کی تحریر بالکل نہین ہین۔ پولس کی تحریرات مین ہمیں مسیح کی ایک اور ہی مختلف تصویر ملتی ہے جو اور انجیلون مین نہین پائی جاتی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پولس نے مسیح کو کبہی دیکہا نہین اور اس نے اپنے فلسفانہ خیالات کے مطابق ایک فرضی تصویر ایک نہایت اعلی نمونہ دکہلانے کے لئے کہینچی ہے آجکل کے عام عیسائیون کا علم الہیات گویا پولس کی بیہودہ اور غلط تعلیم کا نتیجہ ہے اس قسم کی تعلیم پہلی تین انجیلون مین نہین پائی جاتی ہے اور نہ خود مسیح کی یہ تعلیم تہی۔ یہ صرف فلسفہ علم الہیات کا ایک پہلو ہے جو کچھہ تو یوحنا کی تعلیم پر اور رہا سہا کچھہ پولس پر منحصر ہے۔ اگرچہ ان دونون مین سے کسی نے بہی اس پیغمبر کو جسکی بابت انہون نے رائے زنی کی ہے نہ دیکہا ہی ہے نہ اس کا ذکر سنا ہے۔ یہ کہنا بہی ضروری ہے کہ پولس کو مسیح کی معجزہ کے طور پر پیدا ہونے کا مطلق علم نہ تہا اور نہ ہمکو یہ شہادت ملتی ہے کہ اسے ان معجزات مین جنہین مسیح کے ساتہہ منسوب کیا جاتا ہے کچھہ یقین تہا جب ہم یہ خیال کرتے ہین کہ پولس کے خطوط نئے عہدنامہ مین سب سے پہلی کتاب ہے تو معاملہ بالا واقع کی وقعت اور بہی بڑہ جاتی ہے اور وہ انجیلین جنہین یہ روایتی واقعات ملتے ہین بعد مین تیار ہوئی ہین۔ اگر پولس کو انکی بابت کچھہ بہی معلوم ہوتا اور وہ یقیناً ان کا حوالہ دیتا کیونکہ جیسا وہ جاہل اور صریح الیقین لوگون مین جو ہمیشہ کوئی نشانی یا ثبوت چاہتے تہے۔ روحانی صداقتین ذہن نشین کرانا چاہتا تہا تو اس قسم کے حوالے اسکے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے۔ جب فریسی مسیح کے پاس اس کی نبوت کا کوئی ثبوت مانگنے آئے تو اس نے سرد آہ بہر کر کہا۔ اس نسل کے لوگ کیون ثبوت کے خواستگار ہین حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کو کسی قسم کا نشان نہین دیا جاوے گا۔ جب مسیح نے یہ دیکہا کہ لوگون مین اسقدر دہریہ پن پیدا ہو گیا ہے کہ وہ روحانی طاقت کے ثبوت مین نشانی چاہتے ہین۔ تو اوس کا سرد آہ بہرنا بالکل بجا تہا۔ کاشکے مسیح اب بہی اپنے پیروؤن کو اسی قسم کے پیغام سے ملہم کرتا۔

اسی نئے عہدنامہ مین چند ایسے خطوط ہین جو اور شاگردون کی طرف منسوب کئے گئے ہین۔ جنمین سے یعقوب کا مہربانی سے بہرا ہوا اعلی قسم کا خط ہے اور عجیب تمثیل یا خواب ہے جو غالباً ابتدا کے لحاظ سے یہودی معلوم ہوتا ہے اس کو یوحنا حواری نے پہر دوبارہ دیکہہ کر ٹہیک ٹہاک کیا ہے اس کی تعبیر علم الہیات کے لایق سے لایق ماہر بہی تشفی بخش طریقہ پر نہین بتلا سکتے۔ لیکن اس نے صاف صاف طور پر اس بات کی تعلیم دی ہے کہ دنیا کا انجام جلد آنیوالا ہے پرانے عیسائی اس مسئلہ کے قائل تہے تا امیدی گویا اس مسئلہ کے ملتے پر لکہی ہوئی تہی۔

عیسائی مذہب کی تواریخ کے بہت پچہلے زمانہ مین نئے عہدنامہ کے ضوابط مقرر ہوئے اور حدود بندی ہوئی۔ ضابطہ کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کیونکہ اس کے نہونے سے بہت سی نامناسب کارروائی ہونے لگی یہ بہی تحقیق نہ تہا کہ کون کون سی کتابین اسمین شامل ہین اور بعض کتابون کی تعلیم ایک دوسرے کے بالکل مخالف اور متضاد تہی بارہا چرچ کے افسرون کے حکم سے ضوابط مقرر ہوئے اور بارہا انمین تبدیلی ہوئی کبہی تو یعقوب عبرانیون۔ اور مکاشفہ کی کتابون کو اس سے نکال دیا گیا اور کبہی پہر شامل کر لیا گیا۔

بعض اوقات اور پرانی عیسائی تحریرات کو جو نئے عہدنامہ کی اپوکریفا (یعنی وہ کتابین جن کے الہام پر یقین نہ ہو) کا حصہ ہین یعنی کلیمنٹ۔ اور بارناباس ہرماس کے پاسبان۔ عبرانیون کی انجیل وغیرہ کتابون کو اسمین شامل کیا جاتا تہا۔ اور برابر ایسا ہی رہا جب تک کہ ۳۹۷ء مین کارتہیج کی تیسری کونسل کے چرچ کے وکلاء کی رائے سے الہام کی حدود کا قطعی فیصلہ کر دیا گیا۔ قدیم عیسائی پہلے عیسائی تحریرات کو خاص طور پر الہام شدہ نہین مانتے تہے اور ہمیشہ شریعت اور پیغمبرون سے اپیل کرتے تہے۔ زمانہ کی جہالت اور علم کی کمی کی وجہ سے یہ خیال نئے عہدنامہ مین اسیطرح داخل ہو گیا جیسے کہ پرانے عہدنامہ کے ساتہہ ہوا تہا۔ مورخین نے خود اس بات کا خیال نہین کیا کہ وہ ایک طرح تواریخ لکہہ رہے ہین۔ اور برے بہلے واقعات کو بیان کر رہے ہین جنکو آیندہ زمانہ مین خدا کی طرف سے لاخطا الہام مانا جائیگا۔ اسیطرح ہماری انجیل نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی اور اسکی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہمین یقین دلایا جاتا ہے یہ ایک کتاب نہین ہے بلکہ ایک لٹریچر ہے اور وہ بہی دو قسم کا ہے ایک یہودی دوسرا عیسائی۔ کسقدر کم ایسے آدمی ہین جو کبہی یہ سوچتے ہین کہ کسقدر بیش بہا خزانہ اس پرانی انجیل کے اندر بہرا ہوا ہے بہت سے ایسے لوگ ہین جو اس کی بابت شور تو بہت مچاتے ہین مگر ان کے لئے انجیل کی تواریخ ایک سربمہر کتاب ہے اور اس لئے وہ مناسب طور پر اس کی قیمت نہین کر سکتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پاپ ندیون مین سے ہی بہت زور کی آواز نکلتی ہے مثل مشہور ہے کہ تھوتھا چنا باجے گہنا۔

انجیل ایک انسانی کتاب ہے

اسی بات مین ایک انجیل کی خوبی اور رفعت کا راز ہے۔ چونکہ اسمین مختلف قسم کے تجربے اور زندگی کے انقلابات مندرج ہین اس وجہ سے اسمین ہماری موجودہ ضروریات کے مطابق بہت کچہہ ملجاتا ہے تقریباً ہر ایک قسم کے واقعات کی نسبت جو انسان کے خیال مین آسکتے ہین اسمین کچہہ نہ کچہہ درج ہے اس لئے ہم اس کے زندہ وار بیانات کو قبول کرتے ہین۔ ہم اپنے انسانی بہائیون کو ان کے ساتہہ ہمدردی کرتے ہوئے پاتے ہین اور ہم انہین پڑہکر تسلی اور راحت پیدا کرتے ہین اگرچہ پرانے عہدنامہ مین جو بیرحمی اور بے انصافی خدا کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ اس کتاب کے مبرا از خطا الہام ہونے کے مسئلہ کو بالکل منہدم کر دیتی ہے لیکن ان باتون سے اچہی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ متقدمین کا خدا کی بابت کیا خیال تہا اور اب ہمارا خدا کی بابت کیسا اعلی اور ایسا رفیع الاخیال ہے ہمین داؤد کی گالیون اور اسکی برائیون مین کچہہ بہی کمی نہین کرنی چاہئے بلکہ اسکو اس کے اصلی رنگ مین دیکہنا چاہئے۔ اور اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ انمین اور آجکل کے اعلی ملکی رہبرون مین کسقدر فرق موجود ہے۔ ممکن ہے کہ میرے مومن دوستونکو واعظون کے مشکک دہریہ سے کچہہ تکلیف ہو کیونکہ گو مین بہی خود اس قسم کے خیالات کے سخت مخالف ہون۔ مگر مین جانتا ہون کہ بہت قدیم زمانہ سے دنیا مین یہ خیالات چلے آئے ہین اور ان قدیم تحریرات کی وجہ سے مین آجکل کے دہریہ پن کو اچہی طرح سمجہہ سکتا ہون پرانے اور نئے عہدنامون مین فرضی معجزون کا ذکر ہے ان کے بہی گہرے معنی ہین کیونکہ وہ اس زمانہ کی صریح الیقینی اور ظاہرپرستی ثبوت پر اعتبار رکہنے کے خیال کو ظاہر کرتے ہین۔ (باقی آیندہ)

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کے پہلے ہی صفحہ پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام اور اسکی موجودہ مشکلات اور ضروریات پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک مبسوط مضمون مین شائع کرچکا ہون۔ اگرچہ اس کے بعد ضرور نہ تہا کہ مین بہی کچہہ لکہون۔ لیکن محض حصول ثواب کی نیت سے کچہہ کہنا ضروری سمجہتا ہون۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین بہی مینے اس امر کی طرف قوم کو متوجہ کیا تہا کہ ماہوار مستقل چندون کا پورا انتظام اور التزام کیا جاوے کیونکہ ماہواری اور مستقل اخراجات یکمشت عطیون سے پورے نہین ہو سکتے یہ عطیہ تو آنی اخراجات کے کام آسکتے مین

اب **عید** کی تقریب بالکل قریب ہے یہ موقع ہے کہ احمدی قوم خصوصیت کے ساتہہ اپنے **قومی** مدرسہ کی خبر لے۔ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے عید فنڈ مین حصہ لے اور عام طور پر ایک روپیہ فی کس یا علےٰ قدر مراتب کم و بیش ضرور دے۔ قربانی کی کہالون کا یہ انتظام کیا جاوے کہ ہر شہر کی انجمن احمدیہ خود واحد یون سے کہالین جمع کرکے انکو فروخت کردے اور قیمت سے اگر ۔۔ فنڈ مین بہیجدے۔

چونکہ آیندہ کیلئے جیسا کہ پہلے ہی صفحہ سے معلوم ہوتا ہے انتظام اب کمیٹی کی سپرد کیا گیا ہے۔ اسلئے عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے نام کسی قسم کی رقوم متعلق مدرسہ ارسال کرنیکی ضرورت نہین ہے بلکہ مدرسہ کے متعلق کل روپیہ براہ راست ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسقدر اطلاع کے بعد مین یہ کہنا بہی ضروری سمجہتا ہون کہ حضرت مخدوم الملۃ نے دو ہزار روپیہ قوم سے مانگا ہے۔ اس روپیہ کو عید فنڈ یا مستقل ماہوار چندون سے کوئی تعلق نہین ہے بلکہ یہ اس سے الگ ہے جو مدرسہ کی بعض مشکلات مالی کے انسداد کیلئے ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو یہ روپیہ فراہم ہو جانا چاہیئے۔ الحکم کے ناظرین اگر توجہ کرین تو مین سمجہتا ہون یہ رقم صرف یہی جماعت پورا کرسکتی ہے اور بڑی آسانی کے ساتہہ۔ پس مین الحکم کی برادری سے جو نو سو کے قریب دیہو گی مجہکو ہے درخواست کرتا ہون کہ وہ اس دو ہزار کی رقم کو پورا کرنے کیلئے وہی بیڑا اٹہائین۔

اور اس خیال سے کہ مین خود بہی اس برادری مین داخل ہون دو روپیہ اس مد مین داخل کرتا ہون۔ اگر دو دو روپیہ کل ناظرین الحکم بہیجدین تو ایک دن مین دو ہزار روپیہ ناظرین الحکم سے مدرسہ کو مل جاویگا کیا مین اپنے محترم ناظرین سے امید رکہون؟ کہ وہ اس کار خیر مین میرے ساتہہ شریک ہون۔

ناظرین الحکم مین سے جو بزرگ چندہ بہیجین وہ منی آرڈر کے کوپن پر خریدار الحکم ضرور لکہدین تاکہ اس تحریک کے اثر کا اندازہ ہوسکے اور رسید سہولت سے دی جاسکے۔

اس تحریک کو ختم کرنے سے پہلے مین پہر کہنا چاہتا ہون کہ **عید فنڈ** اور **قربانی کی کہالون** کا انتظام مستعدی کے ساتہہ کیا جاوے۔

مراسلت

آبیل مجہے مار

مدت ہوئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا معزز اور قابل قدر میگزین عیسائی صاحبان کو ہر ایک قلمی میدان بازی مین لاجواب کرچکا تہا مگر ۵۔ ۱۲ر جنوری ۱۹۰۵ء کے اخبار طبیب عام کے مندرجہ مضمون بعنوان "مسیح کی عظمت پر قادیانی حملہ" کے پڑہنے سے شبہ پڑتا ہے کہ ابہی اس مذہب کے بعض پیروؤن مین کچہ حوصلہ باقی ہے افسوس کہ مضمون نگار صاحب جو اپنی محدود لیاقت کیوجہ سے خواہ مخواہ آبیل مجہے مار کے مصداق بنے مین۔ مسیح کی تعلیم کا کوئی اچہا نمونہ نہ دکہا سکے آپ ریویو آف ریلیجنز کے مضامین متعلقہ ذنب پر پرلے درجہ کے ناراض ہین یہان تک کہ ریویو جیسے ناصح مشفق کو لفظ دشمن سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور بڑی بے باکی کے ساتہہ لکہتے مین کہ "نبیون کی نکتہ چینی ضروری امر تہا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ٹالبال صاحب واعظ انجیل ۔۔ نے انجیل کو پڑہا ہی نہین جب نکتہ چینی ضروری امر ہے تو مسیح نے فقیہون کی نشان طلبی پر ان دشنام آمیز الفاظ مین کیون انکار کیا کہ "اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈہونڈہتے مین" کیا فقیہون کے لیے پر کہنا اور نکتہ چینی ضروری امر نہ تہا بہین راقم مضمون کا شکریہ تو ادا کرنا چاہیئے جو انہون نے اپنے اس ریمارک سے ہمارے لیے بہی راہ صاف کردی امید ہے کہ مسیحی صاحبان آیندہ اپنے فرضی خدا کی جانچ پڑتال پر برا نہ منائینگے کاش کہ مسٹر ٹالبال صاحب ذنب کی بحث کو غور سے پڑہکر فیصلہ کرتے ریویو آف ریلیجنز نے جس خوبی سے اس بحث کو نبہایا ہے وہ ہر پہلو سے صحیح اور قابل تسلیم ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے مسیحی دوست اتنا مادہ ہی نہین رکہتے جو ایک آسان اور بالکل آسان بات کو آسانی سے سمجہہ سکین گویا ان کیلئے کسی بات کا سمجہنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا بہینس کیلئے باجا۔ لفظ ذنب پر جو اعتراض کیا کرتے ہین وہ انکی سراسر نافہمی ہے سورہ فتح کو اگر غور سے پڑہا جاوے تو پہر امید نہین کہ کوئی اعتراض پیدا ہو اسمین تو ان غیر مودب لوگون اور بعض کمزور طبیعتون کے ذنب کا تذکرہ ہے جو آیت انا ارسلناک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ۔ اور آیت سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا واھلونا فاستغفر لنا مین مخاطب اور بیان کیئے گئے ہین ہان ان مین سے جو کامل ایمان لاکر اپنی کمزوریون اور قصورون کا اعتراف کرنے لگے تو خداوند کریم نے آنحضرتؐ کو بذریعہ وحی اطلاع دی کہ تیرے قصور وارون کے تمام سابقہ قصور معاف کردیئے گئے ہین۔ اور یہ وہی لوگ ہین جو آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحًا قریبًا مین مذکور ہین وہ گراس سورہ شریف مین جو لفظ ما تاخر ہے یہ ایک پیشگوئی کے طور پر واقع ہوا ہے اسمین ان لوگون کا ذکر ہے جو آنحضرتؐ کے بعد ایمان لاکر اپنی تمام گذشتہ شوخیون اور گستاخیون کو چہوڑ دیا کرینگے سو بیشک اس پیشگوئی مین بہی لوگ مضمر مین جنکی تصریح آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت منھم مغفرۃ واجرًا عظیمًا سے بہی ہوتی ہے کیا مسٹر ٹالبال صاحب معترض اور ایڈیٹر صاحب طبیب عام انجیل سے کوئی ایسی پیشگوئی تلاش کرکے دکہا سکتے مین؟ مگرا تنا کرین کہ تلاش کرتے وقت انجیل کی دیگر متعدد پیشگوئیون کے علاوہ انجیل یوحنا کے باب ۱۶ کی اس آیت "لیکن جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہین ساری سچائی کی راہ بتادے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی جو کچہہ وہ سنیگی سو کہے گی۔ اور آیندہ کی خبرین دے گی" کو نظر انداز نکرین تاکہ ہم معلوم کرسکین عیسائی صاحبان کہان تک انجیل پر عمل کرتے ہین۔

غرضیکہ نامہ نگار صاحب نے از حد کوشش کی ہے کہ جسطرح ہوسکے عصمت کا تاج اکیلے مسیح کے ہی سر پر رکہا جائے مگر ہم اناجیل کو تدبر کے ساتہہ پڑہنے سے فورًا اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہین کہ عیسائی صاحبون کی یہ کوشش اور تگ و دو محض تضیع اوقات اور خواہ مخواہ کی سر دردی ہے۔

مثلاً انجیل مصنفہ متی باب ۱۹ کی آیت ۱۷ کو ہی دیکہیئے اور اس نے (یعنے مسیح نے) اس سے کہا تو کیون مجہہ نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا۔ اس آیت سے ایک نہین بلکہ دو معنے حل ہوتے ہین ایک یہ کہ مسیح کو اپنی اندرونی حالت پر کامل اطلاع تہی جبہی وہ خود نیک کہلانے سے انکار کرتا تہا دوسرا اس آیت سے یہ ہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح خدا نہین تہا صرف ایک انسان ہی تہا۔ ورنہ انکار کرنے کے بعد "ایک یعنے خدا" کے اضافہ کی کیا ضرورت تہی۔ ہان قرآن کریم نے جس مسیح کو پیش کیا ہے وہ فی الواقع خدا کا رسول اور برحق نبی تہا۔ ناناکہ انجیل مین بہی اسی ابن مریم کا ذکر ہے جو قرآن مجید مین بیان کیا گیا ہے۔ مگر موجودہ انجیل کے جانچنے پرکہین اصلی خدائی کا پتہ نہین لگتا۔ چنانچہ انجیل متی باب ۸ مین لکہا ہے "اور یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیون کیلئے ماندین اور پرندون کیواسطے بسیرے پر ابن آدم کیلئے جگہ نہین جہان اپنا سر دہرے" یہ ہے عیسائی صاحبان کا خدا جو لومڑی ایسے ناچیز جانور کو ترجیح دیکر اپنی بے سرو سامانی پر افسوس کرتا ہے۔ اب ہم جب انجیل کے بیان کردہ خدا کے مقابل قرآن شریف کو دیکہتے ہین تو اسمین ایک ایسے زبردست اور وحدہ لاشریک خدا کو پاتے ہین جو لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جیسی تمام دیگر صفات سے موصوف ہے۔ اور یہ وہی حقیقی خدا ہے جو انجیلی خدا کے صلیبی موقع پر ایلی ایلی کرکے پکارا گیا۔

اخیر پر امید کیجاتی ہے کہ یسوعی صاحبان آیندہ سوچ سمجہکر اعتراضات پر چیچ کہولا کرینگے

استفسار اور ان کے جواب

(۱) عید کی نمازکی ہر دو رکعت میں تکبیرین سات اور پانچ قبل از قرائت کہنی چاہئیں؟ یا ۴ پہلی رکعت میں قبل از رکعت اور دوسری رکعت میں چار قبل از رکوع۔ خود آپ کا عمل کس پر ہے اور کیوں؟ یعنی دوسرے طریقہ کے چھوڑنے کی کیا وجہ ہے؟

(۲) قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا صاحب نصاب پر؟ نصاب کتنا آجکل کے سکہ کے موافق؟ نصاب نامی یا غیر نامی؟ بیل زمین وغیرہ بھی نصاب میں آسکتی ہیں یا صرف زر و سیم۔

(۳) قربانی اپنے نابالغ بچوں کیطرف سے بھی (جیسا کہ صدقہ فطر) علیحدہ دینی چاہئے یا ایک ہی قربانی کافی ہے۔

(۴) قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت نہ کرا سکے یہ مستحبات سے ہے یا سنت واجب؟

(۵) بکری بھیڑ اہلحدیث کے نزدیک ۲ برس کی جایز ہے فقہا کے نزدیک ایک برس کی۔ آپ کا فیصلہ؟

(۶) قربانی کی کھال فروخت کرنیکی حدیث میں ممانعت ہے بلکہ یہ کہ گویا اس نے قربانی نہیں کی ہم چاہتے ہیں کہ کھال فروخت کرکے قیمت دارالامان بھیجدیں۔ فرمائیے؟ اگر اجازت ہے تو دلیل؟

(۷) قربانی عید کے بعد کتنے دن تک جایز ہے اہلحدیث کے نزدیک ۱۳ تاریخ تک اور فقہا کے نزدیک ۱۲ تاریخ تک۔ کس پر عمل کرنا چاہئے

(۸) نماز خسوف باجماعت قرأت جہر سے ہو یا علیحدہ علیحدہ پڑھیں اور بعد ازان خطبہ بھی جایز ہے یا نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں دارالامان میں نماز کسوف بھی باجماعت قرأت جہر سے کبھی ادا نہیں کیگئی حالانکہ سنت رسول صلعم سے ثابت ہے؟

جوابات

عا عید کی نمازمیں جو تکبیریں آئی ہیں انمیں علماء کا اختلاف ہے جیسا آپنے ذکر کیا۔ مگر میں اس روایت کو ترجیح دیتا ہوں جسمیں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں آئی ہیں حنفیہ کا مذہب کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت اور دوسری میں بعد قرأت کہتے ہیں یہی تابعین کا مذہب ہے گر ہم پہلی روایت کو ترجیح دیتے اور اسپر اہلمدینہ کا عمل ہے۔ کیونکہ کا جواب یہ ہے کہ فقہا محدثین اور مدینہ طیبہ کا عملدرآمد یہ ہے جسکو ہم ترجیح دیتے ہیں۔

ع۲ قربانی کی نسبت وجوب اور نصاب اور پھر نصاب میں تفرقہ نامی اور غیر نامی کا کوئی نہیں اسواسطے میں آپ قربانی کو ایک امر مسنون یقین کرتا ہوں۔ اور تمام گھرانے کی طرف سے ایک ہی قربانی دو مینڈھوں کی قربانی مسنون ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر یہی کرتے تھے ہاں اپنے حجۃ الوداع میں بی بیوں کیطرف سے بھی علیحدہ قربانی فرمائی ہے مگر جبکہ امر مسنون ہے تو اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ نصاب آجکل کے سکہ کے مطابق ... روپیہ ہوتے مگر قربانی کو اسمیں دخل نہیں کیونکہ نبی کریم قربانی کرتے اور صاحب زکوٰۃ نہ تھے اور حضرت ابراہیم بے ریب بہت بڑے عظیم الشان دولتمند تھے جن کے وقت اس قربانی کا ...

ع۳ قربانی بچوں کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے ... ابوداؤد اور موطا میں بہت سی حدیثیں ہیں ... کہ تمام گھر کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے

ع۴ قربانی کرنیوالا شروع ... حجامت ... اسکا ثبوت احادیث سے ... حجامت نہ کرنا فرض یا واجب یا سنت ہی ہے یہ انصاف سے بہت بعید ہے اسکا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

ع۵ میں آپ بکری اور دنبہ کی نسبت تحقیق رکھتا ہوں کہ بکری دو برس سے کم کی نہ ہو اور دنبہ ایک برس ... آپ ... مگر ... ملک میں بھیڑ ... نہیں اور نہ ... اسکا ... عربی ... کہتے ہیں ... تحقیقات کیا ہے ... اس ... ہم نہیں جانتے اور زیادہ ... ایک قسم کی ... ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ... ہمارے ملک کی بھیڑ بکری میں داخل کرکے دو برس میعاد مقرر کرتا ہوں۔ اور دنبی کو ایک برس میں اور یہی شریعت سے ثابت ہے۔

ع۶ قربانی کی کھال فروخت کرنیکی ممانعت ہم نے حدیث میں نہیں دیکھی آپنے لکھی ہے۔ اگر آپ کوئی حدیث بتلا دیں تو پھر ہم توجہ کرینگے۔ کیونکہ قربانی کی کھال گھر میں ہی رکھنا جایز ہے۔ کیونکہ قربانی تو ذبح کا نام ہے۔ خود ہم تمام بکرا بھی اپنے گھر میں رکھ لیتے ہیں۔ اراقت الدم کا نام قربانی ہے۔ اسکے بعد جو کچھ رہتا ہے خواہ دیدے خواہ سارا رکھے۔

ع۷ قربانی ہمارے نزدیک ۱۲ تاریخ تک جایز ہے ہاں فقہانے ۱۳ تاریخ ہی رکھی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ضرور اسپر ... فرق ہوا ہے۔

ع۸ نماز خسوف باجماعت جہری قرأت سے پڑھنا مسنون ہے۔ اور اس کے بعد خطبہ بھی ہے۔ یہ تو عام کتب احادیث میں مندرج ہے۔ چھوٹی سی چھوٹی بلوغ المرام ہے اسمیں کافی بحث ہے۔ دارالامان میں خسوف اور کسوف دونو جماعت سے پڑھی جاتی اور یہان بھی رواج ہے۔ ہاں یہ جماعت مسنون ہے فرض نہیں۔ نورالدین

نوٹ از راقم الحروف۔ آپنے اس آخری اعتراض پر تعجب ہے یہان تو کسوف و خسوف کی نمازیں باجماعت ہمیشہ پڑھی جاتی ہیں اور ساتھ صدقہ و خیرات بھی کیا جاتا، ہاں اگر کوئی شخص بیمار ہو یا کسی اور باعث سے مجبور ہو تو وہ معذور سمجھا جاتا ہے۔ فضل الرحمن

مفید اور دلچسپ آئین

صنعتی تعلیم پر ... کا ایڈیٹر اتحاد لکھتا ہے۔ صنعت و حرفت کی تعلیم پر زور دینا تو درکنار ابھی کانفرنس میں اس سے ... تحریک کیگئی ... زیادہ کوئی حیرت انگیز کارروائی نہیں ہوسکتی۔ یورپ کی ٹیکنیکل انجینرنگ تو بڑی چیز ہے مگر میں تو خیال کرتا ہوں کہ ہمیں معمولی قسم کی انجینری یعنی لوہاری۔ سناری۔ بڑھئی کے کام اور درزی گری کی تعلیم کیلئے بھی مدارس کھولنے چاہئیں۔ سچ پوچھئے تو یہ پیشہ اب معمولی قسم کی کلرکی سے زیادہ مفید ہیں اور ہندوستان کی خوش اقبالی ہو اگر ہندوستانی ... مڈل یا انٹرینس پاس کرکے ان کاموں کو سیکھیں لیکن ان پیشوں کو اگر پڑھے لکھے لوگ اختیار کرنے لگیں تو ان کو اصولاً زیادہ ترقی دینگے ان کاموں کی وقعت و عزت بڑھا دینگے آزادی و خودمختاری کی زندگی بسر کرینگے کام زیادہ ... اور دولتمند بھی ہوسکیں گے اور یہی لوگ اسوقت بڑے اور اعلیٰ درجہ کے انجنیرین جائینگے جب ہندوستان میں ٹکنیکس کو ترقی ہوگی۔

صنعتی تعلیم اور ملکی صنعتوں پر معزز ہمعصر ہندوستان نے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔ آجکل لاہور میں موٹر سائیکل (انجن سے چلنے والے بائسکل) بھی آگئے ہیں کل ایک نوجوان موٹر سائیکل پر سوار تیزی سے جا رہا تھا کہ انجن کی سب سب نے کتوں کو متوجہ کیا جو دور تک موٹر سائیکل اور اسکے سوار کے پیچھے بھونکتے دوڑے چلے گئے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ کیا ہندوستانی کتوں کے دلوں میں بھی حب الوطنی کا اسقدر مادہ ہو گیا ہے کہ وہ اس ملک میں غیر ملکی صنعتوں کو رواج پاتے دیکھنا گوارا نہیں کرسکتے!

نشان مستقیم

فتح مقدمات کے ذریعہ جو عظیم الشان نشان ہوا ہے جس نے سلسلہ عالیہ کی حقانیت اور صداقت پر ان لوگوں کی نظر میں جو باوجود مسلمان کہلانے کے اس کو ایک افترا اور انسانی دل و دماغ کا نتیجہ سمجھتے تھے خدائی مہر کردی ہے اور اسلام کے مخالفوں کی نظر میں اسلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی پر زبردست گواہ ٹھہرا ہے۔ اور اس نے ثابت کردیا کہ فی الحقیقت الٰہی تائیدات اور تصرفات کا اسلام سچا نمونہ ہے کیونکہ اگر یہ سلسلہ فی الحقیقت انسانی منصوبہ بازی اور تدابیر کا نتیجہ ہوتا تو ایسی صورت میں کہ کل ملک کے لوگ اس کے دشمن اور ہلاک کرنیکی فکر میں تھے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ بھی جس کے منشا اور ارادہ کے خلاف یہ سلسلہ تھا اس کا دشمن ہوتا اور پھر اس کے ہلاک ہونے ہوں نام و نشان مٹ جانے میں کچھ بھی شک و شبہ نہ رہتا مگر اسکی کامیابی اور پھر قبل از وقت مشہور کردہ کامیابی (جو بطور پیشگوئی شایع کیگئی تھی) نے بتا دیا ہے کہ وہ سب جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں

کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں

واقعی غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا کوئی ایسا مفتری و کذاب کامیاب ہوسکتا ہے جو باوجودیکہ (بقول مخالفین) مصائب اور مشکلات میں گرفتار ہو اور پھر بھی الہامات اور پیشگوئیاں شایع کرتا جاوے؟ یہ طاقت اور حوصلہ مفتری اور کذاب کو ملسکتا ہی نہیں۔ یہ امر مخصوص ہے خدا تعالیٰ کے ماموروں اور برگزیدہ رسولوں سے

غرض

کچھ شک نہیں یہ عظیم الشان نشان اس قابل ہے کہ ہمیشہ تک اسے زندہ رکھا جاوے اور کسی مفید یادگار کی صورت میں نمایان رہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری پہلی تحریک پر قوم میں اس کے متعلق حرکت پیدا ہوگئی ہے۔ اگرچہ ابھی اس حرکت کی سرایت ... مگر میں یقین کرتا ہوں کہ اس سرایت کا نتیجہ مفید ہوگا۔ سردست اس امر پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے کہ یہ یادگار کسی رنگ میں ہو۔ فی الحال اس مد میں حضرت حکیم الامت کے نام پر بھیجا جاوے جب ایک معقول رقم جمع ہو جاویگی اسوقت حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما اور اشارہ کے موافق بزرگان ملت جو تجویز کرینگے وہ ہر حال مفید اور بابرکت اور خدا تعالیٰ کی منشا کے موافق ہوگی صنعتی شاخ کا سوال بھی ہے اس کے علاوہ توسیع مسجد اور کشتی نوح والا موعودہ مکان جو بجائے خود ایک نشان ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی پیشگوئی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال جو امر مفید ہوگا اس پر یہ روپیہ صرف ہوگا اس مد میں جن بزرگوں نے حضرت حکیم الامت کی خدمت میں روپیہ بھیجا ہے اسکی رسید دوسری جگہ چھپا دی ہے۔ آیندہ ہفتہ وار اس ملک اور مدرسہ کی آمدنی کی رسید الحکم میں شایع ہوتی رہیگی امید ہے کہ جس صاحب کا اس سلسلہ میں روپیہ رسید میں ... ہو وہ ... کرینگے

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

نماز کی حقیقت - یہ کتاب میں ابھی جلد مکمل کر لیتا لیکن بعض اسباب نے اکثر متنازعہ فیہ مسائل پر مجھے متوجہ کیا۔ فقہ احمدی کا کام میرے جیسے بیچمدان کا نہیں تاہم جہانتک مجھ سے بن پڑیگا بزرگانِ ملت خصوصاً حکیم الامت سے استفادہ کر کے میں ضروری مسائل متعلقہ نماز پر بحث کرونگا انشاء اللہ اسلئے جو صاحبان کوئی اعتراض یا قابل حل مسئلہ سمجھتے ہوں وہ لکھ بھیجیں۔ معزز احمدی گجرات نامہ نگار نے چند امور پیش کئے ہیں میں انشاء اللہ انکا لحاظ رکھونگا مگر وہ مجھ سے متقیہ اور متکلم کا کام لینا چاہتے ہیں جو دونو امر میں اپنی طاقت سے بڑھکر پاتا ہوں بہرحال دعا کریں۔

مستقل خریداران کتب - باوجودیکہ ہمنے متواتر اعلان کیا تھا کہ جو لوگ دفتر الحکم کی شایع کردہ کتب کے خریدار مستقل نہ رہنا چاہتے ہوں اطلاع دیں لیکن اس اطلاع نہ دینے پر کارخانہ الحکم جنکو مستقل خریدار تصور کرتا ہے اور انہوں نے بھی محض اسیوجہ سے اطلاع نہیں دی اگر شایع شدہ کتاب نہ پہونچے تو جلد اطلاع دیں کیونکہ میں اپنے ہاں کی کتابیں سردست اسیقدر چھاپا کرونگا جسقدر مستقل خریدار ہونگے۔

بذریعہ تار درخواست - الحکم کے ناظرین اس امر کو سن کر کسقدر خوش ہوں گے کہ ان کے محبوب اور مقبول کارخانہ کی تالیفات ایسی عزیز سمجھی جانے لگی ہیں کہ بذریعہ تار درخواست بھیکر منگوانے والے عاشق زار دور دراز جگہ پیدا ہو چلے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

توسیع اشاعت - الحکم کی توسیع اشاعت میں ہفتہ زیر اشاعت میں چودہری غلام احمد صاحب بی۔ اے نے کشمیر سے اور حافظ نور احمد صاحب نے مستری انڈیا سے خریدار بھیجکر اعانت فرمائی اور علاوہ ازین چند احباب نے براہ راست شرف قبولیت بخشا۔

زیر المعان الخیر

تفسیر القرآن کا ابھی نمبر چھپ رہا ہے۔ کارخانہ الحکم میں پریس پر گنجایش ہونے کیوجہ سے بعض دوسرے رسالہ کی کاپیاں دوسرے مطبع میں دینے کی ضرورت پڑی ہے خدا نے چاہا تو جلد مشکلات چھپائی کا بھی خاتمہ ہو جائیگا خدا کے فضل سے کیا کچھ آسان نہیں ہوا۔

سلک مروارید - حصہ دوم اور **نماز کی حقیقت** طبع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدمات کے فیصلہ پر ایک رسالہ لکھنا تجویز فرمایا ہے۔

۲- بزرگان ملت کی صحت بھی اچھی ہے حضرت حکیم الامت کی طبیعت اس روز سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انکی صحت کی نسبت الہام ہوا بہت اچھی ہے۔ درس کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔

۳- ہفتہ زیر اشاعت میں موسمی حالت بدستور رہی سردی خوب چمکی۔ برفباری کا نمونہ نظر آیا۔ بعض بعض دن لوٹے کا پانی یخ بستہ ہو گیا لوگوں کیلئے ایک تماشا اور اچنبا تھا بعض نے دودھ کی قلفیاں بناکر کھائیں۔ ابھی تک آسمان پورا صاف نہیں۔

۴- قادیان میں امرتسر بٹالہ کے حوالہ سے عام بازاری افواہ تھی کہ ۸ فروری کو خطرناک برفباری ہوگی کسی نے اڑائی تھی۔ لاہور میں بھی ایسی افواہیں اڑیں جسکی تردید اخبارات کو کرنی پڑی۔

۵- یکم فروری کو قبل ظہر اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل الہامات اور رویا سنائے

الہامات و رویا

۱- انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

۲- انی مع الروح معک و مع اھلک

رویا - ایک کاغذ دکھایا گیا جسمیں کچھ سطور فارسی خط میں تھیں اور سب انگریزی میں لکھا ہوا تھا جسکا مطلب یہ سمجھ میں آیا کہ جسقدر روپیہ نکلتا ہے سب دیدیا جاویگا۔

۶- الہ داد ایک شخص گوجرانوالہ کے ضلع کا باشندہ داخل بیعت ہوا اور اس نے تبرکاً حضور سے قرآن شریف پڑھنا چاہا حضور نے سورۃ فاتحہ اسے پڑھائی۔

۷- مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام کے متعلق صفحہ اول پر ایک مضمون حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا دیا گیا ہے۔

۸- مالیر کوٹلہ سے ایک معزز رئیس نے لکھا کہ ایک مولویصاحب اتفاق سے انہیں ملے ہیں اسلئے وہ قادیان آکر تحقیق حق چاہتے ہیں۔ جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بے شک وہ آجائیں تحقیق حق کیلئے سائلین کا دروازہ کھلا ہے وہ تحریری سوال کریں جواب تحریری دیدیا جاویگا۔ اس کے لئے یہاں آنا بھی چنداں ضرور نہیں۔ ہاں بصورت مباحثہ کوئی امر نہیں ہو سکتا کیونکہ اسمیں اصل مقصد ہار جیت ہوتی ہے اسلئے اعلام الٰہی کے موافق انجام آتھم میں وہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ

۱- جناب منشی بسنت لال صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ لالہ موتی لال صاحب کے واپس آنے پر تحصیل بٹالہ کے چارج سے سبکدوش ہوئے۔ منشی بسنت لال صاحب کی منسبت عام طور پر رعایا میں اظہار خوشنودی ہے۔ انکی انصاف پسند اور بے لاگ طبیعت سے لوگ بہت خوش ہیں۔ اور لالہ موتی لال صاحب کی غیر حاضری رعایا نے محسوس نہیں کی، میں انکے متعلق پھر لکھوں گا فی الحال اسیقدر کہنا کافی ہے کہ وہ تحصیل بڑی ہی خوش قسمت ہوگی جہاں منشی صاحب موصوف تشریف لیجاتے ہیں

تحصیل بٹالہ کا چارج پھر لالہ موتی لال صاحب نے لیا ہے۔ لالہ صاحب موصوف کے متعلق تو کچھ کہنا ہی تحصیل حاصل ہے آپ کے اخلاقی اور شریفانہ برتاؤ کے لوگ پہلے ہی سے مداح ہیں ہاں مجھے نیازمندانہ طور پر شکایت ہے کہ انکی موجودگی میں **قادیان** کی صفائی اور سڑک بٹالہ کے پختہ کئے جانے پر پوری توجہ نہ ہونا افسوسناک امر ہے بحالیکہ انہیں رفاہ عام کا بہت بڑا خیال اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ پبلک کی تکالیف عامہ کا انسداد ہو خوش قسمتی سے لالہ صاحب موصوف پھر تشریف لے آئے ہیں امید ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے شروع کئے ہوئے کام کو مکمل کرنے کی سعی کریں گے جسکی مجھے انکی ذات سے بہت بڑی توقع ہے۔ اگر انکی موجودگی میں یہ کام نہوئے تو پھر کب امید کرنی چاہیے

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ موجہ کیلئے میں ایک اور امر بھی پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے متصل ایک بڑی ڈہاب ہے جو قواعد حفظ صحت کے رو سے **ملیریس فیور** کے انجرات اپنے اندر رکہتی ہے چنانچہ عالیجناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور نے بھی ضروری سمجہا تہا کہ اسے پر کرا دیا جاوے اگر لالہ صاحب قادیان تشریف لاکر اس ضرورت پر غور کریں تو بہت بڑا احسان ان کا پبلک پر ہوگا۔

اور ایک کار خیر ان کے زمانہ کی یادگار رہجائیگا۔ چونکہ لالہ صاحب الحکم کی رائوں اور نیازمندانہ التجاؤں پر محض اس لحاظ سے کہ وہ **پبلک گوڈ** کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہیں غور فرمایا کرتے ہیں اسلئے یہ امور پیش کئے گئے ہیں۔

افسر مال ضلع گورداسپور کی توجہ طلب

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ضلع گورداسپور کی مال افسری شیخ **فیروز الدین** ایسے فہیم اور باخبر شخص کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس نوٹ کو بکمال توجہ اور غور سے پڑہیں گے۔

تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں حلقہ لیل کلان کا پٹواری پنڈت دیا فوت ہو گیا ہے جسکے لئے تجویز انعام ہو چکی تہی۔ امید کیجاتی ہے کہ پنڈت دیا کے یتیم بچوں کے ساتھہ محکمہ مال خاص سلوک کریگا اور وہ انعام جو اسکے لئے تجویز ہوا تہا ان کو دیا جائیگا اسوقت مجھے اسکے سوا اس امر پر روشنی ڈالنی ہے کہ اس خالی شدہ حلقہ پر کسی کو متعین کیا جاوے اگرچہ افسر مال صاحب اپنی منصبی حیثیت کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ باخبر اور واقف ہوں گے لیکن میں اپنی مقامی واقفیت کی بنا پر ایک شخص کا نام پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ **پنڈت شلنکر داس صاحب لیٹ پنشنر افسر مال رئیس قادیان کے صاحبزادہ پنڈت سری ناتھہ سہائے** ہیں۔ پنڈت شلنکر داس صاحب نے اپنے دوران ملازمت میں محکمہ مال کی بہت کچھ خدمات کی ہیں جو ان کے سندات سے عیاں ہیں ان خدمات کی صلہ میں انکے بیٹے کے ساتھہ کوئی خاص سلوک ہونا چاہئے تہا۔ لیکن ایک یتیم اور بیخبر بیکسی کی حالت میں پڑا رہا اب جبکہ وہ بالغ اور ہونہار ہے اور امتحان پٹوار جو کہ محکمہ مال کے داخلہ کا دروازہ ہے پاس کر چکا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقوق پر نظر کر کے اوسکی تقرری اس حلقہ **لیل کلان** میں نہو۔ میں تحصیل بٹالہ کے ذمہ وار افسر جناب تحصیلدار صاحب اور علاقہ کے گرداور دیوان جگناتھہ صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی مناسب رپورٹ میں پرزور الفاظ میں اس **نوجوان** امیدوار کیلئے بلحاظ اس کے خاندانی **حقوق** کے سفارش کریں گے اور افسر مال صاحب سے تو مجھے پوری امید ہے کہ انہیں حق بحق دار رسانید کی کوشش سے دریغ نہوگا پنڈت **سری ناتھ** سہائے کا تقرر اس علاقہ پر محکمہ مال کے تمام دیسی افسروں کیلئے اطمینان اور خوشی کا موجب ہوگا مجھے امید ہے زیادہ لکھنے کی حاجت نہوگی اور یہ مختصر نوٹ ہی کافی سمجہا جائیگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوی القریة

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

{پیشگی قیمت سالانہ} (۱) عوام سے صہر (۲) خواص و معاونین سے عہ
(۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲
(۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

نمبر ۶ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) قصیدہ صفحہ اول (۲) ایڈیٹوریل نوٹس صفحہ ۲
(۳) مولوی ثناء اللہ امرتسری کی بیدہ دری صفحہ ۳ و ۴ و ۵
(۴) دارالامان کا ہفتہ صفحہ ۵
(۵) مدرسہ تعلیم الاسلام اور عید فنڈ ۵
(۶) وصولی ذرچندہ ۵
(۷) ناظرین کے ساتھہ پانچ منٹ ۵
(۸) مثیل المسیح کی صداقت پر ایک قومی شہادت ۶
(۹) تفسیر القرآن کے خریدارون کو بشارت ۶
(۱۱) انجیل کا معقول اندازہ ۷
(۱۲) اشتہارات ۸ (۱۳) نصرۃ الحق ۹ و ۱۰
(۱۴) ریمارک ۱۱
(۱۵) استفسار اور ان کے جواب ۱۱
(۱۶) مراسلات ۱۲
(۱۷) مین مسلمان کیون ہوا ۱۲

قصیدہ

(از مولوی وزیر الدین صاحب)

یارب مدام شاد زید میرزائے ما
کز فیض اوست رونق بستان سرائے ما
کوا ندرین زمانہ نیاورد نور حق
گردید بے چراغ ہمہ خانہائے ما
اے لوگو سوچو خدا کے لئے ذرا
کیون فتح تم پہ پاتا ہے میدان مین میرزا
کیون عزت اس کو دیتا ہے اللہ ہر ایک بار
ہر معرکہ مین پڑتی ہے تم پر خدا کی مار
تم سارا زور ناخنون تک خرچ کرتے ہو
آخر خدا کی شان کہ میدان مین مرتے ہو
کیا متقی کی شان ہے قرآن مین یہی
ناکام و نامراد ہو اور شاد مفتری
گر متقی ہو تم تو یہ تقوے عجیب ہے
جسپر خدا کی مار ہمیشہ نصیب ہے
مرزا مسیح نہین ہے تو پھر کیون نہ اے خدا
جلدی نہین پکڑتا بدین کذب و افترا
دشمن تو اس کے لاکھون مین چلن سارے پست ہین
میدان مین جو نکلتے ہین کہاتے شکست ہین
واللہ یعصمک من الناس ہے سپر
الی مہین کا تیغ ہے اعدا دین کا سر
یہ تیغ پر سپر انہین آتا نظر نہین
ناحق کنارہ ہوتے ہین سرد سینہ و سرین
کیا مفتری پہ ہے اللہ کا یہی نشان ہے
پچیس سال سے بہمہ عز و شان ہے
کیون حق نے لو تقول قرآن مین کہا
کیا آنجناب کرتے تہے سخت افترا
افسوس تم کو کوئی بہی ہوش و خرد نہین
ورنہ وہ کون بات ہے جسکی سند نہین
صادق ہو تم تو پھر تمہین ذلت کی مار کیون
جان توڑ کوششون پہ بہی آخر مین ہار کیون
اے غافلو دکھا رہا ہے حق تمہین نشان
بر شامت گناہ سے ہو تم دیدہ رفتگان
تم ان مقدسون کو سمجھتے ہو رائیگان
حالانکہ ہین حق کے نشانات مین نہان
یہ ہار جیت کچھ بھی نہین بات ہے ضعیف
پر مین تمہین بتاؤن جو ہے نکتہ لطیف
اک واقعہ کی قبل وقوع دے کوئی خبر
پھر اپنے وقت پر ہو کامل جلوہ گر
نہ تک جاہین سارا زور لگا کر مخالفین
ہو پیشگوئی پوری علی الرغم اہل کین
زین قسم واقعات کا اعجاز نام ہے
گو ظاہرا وہ واقعہ معمول عام ہے
ظاہر نظر سے دیکھو تو رحیل کی وفات
دنیا کے واقعات مین معمول کی ہی بات
پر پیشگوئیون نے بنایا یہ واقعہ
سرور کائنات کا اک پاک معجزہ
ایسے ہی ہین جناب مسیح کے منذرات
ہین ایکی تہ مین قادر مطلق کے معجزات
دو سال قبل کہدیا تہا سب کہولکر
دشمن دلیر دل ہے ولیکن نہین خطر
آخر میری فتح کا مجھکو پیام ہے
کچھ قدر ہین ہین اسمین کہ قادر کا کام ہے
آخر کو دیکھتے ہو کہ وہ کون ہے جو آج
فتح و ظفر کا سر پہ سجائے ہوئے ہے تاج
جان توڑ کوششون سے حریف آگئی پہ تنگ
پر کیا کرین کہ ہو نہین سکتا خدا سے جنگ
اپنی دعا مین کرتے فقطع جئے نہ سال
بتلا گئے قصوری قصور نظر کا حال
گویند چون اہل بسر سگ شود سوار
رو سوئے مسجد آور داز شاشہ نابکار
اے نائب رسول خدا با دبرتو جان
ہر روزہ بنگریم ز تو تازہ تر نشان
گفتی کہ براغیم بر اعدا فتد شکست
امروز دیدہ ایم کہ افتادہ ماندست
دیروز خلق گفت فلان کس بحق است
امروز بر زبان کہ فلان اختر ش بد است
دیروز شاہمانی و عطا بخندہ بود
امروز سوگواری شان گریہ ما فزود
آنکس کہ بر خلاف تو از خود گواہ شد
بیچارہ مفت در دو جہان روسیاہ شد
صد شکر حق کہ ہر چہ ز حق بر لبت رسید
امروز سحبان زلیس پردہ شد پدید
اے کاش آن ذلیل تا زین ملان نزیست
تا دیدے در فراست الہام نزد کیست
ہم لیکھرام تہے کجا رفت تا بدید
کین خلق را کست خالق فعال ما یرید
افسوس ہم سوامی را است درجہان
تا زعتراف اگر دے الہام مہمان
حیف است بر بصیرت اعدا زانکار
بینند صد نشان دگر زین اعتبار
رو سوئے پیشگوئی نیارند سوئے
تا ہر کسان عیان نشود راز این نشان
حق پوش کینہ کوش گوارا کنند نام
لاکن ز سر بدر نکنند این خیال خام
بر لب سپار شکوہ اعدا و زبیرد
کین قوم کور دگر شدہ از کینہ
در حضرت مسیح کہ صلوٰۃ و سلام گو
دست دعا برار رہ بزرگان
یارب جزاہ بشود کہ گشت عمر تمام
در قادیان بشود صد ... این امام
فرزند ارجمند محمد بنور دین
در دو جہان شود ... آمین
یارب برین دعا من آمین کند تمام
این است مدعا دل بندہ والسلام

ایڈیٹوریل نوٹس

اس عنوان سے میرے ایک مکرم اور محترم بھائی نے جسکا نام ابھی مصلحتاً ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے الحکم کیلئے ہفتہ وار کچھ نوٹ لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس قلمی خدمت الحکم کی توفیق دے وہ پسند فرماتے ہیں کہ انہیں الحکم کا آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر تجویز کیا جاوے لہٰذا میں تو ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر کی ہی تلاش میں رہتا ہوں لیکن جب مجھے آنریری ملے تو خدا تعالیٰ کا اور بھی شکر کرنا چاہیے۔ ذیل میں جسقدر نوٹ میں درج کرتا ہوں وہ آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب ہی کے ہیں۔ ایڈیٹر

ایڈیٹوریل نوٹس

(از خاکسار آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

دفع طاعون کیلئے عالمگیر دعائیں اسلام کی فتح اور مسیح موعود کا بول بالا

آج ہم بالخصوص مسلمانوں کے اور بالعموم تمام ہندوستان کے ممتاز اخبارات میں یہ تحریک دیکھتے ہیں کہ طاعون دور ہونے کیلئے خداوند قہار کی تمام عاجز مخلوق کو رو رو کر دعا مانگنی اور اپنے حال بد سے سچی توبہ و استغفار کرنی چاہیے کیونکہ یہ ایک قہر الٰہی ہے جو ہماری بداعمالیوں سیہ کاریوں اور غفلت شعاریوں سے ملک پر نازل ہوا ہے اگر اس کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے تو جیسی جیسی کارگر انسدادی تدابیر اس کے دفعیہ کے واسطے اختیار کی گئیں۔ بایں ہمہ جو گورنمنٹ نے لکھوکہا روپیہ اس کے مقابلہ میں پانی کی طرح بہایا اور ناخنوں تک کا زور لگایا تو ان سے یہ کبھی کی دفع ہوگئی ہوتی۔ خدا کی شان دنیا کی زبردست سے زبردست طاقتیں اس معاملہ میں عاجز رہیں اور سب نے بالآخر ہار مان لی۔ اور فی الحقیقت ہونا بھی چاہیے کہ قہر الٰہی کے سامنے انسان اپنی ناچیز طاقتوں کو ہیچ محض تسلیم کرکے اپنے تئیں اسی رحیم و کریم کے در پر چھوڑ دے لیکن چشم بصیرت سے کام لینے والے با خبر اہل صدق دل سے اسپر گواہی دینگے کہ ان دنیا داروں نے اس بارہ میں اپنے آپ کو ’’آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار‘‘ کا مصداق ثابت کیا ہے کیونکہ یہی آخری تدبیر خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے ہی بتائی تھی بار بار لوگوں کو سمجھایا کہ یہ خدا کا قہر ہے کبھی نہ ٹلیگا جبتک تم سچی توبہ اس کے حضور نہ کروگے اور اپنے میں پاک تبدیلی نہ کروگے۔ بلکہ ایک اشتہار میں صاف جتلایا کہ تم پر تو اتنا تکیہ کرتے ہو جو شرک فی الاسباب کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے اور دعا سے کہ وہ بھی شمل تاثیر دوا کے ایک سر الٰہی ہے اسقدر بد ظن ہو کہ اسکی مطلق پرواہ نہیں کرتے لیکن آہ! ان نادانوں نے اسوقت خدا کے صادق کا مضحکہ اڑایا اسے مجنون اور سخن پرور قرار دیا کہ لوگوں کو اپنی بات منوانے کیلئے ایسے ڈھکوسلے گھڑتا ہے جن سے جہلا دام تزویر میں آجائیں کہ یہ تو بڑا اللہ والا ہے لوگوں کو تقویٰ و طہارت کی نصیحت کرتا ہے۔ آج ہم قسم طنز آمیز کلمات پر اسوقت اللہ تعالیٰ سنتا تھا کہ استہزا انکا تم کو پیر و ادنیٰ نظر ہو وہ وقت آنے والا ہے جبکہ تمہیں اپنے منہ سے وہ کچھ کہنا پڑیگا جو آج میرا مامور تم سے کہلوانا چاہتا ہے چنانچہ اسوقت ہم دیکھتے ہیں وکیل جیسا اخبار تو بجائے خود رہے پاینیر جیسے نامی گرامی انگریزی جرائد بھی عالمگیر دعا کی تجاویز کسی نہ کسی رنگ میں شایع کر رہے ہیں کوئی بطور اڈیٹوریل کے اور کوئی مراسلات میں اور کوئی خبروں کے کالموں میں۔ کیوں اسے معزز ناظرین کیا اسے اسلام کی فتح اور مسیح موعود کی فتح نہ کہا جائے؟

* * *

بساکہ دولت از گفتار خیزد

آج اتفاق سے علیگڈھ کے ’’تہذیب خیال‘‘ اور ’’مہذب‘‘ رسالہ اردوئے معلیٰ کا ایک نمبر بابت ماہ ۱۹۰۴ء ہماری نظر سے گذرا اس کے حصہ نظم میں دیکھتے کیا ہیں کہ کوئی صاحب حضرت ثاقب رئیس آگرہ میں انہوں نے اپنی غزل بھی رسالہ میں چھپوا رکھی ہے اور اس کے پاس ہی ایک اور صفحہ میں اپنی اہلیہ صاحبہ کی بھی جو نسیم عفت تخلص کرتی ہیں کلام بلاشبہ ان صاحبہ کا قابل داد ہے مگر ہمیں یہ بات سخت ناگوار معلوم ہوئی کہ ایک شریف پردہ نشین کی غزلیں رسالوں میں نام بطور پر شایع ہوں جسے صدہا نامحرم مرد پڑھتے ہونگے کیا علیگڈھ پارٹی اسی تہذیب کی حامی و ترقی خواہ ہے۔ کیا اس طرز عمل میں اسلامی حیا و حجاب کا شائبہ بھی ہے۔ ہماری رائے میں تو ایک مسلمان خاتون کیلئے خصوصاً جبکہ وہ عفت نام رکھتی ہے اتنا کرم غیر مردوں سے غائبانہ تعارف پیدا کرنا ہرگز قرین ہوشمندی و مآل اندیشی نہیں ہو سکتا۔

* * *

یہ داغ نہیں روشن نشان ہے

پاینیر کی ایک تازہ اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ رصدگاہ پونا کے پرنسپل نے اپنے مشاہدات کی رو سے ثابت کیا ہے کہ آفتاب میں سماارب مربع میل کا داغ ہے جو ابھی اور بڑھ رہا ہے۔ یہ داغ ایک دھندلے شیشے کے ذریعہ کھلی آنکھ سے اشہ لونیکے صبح کے بخوبی نظر آسکتا ہے۔ تاریکی کے فرزند اہل دنیا اسے داغ کہیں یا جو کچھ نام رکھیں لیکن ہماری سمجھ سے تو یہ داغ نہیں بلکہ اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے جسنے آج سے سوا تیرہ سو برس پیشتر فرما دیا کہ قرب قیامت میں آفتاب کی چادر لپیٹی جائیگی۔ کیوں ناظرین جب یہ داغ سماارب مربع میل تو اسوقت ہی اور ابھی اور بڑھ رہا ہے تو کیا عجب ہے کہ اسی داغ کو بڑھاتے بڑھاتے اللہ تعالیٰ بالآخر سورج کی تمام چادر نور لپیٹ دے اس داغ کے تذکرہ میں بعض غیر احمدی حضرات نے بشرح صدر یہ بات مانی کہ قرب قیامت میں تو کچھ شک نہیں لیکن آہ! ان لوگوں کی چشم بصیرت آفتاب صداقت کے دیکھنے سے کیوں اندھی ہوئی ہے۔ اے خدا کے بندو! جب تم یہاں تک مانتے ہو تو پھر تمہیں مسیح موعود کے ماننے میں کیا تامل ہے۔ قیامت کا سب سے بڑا نشان تو وہی ہے۔ اور جب آفتاب کی چادر نور قیامت قریب آگئی کہ یوں ہی لپٹی جانے لگی ہے تو پھر وہ وقت کب آئیگا کہ تمہارا مزعوم مسیح دمشق کے شرقی منارہ پر سے سیڑھی لگا کر اترے؟ یاد رکھو کبھی ہرگز ہرگز نہیں آنے کا۔

* * *

ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے

نامی مصور کیبل اخبار نے کچھ مدت سے لاہور کی انجمن حمایت اسلام اور اس کے کالج کے ایسے بخیے چھاڑے ہیچھے پڑا ہے کہ ہنوز اسنا کسی مسلمان کسی اینٹی ہوش سے بے ہوش نہیں ہوا تھا اور بر خلاف اسکے علیگڈھ کالج اور ایجوکیشنل کانفرنس کا اسقدر زور شور سے حامی و مؤید ہے کہ اس کا بس چلے تو دنیا بھر کی عظمت و قعت ایک پل میں ان دونوں کے اوپر لاد دے بحیثیت ایک اخبار نویس کے ہمیں یہ حق ہے کہ اسے حالات میں معصر موصوف کے موافق یا خلاف کچھ کہتے لیکن ہم کہیں کہ یہ جناب انجمن اور کانفرنس دونوں ہمارے نزدیک غلط راہ چل رہی ہیں جس طریق سے یہ دونوں قوم کو کامیابی اور فلاح دارین کی منزل مقصود تک لیجانا چاہتی ہیں وہ سراسر خسران مبین کی راہ ہے بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ تقدس مآب ندوۃ العلماء کا بھی یہی حال ہے۔ کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ اتحاد مذہبی کے بغیر کوئی قوم من حیث القوم ترقی و فروغ نہیں پا سکتی اسلام کے نام لیوا بھی اس اصول سے باہر نہیں مگر وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کے بیشمار فرقوں کو ملا کر ایک کرنے اور انہیں دین حق کی اصلی سوج پہونکنے کیلئے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایک صادق انہیں آچکا ہے اور پھر وہ اسکا انکار کرتے ہیں تو بھلا اب کیسے ممکن ہے کہ خدا کی مرضی کے خلاف چلکر یہ لوگ فلاح دارین کی متہم بالشان مقصد میں کامیابی حاصل کر سکیں یاد رکھیں کہ وہ لاکھ کوششیں کریں اور ناخنوں تک کا زور لگائیں لیکن شاد مقصود حاصل نہیں ہو سکیگا جبتک کہ خدا سے صلح کرکے اسکے مامور صادق کا ساتھ نہ دیں۔

* * *

حیدرآباد کی رپورٹ مردم شماری

ہمعصر شیر دکن حیدرآباد کی اس رائے سے ہمیں بالکل اتفاق ہے کہ فلمرو سرکار نظام کی رپورٹ مردم شماری جو بصورت موجودہ انگریزی میں چھپتی ہے چاہیے کہ اردو میں شایع ہوا کرے تاکہ عوام الناس جو انگریزی کی نسبت اردو دان زیادہ ہیں اہل مفید معلومات سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ ہر چند کہ اردو اسوقت ملک کی مشترک کاروباری زبان ہے اور بخیال بعض انڈیا کی لنگوا فرینکا کہلانے کا حق رکھتی ہے لیکن پھر بھی اس امر کی وجوہ معقول ہیں کہ مسلمان ملک کو عموماً اور ذی اقتدار مسلمان سرداروں کو خصوصاً اس سے کام ہمدردی اور تعلق خاطر ہونا چاہیے پس سرکار نظام پر لازم ہے کہ اردو کی سرپرستی و حمایت کا حق ادا کرے نہ وہ ہماری طرف سے ایسی لاپرواہ ہو کر ایک (نہایت ہی منصف مزاج) ہندو اخبار نویس کو اسے اس بارہ میں توجہ دلانی پڑے۔ جو واقعی حیرت ہی نہیں بلکہ افسوس کی بات ہے۔

* * *

انکوائری آفس

اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے لکھنؤ میں انکوائری آفس قائم کیا ہے جہاں سے مسافر ہر قسم کے ضروری امور متعلقہ سفر ریلوے دریافت کر سکتے ہیں۔ ہماری رائے میں اس قسم کے دفاتر تمام لائنوں کے کل بڑے بڑے سٹیشنوں پر قائم ہونے چاہئیں۔ پریس کا فرض ہے کہ جبتک یہ مدعا حاصل نہو حکام ریلوے کو برابر توجہ دلاتے رہیں۔ ہندوستانی ریلوں کو سب سے زیادہ آمدنی مسافران درجہ سوم ہی کی ہوتی ہے اور انہیں بیچاروں میں بیشتر حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو ریلوے سفر کے متعلق بہت سے ضروری باتوں سے محض ناواقف ہونیکے باعث سفر میں طرح طرح کی پریشانی۔ زیر باری اور تکلیف اٹھاتے ہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر اوّل

زگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ہر چند مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریریں اپنے عامیانہ رنگ کی وجہ سے اس قابل نہیں ہیں کہ انپر نوٹس لیا جاوے۔ مگر میری خاموشی نے انھیں حوصلہ دلا دیا ہے کہ وہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ** پر بہت کچھ منہ آنے لگے ہیں اس لیے محض اس خیال سے کہ پبلک کو مغالطہ سے بچایا جاوے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے استہزاء اور پر مذاق تحریروں کو چھوڑ کر محض ان کی ابلہ فریب باتوں کی قلعی کھولی جاوے اور معقولیت اور متانت کے ساتھ ظاہر کر دیا جاوے کہ ان کے اعتراضات کی حقیقت کیا ہے؟ ان شاء اللہ میں اس سلسلہ کو اُسوقت تک جاری رکھوں گا جبتک انکی تحریروں میں کوئی بھی بات شریفانہ اعتراض کے رنگ میں ہوگی لیکن اگر وہ محض اپنی خود ستائی اور شعر بازی اور متانت اور ثقاہت سے گری ہوئی تحریروں کے ذریعے مجھے بند کرنا چاہیں گے تو میں پہلے سے تسلیم کر لیتا ہوں کہ میں انکی ایسی تحریروں کو جواب دینے کے بالکل ناقابل ہوں ✦

۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث کے صفحہ ۴ پر کوئٹہ سے آئے ہوئے کسی خط کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے صاحب خط نے یہ پوچھا تھا کہ مرزا صاحب کے مرید کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق پر ہیں تو مباہلہ کے لیے کیوں نہیں نکلتے (یہ مفہوم اور خلاصہ اس خط کا ہے) اس کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر نے جو دیا ہے وہ درحقیقت پبلک ہی نہیں بلکہ ذی علم دنیا کے دیکھنے کے قابل ہے۔ اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ مولوی فاضل صاحب یا تو قرآن کریم اور سنن الٰہیہ سے بالکل ناواقف ہیں اور یا جان بوجھکر اصل بات کو چھوڑ کر ٹال دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ پس اسپر نظر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ میں انکا اصل جواب درج کر دوں اہلحدیث صفحہ ۵ کالم اول مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۵ء میں یوں رقمطراز ہیں۔

”مجکو مرزا جی نے صرف رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لیے بلایا ہے جس کے جواب میں مینے آمادگی ظاہر کی تھی چنانچہ خود بدولت نے خود میری آمادگی کا ذکر کافی الفاظ میں ضمیمہ انجام آتھم میں کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ لیکن افسوس کہ باوجود دعوت کے میرے ساتھ مباہلہ پر نہ آئے۔ پھر کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ وغیرہ پر مجکو قادیان میں پہونچنے کا حکم کیا تو میں دردولت پر بھی پہونچا مگر افسوس کہ زیارت سے بھی بے نصیب واپس آیا جسکی مفصل کیفیت رسالہ الہامات مرزا میں آپ کو مل سکتی ہے۔ اب بھی اگر کرشن جی مجکو اسی طرح دعوت دیں تو میں اب بھی حاضر ہوں۔ یہ تو صرف اُن لوگوں کی ابلہ فریبیاں ہیں۔ بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبد الحق غزنوی نے امرتسر میں جو مرزا جی سے مباہلہ کیا تھا سب لوگوں نے دیکھا تو اُسکی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی وہ اسی طرح زندہ سلامت بدستور مرزا جی کا دشمن ہے۔ اگر کہیں کہ میں بھی تو ویسا ہی ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو آپ پر اُس کے مباہلہ کے بعد بڑے بڑے مصیبتیں پہونچیں۔ آتھم کی پیشگوئی کے موقعہ پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ مقدمہ فوجداری میں دو سال تک کمرہ عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزار ہا روپے کا حرجہ خرچہ ہوا۔ دوم یہ کہ فریقین کی سلامتی بھی تو آپ ہی کے حق میں مضر ہے۔ کیونکہ آپ بقول خود نبی۔ رسول کے بیٹے ہیں آپ کا اثر اُسپر ہونا چاہیے تھا ان دعووں میں سے اُس کا تو کوئی دعوی ہی نہیں تھا اُسکے آپ تو بہت کچھ بنتے ہیں۔ پس ذرا انصاف سے کہنا کہ کون اپنے دعوی میں فیل ہوا۔“

اس ساری تحریر کا خلاصہ مندرجہ ذیل امور ہیں ✦

اوّل۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت اقدس نے مباہلہ کے لیے بلایا۔ اور ان کی آمادگی پر مباہلہ نہ کیا ✦

دوم۔ اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ پر قادیان پہونچنے کا حکم دیا اور مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت اقدس کے دردولت پر پہونچا مگر زیارت بھی نہ ہوئی ✦

سوم۔ اب بھی بلاویں تو طیار ہیں ✦

چہارم۔ اگر مباہلہ سے ہی سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبد الحق غزنوی کی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی ✦

پنجم۔ اس مباہلہ کا اثر اُلٹا حضرت اقدس پر پڑا۔ آتھم نہ مرا۔ مقدمہ ہوا وغیرہ۔

میں ان امور پر نگاہ نہ پر تفصیل سے بحث کرونگا اور ان شاء اللہ تعالےٰ تحریری شہادت سے ثابت کر دوں گا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس مضمون میں کہاں تک دیانتداری۔ اظہار حق سے کام لیا ہے اور کہاں تک اصل واقعات کو چھپایا ہے اور اپنی پردہ پوشی کی جس کی پردہ دری کا اب وقت آگیا ہے اور پھر یہ بھی دکھاؤں گا کہ **مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث** یا تو سنن الٰہیہ سے محض **ناواقف** اور نابلد ہے اور یا **انبیاء** علیہم السلام اور **قرآن کریم** کا منکر ہے ✦

امر اوّل کے متعلق رسالہ **انجام آتھم** کے صفحہ ۴۵ پر اشتہار مباہلہ بہت ہی بسط سے لکھا گیا ہے اور صفحہ ۴۶ سے درخواست مباہلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں شروع ہوئی ہے ✦

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمھاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے اور شاید اسوقت تک چار پانچہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ خدا اسکو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اسکو کمال تک نہ پہنچاوے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا ✦

اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جاوے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے مینے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بددعا کروں۔ عبد الحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھسے مباہلہ چاہا مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا آخر اُسکے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا مگر مینے اُسکے حق میں کوئی بددعا نہیں کی لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دُکھ دیا گیا مجھے کافر ٹھہرایا گیا۔ مجھے دجال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے کذاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں انکے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں انکی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی ہے کہ گویا آپ کو کچھ بھی شک میرے کفر میں نہیں۔ ہر ایک نے مجھے گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا۔ اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر وقت مجکو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیا ایک ذرہ تمام دنیا کا مقابلہ کرے گا۔ کیا ایک دروغگو کی ناپاک روح یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی ✦

سو اب اُٹھو اور مباہلہ کے لیے طیار ہو جاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعوے دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر سو تمنے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا۔ اور خدا کے کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینکدے۔ اب میرے بنائے دعوی کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اُس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسرے بنا تصفیہ کے لیے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اور یوں ہوگا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لیکر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ مینے انکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں ہیں تو آجکی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر جبتک کہ موت آجاوے تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے میرے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں

تیرے ہی الہام تیرے ہی الہام اور تیری ہی باتیں ہیں تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دُکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسیکو **اندھا** کردے اور کسیکو **مجذوم** اور کسیکو **مفلوج** اور کسیکو **مجنون** اور کسیکو **مصروع** اور کسیکو **سانپ یا سگ دیوانہ** کا شکار بنا اور کسی کے **مال پر آفت** نازل کر اور کسیکی **جان پر** اور کسی کی **عزت** پر۔ اور جب میں یہ دعا کر چکوں تو دونوں فریق کہیں کہ آمین ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کے لیے حاضر ہو جناب الٰہی میں دعا کرے کہ **اے علیم و خبیر** ہم اس شخص کو جس کا نام **غلام احمد** ہے درحقیقت کذاب اور کافر جانتے ہیں پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور بیدین ہے اور اسکے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایکسال کے اندر ہلاک کردے تا لوگ اسکے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اسکو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسیکو اندھا کردے اور کسیکو مجذوم اور کسیکو مفلوج اور کسیکو مجنون اور کسیکو مصروع اور کسیکو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسیکی جان پر اور کسیکی عزت پر۔

اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کذاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ اپنے دعائی مباہلہ میں صرف کذاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جسپر اسکو یقین دلی ہے

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایکسال کے اندر مرگیا۔ یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جس میں جانبری کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنہ سے بچ جائینگے اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں گا اور میں ابھی لکھ دیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الٰہی یقین کرنا چاہیے اور پھر اس کے بعد میں دجال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ناراض نہیں اور اس لائق ہونگا کہ ہمیشہ کے لیے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھونگا۔ اور میری پیروی کرنے والا مجھے اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہوگا۔ پس اس صورت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہوگا جیسا کہ بدذات کاذبوں کا انجام ہوتا ہے۔

لیکن اگر خدا نے ایکسال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچا لیا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہوگئے اور ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہوگئی تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائے گا اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اُٹھ جائے گا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بددعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہوں گا اور اسکی عصمت اور عزت کا دامن پکڑوں گا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کرکے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچایا جاوے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایکسال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک **بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا** اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر انکے ہاتھ پر توبہ کرونگا اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائیگا۔

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم **دس** آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔

گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی **لعنت** اُس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہونچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر و توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی **مجلسوں سے الگ** ہو۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین۔

دعوت مباہلہ کو پڑھ لینے کے بعد یہ امر بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ مباہلہ میں اہم شرط یہ تھی کہ کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہیں اور اس شرط کی اہمیت کی وجہ یہ بتائی تھی کہ بہتوں پر **عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں ہو سکتا۔**

اب مولوی ثناء اللہ صاحب حقیقی دینداری اور تقویٰ کو مد نظر رکھکر (منشی آتما رام صاحب والی عدالت کا بیان کردہ تقوی نہیں) انصاف سے کہیں کہ کیا انہوں نے اس شرط کو مد نظر رکھکر **مباہلہ** کی درخواست کی تھی ہاں اگر کی تھی تو مہربانی کرکے ذرا ان علماء کا نام ہی لکھیں جنکو لیکر آپ مباہلہ کیواسطے طیار ہوئے تھے اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب انجام آتھم کے اعلان مباہلہ کے شرائط کے موافق اپنی آمادگی کا ثبوت نہ دے سکیں اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ نہیں دے سکیں گے تو پھر اس مغالطہ بخش تحریر سے انہیں کیا حاصل؟ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا اندھی ہے اور بیوقوف ہی آباد ہیں!

انجام آتھم میں مباہلہ کے اشتہار کے ذریعہ تو قطعی فیصلہ ہو جاتا تھا اگر ہمارے نیکدل علماء اور صلحاء سجادہ نشین اسطرف آتے مگر میں خوب جانتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی دعوت پر کبھی نہیں آسکے اور ہمیشہ انہوں نے حیل و حجت سے ان امور کو ٹالا ہے۔ اور بعد از وقت باتیں بنانے کو مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے ہوشیار طیار ہو جاتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں کچھ بھی حمیت اسلام ہوتی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات شدیدہ پر اعتبار ہوتا تو اس کیا دس ہزار اکٹھے ہو آتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ نے دعویٰ کر دیا تھا کہ

میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں
سمجھا جاوے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے
میدان میں بالمقابل آویں ایک سال میں
ان بلاؤں میں سے کسی ایک بلا میں گرفتار ہو جائیں
اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے
تئیں کاذب سمجھوں گا
اگرچہ وہ ایکہزار ہوں یا دو ہزار

دانشمند اور خدا ترس اس مقام پر غور کریں کہ کیا یہ معمولی دعویٰ اور نری لفاظی ہے کوئی شخص جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق شدید نہ ہو اور وہ اپنے منجانب اللہ ہونے پر پورا یقین نہ رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ کے بن بلائے نہ بولتا ہو کبھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بیشک یہ حجت بالغہ تھی جو پوری ہو چکی اور کوئی مولوی خواہ ثناء اللہ ہو یا احمد اللہ اور کوئی سجادہ نشین اور صوفی اس میدان مقابلہ میں نہیں نکلا۔

اور اب جو کچھ مولوی **ثناء اللہ** صاحب کہ رہے ہیں یہ نری **لاف زنی** ہے اور مشتے بعد از جنگ کی مصداق ہے۔

پس بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ درخواست مباہلہ کے **جواب** میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس کے پشت و پناہ ہرگز سامنے نہیں آئے۔ رہی یہ بات کہ وہ اب بذریعہ اخبار آمادگی ظاہر کرتے ہیں تو یہ بھی صرف ابلہ فریبی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ چونکہ اب حضرت اقدس ان مباحثات کو ختم کر چکے ہیں کیونکہ پورے طور پر اتمام حجت ہو چکا اس لئے وہ مجھے بلائیں گے تو نہیں اسلئے مفت میں سرخروی ہو جائیگی مگر وہ نہیں جانتے کہ سرخروئی نہیں روسیاہی ہوگی۔ دانشمند پبلک اور واقف کار احباب اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اس **مغالطہ** کی دھجیاں اڑائی جاسکتی ہیں کیونکہ حضرت اقدسؑ نے وہیں تک ہی اتمام حجت نہیں کیا تھا بلکہ پھر اسی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں جسکا حوالہ مولوی ثناء اللہ صاحب دیتے ہیں اس مباہلہ کو اور بھی آسان کر دیا تھا۔ آنے کی ضرورت بھی نہیں رکھی تھی چنانچہ ذیل کے اقتباس سے معلوم ہو جائیگا۔

اب میں سلیم الفطرت لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ذیل کے اقتباس کو پڑھیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے مطالبہ کریں کہ تم **خدا تعالیٰ کی قسم** کھا کر بتاؤ اور وہ اشتہار دکھاؤ جسمیں اس دعوت کے موافق جو دوبارہ کیگئی تھی تم نے **مباہلہ کیا ہو؟** اور اپنی آمادگی کا ان **شرائط کے موافق اعلان کیا ہو** مگر سن رکھو میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا ان کوئی بھی مخالف مولوی اپنے **ایمان** اور **بصیرت** کی بنا پر ایسا اشتہار شایع کرنے کی توفیق نہیں پاسکا۔ پھر جب انہیں یہ قوت اور بصیرت حاصل نہیں ہوئی تو اب مخالفت کرنا **انصاف** اور **تقویٰ** کے خلاف ہے۔ وہ اقتباس یہ ہے

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف سخن مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جسطرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا میرا انعام و اکرام کیا اور اسکو ذلیل کیا۔ اور اسکا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اسکو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھکر اس مباہلہ میں ہوگا۔ مینے اس روز **بد دعا نہیں** کی کیونکہ نا سمجھ اور غبی تھا۔ اور اسکی جہالت اسکو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بد دعا کرونگا۔** سو چاہیئے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنیوالا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم **دس** ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کیلئے ہر ایک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا یا ہندوستان کا یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا اسلئے یہ **مشقت** مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کرکے پہونچیں بلکہ حسب منطوق **ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔** و یرید اللّٰہ بکم الیسر و لا

یرید بکم العسر ــــ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات

کے ذریعہ سے مباہلہ کرے ۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میںنے رسالہ انجام آتھم مین صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہین وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ مین لکھے ۔ و محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہام صفحات مذکورہ دگر اشتہار مین درج کرے ۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار مین لکھے اور وہ یہ ہے۔

دعا

اے خداے علیم و خبیر مین فلان ابن فلان ساکن قصبہ ... ہون اس شخص کو جسکا نام غلام احمد ہے دعوی مسیح موعود ہونیکا ذب اور مفتری اور کافر جانتا ہون اور یہ تمام الہام اس کے جو میںنے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس اشتہار مین لکھے ہین یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہین تیری طرف سے نہین ہین ۔ پس اے خدا قادر اگر تو جانتا ہے کہ مین اپنے اس اصرار مین سچا ہون اور اس کا یہ دعوے تیری طرف سے نہین اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہین بلکہ وہ در حقیقت کافر ہے ۔ تو اس امر مجھ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن مین آ جائین ۔ اور اگر یہ مفتری نہین اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی مونہہ کی پاک باتین ہین تو مجھ پر جو مین اسکو کافر اور کذاب سمجھتا ہون دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب اس کے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر ۔ آمین ۔ یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنیوالے کی طرف سے بغیر کسی تغیر تبدل کے آئیگا تو ایک شخص کو کہا جائیگا کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت مین پڑہے ۔ تب اس کے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہیگی ۔ اور ایسا سمجھا جائیگا کہ گویا مین وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھی گئے ہین اس اپنی تحریر مین درج کرونگا اور یہ دعا بعد اس کے لکھونگا ۔ کہ ای خداے قادر وعلیم اگر تو جانتا ہے کہ مینے دعوی مسیح موعود ہونیکا اپنی طرف سے بنا لیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہین جو اس اشتہار مین لکھے گئے ہین بلکہ میرا افترا ہین یا شیطانی وساوس ہین تو آجکی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب مین مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو ۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعوے تیرے الہام سے ہے اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہین جو اس اشتہار مین لکھے گئی ہین تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجھکو کاذب جانتا ہے ایک سال کے عرصہ مین نہایت دکھ کی مار مین مبتلا کر ۔ آمین ۔ اور جب یہ اشتہار اس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہونچے تو چاہیئے کہ وہ ایک جماعت مین پڑہا جائے ۔ اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے ۔ پھر بعد اس کے آسمانی یون فیصلہ کر دیا۔

اسجگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکہنی چاہیئے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کی بعد کوئی مخالف مباہلہ کیلئے طیار ہو جائے اور اسکے اشتہارات بھی چہپ جاوین تو ہر ایک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اُسکے ساتھ شامل ہو کر مباہلہ کرے ۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت مین مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہین کیجاویگی ۔ اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہین سمجھا جاویگا ۔ چاہیئے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے ۔ اور اس کے موافق کاربند ہو۔

باقی آیندہ

دارالامان کا ہفتہ

۱ ۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت علی العموم اچھی رہی ۔ بزرگان ملت اور ممبران خاندان رسالت بھی خدا کی فضل و کرم سے اچھے رہے۔

۲ ۔ موسم کی طبعی حالت بدستور چل رہی ۔ آسمان عموماً ابر آلود رہا ایک دن کے وقفہ سے تقاطر اور ٹھنڈی ہوا کا دور دورہ بدستور غیر معمولی سردی رہی۔

۳ ۔ دارالامان مین عید جمعرات کو ہوئی ۔ معمول کیموافق حضرت حکیم الامۃ نے نماز پڑہائی اور خطبہ پڑہا ۔ (جو اگلی اشاعت مین انشاء اللہ درج ہوگا) لاہور وزیرآباد ۔ کپورتھلہ فرید کوٹ رعیہ ۔ وغیرہ مقامات سے احباب اگر شریک نماز ہوئے ۔ اردگرد کے دیہات سے بھی اکثر لوگ آئے تھے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام اور عید فنڈ

عید کی تقریب پر امید کیجاتی ہی کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتون نے عید فنڈ با قاعدہ جمع کیا ہوگا اور ایسا ہی قربانی کی کہالونکی نسبت بھی انہون نے مستعدی سے کام کیا ہوگا ۔ اور بہت جلد عید فنڈ اور قربانی کی کہالونکا روپیہ بھیجا جاویگا۔

اس ہفتہ مین جسقدر رقوم مدرسہ کو وصول ہوئے ہین انکی رسید کسی دوسری جگہہ درج کیجاتی ہے ہمارا درم ڈاکٹر ممتاز علیصاحب نے مدرسہ کے مستقل سرمایہ کے متعلق مجھے ایک مفصل خط لکھا ہے مین اسے اگلی کسی اشاعت مین انشاء اللہ چھاپ دونگا

درخواست دعا

ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب نے سمالی لینڈ کی مہم گورنمنٹ کی اعلی درجہ کی خدمات کی ہین اور اسطرح اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کی خوبی تعلیم کو عملی رنگ مین دکہلایا تہا جس جنگ مین ہمارے محترم بہائی ڈاکٹر رحمت علیصاحب مرحوم شہید ہوئے تہے ڈاکٹر ممتاز علی صاحب بہی اس جنگ مین شامل تہے اب جبکہ جنگ سمالی لینڈ کے حسن خدمات کے صلہ کیلئے دیسی و انگریزی افسران کی سفارش ہوئی ہے خوش قسمتی سے ڈاکٹر صاحب بہی اس زمرہ مین ہین افسران بالا دست نے متعدد مرتبہ انکی سفارش کی ہے کہ ان کو ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ اول بنایا جاوے ۔ اسلئے وہ احباب طریقت سے چاہتے ہین کہ ان کیلئے دعا کی جاوے تاکہ اللہ تعالی انہین اس مقصد مین کامیاب کرے ۔ امید ہے سب بہائی ڈاکٹر صاحب کیلئے دعا کرین گے۔

وصولی ابتدا ۹ لغایت ۱۸ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر مدارس جمون عــــ۲۵
(۲) منشی محمد جعفر خانصاحب ڈرافٹ ممالک متوسط ۶
(۳) ماسٹر ہدایت اللہ صاحب مدرس جہلم عــــ۸
(۴) عنایت اللہ احمدی بابت چندہ جماعت سید قصوان ضلع گوجرانوالہ عــــ۲
(۵) چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات ۵
(۶) مولوی عمر الدین صاحب مدرس ہیرے ضلع جالندہر ۲
(۷) مولوی سید کرمنوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ۲
(۸) منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی چندوسی عــــ۸
(۹) محمد رحیم الدین احمدی کانسی ضلع ڈیرہ دون ۸
(۱۰) میان اللہ دتا موضع رانسیا ضلع ملتان ۶
(۱۱) منشی نواب الدین کلرک مسی کونا پلٹن عــــ۲۲ ڈیرہ غازیخان
۸
(۱۲) میان اللہ دتا احمدی مدرس سوکی ضلع گوجرانوالہ ۲
(۱۳) میان جان محمد صاحب کنسٹبل پولیس حلقہ پہلور ا
(باقی آیندہ)

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

الحکم کی چہپائی بذریعہ مشین ۔ الحکم مین مشین کے ذریعہ چھپائی کی مشکلات کو حل کرنیکا ذکر کیا گیا تہا اس کے متعلق کارخانہ الحکم کے ساتھ خاص محبت اور ہمدردی رکہنے والے احباب نے پرجوش الفاظ مین خوشی کا اظہار کیا ہی خاص دارالامان مین سے بعض محترم بزرگون نے بہی اظہار خوشی کیا ہے خدا تعالی ان سب احباب اور بزرگون کو جزائے خیر دے جو کارخانہ کی ترقی اپنی ترقی اور خوشی کا موجب سمجھتے ہین یہی قومی ترقی کا راز ہے + اس سلسلہ مین میںنے ناظرین سے درخواست کی تہی کہ اگر وہ کارخانہ کا بقایا روپیہ جو خریدارون کے ذمہ واجب الادا ہے وصول کرا دینے مین مدد دین اور الحکم کیلئے ایک ایک جدید خریدار پیدا کر دین تو بہت جلد یہ انتظام ممکن ہے اور اللہ تعالی کے فضل و کرم پر مجھے بہت بڑی امیدین ہین۔

یادگار فتح مقدمہ ۔ فتح مقدمہ کی یادگار کے متعلق مختلف تجاویز اور خطوط آئے ہین مین انشاء اللہ ان سب رائون کو یکجا بعد دیگر مناسب ہوا تو درج کر دونگا فی الحال یہی امر فیصلہ شدہ ہے کہ یادگار کیلئے روپیہ حضرت حکیم الامۃ کے نام بہیجا جاوے کافی روپیہ بہم پہونچ کر حضرت حجۃ اللہ کو ایا اور بزرگان ملت کے مشورہ سے جو قرار پائیگا وہی بہتر اور مفید ہوگا ۔ کسی صاحب کو اپنی ہی تجویز کردہ رائے کے ساتھ اسال روپیہ کو مشروط نہیں کرنا چاہئے۔

مشاہیر سلسلہ عالیہ ۔ میان سلطان محمد صاحب گکہڑ لیاز جہلم نے مجہی یاد دلائی ہے کہ الحکم مین مشاہیر سلسلہ کی مختصر سوانح عمریون کی دینے کا الحکم مین وعدہ کیا گیا تہا سلسلہ شروع کیا جاوے ۔ مجہکو شک نہین کہ یہ سلسلہ بہت ضروری اور مفید ہے مین اس سے غافل نہین ہون لیکن ہر ایک کام اپنے وقت پر موقوف ہے جیسا میںنے تو سال گذشتہ ہی مین شروع کیا تہا ۔ مگر مصور کی از بس مصروفیت اور قادیان سے دور ہونے نے میری راہ مین ایک روک پیدا کر دی انشاء اللہ وقت آتا ہے

توسیع اشاعت الحکم ۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور سرپرست ہین الحکم اور تفسیر القرآن اور مطبع کی شائع ہونیوالی کتابون کیلئے ایک مستقل خریدار بھیجتے ہین۔

خطبات کرمیلوہ و محامد المسیح ۔ ان دو کتابونکی اشاعت مفید قوم سمجھی گئی ہے اگر ایسے خطبات کا عام رواج ہو گیا تو انشاء اللہ مسلمانون مین ایک نئی روح پیدا ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔

مثیل المسیح کی صدافت پر ایک قوی شہادۃ

چند روز ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مسجد احمدیہ دارالامان میں تشریف لائے ہیں اور اندر بیٹھ کر مجھے ارشاد فرمایا کہ کتاب لاؤ میں نے جلدی سے ایک کتاب لادی (جو غالباً مشکوٰۃ تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کتاب کھول کر یہ **حدیث** پڑھ کر سنائی ومن سرہ ان ینظر الی عیسی ابن مریم فلینظر الی ابی ذر الغفاری جو اس مصفیٰ کے صفحہ ۵۳۴ میں درج ہے اور اس سے آنحضرت نے مجھے سمجھایا کہ حدیث ینزل فیکم ابن مریم میں بھی مثیل المسیح کی بشارت دی ہے۔ اسوقت مجھے اور بھی کئی احادیث کی صحت کی نسبت استفسار کرنیکا ارادہ تھا مگر کسی کی آواز سے بیدار ہوگیا۔ ہمارے مخالفین کو لازم ہے کہ ناحق ابن مریم متوفی کی انتظار نہ کریں اور اپنے وقت کے امام کو پہچانیں۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

تفسیر القرآن کے خریداروں کو بشارۃ

دوسری رات کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک خشک ریگستان کے بیابان میں کسی طرف کو جارہا ہوں مجھ پر پیاس نے غلبہ کیا تو میں ایک جگہ بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس ریت پر شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر القرآن لکھی ہوئی ہے مگر نہایت خوشخط اور ایک ایک حرف ریت کے کئی کئی ذرات پر بہت ہی مزین لکھا گیا ہے۔ مجھے اس کی خوبصورتی سے تعجب ہوا کہ شاید اس ریت میں ان حروف کے نیچے پانی ہے [illegible] ریت کھودنی شروع کی اور بہت خوشگوار پانی نکل آیا میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور یہ پانی اس زور سے نکلا کہ رفتہ رفتہ دریا ہوگیا پھر اس سے پار ہونا محال ہوگیا اور پھر دیکھا کہ کئی گھر اس سے مخالفین اسلام کے تباہ ہوگئے اور کچھ ہونے والے ہیں۔ پھر بیدار ہوگیا۔

اس سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر القرآن دنیا پر ایک خارق عادت اثر کرے گی اور اپنے خریداروں کو خدا کی رحمت اور ہدایت کے پانی سے اچھی طرح سیراب کرے گی معلوم ہوا کہ اس میں حقائق اور معارف ریت کی طرح ہیں میں صدق دل اور نہایت خوشی سے اپنے مخدوم اور محسن شیخ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جنکے مبارک وجود سے یہ بے نظیر تفسیر شائع ہو رہی ہے اور پھر مبارک ہیں وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے خریدار ہیں۔ فرقہ احمدیہ پر فرض ہے کہ اس تفسیر القرآن کی اشاعت کو اپنا فرض منصبی سمجھ کر اس کی اشاعت کریں کہ اس میں نور اور ہدایت ہے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کو اس کے پڑھنے کی توفیق دے اور ہدایت بھی۔ آمین

(محمد یحییٰ احمدی از داتہ)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مولوی فاضل ایڈیٹر کو مہذب سرٹیفکیٹ

مولوی فاضل ایڈیٹر اہلحدیث کی تحریروں میں متانت اور ثقاہت کے نہ ہونے کی مجھے ہی شکایت نہیں بلکہ اس کی تصدیق اس سرٹیفکیٹ سے بھی ہوتی ہے جو لاہور کے ایک آریہ اخبار **پرکاش** نے اپنی ۱۲ فروری کی اشاعت میں انہیں عطا فرمایا ہے اور وہ یہ ہے

"**مغربی** تہذیب اور مشرقی تہذیب کے نمونے تو پرکاش کے ناظرین نے بہت دیکھے ہونگے لیکن ایک **ایڈیٹر** کی تہذیب کا نمونہ شاید ہی انھوں نے دیکھا ہو لیجئے آج ہم ایک ایسا نمونہ پیش ناظرین کرتے ہیں کہ جسکو دیکھ کر انکے منہ سے عش عش نکل جاوے امرتسر کا اہلحدیث سوامی [illegible] کی کتاب مباحثہ [illegible] کا ریویو کرتے ہوئے حسب ذیل درافشانی کرتا ہے ...... مگر افسوس کہ آریوں نے اس [illegible] ردی کے صندوق میں بند کر کے [illegible] میں پھینک دیا ہے جہاں [illegible] خون بہتا ہے۔ ناظرین ہم نہیں جانتے کہ اس

تہذیب کے پتلے ایڈیٹر کو کیا ہیں

بنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

یہ ہے وہ سرٹیفکیٹ جو مولوی فاضل مصنف **تہذیب** کو ملا ہے۔ افسوس!! میں جانتا ہوں کہ وہ اس کے جواب میں مجھے بھی دو چار صلواتیں سنا دے گا مگر یہ تو جواب نہ ہوگا بلکہ اس سرٹیفکیٹ کی تائید ہوگی۔ بہتر ہے مولوی صاحب اپنی تحریروں کو زیادہ تر **معقول** اور متین بنانے کی کوشش کریں۔

بحال خود نگر

میں پرکاش کے معزز ایڈیٹر کی مندرجہ بالا رائے کو وقعت سے دیکھتا ہوں لیکن نہیں بجائے خود اس امر پر بھی ضرور غور کرنا چاہیے کہ **آریہ سماج کا مذاق مباحثہ** اور اس کا لٹریچر بہت کچھ بدگوئی اور سب و شتم ہی کے اندر محدود ہے چنانچہ جس سوامی جی کا ذکر انھوں نے مندرجہ بالا نوٹ میں کیا ہے ان کی تحریروں اور تقریروں میں بجز یاوہ گوئی اور گالیوں کے ہوتا ہی کچھ نہیں۔ اور وہ مشہور **پہلو** ہے۔ ماسوا اس کے **نیوگ** اگر ایک **پاک مسئلہ** ہے اور وید کا دھرم ہے تو اس کا ذکر آپ [illegible] قرار دیتے ہیں میں مولوی فاضل کے اس نوٹ اور طرز تحریر کو تو میں بھی پسند نہیں کرتا البتہ آپ کا اس پر اعتراض کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے جس سے مجھے وہم ہوتا ہے کہ آپ **نیوگ** کے تذکرہ کو [illegible] تہذیب ہی سمجھتے ہیں اگر ایسا ہے تو میں آپ [illegible] دیتا ہوں۔

غالب اور مقتدر خدا

آج کل پرکاش میں ایک نوٹ نکلا ہے "قرآن شریف پڑھ [illegible] جگہ خدا کو قادر اور غالب [illegible] پایا گیا کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں خدا کو پیار اور محبت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو"

لاریب ایک آریہ کے نزدیک قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی ان صفات عالیہ کو [illegible] پانا [illegible] حیرت انگیز امر ہے کیونکہ اس نے اپنے [illegible] کیا ہے جو ایک [illegible] پیدا کرنے پر تیار نہیں۔ اس نے پڑھا ہے کہ پرمیشر ایک مجبور ہستی ہے جس میں کوئی قدرت اور طاقت نہیں وہ اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو ہمیشہ کی نجات تک نہیں دے سکتا اسے دعاؤں کے قبول کرنے کی شکتی نہیں اب وہ اگر قرآن شریف میں واللہ غالب علیٰ امرہ - ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر پڑھے تو اگر اسے تعجب نہ ہو تو اور کیسے ہو۔

خیر یہ حیرت تو **پرکاش** کے ایڈیٹر کے لیے لازمی تھی مگر افسوس یہ ہے کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں خدا کو پیار اور محبت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو"

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے پیشکردہ **مقتدر اور متصرف غالب خدا** کا کچھ ایسا رعب آپ پر پڑا ہے کہ آپ قرآن شریف پڑھ نہیں سکے ورنہ ایسا لغو اور ناواقفی کا اعتراض نہ کرتے بلکہ میرا تو خیال یہ ہے کہ آپ اسقدر رعب کے نیچے آئے ہیں کہ قرآن کریم کھول کر بھی نہیں دیکھا ورنہ سورۃ فاتحہ ہی میں پڑھتے **الحمد للہ رب العالمین - الرحمٰن الرحیم - مالک یوم الدین**

موقع اور گنجائش نہیں کہ میں ان صفات اربعہ کی خوبیوں پر بحث کروں لیکن اللہ کے حسن اور احسان کا اکمل نمونہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے - اور اس کے علاوہ قرآن کریم میں [illegible] ولی المؤمنین - رؤف الرحیم - یحببکم اللہ - یحب المحسنین وغیرہ الفاظ آئے ہیں مگر اسکو پڑھے کون [illegible] جو مقتدر اور غالب خدا کو ماننے والا ہے وہ شخص جو خدا تعالیٰ کو غالب اور مقتدر یقین ہی نہیں کرتا اس پر ان صفات کا رنگ آ کیونکر سکتا ہے پرکاش کے اس نوٹ [illegible] کھل گیا ہے کہ

آریہ سماج کے نزدیک خدا تعالیٰ کا غالب اور مقتدر ہونا اسکی شان کے خلاف اور مذموم صفت ہے

اور اس سے یہ نتیجہ بالکل سہل ہے کہ آریہ سماج کسی ایسے خدا کو ماننا چاہتی ہے اور مانتی ہے۔

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور یہی ظاہر کرتے ہین کہ ایسے خیالات سرد حالی دھرم کو سون پرے رہتا ہے۔ اور آجکل کی مذہبی دنیا مین ہمین اس زہریلے اثر کے ساتھہ مقابلہ کرنا ہے درحقیقت مین انجیل کی سب سے بڑھکر اسکی صداقت اور سادگی کی وجہ سے قدر کرتا ہون۔ اسکے لکھنے والون نے گویا اپنی روحون کو اندر سے باہر نکال کر دکھلایا ہے۔ تاکہ ہم انہین صاف صاف طور پر دیکھ سکین اور انہون نے ہمین اپنے زمانہ کی زندگی کی ایسی صاف صاف تصویر دکھلائی ہے جو کہ رنگین عبارت کے لکھنے والون کیلئے ناممکن تہا۔ انجیل کے اندر روحانی صداقتین ہونیکی وجہ سے ہی اسکی اسقدر وقعت ہے جہانتک کہ اس کتاب مین انسانی زندگی کی کشمکش ان رنج وراحت۔ گناہ اور فتح۔ نفرت اور محبت کے متعلق بیانات ہین یہ کتاب اس قابل ہے کہ نہایت غور کے ساتھہ اس کا مطالعہ کیا جائے مگر اس کو منزل از خدا ماننا گویا ناکامیابی کا منہ دیکھنا ہے۔ اور میری بابت تو یہ ہے کہ مین ایسے ماننے کی نسبت یہی بہتر سمجھونگا کہ مین اسے اٹھا کر ایکطرف رکھدون اور انسانی زندگی اور تجربے کو اپنے لئے زیادہ قابل قدر رہبر خیال کرون اس بارہ مین ٹومس کارلایل صاحب نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ اگر تمہین خدا کی خواہش ہے تو آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھو آسمان کس خوبصورتی سے ستارون سے بہرا ہوا ہے اور اگر تمہین اپنی بہبودی کیلئے کتاب کی ضرورت ہے تو انسان کی عجیب تواریخ موجود ہے۔

لیکن چونکہ انجیل مذہبی ترقی کا ایک بیش قیمت خزانہ ہے جسمین بہت سے بے بہا لعل و جواہر موجود ہین۔ اگرچہ وہ ایک ناکمل طرز پر جڑے ہوئے ہین اور نیز چونکہ وہ ایک ایسی قوم کی مذہبی تواریخ کا بیان ہے جس کا معراج بہت اعلیٰ تہا گو بہت کم اس معراج کو حاصل کیا ہے اور چونکہ وہ ایسا روحانی خزانہ ہے جسمین سے بہت اعلیٰ خیالات اور صداقتین ہمین ملسکتی ہین جو دنیا مین شاید ہی کہین ملتی ہون۔ اسلئے مین انجیل کو ایک انسانی علمی کتاب مانکر اسکی قدر [illegible] کرتا ہون اور خدا کا شکر بجا لاتا ہون کہ [illegible] زندگی [illegible]

اسقدر اثر پڑا ہے اور وہی یہی خواہش ہے کہ انسان اس کا اچھی طرح سوچ سمجھکر غور کے ساتھہ مطالعہ کرے۔ اور وہ متضاد باتین جو اسمین درج ہین صاف اس بات کا ثبوت ہین کہ وہ دیانتداری اور صداقت کے ساتھہ تحریر ہوئی ہے اور اختلافات جو مختلف انجیلون کے بیانات مین پائے جاتے ہین یہ ثابت کرتے ہین کہ مورخین نے جسطرح انکو درست اور صحیح معلوم ہوا اسیطرح صاف صاف بیان کر دیا۔ اب ہمارا یہ کام ہے کہ انجیل مین سے وہ تمام باتین جو ہماری موجودہ زندگی کے مددگار اور مفید ہوسکتی ہین نکال لین اور اسکی غلطیون اور متضاد باتون کو الگ چھوڑ دین۔ اور اپنی خداداد طاقتون سے یہ معلوم کرلین کہ وہ کون کون سی صداقتین ہین جو بائبل کے مورخین پر روحانی طور پر نازل ہوئی ہین اور وہ کون سی غلطیان ہین جو ان صداقتون کے ساتھہ مل گئین۔

انجیل کو اور کتابونکی طرح سمجھنا چاہیئے

وہ لوگ جو یہ کہتے ہین کہ ہمین یا تو انجیل کی ہر ایک بات مین یقین کرنا چاہیئے یا کسی بات کو بھی نہ ماننا چاہیئے۔ ان کا یہ کہنا بالکل خلاف از عقل و دلیل ہے وہ انجیل کے سوائے اور کسی بارے مین ہر قسم کی دلیل پیش نہین کرتے نہ تو وہ یہ مانتے ہین کہ جو کچھ اور کتابون مین پڑھتے ہین اس تمام کو قبول کرلین۔ اور وہ اپنے عزیز سے عزیز دوست کی ہر ایک بات پر یقین رکھتے ہین۔ اگرچہ اسکی دیانتداری اور صداقت کی تعریف کرتے ہین۔ نہ وہ اپنے ہر دلعزیز واعظ کے لفظ کو جو منبر پر سے اسکی زبان سے نکلتا ہے مانتے ہین اور نہ اسکی ذاتی زندگی کے ہر ایک کام سے اتفاق رکھتے ہین بعض ایسے لوگ ہین جو اگرچہ اپنے مذہب کے اصول و عقائد مانتے ہین مگر اپنے دل مین ذہنی طور پر کچھ مستثنیٰ کر لیتے ہین۔ اور سب کے سب اپنے دل کے اندر بائیبل کی ہر ایک بات کو بالکل صحیح قبول کرتے وقت کانشنس کی جھڑکی محسوس کرتے ہین۔ انہین بالکل دیانتداری اور صداقت سے کام لینا چاہیئے۔ انہین تحقیقات (جہان مین) کے خیال سے مطلق ڈرنا نہین چاہیئے۔ اسی تحقیقات کے ذریعہ سے صداقت انسانون کے دلون تک پہونچی ہے۔ انہین زندہ خدا پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی صداقت کو باوجود انسانی گمراہی اور شک کے بالکل محفوظ رکھیگا۔ خدا نے ہر ایک شخص کو عقل اور کانشنس عطا فرمایا ہے۔ اور [illegible] زندگی کا استعمال کرنے مین یہ کافی [illegible]

انہین ان عالیشان حقوق کو چرچ کے قواعد، اہل یا واعظ کے حوالہ نہین کر دینا چاہیئے۔

ہر ایک مرد اور عورت کو یہ بات ہر وقت مدنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنے لئے خود غور و فکر کرے۔ ہمین ان طاقتون کو جو مہربان خدا نے ہمین بخشی ہین اب زیادہ غلامی کی زنجیرون مین جکڑے رہنے دینا نہین چاہیئے۔ جن طاقتون کا انجیل کے بہادرون نے خوب پورے طور پر استعمال کیا تہا۔ جو آزادی ہمین مسیح نے بخشی ہے ہمین اسپر قایم رہنا چاہیئے۔ اور دوبارہ غلامی کے جوئے مین جکڑے جانا نہین چاہیئے۔ جو کچھ عقل درست سمجھے اور کانشنس اسکی شہادت دے۔ وہ ہی ہمارے لئے درست ہے۔ اور جو کچھ یہ آخری عدالتہائے اپیل غلط ظاہر کرین اُسے ہمین رد کرنا چاہیئے۔ یہ بات کہ داؤد یسعیاہ۔ یوحنا یا پولس نے ایک خاص بات کو درست سمجھا ہے اسکی قطعی دلیل نہین کہ وہ بالکل درست ہو۔ ہمین تو وہ معلوم کرنا چاہیئے اور دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا یہ باتین درحقیقت درست ہین۔ عقل ہمین یہ بتلاتی ہے کہ ہم انجیل کی بہت سی باتون کو غلط سمجھکر رد کرین جیسے کہ ہم اور جگہ بہ غلط باتون کو پڑھکر رد کرتے ہین ساتھہ ہی ہم عقل کے ذریعہ سے اس صداقت کو بہی معلوم کرتے ہین جو انجیل مین موجود ہے۔

جب ہم انجیل کے بعض حصون پر نگاہ ڈالتے ہین تو کانشنس مارے شرم کے سر نیچا کر لیتا ہے ہان جب اسمین نیکی۔ قربانی اور محبت کا ذکر پڑھتے ہین تو مارے خوشی کے پہولا نہین سماتا۔

اگر اس نگاہ سے دیکھا جائے تو انجیل ایک نہایت قابل قدر کتاب معلوم ہوتی ہے۔ کوئی اور کتاب ایسی نہین پائی جاتی جسمین انجیل جیسا اعلیٰ اور پاکیزگی خیالات۔ نیکی کے لئے جان نثاری۔ صداقت کیلئے وفاداری حصول مقصد کیلئے سرگرمی پائی جاتی ہو۔ اور نہ کوئی ایسی کتاب ہے جسمین ایسا سچا مذہب۔ خدا اور فرض کے متعلق ایسے اعلیٰ اور صحیح خیالات پائے جاتے ہون۔ کسی اور کتاب مین اسقدر امید۔ اعتقاد اور محبت نہین ملتی۔ ہمین بیشک دنیا کی اور کتب مقدسہ کیطرف بہی ضرور توجہ کرنی چاہیئے اور انمین سے جو صداقت ملے اس کی قدر اور تعریف کرنی چاہیئے۔ اگرچہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ انمین سے کسی کا عیسائیون کی کتب مقدسہ کے ساتھہ مقابلہ نہین ہوسکتا۔ ان اعلیٰ قدیم کتابون سے تھکی ماندہ روحون کو راحت ملتی ہے۔ کمزور دل تسکین پاتا ہے اور نہایت ذلیل گنہگار اور غریب راندہ درگاہ کو بہت مدد ملتی ہے۔ بیماری اور صحت غریبی اور امیری۔ خوشی اور غم مین زندگی اور موت کے وقت اس کتاب مین ہمیشہ مناسب اور حسب موقعہ الفاظ ملجاتے ہین۔

ہم آزاد مذہب لوگ انجیل کے قدر کرنے مین کسی سے کم نہین ہین۔ مگر اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم سوچ سمجھکر انجیل کی قدر کرین۔ ایک آزاد خیال آدمی اس توہمات کے دہند اور گردے کو جو اس کتاب پر چھا گیا ہے صاف کر دیتا ہے اور جب وہ اسے ایک تاریک اور دہندے شیشے مین سے دیکھنے کے بجائے کہلے طور پر دیکھتا ہے تو اگرچہ وہ اپنی عقل کو اسکی ہر ایک بات ماننے کیلئے قیدی نہین بناتا اور نہ اسکی تمام تعلیم کو لاخطا سمجھتا ہے لیکن اوس کے پاکیزہ خیالات اور مفید نصائح کو جیسے پیاسی روح سرد پانی کی ترو تازہ کرنے والی گہونٹون کو خوشی سے قبول کرتی ہے محسوس کرتا ہے۔ خدا کی روح نسل انسان کے دل مین کام کرتی ہے اور اُسے بھلے باتونکی طرف راغب کرتی ہے۔ پس وہ نہایت خوشی کے ساتھہ زندگی بسر کرتا ہے اور خدا کا شکر بجا لاتا ہے کہ ہم جیسے انسانون نے نسل انسان کیلئے ایک قیمتی اور لازوال ملکیت چھوڑی ہے جسمین نہایت اعلیٰ خیالات اور کبھی کم نہ ہونے والی شان موجود ہے۔

عید مبارک ہو

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو تعطیل عید کیوجہ سے اخبار ایکدن بعد دیر سے شایع ہوتا ہے اور سال ریڈنگ سیری ایک صفحہ کم کی ہے۔ ایڈیٹر

[illegible]

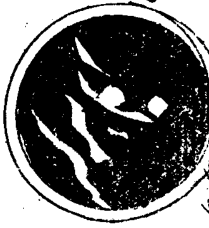

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی ... **عجیب و غریب چہار جوہر** ... صاف کرکے تمام جلدی اور زہری بیماریوں ... استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور جوان ... شیشی نمبر ۲ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چہار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ... آتشک ۔ سوزاک ۔ گٹھیہ ۔ خارشت ۔ داد ۔ اکوت ۔ پھوڑا پھنسی ۔ سفید داغ ۔ جذام ... نمبر ۴ جوہر نیم ... فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ... قیمت فی بکس آٹھ روپیہ محصول ڈاک ایک روپیہ ... **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** ... اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح اور ... اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے ... استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی ... ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ... آپ ہی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھایئے اسے معمولی نمک نہ سمجھئے ... اور بار بار پاخانہ ہونا ۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ ۔ پیچش ۔ اسہال ۔ درد گردہ ۔ درد قولنج ۔ درد کمر ۔ درد مفاصل یعنے گٹھیا ... ضعف دماغ ۔ ضعف بصارت ۔ کمی باہ یعنی نامردی ... امراض مثل آتشک و سوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت ... طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے ... احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے ... یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا ... دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے ... **طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت** ... کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ گردہ یعنے اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے ... قیمت فی بکس جس میں ۳۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ ... **دوا یعنے روغن اوجاع** ... چند روز میں اس تیل کے استعمال سے درد و ورم اور تمام تکالیف بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنے سرمہ نوری** ... اصلی ممیرا اور ایک سو سفید اور مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے ... نوجوانوں کی طرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے ... **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان اور خوشبودار منجن** ... دانت اور آنکھ انہیں دونوں سے زندگی کا مزا ہے ... ہے اس منجن کو آپ چند روز ملئے پھر دیکھئے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو ... دہن اور ہونٹھ و زبان کے ناسور کے رفع کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمتی بکس ... آتشک ۔ سوزاک ۔ جریان ۔ پیچش ۔ اسہال ۔ کھانسی ۔ سودا ۔ بواسیر ۔ ریگ مثانہ ۔ طحال ۔ خارشت ... سفید داغ ۔ داد ۔ بہرہ پن کی دوا ۔ زخم اور پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے ... ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر ... فہرست مفت منگا کر ملاحظہ فرمایئے ... اپنا نام اور پتہ تمام ڈاکخانہ خوب صاف لکھیئے ... اسکو بھی لکھئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے۔ **شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس** ۔ نوٹ ۔ ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے ...

کارخانہ احمدی رشک روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کار ذلت سے ہوکر بلحاظ نفاست اب کسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش سلیقگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد الصمد سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ ۔ اور ضعیفوں میں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور جن کی بے اعتدالی کیواسطے اکسیر میں قیمت چوبکس عہ (نخل مراد) یہ ایک نہایت لذیذ عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے مخلوط کر کے تیار کیگئی ہے جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و سرعت و احتلام وغیرہ کو دور کر کے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر و دیگر اعضا کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے ازمائش بکس خورد بارہ خوراک ... ۴۰ خوراک عہ بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بابب گڑھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل ۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ۔ نزلہ آنکھوں و درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ رحمت افزا نسیم قنوج

ریمارک

ابتدائی رپورٹ انجمن شیخان شمسی لاہور

اس نام کی ۵۴ صفحہ کی ایک خوبصورت چھپی ہوئی رپورٹ میرے پاس بغرض اظہار رائے آئی ہے۔ یہ رپورٹ ماسٹر چراغ الدین صاحب ڈشن برڈ برانگہ ماسٹر چیف کورٹ پنجاب و جنرل سکرٹری انجمن مذکور نے مرتب کی ہے۔
یہ زمانہ انجمنوں اور کانفرنسوں کا ہے قریباً ہر قوم نے اپنی کوئی نہ کوئی انجمن ضرور بنائی ہے۔ اور یہ طریق قومی ترقی کا نفس الامر میں بہت ہی مفید ہے۔ ایسی صورت میں شیخان شمسی کی انجمن لاہور جیسے مقام میں نہ ہوتی تو بہت تعجب تھا خصوصاً جبکہ ماسٹر چراغ الدین جیسے نیک اور روشن خیال نوجوان اس قوم میں موجود ہیں ماسٹر چراغ الدین صاحب کو ایام طالب علمی کے زمانہ سے جانتا ہوں انہیں قومی کاموں اور اصلاحی تحریکوں میں حصہ لینے کا خاص ملکہ اور مذاق ہے وہ لاہور کی ٹمپرنس سوسائٹی میں نمایاں پوزیشن رکھتے ہیں انجمن موصوف کا اصل الاصول شادی غمی کی تقاریب پر بیجا مصارف کا انسداد و دیگر رسوم قبیحہ کی اصلاح کرنا ہے میں نے رپورٹ کو سرسری نظر سے پڑھا ہے۔ اصلاحی تحریکوں میں یہ قدرتی بات ہے کہ مخالفت ہوتی ہے اور سخت مخالفت ہوتی ہے اس کیلئے میرے عزیز دوست ماسٹر چراغ الدین صاحب بھی باہر نہیں رہے مگر ان کے استقلال ہمت کا یہ نتیجہ ہے کہ میں اس قوم کی باقاعدہ رپورٹ دیکھتا ہوں۔ رپورٹ کے پڑھنے سے جنرل سکرٹری صاحب کی قابلیت کا پتہ ملتا ہے شیخان شمسی لاہور کی خوش قسمتی ہے کہ ایک قابلقدر نوجوان قومی خدمت کرنیکو تیار ہوا ہے ماسٹر چراغ الدین کو میں انکی اس نیک تحریک پر مبارکباد دیتا ہوں اور مشورہ دیتا ہوں کہ وہ انجمن کی اغراض کو پورا کرنیکیلئے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دستور العمل قرار دیں اور مسلمانوں میں جو کامیابی اور ترقی کی علامات ظہور پذیر ہیں پیدا ہو رہی ہیں اس قوم کو چاہئے کہ اس راہ پر لانیکی کوشش کریں جو حقیقی کامیابی کی راہ ہے

*

علمی جنتری کانپور ۱۹۰۵ء

کانپور کی علمی جنتری کئی سالوں سے سید محمد عبد اللہ صاحب علم سوداگر کی زیر ترتیب شائع ہو رہی ہے اور یہ جنتری پنجاب و ہندوستان میں بہت کچھ شہرت یافتہ ہے۔ اشتہاری حصہ نکالکر ۸۰ صفحہ پر شائع ہوئی ہے جسمیں مفید و دلچسپ کارآمد مضامین جنتری کے علاوہ اپ ٹو ڈیٹ ہیں۔ اس جنتری میں صفحہ ۳ پر حضرت اقدس جناب امام الاسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور بہت ہی مختصر حالات دئیے ہیں میں افسوس کرتا ہوں کہ سید صاحب اگر یہ تصویر اور حالات نہ دیتے تو اچھا ہوتا۔ تصویر بہت ہی خراب اور غلط ہے میرا خیال ہے کہ یہ حالات انہوں نے اخبار سیف فولاد سے لئے ہیں۔ اگر وہ اس امر کی ضرورت ہی سمجھتے تھے تو وہ مجھ سے اس معاملہ میں مدد لیتے میں خوشی سے مدد دیتا۔ حالات کے ضمن میں اس فرقہ کی تعداد کے متعلق لکھا ہے "مرزا صاحب کی زبانی ان کے مریدوں کی تعداد دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے لیکن ان کی مخالفین صرف چار پانچ ہزار ہی کہتے ہیں"
اس فقرہ کو پڑھ کر مجھے اور بھی افسوس ہوا کہ کاش اگر مردم شماری کی رپورٹوں کو دیکھ لیا جاتا تو سید صاحب ایسی رائے لکھ سکتے بہرحال یہ جنتری ایک قابلقدر چیز ہے مجھے کوئی قیمت اس جنتری کی معلوم نہیں ہوئی۔ کانپور علمی جنتری کے دفتر سے ملے گی۔

استفسار اور انکے جواب

*

ع۱ مرزا صاحب حج بیت اللہ شریف کیوں نہیں کرتے۔ اور جناب پیران پیر کا درجہ اور ادب کہاں تک ہے
ع۲ فرضوں میں اور باقی نمازوں میں عین بیچ بیچ میں درمیان میں دعا مانگنا کس حدیث یا آیت کی رو سے ہے۔
ع۳ حدیث صحیحہ سے ثابت کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سفر کرکے محلہ خان یار شہر سری نگر میں آئے۔ سوائے اس کے احمدیوں کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ایک تو مسیح کے نام سے سیاحت ٹپکتی ہے۔ ایک جگہ قبر اس نام کی بتلائی جاتی ہے۔ ماسوائے اس کے کوئی معتبر حدیث۔
ع۴ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا خیال ہے آیا وہ مصلوب ہوئے ہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو آیا صرف صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور رہے وہ زندہ یا مصلوب ہونے کے معنی صلیب پر لٹکانے کے بعد موت ہی لازمی نتیجہ ہوتی ہے اور آیت قرآن کریم۔ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کو کسطرح مطابق کیا جاتا ہے۔ اور کیا معنے لئے جاتے ہیں۔
ع۵ خاتم النبیین رسول اللہ تھے۔ تو پھر نبی ہونے کا دعوےٰ کسطرح درست رہتا ہے۔
ع۶ ایک کا اعتراض ہے کہ حدیث علم ظنی ہے کسی حدیث کا کوئی راوی معتبر یعنی تبع تابعین تک پہونچتا معلوم نہیں ہوتا۔ گویا حدیث کو نامعتبر خیال کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ اس ظنی حدیث کو چھوڑ کر قرآن کریم سے مہدی دوران و آمد مسیح موعود ثابت کرو۔ گویا بمقابل اس کے مہدی اور مسیح کی نہ کوئی پیشین گوئی قرآن کریم میں ہے۔ اور نہ حدیث معتبر ہے۔ تو کسطرح آمد ہو سکتی ہے

جوابات

ع۱ جناب سید عبد القادر صاحب اچھے لوگ تھے اور حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو اچھے لوگ اچھا کہیں وہ خدا کے حضور بھی اچھا ہوتا ہے اور یہ حدیث بخاری میں ہے۔ رہی یہ بات کہ انکی فضیلت کہانتک ہے۔ یہ موقوف ہے دلی تعلق پر جو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور دل کے حالات سے سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی واقف نہیں۔ پس حد مقرر کرنا انسان کا کام نہیں۔
حج بیت اللہ میں امن شرط ہے۔ آجکل تو عام حاجیوں کیلئے بھی امن نہیں۔ اور امن میں مال اور جان دونو داخل ہیں۔ آپنے شاید سنا ہوگا کہ اس سال کتنے لاکھ روپیہ لیکر حاجیوں کو کسقدر دکھ دیا گیا ہے۔ اور صدہا قتل بھی ہو گئے۔ اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ عیسائیوں کی ایک جماعت (مسلمان ہوکر) بیت اللہ کا طواف کریگی اور مسیح بھی اون کے ساتھ طواف کریگا۔ کیونکہ طواف بدون اسلام لانیکے عیسائیوں سے ناممکن ہے۔
ع۲ تم جانتے ہو کہ جب انسان نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو اہدنا الصراط المستقیم الآیۃ۔ پڑھتا ہے یہ بھی ایک دعا ہے۔ پھر رکوع میں اور سجود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں۔ سبحانک اللہم وبحمدک اللہم اغفرلی۔ پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی دعا ہے۔ پھر التحیات میں۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اور دونو درود۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ وغیرہ یہ سب دعائیں ہیں اور نماز کے اندر ہیں۔ اگر تم غور کرو تو معلوم ہوگا کہ نماز ساری دعا ہے اور رکوع سے بعد یا پہلے آخری رکعت میں دعا مانگنا بلوغ المرام میں موجود ہے دیکھ لو۔
ع۳ ہر ایک امر حدیث سے ثابت نہیں ہوا کرتا مثلاً تم سے کوئی دریافت کرے کہ حدیث سے ثابت کرو کہ تمہاری کیا قوم ہے۔ پس یہ عقلمندوں کا کام نہیں عقلمند کا یہ کام ہوتا ہے کہ خدا کے مختلف قسم کے دئیے ہوئے دلائل سے بچے اور صحیح دلائل کو لے خواہ وہ قرآن میں ہوں خواہ حدیث میں خواہ تواریخ سے ملیں خواہ قانون قدرت سے۔
ع۴ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔ مصلوب کے معنے عربی زبان میں میں وہ دکھ جس سے انسان کی چربی نکل کر نیچے گر جاوے صرف لکڑی پر چڑھنے کا نام صلیب نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ مصلوب وہ ہوتا ہے کہ جسکی پیٹھ کی چربی نکل کر گر جاوے۔
ع۵ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ضرور ہیں اور قرآن کریم میں لکھا ہے پر نہ جانتے ہو کہ نبی کریم صاحب شریعت تھے اسلئے ضرور ہوا کہ کوئی شریعت جدیدہ قرآن یا نبی کریم کے احکام کے سوائے ممکن نہیں۔ اور نبی کا لفظ عربی زبان میں خبر دینے والے کے معنے رکھتا ہے یا بڑے آدمی کے۔ اس معنے کی نفی شرعاً جائز نہیں اور نیز خاتم تو مہر کو کہتے ہیں جب نبی کریم مہر ہوئے تو اگر انکی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کسطرح ہوئے یا مہر کس پر لگیگی
ع۶ حدیث کو علم ظنی کہنا لاعلمی ہے اگر سارے حدیث ظنی ہے تو تم اپنے باپ کے بیٹے کسطرح ثابت ہوتے ہو حالانکہ یہ خبر ظنی ہے۔ یہ خبر ایک شخص نے مان جانے باپ کو۔ پس ایک عورت کی خبر بعض اوقات یقینی ماننی پڑتی ہے اور اس کا راوی نہ نبی نہ صحابی نہ تابعین ہے والسلام

نور الدین

کیا اسلئے کہ ریلوے حادثات کی تعداد پوری ہو جائے؟

سنا ہے کہ بڑے شہروں میں پولیس والوں کو ہر سال یا مہینے میں مقدمات کی ایک خاص تعداد پوری کرنی پڑتی ہے۔ جسکا نتیجہ یہ کہ ان بیچاروں کو بعض جھوٹے اور بے بنیاد مقدمے بھی بگنا ہوں کو پھانس کر بنانے پڑتے ہیں۔ حال میں یہ خبر ہماری نظر سے گذری کہ مشرقی بنگال ریلوے پر سگنلر موقوف کئے جائیں گے اور ان کا کام سٹیشن ماسٹروں پر ڈالا جائیگا۔ ہماری رائے میں سٹیشن ماسٹری اور سگنلری دونو کام نہایت نازک ذمہ داری کے ہیں جن میں ذرا سی غفلت سے حادثوں اور تصادم کا ہو جانا ایک معمولی بات ہے پس اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ شاید مشرقی بنگال ریلوے پر بحالت موجودہ حادثے بہت کم ہوتے ہونگے جسکی تعداد پوری کرنے کیلئے یہ تدبیر نکالی گئی ہے کہ سگنلروں کی ڈیوٹی کا بوجھ بھی بیچارے سٹیشن ماسٹروں کے سر لاد دیا جاتا ہے تاکہ انکی مجبوری و غفلت سے خواہ مخواہ بھی حادثات ہوتے رہیں اور سال میں انکی شعینہ تعداد پوری ہو جایا کرے۔

*

ہندو بیاہیوں کی سوشل حالت پر ہمعصر موصوف نے عجیب روشنی ڈالی ہے وہ لکھتا ہے کہ ۲۳ر جنوری کو سخت سردی تھی اور بارش کیوجہ سے کیچڑ بہت تھی میں نے ایک ہندو بی بی کو بازار میں جاتے دیکھا اس کے ہاتھوں میں طلائی کنگن اور دو تین اور قیمتی زیور تھے مگر پاؤں میں جوتی نہ تھی ہمارے ہندوستانی بیبیاں جسقدر ہو انکو زیورات سے لاد دیتے اور دوسری

مراسلات

مندرجہ ذیل دو چھپے ہوئے مضمون دو مختلف سوسائٹیوں کیطرف سے بھیجکر خواہش کیگئی ہے کہ وہ الحکم میں چھاپے جاویں اسلئے میں محض اس لحاظ سے کہ ان سوسائٹیوں کے ذریعہ کسی نہ کسی حد تک نوع انسان کی بھلائی کیلئے مفید کام کرنیکی کوشش کیجاتی ہے میں چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

انجمن حمایت اسلام لاہور کے

سالانہ جلسہ کی تاریخوں میں تبدیلی

پنجاب کے چند مشہور شہروں کے ہمدردان انجمن کی تحریک پر مجلس منتظمہ کے ایک ضروری اور غیر معمولی جلاس منعقدہ ۵ فروری ۱۹۰۵ء نے بعد غور و فکر قرار دیا ہے کہ بجائے فروری کے اخیر ہفتہ اور اتوار کے جلسہ ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایسٹر کی تعطیلات میں ہو۔ کیونکہ ان تاریخوں میں خیر خواہان انجمن اور شائقین جلسہ آسانی اور سہولت سے شریک جلسہ ہو سکتے اور تمام کارروائی کو دیکھکر بلا تکلیف واپس جا سکتے ہیں حکام نارتھ ویسٹرن ریلوے اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے از راہ عنایت جلسہ میں شریک ہونیوالے احباب کیلئے کرایہ ریل سوائے درجہ اول کے۔ دس یوم کیلئے نصف کر دیا ہے بشرطیکہ مسافت پچاس میل سے کم نہ ہو۔ جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہیں ان کو چاہئے کہ خاکسار سے سرٹیفکیٹ ابتدائے اپریل میں منگوالیں جسے سٹیشن روانگی پر پیش کرنے اور ایک طرف کا کرایہ ادا کرنے سے واپسی کا ٹکٹ انکو ملجاویگا۔ ایک سارٹیفکیٹ بہت سے صاحبان کیلئے بھی کافی ہوگا۔ سرٹیفکیٹ کا نمونہ حکام ریلوے نے خود تجویز کر کے بھیجا ہے اسمیں سفر کرنیوالوں کے نام پیشے اور پتے درج ہونے ضروری ہونگے اور اس امر کا درج ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ کس ریلوے سٹیشن سے سوار ہونگے پس جو صاحب سرٹیفکیٹ منگوانا چاہیں انہیں لازم ہوگا کہ وہ ان تمام ضروری مراتب سے جو قابل اندراج سرٹیفکیٹ ہیں وقت پر اطلاع دیں۔

خاکسار شمس الدین جنرل سکرٹری

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر سٹیشن روانگی سے لاہور تک اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر سٹیشن روانگی سے سہارنپور تک۔

نور آنار فنڈ کی تیسری اپیل

بنام اہل ملک و اہل قوم

اول۔ بالعموم اہل ملک ارباب قوم سے سیر اختلاط ہے کہ روز ازل سے انسان دنیا میں ایک کو دوسرے سے مدد ملنے کا طریقہ چلا آیا ہے یا یوں کہو کہ ساری مخلوق ایک دوسرے کی امداد پر رابطہ دھرے کھڑی ہے۔ انسان کو انسان ہی سے نہیں بلکہ انسان کو حیوان سے بھی مدد مل رہی ہے آپ دیکھتے ہیں بیل ہل چلا کر انسان کیلئے غلہ اور ترکاری پیدا کرنے میں اونٹ اور بھینسے اور گدھے ایک جگہ کا بار دوسری جگہ پہنچاتے ہیں بھیڑیں کمبل بنانے کیلئے ہم کو اون دیتی ہیں۔ بکریاں اور گائیں اور بھینسیں دودھ اور مکھن اور چاہے الائی میں گھوڑا سواری دیتا ہے۔ دوسرے جلے بذا پس کیا آپ لوگ کالستھ پاٹھ شالہ کی امداد نہ کرینگے جسمیں کالستھوں ہی کی خوانکی ہے زور نہیں ہے بلکہ دیگر اقوام کی بھی حب الوطنی تو اسی کی مقتضی ہے کہ وقت ضرورت ملک کی کل قومیں ایک دوسرے کی امداد کریں جو باعث رضامندی خدا و ترقی اتحاد بنی نوع انسان و درستی حالت ملک ہے

دوم۔ پہلی اور دوسری بابکی اپیل کا جو کچھ نتیجہ مترشح ہوا وہ مشتہر ہو چکا ہے اب میں تیسری بار یہ اپیل ان اصحاب ملک و قوم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جنکے ملاحظہ سے پہلی اور دوسری اپیل نہیں گذری ہے۔

واضح ہو کہ فخر القوم منشی کالی پرشاد صاحب وکیل بانی پاٹھ شالہ الہ آباد کا وقف کیا ہوا سرمایہ مع جایداد جو قریب پانچ لاکھ روپیہ کے ہے ان رفاہ عام اور خیراتی ابواب کیلئے ہرگز کافی نہیں ہے جو منشی صاحب نے وصیت نامہ میں محول کئے ہیں اور زمانہ کی ضروریات اور وقت کی خواہشیں یہ حکم دے رہی ہیں کہ پاٹھ شالہ مذکور کو کالج کے درجہ تک پہونچایا جائے اسلئے دیگر مستقل پانچ لاکھ کے سرمایہ کی ضرورت ہے اس پانچ لاکھ کے منافع سے قریب پندرہ ہزار سالانہ تنخواہ کو اور پانسو سالانہ انکم ٹکس وغیرہ کو دینا ہوگا اور پچاس ہزار کالج کی توسیع عمارت میں لگے گا۔

یہ پاٹھ شالہ ۱۸ اگست ۱۸۸۶ء کو قائم ہوا ہے جسکو کالج بنانے کیلئے ۱۸۸۷ء میں کالستھ کانفرنس قائم ہوئی اور کئی بار کانفرنس میں اپیل کیا گیا لیکن کانفرنس کے قالب میں بہت سی قومی ضروریات اور اصلاحیں ٹھونس ٹھونس کر بھر دی گئیں اس سے قوم کی توجہ پریشان ہو گئی پاٹھ شالہ کو کالج بنانے کا خیال جاتا رہا حلما کا قوم پاست آیا لہ ایک وقت میں کئی کام نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر شروع سے ابتک کانفرنس کا مقصد صرف ترقی تعلیم رہا ہوتا تو نہ صرف پاٹھ شالہ کالج بن گیا ہوتا بلکہ ایک دوسرا کالج کھل جاتا کیونکہ کانفرنس اور سبھاؤں کے مصارف میں اور اہل قوم کی آمدورفت میں بیشمار روپیہ خرچ ہو گیا پاٹھ شالہ کی طرف سے چند بار ڈیپوٹیشن ارباب قوم کی خدمت میں جا بجا بھیجا گیا لیکن قومی افلاس کی وجہ سے معقول کامیابی نہیں ہوئی۔ تب لاچار ہو کر یکم جنوری ۱۹۰۱ء سے نور آنار فنڈ کھولا گیا جس کے قواعد حسب ذیل ہیں

۱۔ جس خاندان میں دس روپیہ یا اس سے کم ماہوار آمدنی ہے اس خاندان سے صرف ایکبار ایک چوانی لیجاویگی اور جس خاندان میں دس روپیہ سے زیادہ آمدنی ہے اس خاندان کے ہر فرد و بشر سے خواہ وہ بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا یا مرد یا عورت چار چار آنے لئے جائیں گے۔

۲۔ ملک کی دیگر معزز قوموں کے افراد کا چندہ بھی شکریہ کیساتھ قبول کیا جائیگا خواہ وہ کسی مقدار میں ہو۔

۳۔ بذریعہ ایک مطبوعہ درخواست کی جو اس اپیل کی پاکٹ میں رکھکر شایع کیجاتی ہے ہر جگہ ایجنٹ مقرر کر کے چندہ وصول کیا جائیگا۔ ۴۔ کل چندہ براہ راست دفتر سکرٹری نور آنار فنڈ مقام لشکر گوالیار میں داخل ہو کر کالستھ پاٹھ شالہ الہ آباد کے خزانہ میں بھیجا جایا کریگا۔

چنانچہ اس رول پر دو سال سے کام ہو رہا ہے اور اگرچہ صاحب اصحاب قوم اس متبرک کام کے انجام میں بدل ساعی و سرگرم ہیں لیکن وہ محدود ہیں اور چندہ کی موجودہ رفتار سے پایا جاتا ہے کہ اس عظیم الشان مہم کا سر ہونا اسوقت تک ناممکن ہے جبتک کہ بیشمار اصحاب قوم و برادران ملک دستگیری نکرینگے اور جبتک ایک ایک جنرل ایجنٹ کھڑا ہو کر اپنے اپنے صوبہ کا چندہ وصول نکریگا۔ لہذا بتمیع پاٹھ شالہ کے ملک کے نام یہ اپیل شایع کرتا ہوں اور مستدعی ہوں کہ ہر قوم کے لوگ اس نیک و ریاکی کام میں شرکت کا موقعہ حاصل کر کے ایک تمام تعلیمی عمارت کو منزل پر پہونچائیں یعنی پاٹھ شالہ کو کالج بنائیں اور ایک قلم پیشہ معزز قوم کو ممنون الطاف بزرگانہ فرمائیں خدا انکو اجر جزیل بخشیگا۔

لشکر گوالیار و نتر فور آنار فنڈ۔

کامتا پرشاد سکسینہ سکرٹری

میں مسلمان کیوں ہوا؟

معزز ناظرین اسمیں شک نہیں کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے لیکن جو قدرتی کمزوری اس کے گلے کا ہار ہو گئی ہے وہ اسکو آگے چلنے نہیں دیتی انسان تو چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھوں جہانتک کہ الہی قرب حاصل کرسکوں اسلئے انسان کو محتاط رہنا چاہئے کہ اس کمزوری سے ہر وقت بچتا رہے اور جہانتک ہو سکے قدم کو آگے بڑھانیکی کوشش کرے فطرتی کمزوری انسان پر اسکی غفلت کو دیکھکر وار ہو جاتی ہے اگر انسان ہوشیار اور مضبوط رہے اور ہر وقت خدا کا خوف مد نظر رکھے میں کہتا ہوں کہ یہ مرض اسکو کبھی لاحق نہ ہو سکیں جسوقت خدا کا فضل ہو تو ایسی کمزوریاں خواہ کس بلکہ صدہا ہوں تو کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں خدا کا فضل ہی اسکے خوف سے ہوتا ہے جب میں انسانیت کے قالب میں آیا ہوں اور عقلمندی اور ہوشمندی کا جامہ پہنا ہے جسکو بھی شوق رہا ہے کہ کسیطرح سے صراط مستقیم کا پتہ ملے اس جستجو اور میری کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سے گروہوں میں پھنستا رہا اور گروہ بھی اسقدر پیچیدہ تھے کہ جن سے نکلنے کی صورت محال تھی چونکہ میرے ساتھ فضل الہی شامل حال تھا جھلوان گروہوں سے ایسا نکالا جیسے مکھن سے بال۔ اب میں ان گروہوں کا ذکر کرونگا جسمیں بہت سی مشکلات پیش آئیں پہلے گروہ آریوں کا تھا اسمیں قریب چار سال تک رہا اور خوض کیا گیا لیکن اسکی تعلیم اسقدر بیہودہ اور بودا رہتی ہے میں کہتا ہوں کہ کوئی شریف اور خاندانی آدمی اسکو ہرگز قبول نہیں کریگا۔ بلکہ اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھکر دور بھاگیگا اول انکی ویدک تعلیم میں ایک مسئلہ نیوگ کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے اسکی بانی کی خواہش یا تو دنیا کی آزادی کیلئے تھی یا نفسانی اسکو منظور تھی جس سے اسکی مراد تھی کہ کوئی نفس اس پہل سے بغیر خطرہ کی زناکاری سے کام لے کے نکاح کی بنا پر حکم دیدیا کہ غیر سے اولاد حاصل کرنا کار خیر اور ثواب کا کام ہے اسکی تشریح کرنی انسانیت سے بعید ہے۔ اسکا سلسلہ یہاں چھوڑتا ہوں دوسرے یہ کہ انہوں نے مکتی کو میعادی ٹھہرا دیا ہے اور تناسخ ہمیشہ کیلئے لگا تار قرار دیا ہے جس سے کبھی نجات نہیں ہو سکتی بھلا اور شان رحیمی کریمی کیطرف منسوب کرنا عقل سلیم تجویز کر سکتی ہے جس حالت میں پرمیشور کو ابدی نجات دینے کی قدرت تھی اور وہ سرب شکتیمان تھا۔ تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا بخل اوس نے کیوں کیا کہ اپنی قدرت کی فیض سے بندوں کو محروم رکھا اور اسپر یہ اعتراض اور بھی مضبوط ہوتا ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان روحوں کو ایک طول طویل عذاب میں ڈالا ہے اور ہمیشہ کیلئے بھی نہیں سکتی کیونکہ انکو قسمت میں لکھدی ہے وہ روحیں پرمیشور کی مخلوق بھی نہیں ہیں اسکا جواب یہ صاحبان یہ دیتے ہیں کہ پرمیشور ہمیشہ کی مکتی دینے پر قادر تو تھا سرب شکتی مان جو ہوا لیکن میعادی مکتی اسوجہ سے تجویز کیگئی کہ سلسلہ تناسخ کا ٹوٹ نہ جاوے کیونکہ حالت میں روحیں ایک تعداد مقررہ کے اندر ہیں اندر اس سے زیادہ نہیں ہو سکتیں پس ایسی صورت میں اگر ابدی مکتی ہوتی تو جو لوگ اس سلسلہ قائم نہ رہ سکتا کیونکہ جو روحیں نجات ابدی پا کر مکتی خانہ میں گیا تو وہ گویا پرمیشور کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور اس روزمرہ کی خرچ کا آخری نتیجہ ضرور یہ ہوتا تھا کہ ایک دن ایک دم ہی جو لوگوں کے ڈالنے کیلئے پرمیشور کے ہاتھ میں رہتی اور کسان میں یہ سلسلہ تمام ہو کر پرمیشور معطل ہو کر بیٹھ جاتا اور ایسی تعلیم جس سے ایک روز جونیں نکلنی میں پھر پرمیشور معطل ہو بیٹھتا ذی عقل آدمی کب پسند کر سکتا ہے کہ یہ تعلیم خداوند پاک کی ہے اور بیدو رہا سکو نکالتا تھا۔ خلاصہ خدا کرے اس تعلیم سے نفرت پاکر جب میں سے متلاشی حق نے اگر جستجو کی تو سکھوں کے گروہ میں پھنس گیا سکھوں کا اصول گرنتھ صاحب کی تعلیم ہے جب اسکو غور سے دیکھا جاتا ہے تو اسمیں شک نہیں کہ جو کلام باوا صاحب نے لکھی ہے وہ بالکل پاک اور صاف اور شرک سے نفرت کرنیوالی ہے مگر بعد میں اب عرصہ گذرنے سے باوا گوبند صاحب کی اودن تعلیم کو جو نہیں باوا صاحب کی منہ مبارک سے نکلی ہوئی تھی الٹ پلٹ کر کے من گھڑت شلوک اسمیں داخل کر دیئے اور جنا صاحب نے سولہ کی پیروی کی تاکید فرمائی تھی اسکو نکالکر بجائے اسکے بجائے شلوک داخل کر دیئے گر میں تو متلاشی راہ مستقیم تھا مجھکو بلکہ وہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گرانی چہا در قادیان مینی	دوا مینی شفا مینی غرض دارالامان مینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے عہ
(۳) ہندوستان سے باہر سے ر (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ روپے
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ ؍

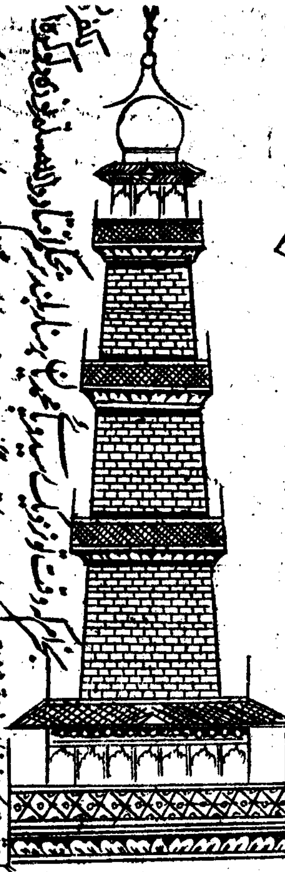

فہرست مضامین

(۱) ایک خط اور اس کا جواب صفحہ اول
(۲) ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام ۲ و ۳
(۳) الحکم بذریعہ مشین کیونکر چھپایا جاسکتا ہے؟ ۳ و ۴
(۴) مذہبی دنیا پر سرسری نظر صفحہ ۴
(۵) سید جماعت علیشاہ کے نام خط ؍ ؍
(۶) ناظرین سے پانچ منٹ ؍ ؍
(۷) ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی ؍ ۵
(۸) سید امیر علیشاہ ملہم سیالکوٹی کے الہامات ؍ ۶
(۹) دارالامان کا ہفتہ ؍ ؍
(۱۰) جناب انسپکٹر کی رائے مدرسہ تعلیم الاسلام کے معاینہ پر ؍ ؍
(۱۱) خطبہ عید الضحیٰ صفحہ ۷
(۱۲) مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری ۸ و ۹
(۱۳) دشمنوں میں پھوٹ صفحہ ۹
(۱۴) اہلحدیث مطبوعہ ۲۷ جنوری کا جواب ؍ ۱۰
(۱۵) الوصیت ؍ ۱۱
(۱۶) رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ؍ ۱۲
(۱۷) استفسار اور ان کے جواب ؍ ۱۲
(۱۸) تازہ الہامات ؍ ۱۲
(۱۹) مسیح موعود و غایۃ المقصود ؍ ۱۳

نمبر ۷ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

ایک خط اور اسکا جواب

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام ذیل کا کارڈ آیا تھا اسکا جواب مخدوم الملتہ نے جو لکھا وہ ناظرین کی فائدہ کے لئے درج کیا ہے۔ ایڈیٹر

جناب مرزا صاحب۔ تسلیم۔ مسیح جو کہ منجیٔ جہان تھا جب وہ اس جہان میں تھا تو اس نے بہت سے مریضوں کو چنگا کیا۔ اور بہت سے وہ ننئے نئے کام دکھلائے جو کہ بجز ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی نہیں دکھلا سکتا۔ اب چونکہ آپ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں سو آپسے التجا ہے کہ آپ میرے واسطے دعا کیجئے تاکہ میں بہت جلدی اپنی بیماری سے شفا پاؤں نیز میرے واسطے پیشگوئی کیجئے کہ اس سال مجھکو امتحان میں کیسی کامیابی ہوگی۔ اور اسطرح آپکو مسیح موعود تسلیم کر کر آپکی کفش برداروں میں ہونیکا فخر حاصل کروں۔

والسلام وصی اللہ طالب علم انگریزی متلاشی حق۔ شوراب گیٹ۔ بازار شاہ گھاسہ
۲۲۔ فروری ۱۹۰۵ء۔ میرٹھ

جواب

اس سے زیادہ ناپاک جھوٹ اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی دلیری کیا ہو سکتی ہے کہ ضعیفہ عورت سے نکلے ہوئے ناتوان بے علم گوشت پوست کو "منجیٔ جہان" کہا جائے۔ کیا ان جھوٹے اور بے سروپا قصوں اور مردہ افسانوں سے جنکا نام لوقا متی مرقس کی انجیل ہے یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ یسوع منجیٔ جہان تھا۔ دعووں کی سچائی کا معیار افعال و نتائج افعال ہوتے ہیں۔ یسوع کا دعویٰ تھا کہ وہ یہود کی کھوئی بادشاہت کو قائم کرنے آیا ہے اور غیر قوموں کی غلامی کے آہنی تنور سے انہیں نجات دیگا۔ مگر انجیلوں کے واقعات کی بنا پر یہ دعویٰ کیسا جھوٹا ثابت ہوا بلکہ وہ خود ذلت سے ہلاک کیا گیا اور ناپاک مشرکوں اور شریعت پرستوں نے ذلت کے بدنما داغ کو چھپانے کے لئے یہ عذر بدتر از جرم تراش لیا کہ وہ گناہ گاروں کیلئے موا اور اوسنے روحانی سلطنت قائم کی۔ ہر ایک نامراد ناکام و ناشاد انسان آخرکار یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اگرچہ وہ بظاہر ناکام رہا مگر روحانی طور پر کامیاب ہو گیا۔ تمام طلباء جو یونیورسٹیوں کے امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں دعویٰ کرسکتے ہیں کہ گو وہ بلحاظ ظاہری نمبروں کے فیل ہیں مگر روحانی طور پر [illegible] ہی ہیں۔ مگر یہ بے ثبوت لاف کیا کوئی فائدہ دیسکتی ہیں۔ کیا وہ ذلیل موت جیسے لعنت کہا جاتا ہے کچھ بھی مفید ہوئی۔ ہاں اس اعتقاد کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ سچی پاکیزگی اور پاک ایمان اور نیک اعمال کا تو نشان یسوع پرستوں سے مٹ گیا اور گناہ پر سخت دلیری پیدا ہو گئی۔ اسکی توضیح کی ضرورت نہیں یورپ کے ملکوں میں شراب اور زنا اور قمار بازی کی روزافزوں کثرت اور بہت سے بے حیائی کے کام اسکے گواہ ہیں کیا اوس بزرگ پادری لور یورپین پادری کا حال تمنے نہیں سنا جو ایک فیمیل آرفنج کا سپرنٹنڈنٹ تھا اور کیا کام کرکے وہ ولایت کو بھاگا اور واپس گرفتار ہوکر آیا ہے۔ پھر ایسے کمزور ناکام شخص کو منجیٔ جہان کہنا کیسی شرم کی بات ہے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ توریت کا کوئی بھی ایسی ناکامی اور نامرادی کی حالت میں دنیا سے نہیں اٹھا جس نا شادی اور درشن کامی سے یسوع مرا۔ حضرت موسیٰ کا دعویٰ تھا کہ وہ یہود کو فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ عملی طور پر اس دعویٰ کو سچا دکھا کر راست باز اور خدا کے نبی ثابت ہوئے کیا وہ بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور سے نکالکر نہ دکھاتا اور اس دعوے کی پردہ پوشی یوں کرتے کہ انہوں نے روحانی طور پر اسرائیلیوں کو نجات دلادی ہے تو بات نہایت ہی بیہودہ نہ ہوتی۔ اس جہان کے حقیقی نجات دہندہ تمام انبیا کو زندہ کرنیوالے تمام راستبازیوں کے جامع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جو دعوے قرآن کریم میں مذکور ہوئے ہیں وہ سب عملی طور پر پورے کرکے دکھائے۔ عرب گمنام تھے۔ آوارہ تھے۔ زناکار تھے۔ جوئے باز تھے شراب خوار تھے منتشر تھے انہیں ذلت اور خانہ جنگی کی غلامی اور جہنم سے نجات دلائی بلکہ تمام بدعادتوں سے پاک صاف کرکے جہان کا معلم انہیں بنلیا۔ مگر جائے حیرت ہے کہ یسوع نے کیا کیا کسی ناپاک عادت کو دنیا سے نابود کیا۔ اس کی نظیر میں کسی قوم کو پیش تو کرو۔ محدود قوم یہود کی جو رومی جوتے کے نیچے دبی ہوئی تھی ایک محدود مقام میں اسکی تبلیغ کی غایت اور مخاطب تھی انمیں کیا تبدیلی کر کے دکھائی چند کم ہمت بھی جو شاگرد تھے انکی کمزوریاں اور ضعف ایمان بھی دور نہ ہوئے۔ دنیا میں بہت سے گرے ہوئے بت پرست مذہب ہیں مگر جیسے اس کمزور بت یسوع کے پرستار گری ہوئی حالت میں ہیں ناقابل بیان ہے۔ رامچندر جی کے پوجنے والے کہہ سکتے اور دکھا سکتے ہیں کہ جناب راجہ رامچندر ایک دشمن پر جو ظالم راون تھا مظفر و منصور ہوئے اور یوں اپنے دعاوی میں کامیاب ہو کر پرستش کے مستحق ٹھہر گئے اسیطرح جناب کرشن مہاراج کے پرستار با ثبوت دعوے کر سکتے ہیں مگر یسوع کے پرستار کیا دکھا سکتے ہیں بس یہی کہ یسوع نے روحانی طور پر دنیا کو نجات دی کیا نجات دی یہی کہ کفارہ کے اعتقاد سے گناہوں اور بے باکیوں کے سیلاب کا بند توڑ دیا۔

تم ابھی تو گرفتار ہو اور مٹیالی زمین میں دبا ہوئی جال کی دیکھ نہیں سکتے۔ یورپ میں ہزاروں اہل دل دانشمند انسان کو خدا ماننے کے شرمناک عقیدہ سے بیزار ہو رہے ہیں

ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام

بوجہ شدت سردی کے صرف ظہر اور عصر کی نمازوں میں حضور شامل ہوتے رہے۔

۸ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کے وقت حضور علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے ایک خادم آمدہ از کشمیر نے سر بسجود ہو کر خدا تعالیٰ کے کلام اسجدوا لآدم کو اس کے ظاہری الفاظ پر پورا کرنا چاہا۔ اور نہایت گریہ وزاری سے اظہار محبت کیا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس حرکت سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ مشرکانہ باتیں ہیں ان سے پرہیز چاہیئے

ایک شخص کی درخواست مباحثہ پر فرمایا کہ حسب اعلام الٰہی ہم نے مباحثہ کا دروازہ بند کر دیا ہوا ہے۔ لیکن ہاں جسکا جی چاہے ازالہ شبہات کیلئے ہم سے کلام یا تحریر کر سکتا ہے بحث میں تو فریقین کو ہار جیت کا خیال ہوتا ہے مگر اسمیں یہ خیال نہیں ہوتا بحث کے بند کرنے سے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی اعتراض کرے یا سوال کرے یا اُسے کچھ وساوس ہوں تو اسکی طرف توجہ ہی نہ کیجائے بلکہ اس سے مراد یہی کہ جواب اور جواب الجواب اور پھر ہار جیت کا جو خیال لوگوں کو ہوتا ہے اس سے وہ احقاق حق سے دور جا پڑتے ہیں۔ ورنہ سوالات اور ازالہ وساوس کیلئے دروازہ کھلا ہے جسکا جی چاہے ہم سے پوچھ سکتا ہے۔

۹ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کے وقت تشریف لا کر طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ سردی کی شدت میں یہ کم ہو جایا کرتی تھی مگر اب سردی کی شدت کے ساتھ اسکی بھی شدت ترقی کر رہی ہے۔ حالانکہ ابھی اسکی مزید ترقی کے ایام آنے والے ہیں۔

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء

جمعہ حضور علیہ السلام نے مسجد اقصےٰ میں ادا فرمایا

۱۱ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کی نماز ادا فرما کر حضرت اقدس تشریف لیگئے لیکن جناب صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی کے اقارب میں سے ایک صاحب مولوی احمد سعید صاحب انصاری سہارنپوری برادر زادہ و شاگرد و خلیفہ محی السنۃ قامع البدعیہ حافظ حدیث جناب مولانا شیخ محمد انصاری سہارنپوری ملاذا مکی مہاجر مرحوم احقاق حق کے خیال سے تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے صاحبزادہ صاحب نے حضور اقدس سے انکی ملاقات کی درخواست کی جس پر حضور علیہ السلام اسیوقت تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر مجلس فرمائی بعد استفسار احوال و سکونت و مختلف اذکار کے مسئلہ جہاد کا تذکرہ ہوا جسمیں ضمناً بعض ان گروہوں کا ذکر بھی آگیا جو کہ ہر ایک کافر کو بذریعہ تلوار قتل کر دینے کو غزا قرار دیتے ہیں اور انگریزوں کے ملکوں میں رہنا بدعت اور کفر خیال کرتے ہیں اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ان کا یہ خیال کہ ہم کفر کے اثر سے بچنے کیلئے الگ رہتے ہیں اور اگر انگریزوں کی رعیت ہو کر رہیں تو آنکھوں سے کفر اور شرک کے کام دیکھنے پڑیں میرے نزدیک درست نہیں ہیں کیونکہ اس گورنمنٹ نے مذہب کے بارے میں ہر ایک کو تو آزادی دے رکھی ہے اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ امن اور سلامت روی سے اپنے اپنے مذہب کی اشاعت کرے۔ مذہبی تعصب کو گورنمنٹ ہرگز دخل نہیں دیتی اسکی بہت سی زندہ نظیریں موجود ہیں ایکدفعہ خود عیسائی پادریوں نے ایک جھوٹا مقدمہ خون کا مجھ پر بنایا ایک انگریز اور عیسائی حاکم کے پاس ہی وہ مقدمہ تھا اور اسوقت کا ایک لفٹنٹ گورنر بھی ایک پادری مزاج آدمی تھا مگر آخر اس نے فیصلہ میرے حق میں دیا اور بالکل بری کر دیا بلکہ یہانتک کہا کہ میں پادریوں کی خاطر انصاف کو ترک نہیں کر سکتا اس کے بعد بھی ایک مقدمہ فیصلہ ہوا جو پہلے تو وہ ہندو مجسٹریٹوں کے پاس تھا نہیں معلوم کہ انہوں نے کس رعب میں آکر بہت ہی واضح اور بین وجوہات کو نظر انداز کر دیا اور مجھ پر جرمانہ کیا۔ لیکن جب اسکی اپیل ایک انگریز حاکم کے پاس ہوئی تو اُس نے بری کر دیا اور مجسٹریٹ کی کارروائی پر افسوس کیا اور کہا۔ کہ جو مقدمہ اپنے ابتدائی مرحلہ پر خارج کے قابل تھا اسپر اسقدر وقت ضائع کیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں ابھی تک عدل اور انصاف کا مادہ موجود ہے اگر کسی قسم کا مذہبی تعصب یا بغض ہوتا تو کم از کم میرے ساتھ تو ضرور برتا جاتا ۳ لاکھ کے قریب جماعت ہے پھر افغانستان کے لوگ بھی آ آکر بیعت کرتے رہتے ہیں اور اب ایک نیا فرقہ ہونے کی وجہ سے بھی گورنمنٹ کی نظر اور توجہ اسطرف ہونی چاہیئے تھی مگر دیکھو کہ قریب ۸ کے ہمارے مقدمات ہوئے ہیں جنمیں سے سوائے ایک دو کے باقی کل مخالفین کیطرف سے ہوئے تھے مگر سب میں کامیابی ہمکو ہی حاصل ہوئی ہے اور انگریزوں نے ہی ہمارے حق میں فیصلے دیئے ہیں اگرچہ ہم ان سب کامیابیوں کو خدا کی طرف سے ہی سمجھتے ہیں کیونکہ اگر وہ نہ چاہتا۔ تو یہ لوگ کیا کرتے مگر جن لوگوں کے ذریعہ اور ہاتھوں سے اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوئی وہ بھی قابل شکر کے ہیں جہانتک میرا خیال بلکہ یقین ہے وہ یہ ہے کہ ابھی تک ان لوگوں میں تعصب نہیں ہے اور آئندہ کا حال خدا کو معلوم ہے اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کو خدمت دین ہی مطلوب ہے اور انکی غرض خدا کو راضی کرنا ہے تو چھپ کر بیٹھ رہنے سے کیا فایدہ۔ انکو چاہیئے کہ خدمت دین کا [illegible] ہیں۔

گورنمنٹ کیطرف سے کسی قسم کی سختی ہرگز نہیں ہے لوگوں کو تبلیغ اور اتمام حجت کریں یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ واعظ لوگوں کو گورنمنٹ گرفت کرتی ہے ہرگز نہیں ہاں جو لوگ مفسد ہوتے ہیں وہ ضرور خود ہی گرفت کے قابل ہوتے ہیں گورنمنٹ کا اسمیں کیا قصور۔ اب تو عیسویت کا یہ حال ہے کہ اسپر خود بخود موت آ رہی ہے خود ان کے بڑے بڑے عالم اور فاضل تثلیث کے پکے دشمن ہو گئے ہیں اور نئی تعلیم نے ان کے دلوں میں یہ بات کوٹ کر بھر دی ہے کہ بناوٹی خدا اب کام نہیں آ سکتا۔ پادریوں کی یہ حالت ہے کہ صرف ٹکڑے کی خاطر کام کر رہے ہیں ایکدن تنخواہ کو دیر ہو جاوے تو کام چھوڑ دیتے ہیں اور خود عیسائی مذہب کی رد میں کتابیں لکھتے ہیں اب جو زمانہ کسر صلیب کا ہے تقریر کے مقابلہ پر تلوار سے کام لینا بالکل نادانی ہے خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جسطرح اور جن آلات سے کفار لوگ تم پر حملہ کرتے ہیں انہی طریقوں اور آلات سے تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو۔ اب ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے حملے اسلام پر تلوار سے نہیں ہیں بلکہ قلم سے ہیں لہذا ضرور ہے کہ ان کا جواب قلم سے دیا جاوے اگر تلوار سے دیا جاویگا تو یہ اعتدا ہوگا جس سے خدا تعالےٰ کی صریح ممانعت قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان اللہ لا یحب المعتدین پھر اگر عیسائیوں کو قتل بھی کر دیا جائے تو اس سے وہ وساوس دور نہوں گے جو کہ دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ وہ اور پختہ ہو جاویں گے اور لوگ کہیں گے کہ واقعی اہل اسلام کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن اگر شیریں کلامی اور نرمی سے ان کے وساوس کو دور کیا جاوے تو امید ہے کہ وہ سمجھ جاویں گے اور ہم نے دیکھا کہ بعض عیسائی لوگ جو یہاں آتے ہیں انکو جب نرمی سے سمجھایا جاتا ہے تو اکثر سمجھ جاتے ہیں۔ اور تبدیل مذہب کر لیتے ہیں جیسے کہ ماسٹر عبد الحق صاحب نو مسلم [illegible] تو یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے کمربستہ ہو کر دین کی خدمت میں مصروف ہوں کیونکہ یہ وقت اسی کام کیلئے ہے اگر اب کوئی نہیں کرتا تو اور کب کریگا۔

بعض ایسے لوگ جن تک حضور علیہ السلام کی بعثت اور دعاوی کی مفصل کیفیت نہیں پہنچی تاہم وہ حسن ظن رکھتے ہیں اور بعض وجوہ سے کوئی یقینی فیصلہ نہیں کر سکتے اُن کے ذکر ہونے پر فرمایا کہ نیک لوگوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے کیونکہ انکو کامل علم نہیں ہے اور علم اصل میں اسی کو کہتے ہیں جبکہ انسان کی واقفیت رویت کی قائمقام ہو

الہامات کے ذکر پر فرمایا کہ قضا و قدر کے اسرار چونکہ عمیق در عمیق ہوتے ہیں اسلئے بعض وقت الہامات اور رویا کی تفہیم میں انسان کو غلطی لگ جاتی ہے مذکورہ بالا تقریر فرما کر حضرت اقدس تشریف لیگئے مگر پھر بہت جلد تشریف لائے اور فرمایا کہ عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ اذان ہو جاوے خانصاحب شادیخان اذان دینے گئے اور حضور علیہ السلام نے مجلس فرمائی چونکہ اسوقت اہل اسلام میں سے بھی مخالف اور منکر حضرت مسیح موعود الہام کے مدعی ہیں اور وہ دعوے کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے کاذب اور دجال ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ کی وحی ہوئی ہے اور دیگر بعض مذاہب غیر از اسلام میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو کہ اپنے مذہب کی تصدیق کیلئے بذریعہ الہام مدعی ہیں اسلئے اسی سوال کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ایک لطیف تقریر فرمائی جو کہ بہت ہی غور اور توجہ کے قابل ہے۔

اقوال الٰہی میں اختلاف ہے تو افعال الٰہی سے نتیجہ نکالو!

ہر ایک شخص اپنی حالت کے لحاظ سے معذور ہوتا ہے اس لئے ان میں فیصلہ کا ایک موٹا طریق ہے جسے ہم پیش کرتے ہیں اسوقت مختلف اقوام جن کا اسلام سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے الہام کے مدعی ہیں دس سال کا عرصہ گذرا کہ ایکدفعہ امرتسر سے ایک سکھ کا خط آیا کہ مذہب سکھ کے سچا ہونے کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے اور ایسے ہی ایک انگریز نے الہ آباد سے لکھا کہ مجھے عیسویت کے سچا ہونے کی نسبت الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی ہے اور ایک مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جنکو میں نیک جانتا ہوں انکی اولاد امرتسر میں ہے انکو بھی دعویٰ الہام کا ہے اور وہ

کہتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے اور مرزا صاحب کاذب اور دجال ہیں پھر ادہر ہماری جماعت میں بھی ہزارہا ایسے آدمی ہیں جنکو الہام اور رویا کے ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے اور خود رسول اللہ صلعم نے زبان مبارک سے تصدیق کی ہے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے اور یہی ذریعہ انکی بیعت کا ہوا ہے۔ تو اب ان مختلف اقسام کے الہاموں میں جلدی سے فیصلہ تجویز کرنا تقوے سے بعید ہے اسلئے میں جلدی کو پسند نہیں کرتا انسان کو چاہیئے کہ صبر اور دعا سے کام لے اور تقوے کے پہلو کو ہاتھ سے نہ چھوڑے ان اللہ مع الذین اتقوا

اسوقت خود اسلام میں کئی فرقے موجود ہیں جو کہ ایکدوسرے کی تردید کر رہے ہیں پھر دوسرے مذاہب کے حملے الگ ہیں ایک کتاب ترک اسلام لکھی گئی تھی اور اب ایک تہذیب الاسلام لکھی گئی ہے جسمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت فحش اور شرمناک حملے کئے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل مذاہب اور فرقوں میں ایک جنگ چل رہی ہے اور ہر ایک کا دعوے یہی ہے کہ ہم حق پر ہیں پس ایسی حالت میں فیصلہ کرنا ایک آسان امر نہیں ہے یا تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کسیکو فہم دے اور رشد عطا کرے۔ اور یا خود انسان جلدی نہ کرے اور صبر اور دعا سے کام لے تاکہ وقت پر حقیقت کھلجاوے کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے کیونکہ جھوٹے مذہب کیساتھ اسکی نصرت اور تائید کبھی شامل نہیں ہوسکتی اگرچہ جھوٹے مذہب کی بھی وہی خاطر خدا کو ہو۔ جو کہ سچے مذہب کی ہوتی ہے تو پھر سچ اور جھوٹ کا امتیاز کرنا محال ہوجائیگا اسلئے آنحضرت صلعم نے جیسے کہ قرآن شریف میں درج ہے یہ جواب دیا کہ اعملوا علی مکانتکم انی عامل کہ اگر تم لوگوں پر میرا سچا ہونا مشتبہ ہے تو تم بھی اپنی جگہ عمل کرو۔ میں بھی کرتا ہوں انجام پر دیکھ لینا کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے جو امر خدا کیطرف سے ہوگا وہ بہرحال غالب ہو کر رہیگا۔

واللہ غالب علی امرہ۔

ان مختلف الہامات کے فیصلہ کیلئے یہی دراصل یہی معیار ہے کیونکہ ایک طرف تو اہل اسلام الہام کے مدعی ہیں دوسری طرف سکھ وغیرہ بھی پس اگر یہ سب الہامات خدا کیطرف سے سمجھے جائیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ خدا بھی بہت سے ہیں کیونکہ اگر وہ سب ایک ہی کا کلام ہے تو آپس میں ایکدوسرے کی ضد کیوں ہیں کہ وہی خدا ایک کو کہتا ہے کہ فلاں شخص سچا ہے اور دوسرے کو کہتا ہے کہ جھوٹا ہے پس اسمیں فیصلہ کی جو آسان ترین راہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک قول ہوتا ہے اور ایک فعل اگر قول میں اختلاف ہو تو اب فعل کی انتظار چاہیئے قول پر اگر فیصلہ کا مدار رکھا جاوے تو اسکی نظیر دوسری جگہہ نکل آتی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ تم کذاب ہو۔ لیکن فعل کو کہاں چھپا ہیں گے اسکی مثال تو ایک سورج کی ہے جسکی رویت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے قول سے مراد ہماری وحی الٰہی ہے اور فعل سے نصرت اور تائیدات الٰہیہ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فعل کو دکھلاؤ تو یاد رہے کہ اس کا جلدی ظاہر کرنا ہمارا اپنا اختیار نہیں ہے اور کسی نبی کے اختیار میں بھی یہ بات نہیں ہوئی کہ وہ آیات اللہ کو جب چاہے دکھلا دیوے ہاں خلق اللہ کیخاطر ان کو اس قسم کے اضطراب ضرور ہوتے ہیں اور وہ خواہاں ہوتے ہیں مگر آخر آیات خدا کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اپنے مصالح سے ان کو کھولتا ہے آنحضرت صلعم کو بھی بڑا اضطراب تھا تو خدا تعالےٰ نے وحی کی کہ تو آسمان پر زینہ لگا کر جا اور ان کو نشان لا دے۔ اگر ہم کاذب اور دجال ہیں تو صبر کرو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

جب سے دنیا قایم ہوئی ہے یہ کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے کاذب کی تائید کرکے سچوں کو شکست دی ہو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں آپ کے مقابلہ پر الہام کے مدعی موجود تھے اور وہ آپ کو جھوٹا خیال کرتے تھے مسیلمہ کذاب بھی انہیں میں تھا اگر قول پر مدار ہوتا تو اشتباہ رہتا۔ مگر آخر فعل الٰہی نے فیصلہ کر دیا دیکھ لو کہ اب کس کے دین کا نقارہ بج رہا ہے کس کا نام روشن ہے جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس کو برکت دیجاتی ہے وہ بڑہتا ہے وہ پہلتا اور پہولتا ہے اور اس کے دشمنوں پر اسے فتح پر فتح ملتی ہے۔ لیکن جو خدا کی طرف سے نہیں ہوتا وہ مثل جھاگ کی ہوتا ہے جو کہ بہت جلد نابود ہو جاتا ہے خدا کو کوئی دہوکا نہیں دیسکتا جسکا مدار تقوے پر ہوگا اور جس کے خدا کے ساتھہ پاک تعلقات ہوں گے اسکی نصرت ہوگی یہ صرف ہمارے ساتھہ ہی نہیں ہے کہ اسوقت اور ملہم ہمیں جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ بلکہ عیسےٰ علیہ السلام اور موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو کہ ملہم تھے اور وہ ان نبیوں کی تکذیب کرتے تھے تو اسوقت کے دانا ؤں نے یہی فیصلہ دیا تھا کہ جو سچا ہوگا اسکا کاروبار بابرکت ہوگا۔ پس اب بجز اس بات کے اور فیصلہ نہیں نظر آتا کہ اگر قول میں پیچیدگی ہے تو فعل کو دیکھو۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ مجھسے یہ درخواست کہ فعل ظاہر ہو عبث ہے میں تو ایک عاجز بندہ ہوں یہ خدا کا کام ہے کہ جو فعل وہ چاہے ظاہر کردے میں کیا ہوں خود رسول اللہ صلعم نے یہی جواب دیا کہ انما الآیات عند اللہ انما انا بشیر ونذیر۔ انبیاؤں کا کام بازیگروں کیطرح چٹے بٹے دکھانا نہیں ہوتا وہ تو خدا کے پیغام رساں ہوتے ہیں علمی بحث الگ ہے اور الہامی بحث الگ ہے مختصر فیصلہ یہی ہے کہ اگر قول میں تعارض ہو تو فعل خود فیصلہ کردیگا۔ ایک مفتری تحصیلدار گورنمنٹ کی عزت نہیں پاسکتا اور گرفتار کیا جاتا ہے۔ تو مفتری علی اللہ کیسے اسکا محبوب ہوسکتا ہے اور وہ کب اوسکی تائید کرسکتا ہے اگر سچے کی عزت بھی ویسی ہو جیسا کہ جھوٹے کی۔ تو پھر دنیا سے امان اٹھہ جاویگا۔ پس یاد رکھو کہ قول کے اشتباہ فعل سے ہی دور ہوسکتے ہیں میرے ساتھہ جو وعدے خدا کے ہیں وہ ۲۵-۳۰ سال پیشتر براہین میں درج ہوچکے ہیں اور بہت سے پورے ہوگئے ہیں جو باقی ہیں جا ہو۔ تو ان کا انتظار کرو۔ الہام میں دخل شیطانی بھی ہوتا ہے جیسے کہ قرآن شریف سے بھی ظاہر ہے مگر جو شخص شیطان کے اثر کے نیچے ہو اسے نصرت نہیں ملا کرتی۔ نصرت اسے ہی ملا کرتی ہے جو رحمان کے زیر سایہ ہو۔ ہم اپنی زبان سے کسی کو مفتری نہیں کہتے جبکہ وحی شیطانی بھی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ کسی سادہ لوح کو دہوکا لگا ہو۔ اسلئے ہم فعل الٰہی کی سند پیش کرتے ہیں رسول اللہ صلعم نے بھی یہ پیش کی تھی اور خدا تعالیٰ نے فعل پر بہت مدار رکہا ہے ولو تقول علینا لاخذنا منہ بالیمین۔ میں فعل ہی کا ذکر ہے پس جبکہ یہ مسنون طریق ہے تو اس سے کیوں گریز ہے ہم لوگوں کے سامنے ہیں اور اگر فریب سے کام کر رہے ہیں تو خدا تعالےٰ ایسے عذاب سے ہلاک کریگا کہ لوگوں کو عبرت ہو جاویگی۔ اور اگر یہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور خدا کی طرف سے ہے تو پھر دوسرے لوگ ہلاک ہو جاوینگے۔

الحکم بذریعہ مشین کیونکر چھپا جا سکتا ہے؟

دو تین ہفتوں سے الحکم کے ذریعہ یہ خبر ناظرین اور بہی خواہان الحکم کو پہونچی ہے کہ چھپائی کی مشکلات کو آسان کرنیکی خاطر یہ تجویز زیر نظر ہے کہ انوار احمدیہ پریس میں سردست کم از کم ایک مشین منگوالی جاوے۔ تاوقتیکہ انجمن اسکے منگوانے کا انتظام نہ کرسکے دستی چلے۔

ناظرین الحکم میری اس بلند پروازی یا شیخ چلی کے سے خیالات کو حیرت اور تعجب کی نظر سے دیکھینگے کہ ایک طرف بقایا داروں کا شکوہ کیا جاتا ہے دوسری طرف مشین منگوانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ تیسری طرف مالی مشکلات کا دفتر کھلا ہے یہ کیا راز ہے؟ میں بجائے خود حیران ہوں کہ فی الحقیقت اس قسم کی مشکلات درپیش ہیں لیکن اسپر بھی مجھے کچھ ایسا یقین ہو رہا ہے کہ وہ وقت خدا تعالےٰ چاہے تو دور نہیں کہ انوار احمدیہ پریس میں ولایتی مشین چلے گی۔

کیونکہ خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کے جو تماشے اور کرشمے میں نے اپنی زندگی اور الحکم کے اجرا و اشاعت میں دیکھے ہیں وہی کرشمے مجھے یقین دلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کردے گا۔ کس کو یہ وہم و گمان ہوسکتا تھا کہ وہ اخبار جو آج آٹھہ سال پہلے محض بے سروسامانی کی حالت میں جاری کیا جاتا ہے بارور ہوگا اور قوم اسے محبوب بنالیگی اور اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مسلّم آرگن سمجھا جائیگا۔ پس جس رحیم و کریم مولیٰ نے اسطرح ذرہ نوازی کی ہے اس سے آیندہ کیا کیا میری امیدیں وابستہ نہیں ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے اور اسی یقین کی بنا پر میں نے الحکم کے سب سے پہلے پرچہ میں کہا تھا کہ اگر الحکم ملکی خیر سگالی اور نوع انسان کی بھلائی کیلئے شایع ہوتا ہے تو کامیاب ہوجائیگا۔ اوس یقین کی بنا پر میں اب بھی کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ نافع الناس وجود ہے تو انشاء اللہ العزیز کسی نہ کسی رنگ میں یہ ملک اور قوم کیلئے نفع رساں ثابت ہوتا رہیگا اور بڑہے گا اور پہلے گا اور پہولے گا۔

بعض لوگوں کو ایسی باتیں عجب اور خود ستائی کے رنگ میں نظر آیا کرتی ہیں مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں۔ اسلئے میں اپنا کام کئے جاتا ہوں

جہانتک مجھ سے ہو سکتا ہے اور خدا کا فضل جہانتک میری دستگیری کرتا ہے۔ بہرحال بات اصل مطلب سے نکل جاتی ہے۔ میرا مطلب اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ میں ظاہر کروں کہ الحکم مشین کے ذریعہ کیونکر چھاپا جا سکتا ہے حالانکہ اسکی مالی حالت اور ناکافی اشاعت ابھی اسکی اجازت نہیں دیتی کہ اسقدر خرچ کثیر کا بوجھ اسپر یا اپنے اصلی معنوں میں قوم پر ڈالا جاوے۔ یہ سچ ہے کہ مشین کی خرید کا خرچ کرنا پڑیگا۔ لیکن قوم مطمئن رہے کہ **میں اس کام کے لئے کسی سے ایک پائی بھی چندہ نہیں مانگتا** ہاں ایک امر ضرور پیش کرتا ہوں جو اس سے بالکل الگ ہے اور جس کا اثر الحکم کی توسیع اشاعت پر بھی پڑتا ہے اور ان مشکلات مالی میں بھی کافی مدد مل جاتی ہے۔ اور وہ کچھ مشکل بھی نہیں ہے۔ اگر الحکم کے **کل خریدار** اپنی جگہ یہ عزم بالجزم اور عہد **موثق** کر لیں کہ وہ آیندہ جولائی **۱۹۰۵ء تک پانچ پانچ خریدار بہم پہنچاوینگے تو ان کا یہ قومی آرگن انشاء اللہ ہر پہلو کے لحاظ سے مستقل اور مضبوط ہو جائیگا اور کثرت اشاعت کے ساتھ مشین** کے منگوا لینے کے پورے سامان بہم پہونچ جاوینگے۔

اس کے **علاوہ** ایک اور طریق بھی کارخانہ کو اس بارہ میں سہولت بہم پہونچانے کا ہے اور وہ یہ ہے کہ قریباً **دو ہزار روپیہ** مطلوبہ کا خریداران الحکم کے ذمہ بقایا ہے اگر اہل الرائے اور بارسوخ مقامی اصحاب اس کام میں مدد دینے کا وعدہ کریں تو یہ ایک رقم معقول امداد ہے میں ایک جدا چٹھی الحکم کے معزز اور بارسوخ اصحاب کی خدمت میں اس غرض سے بھیجونگا۔ کہ وہ **توسیع اشاعت** کیلئے مدد دیں۔ اور بقایاداروں کی فہرست بھی ان کے پاس بغرض وصولی بھیجدونگا۔

الغرض یہ طریق ہے مجھے اس کام میں مدد دینے کا۔ جو لوگ الحکم کے ساتھ خاص دلچسپی اور مذاق رکھتے ہیں وہ اٹھیں اور قوم میں اس تحریک کو عام کریں۔ آیندہ چھ مہینوں تک **توسیع اشاعت کا کالم** بدستور کھلا رہیگا مجھے کم از کم **۸۰۰ جدید خریداروں** کی ضرورت سردست ہے جو الحکم کے **دوسو آدمی** ہی پورا کر سکتے ہیں۔ خداتعالیٰ خود اس امر کو سرپرستان الحکم کے دل میں القا کرے کہ وہ اسکی ضرورت اور پابجائی کی طرف توجہ کر سکیں۔ ساری توفیقیں اور نصرتیں اسی سے آتی ہیں اور وہی بہترین کارساز ہے۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ڈاکٹر ڈوئی کے حریف امریکہ کے مشہور و معروف عیسائی پیغمبر ڈاکٹر ڈوئی کی طرح ولایت میں بھی ایک فرقہ کرسچین سائنس نام سے پیدا ہوا جس کا دعوےٰ ہے کہ اس کے ممبر صرف دعاؤں سے بیماروں کو اچھا کر دیتے ہیں انہیں کا ایک جوڑا مسٹر اور مسز کا ہے جنہوں نے مشہور کر دیا ہے کہ شاہنشاہ چین کی ماں کو انہوں نے عیسائی کر دیا ہے۔

مجھے اس سے بحث نہیں کہ شاہنشاہ کی والدہ عیسائی ہو گئی ہے یا نہیں بلکہ مجھے یہ کہنا ہے کہ اس زمانہ میں مذہب کے نام سے جو کچھ بھی ہے ضرور ہے کہ وہ ابھر آوے تاکہ مسیح موعود کا دعوےٰ لیظہرہ علی الدین کلہ پورا ہو اور میرا ایمان ہے کہ جس رنگ میں کوئی مذہب پیش ہوا اس رنگ میں اس کے ابطال کا حربہ مسیح موعود کو دیا گیا ہے۔

ہندوستان کا آیندہ مذہب اس سوال پر عیسائی اخبارات نے بارہا طبع آزمائیاں کی ہیں ۱۸۹۶ء میں لنڈن کے مشہور اخبار **سپکٹیٹر** نے **مسلمانوں کے دنیا میں خشر** پر ایک مبسوط آرٹکل لکھا تھا اسوقت میں نے ارادہ کیا تھا کہ اپنی سمجھ اور فہم کے موافق اسپر ایک آرٹکل لکھوں اتفاق سے وہ **نوٹ** مجھے مل گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس آرٹکل کیلئے یہی ایام خداتعالیٰ نے مقدر کر رکھے تھے پس اگر خداتعالیٰ نے توفیق دی تو وہ الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ایک لطیف مضمون پڑھیں گے۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا اب میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مدراس کے لارڈ بشپ نے حال ہی میں رسالہ **الیسٹ اینڈ ویسٹ** میں ایک آرٹکل لکھا ہے جسمیں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کا آیندہ مذہب عیسائی ہوگا میں اس مضمون پر اس اپنے موعود مضمون میں نظر کرونگا مگر سردست یہ ظاہر کر دینا کسی صورت میں نامناسب نہیں کہ کم از کم عیسائی مذہب کے حامیوں کو اہل ہند کی حالت میں وہ آثار اور علامات ضرور ملتے ہیں جو عیسائیت کے قریب نہیں لا رہے ہونگی جنکو دیکھکر وہ اس قسم کی پیشگوئیاں کرنے کے عادی ہو رہے ہیں۔ میں اس سے یہ نتیجہ نکالنے کا حق دار ہوں کہ **لاریب یہی حالت مسیح موعود** کی بعثت کی زبردست دلیل ہے طبایع میں نصرانیت کی طرف جھکاؤ خواہ کسی رنگ میں ہو اس امر کا داعی ہے کہ **مسیح موعود** آوے چنانچہ آنے والا آگیا اب اس کے آنے کے بعد کسی مذہب کی کامیابی اور اس کا عالمگیر مذہب ہو جانا۔

این خیال است و محال است و جنون

سید جماعت علی شاہ کے نام خط

سیالکوٹ میں جب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے میں تو سید جماعت علیشاہ اور انکے لوگوں نے جسقدر مخالفت میں شور و شر اٹھایا وہ ناظرین الحکم معلوم کر چکے ہیں حضرت حکیم الامۃ جو ہمیشہ واقعات کو غایر نظر سے دیکھا کرتے ہیں سید جماعت علی شاہ کی کارروائی کو تعجب سے دیکھتے تھے چنانچہ آپ نے دارالامان سے سید صاحب کو یکم جنوری ۱۹۰۵ء کو مندرجہ ذیل خط لکھا جس کی ایک نقل حسن اتفاق سے مجھے بھی ملگئی ہے میں اسے فایدہ عام کیلئے شائع کر دیتا ہوں۔ یاد رہے یہ خط سید جماعت علیشاہ صاحب کو ان کے مرید منشی احمد دین کی معرفت بذریعہ ڈاک بھیج گیا ہے۔ ایڈیٹر

از قادیان یکم جنوری ۱۹۰۵ء

مکرم معظم سید صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے مشایخ مکرم حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نقشبندی مہاجر مدینہ علیہ الرحمۃ تھے میں ان کے اخلاق، عادات اور اطوار کو بڑی عظمت اور وقعت سے اب تک دیکھتا ہوں اور میں اوس کو جب مسیار بناتا ہوں تو بہت سے کاملین کو کامل یقین کرنے کا مجھے موقعہ مل جاتا ہے۔ جناب نقشبندی سلسلہ کے ایک بزرگ ہیں اور چونکہ میں بھی اوس سلسلہ کا مستفیض انسان ہوں اسلئے مجھے حق پہونچتا ہے کہ میں اپنے سلسلہ کے لوگوں کی نسبت کوئی عیب دیکھوں تو ظاہر کردوں میں نے سیالکوٹ میں دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو آپ کے بڑے خوش کا اظہار کرتے تھے اور مرزا کی تہہ سے جو اپنے آپ کو تو دیکھی کہتے میں آپکے مقرب خاص تھے۔ اور مرزا کا مقابلہ ایسی طرح سے کیا جاتا تھا کہ جو آپ کے قومی فضل اور آپ کے شیخ نقشبندیہ اور روحانی تربیت کی طرف متوجہ ہونیکے بالکل خلاف نظر آتے تھے۔ میں مانتا ہوں کہ مرزا کا کوئی دعوےٰ آپکو ناگوار ہو یا ناگوار ہوا ہے مگر اہل اللہ کا مقابلہ اس طرح نہیں ہوا کرتا جسطرح آپکے کیا ہے۔ سب دل اللہ تعالیٰ کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں

والسلام۔ نورالدین۔

ناظرین سے پانچ منٹ

مبارکبادی کے خطوط۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **بریت** اور پیشگوئی پورا ہونے کے متعلق **مبارکبادی** کے خطوط اور اشعار بدستور آ رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قلوب مومنین کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی سکینت و اطمینان عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ فجزاہ۔ **افسوس** ہے میں ان سب **خطوط** اور **اشعار** کو الحکم میں درج کرنے کیلئے جگہ نہیں پاتا جن احباب کے خطوط درج نہ ہوں وہ امید ہے مجھے معذور سمجھیں گے۔

درخواست دعا۔ بابو نورالدین صاحب کلرک ڈاکخانہ گورداسپور اپنے عزیز بھائی کیلئے جس کا نام محمد شفیع ہے اور جو لاہور میں بیمار ہے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

نماز جنازہ۔ مولوی جمال الدین صاحب سید والہ کے رہنے والے حضرت اقدس کے ایک پرانے اور مخلص مرید تھے ان کے انتقال کی خبر مولوی عبدالحق صاحب کے ذریعہ ملی ہے احمدی جماعتیں اپنے مخلص بھائی کا جنازہ غائب پڑھیں ایسا ہی پنڈی چیری سے میاں احمد دین زرگر اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانے پر نماز جنازہ کی درخواست کرتے ہیں۔

توسیع اشاعت ہفتہ زیر اشاعت میں ریاست لس بیلہ سے منشی رحیم بخش صاحب شیدا نے الحکم کیلئے ایک جدید خریدار روانہ کیا ہے۔

اور منشی غلام نبی صاحب ہیڈ پوسٹماسٹر نے ۳ خریدار الحکم کیلئے بھیجے ہیں۔ ایسا ہی بابو **عبدالحق** صاحب پوسٹماسٹر سنگھتر جو الحکم کے خاص معاونین اور سرپرستوں میں سے ہیں الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہیں اور ابھی اور کئی خریدار بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہیں۔

جناب شیخ عبدالرشید صاحب زمیندار میرٹھ سے الحکم کے دو خریدار اپنی جیب خاص سے بھیجتے ہیں علاوہ بریں ۸ جدید خریدار اپنی درخواست پر **الحکم** کی برادری میں شامل ہوئے جزاہم اللہ احسن الجزاء

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام سکول کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب کی دو ہزار روپیہ کی اپیل پر میرے ناظرین الحکم سے چاہا تھا کہ اگر وہ دو دو روپیہ بھیجدیں تو یہ رقم بہت جلد جمع ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب میانمیر سے اس تحریک کیموافق دو روپے بھیجنے کو آمادہ ہیں سید ممتاز علیشاہ صاحب کمیس بلک ۱۲ نے سبقت کرکے دو روپیہ بھیجدیئے ہیں

ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی

مجھے دہلی سے میرے معزز بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے آگاہ کیا ہے کہ ایڈیٹر کرزن گزٹ کی منشیانہ چالاکیوں کی بدولت ایک اخبار نویس کو سخت مغالطہ ہوا ہے اور اسی وجہ سے وہ ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی کا ارتکاب کر بیٹھا ہے۔ جس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف گو ہنر گورنمنٹ آف پنجاب کو گمراہی ہوسکتی ہے اگرچہ ہز آنر سر چارلس ریواز کی دانشمند اور بیدار مغز گورنمنٹ سے ہم احمدی ہر طرح مطمئن ہیں لیکن تحریری طور پر ایک غلط واقعہ جبکہ ہز آنر کی میز تک بصورت میموریل پہنچا دیا گیا ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ اسکی فوری تردید کیجاوے۔ پس میں نہایت ادب کے ساتھ ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں عرض کرنے کی عزت چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے نازک پوزیشن پر انصاف کے ساتھ نظر کریں ایک ایسی تحریر جو لاریب ایڈیٹر شیعہ کے بیان کے موافق رنجدہ اور دل آزار ہے ہرچند وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان (جن کے خاندان نے ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں سرکار دولتمدار کی دوستانہ اور وفادارانہ مدد کی تھی) کی تحریر نہیں ہے بلکہ مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی اس کا مصنف اور مولف ہے اور اس نے اپنے اخبار میں کچھ ایسے انداز اور طرز سے اسے کوٹ کیا ہے جس سے ایک پڑھنے والے کو مغالطہ پیدا ہو اور وہ اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف منسوب کرے چنانچہ اس کا زندہ اور تازہ ثبوت یہ ہے کہ سید حیدر حسین صاحب ایڈیٹر شیعہ نے اپنے رسالہ کے ذریعہ ایک میموریل بھیجکر دادرسی اور انصاف چاہا ہے اگرچہ سید حیدر حسین صاحب نے جلدی کی اور پوری تحقیق اور تفتیش سے کام نہیں لیا۔ تاہم ہمیں شک نہیں کہ وہ ان الفاظ سے متاثر ضرور ہوا ہے۔ اسلئے میرا بحیثیت ایڈیٹر الحکم فرض ہے کہ میں اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کروں۔

اصل بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی نے اپنے اخبار میں "مولوی مرزا غلام احمد قادیانی" کے عنوان سے کئی ماہ سے ایک مسلسل مضمون شروع کر رکھا ہے جسمیں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی اور دلائل پر معقول اور متین نکتہ چینی کو چھوڑ کر لاطائل اور خیالی امور پر ایڈیٹر مذکور طبع آزمائی کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں ان کے حالات سے پورے واقف و ماہر ایک دہلوی بھائی نے ایک سلسلہ مضامین کا البدر میں شائع کیا ہے جسکو وہ اب **حیرت کی حیرانی** کے نام سے بصورت رسالہ شائع کرنیوالے ہیں۔ اس سلسلہ جواب میں دہلوی احمدی نے یہ طریق اختیار کیا کہ جو اعتراض وہ حضرت اقدس کی کسی تحریر پر کرے اس قسم کا مضمون وہ خود ان کی ہی تحریروں سے نکالکر پیش کر دیتے۔ چنانچہ اس طریق جواب میں حیرت صاحب کو کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

مرزا حیرت نے کہیں لکھا تھا کہ شرفا کا یہ کام نہیں ہوتا کہ بات بات میں گالی گلوچ پر اتر آئیں اسپر دہلوی مجیب نے مرزا حیرت کی اپنی تصنیفات سے ان گالیوں اور بدزبانیوں کی ایک فہرست دی جو انہوں نے دوسرے لوگوں کی نسبت استعمال کی تھیں۔ ایسا ہی حیرت نے اپنے کسی مضمون میں یہ نکتہ چینی کی تھی کہ یہ خیال بیہودہ ہے کہ احمدی تو طاعون سے نہ مریں اور رسول صلعم کے امتی طاعون سے مر جاویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی حیرت نے غیر احمدی کا ترجمہ خود کر لیا تھا بحالیکہ ایسا کوئی فقرہ ہماری تحریر میں نہ تھا۔ اسپر خود حیرت صاحب کی تحریروں سے اخذ کر کے ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء کے البدر میں ایک فہرست ان الفاظ کی شائع کی گئی تھی جن کے ذریعہ امت مرحومہ کے دوسرے افراد کو حیرت صاحب نے اسلام سے خارج کیا تھا اسپر حیرت صاحب نے یکم اکتوبر کے کرزن گزٹ میں اس مضمون پر کچھ ایسے انداز سے نکتہ چینی کی جس سے پبلک کو مغالطہ لگ گیا کہ یہ خود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ ہیں چنانچہ ایڈیٹر شیعہ نے بھی دھوکا کھایا۔ اور اسے میموریل بھیجنے کی ضرورت ہوئی جو مضمون منشی عبدالعزیز صاحب نے مع اپنے ریمارکس کے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں اسے ذیل میں درج کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ منشی سید حیدر حسین صاحب اس غلطی اور فروگذاشت کی جو ان سے جلد بازی میں ہوئی ہے تلافی کریں گے انہوں نے بلا وجہ معقول اور بلاتحقیق ایک ایسی جماعت کے امام و پیشوا کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کو مس ریپریزنٹ کیا ہے جو ہندوستان کی ۳ لاکھ وفادار رعایا کا امام ہے اور جس کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کا مسلمہ وفادار دوست ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ سید حیدر حسین صاحب اس رنج اور گھبراہٹ کی وجہ سے جو مرزا حیرت کے الفاظ سے انہیں قدرتی طور پر ہونی چاہیئے تھی صحیح فیصلہ نہیں کر سکے تاہم اب واقعات کے کھل جانے پر انہیں تلافی مافات کا موقع ہے جس میں انکی نیک نیتی اور سلامت روی ہے امید کرتا ہوں ان کا فرض ہے کہ وہ رسالہ **شیعہ** کی قریب ترین اشاعت کے ذریعہ اسکی تردید اور معذرت کریں اور بذریعہ خاص چٹھی ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کو اطلاع دیں اور ہز آنر سر چارلس ریواز کی دانشمند اور مدبر معاملہ فہم گورنمنٹ سے مجھے کافی امید ہے اور کامل یقین ہے کہ وہ اس میموریل کے اصل باعث اور موضوع کو اپنی زیرکی سے سمجھ لیگی۔

میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس بیہودہ میموریل کو یہاں درج کروں البتہ منشی عبدالعزیز صاحب کے ریمارک کو جو اسپر دیا گیا ہے یہاں درج کر دیتا ہوں۔ "مرزا حیرت کی تحریروں سے سادہ اور بھولا بھالا ایڈیٹر سید حیدر حسین صاحب دھوکہ میں آگیا ہے اور اس نے اپنے رسالہ موسوم بہ **شیعہ** بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۲۵ پر ہز آنر سر چارلس ریواز کی خدمت میں اپیل کی ہے جسمیں کرزن گزٹ یکم اکتوبر کے مضمون کا حوالہ دیکر مرزا حیرت کے مضمون کو احمدی جماعت کی طرف منسوب کرنے میں غلطی کھائی ہے۔ یہ میموریل دو ایڈیٹروں کی قابلیت کا نمونہ ہے۔ ان میں سے ایک نے اخباری دنیا میں ابھی قدم رکھا ہے۔ لیکن اپنے تئیں زاید از دو کروڑ شیعہ فرقے کے مسلمانوں کا وکیل ظاہر کرتا ہے دوسرا بہت پرانا ایڈیٹر ہے جسکی عمر کا بڑا حصہ خود اس کے قول کے موافق ایڈیٹری ہی میں گذرا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ ایڈیٹری بشرطیکہ اپنے فرائض منصبی کو ایمانداری کے ساتھ ادا کیا جاوے نہایت ہی معزز پیشہ ہے لیکن اس موقعہ پر جسطرح سے زاید از دو کروڑ لوگوں کے وکیل ایڈیٹر صاحب نے دھوکہ کھا کر بغیر تحقیق کئے غلط کارروائی کرنے سے اپنی سادہ لوحی کا ثبوت دیدیا۔ اسیطرح پرانے ایڈیٹر نے واقعی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ منشیانہ چال میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے لیکن ایسی مغالطہ آفرین تحریروں سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ان سے خود اپنی ہی وقعت کھوئی ہے۔

میاں حیدر حسین صاحب کا میموریل اگر درحقیقت نیک نیتی پر مبنی تھا تو کیا اب ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ جس زور شور سے وہ میموریل لکھا گیا تھا اصلی اور سچے واقعات و حالات معلوم ہو جانے پر اسی زور شور سے اس کی تردید کی جاوے ہمیں اس بات سے کچھ غرض یا واسطہ نہیں ہے کہ سچے واقعات کی بنا پر وہ دوبارہ کوئی میموریل بھیجیں یا نہ بھیجیں یہ ان کی غیرت ایمانی پر منحصر ہے تاہم آئندہ انکی کارروائی سے یہ ضرور معلوم ہو جاویگا کہ جو کچھ انہوں نے اب تک لکھا ہے اس کی وجہ دراصل مرزا صاحب کی مخالفت اور عداوت تھی یا غیرت ایمانی اور نیک نیتی مجھے اس بات کا تعجب ہے کہ میموریل میں جو الفاظ کرزن گزٹ سے نقل کئے گئے ہیں وہ بہت ہی معمولی ہیں اگر زیادہ تحقیق کر کے میاں حیدر حسین صاحب حیرتی تصانیف کو دیکھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ اس شخص سے زیادہ درشت نویس مشکل سے اور کوئی شخص ہوگا۔ اگر وہ حیرتی تصانیف بھی نہ دیکھتے بلکہ البدر ہی کے پچھلے نمبر منگا کر دیکھ لیتے تو غلط کارروائی بھی نہ کرتے اور ان کو ان الفاظ کا بھی پتہ لگ جاتا جو میموریل والے الفاظ سے کئی درجہ بڑھ کر حیرت صاحب کی تصانیف سے نقل کئے گئے ہیں۔ کیونکہ میموریل والے الفاظ سوانح عمری حضرت عمرؓ مصنفہ حیرت کے دو صفحوں سے نقل کئے ہیں اگر خلافت شیخین اور حیات اعظم مصنفہ حیرت کو شیعہ ایڈیٹر صاحب دیکھیں گے تو ہمارے بیان کی تصدیق ہو جاوے گی۔ اگر وہ چاہیں تو خلافت شیخین کے صفحہ ۹۰ و ۱۰۹ و ۱۲۶ و ۳۰۴ کو پڑھیں اور حیات اعظم کے صفحہ ۱۴۰ کو دیکھیں تو پتہ لگے گا کہ مرزا حیرت کیا کیا گل کترتے ہیں۔"

عبدالعزیز از دہلی

سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

شاہ صاحب کو جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے ہر روز رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت ہوتی ہے مجھے شاہ صاحب کی حالت دیکھکر میر عباس علی لودہانوی یاد آگئے انہوں نے ایک بار بڑی تعلی اور شیخی سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کو رسول نمائی کی دعوت کی تھی۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو ان کو پتہ لگ جاتا کہ حضرت حجۃ اللہ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرکے شاہ صاحب کو کیا حوصلہ ہے کہ ہر روز عجیب عجیب مبشر الہام شاہ صاحب کو نازل ہوتے رہتے ہیں جو وہ ایک بیاض میں لکھ رہے ہیں انشاء اللہ العزیز کسی وقت ان سب الہامات کو یکجا کرکے چھاپ دیا جائے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ شاہ صاحب ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے حضرت مسیح موعود کو خلیفۃ اللہ امام مامور من اللہ وغیرہ عظیم الشان خطابات سے مخاطب سنتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو یقیناً آپ ہی ہوتے ہیں۔ اب مخالف بتائیں کہ کیا یہ بین اور زندہ ثبوت حضرت اقدس کی سچائی کا نہیں ہے فتدبروا۔

شاہ صاحب یوماً فیوماً اس سلسلہ میں ترقی پاتے ہیں اور وہ بیان کرتے ہیں کہ یوم حج سے کعبۃ اللہ میں نمازیں کے ادا ہونے کی دی جا رہی ہیں یعنی ہر روز رویا میں میں کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتا ہوں۔

شاہ صاحب کا دارالامان میں پہلا ہفتہ

۲۱۔ جنوری ۱۹۰۵ء قادیان میں ایک عجیب رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور یہ الہام ہوا۔ یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین۔ (گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تھا)

۲۲ جنوری ۱۹۰۵ء۔ بعد نماز تہجد درود شریف پڑھتے ہوئے کشفی رنگ میں ایک نورانی تخت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اور صلحاء اور اصحابہ کی جماعت کو بیٹھے دیکھا۔ اور اسی کشفی رنگ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سورۃ ارءیت الذی یکذب بالدین کا وعظ فرمایا اور پھر حضرت مسیح موعود کے ایما سے حکیم الامت نے سورۃ الکوثر کے حقایق بیان کئے

۲۳ جنوری ۱۹۰۵ء

مخالفین معاندین اور متقین موافقین کے متعلق الہام الٰہی یوں ہوا۔ ان جھنم کانت مرصادا للطٰغین مآبا الی الآیۃ۔ ان للمتقین مفازا حدائق واعنابا الی الآیۃ اس کے بعد بحالت کشف حضرت صدیق اکبر نے جام کوثر پلایا یہ کہکر کہ تمہارے جد امجد یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اس کو پیتے ہی بیدار ہو کر تہجد کے بعد درود شریف پڑھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی جہاں حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء

بحالت رویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الذکر میں اجلاس فرما دیکھا۔ اسوقت حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ کونوا مع الصادقین پر عمل کرکے حضرت مرسل اللہ مامور من اللہ کی صحبت میں فایدہ اٹھا رہے ہو۔

۲۵ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین رضی اللہ عنہما اور صحابہ کبار حضرت مسیح موعودؑ کے بیت الذکر کی طرف تشریف لاتے دیکھا۔ اور آنحضرتؐ نے مجھے مبارک فرمایا۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا۔ اور سلما امت کی ایک جماعت کو دعاؤں میں مصروف پایا میں نے دعا کی ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ اس کے بعد میں قرب الٰہی کی دعا کرتا ہوں تو الہام ہوا۔ واسجد واقترب۔

۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجلاس بیت الذکر میں منعقد پایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے مخاطب کرکے مجھے فرمایا۔

چہ حال است اے محب اتقیاء
بہ بین بر مسند ختم الانبیاء

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خدا کی پناہ میں عمر گذار رہے ہیں اعلیٰ حضرت ایک لطیف تصنیف میں مصروف ہیں جو صاحبزادہ منظور محمد صاحب کے پاس سے ملیگی۔ یہ تصنیف اردو میگزین یا کسی اخبار کے ذریعہ شایع نہوگی بلکہ اس رسالہ کی صورت ہی میں ہوگی اور صرف صاحبزادہ صاحب ہی سے ملیگی۔ اور صاحبزادہ صاحب ہی کے اہتمام میں چھپے گی۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بہ ہی بہت اچھی ہے الحمد للہ

۳۔ موسمی تبدیلی کا حال سردست تو بدستور کر بہت کم تغیر ہوا ہے۔ موسمی بخار بہ رنگ طاعون کی چھیڑ چھاڑ رہے۔ قادیان کے قریب موضع کاہلوان طاعون آلودہ ہے اور اس مرض سے جانیں تباہ ہو رہی ہیں ارحم الراحمین اپنا فضل کرے

۴۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۵ء کو جناب بابو نند کشور صاحب انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر نے بمعیت مولوی محمد اشرف صاحب بی اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس گورداسپور تعلیم الاسلام سکول قادیان کا معاینہ فرمایا مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ نے تمام ضروری نقشہ جات نہایت نفاست اور صفائی سے قبل از وقت درست کر رکھے تھے جنکو صاحب ممدوح نے بہت ہی پسند فرمایا مدرسہ کے انتظام اور اسلوب کام سے بہت ہی خوش ہوئے انکی رائے جو انہوں نے کتاب رائے بک میں لکھی ہے کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج کروں گا۔ بابو نند کشور صاحب بڑے با اخلاق غیر متعصب اور زیرک انسان ہیں۔ ایسے آفیسر فی الحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ تعلیم الاسلام سکول سے مڈل کے امتحان میں سات طالبعلموں میں سے چھ پاس ہوئے اور سہ طالبعلم وظیفہ کیلئے امتحان مقابلہ کیلئے منتخب کئے ہیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی حمایت کیلئے قومی حمیت کی بہت بڑی ضرورت ہے

۵۔ ہفتہ زیر اشاعت میں رائے بریلی۔ آگرہ راولپنڈی سے مہمان دارالامان آئے۔ اس ہفتہ کے الہامات دوسری جگہ درج ہیں

جناب انسپکٹر صاحب کی رائے مدرسہ تعلیم الاسلام کے معاینہ پر

سکینڈری ڈیپارٹمنٹ۔ انٹرنس $\frac{1}{1}$ چہارم ہائی $\frac{1}{1}$ سوم مڈل $\frac{8+7}{8+7}$ دوم مڈل $\frac{13}{13}$ اول مڈل $\frac{13}{14}$ = $\frac{55}{56}$ + ۵۰ پرائمری ڈیپارٹمنٹ پنجم $\frac{12}{14}$ چہارم $\frac{18}{18}$ سوم $\frac{20}{20}$ دوم $\frac{11}{11}$ اول $\frac{26}{26}$ = $\frac{88}{89}$ ۲۰

مسلمان ۱۴۰ سکھ ۱ ہندو ۴ = ۱۴۵

فیس سماعت اللعہ ترقی ماہ

میں نے مع مولوی محمد اشرف صاحب بی اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع گورداسپور اس سکول کا معاینہ کیا۔ سال گذشتہ سے تین لڑکے تعداد میں زیادہ ہیں۔ رجسٹر صفائی اور صحت کی ساتھ رکھے ہوئے ہیں اور قوانین مدارس پر پورا عملدرآمد ہے فیسوں کی شرح بورڈ سکولوں کی شرح فیس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور معاف اور نصف معاف طالب علموں کی تعداد اب گھٹا کر قریباً مطابق ضابطہ تعلیم کی ہدایات کردی گئی ہے مدرسہ کی سالانہ آمدنی قریباً ماہ آگے سے زیادہ ہے۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ سالانہ ہوا ہے جس کے مقابل چندوں اور عطیوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے ورزش جسمانی کا بھی آغاز ہوگیا ہے جس کیلئے Parallel Bars ایک معلم رکھا گیا ہے اور Horizontal Bars لگا دیئے گئے ہیں انتظام تشفی بخش ہے اور لڑکوں کی روش با ادب ہے۔ دینی کتب کے علاوہ تعلیم سکیم وہی ہے جو سرکاری مدارس میں رائج ہے عملہ مدرسہ قریباً وہی ہے جو پہلے تھا اور کافی ہے اور استاد خاصے لائق ہیں۔ عمارت ضرورت کے موافق بہت کافی ہے اور ہر طرح کے اسباب سے مہیا ہے۔ تعلیم سائنس بسبب آلات کے موجود نہ ہونے کے فی الحال سکیم مدرسہ سے خارج کردی گئی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں ۵۰ لڑکے ہیں جس کا انتظام عمدہ ہے اور نگرانی خوب ہوتی ہے۔ سوم مڈل کا امتحان ہیڈ ماسٹر صاحب نے لیا تھا جس میں سات طلبا سے چھ طلبا چہارم ہائی میں ترقی کے لئے پاس ہوئے

دستخط نند کشور انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر
کیمپ بٹالہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

جنہوں نے مڈل پاس کیا مفصلہ ذیل ہیں۔
مظفر احمد۔ فیض احمد۔ عطاء الدین۔ غلام حسین۔ عبد الرحمن۔ محمد جمیل

وہ طلبا جو وظیفہ کیلئے مقابلہ کے امتحان کے واسطے منتخب کئے گئے۔

مظفر احمد۔ فیض احمد۔ غلام حسین۔ عبد الرحمن۔

الضحیٰ

خطبہ عید

جو کہ ۱۶ فروری ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی نورالدین صاحب نے مسجد اقصےٰ میں پڑھا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ پ ۱۶

یہ ایک موقعہ ہے مسلمانوں کے اجتماع کا اور اسطرح کا موقعہ سال میں صرف دو دفعہ ہی آیا کرتا ہے ایک تو یہی ہے اور دوسرا اسوقت ہوا کرتا ہے جبکہ لوگ رمضان شریف کے روزوں سے فارغ ہو کر ان انوار اور برکات سے متمتع ہو جاتے ہیں جو کہ اللہ تعالےٰ نے اس مبارک ماہ میں رکھے ہیں اس کا نام عید الفطر ہے اوسمیں خوشی کا موقعہ یہ ہے کہ اس ماہ میں تقوی کے مراتب طے کرنیکا اور قرب الہی کے حاصل کرنے کا پہر سحری کے وقت بذریعہ نوافل اور دعاؤن کے خدا کے فضل کو طلب کرنیکا موقعہ ملتا ہے اس لیے اس خوشی میں لوگ صدقہ فطر کے ذریعہ غریب لوگون کو خوش کیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے اجتماع کے مختلف اوقات مقرر کیے ہیں جنمین وہ باہمی ملاپ سے خدا تعالےٰ کے فضلون کو حاصل کر سکتے ہیں اور ایک محلہ کی مسجد میں اوس محلہ کے آدمی پانچ وقت جمع ہوتے ہیں پہر ہر ہفتہ میں جمعہ کے روز شہر کے آدمی ملکر شہر کی کسی بڑی مسجد میں اس قومی اجتماع کو قایم کرتے ہین پہر یہ عیدین کے ایام ہیں کہ جنمین علاوہ شہر کے باہر کے آدمی بہی آجاتے ہیں جیسے کہ اسوقت بہی بعض دوست مختلف مقامات سے یہان آئے ہوئے ہین چونکہ آج کی تقریب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فعل سے ایک خاص مناسبت ہے اسلئے مین نے ان آیات کو پڑہا ہے جنمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم ایک ایسا انسان گذرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات ہونے کی وجہ سے اپنی قوم اور قریبی اور بعیدی رشتہ داری کے تعلقات کی پرواہ نکی تہی اور اپنے اب یعنے چچا سے بہی باوجود اس کے کہ ان کے تعلقات اوس سے بہت تہے مباحثہ کیا تاکہ بدرسوم کا استیصال ہو اس مقام پر اب کے معنون مین محققین کا اختلاف ہے لیکن میرے نزدیک اس کے معنے اس جگہہ حقیقی باپ کے ہرگز نہین ہین ایسا ہی ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ وقت سے بہی مقابلہ کیا اور یہ سب کچہہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے قایم کرنے کیلیے کیا گیا تہا اس مباحثہ مین احیار اور امانت کی بہی ایک بحث تہی جہان ابراہیم علیہ السلام کا قول ربی الذی یحیی و یمیت درج ہے اور جو کہ توحید باریتعالےٰ کے متعلق ایک عجیب فقرہ ہے جسکو ہمارے زمانہ سے بڑا تعلق ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے بہی مردہ زندہ کیے تہے تو پہر ابراہیم علیہ السلام کا یہ استدلال کوئی قابل وقعت نہین ہو سکتا اور ان کا یہ کام اور کلام سب خاک مین مل جاتا ہے ہان ایک معنے کے رو سے انبیاء بہی احیار کرتے ہین مگر چونکہ خدا تعالیٰ لیس کمثلہ شیٔ ہے اس لیے اس کا احیار بہی لیس کمثلہ شیٔ ہی ہوگا اور انبیاء کا احیا اس سے کوئی لگاؤ نہ رکہیگا یہ بالکل سچ ہے کہ احیار موتی صرف رب کا ہی کام ہے اور وہ بہی کسی اور عالم مین انبیاء کے احیار کے یہ معنے ہین کہ بعض شریر لوگ جو کہ انکی پاکیزہ مجالس مین آتے رہتے ہین اور انہین سے بعض اپنی کسی فطری سعادت کی وجہ سے جو کہ اون کے نطفہ مین آئی ہوتی ہے ہدایت پاجاتے ہین اونکی کفر و فسق کی حالت کا نام موت ہوتا ہے اور ہدایت پاجانے کو احیار سے تعبیر کرتے ہین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو ملہ راہ اور انکی فرمانبرداری کا خدا قرآن شریف نے ان آیات مین بیان فرمایا ہے کہ جیسا اس کے رب نے اسے کہا اسلم کہ تو فرمانبردار ہوجا تو ابراہیم نے کوئی سوال کسی قسم کا نہین کیا اور نہ کوئی کیفیت دریافت کی کہ مین کس امر مین فرمانبرداری اختیار کرون بلکہ ہر ایک امر کیلیے خواہ وہ کسی رنگ مین دیا جاوے اپنی گردن کو آگے رکہدیا اور جواب مین کہا کہ اسلمت لرب العلمین۔ کہتے ہین تو رب العالمین کا تابعدار ہو چکا ابراہیم علیہ السلام کی یہی فرمانبرداری اپنے رب کیلیے تہی جس نے اونکو خدا کی نظر مین برگزیدہ بنادیا وہ لوگ جو ابراہیم کا دین یعنے ہر طرح اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا اختیار نہین کرتے غلطی کرتے ہین اور اس لیے اللہ تعالےٰ ان کو سفیہ قرار دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اوسے دنیا مین بہی برگزیدہ کیا پس وہ لوگ جو کہ دنیا مین ترقی کرنا چاہتے ہین وہ غور کرین کہ خدا کی فرمانبرداری سے وہ ابراہیمی مراتب حاصل کر سکتے ہین ہر ایک قسم کی عزت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے اور یہ سب کچہہ اسلمت کا نتیجہ ہے۔

ووصّٰی بہا ابراھیم بنیہ۔ ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کو بہی یہی سکہایا کہ جب تک خدا تعالےٰ حکم دے تب تک ہی تم اسکی اطاعت کرتے رہو وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے کلام کے منکر ہین اور ان کا یہ خیال ہے کہ جو کچہہ خدا تعالےٰ نے کرنا تہا کر چکا۔

اس مقام پر سوچین کہ اگر یہ سلسلہ بند ہو چکا تہا اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور کوئی احکام ضرورت زمانہ کے لحاظ سے نازل نہ ہونی تہی تو پہر اسلم کی آواز کی اطاعت کیلیے کیون ابراہیم نے اولاد کو تاکید کی پہر صرف ابراہیم ہی نہین بلکہ اس کا پوتا حضرت یعقوب بہی اپنی اولاد کو یہی حکم دیتا ہے۔ فلا تموتن الا و انتم مسلمون۔ کہ اے میری اولاد تمہارے لیے اللہ تعالےٰ نے یہ دین (ابراہیمی) پسند فرمایا ہے کہ تم ہر وقت خدا کی فرمانبرداری مین رہو حتےٰ کہ تمہاری موت بہی اوس فرمانبرداری مین ہو۔ یہ فرمانبرداری جو کہ ہر ایک کامیابی اور ترقی کا چشمہ ہے انسان اس سے کسطرح محروم رہجاتا ہے اس کا باعث قرآن شریف مین تواریخی واقعات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے پہلا نافرمان جسکی تاریخ ہمین معلوم ہے ابلیس ہے وہ کیون نافرمان بنگیا اسکی خبر ہی قرآن شریف نے بتلائی ہے کہ اس نے ابی اور استکبار کیا یعنے اوسمین انکار اور تکبر تہا جسکی وجہ سے وہ اسلم کی تعمیل نہ کر سکا اس وقت بہی بہت لوگ ہین کہ اس ابی اور استکبار کی وجہ سے اسلم کی نعمت سے محروم ہین۔ کسی کو عقل پر تکبر ہے کسی کو علم پر کسی کو اپنے بزرگون پر جو کہ ان کے نقصان کا باعث ہو رہا ہے اور جب کبہی خدا کے مامور آتے رہے ہین۔ یہی ابی اور استکبار اونکی محرومی کا ذریعہ ہوتے رہے ہین۔ انسان جب ایک دفعہ مونہہ سے نہ کر بیٹہتا ہے تو پہر اوسے دوبارہ ماننا مشکل ہو جاتا ہے اور لوگون سے شرم کی وجہ سے وہ اپنی ہٹ پر قایم رہنا پسند کرتا ہے اسکا نتیجہ پہر کہلم کہلا انکار اور آخر کار وکان من الکفرین کا مصداق اُن کو بننا پڑتا ہے۔

چونکہ مامورین الہی کا سلسلہ تو ہر زمانہ مین اور زمانہ کی ضرورتون کے موافق اپنی قدیم سنت کے لحاظ سے خدا نے نبی اور رسول مبعوث کرنے تہے اسلیے قرآن شریف کے اول رکوع مین ہی تعلیم دی ہے کہ انسان کو انکار کا پہلو حتی الوسع اختیار ہی نہ کرنا چاہیے۔ قرآن شریف کے اول رکوع مین ہی اس کا ذکر ہے۔ ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرھم لا یومنون۔

چونکہ وہ لوگ اول انکار کر چکے تہے اسلیے شیخی پرورری کے خیال سے اون کو رسول اللہ صلعم کی مجلسون مین بیٹہنے اور آپ کی باتون پر غور کرنے نہ دیا اور انہون نے آپ کے انذار اور عدم انذار کو برابر جانا اس کا نتیجہ کیا ہوا لا یومنون یعنے ہمیشہ کے لیے ایمان جیسی راحت اور سرور بخش نعمت سے محروم ہو گئے یہ ایک خطرناک مرض ہے کہ بعض لوگ مامورین کے انذار اور عدم انذار کی پرواہ نہین کرتے اون کو اپنے علم پر ناز اور تکبر ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ کتاب الہی ہمارے پاس بہی موجود ہے ہم کو بہی نیکی بدی کا علم ہے یہ کونسی نئی بات بتانے آیا ہے کہ ہم اسپر ایمان لاوین۔ ان کمبختون کو یہ خیال نہین آتا کہ یہود کے پاس بہی تو توراۃ موجود تہی اور پہر وہ عمل درآمد بہی رکہتے تہے پہر اون مین بڑے بڑے عالم، زاہد اور عابد موجود تہے پہر وہ کیون مردود ہو گئے اس کا باعث یہی تہا کہ تکبر کرتے تہے اپنے علم پر نازان تہے اور وہ اطاعت جو کہ خدا تعالےٰ نے اسلم کے لفظ سے چاہتا ہے اونمین نہ تہی۔ ابراہیمی طرز اطاعت ترک کر دی۔ یہی بات تہی کہ جس نے اونکو مسیح علیہ السلام اور اوس رحمۃ للعلمین نبی کریم صلعم کے ماننے سے جس سے توحید کا چشمہ جاری کہے ماننے سے باز رکہا۔

(باقی آئندہ)

جن حضرات کے ذمہ ابہی تک سال گذشتہ کا بقایا ہی موجود ہے مہربانی کرکے وہ از خود ہی بہیجدین اور یا وی پی اجراشدہ ملنے کے لینے کو طیار رہین۔ ایڈیٹر

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر دوم

تگفتہ نہ دارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

گذشتہ نمبر میں یہ امر بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھلے الفاظ میں مباہلہ کی درخواست انجام آتھم میں کی تھی۔ اس مباہلہ سے ہمیشہ کے لئے قطعی فیصلہ ہو جانے والا تھا لیکن ان مخالفوں نے کوئی صورت اور طریق فیصلہ کا اختیار نہیں کیا۔ خود مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب بھی مباہلہ کے لئے ہرگز نہیں آئے۔ اگر شرائط مباہلہ کے موافق انہوں نے کبھی مستعدی ظاہر کی تھی تو ایسی تحریر پیش کرنی چاہیے جو یقیناً وہ پیش نہ کر سکیں گے جس میں شرائط مباہلہ کا پورا لحاظ رکھا گیا ہو۔ اور کوئی عذر بلکہ حیلہ بہانہ نہ کیا گیا ہو۔ اور اب مباہلہ کے لئے دلی زبان اور کمزور الفاظ میں آمادگی ظاہر کرنا مشت بعد از جنگ ہے حضرت حجۃ اللہ جیسا کہ میں نے آپکی تحریر پیش کر دی ہے اسی انجام آتھم میں اس مباہلہ کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے کر چکے ہیں اور آئندہ کیلئے عدم التفات کا اعلان دیدیا گیا ہے پس اس اعلان سے فائدہ اٹھا کر یہ لوگ جاہلوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کی چالاکیوں سے کام لیتے ہیں کہ ہم طیار ہیں اور جب انکو مقابلہ کیا گیا تھا تو کیا سانپ سونگھ گیا تھا جو باہر نہ نکلے اور اب ہوش آیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ان مولویوں اور سجادہ نشینوں کی خاموشی اور مباہلہ سے گریز نے حضرت اقدس کی سچائی کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے اور اسکے ساتھ تائیدات اور ترقی کے سلسلہ نے اور پختہ کر دیا ہے۔

ایک اور چالاکی اور مغالطہ سے بھی یہ لوگ کام لیتے ہیں اس لئے مباہلہ نہیں کرتے کہ ... نے اقرار کیا تھا۔ ہر چند یہ ان لوگوں کی ... بھی ہے وہ اقرار بجائے خود موجود ہے اسکے انتفا موجود ہیں۔

حضرت اقدس اس سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ سے ایما اور اشارہ سے انجام آتھم میں ان امور کا قطعی فیصلہ کر چکے تھے۔ انکے بعد اگر کوئی شخص بیہودگی اور کمینہ پن کا شیوہ اختیار کرے مباہلہ یا مباحثہ کا چیلنج کرتا ہے تو وہ اپنی نادانی کا ثبوت دیتا ہے پھر ایسا شخص جو اس دعوت مباہلہ میں مدعو بھی ہوا اور سامنے نہ آیا ہو۔

پس مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے قطعی گریز اور فرار ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لئے نہیں آیا۔ اور اب کہنا یہ صرف اسی خیال سے ہے کہ چونکہ وہ سلسلہ مباہلہ کا اتمام حجت کے بعد بند کر دیا گیا تھا اور حضرت اقدس اپنے سچے وعدہ کے موافق التفات نہ فرماویں گے ہم لوگوں کو اپنی آمادگی ظاہر کر کے کامیاب ہو جائیں گے مگر نہیں جانتے کہ یہ چالاکی اب کام نہیں دے سکتی۔ بہت ہی اچھا ہوتا اگر فاضل صاحب اس مباہلہ کے سوال کو نہ چھیڑتے تاکہ ان کی ایسی پردہ دری نہ ہوتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ دو امر بخوبی طے ہو چکے یعنی امر اوّل اور امر سوم جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مباہلہ کی درخواست پر مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز نہیں آئے اور اب بھی کوئی آمادہ نہیں اور یہ آمادگی محض نمائش مباہلہ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ہے ورنہ وہ اب بھی آمادہ نہیں ہیں۔

چنانچہ اس آخری امر کا سب سے بڑھکر ثبوت خود انکی اپنی ہی تحریر ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبد الحق غزنوی نے الآخرہ

دانشمند اور خدا ترس دل لیکر غور کرنے والے انصاف سے بتائیں کہ کیا بھلا اگر کے الفاظ صاف طور پر دلالت نہیں کرتے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کو سچائی کا معیار ہرگز نہیں سمجھتے اور گویا یقین رکھتے ہیں کہ مباہلہ ایک بے سود امر ہے۔ ورنہ اس قسم کے الفاظ جو ... میں تحریر نہ کرتے مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کیسے تو جو حقیارہ اٹھاتے اٹھاتے مگر اس سے بڑھکر اور کیا شرمناک امر ہوگا کہ ایک شخص جو مولوی فاضل کہنے سے خوش ہوتا ہے اور مفسر اور عالم کہلاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے ایک قائم کردہ معیار راستبازی اور محک نبوت کو گویا فضول اور لغو قرار دیتا ہے۔

قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امر مباہلہ کو قائم کیا۔ یہ علمی پردہ دری مولوی ثناء اللہ صاحب کی کیا اثر مباہلہ سے کم ہے۔ کہ وہ اس معیار اور محک کو بیہودہ نظر سے دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قائم فرمایا اور جو نبوت کا زبردست ثبوت ہے۔ ایسا شخص جو مباہلہ کو حقیر سمجھتا ہے اور اسے سچائی کا معیار قرار نہیں دیتا پھر وہ مباہلہ پر آمادگی کیونکر ظاہر کر سکتا ہے۔ یہ صرف جہلا کو خوش کرنے کی بات ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اس کے دل میں مباہلہ کی ذرا بھی عظمت نہیں۔ مولوی فاضل صاحب مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ کی تحریریں قرآن کریم کی عظمت پر بہت برا اثر ڈال رہی ہیں۔

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

ہم تو آپکی استہزا سے بھری ہوئی تحریروں کا نشانہ بنے ہوئے تھے مگر خدا کے لئے خدا کی کلام کی حرمت اور تعظیم کو ہاتھ سے نہ دیں۔ مگر نہیں یہ اثر ہے خدا کے مامور و مرسل کی مخالفت کا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ خدا کے برگزیدہ بندوں کی مخالفت اور انکار رفتہ رفتہ سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے اسلئے آپ خدا سے ڈریں اور اس طریق استہزا سے باز آئیں۔

میں نہیں جانتا اس سے بڑھ کر کھلا کھلا ثبوت مباہلہ سے گریز اور استخفاف قرآن کریم کے قائم کردہ معیار کا اور کیا ہوگا جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کیا ایسی صورت اور حالت میں یہ امید اس سے ہو سکتی تھی کہ وہ مباہلہ کے لئے آتا۔ ایسا طرز تحریر مولوی ثناء اللہ صاحب کا کیوں ہے؟ اسکا مختصر سا جواب تو میں نے ابھی دیا ہے لیکن مفصل جواب انشاء اللہ مولوی صاحب کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب میں (جسکا میں نے ابھی خدا کے فضل سے ارادہ کیا ہے) دونگا اور انشاء اللہ ایسا جواب دونگا جسکا کوئی جواب یقیناً مولوی فاضل نہ دے سکیں گے اور ان کو ایسی بیہودگی بتا دونگا جسکی تسلیم سے انہیں ہرگز چارہ نہ ہوگا۔ بشرطیکہ انصاف سے کام لیں۔

اب اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ مولوی فاضل صاحب کے پیش کردہ صوفی عبد الحق غزنوی کے مباہلہ پر نظر کروں کہ اسکا نتیجہ صوفی عبد الحق کے حق میں ہوا یا حضرت اقدس کے حق میں۔

میں تحریری ثبوت اور واقعات کی بنا پر تو اس امر پر روشنی ڈالوں ہی گا سردست میں کیوں مولوی فاضل صاحب ہی سے نہ پوچھ لوں کہ آپ ایمان اور انصاف سے بتائیں کہ صوفی عبد الحق غزنوی کی جو عزت اور عظمت آپ کے دل میں ۱۸۹۳ء سے پہلے تھی جو مباہلہ کا سال ہے کیا آج بھی ویسی ہی عزت اور عظمت ہے؟

آپ اس سوال کا جو کچھ بھی جواب دیں گے اس سے بھی ایک کام کی بات نکل آئیگی اور آپ کی تحریریں اس پر اور روشنی ڈالدیں گی۔

لیکن میں اس کے سوا عبد الحق کے مباہلہ کے متعلق کچھ اور عرض کرونگا۔ سب سے اوّل قابل غور یہ امر ہے کہ مباہلہ کے لئے عبد الحق نے دعوت دی تھی یا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی دعوت کو قبول فرمایا تھا؟

جو لوگ واقعات کا صحیح علم رکھتے ہیں یا جنہوں نے ان تحریروں کو پڑھا ہے جو اس کے مباہلہ کے متعلق شائع ہوئی تھیں وہ بخوبی جانتے ہیں اور غالباً مولوی فاضل صاحب بھی انکار نہ کریں گے کہ حضرت اقدس نے اسکی درخواست مباہلہ کو محض مخلوق الٰہی کو ہلاکت سے بچانے کے واسطے قبول کر لیا تھا۔ اب دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ کیا حضرت اقدس نے اس مباہلہ میں عبد الحق کے لئے کوئی بد دعا کی تھی؟ اس کا جواب بھی صاف ہے کہ حضرت اقدس نے عبد الحق کے لئے ہرگز ہرگز کوئی بد دعا نہیں کی چنانچہ قطع نظر اس کے کہ خود صوفی عبد الحق اس امر کی شہادت زندہ موجود ہے وہ سب لوگ جو اسوقت موجود تھے اور بالکثر انہیں سے زندہ ہوں گے اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ میں نے ۱۸۹۷ء کے جلسہ سالانہ کی رپورٹ شائع کرتے وقت حضرت اقدس کے سلسلہ گذشتہ سالوں پر نظر کرتے ہوئے مباہلہ کے متعلق لکھا ہے رپورٹ صفحہ ۹

مباہلہ کے لئے عیدگاہ کا میدان تجویز ہوا تھا ہزارہا مخلوق ہندو مسلمان حتیٰ کہ عیسائی تک جمع تھی ہمارے زبردست مخالف میاں محمد حسین بٹالوی بھی دامن کشاں میدان مباہلہ میں پہنچے مگر ہرزہ درائی کے سوا اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ مباہلہ کے لئے نکلنے آخر صوفی عبد الحق غزنوی یہاں ان سب کا فدیہ ہوا۔ اور اسنے مباہلہ کیا مگر اس کریم نفس انسان کی ہمدردی اور محبت دیکھئے کہ فریق مخالف کے لئے بد دعا تک نہیں کی۔

جو وقت راستباز کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ اے خدا اگر میں تیری طرف سے نہیں ہوں تو تو مجھ پر ایسا عذاب نازل کر کہ دنیا میں کسی مفتری پر نہ ہوا ہو۔

یہ حالات چھ سال سے شائع شدہ ہیں۔ لیکن کسی نے انکی تکذیب نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

اب خدا ترس دل لیکر دیکھو کہ اس مباہلہ میں حضرت اقدس نے جو دعا کی ہے اس میں صوفی عبد الحق یا کسی اور کے لئے کوئی بد دعا ہے۔

میرے اس فقرہ سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ میں مانتا ہوں کہ عبد الحق پر اثر نہیں ہوا۔ اثر تو میں الگ ظاہر کروں گا۔ سردست مباہلہ کی عام حالت کے لحاظ سے اثر کا اندازہ کرانا چاہتا ہوں۔

اس دعا پر عبد الحق اور اس کی جماعت نے اور خود حضرت حجۃ اللہ نے آمین کہی

اب مولوی فاضل صاحب! ایمان سے کہو کہ اگر خداتعالےٰ نے صوفی عبدالحق اور اس کے رفقا کے ساتھ نہاتوان کی دعا کا اُلٹا اثر کیون پڑا؟

چاہئے تو یہ تہا کہ یہ راستباز جسے آپ اپنی کورچشمی سے نہین محض ضد اور عداوت سے مفتری علے اللہ سمجہے ہوئے ہو عذاب الٰہی سے پاش پاش ہو جاتا مگر اسکو تو ایسی خارق عادت ترقی اور کامیابی نصیب ہوئی ہے جسکا نمونہ آپ کو دکہانا ناممکن ہوگا۔ کیا غزنوی گروہ کی قبولیت دعا کا یہی اثر تہا؟

پہر اس سے بڑہ کر مباہلہ کا اثر اور حضرت اقدس کی سچائی کا ثبوت اور کیا چاہئے جس پر **خدا کی مہر** لگ چکی ہے کہ صوفی عبدالحق اور اس کی جماعت کی دعا کو خداتعالےٰ نے اٹہا کر انہین پر دے مارا اور حضرت اقدس پر انعامات و اکرام اور افضال کی کثرت کر کے دکہا دیا کہ یہ مفتری نہین ہے بلکہ سچ سچ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی ہے اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کا مصداق صحیح ہے۔ لیکن دیکہنے والی آنکہ اور سمجہنے والا دل بہی تو ہو۔

ــ نے گوش ماندہ است نہ ہوش و نہ نور دل
جز یک زبان شکل کہ نیز زد بیک درم

اب آپ بتائین کہ صوفی عبدالحق کے لئے اور کیا چاہتے تہے؟ خداتعالےٰ نے اسکو اور اس کی جماعت کو اپنی دعاؤن مین خائب و خاسر کر دیا اور تمعر ادر کہا۔ باوجود اس صریح نامرادی کے آپ کہتے ہین کہ **کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی!** مولوی فاضل صاحب آپ تو بہتر جانتے تہے کہ اس کی ٹانگ نہین بلکہ ہاتہ ٹوٹ جاوین تا کہ وہ **اربعین** لکہہ کر آپ کی تذلیل اور تکفیر نہ کرتا۔ اور آپ کے خلاف وہ کارروائی نہ کرتا جو اس نے کی۔ مباہلہ کے اثر کو تو آپ خوب سمجہتے ہین جو اسپر ہوا ہے باقی جو کچہ اس کے لئے آپ کی خواہش ہے وہ محض **اربعین** کیوجہ سے ہے۔

اچہا ایک بات اور آپ بتائیں کہ **اربعین** لکہہ کر وہ **ذلیل** ہوا یا **کامیاب**؟ اور اس سے اسکی کوئی علمی پردہ دری ہوئی یا نہین؟ یہہ سوال محض آپ کے مذاق پر آپ سے کیا گیا ہے نفس مضمون **اربعین** میرے اور آپ کے درمیان مسلّمہ متنازعہ فیہ نہین۔ آپ یقیناً تسلیم کرین گے کہ یہہ اس کی علمی پردہ دری ہے۔ پہر یہ **عزت** بہی تو اکثر غالباً مباہلہ کے بعد ہی پائی؟ **صوفی عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا نتیجہ کس کے حق مین ہوا؟** اسپر مین ایک اور رنگ مین بہی بحث کرتا ہون۔

باقی آئندہ

دشمنوں میں پھوٹ

(نمبر اول)

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو مخالفون مین پہوٹ یا دشمنون مین پہوٹ غرض اس مفہوم کو لئے ہوئے ایک الہام ہوا تہا۔ اسکے آثار اسی وقت سے شروع ہو گئے تہے مین چاہتا ہون کہ اس **پیشگوئی** کو بہی جو مختلف رنگون مین پوری ہو چکی ہے شائع کر دون سب سے اوّل مین امرتسر سے اس سلسلہ کو شروع کرتا ہون۔

امرتسر مین سلسلہ عالیہ کے خطرناک دشمن غزنوی گروہ اور مولوی احمداللہ اور اس کی ذریت مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ ہین۔ خداتعالےٰ نے مولوی ثناء اللہ اور غزنویون مین ایسی پہوٹ ڈالی ہے کہ ہر دو فریق ایک دوسرے کے لئے نکی لیپٹی رہنے نہین دیتے یہانتک کہ غزنویون نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تکفیر کا فتوی طیار کرایا۔ اور اسپر ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی سلسلہ مین۔

حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کا وہ تازہ اشتہار ہے جو ۷ ذی قعدہ ۱۳۲۲ہجری کو انہون نے احمدی پریس وزیرآباد مین چہپوا کر شائع کیا ہے۔ سردست مین اسپر کوئی رائے ظاہر نہین کرتا۔ جب تک کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اسپر کچہہ نہ لکہین کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی پوزیشن کا صاف کرنا ضروری ہے ایسی حالت مین کہ حافظ عبدالمنان صاحب نے ان پر یہہ الزام لگایا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے انکے مضمون مین **تحریف** کی ہے اور اپنی طرف سے جو ان کے جی مین آیا ان کی بلا اجازت لکہہ دیا ہے۔ مین امید نہین کرتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایسا کیا ہو اسلئے انہین چاہئے کہ وہ جلد تر اصل حالات سے پبلک کو آگاہ کر دین۔ وہ اشتہار یہہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

البراءۃ الی اللہ
من صنیع ثناء اللہ

الحمد للہ حق حمدہ وصلوٰتہ والسلام علے نبیہ وآلہ وصحبہ **امابعد** برادران دین پیروان سلف صالحین کی خدمت مین عرض ہے کہ اربعین پر جو کچہہ میں نے لکہا تہا وہ حق تہا اور مین اوسپر اب تک قایم ہون یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن کو اکثر جگہ تفسیر بالرائے و مخالف تفسیر سلف صالحین کے یقیناً جانتا ہون اور کلام مبین پر میرے نام سے جو مضمون لکہا گیا اور اوس کے سبب سے میرے دیندار بہائیون کو میری مخالف بیانی کا شبہہ پڑ گیا ہے۔ سو وہ نہ پوری میری عبارت ہے اور نہ وہ مضمون حاشا وکلا بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریف ہے اپنی طرف سے انہون نے جو جی مین آیا بلا اجازت میرے لکہدیا ہے۔ میری عبارت مین کوئی ایسی بات نہ تہی جو میری پہلی تحریر کے جو اربعین پر ہے مخالف ہو۔ غرضکہ کلام مبین کے شائع ہوتے ہی مین نے اپنی براءت کا اشتہار دینا چاہا تہا مگر مولوی ثناء اللہ صاحب دوبار میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ مین اون سب باتون سے جو سلف صالحین کے برخلاف ہین رجوع کر کے اون کی اصلاح کرون گا۔ اور وہ تہے میرے شاگرد پس اس خیال سے کہ اُن کا راہ راست پر آجانا بڑا ضروری ہے گو کہ میرے بہائی دیندار مجہہ پر بدگمان ہی رہین مین اون کی لیت ولعل کیوجہ سے اظہار براءت مین دیر کرتے آیا ہون چونکہ اب مجکو اُن کے رجوع کی امید نہین رہی لہذا مجبوراً اظہار حق کو مقدم جانکر ابتغاءً لوجہ اللہ کلام مبین کی عبارت سے جو میرے نام سے درج ہے براءت کر کے تمام اہل سنت وجماعت کو اسبات پر بہی مطلع کرتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلام مبین مین نقل عبارات مین جنکو تائیداً ذکر کیا ہے۔ بہت جگہ خیانت کر کے ناظرین کو سخت دہوکہ دیا ہے۔ چنانچہ فصل دوم مین جسکو فیصلہ کن قرار دیا اور سارے جوابون کی اوسی پر دارمدار رکہی ہے ۔۔۔ صفحہ مین اتقان کی عبارت نقل کردہ کے آخر سے ایک جملہ کام کا جسمین انکا صاف رد ہے نکال دیا ہے وہ جملہ یہ ہے **فاعتمد الاول** جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ صحابہ کرام کی تفاسیر سبب نزول مین ہو یا غیر مین معتبر و حجت اور حکم مین مرفوع کے ہے۔ یعنی اون کی ساری کتاب کا رد اس جملہ متروکہ سے ہو کر انہین کے اقرار سے یہ فیصلہ ہو گیا کہ تفسیر القرآن غیر معتبر و غیر مستند ہے۔ اور کسی نے کلام مبین پر دستخط کرنے والے علماء مین سے اوسکو مستند نہین لکہا ہے اور جو اصحاب تقاریظ ہین انہون نے بلا ملاحظہ تفسیر کے محض حسن ظن سے تقریظین لکہدی ہین اور مجہہ سے بہی تقریظ لکہوانے کا مولوی ثناء اللہ صاحب نے باربار تقاضا کیا۔ لیکن مین نے بسبب غیر معتبر ہونے تفسیر کے تقریظ نہین لکہی۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا کلام مبین کے شروع مین اسکو مستند کہنا بیجا ہے خلاصہ یہ کہ تفاسیر صحابہ وتابعین کو چہوڑ کر ان کے برخلاف تفسیر کرنا معتزلہ و اہل بدع کا کام ہے۔ اتقان مین امام ابن تیمیہ سے منقول ہے

فان الصحابۃ والتابعین والائمۃ اذا کان لہم فی الآیۃ تفسیر وجاء قوم فسروا الآیۃ بقول آخر لاجل مذہب اعتقدوہ وذالک المذہب لیس من مذہب الصحابۃ والتابعین صار مشارکا للمعتزلۃ وغیرہم من اہل البدع فی مثل ہذا وفی الجملۃ من عدل عن مذاہب الصحابۃ والتابعین وتفسیرہم الی مایخالف ذلک کان مخطئا بل مبتدعا لانہم کانوا اعلم بتفسیرہ ومعانیہ انتہے۔ اگر اب بہی مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے صنیع شنیع سے رجوع کر کے اصلاح ما افسد کرین تو پہر مین وہی اونکا استاد شفیق ہون۔ جیسا کہ اس سے پہلے تہا۔ لیکن مین کیا کرون۔ محبت اللہ ورسول کی مجہے مقدم ہے انکی محبت و شفقت پر جسکی وجہ سے نوبت باعلان پہونچی اسکے سوا اب ایک ایسا جملہ انکی کتاب کلام مبین کے صفحہ ۶۸ مین معلوم ہوا ہے جس سے صبر نہ ہو سکا۔ کیونکہ اس سے ہتک حرمت مفسرین وخفت تفاسیر صالحین کی پائی جاتی ہے اور ایسی حرکت ناشائستہ آزادمنش اہل بدع کی حرکات سے ہے وہ جملہ یہ ہے۔ مفسرین کے خلاف کا ذکر تو دیوانوں کا ہوا ہے اس سے تو نابالغ ڈرا کرتے ہین انتہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت کرے آمین **وما علینا الا البلاغ المبین۔**

المعلن خادم سنت عاجز عبدالمنان
وزیرآبادی ۷ روز شنبہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۲۲ ہجری

اطلاع

ہرچند مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب الہامات مرزا اپنی آپ ہی تردید ہے لیکن محض اس خیال سے کہ ان کی تحدی کی حقیقت کہل جاوے مین نے خداتعالےٰ کے فضل وکرم اور اس کی تائید وتوفیق پر بہروسہ کر کے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کا ایک جواب شائع کرون۔ مین یک سر و ہزار سودا کا مصداق ہونے کی وجہ سے کسی قدر دیر سے یہہ جواب انشاء اللہ العزیز شائع کرنے کے قابل ہو سکونگا تاہم مینے اپنے معمول کے موافق ارادہ کرلیا ہے کہ اس کا جواب انکو ضرور دیا جاوے کیونکہ وہ اپنی ہر تحریر مین کم و بیش اسکا حوالہ دیتے ہین۔ اور اس لحاظ سے کہ ان کی ساری پیش کردہ پیشگوئیون پر نظر ہو سکے مین انکے سب سے آخری اڈیشن پر نظر کرون گا۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر الحکم

جواب اہلحدیث جنوری

قریباً پونے دو ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ کتاب بشارت احمدی کی دو جلدیں دہلی اور کلکتہ سے دو مختلف مقامات سے بغرض ریویو میرے پاس بھیجی گئی تھیں۔ اس بات پر تو مجھے خود بھی افسوس ہے کہ میرے کرم فرما خفا ہوں گے کہ آج تک کیوں ریویو نہیں لکھا گیا۔ مگر میں مصلحتاً کسی خاص موقع کا منتظر رہا۔

بہرحال میں جس موقع اور وقت کا انتظار کھینچ رہا تھا وہ یہ ہے کہ جب سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرشن ہونے کا دعوےٰ کیا ہے نافہم ملاؤں نے ایسا طوفان بے تمیزی برپا رکھا ہے کہ توبہ ہی بھلی خاصکر امرتسر کے اخبار **اہل حدیث** نے تو ٹھیکہ ہی لیلیا ہے وہ نہیں جانتا کہ میری درشت کلامی اور تمسخر سے فرقہ اہل حدیث اور بھی بدنام ہوگا معلوم نہیں کہ اہل حدیث کے سرنگ میں بھی نجدی پرست نے تمسخر اور استہزاء میں کونسی کمی اٹھا رکھی تھی جسکو اخبار مذکور اب پوری کرنا چاہتا ہے۔ لیاقت کا یہ حال ہے کہ الحکم مطبوعہ ۱۰ جنوری کے اس معقول استفسار کا جو ایک اعتراض کے رنگ میں پیش کیا گیا تھا سوائے دفع الوقتی کے کوئی جواب ہی نہیں دیسکا۔ بھلا جب شام میں حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی صداقت اور رسالت پر اہل حدیث کا ایمان ہے تو پھر یہودی اور عیسائی کہلانے سے کیوں چڑتا ہے کیا انکو ماننے والوں نے کبھی انکار کیا نہیں ہرگز نہیں بلکہ انہوں نے تو یہاں تک استقامت دکھائی واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیامۃ کے نیچے آگئے پھر اپنی نسبتوں کو نہ چھوڑ سکے۔ امید ہے کہ اہل حدیث آئندہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا پڑھنا ہی چھوڑ دیگا۔ مجھے ابتک اچھی طرح یاد ہے۔ کہ اہلحدیث کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس قسم کا ایک نوٹ لکھا گیا تھا کہ "کرشن کو خدا سے کیا تعلق" اب میں کوشش کروں گا۔ کہ اہل حدیث کو دکھایا جائے کہ کرشن جی کو خدا کے ساتھ کسقدر تعلق ہے چنانچہ مولوی عبد العزیز صاحب سنی المذہب مصنف کتاب بشارت احمدی نے اس کتاب کے سرورق پر آیت ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا کا حوالہ دیکر مہاویر۔ رام چندر اور کاہن کہنیا یعنے کرشن کو خدا کے خاص اوتاروں میں شمار کیا ہے۔ اور ان کو برا کہنے والوں کو **نادان مسلمانوں** وغیرہ خطابات سے مخاطب کر کے آئندہ کیلئے نصیحت کی ہے کہ ان کو برا کہنے والوں کو چاہئے کہ پہلے اپنا ایمان قایم رکھنے کی فکر کریں اور مصنف کتاب مذکور نے جہاں دوسرے برا کہنے والوں کو متنبہ کیا ہے وہاں مصنف تحفۃ الہند کی سخت کلامی پر بھی افسوس ظاہر کیا ہے۔ چونکہ کرشن جی کا زمانہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے بہت پہلے گذر چکا ہے اسلئے یہ قرین قیاس اور ممکن ہے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اس موحد اور برگزیدہ حق کی اصل تعلیم کو بگاڑ دیا ہو ان کے حالات کو اگر غور سے پڑھا جائے تو یہ ثابت کرنا نہایت مشکل ہو جائیگا۔ کہ بت پرستی اور تناسخ ایسے لغویات کے بانی وہ تھے۔ خواہ کوئی برا ہی سنائے ہم تو ان کی تعریف کرنے سے باز نہیں رہ سکتے انہوں نے تو **پورن برہم اور کلکی اوتار** (ہمارے ہادی کامل محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) کی بعثت اور نبوت تامہ کے متعلق ایسی صریح پیشگوئیاں کی ہیں کہ انکو پڑھکر غیر متعصب ہنود کے لئے سوائے تسلیم کے باقی کوئی چارہ ہی نہیں رہتا۔ مثلاً بیاس جی نے بھوکہ اتر پران میں لکھا ہے کہ "آیندہ زمانہ میں **مہا منت** پیدا ہوں گے ان کا نشان یہ ہے کہ ان کے سر پر بدلی سایہ کریگی اور ان کے جسم کا سایہ نہوگا اور کبھی ان کے جسم پر نہ مکھی بیٹھیگی اور آپ تمام عمر کم کھائیں گے اور عرب کا بادشاہ ان کا دشمن ہوگا۔ اور وہ قادر دانا اور قدرت والا ان کو **تیس ادھیا پران** بھیجیگا اور جو اس کے موافق چلیگا وہ اللہ تک پہونچیگا اور اسوقت اللہ تک پہونچنے کی کوئی دوسری راہ نہ ہوگی" پھر مہادیو فرماتے ہیں "اے پاربتی **مہامنت** (محمدؐ) ساری عبادتوں اور اگلی شریعت کو موقوف کر کے اپنی شریعت کی راہ سکہائیں گے وغیرہ وغیرہ" چونکہ الحکم میں مجھے اس تمام پیشگوئیوں کا درج ہونا محال نظر آتا ہے اسلئے اگر خریداران الحکم اور دیگر طالبان حق درخواست کرینگے تو کتاب بذریعہ وی پی انکی خدمت میں بھیجوائی جائیگی۔ مناسب ہے کہ ایڈیٹر اہل حدیث بھی اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور رکے بلیوں کا خون سر صدقہ کر کے کتاب منگالیں شاید اس کے مطالعہ سے طعن و تشنیع کی عادت ان سے چھوٹ جائے اس جگہ ایڈیٹر اہل حدیث کے لئے ایک اور پیشگوئی کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کو وہ (حضرت اقدس) مہدی آخر زمان سے متعلق پاکر کچھ تو نادم ہو۔ کلکی پران میں لکھا ہے کہ "آخر کلجگ (آخری زمانہ) میں پھر کلکی اوتار (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی (احما اندر جان احمد شدید یدیہ) صفتیں ظاہر ہونگی تعجب ہے کہ مصنف کتاب بشارت احمدی نے اس متصف بالصفات کا زمانہ بھی چودھویں صدی کا ہی زمانہ بتایا ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ "اب تیرھویں صدی اخیر ہے اب اسطرح کے لوگ بہت کم ہیں ظاہر میں مسلمان دل کے بے ایمان" اب اگر کوئی غور کرنے والی طبیعت ہوگی تو نشان طلبی کو الگ رکھکر فوراً بول اٹھیگی کہ اسوقت ضرور کوئی مصلح ہونا چاہیئے جو مذکورہ بالا مسلمانوں کی ہر طرح اصلاح کرے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے مخالفین کی عقل کو کیا ہوگیا اپنے علم اور حلم کا ذکر کرنے لگتے ہیں تو سلسلہ ہی نہیں ٹوٹتا مگر عملی حالت بہت ہی برائی دن بدن کر رہی ہے کاش کہ یہ لوگ انجام مشہرین سے کچھ خبر رکھتے۔ ہمیں تو مرزا صاحب کے دیگر دعاوی کے علاوہ کرشن کا دعوےٰ بھی ایسا صاف اور اجلی نظر آتا ہے کہ جس کا بیان کرنا واقعی امر محال ہے ہاں یہ وہی وعدہ کا کرشن ہے جو اہل ہنود کی کتابوں میں درج ہوئے **نہک لنک آنارا + مہدی کہن نشکل سنسارا** پیشگوئی کے طور پر بتایا گیا تھا۔ ہاں یہ وہی مہدی اور کرشن ہے جو نہک لنک کے الفاظ میں بیان ہوکر اہل ہنود کیلئے مقدر اور قابل تسلیم ٹھیرایا گیا تھا۔ ہاں یہ وہی آنے والا کرشن ہے جو **سمبھل پور** یعنے **اسلام پور** (قادیان کا اصلی نام یہی ہے) میں مبعوث ہونا تھا۔ امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب الحدیث مندرجہ **بالا دوہے** والی پیشگوئی کو پڑھکر **نہک لنک منتھی** (یہلے خواہ لغوی سمجھتے ہوں) کہلانے سے انکار نہیں کرینگے ورنہ مہدی کی آمد اور انتظار سے ان کو ضرور دست بردار ہونا پڑیگا۔ دل تو نہیں چاہتا کہ ایڈیٹر اہلحدیث کو بار بار مخاطب کیا جائے مگر اسکی دل آزار تحریروں کو پڑھکر خاموش نہیں رہا جاتا۔ اب کے تو وہ اپنے ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہل حدیث میں خدائے وحدہ لاشریک کی سنت قدیم پر بھی حملہ کرنے سے نہیں رہ سکا۔ اس کو ابتک یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ایک کرشن کا دعوےٰ بحیثیت ایک مصلح ہونے کے ہے ورنہ معترض کو چاہیئے کہ وہ کسی ایسی کتاب کا حوالہ دے جسمیں یہ لکھا ہوا ہو کہ ابتدائے عالم سے آجتک کوئی کدھا بھی انسانوں کی اصلاح کیلئے مامور ہوا ہے جبکی مماثلت کو وہ پیش کر کے طنز اور استہزا کے طور پر ہمیں تاکید کرتا ہے کہ آیندہ اگر اس مماثلت کو اختیار کیا جائے تو کرشن کے دعوے کیطرح اس مماثلت کو بھی مان لوگے۔ کاش کہ اس انسان کے ایسا ریمارک کرتے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جاتے۔ کہ جس کا وہ قانوناً مجاز بھی نہیں تھا۔ اس موقع پر اگر وہ باوجود مولوی فاضل کہلانے اور دعوےٰ اہلحدیث کے اپنی دل آزار تحریروں استہزا اور تمسخر کا جو قرآن اور احادیث کی تعلیم کے منافی ہیں اندازہ لگائیگا تو وہ یقیناً اپنے آپ کو آیت مثل الذین حملوا التوریٰۃ الخ کے نیچے چلتا ہوا دیکھیگا۔

پیشتر اس کے کہ مضمون کو ختم کروں ایک اور مولوی نجم الغنی نامی ساکن ریاست رام پور کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ وہی مولوی صاحب ہیں جنہوں نے اپنی کتاب مذاہب الاسلام کے خاتمہ پر سلسلہ احمدیہ پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ مگر افسوس کہ اس کتاب میں کوئی نئی بات پیش نہیں کی ہاں اتنا کیا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے اسلام کے سچے خادم پر کفر کا فتوےٰ لگا کر اپنے نامہ اعمال کی بے طرح توسیع کی ہے۔ مگر مولوی نجم الغنی صاحب یاد رکھیں اور ضرور یاد رکھیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ایسے دیگر آئمہ دین پاک پر کفر کا فتوےٰ لگانے والے بھی تو آخر مولوی ہی تھے امید ہے کہ مولوی نجم الغنی صاحب مضمون کے اس حصہ کو پڑھکر ان مکفرین سے اپنے آپ کو بہت ہی پیچھے پائیں گے۔ آیندہ ہمارے احمدی بھائیوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے ویسے مولوی کو ہرگز مخاطب نہ کریں ہاں مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کیطرح عالی حوصلہ اور میدان بازی رکھتا ہو تو زہے قسمت۔ فقط۔ **راقم**

خاکسار محمد حسین سافراز موزنگ ڈاکخانہ لاہور

عافٹ نوٹ کرشن علیہ السلام کی تصنیف لطیف کے متعلق کلکتہ کے ایک پروفیسر صاحب نے ایک پمفلٹ حال میں شایع فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ساٹھ اشلوک حضرت کرشن کے ہیں نیز یہ بھی کہ وہ ویدوں کی تعلیم سے روکتے تھے۔ اور نبیوں کے مشرب پر تھے موحد تھے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الوصیّت

قال اللہ عزوجل - قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاءکم

یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم بندگی نکرو اور دعائیں مشغول نرہو

دوستو! خدا تعالے آپ لوگونکے حال پر رحم کرے آپ صاحبونکو معلوم ہوگا کہ مہینے آج سے قریبًا ۹ ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخبارین نکلتی ہین خدا تعالیٰ کیطرف سے اطلاع پاکر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تہی کہ - عفت الدیار محلہا ومقامہا - یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑیگی اور سخت پڑیگی - دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸ جلد ۸ کالم - اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱ مورخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۱ - اب میں دیکھتا ہون کہ وہ وقت بہت قریب آگیا ہے - میں نے اسوقت جو آدہی رات کے بعد چار بج چکے ہین بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے - میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تہا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ مین بیدار ہوگیا اور اسی وقت جو ابہی کچہہ حصہ رات کا باقی ہے مینے یہ اشتہار لکہنا شروع کیا - دوستو! اٹہو اور ہشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے - اب اس دریا سے پار ہونیکیلئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہین مومن خوف کیوقت خدا کیطرف جہکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہین اب دکہہ اٹہاکر اور سوز و گداز اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو - اور راستی میں محو ہوکر اپنی قربانی آپ ادا کرو - اور تقوے کی راہین پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجہہ آپ اٹہاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونیوالوں پر اوسکا غضب تہم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہین نہ مردون کی لاشوں کو دیکہکر - وہ خوف کرنیوالوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے - جاہل کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیون ٹل گئی لیکن اگر خدا مین یہ عادت نہوتی کہ دعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ و بکا سے اون بلاؤن کو دور کر دیتا جنکا اوسنے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤن اور عذابون کو نبیون کی معرفت ظاہر کر چکا ہے تو دنیا کبہی کی ہلاک ہو جاتی - سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ - خدا تعالے کیطرف پوری قوت کے ساتہہ حرکت کرو اور اگر یہ نہین تو بیمار کیطرح افتان خیزان اسکی رضا کے دروازہ تک پہنچنے ہو جاؤ - اور اگر یہ بہی نہین تو مردہ کی طرح اپنے اٹہانے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کے راہ سے پیدا کرو - نہایت تنگی کے دن ہین اور آسمان پر خدا کا غضب بہڑک رہا ہے آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہین ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسی تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے - اپنی خلوت گاہون کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اپنے دلونپر سے ناپاکیون کے زنگ دور کرو بیجا کینون اور بخلون اور بدزبانیون سے پرہیز کرو اور قبل اسکے کہ وہ وقت آوے کہ انسانونکو دیوانہ سا بنادے بیقراری کی دعاؤن سے خود دیوانے بن جاؤ - عجیب بدبخت وہ لوگ ہین کہ جو مذہب صرف اسبات کا نام رکہتے ہین کہ محض زبان کی چالاکیون پر سارا دارومدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو - پس اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت بنو - عجیب بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے نفس امارہ کیطرف ایک نظر بہی اٹہاکر نہین دیکہتا اور بدبودار تعصب سے دوسرونکو بدزبانی سے پکارتا ہے - پس ایسے شخص پر ہلاکت کی راہ کہلی ہے - سو تقوے سے پورا حصہ لو اور خدا ترسی کا کامل وزن اختیار کرو اور دعاؤن مین لگے رہو تا تم پر رحم ہو تم مین سے کون ہے کہ جو بہوک کیوقت صرف روٹی کے نام سے سیر ہو سکتا ہے یا صرف ایکدانہ سے پیٹ بہر سکتا ہے - ایسا ہی تم خدا کو راضی نہین کر سکتے جبتک پوری طور پر متقی نہ بنجاؤ - اپنے دشمنون کے نفسانی جوشون کا مقابلہ مت کرو تا تم ہی ایسے ہی نہو جاؤ کیونکہ جاہل کا مقابلہ صرف جہالت کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے - پس اگر وہ تمہین ستاوین اور دکہہ دین یا تمہین جوش دلانیکے لئے میری نسبت سب و شتم اور دشنام دہی اور ہنسی کا طریق اختیار کرین تو تم صبر کرو اور چپ ہو تا وہ خدا جو تمہارے دلون اور اون کے دلون کو آسمان پر دیکہتا ہے تمہین بدلہ دے - یقینًا سمجہو کہ یہ وہ دن آرہے ہین کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسی سختی کیدن کبہی عام طور پر دنیا پر نہین آئے - ایسا ہو تا وہ پیشگوئیان پوری ہو جائین جو ابتدا سے نبیون نے کی ہین - خدا نے آج سے پچیس ۲۵ برس پہلے طاعون کی خبر بہیجدی تہی جو براہین احمدیہ مین شائع ہو چکی تہی پہر اسوقت خبر دی جبتک ملک اس بیماری سے پاک تہا وہ خبر بہی شائع ہو چکی - اور پہر طاعون کے اس سخت حملہ کی خبر جو عنقریب ہونیوالا ہے - یہ اسلئے ہوئی کہ تا لوگ متنبہ ہو جائین - ان چالاک لوگون کی پیروی مت کرو - جنکے دل گندے اور نجاست سے بہرے ہین - جو دوسرونکو خدا کیطرف بلاتے اور آپ اوس سے دور ہین - خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کسکی زندگی لعنتی اور کسکی زندگی پاک ہے - پس تم ایسے دردناک دعاؤن مین لگ جاؤ کہ گویا مرہی جاؤ تا دوسری موت سے خدا تمہین بچاوے - دنیا کیلئے بڑی گہبراہٹ کے دن ہین مگر دنیا نہین سمجہتی لیکن کسیدن سمجہیگی - دیکہو میں اسوقت اپنا فرض ادا کر چکا ہون اور قبل اسکے کہ تنگی کے دن آوین مینے اطلاع دیدی ہے اب مین ختم کرتا ہون - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ -

(نوٹ - ۲۶ فروری کی رات جس کی صبح کو ۲۷ فروری ہے مراد ہے)

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

زر رسید مدد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

(۱) محمد حسین ولد فرزند حسین نقشہ نویس پولیس الٰہ آباد ۱ر
(۲) جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ ۸ر
(۳) ۔۔۔
(۴) قاضی ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ امرتسر
(۵) محمد عبد اللہ صاحب سوداگر حاجی گنج قنوج ۸ر
(۶) منشی مختار احمد صاحب منشی محکمہ پرائیویٹ سکرٹری مدار المہام حیدرآباد دکن للعہ
(۷) منشی عبد الحی خان صاحب ہیڈ پوسٹ آفس منٹگمری عمہ
(۸) بابو عبد الرحمن صاحب احمدی افریقہ عہ
(۹) میاں نجم الدین احمدی اٹاوہ ۱۲ر
(۱۰) منشی محمد اکبر خانصاحب پشاوری قانونگو محمد زئی لکی بنون عمہ
(۱۱) میاں عبد القادر احمدی مدرس منصوران ضلع لدہیانہ عمہ
(۱۲) منشی نبی بخش صاحب پرفسنٹ ڈپٹی انسپکٹر ممباسہ افریقہ للعہ
(۱۳) بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر احمدی لاہور عا
(۱۴) حکیم فضل الدین صاحب بابت عید و قربانی فنڈ
(۱۵) چندہ عید فنڈ وصول شدہ در قادیان معرفت ماسٹر صاحب ۹ پائی
(۱۶) چندہ عید فنڈ وصول شدہ در قادیان معرفت جناب سکرٹری صاحب مدرسہ ۸ر
(۱۷) میاں مہر محمد جٹ قادیان قربانی فنڈ ۶ر
(۱۸) حکیم فضل الدین صاحب قادیان بابت چندہ شفاخانہ سکول صہ
(۱۹) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن آگرہ
(۲۰) ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر صہ
(۲۱) ڈاکٹر یعقوب خانصاحب انریری اسسٹنٹ موضع ضلع شاہپور
(۲۲) بابو امام الدین صاحب گارڈ ریلوے سٹیشن راولپنڈی عا
(۲۳) بابو طالع محمد صاحب کمٹ کلکٹر نوشہرہ عا
(۲۴) میاں عبد الواحد خانصاحب پنجابی جہانسی
(۲۵) منشی حسین شاہ صاحب پٹواری رعیہ بابت عید فنڈ عمہ
ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ عیلاوت عید فنڈ عمہ
ڈاکٹر ستار شاہ صاحب و منشی حسین علی شاہ بابت رعیہ قربانی فنڈ عمہ
۱۹ فروری
فنڈ معرفت جناب میر ناصر نواب صاحب قادیان

(۲۹) میاں دین محمد مستری قادیان قربانی فنڈ ۸ر
(۳۰) شیخ غلام نبی صاحب سیٹھ راولپنڈی بازار کلاں قربانی فنڈ ۸ر
(۳۱) سردار فضل حق احمدی قادیان عمہ
(۳۲) شیخ عبد الرحیم صاحب قادیان ۱۲ر

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت بمبئی معرفت زین الدین محمد ابراہیم لعہ
(۲) میاں عبد السلام مدار المہام حکیم صاحب قادیان ۴ر

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) حکیم محمد زمان صاحب معرفت مستری قطب الدین صاحب بابت قرضہ مدرسہ سنجلہ (ست) عہ
(۲) ڈاکٹر نور بخش صاحب انریری اسسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ (عید فنڈ) عمہ
(۳) سردار عبد المجید خان معرفت حکیم شاہ نواز صاحب۔ راولپنڈی (عید فنڈ) عمہ
(۴) میاں محمد الدین سکنہ کنگرالی ضلع گجرات عمہ
(۵) منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم عمہ
(۶) جماعت ژگری ضلع گجرانوالہ معرفت محمد اسمٰعیل صاحب احمدی عا
(۷) شیخ محمد جان صاحب وزیرآباد عہ
(۸) زین الدین محمد ابراہیم انجنیر بمبئی عا
(۹) میاں محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کریالہ ضلع گجرات عہ
(۱۰) منشی غلام نبی مدرس مدرسہ پورن متصل ہوشیارپور عمہ
(۱۱) میاں اللہ دتا صاحب احمدی سکنہ مال پور ضلع ہوشیارپور عمہ
(۱۲) حکیم محمد عمر خانصاحب دروازہ میگزین فیروزپور عمہ
(۱۳) میاں عبد الرحمن معلم بہاولی جالندھر عمہ
(۱۴) میاں عطا الٰہی صاحب اوڑہ ضلع گجرات عا
(۱۵) خانصاحب محمد عجب خان صاحب تحصیلدار پولیٹکل ٹوچی عہ
(۱۶) جماعت کپورتھلہ معرفت میاں عبد المجید خانصاحب (عید فنڈ) عہ
(۱۷) جماعت پشاور معرفت منشی نعمت خان صاحب انریری اسسٹنٹ عہ
(۱۸) شیخ عبد الرحیم سیکنڈ ہیڈ تعلیم الاسلام ۷ر

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ بابت شفاخانہ عہ
(۲) قاضی عبد الحق صاحب سیدوالہ (مدرسہ) لعہ
(۳) منشی یار محمد خان کار انجیلات یاور جموں (مدرسہ) عمہ
(۴) مرزا محمد شفیع صاحب ہیڈ کلرک ڈیرہ اسمٰعیلخان عا
(۵) منشی محمد عثمان نقشہ نویس الٰہ آباد عا
(۶) سید علی محمد شاہ ہیڈ ماسٹر لمیریان عا
(۷) ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر (عید فنڈ) عہ
(۸) میاں کریم بخش صاحب کشمیری موضع نت بوتالہ ضلع گوجرانوالہ (قربانی فنڈ) للعہ
(۹) منشی محمد حیات صاحب (مدرسہ) عمہ
(۱۰) سید ممتاز علی صاحب نمبردار چک ۱۲۶ مدرسہ چنیوٹ روڈ (مدرسہ) عا

۲۳ فروری

(۱) ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب معرفت مولوی قطب الدین قادیان (کہال قربانی) ۱۲ر
(۲) اللہ داد صاحب نائب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام عمہ
(۳) مولوی غلام امام صاحب۔ ڈاک بنگلہ منی پور آسام (چندہ مدرسہ) عہ
(۴) منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور عید فنڈ ہے مدرسہ صہ
(۵) جماعت مالیرکوٹلہ (عید فنڈ) للعہ
(۶) جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ (مسکین فنڈ) عہ
(۷) حکیم محمد حسین صاحب احمدی بلب گڈھ دہلی (مدرسہ) صہ
(۸) میاں الطاف حسین معرفت عا مدرسہ عید فنڈ
(۹) ماسٹر فقیر اللہ صاحب ۱۰ پائی

استفسار اور ان کے جواب

سوال اول۔ اللہ تعالیٰ کے خود بخود ہونے کا ثبوت اول عقل سے بعدہٗ قرآن شریف سے روزمرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے نہیں بنتی خدا تعالیٰ اس سے کیوں باہر ہے؟

جواب۔ یہ سوال ہی سرے سے غلط ہے اسلئے کہ یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ خود بخود ہوا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ کوئی زمانہ ایسا بھی تھا جبکہ وہ نہ تھا۔ دوئم موجودہ تجربہ جو بتایا جاتا ہے کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے نہیں بنتی یہ مخلوق کے متعلق ہے پھر خالق کائنات کو اس کے ماتحت کیوں رکھا جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے الحق اس کا نام ہے اور پھر قل ہو اللہ میں ہو کہا ہے جس کے معنے بھی ہیں ہے۔

سوال دوم۔ جب ابتدا میں عدم محض تھا تو کن فیکون کس کو کہا۔ خطاب بغیر مخاطب کی موجودگی کے نہیں ہو سکتا تو کیا جس چیز کو خطاب کیا وہ موجود تھی؟

جواب۔ عدم محض ابتدا میں تھا قرآن شریف یا حدیث صحیحہ سے تو کہیں پتہ نہیں ملتا۔ کن فیکون ابتدائے عالم سے تعلق رکھتا ہے یا کسی اور زمانہ سے اس کو آگے چلکر ہم بیان کریں گے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ کن کا مخاطب صور علمیہ میں موجود تھا۔ دیکھو ایک معمار جب ایک مکان بناتا ہے تو اس کا نقشہ اس کے ذہن میں ہوتا ہے اور وہ مکان بصورت علمی موجود ہوتا ہے لیکن اس کا وجود خارجی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پس وہ شئے ایک صورت سے موجود اور دوسری جہت سے معدوم ہوتی ہے پس خدا تعالیٰ نے اگر مخلوق کی صورت علمیہ کو خطاب کیا تو کیا اعتراض!!

اصل بات یہ ہے کہ کن کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہے تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے پر کن فرمایا ہے۔ کوئی مقام اس کے خلاف آپ پیش کریں گے تو اس پر نظر کیجا سکتی ہے۔

سوال سوم۔ تجربہ بتاتا ہے کہ ہر ایک چیز کو خواہ کسیطرح نابود کرنا چاہیں اس کا بقیہ ضرور رہتا ہے آخر میں سب چیزیں بالکل عدم کیونکر ہو جائیں گی۔ عقلی ثبوت دو۔

جواب۔ یہ کس نے کہا ہے کہ آخر میں بالکل عدم ہوگا۔

سوال چہارم۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ یا کثرت سے حالت نماز میں امام کیوں نہیں بنتے جبکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثرت سے نماز میں امام بنتے تھے

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ امتی کے پیچھے نماز پڑھیگا اور اس کی وجہ محض اس امت کا اکرام ہے اور اس کے خیر الامم ہونے کی دلیل

تازہ الہامات

۱۔ حضور کی طبیعت ناساز تھی حالت کشف میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپرمنٹ

۲۔ انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون

اخبار دیر سے شایع ہوا ہے اسی لئے ۲۸ فروری کا اشتہار شایع کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر۔

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر (۲)

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۵۱۔ **قولہ** آنجناب علیہ السلام از خوف آن ملعون ظالم مخفی شدند و حواریین خود را روزے جمع فرمودہ وصیت کردند کہ بعد از من نبی امی عربی از قوم قریش حضرت محمد و احمد نام پیدا خواہد شد۔ **اقول** این روایت مجتہد نیز بکار تحقیق نمے نشیند حضرت عیسیٰ علیہ السلام از خوف سلطانے مخفی و متواری نشدہ بود بلکہ از خوف یہود عنود مخفی و متواری شدہ بود چنانچہ از اناجیل اربعہ و تواریخ یہود و نصاریٰ ظاہر و روشن است علاوہ برین مجتہد شیعیان در قول حضرت مسیح خیانتے بکار بردہ و بر اصلیت آنجناب دست تصرف دراز کردہ کہ مینویسد در روزے جمع فرمودہ وصیت کردند کہ بعد از من نبی امی عربی از قوم قریش حضرت محمد و احمد نام پیدا خواہد شد"

حالانکہ خداوند علیم در قرآن کریم قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را باین الفاظ طیبہ نقل میفرماید۔

یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد"

پس ازین آیہ کریمہ ظاہر است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در شان حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اسمہ احمد فرمودہ اسمہ احمد و محمد نفرمود۔

ایہا الناظرون! مجتہد شیعیان چون دران بشارت کہ بر زبان حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ در شان رسول عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسمہ احمد نوشتہ یافت حیران شد و دست و پا گم کرد چرا کہ نام نہادہ والدین شریفین حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم محمد است نہ کہ احمد۔ ازینجا است کہ مجتہد علیہ ما علیہ در بحر تفکر و اجتہاد فرو رفتہ چند کرت غوطہا خورد مگر بساحل مراد نرسید ناچار سلامتی درین دید کہ طریق خیانت ورزید۔ ناظرین باید بنظر تامل ببینند کہ مجتہد المتشیعین راہ چہ طور راہ یہود پیمود و در بشارت مذکور نام محمد از طرف خود افزود۔ حالانکہ توضیح و تمثیل و حل این اشکال آسان بود۔

ارباب تحقیق نوشتہ اند کہ سنت اللہ برین رفتہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کہ مقربان بارگاہ الٰہی را نظر بر غلبہ بعض صفات حمیدہ شان از جانب ملا اعلیٰ علاوہ آن نامہائے کہ آبائے کرام ایشان مے نہند نامہائے دیگر پیدا شد یا اخیہ الاسماء تنزل من السماء بران شاہد عدل است۔ قاضی عیاض کہ مصنف علیہ ما علیہ در کتاب خود جابجا از اقوالش استناد کردہ متعلق امر زیر بحث در شفا مے نگارد۔

کنیت اسحاق و اسمعیل بعلیم و حلیم و ابراہیم بحلیم و نوح بالشکور و عیسیٰ و یحییٰ بالبر و موسیٰ بکریم و قوی و یوسف بحفیظ و علیم و ایوب بصابر و اسمعیل بصادق الوعد کما نطق بذلک الکتاب العزیز"

و خود مصنف [illegible] العلیم در کتاب غایۃ المقصود و تحفہ چہار صد ۱۲ مے نگارد۔ کہ بشارت داود ہم در سلیمان ہم کتاب ملاخی است کہ دران میفرماید

...... یعنی دران روز عظیم خواہم فرستاد ایلیا را محقق باند کہ محل مطلب ازین کلام ایلیا است چہ مراد ازو علی بن ابی طالب فداہ روحی است چنانچہ در ابیات تصریح شدہ" غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ **قولہ** خلاصہ آنہا در ہمین شبہ باشند و تا قیامت بہمچنین خواہند ماند بطرف این اشارہ است آیہ شریفہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم و این واقعہ بطریق خلاصہ اینجا ذکر نمودم و جمیع مورخین بتفصیل تمام در تواریخ ضبط فرمودہ اند

اقول مجتہد را انصاف خدا را از خود انصاف نفرماید کہ چون یہود عنود در ہمین شبہ تا قیامت خواہند ماند پس مسیح را زندہ بآسمان بردن و تا دیر او را نگاہداشتن و پس ازان بزمین فرو فرستادن چہ دانائی است و نیز ظاہر کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔

اما آنچہ مجتہد زادہ والاشان زیب رقم فرمودہ کہ شخصے از یہود یا حوارئین مسیح علیہ السلام بقدرت خداوندانام ہمشکل مسیح گشتہ بردار کشیدہ شد آنہم اصلے ندارد۔ علاوہ عقل باور نمیکند کہ خدائے عادل عوض مسیح بیگناہے را بردار کشیدن روا دارد۔ مرد نظیر ازین۔

در تفسیر جمل جلد اول بصفحہ ۴۳۲ مرقوم است قال ابو حیان لم نعلم کیفیۃ القتل ولا من القی علیہ الشبہ ولم یصح بذلک من حدیث یعنی ابو حیان میگوید کہ کیفیت قتل شبہ مسیح را ما نمیدانیم و نیز این علم است کہ شخصے دیگر ہمشکل مسیح گشتہ بود و قصہ ہمشکل و شبہ مسیح از حدیث ثابت نیست امام فخر الدین رازی در تفسیر کبیر مے نگارد۔

لو جوزنا القاء شبہ علی انسان لاخرم السفسطہ فانی اذا رئیت ولدی ثم رئیت ثانیا فحینئذ اجوز ان یکون ھذا الذی رائیتہ ثانیا لیس بولدی بل ھو انسان القی الشبہ علیہ وحینئذ یرتفع الامان عن المحسوسات فالصحابۃ الذین راؤ محمدا صلعم یامرھم وینھاھم وجب ان لا یعرفوا انہ محمد لاحتمال انہ شبہ علی غیرہ وذلک یفضی الی سقوط الشرائع۔

یعنی اگر جواز تبدیل صورت آدمے بدیگرے فرض کردہ شود پس ازین لزوم سفسطہ مے آید مثلاً اگر من بارہا پسر خود را ببینم و باز بار دگر او را ببینم و دران حال این یقین نکنم کہ پسرے کہ بار دیگر دیدہ ام آن پسر من نیست بلکہ کدام دیگر انسان است کہ ہمشکل پسر من شدہ است اگر من چنین کنم از عالم محسوسات امان صحت برود و ہمچنان صحابہ کرام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را دیدند کہ آنحضرت صلعم ایشان را امر بالمعروف و نہی عن المنکر میکردند اگر ایشان این خیال مے ورزیدند کہ محمد نیست بلکہ احتمال است کہ شخصے دیگر ہمشکل آنحضرت شدہ باشد و باین خیالات تمام شرائع مفقود و نابود میشوند ازین تحقیق بظہور پیوست کہ روایت محولہ در باب القاء شبہ شخصے است کہ مہر کتاب و سنت بر خود ندارد بل سفسطہ محض است

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ **قولہ** اشکال در فقرہ شبہ اسناد بطرف نیست اگر اسناد آن بطرف مسیح باشد درست نمیشود زیرا کہ وے مشبہ بہ است و اگر اسناد آن بطرف مقتول باشد ہم درست نمیشود زیرا کہ ذکر مقتول در ماقبل نیست کہ ضمیر عاید بطرف آن باشد جواب این سند کسوے مجاز و مجرد وہم است پس اطلاق چون قول حیل الیہ باشد پس معنی فقرہ مذکور چنان میشود ولکن شبہ لہم یعنی وقع لہم الشبہ الخ صاف میتواند کہ ضمیر آن راجع بطرف مقتول باشد زیرا کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید و ذکر آن غیر باین قسم کردہ شد علیحدہ ندارد۔ **اقول** این تحریر سزاوار تشہیر کہ نتیجہ تحقیق مجتہد عدیم النظیر است ماشاء اللہ بر فضائل علمیہ و کمالات عقلیہ او عموماً و بر نحو دانی مجتہد زمان خصوصاً حجتے است روشن و دلیلے مبرہن۔ چہ مجتہد شیعیان در علم و حکمت و فہم و فراست چنین پایگاہے رفیع دارد از سخندانی و سخن فہمی مغلطانش چہ گفتہ آید۔

ایہا الناظرون! اعانی فہم مجتہد در تفسیر القرآن ہم ید طولے دارد چنانچہ آیہ کریمہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم را بر حیات مسیح و صعودہ بجسدہ العنصری و القاء شبہ بر دیگرے نص قطعی مے پندارد حالانکہ در آیہ کریمہ موصوفہ اینچنین مزخرفات را مدخلے نیست۔

الغرض توضیح بیان اول آیہ کریمہ موصوفہ را معہ سباق عبارت نقل میکنیم وھی ہذا۔

وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔

باز میگویم کہ آنچہ مجتہد علیہ ما علیہ بطریق اشکال نوشتہ کہ اگر اسناد آن (یعنی شبہ) بطرف مسیح باشد درست نمیشود زیرا کہ وے مشبہ بہ است چرا کہ بعض نیست ناظرین باید بخاطر دارند کہ ضمیر واحد غائب کہ در شبہ است مرجعش ہمان اسم مسیح بن مریم است کہ در سیاق موجود چنانچہ مرجع ضمیر واحد غائب ما صلبوہ نیز اسم مسیح بن مریم است پس خدا برتر بر حال مجتہد لاہوری ترحم فرماید و چشمانش بکشاید کہ بیچارہ باوجود تدبر و تصور فہم اسم مسیح بن مریم را مرجع ضمیر شبہ نتوانست قرار داد و ناچار قدم کج در راہ تحریف قرآن نہاد۔

بوجوہ مذکورہ بالا دانستم و لائح کہ اسناد شبہ بطرف مسیح و ہم بطرف مسیح درست میشود زیرا کہ وے مشبہ نیست چنانچہ مجتہد پنداشتہ بلکہ مشبہ است کہ مشتق ازین استعارہ بدان رفتہ پس معنی آیۃ زیر بحث اینست کہ مشبہ بالمقتول و المصلوب شد آن مسیح برائے اہل کتاب چنانچہ ایشان گمان بردند کہ مسیح بمرد۔

الحاصل اسناد شبہ بطرف غیر مسیح ہرگز درست نمیشود زیرا کہ ذکر شخصے دیگر در ماقبل نیست کہ ضمیر عاید بطرف آن باشد و نہ از آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ نشانے ازان توان داد۔ واما آنچہ مجتہد زادہ بقلم سیدہ نگاشتہ کہ "سند کسوے مجاز و مجرد وہم است پس اطلاق چون قول حیل الیہ باشد پس معنی فقرہ مذکورہ چنان میشود ولکن شبہ لہم یعنی وقع لہم الشبہ" مدعائے مارا ضرر نمیرساند بلکہ مجتہد علیہ ما علیہ را در روز سیاہی مے نشاند چہ اگر معنی شبہ لہم وقع لہم الشبہ باشد پس شیرازہ جمعیت روایات منقولہ مجتہد در بارہ القائے شبہ از ہم پاشد و بنائے فاسد علی الفاسد با خاک برابر باشد۔ و آنچہ سید الطائفہ اثنا عشریہ بخیر تحریر آوردہ کہ "میتواند کہ ضمیر آن (یعنی شبہ) راجع بطرف مقتول باشد زیرا کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید و ذکر آن غیر باین قسم کردہ شد علیحدہ ندارد" از عجائب افاضات و غرائب افادات است۔

اخوانناالی الدین! بیچارہ مجتہد شیعیان باین مبلغ علم و مایہ دانش کمر میان ہمت بر مخالفت جماعت احمدیہ بستہ است و نامہ اعمال خود سیاہ کردہ سعد است۔ از خوش فہمی مجتہد زمان و علامہ دوران چشم بد دور تمام داد میدہم کہ مینویسد کہ "فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید" خدا کسے ازین گرفتار اوہام و سزاوار ملام بپرسد کہ فقرہ ما قتلوہ کہ بر نفی قتل مسیح دلالت دارد دیگر چہ طور و چہ قسم دلالت دارد بر اینکہ قتل شخصے دیگر ضرور بوقوع رسید آیا اگر بگوییم کہ زید کشتہ نشد پس این فقرہ ضرورتاً دلالت دارد بر اینکہ خالد کشتہ شد حاشا وکلا پس فکر مجتہد لاہوری باین قسم کردہ شد علیحدہ ندارد۔

راقم سید صادق حسین صادق مختار عدالت سکرٹری انجمن احمدیہ۔ سابق ایڈیٹر و مہتمم پرنٹر رسالہ صبح صادق و اخبار مظہر الحق اٹاوہ۔

اعلیٰ درجہ کا مصفّی اور مقوی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر طلسمی اور جکی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کا چار رون شیشی کی جو ان میں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی ہے اور دوسرے بیرنگ ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کا استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سبکو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ایک جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر جرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۴۔ جوب چینی کا جوہر وغیرہ۔ چہار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ۔ طاعون۔ کہانسی۔ بخار۔ پیچش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گنٹھیہ۔ خارش۔ داد۔ اگوت۔ بیوٹا پھنسی سفید داغ۔ جذام۔ کوڑہ۔ ناسور۔ کنٹھ مالا۔ بواسیر۔ نفا۔ سیر گنج۔ سوکنڈی وغیرہ کی فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے۔ ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ہی بکس میں مقفل کر کے معہ کتاب و کاغذ طریق استعمال کے خریداران کو دریجاتی میں۔ قیمت فی بکس ۱ روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ایک روپیہ جہاں **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات**۔ معدہ جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کا ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح و پیچش ہو کہ پیدا کر نیوالا اور خون صالح پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کتنے ہی دنوں کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کر نیوالا ہے۔ بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل استعمال کر کے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۶؍ و قیمت دو شیشی عہ۔ و تین شیشی عہ و چار شیشی ہے۔ ۶ شیشی للعہ پیکنگ و محصولڈاک وغیرہ علاوہ قیمت فی بوتل جسمیں ۲۸۰ خوراک یعنی آٹھ شیشی نمک رہتا ہے۔ پانچ روپیہ محصولڈاک پیکنگ عہ۔ ہزارہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے آپ ہی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھایئے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے۔ یہ تمام امراض ذیل میں بھی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض ہچکی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا۔ کم اشتہا یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا۔ اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ پیچش و اسہال درد گردہ۔ درد قولنج درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گنٹھیہ۔ درد سر کہانسی دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی۔ جریان یعنی دھات پتلی ہو کر بہنا۔ سوداوی امراض مثل آتشک سوزاک اور جلدی امراض مثل خارش۔ داد سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری سوباؤ گولہ وغیرہ کو بھی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے فکر اور غم کو دفع کرتا ہے۔ خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے۔ تو قریب ڈیڑھ سیر کے تازہ اور صاف نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب پیدا ہوتی ہیں اسلئے اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا۔ کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنیسے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے۔ کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے **طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت**۔ یہ دوا سریع الاثر ہر طرح کی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے۔ فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کر کے دل اور دماغ میں اول درجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع الاثر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۱۰؍ **گنٹھیہ کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع**۔ کیسی ہی سخت تکلیف گنٹھیہ یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۱۰؍ **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری**۔ اصلی ممیرا اور ایک سو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ مالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑوال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم و درد و کنک وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے آنکھوں میں نوجوانوں کی طرح نئی روشنی اور نور پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۰؍ **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن**۔ دانت اور آنکھیں نہیں دو تو سے زندگی کا مزہ ہے۔ اگر ان میں کوئی خرابی آئی۔ تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے ہر شخص کو ان کی حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملئے۔ پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا۔ اور تمام دانت موتی کی طرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کو ہلنے میں اور مسوڑہے کے ورم افسردہ اور خون و بدبو دہن اور منہ و زبان کی بنا تو اسکو دفعیہ کیلئے یہ منجن اکسیر ہے۔ قیمت فی بکس ۸ آنہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۵؍ علاوہ ازیں آتشک سوزاک جریان۔ پیچش اسہال۔ کہانسی دمہ۔ بواسیر ریگ مثانہ طحال خارش۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد سروں کی دوا۔ زخم پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کیساتھ ہو رہا ہے دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمایئے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں۔ آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے **شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس**۔ **نوٹ** ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب چاہیں خط بھیجکر طے کر لیں

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے بلحاظ قدامت اب سے ترقی دیگئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں ذخوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو ہر گاہک سے سچائی کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور جن کی بے اعتدالیوں کیواسطے اکسیر ہیں قیمت چھوٹا بکس عا (تخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے مخلوط کر کے تیار کیگئی ہے حلق سے اترنے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و کثرت احتلام وغیرہ کو دور کر کے جست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱۰؍ بکس اوسط۔ اٹھارہ خوراک عہ بکس کلاں جو ایک دن کو کافی ہے عہ۔

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین بارکان کارخانہ احمدیہ تلب گڈھ ضلع دہلی۔

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں و دود سوزہ وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸؍ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا ایم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے
(۴) غیر مذاہب والوں سے یہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ..

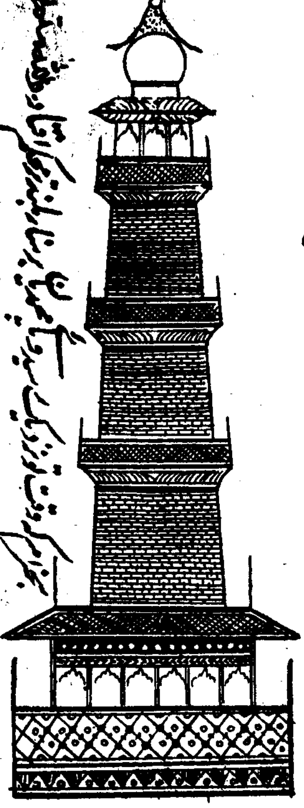

فہرست مضامین

(۱) ایک ضروری اور نہایت ہی ضروری گذارش صفحہ ۱
(۲) سید امیر علی شاہ صاحب کے الہامات و مکاشفات ۲
(۳) دار الامان کا ہفتہ ״
(۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات میں ״״
(۵) ناظرین سے پانچ منٹ صفحہ ۳
(۶) علمائے اسلام کی خدمت میں عرض ״ ״
(۷) الوصیت اور پنجہ فولاد ״ ״
(۸) سردار محمد ابراہیم صاحب کے نام خط صفحہ ۴
(۹) دشمنوں میں پھوٹ صفحہ ۴ و ۵
(۱۰) علمی و انتخابی مضامین صفحہ ۵ و ۶
(۱۱) ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام ۶
(۱۲) قصیدہ صفحہ ۷
(۱۳) مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری ۷ و ۸ و ۹
(۱۴) ایک لطیف استفتاء اور اسکا جواب ״ ۹ و ۱۰ و ۱۱
(۱۵) مذہبی دنیا پر سرسری نظر صفحہ ۱۱
(۱۶) اشتہارات ״ ۱۲
(۱۷) نصرۃ الحق صفحہ ۱۳ و ۱۴

نمبر ۸ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۳ محرم سنہ ۱۳۲۳ | جلد ۹

ایک ضروری اور نہایت ضروری گذارش

ایک بار ضرور پڑھ لیں

الحکم کا ہر خریدار از رہ کرم میری اس گذارش کو ایک مرتبہ ضرور پڑھے کیونکہ اس پر عمل کرنے سے بہت سا وقت اور خط و کتابت کا صرف بچ رہے گا۔

اسنے بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے کرمفرما ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی ہر قسم کی خط و کتابت میں جو اخبار کے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر رجسٹر درج کردیا کریں مگر اکثر اسکی پروا نہیں کیجاتی۔ اسلئے آئندہ کے لئے یہ بخوبی یاد رکھیں کہ جس خریدار کے خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہ ہوگا۔ مطبع اسکی تعمیل نہ کرنے پر مورد الزام نہ ٹھیرایا جاوے۔ مطبع معذور ہوگا کہ اسکی تعمیل نہ کرے۔ یہ یاد رہے کہ رجسٹرڈ ایل ۲۷ کے لکھنے کی حاجت نہیں بلکہ وہ نمبر دینا چاہئے جو حیث پر نام کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔

۲۔ تاکہ ہمیشہ کیلئے معاملہ کی غلط فہمیوں سے بچانے اور مطبع کو ہاں مشکلات اور حساب کی سہولیت اور درستی کی خاطر یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ جس خریدار کی [illegible] مطبع ذاتی طور پر اس کی خوش معاملگی سے واقف ہو اور پسند کرے قیمت پیشگی وصول نہ ہوگی اس کا نام رجسٹر خریداران سے خارج کردیا جاوے۔ پس جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ ہے یا اس سال کا چندہ باقی ہے اگر وہ کوئی اطلاع اس امر کی نہ دیں گے کہ فلان وقت انکی قیمت وصول کی جاوے تو مطبع ہر وقت بذریعہ وی پی اپنے قیمت وصول کرنیکا مجاز ہوگا پھر وہ اگر انکار کرینگے تو ہرجانہ وی پی ان سے لیا جاوے گا اور اخبار ان کے نام بند کردیا جاوے گا۔ اس لئے مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہیں لیکن واپس کنندوں کے اخراج نام کا عملدرآمد یکم اپریل سے ہوگا۔ اسکے سوا کسی دوسری اطلاع کی ضرورت نہ ہوگی۔ جس صاحب کو حساب میں کوئی شبہ ہو وہ وی پی بامانت رکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے۔

۳۔ مطبع کی جدید الطبع کتابوں کے لئے محض اس بنا پر کہ اکثر خریداروں نے بارہا خواہش کی تھی کہ ان کے نام ہر شایع شدہ کتاب بذریعہ قیمت طلب بھیجی جاوے) یہ انتظام کیا گیا ہے کہ چونکہ ہر کتاب عموماً اس قدر چھاپی جاوے گی جسقدر اس کے خریدار ہوں گے بعض صورتوں میں کچھ زائد چھپیگی اسلئے جو صاحب اس سلسلہ میں شریک ہونا چاہیں وہ بڑی خوشی سے اطلاع دیدیں تاکہ ان کی سہل انگاری سے مطبع ان کو خریدار سمجھے اور پھر وہ کتاب واپس کریں یا مطبع پر اعتراض جن احباب نے آج تک اطلاع دیدی ہے ان کے نام کے سامنے یہ نوٹ کرلیا ہے۔

۴۔ تفسیر القرآن ماہواری سلسلے کے تین نمبر شایع ہوچکے ہیں اور ان خریداروں کے نام جو پہلے سے درج رجسٹر تھے ۱۲ر کا وی پی بھیجا گیا ہے بعض نے بجائیکہ پہلے دو نمبر اون کو پہنچے ہوئے ہیں یہ وی پی پیکٹ واپس کیا ہے وہ براہ کرم ۸ر پہلے دو نمبروں کی قیمت از خود بھیجدیں۔ جن احباب نے قیمت سالانہ دی ہوئی ہے ان کی قیمت اس ماہوار سلسلہ میں وضع ہوگی۔ چونکہ فروری کی اشاعت سے تقطیع بدل دی ہے اور دوسری جلد شروع ہوگی درستی حساب کے لئے پچھلا حساب صاف کردیا گیا ہے۔

۵۔ بارہا اطلاع ہوگئی ہے کہ تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کے اگر اوراق باقی کسی شخص کو نہیں پہونچے وہ منگوالے۔ آخری اطلاع دیجاتی ہے کہ آخیر مارچ ۱۹۰۵ء کے بعد پھر کوئی شخص اعتراض کریگا کہ مجھے نہیں ملے تو مطبع ذمہ وار نہ ہوگا۔ (بشرطیکہ وہ الحکم کا خریدار نہ ہو) اپنی طرف سے میں اوراق سب کو ورثہ بھیج چکا ہوں۔

۶۔ اخبار کی عدم رسید کی شکایت اس ہفتہ کے اندر آوے جس ہفتہ کا اخبار ہے اس کے بعد یہ عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔ اور اگر متواتر کسی کو دو چار نمبر نہ پہونچیں تو براہ راست اپنے ڈاک خانہ کے اعلیٰ افسر کو شکایت کرے۔

۷۔ اخبار یا اس کے کارخانہ کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت محب یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان کے نام سے ہو۔ اور اخبار کی قیمت کے ہمراہ دوسرے فنڈز کی رقوم ہرگز نہ بھیجی جاویں بعض اوقات حساب میں غلطیاں واقع ہوجاتی ہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ کوئی خط اور تفصیل ساتھ نہ ہو

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

اطلاع۔ افریقہ سے کسی شخص کا ایک روپیہ دفتر الحکم میں کسی کتاب کیلئے اگست گذشتہ میں بھیجا جانا ظاہر کیا گیا ہے مگر اس خط پر کوئی پتہ پڑھا نہیں جاتا وہ صاحب اطلاع دیں یعنے اپنا مفصل پتہ اور نام کتاب لکھیں۔

ایڈیٹر

سید امیر علیشاہ صاحب کے الہامات ومکاشفات

۲۸ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک رویا مین دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہین کہ کہ ہر فرد بشر سب ہی گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا پر زور دیتا ہے۔ اسوقت یہ دعا کی انت ولی فی الدنیا والاخرہ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ اس کے بعد بیدار ہوکر بعد تہجد درود شریف پڑہتے ہوئے دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے الہام ہوا۔ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ پیر صدیق اکبرؓ نے فرمایا واذکروا اللّٰہ ذکرا کثیرا

۲۹ جنوری ۱۹۰۵ء۔ درود شریف بعد تہجد پڑہتے ہوئے غنودگی مین آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام الزمان کے بیت الذکر مین آپ سے باتین کرتے ہوئے پایا۔ اتنے مین غیب سے آواز آئی کہ یا خیر البشر تجلیات الہیہ کا ظہور جلوہ فرما دربار ہونیوالا ہے۔ ظہور ہوا۔ میری التجا پر آواز آئی۔ گر یکدم از سوئے طلب کوئے من آئی۔

اصد قدم از سوئے طلب کوئے تو آئم۔

اس کے بعد الہام ہوا۔ ربنا انزل علینا نورا مبینا۔

۳۰ جنوری ۱۹۰۵ء معمولاً دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الدعا مین دیکھا۔ خاتم الاولیا حضرت مسیح موعودؑ نے اتقا وطہارت پر تقریر فرمائی اور ان اللّٰہ یحب المتقین سے استدلال کیا۔ بعد نماز فجر مسجد سے مکان کو آتے ہوئے الہام ہوا۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک عجیب رویا کے بعد بیدار ہوکر تہجد پڑہ کر درود شریف پڑہ رہا تہا کہ بیت الدعا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا الہام ہوا کہ وافوض امری الی اللّٰہ ان اللّٰہ بصیر بالعباد۔ اس کے بعد بزبان حضرت صدیق اکبرؓ الہام ہوا۔ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

یکم فروری ۱۹۰۵ء

رویا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند پہاڑ پر دیکھا حضرت حجۃ اللہ بہی وہان پہونچے۔ اور تقویٰ وطہارت پر آپ نے وعظ فرمایا۔ ... فرمایا۔

۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الدعا مین پایا اور الہام ہوا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصےٰ مین دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ کے سلام کے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیکم السلام اے مامور من اللہ۔ پہر دیکھا کہ تجلیات الہیہ کا ظہور ہوا تو مین سجدہ مین گرگیا الہام ہوا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

۴ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔

۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللّٰہ متابا پہر یہ الہام ہوا۔ ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ وسلم کے حضور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تقویٰ اور صحبت صادقین پر وعظ کرتے دیکھا۔ جس سے بہت متاثر ہوا۔ بیدار ہوا تو زبان پر واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین

۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ بدستور سابق زیارت آنحضرت سے مشرف ہوا۔ اور یہ دعا کرتا بیدار ہوا اللھم اکرمنی بالعلم والعلم والعقل والفھم۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت قدرے ناساز رہی ہان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب نصرۃ الحق کی تصنیف مین عموماً مصروف رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتہہ کچہہ خاص سنت اللہ ہے کہ جب کبہی کوئی تصنیف شروع ہوتی ہے تو عموماً آپ کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہوتی ہے اور اسی ناسازیٔ طبیعت مین وہ حقایق ومعارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہین کہ جو پہلے دیکہے یا سنے نہین ہوتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور تعلق کا جو حضرت حجۃ اللہ سے ہے پتہ لگتا ہے اور تائید الٰہی کا ثبوت ملتا ہے تاعاقبت اندیش مخالف اس حال کو دیکہہ نہین سکتے لیکن یہان کے رہنے والے ان حالات کو مشاہدہ کرتے اور ایمان مین ترقی اور لذت پاتے ہین۔

۲۔ خاندان رسالت خدا کے فضل وکرم سے بخیریت ہے بزرگان ملت بہی خدا کے فضل وکرم سے تندرست اور خدمت دین مین مصروف ہین حضرت حکیم الامۃ کی صحت الہام الٰہی کے بعد یوماً فیوماً ترقی پر ہے اللھم زد فزد آمین۔

۳۔ مولوی سید محمد احسن صاحب بدستور امروہہ مین تشریف رکہتے ہین۔

۴۔ موسم کی حالت بدستور سابق ہے البتہ شدت سردی اور خنکی اب نہین رہی جو موسم کی طبعی حالت کے موافق کم ہونی چاہیئے تہی تاہم ان ایام کی معمولی سردی کے بالمقابل سردی زیادہ ہے۔ ۱۰ اور ۱۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو اچہی بلکہ بہت بارش ہوئی اولے بہی پڑے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے

۵۔ دار الامان مین موسمی عوارض کے ساتہہ پلیگ کی چند واردات بہی ہوئی ہین اس مرتبہ بچے عموماً پلیگ سے ہلاک ہوتے ہین۔ غیر معمولی سردی بہی ان وارداتون کے اسباب مین معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل وکرم کرے اور ہم سب کو توفیق دے کہ حضرت حجۃ الاسلام کی وصایا اور نصایح پر عمل کرنے کے قابل ہون۔ اور اسطرح پر اس زہر کا تریاق بہم پہونچا سکین آمین

۶۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا خرچ سال روان کے لئے سات ہزار چہہ سو روپیہ تخمینہ ہوا ہے جسکی ذمہ دار اخلاقی طور پر احمدی قوم ہے اور انشاء اللہ العزیز امید کیجاتی ہے کہ وہ اپنے سکول کی موجودہ حیثیت اور وقعت کو قائم رکہنے کی طرف پوری توجہ کریگی۔

درخواست دعا

مولوی غلام قادر صاحب لدھیان ضلع جالندہر اور پیر برکت علی صاحب موضع نل ضلع گجرات سے لکہتے ہین کہ ان کے گاؤن مین پلیگ ہے احباب اپنی جماعت کی حفاظت کیلئے دعا کرین

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات مین

ایک بے لوث رائے

معزز ہمعصر اردو اخبار لاہور نے اپنی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کی تازہ ترین اشاعت مین حضرت اقدس کے کرشن اوتار ہونے پر ایک مختصر معنی خیز بحث کی ہے جو ہمعصر موصوف کی نیک نیتی بے تعصبی اور ملکی خیر سگالی کی ایک دلیل ہو سکتی ہے مین ناظرین الحکم کے فائدہ کیلئے بلاکم وکاست چہاپ دیتا ہون۔

ایک نیک تحریک

اگرچہ ہمارے دیکہنے مین تو نہین آیا۔ مگر ایک لوکل اخبار سے یہ معلوم کرکے کہ جناب مرزا قادیانی مسیح موعود+ کا ایک طول طویل اشتہار پچہلے دنون لاہور کی دیوارون پر چسپان کیا گیا تہا۔ جس مین کرشن جی کے نبی ہونے پر زور دیا گیا تہا۔ اور ان کے اس دعوٰے کا ثبوت قرآن مجید مین سے دیا تہا۔ ہمین نہایت ہی مسرت ہوئی نہ اس وجہ سے کہ ایک ایسے بزرگ کی بزرگی کا ثبوت قرآن مجید مین سے دیا جاتا ہے۔ اور اہل اسلام کے ایک معتد گروہ کا لیڈر اس دعوٰے کو پیش کرتا ہے جسے ہندو لوگ نہایت ہی تعظیم وتکریم کی نظر سے دیکہتے ہین۔ بلکہ اس سبب سے کہ ہندو ومسلمانون کے درمیان رشتہ اتحاد مضبوط ہونے کو ہے۔ اس سے پیشتر گورو نانک جی مہاراج کی مثال اس بارہ مین پیش کی جایا کرتی تہی۔ کہ انہین اہل اسلام بہی اسی عزت کی نظر سے دیکہتے ہین جس توقیر سے کہ ہندو اور سکہہ یاد کرتے ہین۔ مگر اب یہ دوسری مثال بڑی بڑی خوش آئند امیدون کا منہہ دکہاتی ہے۔ اگرچہ بعض کوتاہ اندیش اخبار نویس جناب مرزا صاحب کے اس اشتہار پر انہین طعنے دے رہے ہین۔ اور ان کے منہہ آکر جو منہہ مین آتا ہے نکال دیتے ہین۔ مگر ہم تو ان کی تعریف کئے بغیر نہ رہین گے کہ انہون نے خواہ کسی خیال سے ایک ایسے میدان مین ہندو ومسلمانون کو قدم رکہنے کی ترغیب دی ہے۔ جو انجام مین نہایت ہی مفید نتایج کا باعث بنیگا۔ ہمین یقین ہے کہ جب اہل اسلام ہندوؤن کے بزرگون کو عزت کی نظر سے دیکہین گے۔ تو ہندوؤن کو دیوانہ کتے نے تو نہین کاٹا کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کے بزرگون کی شان مین خرافات بکین۔ اور جب اسطرح ایک دوسرے کے پیشواؤن کا وقار اور اعزاز مد نظر رکہے گا۔ تو وہ رنجشین جو ان دونون سربرآوردہ قومون کے درمیان بعض جاہلون کی وجہ سے پہیلی ہوئی ہین۔ جلدی مبتدل بہ اتحاد ہو جائینگی ہم اسدن کا شوق سے انتظار کر رہے ہین۔ مگر جبتک دونون قومون کے معزز اور معتد لیڈر اس بارہ مین تقدس مآب مرزا صاحب سے سبق نہ لین۔ ہماری آرزو کا پورا ہونا محال نظر آتا ہے۔ کاش! بہی خواہ رہنمایان ملک وقوم اس نکتہ کیطرف جلدی دہیان دین +

+ فٹ نوٹ۔ اس اشتہار کا مشتہر حضرت اقدس کا ایک مرید ہے۔ ایڈیٹر

ناظرین سے پانچ منٹ

الحکم بذریعہ مشین۔ مین اس کو بھی خدا تعالیٰ کا فضل خاص سمجھتا ہون کہ میری مشین کی تجویز پر بہی خواہان الحکم مسرت کی نظر سے دیکھ رہے ہین۔ اور ہر طرح سے میری مدد کو آمادہ ہین خدا تعالیٰ انہین جزائے خیر دے مین ان سے صرف یہ اعانت چاہتا ہون کہ وہ اگست ۱۹۰۵ء تک مجھے مجوزہ ۸۰۰ خریدار پانچ روپیہ سالانہ دینے والے مہیا کر دین۔ اس سے بڑھکر اور اعانت کیا ہوگی الحکم کی تبلیغ اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اسکی وقعت پہلے سے زیادہ ہوگی اور اس کے مالی مشکلات مین سہولت پیدا ہو جاوے گی انشاء اللہ العزیز۔ فی الحال مین ذیل مین ان کرمفرماؤن کے اسمائے گرامی درج کرتا ہون جنہون نے جدید خریدار بھیجے ہین۔ ان خریدارون کا سلسلہ نمبر ۱ سے شروع ہوتا ہے تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ کسقدر خریدار اور ہونے چاہئین۔ اگر الحکم کا ہر ایک خریدار ایک ایک ہی خریدار اور بہم پہونچاوے تو ایک ہفتہ مین یہ تعداد پوری ہو سکتی ہے۔ بہر حال ناظرین الحکم کی عالی ہمتی اور سعی کی ضرورت ہے۔

جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے جو الحکم کے خاص معاون ہین اور پہلے کئی خریدار الحکم کو دے چکے ہین اس جدید سلسلہ مین فی الحال ایک (۱) خریدار بھیجتے ہین۔

جناب بابو محمد عثمان صاحب الہ آباد سے ایک (۲) خریدار کے نام الحکم جاری کراتے ہین۔

جناب ابو غلام حیدر صاحب قصور سے ایک (۳) خریدار بھیجتے ہین۔

جناب مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیان (بنگال) سے ایک (۴) خریدار بھیجتے ہین۔

مولوی صاحب بھی الحکم کو کئی خریدار دے چکے ہین۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مستقل سرمایہ کی تحریک۔ میرے مکرم و مخدوم ڈاکٹر سید جلال صاحب سالی لینڈ بر اسے ایک تجویز و تحریک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتون کیلئے مستقل سرمایہ کے متعلق بھیجتے ہین۔ وہ مین مناسب ہوا تو اگلی اشاعت مین اسے چھاپ دون گا۔ انشاء اللہ۔ میری اپنی رائے ہے کہ تجویز بہت ہی قابل قدر اور اکابران ملت کے لئے خاص غور کے لائق ہے۔

علمائے اسلام کی خدمت مین عرض

اے علمائے اسلام یہ خاکسار آپ لوگون سے ایک مسئلہ کی تحقیق چاہتا ہے جس کی نسبت آجکل بہت کچھ بحث مباحثے ہو رہے ہین اگر آپ اسمین ضد اور تعصب کو چھوڑ کر محض نیک نیتی اور حق پسندی سے جواب دین تو کیا عمدہ بات ہے۔ کہ اعانت اسلام سے آپ لوگ خدا کے نزدیک ثواب حاصل کرین اور طالب حق کا آپکی ذات سے فیضیاب ہو کر اپنی مراد کو پہونچے وہ مسئلہ یہ ہے کہ دنیا مین جو مجوس ہنود وغیرہ قومین آباد رہ چکین یا ہین یہ بھی اہل کتاب کسطرح ابتدا مین کوئی آسمانی کتاب اور رسول رکھتے تھے یا نہین۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ ہنود و مجوس وغیرہ اقوام کی طرف ابتدا مین رسول آئے ہین۔ مگر زیادہ مدت کے گذرنے کے سبب اصل تعلیم جاتی رہی جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا حال ہے تو کیا اس قسم کے اعتقاد والے کو شرعاً کافر کہنا جایز ہے یا نہین پہلی صورت سے دوسرے کا بھی فیصلہ ہو سکتا ہے مگر اس کو اس واسطے زیادہ کیا جاتا ہے کہ ایسی حالت مین فتوے کفر کی حقیقت کیا ہے راقم ذیل مین اپنی تسلی کے لئے اس خیال کو بھی ظاہر کر دیتا ہے کہ جو صاحب اس بارہ مین جواب لکھنا چاہین وہ میری اس تقریر کا لحاظ رکھین کہ راقم ہر قوم اور ہر مذہب مین رسولون کا ہونا تسلیم کرتا ہے بموجب آیت وان من امة الا خلا فیہا نذیر۔ لہذا مجیب مخالف کو جواب ات کو نہین مانتا آیت مذکورہ کا خیال رہے نیز شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کتاب الجزیہ مین زیر شرح اس حدیث کے کہ لم یکن عمر اخذ الجزیۃ من المجوس حتی شہد عبد الرحمٰن بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذھا من مجوس ھجر۔ اسطرح لکھا ہے باید دانست کہ گرفتن جزیہ از مجوس باعتبار بودن ایشان است از اہل کتاب چنانچہ روایت کردہ آن را شافعی و عبد الرزاق وغیرہ ایشان باسناد حسن از علی رضی اللہ عنہ بودند مجوس از اہل کتاب کہ میخواندند آنرا و اہل علم کہ درس میکردند آنرا پس شراب خوردا میر ایشان وافتاد بر خواہر خود۔ پس چون صبح کرد طلبید اہل طمع را وبخشش کرد بر ایشان و گفت بود آدم کہ تزویج میکرد اولاد خود دختران خود را پس اطاعت کردند اہل طمع او را وکشت کسے را کہ مخالفت کرد پس محو فرمود کتاب ایشان و بر دلہائے ایشان پس باقی نماند نزد ایشان چیزے۔ ایسا ہی موضح القرآن مین لکھا ہے مجوس آگ پوجتے ہین اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہین معلوم نہین پیچھے سے بگڑے ہین یا سرے سے غلط ہین۔ الغرض اس قسم کی نوشتین اس اعتقاد کی موید ہین جو خاکسار نے درج کیا اس مسئلہ مین مین غلطی ہے تو واقفان شریعت اسلام پر واجب ہے کہ اپنے دینی بھائی کو اس غلطی سے کسی معقول دلیل کے ساتھ اصلاح کیا جاوے اور اگر مین حق پر ہون تو مجھے کافر کہنے والے بھائی کی ہمدردی فرماوین اور اس مسئلہ کو مدلل بیان کر کے فلاح دارین حاصل کرین۔

بذریعہ اخبار البدر یا الحکم قادیان فریقین اس مسئلہ کی تحقیق دیکھ سکتے ہین جو صاحب اس قسم کے مضمون کو ان اخبارون مین بوجہ غیر احمدی ہونے کے درج نہین کرا سکتے وہ بذریعہ سراج الاخبار جہلم اپنی تحقیق ظاہر فرماوین۔

راقم ایک طالب حق خریدار الحکم ع‌۹۵

ایڈیٹر الحکم۔ اگر اس مسئلہ پر غیر احمدی علماء متانت اور معقولیت سے قلم اٹھائین اور میرے پاس بغرض اندراج مضمون بھیجدین گے تو مین اسے مناسب ریمارک کر کے انشاء اللہ درج کر دون گا۔

الوصیت اور پنجہ فولاد

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین جو اشتہار الوصیت کے نام سے شایع ہوا ہے اس پر معزز ہمعصر پنجہ فولاد رقمطراز ہے

مرزا صاحب قادیانی کو ایک تازہ کشف

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعئے مسیحیت و مہدویت نے ۲۴ فروری کے الحکم مین الوصیت کے عنوان سے اپنا ایک تازہ کشف جو انہین ۲۶ فروری کی رات کو ۴ بجے ہوا ہے لکھا ہے۔ اس کشف مین کسی نئے دعوے یا کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی نہین ہے بلکہ یہ کشف پند و نصیحت سے بھرا ہوا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہین کہ مینے دیکھا کہ در دناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ مین بیدار ہو گیا۔ مرزا صاحب نے اس کشف کے ضمن مین جو نصیحتین کی ہین۔ وہ ضرور قابل عمل ہین۔ آپ لکھتے ہین۔ دوستو اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہین۔ اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی مین محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو۔ اور تقوے کی راہ مین پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ۔ عجیب بدبخت وہ لوگ ہین جو صرف مذہب اس بات کا نام رکھتے ہین۔ کہ محض زبان کی چالاکیون پر سارا دار و مدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آ رہے ہین کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسے سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا مین نہین آئے۔ ان چالاک لوگون کی پیروی مت کرو۔ جن کے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہین۔ جو دوسرون کو خدا کی طرف بلاتے اور آپ اس سے دور ہین۔

اس پر معزز اخبار عام لکھتا ہے۔

خوف طاعون۔ بہر حال ہفتہ ہذا مین کل ہندوستان مین ۳۱ ہزار ۵۳ کیس، اور ۲۷ ہزار ۷ ۸۳ فوتیان۔ یہ اضافہ قلیل ہے لیکن قابل شکر ایز دتعالے ہے۔ ادھر میرزائے قادیانی تقدس مآب سخت خوف دلاتے ہین اور بذریعہ اشتہارات کے عوام الناس کو ڈراتے ہین کہ ابھی کیا ہے اور بھی سخت طاعون آنے والا ہے وہ قہر خدا کیسا تباہ کنندہ ہوگا۔ اور فرماتے ہین کہ تقوے کرو تقوے کرو تقوے کرو۔ وہ فرماتے ہین کہ طاعون پڑنے کی پیشگوئی ۲۶ سال پہلے براہین احمدیہ مین کر دی تھی وہ آج کئی سال سے پوری ہو رہی ہے اور اب کہتے ہین کہ یہ کیا ہے۔ یہ تو آنیوالے قہر خدا کے سامنے کچھ بھی نہین ہے وہ بہت سختی سے نازل ہوگا۔ اس اعلان کے مضمون پر کچھ کہنا فضول ہے۔ اس سے یہ مطلب نہین نکل سکتا ہے کہ تقدس مآب مرزا صاحب اپنے پیروان اور مریدان باوقار کی تعداد کو بڑھانا چاہتے ہین۔ مقدمات گذشتہ کے نتیجہ خاطر خواہ پر بھی جتنا فخر سمجھا جاوے روا ہے۔ بعض لوگ اسکو بھی قتل لیکھرام سے کمتر پایہ کا معجزہ نہین سمجھتے ہین خصوصاً جبکہ انکو خواہ مخواہ تکلیف دینے والے منصف حاکم نے بھی طرح طرح کی ٹھوکر کھائی کہ ایسا پایا تھا وہ حکام بالا دست کیطرف سے تھا کہ جسمین کچھ چون و چرا نہین ہو سکتی ہے۔

سردار محمد ابراہیم خان صاحب کے نام خط

وہ تو شان اپنی دکھا دیتا ہے ہر ایک بات میں
پیر اگر دیکھو نہ سمجھو تو قصور اپنا نہیں ہے

مکرمی جناب خانصاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آج ۷؍ جنوری کو آپ کا رجسٹرڈ خط پہونچا کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے مجھے پختہ امید تھی کہ آپ ۲۴؍ جنوری کے الحکم کو پڑھکر کسی صحیح نتیجہ پر پہونچ جائیں گے۔ مگر آپ کے عنایت نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ایک مشغلہ سمجھا ہوا ہے اگر یہی ہار جیت کا خیال دامن گیر رہا تو سوائے تضیع اوقات کے اور کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوگا افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ نے میرے بار بار کے لکھنے پر بھی مستہزایانہ طریق کو ترک نہیں کیا۔ ہاں میں کوشش کروں گا کہ آپ کے خط کے استہزائیہ مقامات کو بے جواب چھوڑ دوں آپنے جو بینے درفع کے ترجمہ برداشت کے جواب میں نوشیروان کی حکایت کسے مژدہ پیش نوشیروان عادل برد وگفت کہ فلاں دشمن ترا خدا بر داشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا فرو خواہد گذاشت) پڑھکر ایک مزید عریضہ کے بعد کریما کے دو تین اشعار کی تشریح طلب کی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ ان اشعار کی تشریح سے کیا فائدہ اٹھائیں گے اگر بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو ان میں سے زیادہ غور کے قابل تو مصرعہ۔ کہ عرش مجیدش بود متکا اور شعر سوار جہانگیر یکران براق۔ کہ بگذشت از قصر نیلی رواق۔ ہی ہے۔ اگر آپ اس اخیر شعر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی حالت کو ظاہری اور جسمانی گذر ثابت کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو اپنے اس استدلال کے مطابق اس بات کو بھی ماننا پڑے گا۔ کہ نوشیروان اور اس کا دشمن بھی اسی دنیوی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ دیگر آپنے لکھنے کو تو لکھدیا کہ میرے رسالہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی آخر الزمان کے جو حوالہ جات درج ہیں وہ قرآن اور کتب احادیث کے مطابق ہیں"

میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ آپ کے رسالہ میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جسمیں اُسی اسرائیلی اور موسوی مسیح کا دوبارہ آنا بیان کیا گیا ہو اس موقع پر اگر آیت ہے تو وعد اللہ الذین امنو منکم وعملو الصلحت لیستخلفنہم کما استخلف الذین من قبلہم کا حوالہ دیتے تو واقعی ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہ ہوتا اب میں چاہتا ہوں کہ باقی آپ کی تحریر کو قولہ اور اقول کے طریق سے حل کر دوں

قولہ- آپ لوگوں کے پیر مرزا صاحب قادیانی نے جناب رامچندر جی کرشن جی اور گرو نانک صاحب کو نبی بیان کیا ہے۔ . . . حالانکہ مذہب ہنود کی کتب مذکورہ میں شراب خوری وغیرہ الخ

اقول- آخر اس اعتراض اور تعجب کی کوئی وجہ بھی تو پیش کرنی چاہیے تھی۔ کیا اہل ہنود کا پیدا کنندہ نعوذ باللہ کوئی اور ہے۔ خان صاحب کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس قسم کا اعتراض اور تعجب کریں پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی اسمائے مبارک کی ایک فہرست تو شایع کریں پھر اگر انکی شایع کردہ فہرست میں رامچندر جی وغیرہ کا نام نہ آیا تو اس حالت میں ہم ان کے اعتراض کو وقعت دینے کے قابل ہو سکیں گے۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ جہاں آپنے شراب خوری وغیرہ کا حوالہ دیکر اعتراض کیا ہے وہاں آپ نصاریٰ کے موجودہ طریق عبادت کو دیکھکر کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور نبوت پر بھی اعتراض کر دیں۔

قولہ- اور مرزا صاحب قادیانی نے جو آپ لوگوں کو دہوکے میں ڈالدیا ہے کہ اگر میں جھوٹے دعاوی پر ہوتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس چوبیس سالہ عرصہ میں زندہ نہ چھوڑتا الخ

اقول- مجھے خان صاحب کے اس اعتراض پر صرف افسوس ہی نہیں ہوا بلکہ رنج بھی ہوا ہے یہاں پر انہوں نے آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اگر ان کو قرآنی معیار پر اطلاع نہیں تھی تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفین کی رات دن کی منصوبہ بازیوں کو ہی دیکھکر فیصلہ کر لیتے کہ کیا وجہ ہے کہ باوجود مخالفت شدیدہ کے بھی یہ سلسلہ ایک غیر معمولی ترقی کر رہا ہے مگر ہمارے معترضین کو اتنی بصارت ہی کہاں نصیب ہے کہ وہ اس سے دیکھکر منصفانہ فیصلہ کر سکیں معلوم نہیں ایڈیٹر صاحب سراج الاخبار و ایڈیٹر اخبار اہلحدیث اس معاملہ میں کیوں خاموش ہیں کم از کم ایمانداری سے وہ اتنا ہی بتا دیں کہ گورداسپوری مقدمات کا انجام الہامات کے مطابق اور ماتحت ہوا ہے یا نہیں۔ اگر ان دونوں صاحبوں کے نزدیک ایک الہام بھی منجانب اللہ نہیں تو وہ آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کے اثر سے کیوں بچ رہا۔ میں خانصاحب کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ فرعون اور شداد کے بیہودہ اور متکبرانہ دعاوی کا حوالہ غلط اور سراسر غلط ہے اسلئے کہ ان کا دعوےٰ خود تباہ کن تھا اس پر بھی جو ان کا انجام ہوا وہ آپ سے بھی مخفی نہ ہوگا

پوشیدہ نہ ہوگا۔

قولہ- اگر مرزا غلام احمد صاحب سرغنہ جماعت معروف احمدیہ کے راستباز عالم ہوتے تو وہ بھی مانند حکیم مناعی مصنف نام . . . . . . کے کوئی دینی مسایل اور دینی تعلیم میں یادداشت چھوڑ جاتے الخ نہ کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے دعاوی کے پیچھے پڑے رہتے

اقول- خان صاحب کے اس اعتراض سے ان کی اپنی ہی قرآن دانی اور دینی معلومات کی ساری قلعی کھل گئی گویا ان کے نزدیک ابھی دین کی تکمیل نہیں ہوئی۔ اگر وہ سچ مچ کسی ترمیم کی آرزو رکھتے ہیں تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے عقاید اور انکی مرمہ نماز کی طرف اپنی توجہ کو معطوف کریں۔ ہمارے مخالف مولویوں میں سے کیا کوئی یہ بتا سکتے ہیں کہ جس فرضی مسیح کی ان کو امید لگی ہوئی ہے وہ دوبارہ آکر نام حق ایسے نام اور مفہوم کی کوئی کتاب شایع کریگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں احادیث میں جس مسیح کا ذکر ہے وہ اس وقت موجود ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ منصب کو بخوبی انجام دے رہا ہے جس کا ذکر خیر آپ نے بھی اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود کو حدیث میں **سلطان القلم** کہا گیا ہے۔

باقی آپ کا یہ اعتراض کہ صرف مسیح کی وفات کے ہی پیچھے پڑے ہوئے ہیں کسی پہلو سے بھی ٹھیک نہیں میں نے تو یہ کبھی نہ سنا کہ آپنے قرآن کو پڑھتے ہوئے آیات انی متوفیک اور فلما توفیتنی کو چھوڑ کر تمام چھوڑ دیا ہو۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ آیندہ اپنے اور خاکسار کے قیمتی وقت کا ضرور خیال رکھا کریں گے۔

خاکسار محمد حسین مسافر

اس خط کے متعلق اسقدر ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سردار محمد ابراہیم خانصاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ایک مختصر پمفلٹ فارسی زبان میں لکھا تھا میرے پاس بھی بھیجا تھا میں اسے ابتک نہیں دیکھ سکا۔ میرے مکرم بھائی احمدی مسافر کے ساتھ انکی خط و کتابت ہوئی ہے اور مسافر نے ذیل کا خط لکھا ہے جو ناظرین کی دلچسپی کیلئے چھاپ دینا مناسب سمجھا گیا ہے خصوصاً اس لئے بھی سردار صاحب نے اپنا خط بھی کسی اخبار میں چھپوا دیا ہے

ایڈیٹر۔

دشمنوں میں پھوٹ

(نمبر ۲)

سب ہیں مشتاق زیارت رخ سے الٹو تو نقاب
اک زمانے کو تمہاری حسرت دیدار ہے

میں امرتسر کے مولوی فاضل ایڈیٹر اہلحدیث کو ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ آپ حد سے بڑھنا چھوڑ دیں اور اپنی فی الواقع غلطیوں کو اعتراف کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لیں تو بہتر ورنہ آپ کا بظاہر اسلام کا حامی کہلانا اور حقیقت میں اسکی پاک تعلیم پر کاربند نہ ہونا کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں کریگا لیکن افسوس کہ میری شفیقانہ رائے کی پرواہ قدر نہ کی گئی خود تو مولوی فاضل صاحب نے بڑی کوشش کی ہے کہ جسطرح ہو سکے وہ ڈکپے ہی رہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ایک منصف مزاج اور دلی دوست مقام آگرہ نے حسب ذیل طریق سے ان کے نقاب کو الٹ دیا ہے امید ہے کہ ناظرین اہلحدیث انکی زیارت سے مشرف ہو کر ایڈیٹر ہمدرد آگرہ سے شکر گذار ہونگے۔ ایڈیٹر

مباحثہ نگینہ اور اخبار اہلحدیث امرتسر کی کلہ درازی

(منقول از رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ)

ناظرین رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کو معلوم ہوگا کہ ہمنے گذشتہ اشاعت ماہ شوال المکرم میں یہ تمنا و خواہش جناب حکیم **محمد مرتضیٰ علی صاحب** نگینوی کے رکوب السفینہ فی مناظرۃ النگینہ پر منصفانہ رائے کا اظہار کیا تھا کہ جسکو منصف مزاج حکیم صاحب موصوف نے بطرز ایمانداری تسلیم فرما کر آیندہ کیلئے احتیاط کا اعتراف کرکے رفع دفع کر دیا تھا مگر لڑکا **ثناء اللہ** امرتسری کے پیٹ میں حکیم صاحب کا انصاف دیکھکر چوہے قلابازیاں کہانے لگے اور بیچارے غریب کا پیٹ پہولکر کپہ ہو گیا اور باو مخالف یا مخالفت کا گولہ باد فرنگ کیطرح انتڑیوں میں گھومنے لگا ہر چند روکا مگر رک نہ سکا۔ بات کہی تو ایسی جیسے گدہے کی لات۔ آواز نکالی تو ایسی جسے سارا جہان نہیں تو کم ہو کر ان کا سطح تو ضرور ہے کہ عون حق کا گھر بجائے۔ بات کیا بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ کڑوا کریلا اور پھر چڑھا نیم پر یہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل ہیں نہیں **مولوی فاضل**۔ اب سنئے حضرت فاضل امرتسری کی فضیلت اور ہمہ دانی۔ آپ اخبار اہلحدیث ۲۰؍ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۵ کالم (۱)

مین رسالہ ہمدرد اسلام کی تردید کرتے ہوئے لکہتے ہین۔

اہلحدیث۔ رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کے ایڈیٹر صاحب نے اسلامی ہمدردی کا ثبوت دینے کو مباحثہ مذکورہ (یعنی مباحثہ نگینہ) پر چند اعتراض نمبر ۱ جلد ۹ مین کئے ہین۔

رسالہ ہمدرد اسلام۔ واہ جی اڑاکا امرتسری آپ کے مغز کے بہی کیا ہی کہنے مین کیا خوب۔ اسلامی ہمدردی تو شاید اسی کا نام ہوگا کہ آپ اور آپ کا مطیع اہلحدیث جو کچہہ بہی غلطی کرے مگر اس کو حق اور ناحق مان ہی لیا جائے اگر کہین بدقسمتی سے ذرا بہی اوسمین شک لایا تو فوراً اسی وقت دائرہ اسلام اور ہمدردی سے باہر آیا۔ کیونکہ اب دنیا مین سوائے آپ کے اور اسلام کا ہمدرد باقی ہی کون ہے معاف کیجئے یہ آپ ہی کا کام ہے دیکہو ہم ایسے ہمدرد اسلام نہین ہین کہ آپ کی الیسی فحش اور بیجا غلطیونکو بہی مان ہی لیا کرین یہ تہوڑا ہے کہ جو آپ باوجود اپنی اس موجودہ اور غیر قابل لیاقت کے دو ایک جگہ مباحثہ مین مقدمۃ الجیش بنگئے بوجہ اس کے کہ فریق ثانی بہی ماشاءاللہ آپ ہی جیسے کمزور لیاقت کا تہا اور ماینجانب خاموش رہے ورنہ آپ کی لیاقت اور ناحق کی زبان زوری صاف اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ آپ مین ہرگز ہرگز ایسی لیاقت نہین ہے کہ جو اہل اسلام آپ جیسے لڑاکا شخص کو کسی مہذب کمیٹی یا جلسہ مین گویائی یا شرکت کا ہی حق دین۔ کیونکہ آپ کی خانہ جنگی اور فرقہ اضافہ کے دل آزاری اور آپکے کفر کا فتوے صاف مسلمانونکو آیندہ اس امر سے روک رہا ہے کہ آپ کسی مباحثہ مین مقدمۃ الجیش بنین۔ اگر آپ طالب ہونگے تو ہم اس کے کافی وجوہات اور آپکی بیجا غلطیان بہی نشان دے دے کر بتلادینگے کیونکہ آپ کی لیاقت اور علمیت گولر کے پیٹ جیسی مثال رکہتی ہے جسکو ہم ہی خوب جانتے ہین۔

اہلحدیث۔ گو وہ اصل مضمون مناظرہ کے متعلق نہین ہین تاہم چونکہ انہون نے ان اعتراضات کو شایع کر دیا ہے اگر جواب ان کا یہی ہو سکتا ہے اس لئے ان کی غلطفہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کے لئے جواب لکہا جاتا ہے

رسالہ ہمدرد اسلام۔ اگر آپ کا ایسا منشا ہے کہ ہم آپ کے مباحثہ نگینہ کی اندرونی غلطیون سے بہی آپ کو مطلع کرین تو آئے بسم اللہ۔ ورنہ ہم نے تو در اصل پوشیدہ غلطیونکو پوشیدہ ہی رکہکر ظاہری لباس کی غیر موزونیت پر اپنی منصفانہ رائے کا اظہار کیا تہا مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصل مضمون کے متعلق بہی کچہہ کلمات حق سننا چاہتے ہین اس لئے اگر آپ اجازت دین تو ہم طیار ہین مگر آپ کا یہ کہنا کہ "ہمنے ان اعتراضات کو شایع کر دیا ہے اسلئے انکی غلط فہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کیلئے جواب لکہا جاتا ہے" صریح اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ ہم آپکے شجرہ نطلکی اصل حقیقت بیان کرین اور آپ کی دنیا سازی اور ٹکے کمانے کے حیلے پبلک پر ظاہر کرین آپ اپنی اندرونی غلط فہمی کی تو اصلاح کر ہی نہین سکتے دوسرونکی غلطفہمی کی تو اصلاح کر ہی نہین سکتے دوسرونکی حق فہمی کو غلطفہمی ثابت کرنا تو ذرا ٹہیری کہیر ہے

اور آپ پبلک کو اصل حال سے کیا اطلاع دیسکتے ہین جبکہ خود آپ ہی کو اپنی غلطیونکا سر و ملک کی علم نہین ہے۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند

باقی بشرط ضرورت

(عمرالدین)

علمی اور انتخابی مضامین

کبہی کبہی ایسے علمی اور دلچسپ مضمون دوسرے معاصرین سے منتخب کر کے الحکم کے کالمون مین چہپ جانے بہی ضروری ہین خصوصاً ایسے مضامین جنسے اسلام اور اہل اسلام کی عظمت کا پتہ لگتا ہو سندرجہ ذیل مضمون معزز معاصر دلگداز سے لیا جاتا ہے قدیم

علم کیمیا

یہ خیال کر کے ہم بارہا شرمائے ہین اور بہت شرمائے ہین کہ ہماری موجودہ کیمیاگری ایک بے بنیاد ہوس اور ایک نہ پورا ہونیوالی آرزو ہے جو شوق ہمین مالیخولیا کی طرف متوجہ کرتا ہے وہ ارمان بنکے ہمیشہ ہمارے کیمیاگرون کے دل مین رہا اور رہے گا۔ اور جو پیاس ہمین اس وہمی آرزو کی طرف متوجہ کیا کرتی ہے وہ کبہی بجہنے والی نہین۔

کیمیاگری کے خبط مین ہمارے ہزارون دوست اور بزرگ مبتلا ہین۔ انکی حشتون نے جسطرح ہمیشہ ایک ناوک کسر رکہی ویسے ہی انکی کوششون نے انہین زندگی بہر کیلئے دین و دنیا دونون سے کہویا۔ ہم صدہا واقعات سن چکے اور سنتے رہتے ہین کہ کیمیاگری کے فریب مین پہنس کے لوگ کیسے کیسے بے وقوف بنے۔ اور انہون نے کیسے کیسے نقصان اٹہائے۔ مگر افسوس اس ہوس مین ایک شمہ برابر بہی کمی نہ ہوئی اور اس مرض مستسقا والون کی پیاس کبہی بجہنے کو نہ آئی۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے کیمیاگر ہمیشہ یہی اور ایسے ہی تہے یا کبہی ان کی حالت اس سے اچہی اور بہتر بہی ؟ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی ہمیشہ یہی حالت تہی تو ہم ندامت کے دریا سے نہین نکل سکتے۔ اور دنیا کی ترقی یافتہ قومون کے سامنے سر نہین اٹہا سکتے۔ لیکن اگر اس کا جواب یہ ہو کہ نہین ہماری یہ بہی موجودہ ادبار نصیبی کا ایک نمونہ ہے کہ کیمیاگری کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ ورنہ ہمارے پرانے کیمیاگر کمسٹری کے اصلی منافع کو سمجہے ہوئے تہے اور انہون نے اس فن سے بہت کچہہ صحیح نتائج حاصل کئے تہے تو البتہ ہم کچہہ نظر اٹہا سکین گے۔

کیمیاگری ہماری موجودہ اصطلاح مین اس چیز سے عبارت ہے کہ کسی کو سونا یا چاندی بنانے کا نسخہ ہاتہہ آجائے۔ جو ایک عنقا ہے جسنے اپنی وہمی ہستی پر ایک عالم کو گرویدہ بنالیا ہے۔ ہوس اسکے پرون کے سایہ مین پرورش پاتی ہے۔ اور طمع اس کے خیال کی پرستش کراتی ہے۔ یہی لفظ یورپ کے ملکون مین بہی ہے جسکا حکیمہ مغربی لباس پہن کے "کمسٹری" ہو گیا ہے۔ اور اس سے مراد ترقی کرنیوالی قومون مین وہ فن ہے جو انسان کو مختلف اشیاء کو لا کے اور ان کے اجزا کو نئی نئی ترکیبون سے مرکب کر کے نئی خاصیتون اور نئے تجربون کا پتہ لگانے مین مدد دیتا ہے۔ اس کی ابتدا اس سے ہوئی کہ مختلف پتیون کے عرقون کو باہم ملا کے نئی طبی مزاج پیدا کئے جائین۔ اور ترقی کے بعد یہ ہوا کہ دہاتون کا امتزاج کر کے نئے خواص دریافت کئے جانے لگے۔

یورپ نے اس مفید اور ضروری فن سے ایسے فایدے اٹہائے جو آج ساری دنیا مین نظر آرہے ہین۔ بہاپ اور برق کی سحر نما قوتین۔ تار برقی۔ ریل۔ جہاز رانی۔ اور بہت سی کلین۔ سچ پوچہئے تو سب اسی کی برکتین ہین۔ اور اسی فن کے ذریعے سے انسان نے محسوس طریقے پر اپنے آپ کو اشرف المخلوقات ثابت کیا ہے۔ غرض یورپ نے تو اس مفید فن سے ایسی ایسی برکتین حاصل کین۔ اب دیکہنا یہ ہے کہ ہمارے کیمیاگرون نے کیا کمال دکہایا۔ وہ اسی نقطہ پر رہے جس پر تہے۔ سونا اور چاندی بنانے کی ہوس مین عمرین تو عمرین قرن اور صدیان صرف کر دین۔ اور فن مین ایک انچ بہی قدم آگے نہ بڑہا سکے۔ بلکہ فضول تضیع اوقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ روز بروز بجائے آگے بڑہنے کے اور پیچہے ہٹتے گئے تنزل ہی نہین وقت اور عمر عزیز کے ساتہہ انہون نے اپنے اخلاق بہی کہو دیئے فقیری کا نام لیا۔ اور خرقہ مشایخی کو مکاری وکیادی کا جامہ بنایا۔ ظاہری صورت بے پروا اور قانع لوگون کی بنائی اور دل مین بندہ ہوا و ہوس ہوگئے۔ اور اس سے بہی بڑہ کے یہ کیا کہ انتہا کے جعلساز۔ مکار۔ ڈاکو۔ لٹیرے اور اول درجہ کے بدمعاش ثابت ہوئے۔ یہ ہے وہ کیمیاگری جس پر ہمارے ملک۔ ہماری قوم ہمارے بزرگون۔ اور ہمارے ولیون کو ناز ہے۔ اور جب یہ حال ہے تو بہلا کیمیا کا نام آتے ہی ہم کیون نہ شرمائین ؟ اور یہ ریاکاری کی تقریر ہمین کیون دریائے ندامت مین نہ غرق کر دے ؟

اس کو ہم مانتے ہین کہ کیمیاگری کے فن مین سوا اس عہد کے کبہی ترقی نہین ہوئی تہی۔ اور جو کرامات و معجزات یورپ والون نے اس فن کے ذریعے سے دکہا دیے ہین کوئی قوم نہین دکہا سکی تہی۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ اور ندامت تو اس بات کی ہے کہ اورون نے اگر ترقی نہین کی تو بدنامی بہی نہین اٹہائی۔ اور ہم نے یہ کیا کہ اپنے اصلی ہنرون اور دیگر اخلاقی کمالون کو بہی اس فن مین پڑ کے او کیمیاگری کا نام لے کے کہو دیا۔ اور جہان تک پتہ لگایا جا سکتا ہے اس بارہ خاص مین ہم متفرد ہین۔

کیا ہم ہمیشہ ایسے ہی بدنام تہے ؟ اور ہماری کیمیاگری ہمیشہ سے ایسی ہی تہی ؟ مین سمجہتا ہون کہ نہین۔ ہم نے کبہی اس فن سے اچہے فایدے بہی اٹہائے ہین۔ اور گو اس حد تک عروج کمال پر نہین پہونچ سکے مگر کچہہ نہ کچہہ ضرور دکہایا۔ تاریخین گواہ ہین کہ کاغذ کو ہمین نے بنا کے دنیا مین پہیلایا ہم سے پہلے کاغذ نہ تہا۔ اور تہا تو دنیا کے کسی ایسے کونے مین چہپا ہوا تہا جہانتک کسی کی نظر نہ پہونچ سکتی تہی۔ گریک فایر (آتش یونان) جو لڑائیون مین نہایت خوفناک کام دیا کرتی تہی گو ہمین یونانیون سے حاصل ہوئی مگر ہم نے اس مین اتنا کمال پیدا کر لیا کہ جس مخالف فوج مین گریک فایر کا استعمال نظر آتا یہ بہی باور کر لیا جاتا کہ اسمین کوئی مسلمان ضرور موجود ہے۔ ورنہ لوگ گریک فایر سے کام ہی نہ لے سکتے۔ بارود کا استعمال سب سے پہلے ہمین نے کیا اور ہمارے ہی پرشور توپون سے وہ یورپ کو ملی اور اسی سلسلے مین یورپ والون نے توپ اور بندوق کے بنانے مین ہماری ہی شاگردی کر کے یہ کمالات حاصل کئے ہین اس وقت سے تین ہی چار صدی پہلے ہماری بنائی ہوئی توپون کا مقابلہ دنیا کی کسی قوم کی توپین نہ کر سکتی تہین۔ اور مسلمانون نے منجنیقون اور توپون کے بنانے کے جو کارخانے ہندوستان سے لیکے بلغاریہ کے علاقے تک قایم رکہے تہے

علا شاید فاش مراد ہوگی ایڈیٹر الحکم۔

ان کا نام تو توپون اور منجنیقون کے عمدہ ہونکی سند تہا۔ بیشک ہم کو نہ کبھی ایسی اعلے بارود ایسی زبردست اور جلد کام دینے والی توپین اور بندوقین۔ اور نہ اس صفائی و خوبی کے جہاز بنانا نصیب ہوئے جیسے کہ مغرب کے موجودہ کارخانے تیار رہے ہین۔ ہم کو بھاپ اور برق کی قوتون کا بہی پتہ نہین لگا تہا۔ لیکن اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ یہ جدید۔ عالی شان۔ سبک اور پر رعب عمارت اسی بنیاد پر قایم کی گئی ہے جو ہمارے ہاتہ سے پڑی تہی۔ اور یہ ساری برکتین ہماری ہی کیمیاگری اور ہماری ہی ٹکنیکل ہنرمندی کی بدولت ہین۔

اپنی موجودہ اور گزشتہ حالت کا اندازہ کرنے اور کرانے کے لئے ہم موجودہ مسلمان مہوسون کے مقابل مین چھٹی صدی ہجری کے ایک مسلمان مہوس کا واقعہ پیش کرتے ہین جس نے چاندی سونا بنانے کے جنون کے عوض دنیا کو ایک حیرت انگیز کمال دکھا دیا تہا۔

۵۸۶ھ مین شام کے ساحلی شہر عکہ پر یورپ کے صلیبیون کی سخت یورش تہی۔ شہر عکہ کے اندر مسلمان تھے۔ ان کو نیز خشکی کیطرف سے اور نیز دریا کی طرف سے فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے نایٹ گہیرے ہوئے تھے۔ سمندر کی طرف سے ہزارہا جہاز بیرونی آمد و رفت کو روکے ہوئے تہے اور خشکی مین تینون جانب ہزارہا رسالے اور دستے محاصرہ کیے ہوئے تہے۔ ان محاصرہ کرنے والون فرنگیون کو صلاح الدین اعظم نے فتح کرنے گہیر لیا تھا۔ اور محاصرہ کرنے والے بھی خشکی کی طرف سے محصور تہے گو ان کا دریائی راستہ نہین روکا جا سکا تہا۔

فرنگیون نے شہر پر قبضہ کرنے کی صدہا تدبیرین کین۔ مگر تین سال تک کوئی زور نہ چل سکا۔ اس لئے کہ عکہ کے اندر جو مسلمان تہے وہ بھی اس مستعدی سے لڑ رہے تہے اور حملہ آورون کی تمام کوششون کو اسطرح بیکار کر دیتے تہے کہ کسی طرح زور نہ چل سکتا تہا۔ فرنگیون نے آخر عاجز آ کے لکڑی کے تین برج بنائے جو ساٹہہ ساٹہہ گز اونچے تہے اور ہر ایک مین پانچ درجے یعنے پانچ منزلین رکھی گئی تہین۔ ان کے لئے نہایت ہی اعلے درجہ کی لکڑی بعض جزیرون مین سے جہازون پر لاد کے لائی گئی تہی۔ مگر چونکہ لکڑی کی تمام چیزین گریک فائر کے ذریعے سے جلا دیجاتی تہین۔ اور مسلمانان عکہ شہرپناہ پر سے مسلسل اس آگ لگانے والے مادے کی پچکاریان برسایا کرتے تہے لہذا اس کی مضرت سے بچانے کیلئے یہ تدبیر کیگئی تہی کہ ان برجون پر اوپر سے نیچے تک چمڑا منڈھ دیا گیا تہا۔ اور پہر چمڑے پر سرکہ مٹی اور دیگر اجزا سے لا کے ایک ایسا مسالہ لگا دیا گیا تہا۔ اور ایسا روغن پہیر دیا گیا تھا کہ ہزار پچکاریان ماری جائین برجون پر کچھہ اثر نہ ہوتا۔ آگ ان پر اثر ہی نہ کرتی تہی۔

یہ برج جب پہیون کے ذریعہ سے لڑھکا کے اور کھینچ کھانچ کے عکہ کی شہرپناہ کے قریب لائے گئے تو ان کی بالائی منزلین شہرپناہ سے اونچی تہین۔ فرنگیون نے جب ان پر چڑھ کے آگ اور تیر برسانا شروع کیے تو مسلمانون نے حسب عادت آتش بار پچکاریان مارنا شروع کین اور جب خلاف امید یہ نظر آیا کہ ان پر آگ اثر کرتی ہی نہین تو ہر طرف ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور اہل شہر بالکل مایوس ہو گئے۔ ایک شخص دریا مین کود کے اور فرنگیون کی نظر سے بچ کے پیرتا ہوا صلاح الدین کے پاس گیا۔ اور اسے اطلاع کی۔ صلاح الدین نے باہر سے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ فرنگیون کی تعداد اس قدر تہی کہ انہون نے بالکل پروا نہین کی۔ فوج کے دو حصے کر دیئے۔ ایک شہر پر یورش کر رہا تہا اور دوسرا صلاح الدین سے لڑ رہا تہا۔ آٹہہ دن تک لگاتار شب و روز سخت لڑائی رہی۔ ہزارہا خلقت کٹ گئی۔ مگر حالت یہی تہی کہ شہر ساعت بہ ساعت کمزور ہوتا جاتا تھا۔ اور سب کو یقین تھا کہ عنقریب فرنگی اندر گھس پڑین گے اور تمام زن و مرد قتل ہو جائین گے۔ ترکی افسر قراقوش جو شہر عکہ کا حاکم تہا اور فرنگیون سے لڑ رہا تھا مایوسی کے غیظ و غضب مین تہا۔ اور گویا موت کا منتظر تہا اس کی یہ حالت ہو رہی تہی کہ اس سے کوئی بات بہی کرتا تو پہاڑ کھاتا۔ اور خیال کرتا کہ اب سب تدبیرین بیکار ہین۔ یہ برج جو قہر خدا کی طرح نازل ہوئے ہین سب کو ہلاک کر ڈالین گے۔

ایسی مایوسی و بیکسی کی حالت مین دمشق کا ایک مسلمان کیمیاگر نمودار ہوا جو اتفاقاً شہر عکہ کے اندر موجود تھا۔ اس کو ہمیشہ سے اس بات کا شوق تہا کہ کبریتی مادون کی قوت کا پتہ لگائے۔ اور دریافت کرے کہ آگ کی قوت کہانتک اور کن طریقون سے بڑہ سکتی ہے اس نے اپنی زندگی اسی شغلے مین بسر کی تہی ملک اسے الزام دیا کرتے تہے کہ کیون تضیع اوقات کرتے ہو۔ اور اس محنت کا کیا نتیجہ ہے۔ مگر وہ اپنے ذاتی شوق سے اس دھن مین لگا رہا۔ عکہ مین مسلمانون کو اور تمام اہل شہر کو نہایت ہی پریشان و مضطرب الحال دیکھا تو بطور خود ایک نسخہ تجویز کیا جس کے ذریعہ سے آگ کا اثر زیادہ مشتعل کیا جائے اور اس کا عمل ان چیزون مین بہی موثر ہو سکے جو دیر مین اثر پذیر ہوتی ہین یا نہین اثر پذیر ہو سکتی ہین۔ یہ مسالہ تیار ہو گیا تو وہ امیر قراقوش کے پاس آیا۔ اور کہا جو شخص منجنیقون کے چلانے کا مہتمم ہے اسے یہ حکم دیجئے کہ ان برجون مین سے کسی برج کے سامنے جو منجنیق قایم ہو وہ چیز میرے پاس سے مارے جسے مین بتاؤن۔ اور امید ہے کہ میری تدبیر پر اگر عمل کیا گیا تو مین ان برجون کو جلا کے خاک کر دون گا۔ قراقوش مایوسیون کے ہجوم سے جھنجھلایا ہوا بیٹھا تھا اور جھنجھلا اٹھا۔ کہا "بڑے بڑے لوگ تو اپنی تدبیرون مین عاجز آ گئے تم کیا بنا لوگے"؟ حاضرین مین سے کسی نے کہا۔ "اس شخص کی تدبیر پر عمل کرنے مین کیا مضایقہ ہے؟ شاید اسی شخص کی بدولت خدا ہماری مدد کرے"۔ اس سفارش پر قراقوش نے حکم دیدیا کہ اس شخص کی تدبیر پر عمل کیا جائے۔

اس شخص نے پہلے تو پتیلیون مین بہرو ابہرا کے منجنیقون کے ذریعہ سے ایک ایسا روغن ان برجون پر برسایا جس سے سوا ان برجون کے تر ہو جانے اور اوپر سے نیچے تک بھیگ جانے کے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہین ہوا فرنگی جو ان برجون پر چڑہے ہوئے تہے اور شہر پر یورش کر رہے تھے اس بے سود کوشش پر قہقہے اڑانے لگے جب کوئی پتیلی آ کے گرتی اور اس سے انہین کوئی نقصان نہ پہونچتا تو اچکنے پہاندنے اور ناچنے کودنے لگتے تہے۔ شہر والون کا منہہ چڑہاتے اور ساعت بساعت مسلمانون کی زیادہ توہین و تذلیل کرتے۔ وہ تو اسی مسخرے پن مین مشغول اور غافل رہے اور اس گمنام مہوس نے نہایت متانت و خاموشی کے ساتھہ برج کے ہر حصہ مین اس مسالے کو پہونچا دیا۔ جس کو اس نے اپنی آیندہ کارروائی کا استر یا ضامن قرار دیا تہا۔ اس غرض مین جب اسے پوری کامیابی ہو گئی تو اب اس نے معمولی روغن نفت یعنی آتش یونان کی ایک پچکاری ماری۔ اس کے پڑتے ہی برج مشتعل ہو گیا۔ فرنگی گہبرائے اور ادہر فصیل پر سے آتشین پچکاریان پیہم پڑنے لگین۔ چندہی ساعت مین سارے برج پر آتش بہڑک رہی تہی۔ فرنگیون نے بہاگنے اور اترنے کی بے انتہا کوشش کی مگر آگ اسقدر جلد بہڑکی اور پہیلی کہ کسی کو بہاگنے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ برج مع تمام ان لوگون کے جو اسمین تہے جل کے خاک ہو گیا۔ ساتہہ ہی یہ کارروائی دوسرے برجون پر شروع کر دی گئی۔ مگر پہلے تجربے نے مسیحیون کو اتنا ہوشیار کر دیا تہا کہ دوسرے دو برجون پر جیسے ہی یہ روغن برسایا جانے لگا سب آدمی بہاگ کہڑے ہوئے اور وہ باقیماندہ برج بہی جل کے خاک ہو گئے۔

جسدن ان برجون کے جلانیکا واقعہ پیش آیا ہے وہ دن مسلمانون اور فرنگیون دونون کی نظر مین نہایت ہی دلچسپ اور اہم تہا۔ اور اس عظیم الشان محاصرے کی ساری تاریخ مین کوئی دن اس قدر دلچسپ نہین ثابت ہوا تہا جسقدر یہ دن ثابت ہوا۔ اس دمشقی مہوس و مشتی پر یا تو زندگی بہر اعتراضات اور نکتہ چینیون کی بہرمار ہوتی رہی تہی یا آج سارے شہر عکہ مین ہر زن و مرد اور ہر بوڑہے بچے کی زبان پر اسی کا نام تہا۔ اور اس کا نام ایسا عزیز تہا جیسا عزیز کہ اس نازک گہڑی مین شاید کسی کا نام بہی نہ ہوگا۔ سلطان صلاح الدین قلعہ والون کی ہمدردی و حمایت کے لئے اپنی جان لڑائے دیتا تہا۔ مگر اسکی رحمدلی و فیاضی سے بہی ایسی مدد کی امید نہین کیجا سکتی تہی جیسی کہ اس شخص کے ہاتہہ سے ملی۔ لوگ مسلمان تہے ورنہ اس کی قدر کی پرستش کرتے۔

چندروز بعد یہ شخص سلطان صلاح الدین کی خدمت مین پیش کیا گیا۔ صلاح الدین نے اسکی نہایت ہی قدر و منزلت کی۔ اپنی احسانمندی ظاہر کی۔ اور اسے بہت کچھہ انعام و اکرام اور علاقہ و جاگیر دینے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے کوئی معاوضہ لینے سے قطعی انکار کیا۔ اور کہا مینے جو کچھہ کیا ہے صرف دین کی خدمت کیلئے اور خالصۃً لوجہ اللہ کیا ہے۔ مین اپنی اس کوشش کا معاوضہ آپ سے نہین بلکہ خدا سے لون گا۔

غرض یہ تہا ہمارا وہ چھٹی صدی کا مہوس جس نے قوم کو۔ مذہب کو اور وطن کو اپنی لیاقت سے فایدہ پہونچایا۔ اور ایک ہمارے آجکل کے مہوس ہین جنکی فضول محنتون اور بے نتیجہ کوششون کی محرک صرف یہ ہوس ہے کہ سونا اور چاندی بنالین۔ اسیطرح اسی گلدستہ کے صفحہ نمبر ۸ مین ہم اپنے ایک قدیم عالم امینہ ابن ابی الصلت کی ٹکنیکل لیاقت کا تذکرہ کر چکے ہین۔

پس فرق تہا تو اسقدر کہ اس زمانے مین ایسے کمالات کی قدر سلطنت کرتی ہے اور اصول کے ساتہہ کرتی ہے، نیز خود پبلک کو ایسے کمالات سے فایدہ اٹہانے کے اصول معلوم ہو گئے ہین۔ اور ان دنون یہ چیز نہ تہی۔ اور یہی سبب تہا کہ گذشتہ عہد مین ان فنون کو ترقی نہ ہو سکی۔ اور جو ایک آدھ صاحب کمال پیدا ہو گیا اس کا کمال اسی کی موت کے ساتہہ فنا ہو کے رہ گیا۔

ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۱۹ فروری ۱۹۰۵ء

آجکا دن اپنے شان میں ایک مبارک دن تھا کیونکہ غالباً۔ اوس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مغرب اور عشاء کے درمیان مجلس فرمائی اور جو رسالہ دربارہ فتح مقدمہ حضور تصنیف فرما رہے ہیں اس کے مجوزہ مضامین کا مختصر تذکرہ فرمایا۔

اسکے بعد ایک صاحب نے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تھا مگر وہ عورت کہتی تھی تو اپنی نصف نیکیاں مجھے دیدے تو بخشدوں۔ خاوند کہتا رہا کہ میرے پاس حسنات بہت کم ہیں بلکہ بالکل ہی نہیں ہیں۔ اب وہ عورت مرگئی ہے۔ خاوند کیا کرے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اسے چاہیے کہ اس کا مہر اس کے وارثوں کو دیدے۔ اگر اوسکی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں سے ہے شرعی حصے لے سکتی ہے اور علی ہذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے۔

لطیفہ۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اثنار گفتگو میں ذکر کیا کہ یہ ایک لطیف بات ہے کہ جسقدر مجدد گذرے ہیں ان کے نام محمد یا احمد کی جزو ضرور ہوتی رہی ہے۔ قسطنطنیہ میں عجیب قسم کے نام لوگوں کے ہوتے ہیں مگر وہ مہدی جس نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا اس کے نام میں بھی محمد کا لفظ تھا۔

معجزات میں افراط و تفریط موجودہ زمانہ کے حالات پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک گروہ تو معجزات سے قطعی منکر ہے جیسے کہ نیچری اور آریہ وغیرہ اس نے تفریط کا پہلو اختیار کیا ہے اور ایک گروہ وہ ہے جو کہ افراط کیطرف چلا گیا ہے جیسے کہ بعض لوگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے معجزات بیان کیا کرتے ہیں کہ ۱۲ برس کی ڈوبی ہوئی کشتی نکالی اور حضرت عزرائیل کے ہاتھ سے آسمان پر جاکر قبض شدہ ارواح چھین لیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ دونوں فریقوں نے معجزہ کی حقیقت کو نہ سمجھا ہے معجزہ سے مراد فرقان ہے جو حق اور باطل میں تمیز کرکے دکھا دے اور خدا کی ہستی پر شاہد ناطق ہو۔

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء

ہدایت اور ضلالت خدا کے ہاتھ میں ہے مغرب کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے عشاء کی نماز سے کچھ پیشتر تشریف لاکر مجلس فرمائی خدا تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا تذکرہ رہا۔

بعض کفار کی حالت پر آپ نے فرمایا۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شامل حال نہ ہو تب تک اسے ہدایت کی راہ نصیب نہیں ہوتی۔ بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ موت تک کفر ہی پر راضی رہتے ہیں اور کبھی ان کے دل میں یہ خیال نہیں گذرتا کہ ہم غلطی پر ہیں حتیٰ کہ اسی میں مرجاتے ہیں

اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان فرمایا کہ چند یوم ہوئے ایک دوست بیان کرتے تھے کہ ان کے گاؤں کی آبادی ۴۰۰ باشندوں کی تھی طاعون جو پڑی تو سب کے سب ہلاک ہو گئے صرف ۴۰ شخص بچے۔ اور انہیں سے بھی صرف ۹ کس تندرست تھے اور باقی کچھ کچھ مریض ہی تھے۔ ان ۹ میں انکا چچا بھی تھا ان کے دل میں آیا کہ اسقدر عبرت ناک حادثہ موت کا جو نیاگاؤں میں گذرا ہے ممکن ہے کہ چچا کا دل رقیق ہوا ہو۔ جلد اسے چلکر تبلیغ کرآویں شاید ہدایت نصیب ہو۔ باوجود اس کے کہ لوگوں نے اس طاعون زدہ گاؤں میں جانے سے روکا مگر تبلیغ حق کے جوش میں وہ چلے گئے اور جاکر اپنے چچا کو اس سلسلہ کی صداقت کی نسبت سمجھایا چچا نے یہ جواب دیا کہ اگر یہ طاعون مرزے کی مخالفت کی وجہ سے ہے تو مجھے خوشی ہے اس سے مرجانا قبول ہے بیشک مجھے طاعون ہو۔ انجام یہ ہوا کہ وہ اور اس کا تمام اہل بچہ تباہ اور ہلاک ہوگیا مگر مخالفت پر برابر آمادہ رہا اور مرتے دم تک نہ مانا۔

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

مغرب اور عشاء کے مابین حسب دستور قریباً ایک گھنٹہ کے حضور نے مجلس فرمائی۔ اول رسالہ زیر تصنیف کا ذکر رہا۔

فارغ نشینی اچھی نہیں فرمایا کہ اول بوجہ علالت طبع کے فارغ نشینی رہی اب خدا نے کچھ صحت عطا فرمائی ہے تو قلم میں بھی قوت آگئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ صحت رکھے تو فارغ نشینی اچھی نہیں ہے۔ بندہ اگر خدمت ہی کرتا رہے تو خوب ہے۔

دہریت کا علاج نبوت ہے فرمایا کہ دہریہ پن کو اگر کوئی شے جلا سکتی ہے تو وہ صرف نبیاء کا وجود ہے ورنہ عقلی دلایل سے وہان کچھ نہیں بنتا۔ کیونکہ عقل کی حد سے تو بیشتری گذر کردہ دہریہ بنتا ہے پھر عقل کی پیش اس کے آگے کب چلتی ہے

خدا نمائی کی ضرورت فرمایا کہ اکمل خدا نمائی کی بڑی ضرورت ہے دراصل اگر دیکھا جاوے تو خدا کی ہستی سے انکار ہو رہا ہے بہت لوگوں کو یہ خیال ہے کہ کیا ہم خدا کی ہستی کے قایل نہیں ہیں وہ اپنے زعم میں سمجھتے ہیں کہ خدا کو وہ مانتے ہیں لیکن ذرا غور سے ایک قدم رکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ وہ درحقیقت قایل نہیں ہیں کیونکہ اور اشیاء کے وجود کے قایل ہونے سے جو حرکات اور افعال ان سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے وجود کے قایل ہونے سے کیوں صادر نہیں ہوتے۔ مثلاً جبکہ وہ سم الفار سے واقف ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مرجاتا ہے تو وہ اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ اور نہیں کھاتا۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ میں اگر کھالوں گا تو مرجاؤں گا۔ پس اگر خدا کی ہستی پر بھی یقین ہوتا تو وہ اسے مالک خالق اور قادر جانکر نافرمانی کیوں کرتا۔ پس ظاہر ہے کہ بڑا ضروری مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کا ہے اور قابل قدر وہی مذہب ہو سکتا ہے جو کہ اسے نئے نئے لباس میں پیش کرتا رہے تاکہ دلوں پر اثر پڑ سکے۔ دراصل یہ مسئلہ ام المسایل ہے اور اسلام اور غیر مذاہب میں ایک فرقان ہے عیسائیوں نے بھی فرقان کا دعوے کیا ہے کہ انجیل نے ایماندار کی فلان فلان علامت قرار دی ہے مگر اب وہ کسی میں بھی پائی نہیں جاتیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایمان کا نام و نشان نہیں۔ مگر اسلام میں فرقان کی سب علامات موجود ہیں

براہین احمدیہ عہد عتیق ہے جو براہین احمدیہ کا حصہ چھپ چکا ہے۔ اس کا ذکر چلا۔ فرمایا کہ اسمیں خدا کی حکمت تھی۔ ورنہ اگر وہ چاہتا تو سب ہم لکھتے ہی رہتے۔ لیکن خدا نے اب اول حصہ کو منقطع کرکے بائبل کے عہد عتیق کیطرح الگ کردیا ہے۔ کیونکہ جو پیشگوئیاں اسمیں درج ہیں وہ سب اس اثناء میں پوری ہو رہی ہیں۔ اور جو حصہ اس کا طبع ہوگا وہ عہد جدید ہوگا جسمیں سابقہ حصے کے حوالے ہوں گے۔ کہ خدا نے یوں فرمایا تھا اور وہ اسطرح پورا ہو کر رہا۔

سادگی سچائی کی دلیل ہے براہین میں ہم نے لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح آسمان سے آوینگے اس پر لوگوں نے اعتراض کئے۔ کہ تناقض ہے وہ یہ نہیں دیکھتے اسی براہین میں ہم نے تمام الہامات درج کئے ہیں جنمیں ہمارا نام مسیح رکھا گیا ہے اور پھر صرف نام ہی نہیں۔ بلکہ جو کام مسیح نے آکر کرنا ہے اس کی نسبت بھی الہامات میری نسبت درج ہیں پس یہ تناقض تو سچائی کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر بناوٹ ہوتی تو تناقض نہ جمع کیا جاتا۔ کم بختوں کی نظر انسان کی غلطی پر تو پڑتی ہے اور خدا کے کلام پر جو اسمیں درج ہے نہیں پڑتی۔ (البدر)

آپ ایسے جانبری کی توقع محال ہے — امسال بچ گئے تو پھر آئندہ سال ہے
اپنی سیہ کاریوں کا کرکے اعتراف — اس قدرت خدا کی کرو خطا معاف
یہ نسخہ اس مرض کا مجرب علاج ہے — اسکی دوا کی نہیں احتیاج ہے
یارب کسی کو مرگ عزیزان حزین مباد — دوری ز دوستان تو باکس قرین مباد
[illegible] — [illegible]

قصیدہ

(از مولوی عزیز الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سجانپور)

اک گو جس نے اسے بتایا چاہئیے — اکدم تو دل میں سوچو کہ کیا اسکی شان ہے
کیسا وہ ذوالجلال ہے دنیا ہو نکا بادشاہ — جسکی کبریا کے یہ ہم آئینے کو ہے
سورج کو دیکھو چاند کو اور آسمان کو — بادل ہوا زمین کو ستاروں کی شان کو
اک کن سے جسنے کردیا یہ سب آشکار — اس کبریا کا سوچو کہ کیا کچھ ہے اقتدار
پھر جس سے ایسا پاک خدا گفتگو کرے — سوچو کہ اسکا رتبہ کیا ہونا چاہیئے
اک شاہ جس کے کرتا ہو خوش ہو کوئی غلام — دنیا اوسے کرتی ہے [illegible]
پھر وہ شہ شہان کہ خدا جسکا نام ہے — [illegible]
جس شخص سے ملطف کرے ہمکلام ہو — کیون عرش پر نہ فرش سے اسکا مقام ہو
کیون اسکے سامنے نہ ہو چرخ برین دو تا — تاج سر شہان نہ ہو کیون اسکی [illegible]
اس مرتبہ سے بڑھ کے بھی ہے کوئی عزیز — پاجائے بندہ مولی سے عز مکالمہ
یہ مرتبہ کمال بشر کا مقام ہے — اسپر تمام رتبوں کا اختتام ہے
جن پاک باز بندوں کو یہ مرتبہ ملا — کہتی تھی انکے سکے زمانہ میں انبیاء
پھر فخر کائنات کا جب دور ہو گیا — وہ مرتبہ حضور کے خدام کو ملا
یہ وہ بزرگ گذرے کہ جن تند و تم سے — دنیا نے فیض پایا لدنی علوم سے
کرتے ہیں فخر جنکی غلامی پہ بادشاہ — کحل البصر سمجھتے ہیں لوگ انکی خاک راہ
پر ہائے ہمارا زمانہ عجیب ہے — بد قسمتی کا مارا ہوا بد نصیب ہے
پاتا ہے آج جسنے خدا سے یہ مرتبہ — اسکی طرف کسی کی توجہ نہیں ذرہ
اس مرتبہ کی شرف سے ہیا ہتک ہوئی — گویا کہ اسکا نام بھی ہو نا فضول ہے
کرتا ہے آج جس سے وہ ذوالکبریا کلام — کہتے ہیں اسکو جھوٹا ہی مت سچی انکا نام
وحی کا بندہ حق سے سناتا ہے لہجات — کمبخت لوگ اسکو سمجھتے ہیں واہیات
الہام معجزات و خوارق مکاشفات — ہیں جانتے کہ موت کی ہیں سب مستغنیات
پر جسکو آج حق نے یہ پائے ہیں عطا — بد قسمتوں کو سوجھتا ہے سب وہ ہر بلا
پھر اس سے بڑھکے کیا ہو نشان بد اختری — اک دوست خدا کو سمجھتے ہیں سفر کی
دنیا داروں بھی ہمارے نہیں راس کچھ بھی — یوں دور مشتی کو ہی ہکلاتے میں ہر جواب
قسمت سے نصیب میں نا خوش ہیں روز — چمگادڑوں کو شکوہ ہی سورج کی نور سے
زندہ دلی کو مانا ہی انکو بس گران — مردوں کو مانتے ہیں بعادات منتظر کا
جو دنیا کے سب میں جیسے گذرگئے — انکی کراستوں میں سنو ہمسر بلانے
پر جسکو حق نے بھیجا ہی خاص انکے واسطے — یہ دو قدم بھی چلتے نہیں اسکے راستے
محروم اسکی دعا سے ہیں اور کلام سے — مستغنی المزاج ہیں حق کی پیام سے
یہ چاہتے ہیں نبیا کوئی تابع خیال — اسواسطے خلاف ہیں بر سر جدال
ہے ناپسند ان کو پسندیدہ خدا — فرعونیوں کی فوج میں موسی ہے گھر گیا
آخر عصا موسی حرکت میں آگیا — فرعونیوں کی قوم کو رستہ بتا گیا
حق اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے مدد — اور انکے دشمنوں کو دکھاتا ہے روز بد
قرآن کو پڑھکے دیکھو ہوگئے جتنے انبیاء — سب کے مخالفوں پہ پڑی آگ اک بلا
سو اب بھی اس خدا نے ہی انتظام دوست — بھیجی ہے وہ بلا کہ جو ہو رہے منکرونکو
اس بلاکو کہتی ہیں طاعون کا مرض — لاکن نہیں سمجھتی کہ ہے اس سے کیا غرض
اس سے غرض ہی ہے کہ دنیا کی پاکی ہے — اک دست خدا کا ہے بہت دردو دکھ
جو نیر طعن و بنائی اسپر چلائے ہیں — طاعون کے لباس میں وہ لوٹ آئے ہیں
منظور ہے گر ایسی امان جان و مال کا — خدمت میں اسکی آکے کرو عجز و التجا
پھر یہ دعا کرو کہ ای خالق جہان — ہر جنگ گرفتی و اوصلح دہ امان
گر دل نہ ہاوری بہ بندہ ذرہ درون — فردا شوی بکردہ خود سخت شرمگین
این جرم ہائے سابقہ را بردہ در گذار — از الفضل خویش از ین نزدہ بلا
ہو درود اور تحیۃ ای خواجہ دو سلام — [illegible]

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر سوم

گفتند خدا را کسے با تو کار
دلیلش بگفتی دلیلش بیار

صوفی عبد الحق غزنوی کے مباہلہ کے بعد اگر غزنوی جرگہ اور ان کی ذریت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں حق پر تھے تو یقیناً چاہیے تھا کہ یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جاتا اور کوئی اس کا نام بھی لینے والا نہ ہوتا مگر کیا **مولوی فاضل** مطلب **دیانت داری** اور انصاف سے کہنے کا حوصلہ کریں گے؟ کہ لاریب غزنوی گروہ اور ان کے ہمخیال اپنے مقاصد اور اغراض میں قطعی **نامراد** رہے اور یہ سلسلہ جو اس وقت محض ایک بیج کی طرح تھا ایک زبردست درخت ہو گیا جسکے سایہ میں آج **تین لاکھ** سے زیادہ سعادتمند آرام پاتے ہیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ **مولوی فاضل ایڈیٹر** کس طرح دنیا کی آنکھ میں دھول ڈالکر دن کو رات بنانا چاہتے ہیں اور **مباہلہ** کے متمیز اور روشن نشان کو مٹانے کی بیہودہ سعی کرتے ہیں۔ **مباہلہ** کا صریح اثر تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ غزنوی گروہ خصوصاً **عبد الحق** کی قبولیت بڑھ جاتی اور ایک دنیا انکی طرف رجوع کرکے انکی عزت افزائی کرتی مگر آپ خود ایمان سے کہیں کہ اس مباہلہ کے بعد کس قدر عزت اور قبولیت صوفی عبد الحق کو ہوئی۔

ہاں مجھے اس امر کا اعتراف ہے نہ صرف مجھکو بلکہ ایک عالم کو اقرار ہے کہ چند خاص قسم کی عزتیں عبد الحق صاحب کو مباہلہ کے بعد ملیں لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ عبد الحق ایسا نادان نہیں ہے جو ان عزتوں پر کوئی ناز کرے۔

مثلاً مباہلہ کے بعد پہلی برکت آپ کو یہ ملی کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد اسکی بیوہ سے شادی کی اور بدقسمتی سے شیخ چلی کی طرح خیال کر بیٹھے کہ اسکے بطن سے بیٹا پیدا ہوگا مگر نہیں معلوم وہ بیٹا کدھر چلا گیا اور صوفی صاحب کو داغ ندامت دے گیا۔

شاید مولوی فاضل صاحب اسی کو انکی قبولیت اور عزت کا باعث سمجھتے ہوں۔ اگر یہ اثر مباہلہ ہے تو بیشک میں مانتا ہوں۔

اسکے بالمقابل حضرت حجۃ اللہ پر صوفی عبد الحق اور اس کے اعوان و انصار کی بددعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ نے **دو موعود لڑکے** (یعنی جن کی نسبت قبل از وقت پیشگوئی کی گئی تھی) پیشگوئیوں کے موافق عطا فرمائے۔ خصوصاً **پسر چہارم** یعنی صاحبزادہ **مبارک احمد** صاحب کی پیشگوئی تو دوہری پیشگوئی تھی کیونکہ اس میں یہ بھی ضروری تھا کہ چوتھے لڑکے کے پیدا ہونے تک عبد الحق بھی زندہ رہے گا۔ پس عبد الحق پر تو یہ اثر ہوا کہ باوصفیکہ خدا جانے کس محنت و دقت سے بھائی کی **بیوہ سے شادی** کی اور اولاد نرینہ کی پیشگوئی کر دی جسکے بجائے مردہ چوہا بھی پیدا نہ ہوا اور ادھر خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی ذکور و اناث اولاد عطا فرمائی یہ اثر تو اولاد پر ہوا ہے لیکن مولوی فاضل ایسے دانشمند کے نزدیک یہ امر بھی شاید صوفی عبد الحق ہی کی عزت کا موجب ہوا ہوگا

دوم۔ اس مباہلہ کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ ایک بھی نشان حضرت اقدس کی تائید میں ظاہر نہ ہوتا مگر خدا تعالیٰ نے نشانات کی کچھ ایسی بارش شروع کی کہ لاانتہا نشانات ظاہر ہونے لگے منجملہ ان کے وہ زبردست نشان تھا جو **کسوف خسوف** کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی **مہدویت** پر گواہ ٹھیرا۔ اس سے بڑھ کر آسمانی تائید کیا ہوگی کیا یہ بھی اثر مباہلہ نہ تھا؟ اور کیا یہ بھی صوفی عبد الحق غزنوی ہی کی عزت افزائی کا موجب تھا۔

سوم۔ مباہلہ کے بعد قرآن کریم کے حقائق و معارف کا خارق عادت نشان کسکو دیا گیا؟ کیا عبد الحق کو یا مسیح موعود کو؟ ذرا اس فہرست کو تو پیش کرو جو عبد الحق یا اس کے امثال و اقران کی طرف سے عربی زبان میں قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مشتمل کتابیں شائع ہوئی ہیں نہیں تو پھر اپنی ندامت کا خود اندازہ کرو۔

چہارم۔ کس کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے بڑھایا اور کسکو منتشر کیا اس کا جواب بھی آپ خود ہی دیدیں

پنجم۔ کیا یہ اسی مباہلہ کا اثر نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک دنیا کو رجوع کر دیا۔ جنھوں نے لاکھوں روپیہ آپ کے پاک مقاصد کے لیے پیش کیا عبد الحق کو اسکے مقابل کیا ملا۔ قادیان کے مختلف شعبوں میں جو اس پاک سلسلہ کی خدمت میں جاری ہیں قریباً پانچہزار روپیہ ماہوار خرچ ہو رہا ہے جو اسی احمدی جماعت کی طرف سے آرہا ہے۔

غرض ایک دو نہیں صدہا برکات ہیں جو اس مباہلہ کے بعد جری اللہ کو ملی ہیں اور فریق مخالف کو بجز ندامت کے اور کچھ نہیں ملا۔

میں کم از کم **ایک سو برکت** ظاہر کرنے کو آمادہ ہوں اگر مولوی فاضل نیک نیتی کے ساتھ ماننے کو طیار ہو۔ مباہلہ کے بعد اللہ نے اپنے مرسل کی عجیب عجیب تائیدیں فرمائی ہیں۔ اور روز روشن کی طرح اسکی سچائی کو زبردست پیشگوئیوں کے پورا کرنے سے ظاہر کیا ہے مگر آنکھ کے اندھوں اور دل کے محجوب مخالفوں کو کوئی کیا دکھلا سکے ان سب باتوں کو الگ رکھ کر میں مولوی فاضل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ

کیا غزنوی اور ان کے اعوان و انصار یہ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسقدر ترقی کرے؟

یقیناً ماننا پڑے گا کہ ہرگز نہیں پھر اب یہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور **ٹروتھ** (صداقت) ہے کہ اس سلسلہ نے ان بارہ سال میں وہ ترقی کی جسکی نظیر دکھانی ناممکن ہے پھر اس سے بڑھ کر اور مباہلہ کا اثر آپ کیا چاہتے ہیں؟ ؎

اور رہی یہ بات جسپر آپ کا بہت بڑا زور ہے کہ آتھم کی پیشگوئی پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے دوم فوجداری مقدمہ میں دو سال تک کمرہ عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزارہا روپیہ کا خرچ خرچ ہوا" اے نادان! میرا تو یہ خیال تھا کہ مولویت اور اسپر **فضیلت** کی دُم نے تیرے خیالات میں بلند پروازگی اور ذہن میں رسا قوت پیدا کی ہوگی اور مولوی کہلا کر سنن انبیاء سے تو ناواقف نہ ہوگا مگر میرا خیال تیرے اس **استدلال** کو پڑھ کر بدل گیا ہے۔

سنن انبیاء سے ناواقف کے سوا کون اس قسم کا اعتراض کر سکتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا فوجداری مقدمہ میں کمرہ عدالت میں پیش ہونا اور دو دو چار چار گھنٹے کھڑا رہنا ان کی شان رسالت کے منافی ہے تو مولوی فاضل صاحب! مجھے شبہ ہوتا ہے خود حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نسبت تو آپ کا عقیدہ بہت ہی مبتذل ہوگا جسے آئے دن عدالتوں میں جواب دہی کرنی پڑتی اور آخری نظارہ تو نہایت ہی خطرناک اور قابل رحم تھا کہ ظالم یہودیوں نے اسکے مُنہ پر تھوکا اور سر پر کانٹوں کا تاج رکھدیا۔ شاید آپ انھیں نبی تسلیم نہیں کرتے ہونگے؟

مجھے اندیشہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر نکلے تھے راستہ میں انھوں نے جس قدر تکالیف اُٹھائیں وہ یقیناً آپ کے اس بیہودہ خیال کے موافق انھیں منصب رسالت سے معزول کرنے والی ہوں گی۔

ایسا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کا زندان میں رہنا آپ کے نزدیک انکی پاکیزہ لائف پر ایک داغ ہوگا؟

میں دور کی باتیں کیوں پوچھوں خود حضرت **سید الانبیاء ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم** کا طائف کے بدمعاشوں اور اوباشوں سے اینٹیں کھانا اور کفار مکہ کے ہاتھوں مشکلات میں مبتلا ہو کر ہجرت کرنا بھی آپ کے نزدیک آپ کی پاک رسالت پر (جو دو اور دو چار کی طرح یقینی اور واضح ہے) داغ ہوگا؟

مولوی فاضل صاحب! آپ کی اس واقفیت اور طرز استدلال پر میں ہی نہیں اسلامی دنیا **تھوک** دیگی جو انبیاء علیہم السلام کی کسر شان کا موجب ہے۔ یہی وہ راز ہے جو **خدا کے ولی کی مخالفت** سلب ایمان ہو جانے کا ہے۔

دیکھ! تو نے خدا کے **جری** پر ان مشکلات پر جو ماموریت کی شان کے لازم حال ہیں اعتراض کیا اور تیرے اس اعتراض کا نشانہ کل انبیاء علیہم السلام کی **پاک جماعت** ہوئی افسوس!! اور پھر افسوس!!

مولوی فاضل صاحب! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کے خون کے دریا بہتے تھے اور خود رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے تو کیا وہ اس سے آپ کی ناکامی (معاذ اللہ) نتیجہ ہو سکتی تھی؟

اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے تو یقیناً مسلمان کہلا کر وہ سخت گستاخ اور بے ادب ہے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا سارا دن لڑائیوں میں کھڑے رہنا اور صدمات جنگ برداشت کرنا اور صحابہ کے خون بہا دینا آپکی رسالت پر بدنما اثر پیدا نہیں کرتا اور ہرگز نہیں کرتا تو حضرت مسیح موعودؑ کا فوجداری مقدمہ میں دو سال اور دو چار گھنٹے کیا سارا دن کھڑے رہنا بھی آپ کی رسالت پر بدنما اثر پیدا نہیں کرتا بلکہ آپ کی سچائی کا زبردست **گواہ** ہے کیونکہ مقدمہ کے ذریعہ

؎ اور جو ایمان ہی نہ ہو تو کیا ہے کہیں؟ - مقامی

؎ شاید یہ چاہتے ہیں کہ وہ لنگڑا لولا مجذوم مبروص اپاہج ہو جائے اور سامری کی طرح لامساس کہتا پھرے اور لوگ ہر طرف سے دھتکاریں اور دھکے دیں - مقامی

ہر قسم کے مخالفوں نے یہاں تک کہ آپ نے بھی ہر قسم کا زور لگایا اور خدا کے موعود سلسلہ کو تباہ کرنا چاہا مگر آخر وہ

کامیاب ہوا اور اس طرح کامیاب ہوا جس طرح انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ہاں اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ نے قبل از وقت خبر دی تھی

یہ تو عظیم الشان پیشگوئی اور نشان تھا جو پورا ہوا۔ اور یہی تیرے نزدیک محل اعتراض ہے۔ سچ ہے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است

اگر خدا تعالیٰ کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ قانون اور دستور نہیں تو مولوی فاضل صاحب! کیا قرآن شریف میں **اَلْعَاقِبَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ** بے محل بیان ہوا ہے؟

آپ کے اس طرز استدلال نے آپ کی قرآن دانی۔ حدیث فہمی سب پر پانی پھیر دیا اور معلوم ہوا کہ آپ کورے کے کورے ہیں اور سنن اللہ سے محض نابلد اور ناآشنا ہیں آتھم کی پیشگوئی پر بھی آپ کے اعتراض کی یہی حقیقت ہے۔ میں اس پر مفصل آپ کی علمی پردہ دری الہامات مرزا کے جواب میں ان شاء اللہ تعالیٰ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسی میں آپ کے کل اعتراضات پر چونکہ مفصل بحث ہو گی۔ یہاں کچھ ضرورت نہیں۔

اب میں انصاف پسند ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ وہ دیانت اور تقویٰ سے بتائیں کہ کیا مولوی فاضل صاحب مباہلہ کے لیے آئے؟ کیا غزنوی عبد الحق کا مباہلہ اسی کے لیے ذلت کا باعث اور ناکامی کا موجب نہیں ٹھیرا؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ کے اعتراض مقدمہ سے اس کی علمی پردہ دری نہیں ہوئی؟

اب صرف اس کا قادیان آنا ایک امر ہے جس پر بحث کرنی چاہیے مگر میں اپنے اخبار میں انہیں ایام میں جب وہ یہاں آئے تھے بحث کر چکا ہوں اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں ہاں اس پر بھی مفصل بحث اس کتاب میں کروں گا وباللہ التوفیق

میں سمجھتا ہوں کہ مباہلہ کے متعلق میں کافی بحث کر چکا ہوں اور ثابت کر چکا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا کوئی بھی مخالف کبھی مباہلہ کے لیے نہیں آیا بلکہ بجز غلام دستگیر کے کسی سے اتنی جرأت بھی نہیں ہو سکی کہ کسی اشتہار کے ذریعہ اتنا ہی شائع کر دیتا کہ

میں مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مہدی مسعود کے مدعی کو کاذب سمجھتا ہوں اور اپنے آپ کو حق پر یقین کرتا ہوں پس اے اللہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے اسے صادق کی زندگی میں اس دنیا سے اٹھا لے

پھر صادق کی زندگی اور کاذب کی موت جب کبھی ہوتی تو خود فیصلہ کر دیتی کہ کون سچا ہے۔

جہاں تک میں نے مولوی فاضل صاحب کی تحریروں کو پڑھا ہے میں نے تو کبھی کوئی ان کی ایسی تحریر نہیں پڑھی جس شخص کو ایسی عام دعا کی بھی جرأت نہ ہو کہ وہ شائع کر سکے تو اس کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں مباہلہ کے لیے طیار ہو اٹھا وغیرہ سراسر لاف و گزاف ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ صاف اور سادے الفاظ میں ایسی دعا کے شائع کرنے کی اب بھی کسی کو جرأت نہیں خواہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہوں یا احمد اللہ صاحب۔

سر دست ایک ہفتہ کے لیے میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے رخصت ہوتا ہوں اور اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ العزیز میں ان کے اس نوٹ پر نظر کروں گا جو انہوں نے معقولات کے متعلق لکھا ہے خدا تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ آمین +

ایک لطیف استفتا اور اس کا جواب

چند روز سے ایک نو وارد نوجوان مولوی شمس الدین احمد سید مقبول حسین ہمکو وصل حنفی قادری رزاقی بلگرامی دار الامان میں وارد ہیں وہ اپنے وطن بلگرام (جو ایک مشہور اور مردم خیز قصبہ ہے) سے کسی تقریب پر دہلی تشریف لائے تھے وہاں سے آگرہ پہونچے اور میرے مخدوم و مکرم ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ سے ان کی ملاقات ہوئی ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشندہ گوہر ہیں۔ انہوں نے آپ کو قادیان آنے کی تحریک کی چنانچہ سید صاحب امرتسر ہوتے ہوئے اور وہاں کے علماء سے ملتے ملاتے آخر قادیان پہونچے۔

آپ نے چند اختلافی مسائل جزئیہ حضرت حکیم الامۃ کے حضور لکھ کر بغرض جواب پیش کیے حضرت ممدوح نے ان مسائل کا جو جواب دیا وہ فائدہ عام کی خاطر میں ذیل میں مع اصل سوالات کے چھاپ دیتا ہوں۔ سید صاحب کی یہ محنت الدال علی الخیر کفاعلہ کی مصداق ہے۔

ایسے اجنبی اور سلسلہ سے الگ بہت کم لوگ یہاں آتے ہیں جو یہاں آ کر حضرت اقدس یا بزرگان ملت سے استفادہ کرنے کی سعی کریں اور اپنے سفر کو وسعت معلومات اور تبادلہ خیالات کا صحیح ذریعہ قرار دیں بہر حال وہ دلچسپ خط و کتابت یہ ہے (ایڈیٹر)

هو الرزاق الواحد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

مَا قولکم رحمہم اللہ تعالیٰ

اندریں مسائل ذیل

(۱) رفع یدین کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کے واسطے حوالہ کتب احادیث و عبارت درکار ہے۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہر قبل الحمد و دیگر سورۃ کے پڑھنا اور آمین بالجہر کہنا کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۳) مقتدیوں کو پنجوقتہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنا چاہیے یا صرف عصر اور ظہر کے وقت اور ہر ایک کے جواز کی صورت میں دلیل درکار ہے۔ اسی طرح سوائے سورۃ فاتحہ کے اور سورۃ بھی بعد سورۃ فاتحہ کے مثل امام کے پنجوقتہ یا صرف ظہر اور عصر کے وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) نماز میں ہاتھ کہاں پر باندھنا چاہیے

(۵) دعا کو امام کا بالجہر نماز کے اندر مانگنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کیونکر۔

(۶) تکبیر جو نماز کے وقت کہی جاتی ہے اس میں کیا کیا کہنا چاہیے اور کے کے مرتبہ۔ اور اس کے لیے بھی حوالہ درکار ہے۔

(۷) خطبہ جمعہ یا عیدین محض عربی میں ہونا چاہیے یا جس زبان میں چاہے پڑھے اور نیز اشعار عربی فارسی یا اردو وغیرہ کے پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور خطبہ میں کیا کیا شرائط ہیں۔

(۸) اذان پنجوقتہ مسجد کے اندر دینا چاہیے یا باہر مسجد کے اور بالخصوص وہ اذان جو خطیب کے خطبہ پڑھنے کے وقت دی جاتی ہے کہاں پر دینا چاہیے۔ ہر حالت میں حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۹) اذان ہونے کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر مانگنا چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

(۱۰) امام کو مسجد میں محراب کے اندر یا کھڑکی کے اندر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کس دلیل سے۔

(۱۱) نماز جمعہ کیا جہاں چار یا پانچ یا اس سے کچھ کم زائد مسلمان ہوں جائز ہے اور آیا اس واسطے مصر اور غیر مصر کی شرط ثابت بالکتاب والسنۃ ہے یا نہیں اور مصر کی کیا تعریف ہے۔

(۱۲) لباس میں مسلمانوں کو کیا استعمال کرنا چاہیے یا جو لباس چاہے استعمال کرے خواہ وہ کوٹ پتلون کیوں نہ ہو۔ یا کیا۔

(۱۳) اب کسی خاندان میں مثل قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ کے کسی کا مرید ہونا درست ہے یا نہیں (یعنی سوائے سلسلہ احمدیہ قادیانیہ کے۔)

(۱۴) اب ہندوستان میں کن کن علماء کو عالم سمجھنا چاہیے اور ان کے فتاوے پر پابند ہونا چاہیے منجملہ ان کے چند کے نام تحریر فرمائیے (یعنی سوائے ان عالموں کے جو سلسلہ احمدیہ قادیانیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور دیگر علماء کو ماننا چاہیے یا نہیں خواہ وہ کسی خاندان کے ہوں)

(۱۵) سماع کسی طرح پر جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کا مزامیر کے ساتھ سننا کیسا ہے اور مزامیر کے ساتھ سننے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور اس کے واسطے حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۱۶) کسی وظیفہ کا مثل حزب البحر۔ حزب الاعظم۔ دلائل الخیرات۔ قصیدہ بردہ۔ دعاء سیفی وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

(۱۷) تعویذات جو آیت قرآنی وغیرہ کے ہوں ان کا کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔

(۱۸) کسی بزرگ ولی اللہ کے مزار پر جانا کیسا ہے۔

(۱۹) موزوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں اور بالخصوص بالکل سوتی موزوں پر خواہ مہین ہوں۔ یا موٹے ڈبل۔ اسکے واسطے بھی حوالہ کی ضرورت ہے۔

(۲۰) مثنوی شریف حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ و دیوان حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ یہ کیسی کتابیں ہیں۔

(۲۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک سب اولیاء اللہ کے گردنوں پر رکھا ہوا ہے۔

(۲۲) فاتحہ نیجہ وغیرہ اور مولود شریف یا گیارھویں یا عرس کرنا کیسا ہے۔

(۲۳) کتاب تذکرۃ الاولیا حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی اور اخبار الاخیار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی کی اور احیاء العلوم مستند کتب ہیں یا نہیں۔

(۲۴) مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً کو یثرب کے لقب سے استعمال کرنا کیسا ہے

(۲۵) دلائل الخیرات کے پڑھنے کے واسطے اجازت وغیرہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲۶) سوائے مسلمانوں کے اور غیر مذہب کے لوگوں کو سلام کرنا کیسا ہے اور اگر وہ خود سلام کریں تو ان کو کن الفاظ میں جواب دینا چاہیے

(۲۷) ابہام کو بوسہ دینا اُسوقت جب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی زبان یا اور کسی وقت لیا جاوے اور مولود شریف میں قیام کرنا کیسا ہے۔

اُمید ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب مفصل و مدلل بحوالۂ قرآن و حدیث و کتب فقہ و اقوال فقہا تحریر فرمائیں کہ تسکین ہو۔ فقط بینوا و توجروا۔

ملتمسہ آوارہ دشت گمنامی عبدہ شمس الدین احمد سید مقبول حسین وصی حقی قادری رزاقی بلگرامی عاملہ اللہ تعالےٰ بلطفہ السامی و غفرلہ اللہ تعالیٰ ذنوبہ بجاہ نبیہ التہامی۔
مقام قادیان ضلع گورداسپور

نورالدین ۵ مارچ ۱۹۰۵ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بجواب گرامی نامہ عرض ہے۔ ان مسائل جزئیہ میں میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کا جو مجموعہ عمل ودرآمد میں ضرور ہے مثلاً موطا۔ بخاری اور زیادہ سے زیادہ صحیح مسلم و ابوداؤد۔ ایک مومن متقی کے لیے جیسی اس کی تعداد ہے سہل الحصول ہے۔ اُس سے زیادہ ایک ہوسکتا ہے۔ عملی حصہ میں اس کی ضرورت نہیں۔ ہاں عقائد و اصول کی باتوں پر اور طریقہ سے توجہ کرنی چاہیے جو غالباً بلکہ یقیناً اسی قرآن کریم اور صحیحین بلکہ صحیح بخاری سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مکرم بندہ! ان مسائل جزئیہ میں علماء کا اختلاف ہے جن کو آپ نے دریافت فرمایا۔ پس جو امر میرے نزدیک ان مسائل میں محقق ہے اُسکو میں نے بیان کر دیا ہے۔ اور ایسے مسائل میں زیادہ کد و کاوش کی ایک متقی عامل کو ضرورت نہیں۔

ان مسائل میں سے مثلاً رفع یدین ہے روایۃً رفع یدین کرنا قوی ہے۔ اس کے مقابل کے دلائل میرے نزدیک وہ قوت نہیں رکھتے جو رفع یدین کے دلائل بالمقابل شوکت رکھتے ہیں۔ مگر مخالف دلائل ہیں ضرور ان کا انکار نہیں ہوسکتا۔

ہاں الحمد شریف خلف الامام میں جیسے خصوصیت سے پڑھنا ثابت ہے نہ پڑھنا فاتحہ کا خصوصیت سے ثابت نہیں پس پڑھنا بڑی ترجیح رکھتا ہے اور نماز میں ہاتھ سینہ پر کی روایت صحیح ہے اور تحت سینہ کی ضعیف اور بعض مسائل تو ایسے ہیں کہ مخالف پر دلیل ہی نہیں۔ مثلاً اذان عند الخطبہ امام کے سامنے چاہیے۔ جمعہ کی شرائط۔ بیعت خاندانہائے خاصہ (چشتیہ۔ سہروردیہ وغیرہ وغیرہ) اور بعض مسائل پر سوال فطرۃ سلیمہ کو ن تمیز کرا دے۔ مثلاً علماؤ میں قابل فتویٰ کون کون ہے۔

بعض مسائل اس قسم کے ہیں کہ جب قوم میں تنزل و ادبار شروع ہوتا ہے اور ہر ایک فرد اپنی اپنی ابتلاؤں میں حیران و پریشان ہوجاتا ہے تو الغریق یتشبث بکل حشیش۔ کبھی بت پرستوں کے مزاروں کو حاجت روائی کا ذریعہ بناتا ہے اور کبھی حزبوں سیفیوں کو کہیں مریدوں کو تعویذ گنڈے بنا دیتا ہے کہ آخر کچھ تو ملے اسی طرح فاتحہ تیجہ روٹی کے ذرائع ہیں اس قوم کے لیے جو تباہ ہوگئی ہے اور سو رہی ہے اور اس ابر سے وحدۃ کی روح نکل گئی۔

بوسے بزرگوں کے ہاتھ پر دینے کی ضرورت اُسوقت ایجاد ہوئی جب پیروں میں حقیقی قوت نہ رہی۔؟

جناب من! یاد رکھیں کہ اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختلاف تضاد اور دوسرا اختلاف انواع۔ احادیث صحیحہ میں اور دلائل قویہ میں۔ اختلاف انواع تو ہوتا ہے مگر اختلاف تضاد نہیں ہوا کرتا مثلاً کوئی نہیں دکھا سکتا کہ قرآن کریم میں ایک دفعہ تو حکم ہوا ہو کہ فلاں خاص کام ضرور کرو پھر دوسرے وقت کہا گیا ہو کہ فلاں کام ہرگز نہ کرنا۔ عام طور پر احادیث میں حکم ہو کہ فلاں کام ہر شخص ضرور کرے اور پھر کہا گیا ہو کہ کوئی کبھی یہ کام نہ کرے۔ اور یہ کیا اختلاف ہے کہ عشاء میں حضرت نبی کریم نے وَالشمس اور والتین پڑھی۔ اور ایک شخص روایت کرتا ہے کہ انا انزلنا اور واللیل پڑھی کیونکہ مسنون بار بار عشاء کی نماز پڑھی اور ایسے کبھی کبھی کوئی سورۃ پڑھی اور کبھی کوئی سورۃ۔

جناب من! یہ طریق ہزاروں مسائل کو حل کر دیتا ہے۔ اور بعض مسائل تو خواہ مخواہ لوگوں نے مسائل شرعیہ بنالیے ہیں حالانکہ وہ ہرگز شرعی مسائل نہیں۔ بلکہ یوں ہی غیر ضروری امور ہیں جنکو شرعاً نفیاً و اثباتاً کوئی تعلق نہیں۔

الجواب

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکونا بحذو منکبیہ ثم یکبر فاذا اراد ان یرکع رفعهما مثل ذلك و اذا رفع رأسہ من الرکوع رفعهما کذلك۔ وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد۔ متفق علیہ (بخاری ومسلم) فما زالت تلك صلوٰتہ حتی لقی اللہ۔ اخرجہ البیہقی

پس جواز رفع یدین میں کوئی کلام نہیں گو ابن مسعود سے عدم رفع بھی منقول ہے

(۲) الحمد شریف کے پہلے بسم اللہ کے متعلق اور اور سورۃ کے متعلق عرض ہے۔ عن انس بن مالك قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احداً منهم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رواہ احمد ومسلم۔ عن عبد اللہ بن مغفل اذا انت قرأت فقل الحمد للہ رب العالمین رواہ الخمسۃ الا ابا داؤد۔ و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی انفا سورۃ فقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انا اعطینك الکوثر رواہ احمد ومسلم والنسائی فکانوا لا یجهرون رواہ ابن حبان وکانوا یسرون رواہ ابن خزیمۃ و ذکر البیہقی فی الخلافیات انہ اجتمع آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجهر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۳) عن عبادۃ ابن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب رواہ الجماعۃ وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بها رواہ ابوداؤد والترمذی۔

(۴) عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ رواہ ابن خزیمۃ وصححہ۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ رواہ احمد و ابوداؤد وفی اسنادہ عبد الرحمٰن بن اسحٰق الکوفی قال ابوداؤد سمعت احمد بن حنبل یضعفہ وفی الکبیری شرح منیۃ المصلی انہ مجمع علی ضعفہ۔

(۵) عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

(جان محمد)

رفع راسه من الرکوع فی الرکعة الاخرة من الفجر اللهم العن فلانا وفلانا بعد ما یقول سمع الله لمن حمده ربنا ولک الحمد فانزل الله لیس لک من الامر شیء الی قوله فانهم ظالمون رواه البخاری و عن انس قال کان القنوت فی المغرب والفجر رواه البخاری۔

(۶) عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان و لو یتر الاقامة الا الاقامة رواه الجماعة۔

(۷) خطبہ وعظ جس طرح مخاطب لوگ سمجھیں خطبہ شریر بولا جاتا ہے نہ اشعار پر۔

(۸) اذن بلال فی الصبح متفق علیہ۔ وعن ابی سعید اذا کنت فی غنمک او بادیتک فارفع صوتک بالنداء رواه البخاری۔ خطبہ کی اذان اصل اذان ہے جہاں ہمیشہ مؤذن اذان دیتا ہے و ثانی جمعہ کی اذان خطبہ سے پہلے کوئی خصوصیت مکانی نہیں رکھتی

(۹) دُعا بعد الاذان میں خصوصیت کے ساتھ ہاتھ اُٹھانا ثابت نہیں اور نہ معمول ہے اسلام میں۔

(۱۰) امام کے لیے ممانعت شرعًا ثابت نہیں کہ فلاں جگہ کھڑا نہ ہو۔

(۱۱) نماز جمعہ کے لیے تعداد مقتدیوں کے متعلق اور مصر وغیرہ کی شرط احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں پس ایجاب شرائط شرعیہ

(۱۲) لباس بہا رجال کو تشبہ بالنساء اور نساء کو تشبہ بالرجال جائز نہیں اور رجال میں حریر ممنوع ہے۔ اسی طرح معصفر اور عورتوں کے لیے بہت باریک لباس ممنوع ہے عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم لعن الرجل یلبس لبس المرأة والمرأة تلبس لبس الرجل رواه احمد۔ عن عمر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لا تلبسوا الحریر۔ متفق علیه عن علی قال نهانی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن لباس المعصفر رواه مسلم۔ عن اسامة کوت القبطیة امرأتی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم مرها ان تجعل تحتها غلالة فانی اخاف ان تصف حجم عظامها رواه احمد۔

ہاں ثوب شہرت ممنوع ہے عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس ثوب شهرة فی الدنیا البسه الله ثوب ذلة یوم القیامة رواه احمد وابوداؤد۔

(۱۳) افلت شموس الاولین۔

(۱۴) فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون و هو اعلم بمن اتقی

(۱۵) من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه ولا بد ان یکون الرجل نعما لا اهل لو لا۔

(۱۶) فی الاستغفار ولا حول۔ والصلوة والسلام علی النبی و الحمد والقران و ادعیتنا لحدیث کفایة

(۱۷) ومن التعاویذ فی المعوذتین کفایة

(۱۸) الانترورها عام فی جمیع العشیور۔

(۱۹) عن جابر انه بال ثم توضأ ومسح علی خفیه ثم قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم بال ثم توضأ ومسح علی خفیه متفق علیه۔ عن المغیرة ابن شعبة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ ومسح علی الجوربین و النعلین صححه الترمذی

(۲۰) مثنوی اور دیوان حافظ عمدہ نظم ہے۔ صاحب مثنوی صوفی و فلسفی ہیں۔

(۲۱) سید عبد القادر الجیلی عمائد اولیاء میں سے ہیں قدمی علی رقبة کل ولی شاید ان کا قول ہو اور اپنے زمانہ کے اولیاء پر ان کو فضیلت ہو

(۲۲) من حسن الاسلام المرء ترکه ما لا یعنیه۔ واتباع محمد صلی الله علیه وسلم هو الدین۔

(۲۳) تاریخی کتابیں میں نے آجتک ایسی نہیں دیکھیں کہ ان میں قوی و ضعیف صحیح و غلط سب کچھ ہی نہ ہو۔

(۲۴) مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا شرعًا جائز نہیں

(۲۵) دلائل الخیرات سے بہتر وہ صلوٰۃ وسلام ہے جو نماز میں ہے اور اجازت الٰہی صلوٰۃ وسلام کے لیے ہوچکی ہے دلائل الخیرات اجازۃ کی محتاج نہیں ورنہ یہ اجازت کوئی چیز ہے

(۲۶) مسلمانوں اور حضرت ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام نے کفار کو ابتدا ر سلام فرمایا ہے سلام علیکم لا نبتغی الجاهلین اور فرمایا ہے سلام علیک سا ستغفر لک ربی

(۲۷) بوسہ ابہام اور مولود میں قیام احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں فقط

نور الدین

المجیب۔ اجاب عندی بالصواب۔ فقد اجاد و اصاب

برہان الدین عفی اللہ عنہ جہلمی

مقام قادیان

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

یادگار کرامت

آریہ سماج کی تاریخ میں پنڈت لیکھرام مقتول کی یادگار قائم رکھنے کیلئے ۶ مارچ کے دن ہر سال ہر مقام پر جہاں آریہ سماج ہے کم از کم ایک مختصر سا جلسہ کیا جاتا ہے اور مستقل طور پر آریہ مسافر میگزین کے ذریعہ اسکی یادگار کو قائم کیا گیا ہے۔ آریہ سماج اپنے مذاق پر اس یادگار کے ذریعہ آریہ سماج کے نوجوانوں کے دل میں جس قسم کے لٹریچر کا مذاق پیدا کرنا چاہتی ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اس پر کچھ لکھوں۔ البتہ مجھے اپنے نقطۂ خیال سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ یہ یادگار دراصل خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کی قائم فرمائی ہے جو فروری ۱۸۹۳ء میں خدا تعالیٰ کے مامور و موعودؑ نے بڑے پر زور الفاظ میں کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اب یہ کرامت آریہ سماج نے بجائے خود مستقل یادگار کے طور پر تازہ کر رکھی ہے یہ خدائی کرشمہ ہے جسے ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

ماسٹر آتما رام صاحب ایڈیٹر پرچار کا آریہ سماج کو بہت ہی مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے سالہا سال کی دیدہ ریزی اور غور و فکر کے بعد یہ لطیف نکتہ پیدا کیا ہے کہ قرآن شریف میں الٓمٓ کے اندر وید کا لفظ اوم پوشیدہ ہے۔ اور وید مقدس کے اتاریخ دنیا میں عرب اور آدم کے الفاظ کو سنسکرت بنانے کی بڑی کوشش کی تھی مگر جو نکتہ ماسٹر آتما رام صاحب کو سوجھا ہے وہ پنڈت دیانند صاحب کے دماغ میں بھی ہرگز نہیں سمایا۔ ماسٹر آتما رام صاحب کو چند روز ہوئے یہی اوم بائیبل میں نظر آیا تھا۔ اور اب قرآن شریف میں۔ تعجب خیز یہ امر ہے کہ ماسٹر صاحب الٓمٓ سے اوم محض اس لئے مراد لیتے ہیں کہ مختلف مفسروں نے اس کے مختلف معنے کئے ہیں۔ مگر یہ نہ بتایا کہ لفظ اوم کے معانی سے الٓمٓ کے معانی میں مطابقت کیونکر ہے؟ اور علم اللسان کے کس قاعدہ کے ماتحت سنسکرت کا واؤ ل سے بدل جاتا ہے کم از کم اسکی تو چند نظیریں ہونی چاہیے تھیں۔ اور پھر ان سب مفسرین کا نام لیکر ماسٹر صاحب کو لعنت بھیجنی چاہیے جنہوں نے الٓمٓ پر اعتراض کیا ہے۔ اگر یہی طریق ویدک سچائی کا ہے تو مجھے امید ہے کہ ماسٹر صاحب سعدی کی بوستان اور مولوی روم کی مثنوی کے ہر ایک مصرعہ سے اوم نکالکر دکھائیں گے۔

پرکاش اب کیا کہیگا؟

جدید مصر پرکاش نے اہلحدیث کے اعتراض متعلقہ کرشن جنمی پر اشتہار کرنا چاہا تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے کیا جواب دیا جاتا ہے اب جبکہ الحکم کی کئی گذشتہ اشاعتوں میں حضرت کرشن علیہ السلام کے متعلق تحریری ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ ہم ہمیشہ سے آپ کو واجب التعظیم بزرگ سمجھتے رہے ہیں تو اسے کم از کم اپنی غلطی کی اصلاح کر لینی چاہیے

پراٹسٹنٹ مذہب نے پرانی مسیحیت کے اس عقیدے پر بڑے بڑے اعتراض کئے کہ کسی زمین کے ساتھ خدا کو کوئی خاص تعلق ہوتا ہے، صلیبی تاریخ کے ہر انگریز مورخ نے اپنی تاریخ اسی اعتراض سے شروع کی ہے۔ مذہب نے تو یہ مساوات قائم کی ہے۔ مگر یورپ کی قومی شرافت اب اخلاق و مذہب کی ان تمام بندشوں کو توڑ تاڑ کے ساری دنیا کے اخلاق کو پامال کر کے مٹائے دیتی ہے۔ یورپی قوم جو عقیدہ رکھتی ہے کہ خدا کو ہر زمین سے یکساں تعلق ہے۔ اس شرق کو تاریک بتا رہی ہے جسکی یہی حالت یہ ہے۔ کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو یہیں سے نکلا ہے۔

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر

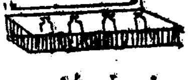

طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کے چار دن شیشیوں میں ... خوراک ... جو ۳۰ روز کے استعمال میں ... شیشی کی دوائیں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کر دیتی ہے اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ... خوراک چار جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۱ جوب چینی کا جوہر وغیرہ ... چہار جوہر ہیں ... استعمال کرتے ہیں ... کھانسی، بخار ... جذام، کوڑھ، ناسور، گنٹھیا، بلا ... بواسیر، آتشک، سوزاک ... قیمت فی بکس ... روپیہ ... محصولڈاک ...

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

... جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے ... اول درجہ کا مقوی معدہ ... ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح ... خون صالح پیدا کرنے والا ... صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا ... بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل استعمال کرنے سے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیے ... قیمت فی شیشی ... اور نفخ ہونا، کبھی اشتہا یعنی بھوک کا کم معلوم ہونا، طحال یعنی تلی ... ضعف معدہ ... دردسر، کھانسی، دمہ، ضعف دماغ، ضعف بصارت ... نامردی، جریان ... سوزاک ... ماہواری ... تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ... خون اور گوشت ... طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی ... کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے ... اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا ہے ...

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت

یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے ... قیمت فی بکس ... روپیہ ...

گٹھیا کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع

... گٹھیا، عرق النساء ... درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ...

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری

اصلی ممیرا اور ... سرخی چشم، دھند، جالا، پھولا ... غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے ... آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ...

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

... دانت اور آنکھ انہیں دونوں سے زندگی کا مزہ ہے ... دانتوں کی صفائی اور مضبوطی ... ہلنا، درد، خون آنا ... بواسیر ... کامیابی ... فہرست ... تمام ... تفصیل ... اور اگر ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اس کو بھی لکھئے۔

نوٹ۔ ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم محلہ سیدچال نیچی باغ شہر بنارس۔

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کام انجام دیا ہے شائقین بطور نمونہ فرد طلب کریں۔

راقم محمد عبد الصمد سعد الصمد تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کار آمد مفت بھیجا جاوے اسلئے چاندی کی گولیاں جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور یکساں ... اکسیر ہیں قیمت ... (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک عنبر ... سے تیار کی گئی ہے ... اور دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے ... ایک ... آدمی کو کافی ہے گی۔

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ... تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ... درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ...

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس ... سے ... احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

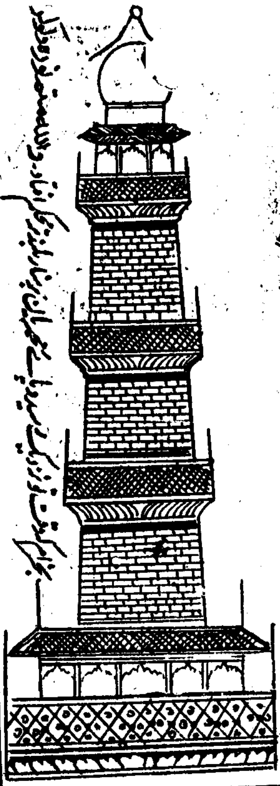

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہیہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ر

نمبر ۹ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ محرم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) اطلاع ضروری ۔ اصلاح صفحہ اول
(۲) دشمنون مین پھوٹ ؍؍ ۲ و ۳
(۳) مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری ؍؍ ۳ و ۴
(۴) سید ظہور حسن سجادہ نشین بٹالہ کی رائے ؍؍ ۴
(۵) جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرۃ حجۃ اللہ کی تقریر ۵ و ۶
(۶) مراسلت صفحہ ۷
(۷) سید امیر علیشاہ صاحب کے الہامات ؍؍ ۷ و ۸
(۸) دار الامان کا ہفتہ ؍؍ ۸
(۹) تقریر حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام ؍؍ ۹
(۱۰) مختصر نوٹ اور نکات ؍؍ ؍؍
(۱۱) ایک نیا دعوے ؍؍ ۱۰ و ۱۱
(۱۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات مین ؍؍ ۱۱ و ۱۲
(۱۳) مذہبی دنیا پر سرسری نظر ؍؍ ۱۲ و ۱۳
(۱۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتون کے لئے مستقل سرمایہ چاہیے؟ صفحہ ۱۳
(۱۵) اشتہارات ؍؍ ۱۴

اطلاع ضروری

تفسیر القرآن جلد دوم (جو سورۃ آل عمران سے شروع ہوئی ہے) کا پہلا اور دوسرا نمبر لکھا جا رہا ہے جو انشاء اللہ العزیز جلد تیار ہو جاویگا۔ اس امر کی پابندی کسیقدر مشکل معلوم ہوتی ہے کہ سال مین تین یا چار سیپارے پورے کئے جاوین کیونکہ قرآن کریم کے حقایق کو بیان کرتے وقت اس کشف حقایق کے زمانہ مین میرے نزدیک یہ برا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مضمون کا گلا گہونٹ کر ختم کیا جاوے۔ اسلئے مینے اس جلد مین اس امر کی پروا نہین کرنی چاہی کہ کسقدر حصہ قرآن کریم کا آتا ہے بلکہ جہانتک ایک آیت یا لفظ کے متعلق مجھے ضروری مواد مل سکا ہے مینے اس کے جمع کرنے کی کوشش کی ہے ہر چند مین کوشش کرونگا کہ جسقدر زیادہ حصہ بیان ہو سکے بیان کر دیا جاوے۔ لیکن چونکہ سورہ آل عمران بجائے خود ہمارے مخالفون اور ہمارے درمیان ایک فیصلہ کن سورۃ ہے اور اس مین اکثر مضامین بہت بحث طلب ہین اسلئے بھی کسیقدر وضاحت سے کلام کرنا پڑیگا۔

اصلاح

تفسیر القرآن جلد اول کے نمبر سوم کے صفحہ دوم پر رکوع ۳۵ کے بالمقابل جو ترجمہ دیا گیا ہے اس مین ایک غلطی رہگئی ہے اس لئے جن صاحبون کے پاس وہ نمبر پہونچ چکا ہے وہ درست کر لین۔

یا ایہا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم

اس الایۃ کا ترجمہ رہگیا ہے جو یہ ہے

ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتلانے یا ایذا رسانی سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو جو اپنا مال لوگون کو دکہانے کیلئے صرف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہین رکہتا اسکی مثال اس چکنے پتھر کی سی ہے جس پر کچھ مٹی پڑی ہوا اور اس پر زور کا مینہ برسے اور اسکو صاف سل چھوڑ دے۔ جو کچھ انہون نے کمایا اس مین سے وہ کسی چیز کی قدرت نہین رکھتے اور کافر جو کام کر رہے ہین وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے نہین یا اللہ کافرون کو بامراد نہین کرتا۔ اس ترجمہ کی بجائے اس رکوع کی آخری آیت کا ترجمہ جو نمبر وار کالم کی سطر دس سے لیکر سینتیس تک ہے درج ہوگیا ہے۔ ناظرین اصلاح کر لین جلد دوم کے نمبر اول و دوم کے اصلاحی سلپ چھاپ کر بھیجدونگا انشاء اللہ یہ غلطی چودہری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ نے مجھے بتائی ہے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کے معزز ناظرین کس غور اور مزے سے اسکو پڑھتے ہین۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم و تفسیر القرآن

انا للہ و انا الیہ راجعون

کپورتھلہ سے نہایت افسوسناک خبر ملی ہے کہ میرے مکرم مخدوم مرحوم بہائی محمد خانصاحب کے دوسرے بیٹے عبد الحمید صاحب جو عرصہ سے بیمار چلے آتے تھے ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ مرحوم ایک سعید جوان تھا مرحوم باپ کیطرح آنکہون مین حیا مروت اور کم گوئی کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل و رحمت کے سایہ مین جگہ دے اور اس کے محزون بہائی منشی عبد المجید خان صاحب اور جناب والدہ کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔ اسکی موت کے متعلق مفتی فضل الرحمان صاحب نے ذیل کی چٹھی چھاپنے کو بھیجی ہے۔ ایڈیٹر

یہ دار فنا کیا کہون حیرت کا مکان ہے
سرمایۂ آرام بقا اسمین کہان ہے
خورشید خوشی کا جو کہین جلوہ نما ہو
تو الفور و مین ابر تحیر مین نہان ہے

بہت کم احباب ایسے ہونگے جو ہمارے مکرم و معظم بہائی میاں محمد خانصاحب مرحوم ساکن کپورتھلہ کے نام سے ناواقف ہونگے خانصاحب مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود کے بڑے جان نثار اور سچے خادم اور مخلص مرید تھے ابہی تہوڑا عرصہ ہوا ہے کہ خانصاحب نے عین عالم شباب مین اس دنیا ناپائدار کو خیرباد کہکر جاودانی کا رستہ لیا ہے خانصاحب مرحوم یکتائے روزگار تھے اور دنیا مین حضرت مسیح علیہ السلام کی اتباع کا کامل نمونہ تھے اونکی وفات پر حضور علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ (اولاد سے ملائم سلوک کیا جاویگا) چنانچہ اسکو پورا ہوتے ہوئے سبھی اپنی آنکہون سے دیکھ لیا اور اسکا زندہ ثبوت اون کے فرزند رشید میان عبد المجید خان صاحب سلمہ ربی موجود ہین۔ اور اپنے والد مرحوم کے عہدہ پر ممتاز ہین ابہی خانصاحب مرحوم کی جدائی کا غم ہمارے سینہ پر تازہ ہی تازہ تھا کہ آج اون کے دوسرے فرزند رشید میان عبد الحمید خان جو میان عبد المجید خانصاحب سے دو سال چھوٹے تھے اور اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم چلنے والے تھے۔ بیشک یہ بچے جلد ہی اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے والد مرحوم کے پہلو بہ پہلو جا لیٹے یہ صدمہ کچھ تھوڑا نہین خصوصاً انکی والدہ کیلئے بہت ہی سخت صدمہ ہے مین اپنے احمدی احباب کی خدمت مین درد دل کی بادب التجا کرتا ہون کہ اول تو وہ سب بہائی اپنے اپنے شہر مین اس مرحوم کا جنازہ پڑہین اور دعا مغفرت کرین۔ دوم وہ اپنی نیم شبی دعاؤن مین انکی والدہ کیلئے دعا کرین کہ مولا کریم انکو صبر کی توفیق دیوے۔ کیونکہ یہ صدمہ ان کیواسطے ناقابل برداشت ہے۔

دشمنوں کی پھوٹ

(نمبر ۳)

(مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کی سنو!)

ناظرین الحکم مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کے جلہ سے امید ہے حیران ہونگے اس لئے کہ اس عقدہ کا حل عنقریب ذیل کا مضمون پڑہنے سے ہوجائیگا۔

روحانی باپ کی اصطلاح خود ہمنے وضع نہیں کی بلکہ مولوی فاضل صاحب کے روحانی باپ نے خود اپنے لئے یہی نام تجویز کیا ہے البتہ علے ہمنے ڈالدیا ہے اس لئے کہ اس تحریر سے مولوی صاحب کا روحانی باپ بہی معلوم ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں شاید کئی بزرگوں کو یہ فخر حاصل ہو۔ اب میں کسی لمبی تمہید کے بغیر نفس مضمون کو درج کردیتا ہوں۔ ہاں اتنا کہنا ضروری ہے کہ یہ روحانی باپ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہیں جنکو خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے لاٹ مولوی اور اونربل کا خطاب دیا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصیحت نامہ

نالائق

بالٹی میڈیم

(آخری پیام جنگ)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تردارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ
واگر جنگ جوئی نہ بینی درنگ

میرے عزیز ابوالوفا! خدا تعالیٰ تم کو شیوہ وفا عطا کرے اور تمہاری کنیت کو اسم بامسمی کرے۔ میری تمہاری جو نسبت روحانی ہے تمکو بخوبی معلوم ہے جو احباب جانبین نہیں جانتے ان کو (اس غرض سے کہ وہ اس نصیحت نامہ کو واقعی نصیحت سمجہیں اور مجہے تمہارا سچا خیر خواہ اور دلی خیر خواہ یقین کرکے تمکو اس نصیحت کی قبولیت کا مشورہ دیں) جتاتا ہوں کہ تم حافظ عبد المنان صاحب محدث وزیرآبادی کے فن حدیث میں شاگرد ہو اور وہ اس ناتوان عاجز سے نسبت تلمذ رکہتے ہیں اس وجہ سے میں بالواسطہ تمہارا اوستاد اور روحانی باپ ہوں اور تم میرے شاگرد اور روحانی فرزند۔

اسی علاقہ پدری اور پسری نے مجہے آمادہ کیا تہا کہ میں تمہاری تفسیر عربی کو مخالف سنت صریحہ و آثار سلفیہ و موافق خیالات فرقہ نیچریہ و معتزلہ پاکر دو تین مجلس میں پرائیویٹ طور پر تم کو سمجہایا اور بطور مثال تفسیر آیت کوثر کی غلطی کو (جسمیں تم نے حدیث صحیح کا خلاف کیا ہے) پیش کیا تمنے اس غلطی کو تسلیم نہ کیا اور میری نصیحت کا مقابلہ جدل اور پہر میری ناصحانہ تقریروں کے جواب میں (نہیں نہیں میں بہول گیا اپنے ہی اصول مسلمہ و محررہ تعلم خود کے رد میں) رسالہ آیات متشابہات شایع کردیا اور میں آنحضرت کی حدیث کو جو بتصریح و تنصیص نبوی مفسر آیت کوثر ہے مفسر قرآن ہونیسے صاف انکار درج کیا۔ مینے پہر بہی اسی شفقت پدری کے تقاضہ سے تمہارے اس رسالہ آیات متشابہات کا رد شایع نہ کیا اور اس ارادہ اور امید میں رہا کہ اس رسالہ کے اغلاط تمکو پرائیویٹ طور پر سمجہاؤنگا اور حکمت و محبت سے تمکو راہ راست پر لاؤنگا۔

ان ہی دنوں غزنوی صاحبوں نے تمہاری تفسیر عربی کے اغلاط کے بیان میں ایک رسالہ اربعین طبع کیا اور وہ رسالہ میرے پاس لائے اور اسپر میرے دستخط کرانے چاہے۔ مینے ایک تو اس وجہ سے کہ مجہے اس رسالہ کے طرز استدلال و نتائج سے کلی اتفاق نہ تہا گو نفس مسایل سے اتفاق تہا۔ دوسرے اسی شفقت پدری کے تقاضے سے دستخط کرنیسے انکار کیا اور یہ چاہا کہ پرائیویٹ طور پر تمہاری غلطیاں تمکو بتائی جاویں اور اس رسالہ کی اشاعت عمل میں نہ آوے اور رسالہ اربعین کے متعلق ایک جداگانہ مضمون لکہکر ان لوگوں کو دیدیا اور تاکید سے کہہ دیا کہ وہ مضمون رسالہ اربعین میں درج کرکے شایع نہ کیا جاوے بلکہ یہ بہی ان سے کہا اور تسلیم کرالیا کہ وہ اس رسالہ کو شایع نہ کریں جبتک کہ پرائیویٹ طور پر ان اغلاط کی نسبت میرا تمہارا فیصلہ نہ ہوجاوے۔ ان سے تو مینے یہ امر تسلیم کرالیا۔ اور ادہر تمسے یہ وعدہ کیا کہ تمہاری تفسیر کی یہ غلطیاں جو اربعین میں بیان کیگئی ہیں اپنے طرز پر مدلل کرکے چار چار کرکے تم کو دکہاؤنگا۔ یہانتک کہ چالیس کی چالیس پوری ہوجاویں اور اس وعدہ کے مطابق چار غلطیاں اپنی طرز پر مدلل کرکے تمہارے پاس بہیج بہی دیں

مگر اے عزیز تمنے عرصہ تقریباً دو ماہ تک ان چار غلطیوں کی تسلیم یا عدم تسلیم سے اطلاع نہ دی یہانتک کہ پہلے تمکو شہادت مقدمہ گورداسپور میں پہر ہنا غزنوی نگینہ میں مصروفیت ہوگئی اور اس طوالت عہد کی وجہ سے غزنوی صاحبوں کیطرف سے رسالہ کی اشاعت عمل میں آئی جس سے مجہے کمال رنج ہوا اور دونوں جانب کے اعیان پر اظہار رنج و افسوس کیا کسیقدر ان لوگوں پر جنہوں نے رسالہ کی اشاعت پر جلدی کی اور زیادہ تر تم پر کہ تمنے میرے چار اغلاط کا جواب دیکر باقی اغلاط کی نسبت پرائیویٹ صفائی کیوں نہ کرلی۔ باینہمہ مینے صفائی اور اتفاق فریقین کی ایک یہ صورت تجویز کی کہ تم اس مضمون کی ایک تحریر شایع کرو کہ میری تفسیر عربی میں جو احادیث صحیحہ سے مخالفت ہوئی ہے اس سے میں رجوع کرتا ہوں تفسیر کے دوسرے اڈیشن (طبع ثانی) میں ان احادیث کو ذیل تفسیر درج کرونگا اور جو بعض بعض مقامات میں تفسیر معتزلہ وغیرہ سے میری رائے کا اتفاق ہوگیا ہے وہ محض توارد سے ہوا نہ بدقصد توافق اہل بدعت میں اہلبدعت کو گمراہ جانتا ہوں اور ان کے اتفاق کو پسند نہیں کرتا۔ اس تحریر سے وہ فتوے علماء وقت کے جو تمپر لگائے گئے ہیں تمہارے حق میں رہینگے اور وہ خود بخود تمہاری نسبت کالم یکن ہوجائینگے اور اس امر کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ تم اربعین کا جواب لکہو اور بمقابل اربعین اس کو شایع کرو مگر تمنے میری اس تجویز کو نہ مانا اور جواب اربعین میں رسالہ الکلام المبین لکہہ ہی ڈالا اور چہاپ دیا اور اسکی اشاعت کا ارادہ مصمم کرلیا۔ اسپر میری شفقت پدری نے پہر جوش مارا اور تم کو مینے کہلا بہیجا کہ وہ رسالہ الکلام المبین اشاعت سے پہلے مجہی دکہلادو اگر جوابات صحیح ہوئے اور اغلاط اربعین غلط نکلیں تو سب سے پہلے میں اپنے فتوے سے رجوع کرونگا اور فتوے سے تمہاری برات کا بیڑا بہی اٹہاؤنگا۔ پہر مینے وہ رسالہ دیکہا تو مجہے وہ عذر بدتر از گناہ معلوم ہوا۔ پہر بہی مینے اس شفقت پدرانہ کے تقاضے سے اس رسالہ کو پبلک (عام طور پر) رد کرنا نہ چاہا اور اس کے سوال مندرجہ صفحہ ۱۰۸ کا شرطی جواب لکہکر تمہارے سامنے پیش کیا جسکی نقل ذیل میں کیجاتی ہے۔

الجواب

اہلحدیث و اہلسنت ہونیکا مناط صرف کتب اہلحدیث سے استدلال نہیں ہے یہ استدلال تو غیر اہلحدیث حنفیہ شیعہ وغیرہ بہی کرتے ہیں بلکہ مناط اہلحدیث اہلسنت ہونیکا اہلحدیث و اہلسنت کے اصول کی پابندی ہے جسکی تفصیل ہمارے مضمون "اہلحدیث اور ان کا مذہب اور ان کے شناخت کی علامت" میں ہوچکی ہے اور غیر اہلحدیث کے اصول و اشخاص سے تبری چنانچہ آیت فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ کا مفاد ہے۔ بناءً علیہ اہلحدیث زمانہ حال جن سے سوال ہے باوجود اختلافات جزئیہ اہلحدیث ہیں اور مصنف تفسیر القرآن بکلام الرحمن بہی اگر اصول اہلحدیث و اہلسنت کا پابند ہے اور مخالفین مذہب اہلسنت و اہلحدیث (نیچریہ معتزلہ وغیرہ) سے تبری اختیار کرے اور برملا ان کو گمراہ کہے اور جہاں جہاں اسکی تفسیر میں نیچریہ و معتزلہ سے اس کا توافق ہوگیا ہے اسکی نسبت صاف یہ ظاہر کردے کہ یہ توافق محض توارد ہے اور نتیجہ فہم و اجتہاد ان گمراہوں کی موافقت اسکو پیش نظر نہیں ہے۔ اور ان مقامات میں جہاں بپابندی اصول اہلحدیث ان گمراہوں کی مخالفت ضروری معلوم ہو ان مقامات میں وہ ان گمراہوں کی مخالفت کیلئے تیار ہے تو وہ بہی خاصہ اہلسنت و اہلحدیث ہے اور جو اسکی نسبت توافق اہل بدعت کی نظر سے فتوے نیچریت و اعتزال لگایا گیا ہے وہ رفع ہوجائے گا۔ فان لازم المذهب ليس بمذهب

اس جواب میں چونکہ ایک ایسی شرط تہی جسکا تم رسالہ الکلام المبین اور آیات متشابہات میں خلاف کرچکے تہے اور اپنے عمل و اعتقاد سے رجوع کرنا تمہارے لئے ایک مشکل امر تہا۔ لہذا تمنے اس جواب کو نہ لیا اور یہ کہا کہ میرے سوال کا قطعی جواب دو اور جو میری حالت رسالہ الکلام المبین سے تم کو معلوم اور ثابت ہوتی ہے اس کو پیش نظر رکہکر بتاؤ کہ میں اہلحدیث ہوں یا نہیں۔ اس کے جواب میں تم کو زبانی کہا گیا کہ قطعی جواب میں تمہارا نقصان ہوگا اور وہ تمہارے مدعا کے خلاف نکلیگا۔ اور یہ بہی تمکو زبانی کہا گیا کہ الزامات و اعتراضات اربعین کے پانچ حصے ہیں۔

اول۔ یہ الزام کہ تم دیدار الٰہی و معجزات و کرامات وغیرہ کے منکر ہو۔

دوم۔ یہ کہ تمنے اس تفسیر میں کل مسلمانوں کا خلاف کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ اس تفسیر میں تمام مفسرین کا خلاف کیا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ تمنے بہت جگہ تفسیر بعد حدیث صحیح نبوی کو چہوڑ کر

پنجم۔ یہ کہ تمنے معتزلہ وغیرہ اہلبدعت کا اتباع کیا ہے۔

سو منجملہ ان الزامات کے پہلے تین الزامات سے تم چھوٹ گئے اور الکلام المبین میں ان کا جواب ادا ہوا **مگر چوتھے اور پانچویں الزام** سے تم بری نہیں ہوئے گو حدیث کو تمنے دلی زبان سے مان لیا ہے مگر بعض احادیث کا مفسر قرآن ہونا تسلیم نہیں کیا اور اقوال معتزلہ وغیرہ سے تبری و بیزاری کا اظہار ہی نہیں کیا۔ بلکہ ان کے اقوال سے تمسک کو جائز رکھا اور ایک جگہہ الکلام المبین میں ابو مسلم جاحظ معتزلی کو برا کہنے سے تمنے منع کر دیا ہے۔

اس گفتگو کے بعد خاکسار نے تمہارے سوال مندرجہ نمبر ۱۰ و ۱۱ الکلام المبین کا مفصل جواب جس کا آٹھہ روز میں لکھہ دینے کا وعدہ تھا تیار کیا اور تمہارے سکرٹری یا خلیفہ میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ کے نام خط لکھا کہ جواب تیار ہے۔ اول سے آخر تک سن لیں۔ اور اگر اس جواب کے قبول کرنے میں عذر ہو تو کسی کو منصف قرار دو۔ میرا یہ **خط** پڑھکر تم اور تمہارے سکرٹری میاں حبیب اللہ دونوں سمجھہ گئے کہ یہ جواب ضرور تمہارے مخالف ہوگا جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا اور مجھہ سے سلسلہ خط و کتابت بند کر دیا اسکی شکائیت سکرٹری مذکور کو لکھی گئی تو انہوں نے ایک خط اس مضمون کا تحریر کیا۔

"مولینا میں نے جواب دینا اس لئے ترک کر دیا کہ آپنے سخت ذلیل کرایا۔ ایک وعدہ امرتسر اسٹیشن پر کیا تھا کہ ۱۵ اگست کو دس بجے دن کے جواب دون گا (یعنی رسالہ کلام المبین کے سوال نمبر ۱۰ و ۱۱ کا) وہ غلط ہوا پھر روانگی کے وقت آٹھہ روز تک جواب دینے کا وعدہ کیا وہ بھی غلط نکلا آٹھہ روز کے بعد ایک شرط کی پخ لگا دی (وہی شرط کہ جواب سن لو اس کے قبول کرنے میں عذر ہو تو کسی کو منصف کر لو۔ عزیز من یہ وہی شرط ہے جسکے واسطے تم لوگ مولوی عبد الجبار صاحب کی خدمت میں دو دفعہ منت گذارش کر چکے تھے) پھر یہ غضب ہے کہ زبانی تو آپنے کہہ دیا کہ اربعین کا جواب ہو گیا مگر فریق ثانی کو اور کچھہ لکھہ دیا اسلئے میں تو علماء کرام سے سیر ہو گیا براہ مہربانی مجھے اپنے ہی حال پر چھوڑ دین۔ اس معاملہ میں مجھہ سے خطاب نہ کیا کریں" احقر حبیب اللہ از امرتسر۔

ادہر یہ خط تمہارے سکرٹری کا آیا ادہر تمہارے دوسرے سکرٹری* کا اشتہار بعنوان **لو فیصلہ ہو گیا** شایع و مشتہر ہوا جسمین یہ درج ہے کہ فلان فلان عالم (دوازدہ اماموں) نے تمہارا اہلحدیث ہونا اور تمہاری تفسیر کا دل خوش کن ہونا مان لیا ہے اور اسمین میرا نام بھی درج کر کے میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے کلام المبین کو کافی جواب اربعین ہونا اور اغراض اربعین سے چھوٹ جانا تسلیم کر لیا ہے جسکو دیکھکر میرے بدن پر **غضب و رنج سے رعشہ** طاری ہو گیا۔ تمہارے اور تمہارے سکرٹریوں کی ایسی باتوں کو تو میں مدت سے سنتا اور سہارتا چلا آتا ہوں۔ اس **غضب و رنج** کا موجب ان علماء کے وہ کلمات ہیں جو اس اشتہار میں ان سے نقل کئے گئے ہیں۔

ان حضرات میں جن کے تمہارے اشتہار میں نام درج ہیں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو میں واقعی عالم اور اہلحدیث جانتا ہوں مگر انکی طرف سے تمہاری تفسیر کی تحسین اور تمہارے اہلحدیث ہونیکی تسلیم دیکھکر اگر واقعی انہوں نے کی ہو مجھے ان کو ضرور یہ مثل سنانی پڑے گی کہ **چندین مدت خدائی کردی و ہنوز گاؤ خر را نہ شناختی** اور یہ بات کہنی پڑے گی کہ آپ صاحبوں نے بخاری و مسلم کتب صحاح بیسیوں دفعہ پڑھیں و پڑھائی ہونگی مگر افسوس کہ آپ صاحبوں کو اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ اہلحدیث کہتے کسکو ہیں اور اہلسنت و اہلحدیث کی تعریف کیا ہے۔ آپ صاحبوں نے الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم کو بھی ملاحظہ کیا ہوگا۔ پس اگر آپ اہلحدیث و اہلسنت کے معنے جانتے ہوتے تو اس رسالہ کی فصل اول و دوم و سوم کو پڑھکر مولف رسالہ کو ہرگز ہرگز اہلسنت و اہلحدیث نہ فرماتے۔

اے عزیز! اب چونکہ **تمہاری طرف** سے یہ معاملہ **شروع** ہوا ہے کہ تم نے مجھ سے کلام و خطاب ترک کر کے اس اشتہار میں میری نسبت یہ چھاپ دیا کہ میں نے الکلام المبین کو **کافی جواب** اربعین تسلیم کیا ہے اور اس کے الزامات سے تمہارا چھوٹ جانا مان لیا ہے جس پر **مثل دروغ گویم برروئے تو** پوری صادق آتی ہے کیونکہ اسمیں ایک حصہ میری تقریر کا لیلیا اور باقی حصوں کو جن میں تمہارے رسالہ الکلام المبین پر **سخت زد** تھی کہ اسمیں حدیث نبوی کے مفسر قرآن ہونیسے انکار پایا جاتا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہلبدعت سے تبری و تحاشا کا اظہار نہیں بلکہ ان کے اتباع کی ترغیب پائی جاتی ہے اور اس سے تمہارے اہلحدیث ہونے کی نفی نکلتی تھی چھوڑ دیا اور نقل کلام میں **سرقہ** کیا لہذا مجھے بھی حق حاصل ہو گیا کہ میں بھی بالکل قلم اٹھاؤں اور بذریعہ اشتہار تمہاری خبر لوں۔ اور تمہارے سکرٹریوں کی غلط بیانی ظاہر کروں **مگر پھر بھی** میں اپنے اصول کو نہیں چھوڑتا اور شفقت پدرانہ کے تقاضے سے تمکو اور تمہارے ہم خیال علماء کو جو تمہارا رسالہ الکلام المبین کو پڑھکر تمکو اہلحدیث لکھہ چکے ہیں اور تمہاری تفسیر کی تحسین و تصویب کر چکے ہیں صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ **تم اور وہ لوگ** میرے اس جواب کو جو میں نے **تمہارے سوال** مندرجہ ص ۱۰ و ۱۱ الکلام المبین کو دیا ہے پرائیویٹ طور پر مجھ سے طلب کر کے مطالعہ فرماویں اور نیز میرے مضمون "اہلحدیث اور ان کا مذہب اور انکی شناخت کی علامت" کو جو نمبر ۵ جلد ۲۱ اشاعۃ السنہ میں درج ہوا ہے ملاحظہ کریں۔

اس جواب اور اس مضمون کو پڑھکر تم سب لوگوں کی تسلی ہو گئی اور تم سب نے اپنی غلطی مان لی تو مجھے اس جواب کو پبلک طور پر شائع کرنیکی حاجت نہ رہے گی۔ اور اگر تمہاری اور تمہارے ہم خیال علماء کی اس جواب اور اس مضمون کو دیکھکر تسلی نہ ہوئی تو پھر ناچار خاکسار اس جواب کا **اظہار و اشتہار** پبلک میں کرے گا اور یہ ثابت کر دکھائے گا کہ تفسیر القرآن و رسالہ آیات متشابہات و رسالہ الکلام المبین کا **مصنف اہلحدیث نہیں** ہے اور یہ کتابیں **اسلام کو نقصان** پہونچانے والی ہیں+

راقم

ابو سعید محمد حسین

حاشیہ* ہمنے آپکے جتنے مضمون کی شہادت دی ہے اتنے حصہ کو آپنے بھی تسلیم کیا ہے باقی گفتگو جو آپنے تحریر کی مصنف کلام المبین کہتا ہے کہ وہ اربعین کے متعلق نہ تھی آپ جانیں وہ جانے ہمارا کیا قصور۔ احقر حبیب اللہ۔ حکیم محمد دین

خاکسار کہتا ہے مصنف کلام المبین کو میری کلام کے متعلق کچھہ لکھنے کا کیا حق تھا پھر آپنے میری کلام کو کیوں پورا نقل نہ کیا۔

ابو سعید

بقیہ حکیم محمد الدین۔

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری

(نمبر چہارم)

نگفتہ ندارد کسے باتو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

قادیانی مقدمات

کرشن پتھی۔ اور مباہلہ ثناء اللہ کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں بحث کر چکا ہوں اب اس آرٹکل پر نظر کرنی چاہتا ہوں جو ۸ فروری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں مولوی فاضل نے قادیانی مقدمات کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ مولوی فاضل کو تو اس سے کچھہ فائدہ ہو یا نہو لیکن خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ سمجھدار اور سعید الفطرت لوگ ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں

"جب سے قادیانی کرشن کا جرمانہ معاف[1] ہوا ہے قادیانی اخباروں نے وہ وہ اودہم مچا رکھی ہے کہ الامان کیوں نہو؟ اسلئے کہ مقدمات کے متعلق کرشن جی نے کہیں کہا تھا کہ میں صاف نکل جاؤنگا۔ . . . . حالانکہ اگر انہیں حیا ہوتی تو کبھی ایسی بیہودہ سرائی کا نام بھی نہ لیتے اوّل تو اس لئے کہ جس مقدمہ سے یہ سارا سلسلہ چلا وہ خود کرشن جی[2] کی طرف سے مولوی کرم الدین صاحب پر اٹھایا گیا تھا جسکے بعد مولوی صاحب نے بغرض[3] مدافعت دعوی کیا تھا جس میں مولوی صاحب موصوف مدت سے بری ہو چکے تھے اور کرشن جی خود بدولت قریب دو سال عدالت میں ملزم بلکہ مجرم بنے پھر سینکڑوں نہیں ہزاروں کا خرچہ خرچ اٹھا کر اپیل میں کہیں جا کر مولوی صاحب کے ہم رتبہ ہوئے **یعنی جرمانہ معاف**[4] ہوا تو بتلاؤ اس مجموعی کارروائی میں کون خائب و خاسر رہا وہی جسنے ابتداء میں یہہ بات اٹھائی؟"

مخروج اہلحدیث (کیونکہ علماء نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اہلحدیث سے بذریعہ فتویٰ خارج کر دیا ہے) مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے اعتراض متعلق مقدمہ کا یہہ پہلا حصہ ہے۔ جسمیں نے صرف

ایک دو سطروں کے سوا (جو ان کی معمولی شعبدہ بازی اور ادا نمائی کا نمونہ نہیں) پورا نقل کر دیا ہے۔ اسلئے اگر وہ دیانت داری سے کام لیں تو جواب الجواب دیتے وقت میرے کل جواب کو درج کرنا انکا **فرض** ہے۔

مولوی فاضل صاحب۔ جواب دینے سے پہلے مین قرآن کریم مین سے لعنت اللہ علے الکاذبین پڑہتا ہون۔ اور پھر امید کرتا ہون کہ آپ اپنے اس فقرہ کہ **"اگر امنین حیا ہوتی تو کبہی ایسی بیہودہ سرائی کا نام بھی نہ لیتے"** کو خوب یاد رکہین گے کیونکہ کم ازکم آپ کے حیا و شرم کا ثبوت بہی تو اسی معیار پر ہوگا۔

ناظرین! باحیا ابوالوفا نے پوری وفاداری اور حیا پروری سے کام لیکر ان چند سطروں مین **پانچ جہوٹ** بولے ہین۔ لیکن ناظرین الحدیث کو ان سے ان پانچ جہوٹون کی بنا پر فتوی لینے سے پرہیز نہین کرنا چاہئے کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۹ اگست ۱۹۰۴ء کو مولوی کرم الدین کے مقدمہ مین صاف لکہوا دیا ہے **مین جہوٹے آدمی سے جو دنیاوی کام مین جہوٹ بولا ہو فتوی لونگا۔**

قابل فتوی ہونا لیاقت پر منحصر ہے خواہ وہ دنیاوی کامون مین **کتنا ہی جہوٹ بولا ہو**"

مولوی ابوالوفا صاحب نے جو یہ پانچ جہوٹ بولے ہین ہرچند وہ ان کے اُن تین جہوٹون کے موقع پر نہین جہان **جہوٹ** بولنا جائز ہے (دیکہو بیان مذکور) تاہم انہون نے موقع کو ہاتہ سے جانے نہین دیا اور جہلاء کو غلط فہمی مین ڈالنے کے لئے اس راہ کو اختیار کیا ہے۔

مولویصاحب! ذرا اسی شرم و حیا سے (جسکے یاد رکہنے کے لئے مینے پہلے عرض کیا تہا) بتائین کہ کس فیصلہ مین لکہا ہوا ہے کہ **جرمانہ معاف ہوا** اگر آپ نہ دکہائین اور ہرگز نہ دکہا سکین گے تو پہر سچے دل سے پڑہو **لعنت اللہ علے الکاذبین۔**

یہہ ایک خطرناک مغالطہ ہے جو مولوی ثناء اللہ صاحب دے رہے ہین۔ خلق کی اگر انہین پروا نہین تو خالق کی تو پروا کرین اور کچہہ تو شرم و حیا سے کام لین۔ جرمانہ **کا معاف ہونا** اس صورت مین ہو سکتا ہے کہ وہ شخص جسپر جرمانہ ہو قانوناً مجرم ہو کر قابل سزا ٹہیر جاوے لیکن عدالت محض رحم کی بنا پر اسکی سزا جرمانہ **معاف کر دے۔**

مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب دعوی کر سکتے ہین کہ حضرت حجۃ اللہ کا معاملہ اسی قسم کا ہے۔ صاحب سشن جج بہادر کا فیصلہ شائع ہو چکا ہے اسمین صاف طور پر حضرت اقدس کو بری ٹہیرایا گیا ہے

اور جرمانہ واپس کیا گیا ہے پھر شائع شدہ فیصلہ کے بعد ایسی غلطی جو بیہودہ اور رنجدہ ہونیکے علاوہ پبلک کو گمراہ کرنے والی غلطی ہے مین نہین جانتا مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیونکر کی ہے؟

کاش! **"اگر امنین ذرا بہی حیا ہوتی تو ایسی بیہودہ سرائی کا نام ہی نہ لیتے"** مولوی فاضل صاحب! عطائے تو بلقائے تو۔

یہہ کہنا کسی حال مین درست نہ ہوگا کہ انہون نے اصل فیصلہ پڑہا نہین اسلئے کہ اول وہ فیصلہ خود انکے اپنے ہیڈ کوارٹر امرتسر مین ہوا۔ دوم اخبارات الحکم۔ البدر ریویو میگزین کے ذریعہ شائع ہوکر انکے پاس پہونچا۔ اسکو پڑہ لینے کے بعد **جرمانہ کا معاف ہونا** قرار دینا یا تو پبلک کو مغالطہ مین ڈالنا ہے یا مولوی صاحب کو **معافی جرمانہ اور واپسی جرمانہ** مین تمیز نہین ہے جو غالباً انکی شان فضیلت کے خلاف ہے۔

معافی جرمانہ کا سوال تو طے ہوا۔ مولوی صاحب **حیا** سے کام لین گے تو اپنی اس غلطی کا اعتراف کرینگے ورنہ اسکی بے سود تردید کرینگے۔

دوسرا جہوٹ جو مولویصاحب نے اس تحریر مین شائع کیا ہے یہہ ہے۔

"کہ جس مقدمہ سے یہہ سارا سلسلہ
تیلاوہ خود کرشن جی کی طرف کہ مولوی
کرم الدین صاحب پر اُٹہایا گیا تہا"

اسکے جواب مین مین لعنت اللہ علے الکاذبین کے سوا کیا کہون + ساری دنیا واقف اور آگاہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کی طرف سے کوئی استغاثہ مولوی کرم الدین تو کجا کسی شخص کے خلاف **آجتک نہین کیا گیا** یہی تو کمال **شفقت** اور رحمت ہے ورنہ اگر یہ وجود پاک قانونی حقوق سے فائدہ اُٹہاتا تو مین سچ کہتا ہون کہ مولوی فاضل صاحب! بڑے بڑے فاضل (بخیال خویش) درست ہو جاتی اور وہ بازاری بولیان جو اسکے اور اس کی جماعت کے خلاف بولی جا رہی ہین۔ رُک جاتین! مارٹن کلارک جیسے مقدمہ مین یاد ہے کہ عدالت نے خود کہا کہ آپ کو نالش کرنے کا حق ہے مقدمہ نہ کیا۔ **وہ تو ایسا عمیم الاخلاق انسان ہے کہ ہوئی ہوئی ڈگری تک کے معاف کر دینے سے بہی دریغ نہین کرتا اور وہ بہی اپنے مخالفون کو** دشنام دہندہ

گالیان سن کے دعا دیتا ہون ان لوگونکو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گہٹایا ہم نے

پھر یہ کہنا کہ کرم الدین کے خلاف انہون نے کوئی مقدمہ کیا کیسا کہلا جہوٹ ہے۔

آہ! **اگر ذرا بہی حیا ہوتی تو ایسی بیہودہ سرائی کا نام بہی نہ لیتے**"

کرم الدین کے ساتہہ کوئی ذاتی دشمنی اور کینہ نہ تہا محض حق کی حمایت اور اظہار کے لئے آپکے بعض خدام کو در عدالت تک جانا پڑا۔ اور آخر جس غرض کے لئے وہ گئے تہے خدا کے فضل و کرم سے اسمین وہ پورے کامیاب ہو گئے۔

مولوی فاضل! اگر مولوی کرم الدین کا اپنا بیان ہی کبہی پڑہ لیتا تو وہ یہہ ہرگز نہ کہتا کہ مولوی کرم الدین نے بغرض مدافعت دعوی کیا تہا۔ کیونکہ مولوی کرم الدین نے یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسکا دعوی بغرض مدافعت نہین تہا بلکہ میرا (ایڈیٹر الحکم) دعوی بغرض مدافعت ہے (قطع نظر اسکے کہ صحیح ہے یا غیر صحیح)

بہرحال

حضرت اقدس کیطرف سے کوئی دعوی کرم الدین کے خلاف دائر نہین کیا گیا تہا۔ اگر مولوی فاضل صاحب کی اس فقرہ سے وہ دعاوی جو حکیم فضل الدین صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مولوی کرم الدین کے خلاف کئے گئے تہے مراد ہین تو مین نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ **"اگر امنین حیا ہوتی تو کبہی ایسی بیہودہ سرائی کا نام ہی نہ لیتے"**

کیونکہ اس سے بڑہ کر پردہ دری کیا ہوگا؟ مولوی فاضل صاحب! ایمان اور راستبازی ہان **حیا اور انصاف** سے بتانا کہ کیا میرے مقدمہ مین مولوی کرم الدین صاحب بری کئے ہین؟ اور حضرت اقدسؑ کے مقدمہ سے کتنا عرصہ پہلے بری ہوئے تہے؟ یہہ سوال اس لئے کیا گیا ہے کہ آپ نے لکہا ہے **مدت سے بری ہو چکے تھے۔**

پبلک کی آنکہون مین دہول ڈالنے کی آپ توڑی کوشش کرتے ہین مگر کامیاب نہین ہو سکتے۔

رہا حکیم فضل الدین صاحب کا مقدمہ اس کا تو اگر آپ ذکر ہی نہ کرتے تو اچہا ہوتا غالباً آپ نے اس کا فیصلہ نہین پڑہا ہوگا۔ ورنہ ایسی جرأت اور دلیری آپ نہ کرتے کیونکہ وہ **مقدمہ** تو بڑے بڑے امور پر روشنی ڈالنے والا ثابت ہوا ہے۔ اس لحاظ سے کہ پورے طور پر یہ امر سمجہہ مین آجاوے کہ اس مقدمہ مین کون کامیاب ہوا اور کون ناکام کیقدر تفصیلی بحث بکار ہے۔

(باقی پانچوین نمبر مین)

سید ظہور حسن سجادہ نشین بٹالہ کی رائے

سید ظہور حسن صاحب سجادہ نشین بٹالہ کی ایک رائے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مجہے اتفاق سے مل گئی ہے مین چاہتا ہون کہ اسے شائع کر دون تاکہ ان کے دوست احباب اور ان کے مرید غور کرین کیا عجب کہ کسی کی سعادت اسکی رہنمائی کرے اور اسے اس چشمہ ہدایت و رشد تک لے آئے۔ یاد رہے کہ شیخ عبد الرحمٰن ایک نومسلم ہے جو موضع بوٹر کا رہنے والا ہے وہ ۲۲۔ جمادی الاول ۱۳۱۰ ہجری کو بٹالہ جا کر سجادہ نشین موصوف کے ہاتہہ پر مسلمان ہوا تہا۔ اسکے ساتہہ ہی انکی اہلیہ بہی مسلمان ہوئی تہی۔ اسوقت سجادہ نشین صاحب نے جو سرٹیفکیٹ شیخ صاحب مذکور کو دیا اس مین حضرت اقدس کے متعلق بہی ضمناً رائے دیدی۔ جسکو مین ذیل مین درج کرتا ہون۔

امابعد بدانکہ اہل اسلام ہویدا باد کہ اندرین آوان سید وزمان ہمیں بسر دارسنت سنگہ بعد اہلیہ خویش بہ برکت صحبت **جناب مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ کہ شخصے وحید عصر است** نور ایمان در قلب ایشان طلب او تافت۔ بی بخش پٹواری ساعی شد کہ فقیر حسب معمول مشائخ خویش رحمہم اللہ کلمہ شہادت آن سردار رشید را تلقین کند اگرچہ برائے حصول این سعادت **مرزا غلام احمد ہزار درجہ از من اولیٰ بود"**

اس لئے سرٹیفکیٹ مین سے اسقدر حصہ اس قابل سمجہا کہ مین اسے بطور ایک شہادت کے شائع کر دیتا۔ ناظرین غور کرین کہ سجادہ نشین موصوف تسلیم کرتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب **شخصے وحید عصر است** یعنی یہہ ایسے باخدا بزرگ ہین کہ ان کی نظیر اسوقت موجود نہین ہے اور دوسری جگہ صاف لفظون مین اعتراف ہے کہ وہ مجہہ سے ہزار درجہ بہتر ہین۔

کوئی شخص اگر یہہ خیال کرے کہ یہہ صرف کسر نفسی کے طور پر کہا ہے تو مجہے تعجب ہوگا کہ اپنی کسر نفسی ہی سہی لیکن حضرت اقدس کے مدارج علیا کو تو تسلیم کیا ہے۔ اور پہر ایسی حالت مین کہ شخص مذکور بٹالہ جا کر مسلمان ہوا تہا بٹالہ مین بہی تو اور مولوی موجود تہے مگر کسی کی نسبت اس قسم کے الفاظ انہون نے نہین لکھے یہہ ایک شہادت ہے جس سے کم ازکم سید ظہور الحسن صاحب کے مرید فایدہ اُٹہا سکتے ہین۔ خدا کرے کہ انکو غور کرنے کی توفیق رفیق حال ہو۔ **آمین۔**

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

ابتداءً اکثر احباب کی ... اور خواہش کے باعث یہہ خیال تہا کہ جلسۃ الوداع کی ایک مختصری رپورٹ یکجائی صورت میں ... لیکن چونکہ وہ مقصد بہی کسی قدر وقت پر ... ملتوی ہو گیا تو اس رپورٹ کی اشاعت کی بہی کوئی صورت نہ ہوئی۔ اسپر مین نے اس جلسہ کی تقریروں کو وقتاً فوقتاً الحکم مین چہاپ دیا۔ چنانچہ حضرت حکیم الامۃ اور مخدوم الملۃ کی تقریرین گذشتہ سال مین چہاپ چکا ہون حضرت اقدس کی تقریر بہی چہاپنی شروع کی تہی مگر اسکے ایک دو نمبر نکل کر کسی وجہ سے وہ معرض التوا مین آگئی۔ اب جبکہ موقع اور گنجایش ہے مین چاہتا ہون کہ اسکو مکمل کر دون۔ اور اس لحاظ سے کہ وہ سلسلہ درست رہے اور پڑہنے والے کو فائدہ پہونچے وہ تہوڑا سا حصہ جو شائع ہو گیا تہا اسے بہی پہر درج کرتا ہون تاکہ سلسلہ درست رہے اور سال گذشتہ کے اگست کے اوراق پلٹنے نہ پڑین اب انشاء اللہ برابر اشاعت مین تاوقتیکہ ختم نہ ہو جاوے حتی الوسع شائع ہوگی وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اُتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف مین صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچہلے ہزار برس مین جہان اسلام پر اور بہت سی آفتین آئین **وہان** یہہ مسئلہ بہی تاریکی مین پڑ گیا اور مسلمانون مین بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اُٹہائے گئے ہین اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اُترین گے مگر اس چودہوین صدی **اللہ تعالیٰ** نے مجہے مامور کر کے بہیجا تاکہ مین اندرونی طور پر جو غلطیان مسلمانون مین پیدا ہو گئی ہین انکو دور کرون اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرون۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہین ان کا جواب دون اور دوسرے مذاہب **باطلہ** کی حقیقت کہول کر دکہاؤن۔ خصوصیت کے ساتہہ وہ **مذہب** جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب اسکی غلط اعتقادات کا استیصال کرون جو انسان کے لئے خطرناک زہر ہین۔ اور انسان کی روحانی قوتون کے نشو ونما اور ترقیون کیلئے ایک روک ہین منجملہ انکے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانیکے متعلق ہے۔ اور جسمین بدقسمتی کر بعض مسلمان بہی ان کے شریک ہو گئے ہین۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا اور پہر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانون نے اپنی غلطی سے ان لوگون کا ساتہہ دیا ہے وہ یہ تو نہین مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہین کہ وہ آسمان پر اُٹہایا گیا ہے لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجہہ پر کہولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے ہمعصر یہودیون کے ہاتہون سخت ستایا گیا جسطرح پر راستباز اپنے زمانہ مین نادان مخالفون کے ہاتہون ستائے جاتے ہین۔ اور آخران یہودیون نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتون سے یہ کوشش کی کہ کسیطرح پر ان کا خاتمہ کر دین اور ان کو مصلوب کرا دین۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز مین کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑہائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازون اور ماموردن کو کبہی ضائع نہین کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتہہ وابستہ ہی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب سے زندہ اُتر آئے اس امر کے ثبوت کیلئے بہت سے دلائل ہین جو خاص انجیل ہی سے ملتے ہین۔ لیکن اسوقت اسکا بیان کرنا میری غرض نہین۔ ان واقعات کو جو صلیب کے واقعات ہین انجیل مین پڑہنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح ابن مریم صلیب سے زندہ اُتر آئے۔ اور پہر یہ خیال کر کے کہ اس ملک مین ان کے بہت سے دشمن ہین اور دشمن بہی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تہے کہ نبی بے عزت نہین ہوتا مگر اپنے وطن مین جس سے انکی **ہجرت** کا پتہ ملتا تہا انہون نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چہوڑ دین۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بہیڑون کی تلاش مین نکلے اور نصیبین کیطرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر مین آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر مین موجود تہے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی .... اور آخر انہین مین ہی وفات پائی۔ یہہ امر ہے جو مجہہ پر کہولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون ہی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہین ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہین گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ و بن سے گر جاتی اور مسلمانون کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی ہی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہین اور پہر نازل ہونگے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا پرانا نبی نہین آسکتا جسکی نبوت پر آپ کی مہر نہو) بہی دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم سچی ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف مین تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم **وفات مسیح** کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہین کیونکہ انکی موت کے ساتہہ عیسائی مذہب کی بہی موت ہے۔ اسی غرض سے مینے کتاب مسیح ہندوستان مین لکہنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کے لئے مینے مناسب سمجہا ہے کہ اپنی جماعت مین سے چند آدمیون کو بہیجون جو ان علاقہ جات مین جا کر ان آثار کا پتہ لاوین جن کا وہان موجود ہونا بتایا جاتا ہے چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکہ کر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستون کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائین کرین کہ وہ خیر وعافیت کے ساتہہ اس مبارک سفر کے لئے رخصت ہون اور کامیاب ہو کر واپس آئین۔

اگرچہ مین یقین رکہتا ہون کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بہی کیا جاتا تو بہی خداتعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسقدر شواہد اور دلائل ہمکو اس امر کے لئے دیدئے ہین جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہین سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ حقایق اور معارف کا بہوکا پیاسا ہوتا ہے کبہی ان سے سیر نہین ہوتا اسلئے ہماری بہی یہی خواہش ہے کہ جسقدر ثبوت اور دلائل اور مل سکین وہ اچہا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستون کو **نصیبین** کیطرف بہیجتے ہین جس کے متعلق ہمین پتہ ملا ہے کہ وہان کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی ناشکر گزار قوم کے ہاتہہ سے تکلیفین اٹہا رہے ہین) لکہا تہا کہ آپ میرے پاس چلے آئین۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچکر انہون نے بدقسمت قوم کے ہاتہہ سے نجات پائی سو وہان کے حاکم نے یہ بہی لکہا تہا کہ آپ میرے پاس آ جائینگے تو آپکی خدمت کی سعادت حاصل کرونگا اور مین بیمار ہون میرے لئے دعا بہی کرین اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمین معلوم ہوا ہے لیکن مین دیکہتا ہون کہ روضۃ الصفا جو ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مفہوم اس سے بہی پایا جاتا ہے اس لئے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین مین ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو چلے آئے ہین۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر مین انشاءاللہ حقیقت کہل جائیگی اور اصل معاملہ صاف ہو جائیگا ممکن ہے کہ اس سفر مین ایسی تحریرین پیش ہو جاوین یا کوئی کتبے نکل آوین جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہون یا حواریون مین کسی کی قبر کا کوئی پتہ چل جاوے۔ یا اور اس قسم کے بعض امور نکل آوین جو ہمارے اس مقصد مین موید ثابت ہو سکین۔ اسلئے مین نے اپنی جماعت مین سے تین آدمیون کو اس سفر کیلئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بہی مین کرنی چاہتا ہون جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہان جہان وہ جاوین اس کو تقسیم کرتے رہین اسطرح پر اس سفر سے یہ بہی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بہی ہوتی جاوے گی۔ اور مین خداتعالیٰ کا شکر کرتا ہون کہ اس نے مجہے ایک **مخلص** اور وفادار جماعت عطا کی ہے مین دیکہتا ہون کہ جسکام اور مقصد کیلئے مین اون کو بلاتا ہون نہایت تیزی اور جوش کے ساتہہ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑہتا ہے اور مین دیکہتا ہون کہ ان مین ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے طیار۔ حقیقت مین کوئی قوم اور جماعت طیار نہین ہو سکتی جبتک اس مین اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اُٹہانی پڑے اون کے عوارض اور اسباب مین سے جماعت کی کمزوری اور بے دلی بہی تہی۔ چنانچہ جب اونکو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحوارین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بہی بہیج دی اور اکثر انکو چہوڑ کر بہاگ گئے۔ اسکے برخلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکہایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہین ملسکتی۔ اونہون نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکہہ اٹہانا سہل سمجہا یہانتک کہ عزیز وطن چہوڑ دیا اپنے املاک واسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہین کیا۔ یہی صدق اور وفا تہی جس نے اونکو آخر کامیاب کیا۔ اسی طرح مین اب دیکہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ نے میری جماعت کو بہی اسکی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکہاتی ہین جس دن سے مینے نصیبین کیطرف ایک جماعت کے بہیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر مین مامور کیا جاؤن اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکہتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجہے بہیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا مین ان درخواستون سے پہلے مرزا خدابخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تہا اور مولوی قطب الدین اور میان جمال الدین کو ان کے ساتہہ جانے کے واسطے تجویز کر لیا تہا۔ اسواسطے مجہے ان احباب کی درخواستون کو واپس کر دینا پڑا تاہم مین جانتا ہون کہ وہ لوگ جنہون

الملاحظہ۔ صفحہ ۸ کا بقیہ مضمون اگلی اشاعت مین آئیگا۔

نے بعہدکامل اور سچے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضائع نہیں کریگا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائینگے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اسوقت سفر آسان ہوگئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کسکو علم ہوسکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑکر جانا کوئی سہل بات نہیں اپنے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑکر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑینگی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا جبکہ من یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضائع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضائع ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو ریا اور دوسرے اغراض شہرت و نمود کے نہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ بر و بحر کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کرلینا بجز صدق کے نہیں ہوسکتا۔

بہت سے بھائی اُن کے لئے دعائیں کرتے رہینگے اور میں بھی اون کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہونگا کہ اللہ تعالیٰ انکو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لاوے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائیں کرینگے اور وہ ان کے ساتھ ہونگے۔

اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقع پر ہماری جماعت نے دو قسم کی مروت اور ہمت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپکو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب و شدائد کی برداشت کرنیکو تیار ہوگئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئینگی دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے تیرے دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دئے ہیں میں کچھہ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے صدق اور وفا دکہایا ہے جو صحابہ ساعتہ العسر میں دکہاتے تھے اگرچہ اشتہار میں میں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنی صدق و ہمت کا نمونہ دکہایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بےخبر ہوں یا اونکی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا؟ میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے میں چونکہ بیمار رہتا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اسلئے میں پوری تفصیل نہیں لکہا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہوسکتی تھی۔ پس جن لوگوں کا نام درج نہیں ہوئے انکو افسوس نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض کیلئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات میں شریک ہوتا ہے کہ اوسکا نام شایع کیا جاوے تو یقینًا سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کے لئے کمربستہ ہوتا ہے اسکو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کی کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک دن ہوتے ہیں اور ایک وقت ضائع ہوجاتے ہیں لیکن جو کچھہ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہوسکتا۔ اسکا اثر ابدالآباد تک ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھہ دیا ہے۔ مثلاً میں نظیر کے طور پر کہتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میرے بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے انکا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اس طرح پر بھائیوں میں باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اسوقت سے میرے ساتھہ تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا تہا میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ جب تک ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشوونما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہوسکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نکریگا۔

مینے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی ہمکا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اسلئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسنے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ اس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کیطرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ اوسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکہاوے۔ جیسے فرمایا ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ انکی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کردئے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کردئے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کردئے پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسکے موافق اس نے ہمیں قویٰ بھی عطا کئے ہیں۔ کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت حاصل نہیں کر سکتے تھے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کہانا طیار کرے اور اسی کے موافق ایک مکان ہو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کرے اور ان کے بٹھانیکے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بناوے نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھیگا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو مکان طیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو ان لوگوں کو دئے گئے ہیں قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا اب اگر بیل گدہے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیم کو پیش کریں۔ وہ نہیں سمجھہ سکتے۔ اسلئے کہ ان میں وہ قویٰ نہیں ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم کو برداشت کرسکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قویٰ دئے ہیں اور ہم اون سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔ اور اسیطرح وہ کتاب اسپر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کردے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہوگئی یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلعم میں جمع کردئے گئے۔ اور اسطرح پر آپ طبعًا خاتم النبیین ٹھیرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں۔ وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہوگئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھیرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکہنا چاہیئے کہ مجھہ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہمپر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور انکا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اسکی حقیقت سے بےخبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اسپر ایمان لانیکا مفہوم کیا؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھولدیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیکھتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودہویں تاریخ پر آکر اسکا کمال ہوجاتا ہے جبکہ اسکو بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہیئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور کمالات کا کوئی علم ہی انکو نہیں باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں؟ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور انپر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنیکی ضرورت کیا تہی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہوگئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تہی کہ وہ اہل حق کی عداوت کرنے جسکا نتیجہ کافر بنادیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کونسی بات اسلام کے خلاف ہے ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جنمیں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر

یہ اعمال صالحہ نہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو وہ ہوسکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں۔ لیکن انہیں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ ایک مومن متقی ہو اور اعمال صالحہ کرنیوالا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو حالانکہ یہ لوگ ہموطن تھے اور دعویٰ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر کہا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے مامور کرکے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی...

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء - دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ الاسلام سے فرمایا نصر من اللہ و فتح قریب وبشر المومنین -

۱۱ فروری ۱۹۰۵ء - اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے بہرہ ور ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور الہام ہوا - ففروا الی اللہ -

۱۲ فروری ۱۹۰۵ء تجلیات الٰہیہ کا عجیب مشاہدہ کیا درد شکم سے سخت بیار رہا۔ یہ شعر زبان سے نکلا

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
خود را ہو سیارم فریاد رس الٰہی

اسیر درد جاتا رہا -

۱۴ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا - ما یلقّٰھا وما یلقّٰھا الا ذو حظ عظیم -

۱۵ فروری ۱۹۰۵ء - دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی اپنے قادیان آجانے کی مبارکباد دی۔ اور صدیق اکبر رضی نے فرمایا۔ خوش باش و برو ہمقدم اموریں اللہ۔

۱۶ فروری ۱۹۰۵ء - بیت الحرام میں نماز پڑھی اور الہام ہوا۔ من یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم۔ پھر الہام ہوا - واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

۱۷ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا - فلنولینک قبلۃ ترضٰھا فول وجھک شطر المسجد الحرام -

۱۸ فروری ۱۹۰۵ء - مکہ معظمہ کا سفر بذریعہ جہاز طے کیا ہے الہام ہوا - وجاء اھل المدینۃ یستبشرون -

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء - بیت اللہ میں نماز پڑھی - امام نے سورہ جمعہ پڑھی - الہام ہوا - اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون -

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور انہوں نے پیار کیا -

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء - تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کیا الہام ہوا - والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علیٰ عینی -

۲۳ فروری ۱۹۰۵ء - رویا میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے قادیان میں مرنے اور دفن ہونے کی آرزو پیش کی۔ پھر الہام ہوا وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا پھر الہام ہوا فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء خیال ہوا کہ کیا میری نماز حسب منشاء حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتی ہے؟ پھر الہام ہوا۔ فاذکروا اللہ کما علمکم ما لم تکونوا تعلمون

۲۵ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذالک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء - اس کے بعد الہام ۲۶ فروری کو تکرار ہوا -

۲۶ فروری ۱۹۰۵ء - الہامات نزول ہوے - اما بنعمۃ ربک فحدث - وما یلقّٰھا الا ذو حظ عظیم واذکروا اللہ ذکرا کثیرا -

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا - ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساءت مصیرا

۲۸ فروری - جوادکریم ملک برّ رؤف الرحیم

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت اچھی ہے، نصرۃ الحق کی تصنیف اور طبع کا کام بسرعت ہورہا ہے -

۲ - خاندانِ رسالت کے تمام ممبر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں بزرگانِ ملت کی صحت قوم کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کا موجب ہورہی ہیں

۳ - موسمی حالت میں بجز اس کے کہ طبعی طور پر سردی کم ہوگئی ہے کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آئی ہے - ہر دوسرے تیسرے ابر محیط آسمان رہتا ہے - موسم کی اس غیر طبعی حالت کی وجہ سے بیماری کی آگ سلگ رہی ہے - کوئی نہ کوئی کیس ہوجاتا ہے -

۴ - ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میرے مکرم بھائی بابو محمد افضل صاحب کا بڑا بچہ عبد اللہ کئی روز کے متواتر بخار سے انتقال کرگیا انا للہ وانا الیہ راجعون معصوم مرحوم ایک ہونہار اور ذہین بچہ تھا۔ اسکی عمر کے لحاظ سے اسمیں غیر معمولی مستعدی اور ہوشیاری پائی جاتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی جو ظاہر ہوئی - اللہ تعالیٰ مرحوم کو عالم ثانی میں ہمارے لئے فرط بنائے اور اس کے محزون والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے -

۵ - ۱۲ مارچ ۱۹۰۵ء عالی جناب لالہ موتی لال صاحب تحصیلدار بٹالہ بتقریب دورہ بٹالہ کو واپس ہوتے ہوئے یہاں تشریف لائے - مینے جو الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں قادیان کے نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیجانے کے متعلق اور سڑک بٹالہ تا قادیان کی شکستہ حالت کی طرف آپ کو توجہ دلائی تھی یا پہر آپ نے پورا نوٹس لیاہے - سڑک کیلئے آپ نے باقاعدہ رپورٹ کی ہے اور نوٹیفائیڈ ایریا قرار دئے جانے کے متعلق باشندگان کے بیانات قلمبند کرکے آپ لے گئے ہیں اور ایک زوردار رپورٹ کرنا چاہتے ہیں لالہ موتی لال صاحب ایک مشہور خوش اخلاق اور رعایا کی بہی خواہی کیلئے خود تکالیف برداشت کرنیوالا افسر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بٹالہ کی تحصیل آپکی موجودگی پر بہت ہی نازان اور خوش ہے۔ اگرچہ سنا جاتا ہے کہ آپ عنقریب ترقی پاکر ڈپٹی ہونے والے ہیں لیکن ضلع گورداسپور کی کیسی خوش قسمتی ہو اگر وہ اس ضلع میں ایسی ترقی پائیں بہرحال قادیان کی آبادی اس کے باشندوں کی کثرت خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وجہ ترقی اس امر کی بزور رواعی ہیں کہ اس کو نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیا جاوے اور سڑک کے پختہ کرنے کا جلد انتظام ہو مجھے امید ہے کہ تحصیلدار صاحب کی توجہ بہت جلد قادیان کے رہنے والوں کو شکر گذار بنائیگی

۶ - ۱۱ مارچ کی رات کو بیان کیا جاتا ہے کہ ایک کنواری ہندو لڑکی بعض شریر اور قابل اعتراض چال چلن رکھنے والے بالجبر اٹھا لے گئے - اور اسے حبس بیجا میں رکھکر اس کی عصمت پر بالجبر حملہ کرنا چاہا وارثوں سے معلوم ہوا ہے کہ باضابطہ مقدمہ چلایا ہے ۔ ایسے شریر بدمعاشوں کا قرار واقعی انتظام اگر نہ کیا گیا تو خطرہ کے بڑہجانے کا اندیشہ ہے - کیا ہمارے ضلع کے نیکدل ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر خاص نوٹس نہ لیں گے - وہاں جتنے منہ اتنی باتیں ہیں مفصل پتہ ملیگا تو ہم اصلیت ظاہر کرینگے

ولادت

میرے مکرم بھائی مفتی فضل الرحمان صاحب کے ہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ۱۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو فرزند عطا کیا - اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور اسے خادم دین بناکر ملک اور قوم کیلئے مفید ٹھہرائے اور وہ نافع الناس وجود ہو آمین -

میں صدق دل سے مفتی صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں -

محمد علی صاحب احمدی سرہ سے تحریر کرتے ہیں کہ ان کا بھائی علی احمد وسیریزی سکول اجمیر میں پڑھتا ہے ان کے امتحان میں کامیابی کی دعا فرماویں جو کہ ۲۲ مارچ کو ہونا ہے -

---

مشتہرین کا صفحہ شایع نہیں ہوسکا -
ایڈیٹر

عذر گناہ بدتر از گناہ

نمبر اول

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں مولوی ابوالوفا امرتسری کے اعتراضوں کی حقیقت نمائی کیلئے ایک سلسل آرٹیکل شایع ہوا ہے - مجھے خیال اور امید تھی کہ اگر مولوی فاضل صاحب کا کانشنس بالکل مردہ اور مسخ نہیں ہوگیا تو وہ اپنے غلط - بیہودہ اور لاطائل اعتراضات کو واپس لیں گے - اور آیندہ سب کشائی نہ کرینگے مگر میرا قیاس اسوقت تک صحیح ثابت نہیں ہوا - ضد اور تعصب کا برا ہو کہ یہ صداقت کا دشمن ہے

مولوی فاضل صاحب نے ان مضامین پر پورے ایک مہینے کی غور اور فکر کے بعد ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں قلم اٹھایا ہے جس سے ان مضامین کی وقعت اور قوت کا پتہ مل سکتا ہے - لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے جو کچھ اب لکھا ہے وہ

عذر گناہ بدتر از گناہ

کا صحیح مصداق ہے اس لئے میں اس عنوان کے نیچے ان کے ان مضامین کی پڑتال کرونگا سب سے اول مولوی ابوالوفا صاحب نے یہ چالاکی کی ہے کہ میرے مضمون کا ایک بھی فقرہ جواب دینے سے پہلے نقل نہیں کیا میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ میرے مضامین کو پورا درج کردیتے تو اہلحدیث کے ناظرین پر حقیقت کھل جاتی اور بدوں کسی مزید تحریر کے فیصلہ ہوجاتا - اب بھی اگر وہ الحکم کے جوابی مضامین کو بالمقابل درج کردیں تو انکی دیانت داری اور انصاف پسندی کا بھی اقتضا ہونا چاہیئے میں جب ان پر کسی مضمون پر لکہتا ہے تو ان کے اغراض کو اول نقل کردیتا ہے مگر ابوالوفا صاحب اس عمل کو اپنا دشمن اور پردہ در سمجھکر اس سے بچتے ہیں یا بہاگتے ہیں -

اسکے بعد میں انشاء اللہ العزیز دکہاؤنگا کہ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض کیا تہا؟ اس کا جواب کیا دیا گیا اسپر فاضل صاحب ایک مہینے کے بعد کیا کہتے ہیں - اور یہ سب بطور خلاصہ ہوگا اور یہ سلسلہ

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا -

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے ۱۰ر مارچ کی شب کو فرمائی

وحی اور کشف میں فرق اور کشف غیر مسلم کو بھی ہو سکتا ہے

ایک صاحب نے عرض کی کہ ایک عرصہ سے میرے دل میں خواہش ہے کہ کشف کی حالت طاری ہو۔ اور اگرچہ میں اپنے علم کے رو سے جانتا ہوں کہ اس کا حاصل ہونا کوئی کمالات میں سے نہیں ہے تاہم اس کا خیال ہرگز دور نہیں ہوتا۔ اس کے لیے کچھ شفاعت فرماویں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

کہ اس کا تعلق مجاہدات اور ریاضات سے ہے لیکن اب آپ کی عمر اس کی متحمل نظر نہیں آتی عالم شباب میں جیسے مجاہدات اور ریاضات انسان کر سکتا ہے جس سے اس پر یہ حالت جلد طاری ہو۔ پیرانہ سالی میں قوائے ضعیف ہو جاتے ہیں معدہ کام کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اس لئے مجاہدات میں استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے مناسب حال اگر کوئی مجاہدہ ہے۔ تو میری رائے میں یہ ہے کہ خلوت کے درمیان ذکر الٰہی اور توجہ الی اللہ کی کثرت کریں۔ غیر اللہ کو قلب سے دفع کرنا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا مسکن بنا لینا آسان بات نہیں ہے یہ بھی بڑا مجاہدہ ہے۔ بیہودہ مجلسوں اور قیل و قال سے الگ رہے۔ اور غفلت کے پردہ کو جو کہ انسان کی زندگی پر پڑے ہوتے ہیں انکو دور کرنے کی کوشش کریں۔ پیرانہ سالی کے لحاظ سے یہ عمدہ مجاہدہ ہے جس سے تزکیہ نفس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب اس عمر میں نوافل اور روزے وغیرہ کی برداشت مشکل ہے۔ اس مطلب میرا اس شعر میں خوب بیان ہے

لب ببند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی نور حق بر ما بخند

کہ انسان اپنی زبان کو اور کانوں اور آنکھوں کو اپنے قابو میں ایسا کرے کہ سوائے رضائے حق کے ان سے کوئی فعل صادر نہ ہو۔ انسانی زندگی میں جو بے اعتدالی ہوتی ہے اسے اعتدال پر لانا بڑا کام ہے۔ اب اس وقت یہی مناسب حال ہے کہ خلوت بہت ہو اور ذکر الٰہی سے قلب غافل نہ ہو۔ اگر انسان اسکی مداومت اختیار کرے تو آخرکار قلب موثر ہو جاتا ہے۔ اور ایک تبدیلی انسان اپنے اندر رکھتا ہے۔

کشف رویا کا اعلیٰ درجہ ہے کشف کیا ہے یہ رویا کا ایک اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے۔ اسکی ابتدائی حالت کہ جس میں غیبت حس ہوتی ہے۔ صرف اس کو خواب (رویا) کہتے ہیں۔ جسم بالکل معطل بیکار ہوتا ہے اور حواس کا ظاہری فعل بالکل ساکت ہوتا ہے۔ لیکن کشف میں دوسرے حواس کی غیبت نہیں ہوتی بیداری کے عالم میں انسان وہ کچھ دیکھتا ہے جو کہ نیند کی حالت میں حواس کے معطل ہونے کے عالم میں دیکھتا تھا۔ کشف اسے کہتے ہیں کہ انسان پر بیداری کے عالم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو اور حواس خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں اور ایک ایسی ہوا چلے کہ نئے حواس اسے ملجاویں جن سے وہ عالم غیب کے نظارے دیکھ لے وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں کبھی بصر میں کبھی شنوائی میں کبھی کبھی ناک میں شامہ میں اسطرح جیسے کہ حضرت یوسف کے والد نے کہا انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون (کہ مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا) اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں جو کہ یعقوب کو اسوقت حاصل ہوئی۔ اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسف زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے کیونکہ ان کو وہ حواس نہ ملے تھے جو کہ یعقوب کو ملے۔ جیسے گڑ سے شکر بنتی ہے اور شکر سے کھانڈ اور کھانڈ سے اور دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں ایسے ہی رویا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کرتی ہے۔ اور جب وہ بہت صفائی پر آ جاوے تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔

کشف اور وحی میں فرق لیکن وحی ایسی شے ہے جو کہ اس سے بدرجہا بڑھ کر صاف ہے۔ اور اس کے حاصل ہونے کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے کشف تو ایک ہندو کو بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایک دہریہ بھی جو خدا کو نہ مانتا ہو وہ بھی اس میں کچھ نہ کچھ کمال حاصل کر لیتا ہے لیکن وحی سوائے مسلمان کے دوسرے کو نہیں ہو سکتی یہ اسی امت کا حصہ ہے کیونکہ کشف تو ایک فطرتی خاصہ انسان کا ہے۔ اور ریاضت سے یہ حاصل ہو سکتا ہے۔ خواہ کوئی کرے کیونکہ فطرتی امر ہے جیسے جیسے کوئی اسمیں مشق اور محنت کریگا۔ ویسے ویسے اس پر اسکی حالتیں طاری ہونگی۔ اور ہر نیک و بد کو رویا کا ہونا اس امر پر دلیل ہے۔ دیکھا ہوگا کہ سچی خوابیں بعض فاسق و فاجر لوگوں کو بھی آجاتی ہیں پس جیسے ان کو سچی خوابیں آتی ہیں ویسے ہی زیادہ مشق سے کشف بھی ان کو ہو سکتے ہیں حتےٰ کہ حیوان بھی صاحب کشف ہو سکتا ہے لیکن الہام یعنے وحی الٰہی ایسی شے ہے کہ جب تک خدا سے پوری صلح نہ ہو اور اس کی اطاعت کیلئے اس نے گردن نہ رکھدی ہو تب تک وہ کسیکو حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ یہ اسی امر کیطرف اشارہ ہے نزول وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا کی راہ میں مستقیم ہیں۔ اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ وحی ہی وہ شے ہے کہ جس سے انا الموجود کی آواز کان میں آکر ہر ایک شک و شبہ سے ایمان کو نجات دیتی ہے اور بغیر جس کے مرتبہ یقین کامل کا انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا لیکن کشف میں یہ آواز کبھی نہیں سنائی دیتی اور یہی وجہ ہے کہ صاحب کشف ایک دہریہ بھی ہو سکتا ہے لیکن صاحب وحی کبھی دہریہ نہیں ہوگا۔

اس مقام پر حضرت نورالدین صاحب حکیم الامت نے عرض کی کہ حضور سائل کا منشاء یہ ہے کہ یہ خواہش کسطرح دل سے دور ہو جاوے۔ خدا کے برگزیدہ اور محبوب نے فرمایا کہ ان کے دل میں کشف کی جو عظمت بیٹھی ہوئی ہے جبتک وہ نہ دور ہوگی۔ تو علاج کیسے ہوگا۔ اسی لئے تو میں فرق بیان کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک چوڑھی (خاکروبہ) آتی ہے۔ وہ بھی سچی خوابوں کا ایک سلسلہ بیان کیا کرتی ہے لیکن اس سے اس کا عنداللہ مقرب ہونا یا صاحب کرامت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ ایک مسلمان کا کشف جسقدر صاف ہوگا۔ اسقدر غیر مسلم کا ہرگز صاف نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مسلم اور غیر مسلم میں تمیز رکھتا ہے اور فرماتا ہے قد افلح من زکھا لیکن وحی کو کشف نہیں پا سکتا یہ وحی کی ہی قدر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ سے اس کیلئے ایک شخص کو انتخاب کرتا ہے اور شرف مکالمہ بخشتا ہے اور ہر میدان میں اسکا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ اور صاحب وحی کے تعلقات دن بدن خدا سے قائم ہوتے اور بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایمان میں غیر معمولی ترقی روز بروز مشاہدہ کرتا ہے۔

(البدر)

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی توحید جس کا اقرار ہم سے خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر اور فریب منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اس سے خاص کرنا اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا اپنا تذلل اس سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی اول ذات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کیطرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا۔ اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں یہ اس کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا سوم اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنے محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک گردان نہ اور اسمیں کھوئے جانا۔

جس شخص کی فطرت سلیم اور عقل درست ہو وہ کیسے چند روزہ لذائذ اور حظوظ نفسانی میں مبتلا ہو کر اپنے رب کریم سے غافل اور کسطرح اپنی ناچیز قوتوں اور قابلیتوں کو اپنے واسطے کافی سمجھکر مولا حقیقی کی عبادت اور استعانت کی لاپروا اور کیسے ہزار در ہزارہا ظاہری عبرتوں اور آسمانی نصیحتوں کے درمیان بیخبر اور جاہل رہ سکتا ہے یہ تمام بدمستی اور غفلت اسی بدفہمی کا نتیجہ ہے جسکو رب العالمین بدکاروں کی نسبت اسطرح ظاہر فرماتا ہے ام حسب الذین یعملون السیات ان یسبقونا یعنے کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے۔

اگر انسان بدفہم ہو تو ایمانی اصول سے اسکی اصلاح ہو سکتی ہے جو شخص خدا تعالیٰ کو اپنا سچا مولیٰ سچا مددگار سچا خیر خواہ سچا ہادی اور حساب اعمال کو واقعی اور صحیح مانتا ہے وہ اس ایمان کے نیچے نامعلوم طور پر بہت کچھ ترقیات کر سکتا ہے بشرطیکہ اپنے اعمال کو

ایک نیا دعوےٰ

اگرچہ حضرت سلیمان کا یہہ قول ہے کہ آفتاب کے نیچے کوئی شے نہین لیکن جب کوئی شئے وجود مین آتی یا کوئی نئی بات ہوتی ہے تو لوگ مجازاً آکہہ ہی دیتے ہین کہ یہ ایک نئی شئے یا نئی بات ہے ایک نئی شئے یا نئی طاقت کے اظہار یا نئے دعوےٰ کے پیش کرنے سے پہلے صدہا لوگ اون دعاوی یا اون اظہارات کی تائید مین ہوتے ہین اور خود اون کے اپنے دلون مین بہی بعض اوقات ایسے خیالات اٹہتے ہین لیکن جب کسی خاص آدمی کی جانب سے اونکا اظہار یا اعلان کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ اوسکی مخالفت پر آمادہ ہوجاتے ہین چند ہی ایسے جری نکلتے ہین جو حق الامر کی جہت سے تصدیق کرتے ہون بشرطیکہ وہ حق الامر ہو بہی۔ بہت دفعہ ایسا انکار یا اعراض صرف اسواسطے کیا جاتا ہے کہ ایسا خیال یا ایسا دعویٰ یا انکشاف کسی ایسے آدمی کی جانب سے یا ایسے آدمی کے مونہہ سے ہوا ہے جسے انکار کرنے والے کسی اور وجہہ سے پسند نہین کرتے ہین لوگون کی طبیعتون مین عموماً نسبتی معیار کی مقدار یا وزن بہت کچہہ ہوتا ہے لوگ یہ سوچا کرتے ہین کہ اگر یہ بات فلان شخص کہہ دیتا یا فلان کے مونہہ سے نکلتی تو ضرور قابل یقین کرنے کے تہی لیکن چونکہ یہ فلان کے مونہہ سے نکلی ہے اس واسطے قابل تسلیم کرنے کے نہین ہے اکثر اختلافات کیوجہہ یہی **نسبتی معیار** ہے

جب سے مرزا صاحب نے مہاراج کرشن کے اوصاف مین آنے کا دعوےٰ کیا ہے اکثر مسلمانون مین ایک گبہراہٹ سی پیدا ہوگئی ہے بعض لوگ اسے ایک شائستہ نکتہ چینی کی نگاہون سے دیکہتے ہین اور اسپر غور کرتے ہین اور بعض کے نزدیک یہہ بہی ایک تازہ مشغلہ ہوگیا ہے۔

جو لوگ قبل از اعلان اس دعوے کے اسی مین تعلیم قرآن کی خوبی بتلاتے تہے وہ بہی اوس نسبتی معیار کی تاثیر سے اسکے مخالف اور نکتہ چین ہوگئے ہین اگر مرزا صاحب کے مونہہ سے یہہ کلمات نہ نکلتے تو شاید ابہی ایک اور عرصہ تک بہی اس مشرب کے قائل رہتے جس کا مرزا صاحب نے اعلان کیا ہے بہت لوگ اس امر کے قائل ہین کہ قرآن مجید، آنحضرت ہر ملک اور ہر قوم مین ایک ہادی، ایک برگزیدہ آنے کے معترف مین قائل ہی نہین تہے بلکہ اسپر مصر بہی۔ تہے خدا کی شان مرزا صاحب کے مونہہ سے نکلتے ہی وہ تمام دلیلین گندہ اور بوسیدہ ہوگئین یہانتک کہ قرآن مجید مین یہہ تعلیم ہی نہ رہی۔

مرزا مظہر جان جانان اور خدا جانے اور کس کس کے مقولے اس تعلیم کی تائید مین بیان کئے جاتے تہے اور اون پر یہہ تائید نصوص اور احادیث زور دیا جاتا تہا وہ سب کے سب صرف اس خاطر ردی کے دفتر مین چلے گئے کہ مرزا صاحب کے مونہہ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے ایک ضدی شخص کہا کرتا تہا کہ فلان شخص جو کچہہ کہتا ہے وہ ہے تو برحق اور درست **مگر چونکہ وہ** کہتا ہے اسواسطے برحق نہین ہے یہی حال اس مسئلہ کا ہوا ہے سیالکوٹ یا لاہور کے جلسہ تک تو اسپر اچہے اچہے عالمون کا اعتقاد بالیقین تہا اور یہہ بہی خوبی ہائے قرانی مین داخل تہا مگر جب سے مرزا صاحب کے مونہہ سے نکل گیا بس اوس سب صداقت پر پانی پہر گیا مین نہین جانتا مسلمانون کی ایسی صداقتون کا دراصل وجود کیا ہے اور یہہ کیسی خوفناک اخلاقی جرأت ہے سچائی اور حق پرستی تو اس مین تہی کہ جو لوگ اس مسئلہ کے پیشتر سے ہی قائل اور مصدق تہے وہ ڈنکے کی چوٹ کہہ اٹہتے کہ جو کچہہ مرزا صاحب نے کہا ہے وہ درست تو ہے لیکن یہ درست نہین کہ مرزا صاحب ان کرشنی اوصاف کے متصف ہین اس مین نہ تو مرزا صاحب کی تصدیق ہوتی تہی اور نہ اون کا تردد یہہ **ایک حق بات تہی**

افسوس ہمارے علماء کرام کی طبیعتون مین کسقدر ضد اور ہٹ ہے اب اسپر اڑے جاتے ہین کہ چونکہ یہہ خیال مرزا صاحب کی زبانی معرض اظہار مین آیا ہے اسواسطے وہ سرے سے ہی غلط ہے۔

اگر میری رائے پوچہو تو جو کچہہ مرزا صاحب نے کہا ہے یہہ بحث الگ رکہکر کہ وہ خود بہی اس کے متصف ہین یا نہین اوس قرآنی تعلیم پر نئے یا عملی الفاظ مین روشنی ڈالی ہے جو شروع سے قرآنی مفہوم تسلیم ہوتا آیا ہے **میرزا مظہر جان جانان** مرحوم نے صدیون سے یہ مانا ہوا تہا۔ مین کہتا ہون ان سوالات کا کیا جواب ہوسکتا ہے۔

"کیا ہندوستان مین کوئی قوم رہتی تہی"

"وہ اوس خدا کی خدائی سے باہر تہی جو عرب یا شام کا خدا تہا۔"

"کیا عرب و شام سے کوئی نبی یا رسل ہند مین آیا تہا۔"

"کیا خدا پر ان لوگون کی ہدایت ضروری نہ تہی۔"

"کیا ان کی ہدایت کے واسطے کوئی نبی بہیجا گیا۔"

"اگر نہین بہیجا گیا تو کیون۔"

"جن ملکون مین بہیجا گیا اون مین خدا کے نزدیک کیا کچہہ فوقیت تہی"

"کیا یہ لوگ اس حالت مین خدا کے سامنے جوابدہ ہوسکتے ہین۔"

"کیا اس حالت مین ان کا کوئی قصور ہے"

"کیا قرآن مجید مین کل انبیاء کا ذکر نام بنام آگیا ہے"

"کیا قرآن مجید مین یہ آگیا ہے کہ ہندوستان مین کوئی نبی نہین بہیجا گیا تہا"

"میرزا صاحب پر مسخری کرنے سے ہمارے علمائے کرام پہلے ان سوالات کا جواب پیدا کرلین اور پہر گفتگو کرین یون اعتراض کون نہین کرسکتا ہے۔

اگر اس دعوے کا دوسرا رُخ دیکہین تو اس قرآن کی اوس صداقت اور خدا کی اوس رحمانیت کا ثبوت ملتا ہے جو کسی دوسری آسمانی کتاب مین نہین پائی جاتی ہے اور اس سے ایک ہوشمند سوچ سکتا ہے کہ قرآن اور وہ ذات اقدس جسپر قرآن نازل ہوا کہان تک سرچشمۂ انصاف اور سرچشمۂ حق پسندی تہے یہہ ثابت اور یہہ ظاہر ہے۔ کہ چونکہ قرآن اور قرآن کا لانے والا سب سے پیچہے آیا تہا اس واسطے کل پہلی قومین اور کل مذاہب اوسکے حاسد اور دشمن تہے اور ایسا ہونا لازمی تہا کون کسی بعد مین آنے والے کو پسند کرتا ہے مگر قرآن اور اوسکے لانے والے نے ان سب عداوتون اور تضاد کو بالائے طاق رکہکر اعلان حق سے چشم پوشی اور سکوت نہ کیا جس جس ملک اور جس جس قوم کا جو کچہہ حق واجبی تہا اوسکے دینے یا اقرار سے ہرگز دریغ نہ کیا **حق بہ حق دار باید رسانید** سچ کر دکہایا۔ ایک کتاب انجیل بہی ہے جس مین حضرت مسیح کہتے ہین جو مجہہ سے **پہلے آنے والے ہین سب چور اور بٹمار تہے**" اور ایک قرآن اور محمدؐ ہے جو صریح الفاظ مین اپنے سے پہلے آنے والے بزرگون کی دلائل سے تصدیق کرتا ہے کیا کوئی ایسی دوسری آسمانی کتاب بہی ہے کیا کوئی ایسا دوسرا صحیفہ بہی ہے جو اس انصاف اور اس بے تعلقی سے واقعات پر روشنی ڈال رہا ہو وید سے کیا ثابت ہوسکتا ہے اور انجیل کیا تصدیق کرسکتی ہے قرآن ہی ایک ایسی جامع اور اٹل شہادت ہے جو ان واقعات کی تصدیق کرتی ہے کون ہین وہ کم اندیش جو قرآن کو اور اوس کے بانی کو نعوذ باللہ بُرا کہتے ہین کون ہین وہ لوگ جو اوس کی شان اعلےٰ مین گستاخی کرتے ہین کون ہین وہ جو اس بے رو رعایت شہادت پر یقین نہین کرتے یہہ قول حکم اور کس کتاب مین لکہا پاتے ہین اور یہہ انصاف اور کس آسمانی صحیفہ مین ادا کیا گیا ہے۔

اگر انصاف کوئی شئے ہے تو ضرور ماننا ہی پڑیگا کہ قرآن اور اوس کا لانیوالا انصاف کا حامی اور صداقت کا عاشق تہا وہ سب سے پیچہے آیا اور اُسے سب نے دشمن اور اجنبی جانا لیکن اوس نے انصاف اور حق پرستی ہاتہہ سے نہ دی۔

اگر اسوقت کے مسلمان محمدؐ کے زمانہ مقدس مین ہوتے تو ضرور اون کی خدمت مین عرض کرتے ہندوستانی اوتارون اور نبیون کی تصدیق کرنی سے ہماری مسلمانی مین فرق اور انقلاب آنیکا اندیشہ ہے اسواسطے اب خاموش رہین اور شاید بعض نعوذ باللہ اوس ذات اقدس اور مخزن انصاف سے رو گردان ہی ہوجاتے ہائے افسوس جو باتین قرآن کی عظمت کی ہین اوس سے صریح انکار کیا جاتا ہے اور انہین صرف اسوجہہ سے جہٹلایا جاتا ہے کہ وہ مرزا صاحب کی زبان سے نکلی ہین **دوستو-عزیزو**۔ میرزا صاحبؑ خدا کو واحد مانتے ہین اور آنحضرت کی رسالت اور جلالت کے قائل اور معترف ہین آؤ اوس سے بہی انکار کرین اگر میرزا ایک خدا کہتا ہے تو ہم دو کہین اگر وہ دو کہتا ہے تو ہم چار کے قائل ہوجاوین چونکہ مرزا صاحب اتنک **رسالت محمدی کے دلدادہ ہین** اسواسطے لازمی ہے کہ ہم صرف نسبتی معیار کی پابندی سے نعوذ باللہ آنحضرت کی رسالت سے بہی اعراض کرین۔

مین نہین کہتا تم مرزا صاحب کے دعاوی کی بلا پوچہے سمجہے تائید یا تصدیق کرو مین تو یہ کہتا ہون کہ اگر مرزا صاحب کی زبان سے کوئی صداقت نکلتی ہے تو اوس سے کیون انکار کیا جاوے کیا یہہ طرز عمل خود صداقت کے خلاف نہین ہے جب مرزا صاحب نے جمعہ کی تعطیل کا جہگڑا چہیڑا تو اکثر حضرات نے اس نیک تجویز سے صرف اس واسطے انکار کردیا کہ وہ مرزا صاحب کے مونہہ سے نکلی ہے مین نے اپنے ایک انکاری دوست کو کہا کہ چونکہ مرزا صاحب جمعہ کی تائید کرتے ہین اسواسطے آؤ ہم جمعہ سے ہی منکر ہو جاوین۔

سلیم طریق تو یہ ہے کہ ہمارے علماء خواہ سنی ہون خواہ شیعہ اور خواہ نیچری اور خواہ احمدی اور خواہ صوفی منش جو سچی بلا اختلاف بات ہو اوسکی تصدیق کرین خواہ کسی مونہہ سے سرزد ہو اور نکلے اگر یہ طریق عمل اختیار کیا جاوے تو اسقدر جہگڑے بکہیڑے نہ رہین نسبتی معیار ہر جگہ اور ہر موقعہ پر کام نہین دے سکتا صداقت اور حق پرستی ہی ہر موقعہ پر کام دینے کے قابل ہے مسیح کی **وفات** کی نسبت ہی نہین بلکہ مسیح کی تولید کی نسبت بہی جب سر سید مرحوم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تہا تو اسقدر شور شر نہین تہا اب مرزا صاحب کے مونہہ سے جو یہ بات نکلی تو قیامت آگئی اور اب بہی جب سر سید کا نام

ان مسائل کی نسبت لیا جاتا ہے تو علماء خاموش ہو جاتے ہین وہ جوش نہین باقی رہتا مگر جب مرزا صاحب کے اس اجتہاد کا ذکر آتا ہے تو خون خوار ہو جاتے ہین کیا یہ طریق **عمل انصاف کا حامی** ہے فرق تو کوئی نہیں سرسید مرحوم وفات مسیح کے قائل ہو کر سا نہ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ وہ **یوسف کا لڑکا** تھا اور ایسا ہو نہین سکتا کہ وہ بن باپ ہو اور مرزا صاحب یہہ کہتے ہین کہ وہ مرا تو ضرور ہے لیکن خدا کی قدرت سے بلا باپ پیدا ہوا تھا اور ادہر سے یہ اضافہ ہو گیا کہ مین بہی حضرت مسیح کے **اوصاف مین آیا ہون** اور حضرت صلعم کا غلام ہون اور **سرسید یہہ بھی** کہتے تھے کہ مسیح نے پہر کب آنا ہے یہہ ایک خلاف قیاس مسئلہ ہے مرزا صاحب نے آنے کی تو تصدیق کی مگر اس طرح پر کہ وہ آسمان سے نہین اترے گا اور نہ آسمان مین اوس کے واسطے کوئی نردبان لگایا جاوے گا بلکہ اوس کے اوصاف مین کوئی اور شخص آویگا اور اس زمانہ مین اون اوصاف مین۔ مین آیا ہون۔ غور کرو ان دونون تاویلون میں کسقدر فرق ہے جو لوگ مسیح کا اوس جسمانی حالت مین آنا بیان کرتے ہین جو اب تک آسمان پر امانت رکھی ہوئی ہے وہ پہلے اسکو ثابت تو کرین زمین کے ساکن ہونے آسمان کے حد نظر ہونے۔ معراج کی تاویلین تو کی گئین یہان کوئی تاویل نہ چلی بہلا ایک جسم کا اسقدر مدت کے بعد آسمان بمدا امانت اترنا یا نازل ہونا بمقابلہ اس تاویل کے کہ مین مسیح کے اوصاف یا خصائل مین ہو کر آیا ہون۔ کہان تک قابل یقین ہو سکتا ہے یہہ مسئلہ بہت زیادہ تر بحث کے قابل ہوتا جب مرزا صاحب یہہ کہتے کہ مین اوسی کالبد مین آیا ہون جس مین مسیح سولی دیا گیا تہا اور ابہی آسمان سے بذریعہ ایک طلائی نردبان کے معہ ایک جماعت فرشتون یا ملایک کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر نازل ہوا ہون۔

بہلا اسکا فیصلہ تو کرو کہ ان دونون میں سے کونسا سوال زیادہ تر پیچدار یا قابل غور ہے۔

" مین اوسی جسم اور اوسی کالبد مین آیا ہون جو ولادت کے وقت مجھے عطا ہوا تہا اور جسکا مین ایک زمانہ مین صلیب بہی دیا گیا تہا مین ایک خاص عرصہ تک آسمان پر بمد امانت رہا۔ اور ابہی ابہی زمین پر آیا ہون اور مین دمشق کی مسجد مین اترا تہا اور مجھے نازل ہوتے سب نے دیکہا ہے۔

" مین مسیح کے اوصاف سے متصف ہو کر اور اوس کے خصائل کا حصہ لیکر آیا ہون تاکہ تمہین ہدایت کردون اور مین نے یہ درجہ اوس مرد خدا محمد عربی کی معرفت یا اقتدا سے حاصل کیا ہے جو کل دنیا کا ہادی ہے اور جس نے مسیح کے آنے کی پیشین گوئی کی تہی۔ ان دونون سوالون پر غور کرتے۔ پہلے یہہ سوچنا ہی لازمی ہے کہ کیا اس دنیا مین اوس کے شروع سے لیکر اب تک پہلی حالتین زیادہ تر وقوع مین آتی رہتی ہین یا مابعد کی صورت یقینی ہے ان سوالون کے ساتہہ ہی ان باتون پر بہی غور کی جاوے۔

" اگر واقعی مسیح مر گیا ہوتا اور آسمان پر نہ اُٹہایا گیا ہوتا۔"

" اگر واقعی مسیح نے آنحضرت صلعم کے بعد دنیا مین آسمان سے نہ اترنا ہوتا" تو کیا اسلام صداقت سے گر جاتا اور اوس پر ایمان لانا کفر اور ارتداد ہوتا۔

جب اوصافی یا خصائلی صورت مین دنیا اس قدر معترض ہوتی ہے تو معلوم نہین جب حضرت مسیح سچ مچ (**بقول بعض علماء کے**) دمشق کی مسجد سے نازل ہون گے تو شاید کوئی بہی اون پر یقین نہین کریگا کیونکہ زمانہ اس وقت تک بہت کچہہ ترقی کر چکا ہو گا واقعی اوس وقت حضرت مسیح کے واسطے ایک بڑی ہی دقت کا سامنا ہو گا۔

جب یہ نہین مانا جاتا کہ ایک شخص مین فضایل یا خصائل کے اعتبار سے ایک گزشتہ شخص کی زندگی آسکتی ہے تو جسمانی اعتبارات سے کیونکر تسلیم کیا جاوے گا یہی اسباب ہین جو اس مسئلہ کی نزاکت پر روشنی ڈالتے ہین اور اخیر پر کہنا پڑتا ہے کہ سو بہر صورت مین کوئی جسم آسمان سے نہین اتریگا اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے اور اگر کوئی آیا بہی تو خصائل کے اعتبار سے ہی آوے گا اور سنت اللہ بہی یون ہی ہے حضرت مسیح مین کیا فضیلت ہے کہ خواہ مخواہ مکرر زندگانی کا وارث بنایا جاوے یہہ گورنمنٹ انگلشیہ تو نہین ہے کہ لارڈ کرزن کو دوبارہ ہندوستان کا گورنر جنرل کر کے بہیجدیوے خدائی گورنمنٹ کے قوانین اٹل اور برجستہ ہین ایک دوسرے کے صفات مین تو لوگ آتے رہتے ہین اور ایک مثال دوسرے سے دیجاتی ہے لیکن جسمانی اعتبار سے آنا مشکل ہے۔ اور اگر مانا بہی جاوے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے مسیح کی عظمت اور جبروت جسم کے اعتبار سے تو نہ تہی اور نہ ہے اوس کے جسم سے اور صدہا جسم سڈول اور خوبصورت ہون گے۔ کسی فلاسفر اور حکیم کی عظمت ہمیشہ خصائل اور برکات کے اعتبار سے ہوتی ہے قرآن کی عظمت تو اکثر معانی اور تعلیمات کے اعتبار سے مانی جاتی ہے گو الفاظ مین بہی تقدیس اور فصاحت و بلاغت ہے مگر نرے الفاظ ہی کام کے نہین ہین قرآن کیطرح انبیاء کی برکت بہی روحانیات اور تعلیمات کی جہت سے ہے۔

اور فضائل یا خصائل کی جہت سے اعادہ جسم کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔

ہماری رائے مین مرزا صاحب کے اس دعوے کے متعلق تو اب صرف یہ بحث باقی رہنی چاہیئے کہ۔

" آیا وہ بلحاظ صفات یا فضائل یا خصائل کے مسیح ہین۔"

" آیا ایسے اوصافی وجود کی اس زمانہ مین ضرورت تہی یا ہے۔

" ایسے اوصافی وجود کا ہونا ممکنات سے ہے یا نہیں۔

" مجدد جو ہوتے رہے ہین وہ اوصافی وجود مین داخل ہین یا نہین۔

" العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی کسی شق اوصافی وجود کی تشریح ہوتی ہے یا نہین۔

" مرزا صاحب کیون اوصافی وجود کے سلسلہ مین شمار نہین ہو سکتے۔

اب مکرر سہ کرر مسیح کی ممات حیات کا جھگڑا کچہہ بے موقع سا ہے جو لوگ مرزا صاحب کے مرید ہین وہ بہی اس سے انکاری نہین اور جو سرسید کے معتقد ہین وہ بہی اس کے اور جو لوگ مذہب سے ذرا دور ہین وہ پہلے سے ہی ایسے مسائل سے گریز کر چکے ہین جو لوگ ابتک مانتے ہین اور ابتک اتہیر یقین رکہتے ہین یقین رکہین بحث سے اور لوگ بہی **متذبذب ہوتے جاتے ہین**۔ مسلمان تو کجا۔ عیسائی بہی دن بدن مسیحی تعلیمات سے روگردان ہین **مسٹر محمود مرحوم کہا کرتے تھے** اگر قرآن مجید مین مسیح کی تصدیق نہ ہوتی تو مین انہیں نبی ہی نہ مانتا **مسیح کی نسبت** زمانہ اور جمہور زمانہ کی رائین بہت ہی مختلف ہو گئی ہین۔ یہہ سب قصے کہانیان ہین سچا اسلام مانو۔ راقم الحق م

اطلاع:۔ جن خریداران الحکم نے ابہی تک سال گزشتہ کا بقایا بہی ادا نہین کیا ہے وہ مہربانی کر کے بہت جلد اپنے حساب صاف کردین مطبع کو اس لحاظ سے کہ وہ چہاپنے والی مشین کا انتظام کر رہا ہے روپیہ کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اور اس کا پورا ہونا موقوف تو خدا کے فضل و کرم ہی پر ہے لیکن بلحاظ تدابیر و اسباب خریداران پر اسکا بہت بڑا مدار ہے۔ ایڈیٹر۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات مین

ریاض الاخبار گورکہپور جو ہفتہ مین دو بار شایع ہوتا ہے اخباری دنیا مین مسلم ممتاز پرچہ ہے اسکی رائے کو عموماً عزت کی نظر سے دیکہا جاتا ہے مین دیکہتا ہون کہ اس معزز اخبار نے جب کبہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اظہار رائے کیا ہے تو وہ ہر چند اس سلسلہ مین داخل نہین ہے لیکن اپنی رائے نہایت بے تعصبی سے دی ہے۔ عزیزاحمد احسن الجزار

اپنی ۸ مارچ ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین معزز ہمعصر مسئلہ جہاد پر لکہتے ہوئے رقمطراز ہے۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ابہی چندروز ہوئے مسئلہ جہاد کے متعلق نہایت عمدہ لکچر دی ہے اور انہون ثابت کیا ہے کہ ایسی آزاد گورنمنٹ دنیا مین کہان ہو سکتی ہے سب جانتے ہین کہ مین مدعی **مسیح موعود** ہون اور ہمیشہ پادریون سے بحث ہوا کرتی ہے یہانتک کہ خون کے مقدمہ مین پہانسا گیا مگر باوجود اس کے کہ جج پادری تہا اور مستغیث سے ہے ایڈیٹر لفٹننٹ گورنر کے خیالات پادریانہ تہے دوسرا فیصلہ کرنیوالا انگریز تہا۔ مگر مجہے بچادیا اور اسیطرح جسقدر مقدمے مجہپر دائر کیئے گئے ہین سب مین مین بری کیا گیا اگر ذرا بہی تعصب ہوتا تو یہ لوگ مجہے کبہی نہ چہوڑتے۔

مرزا صاحب کے ان خیالات کو اگر دیکہنا ہو تو الحکم قادیان دیکہنا چاہیئے جو سب بانسف کا آرگن ہے اور اخباری حیثیت سے بہی وہ برا نہین ہے۔

ایمان مین عقل کو دخل نہین اس عنوان سے ایک مراسلت معزز ہمعصر **پرکاش** کی ماہ فروری ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین شایع ہوئی ہے راقم کا نام صرف لکشبیر دیا ہے۔ ہر چند اس چٹہی کے بعض حصے قابل اصلاح ہین خصوصاً **بوزاسف اور یوزاسف** کی تحقیقات تاہم مین فی الحال اس سوال کو چہوڑ کر ایک خاص غرض کے لئے اس چٹہی کو شایع کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اس مین **الہام کی ضرورت** اور موجودہ زمانہ مین اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالنے والے امام کا ذکر کیا گیا ہے اور سیراریون کے اخبار مین کم از کم ایک غیر مسلمان کی قلم سے۔

اُن مسلمانون کیلئے بھی یہ مضمون عبرت بخش ہے جو باوجود مسلمان کہلانے کے الہام پر مہر لگا چکے ہین۔ بہرحال امید ہے کہ یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔ آیندہ کسی اشاعت مین انشاء اللہ مین اسپر کوئی اصلاحی نوٹ لکھنے کی کوشش کرونگا۔

ایمان مین عقل کو دخل نہین

ایمان کا خاصہ ہے کہ وہ بالغیب ہو یعنے الہام پر مبنی ہو۔ الہام علّام الغیوب (سروانتریامی) سے غیب کی باتون کا علم حاصل کرنے کو کہتے ہین عقل بھی پیش بینی کرتی اور قیاسات دوڑاتی ہے مگر اسکی پیش بینی وغیرہ بربنار واقعات موجودہ و وسایل معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ ہمیشہ از قسم تدبیر ہوتی ہے مگر الہام کا حال ایسا نہین اور وہ ہمیشہ از قسم تقدیر ہوتا ہے۔

مین اس مضمون کو اپنے دوستون ہی کی زبان پر پیش کرتا ہون پیش بینی جو منش اپنی بدھی دوارا قیاس کرتے ہین ویسی نہین ہوتی جیسی یوگی جن اپنے یوگ دوارا انوبھو (محسوس) کرتے ہین۔

تمام کتب مذہبی خواہ وہ کسی مذہب سے علاقہ کیون نہ رکھتی ہون الہام کے تذکرہ سے بھرپور ہین بودھ ازم جو، اپنے ناستک پن مین مشہور ہوچکا ہے وہ بھی اس سے خالی نہین چنانچہ مین نے ایک کتاب بودھ ازم کی تعلیم کے متعلق پڑھی ہے جس کا نام بوزاسف و بلوہر ہے اور جس کا ترجمہ قریباً آٹھ نو سو برس سے عربی زبان مین ہوچکا ہے اور جس مین بوزاسف نامی ایک ہندی شہزادے کا حال درج ہے جسمین بلوہر نامی ایک بودھ سادھو سے دین کی تعلیم حاصل کی تھی اور جس کی نسبت مہاتما بودھ نے کئی سو برس پیشتر سے بربنار الہام پیشگوئی کر رکھی تھی یہ وہی شخص ہے جس کا مدفن سری نگر کشمیر مین خیال کیا جاتا ہے اور جو مرزا صاحب کی تحقیق کے موافق مسیح صاحب انجیل کا مدفن ہے شاید مرزا قادیانی صاحب موصوف نے بوزآسف کی بائے موحدہ کو بائے تحتانی خیال کیا ہو اور بجائے بوزآسف کے یوزآسف پڑھا ہو اور چونکہ اس کتاب کی تماثیل بہت کچھ انجیل مقدس کی تماثیل سے ملتی جلتی ہین۔ یہانتک کہ کئی جگہہ من و عن بھی وہی لہذا انہون نے خیال کیا ہو کہ اس کتاب مین جس شخص کا احوال درج ہے شاید وہ مسیح صاحب انجیل ہی ہو۔

تمام مذاہب کے مذہبی لیڈر تمام کوشان رہتے ہین کہ ان کو اپنے مذہب کے لوگ دوسرے مذاہب کی کتب مذہبی اور ملہمان سے متنفر رہین اور نفرت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ خود اپنے مذہب کی کتب مذہبی اور ملہمان سے بھی جو دیگر مذاہب کی کتب مذہبی اور ملہمان کی سی ہوتی ہین بیخبر رہتے ہین یا متنفر ہوجاتے ہین پس اسطرح سے الہام کے بڑے بڑے ذخیرہ قفل بندی کیمات مین پائے جاتے ہین مگر مزہ کی بات ہے کہ دنیا بھر کی کتب تواریخ بھی اس الہامی سایہ سے بچی ہوئی معلوم نہین ہوتین چنانچہ سبکتگین والد محمود غزنوی کو اپنی بادشاہت کی خبر ایک فرشتہ کی معرفت اور ساہجی والد سیواجی مرہٹون کی بادشاہت کی خبر ایک دیوی کی معرفت پیشتر سے مل چکے تھے اور ایسا ہی کتب تواریخ کے دیکھنے والون پر مخفی نہین کہ کتنے ہی واقعات عالم کا علم بغیر کسی عقلی پیش بینی کے محض بدرجہ الہام پیشتر سے معلوم ہوچکا تھا کتب مذہبی اور کتب تواریخ کو چھوڑ کر خود ہماری اپنی حالت یہ ہے کہ بارہا ہمکو کوئی بات پیش از وقت یا غیب کی خواب وغیرہ کے ذریعہ معلوم ہوجاتی ہے جسمین عقلی پیش بینی کی بوباس تک نہین ہوتی۔ اکثر ہمارے خواب اپنے امتحانات کے نتائج کی نسبت ٹھیک پائے گئے ہین نہ صرف پاس اور فیل ہونے کا ہی پتہ درست ہی بلکہ نمبرون تک درست ہوتے ہین۔ اور وہی ہوتے ہین جو خواب مین دیکھے تھے۔

فی زمانہ مرزا صاحب قادیانی نے اس مضمون پر اچھی طرح سے روشنی ڈالی ہے گو اکثر لوگ ان کے دعاوی وغیرہ کی وجہ سے متعصب ہوکر اس خاص مضمون کی عظمت اور حقیقت محسوس کرنے سے بھی عاری ہوگئے ہین مگر اس باہمت شخص کی کوششون نے اس خاص مضمون کو جس سے فی الحقیقت قوت ایمان نشو و نما پاتی ہے سورج کی روشنی مین رکھدیا ہے جسمین اب کوئی جگہہ غلط فہمی کی باقی نہین رہی۔

اب اس سرگرم طبیعت کے پیرمرد کا میلان خاطر کرشن جی کیطرف پایا جاتا ہے۔ اپنے زمانہ مین شجاعت وغیرہ اوصاف جس سے متصف ہونے کے علاوہ پورن یوگی تھے۔ پس اگر مرزا صاحب موصوف نے یوگ کا رستہ پالیا تو گویا انہون نے وہ رستہ پالیا جس سے تمام انبیاء علیہ السلام علام الغیوب (سروانتریامی) سے الہام پایا کرتے تھے یا جس رستہ سے تمام یوگی جن اپنے پیارے سروانتریامی (علام الغیوب) کی بارگاہ اعلیٰ مین شرف حضوری حاصل کرتے تھے اسی مطلب کو ادا کرنے کیلئے کسی شاعر نے کہا ہے ع

ہر جگہ موجود ہے پر وہ نظر آتا نہین
یوگ سادھن کے بنان اسکو کوئی پاتا نہین

یہ وہ راہ ہے جس کے متعلق فی زمانہ تھیوسوفیکل سوسائٹی نے دلایل عقلیہ سے کام لیا ہے اور دنیا مین اسکو شہرت دی ہے جس کیلئے سب لوگ سوسائٹی موصوفہ کے مشکور پائے جاتے ہین مگر چونکہ یہ راہ ریاضت طلب ہے۔ لہذا مجھے مرزا صاحب سے گو وہ عمر رسیدہ ہین اور ان کے باہمت اور باوفا رفیقون سے امید ہے کہ وہ اس پراکٹیکل سائنس (یوگ ودیا) کے متعلق قواعد پر کاربند ہوسکین کیونکہ انکی اپنی صوم و صلوٰۃ کے متعلق فرائض ادا ہونے ممکن نہین جبتک وہ ان یم نیمون کو پالن نہ کرین جو مہرشی پتنجلی جی نے اپنی یوگ سوترون مین بیان کئے ہین۔

ہے پرماتمن تو اس شخص کی عمر کو دراز کر اور اسکی صحت اور ہمت کو برقرار رکھ اور توفیق بخش کہ وہ تیرے اور تیرے عاجز بندون کے درمیان پل ہوسکے اور اس رسم کا دروازہ کھول سکے جو عرصہ سے بند ہوچکا ہے۔

ہم نے پرماتما سے مونہہ موڑا اور انہون نے بھی بظاہر ہم سے مونہہ موڑ لیا عرصہ تک ہمارا نام اپنی زبان پر نہ لائے لیکن لم نقصص وغیرہ اشارون سے ان کی اس بے پایان محبت کا پتہ چلتا ہے جو وہ اپنے بندون کے ساتھ رکھتے ہین آخر انہون نے بھی ہمین یاد کیا۔ اب جبکہ وہ آپ آئے ہین۔ ہمین بھی ان سے اٹھکر ملنا چاہیئے۔ (راقم لکشبیر)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

آریہ سماج کا طریق تبلیغ

معزز ریاض الاخبار لکھتا ہے "آریہ سماج کے واعظون اور ریفارمرون کا طرز استدلال ایسا ناگوار ہوتا ہے جسکو صرف مسلمان ہی نہین بلکہ ہندو بھی نفرت کرتے ہین ہم کبھی ان بحثون کو پسند نہین کرتے مگر ملک کے ایک گروہ مین سخت کلامی اور بدزبانی کو دیکھکر افسوس آتا ہے

ہمکو امید ہے کہ ہمارے معزز ہمعصر آریا گزٹ اور اپنے گروہ کو اس بات پر آمادہ کردینگے کہ وہ تلخ و درشت الفاظ کی جگہ شیرین بیانی سے کام لیا کرینگے آریہ سماجی کی درشتی اور تلخ بیانی کا ایک زبردست ثبوت یہی ہے کہ خود آریہ سماج کے سمجھدار لوگ اس سختی کو محسوس کرنے لگے ہین۔ اور متعدد عدالتی فیصلون نے اسپر اور بھی مہر کردی ہے۔

پرکاش کی رائے

ہمعصر پرکاش جو آریہ سماج کا لبرل اخبار کہلاتا ہے اس نے اپنی ۴ مارچ ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین آریہ مسافر کے طرز تحریر پر یون رائے زنی کی ہے "جہان آریہ مسافر میگزین نے ہمین بہت سے فواید پہنچائے ہین وہان افسوس ہے کہ ایک نقصان بھی پہونچایا ہے اور وہ یہ کہ اسلامی رسالون کے ایڈیٹرون کیطرح ہمارے ایڈیٹر صاحب کی تحریرین بھی کچھہ سختی آگئی ہے جو اس کے شایان نہین"

پرکاش کا یہ کہنا کہ اسلامی رسالون کے ایڈیٹرون کیطرح یہ صرف جنبہ داری ہے ورنہ اسلامی رسالون کا لٹریچر ایسا دلشکن اور قابل نفرت نہین جیسا آریہ مسافر اور اسکی یادگار آریہ مسافر کا ہے۔ مسلمانون نے اگر کچھہ لکھا ہے تو محض ڈیفنس کے طور پر ہے۔ بہرحال خوشی کی بات ہے کہ آریہ سماج محسوس کرنے لگی ہے کہ اس کے مذہبی مناظرہ کے لٹریچر مین اصلاح کی ضرورت ہے اور بہت بڑی ضرورت ہے۔

*

عداوت کیسا اندھا بناتی ہے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عداوت نے مخالفون کے دل و دماغ کو ایسا تاریک کیا ہے کہ وہ قطع نظر اس کے کہ جو بات اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ کیسی ہی مسلم اور صحیح ہو اس کی مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہین اور اگر دوسرون کے مونہہ سے وہی باتین نکلین تو وہ خوبیان ہی سمجھی جاتی ہین۔ بہرحال مین جب حضرت حجۃ اللہ کے منہ سے نکلی ہوئی صداقتون کو مخالفون کے منہ سے بھی کسی رنگ تسلیم مین سنتا ہون تو بڑی ہی خوشی ہوتی ہے۔ حضرت باوا نانک صاحب اور سری کرشن جی مہاراج اور دوسرے اکابران ہند کی نسبت حضرت حجۃ اللہ نے جو یقینی امور جن سے دنیا ناواقف تھی ظاہر فرمائے ہین یا مسیح کی قبر ہند کے متعلق جو تحقیقات فرمائی ہے وہ ایک عجیب رنگ مین اشاعت پا رہی ہے۔

شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے ایک اچھے شاعر مین وہ بناتہ اس سلسلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہین رکھتے انہون نے اپنی ایک نظم شایع کرائی ہے جسپر خود ہی انہون نے نوٹ بھی

(باقی)

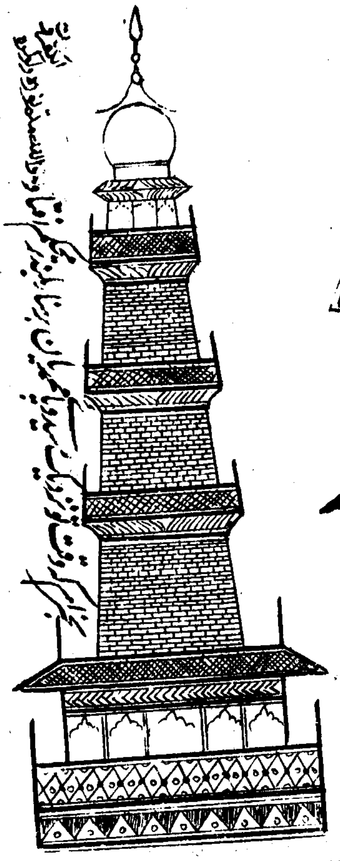

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گرائی جہاد رقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ } (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان کے باہر سے
(۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والون سے عہ

نمبر ۱ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۷ محرم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات صفحہ ۱
(۲) ضروری اطلاع ؍؍ ؍؍
(۳) ڈپٹی انسپکٹر کانپور کا احسان پولیس پر صفحہ ۲
(۴) تازہ الہامات صفحہ ۲ (۵) دارالامان کا ہفتہ ؍؍ ؍؍
(۶) ناظرین سے چند سطر ؍؍ ؍؍
(۷) تفسیر القرآن من مسیح الزمان صہ۳۴
(۸) جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرۃ حجۃ اللہ کی تقریر صہ
(۹) تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین صہ۶
(۱۰) عجب رویا صہ (۱۱) حضرت صدیق کی وصیت صہ
(۱۲) دشمنوں کی پھوٹ صہ۷و۸
(۱۳) ابھی کوئی کسر باقی ہے صہ۸
(۱۴) نصرۃ الحق صہ۹و۱۰
(۱۵) الوصیت اور پیسہ اخبار صہ۱۱
(۱۶) رسید زر امدنی مدرسہ صہ۱۱
اشتہارات صہ۱۲

بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جب شیخ عبد اللہ مرحوم کی خبر وفات درج کی تھی اسوقت یہ یا کسی اور کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ الحکم کا اگلا نمبر خود بابو محمد افضل صاحب کی عبرتناک موت کی خبر کا اعلان کرنے والا ہوگا۔ لیکن مقادیر الٰہی سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اور عاجز انسان کو کیا معلوم ہے کہ کب اسے اس جہان سے پیام کوچ آ پہنچیگا بابو محمد افضل صاحب اپنے بچہ عبد اللہ کو دفن کرنے کے تیسرے دن بعد بخار سے بیمار ہوئے اور دوسرے دن ہی یہ بخار نمونیا کے رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اور طاعونی تپ ثابت ہوا۔ اور آخر ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو عصر کے قریب وہ اس جہان سے رخصت ہوئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

بابو افضل صاحب کے ساتھ مجھے طالبعلمی کے زمانہ سے واقفیت تھی میں ان کے اور وہ میرے علمی اور مذہبی مذاق سے بہت کچھ واقف تھے۔ پھر اس سلسلہ میں داخل ہونے پر تو تعلقات اور بھی بڑھ گئے تھے وہ صبر اور استقامت کے ایک اچھے نمونے تھے۔ جن مشکلات اور مصائب کے درمیان سے گذر کر وہ البدر کے کاروبار کو چلا رہے تھے ہر شخص کا کام نہیں کہ ان ابتلاؤن میں ثابت قدم رہ سکے۔

مرحوم ایک لڑکا اور چار لڑکیاں یتیم اور دو عورتیں بیوہ چھوڑ مرا ہے اسکی ناگہانی موت ہم لوگوں کے لئے ایک سبق اور عبرت ہے۔ اسکی عمر کچھ بہت بڑی نہ تھی تیس پینتیس برس کا ایک خوشرو جوان تھا۔ آخر دم تک وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا۔

مرنے سے دو دن پہلے مجھے کہلا بھیجا کہ میں الحکم میں انکی بیماری کی خبر شائع کر دوں اور احباب سے دعا کی درخواست کروں اور منتظر ناظرین البدر کو اطلاع دوں کہ انکی بیماری کے باعث البدر شائع نہوگا۔ لیکن کون کہہ سکتا تھا کہ یہ اطلاع آخری اطلاع ہوگی۔ سردست میں نہیں کہہ سکتا کہ اخبار اور کارخانہ البدر کی کیا صورت ہوگی غالباً اکابران امت ضروری غور و فکر اور مشورہ کے بعد اس امر پر کوئی تحریر شائع کر دینگے کیونکہ جن لوگوں کی پیشگی رقوم مطبع میں آ چکی ہیں یا اور جن لوگوں کا لین دین مطبع سے ہوگا انکے لئے کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ضروری ہوگا۔ اسلئے ناظرین البدر اس تحریر کا انتظار کریں۔ سردست التجا ہے کہ ہر مقام کی احمدی جماعت مرحوم افضل کے لئے نماز جنازہ غایب پڑھے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ضروری اطلاع

شاہجہانپور سے حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ کو کچھ دن ہوئے کسی بزرگ نے چند سوالات بھیجے تھے۔ چونکہ کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہیں اسلئے جلد حکیم الامت ان کے جواب کیطرف توجہ نفرما سکے آج ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو جو آپنے ان سوالات کو تلاش کیا تو بچونکی دستبرد سے وہ کاغذ ادھر ادھر ہو گئے اور تلاش پر ملے نہیں تاہم حضرت حکیم الامت نے اجمالی طور پر ان سوالات کا جواب جو زبانی یاد رہا لکھدیا مگر اب مشکل یہ معلوم ہوئی کہ پتہ معلوم نہیں لیکن صاحب موصوف نے اپنے خط میں ذکر کیا تھا کہ الحکم میں انکا جواب شایع ہو جاوے اور وہ الحکم پڑھتے ہیں اسلئے بذریعہ الحکم صاحب موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ انکے خط کا وہ اجمالی جواب منشی مختار احمد صاحب مختار احمدی محلہ بہادر گنج شاہجہانپور کی نام بھیجا گیا ہے انسے لیں اور مفصل جواب انشاءاللہ جسقدر جلد ممکن ہوگا الحکم میں چھاپا جاویگا۔ صاحب موصوف اپنے سوالات لکھکر ایڈیٹر الحکم

ڈپٹی انسپکٹر کاہنووان کا احسان پولیس پر

مجھے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ شیخ محمد شریف صاحب ڈپٹی انسپکٹر کاہنووان نے حال میں عجیب و غریب کارروائی کی ہے جو پولیس کے دیسی عہدہ داروں پر احسان ہے اور اگر پولیس آفیسرز اس کارروائی سے سبق حاصل کریں تو پولیس کے دامن سے رشوت ستانی کا داغ ایک حد تک دور ہو سکتا ہے میں اس واقعہ کو تفصیل سے پھر لکھوں گا۔ سر دست مختصر ذکر کرتا ہوں موضع کالا بالا تہانہ کاہنووان میں ایک میراسی لڑکے پر ایک الزام لگایا گیا۔ شیخ محمد شریف صاحب تفتیش کیلئے موقع پر گئے کارروائی کر چکنے کے بعد انہوں نے ایک عجیب انداز سے اس لڑکے کی ماں سے کہا کہ کچھ ہمیں بھی تو دلا دینا تھا (انکی غرض یہ تھی کہ لوگ ڈپٹی انسپکٹروں کے نام سے رشوت لیتے ہیں اور انہیں مفت میں بدنام کرتے ہیں اور وہ اس بھید کو معلوم کرنا چاہتے تھے) اس پر اس غریب عورت نے کہا کہ ابھی میں نے تو ... روپیہ دیئے ہیں فلاں فلاں شخص سے قرض لیکر چنانچہ انہوں نے فوراً ایک ساہوکار کی بہی منگوائی تو اسمیں اس تاریخ کو اسیقدر رقم جو وہ بیان کرتی تھی درج تھی شیخ محمد شریف صاحب نے اس پر اپنے دستخط کرکے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہاں رپورٹ کی ہے اب اگر اس واقعہ کی تفتیش وہ اپنی خداداد فراست اور عقل سے نہ کرتے تو یہ راز مخفی رہتا اور کل کو بعض شورہ پشت لوگ ایک شریف ڈپٹی انسپکٹر کو بدنام کرتے۔ خصوصاً سلئے کہ وہ مسلمان ہے، میں امید کرتا ہوں کہ افسران بالا دست شیخ محمد شریف صاحب کی اس کارروائی پر قابل قدر نوٹس لیں گے اور اس قسم کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دیکر آیندہ کیلئے ایسی شرارتوں کا سد باب کر دیں گے۔ یہ ایسی قابل قدر کارروائی ہے جو شاید کسی پولیس آفیسر کو آجتک نہیں سوجھی میری رائے میں شیخ محمد شریف صاحب محکمہ پولیس کے بھی خاص شکر گذاری کے مستحق ہیں۔ اور قابل قدر ہیں (مفصل پھر)

تازہ الہامات

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء رویا میں دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور میرے منہ پر یہ الہام ہوا۔ **موتا موتی لگ رہی ہے۔**

۳ مارچ ۱۹۰۵ء کوئی شخص ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ تم حساب کر لو مگر وہ نہیں کرتا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے ایک مٹھی بھر کر روپے مجھے دیئے ہیں اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٰہی بخش کی طرح ہے مگر انسان نہیں بلکہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونوں ہاتھ روپوں سے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیئے ہیں تو وہ اسقدر ہو گئے ہیں کہ میں انکو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا کوئی نام نہیں۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے **ٹیچی**۔ میں نے بہت سا مال دیکھ کر دل میں کہا کہ فلاں حاجتمند کو کچھ دیدونگا اور ایک حاجتمند دکھایا گیا خستہ حال قابل رحم۔

۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ تھوڑی سی غنودگی ہوئی تو دیکھتا ہوں کہ یہ مکان جو اب بن رہا ہے (جسکا اشتہار کشتی نوح میں دیا تھا) سامنے آ گیا ہے اس پر ایک معمار بیٹھا ہے اس نے کہا مبارک میں نے کہا خیر مبارک۔

۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء لا تایئسوا من روح اللہ

ایک عربی الہام تھا الفاظ مجھے یاد نہیں رہے حاصل مطلب یہ ہے

(مکذبوں کو نشان دکھایا جاویگا)

۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء شکار مرگ

یہ الہام ظہر اور عصر کے درمیان ہوا تھا جو بابو محمد افضل صاحب کی وفات کے متعلق معلوم ہوتا ہے (ایڈیٹر)

رویا و کشوف سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی

یکم مارچ ۱۹۰۵ء رویا میں خضر علیہ السلام کی معیت میں مکہ شریف جا کر نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ الہام ہوا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا پھر شیطان کے فریب سے بچنے کی ہدایت ہوئی اور الہام ہوا کان الشیطان للانسان خذولا اس کے بعد الہام ہوا کونوا مع الصادقین زاں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا یہ مامور من اللہ مسیح موعود صادق ہے اسکی تقلید عین فرض ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع ممبران خاندان رسالت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد امتحان انٹرنس میں شمولیت کے لئے امرتسر تشریف لیگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اون کا حافظ و ناصر ہو آمین

۲۔ موسم میں تبدیلی ہو چلی ہے طاعون کی چھیڑ چھاڑ بدستور جاری ہے گو خفیف ہے اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرما دے آمین۔

۳۔ تعلیم الاسلام کالج کے طالب علموں کو امتحان کے لئے رخصت ہوتے وقت حضرت حکیم الامۃ نے مندرجہ ذیل نصایح فرمائیں۔

۱۔ قرآن شریف کم از کم پانچ آیت ہی سہی ہر روز ضرور ضرور پڑھو خواہ کہیں ہو اور جسقدر پڑھو اس پر تدبر کرو، فکر کرو۔ اور پھر عمل کی سعی کرو۔

۲۔ ہر روز سورۃ فاتحہ سوچکر نمازوں کے علاوہ بطور دعا کے پڑھو۔ استغفار کثرت سے پڑھو اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہوں اور کمزوریوں کے بد نتایج سے محفوظ رکھے۔ پھر معوذتین بھی پڑھو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج میں ترقی ہو۔ آپ کے دین کا بول بالا ہو۔ اور ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ کی دعا بھی مانگو مجھے اس دعا کے پڑھنے کیلئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

۳۔ بزرگان امت کی صحبت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدہ ہے الہم زد فزد وہ خدمت دین میں معروف ہیں۔

۴۔ ۲۱ مارچ کو برادرم محمد افضل ایڈیٹر البدر نے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

۵۔ ضلع منٹگمری۔ ہوشیارپور۔ جالندہر اور لالہ موسیٰ سے اکثر احباب دارالامان حاضر ہوئے خواجہ کمال الدین صاحب اور میاں معراج الدین صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور واپس تشریف لیگئے۔

۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء تک کیلئے بند کیا گیا۔

ناظرین سے چند منٹ

توسیع اشاعت الحکم

ہفتہ گذشتہ وزیر اشاعت میں مندرجہ ذیل احباب نے توسیع اشاعت الحکم کے کام میں ثواب حاصل کیا۔

۱۔ جناب منشی نواب خانصاحب تحصیلدار (۵)
۲۔ مولوی عبدالحکیم صاحب پورنیاں (۶)
۳۔ منشی محمد حسین خانصاحب ظفروال (۷)
۴۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان (۸)
۵۔ میاں رحمت اللہ صاحب بنگہ (۹)
۶۔ منشی امام بخش صاحب مدرس چک ۳۲ (۱۰)
۷۔ منشی عبدالعزیز صاحب سکندر ماسٹر سنگتر (۱۱)
۸۔ بابو عبدالحق صاحب سب پوسٹماسٹر سنگاترہ (۱۲)
۹۔ بابو غلام حیدر صاحب قصور (۱۳)
۱۰۔ میاں محمد یوسف احمدی پشاور (۱۴)
۱۱۔ شیخ عبدالرشید صاحب میرٹھ (۱۵ و ۱۶)
۱۲۔ محمد شفیع احمدی لودہانہ (۱۷)

علاوہ بریں ۲۴ مارچ تک ۱۰ خریدار اپنی درخواست پر زمرہ خریداران الحکم میں داخل ہوئے اگرچہ یہ رفتار بہت سست ہے تاہم سرپرستان الحکم اس سلسلہ میں کام کرنے کیلئے بیدار ہوئے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

میری مجوزہ تعداد خریداران ... میں سے ابھی ۱۷ خریدار ہی آئے ہیں ناظرین الحکم توجہ کریں۔

خریداران الحکم کا تبادلہ۔ ہفتہ زیر اشاعت میں صرف ابابو عبدالسبحان صاحب محکمہ نہر پٹیالہ سے سیالکوٹ میں تبدیل ہوئے اب انکا پتہ ووہیم ڈویژن نہر چناب سیالکوٹ ہے۔

تفسیر القرآن کی تبدیل تقطیع۔ تفسیر القرآن ماہوار سلسلہ کی تبدیلی تقطیع کی خبر الحکم میں عرصہ سے شایع ہو چکی ہے آجتک صرف تین صاحبوں نے (حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور، چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹ مولوی محمد صاحب مزنگ) اختلاف رائے ظاہر فرمایا ہے۔ افسوس ہے میں کثرت کے مقابلہ میں تین بزرگوں کی رائے پر عمل کرنے سے معذور ہوں علاوہ بریں سردست چھپائی اور کتابت کے مزید اخراجات جو سابقہ تقطیع کی صورت میں پڑیں میں انکے لئے گنجایش نہیں۔ سورۃ البقرۃ اس تقطیع پر ختم ہو چکی ہے اب سورۃ آل عمران یا جلد دوم اس سے کسیقدر کم سایز پر ہوگی انشاء اللہ

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری مضامین کے ...

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ اس سے پیشتر سال گذشتہ مین مین نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو یکجا کرکے الحکم کے کالمون مین شایع کر دیا تہا۔ اور جہان جہان مجھے اعلیٰ حضرت کی تعلیم مل سکی کتابون۔ اشتہارون وغیرہ سے اقتباس کی گئی اب مین چاہتا ہون کہ آپ کی تفسیر القرآن کو یکجا کر دون۔ امید ہے کہ یہ طریق بہی ناظرین الحکم کے لئے دلچسپ ہونے کے علاوہ مفید ہوگا اور حضرت اقدس کی لایف لکھنے والون کو انشاء اللہ ایک مفید مدد دینے والا ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ مین اسے نبہا سکون۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

اس سورۃ کی تفسیر جسمین کسیقدر بطور نمونہ اس سورۃ کے معارف وحقایق مذکور ہین ذیل مین لکھے جاتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ آیت سورۃ ممدوحہ کی آیتون مین سے پہلی آیت ہے اور قرآن شریف کی دوسری سورتون پر بھی لکھی گئی ہے اور ایک اور جگہ بھی قرآن شریف مین یہ آیت آئی ہے اور جسقدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف مین بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت مین اسقدر تکرار نہین پایا جاتا اور چونکہ اسلام مین یہ سنت ٹھہر گئی ہے کہ ہر ایک کام کی ابتدا مین جسمین خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑھ لیتے ہین اس لئے یہ آیت دشمنون اور دوستون اور چھوٹون اور بڑون مین شہرت پاگئی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بےخبر مطلق ہو تب بھی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اسکو بےخبری نہین ہوگی۔

اب یہ آیت جن کامل صداقتون پر مشتمل ہے ان کو بھی سن لینا چاہیئے سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اصل مطلب اس آیت کے نزول سے یہ ہے کہ تا عاجز اور بےخبر بندون کو اس نکتہ معرفت کی تعلیم سکھائے کہ ذات واجب الوجود کا اسم اعظم اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کی رو سے ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور منزہ عن جمیع رذایل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اس اسم اعظم کی بہت سی صفات مین سے جو دو صفتین بسم اللہ مین بیان کیگئی ہین یعنے صفت رحمانیت ورحیمیت انہین دو صفتون کے تقاضا سے کلام الٰہی کا نزول اور اسکے انوار وبرکات کا صدور ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دنیا مین اترنا اور بندون کو اس سے مطلع کیا جانا یہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بھی تفصیل سے لکھا جائیگا) یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت کسی عامل کے محض جود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور مین آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندون کی بھلائی کیلئے پیدا کیا ہے یہ تمام جود اور بخشش صفت رحمانیت کی رو سے ہی ہے اور کوئی شخص دعوے نہین کر سکتا کہ یہ چیزین میرے کسی عمل کی پاداش مین بنائی گئی ہین اسیطرح خدا کا کلام بھی کہ جو بندون کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اترا وہ بھی اس صفت کے سبب سے اترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہین کہ یہ دعوے کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر مین خدا کا پاک کلام کہ جو اسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنیوالے اور زہد اور عبادت مین زندگی بسر کرنیوالے اب تک ہزارون لوگ گذرے ہین لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اس کے فرائض اور احکام کو دنیا مین لایا اور اس کے ارادون سے خلق اللہ کو مطلع کیا انہین خاص وقتون مین نازل ہوا ہے کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تھی ہان یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام انہین لوگون پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی مین اعلیٰ درجہ رکھتے ہون کیونکہ پاک کو پلید سے کچھ میل اور مناسبت نہین لیکن یہ ہرگز ضرور نہین کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلام الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خداتعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضرورات حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضرورات حقہ پیدا ہوگئین اور زمانہ کی اصلاح کیلئے واجب معلوم ہوا کہ کلام الٰہی نازل ہو اسی زمانہ مین خداتعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ مین گو لاکھون آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہون اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہون انپر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہین ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو ہان مکالمات ومخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنون سے ہوجاتے ہین اور وہ بھی اسوقت کہ جب حکمت الٰہیہ کے نزدیک ان مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورت حقہ پیدا ہوا اور ان دونون طور کی ضرورتون مین فرق یہ ہے کہ شریعت حقانی کا نازل ہونا اس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دنیا کے لوگ باعث ضلالت اور گمراہی کے جادہ استقامت سے منحرف ہوگئے ہون اور ان کے راہ راست پر لانے کیلئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو انکی آفات موجودہ کا بخوبی تدارک کر سکے اور انکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اٹہا سکے اور جس طور کا علاج حالت فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پرزور بیان سے کر سکے لیکن جو مکالمات ومخاطبات اولیاء اللہ کے ساتھ ہوتے ہین ان کے لئے غالباً اس ضرورت عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہین بلکہ بسا اوقات صرف اسیقدر ان مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کے لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ مین کوئی بشارت اسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیون اور رسولون پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اس ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اس کے نزول کی بشدت حاجت ہو غرض کلام الٰہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب تمام رات کا اندھیرا ہو جاتا ہے اور کچھ نور باقی نہین رہتا تو اسوقت تم سمجھ جاتے ہو کہ اب ماہ نو کی آمد نزدیک ہے اسیطرح جب گمراہی کی ظلمت سخت طور پر دنیا پر غالب آجاتی ہے تو عقل سلیم اس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجھتی ہے ایسا ہی جب امساک باران سے لوگون کا حال تباہ ہو جاتا ہے تو اسوقت عقلمند لوگ باران رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہین اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون مین بھی بعض مہینے برسات کیلئے مقرر کر رکھے ہین یعنے وہ مہینے جنمین فی الحقیقت مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور ان مہینون سے جو مہینہ برستا ہے اس سے یہ نتیجہ نہین نکالا جاتا کہ خاص ان مہینون مین لوگ زیادہ نیکی کرتے ہین اور دوسرے مہینون مین فسق وفجور مین مبتلا رہتے ہین بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ وہ مہینے ہین جنمین زمیندارون کو بارش کی ضرورت ہے اور جنمین بارش کا ہو جانا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلام الٰہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقویٰ کی صفت سے نہین ہے یعنے علت موجبہ اس کلام کے نزول کی نہین ہو سکتی کہ کوئی شخص غایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تہا یا راستی کا بھوکا اور پیاسا تہا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہین کتب آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورت حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہو کر ایک آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اس تاریکی کو دور کرے اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خداتعالیٰ نے اپنے پاک کلام مین فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنون کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیون مین لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنون مین صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت اپنے کمال کو پہونچ کر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی اور اسی ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندون پر رحم کرکے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتین زمین کی طرف متوجہ ہوئین سو وہ ظلمانی حالت دنیا کیلئے مبارک ہوگئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کیلئے آیا اور دنیا کیلئے اس روشن کتاب کو لایا جسکی نظیر کسی آنکھ نے نہین دیکھی پس یہ خدا کی کامل رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تھی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا کہ جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل مین فرق کرتا ہے جسنے حق کو موجود اور باطل کو نابود کرکے دکھلا دیا وہ اسوقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتھ مرچکی تھی اور برّ اور بحر مین ایک بھاری فساد واقع ہوچکا تہا پس اس نے نزول فرماکر وہ کام کر دکھایا جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آیت اشارہ فرماکر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا یعنے زمین مرگئی تھی اب خدا اسکو نئے سرے زندہ کرتا ہے اب اس بات کو

بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کیلئے ہوا یہ صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدوں کی خبر لیتی ہے اور باران رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبھی روحانی طور پر جوش مار کر ان بھوکوں اور پیاسوں کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہیں اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے ان کے پاس نہیں رہتی پس رحمان مطلق جیسا جسم کی غذا کو اسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورت حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جنسے وہ راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جن سے خدا راضی اور خوش ہو انپر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا ان سے یونہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کی کتاب اسی وقت نازل ہوتی ہے جبکہ فی الحقیقت اس کے نزول کی ضرورت پیش آجائے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی الٰہی کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بے خبر ہیں۔

پھر بعد اس کے سمجھنا چاہیئے کہ کسی فرد انسانی کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اسکی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے بعد ذکر صفت رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اغراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جسقدر کسی کے دلمیں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جدوجہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اسیقدر کلام الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسیقدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علامات خاصہ مقبولان الٰہی کی اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری صداقت جو کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں مودع ہے یہ ہے کہ یہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے سے مدعا یہ ہے کہ تا اس مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کیا جائے جسکی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کیلئے محض تفضل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنی سعی اور کوشش کرنیوالوں کی کوششوں کو ضایع نہیں کرتا بلکہ ان کے جد و جہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور ان کی محنت کا پھل ان کو عطا فرماتا ہے اور یہ دونوں صفتیں [illegible] اور رحیمیت الٰہی [illegible] کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور اگر غور کرکے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کیلئے [illegible] اور ہر ایک کام [illegible] وقت [illegible] پیدا ہی نہیں ہوا [illegible] طاقت سے [illegible] سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا [illegible] کسی عمل کی [illegible] بلکہ تفضل اور احسان الٰہی سے [illegible] میں جیسے نبیوں کا آنا اور ان کا نازل ہونا بارشوں کا ہونا سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کاموں میں لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح کی قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ مشرف ہو کر اس دنیا میں آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مدت تک عمر پانا یہ وہ سب امور ہیں کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور میں آتے ہیں اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پاکر خداداد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہانتک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اس وقت عادت الٰہیہ اسطرح پر جاری ہے کہ وہ اسکی کوششوں کو ضایع نہیں ہونے دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہ اسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہیئے

کہ آیت ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے ان سب اسباب کو محض لطف اور احسان سے میسر کر دے کہ جو کلام الٰہی کی متابعت میں جد و جہد کرنے سے پہلے درکار ہیں جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسر آجانا طاقتوں اور قوتوں کا قائم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسایش اور امن میں خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ پڑنا کہ جو دل کو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہ سب امور صفت رحمانیت سے حاصل ہوتے ہیں اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتوں کو ضایع ہونے سے بچا دے اور اسکی سعی اور جدوجہد کے بعد اس کے کام میں برکت ڈالے پس اسطور پر خدا تعالیٰ کی دونوں صفتوں رحمانیت اور رحیمیت سے کلام الٰہی کے شروع کرنے کے وقت [illegible] انسان کو [illegible] اعلیٰ درجہ کی [illegible] سے انسان توحید [illegible] اور اپنے جہل اور بے خبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر [illegible] عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئیں بکلی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھ کر خداوند قادر مطلق سے اسکی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے اور اگرچہ خدا تعالیٰ کی یہ صفتیں خود بخود اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں مگر اس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہ قانون قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اسکی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سا دخل ہے۔ جو لوگ اپنی مہمات میں دل صدق سے دعا مانگتے ہیں اور انکی دعا پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضان الٰہی ان کی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ ہر ایک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ یہی عبودیت اسکو یہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اس سے مدد طلب کرنی چاہیئے یہی عبودیت کا جوش ہر ایک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قائم ہے اور

اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے پس صادق آدمی جس کے روح میں کسی قسم کے غرور اور عجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لائق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اسکی کمزور روح آسمانی قوت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال و جلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اسکی رحمانیت اور رحیمیت ہر یک کام کے انجام کیلئے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنیسے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے۔ اس بات کے ثبوت کیواسطے کسی منطق یا فلسفہ کے دلائل پیش کرنے درکار نہیں ہیں بلکہ ہر یک انسان کے روح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اسکی صحت پر بتواتر شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو صرف بیہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اس پر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقت قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اسکی عادت قدیمہ کے رو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھکر اپنے کاموں میں اسکا سہارا طلب کرتے ہیں اور اس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ ان کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت سے رو بخدا ہو جاتے ہیں تو اسکی تائیدیں ان کے شامل حال ہو جاتی ہیں غرض ہر یک شاندار کام کے شروع میں اس صدق دل سے اس کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریقہ ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جس کے التزام سے انسان بچوں کی سی عاجزی اختیار کرکے ان نخوتوں سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہیں۔

جلسہ الوداع کی تقریب حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ لوگ **انکار اولیاء اللہ** کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے کیا بگڑتا ہے؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے۔ جو شخص اس معاملہ میں غور کریگا اسے اچھی طرح نظر آجائیگا بلکہ ایسے طور پر نظر آجائیگا جیسے شیشے میں کوئی شکل دیکھہ لیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ سلب ایمان دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو انبیاء علیہم السلام کے انکار سے۔ اس سے تو کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ اور یہ مسلم بات ہے دوسرا اولیاء اللہ اور مامورین کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان تو بالکل واضح امر ہے اور سب مانتے ہیں لیکن پھر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان اس لئے ہوتا ہے کہ **نبی** کہتے ہیں ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جو کچھہ یہ کہتے ہیں یہ میرا قول ہے۔ یہ میرا نبی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ میری کتاب کو مانو۔ اور میرے احکام پر عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہیں لاتا۔ اور ان وصایا اور حدود پر جو اسمیں بیان کئے گئے ہیں عمل نہیں کرتا ہے وہ انکی منکر ہوکر کافر ہو جاتا ہے۔

لیکن وہ صورت جس سے اولیاء اللہ کے انکار سے **سلب ایمان** ہوتا ہے اور ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

من عادیٰ لی ولیا فاذنتہ للحرب

یعنے جو شخص میرے ولی کے ساتھہ دشمنی کرتا ہے وہ گویا میرے ساتھہ جنگ کرنیکو طیار ہوتا ہے۔

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہو ایسی محبت جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے اور ایک ور شخص باربار کہے کہ یہ مرجاوے یا اور اسی قسم کی دل آزاری کی باتیں کرے اور اسے تکلیف دے تو وہ شخص اس سے کیونکر خوش ہوسکتا ہے؟ اور وہ باپ جسکے بچے کے لئے کوئی بد دعائیں کر رہا ہے یا رنجدہ کلمات اسکے حق میں کہہ رہا ہے ایسے شخص سے کب محبت کرسکتا ہے؟ اسیطرح پر **اولیاء اللہ بھی اطفال اللہ** کا رنگ رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے جسمانی بلوغ کا چولا اتار دیا ہے اور اللہ تعالےٰ کے آغوش رحمت میں پرورش پاتے ہیں وہ اُن کا متولی متکفل اور ان کے لئے غیرت رکھنے والا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز روزہ رکھنے والا ہو) انکی مخالفت کرتا ہے اور ان کے دکھہ دینے پر کمربستہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور ان کا کرنیوالون پر اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ جیسے کہ انہون نے اس کے ایک محبوب کو دکھہ دینا چاہا ہے۔ اس وقت پھر نہ وہ نماز کام آتی ہے نہ روزہ کیونکہ نماز اور روزہ کے ذریعہ سے اس ذات کو خوش کرنا تھا جسکو ایکدوسرے فعل سے ناراض کرلیا ہے پھر وہ رضا کا مقام کیونکر ملے جبتک غضب الٰہی دور نہ ہو اور وہ نادان ان اسباب غضب سے ناواقف ہوتا ہے بلکہ اپنے نماز روزہ پر اسے ایک ناز اور گھمنڈ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا غضب دن بدن بڑہتا جاتا ہے اور وہ بجائے اس کے قرب حاصل کرنے کے دن بدن اللہ تعالےٰ سے دور ہٹتا جاتا ہے ...... یہانتک کہ بالکل راندۂ درگاہ ہوجاتا ہے۔ اسطرح پر وہ شخص جو بالکل فنا کی حالت میں ہے اور آستانہ الوہیت پر گرا ہوا ہے اور آغوش ربوبیت میں پرورش پا رہا ہے اور خدا تعالےٰ کی رحمت نے اسے ڈہانپ لیا ہے یہانتک کہ اس کا بات کرنا خدا کا بات کرنا ہوتا ہے اس کا دوست خدا کا دوست اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہوجاتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کا دشمن رہ کر کوئی شخص مومن کامل کیونکر ہوسکتا ہے؟ اسطرح پر اس کا ایمان سلب ہوجاتا ہے اور اسے مغضوب علیہم میں سے بنا دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے ماموروں اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور انکو ایذا رسانی کبھی اچھا پہل نہیں دیسکتی۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں انکو ستا کر اور دکھہ دیکر بھی آرام پا سکتا ہوں وہ سخت غلطی کرتا ہے اور نفس اسکو دہوکہ دے رہا ہے۔

دوسری وجہ **سلب ایمان** کی یہ ہوتی ہے کہ **ولی اللہ** خدا کے مقرب ہوتے ہیں کیونکہ **ولی** کے معنے قریب کے ہیں یہ لوگ گویا اللہ تعالےٰ کو سامنے دیکھتے ہیں اور دوسرے لوگ ایک محجوب کی طرح ہوتے ہیں جن کے سامنے ایک دیوار حائل ہو۔ اب یہ دونوں برابر کیونکر ہوسکتے ہیں کیونکہ ایک تو ان میں سے ایسا ہے کہ جس کے سامنے کوئی پردہ ہی نہیں ہے خدا تعالیٰ نے اسکو آنکھیں دیدی ہیں اور ایک بصیرت ایسی عطا کی گئی ہے اسلئے اسکا ہر قول و فعل علےٰ وجہ البصیرت ہے۔ اعمیٰ کیطرح نہیں جو ٹہوکریں کہاتا پھرے اور ٹکریں مارتا ہو بلکہ اسکے دلپر تو خدا تعالےٰ کا نزول ہوتا ہے اور ہر قدم پر وہی اسکا رہنما اور متکفل بن جاتا ہے شیطان کی شرارت کی تاریکی اسکے نزدیک نہیں آسکتی بلکہ وہ ظلمت جلکر بھسم ہوجاتی ہے۔ پھر سب کچھہ نظر آتا ہے۔ وہ جو کچھہ بیان کرتا ہے وہ حقائق و معارف ہوتے ہیں وہ جو احادیث کی تاویل کرتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ براہ راست ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سن لیتا ہے۔ اور اسکی اپنی روایت ہوتی ہے اور دوسرے لوگوں کو ۱۳۰۰ سو برس کے وسائط سے کہنا پڑتا ہے جو کچھہ کہنا پڑتا ہے۔ پھر ان دونوں کو باہم کیا نسبت؟

اسکا سارا ذخیرہ پاک معارف اور نور ہوتے ہیں۔ لیکن جو اس سے عداوت کرتا ہے وہ اسکی ہر بات کی تکذیب کرتا ہے۔ اور گویا وہ یہ شرط کر لیتا ہے کہ ہر نکتہ معرفت کا انکار کریگا۔ اور اسطرح پر وہ ہر بات کا انکار کرتا رہتا ہے اور اسکی ایمانی عرفانی دیوار کی اینٹیں گرنی شروع ہوجاتی ہیں۔

جب ایک شخص صراط مستقیم بتا رہا ہے اور معارف اور حقائق کہول کہول کر بیان کرتا ہے اور دوسرا اسکی تکذیب کرتا ہے۔ اس مقابلہ میں انجام کار نتیجہ کیا ہوگا؟ یہی کہ وہ قرآن شریف کے عقاید کے مجموعہ کی تکذیب کرتا ہی کر بیٹھیگا۔ اور اسی لئے وہ خدا تعالیٰ کا بھی منکر ہوجاتا ہے اور **سلب ایمان** کا باعث بنتا ہے۔

غرض اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہوجاتا ہے۔ اسواسطے ہمیشہ اولیاء اللہ کے انکار سے بچنا چاہئے یہودیوں پر جو آفت آئی اور وہ مغضوب ہوئے اسکی بڑی بہاری وجہ یہی تہی کہ وہ خدا تعالےٰ کے ماموروں اور مرسلین سے انکار کرتے رہے اور ہمیشہ انکی مخالفت اور ایذا رسانی میں حصہ لیتے رہے اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا غضب ان پر نازل ہوا۔

پھر میں اپنے پہلے کلام کیطرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اس امت میں بڑی بڑی استعدادیں رکہدی ہیں یہانتک کہ علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل بھی حدیث میں آیا ہے اگرچہ محدثین کو اسپر جرح ہو مگر ہمارا نور قلب اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے اور ہم بدوں چون وچرا اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ اور بذریعہ کشف بھی کسی نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ اگر کی ہے تو تصدیق ہی کی ہے اس حدیث کے یہ معنے نہیں کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں۔ لیکن علماء کے لفظ سے دہوکہ نہیں کہانا چاہئے یہ لوگ الفاظ پر اڑی ہوئی ہیں اور ان کے معانی کی تہ تک نہیں پہونچتے ....

.... یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ قرآن شریف کی تفسیر میں آگے نہیں چلتے۔

عالم ربانی سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ صرف و نحو یا منطق میں بے مثل ہو۔ بلکہ عالم ربانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور اسکی زبان بیہودہ نہ چلے مگر آج یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ مردہ شو تک بھی اپنے آپکو علماء کہلاتے ہیں۔ اور اس لفظ کو ذات میں داخل کرلیا ہے اسطرح پر اس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اسکا مفہوم لیا گیا ہے۔ ورنہ قرآن شریف میں تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالےٰ کے وہ بندے ہیں جو علماء ہیں۔ اب یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جن لوگون میں یہ صفات خوف وخشیت اور تقوی اللہ کی نہ پائے جاویں وہ ہرگز ہرگز اس خطاب سے پکارے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

اصل میں علماء عالم کی جمع ہے اور اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن کریم سے ملتا ہے یہ نہ یونانیوں کے فلسفہ سے ملتا ہے۔ نہ حال کے انگلستانی فلسفہ سے بلکہ یہ سچا ایمانی فلسفہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مومن کا معراج اور کمال یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہونچے۔ اور وہ حق الیقین کا مقام اسے حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے۔ لیکن جو شخص علوم حقہ سے بہرہ ور نہیں ہیں اور معرفت اور بصیرت کی راہیں انپر کہلی ہوئی نہیں ہیں وہ خود عالم کہلائیں۔ مگر علم کی خوبیوں اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہیں اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے انمیں پایا نہیں جاتا۔ بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان میں ہیں یہ اپنی آخرت دخان اور تاریکی سے بھر لیتے ہیں انہیں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ۔ جو اس دنیا میں اندہا ہوتا ہے وہ آخرت میں بھی اندہا اٹہایا جاویگا جسکو یہاں علم وبصیرت اور معرفت نہیں دیگئی اسے وہاں کیا علم ملیگا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھہ اسی دنیا سے لیجانی پڑتی ہے۔ جو یہاں ایسی آنکھہ پیدا نہیں کرتا ہے یہ توقع نہیں رکہنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔

لیکن جن لوگون کو سچی معرفت اور بصیرت دیجاتی ہے اور وہ علم جسکا نتیجہ خشیۃ اللہ ہے عطا کیا جاتا ہے وہ وہ ہیں جنکو اس حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اس امت کو دیا ہے جو شخص ان حقایق و معارف کو پا لیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقوی اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں اسی وہ علم ملتا ہے جو اسکو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔ ہاں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک شخص کو جو ہتہیار دیا گیا ہے اگر وہ اس سے کام نہ لے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے نہ کہ اس ہتہیار کا۔

اسوقت دنیا کی یہی حالت ہو رہی ہے مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تہی جو انکو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اسکو چھوڑ دیا اور اسکی پاک تعلیموں کی پرواہ نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں یہانتک کہ اب اگر حقیقی اسلام ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ اس سے بکلی بیخبر اور غافل ہیں اسلئے حقیقی مومن کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔

(باقی دارد)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء

از تعجب است باین دلیل بیہودہ مولوی اگر بالمقابل این دلیل اہل ہنود بگویند کہ رسم دوسہرہ دہولی شوکت مذہب اہل ہنود را زیادہ میکنند چہ جواب خواہی گفت۔ القصہ باید کہ این اعتراض را جواب معقول دادہ شود تا نزد اہل حق تسلیم کردہ آید و بثبوت رسد کہ در زمانہ خود نبی اللہ و در عہد فیض [illegible] ولی اللہ و در زمانہ دیگر ائمہ ہدی این سنت تعزیہ داری معروف استمرار چنانچہ گفتم جاری بود از بحث فی الحال ہم در مومنین مخاطبین ہمان سنت رسول و ائمہ مستند اول است و تا این سخنہا نہ بثبوت رسند سنت مؤکد بودن گریہ وغیرہ سخن نیست و بہ کار نزد اہل علم قابل قبول نیست فتدبر۔

از کتب سیر و تواریخ [illegible] ثابت میشود کہ معز الدولہ دیلمی در بغداد اولاً بنا ماتم داری نہادہ مجلس علے پوری قایم کردہ بود ایرانیان از وے تقلید کردند و علم ہا را اول [illegible] ہمان معز الدولہ نہادہ بود۔ در خاندان عباسیہ اداول لباس سیاہ رائج بود و در عروج خاندان صفویہ این ہمہ [illegible] ترقی یافت [illegible] حتی اینکہ شبیہ شمر [illegible] و امام حسین در سکینہ ہمہ ساختند و اکثر اوقات در ایام محرم [illegible] متقابلہ واقع [illegible] صحیح شنیدم کہ [illegible] عشرہ محرم فی الحال [illegible] دست قتل ناحق واقع میشد [illegible] کہ مردم ایران فی الحال [illegible] معلوم نیست کہ این خبر تا بچہ حد صحیح و قابل اعتبار است۔

خلاصہ اینکہ امیر تیمور در ہندوستان موجد عزاداری بود و از ملا یان عراق و شام فتوی جواز عزاداری گرفتہ بود و بعد از آن اراکین حیدرآباد دکن پابند طریقہ رسم عزاداری ایرانیان شدند خاندان قطب شاہ در گولکنڈہ حیدرآباد دکن در عشرہ محرم علم ہائے خوردے نہادند کہ در طول یک گز یا دو گز مے بودند و آن علم ہا را مردمان اطراف زیارت میکردند۔ نذر و نیاز بآن علم ہا مے آوردند گرہ ہائے مطالب و حاجات بآن علم ہا مے بستند برائے نفاذ حوائج عرایض بآن علم ہا مے بستند [illegible]

و بعض از علمائے مذکور می خواستند این ابتدا احداث بدعات بود حالا در اکناف عالم خصوصاً در تمام ہندوستان این بدعات شیوع یافتہ ہزار ہا تابوت و تعزیہ و علم ہا و گہوارہ ہا مردم ہر سال می سازند و ہزار ہا بلکہ لکوکہا روپیہ در طیاری این تابوت ہا بر تبذیر صرف میشود و تا الیوم روز بروز احداث این بدعات رنگ تازہ دارند و اینقدر ازدیاد پذیرفتہ کہ الامان والحفیظ۔ من خود در شہر کلکتہ با امام بارہ خضر پور کہ فی الحال در تحت ولایت اولاد واجد علی شاہ است رفتہ از ملا حسن کہ پیش امام و منتظم امام بارہ بود و صد روپیہ ماہوار تنخواہ از سرکار داشت و از کربلا و عتبات گشتہ آمدہ بود بعضے حالات دریافت کردم بیچارہ در ان ایام خیلے بیمار بود و ارادہ داشت کہ ملازمت را گذاشتہ [illegible] بعد دریافت اظہار کرد کہ از دو وجہ ارادہ ترک ملازمت دارم اول اینکہ ہزارہا روپیہ در عشرہ محرم و تمامے ایام سال خرج بارہ است و ہمہ اخراجات بدون تصدیق من سرکار بہادر [illegible] عامرہ برادہ مے کنند و چون روپیہ برآمد میشود اولاد واجد علی شاہ یعنی شاہزادگان زیادہ از نصف [illegible] شاہزادگان خود غرضان دست دیا مے زنند [illegible] با این ہمہ صرف [illegible] بتصدیق من برآمدہ مے شود [illegible] برداشتن تعزیہ ہائے [illegible] ہمہ تابوت [illegible] خیلے گناہ دارد [illegible] و امام [illegible] معلوم [illegible] گویند [illegible] و از وقت بادشاہ [illegible] یادگار بادشاہ را [illegible] وسط در شہر کلکتہ امام بارہ [illegible] کربلائے واقع است در روز عید فطر ۱۹۰۴ء حقیر را نیز دران جا اتفاق نماز افتاد قریب پنجہزار مردم اہل تشیع از برائے نماز عید حاضر بودند ما خیلے تعجب کرد پنجہزار نفر امامیہ یک شخص نبود کہ امام نماز شود آخر قریب یک بجہ روز ملا محمود نام شخصے را کہ ہر دو پا مفلوج بود دو نفر کرسی نشاندہ آوردند چون از ہر دو پا مفلوج بود و نتوانست کہ بایستد

وا ونشستہ پیش امامی کرد طرفہ اینکہ در فارسی گفت نیت فرا واکنید۔ و این سخن اورا غالب مردم نفہمیدند تا نماز مفلوج با تمام رسید ہمہ مردم با و مصافحہ مے کردند و بطرف او طاقی در رفتند حقیر نا بلا بود تا سے ایشان کردم دیدم در او طاق تصویر قلمی بزرگ بر کاغذ بزرگے کشیدہ اند و بر دیوار ثبت است۔ پرسیدم این چہ تصویر است گفتند امام حسین علیہ السلام است و بر اسپ سوار است روئے اسپ تصویر حرملہ نقش کردہ اند تیر و کمان در دست دارد۔ و در دست حسین تصویر علی اصغر کشیدہ اند ہر کسے مے آید و بر تصویر حسین و علی اصغر دست مالیدہ بر روئے خود میکشد و گریہ میکند و بر تصویر حرملہ تف ہا مے اندازد و دست بر وزدہ تصویر را مخاطب کردہ میگوید اے ملعون این چہ کار کردی۔ اینست طریقہ عبادت و طرز عزاداری مومنین تدبر باید کرد کہ ابتدا از شبیہ ہائے چہ مراد داشتہ بودند و الحال ہمراہ شان چہ سلوک ہا مے کنند گویا نقل را اصل پنداشتہ در طریق عبادت شامل ساختہ اند۔ آخر اہل اسلام را لازم است کہ فکر کنند و علما را واجب است کہ منع کنند و مولوی صاحب مغلطہ فرمایند مقدمہ واجب واجب است مگر این نے گویند کہ مقدمہ بدعت بدعت است آخر این طریق و طرز عمل کہ منجر بہ بدعت و شرک است چرا بدعت نباشد و ظاہر است کہ در خیر القرون از عمل اہلبیت و صحابہ این سخن ہا ثابت نیست اگر علما فتوی جائز و ناجائز نمے دادند مردم عامی ہمراہ شبیہا [illegible] و [illegible] علم این کار ہا نمے کردند۔ آخر اے مولوی از خدا بترس دیگر تو ان گوسفند [illegible] لال و علم ذبح مے کنند و مردم مومن بطریق نذر آکل مے کنند حلال است خوردن آن از (وما ذبح علے النصب) (وما اہل بہ لغیر اللہ) حیف است کہ این طرز عمل را مستحب مؤکد یا مقدمہ مستحب مؤکد قرار دہیم و از محدثات تازہ و بدعات جدید اغماض کنیم۔

وآنچہ مولوی صاحب در باب محمل رسول و عایشہ در ایام حج اشارہ کردہ تعجب است اگر کسے بکند باید دیگری ہم بکند باز حجت کردن باین عمل شان کہ نہ در فرایض و نہ در واجبات و نہ در مستحبات و نہ در ارکان حج داخل است کار اہل عقل نیست تا طرز عمل خود را مستحب مؤکد قرار میدہید و معلوم نیست کہ ہیچ یکے از اہل علم محمل کشیدن را از ارکان یا سنن حج شمار کنند و آنچہ مولوی صاحب بطریق حملہ معترضہ اشارہ بر جنگ جمل کردہ۔ بلے ما میدانیم کہ حضرت صدیقہ بر شتر سوار شدہ کارزار کرد و علی مرتضی علیہ السلام با جماع امت امام زمانش بود و ہم گمان ہم سیدانیم کہ حضرت صدیقہ بنص قرآنی مادر علی مرتضی علیہ السلام بود (وازواجہ امہاتہم) و حق مادر ما فلان مے دانند۔ الحق کہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ چسان رعایت حق مادر خود نگہداشت و حق رسول را چسان محافظت کرد اگر دشمنان صدیقہ از آتش حسد بسوزند چہ عجب مگر آنچہ امیر المومنین علی علیہ السلام با وے سلوک و رعایت کرد اظہر من الشمس است طرز عمل و سلوک علی مرتضی تا قیامت از برائے سیاہ روی دشمنان حضرت صدیقہ کافیست و حاجت بدلیل نمارے ندارد فتفہم۔

این بود جواب الزامے اما جواب تحقیقی اینست کہ از چنین مناقشات طوایف مومنین خداوند عالم در کتاب مجید خویش خود خبر دادہ است از ابتدا آیت تا آخر تلاوت کن۔

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احداہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین الخ (پ س الحجرات)

اینست آنچہ خداوند عالم در کتاب مجید خویش از مناقشہ مومنین قبل از وقوع آن خبر دادہ است و ہر دو طایفہ را از مومنین شمردہ پس از ہر دو طایفہ عایشہ و علی طایفہ علی و معاویہ اشارۃ النص واقع است۔

پس اگر عاقل ہستی از برائے تو اشارہ کافی است۔ فتدبر۔

باقی آنچہ مولوی صاحب آیہ انفسنا و انفسکم در بحث آوردہ این لطایف الحیل از برائے کسے موجب اشتباہ گردد کہ از قرآن و تعلیمش غافل باشد۔ الحمد کسے کہ تدبر فی القرآن و منشور العلوم دارد باین گنہ مرنا جو فروشی از قدم استقلال نمے شود ما در قرآن کریم ہر روز مے خوانیم۔ ولا تخرجوا انفسکم من دیارکم۔ ثم انتم ہولاء تقتلون انفسکم۔ جعل لکم من انفسکم ازواجاً۔ ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔ ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب۔ فسلموا علی انفسکم اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ ففہم

(باقی آئندہ)

(مہر بدین)

عجب و ریا

حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جیز از شرک اصغر کے پاس نہ پھٹکنا" لوگوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے؟" ارشاد ہو "ریاکاری"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں (۱) حرص جو انسان کو اپنے قابو میں کرلے (۲) ہوس جس کا انسان بندہ بن جائے۔ اور (۳) غرور جو انسان کو اپنے اوپر ہو" حدیث میں آیا ہے کہ عبادت پر غرور کرنے سے یہ اچھا ہے کہ انسان عبادت ہی نہ کرے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اپنے والا جسے اپنے گناہ کا اقرار ہو اوس رونے والے سے اچھا ہے جو اپنی عبادت پر غرور رکھتا ہو" یہ بھی عقلمند کا خیال ہے کہ "وہ برائی جو تمہیں داغ لگا دے اوس بھلائی سے اچھی ہے جس پر تم کو ناز ہو"

حسن بصری فرماتے ہیں "جو انسان جلوت میں اپنی مذمت کرے تو خلوت میں گویا اپنی تعریف کرتی ہے" حکما کہتے ہیں کہ "جس نے اپنے نفس کے عیوب ظاہر کردیئے اس نے اسے پاک و صاف کردیا"

ثابت بنانی کہتے ہیں "میں ایک مرتبہ داؤد کے پاس گیا۔ تو انہوں نے پوچھا کہاں آئے؟ عرض کیا "آپ کی زیارت کو" بولے "وہ میں کون ہوں جس کی زیارت کو کوئی آئے۔ مجھے زاہدوں میں سمجھتے ہو؟ خدا کی قسم نہیں۔ عابدوں میں خیال کرتے ہو۔ بخدا نہیں" پھر اپنے نفس کی طرف خطاب کرکے اسے زجر و توبیخ کرنے لگے اور فرمایا "جوانی میں تو بدکار رہا۔ اب بڑھا ہوا تو ریاکار ہوگیا۔ اور خدا کی قسم ریاکار بدکار سے بدتر ہے"

دو عابدوں سے باہم ملاقات ہوئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا "خدا کی قسم مجھے تم سے محبت ہے اور خالصتہً لوجہ اللہ محبت" اس نے جواب دیا "لیکن اگر تم میری اندرونی حالت سے واقف ہوتے تو خدا کی قسم میرے دشمن ہوجاتے اور یہ دشمنی بھی خالصتہً لوجہ اللہ ہوتی"

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا "تمہاری قوم کا سردار کون ہے؟" اس نے جواب دیا "میں خود ہوں" کہا "اگر تم حقیقتاً سردار قوم ہوتے تو اپنی زبان سے نہ کہتے" [illegible]

نماز پڑھی اور بہت اختصار کے ساتھ۔ لوگوں نے کہا "آپ ہی مختصر نماز پڑھتے ہیں" جواب دیا "ہاں اس میں ریا کا بہت کم میل ہے"

ریاکاری کی شان ہی عجیب ہوتی ہے۔ ایک شخص نے بہت ٹھہر ٹھہر کے نماز پڑھی کسی نے کہا "آپ نے کیسی اچھی نماز پڑھی ہے!" جواب دیا "اور لطف یہ کہ میں روزے سے بھی ہوں"

یہی حال طاہر بن حسین کا بھی ہوا۔ ابو عبد اللہ مروزی نے اس سے پوچھا "آپ کو عراق میں آئے کتنا زمانہ ہوا؟" کہا "بیس سال۔ اور تیس برس ہوئے کہ میں بلاناغہ روزے رکھا کرتا ہوں" ابو عبد اللہ نے کہا "میں نے تو ایک ہی بات پوچھی تھی"

اسی سبب سے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ "ایک چیز سے بچتے رہیو" پوچھا "کس چیز سے؟" کہا "اس بات سے کہ دل میں تو فسق و فجور ہو مگر لوگوں کو یہ دکھاؤ کہ خدا سے ڈرتے ہو"

اور حضرت رسالت مآب امت داعی یا رسول اللہ ارشاد فرماتے ہیں "جو شخص اپنے باطن کو سنوارتا ہے اللہ اس کے ظاہر کو بھی سنوار دیتا ہے" اور یہ بھی ارشادات نبوت میں سے ہے "انسان اپنے باطن کو جیسا رکھتا ہے ویسی ہی چادر خدا بھی اوسے اوڑھا دیا کرتا ہے۔ اگر چھپا باطن ہوا تو اچھی چادر اور برا ہوا تو بری چادر۔"

حضرت صدیقؓ کی وصیت

سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت مرض موت میں مبتلا تھے اور بستر پر لیٹے ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی تھی۔ جو ہر مسلمان کے لئے ذریعہ نجات ہوسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا:- "میری وصیت ہے کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ کے لئے بعض اعمال رات کو کئے جاتے ہیں جنہیں وہ دن کو نہیں قبول کرتا۔ اور بعض اعمال دن کو کئے جاتے ہیں جنہیں وہ رات کو نہیں قبول کرتا۔ اور جب تک انسان اپنے فرائض کو نہ ادا کرے اس کی نفل عبادتیں نہیں مقبول ہوتیں۔ بلکہ اس کا بھاری ہے جس کا پلہ پیروی حق اور ناگوار ہونے پر بھی حق کے اختیار کرنے کے باعث قیامت کو بھاری ہو۔ اور پلہ اس کا ہلکا ہے جس کا پلہ قیامت کے دن اس سبب سے کہ وہ دنیا میں [illegible] کے اختیار کرتا تھا ہلکا ہو۔ اللہ جل شانہ [illegible] [illegible] اپنے اعمال [illegible] [illegible] کاموں سے درگذری ہے"

میں نے جو اون کا حال سنا تو دل میں ڈرا کہ "ان لوگوں میں میرا شمار نہ ہوگا" اور دوزخیوں کے تذکرہ میں اللہ جل شانہ نے اون کے بدترین اعمال بتائے ہیں اور اون کی نیکیوں سے سکوت کیا ہے۔ جب میں نے اون کا حال سنا تو دل میں کہا کہ "ان سے تو میں اچھا ہوں" خداوند تعالے نے آیہ رحمت کے ساتھ آیہ عذاب بیان کی ہے۔ تاکہ بندہ کے دل میں شوق بھی پیدا ہو اوس سے ڈرتا بھی رہے اور سوا اوس چیز کے جسکا مستحق ہو اور کسی چیز کی اوس سے تمنا نہ کرے۔ میری اس وصیت کو اگر تم نے یاد رکھا تو کوئی غائب چیز تمہیں موت سے زیادہ عزیز نہ ہوگی۔ جو آنے ہی کی ہے۔ اور اگر یہ وصیت بھلا دی تو کوئی غائب چیز تمہاری نظر میں موت سے زیادہ ناگوار نہ ہوگی۔ اور تم اوسے روک نہ سکو گے"

(العرفان)

دشمنوں میں پھوٹ

نمبر ۳

مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کا [illegible]

ابوالوفاء کی بیوفائی

یہ عکس ہے نام زنگی کافور

ناظرین! اخوان دین! اس مسلسل نصیحت نامہ کو پڑھ کر آپ صاحبوں پر میری نیک نیتی اور محض عزیز امرتسری خیر خواہی کا یقین ہوا ہوگا۔ اس خیر خواہی کے مقابلہ میں اس بیوفا نے یہ بیوفائی ظہور میں آئی کہ اس نے جوابات اربعین میں رسالہ الکلام المبین شایع کیا تو اسمیں متعدد جگہ اربعین کو لکھوا کر اس اشاعت اربعین میں عاجز کو اپنا نشانہ بنایا اور سب سے زیادہ اس ناتوان کا حصہ نکالا۔ خاکسار کے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱ سے مضمون اہل حدیث میں تا اتفاق نقل کیا اور اسکی عبارت کے ضمن میں بریکٹ (خط وحدانی) لگا کر انہیں کمال طعن و توہین و گستاخی و بے ادبی سے نالائق کا مقابلہ کیا اور بہت شہوت کسی نامونت [illegible] [illegible] [illegible] یہ مضمون پر عمل کرکے دکھا دیا۔ باوجودیکہ اس نے اپنے رسالہ کے متعدد مقامات میں صاف اعتراف کیا اور کہا آپ (خاکسار) اشاعت اس تحریر پر راضی نہ تھے بلکہ یہ تحریر اُن کی مرضی کے مخالف خلاف معاہدہ چھاپی گئی ہے جسکا ان کو سخت رنج ہے۔ اور رسالہ میں کہا ہے جو تھے بزرگ اس تحریک (باہمی صفائی) اور مخالفت اشاعت اربعین کے محرک مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں باوجود خفگی اور دباؤ کے آپ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ اربعین شایع ہو۔ پھر اسکی بابت میں میرے ایک کارڈ کی عبارت نقل کی اور پھر کہا کہ اس خط کے علاوہ مولوی صاحب موصوف نے مولوی کرم الدین صاحب جہلمی اور مولوی نور محمد صاحب امرتسری کے روبرو کہا کہ میں اربعین کو شایع نہ ہونے دونگا۔ اس تحریر اور تقریر سے مولویصاحب کا دلی منشا معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب اس اختلاف کو باہمی طے کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ خاندان غزنویہ نے کسی مصالح قوم کی نہ سنی۔ اور (صفحہ ۰۰) میں کہا ہے کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے کہا میرے منشا کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ میں اس کے چھپنے کا مخالف تھا مگر خاندان غزنویہ نے میری نہ سنی۔ ایک جگہ اس رسالہ میں میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ چھپنے پر بندوق (تحریر مندرجہ اربعین) ڈرانے کے واسطے بھری تھی چھپنے چلا دی چھپنے نہیں چلائی بہرحال اعترافات کے ساتھ متعدد مقامات میں صرف یہ لکھ کر [illegible] تحریر شایع شدہ ہے اس لئے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ مجھے اپنا مخاطب بنالیا۔ اور بہت بری طرح مجھ سے خطاب کیا ہے میں اس شوخی اور گستاخی عزیز مذکور کا اپیل عیاں اہل حدیث خصوصاً مولوی محمد عبد اللہ صاحب آروی مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی مولوی شمس الحق صاحب ڈیانوی۔ مولوی ابو یحیی صاحب شاہجہانپوری کی خدمات میں پیش کرتا ہوں۔ اور ان سے داد انصاف چاہتا ہوں کہ کیا اس خیر خواہی کا (جو آجتک اس عزیز سے عمل میں آئی ہے) یہی صلہ تھا کہ اس شوخ لڑکے نے اپنے بوڑھے روحانی باپ سے بیوفائی کی اور اسکو اربعین کا غیر مصدق اور اسکی اشاعت کا مانع و عایق جان کر بھر غیر کے فعل (اشاعت تحریر خاکسار) پر اسکی توہین کی۔ اب اگر کوئی کہے کہ تم نے ایسی تحریر ہی کیوں کی جسکی غیر نے اشاعت کردی تو اس کا جواب وہ عزیز خود ہی دے چکا ہے کہ اسکو ڈرانے اور دھمکانے کو اور اس سے توافق باہمی چھوڑنے اور اتباع [illegible] کرانے کو ہے کہ وار دیتے تلوار اشد دفع مرض ہو۔ وسعہ [illegible] آجتک اسکی خیر خواہی دل جوئی دنرمی بھی عمل میں آتی رہی۔ ہے جو رگ زن کہ جراحت مرہم است۔ اس پر اگر عزیز شوخ یہ سوال کرے کہ [illegible] ڈرانے اور دھمکانے کیلئے جو تم نے کہا ہے حق اور دل سے کہا ہے یا ناحق کہکر ڈرایا

اور دہمکایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ الحق و الحق اقول وعلی الحق اتکلمت وبہ اصول۔ مین نے جو کچہہ اپنی تحریر مین کہا ہے وہ بقول مولوی کرم الدین صاحب جہلمی بصفحہ ۱۳ الکلام المبین قافیہ بندی فضول نہین ہے۔ بلکہ سراسر حق لائق تلقی بالقبول ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب کو تم منصف مان لو یا پنے رسالہ الکلام المبین مصدقین محدثین بنگال وتربت ورو ہیلکہنڈ و پنجاب مین سے کسی محدث کو منصف تسلیم کر لو پہر اگر میرے تحریری یا تقریری بیان ودلایل کو سنکر منصف نے مان لیا کہ جو کچہہ مینے اس تحریر مین کہا ہے وہ لائق حق تلقی بالقبول ہے تو تم نے اپنی شوخی وگستاخی کو واپس لے لینا ورنہ مین تمہاری لوہا مان لونگا اور استاذ ہو کر شاگردی کا اقبال کرونگا تمہارے جیسے مخور کیا اس سے بڑھکر کونسی دولت مل سکتی ہے۔ اس پر اگر وہ شوخ عزیز یہ سوال کرے کہ بنگال اور تربت وپنجاب وغیرہ بلاد کے محدثین نے تو فیصلہ کر دیا اور مجہے تحریرات مین داخل اور اہلحدیث سے خارج کرنیکو غلط اور بالکل غلط اقرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی تقریظات الکلام المبین مین درج ہو چکی ہین اس سے زیادہ کوئی منصف کیا کریگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فیصلہ کرنیوالون مین بعض حضرات تو ایسے ہین جن کو یہ خاکسار ہیچکار عالم محدث نہین مانتا اور ان کے فیصلہ وتعریف کو اس بیت صائب کا مصداق جانتا ہے۔ ؎ صائب دو چیز میشکند قدر شعر را تعریف ناشناس وسکوت قدر شناس۔ لہذا انکی تقریظات کو ہینے ان کے نام ہی دیکہکر کان لم یکن سمجہا اور سرسری نظر سے بہی آنکہہ نہ دیکہا۔ اور بعض حضرات نے جو واقعی اہل علم واہلحدیث ہین تمہاری تفسیر کے صرف بعض مقامات کو دیکہکر صرف حسن ظنی سے نہ تحقیق وتدقیق وتعمیق نظر سے اس تفسیر اور تمہاری تعریف مین کچہہ لکہدیا اور ؎ لو مرا حاجی بگو من ترا۔ پر عمل کیا ہے۔ پہر جب انہون نے اربعین کی اعتراضات وتعقبات کو دیکہا تو اپنی تقریظات وتعریفات سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ اس مضمون کی ان کی تقریظات وتحریرات اربعین مین درج ہین اور بعض کے خطوط ہمارے پاس آ چکے ہین۔ تم نے عام مسلمانون کو اور خاصکر فرقہ اہلحدیث بے علمون کو دہوکا دیا ہے کہ انکی تقریظات منسوخہ مرجوع عنہا کو درج کلام المبین کر دیا اور یہ جتایا کہ اب تک انکی خیالات میری تفسیر کی تعریف مین ہین اور وعید لیس منا من غشنا اور لعنة الله علی الکاذبین سے

اندیشہ نہ کیا۔ اور بعض حضرات نے جو اربعین اور الکلام المبین کو دیکہنے کے بعد تم کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرنے اور نیچریون مین داخل کرنے کو غلط کہا ہے انہون نے یک طرفہ فیصلہ کیا ہے اور تم کو تہا بشنو قاضی مرو رای آلی کا مصداق بنایا ان کو لازم تہا کہ مجہہ سے میرے فتوی کی تعلیل ودلایل پوچہتے نہ یہ کہ گہر مین بیٹہے مجہہ پر یہ حکم لگاتے کہ جو کچہہ مینے کہا غلط کہا ہے اور بالکل غلط کہا ہے۔ فتوی مین دلایل لکہے نہین لکہے جاتے خصوصًا اس فتوے مین جسکی اتمام حجت مقصود نہ ہو اور وہ باعتراف صرف تمہارے دہمکانے اور ڈرانے کیلئے لکہا گیا ہو۔ مہذا ان حضرات عالمان نے تمہارے رسالہ الکلام المبین کی فصل اول ودوم وسوم جنکی زیادہ تفصیل تمہاری رسالہ آیات متشابہات کی فصل اول ودوم وسوم مین ہوئی ہے غور سے نہین پڑہا۔ آیندہ وہ ان دونو رسالہ کی فصول ثلاثہ کو غور سے پڑہین گے یا میرے بیان ودلایل جو مین ان تین فصول کے متعلق ان کے سامنے تحریر یا تقریر مین لاؤن غور سے سنینگے یا پڑہین گے تو انشاء اللہ تعالی وہ ایک منٹ مین میرے ہمسفیر ہو جائین گے۔ اور تمہارے خارج از اہل سنت واہلحدیث ہونیکا دل وجان سے اقرار کرین گے۔ وہ مجہہ سے بخوبی واقف ہین۔ مین ان سے اچہی طرح واقفیت اور دوستی رکہتا ہون۔ جب مین اور وہ ایک دوسرے کے سنین گے تو ایک ہو جائین گے۔ اور ان ابیات

تو من شدی من تو شدم تو تن شدی من جان شدم
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

جذبہ وصل بحد لیست میان من وتو
کہ رقیب آمد ونشناخت نشان من وتو

توهم واشينا بليل مزارة
فهم يسعى بيننا بالتباعد
فعانقته حتى اتحد نا تعانقا
فلما اتى ماراى غير واحد

کے مصداق ہو جائین گے۔ مین ابہی اپنی تحریر مذکور کے دلایل لکہتا اور تمہارے حامیون اور پبلک اہلحدیث پر ظاہر کر دیتا کہ تم اہلحدیث نہین ہو۔ مگر مین اسی رشتہ پدری پسری کا لحاظ کرتا ہون۔ اور پبلکی مباحثہ کرکے تمہارا اہل حدیث ہونا پبلک پر مدلل نہین کرتا کیونکہ اب تک مین امید رکہتا ہون کہ ؎ مردے از غیب برون آید وکارے بکند کوئی مصلح قوم خصوصًا محدثین مصدقین الکلام المبین سے تم کو پرائیویٹ فیصلہ کی طرف بلا دے اور تم سے تمہاری تند وشوخی جو جوانی کے لوازم ہے۔ کا فین ؎ گر سبو خ زخم برسنگ گہ بلائے تو ہم ساقیا مرنج از من عالم جوانی است + اور اگر تم نے اس تجویز کو نہ مانا اور کسی اور نے بہی جماعت

اہلحدیث سے تمہارا اتحاد قایم رکہنے واسطے اپنا وقت خرچ نہ کیا تو پہر تم ہو اور مین ہون اور رسالہ اشاعة السنہ ہے اور تمہاری تحریرات ہین اشاعة السنہ سے تم بخوبی واقف ہو اور اسکی لتہہ سالہا سال سے تم دیکہتے اور سنتے چلے آئے ہو۔ آجتک کون اس کے مقابلہ مین عہدہ برا ہوا اور اور کون اس کا مخالف ایسا گذرا ہے جسکو اس نے اپنے جواب سے ساکت نہین کرا دیا۔ تم تو ابہی بچے ہو اور کے آدمی وکے پیر شدی کی مصداق ہو وہ ایک دو سیدانون مین تمہاری چوکڑی بہلا دیگا اور تمہاری انشا پردازی اور شعر بازی چہوڑا دے گا۔ بہتر ہے کہ تم اشاعة السنہ کو اپنا مد مقابل نہ بناؤ اور اپنے آپ ایک مسلم روزگار استاذ کا یہ شعر سناؤ ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

آیندہ اختیار۔ ما علینا الا البلاغ
راقم ابو سعید محمد حسین

ابہی کوئی کسر باقی ہے؟

ہمارے قدیمی عیسائی دوست جنکو مرزا صاحب نے بالخصوص سیدہا کر چہوڑا ہے۔ اور ان کو ایک کثیر عرصہ کیلئے جواب دینے کیلئے زیر بار کر رکہا ہے کبہی نہ کبہی ادہر ادہر سے فضول اعتراض اہل اسلام پر ایک آدہ کرہی چہوڑتے ہین۔ یہ ایک دوسری بات ہے۔ کہ ان کے پیش کردہ اعتراضات خواہ سراسر ہی غلط ہون۔

حال مین صدائے بشیر جسکو تعصب نے بری طرح تنگ کیا ہے۔ خود ہی ایک بات کو غیر مسلم مان کر اعتراض کرنے کے بغیر نہین رہ سکا۔ لکہتا ہے۔ کہ "محمدیون نے غوث اعظم محی الدین کے فارسی دیوان کی ہر غزل پر لکہا ہے۔ کہ اتنے بار پڑہنے سے فلان حاجت رفع ہوتی ہے۔ فلان غزل دن مین سو مرتبہ پڑہنے سے گناہون سے خلاصی ہوتی ہے۔ الخ۔ پہر آگے چل کر خود ہی رقمطراز ہے۔ کہ

"وہ مگر اس کا ذکر نہ قرآن مین نہ حدیث مین تذکرہ"۔ "یہ تو صرف تمنائین ہین"۔

جب آپ کو معلوم تہا کہ اس کا ذکر قرآن کریم مین نہین ہے تو پہر آپ نے ایک بات کو خود ہی غیر مسلم مان کر بحث کرنے کی تکلیف کیون گوارا کی معلوم ہو گیا کہ آپ کے اندر تعصب کا جوش جو

داخل ہو گیا تہا۔ وہ آخر کسیطرح تو نکلنا ہی تہا۔ پہر یہ فرمایئے کہ حضرت پیر صاحب کا کونسا دیوان ہے۔ جسکی فارسی غزلون پر یہ لکہا ہے۔ انکی تو زبان ہی عربی تہی یہ آپ کا سفید جہوٹ تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہین رکہتا۔

مگر دراصل یہ بات ہے۔ کہ تم لوگ کبہی اپنی قلعی کہلوائے بغیر بہی نہین رہ سکتے۔ لیجیئے سنیئے۔ آپ کے یسوع کی پیدایش متی باب (۱) ۱۸۔۱۹۔ یوسف کی پیدایش یون ہوئی۔ کہ جب اسکی مان مریم کی منگنی یوسف کے ساتہہ ہوئی ان کے اکٹہے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا۔ اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے۔" کیا خوب۔

کہیئے آپکے یسوع کی پیدایش کسطرح سے ہوئی روح القدس بغیر مجامعت کے ہی داخل ہو گیا تہا۔

(معاذ اللہ) ذرا اسکی تفسیر کر دیجئے۔ اپنے تواریون نے بہی بڑہکر قدم مارا۔ وہ تو ہیلانیوک کے قایل مین مگر یہان معاملہ ہی دگرگون ہے۔ اور اسیطرح یہ کہتے ہین۔ کہ شوہر اس کا راستباز تہا۔ الخ مہربان کیسی راست بازی۔ اگر اسی کا نام راست بازی ہے تو بس ؎

گر ہمین مکتب است این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

ہم نہین سمجہتے کہ یہ کیا فلاسفی ہے۔ کہ بیوی حاملہ ہو آئے اور وہ تشہیر نہ کرنیکے باعث راست باز کے نام ہی نامزد کیا جائے۔

ذرا اسکی تشریح کر دیجئے۔ کہ روح القدس سے کیا مراد ہے۔ خدا کو روح القدس کہا جاتا ہے یا کسی اور کو۔ اگر خدا تہا۔ تو رحم کے اندر حیض کا خون کسطرح کہاتا رہا (معاذ اللہ) وہ تو کہانے پینے سے مبرا ہے افسوس ہے کہ اس روز روشن اور مہذب زمانہ مین تم نہین سمجہہ سکتے۔ کہ ایک عورت جو شادی سے پہلے دوشیزگی کے ایام مین حاملہ ہو جائے۔ کیا اسمین روح القدس آ گیا۔ ہرگز نہین۔ ہم نہین جانتے۔ کہ تمہاری عقل پر یہ کیا پردہ پڑ گیا ہے۔ اور تم اسبات پر کیون غور نہین کرتے۔ اگر آپنے روح القدس سے متعلق کچہہ ارقام فرمایا تو ہم آپکو سمجہا دینگے کہ جسے حضرت عیسی کو تم یسوع کے نام سے پکارتے ہو۔ وہ اور تہے۔ اور یسوع اور مزید بران تم ایسے یسوع کی نسبت شفاعت کا بہروسہ رکہتے ہو۔ جو خود اپنی جان نہ بچا سکا۔ اور سولی دیا

الوصیت اور پیسہ اخبار

بترسید از خدائے بے نیاز وسخت قہارے
نمے بینم کہ بد بینید خدا ترسے نکو کارے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الوصیت نام اشتہار دفتر پیسہ اخبار میں بھی بھیجا گیا تھا۔ غرض یہ تھی کہ وہ اسے شائع کردے تاکہ کسی سعادت مند کو فائدہ پہونچے۔

پیسہ اخبار (جسکی عادت اور سرشت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کرنا ہے اور ہر بھلی بات جو اس سلسلہ کی طرف سے کہی جاوے اسکو برے پیرایہ اور استہزا میں اڑانے کی کوشش کرنا اس کا مقصد ہوتا ہے) اس وصیت کو درج کرنیسے تو رہا الٹا اسپر اعتراض کرتا ہے؟ میں اسکے اعتراض کی حقیقت خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے کھول کر دکھاتا ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں؟ ان کو دعویٰ تو مسلمانوں کی بہی خواہی اور لیڈری کا ہے مگر یہ شعار اسلام اور سنن اللہ سے محض ناواقف ہیں۔ میں پہلے اس کا اعتراض اسی کے لفظوں میں درج کرتا ہوں اور پھر اسپر ریمارک کرونگا۔

طاعون کی ترقی طاعون کی اموات میں جو عارضی کمی ہوئی تھی اب پھر وہ ترقی سے بدل گئی ہے . . . . . .

مرزا صاحب قادیانی نے پھر اپنا معمولی طاعونی اشتہار جاری کیا ہے کیا وہ اس امر پر بھی کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں؟ کہ اگر طاعون محض ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو خاص خاص موسموں میں کیوں زیادہ ترقی اور تنزل کرتی ہے۔ کیا جنوری دسمبر اور جون جولائی میں جبکہ جاڑے یا گرمی کی شدت ہوتی ہے انسان گناہ کم کیا کرتے ہیں اور معتدل موسم میں گناہگاری بڑھ جاتی ہے یا غریب اور مفلس لوگ دولتمندوں کی نسبت گناہ زیادہ کیا کرتے ہیں کیونکہ اس وبا سے زیادہ غریب لوگ مرتے ہیں"

یہ ریمارک ہے جو استہزا کے رنگ میں ایڈیٹر پیسہ اخبار نے کیا ہے۔

میں اسپر کچھ لکھنے سے پہلے پیسہ اخبار کے نائب ایڈیٹر صاحب کو دیکھنے کی صلاح دیتا ہوں اور اسی پیسہ اخبار کے کچھ اقتباس دکھاتا ہوں۔ شاید انہیں اپنے سوال کا کچھ جواب نظر آوے اسکے بعد اسپر ایک اور پہلو سے نظر کرونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

روزانہ پیسہ اخبار ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ کالم ۵ میں عبد الرحیم پنشنر منگلور کا مراسلہ بغیر کسی مخالفت کے شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔

(۱) "مرض طاعون کے علاج میں طبیب اور ڈاکٹر مجبور ہیں گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کردیا پھر بلا دفع نہوئی۔ **وبائی مرض قہر خدا ہوتا ہے اور اسی کے رحم سے دور ہو سکتا ہے** اب مخلوق کو اپنے مالک حقیقی سے رجوع لانا چاہئے"

(۲) روزانہ پیسہ ۸ جون ۱۹۰۴ء **طاعون اور موسم**۔ طاعون کی سب سے بڑی پیچیدگی یہہ ہے کہ اس کے متعلق جو تہوری آج بڑے وثوق سے پیش کیجاتی ہے کل تجربہ اسکو غلط ثابت کردیتا ہے اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ طاعون گرمی میں معدوم ہوجاتی ہے اور اپریل کے آغاز میں یا زیادہ سے زیادہ مئی کے خاتمہ تک اسکا بھی خاتمہ ہوتا جاتا ہے سات سالہ تجربہ اس خیال کی تصدیق کے لئے کافی تھا۔ لیکن اب کے اس خیال کی سچائی بھی مشتبہ ہوگئی ہے" . . . . . .

افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی دیکھا دیکھی اطباء اور ڈاکٹر صاحبان بھی نوع انسان کی دشمن طاعون کی خوف سے لاپرواہ ہوگئے ہیں اور آجتک کسی شخص نے اس اہم سوال پر بحث نہیں کی کہ طاعون خصوصیت سے پنجاب میں کیوں نشو ونما پاتی ہے؟ حالانکہ یہاں کی آب و ہوا کسی اور صوبہ سے بری نہیں اور نہ کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ اسکے باشندے کسی اور صوبہ کے باشندوں سے کم صفائی پسند ہیں"

سردست اسقدر اقتباس کافی ہے پیسہ اخبار اگر اس کا ضمیر مر نہیں گیا اور اس میں خدا کا خوف اور انصاف کا مادہ موجود ہے اپنی ان تحریروں کو پڑھے تو اسے جواب نظر آجائیگا۔

جس حال میں وہ پنجاب کی آب و ہوا کو دوسرے صوبوں کی نسبت بری اور یہاں کے باشندوں کو کم صفائی پسند نہیں سمجھتا پھر پنجاب میں طاعون کا زیادہ زور اور شدید ہونا بتاتا ہے کہ کوئی اور سبب ہے۔

پیسہ اخبار کو **الوصیت** کا اشتہار پڑھ کر ڈر جانا چاہیئے تھا اور اپنے ناظرین کو ان ہدایتوں کی پابندی کی طرف توجہ دلانی چاہیئے تھی جو اسمیں مندرج ہیں مگر افسوس کہ وہ مفید اور قابل تسلیم ہدایتوں کو چھوڑ کر اعتراض ہی کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں پیسہ اخبار کو اختیار تہا کہ وہ یہ ظاہر کرتا کہ طاعون کے متعلق کوئی پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے نہیں کی یا وہ پوری نہیں ہوئی۔ بشرطیکہ ایسا ہوتا

پیسہ اخبار جب اپنے ریمارک مندرجہ ۸ جون ۱۹۰۴ء کی کوئی وجہ ظاہر کردیگا تو انشاء اللہ العزیز اسکے اس اعتراض کا جو الوصیت پر اسنے کیا ہے میں کافی جواب دینے کی کوشش کرونگا۔

تاہم اسقدر اب بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اسمیں کچھ شک نہیں کہ طاعون شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور ہر ایک عذاب الٰہی شامت اعمال ہی سے پیدا ہوتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ وہ **اسباب عادیہ** سے وابستہ ہوتا ہے اور یہ اور بھی دلیل اس **قہر الٰہی** کی عظمت کی ہوتی ہے۔ میں اس مضمون پر انشاء اللہ جداگانہ لکھونگا۔

پیسہ اخبار انبیاء علیہم السلام کی لائف اور سیرۃ پر اگر غور کر لیتا تو شاید اس قسم کا بیہودہ اعتراض نکرتا۔ سنت اللہ اسطرح پر واقع ہے کہ عذاب الٰہی پہلے چھوٹے اور ادنےٰ درجہ کی مخلوق سے شروع ہوتا ہے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دوسرے لوگ عبرت اختیار کریں۔ دیکھو طاعون ہی ہے اسکی ابتدا حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑوں سے ہوتی ہے پہلے جو ہے مرتے ہیں پھر ترقی کرکے انسانوں میں آتی کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ طبقہ انسان میں جو لوگ حشرات الارض کے درجہ میں ہیں اول طاعون انہیں پر ہی پڑنی چاہیئے یعنی اول عام اور ادنےٰ درجہ کے لوگ اسکا شکار ہوں۔ اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کرکے بڑے بڑے اشرار پر حملہ کرے۔

دیکھو جب کہیں آگ لگتی ہے تو کیا پہلے بڑے بڑے شہتیر جلتے ہیں یا خس وخاشاک اور چھوٹی چھوٹی لکڑیاں۔ پس یہ ایک سنت اللہ ہے جس سے پیسہ اخبار ناواقف ہے۔

اور باوجود ناواقفی کے بیباکی سے اعتراض کرتا ہے۔ افسوس یہ وقت تہا کہ لوگ استہزا اور انکار سے باز آجاتے اور خدا تعالےٰ کے ساتھ صلح کرنے والے ٹھہرتے مگر تعجب ہے کہ باوجود اسقدر غضب الٰہی کو بھڑکتے ہوئے دیکھ کر بھی بیباکی کم نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور انکو سمجھائے۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء

مولوی محمد فضل چنگوی قادیان ۔ ۳ چندہ مدرسہ۔
میاں احمد الدین چک سکندر تحصیل کھاریاں للعہ قربانی فنڈ۔
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں۔ عا ٹونیشن
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس مشرقی افریقہ ۔ مدرسہ
جماعت احمدیہ دریام کملانہ جھنگ معرفت میاں نور احمد صاحب۔ عہ مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب۔ صہ مدرسہ عید و کھال۔
منشی مہر الدین صاحب گرداور نہر یا زردار ضلع ملتان ملتان۔ عما مدرسہ
ایضاً " " عصہ یتیم فنڈ۔
منشی نواب الدین صاحب کلرک مس کوٹ پلٹن ۲۴ ڈیرہ غازیخان ۔ عہ قربانی فنڈ
مرزا حاکم بیگ صاحب جلال پور جٹاں ضلع گجرات عہ

۲۵ فروری ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب۔ عہ شفاخانہ۔
میاں برکت علی برادر ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم عصہ قربانی فنڈ
ڈاکٹر غلام غوث صاحب و ٹرنری اسسٹنٹ گجرانوالہ عہ شفاخانہ

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور شفاخانہ للعہ
حکیم محمد اکرم سامانہ پٹیالہ جماعت (سامانہ) عہ مدد یتامی
ایضاً " عصہ قربانی فنڈ۔
حکیم محمد الدین صاحب گجرانوالہ ۔ عما شفاخانہ ۔ قربانی کہال
حافظ نور محمد صاحب جماعت (فیض اللہ چک) عہ
میر محمد رشید صاحب قادیان چندہ فروری و مارچ ۱۹۰۵ء
محمد عبد اللہ خان ماچھی واڑہ ضلع لدہیانہ ۔ عصہ چندہ مدرسہ
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مراڑ ڈاکخانہ دیال پور ضلع جالندھر۔ عما اعانت
ایضاً عما قربانی
مولوی فیض الدین صاحب و میاں غلام رسول صاحب خوشاب ضلع شاہ پور ۔ ہے
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک عمہ
جماعت چنیوٹ معرفت میاں عطا محمد عید فنڈ وغیرہ
میاں نور احمد صاحب احمدی اکولہ ہے چندہ مدرسہ
سید تاج شاہ و مقبول شاہ موضع ڈھل کیکا ضلع گجرات ہے مدرسہ۔
میاں رحمت اللہ احمدی موضع بنگہ للعہ مدرسہ عما مساکین ہے۔
میاں عبد اللہ خان نمبردار بہلولپور ضلع لائلپور عصم عید فنڈ
جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عہ عید فنڈ
حکیم ابو عبد الغنی صاحب صالح محمد سیال سکنہ بہلولپور (عصہ مدرسہ عمہ عید)

۲۸ فروری ۱۹۰۵ء

جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد شاہ صاحب قربانی کہال وغیرہ مالہ
مرزا ظہور علی صاحب شاہجہانپور (قیمت لوبات) مدرسہ امداد

یکم مارچ ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب وٹنری اسسٹنٹ افریقہ عہ شفاخانہ

مبلغ عہ قربانی (عہ مدرسہ)

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر

رملسی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کے چار شیشی کی دوائین گبڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریونکو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہین چاروں جوہر ... خوراک ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال مین مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سبکو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرایتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ۔ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ، طاعون، کھانسی، بخار، بدہضمی و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک گٹھیہ خارشت داد انگوٹ پھوڑا پھنسی، سفید داغ، جذام، کوڑھ، ناسور، گنٹھ مالا، بواسیر وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ہی بکس مین ... ہدایت استعمال کے خریدار ونکو دیجاتی ہین قیمت فی بکس آٹھ روپیہ یکمشت محصولڈاک ...

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات۔ ... کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا و دافع قبض ... اور جانفشانی سے یہ نمک تیار ... تندرستی کا ہمیشہ قایم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں مین توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے۔ بے اولاد ... ایک بوری تولی استعمال کر فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی ۲۴ تولہ ایک روپیہ محصولڈاک ... آپ بھی تجربہ کیجئے اور فایدہ اٹھایئے ... ہونا بھی اشتہا یعنی بھوک کا معلوم ہونا ... دائمی قبض ... پیٹ مین درد اور نفخ درد سر کھانسی ... ضعف دماغ، ضعف بصارت ... اسہال ... درد گردہ، درد قولنج، درد کمر، وجع مفاصل یعنی گٹھیہ وباد گولہ وغیرہ کو ... فائدہ بخشتا ہے۔ ... دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے ... تمام خرابیون کو دور کرکے ... معدہ اور جگر کی ... اکسیر حیات رکھا گیا ہے ...

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون انتوبیت۔ یہ دوا ... ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے ... قیمت فی بکس ...

تنسیر کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع ... قیمت ...

آنکھون کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری۔ ... آنکھون کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قایم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ...

دانتون کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن۔ دانت اور آنکھ ہین دونو سے زندگی کا مزا ہے ... اس منجن کو آپ چند روز ... دانتون کی صفائی ... فی شیشی ...

... ہمارے دواخانہ مین موجود ہین جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان مین نہایت کامیابی سے ساتھ ہو رہا ہے۔ ... تفصیل حالات معہ طریق استعمال ... اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھیں ...

نوٹ ہمارا پتہ یہی ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم سٹیکل ہال ... شہر بنارس۔

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین ... بلحاظ ... اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے۔ بلحاظ ... عطر وتیل وغیرہ ... تیار کئے جاتے ہین ... کارخانہ ... شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کرین

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کاردیئے پرمفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیان) ... اکسیر ... قیمت ... ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی ... کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ... فی بکس ... ایک آدمی کو کافی ہے۔ ...

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھون درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر ومالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

آنہ آوی القریہ

الحکم

چہ گویم باز گرامی جہاد رقادیان مینی | دوا مینی شفا مینی غرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر نے (۴) غیر مذاہب والون سے ؏ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگون سے ؏

فہرست مضامین

(۱) دارالامان کا ہفتہ صفحہ اول
(۲) سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات " "
(۳) افضل مرحوم کی آخری تحریر صفحہ ۲
(۴) تفسیر القرآن من مسیح الزمان صفحہ ۳ و ۴
(۵) حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب ۵ و ۶
(۶) عذر گناہ بدتر از گناہ صفحہ ۷
(۷) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط سعادہ اور شقاوت میں سچا فیصلہ کرنیوالا صفحہ ۸ و ۹
(۹) ایک مناسب درخواست اور تحریک ۹ و ۱۰
(۸) تربیت اولاد پر حکیم الامۃ صفحہ ۱۰
(۱۱) مذہبی دنیا پر سرسری نظر " ۱۱
(۱۲) ایک سجادہ نشین کی پیشگوئی " "
(۱۳) ناظرین سے پانچ منٹ " ۱۲
(۱۴) شرف ہندوستان " "
(۱۵) رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان " "
(۱۶) تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین " ۱۳
(۱۷) اشتہارات " ۱۴

نمبر (۱۱) | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد (۹)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ الحمدللہ کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت مین بہت اچھی رہی خاندان رسالت اور اہل دار خدا کے فضل و کرم سے بہت اچھی طرح ہین۔

حضرت اقدس نصرۃ الحق لکھ رہے ہین اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب اسے چھپوا رہے ہین ۴ جزو کے قریب چھپ چکی ہے۔

۲۔ بزرگان ثارت بھی خدا کے فضل سے اچھے ہین حضرت حکیم الامۃ کی صحت رو بہ ترقی ہے اعلیٰ حضرت کی شفقت اور دلی ہمدردی کا کیسا عجیب نمونہ ہے کہ حضرت اقدس التزاماً ہر روز خود حکیم الامۃ کیلئے دوائی طیار کرکے بھیجتے ہین حکیم الامۃ کا حسن اعتقاد بھی ہمارے لئے قابل نمونہ ہے فرماتے تھے کہ حضرت اقدس نے ایک پیالی دوائی کیلئے بھیجی اور فرمایا کہ اسی مین دوا پیا کرو۔ مین بہت ہی پسند کرتا اور عزیز رکھتا تھا کہ اسی پیالی مین دوا پیا کرون کیونکہ حضرت امام حجۃ اللہ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مگر افسوس وہ پیالی ٹوٹ گئی

۳۔ ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت کو جبکہ آپ دعا کر رہے تھے الہام ہوا۔

سلاماً سلاماً

۴۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر کی موت اخبار کے لئے موت کا باعث نہین ہوئی۔ بلکہ خوش قسمتی سے اخبار کیلئے میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمات بہم پہونچائی گئی ہین حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی اس انتخاب کو پسند فرمایا ہے فی الحقیقت مفتی صاحب ایسا متقی صاحبدل ایڈیٹر البدر کیلئے اگر ملنا ممکن نہ تھا تو محال ضرور تھا۔ مین امید کرتا ہون کہ سرپرستان البدر پوری ہمت اور سعی اسکے قیام کیلئے دکھائین گے۔ خدا کرے کہ مفتی صاحب کی خدمات قوم کیلئے مفید اور بابرکت ہون آمین۔

بہت جلد امید کیجاتی ہے کہ اخبار نئے اہتمام اور نئی شان سے نکلے۔ اسلئے ناظرین گھبرائین نہین۔

۵۔ ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالات کا جواب انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا۔

۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے کھل جائیگا اور شیخ عبدالحق صاحب بی۔ اے مفتی محمد صادق صاحب کی جگہ سکنڈ ماسٹر ہوکر آئین گے شیخ صاحب کا انتخاب اس عہدہ کے لئے بہت ہی موزون اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔

اطلاع

۱۔ یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے وہ چٹھیان جو آدہ آنہ کے لفافہ مین جاتی تہین ان کا وزن بجائے ۶ ماشہ کے ۹ ماشہ کیا گیا ہے گویا پہلے کی نسبت ڈیوڑھے وزن کی چٹھی جا سکا کرے گی۔

۲۔ یکم اپریل سے اگر کسی ٹکٹ پر (جو کارڈ یا پیکٹ وغیرہ پر لگایا جاوے گا) کوئی لکیر وغیرہ ڈالی جاوے گی تو وہ ردی ہوکر بیرنگ ہوجاوے گا۔ اسلئے سب صاحب خط و کتابت مین اس امر کی احتیاط کرین۔

سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

(سید صاحب کو جب سے الہامات کا سلسلہ شروع ہوا ہے انہون نے التزام کر رکھا ہے کہ وہ باعلم حضرت حجۃ اللہ کے ملاحظہ کیلئے انکو تحریری پیش کر دیا کرتے)

۱۔ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مکہ معظمہ مین ہوئی۔ تجلیات الہیہ کا ظہور دیکھا۔ تو سجدہ مین گر کر دعا کی ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیداً لاولنا و آخرنا و آیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین پھر دوگانہ نماز ادا کرکے عرض کرتا ہون انزل علینا نوراً مبیناً پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب زمانہ کی حالت بہت ہی نازک ہے اسمین جو تزکیہ نفس کرکے استغفار کی مداومت کریگا اور قال اللہ قال الرسول پر دل سے پابند رہیگا وہ اس روحانی منزل کو طے کرسکیگا اتباع رسول از بس ضروری والابدی ہے

محال است سعدی کہ راہ صفا ۔ توان رفت جز در پے مصطفےٰ

اتنے مین ایک مست نے کہا۔ گلان نال سہراون دنیا مین رب نہ ریجھے سب تھے اوتھے وین جہان مین ہنگ کر کے سوچیے۔

۲۔ ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء۔ حضرت امام غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک باغ مین ملاقات ہوئی۔ انہون نے کہا کہ امام مامور من اللہ خلیفۃ اللہ کے ہمراہ بیت اللہ کو چلئے جناب محمد یان

افضل مرحوم کی آخری تحریر

ذیل میں میں اپنے ناظرین کو تحریک دعا کے لئے افضل مرحوم کی ایک آخری تحریر شایع کرتا ہون یہہ تحریر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر ہے جو اس نے صاف کی تہی + اس تحریر کو شایع کرتے ہوئے مین اپنی ایک رویا کو بہی درج کرنا ضروری سمجہتا ہون جو ۲۵ اور ۲۶ مارچ کی درمیانی رات کو مینے دیکہی مین کیا دیکہتا ہون کہ مرحوم افضل کو مین کہین سے ڈہونڈ کر لایا ہون - اس اثناء مین ایک شخص محمد اعظم نام جو یہان قادیان مین خوشنویس ہے ملا ہے اور مجہہ وہ کہتا ہے کہ ایڈیٹر بہی کمال کرتے ہین ایک گم شدہ انسان کو بہی ڈہونڈ نکالا ہے - مین نے افضل کو دامن سے پکڑا اور مجہہ پر بہت رقت طاری ہوگئی اور آنسو جاری ہوگئے مینے کہا "یار تیرے مرنے سے مجہے بہت افسوس ہوا ہے تو زندہ تہا تو ہاتہہ ہی بٹا لیا کرتا تہا" اسپر اسنے کچہہ تبسم سا کیا - پہر مینے پوچہا کہ اچہا تم مر تو گئے مگر یہ بہی معلوم کیا کہ اسقدر جلد تمہارے مرنے مین کیا سر تہا اس کا جواب اس نے مجہے یہ دیا کہ ہان مینے معلوم کیا ہے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **"تینون مخلصی دینا منظور تھا"**

پہر مینے پوچہا کہ اچہا اب تمہارا کیا شغل ہے اس کے جواب مین اسنے کہا کہ کچہہ شغل نہین ایک حجرہ مل گیا ہے دعا کرتا رہتا ہون اسپر مینے کہا اچہا اب جبکہ تم دعا ہی کرتے رہتے ہو تو مینے ایک امتحان دینا ہے میرے لئے دعا کرو کہ مین اس مین پاس ہوجاؤن مجہے اس نے انشراح صدر سے جواب دیا ہان مین ضرور دعا کرونگا -

اسکے بعد مین بیدار ہوگیا - اس رویا سے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو **نجات عطا فرمائی ہے** - اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا - واللہ اعلم بالصواب -

(ایڈیٹر)

تقریر حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام

جناب حافظ غلام رسول صاحب مدرس وزیرآبادی ایک اپنے واجب التعظیم صاحب کو قادیان مین معالجہ کے لئے لائے تہے اور چونکہ انکو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی نسبت کچہہ شکوک و شبہات تہے اسلئے حافظ صاحب موصوف نے حضرت اقدس کی خدمت مین اونکے حل کرنیکے لئے عرض کی اسپر حضور علیہ السلام نے ایک ذیل کی مختصر تقریر فرمائی جس سے اون کے شکوک کا اکثر حصہ رفع ہوگیا اور بجائے نفرت کے دلمین محبت پیدا ہوگئی -

مسئلہ نبوت مجہے ان لوگون کے اعتراضون پر تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرنے وقت وہ قرآن شریف کی تعلیم اور اسلام کی عظمت اور پاک تاثیرات کو بالکل جواب دیدیتے ہین - ایک روحانیت ہی ایسی شے ہے کہ جو خاصہ اسلام ہے اور کسی دوسرے مذہب مین نہین ملتی پس اگر شریعت مین روحانیت ہی نہ رہی تو پہر سوائے اساطیر کے اور کیا باقی رہا - جو اہل دل ہین وہ تو سمجہتے ہین مگر جو کودن ہین وہ ان رموز سے بالکل ناواقف ہین جسکو خدا تعالےٰ نے قلب سلیم عطا کیا ہے اور وہ دینی ضرورتون سے واقفیت رکہتا ہے وہ جانتا ہے کہ سلسلہ الہام و وحی کبہی بند نہین ہوتا ہان ایسی وحی جو بجز قرآن کے کوئی نئی شریعت تجویز کرتی ہے وہ بالکل بند ہے اور جو کوئی اسکا مدعی ہو بلا شک و شبہ کافر ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ نبوت ختم ہوگئی لیکن مکالمات و مخاطبات ایسے جس سے ایمان کو ترقی ہوتی ہے وہ جاری ہین اور رہینگے کیونکہ اگر آواز کا سلسلہ ہی بند ہوجاوے تو پہر یقین کامل کا طریق کوئی نہین ہنا ایک بند مکان مین اگر آوازین مارتے رہو اور کوئی جواب نہ آوے تو آخر یہی کہوگے کہ اس مین کوئی نہین پس اسی طرح اگر خدا سے کوئی آواز نہ آوے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ہے بہی - پہر ہم پوچہتے ہین کہ اگر یہہ سلسلہ الہام اور وحی کا بند ہوگیا ہوا ہے تو اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کو نماز مین تکرار کرنے کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ منعم علیہ گروہ مین تو انبیاء بہی ہین اور دوسرے صلحاء وغیرہ جنپر خدا نے انعام وحی کیا تہا اور وہ تو اب ہوتی نہین تو پہر اس دعا کا کیا فائدہ - یہ تو ظاہر ہے کہ انبیاء اور رسل پر انعام الٰہی مال و دولت کے رنگ مین نہین ہوتے اور نہ وہ ان باتون کے لئے دنیا مین آتے ہین بلکہ اسکے برعکس فقر و فاقہ کو پسند کرتے ہین تو آخر پہر ماننا پڑیگا کہ صرف مکالمات اور مخاطبات الٰہی کا انعام ہی اونپر تہا اور قرآن شریف سے بہی یہی ظاہر ہے تو اب اوسکا سلسلہ منقطع کرنا کسقدر کفر کی بات ہے - علاوہ اسکے ہمیں باوجود اس ایمان کے کہ یہہ امت خیر الامت ہے یہہ بہی ماننا پڑیگا کہ بنی اسرائیل کی عورتین اس امت کے مردون سے بدرجہا اچہی ٹہیرین کیونکہ موسےٰ علیہ السلام کی مان سے خدا تعالےٰ نے کلام کی اور اسکو وحی کی پہر بتلاؤ کہ جب اس امت کے رجال اسرائیلی امت کی عورتون کی مانند بہی نہ ہوئے حالانکہ برابر ہونے چاہئین تو اسکا نام خیر الامت کی جگہ شر الامت ہوا یا کہ نہین اور یہہ کفر ہے یا کہ نہین -

ایمان کا ستون تو یقین ہے اور وہ وحی اور الہام سے حاصل ہوتا ہے پہر جب وحی نہ رہی اور صرف باتین اور قصّے ہی رہ گئے اور آسمانی اور روحانی امور بالکل نہ رہے تو رہا کیا - قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کے ہاتہہ مین جب تک کسی بات کی نظیر (نمونہ) نہ رہے تو رفتہ رفتہ وہ اوس کا منکر ہوجاتا ہے اسی لئے خدا تعالےٰ نے اسلام مین یہہ انتظام کیا ہے کہ ہمیں صاحب الہام و وحی ہوتے رہتے ہین تاکہ ان نمونون کو دیکہکر تجدید ایمان و یقین ہمیشہ تر و تازہ رہے - ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے یہہ معنے ہین کہ جن و انسان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ معرفت الٰہی حاصل کرین اب جب کہ آواز ہی خدا کی طرف سے نہ آئی تو پہر معرفت کیا ہوئی اور انسان خلقت سے جو اصل مطلب تہا وہ پورا نہ ہوا آنحضرۃ صلعم کی بعثت کی بہی بڑی علت غائی یہی تہی کہ معرفت تامہ حاصل ہو - پہر ہم کہتے ہین کہ مکالمہ اور مخاطبہ الٰہی کا ایسا مسئلہ ہے کہ کل اکابرون کا اس سے اتفاق ہے سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ بہی یہی کہتے ہین ذرا فتوح الغیب کو دیکہو پہر اوس حدیث کے کیا معنے ہوئے کہ مین اپنے بندے کی زبان ہوجاتا ہون -

الہام رحمانی اور شیطانی مین تمیز کی ضرورت بعض لوگ یہہ اعتراض پیش کرتے ہین کہ الہام شیطانی بہی ہوتا ہے اور رحمانی بہی مگر ہم کہتے ہین کہ آخر کوئی تمیز بہی ہے یا نہین - اگر کلام رحمانی اور شیطانی مین کوئی تمیز نہ رکہین گے تو پہر وہ بتلاوین کہ رحمان کی عزت کیا ہوئی - کیا اون کے نزدیک رحمان اور شیطان مین کوئی فرق ہے یا کہ مساوات ہے اگر فرق ہے تو دونون کے کلام مین کیون فرق تسلیم نہین کرتے - حالانکہ دیکہتے ہین کہ دنیا مین مختلف مدارج کے لوگون کے کلام مین ایک فرق بیّن ہوتا ہے تو کیا خالق کی کلام مخلوق کی کلام سے بہی اسقدر گری ہوئی ہوگی کہ اوسمین کوئی تمیز نہ ہوگی - یہی وجہہ ہے نہ ہمارا اور کسی اور اکابر دین کا یہ مذہب ہوا ہے کہ رحمانی اور شیطانی الہام ایک ہی صورت رکہتے ہین اگر اس امت مین مامورین و مرسلین نہ آوین تو بتلاؤ کہ اس مین اور دوسری امتون مین فرق کیا ہوا جس طریق سے ہم ملتے ہین اوس طریق سے عظمت قرآن شریف کی اور خاتم الانبیاء کی ظاہر ہوتی ہے تعجب کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل درآمد کے لئے تو نبی اور رسول مبعوث ہون مگر آنحضرت صلعم کی شریعت ایسی ہوئی کہ کوئی نبی اور رسول اوسپر عمل درآمد کے لئے نہ آوے -

یاد رکہو کہ جس دین مین روحانیت نہ رہے تو وہ قابل جلانے کے ہوتا ہے - اسکی مثال ایسی ہے جیسے باغ مین ایک درخت ہو اور وہ بالکل خشک ہوگیا ہو نہ کوئی پہل دیتا ہے نہ اوسکا سایہ ہے نہ کوئی پہول ہی نکلتا ہے تو آخر باغبان سوائے اسکے اور کیا کریگا کہ اوسے کاٹ کر جلادے کیونکہ اب تو وہ حطب ہے نہ کہ شجر - اور ہمین ان لوگون کی باتون کی پرواہ کیا ہے جو کار و بار آسمانی ہوتا ہے وہ ہوکر رہتا ہے - فقط -

جادو والا مکان ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک مکان مین جانا چاہتا ہون مگر لوگ کہتے ہین کہ اس مین جنات ہوتے ہین اور جادو کا اثر ہے آپنے فرمایا کہ مومن کے پاس جن اور شیطان نہین آتا -

نہ شہادت نہ جرم ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک احمدی بہائی سرحد پر مارے گئے ہین وہ فوج مین نوکر تہے اور سرحدی لوگ جب اون کے افسر کو قتل کرنے آئے تو وہ پہرہ دے رہا تہا اس لئے اون لوگون نے اوّل اوسے قتل کیا کیا وہ شہید ہے یا کہ نہین آپنے فرمایا کہ شہادت تو اوس موت کا نام ہے جو کہ دین کے لئے ہو باقی اغراض نفسانی کے لئے جو انسان جد و جہد کرتا ہے اور اوس مین کامیاب اور ناکام بہی ہوتا ہے بعض وقت جان بہی جاتی ہے اس لئے اس کو نہ ہم شہادت کہتے ہین اور نہ کوئی گناہ قرار دیتے ہین -

---

معزز معاصر اردو اخبار الوصیّت پر لکہتا ہے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے "الوصیت" کے عنوان سے حال ہی مین ایک اشتہار شایع ہوا ہے - جس مین دل سوزی کے ساتہہ خلق خدا کو رجوع الی اللہ کے لئے ترغیب دلائی گئی ہے - ورنہ خدائی غضب کے نازل ہونیکا اندیشہ ظاہر کیا ہے -

ایڈیٹر پیسہ اخبار غور سے پڑہے اور سبق لے -

(باقی آئندہ)

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور پھر اپنی کمزوری اور امداد الٰہی پر یقین کامل کرکے اس معرفت سے حصہ پالیتا ہے کہ جو خاصہ اہل اللہ کا دیجاتی ہے اور بلاشبہ جسقدر انسان اس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے جسقدر اس پر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرالیتا ہے جسقدر اسکے چھوڑنے مین اپنی ہلاکت دیکھتا ہے اسیقدر اسکی توحید صاف ہوتی ہے اور اسیقدر عجب اور خود بینی کی آلایشون سے پاک ہوجاتا ہے اور اسیقدر تکلف اور بناوٹ کی سیاہی اس کے چہرہ پر سے اٹھ جاتی ہے اور سادگی اور بھولاپن کا نور اس کے مونہہ پر چمکنے لگتا ہے پس یہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنافی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے یہانتک کہ وہ دیکھتا ہے کہ میرا کچھ بھی اپنا نہین بلکہ سب کچھ مین خدا سے پاتا ہون۔ جہان کہین یہ طریق کسی نے اختیار کیا وہین توحید کی خوشبو پہلی دفعہ مین ہی اسکو پہنچنے لگتی ہے اور دل اور دماغ کا معطر ہونا شروع ہوتا جاتا ہے بشرطیکہ قوت شامہ مین کچھ فساد نہ ہو غرض اس صداقت کے التزام مین طالب صادق کو اپنے ہیچ اور بے حقیقت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور اللہ جل شانہ کے متصرف مطلق اور مبدء فیوض ہونے پر شہادت دینی پڑتی ہے اور یہ دونون ایسے امر مین کہ جو حق کے طالبون کا مقصود ہے اور مرتبہ فنا کے حاصل کرنے کیلئے ایک ضروری شرط ہے اس ضروری شرط کے سمجھنے کیلئے یہی مثال کافی ہے کہ بارش اگرچہ عالمگیر ہو مگر تاہم اسپر پڑتی ہے کہ جو بارش کے موقعہ پر آکھڑا ہوتا ہے اسیطرح جو لوگ طلب کرتے ہین وہی پاتے ہین اور جو ڈھونڈتے ہین انہین کو ملتا ہی۔ جو لوگ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بھروسہ رکھتے ہین اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ نہین رکھتے وہ اس ذات قادر مطلق کا کہ جو اپنی قیومی کے ساتھہ تمام عالم پر محیط ہے کچھ قدر شناخت نہین کرتے اور انکا ایمان اس خشک ٹہنی کیطرح ہوتا ہے کہ جسکو اپنے شاداب اور سرسبز درخت سے کچھ علاقہ نہین رہا اور جو ایسی خشک ہوگئی ہے کہ اپنے درخت کی تازگی اور پھول اور پھل سے کچھ بھی حصہ حاصل نہین کرسکتے صرف ظاہری جوڑ ہے جو ذرا سی جنبش ہوا سے یا کسی اور شخص کے ہلانے سے ٹوٹ سکتا ہے پس ایسا ہی خشک فلسفیون کا ایمان ہے کہ جو قیوم عالم کے سہارے پر نظر نہین رکھتے اور اس مبدء فیوض کو جسکا نام اللہ ہے ہر یک طرفۃ العین کے لئے اور ہر حال مین اپنا محتاج الیہ قرار نہین دیتے پس یہ لوگ حقیقی توحید سے ایسے دور پڑے ہوئے ہین جیسے نور سے ظلمت دور ہے انہین یہ سمجھہ ہی نہین کہ اپنے تئین ہیچ اور لاشئے سمجھہ کر قادر مطلق کی طاقت عظمے کے نیچے آپڑنا عبودیت کے مراتب کی آخری حد ہے اور توحید کا انتہائی مقام ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اور انسان اپنے نفس اور اس کے ارادون سے بالکل کھویا جاتا ہے اور سچے دل سے خدا کے تصرف پر ایمان لاتا ہے۔ اس جگہہ ان خشک فلسفیون کے اس مقولہ کو بھی کچھ چیز نہین سمجھنا چاہیے کہ جو کہتے ہین کہ کسی کام کے شروع کرنے مین استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت مین پہلے سے طاقتین ڈال رکھی ہین پس ان طاقتون کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہین کہ بیشک یہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض افعال کے بجالانے کیلئے کچھ کچھ ہمکو طاقتین بھی دی ہین مگر پھر بھی اس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہین ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہین ہوا اور اپنے سہارے سے ہمکو جدا کرنا نہین چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہم کو محروم کرنا روا نہین رکھا کہ جو کچھہ ہم کو اس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھہ اس سے مانگا جاتا ہے اسکی نہایت نہین علاوہ اس کے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہین ان کے حاصل کرنے کیلئے کچھہ بھی ہمکو طاقت نہین دیگئی اب اگر غور کرکے دیکھو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام مین لاؤ تو ظاہر ہوگا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہمکو حاصل نہین مثلاً ہماری بدنی طاقتین ہماری تندرستی پر موقوف ہین اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچھ انمین سے سماوی اور کچھ ارضی ہین اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہین اور یہ تو ہم نے ایک موٹی سی بات عام لوگون کی سمجھہ کے موافق کہی ہے لیکن جسقدر درحقیقت وہ قیوم عالم اپنی علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتون پر احاطہ کررہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جسکی کنہ تک عقول بشریہ پہنچ ہی نہین سکتین اور اس کے سمجھانے کی اسجگہ ضرورت بھی نہین کیونکہ جسقدر ہم نے اوپر لکھا ہے وہی مخالف کے الزام اور افحام کیلئے کافی ہے غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ساری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بجاؤ طلب کیا جائے اور یہ طریق کچھ نیا طریق نہین ہے بلکہ یہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتھ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اسی طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیوض کا طالب ہے وہ اسی راستی پر قدم مارتا ہے اور جو شخص مورد رحمت ہونا چاہتا ہے وہ انہین قوانین قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے یہ قوانین کچھ نئے نہین ہین عیسائیون کے خدا کی طرح کچھ محدث بات نہین بلکہ خدا کا یہ ایک قانون محکم ہے کہ جو قدیم سے بندھا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جسکی سچائی کثرت تجارب سے ہر ایک طالب صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہو ہر عاقل سمجھہ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالت ضعف اور ناتوانی مین پڑے ہوئے ہین اور بغیر خدا کی مدد دون کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہین اگر ایک ذات متصرف مطلق ہر لحظہ اور ہر دم ہماری خبرگیران نہ ہو اور پھر اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نہ کرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہوجائین بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لین پس اپنے کامون کو خصوصاً آسمانی کتاب کو کہ جو سب امور عظمیہ سے ادق اور الطف ہے خداوند قادر مطلق کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے بہ نیت تبرک و استمداد شروع کرنا ایک ایسی بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اسکی طرف کھینچے جاتے ہین کیونکہ فی الحقیقۃ ہر یک برکت اسی راہ سے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرف مطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جس کا نام قرآن شریف کی اصطلاح مین اللہ ہے خود متوجہ ہوکر اول اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرے اور جو کچھہ قبل از سعی درکار ہے اس کو محض اپنے تفضل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور مین لاوے پھر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام وکمال کرچکی اور انسان توفیق پاکر اپنی قوتوں کے ذریعہ سے محنت اور کوشش کا حق بجالاوے تو پھر دوسرا کام اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچھہ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اسپر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اسکی محنتون کو ضایع ہونے سے بچا کر گوہر مراد عطا فرماوے اسی صفت ثانی کی رو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اسکو دیا جاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے یعنے خدا تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضایع ہونے نہین دیتا اور آخر جویندہ یابندہ ہوجاتا ہے غرض یہ صداقتین ایسی بین الظہور ہین کہ ہر یک شخص خود تجربہ کرکے انکی سچائی کو شناخت کرسکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہین کہ بشرطیکہ کسیقدر عقلمندی کے یہ بدیہی صداقتین اسپر چھپی رہین ہان یہ بات ان عام لوگون پر نہین کھلتی کہ جو دلونکی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسباب معتادہ پر انکی نظر ٹھہری رہتی ہے اور جو ذات متصرف فی الاسباب ہے اس کے تصرفات لطیفہ پر انکو علم حاصل نہین ہوتا اور نہ انکی عقل اسقدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اس بات کو سوچ لین کہ ہزارہا بلکہ بیشمار ایسے اسباب سماوی اور ارضی انسان کے ہر یک جسم کی آرایش کیلئے درکار ہین جنکا بہم پہنچانا ہرگز انسان کے اختیار اور قدرت مین نہین بلکہ ایک ہی ذات مجمع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانون کے اوپر سے زمینون کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور ان پر ہر طور تصرف اور قدرت رکھتا ہے مگر جو لوگ عقلمند ہین وہ اس بات کو بلا تردد بلکہ بدیہی طور پر سمجھتے ہین اور جو ان سے بھی اعلیٰ اور صاحب تجربہ ہین وہ اس مسئلہ مین حق الیقین کے مرتبہ تک پہونچے ہوئے ہین لیکن یہ شبہ کرنا کہ یہ استعانت بعض اوقات کیون بے فایدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیون خدا کی رحمانیت و رحیمیت ہر یک وقت استعانت مین تجلی نہین فرماتی پس یہ شبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان دعاؤن کو کہ جو خلوص کے ساتھہ کیجائین ضرور سنتا ہے اور جسطرح مناسب ہو مدد چاہنے والون کیلئے مدد بھی کرتا ہے اگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استمداد اور دعا مین خلوص نہین ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھہ امداد الٰہی چاہتا ہے اور نہ اسکی روحانی حالت درست

ہوتی ہے بلکہ اس کے ہونٹون مین دعا اور اس کے دل مین غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اسکی دعا کو سن تو لیتا ہے اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت کاملہ کے رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطاف خفیہ کو شناخت نہین کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بیخبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اس آیت کے مضمون کو نہین سمجھتا عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنے یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل مین تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا چیزون کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہین جانتے اب ہماری اس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک عالیشان صداقت ہے جسمین حقیقی توحید اور عبودیت اور خلوص مین ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جسکی نظیر کسی اور کتاب مین نہین پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم مین پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو معہ تمام دوسری صداقتون کے جو ہم نیچے لکھتے ہین نکالکر پیش کرے۔

اس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنون نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے ان معترضین مین سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہین جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین مین اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے دوسرے صاحب باوا نراین سنگھ نام وکیل امرتسری ہین جنہون نے پادری کے اعتراض کو سچ سمجھکر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی پوچ اعتراض اپنے رسالہ [illegible] مین درج کر دیا ہے سو ہم اس اعتراض کو معہ جواب اس کے لکھنا مناسب سمجھتے ہین تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے اور وہ ان کو تاریکی دکھائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے وہ اسکو بدبو تصور کرتے ہین سو واضح ہو جانا چاہئے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگون نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ مین واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہین اگر رحیم الرحمن ہوتا تو فصیح اور صحیح طرز تھی کیونکہ [illegible] نام رحمان باعتبار اس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمان کے اس رحمت کیلئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کام یہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہ کہ کثرت سے قلت کی طرف یہ اعتراض ہے کہ ان دونون صاحبون نے اپنی آنکھین بند کرکے اس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جنمین بڑے بڑے شاعر بھی تھے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کر چکے ہین بلکہ بڑے بڑے معاند اس کلام کی شان اعظم سے نہایت درجہ تعجب مین پڑ گئے اور اکثر ان مین سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاق سخن سے عارف اور باانصاف تھے وہ طرز قرآنی کو طاقت انسانی سے باہر دیکھکر ایک معجزہ عظیم القدر یقین کرکر ایمان لائے جنکی شہادتین جابجا قرآن شریف مین درج ہین اور جو لوگ سخت کور باطن تھے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت مین انکو [illegible] یہ کہنا پڑا [illegible] ہے جسکا مقابلہ نہین ہو سکتا [illegible] بیان بھی قرآن مجید کے کئی مقام [illegible] موجود ہے اب اسی کلام معجز نظام پر [illegible] اعتراض کرنے لگے جن مین سے ایک تو وہ شخص ہے جسکو دو سطرین عربی کی بھی صحیح اور بلیغ [illegible] لکھنے کا ملکہ نہین اور اگر کسی اہل زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہو تو بجز ٹوٹے پھوٹے اور بے ربط اور غلط فقرون کے کچھ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کرکے دیکھ لے اور دوسرا وہ شخص ہے جو علم عربی سے کلی بے بہرہ بلکہ فارسی بھی اچھی طرح نہین جانتا اور افسوس کہ عیسائی قوم الٰہ دل کو بھی خبر نہین کہ یہ [illegible] اپل [illegible] جو مرہٹہ بزرگ اور [illegible] جنکا [illegible] صاحب [illegible] ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل ہین اور [illegible] زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہئے کہ جس حالت مین کتاب جو خود ایک اہل زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اور اعلیٰ کمال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سبعہ معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہین تو کیا ایسا مسلم الثبوت کلام کسی نادان اجنبی وژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فن سخن سے محض بے نصیب اور [illegible] بالکل [illegible] ادنیٰ عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابل اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو اپنی حیثیت سے بڑھکر بات کرتے ہین خود اپنی نادانی دکھلاتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعرون کی گواہی کے مخالف کوئی کلمہ جینی کرنا حقیقت مین اپنی جہالت اور خرفطرتی دکھانا ہے بھلا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ مین ذرا ایک آدہ گھنٹہ تک ہم کو بولکر تو دکھاوے تا اول یہی لوگون پر کھلے کہ اسکو سیدہی سادی اور بامحاورہ اہل عرب کے مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہین کیونکہ ہمکو یقین ہے کہ اس کو ہرگز نہین آتی اور ہم بہ یقین تام جانتے ہین کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اس کے سامنے بولنے کیلئے پیش کرین تو وہ عربون کیطرح اور ان کے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور جہالت کے کیچڑ مین پہنسا رہجائے اور اگر شک ہے تو اس کی قسمت کہ آزمالکر دیکھ لے اور ہم خود اسبات کے ذمہ دار ہین کہ اگر پادری عماد الدین صاحب ہم سے درخواست کرین تو ہم کوئی عربی آدمی بہم پہنچاکر کسی مقررہ تاریخ پر ایک جلسہ کرین گے جسمین چند لائق ہندو ہونگے اور چند مولوی مسلمان بھی ہون گے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہوگا کہ وہ بھی چند عیسائی بہائی اپنے ساتھ لے آوین اور پھر سب حاضرین کے روبرو اول عماد الدین صاحب کوئی قصہ جو اسیوقت ان کو بتلایا جاویگا عربی زبان مین بیان کرین اور پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کو کہ مقابل پر حاضر ہون گے اپنی زبان مین بیان فرماوین پھر اگر منصفون نے یہ رائے دیدی کہ عماد الدین صاحب نے ٹھیک ٹھیک عربون کے مذاق پر عمدہ اور لطیف تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کرلین گے کہ ان کا اہل زبان پر نکتہ چینی کرنا [illegible] سے تعجب نہین بلکہ اسیوقت پچاس روپیہ نقد بطور انعام ان کو دیئے جاوین گے لیکن اگر اسوقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے اپنے ژولیدہ اور غلط بیان کی بدبو پہیلانے لگے یا اپنی رسوائی اور نالیاقتی سے ڈرکر کسی اخبار کے ذریعہ سے یہ اطلاع بھی نہ دی کہ مین ایسے مقابلہ کیلئے حاضر ہون تو ہم بجز اس کے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہین اور کیا کہہ سکتے ہین اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر عماد الدین صاحب تو لٹا لی بھی یاد رین تب بھی وہ کسی اہل زبان کا مقابلہ نہین کر سکتے پھر جس حالت مین وہ عربون کے سامنے بھی بول نہین سکتے اور فی الفور گونگا بننے کیلئے طیار ہین تو پھر ان عیسائیون اور آریون کی ایسی سمجھ پر ہزار حیف اور ہزار لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر اعتماد کرکے اس بے مثل کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہین کہ سید العرب پر نازل ہوکر عرب کے تمام فصیحون اور بلیغون سے اپنی عظمت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونے سے سبعہ معلقہ مکہ کے دروازہ پر سے اتار گیا اور معلقہ مذکورہ کے شاعرون مین سے جو شاعر اسوقت بقید حیات تہا وہ بلا توقف اس کتاب پر ایمان لایا پھر دوسرا افسوس یہ کہ اس نادان عیسائی کو اب تک یہ بھی خبر نہین کہ بلاغت حقیقی اس امر مین محدود نہین کہ قلیل کو کثیر پر ہر جگہ اور ہر محل مین خواہ نخواہ مقدم رکھا جاوے بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہ ہے کہ اپنے کلام کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا جاوے سو اسجگہ بھی رحمان کو رحیم پر مقدم کرنے مین کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا آئینہ بنایا گیا ہے چنانچہ اس ترتیب طبعی کا مفصل ذکر ابھی سورۃ فاتحہ کی آئندہ آیتون مین آویگا اور اب ہم سورۃ ممدوحہ کی دوسری آیتون کو تفصیل سے لکھتے ہین اور وہ یہ ہے۔ الحمد للہ تمام محامد اس ذات معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہین جسکا نام اللہ ہے۔ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہین کہ قرآن شریف کی اصطلاح مین اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ اور تمام رذائل سے منزہ اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے کیونکہ خداتعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن شریف مین اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء وصفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہ رتبہ نہین دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ ان تمام صفتون پر دلالت ہے جنکا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے پس خلاصہ مطلب الحمد للہ کا یہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہین اور اسمین کوئی دوسرا شریک نہین اور نیز جسقدر محامد صحیحہ اور کمالات تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن مین لاسکتا ہے وہ سب خوبیان اللہ تعالیٰ مین موجود ہین اور کوئی ایسی خوبی نہین کہ عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے
(باقی آئندہ)

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ ہین جو بادشاہانہ اور رئیسانہ حالات زندگی رکھتے ہین اور وہ دنیا کا فخر۔ دنیا کی عزت اور املاک و دولت چاہتے ہین اس قسم کی آرزوؤن اور تمناؤن اور ان کے پورا کرنے کی تدبیرون اور تجویزون مین ہی اپنی عمر کھو بیٹھتے ہین انکی آرزوؤن کی انتہا نہین ہوتی کہ پیغام موت آجاتا ہے اب ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے قوی تو دیئے تھے انہین قوی سے اگر کام لیتے تو حق کو پالیتے اللہ تعالیٰ نے تو بخل نہین کیا مگر انہون نے قوی سے کام نہ لیا۔ یہ اپنی بدبختی ہے نیک بخت اور مبارک ہے وہ شخص جو ان قوی سے کام لے بہت سے آدمی ایسے بھی ہین کہ جب اون کو کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اسکے اوامر کی پابندی کرو اور نواہی سے پرہیز کرو تو وہ کہدیتے ہین کہ ہم نے کیا ولی بننا ہے اس قسم کا کلمہ میرے نزدیک کفر ہے یہ خدا تعالیٰ پر بدگمانی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور کیا کمی ہے وہ کوئی سرکاری محدود نوکریان تو نہین ہین جو ختم ہو جائین۔ بلکہ جو کوئی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلقات پیدا کرلے وہ ان فیوض سے بہرہ ور ہوسکتا ہے جو پہلے راستبازون کو دیئے گئے ہین۔

بر کریمان کارہا دشوار نیست۔

خدا نے جو ان کا نام ولی رکھا ہے تو کیا ولی بننا خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکل ہوسکتا ہے بلکہ بہت ہی سہل ہے ہان اسکے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ راستی سے قدم رکھنے والا ہو اور اسکی راہ مین صبر و استقلال اور وفاداری کے ساتھ چلنے والا ہو۔ کوئی دکھ اور کوئی تکلیف اور مصیبت اس کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے جب انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے اور ان باتون سے الگ ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا موجب ہوتی ہین بلکہ پاکیزگی اور طہارت اختیار کرتا ہے اور گندی باتون سے پرہیز کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے ایک تعلق پیدا کرلیتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی خدا تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اور گندگی سے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکی پروا نہین کرتا جیسے فرمایا ہے۔

فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے یہ بڑے مشکلات نہین ہین مین تمہین یقیناً کہتا ہون کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے مشکلات آسان کردیئے ہین کیونکہ ہمارے سلوک کی راہین اور ہین۔ ہمارے ہان یہ حالت نہین ہے کہ کرین جنگ جائین یا ناخن بڑھائین یا پانی مین کھڑے رہین اور چلہ کشیان کرین۔ یا ہاتھ خشک کرین اور یہانتک کہ صورتین بھی مسخ ہو جاتی ہین ان امور کو سکے اختیار کرنے سے وہ لوگ بخیال خویش باخدا ہونا چاہتے ہین لیکن مین دیکھتا ہون کہ خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے مگر ہمارے سلوک کا یہ طریق نہین ہے بلکہ اسلام نے بہت ہی آسان راہ رکھی ہے اور وہ کشادہ راہ ہے جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکہائی ہے تو اس طور پر نہین کہ دعا تو سکہا دی لیکن سامان کچھہ نہین۔ بلکہ جہان دعا سکہائی ہے وہان سب کچھہ موجود ہے چنانچہ اگلی سورت مین اس قبولیت کا اشارہ ہے جہان فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی دعوت ہے کہ دعوت کا سامان پہلے سے طیار ہے۔

غرض یہ قوی جو انسان کو دیئے گئے ہین اگر وہ انسے کام لے تو یقیناً ولی ہوسکتا ہے۔

مین یقیناً کہتا ہون کہ اس امت مین بڑی قوت کے لوگ آنے ہین وہ نور اور صدق اور وفا کے لوگ آنے ہین کوئی شخص اپنے آپ کو محروم نہ سمجھے کیا خدا تعالیٰ نے کوئی فہرست شایع کردی ہے جو یہ سمجھہ لیا گیا ہے کہ ہمین حصہ نہین ملیگا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اسکی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبہی ختم نہین ہوسکتا اور کوئی تلاش کرنیوالا اور طلب کرنیوالا محروم نہین رہا ہے اسلئے تمہین چاہیئے کہ راتون کو اٹھہ اٹھہ کر دعا مانگو اور اسکے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز مین دعا کیلیئے کئی موقعہ ہین رکوع۔ قیام۔ قعدہ سجدہ وغیرہ آٹھہ پہر دن مین پانچ مرتبہ نماز پڑہنی پڑتی ہے۔ فجر ظہر عصر مغرب عشاء اور اس پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازین ہین۔ یہ سب دعا ہی کیلیئے موقعے ہین۔ اصل غرض اور مغز نماز کا دعا ہی ہے اور دعا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے موافق ہے۔ عام طور پر دیکہو کہ جب بچہ روتا دہوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو مان کسقدر بیقرار ہوکر اسکو دودہ دیتی ہے الوہیت اور عبودیت مین اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص نہین سمجہہ

نہین سکتا جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع خضوع کیساتھہ گرتا ہے اور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش مین آتا ہے اور اسپر رحم کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودہ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھہ پیش کرنی چاہیئے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے جو کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کے حضور رونے دہونے سے کچھہ نہین ملتا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہین لاتے ہین اگر وہ حقیقی ایمان پیدا کرتے تو یہ کبہی نہ کہتے جب کبھی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھہ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسپر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جو کسی نے کہا ہے۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اسکے حضور پاک دل لیکر آجاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اسکے مناسب حال اپنے آپکو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر پیدا کرو۔ مین عجیب در عجیب قدرتین ہین اور اسمین لا انتہا فضل و برکات ہین مگر انکے دیکھنے اور پانے کیلیئے محبت کی آنکہہ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائین سنتا ہے اور تائید کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ محبت ایک ایسی شے ہے کہ انسان کی سفلی زندگی کو جلاکر اسے ایک نیا اور مصفا انسان بنا دیتی ہے پہر وہ وہ دیکھتا ہے جو پہلے نہین دیکھتا تہا وہ وہ سنتا ہے جو پہلے نہین سنتا تھا۔ غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھہ بے انتہا فضل و کرم کا انسان کیلیئے طیار کیا ہے۔ اس کے حاصل کرنے اور فایدہ اٹھانے کیلیئے استعدادین بھی عطا کی ہین اگر وہ استعدادین تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تہا اور یا سامان تو ہوتا لیکن استعدادین نہ ہوتین مگر نہین یہ بات نہین ہے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا جسطرح ایکطرف روٹی کا سامان ہوا دوسری طرف آنکہہ زبان۔ دانت اور معدہ دیدیا اور جگر اور امعا کو کام مین لگا دیا۔ اور ان تمام کامون کا مدار غذا پر رکہدیا اگر اندر ہی کچھہ نہ جائیگا تو دل مین خون کہان سے آئیگا۔ کیلوس کہان سے بنے گا۔

اسیطرح پہر یہ ہے اول اسنے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام ایسا مکمل دین دے کر بہیجا اور آپکو خاتم النبیین ٹھہرایا اور قرآن شریف ایسی کامل اور خاتم الکتب کتاب عطا فرمائی اور اب قیامت تک نہ کوئی کتاب آئیگی اور نہ کوئی نیا نبی شریعت لیکر آئیگا پہر جو قوی سوچ اور فکر کے ہین انسے اگر ہم کام نہ لین اور خدا تعالیٰ کیطرف قدم نہ اٹہائین تو کسقدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورۃ مین ہمارے لئے کسقدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتادی ہے اس سورۃ مین جسکا نام خاتم الکتاب اور ام الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتادیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اسکے حصول کی کیا راہ ہے ایاک نعبد گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشا ہے اور وہ ایاک نستعین کے بغیر پورا نہین ہوتا ہے لیکن ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر مقدم کرکے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہانتک انسان کی اپنی طاقت ہمت اور سمجھہ ہے خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہون کے اختیار کرنے مین سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتون سے پورا کام لے اور اسکے بعد پہر خدا تعالیٰ سے اسکی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کیلیئے دعا کرے۔

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اسکی طلب ہے جسکو اس سورۃ مین ان الفاظ مین بیان کیا گیا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یا اللہ ہمکو سیدہی راہ دکہا ان لوگونکی جنپر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت مین مانگی جاتی ہے اسقدر اسکا تکرار ہی اسکی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکہے کہ یہ معمولی سی بات نہین ہے۔ اور صرف یہ طوطے کیطرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہین ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنیوالا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکہنا چاہیئے اور تعویذ کیطرح مد نظر رہے اس آیت مین چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کرے گا اور ان استعدادون اور قوی کے بہی کام مین لانے کا حق ادا ہو جائیگا جو اسکو دیگئی ہین اس بات کو کبہی بہولنا نہین چاہیئے کہ قرآن شریف کے

کے بعض حصے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہوتے ہیں۔ ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ اسی امر کو کھولکر بیان کر دیا گیا ہے گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس ایک جگہ تو یہ فرمایا۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ تو یہ بطریق اجمال ہے لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں نبی۔ صدیق۔ شہداء۔ صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چارون شانین جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کو حاصل کرنے کیلئے جہان مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھایا ہے کوشش کرے۔

مین یہ بھی بتانا چاہتا ہون کہ بہت سے لوگ ہین جو اپنے تراشے ہوئے وظایف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہین لیکن مین کہتا ہون کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہین کیا وہ محض فضول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جنپر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنیوالا معلوم ہوتا ہو میری رائے مین ہلاکت ہے اور خدا تعالےٰ نے مجھپر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کے اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکرین مارتا رہے گوہر مقصود اس کے ہاتھ مین نہین آ سکتا چنانچہ سعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بتاتا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو تو چھوڑ دو۔ مین دیکھتا ہون کہ قسم قسم کے وظیفے لوگون نے ایجاد کر لئے ہین الٹے سیدھے لٹکتے ہین اور جوگیون کیطرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہین لیکن یہ سب بیفائدہ ہین انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت نہین کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہین یا نفی اثبات کے ذکر کرین اور آرہ کے ذکر کرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ فرمایا۔

وَلَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو ایک ذرہ بھر بھی ادھر یا ادھر ہونیکی کوشش نہ کرو۔ غرض منعم علیہ لوگوں مین جو کمالات ہین اور صراط الذین انعمت علیہم مین جسکی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اسطرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تاکہ اس آخری زمانہ مین یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔

ان کمالات مین سے جو منعم علیہم کو دیئے جاتے مین پہلا کمال نبوت کا کمال ہے جو بہت ہی عالے مقام پر واقع ہے ہمین افسوس ہے کہ وہ الفاظ نہین ملتے جنمین اس کمال کی حقیقت بیان کر سکین یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر کوئی چیز اعلیٰ ہو اس کے بیان کرنے کے واسطے اسیقدر الفاظ کمزور ہوتے ہین اور نبوت تو ایسا مقام ہے کہ انسان کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی درجہ اور مرتبہ نہین ہے تو پھر یہ کیونکر بیان ہو سکے مختصر اور ناکافی طور پر ہم یون کہہ سکتے ہین کہ انسان جب سفلی زندگی کو چھوڑ دیتا ہے اور بالکل سانپ کی کینچلی کیطرح اس زندگی سے الگ ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت اور ہو جاتی ہے وہ بظاہر اسی زمین پر چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہے اسپر قانون قدرت کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسا دوسرے لوگوں پر لیکن باوجود اس کے بھی وہ اس دنیا سے الگ ہوتا ہے وہ ترقی کرتے کرتے اس مقام پر جا پہونچتا ہے جو نقطہ نبوت کہلاتا ہے اور جہان وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کرتا ہے۔ یہ مکالمہ یون شروع ہوتا ہے کہ جب وہ نفس اور اس کے تعلقات سے الگ ہو جاتا ہے تو پھر اسکا تعلق اللہ تعالیٰ کیسے ہوتا ہے اور اسی سے وہ مکالمہ کرتا ہے۔ انسان کیحالت ایسی واقع ہوئی ہے کہ یہ کبھی نکما اور بیکار نہین رہتا ہے۔ اور نفس کلام سے بھی کبھی فارغ نہین ہوتا ہے نفس اور شیطان سے ہی اسکا مکالمہ شروع رہتا ہے اگر کوئی اور بات کرنے والا نہو۔ بعض اوقات لوگ دیکھتے ہین کہ وہ بالکل خاموش رہتا ہے لیکن فی الحقیقت وہ خاموش نہین ہوتا اسکا سلسلہ کلام اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بہت ہی لمبا ہوتا ہے اور شیطانی رنگ مین آ کے خود لمبا کرتا ہے اور بے شرمی سے اسے لمبا ہونے دیتا ہے۔ یہ سلسلہ کلام کبھی خیالی فسق کے رنگ مین ہوتا ہے اور کبھی بیہودہ اور جھوٹی تمناؤن کے رنگ مین اور اس سے وہ کبھی فارغ نہین رہتا جبتک کہ اس سفلی زندگی کو چھوڑ نہ دے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اس قسم کے خطرات اور خیالات کا سلسلہ جو لمبا ہونے نہین دیتا اور ایک معمولی خیال کیطرح آکر دل سے محو ہو جاتے مین وہ معاف مین لیکن جب اس سلسلہ کو لمبا کرتا ہے اور اسپر عزیمت کرتا ہے تو وہ گناہ مین۔ اور انکی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ (باقی آیندہ)

عذر گناہ بدتر از گناہ

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ رانبود زیب دختری

(نمبر دوم)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے مضامین کے جواب مین جو طریق اختیار کیا ہے اسکی مجھے ہرگز توقع نہ تھی مین سمجھتا تھا کہ ایک مولوی بلکہ مولوی فاضل کہلانے والا انسان حق گوئی کیلئے ضرورت جرأت کریگا مگر میری امید اور قیاس کے خلاف نتیجہ نکلا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حق پوشی کیلئے وہ کوشش کی ہے جسکی نظیر بہت کم ملیگی۔ دیانت داری اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ وہ میرے جوابی مضامین کو اہلحدیث مین چھاپ دیتے اور میرے بیان کے فیصلہ کیلئے چھوڑ دیتے یا اگر جواب ہی دینا تھا تو کم از کم میرے مضمون کو درج تو کر دیا جاتا۔ اس قسم کی چالاکیون کا راز اب مجھے طشت از بام کرنا پڑا۔ مولوی صاحب اب اگر انصاف اور حیا کو ہاتھ سے دے نہین بیٹھے تو اصل مضامین کو درج کرین اور پھر اپنے ہی خریدارون سے فیصلہ پوچھ لین کہ شامت الوجوہ کا مصداق کون ہے۔

ایک اور چالاکی ابو الوفا صاحب نے یہ کی ہے کہ بجائے جواب الجواب لکھنے کے نئے اعتراضون کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ مگر وہ انشاء اللہ العزیز دیکھ لین گے کہ آخر انہین تھک جانا پڑیگا مین اب سلسلہ وار انکی ان ابلہ فریبیون اور چالاکیون کو طشت از بام کرتا ہون۔

پہلی ابلہ فریبی۔ ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث مین جو لیڈر کرشن منتہی اعتراضات کے جواب مین لکھا تھا۔ اسکا جواب مینے ۱۰ فروری کے الحکم مین مفصل دیا ہے۔ لیکن اس کا جواب الجواب جو ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث مین لکھا ہے۔ اس کا ایک پیراگراف بھی پورا اس جواب الجواب مین نہین درج کیا۔ اور نہ کسی امر کا کوئی جواب دیا

اس کا ثبوت

۱۔ ۱۰ فروری کے الحکم مین ھو سمّٰکم المسلمین سے استدلال کر کے اہلحدیث نام کی سند پوچھی تھی۔ کہ قرآن کریم کی کس آیت سے مستنبط کیا ہے؟ اس کا جواب آجتک نہین دیا۔ ۲۷ جنوری کے لیڈر مین بھی کوئی آیت پیش نہ کی اور اب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث مین نہین دیسکا۔

۲۔ اہلحدیث کی جو ترکیب اور معنے ۲۷ جنوری کے اہلحدیث مین بیان کئے تھے اس کے مطابق مینے لکھا تھا کہ ان معنون کے لحاظ سے تم سچے اہلحدیث نہین بلکہ ہم مین۔ چنانچہ میرے لفظ یہ مین "مین سچ کہتا ہون کہ اگر اہلحدیث سے وہی مراد ہے جو آپنے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم مین نہ آپ" اس کے بعد مینے انپر چند سوال کئے تھے جو ان کے اہلحدیث نہ ہونیکو ثابت کرتے تھے۔ ان کا کوئی جواب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث مین نہین دیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یا تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا اہلحدیث نہونا تسلیم کر لیا ہے اور یا خدا تعالیٰ نے انہین ان امور کے تسلیم کر لینے کی توفیق دی ہے۔

دوسری ابلہ فریبی۔ ۲۷ جنوری کے اہلحدیث مین اہلحدیث کے معنے یہ لکھے مین "پیغمبر علیہ السلام کے قول و فعل پر عمل کرنے والے" لیکن اب ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء مین اسکا خلاصہ یہ بتایا ہے۔

"ہم اہلحدیث مین کیونکہ اہلحدیث کے معنے مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل کرنیوالے"

ان دونو فقرون مین جو فرق ہے اس سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اصل مذہب کا پتہ لگتا ہے۔ اور اس فتویٰ کی تصدیق ہو جاتی ہے جو اس خاص اہلحدیث ۱۰ مارچ مین شائع کیا گیا ہے کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل ہی ناممکن ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز ہرگز دعوی نہین کر سکتا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات بلا واسطہ اس تک پہونچے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احادیث سے ہی منکر ہے۔ کوئی ایسی حدیث اسے نہیں ملی جسمیں کسی دوسرے شخص کا واسطہ نہو۔ یہ ذومعنی فقرہ اسنے اس اصل کو چھپانے کیلئے لکھا ہے مگر یہ اعتقادی مذام چھپ نہیں سکتے۔ اگر وہ ابلہ فریبی کی راہ سے یہ کہے کہ اس سے مراد عرفی تقلید ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ مجرد اہلحدیث نام ہی مشہور اہلحدیث لوگوں نے اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ کا مقبولہ روحانی منصفہ اور سرجل اور لاٹ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی اس تازہ تحریر میں جو اس نے اپنے روحانی فرزند ثناء اللہ کی تنبیہ کیلئے لکھی ہے وہ **اہلسنت واہلحدیث** پورا نام تجویز کرتا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب **سنت صحیحہ** کو چھوڑتے ہیں۔ جس کا ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں ذکر تک نہیں۔ **اہلسنت اہلحدیث** کیلئے یہ ایک قابل قدر مقام ہے۔ کیونکہ یہاں صرف مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلمات کو ہی لیا ہے اور وہ بھی بلا واسطہ فعل چھوڑ دیا ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** کا ترک کیا ہے۔ اور اسکا بہتر ثبوت یہ ہے کہ ۱۰ فروری کے الحکم میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **ایک فعل** پیش کیا تھا جو انہیں زد تھی پس اس سے بچنے کیلئے ترک فعل ہی کر دیا۔ **چلو چھٹی ہوئی۔**

تیسری ابلہ فریبی۔ حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں ان الفاظ میں مجھ سے سوال کیا گیا تھا

"آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دیں گے راستبازی سے بتلاؤ کہ مرزا جی نے جسوقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درختوں پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا"

میں نے اس کا جو کچھ جواب دیا ہے اسے **الحق** ناظرین کیلئے الحکم ۱۰ فروری سے یہاں نقل کر دیتا ہوں

"میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر** کو نہایت دیانتداری اور راستبازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ابھی دونگا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب **ایمانداری اور راستبازی** سے قبول کر لیں گے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ حملہ ہے اور بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمان مومن کا کام نہیں پھر مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں اب آپکے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجئے مولوی فاضل صاحب سنیئے اور اگر خدا ترسی ہے اور مر کر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکو قبول فرمائیے اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر دیا تو میں سمجھونگا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں حضرت **کرشن** علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کیا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا حضرت **کرشنؑ** کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **کرشنؑ** کو راستباز اور **مقرب** بارگاہ الٰہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریر و فن عام ہے اسلئے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں۔ سیالکوٹ سے پہلے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اسمیں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا یا توہین کرتا ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اسمیں آیا ہے وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ"

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے آپکو دکھلانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا اور اس لاہوری لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپ نے پڑھا ہو گا اسکے صفحہ ۸ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ **رامچندر** اور راجہ **کرشن** درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اسمیں کیا **شک ہے** کہ وہ دونوں بزرگ **خدا رسیدہ** اور اوتار رکھتے **خدا کی نورانی تجلی انپر اتری تھی اسلئے وہ اوتار کہلائے**"

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راستبازی ایمانداری اور انصاف آپکے لئے کیا حکم دیتا ہے۔ اگر ابھی کسر ہو تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق ملجاوے۔ نسیم دعوت نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰ حضرت کی شائع کی ہوئی ہے اسکے صفحہ ۴۲ پر راجہ رام چندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر انکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

اب منصف مزاج ناظرین خدا ترس دل لیکر بتائیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اعتراض کا کوئی حصہ بھی قابل جواب باقی چھوڑا گیا ہے؟ یقیناً وہ کہیں گے کہ ہرگز نہیں۔ مگر معزز ناظرین میں نے جو لکھا تھا کہ کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب ایمانداری اور راستبازی سے قبول کر لیں گے؟"

اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب نے وہی سر ہلا دیا کہ **میں نہ مانوں گا**۔

۱۰ مارچ کے جواب الجواب میں مجھے مولوی فاضل صاحب الزام دیتے ہیں

"بہت خوب بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہیے کہ کیا کر رہے ہیں مخالف کی مراد کو نہ سمجھنا اور جواب دینے کی کوشش کرنا بالکل دہرمپال کی سی کارروائی ہے"

مولویصاحب! کیا اب میں آپ ہی کے الفاظ میں آپ سے نہ کہوں

"بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہیئے کہ کیا کہہ رہے ہیں!"

وان لم تستحی فاصنع ما شئت

آپ کی حیا و شرم کا فیصلہ میں آپ کے ناظرین پر چھوڑ دیتا ہوں آپ اپنا دیا اعتراض اور میرا جواب اہلحدیث میں پورا چھاپ دیں پھر ناظرین اہلحدیث کو شرم نہ کرنیوالے کا پتہ خود دل بتا دے گا۔

اس لاجواب جواب پر **جواب الجواب میں مولوی فاضل صاحب** لکھتے ہیں کہ

"ہماری غرض بھی تو اتنی ہی تھی کہ جو کچھ تم نے کرشن جی کی نسبت اعتقاد بدلا ہے وہ قادیانی کاہن ہی کے کہنے سے بدلا ہے ایک منٹ پہلے ہو یا ایک سال پہلے تو آخر ثبوت اسکی صلاحیت بلکہ نبوت اور رسالت کا تمہارے پاس بجز اسکے تو کچھ نہیں کہ خود مرد لنکے منہ سے نکلا ہے"

ناظرین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس جواب پر خوب نظر کریں اس تحریر نے انکی ساری حقیقت کھولدی ہے علمی بھی اور **عملی** بھی۔ اور میں خدا کے فضل سے دعوی سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری اس تحریر کا ہرگز ہرگز کافی جواب نہیں دے سکیں گے اور قرآن کریم کے الفاظ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں

وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين

میں نے ۱۰ فروری کے الحکم ہی میں صاف الفاظ میں لکھا تھا

"میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کیا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا"

اسمیں کوئی پیچیدہ جملہ نہیں۔ مجھے اور کل احمدیوں کو اس امر پر فخر اور ناز ہے کہ **لم نقصص** کے ماتحت برگزیدوں میں سے کرشن علیہ السلام کی سچائی کی خبر حضرت امام کے ذریعہ ملی۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب **ایمانداری** اور خدا ترسی سے مجھے حضرت آدم حضرت موسیٰ۔ حضرت **عیسیٰ**۔ حضرت **نوح**۔ حضرت ابراہیم وغیرہم انبیاء علیہم السلام جنکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے انکی نبوت اور رسالت کا **ثبوت قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو چھوڑ کر بیان کریں جو ثبوت وہ پیش کریں گے اسی بنا پر میں حضرت کرشن کی راستبازی اور اصطفا کا ثبوت دونگا!** کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے محض اس بنا پر ہی انکو راستباز تسلیم نہیں کیا کہ قرآن کریم نے انکی تصدیق کی ہے وہ خارجی ثبوت کیا رکھتے ہیں ذرا پیش تو کریں۔ اگر کوئی خارجی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو معلوم ہوا مولویصاحب ان انبیاء علیہم السلام کے وجود سے بھی منکر ہونگے۔

اے نادان مولوی! کیا اس واقفیت پر تو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا مدعی اور ہجو یا دیگر نے نیست کے دعوے کرتا ہے تو اتنا نہیں جانتا کہ راستباز راستبازوں کی تصدیق کیا کرتے ہیں پہلا کام انکا یہی ہوتا ہے + (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

ایک خط جو سعادۃ اور شقاوۃ میں سچا فیصلہ کرنے والا ہے

قبل اس کے کہ میں اس خط کو نقل کروں چند باتیں بطور تمہید کے لکھنی ضروری سمجھتا ہوں ممکن ہے کہ بعض کمزور اور سنن الٰہیہ سے ناواقف دل اعتراض کریں کہ ایسا خط شائع کرنا کیوں ضروری سمجھا گیا بلکہ اس کا اخفا بہتر تھا۔ مگر میرا یہ مذہب نہیں۔ مجھے ہر امر میں قرآن شریف کے اسوہ کی پیروی کرنا بہت پیارا معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب نے بعض واقعات اور امور کو اپنے اندر لیا ہے جن کے وجود اور قیام سے مومنین کے لیے عجیب فوائد اور مصالح کی بنیادیں پڑی ہیں۔ اگرچہ حقائق ناشناس پست ہمتوں نے ان ہی پرحکمت باتوں کو ہدف اعتراض بنایا۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مامور من اللہ کی ہر مہتم بالشان اور پرحکمت بات اور واقعہ کو مکتوب کیا جائے اور محفوظ رکھا جائے۔ خدا تعالیٰ اور اسکے نبیوں اور مصلحوں نے کبھی نکتہ چینوں اور ان کی یاوہ گوئیوں کی پروا نہیں کی مصلحت عامہ کی غرض کو ملحوظ رکھکر فرمایا جو کچھ فرمایا اور اپنے برگزیدوں اور خلیفوں کو اُسپر چلایا جسطرح چاہا۔ نکتہ چیں زبانوں نے بڑی بڑی تیزیاں دکھائیں اور معترض قلموں نے حد سے زیادہ ریزہ کاریاں کیں مگر آخر کار زبانیں کٹ گئیں اور قلم گھس گئے یا یوں سمجھلو کہ زبانوں نے خاک مجبھ چاٹ کر اپنی ہرزہ درائی کا اعتراف کیا اور قلموں نے ناک رگڑ رگڑ کر اُسی کو حق تسلیم کیا جسپر سرکشی اور شتابکاری سے حرف رکھا اور زہر اُگلا تھا۔ اللّٰہ اکبر کیا ہی سچی اور پرشوکت بات ہمارے رب علیم کی ہے

نٓ۔ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۞

اس خط میں جو عنقریب پڑھنے میں آئے گا ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا جواب ہے جو اُسنے حضرت حجۃ اللہ نبی اللہ علیہ السلام کے مصارف پر کیا۔ اس نے سادگی اور نیک نیتی سے چند دوستوں کی زبان بنکر ایسی جرأت کی ہم جانتے ہیں اور بصیرۃ اور تجربہ سے یقین رکھتے ہیں کہ سادگی اور ناواقفیت کبھی کبھی ایسے امر کا ارتکاب کرتی ہے اور دل مخالفانہ رنگ اور اعتراض سے بری فرشتہ کی طرح معصوم اور پاک ہوتا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ایسے وسوسوں کی تہہ ناواقفیت خدا کے کلام اور کاموں سے ہوتی ہے۔ پر معرفت اور لذیذ ایمان خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے جس کے سامنے وساوس اور اوہام کی تاریکی کبھی ٹھہر نہیں سکتی قرآن کریم کے پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے جو کسی پرحکمت قول یا فعل کے نہ سمجھنے کے سبب سے کسی وقت گھبرا اٹھتے اور شتابکاری سے زبان اعتراض کھول دیتے مگر ان کی نیک نیتی اور پاکیزہ فطرتی شفیع بنکر انھیں عنداللہ اور عندالرسول معذور ٹھہراتی۔ مگر ہم اس امر کو بڑے فخر اور ناز سے ظاہر کرتے ہیں کہ لمبی معیت اور صحبت کا شرف حاصل کرنے والے صدیقوں سے ایسی حرکت کبھی ظہور میں نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کبھی پسند نہیں کیا کہ اس کے خلیفہ اور مامور کی کسی بات اور فعل پر اعتراض کیا جائے اور نہ ہی فطرت سلیم اسے روا رکھتی اور اس مذہب اسکی گنجایش دیکھتی ہے اس پرحکمت امر کے اظہار کے لیے ہمارے نبی کریم کو (صلی اللہ علیہ وسلم) امین فرمایا ہے۔ در حقیقت بات بھی یوں ہی ہے۔ ایک شخص اگر حقیر دنیائی ناچیز اور فانی امانتوں یعنی چاندی سونے اور تانبے کے چندوں کا سچا محل اور امین نہیں تو کیونکر فطرت سلیم اور عقل مستقیم اجازت دے سکتی ہے کہ ایمان۔ دل اور جان کی بیش قیمت امانتیں اُسکے سپرد کی جائیں اور اپنی تمام محبوبات اور شہوات پر اُس کی رضا کو مقدم رکھا جائے۔ خلیفۃ اللہ کیا ہے خدا کی ایک کل۔ یا مردہ بدست زندہ۔ وہی جس کا سچا نقشہ اس آیت نے دکھایا ہے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

بتاؤ تم کیا کہوگے جس کا جینا مرنا عبادت وغیرہ سب خدا کے لیے ہوگیا۔ وہ تو اپنے آپ سے مرگیا اور خدا میں اور اس کے ساتھ زندہ ہوگیا۔ اب اسکی نہ اپنی کوئی خواہش ہے اور نہ اپنا کوئی ارادہ اور اختیار ہے۔ یہ مقام بڑا اعلیٰ اور یہ منصب بڑا عظیم الشان ہے اس کا سمجھنا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اسی مقام شریف کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ آیت

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۞

جس سعید اور مبارک قوم نے اس امر الٰہی پر عمل کیا۔ ان کی قوت معرفت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے میں ان لوگوں پر قربان ہوں۔ اُس مبارک اور برگزیدہ وجود پر جو ایسا خدا میں کھویا گیا کہ اُس کا اپنا کچھ نہ رہا یہاں تک کہ خدا نے گواہی دے اُٹھا کہ اب یہ سارا میرا اور میرے لیے ہے تم اسکے پیچھے ہو جاؤ میں تمہیں پیار کروں گا اور ان پر بھی جنھوں نے پوری بصیرت اور کامل یقین سے اسے ایسا سمجھا اور موت تک اس ایمان پر قائم رہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے پیرایہ میں جیسے کہ اس کی عادت قرآن شریف میں ہے (الخبیر) اس آیت سے

(هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۞)

ایک سر بتایا۔ اُنھوں نے سمجھا اور خوب سمجھا۔

جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَيْرًا

کیسی صاف بات اور عجیب بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور اُس کے ضمن میں ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت سلیمانؑ کی طرح بلکہ ان سے بڑھ کر بادشاہ ہونے والے تھے فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ ہم نے تجھے دیا ہے ہماری عطا ہے ہمیں مخلوق کا دخل نہیں کہ کوئی تجھپر اعتراض کرنے کا حق رکھ سکے سو تو خواہ لوگوں کو بخشدے یا اپنے پاس رکھ اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ اللہ اکبر کیسی فطرۃ صحیحہ کی مطابقت ہے حضرت مسیح موعود نے بھی بے اختیار جواب میں یہی رنگ اختیار کیا ہے۔ ایسی ہی تعلیم کا اثر اور معجزانہ اثر تھا کہ کبھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور بڑے آدمی کی ذری سی بات پر ایک وادی بکریوں کی عطا کر دی تو کوئی بھی معترض نہ ہوا کہ یہ بے محل اسراف ہے اس لیے کہ وہ آپ کو خدائے حکیم کا حکیم رسول مانتے تھے۔

میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ اس ایمان کی جو ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دکھایا کوئی نظیر کسی زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ نہ بنی اسرائیل میں اسلیے کہ توریت ان کے شکوہ سے یوں پُر ہے جیسے ایک آبلہ پانی سے یا ایک سڑا ہوا پھوڑا بدبودار پیپ سے۔ وہ بار بار اپنے نبی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو نکتہ چینیاں اور شرارتوں سے ایذا دیتے۔ نہ عیسویوں میں اس لیے کہ ان کی قوت معرفت اور محبت اُن کے آخری فعل سے خوب ظاہر ہوتی ہے جو اُنھوں نے اپنے آقا کے ساتھ اُس نازک گھڑی میں دکھائی جبکہ بیگانوں کی آنکھیں بھی خون رو دیتی ہیں۔

آج اس مادہ پرست دنیا میں جس میں ایک ایک فرد سے قید حریت کی بدبودار ہوا سے باشندوں پر چڑھا ہوا ہے ایسے ایمان کی کیفیت کا سمجھنا آسان بات نہیں کہ ایک شخص کی ہر بات اور فعل کو خدا کی بات اور فعل مانا جائے اور خواہ اُس کا کوئی قول یا فعل سمجھ میں آئے یا نہ آئے اُسے واجب العمل سمجھا جائے۔ مگر فلاح اسی میں ہے اور قوم اسی طرح بنتی ہے۔ اسلام نے اسی اصل محکم پر ایک قوم بنا کر دکھائی ہے آج کے سرکش اور بیباک لوگ جن کا جھوٹا نام آزاد اور مہذب ہے اُن کی جاہلیت کے زمانہ سے بڑھ کر بیباک نہیں۔ یہ ہندوستان کی تاریک اور پامال مٹی کے فرزند خدا سے مہجور اور بے نور ان میں حوصلہ ہی کیا اور ان پدیوں کا شور ہی کیا وہ صحرائے عرب کے آزاد فرزند۔ بات کی تہ پر کٹ مرنے والے ابلیس کی طرح کسی کے آگے کبھی سر تسلیم جھکانے والے کیسے ایک شخص کے آگے سربسجود ہوئے اور اس سے وہ کچھ پایا جو نہ موسائیوں نے حضرت موسیٰؑ کی پیروی سے پایا اور نہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی پیروی سے مبارک وہ جنھیں یہ ایمان اور عرفان عطا ہو۔

وہ خط یہ ہے

محبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں ایک مدۃ سے بیماریوں میں رہا اور اب بھی ان کا بقیہ باقی ہے میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔

آپ کے پہلے خط کا ماحصل جسقدر مجھکو یاد رہا ہے یہ ہے کہ میری نسبت آپ نے ...... کی جماعت کیطرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ

(مہر الدین)

ایک نیک نیتی کے سپرد ہو جو سب ضرورتوں میں خرچ کیا کریں۔ اور یہ بھی ذکر تھا کہ اسی روپیہ میں سے بازاروں کے چند منگار بھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جنکو میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا رد لکھوں۔ میں آپ کو خداتعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اسکے خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ .... کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر سمجھا دیں کہ اسکے بعدہم .... کا چندہ بکلی بند کرتے ہیں اور اُن پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لیے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دل میں مخفی رکھتا ہے اسکو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خداتعالیٰ کی طرف سے ہے اور جسطرح وہ میرے دل میں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح ہے بہرحال میں اسطرح کرتا ہوں۔ لیکن جو شخص کچھ مدد دیکر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پروا نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ منفق ہوکر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دیگا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہوگی جیساکہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے یَنْصُرُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ۔ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کریگا۔ تیری وہ مرد کرینگے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کرینگے اور الہام کرینگے۔ پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک حبہ بھی دو کوڑی کیطرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں

بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں

اور کیا وجہ کہ انھیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ بھیج سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے **خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں** اور میرے تمام کاروبار خواہ اُنکو سمجھیں یا نہ سمجھیں اُن پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں ہیں کہ کسیکو حساب دوں۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض دلمیں رکھتا ہے اُسپر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسیکی پروا نہیں جبکہ خدا مجھے بکثرت کہتا ہے گویا ہر روز کہتا ہے کہ میں ہی بھیجتا ہوں جو آتا ہے اور کبھی میرے مصارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا تو دوسرا کون ہے جو مجھپر اعتراض کرے۔ ایسا اعتراض آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی تقسیم اموال غنیمت کے وقت کیا گیا تھا۔ سو میں آپکو دوبارہ لکھتا ہوں کہ آیندہ سبکو کہدیں کہ تمکو اُس خدا کی قسم ہے جسنے تمھیں پیدا کیا اور ایسا ہی ہر ایک جو اس خیال میں انکا شریک ہے کہ ایک حبہ بھی میری طرف کسی سلسلہ کے لیے کبھی اپنی عمر تک ارسال نہ کریں پھر دیکھیں کہ ہمارا کیا حرج ہوا۔ اب قسم کے بعد میرے پاس نہیں کہ اور لکھوں۔

خاکسار مرزا غلام احمد

اگرچہ خط اس قابل ہے کہ کھول کھول کر اُن فوائد اور مصالح کو بیان کیا جلے جو اس سے مستنبط ہوتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ رشید اور سعید دل خود ہی مستفید ہو جائینگے۔ اس سے استفادہ اور عدم استفادہ کو خداتعالیٰ کی مشیت اور قلوب کی سعادۃ اور شقاوۃ کے حوالہ کرکے آخر میں چند باتیں گذارش کرنی مناسب سمجھتا ہوں۔ جیسے اُن صحابہ سے ہمیں دین کا بہت سا حصہ پہنچا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کی اندرونی اور بیرونی واقعات اور احوال پر پورے واقف ہوے آپ کی سچائی اور سیرۃ کے گواہ ٹھہر گئے۔ میرے دل میں بار بار یہ آرزو رہتی ہے کہ وہ لوگ جو اسرار نبوۃ اور مصالح ماموریت کی نسبت کوئی شبہ یا وسوسہ دل میں رکھتے ہیں خواہ وہ مخالف ہیں اور خواہ سادہ ناواقف ہوں اور نیک نیتی سے کسی امر کی سچائی اور اصلیت پر آگاہ ہونا چاہتے ہوں وہ اُسی منہاج اوّل کے موافق اُن لوگوں کی طرف رجوع کریں جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمانیت سے حضرت موعود علیہ السلام کا شرف صحبت اور فخر معیت بخشا ہے۔ پھر اُنکی گواہی پر اُسی طرح ایمان لاویں جسطرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کی گواہی پر ایمان لائے ہیں۔ اور درحقیقت اس سے چارہ نہیں اور حق بھی اسی میں ہے۔ سنۃ اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جزوی و کلی حالات سے واقف وہی ہوتے ہیں جو محبت اور صدق اور حسن ظن سے مدۃ دراز تک مامور کی صحبت میں رہتے ہیں۔ مخالف اور عدو کو کہاں نصیب ہوتا اور موقعہ ملتا ہے کہ وہ راست بازوں کی صحبت میں رہے۔ آخر وہی احباب اور اصحاب مامور کی صداقت اور صدق کے گواہ ٹھہرتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مامور کی نسبت اُس کے مخالفوں کی گواہی کو کبھی کسی زمانہ میں قابل اعتماد سمجھا گیا ہو۔ فطرت سلیم بھی فتویٰ دیتی ہے۔ مگر تعجب ہے ایک یورپین پادری ولیم میور پر جو اسیات کا پیاسا ہے کہ کیوں ابوجہل اور اُس کی پارٹی کی گواہی حضرۃ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قبول نہیں کیجاتی۔ تعجب یہ ہے کہ یسوع کی نسبت اُن کے ہمعصر اور ہم قوم بنی اسرائیل کی گواہی منظور نہیں کرتا۔ اس سے کچھ کم تعجب مجھے شیعوں کے مقتدا اور مایہ ناز یا غارت کن ایمان علامہ حلی پر ہے جو ابوبکر صدیق (علیہ السلام) کے مقابل مسلیمہ کذاب اور حضرت عمر فاروق (علیہ السلام) کے مقابل اُس خبیث قاتل کی جنبہ داری کرتا اور اُن کی گواہی کو حق اور اُن کے فعل کو موزون کہتا ہے۔ پھر مجھے کچھ تعجب اس زمانہ کے مولویوں اور اُن کے مس فطرت مقلدوں پر نہیں جو اُن آباء کے نقش قدم پر چلکر حضرت موعود کے مخالفوں کی گواہی لیتے ہیں اور اصحاب سے پوچھنا کفر سمجھتے ہیں۔

کیا یہ تاسف اور تعجب کی بات نہیں کہ دور اور مہجور دشمنوں کو جنھیں کبھی بھی مامور کی صحبت میں رہنا نہیں ملا۔ حضرت مامور کی وہ باتیں نظر آجاتی ہیں جو خلوت اور جلوت کے حالات سے واقفوں کو معلوم نہیں ہوتی۔ مامور کی جیسی نرمی اور بھیانک تصویر وہ کھینچتے ہیں اگر درحقیقت اگر وہ شکل اور وہی ہیئت کسی کی ہو تو اُس سے تو پاس والے ہزاروں کوس دور بھاگیں چہ جائیکہ اس کے قرب و معیت کو رات دن خداتعالیٰ سے اپنی نماز میں مانگیں۔ وہ جو خداتعالیٰ کے لیے ہر محبوب و مالوف شے سے ہجرۃ کرکے اس کے قدموں میں زندگی بسر کرنا خداتعالیٰ کی رضا کا موجب یقین کرتے ہیں کیا وہ اُس تصویر پر جان اور مال قربان کرتے ہیں جسے دشمنوں نے اپنی پرشقاوۃ البموں میں رکھا ہوا ہے۔ نہیں نہیں اصلی تصویر وہی ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے اصحاب پر منکشف ہوتی ہے۔ اُسی دلربا پر جذب تصویر کی کشش سے وہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اُس کے قدموں پر نثار کرتے اور اُسپر خداتعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اُنھیں یہ توفیق ملی۔ آخر میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان چند سطروں میں برکت ڈال دے اور بہت سے دل اس سے فائدہ حاصل کریں +

خاکسار عبدالکریم۔ قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

ایک مناسب درخواست اور تحریک

کسی قوم میں ملیت اور وحدۃ پیدا کرنے کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ اس قوم کے افراد باہم رشتہ داریاں قایم کرکے اس **اخوۃ** کا عملی ثبوت دیں جو کسی امام و مامور کے ماتحت ہوکر وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ ایسی زبردست ضرورۃ ہے کہ خود حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکو محسوس کیا اور ایک اشتہار مرقومہ جون ۱۸۹۸ء کو شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ چونکہ خداتعالیٰ کے فضل اور کرم اور اسکی عنایات سے ہماری جماعت میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اسلیے قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ ان کے باہمی اتحاد بڑھانے کے لیے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر سے بچانے کے لیے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارہ میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہوکر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اُنسے ہماری جماعت کے لیے رشتہ غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کرکے اس جماعت میں داخل نہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُنکی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں

خدا ترس ہیں پرہیزگاری میں ممتاز ہیں دین سے محبت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہو گا تب تک وہ ہم میں سے نہیں الآخرہ"

یہ حضرت حجۃ اللہ کا ارشاد ہے جو اس اشتہار میں شائع ہوا تھا۔ قوم کو قوت پہنچانے کے لیے یہ ضروری اور کارگر نسخہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ہم لوگ ان امور کی بابت اور نگہداشت میں بہت کمزوریاں ظاہر کر رہے ہیں۔ اکابران امت مثل حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب و حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب ایسے امور میں ایک بہترین مشیر اور مشورہ کا کام دینے کو خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ لیکن ابھی تک پرانی رسوم ہیں ہم گرفتار ہیں۔ اصل معیار تقویٰ و طہارت کو چھوڑ کر دولت اور ہڈی کی تلاش ہمارے سامنے رہتی ہے۔ اور دولتمند اور مفلس کا سوال ہمارے پیش نظر۔

الحکم میں پچھلے دنوں شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم اور میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش کے متعلق شادی کی درخواست کے متعلق میں نے نوٹ شائع کیے تھے لیکن مجھے تعجب ہوا کہ پھر توجہ نہیں ہوئی۔ بحالیکہ شیخ صاحب ایک شریف ہندو خاندان کی یادگار ہیں اور محض خدا کیلیے اپنی برادری سے الگ ہوئے ہیں اور پھر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے حضرۃ اقدس کی صحبت میں رہنے کے لیے یہاں دار الامان میں رہتے اور اپنی قوت بازو سے اپنی ضروریات کے لیے سامان بہم پہنچاتے ہیں مگر محض اس خیال سے کہ وہ تیر فروشی کرتے ہیں شاید کسی بزرگ کو توجہ نہیں ہوئی۔ ایسا ہی میاں رحمت اللہ صاحب جن سے میں ذاتی طور سے واقف ہوں ایک شریف زمیندار تجارت پیشہ ہے اور معقول آمدنی رکھتا ہے لیکن سبزی فروشی شاید ان کے لیے کسی بھائی کو تعلق پیدا کرنے سے مانع ہے۔ خدا کرے میرا قیاس غلط ہو اور محض غلط ہو۔

لیکن اگر یہ راست ہو تو بہت افسوسناک امر ہے۔ قومی ضرورتیں قوم ہی میں پیش ہونگی اور قوم ہی کو ان کا انتظام کرنا پڑے گا۔ میری رائے میں مولانا مولوی نور الدین صاحب اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب افراد قوم کو ایسے مشوروں کے لیے بہترین مشیر ہو سکتے ہیں اگر قوم فائدہ اٹھانا چاہے۔

اس تحریک کی تمہید ایک اپنے بھائی کی درخواست پر لکھنی کی ضرورت پڑی۔ جنھوں نے اس ضرورت کے لیے مجھے خط لکھا ہے اور اخبار کے ذریعہ فائدہ اٹھانا چاہا ہے۔ انکی درخواست بہت مناسب اور ضروری ہے اسلئے میں اپنے الفاظ میں اسے درج کر دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ کوئی سعید بھائی جسکو خدا تعالیٰ نے ایسا تعلق پیدا کرنے کے لیے موقع دیا ہو اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ خصوصاً ضلع ہوشیارپور اور جالندھر میں ہمارے احمدی راجپوت بھائی اچھا موقع رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ میانمیر جو ابھی دنوں سمالی لینڈ کی مہم سے واپس آئے ہیں اور جن کے درجہ اول میں مستقل کیے جانے کی سپارشیں انکے افسران اعلیٰ نے کی ہیں ایک شریف راجپوت بھٹی خاندان کے ممبر ہیں جو کوٹ بھٹیاں ضلع گورداسپور کے باشندہ ہیں انکی عمر اسوقت ۲۴ سال کی ہے اور ۷۵ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں اپنے والدین کے گھر اکلوتے لڑکے ہیں اور ایک سو چار گھماؤں اراضی کے واحد وارث ہیں یہ ظاہر ہے کہ ایک لائق۔ شریف خاندانی اور پھر خدا کے فضل سے معقول حیثیت لڑکا ملنا آسان نہیں ہوتا۔ اسلیے انکے رشتہ دار وغیرہ ایسی تقریب کے لیے اکثر لوگ فخر کے ساتھ خواہشمند ہیں مگر وہ صرف اپنی جماعت میں ایسا تعلق کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پہلی بیوی ابھی ہے مگر وہ عارضہ سل میں مبتلا ہے اور اس کی حالت نازک ہے۔ اس بنا پر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جماعت میں ایسا تعلق پیدا کریں۔ ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں کہ لڑکی مغل راجپوت یا پٹھان قوم سے ہو۔ عمر میں ۱۵۔ یا ۱۶ سال سے کم نہ ہو ما طاب لکم کے ماتحت حسن خلق و خُلق رکھتی ہو۔ صحیح البدن ہو۔ خاندان میں کوئی متعدی مرض نہ ہو۔ خندہ پیشانی ملنسار اور اس کے تین چار بھائی ہوں۔ مستورات کی ضروریات اور فرائض خانہ داری سینا پرونا وغیرہ سے واقف ہو۔

ضروری تعلیم سے واقف ہو۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور دوسری مذہبی کتب اردو زبان میں پڑھ سکتی ہو تو بہت ہی بہتر ہے۔

جو صاحب ڈاکٹر صاحب سے اس معاملہ کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ میانمیر کے پتہ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

تربیت اولاد پر حکیم الامۃ

۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو قریب شام مجھے حضرت حکیم الامۃ کے حضور شرف ملازمت حاصل تھا باتوں ہی باتوں میں اسبات پر ذکر آ گیا کہ آپ عبد الحی کو بہت آزاد کیوں رکھتے ہیں اور اسکو کبھی تنبیہ نہیں کرتے۔

فرمایا۔ میں اسکو مناسب تنبیہ تو کرتا ہوں اور ایسے طرز پر کہ اسے ذرا بھی ناگوار نہیں ہوتا اور وہ اصلاح کر لیتا ہے لیکن بچوں کو مارنا پیٹنا یہ میں بالکل نامناسب سمجھتا ہوں اور مندرجہ ذیل وجوہ ہیں جو میں اسکو کھلا چھوڑ دیتا ہوں

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اکرموا اولادکم یعنی اپنی اولاد کی تکریم کرو اس لیے اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے بچوں کو زد و کوب سے پرورش نہیں کیا

(۳) پھر میں یہانتک بھی پاتا ہوں کہ عہد رسالت میں بچوں کو ہرگز نہیں مارا جاتا تھا۔

(۴) جبکہ شریعت اور خدا تعالیٰ نے انکو ابھی مکلف نہیں کیا تو ہم کون ہیں جو مکلف کر سکیں۔

(۵) عبد الحی اللہ تعالیٰ کی ایک آیۃ ہے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کے موافق ہوا ہے۔ آیۃ اللہ کی بے حرمتی اچھی نہیں۔

(۶) خود حضرت اقدس علیہ السلام کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ بچوں کو زجر و توبیخ نہیں کرتے۔ میں نے خود سنا ہے کہ جب کبھی ام المومنین نے کسی بچہ کی کوئی شکایت کی ہے تو فرمایا ہے "کہ میں دیکھتا ہوں کہ اسکی فطرۃ اس سے کیا کراتی ہے میں دعا کروں گا"

(۷) اولاد کے لیے دعائیں کرنی چاہییں کہ وہ نیک ہوں تاکہ ہمارے لیے دعائیں کرنیوالی ہوں لیکن اگر شروع ہی سے ہم ان کے دل میں اپنے لیے بغض پیدا کر لیں گے تو وہ دعائیں کرنیوالی ہونگی یا بد دعا کرنے والی۔

(۸) میری اور میرے بھائی بہنوں کی تربیت کبھی اس رنگ سے نہیں ہوئی میرے والدین ہم سب پر اور مجھ پر بہت ہی بڑی عنایت اور شفقت کیا کرتے تھے۔ ہماری تعلیم کے لیے وہ کبھی بڑی سے بڑے خرچ کیلیے بھی آزردہ خاطر نہ ہوتے تھے بلکہ بڑی خوشی سے ادا کرتے تھے میں نے اپنے کبھی والد یا والدہ ماجدہ سے کوئی گالی بچوں کو نہیں سنی بلکہ والدہ صاحبہ جنسے ہزاروں لڑکیوں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے وہ اگر کسیکو گالی دیتی تھیں تو وہ یہ گالی دیتی تھیں محروم نہ جاویں۔

(۹) جب ہم خود باوجودیکہ اسقدر عمر ہو گئی ہے اور بہت کچھ پڑھا اور پڑھایا ہے) بھی غلطی کر بیٹھتے ہیں تو جنکو کچھ بھی واقفیت اور علم نہیں اگر غلطی کر بیٹھیں تو اسپر اسقدر غصہ اور غضب کیوں ہو۔

(۱۰) غلطیوں اور فروگذاشتوں پر دعا کرنی چاہیے حضرۃ اقدس علیہ السلام گھر میں ایکدفعہ فرما رہے تھے کہ لوگ جو کسی پر ناراض ہوتے ہیں مجھے حیرت ہے کہ وہ ناراض ہوتے ہیں کیا انھوں نے اسکے واسطے چالیس دن رو کر دعا بھی کی ہے اگر چالیس دن رو کر دعا کرے اور پھر بھی اسکی اصلاح نہ ہو۔ تو البتہ اسے ناراض ہونے کا موقعہ ہے۔

استفتا اور اُن کے جواب

(از حکیم الامۃ)

(۱) قبرستان کے لیے جو زمین وقف کی جاوے اس میں اگر کوئی شخص مسجد بناوے اور پھر اس مسجد کو پیچھے کیجانب محراب و منبر وغیرہ توڑ کر مال زکوٰۃ سے بنا سکتا ہے یا نہیں

الجواب مسجد کو پیچھے کیجانب یعنی قبلہ رخ ہٹانے کی ممانعت شرع اسلام سے ثابت نہیں بلکہ مسجد مکہ اور مسجد نبوی بھی ہر طرف سے بڑھائی گئی ہے۔ منبر محراب توڑنے کی ممانعت بھی ہمیں ثابت نہیں قبرستان کو مسجد بنانا یا وقف کے خلاف ورزی کرنا تو ممنوع ہے مگر ہمیں یہ بھی تو بر طلب یا امر ہے کہ مسجد نبوی بھی جس مقام پر بنائی گئی ہے وہ بھی قبرستان تھا۔

مصرف زکوٰۃ میں مسجد کا بنانا ہرگز نہیں ہو سکتا لا تصرف الزکوٰۃ الی بناء المسجد و قنطرۃ و اصلاح طرق ونحوھا (عینی شرح کنز)

قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ اور آثار سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ زکوٰۃ سے مسجدیں بنائی گئی ہوں

(۲) سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں جو یہود پر دو دفعہ کے وقت آئے وہ کیا تھے اور مسلمانوں پر کب۔

الجواب قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک بنی اسرائیل کی طرح مسلمانوں پر بھی یہ دو خطرناک وقت آئینگے بنی اسرائیل پر پہلی آفت حضرۃ داؤد و سلیمان کے عہد سلطنت کے بعد میں پڑی جبکہ بابل کے بادشاہ اور مشرق کے لوگ انکو قید کر کے لیگئے مسلمانوں پر یہ تباہی کا وقت عباسیوں کی سلطنت میں آیا جبکہ ہلاکو اور اسکی قوم نے انکی سلطنت کو بیخ سے کاٹ ڈالا یہ تو وعد اولٰہما کی تفسیر ہوئی دوسری دفعہ بنی اسرائیل پر مسیح کے وقت میں بڑی تباہی آئی جو مسیح کی مخالفت کا نتیجہ تھا اور وہ انکی مخالفت ہی اسکا باعث ہوئی۔

مسلمانوں کیلیے بھی یہ دو وقت سخت خطرناک ہیں ایک وقت تو ان پر عباسیوں کے عہد میں آ چکا ہے اب دوسرا وقت جو مسیح موعود کی مخالفت کا نتیجہ ہو گا وہ اسکی پوری مخالفت پر موقوف تھا جبکہ زمانہ مسیح موسوی کیطرح اسکے بعد اپنی مخالفت کا مزہ چکھا دے۔ یہ دو زمانے جو مسلمانوں پر آنے تھے ایک زمانہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور دوسرا آ رہا ہے پھر جسطرح بنی اسرائیل پر مختلف تباہیاں آئی ہیں ایسے ہی مسلمانوں کو مختلف تباہیاں ان الفاظ میں بتائی گئی ہیں خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف فی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ستیارتھ پرکاش کی اغلاط

سکرٹری سناتن دہرم کمار سبہا لاہور نے آریہ سماج کو چیلنج دیا کہ ستیارتھ پرکاش میں ۸۰ فیصدی غلطیاں ہیں اگر اسمین آپ کو شک ہو تو شاستر ارتہہ کر لو۔ سناتن دہرم کمار سبہا لاہور آریہ سماج پر احسان کرے گی اگر ان غلطیوں کو شائع کر دے۔

سوامی دیانند ناستک مشہور تھے

آریوں کے مہاتما سرغنہ بابو منشی رام صاحب ۲۸ پھاگن کے پرچارک میں اپنی زندگی کے نشیب و فراز لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "کاشی میں انہیں دنوں مشہور ہوا کہ ایک بڑا ناستک آیا ہے جو دن کو مشعل اپنے دونوں طرف جلائے رکھتا ہے اور ایسے جادو کے تیج کہ جو پنڈت روبرو جاتا ہے دب جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ماتا جی ہمیں ان دنوں نہیں جانے دیتی تہیں۔ مبادا ہم دونوں بھائی اس جادوگر کے پیچھے میں نہ پھنس جاویں۔ گو جیون چرتر میں اسوقت سوامی دیانند کا کاشی میں جانا درج نہیں۔ لیکن پتا جی سے معلوم ہوا تھا کہ وہ شہرت سوامی دیانند کی تہی"۔ بابو منشی رام جی ملاحظہ تو فرمائیے کہ جن سوامی دیانند کو آپ اپنا گرو خیال کرتے ہیں اُن کو آپکے پتا اور ماتا اور اہل کاشی ناستک اور جادوگر خیال کرتے تہے۔ اس موقع پر تو وہی مثل صادق آتی ہے۔ باپ نے ماری مینڈکی اور بیٹا تیرانداز۔ (سناتن دہرم گزٹ)

مدراس کے عیسائی

لالہ لاجپت رائے صاحب پلیڈر نے اپنے سفر جنوبی ہندوستان پر لیکچر دیتے ہوئے مدراس کے عیسائیوں کا مندرجہ ذیل حال بیان کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ میں جغرافیہ سے ناواقف نہ تہا تاہم بعض بعض مقامات کی نسبت مجھے بالکل علم نہیں تہا کہ وہ ساحل ملابار پر واقع ہیں یا ساحل کارومنڈل پر۔ مدراس کا علاقہ بمبئی سے اُدھر ۲۰۰ میل سے شروع ہوتا ہے۔ جہاز کا سفر نسبتاً ریل سے سستا ہوتا ہے۔ ریل چکر کھا کر جاتی ہے۔ مدراس میں میں نے جو پہلا شہر دیکھا وہ منگلور تہا۔ یہاں عیسائیوں کی آبادی بہت ہے۔ گرجا گھر بہتیرے ہیں کرشچین کالج کا چرچ بہت بڑا ہے اسکے تمام در و دیواروں پر انجیل کے قصّے اور کہانیوں کے متعلق تصاویر نقش ہیں اور ان واقعات و تلمیحات کے اظہار کے لئے کہیں کہیں انجیل کی آیتیں بھی نیچے لکھدی گئی ہیں۔ ان کے خوبصورت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے دکھن میں کتھالک عقاید کا رواج بہت ہے۔ پروٹسٹنٹ چرچ کے پیرو صرف خال خال نظر آئیں گے۔ رومن کتھیلک چرچ کے مسیحیوں کا طرز پرستش ہندوں سے بہت مشابہ ہے دن کے وقت گرجاؤں میں بتیاں جلائی جاتی ہیں۔ اور پورانک ہندوؤں کی طرح عیسائی بہی مورتوں کے سامنے سر جہکاتے اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔ عیسیٰ کی مورتی کے سامنے دو زانو ہوکر اور مسیحی طریق کے سنتوں کے سامنے ایک زانو ہوکر سر جہکاتے ہیں یا کھڑے ہوکر ہاتھ جوڑتے ہیں۔ چرچ میں بہت جگہ پونر جلی دیوار و منبر پر کہار ہتا ہے ؟ او سکے چھینٹے اپنے سروں پر ڈالتے ہیں۔ ہندوں کی طرح چرچ میں جوتا پہن کے جاتے۔ بعض مورتوں کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ اگر یہاں سجدہ کیا جائے یا اس کے سامنے بیٹھکر پوجا کی جائے تو سو رعائتیں ملیں گی۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ دیسی عیسائیوں کو ہندوں سے تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔ اون کی طرز معاشرت ایک سی ہے ہندوں کی طرح یگیوپویت پہنتے ہیں۔ ذات پات کا خیال ویسا ہی دامنگیر ہے۔ عام پوشش دہوتی اور کوٹ ہے۔ ان میں بھی جوتا پہننے کا رواج نہیں ہے۔ بعض بعض دوسروں کے ہاتھہ کا چھوا ہوا کہانا بھی نہیں کہاتے۔ گاء اور سور کا گوشت تو قطعی حرام سمجھہ لیا گیا ہے لیکن بہت آدمی ایسے نکلیں گے جو بالکل گوشت کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں۔ تیوہاروں کے دن تو بالخصوص اس سے ذرا بھی سروکار نہیں رکھتے۔ ایسی حالت میں ہندو و عیسائیوں میں فرق اجنبی کے لئے ذرا دقت کا مضمون بن جاتا ہے۔ مذہبی فرق صرف اسقدر ہے کہ ہندو رام کرشن وغیرہ کی مورتیں پوجتے ہیں یہ عیسیٰ مریم اور سنتوں کی مورتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ نئے تہذیب کے علامات بہت کم نظر آتے ہیں۔ رسم و رواج بالکل ہندوں کی طرح ہیں۔ جس طرح ہندوؤں کے ہاں مرنے کے وقت کی خیرات مہا برہمن لیتے ہیں ویسے ہی پادریوں کے ساتھہ سلوک کیا جاتا ہے۔ برہمنوں کے ٹیکس کی طرح پادری بھی ان سے مذہبی معاوضہ وصول کیا کرتے ہیں۔ ہندو تقاریب کیطرح اوقات مقررہ پر مذہبی رسم ادا کئے جاتے ہیں۔ مجھے یہ کیفیت دیکھکر سخت تعجب ہوا میں نے ایک عیسائی سے پوچھا۔ کیا تم آواگون مانتے ہو؟ اوس نے جواب دیا کیوں نہیں!۔ سوائے مورتیوں کے تبدیل کر لینے کے اور وہاں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر آریہ سماج کے چند حامی وہاں جاکر کام کرنا چاہیں تو انکو بہ آسانی جلد واپس لا سکتے ہیں۔ جو سوشیل دقتیں یہاں ہیں وہ وہاں نہیں ہیں۔ یہاں کے عیسائی تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوں سے بالکل تعلق نہیں رکھتے۔ مگر مدراسی کرشچین کی کیفیت جداگانہ ہے۔ رسومات وغیرہ سب بدستور ہیں سوشیل رواج میں مطلق فرق نہیں آیا ہے صرف اتنا کام ہے کہ بائبل کی جگہہ ویداون کے ہاتھہ میں دیدیا جائے اور عیسیٰ کی جگہہ پرماتما کا اشنان سکھایا جائے۔ اون کا عام لباس جیسا میں نے پہلے عرض کیا ہے دہوتی۔ چہوٹا قمیض بنیان اور گلے میں دوپٹہ ہے۔ بعض بعض دہوتی کے سوا بدن پر کوئی کپڑا نہیں پہنتے حتیٰ کہ طالب علم بھی اکثر ایسے ہی رہتے ہیں۔ ایک موقعہ پر ایک میٹنگ منعقد تھی۔ اوسمیں تا پانچسو ۵۰۰ آدمی شریک تہے سب کے سر اور پاؤں ننگے تہے میں نے چند معزز آدمیوں اسی وضع میں دیکھکر سمجھا برہمن ہونگے مگر بعد میں گرجا گھر میں شریک ہوتے ہوئے دیکھکر معلوم ہوا وہ عیسائی تہے۔ مشرقی ممالک میں جو مسیحی پادری ہندو کے بہکانے کیلئے آتے تہے اونکو جیسوٹ JESUITS کہتے ہیں سینٹ زیویر ST: XAVIER ان سب کا پیشرو تہا۔ ان لوگوں نے عجیب طرز پر کام کیا بالعوض اسکے کہ کسی قسم کی مذہبی تردید کرتے بائیبل کو سنسکرت میں ترجمہ کرکے پانچویں وید کے نام سے ان کے ہاتھ میں دیا۔ اور سنسکرت کے مدارس قایم کر دئے عیسائی تو ضرور بنالیا مگر یگیوپویت وغیرہ قومی رواج کو صدمہ نہیں پہونچایا۔

ایک سجّادہ نشین کی پیشگوئی

(۲۵ - مارچ ۱۹۰۵ء)

عصر کی نماز کے پیشتر حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے حضور صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی نے اپنے بڑے بہائی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب سجادہ نشین سرساوہ کا خط سنایا جسمیں انہوں نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی نسبت بطور پیشگوئی لکھا تہا کہ وہ جلد فوت ہو جائینگے اور انکی سلسلہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور یہہ بھی لکھا تہا کہ میں کشف قبور کر سکتا ہوں اور کرا سکتا ہوں اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ بھی مجھے کشف قبور کرکے دکھائیں وغیرہ لکھا تہا۔

حضرت اقدس نے سرسری طور پر اس کا رڈ کو سن لیا پھر نماز عصر ادا فرمائی۔ بعد نماز عصر کوئی ایسی تحریک آپ کو ہوئی کہ آپنے صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو جن سجد ہی میں بلایا اور فرمایا کہ جو خط لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

آپ انکو اپنی طرف سے ایک خط لکھدو کہ یہہ پیشگوئی جو آپنے کی ہے اس میری تو برسوں کی مراد بر آئی میں یہی چاہتا تہا کیونکہ اس سے سچائی کا فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن مہربانی کرکے اتنی تصریح کر دو کہ کیا وہ (مرزا صاحب) آپ سے پہلے فوت ہو نگے یا پیچھے تاکہ پھر اس پیشگوئی کو آپکی کرامت قرار دیکر شائع کر دیا جاوے جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی اسوقت دنیا دیکھ لیگی۔

پس آپ اس امر کو ہرگز دیر نکریں بہت جلد اس امر کو لکھ بھیجیں اور کشف قبور کا معاملہ تو بالکل بیہودہ امر ہے جو شخص **زندہ خدا** سے کلام کرتا ہے اور اسکی تازہ بتازہ وحی اسپر آتی ہے اور اسکے ہزاروں نہیں لاکھوں ثبوت بہی موجود ہیں۔ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ مردوں سے کلام کرے اور مردوں کی تلاش کرے۔ اور اس امر کا ثبوت ہی کیا ہے کہ فلاں مردہ سے کلام کیا ہے یہاں تو لاکھوں ثبوت موجود ہیں۔ یک ایک کارڈ اور ایک ایک آدمی اور ایک ایک روپیہ جو آتا ہے وہ خدا کا ایک زبردست نشان ہے کیونکہ ایک عرصہ دراز پیشتر خدا تعالیٰ نے فرمایا تہا کہ یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق اور ایسے وقت فرمایا تہا کہ کوئی شخص بہی مجھے نہ جانتا تہا اب یہ پیشگوئی کیسے زور شور سے پوری ہو رہی ہے کیا اسکی کوئی نظیر بہی ہے ؟ غرض ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم **زندہ خدا کو چھوڑ کر مردوں کو تلاش کریں؟**

ایڈیٹر الحکم - فی الحقیقت اگر **شاہ خلیل الرحمٰن صاحب** اپنی اس پیشگوئی میں سچے ہیں اور خدا تعالےٰ سے انہوں نے خبر اور علم پاکر ایسا لکھا ہے تو انہیں مردانہ وار اس میدان میں قدم رکھنا چاہئے اور خدا تعالےٰ کی قسم کہا کر اس پیشگوئی کو شائع کرنا چاہئے ایسا کرنے سے وہ تمام سجادہ نشینوں کی جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں **عزت** رکھ لینگے۔ کیونکہ آجتک کسی بہی صوفی اور گدی نشین کو یہہ حوصلہ نہیں ہوا ہے کہ وہ اس قسم کی پیشگوئی کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھہ اپنے **زندہ تعلقات** اور اپنی قبولیت دعا کا ثبوت دیتا۔ پیشگوئی کرنا تو بہت بڑی بات ہے ہمنے تو بجز غلام دستگیر قصوری کوئی ایسا بہی مرد میدان نہیں پایا جو خدا تعالےٰ کی قسم کہا کر لکہ دیتا اور ایسی دعا شائع کر دیتا کہ میں خدا تعالےٰ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعاوی میں کذّاب ہے اور مفتری علے اللہ ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ اگر میں اپنے دعوےٰ میں کذّاب اور مفتری ہوں اور مرزا غلام احمد صاحب سچے ہیں تو تو کاذب کو صادق کے سامنے موت دیکر فیصلہ کر دے۔

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

عفو تقصیر۔ خواجہ کرم داد صاحب جہوں کہتے ہیں کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اسلئے بذریعہ الحکم میں سب صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر کسی کو مجھ سے کوئی رنج ہو تو للہ معاف فرماویں اور میرے خاتمہ بالخیر کی دعا کریں

یاد داشت۔ ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کا ۱۳ و ۱۴ صفحہ شائع نہیں ہوا تھا چنانچہ اسی نمبر میں اشارہ کیا گیا ہے نیز بعض احباب طلب کرتے ہیں۔ سلئے اس اطلاع کو کافی سمجھا جاوے

توسیع اشاعت الحکم۔ خدا کا شکر ہے کہ ناظرین الحکم بیدار ہو چلے ہیں پیشین کیلئے سرمایہ بہم پہونچانے والی تحریک پر عملدرآمد شروع ہے۔ چنانچہ منشی عالم شیر صاحب ساہنبت جو الحکم کے سچے فدائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص فرد ہیں۔ اور الحکم کو اس سے پہلے قریباً ایک درجن خریدار سے چکے ہیں نے ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو پانچ اور خریدار بھیجے ہیں۔ اب اس سلسلہ میں نمبر خریداران جدید یوں ہے (۱) منشی عالم شیر صاحب (۱۸-۲۲) پانچ خریدار (۲) منشی محمد حسین مسافر ننگ (۲۳) ۳۔ چودہری محمد حسین صاحب ظفروال (۲۴) پہلے بھی بہت سے خریدار دی چکے ہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر چودہری محمد حسین منشی عالم شیر او مولوی عبد الحکیم صاحب بورنیان جیسے عالی ہمت اور سعی کرنیوالے الحکم کے ایکسو خریدار بھی ہوں تو الحکم کی اشاعت دنوں میں کئی ہزار ہو جاوے حالانکہ ان مندرجہ بالا اصحاب سے بہت بڑھکر با رسوخ اور اہل ثروت ناظرین الحکم کے ہیں۔ مگر وہ توجہ نہیں کرتے۔ ۴۔ مولوی عبد الخالق صاحب مظفر نگر (۲۵)

۔ علاوہ برین ۲ جدید خریدار اس ہفتہ میں اپنی درخواست پر زمرہ ناظرین الحکم میں شامل ہوئے۔ گویا اس ہفتہ کی رپورٹ یہ ہے کہ ۱۱ خریدار جدید ہوئے۔

تفسیر القرآن۔ تفسیر القرآن جلد دوم کا پہلا اور دوسرا نمبر چھپنا شروع ہو گیا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک اسکی پسندیدگی اور مقبولیت کے خطوط آ رہے ہیں اور غیر احمدی لوگوں نے بھی پسند کر کے اس کا پورا سٹ مانگا ہے۔

دو روپیہ فنڈ۔ الحکم میں پہلے خریداران الحکم سے مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب کی دو ہزار کی اپیل پر دو دو روپے فی خریدار مانگا تھا خوشی کی بات ہے کہ اکثر احباب نے اس نیک کام میں شمولیت کا فخر حاصل کیا ہے۔

افضل مرحوم کی تعزیت۔ اکثر احباب نے مرحوم افضل کی تعزیت کے خطوط میرے پاس بھیجے ہیں جزاہ اللہ

شرف ہندوستان

(از پروفیسر اقبال)

چشتی نے جس زمیں پر پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس[1] کے آسماں سے
پھر تاب دیکے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے[2] سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میر عرب[3] کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوح نبی کا ٹھہرا[4] آکر جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کے بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جسکی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم[5] ہے
مدفون جس زمیں میں اسلام کا حشم ہے
ہر پھول جس چمن کا فردوس ہے ارم ہے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

[1] یعنی پارسی قوم۔
[2] کرشن جی کی بانسری کیطرف اشارہ ہے۔
[3] جناب سرور کائنات کی حدیث ہے "مجھکو ہندوستان کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے"
[4] ہمالہ کی چوٹی اجتک ناؤ بند میں کہلاتی ہے۔
[5] سینٹ ٹامس (حضرت مسیح کا ایک شاگرد) جو عیسائی مذہب کی تلقین کیلئے سب سے پہلے ہندوستان میں آیا کی قبر جنوبی ہندوستان میں بعض کی خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی کشمیر میں مدفون ہیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزا بعض احباب نے اپنے خطوط تعزیت کی اندراج کی خواہش بھی کی ہے افسوس کہ میں ہر ایک خط درج نہیں کر سکتا

شکر گزاری۔ سرپرستان الحکم میں کہ جن کے نام بقایا بابتہ ۱۹۰۵ء کے وی پی جاری ہوئے ہیں جنہوں نے وی پی وصول فرما کر مجھے مدد دی ہے میں انکی بر محل امداد کے لئے شکر گزار ہوں۔

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

آمدنی ۳ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت کھاریاں ضلع گجرات معرفت منشی ولی داد خان عرائض نویس صہ قربانی فنڈ
(۲) جماعت بوریالوالی ڈاکخانہ کھاریان معرفت سلطان زمیندار ۔ ۱۲ قربانی فنڈ
(۳) مولوی محمد فضل صاحب چنگوی قادیان ۔ چندہ
(۴) حکیم فضل الدین صاحب قادیان صہ مدرسہ
(۵) جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی ۔ مدرسہ
میزان ۔
آمدنی ۴ مارچ ۱۹۰۵ء
(۱) منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا عہ مدرسہ
(۲) ۔ للعہ عید فنڈ
(۳) ۔ للعہ قربانی فنڈ
(۴) منشی یونس بیگ صاحب پٹواری سکنہ کوٹ ۔ ۱۲ مدرسہ
(۵) منشی صفدر حسین صاحب مہتمم صیغہ تعمیرات حیدر آباد دکن ۔ قربانی فنڈ
(۶) سید محمد شاہ سکنہ اوڑن رائیڈر رسالہ ترپ نوشہرہ ۔ مدرسہ
(۷) سید سلطان شاہ صاحب نگانتھرا ریلوے چپالہ وار سٹیٹ باجیہ بہار صہ مدرسہ
(۸) منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹ ماسٹر راولپنڈی عہ مدرسہ
(۹) منشی رستم علیصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ ۔
(۱۰) ایضاً ۔ عید فنڈ و قربانی فنڈ
(۱۱) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن ۔ شفاخانہ
(۱۲) منشی محمد اسمعیل صاحب ٹیلر ماسٹر ۲ رائفل بریگیڈ کیمپ عدن ۔ مدرسہ
(۱۳) ماسٹر فقیر اللہ صاحب ٹیچر قادیان ۔ عید فنڈ
(۱۴) معرفت ماسٹر ہدایت اللہ صاحب جہلم (جماعت جہلم) ۔ عید الضحیٰ
(۱۵) ایضاً جماعت جہلم ۔ کہال قربانی
(۱۶) میاں احمد حسین صاحب فرید آبادی نیق ۔ عہ مدرسہ
(۱۷) میاں اللہ دتا صاحب زمیندار سکنہ میانوال ڈاکخانہ کلو سہاراں تحصیل ۔ مدرسہ
میزان ۔

۵ مارچ ۱۹۰۵ء
(۱) بابو برکت علی صاحب احمدی کلرک محکمہ انہار تہر ڈویژن سرگودہ ضلع شاہپور ۔ عید فنڈ
(۲) حافظ رکن دین صاحب قادیان بابت میاں برکت علیصاحب برادر ۔ مدرسہ
(۳) ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام فیس ماہ فروری ۔
(۴) ایضاً فیس بورڈنگ ۔ ۱۹۰۵ء
(۵) ایضاً فیس بورڈنگ دسمبر ۱۹۰۴ء
(۶) میاں عبد اللہ خانصاحب سکنہ ضلع راولپنڈی ۔ مدرسہ

(۷) میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ۔ مدرسہ
میزان ۔

۶ مارچ ۱۹۰۵ء
(۱) جماعت مونمع بمبئی معرفت مولوی سکندر علیصاحب ۔
(۲) منشی عبد العظیم پٹواری حلقہ سلاہکر ڈاکخانہ مبارکپور ۔ فنڈ
(۳) ایضاً ۔ مدرسہ
(۴) منشی غلام محمد صاحب محرر لنگر قادیان ۔ عید فنڈ
(۵) منشی برکت علیصاحب محرر البدر قادیان ۔ چندہ
میزان ۔

۷ مارچ ۱۹۰۵ء
(۱) چودہری غلام سرور خانصاحب فانزنگو ڈیرہ اسمعیلخان ۔ چندہ
(۲) سید فرزند حسین صاحب نقشہ نویس چندہ سالانہ عہ مدرسہ
(۳) جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب للعہ چندہ
(۴) منشی نور الدین صاحب احمدی نقشہ نویس پی ڈبلیو ڈی ۔ عید فنڈ
(۵) سید غلام شاہ صاحب موضع موز نگ لکھار یا ۔ قربانی فنڈ
(۶) حافظ غلام رسول صاحب وزیر آباد ۔ عید فنڈ
(۷) مولوی غلام امام صاحب باجتبابنی پور آسام ۔ عید فنڈ
(۸) میاں جان محمد صاحب مدرس ایم ایل سکول سکنہ سیالکوٹ عہ مدرسہ
(۹) ایضاً ۔ عید فنڈ
(۱۰) ایضاً ۔ للعہ مسکین یتامیٰ
میزان ۔

۸ مارچ ۱۹۰۵ء
(۱) ڈاکٹر الہی بخش صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ راولپنڈی ۔ شفاخانہ
(۲) منشی محمد بخش صاحب پٹواری نہر انعیات ستری کوٹ ۔ قیمت کہال
(۳) سید قاضی غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ ۔ شفاخانہ
(۴) جماعت احمدیہ دہلی معرفت منشی قاسم علی مہتمم ۔ مدرسہ
(۵) ایضاً للعہ عید فنڈ
(۶) ایضاً ۔ کہال قربانی
(۷) ایضاً (امداد دواخانہ عید فنڈ مدرسہ) میزان
(۸) ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور ۔ شفاخانہ
(۹) ایضاً ۔ برائے مدرسہ
(۱۰) ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن ۔ شفاخانہ
(۱۱) میاں عبد الواحد صاحب خانسامان بنارس ۔ مدرسہ
(۱۲) چوہدری بشارت علیصاحب سب پوسٹ ماسٹر لوہارو ۔ مدرسہ
(۱۳) ڈاکٹر رستار شاہ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ۔ امداد مدرسہ
(۱۴) مولوی غلام رسول صاحب معرفت ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ۔ مدرسہ
(۱۵) مولوی محمد الدین صاحب ۔ مدرسہ
(۱۶) سید حسین علیشاہ صاحب ۔ مدرسہ
(۱۷) میاں امام الدینصاحب ۔ مدرسہ
(۱۸) میاں عبد اللہ احمدی نمبردار ستو کے تحصیل قصور ضلع لاہور ۔ مدرسہ
(۱۹) سید غلام حسین شاہ صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ ۔ مدرسہ
میزان ۔

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

گذشتہ اشاعت سے آگے

مبحث دیگر۔ امام زین العابدین علیہ السلام کہ وارث امام حسین ووارث تمام شہدا ومقتولین بود گاہے اینچنین تعزیہ داری کہ فی الحال در مومنین ہند وشام وعراق وحجاز وایران وعرب جاریست۔ بنا نہادہ است یا گرفتہ است (بقول مولوی صاحب امر بعزم ودن مصیبت دوام) مثلاً ماتم کدہ مخصوص بنا نہادہ بود سال بسال آنرا سیاہ پوش میکرد قندیلہا اوریزاں میکرد۔ فانوس وشمعہائے کافوری مے افروخت فضا ودیوار ہائے ماتم سرا زینت میکرد شمشیرہائے مے آویخت ممبر سیاہ پوش مے نہاد گلہائے بران ممبرے نہاد علم از چوب خشک ساختہ بود یا ہمان علم عباس را کہ با خود داشت می کشید یا عمامہ ولباس ہائے حسین را کہ پارہ پارہ شدہ بودے کشید۔ مال واسباب اہلبیت کہ بتاراج رفتہ بود باز بایشان رد کردہ بودند می کشید وبمردم نشان مے داد شالہائے سیاہ وسرخ وسبز بر علم مے بست تا یک تاریخ ہم برنا نشر مے نہاد۔ ودلدل میکشید اورا باعراق ہائے سرخ وسبز مزین مے کرد بر قاش این دستار بقدرے نہادن شمشیر با او حمال میکرد۔ بشب ہم علم میکشید او را شب احیار نام نہادہ بود۔ تمام شب علم را گردش مے داد اصحاب ومومنین موجود زیر سایہ علم سینہ زنی میکردند زیر قدمہائے دلدل وعلم گوسفند ہائے ذبح میکرد۔ زنان ومردان جمع شدہ شالہائے علم وممبر سیاہ را بوسہ مے دادند آخر در آن وقت شالہائے وعلمہا ولباس ہائے اصلے موجود بودند سزاوارتر بودند کہ از انہا تبرک وتیمن جستہ شود بوسہ ہائے دادہ شود آنہا را دیدہ گریہ کردہ شود۔ دست ہائے حسین وشہدا بآن لباس ہائے واشیا رسیدہ بود خون اصلے وتیر ہائے وسوراخ ہائے وجراحت شمشیر بآن لباس ہائے املا منقش ونشکار بود۔ مے بایست کہ مردمان از علم ہائے وممبرہا حاجات خود طلب کردندے قفل ہائے خود را زیر علم وممبر سجدہ مے انداختندے۔ القصہ باید کہ ثبوت رسد کہ دران حین ہم زنان مومنہ از برائے مرادہائے خود بیضہ ہائے سبز ... از ماتم سراہائے مے بردند مثلاً اینکہ امام حسین اگر ما فرزند نرینہ عطا کنند بجاے ... بیضہ ذہب وفضہ جبیل نذر سازد برائے امام زین العابدین یا پسر شن در سال آئندہ در ماتم کدہ نخواہم آورد۔ یا زنان ومردان بکبار ایستادہ پیش ممبر وعلم وشمعہائے کافوری در دست روشن میکردند۔ خود امام کہ ماتم دار بود در مردان وحضرات مخدرہ در زنان مے نشستند روپیہ ودلیل بطور نذر از مردان وزنان اخذ میکردند پیش ممبر وعلم ہمہ ایشان را در سجدہ می انداختند گویا شہادت پدر وبرادر خود را وجہ مناسب وذرائع حصول منفعت خود ساختہ بودند تعزیہ ہائے از چوب وکاغذ ودیگر چیزہائے می ساختند بنزاکو روپیہ زر تہذیب صرف میکردند یکجائے را کربلا نام نہادہ ہمہ تعزیہ ہا را در انجا مدفون میکردند وہر سال کربلا نے رسالے می رفتند واین ہمہ عملہائے وکارہائے کہ ذکر کردیم در انجا میکردند۔ اشخاص چندرا بنام سکینہ ویزید وشمر وحرملہ وحسین نام زدے کردند۔ اگر بگویند ظالمان نگذاشتند ما گوئیم علوی در مصر فاطمئین سلطنت داشتند در مدینہ ہم الا برائے چندی خلافت داشتند باز چرا این عملہائے در زمانہ آئمہ اہلبیت بعمل نیاوردند باید کہ نشان دادہ شود باین عملہائے امام زمان فتوی دادہ است۔ باز باید کہ ثابت شود کہ در زمان امام زین العابدین در ماتم سراہائے مرد وزن جمع شدہ قیدستر وپردہ را بالائے طاق مے گذاشتند ہدایت نص بعد کہ ارشاد خداوندیست از میان مرتفع می شد یا نہ ودوستانہ واشنای صدہا زنان زو قرآن دو سینہ ہم درین ایام عشرہ محرم بوقوع می آمد گویا ہمچو قسم بدعات نا روا در عشرہ محرم بعمل آوردہ ہتک حرمت ماہ محرم را علانیہ مے کردند ہمچنانکہ فی الحال در مومنین مخلصین جاریست پس تعجب است کہ کدام صاحب ملت حقہ این بدعات را روا وار باشد وانہا را مقدمہ سنت یا مقدمہ سنت موکد قرار دہد۔ العیاذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ باز علمار تشیع سوال داریم کہ آیا این تمام امورات از امام زین العابدین علیہ السلام سرزدہ اند یا امام معصوم بعمل آوردہ اند کہ آخر امام معصوم کہ قتل پدر خویش وشہید شدن دیگر اعزہ واقارب بروئیت العین دیدہ بود وخود ہم مصائب بسیار کشیدہ بود۔ سزاوارتر بود کہ این مستحبات بالعمل روز بزرگ مولانا صاحب این اصول قائم کردہ اند کہ مقدمہ واجب واجب وتقدمہ سنت سنت است۔ (یعنی گریہ کردن) لازم بود کہ امام معصوم این ہمہ مستحبات را بعمل آوردہ باشد تا سنت بودن افعال معلوم استمرار ثابت شود۔ در زمانہ زین العابدین وامام محمد باقر چوب ہم موجود بود۔ لباس ہم موجود بود باز چرا شبیہ علم ودلدل وممبر نساختند بلکہ معلوم است کہ دلدل اصلی حسین وشالہائے ولباس ہائے وعمامہ ہمہ موجود بود باز چرا امام معصوم از برائے شبیہ ونشان آنہا را بکشند آخر ہر کسے در مدینہ از برائے تعزیت پیش امام مے آمد باز چرا امام لباس ہائے را از برائے تبرک وتیمن یا شبیہ بایشان نشان نداد۔ در ماتم سرا ہائے مردم کشمیرے دیدہ شد کہ بوقت مصرعہ گفتن دستار شخصے را برمے دارند ونشان مے دہند کہ مثلاً اینطور سر حسین را بر نیزہ سوار کردند گویا مصرعہ قولی را از حرکت وعمل فعلے موثر وواضح تر مے کنند پس پیش امام ہم کسے آمدہ پرسیدہ باشد کہ یا امام حسین را چسان بر نیزہ کردند وامام معصوم دستار خود را بدست گرفتہ ہمین فعلے کردہ باشند۔ علی ہذا دلدل حسین وعلم عباس را از برائے نشان کشیدہ باشد۔ اگر بگویند آنوقت ضرورت داعی نبود۔ ما گوئیم این وقت ہم از برائے محبین حسین حاجت باین نقل ہائے فرضے نیست مگر از برائے کسے کہ بدروغ محبت دارد والبتہ وضع وشبیہ را این مردم جاہل خوش دارند اگر گفتہ شود این ہمہ شبیہائے سامان وذرائع گریہ است ما گوئیم پیش امام ہم مردم جمع مے شدند از برائے گریہ چہ سامان کردہ بود ہمان سامان بعمل آرید۔

اگر امام معصوم از برائے گریہ ہیچ سامان نکرد شما ہم بگذرید وتاسے بفعل امام کنید۔

سوال دیگر۔ امام زین العابدین علیہ السلام صابر وشاکر بود یا نہ وگریہ وفات از برائے اعزہ واقارب خود میکرد یا از خوف خدا گریہ میکرد۔ اگر صابر وشاکر بود باید کہ امام باین صفت متصف باشد پس گریہ کردن منافی صبر وشکر است ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال این شہادت خداوندیست کہ خداوند عالم صالحین امت رسول را کہ دم از محبت وے زنند در ابتلاہا ربایند۔ اگر امام زین العابدین از صلحاء امت ودوستان خدا بود باید کہ باین ابتلاہا انداختہ شدہ باشد ہمچنانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام را خداوند عالم در ذبح ولد خود اسماعیل ودر اوامر دیگر آزمودہ (واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات الخ) پس اگر بگوئید کہ حضرت زین العابدین را درین ابتلاہای آزمودہ شد وصبر وشکر ورزیدہ صحیح است وآنوقتے ثابت میشود کہ قبول کنیم گریہ بر حسین نکرد وجزع وفزع بنا نکرد وتشکی ... بمردم نکرد۔ بلکہ در مصائب دل زندہ مردانہ وار قدم استقلال فراپیش مے نہاد وحمد الٰہی بجا مے آورد واگر گریست از خوف خدا گریست نہ از برائے حسین ودیگر اعزہ واقارب فتدبر۔

اہل تشیع گویند چہل سال از برائے شہادۃ حسین گریہ کرد۔ (اِنَّکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ) آیہ کلام مجید چہ ہدایت مے فرماید پس مثل امام زین العابدین اما مے اگر در وقت مصائب زار زار گریستہ باشد چہ فرق دارد باگریہ ما یان کہ از برائے پدر وما در واعزہ خویش گریہ مے کنیم وظاہر است کہ امام معصوم را این آیہ وافی ہدایہ معلوم بود ومی دانست کہ ما از دوستان خدائیم وہر کہ دوست خدا باشد مطابق این ملکش در ابتلاہا انداختہ میشود وما را باید کہ درین ابتلاہا صبر وشکر ورزیم تا مستحق رحمت او شویم (اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ) نہ اینکہ در مصائب خود زار زار گریہ وبکا کنیم ومردمان را امر بصبر فرمائیم۔ فتدبر یا ایہا العلماء۔ القصہ از برائے یک فعل مسنون کہ آنہم بہ ثبوت نہ رسد بل ظن محض است اینقدر محرمات وفواحشات ومسکرات یا شمر را در پس پشت انداختن کار اہل علم نیست۔ اللہم احفظنا من شرور البدعات۔ (باقی آیندہ)

خاکسار نذر علی از صوبے۔

درخواست دعا

مندرجہ ذیل احباب دعا کی درخواست کرتے ہیں

۱۔ مولوی شرف الدین احمد صاحب بہاگلپوری۔ انکا لڑکا دیوانہ ہوگیا ہے اسکے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

۲۔ نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ڈیر اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مفصلہ ذیل سطور کو اپنے قیمتی اخبار الحکم کے کسی کالم کے گوشہ میں جگہ دیکر مشکور فرماویں۔

درخواست برائے دعا

میرا امتحان شروع ہے۔ لہٰذا نہایت مودبانہ وعاجزانہ درخواست ہے۔ کہ تمام احباب احمدیہ ایک روز اس عاجز کی کامیابی کے لئے للہ دعا فرماویں۔ والسلام۔ خاکسار حسن علی احمدی۔ خریدار اخبار الحکم ۹۶۳ سٹوڈنٹ سائیڈ سٹنٹ کلاس لاہور۔ احاطہ چانس مل۔ انارکلی ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر — ملسی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کے چار دن شیشی کی دوا میں تجربے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک یعنی چار شیشی میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائیتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ۔ چار جوہر پینے والے استعمال کنندہ کو ہیضہ طاعون کھانسی بخار پیچش دست اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک کھجلی خارش داد کوڑھ سفید داغ ناسور وغیرہ بواسیر گنج وغیرہ سے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کرکے ... استعمال کی خبر بیماروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپیہ ... محصولڈاک ایک روپیہ چھ آنہ۔

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات — متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح و بھوک پیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کرکے اعضاء کو طاقت بخشنے والا اور کمزوری ولون کا برا ناطحال اور بخار یا ورم جگر کو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا ہے۔ مرد اور عورت دونوں میں توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے بے اولاد مرد اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ایک روپیہ محصولڈاک ... ہزارہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں بھی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض بدہضمی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کم اشتہا یعنی بھوک کم معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ پیچش اسہال درد گردہ درد قولنج۔ درد کمر وجع مفاصل یعنی گٹھیہ درد سر کھانسی دمہ ضعف دماغ ضعف بصارت کمی باہ یعنی نامردی جریان یعنے دھات پتلی ہوکر بہنا۔ سوداوی امراض مثل آتشک وغیرہ۔ اور جلدی امراض مثل خارشت و داد سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری۔ وباؤ گولہ وغیرہ کو حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کی دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلّم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا ہے کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنیسے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے۔ کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہوکر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت — یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضاء رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے فسادات نزلہ زکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اولدرجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی بکس جسمیں ۳۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ بیکنگ و محصولڈاک ... **گٹھیہ کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع** — کیسی ہی سخت تکلیف وہ گٹھیہ یا عرق النساء یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ بیکنگ محصولڈاک ...

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنے سرمہ نور بصر — اصلی ممیرا اور ایک سو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا ناخونہ پھولی دھند غبار ناخونہ رتوندی پڑبال کھجلی پانی بہنا سرخی جسم دھند لکھنا وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوان کیطرح کی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ بیکنگ و محصولڈاک ...

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن — دانت اور آنکھ نہیں تو دونوں سے زندگی کا مزہ ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے ہر شخص پر ان کی درستی اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملنے سے اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کو نرم ہونا اور سوڑھے ورم اور درد اور بدبوئے دہن اور منہ و زبان سے نہ آنا ... دفعیہ کیلئے یہ منجن اکسیر ہے۔ قیمت فی بکس ... محصولڈاک ...

اور بہت سی ... امراض آتشک سوزاک جریان پیچش اسہال کھانسی دمہ بواسیر گرم نمک حجان خارشت اختناق رحم سفید داغ داد بہرہ پن کی دوا زخم پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دوا خانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ٹکٹ ڈاک بھیجکر بڑی فہرست اس دوا خانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات مع طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ تمام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اس کو بھی لکھئے۔ **ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔** نوٹ۔ مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ...

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اس کے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل و عنبر لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش سعاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے تا تعلقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

المشتہر محمد عبد الاحد سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کو یہ سلیم صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ ... سچا جادو سونے چاندی کو ملاکر جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید ... اکسیر میں قیمت جو ایکبکس ... یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ ... مقویات اور تیاد ہو ... مخلوط کرکے تیار کی گئی ہے جو حلق سے اترنے سے ... اور رقت و جریان اور سرعت احتلام وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاء کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے ... بکس خورد ... خوراک عہ بکس کلاں ... خوراک ... جو ایک ہی کو کافی ہوگا۔

المشتہر حکیم سراج الدین ... حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم با تو از آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان کے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہیہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں کو عہ

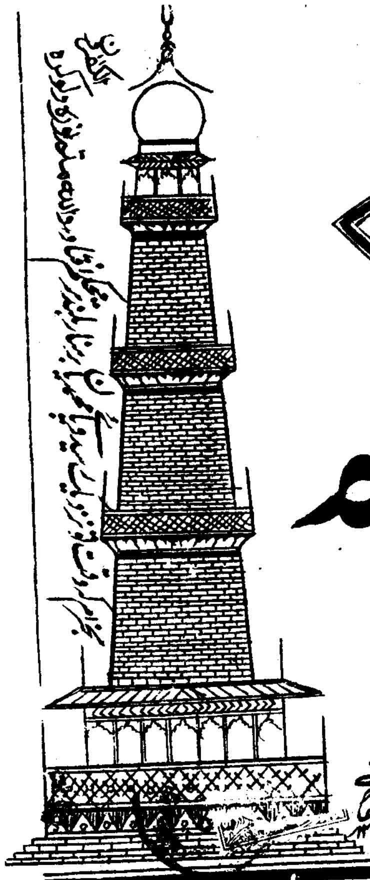

فہرست مضامین

۱۔ منار کے لئے چندہ صفحہ اول
۲۔ خوفناک زلزلہ کے متعلق خبریں اور اطلاعیں ″
۳۔ مختلف شہروں سے زلزلہ کی خبریں صفحہ ۱ و ۲
۴۔ الانذار ″ ۲
۵۔ تفسیر القرآن من مسیح الزمان صفحہ ۳ و ۴
۶۔ حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر صفحہ ۵
۷۔ خطبہ عید الضحیٰ ″ ۶
۸۔ چند سوالوں کے جواب ″ ۷
۹۔ الدعوت ″ ۸
۱۰۔ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ″ ۹ تا ۱۱
۱۱۔ دارالامان کا ہفتہ ″ ۱۲
۱۲۔ حضرت اقدس کے رویا، کشوف، الہامات ″ ″
۱۳۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کا آخری جواب ″ ″
۱۴۔ ثواب کا کام صفحہ ۱۲ فرمائی گرد ″ ″
۱۵۔ فہرست مضامین کتاب مراۃ الجہاد ″ ۱۳
۱۶۔ اشتہارات ″ ۱۴

نمبر ۱۲ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۴ صفر سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

منار کے لئے چندہ

چونہ اور دیگر ضروری اسباب اور سامان جمع ہوگئے ہیں۔ کام شروع ہونیوالا ہے آج حضرت اقدس امام مطاع علیہ السلام نے فرمایا کہ چندہ کیلئے خاص تحریک کرنی چاہئے۔ اسوقت کم از کم پانچہزار روپے کی ضرورت ہے۔ فرمایا ہر شخص نہیں تو پانچہزار آدمی جماعت میں ایک ایک روپیہ دیں تو بہت جلد یا سانی اتنی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ از بسکہ یہ دن الٰہی تحریکات کے اور صدقات کے ایام ہیں امید ہے کہ ہمارے بھائی جلد توجہ فرما کر اس کار خیر کی روکوں کے دور کرنے کا ثواب حاصل کرینگے۔ شہروں کی جماعت اپنے شہری پر اکتفا نہ کریں بلکہ جن جن دیہات میں انکے علم میں احمدی ہیں انہیں بھی اطلاع دیں اسلئے کہ بہت سے لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی رضوان حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے۔ امید ہے کہ اس اطلاع اور اعلام کے بعد ہر بھائی خاص توجہ اور جوش سے بھر کر قدم اٹھائیں گے۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم ۔ ۱۰ اپریل

خوفناک زلزلہ کے متعلق خبریں اور اطلاعیں

ہندوستان میں زلزلہ۔ ۴۔ اپریل کو ۶ بجے ۷ منٹ صبح کے وقت شملہ میں سخت زلزلہ محسوس ہوا مگر جہانتک معلوم ہو سکا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ۶ بجے ۹ منٹ صبح راولپنڈی میں نہایت سخت زلزلہ محسوس ہوا اور تقریباً ۱۵ سیکنڈ تک رہا۔ جہانتک خیال کیا جاتا ہے اس کے سبب سے چیزیں پانچ پانچ انچ تک حرکت کرتی تھیں۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مغرب کی طرف تھی کچھ نقصان نہیں ہوا۔

بعد کی خبر: شملہ پر زلزلہ سے سخت نقصان پہنچا۔

شمالی ہند میں زلزلہ: (شملہ) ۴۔ اپریل کو چھ بجکر ۵ منٹ صبح کے شملہ میں زلزلہ کا نہایت سخت صدمہ محسوس ہوا اس سے زیادہ خطرناک زلزلہ اب تک نہ آیا تھا حرکت تین منٹ تک محسوس ہوتی رہی۔ جس سے کرائسٹ چرچ اور دیگر عمارات کو سخت نقصان پہنچا۔ کئی دودکش گر گئے اور بازار میں کئی مکانات کے گر جانے کی رپورٹ ہوئی ہے۔ گرینڈ ہوٹل کو صدمہ پہنچا۔ اس کا ایک ملازم بال بال بچا۔ اس کے بعد متعدد خفیف زلزلے آئے۔ ان میں سے آخری ۸ بجکر ۲۰ منٹ پر محسوس ہوا۔

مسوری۔ ۴۔ اپریل۔ آج چھ بجکر ۱۰ منٹ صبح کے ایک نہایت خوفناک اور پرزور زلزلہ یہاں آیا۔ نقصان ہنوز معلوم نہیں ہوا۔ رخ مشرق سے مغرب کیجانب تھا۔ پہلا اور سخت ترین صدمہ تقریباً تین منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ چار یا پانچ متمیز صدمے محسوس ہوئے۔

پٹیالہ ۴۔ اپریل:- ۶ بجکر پانچ منٹ صبح کے سخت زلزلہ آیا۔ جو کئی منٹ تک رہا۔ نصف گھنٹہ بعد تک چھوٹے چھوٹے صدمے محسوس ہوتے رہے۔

پٹھان کوٹ:- کہتے ہیں کہ دہرم سالہ کا سٹیشن زلزلہ سے برباد ہوگیا ہے۔ تمام مکانات زمین کے ہم سطح ہوگئے ہیں۔ جنکے گرنے سے بعض یورپین اور بہت سے دیسی تلف ہوئے۔ لیڈیاں اور بچے کھلی ہوا میں سوتے ہیں۔ غذا میسر نہیں آتی۔

ڈیرہ دون:- ساڑھے چھ بجے صبح کے خوفناک زلزلہ آیا اس کا رخ بظاہر مشرق سے مغرب کی جانب تھا۔ اس کے چھ صدمے محسوس ہوئے۔ پہلا نہایت سخت تھا۔ جو پورے پانچ منٹ تک رہا۔ مکانات اور درخت بوتلوں کی طرح ہل رہے تھے۔ رومن کیتھولک گرجا بالکل برباد ہوگیا۔ اور کئی مکانات کثرت شکست و ریخت سے ناقابل رہائش ہوگئے بعض دیسیوں کے ہلاک ہونے کی رپورٹ ہوئی ہے۔

امرت سر:- آج صبح زلزلہ کے سخت صدمات محسوس ہوتے رہے جس سے شہر میں بہت وسیع نقصان ہوا۔ ریلوے سٹیشن کا ایک حصہ منہدم ہوگیا اور مشن چرچ کا گھنٹہ گھر گر گیا۔ صدہا اشخاص مکانوں کو چھوڑ کر کھلے میدانوں مثلاً باغ سنت سنگھ مضافات۔ تالاب ٹنڈا وغیرہ میں چلے گئے۔ نقصان کا اندازہ کئی لاکھ روپے اور متعدد جانوں کا کیا جاتا ہے۔ امرتسر سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ترنتارن میں بھی زلزلہ آیا۔ جہاں نو آدمی ہلاک اور ۸ مجروح ہوئے۔

مختلف شہروں سے زلزلہ کی خبریں

(نامہ نگاروں پیسہ اخبار سے)

کوہ مری اٹو۔ (۴۔ اپریل) آج صبح چھ بجکر ۸ منٹ پر یہاں زلزلہ اس زور شور سے آیا کہ اکثر مکانات کی چھتیں گر پڑیں۔ اور اکثر میں دراڑیں پڑ گئیں۔ چنانچہ جنرل ہاسپٹل کا ایک حصہ گر پڑا اور ہیڈ کوارٹر کی ایک بارک کی ایک چھت گر پڑی۔ اور دیواریں کئی بارکوں کی شکستہ ہوگئیں۔ اور دراڑیں پڑ گئیں۔ سنا گیا ہے کہ ریاست کوہار میں اکثر مکانات گر پڑے اور بہت سے جانور اور چند جانوں کا نقصان ہوا (راقم محمد شرف ملان)

امرتسر۔ (۴ اپریل) خدا نے آج تو بچا لیا۔ اسکا فضل اور کرم رہا۔ ورنہ زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ مکان کے اوپر کی منزل اور بہت سے مکان میرے اور نیز لوگوں کے بالکل خراب ہوگئے۔ میں اسوقت باغیچہ میں مع عیال چلا گیا تھا۔ اب ۳ بجے آیا ہوں

آپ کے نام تار روانہ کیا کہ خیر خیریت ہو مگر تار کے دفتر میں اسقدر تار ہیں کہ کل آپ کو نہ ملیگی - اور انہوں نے کہا کہ ہم رات کو تار دینگے ۔ اسلئے ہو الیسی خبر خیریت سے مطلع فرماوین ۔ ہوش اسوقت تک درست نہیں ہیں - خدا خدا ہو رہا ہے - خداوند تعالیٰ رحم کرے ہمارے اعمال کی شامت ہے - (راقم الیف ڈی)

*

پٹیالہ - آج ۴ - اپریل کو بوقت صبح ایک سخت زلزلہ آیا جو تقریباً ۲ منٹ تک بزور رہا ۔ اور پھر تین دفعہ کچھ کچھ دیر کے بعد آیا کئی مکانات کا نقصان ہوا ۔ مگر خدا کے فضل سے جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا ۔ (مختار بن خلف ارشاد نبی وکیل)

*

جہلم :- آج ۴ - اپریل کو عین سوا چھ بجے صبح کے جہلم میں ایسا سخت زلزلہ محسوس ہوا کہ غالباً ایسا بہت کم دیکھنے میں آیا ہوگا ۔ گھڑی موجود تھی برابر پانچ منٹ تک زمین جنبش میں رہی - تازہ بنے ہوئے اور خام مکانات میں کہیں کہیں شگاف بھی آگئے ہیں - درختوں کا جھومنا ایک ایسا نظارہ تھا کہ گویا زور کی بادِ صرصر چل رہی ہے - خدا ہر ایک بلا سے پناہ میں رکھے - (فتح علی کاتب)

*

دہلی :- آج ۴ - اپریل بروز سہ شنبہ بوقت ۶ ½ بجے صبح نہایت زور کے ساتھ زلزلہ محسوس ہوا بعض مکانات منہدم ہوگئے - لال قلعہ کی لاہوری دروازہ کی برجی جھنڈے کے قریب کی اسی صدمہ سے گر گئی (مہتمم کتب خانہ سلطان التجارت دہلی)

*

ایضاً :- آج ۴ - اپریل بروز سہ شنبہ کو بوقت ۶ بجے صبح بہت سخت زلزلہ آیا - تمام مکانات ہلگئے متصل کٹرہ سیدازخان چند دوکانات کے چھجے منہدم ہوگئے - اور سردی بہ عود کر آئی - بیماری طاعون بھی ہو چلی ہے - اللہ تعالیٰ رحم فرمائے (رفیق احمد طالب علم مدرسہ طبیہ دہلی)

*

فاضلکا ضلع فیروزپور :- آج ۴ - اپریل علی الصبح ۶ بجے ۱۵ منٹ پر یہاں سخت زلزلہ آیا اور ۲ منٹ تک محسوس ہوتا رہا - (حکیم محمد شریف)

*

گوجرانوالہ - ۴ - اپریل - آج صبح ۶ بجے ۱۵ منٹ پر اسقدر سخت زلزلہ آیا کہ اس نے سخت سے سخت عمارات اور سنگین سے سنگین دلوں کو بھی ہلا دیا - شہر بھر میں بہت سے مکانات کو نقصان پہنچا ہے جامع مسجد کے حوض کا پانی پہلے جھکولے سے جو مغرب سے مشرق کی طرف تھا بہت سا نکل گیا - پھر دوسرے جھکولے سے جو مشرق کو مغرب کی طرف تھا پانی نکل گیا - پہلا حملہ بہت سخت تھا جو دو منٹ تک برابر رہا - بعد ازاں تین چار دفعہ اور بھی خفیف خفیف

صدمات محسوس ہوتے رہے جو پونے سات بجے دن تک رہے ۔ (حامد علی)

*

قادیان (ضلع گورداسپور) آج ۴ - اپریل کو یہاں خطرناک زلزلہ آیا - الحمد للہ کوئی نقصان شدید نہیں ہوا

*

کیتھل (ضلع کرنال) ۴ - اپریل کو بوقت ۶ بجے صبح دو منٹ تک ایسا سخت زلزلہ آیا کہ کل عمارات شہر شق ہوگئیں - اور کئی ایک مکان گر گئے - رام چنداس حلوائی کی لڑکی جسکی عمر ۹ یا ۱۰ برس کی تھی دو منزلہ مکان گرنے سے سوتی ہوئی دب کر مر گئی - تحصیل تھانہ - پرانا قلعہ - کوٹھی جو رئیس مرحوم والئے کیتھل کے بھائی اودے سنگھ صاحب کی تعمیر کردہ تھی اور جسکے آسار دو دو گز کے تھے اور جسکی پختگی بانی ہوئی اور قابل تعریف تھی جا بجا سے پھٹ گئی اور کچھ تعمیر گر بھی گئی چوہدری سر رام صاحب نائب تحصیلدار معہ عیال بال بچے جس مکان میں وہ تھے بالکل شق ہو کر گر گیا (سید افتخار حسین)

*

سیالکوٹ :- آج مورخہ ۴ - اپریل بوقت ۶ بجے پر ۲ منٹ علی الصباح - بروز منگل چھاؤنی سیالکوٹ میں اسقدر زلزلہ آیا کہ تمام مکانات اور کوٹھیاں شہر کی ہل گئیں - بلکہ چند مکانوں کی دیواروں کے تختوں پر سے رکھے ہوئے برتن واشیاء وغیرہ گر گئے - جن کے گرنے سے ایک خوف سا دل میں چھا گیا - اور تمام مخلوقات اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر باہر ہوگئی - اور گوروں کی بارکوں کی چھت ایسے گری کہ اسکی آواز تمام شہر کے لوگوں نے سنی - یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ سیالکوٹ میں آجتک ایسا زلزلہ کبھی نہیں ہوا تھا - سردی نے ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑا - ابھی گھر سے چلا آتا ہوں دیکھتا گیا ہوں کہ گورہ ہسپتال سے جو شہر سے قریب ½ میل کی اونچائی پر ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے جس میں سرکار کے ہزارہا روپیہ صرف ہوتے ہونگے چاروں طرف سے دیواریں گر گئیں ، ہزارہا من ڈھیر پتھروں کے ہوگئے جو بیچ کے کمرے تھے انکی چند جگہ سے دیواریں شق ہوگئیں - مگر بارک گوروں کا کمرہ شکر ہے کہ نہ گرا - البتہ مزدوروں کا چھ سات ماہ کا کام نکل آیا ہے (غلام احمد)

*

جموں :- (۴ - اپریل ۱۹۰۵ء) کو آج صبح ٹھیک بوقت طلوع آفتاب یہاں سخت زلزلہ ہوا - قریب دو منٹ رہا - اکثر مکانات پختہ و خام شق ہوگئے - سب لوگ مکانات سے باہر نکل گئے تھے - زمین سخت جنبش میں آئی - جیسے سمندر کی لہریں - چھاؤنی متصل جوگی دروازہ کی بارکوں کو بہت نقصان پہنچا - مگر جانیں بچ گئیں - ۱۹ مارچ بروز بدھ ایک پیپل کے درخت پر متصل مندر رگھوناتھ جی بجلی گری تھی وقت ۴ بجے بعد دوپہر تھا سخت غبار چھا گیا تھا - (نامہ نگار)

*

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الانذار

(غور سے پڑھو کہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے ۔ **تازہ نشان تازہ تازہ نشان کا دھکا زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق و زھق الباطل** - ترجمہ یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائیگا مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگے گا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہی ہے یا کوئی اور آفت ہے جو دنیا پر آئیگی جسکو قیامت کہہ سکینگے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئیگا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اسکو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا ۔ بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے **سخت خطرناک ہے** ۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا وہ **پہلی پیشگوئی** جو میں نے الحکم اور البدر میں حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کر کے خبر دی تھی کہ ملک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی اور شور قیامت برپا ہوگا اور یکدفعہ **موتا موتی** ظہور میں آجائیگی دیکھو وہ نشان کیسا **پورا ہوا** ۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر میں اس زلزلہ سے قریباً ۵ ماہ پہلے شائع کر دی گئی تھی اور **پیشگوئی** یہ ہے **عفت الدیار محلھا و مقامھا** یعنی بہت سی مخلوق کو ستانے والی تباہی آئیگی جس سے مکانات بے نشان ہو جائینگے اون گھروں اور مکانوں کا پتہ نہ ملیگا کہ کہاں تھے ۔ دیکھو کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں **پوری** ہوگئیں اگر تم عربی دان نہیں ہو تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی الٰہی کے کیا معنی ہیں ؟ کہ **عفت الدیار محلھا و مقامھا** اے **عزیز و** اسکے یہی معنی ہیں کہ محلوں اور مقاموں کا نام و نشان نہیں رہیگا طاعون تو صرف خانہ خالی کرتی ہے مگر جس حادثہ کی اس وحی الٰہی میں خبر دی گئی تھی اس کے تو یہ معنے ہیں کہ **نہ خانہ** رہیگا اور **نہ صاحب خانہ** سو خدا تعالیٰ کا فرمودہ جس طرح کہ اور جس صفائی سے **پورا** ہوگیا آپ صاحبوں کو معلوم ہے اسکی نسبت اشتہار **الوصیت** میں بھی خبر دیگئی تھی وہ جو ہونا تھا سو ہوا ۔ مگر اسکے بعد جو **آنیوالا حادثہ** ہے **وہ بہت بڑا ہے** - خدا تعالیٰ لوگوں پر رحم کرے انکو **تقوی** اور نیک عمل کا خیال آجاوے ۔ **بقیہ** ترجمہ عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کر کے اپنے تئیں بچالو تا تم بچ سکو وہ ہولناک **دن** آنیوالا ہے جو ایکدم میں تباہ کر دیگا اور فرماتا ہے کہ خدا انکے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **میرا فضل تیرے نزدیک آگیا** یعنی وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے اور **حق ظاہر ہوگا اور** باطل بھاگ گیا ۔ **حاصل مطلب** یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو انکے درمیان ہے شناخت کرلیں ۔ پس اے عزیزو ! جلد ہر ایک بدی پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاویگا ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو خدا کی وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جاویگا ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بدزبانی یا ذکر یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا دیکھو آج میں نے بتلا دیا **زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی** کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارت پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں کاش کہ میں انکی نظر میں کاذب ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی ۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں ۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں ۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچالوگے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے اور تم میں سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائیگا ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دیگا نادان بدقسمت کہیگا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں ہائے وہ کیوں اسقدر سوتا ہے آفتاب تو نکلنے کو ہے

جب خدا تعالیٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک روح کی آواز میرے **کان میں پڑی** جو کوئی ناپاک روح تھی اور پلید اسکو یہ کہتے سنا کہ میں سوتی سوتی جہنم میں پڑ گیا انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اسکا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم ہمارے نہیں مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے ۔ آمین ۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ** ۔

راقم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مگر اللہ تعالیٰ بہ نسبت انسان کیطرح اس خوبی سے محروم ہو بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش نہین کر سکتی کہ جو خدا مین نہ پائی جائے جہانتک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیان سوچ سکتا ہے وہ سب اُسمین موجود ہین اور اسکو اپنی ذات اور صفات اور محامد مین من کل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رذایل سے بکلی منزہ ہے اب دیکھو یہ ایسی صداقت ہے جس سے سچا اور جھوٹا مذہب ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ تمام مذہبون پر غور کرنیسے معلوم ہوگا کہ بجز اسلام دنیا مین کوئی بھی ایسا مذہب نہین ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو جمیع رذایل سے منزہ اور تمام محامد کاملہ سے متصف سمجھتا ہو عام ہندو اپنے دیوتاؤن کو کارخانہ ربوبیت مین شریک سمجھتے ہین اور خدا کے کامون مین ان کو مستقل طور پر دخیل قرار دیتے ہین بلکہ یہ سمجھ رہے ہین کہ وہ خدا کے ارادون کو بدلنے والے اور اسکی تقدیرون کو زیر و زبر کرنیوالے ہین اور نیز ہندو لوگ کئی انسانون اور دوسرے جانورون کی نسبت بلکہ بعض ناپاک اور نجاست خوار حیوانات یعنے خنزیر وغیرہ کی نسبت یہ خیال کرتے ہین کہ کسی زمانہ مین انکا پرمیشر ایسی ایسی جونون مین تولد پاکر ان تمام آلائشون اور آلودگیون سے ملوث ہوتا رہا ہے کہ جو ان چیزون کے عاید حال ہین اور نیز انہین چیزون کی طرح بھوک اور پیاس اور درد اور دکھ اور خوف اور غم اور بیماری اور موت اور ذلت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی کی آفات مین گرفتار ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام معتقدات خدا تعالیٰ کی خوبیون مین بٹہ لگاتی ہین اور اس کے ازلی و ابدی جاہ و جلال کو گھٹاتے ہین۔ اور آریہ سماج والے جو اُن کے مہذب بھائی نکلے ہین جنکا یہ گمان ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک وید کی لکیر پر چلتے ہین وہ خدا تعالیٰ کو خالقیت سے ہی جواب دیتے ہین اور تمام روحون کو اسکی ذات کامل کیطرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی قرار دیتے ہین حالانکہ عقل سلیم خدا تعالیٰ کی نسبت صریح یہ نقص سمجھتی ہے کہ وہ دنیا کا مالک کہلا کر کسی چیز کا رب اور خالق نہو اور دنیا کی زندگی اس کے سہارے سے نہین بلکہ اپنے ذاتی وجوب کے رو سے ہو اور جب عقل سلیم کے آگے یہ دونون سوال پیش کئے جائین کہ آیا خداوند قادر مطلق کے محامد تامہ کے لئے یہ بات اصلح اور انسب ہے کہ وہ آپ ہی اپنی قدرت کاملہ سے تمام موجودات کو منصہ ظہور مین لاکر ان سب کا رب اور خالق ہو اور تمام کائنات کا سلسلہ اس کی ربوبیت تک ختم ہوتا ہو اور خالقیت کی صفت اور قدرت اسکی ذات کامل مین موجود ہو اور پیدایش اور موت کے نقصان سے پاک ہو یا یہ باتین اسکی شان کے لائق ہین کہ جسقدر مخلوقات اس کے قبضہ و تصرف مین ہین یہ چیزین اسکی مخلوق نہین ہین اور نہ اس کے سہارے سے اپنا وجود رکھتی ہین اور نہ اپنے وجود اور بقا مین اسکی محتاج ہین اور نہ وہ انکا خالق اور رب ہے اور نہ خالقیت کی صفت اور قدرت اسمین پائی جاتی ہے اور نہ پیدایش اور موت کے نقصان سے پاک ہے تو ہرگز عقل یہ فتویٰ نہین دیتی کہ وہ جو دنیا کا مالک ہے وہ دنیا کا پیدا کنندہ نہین اور ہزارون پر حکمت صنعتین کہ جو روحون اور جسمون مین پائیجاتی ہین وہ خود بخود ہین اور ان کا بنانے والا کوئی نہین اور خدا جو ان سب چیزون کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر مالک ہے اور نہ یہ فتویٰ دیتی ہے کہ اسکو پیدا کرنیسے عاجز سمجھا جاوے یا نا طاقت اور ناقص ٹھہرایا جاوے یا پلیدی اور نجاست خواری کی نالایق اور قبیح عادت کو اسکی طرف منسوب کیا جائے یا موت اور درد اور دکھ اور بیعلمی اور جہالت کو اسپر روا رکھا جائے بلکہ صاف یہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان تمام رذیلتون اور نقصانون سے پاک ہونا چاہئے اور اسمین کمال تام چاہئے اور کمال تام قدرت تام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالیٰ مین قدرت تام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کر سکا اور نہ اپنی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے بچا سکا تو اسمین کمال تام بھی نہ رہا اور جب کمال تام نہ رہا تو محامد کاملہ سے وہ بے نصیب رہا۔

یہ ہندوؤن اور آریون کا حال ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کر رہے ہین وہ ایک ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے نادان انسان سمجھ سکتا ہے یعنے اگر کسی دانا سے پوچھا جاوے کہ کیا اس ذات کامل اور قدیم اور غنی اور بے نیاز کی نسبت جائز ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے تمام عظیم الشان کامون مین جو قدیم سے وہ کرتا رہا ہے آپ ہی کافی ہو۔ آپ ہی بغیر حاجت کسی باپ بیٹے کے تمام دنیا کو پیدا کیا ہو اور آپ ہی تمام روحون اور جسمون کو وہ قوتین بخشی ہون جنکی انہین حاجت ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا حافظ اور قیوم اور مدبر ہو بلکہ ان کے وجود سے پہلے جو کچھ انکو زندگی کیلئے درکار تھا وہ سب اپنی صفت رحمانیت سے ظہور مین لایا اور بغیر انتظار عمل کسی عامل کے سورج اور چاند اور بیشمار ستارے اور زمین ہزارہا نعمتین جو زمین پر پائیجاتی ہین محض اپنے فضل و کرم سے انسانون کیلئے پیدا کی ہون اور ان سب کامون مین کسی بیٹے کا محتاج نہ ہوا ہو لیکن پھر وہی کامل خدا آخری زمانہ مین اپنا تمام جلال اور اقتدار کالعدم کر کے مغفرت اور نجات دینے کیلئے بیٹے کا محتاج ہو جاوے اور پھر بیٹا بھی ایسا ناتمام بیٹا جسکو باپ سے کچھ بھی مناسبت نہین جس نے باپ کی طرح نہ کوئی گوشہ آسمان کا اور نہ کوئی قطعہ زمین کا پیدا کیا جس سے اسکی الوہیت ثابت ہو بلکہ مرقس کے ۸ باب ۱۲ آیت مین اسکی عاجزانہ حالت کو اسطرح بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے دل سے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے لوگون کو کوئی نشان دیا نجائیگا اور اس کے مصلوب ہونیکے وقت بھی یہودیون نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان لائینگے لیکن اُس نے انکو زندہ ہو کر نہ دکھایا اور اپنی خدائی اور قدرت کاملہ کا ایک ذرہ ثبوت نہ دیا اگر بعض معجزات بھی دکھلائے کہ اس سے پہلے اور نبی بکثرت دکھلا چکے تھے بلکہ اسی زمانہ مین ایک حوض کے پانی سے بھی ایسے ہی عجائبات ظہور مین آتے تھے (دیکھو باب ۵ انجیل یوحنا) غرض وہ اپنے خدا ہونیکا کوئی نشان دکھلا نہ سکا جیسا کہ آیت مذکورہ بالا مین خود اس کا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیون) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانون مین سے وہ انسان دیکھتے ہین کہ جو بد قسمت اور بد نصیب کہلاتے ہین اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم مین قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدر رو ہے پیدا ہو کر ہر یک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیون اور نقصانون مین سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونیکا اپنی کتاب مین آپ ہی اقرار کر لیا اور پھر در صورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیون سے فضائل علمی اور عملی مین کم بھی تھا اور اسکی تعلیم بھی ایک ناقص تعلیم تھی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تھی تو پھر کیونکر جائز ہے کہ خداوند قادر مطلق اور ازلی اور ابدی پر یہ بہتان باندھا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات مین کامل اور غنی اور قادر مطلق رہکر آخرکار ایسے ناقص بیٹے کا محتاج ہو گیا اور اپنے سارے جلال اور بزرگی کو یکبارگی کھو دیا مین ہرگز باور نہین کرتا کہ کوئی دانا اس ذات کامل کی نسبت کہ جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے ایسی ایسی ذلتین جائز رکھی اور ظاہر ہے کہ اگر ابن مریم کے واقعات کو فضول اور بیہودہ تعریفون سے الگ کر لیا جائے تو انجیلون سے اس کے واقعی حالات کا یہی خلاصہ نکلتا ہے کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ یعنے جیسے کہ بندے ہوا کرتے ہین اور حضرت موسیٰ کے ماتحت نبیون مین سے ایک نبی تھا اور اس بزرگ اور عظیم الشان رسول کا ایک تابع اور پس رو تھا اور خود اس بزرگی کو ہرگز نہین پہنچا تھا یعنے اس کی تعلیم ایک اعلیٰ تعلیم کی فرع تھی مستقل تعلیم نہ تھی اور وہ خود انجیلون مین اقرار کرتا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون بلکہ ایک بندہ عاجز ہون اور انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے گرفتار ہونے سے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت اپنے بچاؤ کیلئے دعا کی اور چاہتا تھا کہ دعا اسکی قبول ہو جائے مگر اسکی وہ دعا قبول نہ ہوئی اور نیز جیسے عاجز بندے آزمائے جاتے ہین وہ شیطان سے آزمایا گیا پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بھوک کے دکھ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پھلون سے خالی پڑی ہوئی تھی اسلئے محروم رہا اور یہ بھی نہ ہو سکا کہ دو چار انجیرین اپنے کھانے کیلئے پیدا کر لیتا غرض ایک مدت تک ایسی ایسی آلودگیون مین رہکر اور ایسے ایسے دکھ اٹھا کر باقرار عیسائیون کے مر گیا اور اس جہان سے اٹھایا گیا اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا خداوند قادر مطلق کی ذات مین ایسی ہی صفات ناقصہ ہونی چاہیے کیا وہ اسی سے قدوس اور ذوالجلال کہلاتا ہے کہ وہ ایسے عیبون اور نقصانون سے بھرا ہوا ہے اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی ماں یعنے مریم کے پیٹ مین سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے ان بچارون کو خدائی سے کچھ بھی حصہ نہ ملا بلکہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ جبکہ کسی مخلوق کے پیٹ سے خدا بھی پیدا ہو سکتا ہے یہ نہین کہ ہمیشہ آدمی سے آدمی اور گدھی سے گدھا پیدا ہو تو جہان کہین کسی عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہو تو پھر اس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا نہ ہو

جیسا جس قدر بچے پیدا ہوتے جاتے ہیں وہ سب خدا ہی ہوتے جاتے ہیں اور وہ پاک جسم مخلوق کی شرکت سے منزہ رہتا ہے اور خداؤن ہی کے پیدا ہونے کی ایک کان ہے پس قیاس متذکرہ بالا کے رو سے لازم تھا کہ حضرت مسیح کے دوسرے بھائی اور بہن بھی کچھ نہ کچھ خدائی میں سے بخرہ پاتے اور ان پانچون حضرات کی والدہ تو رب الارباب ہی کہلاتی کیونکہ یہ پانچون حضرات روحانی اور جسمانی قوتون مین اسی سے فیضیاب ہین عیسائیون نے ابن مریم کی بیجا تعریفون مین بہت سا افترا بھی کیا مگر پھر بھی اسکے نقصانون کو چھپا نہ سکے اور اسکی آلودگیو نکا آپ اقرار کرکے پھر خواہ نخواہ اسکو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا یون تو عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابون کے رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہین بلکہ ایک پیچ کے رو سے آپ ہی خدا ہین مگر ہم دیکھتے ہین کہ بد قسمت ولے اپنے افترا اور اختراع مین اپنے اچھے رہے کیونکہ انہون نے بندہ کو خدا ٹھہرا کر پھر ہرگز اسکی لئے یہ تجویز نہین کیا کہ اس نے پلیدی اور ناپاکی کی راہ سے تولد پایا تھا یا کسی قسم کی نجاست کھائی تھی بلکہ ان کا بدھ کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ وہ مونہہ کے راستہ سے پیدا ہوا تھا پر افسوس عیسائیون نے بہت سی جعلسازیان تو کین مگر یہ جعلسازی نہ سوجھی کہ مسیح کو بھی مونہہ کے راستہ سے ہی پیدا کرتے اور اپنے خدا کو پیشاب اور پلیدی سے بچاتے اور نہ یہ سوجھی کہ موت جو حقیقت الوہیت سے بکلی منافی ہے اسپر دار د نہ کرتے اور نہ یہ خیال آیا کہ جہان مریم کے بیٹے نے انجیلون مین اقرار کیا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ دانا مطلق ہون نہ خود بخود آیا ہون نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون نہ دعا کی قبولیت میرے ہاتھ مین ہے مین صرف ایک عاجز بندہ اور مسکین آدم زاد ہون کہ جو ایک مالک رب العلمین کا بھیجا ہوا آیا ہون ان سب مقامون کو انجیل سے نکال ڈالنا چاہیئے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو عظیم الشان صداقت الحمد للہ کے مضمون مین ہے وہ بجز پاک اور مقدس مذہب اسلام کے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی لیکن اگر برہمو لوگ کہین کہ صداقت مذکورہ بالا کے ہم قائل ہین تو جاننا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اس بیان مین جھوٹے ہین کیونکہ ہم اسی مضمون مین لکھ چکے ہین کہ برہمو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور نطق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہین اور جو حقیقی اور کامل تعریفین ذاتی مین صفات کاملہ ہونی چاہیئے ان صفات سے ان کو خالی

سمجھتے ہین بلکہ اسقدر ایمان بھی انہین نصیب نہین کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت یہ اعتقاد رکھین کہ اپنی ہستی اور الوہیت کو اس نے اپنے ارادے اور اختیار سے دنیا مین ظاہر کیا ہے برخلاف اس کے وہ تو یہ کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ ایک مردہ یا ایک پتھر کیطرح کسی گوشہ گمنامی مین پڑا ہوا تھا عقلمندون نے آپ محنتین کرکے اس کے وجود کا پتہ لگایا اور اسکی خدائی کو دنیا مین مشہور کیا پس ظاہر ہے کہ وہ بھی مثل اپنے اور بھائیونکے محامد کاملہ حضرت احدیت سے منکر ہین بلکہ جن تعریفونسے اسکو یاد کرنا چاہیئے وہ تمام تعریفین اپنے نفس کیطرف منسوب کرتے ہین **رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین** اس جگہہ سورۃ فاتحہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتین بیان فرمائین یعنے رب العلمین رحمان رحیم مالک یوم الدین اور ان ہر چہار صفتون مین سے رب العلمین کو سب سے مقدم رکھا اور پھر بعد اس کے صفت رحمان کو ذکر کیا پھر صفت رحیم کو بیان فرمایا پھر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے پس سمجھنا چاہیئے کہ یہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیون اختیار کی اسمین نکتہ یہ ہے کہ ان صفات اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت مین اسی ترتیب سے یہ صفتین ظہور پذیر ہوتی ہین اسکی تفصیل یہ ہے کہ دنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنیسے ہر ایک عاقل اسکو سمجھہ سکتا ہے پہلا فیضان **فیضان اعم** ہے یہ وہ فیضان مطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزون پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر ایک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور پھر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر جاندار اس سے باہر نہین اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہر یک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لحظہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہو تو مخلوقات مین سے کچھہ بھی نہ ہوتا اس کا نام قرآن شریف مین ربوبیت ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام رب العلمین ہے جیسا کہ اس نے دوسری جگہہ بھی فرمایا ہے **وھو رب کل شیء** الجز و نمبر ۸ یعنی خدا ہر یک چیز کا رب ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزون مین سے اسکی ربوبیت مین سے باہر نہین سو خدا نے سورۃ فاتحہ مین سب صفات فیضانی مین سے پہلے صفت رب العلمین کو بیان فرمایا اور کہا **الحمد للہ رب العلمین** یہ اسلئے کہا کہ سب فیضانی

صفتون مین سے تقدم طبعی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنے ظہور کے رو سے بھی صفت متقدم الظہور اور تمام صفات فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہر یک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار مشتمل ہے پھر دوسرا قسم فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقع ہے **فیضان عام** ہے اسمین اور فیضان اعم مین یہ فرق ہے کہ فیضان اعم تو ایک عام ربوبیت ہے جسکے ذریعہ سے کل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہ فیضان جسکا نام فیضان عام ہے یہ ایک خاص عنایت ازلیہ ہے جو جانداروں کے حال پر مبذول ہے یعنے ذی روح چیزونکی طرف حضرت باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اس کا نام فیضان عام ہے اور اس فیضان کی یہ تعریف ہے کہ یہ بلا استحقاق اور بغیر اس کے کہ کسی کا کچھ حق ہو سب ذی روحون پر حسب حاجت ان کے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہین اور اسی فیضان کی برکت سے ہر یک جاندار جیتا جاگتا کھاتا پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہر یک ذی روح کیلئے تمام اسباب زندگی کے جو اسکے لئے یا اسکے نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہین میسر نظر آتے ہین اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہین کہ جو کچھہ روحون کو جسمانی تربیت کیلئے درکار ہے سب کچھہ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحون کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے یعنے روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہین ان کیلئے قدیم سے عین ضرورتون کے وقتون مین کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے۔ غرض اسی فیضان رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑ ہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کیلئے سطح زمین روشنی کیلئے چاند اور سورج دم لینے کیلئے ہوا پینے کیلئے پانی کہانے کیلئے انواع اقسام کے رزق اور علاج امراض کیلئے لاکھون طرح کی ادویہ اور پوشاک کیلئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزین اور ہدایت پانے کیلئے صحف ربانی موجود ہین اور کوئی یہ دعویٰ نہین کر سکتا کہ یہ تمام چیزین میرے عملون کی برکت سے پیدا ہوگئی ہین اور مین نے ہی کسی پہلے جنم مین کوئی نیک عمل کیا تھا جسکی پاداش مین یہ بیشمار نعمتین خدا نے بنی آدم کو عنایت کین پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحون کے آرام کیلئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض مین نہین فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ہر ایک

جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچھہ اسکی فطرت مین حاجتین ڈالی گئین وہ پوری ہو جائین پس اس فیضان مین عنایت ازلیہ کا کام یہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے اور انکی بایست اور نہ بایست کی خبر رکھے تا وہ ضائع نہ ہو جائین اور انکی استعدادین خیر کتمان مین نہ رہین اور اس صفت فیضانی کا خدا تعالیٰ کی ذات مین پایا جانا قانون قدرت کے ملاحظہ سے نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اسمین کلام نہین کہ جو کچھہ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر وغیرہ ضروریات دنیا مین پائی جاتی ہین جنپر تمام ذی روحون کی زندگی کا مدار ہے اسی فیضان کے اثر سے ظہور پذیر ہین اور ہر یک متنفس بلا تمیز انسان و حیوان و مومن و کافر و نیک و بد حسب حاجت اپنے ان فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے محروم نہین اور اس فیضان کا نام قرآن شریف مین **رحمانیت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ مین بعد صفت رب العلمین رحمٰن آیا ہے جیسا کہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن اسی صفت کی طرف قرآن شریف کے کئی ایک ورمقامات مین بھی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ ان کے یہ ہے۔ **واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلما** یعنے جب کافرون اور بیدینون اور دہریون کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہین کہ رحمان کیا چیز ہے پھر بطور جواب فرمایا رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جسنے آسمان مین برج بنائے برجون مین آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہین اسی رحمان نے تمہارے لئے یعنے تمام بنی آدم کیلئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہین تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ ان دقائق حکمت سے فائدہ اٹھاوے اور جہل او غفلت کے پردہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان خیالات کو جو انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ دور کرتا ہے اور ان کو لمبا ہونے نہیں دیتا تو کچھ شک نہیں کہ وہ معافی کے قابل ہیں لیکن جب انکے سلسلہ کی درازی میں ایک لذت پاتا ہے اور اسکو بڑھاتا جاتا ہے پھر وہ قابل مواخذہ ہو جاتے ہیں کیونکہ انمیں عزیمت شامل ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا ہے اس بات کو خوب یاد رکھو کہ کلام نفسی دو قسم کا ہوتا ہے کبھی شیطانی جو خیالی فسق و فجور کے سلسلہ میں چلا جاتا ہے اور آرزوؤں کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ جبتک ان دونوں سلسلوں میں انسان پھنسا ہوا ہے شیطان دخل کا اسے اندیشہ ہے اور ممکن ہے کہ وہ نقصان اٹھاوے اور شیطان اسے زخمی کرے۔ مثلاً کبھی کوئی منصوبہ ہی باندھتا ہے کہ فلان شخص میری فلان غرض اور مقصد میں بڑا مخل ہے اسکو مارا جاوے اس نے مجھے تو کہا ہے اسکا بدلہ لیا جاوے اس کی ناک کاٹی جاوے۔ اس قسم کے منصوبے اور ادھیڑبن میں لگا رہتا ہے یہ مریض سخت خطرناک حالت میں ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ نفس کا میں کیا نقصان کر رہا ہوں اور اس سے میری اخلاقی اور روحانی قوتوں پر کس قسم کا برا اثر پڑ رہا ہے اس قسم کے خیالات سے ہمیشہ بچنا چاہیے جب کبھی کوئی ایسا بیہودہ سلسلہ شروع ہو فوراً اسکے دفع کرنیکی کوشش کرو۔ استغفار پڑھو۔ لاحول کے ذریعہ خدا سے مدد اور توفیق چاہو۔ اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے پڑھنے میں اپنے آپ کو مصروف کردو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اس سلسلہ سے فایدہ کچھ نہیں نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر کوئی دشمن مر بھی جاوے تو کیا اور زندہ رہے تو کیا نفع و نقصان کا پہونچانا یہ خدا تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہے، کوئی شخص کسی کو کوئی گزند نہیں پہونچا سکتا۔ سعدی نے گلستان میں ایک حکایت لکھی ہے کہ نوشیروان کے پاس کوئی شخص خوشخبری لیکر گیا کہ تیرا فلان دشمن مارا گیا ہے اور اسکا ملک اور قلعہ ہمارے قبضہ میں آگیا ہے نوشیروان نے اسکا کیا اچھا جواب دیا

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

پس آدمی غور کرے کہ اس قسم کے منصوبوں اور ادھیڑبن سے کیا فایدہ اور کیا خوشی یہ سلسلہ تو بہت ہی خطرناک ہے اور اسکا علاج ہے توبہ، استغفار، لاحول اور خدا کی کتاب کا مطالعہ۔ بیکاری اور بے شغلی میں اس قسم کا سلسلہ بہت لمبا ہوتا ہے۔

دوسری قسم کلام نفس کی امانی سلسلے کو لمبا کرتے رہنا ہے یہ سلسلہ بھی چونکہ بیجا خواہشوں کو پیدا کرتا ہے اور طمع، حسد، خودغرضی کے امراض اس سے پیدا ہوتے ہیں اسلئے یونہی یہ سلسلہ پیدا ہو اسکی صف فوراً الٹ دو۔ یعنے یہ تقسیم کلام نفس کی ہے اور یہ دونو انجام کار انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ لیکن نبی ان دونوں قسم کے سلسلہ کلام سے پاک ہوتا ہے نبوت کیا ہے یہ ایک جوہر خداداد ہے اگر کسب سے ہوتا تو سب نبی ہو جاتے انکی فطرت ہی اس قسم کی نہیں ہوتی کہ وہ ان بیجا سلسلہ کلام میں مبتلا ہوں۔ وہ نفسی کلام کرتے ہی نہیں دوسرے لوگوں میں تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ان سلسلوں میں کچھ ایسے مبتلا ہوتے ہیں کہ خدا کا خانہ ہی خالی رہتا ہے لیکن نبی ان دونوں سلسلوں سے الگ ہو کر خدا میں کچھ ایسے گم ہوتے ہیں اور اس کے مخاطبہ مکالمہ میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ ان سلسلوں کیلئے ان کے دل و دماغ میں سمائی اور گنجایش ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا ہی کا سلسلہ کلام رہجاتا ہے چونکہ وہی حصہ باقی ہوتا ہے اسلئے خدا انسے کلام کرتا ہے اور وہ خدا کو مخاطب کرتے رہتے ہیں تنہائی اور بیکاری میں بھی جب ایسے خیالات کا سلسلہ ایک انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اسوقت اگر نبی کو بھی ویسی ہی حالت میں دیکھو تو شاید غلطی اور ناواقفی سے یہ سمجھ لو کہ اب اس کا سلسلہ تو خدا سے کلام کا نہوگا؟ مگر نہیں وہ ہر وقت خدا ہی سے باتیں کرتا ہے کہ اے خدا میں تجھ سے پیار کرتا ہوں اور تیری رضا کا طالب ہوں مجھ پر ایسا فضل کر کہ میں اس نقطہ اور مقام تک پہونچ جاؤں جو تیری رضا کا مقام ہے۔ مجھے ایسے اعمال کی توفیق دے جو تیری نظر میں پسندیدہ ہوں دنیا کی آنکھ کھول کہ وہ تجھے پہچانے اور تیرے آستانہ پر گرے۔ یہ اسکے خیالات ہوتے ہیں اور یہ اسکی آرزوئیں۔ اسمیں ایسا محو اور فنا ہوتا ہے کہ دوسرا اسکو شناخت نہیں کرسکتا۔ وہ اس سلسلہ کو ذوق کے ساتھ دراز کرتا ہے اور پھر اسمیں اس مقام تک پہونچ جاتا ہے کہ اس کا دل پگھل جاتا ہے اور اسکی روح بہ نکلتی ہے وہ پورے زور اور طاقت کے ساتھ آستانہ الوہیت پر گرتی اور انت ربی انت ربی کہکر پکارتی ہے تب اللہ تعالےٰ کا فضل اور رحم جوش میں آتا ہے اور وہ اسکو مخاطب کرتا اور اپنے کلام سے اسکو جواب دیتا ہے۔

یہ ایسا لذیذ سلسلہ ہے کہ ہر شخص اسکو سمجھ نہیں سکتا اور یہ لذت ایسی ہے کہ الفاظ اسکو ادا نہیں کر سکتے۔ پس وہ بار بار مستسقی کیطرح باب ربوبیت ہی کو کھٹکھٹاتا رہتا ہے اور وہان ہی اپنے لئے راحت و آرام پاتا ہے۔ وہ دنیا میں ہوتا ہے لیکن دنیا سے الگ ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی چیز کا آرزومند نہیں ہوتا لیکن دنیا اسکی خادم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے قدموں پر دنیا کو لا ڈالتا ہے۔

یہ ہے مختصر حقیقت نبوت کے مقام کی۔ یہان کلام نفسی کے دونو سلسلے بھسم ہو جاتے ہیں اور تیسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے جسکا مبدا اور منتہا خدا ہی ہوتا ہے اسوقت وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو جذب کرتا ہے جسمین اس قسم کے دخان اور اضغاث۔ احلام نہیں ہوتے جو نفسی کلام میں ہوتے ہیں بلکہ وہ دنیا سے انقطاع کلی کئے ہوئے ہوتا ہے جیسے ایک نفسانی خواہشوں کا اسیر اعلیٰ درجہ کا محبوبہ سے تعلق پیدا کر کے ہمہ گوش ہو کر تصور کرتا ہے اور ایسے نفسانی لذات کا معراج پاتا ہے اور قطعاً نہیں چاہتے کہ کسی دوسرے کو ملیں۔ اسیطرح پر نبی خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو یہاں تک پہونچاتا ہے کہ وہ اس تنہائی اور خلوت میں کسی دوسرے کا دخل ہرگز پسند نہیں کرتے وہ اپنے محبوب سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسی میں لذت و راحت پاتے ہیں۔ وہ الہدم کیلئے بھی اس خلوت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے لیکن خدا تعالےٰ انہیں دنیا کے سامنے لاتا ہے تاکہ وہ دنیا کی اصلاح کریں اور خدانما آئینہ ٹھہریں۔ نبی ملہم ایک لذت اور کیفیت پاتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ ہی میں چاہتا ہے اس سے زیادہ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا اگرچہ دل اس لذت سے بھرا ہوا ہے اگرچہ اس ذکر کی درازی اور بھی لذت بخش ہے مگر وہ الفاظ کہان سے لاؤں جسمین میں اسکو ظاہر کرسکوں۔

بعض نادان لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جبکہ انبیاء علیہم السلام ایسے فنا فی اللہ ہوتے ہیں اور دنیا اور اسکی لذتوں سے دور رہتے ہیں پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ وہ بیویاں اور بچے بھی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ ایک شخص تو ان باتوں کا اسیر اور ان فانی لذتوں میں فنا ہو جاتا ہے مگر یہ گروہ ان باتوں سے پاک ہوتا ہے یہ چیزیں ان کیلئے محض خادم کے طور پر ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی اصلاح کیلئے آتے ہیں پس اگر وہ بیوی بچے نہ رکھتے ہوں تو اس پہلو میں تکمیل اصلاح کیونکر ہوتی۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ عیسائی لوگ معاشرت کے متعلق مسیح کا کیا نمونہ پیش کرسکتے ہیں؟ کچھ بھی نہیں۔ جب وہ اس راہ سے ناواقف ہیں اور ان مدارج سے بے خبر ہیں وہ کیا اصلاح کریگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ ہر پہلو میں آپکا نمونہ کامل ہے۔ دنیا اور اسکی چیزیں انبیاء علیہ السلام پر کوئی اثر نہیں ڈالتی ہیں وہ فانی لذتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کیطرف دریا کی ایک تیز دھاری کیطرح جو پہاڑ سے گرتی ہے بہتا ہے اور اسکی رو میں سب خس و خاشاک بہ جاتا ہے۔

غرض انبیاء علیہم السلام ان چیزوں کے غلام نہیں ہوتے بلکہ یہ چیزیں ان کیلئے بطور خادم ہوتی ہیں اور انکی اعلیٰ درجہ کے اخلاقی کمالات کا نمونہ انکے اس ذکر اور ذوق میں جو خدا تعالیٰ کے تصور اور محویت میں انہیں ملتا ہے اپنے کچھ حج پیدا نہیں ہوتا۔ وہ کچھ ایسے محو اور فنا ہوتی ہیں کہ دنیا سے بالکل الگ ہوتے ہیں جب اس قسم کی ربودگی ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کیطرف سے آوازیں آنے لگتی ہیں۔ اور مکالمات ہونے ہیں یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جذب کی قوت لیکر نکلتی ہے وہ دوسرے کو جذب کرتی ہے۔ اس جذب میں اسقدر قوت ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کی ساری باتیں اسمیں بھسم ہو جاتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور فیض کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہے۔ اور اسی سلسلہ کو باقی تمام سلسلوں پر تقدم اور فوق ہو جاتا ہے۔ لیکن اسکے لئے مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس کے بغیر یہ راہ نہیں کھلتی جیسا کہ فرمایا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور اسی کیطرف اشارہ ہے ایاک نعبد میں اگرچہ ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر تقدم ہے لیکن پھر بھی اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت نے سبقت کی ہوئی ہے ایاک نعبد بھی کسی قوت نے کہلوایا ہے اور وہ قوت جو پوشیدہ ہی پوشیدہ ایاک نعبد کا اقرار کراتی ہے کہاں سے آئی کیا خدا تعالیٰ نے ہی وہ عطا نہیں فرمائی کہ؟ بیشک وہ خدا تعالیٰ کا ہی عطیہ ہے جو اس نے محض رحمانیت سے عطا فرمائی ہے۔ اسکی تحریک اور توفیق سے یہ ایاک نعبد ہی کہتا ہے اس پہلو سے اگر غور کریں تو اسکو تاخر ہے اور دوسرے پہلو سے اسکو تقدم ہے یعنے جب یہ قوت اسکو اسبات کی طرف لاتی ہے تو یہ تاخر ہو گیا اور بصورت اول تقدم اسیطرح یہ سلسلہ نبوت کی فلاسفی کا خلاصہ یا مفہوم ہے۔

باقی آئندہ

خطبہ عید الاضحی

(سلسلے کیلئے نمبر ۱۲ صفحہ ۲ دیکھو)

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی۔ وہ یہی تکبر تھا فرحوا بما عندھم من العلم انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ ہے صحف انبیاء اور صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں نحن ابناء اللہ و احباءہ کہکر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفیٰ اور شیریں چشمہ جاری ہوا

غرض

محرومی کا سب سے پہلا اور بڑا ذریعہ ابیٰ (انکار) ہے اور پھر تکبر ہے آہ! اس سے بڑھکر کسی شخص کی بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک ہادی معلم اور مزکی کو معزز بنا کر بھیجتا ہے اور یہ اسکا ساتھ نہیں دیسکتا اور ان فیضانوں اور برکات سے جو اسکی بیعت اور صحبت سے ملنے والے تھے محروم رہجاتا ہے۔ فرمانبرداری ہاں خدا کی فرمانبرداری ایسی راحت بخش اور زندہ جاوید بنانے والی دولت ہے کہ جس نے آجتک اور ابدالاباد تک ابراہیم کو زندہ رکھا ہے آج ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار تم ہر ایک گھر میں دیکھ سکتے ہو ایک غریب سے غریب آدمی بھی قربانی کا گوشت کھاتا ہے جو اسکی یادگار کو تازہ رکھتا ہے۔ یہ قربانی بتاتی ہے کہ ابراہیم نے اپنی جان اور مال تک بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریغ نہیں کیا۔ پس جبتک انسان ابراہیمی رنگ اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے عزیز مال اور جان تک کو جو دراصل اسکا ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کا ہے نثار کر دینے کیلئے شرح صدر سے طیار نہیں ہو جاتا۔ اسوقت تک وہ ان برکات اور فیضانوں کو پا نہیں سکتا جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملے۔

خدا تعالیٰ کے ماموروں و مرسلین کا انکار سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ انکار بہت ہی خطرناک چیز ہے اس لئے ہمیشہ اس سے بچو۔ اپنی عقل اپنی تدبیر اور رائے اپنے علم و تجربہ کو خدا کے راستبازوں کے سامنے ہیچ سمجھ لو۔ اور بالکل خالی ہو جاؤ تب وہ تم میں راستبازی۔ اور حقیقی علوم کی روح نفخ کریگا۔

یہ ابیٰ مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہوتا ہے۔ کبھی زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل اسکے ساتھ متفق نہیں ہوتا جسکا نتیجہ نفاق ہوتا ہے اور یہ نفاق آخر کار کفر تک بھی لیجاتا ہے۔ اسلئے دل اور زبان کو ایک کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق اور فضل چاہو۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا مال و دولت۔ خدمت گزاری اور نیکی کا خیال ہی اس امر سے روکدیتا اور ان کے لئے سد راہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے۔ اگر ضرورت نہ تھی تو خدا تعالیٰ نے اسکو نازل کیوں فرمایا وہ اسپر نہیں خدا تعالیٰ کے فعل و فضل پر نکتہ چینی کرتے اور اس کے پر حکمت فعل کو لغو (معاذ اللہ) ٹھہراتے ہیں۔ اسلئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ نفس اور شیطان کے اس دہوکے سے ہمیشہ بچیں اپنی کسی بات پر تکبر نہ ہو کیونکہ وہی تکبر پھر کسی اور رنگ و صورت میں انکار کا باعث ہو جاویگا یہ بہرحال زہر ہے اس پر مطمئن ہو رہنا عقلمندی نہیں ہے۔

بعض نادان۔ ناحق شناس۔ ماموروں اور رسولوں کے آنے پر یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ

لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ

یعنے اسوقت تک ہم ایمان نہیں لائینگے جبتک ہم کو بھی وہی فیض اور فضل نہ دیا جاوے جو رسولوں کو دیا گیا ہے۔ یہ بھی محرومی کا بڑا بھاری ذریعہ ہے جو لوگ ایمان کو مشروط کرتے ہیں وہ محروم رہجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا ہاں خدا تعالیٰ کسی کو خالی نہیں چھوڑتا جو اسکی راہ میں صدق و ثبات سے قدم رکھتا ہے وہ بھی اس قسم انعامات سے بہرہ وافر لیتا ہے۔ جیسے فرمایا الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ جن لوگوں نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر انہوں نے اسپر استقامت دکھائی۔ انپر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں ربنا اللہ کا اقرار اور اسپر صدق و ثبات اور اظہار استقامت۔

ایک نادان سنت اللہ سے ناواقف ان مراحل کو تو طے نہیں کرتا اور امید رکھتا ہے اس مقام پر پہنچنے کی جو ان کے بعد واقع ہے۔ یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے اس قسم کے شیطانی وسوسوں سے بھی الگ رہنا چاہیئے خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور عجز کے ساتھ قدم اٹھاؤ۔ قویٰ سے کام لو۔ اسکی مدد طلب کرو۔ پھر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث ہو جاؤ۔ اور حقیقی رویا اور الہام سے حصہ پاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کسی بات کی کمی نہیں

للہ خزائن السموات والارض وما ننزلہ الا بقدر معلوم

پھر سوال ہوتا ہے کہ اس قسم کے اوہام شیطانی اور وسوسوں سے بچنے کا کیا طریق ہے؟

اس کا طریق یہی ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار پڑھو۔ استغفار سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ طوطے کی طرح ایک لفظ رٹتے رہو بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ استغفار کے مفہوم اور مطلب کو ملحوظ رکھکر خدا تعالیٰ سے مدد چاہو۔ اور وہ یہ ہے کہ جو انسانی کمزوریاں صادر ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بد نتائج سے محفوظ رکھے اور آیندہ کیلئے ان کمزوریوں کو دور کرے اور ان جوشوں کو جو ہلاک کرنیوالے ہوتے ہیں دبائے رکھے۔ پھر لاحول پڑھنے اور دعاؤں سے کام لے۔ اور جہانتک ممکن ہو راستبازوں کی صحبت میں رہے اگر اس نسخہ پر عمل کروگے تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ تمہیں محروم نہ کریگا۔

پھر محرومی کا ایک اور سبب بھی ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اوقات انسان مشکلات اور مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کر لیتا ہے کہ یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے اور فلاں دکھ سے مجھے رہائی اور نجات ہو تو میں یہ فرمانبرداری کا کام کرونگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ان مشکلات سے نجات دیتا ہے لیکن وہ اپنے وعدوں کو بھول جاتا ہے اسکا نتیجہ پھر خطرناک ہوتا اور اسے محروم کر دیتا ہے میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنے کے برابر ہی وہ معاہدہ ہے جو انسان اپنے امام و مرشد کے ہاتھ پر کرتا ہے جیسا کہ تمنے کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا کہنے کو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن اسکے معانی پر غور کرو کہ کسقدر وسیع ہیں حی علی الصلوٰۃ کی آواز آتی ہے اور یہ سنتا ہے لیکن دیکھتا ہے کہ بہت سے ضروری کام کرنے کو ہیں اور اسنے اگر ذرا سی بھی لاپروائی کی تو حرج ہوگا۔ اسلئے فرض تنہائی ہی میں ادا کر لونگا۔ یہ خیالات دل میں ایکطرف ہیں دوسری طرف حی کا لفظ بتاتا ہے کہ جلدی کرو۔ اور ادھر معاہدہ یہ کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔

اب اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مقدم کرتا اور حی علی الصلوٰۃ کی آواز پر مسجد کو چلتا ہے تو بیشک اس معاہدہ کو پورا کرنیوالا ٹھہرتا ہے لیکن اگر تساہل کرتا ہے تو اس معاہدہ کو توڑتا ہے اسیطرح دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے ہیں ایکطرف بیوی بچوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہے اور پھر قرآن کریم میں پڑھتا ہے لا تسرفوا اور ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ اور ایکطرف دین مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے اسوقت اپنی اندرونہ کا معاینہ کرے اور اپنے فعل سے دکھائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو

غرض

ہر عمل الٰہی میں اسکو سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو کسی تقریر اور چالاکی سے کام لے رہا ہوں یا سچے اخلاص سے اپنے ہر قول اور فعل کو پڑتال کرے کہ کیا واقعی خدا تعالیٰ کیلئے ہے یا دنیوی اغراض و مقاصد پیش نظر ہیں لہیں اپنے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو ہر دم پیش نظر رکھو یہ معاہدہ تم نے کسی معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے اور میں تو یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے

. . . . کیونکہ ید اللہ فوق ایدیھم آیا ہے۔

دیکھو! اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کرو کہ کیا جسقدر تڑپ کوشش اور اضطراب دنیوی اور ادنیٰ ضروریات کیلئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی سہی وہ دینی ضروریات کیلئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے کہاں پورا کیا میں نے خود تجربہ کیا ہے ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جنمیں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کیلئے تو اسقدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کیلئے انہیں کوئی تڑپ نہیں باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں یہی بدظنی منصوبہ بازی تکبر۔ دوسرے کی تحقیر غیبت اور اور اس قسم کی بد ذاتیاں اور شرارتیں شرک۔ ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔

باقی آئندہ

امیر

چند سوالون کے جواب

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین جن شاہجہانپوری سوالون کے جواب کا ذکر کیا گیا تہا - انکا جواب حضرت حکیم الامتہ کے ارشاد کی بنا پر جو مینے لکہا ہے اور حضرت موصوف کو دکہا لیا گیا ہے شائع کیا جاتا ہے - ایڈیٹر -

سوال اول - دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اسکا ثبوت کیا ہے ؟

جواب - اس سوال کے جواب مین سب سے اوّل تو ہم یہہ کہتے ہین کہ جب ہم دنیا کی عمر سات ہزار سال بیان کرتے ہین تو اس سے ہماری مراد دنیا کی وہ عمر ہے جو ہمارے آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے لیکر آدم ثانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور اختتام دنیا تک سمجہی جاتی ہے اس سے یہہ مراد ہرگز نہین ہے کہ خدا تعالے سات ہزار برس سے ہی **خالق** ہے - بلکہ ہمارا اعتقاد ہے (اور ایسا ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اکابران اُمت کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے) کہ ہمارے آدم سے بہی پہلے لاکہون لاکہہ آدم گذر چکے ہین اس سوال پر بحث کرنا اسوقت چونکہ ملحوظ خاطر نہین اسلئے اسکو یہین چہوڑ کر اب اس حصہ کیطرف توجہ کرتے ہین کہ کیا یہہ واقعی امر ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے ؟ اس کے جواب کے ہم تین حصّے کرینگے - **اوّل** قرآن شریف سے اسکا ثبوت دین گے پہر احادیث نبی کریم اور اکابران ملت کی تحریرون سے - اور تیسرے حصہ مین آجکل کی تحقیقات کی رو سے اسپر کچہہ عرض کرین گے - پہلا حصّہ - قرآن کریم سے اس کا ثبوت -

قرآن کریم سے اسکا ثبوت دینے وقت یہ امر قابل اظہار ہے کہ قرآن کریم چونکہ کوئی ایسی کتاب نہین جسکی غرض **مادیات** پر بحث ہو بلکہ وہ **ہدی للمتقین** ہے اسلئے اس نے عمر دنیا کے متعلق جو بحث کرنی چاہی ہے اوس کی غرض جیالوجی کے باریک مسائل کی تعلیم نہین بلکہ وہ اس راز کے انکشاف مین ایک عظیم الشان **مجدد** اور مامور کی پیشگوئی کرنی چاہتا ہے اور اسکا زمانہ اور اس زمانہ کے نشانات کو بیان کرنا اسکا مقصد اصلی ہے - وہ مجدد اور **مامور الف ششم** یا دنیا کے آخری ہزار مین آنیوالا تہا - اور اسکے زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے - ازینوجہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے -

قرآن کریم اور سات کا عدد

یہہ بات بہی بحضور دل یاد رکہنی چاہئے کہ خدا تعالے کی کتابون اور خاتم الکتب قرآن مجید مین بعد اعداد خاص مناسبت رکہا کرتے ہین منجملہ انکے سات و ۷۰ و ۷۰۰ و سات ہزار کے اعداد بہت بڑی خصوصیت رکہتے ہین انہین مین سے یہ **سات ہزار** کا ایک عدد ہے سات کے **عدد** کو جو خصوصیتین ہین انمین سے بعض حسب ذیل ہین -

۱ - قرآن کریم سات مختلف مذاہب سے بحث کرتا ہے -

۲ الف - دہریون یعنی منکران ذات باری کے -
(ب) منکران نبوت برہموؤن سے -
(ج) یہود - نصاریٰ - بت پرست - مجوس - منافق

۲ - قرآن کریم سات عظیم الشان عقائد حقہ کا بیان کرتا ہے -
الف - خدا تعالیٰ کی ہستی - ذات - صفات - اسماء اور افعال کی لطیف بحث -
(ب) ملائکہ کے وجود انکے افعال وصفات کی فلاسفی
(ج) کتب الہیہ کا دلچسپ تذکرہ -
(د) رسالت کی ضرورت اور ایمان بالرسل کی بحث
(ہ) تقدیر - یعنے ان اندازون پر فلسفیانہ بحث جو اللہ تعالے نے مقرر کئے ہین -
(و) ختم نبوت کی بحث -
(ی) اعمال صالحہ وسیئہ پر جزا وسزا کے متعلق -

۳ - قرآن کریم سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے -
(۱) اقرار (۲) نماز (۳) زکواۃ (۴) روزہ (۵) حج (۶) اخلاق فاضلہ - اور رذائل -

۴ - سات ہی نتائج حسنہ وہ اسکے پیش کرتا ہے (۱) صحت جسمانی - (۲) جسمانی آرام (۳) روحانی آرام (۴) قبر مین آرام (۵) حشر مین آرام (۶) صراط پر آرام (۷) جنت پر آرام -

ایسا ہی اور بہت سے امور ہین محض مثال کے طور پر یہ چند دکہا دیئے ہین -

غرض اس نہج پر سات ہزار کا عدد ایک ایسا عدد ہے جسکو آلہی کتابون کے ساتہہ ایک مناسبت ہے اب مین قرآن سے وہ ثبوت پیش کرنا چاہتا ہون جو اس دنیا کے سات ہزار سال کے متعلق ہے -

قرآن کریم مین زمین وآسمان کے چہہ دن کے اندر بنانے اور پہر خلق آدم کا ذکر کرنے کے اندر ایک روحانی سرّ موجود ہے اور وہ یہہ ہے کہ تمام اشیاء کی تکمیل کیلئے ایک ستہ ضروریہ اللہ تعالے نے رکہا ہے اور یہ اشارہ تہا روحانی نظام کی تکمیل کیطرف جبکہ حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آخر ہزار ششم وہ آخری حصہ اس دنیا کا ہوا - جس سے ہر ایک روحانی اور جسمانی تکمیل وابستہ ہے کیونکہ خدائی کارخانہ قدرت مین چھٹے دن اور چھٹے ہزار کو آلہی فعل کی تکمیل کے لئے قدیم سے مقرر فرمایا گیا ہے - مثلاً حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام چھٹے دن مین یعنی بروز جمعہ دن کے اخیر حصہ مین پیدا ہوئے یعنی آپ کے وجود کا تمام وکمال پیرایہ چھٹے دن ظاہر ہوا گو خمیر آدم کا آہستہ آہستہ طیار ہو رہا تہا اور جمادی نباتی حیوانی پیدائشون کے ساتہہ ہی شریک تہا لیکن کمال خلقت کا دن چھٹا تہا - یہی سر ہے جو قرآن شریف بہی گو نجماً نجماً نازل ہو رہا تہا مگر اوس کا کامل وجود بہی چھٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہونچا اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** نازل ہوئی ایسا ہی انسانی نطفہ بہی اپنے تغیرات کے چھٹے مرتبہ پر ہی خلقت بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جسکی طرف **ثم انشأناہ خلقاً آخر** مین اشارہ ہے اور وہ مراتب ستہ یہ ہین (۱) نطفہ (۲) علقہ (۳) مضغہ (۴) عظام (۵) لحم محیط عظام (۶) خلق آخر یہ ایک قانون قدرت ہے جس سے کوئی شخص بہی ہرچند وہ مذہب سے واسطہ نرکہتا ہو لیکن علم دوست ہو اسے ماننا پڑتا ہے - پس اس قانون قدرت سے جو روز ششم اور مرتبہ ششم کی نسبت معلوم ہو چکا ہے ماننا پڑتا ہے کہ دنیا کی عمر کا ہزار ششم ہی یعنی اس کا آخری حصہ ہی عظیم الشان حصہ ہے اور وہ بالطبع کسی آدم کی خلق کو چاہتا ہے - ان لوگون کے لئے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے واقفیت رکہتے ہین اور علمی مذاق سے آشنا ہین یہ لطیفہ بہت کچہہ مسرت بخش ہے کیونکہ اس سلسلہ کے امام کو خدا تعالے نے اسی مناسبت کیوجہ سے براہین احمدیہ مین **آدم** کہا **اردت ان استخلف فخلقت آدم** ہمکو اس مقام پر اس مضمون پر بحث نہین کرنی بلکہ اصل مضمون عمر دنیا کی متعلق ہے لیکن ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ **عمر عالم** کا مسئلہ قرآن کریم نے محض اس بنا پر حل کیا ہے کہ آخری زمانہ مین ایک عظیم الشان مصلح آنیوالا تہا - ورنہ جیسا ہم پہلے بیان کر آئے ہین قرآن شریف کی غرض کچہہ اور ہے عمر دنیا یعنے دور آدم کا زمانہ سات ہزار سال جو قرار دیا گیا ہے اسکے ثبوت کے لئے اولاً **عالم کبیر کی خلقت کا بیان** ہے **هو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام** پہر انسان (جو عالم صغیر ہے) کی خلقت کیلئے چہہ مراتب بیان کئے - گویا وہ پیدائش ہی چہہ دن مین ہوئی - اور ایک دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ہزار سال کا ہوتا ہے **ان یوماً عند ربك كالف سنة مما تعدون** اسپر شہادت ہے - اب اس چہہ ہزار سال کے بعد جو آخری ہزار ہے وہ زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو **عصر** کا زمانہ قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین ہی **والعصر ان الانسان لفی خسر** فرمایا ہے - اس سورۃ کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت کے یعنی تیئس برس کا تمام وکمال زمانہ ہے کل مدت زمانہ کی ساتہہ ملا کر ۴۷۳۹ برس دور آدم سے آنحضرت صلعم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہوتی ہین اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الف خامس مین مبعوث ہوئے -

ایک علمی نکتہ اس مقام پر اس نکتہ کا بیان نکرنا خطرناک فروگذاشت ہے کہ الف خامس مریخ ستارہ کیطرف منسوب ہے یہی وجہ تہی کہ جو آنحضرت صلعم کو ان مفسدون کے قتل اور سزا بالسیف کا حکم ہوا جنہون نے مسلمانوں کو قتل کیا اور قتل کرنا چاہا اور یہی خدا تعالیٰ کا اذن اور حکم ہی مریخ کا حکم ہے لیکن آنحضرت صلعم کی ایک بعثت ثانی بہی ہے جو مہدی کے رنگ مین احادیث سے ثابت ہے وہ ہزار ششم مین مقرر کیگئی ہے - اور وہ اسم احمد کی تجلی ہوگی جو جمالی اسم ہے وہ ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جو ماموروں کو خونریزی سے منع کرتا اور عقل و دانش اور مامور استدلال کو بڑہاتا ہے - **پس الف سادس** یا چہٹا ہزار ایک کامل ظہور اور بروز کو چاہتا تھا اور آدم چونکہ جلالی اور جمالی صفات کا مظہر تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی ہر دو صفات کے مظہر اتم تہے مگر آپ کا ظہور **جلال الف** پنجم پر ہوا اور ظہور جمال کیلئے الف سادس مقرر ہوا تہا - جو بروزی رنگ مین ہونے والا تہا - اسلئے **مہدی** کا نام آنحضرت نے اپنا ہی نام ٹہرایا -

اس ظہور ثانی کیلئے آیت **وآخرین منهم لما یلحقوا بهم** بہی اشارہ کرتی ہے اور تمام مفسرین نے بالاتفاق اسکو تسلیم کیا ہے کہ **مسیح موعود** کے زمانہ سے متعلق ہے پہر قرآن شریف کی ایک اور آیت **هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین كله** ہے جو مسیح موعود کے زمانہ سے وابستہ ہے - اور **مسیح موعود** کا زمانہ آیت استخلاف کے ماتحت رکہکر چہٹا ہزار ہی قرار پایا ہے کیونکہ بائبل کے حساب کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ۴۷۳۹ برس ہوتے ہین - اور مثیل موسیٰ کی بشارت کے موافق آپکے بعد چودہوین صدی مین مسیح موعود آنا چاہیئے جو چہٹے ہزار کو ظاہر کرتا ہے -

پس جب ہم آیت **استخلاف** اور پہر **هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین كله** اور **وآخرین منهم لما یلحقوا بهم** کو ملاتے ہین تو چہٹے ہزار پر مسیح موعود کی بعثت قرار پاتی ہے جو بالکل صحیح ہے اور پہر اسکے ساتہہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** مین تکمیل کے دو شعبے تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کو ملا دین تو اور بہی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا وہی زمانہ ہے جو **لیظهره علی الدین كله** کا زمانہ ہے - پس یہ ساری آیات مجموعی طور پر **الف سادس** کا پتہ دیتی ہین - اور یہ اشارہ تکمیل **آدم** مین پہلے سے مرکوز ہے جو چہٹے دن ہوں - (باقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسے قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الدعوت

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین | شد ظہور وعدہائے انبیاء و مرسلین
تا بکے جنگ و نبرد و کارزارت باخدا؟ | اے سیہ باطن بترس از خشم رب العالمین

چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے اسلئے مین دوبارہ ظاہر کرتا ہون اور مین قسم حضرت احدیت جلشانہ کی کھاکر کہتا ہون کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ مین اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی مین ایسے غرق ہوگئے ہین کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہین رہا اور وہ جو اسکی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا ہے اس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر گیا ہے پس خدا فرماتا ہے کہ مین اونسے جنگ کرونگا* اور میرے وہ حملے اون پر ہونگے جو انکے خیال وگمان مین نہین کیونکہ انہون نے جھوٹ سے اسقدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤن کے نیچے پامال کرنا چاہا پس خدا فرماتا ہے کہ مینے اب ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندون کے حملون سے بچاؤن اور سچائی کی حمایت مین اپنے نشان ظاہر کرون اور وہ فرماتا ہے کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ کیسے دن ہین؟ جو تم دیکھ رہے ہو سچ کہو کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادون نے سنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے کبھی پہلے بھی ایسا زور ہوا تھا اور جسطرح ابھی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلون کو ہلا دیا اور عام نقصان پہونچا دیا اور لوگون کو دیوانہ سا کر دیا کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگون نے اس ملک مین دیکھا تھا؟ اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلف اور بناوٹ سے پیشگوئیان قرار نہین دیئے گئے بلکہ سالہا سال اونکے وجود سے پہلے براہین احمدیہ مین خبر دیگئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابون مین جو میری تالیف مین یہ خبرین شائع ہوچکی ہین اور یہ تو پرانی ہین ممکن ہے کہ اکثر لوگون کو بھول گئی ہونگی کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی یہ تینون جسجگہ اکٹھی ہوجائین وہان حافظہ کب درست رہ سکتا ہے خدا کے وعدے ایمانداری سے ہی یاد رہتے ہین ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانون کو بھی آنکھونسے دیکھکر ایسا دل سے اتار دیتا ہے جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے غرض مین اسوقت پرانی پیشگوئیون پر اکتفا نہین کرتا بلکہ مین ان پیشگوئیون کو پیش کرتا ہون جنکو شائع کئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے دیکھو میرا اشتہار الوصیت جسکو مینے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا اور پھر دوبارہ الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ مین شائع ہوا ہے ان پیشگوئیون مین سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہین کہ ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جسکی صبح کو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء تھی مینے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے** اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت اس کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت یعنی مقاموہا اور عارضی سکونت گاہونپر آفت آئیگی اور پھر مارچ کے مہینہ مین خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذبون کو ایک نشان دکھایا جائیگا۔ اور یہ پیشگوئی بھی اوسی الحکم ۲۴ مارچ مین شائع ہوچکی ہے۔ اب اے عزیزو! سوچ کر کہو کیا یہ زلزلہ جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو علی الصبح کو اس ملک مین ظاہر ہوا وہی نشان نہین ہے؟ جسکی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے۔ دیکھو کتابون مین لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ مین رمضان مین کسوف خسوف ہوگا اور مسیح موعود کی نسبت خود عیسائی صاحبون کی انجیل مین ہے کہ مسیح کے وقت مین مری پڑیگی یعنی طاعون۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کریگا اور سخت زلزلے آئینگے پس تمنے ان تمام علامتون کو اپنی آنکھونسے دیکھ لیا پھر جبکہ تمام نشان ظاہر ہوچکے ہین اور ان دونون منصبون کا مدعی مین ہون جو تم مین اسوقت پچیس سال سے موجود ہون پس میرے بعد کس کا انتظار کروگے؟ ان تمام علامتون کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانون کے ظہور کے وقت موجود ہے نہ وہ کہ جسکا ابھی دنیا مین نام ونشان نہین۔ یہ عجب سخت دلی ہے جو سمجھ مین نہین آتی جبکہ میرے دعوے کے ساتھ سب نشان ظاہر ہوچکے اور میری مخالفت مین کوششین بھی ہوکر انمین نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟ ہان یہ سچ ہے کہ مین نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہون اور نہ مین دنیا مین جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہون مگر مین خدا کی طرف سے ہون مین یہ پیشگوئی کرتا ہون کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہین آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا مین ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئیگا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا ان دونون سے ہاتھ دھو لو یہ سب حسرتین ہین۔ جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر مین لیجائینگے نہ کوئی مسیح اتریگا۔ اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا آچکا وہ مین ہی ہون جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا جو شخص مجھے قبول نہین کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تونے کیون ایسا کیا حالانکہ ایسی غلطیان یہود سے بھی ہوتی رہی ہین اور ان کے علاوہ بھی پیشگوئیون کے سمجھنے مین ٹھوکر کھاتے رہے ہین کہ سمجھا کچھ اور آخر ظاہر ہوگیا کچھ۔ عزیزو! شرم اور حیا کرو کہ خدا کے دن آگئے اور آسمان تمہین وہ کرشمے دکھا رہا ہے جنکی تمہارے آباؤ اجداد کو خبر نہ تھی مبارک وہ جو میرے بارے مین ٹھوکر نہ کہاوین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

* جنگ سے مراد انسانی جنگ نہین ہے بلکہ فرشتون کا جنگ اور قضاؤ قدر کا جنگ۔ منہ ** ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۲۰ پر بھی یہ الہام شائع ہوچکا ہے۔ منہ

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

بنگر اے قوم نشان ہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانی است کبیر

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک ایسا عظیم الشان نشان خدا کے برگزیدہ مہدی و مسیح کی تائید اور صداقت میں ظاہر ہوا ہے جو صدیوں سے اہل دنیا نے نہ دیکھا ہوگا۔

میرا یہ کلام مبالغہ اور تاریخ سے بے خبری پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ میں واقعات کی بنا پر دکھاؤنگا - حق اور حقیقت پر مبنی ہے یہہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور ٹروتھ (صداقت) ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا مگر وہی جو خدا تعالے کے سنن سے ناواقف ہے

اس امر کو سمجھنے کے لئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت چلی آتی ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل دنیا میں اصلاح خلق کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی طبیعتوں میں بیداری کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور نیز ان بداعمالیوں کی پاداش اور عقوبت کے لئے جن کی کثرت اس مامور کی بعثت کا موجب اور باعث ہوتی ہے خدا تعالےٰ مختلف رنگوں میں عذاب الٰہی نازل کرتا ہے - اس عذاب کے نزول میں ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ چونکہ خدا تعالے کا مامور اور اس کی جماعت بھی انہیں **اسباب عادیہ** اور قوانین قدرتیہ کے ماتحت ہوتے ہیں جو دوسروں پر حکومت کرتے یا اثر ڈالتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ مامور اور اسکی قوم کے ساتھ خاص نشان رحمت ظاہر کرتا ہے جو دوسروں پر حجت اور مخلص مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہو جاتا ہے سنت اللہ سے ناواقف اور ماموروں کی سیرۃ پر نگاہ نکرنے والی قوم ان باتوں کو سن کر ہنسی اور بیباکی اور شوخی میں ترقی کرتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے مامور کو ماننے والے اور اسپر ایمان لانے والے ان عذابوں اور عتابوں کو ایک نیا ایمان عطا کرنے والے اور تضرع کی حالت پیدا کرنے والے **الارحم** سمجھتے ہیں - چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ماموروں کے ارسال اور نزول عذاب کے متعلق فرمایا ہے **وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا** بالباساء والضراء لعلھم یضرعون اور دوسری جگہ فرمایا ہے - وما کنا معذبین حتے نبعث رسولا -

یعنی جب کوئی نبی اور رسول مامور اور مبعوث ہوتا ہے تو اس کے ساتھ عذاب بھی آتا ہے - پس عذاب الٰہی اور خدا کے مامور و مرسل کی بعثت ایک پہلو سے لازم و ملزوم امر ہیں - دانشمند اور صاحبدل وہ انسان ہوتا ہے کہ اگر وہ کم از کم مامور کی بعثت اور اسکی اول دعوت پر کسی وجہ سے قبول کرنے کی توفیق نہ پاسکے تو جب آسمان کی حالت بدلی ہوئی دیکھے تو خدا کے خوف سے ڈر جاوے + مگر تھوڑے ہوتے ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہیں

اسکے نمونے ہر زمانہ میں جب خدا کے مامور آتے رہے ہیں دیکھے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ان امور پر پوری روشنی ڈالتی ہے اسوقت چونکہ خدا کے فضل سے پھر ایک **مامور** دنیا میں آیا ہے اور جیسا کہ پہلے سے مقدر تھا اور نبیوں اور رسولوں کی معرفت وعدہ دیا جاچکا تھا اسکے سارے نشان ظاہر ہوچکے اور ہورہے ہیں تیئس برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے کہ جب اس نے خدا تعالے کیطرف سے وحی اور اطلاع پاکر اپنی کتاب **براہین احمدیہ** میں یہ الہام شائع کیا تھا جس پر پچیس سال کا زمانہ گذرتا ہے -

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا -

جب اسے یہ وحی ہوئی اسوقت وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ زور آور حملے کونسے ہیں اسے ہرگز معلوم نہ تھا - کہ وہ دنیا میں ایک رسول اور **مامور** کی حیثیت سے آیا ہے ہاں وہ یہ جانتا تھا اور ایمان لاتا تھا کہ یہہ خدا تعالے کی **وحی** ہے اور اسپر اتری ہے اور اسکے متعلق ہے - اس **وحی** کو اسنے مختلف اوقات اور مختلف تصنیفات میں اپنی تائید میں پیش کیا - جب ۱۸۸۹ء میں اسنے خدا تعالے سے مامور ہوکر بیعت کا اعلان شائع کیا تو اس میں یہ الہام شائع کیا -

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون -

خدا تعالیٰ کی مجید کتاب سے معلوم ہوتا تھا کہ یہہ وہی حضرت نوح علیہ السلام کو ہوئی تھی - اور اسکے وقت میں جو خطرناک **طوفان آیا** - یہہ وحی اسکی خبر دیتی اور مخلوق کے غرق ہونے کی پیشگوئی کرتی تھی - خدا کا یہہ مامور بجائے خود سمجھتا تھا کہ دنیا پر کوئی عذاب شدید آنے والا ہے اور **دنیا میں ایک نذیر آیا** - والا الہام بھی تائید کرتا تھا - اور اس **وحی بیعت** سے یہہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ خدا کا یہہ **مامور نوح** کا بھی مثیل ہے - لیکن ابھی تک اہل عصر ناواقف تھے کہ کیا ہونے والا ہے - یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کھلی کھلی وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر کردیا کہ آنیوالا **موعود مسیح تو ہی ہے** اب اسکے بعد دنیا کی کتاب میں ایک نیا زمانہ شروع ہوا - ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوا - اور جو جس سے ہوسکا - اسنے اسکی مخالفت میں کیا اور اپنی ناکامی اور نامرادی کو خوب ہی دیکھا + مگر بلا کی بے حیائی کہ اسقدر نامرادیوں اور ناکامیوں پر بھی شوخی اور شرارت بڑھتی گئی میں اسوقت کوئی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھا مجھے صرف عام واقعات کو یاد دلانا ہے جوں جوں مخالفت بڑھتی گئی شوخی اور شرارت میں ترقی ہوئی خدا کی غیرت بھی جوش زن ہوتی گئی - جب **امن** کے نشانوں سے لاپروائی کی گئی تو آخر سنت اللہ کے موافق وہ نشان ظاہر ہونے لگے جو عذاب کے نشان تھے - چنانچہ سب سے پہلا نشان اور خدا کا زور آور حملہ **طاعون** کے رنگ میں ظاہر ہوا طاعون کی ذریعہ جو کچھ حالت ملک اور اہل ملک کی ہوئی ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں رہی مگر افسوس جب اس عذاب الٰہی کی اس **دردمند قوم** نے اہل ملک کو خبر دی تو ابنائے ملک نے اسکو بھی ہنسی اور ٹھٹھوں میں اڑایا اور اسکی کچھ پروا نہ کی یہانتک کہ ملک تباہ ہوگیا ہے اور یتیموں اور بیواؤں کی تعداد بڑھ رہی ہے -

اب میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے ایک اور امر واقعی پیش کروں شاید کسی سعید الفطرت کو فائدہ ہو - براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے کھلے طور پر **زور آور حملوں** کا ذکر کیا - اور پھر **نوح** نام رکھا اور کشتی بنانے کا حکم دیا اور ایک غرق ہونے والی قوم کا نشان بتایا - اور اسی براہین میں **مسیح ابن مریم** بھی ٹھیرایا - اب اگر یہہ انسانی منصوبہ اور خیالی باتیں تھیں - تو قطع نظر اسکے کہ مفتری علے اللہ فوز اور فلاح کا وارث نہیں ہوتا عام طور پر بھی کسی منصوبہ باز کی نظیر نہیں مل سکتی جو اسقدر عرصہ دراز پہلے خبر دے اور وہ واقعات اسکی زندگی میں پورے ہوں - یہہ ناممکن ہے کہ جب تک کوئی خدا کیطرف سے نہو - اور صادق ہو انجیل جب ہم دیکھتے ہیں تو ان واقعات پر اور بھی بڑی روشنی پڑتی ہے - چنانچہ مسیح نے اپنی دوبارہ آمد کے جو نشان بتائے ہیں - ان پر غور کرو تو عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں چنانچہ مسیح نے اپنے دوبارہ آنیکا نشان یہ بتلایا ہے کہ ان دنوں میں نزت سورج اندھیرا ہو جائیگا - اور چاند اپنی روشنی نہیں دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائینگے اور آسمان کی قوتیں ہل جائینگی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھینگے اور وہ نرسنگے کے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وے اوسکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اس حد تک جمع کرینگے جب تم یہ سب کچھ دیکھو تو جانو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ ہو نہ لے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائینگے آسمان و زمین ٹل جائینگی پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی لیکن اوس دن اور اوس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جبتک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا اسطرح ابن آدم کا آنا بھی ہوگا یعنی جسطرح کہ نوح کی کشتی بنانے سے پہلے لوگ امن اور آرام سے بستے تھے کوئی ارضی یا سماوی حادثہ اونپر وارد نہ تھا اسی طرح ابن آدم یعنی مسیح بھی لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے وقت میں آئیگا اوس کے آنے سے پہلے کسی قسم کا حادثہ لوگوں پر نازل نہیں ہوگا بلکہ معمولی طور پر امن اور راحت سے دنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگی -

دیکھو متی باب ۲۴ -

حضرت مسیح کے اس بیان میں بظاہر صورت جسقدر تناقض ہے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کیونکہ اونہوں نے اپنے اترنے سے پہلے اس امر کو ضروری ٹھیرایا ہے کہ سورج اندھیرا ہو جائے اور چاند روشنی نہ دیوے اور ستارے آسمان کے زمین پر گر جائیں سو ان علامات کو اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ جس وقت سورج اندھیرا ہوگیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی تو پھر دنیا کیونکر نوح کے زمانہ کی طرح امن سے آباد رہ سکتی ہے بھلا یہ بھی جانے دو شاید دنیا سخت مصیبت کے ساتھ گذارہ کرسکے لیکن زمین پر ستاروں کے گرنے سے کیا زمین کے باشندوں میں سے کوئی باقی رہ سکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک ہی ستارہ زمین پر گرے تو تمام دنیا کے ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ کوئی ستارہ عرض طول میں زمین کے رہ سے کم نہیں ہے ایک ستارہ گر کر زمین کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے چہ جائیکہ تمام ستارے زمین پر گریں اور ان کے گرنے سے ایک آدمی کو بھی

آسیب نہ پہونچے بلکہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح مسیح کے اُترنے سے پہلے امن اور جمعیت سے آباد ہون اور مسیح کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلون پر آتے دیکہین۔

سوا ے حق کے طالبو یقیناً سمجہو کہ یہ سب استعارات ہین حقیقت پر ہرگز محمول نہین حضرت مسیح کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ دین کے لئے ایک تاریکی کا زمانہ ہوگا اور ایسی ضلالت کی تاریکی ہوگی کہ اُسوقت نہ آفتاب کی روشنی سے جو رسول مقبول اور اُسکی شریعت اور اُسکی کتاب ہے لوگ آنکہین کہولین گے کیونکہ اون کے نفسانی حجابون کیوجہ سے آفتاب شریعت اُنکے لئے اندھیرا ہو جائیگا اور ماہتاب بہی انہین روشنی نہین دیگا یعنی اولیا کے وجود سے بہی انہین کچہہ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ بیدینی کے بڑہ جانے سے مردان خدا کی محبت بہی اُنکے دلون مین نہین رہے گی اور آسمان کے ستارے گرینگے یعنی حقانی علماء فوت ہو جائینگے اور آسمان کی قوتین ہل جائین گی یعنی آسمان اوپر کیطرف کسی کو کہینچ نہین سکے گا۔ دن بدن لوگ زمین کیطرف کہینچے چلے جائین گے اُسوقت نہ لڑائیان ہون گی اور نہ عامہ خلائق کے امن اور عافیت مین خلل ہوگا بلکہ نوح کے زمانہ کیطرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے تحت مین[+] وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہون گے جن مین مسیح موعود نازل ہوگا یاد رکہنا چاہیئے کہ حضرت نوح کا زمانہ باعتبار اپنی معاشرت کے اصولون کے نہایت امن کا زمانہ تہا لوگ اپنی لمبی لمبی عمرون کو نہایت آسایش اور امن خیر وعافیت سے بسر کر رہے تہے اسی وجہ سے لوگ سخت درجہ کے غافل ہو گئے تہے معلوم نہین کہ اُسوقت کوئی شخصی سلطنت تہی یا جمہوری اتفاق سے اس درجہ پر عامہ خلائق کیلئے ہر طرح سے آسودگی پیدا ہو گئی تہی بہرحال اوس زمانہ کے لوگ آرام پانے مین اور امن اور عافیت مین زندگی بسر کرنے مین اس زمانہ کے اون لوگون سے بہت مشابہ ہین جو گورنمنٹ برطانیہ کے سایۂ عاطفت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہین گورنمنٹ کی طرف سے جسقدر اسباب آرام اور امن اور خوشحالی کے رعیت کے لئے مہیا کئے گئے ہین اونکا شمار کرنا مشکل ہے گویا انکی اس زندگی کو ایک نمونہ بہشت کا بنا دیا گیا ہے لیکن غایت درجہ کے آرام پانے سے اور نہایت درجہ کے امن کیوجہ سے یہ آفت دلونمین پیدا ہو گئی ہے کہ دنیا کی زندگی نہایت شیرین منصور ہو کر دن بدن اسکی محبت دلون مین بڑہتی جاتی ہے جسطرف نظر ڈال کر دیکہو یہی خواہش جوش مار رہی ہے کہ دنیا کی یہ مراد حاصل ہو جائے اور بباعث امن پہیل جانے کے دنیا کی ہریک چیز کا قدر بڑہتا جاتا ہے وہ مزروعہ زمین جسکو سکہون کے عہد مین کوئی مفت بہی نہین لے سکتا تہا لاکہون روپیون پر فروخت ہو رہی ہے اور یہانتک معاش کی راہین کہل گئی ہین کہ لوگ نجاست اور ہڈیون کی فروخت سے وہ فواید حاصل کرتے ہین کہ اس سے پہلے زمانون مین اعلےٰ درجہ کے غلون کی فروخت مین وہ فوائد حاصل نہین ہو سکتے تہے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتین ہین بلکہ نظر اُٹہا کر دیکہو تو تمام اسباب معاشرت وحاجات سفر وحضر کے متعلق وہ آرام کی بیلین نکل آئی ہین جو اس سے پہلے وقتون مین شاید کسی نے خواب مین بہی نہ دیکہی ہون گی پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اُس امن کے زمانہ سے مشابہت دیجائے جو حضرت نوح کے وقت مین تہا تو یہ زمانہ بلاوجہ اُسکا مثیل غالب ہوگا۔

اب غور کرو کہ کسطرح پر اس زمانہ کو نوح کا سا زمانہ قرار دیا اور ادہر حضرت حجۃ اللہ کو نوح کہا گیا پہر ملک اور قوم کی مذہبی اور دینی حالت کو ظاہر کیا اور اگر عام طور پر بہی اسکا مفہوم لیا جاوے تو کسوف خسوف اور ستارون کے ٹوٹنے سے بہی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پہر اسی انجیل کے اسی ۲۴ باب مین بتایا ہے کہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑہائی کرے گی اور جگہ جگہ مری اور کال پڑین گے اور بہونچال آئین گے۔

اگر یہ باتین اپنے اندر کوئی حقیقت نہ رکہتی تہین اور معمولی آفتین تہین تو کیون یہ پیشگوئی قرار دی گئین۔ ہر چند یہ باتین عام ہین لیکن انکی اصلیت مین ایک خصوصیت ہے اب اسوقت ہر قسم کے نشان پورے ہو رہے ہین اور دنیا دیکہہ رہی ہے۔ خدا کے موعود مسیح نے ہر راہ سے ان لوگون کو سمجہایا مگر اکثرون نے اسکی باتون کو ٹہٹھون مین اڑایا اور اسپر ہنسی کی یہانتک بدزبانی اور لعن طعن مین ترقی کی کہ زمین اس لعنتی نسل کو زیادہ دیر تک اپنی پشت پر رکہنے کے ناقابل ثابت ہوئی۔

اور آخر خداوند تعالےٰ کا دوسرا حملہ جو عظیم الشان نشان ہے ۴-اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک خطرناک زلزلہ کی صورت مین نمودار ہوا اور یون خدا کا وعدہ پورا ہوا

اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْم

۳-اپریل کی شام تک کسی کو بہی کوئی خبر نہ تہی کہ ۴ اپریل کی صبح بے شمار انسانون کو نیست ونابود کر دے گی اور لاکہون لاکہہ مکانات تباہ ہو جائین گے۔ اور یون خدا تعالےٰ کی وہ وحی بہی (جو اسنے تہوڑا ہی عرصہ گذرا ہے شائع کی تہی) پوری ہو جائیگی۔

عفت الدیار محلہا ومقامہا

جسوقت یہ پیشگوئی شائع ہوئی معمول کے موافق جلد باز اور بے باک لوگون نے اسپر ہنسی اڑائی اور شوخیان کین۔ خدا تعالےٰ کی یہہ وحی الحکم نمبر ۱۸-جلد ۸ کے صفحہ ۹ پر ۳۱-مئی ۱۹۰۴ء کو شائع کی گئی تہی ۔ پہر اسی تاریخ کے الحکم مین خدا تعالےٰ کی یہ وحی بہی شائع ہوئی۔

سلام علیکم طبتم

جو بظاہر صاف بتاتی ہے کہ جب ایسی حالت اور آفت پیدا ہوگی اوسوقت تمپر سلامتی ہوگی ایسا ہی اس سے پہلے ۲۸-اپریل ۱۹۰۴ء کو ایک الہام ہوا جو انہین ایام مین الحکم مین چہاپ دیا تہا۔

امن است در مکان محبت سرائے ما

ان وجوہ پر نظر کرو۔ اگر کوئی خطرناک وقت آنیوالا نہ تہا تو نوح کی طرح کشتی بنانے کا حکم کیون ہوا۔ اور پہر یہہ کیون فرمایا کہ سلام علیکم طبتم پہر۔ امن است در مکان محبت سرائے ما۔ یہہ ساری باتین کسی آنیوالے خطرہ کو ظاہر کر رہی ہین۔ جو معمولی خطرہ نہین ہوگا۔ پہر خود اسی سال مین اس خوفناک زلزلہ سے پہلے ۲۷-فروری ۱۹۰۵ء کو دکہایا گیا کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور ساتہہ ہی یہ الہام ہوا موتا موتی لگ رہی ہے اور پہر ۱۹-مارچ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کہ مکذبون کو ایک نشان دکہایا جائیگا اور ایسا ہی ۱۹-جنوری کا کشف اور الہام جو ۳۱-جنوری ۱۹۰۵ء کے الحکم مین چہپا ہے

ایک چونکا دینے والی خبر۔

ان سب پیشگوئیون کو یکجا جمع کرو۔ اور دیکہو کہ کیا یہ کسی معمولی واقعہ کی خبر دے رہی ہین یا کسی عظیم الشان امر کی۔ اور وہ امر بہی ایسا امر نہین جو خوشی کا ہو بلکہ خطرناک ہے اور اس مین خود حضرت مسیح موعود کی ہر طرح سے سلامتی ہے۔ یہ ساری باتین قبل از وقت شائع ہوئین۔ یہانتک کہ وہ موعود گہڑی آ پہونچی۔ اس سے پانچ روز پیشتر پہر اللہ تعالےٰ نے بطور بشارت القا فرمایا

سلاما سلاما

یہہ الہام ۳۱-مارچ ۱۹۰۵ء کو الحکم کے صفحہ اول پر شائع ہوا۔ اب غور کن طبیعت اور انصاف پسند دل لیکر خدا کے لئے سوچو کہ کیا کوئی مفتری منصوبہ باز ایسی پیشگوئیان کر سکتا ہے۔ پہر ایسی پیشگوئیان جو اسکے دست تصرف اور حیطہ قدرت سے باہر ایک ہی قانون قدرت کے نیچے جس مین وہ اور اسکے مخالف سب موجود ہین اور وہ اس مین اپنی سلامتی کا زور سے دعوے کرتا ہے۔

سوچو اور ان آیات اللہ کو بے قدری کی نگاہ سے مت دیکہو اور ہنسی مین مت اڑاؤ۔ خدا تعالےٰ نے یہ نشانات عبرت کے لئے ظاہر کئے ہین لیکن اسپر بہی تم ہنسی کرتے اور انکو ٹہٹھے مین اڑاتے ہو۔

اے بدقسمت! لوگو! تم کہان گرے! کونسی چہپی ہوئی بدکاریان اور بداعمالیان تہین جو تمہین پیش آگئین تم نے نشان پر نشان دیکہے مگر تم نے انہین مشکوک کرنا چاہا اور لوگون کو بدظن کرنے کی کوشش کی تمہین رحمت اور فضل کے نشان دیئے گئے تم نے انہین کافی نہ سمجہا اور خدا کے زور آور حملون سے اسکی تذیر کی سچائی کی آزمایش چاہی!

اے! اگر تم مین ذرہ بہی نیکی ہوتی تو خدا تمہین ضائع نہ کرتا ابہی کچہہ وقت باقی ہے اگرچہ تم بہت سا ثواب کہو چکے لیکن در توبہ باز ہے باز آ جاؤ! کیا تم خدا تعالےٰ سے اس بیوقوف کی طرح لڑو گے جو زور آور کے آگے سے ہٹ نہین جاتا یہانتک کہ مار سے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے یہانتک کہ ہڈیان چور ہو کر اور وہ ادہ موا ہو کر زمین پر گرتا اور پہر درد دون سے بیتاب ہو کر کراہتا ہے۔ دیکہو! یہودیون نے خدا تعالےٰ سے جنگ کی اسکے برگزیدہ مسیح کو انہون نے قبول نہ کیا بلکہ اسکی اذیت رسانی مین انہون نے مشورے کئے انہون نے کیا پہل پایا تم اس جنگ سے کیا لوگے؟

دیکہو! مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا کے مسیح سے وہ تمام نشان اور کام ظاہر ہو رہے ہین۔ جو خدا کے مرسلون اور تائید یافتہ بندون سے ہوا کرتے ہین تم ان نشانات کو دیکہکر بہی اپنے آپ کو دانستہ ہلاکت مین نہ ڈالو! بدظنیان چہوڑ دو بدگمانیون سے باز آجاؤ! انکا انجام اچہا نہین۔ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ مرسل کی توہین سے آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہین دیکہتے۔ فرشتون کی آنکہون سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہین نظر نہین آتا۔ خدا تعالےٰ اپنے جلال مین ہے اپنے بندے کے لئے اس کی غیرت جوش زن ہے اور در و دیوار حجر و شجر لرزہ مین۔ اس جوش اور لرزہ کو اب بچون تک نے بہی دیکہہ لیا مگر آہ! تم دیکہنے والے نہ ہوئے۔ کہان ہے وہ عقل جو سمجہہ سکتی ہے

حاشیہ: میرا یہ دعوی ہے کہ تمام دنیا مین گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہین جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو مین سچ سچ کہتا ہون کہ جو کچہہ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت مین اشاعت حق کر سکتے ہین یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بیٹہکر بہی ہرگز بجا نہین لا سکتے اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طلوع کے وقت عرب مین ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے تم اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی اوسوقت کے قیصر او رکسریٰ کی گورنمنٹون مین ہوتی تو وہ بادشاہتین اتبک قائم رہتین - منہ

کہان ہین وہ آنکھین جو وقتون کو پہچانتی ہین آسمان پر ایک حکم لکھا گیا کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے پوچھو گے کہ تو نے ایسا کیون کیا؟ اے نادان انسان باز آجا کہ

صاعقہ کے سامنے کہڑا ہونا تیرے لئے اچہا نہین

خدا کا مامور تم کو ایک عرصہ پہلے یہہ الہام سنا چکا ہے **انی انا الصاعقہ** پس خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے **جلال** کے سامنے سجدہ کرو۔

غرض

ان سب واقعات کو یکجا جمع کر کے غور کرو اور خدا کے مامور و مرسل کی توہین سے باز آجاؤ۔

اب مین مختصر طور پر اس زلزلہ کے متعلق ذکر کرتا ہون جسکے متعلق یہ آرٹکل لکہا گیا ہے۔ سن خدا تعالے کا یہہ **نشان** عظیم الشان قہری نشان اور زور آور حملہ تہا۔

۳ اپریل کی شام تک کسی متنفس کو یہہ خبر نہ تہی کہ کل صبح کیا ہونے والا ہے۔ سرکاری محکمہ موسم نے بہی کوئی پیشگوئی اس زلزلہ کے متعلق نہ کی تہی عام نجومیون اور پنڈتون کی پتر بان اور قیافہ دانیان بہی ختم ہو چکی تہین اور کسی نے کوئی خبر اسکے متعلق قبل از وقت شائع نہین کی تہی جس سے اس نشان کی اور بہی **عزت** اور **عظمت** بڑہ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسی اطلاعین شائع ہو چکی ہوتین تو **مخالف** ہان بد اندیش مخالف کہہ اٹہتے کہ یہہ کوئی نشان نہین ہے یہہ تو نجومیون نے بھی کہدیا تہا۔

مگر خدا تعالے کی **قدرت** اور **تصرف** کو مشاہدہ کرو کہ سب کی زبانین گنگ ہو گئین اور سارے حساب دان اور اسٹرالوجر خاموش رہ گئے۔ اور ٹہیک اسی طرح جیسا کہ خود حضرت مسیح نے کہا تہا کہ اس دن اور اس گہڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتون تک کوئی نہین جانتا جیسا نوح کے دنون مین ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بہی ہوگا کہ جسطرح ان دنون مین طوفان کے آگے کہاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تہے اسدن تک کہ نوح کشتی مین چڑہا اور نہ جانتے تہے جبتک کہ طوفان آیا۔"

لاعلمی کا پورا اثر رہا۔ اور جیسا کہ خدا تعالے کی مجید کتاب نے پہلے سے بتایا ہوا تہا کہ خدا کے عذاب ایسے وقت آجاتے ہین کہ لوگ بخیال خویش مست ہوتے ہین اور انہین کوئی وہم و گمان بہی نہین ہوتا۔ کہ یکایک عذاب الہی آ پکڑتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوا وَّقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۔ سورہ اعراف رکوع

اسی طرح یہہ عذاب الہی نازل ہوا۔ کسی کو اس کے آنیکا سان و گمان بہی نہ تہا۔ اور لوگ آرام سے سو رہے تہے یا بسترون سے اُٹہہ رہے تہے۔ اور وہ قرآن کریم کی اس آیت سے بے خبر ہو رہے تہے۔

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۔

یعنی کیا بستی والے اس بات سے امن مین آگئے تہے کہ ہمارا عذاب انپر رات کو آجاوے اور وہ سوتے ہی ہون۔

اسی مضمون کو قرآن مجید نے دوسرے موقع پر اسی سورہ اعراف مین یون فرمایا ہے۔

وَكَم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۔

ان آیات مین جو جو اوقات عذاب الہی کے بیان کئے ہین انہین انہین اوقات پر یہہ عذاب زلزلہ نمودار ہوا۔

غرض خدا تعالے کی سنت کے موافق قریبًا سوا چہہ بجے صبح کے یہ عذاب نازل ہوا اوسوقت کے حالات کا بیان کرنا کسی نازک خیال شاعر کا کام ہے اور نہ کوئی دقیقہ رس مصور ہی ایسی ہیئت کو دکہا سکتا ہے ہر چند اس زمانہ مین **نظارہائے روان** (رننگ وبوز) کی تصویرین لینے کے سامان ایجاد ہوئے ہین مگر مین دعوے سے کہتا ہون کہ کسی قلم کی گلکاری یہان کام نہین دے سکتی۔

ابہی کچہہ لوگ بسترون سے اٹہے تہے بعض سست اور نیند کے مزے لینے والے خواب راحت مین پڑے ہوئے تہے کہ یکایک ایک دہکا لگا۔ اور زمین کے نیچے خطرناک گونج پیدا ہوئی جو اس سے پہلے نہ کانون نے سنی نہ دہم مین گذری تہی۔ اس دہکے کے ساتہہ ہی **جلال** الٰہی کی ہیبت سے در و دیوار و شجر پر ایک **لرزہ** پیدا ہو گیا اور

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

کا پورا نظارہ نظر آنے لگا۔ اور خدا تعالی کی قہری **تجلی** نے قلوب پر وہ اثر ڈالا جو کسی وقت **رب ارنی** کہنے والے کو **انظر الی الجبل** کے نظارہ مین نظر آئی ہوگی۔ مین اپنے نفس اور حالت پر لحاظ کر کے کہتا ہون کہ اسوقت قریبًا ہر شخص کی یہ حالت ہو رہی تہی کہ وہ سراسیمہ اور دیوانا سا ہو گیا تہا۔ اور کچہہ سمجہہ نہین آتا تہا کہ کیا کرے اور کیا نکرے معلوم نہین **قلوب** پر کیسا فوری اور مقناطیسی اثر

پڑا کہ بے اختیار

رب ارحم رب ارحم

زبان سے نکلتا تہا اگر کچہہ نکلتا تہا۔ بچون۔ جوانون عورتون۔ بوڑہون کے آہ و بکا اور شور و شیون نے اس خوفناک نظارہ کو اور بہی بہیانک کر دیا تہا۔ میرے دفتر کے پاس ہی ایک ڈہاب ہے جو قادیان کے ایک بڑے حصہ کو محیط ہے اس مین اسوقت اگرچہ بہت تہوڑا پانی ہے مگر اسوقت اس **قہری تجلی** کے نیچے آکر وہ پانی گزون اوپر اوچہلتا تہا اور اس مین اسقدر شور پیدا ہو رہا تہا جیسے بہت بلند کراڑہ سے گرنے کی وجہ سے ہو سارا پانی دودھ کی طرح بلویا جاتا تہا۔ درختون کا نظارہ اور بہی مہیب تہا اسی ڈہاب کے کنارے چند بوہڑ کے بڑے بڑے درخت ہین جو کہڑکی مین سے دکہائی دیتے تہے اسوقت وہ گہاس کی طرح لرزتے اور شاخین زمین پر سجدہ کرتی تہین۔

غرض جدہر نظر اٹہاؤ۔ جدہر دیکہو یہہ قہری تجلی اپنا اثر لئے ہوئے تہی۔ مجہے صحیح اور سچی ہان چشم دید روایت پر خبر ملی ہے کہ اسوقت جبکہ زلزلہ کا پہلا جہوکا آیا **خدا کا برگزیدہ اور معظم کیا ہوا** مسیح جسکی تائید اور تصدیق کے لئے یہ خدا کا زور آور حملہ ظاہر ہوا تہا۔ اپنی **موجودہ تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم** مین اس الہام **دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔** الآخرہ پر قلم اٹہانے کو تہا کہ اس زور آور **حملے** کا ظہور ہوا۔ وہ اس **آیۃ اللہ** کو دیکہتے ہی فی الفور **سجدہ مین گر پڑا۔**

اور اس زور سے **یاحی یاقیوم استغیث برحمتک یا ارحم الراحمین** پکارتا تہا کہ اسکی آواز دور دور تک سنائی دیتی تہی۔ اور پاس والون کے دلون پر خاص اثر پیدا کر رہی تہی اور یہ قہری تجلی اپنے پورے جوش اور جلال مین بہی زبان حال سے اپنے مسیح کے استغاثہ کا جواب یون دے رہی تہی

امن است در مکان محبت سرائے ما

اور

کبہی **سلامًا سلامًا** کی آواز در و دیوار سے نکلتی اور ملائکہ **سلام علیکم طبتم** کہتے اور **سلامت بر تو اے مرد سلامت** کی بشارت ملتی تہی۔

یہ باتین لفاظی کے رنگ مین نہین ہین بلکہ واقعات کی بنا پر ہین اور جو آج بہی **زندہ** شہادت کے لئے موجود ہین۔ چنانچہ خدا تعالے نے اپنے ان وعدون کے موافق اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسکی پاک جماعت کو اس صدمہ سے بالکل محفوظ رکہا۔ کسی قسم کا کوئی خفیف سا نقصان بہی نہین ہوا والحمد للہ علی ذالک۔

خدا تعالی کی یہ **قہری تجلی** تین منٹ تک تو پورے زور سے رہی یہان زلزلہ کا رخ اولًا شرقًا غربًا اور پہر شمالًا جنوبًا محسوس ہوا۔ اسکے بعد دن کے مختلف اوقات مین زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ بلکہ ۹ اپریل ۱۹۰۵ء تک جبتک مین یہ مضمون لکہہ رہا ہون دن رات کے بعض حصون مین ہر روز محسوس ہوتا رہا۔ اور کل کی خبر نہین۔

اب مین ناظرین الحکم کو ایک اور بات سنانی چاہتا ہون جو ہمارے ازدیاد ایمان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ جب اس قہری تجلی سے زمین اور اہل زمین نے کسیقدر سکون کیا تو آپ اہل دار کو لیکر باغ مین تشریف لیگئے۔ آپکو اسقدر گہبراہٹ اور خوف تہا کہ آپ کا رنگ زرد ہو گیا تہا مین خوب جانتا ہون کہ بعض لوگ اس گہبراہٹ پر اعتراض کرین گے مگر معزز ناظرین یہہ ایک بین **ثبوت** ہے حضرت اقدس کی سچائی کا۔ ہر کہ عارف تر باشد خائف تر باشد۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ شہادت دیتی ہے کہ جب کبہی آندہی آتی تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور اسقدر گہبراہٹ آپ پر طاری ہوتی کہ کبہی اندر اور کبہی باہر جاتے۔ دریافت کرنے پر اس سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا اس کا مفہوم اور منشاء یہہ ہے کہ کیا عجب اس شکل مین عذاب الٰہی ہو۔ پہلی قومین ایسے عذابون سے تباہ ہو چکی ہین۔ اب یہ امر کسقدر آپ کی بصیرت اور معرفت اور خدا تعالے کے غناء ذاتی پر ایمان کو ظاہر کرتا ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات ہمیشہ ایسی ہی ترسان ہوتی ہے وہ خدا تعالی کی **قہری تجلیون** سے ایسے لرزان ہوتے ہین کہ بے باک اور شوخ لوگون کی نگاہ مین شاید ان سے بڑہ کر کوئی **بزدل** نہو مگر ایسی کور فطرتین انکی شجاعت اور شوکت کا اندازہ کرنے مین غلطی کہاتی ہین خدا تعالی کے عذاب اور قہر کا شوخی سے مقابلہ کرنا بڑی حماقت اور نادانی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شجاعت کا اندازہ کرنے کا وہ مقام ہوتا ہے کہ جب چار و نطرف سے مخالفت کا آہنی تنور انکے لئے گرم کیا جاتا ہے۔ اور ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کے پہاڑ انپر گرانے کی سعی کی جاتی اور ہر قسم کے ستم انپر توڑے جاتے ہین مگر وہ ایسے **کوہ وقار** ہوتے ہین کہ کوئی مصیبت دکہہ تکلیف انہین انکی جگہ سے ہلا نہین سکتی۔ وہ اپنی تبلیغ رسالت مین سست نہین ہوتے اور نہین رکتے۔ وہ **وہ مقام ہے انکی شجاعت کے نظارہ کا** اور یہ مقام ہے انکی **بصیرت اور معرفت** اور تبتل الی اللہ کے نظارہ کا۔

غرض حضرت اقدس باغ مین تشریف لے گئے ہین اور ابہی تک باغ ہی مین ہین۔ بڑی بڑی عمر کے لوگ

سلہ اس پر ایک نوٹ صفحہ ۱۲ پر دیکہو)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے اہل بیت اور اہل دار مسیح تندرست ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان پر جو ۴۔ اپریل کو ظاہر ہوا سجدات شکر بجا لاتے اور اسکی حمد کرتے ہیں۔

۲۔ نصرۃ الحق نام کتاب جو حضرت اقدس لکھ رہے تھے اب اس کا نام براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھا گیا ہے۔ اور وہ چھپ رہی ہے۔

۳۔ ۵۔ اپریل کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے اس نشان کے پورا ہونے پر الدعوت نام ایک اشتہار شایع کیا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم کارخانہ الحکم کی طرف سے بطور خاص پرچہ الحکم ... اپریل کو شایع ہو گیا۔ پھر ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک عظیم الشان سنگین منذر پیشگوئی پر مشتمل ایک اور اشتہار اعلیٰ حضرت نے دیا جو اسی روز کارخانہ الحکم نے خدا کے محض فضل سے شایع کیا جو الانذار کے عنوان سے الحکم میں درج ہے۔ اعلیٰ حضرت کا منشا ہے کہ یہ اشتہار کثرت سے شایع ہوں اسلئے ہر جگہ کی احمدی جماعت اسے چھپوا کر شایع کر دے۔

کارخانہ دفتر الحکم کی طرف سے جو اشتہار شایع ہوتے ہیں وہ حصہ رسدی کے طور پر بھیجے جا سکتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ اشتہارات کی کثرت اشاعت کا سوال قومی سوال ہے اور قوم کے حل کرنے کے قابل۔ حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ ایسے اشتہارات بہت کثرت سے شایع ہوں اور ہر ہندو مسلمان عیسائی کے ہاتھ میں پہنچ جاویں تا کہ کسی سلیم الفطرت کو فایدہ ہو۔ بزرگان ملت کی تحت خدا کے فضل سے عمدہ ہے اور وہ سب حضرت اقدس کیساتھ باغ میں ہیں۔

۵۔ یکم اپریل سے مدرسہ تعلیم الاسلام لگ گیا ہے۔ قادیان میں بیماری سے امن ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۶۔ زلزلہ سے کوئی خفیف سا نقصان بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مکانات وغیرہ کو نہیں ہوا بلکہ سلسلہ عالیہ کو فایدہ ہوا ہے کیونکہ اس کے امام کی سچائی کا ثبوت ملا اور ہمارے ایمان تازہ ہوئے۔

اطلاع

زلزلہ کے اہم مضمون کیوجہ سے ڈائری نہیں دی جا سکی لکھی ہوئی کا پیاں رہ گئیں اور نصرۃ الحق کا ضمیمہ چھپا ہوا ملتوی کرنا پڑا۔ ایسا ہی دوسرے مضامین بھی نہیں آ سکے۔

حضرت اقدسؑ کے رؤیا کشوف الہامات

۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ چودھری رستم علی۔

یکم اپریل ۱۹۰۵ء۔ رات کے وقت نزول وحی ہوا۔ **محونا نار جهنم**۔ ہم نے جہنم کی آگ کو محو کیا۔ فرمایا اجتہادی طور پر ایسا خیال آتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اب قریباً طاعون کو دنیا سے اٹھانے والا ہے۔ واللہ اعلم۔ یا یہ اس گاؤں سے اٹھانے والا ہے۔

۳۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ موت دروازہ پر کھڑی ہے۔

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا۔ دیکھا کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے۔ اور سب لباس سر تا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اسوقت معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہنکر کھڑا ہے۔ اسوقت میرے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ تب دو فرشتے اور ظاہر ہو گئے اور میں کرسیاں معلوم ہوئیں ان تینوں پر وہ تین فرشتے بیٹھ گئے اور بہت تیز قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا جسکی تیز آواز سنائی دیتی تھی۔ ان کے اس طرز کے لکھنے میں ایک رعب تھا۔ میں پاس کھڑا ہوں (کہ بیداری ہو گئی)۔

اسی وقت حضرت اقدس نے یہ خواب سنایا اور فرمایا کہ کوئی ہیبتناک نشان ہونیوالا ہے۔ اسکی تعبیر یوں ہے کہ سلطان احمد سے مراد ایسے دلائل اور براہین ہیں جو دلوں پر تسلط کرتے اور دلوں کو پکڑ لیتے ہیں اور نظام الدین سے مراد ایسا نشان ہے جس سے دین اسلام کی صلاحیت ہوگی اور اسکا نظام درست ہو جائیگا سیاہ کپڑے ظاہر کرتے ہیں کہ اب کوئی ڈرانیوالا نشان ظاہر ہونیوالا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس سے مراد ہے کہ یہ ہماری دعاؤں کا نتیجہ ہے کیونکہ نتیجہ بیٹے کو بھی کہتے ہیں۔

۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ کففت عن بنی اسرائیل۔ فرمایا بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جس پر اس قسم کے واقعات تکلیف دہ ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے وہ لوگ جو ان پر بیجا ظالمانہ حملہ کرتے ہیں انکو خدا تعالیٰ نے فرعون سے مشابہت دی ہے اور پیشگوئی کا ماحصل مطلب یہ ہے کہ ایسے بیجا حملہ کرنیوالے لوگ روک دیئے جائینگے اور ایسے نشان ظاہر ہونگے کہ انکی باتوں کا لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔

۶۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ ایک روح کہتی ہے ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائیگا۔

۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ **تازہ نشان تازہ نشان کا دھکا۔ زلزلة الساعة قوا انفسکم ان اللّٰه مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق و زهق الباطل**۔ (اسکے متعلق مفصل مضمون صفحہ ۲ پر الانذار کے عنوان کے نیچے ہے۔ ایڈیٹر)

۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ ۸ اور ۹۔ اپریل کی درمیانی رات کو ۱۲ بجے کے قریب ہوا اور ۲ بجے ظہر و عصر کی نماز سے پہلے سنایا ۲۴

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کا آخری جواب

آج ۹۔ اپریل کو ظہر اور عصر کی نماز سے پہلے جو جمع کی گئی تھی اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مخالفوں کی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کا ذکر کیا گیا کہ وہ کس طرح پر درندگی سے حملے کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں یہ ذکر اسوقت آیا جبکہ آپ خدا تعالیٰ کی وہ تازہ وحی جو دوسری جگہ درج ہے سنا چکے تھے مخالفوں کے اس ذکر میں **اہلحدیث** کے مضامین اور لاہور کے ڈیلی ٹائمز اور ست دھرم پرچارک وغیرہ کے اعتراضات کا ذکر کیا گیا۔

اسپر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اب ان سب کو تفویض الی اللہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی یہ وحی بتاتی ہے کہ وہ آپ فیصلہ کرنیوالا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل میں اپنا دخل بھی معصیت ہے وہ خود احکم الحاکمین ہے۔ تمہارے قلم میں اتنا زور نہیں ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فعل میں ہوگا۔ اسنے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ وہ خود ہی ایک فیصلہ کریگا اور ہم اسی کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ مجھے اسی لئے اسنے فرمایا **فاصبر کما صبر اولوا العزم** انبیاء علیہم السلام کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے آخر انکے صبر کا انجام عجیب ہوتا ہے اب یقیناً سمجھو کہ وہ وقت بہت ہی قریب آ گیا ہے جو جسقدر زیادہ یقین کریگا اسی قدر اسکا ایمان بڑھیگا۔ خدا تعالیٰ پہلے سے مجھے فرما چکا ہے

قرب اجلک المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكرا

غرض اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اپنے وجود پر روشن اور تازہ ایمان دینا چاہتا ہے میں بھی دعا کرتا رہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انکو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھ لیوے۔"

خدا کے مامور و مہدی کی زبان سے یہ باتیں سن لینے کے بعد گناہ ہے کہ میں کسی مخالف کے جواب پر قلم اٹھاؤں پس اہلحدیث ہو یا کوئی اور اخبار جو اس سلسلہ پر اعتراض کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مہدی اور مسیح کی توہین کرتا اور بیباکی اور شوخی کے ساتھ گالیاں دینے میں اپنی کامیابی سمجھتا ہے وہ جس قدر گالیاں دینی چاہتا ہے دیتا رہے میں اس کو مخاطب نہیں کرونگا۔ اور خدا تعالیٰ کے فیصلہ پر نظر رکھونگا

آج سے یہ سلسلہ الحکم میں بند کیا جاتا ہے اور خدائی فیصلہ کا انتظار

فانتظروا انی معکم من المنتظرین

ثواب کا کام

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جدید اشتہار لکھنا چاہا ہے جسکو وہ کثرت کے ساتھ شایع کرنا چاہتے ہیں۔ سولہ ہزار اشتہار کارخانہ الحکم اپنے خرچ سے چھپوا دیگا جس میں چھپوائی کا خرچ اسکا ہوگا اس موقع پر جو لوگ اس ثواب میں شریک ہونا چاہیں وہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کو اطلاع دیں یہ اشتہار ایک خاص آدمی کے ذریعہ ہندوستان بھر میں شایع ہوگا۔ پس یہ وقت ہے کہ مجاہدہ میں احمدی جماعت شریک ہو جاوے +

قربانی کرو

دار الامان میں ایک معصوم بچہ کو بذریعہ خواب بتایا گیا ہے کہ آنیوالے خوفناک نشان کے ظہور سے پہلے جو معلوم نہیں کب آئے اور کس رنگ میں ہر احمدی قربانی کرے تو وہ بچایا جائیگا۔

اس رنگ کے اور بھی رویا بعض لوگوں کو ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ دن بہرحال صدقات اور خیرات کے ہیں اسلئے ہر شخص اگر مقدرت رکھتا ہے **قربانی کر دے**۔ خود اعلیٰ حضرت نے آج ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو **نو بکری** قربانی کر دیئے ہیں۔

سلہ حضرت اقدس کا نام خدا تعالیٰ نے موسیٰ بھی رکھا ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں جہاں دنیا میں ایک نذیر آیا والی پیشگوئی ہے اسکے ساتھ ہی وہ الہام درج ہے جسکا اس عبارت میں میں نے اشارہ کیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ براہین کا وہ مقام نقل کر دیا جاوے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولوا العزم۔ اس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم ...

مراۃ الجہاد

مندرجہ بالا عنوان کتاب جو ایک عرصہ سے کارخانہ الحکم میں چھپ رہی تھی آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھپ کر طیار ہو گئی ہے۔

میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ اس مضمون پر آج تک ایسی عجیب اور مبسوط کتاب نہیں لکھی گئی مسئلہ جہاد کی حقیقت کو کسی طول کے ساتھ بیان نہیں کیا بلکہ بیکھم برادر عبدالغفور کی کتاب تنقیح الجہاد کا دندان شکن جواب بھی دیا گیا ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہونی چاہئے بہر حال ہر احمدی کے گھر میں ضرور ہونی چاہئے۔ اس امر کا اندازہ کرنے کیلئے کہ کتاب کیسی ہے ذیل میں مختصر سی فہرست مضامین کی دی جاتی ہے۔ کتاب تین سو سے زیادہ صفحوں پر ختم ہوئی ہے اور کسی چھپائی وغیرہ میں لگے مصنف نے کوشش سے کام لیا ہے بایں ہمہ اس کی قیمت صرف عہ رکھی گئی ہے محصول ڈاک اس کے علاوہ ہوگا دفتر الحکم میں درخواست کرنے سے ملے گی یا مصنف کے نام بمقام بھاگلپور کوٹھی مسٹر سید خلافت حسین بیرسٹر سید وزارت حسین احمدی کے پتہ پر درخواست

فہرست یہ ہے

مضامین	صفحات
دیباچہ ا تا ۹ + حمد و ثنا ا تا ۶	
زمانہ بعثت آنحضرت میں اور اس سے قبل کوئی قوم مختلف قوموں کے باہمی فرائض کا لحاظ نہیں کرتی تھی بلکہ جانتی بھی نہ تھی۔	۱
رومی بھی ان فرائض کو نہیں سمجھتے تھے۔	۱
آریہ ورت بھی اس اخلاق سے بے بہرہ تھی۔	۱ و ۲
دین مسیحی نے بھی ان خیالات کو تغیر نہ کیا۔	۲
اسلام نے اس کے خلاف تعلیم فرمائی اور مغلوب قوموں کو ان شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے فاتح لوگ مفتوحین پر قائم کئے تھے۔	۳ و ۴
گو اسلام فطرتی قویٰ میں انتقامی طاقتوں کو مدنظر رکھکر اور ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض کے سچے فلاسفی کے مطابق جنگ کی بھی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ساتھ اخلاقی شریعت کی تکمیل بھی کرتا ہے۔	۴ و ۱۴
ہر قسم کی مذہبی آزادی اور دوسرے حقوق غیر مذہب والوں کو دیئے گئے۔	۴ و ۵
خدا کی شناخت اور اوسکی صفات کی پہچان میں سب قومیں سرگردان ہیں۔	۵ و ۶
آریوں کی مانے ہوئے صفات خداوندی کی رد میں ایک نظم	۶
وجہ تالیف کتاب	۷
رسالہ جہاد جس کا یہ جواب ہے کیا کیا ہے	۷ و ۸
کیا وید میں جنگ کی تاکید اور ہر جسے مخالفوں کے استیصال اور خطرناک سزاؤں کا حکم نہیں	۸ و ۱۰
بادشاہان اسلام کی چال چلن کا اسلام ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔	۹
اسلام صرف بانی اسلام اور اس کے الہٰی ناموں کے افعال کا ذمہ دار ہے۔	۸
اس کتاب کی تصنیف کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ "رسالہ جہاد" اور اس قسم کی کتابوں سے ملک میں خلل آنے کا احتمال ہے جو کہ ہر ایک انتشار امن کا سبب ہوگی۔	۹ و ۱۰
باب اول۔ تحقیق جبر و اکراہ۔	۱۰ تا ۱۵
اسلام کے معنی اور اسلامی ایمان کی تعریف ثابت کرتی ہے کہ دین اسلام میں جبر ناممکن ہے۔	۱۰ و ۱۱
قرآن کریم کی دو ملی ہوئی آیتیں جو جبر و اکراہ دین میں لاحکمی صاف نفی و ابطال کرتی ہیں	۱۱ تا ۱۳
مخالفین کی یہ بحث کہ اس قسم کی نصیحتیں صرف مکی زندگی تک محدود ہیں۔ غلط ہے۔	۱۳ و ۱۴
اسلام اور بانی اسلام اور خلفائے راشدین کے فرامین سے بھی صاف آشکارا ہے کہ دین اسلام میں آنے کیلئے جبر و اکراہ کو دخل نہیں	۱۴
جزیہ کی حقیقت۔	۱۴ و ۱۵
جزیہ لفظ فارسی گزیہ کا معرب ہے اور نوشیروان نے اوسکو اپنی رعایا پر مقرر کیا تھا۔	۱۴ و ۱۵
جزیہ قتل کا بچاؤ نہیں تھا بلکہ محافظت کا معاوضہ تھا اور جزیہ دنیا کی محبت والوں کو اسلام سے مانع ہے۔	۱۵
اگر اسلام کو اپنی اشاعت کیلئے سوا تلوار کے اور کوئی چارہ نہ ملتی تو پہلے مسلمان جنگی تلوار سے اسلام کا پھیلنا بتایا جاتا ہے کس طرح اسے مسلمان ہو گئے تھے	۱۵
باب دوئم جہاد	۱۶ تا ۲۷
لفظ جہاد اور جدوجہد کی بحث	۱۶ و ۱۷
اسلام کو جہاد یعنی جدوجہد کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔	۱۷ تا ۲۶
جب کوئی نبی یا رسول مبعوث ہوتا ہے تو لوگ اسکی مخالف ہو جاتے ہیں اور اسکی سلسلہ کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔	۱۷ و ۱۸
ایسا ہی آنحضرت کی بعثت کے وقت بھی ہوا مشرکین کی ظلم و زیادتی کی وجہ سے مسلمان مجبور ہو کر افریقہ کو ہجرت کر گئے۔	۱۸ و ۱۹
مگر آنحضرت ٹھہرے رہے اور تبلیغ جاری رہی۔ سیدھی تعلیم جلد گھر گھر اثر کرنے لگی۔	۱۹
اسپر مخالفوں کی طرف سے تشدد بڑھ گیا اور ناچار بقیہ مسلمان حبش کو بھاگ گئے۔	۱۹ و ۲۰
مشرکین انکی گرفتاری کیلئے حبش تک گئے مگر ناکام واپس آئے اسلئے ایذا رسانی میں اور بھی ترقی ہوگئی۔	۱۹ صفحہ
حضرت پر سجدہ میں اونٹ کا بچہ دان ڈالا گیا۔	۲۰
آپ تبلیغ کیلئے طائف تشریف لیگئے مگر وہاں کے لوگوں نے آپکو اور آپکے خادم کو سخت زخمی کیا۔	۲۰
پھر آپنے موسم حج میں وعظ کہنا شروع کیا اور اکثر اہل مدینہ زائرین بیت اللہ مسلمان ہوگئے اور مظلوم مسلمانوں کو سب نئی جائے پناہ مل گئی۔	۲۰ و ۲۱
مکہ کی مصائب کی مثالیں۔	۲۱
ان کل مصیبتوں پر بھی اسلام گھر گھر پھیلتا جاتا تھا مگر ساتھ ہی مخالفوں کے بغض و حسد کی آگ بھی تیز ہوتی جاتی تھی	۲۱ تا ۲۴
جب کسی طرح اسلام کی ترقی میں فرق نہ آیا تو مخالفوں نے آنحضرت ہی کو شہید کر ڈالنا چاہا	۲۲
آپ الہام الٰہی کے مخبر سے اطلاع پاکر مع حضرت ابوبکرؓ مدینہ کو نکلے گئے۔	۲۳
آپ کی گرفتاری کیلئے سو اونٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا۔	۲۳ و ۲۴
آپ مدینہ پہنچے اور بڑے اعزاز و اکرام سے قبول کئے گئے۔	۲۴
اہل مکہ اور بھی جھنجھلائے اور مدینہ پر حملہ کی فکر میں ہوئے	۲۴
مکہ میں جو مسلمان رہگئے تھے انپر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔	۲۴
کفار مکہ کو مدینہ کے نو مسلموں سے بھی سخت دشمنی ہوگئی تھی۔	۲۴
سب سے پہلے ابوجہل دو سو آدمیوں کے ساتھ چھاپا مارنے کیلئے روانہ ہوا جس پر آنحضرت نے پہلا سریہ ابوعبیدہ جراح کی ماتحتی میں بھیجا۔	۲۴
غرضکہ جب مخالفوں کی بیرحمی اور زیادتی انتہا کو پہنچ گئی اور دوسری جگہ بھاگ جانے پر بھی وہ ظلم سے باز نہ آئے تو احکام جنگ نازل ہوئے اور مقابلہ کیلئے تلوار کے جواب میں تلوار سے کام لیا گیا۔	۲۴ تا ۲۶
یہی جہاد ہے جو ہرگز انسانی اخلاق انسانی نیکی اور انسانی دفاع کے خلاف نہیں اور نہ اس سے مذہب کا زبر قبول کرانا سمجھا جاسکتا	۲۶
اسلام نے آپ کو معدوم کر دیتا عقل کی بات نہیں تھی جہاد قومی درد کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے	۲۷
باب سوئم صلح اور معاہدہ کیحالت میں مذہبی آزادی۔	۲۷ تا ۳۱
اسلام نے غیر مذہب والوں سے صلح اور معاہدہ کی اجازت دی اور اسپر قائم رہنے کی تاکید فرمائی اور آنحضرت اور آپ کے خلفائے راشدین نے اسپر عمل کیا جو دلیل اسبات کی ہے کہ مذہبی آزادی میں خلل ڈالنا ہرگز منظور نہیں	۲۷ و ۲۸
اس کے مقابلہ میں وید کی تعلیم۔	۲۸ و ۲۹
غیر مذہب والے معاہدہ اور مسلمانوں کا قصاص ایک میں مساوی حق قرار پایا	۲۹ و ۳۰
عین لڑائی کے وقت مخالفوں کو امن دینے کا حکم۔	۳۰

مرا پرف بار ید بر برگ زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیا کی خوشیوں کا خاتمہ ہے۔ اور خاصکر جن کی اولاد نہ ہو انکا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے اگر آپ بھی گرمایوسی کی منزل پر پہنچ گئے ہوں۔ تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں۔

شاہی خضاب۔ مثل تیل برش سے لگایا جاتا ہے۔ بالوں کو دو منٹ میں سیاہ بھنورا کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے

روح افزا۔ نامردی۔ سستی۔ لاولدی۔ ضعف باہ و دماغ جریان وغیرہ کیواسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان اور نوجوان کو جوان بناتی ہے قیمت تین روپے فی شیشی۔

روح النسا۔ حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آتا ہو یا اولاد نہ ہوتی ہو یا درد سر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ۔ چہرہ کی چھائیاں سیاہ داغ دکیل وغیرہ دور کر کے خوبصورت و اعلیٰ بناتا ہے۔ خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

لولیان و روغن۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں۔ اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور سر میں بال نہ [illegible]

بال نیکال۔ بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں۔ قیمت مدنی شیشی

سرمہ ممیرا۔ دھند غبار۔ لالی۔ پڑوال۔ پانی جانا۔ [illegible] موتیابند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپے فی تولہ۔

بواسیر۔ خونی بادی۔ جدی یا آتشک سے ہو گئے ہوں، تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔

دمہ ہر کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو، خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں، ضرور شفا ہو۔ قیمت تین روپے۔

دوائی آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے

دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے۔

خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر ملکیت سنگھ ایم اے بکرم سپتال فیروزپور شہر پنجاب

سرمہ نور

کم خرچ بالا نشین

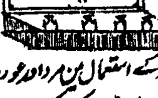

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر للسلی جو ہر مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس جہار جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں گرمی سے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سب ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں یا سوچار دوا کو بکارت اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ تقسیم شیشہ جو ہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرایتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ جوہر پینے استعمال کنندہ کو ہمیشہ طاعون، کھانسی، بخار، پیچش، اسہال کی وبا سے محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک، سوزاک، گٹھیا، خارشت، داد، گرت، پھوڑا پھنسی، سفید داغ، جذام، کوڑھ، ناسور، بالا، بواسیر، گنج، سوکھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کرکے مع کاغذ طریق استعمال کی خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس ۳ روپیہ محصولڈاک ۸ آنہ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** متعدد قیمتی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا دافع قبض و ریاح و بھوک بڑھانے والا اور خون صالح پیدا کرکے اکسیر کی طرح طاقت بخشنے والا اور کثرت سے دونوں کا پرانا طحال در بخار یا ورم جگر بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنے والا ہے۔ بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ۱ روپیہ محصولڈاک ۵ آنہ ہزار ہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے۔ یہ معمولی نمک نہ سمجھو یہ نمک امراض ذیل میں فائدہ بخشتا ہے۔ درد، قبض، بدہضمی، پیٹ میں درد اور نفخ ہونا، استسقا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا تحلیل نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ، پیچش، اسہال، درد گردہ، درد قولنج، درد کمر، وجع مفاصل یعنی گٹھیا، درد سر، کھانسی، دمہ، ضعف دماغ، ضعف بصارت کی وجہ یعنی نامردی جریان سے **ولادت بچی** ہوکر سہنا، سوداوی امراض مثل کنگھات، سوزاک، اور جلدی امراض مثل خارشت، داد، سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری، رہا کوڑ وغیرہ کو کلی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ ذکاوت و ترو تازگی کو دفع کرتا ہے قاطع معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب قریب ایک سیر کے تازہ اور نیا خون اور قوت عموماً پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر ایک نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوا کرتی ہیں ... **طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوائیں یعنی معجون مقوی** ... یہ دوسرے پیر کہ ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ و مثانہ ... پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع الاثر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۲۰ خوراک دوا رہتی ہے ... **گٹھیا کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع** کیسی ہی سخت تکلیف وہ گٹھیا یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ... **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری** اصلی ممیرا اور اکسیر مفید و مقوی بصر ادویات و معدنی جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا گیا ہے۔ جالا، پھولا، ناخونہ، رتوندی، پڑبال، کھجلی، پانی بہنا، سرخی چشم، درد، دھند وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوان کیطرح نئی روشنی پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ... **دردانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن** دانت اور آنکھ انسان کی زندگی کا مزہ ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے ہر شخص کو دانت کی حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے اس منجن کو چند روز ملنے سے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے کیڑے اور مسوڑھوں کے ورم اور درد اور بدبوئے دہن اور ہونٹھ و زبان کے چھالوں کے دفعیہ کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ... محصولڈاک ۵ **علاوہ** ان کے آتشک، سوزاک، جریان، پیچش، اسہال، کھانسی، دمہ، بواسیر، ریگ مثانہ، طحال، خارشت، اختلاج قلب، سفید داغ، داد وغیرہ کی دوائیں مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ایک کارڈ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات مع طریق استعمال درج ہیں ... اپنا نام اور پتہ اور ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے۔ **شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ** ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب چاہیں خط و کتابت کریں۔

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ بعد کارخانہ کثرت سے ہوگئے۔ بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کار خانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنیپر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور محسن کی ہے اعضا رئیسہ کیلئے اکسیر ہیں قیمت حبوب کا بکس ۶عہ (حب مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر و مقویات ادویات وغیرہ سے مملو کرکے تیار کیگئی ہے جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور قوت و جریان اور رقت منی وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضا کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد دوبارہ خوراک ۱ر بکس اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے ۶عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بابا گدھ ضلع دہلی۔

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔ اگر تیل ... ہمارے کارخانہ کا بنا ہوا بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں کا درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

الوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

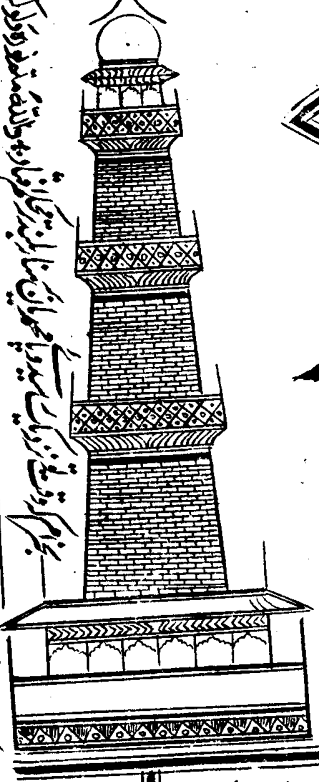

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنّهٗ اٰوى القَرية

الحکم

چو کرم باگرگی بیاد ر قادیان بنی | رود بینی شفا بینی غرض دارالامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قیمت پیشگی سالانہ) (۱) عوام سے ۵؎ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶؎ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲؎ ۱۲

فہرست مضامین

(۱) استفسار اور ان کے جواب صفحہ اول
(۲) گلدستہ یعنی بزرگان ملت کی کلام کے نمونوں کا مجموعہ ۲
۳۔ تفسیر القرآن من مسیح الزمان صفحہ ۳ و ۴
۴۔ حضرة حجتہ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب ۵
۵۔ حضرت مسیح الزمان کی ڈائری صفحہ ۶
۶۔ حسن معاشرت پر اعلحضرت حجتہ اللہ کا ایک خط ″ ″
۷۔ قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہین ۷ و ۸
۸۔ نشان زلزلہ کے خطوط صفحہ ۹ و ۱۰
۹۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے ″ ۱۱
۱۰۔ اپنے مطلب کی نظم ″ ″
۱۱۔ دارالامان کا ہفتہ۔ تازہ الہامات و کشوف ″ ۱۲
۱۲۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین ″ ″
۱۳۔ ایک عام جواب صفحہ ۱۱ (۱۴) ایک لوکل تفتیش ″ ″
۱۵۔ تبلیغ حق صفحہ ۱۳۔ (۱۶) اشتہار۔ ۱۳
۱۷۔ رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ″ ۱۴
۱۸۔ اشتہارات ″ ۱۴

نمبر ۱۳ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱۔ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

استفسار اور انکے جواب

(از حکیم الامۃ)

استفسارات

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جناب کا طریق عمل در بارہ سورۃ فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رفع یدین کیا ہے۔

۲۔ نماز شام مین اکثر لوگ تیسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے رفع طاعون پڑھا کرتے ہین اسطرح کہ امام باواز بلند پڑھتا رہتا ہے اور مقتدی باواز بلند آمین پکارتے ہین کیا یہ امر بموجب حدیث شریف درست ہے۔

۳۔ دبا و طاعون مین مسلمان کی موت شہادت ہے یا کیا

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مریدون کو غیر مسلمانون کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہیئے یا نہین۔

راقم مہرالدین مدرس مدرسہ سیالکوٹ ڈاکخانہ خاص سیالکوٹ ضلع امرتسر

جوابات

۱۔ سورۃ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے ہین ضروری پڑھنی چاہیئے۔ مین بھی پڑھتا ہون اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پڑھتے ہین آمین بالجہر کو ہم پسند کرتے ہین لیکن یہ موقوف ہے انسان کے دلی جوش پر۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جب تعلقات شدید ہون دل مین دعا کے لئے جوش۔ اضطراب اور کرب ہو تو بے اختیار انسان چلا اٹھتا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل ایسی اضطراری حرکات سے مستثنیٰ ہوتے ہین انکے دل مین جوش۔ اضطراب۔ تذلل۔ انکسار سب کچھ ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور روتے چلاتے ہین لیکن ہاں دل کا معلوم نہین کر سکتے۔ ہم نہیں بالجہر کرتے ہین کبھی نہین کبھی نماز دونو طرح ہو جاتی ہے مگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے پر نماز نہین ہوتی۔ رفع یدین کو روایتاً قوی جانتے ہین عملاً ترک بھی ثابت ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کی بھی ہے۔ اور عام طور پر نہین کرتے ہین۔ اور دونون حالتون مین نماز کا ہو جانا مانتے ہین

۲۔ اس طریق پر دعا مانگنا درست ہے اور نزول حوادث کے وقت ثابت ہے۔

۳۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی موت شہادت ہے لیکن ایمان ایک ایسی شے ہے کہ اس کا پورا اور اصل حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون مومن ہے کون نہین

۴۔ غیر مسلمان کے ساتھ تو کسی کو بھی نماز پڑھنا جائز نہین۔ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ایک احمدی کو غیر احمدی کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہین تو یاد رکھو کہ اگر احمدی امام ہو تو اسکے مقتدی خواہ غیر احمدی ہون یا احمدی ایک احمدی انہین شامل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر امام غیر احمدی ہو تو ایک احمدی کو اسکے پیچھے نماز پڑھنی نہین چاہیئے۔ اسکے متعلق خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحفہ گولڑویہ مین یہ عبارت لکھی ہے۔

اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنیوالے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہین ہین کہ میری جماعت مین سے کوئی شخص انکے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم مین سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو مین اشارہ ہے کہ اِمامکم منکم یعنے جب مسیح نازل ہوگا تو تمہین دوسرے فرقون کو جو دعوے اسلام کرتے ہین بکلی ترک کرنا پڑیگا اور تمہارا امام تم مین سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائین اور تمہین کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال مین مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہین کرتا اسمین تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤگے پس جانو کہ وہ مجھ مین سے نہین کیونکہ وہ میری باتون کو جو مجھے خدا سے ملی ہین عزت سے نہین دیکھتا اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہین۔

مرآۃ الجہاد

یہ عجیب و غریب کتاب مسئلہ جہاد کی حقیقت پر سید وزارت حسین صاحب احمدی نے لکھی ہے جسمین پنڈت لیکھرام کے رسالہ جہاد کا مفصل جواب بھی دیا ہے یہ کتاب اس مضمون پر جامع اور مبسوط ہے تین سو سے زیادہ صفحو نپر پہلی جلد شایع ہوگئی ہے قیمت عہ علاوہ محصول ہے دفتر الحکم یا سید وزارت حسین احمدی اورین ٹو ڈاکخانہ کجرہ ضلع مونگیر کے نام درخواست

یعنے بزرگان ملت کے کلام سے گوناگون پھول +

(مخدوم الملت سے)

ظہر کی نماز سے پہلے حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم صاحب کی صحبت مین مجھے حاضر ہونے کی عزت حاصل تھی۔ فرمایا "ان کیفیات کو جو ہم خدا کے مسیح کی حالت مین دیکھتے ہین کیسطرح کسیکو دکھا سکین مجھے کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہین کہ ہم نے ڈر کر مکان چھوڑ دیا ہے اور طاعون کے خوف سے بھاگے ہین۔ خدا تعالیٰ کے عذاب اور غضب کے سامنے دلیری سے کھڑا ہونا اور اس کا مقابلہ کرنا یہ تو ایک دہریہ کا کام ہے خدا کے قہر کا مقابلہ کرنا یہ بہادری نہین ہے مومن ایسی بہادری پر لعنت بھیجتا ہے۔ مومن کا دل تو چڑیا کی طرح ہونا چاہئیے جو ہر وقت ڈرتا اور خوف کھاتا ہے۔ ہان یہ بالکل غلط ہے کہ ہم طاعون کیوجہ سے نکلے ہین۔ طاعون اگر اس شدت سے بھی پھیل جاتی کہ ہمارے اردگرد کیڑون کیطرح لوگ مرنے لگتے تو مین خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ الدار سے نکلنا مین معصیت سمجھتا تھا کیونکہ اسطرح خدا تعالیٰ کے اس نشان کی بے حرمتی تھی۔ مگر اب جو ہم نکلے ہین تو یہ خدا تعالےٰ کا ایک اور غضب ہے جو دنیا پر نازل ہوا ہے۔ **الدار** کی حفاظت کا وعدہ طاعون کے ساتھ ہے۔ ہم اسکی بخناذاتی سے ڈرتے ہین۔ اور مومن کو ڈرنا چاہئیے۔ اب ہم کو خدا تعالےٰ نے خود دکھلا دیا ہے معلوم نہین اسمین کیا سر ہے"

معلوم ہوتا ہے حضرت اقدسؑ کوئی اشتہار لکھ رہے ہین فرمایا کہ کسقدر جوش اعلاء کلمتہ اللہ نے اس پاک وجود کو دیا گیا ہے یہی اسکی سچائی کی دلیل ہے۔ مخلوق پر اتمام حجت کرنے کو ہر وقت آمادہ رہتا ہے اور شفقت اسقدر ہے کہ اپنی جان پر تکلیفین برداشت کرتا ہے مگر دوسرون کے آرام اور بھلائی کو پسند کرتا ہے"

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ زلزلے تھے جسقدر نشانات اتنے ظاہر ہوتے ہین ان پر **حملون** کا لفظ صادق نہین آتا جو اس الہام مین آیا ہے۔ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ اب اس الہام کے موافق دو بڑی نشان ہین جنپر حملون کا لفظ بولا جاسکتا ہے ایک طاعون دوسرا زلزلہ۔ لیکن ہماری فراست کہتی ہے کہ ابھی کوئی اور حملے ہین۔

خاکسار ایڈیٹر نے عرض کیا کہ اس قہری تجلی کو دیکھکر حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ کو اس پاک وجود کی کسقدر قدر منظور ہے۔ اسی لئے وہ ایک عالم کو تباہ کر دینا بھی پسند کرتا ہے اسپر فرمایا کہ آمین کیا تنگ ہے دراصل خدا تعالیٰ کو توحید منظور ہے اور اس سے ذوق لیتا ہے پھر جس وجود کو توحید کا سچا مظہر اور مؤید دیکھتا ہے اس کیلئے اپنے سارے نظام کو تہ و بالا کر دینا بھی پسند کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے اہل دنیا اس علم سے ناواقف ہین۔

فرمایا جو لوگ دور رہتے ہین ان کو ہم اس بولتی ہوئی تقویر سے جو ہم دیکھتے ہین کسطرح سنا سکتے ہین زیادہ سے زیادہ کلام اور قال سنا سکتے ہے مگر یہ **حال** کیونکر دکھائین۔ اسلئے معیت بھی بڑی ضروری شے ہے اسکے حرکات و سکنات مین جو علم بھرا ہوا ہے وہ تو دیکھنے ہی سے آ سکتا ہے۔

مکرمی سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ (جو ایک پرانے مخلص اور رشید نوجوان ہین اور حضرت اقدس کی محبت مین گداز ہوئے ہوئے ہین) نے حضرت اقدس کیلئے ایک لکھنے کا ٹرنک خاص ہدایت پر طیار کرایا ہے وہ پیش کیا۔ اسکا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی مجلس مین بھی آگیا شاہصاحب کو مولوی صاحب ممدوح سے بھی خاص انس ہے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک آپ کیلئے بھی تیار کراؤن آپ کو بھی لکھنے پڑھنے کے لئے کاغذات کے رکھنے کے واسطے ضرورت ہے۔ اسپر فرمایا

آنچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست

مینے اپنی ضرورتون کو بہت ہی کم کر دیا ہے مین جب کسی چیز کو لیتا ہون یا کسی دوست کو لکھتا ہون تو پہلے اپنے اندر معائنہ کرتا ہون کہ کیا واقعی مجھے اس کی ضرورت ہے یا محض لالچ ہے جبتک مین واقعی ضرورت محسوس نکرلون مین ہرگز ہرگز اسکے لینے کی جرأت اور آرزو نہین کرتا اور جب سے مینے حضرت سے سنا ہے کہ دو ہی طرح آرزو مین پورا ہو سکتی مین یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کر دے یا وہ آرزو ہی نہ رہے تب مین اب اس امر کیطرف متوجہ رہتا ہون کہ بہت آرزو مین ہی پیدا نہون۔

"حکیم الامت سے"

۵۔ اپریل ۱۹۰۳ء کو جو اشتہار الدعوت نام شایع ہوا اسکا مسودہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھ رہے تھے جب اس مقام پر پہونچے کہ ہمنے ان تمام **علامتون کو اپنی آنکھون سے** دیکھ لیا تو حضرت حکیم الامت بے اختیار ہوکر سجدے مین گر پڑے خاکسار ایڈیٹر ان کے بالکل قریب تھا اور وہ ان باتون کو باریک نظر سے دیکھنے کا عادی ہے اس نے دیکھا کہ حکیم الامت دیر تک سجدے مین پڑے رہے اور جب سر اٹھایا چہرہ **زرد** ہو گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ہیبت و جبروت الہی اسپر غالب تھی اسکی بے نیازی پر ایمان تھا اور اس کے فضل پر سجدہ شکر پھر جب مولوی عبدالکریم صاحب اس مقام پر پہونچے کہ ہان یہ سچ ہے کہ مین جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہون اور نہ مین دنیا مین جنگ اور خونریزی کرنے کیلئے آیا ہون **بلکہ صلح کیلئے آیا ہون مگر مین خدا کیطرف سے ہون** تو صبح الفاظ پر آپ نے پھر ایک لمبا سجدہ کیا۔ جو معلوم ہوتا تھا کہ اس توفیق کا شکریہ تھی جو خدا تعالیٰ نے حضرت امام علیہ السلام کی شناخت کی عطا کی۔ اور اسے ہمارے زمانہ مین بھیجا۔ والحمدللہ علی ذالک۔ اشتہار پڑھکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی ایک لمبے سجدہ مین گر پڑے جس سے مینے اندازہ کیا کہ کیسے پاک قلوب ہین جو متاثرات مین یکرنگی رکھتے ہین

اللہم اجعلنا منہم۔ آمین

جوالا مکھی کے تباہ ہونے کا ایک خط آیا۔ اسپر مجھے فرمایا کہ مجھے آج بہت بڑی خوشی ہوئی ہے اور مین دیر تک خدا کی حمد کرتا رہا اور سجدات شکر بجا لایا۔ میرا دل عجیب جوش سے بھرا ہوا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی **توحید** کے قایم ہونے کے واسطے یہ مبارک **فال** ہے یہ **بت** ایسا بت تھا جس کیلئے دلائل بیان کئے جاتے تھے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے **عفت الدیار محلہا ومقامہا** مین **الدیار** سے مراد یہی کانگڑہ کی **ویلی** ہے۔ یہ بڑا بھاری شرک کا مندر تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے تباہ کر دیا ہے تم اسپر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھو۔ مینے عرض کی کہ جناب ہی لکھین کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاص ذوق عطا فرمایا ہے۔ فرمایا نہین تم لکھو اسپر پھر مین نے عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ خواہ جناب چند سطر ہی لکھدین اسمین برکت ہوگی۔ اسپر مان فرما گیا کرادونگا۔ چنانچہ آج دوسری جگہ جو لیڈر **کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے** کے عنوان سے مینے لکھا ہے وہ حضرت حکیم الامت کی اسی تحریک کا نتیجہ ہے آپ نے چند سطور مجھے لکھدین اور حضرت امام کے حضور بھی سنا کر یہی کہا کہ تم اسے مکمل کرلو۔ اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایسا ہی فرمایا مین نے تعمیلاً ارشاد اس لیڈر کو لکھا ہے اسمین قبولیت اور برکت رکھدینا خدا تعالیٰ کا فضل اور فعل ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا حی یا قیوم ملا الہ الا انت۔ نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم۔ اما بعد غور کرو۔

شرک ہی ایک ایسی بری بلا ہے جسکی نسبت الہی ارشاد ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اور شرک ہی ہے جسکو کہا گیا ہے کہ لاعلمی اور جہالت پر اسکی بنا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وان جاھداک علے ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم۔ اور فرمایا لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ اور شرک ہی ہے جو ظلم عظیم ہے۔ جیسے فرمایا ان الشرک لظلم عظیم۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ دنیا عبرت حاصل کرنیکا مقام ہے۔ یوم الفصل نہین۔ اس مختصر تمہید کے بعد سوچو۔ کہ شرک کے دلائل گو ہمیشہ نسیج العنکبوت ہوا کرتے ہین مگر عوام مظاہر قدرۃ مین اعجوبہ کے ایسے گرویدہ ہو جاتے کہ کوئی عمدہ دلیل انکے لئے کارگر نہین ہو سکتی دیکھو جوالامکھی کا پہاڑ پنجاب بلکہ ہند اور کشمیر مین اپنے اعجوبہ کے باعث ایک عظیم الشان معبد تھا اور طاعون کے دنون مین لوگ اس ملک کو امن یقین کرتے تھے اور صلیب پرست گو اس خیال سے نہین الا عمدہ آب وہوا کیلئے وہان بہت ہی جمع تھے۔ اور ... دی مخلوق کیلئے تو یہی معبود ہین۔ وہان زلزلہ آیا اور اسی اعجوبہ کو آیا

اور کب آیا جب ایک مامور من اللہ نے انبیاء کے قدم بقدم تبلیغ کا کام ایک کمال تک پہونچایا۔ پھر اسی پنجاب مین اتمام حجت کے لئے سیکڑون تدبیرون سے کام لیا۔ مگر بے پروائی کی گئی۔ آخر راستبازی مصدق راستبازونکا ہو سکتا تھا کیونکہ اسی کی شان ہے مصدق لما معکم۔ اس راستباز نے عفت الدیار محلہا ومقامہا کی پاک وحی ۱۱ مہینے پیشتر شایع کی ہے۔ اور بتادیا کہ بیرونی عارضی طور پر ایک خاص دار کے رہنے والے اور وہان کے اصلی باشندے تباہ ہوجائینگے۔ آخر چار۔ اپریل کو اسکا ظہور ہوا اب دیکھین جو دیکھنے کی آنکھین رکھتے ہین اور سنین جو سننے کے کان رکھتے ہین۔ فقط نورالدین۔

+ بزرگان ملت باغ مین ہین اس مناسبت سے ان کے کلام کا گلدستہ بناکر پیش کرتا ہون ایڈیٹر

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں جو زمین پر بردباری سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں یعنے بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بیشمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ان آیات میں خدا تعالیٰ نے اچھی طرح کھول دیا کہ رحمان کا لفظ ان معنوں کرکے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اسکی رحمت وسیع عام طور پر ہر ایک برے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہ اور بھی اسی رحمت عام کیطرف اشارہ فرمایا ہے عذابی اصیب بہ من اشاء و رحمتی وسعت کل شئی یعنے میں اپنا عذاب جسکو لائق اس کے دیکھتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے اور پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا۔ قل من یکلؤکم باللیل والنہار من الرحمن یعنے ان کافروں اور نافرمانوں کو کہہ کہ اگر خدا میں صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اسکے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنے اسی کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافروں اور بے ایمانوں کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہیں پکڑتا پھر ایک اور جگہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اولم یروا الی الطیر فوقہم صافات ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمن الجزو نمبر ۲۹ یعنے کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اڑتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمن ہی ہے کہ انکو گرنے سے تھام رکھتا ہے یعنے فیضان رحمانیت ایسا عام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین ملسکتے ہیں وہ بھی اس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں۔ اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کی صفت بیان فرماکر پھر اس کے رحمان ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی انکی ملحوظ رہے۔ تیسری قسم فیضان کی **فیضان خاص** ہے اسمیں اور فیضان عام میں یہ فرق ہے کہ فیضان عام میں مستفیض پر لازم نہیں کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بناوے اور اپنے نفس کو حجب ظلمانیہ سے باہر نکالے یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اس فیضان میں جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خدا تعالیٰ آپ ہی ہر ایک ذی روح کو اسکی ضروریات جن کا وہ حسب فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے لیکن فیضان خاص میں جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے اور اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ میں سعی کرنیوالے اور غافل رہنے والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر ایک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے اس فیضان کے رو سے خدا تعالیٰ کا نام قرآن شریف میں رحیم ہے اور یہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بشرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے متوخر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور میں آئی ہے پھر بعد اس کے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی پس اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ میں صفت رحیمیت کو صفت رحمانیت کے بعد میں ذکر فرمایا اور کہا الرحمن الرحیم اور صفت رحیمیت کے بیان میں کئی مقامات قرآن شریف میں ذکر موجود ہے جیسا ایک جگہ فرمایا ہے وکان بالمومنین رحیما یعنے خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنے بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں۔

اس جگہ دیکھنا چاہیئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھ خاص نہیں کیا اور کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ کان بالمومنین رحمانا بلکہ جو مومنین سے رحمت خاص متعلق ہے ہر جگہ اسکو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے پھر دوسری جگہ فرمایا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین یعنے رحیمیت الٰہی انہیں لوگوں سے قریب ہے جو نیکوکار ہیں پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم۔ یعنے جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنے اسکا فیضان رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہو جاتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں کوئی ایسا نہیں جس نے اسکو طلب کیا اور نہ پایا۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

چوتھا قسم فیضان کا **فیضان اخص** ہے یہ وہ فیضان ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہ ہے کہ یہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے بکلی معدوم اور منعدم ہو جائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیت کے بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکھلاوے کیونکہ اس آخری فیضان میں کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھ پہلے فیضانوں کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے یعنے نہ مفیض کے بالارادہ فیضان میں کوئی شبہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے میں کچھ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اسکی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کیطرح کھل جائے اور شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت میں وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اسکو عطا کر رہا ہے اور حقیقت میں اسکو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہایت اصفیٰ اور نہایت اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہیں ہے اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور اولیٰ اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپایدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کیطرف انتقال کرے کیونکہ یہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے جسمیں شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عریان اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جائے اور کوئی پردہ اسباب معتاد کا درمیان نہ ہو اور ہر ایک دقیقہ معرفت تامہ کا کمن قوت سے حیز فعل میں آجاوے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اسکی نسبت خدا نے یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اس فیضان میں وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذتیں ہوں جنکی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر ایک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور ابقیٰ احاطہ رکھتی ہو کہ جس پر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصور نہ ہو اور یہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدر الصورت اور ہالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے ان تجلیات عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیات دائمی کی برداشت نہیں کر سکتا اور وہ اشعۂ تامہ کاملہ دائمہ اسمیں سما نہیں سکتے بلکہ اس کے ظہور کیلئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسباب معتادہ کی ظلمت سے بکلی پاک اور منزہ اور ذات واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔

ہاں اس فیضان اخص سے ان کامل انسانوں کو اسی زندگی میں کچھ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہیں اور اپنے نفس کے ارادوں اور خواہشوں سے الگ ہو کر بکلی خدا کی طرف جھک جاتے ہیں کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہیں اور اگرچہ بظاہر صورت اس عالم میں ہیں لیکن درحقیقت وہ دوسرے عالم میں سکونت رکھتے ہیں پس چونکہ وہ اپنے دل کو اس دنیا کے اسباب سے منقطع کر لیتے ہیں اور عادات بشریت کو توڑ کر اور بیکبارگی غیر اللہ سے مونہہ پھیر کر وہ طریق جو خارق عادت ہے اختیار کر لیتے ہیں اس لئے خداوند کریم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارق عادت ان پر اپنے وہ انوار خاصہ ظاہر کرتا ہے کہ جو دوسروں پر بجز موت کے ظاہر نہیں ہو سکتے غرض بباعث امور متذکرہ بالا وہ اس عالم میں بھی فیضان اخص کے نور سے کچھ حصہ پا لیتے ہیں اور یہ فیضان ہر ایک فیض سے خاص تر اور خاتمہ تمام فیضانوں کا ہے اور اسکو پانے والا سعادت عظمیٰ کو پہونچ جاتا ہے اور خوشحالی دائمی کو پا لیتا ہے کہ جو تمام خوشیوں کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اس سے محروم رہا وہ ہمیشہ کے دوزخ میں پڑا اس فیضان کے رو سے

خداتعالیٰ نے قرآن شریف مین اپنا نام **مالک یوم الدین** بیان فرمایا ہے دین کے لفظ پر الف لام ہونے سے یہ غرض ہے کہ تا یہ معنے ظاہر ہون کہ جزا سے مراد وہ کامل جزا ہے جسکی تفصیل قرآن مجید مین مندرج ہے اور وہ کامل جزا بجز تجلی مالکیت تامہ کے ممکن نہین جو عدم بقایان اسباب کو مستلزم ہے ظہور مین نہین آسکتی چنانچہ اسی کی طرف دوسری جگہ بھی اشارہ فرما رکھا ہے **لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار** یعنے اسدن ربوبیت الہیہ بغیر توسط اسباب عادیہ کے اپنی تجلی آپ دکھائیگی اور یہی مشہود اور محسوس ہوگا کہ بجز قوت عظمی اور قدرت کاملہ حضرت باریتعالیٰ کے اور سب ہیچ مین سارا آرام اور سرور اور سب جزا اور سارا داحت بتمام صاف و صریح خداتعالیٰ کیطرف سے دکھلائی دیگا اور کوئی پردہ اور حجاب درمیان نہین رہیگا اور کسی قسم کے شک [illegible] کی گنجایش نہین رہیگی تب جنہون نے [illegible] کیا [illegible] اپنے تئین منقطع کرلیا تھا وہ اپنے تئین ایک کامل سعادت مین دیکھینگے کہ جو ان کے جسم اور جان اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جائیگی اور [illegible] ذی حصہ وجود ان کے کا ایسا نہین ہوگا کہ [illegible] اس سعادت عظمی کے پانے سے بے نصیب [illegible] ہو اور اس جگہہ مالک یوم الدین کے لفظ مین یہ بھی اشارہ ہے کہ اس روز راحت یا عذاب اور لذت یا درد جو کچھہ بنی آدم کو پہنچیگا اس کا اصل موجب خداتعالیٰ کی ذات ہوگی اور مالک امر مجازات کا حقیقی طور پر وہی ہوگا یعنے اسی کا وصل یا فصل سعادت ابدی یا شقاوت ابدی کا موجب ٹھہریگا اس طرح کہ جو لوگ اسکی ذات پر ایمان لائے تھے اور توحید اختیار کی تھی اور اسکی خالص محبت سے اپنے دلون کو رنگین کر لیا تھا انپر انوار رحمت اس ذات کامل کے صاف اور آشکارا طور پر نازل ہونگے اور جنلوگ ایمان اور محبت الہیہ حاصل نہین ہوئی وہ اس لذت اور راحت سے محروم رہینگے اور عذاب الیم مین مبتلا ہو جائینگے۔ یہ فیوض اربعہ مین جنکو ہم نے تفصیل وار لکھدیا ہے اب ظاہر ہے کہ صفت رحمان کو صفت رحیم پر مقدم رکھنا نہایت ضروری اور مقتضائے بلاغت کاملہ ہے کیونکہ صحیفہ قدرت پر جب نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل خداتعالیٰ کی عام ربوبیت پر نظر پڑتی ہے پھر اسکی رحمانیت پر پھر اسکی رحیمیت پر پھر اوسکے مالک یوم الدین ہونے پر اور کمال بلاغت اسی کا نام ہے

کہ جو صحیفہ فطرت مین ترتیب ہو وہی ترتیب صحیفہ الہام مین بھی ملحوظ رہے کیونکہ کلام مین ترتیب قدرتی کو منقلب کرنا گویا قانون قدرت کو منقلب کرنا ہے اور نظام طبعی کو الٹا دینا ہی کلام بلیغ کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ نظام کلام کا نظام طبعی کے ایسا مطابق ہو کہ گویا اسکی عکسی تصویر ہو اور جو امر طبعاً اور وقوعاً مقدم ہو اسکو وضعاً بھی مقدم رکھا جائے سو آیت موصوفہ مین یہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہے کہ باوجود کمال فصاحت اور خوش بیانی کے واقعی ترتیب کا نقشہ کھینچکر دکھلا دیا ہے اور وہی طرز بیان اختیار کی ہے جو کہ ہر ایک صاحب نظر کو نظام عالم مین بدیہی طور پر نظر آرہی ہے کیا یہ نہایت سیدھا راستہ نہین ہے کہ جس ترتیب سے نظارہ الہی صحیفہ فطرت مین واقع ہین اسی ترتیب سے صحیفہ الہام مین بھی واقعہ ہون سو ایسی عمدہ اور پر حکمت ترتیب پر اعتراض کرنا حقیقت مین انہین اندہون کا کام ہے جنکی بصیرت اور بصارت دونون یکبارگی جاتی رہی ہین۔

> چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
> عیب نماید ہنرش در نظر

اب ہم پھر تقریر کو دوہرا کر اس بات کا ذکر کرتے ہین کہ جو کچھہ خداتعالیٰ نے سورۃ ممدوحہ مین رب العلمین کی صفت سے لیکر مالک یوم الدین تک بیان فرمایا ہے یہ حسب تصریحات قرآن شریف چار عالیشان صداقتین ہین جنکا اس جگہ کہولکر بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ پہلی صداقت یہ ہے کہ خداتعالیٰ رب العلمین ہے یعنے عالم کے اشیاء مین سے جو کچھہ موجود ہے سب کا رب اور مالک خدا ہے اور جو کچھہ عالم مین نمودار ہو چکا ہے اور دیکھا جاتا ہے یا ٹٹولا جاتا ہے یا عقل اسپر محیط ہو سکتی ہے وہ سب چیزین مخلوق ہی ہین اور ہستی حقیقی بجز ایک ذات حضرت باریتعالیٰ کے اور کسی چیز کے لئے حاصل نہین غرض عالم بجمیع اجزائہ مخلوق اور خدا کی پیدایش ہے اور کوئی چیز اجزائے عالم مین سے ایسی نہین کہ جو خدا کی پیدایش نہ ہو اور خداتعالیٰ اپنی ربوبیت تامہ کے ساتھہ عالم کے ذرہ ذرہ پر متصرف اور حکمران ہے اور اسکی ربوبیت ہر وقت کام مین لگی ہوئی ہے یہ نہین کہ خداتعالیٰ دنیا کو بنا کر اس کے انتظام سے الگ ہو بیٹھا ہے اور اسے نیچر کے قاعدہ کے ایسا سپرد کیا ہے کہ خود کسی کام مین دخل بھی نہین دیتا اور جیسے کوئی کل بعد بنائے جانے کے پھر بنانیوالے سے بے علاقہ ہو جاتی ہے ایسا ہی مصنوعات

صانع حقیقی سے بے علاقہ ہین بلکہ وہ رب العالمین اپنی ربوبیت تامہ کی آب پاشی ہر وقت برابر تمام عالم پر کر رہا ہے اور اسکی ربوبیت کا مینہہ بالاتصال تمام عالم پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی ایسا وقت نہین کہ اس کے رشح فیض سے خالی ہو بلکہ عالم کے بنانے کے بعد بھی اس مبدا فیوض کی فی الحقیقت بلا ایک ذرا تفاوت کے ایسی ہی حاجت ہے کہ گویا ابھی تک اس نے کچھہ بھی نہین بنایا اور جیسا دنیا اپنے وجود اور نمود کیلئے اسکی ربوبیت کی محتاج تھی ایسا ہی اپنے بقا اور قیام کیلئے اسکی ربوبیت کی حاجتمند ہے وہی ہے جو ہر دم دنیا کو سنبہالے ہوئے ہے اور دنیا کا ہر ذرہ اسی سے تروتازہ ہے اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے موافق ہر چیز کی ربوبیت کر رہا ہے یہ نہین کہ بلا ارادہ کسی شے کی ربوبیت کا موجب ہو غرض آیات قرآنی کے رو سے جنکا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہین اس صداقت کا یہ منشاء ہے کہ ہر ایک چیز کہ جو عالم مین پائی جاتی ہے وہ مخلوق ہے اور اپنے تمام کمالات اور اپنے تمام حالات اور اپنے تمام اوقات مین خداتعالیٰ کی ربوبیت کی محتاج ہے اور کوئی روحانی یا جسمانی ایسا کمال نہین ہے جسکو کوئی مخلوق خود بخود اور بغیر ارادہ خاص اس متصرف مطلق کے حاصل کر سکتا ہو۔ اور نیز حسب توضیح اسی کلام پاک کے اس صداقت اور ایسا ہی دوسری صداقتون مین یہ معنے بھی ملحوظ ہین کہ رب العلمین وغیرہ صفتین جو خداتعالیٰ مین پائی جاتی ہین یہ اسی کی ذات واحد لاشریک سے خاص ہین اور کوئی دوسرا انمین شریک نہین جیسا کہ اس سورۃ کے پہلے فقرہ مین یعنے الحمد للہ مین یہ بیان ہو چکا ہے کہ تمام محامد خدا ہی سے خاص ہین۔ دوسری صداقت رحمان ہے کہ جو بعد رب العلمین بیان فرمایا گیا اور رحمن کے معنے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہین یہ ہین کہ جسقدر جاندار ہین خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد ان سب کے قیام اور بقاء وجود اور بقائے نوع کیلئے اور انکی تکمیل کیلئے خداتعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کے رو سے ہر ایک قسم کے اسباب مطلوبہ میسر کر دیئے ہین اور ہمیشہ میسر کرتا رہتا ہے اور یہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہین۔ تیسری صداقت رحیم ہے کہ جو بعد رحمن کے مذکور ہے جسکے معنے یہ ہین کہ خداتعالیٰ سعی کرنیوالونکی سعی پر بمقتضائے رحمت خاصہ ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے تو

کرنیوالون کے گناہ بخشتا ہے مانگنے والون کو دیتا ہے کہٹکہٹانے والون کیلئے کہولتا ہے۔ چوتھی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مندرج ہے مالک یوم الدین ہے یعنے کمال و کامل جزا سزا کہ جو ہر ایک قسم کے امتحان و ابتلا اور توسط اسباب غفلت افزا سے منزہ ہے اور ہر ایک کدورت اور کثافت اور شک اور شبہ اور نقصان سے پاک ہے اور تجلیات عظمی کا مظہر ہے اس کا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے اور وہ اس بات سے ہرگز عاجز نہین کہ اپنی کامل جزا کو جو دن کیطرح روشن ہے ظہور مین لاوے اور اس صداقت عظمی کے ظاہر کرنے سے حضرت احدیت کا یہ مطلب ہے کہ تا ہر ایک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلہ ذیل کہل جائین۔ اول یہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالک حقیقی کی طرف سے اور اسی کے ارادہ خاص سے بندونپر وارد ہوتا ہے اور ایسا کہل جانا دنیا مین ممکن نہین کیونکہ اس عالم مین یہ بات عام لوگوں پر ظاہر نہین ہوتی کہ جو کچھہ خیر و شر و راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیون پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم و اختیار سے پہنچ رہا ہے اور کسی کو ان مین سے یہ آواز نہین آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے اور کسی پر بطور شہود و محسوس منکشف نہین ہوتا کہ جو کچھہ وہ بہگت رہا ہے حقیقت مین وہ اس کے عملون کا بدلہ ہے۔ دوسرے اس صداقت مین اس امر کا کہلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھہ چیز نہین ہین اور فاعل حقیقی خدا ہے اور وہی ایک ذات عظمی ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدا اور ہر ایک جزا سزا کا مالک ہے۔ تیسرے اس صداقت مین اس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ سعادت عظمی اور شقاوت عظمی کیا چیز ہے یعنے سعادت عظمی وہ فوز عظیم کی حالت ہے کہ جب لذت اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہو جاوے اور کوئی عضو اور قوت اس سے باہر نہ رہے اور شقاوت عظمی وہ عذاب الیم ہے کہ جو باعث نافرمانی اور ناپاکی اور بعد اور دوری کے دلون سے مشتعل ہو کر بدنون پر مستولی ہو جاوے اور تمام وجود فی النار والسقر معلوم ہو۔ اور یہ تجلیات عظمی اس عالم مین ظاہر نہین ہو سکتین۔

باقی آیندہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ تو ممکن ہے کہ ہزاروں ہزار انسان ملہم ہونیکا دعویٰ کریں اور اثبات نبوت اور کلام الٰہی کی حجت قائم کرنیکے واسطے یہ ضروری امر ہے مگر امر نبوت میں مقصود بالذات ایک اور امر ہوتا ہے جو خاص نبیوں سے مخصوص ہوتا ہے - اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شئے آتی ہے تو اسکے لوازم اسکے ساتھہ ہوتے ہیں یہ نہیں کہ وہ لوازم سے الگ ہو مثلاً جب کہانا آئیگا تو اسکے لوازم ساتھہ ہی ہونگے ہر قسم کے برتن - پانی یہانتک کہ خلال بھی دیدیں گے - اسیطرح پر لوازمات نبوت اسکے ساتھہ ہوتی ہیں اور منجملہ انکے ایک یہ بھی ہے کہ کلام نفسانی کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا ہے اور یہ امر اصل کیفیت کے لوازم میں سے ہے اور اسکے آثار و علامات کی دلیل وہ پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو خدا تعالےٰ انہیں عطا کرتا ہے -

یہہ بھی یاد رکھو کہ نبیوں کا ایک اور نام آسمان پر ہوتا ہے جس سے دوسرے لوگ آشنا بھی نہیں ہوتے اور بعض وقت جب وہ آسمانی نام دنیا میں پیش ہوتا ہے تو لوگوں کو ٹھوکر لگ جاتی ہے مثلاً میرے ہی معاملہ میں خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم بھی رکھا ہے - بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا نام تو غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام ایڈیٹر) ہے + وہ اس راز کو سمجھہ نہیں سکتے یہ اسرار نبوت میں سے ایک بات ہے +

غرض

جب دو نو قسم کے جہوٹے مکالمے ختم ہو جاتے ہیں تو پہر دل بولتا ہے ہر وقت بولتا رہتا ہے - حرکت کرتا ہے تب بھی اس سے آواز آتی ہے - یہی وجہ ہے کہ ہزاروں ہزار لوگ اسکے پاس اور اور قسم کی باتوں میں مشغول ہوں یہ اپنے اس سلسلہ میں لذت پاتا ہے - اور اپنے محبوب سے کلام کرنے میں مصروف ہوتا ہے یہی وجہ انکی جمعیت قلب کی ہوتی ہے کوئی شور و شر اسکو پراگندہ نہیں کر سکتا - عام طور پر ایک عاشق چاہتا ہے کہ وہ اپنے معشوق اور محبوب کے حسن و جمال پر پوری اطلاع پاوے اور ہر وقت اس سے کلام کریں مگر یہہ سب کچھہ ہے اور یہ خواہشیں ذلیل ہیں مگر خدا تعالےٰ کے ساتھہ محبت کرنے والا اور وہ اسکے عشق میں گم شدہ قوم [illegible]ن کی ان جہوٹے اور فانی عاشقوں کے عشق سے کہیں بڑھکر اپنے اندر جوش رکھتے ہیں - کیونکہ وہ خدا وہ ہے جو جھکنے والوں کی طرف جھکتا ہے یہانتک کہ اس سے زیادہ توجہ کرتا ہے خدا کی طرف آنیوالا اگر معمولی چال سے چلتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکی طرف دوڑ کر آتا ہے + پس ایسے خدا کی طرف جسکی توجہ ہو جاوے اور وہ اس کی محبت میں کہویا جاوے وہ محبت اور عشق الٰہی کی آگ ان امانی اور نفسانی خیالات کو جلا دیتی ہے پہر انکے اندر روح ناطق ہو جاتی ہے اور پاک نطق جو ادہر سے شروع ہوتا ہے وہ خدا تعالےٰ کا نطق ہوتا ہے دوسرے رنگ میں یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہہ دعا کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اسکو جواب دیتا ہے + پس یہ ایک کمال نبوت ہے اور انعمت علیہم میں کہا گیا ہے - اسلئے جب انسان اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی دعا مانگے تو اس کے ساتھہ ہی یہ امر پیش نظر رہے کہ اس کمال نبوت کو حاصل کرے -

پہر دوسرا کمال صدیقوں کا کمال ہے صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے - یعنے جو بالکل راستبازی میں فنا شدہ ہو - اور کمال درجہ کا پابند راستبازی اور عاشق صادق ہو - اس وقت وہ صدیق کہلاتا ہے - یہ ایک ایسا مقام ہے جب ایک شخص اس درجہ پر پہنچتا ہے تو وہ ہر قسم کی صداقتوں اور راستبازیوں کا مجموعہ اور انکو کشش کرنیوالا ہو جاتا ہے جسطرح پر آتشی شیشہ سورج کی شعاعوں کو اپنے اوپر جمع کر لیتا ہے اسیطرح پر صدیق کمالات صداقت کا جذب کرنے والا ہوتا ہے - بقول شخصے -

زر زر کشد در جہان گنج گنج

جب ایک شے بہت بڑا ذخیرہ پیدا کر لیتی ہے تو اسی قسم کی اشیاء کو جذب کرنے کی قوت اسمیں پیدا ہو جاتی ہے -

صدیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکھہ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جہوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کے رجس اور پلیدی سے جو جہوٹ کے ساتھہ وابستہ ہوتی ہے دور بھاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جہوٹ نہ بولونگا نہ جہوٹی گواہی دونگا - اور جذبہ نفسانی کے رنگ میں کوئی جہوٹا کلام نہ کرونگا - نہ لغو طور پر نہ کسب خیر کے لئے نہ دفع شر کے لئے یعنے کسی رنگ اور عالت میں بھی جہوٹ کو اختیار نہیں کرونگا - جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا اِیَّاکَ نَعۡبُدُ پر وہ ایک خاص عمل کرتا ہے اور وہ عمل اعلےٰ درجہ کی عبادت ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ سے آگے اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ہے خواہ یہ اسکے مونہہ سے نکلے یا نہ نکلے لیکن اللہ تعالےٰ جو مبدء الفیوض اور صدق اور راستی کا چشمہ ہے اسکو ضرور مدد دیگا اور صداقت کے اعلےٰ اصول اور حقایق اسپر کہولدیگا جیسے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ کوئی تاجر جو اچھے اصولوں پر چلتا ہے اور راستبازی اور دیانتداری کو ہاتھہ سے نہیں دیتا اگرچہ وہ ایک پیسہ سے تجارت کرے اللہ تعالےٰ اسے ایک پیسہ کے لاکھوں لاکھہ روپیہ دیتا ہے -

اسیطرح پر جب عام طور پر انسان راستی اور راستبازی سے محبت کرتا ہے اور صدق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو وہی راستی اس عظیم الشان صدق کو کھینچ لاتی ہے جو خدا تعالےٰ کو دکہا دیتی ہے - اور وہ صدق مجسم قرآن کریم ہے اور وہ صدق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے ایسا ہی خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل حق اور صدق ہوتے ہیں پس وہ اس صدق تک پہونچ جاتے ہیں تب اون کی آنکھہ کہلتی ہے اور ایک خاص بصیرت ملتی ہے جس سے معارف قرآنی کہلنے لگتے ہیں +

میں اسبات کے ملنے کے واسطے کبھی طیار نہیں ہوں کہ وہ شخص جو صدق سے محبت نہیں رکھتا اور راستبازی کو اپنا شعار نہیں بناتا وہ قرآن کریم کے معارف کو سمجھہ بھی سکے اسواسطے کہ اسکے قلب کو مناسبت ہی نہیں یہ تو صدق کا چشمہ ہے اس سے وہی پی سکتا ہے جس کو صدق سے محبت ہو -

اور پہر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ معارف قرآنی صرف اسی بات کا نام نہیں کہ کبھی کسی نے کوئی نکتہ بیان کر دیا اسکی تو وہی مثال ہے

گاہ باشد کہ کودکے نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے

نہیں قرآنی حقایق اور معارف کے بیان کرنے کے لئے قلب کو مناسبت اور کشش اور تعلق حق اور صدق سے ہو جاتا ہے پہر یہانتک اس میں ترقی اور کمال ہو جاتا ہے کہ وہ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی کا مصداق ہوتا ہے -

اسکی نگاہ جب پڑتی ہے صدق پر ہی پڑتی ہے اسکو ایک خاص قوت اور امتیازی طاقت دی جاتی ہے جس سے وہ حق و باطل میں فی الفور امتیاز کر لیتا ہے - یہانتک کہ اسکے دل میں ایک قوت آجاتی ہے جو ایسی تیز حس ہوتی ہے کہ اسے دور سے ہی باطل کی بو آجاتی ہے یہی وہ سر ہے جو لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ میں رکہا گیا ہے - حقیقت میں جب تک انسان جہوٹ کو ترک نہیں کرتا وہ مطہر نہیں ہو سکتا - نابکار دنیادار کہتے ہیں کہ جہوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا - یہہ ایک بیہودہ گوئی ہے اگر سچ سے گذارہ نہیں ہو سکتا تو جہوٹ سے ہرگز نہیں ہو سکتا - افسوس ہے کہ یہ بدبخت خدا کی قدر نہیں کرتے وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ کے فضل کے بدوں گذارہ نہیں ہو سکتا - وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جہوٹ کی نجاست کو سمجھتے ہیں - اسی لئے خدا تعالےٰ نے جہوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھہ وابستہ کر کے قرآن کریم میں بیان کیا ہے - یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خدا کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے - ہمارے جسم میں کیا کیا قوے ہیں لیکن کیا ہم اپنی طاقت سے کیا کر سکتے ہیں ؟ کچھہ بھی نہیں -

جو لوگ اپنی قوت بازو پر بہروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کو چہوڑتے ہیں انکا انجام اچھا نہیں ہوتا - اسکے یہہ معنے نہیں ہیں کہ ہاتھہ پیر توڑ کر بیٹھہ رہنے کا نام خدا پر بہروسہ ہے اسباب سے کام لینا اور خدا تعالےٰ کے عطا کردہ قویٰ کو کام میں لگانا یہہ بھی خدا تعالےٰ کی قدر ہے جو لوگ ان قوے سے کام نہیں لیتے اور منہ سے کہتے ہیں کہ ہم خدا پر بہروسہ کرتے ہیں وہ بھی جہوٹے ہیں وہ خدا تعالےٰ کی قدر نہیں کرتے خدا تعالےٰ کو آزماتے ہیں - اور اس کی عطا کی ہوئی قوتوں اور طاقتوں کو لغو قرار دیتے ہیں اور اسطرح پر اسکے حضور شوخی اور گستاخی کرتے ہیں - اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے مفہوم سے دور جا پڑتے ہیں اسپر عمل نہیں کرتے اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا ظہور چاہتے ہیں - یہہ مناسب نہیں جہاں تک ممکن اور طاقت ہو رعایت اسباب کرے لیکن ان اسباب کو اپنا معبود اور مشکل کشا قرار نہ دے بلکہ کام لیکر پہر تفویض الی اللہ کرے اور اسباب پر سجدات شکر بجا لائے کہ اسی خدا نے وہ قوے اور طاقتیں اسکو عطا فرمائی ہیں -

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح الزمان کی ڈائری

قبل ظہر (۲۷ مارچ)

ظہر کی اذان ہو چکنے کے بعد اعلیٰ حضرت تشریف لائے ۔ باہر سے آئے ہوئے مہمانوں نے شرف زیارت پایا ۔ ازاں بعد حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب نے بابو عطاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر کی طرف سے حصول اجازت کے لئے عرض کیا ۔ آپ نے بابو عطاء الٰہی صاحب کو بلا کر فرمایا ۔

"مئی جون ۔ جولائی وغیرہ مہینوں میں کوئی موقع یہاں رہنے کے لئے نکالنا چاہئے ۔ آئندہ جب رخصت لو تو ان مہینوں کو مدنظر رکھ لینا ۔"

اسکے بعد حضرت مخدوم الملۃ نے عرض کیا کہ میں نے حضور کا وہ خط اخبار میں شائع کرنے کو دیدیا ہے اور اسپر ایک مضمون بھی لکھدیا ہے (یہ اس خط کی طرف اشارہ ہے جو نمبر ۱۱ جلد ۹ صفحہ ۴ پر درج ہے) فرمایا بہت اچھا کیا ۔

ایک شخص نے اپنے مشکلات کے لئے عرض کی فرمایا استغفار کثرت سے پڑھا کرو ۔ اور نمازوں میں یاحی یاقیوم استغیث برحمتک یا ارحم الراحمین پڑھو ۔

پھر اس نے عرض کیا کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑھوں فرمایا کوئی تعداد نہیں کثرت سے پڑھو یہانتک کہ ذوق پیدا ہو جاوے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ سمجھکر پڑھو خواہ اپنی زبان میں ہی ہو اسکے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ مجھے گناہوں کے برے نتیجوں سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہوں سے بچا ۔

ازاں بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے مولوی مشرف الدین احمد صاحب کے صاحبزادہ کے لئے دعا کے واسطے عرض کیا ۔ فرمایا انکا خط بھی آیا ہے ۔ انکو لکھدو کہ یاد دلاتے رہیں ۔ اور پھر وہ خواب بیان کیا جو کسی دوسری جگہ درج ہو چکا ہے ۔

اسکے بعد آپ نے نماز باجماعت ادا کی ۔ اور معمول کے موافق تشریف لے گئے ۔ (حضرت اقدس ظہر کی سنتیں عموماً گھر جا کر پڑھا کرتے ہیں ایڈیٹر)

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ کل جب میں اٹھا تو میری زبان پر یہ جاری تھا جو حضور کا الہام ہے ۔ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے ۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کل مجھے الہام ہوا تھا

چودھری رستم علی

اسکے ساتھ اور کچھ نہیں تھا ۔

قبل ظہر (یکم اپریل ۱۹۰۵ء)

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر سے پیشتر تھوڑی دیر مجلس فرمائی ۔

فرمایا کہ "عصر کے بعد میری طبیعت خراب ہو جاتی ہے میں اسلئے شام کو آ نہیں سکتا"

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کو کثرت پیشاب کی دو تین دن سے پھر شکایت ہو گئی ہے اور آج اعلیٰ حضرت نے ان کا قارورہ منگوا کر دیکھا تھا جو کثیر مقدار میں تھا اس کے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے جو کچھ فرمایا اس سے آپکی کمال شفقت اور ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے اسلئے میں خلاصۃً اسے اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں ۔

فرمایا میں آپ کا پیشاب دیکھکر بہت حیران ہو گیا میں نے تو اسکے بعد دعا ہی شروع کر دی اور انشاء اللہ بہت دعا کرونگا ۔ مجھے چونکہ خود کثرت پیشاب کی شکایت ہے میں جانتا ہوں کہ کسقدر تکلیف ہوتی ہے ۔ دل گھٹتا ہے اور پنڈلیوں میں درد ہونے لگتا ہے بہت بے چینی اور گھبراہٹ ہو جاتی ہے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کو ختم کر لینے کے بعد کچھ دنوں تک صرف دعا ہی میں لگا رہونگا ۔

میں نے جو گولی آپ کو بنا کر دی تھی وہ مفید ثابت ہوئی تھی آپ اسکا استعمال کریں میں تجویز کرونگا اور ختم ہونے پر اور دوا طیار ہو سکتی ہے ۔ آپ دودھ کثرت سے پئیں وہ اس مرض میں بہت مفید ہے اور میں انشاء اللہ بہت دعا کرونگا ۔

آپ کے اس پیشاب کو دیکھکر مجھے تو حیرت ہی ہوئی کہ آپ کسطرح التزام کے ساتھ نمازوں میں آتے ہیں اور آپ کی آواز سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ آپکو شکایت ہے ۔

اسپر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ حضور کی دعا ہی ہے جو اس ہمت اور استقلال سے میں حاضر ہوتا ہوں ۔ ورنہ بعض اوقات قریب بہ غش ہو جاتا ہوں

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں بہت دعا کرونگا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کی عافیت چاہیئے ۔ فرمایا عافیت ہو ہی جاتی ہے جب میں آپ کے لئے دعا کرونگا حدیث میں آیا ہے من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہ جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا مددگار ہو جاتا ہے

اس کے بعد فرمایا کل الہام ہوا تھا ۔ محونا نار جہنم ۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ عجیب بات ہوتی ہے کہ بعض اوقات صرفی نحوی ایسی ترکیب پر اعتراض کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے ماتحت تو نہیں ہے ۔ طاعون کو بھی نار جہنم کہا ہے پہلے بھی ایک الہام ہوا تھا یاتی علی جہنم زمان لیس فیہا احد اس کے بعد آپ نے نماز ظہر جماعت کے ساتھ معمول کے موافق ادا کی اور آپ تشریف لے گئے ۔

"حسن معاشرت پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کا ایک خط"

ذیل میں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط میں درج کرتا ہوں ۔ یہ خط برادرم سید خصیلت علی شاہ صاحب غفر اللہ لہ کے نام ہے ۔ افسوس کہ اس پر تاریخ نہیں ۔ یہ خط انشاء اللہ ہماری جماعت کے اکثر افراد کیلئے نہایت ہی مفید اور بابرکت ہوگا میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ جس شخص کے پاس حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرامت نامجات ہوں وہ میرے پاس اصل یا نقل ضرور بھیجدیں کیونکہ میں مکتوبات احمدیہ مرتب کر رہا ہوں ۔ اور اس طرح وہ والا نامے نہ صرف یکجا محفوظ ہو جائیں گے بلکہ بہتوں کے نفع کا موجب ہوں گے ۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

محبی اخویم سید خصیلت علی شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکا عنایت نامہ چند روز ہوئے کہ پہنچا تھا مجھکو معلوم نہیں کہ میں نے جواب لکھدیا تھا یا نہیں غالباً یہی خیال ہے کہ جواب لکھدیا گیا تھا ۔ اب باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ میں نے بعض آپکے سچے دوستوں کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہیں سنا ہے کہ امور معاشرت میں جو بیویوں اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسیقدر آپ شدت رکھتے ہیں یعنے غیظ و غضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا ۔ میں نے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ اول تو بیان کرنیوالے آپ کی تمام صفات حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپ سے رکھتے ہیں اور دوسری چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرہ ذرہ سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے اسلئے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسیقدر اطلاع کروں ۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے عاشروھن بالمعروف یعنے اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جسمیں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو بلکہ انکو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاھلہ یعنے تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے ۔ اور حسن معاشرت کے لئے اسقدر تاکید ہے کہ میں اس خط میں لکھ نہیں سکتا ۔ عزیز من انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جسکو خدا نے اس کے حوالہ کر دیا اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر یک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے نرمی برتنی چاہیئے اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جسکو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے مجھے اس پر کونسی زیادتی ہے ۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہیئے بیویوں پر رحم کرنا چاہیئے اور انکو دین سکھلانا چاہیئے ۔ درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اسکی بیوی ہے میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہوگی کہ مجھ سے ایسا ہوا تب میں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرماویں اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں سو میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسقدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے ۔ زیادہ کیا لکھوں ۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

پہلی سہ ماہی گذر چکی ہے معاونین توجہ کریں وی پی جاری ہو رہے ہیں وصول فرماویں

قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہین

چونکہ زلزلہ کا ایک عظیم الشان قہری نشان ظاہر ہوا ہے اسلئے اس کے متعلق جو کچہہ اخبارات کی رائین ہین وہ یکجا ہو کر نمبرواری مین۔ ایڈیٹر۔

قرب قیامت سورج کا بے نور ہو جانا ہمری کا پہیلنا قحط کا آنا ندیون سے فصلون کا برباد ہونا ایک بادشاہ کا دوسری بادشاہت پر فوج کشی کرنا یہ تمام باتین جو آجکل پے درپے ظہور مین آرہی ہین قیامت کی ان چہوٹی چہوٹی نشانیون مین سے ہین جنکی پیشین گوئی کی جا چکی ہے۔ ان نشانیون کے علاوہ آندہیون اور بگولون کی موجودگی اور سخت خوفناک زلزلون کی آمد سے اس بات کا یقین ہوتا جاتا ہے۔ کہ قیامت جو ہر چند کہ ہر ساعت کے گذرنے پر نزدیک ہی ہوتی جاتی تہی۔ اب وہ بہت ہی قریب آگئی ہے۔ اور ۴۔ اپریل کا زلزلہ اس خوفناک منظر کی شہادت دے رہا ہے۔ جو قرب قیامت کی آیندہ خوفناک نشانیون کے ظاہر ہونے پر دنیا کو دیکہنا پڑیگا یہ دل دہلانیوالا ہیبتناک زلزلہ چہہ اور ۱/۲ ۶ بجے کے درمیان شملہ منصوری۔ ڈلہوزی۔ ڈیرہ دون۔ مری۔ دہرم سالہ پٹیالہ۔ مالیرکوٹلہ۔ کرم آباد۔ وزیرآباد۔ مدراس۔ جالندہر۔ فیروزپور سیالکوٹ۔ طالب پور ضلع گورداسپور۔ اور تقریبا صوبہ جات متحدہ کے ہر مقام پر محسوس ہوا۔ بعض مقامات مین سہ پہر اور رات کو بہی متواتر زلزلے آتے رہے۔ چنانچہ منصوری اور طالب پور مین ۳۔ ڈیرہ دون ۶۔ وزیرآباد ۷۔ اور پٹیالہ مین ۱۲ مرتبہ زلزلہ آیا۔ مگر پہلا زلزلہ جو ۶ اور سوا چہہ بجے کے درمیان آیا وہ نہایت سخت زلزلہ تہا جن مقامات مین زیادہ نقصان ہوا۔ انمین شملہ منصوری۔ لاہور۔ امرتسر۔ اور دہرم سالہ ہین۔ لاہور مین وزیر خان کی مسجد کی مینار شق ہو گئی۔ سنہری مسجد کے طلائی گنبد گر گئے دفتر پیسہ اخبار مکہ دروازہ کی برجیان اور دفتر کے کمرے کے برآمدہ کی چہت گر گئی۔ شاہی مسجد کی بیرونی ڈیوڑہی کے اوپر کی چہت مین شگاف آگیا۔ اسلامیہ بورڈنگ ہوس کی چہت کا ایک حصہ گر گیا۔ ٹاون ہال۔ لارنس ہال۔ منٹگمری ہال۔ نیا ڈاکخانہ۔ ریلوے مسافرخانہ ٹکٹ گہر کو سخت نقصان۔ صدہا مکان گر گئے بہت سے آدمی ضائع ہوئے جنکی تعداد عام طور پر دو سو سے زیادہ مگر سرکاری رپورٹ کی صرف ۵۵ معلوم ہوتی ہے۔ ہم کو صاحب ڈپٹی کمشنر و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر نے شہر مین دورہ کیا۔ اور دو گہنٹہ بعد خود صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ملاحظہ کیلئے شہر مین تشریف لے گئے۔

امرتسر مین علاوہ اتلاف جان کئی لاکہ روپیہ کا نقصان ہوا۔ شملہ منصوری۔ ڈیرہ دون مین بہی بہت مکانات گر گئے کئی آدمی ضائع ہوئے اکثر معابد بہی منہدم ہو گئے مگر سب سے زیادہ ہیبتناک منظر دہرم سالہ کا تہا۔ جہان شہر اور صدر کے بیشمار مکان گر گئے بازار کی تمام دکانین مسمار ہو گئین۔ صدہا دیسی اور بیسیون یورپین مر گئے اتلاف جان کا تخمینہ ۸۰ فیصدی خیال کیا جاتا ہے۔ بربادی کی یہ نوبت پہنچ گئی ہے کہ پسماندگان کیلئے رہنے کو مکان اور ضروریات زندگی کا میسر آنا مشکل ہو رہا ہے۔ صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ۶ تاریخ لاہور سے پٹہان کوٹ کو بذریعہ اسپیشل ٹرین کچہہ ڈبے جنمین خوراک۔ ادویات اور ڈاکٹرون کو روانہ کیا ہے مسٹر آری بنگ بسینڈ قائم مقام کمشنر لاہور اور مسٹر ہنری ایندرسن کمشنر جالندہر اس خوفناک منظر کو دیکہنے گئے ہین۔ اور سفرمینا کی ایک جماعت سڑکون کو صاف کرنے کیلئے تعینات کی گئی ہے۔

زلزلہ کی مذکورہ بالا آفت کے علاوہ ۴ مارچ کو قریب دو بجے دن موضع مین تحصیل کہاریان ضلع گجرات پنجاب مین ایک ایسا خوفناک بگولا آیا جسکی مثال نسل موجودہ نے دیکہی نہ سنی۔ اس بگولے کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ایک دہ ستون جو چار پانچ قدم گرد در مین ہوگا مشرق کیجانب سے ظاہر ہوا اور گاؤن کے نصف جنوبی حصہ کو اور بعض دیوارین قائم رہین اور بعض گر گئین۔ گاؤن کی مسجد کے سر دو مینار اور گرد دو میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال سے ایک کہیت مین جا پڑے موضع رکو وال تحصیل کہاریان مین بہی انہین دنون بعینہ اسیطرح کا ایک بگولا گاؤن والون کے دیکہتے دیکہتے گہر مین داخل ہوا اور مین چار گہر مین گشت کرنے جاتے ہوئے ایک گہر کی چہت کو اڑا لے گیا۔

۴۔ اپریل کو بروز دو شنبہ امرتسر ریل کورٹ کی شمالی طرف سے ایک بگولا نمودار ہوا۔ جو تخمینا ۵۰ فٹ بلندی تک ایک مدور ستون معلوم ہوتا تہا۔ اس بگولا مین دہوبیون کے بہت سے کپڑے جنکو انہون نے خشک ہونے کیلئے پہیلا رکہا تہا مثل پتنگ آسمان مین اڑتے ہوئے نظر آرہے تہے بعض مکانات کو سخت نقصان پہنچا مگر ان بگولون سے صرف موضع اکووال مین ایک آدمی ضائع ہوا اور بلا زمیندار

عظیم خوفناک زلزلہ — بیشمار نقصان جانی و مالی ۴ اپریل کو چہہ بجے صبح کے ایک شدید اور مہیب زلزلہ لاہور مین آیا۔ لاہور مین بوڑہے سے بوڑہے آدمی بیان کرتے ہین کہ ایسا سخت زلزلہ انہون نے اپنی عمر مین کبہی نہین دیکہا گو ان سطور کے قلمبند کرنے کے وقت تک کئی عمارات کے نقصان کی مقدار صحیح نہین ہوئی تاہم بعض کی شکست و ریخت کو پیسہ اخبار کے رپورٹر اور ملازم دیکہہ چکے ہین۔ بلکہ مرزا علی حسین صاحب (جو پیسہ اخبار کے ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر ہین) کے چار عزیز موچی دروازہ کے اندر ایک کوچہ مین مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے ہین۔ اور انکی تجہیز و تکفین مین معروف ہین نصف سے زیادہ ملازمان کارخانہ بہی غیر حاضر ہین۔ وکٹوریہ گرلز سکول لاہور مین جو راجہ نونہال سنگہ کی حویلی مین واقع ہے کچہہ مکانات گر گئے ہین۔ اور شاید ایک آدمی دب کر مر گیا ہے۔ اور کچہہ زخمی ہوئے ہین۔ ٹاون ہال لاہور جو ایک نہایت مضبوط عمارت تہی سب کی سب پاش پاش ہو گئی ہے۔ ریلوے سٹیشن لاہور کے کچہہ حصہ کو صدمہ پہنچنے مین بڑے بڑے شگاف آجانے کی خبر ملی ہے میو ہسپتال اور عظیم الشان نئے ڈاکخانہ مین بڑے بڑے شگاف آجانے کی خبر ہے۔ مارکٹ یعنی پرانا عجائب گہر اور کئی ایک سرکاری اور پرائیویٹ عمارات کو صدمہ پہنچا ہے۔ اور دیوارون مین شگاف آگئے ہین۔ اور ایسی نقصان کی خبرین آرہی ہین۔ یہ تو باہر کی کیفیت ہے۔ کارخانہ پیسہ اخبار کے نقصان کا احوال سنئے۔ عالیشان دواخانہ کے دروازہ پر جو دو بڑی اور کئی چہوٹی شاندار برجیان تیسری منزل پر تہین سب گر گئین اندر کی عمارت کی تیسری منزل کے کچہہ بیرونی دیوارین گرنے کے صدمہ سے دو چہتون کے کچہہ حصے ٹوٹ گئے اور کئی ایک دوسری دیوارون کو شگاف آئے۔ جو بہت سا نقصان ہے مگر خداوند کریم کا لاکہ لاکہ شکر ہے کہ بہت سا مکان محفوظ رہا ہے۔ اور کارخانہ کے کارکنان مین سے کسی جان کا نقصان نہین ہوا۔ حالانکہ منیجنگ ایڈیٹر پیسہ اخبار معہ اہل و عیال اسی مکان کے ایک حصہ مین مقیم ہے۔ یہ کہنا عبث ہے کہ زلزلہ کے وقت ناچیز انسان کی کیا حقیقت تہی۔ یون تو شہر کا کوئی اور محلہ ایسا نہ ہوگا۔ جہان اس تصادم سے شکست و ریخت کی نوبت نہ آئی ہو۔ مگر کشمیری دروازہ۔ موچی دروازہ۔ وچہو والی۔ چنگڑ محلہ۔ لنڈا بازار۔ سٹیشن۔ ڈبی بازار۔ اور جوڑے موری مین بہت نقصان ہوا۔ ریل کے کارخانہ کی دیوارین پہٹ گئین۔ اور آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہل کر چہت کا ایک حصہ ٹیڑہا ہو گیا۔ بائیسکل شاپ تمام پہٹ کر ناکارہ ہو گیا۔ ریلوے سٹیشن کے وہ کمرے جنمین ڈی۔ ٹی۔ ایس کا دفتر تہا گر گیا۔ اور نئے پلیٹ فارم پر جو شمال کیطرف ہے اسکی ڈیوڑہی گر گئی۔ اور ریفرشمنٹ روم کو صدمہ پہنچا سنہری مسجد کے دونون مینارون کے گنبد گر پڑے۔ موچی دروازہ مین مشہور پتہرون والی حویلی پہٹ گئی۔ منشی محمد بخش صاحب سوداگر سٹریلیا کا عالیشان مکان جو چند سال ہوئے انہون نے بنوایا تہا اوپر سے پہٹ گیا۔ مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے مکان کے پاس سید نتہے شاہ کا مکان گر گیا تمام کنبہ نیچے دب گیا۔ ۷ آدمیون سے ۲ بچے باقی مر گئے۔ والی ہوئی کی گلی مین بابو جودہا مل دہلی والہ کا مکان گر گیا۔ گہر کے کئی آدمی دب گئے۔ اور ایک نو دس سالہ لڑکی اور ایک عورت مر گئی۔ وچہو والی مین متصل استہان بہیرون لالہ سندر داس مہتہ کا مکان گر گیا گہر کے کئی آدمی دب گئے۔ چند سسکتے ہوئے نکالے گئے اور چند مر گئے۔ یہ بہی سنا گیا ہے کہ جموں کے سٹیشن کے پاس مسافر گاڑی الٹ گئی۔ مگر تصدیق طلب ہے۔ ریلوے شیڈ مین بہی بہت سی گاڑیان آپسمین ٹکرا گئین۔ لوکو ورکشاپ کے مہتمم نے تمام کاریگرون کو ۲ گہنٹہ کی چہٹی اس غرض سے عطا فرمائی کہ وہ اپنے گہرون اور بال بچون کی جا کر خبر لین۔ جو لوگ قیامت کو ہزل اور ان یقینی واقعات کو لغو سمجہتے ہین ان کیلئے یہ زلزلہ مشتے نمونہ از خروارے تہا اس روز دوپہر تک ۲ دفعہ زلزلہ محسوس ہوا۔ ایک تو سب سے بڑا اور سخت ہولناک پہلا زلزلہ جو چہہ بجکر ۵ منٹ پر آیا تہا۔ دوسرا خفیف جہوکا ۱/۲ ۷ بجے اور تیسرا ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ تیسرے پہر رات کو اور دوسرے روز بہی خفیف صدمے محسوس ہوتے رہے۔ ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ مینار مسجد سردار خان مزنگ کا ایک حصہ گرا مسجد وزیر خان کے شمال مغربی مینار کی چہتری کو صدمہ پہنچا۔ ڈاکخانہ کو کچہہ نقصان پہنچا۔ ٹاون ہال کا نقصان شدید ہے۔

(پیسہ اخبار)

ایک بہاری زلزلہ ۴۔ ماہ حال کو صبح کو ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر لاہور مین ایک بہاری زلزلہ جس سے نقصان عظیم واقع ہوا۔ بیسیون گہر مسمار ہو گئے۔ اور بیسیون قیمتی جانین تلف ہو گئین۔ سرکاری عمارتون کو بہی بہت نقصان پہنچا ہے۔ پورے نقصان کی مقدار تو اسوقت بتلائی نہین جا سکتی۔ لیکن اتنا کہا جا سکتا ہے کہ لاہور مین شائید ہی کوئی مکان ہوگا جسمین چہوٹے یا بڑے مکان کو شگاف نہین ہو گئے۔ ہر بچے بڑے بوڑہون کا خیال ہے۔ کہ ایسا سخت بہونچال اس سے پہلے کبہی نہین آیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالی نے جو پہاڑ وغیرہ میخین زمین پر گاڑ رکہی ہین وہ مضبوطی سے نہین گاڑی ہین۔ کیونکہ باوجود پہاڑون کے ہونے زمین ہلگئی۔ بلاشبہ یہ اس خالق کائنات کی دانائی پر حرف ہے۔ خیر کچہہ ہو انسان اس بہونچال سے نہایت قیمتی سبق سیکہہ سکتا ہے۔ ہمین یہ معلوم ہو گیا کہ ایشور کی طاقت کتنی بڑی ہے۔ جب ہوا جو کہ بلاشبہ اسکے قبضہ مین ہے اسقدر طاقت رکہتی ہے کہ پرتہوی کو جڑون سے ہلا سکتی ہے۔ تو سوچو کہ ایشور کی طاقت کسقدر ہے۔ دوسرا سبق یہ ملتا ہے۔ کہ انسان کی زندگی بڑی ناپائدار ہے۔ اسکو آجکا کام کل پر کبہی نہین چہوڑنا چاہئے۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ کل وہ زندہ ہوگا۔ ۴۔ اپریل کا دن معمولی حالت مین طلوع ہوا تہا۔ آسمان صاف تہا کسی مصیبت کا خیال تک بہی نہ تہا لیکن یکایک ایسا زلزلہ آیا کہ بیسیون ہونہار جانون کو ساتہ لیگیا۔ کئی گہر ویران ہو گئے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ باتین اپنا اثر دیرپا نہین رکہتین۔ وقوعہ کے وقت پر تو سب کچہہ سیکہہ لیا جاتا ہے لیکن وقت گذرنے پر سب کچہہ بہول جاتا ہے اس واسطے ایشور پر دشواش لانے کی ضرورت ہے۔ جب تک اس پر دشواش نہین لایا جاتا۔ کچہہ فائدہ متصور نہین۔

(پرکاش)

بھونچال

چوتھی اپریل ۱۹۰۵ء منگل کے دن کی ہولناک صبح مدتوں یاد رہے گی۔ چھ بجکر دس منٹ گذرے تھے، اور بہتیرے لوگ اپنے بستروں پر نیم خوابی میں انگڑائیاں لے رہے تھے، اور بہتیرے زندہ دل عبادت الٰہی میں مصروف تھے، کہ شمال کی جانب ایک غیر معمولی آواز گڑگڑاہٹ کی سی سنائی دی۔ جن لوگوں کے مکانات لب سڑک واقع تھے، اُن سب نے اُسے گاڑی ہوا کے گذرنے کی آواز سمجھا۔ مگر درحقیقت وہ گاڑیوں کی آواز نہ تھی۔ بلکہ وہ جوش زمین کا خروشر تھا جو لہریں مارتا، اور زلزلہ کی آمد کی خبر دیتا ہوا ڈیڑھی بطرح چلا آرہا تھا، اس کا آنا تھا، کہ چند سیکنڈ کے بعد آنا فاناً ہی زلزلہ کی وہ شدید حرکت محسوس ہوئی کہ الامان! الامان!! اونچے اونچے مکانات بالاخانے۔ گنبد۔ کلس، مینار۔ چھتیں۔ برجیاں۔ چمنیاں غرض سارا شہر اپنی کل کائنات سمیت یوں جھٹکے کھا رہا تھا۔ جیسے کوئی شخص بیری پر چڑھ کر بیر جھاڑنے کیلئے اُسکو زور سے جھٹکا دیتا ہے۔ جن لوگوں کے ایک منزلہ مکان تھے وہ تو بے حواس ہوکر گھروں سے نکل پڑے کہ کہیں چھتوں کے نیچے آکر نہ دب جائیں + مگر جو لوگ دوسری تیسری منزل کی چھتوں پر تھے، اون کے مکان ہنڈولے کیطرح ڈول رہے تھے، اونکی کیفیت دل کا خیال کرو کبھی وہ ہنڈولا دائیں ہاتھ کو جھکتا تھا کبھی بائیں کو بچوں کا سہمنا ماؤں کا رونا گنہگار انسان کا اللہ کے حضور میں گڑگڑانا، کلمہ پڑھنا خلقت کا شور وغل پرندوں کا گھبرا کر اڑنا دو ڈھائی منٹ میں خواب ہولناک کیطرح سب کچھ ہو گذرا ان دو ڈھائی منٹ میں ہی بے انتہا تباہی اور بربادی ظہور میں آئی شہر کے بے تعداد مکانات گر پڑی دیواریں شق ہوگئیں چھتیں بیٹھ گئیں سرکاری عمارات اور دفاتر کو سخت صدمہ پہونچا۔ ریل کے اسٹیشن کے بعض کمروں اور لاہور کے جدید عالیشان ٹاؤن ہال کے ایک حصہ کا وہ حال ہوا کہ جسے کھنڈرات کہنا بالکل بجا ہے لڑکیوں کے وکٹوریہ گرلز اسکول کی عالیشان عمارت کو بھی ایسا سخت صدمہ پہونچا کہ وہ آئندہ کام کے قابل نہیں رہی۔ لاہور کی مشہور سنہری مسجد کے سربلند میناروں کی دو برجیاں بھی سربسجود ہوئیں۔ جان کا نقصان بھی کچھ کم نہیں ہوا۔ ٹھیک ٹھیک اندازہ تو ابھی معلوم نہیں ہوا، مگر جن جن مکانات کی چھتیں بیٹھیں، وہاں عموماً آدمی بال اور عورتیں، مرد، بچے، جانور، غرض جو چھتوں کے نیچے آئے، وہ نیچے ہی رہے۔

چلتی چاکی دیکھ کے دیا کبیرا رو
دو پاٹن کے بیچ آ ثابت گیا نہ کو

زلزلہ کی حرکت شمال سے جنوب کو تھی + ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ کوہ ہمالیہ کے کسی آتش خیز مرکز سے جنوب کو یا شاید چاروں طرف پھیلا + دو منٹ تک دم بدم زلزلہ کا زور بڑھتا گیا، اور اگر ایک آدھ منٹ تک دو ایک جھٹکے ایسے اور لگتے تو لاہور سب ویران ہو جاتا + ۱۵ منٹ بعد پھر ایک خفیف سی جنبش ہوئی، اور چند گھنٹے کے بعد تیسری دفعہ پھر زمین نے سانس سا لیا +

تمام شہر ایک نمونہ قیامت بن گیا، اور لاہور میں یہ دن رونے دھونے، تجہیز، تکفین، تعزیت، عیادت، عزیزوں کی خیریت دریافت کرنے کے خطوط لکھنے، اور تار دینے میں گذرا + تار گھر میں خلائق کا وہ ہجوم تھا، جیسا کسی میلہ میں ریل کے ٹکٹ گھر پر ہوا کرتا ہے + لاہور کے بڑے بڑے عمر رسیدہ جو تقریباً ایک ایک صدی دیکھے ہوئے ہیں، کہتے ہیں کہ ہماری یاد میں کبھی ایسا زلزلہ نہیں آیا +

لاہور میں جو تار خبریں باہر سے پہنچی ہیں، اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ ہندوستان کے دیگر مقامات میں بھی اسیطرح محسوس ہوا ہے مگر خوش قسمتی سے سب جگہ اس شدت تک نوبت نہیں پہونچی + البتہ کوہ دھرم سالہ میں اس سے مکانات کی بربادی اور ہلاکت بہت ہی زیادہ ظہور میں آئی + وہاں بہت سے صاحب لوگ اور میمیں بھی ہلاک ہوئیں، اور تمام بازار برباد ہوکر بالکل تودہ خاک بن گیا۔

اللہ کی قدرت کے اس خوفناک نظارہ کو آدمی نظر عبرت سے دیکھے، اور سوچے، کہ انسان کی ہستی کیسی بے ثبات ہے، اور یہ دنیا کیسی بے بنیاد اور قادر مطلق کو ہر وقت کل کائنات زمین و آسمان پر کیسا زبردست اقتدار حاصل ہے، کہ وہ کل کرہ زمین کو مع دریاؤں، پہاڑوں سمندروں کے یوں اچھال سکتا ہے، جس طرح اسکول کا بچہ کسی گیند کو اچھالتا ہے۔ اس خلاق عالم اور رب العالمین کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے + وہ لیسے خوش قسمت لوگ تھے، جو اس زلزلہ سے پہلے نمازوں سے فارغ ہوکر تلاوت کلام الٰہی میں مصروف تھے + موت کا کوئی وقت مقرر نہیں + حکم الٰہی کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے اور سفر آخرت کے لئے ہمیشہ ٹکٹ ہاتھ میں اور ہلکی پھلکی گٹھری بغل میں رہنی چاہئے + فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء و الیہ ترجعون ط

(تہذیب النسوان)

قہرناک زلزلہ — قیامت کا نمونہ

۴۔ اپریل کے زلزلہ کی خبر نہایت اختصار کے ساتھ پہلے پرچہ میں لکھ چکے ہیں۔ اب چاہتے ہیں کہ اُس کی کیفیت ذرا تفصیل سے ہدیہ ناظرین کریں لیکن جب وہ حالت عالم خیال میں پیش نظر آتی ہے۔ واللہ ایک بدحواسی اور سہمناکی سی چھا جاتی ہے۔ بدن میں لرزہ پڑ جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں عرق آلود ہو جاتے ہیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھیں اور کیا کریں صبح کا وقت تھا۔ چھ بجکر کچھ منٹ گذر چکے تھے لوگ اکثر ابھی خواب راحت میں پڑے انگڑا رہے تھے اور جو بیدار ہو چکے تھے اور یاد الٰہی یا دنیوی کاروبار میں مصروف تھے انکے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ چند لمحہ کے اندر اندر غضب الٰہی کا ایک بڑا ہیبتناک نمونہ نظر آنیوالا ہے غرض خلقت اپنی معمولی حالت میں اور بے کھٹکے تھی کہ یکایک مکانوں کی دیواریں لرزنی شروع ہوئیں۔ حرکت لحظہ بلحظہ بڑھتی جاتی تھی حتی کہ سکنڈوں میں عمارات کی چھتیں اور در و دیوار اسطرح زور شور سے کانپنے اور جنبش کرنے لگے جیسے کوئی کشتی ایک بحر مواج کے تلاطم میں جھکولے کھاتی اور ڈگمگاتی ہو۔ ہر جھکولے پر یہی گمان ہوتا تھا کہ اب خاتمہ ہوا۔ اونچی اونچی عمارتیں ہوا میں اسطرح جھونٹے لے رہی تھیں جیسے کسی درخت کی ٹہنی پر آشیانہ طائر ہوا کے جھونکے سے جھولتا ہو۔ خلقت اکثر اس غضبناک اور پر جلال قہر الٰہی سے خوف کھا کر گھروں سے نکل بھاگی۔ زن و مرد۔ پیر و جوان ہر ایک کے چہرہ پر سخت سراسیمگی۔ بدحواسی۔ مایوسی اور تشویش بڑی برستی تھی حقیقت میں اُسوقت کا اصلی سین کھینچنا محال معلوم ہوتا ہے۔ بغیر دیکھے ایسی حالت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو نہیں سکتا مگر جنہوں نے ابتک وہ سمان نہیں دیکھا خدا آئندہ بھی کبھی نہ دکھائے۔ نہ ہماری آنکھیں دوبارہ ایسا منظر دیکھیں۔ بالجملہ یہ زلزلہ اسدرجہ ہولناک و ہیبت تھا کہ اسے قیامت صغریٰ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ بلکہ جس وقت وہ اپنی پوری شدت پر خدائے قہار کا جلال ظاہر کر رہا تھا اسوقت تو لوگوں کو عموماً یہی یقین آگیا تھا کہ بس قیامت آہی گئی۔ خاص و عام کی زبان پر توبہ و استغفار کے کلمات جاری تھے جو شاید بعضوں بہتوں بھی خدا کا نام نہ لیتے ہونگے وہ بھی اس تہلکہ سے خائف ہوکر اللہ اللہ اور رام رام ہی پکار رہے تھے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولناک گھڑی کے جو آثار بیان فرمائے ہیں انکا معمولی خاکہ کھینچ ہی اس زلزلہ نے خلق میں انتہا درجہ سراسیمگی اور افراتفری ڈالدی۔ پھر روز محشر جو نفسی نفسی ہوگی اسکا کیا ٹھکانا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ فی الواقع اسمیں ذرا شک نہیں کہ خدائے قادر یہ قہری نشانات محض ہم گنہگاروں کی بداعمالی اور غفلت شعاری سے ناراض ہوکر دکھلاتا ہے اور جبتک کہ بندے اس کی رضاجوئی پر سے اپنی نفسانی خواہشات کو قربان نکردیں جبتک تن آسانی اور تعیش کو قطعی ترک نکردیں جبتک اپنے خلوت خانوں کو عبادتگاہیں نہ بنالیں۔ خلاصہ یہ کہ جبتک وہ اپنی شبانہ روز زندگی میں ایک پاک تبدیلی نکریں شاید اسکا غضب اسی طرح مختلف صور تو میں ظہور کرتا رہیگا۔ (وکیل)

بھونچال

یہ نام ہی ایسا ہے کہ جس کے سنتے ہی بدن تھرا جاتا ہے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں روتے ہوئے معصوم بچے بھی اس نام کو سنتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ جہاں آنحضرت کا نام آیا سو ہاں درختوں کے گرنے عمارات کے صفاچٹ و جانوں کے ضائع ہونیکا پہلے ذکر آیا۔ غرضیکہ اون کے اوصاف دنیا کو حیران کرنے والے۔ زندوں کو مردہ۔ تندرستوں کو بیمار بے خوف کو باخوف بنانیوالی ہیں مختصر الفاظ میں اگر اسکو عزرائیل کا بھائی کہا جائے تو بُرا نہ ہوگا۔

۴۔ اپریل کی صبح ہندوستان اور دنیا کے بعض حصوں کو نہیں بھولیگی۔ اور جہاں سنہری حرف میں جاپانی بہادری کا ذکر لکھا جائیگا۔ وہاں ہی اس کمبخت کے سلوک کا تذکرہ بھی آئیگا خواہ کتابوں کو الٹ دو۔ ورق گردانی میں تضیع اوقات کردو سو برس سے زیادہ عمر کے بوڑھوں سے دریافت کرلو پھر ایسے ہولناک زلزلہ کی حکایت پڑھا کیا سنو گے بھی نہیں جس شد و مد سے عالم حباب کی فوج کو ہمراہ لیکر ۴۔ اپریل کی صبح کو آیا۔ ایسی سختی تیزی سے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا۔ وہ قیامت کا سماں وہ ہولناک سین جب آنکھوں کے آگے آتا ہے تو جان ہوا ہو جاتی ہے۔ باپ نے بیٹا نہیں سنبھالا۔ عورت نے خاوند کی پرواہ نہیں کی۔

بھونچال کے بعد تعلیم یافتہ پارٹی اس طرف مائل ہوگئی ہے کہ بھونچال کے آثار پہلے ہی سے دکھائی دے رہے تھے مگر ینٹفک میں خبر نہیں کیوں خاموش رہے۔ اور کیوں انہوں نے دنیا کو بیدار نہیں کیا۔

اونکا قول ہے

کہ برابر ایک ہفتہ سے گرد و غبار آلود آسمان دکھائی دیتا تھا۔ سورج کے درشن نہیں ہوتے تھے۔ جب صبح اٹھو تو ایک عجیب قسم کی مٹی جو ہندوستان اور نہ پنجاب کے تختہ کی معلوم ہوتی تھی۔ کوچوں سڑکوں کھیتوں میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ وہ مٹی اوس آتش افشاں پہاڑ کی تھی جس کے پھٹنے کا اوسوقت بہت نزدیک موقعہ تھا یا یوں کہو۔ کہ جس کے پھٹنے سے ہزاروں گھر تباہ ہو گئے سینکڑوں خانہ برباد ہوگئے ہندو کہتے ہیں کہ جب دنیا کا پیالہ گناہوں سے لبریز ہو جاتا ہے

نشان زلزلہ کے خطوط

زلزلہ کے متعلق چاروںطرف سے ایک شور قیامت کی صدا آرہی ہے - شملہ سے خبر آئی ہے کہ بہت سی سرکاری کوٹھیاں یہانتک گورنمنٹ ہوس اور دیگر دفاتر کو سخت نقصان پہونچا ہے ہماگسو پہاڑی سے نی ٹیریم کے متعلق خبر ہے - کہ بالکل دب گیا ہے - اور اس کے اردگرد کے پہاڑون کے متعلق مولوی قایم الدین صاحب مدرس مدرسہ نورپور نے جو خط ہمارے پاس بہیجا ہے اوسکی نقل ہم ذیل مین درج کرتے ہین -

(۱) جناب تسلیم - یہان زلزلہ سوا چہ بجے دن کے ۵ منٹ ہوا - لیکن نقصان بالکل نہین ہوا - پالم پور کانگڑہ - دہرمسالہ - ریلو چڑی شاہپور مین جانور کا ازحد نقصان ہوا - اور شاذونادر گہر بچا - اندازہ کیا جاتا ہے - کہ دس فیصدی آدمی ان قصبون مین سلامت رہے ہین اور ڈاک ین شہر مذکورہ بالا کی بند ہین اور تارین ٹوٹ گئی ہوئی ہین - ۵ - اپریل ۱۹۰۵ء
(قایم الدین مدرس نورپور)

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ -
ابتک تو خدا کے فضل سے خیریت سے ہون آگے اوس کی مرضی پہلے تو طاعون سے ہی پناہ مانگتے تہے اب ایسی وارداتین ہورہی ہین - کہ اس کو ہی لوگ بہول گئے - پرسون میرے مکان کے پاس ہی ایک مکان ہے اوسکو آگ لگی - اسقدر دہوان آتا تہا کہ دم بند ہونے لگا - جب شعلے بلند ہوئے - تو اتنی گرمی کہ بیٹہا نہ جاتا تہا یہی خطرہ تہا - کہ اب ہمارے گہر تک پہنچی کہ پہنچی - اسباب اٹہانے کے فکر مین ہی تہا کہ آگ بجہانی والے انجن آگئے - خدا خدا کرکے دوپہر سے لیکر شام تک وہ آگ کہین فرو ہوئی - آج اور ایک قہر شہر پر نازل ہوا - صبح کی نماز پڑہ کر پلنگ پر لیٹا ہوا کتاب دیکہہ رہا تہا کہ یکایک چارپائی ہلنی شروع ہوئی مین سمجہا کہ معمولی زلزلہ ہے کوٹہے پر جا چڑہا - کہ اتنے مین ایک دم سے اس زور سے جہکولے آنے شروع ہوئے کہ خدا کی پناہ - پیر زمین پر نہین ٹکتا تہا مکان اس طرح سامنے ہلتے تہے - جس طرح بادگراف مین جدہر نظر اٹہا کر دیکہو - کہین پاخانہ کہین دیوار کہین کٹہرا کہین چہت کسیکو نہ دکہادے - سردست یہی خیال تہا - کہ اب مین بہی کوٹہے سمیت زمین پر - مکان وغیرہ اٹرنے سے ایسی مٹی اڑی - کہ ہاتہ کو ہاتہ دکہائی نہ دیتا تہا اور گرد کے مارے سانس رکتا تہا - نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن اوپر رہون تو نیچے گرنے کا خوف نیچے جاؤن تو مکانون کے نیچے دبنے کا ڈر - غرض عقل ماری ہوئی تہی - جب ذرا تہما - تو مین تو کپڑے پہن کالج بہاگا - وہان جتنے اعلےٰ قسم کے کرایہ پر دینے والے کمرے ہسپتال کے تہے - سب شق - جو مریض کہ کروٹ بدل نہین سکتے تہے وہ جان کے ڈر کے مارے باہر دوڑے ہوئے نکل آئے - غرض بہت سی جگہ دراڑین پڑگئین اتنے مین زخمی آنے شروع ہوئے کسی کا سر پہٹ گیا تہا کسی کا ہاتہ - - کسی کا پیر ٹوٹ گیا تہا - غرض کچہہ نہ پوچہو - ہسپتال مین ایک میلہ لگ گیا تہا - ایک بیمار تو آتے ہی جان بحق ہوا - ہمارے کہڑے کہڑے ایک اور چہوٹا سا جہونکا آیا - شہر کا یہہ حال ہے کہ بہت سے لوگ مرگئے کسی کے بچے دب گئے - ایک سارا کنبہ ہی مکان کے نیچے آگیا - بعض جگہ جہان گلیان تنگ تہین - وہان مقابل کے مکان بالکل مل گئے - سنہری مسجد کے دونون منارے زمین پر - شاہی مسجد کو بہی کچہہ نقصان پہنچا ٹاون ہال زمین سے پیوستہ ہوگیا - سٹیشن کا بہت سا حصہ غارت ہوگیا - غرض کوئی گلی یا بازار نہین ہے - جہان کوئی مکان نہ گرے ہون اور شاید کوئی مکان ہی شہر مین ہو جس مین کئی جگہ شق اور دراڑین نہ پڑگئی ہون - اگر آدہا منٹ بہی اور رہتا - تو سارا شہر صاف ہوجاتا -
اب بہی یہہ حال ہے کہ معمولی سا زلزلہ آجائے تو سینکڑون مکان گرنے کو طیار کہڑے ہین - دفتر محکمہ ہیئت سے یہ اطلاع نکلی ہے - کہ چار روز تک پہر خطرہ ہے اور اتبک دو تین دفعہ آہستہ آہستہ برابر حرکت معلوم ہوتی رہی ہے - لوگ بے مکان پہر رہے ہین مکان نہین ملتا - مزدور ایک روپیہ دہاڑی پر لگ رہے ہین - سب پر عجب ایک حالت وارد ہورہی ہے - لوگون بچون - جوانون بڈہون کے بیٹہے بن بن کر یا ستار یا غفار اللہ سالٹی الجنتہار - اسین بندے گنہگار کہتے ہوئے گلی کوچے مین پہر رہے ہین غرض ایک قیامت کا نمونہ تہا - جو آج صبح نظر کے سامنے سے گزرا - اور کئی لوگون نے سمجہا کہ واقعی قیامت ہی آگئی اور جو مرگئے اُن کے لئے تو سچ مچ گویا قیامت والی ہی آن آنا فانا موت تہی - شملہ دہلی کشمیر وغیرہ سے تارین آرہی ہین کہ وہان بہی سخت زلزلہ ہوا ہے - امید ہے - کہ قادیان مین بہی ضرور ہوا ہوگا - کیونکہ ایک عالمگیر طوفان تہا - فی الفور لکہو کہ وہان تو خیریت رہی (الحمد للہ یہاں خیریت رہی - ایڈیٹر) رات کے ۱۲ بجے پہر زلزلہ آنے کی خبر ہے - بعض دفتر آج اسواسطے بند ہوگئے - کہ لوگ اپنا اپنا بندوبست گہر وغیرہ کا کرین - غرض وہ افراتفری ہے کہ ہر شخص اپنی جان کی فکر مین لگا ہوا ہے -
یہانتک کہ ہمارا ایک ہمجماعت دہریہ تہا تب سب اس کے ساتہہ والے خدا کا نام لینے لگے تو وہ بہی رام رام وغیرہ کرنے لگا - جب زلزلہ بند ہوگیا - تو کہنے لگا کہ بڑی غلطی ہوئی کہ جان کے خوف سے میرے دلمین بہی خدا کا خیال پیدا ہوگیا - یہ مینے غلطی کی اور میری کمزوری ظاہر ہوگئی ورنہ مجہے اسوقت خدا کا نام لینا تو درکنار خدا خدا کہنے والون پر ہنسنا چاہئے تہا - امرتسر مین سنا ہے کہ اسٹیشن کو بہت صدمہ پہونچا ہے ابہی مفصل کیفیت معلوم نہین ہوئی تم خود اخبارون مین دیکہہ لینا بڈہے بڈہے لوگ کہتے ہین کہ ہم نے اپنی عمر مین ایسا زلزلہ نہ دیکہا تہا -
۴ - اپریل ۱۹۰۵ء محمد اسماعیل میڈیکل کالج لاہور

(۳) - بسم اللہ الرحمن الرحیم
سیدی و مولائی طبیبی وحانی اسلمکم اللہ تعالےٰ
السلام علیکم - یہان پرسون سخت زلزلہ آیا - قریبًا تمام مکانات کو کم و بیش صدمہ پہونچا - سرکاری مکانات کو بہت صدمہ پہونچا ہے منٹگمری ہال - ٹاؤن ہال - سٹیشن ریل - مارکٹ - لائبریری - انکو بہت نقصان پہونچا ہے - سٹیشن کے جنوبی طرف دفتر اور ویٹنگ روم سب گرگئے ٹاؤن ہال کی چہتین گرگئین - اور منٹگمری کی بہی چہتین گرین - اور شاہی مسجد کے مناروں کے پتہر گرے اور سنہری مسجد کے منارون کے سر گر پڑے اسطرح بہت نقصان ہوا ہے - بہت سے مکان گرے اور اکثر شق ہوگئے - کسیقدر جانین بہی ضائع ہوئین اسوقت تو محض لاہور مین ہی یہ زلزلہ نمونہ محشر سمجہا گیا مگر بعد مین - انبالہ - سوری - دہلی - لودہیانہ - کوٹلہ - جالندہر - امرتسر دہرمسالہ اور راولپنڈی وغیرہ سے خبرین اسی طرح سخت زلزلہ کی آتین ہین سنا ہے کہ دہرم سالہ تمام کا تمام زمین سے مل گیا - اور بہت سی جانین ضائع ہوئی ہین بلکہ ایک روایت ہے کہ صرف پانچ آدمی بچے ہین اسلئے سخت تشویش دل مین پیدا ہوئی - کل حضور کیخدمت مین ایک تار بہی دیا تہا جو غالبًا پہونچا ہوگا - اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت مین رکہے - امید کہ حضور مع اہل و عیال اپنی خیریت سے مطلع فرمائین تاکہ تشویش دور ہو - سخت تردد ہورہا ہے یہہ زلزلہ تمام ملک مین سخت ہوا ہے - اور سب جگہ سے زیادہ دہرم سالہ مین کہ جہان قریبًا ایک بہی مکان سلامت نہین رہا - سب گرکر زمین کے ساتہہ ہموار ہوگئے ہین سول مین لکہا تہا کہ یورپین عورتین اور بچے باہر میدان مین سوتے ہین - درخت تک اکہڑ گئے - سب جگہ جان اور مال کا نقصان ہوا ہے - راولپنڈی سے مسوری تک یعنی کوئی . . . میل تک شرقًا غربًا اور مدراس تک جنوب تک اس زلزلہ کی خبرین آئی ہین - ابہی اور جگہ کی خبر آئی نہین - نہایت ہی تنگ زمانہ آگیا - اور کوئی جگہ امن کی نہین رہی - مگر ہائے افسوس ہماری غفلت وہی ہے - سابق استدعاء - دعا -
راقم محمد علی خان
لاہور فیروزپور روڈ ۶ اپریل ۱۹۰۵ء

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدوم و مکرم بندہ جناب ماسٹر صاحب سلمکم اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ -
افسوس - کل کیسا ہی لوگون کو صدمہ دکہانے والا وقت تہا - اور منگل کی صبح کیسا ہولناک اور مصیبت کا نظارہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے آئی - جبکہ بعض تو ابہی اپنے بستر پر پڑے ہوئے سو رہے تہے اور بعض نماز فجر ادا کر رہے تہے - کہ اچانک خطرناک سخت دہشت ناک اور نہایت ہی ہولناک بہونچال نے انکو آگہیرا - اس ہولناک نظارہ کا نہ ہی تو فوٹو لیا جاسکتا ہے - اور نہ ہی بیان ہوسکتا ہے اس کا بیان کرنا مین اس فقرے مین کافی سمجہتا ہون - کہ جس قدر اس بار موسم سرما مین غیر معمولی سردی پڑی تہی ویسے ہی اس دفعہ غیر معمولی بہونچال آیا ہے - اس سردی کیطرح اکثر لوگ ہی بیان کرتے ہین کہ ایسا بہونچال نہ کبہی سنا اور نہ دیکہا -

مین فجر کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا - اور ہاتھ دہونے کے بعد کلی کرتا تھا کہ زمین مین دہمک سی محسوس ہوئی - مین نے خیال کیا کہ کسی چلنے والے کا پاؤن کسی ومک چہت کے ذریعہ محسوس ہوئی - لیکن اسکے بعد فوراً ہی سخت خطرناک حالت ہوگئی - کہ سارا کا سارا مکان ایک پتنگ کی طرح کانپنے لگ گیا - اور مین حواس باختہ سا ہوگیا مین نے اس سے پہلے اپنی آنکہوں کبہی بہونچال آتا نہ دیکہا تہا - یہہ پہلا ہی موقع تہا - مینے پہلے تو کلمہ شریف اور استغفار پڑہنا شروع کیا اور سمجہہ گیا کہ بہونچال ہے - اور اس کے بعد دونون ہاتہہ اٹہاکر باواز بلند یہی کہتا رہا - کہ ہمارے رب ہمپر رحم کر - ہماری توبہ - قریبًا یہ کوئی ۶½ بجے کا وقت تہا - مکان سب کے سب کانپ رہے تہے اور خطرناک شور شہتیرون مین برپا تہا - کسی کو اپنے بچنے کا پورا یقین نہ تہا - سب خیال کرتے تہے کہ بس اب مکان گرا - اور مرے - افسوس کہ شہر مین گاؤن کی طرح کوئی ایسا موقع نہین ہے - کہ ایسے خطرناک موقع کے وقت اپنے مکان سے نکل کر باہر کہلے صحن یا میدان مین ہو جاوے اگر اپنے مکان سے باہر نکلے - تو دوسرے چہارونطرف بلند مکان ہین انکے گرنے سے دب جانے کا اندیشہ ہے اور ایسے سخت خطرناک حادثہ سے مبتلا ہو جانے سے بسا اوقات انسان کو مفر کی کوئی تدبیر بہی نہین سوجہتی ہے - اور جو سوجہی بہی تو اختتام وقت پر - سچ تو یہ ہے کہ مجہے تو کچہہ پتہ نہین کہ کتنے منٹ تک رہا لیکن لوگ بیان کرتے ہین - کہ قریب دو منٹ کے رہا - اور بعض لوگ تو قریب سات آٹہہ منٹ کے بیان کرتے ہین - لیکن یہ مبالغہ ہے -

بڑے بڑے عالیشان مکان پہٹ گئے گر پڑے اور چکنا چور ہوگئے - قریبًا سب مکان کی بنیادین ہل گئین - کوئی مکان پختہ سے پختہ بہی ایسا نہ ہوگا - کہ جس مین کوئی دراڑ نہ آئی ہو - جو مکان پہٹ گئے اور چہتین چر گئین اور دراڑ آ گئے - ان کا تو کوئی شمار ہی نہین اور جو گر گئے وہ بہی بے گنت ہین - عالیشان دفترون کی عمارتین گر گئین - ڈی - ٹی - ایس کا دفتر گر گیا - ورکس شاپ اور ٹون ہال اور لارنس ہال اور سنہری مسجد کے دو نو مغربی منار گر گئے لاٹ صاحب کا دفتر فیناننش کا دفتر پہٹ گئے

بہت سے لوگ مکان کے نیچے آ کر مر گئے - اور بہت سے زخمی ہوئے - شہر مین جو مکان گرے انکا تو کوئی شمار ہی نہین - بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ زیادہ آدمی مرے ہین - لیکن پختہ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ پچیس آدمی مرے ہین - اور جو زخمی ہوئے ہین - وہ ان کے علاوہ - وزیر خان کی مسجد کے منار سنا ہی کہ جہک گئے ہین - مینے خود اپنی آنکہون ابہی تک نہین دیکہے مگر یہ سننا پختہ بات ہے - سنا ہے کہ شملہ کا پہاڑ گر گیا ہے اور ایک چیف کورٹ کے مترجم نے کل مجہے بتایا تہا - کہ مینے سنا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو تار آیا ہے - کہ سری نگر تباہ ہوگیا -

الغرض خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارے رب نے ہمین بالکل محفوظ رکہا - اور ہر ایک قسم کی تکلیف سے بچایا اور مکان کو بہی ہر ایک طرح سے محفوظ رکہا - کل جہانتک خبر ملی ہے لاہور کی جماعت احمدیہ مین بہی ہر ایک طرح سے خداوند کریم کے فضل و کرم سے خیریت ہے - اور سب میرے احمدی احباب بخیریت ہین - باہر کے اور قادیان کے ہمارے احمدی بہائیون کے لئے خیال ہے کہ خدا نے انکو بہی اپنی حفاظت خاص مین رکہا ہو - آپ مہربانی فرما کر حضور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی اور اپنے بچون کی اور ہمارے قادیان کے دوسرے احمدی احباب کی خیر خیریت سے ہمین مطلع فرمائین - تا کہ تسلی ہو - اگر ہو سکے تو حضور ؑ کی خدمت مبارک مین میرا یہ خط پڑہ کر سنا دیا جائے - تا کہ آپ ہماری حالت پر رحم فرما کر ہمارے لئے اور زیادہ فرما دین - اپنی خیر خیریت مجہے ضرور پہونچا دین - امید ہے کہ قطعہ دعا الہامیہ کا ضرور پہونچا ہوگا - والسلام - خاکسار محمد نصیب احمدی از لاہور - ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

(۵) - بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

جناب مسیح موعود و مہدی معہود و حجۃ اللہ علے الارض دام ظلکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ماہ مئی ۱۹۰۴ء ہر رنگ مین پورا ہو رہا ہے - اگر کوئی منکر تعصب اور ہٹ دہرمی کو چہوڑ کر اس ایک ہی الہام پر غور کرے - تو وہ حضور پر قربان ہونے کو طیار ہو جاوے -

عفت الدیار محلہا و مقامہا -

یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ - یہ الہامی پیشگوئی عزوجل ہر رنگ مین پورا کر رہا ہے -

(۱) پلیگ سے لوگ تباہ ہوتے تہے - اب کی تعداد اموات بتا رہی ہے کہ پچہلے سالون سے تعداد کسقدر بڑہکر ہے -

(۲) لوگ امن کے واسطے گہرون سے باہر نکلا کرتے تہے - سو اس سال اس الہامی پیشگوئی کے پورا کرنے کے واسطے جاڑا اس کثرت سے پڑا - کہ گہرون سے باہر نکلے ہوئے لوگون کو سخت سردی سبب پہر واپس گہرون مین واپس آنا پڑا یہ اثر آدمیون تک ہی محسوس نہین رہا - بلکہ درختون تک کورے نے جہلس دیا - اور پرندون اور درندون کے رہنے کی جگہ نہ رہی - ہمارے ضلع میں آم کی فصل کثرت سے ہوئی تہی - جس فصل پر لوگون کی آمدنی کا بہت مدار تہا - آن پر یہ اثر ہوا کہ اکثر آم تو جڑ تک سوکہ گئے - اور جو زیادہ عمر کے تہے انکو کئی سال تک فصل کے ناقابل بنا دیا -

(۳) مورخہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو عذاب بہونچال کی شکل مین اس الہامی پیشگوئی کو سچا کرنے کو نازل ہوا - جس نے مخلوق اور مکانون اور ہر قسم کی چیزون کو تباہ کر دیا - ہر طرف سے متوحش خبرین آ رہی ہین - پہاڑی لوگ پلیگ سے بچے ہوئے تہے - اب بہونچال نے کانگڑہ اور بہاگسو وغیرہ کو بہی تباہ کر دیا -

غرض کہ اس الہامی پیشگوئی نے مستقل اور عارضی کوئی جگہ بہی آرام کے قابل نہین چہوڑی -

آخر مین فدوی کی التماس ہے - کہ حضور کمترین کے حق مین دعا کرین - کہ اللہ جلشانہ فدوی کی کمزوریان دور کرے - اور حضور کے اقرار بیعت مین سچا ثابت کرے -

کمترین غلام نبی احمدی مدرس دوم مدرسہ پورہیران متصل ضلع ہوشیارپور ۶ اپریل ۱۹۰۵ء

۶ - برخوردار - السلام علیکم - ایک کارڈ مین کچہہ حالات زلزلہ لکہہ چکا ہون - اب کسیقدر تفصیل کے ساتہہ لکہتا ہون - تحصیل کانگڑہ کا کل علاقہ اور تحصیل پالم پور کا کل علاقہ تحصیل ڈیرہ گوپی پور کا ایک حصہ اور تحصیل ہمیرپور کا اوس کے ساتہہ ملتا ہوا حصہ بالکل تباہ ہوگیا ہے - اس ضلع مین قیامت برپا ہوگئی ہے - میرے مکان کو بعض جگہ دراڑین آ گئین - لیکن بفضل خداوند کریم مین عبدالحمید خان - غلام نبی ہم تینون بخیریت ہین ضلع کا صدر مقام دہرم سالہ یا بہاگسو ہے - جیسے ضلع کانگڑہ بولا جاتا ہے ورنہ کانگڑہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - دہرم سالہ مین سوائے خزانہ کے کوئی مکان نہین بچا - ڈاکخانہ تارگہر سب تباہ ہوگئے - اوسی روز سے ڈاک کی آمد و رفت دہرم سالہ و کانگڑہ بند ہے - یورپین افسران سول - مسٹر سوائی صاحب - افسر مال و مسٹر ٹیک مہتمم خزانہ و ڈسٹرکٹ جج (جس نے ۳ - اپریل کو چارج لیا) طعمہ نہنگ اجل ہوئے - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دورہ پر تہے - اسلئے بچ گئے - اونکی میم معہ دو بچون کے راہی ملک عدم ہوئی - فوجی انگریزون مین سے ہی شاید ایک آدہ بچا ہوگا - فوج کے سپاہیون کا بڑا نقصان ہوا - جو جانین باقی بچ گئی ہین وہ بہوکون مرتی ہین کانگڑہ کا تحصیلدار - اور نائب تحصیلدار اپنے اہل عیال سمیت دبکر مر گئے - نائب تحصیلدار نے اپنے بہائی کا کنبہ بہی یہان منگایا ہوا تہا - اون کے گہر مین ایک معروف خادمہ کے سوائی کوئی نہین بچا - نائب تحصیلدار پالم پور کے دو لڑکے مر گئے - خود بال بال بچ گئے - خاص کانگڑہ مین دیوی کا مندر بیخ و بن سے اوکہڑ کر معدوم ہوگیا تحصیل پالم پور - تحصیل کانگڑہ - علاقہ چنگر تحصیل ڈیرہ گوپی پور اور اوس کے ساتہہ کے ملتے ہوئے علاقہ تحصیل ہمیرپور مین شاذ و نادر کوئی گہر رہ گیا ہوگا جو نہ گرا ہو - ہزارون خاندان بالکل تباہ ہوگئے - ہر طرف لاشین ہی لاشین ہین - قصبہ جوالامکہی مین بہت نقصان ہوا - مندر کی ڈیوڑہی گر گئی - اور کچہہ حصہ مندر کو بہی نقصان پہونچا مندر کے قریب ایک نالہ تہا جسکے پل پر سے گذر کر جاتری لوگ مندر مین داخل ہوتے تہے - وہ پل بہی گر گیا اور قصبہ کے باشندون کے علاوہ دور دراز حصہ ملک سے آئے ہوئے جاتری لوگ مکانات کے نیچے دبکر مر گئے - مگر اس ہولناک صورت ذات سے اونکی کچہہ امداد نہ ہوسکی اس ضلع کے لوگ فخر کیا کرتے تہے کہ اس ضلع مین طاعون داخل نہین ہوتی - یہہ ضلع بالکل محفوظ ہے حالانکہ طاعون زدہ علاقون سے لوگ جوالامکہی و کانگڑہ والی دیویون کی پرستش کو آتے ہین - کوئی کہتا تہا کہ یہ کانگڑہ والی دیوی کی مہربانی ہے - کوئی کہتا تہا کہ لاٹان والی دیوی کی طفیل سے ہے - کوئی باقی دیویون کا سبب بتاتا تہا اور بعض نئے خیالات کے لوگ مگر معدودے چند یہ کہتے تہے کہ آب و ہوا اچہی ہے اور آبادی متفرق طور پر ہے اسلئے طاعون کا اثر نہین ہوتا مگر یہ سب کی شیخی و دہری ہی الہام الٰہی کی ... -

راقم عبدالعزیز - از ڈیرہ گوپی پور ضلع کانگڑہ - ۸ - اپریل ۱۹۰۵ء -

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

قرآن کریم پر تدبر کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم جسکی اشاعت کیلئے وہ مبعوث ہوتے ہیں ہمیشہ یہ رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو جو تمام قسم کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی ترقیوں کی جڑ ہے قائم کریں اور انکی بعثت ہمیشہ ایسے وقت میں ہوئی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا سے گم ہو جاتی ہے اسوقت اللہ تعالیٰ ایک شخص کو جو اپنے وقت کا **آدم** ٹھہرتا ہے پیدا کرتا ہے جو اس گمشدہ خدا کو پھر دکھا دیتا ہے اور پکار کر کہتا ہے

آن خدائے کہ از واہل جہان بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

مامور کا وجود خدا نما اور اسکی مجلس **خدا نما** مجلس ہوتی ہے لیکن یہ بھی سنت اللہ ہے کہ جب کوئی ایسا مامور دنیا میں آتا ہے تو چونکہ دنیا کی **اخلاقی**، **روحانی** حالت مسخ ہو چکی ہوتی ہے اسلئے وہ صبر اور غور کے ساتھ اسکی باتوں کو سننے کی بجائے اسپر ہنسی کرتے اور ٹھٹھے مارتے ہیں جیساکہ خود خدا تعالیٰ کی مجید کتاب شہادت دیتی ہے

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

پس یہی استہزاء شوخی اور شرارت اللہ تعالیٰ کے غضب کو برانگیختہ کرنے والی ہوتی ہے اور پھر دنیا پر کسی نہ کسی رنگ میں عذاب الٰہی شروع ہو جاتا ہے اور وہ بہتوں کو تباہ کر دیتا ہے * اس امر کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ نرا انکار جو محض سادگی اور لاعلمی سے ہو خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا نہیں ہوتا بلکہ **آیات اللہ** کے نزول اور اتمام حجت کے بعد شوخی اور شرارت مامور کی تبلیغ پر استہزاء **آیات اللہ** کی تحقیر غضب الٰہی کے بھڑکانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اسکی ساتھ وہ اسباب اور مواد جمع ہو جاتے ہیں جنکا لازمی نتیجہ غضب الٰہی ہوتا ہے اسی سنت اور قاعدہ کے موافق اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا **مامور** آیا ہے اسکو مبعوث ہوئے **مارچ ۱۸۸۲ء** سے لیکر مارچ ۱۹۰۵ء تک سترہ سال ہو چکے اس عرصہ میں مختلف رنگوں اور ذریعوں سے اس نے ملک پر اتمام حجت کی اور دنیا کو ایک خدا کی طرف بلایا مجھے ضرورت نہیں کہ اس ملک کی اخلاقی اور روحانی حالت پر بحث کروں۔ یہ یقینی اور مسلم امر ہے کہ **انڈیا** میں خصوصیت کے ساتھ خدا پرستی کا نام و نشان مٹ چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا بھول گئی تھی۔ اسکی جگہ مشیاء مصنوعات نے لی تھی * اور سلطنت کی طرف سے **امن** اور ہر قسم کی آسایش اور عیش کے سامانوں کی افزونی نے لوگوں کو دلیر اور بیباک بنا دیا تھا۔ خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑ دینا ایک معمولی امر سمجھ لیا گیا تھا اور فسق و فجور نے یہانتک ترقی کی کہ اسکی تشریح کرتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ ملک کے اخلاقی مذاق کو بگاڑنے کے واسطے ہزاروں ہزار مخرب اخلاق ناولوں کا ذخیرہ طیار کیا گیا۔ اور اخبارات کے لٹریچر کو گندے اور ناپاک لطیفوں سے متعفن بنایا گیا۔ عیاشی اور اوباشی کی ترقی کیلئے جسقدر اشتہارات ادویات کے نکل رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں غرض ہر طرح سے ملک کی حالت زبون اور ناپاک ہو رہی تھی۔ ایسی حالت بالطبع تقاضا کرتی تھی کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی نازل ہو کر اس لعنتی نسل کو دنیا سے مفقود کر دے چنانچہ خدا تعالیٰ کے اس مامور نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے لیکر اب تک اس نسل کو **ڈرایا** مگر اس سے فائدہ اٹھانے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکی ان باتوں کو خیالی ڈھکوسلے قرار دیا (استغفر اللہ) سب سے اہم **امر** جو اس کی بعثت کا قرار دیا گیا تھا وہ **کسر صلیب** ہے یعنے مخلوق پرستی اور مردہ پرستی کو کچل ڈالنا۔ صلیبی مذہب کی شان و شوکت کے آگے باقی تمام مذاہب باطلہ ہیچ ہیں اسلئے اسکا ذکر کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ابتدائے ماموریت کے ایام میں جبکہ وہ ابھی گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا اسے یہ الہام ہوا تھا۔

حان ان تعان و تعرف بین الناس — حان وقت التوحید یا ابنا الفارس

یہ الہام صریح دلالت کرتا ہے کہ توحید کے **قائم** کرنے کی ازبس ضرورت ہے اور پھر اسی مناسبت اور ربط کلام کی وجہ سے اس مامور کو کہا گیا۔

انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی

نادانوں نے اس قسم کے الہامات پر اعتراض کئے اور انکو مشکوک کرنے کی کوشش کی حالانکہ اگر وہ ملک کی حالت پر اجماعی نظر کرتے تو انہیں یقین آجاتا کہ لاریب اسوقت

آدم توحید

کے پیدا ہونے کی سخت ضرورت ہے مگر زمانہ کے امن اور عیاشی کے نشہ نے آنکھوں کو بند کر رکھا تھا اور دل و دماغ تاریک ہو چکے تھے۔ وہ ان خوبیوں پر نظر نہ کر سکے اور نہ اسکی باتوں کو سمجھ سکے۔ آخر جب خدا تعالیٰ کی **توحید** پر سخت حملے کئے گئے اور اس وجود کو جو خدائے وحید و فرید کو اپنی توحید اور عرش کیطرح عزیز تھا دکھ دیا گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق طاعون کے سوا دوسری قہری تجلی **زلزلہ** کی نازل کی۔ اور اس نے اس **بت** کو جو **انڈیا** بھر میں زیادہ **ممتاز** سمجھا جاتا تھا کچل ڈالا۔ یہ **بت جوالامکھی** کا **بت** ہے۔ میں جب اس مقام پر پہونچا۔ تو ناگاہ میری طبیعت سورۃ حجر کی ان آیات کی طرف متوجہ ہو گئی۔

ولقد کذب اصحٰب الحجر المرسلین ۝ واتینٰھم اٰیٰتنا فکانوا عنہا معرضین ۝ وکانوا ینحتون من الجبال بیوتا اٰمنین ۝ فاخذتھم الصیحۃ مصبحین ۝ فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون

ان آیات پر ٹھنڈے دل سے غور کرو اور سوچو کہ حی و قیوم خدا کے زندہ کلام کی اسوقت بھی زندہ شہادت موجود ہیں۔ جاؤ۔ **کانگڑہ** **ویلی** کا نظارہ کرو اور دیکھو کہ ایک **خوفناک** اور **بھیانک منظر** ہے۔ وہ کانگڑہ کے پہاڑ جو راحت افزا اور پنجاب و ہند کا ایک مرجع سمجھے جاتے تھے۔ جہاں مختلف اغراض اور مفاد کی خاطر ایک دنیا آباد تھی۔ مگر آج وہاں لاشوں کے تعفن سے دماغ پراگندہ ہو رہا ہے یہاں خبروں سے جو ان مقامات سے آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کانگڑہ۔ بھاگسو۔ سجانپور۔ پالم پور۔ رلکو وغیرہ وغیرہ مقامات بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کی وہ پیشگوئی جو اس نے **عفت الدیار محلھا ومقامھا** کے رنگ میں کی تھی پوری ہو گئی۔ یہ ممکن ہے کہ ابھی کسی اور رنگ میں یا اس سے بھی بڑھکر **قہری تجلی** کے ذریعہ کوئی اور مقامات جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہوں تباہ ہونے والے ہوں لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اسوقت بڑی صفائی کے ساتھ یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ وہ خطوط جو ان مقامات سے آئے ہیں ہم یہ اگلی اشاعت میں ملاحظہ کریں گے۔ سردست میں اسپر اس آرٹکل کو ختم کرتا ہوں کہ **کانگڑہ** **کی ویلی**۔ اور جوالامکھی کے پہاڑ اور اس کے اردگرد کی تباہی ایک عظیم الشان نشان ہے ان لوگوں کیلئے جو چشم **عبرت** سے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ مقامات تباہ شدہ در و دیوار زبان حال سے دیکھنے والوں کو یہ کہہ رہے ہیں دیکھو! مجھے جو دید عبرت نگاہ ہو اور وہ سڑی ہوئی لاشیں جو ٹنوں کے ڈھیروں کے نیچے سے نکل رہی ہیں اپنی حالت دکھا کر انسانی ہستی کے انجام کو دکھاتی ہیں اور دیکھنے والوں کو کہتی ہیں۔

روزگار مرشد بنا دانی
من نکردم شما حذر بکنید

غرض

یہ **بت خانہ** اور اس کے **بت** اوندھے گر پڑے اور ان بتوں کے گرنے پر خدا کی جری کو یہ وحی ہوئی **جاء الحق و زھق الباطل** ٹھیک اسیطرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ آیت پڑھی تھی جبکہ وہ بت جو **بیت اللہ** میں رکھے ہوئے تھے توڑے گئے۔ آج احمد **قادیانی** کے منہ پر خدا کی اس وحی کا پھر نزول ہوا مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ (باقی پھر)

اپنے مطلب کی نظم

یہ بات کیا ہے زمانہ کو کیوں ابال آیا
مزاج اس کا کیا ہے کیوں برسر جلال آیا
یہ بیٹھے بیٹھے ہے قوموں کو کیا خیال آیا
کہ یک بیک ہے طبایع میں اشتعال آیا
پڑا ہے آکے زمین پر یہ زلزلہ کیسا
ہوا ہے ہند میں یہ شور الاماں کیسا
زمین پڑتی ہے شاید کہ سورۂ زلزال
نکال پھینکیگی اپنے سبھی یہ کیا اثقال
یہ لوگ کر رہے آپس میں کیا ہیں قیل و قال
تبا رہے ہیں یہ سینوں کے کیا چھپے احوال
یہ وقت آیا ہے لوگوں کی آزمایش کا؟
کھلیگا بھید ہر ایک قوم کی رہایش کا؟
خدا نے لوگوں پہ کیا ابتلا یہ ڈالا ہے
وہ حکم دیوے جو چاہے کہ علم والا ہے
اسی نے امر سے اپنے جہان سنبھالا ہے
اسی کا بول زمین پر اسی کا بالا ہے
خدا کا قول ہی آخر کو پورا ہونا ہے
کسی نے پانا ہے یاں پر کسی نے کھونا ہے

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور باغ میں مقیم ہیں آپ کے اہل بیت بھی خوش و خورم ہیں حضرت حجۃ اللہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تالیف میں مصروف ہیں۔

۲۔ آپ نے الانذار نام اشتہار کے بعد تیسرے اشتہار کا ارادہ فرمایا ہوا ہے جس کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے ذکر کیا تھا۔ حضرت اقدس فرماتے تھے کہ میں انتظار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کچھ اور اس کے متعلق ظاہر کر دے تو وہ بھی اسی اشتہار میں آجاوے۔

۳۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامۃ کا حلقہ درس اس باغ میں ہوتا ہے۔ مریضوں کو بھی دیکھتے کبھی شفاخانہ بھی تشریف لے آتے ہیں۔

یہ سب قافلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ باغ ہی میں خیمہ زن ہے۔

۴۔ قادیان کی موسمی حالت اب خدا تعالیٰ کے کرم سے بہت اچھی ہے پلیگ کی شکایت قریباً نہیں رہی۔ گذشتہ سال کے انہیں ایام میں جبکہ روزانہ اموات کی تعداد بیس پچیس تھی سال رواں کے انہیں ایام میں بالکل امن ہے۔

۵۔ مدرسہ تعلیم الاسلام بھی باغ ہی میں درختوں کے سایہ میں جاری ہے۔

تازہ الہامات و کشوف

۱۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا میں دیکھا کہ میں قادیان کے بازار میں جارہا ہوں اور گاڑی میں بیٹھا ہوں ایسی گاڑی ہے جیسے ریل گاڑی۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے مگر اس زلزلہ سے ہمیں نقصان کچھ نہیں ہوا

۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ قبل ظہر تھوڑی سی ربودگی اور غنودگی ہو کر یہ الہام ہوا۔

انی مع الافواج اتیک بغتۃ

۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ (۱) **ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین**

(۲) **قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔** (۳) **کففت عن بنی اسرائیل۔**

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

ہر مقام کی احمدی جماعت اپنا فرض سمجھے کہ وہ اپنے ہاں کے اہم اور قابل اشاعت امور دفتر الحکم میں بھیجا کرے۔ ایڈیٹر

چودھری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ الانذار ایسے عجیب موقعہ پر انہیں ملا جبکہ ایک دعوت کی تقریب پر مجمع احباب تھا۔ جہاں اشتہار سنایا گیا اور معاً اشتہار مذکور اشاعت مزید کیلئے چھپنے کو دیدیا گیا۔

سید حامد شاہ صاحب جو سیالکوٹ کی جماعت کے گوہر تابان ہیں اور سیرۃ الانبیاء کا ایک نمونہ ہیں عہدہ سپرنٹنڈنٹی ضلع پر مامور ہوئے۔ میں صدق دل سے انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ملک اور قوم کی خدمت میں حصہ وافر لیں

بنوڑ ریاست پٹیالہ کی جماعت اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی ہے

بڑی خوشی اور خدا تعالیٰ کے شکر و ستائش کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ بابو گلاب خان صاحب اور سیر دہرم سالہ اور منشی برکت علی صاحب نقشہ نویس اور دوسرے احمدی احباب جو دہرم سالہ میں زلزلہ کیوجہ سے دب گئے تھے محض خدا کے فضل سے زندہ سلامت نکل آئے۔ اور حضرت اقدس کے الہام **کففت عن بنی اسرائیل** کو ایک رنگ میں پورا کرنیوالے ٹھہرے۔ ایسا ہی منشی وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سجانپور بھی بچ گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک اسید ہے یہ احباب نئی زندگی پا کر کوئی خاص قربانی کرینگے اور اس شکر گذاری میں اپنے خادم الحکم کی توسیع اشاعت کا ذریعہ ہو کر نافع الناس ٹھہرینگے

الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز امید کیجاتی ہے کہ حضرت اقدس باغ میں ایک عجیب مضمون ہوگا

خدا تعالیٰ نے میرے مکرم مخدوم منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گھیب پر بڑا ہی فضل کیا ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو شناخت کیا اور امام الوقت کے ساتھ سچا پیوند حاصل کیا خدا تعالیٰ ان کیلئے یہ تعلق ہر قسم کی برکات اور فیوض کا ذریعہ بنائے۔ اور جسمانی اور روحانی صحت عطا کرے۔ مجھے امید ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی شمولیت ان کے وجود کو ان کے عہدہ کے لحاظ سے پہلے سے زیادہ مفید اور بابرکت بنائیگی خدا کرے ایسا ہی ہو۔

اشتہارات اور انکی کثرت اشاعت

جب اشتہار چھپ کر شایع ہو جاتا ہے تو اکثر جگہ کی جماعتیں لکھتی ہیں کہ ہمارے لئے اسقدر اشتہار چھپوا کر بھیجدو۔ جسکے لئے الگ انتظام کرنا پڑتا ہے۔ پس تمام جگہ کی احمدی جماعتیں یا ایسے بزرگ جو اپنے خرچ سے اشتہار چھپوانا چاہیں یاد رکھیں کہ اگر وہ ایک مستقل یادداشت دفتر الحکم میں بھیجدیں کہ ان کیلئے اس اس قدر اشتہار چھاپ کر بھیجدیا جایا کرے تو فوراً اشتہار چھپنے کیساتھ ہی انکو بھیجا جاسکتا ہے۔ ایسے تمام اشتہارات دفتر الحکم سستے نرخ پر انکو بہم پہونچائیگا چار سو سے اندر تعداد کیلئے ۱۲ر فیصدی اور چار سو صرف ۴ر میں آٹھ سو للعہ میں اب تینوں اشتہار الوصیت الدعوت اور الانذار اکٹھے ایک ہی تختہ پر ہم نے طیار کرائے ہیں چونکہ اس اشتہار کی کتابت میں زیادہ وقت اور اجرت صرف ہوئی ہے اسلئے یہ تینوں اشتہار ایک تختہ پر چار سو کے اندر ایکروپیہ فیصد اور چار سو ۴ے میں اور ۸۰۰ چھ روپیہ میں بھیجے جائینگے۔ محصولڈاک اسکے سوا ہوگا۔ جو صاحب منگوانا چاہیں اسوقت اطلاع دیں اور آئندہ کیلئے مستقل طور پر یادداشت لکھوا دیں۔ ایڈیٹر الحکم

ایک عام جواب

اکثر احباب نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں تشریف لیجانے اور الانذار کے پڑھنے کے بعد مجھ سے دریافت کیا ہے کہ کیا وہ لوگ جو دو منزلہ یا سہ منزلہ مکانوں میں رہتے ہیں وہ باہر میدانوں میں چلے جاویں؟ میں نے اس سوال کو جمعہ کی نماز سے پیشتر ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو مکرمی چودھری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے خط کے حوالہ سے پیش کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ

"جن لوگوں کو آسانی کیساتھ میدانوں میں رہنے کا سامان میسر آسکتا ہے مناسب ہے کہ وہ کچھ دنوں کیلئے کھلے میدانوں میں چلے جاویں"

دیہات کے رہنے والوں کیلئے یہ ضروری نہیں کیونکہ مکان عموماً کچے اور یک منزلہ اور کھلے صحن والے ہوتے ہیں وہ اپنے صحنوں میں رہیں۔ اور یہاں دارالامان میں بھی خاکسار ایڈیٹر کو جس کے مکان کا صحن خدا کے فضل سے بہت وسیع اور فراخ ہے مکان ہی میں رہنے کی اجازت ہے لیکن حزم اور احتیاط ان لوگوں کیلئے ہے جو بہت بلند مکانوں میں رہتے ہیں۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کیساتھ معاملہ صاف ہو۔ انسان نافع الناس بننے کی سعی کرے حدود اللہ کی حفاظت کرے تب ہی کچھ کام بنتا ہے۔ اسی صورت میں عذاب الٰہی کے خطرناک طوفان میں بھی وہ بچایا جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے دہرم سالہ اور سجانپور کی جماعتوں کو بچا لیا اور وہ مکانوں کے نیچے دب کر بھی زندہ نکلے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

ایک لوکل تفتیش

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو ایک لڑکی کے بھگائے جانیکی خبر لکھی گئی تھی اسکا باقاعدہ مقدمہ دائر ہو کر منشی سندی خان صاحب سارجنٹ درجہ اول بٹالہ نے تفتیش کی۔ منشی سندی خانصاحب ایک نہایت دیندار اور شریف مزاج انسان ہیں پولیس کے محکمہ میں ایک معزز عہدہ پر ہو کر انہیں تکبر اور تندی نام کو نہیں اس مقدمہ کی تفتیش انہوں نے نہایت دیانتداری اور شرافت سے کی عین موقع پر جا کر پورے حالات سمجھنے کی کوشش کی۔ میں خود بھی انکے ساتھ شامل تفتیش تھا اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے جہانتک خدا نے انہیں سمجھ اور تجربہ دیا ہے اس مقدمہ کی تہ تک پہونچنے کی سعی کی ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ انکی رپورٹ مقدمہ کی اصلیت پر پوری روشنی ڈالے گی۔ لڑکی نے نہایت جرأت اور دلیری کیساتھ اپنا بیان دیا اور واقعہ بتایا۔ گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسکو موقع کی شہادتوں نے کہانتک مدد دی۔ کیونکہ مقدمہ کی نوعیت پر رائے زنی کرنا ایسی حالت میں جبکہ وہ عدالت میں دائر ہے میرا کام نہیں ہے۔ لیکن مجھے یہ معلوم کرکے نہایت افسوس ہوا جبکہ اس مقدمہ کی تہ میں نہایت شرمناک حالات ملزموں نے ظاہر کئے۔ دو ملزموں کے خلاف کوئی شہادت نہ لڑکی کے اپنے بیان سے اور نہ کسی اور کے بیان سے پائی ہی نہیں جاتی۔ دو کے خلاف سماعی شہادتیں ہیں مجھے سخت افسوس ہے کہ اس قسم کے مقدمے پیدا ہونے میں اور طوفان بے تمیزی برپا کیا جاتا ہے۔ اگر عدالت میں رجوع کرنے کی بجائے قومی اثر سے شرارتوں کا دروازہ بند کیا جاوے تو بہت ہی اچھا ہو۔ مگر ایسا نہیں کیا جاتا۔ منشی سندی خانصاحب نے ۱۲۔ اپریل مقرر کرکے مستغیث کو اطلاع دیدی ہے دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے انہیں ایام میں اس لڑکی کی شادی بھی ہونیوالی ہے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ مقدمہ قادیان میں ایک علاوت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

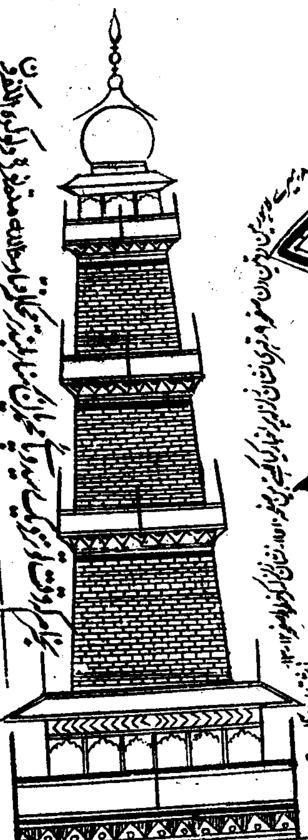

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوی القریه

الحکم

چہ گویم باتو گرا ای چیادر قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ...، (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۱۴ | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴-اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیحضرت قدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے جمیع متعلقین بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور باغ ہی میں موجود ہیں ۔ ۲- دار الامان میں امن ہے تعلیم الاسلام کالج کی امتحان ایف اے میں شریک ہونیوالے طالب علمون میں سے تین کامیاب ہوکر جو بہت اچھا نتیجہ ہے الحمد للہ علیٰ ذالک

۳- لاہور ۔ جموں ۔ ہال پور ضلع ہوشیارپور ۔ کپورتھلہ ۔ سنوارد ضلع لودہانہ ۔ گوالیار اور مظفرنگر ناروال سے حصول زیارت کیلئے احباب تشریف لائے ۔ اور مظفرنگر کی جماعت داخل بیعت ہوئی ۔

۴- اس ہفتہ کے تازہ الہامات یہ ہیں ۔

۱۸- اپریل ۱۹۰۵ء ۔ دیکھا کہ زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر ساری اذان کہہ رہا ہوں اسی باغ کے ایک درخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے ۔ اسکے بعد میں نے باواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کیا اور اسکے بعد وہ آدمی نیچے اتر آیا اور اس نے کہا کہ سید محمد علیشاہ آگئے ہیں اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں ۔ کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اسطرح اڑ رہی ہے جسطرح روئی دہنی جاتی ہے اسکے بعد یہ وحی نازل ہوئی ہے سر رہ پر تمہارا وہ جو ہے مولا کریم

اطلاع

میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما سے "النداء من وحی السماء" کے عنوان سے شایع ہونے والا اشتہار چھپوا کر شایع کرنے کیلئے ۱۹- اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو چلا گیا تھا ۔ لاہور جا کر مجھے اخبار کے ایڈٹ کرنے کی فرصت بالکل نہیں مل سکی ایک دن کچھ تھوڑا سا وقت ملا تھا جسمیں لاہور میں میرے دو تین دن والا مضمون لکھنا شروع کیا تھا ۲۴ کو بعد دوپہر میں واپس آیا تو جمع شدہ ڈاک کا ایک پشتارہ ملا جسکو ابھی تک میں پڑھ بھی نہیں سکا ۔ بعض خطوط کی تعمیل تو دفتر سے ہوگئی لیکن جن خطوط کا جواب میری ذات یا ہدایت دینے پر منحصر تھا انکا جواب نہیں دیا گیا ۔ اسلئے میں اپنے ناظرین کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ جن احباب کے خطوط کے جواب ابھی نہیں دیئے گئے وہ مجھے معذور سمجھیں اور یہی وجہ اخبار کے بدیر شایع ہونے کی بھی ہے ۔ ایڈیٹر

مذہبی استفسارات کا سلسلہ بہت وسیع ہو چلا ہے اور مفید بھی بہت ثابت ہوا ہے اسلئے آیندہ کیلئے یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ اخبار کے ذریعہ جو جوابات شایع ہوں گے وہ نمبر وار اور بترتیب وصولی استفسارات پر شایع ہوں گے اگر کوئی صاحب جلد جواب لینا چاہیں تو وہ اپنے استفسار کے ساتھ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیا کریں ۔ ایڈیٹر

برادرم بابو محمد افضل مرحوم

بعض اخبارات نے جن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے نہایت شدید بغض اور عناد ہے برادرم بابو محمد افضل صاحب مرحوم کی رحلت پر نہایت بیہودہ بکواس کی ہے جس سے بعض احمدی احباب کو مجھ سے استفسار کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے میں ان اخبارات پر تو کیا افسوس کروں کیونکہ وہ تو

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

کے مصداق ہیں لیکن مجھے اپنے ان احمدی بھائیوں پر افسوس ہے جنہوں نے مرحوم و مغفور افضل کی وفات کے متعلق ان اخبارات کی بنا پر استفسار کرنے شروع کر دیئے ۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ لوگ سلسلہ عالیہ کے خلاف بیہودہ اور رنجیدہ خبریں شایع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں پھر وہ کیوں انکی باتوں پر اعتبار کرتے ہیں یہ نقص اور خرابی کیوں ہے ؟ صرف اسلئے کہ کثرت کے ساتھ احمدی احباب اپنے اخبارات کو نہیں پڑھتے جن کے ذریعہ انہیں دار الامان کے صحیح واقعات ہمیشہ پہونچائے جاتے ہیں اگر وہ اپنے اخبار پڑھیں تو ایسے وسوسے ان کے دل میں خلل انداز نہوں ۔ یاد رکھو یہ ضروری بات ہے کہ ان وسوسوں سے رہائی پانے کیلئے اخبارات کو پڑھیں میں بابو محمد افضل صاحب مرحوم کی وفات کی خبر لکھ چکا ہوں یہ محض جھوٹ اور افترا ہے کہ اس مرحوم کی مرض الموت میں کوئی پاس نہ تھا اور "وہ پانی پانی کرتا مر گیا" مرحوم کے آخیر دم تک متعلقین نے اور دوسرے احمدیوں نے جہاں تک جس سے ممکن ہو سکا پوری خبرگیری کی ۔ اور اس نے نہایت اطمینان اور صبر کے ساتھ اپنی جان خدا تعالیٰ کو سونپی ۔ اخیر وقت تک وہ نہایت صفائی کے ساتھ حضرت حجۃ اللہ کی مسیحیت و مہدویت پر ایمان رکھتا تھا ۔ یہ بھی محض افترا ہے کہ تین دن تک مرحوم کا جنازہ نہیں پڑھا گیا ۔ اسی دن مرحوم قبل از عشاء دفن ہوا اور بعد عشاء سب احمدیوں نے مرحوم کا جنازہ مسجد مبارک میں پڑھا ۔ ہاں بالکل سچ ہے کہ مرحوم طاعون سے شہید ہوا اور اس پر اعتراض کرنا سلیم الفطرت کا کام نہیں ۔

بعض مختصر استفسار اور انکے جواب

۱- ڈاکٹر کریم بخش از سکندرپور) قربانی جس کا ذکر الحکم میں ہے کسطرح دینی چاہیئے ۔

جواب ۔ یہ قربانی بطور صدقہ کے ہر شخص جو مقدرت اور استطاعت رکھتا ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی کو مد نظر رکھکر بکرا ۔ بکری یا بھیڑی ذبح کر کے اسکا گوشت مساکین میں تقسیم کر کے چمڑا فروخت کر کے تعلیم الاسلام سکول قادیان کے مساکین فنڈ میں قیمت بھیجدے

۲- اگر ایک احمدی امام ہو اور مقتدی غیر احمدی ہیں کیا وہ فجر یا مغرب کی نماز میں باواز بلند دعا مانگے یا نہ مانگے

جواب ۔ فجر یا مغرب کی نماز میں باواز بلند دعا مانگنا فرض تو ہے نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی التزام ثابت نہیں اور یہاں بھی التزاماً ایسا نہیں کیا جاتا گو کثرت کے ساتھ دعائیں مانگی جاتی ہیں ۔

تاہم اگر کوئی احمدی امام مقتدیوں کے تنفر کے خیال سے دعا سے رکتا ہے تو یہ اسکی کمزوری ہے مومن اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھتا ہے ۔ دعا کا مانگنا اور باواز بلند مانگنا یہ سچے جوش اور تحریک قلب پر موقوف ہے جب ایسا جوش پیدا ہوا اور دل بے اختیار

نوٹ ۔ بعض مضامین میری غیر حاضری کی وجہ سے درج نہیں ہو سکے ۔ ایڈیٹر

[illegible]
کی تقریر [illegible]

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو اس سے وہ کام سرزد ہوتے ہیں جو خدائی کام کہلاتے ہیں اس پر الٰہی انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

انسانی کمزوری کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہے وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔ میں تو یہاں تک یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے مدد نہ ملے تو وہ رفع حاجت کے بعد ازار بند تک بھی باندھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا طبیبوں نے ایک مرض لکھی ہے کہ انسان چھینکنے کے ساتھ ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ انسان کمزوریوں کا مجموعہ ہے اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

خلق الانسان ضعیفا

اس کا اپنا تو کچھ بھی نہیں سر سے پاؤں تک اتنے اعضا نہیں جسقدر امراض اس کو لاحق ہوتے ہیں پھر جب وہ اسقدر کمزوریوں کا نشانہ اور مجموعہ ہے تو اس کے لئے امن اور عافیت کی یہی سبیل ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صاف ہو اور وہ اس کا سچا اور مخلص بندہ بنے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ **صدق** کو اختیار کرے جسمانی نظام کی کل بھی **صدق** ہی ہے جو شخص صدق کو چھوڑتے ہیں اور خیانت کرکے جرائم کو پناہ میں لانے والی سپر کذب کو خیال کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ آنی اور عارضی طور پر شاید کوئی فائدہ انسان سمجھ لے لیکن فی الحقیقت **کذب** اختیار کرنے سے انسان کا **دل تاریک** ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت ہی جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ پس اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے یہاں تک جرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افترا کر لیتا اور خدا کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ **اظلم** ٹھیرتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبا او کذب بآیاتہ

یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے

یقیناً یاد رکھو کہ یہ جھوٹ بہت ہی بری بلا ہے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ [illegible] جھوٹ کا [illegible] خطرناک نتیجہ کیا ہوگا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس **صدق** اختیار کرو۔

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں درج ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے طلب علم کے لئے نکلے تو آپکی والدہ صاحبہ نے ان کے حصہ کی اسی اشرفیاں ان کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جھوٹ نہ بولنا سید عبدالقادر جب رخصت ہوئے تو پہلی ہی منزل میں ایک جنگل میں سے انکا گزر ہوا جہاں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا چوروں کا ایک گروہ انکو ملا۔ انہوں نے انکو پکڑ کر پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا کہ یہ تو پہلی ہی منزل میں امتحان پیش آیا۔ والدہ کی آخری نصیحت پر غور کی اور کہا کہ میرے پاس اسی اشرفیاں ہیں جو میری بغل کے نیچے میری والدہ نے سی دی ہیں۔ وہ چور یہ سن کر سخت حیران ہوئے کہ یہ فقیر کیا کہتا ہے ایسا راستباز ہم نے کبھی نہیں دیکھا وہ انہیں پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس نے جب سوال کیا تب پھر سید عبدالقادر جیلانی نے وہی جواب دیا۔ آخر جب ان کے پیراہن کے اس حصہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو واقعی اس میں اسی اشرفیاں تھیں۔ ان سب کو حیرانی ہوئی اور اس سردار نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اسپر سید عبدالقادر جیلانی نے اپنی والدہ کی نصیحت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں طلب دین کیلئے چلا ہوں اگر پہلی ہی منزل پر جھوٹ بولتا تو در کیا حاصل کرتا اسلئے میں نے سچ کو نہیں چھوڑا۔ جب انہوں نے یہ بیان کیا تو وہ سردار چیخیں مار کر رو پڑا اور آپ کے قدموں پر گر گیا اور اپنے گناہوں سے توبہ کی کہتے ہیں کہ پہلا مرید آپ کا وہی ہوا تھا۔ غرض **صدق** ایسی شے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل اوقات میں بھی نجات دیتا ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے کہ کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

پس جسقدر انسان صدق کو اختیار کرتا ہے اور صدق سے محبت کرتا ہے اسیقدر اس کے دل میں خدا کے کلام اور نبیوں کی محبت اور معرفت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ تمام راستبازوں کے نمونے اور چشمہ ہوتے ہیں کونوا مع الصادقین کا ارشاد اسی اصول پر ہے۔

مختصر یہ کہ دوسرا کمال انعمت علیہم میں صدیقوں کا کمال ہے۔ اس کمال کے حاصل ہونے پر قرآن شریف کے حقایق اور معارف کھلتے ہیں۔ لیکن یہ فضل اور فیض بھی الٰہی تائید سے آتا ہے۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید اور فضل کے بغیر ایک انگلی کا ہلانا بھی مشکل ہے۔ ہاں یہ انسان کا فرض ہے کہ **سعی** اور مجاہدہ کرے جہاں تک اس سے ممکن ہے اور اسکی توفیق بھی خدا تعالیٰ ہی سے چاہے۔ کبھی اس سے مایوس نہ ہو کیونکہ مومن کبھی مایوس نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خود بھی فرمایا۔

لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر نا امید ہوتے ہیں۔ نا امیدی بہت ہی بری چیز ہے اصل میں نا امید وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع کیا ہے اور فرمایا

ان بعض الظن اثم

اگر مولوی ہم سے بدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ آکر ہماری باتیں سنتے ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہکر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے تو وہ الزام جو ہم پر لگاتے ہیں نہ لگاتے۔ لیکن جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اسپر کاربند نہ ہوئے تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنی کی اور میری جماعت پر بھی بدظنی کی اور جھوٹے الزام اور اتہام لگانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ بعض نے بڑی بیباکی سے لکھ دیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے نمازیں نہیں پڑھتے روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر وہ اس بدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا وہ اس سے بچ جاتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے۔ انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے صدیقوں کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان **بدظنی** سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس **معصیت** اور اس کے برے نتیجے سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنیوالا ہے۔ اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

اطلاع ضروری

(۱) جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ باقی ہے اگر وہ اطلاع اس امر کی دینگے کہ فلاں وقت الخ تک قیمت وصول کیجاوے گی تو کارخانہ کو اختیار ہے کہ جب چاہے انسے بذریعہ وی پی کی قیمت وصول کرے۔ پھر بھی اگر انکار کریں گے تو انسے ہرجانہ وی پی لیا جاویگا۔ اسی مطبع کیطرف سے وی پی ارسال ہو رہے ہیں جس صاحب کو حساب میں شبہ ہو۔ وی پی بمد امانت لکھکر بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر سکتا ہے۔

(۲) بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے کرمفرما ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خط و کتابت میں جو اخبار کے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر ضرور لکھدیا کریں مگر اکثر اسکی پروا نہیں کرتے۔ اسلئے آئندہ کیلئے ضرور یاد رکھیں کہ جس خریدار کی خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہ ہوگا مطبع اسکی تعمیل کرنے پر مورد الزام نہ ٹھیرایا جاوے۔

منیجر الحکم

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

کیونکہ اس تنگ اور منقبض اور مکدر عالم کو جو روپوش اسباب ہو کر ایک ناقص حالت مین پڑا ہے انکی ظہور کی برداشت نہین بلکہ اس عالم پر ابتلا اور آزمایش غالب ہے اور اسکی راحت اور رنج دونون ناپایدار اور ناقص ہین اور نیز اس عالم مین جو کچھ انسان پر وارد ہوتا ہے وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزا کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہو رہا ہے اسلئے یہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنے یوم الجزا وہ عالم ہوگا کہ جو اس عالم کے ختم ہونیکے بعد آویگا اور وہی عالم تجلیات عظمے کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہہ ہے اور چونکہ یہ عالم دنیوی اپنی اصل وضع کے رو سے دار الجزا نہین بلکہ دار الابتلا ہے اس لئے جو کچھ عسر و یسر و راحت و تکلیف اور غم اور خوشی اس عالم مین لوگون پر وارد ہوتی ہے اس کو خدا تعالیٰ کے لطف یا قہر پر دلالت قطعی نہین مثلاً کسی کا دولتمند ہو جانا اس بات پر دلالت قطعی نہین کرتا کہ خدا تعالیٰ اس پر خوش ہے اور نہ کسیکا مفلس اور نادار ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس پر ناراض ہے بلکہ یہ دونون طور کے ابتلا ہین تا دولتمند کو اسکی دولت مین اور مفلس کو اسکی مفلسی مین جانچا جائے۔ یہ چار صداقتین ہین جنکا قرآن شریف مین مفصل بیان موجود ہے اور قرآن شریف کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ ان صداقتون کی تفصیل مین آیات قرآنی ایک دریا کیطرح بہتی ہوئی چلی جاتی ہین اور اگر ہم اس جگہہ مفصل طور پر ان تمام آیات کو لکھتے تو بہت سے اجزا کتاب کے اسمین خرچ ہوجاتے سو ہم نے اس نظر سے کہ انشاء اللہ عنقریب براہین قرآن کے موقعہ پر وہ تمام آیات بتفصیل لکھے جائین گے ان تمہیدی مباحث مین صرف سورۃ فاتحہ کے قل و دل کلمات پر کفایت کی۔

اب بعد اس کے ہم بیان کرنا چاہتے ہین کہ یہ چارون صداقتین کہ جو مبین الثبوت اور بدیہی الصدق ہین ایسے بے نظیر اور اعلےٰ درجہ کے ہین کہ یہ بات دلایل قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانے کے وقت یہ چارون صداقتین دنیا سے گم ہوچکی تہین اور کوئی قوم پردہ زمین پر ایسی موجود نہین تھی کہ جو بغیر آمیزش افراط یا تفریط کے ان صداقتون کی پابند ہو پھر جب قرآن شریف نازل ہوا تو اس کلام مقدس نے نئے سرے ان گمشدہ صداقتون کو زاویہ گمنامی سے باہر نکالا اور گمراہون کو ان کے حقانی وجود سے اطلاع دی اور دنیا مین انکو پھیلایا اور ایک عالم کو انکی نور سے منور کیا لیکن اس بات کے ثبوت کیلئے کہ کیونکہ تمام قومین ان صداقتون سے بیخبر اور ناواقف محض تھین یہی ایک کافی دلیل ہے کہ اب بھی دنیا مین کوئی قوم بجز دین حق اسلام کی ٹھیک ٹھیک اور کامل طور پر ان صداقتون پر قایم نہین اور جو شخص کسی ایسی قوم کے وجود کا دعوے کرے تو بار ثبوت اسی کے ذمہ ہے ماسوا اسکی قرآنی شہادت کہ جو ہر ایک دوست و دشمن مین شایع ہونے کی وجہ سے ہر یک مخاصم پر حجت ہے اسبات کیلئے ثبوت کافی ہے اور وہ شہادتین جابجا فرقان مجید مین بکثرت موجود ہین۔ اور خود کسی تاریخ دان اور واقف حقیقت کو اس سے بیخبری نہین ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تک ہر یک قوم کی ضلالت اور گمراہی کمال کے درجہ تک پہنچ چکی تھی اور کسی صداقت پر کامل طور پر ان کا قیام نہین رہا تھا چنانچہ اگر اول یہودیون ہی کے حال پر نظر کرین تو ظاہر ہوگا کہ ان کو خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ مین بہت سے شک اور شبہات پیدا ہو گئے تھے اور انہون نے ایک ذات رب العالمین پر کفایت نہ کرکے صدہا ارباب متفرقہ اپنے لئے بنا رکھے تھے یعنے مخلوق پرستی اور دیوتا پرستی کا بغایت درجہ انمین بازار گرم تہا جیسا کہ خود اللہ تعالےٰ نے ان کا یہ حال قرآن شریف مین بیان کرکے فرمایا ہے۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ یعنے یہودیون نے اپنے مولویون اور درویشون کو کہ جو مخلوق اور غیر خدا ہین اپنے رب اور قاضی الحاجات ٹھہرا رکھے ہین اور نیز اکثرون کا یہودیون مین سے بعض نیچریون کیطرح اعتقاد ہوگیا تہا کہ انتظام دنیا کا قوانین منضبطہ متعینہ پر چل رہا ہے اور اس قانون مین مختارانہ تصرف کرنیسے خدا تعالیٰ قاصر اور عاجز ہے گویا اس کے دونون ہاتھ بندہے ہوئے ہین نہ اس قاعدہ کے برخلاف کچھ ایجاد کرسکتا ہے اور نہ فنا کرسکتا ہے بلکہ جب سے کہ اس نے اس عالم کا ایک خاص طور پر شیرازہ باندھا اور اس کی پیدایش سے فراغت پائی ہے تب سے یہ کل اپنے ہی پرزون کی صلاحیت کیوجہ سے خود بخود چل رہی ہے اور رب العالمین کسی قسم کا تصرف اور دخل اس کے چلنے مین نہین رکھتا اور نہ اوسکو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق اور اپنی خوشنودی یا ناخوشنودی کے رو سے اپنی ربوبیت کو بہ تفاوت مراتب ظاہر کرے یا اپنے ارادہ خاص سے کسی طور کا تغیر اور تبدل کرے بلکہ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور مجسم قرار دیکر عالم جسمانی کیطرح اور اس کا ایک جز سمجھتے ہین اور انکی نظر ناقص مین یہ سمایا ہوا ہے کہ بہت سی باتین کہ جو مخلوق پر جائز ہین وہ خدا پر بھی جائز ہین اور اسکو من کل الوجوہ منزہ خیال نہین کرتے اور انکی توریت مین جو محرف اور مبدل ہے خدا تعالیٰ کی نسبت کئی طور کی بے ادبیان پائی جاتی ہین چنانچہ پیدایش کے ۳۲ باب مین لکہا ہے کہ خدا تعالیٰ یعقوب سے تمام رات کشتی لڑتا رہا اور اس پر غالب نہ ہوا اسیطرح برخلاف اس اصول کے کہ خدا تعالیٰ ہر یک ما فی العالم کا رب ہے بعض مردون کو انہون نے خدا کے بیٹے قرار دے رکھا ہے اور کسی جگہ عورتون کو خدا کی بیٹیان لکھا گیا ہے اور کسی جگہ بیبل مین یہ بھی فرما دیا ہے کہ تم سب خدا ہی ہو اور سچ تو یہ ہے کہ عیسائیون نے معلوم کیا کہ بائیبل کی تعلیم بہت سے لوگون کو خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیان بلکہ خدا ہی بناتی ہے تو انہون نے کہا کہ آؤ ہم بھی اپنے ابن مریم کو انہین مین داخل کرین تا وہ دوسرے بیٹون سے کم نہ رہجائے اسی جہت سے خدا تعالےٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ عیسائیون نے ابن مریم کو ابن اللہ بنا کر کوئی نئی بات نہین نکالی بلکہ پہلے بے ایمانون اور مشرکون کے قدم بقدم مارا ہے غرض حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہودیونکی یہ حالت تھی کہ مخلوق پرستی بدرجہ غایت انپر غالب آگئی تھی اور عقائد حقہ سے بہت دور جا پڑی تھی یہان تک کہ بعض انکے ہندون کیطرح تناسخ کے بھی قایل تھے اور بعض جزا سزا کے قطعاً منکر تھے اور بعض مجازات کو صرف دنیا مین محصور سمجھتے تھے اور قیامت کے قایل نہ تھے اور بعض یونانیون کے نقش قدم پر چلکر مادہ اور روحون کو قدیم اور غیر مخلوق خیال کرتے تھے اور بعض دہریون کیطرح روح کو فانی سمجھتے تھے اور بعض کا فلسفیون کیطرح یہ مذہب تھا کہ خدا تعالےٰ رب العالمین اور مدبر بالارادہ نہین ہے غرض مجذوم کے بدن کیطرح تمام خیالات ان کے فاسد ہوگئے تھے اور خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور مالک یوم الدین ہونے پر اعتقاد نہین رکھتے تھے۔ نہ ان صفتون کو اسکی ذات سے مخصوص سمجھتے تھے اور نہ ان صفتونکا کامل طور پر خدا تعالےٰ مین پایا جانا یقین رکھتے تھے بلکہ بہت سی بدگمانیان اور بے ایمانیان اور آلودگیان ان کے اعتقادون مین بھر گئی تہین اور توریت کی تعلیم کو انہون نے نہایت مشتبہ چیز کرکے بنا کر شرک اور بدی کی بدبو کو پھیلانا شروع کر رکھا تہا۔ پس وہ لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور جسم قرار دینے مین اور اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت وغیرہ صفات کو معطل جاننے مین اور ان صفتون مین دوسری چیزون کو شریک گردانے مین اکثر مشرکین کے پیشرو اور سابقین اولین مین سے ہین۔

یہ تو یہودیون کا حال ہوا مگر افسوس کہ عیسائیون نے تھوڑے ہی دنون مین اُنسے بدتر اپنا حال بنالیا اور مذکورہ بالا صداقتون مین سے کسی صداقت پر قایم نہ رہے اور جو خدا کی صفات کاملہ تھی وہ سب ابن مریم کو تھاپ دی اور ان کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ جمیع ما فی العالم کا رب نہین ہے بلکہ مسیح اسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچھ عالم مین پیدا ہوا وہ بزعم باطل اُن کے بطور قاعدہ کلیہ مخلوق اور حادث نہین بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صحیح مخلوق ہوکر پھر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے اور اسکی عجیب ذات مین ایک ایسا اعجوبہ ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اوسکا محکوم ہے مگر پھر بھی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہین۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے مگر پھر بھی عیسائیون کی بنا پر زعم مین قادر مطلق ہے اور عاجز نہین۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے امور غیبیہ کے بارہ مین نادان محض ہے یہانتک کہ قیامت کی بھی خبر نہین کہ کب آئیگی مگر پھر بھی نصرانیون کے خوش عقیدہ کے رو سے عالم الغیب ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیا کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے مگر پھر بھی حضرات مسیحیون کی نظر مین خدا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بیگناہ نہین ہے مگر پھر بھی عیسائیون کے خیال مین نہایت نیک اور بے گناہ ہے غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہون نے ضدین کو

جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز سمجھ لیا اور رگوان کے اعتقاد کے قائم ہونے سے مسیح کا دروغ گو ہونا لازم آیا مگر انہوں نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا ایک ذلیل اور عاجز اور ناچیز بندہ کو رب العالمین قرار دیا اور رب العالمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دکھ اور تجسم اور حلول اور تغیر اور تبدل اور حدوث اگر تولد کو روا رکھا ہے نادانوں نے خدا کو بھی ایک کھیل بنا لیا ہے عیسائیوں پر کیا حصر ہے ان سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے گئے ہیں کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے کوئی کہتا ہے نہیں کرشن کی خدائی اُس سے فوق تر ہے اسیطرح کوئی بدھ کو کوئی کسیکو خدا ٹھہراتا ہے ایسا ہی آخری زمانہ کے ان سادہ لوحوں نے بھی پہلے مشرکوں کی ریس کر کے ابن مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرا لیا غرض عیسائی لوگ نہ خدا کو نہ حقیقی طور پر رب العالمین سمجھتے ہیں نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہیں اور نہ جزا سزا اس کے ہاتھ میں یقین رکھتے ہیں بلکہ اُن کے گمان میں حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابن مریم ہی ہے اگر رب ہے تو وہی ہے اگر رحیم ہے تو وہی ہے اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے ایسا ہی عام ہندو اور آریہ بھی ان صفتوں سے منحرف ہیں کیونکہ انہیں سے جو آریہ ہیں وہ تو خداتعالیٰ کو خالق ہی نہیں سمجھتے اور اپنی روحوں کا رب اسکو قرار نہیں دیتے اور جو ان میں سے بت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو اُس رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خداتعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور یہ ہر دو فریق خداتعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خداتعالیٰ میں نہیں پائی جاتی اور جو کچھ دنیا کیلئے خدا نے بنایا ہے یہ خود دنیا کے نیک عملوں کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا اور نہ پرمیشر خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسیطرح خداتعالیٰ کو کامل طور پر رحیم بھی نہیں سمجھتے کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسا ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع اور زاری اور اعمال صالح میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے صادر ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشیگا جبتک وہ کئی لاکھ جونوں کو بھگت کر اپنی سزا نہ پالے۔ جب ہی کسی نے ایک گناہ کیا پھر نہ دل ان توبہ کام آوے نہ بندگی نہ خوف الٰہی نہ عشق الٰہی نہ اور کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مرگیا اور خداتعالیٰ کی رحیمیت سے بکلی ناامید ہوگیا علیٰ ہذا القیاس یہ لوگ یوم الجزا پر جسکے رو سے خداتعالیٰ مالک یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں سے تذکرہ بالا کے رو سے انسان اپنی سعادت عظمیٰ تک پہونچتا ہے یا شقاوت عظمیٰ میں پڑتا ہے اُس کامل سعادت اور شقاوت کے ظہور سے انکاری ہیں اور نجات اُخروی کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھ رہے ہیں بلکہ وہ نجات ابدی کے قائل ہی نہیں ہیں اور اُنکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کیلئے نہ اس جگہ آرام ہے اور نہ اس جگہ اور نیز اُنکے زعم باطل میں دنیا بھی آخرت کیطرح ایک کامل دارالجزا ہے جسکو دنیا میں بہت سی دولت دیگئی وہ اس کے نیک عملوں کے عوض میں کہ جو کسی پہلے جنم میں اس نے کئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی دنیا میں اپنے نفس امارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اُس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اسی جہان میں خداتعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے دولت دینا کہ وہ اُس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کرنے کے آلہ بناوے یہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جسکو خداتعالیٰ کیطرف نسبت کرنا نہایت درجہ کی بےادبی ہے کیونکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا ہندوؤں کا پرمیشر آپ ہی لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو ان کا نفس پاک ہو نفسانی لذات کے وسیع دروازے اُنپر کھولتا ہے اور پہلے جنموں کے نیک عملوں کا اجر ان کو یہ دیتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب تنعم پا کر اور نفس امارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثریٰ میں جا پڑیں اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ بھرا ہوا ہے کہ میرے ہاتھ میں جسقدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہے یہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے وہ کیا کچھ نفس امارہ کی پیروی نہیں کریگا لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دارالجزا نہیں ہے بلکہ دارالابتلا ہے اور جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمایش کے دیا گیا ہے تا یہ ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طور پر اسمیں تصرف کرتا ہوں کوئی ایسی شے نہیں ہے جو میری ملکیت یا میرا حق ہو تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اس بات میں دیکھتا کہ اپنا تمام مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ غایت درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شکر کر سکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا اور بغیر کسی استحقاق کے مجھ کو ملا ہے غرض آریا لوگوں کے نزدیک خداتعالیٰ نہ رب العالمین ہے نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے۔

اب ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ برہمو سماج والوں کا معارف مذکورہ بالا کی نسبت کیا حال ہے، یعنے وہ ہر چہار صداقتیں کہ جو ابھی مذکور ہوئی ہیں برہمو لوگ اُن پر ثابت قدم ہیں یا نہیں سو واضح ہو کہ برہمو لوگ ان چاروں صداقتوں پر جیسا کہ چاہیئے ثبات اور قیام نہیں رکھتے بلکہ ان معارف عالیہ کے کامل مفہوم پر ان کو اطلاع ہی نہیں۔ اول خدا کا رب العالمین ہونا کہ جو ربوبیت تامہ سے مراد ہے برہمو لوگوں کی سمجھ اور عقل سے ابتک چھپا ہوا ہے اور وہ لوگ ربوبیت الٰہیہ کا دنیا پر اس سے زیادہ اثر نہیں سمجھتے کہ اُس نے کسی وقت یہ تمام عالم معہ اسکی تمام قوتوں اور طاقتوں کے پیدا کیا ہے لیکن اب وہ تمام قوتیں اور طاقتیں مستقل طور پر اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں اور خداتعالیٰ کو قدرت نہیں ہے کہ انمیں کچھ تصرف کرے یا کچھ تغیر اور تبدل ظہور میں لاوے اور ان کے زعم باطل میں قوانین نیچریہ کی مستحکم اور پایدار بنیاد نے قادر مطلق کو معطل اور بیکار کسیطرح کر دیا ہے اور ان میں تصرف کرنے کیلئے کوئی راہ اسپر کھلا نہیں اور ایسی کوئی بھی تدبیر اسکو یاد نہیں جس سے وہ مثلاً کسی مادہ حار کو اسکی تاثیر حرارت سے روک سکے یا کسی مادہ بارد کو اسکی برودت کے اثروں سے بند کر سکے یا آگ میں اسکی خاصیت احراق کی ظاہر نہ ہونے دے اور اگر اسکو کوئی تدبیر یاد بھی ہے تو صرف انہیں حدود تک جن پر علم انسان کا محیط ہے اس سے زیادہ نہیں یعنے جو کچھ محدود اور محصور طور پر کوائف و خواص عالم کے متعلق انسان نے دریافت کیا ہے اور جو کچھ تا دم حال بشری تجارب کے احاطہ میں آچکا ہے یہیں تک خدائی قدرتوں کی حد بست ہے اور اس سے بڑھ کر قدرت تامہ اور ربوبیت عامہ کوئی کام نہیں کر سکتی گویا خدا کی قدرتیں اور حکمتیں بکلی تمامی ہی ہیں جنکو انسان دریافت کر چکا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ کے مفہوم سے بکلی منافی ہے کیونکہ ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ وہ ہے کہ جو اس ذات غیر محدود کیطرح غیر محدود ہے اور کوئی انسانی قاعدہ اور قانون اُسپر احاطہ نہیں کر سکتا۔

نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت تمامی کا
خدائی قدرتوں کا حصر دعوٰے ہے خدائی کا

جاننا چاہیئے کہ جو امر غیر محدود اور غیر محصور ہے وہ کسی قانون کے اندر آہی نہیں سکتا کیونکہ جو چیز اول سے آخر تک قواعد معلومہ مفہومہ کے سلسلہ کے اندر داخل ہو اور کوئی جز اسکا اس سلسلہ سے باہر نہو اور نہ غیر معلوم اور نامفہوم ہو تو وہ چیز محدود ہوتی ہے اب اگر خداتعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ربوبیت تامہ کو قوانین محدودہ محصورہ میں ہی منحصر سمجھا جائے تو جس چیز کو غیر محدود تسلیم کیا گیا ہے اس کا محدود ہونا لازم آ جائیگا پس برہمو سماج والوں کی بھی بھاری غلطی ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں اور ربوبیتوں کو اپنے تنگ اور منقبض تجارب کے دائرہ میں گھسیڑنا چاہتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جو امور ایک قانون مشخص مقرر کے نیچے آ جائیں ان کا مفہوم محدود ہونے کو لازم پڑا ہوا ہے اور جو حکمتیں اور قدرتیں ذات غیر محدود میں پائی جاتی ہیں ان کا غیر محدود ہونا واجب ہے۔ کیا کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ اس ذات قادر مطلق کو اس اس طور پر بنانا یاد ہے اور اس سے زیادہ نہیں کیا اسکی غیر متناہی قدرتیں انسانی قیاس کے پیمانہ سے وزن کیجا سکتی ہیں یا اسکی قادرانہ یا غیر متناہی حکمتیں تصرف فے العالم سے کسی وقت عاجز ہو سکتی ہیں بلاشبہ اس کا پرزور ہاتھ ذرہ ذرہ پر قابض ہے اور کسی مخلوق کا قیام اور بقا اپنی مستحکم پیدائش کے موجب سے نہیں بلکہ اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے اور اسکی ربانی طاقتوں کے آگے بیشمار میدان قدرتوں کے پڑے ہیں نہ اندرونی طور پر کسی جگہ انتہا ہے اور نہ بیرونی طور پر کوئی کنارہ ہے جسطرح یہ ممکن ہے کہ خداتعالیٰ ایک مشتعل آگ کی تیزی فرو کرنے کے لئے خارج میں کوئی ایسے اسباب پیدا کرے جن سے اُس آگ کی تیزی جاتی رہے اسیطرح یہ بھی ممکن ہے کہ خداتعالیٰ اُس آگ کی خاصیت احراق دور کرنے کیلئے اسی کے وجود میں کوئی ایسے اسباب پیدا کر دے جس سے خاصیت احراق دور ہو جائے کیونکہ اسکی غیر متناہی حکمتوں اور قدرتوں کے آگے کوئی آن ہونی نہیں۔

(باقی آئندہ)

الندا من وحی السماء

یعنے

ایک زلزلۂ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوم[2]

(وحی الہی سے)

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولی کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہوگا چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علیم مطلق نے اس آیندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلادیگا دور نہیں ہے مجھے خدا عز و جل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے دو نشان ہیں انہیں نشانوں کی طرح جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کی طرح جو نوح نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد بھی بس نہیں ہے بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤنگا اور بس نہیں کرونگا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کرلیں اور جس طرح یوسف نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانے کے لئے درختوں کے پتے بھی نہ رہے اسی طرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا اور جیسا کہ یوسف نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی تھی اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائیگا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جاویگا۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ پھر کیوں لوگ احمدی جماعت میں سے طاعون سے کیوں مر گئے؟ پس یاد رہے کہ اب تک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون یا زلزلہ سے نہیں مرا جس نے عملی حالت کو محبت کامل اور قوت ایمان اور پوری صدق و صفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جس کو میں نے ان علامات کے ساتھ شناخت کر لیا ہو یا جس کو اس کے اس مرتبہ کی خبر دی گئی ہو۔ چونکہ لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہیں اور [illegible] ہیں جو ابھی کسی طرح کمزور ہیں اور ایسے بھی ہیں جو کسی ابتلا کے وقت ثابت قدم بھی نہیں رہ سکتے اور ایسے بھی ہیں جو تھوڑے سے امتحان میں پڑ کر مرتد ہونے کو تیار ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو یہ اقرار کرکے جھوٹے ہوتے ہیں جو ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کر لیا ہے حالانکہ ابھی وہ دنیا کے گند میں [illegible] ہیں ہرگز دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا دن رات مردار دنیا [illegible] غم و ہم میں گرفتار ہیں اور ان کی عملی حالت اس پر گواہی دے رہی ہے کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا ہرگز نہیں کیا لیکن امید رکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ یہ روحانی ترقی کریں گے غرض ممکن نہیں اور بالکل ممکن نہیں کہ جس شخص کو میں [illegible] کو بیعت میں داخل کرتا ہوں اور جس راہ پر میں [illegible] چاہتا ہوں اس پر مضبوط پنجہ مار کر پھر بھی کوئی شخص مورد عذاب الہی ہو۔ ان کمزوری کی حالت میں ان کیلئے طاعون سے فوت ہونا ایک شہادت ہے جو گناہ سے صاف کرکے انکو بہشت میں پہنچائے گی اور یہی خبر خدا نے مجھے دی تھی جس کو میں نے عام طور پر شایع کر دیا تھا مگر لوگوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس الہام میں تحریف کرکے اپنی طرف سے یہ شایع کیا کہ گویا میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مرید میرا گو اسکی عملی یا ایمانی حالت کیسی ہی ہو طاعون سے نہیں مرے گا تعجب ہے کہ ہمارے مخالف لوگوں میں افترا کی عادت کس قدر بڑھ گئی ہے اصل الہام یہ تھا جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہوگا طاعون کی موت سے بچائیگا۔ اور وہ یہ ہے۔

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون

یعنے جن لوگوں نے مجھے قبول کیا اور مجھ پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم اور قصور اور کسی نوع کی ایمانی یا عملی تاریکی یا نقص کے ساتھ مخلوط نہیں کیا وہ طاعون کے حملہ سے امن میں رہیں گے

پس وحی الہی سے کہاں سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ اپنے اندر کچھ نقص و ظلم رکھتے ہیں یا کوئی ایمانی کمزوری ہے وہ بھی اس وعدہ الہی کے نیچے داخل ہیں نعوذ باللہ من سوء الفہم و افراط الوہم میں ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اس جماعت میں داخل ہوئے تھے اور پھر مرتد ہو گئے اگر وہ اس جماعت میں رہ کر طاعون سے مر جاتے تو جلد باز اور ناواقف یہی کہتے کہ دیکھو اس جماعت کے یہ لوگ تھے جو طاعون سے مر گئے حالانکہ ان کے اندر ایک خبیث مادہ تھا جس کو خدا جانتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے اور وہ اس پھوڑے کی طرح تھے جو اوپر سے بہت چمکتا ہو اور اندر کچھ پیپ کے اور کچھ نہ ہو تاہم خدا تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائیگی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائیگی سو آخر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی [illegible] سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جو کیا گیا [illegible] طاعون کے نشان کو دیکھ کر لوگ [illegible] سے پیش آئے یہ [illegible] الشان زلزلہ کا ظاہر ہوا جس کی خبر آج سے قریباً ایک برس پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کی گئی تھی اور پہلے اشتہار میں لکھا گیا جو زلزلہ سے پانچ ماہ مہینے پہلے الہام عفت الدیار محلھا ومقامھا ہوا تھا۔ وہ مفصل سے لکھا گیا تھا بلکہ مئی ۱۹۰۴ء میں ان دونوں اخباروں میں خوفناک زلزلہ کی خبر شایع کی گئی تھی ساتھ اس کے یہ بھی الہام تھا کہ زلزلہ کا دھکا* اور عربی میں مذکورہ بالا الہام کا مفہوم یہ تھا کہ اس زلزلہ سے مکانات جو بطور سرائے کے ہونگے یا جو مستقل طور پر سکونت کے مکانات ہوں گے وہ حادثہ زلزلہ سے نابود ہو جائیں گے ان کا نام و نشان نہ رہیگا اور پھر اشتہار الوصیت میں زلزلہ سے پہلے شایع کیا گیا تھا کہ موتا موتی کا واقعہ آنیوالا ہے جس سے شور قیامت برپا ہوگا غرض اے ناظرین آپ صاحبان بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو مہینے الحکم اور البدر میں شدید زلزلے کے بارے میں آج کی تاریخ سے

*نوٹ۔ زلزلہ شدہ کی نسبت ان دونوں اخبارات میں زلزلہ سے بہت مدت پہلے یہ الہام بھی شایع ہو چکا ہے کہ جو کہ دینے والی خبر۔ اور اس زلزلہ کی نسبت بامین احمدیہ اور سبز اشتہار میں یہ وحی شایع ہو چکی ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یعنے ہمارے روبرو اور ہمارے ساتھ کشتی طیار کر۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں مجھ سے بات نہ کر کہ ان سب کو غرق کرونگا۔ منہ

ایک برس پہلے شایع کی تھی وہ کس زور سے پوری ہوئی۔ اور جو سخت حادثے کانگڑہ اور بھاگسو اور پالم پور اور سجانپور تیرہ اور ڈلہو اور دھرمسالہ وغیرہ میں ہوئے انکی تفصیل کی اس جگہ حاجت نہیں یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے دلوں پر بہت اثر ہونا چاہئے تھا مگر میں نے سنا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاہور اور امرتسر میں اس پر بھی بہت سا ٹھٹھا کیا گیا خاص کر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس ٹھٹھے سے بہت سا حصہ لیا اور رد کے طور پر لکھا کہ ایسے زلزلے ہمیشہ آتے ہیں اور جاپان میں بہت زلزلے آتے ہیں اس شخص نے دیدہ و دانستہ سچائی کا خون کرنا چاہا ہے یہ تو سچ ہے کہ دنیا میں کوئی نئی بات نہیں نوح کے طوفان تک کا بھی پہلے ایک نمونہ گذر چکا ہے مگر خدا تعالیٰ جب کسی ایسے شدید حادثہ کی قبل از وقت خبر دے جو اس ملک کے رہنے والے اسکو ایک معمولی بات نہ سمجھتے ہوں اور ایک ان ہونی خیال کرتے ہوں اور اپنے ملک میں ان کے باپ دادوں نے اسکی نظیر نہ دیکھی ہو اور ایسا امر ان کے ملک میں ظاہر ہونا ان کے خیال و گمان میں بھی نہ ہو اور پھر وہ امر واقع ہو جاوے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے تو پھر بھی اسکو معمولی بات سمجھنا اگر [illegible] نہیں تو اور کیا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اس درجہ کا تعصب رکھنے والے اور دانستہ حق کو چھپانیوالے دنیا میں بہت کم ہوں گے شاید ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اس اپنی سیرت میں لاہور میں ایک ہی ہوں یا چند آدمی جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں ان کے ہم مشرب ہوں

بہرحال

جبکہ پہلی پیشگوئی کو ڈرنے والے دل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا اور مجھکو بقول پیسہ اخبار ایک دوکاندار یا افترا کے کاموں کا تاجر قرار دیا گیا ہے تو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب دوسرا نشان دکھا دے تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو اور تا توبہ کرنے والے توبہ کرلیں اور تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کی چھتوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگا دیں اس وقت بجز توبہ اور کیا علاج ہے۔ اس آنیوالے حادثہ کیلئے کوئی ٹیکا بھی تجویز نہیں ہو سکتا جس سے تسلی ہو۔ پس میں محض خیر خواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ کم سے کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور

[2] [illegible] بھی ایک پیشگوئی ہے اور جو زلزلہ ہو چکا ہے۔ اسلی یہی پیشگوئی ہے جو قرآن شریف کی صداقت کا ایک نشان ہے۔ یہ پیشگوئی زلزلہ کی ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کی وحی الہی کی بنا پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خطرناک زلزلہ صرف ایک نہیں۔ غالباً اس کے بعد کئی [illegible]

... سے دستکش ہو جانا چاہیے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہو۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ کریم و رحیم ہے دوسروں کی نسبت اس پر رحم کریگا۔* بشرطیکہ شریر جماعتوں کے ساتھ اس کا پیوند اور تعلق نہ ہو۔ خوب یاد رکھو کہ جن قوموں کو خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے عذاب میں مبتلا کیا تھا جیسا کہ نوح کی قوم اور فرعون کی قوم اور لوط کی قوم وہ اس لئے ہلاک نہیں کیگئی تھیں کہ محض مذہبی اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں کیوجہ سے ہلاک کیگئی تھیں نوح کی قوم نے نہ صرف حضرت نوح کو مفتری سمجھا بلکہ دن رات ٹھٹھا ہنسی انکا پیشہ ہو گیا اور فرعون اور اسکی قوم نے پہلے سے زیادہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا شروع کیا اور لوط کی قوم نے فسق و فجور میں جہاں تک نوبت پہنچائی اور جب انکو سمجھایا گیا تو لوط اور اس کے اصحاب کی نسبت انہوں نے اپنے رفیقوں کو وہ کہا جو قرآن شریف میں درج ہے اور وہ یہ ہے اخرجوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون یعنی ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے باہر نکالو یہ تو طہارت اور تقوے میں بھرتے ہیں یعنے ہمارے مخالف ہیں اور باتیں لوگوں کو سمجھتے ہیں پس خدا کا غضب انہیں تو موہیر ہوگا۔ اور ان کو صفحہ زمین سے ناپدید کر دیا

پس کیا تم ان لوگوں سے زیادہ سخت ہو۔ یا تمہارے پاس خدا تعالیٰ سے مقابلہ کا کچھ سامان موجود ہے اور انکے پاس موجود نہ تھا۔ اور یا تم عذاب سے بری کئے گئے ہو۔ اور یا خدا تعالیٰ میں اب وہ عذاب دینے کی قوت نہیں جو پہلے تھی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آنیوالے نشان کے بعد جو مجھکو قبول کریگا اس کا ایمان قابل عزت نہیں۔ جنکے کان ہیں سنیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ پس جب ایک انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہو جاتی ہے۔ اور ہولناک سزا دیتی ہے پھر خدا کا غضب کیسا ہوگا۔ پس توبہ کرو۔ کہ دن نزدیک ہیں۔ اور اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الٰہی ہوئی ہے اس جگہ میں اسکو معہ ترجمہ لکھہ کر اس اشتہار کو ...... ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

بخور آنچہ ترا بخور انم۔

لک درجة في السماء وفي الذين هم يبصرون۔

نزلت لک۔

لک نري آيات ونهدم ما يعمرون

قل عندي شهادة من الله فهل انتم مومنون مكفعت عن بني اسرائيل ان فرعون وهامان وجنودهما كانوا خاطئين۔ اني مع الافواج اتيك بغتة

یعنے جو کچھ میں تجھے کھلاتا ہوں۔ وہ کھا۔ تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے۔ اور نیز انمیں ایک درجہ ہے۔ جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور میں تیرے لئے زمین پر اترونگا۔ تا اپنے نشان دکھلاؤں ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے۔ اور وہ عمارتیں جنکو انسان بناتے ہیں۔ یا آیندہ بنائیں گے۔ گرا دینگے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہوں گے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گرا دیں گے۔* اور پھر فرمایا ہے کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤنگا اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے اسطرح وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کر دونگا کہ فرعون یعنے وہ لوگ جو فرعون کی خصلت رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنے فرشتوں کے ساتھ نشانوں کو دکھلانے کیلئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنے اسوقت جب اکثر لوگ بادشیرے کر رہے گے اور ہنسی اور ٹھٹھے میں مشغول ہوں گے اور بالکل بیخبر کام سے بےخبر ہوں گے۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کرونگا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اسکو راضی کریں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور تواب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شایع کی گئی تھی اگرچہ اسوقت تک اس خارق عادت بات کیطرف ذہن منتقل نہو سکا۔ لیکن اب ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو اسوقت نظر سے مخفی رہ گئیں چنانچہ پہلی پیشگوئی انمیں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے جسکی عبارت یہ ہے۔

فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها اليس الله بكاف عبده فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا والله موهن كيد الكافرين

یعنے خدا اپنے اس بندہ کو ان تہمتوں اور بہتانوں سے بری کریگا جو اسپر لگائے جاوینگے وہ خود اپنے بندہ کیلئے کافی ہے پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کریگا تو اسکو پارہ پارہ کر دیگا اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہیں گے ان کے سب کمر سست کر دیگا۔ اب چونکہ انہیں دنوں میں مخالف لوگ طرح طرح کی تہمتیں لگانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ نے زلزلہ شدیدہ کی مجھے ایک برس پہلے خبر دی چنانچہ مطابق اسکے پہاڑوں پر زلزلہ سے سخت آفت آئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسجگہ پہاڑوں کے پارہ پارہ کرنے سے مراد یہ زلزلہ تھا جسکی اخبار الحکم وغیرہ میں ایک برس پہلے خبر دیگئی۔ دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔

پر میں اپنی چمکار دکھاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولوا العزم۔ اسجگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کیطرح صبر کر۔ فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو انہیں پاش پاش کر دیگا۔ قوة الرحمان لعبيد الله الصمد۔

عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جاویگا پس خدا تجھے بری کرنے کیلئے ایک نشان دکھلائیگا اور وہ یہ ہے کہ پہاڑ پر اسکی تجلی ہوگی وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیگا یہ خدا کی قوت سے ہوگا تا وہ اپنے بندہ کیلئے نشان دکھاوے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ اور پھر رسالہ آمین میں جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا تھا یہی خبر نظم میں دیگئی تھی۔ اور وہ شعر یہ ہیں۔

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتادی
فسبحان الذي اخزى الاعادي

اب سنو اے عزیزو! کہ آج میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔* اب چاہو ٹھٹھا کرو اور گالیاں دو تہمتیں لگاؤ اور مفتری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو۔ میں نے قبل از وقت بتا دیا۔ اے بد قسمتو تم آنے والے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے خدا برحق ہے اور اس کے وعدے برحق۔

والسلام على من اتبع الهدى

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء

---

* درحقیقت اس زمانہ میں اس عادت اللہ کی مثال ڈپٹی عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام ہیں۔ عبداللہ آتھم پیشگوئی کو سنکر کوئی شوخی نہیں دکھلائی تھی بلکہ روتا رہا۔ اسلئے خدا نے جو رحیم و کریم خدا ہے اسکی میعاد میں تاخیر ڈالدی۔ جیساکہ پہلے الہام میں اسکا وعدہ تھا۔ مگر لیکھرام نے شوخی دکھلائی۔ اور پیشگوئی کو سنکر بدزبانی میں بڑھ گیا اور مجلس میں گالیاں دینا اپنا شیوہ اختیار کر لیا۔ اس لئے غیور خدا نے اسکی اصلی میعاد بھی پوری نہ ہونے دی۔ اور ابھی پانچ ہی برس گذرے تھے جو اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اور وہی زبان کی چھری دوسرے رنگ میں اسکو لگ گئی۔ منہ

* پہلے اکثر مسلمان جو اپنی غلط فہمی سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتار رہے تھے وہ بات صحیح تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح ہو کر آنیوالا یہی راقم تھا۔ لیکن ان لوگوں کا کچھ قصور نہیں کیونکہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے سمجھنے کرنے میں عوام تو کجا طرف بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ گو بعد اس کے پیشگوئی کے وقوع کیوقت معنی کھل جاتے ہیں۔ منہ

* یہ فقرہ روحانی اور ظاہری دونوں معنی رکھتا ہے۔ اسکے یہ بھی معنے ہیں کہ بداندیشیوں اور منصوبوں کی ... بے جو ہستے تکوان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے پس سوچو اور زبان کو نا کلمات بازو۔ منہ

میرے لاہور میں دو تین دن

الحکم کے ناظرین کیلئے مندرجہ بالا عنوان بالکل نرالا ہے اور شاید سرسری نظر سے بعض بزرگ بھی خیال کریں کہ ایڈیٹر الحکم کا لاہور جانا اور وہان دو تین دن رہنا کونسی ایسی نرالی اور انوکھی بات تھی جس پر ایک قومی اخبار کے قیمتی کالم لینے کی ضرورت پڑی لیکن میں ایسے محترم احباب کی خدمت میں بادب سے عرض کرونگا کہ وہ اسے پڑھ لینے کے بعد جو چاہیں کہیں۔ ایڈیٹر۔

بظاہر میرا لاہور جانا اور وہان دو تین روز قیام کرنا میرے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ لیکن اس مرتبہ میرا لاہور جانا فی الحقیقت ایک نئی بات تھی اور لاہور کی حالت بھی میرے لئے بالکل پہلے سے نرالی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے اس سفر کی کچھ باتیں ناظرین کو سنانی چاہی ہیں۔ اور لاہور ہی میں بیٹھ کر مجھے یہ لکھنی پڑی ہیں۔

الحکم کے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **زلزلہ** کے عظیم الشان اور ہیبت ناک نشان کے ظاہر ہونے کے بعد ایک اور زور آور حملے کے اعلان کا ارادہ فرمایا تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر فرمایا تھا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تھے کہ وہ اعلان اسقدر کثرت سے شایع ہو کہ قریباً ہر شخص کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو خبر ہو جاوے۔ اس اشتہار کا سردست سولہ ہزار چھپوانا تجویز ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت اللہ تعالےٰ کی طرف سے مزید اطلاع کے سننے کے منتظر تھے تا کہ کامل طور پر اعلان کیا جاوے لیکن غالباً الحکم کے ناظرین کے لئے یہ بات ضرور ایمان کے بڑھانے والی ہوگی جب وہ یہ معلوم کرینگے کہ حضرت اقدس نے آخر یہ سوچا کہ مبادا اس امر میں ابھی کوئی تاخیر ہو اور ہم اس تبلیغ کے کام میں آیندہ وحی کا انتظار کریں اور خدا تعالےٰ کا عذاب نازل ہو جاوے اور دنیا تباہ ہو جاوے اسلئے بہتر ہے کہ جسقدر اطلاع ہم کو مل چکی ہے وہ لوگوں کے کان تک پہونچائی جاوے شاید کوئی سعادت مند فایدہ اٹھائے۔

اللہ! اللہ! کس قدر **رحم** اور شفقت علیٰ خلق اللہ آپ کی فطرت میں موجود ہے اور کسقدر جوش تبلیغ حق کیلئے آپ کے دل میں بھرا ہوا ہے۔ ولنعم ما قال

حلم است ز آسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

تبلیغ کے لئے اسقدر جوش اور خدا تعالیٰ کے دین کے لئے غیرت کبھی کاذب کو دی ہی نہیں جاتی اور تصنع اور تکلف میں استقلال اور دیرپائی ہو ہی نہیں سکتی۔ **فاصدع بما تؤمر** جو ایک عرصہ دراز پہلے کا الہام حضرت مسیح موعود کو ہو چکا ہے اسکی سچائی میں ان لوگوں کو جو قادیان سے دور رہتے ہیں کیونکر دکھاؤں۔ افسوس یہ ہے کہ الفاظ اس کیفیت کا مرقع نہیں دکھا سکتے جو آپ کی حالت اور ہیئت سے پائی جاتی ہے۔

۱۷- اپریل ۱۹۰۵ء کو ظہر کی نماز ادا کرنے سے پہلے آپ نے آکر ذکر کیا کہ "میں چاہتا ہوں وہ اشتہار جلد شایع ہو جاوے اور اس حادثہ سے پہلے لوگوں کو خبر ہو جاوے" حضرت اس قسم کا ذکر کر رہے تھے کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی پہونچ گیا۔ آپ نے ذرہ نوازی کی اور اسے خطاب کر کے فرمایا "میں نے وہ اشتہار لکھنا شروع کر دیا ہے اور آج ختم کر دونگا۔ اسواسطے وہ بہت جلد شایع ہونا چاہئے"۔ جس پر میں نے عرض کیا کہ حضور جلدی ہو جاویگا۔ اس کے بعد حضور نے آپ ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ادنیٰ خادم ایڈیٹر **الحکم** کو ہی لاہور پہونچ کر اس اشتہار کی طبع اور تقسیم کے کام کے لئے منتخب فرمایا۔ میں اپنی خوبی طالع اور بیداری بخت پر جسقدر ناز کروں وہ کم ہے اس لئے کہ خدا تعالےٰ کے اپنے ہاتھ سے معطر کئے ہوئے مسیح اور برگزیدہ رسول نے اسے اپنے کام کے لئے **منتخب** کیا اور اہل سمجھا جو اسکی تبلیغ کو دنیا

کے کناروں تک پہونچانے کا ذریعہ ہے

میرے دل کا حال نہ پوچھو کہ وہ مسرت اور خوشی سے بھرا ہوا تھا اور اندر ہی اندر میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا تھا اور میرے سر میں وہ صدا گونج رہی تھی جو آج سے قریباً دس سال

پیشتر الحکم کے وجود سے بھی پہلے گونجی تھی

لاجرم قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اس کے بعد حضرت حجۃ اللہ نے نماز ادا کی اور بعد نماز اس اشتہار کو لکھنا شروع کیا۔

۱۸ کو علی الصباح ہی میں نے در دولت پر جا کر بذریعہ عریضہ اشتہار کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے کہلا بھیجا کہ "بیٹھ جاؤ میں لکھ رہا ہوں ابھی مکمل کر کے دیتا ہوں"۔ میں کوئی ادھ گھنٹہ بیٹھا ہونگا جو خود حضرت تشریف لے آئے۔ وہ وقت میرے لئے عجب سعادت کا وقت تھا میں

تھا اور میرا محبوب و مولا آقا

آپ ایک روش پر ٹہل رہے تھے اور میں بھی ساتھ ہی ساتھ اپنی **بیداری بخت** پر الحمد للہ کہتا تھا مجھے فرمایا

"میرا اصل منشاء یہ ہے کہ بہت ہی جلد لوگوں کو اس عذاب سے جو آنیوالا ہے خبر ہو جاوے تا کہ انہیں جو سعید ہیں تبدیلی کا موقع مل جاوے۔ میں دیکھتا ہوں کہ سخت عذاب آنے والا ہے رات بھی مجھے ایک شدید زلزلہ دکھایا گیا ہے ایسا زلزلہ کہ جس سے زمین روئی کے گالوں کیطرح اڑتی نظر آئی۔ خدا کا شکر ہے کہ اوسنے ہمیں کچھ ضرر نہیں پہونچایا۔ مگر میں نے سخت زلزلہ دیکھا ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ اشتہار شایع ہو جاوے اور اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ آپ + لاہور چلے جاویں اور اسکو وہاں ہی چھپوا کر شایع کریں ایک فہرست میں خود بنا کر دونگا جن کو تقسیم کیا جاوے ہاں یہ ضرور کیا جاوے کہ اسکی کاپی یہاں لکھوا کر مجھے دکھلائی جاوے تا کہ میں اسے درست کر دوں"۔ پھر پوچھا کہ کس وقت تک کاپی طیار ہو سکتی ہے میں نے عرض کی کہ ظہر تک امید ہے انشاء اللہ ہو جائیگی۔ جس پر آپ نے اظہار خوشنودی فرمایا اور اشتہار مجھے دیکر آپ تشریف لیگئے۔

اس بات کی تفصیل کی ضرورت نہیں کہ وہ اشتہار کس طرح ظہر تک طیار ہوا۔ بہرحال ظہر تک کاپی طیار ہو گئی حضرت نے اصلاح فرما دی اور درست ہونے کے لئے دی۔ اس کے بعد ایک اور امر ہے جس کو میں ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز کے قریب میں حضرت مولانا المکرم مولوی محمد علی صاحب سے اشتہار کی اشاعت اور اسکے اخراجات کے متعلق مشورہ کر رہا تھا اور آخر وہ تجویز ہوئی۔ جو بذریعہ کارڈ مولوی صاحب موصوف نے احباب متعلقین کو لکھی ہے۔ مغرب کی نماز پڑھ چکنے کے بعد میں نے پھر اطلاع دیدی کہ صبح میں لاہور جاؤنگا فہرست دی جاوے فرمایا میں فہرست بھیجے دونگا

اگر کاپیاں درست ہو چکی ہیں تو مجھے پھر دکھاؤ۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ اسپر کسقدر خرچ آئیگا"

یہ فقرہ جو جلی قلم سے لکھا گیا ہے میں اسپر ناظرین کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ یہ وہ وقت تھا کہ ہر شخص بالطبع آرام کرنا چاہتا ہے اگر صبح کو بھی آپ کا بیان لکھنے کا منشاء ظاہر فرماتے تو بھی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ وہ لوگ جو قرآن شریف پر نظر کرتے ہوئے دوکاندار یا تاجر کہتے ہیں وہ اس مستعدی اور جوش کا اندازہ کریں اور سچ تو یہ ہے کہ وہ اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق
نگردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم

آپ نے آرام کو چھوڑ کر کاپیوں کو منگوا کر پھر پڑھنا شروع کیا۔ موسم کی یہ حالت باغ میں مچھر اور پتنگے بیٹھنے نہیں دیتے مگر یہ خدا کا نور اور جری لالٹین جلائے نوع انسان کے درد سے بھرا ہوا دل پہلو میں لئے بیٹھا۔ اسوقت کی دوڑ دھوپ میں بے اختیار مجھے سرور ہوتا تھا اور میں یہ شعر پڑھتا تھا

دریاب کہ عاقلی بشتاب کہ ما حیدلی
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

الغرض کاپیاں پڑھ کر آپ نے مجھے واپس فرمائیں۔ اور میں تیاریٔ سفر کے لئے واپس گھر پر آیا اور ۱۹- کی صبح کو ۳ بجے کے قریب دارالامان سے لاہور کو روانہ ہوا۔

(راستہ اور لاہور کے دلچسپ حالات سننے کے لئے ناظرین اگلی اشاعت کا انتظار کریں)

باقی آیندہ

+ فٹ نوٹ۔ یہ آپ کا اخلاقی معجزہ ہے اور تہذیب کلام کا نمونہ ہے کہ آپ ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کو بھی تو سے خطاب نہیں کرتے ایڈیٹر۔

نشان زلزلہ قہری اخبار کیا کہتے ہین

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

لاہور مین قیامت خیز زلزلہ

ایسے زمانہ مین جبکہ انسانون مین خود غرضی عیاشی اور بدکاری کا زور ہو اور ایک انسان دوسرے انسان کا خون پینا اپنے خیال مین کوئی گناہ نہ سمجھتا ہو بلکہ ریاکارون اور خود غرضون کو ہوشیاری و دانائی کے خطاب لوگون کیطرف سے دیئے جاتے ہون ـ اور ایمانداری ، راستبازی خدا پرستی کا صرف نام ہی رہگیا ہو ـ خدائی جلال کا کرشمہ نظر آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے ـ کہ ہمارے گناہون کی حد گذر چکی ہے ـ اور وقت آگیا ہے کہ سارے انسان گناہون سے توبہ کرین اور راستی و حق پرستی کو اپنی زندگی کا مقصد بناوین ـ

۴ ـ اپریل کی صبح کو وقت ۶ بجے ۶ منٹ جبکہ بہت سے غافل انسان بسترون پر پڑے اونگہہ رہے تھے اور چند خدا کے بندے اپنے معبود حقیقی کی بارگاہ مین عجز و نیاز سے سجدہ کر رہے تھے کہ یکایک خفیف سا زلزلہ محسوس ہوا ہر شخص نے سمجھا کہ معمولی زلزلہ ہے اور ابھی ختم ہو جاویگا کہ فوراً زلزلہ نے ہیبتناک جوش اور صورت اختیار کی ـ بڑے بڑے مکانات ہل ہل کر گرنے لگے ـ دروازے آپس مین ٹکرانے لگے ـ چھتون اور دیوارون سے دل ہلا دینے والی گڑگڑاہٹ کی آواز نکلنے لگی ـ جو جہان تہا ششدر و حیران رہگیا ـ عورتین اور بچے زور سے چیخنے چلانے لگے ـ ہر شخص اپنی اپنی جان کے فکر مین پڑگیا ـ بہت سے لوگ معہ اپنی بیوی اور بچون کے گہرون سے نکل باہر میدانون مین کھڑے ہوگئے زلزلے کے دو زبردست جھٹکے ایسے سخت اور غضبناک تھے کہ بڑی بڑی مضبوط عمارتین پاش پاش ہونے پر تیار ہوگئین ـ چڑیان اور دوسرے جانور اپنے گھونسلون کو چھوڑکر آسمان پر اڑنے لگے ـ چلتی ہوئی بیل گاڑیان ادہر ادہر ہلنے کہلنے لگین ـ اگر ایک جھٹکا اور ہو جاتا تو سارا لاہور معہ انسانون و حیوانون کے برباد و تباہ ہو جاتا ـ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس قیامت خیز زلزلہ کو بند ہو جانے کا حکم دیدیا ـ اس ہیبتناک موقعہ پر تمام ہندو و مسلمانون کی زبان سے رام رام ، اللہ اللہ اور "توبہ ہے توبہ ہے" کے کلمات نکل رہے تھے ـ یہ زلزلہ مسلسل ۲ منٹ رہا ہوگا ـ مگر شہر لاہور مین سینکڑون پختہ مکانات مسمار ہوگئے ڈبی بازار مین مکانات کے علاوہ سنہری مسجد کے دو مینار گر گئے ـ وزیر خان کی مسجد کے ایک حصہ کو بھی نقصان پہنچا ـ ہندو و مسلمانون کے ۲۴ زن و مرد و بچون کے ہلاک ہونے کی خبر کوتوالی لاہور مین پہنچی ـ زلزلہ تھم جانے کے بعد تمام لوگ حیرت زدہ و دیوانہ وار اپنے عزیزون بلکہ ناواقف اشخاص سے خیر و عافیت دریافت کرتے پہرتے تھے اور جن جن مقامات کو نقصان پہونچنے کی خبر ملی وہان بہاگے چلے جاتے تھے ـ ریلوے اسٹیشن لاہور کے فسٹ کلاس ریفرشمنٹ روم اور ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کو سخت صدمہ پہونچا اور دونون عمارتون کی چھتین گر پڑین ـ گرجون مندرون اور بڑے چھوٹے قریباً تمام مکانات کو ضرر پہونچا ہے ـ میونسپل کمیٹی کا ٹاؤن ہال قریب قریب کے بالکل ناکارہ ہوگیا ـ چھت گرکر نیچے آ پڑی ـ مارکیٹ کی دیوارین پھٹ گئین ـ گرسٹل ہائڈنگ کے قریب پرانی انارکلی مین ایک بڑی عمارت کو سخت صدمہ پہنچا ـ انارکلی تہانہ کی ڈیوڑھی پھٹ گئی ـ مگر شکر ہے بالکل گری نہین ـ ورنہ حوالات کے اندر جو دو اسامیان تھین ہلاک ہو جاتین ـ الائنس بنک شملہ کے مقابل سلیم بلڈنگ کو جو مستری محمد بخش کی ملکیت ہے کئی مقامات پر نقصان پہونچا ـ انارکلی بازار مین ایک حلوائی کی دوکان کی چھت گر پڑی ـ موری دروازہ کے باہر اور پنجاب نیشنل بنک کے متصل چار پانچ چھکڑے تہ و بالا ہوگئین جس سے ایک بازاری عورت کی کمر ٹوٹ گئی ـ اور اسکے ساتھی کے سر کو ضرب پہنچین شہر مین ۲۴ آدمیون کے علاوہ اور بھی کئی جانون کا نقصان سنا جاتا ہے ـ چھتین تو سینکڑون دیوارین گرگئین لاہور کے مشہور کارخانہ پیسہ اخبار کی عالی شان عمارت کو بھی کئی جگہہ سے سخت نقصان پہونچا ـ شکر ہے کہ ابھی کارخانہ کھلا نہین تہا ـ ورنہ ممکن تھا کہ کئی آدمیون کی جانون کا نقصان ہوتا ـ

(پولیس ایڈوکیٹ)

قیامت خیز زلزلہ

۴ ـ اپریل بروز منگل علے الصباح قریباً سوا چھہ بجے ایسا سخت زلزلہ آیا الاماں ـ دفعۃً مکان گرنے شروع ہوگئے ہندو سر رام سر رام اور مسلمان یا اللہ خیر یا اللہ خیر پکارنے لگے ـ اور بموجب ارشاد آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ جب قیامت آئیگی کوئی نفس کسی نفس کو نہین بچاسکیگا ـ واقعی اسکی نظیر ان تین منٹون مین پائی گئی کہ باپ بیٹے کو اور بیٹا ماں باپ کو نہین بلا سکا ـ بس یہی معلوم تہا کہ اب بہی گئے اور اب بہی گئے ـ اور اسپر خطرناک توقعہ کہ وہ مکان آ پڑا یہ آ پڑا ـ دھڑم دھڑم ـ توبہ ـ جب وہ وقت یاد آتا ہے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین ـ دل کانپ کانپ اٹھتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب بہی پہونچا کہ آیا ہوا ہے ـ ذرا سی ہوا کے چلنے سے جان سہم جاتی ہے ـ افسوس کہ وہ لوگ جو عمارت بنانے کیلئے بنیاد رکہنے کے سوقت کسی غریب کی زمین ایک ادھ گز غبن کرجایا کرتے ہین ـ اسوقت پکار رہے تھے کہ یہ مکان کوئی سمبہال لے اور ہمین نکال کر ایسی جگہہ پہونچادے جہان امن ہو ـ گویا اسوقت مکان سے بہی بیزار تہے مگر سوائے اس مالک کے کون بچا سکتا تہا ـ اللہ کی قدرت کہ بڑی بڑی پختہ عمارتین اور عالیشان مکانات جو سالہا سال سے ہر ایک فتنہ سے محفوظ تہے چشم زدن مین گر گئے ـ جو بچے رہے ـ وہ پھٹ گئے کوئی ہی ایک آدھ شاید ایسا مکان نکلیگا جو آفت ناگہانی سے بچا ہو ـ ورنہ تمام مکانات پہٹے پڑے ہین ـ بڑی بڑی عالیشان یورپین کوٹہیان پھٹ گئین ریلوے اسٹیشن امرتسر کا بیرونی حصہ گر گیا ـ خیر الدین کی مسجد کے منار آ پڑے ـ گھنٹہ گھر کا اوپر کا حصہ قریباً دو گز کے آ پڑا ـ علاوہ اسکے بہت سی جاہین بھی اسکی پھٹ چڑ گئین ـ اور یہ ہولناک زلزلہ صرف امرتسر پر ہی نازل نہین ہوا ـ بلکہ تمام پنجاب ہندوستان مین سے کوئی بہی شہر اس سے بچ نہین سکا ـ لاہور مین بڑا سخت نقصان ہوا ـ بادشاہی مسجد تک کے منار جو قریباً چار ساڑھے چار سو سال سے قائم کہڑے تھے ـ اور اس اثنا مین سینکڑون زلزلے اندہیان دیکھہ چکے تھے ـ بچ نہ سکے ـ سنہری مسجد کا بڑا نقصان ہوا ـ ریل کے کارخانہ کی دیوارین پہٹ گئین ـ اور آہنی شہتیر اپنی جگہہ سے ہلکر چھت کا ایک حصہ ٹیڑھا ہوگیا ـ بالکر شاپ تمام پھٹ کر ناکارہ ہوگیا ـ ریلوے سٹیشن کے اکثر کمرے گر گئے ـ ریفریشمنٹ کو سخت صدمہ پہنچا ـ نیا پلیٹ فارم جو شمال کیطرف ہے اسکی دیوڑہی گر گئی ـ مسجد وزیر خان کے شمال مغربی منار کو صدمہ پہونچا ـ ڈاکخانہ ٹون ہال کو شدید نقصان پہونچا ـ اکثر جاہین تباہ ہوگئین ـ

لودہیانہ مین بہی اسی قسم کا زلزلہ آیا ـ یہی حالت سیالکوٹ کی ہوئی ـ مدراس مین بہی سخت نقصان ہوا ـ شملہ مین ۳ منٹ تک ڈولتا رہا ـ گرائسٹ چرچ کا گرجہ نیز گرینڈ ہوٹل کی عمارت بہی خستہ ہوگئی ـ جان و مال کا بہت نقصان ہوا ـ کوہ مسوری پر بہی ۳ منٹ مین سخت تباہی آئی مال و جان کے نقصان کا ابہی اندازہ نہین لگا ـ توبہ ـ بٹیالہ مین مارے ڈر کے لوگ بہاگ گئے ـ عمارتین مسمار جاہین تباہ ـ ترنتارن ضلع امرتسر مین سخت نقصان ہوا بہت سی جاہین بنگلے نیچے آکر دب کر مرگئے ـ پٹھانکوٹ مین نہایت سخت زلزلہ آیا ـ دہرم سالہ کا تمام سٹیشن بہی برباد ـ سخت کہرام مچا ہوا ہے ـ لاہور مین تین سولین ایک اگزیکٹو انجنیر بہی دب کر مرگئے میم صاحبات و بچون کا بہی سخت نقصان ہے ـ کسولی انبالہ مین بہی سخت زلزلہ آیا ـ تمام مکانات مسمار ہوگئے ایک جہونکے کے ساتھ ہلگئے اور دوسرے دہم سے آ پڑے تیسری جہونکے نے لوگون کی ملک الموت سے جا آنکہین کردین ـ غرضکہ فیروزپور ـ ملتان جالندہر ـ کپورتھلہ ـ حصار ـ ہانسی ـ منٹگمری وغیرہ جدہر دیکہو یہی حال پکار رہا ہے جو مین تحریر کر رہا ہون جسقدر مختلف اضلاع سے خطوط آرہے ہین کسی مین بہی یہ نہین لکہا ہوا کہ ہمارے ہان کچھ کم زلزلہ آیا بس یہی تحریر ہے کہ ہمارے شہر کا فلان فلان حصہ مسمار ہوگیا ہے ـ اتنے آدمی مرگئے ہین الامان ـ سب سے زیادہ اثر اسکا سرینگر اور ڈیرہ دون اور دہرم سالہ کوہ کانگڑہ پر پڑا ـ یعنی دہرم سالہ چھاؤنی پر جو قریباً پانچسو کے سوار مقیم تھے بسبب پھٹ جانے پہاڑ کے قریباً تین سو کے مرگئے ـ جو بچ رہے وہ سسکتے ہین ـ علاوہ ان کے اور بہت سا نقصان ہوا ـ ڈیرہ دون کی یہ حالت ہے کہ اسقدر مکانات گرے اور لوگ نیچے دب کر مرگئے ہین کہ کوئی لاش اٹھانیوالا میسر نہین آتا ـ حضور کمشنر صاحب تشریف فرما ہین اور آپنے حکم دیا ہے کہ نہایت آرام کیساتھ لاشین نکالی جاوین اور دفنائی جلائی جاوین ـ یہی حال سرینگر کا سننے مین آیا ہے ـ بلکہ ایک تار سے اسقدر پتہ لگا ہے کہ کشمیر تباہ ہوئی پڑی ہے تار سے واضح ہوا ہے کہ کشمیر مین ایک دن پہلے یعنے ۳ ـ اپریل پیروار کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ آنا شروع ہوا ـ اور ۴ ـ اپریل کو صبح کے ۶ بجے تباہی آئی ـ اللہ اپنا فضل کرے ـ یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے ـ کہ بیماری آئی تو ایسی کہ ادہر آدمی بیمار ہوا ـ ادہر چلتا ہوا ـ اگر کوئی بہوٹے سے خبر پرسی کو آگیا ـ تو وہ بہی وہین چت ـ سردی ایسی پڑی کہ اسکی نظیر پیشتر کئی سالون مین نظر نہین آئی ـ اب اگر پہونچا آیا تو ایسا کہ خدا کی پناہ ـ دنیا کے تباہ ہونے مین کوئی کسر باقی نہ تھی ، وہ لوگ جو کہا کرتے تہے کہ خدا کیا ہے ـ یہ سب زمانہ کی بات ہے ـ بے اختیار حواس باختہ پناہ مانگتے تھے ـ اور اپنے کئے پر پچتا رہے تھے ـ بعض کا قول ہے کہ رات کے ۲ بجے سے زلزلہ محسوس ہو رہا تہا ـ سوا چھہ بجے کے بعد ۱۰ بجے تک ہوڑے تھوڑے عرصون بعد زلزلہ آتا رہا ـ زمین کی رفتار بہی بہت تیز تھی پہر کوئی ۱۲ بجے پہر ۲ بجے پہر رات کے ۱۱ بجے پہر ۱/۲ ۱۱ پہر دو بجے پہر ۵ کو علی الصباح ۶ بجے زلزلہ آیا ـ لوگ پہلے دن شہر سے باہر جاکر توبہ استغفار کرتے رہے ـ بلکہ رات کو بہی اکثر دالانون کے باہر اور باغات مین لوگون نے آرام کیا ـ ہندو مسلمانون نے خیرات حد سے بڑھکر کی ـ مسلمان لوگون نے باہر جاکر جنگل مین نفل ادا کئے اور سر بسجود ہوکر گڑگڑاتے رہے ـ ۴ کی رات کو مسلمانون کا ایک جم غفیر

مجمع تسبیح و تقدیس بازارون مین کرتا پھرا خدا کی قدرت کہ ابہی زلزلہ کا خوف لوگون کے دلون سے دور نہین ہوا تہا۔ کہ آسمان ابرآلود ہوگیا اور ۲۶ کی رات کو ۱۱ بجے کے قریب بارش ہوئی۔ بوندین کنکرون کیطرح پڑین۔ لوگ پکار رہے تہے۔ کہ اگر ایک آدھ گھنٹہ بہی بارش ہوئی تو بس پہر خیر نہین کیونکہ شہر تو پہلے ہی بیٹھا پڑا ہے اب بارش سے تباہ ہوجائیگا۔ مگر اس ارحم الراحمین نے اپنے بے بہا فضل کرم سے بچالیا۔ اگلے دن شیخ محمد جمیل صاحب اور دیگر روسا نے منادی کرادی کہ آج جمعہ کی نماز تمام لوگ عیدگاہ مین پڑہین۔ چنانچہ مسلمان بڑی خوشی سے گئے اور نمازادا کی خلقت کا ہجوم اسقدر تہا کہ کبہی عید کے دن بہی اتنے لوگ نہین دیکہے گئے۔ مزید بران شہر کی بہی تمام مسجدین معمول سے زیادہ لبریز تہین۔ بہت سے ایسے نماز مین شامل تہے۔ جو کبہی عید کی نماز مین بہی شریک ہوئے تہے سچ پوچہو تو خداتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا ہے اور دنیا کو دوسری بار پیدا کیا ہے ورنہ کس کو امید تہی کہ اب پہر کوئی کام کرسکین گے۔ اکثر صحاب دریافت کرتے ہین کہ اس زلزلہ کا کیا باعث ہے۔ اول تو یہ کہ آج دنیا پر اسقدر ظلم اور زنا۔ جہوٹ۔ بدی۔ فریب دغا۔ عداوت۔ حسد وغیرہ پہیل گئے ہین۔ جو محتاج بیان نہین۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر جرم سخت ہوتا ہے۔ اسیقدر سزا بہی زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ کسی مجرم کی نسبت کہا جاوے۔ کہ اسکا سر تلوار سے کاٹ دو۔ تو اگرچہ اسکا سر تلوار سے کٹیگا مگر اوس سزا دیرنے کا موجب اسکا جرم ہے۔ اسیطرح اگرچہ یہ زلزلہ تباہ کن تہا۔ مگر دراصل تباہی لانے والے ہمارے فعل ہین۔ اب یہ کہ زلزلہ کسطرح آتا ہے اسکا بیان اگرچہ مولانا مولوی احمد الدین صاحب سامرہ کے مضمون حرکت زمین مین مفصلاً آپکی نظر سے گذریگا لیکن مین مختصر عرض کئے دیتا ہون۔ زمین کے اندر بیشمار آگ ہے جو پہاڑون کے ذریعہ سے دبی ہوئی ہے وہ چاہتی ہے کہ نکلے اور سورج سے ٹکرائے۔ مگر قانون قدرت نے اُسے بند کر رکہا ہے۔ جب وہ کسیطرف کو نکلتی ہے۔ اور سامنے سے پانی ملتا ہے تو ایک سٹیم پیدا ہوجاتا ہے۔ تو ایک عجیب قسم کا حادثہ وقوع مین آتا ہے کیونکہ پانی تو چاہتا ہے کہ اُسے بجہادے اور وہ چاہتی ہے کہ اسے جلادے پس جسوقت ان دونون کا آپسمین مقابلہ ہوتا ہے۔ تو لوگون کے لئے قیامت کا نمونہ پیش خیمہ ہوجاتا ہے کیونکہ اس موقعہ پر زمین کا

بہٹ جانا بعید نہین ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ جو افواہ پہیل رہی ہے کہ ریلوے گاڑی کا فلان فلان مقام پر نقصان ہوا۔ ابہی تک پختہ طور سے معلوم نہین ہوا خدا کرے خیر ہی ہو۔ آج ایک مولوی صاحب نے دوران وعظ مین جمعہ کے وقت فرمایا کہ بعض ایک کمبختون نے فطرت کے خلاف زنا کیا ہے یعنے امرتسر کے کسی حصہ مین۔ بیٹی باپ۔ اور بہین بہائی نے زنا کیا۔ مگر خیر یا یہ ثبوت کو نہین پہونچی۔ کون بدبخت حواس قایم رکہکر ایسے آزادی کے زمانہ مین ایسے فعل شنیع کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ خیر کچھ ہی ہو جتنے مونہہ اتنی باتین۔ دراصل تو جو کچھ دنیا پر قہرالٰہی طرح طرح نازل ہو رہا ہے۔ ہماری ہی بدعملی کا موجب ہے۔ آج جسقدر لوگ توبہ استغفار کر رہے ہین اگر اسیطرح ایک عرصہ تک عجز و الحاح سے فریاد و بکار کرتے رہین۔ تو وہ احکم الحاکمین باقی شکایتون کو بہی دفع کرسکتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ انکساری وعاجزی صرف چار گہڑی کیلئے ہے۔ پہر وہی حرص وہوس و دغا فریب اور لوگ ایسے نازک موقعہ پر عوام الناس کو بارگاہ ایزدی مین رونا اور اور اپنی تقصیرونکا معافی مانگنا بہتر ہے (ضیاء الاسلام)

قیامت کا نمونہ

۴۔ اپریل کو سورج کے نکلتے ہی قیامت کا نمونہ قایم ہوا زلزلہ اسقدر زور سے آیا کہ الامان والحفیظ قریباً ۲½ منٹ زور دکہلا کر رہا ہوا پہر بہی تمام روز اور شب برابر ۶ کی صبح تک کئی دفعہ مرات کرات آتا رہا امرتسر لاہور مین پختہ مکانات قریباً سب پہٹ گئے کئی ایک آدمیون تباہی نقصان ہوا حمل بہی ضایع ہوئے۔ لوگ دیوانہ وار رہتے تہے۔ دماغون سے عقل پہرون سے خون اُڑ چکا تہا۔ مکانون سے نکل نکل میدانون کو بہاگ رہے تہے۔ غرض قرآن شریف مین جو نمونہ قیامت کا بتلایا گیا ہے تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکاری وما ھم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید۔ آیت موصوفہ کے تمام اجزا کا نمونہ تہا۔ کشمیر سے اسکی رفتار شروع ہونے کی خبر آئی ہے اور یہ بہی خبر آئی ہے کہ کشمیر مین بہت تباہی ہوئی ہے۔ امرتسر کی بڑی مسجد شیخ خیرالدین مرحوم کے تین منارے گرگئے اور چہت بہنگئی۔ لاہور کی سنہری مسجد کو بہی نقصان پہونچا اور بہی کئی ایک مسجدون کے منار گرے۔ امرتسر کے گہنٹہ گہر کو بہی صدمہ پہونچا۔ آٹھ پہر لوگون کے ہوش بحال نہین ہوئے امرتسر مین سو سال سے زاید عمر کے لوگ کہتے ہین کہ ہم نے ایسا زلزلہ دیکہا نہ سنا۔ دیکہین اہالی ملک عموماً مسلمان خصوصاً اس نشان الٰہی سے کیا عبرت پاتے ہین۔

خدائے ذوالجلال کی عظمت اور جلالت کو کہانتک دلون مین جگہہ دیتے ہین اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذالک۔ (الحدیث)

ہولناک زلزلہ

۴۔ اپریل کی صبح کا زلزلہ جو ۱۰ منٹ اوپر چھ بجے شروع ہوا۔ ملک کے ہر ایک حصہ مین تباہی بخش ثابت ہوا ہے۔ شمالی ہند کے بڑے بڑے شہرون کی عظیم عمارتین یا تو چکنا چور ہوگئی ہین یا اُنکو سخت صدمہ پہنچا ہے سرکاری اور پرائیویٹ عمارتون مین شگاف ہوگئے ہین۔ اور اکثر عمارتین پاش پاش ہوکر خطرناک حالت مین کہڑی ہین۔ ہر ایک حصہ ملک مین زلزلہ قریباً ایک ہی وقت محسوس ہوا۔ اور یہ زلزلہ کی تیزی رفتار کے لحاظ سے حیرت انگیز بات ہے کوئی زندہ شخص پنجاب بہر مین اس زلزلہ کی نظیر کا ذکر نہین کرتا۔ ہر جگہہ اس زلزلہ کی آمد ایک ہی تہی گویا کہ بادل گرج رہی۔ یا ہزارون توپون کے ایک ہی بار منہہ کہولدیئے گئے تہے سخت احساس کا دورہ قریباً ڈیڑہ منٹ تک قیاس کیا گیا ہے۔ اسکی جنبش سے چہتون نے دیوارین چہوڑ دین۔ شہتیر دیوارون سے نکل گئے۔ اور بلند عمارتین سرنگون ہوگئین۔ تمام منظر تہر تہر کانپ رہا تہا۔ اور جانون اور مکانون کی سلامتی سخت خطرے مین ہو رہی تہی۔ ایک ہی اور سخت جہکولا سارے نظر آنے والے کہیل کی صورت کا نقشہ بدل دینے کو کافی تہا۔

امرتسر مین صدمہ سے شاید ہی کوئی مکان بچا ہو۔ بڑی بڑی عمارتون کو عموماً زیادہ صدمہ پہونچا ہے۔ ورا آندہی کی کیفیت بہونچال کی نسبت بہی صحیح ثابت ہوئی ہے۔ جسطرح آندہی مین تناور درختون کو جو ہوا کی تندی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہین زبردست عنصر کے سامنے سربسجود ہونا پڑتا ہے۔ اور نرم پودے جو پہلے ہی سر نیاز خم کردیتے ہین۔ صدمہ سے محفوظ رہتے ہین۔ اسیطرح اس ہولناک زلزلہ نے بالعموم گرانڈیل اور مضبوط عمارتون کے انجر پنجر ڈہیلے کردیئے ہین۔ اور ہلکی عمارتون کو نسبتاً کم صدمہ پہنچا ہے۔ اور بے حقیقت کچی عمارتین بالکل محفوظ رہی ہین۔ گہنٹہ گہر امرتسر کا کسیقدر بالائی حصہ زمین پر آ رہا۔ ٹون ہال اور کوتوالی کی عمارت کو صدمہ پہنچا ہے سٹیشن کا بیرونی حصہ ٹوٹ گیا شیخ خیرالدین کی مسجد کے تین منار زمین پر آ رہے گرجا گہرون کو سخت صدمہ پہنچا۔ دفتر ضلع کے ایک حصہ کی چہت سلامی سطح کی شکل مین ہوگئی ہے نئی پرانی عمارتون اور رکوٹہیون مین سے کوئی بہی صدمہ سے بچ نہین سکی۔ شہر مین عمارتون کو صدمہ پہنچنے سے بہت کی حالت خطرناک ہو رہی ہے۔ ۴۔ اپریل کی صبح کے بعد دوسرے دن ۵۔ اپریل

۳ بجے صبح تک کم از کم دس دفعہ زلزلہ محسوس ہوا۔ لوگ اتنے ہراسان اور خوف زدہ ہو رہے تہے کہ باشندون کی ایک کثیر تعداد نے گہر چہوڑ کر میدانون مین اور شہر کے باہر پناہ لی۔ خطرناک مکان گرائے جا رہے ہین۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو اس دن ہماس گئے ہوئے تہے واپس آ گئے ہین۔ اور سرگرمی سے انتظام مین مصروف ہین۔ مکانون کے گرنے سے جانون کا بہی نقصان ہوا ہے۔ جنکی تعداد ۹ سے ۲۵ تک بیان کیجاتی ہے۔ ۰ سے ایک سوا دمیون تک کو سخت چوٹین پہنچنا ظاہر کیا جاتا ہے۔

لاہور مین بہی بڑی بڑی عمارتون کو صدمہ پہنچا۔ وزیر خان کی مسجد۔ شاہی مسجد۔ سنہری مسجد۔ ٹون ہال۔ منٹگمری ہال اور دوسری عمارتون نے سخت صدمہ برداشت کیا ہے۔ شملہ۔ مسوری۔ پٹیالہ۔ جالندہر وغیرہ سے اسی قسم کی تارین موصول ہوئی ہین۔ سب سے زیادہ مصیبت دہرم سالہ (کانگڑہ) پر پڑنے کی خبر آئی ہے۔ سارے مکانات زمین کے برابر ہوگئے ہین۔ اور دیسی اور یورپین جانون کی کثیر تعداد ضایع ہوگئی ہے۔ عموماً بڑے بڑے فوجی۔ سول اور انجینئرنگ افسر جو سٹیشن پر موجود تہے۔ جان بحق ہوئے ہین۔ باقیماندہ زخمی اور صدمہ رسیدہ جانین کہلے میدان مین پڑی ہین۔ اور علاج اور خوراک کی محتاج ہین۔ صاحب کمشنر بہادر لاہور ڈویژن کے سپیشل ٹرین مین خاص امداد کو بہیجے جانے کی خبر ہے کشمیر مین اس زلزلہ سے سخت تباہی آئی ہے لیکن چونکہ تارین ٹوٹ گئی ہین۔ اسلئے ابہی تفصیل موصول نہین ہوئی۔

ترنتارن مین ایک بنگلہ گرگیا۔ دربار صاحب ترنتارن کی چہت کو صدمہ پہنچا۔ یہان ۹ جانین ضایع ہوئین اور ۷ آدمی زخمی ہوئے۔ ہر حصہ ملک سے پرائیویٹ تارین تباہی کی تصدیق کرتی ہین اور ابہی تفصیل کا انتظار ہر آن ہے۔

اس مہیب زلزلہ کا خیال کرکے ایک خیال ضرور مضطرب ہوجاتا ہے۔ کہ نجم ہندوستان کو نہایت درجون سے گذار رہی ہے۔ یہان قحط پڑتے ہین۔ جسمین لاکھون جانین ضایع ہوجاتی ہین یہان طاعون ہے۔ جو لاکھون جانون کو چٹ کئے جاتا ہے۔ یہان ابہی تہوڑے ہی دن ہوئے بے مثال اور سخت موسم سرما موجود تہا۔ اور اب ایک ایسے سخت بہونچال سے ملک کو مقابلہ کرنا پڑا ہے کہ جس نے ہزارون جانون کو قتل اور زخمی کرنے کے علاوہ کروڑون۔ اربون کی جایداد تباہ کردی ہے۔

پبلک ہمارے ہین

زلزلہ کے خطوط

نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اما بعد گذارش آنکہ۔ آج تقریباً چھ بجے صبح کے امرتسر میں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ غالباً کوئی ایسا مکان ہوگا جو شکست وریخت سے بچ رہا ہو۔ ساڑھے دس بجے تک تقریباً ۸ زلزلے آئے لیکن ان سب میں پہلا زلزلہ ایسا سخت تھا کہ الامان۔ میں چونکہ شہر کے ایک غربی پہلو میں رہتا ہوں اس لحاظ سے میرے جیسے شخص کیلئے ایسے حادثے کا فوٹو کھینچنا ایسے شہر میں محال ہے۔ لیکن تاہم ایسی ناگہانی حیرانی اور پریشانی میں جو کچھ مجھکو محسوس ہوا وہ سخت عبرت کے لائق ہے۔ میں صبح کی نماز سے فراغت پاکر بالا خانے میں ہی قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ زلزلے کی دو متواتر جنبشیں محسوس ہوئیں۔ میں مضطربانہ باہر نکل آیا۔ اور مکان کے نیچے جانے والی صحن کی سیڑھیوں کے بالائی سرے پر کھڑا ہو نیکو ہی تھا کہ نہایت شدت سے زلزلہ شروع ہو گیا۔ مکان اس کشتی کیطرح ہو گیا جو سمندر میں سخت طوفان میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ مکان کبھی ایک پہلو پر جھکتا تھا کبھی دوسرے پر۔ سارے شہر میں ایکدم شور مچ گیا۔ اور تمام کوچہ و بازار میں دوڑا دوڑ اور بھاگو بھاگ کا کہرام مچ گیا۔ میں بت کیطرح حیران پاؤں کہیں جمتا نہیں۔ ادھر زنان خانہ میں توبہ و استغفار کا نعرہ بلند ہو رہا ہے اور ہر ایک منزل میں گھرکے نوجوان بڑے اضطراب اور گھبراہٹ میں یا رب یا رب یا اللہ یا اللہ پکارتے ہوئے دروازوں سے باہر کیطرف مایوسانہ میری طرف دیکھ رہے ہیں کہ کیا کریں میں ان سب کے درمیان ترسان ولرزان اپنی کشتی کی سلامتی کیواسطے اپنے مالک سے دعائیں مانگتا جاتا ہوں اور نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ مکان کے باہر بھاگ جاؤ۔ اور اپنی جان بچاؤ۔ ادھر زنانوں کو کہتا ہوں کہ مکان چھوڑ دو۔ اور مکان کے سامنے کی پہلی چھت پر جسطرح ہو سکے پہنچ جاؤ۔ کسی نے کہا دشمان پردہ کیونکر ہو۔ بچوں کی نانی نے کہا کہ جانیں بچ رہیں گی تو سب کچھ ہے۔ نوجوان تو اشارہ پاتے ہی مکان کے باہر ہوگئے لیکن ننھے بچے خواب شیرین کی تلخکامی سے ناواقف ابھی بستروں میں سو رہے تھے۔ اور یہ آفت ... زنانے مکان سے باہر ہونے کو ہوئے۔ ابھی ... ہوں کا جگانا اور بھگانا مشکل ہو گیا۔ ادھر میں ان لوگوں کو ڈانٹ رہا ہوں کہ جسقدر جلد ممکن ہو بچوں کو گھسیٹ کر لے بھاگو۔ ادھر مکان کے ہچکولے اور چھت کی لرزش پاؤں نہیں جمنے دیتی تھی غرض افتاں وخیزاں یہ ناتوان گروہ بصد مشکل مکان کے باہر ہوا۔ شہر کیطرف دیکھتا ہوں تو شور و فغاں نالہ و فریاد کی پکار چاروں طرف سے کانوں کو بدحواس کر رہی ہے لوگ دوڑا دوڑ ڈھاب کی خالی زمین میں ٹھہر رہی ہے یا جوق در جوق شہر کے باہر پریڈ کیطرف جا رہے ہیں۔ مکانوں کے بکھرے اور منڈیریں بڑاخ بڑاخ پھٹ کر نیچے گر رہے ہیں یا دیواروں کے بوسیدہ ٹوٹنے کے پٹاخے چل رہے ہیں اور گرد و غبار کے بگولے ہوا میں معلق نظر آرہے ہیں۔ یاالٰہی یہ زلزلہ ہے یا صبح قیامت ہے۔ مکان گورستان معلوم ہوتے ہیں اور ہم میں مردوں کی تصویر میں نفسی نفسی کا عالم ہے۔ مجھکو تو یقین ہے کہ اسوقت دہریوں کو بھی اس اعلےٰ اور برتر ہستی کا یقین آگیا ہوگا۔ جو مکانات سالہا سال سے آسائش کا ذریعہ تھے آن کے آن میں مصائب کا پہاڑ ہوگئے۔ اسوقت یہی معلوم ہو رہا تھا کہ اب جانوں کا خاتمہ ہے۔ مگر جب یہ درد والم حد سے گذر گیا تو اوس شافی مطلق نے زمین اور اہل زمین اور اہل زمین کی تسکین بخشی اور جان میں جان آئی۔ سنا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۰ آدمی دب کر مر گئے۔ اور چوٹ کے صدمات سے بہت لوگ مجروح ہوئے۔ نسبتاً جو مکان کچے یا نسبت اور کمزور تھے وہ بہ نسبت اونکے جو پختہ اور مضبوط تھے اچھے رہے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ کئی دیواریں ایکدوسری کی متوازی ٹکر کھا کر ٹوٹ گئیں۔ یہ بھی سنا ہے کہ دربار صاحب کے تالاب کا پانی پرو کھنے مقام سے تین سیڑھی نیچے تھا لیکن جب زلزلہ کے باعث سے پانی اچھلتا تھا تو پرو کھنے کے مقام پر ایک ایک فٹ پانی ہو جاتا تھا۔ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمان پریڈ میں جاکر نفل پڑھیں۔ اور ہندو اپنے اپنے مقامات پر پوجا پاٹ میں مصروف ہوں۔

حضور میرے اور میرے بال بچوں کیواسطے دعا فرماویں کہ وہ ارحم الراحمین ہمکو صراط مستقیم کی ہدایت کرے۔ اور عاجز و ناتوان کی کشتی کو دنیا کی تیز و تند موجوں سے محفوظ رکھے۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار۔

خاکسار کرم الٰہی اسسٹنٹ سپیشل شفاخانہ ڈھاب کھٹیکان امرتسر مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء

نوٹ۔ دس بجے کے بعد بھی چند خفیف زلزلے محسوس ہوئے ہیں

لوگوں کا پختہ ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ رات کو مکانات کے باہر شب باش ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقنا ومحبی جناب بھائی صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ خیریت سے گھر تو پہنچ گیا تھا۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ صبح چھ بجے ایسا خطرناک زلزلہ آیا۔ کہ ہمارے دل کھینچے کو طیار تھے۔ ہمارے گھر میں خدا کے فضل سے بالکل آرام ہے۔ شہر میں بہت سے مکانات گر گئے ہیں جو زمین پھٹ گئی ہے وہ میں نے بھی بچشم خود دیکھی ہے۔ ایک گاؤں جوادا ہلی یہاں سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں تمام مکانات ملیامیٹ ہو گئے ہیں۔ اور چار سو کے قریب آدمی فنا ہو گئے ہیں۔ باقی کا پتہ نہیں۔ ایک جگہ سوجانپور دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ایک مکان بھی نہیں رہا سب زمین کے برابر ہو گئے ہیں تقریباً تین سو کے قریب آدمی فنا ہو گئے۔ آٹا چاول نہیں ملتا۔ لوگ فاقے مر رہے ہیں۔ چند آدمی باقی ہیں۔ ایک جگہ پالم پور یہاں سے تیس کوس کے فاصلے پر ہے وہاں مدرسہ۔ بورڈنگ تحصیل تھانہ۔ ہسپتال۔ کوٹھیاں شہر کی عمارتیں اسطرح غرق ہوئی ہیں۔ کہ گویا وہاں کبھی آبادی بھی نہ تھی۔ وہاں کا ہیڈ ماسٹر بھی مکان کے نیچے دب گیا تھا مگر لڑکوں نے نکال لیا۔ مدرسہ کے چودہ لڑکے دب کر مر گئے ہیں شہر میں دس پندرہ آدمیوں کے سوا اور کسی کا پتہ نہیں۔ پولیس کا پہرہ ہر وقت لگا رہتا ہے۔ غرضیکہ میں کیا لکھوں قیامت برپا ہے ہائے ہو کا شور ہر طرف سے کان میں پڑتا ہے ۲½ منٹ تک زلزلہ اسطرح رہا کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین الٹ کر ہمارے سر پر آپڑیگی۔ میں تو پہلے گھر سے باہر نکل گیا تھا۔ مگر شکر خدا کہ ہمارا مکان گرا نہیں۔ حضرت صاحب کا الہام "موتا موتی لگ رہی ہے" خوب پورا ہوا ہے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ پہاڑی علاقہ بالکل ویران ہو گیا ہے مفصل پھر لکھونگا۔

الراقم طفیل حسین از نادون۔ ضلع کانگڑہ

بحضور جناب حضرت اقدس صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور بھاگسو کی بربادی کی عجیب حالت ہے۔ ہمارے محکمہ کے بابو وہاں پر موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ جب تمام مکانات گر چکے۔ تو ایک دو آدمی نے آکر ہمکو زمین یعنے مکان کے نیچے سے آکر نکالا۔ بیان کرتے ہیں وہاں پر ایک چھوٹی سی نہر چلتی ہے یعنے کل پانی نہر اور ملکوں کا خون ہو گیا ہوا تھا۔ ہندوؤں کی لالا ناداں کا مندر وغیرہ سب کا سب فناہ ہو گیا ہے حضرت جی جو مکان ہندوؤں کی پوجا کے اس ملک میں تھے فناہ ہو چکے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے یہ زلزلہ صرف بتوں کی بربادی کے واسطے ہی کیا۔ مگر ہماری گورنمنٹ عادل کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے کانگڑہ۔ بھاگسو دھرم سالہ۔ پالم پور۔ نادون والمیر ولگروٹہ وغیرہ میں اسقدر نقصان آدمیوں اور مکانوں کا ہوا ہے جسکو بالعدد بیان نہیں کر سکتا

مرسلہ نیاز احمدی عبدالکریم ہیڈ گارڈ از کچی ڈاکخانہ نورپور ضلع کانگڑہ۔

عزیز نوازا۔ السلام علیکم۔ میں زلزلے کے مختصر حالات ایک کارڈ میں لکھ چکا ہوں۔ اب بعض لکھتا ہوں جس روز زلزلہ آیا۔ میں دورہ میں تھا۔ ایک قصوری واپسی کا حکم پہنچنے پر کل شام کو واپس آگیا ہوں برخوردار عبدالحمید خان اور غلام نبی ڈیرہ پر تھے ہم تینوں بفضل خدا خیریت سے ہیں۔ اور ڈیرہ میں عام طور پر خیریت گذری۔ خداوند کریم کا ہزاروں ہزار شکر ہے کہ ہم تینوں بخیریت زندہ موجود ہیں ورنہ اور لوگوں کے مقابلہ پر ہمارا کیا خاص حق تھا۔ اس ضلع کی حالت ناگفتہ بہ ہے تحصیل کانگڑہ تحصیل پالم پور اور ایک حصہ تحصیل ہمیر پور و ڈیرہ کا بالکل تباہ ہو گیا ہے کلو و بلاج چونکہ الگ حصہ ضلع میں ہیں اسلئے وہاں کی اسوقت تک کوئی معتبر خبر معلوم نہیں ہوئی۔ اور معلوم بھی کسطرح ہو ڈاک و تار اوسی روز سے بند ہے۔ ڈیرہ گوپی سے آگے ڈاک کا اسوقت تک کوئی انتظام نہیں ہوا۔ معلوم کلو و بلاج و ریاست چمبہ وغیرہ میں جو یہاں سے بھی زیادہ پہاڑی علاقہ ہے کیا کچھ تباہی ہوئی ہوگی یہاں کے حالات معلوم کرکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہزاروں خاندان بالکل تباہ ہو گئے۔ لاکھوں گھر ایک چشم زدن میں سطح زمین پر آرہے۔ دھرم سالہ یعنے بھاگسو میں کچھ حصہ مکان خزانہ کے سوائے باقی ایک جھونپڑہ بھی نہیں بچا۔ یورپین افسران مسٹر لیورنج مشرنگ مہتمم خزانہ۔ ڈسٹرکٹ جج (جس نے ایک دن پہلے چارج لیا تھا) مر گئے۔ چند یورپین فوجی افسران بھی طعمہ اجل ہوئے سیکڑوں فوجی سپاہی مر گئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو بڑی خواہش سے سرد ضلع پسند کرکے سیالکوٹ سے تبدیل ہو کر آئے تھے اور اپنی بیوی اور بچوں کو کانگڑہ میں چھوڑ کر دورہ میں چلے گئے تھے خود تو بچ گئے مگر بیوی و بچے دب کر مر گئے۔ علاقہ پالم پور میں شاذ و نادر کوئی گھر رہ گیا ہو گا جو گرا نہ ہو۔ یہی حال تحصیل کانگڑہ و علاقہ چنگھر تحصیل ڈیرہ و کچھ حصہ تحصیل ہمیر پور کا ہے

ڈاکخانہ و تار گھر سوائے ایک دو کلرک کے کوئی نہیں بچا۔ ڈاک بے یار روانہ کرے تو کون کرے اور یہی حال تار کا ہے۔

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفیٰ سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر

طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ایک بکس جس میں جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں بخوبی خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں ...

جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور تندرست و چالاک بنا دیتا ہے ... اسہال ... آتشک ... سوزاک ... خارش ... داد ... سفید داغ ... جذام ... ناسور ... بواسیر ... ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل ... قیمت فی بکس ... محصولڈاک ...

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک بنایا گیا ہے ... غذا کا ہضم نہ ہونا ... دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے ... قیمت فی شیشی ...

طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت

... بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس ...

اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع

... دردکمر ... درد سر ... تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ...

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری

... جالا ... پھولا ... ناخونہ ... دھند ... غبار ... قیمت فی شیشی ...

اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے ... قیمت فی ڈبیہ ...

بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمایئے ...

ہمارا پتہ یہ ہے — شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔

نوٹ: ہم کو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ...

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے۔ بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے۔ اور عطور تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیا جاتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم محمد عبداللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیلئے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونا چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں۔ جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور حسن کی بے اعتدالیوں کیلئے اکسیر ہیں قیمت ... (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے ... جو کہ مشک و عنبر مقویات اور ادویات ... مخلوط کرکے تیار کیگئی ہے ... جست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ... خون صالح پیدا کرتی ہے ... قیمت ...

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطور تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔

نازک تیل — یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نزلہ کھانسی درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۳۶۳

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چو گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰
ہندوستان سے باہر سے (۳) غیر مذہب والون سے ۲
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

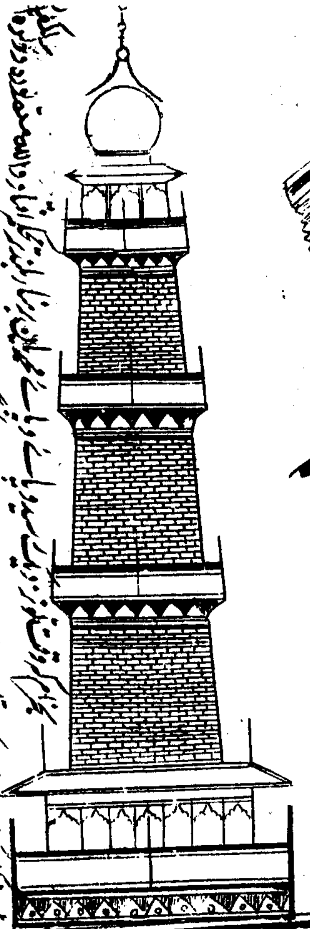

فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ، استفسار اور انکے جواب صفحہ ۱
تازہ الہامات، رویا اور کشوف ″
حضرت مسیح موعود داخوت پر صفحہ ۲
تفسیر القرآن من مسیح الزمان ″ ۳، ۴
تحریک ۔ ۵ مواعظ صدیق اکبر ″ ۵
ڈاکٹر رنجور دار خان عیسائی کے سوالوں کا جواب ″ ۶ و ۷
سیرۃ المہدی کا ایک ورق ″ ۷
لاہور مین میرے دو تین دن ″ ۸ و ۹
البلاغ ص ۹
اصحاب رسول اللہ صلعم کی مراسلت ص ۱۰
عجیب و غریب خطوط ص ۱۰
قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہین ص ۱۰ و ۱۱
نشان زلزلہ کے خطوط ص ۱۲
حضرت اقدس کے شب و روز ص ۱۳
رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ص ۱۳
اشتہار ص ۱۳
اشتہارات ص ۱۴

نمبر ۱۵ | دارالامان قادیان مورخہ ۳۰ - اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپکے اہلبیت اور بزرگان ملت سب کے سب باغ مین ہین اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست اور اعلائے کلمۃ الاسلام مین مصروف (اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم واجعلنا منھم آمین)

۲- عالی جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جو کئی ماہ سے اپنے بعض ذاتی کاروبار کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے ۲۷ اپریل کی شب کو خیر و عافیت سے دارالامان واپس پہونچے اور باغ کے مغربی جانب ایک دوسرے باغیچہ مین خیمہ زن ہین۔

۳- میان عالم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان اسوقت نہایت مستعدی سے حفاظت قصبہ کر رہا ہے کیونکہ اکثر حصہ باہر نکلا ہوا ہے اور وہ بھی مختلف حصون مین ساری رات اسے ادہر ادہر بھاگنا پڑتا ہے۔ غرض ہر طرح سے تسلی بخش انتظام ہو رہا ہے اور ایسے وقت مین یہ نہایت قابل قدر ہے۔

استفسار اور ان کے جواب

سوالات

(۱) سجدے اور رکوع مین قرآنی دعائین مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑہنا درست ہے یا نہین۔ اگر نہین تو وجہ بھی جناب امید ہے تحریر فرمائین گے۔

(۲) روزہ بغیر سحری رکھنا یعنے آٹھ پہری روزہ رکھنا برائے تزکیہ نفس درست ہے؟

(۳) سوم نماز مین آنکھین بند کرنا کیا مکروہ ہے؟ اور نماز مین چادر جو اوڑہی ہوئی ہو اسکا لٹکنا اور زمین پر پڑنا بھی کیا مکروہ ہے؟

فاما الجواب

۱- سجدہ اور رکوع مین قرآنی دعائین مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑہنا ہرگز جائز نہین ہے تیرہ صدیون سے اسلام کا تعامل بتاتا ہے کہ رکوع سجود مین قرآن کریم نہین پڑہا جاتا پہر اب اسکی کیا ضرورت پیش آئی۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفٰے

سجدہ اور رکوع مین قرآن کیون نہین پڑہا جاتا؟ ایک باریک سِر ہے ہر شخص شاید اسکو نہ سمجھ سکے تاہم مختصر طور پر یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم ملک العلام اور حی و قیوم خدا کا کلام ہے۔ شاہی کلام اور فرمان ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑہا جاتا ہے خصوصاً دربار شاہی مین سجدہ عبودیت اور ذلت کا مقام ہے اس موقع پر کلام الٰہی نہین پڑہنا چاہیئے۔ اس لئے عبودیت کے رنگ مین دعا ہو۔ اپنی زبان مین بیشک دعائین کرو۔

۲- اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے ہر ایک نیکی کا کام اسیوقت نیکی کا کام ہو سکتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل درآمد کے موافق ہو۔ روزہ بغیر سحری کے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگون کیلئے پسند نہین فرمایا دین یسر ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ خصوصیت کے ساتھ روزہ ہی کے ذکر مین آیا ہے۔

۳- سوم۔ نماز مین آنکھین بند کرنا مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھلی رکھتے تھے مومن کو چست ہونا چاہیئے۔ مومن ڈھیلا ڈھالا نہین ہوتا فقہا نے منع کیا ہے۔

تازہ الہامات، رویا اور کشوف

۲۸- اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا مین دیکھا کہ ایک سفید کپڑا ہے اس پر کسی نے ایک انگشتری رکھدی ہے۔ اس کے بعد الہامات ذیل ہوئے۔ فتح نمایان ہماری فتح۔ صدقت الرؤیا انّی مع الافواج اتیک بغتۃ۔

۲۹- اپریل ۱۹۰۵ء۔ رات دو بجنے مین سات منٹ باقی تھے کہ مینے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہوئی۔ پہر ایک دم رکا وسکا لگا۔ مینے رویا ہی مین گھر والون کو (حضرت ام المومنین سے مراد ہے۔ ایڈیٹر) کہا کہ اٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لیلو۔ اسی حالت رویا مین یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی۔

(اسپر حضرت اقدس نے اشتہار جو البلاغ کے نام سے چھپا ہے شایع فرمایا۔ ایڈیٹر)

۳۰- اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا مین دیکھا کہ ایک اشتہار ہے اسپر لکھا ہوا تھا المبارک پہر بطور وحی یہ زبان پر جاری ہوا۔ برکۃ زایدۃ علیٰ ھذا الرجل یعنے ایک زیادہ برکت ہے اس رجل پر۔

(اعلیٰ حضرت نے جب یہ رویا سنایا تو مینے عرض کیا کہ کل جو رویا ہوئی تھی کہ حضور نے فرمایا کہ مبارک کو لے لو یہ اسکی تائید کرتا ہے فرمایا "یہ بہت صحیح بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رویا ان تمام امور کے نتیجہ کی خبر دیتی ہے"۔ ایڈیٹر)

ہز آونر لاٹ صاحب کے دفتر سے مندرجہ ذیل اطلاعین موصول ہوئی ہین:۔
(۱) تا صدور مزید احکام ضلع کانگڑہ کا صدر مقام نور پور تحصیل نور پور ضلع کانگڑہ کو تبدیل کیا گیا۔ (۲) ڈلہوزی بے سرکیہ

تصحیح ۔ صفحہ ۱ کے بعد صفحہ ۴ پڑہا جاوے پہر صفحہ ۱۱ پڑہو۔

حضرت مسیح موعودؑ اخوت پر

۲۲۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو بعد نماز جمعہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر باہم ہمدردی اور حقوق اخوت پر فرمائی۔ ایڈیٹر

میں صرف اسقدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دھوکا لگا ہوا ہے شاید اچھی طرح میری باتوں پر غور نہیں کی اور وہ غلطی اور دھوکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہو جاوے تو اسقدر بے رحمی اور سرد مہری سے پیش آتے ہیں کہ جنازہ اٹھانے والا بھی نہیں ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسین صاحب نے لکھا ہے یہ مصیبت تو ماتم سے بھی بڑھ کر ہے۔ یاد رکھو تم میں اسوقت دو اخوتیں جمع ہو چکی ہیں ایک تو اسلامی اخوت اور دوسری اس سلسلہ کی اخوت ہے پھر ان دو اخوتوں کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو تو یہ سخت قابل اعتراض امر ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسے مسافر اپنے گھروں میں ہوتے تو وہ جو خارج از مذہب سمجھتے ہیں اور کافر کہتے ہیں انہیں بھی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی لیکن یہ سرد مہری کیوں ہوتی ہے؟ دو باتوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا

افراط اور تفریط

کا۔ اگر افراط اور تفریط کو چھوڑ کر اعتدال سے کام لیا جاوے تو ایسی مشکلات پیدا نہ ہوں۔ جبکہ تواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ کا حکم ہے تو پھر ایسے مردوں سے گریز کیوں کیا جاوے۔ اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جاوے اور وہ پکار فریاد کرے تو جیسے یہ گناہ ہے کہ شخص اس خیال سے کہ میں نہ جل جاؤں اس مکان کو اور اس میں رہنے والوں کو جلنے دے اور جا کر آگ بجھانے میں مدد نہ دے ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے کہ ایسی بے احتیاطی سے اس میں کود پڑے کہ خود جل جاوے۔ ایسے موقع پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ آگ بجھانے میں اسکی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر یہاں بھی سلوک ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ نے جابجا رحم کی تعلیم دی ہے یہی اخوت اسلامی کا منشا ہے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس میں بھائی ہیں۔ ایسی صورت میں کہ تم میں اسلامی اخوت قائم ہو اور پھر اس سلسلہ میں ہونے کی وجہ سے دوسری اخوت بھی ساتھ ہو یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو۔ اور قضا و قدر سے اسے ماتم پیش آ جاوے تو دوسرا تجہیز و تکفین میں بھی اسکا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنگ میں شہید ہوتے یا مجروح ہو جاتے تو میں یقین نہیں رکھتا کہ صحابہ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہوں یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہو جاتے کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاویں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایسی وارداتوں کے وقت ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہیں کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے ہاں جسقدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے اس کے لئے بھی نص قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہاں ایسا مرض وبا کا ہو کہ وہ شدت سے پھیلی ہوئی ہو وہاں احتیاط کرے۔ لیکن اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ ہمدردی ہی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ انسان ایک میت سے اسقدر بعد اختیار کرے کہ میت کی ذلت ہو اور پھر اس کے ساتھ ساری جماعت کی ذلت ہو۔ آیندہ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہیں کرنا چاہیئے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں باہم بھائی بنا دیا ہے پھر نفرت اور بعد کیوں ہے۔ اگر وہ بھی مر گیا تو اسکی بھی کوئی خبر نہ لیگا۔ اور اسطرح پر اخوت کے حقوق تلف ہو جائیں گے۔

خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہیں کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی چیز ہے یہ مت سمجھو کہ تم نری پرہیزوں سے بچ سکتے ہو۔ جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اسکی کچھ پروا نہیں کرتا خواہ وہ ہزار بھاگتا پھرے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ پرہیز نہیں کرتے ہیں میں نے سنا ہے کہ لاہور میں نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہو گیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔ نرا پرہیز کچھ چیز نہیں جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس آئندہ کیلئے یاد رکھو کہ حقوق اخوت کو ہرگز نہ چھوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہو گیا ہے کب تک جاری رہے لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

اللہ تعالیٰ کبھی حالت قوم میں تبدیلی نہ کریگا جبتک لوگ دلوں کی تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو سن کر یوں تو ہر شخص جواب دینے کو طیار ہو جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں استغفار بھی کرتے ہیں پھر کیوں مصائب اور ابتلا آ جاتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہوتا ہے اور سمجھا کچھ اور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اسمیں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہیئے اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کیجاوے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہو سکے گا اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہی حال اعمال کا ہے جبتک وہ اپنے پیمانہ پر نہ ہوں وہ اوپر نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنت اللہ ہے جسکو ہم بدل نہیں سکتے پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پلے باندھ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کریں تو طاعون نہ ہوگا۔ پرہیز کرو جہانتک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجہیز و تکفین میں مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کیطرح ہی ہے یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق حق العباد کا ہے جو فرض ہے جیسے خدا تعالیٰ نے صوم و صلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسیطرح اسکو بھی فرض ٹھیرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبھی یہ مطلب نہیں ہے کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چھوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہو اور پھر سلسلہ میں داخل ہو اور اسکو یوں چھوڑ دیا جاوے جیسا کتے کو یہ بڑی غلطی ہے جس زندگی میں اخوت اور ہمدردی ہی نہو وہ کیا زندگی ہے۔

پس ایسے موقع پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جاوے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پاویں مگر مناسب احتیاط بھی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہن لے یا اسکا پس خوردہ کھالے تو اندیشہ ہے کہ وہ مبتلا ہو جاوے لیکن ہمدردی یہ نہیں چاہتی کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکھکر اسکی خبر گیری کرو۔ اور پھر جو زیادہ وہم رکھتا ہو وہ غسل کر کے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے

من قتل نفسا بغیر نفس او بغیر فساد الآیۃ

یعنی جو شخص کسی نفس کو بلا وجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے ایسا ہی میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اسقدر پیار نکرو کہ ایمان ہی جاتا رہے حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو۔ وہ لوگ بھی تو لڑے ہیں جو دین کے لئے شہید ہوئے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اسے پانی تک نہ دینے جاوے۔

خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مردوں کو غسل دیا ہے اور انہیں کچھ نہیں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے وبائی ایام میں اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہاں سے نکل جاوے لیکن زور شور ہو تو مت بھاگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا کہ تم ابواب متفرقہ سے داخل ہونا اس لحاظ سے کہ مبادا کوئی جاسوس سمجھ کر پکڑ لے۔ احتیاط تو ہوئی لیکن قضا و قدر کے معاملہ کو کوئی روک نہ سکا۔ وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے لیکن پکڑے گئے۔ پس یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط کرو۔ قطع حقوق معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے ایسا پرہیز اور بعد جو ظاہر ہوا ہے وہ عقل اور انصاف کے رو سے صحیح نہیں ہے ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ میں مضر ثابت ہوئے ہیں۔

یہ جماعت جسکو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اسکا بھی یہی حال ہوا کہ انمیں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی میں دوسرا پہلو نہ بیان کرتا لیکن مجھے چونکہ سب سے ہمدردی ہے اسلئے اسے بھی میں نے بیان کرنا ضروری سمجھا۔ یعنے جس کے واقعہ ہو جاوے اسکے ساتھ بھی اور جو بچے تو میں انکے ساتھ بھی۔

افسوس ہے میں خود نہیں آ سکا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عصر کے بعد مجھے چکر آتا ہے اور مجھے خبر تک نہیں ہوئی جبتک انہوں نے نہیں لکھا۔ بہرحال باہم ہمدردی ہو اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھالے۔ آمین۔

تفسیر القرآن مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جب ہم اوسکی حکمتون اور قدرتون کو غیر متناہی مان چکے تو ہمپر یہ بھی فرض ہے کہ ہم اس بات کو بھی مان لین کہ اوسکی تمام حکمتون اور قدرتون پر ہمکو علم حاصل ہونا ممتنع اور محال ہے سو ہم اوسکی ناپیدا کنار حکمتون اور قدرتون کے لئے کوئی قانون نہین بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمین معلوم ہی نہین اُسکی پیمایش کرنے سے ہم عاجز ہین ہم بنی آدم کی دنیا کا نہایت ہی تنگ اور چھوٹا سا دائرہ ہے۔ اور پھر اوس دائرہ کا بھی پورا پورا ہمین علم حاصل نہین پس اِس صورت مین ہماری نہایت ہی کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اس قلیل قلیل پیمانہ سے خداتعالے کی غیر محدود حکمتون اور قدرتون کو ناپنے لگین غرض خداء تعالے کی ربوبیت تامہ اور قدرتِ کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہردم اور ہر لحظہ آبپاشی کر رہی ہے اور جس کے عمیق در عمیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہین اُس ربوبیت تامہ سے برہمو سماج والے منکر ہین ماسوا اسکے برہمو سماج والے ربوبیت الٰہیہ کو روحانی طور پر بھی تام اور کامل نہین سمجھتے اور خداتعالے کو اس قدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہین کہ وہ اپنی ربوبیت تامہ کے تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام انسان کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔

اسی طرح وہ خداتعالے کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین لاتے کیونکہ کامل رحمانیت یہہ ہے کہ جسطرح خداتعالے نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دستِ قدرت سے ظاہر فرمائے ہین اور اس چندروزہ جسمانی آسایش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صدہا چیزین اپنے ہاتھ سے بنادی ہین اسی طرح اُس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اوس عالم کی آسایش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادتِ ابدی اور دائمی ہے روحانی نور یعنی اپنا پاک اور روشن کلام دنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہو اور جس علم کی مستعد روحون کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات مین اُنکی ہلاکت ہے ان سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اس کامل رحمانیت کو برہمو سماج والے تسلیم نہین کرتے اور اون کے زعم مین گو خداتعالے نے انسان کے جسم پرورش کیلئے سامان بہم پہنچانے مین کوئی کمی اور کوئی دقیقہ تائید کا اُٹھانہ رکھا مگر وہ مرد روحانی تربیت مین نہ کرسکا۔ گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے مین جو اصلی اور حقیقی تربیت ہے دانستہ دریغ کیا اور اوس کے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب نہ کئے جیسے اُسنے بدنی تربیت کے لئے پیدا کیے بلکہ انسان کو صرف اُسی کی عقل ناقص کے ہاتھ مین چھوڑ دیا اور کوئی ایسا کامل نور اپنی طرف سے اس کی عقل کی امداد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پُرغبار آنکھ روشن ہوکر سیدہا راستہ اختیار کرتی اور سہو اور غلطی کے مُہلک خطرات سے بچ جاتی۔ اسی طرح برہمو سماج والے خداتعالے کی رحیمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین رکھتے کیونکہ کامل رحیمیت یہ ہے کہ خداتعالے مستعد روحون کو اون کے فطرتی جوشون کے مطابق اور اون کے پُرجوش اخلاص کے اندازہ پر اور اونکے صدق سے بھری ہوئی کوششون کے مقدار پر معارف صافیہ غیر محجوبہ سے اون کو لبالب کرے اور جسقدر وہ اپنے دلون کو کھولین اُسیقدر اُنکے لئے آسمانی دروازے کھولے جائین اور جسقدر اُنکی پیاس بڑہتی جائے اُسیقدر اونکو پانی بھی دیا جائے یہانتک کہ وہ حق الیقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہوجائین اور شک اور شبہ کی موت سے بکلی نجات حاصل ہو لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے انکاری ہین اور بقول اون کے انسان کچھہ ایسا بدقسمت ہے کہ گو کیسا ہی دلبر حقیقی کے وصال کے لئے تڑپا کرے اور گو اوسکی آنکھون سے دریا بہ نکلے اور گو اوس یار عزیز کے لئے خاک مین ملجائے مگر وہ ہرگز نہ ملے۔ اور اونکے نزدیک وہ کچھہ ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبون پر رحم ہی نہین اور اپنے خاص نشانون سے ڈہونڈنے والون کو تسلی نہین بخشتا اور اپنے دلبرانہ تجلیات سے دردمندون کا کچھہ علاج نہین کرتا بلکہ اون کو انہین کے خیالات مین آوارہ چھوڑتا ہے اور اس سے زیادہ اونکو کچھہ بھی معرفت عطا نہین کرتا کہ صرف اپنی اٹکلین دوڑایا کرین اور اُنہین اٹکلون مین ہی ساری عمر کھو کر اپنی ظلمانی حالت مین ہی مرجائین مگر کیا یہ سچ ہے کہ خداوندکریم ایسا ہی سخت دل ہے یا ایسا ہی بے رحم اور بخیل ہے یا ایسا کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈہونڈنے والون کو سراسیمہ اور حیران چھوڑتا ہے اور کھٹکانے والون پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اوسکی طرف دوڑتے ہین اونکی کمزوری پر رحم نہین کرتا اور اون کا ہاتھہ نہین پکڑتا اور اُن سچے طالبون کو گڑھے مین گرنے دیتا ہے اور خود لطف فرماکر چند قدم آگے نہین آتا اور اپنے جلوہ خاص سے مشکلات کے لمبے قصے کو کوتاہ نہین کرتا سبحانہ وتعالی عما یصفون اسی طرح برہمو سماج والے خداتعالے کے مالک یوم الدین ہونے سے بھی بیخبر ہین کیونکہ یوم الجزاء کے مالک ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ خداتعالی کی ملکیت تامہ کہ جو تجلیات عظمیٰ پر موقوف ہے ظہور مین آکر پھر اوس ملکیت تامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندون کو دیجائے یعنی اول اوس مالک حقیقی کی ملکیت تامہ کا ثبوت ایسے کامل الظہور مرتبہ پر ہوجائے کہ تمام اسباب معتادہ بکلی درمیان سے اُٹھہ جائین اور زید و عمر کا دخل درمیان نہ رہے اور مالک واحد قہار کا وجود عریان طور پر نظر آوے اور جب یہ معرفت کاملہ اپنا جلوہ دکہا چکی تو پھر جزا بھی بطور کامل ظہور مین آوے یعنے من حیث الورود بھی کامل ہوا اور من حیث الوجود بھی۔ من حیث الورود اسطرح پر کہ ہریک جزا یاب کو جزا کے وارد ہونے کے ساتھہ ہی یہ بات معلوم اور متحقق ہو کہ یہ فی الحقیقت اُسکے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہ بھی متحقق ہو کہ اس جزا کا وارد کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے جو رب العالمین ہے کوئی دوسرا نہین اور ان دونون باتون مین ایسا تحقق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہ جائے۔ اور من حیث الوجود اس طرح پر کامل ہو کہ انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہریک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دائرہ کیطرح محیط ہوجائے اور نیز دائمی اور لازوال اور غیر منقطع ہو تا وہ شخص جو نیکیون مین سبقت لے گیا ہے اپنی اوس سعادت عظمیٰ کو کہ جو تمام سعادتون کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدیون مین سبقت لے گیا ہے اپنی اوس شقاوت عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتون کی آخری حد ہے پہونچ جائے اور تا ہریک فریق اس اعلےٰ درجہ کے مکافات کو پالے جو اوس کے لئے ممکن ہے یعنی اوس کامل اور دائمی مکافات کو پالے کہ جو اس عالم بے بقا اور زوال پذیر مین جس کا تمام رنج و راحت موت کے ساتھہ ختم ہوجاتا ہے بمنصۂ ظہور نہین آسکتی بلکہ اوس کے کامل ظہور کے لئے مالک حقیقی نے اپنے لطف کامل اور قہر عظیم کے دکہلانے کی غرض سے یعنی جمالی و جلالی صفتون کی پوری پوری تجلی ظاہر کرنے کے قصد سے ایک اور عالم ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکھا ہے تا خداتعالے مین جو صفت مجازات ہے جسکا کامل طور پر اس منقبض اور فانی عالم مین ظہور نہین ہوسکتا وہ اس ابدی اور وسیع عالم مین ظہور پذیر ہوجائے اور تا اون تجلیات تامہ اور کاملہ سے انسان اوس اعلےٰ درجہ کے شہود تام تک بھی پہونچ جائے کہ جو اوس کی بشری طاقتون کے لئے حدامکان مین داخل ہے اور چونکہ اعلےٰ درجہ کی مکافات عند العقل اسی مین منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا وارد ہے وہ انسان کے ظاہر و باطن جو جسم و جان پر بتمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہوجائے اور نیز اعلےٰ درجہ کا یقین مالک حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مالک حقیقی اسباب معتادہ کو بکلی نیست و نابود کرکے عریان ظہور پر جلوہ گر ہو اسلئے یہ صداقت قصویٰ جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکافات ہے تب ہی متحقق ہوگی کہ جب وہ تمام باتین مذکورہ بالا متحقق ہوجائین کہ عند العقل اوسکی تعریف مین داخل ہین کیونکہ انتہائی معرفت بجز اسکے عند العقل ممکن نہین کہ مالک حقیقی کا جمال بطور حق الیقین مشہود ہو یعنی ظہور اور یہ روز تام ہو جسپر زیادت متصور نہ ہو عنے ہذا القیاس انتہائی مکافات بھی بجز اسکے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم اور جان دونون دنیا کی زندگی مین ملکر فرمانبردار یا نافرمان اور سرکش تھی ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونون مورد انعام ہون یا دونون سزا مین پکڑے جائین اور مکافات کاملہ کا بحر مواج یکسان ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تام سے محیط اور مشتمل ہوجائے لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے بھی انکاری ہین بلکہ اس صداقت قصویٰ کا وجود اون کے نزدیک متحقق ہی نہین اور بزعم اون کے انسان کی قسمت مین نہ انتہائی معرفت کا پانا مقدر ہے نہ انتہائی مکافات کا۔ اور مکافات اون کے نزدیک فقط ایک خیالی پلاؤ ہے جو صرف اپنے ہی بے بنیاد تصورات سے پکایا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خداتعالے کیطرف سے بندون پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہوجائینگے اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہین ہوگا کہ جو خاص خداتعالے کے ارادے سے نیک بندوں پر بصورت نعمت اور بد بندون پر بصورت عذاب اوتریگا پس اون کا یہ مذہب نہین ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے اور وہی اپنے نیک بندون پر اپنے خاص ارادہ سے خوشحالی اور لذت دائمی کا فیضان کریگا جس لذت کاملہ کو سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صورۃً مشہود اور رویۃ مین بھی مشاہدہ کرینگے اور قویٰ انسانیہ مین سے کوئی قوت

ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذت اٹھانے سے محروم نہیں رہیگی اور جسم اور جان دونوں بالعذاب اُخروی میں یعنی جیسی کہ صورت ہو شریک ہو جائینگے۔ غرض برہمو سماج والوں کا اعتقاد بالکل اس صداقت کے برخلاف اور اسکے مفہوم کامل کی منافی ہے یہانتک کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجات اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے مناسب حال سعادت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح عذاب اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے مناسب حال شقاوت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے فرقان مجید میں مندرج ہے مورد اعتراض سمجھتے ہیں مگر ایسی سمجھ پر پتھر پڑیں کہ جو ایک بدیہی اور کامل صداقت کو عیب کی صورت میں تصور کیا جائے افسوس یہہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ سعادت عظمیٰ یا شقاوت عظمیٰ کے پانے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا تعالےٰ توجہ خاص فرماکر امر مکافات کو کامل طور پر نازل ہونے کے یہی معنے ہیں کہ وہ مکافات تمام ظاہر و باطن پر مستولی ہو جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی قوت باقی نہ رہے جسکو اُس مکافات سے حصہ نہ پہونچا ہو یہہ وہی مکافات عظیمہ کا انتہائی مرتبہ ہے جسکو فرقان مجید نے دوسرے لفظوں میں بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور اپنی کامل اور روشن کتاب میں بتلا دیا ہے کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے اور ان دونوں قسموں کو کتاب ممدوح میں مفصل طور پر بیان فرما دیا ہے اور سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی کہولدیا ہے مگر جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں اس صداقت قصویٰ اور نیز دوسری گذشتہ بالا صداقتوں سے برہمو سماج والے ناآشنا محض ہیں۔

چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے جسکے معنے یہہ ہیں کہ اے صاحب صفات کاملہ اور مبدء فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور پرستش وغیرہ ضرورتوں اور حاجتوں میں مدد بھی تجھہ سے ہی چاہتے ہیں یعنی خالصاً معبود ہمارا تو ہی ہے اور تیرے تک پہونچنے کے لئے کوئی اور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہیں دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بت کو نہ اپنی عقل اور علم کو کچھہ حقیقت سمجھتے ہیں اور ہر بات میں تیری ذات قادر مطلق سے مدد چاہتے ہیں۔ یہہ صداقت بھی ہمارے مخالفین کی نظر سے چھپی ہوئی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بُت پرست لوگ بجز ذات واحد خدا تعالےٰ کے اور اور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں اور آریہ سماج والے اپنی روحانی طاقتوں کو غیر مخلوق سمجھہ کر انکے زور سے مکتی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے موہنہ پھیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار دے بیٹھے ہیں جو کہ اونکے زعم باطل میں خدا تک پہونچانے میں اختیار کلّی رکھتی ہے اور سب آلہی اسرار پر محیط اور متصرف ہے سو وہ لوگ بجائے خدا کے پرستش اور استمداد کے اُسی سے ایاک نستعین کا خطاب کر رہے ہیں اور شرک خفی میں گرفتار اور مبتلا ہیں اور جب منع کیا جائے تو کہتے ہیں کہ عقل عطیات الٰہیہ سے ہے اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ تا انسان اپنی معاش اور مہمات میں اوسکو استعمال میں لاوے پس عطیہ الٰہیہ کا استعمال میں لانا شرک نہیں بن سکتا سو واضح ہو کہ یہہ انکی غلطی ہے اور بار بار یہہ امر معرض بیان میں آچکا ہے کہ جس یقین کامل اور جن معارف حقہ پر ہماری نجات موقوف ہے اون مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے عقل ذریعہ نہیں بن سکتی ہاں اون معارف کے حاصل کرنے کے بعد اونکی صداقت اور سچائی کو سمجھہ سکتی ہے لیکن وہ انکشاف صحیح اور کامل فقط اُس پاک اور صاف روشنی سے ہوتا ہے کہ جو خدائے تعالےٰ کی ذات میں موجود ہے اور عقل کی دود آمیز اور ناقص روشنی جو انسان میں موجود ہے اُس جگہ عاجز ہے سو شرک اسطرح لازم آتا ہے کہ برہمو سماج والے خدا کے اوس روشن کلام سے کہ جو انکشاف صحیح اور کامل کا مدار ہے موہنہ پھیر کر اور اوس سے بکلّی بے نیازی ظاہر کرکے اپنی ہی عقل ناقص کو رہبر مطلق ٹھیراتے ہیں اور بنائے کار بتلاتے ہیں سو انکا دل بیمار اس ہوکے میں پڑا ہوا ہے کہ جس منزل عالی تک الٰہی قوتیں اور ربانی تجلیات پہونچا سکتے ہیں اُس منزل تک انکی اپنی ہی عقل پہنچاویگی اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑہکر اور کیا شرک ہوگا کہ اپنی عقل کی طاقت کو ربانی طاقت کے مساوی بلکہ اوس سے عمدہ تر خیال کر رہے ہیں سو دیکھئے وہی بات سچ نکلی یا نہیں کہ وہ بجائے خدا کے عقل سے ایاک نستعین پکار رہے ہیں۔ عیسائیوں کا حال بیان کرنا کچھہ ضرورت ہی نہیں سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرات عیسائی بجائے اسکے کہ خداوند تعالےٰ کی خالص طور پر پرستش کریں مسیح کی پرستش میں مشغول ہیں اور بجائے اس کے کہ اپنے کاروبار میں خدا سے مدد چاہیں مسیح سے مدد مانگتے رہتے ہیں اور اونکی زبانوں پر ہر وقت ربنا المسیح ربنا المسیح جاری ہے۔

سو وہ لوگ مضمون ایاک نعبد و ایاک نستعین پر عمل کرنیسے محروم اور راندہ درگاہ الٰہی ہیں ساتویں صداقت جو سورۃ فاتحہ میں درج ہے اھدنا الصراط المستقیم ہے جسکے معنے یہہ ہیں کہ ہمکو وہ راستہ دکہلا اور اوس راہ پر ہمکو ثابت اور قایم کر کہ جو سیدہا ہے جس میں کسی نوع کی کجی نہیں۔ اس صداقت کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کی حقیقی دعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے کا سیدہا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر ایک مطلوب کے حاصل کرنے کے لئے طبعی قاعدہ یہ ہے کہ اون وسائل کو حاصل کیا جائے جن کے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہر ایک امر کی تحصیل کے لئے یہی قانون قدرت ٹھیرا رکہا ہے کہ جو اوس کے حصول کے وسایل ہیں وہ حاصل کئے جائیں اور جن راہوں پر چلنے سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہیں اختیار کی جائیں اور جب انسان صراط مستقیم پر ٹہیک ٹہیک قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہیں ہیں اُنپر چلنا اختیار کرے تو پہر مطلب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اون راہوں کے چھوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسایل کے ہیں یونہی مطلب حاصل ہو جائے بلکہ قدیم سے یہی قانون قدرت بندھا ہوا چلا آتا ہے کہ ہر ایک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرری طریقہ ہے جبتک انسان اوس طریقہ مقررہ پر قدم نہیں مارتا تب تک وہ امر اوسکو حاصل نہیں ہوتا پس وہ شئے جسکو محنت اور کوشش اور دعا اور تضرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب میں کوشش نہیں کرتا اور نہ اوسکی کچھہ پروا رکہتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کجرو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتوں کا طالب ہو تو حکمت الٰہی اوسکو یہی جواب دیتی ہے کہ اے نادان اول صراط مستقیم کو طلب کر پہر یہ سب کچھہ تجھے آسانی سے ملجائیگا سو سب دعاؤں سے مقدم دعا جسکی طالب حق کو اشد ضرورت ہے طلب صراط مستقیم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اس صداقت پر قدم مارنے سے بہی محروم ہیں عیسائی لوگ تو اپنی ہر دعا میں روٹی ہی مانگا کرتے ہیں اور اگر کہا پیکر اور پیٹ بہرکر بہی گرجا میں آویں پہر بہی جہوٹ موٹ اپنے تئیں بہوکے ظاہر کرکے روٹی مانگتے رہتے ہیں گویا اون کا مطلوب اعظم روٹی ہی ہے۔ وبس۔ آریہ سماج والے اور دوسرے اُن کے بت پرست بہائی اپنی دعاؤں میں جنم مرن سے بچنے کے لئے یعنی اواگون سے جو اون کے زعم باطل میں ٹہیک اور درست ہے طرح طرح کے شلوک پڑہا کرتے ہیں اور صراط مستقیم کو خدا سے نہیں مانگتے علاوہ اسکے اللہ تعالےٰ نے تو اسجگہ جمع کا لفظ بیان کرکے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی انسان ہدایت طلب کرنے اور انعام آلہی پانے سے ممنوع نہیں ہے مگر بموجب اصول آریہ سماج کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے اور خدا اوسکو ضرور سزا دیگا اور ہدایت پانا نہ پانا اسکے لئے برابر ہے۔ برہمو سماج والوں کا دعاؤں پر کچھہ ایسا اعتقاد ہی نہیں وہ ہر وقت اپنی عقل کے گھمنڈ میں رہتے ہیں اور نیز اونکا یہ بھی مقولہ ہے کہ کسی خاص دعا کو بندگی اور عبادت کے لئے خاص کرنا ضروری نہیں انسان کو اختیار ہے جو چاہئے دعا مانگے مگر یہ اون کی سراسر نادانی ہے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدہا انسان کو لگی ہوئی ہیں مگر حاجت اعظم جسکا دن رات اور ہر یک دم فکر کرنا چاہئے صرف ایک ہی ہے یعنی یہ کہ انسان اون طرح طرح کے حجب ظلمانیہ سے نجات پاکر معرفت کامل کے درجہ تک پہونچ جائے اور کسی طرح کی نابینائی اور کور باطنی اور بے مہری اور بے وفائی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل طور پر شناخت کرکے اور اوس کی خالص محبت سے پر ہوکر مرتبہ وصال آلہی جس اوس کی سعادت تامہ ہے پالیوے یہی ایک دعا ہے جس کی انسان کو سخت حاجت ہے اور جسپر اوس کی ساری سعادت موقوف ہے سو اوس کے اصول کا سیدہا راستہ یہی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کیونکہ انسان کے لئے ہر یک مطلب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہوں پر چلنے سے وہ مطلب حاصل ہوتا ہے ان راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی راستہ اختیار کرے کہ جو سیدہا منزل مقصود تک پہونچتا ہے اور بے راہیوں کو چھوڑ دے اور یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شئے کے حصول کے لئے خدا نے اپنے قانون قدرت میں صرف ایک ہی راستہ ایسا رکہا ہے جسکو سیدہا کہنا چاہئے اور جبتک ٹہیک ٹہیک وہی راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہیں کہ وہ چیز حاصل ہو سکے جسطرح خدا کے تمام قواعد قدیم سے مقرر اور منضبط ہیں ایسا ہی نجات اور سعادت اُخروی کی تحصیل کے لئے ایک خاص طریق مقرر ہے جو مستقیم اور سیدہا ہے سو دعا میں وضع استقامت یہی ہے کہ اوسی طریق مستقیم کو خدا سے مانگا جائے۔ آٹھویں اور نویں اور دسویں صداقت جو سورۃ فاتحہ میں درج ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔

تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پر زور اشتہار بعنوان الدعوت والانذار پڑھکر جو کچھ میرے قلب کی کیفیت ہوئی۔ وہ تو ایک وجدانی بات ہے جسکا اظہار مجھے مقصود نہیں صرف اپنے احمدی بھائیوں کو اس فقرے کی طرف (جو اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ مطبوع ہے) توجہ دلانا مطلوب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہندو عیسائی وغیرہ مذاہب کے لوگوں میں ان اشتہارات کی اچھی طرح اشاعت ہونی چاہیئے؟

اب میری عرض یہ ہے کہ شہروں میں تو پریس اور تعلیم وتعلم کا چرچا ہونے کے باعث حضرت اقدس کے ارشاد کی تبلیغ فوراً ہو سکتی ہے بلکہ مجھے تو یہانتک امید ہے کہ اگر اشتہارات علیحدہ طور سے چھپوا کر بھی تقسیم کیئے جائیں۔ تو بھی بذریعہ اخبارات و دیگر ذرائع یہ کام بوجہ احسن ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا ان دیہات کا بھی خیال آپ صاحبان کو ہے یا نہیں۔ جہاں اس قسم کا کوئی ذریعہ نہیں اسلئے وہ ان اشتہاروں سے بالکل بیخبر رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس بشری کے بلحاظ سادگی سننے شہری بھائیوں سے زیادہ مستحق ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ بعض ملانوں اور گدی نشینوں کی کارستانیوں سے سلسلہ عالیہ احمدیہ دیہات میں نہایت بدنام ہو رہا ہے اور ایسے ایسے عقاید واعمال انکی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں۔ جو ہمارے وہم وخیال میں بھی نہیں گذرے۔ اب ان عقاید واعمال کے رو سے اگر سادہ مزاج دیہاتی ان پڑھ زمیندار ہمیں یا ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو برا بھلا کہے۔ تو میرے خیال میں وہ اسوقت تک معذور ہے جبتک کہ اسپر تمام حجت نہ ہو اور کھول کھول کر اسکے سامنے اپنے عقیدوں کو بیان نہ کر دیا جائے۔

مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے کہنے کا بھی ان کو اعتبار نہیں آتا کیونکہ متواتر ان سے وہ ایسی ایسی باتیں سنتے رہتے ہیں جن سے بدگمانی وغلط فہمی کی انتہا ہو جاتی ہے۔ ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ ایک شخص احمدیوں سے اپنا سخت تنفر ظاہر کر رہا تھا اور ان کو گالیاں دینا ثواب کا کام سمجھتا تھا میں نے پوچھا مرزائیوں کو اتنا برا سمجھنے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا وہ تو اب کلمہ چھوڑ بیٹھے ہیں لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ پڑھتے ہیں اور اسکے علاوہ محرمات کا چنداں لحاظ نہیں۔ خود ان کا امام کہتا ہے میں (معاذ اللہ) خدا کا باپ ہوں۔ وغیر ذالک۔ پوچھا گیا کہ تمہیں کسطرح معلوم ہوا؟ تو اس نے ایسے ایسے بتانے والوں کے نام لئے جو بیچ قرب وجوار میں اپنے زہد وعلم وتقوے کے باعث رجوع خلایق ہیں۔ مجھے افسوس آیا کہ ان لوگوں نے اپنی دکانوں کو چلانے کیلئے کسقدر جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنا شروع کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ مسیح کی وفات وغیرہ اصول اسلام میں داخل نہیں۔ اور صرف اس مسئلہ کے پھیلانے سے عام دیہاتی لوگوں کو فرقہ احمدیہ سے نفرت نہیں ہو سکتی اسلئے انہوں نے خود بہتان باندھنے شروع کئے تاکہ اس طرف متوجہ ہونیسے باز رہیں اور ہماری آمدنیوں میں فرق نہ پڑے۔

اس سے بڑھ کر مشکل یہ تھی (جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے حل ہو رہی ہے) کہ نازک علمی مسایل دیہاتی جہال کی سمجھ میں آنے بہت دشوار ہیں وہ تو ایک سبق ہی پڑھے ہوئے ہیں انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی آثارھم مقتدون۔

پس جبتک قہری نشان پے درپے ظاہر نہ ہوتے۔ جوق درجوق لوگوں کا متوجہ ہونا قرین قیاس نہیں تھا سو طاعون کے متواتر حملوں نے کسیقدر خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ اب خوفناک زلزلے کے دھکے نے دلوں کو ہلانے میں کچھ کسر باقی نہیں رکھی۔ اب صرف ایک تحریک کی صورت ہے وہ یہ ہے کہ اشتہار الوصیت۔ **الدعوت الانذار** لاکھوں کی تعداد میں چھپوائے جائیں اور ایسا انتظام ہو کہ ہر گاؤں میں دو دو چار چار اشتہار اپنے احمدی بھائیوں کی معرفت تقسیم کرائیے جائیں اگر ہمارے احمدی بھائی ہمت کریں تو کچھ بڑی بات نہیں میں اپنے ضلع کیلئے تو جناب خانصاحب مکرم منشی محمد نواب خان سلمہ الرحمان وشیخ الہی بخش تاجر کتب۔ مولوی محمد فضل الدین صاحب کھاریاں مولوی امام الدین صاحب گولیکی وغیرہ بزرگوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ چندہ جمع کرکے یہ تینوں اشتہار خوشخط چھپوا لیں اور پھر ایسا انتظام کریں کہ ہر گاؤں میں ایک ایک اشتہار پہونچ جائے۔ اس سے نہ صرف ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہوں گے بلکہ عنداللہ بھی ماجور ٹھہریں گے اسیطرح ہر ضلع کی جماعت کے اصحاب اہتمام کرکے سعادت دارین حاصل کر سکتے ہیں ان ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں جو تحریک کی گئی ہے امید ہے قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔

(وہی احمدی گجراتی از گولیکی)

مواعظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وہ مواعظ ونصائح جو وقتاً فوقتاً آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمائے کتاب ازالۃ الخفا تصنیف حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی سے نقل کیئے جاتے ہیں۔

(۱) عبد اللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی اور اس بات کی کہ تم خدا کی تعریف کرو جو اسکے سزاوار ہو اور خدا سے امید و خوف دونوں رکھو اور دعا کرتے وقت گڑگڑایا کرو دیکھو اللہ نے حضرت زکریا اور انکے گھر والوں کی اس بات پر تعریف فرمائی ہے فرمایا کہ انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین (ترجمہ بیشک وہ لوگ نیکی میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں امید وار خوف کیساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے گڑگڑاتے تھے) اے خدا کے بندو اللہ نے تمہاری جانیں اپنے حقوق میں رہن کردی ہیں۔ اور اس بات پر تم سے عہد لیا ہے اور خدا نے تمسے ایک قلیل اور فانی چیز لیکر ایک کثیر اور باقی چیز کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ خدا کی کتاب تمہارے پاس موجود ہے جسکے عجائب کبھی فنا نہ ہونگے اور اسکی روشنی کبھی نہ بجھیگی لہذا تم اسکے قول کی تصدیق کرو اور اسکی کتاب سے نصیحت حاصل کرو اور تاریک دلوں کیلئے اس سے روشنی حاصل کرو خدا نے تمہیں عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور تمہارے اوپر لکھنے والے فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ان فرشتوں کو معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اے خدا کے بندو صبح شام میں تمہاری موت آنیوالی ہے جسکا تمہیں علم نہیں پس اگر تمسے ہو سکے کہ جس وقت تمہیں موت آئے اسوقت تم خدا کے کام میں ہو تو ایسا کرو۔ اور اس بات کی توفیق خدا ہی کیطرف سے ہوتی ہے لہذا اپنی زندگی کی مہلت میں موت آنے سے پہلے جسقدر نیکیاں تمکو کرنا ہیں کر لو۔

۲- حضرت انس کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ میں انسان کی ابتدائے پیدائش کی کیفیت بیان فرمائی اس ضمن میں بیان کیا کہ آدمی پیشاب کے مقام سے دو مرتبہ نکلتا ہے (ایکمرتبہ بوقت استقرار حمل باپ کے عضو سے دوسری مرتبہ وقت ولادت ماں کی عضو سے) اس بیان کا وہ اثر ہوا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے آپکو ناپاک سمجھنے لگا۔ (حضرت محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ خطبہ تکبر نفس کا عمدہ علاج ہے مگر یہ بیان موثر کسکو؟)

۳- ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے دنیا کی ناپایداری کا نقشہ لوگوں کی نظروں میں کھینچا) خطبہ میں فرمایا کہ وہ حسین وجمیل جنکو اپنی جوانی پر ناز تھا کہاں گئے وہ بادشاہ جنہوں نے شہر آباد کیئے تھے اور قلعے بنائے تھے کہاں گئے وہ بہادر لوگ کہاں ہیں جو میدان جنگ میں غالب ہوا کرتے تھے زمانہ نے انکو ملا دیا اور اب وہ قبر کی تاریک گوشوں میں پڑے ہوئے ہیں فریاد ہے فریاد ہے

۴- ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اپنی زبان کو پکڑے ہوئے کھینچ رہے تھے اسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے انہوں نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں فرمایا کہ اسی نے مجھے بڑی سخت سخت مہلکوں میں ڈالا ہے بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدن کا ہر عضو زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔

۵- حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ اپنی وفات سے ایک برس پہلے حضرت ابوبکر صدیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ پار سال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر رونے لگے پھر کہا کہ پار سال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر پھر رونے لگے پھر کہا کہ پار سال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ فرماتے تھے خدا سے صحت تندرستی اور گناہوں سے بچنے اور بخشش کی درخواست کرو اور باہم بغض وعداوت نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی ہو کے رہو جیسا تمہیں خدا نے حکم دیا ہے۔

۶- حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ ام ایمن کے پاس چلو تاکہ ہم انکی زیارت کریں جسطرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکی دیکھنے کو تشریف لیجایا کرتے تھے چنانچہ یہ دونوں جب انکے پاس پہونچے تو وہ رو رہی تھیں ان دونوں نے انہیں سمجھایا اور کہا کہ تم کیوں روتی ہو جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ اسکے رسول کیلئے بہتر ہے راوی کہتا ہے کہ ام ایمن نے کہا کہ میں اس سبب سے نہیں روتی کہ میں اس بات کو جانتی نہیں ہوں کہ جو کچھ اسکے ہاں ہے وہ اسکے رسول کے لئے بہتر ہے بلکہ میں صرف اسی وجہ سے روتی ہوں کہ وحی کا آنا موقوف ہوگیا اس بات کو سنکر ان دونوں کا دل بھی بھر آیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

۷- ایکمرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ خبردار کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ کم درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

۸- جب حضرت ابوبکر صدیق نے ملک شام کیطرف جہاد کرنے کیلئے لشکر بھیجا تو حضرت ابوبکر صدیق نے خطبہ پڑھا اس میں بیان فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اسلئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام حد کمال کو پہونچیگا یہانتک کہ تم لوگ روٹی اور روغن زیتون سے سیر ہو جاؤ گے۔

یہ بشارت تھی فتح شام کی کہ وہاں روغن زیتون بہت پیدا ہوتا ہے۔

۹- حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے ایک خطبہ میں یہ بھی فرمایا

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالوں کا جواب

کوئٹہ سے میرے ایک محترم بھائی نے ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کی ایک تحریر میرے پاس اس غرض سے بھیجی ہے کہ میں اسکو مع اسکے جواب کے الحکم میں چھاپ دوں۔ یہہ تحریر میرے پاس دیر سے آئی ہوئی ہے لیکن میں بعض اہم امور میں مصروف ہونیکی وجہ سے اسپر توجہ نہ کر سکا۔ لیکن آج مجھے موقع ملا ہے کہ اسکو مع اسکے جواب کے چھاپ دوں۔ بحولہ وبقوتہ تعالیٰ۔ ایڈیٹر

سوال

بخدمت جمیع علماء ملت محمدیہ بذریعہ عالمگیر خان التماس کہ موافق عقائد اصول فریق محمدیان قرآن منزل من اللہ ہے اور بدلائل و اسنادات قرآن صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب تسلط شیطان سے محفوظ کیا گیا تھا۔ **اوّل** بوقت تلاوت قرآن پناہ مانگنا ساتھہ اللہ کے شیطان راندہ ہوئے سے محمد صاحب پر فرض تھا پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۳+۱۰۰ اِس رسول ہوکر ترک فرض نہیں کر سکتا اور بعد تعمیل حکم تسلط شیطان سے محفوظ۔

دوسرا جو متوکل بخدا اور ایماندار ہیں اونپر تسلط شیطان نہیں ہے۔ اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور بہ نسبت ایمانداران و متوکلان بخدا پیروان اپنے کے محمد صاحب زیادہ تر ایماندار اور متوکل بخدا کہا جائیگا اسواسطے اوسپر ہرگز تسلط شیطانی ہو نہیں سکتا۔

تیسرا تسلط شیطان کا مشرکوں پر اور جو شیطان کے ساتھہ مودت رکھتے ہیں ہوتا ہے اِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ پس جبکہ محمد صاحب نہ مشرک اور نہ شیطان کے ساتھہ مودت رکھتا ہے تو یہہ بہر صورت محفوظ ہوئے۔

چوتھا حفاظت اور نگہبانی ابلاغ کے واسطے جماعت فرشتوں کی پس و پیش رہتی تھی پارہ ۲۹ سورہ جن رکوع ۲ باوجود اتنی حفاظت کے اگر پیغاموں میں زیر بالائی ہو یا شیطان مداخلت کرے تو حاضر رہنا اور حفاظت کرنا فرشتوں کا سراسر بیجا اور بیفائدہ ہوا۔

پانچواں سورہ والنجم کی تمہید میں محمد صاحب کی خدا نے بڑی زور شور سے قسم کہا کر فرمایا کہ محمد صاحب گمراہ نہیں ہوا جو کچھہ بولتا ہے ہوا نفس سے نہیں بلکہ وحی کی رو سے بولتا ہے اور اوسکو شدید القویٰ نے سکھلایا ہے اس موقعہ پر بھی شیطان کا تسلط کرنا بجائے خود ملکہ نہیں سکتا۔ اور مفسر تفسیر معالم التنزیل متفق الرائے ابن عباس اور محمد بن کعب القرظی وغیرہما من المفسرین بخلاف آیات قرآنی مذکورہ بالا تفسیر کیا۔ قولہ وکان یوم فی مجلس القریش فانزل اللہ تعالیٰ سورة والنجم فقرءها رسول اللہ و حتی بلغ قولہ افرأیتم اللات والعزیٰ ومنات الثالثة الاخریٰ القی الشیطان علی لسانه بما کان یحدث به نفسه و تیمناه تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترجی فلما سمعت قریش ذالك فرحوا به۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ بروز نزول سورہ والنجم جسوقت محمد صاحب پڑھنے لگا تو موافق صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کے شیطان نے اوسکی زبان پر کلمات تعریف بتوں کے القاء کر دئے اور قریش سنکر خوش ہوئے۔ یہہ عجب حیرت انگیز تفسیر ہے کیونکہ جب صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کی پہلے سے تھی تو القا کرنا شیطان کا کیا معنی رکھتا ہے۔ یعنی ہوالی اوانی اسبات کو جانتے ہیں کہ جو کچھہ دل میں ہوتا ہے وہ زبان پر آتا ہے ہاں اگر صلاح نفس اور خواہش دلی کو مشورہ شیطانی کہا جاوے تو البتہ جائے دارد۔ اور وہ صلاح نفس اور تمنا دلی یہہ معنے رکھتی ہیں کہ بتوں کی تعریف کرنے سے مشرکان عرب خوش ہوکر مطیع ہو جاوینگے لیکن اونہوں نے بخلاف اوس کے یہہ سمجھا ہوگا کہ پھر محمد صاحب نے پیروی اباء اجداد اپنے کی قبول کر لی اسواسطے خوش ہوئے ہونگے اور جب موافق صلاح نفس اور مشورہ مجوزہ کے مطلب برآری نہ ہوئی تو ضرور باعث رنج خاطر ہوا ہوگا اور منسوخ کرنا اوس آیت کا بھی لازم آیا۔ اب مضمون مفسروں کا اور آیات قرآنی مذکورہ بالا جن سے محمد صاحب کا محفوظ رہنا تسلط شیطان کے سے پایا جاتا ہے میزان عقل میں وزن کیا گیا تو قرآن کا مضمون مفسروں کی تفسیر اور تشریح سے زیادہ معتبر ہے پس تفسیر کرنا اونکا سراسر غلط بلکہ الزام اور افترا ہے کیونکہ اگر تفسیر کرنا اونکا صحیح ہو تو قرآن کو منزل من اللہ کہنا باطل بلکہ خود ساختہ کلام انسان کہا جائیگا اور وعدہ الٰہی محفوظ ہونے تسلط شیطان سے محض پیغمبر بنکر حاضرین کی تسلی کرتے تھے ورنہ بیانات بے بنیاد تھے۔ لیکن جب مضمون آیت قرآن جسکا مفسروں نے تفسیر کیا بنظر خود دیکھا۔ تو فی الحق قول مفسروں کا صحیح اور درست ہے پارہ ۱۷ سورہ حج رکوع ۷+۱۵۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ اپنی بات کی درستی کیواسطے اوروں پر الزام لگایا ورنہ کسی پیغمبر نے ایسا تمنا نہیں کیا اور کلمات تعریف بتوں کے شیطان نے اوسکی زبان پر القاء نہیں کئے الا محمد صاحب نے۔ اور متن قرآن سے یہہ بھی صاف ظاہر ہوا کہ جو مضمون بصلاح نفس اور تمناء دلی رسول کے ہوا وہیں القاء شیطانی ضرور ہو جاتا ہے اور جب القاء شیطانی ہوا تو تعمیل کرنا اوسکا داخلی گناہ اور صدور گناہ باعث ناراضگی خدا چنانچہ وہ آیت جسمیں تعریف بتوں کی تھی منسوخ کی گئی۔ اور دوسری جگہ قرآن میں فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہیں ہم آیات کو سے یا بہلا دیتے ہیں ہم لاتے ہیں ہم بہتر اوس سے یا مانند اوسکے پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۳- ۱۰۰ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ بہلا دینا تو خدا کی ذات کا خاصہ نہیں کیونکہ جسمیں سہو اور نسیان ہے وہ خدا نہیں اور آیت منسوخ شدہ کے مانند یا بہتر اوس سے لانیکا یہہ معنی ہوگا کہ جسوقت محمد صاحب نے القا کر دیا۔ وہ بلند پرواز اور صاحب شفاعت ہیں۔ وہ آیت تو منسوخ ہوگئی پس اوس سے بہتر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس میں رضا اور پسندی محمد صاحب کی تھی بابت اور بتخانہ سجدہ گاہ محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ کا ہوگیا۔ پارہ ۲ سورہ بقر رکوع ۱۷+۱۳۵ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ اور تا زمان فتح مکہ بموجودگی جملہ بتوں کے محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ اونکا سجدہ کرتے رہے اور بعد فتح مکہ کے اور تو سب معبود نکالے گئے لیکن ایک حجر الاسود منجملہ اون خداؤں کے رکھکر واحد پرستی معروف کی گئی۔ لہذا عرض رسان ہوں کہ وہ آیت جسمیں خواہش نفس اور تمنا تعریف بتوں کی تھی منسوخ ہوگئی۔ اور جب بموجودگی اون سب بتوں کے اونکا بتخانہ کا سجدہ کرنا محمد صاحب نے پسند کیا تھا اِس کو بھی تمناء دلی کہا جائیگا تو ضرور القاء شیطانی ہوا اور اگر القاء شیطانی کہنا ناجائز ہو تو اوس کے ثبوت میں سند پختہ سے مطلع فرماویں۔

راقمہ برخوردار خان مغل اسپتال کوئٹہ

فاما الجواب

:- ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کا سوال ہی انکے اعتراض کی تردید کے لئے کافی ہے تاہم میں اسپر کسیقدر بسط سے کلام کرنا چاہتا ہوں۔

لاریب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ شیطانی تسلط سے پاک ہیں آپ کی تو شان ہی ارفع اور اعلیٰ ہے شیطان کا تسلط قرآن کریم کے رو سے کسی پر بھی نہیں جیسا کہ خود خدا تعالےٰ نے کی مجید کتاب فرماتی ہے۔ اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ یعنی اے شیطان میرے بندوں پر تجھے ہرگز تسلط حاصل نہیں۔ ہاں میں انجیل کا ذکر ہرگز نہیں کرتا۔ کیونکہ انجیل کی رو سے تو یسوع پر بھی جو ایک نادان قوم نے خدا بنا لیا ہے) شیطان کا بہت بڑا تسلط ہے وہ یسوع کو اپنے ساتھہ لے گیا۔ یسوع نے اسکی پیروی کی اور چالیس دن تک وہ بئس القرین یسوع کو لئے پھرتا رہا۔ اگر ڈاکٹر برخوردار خان صاحب انکار کریں تو میں انہیں مفصل بتا سکتا ہوں۔ غرض قرآن کریم کی رو سے شیطان کا کسی پر بھی تسلط نہیں + اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام انسان کو دعاؤں سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے برخلاف اسکے یسوع ناصری کا پیرو بجز آج کی روٹی کے اور کچھہ مانگتا ہی نہیں۔

بہر حال

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لاریب شیطانی تسلط سے بالکل پاک اور معصوم ہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھہ قرآن مجید نے فرمایا وہ سراسر حق اور صحیح ہے۔ یہہ امر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوں کی تعریف کی اور وہ القاء شیطانی تھا محض اتہام اور سراسر باطل ہے نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوں کی تعریف کی اور نہ اس کا کوئی ثبوت قرآن مجید میں ہے نہ حدیث کے اعلےٰ طبقہ میں۔ اگر کسی مفسر کا قول ہمیشہ حجت ہو سکتا ہے تو کیا برخوردار خان انجیل میں مفسرین کے اقوال ماننے کو آمادہ ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ برخوردار خان قرآن شریف کی بنا پر اعتراض کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اتنا بھی علم نہیں ہے کہ سارا قرآن شریف بتوں اور بتوں کی پرستش کی مذمت سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کی توحید تو مخالف سے مخالف پادریوں اور دشمنوں نے بھی تسلیم کی ہے + یہی اعتراض پنڈت لیکھرام آریہ مقتول نے بھی کیا تھا اسکا جواب جو بہت ہی صحیح اور لاجواب ہے حضرت حکیم الامتہ نے تصدیق میں دیا ہے۔ جسکو میں یہاں درج کر دیتا ہوں۔

مکذب نے صفحہ نمبر ۷ تکذیب میں سورہ نجم کے حوالہ سے یہہ لغو فقرہ تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترجی۔ اعتراض کرنے کو لکہا ہے اسلام کے مختلف فرقے دنیا میں موجود ہیں سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی میں یہہ موجود نہیں اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلےٰ وارفع ہے کہ اس مجموعہ توحید میں ایسا

منشہ کا نہ مضمون ہو اب حقیقت مین قرآن پر کوئی اعتراض نہ رہا -

مکذب فٹ نوٹ مین - "مفصل حال اسکا معالم جلالین بیضاوی معتمد مین ذکر ہے"

مصدق نے ان تفاسیر کیطرف رجوع کیا مگر ان مین یہہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض خدمت ہے **بیضاوی** نے اس واہی قصہ کو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ تلك الغرانیق العلی الخ پڑہا تہا لکھکر کہا ہے **وھو مردود عند المحققین** اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے - تفسیر **فتح البیان** مین لکھا ہے تلك الغرانیق کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم مین اسکو پڑہا - صحیح نہین چنانچہ کہتے ہین لم یصح شئی من ھذا ولا ثبت بوجہ من الوجوہ ومع عدم صحتہ بل بطلانہ فقد دفعہ المحققون بکتاب اللہ سبحانہ -

حیث قال اللہ تعالےٰ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ -

وَقولہٗ تعالےٰ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی -

وَقولہٗ تعالیٰ وَلَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ اِلَیْھِمْ فنفی المقاربۃ للرکون فضلاً عن الرکون -

قال البزار - ھذا حدیث لانعلمہ یروی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم باسناد متصل +

قال البیھقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل ثم اخذ یتکلمون ان رواۃ ھذہ القصۃ مطعونون فیھم +

قال امام الائمۃ ابن خزیمہ ان ھذہ القصۃ من وضع الزنادقۃ +

قال الرازی ھذہ القصۃ باطلۃ موضوعۃ لایجوز القول بھا +

قال اللہ تعالےٰ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی +

وَقال اللہ تعالےٰ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی -

ولاشك ان من جوز علی الرسول تعظیم الاوثان فقد کفر لان من المعلوم بالضرورۃ ان اعظم سعیہ کان فی نفی الاوثان +

قال ابن کثیر فی تفسیرہ ان جمیع الروایات فی ھذا الباب اما مرسلۃ او منقطعۃ لاتقوم الحجۃ الشئی منھا - ثم قال فقد عرفناك انھا جمیعھا لاتقوم بھا الحجۃ لانہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل -

(فتح البیان مختصراً)

وقال فی الکبیر روی عن محمد بن اسحاق بن خزیمہ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتاباً -

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا البتہ یسوع جنکا ذکر انجیل مین ہے اسپر یہہ اعتراض بڑی صفائی سے ہوسکتا ہے کہ اسنے چالیس دن تک بیس القرین شیطان کے ساتہہ رہکر زندگی بسرکی -

بہ بین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

اور آیت **ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی** الآیۃ سے جو یہ مفہوم پیدا کیا ہے کہ نبیوں یا رسولوں کی تمنی مین شیطان القا کردیتا ہے اسکو مردہ پرست عیسائی کب سمجہہ سکتا ہے -

اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ جو الہامات اور وحی نبیون کو ہوتی ہے وہ انکے اپنے خیالات یا تمنی کا نتیجہ ہوتا ہے بلکہ یہ آیت تو ایک عظیم الشان سر نبوت کو بیان کرتی ہے - اسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول آتا ہے تو اوس کی خواہش اور آرزو اصلاح ملک و قوم ہوتی ہے اسکی تمنی بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ وہ فسق و فجور کے گڑہے مین پڑے ہوئے شریرون کو نکال کر خدائے قدوس کے آستانہ پر جہکا دین مگر شریر اور ناپاک لوگ جو شیطان کا مظہر ہوتے ہین اسکی راہ مین روکین ڈالتے ہین اور اسکی تبلیغ کو بند کرنا چاہتے ہین لوگون کو ہر طرح اس سے دور رکہنے کی سعی کرتے ہین - لیکن انجام کیا ہوتا ہے **فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان** شیطان اور اسکے مظاہر ناکام اور نامراد رہتے ہین اور خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل آخر کامیاب ہوتے ہین -

دور کی باتین شاید آپ سمجہہ نہ سکین آج بہی دنیا مین خدا تعالےٰ کا ایک مامور اور مرسل موجود ہے اسکی تمنی یہہ ہے کہ وہ **مردہ پرست** نصرانیت کے عقاید کو دور کرے اور حی و قیوم خدا کے حضور سب کو جہکاوے - لیکن خبیث شیطان چاہتا ہے کہ اسے اس مقصد مین کامیابی نہ ہو - وہ اپنے مظاہر کے ذریعہ اسکی راہ مین روکین ڈال رہا ہے مختلف طرز و طرق پر اسے دکہہ دیا جاتا اور ستایا جاتا ہے اسکی جماعت پر افترا باندہے جاتے -

جب دلائل و حجج مین عاجز آجاتے ہین تو مقدمات اور جہوٹی مخبریون سے اسے گزند پہونچانا چاہتے ہین لیکن شیطان اور اسکا لشکر دیکہہ لیگا کہ **انجام کار فتح اسی مامور کی ہے** توحید کا جہنڈا گڑیگا اور مردہ پرست نصرانی استخوان پرستی سے باز آکر حی و قیوم خدا کو اپنا اکیلا اور یکتا خدا سمجہین گے -

اس آیت کا مطلب اور مفہوم تو یہ ہے - لیکن نادان انسان جو خدا پرستی کی راہون کو چہوڑ کر شیطانی خیالات کا اسیر ہوکر اندہیرے مین چلتا ہے - وہ اپنے نفس کا غلام ہوکر اولٹے معنے کرتا ہے -

(باقی آیندہ)

سیرۃ المھدی کا ایک ورق

مامورون کی زندگی معمولی زندگی نہین ہوا کرتی بلکہ انکی ہر حرکت و سکون ہر آن و ادا اپنے اندر ایک بیش قیمت اخلاقی روحانی سبق رکہا کرتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدا تعالےٰ اپنی مجید کتاب ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نفرماتے - لیکن بہت ہی تہوڑے ہوتے ہین وہ لوگ جو ایک باریک نظر اور قلب سلیم سے شاہد مامور کی ہر حالت و ادا کو دیکہنے کے عادی ہوتے ہین جب سے کہ مجہے اللہ تعالےٰ نے دار الامان مین رہنے کا فخر بخشا ہے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک لائف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنے کا ایک جوش اور شوق دے رکہا ہے اور میرے اکثر احباب جانتے ہین کہ مین اس پاک لائف کے مواد جمع کرتا رہتا ہون انہین سے بعض باتین آج اپنے ناظرین کو سنانی چاہتا ہون -

دنیوی مقاصد پیش نظر نہین

اعلےٰ حضرت کے منجانب اللہ ہونے کے دوسرے دلائل و براہین مین سے آپ کی عملی زندگی کا وہ حصہ بہی عجیب ہے جو آپ اندرون خانہ مین گذارتے ہین - آو! مین تمہین آپ کی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات سناؤن + یہہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے جو انسان کی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہوتا ہے - صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب **امتحان انٹرینس** دیکر امرتسر سے واپس آئے ہین - آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا - کسی نے کہا **میاں صاحب** بہت دبلے ہوگئے ہین دوسرے نے کہا - انکو اپنی **کمزوری** کا خیال کرکے سخت فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہو فیل ہوجاؤن -

اسپر حضرت میاں صاحب سے کسی بہت ہی پیار کرنے والے نے کہا کہ آپ **دعا کرین یہہ پاس ہوجاوین** - اسپر اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ نے جو کچہہ فرمایا وہ آب زر سے بہی لکہا جاوے تو اسکی پوری قدر نہین ہوسکتی - یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہین اور آپ کی پاک **سیرۃ** کو عیاں کرکے دکہاتے ہین - فرمایا ہمین تو ایسی باتون کیطرف توجہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے - ہم

سلہ اس قسم کی کوئی بات بہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہین ہوئی - اگرچہ خود ہی اسکی عدم صحت اور اسکا بطلان ظاہر ہے - مگر محققین کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب ہی تو اسے رد کررہی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر یہ (نبی) ہماری نسبت کوئی جہوٹی بات لگاتا تو ہم اسکا دہنا ہاتہہ پکڑتے پہر ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے - اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - یہ نبی اپنی طرف سے نہین بولتا - اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - اگر ہم تجہکو مضبوط نہ رکہتے تو تو ان کی جانب قریب تہا کہ مائل ہوجاتا - اب یہ آیت مقاربت میلان کی بہی نفی کرتی ہے چہ جائیکہ آنجناب کا میلان ان کی جانب ہوتا - بزار کہتے ہین ہم نہین جانتے کہ کسی نے اس حدیث کو متصل اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو - بیہقی کہتے ہین - یہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے ثابت نہین ہوا - پہر بیہقی نے یہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویوں مین طعن کیا گیا ہے - امام الائمہ ابن خزیمہ کہتے ہین کہ اس قصہ کو زندیقون نے وضع کیا ہے + امام رازی کہتے ہین - یہ قصہ جہوٹا بناوٹی ہے اسکا ماننا ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی اپنی طرف سے کچہہ نہین بولتا یہ تو وہی کہتا ہے جو اسکے دلمین وحی کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عنقریب ہم تجہے قرآن پڑہاتے ہین - پہر تو اوسے فراموش نکریگا - جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہہ کہنا روا رکہے کہ آپ نے بتون کی تعظیم کی ایسا شخص بے شک کافر ہے - اسلئے کہ یہ واضح ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہاری کوشش بتون کا نابود کرنا تہا - ابن کثیر اپنی تفسیر مین لکہتے ہین کہ اس باب مین جتنی روائتین ہین یا تو مرسل ہین یا منقطع ہین اور ایسی روائتین حجت نہین ہوا کرتین - پہر امام صاحب فرماتے ہین - ہم تجہے سمجہا چکے ہین - کہ یہ تمام روائتین حجت پکڑنے کے قابل نہین ہین کیونکہ اہل صحت مین سے کسی نے انہین روایت نہین کیا اور نہ کسی ثقہ نے سند صحیح یا سلیم متصل سے انہین اسناد کیا - اور امام صاحب تفسیر کبیر مین کہتے ہین - محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اوس سے اس قصہ کی بابت سوال کیا گیا - اس نے جواب دیا کہ زندیقون نے اسے گہڑا ہے - اور اوس نے اس بارہ مین ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے +

باتون کے لئے دعا نہین کرتے - ہمکو نہ نوکریون کیضرورت ہے اور نہ ہمارا یہ منشاء ہے کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاوین ہان اتنی بات ہے کہ یہہ علوم متعارفہ مین کسیقدر دستگاہ پیدا کرلین جو خدمت دین مین کام آئے **پاس فیل** سے تعلق نہین اور نہ کوئی غرض"۔

ان فقرات پر غور کرو کہ کیا کسی دنیا دار دنیا طلب کے منہ سے نکل سکتے ہین ایسی حالت اور ایسے وقت مین جبکہ وہ اپنی بیوی بچون مین بیٹھا ہوا ہے - مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اسکے اردگرد نہین ہے - اس سے بڑھکر آپ کی سچائی اور صدق دعوی پر کس دلیل کیضرورت ہے کہ برخلاف ابناء دنیا کے جو اپنے بیٹون کے لئے ایسی امتحانی منزلون کے طے کرانے کے لئے کسقدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہین اور اسکے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے بھی نہین ڈرتے۔

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ **کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہین** یہہ واقعہ تو آپ کی زندگی مین اسی سال اور پچھلے ہی مہینے کا ہے - ممکن ہے کہ کوئی کم فہم اپنی بدنصیبی سے یہہ کہہ اُٹھے کہ اسوقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور کسی قسم کی کوئی حاجت اور پرواہ نہین اسلئے ایسا فرمایا - لیکن مین ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہون جبکہ نہ یہ سلسلہ تھا اور نہ اسقدر خدام گرد و پیش موجود تھے بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کررہے تھے اور گوشہ گمنامی مین اپنے محبوب و مولا سے راز و نیاز کی باتین کیا کرتے تھے۔

اسوقت جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب حال افسر مال میانوالی جو اعلٰے حضرتؑ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہین امتحان تحصیلداری مین شریک ہوئے - انہون نے دعا کی درخواست کی - عصر کی نماز کا وقت تھا - آپ وضو کررہے تھے اسوقت مرزا سلطان احمد صاحب کا عریضہ ملا - آپ نے وضو کرکے اسے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھ اسے چاک کرکے پھینکدیا اور فرمایا **مین ایسی باتون کے لئے دعا نہین کرتا - مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے** - اسکے بعد معًا آپ کو الہام ہوا کہ پاس ہو جائیگا - یہہ خدا تعالٰے کا فضل تھا +

غرض جہانتک آپکی پاک لائف مین نظر کرتے جاوین اس قسم کے ہزارون واقعات ملین گے۔

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالٰے نے روایت فرماتے ہین کہ میان محمود والا واقعہ سنکر میرے دل مین آپ کے مستجاب اللہ ہونے کی نسبت اور بھی زیادہ مضبوط ایمان پیدا ہوگیا اسلئے کہ جیسا مین ہر موقعہ پر دیکھتا ہون اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا کہ حضرت اقدس کے پیش نظر دین اور اعلائے دین ہی ہے محض دنیا کی طرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے اور نہ متوجہ ہونا پسند کرتے ہین - چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

"جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست کرتا ہے طبیعت مین بہت **کراہت پیدا** ہوتی لیکن جب کسی کی درخواست خدا تعالٰے کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا کوئی شخص کسی ابتلا مین محض دین کی خاطر مبتلا ہوتا اور ستایا جاتا ہے اسوقت دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوتی ہے -"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام آج کل باغ مین ہین آپ کے ساتھ بعض خاص خدام اور بزرگان ملت بھی ہین ایک **خادمہ** کی روایت پر مجھے معلوم ہوا کہ جب آندھی یا بارش کے سامان نظر آتے ہین تو حضرت اقدس بہت دعا کرتے اور گھبراتے ہین اور کہتے ہین **یا اللہ** تو اپنا رحم اور فضل کر تیرے یہ عاجز بندے یہان بے سروسامان ہین - (یہہ آپ کے کلمات کا مفہوم ہے ایڈیٹر) یہہ واقعہ نہ صرف اعلٰے حضرت کی کمال **معرفت** کا ثبوت ہے بلکہ اس سے آپکی اس **دلی ہمدردی** اور **محبت** کا بھی پتہ لگتا ہے جو آپ کو نوع انسان سے عمومًا اور اپنے مخلص احباب سے خصوصًا ہے کہ انکے لئے وہ کسقدر **بیتاب اور بیقرار** رہتا ہے اپنے آرام کو بھی انپر قربان کرتا ہے یہہ **ایثار** ماموروں کے سوا دوسرون کو نہین دیا جاتا - اور اسکے سوا اس واقعہ سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ **ماسوی اللہ** سے آپ کسقدر بیزار اور الگ ہین حقیقی ماوا اور ملجاء اللہ تعالٰی ہی کی **ذات** کو سمجھتے ہین اور دعاؤن پر آپ کو بہت بھروسہ ہے۔

حضرت ام المومنین کو کیا فرمایا

گھر مین بھی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے ایک روز حضرت ام المومنین کو مخاطب کرکے فرمایا! دیکھو! نوکرون پر سختی بالکل نہین ہونی چاہئے - انکو جو کچھ سمجھانا ہو نرمی سے سمجھا دیا کرو - اور ان کے واسطے دعا کیا کرو۔

اگر انکو ملامت کرو تو اسطرح پر کرو کہ خدا تمہین ہدایت دے - نیکی دے - سمجھ دے - ایسا ہی بچون کی اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاؤ تو انکو بھی جھڑکو نہین انکے لئے دعا کرو - اور اسی قسم کے دعائیہ کلمات سے سمجھاؤ۔

خدا تعالٰے کے غضب کے دن آئے ہوئے ہین وہ کسی کی پروا نہین کرتا - جہانتک ہوسکے خدا کی مخلوق پر رحم کرو تاکہ اللہ تعالٰے تم پر بھی رحم کرے -

---

مندرجہ بالا بعض واقعات شمہ از شمائل آنحضرتؑ ہین - انپر غور کرو اور وہ مفید نتائج اور سبق جو ان سے مل سکتے ہین حاصل کرو - دعا کرو کہ اللہ تعالٰی مجھے اور آپ کو ان سے فائدہ اٹھانے والا دل دماغ عطا کرے اور توفیق دے - آمین۔

لاہور مین میرے دو تین دن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سے لاہور

بٹالہ سے جس کمرہ مین مین سوار ہوا تھا اس کمرہ مین چند اور شریف آدمی بھی سوار تھے جن مین سے ایک خاص رنگو سے آیا تھا جہان کا راجہ خاندان بالکل تباہ و برباد ہوگیا تھا - جو دردانگیز اور بھیانک حالات انہونے بیان کئے وہ اس سے کچھ بھی کم نہ تھے جو ناظرین پڑھ چکے ہین - بلکہ وہان کی بربادی اور تباہی کے اور بھی خوفناک منظر دکھاتے تھے - وہ یہ بیان ہی کررہے تھے کہ ایک جنٹلمین بول اٹھے

"سنا ہے مرزا قادیانی نے ایک اور زلزلہ کی پیشگوئی کی ہے -"

اسپر ایک دوسرے صاحب بول اُٹھے "کیا انہون نے پہلے زلزلہ کی بھی پیشگوئی کی تھی؟"

اسوقت تک کسی کو بجز ایک کے (جو کسی زمانہ مین میرے اوستاد تھے اور آجکل ملتان مین ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہین) معلوم نہ تھا کہ مین قادیان رہا کرتا ہون اور خدا کے محض کرم سے اسی استانہ علیا کا ایک ادنے خادم ہون - مینے اپنے فرض کے خلاف سمجھا کہ خاموش رہون چنانچہ مینے اس دوسرے صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ **ہان پیشگوئی کی تھی** میرا یہ کہنا تھا کہ سب کے کان کھڑے ہوگئے - اور ادہر اُدہر سے آوازین آنے لگین -

کیا آپ قادیانی ہین

جسکا جواب مینے اس مفہوم کے لحاظ سے جو اس سوال کے اندر مرکوز ہے اثبات مین دیا - پھر دوسرا سوال یہ ہوا -

سائل - کیون صاحب یہ زلزلہ کی پیشگوئی کب کی تھی؟ اگر پہلے سے خبر دی تھی تو اسقدر مخلوق کیون تباہ ہوئی -

مین - جناب یہہ پیشگوئی اوّل اوّل آج سے قریبًا پچیس ۲۵ برس پہلے ملک مین شایع ہوئی تھی - پھر ایک سال کے قریب عرصہ گذرتا ہے خدا تعالٰے نے اس **قہری نشان** سے دنیا کو اپنے صادق بندے کے ذریعہ آگاہ کیا اور پھر زلزلہ آنے سے چند روز پیشتر بھی اطلاع دی گئی تھی - یہہ تو آپ کے سوال کے پہلے جزو کا جواب ہے دوسرے حصہ کے متعلق یہہ گذارش ہے کہ مخلوق کیون تباہ ہوئی؟ اسکا جواب خدا تعالٰے کی مجید کتاب سے ملتا ہے

بما کسبت ایدیھم

اونہون نے خدا تعالٰے کے اس الارم اور اطلاع کی کچھ پروا نکی - اطلاع دینے والے پر ہنسی ٹھٹھا کیا - اسکی نصائح کو خودغرضی پر محمول کیا - شوخی و شرارت مین پہلے سے زیادہ بڑھ گئے - کوئی تبدیلی نہ کی - آخر خدا کے عذاب نے انہین پاش پاش کردیا - اور اسپر بھی ابھی شوخی کم نہین ہوئی - بلکہ بڑھی ہے اسلئے خدا تعالٰے نے اپنے بندہ کے ذریعہ پھر آگاہ کیا ہے کہ عذاب الٰہی آنیوالا ہے -

سائل - یہہ عذاب کب آئیگا -

مین - جسطرح پر خدا کے آیا کرتے ہین - بغتةً ہی آئیگا یعنی یکایک - اچانک - بے خبری مین -

سائل - اگر بے خبری مین آئیگا تو ایسی اطلاع سے مخلوق کو کیا فائدہ ہوگا -

مین - مخلوق کو یہ فائدہ ہوگا کہ جو انمین سے سلیم الفطرت اور رشید ہین وہ اپنے اندر مستقل تبدیلی کرلینگے - اور جو شرارت اور اور شوخی مین ترقی کرینگے اور اپنے جرائم کو پاداش کی حدتک پہونچا دینگے وہ اس عذاب سے پارہ پارہ ہوکر دوسرون کے لئے موجب عبرت ٹھیرین گے -

سائل - میرا مطلب یہ ہے کہ اس عذاب کی کوئی تاریخ بھی مقرر ہے -

مین - ہان خدا تعالٰے کے حضور تو مقرر ہے اسی لئے اس الہام اور پیشگوئی مین جو اسکے متعلق ہوئی ہے اس کا نام **السّاعة** رکھا ہے

مگر دنیا کو اس الساعۃ کا علم نہیں دیا گیا۔

سائل۔ تو کیا مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

میں۔ جہانتک میرا علم ہے مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

سائل۔ تو یہ تو کوئی پیشگوئی نہ ہوئی جبکہ خود پیشگوئی کرنے والا ملہم ہی نہیں بتا سکتا کہ کب عذاب آئے گا۔

میں۔ مجھے آپ کے منہ سے یہ اعتراض سنکر بہت افسوس ہوا اگر کوئی ہندو یا دہریہ اسپر اعتراض کرتا تو میں اوسکو کسی دوسرے رنگ میں جواب دیتا۔ لیکن ایک شخص جو مسلمان کہلاتا ہے۔ قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتا ہے وہ ایسا اعتراض کیوں کرتا ہے؟ اگر آپکا یہہ اعتراض صحیح ہے اور کسی نبی اور ملہم کے لئے یہہ فرض ہے کہ اس کی کوئی ایسی پیشگوئی تسلیم نہ کی جاوے گی تو پھر شاید آپ کو سارے نبیوں کی نبوت سے انکار کرنا پڑے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ سلسلہ نبوت سے اگر کچھہ بھی واقف ہوتے تو کبھی ایسا اعتراض نکرتے۔

سائل۔ قرآن مجید ایسی بودی پیشگوئیاں نہیں کرتا جو بے سر و پا ہوں اور نہ نبیوں کی شان ہے کہ وہ مبہم اور مجمل پیشگوئی کریں۔

میں۔ اگر قرآن شریف یا نبیوں کے کلام میں ایسی پیشگوئیاں موجود ہوں تو پھر آپ کیا کہیں گے؟

سائل۔ میں پھر مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر بھی نظر کرونگا۔

میں۔ نظر کرنے کے کیا معنی آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہہ پیشگوئی بھی اسی چشمہ سے آئی ہے۔

سائل۔ اچھا آپ کوئی ایسی پیشگوئی بتائیں تو سہی

میں۔ کوئی کیا میں تو بطور قاعدہ کلیہ آپکو بتاتا ہوں کہ انذاری پیشگوئیاں خصوصًا اور عمومًا ساری ہی پیشگوئیاں اس رنگ کی ہوتی ہیں۔ ہاں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جس میں وقت بھی بتا دیا جاتا ہے دیکھو حضرت مسیح نے صاف طور پر اقرار کیا کہ اس **گھڑی کو باپ کے سوا کوئی نہیں جانتا** حالانکہ وہ اس گھڑی سے مخلوق کو ڈراتے تھے۔ پھر قرآن مجید صاف طور پر لا ادری اقریب ام بعید بتاتا ہے جو اس زلزلہ والی پیشگوئی کی ایسی لاجواب نظیر ہے کہ آپ اس کا ہرگز جواب نہیں دے سکیں گے۔ حضرت نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام نے طوفان کے آنے کی خبر دی اور اوسوقت تک کہ نوحؑ کشتی میں سوار ہوا کسی کو علم نہ تھا کہ طوفان آنیوالا ہے بلکہ قرآن شریف بڑے واضح طور پر بتاتا ہے کہ وہ لوگ نوح علیہ السلام پر ہنسی کرتے جب اسے دیکھتے کہ وہ کشتی بنا رہا ہے بحالیکہ طوفانی موسم کے کوئی آثار اور علامات نہیں ہیں۔ اگر کوئی وقت خاص دیا گیا تھا یا علامات کو دیکھہ قیافہ اور فراست سے کہا گیا تھا تو پھر ان لوگوں کی ہنسی کے کیا معنے۔

پیشگوئی کے سائنس اور فلسفہ سے بھی آپ ناواقف ہیں اور سنن انبیاء سے بھی بے خبر ہیں۔ یہی وجہ ہے جو مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے لوگ غلطی اور نادانی سے وہ وہی اعتراض کرتے ہیں جو ہر زمانہ میں نبیوں پر کئے گئے۔ اور ہم تو اسی وجہ سے تمام معترضین کو جو مسلمان کہلاتے ہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کرکے دکھائیں جو پہلے کسی نبی اور راستباز پر نکیا گیا ہو۔

یعنے جسوقت یہہ جواب دیا سائل پر خدا کی قدرت کچھہ ایسا رعب چھا گیا کہ **فبھت الذی کفر** کا پورا نمونہ مجھے نظر آیا۔ اس سے اور تو کچھہ بن نہ آیا آتھم کی پیشگوئی لے بیٹھا۔ لیکن جب میں نے اسے یہہ کہا کہ آپ نے وہ پیشگوئی ہرگز نہیں پڑھی تو کہا تو یہ کہا کہ آپ ناراض ہوتے ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا اور غالبًا میرے ناظرین بھی اس تقریر سے نہ سمجھیں گے کہ اس میں ناراضی کی کونسی بات ہے۔

اس قسم کی باتوں میں امرتسر سے نکلنے گاڑی کے آنے میں کچھہ دیر تھی ہم سب اوتر کر دوسرے پلیٹ فارم پر آگئے محض اس خیال سے کہ پہلی ٹرین میں جو میل ٹرین تھی سوار ہو کر چلے جاویں پھر وہ میرے ساتھ ایک کمرہ میں نہیں بیٹھے۔

امرتسر کے پلیٹ فارم پر پھر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سے ملاقات ہوئی اور خدا تعالے کے اس عجیب قہری نشان پر کچھہ باتیں ہوتی رہیں ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ خسرو کے ایک شعر میں کسی قدر تصرف کیا جاوے تو وہ اس نشان پر عجیب صادق آتا ہے اور اسے یوں پڑھا جاوے۔

دبدبۂ عیسوئم شد بلند
زلزلہ بر کوہ جوالا فگند

(باقی آیندہ)

ہیز اونر لاٹ صاحب پنجاب کے دفتر سے

مندرجہ ذیل اطلاعیں دفتر الحکم میں موصول ہوئی ہیں۔

۱۔ مالکان جایداد واقعہ دہرم سالہ سے نہایت تاکید کے ساتھ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ فورًا اسجگہ کے حکام کو اطلاع دیں کہ انکا مال و متاع کس مقام پر اور کسکی تحویل میں رکھا جاوے۔

۲۔ آنریبل مسٹر اے اینڈرسن صاحب مرحوم سی۔ بی۔ ای کی جگہ پر گارڈن واکر صاحب سی۔ ایس۔ آئی کمشنر قسمت دہلی قایم مقام فنانشل کمشنر پنجاب مقرر ہوئے۔ ڈبلیو ایم فنشن صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر گارڈن واکر صاحب کی جگہ اور ایم۔ ایل ڈیرنگ صاحب بجائے فنشن صاحب قایم مقامی کریں گے حم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

البلاغ
یعنے
زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالٰی نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آویگی جسکا نام خدا تعالٰی نے بار بار زلزلہ رکھا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھہ دنوں کے بعد خدا تعالٰے اس کو ظاہر فرماویگا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالٰے کی خبر اور اسکی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شایع کر رہے ہیں کہ کوئی سخت زلزلہ آنیوالا نہیں ہے وہ اگر نجم میں یا کسی اور علمی طریق سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دہوکہ دیتے ہیں درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اس کا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ **میں چھپ کر آونگا میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس وقت آونگا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے** غالبًا وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھہ حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے پس اے عزیزو! تم خدا تعالٰی کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہشیار ہو جاؤ اور اپنی توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالٰی کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے۔ بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جن کا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور ان کی زبانیں مردار سے بدتر ہیں وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالٰی کے غضب کو بھڑکاتے ہیں وہ دلوں کے اندھے ہیں اور خدا تعالٰے فرماتا ہے کہ اس روز میں ان پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترساں اور ہراساں ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لئے فتح نمایاں ہوگی کیونکہ خدا اس روز وہ سب کچھہ دکھلائیگا جو قبل از وقت دنیا کو سنایا گیا۔ خوش قسمت وہ جو اب بھی سمجھ جائے۔ یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے بجز ان خدا کے مرسلوں کے جو جناب الٰہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کھلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دیجاتی پس مجھے خدا تعالٰی نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالٰی کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھکو انکو پتہ لگجائے۔ میں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر لوگ بڑے بڑے مکانوں سے جو دو منزلے سہ منزلے ہیں اجتناب کریں تو اسمیں رعایت ظاہر ہے آیندہ ان کا اختیار۔ والسلام۔

المشتھر

مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ

لاہور مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء دستخط ایل ڈبلیو مین قایم مقام چیف سیکرٹری پنجاب سول سیکریٹریٹ۔

اصحاب رسول اللہ صلعم کی مراسلت

تعلیمات نبوت نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس کو ایسا پاک وصاف کردیا تھا کہ ان کے دنیاوی تعلقات بھی پند و نصیحت سے خالی نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ کو ایک خط بھیجا تھا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"بعد حمد و نعت کے معلوم ہو۔ تمہارا جو مقصد ہے وہ اس وقت تک ہرگز نہ حاصل ہوگا جب تک تم ان چیزوں کو نہ چھوڑ دو جن کی طرف نفس راغب ہو۔ اور جن چیزوں کی تمہیں آرزو ہو وہ اس وقت تک ہرگز ہاتھ نہ آئیں گی جب تک ناگوار چیزوں پر صبر کرو۔ لہذا چاہیئے کہ تم لب ہلاؤ تو ذکر الٰہی کیلئے ہو۔ خاموش ہو تو امور خیر میں خوض کرتے ہو اور کسی چیز کو دیکھو تو نگاہ عبرت سے۔ خوب جان لو کہ دنیا پلٹے کھاتی رہتی ہے۔ اسکی یہ رونق بدل کے کچھ اور ہو جائے گی اسلئے اس دنیا پر غرہ نہ کرنا۔ اور مسجد تمہارا گھر ہو۔ والسلام"

اس کے جواب میں ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ "سلام علیک۔ اس کے بعد میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اور بیماری کے خیال سے صحت کو۔ بڑھاپے کے خیال سے جوانی کو عدیم الفرصتی کے خیال سے فرصت کو۔ موت کے خیال سے زندگی کو۔ اور ظلم کے خیال سے دوستی کو غنیمت سمجھنا اور اس زندگی غیر فانی کو یاد رکھو جو دو مقاموں میں سے ایک میں ضرور ہوگی۔ یا تو جنت میں اور یا دوزخ میں۔ تم نہیں جانتے کہ ان مقاموں میں سے کہاں جاؤگے؟"

اسیطرح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عامر بن عبد القیس کو لکھا تھا "بعد سلام معلوم ہو کہ میں نے تم سے ایک بات کا معاہدہ لیا تھا مگر مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس کے خلاف کیا۔ لہذا اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو تو خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اس پر قائم رہو۔ اور اگر یہ خبر جو مجھے پہنچی صحیح ہے تو بھی خدا سے ڈرو اور پھر اپنے عہد کے پابند ہو جاؤ"

سبحان اللہ! کیا صفائی تھی! اور کیا پاک باطنی تھی! بے شک یہی فرض ہر بھائی کا بھائی کے ساتھ اور ہر مسلمان کا مسلمان کے ساتھ ہے مگر اس کو کتنے نباہتے ہیں؟

مگر اس کا کیا علاج کہ
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

[illegible]

عجیب و غریب خطوط

(اپنی انگلش بہو کے نام ایک احمدی خاتون کا خط اور اس کا جواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳ر اپریل ۱۹۰۵ء   از موضع اوڑین

عزیزہ ایلیس سلمہا! جیتی رہو، خدا تم کو سلامت رکھے! یہاں آپا کو آجکل حسنہ سلمہا کی پردہ میں رہنے کی بڑی فکر ہے اور اسی وجہ سے رنج بھی ہیں۔

پیاری ایلیس! اسمیں کوئی شک نہیں کہ ابھی پیاری حسنہ کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کبھی ایسے پردہ کی ضرورت ہے جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے۔ مگر ہاں، ابھی سے اگر حسنہ کو پردہ کی عادت نہ ڈالی جائیگی تو پھر آئندہ بہت مشکل ہو جائیگا، اور اس بیچاری کو بھی ناگوار معلوم ہوگا۔

پیاری ایلیس، اسلام عورتوں کو باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا، اور ضرورتاً غیر مردوں سے بھی بات چیت کرنے سے نہیں روکتا۔ عورتیں باہر جا سکتی ہیں مگر اسطرح کہ سوا ہتھیلیوں اور آنکھ، ناک اور منہ کے کوئی زینت کا مقام کھلا نہ رہے۔ یعنی باہر جاتے وقت ایک ایسا لباس زیب تن ہو کہ جو کل بناؤ سنگار خوبصورتی کے لباس اور چیزوں کو بال سے لیکر پاؤں تک ڈھانک لے، تاکہ خواہ مخواہ مردوں کے دل اسکی طرف منتقل نہ ہو جایا کریں۔ ہاں، آنکھ، ناک، اور منہ کھلا نہ رہے تو وہ آرام سے نکل نہیں سکتی، اسلئے ان کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے۔ اور غیر مردوں سے بلا ضرورت نہ ملے۔ عورتوں کی مجلس الگ ہو اور مردوں کی الگ۔ ہاں ضرورتاً ملنے کو منع بھی نہیں کرتا، مگر اسیطرح جسطرح کہ باہر نکلنے کا حکم ہے۔ بس یہی اسلامی پردہ ہے۔ اگر اسکا انتظام تم حسنہ کے ساتھ رکھو تو ہم لوگوں کو بڑی خوشی ہو۔

پیاری ایلیس! تم ہی انصاف کرو کہ عورتوں اور مردوں کی آزادانہ میل جول سے کہاں تک خرابی کا احتمال ہے؟ یہ کیا رسم ہے کہ عورتیں بن سنوار کر اپنی خوبصورتی کو دوبالا کرکے غیر مردوں سے اپنی خوبصورتی کی تعریف سننے کیلئے مردوں کی مجلسوں میں شریک ہوتی ہیں؟ کیا ہمارا اپنا شوہر ہماری خوبصورتی اور ہمارے لباسوں کی تعریف کرنے کیلئے کافی نہیں جو ہم دوسروں کی قابل نفرت تعریف سننے کیلئے جائیں۔ اگر کسی مجلس میں جانے سے حقیقتاً فائدہ ہے تو جاؤ، اسلام منع نہیں کرتا، مگر اسطرح جاؤ کہ کوئی زینت کا مقام ظاہر نہ رہے، اور عورتیں ایک طرف بیٹھیں اور مرد ایک طرف ہوں، پردہ سے ایک ایسا سادہ لباس ہو کہ سب خوبصورتیوں، کشش انگیز لباسوں اور بناؤ سنگار کو چھپالے۔ اسمیں کسی کا نقصان ہی کیا ہے؟ ہاں، ان کا نقصان ضرور ہے جو اپنی خوبصورتی اور اپنے لباس کے پھبن کو نہ معلوم کس خیال سے اپنے پیارے خاوندوں کے سوا غیر مردوں سے سننا چاہتی ہیں۔

ایلیس پیاری! خدا کیلئے ایسے خیالوں سے پیاری حسنہ کو بچاؤ! اور بچانے کی کوئی تدبیر نہیں سوا اس کے کہ غیر مردوں، نالائق لونڈوں سے خلا ملا نہ ہونے دو، اور اگر کہیں جائے بھی تو اسطرح کہ کوئی خوبصورتی کی چیز ظاہر نہ ہو، ایک سادہ لباس سے سب کچھ چھپا ہے۔ ان نصیحتوں کو مانو اور جواب جلد دو۔ فقط۔

عاجزہ تمہاری اماں

جواب

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء   از شہر بھاگلپور

اماجان! آپ کا خط آیا ہم آنکھوں سے لگایا۔ میں نے آپ کے خط کو بہت غور سے پڑھا پڑھوا کر سنا، اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ آپ کا لکھنا محض صحیح ہے۔ ایک حد تک ہم لوگوں میں کمزوری ضرور ہے! اور میں آپ کی نصیحتوں پر عمل کرکے حسنہ کے ساتھ ان باتوں کا بہت اچھی طرح خیال رکھونگی۔ آپ تردد نہ فرمائیں۔ اور یہاں ہر طرح خیریت ہے فقط۔ عاجزہ آپکی پیاری ایلیس۔

قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

بربادی زلزلہ کی مزید کیفیت

سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے:۔ بربادی زلزلہ کی مزید حالات اتلاف نفوس کے سابقہ تخمینہ میں کسی قسم کی تخفیف کرتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے بلکہ بربادی کی ہولناک تصویر کو زیادہ روشن کرتے ہیں البتہ ساتویں گورکھا پلٹن کے نقصانات کے اندازہ کو کم کرتے ہیں۔ اگرچہ لاہور میں براہ راست صحیح اور معتبر اطلاع نہیں پہنچی ہے۔ مگر ساتویں گورکھا کی چار کمپنیوں کے نقصان کا پہلا تخمینہ سرسری طور پر کیا گیا تھا۔ مگر شملہ سے جو تار آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۳ سپاہی مر گئے۔ ۱۰ گم ہیں اور ۱۱ زخمی ہوئے۔ کشمیر کی بابت معتبر ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں عموماً بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اسکے متعلق ایک صاحب چشم دیدہ حالات لاہور میں معلوم ہوئے ہیں اور کچھ خطوط بھی سرینگر سے مل گئے ہیں مگر اور مقامات کی خبریں کم تسلی بخش ہیں۔ پالم پور برباد ہو گیا ہے۔ اور صرف کھنڈرات کا ڈھیر ہی ڈھیر دکھائی دیتا ہے۔ ضلع کا سلسلہ تار اور ڈاک ٹوٹ گیا اور تار اور ڈاک کی آمد و رفت بند ہو گئی۔

دھرم سالہ سے اور فہرست آئی ہے جو یورپین مردوں کی ہے مسس کوپ لینڈ گوپال پور کے باغات چار کی مالکہ مسٹر گبسن چیپا کے باغات چار کے مالک مسس ایسے ایک ڈاکٹر جو مرحوم مسس نیوٹن کی ہمشیرہ تھی، اور مسٹر سیل کے ایک بچے کے مرجانے کی خبر ہے مسٹر سیل سلیٹ کی کان کے منتظم ہیں یہ کیفیت یورپینوں کی ہے۔ مگر دیسیوں کی بربادی احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ امدادی پارٹیاں اپنا کام تیزی کے ساتھ کر رہی ہیں اور دبے ہوئے مردوں کو نکال رہی ہیں۔ انبالہ اور میانمیر سے پاینیر فوج کے دستے اور ان کی کمک کے دستے پہنچ رہے ہیں

دھرم سالہ نے سلسلہ تار برقی قائم کر دیا ہے اور پچھلے اتوار کو کرنل بل ایک کمشنر حفظان صحت دھرم سالہ کو روانہ ہو گئے تھے۔ ایک نامہ نگار دھرم سالہ کے بازاروں کی خوفناک حالت کی کیفیت لکھتا ہے جو زلزلہ کے دوسرے دن نظر آرہی تھی۔ بچے کھچے آدمی سردی سے کانپتے ہوئے برباد مکانوں کے کھنڈرات میں جمع ہو کر آگ تاپ رہے تھے جو مکانوں کی چھتوں کی لکڑیاں جلا کر سردی سے محفوظ ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور فاصلے پر مردے جل رہے تھے۔ اور زندہ آدمی خائف تھے کہ زمین اپنا مونہہ کھول کر ہم کو ہڑپ نہ کرے۔ شملہ کی تار خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ وائسریگل لاج کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے حالانکہ پہلے اسقدر نقصان کا اندازہ نہ کیا گیا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شملہ کالکا ریلوے کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ اور شملہ و کالکا کی درمیانی چھاؤنیوں میں زلزلہ بہت کم محسوس ہوا اسلئے انہوں نے رپورٹ کرنے کی پرواہ نہیں کی۔ پاینیر لکھتا ہے کہ پچیس سال پہلے نینی تال میں دامن کوہ کا ایک حصہ گرنے سے جو نقصان جان انگریزوں کا ہوا تھا اسکے قریب قریب اب

(مسلسل)

نشانِ زلزلہ کے خطوط

نظارہ ہولناک — ۴ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۳ پربشٹہ چیت سمت ۱۹۶۱ بکرم مطابق ۲۸ ماہ محرم سنہ ۱۳۲۳ ہجری کی صبح صادق اپنی معمولی آب و تاب سے اس جہانِ فانی پر چمکی کسی کو کیا معلوم تھا کہ بچشم زدن و بطرفۃ العین کیا ہوگا اللہ ری تیری شان کبریائی کا بجز ذات پاک کس کو علم ہو سکتا ہے۔

قریباً چھ بجے کے وقت جبکہ میں سڑک پر بجانب جنگل برائے رفع حاجات جا رہا تھا کیا دیکھا کہ مشرق کی طرف سے شرشر کی آواز سنائی دے رہی ہے اور ایک گرد و غبار کی دیوار بڑے زور شور سے آ رہی ہے سمجھا کہ یہ معمولی طوفان ہے اور کم از ایک سکنڈ وہ دیوار مجھ پر سے گذر گئی اور مجھے ایسا دھکا لگا یا کہ میں زمین پر گر پڑا آناً فاناً متصل کے مکانات کے گرنے کا دھما دھم کی آوازیں سنائی دیں۔ اور طرفین میں سناٹے کا عالم چھا گیا میں جب گر پڑا تو چاروں شانے چت لیٹ گیا کیا محسوس کر رہا ہوں کہ سطح ارضی اسطرح پرواز کر رہا ہے جسطرح کوئی شخص چارپائی پر لیٹا ہوا چارپائی کو زور سے ہلتے ہوئے محسوس کرتا ہے۔ کوئی دو منٹ تو ایسا سماں ہم پر بیتا۔ از خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ وہ وقت کیا تھا گویا قیامت تھی۔ والدین کو اپنی اولاد اور بچگان کو اپنے والدین کی نہ سوجھی۔ پیارے سے پیارے کو نہ جان سکتا تھا کہ کہاں وہ ہے اور کہاں میں ہوں جب یہ آفت گذر گئی تو چاروں طرف سے آہ و زاری کے نعرے بلند ہوئے کیا دکھائی دیا کہ تمام بازار مکانات کوٹھیات اپنی بنیادوں سے اکھڑ کر خاک ہو گئی۔ ہزاروں مرد زن و بچہ و لکھوں من بوجھ کے نیچے دب گئے۔ کوئی کوئی شخص جو صبحدم اٹھ چکا تھا باواز بلند پکار رہا تھا کہ بھاگو بھاگو وہ گرا یہ گرا بعض مرد و زن و بچہ جنکو خداوند تعالیٰ نے رکھنا تھا صحیح سلامت برآمد ہوئے۔ سینکڑوں سخت مجروح و زخمی ہوئے۔ ہزاروں دب کر مر گئے۔ کئی نعشیں کئی کئی روز تک برآمد نہ ہوئیں جب تک کہ مکھی نے اسجگہ بھن بھن سے دیگر اشخاص کو آگاہ نہ کر دیا۔ الغرض وہ دردانگیز نظارہ وہیبت ناک سین و خوفناک وقت کہا جاتا تھا گویا کہ قہر الٰہی بصورت جسم مثل انسان ہو کر [illegible] عجب تیری شان عجب تیری شوکت تعجبگاہ سے باہم گفتگو ہے کہ جا کر سوائے گل کو دیکھا۔ نہ اسکی وہ رنگت نہ اسکی وہ بو۔ ہزارہا خانجات سے کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جو خاک میں نہ ملگیا ہو لوگوں کے ہزارہا روپیہ کا مال لکھوکھا روپیہ کا اسباب چاندی و سونا و زرکشی پارچات مٹی میں اسطرح ملا ہوا ہے اگر کسی کے پاس تمہاری نہیں تو اگر مردہ خویش و اقربا کو لوگ کفن و دفن کے بعد گھر کے پاس آتے ہیں کوئی جنس نہیں پاتے نہ کسی ہمسایہ سے بامید حصول طلب کر سکتے ہیں ایسے وقت میں خلق اللہ حیران و پریشان ہو رہی تھی کہ کیا کریں۔ پیاری پیاری بچے رو رو کر اپنے والدین سے روٹی طلب کر رہے ہیں اور لوگ بیچارے سخت ششدر ہیں کہ کیا کریں بعض بعض تو جنس وغیرہ نکالنے میں کامیاب ہوئے اور ہزاروں آدمی بھوکے پیاسے ایسی بیاکل ہوئے ہوئے سرگرداں دیوانہ وار دیکھ رہے ہیں۔ کہ کہاں جائیں اور کدھر ڈھونڈیں۔

اندرین وقت مسافر لوگ جو دو چار یا پانچ سات کوس سے آئے ہوئے وہاں سے گذرے ہیں یہی بیان کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ ایسی ہی تباہی ہر جگہ ہے۔ ہم اپنے گھروں کے مردوں کو نکالتے چلے ہوئے ہیں۔ جب کہ آفت سے چھوٹ کر اس بھوک کا سامنا ہو رہا ہے تو لوگ الامان الامان پکار رہے ہیں۔ کہ اتنے میں خداوند کریم اپنے بندگان کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا کر اپنی صفت رحیم و کریم کو ظہور میں لاتا ہے وہ کیا کہ ایک منادی باواز بلند کہہ رہا ہے کہ سنو بندگان خدا ایسے مصیبت کے وقت جس کے پاس آٹا چاول دال نمک وغیرہ اشیاء خوردنی نہیں رہے یا پارچہ کفن کی ضرورت ہے وہ شیخ عمر بخش ٹکڑی کی ہوارنہ بزاز کے پاس جاوے اوس نے جنس کی بوری کو کھول دیا ہے عوام الناس خلق اللہ کو مفت جنس تقسیم کر رہا ہے۔ آخر کہ بندگان تعالیٰ کی مایوسی بصورت امید تبدیل ہوئی ہے اور ہر کہ مہ اپنی اپنی ضروریات کے رفع کے واسطے شیخ عمر بخش کی دوکان پر جاتا ہے اور بامراد واپس آتا ہے۔

یہ امر مبالغہ نہیں ہے کہ شیخ عمر بخش نے سینکڑوں من چاول اور سینکڑوں روپیہ کا کفن مفت تقسیم کیا۔ ایسے شہر خموشاں میں شیخ کی دوکان پر گویا میلہ لگ گیا یہاں تک ہی نہیں بلکہ شیخ نے خود ہر ایک غریب و فقیر عاجز و مسکین و امیر وزیر کے گھر پر جا کر دست بستہ کہا کہ جس چیز کی ضرورت ہو حاضر ہوں حکم کرو۔ شیخ معہ اپنی بیوی کے خود بھی دب گیا تھا مگر الحمد للہ کہ وہ صحیح و سالم نکل آیا جب کوئی شخص کوئی معمولی کنواں یا باولی یا سرائے یا دھرم شالہ تیار کرتا ہے تو سرکار دولتمدار کی طرف سے سند خوشنودی مزاج عطا ہوتی ہے۔ کیا ایسے نیک مرد شیخ کی ایسے مصیبت کے وقت کی مدد بندگان تعالیٰ کو ہماری مہربان گورنمنٹ اپنے عواطف سلطانی میں نہ لاوے گی۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ہماری ناز پرور گورنمنٹ اسپر ضرور خیال فرماوے گی اور شیخ عمر بخش بزاز ہوارنہ کو اوسکی جوانمردی کا پورا پورا صلہ عطا فرماوے گی

راقم بھگوانداس بیگ گرداور قانونگو ہوارنہ ضلع کانگڑہ

پیارے سید۔ سلام مسنون۔ ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء کا مہربانی نامہ کل یہاں مجھے ملا۔ یاد آوری کا شکریہ ہے۔ پیارے سید کیا پوچھتے ہو اس ۴ اپریل کے زلزلہ کی تباہی سب سے زیادہ مجھے برداشت کرنی پڑی ہے جسکا کنبہ کا کنبہ ایک چشم زدن میں پختہ مکانات اور قلعہ میں دب جانے سے ہلاک ہوا افسوس کہ کنبہ بھر سے ایک بدقسمت میں اور میری خورد سال لڑکی باقی ہیں ۳۴ آدمی کی ہلاکت جسمیں شفیق ماں عزیز بھائی پیاری بیوی بچے بھتیجے بھانجے شامل ہیں سب نے اپنی [illegible] اور دائمی مفارقت سے مجھے سخت رنج پہنچایا۔ اچھا خدا کی مرضی مشیت ایزدی سے چارہ نہیں۔ دعا فرماویں کہ مرحوماں کو مغفرت اور مجھے توفیق صبر دیوے۔ میں ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء سے تین ماہ کی رخصت پر ہوں اور آجکل خانہ بدوشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ جملہ صاحبان حال پرس کی خدمتمیں میرا سلام عرض کریں اور حالات سے مسرور فرماویں

محمد ولی اللہ خان محزون۔ مقام ریہلو ضلع کانگڑہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی و معظمی جناب والد ماجد صاحب دام اقبالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بخیریت نادون میں پہنچ گیا ہوں۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ کو ایسا خوفناک زلزلہ آیا۔ کہ الامان۔ نادون میں چند مکان گرے ہیں مگر جانوں کا نقصان نہیں ہوا۔ مگر سوجانپور کانگڑہ خاص دہرم سالہ اور پالم پور منڈی میں غضب ہو گیا۔ سوجانپور کا مدرسہ اور مکانات تمام خاک میں مل گئے ایک جھونپڑی بھی کھڑی نظر نہیں آتی۔ مولوی وزیر الدین صاحب بچ گئے ہیں۔ گرگروں تقریباً ۳۰۰ کے آدمی ہلاک ہو گئے۔ کانگڑہ کی تباہی عبرتناک ہے۔ ۶ ہزار کی آبادی میں سے بمشکل ایک ہزار آدمی نظر آتے ہیں باقی سب مکانوں کے نیچے دب کر مر گئے۔ مدرسہ کانگڑہ میں صرف دو استاد بچے اور ۲۰۰ لڑکوں میں سے ۲۵ لڑکے زندہ رہے باقی دب کر مر گئے بہت سے انگریز بھی شکار مرگ ہوئے۔ بھاگسو میں ایک گورکھوں کی پلٹن یا پانچ سو آدمیوں کی سب کی سب غارت ہو گئی ایک متنفس بھی نہ بچا۔ اب ان جگہوں کی یہ حالت ہے۔ کان لم یغنوا فیہا۔ روٹی کپڑا نہیں ملتا۔ فاقہ مر رہے ہیں۔ اور اب تک متواتر زلزلے آرہے ہیں۔ معلوم نہیں کیا ہوگا۔

طفیل حسین از نادون

نقل چٹھیات لالہ ملک راج جی بھلہ

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں یہاں پہنچ گیا۔ راستہ میں جو قصبے تھے وہ پورے یہاں تک تھے سب برباد ہو گئے ہیں ہر ایک جگہ ساہوکار کے سارے مکان گر گئے ہیں اور اسطرح سے کہ کسی کا کوئی حصہ کھڑا نہیں ہے۔ دیواریں گر کر اینٹ سے اینٹ جدا ہو گئی ہے اور چھتوں کی کڑیاں بھی الگ الگ پڑی ہیں۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسکا لکھنا قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ بربادی کمل ہے۔ سنا ہے کہ دہرم سالہ کے سوائے کانگڑہ۔ پالم پور۔ جوالامکھی منڈی۔ سوکیت۔ کلو۔ بیج ناتھ وغیرہ سب تباہ ہو گئے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے مکانات کوئی ثابت نہیں بچے دہرم سالہ میں کچھ لاشیں ہیں۔ ان کے رشتہ داروں نے جلادی ہیں۔ باقی فوج کے آدمی کل سے نکال رہے ہیں بعض اب بھی نکلی نہیں معلوم ہوتیں۔ راستہ میں بعض جگہ تو اسقدر سخت بو تھی کہ میرے خیال میں وہاں حیوانی اور انسانی لاشیں سڑ رہی ہوں گی۔ جائداد کے متعلق تو کسی کو فکر ہی نہیں ابھی تک لوگ چپ چاپ ہیں اور کریں تو کیا کریں۔ قلی میسر نہیں۔ ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء

(۲)

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں آج کانگڑہ سے پہنچ گیا راستے کے جو جو گاؤں ملے ہیں قریباً سب دیکھے انمیں کمل بربادی ہے۔ بہت سے دکھ اور مصیبت والے کیس دیکھے ہیں۔ مثلاً ایک شخص بندہ سنی رام دہرم سالہ میں تھا۔ ان کا سارا کنبہ مر گیا صرف دو لڑکیاں باقی رہیں۔ ایک اور شخص کا سات آدمیوں میں سے ایک لڑکا باقی ہے سڑک پر ایک اندھا بوڑھا مانگ رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اپنے کنبے میں سے وہ اور اسکی بڑھیا بیوی بچے ہیں اور کوئی نہیں بچا۔ پاس ایک بھاری مکان کے کھنڈرات تھے وہ اسکا تھا۔ ایک بوڑھا کھتری دیکھا جسکا اکلوتا بیٹا مر گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کے ۲۲ مکان تھے سب کے سب گر گئے ہیں۔ دہرم سالہ میں جو کچھ سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پلیڈر سب سے پہلے بھاگ گئے۔ ایک صاحب نے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کیے ہوئے ہیں مکان میں دبا ہوا لڑکا چھوڑ کر میدان کا راستہ لیا۔ کہتے ہیں کہ بعض مکانوں کے اندر سے دو دو تین تین دن تک آوازیں آتی رہیں لیکن آبادی کے اوسان خطا ہو گئے تھے مدد نہیں پہنچ سکی۔ اگر ہمارے دوست جنکا اوپر ذکر کیا ہے ہمت باندھ کر کام کرتے تو ایک بڑی بھاری تعداد آدمیوں کی زندہ نکل آتی۔ کانگڑہ اور بھون میں تو اس سے بھی زیادہ خراب حال ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ چار چار پانچ پانچ دن تک برابر آوازیں آتی رہیں چھٹے دن ایک عورت زندہ نکلی۔

نوٹ: میرے مکرم سید میر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے جناب [illegible] صاحب ڈپٹی انسپکٹر کو راجہ [illegible] کے اس مصیبت پر تعزیت کا خط لکھا تھا جسکا جواب راجہ صاحب نے یہ دیا اللہ تعالیٰ انپر اپنا رحم کرے اور اس مصیبت میں انہیں صبر جمیل دے آمین۔ ایڈیٹر

دہرم سالہ اور پالم پور وغیرہ میں ہوا ہے۔

ہیبت ناک زلزلہ

ماہ رواں کی چوتھی تاریخ کو صبح کے چھ بجے پر دس منٹ کے وقت لاہور میں جس زور سے زلزلہ کا اثر محسوس ہوا۔ اور جس نے سینکڑوں مکانوں کو مسمار کرکے ہزاروں کو خطرناک مسالہ الدیکر دینے کے علاوہ جسقدر جانوں کا نقصان کیا۔ وہ لوگوں کو دیر تک بھولنے والا نہیں ہے۔ اس نقصان جان ومال کی لاہور ہی تک خصوصیت نہیں رہی۔ بلکہ ہندوستان کے ہر گوشہ گوشہ سے اس خدائی قہر کے ہاتھوں خلقت کے عذاب میں مبتلا ہونے کی خبروں پر خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ وہ وقت یاد آکر جب لاہور کی عالیشان اور سر بفلک عمارتیں سنگ لرزاں بنی ہوئی نظر آتی تہیں۔ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تین چار منٹ تک درختوں کی یہ حالت دکھائی دیتی تھی۔ گویا انہیں تپ لرزہ نے آگھیرا ہے۔ اور وہ پڑے کانپ رہے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے منکروں تک کے منہ سے توبہ! توبہ!! کے الفاظ نکل رہے تھے۔ فی الواقع وہ حالت ایسی ہی خطرناک تھی کہ خدائی شان جلال کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مشرق کیطرف بتائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے بوڑھے کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایسا زلزلہ دیکھنا تو درکنار عمر بھر میں سنا تک نہیں۔ اس میں مبالغہ نہیں وہ بالکل سچ کہتے ہیں۔ لاہور کے قلعے کو تعمیر ہوئے خدا جانے کتنی صدیاں گذر گئی ہیں اور اس عرصہ میں اس نے کتنی اندہیاں کسقدر طوفان اور کتنے زلزلے دیکھے ڈرے مگر اسے خبر تک نہ ہوئی تھی۔ اس زلزلے نے اسکی بھی بنیادوں کو ہلا دیا تا۔ دیگراں چہ رسد۔ کوئی سرکاری عمارت ایسی نہیں رہی جسے کچھ نہ کچھ صدمہ نہ پہنچا ہو۔ بہبون کی حالت تو ناقابل بیان ہو گئی ہے۔ مگر یہاں پر اس زلزلہ کے تذکرہ سے ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم ناظرین کو بتائیں۔ کہ یہ زلزلہ ہندوستان کی تاریخ میں ایک قابل یادواقعہ تصور کیا جائیگا بلکہ اذا زلزلت الارض زلزالہا کیطرف توجہ کرایا چاہتے ہیں۔ سورج پر داغوں کے چھا جانے اور اذا الشمس کورت کی طرف اشارہ کرنے نے دنیا کو حیرانی میں ڈال دیا ہے اپریل کا نصف ہونے کو ہے اور ابھی تک سردی کا یہ عالم ہے۔ کہ رضائی اوڑھے بغیر رات نیند نہیں آتی۔ ان کے علاوہ طاعون کی روز افزوں ترقی ہے یہ سب باتیں ایسی نہیں جن سے غور میں طبایع کو نتیجہ نکالنے میں کچھ دقت پیش آئے۔ کہ ہندوستان کی روحانی اور اخلاقی حالت درجہ اعتدال سے گر چلی ہے جسکی تنبیہ کیلئے قدرت کی طرف سے حیرت انگیز واقعات ظہور میں آ رہے ہیں۔ سائنس ان سب کی وجوہات تک کچھ ہی کیوں نہ تبلائے۔ مگر فطرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ ایسے واقعات ہر روز واقع نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ ان کے لئے خاص وہی وقت مقرر ہوتے ہیں۔ جب دنیا کے کسی حصہ پر ظلم و فریب بڑھ جائے۔ اور قدرت وہاں کے باشندوں کیلئے تنبیہ کی ضرورت محسوس کرے۔ بہر حال اولی الابصار لوگوں کیلئے عبرت پکڑنے کی جگہہ ہے

(اردو اخبار)

۴۔ اپریل کا زلزلہ اور اسکے متعلق ضروری اطلاعات

۱۱۔ اپریل کو پیرس پایہ تخت فرانس کی میونسپل کونسل نے حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی خدمت میں اس زلزلہ سے متعلق ہمدردی کا پیغام بہیجا۔ اسی تاریخ میں ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک مراسلہ نویس دار الخلافہ جاپان سے مظہر ہے کہ وہاں مجلس مو سومہ جیجی شمپو نے مصیبت زدگان زلزلہ کی دستگیری کیلئے ایک چندہ کھولا ہے۔ ۱۲۔ اپریل کو ملک معظم نے میونسپل کمیٹی کی اس ہمدردی کا شکریہ بذریعہ تار ادا کیا۔

تازہ ترین تخمینہ ہے کہ تحصیل کانگڑہ میں دس ہزار آدمی مرا ہے اور پالم پور میں تین ہزار لیکن خیال یہ ہے کہ ابھی تک یہ شمار و اعداد زیادہ تر قیاسی وتخمینی ہیں۔ بالکل ٹھیک ٹھیک نہیں۔ دہرم سالہ میں سول نقصان کی کل میزان ۲۴۴ بیان کیگئی ہے۔ سول ملٹری گزٹ کو چیف سکرٹیری گورنمنٹ پنجاب سے یہ اطلاع ملی ہے :۔ حضور وائسرائے نے ایک چٹھی ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام بہیجی ہے۔ جو بغرض اشاعت ارسال کیجاتی ہے سر چارلس ریواز وادی کانگڑہ میں موقعہ پر تشریف لیگئے ہیں تاکہ اصل حالت بذات خود ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ آیا مصیبت زدوں کی امداد بقدر امکان ہو رہی ہے یا نہیں۔ ہز آنر کی عدم موجودگی میں آپ کی ہی ہدایات کے مطابق صوبہ کے بعض انگریز نیز دیسی ممتاز اشخاص کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ وہ مصیبت زدگان کی امداد کیلئے عام چندہ وغیرہ کی غرض سے ایک جنرل کمیٹی میں شامل ہوں۔ ہز آنر کے لاہور واپس آتے ہی اس کام کے واسطے ایک جلسۂ عام منعقد کیا جائیگا ہز اکسلنسی کی چٹھی کا مفہوم یہ ہے :۔

"مائی ڈیر سر چارلس۔ ہر تازہ اطلاع سے وادی کانگڑہ میں بیش از بیش ہی تباہی کا پتہ لگتا ہے قطع نظر اس سے کہ نقصان جان ٹھیک ٹھیک کسقدر ہوا ہے۔ ہزارہا آدمی مبتلائے مصیبت تو بالیقین ہو گئے ہونگے۔ پس مجھے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کیلئے امدادی چندہ کی فہرست سیتھی میں اب بہیں ڈہیل ذرا نہ کرنی چاہیئے۔ آپکی گورنمنٹ ہر ایک ممکن ذریعہ سے ان لوگوں کی دستگیری کر رہی ہے اور زراعت پیشہ گروہ کو بھی بعد ازیں جسقدر گورنمنٹ سے ہو سکی امداد خاص پہنچائیگی لیکن بہت سا نقصان مکانوں وغیرہ کی تباہی سے جو ہوا ہے اسکی تلافی سرکاری اعانت سے کیا ہو سکتی ہے صرف پرائیوٹ فیاضی سے ہی اسکا علاج جلد تر اور زیادہ کارگر ہو سکتا ہے۔" یہ فرماکر لارڈ کرزن بہادر نے فہرست چندہ کے کھولنے کی رائے دی، اور دس ہزار روپیہ خود بھی اس کار خیر میں مرحمت فرماتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ "میرے خیال میں چندہ کی فراہمی وتقسیم کا مرکز لاہور میں ہونا چاہیئے" پہر فرماتے ہیں "مجھے بھروسہ ہے کہ آپ وہاں (لاہور میں) یا جہاں کہیں مناسب ہو بلا توقف اسکے متعلق کارروائی شروع کردینگے۔ جو مصیبت زدوں کی امداد کیلئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں یہ مصیبت دیسیوں اور یوروپینوں پر یکساں پڑی ہے۔ لہذا مجھے یقین ہے کہ دونوں گروہ اس کار خیر میں بخوشی شامل ہونگے۔ چونکہ لیڈی کرزن بھی زلزلہ کی تباہی سے بال بال بچی ہیں۔ اسواسطے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے شاید اشارہ میں آپکو مخاطب کرنیکا زیادہ حق ہے"۔ الخ

لارڈ کرزن بہادر کی چٹھی سے پایا جاتا ہے کہ آپ اس ناگہانی آفت ومصیبت کے نتایج سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ حتی کہ آپ نے دس ہزار روپیہ مصیبت زدوں کی امداد میں جیب خاص سے بھی مرحمت فرمایا ہے۔ علی ہذا سر چارلس بہادر بالقابہ کو بھی اس حادثہ اور لوگوں کی بربادی ومصائب کا یہاں تک خیال پیدا ہوا کہ ہز آنر نے باوجود ساری تیاری کر چکنے کے اپنی روانگی ولایت بھی ملتوی کردی۔ ہز اکسلنسی اور ہز آنر کی یہ شفقت شاہانہ بلاشبہ نہایت شکرگزاری وستائش کے لایق ہے۔

اس زلزلہ کی مصیبت کوئی معمولی واقعہ نہیں کہ جسکا چرچہ دو چار روز حدود ملک ہی کے اندر ہوکر رہجاتا۔ بلکہ اسکی افسوسناک خبر قریب قریب تمام ممالک غیر میں ہو پہنچ گئی ... ہمدردی واظہار افسوس کے پیغام ... پہنچ رہے ہیں۔ جنمیں سے چند کا ہم قبل ازیں ذکر کر چکے ہیں ۱۱۔ اپریل کی تار خبروں میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسکے متعلق ایک ٹیلیگرام لارڈ ولیڈ کی رائرنس کا بھی آیا ہے اور ایک لارڈ ملنر بہادر ہائی کمشنر جنوبی افریقہ کا۔

شاہپور سے ۱۱۔ اپریل کی تار خبر ہے کہ لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے ساتھ صرف ان کے پرائیویٹ سکرٹیری آئے تھے۔ انڈر سکرٹیری صاحب لاہور سے بذریعہ سپیشل ٹرین بعد میں پہنچے۔ ہز آنر بذریعہ ٹانگہ سیدہے پٹھانکوٹ کے رستہ آئے ہیں۔ صاحب کمشنر قسمت جالندہر بھی ان سے جا ملے ہیں۔ انہوں نے بھی ڈیرے وہیں ڈالے ہوئے ہیں اسی کیمپ سے تمام علاقہ کی خبریں عام طور پر آتی جاتی ہیں۔ شاہپور میں تو ایک تار گھر کھولدیا گیا ہے جسکا پہلے بھی ذکر آچکا ہے، اور دہرم سالہ سے چھوٹے موٹے پیغام بذریعہ ہیلوگراف آتے جاتے ہیں میجر جنرل کچنر اور کرنیل ملاپ جو فوجی انتظام واہتمام سے متعلق دہرم سالہ میں آئے ہوئے تھے وہ اپنا کام کرکے لاہور واپس چلے گئے ہیں دونا نچہ رستہ میں بنگلہ کوٹلہ پر وہ سر چارلس ریواز کو ملتے ہیں۔ مسٹر ینگ ہسبنڈ ۱۱۔ اپریل کو دہرم سالہ سے اترے۔ ان کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ وہاں لاشوں کے کھود کر نکالنے کا کام سرگرمی ہو رہا ہے۔ اور یقین کیا گیا ہے کہ دہرم سالہ میں تو قریبا تمام لاشیں نکال لیگئی ہیں۔ گو ممکن ہے کہ معدودے چند ابھی تک ملبہ کے تہ بتہ تودوں میں دبی پڑی ہوں۔ بازار کے ویرانہ میں ایک گھر سے ایک شخص کھود کر ایسا زندہ نکالا گیا جو پانچ دن تک ملبہ کے نیچے دبا رہا مگر خدائی شان کہ مرا نہیں۔ سامان رسد بافراط ہے۔ کیونکہ وہ پٹھانکوٹ سے اونٹوں اور خچروں کے ذریعہ دہا دہب پہونچ رہا ہے۔ آٹے اور دیگر خوردنی ضروریات کا ایک معقول ذخیرہ ہر وقت تیار اور محفوظ رہتا ہے کہ نہیں معلوم کہ کب اور کتنی ضرورت پڑ جائے۔ لوگ جو زلزلہ کے خوف سے ولوا نولا اپنے گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب ہر جگہ اپنے گاؤں کو واپس آگئے ہیں۔ بنیوں نے بھی اپنی دوکانیں جنہیں زیادہ ضرر نہیں پہونچا تھا۔ آنکر کھولدی ہیں۔ قصبہ کانگڑہ میں تمام مانگنے والوں کو خوراک تقسیم کی گئی ہے۔

باقی آئندہ

حضرت اقدس کے شب و روز

غالبًا ناظرین الحکم کیلئے یہ معلوم کرنا بہت ہی عجیب اور مفید ہوگا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات شب و روز آجکل کس طرح گذر رہے ہیں۔ حضرت آپ بس خدا تعالیٰ کی متواتر وحیوں کیوجہ سے جو آئیوالی آفت زلزلہ کی خبریں دے رہی ہیں بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذارتے ہیں اور غالب علی امرہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور صمدیت پر پورا اور کامل ایمان رکھتے ہوئے اسکی حفاظت اور پناہ چاہتے ہیں۔ اس حال میں وہ وجود پاک جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے وجود کا زندہ ثبوت اور آئینہ ہے جو اسکی توحید کے قایم کرنے کیلئے مخصوص کیا گیا ہے باوجود ان وعدوں کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے کر رکھے ہیں اسقدر ترسان اور لرزان ہے پھر اگر بے باکی سے خدانخواستہ اپنے اوقات بسر کریں تو ہم سے زیادہ خطاکار کون ہوگا؟

۲۔ اعلیٰ حضرت دعا کیلئے ہمیشہ بیت الدعا الگ رکھتے ہیں بلکہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ صحابہ بھی بیت الدعا رکھتے تھے ہر شخص کو بیت الدعا رکھنا چاہیے جہاں وہ وقتاً فوقتاً مقررہ پر کچھ وقت دعا میں گذارا کرے۔ باغ میں چلے جانے کے باعث آپکے اس معمول دعا میں کوئی فرق نہیں آیا۔ پھر بھی آپ نے ایک خاص چوبی بیت الدعا بنانے کی غرض سے حال میں منگوائی ہے جہاں آپ خصوصیت کے ساتھ اپنی جماعت کیلئے دعائیں کریں گے اور ایک یہی دعا آپ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت میں سے طاعون کو اٹھا دے۔

۳۔ پھر حضرت اقدس کے اوقات میں سے ایک حصہ اندرون خانہ میں تبلیغ اور انذار کا ہے آپ ام المومنین اپنی اولاد اور دوسری عورتوں یا بچوں کو جو سمجھدار ہیں جنکو حضرت اقدس کے ہمراہ رہنے کا موقع حاصل ہے ہر روز تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی تازہ وحی نازل ہوتا ہے آپ سب سے اول گھر والوں کو سناتے اور مناسب موقع وعظ فرماتے ہیں۔

۴۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تصنیف میں وہ وقت گذرتا ہے جو مندرجہ بالا اوقات سے اور نمازوں کی ادائیگی سے بچتا ہے۔ اسی میں ضروریات روزمرہ بھی شامل ہیں۔ ۷۰ سال کی عمر میں اسقدر مصروفیت اور وہ بھی محض خدا تعالیٰ کی توحید اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں بجز خدا کے مامور مرسل کے دوسرے کی زندگی میں قطعاً نہیں پائی جاسکتی۔ عصر کی نماز کے بعد عمومًا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی نہیں رہتی چکر آنے لگتے ہیں اسلئے مغرب اور عشاء کی نماز میں باہر تشریف نہیں لاسکتے بلکہ اندر ہی نماز پڑھتے ہیں اور وہ بھی عمومًا باجماعت۔ ناظرین سنکر حیران ہونگے کہ ایسے موقع پر حضرت اقدس کسی کسی لڑکے کو ہی ساتھ ملا لیتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

۵۔ باہر کی زندگی بھی انہیں امور خیر سے لبریز ہے۔ نمازوں میں شریک ہونے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ علی العموم نماز سے اول اور بعد کچھ نہ کچھ ذکر اور سلسلہ کلام میں تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ کا عام موضوع اور منشا کیا ہوتا ہے؟ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق۔ ایمان خدا کی وحی پر بوجہ الیقین۔ اپنی کامیابی اور الٰہی نصرتوں کی بشارت خدا تعالیٰ پر پوری امید۔ خدام کو توبہ و استغفار کا وعظ۔ مغرورانہ زندگی سے بچنے کی ہدایت نمازوں کی پابندی اور تہجد کے التزام کی تعلیم۔ باہم ہمدردی اور مواسات کا سبق۔ مخالفوں کی تحریروں اور دلکھ دینے والی کارروائیوں پر صبر کی تلقین اور تفویض الی اللہ اور تسلیم کی نصیحت۔

۶۔ پھر بیرونی زندگی کے اوقات میں مبایعین کی بیعت لینا۔ مہمانوں سے ملاقات اُنکی مہمانداری کے لوازم اور شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا۔

یہ ہے مختصر سا نقشہ آپکے معمولات کا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی دم بھی اس کریم النفس انسان کا تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کے بغیر گذرتا ہے؟

اللّٰھم ایّد الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔ آمین

ریمارک

تہذیب النسوان لاہور یہ اپنے نام کا اکیلا اخبار ہے جو ایک شریف خاتون کی ایڈیٹری میں مستورات کے فایدہ کیلئے لاہور رفاہ عام پریس سے شایع ہوتا ہے اسکو جاری ہوئے قریبًا آٹھ سال ہوئے ہیں میں یقینًا سمجھتا ہوں کہ یہ اخبار مستورات کیلئے نہایت بیش قیمت اور مفید اخبار ہے اگرچہ اسمیں بہت کچھ اصلاح کی گنجایش بھی ہے تاہم موجودہ حالت کسی صورت میں مستورات کیلئے فایدہ سے خالی نہیں جب یہ اخبار جاری ہوا تو آٹھ صفحہ کا تھا پھر رفتہ رفتہ اسکو مفید تر بنانے کیلئے مینیجر صاحب نے اسکے چار صفحہ اور بڑھا دیے لیکن ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء سے یہ اخبار مستقل طور پر پورے سولہ صفحہ پر شایع ہونے لگا ہے اور اس طرح اسکا حجم دو چند ہوگیا ہے اور قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہے وہ بدستور ہے سالانہ۔ میری رائے میں عورتوں کی تعلیم کے حامیوں کا فرض ہے کہ اس اخبار کی اشاعت میں خاص طور پر مدد دیں بلکہ سررشتہ تعلیم کے قابل کارپرداز صاحبان سے امید ہونی چاہیے کہ وہ سررشتہ تعلیم کیلئے بھی اس اخبار کی ایڈیٹرہ اور اسکے مینیجر کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی شیر خانصاحب پٹواری نہر چک ۱۱ ڈاکخانہ ... مدرسہ ۲ عہ
۲۔ بابو نوابالدین صاحب کلرک مس کو شاہی ۲۲ ڈیرہ غازیخان ۳۔ ۱۲ عہ
۳۔ میاں اسمٰعیل آدم صاحب کشمیری بازار بمبئی چندہ مدرسہ ۶
۴۔ مولوی احمد حسن صاحب مدرس سید شاہی (ماہواری چندہ) ۲۔
۵۔ منشی نظام الدین صاحب ... ماہواری چندہ ۴۔
۶۔ منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافٹسمین الہ آباد ۱ عہ
۷۔ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد ۲ عہ
۸۔ جماعت راولپنڈی معرفت محمد اکرم صاحب عیدفنڈ قربانی ۱ عہ
۹۔ میاں محمد حسین صاحب و میاں ... قربانی ۱ عہ

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت اسمہ معرفت سکرٹری انجمن ... ۱ عہ

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ شیخ نبی بخش صاحب بزاز کلاں راولپنڈی (مدرسہ) ۱۲
۲۔ میاں الٰہی بخش و رحیم بخش تاجران کتب گجرات (عید فنڈ) ۱ عہ

۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ مولوی عبد الہادی ... (لدھیانہ) عہ
۲۔ قاضی شاہدین صاحب نمبردار بابت جماعت ... ضلع ہوشیارپور ۲
۳۔ میر حامد شاہ صاحب بابت جماعت سیالکوٹ عہ

۲۲ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں رحمت علی صاحب ساکن ... ضلع منٹگمری عہ
۲۔ میاں اعظم ... ڈاکخانہ ... (ملتان) عہ
۳۔ حافظ نبی بخش صاحب پٹواری نہر ... ضلع منٹگمری عہ
۴۔ جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد علی شاہ صاحب لعہ
۵۔ میاں محمد صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ للعہ
۶۔ منشی عطاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر ... ۹ عہ

۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ میر حسین علی صاحب ہیڈ کلرک تربت حیدری ایران ۲ عہ
۲۔ میاں احمد الدین صاحب کمپونڈر تربت حیدری ایران عہ
۳۔ منشی محمد تقی صاحب احمدی مدرس اول ریاضی سرہند پٹیالہ ۲ عہ

۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ہوس قادیان ۱
۲۔ منشی محمد یوسف صاحب ... ضلع پشاور بابت جماعت ... عہ
۳۔ میاں فضل الدین صاحب ... ڈاکخانہ قادیان عہ
۴۔ مولوی قطب الدین صاحب قادیان ... ۶
۵۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ ضلع سیالکوٹ ۴
۶۔ جماعت گجرانوالہ معرفت منشی احمد الدین صاحب عہ

۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ عہ

۲۷ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ مولوی محمد اکرم صاحب بر مکان ... الٰہی بخش صاحب راولپنڈی عہ
۲۔ منشی گلزار احمد صاحب پوسٹماسٹر گڑھ شنکر ۴

۳۔ چوہدری عزیز بخش صاحب گڑھ شنکر ۳
۴۔ مسماۃ زینب بی بی 〃 ۲
۵۔ منشی غنی خانصاحب کمپونڈر 〃 ۳
۶۔ چوہدری غلام نبی خانصاحب 〃 ۲
۷۔ چوہدری نبی بخش صاحب 〃 ۱
۸۔ چوہدری سند ہے خانصاحب 〃 عہ

۲۸ مارچ ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی فخر الدین صاحب گھوگھیاٹ (میانی) عہ
۲۔ میاں چراغ الدین صاحب اسسٹنٹ سیالکوٹ عہ
۳۔ منشی برکت علی خانصاحب محرر دفتر الحکم قادیان ۱
۴۔ منشی گلاب الدین صاحب رہتاس ضلع جہلم ۱
۵۔ منشی عبد المجید خانصاحب پٹواری موضع کیرو ضلع حصار ۲
۶۔ منشی نذیر الدین صاحب ہمامون ملک برما ۵

مراہرف باریدبر تر زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے۔ اور خاصکر جن اولاد نوجوان کا بڑھاپا تو غضب ہوتا ہے آپ بھی اگر ایسی ہی حد تک پہنچ گئے ہیں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں۔

خضاب ... تیل کیطرح لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ میں سیاہ کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔

روح افزا نامردی سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان وغیرہ کیواسطے اکسیر ہے پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

روح النساء حیض بند یا کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے اولاد نہ ہو یا ... سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے قیمت تین روپے فی شیشی۔

فر النسیس گلگونہ چہرہ سے چھریاں چھائیاں سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اجلا بناتا ہے۔ خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

گولیاں و روغن انکا استعمال بال ہمیشہ سیاہ رکھتی ہیں اگرچہ سفید ہوگئے ہوں تو بھی سیاہ ہوجاتے ہیں اور ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے

بال اڑانیکا تیل بوکشی تکلیف و خارش دو منٹ میں ناف زیر کے بال بھی دور ہوں قیمت ۱ فی شیشی۔

سرمہ حمیرا ... دھند غبار ی۔ لالی۔ پڑوال پانی جانا و ابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپے فی تولہ

بواسیر خونی بادی۔ جدی یا اتشک سے ہو مستاگر ہوں تو بلا تکلیف گم قیمت دو روپے۔

دمہ کیسا ہی پرانا سخت دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں شرطیہ شفا ہو قیمت تین روپے۔

دوائی آتشک مجرب واکسیر قیمت تین روپے۔ دوائی سوزاک ... بذریعہ ... خط و کتابت کا پتہ۔

ڈاکٹر لیسنگ ایم اے۔ بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

اعلی درجہ کا مقوی اور مصفے سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر طلسمی اور حکمی مصفیات خون و مقویات بدن کا مجموعہ

ہر ایک بکس چار جوہر کے چار شیشی کی دوا میں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی میں چار سو چار دوا کے خلاصہ اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک سے شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ و غیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ طاعون کھانسی بخار بخش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک گٹھیا خارشت۔ داد۔ گنٹھ پھوڑا پھنسی سفید داغ۔ جذام کوڑھ۔ ناسور۔ گنٹھیا بالا۔ بواسیر۔ نواسیر گنج سو گمندی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین کے بکس میں مقفل کر کے معہ کنجی و کاغذ طریق استعمال کے خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس ... محصولڈاک ...

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں سے نمک اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح و ہچکی ہو کھو پیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کیسے ہی زور کا پرانا طحال و بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل استعمال کر کے بفضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیے قیمت فی شیشی ۳۲ خوراک ... محصولڈاک ... ہزاروں آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ تمام امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض۔ بدہضمی۔ پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا سوبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ بخش۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر وجع مفاصل یعنی گٹھیا درد سر کھانسی دمہ ضعف دماغ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی جریان یعنی رقت منی ہو کر بہنا سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک۔ اور جلدی امراض مثل خارشت و داد سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری۔ و باؤ کو لو غیرہ لڑکوں کو فائدہ بخشتا ہے بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اصلی مقوی اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا ہے کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے۔ گویا از سر نو زندگی حاصل کرتا ہے طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون لقوت

یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسکی تقویت کیلئے اکسیر ہے فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کر کے دل اور دماغ میں اول درجہ کی قوت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۳۰ خوراک دوا رہتی ہے ... محصولڈاک ... گٹھیہ کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع۔ کیسا ہی سخت تکلیف دہ گٹھیا ... اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ... آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری۔ جالا۔ ماڑا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑبال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم ... غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے آنکھوں میں نوجوان کی سی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ...

خوشبودار منجن۔ دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلی درجہ کا مقوی دندان دانت اور آنکھیں انہیں دونوں سے زندگی کا مزہ ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے یہ منجن ... انکی درستی اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز ملئے پھر دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے کیڑے پیپ اور مسوڑھے کے ورم اور درد اور بدبوئے دہن اور مونھ و زبان کے تناثر کے لئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ... محصولڈاک ۵ علاوہ ازیں آتشک دھوپ تک۔ جریان بخش اسہال کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ ریگ مثانہ۔ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا زخم پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوا میں اس دواخانہ میں موجود میں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کیساتھ ہو رہا ہے دو پیسہ کا ایک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمایئے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھیئے اور اگر ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھیئے ہمارا پتہ یہ ہے

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم شہر بنارس۔ نوٹ ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اسکے ترقی دلی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ ... نمونہ طلب کریں۔

راقم ... محمد سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت تقسیم کیا جاتا ہے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلی درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور حسین کی نے اعتدالیوں کیلئے اکسیر ہیں قیمت چھوٹا بکس ... (دنکی مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و مسوجات مخلوط کر کے تیار کی گئی ہے جو حلق سے اترنے سے اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان اور کثرت احتلام وغیرہ کو دور کر کے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱۰ بکس اوسط ۴۰ خوراک ... بکس کلاں جو ایک دن کو کافی ہے ...

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دھلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ترا آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ...

المشتہر مینیجر کارخانہ فرحت افزا تسنیم قنوج

الانوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

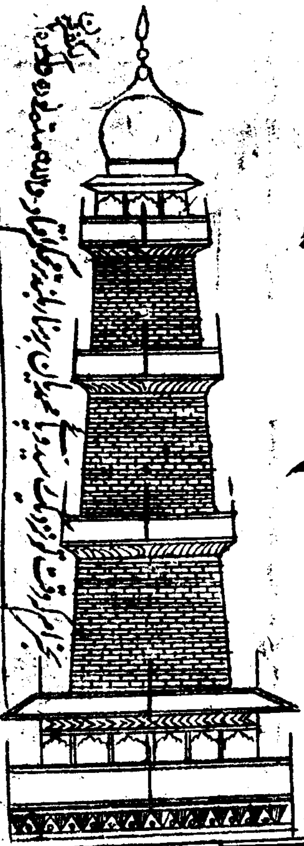

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اُمّ القریٰ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی جہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے عہ (۲) خواص و معاونین سے عـ۵ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے کو بذریعہ ۱۲

نمبر ۱۶ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

۱۔ مراۃ الجہاد اور سرحد افغانستان صفحہ اول
۲۔ محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری 〃 〃
۳۔ دارالامان کا ہفتہ 〃 〃
۴۔ حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر صـ ۲
۵۔ تفسیر القرآن من مسیح الزمان صـ ۳ ۴
۶۔ خطبہ عید الضحٰے صـ ۵
۷۔ زلزلہ کی پیشگوئی اور پیسہ اخبار 〃 ۶ و ۷
۸۔ وطن کیلئے تو خاموشی ہی بہتر تھی 〃 ۸
۹۔ تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین 〃 ۹
۱۰۔ قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہین 〃 ۱۰
۱۱۔ مختلف نوٹ ۱۰
۱۲۔ اسلامی تمدن و ہسپانیہ صـ ۱۱ ۱۲ ۱۳
۱۳۔ رسید زر امداد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان صـ ۱۳
۱۴۔ اشتہار 〃 ۱۳
۱۵۔ اشتہارات ۱۴

مراۃ الجہاد اور سرحد افغانستان

ناظرین الحکم آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ وزارت حسین صاحب احمدی نے ابھی ابھی ایک کتاب موسومہ بہ مراۃ الجہاد شایع کی ہے تم مین سے جن لوگون نے اس کتاب کو مطالعہ کیا ہوگا وہ تو دیکھ چکے ہونگے کہ مصنف نے کسقدر عرق ریزی کی ہے اور کس سطرح مسئلہ جہاد کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پالیٹیکل تعلقات کو یہ کتاب بالکل صفائی اور سادگی کے طریقے سے ظاہر کرتی ہے کہ کسی اور طریقہ سے ممکن نہین۔ مگر اسوقت ہم کچہ اور لکھنا نہین چاہتے بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ مصنف سلمہ الرحمٰن نے اپنی تصنیف کے اصل مقصد کے مطابق سرحدی جرگون کے دلونسے مسئلہ جہاد کی غلط فہمیون اور خونخواری کے مٹانے کیلئے کابلی سوداگرون مین اس کتاب کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے، جسکا اثر گورنمنٹ برطانیہ اور مسلمانون کیلئے بہت اچھا ہوگا اور چونکہ یہ کتاب مخالفین اسلام کے مقابل مین لکھی گئی ہے اسلئے اسکا ایک خاص اثر ہوگا۔ مگر میری التجا یہ ہے کہ قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہون کو چاہئے کہ اس کام مین مصنف موصوف کا ہاتھ بٹائین، اور ضرور بٹائین! ۳۳۶ صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف عہ ہے دفتر الحکم اور مصنف کے پاس موضع اورین ڈاکخانہ کجہرہ ضلع کونگیر بنگال سے ملسکتی ہے۔

الملتجی ایک خیر خواہ۔

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ نگران منشی، امین خیلعدار، پٹواریان مال و نہر، نائب تحصیلدار، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تحصیلدار، افسران مال، ڈپٹی کلکٹر نہر مہتمم بندوبست غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ دارون تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجراء سے لیکر ہمیشہ محکمہ مال اور نہر کا سچا مند شگذار ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایکدفعہ دیکھا ہے بغیر خریداری کے نہین رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہون کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحون کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے جسمین محکمہ مال اور نہر کی خبرین افسران اور عام عہدہ دارون کے تغیر و تبدل، تنزلی و ترقی، موقوفی و بحالی اور انعامات وغیرہ کے حالات مع انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کرین۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹواریون کی شبانہ روز محنت ساری تنخواہ کی تکلیف کمی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کر کے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے اور ہر پیشگی قیمت دینے والے کو عہ کے ناول مفت ملتے مین پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دیجاتی یا کم از کم مقررہ قیمت مین بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹواریون کے خاطر اخبار کی قیمت مین ۱۰ کی اور رعایت کر دیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدینگے۔ تو ہم لیئے جاوینگے۔ اور ناول بھی مفت نذر ہونگے امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فائدہ اٹھاکر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو درحقیقت ان کی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہل بیت۔ بزرگان ملت سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین اعلیٰ قدر مراتب خدمت دین اور فرض تبلیغ مین مصروف ہین۔

۲۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے امتحان انٹرنس مین ۳ طالبعلم بفضلہ تعالیٰ پاس ہو گئے۔ امسال جبکہ ۳۲۰۰ طالبعلمون مین ۳۰۰ طالبعلمونکا کامیاب ہونا بتایا جاتا ہے یہ نتیجہ خاطر خواہ ہے۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات و کشوف درج ذیل ہین:

۳۰۔ اپریل جو درج ہونے سے رہگیا تہا۔ رؤیا ہوا کہ مین رات کو اٹھا ہون پہلے بشیر احمد شریف احمد ملے پہر مین آگے جاتا ہون کہ پہرے والون کو دیکھون تو مین کہتا ہون۔ یا کوئی کہتا ہے۔ کہ اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہین۔

رؤیا۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔

۳ مئی ۱۹۰۵ء۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ فرمایا اس سے اشارہ ان اشتہارات کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جو حال مین شایع ہو رہے ہین۔

رؤیا صبح کیوقت لکھا ہوا دکھایا گیا۔ ہوا نادر شاہ کہان گیا۔

۹ مئی ۱۹۰۵ء (۱) لَیَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض

بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے یہان تک کہ جب دوزخی جہنم مین ڈالے جاوینگے تو اللہ تعالیٰ ان کو یہی فرمائیگا کہ تمہارا یہ گناہ ہے کہ تمنے اللہ تعالیٰ سے بدظنی کی بعض لوگ اس قسم کے بھی ہین جو یہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ خطا کارون کو معاف کر دیگا اور نیکو کارون کو عذاب کریگا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے اسلیئے کہ اسکی صفت عدل کے خلاف کرتا ہے اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف مین اوس نے مقرر فرمائے ہین بالکل ضایع کر دیتا اور بے سود ٹھہراتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے اس کو معمولی مرض نہ سمجھو بدظنی سے نا امیدی اور نا امیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدق کے کمالات کو حاصل کرنے کیلیئے دعائین کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ مین کیا کیا کمالات تھے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور حقیقت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو صدق دکھایا ہے اسکی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ مین جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اسے ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلیئے جہانتک ممکن ہے مجاہدہ کرے اور پھر جہانتک ہوسکے دعا کرے جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہین لیتا اور اسی رنگ مین رنگین نہین ہو جاتا وہ کمالات حاصل نہین ہو سکتے۔ ابوبکری فطرت کیا تھی؟ اسپر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہین کیونکہ بہت عرصہ اس کے بیان کیلیئے درکار ہے مختصر طور پر مین ایک واقع بیان کرتا ہون کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ابھی راستہ ہی مین تھے کہ ایک شخص ان سے ملا۔ اس سے مکہ کے حالات پوچھے اور کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو اگر کوئی اہل وطن ملجاوے تو اس سے وطن کے حالات پوچھتا ہے اس نے کہا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا ہے آپ نے سنتے ہی کہا اگر اس نے یہ دعوےٰ کیا ہے تو بیشک وہ سچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر کسقدر حسن ظن تھا معجزے کی بھی ضرورت نہین سمجھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو اور جہان غیریت ہو اور وہ تسلی پانے کیلیئے کہتا ہو۔ لیکن جسکو انکار ہی نہین ہے۔ اسکو معجزہ کی کیا ضرورت غرض حضرت ابوبکر صدیق راستہ ہی مین سنکر ایمان لے آئے اور جب مکہ پہونچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان درست ہے۔ اسپر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ گواہ رہین مین آپ کا پہلا مصدق ہون لیکن یہ صرف قول ہی قول نہ تھا بلکہ اپنے فعل کے ساتھ اسکو مطابق کر کے دکھایا۔ اور ایسا مطابق کیا کہ اخیر دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا حقیقت مین اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہون اگر انمین مطابقت نہین تو کچھ بھی نہین اسی اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنے تم لوگون کو تو نیکی کا امر کرتے ہو۔ مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہین بناتے بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لم تقولون مالا تفعلون مومن کو دورنگی اختیار نہین کرنی چاہیئے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور انمین مطابقت دکھاؤ۔ جب صحابہ نے اپنی زندگیون مین دکھایا تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے نمونے کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ پر غور کرو جب ہر طرف سے قریش تلوار پر تلے ہوئے تھے اور کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑے ابتلا ابتلا کا زمانہ تھا آج جسقدر تم بیٹھے ہوئے ہو اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا آجاوے تو کون ہے جو ساتھ دے۔ یا مثلاً گورنمنٹ ہی کیطرف سے یہ تفتیش شروع ہو کہ کس کس نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہون گے جو دلیری کے ساتھ کہدین کہ ہم سابعین مین داخل ہین مین جانتا ہون کہ بعضون کے ہاتھ پاؤن سن ہو جاوین انہین فوراً اپنی جایدادون اور رشتہ دارون کے خیالات آجاوین کہ ہمین یہ چھوڑنے پڑین گے مشکلات کے وقت ساتھ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگون کا کام ہوتا ہے مثلاً اس زمانہ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ابتلا کا زمانہ تھا اور آپ کے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے وہ حق رفاقت ادا کیا کہ اسکی نظیر دنیا مین پائی نہیں جاتی۔ یہ طاقت اور قوت بجز ایمان کے نہین آتی۔ جبتک عملی طور پر انسان ایمان کو اپنے اندر داخل نکرے کچھ نہین بنتا بہانہ سازی اسوقت تک دور ہی نہین ہوتی۔ عملی طور پر جب آگ لگی ہوئی ہو تو ثابت قدم نکلنے والے تھوڑے ہی ہوتے ہین حضرت مسیح کے حواری اس آخری گھڑی مین جو مصیبت کی گھڑی تھی ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعض نے سامنے ہی لعنت بھی کر دی۔

حقیقت مین یہ بڑی عبرت کا مقام ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ایک وقت آیا تھا کہ مسلم نے ۷۰ ہزار آدمیون کے ساتھ نماز پڑھی اور عہد لیا کسی نے آگر یزید کی خبر دی سب کے سب چھوڑ بھاگے۔ اس قسم کے واقعات ڈراتے ہین۔ اپنے ایمان کا وزن کرو عمل ایمان کا زیور ہے اگر عملی حالت درست نہین ہے تو حقیقت مین ایمان ہی نہین ہے مومن حسین ہوتا ہے جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کڑا بھی پہنا دیا جاوے تو اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے اسیطرح ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بدعمل ہے تو کچھ بھی نہین۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال مین ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے اسکی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ نماز پڑھتا ہے جو نماز پڑھنے کا حق ہے گناہون سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے ناپاک مجلسون سے نفرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے واسطے اپنے دل مین ایک جوش اور تڑپ دیکھتا ہے وہی ایمان ہے مسیح کیطرح صلیب پر چڑھاتا ہے نہین تو کیا وہ خدا کے لیئے مثل خدا ہی کے لیئے ابراہیم کی طرح آگ مین بھی پڑ جانے پر راضی ہوتا ہے جب وہ اپنی رضا کو رضا الہی کے ماتحت کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو علیم بذات الصدور ہے اس کا محافظ اور نگران ہو جاتا ہے وہ صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ مین سے بھی صحیح سلامت نکال لیتا ہے۔ ان عجائبات کو وہی دیکھتے ہین جو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان لاتے ہین۔ غرض ابوبکر صدیق کا صدق اس آگ کے وقت ظاہر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا گو بعض کی رائے اخراج کی بھی تھی لیکن اصل مقصد قتل ہی تھا ایسی حالت مین حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکھایا جو ابدالاباد کیلیئے نمونہ رہیگا۔ اس مصیبت کی گھڑی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیق کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وسیرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کیلیئے انتخاب کرے تو وہ رائے بہتر اور صائب ہوگی یا ایک چوکیدار کی۔ ماننا پڑیگا کہ وایسرائے کا انتخاب بہرحال موزون اور مناسب ہوگا۔ کیونکہ جس حال مین سلطنت کی طرف سے وہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے تو اسکی وفاداری فراست اور تجربہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب زمام سلطنت اس کے ہاتھ مین دی ہے۔ پھر اسکی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھ لیا جاوے یہ نامناسب امر ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تھا اس وقت آپ کے پاس ۷۰-۸۰ صحابہ موجود تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے مگر آپ نے ان سب مین سے حضرت ابوبکر ہی کو منتخب کیا۔ اسمین سر کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اس کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسلیئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور الہام سے بتا دیا تھا کہ اس کام کے لیئے سب سے بہتر اور موزون حضرت ابوبکر صدیق ہی ہین۔

باقی آیندہ

بقایا دار احباب توجہ کرین۔ وی پی جاری ہو رہے ہین

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

جسکے یہ معنے ہیں کہ ہمکو ان سالکین کا راستہ بتلا جنہوں نے ایسی راہیں اختیار کیں کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے لاپروائی سے سیدھی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اس باعث سے تیری تائید سے محروم رہ کر گمراہ رہے یہ تین صداقتیں ہیں جن کی تفصیل یہہ ہے۔ کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کی رو سے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہیں اور صدق اور عاجزی سے خدا کیطرف رجوع کرتے ہیں پس خدا بھی اونکا طالب ہو جاتا ہے۔ اور رحمت اور انعام کے ساتھ اُن پر رجوع کرتا ہے اس حالت کا نام انعام الٰہی ہے اسی کی طرف آیت ممدوحہ میں اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیھم یعنے وہ لوگ ایسا صفا اور سیدھا راستہ اختیار کرتے ہیں جس سے فیضان رحمت الٰہی کے مستحق ٹہر جاتے ہیں اور بباعث اسکے کہ اُن میں اور خدا میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور بالکل رحمت الٰہی کے محاذی آپڑتے ہیں اس جہت سے انوار فیضان الٰہی کے اُن پر وارد ہوتے ہیں۔ دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہیں اور دشمنوں کی طرح خدا سے مونہہ پھیر لیتے ہیں سو خدا بھی اُن سے مونہہ پھیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتھ اُن پر رجوع نہیں کرتا اس کا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ عداوت اور بیزاری اور غضب اور غیظ اور ناراضامندی جو خدا کی نسبت انکے دلوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہے وہی اون میں اور خدا میں حجاب ہو جاتی ہے اس حالت کا نام غضب الٰہی ہے اسی کی طرف خدا تعالےٰ نے ارشاد فرما کر کہا غیر المغضوب علیھم۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہیں اور سعی اور کوشش سے اسکو طلب نہیں کرتے خدا بھی اون کے ساتھ لاپرواہی کرتا ہے اور اون کو اپنا راستہ نہیں دکھلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے میں آپ سستی کرتے ہیں اور اپنے تئیں اُس فیض کے لائق نہیں بناتے کہ جو خدا کی قانون قدیم میں محنت اور کوشش کرنیوالوں کے لئے مقرر ہے اس حالت کا نام ضلال الٰہی ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اونکو گمراہ کیا یعنے جبکہ اونہوں نے ہدایت پانے کے طریقوں کو بجد و جہد طلب نہ کیا تو خدا نے بھی بپابندی اپنے قانون قدیم کے اُن کو ہدایت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ولا الضالین غرض ماحصل اور خلاصہ ان تینوں صداقتوں کا یہہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کے ساتھ تین حالتیں ہیں ایسا ہی خدا بھی ہر یک حالت کے موافق اونکے ساتھ جدا جدا معاملہ کرتا ہے جو لوگ اوسپر راضی ہوتے ہیں اور دلی محبت اور صدق سے اسکے خواہاں ہو جاتے ہیں خدا بھی انپر راضی ہو جاتا ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اونپر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پھیر لیتے ہیں اور عمداً مخالفت اختیار کرتے ہیں خدا بھی مخالف کی طرح اون سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اوسکی طلب میں سستی اور لاپروائی کرتے ہیں خدا بھی اون سے لاپرواہی کرتا ہے اور اونکو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح آئینہ میں انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے جو حقیقت میں شکل رکھتا ہے اسی طرح حضرت احدیت کہ جو ہر یک کدورت سے مصفّٰی اور پاک ہے محبت والوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے غضب والوں پر غضبناک ہے لاپرواہی کے ساتھ لاپرواہی رکھنے والوں سے رُک جاتا ہے اور جھکنے والوں کیطرف جھکتا ہے چاہنے والوں کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بناؤ گے وہی انداز آئینہ میں بھی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالےٰ کے روبرو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کیطرف سے اُسکے لئے موجود ہے اور جن لباسوں کو بندہ اپنے لئے آپ اختیار کر لیتا ہے وہی تخم بویا ہوا اُسکا اوسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہر یک طرح کے حجابوں اور کدورتوں اور آلایشوں سے اپنے دلکو پاک کر لیتا ہے اور صحن سینہ اُسکے کا مواد ردیہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے تو اوس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کہول دیتا ہے اور سورج کی کرنیں اُسکے گھر کے اندر چلی آتی ہیں لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلایشوں کو آپ اختیار کر لیتا ہے اور خدا کو حقیر چیز کیطرح خیال کر کے چھوڑ دیتا ہے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی روشنی کو ناپسند کر کے اور اوس سے بغض رکہکر اپنے گھر کے تمام دروازے بند کر دے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعیں اوسکے گھر کے اندر آجائیں۔ اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ و ناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیوں اور آلایشوں میں گرفتار ہو اور سستی اور تکاسل اور لاپرواہی سے اون آلایشوں سے پاک ہونے کے لئے کچھ سعی اور کوشش نہ کرے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازوں کو بند پاوے اور تمام گھر میں اندھیرا بھرا ہوا دیکھے اور پھر اوٹھکر دروازوں کو نہ کھولے اور ہاتھہ پاؤں توڑ کر بیٹھا رہے اور دل میں یہ کہے کہ اب اسوقت کون اوٹھے اور کون اتنی تکلیف اوٹھاوے یہ تینوں مثالیں اون تینوں حالتوں کی ہیں جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی ہی سستی سے پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سے پہلی حالت کا نام حسب تصریح گذشتہ کے انعام الٰہی اور دوسری حالت کا نام غضب الٰہی۔ اور تیسری حالت کا نام اضلال الٰہی۔ ان تینوں صداقتوں سے بھی ہمارے مخالفین بے خبر ہیں کیونکہ برہمو سماج والوں کو اوس صداقت سے بالکل اطلاع نہیں ہے جسکے رو سے خدا تعالےٰ سرکش اور غضبناک بندوں کے ساتھہ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبوں میں سے ایک صاحب نے اس بارہ میں انہیں دنوں میں ایک رسالہ بھی لکہا ہے جس میں صاحب موصوف خدا کی کتابوں پر یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اون میں غضب کی صفت خدا تعالےٰ کیطرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری کمزوریوں پر چڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اس صداقت کی کچھہ بھی خبر ہوتی تو کیوں وہ ناحق اپنی اوقات ضائع کر کے ایک ایسا رسالہ چھپواتے جس سے اون کی کم فہمی ہر یک پر کہل گئی ہے اور اون کو باوجود دعوی عقل کے یہ بات سمجھہ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہو جائے اور خدا سے دوسری طرف مونہہ پھیر لے تو کیا وہ اس لائق رہ سکتا ہے کہ جو سچے محبوں اور رہنماؤں پر فیضان رحمت ہوتا ہے اوسپر بھی وہی فیضان رحمت ہو جائے ہر گز نہیں بلکہ خدا کا قانون قدیم جو ابتداء سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راستباز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہیں اور اب بھی صحیح تجارب سے اوسکی سچائیوں کو مشاہدہ کرتے ہیں وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلمانی حجابوں سے نکلکر سیدھا خدا تعالےٰ کیطرف اپنے روح کا مونہہ پھیر کر اوسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اوسی پر فیضان رحمت خاصہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جو امر رحمت کے برخلاف ہے یعنی غضب الٰہی اوسپر وارد ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اوس طریق مستقیم کو چھوڑ دیتا ہے کہ جو قانون الٰہی میں افاضہ رحمت الٰہی کا طریق ہے تو فیضان رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اسی محرومی کی حالت کا نام غضب الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اس جہت سے جو لوگ فیضان رحمت کے طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ خدا کیطرف سے اسی جہان میں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ جس کے شامل حال رحمت الٰہی نہیں ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذاب روحانی و بدنی اوسکی طرف مونہہ کریں اور چونکہ خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ اونہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو یاد کرتے ہیں اس باعث سے جو لوگ اسطریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم۔ واللہ غنی عن العلمین یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم دعا نکرو اور اوس کے فیضان کے خواہاں نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے اور آریہ سماج والے اور عیسائی بھی ان تینوں صداقتوں میں سے پہلے اور تیسری صداقت سے بیخبر ہیں کوئی اون میں سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ سب لوگوں کو کیوں ہدایت نہیں دیتا اور کوئی یہ اعتراض کر رہا ہے کہ خدا میں صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالےٰ کی ہدایت کی نسبت معترض ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہدایت الٰہی انہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اون راہوں پر چلتے ہیں جن راہوں پر چلنا فیضان رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الٰہی کی نسبت معترض ہیں اُنکو یہہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالےٰ اپنے قواعد مقررہ کے ساتھ ہر یک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سستی اور تکاسل سے اوسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسے لوگوں کی بارے میں قدیم سے اوسکا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے اونکو محروم رکھتا ہے اور اونہیں کو اپنی راہیں دکھلاتا ہے جو اون راہوں کے لئے بدل و جان سعی کرتے ہیں بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اوسکو ڈہونڈہتا ہے اسی طرف ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور وہ یہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم اُنکو بالضرور اپنی راہین دکھلا دیا کرتے ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ جس صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جنکے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کس اعجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین اونکو خدا تعالےٰ نے بھر دیا ہے اور پھر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ ان سچائیون کے او رکمال اعجاز کے دوسرے کیا کیا لطایف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بھرے ہوئے ہین اگر ہم اسجگہ اُن سب لطایف کو بیان کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین

اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس سورۂ فاتحہ مین دعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور جمع ہین جو دعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ قبولیت دعا کے لئے ضرور ہے کہ اُس مین ایک جوش ہو کیونکہ جس دعا مین جوش نہو وہ صرف لفظی بڑبڑ ہے حقیقی دعا نہین مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ دعا مین جوش پیدا ہونا ہر ایک وقت انسان کے اختیار مین نہین بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کیوقت جو اُمور دلی جوش کے محرّک ہین وہ اُسکے خیال مین حاضر ہون اور یہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کرکے اوسکی رحمتون اور کرمون کو ابتداء سے انتہا تک اپنے وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا مبدء اوسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام ہمجنسون کو عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہین جن سے دعاؤن مین جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہین وجہ یہ کہ انسان کی دعا مین تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئین سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغایت درجہ کامل القدرت اور رب العالمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھہ انسانی حاجتین ہین سب کا پورا کرنا اوسی کے ہاتھہ مین ہے سو سورۂ فاتحہ کے ابتداء مین جو اللہ تعالےٰ کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیون کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالمون کی رب اور تمام رحمتون کا چشمہ اور سب کو اون کے عملون کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالےٰ نے بخوبی ظاہر فرمادیا کہ سب قدرت اوسی کے ہاتھہ مین ہے اور ہر یک فیض اوسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت بیان کی کہ دنیا اور آخرت کے کامون کا قاضی الحاجات اور ہر یک چیز کا علت العلل اور ہر یک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹھیرایا جس مین یہ بھی اشارہ فرمادیا ہے کہ اوس کی ذات کے بغیر اور اُس کی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہین اور پھر بندہ کو تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین اسکے یہ معنے ہین کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھہ سے ہی مدد مانگتے ہین یعنی ہم عاجز ہین آپ سے کچھہ بھی نہین کرسکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہو۔ پس خدا تعالےٰ نے دعا مین جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندون کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہین جنکا دعا کے وقت خیال مین لانا دعا کرنے والون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر چاشنی حاصل رکھتے ہین اونہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے ان دونون محرکون کی دعا ہو ہی نہین سکتی اور بجز اون کے آتش شوق الٰہی دعا مین اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہین رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کرسکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہین اوس روح اوس مولا کریم کی طرف ہرگز جھک نہین سکتی غرض یہ ایسی صداقت ہے جسکے سمجھنے کے لئے عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی او رمتحقق طور پر دل مین منقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہین کہ حقیقت مین انہین دو چیزون کا تصور دعا کے لئے ضروری ہے یعنی اول اسبات کا تصور کہ خدا تعالےٰ ہر یک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اوس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام مین لگی ہوئی ہین دوسرے اسبات کا تصور کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہین کرسکتا۔ اور بلاشبہ یہ دونون تصور ایسے ہین کہ جب دعا کرنے کے وقت دل مین جم جاتے ہین۔ تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کردیتے ہین کہ ایک متکبر اون سے متاثر ہوکر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہوجاتے ہین یہی کل ہے جس سے ایک غافل مردہ مین جان پڑجاتی ہے انہین دو باتون کے تصور سے ہر یک دل دعا کرنے کیطرف کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی مین پہونچ جاتا ہے جہان اپنی مقدر ہستی کا نشان باقی نہین رہتا اور صرف ایک ذات عظمیٰ کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذات رحمت کل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارا اور ہر یک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اس سے ایک صورت فنا فی اللہ کے ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کیطرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کیطرف نہ اپنے ارادہ کیطرف اور بالکل خدا کی محبت مین کھویا جاتا ہے اور اوس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزون کی ہستی کالعدم معلوم ہوتی ہے اس حالت کا نام خدا تعالےٰ نے صراط مستقیم رکھا ہے جس کی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اہدنا الصراط المستقیم یعنی وہ راستہ فنا اور توحید اور محبت الٰہی کا جو آیات مذکورہ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمین عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر

خلاصہ یہ کہ خدا تعالےٰ نے دعا مین جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہین کہ دعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بیخودی اور نیستی کے عالم مین پہنچا دیتے ہین اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات ہرگز نہین کہ سورت فاتحہ دعا کی کئی طریقون مین سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے جس پر جوش دل سے دعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جس پر طبیعت انسانی بمقتضا اپنی فطرتی تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے امور مین قواعد مقررہ ٹھیرا رکھے ہین ایسا ہی دعا کے لئے بھی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہین جو سورت فاتحہ مین لکھے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جبتک وہ دونون محرک کسی کے خیال مین نہون تب تک اوس کی دعا مین جوش پیدا ہو سکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۃ فاتحہ مین ذکر ہوچکا پس سورہ ممدوحہ کے لطایف مین سے یہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ ہے کہ دعا کو مع محرّکات اوس کے کے بیان کیا ہے۔ فتدبر۔

پھر ایک دوسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیب کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصر عقلی کے رو سے ترغیب کامل اس ترغیب کا نام ہے جسمین تین جزین موجود ہون ایک یہ کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اوس کی ذاتی خوبی بیان کی جائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفت استقامت اور راستی سے موصوف ہے جس مین ذرا کجی نہین سو اس آیت مین ذاتی خوبی اوس راستہ کی بیان فرماکر اوس کے حصول کے لئے ترغیب دی۔ دوسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو تو اوس شئے کے فوائد بیان کئے جائین سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیہم یعنی اوس راستہ پر ہمکو چلا جس پر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہوچکا ہے سو اس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرما کر اُس راستہ کا شوق دلایا۔ تیسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا

غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

یعنی اون لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضب الٰہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اس آیت مین اُس سیدھا راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مرتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون جزون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی بھی بیان کی فوائد بھی بیان کئے اور پھر اوس راہ کے چھوڑنے والون کی ناکامی اور بدحالی بھی بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو سنکر طبائع سلیمہ اوس کی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پاکر جو لوگ فوائد کے خواہان ہین اون کے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کرکے اوس وبال سے ڈرین جو کہ ترک کرنے پر عاید حال ہوگا۔ (باقی آیندہ)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵)

نفس کو کبھی توکل اور تہبر کے مسائل پیش کرتا ہے لیکن جب ظاہری بیماریاں اگر غلبہ کرتی ہیں تو یہہ سب کچھ بھول جاتا ہے اور تدبیر کرتا ہے لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھتا ہے۔ یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہدیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ رحیم وکریم ہے اور ظاہری امور میں اسکا نام شدید البطش رکھا ہے۔ یہہ نادانی اور غلطی ہے خداتعالےٰ دونو امور میں اپنی صفات کی یکساں جلوہ نمائی کرتا ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا میں تو سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسکو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں خداتعالےٰ کی عظمت اور اسکی **صفات** پر غور نہیں کرتے ہیں اسلم کے معنے تو یہہ تھے کہ فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور فرمانبرداری رہو۔ پھر وجہ کیا ہے کہ مامور کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ کہلاتا ہے یہہ وعدہ کر کے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اس وعدہ کا کچھ بھی پاس نہو۔ ہمارے امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسقدر چھوٹے لفظ سے کام لیتے ہیں اور وہ کسقدر وسیع ہے۔ یہہ زمانہ الفاظ کا ہے چنانچہ بڑی بڑی لمبی تقریریں لوگ کرتے ہیں لیکن جب انکے معانی اور مطالب پر نظر کرو تو بہت ہی چھوٹے اور تھوڑے۔ لیکن برخلاف اسکے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی مختصر الفاظ اختیار کئے مگر انکا مفہوم اور منشاء بہت ہی وسیع اور محیط ہے۔

مثلاً الفاظ بیعت میں سے ایک یہ جملہ بھی ہے جہانتک **میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہونگا**۔ بظاہر یہہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن غور کرو اسکا مفہوم کسقدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہہ الفاظ کیسا محتاط بناتے ہیں کہ وہ اپنے ہر قول وفعل میں ہر حرکت وسکون میں اس امر کو مدنظر رکھے کہ کیا میرا یہہ قول وفعل یہہ حرکت وسکون اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہے اور گناہ کے کسی شعبہ میں تو داخل نہیں؟ جب انسان ان امور پر نظر کرتا ہے اور خداتعالےٰ کی اطاعت اور رضا جوئی اپنا مقصد بنا لیتا ہے تو خداتعالےٰ خود اسکی مدد فرماتا ہے اور اسکی مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو **فرمانبرداری بڑی دولت ہے**۔ یہی دولت ابراہیمؑ کو ملی جسنے اسکو اسقدر معظم ومکرم بنا دیا۔

خداتعالےٰ نے جسقدر ترقیاں اور فیضان اسکی فرمانبرداری پر نازل ہوتے ہیں مگر تھوڑے ہیں جو اس راز کو سمجھتے ہیں۔ اسوقت خداتعالےٰ پھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور اس پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اسکے لئے بھی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا وہ کیا؟

سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری

اسکو اپنا شعار بناؤ اور خداتعالےٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کرلو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کر کے دکھاؤ۔ پھر خداتعالےٰ کی نصرتیں تمہارے ساتھ ہونگی اسکے فضلوں کے وارث تم ہوگے۔

یاد رکھو خداتعالےٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالےٰ سے کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفا نہیں کرتا ایسا شخص منافق مرتا ہے چنانچہ خداتعالےٰ فرماتا ہے

فاعقبهم نفاقا فی قلوبهم الی یوم یلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه

اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالےٰ ہی کو اپنا ملجاء وماوا تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے اسوقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے پس تم پر بھی مشکلات آئیں گی اور آتی ہیں تم بہت وعدے خداتعالےٰ سے نکرو۔ اور کرو تو ایفاء کرو ایسا نہو کہ ایفاء نکرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو۔ (خدا ہم کو محفوظ رکھے آمین)

اور ہم کو بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ہم سب ایک عظیم الشان وعدہ کر چکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور جہانتک طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتے رہیں گے اس وعدہ کو ایفاء کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اور پھر خداتعالےٰ ہی سے توفیق اور مدد چاہو کیونکہ وہ مانگنے والوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ انکی دعائیں سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

پھر ایک اور عیب بتایا ہے جو عیب ہی انسان کو محروم کر دیتا ہے اور منافق ہی ہوتا ہے وہ جھوٹ بولنا ہے۔ عام جھوٹ بولنا تو وہ ہی ہے جو ایک حدیث میں آیا ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع

یعنی یہہ بھی جھوٹ ہی ہے کہ انسان جو کچھ سنے بلا سوچے سمجھے اسے بیان کر دے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد میں بڑی بڑی برائیوں سے روکنے کا نسخہ بنایا گیا ہے۔ خود داری سکھائی ہے اور سخن سازی سے بچایا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہو رہا ہے کہ دو تین آدمی جب مل کر بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آؤ ذرا مجلس گرم کریں وہ مجلس گرم کرنا کیا ہوتا ہے کسی کی تحقیر شروع کردی کسی کے لباس پر کسی کی زبان پر کسی کے قد وقامت پر کسی کے علم وعقل پر غرض مختلف پہلوؤں پر نکتہ چینی اور ہنسی اڑانا شروع کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے یہہ ناپاک اور بیہودہ سلسلہ کلام۔ مذمت۔ غیبت۔ اور دروغ گوئی تک جا پہونچا۔ پس تمہیں مناسب ہے کہ ایسی مجلسوں کو ترک کردو۔ جہاں سے تم بغیر لعنت کے اور کچھ لیکر نہ اٹھو خداتعالےٰ نے اس لئے فرمایا ہے

کونوا مع الصادقین

صادقوں کے ساتھ رہو۔ کیونکہ وہاں تو بجز صدق اور کوئی بات ہی نہ ہوگی۔ ایسی تمام مجلسوں سے الگ ہو جاؤ جہاں اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کا ذکر نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ سوءظن بہت بری چیز ہے اس سے بہت بری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غیبت اور دروغ گوئی یہہ اسی سوءظن سے پیدا ہوتی ہیں اسواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا

ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث

سوءظن سے انسان بہت جھوٹا ہو جاتا ہے اور ظنون بجائے خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس جھوٹ اور بدظنی سے بڑی بڑی ٹھوکریں لگتی ہیں اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس سے بچو! پھر بچو!! اور پھر بچو!!! اس معاملہ میں عورتوں اور مردوں میں ایک تفاوت ہے اور انکے مراتب مختلف ہیں۔ عام طور پر عورتیں ناقصات العقل والدین کہلاتی ہیں۔ ایک عظیم الشان عورت کے متعلق خداتعالےٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے میں کھول کر بتا دوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سوءظنی کی۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تطہیر فرمائی اور ان بدظنی کرنے والوں کے لئے حکم آیا۔

لولا اذ سمعتموه

یعنی جب عائشہ صدیقہ کی نسبت کوئی بات تم نے سنی تھی تو کیوں تم نے سنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالنے ہی کے قابل نہیں بلکہ تم یہہ کہتے سبحانک پاک ذات تو اللہ تعالےٰ ہی کی ہے مگر

ھذا بہتان عظیم

یہہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یعظکم۔ اللہ تعالےٰ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ ایسا پھر نہ کرنا۔ یہہ ابد کے لئے حکم ہے کہ جب کسی کی نسبت کوئی ایسی بات نہو تو کہدو کہ **بہتان** ہے۔ بدظنی کرنی شروع نکردو۔ پھر یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اس قسم کی بلاؤں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یعنی دوسرے کو متہم کرتے ہیں وہ ہرگز نہیں مرتے جب تک خود اس اتہام کا شکار نہ ہو لیں۔ اسلئے یہ بڑے ہی خوف اور خطرے کا مقام ہے۔ افسوس ہے لوگ ان باتوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت ہی ضروری امور ہیں۔ جہانتک تم سے ہو سکے سعی کرو۔ اور خداتعالےٰ سے توفیق مانگو کہ وہ تمہیں سوءظنی سے محفوظ رکھے پھر اسکے بد نتائج غیبت۔ دروغگوئی۔ دوسرے کی تحقیر۔ بہتان وغیرہ سے بچائے۔

غرض

خداتعالےٰ کے ماموروں اور ان فیوضات وبرکات سے محروم رکھنے کے اسباب مختصر طور پر یہہ ہیں۔ (۱) تکبر (۲) اللہ تعالےٰ کے ساتھ وعدہ اور پھر اسکی خلاف ورزی (۳) پھر جھوٹ۔ دیکھو تم جو احمدی کہلاتے ہو تمہاری ذمہ داری بہت بڑھی ہوئی ہے تم نے وعدہ کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ تمہیں ہر وقت یہ وعدہ نصب العین رہنا چاہئے۔ کیسی عہد خلافی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہو اور پھر سنتے ہی سوءظنی پیدا ہو۔ اس کی ذرا بھی پرواہ نہو کہ ان الظن اکذب الحدیث میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل دستگیری نہ کرے تو ایسے لوگ جو سوءظنی کے مرض میں گرفتار ہیں وہ خود ان سوءظنیوں کا نشانہ ہو کر مرتے ہیں۔ پس خدا سے ڈرو۔ اور اپنے اس عہد کا لحاظ کرو جو تم نے خدا کے مامور کے ہاتھ پر کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خداتعالےٰ سے آتی ہے وہی ہے جسکی یہ شان ہے تعز من تشاء وتذل من تشاء اور پھر حقیقی عزت انبیاء ورسل اور انکے سچے اتباع کو دی جاتی ہے۔

قل العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین جمیعا

ساری کی ساری عزتیں اللہ اور اوس کے رسول کے لئے ہیں اور سچے مومنوں کے لئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام اسلام کی وجہ سے دنیا میں معزز اور مکرم ہوئے۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ پھر وہ ابراہیم الذی وفی جسنے خداتعالےٰ کے ساتھ صدق ووفا کا پورا نمونہ دکھایا۔ پھر وہ ابراہیم الذی اتی بقلب سلیم۔ پس اس سے نتیجہ نکال لو کہ اللہ تعالیٰ تم سے کیا چاہتا ہے سچی فرمانبرداری۔ صدق ووفاداری اور قلب سلیم ان باتوں کے ساتھ وہ راضی ہوتا ہے یہی باتیں ہیں جو اسلام تمکو سکھاتا ہے۔ انہیں کے احیاء کے لئے اسوقت خداتعالےٰ نے تم میں اپنا مہدی اور مسیح نازل کیا ہے۔ ایسے دین میں ہو کر محرومی کی اسباب سے بچو ان اسباب کا علم قرآن مجید میں موجود ہے جو قرآن شریف پر تدبر کرنے سے آتا ہے اور اسکے ساتھ تقوی کی بھی شرط ہے میں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتیں درس تدریس سے نہیں آتی ہیں یہہ علوم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ درس تدریس سے آہی نہیں سکتے بلکہ وہ تقوی اور محض تقوی سے ملتے ہیں۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اگر محض درس تدریس سے آسکتے تو پھر قرآن مجید میں مثل الذین حملوا التوراۃ کمثل الحمار کیوں ہوتا۔ (باقی آئندہ)

زلزلہ کی پیشگوئی اور پیسہ اخبار

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

پیسہ اخبار کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور تعصب ہے وہ اسکی تحریرون سے ہمیشہ ثابت ہوتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ علی العموم مین اسکی تحریر پر بہت ہی کم نوٹس لیا کرتا ہون اور در اصل اب ضرورت بھی نہین رہی جبکہ اللہ تعالیٰ کے کہلے کہلے تائیدی نشان اسکے صادق موعود کی تصدیق اور تائید مین ظاہر ہو رہے ہین اور آسمان اسکی نصرت پر جھکا ہوا ہے اور زمین اسکی تائید کے لئے بول رہی ہے۔ با این

حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم بیدار نیست

زلزلہ کی پیشگوئی جس خوبی اور صفائی سے پوری ہوئی اور خدا تعالےٰ کی اس قہری تجلی نے جو رنگ دکھایا اس کے بعد امید کیجاتی تہی کہ بہت سے شوریدہ سر اپنی اصلاح کرلینگے لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار بجائے اسکے فائدہ اوٹہاتا بڑی بے باکی کے ساتھ پہلے سے زیادہ شوخ ہوکر حملے کر رہا ہے چنانچہ یکم مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین اس نے ایک نوٹ لکھا ہے کہ ”زلزلہ کی پیشگوئیان کرنا جرم قرار دینا چاہیئے“

مین نے اس نوٹ کو بالکل خالی الذہن ہوکر پڑھا ہے اور مین بڑی جرأت سے یہ کہنے کو طیار ہون کہ یہ نوٹ پیسہ اخبار کی علمی واقفیت پر ہی پانی پہیرنے والا نہین بلکہ اسکے مذہب اور اعتقاد کی بہی حقیقت کہولتا ہے۔

اگر گورنمنٹ کی قانون بنانے والی کونسل مین ایسے لوگون کی ضرورت ہوتی جو اصول قانون سازی اور قانون سے محض ناواقف اور کورے ہون تو غالباً پیسہ اخبار کے جہان گرد ایڈیٹر منشی محبوب عالم کو اس کونسل مین داخل کر لینے کے لئے انکا یہ مضمون ایک اچہی سفارش کا کام دیتا۔ مگر افسوس ہے کہ واضعان قانون کی کونسل مین ایسے آدمیون کی ضرورت نہین۔ اگر پیسہ اخبار کے **مسلمان کہلانے** والے ایڈیٹر کی آنکہہ سے دیکہا جاوے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے زمانے مین پیسہ اخبار کا ایڈیٹر کسی معزز سرکاری عہدہ پر ہوتا تو مین یقین رکہتا ہون کہ منشی محبوب عالم کو یہ فخر سب سے پہلے حاصل ہوتا کہ وہ نبیون کی گرفتاری کا حکم صادر کرنے والا ہے۔

مین اس امر کو آگے چل کر بیان کرونگا کہ نبیون کے انذار اور تخویف مجرمانہ مین کیا فرق ہے سردست مین یہ دکہانا چاہتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی فطرت اسپر کیا فتوے دے رہی ہے۔

اگر بنی نوع انسان کو خدائے حی و قیوم کی عبادت کی طرف متوجہ کرنا تخویف مجرمانہ ہے تو کیا اسکا ارتکاب ہر ہر نبی نے کیا ہے؟ لیکن تف ہے اس منہ پر جو کسی نبی کی نسبت ایسا خیال کرے کہ انہون نے تخویف مجرمانہ کی۔

اگر فسق و فجور سے باز رکہنے کا نام تخویف مجرمانہ ہے تو سب نبیون کی یہی تعلیم تہی کیا وہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے بیان کے موافق سب کے سب تخویف مجرمانہ کرنیوالے تہے؟ منشی محبوب عالم! دیکہہ تو ایک راستباز کی عداوت اور دشمنی کیوجہ سے کسقدر حد سے بڑہ چلا ہے تیرے حملے خدا کے مسیح موعود سے متجاوز ہوکر تمام راستبازون اور برگزیدون پر ہونے لگے ہین تو اپنے زہریلے تیر معصوم نبیون پر چلانے لگا ہے اسلئے

آسمان را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین

بالکل سچ ہے۔ کیا تو نے نہین پڑہا کہ اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ کہنے والا کون تہا؟ بتا اور ذرا کہول کر بتا کہ کیا تیرے نزدیک وہ بہی تخویف مجرمانہ کرنیوالا تہا؟ اے نادان ذرا سوچ کر جواب دے! تو نبیون کی ہتک کرتا اور خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کو پس پشت ڈالتا ہے کیا تو نے نہین پڑہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کیا کہا

اِنِّیْ لَکُمْ مِنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ

اور پہر خدا تعالیٰ نے فرمایا لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَہَا کیا یہ انذار تیری رائے مین تخویف مجرمانہ تہی؟ اے حق کے دشمن! نبیون اور راستبازون کی تعلیم اور ان کے مقاصد و اغراض سے ناواقف انسان! اپنے گریبان مین منہ ڈال اور اس اپنے اعتراض کو پڑہ اور پہر پڑہ اور پہر پڑہ اور پہر خدا کے راستبازون کی سیرت پر نظر کر شاید تجہے کچہہ سبق حاصل ہو۔

اگر نوحؑ۔ موسیٰؑ۔ ہودؑ۔ لوطؑ۔ صالحؑ۔ یونسؑ۔ مسیح علیہم السلام اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر کہلا کر بہی **تخویف مجرمانہ کے مرتکب نہین** اور ہرگز نہین تو مین دعوی سے کہتا ہون کہ مرزا غلام احمد خدا کا مسیح اور مہدی بہی نذیر کہلا کر **تخویف مجرمانہ کا مرتکب نہین ہے اور یقیناً نہین ہے۔**

مین حیران ہوتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا؟ اس اعتراض سے پہلے اگر وہ تخویف مجرمانہ کی تعریف ہی پڑہ لیتا تو اچہا ہوتا۔ پیسہ اخبار اگر قانون کی اصل سے ناواقف تہا اور مین سمجہتا ہون کہ ہے تو کیا اسے اپنی ۱۱ اپریل کی تحریر بہی یاد نہین رہی کہ حضرت مسیح موعود کا ان اشتہارون کے ذریعہ لوگون کو آگاہ کرنیکا منشاء کیا ہے؟ سن! مین خود ہی تجہے بتا دیتا ہون کیونکہ مرا یاد و ترا فراموش۔

”البتہ اتنی بات مین مجہے بہی مرزا صاحب سے اتفاق ہے کہ گنہگار بندے توبہ و استغفار کرکے نیکی اور خدا پرستی کیطرف مشغول ہون۔“ (روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

اب انصاف کو ذرا اپنے لکہے پر خون کے آنسو بہا کیا حضرت اقدس کی غرض اور منشاء صاف طور پر ان الفاظ سے ظاہر نہین ہوتا؟ حضرت اقدس ان اعلانون کے ذریعہ کیا چاہتے ہین؟ یہی کہ مخلوق توبہ و استغفار کرے اور نیکی اور خدا پرستی مین مشغول ہو۔ اب اگر پیسہ اخبار کے دانشمند ایڈیٹر کے مشورہ پر عمل کیا جاوے تو اسکے یہ معنے ہین کہ لوگون کو ایسی دعوت کرنا تخویف مجرمانہ ہے؟ [illegible] زلزلہ کی پیشگوئی کے اعلان مخلوق کے لئے اور خود گورنمنٹ عالیہ کیلئے ایک ابر رحمت اور برکت ہین۔ اسلئے کہ ان اعلانون کے ذریعہ جسقدر لوگ بہی خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح کا سچا عہد باندہ لینگے اور فسق و فجور سے باز آجاوینگے اسیقدر انکی اخلاقی اور مجلسی حالت درست ہوجاوے گی اور اسیقدر **جرائم کم ہو جائینگے۔** جو گورنمنٹ کیلئے بیش قیمت امداد ہے۔

پس کیا پیسہ اخبار حضرت اقدس کے برخلاف یہ نہین چاہتا ہے کہ لوگ غافل ہوکر اپنی شرارتون اور فسق و فجور مین لاانتہا ترقی کرین اور اسطرح وہ نوع انسان کیلئے خونخوار دشمن اور گورنمنٹ کے لئے ایک دکہہ دینے والے فرزند ثابت ہون؟ کیونکہ جبکہ پیسہ اخبار ان اعلانون کی ہنسی اڑا رہا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی پیشگوئیون سے روکنے کا مشورہ دیتا ہے تو اسکے معنی اور کیا ہو سکتے ہین؟

یہ کہنا ہرگز درست نہین ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کو دیکہے اور ایسی پیشگوئیون کے کرنے بغیر ہی لوگون کی اصلاح ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہو سکتا تو کیا پہر پیسہ اخبار کے نزدیک خدا تعالیٰ معاذ اللہ ظالم اور سفاک تہا جو اس نے انبیاء علیہم السلام کے عہد مین زمینون کے تختے الٹ دیئے اور موجودہ نسلین قریباً تباہ کردین
نہین ہرگز نہین۔ اسکو انصاف
اقتضاء تہا۔

غرض

اگر کسی نبی کا محض خدا تعالیٰ کے
اور اس غرض سے انذار کرنا کہ
کی اصلاح کرین ان کے معاملا
وہ بدمعاشیون اور بدکاریون
خدا تعالیٰ کے فرمان بردار بند
مجرمانہ ہے تو پہر مین نہین کہہ
اور صلحکاری کس چیز کا نام
پہر پیسہ اخبار لکہتا ہے کہ ایسی
غیر ضروری انتشار پہیلتا ہے مجہ
نہین آتا کہ اس فقرہ کے معنی
لوگون کو حفظ ما تقدم کے طور پر
جان کی حفاظت کیلئے علاوہ ان
کے جوان کے چال چلن کے اندر
سعی کرنا غیر ضروری خوف ہے؟
ملکدار کیلئے نعمت! غالباً پیسہ ا
ہوگا کہ لوگ غیر ضروری بے خوفی
مین پڑکر رندی اور اوباشی
کرین خدا تعالیٰ سے رشتہ عبودیت
اور اپنی بے باکیونکی پاداش مین
کے بہڑکانے والے ٹہیر کر ہلاک ہ
پہر پیسہ اخبار کو موقع ملجاوے کہ و
پر اعتراض کرے کہ اس نے رعایا
نہین کی زخمیون اور مجروحون مین
کالون کا سوال اٹہائے؟ جیسا کہ
کے مجروحون کے متعلق اسنے لکہا
اگر یہ غیر ضروری خوف اور انتشار
کے نزدیک گورنمنٹ بہی بیہودہ کار
ہے جو طبقات الارض کے ماہرین کی
اس سوال کا فیصلہ چاہتی ہے کہ آیندہ
کا خطرہ تو نہین اور اس کام کیلئے
روپیہ صرف کرنے کو آمادہ ہے اس
خاص رپورٹ طیار ہوگی۔ اس نے
کے خیال مین خزانہ ہند پر ایک بیہودہ
رکہو چہوڑا ہوگا جو حوادث ارضی و
کا ایک محاسبہ تجویز کیا۔

اے حق کے دشمن! تیری زبان
بہی نہین بچتا نظر آتا۔ تو اہل ملک کو
کرنا چاہتا ہے اور گورنمنٹ کو غلط را
ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر یاد ر
تیری ایسی بیہودہ راؤن کی کچہہ بہی
نہین اور کوئی بہی اثر نہین۔

اب اس آرٹیکل کو ختم کرنے سے پہلے مـ
دکہانا چاہتا ہون کہ حضرت اقدس مسیح

سکا ان اشتہاروں سے کیا منشا ہے؟ اشتہار الوصیت میں یہ اپنا منشا ظاہر کیا۔ "دوستو! اٹھو اور بیدار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں اب وہ کھیراہٹ اور سوز وگداز اختیار کرے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقوےٰ کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اسکا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں۔ نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھکر وہ جو گرنیوالوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے" سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کیطرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتان و خیزان اسکی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں مردہ کیطرح اپنے اٹھائے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اور اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو بجا کینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اسکے وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانا سا بنا دے۔ بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانہ بنجاؤ)

پھر الانذار۔ النداء۔ اور التبلیغ میں مندرجہ ذیل تبلیغ کی ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوئے اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کریں۔ پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور مرسلوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو! آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور **آسمان** بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔

خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو! اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلی کتابوں میں خبر دی تھی **مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اوسکی طرف سے ہیں میری** طرف سے نہیں میں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔) (انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اس کا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اٹھو اور اس **آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔** بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم ہمارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اسقدر توبہ **استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین**)

پس میں محض خیر خواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کیساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ کم از کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور ٹھٹھے اور ہنسی سے دستکش ہو جانا چاہیئے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسیکا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالےٰ جو رحیم و کریم ہے دوسروں کی نسبت اسپر رحم کریگا۔)

(بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اسکا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں)

(پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہوشیار ہو جاؤ اور اپنے توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جنکا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور انکی زبانیں مردار سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں اونپر رحم کروں گا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں)

کوئی سلیم الفطرت اور رشید انسان بتا دے کہ اس کا نام **تخویف مجرمانہ** ہو سکتا ہے یا یہ اعلیٰ درجہ کی **رفاہ عام** ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ضرور اسکو تخویف مجرمانہ ہی کہیگا۔ فقط

آخر میں نہایت ادب سے عرض کیا جاتا ہوں کہ پیسہ اخبار کا یہ طریق فی الحقیقت گورنمنٹ کیلئے قابل نوٹس ہے جو اہل ملک کو ایک ایسی راہ پر ڈالنا چاہتا ہے جو امن اور صلحکاری کے خلاف ہے ایک شخص خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک آفت آنے والی ہے اسلئے اے اہل ملک تم اپنی اصلاح کرو۔ وفاداری اور صدق سے کام لو۔ باہم کسی قسم کی بدمعاملگی۔ خون۔ چوری وغیرہ جرائم سے باز آؤ۔ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف کرو۔ اب ان ساری باتوں پر اگر کوئی قوم اور ملک عمل کرے تو وہ فرشتوں کی سرزمین ہو اور ان کے حکمران کیلئے شکرگذاری کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے۔ امن اور صلحکاری سے وہ زمین بھر جاوے لیکن ایک شخص بالمقابل اٹھتا ہے وہ کہتا ہے اسکو مدد کو یہ لوگوں کو ڈراتا ہے وہ مجرم ہے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون **ملک اور قوم کا خیرخواہ ہے** رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے صبر کرو تجربہ خود بتا دیگا۔ میں صرف اسقدر کہتا ہوں کہ میری تنقید اس وحالی معلم نے

شاہ ۱۸۹۸ء میں جبکہ ابھی پنجاب میں طاعون شروع ہی ہوئی تھی دی تھی اور کہا تھا کہ یہ آگ تمام ملک میں لگ جانیکو ہے مجھے دکھایا گیا ہے کہ فرشتے اس کے پودے لگا رہے ہیں اسلئے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کریں اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں مگر نوع انسان کے دشمن پیسہ اخبار نے سب سے پہلے اس اشتہار پر ہنسی اڑائی اور ٹھٹھے اڑائے اور لوگوں کو توبہ اور رجوع الی اللہ سے اسطرح پر روکا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پنجاب طاعون کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے اور گورنمنٹ اپنی رعایا کی تباہی پر سخت حیران ہے۔ اسیطرح اب بھی خدا تعالیٰ نے نہایت نیک نیتی اور پاک غرض کی بنا پر خبر دی گئی ہے کہ لوگ اصلاح کریں اور اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ طاعون کے اشتہار کیطرح اسپر بھی ہنسی اڑائی جاتی اور لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے جو بہت ہی بری **فال** ہے لیکن اے **ہوشمندو!** اگر ملک اور قوم کی کچھ بھی ہمدردی تمہارے دل میں ہے تو اسوقت کو غنیمت سمجھو اور اس خبر دینے والے کی باتوں پر شکرگذاری سے عمل کرو وہ تم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ تم دنیا میں امن اور صلحکاری پھیلانے والے ہو جاؤ۔ اور ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہو جاؤ۔ اگر یہ تعلیم بری ہے تو بیشک چھوڑ دو لیکن اگر مفید ہے اور ضرور مفید ہے تو اپنے وطن کے دشمنوں کی باتیں مت سنو۔ وہ تمہیں غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

مرا د ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

الہامی دعا | رب کل شیء خادمک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عجیب تاثیر الہامی دعا ہے اسکو ہمارے عزیز بھائی منشی محمد یعقوب کلرک رفاہ عام پریس لاہور نے نہایت عمدہ کاغذ پر منقش کرکے چھاپا ہے۔ انکی غرض یہ ہے کہ تا فضول اور لغو تصاویر کی بجائے یہ دعا گھروں میں اور دیواروں پر لٹکا دو اور اسطرح ہر وقت جب یہ دعا پر نظر پڑیگی تو امید کیجاتی ہے کہ اسپر ایک لذیذ تحریک پیدا ہو کر دعاؤں کیلئے جوش پیدا ہوگا۔

ہمیں تمام نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسم اعظم ہونیکا گمان کیا ہے۔ ایک روپیہ کی قیمت اوہ انہ رکھی ہے لیکن مجھ سے منشی محمد یعقوب نے زبانی کہا تھا کہ میں تو ایک سے زیادہ خریداروں کو ایک پیسہ فی روپیہ کے حساب سے دونگا اور ایک سو خریداروں کو عمدہ فی سیکڑہ دونگا۔

سید عبدالحی صاحب عرب نے بھی دو عجیب نقشے چھپوائے ہیں جن میں سے ایک میں حضرت اقدس کی دعائیں جو عربی زبان

وطن کیلئے یہ تو خاموشی ہی بہتر تھی

اخبار وطن کے لائق ایڈیٹر کو آج تک یہ عزت حاصل نہ ہوئی تھی کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھائے اور جہانتک مجھے ایڈیٹر صاحب سے ذاتی تعارف اور واقفیت ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اس مذاق کو ہمیشہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ وطن میں ایسی بحثوں کے اندراج سے انہوں نے احتراز کیا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب وہ کیا اسور پیش آئے ہیں جو انہوں نے ۵ مئی ۱۹۰۵ء کے وطن میں دو نوٹ لکھے ہیں جو انکی قابلیت پر سخت بدنما داغ ہیں۔ میرا خیال ہے اور خدا کرے یہ صحیح ہو کہ مولوی انشاءاللہ خانصاحب کی غیر حاضری میں کسی نائب نے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ عناد ہو کسی اخبار کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے بہر حال میں اپنے لائق دوست کو انکی غلطی پر متنبہ کرتا ہوں۔ امید ہے وہ فائدہ اٹھائینگے۔

قول۔ عوام تو کالانعام مشہور ہی تھے جنکو ہم میں سے اجتہاد و امامت بلکہ پیغمبری تک کا دعویٰ ہے انکو بھی جامع المتفرقین بننے کی بجائے جمعیت کو اور زیادہ منتشر اور پراگندہ کرنے میں ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔"

اقول۔ مجھے وطن کے لائق ایڈیٹر کا یہ فقرہ پڑھ کر نہایت ہی تعجب ہوا ہے کہ وہ اتنا نہیں جانتے ہر مصلح اور مامور جب دنیا میں اصلاح کیلئے آیا ہے تو اس کے مخالفوں نے سب سے پہلا خطاب اس کے لئے یہی تجویز کیا ہے کہ وہ لوگوں میں پھوٹ ڈالتا ہے۔ مولوی صاحب کو شاید معلوم ہوگا کہ ابوجہل نے جب بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دعا کی تو منجملہ اور باتوں کے ایک کا مفہوم یہ بھی تھا کہ اس نے **قطع رحم** کیا ہے اور پھوٹ ڈالدی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ آگ لگانے آیا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے مامور اور مرسل دنیا میں ایک اخوت اور وحدت پیدا کیا کرتے ہیں وہی وحدت قوم میں قومیت پیدا کرتی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اول اول لوگوں کو اختلاف نظر آوے۔ کیونکہ خدا کا مامور **ڈسٹرکشن** اور کانسٹرکشن کے اصولوں پر کام کرتا ہے نیک خیالی جیتوں کو جو علی الاثم ہوتا ہی توڑتا ہے اور سعادتمندوں کو الگ کرکے نیکی اور سعادت کی کا موجب متفق کرتا ہے۔ اسکی نظیر موجودہ **مسیح موعود** ہیں جسکو آپ قوم کو پراگندہ کرنیوالا کہتے ہیں انہوں نے ایک ایسی قوم طیار کردی ہے جو ایک ہی سلک پر قطع نظر عوامی دارائی کے کھڑی ہو گئی ہے اور کسی قسم کا کوئی فرق ملت میں باقی نہیں رکھتا۔ یہ سچی یگانگت اور اتفاق جو پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک قوم کسی مامور کے ماتحت نہ آوے۔ ورنہ دوسری جگہ ہماں۔ عالم۔ جاہل امیر و فقیر پیشہ و کسب خون بہائی وغیرہ کے جھگڑے برپا ہیں کبھی اتفاق ہو سکتا ہی؟ کبھی نہیں۔ پس یہ کہنا کہ وہ جمعیت کے پراگندہ کرنے میں خوش ہوتے ہیں سخت غلطی ہے حقیقی جمعیت اور شیرازہ بندی قوم کی تو وہی کرتے ہیں کیا مولوی انشاءاللہ صاحب یا کسی دوسرے کی مقدرت میں ہے کہ وہ شیعہ سنی مقلد غیر مقلد بدعتی خوارج وغیرہ کے جھگڑوں کو مٹا کر ایک ہی امام کے پیچھے نماز میں کھڑا کرا دے؟ ہرگز نہیں لیکن جسے اس معجزہ کو دیکھنا ہو تو قادیان آئے اور دیکھے کہ ایک ہی امام کے پیچھے کن لوگوں کو کھڑا کر دیا گیا ہے وہ پہلے کیا کیا تھے انمین مذہبی اختلافات کی وجہ سے کیا کیا صورتیں اتحاد و اتفاق کی نہیں لیکن اب وہ کیا ہو گئے ہیں!

قول۔ نماز میں آج تک کسی مجتہد نے تفریق نہ قائم کی تھی۔ آئمہ سلف کا بالاتفاق یہ فیصلہ تھا کہ کلمہ گو خواہ فاسق ہی ہو اگر پیش امام ہو گیا تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لینے میں ہرج نہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس ایک باقیماندہ ذریعہ یگانگت کو بھی پیغمبری جلال میں آکر توڑ دیا۔ آپکا حکم ہے کہ کوئی مرزائی کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھے اسکی نماز ادا نہ ہوگی۔

اقول۔ یہ دوسرا اعتراض بھی مولوی صاحب کی قفیت (واقفیت) پر ایک بدنما داغ ہے۔ تاہم میں اسپر زیادہ بحث کی حاجت نہیں سمجھتا۔ مولوی صاحب کے نزدیک اگر ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز درست ہی تو وہ ان مجتہدوں اور شمس العلماء فضلا سے دریافت کریں جنہوں نے احمدیوں کو **کافر** قرار دیا۔ اور انکے پیچھے نماز نادرست قرار دی۔ اور ایسے ایسے شدید فتوے دئیے جو آج تک کسی پر کبھی نہیں دئیے گئے۔ حالانکہ ہم اسی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے اسی طرح نماز پڑھتے۔ کلمہ گو قرآن کریم کو اپنا امام مانتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول اور خاتم النبیین یقین کرتے آپکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور آپکے اسوہ حسنہ کے خلاف ایک قدم بھی اٹھانا ہلاکت سمجھتے ہیں ایسی حالت میں ان مجتہدوں اور علماء پر کیا آفت گری جو انہوں نے بقول آپکے یگانگت کو توڑ دیا ہے۔

اگرچہ میرا حق ہے کہ میں آپ سے پوچھوں کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس مسئلہ پر کسقدر علماء عمل کرتے ہیں اور غیر مقلدوں اور مقلدوں سے کہنے دن جھگڑے اور دوسرے فرقوں کی نزاعوں کا انجام کیا ہے لیکن میں اس بحث میں نہ پڑکر صرف اسقدر التماس کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کو اجتماعی اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں سے ہی صحیح ثابت کرا دیں جبکہ نماز ہوہی جاتی ہے تو اسمیں انکا کیا حرج ہے کہ وہ ہمارے پیچھے پڑھ لیں۔ اس پہلے نوٹ میں تو یہ دو امر آپ نے پیش کئے ہیں میں مولوی انشاءاللہ خانصاحب پر حسن ظن رکھتا ہوں کہ انکی طبیعت میں عناد اور ہٹ نہیں اگر وہ غور کرینگے تو کیا عجب فائدہ اٹھالیں دوسرے نوٹ میں انہوں نے حضرت اقدس کے زلزلہ کے خوف کیوجہ سے باغ میں چلے جانے پر اعتراض کیا ہے اول تو یہ **استقلال** نبوت کے خلاف ہے دوم اگر خدائی عذاب وارد ہی ہونا ہے تو کیا باغ وکیلے میدان مکانات سے زیادہ محفوظ۔ مامن ثابت ہونگے؟ کیا زمین شق ہوکر مستحق عذاب کو نہیں نگل سکتی۔

یہ اعتراض بھی منہاج نبوت کی ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا مولوی انشاءاللہ صاحب استقلال **نبوت** کسکو کہتے ہیں اگر استقلال نبوت سے انکی یہ مراد ہے کہ انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی قہری تجلیوں اور غضب الٰہی کے نمونوں کا مقابلہ کیا کرتے ہیں اور بے باکی سے انہیں دیکھتے ہیں تو اس سے بڑھکر انبیاء علیہم السلام کی سوء ادبی اور گستاخی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اسکی نسبت میں مولوی انشاءاللہ صاحب کو نہایت نیک نیتی سے رائے دیتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کی حضور ایسی گستاخی کیلئے توبہ کریں اور کفارہ دیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک آندھی یا بادل کو دیکھکر کسقدر گھبرایا کرتے اور اندر باہر بے تابی سے نکلتے تھے کیا یہ **استقلال نبوت کے خلاف تھا؟**

یہ ناٹک بھی لکھا ہی کہ جب سابقہ تباہ شدہ قوموں کی بستیوں سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو صحابہ کو بھاگ کر نکل جانیکا حکم دیا گیا کیا ان بستیوں میں اسوقت بھی غضب الٰہی آیا ہوا تھا؟ اور یہ استقلال نبوت کے منافی تھا۔ یہ مقام جیسا کہ بینے نشان زلزلہ کو آرٹکل میں ظاہر کیا ہی انبیاء علیہم السلام کی عبودیت اور معرفت کا مقام ہوتا ہی انکا **استقلال نبوت** اسوقت دیکھا جاتا ہے جب دنیا دار مخالفوں کی کوئی تکلیف اور مخالفت انکو انکے فرض تبلیغ سے روک نہیں سکتی اور پھر کیا ایڈیٹر صاحب وطن بتا سکتے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے آپکے ساتھ فتح و نصرت کے وعدے کئے تھے اور واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ بھی تھا پھر آپ ایک جمیع بعدد دوزرہیں کیوں پہنا کرتے تھے کیا یہ استقلال نبوت کے خلاف تھا! خدا تعالیٰ پر معاذاللہ آپ کو ایمان نہ تھا؟

آپکے نزدیک تو تجربہ ہی استقلال نبوت کے خلاف ہوگی معاذاللہ مولوی صاحب اپنا ذہن تھا کہ مسیح موعود پر اعتراض نہیں پہلے نبیوں کی پاک لائف پر غور کرتے اور سنت اللہ پر نظر کرتے۔ عذاب الٰہی اگر آپکے تجویز کردہ طریق کے موافق ہی آیا کرتا ہے تو پھر حضرت لوط کو بستی سے نکل جانیکی وحی کیوں ہوئی تھی کیا اس عذاب سے پتھر اور نامور ملائکہ لوط کو اس بستی میں شناخت نہ کر سکتے تھے۔ **طوفان** اگر مخالفوں ہی کے غرق کرنیکو تھا اور بیشک تھا تو پھر کشتی بنانیکی آپکے مذاق پر کیا ضرورت تھی؟ کیا وہی طوفان حضرت نوح اور آپکے مخلص اصحاب کو بچا نہ سکتا تھا؟ غرض میں کہانتک گنوتا جاؤں۔ آپ خدا ترس دل لیکر قرآن کریم پر نظر کریں اور پھر اپنے اس اعتراض کو وزن کرکے دیکھیں کہ وہ کیسا بیہودہ اور ایمان سوز اعتراض ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپکے اعتراضات کا کافی جواب دیا جا چکا ہی اور عاقلے را اشارہ بس است

۶ مئی سنہ ۱۹۰۵ء

قبل ظہر

فرمایا کہ ہم تو زلزلہ کیوقت آئے تھے کہ باغ میں چلکر دعا کریں اب محض اسوجہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہی اسکے متعلق کچھ اور معلوم ہو جاوے کہ وہ قریب ہی یا دور ہی اگر معلوم ہوا کہ دور ہے تو پھر ایکماہ کے بعد واپس چلے جاوینگے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ زلزلہ ایسے وقت آئیگا کہ کسیکو خبر بھی نہ ہوگی بلکہ لوگ ہماری تکذیب کر چکے ہونگے کہ وہ پیشگوئی جھوٹی نکلی قرآن شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے فلما نسوا ما ذکروا به یہ عادت اللہ ہی کہ ایسے وقت عذاب آتا ہی جب لوگ اسے بالکل بھول جاتے ہیں۔ ایسا ہی ان الہامات سے معلوم ہوتا ہی کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا چپ کرا دونگا۔ گویا ہر شخص کا دل یقین کریگا کہ ہم نے جھوٹ بولا ہے۔ لعنتہ تمہاری منتشر طبقات الارض والے اور جوتشی سب مل ملا کر فیصلہ کر دیں کہ کوئی زلزلہ نہیں آئیگا۔ پھر خدا تعالیٰ کی وحی کی پوری عظمت ظاہر ہوگی حقیقت میں اگر وہ بھی یہی رائے دیں کہ زلزلہ آئیگا تو ہماری بات مشتبہ ہو جاتی اور کمزور سمجھی جاتی لیکن اب تو ان لوگوں نے اقرار کرلیا ہی کہ زلزلہ نہیں آئیگا۔

فرمایا۔ اگر اب خدا تعالیٰ چپ رہے تو پھر دوبارہ ہمیں سوا کوئی اور مذہب نہ ہوگا اگر اسوقت اسکی چہرہ نمائی کیفر ورت نہیں ہی تو پھر کب ہوگی۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر تو نے آج اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہ ہوگی یہی دعا آج ہمارے دل سے بھی نکلتی ہے پس یقینا یاد رکھو کہ اب اگر خدا تعالیٰ دستگیری نہ کرے تو سب ہلاک ہو جائیں ہ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اگر نہ ہو تو قطع یقین ہو جاتا ہے۔ بچہ کو اگر دودھ نہ ملے تو وہ کب تک جئے گا؟ آخر سسک کر مر جائیگا اسیطرح اللہ تعالیٰ کیطرف سے انقطاع امداد ہو تو انسان چونکہ کمزور اور ضعیف ہی جیسا کہ فرمایا خلق الانسان ضعیفا پس وہ بھی آخر روحانی طور پر جا چکا۔ اسکی طرف اشارہ کرکے براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا** اصل یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے

تحقیقات مسئلہ عزاداری

مجکو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی وساطت سے ایک کارڈ مرسلہ از بمبئی ملا ہے جسے اسکو پڑہکر ارادہ کیا ہے کہ مین اسپر کچھ مختصر طور پر لکہون اس کارڈ کے بہیجنے والے اسماعیل عبد العلی صاحب ہین - وہ تحریر کرتے ہین کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کے غم مین روتے تہے وہ اس حدیث نبوی کے مطابق عمل کرتے تہے (من بکا وابکا وتبا کا علی الحسین وجبت لہ الجنۃ) اور محبان اہل بیت بہی اسی حدیث پر عمل کر کے روتے ہین اور یہ حدیث بہت مشہور و معروف ہے سند کی محتاج نہین اور کلام مجید مین - کٓہٰیٰعٓصٓ - کی تفسیر ملاحظہ کرو - سیف حسینی معہ صولت حیدری مطبوعہ مطبع یوسفی منگوا کر مطالعہ کرو - اب مین اس سادہ لوح بہائی اور اسکے ہم خیال اشخاص کو متوجہ کر کے عرض کرتا ہون کہ یہ زمانہ علم اور تحقیقات کا زمانہ ہے - یہان کہوٹے اور کہرے کی پہچان رکہی گئی ہے ایسا کبہی نہین ہوسکتا کہ غلط سے صحیح اور نقلی سے اصلی کی شناخت اور تمیز نہ ہوسکے - یہہ محک اور پہچان کیا ہے - خود قرآن کریم ہے - کیونکہ احادیث کی نسبت خود رسول اللہ صلعم فرما چکے ہین کہ انکا محک قرآن کریم ہے - قال النبی قد کثرت علی الکذابون فما یروی لکم فعارضوہ بکتاب اللہ فما وافقہ فخذوہ واعملوہ وما خالفہ فاضربوہ بالجدار وانرکوہ - (صـ۲۵۱ تفسیر لاہوری شیعہ) و اخبار یکہ معارض و منافی برہان و محکم قرآن باشد از موضوع و مختلق متروک العمل وجوباً است ہر چند صحیح الاسناد باشد چہ متون انہا فاسد واز احاد اند واخبار احاد غیر ثابت قاطعہ من باب الظنون می باشند و تمسک و عمل بظن جائز نیست (صـ۱۵۶ تفسیر ابو القاسم شیعی)

اے عزیز عبد العلی سن اور ہمین غور کر - الکہف قرآن کریم کا صاف اور محکم حکم موجود ہے -

ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس الخ الذین اذا اصابتہم مصیبۃ الخ - (پ ۲ - س البقرۃ)

کہ مصیبت کے وقت صبر کرو پہر اے بہائی کیون ہم امام العابدین پر تو شوخ چشمی سے یہہ حربہ چلاتا ہے کہ انہے اپنے باپ کی مصیبت مین ۴۰ سال تک گریہ و بکا کیا اور ایک پکچی اور بیہودہ روایت کے سہارے سے محکم قرآن سے انکار کرتا ہے - اب اگر علماء شیعہ مین کچھ بہی انصاف ہے تو ذرہ غور کرین اور حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کرین اور دیکہین کہ یہہ حدیث یا اس جیسی اور احادیث کتاب اللہ کی محک پر کہری ثابت ہوتی ہین یا نہ -

قرآن کریم کو الحمد سے لیکر والناس تک پڑہو - اور ہمکو ایک آیت ایسی نکالکر بتلاؤ کہ کسی انسان کے مرنے پر رونا موجب ثواب اور دخول جنت ہے - اگرچہ وہ انسان نبی ہو یا نبی زادہ ہو -

مجہکو شیعہ کے اس گروہ کی حالت پر بڑا رحم آتا ہے جو اپنی خوش اعتقادی سے زندہ درگور ہین وہ کسی علمی اور تحقیقی بات کو اخذ کرنا پسند ہی نہین کرتے - اللہ تعالیٰ انکو سمجہادے اور اسی ذات کے سمجہانے سے انسان سمجہہ سکتا ہے - بہلا اے عزیز یہ تو بتلا کہ حدیث سند کے لحاظ سے کس پایہ کی ہے اگر اس حدیث کو بسند صحیح وموثق تمنے یا کسی شیعہ عالم نے آنحضرت صلعم تک پہونچا کر ثابت کر دیا تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ایکسو ۱۰۰ روپیہ نقد بطور انعام اسکی نذر کرونگا -

دیکہو تمہاری سادگی کس حد تک بڑہی ہوئی ہے - اگر تمکو کوئی کہے کہ (ک) سے مراد کشمیر اور (ی) سے مراد یارقند - اور (ع) سے مراد عربستان اور (ص) سے مراد (صورت) ہے تو تم کیا جواب دوگے -

اچہا ایک اور بات کہتے ہین بالفرض وہی معنے ہین جو تم کہتے ہو یا تمہارا بڑا فلاسفی میر باقر داماد کہتا ہے - مگر کیا نسبت ہے - ان حروف مقطعات کو اگلی عبارت سے ذکر رحمت ربک عبدہ ذکریا اذ نادی ربہ نداءً خفیا -

ہم کہتے ہین کہ (ک) سے مراد کرب اور (ھ) سے مراد ہلاکت وغیرہ جو تم کہتے ہو مراد ہین - مگر واقعہ متعلق اخبار حالات حضرت یحیٰ ہے نہ حضرت حسین کیونکہ سیاق وسباق اس قصہ پر منطبق ہوتا ہے - (تمہارے فلاسفر نے رجماً بالغیب جو کچھہ جی مین آیا لکہدیا ہے) ہم تو تمام قرآن مین حضرت حسین علیہ السلام کا نام تک نہین دیکہتے اور تم شیعی تمام قرآن کو انکی شان مین نازل خیال کرتے ہو - دیکہو زید کا نام قرآن مین مذکور ہے -

آخر مین مین دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ تم کو اور دیگر تمام شیعہ بہائیون کو فہم قرآن اور سمجہہ عطا کرے - اللہم آمین -

خاکسار نذر علی محرر از تحصیل صوابی -

*

تحقیقات مسئلہ عزاداری

*

مبحث دیگر استدلال گریہ در مصائب حسین از کتاب اللہ

علماء لاہوری کہ در تشیع معروف بہ مجتہد سندھ وسندھ و پنجاب است از قرآن کریم عجب استدلال گریہ حسین کردہ است -

دلیل اوّل مولوی صاحب بلفظہ) -

قولہ تعالیٰ - واتل علیہم نبأ ابنی آدم الخ (بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند کہ جناب حضرت آدم بر شہادت ہابیل تا آنمدت گریست کہ او تعالیٰ بآنحضرت حضرت شیث عطاء فرمود) چشم بد دور چہ استدلال عالمانہ فرمودہ اند - مطلب مولوی صاحب مکرم اینست کہ چون حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باز مایان چرا از برائے حسین گریہ نکنیم - ازین آیۂ شریفہ گریہ کردن حضرت آدم بر فرزند خود ہابیل ہرگز ثابت نمی شود نہ لفظاً و نہ معناً - نہ عبارتاً و نہ اشارۃً آراء بعضے مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید و فرقان حمید بعد المشرقین داشتہ باشد اگرچہ فخر رازی باشد یا علامہ حلی یا وزیر ہلاکو بدر دمائی خورد مقتداء و رہنماء ما قرآن کریم است و مارا عمل بکتاب اللہ باید کرد نہ بر آراء مفسرین - مفسرین ہم مثل ما انسان بودند اگر خطا کردند مارا نشاید کہ بخطاء شان عمل کنیم این بحث طول دارد و مطلب فوت می شود مختصر اینکہ دعوائے شما در نحن فیہ اینست - قال المولوی بلفظہٖ (قرآن ناطق است کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند)

حیف است اے مولوی کہ باین بزرگی در اثبات دعویٰ مے نویسی کہ (بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند) در عبارت دو سطر اینقدر تعارض کجا نطق قرآن و کجا نطق مفسرین شما را لازم بود کہ بگوئید مفسرین نوشتہ اند نہ اینکہ قرآن ناطق است باین الخ - یا اگر می نوشتید کہ در تواریخ نوشتہ است یا در صحیفہ آدم نوشتہ است یا در تورات نوشتہ است البتہ زیبائش داشت تا آن تواریخ در حدیث رجوع مے کردیم و حقیقتش لشما عرض می کردیم - مگر مولانا صاحب شما دعویٰ کردید کہ قرآن ناطق باین سخن کہ انبیاء علیہم السلام الخ و در اثبات دعوے حوالہ بہ آراء مفسرین می دہید حالا حقیر تمام این واقعہ را از قرآن کریم ہدیہ ناظرین می کند - تا دروغ بے فروغ مولوی صاحب بر اطفال مکتب و عوام وجہلا ہمہ اظہر من الشمس گردد - وہوہذا -

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْأَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْأَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ۝

(پ ۶ - س المائدہ ر ۹)

ما این تمام آیات قرآنی را نوشتیم تا ہر صاحب بصیرت در آیات مذکور تدبر نماید کہ کدام جا نوشتہ است کہ حضرت آدم علیہ السلام از برائے پسر خود گریہ کرد در اینقدر قصۂ طولانی یک جاء در ابتداء قصہ نام حضرت آدم مذکور است باقی در تمام قصہ نام آن حضرت ہم مذکور نیست - اگر حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باید کہ بعد از واقعہ قتل پسرش مذکور می بود - از طرف خود این الفاظ را کہ قرآن نگفتہ در تفسیرش داخل کردن تحریف معنویست آخر اے صاحب دانش درین قصہ گریہ کردن آدم کدام الفاظ قرآن است - پس این ادعاء کردن کہ قرآن ناطق است کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند - محض شوخ چشمی و سوء ادب است با کتاب - بالفرض اگر حضرت آدم در مصیبت پسرش گریستہ باشد - از برائے ماکے حجت می شود - شاید کہ در شرع خود ماذون گریستن باشد - و در شرع محمدی امر بصبر فرمودہ اند چنانچہ در تحریرات سابق دریافتی در تمام کتاب اللہ یک آیت قرآنی ہم ممد دعویٰ مولوی صاحب نیست و در اکثر جا ہا امر فرمودہ اند کہ در مصائب وارد صبر کنید و تعریف صابرین در ہر جاء مذکور است وانشاء اللہ در مباحث دیگر ذکر خواہیم کرد -

خاکسار

نذر علی از صوابی

قہر یزدان کا زلزلہ پنجاب کیا گیا ہے

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دیہات اور چھوٹے چھوٹے قصبون مین مکانون اور جھونپڑون کی زبردست تباہی بہت بھی ہو گئی ہے مگر دہرم سالہ اور قصبہ کانگڑہ پالم پور اور جوالا مکھی مین جہان بالکل تباہی آ گئی ہے ابھی ایسا ہونا غیر ممکن ہے لیکن لوگون مین بلحاظ اطمینان اور دلجمعی بہر صورت سب جگہ پیدا ہو گئی ہے اور ۱۱ اپریل کو زلزلہ کی خفیف خفیف حرکت بھی جو بعد ازان کئی روز تک محسوس ہوتی رہی بند ہو گئی تھی گویا اب قدرتی خطرہ بھی مٹ گیا ہے اور اس کے ساتھ بدمعاشون کی لوٹ کھسوٹ کا بھی خاتمہ ہو گیا جو غیر علاقہ سے یا زلزلہ کے دن ادھر ادھر سے نکلکر لوگون کے مال و اسباب پر جو ہو گیا آگے ہی خوف کے مارے ہوئے تھے دست درازی کر جاتے تھے۔ اسبارہ مین فوج کی موجودگی اور پولیس کی لکھنے سے بعد اثر ڈالنے والی کی موجودگی سبب سے پہلے وہان ہوئی ۱۹ پنجابی پلٹن کی نصف کمپنی تھی جو بالندھر سے بذریعہ ریل پٹھانکوٹ آئی۔ اور وہان سے ۷۰ میل پیدل چلکر دوسرے روز شاہپور پہونچی۔ اور ۳۴ وین پایونیر کی ڈبل کمپنی ۱۰ اپریل کو روانہ کانگڑہ ہوئی ہے۔ ایک اور دستہ ۱۲ تاریخ پہونچنے والا تھا یہ سب سڑک کی درستی کار ڈالنے کی طرف کی مرمت کر رہے ہیں آج ۱۱ کو ایک کمپنی سفرمینا کی سیدی کی ذریعے ہے بوشہر پہنچی ہے۔ جہان پالمپور اور شاہپور کی درمیان پل ٹوٹ گیا ہے۔ اسکی مرمت بڑا ضروری کام ہے کیونکہ دریائے مذکور بہت گہرا ہے اور آجکل بڑی تیزی سے بہ رہا ہے۔

دہرم سالہ مین گورکھا پلٹن نے بازارون اور کھنڈرات سے لاشین نکالنے کا کام بڑی مستعدی سے انجام دیا ہے۔ پانچ سپاہی کل افسر اور تین نرسین وہان مجروح پورپینون اور گورکھون کی نگرانی و تیمارداری پر مامور ہیں۔ اور ایک سعد سول میڈیکل اسٹاف بازار کے لوگون کی خدمت مین مصروف ہے۔ ڈاکٹروں کی بہم رسانی کا سب سے بڑا ڈپو کوتوالی بازار مین قائم کیا گیا ہے جہان سے بقدر ضرورت ہر طرف کو مدد پہنچ رہی ہے۔ وہان میڈیکل افسر اور اسسٹنٹ سرجن مختلف سنٹرون مین کام کر رہے ہیں۔

پولیس کے متعلق خبر ہے کہ ہر تھانہ مین کچھ زاید جوان بحکم کمشنر بھیجدیے گئے ہیں کہ تمام دیہات کا پہرہ دیتے رہین۔ سوتھ کی رپورٹ کرد یا کرین۔ اور جہان کہین زخمی لوگون کو امداد کی ضرورت ہو اسکے متعلق فوراً اطلاع بھیجین لیکن افسوس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجروحین مین اکثر و بیشتر ایسے مین جنکا جانبر ہونا محال ہے۔ بچنے والے وہی مین جنکو صرف خفیف خراشین لگی مین۔ یا جن کے چوٹ بالکل لگی ہی نہین۔ کثرت اموات کا بڑا سبب یہ ہے کہ زلزلہ اکثر جگہ بالکل اچانک آیا اور لوگ کسیطرح اپنی جان بچا نہ سکے۔

مرنیوالونکی ٹھیک تعداد کے مکمل رپورٹون کی بنا پر ابھی تخمینے ہی تیار ہو رہے مین لیکن یہ باور کرنے کی بڑی وجوہ مین کہ تحصیل کانگڑہ اور پالم پور کی نسبت جو اعداد و بیان ہوے وہ قریباً صحیح ہونگے۔ اگرچہ کانگڑہ کی ایک رپورٹ مین وہان کا نقصان جان صرف ۳ سو ہی بیان کیا گیا ہے اور ایک اور خبر مین ہزار اور ڈیڑھ ہزار کے درمیان ٹھیک ٹھیک اور تفصیلی حالات دریافت کرنے کی حتی الامکان بہتری کوشش کیجا رہی ہے اور ابھی ان کے معلوم ہونے مین چند روز اور لگین گے یہ تو یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ دہرم سالہ بازار مین منجملہ دو ہزار کے ساڑھے ۳ سو آدمی مرا ہے۔ اور خدا کی شان کہ جہان آس پاس کے بہت سے گاؤن بالکل ہی بچ رہے وہین چند میل کے اندر اندر بعضے بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ لاٹ صاحب بہادر قصبہ کانگڑہ دہرم سالہ اور غالباً پالم پور کو بھی ملاحظہ فرمانے تشریف لیجائینگے۔ کرنل لیبر کمشنر حفظان صحت ۱۲ اپریل کو شاہپور سے روانہ دہرم سالہ ہونیوالے تھے۔ باوجودیکہ لاہور مین اس تباہی کی خبر ۵ کی صبح کو پہونچی یہ معلوم ہوتا ہے کہ فوجی حکام نے وہان ابتک حیرتناک کارگذاری اور مستعدی دکھلائی ہے۔

شملہ سے ۱۱ اپریل (۱۱ بجے صبح پر ۲۰ منٹ گذرے) کا تار ہے کہ یہان دس بجے پر ۴۸ منٹ گذرے پر ایک زور کا جھٹکا محسوس ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حرکت برابر بڑھتی ہی جاتی ہے۔

لاہور۔ ۱۰ اپریل پالمپور کی ایک چٹھی سے جو کلو کے رینل رینکین نے بھیجی معلوم ہوتا ہے کہ وادی مین اس زلزلہ سے کسی یورپین کو گزند نہین پہونچا۔ مگر تباہ تحصیل ڈاک بنگلہ اور ڈنبار برج مین البتہ بڑا نقصان ہوا ہے۔ کئی انگریزون اور ان کے اہل عیال کے صحیح سلامت ہونے کی خبر ہے جو وہان سے بچکر نکل گئے تھے بعضون کے خفیف چوٹین آئین مگر اب وہ روبصحت مین پالم پور مین ۴ سو دیسی تو بالکل ہی ہلاک ہو گئے۔ اسیطرح دو سو قصبہ سلطانپور مین منڈی اور سکیت مین بھی بڑا نقصان ہوا بتاتے مین۔ سفارش کیگئی ہے کہ شملہ سے وہان دواؤن وغیرہ کا ذخیرہ جانا چاہئے۔

صاحب کمشنر جالندہر دہرم سالہ سے ۱۰ کو رپورٹ کرتے ہین کہ دہرم سالہ مین محکمہ سول کے دیسی کل ۱۴۴ مرے یعنے ۳۸ تو بازار کے لوگ اور یورپینون کے ملازم اور ۳۴ آدمی جیل اور پولیس کے۔ یہ سب نکالکر جلا دیئے گئے یا دفن کر دیئے گئے ہیں صاحب بہادر لکھتے ہین کہ میرے اندازہ سے پالمپور تحصیل مین ۳ ہزار آدمی تلف ہوا ہے۔ کانگڑہ کی تحصیل مین ۱۰ ہزار۔ ایک اور اطلاع آئی ہے کہ دہرم سالہ (کے سوا ملٹری سٹیشنون) پالمپور کانگڑہ اور جوالا مکھی مین بڑی بڑی جگہون پر میڈیکل امداد کے سنٹر قایم کر دیئے گئے ہین۔ دیہات کیلئے بھی ڈاکٹرون اور ذخیرہ ادویات وغیرہ کا انتظام ہو رہا ہے اور مدد برابر پہونچ رہی ہے۔ راجہ صاحبان نادون۔ گولار۔ اور لبا گراؤن کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ آیا کچھ مزید امداد درکار ہے۔ اور مقامی نیٹو لوگون سے صاحب کمشنر جالندہر بذات خود پوچھتے ہیں اور خبر گیری کر رہے ہیں پولیس کو حکم ہوا کہ دیہات مین جاکر دیکھے کہ آیا جہان جہان ڈاکٹری امداد کی ضرورت تھی وہ پہونچ گئی ہے یا نہین۔ چونکہ پٹھانکوٹ تک آمد و رفت بڑی آسان ہے اسواسطے بہت سے زخمی پنجاب کی طرف بھی اتر آئے ہین۔ اگر منڈی سکیت کلو مین ضرورت ہوئی تو شملہ سے ڈاکٹر وغیرہ ادہر بھی بھیج دیئے جائینگے۔

۱۰ اپریل کو صاحب کمشنر جالندہر نے دہرم سالہ سے تار دیا کہ پالمپور تحصیل مین صرف ۳ یورپین ہلاک ہوئے مین اور باقی چند کے صرف خفیف چوٹین لگی ہین۔ راجہ صاحب منڈی کو کچھ گزند نہین پہونچا۔ تحصیل پالم پور کے اکثر انگریز اسوقت پالم پور خاص ہی مین خیمہ زن ہین۔ وہان ڈیرے خیمے اور ضروری میڈیکل سامان پہونچ گیا ہے اور ابھی اور پہونچنے والا ہے۔ کلو کے یورپینون کی بابت کوئی اطلاع نہین ملی۔ مگر مسٹر ملر لکھتے ہین کہ کلو منڈی اور سکیت مین نقصان جان بہت کم ہوا ہے۔ پالم پور کا سلسلہ تار ۱۰ کو پھر جاری ہو گیا ہوگا مسٹر ملر آئی۔ سی۔ ایس۔ اپنی ایک چٹھی مین بیان کرتے ہین کہ مین راجہ صاحب منڈی کے ساتھ ۳ اپریل کو دہرم سالہ سے چلا تھا شب درمیان ۳ و ۴ پالم پور مین گزاری ۴ کی صبح کے ۶ بجے یکایک اینٹین اور چونہ وغیرہ میرے سینہ اور سر پر گرنے لگا جس سے مین بیدار ہو گیا۔ مین اپنے بستر تلے چھپ گیا۔ پھر مکان کی چھت مجھپر آ پڑی جس سے پلنگ ٹوٹ گیا اور مین دب گیا۔ نوکر نے جب میری چیخ پکار سنی تو وہ دوڑا آیا اور اس نے مجھے بعد دشواری نکالا۔ پھر لوگون نے جاکر راجہ صاحب کو کمرہ سے نکالا۔ ان کے سر مین خفیف سی خراشین آئین۔ کوئی منٹ بعد وہ مکان بالکل ہی مسمار ہو گیا۔

لاہور کے نوبی ڈویژن مین سے دہرم سالہ کی سڑک کو درست کرنے کیلئے ان فوجون کو حکم ملا تھا جو میان میر سے پٹھانکوٹ تک بذریعہ ریل گئی ہونگی اور وہان سے دہرم سالہ تک پیدل کوچ کر سکے۔ ایک ڈبل کمپنی ۳۴ وین پایونیرز کی جو ۷ اپریل کو میان میر سے چلی گئی ایک اور کمپنی اسی پلٹن کی جو ۹ کو روانہ ہوئی ۳۰۰ آدمی فوجی پیرون کے جو ۸ کو گئے۔ اور ایک ڈبل کمپنی ۳۲ وین پایونیرز کی نالہ سے بذریعہ ریل جالندہر روانہ کیگئی وہان سے پیدل کوچ کرتی ہوئی ہوشیارپور کے رستہ کانگڑہ پہونچی ہوگی۔ ہوشیارپور کے لوگون نے بھی کچھ خچر سامان رسد سے لادکر دہرم سالہ و کانگڑہ کو بھیجے ہین۔ لاہور کے آریون نے بھی ایسا ہی کیا جسکا وکیل مین پہلے ذکر آ چکا ہے۔ ان کے ۶-۷ ایجنٹ کانگڑہ پہونچ گئے ہین۔

مختلف نوٹ

اگرچہ دنیا کی مختلف آسمانی کتابون پر بڑی محنت صرف کیگئی ہے کہتے ہین جو انڈے کے قریب بدھ کی یادگار ہے اسمین سات سو سنگ مرمر کی ایک سل ہے جسپر بودھ مذہب کی کل کتاب مقدس کندہ ہے اس کتاب مین دنیا مین زیادہ مقطع الفاظ ہین یہ سنا اور ایک مربع مین ہین اور بیچ مین بڑا مندر ہے۔

✻

ہر ایک عمر مبارک ہے۔ ہفتہ کے تمام دنون کو کسی نہ کسی قوم نے متبرک مانا ہے مثلاً یونانی پیر کی تعظیم کرتے ہین ایرانی منگل کو متبرک سمجھتے ہین اسیریا کے باشندے بدھ پر فدا ہین مصری جمعرات کی قدر کرتے ہین مسلمان جمعہ متبرک سمجھتے ہین اور غریب یہودی سنیچر کو یوم السبت قرار دیتے ہین۔ عیسائی اتوار کو

✻

صرف ہندوستان ہی مین عیسائیون کو بیجا رعایت نہین دیجاتی ہے اخبار پریس ہانگ کانگ رقمطراز ہے کہ ہانگ کانگ مین بہت سی چینی محض اس خیال سے عیسائی ہوتے جاتے ہین کہ صوبہ کے مجسٹریٹون کی اجلاس مین جب عیسائی اور غیر عیسائی فریقین کا مقدمہ پہنچتا ہے تو فیصلہ ہمیشہ عیسائیون کے موافق دیا جاتا ہے۔

✻

طاعون اور زلزلہ مین ایک عجیب فرق اور ایک عجیب مشابہت ہے۔ مشابہت تو یہ ہے کہ دونو انسانی زندگی کے دشمن ہین طاعون اور زلزلہ دونون نے امسال ہزارون کو بار زندگی سے نجات دی بس تو مشابہت ہے فرق یہ ہے کہ طاعون ان کو شکار کرتی ہے جو نچلی منزل مین رہتے ہین اور زلزلہ ان لوگون پر حملہ آور ہوتا ہے جو بالائی منزل

اسلامی تمدن و ہسپانیہ

جس مضمون پر مجھے لکھ دینے کو کہا گیا ہے وہ میرے لئے مدت مدید سے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ میں اپنی تالیفات بالخصوص تاریخ عرب میں اس بحث پر مفصل لکھ چکا ہوں۔ اسلئے مجبوراً بہت سی پرانی باتوں کا اس لکچر میں اعادہ ہوگا۔ تاہم میں کوشش کرونگا کہ یہ اعادہ بھی دلآویزی سے خالی نہ رہے۔ واقعات ہمیشہ وہی رہتے ہیں ہم صرف انکی بیان کرنے کے طرز و انداز کو بدل سکتے ہیں۔

یہ اب عام طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ یورپ کے موجودہ تمدن میں جو بہترین باتیں ہیں وہ درحقیقت بالواسطہ یا بلا واسطہ عربی اثرات کا ہی نتیجہ ہیں مگر عجیب امر ہے کہ اس اعتراف کے باوصف مسلمانوں نے ہسپانیہ میں تہذیب و تمدن کی جو کچھ خدمت کی اسکی نسبت ابھی اب یورپ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ اتفاق حیرت انگیز نہیں پرانے تعصبات جلد دور نہیں ہوتے۔ اور صدیوں کی مذہبی و پولیٹیکل عداوت و مخالفت آسانی کمزور نہیں ہوتی عام مغالطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہسپانیہ کی فتح مسلمانوں کی اس عام خواہش کا نتیجہ تھی کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا جائے۔ معترض یہ سوچنے کی [illegible] کے محرک مختلف خیالات و اسباب ہوتے رہے ہیں زمانہ حال ہی کیطرف دیکھو۔ فی الواقعہ شائستہ قومیں تو درکنار روسیوں تک کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ پس افتادہ قوموں اور نسلوں کا مہذب و شائستہ بنانے کیلئے انکے مقبوضات کو بڑھا رہے ہیں۔ کانگو میں جو ابلیسانہ ظلم و ستم ہو رہے ہیں وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں لیکن باینہمہ تمام یورپینوں کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ محض اس انسانی فرض کو ادا کرنے کیلئے افریقہ میں تسلط بڑھا رہے ہیں کہ جہالت کو دور کیا جائے۔ اس ایک مثال سے حضرت انسان کے وضع کردہ علم اخلاق کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔ مسلمان بھی ایک مقصد مدنظر رکھتے تھے۔ جو یہ تھا کہ خالص ترین مذہب کو دنیا میں رائج کریں۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ قدرت نے انپر یہ فرض عاید کر دیا ہے کہ وہ دنیا کو بت پرستی کی خرابیوں سے پاک صاف کریں پس اصولاً عربوں کے تسلط کی وسعت اور ہمارے زمانہ کی یورپین حاکم طاقتوں کی وسعت مقبوضات و دایرہ اثر میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانوں کے عمل بھی انکے زبانی دعووں کے مطابق ہوتے تھے۔ پولیٹیکل اسباب پر غور کیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ شکی ہی اسباب مسلمانوں کے بتدریج ہسپانیہ تک پہونچ جانے کے محرک ہوئے جن اسباب نے انگریزوں کو بنگال سے پنجاب کی شمال مغربی سرحد تک پہونچا دیا ہے فتح شام کے بعد مسلمان اسلئے مصر پر بڑھے کہ وہاں حکمرانوں نے شام میں مسلمانوں پر دراندازیاں شروع کر رکھی تہیں مصر لیا تو رومیوں نے طرابلس الغرب کیطرف سے مسلمانوں کو ستانا شروع کر دیا جس پر مسلمانوں کو مجبوراً تمام شمالی افریقہ پر بھی قبضہ کر لینا پڑا۔ اسلامی قبضہ سے اس سرزمین کا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ جو علاقہ اسوقت تک گوتھ۔ وندال اور رومی اقوام کے باہمی جدال و قتال کا رزمگاہ بن رہا تھا۔ اب ایک پرامن خطہ ہو گیا۔

ہسپانیہ کی حالت ان دنوں ناگفتہ بہ تھی حکومت نے ہر [illegible] پر [illegible] بھاری ٹیکس [illegible] محصول باندھ رکھے تھے [illegible] ہر طرح کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو [illegible] کی زیادہ ستانی سے تنگ آکر اپنے [illegible] تھے۔ نہ صنعت رہی تھی نہ حرفت۔ زمین بھی [illegible] بنجر ہو گئی تھی۔ اراضی بڑے بڑے [illegible] جنگلے دنیا دار اور پادری [illegible] عالیشان [illegible] دن رات رنگ رلیوں [illegible] عیش [illegible] غرق رہتے تھے۔ کاشتکاری کا [illegible] دہقان ادا کرتے تھے۔ یا غلاموں [illegible] جن سے کارندگی یا کمان [illegible] کام لیتے تھے [illegible] جیسے کہ [illegible] حبشی غلاموں سے کام لیا کرتے تھے [illegible] کی ملکیت [illegible] تھے حتیٰ کہ وہ اپنے مالکوں کی بلا اجازت شادی بھی نہ کر سکتے تھے۔ اور اگر کبھی ایسی صورت پیش آتی کہ خاوند ایک مالک کے علاقہ میں رہتا ہوا اور بیوی دوسرے مالک کے علاقہ کی باشندہ ہو۔ تو ان کے بچے جو اولاد ہوتی اوسکو دونوں علاقوں کے مالک بحصہ مساوی آپس میں بانٹ لیتے

عیسائیوں کی یہ حالت تھی تو یہودی رعایا سے کیسے نیک سلوک ہو سکتا تہا۔ یہ قوم بہ تعداد کثیر ہسپانیہ میں جا آباد ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں بادشاہ۔ پادری اور امرا سب ہروقت انکا خون چوسنے کی فکر میں رہتے تھے حتیٰ کہ ایک موقعہ پر تنگ آکر انہوں نے بغاوت کر دی مگر ناکام رہے۔ لاکھوں تہ تیغ ہوئے اور جو بچ رہے دوامی غلامی کا طوق ان کے گلے میں پڑ گیا۔ اسکے مقابل افریقہ کے پار اسلامی مقبوضات میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ عدل و انصاف کا دور دورہ تہا اور وہ غریبوں کا ملجا و مامن بن رہے تھے۔ چنانچہ ہزارہا ہسپانوی بلاتمیز عیسائی و یہودی کے اپنے بادشاہوں اور پادریوں کی دست بیداد سے لاچار ہو کر پناہ لینے کو اسلامی علاقہ میں چلے آ رہے تھے ان دنوں راڈرک ہسپانیہ کا بادشاہ تھا جو وٹزا کو قتل کر کے تخت پر قابض ہو گیا تھا اسنے جولین گورنر سبطہ کی لڑکی فلورنڈا کی بے حرمتی کی جس سے مشتعل ہو کر مظلوم باپ نے دیگر ہسپانوی پناہ گزینوں سمیت عرب وائسرائے سے بالحاح و منت درخواست کی کہ خدا کیلئے ہسپانیہ کو ان ظالموں کے پنجہ سے رہائی دلائی جاوے۔ انکی فریاد کو منظور کر کے وائسرائے نے باجازت خلیفہ طارق ابن زیاد کے ماتحت ایک لشکر ہسپانیہ میں بھیجا اور اوسنے دو برس کے قلیل عرصہ میں کل جزیرہ نما کو فتح کر لیا۔ طارق کی فوج ۱۲ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ وہ سب سے اول اس موقعہ پر اترا جو اب تک اسکے نام سے جبل الطارق یعنے جبل طارق کہلاتا ہے۔ ہسپانیہ کی حکمران مسیحی قوم گوتھ کے ایک لشکر نے وہاں اسکا مقابلہ کیا۔ مگر تہ تیغ کر دیا گیا اور طارق روڈرک کے پایہ تخت ٹولیڈو پر سیلاب کیطرح بڑھا چلا گیا۔ ہسپانوی بادشاہ ایک لاکھ فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ [illegible] موجودہ شہر کے شمال میں دریا [illegible] کے کنارے زبردست خونریز معرکہ ہوا۔ باوجود قلت تعداد اسلامی لشکر نے ۱۹ جولائی [illegible] کو ہسپانوی لشکر کو تباہ کر کے بھگا دیا اور روڈرک دریا کو عبور کرتے وقت اسمیں غرق ہو گیا۔ اس فتح کا [illegible] نتیجہ جنگی ہمہ جا اہم نکلا۔ ہسپانیوں کو پھر کبھی میدان میں عربوں سے لڑائی کرنیکی ہمت و جرأت نہ ہوئی۔

حکومت کا طرز و انداز قوم کی حالت کا آئینہ ہے۔ [illegible] عادل [illegible] تعصب [illegible] [illegible] قوم [illegible] حکمران [illegible] خاصی ترقی یافتہ [illegible] کہ ہسپانیہ کے مسلمان تہذیب [illegible] شائستہ قوم [illegible] اسلامی فتوحات سے سرزمین ہسپانیہ میں اعلیٰ طبقوں [illegible] حقوق و اختیارات کو یک قلم کالعدم کر دیا۔ اور تمام سنگین محاصل [illegible] صنعت و حرفت معدوم اور آبادی کا درمیانی طبقہ تلاش ہو گیا تہا موقوف کئے گئے۔ خود ایک مستند عیسائی کا قول ہے کہ مسیحی حکومت کی زمانہ کے تکلیف دہ بے اصول و قاعدہ محاصل کی جگہ مسلمانوں نے تشخیص محاصل کا ایک برجستہ معقول و عادلانہ طریقہ قائم کیا۔ شخصی محاصل کی بجائے انہوں نے زیر کاشت اراضی پر محصول باندھا جو مسلمان اور غیر مسلمان سب کے لئے یکساں تہا معاملہ اراضی کے علاوہ مسلمانوں کیلئے زکواۃ کا ٹیکس تہا اور غیر مسلموں کیلئے جزیہ۔ جزیہ بعینہ اور بہر موجودہ انکم ٹیکس کیطرح ہر شخص کی استطاعت کے حسب [illegible] اور سال میں بارہ ماہوار قسطوں سے وصول کیا جاتا تھا۔ راہب عورتیں اور بچے اس سے مستثنیٰ تھے۔ [illegible] مریض مفلس اور غلام سے [illegible] معاملہ زمین کا حیثیت کے مطابق لگایا جاتا۔ بنابرین زرعی روزگار پر اس کا کبھی برا اثر نہ پڑتا تہا۔ مظلوم و مغضوب یہودیوں کو کامل مذہبی آزادی دی گئی۔ اور عیسائیوں کو اس کے علاوہ یہ مزید رعایت ملی کہ ان کے باہمی تنازعات انہی کی رسم و رواج اور قدیم قوانین کے مطابق انہی کے ہم مذہب جج فیصلہ کیا کریں گے۔ سب سے بڑھ کر فائدہ جو اسلامی فتح سے ادنیٰ طبقہ کی آزادی کو پہونچا یہ تھا کہ غلامی کی لعنت مساوات کے درجہ پر کر دیئے گئے۔

اسلامی پیشقدمی پر اکثر عیسائی باشندے شہر و دیہات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ مگر جب ان کو اس شریفانہ برتاؤ کی خبر پہونچی تو سب بلا تامل واپس آ گئے۔ بلکہ پادری اور راہب بھی بقول مورخ ڈوزی واپس آ کر بطیب خاطر مسلمانوں کے تابع ہو گئے۔ ایک اور زندہ دل مورخ لکھتا ہے " مسلمانوں نے جس خوش اسلوبی سے وہ نہایت حیرت انگیز حکومت کو قایم اور وضع کیا۔ زمانہ وسطیٰ کیلئے وہ عجوبہ سے کم نہ تھی۔ جبکہ تمام یورپ وحشیانہ جہالت اور جدال و قتال میں غرق تہا یہ [illegible] ایک حکومت تھی جس نے علم و فضل اور تہذیب و تمدن کی مشعل کو مغربی یورپ میں خوب روشن کر رکھا تہا آجکل کے یورپین یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانوں سے پیشتر گوتھ اور وندال کی وحشی قوموں کے ٹڈی دل جسطرح جس ملک میں پہونچتے۔ ویسے تباہ و ویران کر دیتے تھے اسیطرح عربوں نے بھی کیا ہوگا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس جیسے انصاف۔ اور جس عقلمندی اور نرمی سے عربوں نے ہسپانیہ پر حکومت کی۔ ویسی نہ پہلے کبھی نصیب ہوئی اور نہ بعد میں۔ چنانچہ یہ ایک [illegible] ان عربوں نے حکمرانی اور نظم و نسق کا یہ ملکہ سیکھا کہاں سے کیونکہ وہ صحاری عرب سے نکلکر گویا چشم زدن میں اندلسیہ پہونچے تھے مسلسل فتوحات کے سریع سلسلہ کے دوران میں غیر قوموں پر حکومت کرنے اور انکو قابو میں کر لینے کا ڈھب سیکھنے کیلئے کچھ کیا مہلت ان کو نہ ملی تھی "

ہسپانیہ میں جو عرب جا کر آباد ہوئے وہ زیادہ تر ایسے ممالک مثلاً مصر و شام و ایران سے آئے جو زرخیز تھے۔ علاوہ ازیں یہودیوں کیطرح جو عربوں کے بعد جلد وہاں پہونچ گئے تھے۔ عرب تجارت سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کے اس طبعی میلان کو پیغمبرؐ کی تعلیم سے بھی بہت تقویت پہونچ گئی تھی کیونکہ انہوں نے کسب و محنت کو مذہبی فرض قرار دیدیا تھا۔ بنابرین عربوں نے ہسپانیہ کے طبعی وسایل پیداوار کو نشو و نما دلانیکا کام بے نظیر ہمت و مستعدی سے شروع کر دیا۔ اور تھوڑی مدت میں مسلمانوں کے زیر حکومت اندلسیہ یورپ بہر میں زرخیز ترین اور سب سے خوشحال و مہذب ملک ہو گیا۔ آٹھویں صدی مسیحی کے وسط میں مغربی ایشیا ایک عظیم انقلاب کا منظر بن رہی تھی جسکا اثر دور دور تک پہونچا۔ اولین اسلامی حکومت جمہوری اصول کی تہی بنی امیہ نے اسکو منسوخ کر کے مطلق العنان سلطنت قایم کی۔ ان بادشاہوں نے قومی نخوت و تکبر اور اسکی وجہ سے دوسری قوموں سے علیحدہ اور کھنچے رہنے کی جو پالیسی اختیار کی اوسکا حسب معمول یہ نتیجہ نکلا کہ محکوم اقوام کو حکمران جماعتوں سے ہمدردی نہ رہی اور [illegible]

زوال کیلیے راستہ صاف ہو گیا ۔ ۷۵۶ء مین اس بدنصیب خاندان کا ایک فرد بھاگکر ہسپانیہ جا پہونچا ۔ اور وہان اوس نے اپنی سلطنت کی بنا قایم کی کہ ملک کو جو ترقی نصیب ہوئی وہ اسی کی رہین منت ہے ۔ اور [illegible] ہسپانیہ کی کمال خوش قسمتی کا زمانہ وہ تہا جو قرطبہ کے اموی خلفا کے زیر فرمان گذرا ۔ اس خاندان کا آٹھوان بادشاہ اندلس کے تمام فرمانرواؤن مین لایق و قابل ترین مانا جاتا ہے اس کے عہد مین سلطنت ازسرتاپا خوشحالی کا نمونہ تھی ۔ پولیس کا انتظام اور محکمہ مکمل تہا ۔ اور سیاح و تاجر شہروں سے کتنے ہی علاقوں مین بے خوف و خطر گھومتے رہتے تھے ضروریات زندگی ارزان تھین عام دہقانون کا لباس بہی خاصہ قیمتی اور عمدہ ہوتا تہا وہ سب سے غریب آدمی کے پاس بہی سواری کیلیے گھوڑا موجود رہتا ۔ عام رعایا کی مرفہ الحالی کی ایسی نظیر دنیا کا کوئی ملک شاید ہی دکہا سکیگا ۔ یہ نقشہ [illegible] کھینچا ہے جسمین نقشہ عرب ایک قدیم مشہور جغرافیہ [illegible] کے الفاظ کا جنسہ ترجمہ کردیا ہے جس نے اس زمانہ مین کل ہسپانیہ کی سیر کی اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہسپانیہ کا بادشاہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عہد بہت [illegible] برکات کا [illegible] [illegible] [illegible] سمجھا جاتا ہے ۔ تمام مورخ متفق ہین کہ اس [illegible] فرمانروائے [illegible] ملک کی [illegible] اور ملک کی اقتصادی حالت مین ایک حیرت انگیز حولانی ڈالدی ۔ اس نے تمام مذاہب و اقوام کو ملک کا یکسان شہری بناکر ایک یکجان قوم ولحت کردیا ۔ اور کامل مساوات کو اپنی حکومت کا مقدم اصول سمجھا ۔ مگر بقول ڈوزی اس شخص سے کام اتنا حیرت انگیز نہین جتنا کہ خود وہ شخص ہے ۔ اوسکی دماغی قوت فراست اور استعداد ذہنی کا یہ عالم تہا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ تفصیلی و جزئی امر سے لیکر بلند ترین خیالات و تجاویز تک سب پر اسکی یکسان نظر تھی ۔ اس کامل دانا شخص نے تمام رعایا کو یکجان بنایا اور وحدت قومی کی بنا قایم کی ۔ تمام کاروبار سلطنت کو ایک جنبری مین سے نکالا ۔ بادشاہت کو اس کے اصلی معنون مین قایم کردکھایا ۔ دوسری حکومتون سے اتحاد کرکے دول عالم سے باہمی ایک ایسا پولیٹکل موازنہ قایم کیا کہ کسیکو اسمین مخل ہونیکی جرأت نہ ہوئی تعصب کا نام نہ تہا ۔ [illegible] یہود و مسلم سب اسکی نظر مین ایک تہے اور اوسکی مجلس شوریٰ مین ہر مذہب کا معتقد موجود تھا ۔ یہ وصف زمانہ وسطیٰ کے کسی فرمانروا مین نہین ملسکتے ۔ بلکہ زمانہ حال کے مدبرون اور بادشاہون سے بہی کم ہی اس معیار مین پورے اترسکے ہین ۔ یہ ایک عیسائی کے الفاظ مین صحیح نہین ۔ کہ کسیکو یہ خیال گذرجائے کہ مین اپنے ہم مذہب کی تعریف مین مبالغہ کر رہا ہون ۔

اس نامور کا بیٹا حکم بہی ویسا ہی روشن خیال تہا ۔ مورخ ابن خلدون لکہتا ہے کہ حکم ادب اور علوم و فنون کا عاشق تہا ۔ علوم و فنون کا ہر شعبہ اسکے عہد مین کمال کو پہونچا ۔ اندلس کی اسلامی حکومت کا اسلوب اور ڈہنگ بتا رہا ہے کہ مسلمانان ہسپانیہ تمدن و شایستگی کے کیسے اعلیٰ درجہ تک پہونچے ہوئے تھے ۔ خلیفہ صدر اعلیٰ اور مرجع کل تہا مگر کاروبار سلطنت کا عملی انصرام وزرا کے ہاتھ تہا ۔ ہر صیغہ ایک علیٰحدہ وزیر کے تفویض تہا ۔ جو کاتب الدولتہ کہلاتا تہا ۔ سکرٹری آف سٹیٹ اسکا ٹہیک ترجمہ ہے ۔ اس افسر کے ماتحت متعدد منشی ہوتے تھے ۔ یہ افسر وزیر کا خطاب کہتے تھے ۔ لیکن چونکہ خلیفہ کی مجلس شوریٰ کے عام ممبر بہی وزیر کہلاتے تھے جن وزرا کے ہاتھ مین محکمہ جات سلطنت کا انتظام ہوتا تہا وہ وزیر ذوالوزارتین پکار سے جاتے تھے ۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

یہ تعصبی و مساوات و شایستگی کا دعویٰ کرنیوالی موجودہ سلطنتین اس قدیم اسلامی سلطنت اور [illegible] حکومت کو سبق حاصل کر سکتی ہین ۔

دیگر سب سے [illegible] [illegible] تھے صیغہ مال صیغہ خارجہ ۔ صیغہ صحت عامہ ۔ تنظیم حربی سپاہ و بحری فوج جو امیر البحر کہلاتی تہی [illegible] [illegible] [illegible] صیغہ عدالت کا تہا جسکا اعلیٰ افسر صاحب الاشتغال [illegible] تہا ۔ ہسپانوی لفظ الگوازل اسیکا بگڑا ہوا ہے ۔ پولیس کا محکمہ بہی ایک قایم بالذات صیغہ تھا ۔ اور اسکے وہی فرائض تہے جو موجودہ زمانہ کی پولیس کے ہین ۔ خفیف جرائم معمولی پولیس کے جالانی مقدمات کی سماعت کیلیے مجسٹریٹ مقرر تھے جو صاحب المدینہ یا القاید کہلاتے تہے ہسپانوی لفظ القید اسیکا بگڑا ہوا ہے ۔ یہ مجسٹریٹ جج (قاضی علاقہ) کے زیر ہدایت کارفرما ہوتے تھے ۔ رات کو تنخواہ دار چوکیدار لالٹینین اور محافظ کتے ساتھ لئے کوچہ و بازار مین تا وقت گشت کرتے تہے ۔ بحری بیڑہ کا اعلیٰ افسر امیر البحر یا امیر بحر کہلاتا تہا ۔ ہسپانوی امیرال اسکی مسخ شدہ شکل ہے ۔ امیرل سے انگریزی مین ایڈمرل ہو گیا ۔ سرکاری کارخانے جہان آلات حرب تیار ہوتے تہے ۔ دارالصنع کہلاتے تہے ۔ انگریزی لفظ آرسنل اسی سے مشتق ہے ۔ مسلمانان اندلس کی تاریخ کو بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ ترقی کے ہر شعبہ اور علم و ہنر کی ہر شاخ مین اپنا نشان چہوڑ گئے ہین ۔

اموی حکومت کا پایہ تخت قرطبہ تہا ۔ ابتدائی عرب گورنرون نے بہی گو وہان عالیشان عمارتین تیار کر کے اسکی رونق و زینت کو بڑہایا ۔ لیکن اسکے اقبال کا زمانہ اصل مین خود ہسپانیہ مین اموی بادشاہت قایم ہونے کیوقت سے شروع ہوا ۔ پہلے سے لیکر آخری فرمانروا تک اسکی زیب و زینت کی افزایش کا سلسلہ برابر قایم رہا ۔ سب سے مقدم کام شہر مین پانی لانیکا سمجہا گیا ۔ اسکے متعلق انہون نے شہر کے ہر حصہ مین پختہ مسقف نہرین اور بلند حوض و تالاب تعمیر کئے ۔ عرب پانی کے عاشق زار تھے ۔ کوئی معمولی سے معمولی محل اور قصر ایسا نہ تھا جسکے ساتھ باغ نہ ہو اور اسمین شفاف پانی کی نہرین نہ بہہ رہی ہون اور فوارے نہ اچہل رہے ہون آب رسانی کے کامل انتظام کے دوش بدوش تفریح عام کیلیے ہر شہر مین وسیع باغ تیار کئے گئے جنمین نایاب اور بہترین پہل دینے والے پودے اور درخت لگائے گئے ۔ سڑکون اور بازارون کے دو رویہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یورپ مین چودہوین صدی مین [illegible] [illegible] سولہوین صدی مین شروع ہوا ۔ مگر قرطبہ کے بازار نوین صدی مین ۔ صرف یہی نہین کہ نہایت ہموار اور پختہ تھے بلکہ ہر سڑک کے دو رویہ دوسری سطح سے کسیقدر بلند [illegible] بہی ہوتو تھے اندلون قرطبہ کی جو عظمت و شوکت بہی اسکا کچہ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انسان [illegible] میل تک عالیشان مکانات کی دو رویہ قطار کے درمیان لیمپ کی روشنی مین چلا جا سکتا تہا ۔ شہر ۲۴ میل لمبا اور ۶ میل چوڑا تہا ۔ اور یہ تمام رقبہ مکانات محلات مساجد اور باغات سے ڈھنپا ہوا تھا جو دریائے وادی الکبیر کے کنارہ کنارہ چلے گئے تھے فصیل شہر سے باہر مضافات مین بہی اسقدر آبادی تھی کہ وہ ۲۱ حصون مین منقسم کیگئی تھی ۔ اور سب جگہ کے باشندے یکسان آسودہ و مرفہ الحال تھے ہر محلہ مین وہان کے باشندون کی ضرورت کے حسب حال مسجدین ، منڈیان اور حمام موجود رہتے ۔ آٹھوین صدی سے لیکر پندرہوین صدی تک جو زرعی خوشحالی ہسپانیہ کو حاصل رہی ۔ دنیا کا کوئی ملک اسکی برابری نہین کرسکتا ۔ مسلمانون نے زراعت کو علم کے درجہ تک پہونچا دیا ۔ اور حیرت انگیز مستعدی ۔ محنت ۔ لیاقت علم پختہ و خام نہرون کی تیاری سے ملک کے طبعی وسایل پیداوار کو یہان تک نشوونما دلایا کہ مورخ و سیاح دیکہکر حیران رہجاتے ۔ انکو اسبات کا بخوبی علم ہو گیا تہا کہ کونسی زمین کس فصل و جنس کے مناسب حال ہے چنانچہ انہون نے اس استعداد معلومات اور لیاقت خداداد سے بنجر سے بنجر قطعات کو بہی رشک ارم بنالیا ۔ چاول نیشکر کپاس ۔ زعفران وغیرہ وغیرہ کے علاوہ سینکڑون اور بیسیون درمیوے اول اول عربون نے ہی یورپ مین پہونچائے اور انہون نے ہی انکی کاشت وہان شروع کی ۔ ان پہلون کے نام اگرچہ اسقدر بگاڑ دیئے گئے ہین کہ اب بدقت انکی عربی الاصل ہونیکا [illegible] [illegible] عربی الاصل ہونے مین کلام نہین ہو سکتا ۔ انگریزی الفاظ اورنج (نارنج) سیفران (زعفران) کاٹن (قطن) اور شوگر (سکر) چند زبردست مثالین موجود ہین ۔ ریشمی کیڑے کی پرورش اور ریشمی پارچات کی تیاری اور چینی کی صنعت عربون ہی نے ہسپانیہ مین رائج کی ۔ اور نیل سے کپڑے رنگنے کے موجد بہی وہی ہین [illegible] [illegible] رنگنے ۔ اور اسپر نقش و نگار بنانے کے فن مین انکو یدطولیٰ حاصل تہا ہسپانیہ سے نکالی جانے پر وہ اس فن کو اپنے ساتھ فاس مراکو کو لیگئے ۔ جہان سے وہ انگلستان پہونچا ۔ اسیوجہ سے اس طرح کا کمایا ہوا چمڑا انگلستان مین مراکو و قرطبہ کہلاتا ہے ۔ مٹی کی روغنی برتن بنانے کی پہلے موجد بہی وہی ہین عمارت پر بیل بوٹے و ارابیسک کاری کرنے کی طرز ابتک انہی کی نام سے یورپ مین عربسک کہلاتی ہے جاندار اشیا کی تصویر بنانے کی مخالفت کیوجہ سے مسلمانون نے پہلے بیل بوٹون پر اکتفا کیا ۔ پہر عربی حروف کی طرز املا سے فایدہ اٹہاکر خوبصورت کتبے بطور آرایش تیار کرنے شروع کئے ۔ اور رفتہ رفتہ طیور و حوش کی تصویرین بہی بنانے لگ گئے ۔ مگر یہ تصویرین صرف خلفا و امرا کے ہی محلون تک محدود رہین عام طور پر انکا مسلمانون کی عمارات مین بالکل رواج نہ ہوا ۔

تہذیب و تمدن کے کئی انسانی لوازمات کیلیے [illegible] یورپ دراصل عربون کا ممنون احسان ہے جسکا عربی نام ہی کل [illegible] مین رائج ہے عربون کی اختراع ہے ۔ سوفا جسکا اب انٹیلیون مین رواج ہی نہین رہا یورپ مین عربون کی ہی یادگار ہے ۔ ساٹن کو لیجیے جرمن زبان مین ابتک خالص عربی لفظ اطلس مروج ہے اس قسم کی سینکڑون مثالین پیش ہو سکتی ہین تاہم ایک اور مثال کا ذکر ضروری ہے ۔ یورپین اقوام کا ایک نہایت ہی پیارا نسوانی نام مارگرٹ بہی دراصل عربی لفظ مروارید (موتی) کی کسیقدر بدلی ہوئی شکل مین چل رہا ہے ۔

خلفا قرطبہ کا یہ اصول تہا کہ علم جتنا عام ہو تہوڑا ہے بنا برین انکی سلطنت مین مدارس اور کالجون کا کوئی حد و شمار نہ رہگیا تہا ۔ بقول ڈوزی ہسپانیہ مین ہر شخص ہسپانیہ مین لکہہ پڑہ سکتا تہا ۔ مگر مسیحی یورپ مین پادریون کے سوائے اعلیٰ مدارج کے لوگ بہی محض جاہل ہوتے تہے ۔ ہر بڑے شہر مین متعدد کالج ہوتے تھے ۔ جنکا مجموعہ یونیورسٹی کہلاتا تہا ۔ قرطبہ کی یونیورسٹی بغداد و قاہرہ کی یونیورسٹیون سے برابری کا دم مارتی تھی اور انگلستان ، اٹلی و فرانس وغیرہ مسیحی ممالک سے سینکڑون عیسائی نوجوان وہان داخل ہوکر مسلمانون کی فلسفہ اور علم سے بہرہ ور ہوتے تہے ۔ ہر یونیورسٹی ایک ریکٹر (اعلیٰ افسر) کے تابع ہوتی تہی ۔ جو اپنے علم و فضل ، نامور ترین علما مین سے بلا لحاظ مذہب و قوم منتخب کیا جاتا تہا ۔ چنانچہ بارہا ان عہدون پر عیسائی اور یہودی قایم رہے عقلمندی ، دانائی ، علم ، اکابر ، عدل و انصاف ، اتقیا کی نیکوکاری و عباد ، اور شجاعون کی ہمت و شجاعت سے ۔

علم و فضل صرف ایک طبقہ پر محدود نہ تہا۔ سلطنت قرطبہ اور اور بعد ازان سلطنت غرناطہ مین بیشمار خواتین باستقلال اور تعلیم پاکر گذری مین کہ ابتک اس سرزمین کو انکے وجود پر فخر ہے۔ ہسپانیہ کی مسلمان عورتین شعر و سخن ہی مین نہین۔ بلکہ فقہ۔ الہیات اور ریاضی مین بہی انمین سے اکثر نے کچہہ کم نام نہ پایا۔ اندلسی مسلمان موسیقی کی بڑی شایق تہی حتی کہ قدیم المعافرین لمبابت ساتہہ فن موسیقی مین بہی کمال پیدا کرنیکو ضروری سمجہتے تہے۔ مشہور ہون یا (ابن باجہ) نامور طبیب فلسفی ریاضی دان اور ماہر علم ہیئت و ہندسہ ہی نہ تہا۔ بلکہ کامل موسیقی دان بہی۔ مصوری و سنگتراشی سے گو مسلمان عموماً متنفر سمجہی گئی مین لیکن خلفا بغداد کیطرح خلفاء قرطبہ بہی مصوری و نقش نگار سے کم شیدا نہ تہی حتی کہ ایک بادشاہ تو یہان تک بڑہگیا کہ اسنے اپنی پیاری بیگم کی سنگین مورت تیار کراکے محل کے دروازہ پر نصب کرائی۔ اہالی قرطبہ کے شوق علم کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بقول ابن خلدون شہر مین بیشمار کتب خانے موجود تہے۔ اور خواہ کوئی امیر ہو یا غریب عالم کیون نہو وہ محض اس نمود کیلئے کہ اسکے پاس قیمتی کتب کا بیشمار ذخیرہ موجود ہے۔ کتابین جمع کرنے مین علماء سے کم ساعی نہ رہتا۔ قرطبہ مین اسکے زمانۂ عروج مین ۳۸۰ سو مساجد ۲۲ ہزار محل و قصر۔ اور لاکہہ مکانات عام باشندوں کی رہایش کے سات سو حمام۔ اور اسی ہزار دوکانین بیشمار ہوٹلون اور سراؤن کے علاوہ موجود تہین جرمنی تک سے علم کے شایق وہان دوڑے چلے آتے تہے۔ چنانچہ اس زمانہ کی ایک جرمن راہبہ ہروس وہا کا قول ہے کہ قرطبہ اس دنیا کی زینت ہے۔ اس زمانہ مین قرطبہ کی آبادی دس لاکہہ تہی۔ آج اس مین ۵۳ ہزار خستہ حال انسان آباد ہین۔

قرطبہ علم و ہنر۔ صنعت و تجارت کا ہی مخزن و منبع نہ تہا۔ بلکہ شجاعت کا بہی اصل وطن و مولد وہی ہے۔ شجاعت گو عربون کے رگ و پے مین ساری اور انکا طبعی خاصہ ہے۔ مگر اسکی ضوابط و قواعد سرزمین ہسپانیہ ہی مین ناصر اور حکم کے عہد مین مرتب ہوئے۔ اور وہین اسے مہذبانہ جلا اور رونق حاصل ہوئی۔ قرطبہ کے بعد غرناطہ نے بہی اس ترکہ کو آخر وقت تک باحتیاط تمام سنبہالے رکہا۔ ایک فرنچ مورخ لکہتا ہے۔ کہ شجاعانہ خیالات کو اس زمانہ مین نشو و نما ہوئی اور انہی دنون بنی انسان کی کمزور جنس یعنی طبقہ اناث کی ادب احترام اور حفاظت کا شریفانہ خیال شجاعت کے فرائض مین شامل ہوا۔ ایک ہسپانوی عیسائی مورخ لکہتا ہے جس شجاعت پر پچہلے دنون یورپ کو اتنا بڑا فخر تہا۔ ناصر حکم اور منصور کے زمانہ مین وہ مسلمانون کا معمولی شعار ہوری تہی۔ اندلس جہان غیر کے شہر اسلامی حکومت کی حفظ و امان کی عام کفالت کی پناہ مین اسلامی شہسوار دشمنون پر دراز دستی کرنے کیلئے بخوف و خطر ہسپانیہ مین پہرتے رہتے ہون اور معشوقون کے نام پہ جو کمہارون مین داخل ہونیکی قدیم وحشیانہ رسم متروک ہوگئی۔ اور اب شہسوار اپنی معشوقہ کی کوئی نشانی خود یا گہوڑے پر لگاکے بہت مردانہ وقار کے ساتہہ جنگ مین داخل ہوتے۔ اکثر عرب خواتین بہی جہرہ کہولے مین پہرتے رہتے ان اکہاڑون کو دیکہتی۔ انکی موجودگی مجالس مین مردون کی حرکات و سکنات کی شائستگی و پاکیزگی پر ایسا نیک اثر ڈالتی کہ ہم اسوقت اسکا کچہہ شایبہ بہی قیاس ہی ... ۱۴۰۵

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

یکم اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت احمدیہ سامانہ معرفت مولوی محمد اکرم صاحب للعہ
۲۔ میان عبد الرشید صاحب سنامر ریاست پٹیالہ ۔ ے
۳۔ جماعت امروہہ معرفت میان عبد السمیع صاحب ۱۴۔ ے
۴۔ میان امیر حسین خانصاحب ہانگ کانگ تمبی صہ

۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۸ عہ)

۱۔ جناب خلیفہ نور الدین صاحب جمون اللعہ
۲۔ چودہری الہ داد صاحب بندکلرک دفتر میگزین قادیان ۱۲ ار

۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۱۴ للعہ)

۱۔ میان الہ دتہ چیٹھی رسان شاہدرہ ضلع لاہور ۔ ے
۲۔ چودہری غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندہر بابت جماعت کریام ۸ عہ
۳۔ بابو علی بخش صاحب سب اوورسیر ہرنگ دکہاد ریاست جوہور ۱۳ ے
۴۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا افریقہ للعہ ۱۴
۵۔ شیخ علی محمد صاحب ڈنگہ ۔ ے
۶۔ مولوی ابوالحسن صاحب سنگپیر وٹہہ ۲ ے
۷۔ 〃 بابت جماعت منڈیان للعہ ۶
۸۔ 〃 بابت مولوی جند وڈ اکی نروان ۲ ار

۵ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۱۴ للعہ)

۱۔ سید ناصر شاہ صاحب سب ڈویژنل افسر ریاست جموں ۲ ے
۲۔ میان نیاز اللہ صاحب ملازم ڈیوس صاحب شیلانگ آسام ۲ عہ
۳۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر لاہور عہ
۴۔ میان عبد اللہ خان ملازم راجہ عطا محمد خانصاحب یاڑی پور کشمیر ۱۴ عہ

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۱۲ عہ)

۱۔ چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ
۲۔ منشی مولا بخش صاحب کارخانہ ... لاہور عہ
۳۔ میان غلام رسول صاحب لنگہ ... دگجرات عہ
۴۔ مرزا محمد شفیع صاحب بڑہ اسمٰعیل خان ۱۲ صہ

۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۲ مرعہ)

۱۔ منشی محمد حسین صاحب ... ظفروال سیالکوٹ عہ
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان ۶۰
۳۔ منشی فتح الدین مدرس مشن سکول جلال پور کنگا ۸ ار

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۱۱)

۱۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن ... عہ
۲۔ میان سلطان محمد صاحب قائم ضلع ملتان ۱۰ ے
۳۔ مولوی جلال الدین صاحب موضع ... ڈاکخانہ قصور ۲ ے
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان ۲۰

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۱۲ مرعہ)

۱۔ میان احمد علی صاحب برادر جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے عہ
۲۔ جماعت لالہ موسیٰ معرفت میان سردین صاحب دعہ
۳۔ منشی محمد مقبول صاحب میر منشی دلکشا ... عہ ۶
۴۔ جماعت ننگہ معرفت میان رحمت اللہ صاحب ۔ ے
۵۔ میان شاہ دین صاحب موضع ماہل پور ضلع ہوشیارپور ۱۱ ار

۶۔ حکیم محمد عمر خان صاحب فیروزپور عہ
۷۔ جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی عہ
۸۔ منشی عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر نورالاین بلوچستان ۱۴ ے

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۲۰ عہ)

۱۔ منشی غلام سرور خانصاحب نونکو بندوبست و زیرا اسمٰعیل خان عہ
۲۔ جماعت امرتسر ۔ ے
۳۔ ابو سعید صاحب عرب قادیان دارالامان ۵ ار
۴۔ میان چراغ الدین صاحب قادیان ۸ ار
۵۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی 〃 ۱۰ ار
۶۔ میان رمضان محمد بخش و رحمت علی بیگ 〃 عہ
۷۔ میان شیخ محمد فضل احمد و چراغ الدین محمد 〃 ۱۰ عہ

۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۱۵ مرعہ)

۱۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی قادیان ۴ عہ
۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور عہ
۳۔ ناصعلوم الاسم عہ
۴۔ منشی غلام محمد صاحب محرر میگزین قادیان ۸ ار
۵۔ منشی حسین بخش صاحب نائب مدرس قانونگوئی ضلع منٹگمری ۱۱ ے
۶۔ میان عنایت اللہ صاحب جماعت بہلوال سندہوان للعہ ۳
۷۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان عہ ۲

۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۲ للعہ)

۱۔ حکیم محمد حسین صاحب بلب گڑہ ضلع دہلی ۸ ے
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان عہ ۸ پائی
۳۔ حاجی رحمت اللہ صاحب راہون للعہ
۴۔ عبد الرحیم صاحب محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۔ ے
۵۔ عطا و ربی ولاہ ... صاحب جنڈیالہ و الہ اصیوٹ روڈ ۲ عہ

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۶ پائی للعہ)

۱۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۵
۲۔ سید امیر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ ۸ ار
۳۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے قادیان عہ
۴۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان ۱ عہ
۵۔ میان محمد حسن دفتری میگزین 〃 ۲ عہ
۶۔ مولوی قطب الدین صاحب حکیم 〃 ۶ ار
۷۔ میان منظور محمد صاحب 〃 ۔ ے
۸۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب 〃 عہ
۹۔ جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے 〃 ۲ عہ
۱۰۔ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب 〃 ۱۴ عہ
۱۱۔ میان منظور علی صاحب 〃 ۱۱ ار
۱۲۔ جناب حضرت حکیم الامت صاحب معرفت سکرٹری مدرسہ ۴ صہ
۱۳۔ بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ ۱۲ عہ
۱۴۔ منشی عبد العزیز صاحب سیکہوان عہ

۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان ۱۲ معہ)

۱۔ جمال الدین خیر الدین، امام الدین سیکہوان عہ
۲۔ چودہری حاکم علی صاحب چک پنیار ضلع گجرات ۲ عہ

۳۔ جماعت شاہجہانپور معرفت سید محمد قاسم صاحب ۸ ے
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان عہ
۵۔ چودہری غلام قادر صاحب سر کوعہ ضلع ہوشیارپور ۱۴ للعہ
۶۔ میان فضل الرحمن صاحب ہیلان ضلع گجرات صہ
۷۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرہ افریقہ ۔ ے
۸۔ میان حسن علی صاحب حاملہ چائنل لاہور عہ
۹۔ منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا ۱۰ عہ
۱۰۔ مولوی محمد فاضل صاحب کبیروالہ ۵ ار ۲ پائی عہ
۱۱۔ بابو گلاب خان صاحب پیشماسٹر راولپنڈی عہ ار
۱۲۔ شیخ ضیاء الدین صاحب مانسہرہ ۸ ار

میزان ۱۴ معہ ۲ پائی

مرا برف باریدہ بر پر زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیون کا خاتمہ ہے۔ اور خاص کر جبکہ اولاد نہونا۔ ان کا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے۔ آپ بہی اگر یاوسی کی حد تک پہونچ گئے ہون۔ تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین:۔

ثنائی خضاب مثل تیل ہیلین کو لگایا جاتا ہے بالون کو دو منٹ مین سیاہ بہنور کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالون کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپیہ۔

روح افزا نامردی سستی ملاولدی ضعف باہ و دماغ جریان و درد کمر کیواسطے اکسیر ہے۔ بیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلیتن پہلوان بناتا ہے۔ قیمت تین روپے فی شیشی

روح النساء حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر سے یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی اور اولاد نہ ہو یا کوئی سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتون کی سب بیماریون کے واسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپے فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ چہرہ کی چہریان چہائیان سیاہ داغ و کیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

گولیان و روغن ان کی استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچہہ سفید ہوگئے ہون تو بہی سیاہ ہو جاتے ہین اور ہمیشہ

بال اڑانیکا تیل بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ مین اڑ کے جگہہ کے بال بہی دور ہون۔ قیمت ۸ فی شیشی۔

سرمہ ممیرا دہند غبار۔ لالی پڑبال۔ پانی جانا۔ و ابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت دو روپے فی تولہ

بواسیر خونی بادی جدی یا آتشک سے ہوتے اگر سہل تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔

دمہ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پہیپہڑے خراب ہوگئے ہون شرطیہ علاج ہو قیمت تین روپے۔

دوائی آتشک مجرب اکسیر قیمت تین روپیہ۔ دوائی سوزاک تیر بہدف

خط و کتابت کا پتہ۔

ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم۔ اے بکرم سسپتال فیروزپور شہر پنجاب

[illegible]

اعلےٰ درجہ کا مقوی اور مصفےٰ سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر ... مصفیات خون اور بدن کا مجموعہ ہر ایک جوہر کی چاروں شیشی کی دوائیں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور ... ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں ... چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال ہے

مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح ... شیشی نمبر ۱ جوہر ... شیشی نمبر ۲ جوہر ... شیشی نمبر ۳ جوہر ... شیشی نمبر ۴ جوہر ... وغیرہ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو سینہ طاعون کھانسی بخار ... اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے ... آتشک ... سفید داغ جذام ... بواسیر ... وغیرہ ... کیلئے مفید ... ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ... قیمت ... **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دوائیوں ... اعلیٰ درجہ کا مقوی معدہ ... اور خون صالح پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا ... مرد اور عورت ... اولاد ... ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کر کے بفضل خدا کامل فائدہ حاصل کیا ہے ... نمک ... امراض ذیل میں ... فائدہ بخشتا ہے ... ضعف معدہ ... ہضم نہ ہونا ... بار بار ... اسہال ... ضعف دماغ ضعف بصارت ... ضعف باہ ... نامردی ... وغیرہ امراض ... دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے ... طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے ... اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ... طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے ... [illegible] ... **تقویت** ... [illegible] ... دل اور دماغ اور گردہ یعنی ... قیمت فی بکس ... ۳۰ خوراک ... محصول ڈاک ... **تحصیل اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع** ... ہر قسم کے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری** ... آنکھوں کی کل بیماریاں ... قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن** ... دانتوں کی ... ورم ... درد ... زبان کے ... قیمت فی بکس ... **علاوہ** ازیں آتشک سوزاک جریان ... اسہال کھانسی دمہ بواسیر ... اختلاج قلب سفید داغ داد ... وغیرہ ... تمام ہندوستان میں ... کامیابی ... فہرست ... مفت ... بھیجی جاتی ہے ... پتہ یہ ہے :-

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر فروش میڈیکل ہال حکیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ ... ضرورت ہو ... خط بھیج کر ...

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات مفصل سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی کی کارخانہ انجام دیکھ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم

محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو یہ کمال ہے ... ایک دوا کا نسخہ ... گولیاں ... اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ ... جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید ... [illegible] ... دل و دماغ و معدہ ... خون صالح پیدا کرتی ہے ... قیمت ... خوراک ... بکس کلاں ... کافی ہے ...

المشتہر

حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ لب گدھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہو گی۔ ... تیل ہمارے کارخانہ کی ایجاد ہے ... بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ... آنکھوں ... کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۶

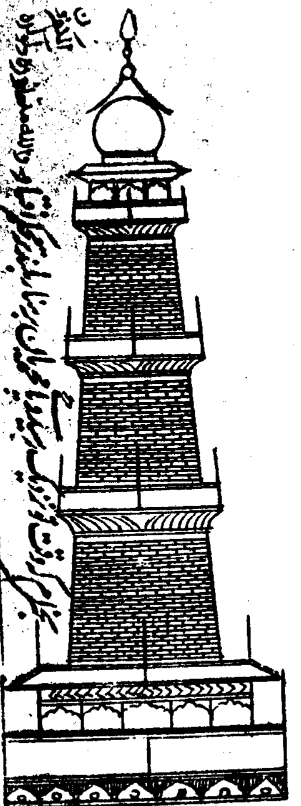

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گرالی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و سادنین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۱۷ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۳ | جلد ۹

فہرست مضامین

امور منزلیہ	صفحہ اول
دار الامان کا ہفتہ - الہامات و کشوف	"
حضرت حجۃ اللہ کی تقریر علیہ الوداع کی تقریب پر	ص ۲
تفسیر القرآن من مسیح الزمان -	ص ۳ و ۴
تحقیقات مسئلہ عزاداری	ص ۵
خطبہ عید اضحے	۶ "
برہمون کے بعض دلچسپ حالات	ص ۷ و ۸
التبلیغ	۸ "
ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ	۹ - ۱۰
مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج	ص ۱۰
زلزلہ کی خبرین	ص ۱۱
نصرۃ الحق	ص ۱۱-۱۲
رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان	ص ۱۳
محکمہ بند و بست کیلئے خوشخبری-	
اشتہار	ص ۱۳
اشتہارات	ص ۱۴

امور منزلیہ

نیاز مند ایڈیٹر الحکم اپنے محسن مولی کریم کی لا انتہا فضل و کرم مین سے کسی ایک کی بہی شکر گزاری کے قابل نہین اسکے احسانات اس بحر ز خار لاتعد ولاتحصی مین + اس سے بڑھکر کیا احسان ہوگا کہ اسنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا ایک عظیم الشان کام اپنے فضل سے سپرد کیا جو وہ الحکم کے ذریعہ شان مہدویت کے اظہار مین کر رہا ہے۔ پھر بقائے نوع کی فطری خواہش کے تقاضے کو اس ودود کریم ربنے اولاد عطا فرما کر پورا کیا۔ چنانچہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو جبکہ ابہی مین دو چار منٹ باقی تھے اس نے اپنے تازہ احسان سے اس عاجز کو بہرہ مند فرمایا یعنے اسکو محض اپنے ہی کرم سے پانچوان بچہ اور میرا لڑکا عطا فرمایا۔ والحمد للہ علے ذالک۔ مولی کریم مین محسن ایک ناکارہ اور گمنام شخص تہا تیرے ہی فضل نے مجھے اٹھایا اور مسیح موعود کے قدمون مین لا ڈالا اور ہر طرح کے انعام واکرام سے تو نے مجھے مالا مال کر دیا مین تیری نعمتون کا شکر کس زبان سے کرون + ناظرین الحکم اپنے خادم کی خوشی مین یقیناً شریک ہونگے مین انسے بمنت التجا کرتا ہون کہ وہ نہایت توجہ اور اخلاص کیساتھ اپنے خادم کے لئے خاص طور پر دعا کرین کہ اللہ تعالی اس مولود کو میرے لئے میری قوم اور ملک کے لئے مبارک کرے۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سچا خادم ہو سچے مسلمانون کا پورا نمونہ ہو ۔ اللہ تعالی خدمت دین اور نوع انسان کی بہلائی مین اسکی عمر دراز کرے وہ نافع الناس وجود ہو اور میرے لئے باقیات الصالحات کا سچا نمونہ ہو آمین

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

اپنے مولی کریم کا شکر کرتا ہون جس نے نیفس [illegible]

دعوٰھم واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان خدا کے فضل وکرم سے ہر طرح خیریت سے ہے۔ اعلےٰ حضرت ابہی تک باغ مین ہی رونق افروز ہین + براہین احمدیہ کی پانچوین جلد لکہہ رہے ہین اور بہت بڑا حصہ آپکا دعا مین گذرتا ہے۔

۲- بزرگان ملت بہی حضور کے زیر سایہ باغ ہی مین خدا کی یاد اور خدمت دین مین مصروف ہین۔

۳- ہفتہ زیر اشاعت مین جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور سے تشریف لائے اور دو چار روز فیض صحبت حاصل کرکے واپس تشریف لے گئے۔

جناب شیخ طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ چونگی چینیوٹ سے جو اس علاقہ مین ایک سرگرم اور مخلص ممبر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہین تین ہفتہ کی رخصت لیکر دار الامان وارد ہوئے اور کونوا مع الصادقین پر عمل کرکے فیض اٹھا رہے ہین ایک بزرگ الہ آباد کے باشندے بنارس سے تشریف لائے ہوئے ہین۔

بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر جن سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہین کئی مہینو کے لئے رخصت لیکر آئے ہین۔

مکرمی سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر واپس چلے گئے۔

۴- مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی امروہہ مین تشریف رکھتے ہین۔ وہان چندے مخالفت کا بازار گرم ہے۔ سید فاضل امروہی اور سید آل محمد صاحب تبلیغ کیلئے سرگرم ہین مولانا اپنی مجالس مین قرآنی حقایق ومعارف بیان فرماتے ہین اور مخالف یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہوکر لوگونکو شمولیت سے روکتے اور نامراد رہتے ہین۔

ہفتہ زیر اشاعت کے تازہ الہامات وکشوف حسب ذیل ہین۔

الہامات وکشوف

۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۵- کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک۔

۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۵ خواب مین دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت مین ہین گویا اور ایک مقدمہ پیش ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ملی جامہ علی ہے اور اسکا سررشتہ دار ہمارے بہائی مرزا غلام قادر مرحوم ہین اور ہم تینون ایک ہی جگہ بیٹھے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم گویا مدعی ہین اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے مجسٹریٹ نے سررشتہ دار سے کان مین کچھ کہا جسکو ہم نے بہی سن لیا وہ کہتا ہے کہ عسہ طلبانہ داخل کردین اور فریق ثانی کو بلایا جاوے ہم نے جیب سے عسہ دیدے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔

۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۵ میان محمد اسحاق حضرت میر ناصر نواب صاحب کا چہوٹا صاحبزادہ بیمار تہا ڈاکٹر صاحب کی رائے مین حالت اچھی نہ تھی فرمایا مینے دعا کی اور دعا کی اصل وجہ تو شماتت اعدا تھی ورنہ اولاد ہو یا کوئی اور عزیز موت فوت تو ساتھ ہی ہے غرض جب مین دعا کر رہا تہا تو یہہ الہام ہوا۔

اطلاع - بوجہ ایک ضروری ذاتی کام کیلئے مدیر ہمارا رن بیٹا ہوا [illegible] اسلئے اخبار دو دن بعد شائع ہوا یہی وجہ ہے کہ ۱۸ - کا واقعہ بہی درج کردیا ہے - ایڈیٹر

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۴ء کی تقریب پر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ غار میں آپ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔ [illegible] جب [illegible] وقت آتا تو اس کے [illegible] اور آپ کے سامنے ہی [illegible] ہی ان کو صحابہ میں سے ہر ایک پوری [illegible] نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکر صدیق [illegible] ساتھ دیا اور ایک غار میں جسکو غار ثور [illegible] جاتی ہے [illegible] کفار جو آپ کی ایذا رسانی [illegible] تلاش کرتے ہوئے اس [illegible] حضرت ابوبکر صدیق نے عرض [illegible] بالکل [illegible] ہوئے ہیں اور اگر [illegible] تو وہ دیکھ لیگا اور ہم [illegible] اسوقت آپ نے فرمایا

لا تحزن ان اللہ معنا

[illegible] اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ [illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں یہ فرمایا ان اللہ معنا معنا میں آپ دونوں شریک ہیں [illegible] اور [illegible] ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا ہے اور [illegible] حضرت صدیق کو اسوقت دونو ابتلا میں [illegible] کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانیوالا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آکر ختم ہو جاتا ہے لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گذر اور دخل کیسے ہوگا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے کبوتر نے انڈے دئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے انکو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھے آتے ہیں۔ لیکن آپ کے کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپ اپنے رفیق صادق صدیق کو فرماتے ہیں

لا تحزن ان اللہ معنا

یہ الفاظ بڑی صفائی کیساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں

اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پروا نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کیلئے تو یہ نمونہ کافی ہے۔ ابوبکر صدیق کی شجاعت کیلئے ایک دوسرا گواہ اس واقعہ کے سوا اور بھی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر نکلے کہ اگر کوئی کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا ہے تو میں اسے قتل کر دونگا۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق نے بڑی جرأت اور دلیری سے کلام کیا اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے جسقدر نبی ہو گذرے ہیں سب نے وفات پائی ہے۔ اس پر وہ جوش فرو ہوا۔ اس کے بعد بادیہ نشین اعراب مرتد ہو گئے۔ ایسے نازک وقت کی حالت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں ظاہر کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور بعض جھوٹے مدعی نبوت کے ہو گئے ہیں اور بعضوں نے نمازیں چھوڑ دیں اور رنگ بدل گیا ہے۔ ایسی حالت میں اور اس مصیبت میں میرا باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین ہوا۔ میرے باپ پر ایسے ایسے غم آئے کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے تو وہ بھی نابود ہو جاتے۔ اب غور کرو کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی ہمت اور حوصلہ کو نہ چھوڑنا کسی معمولی انسان کا کام نہیں۔ یہ استقامت صدق ہی کو چاہتی تھی اور صدیق ہی نے دکھائی۔ ممکن نہ تھا کہ کوئی دوسرا اس خطرہ کو سنبھال سکتا۔ تمام صحابہ اسوقت موجود تھے کسی نے نہ کہا کہ میرا حق ہے۔ وہ دیکھتے تھے کہ ایک آگ لگ چکی ہے اس آگ میں کون پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں ہاتھ بڑھا کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی۔ یہ انکا ہی صدق تھا کہ اس فتنہ کو فرو کیا اور ان موذیوں کو ہلاک کیا۔ مسیلمہ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھا اور اسکے مسائل اباحت کے مسائل تھے لوگ اسکی اباحتی باتوں کو دیکھ دیکھ کر اسکے مذہب میں شامل ہو جاتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اس بیعت کو ثابت کیا اور ساری مشکلات کو آسان کر دیا۔

خون مسیح پر ایمان لانا بھی سہل ہوا ہوا ہے کیونکہ ایمان لانے سے ایک تو روٹی مل جاتی ہے دوسرے اباحت کی زندگی جیسے تو اللہ اکبر کی آواز سننے پر نماز کیلئے اٹھنا پڑتا اور اب یہ خیال کہ خون مسیح پر ایمان لا کر رات کو شراب پی کر سو گئے اور جب

جی چاہا اٹھے کوئی باز پرس نہیں کچھ منع نہیں ایسی حالت میں لوگوں کا رجوع عیسائیت کیطرف ہونا لازمی امر ہے۔ لوگوں کی حالت کچھ اس قسم کی ہو گئی ہے کہ کہتے ہیں

ایہہ جہان مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا

اس جہان میں بدمعاشیاں کر لو۔ آگے دیکھا جاوےگا اس قسم کے لوگ روٹی بے قیدی اور آرام کی زندگی عیسائیت ہی میں پا سکتے ہیں ان کیلئے کوئی ضروری امر نہیں خواہ دس برس تک بھی غسل جنابت نہ کریں۔ پس ان لوگوں کو جو عیسائی ہوئے ہیں دیکھ کر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ وہ پہلے منش جو مرتد ہوئے ہیں اگر عیسائی نہ ہوتے تو باطنی طور پر بھی مرتد ہی تھے۔ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک ازلی کافر جو بے قیدی اور اباحت کی زندگی کو چاہتے ہیں اور تین قسم کے مومن۔ ظالم لنفسہ۔ مقتصد۔ سابق بالخیرات۔ پہلی قسم کے مومن وہ ہیں جو ظالم ہیں یعنے انپر کچھ جذبات نفس غالب آ جاتے ہیں۔ دوسرے میانہ رو اور تیسرے خیر محض۔

اب ازلی کافر جو نفس کے غلام اور بندے ہیں جنکی غرض و غایت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ بے قیدی کی زندگی بسر ہو اور روپیہ بھی مل جاوے۔ انکو اسلام سے کیا مناسبت۔ وہ تو عیسائیت کو پسند کریں گے جہاں تنخواہ ملجاوے اور کسی چیز کی ضرورت نہ رہے۔ گرجا میں گئے تو وہاں بھی محض اس غرض سے کہ خوبصورت عورتیں اچھے لباس میں رہتی ہیں وہاں نظارہ کیلئے جا بیٹھے۔ غرض اس قسم کی اباحتی زندگی والوں کو اسلام سے کوئی مناسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس زمانہ میں بھی مسیلمہ نے اباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ کسقدر مشکلات پیدا ہوئے ہونگے اگر وہ قوی دل نہ ہوتا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اسکے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا لیکن صدیق نبی کا ہمسایہ تھا آپ کے اخلاق کا اثر اس پر پڑا ہوا تھا۔ اور دل نور یقین سے بھرا ہوا تھا۔ اسلئے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسکی نظیر ملنی مشکل ہے انکی موت اسلام کی زندگی تھی یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں اس زمانہ کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر نے کی ہے اسکا اندازہ کر لو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیق اس اسلام کیلئے آدم ثانی ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابوبکر صدیق کا بہت بڑا احسان ہے کہ

اس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوت ایمانی سے کل باغیوں کو سزا دی۔ اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ میں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کرونگا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیق کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دیدی۔

پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہیئے۔ نظائر سے مسائل بہت جلد حل ہو جاتے ہیں۔ اگر گذشتہ زمانہ میں اسکی نظیر دیکھی جاوے تو پھر یوسف کا صدق ہے ایسا صدق دکھایا کہ یوسف صدیق کہلایا۔ ایک خوبصورت معزز اور جوان عورت جو بڑی بڑی دعوے کرتی ہے اس تنہائی اور خلوت میں ارتکاب فعل بد چاہتی ہے لیکن آفرین ہے اس صدیق پر کہ خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑنا پسند نہ کیا اور اسکی التجا پر قسم کی فتنت اور دھمکی اٹھانے کو آمادہ ہو گیا یہانتک کہ قید کی زندگی بسر کرنی منظور کر لی چنانچہ کہا رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔ یعنے یوسف نے دعا کی کہ اے رب مجھکو قید پسند ہے بہ نسبت اس کے جسکی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں۔ اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک فطرت اور غیرت نبوت کا کیسا پتہ لگتا ہے کہ [illegible] اسکا الہام نہیں [illegible] یوسف اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کا گرویدہ اور عاشق زار تھا انکی نظر میں اپنے محبوب کے سوا دوسری کوئی بات جچ سکتی نہ تھی وہ ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ حدود اللہ کو توڑیں۔

کہتے ہیں کہ ایک لمبا زمانہ جو ۱۲ برس کے قریب بتایا جاتا ہے وہ جیل میں رہے لیکن اس عرصہ میں کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا اللہ تعالیٰ اور اسکی تقدیر پر پورے راضی رہے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کو کوئی عرضی بھی نہیں دی کہ انکے معاملہ کو سوچا جاوے یا انہیں رہائی دیجاوے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس اہل غرض عورت نے تکالیف کا سلسلہ بڑھا دیا کہ کسیطرح پر وہ پسیل جاویں مگر اس صدیق نے اپنا صدق نہ چھوڑا۔ خدا نے انکو صدیق ٹھہرایا جیسی صدیق کا ایک مقام ہے کہ دنیا کی کوئی آفت کوئی تکلیف اور ذلت اسے صدق اور وفا کے توڑنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ جسقدر اذیتیں اور بلائیں بڑھتی جاویں وہ اسی مقام صدق کو زیادہ مضبوط اور لذیذ بناتی جاتی ہیں خلاصہ یہ کہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب انسان ایاک نعبد کہہ کر صدق اور وفاداری کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک بڑی نہر صدق کی کھول دیتا ہے جو اسکے قلب پر جاری کی جاتی ہے

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

پس یہی ایک کامل لطیفہ ہے جسکا التزام اس صورت مین کیا گیا پھر تیسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ باوجود التزام فصاحت وبلاغت یہہ کمال دکھلایا ہے کہ محامد الہیہ کے ذکر کرنے کے لئے بعد جو فقرات دعا وغیرہ کے بارہ مین لکھے ہین اون کو ایسے عمدہ طور پر بطور لف ونشر مرتب کے بیان کیا ہے۔ جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارج فصاحت وبلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ سخن مین صاحب مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اس قسم کے لف ونشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالے نے اول محامد الہیہ مین فیوض اربعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے اور پھر بعد اسکے فقرات تعبد اور استعانت اور دعا اور طلب جزا کو انہین کے ذیل مین اس لطافت سے لکھا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہایت مناسبت تھی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العالمین کے مقابلہ پر ایاک نعبد لکھا کیونکہ ربوبیت سے استحقاق عبادت شروع ہوجاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاک نعبد کا لکھنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاک نستعین لکھا کیونکہ بندہ کیلئے اعانت الہی جو توفیق عبادت اور ہر یک اسکی مطلوب مین ہوتی ہے جسپر اوسکی دنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہ اوس کے کسی عمل کا پاداش نہین بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفت رحمانیت سے بہ شدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اھدنا الصراط المستقیم لکھا کیونکہ دعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششون پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے اور مالک یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین لکھا کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو ایسا فقرہ جس مین طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اوسکے نیچے رکھنا موزون ہے۔

چوتھا لطیفہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہ سورہ مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجاز لطیف ہے اسی کی طرف اللہ تعالے نے اشارہ فرمایا ہے انا اتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجھے اے رسول سات آیتین سورۃ فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اون کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے۔ ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ اُس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورۃ الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورت اجمالی مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا گویا اوس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا غرض قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ محمدوحہ ایک آئینہ قرآن نما ہے جس کی تصریح یہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالے کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اوسکو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہ مقصد الحمد للہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اوس کے یہ معنی ہین کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العالمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتداء کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین داخل ہوچکا اوسکو مخلوق ٹھیراتا ہے اور اُن امور کے جو لوگ مخالف ہین اون کا کذب ثابت کرتا ہے سو یہ مقصد رب العالمین مین بطور بطور اجمال آگیا۔ تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اوسکی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد لفظ رحمان مین بطور اجمال آگیا۔ چوتھا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہ مقصد لفظ رحیم مین آگیا۔ پانچوان مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہ مقصد مالک یوم الدین مین آگیا۔ چھٹا مقصد قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردّیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد ایاک نعبد مین بطور اجمال آگیا۔ ساتوان مقصد قرآن شریف کا ہر یک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹھیرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علے الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اسی کیطرف سے اقرار دینا اور اون تمام امور مین اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہ مقصد ایاک نستعین مین بطور اجمال آگیا۔ آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراط مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور پھر اوسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دعا اور تضرع سے اوسکو طلب کرین سو یہ مقصد اھدنا الصراط المستقیم مین بطور اجمال کے آگیا۔ نوان مقصد قرآن شریف کا اون لوگون کا طریق وخلق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہ مقصد صراط الذین انعمت علیھم مین آگیا۔ دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق وطریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا۔ یا جو راستہ بھولکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑ گئے تا حق کے طالب اُنکی راہون سے ڈرین سو یہ مقصد غیر المغضوب علیھم ولا الضالین مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین۔ جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہ تمام مقاصد سورۃ فاتحہ مین بطور اجمال آگئے۔

پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہ ہے کہ وہ اُس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالب حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیات قربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیات قربت کا شروع اُس نقطہ سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کرکے اور سختی اور آزارکشی کو روا رکھہ کر اُن تمام نفسانی خواہشون سے خالصًا للہ دست کش ہوجائے کہ جو اوس مین اور اوس کے مولی کریم مین جدائی ڈالتے ہین اور اوس کے موہنہ کو خدا کیطرف سے پھیر کر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کیطرف پھیرتے ہین اور اون کے خوفون اور اُمیدون مین گرفتار کرتے ہین اور ترقیات کا اوسط درجہ وہ ہے کہ جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کیلئے تکالیف اُٹھائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑ کر طرح طرح کے دُکھہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورت انعام مین ظاہر ہوجائین اور بجائے مشقت کے لذت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو۔ اور ترقیات کا اعلے درجہ وہ ہے کہ سالک اسقدر خدا اور اوس کے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرے کہ اوسکا تمام اپنا عین واثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الہیہ بلاشائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت ومحلیت اوسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہوجائین اور فنا اتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جسنے سالک مین اور اوسکی نفسانی خواہشون مین غایت درجہ کا بُعد ڈالدیا ہے انعکاس ربانی ذات اور صفات کا نہایت صفائی سے دکھائی دے۔ اس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ انہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوف مشتبہ دہوکہ سے کہ جو سلوک ناتمام کی حالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز ریاضتون کا ایک نتیجہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سُکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اُس فرق کو نظر سے ساقط کر دیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوتون اور کمالات اور تقدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ قادر مطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہین اور جس کیطرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہین ہو سکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اوس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤن مین مبتلا ہے کیا انسان جسکی روحانی ترقیات کے لئے اسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اوس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اسکا عین ہوسکتا ہے جسکے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہین ؟ کیا جس کی ہستی فانی اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہوسکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتم اور اکمل ہے سبحانہ وتعالی عما یصفون۔ بلکہ اس تیسرے قسم کی ترقی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک

خدا کی محبت مین ایسا فانی اور مستہلک ہوجاتا ہے اور اسقدر ذات بیچون و بیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتہہ اُس سے قریب ہوجاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اوسکو اپنی طرف کہینچ لیتے ہین جو اوسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہریک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغائرت کلّی اور عداوت ذاتی پیدا ہوجاتی ہے اور اسمین اور قسم دویم کی ترقی مین فرق یہہ ہے کہ گو قسم دویم مین بہی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہوجاتی ہے اور اوسکا ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اوس مین ایسا تعلق باللہ نہین ہوتا کہ جو ماسوی اللہ کے ساتہہ عداوت ذاتی پیدا ہوجانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الٰہی صرف دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت بھی ہوجائے۔ غرض قسم دویم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اوس کے غیر سے عداوت رکہنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اوس مقصد کے حصول سے وہ لذّت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ اور اوسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہوجاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت مین چہوڑ نہین سکتا کیونکہ انفکاک الشیئ عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اسمین انفکاک جایز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہین پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن مین نہین وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اوسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کچہہ رگ و ریشہ ظلم کا اسمین باقی ہے کیونکہ اوس نے ربوبیّت کو جیسا کہ چاہیئے تہا ادا نہین کیا اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اسکی سرشت مین محبت الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی یہانتک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکہین ہوگیا جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا ہاتہہ ہوگیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پانو ہوگیا جس سے وہ چلتا ہے۔ تو پھر کوئی ظلم اسمین باقی نہ رہا اور ہریک خطرہ سے امن مین آگیا۔ اسی درجہ کیطرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اُولٰئک لھم الامن وھم مھتدون

اب سمجہنا چاہیئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام دین کا لب لباب ہے سورۃ فاتحہ مین بتمامتر خوبی و رعائیت ایجاز دخوش اسلوبی بیان کئے گئے ہین۔

چنانچہ پہلی ترقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے اوّل قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم کیونکہ ہریک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہوکر راہ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گہاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امور مالوفہ اور معتادہ کو یکلخت چہوڑ دینا اور نفسانی خواہشون کو جو ایک عمر سے عادت ہوچکی ہے یکدفعہ ترک کرنا اور ہریک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پہیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجہہ کر سیدہا خدا کیطرف رُخ کر لینا حقیقت مین ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی پیدایش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جبتک خاک مین نہین ملتا اور اپنی صورت کو نہین چہوڑتا تب تک نیا دانہ وجود مین آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدایش کا جسم اس فنا سے طیار ہوتا ہے جون جون بندہ نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اوسکا فعل اور ارادت اور رو بخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے تون تون پیدایش روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہین یہانتک کہ جب فناء اتم حاصل ہوجاتی ہے تو وجود ثانی کی خلعت عطا کی جاتی ہے اور ثم انشاناہ خلقا اٰخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فناء اتم بغیر نصرت و توفیق و توجہ خاص قادر مطلق کے ممکن نہین اس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنی اھدنا الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہم کو راہ راست پر قایم کر اور ہریک طور کی کجی اور بے راہی سے نجات بخش اور یہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہایت سخت کام ہے اور اوّل دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کیطرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹہر گیا اور اوس موت کو قبول کر لیا تو پھر بعد اسکے کوئی اسے سخت موت نہین اور خدا اس سے زیادہ تر کریم ہے کہ پھر اوسکو یہہ جلتا ہوا دوزخ دکہا دے غرض یہہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلّی شکست پہونچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہریک خود روی کے ثقل سے بیکبارگی دست کش ہونا پڑتا ہے اور یہ مرتبہ سیر و سلوک کے مراتب مین سے وہ مرتبہ ہے جس مین انسانی کوششون کا کچہہ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بخوبی پیش رفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششین اور سالکین کی مختین ختم ہوجاتی ہین اور پھر بعد اسکے خاص مواہب سماوی ہین جنمین بشری کوششون کو کچہہ دخل نہین بلکہ خود خدا تعالےٰ کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی بُراق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے دوسرا قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہمکو اُن لوگون کا راہ دکہلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے۔ اس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین۔ شداید سے خالی نہین ہین بلکہ اس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین اُنکو پہونچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مدد ایمانی اُسکی منقطع ہوجاتی۔ لیکن اس جہت سے اُن کا نام منعم علیہم رکہا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبہ محبت آلام کو برنگ انعام دیکہتے ہین اور ہریک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کیطرف سے اُنکو پہنچتی ہے بوجہ مستی عشق اُس سے لذّت اٹہاتے ہین پس یہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جس مین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذّت آتی ہے اور جو کچہہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبّت کامل اور تعلّق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہوجاتا ہے اور یہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس مین حیلہ و تدبیر کو کچہہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو پھر سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجہہ اُسکے سر سے اُتارے جاتے ہین اور ہریک ایلام انعام ہی معلوم ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہین ہوتا پس یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ اون تلخیون سے بکلّی نکل آتا ہے جو پہلے درجہ مین تہین جن سے ہریک وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تہا مگر اب چارونطرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اُسکی حالت کے مناسب حال یہی تہا کہ اُسکا نام منعم علیہ رکہا جاتا اور دوسرے لفظون مین اس حالت کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تہا اور اب زندہ ہوگیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکہتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہوجاتے ہین اور الوہیت کے مربیانہ انوار نعمت کیطرح برستے ہوئے دکہائی دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہریک نعمت کا دروازہ کہولا جاتا ہے اور عنایات الٰہیہ کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے کیونکہ اس مرتبہ مین ربوبیّت کے عجائبات سالک پر کہولے جاتے ہین اور جو ربّانی نعمتین دوسرون سے مخفی ہین اُنکا اسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوف صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرت احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالم ثانی کے باریک بہیدون سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتون سے بہت کچہہ اوسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ وہ اُس درجہ یقین کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا امر حقیقی کو بچشم خود دیکہتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرار سماوی مین اُسکو بخشے جاتے ہین اسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہ وہ مرتبہ ہے جس مین محبّت الٰہی انسان کو دی تو جاتی ہے لیکن بطریق طبیعت اوسمین قایم نہین کیجاتی یعنی اُس کی سرشت مین داخل نہین ہوتی بلکہ اوسمین محفوظ ہوتی ہے۔

اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیھم والضالین یہہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی محبّت اور اوس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہوجاتی ہے اور بطریق طبیعت اوسمین قیام پکڑتی ہے اور رضاء اس مرتبہ کا اخلاق الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق احدیت مین محبوب ہین اور محبّت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اس قدر اُس کے دل مین آمیزش کر جاتی ہے کہ اوس کے دل سے محبت الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے اور اگر اوس کے دل کو اور اوسکی جان کو بڑے بڑے امتحانون اور ابتلاؤن کے سخت صدمات کے بیچ مین دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبّت الٰہیہ کے اور کچہہ اُسکے دل اور جان سے نہین نکلتا اُسی کے درد سے لذّت پاتا ہے اور اوسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلارام سمجہتا ہے یہہ وہ مقام ہے جس مین تمام ترقیات قُرب ختم ہوجاتی ہین اور انسان اپنے انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے کہ جو فطرۃ بشری کے لئے مقدّر ہے۔

یہہ لطائف خمسہ ہین کہ جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہم نے لکہے ہین مگر عجائبات معنوی اس صورت مین اور نیز دوسرے حقایق و معارف اسقدر ہین کہ اگر اون کا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو اوس کے لکہنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہیئے +

(باقی آئندہ)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

دوم - قولہ تعالیٰ - حکایت یعقوب است - (وقال یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فهو کظیم - (س یوسف) یعنے یعقوب فریاد و و اسفیٰ و احسرتا و افراقا بر مفارقت یوسف مے زد و سفید شد سیاہی دو چشم او از سبب اندوہ و گریہ بر یوسف - حاصل مطلب اینکہ حضرت یعقوب از برائے پسر خود گریہ کرد پس بر مصائب حسین ہم گریہ کردن جائز بل مستحب مؤکد و موجب ثواب و دخول جنت باشد و این آیہ شریفہ دلالت دارد بر جواز گریہ بر مصائب خود و بر غیر خود - (قول مولوی)

مولوی صاحب لاہوری در رسالہ خود از اقوال بیضاوی و کشاف بناہ جستہ چنین سفرماید - از خشک نشد تراوت اشک در چشم یعقوب از وقت مفارقت تا وقت ملاقات او با یوسف ہشتاد سال - الخ) (قول مولوی)

الغرض اصول محققین اسلام اہلسنت کہ ہر چہ از کتاب خدا ثابت شود بچشم و سر بایدنہاد و قال نبوی است بہ آراء مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید و فرقان حمید مخالف باشند بجوے نے ارزد - حاشا و کلا ثم حاشا کہ از نزول آیہ و سیاقش گریہ کردن ثابت شود بچند دلیل - (القرآن تفسیرہ بعضہ بعضاً + ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق و احسن تفسیراً)

دلیل اول اگر حضرت یعقوب گریہ و بکا مے کرد یا بقول مولانا صاحب معظم و ا اسفا و احسرتا و افراقا میگفت پس فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون - و بجائے دیگر فصبر جمیل عسی اللہ ان یاتینی بهم جمیعاً چہ معنی دارد آیا بخیال مولوی صاحب گریہ کردن بر مصائب دارد و احسرتا و افراقا گفتن منافی صبر و شکر نیست اگر ہشتاد سال کسے در مفارقت پسر خود گریہ کنان باشد صبر جمیل نمودہ باشد تراوت چشمش در مفارقت او خشک نشدہ باشد اے اہل علم ہمچنین شخص را کسے میتواند کہ صابر و شاکر نام نہد جائے شرم است کہ باوجود این ہیچ تاب کلمہ (فصبر جمیل) بزبان آرد آیا این کلمہ حضرت یعقوب لساناً گفتہ بود و عمل این منافات با قرآن باہم اختلاف دارد - (ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً) **دلیل دوم** - معنی یا اسفیٰ علیٰ یوسف وا حسرتا و افراقا و ا اسفے کردن تحریف

است در قرآن عقلاء مے دانند کہ معنی یا اسفیٰ اے افسوس است بر یوسف - نہ آنچہ مولوی صاحب تحریف معنوی کردہ اند - انظار این از قرآن کریم - چون مولوی صاحب سودائے عزاداری معروف در سر داشت از نجہت بر وقت معنا کردن الفاظ قرآن کریم گمراہ شد - (واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ) - فلعلک باخع نفسک علیٰ آثارهم ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفاء + آیا معنی (اسفا) فریاد و ا اسفا و احسرتا و افراقا زدن است و ثابت است کہ حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز فریادہا مے زد + فرجع موسیٰ الیٰ قومه غضبان اسفاء اینجا اسفا چہ معنی دارد فریادہا زدن - و احسرتا - و افراقا - و احسینا - گفتن آیا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام بعد رجوع از میقات - مطابق تفسیر مولانائے مکرم شب و روز نعرہ ہائے و ا اسفا - و افراقا - و احسرتا مے زد - عجب است این تفسیر دانی (کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذباً) (ولا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا) + **دلیل سوم** - لفظ من الحزن در عبارت قرآنی موجود است نہ لفظ من البکاء پس شرم است کہ معنے حزن بکا کردہ شود طرفہ اینکہ مولانا صاحب مکرم ہمہ جا بکا معروف مشتدا کہ اہل تشیع مرادمے گیرند مثلاً وا حسینا وا علیا وا رسولا بشمول سینہ زنی مروج مولوی صاحب در ترجمہ رقم کردہ (از سبب اندوہ و گریہ بر یوسف صفحہ ۹) پس اگر معنی لفظ من الحزن در ترجمہ (از سبب اندوہ) است پس گریہ معنی کدام لفظ عربیست کہ ترجمہ مولوی صاحب ایزاد کردہ اند - الفاظ حزن و بکا ہر دو جداگانہ معنا دارند - غور کنید در آیات ذیل - (فرجعناک الیٰ امک کی تقر عینها ولا تحزن) پارہ ۱۶ (س طٰہٰ) (فناداها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا) (انما النجویٰ من الشیطان لیحزن الذین امنوا) (لا تحزن ان اللہ معنا) (وقالوا الحمد للہ الذی اذهب عنا الحزن) در ہمہ این آیات قرآنی لفظ حزن واقع است و از ہیچ یک ثابت نمی شود کہ معنی حزن بکا معروف مولوی صاحب مراد باشد - این آیات کتاب اللہ را نظیراً آوردیم تا محققین اہل علم و دانش بدانند کہ محاورہ قرآنی در لفظ حزن ہیست صاحبان معرفت می دانند کہ خداوند عالم جل و علا می توانست کہ بجائے من الحزن - من البکاء ارشاد فرماید تا ہیچکس

در اشتباہ نیفتد مگر خداوند علیم و خبیر کہ عالم السر والشهادة علیم بذات الصدور علم و قدرتش ازلی و ابدی بر ہمہ ما کان و ما یکون محیط است میدانست کہ وقتے امامیہ بااین آیہ استدلال خواہند کرد و ناکام خواہند شد پس کسیکہ اندک تدبر نماید بر حقیقت مے رسد کہ سر درین کلمہ ہیست کہ بجائے من الحزن - من البکاء ارشاد نشد - (فتدبروا یا اولی الالباب)

دلیل چہارم - در لغت عرب معنی حزن فریادہا زدن و نوحہ کردن ننوشتہ - اگر در لغت خاص امامیہ باشد عجب نیست مفسرین امامیہ ہم معنی لفظ حزن اندوہ و غم کردہ اند - مفسر کاشانی در خلاصة المنهج زیر تفسیر آیہ (لا تحزن ان اللہ معنا) نوشتہ است - چون گفت پیغمبر یار خود را - اندوہ مخور علامہ طبری ذیل تفسیر ہمین آیہ نوشتہ لا تحزن اے لا تخف پس معنی لفظ حزن بکا نیست چون گریہ کردن بر مصائب غیر برادران امامیہ در ارث دارند از نجہت در ہر جا سودائے بکا معروف در دماغ شان تخیل است

دلیل پنجم - بعد از ذکر وابیضت عیناہ من الحزن فهو کظیم واقع است و ازین کلمہ مستفاد می شود کہ حضرت یعقوب گریہ نکرد ورنہ کلمہ فهو کظیم بے معنی مے شود - والکاظمین الغیظ - اذ نادیٰ و هو مکظوم وانذرهم یوم الآزفة اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین -) پس معنے کظیم کہ بعد از لفظ حزن واقع است - ضبط کنندہ کہ از غم پر باشد و اظہار نکند - پس اگر حضرت یعقوب علیہ السلام ہشتاد سال گریہ باشد نعرہائے و احسرتا و افراقا زدہ باشد اطلاق کظیم بحالتش کے صادق آید - قاعدہ است کہ اگر کسے ضبط گریہ کند حزن یا غم و اندوہ از دیادے پذیرد چون بگرید غم و اندوہ برود و دماغ سبک شود دل تجربہ شدہ کہ از شدت حزن یا اندوہ اشک از چشم نمے آید - پس کظیم یعنے ضبط کنندہ گریہ است و ہمچنین ضبط گریہ موجب اندوہ یا حزن شدید می شود از نجہت خداوند علیم و خبیر اندوہ یعقوب را بلفظ حزن تعبیر فرمود - و حزن یا اندوہ از امورات قلبیہ داخلیہ اند نہ مثل بکا کہ بر فعل خارجی ظاہری اطلاق مے شود اگر مے کسے بسیار غمگین و اندوہناک باشد مگر او را ہیچکس نمے گوید کہ گریہ مے کند بلے این صحیح است کہ گاہے غم یا اندوہ منجر بگریہ شود و اعضا و جوارح ظاہری تقلید قلب کنند و لوجہ اضطراب و بیقراری بدر گریہ بجوئے (کلام الملوک ملوک الکلام) قرآن کریم کہ بغایت درجہ فصاحت و بلاغت واقع

است از اظہار لفظ کظیم این حقیقت ثابت می کند کہ حزن حضرت یعقوب بحد متعدی بگریہ نشدہ ورنہ خداوند علیم در شان او فهو کظیم نمی فرمود -

دلیل ششم - آیا جائز است کہ رب العالمین شخصے را کہ در مدت ہشتاد سال و احسرتا و افراقا و ا یوسفا گفتہ جزع و فزع طولانی بنا نہمد بکا شدید کند بلقب اسرائیل سرافراز سازد - چون خداوند عالم حضرت یعقوب را در ابتلا انداخت و آن نبی محترم را در امتحان پایاب بود بازو او را این لقب عطا فرمودہ و ابتلا حضرت یعقوب ہمین مفارقت یوسف بود نہ غیر این پس اگر حضرت یعقوب علیہ الصلوٰة والسلام در مفارقت یوسف صبر و استقلال نگاہ نے داشت ہرگز بلقب اسرائیل ممتاز نے شد -

دلیل ہفتم - احوال یعقوب را دیگراں اولاد وی دیدہ گفتند (تاللہ تفتؤ تذکر یوسف) و نگفتند تبکوا یوسف - یعنے ہمیشہ یوسف را یاد خواہی کرد نہ اینکہ مدام از برائے یوسف گریہ خواہی کرد -

دلیل ہشتم - در جواب شان حضرت یعقوب علیہ السلام فرمود - (قال انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ) و نگفت شکایت بیقراری و گریہ و زاری خود بخدا میکنم بلکہ اینجا ہم لفظ حزنی ارشاد فرمودہ - فافہم

دلیل نہم - از آیات دیگر مثلاً - واعلم من اللہ ما لا تعلمون - فتحسسوا من یوسف و اخیه - ولا تایئسوا من روح اللہ - انی لاجد ریح یوسف وغیرہ معلوم میشود کہ حضرت یعقوب را ہرگز یقین کشتہ شدن یوسف علیہ السلام نبود و ہمیشہ متفحص حال او مے بود بلکہ از فقرات عسی اللہ ان یاتینی بهم جمیعاً + وتولیٰ عنهم ظاہر است کہ قول ایشان را کذب صریح مے دانست و امید قوی داشت کہ با یوسف و برادرش ملاقات خواہم کرد - پس باوجود اینقدر یقینیات کہ داشت و آشنا را مسلم سیدانست ہشتاد سال گریہ بر مفارقت یک فرزند خود کردن بعید از عقل و دور از مصلحت مے نماید و از ذات نبی اللہ مستبعد است کہ تعلیم الٰہی کہ بر مصائب وارد صبر باید کرد و جزع بنا نہد - چون حالت نبی بشیر ... فراق پسر خود این باشد افراد امت را ... بلا و مصائب چہ کیفیت باشد و چہ تعلیم ... منفعت از خود حاصل کردہ باشند کہ خود ... و شاکر در مصائب باشند - (باقی ...)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس بارہ مین خود تجربہ کار ہون کتابون کو جمع کرنے اور انکے پڑہنے کا شوق جنون کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالت صحت کو دیکہکر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کی مشورے دیئے۔ مگر مین اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشورون کو عملی طور پر اس بارہ مین مان نہین سکا۔ مینے دیکہا ہے کہ ہزارون ہزار کتابین پڑہ لینے کے بعد بہی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہو جاوے اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہین ملتی۔

ان کتابون کے پڑہ لینے اور انپر ناز کر لینے کا آخری ڈیلوما کیا ہو سکتا ہے یہی کہ

فرحوا بما عندهم من العلم

میرے ایک شیخ تہے وہ فرمایا کرتے تہے کہ غایت العلم حیرۃ۔ غرض وہ بات جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے جس سے وہ راضی ہوتا اور اپنے فضلون سے انسان کو بہرہ مند کرتا ہے وہ نہ بہت باتون سے ملسکتی نہ بہت کتابون کے پڑہنے سے بلکہ وہ بات تعلق رکہتی ہے دل سے وہ اسکی ایک کیفیت ہے جسکو عام الفاظ مین وفاداری۔ اخلاص اور صدق کہہ سکتے ہین اور یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے اموردون کی اطاعت سے اور سچی پیروی سے

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله

خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اور کیا چاہتے ہو۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی نسل پر ہونیکا آج سب سلطنتین فخر کرتی ہین اس نے اس راہ کو اختیار کیا اس نے صدق دل سے اسلمت لرب العلمین کہا اور اسی ایک امر کی اولاد کو وصیت کی نتیجہ کیا ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایسا معزز و مکرم بنایا کہ اسکی اولاد کی گنتی تک نہین ہو سکتی وہ بادشاہ جو اس کے مقابلہ مین اٹہا آج کوئی اسکا نام تک بہی نہین جانتا۔

یقیناً سمجہو اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہین رکہتا وہ اس سے ہزارون لاکہون گنا زیادہ دیدیتا ہے جسقدر کوئی خدا کیلئے دیتا ہے۔ دیکہو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مکہ مین ایک معمولی کوٹہا چہوڑا ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی کسقدر قدر کی اسکے بدلہ مین اسے ایک سلطنت کا مالک بنا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ونٹ چرانے والے کو کس وسیع مملکت کا خلیفہ بنایا جناب علی رضہ نے خدمت کی اسکی اولاد تک کو مخدوم بنا دیا۔ غرض مین دیکہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق و اخلاص سے چہوٹی سے چہوٹی خدمت بہی ہزارون گنا بدلہ پاتی ہے وہ تہوڑی سی بات کا بہت بڑا اجر دیدیتا ہے۔ پہر جو اس کے ساتہہ سچا رشتہ عبودیت قایم کرتا ہے اسکے عظمت و جلال سے ڈر جاتا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے جیسا کہ تم نے اپنے مرشد و مولیٰ مہدی و مسیح کے ہاتہہ پر اقرار کیا ہے تو خدا تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت مین ایسا لگ جاتا ہے کہ

ہر کسے چون مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

کا اسے سچا مصداق بنا دیتا ہے اسلیئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم سچ مچ وہ نمونہ دکہاؤ جو ابراہیم ع نے دکہایا۔ کہنے والون کی آج کمی نہین ہم تم سے تمہارا امام عمل چاہتا ہے۔ عملی حالت درست ہوگی تو خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام و اکرام تمہارے شامل حال ہو جائینگے۔ وہ ہزارون ہزار ابراہیم بنا سکتا ہے تم ابراہیم بنو بہی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیم اور اس کے خاندان نے یہ مجرب نسخہ بتایا کہ تمہاری موت ایسی حالت مین ہو کہ تم مسلمان ہو۔ موت کا کیا پتہ ہے کہ کب آجاوے ہر عمر کے انسان مرتے مین بچے۔ بوڑہے۔ جوان۔ آجکل موسم مین جو تغیر ہو رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے انذار ہے۔ شروع سال مین زمیندارون سے سنا تہا کہ وہ کہتے تہے کہ اسقدر غلہ ہوگا کہ سما نہ سکے گا مگر اب وہی زمیندار کہتے ہین کہ سردی نے فصلون کو تباہ کر دیا ہے۔ آیندہ کے لیئے خطرات پیدا ہو رہے ہین۔ اسلئے یہ وقت ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے صلح کر لو۔ اور اس ایک ہی مجرب نسخہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔

لا تموتن الا وانتم مسلمون

موت کی کوئی خبر نہین اسلئے ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان بنے رہو۔ یہ مت سمجہو کہ چہوٹے سے چہوٹے عمل کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیا کام آئیگا نہین خدا تعالیٰ کسی کے فعل کو ضایع نہین کرتا

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین جب کافر تہا تو اللہ کی راہ مین خیرات کیا کرتا تہا کیا اس خیرات کا بہی کوئی نفع مجہے ہوگا فرمایا اسلمت علیٰ ما اسلفت تیری وہی انکی توفیر اس اسلام کا موجب ہوئی۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور اسکو سچی فرمانبرداری کے نمونے سے ثابت کرو۔ ٹہیک یاد رکہو کہ نیک بیج کے پہل نیک ہوتے ہین برے بیج کا درخت برا پہل دیگا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

مسلمان بنو۔ اسلم کی آواز پر اسلمت کا جواب عمل سے دو۔ دوست احباب رشتہ دارون اور عزیزون کو نصیحت کرو کہ اسلام اپنے عمل سے دکہائیں تمہین خدا تعالیٰ نے بہت عمدہ موقعہ دیا ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کیطرف سے اپنے وقت پر آیا ہے جو راستبازون کا پورا نمونہ ہے اور تم مین موجود ہے۔ وہ تم سے یہی چاہتا ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اسپر عمل کروگے تو ناکام نہ رہوگے مومن کبہی ناشاد نہین رہ سکتا۔ بلکہ سدا ہی بہشت مین رہتا ہے اسکو دو بہشت ملتے ہین دنیا مین بہی اور آخرۃ مین۔

اللہ تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ان باتون پر عمل کرین کثرت کے ساتہہ استغفار کرو۔ اور لاحول پڑہو دعاؤن مین مصروف رہو۔ پہر خیرات دو خیرات بہی ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن شریف عمل کیلئے ہدایت نامہ ہے نبی کریم کی سنت موجود ہے امام خود نمونہ ہے وہ حکم ہو کر آیا ہے پس اسکے حکم کو مانو کہ تمہارا بیڑا پار ہو۔ ان لوگون کیلئے جو یہان رہتے ہین اور احتیاجین رکہتے ہین نظر کرو۔ انکی مدد کرو ان ضرورتون کو جو سلسلہ کی ضرورتین ہین جنکی فتح اسلام مین حضرت امام نے ظاہر کیا ملحوظ رکہو۔ مختلف وقتی ضرورتین بہی پیش آجاتی ہین انکا بہی خیال رکہنا چاہیئے مین آخر مین حضرت امام کے حضور درد دل سے عرض کرتا ہون کہ وہ ہمارے لیئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریون کو دور کرے سب سے زیادہ مین دعا کا حاجتمند ہون اسلیئے کہ اکثر لوگون کو سناتا رہتا ہون پس اگر میرا نمونہ اچہا نہ ہوا تو بہتون کو ٹہوکر لگ سکتی ہے۔ اسلیئے میرے لیئے خاص طور پر دعا فرماوین۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے دعا کی پہر دوسرے خطبہ مین قربانی کے متعلق مختصر سے احکام سنا کر ختم کر دیا۔

کیا حضرت مسیح بیوی رکھتے تھے

ایک زمانہ وہ تہا جب یہ کہنا کہ حضرت مسیح کے اور بہی بہائی اور بہنین تہین انکی شان کی ہتک سمجہا جاتا تہا۔ کیونکہ اس بات کو ناممکن سمجہا جاتا تہا کہ خدا کی ماں نے فانی بچے جنے۔ مگر اب یہ صورت نہین کیونکہ عیسائی صاحبان نے اب تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ کی سوائے مسیح کے اور اولاد بہی تہی لڑکے بہی اور لڑکیان بہی۔ مگر اس امر کو کہ حضرت مسیح بیوی رکہتے تہے ابتک بری نگاہ سے دیکہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس بات کو انکی شان الوہیت کے خلاف سمجہا جاتا ہے کہ خدا ہو کر وہ بیوی بہی رکہتے ہون اور حقوق زوجیت کو بہی ادا کرتے ہون حالانکہ شان الوہیت کو صدمہ پہنچانے والی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح کو بہوک بہی لگتی تہی اور کہانا بہی کہاتے تہے۔ بلکہ انجیل مین تو لکہا ہے کہ جی اٹہنے کے بعد بہی آپکو بہوک لگتی تہی اور آپ کہانا کہاتے رہے اور ایسا ہی جب آپ کو پیاس لگتی تو آپ پانی پیتے تہے پس جس شخص کو یہ دو بشری تقاضے لگے ہوئے تہے وہ باقی بشریت کے تقاضون سے خالی نہ ہو سکتا تہا۔ چنانچہ قرآن شریف نے نہایت خوبصورت اور مختصر الفاظ مین انکی الوہیت کے بطلان مین صرف اسقدر فرمایا ہے اور اسکو پہیلاؤ تو کئی جلدین دلایل کی تیار ہو سکتی ہین کہ کانا یاکلان الطعام یعنی حضرت مسیح اور انکی والدہ دونون کہانا کہاتے تہے پس جو شخص دو یا تین وقت روٹی کہا کر بہی خدا رہ سکتا ہے بیوی رکہنے سے کیونکر اسکی کسر شان ہو سکتی ہے۔ مگر کلیسیا نے حضرت مسیح کے نکاح کے انکار پر اصرار کو ہی مفید سمجہا ہے۔ اور یہ کبہی خیال نہین کیا کہ اس انکار کا نتیجہ تو یہ ہے کہ کمال انسانی تجرد مین ہے نہ نکاح اور ادائگی حقوق زوجیت مین۔ علاوہ ازین اگر مسیح نے نکاح نہین کیا تو ہر ایک سچے عیسائی کا فرض ہے کہ وہ بہی اپنے آقا اور مرشد کے نقش قدم پر چلے اور نہین تو یہ فایدہ تو اس کا ضرور ہوگا کہ اس طریق سے دنیا اس جہوٹے عقیدہ والون سے خالی ہو کر ایک غلط عقیدہ سے نجات پا جائیگی ہان عیسائیون مین فرقہ مارمن ایسا پیدا ہوا ہے کہ اسکی تعلیم عیسائیون کے اس خیال پر پانی پہیر دیتی ہے

اخبار اگنا سٹک جرنل ۱۸ مارچ کے پرچہ مین ایک مضمون مارمنون پر لکہتا ہے جس کے اثنا مین یہ دکہایا گیا ہے کہ حضرت مسیح نے صرف نکاح ہی نہین کیا بلکہ ایک ہی وقت مین کم از کم انکی تین بیبیان ضرور تہین۔ عیسائی اس بات کا منہ پر لانا بہت برا سمجہتے ہین مگر مارمنون کی اسمین کیا بات ہے حضرت مسیح کے وقت مین تعدد ازدواج کا عام رواج تہا۔ اور آپ نے کبہی

صرف "آقا" یا کتا تھا ایک لفظ بھی نہیں کہا جسمین تعدد ازدواج کی مخالفت یا حمایت ہو۔ پس اگر وہ اسکے مخالف نہ تھے تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ تعدد ازدواج کے حامی تھے۔ پھر اسپر عمل کرنا کونسی تعجب کی بات ہوسکتی ہے۔ ہارسنون کے پریزیڈنٹ ارمن ہائیڈ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے وعظ مین جو ایک عام جلسہ مین ۱۸۵۳ء مین بیان کیا یہ کہا تھا " مریم اور مارتھا، اور دوسری عورتون کے متعلق جو مسیح کے ساتھ ساتھ رہتی تھین کیا کہنا چاہئے۔

پہلے زمانے مین اور یہ رواج آجتک چلا جاتا ہے عورتین اپنے خاوندون کو لارڈ (آقا) بعض زبانون مین لفظ ہسبنڈ (خاوند) کا مترادف ہے۔ اور ماسٹر (مالک) لارڈ (آقا) اور ہسبنڈ (خاوند) کے ایک ہی معنے ہین۔ جب مریم ہفتہ کے پہلے دن قبر پر آئی تو بجائے یسوع کے اس نے دو فرشتون کو سفید کپڑون مین دیکھا اور انہون نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اس نے جواب دیا اسلئے کہ وہ میرے آقا (یعنی خاوند) کو لیگئے ہین اور مین نہین جانتی کہ انہون نے اسے کہان رکھدیا ہے۔ اور جب وہ یہ کہہ چکی تو اس نے پھر کر دیکھا کہ یسوع کھڑا ہے مگر اس نے اسے پہچانا نہین۔ یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اور کسے تلاش کرتی ہے اس نے اسے باغبان سمجھ کر کہا کہ اگر تو نے اسے یہان سے اٹھایا ہے تو مجھے بتا کہ تو نے اسے کہان رکھا ہے اور مین اسے لیجاؤنگی۔ یسوع نے اسے کہا مریم۔ اس نے پھر کر دیکھا اور کہا ربونی یعنی اے میرے مالک۔ کیا یہ الفاظ اس محبت کو ظاہر نہین کرتے جو بیوی کو خاوند سے ہوتی ہے ضرور کرتے ہین اور صاف طور پر ان یگانگت اور ہمدردی کے تعلقات کو ظاہر کرتے ہین جو شوہر اور بی بی مین ہوتے ہین۔ محض اشتراک مذہب کی بنا پر ایسی محبت (ایک عورت اور مرد کے درمیان) ہرگز نہین ہوسکتی۔

اسکے بعد اور ثبوت حضرت مسیح کے نکاح کرنے کا اوراق انجیل سے ہی دیا گیا ہے اور اس کیلئے انجیل یوحنا کے دوسرے باب کی ابتدائی آیتونکا حوالہ دیا گیا ہے جہان ایک دعوت کا ذکر ہے جو کسی شادی کی تقریب پر ہوئی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس دعوت مین ایکطرف تو حضرت مسیح اور آپکی مان شریک ہین۔ اور دوسریطرف آپکے حواری بھی اسمین شامل ہین دولہا کا نام تو نہین دیا گیا مگر ان قراین سے اسکے نام کی تعیین ایک حد تک ضرور ہوسکتی ہے وہ کون شخص ہوسکتا ہے جسکی خاطر ایکطرف تو حضرت مسیح کی ماں شامل دعوت ہو اور دوسریطرف وہ لوگ بھی شامل ہون جنہون نے مذہبی طور پر آپ سے تعلق پیدا کیا تھا یعنی آپ کے حواری، ان دو فریقون کیلئے ایک ہی جگہ جمع ہونے کیلئے باعث کشش سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہ ہوسکتا تھا اسکے علاوہ وہ وجوہات ہین جو ہارمن پریزیڈنٹ نے اپنے وعظ مین بیان کئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ انجیل مین یہ لکھا ہے کہ جب انکو شراب کی ضرورت ہوئی تو یسوع کی ماں نے کہا کہ شراب نہین رہی اگر یسوع کی ماں معمولی مہمانون کیطرح اس دعوت مین آئی تھی تو اسکو شراب کے ختم ہو جانے پر کیون تشویش ہوئی اور کیون اس انتظام کی فکر تھی کہ اور شراب مہیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانداری کا انتظام اسی کی طرف سے تھا۔

اور حضرت مسیح کو خطاب کرنے کے کہنے سے یہ بھی لگتا ہے کہ یہ انہین کی شادی کی تقریب تھی یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت میرا تجھ سے کچھ کام نہین میرا وقت ابھی نہین آیا۔ اسکی مان نے نوکرون کو حکم دیا کہ جو کچھ یہ یعنی یسوع تم سے کہے تم وہی کرو" اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نوکر مریم کے ہی تھے جنکو یہ حکم دیا گیا کیونکہ اگر وہ کسی اور کے نوکر ہوتے تو مریم کو یہ کہنے کا حق کیا تھا۔ علاوہ ازین یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکو اپنے بیٹے کا یہ جواب پسند نہین آیا اور اسلئے انہون نے نوکرون کو کہا کہ جو یسوع کہتا ہے وہی کرو۔ گویا ان کا منشا یہ تھا کہ مین اب دخل نہین دیتی تم جسطرح چاہو انتظام کر دو۔ اور وہان پتھر کے چھ مٹکے تھے جو یہودیونکی رسم کے مطابق رکھے ہوئے تھے اور انمین سے ہر ایک مین دو یا تین مشکین پانی کی تھین اور یسوع نے انکو کہا کہ ان مٹکونکو پانی سے بھر دو اور انہون نے انکو لبالب بھر دیا۔ پھر اس نے انکو کہا کہ اب نکال لو۔ اور دعوت کے منتظم کے پاس لیجاؤ۔ اور جب اس منتظم نے پانی کو جو شراب بنا دیا گیا تھا چکھا۔ اور اسکو معلوم نہین تھا کہ یہ کہان سے آیا ہے (مگر نوکرون کو جنہون نے پانی نکالا تھا علم تھا) تو دعوت کے منتظم نے دولہا کو بلایا اور اسکو کہا کہ ہر ایک آدمی شروع مین اچھی شراب دیتا ہے اور جب لوگ اچھی طرح سے پی لیتے ہین تو پھر وہ ناقص ہوتی ہے مگر تو نے ابتک عمدہ شراب دی ہے۔ صاحبان انجیل کی اس عبارت کی صفائی سے یہ لگتا ہے کہ اس موقع پر برات کا دولہا خود مسیح ہی تھا کیونکہ شراب کا مہیا کرنا دولہا کا کام تھا۔ جیسا کہ بیان سے معلوم ہوتا ہے اور اس موقع پر شراب کا مہیا کرنیوالا خود یسوع تھا پس جسقدر کھلے لفظونمین انجیل کے مترجم اور کونسلین اس مطلب کو ادا کر سکتی تھین انہون نے ادا کر دیا ہے اور اصل راز بتا دیا ہے مین اس بات کو برا نہین سمجھتا کہ ابراہیم کا بیٹا کہلاؤن یا اپنی نجات دہندہ کا بیٹا یا بھائی یا اسکی نسل سے کہلاؤن اگرچہ مریم اور مارتھا اور بہت ساری اور عورتین اسکی بیویان تھین اور اگرچہ اس نے انہین مین سے سات شیطان بھی نکالے تھے میرے نزدیک یہ سب برابر ہے" (ریویو آف ریلیجنز)

برہمیونکے بعض دلچسپ حالات

برہمی قوم مین رہبانیت کی کثرت ہے۔ برہمی زبان مین راہب کو پھونگی کہتے ہین۔ بدھ مذہب مین ہر شخص کو پھونگی ہونا فرض ہے۔ خواہ کوئی شخص کچھ دنون کیلئے پھونگی ہو یا چند گھنٹون کیلئے لیکن مدت العمر مین ضرور کچھ نہ کچھ عرصہ کیلئے پھونگی یعنی راہب ہو جانا لازم ہے۔ لیکن اصلی پھونگی وہ لوگ کہلاتے ہین۔ جو مدت العمر کیلئے پھونگی ہوتے ہین جو لوگ بطور ادائے فرض یا رسم کے کچھ عرصہ کیلئے پھونگی بنتے ہین۔ وہ درحقیقت پھونگیون کے زمرہ مین شامل نہین سمجھے جاتے جسطرح عیسائیونمین مرد اور عورت دونون راہب ہوتے ہین۔ یا ہنود مین مرد و عورت دونون جوگ لیتے ہین۔ اسیطرح بدھ مذہب والونمین مرد اور عورت دونون پھونگی ہوتے ہین۔ اور مدت العمر کیلئے ترک دنیا کر دیتے ہین چنانچہ برہما مین نہایت کثرت کیساتھ ہر عمر کے عورت و مرد پھونگی ہین۔ کوئی قصبہ اور گاؤن ایسا نہین ہے جہان پھونگی نہ ہون۔ رنگون مین بھی ان کے جھنڈ کے جھنڈ موجود ہین۔ مینے سنا ہے کہ برہما کی مردم شماری مین ایک تہائی پھونگی ہین۔ پھونگی شہر مین نہین رہتے۔ بلکہ شہر سے باہر رہتے ہین۔ اکثر جہان کہین پہیا یعنی بدھ مذہب کے مندر بنے ہوئے ہین۔ اسکے قرب وجوار مین پھونگیون کے رہنے کے متعدد مکانات بنے ہوتے ہین پہیا کے قرب وجوار کے علاوہ بھی پھونگیون کے رہنے کے مکانات ہین۔ لیکن سب آبادی سے باہر جسطرح عیسائیونمین برہمیون کیلئے خانقاہین اور ہنود مین دہرمسالہ یا مندرون شوالون کے قریب مکانات سادہوؤن کے رہنے کیلئے بنے ہوتے ہین۔ اسیطرح بدھ مذہب مین پھونگیون کے رہنے کیلئے جو مکانات بنے ہوئے ہین انہین چہیا ہٹون کہتے ہین۔ یہ مکانات بنظر ثواب صاحب ثروت اشخاص بنا دیتے ہین بعض بعض چہیا ہٹون اس غرض سے بھی بنا دئے جاتے ہین کہ انمین مسافر آنکر ٹھہرین یا ایسے پھونگی جو مستقل طور سے اس مقام پر بود و باش نہ رکھتے ہون۔ اور عارضی طریق سے آوین تو وہ قیام کرین یہ چہیا ہٹون بطور چہاونی کی ڈبے ہین۔ یعنی ایک مقام پر متعدد چہیا ہٹون بنا دئے گئے ہین گویا دنیا اور انسانون سے بھاگتے بھی ہین۔ اور اکٹھے ہو کر سکونت بھی رکھتے ہین۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ انسان فطرتی طور سے تمدن پسند ہے۔ اور کسی انسان کیلئے ناممکن ہے کہ وہ انسانون سے علٰحدہ ہو کر رہے۔

جو مرد یا عورت مدت العمر کیلئے پھونگی ہونیکی نیت کرتے ہین وہ کبھی شادی نہین کرتے۔ پھونگیون کا تمام سر منڈا ہوتا ہے اور چار ابرو کا صفایا ہوتا ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت بعض جوتہ پہنتے ہین۔ اور اکثر ننگے پاؤن رہتے ہین۔ لباس مین صرف ایک تہ بند ہوتا ہے۔ اسکو باندھتے ہین اور اسی کو کندہون پر ڈالکر گردن سے کمر تک اوڑھ لیتے ہین۔ جسکی وجہ سے ایک ہاتھ ہمیشہ ننگا رہتا ہے سوائے تہ بند کے اور کسی قسم کے کپڑہ کا استعمال نہین کرتے۔ سر ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ پھونگیون کے تہ بند کا اندازہ بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدون کا تہ بند ہوتا ہے جو فقیری اختیار کرتے ہین۔ پھونگی صرف زرد رنگ کا تہ بند باندھتے ہین اور عموماً یہ تہ بند ریشمی ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے پھونگی ہونگے جو سوتی کپڑہ کے تہ بند باندھتے ہین۔ بعض پھونگیونکا تہ بند نہایت بیش قیمت ہوتا ہے جو چہیا ہٹون مسافرون کیلئے بنائے جاتے ہین انمین کسی قسم کا اسباب نہین ہوتا لیکن جن چہیا ہٹون مین پھونگی رہتے ہین۔ انمین نہایت اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم کی بیش قیمت مسہریان سونے کو عمدہ لیمپ جلانے کو اور دوسرے اقسام کی آرائشی چیزین پھونگیون کے استعمال کیلئے موجود ہوتی ہین تمام قسم کی خیرات پھونگیونکو دیجاتی ہے چونکہ مثل ہنود کی قوم کے بدھ مذہب والے بھی تناسخ کے قائل ہین اور انکا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مردہ کو ایصال ثواب کو اگر وہ چیزین جنکی انسان کو اپنی زندگی مین ضرورت ہوتی ہے۔ خیرات مین دیجاوینگی دوسرے جنم مین یہ بھی چیزین اسکو استعمال کرنیکو ملینگی لہذا مرنیوالا مردون کے ایصال ثواب کے لئے

الٰہی زرچہ مرغیرہ خیرات کرتے مین ہندؤن کی طرح ہنود مین اس قسم کے تمام مال کے مستحق برہمن ہوتے مین جنکی تقلید مین مسلمانون نے بھی اپنے یہان کشنہ ملا کا ایک فرقہ بنا لیا ہے۔ اسی طرح بدھ مذہب والون مین اس قسم کے تمام اسباب کے مالک بھونگی ہوتے ہین۔

بھونگی تو کسی سے سوال نہین کرتے مگر یہ لوگ ہر قسم کی خیرات اور عمدہ عمدہ کھانے نکلواکر بھونگیون کیلیے جیا مٹھون مین بھیجدیتے ہین خصوصاً مردے ایصال ثواب کیلیے انواع و اقسام کے لذیذ کھانے تیار کرائے جاتے ہین کیونکہ مثل ہنود کے بدھ مذہب والون کا بھی عقیدہ ہے کہ جس جس قسم کے کھانے خیرات کئے جاوینگے دوسرے جنم مین وہی کھانے ملینگے مثلاً اگر اتفاق سے کسی بھونگی کے پاس کھانا نہ پہنچے تو وہ بازار مین جاتا ہے۔ اور دروازہ پر جاکر خاموش کھڑا ہو جاتا ہے۔ سوال مطلق نہین کرتا۔ جس دروازہ پر بھونگی جاکر کھڑا ہو جاوے مالک مکان کا فرض ہے کہ وہ ضرور کھانا کو دے جب بھونگی کسین بھیک مانگنے جاتے مین تو ہاتھ مین پنکھا بانس کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ جسے منہ کے سامنے کر لیتے مین۔ تاکہ عورت کی شکل نہ دکھائی دے۔ لیکن جیا مٹھون مین مرد و عورت ساتھ رہتے مین جس وجہ سے اکثر اخلاقی خرابیان بھی پیدا ہوتی ہین جیسا کہ عورت و مرد کا ساتھ رہنا اور بھیک مانگتے وقت منہ کے سامنے پنکھا کرنے پر گرد کہاوت گلگلون سے پرہیز کی مثل صادق آتی ہے۔ اور جو اس امر کا ثبوت ہے کہ اعتدال سے گذر جانا کسقدر مضر ہے اسلام نے اسی وجہ سے اعتدال پر قائم رہنے کی تاکید کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات عبادت کرنے اور بارہ مہینے روزہ رکھنے کی اسی وجہ سے ممانعت کر دی کہ اسمین اعتدال نہین رہتا۔ بھونگی نہایت موٹے تازے اور مضبوط ہوتے مین گال چکنے چپڑے۔ یہ کوئی کام نہین کرتے اور ہمیشہ خوش رہتے مین اور سیر کرتے پھرتے مین۔ بفکری اور عمدہ غذا کھانے کیوجہ سے اور سیر و تفریح کرنیسے یہ نہایت تندرست معلوم ہوتے مین۔ سوائے اسکے کہ دیہات مین جو لوگ پڑھنا چاہتے مین انہین پڑھا دین۔ باقی ان کا کوئی کام نہین ہے۔ بھونگی مردم شماری روز بروز ہونے کیوجہ سے بھونگیونکی کثرت بھی ہی جس قوم کا کثیر حصہ بالکل بیکار ہو اور بجائے اس کے کہ خود محنت کرے وہ دوسرون پر بار ہو۔ اس قوم کا ترقی پانا ناممکن ہے۔

بھونگیونکی زندگی پر کوئی بے تعصب اور محقق شخص جس کا دماغ صحیح ہو اگر غور کی نظر ڈالیگا تو یقیناً اسلام کی صداقت کو تسلیم کرے گا۔ اسلام سے قبل دنیا کے تمام مشہور مذاہب مین تارک الدنیا ہونا اور رہبانیت کی زندگی بسر کرنا نہایت ثواب کا کام سمجھا جاتا تھا۔ سب سے پہلے کس نے دنیا کو رہبانیت کی خرابیان بتائین۔ وہ کونسا مذہب تھا جس نے رہبانیت کی نہایت سختی کے ساتھ اس وقت مخالفت کی جبکہ یہود مین احبار عیسائیون مین قسیس اور رہبان اور بدھ مذہب مین بھونگی اور ہنود مین سادھو جوگی۔ بیراگی اور سنیاسی ہونا سب بڑی عبادت تھی اور اس گروہ کی عظمت و اقتدار اپنی اپنی قوم کے دلون مین بہت زیادہ بیٹھی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے ڈنکے کی چوٹ اسلام نے دنیا کو اس مذموم طریقہ کو بتایا۔ اسلامی روشنی سے لوگون نے فایدہ اٹھایا۔ اور عیسائیون کی ایک بڑی جماعت کو پروٹسٹنٹ بناکر رہبانیت کا مخالف بنا دیا۔ اب ہنود مین انگریزی تعلیم کی بدولت ایک طرف بعض آریہ لیڈر اور دوسری جانب رائے بہادر لالہ بیجناتھ وغیرہ سادھوؤن کے گروہ کی خرابیان دکھارہے ہین۔ اور سادھوؤن کے گروہ کی بیخکنی کرنے پر آمادہ ہین۔ لیکن افسوس ہے تو اس کا کہ خود اسلام کے پیرو اسلامی تعلیم سے بے پروائی کر رہے ہین۔ تاہم اگر مسلمانون مین دوسری اقوام کے اثر سے کچھ خرابیان پیدا ہوئی ہین۔ تو یہ قصور مسلمانون کا ہے۔ نہ خود مذہب اسلام کا۔

ہم بھونگیون کے حالات سے دوسرا نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جو لوگ ترک دنیا کے مدعی ہین وہ خود دنیا دارون سے زیادہ دنیا مین پھنسے ہوئے ہین بھونگیون کے بیش قیمت تہ بند ان کا اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ان کی نفیس خوراک اس امر کا ثبوت ہے کیا یہ حالات دیکھنے کے بعد ہمارا فرض نہین ہے کہ ہم مسلمانون مین اس طبقہ کی حالت کا کھوج لگادین جو دوسرونکی خیرات پر گذر اوقات کرنے والا ہے۔ اگر کھوج لگایا جاویگا تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ خیرات دینے والونکی حالت بدتر ہے۔ خیرات لینے والون کی حالت سے جو منشاء خیرات کے خلاف ہے تیسرا امر غور طلب یہ ہے کہ ہنود مین اور بدھ مذہب والون مین تناسخ کا عقیدہ ہے۔ اس وجہ سے انہون نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ خواہ کھانے کی چیز ہو یا استعمال کی۔ جو کچھ خیرات دیجاویگی وہ دوسرے جنم مین بجنسہ ملیگی۔ لیکن اسلام نے تناسخ کی تعلیم نہین دی نہ کوئی ایسی تعلیم دی کہ جو چیز بنظر ایصال ثواب دیجاوے وہ بجنسہ ملیگی۔ اور نہ زمانہ رسول اللہ صلعم و صحابہ کرام اور آیمہ معصومین سے یہ ثابت ہے کہ وہ اس طریقہ کی خیرات کرتے تھے۔ آج جیسے کہ ہنود یا بدھ مذہب مین رائج ہے ایسی حالت مین یہ مسلمانون کا فرض ہے کہ وہ غور کرین کہ جس طریقہ سے اسلام مین خیرات کی اور میت کو ایصال ثواب کی تعلیم ہو۔ اور جو طریقہ ایصال ثواب کا قرون اولیٰ مین ملحق ہوا ہی کی ہم کو پابندی کرنا چاہیئے۔ اسلامی تعلیم کی بموجب خیرات نام ہے۔ حاجت روائی کا حاجت خواہ کھانے کی ہو۔ یا پانی کی۔ کپڑہ کی ہو یا نقد روپیہ کی یا کسی دنیاوی کام کی ہو یا نیک مشورہ کی۔ خیرات کا مقصد ہے کسی شخص واحد کو یا کسی جماعت و قبیلہ کو یا تمام قوم کو کسی تکلیف اتفاقیہ سے جسمین وہ مبتلا ہو جاتا اور اسکی بہلائی کے اسباب فراہم کرنا خیرات کی غرض ہوتی ہے ثواب حاصل کرنا یا کسی میت کو ثواب پہونچانا پس یہ پابندی طریقہ رسول اللہ یقیناً سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اور ہم مین ہر شخص کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ صرف عقیدہ بلکہ جو کچھ حیات النبی روحی فداک نے فرمایا یا خود کیا ہے۔ ہم بھی وہی کرین اور ہمیشہ دوسری اقوام کی تشبہ فی الدین سے احتراز کرتے رہین۔ (البشیر)

التبلیغ

جب سے الحکم کے ذریعہ اپنا ملت اور قوم کی خدمت کا بوجھ مینے اپنے سر پر لیا ہے مین ہمیشہ اس ٹوہ اور تلاش مین رہتا ہون کہ جہانتک ممکن ہو امام الزمان کے ہر قسم کے ملفوظات اور مراسلات یکجا ہو جائین۔ ڈائری کے التزام کے بعد الحکم نے جو قابل قدر کام کیا وہ اعلیٰ حضرت کے مکتوبات کا جمع کرنا تھا چنانچہ گذشتہ سالون کے الحکم حضرت حجۃ اللہ کے بیش قیمت مکتوبات سے لبریز ہین۔ اگرچہ بعض ناقدر شناس زبانون سے مینے یہ ناگوار الفاظ بھی سنے کہ الحکم کو بوسیدہ مکتوبات سے پر کیا جاتا ہے مگر مینے ان کو ناواقف اور بیخبر سمجھ کر معذور سمجھا۔ جو لوگ ان گوہر نایاب کے قدردان تھے اور ہین وہ اب تک میری ان مساعی کے لئے دعائین کرتے رہتے ہین اور اسے احسان عظیم سمجھتے ہین کہ میرا الحکم کے ذریعہ حضرت حجۃ اللہ کی تعلیم کو یکجا کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد مینے مناسب سمجھا کہ حضرت اقدس کی تفسیر القرآن کو یکجا کردون چنانچہ وہ سلسلہ الحکم مین جاری ہے اور اب مینے ارادہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے تمام اشتہارات کو بھی الحکم کے ذریعہ محفوظ کرنیکی سعی کرون۔ مینے سنہ ۱۹۰۴ء مین مجموعہ اشتہارات چھاپنے کا ارادہ کیا تھا اور اکثر احباب نے زر نقد سے اعانت دینے کی آمادگی ظاہر کی مگر مینے شکرگزاری کے ساتھ انکو باز رکھا اس مجموعہ کی ایک مجلد طیار کرنے پر صدہا روپیون کی لاگت آتی ہے۔ مینے بجائے اسکے کہ ایک کتاب کی صورت مین چھاپون مناسب سمجھا ہے کہ الحکم ہی کے ذریعہ اسے محفوظ کردون امید ہے ناظرین الحکم اپنے بیچمیرز خادم کی اس خدمت کو خاص نظر سے دیکھینگے اور اسکی اشاعت کے بڑھانے مین بڑے جوش سے حصہ لینگے۔ الحکم کی اشاعت ہزارون تک ہونی چاہیئے۔ اور ہو سکتی ہے مگر افسوس ہے کہ احباب توجہ نہین کرتے۔ اور وہ اس قومی فرض سے غافل ہین۔ میرے مکرم سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے الحکم کو ایک سو خریدار دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ اسوقت تک پانچ خریدار دے چکے ہین۔ اگر دس امیر علیشاہ الحکم کے ناظرین مین پیدا ہو جائین تو الحکم دنون مین ہزارون تک پہونچ جاوے۔ تاہم مین خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے الحکم کی بہت بڑی ترقی کی امید کرتا ہون۔

اسی ضمن مین منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ کا بیحد شکرگذار ہون جو الحکم کے کل خریدارون کا ثریا توسیع اشاعت کے کام مین کفارہ کرتے ہین وہ اس میدان مین بڑی ہمت سے کام کرتے ہین اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دے۔ اور اپنے ارادون مین کامیاب کرے۔

بہر حال جو لوگ حضرت اقدس کے کل اشتہارات کے مجموعہ کے خواہشمند تھے انہین بہت اچھا موقع حاصل ہے کہ وہ مجموعہ تو ان کو مفت ملجاویگا۔ اور الحکم کی قیمت ادا کرکے اور بھی سینکڑون عجیب پر معنی اور مفید مضامین سے فایدہ اٹھا سکینگے۔

اطلاع

بعض احباب کی خدمت مین مینے وی پی ارسال کئے اور وی پی کے ارسال کرنیسے پہلے خطوط اطلاعی لکھے ہمارے بقایادارون نے ذرا بھی توجہ نہ کی فوراً وی پی انکاری کرکے واپس کردیا جس سے دفتر کو دوہری زیرباری اٹھانی پڑی پس بقایادار احباب کی خدمت مین ضروری التماس ہے کہ بقایا ارسال کرین اور

ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخبارون نے خاصکر پیسہ اخبار لاہور نے اس بات سے بہت ناراض ہوے ہین کہ مینے دوسرے زلزلہ کی خبر کیون شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ مینے شایع کیا وہ نیک نیتی سے ہے اور نہ انکو ڈرانا اور تشویش مین ڈالنا میرا مقصد ہے مینے پہلے اس سے ۱۹۰۱ء مین ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شایع کی تھی جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پھر مینے اسی زلزلہ کے بارہ مین ۱۹۰۳ء مین بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتین گرینگی اور جو عارضی طور پر فرودگاہ مین وہ بھی گرینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتین مین وہ بھی نابود ہو جائینگی اور اس زمانہ سے پچیس برس پہلے بھی مینے اپنی کتاب براہین احمدیہ مین اسی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا کہ جسکی تحریر کی حاجت نہین تب مجھے اس حادثہ سے اسقدر صدمہ ہوا کہ جسکے بیان کرنے کیلیے الفاظ نہین اور مین خیال کرتا ہون کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا درد پہنچا ہوگا کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ [illegible] کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنے کا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی [illegible] اردو کے دو اخبار اور دو رسالہ مین شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہین ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخبارون مین اسکو شایع نہین کیا گیا تھا اگرچہ مین اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلون کو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہین کریگا کیونکہ قوم میری باتون کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک ہولناک بات جو مین پیش کرتا ہون بجز گالیان سننے کے مین اسکا کوئی صلہ نہین پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کیطرف سے ملی تھی مینے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اگر مین پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ میرے کار بند ہوکر بعض

جانین بچ جاتین چنانچہ جسقدر میری جماعت مین سے دہرمسالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ مین لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی ان مین سے ضایع نہین ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی مین اسی غم اور پریشانی مین تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالی کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑگیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ مین لکھ چکا ہون مین پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ مینے زلزلہ کی پہلی خبر کو کماحقہ کیون شایع نہ کیا اور کیون بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل اس بات کیلیے بے اختیار ہوگیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کرون اسی غرض سے مینے تین اشتہار شایع کیے تا لوگون کو متنبہ کرون کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کرین اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتون سے بچین جو دو منزل سہ منزل ہین اور اب کی دفعہ مینے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کیلیے کئی ہزار اشتہار شایع کیے اور اخبارون مین بھی یہی مضمون شایع کرا دیا اور پاینیر وغیرہ انگریزی اخبارون مین بھی شایع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کے لیے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے الہند کی خدمت مین بھیجی گئی اور ابھی مین اس بات کی طرف متوجہ ہون کہ تا خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بتادے تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کیلیے مینے یہ کام نہین کیا اور جس آنیوالے زلزلے سے مینے دوسرون کو ڈرایا ان سے پہلے مین آپ ڈرا اور ابتک ڈر رہا ہون

ایک ماہ سے میرے خیمے باغ مین لگے ہوے ہین مین واپس قادیان مین نہین گیا کیونکہ مجھے معلوم نہین کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے۔ مینے اپنے مریدون کو بھی اپنے اشتہارات مین بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکو مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیمون مین باہر جنگل مین رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہین وہ دعا کرتے رہین کہ خدا اس بلا سے بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے مین معہ اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل مین پڑا ہون اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہون حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس خطر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرایط ہمدردی مین داخل ہے اگر مین دیکھون کہ کسی گھر کے حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب مین ہین انکو کچھ خبر نہین اور مین انکو اطلاع نہ دون کہ تا وہ تشویش مین پڑین گے تو مین ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا اور یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہین کیگئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ بھی نکلی پس جبکہ مین صدہا پیشگوئیون کی سچائی کے تجربہ سے اسبات کے باور کرنے کیلیے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہون کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگون کو مطلع نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہین بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہان وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خواری خونریزی رکھتے ہین البتہ ایسے اشتہارون سے تشویش مین پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹین ان کیلیے جیلخانے کیون طیار کرتین میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہمین ایسے اشتہارات سے تشویش مین ڈالدیا ہے مین نہین سمجھ سکتا کہ کیسی تشویش ہے مین منجم ہونیکا [illegible] نہین کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوے ہے [illegible] خدا کیطرف سے وحی پاتا ہون مگر اس وحی [illegible]

یہ لوگ سخت مکذب ہین اور اسی بنا پر [illegible] اور دجال کہتے ہین اور اسی بنا پر [illegible] کے عرصہ سے یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہین ان لوگون نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کیے ہین کہ اس دعوی مین یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتون اور گالیون سے بھرے ہوے میری نسبت دنیا مین اشتہار شایع کر چکے ہین جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہین تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیون سے ڈرتے ہون جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہین۔ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو مین ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانون کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اسطرف لایا کہ مین دوسری پیشگوئی کے شایع کرنے مین کوتاہی نہ کرون اور کماحقہ شایع کر دون بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہین کہ تجھے قتل کر دین لیکن اگر میرے ان اشتہارون سے کچھ لوگ احتیاط کر کے بچ جائین اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کرین اور انکی جانین بچ جائین تو میری جان کیا چیز ہے کیا مینے کبھی مرنا نہین تا اپنی جان سے ایسی محبت رکھون کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دون اور بعض ایڈیٹر کہتے ہین کہ یہ اشتہارات اس غرض سے لکھے گئے ہین کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کرلین مگر اس حق پوشی کا مین کیا جواب دون مین بار بار انہین اشتہارات مین لکھ چکا ہون کہ اصلاح [illegible] ضروری نہین ہے کہ کوئی [illegible] سامان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلیے یہ دنیا عدالت گاہ نہین ہے اس کے لیے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قومون کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر پڑے یا طوفان سے غرق کیے گئے یا زلزلہ نے انکو فنا کیا اسکا یہ باعث نہین تھا کہ وہ بت پرست یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیون پر قایم ہوتے تو کبھی ان پر عذاب نہ آتا

* اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہین ہے کیونکہ خدا تعالی نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہین فرمائی بعض لوگون کو غلطی لگی ہے کہ ہمنے اپریل ۱۲ مئی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کوئی تاریخ نہین لکھی ایسی پیشگوئیون مین عموماً یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل مین بھی صرف یہ آیا ہے کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہین ہے مجھے ابتک قطعی طور پر یہی معلوم نہین کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے منہ

[illegible] خلیفہ [illegible] کا اشتہار نقل کیا [illegible] کہ ہماری پیشگوئی کو [illegible]

لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گستاخ ہوگئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہوگئی اس لئے اسی دنیا میں انپر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے لیکن جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اگر اس زمانہ کے لوگ اپنے ستمگری اور بدکاریوں اور بگاڑ اور طرح طرح کے برے کاموں پر ایسے جرأت نہ کریں اور گویا خدا نہیں ہے تو پھر ایسا کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم یعنے خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگزار بن جاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل یہ فرمایا ہے قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاءکم یعنے انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا ہے اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری کے ساتھ اسکے تمام اعمال ہوں۔ تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جس کا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکھا ہے وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل پتھر نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔

والسلام علے من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج

تعلیم الاسلام سکول جنوری ۱۸۹۹ء کو کھولا گیا تھا اور صرف پرائمری سکول تھا لیکن آج خدا کے فضل و کرم سے وہ تعلیم الاسلام سکول کالج تک ترقی کر گیا ہے سال گذشتہ میں چار طالب علم ایف اے کے امتحان میں شریک ہوئے تھے جنمیں سے تین کامیاب ہوگئے۔ احمد علی والا کتہ نتیجہ میں سمجھتا ہوں پنجاب بھر میں اول درجہ پایا ہے۔

اب جبکہ ان تین کا نتیجہ نکل آیا ہے مناسب سمجھا گیا ہے کہ فرسٹ ایر کلاس کھولدی جاوے چنانچہ پہلی کلاس خدا کے فضل سے کھل گئی ہے تعلیم الاسلام کالج اپنی طرز کا پہلا کالج ہے جہاں دینی اور درسی علوم مروجہ کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم کا کافی انتظام کیا گیا ہے اور خاص طلباء کی نگرانی ہے۔ طلباء کی اخلاقی اور مذہبی ترقی کا خاص لحاظ کیا جاتا ہے۔ کالج کی فیس تین روپیہ ماہوار ہے کہ پانچ روپیہ ماہوار تک حسب حال اور غریب طلباء سے صرف دو روپیہ۔

کالج کے متعلق بورڈنگ ہوس ہے جسکے دو ہال فیس ایکروپیہ ہے۔ بورڈنگ میں ہر طرح کی ضروری آسائش کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور طبی مشورہ اور ضروری علاج کیلئے ایک ڈسپنسری بھی ایک تجربہ کار ڈاکٹر کے ماتحت ہے جو سلسلہ احمدیہ انجمن حمایت اسلام کی ڈسپنسری کا انچارج ہے۔

جو والدین اپنے بچوں کی روحانی بھلائی اور اخلاقی حالت کی اصلاح کے خواہشمند ہیں اور ساتھ ہی کالج کی تعلیم دینا چاہتے ہیں ان کیلئے قادیان کا کالج سے بہتر جگہ بعض ملی گی ضروری دریافت طلب امور کیلئے پرنسپل صاحب کالج سے خط و کتابت کرو۔

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

تعلیم الاسلام ہائی سکول کیلئے ایک ایف اے پاس جونیر ٹرینڈ انگریزی اور ایک ٹرینڈ ورنیکلر ماسٹر کی ضرورت ہے تجربہ کار کو ترجیح دیجائیگی تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے درخواستیں مع نقول اسناد بنام ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

زلزلہ کی خبریں

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے زلزلہ کی سرکاری رپورٹ اور ریلیف کی روئداد شائع ہوگئی ہے دہرمسالہ کے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کی امداد میں ایک جدا فنڈ باہتمام لارڈ کچنر کھلیگا۔

زلزلہ ریلیف فنڈ کے لئے جو کم از کم ۵ لاکھ کی رقم مطلوب تھی اسمیں سے ۳ لاکھ اتبک فراہم ہوچکا ہے ولایت سے بھی بہت روپیہ آیا ہے جسکی صحیح میزان ابتک معلوم نہیں۔

ڈاکٹر ایونگ پریزیڈنٹ اور رائے بہادر سندر داس صاحب جوائنٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ نے کانگڑہ - پالمپور - دہرمسالہ اور دیہات میں گھومکر مفصل حالات دریافت کئے ہیں۔

سر چارلس ریواز بہادر نے رخصت پر جانے سے پہلے گورنمنٹ آف انڈیا کو ان تجاویز سے مطلع کیا جو ضلع کانگڑہ میں زلزلہ کی تباہی کی مدافعت کیلئے اختیار کیگئی ہیں۔

پالمپور سے اطلاع ملی ہے کہ منڈی اور باجورا کے مابین سڑک بہت خراب ہے اور بعض جگہ زلزلہ کے باعث خطرناک بھی ہوگئی ہے۔ ۳۰ اپریل کو ٹیلیگراف درست کرنے والی پارٹی سڑک سے گذر رہی تھی کہ یکایک پہاڑی کا کچھ حصہ زمین پر آپڑا سب لوگ بال بال بچے۔ دیسی انسپکٹر کا بازو ٹوٹ گیا دو خچر کہلا نیچے گر پڑے مگر معہ بوجھ بچ گئے۔

زلزلہ سے پہاڑیوں کی ہیئت میں بہت تغیر واقع ہوگیا ہے کیونکہ دریا پار کا پہاڑ جس کا نام دوبارہ ہے اب اونچا معلوم ہوتا ہے۔ پالمپور کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے سرکی چوٹی پر سب نیچے دبگئی ہیں۔

لارڈ کچنر نے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کیلئے جو فنڈ کھولا ہے اسکی میزان ابھی ۲۰ ہزار روپیہ تک پہنچ چکی ہے۔

مسز سیکن اینڈ کو و پاٹر اینڈ کو نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۵ ہزار دیا۔

کلو کے دور دراز حصص سے اطلاع ملی ہے کہ گندک کے چشمے کئی جگہ پھوٹ نکلے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہے اسلئے کہ منڈی اور کلو میں اکثر مقامات پر پہاڑ اور گرم چشمے پہلے سے موجود ہیں۔

مسٹر سیسن جے ڈی وڈ نے بمبئی سے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۱۰ ہزار روپیہ جمع کرکے سر ڈنزل ابٹسن کے پاس ارسال کیا ہے۔ آپنے بمبئی میں ایک فنڈ اسلئے کھولا تھا جسکی یہ پہلی قسط ہے۔ ہز آنر نے مسٹر سیسن اور اہل بمبئی کی اس فیاضی پر جو انہوں نے غیر صوبے کے ساتھ کی نہایت خوشنودی ظاہر فرمائی۔

مسٹر ایم مالا باری بھی بمبئی میں ریلیف فنڈ کیلئے بہت سعی کر رہا ہے۔

بنگال کے بنک الائنس لاہور میں زلزلہ ریلیف فنڈ کے کیلئے مدد کی جو فہرست چندہ وصول شدہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار ۴۰۰ سو روپیہ تک پہنچ گئی ہے۔

نیوزیلینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ ہندوستان کے زلزلہ کے وقت وہاں بھی خاصی حرکتیں محسوس ہوئیں۔

چترال سے اطلاع ملی ہے کہ ۴ اپریل کو وہاں بھی ہلکا زلزلہ محسوس ہوا۔

کلو میں سیپرکمپنیوں کیلئے سامان خورد و نوش پہونچانے کا خاص انتظام کیا جا رہا ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے فیصلہ کیا ہے کہ زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ کھولا جائے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ میں افواج سے علے العموم چندہ لیا جائیگا۔ چنانچہ برہمن رجمنٹ نمبر اول نے فہرست میں سے پہلے ۵۰۰ روپیہ دیا۔

لاہور کے ٹاؤن ہال باغ میں ۹ مئی کو ۱۲ بجے صبح کو زلزلہ ریلیف فنڈ کے متعلق ایک عام جلسہ کیا گیا۔

سرکاری تخمینہ کے مطابق ۴ اپریل کے زلزلہ سے شہر میں ۸ لاکھ کا نقصان ہوا۔

آئیندہ زلزلہ کے خوف سے کپورتھلے کے حکمران خاندان نے شہر سے باہر خیموں میں رہنا اختیار کیا تھا راج کے خیمہ میں چوری ہوگئی اور چٹنے منجملہ دیگر مال و اسباب کے ایک نہایت قیمتی ہار بھی چوری گیا۔

شہنشاہ انگلستان نے زلزلہ کچنر فنڈ میں ایک ہزار (۱۰۰۰ پونڈ) دی۔

سکندر آباد ڈویژن کے افسر نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے اعلان کیا ہے کہ کم و بیش کا کچھ خیال کریں سب لوگ حسب حیثیت چندہ دیں۔

بندر عباس سے ۳۰ اپریل کا تار مظہر ہے کہ ۲۵ اپریل کو ایک بجے دن کے یہاں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ اسکا جھٹکا تک ہوا پھر ایک جھٹکا ۵ منٹ پر اسی زور کا لیکن پہلے سے کم دیر تک رہا غرض پانچ زلزلہ اسطرح ۴ منٹ میں معلوم ہوئے مکان اسطرح لرزتے تھے کہ خوف معلوم ہوتا تھا چند دوکانیں اور دیواریں گر گئیں۔ بندر عباس کی پشت پر جو کوہ غنا ہے ۴ سو گز تک نیچے دب گیا۔ اطلاع ملی ہے کہ ایک جگہ زمین شق ہوگئی اور پچاس آدمی تلف ہوگئے۔ قصبہ سروین بھی بہت نقصان ہوا۔ ۲۶-۲۷ اور ۲۹ کو بھی ہلکی حرکتیں محسوس ہوئیں برٹش انڈین کمپنی نے کے دفتر کو اول زلزلہ سے کسیقدر نقصان پہونچا - دیواریں کم و بیش شکستہ ہوگئیں۔

ڈپٹی کمشنر کانگڑہ کی رپورٹ ہے کہ ضلع کانگڑہ اور کلو میں غلہ اور خوراک بہت ہے اور بہت گران ہے بیچارے لوگوں کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع حصول ثواب کا نہوگا۔ یہاں ایسے خاندان اسوقت بے سر و سامان ہیں جو زبان سے مانگنا تو کجا اگر انکی کچھ امداد کی جاتی ہے تو بھی ایک خاص شرمندگی حیا انکے چہروں سے ظاہر ہوتی ہے گورنمنٹ ریلیف کمیٹی۔ آریہ سماج اور دیگر اقوام کی کوششوں کے باوجود بھی وہاں کرنیوالوں کے لئے بہت کچھ کرنیکا موقع ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے جو اپیل زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے کہولا تھا اسمیں اتبک ۳۸ ہزار ۴ سو ایک روپیہ چندہ ہوچکا ہے۔ پہلی فہرست چندہ عنقریب شائع کیجائیگی۔ مسرز مکنیل اینڈ کو نے ۷ ہزار ۵ سو روپیہ اور مسرز گلبرن اینڈ کو نے ۵ ہزار چندہ میں دیا۔ چندہ دہندگان کم و بیش کا کچھ خیال نکریں کمیٹی چھوٹی اور بڑی سب رقوم کو شکریہ کے ساتھ منظور کرے گی۔

(وطن)

بقیہ نوٹ کی بات ہے تو میری پیشگوئیاں کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور لوگ اس قدر ڈر کر مضحکہ اڑاتے ہیں چنانچہ اتحاد اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکھاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے اور وہ عبارت یہ ہے میں آج ۱۹ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعوے سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک پیشگوئیوں سے ڈرو اور انکو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵ - ۸ - اور ۲۹ اپریل کے اشتہاروں اور اخبار وغیرہ میں جو بیان کیا ہے کہ ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ کوئی نہ بچیگا ... قادیانی زلزلہ کی کوئی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا ... اسکے منہ سے پہلے ہی سادہ لوح اور ہو قوف جو قادیانی کا معرفہ مخالفین اور اخباری نکتہ چینیوں کی حد تک ... پورے سے بری خوف اور ڈر سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوں خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں قادیانی کی ...

صوبہ زلزلہ ہرگز نہیں آئیگا نہیں آئیگا اور نہیں آئیگا آپ ہر طرح مطمئن اور تسلی رکھیں ... یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور کشوف کے ذریعہ دیگئی ہے جو انشاء اللہ بالکل صحیح ہوگی میں مکرر سکرر کہتا ہوں اور یہ اس نور الہی سے ہے جو مجھ پر کشف و کیا گیا ... ہو کر اور اس کے اعلان کی اجازت پاکر کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کیطرح اس زلزلہ کی پیشگوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے ... اس عاجز کی ... ہوگا۔

ملا محمد بخش حنفی سکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ملک بخش صاحب عرائض نویس حسن ابدال ضلع پشاور عہ
۲۔منشی فضل احمد صاحب سپرنٹ جنگی جنڈری ۸؍
۳۔میاں دین محمد صاحب قادیان ۶؍

۱۶ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی عہ
۲۔منشی غلام محمد صاحب سیالوی تنا پورگرسٹی ضلع گورداسپور
۳۔جماعت مالیر کوٹلہ معرفت مولوی محمد نواب خانصاحب تار
۴۔جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب
۵۔ابو عبد ... خانصاحب رسالدار جہاونی
کوئٹہ بلوچستان ؎
۔میاں محمد بخش صاحب گوگشت علاقہ ملوٹ
ڈاکخانہ ڈوال ضلع جہلم ۴؍

۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان با جماعت مردان
۲۔منشی میر دل صاحب اپیل نویس مردان عہ
۳۔جناب میر ناصر نواب صاحب قادیان

۱۹ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔منشی محمد صاحب سپرنٹ ڈاکخانہ حافظ آباد
۲۔منشی عبد المجید خانصاحب معرفت جماعت کپورتھلہ
۳۔منشی محمد الدین صاحب ... ضلع گجرات
۔منشی رب الدین صاحب کلرک ... ملتان
۵۔جماعت احمدیہ معرفت مولوی قمر الدین صاحب
۶۔پیر ... صاحب ... ضلع منٹگمری

۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔جوہدری مولوی عبد السلام صاحب قادیان دار الامان
۲۔مولوی فضل کریم صاحب ... تحصیل ...
۳۔جماعت سکندر ضلع گجرات

۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔... معرفت حافظ حسین بخش صاحب
۲۔حضرت حکیم الامت صاحب بروز جمعہ
۳۔میاں خیر الدین صاحب سیکھواں
۴۔... میاں ... ۱۲؍
۵۔منشی ہاشم علی صاحب گرداور ... ۸؍
۶۔منشی امام الدین صاحب پٹواری لوہ چب
متصل قادیان دار الامان

۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔میاں شیخ محمد ... متصل قادیان دار الامان ۸؍
۲۔حکیم فضل الٰہی صاحب قادیان دار الامان ؎
۳۔شیخ غلام الٰہی صاحب راولپنڈی ؎
۴۔منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۸؍

۵۔میاں وزیر خان صاحب ... عہ
۶۔میاں محمد خانصاحب ... امرتسر
۷۔... غلام احمد صاحب ... ڈاکخانہ جات گلگت عہ
۸۔سید علی شاہ صاحب ... صدر بازار
نوشہرہ ضلع پشاور عہ
۹۔منشی غلام داد صاحب ... سنوری ... پٹیالہ

(میزان)

۲۲ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔میاں الٰہی بخش صاحب و محکم دین صاحب
ملٹری پولیس گلوئی برما ؎
۲۔منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافٹسمین الٰہ آباد عہ
۳۔جماعت مالیر کوٹلہ معرفت مولوی محمد نواب خانصاحب تار
۴۔بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر راولپنڈی

میزان

۲۶ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔سید محمد شاہ صاحب ... رسالہ ... نوشہرہ عہ
۲۔سید ناصر شاہ صاحب بمقام ریاسی (جموں)

۲۷ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔میاں محمد بن محمد خلیل بمبئی عہ
۲۔ابو غلام رسول صاحب ... متصل ہنگو ۱۵؍
۳۔میاں رحمت اللہ صاحب بنگہ ؎
۴۔مولوی الٰہی بخش صاحب ... مدرسہ اسلامیہ ...

۲۸ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔جماعت ڈیرہ بابا نانک معرفت ابو غلام حسن صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ
۲۔ابو غلام حسن صاحب ... ٹوبہ ٹیک سنگھ
۳۔ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ
۴۔مولوی فیروز الدین صاحب ... عہ
۵۔امام الدین صاحب ... ۸؍
۶۔جماعت ... معرفت منشی احمد اللہ صاحب
۷۔جماعت قصور معرفت مرزا عبد العزیز بیگ صاحب
۸۔جماعت ... معرفت منشی ولی داد خانصاحب عرائض نویس

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔سید محمد شاہ صاحب احمدی متصل قادیان ۴؍
۲۔... صاحب ...
۳۔جماعت ... معرفت بابو برکت علی صاحب

میزان

درخواست دعا

چوہدری بھنو خان صاحب احمدی ... ضلع ہوشیارپور
سے اطلاع دیتے ہیں کہ میری ہمشیرہ اس دارفانی سے
کوچ کر گئی ہیں۔ اس لئے ہر ایک مقام کی احمدی جماعت
کو لازم ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ یا پٹوار گزٹ یا پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران مثلین ضلعدار پٹواریان نہر اور مال۔ نائب تحصیلدار۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ تحصیلدار۔ افسران مال۔ ڈپٹی کلکٹر نہر مہتمم بندوبست۔ غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر آجتک محکمہ مال اور نہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہوا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی ملازم نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ممبران اور عام خیر خواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے کہ شروع ۱۵ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام **پٹوار گزٹ** ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں۔ افسروں اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل۔ تنزلی۔ ترقی۔ موقوفی و بحالی اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کی جائے کہ پٹواروں کی شبانہ روز محنت اور ان کی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کر کے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو عمدہ کے ناول مفت ملتے ہیں۔

پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے چاہیے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دی جاتی یا کم ازکم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کی جاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کی خاطر اخبار کی قیمت میں مدد کی اور رعایت کر دیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدینگے تو عہ روپئے جاری رہیگا اور ناول بھی مفت نذر ہونگے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقعہ سے فایدہ اٹھائینگے۔ جو درحقیقت انکی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ

نولکھا لاہور

مرا بُرف باریدہ بر
نشاید چو بلبل تماشائے

واقعی بڑھاپا دنیا کی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاصکر جبکہ اولاد نہ ہو جوان کا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے۔ ایسی اگر بالوں کی سفیدی قبل از وقت ہو تو مفصلہ ذیل طور سے پڑھیں۔ **شاہی خضاب** ستل تیل ہوئی کہ لگایا جاتا ہے۔ بالوں کو دو منٹ میں سیاہ ہنور کر دیتا ہے جلدیہ دانہ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے

روح افزا نامردی سستی اولادی ضعف باہ دماغ جریان اور دکمر کیلئے اکسیر ہے بوڑھوں کو نوجوان اور نوجوان کو بیلتن پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپے فی شیشی

روح النشار حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید یا پیلی آوے۔ اولاد کی ہو یا نہ ہو سوزش ہو غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کیواسطے مجرب۔ قیمت تین روپے فی شیشی

فرانسیسی گلگونہ چہرے کی چھائیاں چیانیاں میل دھبے وغیرہ دور کرکے خوبصورت واجلا بنا تا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ

گولیان و روغن۔ ان کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگرچہ سفید ہوگئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے

بال اڑانیکا تیل بلاکسی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں قیمت ایک شیشی

سرمہ ممیرا دہند غباری سلائی پھولا پانی جانا وابتدائی موتیا بند کیلئے اکسیر ہے قیمت ... تولہ

بواسیر خونی بادی جدی یا ... کیسی ہو منٹے اگر یوں تو بلا تکلیف کم قیمت دو روپے

دمہ ... شرطیہ شفا ہو قیمت تین روپے
دوائی ... قیمت تین روپے
دوائی سوزاک ... تین روپے

خط وکتابت کا پتہ
ڈاکٹر کلیسنسکا ایم ای بکر ہسپتال فیروز پور شہر

درخواست دعا

(۱) چوہدری نور احمد صاحب احمدی ... ضلع ہوشیارپور سے اپنی والدہ ماجدہ کے اس دارفانی سے انتقال کر جانے کی اطلاع دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور سارے جماعت احمدیہ کو درخواست کرتے ہیں کہ مرحومہ کا جنازہ پڑھا جاوے

(۲) عماد الدین صاحب بمبئی سے اپنی والدہ بزرگوار کی وفات کی خبر تحریر کرکے جماعت احمدیہ سے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہیں

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب جوہر

بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور ...

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

...

اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

...

علاوہ

...

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال متصل گنج شہر بنارس۔ نوٹ

کارخانہ احمدی ارحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے ...

المشتہر ... کارخانہ احمدی ... قنوج

سچائی کا اظہار

...

المشتہر حکیم ... اور حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ ...

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر ...

المشتہر مہتمم کارخانہ ... قنوج

... شیخ یعقوب علی تراب احمدی ... کے اہتمام سے ... شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

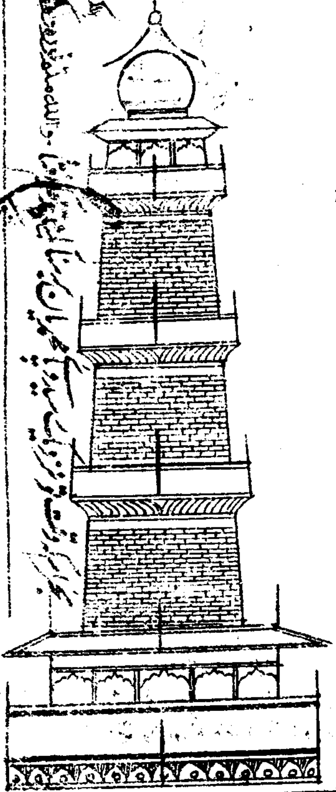

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

ہیہ گوہم بانو گرائی چہار در قادیان مینی | دوا مینی شفا مینی غرض دار الامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عا ۱۲

نمبر ۱۸ || قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ || جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) امور منزلیہ - دار الامان کا ہفتہ - حضرت مسیح موعود کے اشتہارات صفحہ ۱
(۲) ایڈیٹوریل بریف نوٹس - صفحہ ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان صفحہ ۳ و ۴
(۴) ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالونکا جواب صفحہ ۵
(۵) قومی ضروریات اور قومی کالم - شیرازہ قوم صفحہ ۶
(۶) ہماری شادیان کیسے ہون - صفحہ ۷
(۷) حضرت حجۃ اللہ کی تقریر حجۃ الوداع کی تقریب صفحہ ۸
" سعون در رفع مرض گناہ - صفحہ ۸
(۸) ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ صفحہ ۹
(۹) میری پرانی نوٹ بک مین سے کچہہ } صفحہ ۱۰
" خدا را انجرا تو ان سناخت
(۱۰) ایک سیاح قادیان کے خیالات - صفحہ ۱۰ و ۱۱
(۱۱) ہم اور ہمارے ہمعصر - صفحہ ۱۱
(۱۲) قہری تجلیون کے آثار - صفحہ ۱۲
(۱۳) اشتہارات ۱۳ و ۱۴

امور منزلیہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مین اپنے تیسرے لڑکی ولادت کی خبر لکھہ چکا ہون - اس ولادت پر الحکم کے سرپرستون اور میرے مخدوم احباب نے جسقدر مبارکباد کے خطوط لکھے ہین اور میری خوشی مین اظہار مسرت کیا ہے مین یکجائی طور پر ان سب کی مہربانیون کا شکر گذار ہون - اور دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالے انکو جزائے خیر دے - ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء کو عقیقہ اور ختنہ کر دیا گیا بچہ کا نام حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **یوسف علی** رکہا ہے خدا کرے کہ یہہ بچہ اسم بامسمی ثابت ہو - یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح **صدیق** اور **محسن** ہو اور علی رضی اللہ عنہ کیطرح باب العلم ہو - آمین - میرے ایک محب صادق نے اپنی جودت طبع سے تاریخی نام **نظیر الاسلام** لکھہ بہیجا ہے - سب نام فی الحقیقت بے حقیقت ہین اگر انمین وہ روح اور برکت پیدا نہو جو ان نام سے ہویدا ہے اسلئے مین پھر ایک بار اپنے سرپرستون اور احباب کی خدمتمین دعا کی درخواست کرتا ہون - خاکسار یعقوب علی عفی اللہ عنہ

دار الامان کا ہفتہ

اعلے حضرت مسیح ... اور بزرگان ملت کی ... کی خبر سلسلہ عالیہ کیلئے خبر مبارک اور خوش کن ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ ہی مین بدستور رونق افروز ہین -

۲ - جدید مہمانونمین سے مخدومی مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب منشی سردار خان صاحب اور دیگر احباب کو بغلہ اور منشی محمد دین صاحب مراد آبادی خصوصیت سے قابل ذکر ہین - آپ کئی روز سے آئے ہوئے ہین اور کئی دنون تک یہین صحبت سے حصہ لینے کے آرزو مند - اللہ تعالے دیگر احباب کو بہی ایسی توفیق دے - آمین -

۳ - ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء کو ... ایک خفیف سا زلزلہ آیا -

۴ - اس ہفتہ مین حسب ذیل کلام الہٰی نازل ہوا -

تازہ رویا و کشوف

۲۰ مئی ۱۹۰۵ء - صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ -

۲۴ مئی - (۱) زمین تہ و بالا کر دی (۲) اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ آتِیْکَ بَغْتَةً (۳) لنگر اٹہا دو -

فرمایا پہلے الہام کی تائید مین گہر مین بہی ایک رویا ہوئی تہی

۱ - ۲۴ مئی کو بیان کیا کہ کئی روز ہوئے جب سحاف بمارہ اوکیا دیکہتا ہون کہ بہت مردار خوار جانور لم ڈہینگ ہین اور پاس ہی ایک مردار پڑا ہوا ہے - رویا کے بعد اس جگہ کو بدل دیا وہ معاً اچھا ہو گیا - پہلے اس کے متعلق الہام ہوا تہا سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ -

۲ - رویا مین دیکہا کہ زینب نام ایک خادمہ لڑکی ساتھہ ہے اور اس کنوئین کیطرف جو باغ کے جنوبی مغربی کونے پر ہے مین گیا ہون تو کہتا ہون کہ ایسے کنوئین سے دور رہنا چاہیئے زلزلہ کیوقت ویسے کنوئین خطرناک ہوتے ہین - ایسا نہو کہ زمین کے اندر یہ کنوئین

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

مین الحکم کی گذشتہ اشاعت مین ذکر کر چکا ہون کہ الحکم کے ذریعہ مین اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کل اشتہارات کو یکجا کر دونگا ان اشتہارات مین بعض اشتہار ایسے ہو گئے جنکی خبر بہی بعض خواص حضرات کے کسی اور کو نہ ہوگی - مگر خدا تعالے کے فضل سے مین انکے بہم پہنچانے مین ایک حد تک کامیاب ہو گیا ہون - یہہ سلسلہ الحکم کے پہلے صفحہ پر جاری رہیگا - اسطرح پر الحکم کے خریدارون کے پاس ایک وہ عظیم الشان کتاب ہوگی جو اگر جداگانہ چہاپی جاوے تو تین چار روپیہ سے کم قیمت کی نہوگی مین یہ بہی تمام احباب کو اطلاع دیتا ہون کہ اگر انکے پاس ۱۹۰۰ء سے پہلے کا کوئی اشتہار ہو تو اسکا عنوان اور تاریخ اشاعت مجھے لکھہ بہیجیر تاکہ اگر میرے پاس نہو تو انسے منگوا لون - اگر مناسب سمجہین تو اسکی نقل بہیجدیا کرین حتی الوسع ایک اشتہار ہفتہ وار درج ہوگا انشاء اللہ العزیز - ایڈیٹر -

اشتہار پانسو روپیہ

اشتہار ہذا اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ ۷ دسمبر ۱۸۹۵ء کی کیسل ہندوستان دغیرہ اخبار مین لائق فائق آریہ سماج والون نے بابتہ روحونکے اصول اپنا یہ شائع کیا ہے کہ ارواح موجودہ بے انت ہین اور اس کثرت سے ہین کہ پرمیشور کو بہی انکی تعداد معلوم نہین اسی واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہتے ہین اور پاتے رہین گے مگر کبہی ختم نہ ہونگے - بدیں اسکے ہمنے ۹ فروری سے ۹ مارچ تک سفیر ہند کے پرچون مین بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اصول مذکور سراسر غلط ہے اب بطور اتمام حجت کے یہ اشتہار تعدادی پانسو روپیہ معہ جواب الجواب باوا نارائن سنگہ صاحب سکرٹری آریہ سماج امرتسر کے تحریر کرکے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہون کہ اگر کوئی صاحب آریہ سماج والون مین سے بپابندی اصول مسلمہ اپنے کے دلائل مندرجہ سفیر ہند و دلائل مرقومہ جواب الجواب شمولہ اشتہار ہذا کے توڑ کر یہ ثابت کر دے کہ ارواح موجودہ سوا چار ارب کی مدت مین کل دورہ اپنا پورا کرتے ہین بے انت ہین اور پرمیشور کو تعداد انکا نامعلوم رہا ہے تو مین اسکو مبلغ پانسو روپیہ نقد بطور انعام کے دونگا اور درصورت توقف کے شخص مثبت کو اختیار ہوگا کہ بمدد عدالت اختیار کرے لیکن واضح رہے کہ اگر کوئی صاحب سماج مذکور مین سے اس اصول سے منکر ہو تو صرف انکار طبع کرانا کافی نہوگا - بلکہ اسصورت مین یہ تصریح لکہنا چاہیئے کہ پھر اصول کیا ہوا آیا یہ بات ہے کہ ارواح ضرور کسی دن ختم ہو جائینگے اور تناسخ اور دنیا کا ہمیشہ کیواسطے خاتمہ ہوگا یا یہ اصول ہے کہ خدا اور روحون کو پیدا کر سکتا ہے - یا یہ کہ بعد مکتی پانے سب روحون کے پھر ایشور انہین مکتی یافتہ روحون کو کیڑے مکوڑے وغیرہ مخلوقات بنا کر دنیا مین بہیجدے گا یا یہ کہ ارواح اگرچہ انت نہین اور تعداد انکا کسی حد و دمعین مین ضرور محصور ہے - مگر پھر بہی بعد نکالے جانے کے باقی ماندہ اتنے کے اتنے ہی بنے رہتے ہین نہ مکتی والونکی جماعت جنمین یہ تازہ مکتی یافتہ جا ملتے ہین - اس بالائی آمدن سے پہلے کچہہ زیادہ بن جاتے ہین - اور نہ یہ جماعت جسمین سے کسی قدر ارواح نکل گئے بعد اس خرچ کے کچہہ کم ہونے پاتی غرض جو اصول ہو بہ تفصیل مذکورہ مفصل لکہنا چاہیئے -

المشتہر مرزا غلام احمد رئیس قادیان عفی عنہ ۲۸ مئی ۱۸۹۵ء

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

زمیندار ایسوسی ایشن منشی سراج الدین احمد نے اخبار زمیندار کے اجرا سے زمینداروں پر جو احسان کیا ہے وہ بھی کچھ کم شکرگذاری کے قابل نہیں اب منشی صاحب موصوف نے زمینداروں کے بہبود اور سود کی خاطر کرم آباد ضلع گوجرانوالہ میں ۲۵ و ۲۶ - جون ۱۹۰۵ء کو ایک زمیندار ایسوسی ایشن کا اجلاس کرنا چاہا ہے - یہ ایسوسی ایشن زمینداروں کی وکیل ہوگی اور زمینداروں کی ضروریات اور جائز شکایتوں کو گورنمنٹ تک پہونچائے گی - یہہ ایسوسی ایشن کسی قوم یا فرقہ سے مخصوص نہ ہوگی ہاں زمینداروں سے مخصوص ہوگی جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہیں وہ ۱۵ روز پہلے ایڈیٹر صاحب کو اطلاع دیں فرودگشی اور مہمان داری کا کل انتظام منشی صاحب موصوف اپنے خرچ سے کرینگے میں انکی اس مفید اور کارآمد تحریک پر انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور انکی کامیابی کا آرزومند ہوں -

دل کیوں سخت ہوگئے ہیں؟ کانگڑہ دیلی ۴ - اپریل کے زلزلہ سے جسقدر تباہ ہوئی ہے اور جو عبرت ناک نظارہ وہاں موجود رہا ہے اسکو دیکھنے والے چاہیئے تو یہ تہا کہ خدا تعالی کی اس قہری تجلی سے اسقدر متاثر ہوتے کہ انکی زندگیوں میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوجاتا وہ اپنے چال چلن اور رویہ کا وہ نمونہ دکہاتے جس سے دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا کہ فی الحقیقت وہ خدا تعالے کے انتقام اور غضب کی کیفیتوں سے متاثر دل رکہتے ہیں مگر نہیں معلوم ابہی کیا ہونے والا ہے کیونکہ جو خبریں کانگڑہ سے آرہی ہیں وہ سخت حیرت افزا ہیں - معلوم ہوا ہے کہ جو قلی کام کرنے کے لئے وہاں بہیجے گئے ہیں باوجودیکہ خدا تعالے کی قہری تجلی کے آثار وہاں دیکھتے رہے ہیں لیکن انہوں نے باوجود ڈبل مزدوریاں لینے کے مفلوک زلزلہ زدگان کا مال مارنے سے بہی پرہیز نہیں کیا - یہہ گری ہوئی حالت اور نوع انسان کے ساتھہ ظالمانہ برتاو کیا ظاہر کرتا ہے؟ یہی کہ خدا تعالے کی ہستی اور اسکے وجود پر ایمان نہیں ورنہ اگر سچا یقین ہو - اور ایمان موجود ہو تو یہہ وقت ہمدردی اور خدا ترسی کا ہے یا ایسی کمینہ حرکات اور بے حیائیوں کا - اہل ملک یقین کریں یا نہ کریں لیکن میں ظاہر کرنا اپنا فرض سمجہتا ہوں کہ جب کہ ملک کی ایمانی حالت یہانتک تنزل ہوچکی ہے گناہ کیلئے

اسقدر جرات اور دلیری پیدا ہورہی ہے پھر بھی اگر کسی **ایمان بخش اور خدا نما وجود** کی ضرورت نہیں تو پھر کبھی بھی کوئی ضرورت نہیں ہوسکتی؟ مگر یاد رکہو کہ ضرورت ہے اور وہ اپنے وقت پر **ضرورت حقہ** کے ساتھہ آیا ہے سعادت مند اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں شپرک سیرت اس کے وجود سے انکار کرتے اور تاریکی میں مارے مارے پھرتے ہیں -

تعصب ہے یا جہالت تعصب بجائے خود ایک ایسی تاریکی دماغ پر پیدا کرتا ہے کہ وہ عقل و فکر کی قوتوں کو محض بیکار کر کے جاہل بنا دیتا ہے اخبارات میں کانگڑہ کی کسی سادہو کا قصہ چہپ رہا ہے کہ اسنے زلزلہ کے آنیکی خبر دی تہی میں اسبات کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھتا ممکن ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے کسی بندہ کو ایسی اطلاع وہاں دیدی ہو - لیکن تعجب اس امر پر آتا ہے کہ ایک غیر معروف سادہو (جسکے صحیح حالات ابہی تک شائع نہیں ہوئے) کی بات کو تو یقین کے درجہ تک پہونچایا جاتا ہے اور خدا تعالے کا ایک **مامور** ایک بات کہتا ہے جو پورے **یقین اور وثوق** پر مبنی ہے سالہا سال پہلے سے چہپی ہوئی موجود ہے اسپر ہنسی اڑائی جاتی اور اخباروں کے کالم کے کالم سیاہ کرنا ملک کی خدمت سمجہا جاتا ہے - تعجب! اگر یہ جہالت نہ ہوتی تو یہ لوگ حقیقی خیرخواہ کو دشمن نہ سمجہتے - کیا وہ شخص جو کسی کو خبر دے کہ میاں تیرے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اسے بجہاے اسکا بدخواہ سمجہا جاوے گا یا حقیقی بہی خواہ!

موت اگر تو موت کو اپنا دوست خیال کرے تو تجہکو اسکی خاطر اور مہمانداری کے سامان کی فکر لازم ہے اور اگر تو اسکو اپنا دشمن سمجہے تو اسکی تکلیفات سے بچنے کی تدبیریں واجب ہیں

آفتاب ہند

عجیب جدت پوپ روم کے کتب خانہ میں ایک رسالہ سانپوں کے متعلق تین سو فیٹ لمبا اور ایک فیٹ چوڑا ہے جو ایک سانپ کی تین سو فیٹ لمبی آنت پر لکہا گیا ہے -

شفاخانہ فضل رحمانی آج کے اخبار کے بہرہ اشتہارات میں شفاخانہ فضل رحمانی کا اشتہار میرے محترم بہائی مفتی فضل رحمن صاحب کیطرف سے شائع ہوا ہے حضرت حکیم الامتہ کی تصدیق کے بعد کچھہ ضرورت نہیں ہے کہ میں مفتی صاحب کے متعلق کچھہ عرض کروں - البتہ اسقدر کہنا ضروری سمجہتا ہوں کہ جو لوگ کسی قسم کی دوائی کی ضرورت سمجہتے ہوں وہ مفتی صاحب کے تجربہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں کیونکہ اس طریق پر وہ مفتی صاحب کے ذریعہ حکیم الامتہ کے مجربات سے فائدہ اٹھائیں گے جنکے تیار کرنے کا مفتی صاحب نے انتظام کیا ہے -

تحفۃ المشتاقین اس نام کا ایک مجموعہ سید عبدالحی عرب صاحب نے حال میں ٹائیٹل سمیت چودہ صفحوں پر شائع کیا ہے - یہہ پنجابی سی حرفی قصیدہ اور کافیں وغیرہ کا مجموعہ ہے - قیمت صرف ۱/ ہے - عرب صاحب موصوف سے مل سکتا ہے - پنجابی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت اور آپ کی صداقت کے اظہار کا بہت اچہا ذریعہ ہے -

پیسہ اخبار کو مبارک ہو لاہور میں ۲۲ - مئی کو دو دفعہ زلزلہ کے دہکے لگے پیسہ اخبار اور اس کے دوستوں کو مبارک ہو جو کہتے تہے کہ لاہور وغیرہ میں کوئی زلزلہ نہیں آئیگا - یہہ ابتداء عشق ہے - خدا تعالے کا کون مقابلہ کرسکتا ہے اور اسکے علم پر کون احاطہ کرسکتا ہے؟

پیسہ اخبار اور انجمن حمایت اسلام پیسہ اخبار کی پولیسی کا پتہ لگانا جسقدر سہل ہے اسی قدر مشکل بھی ہے - اگر اسکے فائلوں کی پڑتال کی جاوے تو جسقدر رنگ اسنے بدلے ہوئے ہیں ان سب کا نقشہ عیاں ہوجاتا ہے - ایک زمانہ تھا کہ پیسہ اخبار انجمن حمایت اسلام کا بڑا مداح اور پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اور منیجر ہر جلسہ میں نئی تجویزیں پیش کرنے کے آرزومند رہا کرتے تہے جب سے کہ انجمن حمایت اسلام کی انتظامی کمیٹی میں بعض نئی روشنی کے نوجوانوں نے اپنا دست تصرف دراز کرنا چاہا ہے اور ان لوگوں کو (جنکی محنت اور مساعی جمیلہ سے انجمن اس پایہ تک پہونچی ہے) اپنی خود غرضیوں کا شکار کرنا چاہا ہے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے بہی مخالفت کا ٹہیکہ لے لیا ہے اور ہر قسم کے غلط اور بے جا اعتراض انجمن کے کارکنوں اور اسکے مقاصد پر کرنے شروع کر رکہے ہیں - امسال سالانہ جلسہ کی تقریب پر اس مخالف پارٹی نے جو روس اور جاپان کی لڑائی کے نقشے دکہائے وہ میرے اپنے مذاق پر تو خدا تعالے کے ایک برگزیدہ جری کی پیشگوئی کو پورا کرنیوالے تہے یعنی

مئی لنٹرن میں پہوٹ

لیکن بایں نہمہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے سخت افسوس ہوا - اس مخالف پارٹی کا نام فریق اصلاح طلب رکہا گیا ہے جو سراسر بےمحل ہے اگر یہ فریق محض اصلاح طلب ہوتا تو اس طرح مخالفت کا اکہاڑہ نہ جماتا -

ہرچند میں اپنے مذاق پر انجمن میں بعض باتوں کی کمی پاتا ہوں لیکن میں اس سے کبہی انکار نہیں کرنا چاہتا کہ جسقدر انجمن سے ہوسکتا ہے وہ نوجوان مسلمانوں کو دینیات سے واقف کر کے موجودہ زہریلے فلسفہ سے بچانا چاہتی ہے اور اب انجمن کی باگ ڈور وہ لوگ ہاتہہ میں لینا چاہتے ہیں جنکا اسلام بجائے خود ایک ایسا اسلام ہے جسکے بانی وہ آپ ہیں - اگر کالج یا انجمن کا انتظام ان لوگوں کے ہاتہہ میں دیا جاوے تو کیا پھر یہ لوگ وہی اصلاحیں نہ کرینگے جو **ریفارمر** کے ذریعہ **شریعت اسلام** اور **قرآن کریم** میں کرنا چاہتے ہیں - ہر مسلمان ایسے امور میں جو مسلمانوں سے تعلق رکہتے ہیں رائے دینے کا مجاز ہے پس مسلمان اگر اسلام کی کچھہ بہی خیر منانا چاہتے ہیں اور انجمن حمایت اسلام کے کارکنوں کو حمایت اسلام کی کچھہ بہی غیرت ہے تو وہ ہرگز ہرگز [illegible] کی جو مخالف پارٹی کر رہی ہے پروا نہ کریں - اور ہرگز ہرگز انکو انتظامی معاملات میں دخل نہ دیں کالج رہے یا جائے یہہ مسلمانوں کے اپنے سوچنے کا سوال ہے لیکن تم کالج کو ان ہاتہوں میں دیکر جو اسلام کو ایک نیا اسلام بنا دینا چاہتے ہیں اور اسلام کو عیاشیت کے قالب میں لانا چاہتے ہیں - اسلامیہ کالج کی بجائے کوئی اور کالج نہ بناؤ - اخلاقی جرأت سے کام کرو - **اصلاح** طلب فریق کالج کی اصلاح نہیں چاہتا وہ تو سرے سے اسلام کی اصلاح کا خواہشمند ہے اگر کسی کو شک ہے تو ان تحریروں کو پڑہے جو اوریئنٹل میاں شاہ دین صاحب اور مسٹر دلاور حسین صاحب وغیرہ کیطرف سے نکلی ہیں - غرض مسلمانوں کو مطلع رہنا چاہیئے کہ پیسہ اخبار کو حق کے ساتہہ ایک خاص دشمنی معلوم ہوتی ہے سلسلہ عالیہ کی مخالفت بہی وہ اسی تعصب کی وجہ سے کرتا ہے جو اسکو حق کے ساتہہ ہے ورنہ انجمن حمایت اسلام کی مخالفت ان لوگوں کے مقابلہ میں کیا معنی رکہتی ہے جو اسلام کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں - انجمن حمایت اسلام کے خلاف جسقدر آرٹکل اسنے لکہے ہیں نف

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جو اس سورہ مبارکہ میں خواص روحانی ہیں وہ بھی ایسے اعلےٰ و حیرت انگیز ہیں جنکو طالب حق دیکھکر اسبات کے اقرار کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ قادر مطلق کا کلام ہے چنانچہ منجملہ اُن خواص عالیہ کے ایک خاصہ روحانی سورۂ فاتحہ میں یہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز سے اُسکو ورد کر لینا اور اوسکی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجھکر اپنے دل میں قایم کر لینا تنویر باطن میں نہایت دخل رکھتا ہے یعنی اوس سے انشراح خاطر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دور ہوتی ہے اور حضرت مبدء فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور قبولیت الٰہی کے انوار اُسپر احاطہ کر لیتے ہیں یہانتک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز ہو جاتا ہے اور کشوف صادقہ اور الہامات واضحہ سے تمتع تام حاصل کرتا ہے اور حضرت الوہیت کے مقربین میں دخل پالیتا ہے اور وہ وہ عجائبات القاء غیبی اور کلام لاریبی اور استجابت ادعیہ اور کشف مغیبات اور تائید حضرت قاضی الحاجات اُس سے ظہور میں آتی ہیں کہ جسکی نظیر اسکے غیر میں نہیں پائی جاتی اگر مخالفین اس سے انکار کریں اور غالباً انکار ہی کریں گے تو اسکا ثبوت اس کتاب میں دیا گیا ہے اور یہ احقر ہر یک طالب حق کی تسلی کرنے کو طیار ہے اور نہ صرف مخالفین کو بلکہ اسمی اور رسمی موافقین کو بھی جو بظاہر مسلمان ہیں مگر محجوب مسلمان اور قالب بے جان ہیں جنکو اس پُر ظلمت زمانہ میں آیات سماویہ پر یقین نہیں رہا اور الہامات حضرت احدیت کو محال خیال کرتے ہیں اور از قبیل اوہام اور وساوس قرار دیتے جنہوں نے انسان کی ترقیات کا نہایت تنگ اور منقبض دائرہ بنا رکھا ہے کہ جو صرف عقلی اٹکلوں اور قیاسی ڈھکوسلوں پر ختم ہوتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالےٰ کو بھی نہایت درجہ کا کمزور و ضعیف سا خیال کر رہے ہیں سو یہ عاجز ان سب صاحبوں کی خدمت میں باادب تمام عرض کرتا ہے کہ اگر اب تک تاثیرات قرآنی سے انکار ہے اور اپنے جہل قدیم پر اصرار ہے تو اب نہایت نیک موقعہ ہے کہ یہ احقر خادمین اپنے ذاتی تجارب سے ہر یک منکر کی پوری

پوری اطمینان کر سکتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ طالب حق منکر اس احقر کیطرف رجوع کریں اور جو جو خواص کلام الٰہی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اسکو بچشم خود دیکھ لیں اور تاریکی اور ظلمت میں سے نکلکر نور حقیقی میں داخل ہو جائیں - ابتک تو یہ عاجز زندہ ہے مگر وجود خاکی کی کیا بُنیاد اور جسم فانی کا کیا اعتماد پس مناسب ہے کہ اس عام اعلان کو سُنتے ہی احقاق حق اور ابطال باطل کیطرف توجہ کریں تا اگر دعویٰ اس احقر کا بپایۂ ثبوت نہ پہونچ سکے تو منکر اور روگردان رہنے کے لئے ایک وجہ موجہ پیدا ہو جائے لیکن اگر اس عاجز کے قول کی صداقت جیسا کہ چاہئے بپایۂ ثبوت پہونچ جائے تو خدا سے ڈر کر اپنے باطل خیالات سے باز آئیں اور طریقۂ حقہ اسلام پر قدم جماویں تا اس جہان میں ذلت اور رسوائی سے اور دوسرے جہان میں عذاب اور عقوبت سے نجات پاویں سو دیکھو اے بھائیو اے عزیزو اے خلاصہ عزو اے پنڈتو اے پادریو اے آریو اے نیچریو اے برہمو دہرم والو کہ میں اسوقت صاف صاف اور علانیہ کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی کو شک ہو اور خاصۂ مذکورۂ بالا کے ماننے میں کچھ تامل ہو تو وہ بلا توقف اس عاجز کی طرف صبوری اور صدق دلی سے کچھ عرصہ تک صحبت میں رہ کر بیانات مذکورۂ بالا کی حقیقت کو بچشم خود دیکھ لے ایسا نہ ہو کہ اس ناچیز کے گذرنے کے بعد کوئی نامنصف کہے کہ کب مجھ کو کھولکر کہا گیا تا میں اس جستجو میں پڑتا کب کسی نے اپنی ذمہ داری سے دعویٰ کیا تا میں ایسے دعوے کا ثبوت اوس سے مانگتا سو اے بھائیو اے حق کے طالبو ادہر دیکھو کہ یہ عاجز کھولکر کہتا ہے اور اپنے خدا پر توکل کرکے جسکے انوار دن رات دیکھ رہا ہے اس بات کا ذمہ دار بنتا ہے کہ اگر تم دلی صدق اور صفائی سے حق کے جویان اور خواہان ہوکر صبر اور ارادت سے کچھ مدت تک اس احقر کی صحبت میں زندگی بسر کرو گے تو یہ بات تمہر بدیہی طور پر کھل جائیگی کہ فی الحقیقت وہ خواص روحانی جنکا اس جگہ ذکر کیا گیا ہے سورۂ فاتحہ اور قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں سو کیا مبارک وہ شخص ہے کہ جو اپنے دل کو تعصب اور عناد سے خالی کرکے اور اسلام کے قبول کرنے پر مستعد ہوکر اس مطلب کے حصول کے لئے بصدق و ارادت توجہ کرے اور کیا بدقسمت وہ آدمی ہے کہ ہمقدر انکشاف باتیں سُنکر پھر بھی نظر اوٹھاکر نہ دیکھے اور دیدہ و دانستہ خدا تعالےٰ کی لعنت اور غضب کا مورد بنجاوے مرگ نہایت نزدیک ہے اور بازی اجل سر پر ہے اگر جلد تر خدا سے ڈر کر اس عاجز کی باتوں کیطرف نظر نہیں کرو گے اور اپنی تسلی اور تشفی حاصل کرنے کے لئے صدق اور

ارادت سے قدم نہیں اُٹھاؤ گے تو میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا ہی انجام نہ ہو جیسا پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا کیونکہ اس احقر نے اونکو اونکی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کیطرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور اونکے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے اُنپر ظاہر کیا اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے بادب تمام اونپر ثابت کر دیا کہ دہریوں کے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا تعالےٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اُسکو خالق اور رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم یہانتک کہ دنیا کے ذرّہ ذرّہ کو اوسکا شریک ٹہراتے ہیں اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اوس کے برابر سمجھتے ہیں اگر انکو کہو کہ کیا تمہارا پرمیشر کوئی روح پیدا کر سکتا ہے یا کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دے سکتا ہے اور بار بار رکتا بلا بننے سے بچا سکتا ہے یا اپنے کسی محبت خالص کی توبہ قبول کر سکتا ہے تو ان سب باتوں کا یہی جواب ہے - کہ ہرگز نہیں اوسکو یہ قدرت ہی نہیں کہ ایک ذرہ اپنی طرف سے پیدا کر سکے اور نہ اوسمیں یہ رحمیت ہے کہ کسی اوتار یا کسی رکھی منی کو یا کسی ایسے کو بھی کہ جسپر وید اُترا ہو ہمیشہ کے لئے نجات دے اور پھر اوسکا مرتبہ ملحوظ رکھکر مُکتی خانہ سے باہر دفعہ نہ کرے اور اپنے اوس پیارے کو جسکے دل میں پرمیشر کی پریت اور محبت رچ گئی ہے بار بار رکتا بلا بننے سے بچاوے -

مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگوں اور اوتاروں وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک یہی اُنکا ظن رہا کہ گو کیسا ہی اوتار ہو رامچندر ہو یا کرشن ہو یا خود ہی ہو جسپر وید اوترا ہے پرمیشر کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ اوسپر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بنا کر پھر بھی اونہیں کو کیڑے مکوڑے ہی بناتا رہے گا وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اوسکو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ اوسمیں خود بخود بنانے کی ذرہ طاقت نہیں - یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا جسکو پُرزور دلائل سے رد کرکے پنڈت صاحب

پر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا تعالےٰ ہرگز ادھورا اور ناقص نہیں بلکہ مبدء ہے تمام فیضوں کا اور جامع تمام خوبیوں کا اور مستجمع ہے جمیع صفات کاملہ کا اور وحدہٗ لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور معبودیت میں اور پھر اس کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیت دین اسلام سے بدلائل واضح اونکو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیت پر دو ہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے ایک معقولی دلائل جن سے اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں دوسرے آسمانی آیات و ربانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور روحانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتے ہیں جن سے حقیقی نجات ایسے جہان میں بیچ ایمانداروں کو ... یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں نہیں پائے جاتے اور نہ اونکو طاقت ... کہ اس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں لیکن ... میں وجود اسکا متحقق ہے سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوتوں میں سے کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آکر ... کر لینی چاہئے اور یہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپ کی آمد و رفت کا اور نیز واجبی خرچ خوراک کا ہمارے ذمہ رہے گا اور وہ خط اون کے بعض ... کو بھی دکھلایا گیا اور دونوں رجسٹریوں کی ... کی دستخطی رسید بھی آگئی پر اونہوں نے ... دنیا اور ناموس دنیوی کے باعث سے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی یہان تک کہ جس دنیا سے اونہوں نے پیار کیا اور ربط بڑھایا تھا آخر بصد حسرت اوسکو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار سے بہ مجبوری جُدا ہو کر اس دار الفنا سے کوچ کر گئے اور بہت سی غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کفر کے پہاڑ ... سر پر لے گئے اور سفر آخرت کی خبر بھی کہ جو اونکو ۳۰ - اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیش آیا تخمیناً تین ماہ پہلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دیدی تھی چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بتلا دی بھی گئی تھی خیر یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ہے اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اس مسافر خانہ کو چھوڑنے والا ہے مگر یہ افسوس ایک بڑا ... ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا ... ہدایت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو اونکی زندگی ...

مگر وہ باوجود ہر ایک علامت ہدایت پانے کے اندھے رہے، روشنی اسلام انکو دکھایا گیا مگر انہوں نے ظلمت دنیا کی محبت سے اوس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پانو تک تاریکی میں پھنسے رہے ایک بندہ خدا نے بار ہا انکو انکی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر انہوں نے اوس کی طرف قدم بھی نہ اوٹھایا اور یوں ہی عمر کو بیجا تعصبوں اور نخوتوں میں ضائع کرکے حباب کیطرح ناپدید ہو گئے حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کا اول نشانہ وہی تھے اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ براہین میں بھی اون کے لئے اعلان چھپوایا گیا مگر اون کی طرف سے کبھی صدا نہ اوٹھی یہاں تک کہ خاک میں یار لکھ میں جا ملے۔

سواے بھائیو انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو اور اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو سچی نجات کو ڈھونڈو جو اسی جہان میں اوس کی برکتیں پاؤ۔ سچی اور حقیقی نجات وہی ہے جس کی اس جہان میں برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور قادر قوی کا وہی پاک کلام ہے کہ اسی جگہ طالبوں پر آسمانی راہ کھولتا ہے سو اپنے آپکو دھوکا مت دو اور جس دین کی حقیقت اسی دنیا میں نظر آ رہی ہے اوس پاک دین سے روگردان ہو کر اپنے دل پر تاریکی کا دھبہ مت لگاؤ ہاں اگر مقابلہ اور معارضہ کرنے کی طاقت ہے تو اسی سورۂ فاتحہ کے کمالات کے مساوی کوئی دوسرا کلام پیش کرو اور جو کچھ سورۂ فاتحہ کے خواص روحانی کی بابت اس عاجز نے لکھا ہے وہ کوئی سماعی بات نہیں ہے بلکہ یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے ہم اس قدر عجائبات اس سورۃ کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے اس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اوس کے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اس درجہ تک پہونچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقت منکشف ہوئیں اور ہر ایک مشکل کیوقت اسکے پڑھنے کیحالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رویا صادقہ یاد ہے کہ جو ابتک اس عاجز سے ظہور میں آچکے اور صبح صادق کے کھلنے کی طرح پوری بھی ہو چکی ہیں اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیت دعا کے آثار نمایاں ایسے نازک موقعوں پر دیکھے گئے جن میں بظاہر کوئی صورت مشکل کشائی کی نظر نہیں آتی تھی۔ اور اسی طرح کشف قبور اور دوسرے انواع و اقسام کے عجائبات اسی سورہ کے التزام ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ

اگر ایک ادنے حصہ اون کا کسی پادری یا پنڈت کے دل پر جا پڑے تو یکدفعہ حب دنیا سے قطع تعلق کر کے اسلام کے قبول کرنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہو جائے اسی طرح بذریعہ الہامات صادقہ کے جو پیشگوئیاں اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہیں جنمیں سے بعض پیشگوئیاں مخالفوں کے سامنے پوری ہو گئی ہیں اور پوری ہوتی جاتی ہیں اسقدر ہیں کہ اس عاجز کے خیال میں دو انجیلوں کی ضخامت سے کم نہیں اور یہ عاجز بطفیل متابعت حضرت رسول کریم مخاطبات حضرت احدیت میں اسقدر عنایات پاتا ہے کہ جسکا کچھ تھوڑا سا نمونہ حاشیہ در حاشیہ نمبر تین کے عربی الہامات وغیرہ میں لکھا گیا ہے خداوند کریم نے اوسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقایق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ؎

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اب وہ واعظان انجیل اور پادریان گم کردہ سبیل کہاں اور کدھر ہیں کہ جو پرلے درجہ کی ہٹ دھرمی کو اختیار کر کے محض کینہ اور عناد اور شیطانی سیرت کی راہ سے عوام کالانعام کو یہ کہکر بہکاتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی سو اب منصفان حق پسند خود سوچ سکتے ہیں کہ جس حالت میں حضرت خاتم الانبیا کے ادنی خادموں اور کمترین چاکروں سے ہزارہا پیشگوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ تو پھر کسقدر بیحیائی اور بے شرمی ہے کہ کوئی کور باطن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے انکار کرے اور پادریوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے بارہ میں اس وجہ سے فکر پڑی کہ توریت کتاب استثنا باب ہژدہم آیت بست و دوم میں سچے نبی کی یہ نشانی لکھی ہے کہ اوس کی پیشگوئی پوری ہو جائے سو جب پادریوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا خبریں قبل از وقوع بطور پیشگوئی فرمائی ہیں اور اکثر پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھی بھرا ہوا ہے اور وہ سب پیشگوئیاں اپنے وقتوں پر پوری بھی ہو گئیں تو اون کے دل کو یہ دھڑکا

شروع ہوا کہ ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے اور یا یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ توریت میں یعنی کتاب استثناء باب ۱۸ و ۲۲ آیات میں سچے نبی کی نشانی لکھی ہے وہ نشانی صحیح نہیں ہے سو اس پیچ میں آکر نہایت ہٹ دھرمی سے اون کو یہ کہنا پڑا کہ وہ پیشگوئیاں اصل میں فراستیں ہیں کہ اتفاقاً پوری ہو گئی ہیں لیکن چونکہ جس درخت کی بیخ مضبوط تھا اور ہمیشہ قایم ہے وہ ہمیشہ پہل لاتا ہے اس جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں اور دیگر خوارق صرف اسی زمانہ تک محدود نہیں تھے بلکہ اب بھی انکا برابر سلسلہ جاری ہے اگر کسی پادری وغیرہ کو شک و شبہ ہو تو اوسپر لازم و فرض ہے کہ وہ صدق اور ارادت سے اسطرف توجہ کرے پھر دیکھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں کسقدر ابتک بارش کیطرح برس رہی ہیں لیکن اس زمانہ کے متعصب پادری اگر خودکشی کا ارادہ کریں تو کریں مگر یہ امید اونپر بہت ہی کم ہے کہ وہ طالب صادق بنکر کمال ارادت اور صدق سے اس نشان کے جویاں ہوں بہرحال دوسرے لوگوں پر یہ بات واضح رہے کہ جس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات اب بھی آفتاب کی طرح روشن ہیں اور دوسرے کسی نبی کی برکات کا نشان نہیں ملتا تو اس صورت میں لازم ہے کہ کیسے متعصب اور دنیا پرست پادری کسی بازار یا کسی شہر یا گاؤں میں کسی کو برخلاف اس حق الامر کے بہکاتے نظر آویں تو یہی موقع اس کتاب کا اون کے سامنے کھولکر رکھدیا جاوے کیونکہ یہ کتاب دس ہزار روپیہ کے اشتہار پر تالیف کی گئی ہے اور اس سے معارضہ کرنے والا دس ہزار روپیہ پا سکتا ہے پس شرم اور حیا سے نہایت بعید ہے کہ جو لوگ نبوت حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں وہ پنڈت ہوں یا پادری آریہ ہوں یا برہمو ہوں وہ صرف زبان ہی کے طریق فضول گوئی کا اختیار رکھیں اور جو دلائل قطعیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر ناطق ہو رہی ہیں انکے جواب کا کچھ فکر نہ کریں۔ یہ عاجز نخواہ نخواہ انکو دین اسلام کے قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا لیکن اگر مقابلہ و معارضہ سے عاجز ہیں اور جو کچھ آسمانی نشان اور عقلی دلائل حقیقت اسلام پر دلالت کر رہے ہیں انکی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہ کر سکیں تو پھر بھی لازم ہے کہ جھوٹ کو چھوڑ کر سچے مذہب کو قبول کر لیں۔

اب پھر ہم اپنی اصل تقریر کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جسقدر ہم نے ابتک لطائف و معارف و خواص سورۃ فاتحہ لکھے ہیں وہ بدیہی طور پر بے مثل و مانند ہیں مثلاً جو شخص ذرا منصف

بنکر اول اون صداقتوں کے اعلے مرتبہ پر غور کرے جو کہ سورۃ فاتحہ میں جمع ہیں اور پھر اون لطائف اور نکات پر نظر ڈالے جن پر سورہ محدودہ مشتمل ہے اور پھر حسن بیان اور ایجاز کلام کو مشاہدہ کرے کہ کیسے معانی کثیرہ کو الفاظ قلیلہ میں بھرا ہوا ہے اور پھر عبارت کو دیکھے کہ کیسی آب و تاب رکھتی ہے اور کسقدر روانگی اور صفائی اور ملائمت اسمیں پائی جاتی ہے کہ گویا ایک نہایت مصفی اور شفاف پانی ہے کہ بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور پھر اسکی روحانی تاثیروں کو دل میں سوچے کہ جو بطور خارق عادت دلوں کو ظلمات بشریت سے صاف کر کے مورد انوار حضرت الوہیت بناتی ہیں جنکو ہم اس کتاب کے ہر موقعہ پر ثابت کرتے چلے جاتے ہیں + تو اوسپر قرآن شریف کی شان بلند جس سے انسانی طاقتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں ایسی وضاحت سے کھل سکتی ہے جس پر زیادت متصور نہیں اور اگر باوجود مشاہدہ ان کمالات کے پھر بھی کسی کور باطن پر عدیم المثالی اس کلام مقدس کی مشتبہ رہے تو اوسکا علاج قرآن شریف نے آپ ہی ایسا کیا ہے جس سے کامل طور پر منکرین پر اپنی حجت کو پورا کر دیا ہے اور وہ یہ ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ ؕ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ۲۵

یعنے اگر تمہیں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے میں کچھ شک ہے تو تم اوس کے کسی سورۃ کی مانند کوئی کلام بنا کر دکھاؤ اور اگر تم بنا نہ سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہ سکو گے سو اوس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے طیار ہے جسکا ایندھن کافر آدمی اور اونکے بت ہیں جو نار جہنم کو اپنے گناہوں اور شرارتوں سے افروختہ کر رہے ہیں یہ قول فیصل ہے کہ جو خدا تعالے نے منکرین اعجاز قرآنی کے ملزم کرنے کے لئے آپ فرما دیا ہے اب اگر کوئی ملزم اور لاجواب رہکر پھر بھی قرآن شریف کی بلاغت بے مثل سے منکر رہے اور بیہودہ گوئی اور ژاژخائی سے باز نہ آوے تو ایسے بے حیا منقلب الفطرت کا اس دنیا میں علاج نہیں ہو سکتا اسکے لئے وہی علاج ہے جسکا خدا نے اپنے قول فیصل میں وعدہ فرمایا ہے۔

بعض شریر اور کینہ پرور آدمی جنہوں نے ضد اور نفسانیت پر مضبوطی سے قدم مار رکھا ہے اور جن کو تعصب کی تند اندھیری نے بالکل اندھا کر دیا ہے۔

(باقی آیندہ)

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالوں کا جواب

(سلسلے کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵ جلد ۹ صفحہ ۶ و ۷)

الحکم کی مذکورہ بالا اشاعت میں ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کے القاء شیطانی کے وسوسہ کا ازالہ خدا کے فضل سے کرچکا ہوں مانا۔ ماننا یہ جدا امر ہے جو میرے اختیار و قدرت میں نہیں ہے۔

اب دوسرا وسوسہ ان کا یہ ہے کہ قرآن شریف میں بعض آیتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ اور اس دعویٰ کی تائید میں وہ آیت **ما ننسخ من اٰیۃ** الی الآیۃ پیش کرتے ہیں انکے جواب میں اسیقدر گذارش کرنا کافی ہے کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور منسلکہ آیات علیم سے قرآن شریف کا ایک حصہ یا آیات منسوخ بھی ہوا۔ یہ آیت تو ایک عظیم الشان آیت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسکو ہر دو پادری نصرانی سمجھ نہیں سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے مناسبت وقت اور ضرورت وقت کا کسی قوم کی نسبت خود فیصلہ کرتا ہے اور ہر ایک شے کا اندازہ خود اپنی قدرت سے کرتا ہے زمین و آسمان میں بے انتہا تغیرات اسی کے مالکانہ تصرف سے ہوتے ہیں حیات اور رفعت کے اسباب جس طرح اور جسقدر وہ چاہتا ہے آپ ہی اپنے تصرف سے پیدا کرتا ہے ہر قوم اور ہر زمانہ کے تغیر حالات پر جدید سامان اسی کے دست قدرت سے ظاہر ہوتے ہیں سوائے اسکے اور کوئی نہیں جو انسانوں کی ضرورت جسم اور روح کے سامان مہیا کردینے کا متکفل ہوسکے در اصل اس کے سلسلہ نبوت میں کوئی بھی تغیر نہیں ہوتا قوموں کے حالات اپنی ترقی و تنزل میں اپنے اپنے وقت اور زمانہ کی مناسبت سے اس کے اسی کلام کے نزول کا باعث ٹھیر جاتے ہیں جس کے وہ لایق ہوتے ہیں۔ اسیطرح نزول قرآن کریم کے وقت اہل زمین کی طبایع جس آسمانی امر کی مستحق تھیں وہی امر انکے لئے نازل کیا گیا اپنے رسول کے ذریعہ سے اپنا کلام نازل کرکے خدا تعالیٰ نے اس تفاوت کو دور کیا کل زمین کے رہنے والوں کیلئے کامل شریعت نازل کی گئی یہ راز ہے اس آیت میں جسکو **ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا نات بخیر منہا** میں بیان کیا گیا ہے اس آیت کی پہلی آیت سے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے یہود اور نصاریٰ اسلام اور اسکی ترقی کو دیکھکر اندر ہی اندر کڑہتے تھے اور یہود اپنی بداعمالیوں اور سیہ کاریوں کیوجہ سے مغضوب قوم ہوچکی تھی اسلئے اللہ تعالیٰ اس آیت میں نبوت کو بنی اسماعیل میں منتقل فرماتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کے انجام کی زبردست پیشگوئی کرتا ہے چنانچہ دیکھ لو پیشگوئی کس زور کے ساتھ پوری ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں چار قومیں تھیں مشرکین عرب۔ یہود۔ عیسائی۔ مجوسی۔ اب دیکھو مکہ کو مشرکوں کا کیسا نام و نشان مٹا دیا گیا **ننسخ** او **ننسہا** کا اس سے بڑھکر اور ثبوت مطلوب ہے؟ عیسائیوں کی کتاب تک کا بھی پتہ نہیں ملتا کہ کس زبان میں تھی اس پیشگوئی کا بہت بڑا حصہ جو عیسائیوں کے متعلق تھی مسیح موعود کے زمانے سے ہی وابستہ تھا کیونکہ وہ **کسر صلیب** کیلئے علی الخصوص آنیوالا تھا اس کا نظارہ اب دیکھ لو۔ اور یورپ کے کلیسیائی اخباروں کو پڑھو کہ وہ عیسویت کی حالت زار پر کسطرح نوحہ زن ہیں اور انہوں نے صاف الفاظ میں تسلیم کرلیا ہے کہ اگر یورپ اور امریکہ کو عیسائی رکھنا منظور ہے تو اس طرز استدلال کا **معقول جواب دو جو مرزا غلام احمد مسیح موعود** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) **نے پیدا کیا ہے۔**

یہود اور مجوس کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ بیچارے تو کسی شمار میں رہے ہی نہیں۔

غرض

جس آیت کو آپ مورد اعتراض ٹھیراتے ہیں وہ تو اسلام کی بنا محکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زبردست نشان اور عیسویت اور یہودیت کے **ابطال اور نسخ** کے لئے کارگر حربہ ہے۔

رہا **حجر اسود** کا سوال وہ بھی سے قبیل کا ہے حجر اسود بھی ایک آیۃ اللہ ہے اور تعجب ہے کہ آپ عیسائی ہوکر اس راز کو نہیں سمجھتے۔

اسکی فلسفی اور حقیقت کا بیان کردینا میرا کام ہے سعادتمند فایدہ اٹھالینگے اور کوتاہ اندیش معترض جو تعصب سے تاریک دل رکھتا ہے اور عداوت کے غبار سے جسکا دماغ ناکارہ ہوچکا ہے وہ اسپر بھی ہنسی اڑائے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ بہت مدت سے تصویری زبان کا دنیا میں رواج تھا اور اب بھی ہے مجھے امید ہے کہ میرے اس دعوے میں کسیکو انکار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو ہو تو سری رامچندر جی اور شیوجی کے تصویری قصص ہندوؤن کے پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصوروں کے پاس موجود ہیں دیکھ لے) رومی سکندر جسکو دانیال نے ذوالقرنین ایک سینگ کا بکرا خواب میں دیکھا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸) اور دارا ایرانی بادشاہ کی تصویری زبان میں دگفتگو) عام نظموں میں موجود ہے پڑھ لو۔ اس تصویری زبان کی کتابیں اور اخبارات ہند میں کثرت موجود ہیں۔ تصویری زبان ان بلاد میں جہاں تعلیم کا کم رواج ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔ زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے۔ بلکہ اکثر تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے۔ اسی واسطے یادگاروں کو عقلاء اور حکماء اکثر تصویری تحریروں میں ادا کرتے ہیں کلیسائی جنکے بہروسہ پر آپ اسلام پر معترض بن بیٹھے ہیں اور اس زمانہ میں جس قوم کے اطوار نیو فیشن لوگوں کے نزدیک آسمانی کتب سے بڑھکر مستحکم اور قابل اتباع نظر آتے ہیں وہ قوم بھی تصویری زبان کی کیسی قائل ہیں کہ ان کے اخبار جنہیں کرانیکل کہتے ہیں تصویری زبان میں شایع ہوتے ہیں۔ یہود میں ایک پوڈلا ملانے کی رسم تھی۔ جس کا ذکر اخبار ۲۱ باب ۱۸ میں ہے۔ عیسائیوں نے اس کو بھی اٹھا یقین کیا۔ قرنتی باب ۱۵ باب ۲۰ یوشع بن نون نے یردن سے گذرتے وقت بارہ پتھر اٹھائے۔ یوشع باب ۶ وہ بقول عیسائیوں کے بارہ حواریوں کی پیشگوئی تھی یہود اور عیسائی غیر قوموں کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے یہ ان کا محاورہ تھا پطرس کو پتھر اسی واسطے کہا کہ کلیسیا کیلئے وہ کونے کا پتھر ستون ہوا۔ ان باتوں پر غور کرو۔

اب اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشگوئی بہ نسبت حضرت خاتم الانبیاء اصفی الاصفیا بہت زور سے مندرج تھی۔ دیکھو متی ۲۰ باب ۱۶ و ۱۷۔ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا اور دیکھو زبور ۱۱۸۔ ۲۲۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہوگیا ہے۔ متی باب ۲۱ آیت ۴۲ و ۴۴۔ غرض یہ ایک بشارت ہے جو کئی کتب مقدسہ میں مندرج ہے اسی بشارت اور اسی پیشین گوئی کے اظہار و تصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویری زبان کے حجر اسود کونے پر رکھا گیا تھا۔ محمد یونسی پہلے سالہا سال سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر منصوب تھا۔ اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے ہاتھ ملاتے گویا قدیم زمانے میں ہی عرب کے پہلے یہ فقرہ تصویری طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر لکھا تھا کہ اس شہر میں وہ کونے کا پتھر جسے یہود اور عیسائی رد کرینگے ظاہر ہوگا جس کا ذکر مقدس کتب میں موجود ہے۔ اور روحانی طور پر یوں کہا جائے گا کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو انبیاء اور رسولوں کے وجود باوجود سے تیار ہوئی ہے۔ اسمیں رسالت مآب کی گرامی ذات کونے کی آخری اینٹ ہے جن سے وہ عمارت پوری ہوئی ان کی بیعت رحمٰن کی بیعت اور ان کی اطاعت رحمٰن کی اطاعت ہے۔ کیونکہ جو کچھ وہ بولے الٰہی بلانے سے بولے۔ حضرت رسالت مآب نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ وغیرہ۔

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ موضع اللبنۃ الی ان قال فکنت انا سددت موضع اللبنۃ وفی روایت فانا تلک اللبنۃ

ترجمہ۔ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ اس میں خالی رکھی گئی میں وہی اینٹ ہوں۔

کیسی صاف اور واضح صداقت ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جہاں عدو ذکیہ کے لئے انگلی رکھتا ہے وہیں سے معارف کا خزانہ نکل آتا ہے۔ اگر مخالف خردہ گیری نہ کرتے تو یہ صداقتیں دنیا پر کیونکر ظاہر ہوتیں۔ فللّٰہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ۔

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے اعتراضوں کو جواب کافی طور پر دیئے جاچکے ہیں اور اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت اس پر کچھ حاجت نہیں۔ خدا کرے کہ وہ ان سے فایدہ اٹھائیں۔

اس کے بعد اس ڈاکٹر برخوردار کے کئے ہوئے بعض اعتراضات حضرت حکیم الامۃ کے پاس پہونچے تھے حضرت حکیم الامۃ نے ان کا جو نہایت ہی مختصر جواب بطور اجمال دیا ہے میں اسپر ستر ادکرکے انشاء اللہ کسی قریب کی اشاعت میں درج کرونگا

ایڈیٹر۔

قومی ضروریات اور قومی کالم

شیرازہ قوم

قوموں کے بننے اور بگڑنے کا دراصل ایک ہی راز اور **اصل** ہے جو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم کی تہ میں مرکوز ہے یہہ جدا امر ہے کہ کوئی **قوم** اس راز کو سمجھنے کی کوشش نکرے یا امتداد زمانہ کے باعث یہی اصل کسی اور رنگ اور طرز میں کسی قوم کے سامنے پیش ہؤا ہو اور اسنے عملی طور پر اسے اپنا رہنما قرار دے لیا ہو۔ مگر اس میں کوئی کلام اور شبہ کی گنجایش نہیں ہے کہ قومی **صعود** اور **نزول** کی تلافی اس آیت کے اندر موجود ہے چنانچہ ۱۸۹۷ء کی آخری سہ ماہی میں جب الحکم کے اجرا کا خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ تو مجھے الحکم کی پیشانی پر ایک **زرین اصل** لکھنے کی فکر ہوئی۔ اسوقت یہی آیت میرے دل میں گذری جو آجتک الحکم کی پیشانی پر ہمیشہ شایع ہوتی ہے۔ یہی آیت شریفہ ایک دوسرے وقت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی **وحی** ہوئی جو ظاہر کرتی ہے کہ **قومی ترقی** ایک خاص قسم کی تبدیلی کو چاہتی ہے جبتک وہ تبدیلی ہمارے اندر پیدا نہ ہوگی خدا تعالے کی تائید و نصرت نازل ہوکر ہمیں اٹھا نہیں سکتی۔ اور اس قعر ذلت سے نکلنا ہمارے لئے امر دشوار ہے۔

مسلمانوں میں خواہ وہ ربع مسکون کے کسی حصہ میں رہتے ہیں اس زمانہ میں اس سوال کا پیدا ہونا کہ کیا وجہ ہے کہ **مسلمان پستی کیطرف جا رہی ہیں؟** ان لوگوں کے لئے جو سوچنے والا **دل** اور فکر کرنے والا دماغ رکھتے ہیں قابل قدر سوال ہے اس سوال کا پیدا ہونا صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی حالت علمی ہو یا عملی سیاسی ہو یا اخلاقی مذہبی ہو یا مجلسی ہر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اس سوال کے کچھ ہی جواب دئے گئے ہوں اور ممکن ہے وہ اپنے اپنے مقام پر صحیح ہی ہوں لیکن میرا روئے سخن اسوقت اس قوم اور جماعت کیطرف ہے جو اس سوال کا جواب یہ سمجھتی اور تسلیم کرتی ہے کہ مسلمانوں کی یہ حالت محض اس وجہ سے ہے کہ

انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے

اور یہ نشان اور علامت تھی اس امر کی کہ وہ وقت ہوگا جبکہ خدا تعالے کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود **شہزادۂ امن** ہوکر آئیگا چنانچہ تسلیم کرنے آچکا اور **دیکھنے والوں** نے اسے **سننے والوں** نے اسکی بابت سنا

سنت اللہ کے موافق **مسیح موعود** کے **پیغام** کا سعادتمندوں اور صاف دل لوگوں نے **لبیک** کہہ کر جواب دیا اور آمنا فاکتبنا مع الشاھدین کہہ کر ساتھ ہو لئے لیکن جنکو سعادت نے مدد ندی اور تعصب اور عداوت کے تاریک غبار نے جنکی عقلوں اور فکروں کو صحیح نتائج پر پہونچنے سے روک دیا انہوں نے خدا کے اس مرسل اور **مہدی** کو ضال مضل اور مفتری کہا۔ ایسے لوگوں کے مقابلہ کی نہ ہمیں ضرورت نہ خواہش ہے اسلئے کہ اس مرسل کے مکذب اور اسکو دکھ دینے والے اسکی تکذیب نہیں کرتے بلکہ وہ اسکی تکذیب کر رہے ہیں جسنے اسکو بھیجا ہے اسلئے یہہ تو اسی **غیور** خدا کا کام ہے جو اپنی جلالی نشانوں اور قہری تجلیوں سے اپنے بندہ کی سچائی کو ثابت کرے۔ پس اس فکر سے الگ ہوکر ایک اور ضروری **کام** ہے جسکے فکر میں ہم سب کو لگ جانا چاہئے۔ اور وہ ہے وہی **شیرازۂ قوم** کی درستی اور اصلاح۔ مسلمان جو دنیا میں اپنی **اخوت** کے لحاظ سے ایک زبردست قوم سمجھی اور مانی گئی تھی اسلام جسکی پہلی برکت دنیا پر یہ ظاہر ہوئی تھی کہ اسنے ہر ایک قسم کے نفاق اور شقاق انگیز امتیازوں کو اٹھا کر **نوع** انسان کی حقیقی بھلائی کی سطح پر مسلمانوں کو کھڑا کیا تھا۔ جسنے عرب جیسی متکبر اور اکھڑ **قوم** کو **فاصبحتم بنعمتہ اخوانا** کا مصداق بنا دیا تھا۔ اسوقت مسلمان کہلاکر اور اسلام اپنا مذہب کہکر ایک دوسرے کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہو رہے ہیں ایسی صورت میں **قومی ترقی** **قومی ادبار** سے نجات ناممکن اور محض ناممکن ہے جبتک وہی حالت وہی روح قوم کے اندر پیدا نہو ہو نہیں سکتا کہ مسلمان فلاح اور فوز عظیم کے وارث ہوں۔

اتفاق! اتفاق!! کی پکار تو ہر طرف سے ہو رہی ہے اور سب سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ اسی کے ذریعہ سے کچھ ہوگا اگر ہوگا مگر افسوس یہہ ہے کہ اس نسخہ کو تو سب جانتے ہیں مگر یہ **اتفاق** تو ترکیبی حالت کے نتیجہ کا نام ہے اسکے اجزا اور اسکی ترکیب سے یا تو محض ناواقف ہیں اور یا اگر واقف ہیں تو وہ ایسے کاہل اور سست ہیں کہ مرکب کر نہیں سکتے۔

لیکن میں اپنی جگہ یہہ سمجھ کر کہ یہہ لوگ اس نسخہ کی ترکیب سے محض ناواقف ہیں یہہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اتفاق وہ اخوت وہ یکتائی اور وحدت کی روح جو ساری کامیابیوں کی جڑ اور ساری ترقیوں کی اصل ہے وہ کسی قوم میں کامل طور پر کبھی پیدا نہیں ہو سکتی جبتک وہ ایک **حَکَم** اور **امام** کے سامنے اپنا سر تسلیم نہ جھکا دیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی ایک کامل نظیر ہیں۔

پس

اسوقت وہ قوم جسکو خدا تعالے کے فضل وکرم سے وہی موقع مل گیا ہے کہ انہوں نے خدا تعالے کے برگزیدہ مرسل اور مہدی کو اپنا امام تسلیم کر لیا ہے اور اسکے ہاتھ پر توبہ کرکے یہہ عہد کر لیا ہے کہ ہم دین **کو دنیا پر مقدم کرینگے**۔ انکا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کریں جو خدا تعالے چاہتا ہے۔

دنیا میں رہ کر انکی ضرورتیں مختلف ہیں ان ضرورتوں کے پورا ہونے کے اسباب اور ان اسباب کے حصول کے ذرائع ان ذرائع کے بہم پہونچنے پر نتائج کا نکلنا مختلف ہے۔ یہہ ناممکن ہے کہ ایک ہی ذریعہ تمام امور کے سرانجام دینے کے لئے کافی ہو ہاں یہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ بعض اصول ایسے ہیں کہ وہ کسی ذریعہ اور سبب سے کسی صورت میں الگ نہیں ہو سکتا۔

مثلاً ضروریات روزمرہ کے بہم پہونچانے کے واسطے کسی ذریعہ کا اختیار کرنا تو ضروری ہے لیکن رعایت تقوی اس میں بھی بطور اصل ہے یا مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ اور تعلق ہونے کی وجہ سے مختلف امور پیش آتے ہیں مگر تقوی کی نگہداشت وہاں بھی الگ نہیں ہو سکتی مختصر الفاظ میں اس اصل کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ ہماری ہر حرکت وسکون اخلاص اور صواب کے ماتحت ہو۔

اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں جو رہبانیت سکھاتا ہو۔ بلکہ وہ تو تخت شاہی پر بھی کامل درویشی کا نظارہ دکھا سکتا ہے۔ اور درویش غریب مصیبت زدہ کو بادشاہ کیطرح خوش وخورم رکھنا چاہتا ہے۔ کیا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاقان جہان ہوکر الفقر فخری کہنے والے نتھے؟ غرض یہ غلطی ہے جو یہہ سمجھتے ہیں کہ اسلام اور دنیا یکجا جمع نہیں ہو سکتے اس لمبی تمہید اور تحریر سے میری غرض صرف یہ ہے کہ خدا تعالے نے اسوقت ایک سلسلہ قایم کیا ہے اور ہم لوگوں کو جو **احمدی** کہلاتے ہیں اس میں داخل ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے خدا تعالے نے ارادہ کیا ہے کہ **ایک قوم** بناوے جو آخرین منہم لما یلحقوا بہم کی مصداق ہو وہ قوم یہی احمدی قوم ہوگی۔ پس اس قوم کو من حیث القوم قومی ضروریات ہیں اسلئے اس کی تمدن میں بہت سارے ایسے امور ہیں جنکی اصلاح کی ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ ہم لوگ ان ضروریات پر غور کرنے کے لئے اپنا وقت صرف کریں اور جو باتیں مفید اور ضروری ہوں انپر کاربند ہونے کی فکر

میرا یہہ بھی خیال ہے کہ ایسی تجاویز کا پیش کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو قلم کے ذریعہ خدمت قوم کرنا چاہتے ہیں + ایسے امور کا القا اکثر خود ہمارے اپنے اخوان میں حضرت حجۃ اللہ کے گرامی قدر اوقات کو اس طرف متوجہ کرنے کی حاجت نہیں ہاں یہ ضروری ہوگا کہ جب کوئی مفید بات فیصلہ ہوکر بطور دستور العمل قرار دیجاوے وہ اعلےٰ حضرت کے حضور پیش ہوکر دستور العمل قرار پاوے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ مستقل مضامین کے ذریعہ قوم کو ضروریات قوم سے آگاہ کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں اور یہ مضمون اس سلسلہ مضامین میں سے پہلا مضمون ہے + پس میں آج اس سلسلہ کو ایک ضروری تحریک کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ اور ہر جگہ کی **احمدی** جماعت کے سرگرم احباب کو خدا تعالے کی **قسم** دیکر کہتا ہوں کہ وہ اس **تحریک** کو مفید سمجھتے ہیں تو اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہو جائیں۔ اور اگر غیر ضروری اور غیر مفید خیال کرتے ہیں تو قومی پرچوں میں اس سے بہتر تجویز پیش کریں۔ وہ تحریک یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ میں **قومی ضروریات** کو قوم کے سامنے پیش کروں یہ ضروری امر ہے کہ قوم کا ایک وجود مشخص ہو جاوے۔ اپنی اپنی جگہ ہم سب سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اسوقت تین لاکھ کے قریب زن و مرد بچے شامل ہیں۔ ہر چند یہہ تعداد قرائن قویہ پر تسلیم کی گئی ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہہ تعداد صحیح ہے مگر پھر بھی تحریری طور پر ہمارے پاس کوئی اصل نہیں ہے اسلئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ فی الحال صرف پنجاب کے احمدیوں کی ایک مکمل فہرست طیار ہو جاوے اور اسکے لئے یہ انتظام کیا جاوے کہ **ضلع وار** ایک جنرل کمیٹی قرار دی جاوے اور وہ کمیٹی اپنے ماتحت تحصیل وار کمیٹیاں قایم کرے۔ ہر ایک تحصیلی کمیٹی اپنے اپنے ملحقہ دیہات کی فردیں طیار کرکے اپنے ضلع کی کمیٹی کے پاس بھیجدے۔ اور ضلع وار کمیٹیاں اپنے اپنے ضلع کی مکمل فردیں جنرل کمیٹی جو قادیان دار الامان میں قرار پائے بھیجدے۔

اسی طریق پر ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے متعلق عمل درآمد کیا جاوے سب سے پہلے اس کام کو کرنا چاہئے جب یہہ انتظام مکمل ہو جاوے اسکے بعد دوسرے ضروری امور قومی بہبودی کے اور تمدنی ضروریات پر مشتمل ہیں پیش کئے جاوینگے۔

میری اپنی رائے میں مندرجہ ذیل اصحاب اس کام کے اہل ہیں اگر وہ خدا کے لئے اس فرض کو اپنے ذمہ لیں تو بہت سے مفید نتائج اس تجویز سے نکلیں گے اور وہ بہت بڑے ثواب کے مستحق ہونگے۔

میں نے اس تجویز کو محض اخبار ہی میں نہ رہنے کے خیال سے ان بزرگوں کے نام مطبوعہ خطوط بھی بھیجے ہیں تاکہ وہ جوابدیں

ایا اس کام میں وہ کہان تک حصہ لے سکین گے۔

ضلع گوردسپور ۔ میان جمال الدین صاحب سیکہوانی ۔
امرتسر ۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کٹڑہ چمن سنگہ نمبر
نیدنگر ۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی حویلی کابلی مل ۔
گوجرانوالہ ۔ منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس ۔
سیالکوٹ ۔ چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن فرقہ میہر ۔
گجرات ۔ منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات ۔
جہلم ۔ مولوی برہان الدین صاحب
پشاور ۔ مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار
ڈیرہ غازیخان ۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی ۔ اے
ضلع جالندھر ۔ میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروش نبگہ
ہوشیارپور ۔ چودہری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڑہ
لودہانہ ۔ قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم ایجنسی
انبالہ ۔ چودہری سنتم علی صاحب کورٹ انسپکٹر
دہلی ۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب ۔
ریاست کپورتہلہ ۔ منشی عبد المجید خانصاحب افسر بگہی خانہ ۔
ریاست مالیرکوٹلہ ۔ منشی نواب خانصاحب ثاقب ۔
ملتان ۔ میان محمد بخش ولد احمد دین چہاپہ گر
راولپنڈی ۔ حکیم شاہ نواز صاحب
جموں ۔ خلیفہ نور الدین صاحب ۔
کشمیر ۔ مولوی عبد اللہ صاحب
ہزارہ ۔ مولوی محمد یمین صاحب
کانگڑہ ۔ مولوی ذوہیب الدین صاحب
میانوالی ۔ مولوی غلام محمد صاحب بی ۔ اے
شاہپور (سرگودہا) بابو غلام محمد صاحب بی ۔ اے
جہنگ و لائل پور ۔ بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر
منٹگمری ۔ مولوی عبد الحق صاحب سید والہ ۔
ریاست بہاولپور ۔ قاضی محمد اسماعیل صاحب بہاولپور
ریاست پٹیالہ ۔ مولوی عبد اللہ خانصاحب مہندرہ کالج ۔
ریاست سنگرور ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ۔

بعض ضلع ایسے ہیں جنکا نام میں نے نہیں لکہا اسلئے وہان کے بھائیوں میں جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہو وہ اطلاع دے۔

جسوقت یہ بزرگ کام کرنے کے لئے آمادہ ہونگے اسوقت میں انکی اطلاع آنے پر اس مطلب کے نقشے سردست اپنے خرچ سے چہپواکر دونگا جو بعد میں ان تقسیم شدہ ضلعوں کی کمیٹیوں کو ادا کرنا ہوگا۔ اور بطور حصہ رسدی اس خرچ میں میں بہی شریک ہوجاؤنگا۔

وہ لوگ اپنے اپنے طور پر اپنے ماتحت تحصیلوار کمیٹیان مقرر کرکے ان فہرستون کو مکمل کرا کے میرے پاس بہیجدین۔ اس تکمیل کے بعد جو مفید امور ہین انشاء اللہ پیش کرونگا۔ وہ وہی امور ہونگے جو بزرگان ملت کے مشورے اور دستخط سے مین شایع کرونگا۔ اس تجویز کو بہی مین نے بزرگان ملت کے حضور پیش کردیا ہے اور اسپر انکی مختصر رائے بہر درج کردی جایگی۔

خداتعالے قوم کے ان بزرگون کو اس قومی خدمت کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

آمین

ہماری شادیاں کیسے ہوں!

اگرچہ مندرجہ بالا مضمون ان مضامین کے سلسلے مین ایک مضمون ہوگا جو ابہی آپ پڑہ چکے ہین لیکن اس مضمون پر لکہنے کی تحریک سردست مجہے ایک شادی کی تقریب کی وجہ سے ہوئی جو ۲۱ مئی ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر باغ مین (جہان آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مقیم ہین) پیش آئی

حضرت حجتہ اللہ کی یون تو ہر ادا ہر حرکت و سکون آپ کی صداقت ۔ راستبازی ۔ اور منجانب اللہ ہونے پر زبردست شہادت ہے مگر ہمارے رسم و رواج مین جو حیرت انگیز انقلاب اور تبدیلی آپ کے باوجود وجود سے ہوئی ہے وہ ایک زندہ ثبوت اس امر کا ہے کہ آپ خداتعالے ہی کی طرف سے **اصلاح امت** کے لئے مامور ہوکر آئے ہین۔

مین دیکہتا ہون کہ انڈیا کی ساری قومون مین شادی و غمی کی تقریبون پر مسرفانہ مصارف اور بیجا رسوم سے قومون کو نجات دینے کی تحریک انکے ریفارمر کررہے ہین لیکن باوجود اسقدر مساعی اور تگ و دو کے وہ ابتک اس قابل نہین ہوئے کہ فخر کے ساتہہ اس امر کا اظہار کرسکین کہ ہم کامیاب ہوگئے ہین۔

خود مسلمانون مین صیغہ اصلاح ایک خاص مجلس قرار دی گئی ہے جو ایسے کامون کے لئے رسالہ شایع کرتی اور عہدے لے کر ممبر بناتی ہے ۔ لیکن اگر صیغہ اصلاح کے ممبر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان تقریبون کو دیکہین تو اپنے لئے اس سلسلہ کو اس پہلو کے لحاظ سے دنیا میں لانظیر نعمت تصور کرین مگر مین دیکہتا ہون کہ چشم عداوت انہین مجبور کرتی ہے کہ وہ اس سے دور ہی رہین یہی وجہ ہے جو مین یقین کرتا ہون کہ ان کے اصلاحی ادعا محض نمائشی اور شہرت طلبی کے ذریعے ہین ورنہ اگر کوئی اور پہلو انہین اس سلسلہ مین سردست تسلی بخش نظر نہین آتا تہا تو کم ازکم اپنے مذاق پر وہ اسی حیثیت سے دیکہتے ۔ بہرحال مین جب اسی قسم کی تقریبون کو دیکہتا ہون تو میرا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے سے بیش ازبیش ترقی کرتا ہے کیونکہ اس آمد سے ہم نے

ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم

کا صحیح نظارہ دیکہا ۔ یعنے وہ اپنے متبعین کے ان بوجہون اور طوقون کو اتار پہینکتا ہے جو انپر تہے یہ طوق اور بوجہ یہی رسومات بد اور مسرفانہ مصارف ہی تو ہوتے ہین جنکے بغیر دنیادار سمجہتے ہین کہ ہماری ناک کٹ جائے گی۔

غرض

۲۱ مئی ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر ایسا ہی ایک موقع ازدیاد ایمان کا پیش آیا ۔ یہ شادی عجیب و غریب تہی اسلئے کہ دلہا اور دلہن مین سے کوئی بہی یہان موجود نہ تہا بلکہ انکے جایز ورثا مین سے بہی کوئی نہ تہا ۔

یہ تقریب نکاح اس اجازت نامہ کے ذریعہ عمل مین آئی جو لڑکی اور لڑکے کے ورثاء کیطرف سے تحریری طور پر آچکے تہے اور مجلس نکاح مین حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب لڑکون کی طرف سے اور جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویرہوس لڑکیون کی طرف سے وکیل تہے ۔ خطبہ نکاح حسب معمول حضرت حکیم الامتہ نے پڑہا ۔

یہ شادیان سیالکوٹ کے ایک مشہور و معروف معزز خاندان سادات کی تہین ۔ جناب میر حامد شاہ صاحب کے دو صاحبزادون محمد اور عبد الحمید کا علی الترتیب رفعت اور مریم سید خصلیت علیشاہ صاحب مرحوم کی صاحبزادیون سے ہوا ۔ اور میر محمود شاہ صاحب مرحوم (جو میر حامد شاہ صاحب کے بہائی اور حضرت اقدس کے ایک مخلص خادم تہے) کے صاحبزادہ کا نکاح فضیلت دختر سید خصلیت علیشاہ صاحب مرحوم کے ساتہہ ہوا۔ میر حامد شاہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت سیالکوٹ کے ایک درخشندہ نمونہ ہین انکی سیرۃ مین انبیا علیہم السلام کی سیرۃ کا نمونہ پایا جاتا ہے ایسا ہی سید خصلیت علی شاہ صاحب مرحوم بہی حضرت اقدس کے جان نثار عاشق تہے حضرت مسیح موعود سے انکو اعلے درجہ کا اخلاص تہا ۔ **الغرض** یہ مبارک تقریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمولیت سے باغ مین ادا ہوئی حضرت حکیم الامتہ نے خطبہ نکاح پڑہا اور اس مین نہایت دردِ دل سے ظاہر کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ہمارے بہائی اپنے لڑکے اور لڑکیون کو حضرت امام کے حضور قربان کرنے ۔ یعنے اس قسم کے تعلقات آپکے مشورہ اور منشاء کے موافق ہوتے مگر افسوس ہے کہ لوگ اپنی تجویزون کو مقدم کرلیتے ہین تاہم جو مخلص احباب ہین انکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ یہ پاک تقریب حضرت مسیح موعود کے حضور عمل مین آئے تاکہ آپکی دعائین عمدہ نتائج پیدا کرنے والی ہون۔

مین امید کرتا ہون کہ حضرت حکیم الامتہ کی اس تقریر سے وہ لوگ جو اس جلسہ نکاح مین موجود تہے ضرور متاثر ہوئے ہونگے اسی اثر کیوجہ سے مین چاہتا ہون کہ ہمارے بیرونی احباب بہی ان باتون کی قدر کرین اور اس ضرورت کو محسوس کرین مین ایکسے زیادہ مرتبہ الحکم کے ذریعہ اس امر پر اپنے ناظرین کو توجہ دلا چکا ہون کہ اگر وہ چاہتے ہین کہ یہ رشتہ مبارک ہون انمین خیر و برکت پیدا ہو وہ قوم کے لئے ایک عمدہ نمونہ ایثار اور اخوت کا ہون تو میری اپنی رائے مین تو ہر شخص کو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشورہ یا اجازت کے بغیر خود بخود تجویزین کر لینی حرام سمجہہ لینی چاہئین ۔ اور چونکہ حضرت اقدس سردست ان معاملات مین دخل دینا پسند نہین فرماتے اسلئے ان معاملات کو کلیتہ حضرت حکیم الامتہ اور مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی رائے پر چہوڑ دینا چاہئے ۔ جہان اور جسکے لئے یہ بزرگ تجویز کردین اسے مبارک یقین کیا جاوے ۔ کیونکہ ان سے بہتر امین اور خیرخواہ ملنا ناممکن ہے ۔ لیکن یہ یاد رکہین کہ یہ بزرگ بہی ان معاملات مین اسوقت دخل دینے کو آمادہ ہونگے جب ہم لوگ اپنی رائون اور تجویزون کو قطعاً چہوڑکر انکے سامنے عرض حال کرین اور بہ شرح صدر سے انکی تجویز کو تسلیم کرین۔

مین یقیناً کہتا ہون کہ قوم مین طیبت پیدا کرنے کے واسطے یہ سب سے زیادہ ضروری امر ہے ۔ اور افسوس سے دیکہا جاتا ہے کہ قوم اسطرف سے غافل ہے ہماری آئیوالی نسلون کی اصلاح کیلئے یہ سوال بہت ہی قابل غور ہے ۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مین نے حضرت اقدس کے ایک اشتہار کے حوالہ سے دکہایا تہا کہ حضرت اقدس اس شخص کو اپنی جماعت سے الگ قرار دیتے ہین جو احمدی ہوکر بہی اپنے رشتہ ناطے غیر احمدیون کیسے کرے خصوصاً وہ شخص جو غیر احمدیون کو اپنی لڑکیان دے ۔ البتہ ان کی لڑکیان لے لینے مین حرج نہین ہے ۔

پس تمام احمدیونکو سچے دلسے یہ عزم اور عہد کرلینا چاہئے ۔ اس سوال پر بحث کرنے کے لئے مجہے مولوی غلام نبی صاحب مدرس پور ہیران نے بڑے زور سے توجہ دلائی ہے انہون نے یہ بہی ذکر کیا ہے کہ کیا تین لاکہ آدمی کی جماعت مین شیخ غلام احمد صاحب نومسلم اور میان رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ کیلئے ایک بہی لڑکی نہین ہے ؟ فی الحقیقت انکا یہ جملہ قوم کیلئے بہت غور کے قابل ہے مولوی غلام نبی صاحب لکہتے ہین کہ اگر قوم اسلامی اخوت کا لحاظ کرتی ہے تو یہ ناممکن ہے کہ دو لڑکیان بہی ساری جماعت مین قابل نکاح نہ ملین ۔ مین اسپر مفصل مضمون الحکم کی کسی آئیوالی اشاعت مین لکہونگا ۔ انشاء اللہ العزیز ۔ فی الحال یہ تذکرہ ضمناً آگیا ۔

حضرت حجۃ اللہ کی آخری تقریر جو حجۃ الوداع کی تقریب پر

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

چہارم

چوتھا کمال شہدا کا ہے۔ عام لوگ تو شہید کے معنے اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جو تیر یا بندوق سے مارا جاوے یا کسی اور اتفاقی موت سے مرجاوے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کا یہی مقام نہیں ہے۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سرحد کے پٹھانوں کو یہ بھی ایک غلط مسئلہ سمجھایا ہوا ہے کہ وہ انگریز افسروں پر آکر حملے کرتے ہیں اور اپنی تھوڑی دیر سے اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر ہم کسی کافر یا غیر مذہب والے کو ہلاک کر دیں گے تو ہم غازی ہوں گے اور اگر مارے جاویں گے تو شہید ہوں گے۔ مجھے ان کمینہ فطرت ملانوں پر بھی افسوس ہے جو ان شوریدہ سر پٹھانوں کو ایسا مسئلہ بتلاتے ہیں اور انہیں نہیں بتلاتے کہ تم اگر کسی شخص کو بلا وجہ قتل کرتے ہو تو غازی نہیں ظالم ٹھیرتے ہو۔ اور اگر وہاں ہلاک ہو جاتے ہو تو شہید نہیں بلکہ خودکشی کرکے حرام موت مرتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔

لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ

وہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور فساد کرتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ سخت سزا کے مستوجب ہیں۔ غرض عام لوگوں نے تو شہادت اتنی سمجھ رکھی ہے اور شہید کا یہی مقام ٹھیرا لیا ہے۔ مگر میرے نزدیک شہید کی حقیقت قطع نظر اس کے کہ اسکا جسم کاٹا جاوے کچھ اور ہی ہے اور وہ ایک کیفیت ہے جسکا تعلق دل سے ہے۔ یاد رکھو کہ صدیق نبی سے ایک قرب رکھتا ہے اور وہ اس کے دوسرے درجہ پر ہوتا ہے اور شہید صدیق کا ہمسایہ ہوتا ہے۔ نبی میں تو سارے کمالات ہوتے ہیں یعنے وہ صدیق بھی ہوتا ہے اور شہید بھی ہوتا ہے صالح بھی ہوتا ہے لیکن صدیق اور شہید ایک الگ الگ مقام ہیں۔ اس بحث کی بھی حاجت نہیں کہ آیا صدیق شہید ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ تمام کمال جہاں ہر ایک امر خارق عادت اور معجزہ کہا جاتا ہے وہ ان دونوں مقاموں پر اپنے رتبہ اور درجہ کے لحاظ سے ہوتا ہے۔

اسلئے اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ جو عمدہ اعمال ہیں اور جو عمدہ اخلاق ہیں وہ اس سے کامل طور پر صادر ہوتے ہیں اور بلا تکلف صادر ہوتے ہیں کسی خوف یا رجا کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ اعمال صالحہ کا صدور اسکی فطرت کا جزو ہو جاتا ہے اور وہ اصلی اور طبعی خاصیت کا ایک جزو ہو جاتے ہیں۔ تکلف اسکی طبیعت میں نہیں رہتا۔ جیسے ایک سائل کسی شخص کے پاس آوے تو خواہ اس کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو تو اسے دینا ہی پڑیگا۔ اگر نہ دیگا تو شرمندہ ہوگا۔ اگر چہ خوف سے نہیں تو خلقت کے لحاظ سے مگر اس قسم کا تکلف شہید میں نہیں ہوتا۔

اور یہ قوت اور طاقت اسکی بڑھتی جاتی ہے جوں جوں بڑھتی ہے اسیقدر اسکی تکلیف کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بوجھ کا احساس نہیں کرتا۔ مثلاً ہاتھی کے سر پر ایک چیونٹی ہو تو وہ اس کا کیا احساس کریگا۔ **فتوحات** میں اس مقام کی طرف اشارہ کرتے ایک لطیف بات لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان کامل درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کے لئے نماز ساقط ہو جاتی ہے جاہلوں نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ نماز ہی معاف ہو جاتی ہے جیسا کہ بعض بے قید فقیر کہتے ہیں ان کو اس مقام کی خبر نہیں اور اس لطیف نکتہ کی اطلاع نہیں اصل بات یہ ہے کہ ابتدائی مدارج سلوک میں نماز اور دوسرے اعمال صالحہ ایک قسم کا بوجھ معلوم ہوتے ہیں اور طبیعت میں ایک کسل اور تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے قوت پاکر اس مقام شہید پر پہونچتا ہے تو اسکو ایسی طاقت اور استقامت دیجاتی ہے کہ اسے ان اعمال میں کوئی تکلیف محسوس ہی نہیں ہوتی گویا وہ ان اعمال پر سوار ہوتے ہیں۔ اور صوم۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ ہمدردی بنی نوع۔ مروت۔ فتوت۔ غرض تمام اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کا صدور قوت ایمانی سے ہوتا ہے۔ کوئی مصیبت، دکھ اور تکلیف خدا تعالیٰ کیطرف قدم اٹھانے سے اسے روک نہیں سکتی۔ شہید اسیوقت کسی کو کہیں گے جب اسکی قوت ایمانی اس سے وہ فعل کرا دیتی ہے کہ آرام سے ان افعال کا صدور ہو۔ جیسے پانی اوپر سے نیچے کو گرتا ہے اسطرح شہید سے اعمال صالحہ کا صدور ہوتا ہے۔ شہید اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا ہے اور اسکی طاقتوں کا مشاہدہ کرتا ہے جب یہ مقام کامل درجہ پر پہونچے تو یہ ایک نشان ہوتا ہے۔ بعض آدمی دیکھے گئے ہیں کہ جب کوئی ابتلا آجاوے تو گھبرا اٹھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا شکوہ کرنے لگتے ہیں انکی طبیعت میں ایک افسردگی پائی جاتی ہے کیونکہ وہ صلح کلی طور پر جو خدا تعالیٰ سے ہونی چاہئے انکو حاصل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ سے تب اسی وقت تک صلح رہ سکتی ہے جب تک اسکی مانتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایک دوست کا سا معاملہ ہے کبھی ایک دوست دوسرے دوست کی مان لیتا ہے اور دوسرے وقت اسکو اس دوست کی ماننی پڑتی ہے اور یہ تسلیم خوشی اور انشراح صدر سے ہونی چاہئیے۔

خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع الی الآیۃ یعنے ہم آزماتے رہیں گے کبھی ڈرا کر کبھی بھوک سے کبھی مالوں اور ثمرات وغیرہ کا نقصان کرکے۔ ثمرات میں اولاد بھی داخل ہے اور یہ بھی کہ بڑی محنت سے کوئی فصل طیار کی اور یکایک اسے آگ لگی اور وہ تباہ ہوگئی یا اور امور کے لئے محنت مشقت کی نتیجہ میں ناکام رہ گیا غرض مختلف قسم کے ابتلا اور عوارض انسان پر آتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی آزمائش ہے ایسی صورت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اسکی تقدیر کے لئے سر تسلیم خم کرتے ہیں وہ بڑی شرح صدر سے کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون کسی قسم کا شکوہ اور شکایت یہ لوگ نہیں کرتے ایسے لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا اولئک علیھم الصلوٰۃ یعنے یہی وہ لوگ ہیں جنکے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت آتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو مشکلات میں راہ دکھا دیتا ہے یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا ہی کریم و رحیم اور بامروت ہے جب کوئی اسکی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اسکی مرضی پر راضی ہو جاتا ہے تو وہ اسکو اسکا بدلہ دئیے بغیر نہیں چھوڑتا۔ غرض یہ تو وہ مقام اور مرحلہ ہے جہاں وہ اپنی بات منوانی چاہتا ہے دوسرا مقام اور مرحلہ وہ ہے جو اس نے ادعونی استجب لکم میں فرمایا ہے یہاں وہ اسکی بات ماننے کا وعدہ فرماتا ہے۔ پس شہید اس پہلے مقام پر کھڑا ہوتا ہے یعنے انشراح صدر کے ساتھ اسکی بات مانتا ہے۔ وہ دوست کی ایلام کو برنگ انعام مشاہدہ کرتا ہے۔

چوتھا درجہ صالحین کا ہے یہی جب کامل درجہ پر ہو تو ایک نشان اور معجزہ ہے۔ کامل صلاح یہ ہے کہ کسی قسم کا کوئی بھی فساد باقی نہ رہے بدن صالح ہیں اسکی قسم کا کوئی خراب اور زہریلا مادہ نہیں ہوتا بلکہ صاف اور موید صحت مواد اسمیں ہوا سوقت صالح کہلاتا ہے جب تک صالح نہیں لوازم بھی صالح نہیں ہوتے۔ بیمار کا منہ اسکا شہد بھی کڑوی معلوم ہوتی ہے اسی طرح جب تک صالح نہیں بنتا اور ہر قسم کی بدبوؤں سے نہیں بچتا اور خراب مادے نہیں نکلتے اسوقت تک عبادات کڑوی معلوم ہوتی ہیں نماز میں جاتا ہے مگر اسے کوئی لذت اور سرور نہیں آتا وہ ٹکریں مار کر منحوس منہ سے سلام پھیر کر رخصت ہوتا ہے لیکن مزا اسوقت آتا ہے جب گندے مواد نکل جاتے ہیں تو انس اور ذوق شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور صلاح انسانی اسی درجہ سے شروع ہوتی ہے۔

(اب دعا کرو)

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی۔

معجون دافع مرض گناہ

حیا کے پھول ہمہ تن شکر کے تل	نیاز و عجز کی جڑ بیخ کی اصل
نہال صدق کی ڈالی سکے اوراق	ادب کی چھال تخم حسن اخلاق
ریاضت کا اگر ہاون ہو ممکن	تو انہیں کوٹ ڈالے رات اور دن
عرق اشک پشیمانی کا لے کر	کیا کر روز تو انہیں آمیختہ
کئی قطرے ہی معمول کرے	پھر ان کو دیکھ میں ڈال کا پھر
اجاع شوق پر رکھ کر پکانا	رہے خامی تو جان اپنی جلانا
مناسب جاننے کا پیر سا ان	صفائے قلب کی صافی میں چھاننا
جو چھن کر صاف ہو جاوے پانی	ملانا شکر شیریں بانی
کرے معجون کھائی بڑی آنچ	محبت کی آگ دنیا کڑی آنچ
غرض جب ہو چکے معجون تیار	رہے نقصان نہ باقی کوئی زنہار
تو رکھنا حفظ کی ڈبیا میں بھر کے	ہوائے اتقا سے سرد کرکے
جہاں تک تجھ سے کھایا جائے کھانا	کچھ اسکی قدر نشت پر نہ جانا
ضرر ہونے کا اندیشہ نہیں کچھ	ضرر اسکے نہیں بخشا کہیں کچھ
مواد فاسد عصیان کے حق میں	نہیں مثل اسکا سستی کو ورنہ
فنا ہو جائیگا درد معاصی	جو چاہے امتحان کر دیکھے عاصی
یہ نسخہ ہے نہایت آزمودہ	اطبا کے معارف کا ستودہ
کہا شبلی نے حضرت بارک اللہ	یہ نسخہ ہے کرامت بارک اللہ
یہ سن کر ہو گیا غائب وہ مجنون	یہ پرآئے شیخ شبلی دل جگر خون

(تہذیب النسوان)

ضروری اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

عجیب بات ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں والے خاصکر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شایع کیا وہ نیک نیتی سے ہے اور نہ کسی کو ڈرانا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے جیسا کہ میں نے اس سے پہلے اسی سنہ ۱۹۰۵ء میں ایک زلزلہ کی خبر شایع کی تھی جسکا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو بہت ہولناک ہوگا اور پھر میں نے اسی زلزلہ کی بابت اسی سنہ ۱۹۰۵ء میں بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گر جائیں گی اور جو عارضی طور پر فرودگاہیں ہیں وہ بھی گر جائیں گی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائیں گی اور اس زمانہ سے پچیس برس پہلے بھی میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اسی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہو گئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کرنیکی حاجت نہیں تب مجھے اس حادثہ سے اسقدر صدمہ پہنچا کہ جسکے بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخباروں اور رسالوں میں شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ اس پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شایع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک ذرہ بھی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک ہمدردی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیر لیا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم وحکیم کی طرف سے ملی تھی اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ سے بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت کے لوگ دھرمسالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی انمیں سے ضایع نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی۔

میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خداتعالےٰ کیطرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرا بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ پہلی زلزلہ کی خبر کو باحتیاط کیوں شایع نہ کیا اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کروں اسی غرض سے میں نے تین اشتہار شایع کئے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزلہ سہ منزلہ ہیں اور اگلی دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کیلئے کئی ہزار اشتہار شایع کئے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شایع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کیلئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب لارڈ کرزن وایسرا بالقابہ کیخدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اسبات کیطرف متوجہ ہوں کہ یا تو خداتعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالی حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اہل نظر یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کیلئے میں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالی زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا اسی سے میں آپ ڈرا اور اب تک قریباً ایک ماہ سے ایک باغ میں خیمے لگا کر رہتا ہوں اور اب تک وہاں سے واپس نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے[1] میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل وعیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس کو یقین ہے اسی سے بنی نوع کو ڈرانا بھی ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصہ کو آگ لگنے لگی ہے اور گھر والے خواب میں ہیں انکو خبر نہیں اور میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑینگے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بناپر پیشگوئی نہیں کی گئی بلکہ اگر حکام کیطرف سے ہی اس دعویٰ کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسبات کے باور کرنے کیلئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر ایسے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک تبدیلی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم کرنا چاہیئے جو چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خواری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پرواہ ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر ان کو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کیلئے جیلخانے کیوں طیار کرتیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈالدیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیسی تشویش۔ میں منجم ہونیکا دعویٰ نہیں کرتا مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعویٰ ہے میں صرف یہ دعویٰ رکھتا ہوں کہ میں خداتعالیٰ کیطرف سے وحی پاتا ہوں مگر اس دعویٰ کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بناپر مجھے کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بناپر یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کئے ہیں کہ اس دعویٰ میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شایع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں۔ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچکر اسطرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شایع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کماحقہ شایع کروں بعض لوگ میری نسبت خط لکھتے ہیں کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کردیں لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط کے پابند ہو جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کر لیں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے کیا مجھے کسی سے ایسی محبت ہے کہ اپنی جان سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے شایع کرتا ہوں کہ لوگ ڈر کر میری بیعت قبول کر لیں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ ہلاکت نفس اور توبہ سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہوجائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یہ دکھنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی مذہب غلطی پر ہو تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالت گاہ نہیں ہے اسکے لئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر دنیا میں قوموں کو سزا ہوا ہے مثلاً آسمان سے پتھر برسے یا طوفان سے غرق کئے گئے یا زلزلے آئے ان کا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست تھے یا آتش پرست تھے یا کسی اور مخلوق کی پرستش کرتے تھے اگر سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قائم ہوتے تو کوئی عذاب نازل نہ ہوتا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خداتعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گناہ کئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہو گئی اسلئے انکی ناپاکی پر عذاب نازل ہوا خدا کریم ورحیم ہے اور غضب میں دھیما ہے اگر سب لوگ اس سے ڈریں اور بدکاریوں اور ظلموں اور طرح طرح کے برے کاموں پر ایسی جرات نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو پھر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ پ۵ یعنی خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگذار بنجاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ پ۱۹ یعنی انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ ہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پرواہ کیا رکھتا ہے اور سچ یہ ہے جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری کیساتھ اسکے تمام اعمال ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کام آتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکھا ہے وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل ٹیڑھے نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء

نوٹ۔ اسجگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اسطرح تکذیب کیجاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کو اسکی تشویش کا موجب نہیں ہیں بلکہ لوگ اس سے ڈرتے نہیں بلکہ ہنسی ٹھٹھا اڑاتے ہیں چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور وہ عبارت یہ ہے: میں آج ۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعویٰ سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اسبات کا یقین دلاتا ہوں اور ڈرے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵-۸-۲۱- اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا۔ گو مسٹر قادیانی نے زلزلہ کی آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلایا مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئیگا اسلئے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی صرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں۔ بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے

[1] اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خداتعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ میں نے اسکے لئے کوئی تاریخ مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے میں نے کوئی تاریخ مقرر نہیں کی ایسی پیشگوئیوں میں عموماً یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط رکھنا ضروری سمجھ کر میں اب تک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں اور خیموں کے خریدنے اور عارضی عمارتوں کے بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب بار اخراجات بھی ہو چکا ہے اور اسقدر حرج کون اٹھا سکتا ہے۔ منہ

* بجز اسکے کہ جو سچے دل سے ایک آنیوالے حادثہ پر یقین رکھتا ہے مجھے بعینہ زلزلہ کی نسبت یہی الہام ہوا تھا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی تا بیان نکرنیکی تخصیص کرنیکے بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو۔ اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنے ہوں اور بہار سے

میری پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

خدا را بخدا تو ان شناخت

۱۹۰۲ء میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بمقام امرتسر ہوا تھا - اس جلسہ پر اعلیٰ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے رُسل بغرض تبلیغ بھیجے تھے ۱۴ - اکتوبر ۱۹۰۲ء کو جلسہ سے واپس آنے پر بعض اور لوگ بھی دارالامان آئے سلسلہ کلام میں ندوہ کے متعلق ذکر آیا کہ وہ بحث مباحثہ سے الگ رہ کر اصلاح چاہتے ہیں - اسپر فرمایا

اگر ندوہ کا دعویٰ اصلاح ہے تو امر تنقیح طلب یہ ہے کہ اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور کن راہوں سے ہو رہی ہے اور اسلام پر کیا حملہ ہو رہا ہے اسکی مدافعت اور انسداد کی تدابیر کا سوال بے محل اور ایسا دعویٰ خیالی دعویٰ ہوگا - پھر قابل غور یہہ امر ہے کہ ان ساری خرابیوں کا انسداد ارضی طاقت سے ہو سکتا ہے یا آسمانی تائیدات سے -

اگر ندوہ والے یہ چاہتے ہیں کہ لوگ پڑھکر یعنی انگریزی تعلیم حاصل کر کے نوکر ہو جائیں اور انکو ملازمت کے لئے آسانیاں ہوں تو یہ دین کا کام نہیں ہے یہہ تو قوم کو غلام بنانے کی تدابیر ہیں اور اگر ان کی غرض دینی اصلاح ہے تو پھر یاد رکھیں کہ

خدا را بخدا تو ان شناخت

اس اصل کو چھوڑ کر جو شخص چاہتا ہے کہ دینی اصلاح ہو جاوے وہ کبھی اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا - اس خشک اور خیالی اصلاح سے کیا فائدہ ہوگا جسکے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت نہیں ہیں وہ باتیں جو نری لفاظی کے طور پر بیان کی جاویں یا قصہ اور کہانی کی طرح گذشتہ امور پر جس کا حوالہ ہو انکی پہلے سے کیا ہی ہے جو ایک خاص جماعت اپنا وقت اور غریب مسلمانوں کا روپیہ لیکر صرف کرے اور نتیجہ کچھ بھی نہیں - میں اس قسم کی کارروائیوں کو کبھی پسند نہیں کرتا ایسی تو سے ریاکاری اور نفاق کی بو آتی ہے - کیونکہ یہہ طریق اس مطلب اور غرض کے حصول سے کوسوں دور ہے جسکے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور جسطرح دنیا کی اصلاح ہوا کرتی ہے وہ رنگ اس میں موجود نہیں ہے -

اصلاح کا طریق ہمیشہ وہی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن اور ایما سے ہو - اگر ہر شخص کی خیالی تجویزوں اور منصوبوں سے بگڑی ہوئی قوموں کی اصلاح ہو سکتی تو پھر دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے وجود کی ہی کچھہ حاجت نہ رہتی - جبتک کامل طور پر ایک مرض کی تشخیص نہ ہو اور پھر پورے وثوق کے ساتھہ اسکا علاج معلوم نہوے کامیابی علاج میں نہیں ہو سکتی -

اسلام کی جو حالت نازک ہو رہی ہے وہ ایسے ہی طبیبوں کی وجہ سے ہو رہی ہے جنہوں نے اسکی مرض کو تو تشخیص نہیں کیا اور جو علاج اپنے خیال میں گذرا اپنے مفاد کو مدنظر رکھکر شروع کر دیا - مگر یقیناً یاد رکھو کہ اس مرض اور علاج سے یہہ لوگ محض ناواقف ہیں اسکو وہی شناخت کرتا ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے اور وہ

میں ہوں

اسلام کے اندر ایک خطرناک پھوڑا ہو گیا ہے اور ایک جذام باہر کی طرف سے اسے لگ رہا ہے اندرونی پھوڑے کا باعث خود مسلمان ہوئے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور رائے کے موافق اس میں اصلاح اور ترمیم شروع کر دی وہ باتیں جو کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہم و گمان میں بھی نہ آئی تھیں آج **عبادت** قرار دی گئی ہیں اور زہد و ریاضت کا بہت بڑا مدار انہیں پر رکھا گیا ہے - ان باتوں کو دیکھکر بیرونی دشمنوں کو بھی موقع ملا - اور وہ تبر و تفنگ لے کر اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اسکے پاک وجود کو چھلنی کر دیا اور اسے ایسی مکروہ ہیئت میں دشمنوں نے دکھانا شروع کیا کہ غیر تو غیر تھے ہی اپنوں کو بھی متنفر کر دیا - ہر شخص نے اپنے طرز پر اسکی تصویر کو بھیانک بنانے کی فکر کی - ایسی صورت میں زمینی حربہ اور ارضی تدابیر کام نہیں دے سکتی ہیں اسکے لئے آسمانی حربہ اور **آسمانی تدابیر** کی حاجت ہے - اسلئے جبتک تمام کوشش آسمانی تائیدات کسی کو نہ دی جاویں - کامیابی ہو نہیں سکتی؟ ضرورت انبیاء علیہم السلام کا بھی بڑا بھاری ثبوت ہے کیونکہ اگر بگڑے وقت اصلاح دنیا ہو سکتی تو ہر زمانہ میں علاء مفکر دانشمند مدبر ہوتے ہی رہے ہیں - انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہو گذرے ہیں اب بھی موجود ہیں لیکن وہ فلاسفر اور ریفارمر خدا تعالیٰ سے اسقدر دور جا پڑے ہیں کہ انکے نزدیک شاید خدا تعالیٰ کا نام لینا بھی ایک گناہ اور غلطی قرار دیا گیا ہے پھر بتاؤ کہ یہہ فلسفہ اور یہہ اصلاح نہیں کہانتک لے جائیگی + اس سے کسی بہتری کی امید رکھنا خطرناک غلطی ہے -

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ نے یہی سنت رکھی ہے کہ اصلاح کے واسطے نبیوں کو مامور کرکے بھیجا ہے انبیاء علیہم السلام جب آتے ہیں تو بظاہر دنیا میں ایک فساد عظیم نظر آتا ہے بھائی بھائی سے باپ بیٹے سے جدا ہو جاتا ہے - ہزار ہا ہزار جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں - حضرت نوح علیہ السلام کے وقت طوفان سے ان کے مخالفوں کو تباہ کر دیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوقت طاعون اور دوسرے کئی عذاب وارد ہوئے - اور فرعون کے لشکر کو غرق کیا گیا -

غرض

خوب یاد رکھو کہ قلوب کی اصلاح اسی کا کام ہے جسنے قلوب کو پیدا کیا ہے نرے کلمات اور چرب زبانیاں اصلاح نہیں کر سکتی ہیں بلکہ ان کلمات کے اندر ایک روح ہونی چاہیئے -

پس جس شخص نے قرآن شریف کو پڑھا اور اس نے اتنا بھی نہیں سمجھا کہ ہدایت آسمان سے آتی ہے تو اس نے کیا سمجھا +

الم یاتکم نذیر

کا جب سوال ہوگا تو پتہ لگے گا - اصل بات یہی ہے کہ خدا را **بخدا تو ان شناخت** اور یہہ ذریعہ بغیر امام نہیں مل سکتا - کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانوں کا مظہر اور اسکی تجلیات کا مورد ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ

یعنی جس نے زمانہ کے امام کو شناخت نہیں کیا وہ جہالت کی موت مر گیا -

---

ایک سیاح قادیان کی خیالات

مینے اور کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا - مرزا صاحب سے ملاقات کی - مہمان رہا - میرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیئے - میرے مونہہ میں حرارت کیوجہ سے چھالے پڑ گئے تھے، اور میں شور غذائیں کہا نہیں سکتا تہا - میرزا صاحب نے ... دفعتاً گھر سے باہر تشریف لے آئے تھے - دودہ اور پاؤ روٹی تجویز فرمائی -

آجکل مرزا صاحب قادیان سے باہر ایک وسیع اور مناسب باغ میں (جو خود انہیں کی ملکیت ہے) قیام پذیر ہیں بزرگان ملت بھی وہیں ہیں - قادیان کی آبادی تقریباً ۴ ہزار آدمیوں کی ہے مگر رونق اور چہل پہل بہت ہے - نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی شاندار اور بلند عمارت تمام بستی میں صرف ایک ہی عمارت ہے - رستے کچے اور ناہموار ہیں - بالخصوص وہ سڑک جو بٹالہ سے قادیان تک آئی ہے اپنی نوعیت میں سب پر فوق لے گئی ہے آتے ہوئے یکہ میں مجھے جسقدر تکلیف ہوئی تھی نواب صاحب کے رتھہ نے لوٹنے کے وقت اسمیں نصف کی تخفیف کر دی اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل میں موجزن نہ ہوتا تو شاید آٹھ میل تو کیا آٹھ قدم بھی میں آگے نہ بڑھ سکتا -

اکرام الضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی - چھوٹے سے لیکے بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا - اور مولینا حاجی حکیم نورالدین صاحب جنکے اسم گرامی سے تمام انڈیا واقف ہے - اور مولینا عبدالکریم صاحب جنکی تقریر کی پنجاب میں دہوم ہے - مولوی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر جنکی تحریروں سے کتنے انگریز یورپ میں مسلمان ہو گئے ہیں - جناب میرزا ناصر نواب صاحب دہلوی جو میرزا صاحب کے خسر ہیں - مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - ایل - ایل - بی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز - مولوی یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم - جناب شاہ سراج الحق صاحب وغیرہ وغیرہ - بڑے درجہ کی شفقت اور نہایت محبت سے پیش آئے - افسوس مجھے اور اشخاص کا نام یاد نہیں - ورنہ میں انکی مہربانیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا -

میرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جسکا اثر بہت قوی ہوتا ہے - آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے - اور باتوں میں ملائمت ہے - طبیعت منکسر مگر حکومت خیز - مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا - بردباری کی شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے - گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے گویا متبسم ہیں - رنگ گورا ہے - بالوں کو حنا کا رنگ دیتے ہیں - جسم مضبوط اور محنتی ہے - سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندہتے ہیں - سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہیں - پاؤں میں جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے عمر تقریباً ۶۶ سال کی ہے -

مرزا صاحب کے مریدوں میں مینے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا - میری موجودگی میں بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تھے جنکی ارادت بڑے پایہ کی تھی - اور بے حد عقیدت مند تھے -

مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں کے خاتمہ پہ بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا "ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں" - (اسوقت کا تبسم ناک چہرہ ابتک میری آنکھوں میں ہے -)

میں جس شوق کو لے گیا تہا ساتھ لایا - اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لیجائے - واقعی قادیان نے اس جملہ کو اچھی طرح سمجھا ہے کہ "حسن خلقک ولو مع الکفار" - (میرزا صاحب کے خیالات کے متعلق عنقریب میری تحریر شایع ہوگی اس مضمون میں میں نے صرف وہاں کے

برتاؤ کو دکھایا ہے)
میں نے اور کیا دیکھا! بہت کچھ دیکھا - مگر تفصیل کرنیکا موقع نہیں - سٹیشن کو جانیکا وقت سر پر آپہنچا پھر کبھی بتاؤنگا کہ میں نے کیا دیکھا -

راقم - ا - ص - دہلوی

اسکے ساتھ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں وہ بات چیت لکھ دوں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیاح مذکور سے کی -

۲ - مئی ۱۹۰۵ء قبل نماز ظہر ایک نئی روشنی کے نوجوان جو بمبئی سے کسی تقریب پر لاہور آئے تھے اور وہاں سے حضرت اقدس کے شوق ملاقات میں قادیان تشریف لائے تھے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے - حضرت اُنکا حال دریافت کرتے رہے اسکے بعد آپ نے فرمایا " زمانہ میں بہت انقلاب ہوتے ہیں لیکن اکثر آجکل لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایک طرف ایسے جھکے ہوئے ہیں کہ دوسری طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور اپنے دنیوی کاموں میں یا رسمی معاملات میں ایسے منہمک ہیں کہ دوسری جانب یا تو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے یا اوس سے قطعاً نفرت رکھتے ہیں لیکن جو بات خدا کیطرف سے ہونے والی ہے وہ خواہ نخواہ ہو کر رہتی ہے - دیکھو! ایک زور آور سیلاب جو آنیوالا ہوتا ہے اوسکو کوئی کتنا ہی روکے بہرحال وہ آہی جاتا ہے اور کسی کے روکنے سے رُک نہیں سکتا "

حضرت کے اس نوجوان سے دریافت کرنے پر کہ آپ کتنے روز ہمارے پاس قیام کرینگے انھوں نے عرض کی کہ مجھے کل واپس جانا ضروری ہے - اسپر فرمایا کہ آپ اخلاص کے ساتھ یہاں آئے ہیں آپ چند روز ٹھہرتے تو خوب ہوتا مگر آپ کا وقت تنگ ہے دوسرے پہلو کو بھی سمجھ لینا چاہئے - کار دنیا کسے تمام نکرد - جیسا جیسا انسان کسی کام میں بڑھتا ہے ویسا ہی اُس کام کے بڑھنے اور زیادہ ہونے کے بھی راہ کھلتے جاتے ہیں یہانتک کہ دوسری طرف توجہ کرنیکے واسطے انسان کے پاس نہ وقت رہتا ہے اور نہ ہمت - مگر رشید آدمی کے واسطے خدا تعالےٰ آپ ہی سامان مہیا کر دیتا ہے - اور اوس کے دل کے اندر ہی ایک دجہ پیدا کر دیتا ہے - حدیث شریف میں آیا ہے اذا اراد اللہ خیرا یفقھہ فی الدین جب اللہ تعالےٰ کسی کے واسطے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اوسے دین میں فہم عطا کر دیتا ہے آجکل لوگوں کو انگریزی تعلیم نے فریفتہ کر رکھا ہے اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اون کو دوسرے گھر کا ایمان ہی نہیں اور اگر کسی کو ہے تو ایسا کہ ہونا نہ ہونا برابر ہے مگر اسوقت اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنا چہرہ دکھلاوے - مخلوق کی قساوت قلبی انتہا تک پہونچ گئی ہے اور لوگوں نے نرمی سے فائدہ نہیں اوٹھایا - اسواسطے اب وہ قہری نشان بھی دکھلانا چاہتا ہے - سعید ہیں وہ لوگ جو قبل ایسے نشانات کے واقع ہو جانیکے ایمان لاویں ورنہ فرعون کی طرح آفت میں پڑکر ایمان لانا مفید نہیں ہوتا - جو لوگ بعد میں ایمان لاتے ہیں وہ برگزیدہ پاک جماعت میں داخل نہیں ہو سکتے آپ کا ہمارے پاس آنا دو نتائج سے خالی نہیں یا تو قبل از وقت آپ پر اثر پڑے یا بعد میں آپ کو حسرت حاصل ہو (نوجوان - خدا کرے کہ دوسری بات نہ ہو -)

جس سلطنت کے نیچے لوگ رہتے ہیں اُسکا اثر مخلوق پر ضرور ہی ہوتا ہے لوگ اگرچہ بظاہر ایک مذہب کہتے ہیں تاہم انکا سارا رُخ دنیا کی طرف ہے اور خدا کی طاقتوں پر ایمان نہیں ہے - لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی سنت قدیمہ کے مطابق پھر جلوہ دکھاوے یہ زمانہ نوح کے زمانہ سے بہت ملتا ہے اوسوقت بھی لوگ اکثر دہریہ تھے - خدا فرماتا ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مخفیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ میں ایک مخفی خزانہ تھا پھر میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں - صرف انگریزی زبان میں کوئی کتنی ہی ترقی کر لے اُسکا نتیجہ بجز دنیا کے اور کچھ نہیں یوں دیکھ لینا چاہئے کہ جو بچے ایسے ہیں کہ اُن کے ماں باپ انگریز ہیں اُنکا انگریزی میں کمال اُنکو دین کے لئے کیا فائدہ دیسکتا ہے کیونکہ یہ زبان وہ ہنر جسکے ساتھ فخر کیا جاسکے - معاش بے شک انسان پیدا کر سکتا ہے مگر معاش تو ایک مزدور بھی ویسی ہی پیدا کر لیتا ہے - بلکہ وہ مزدور اچھا ہے کیونکہ اوس کے ساتھ وساوس نہیں ہیں - ہمارا منشاء یہ نہیں کہ انگریزی نہ پڑھو خود ہماری جماعت میں بہت انگریزی خوان ہیں اور بی - اے - ایم - اے تک تعلیم یافتہ ہیں اور معزز سرکاری عہدوں پر ملازم ہیں لیکن ہمارا منشاء یہ ہے کہ اوس سے نیک فائدہ اوٹھاؤ اور اوس کے بُرے فلسفہ سے بچو جو انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے ہر شے میں ایک اثر ہوتا ہے چونکہ انگریزی زبان میں بہت سی تعلیمیں اس قسم کی ہیں جو دہریت کیطرف جھکے ہوئے خیالات اپنے اندر رکھتی ہیں اسواسطے بغیر کسی زبردست رشد اور فضل الٰہی کے ہر ایک شخص اُس سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لے لیتا ہے - آجکل دنیا کے لئے حد سے زیادہ زور لگایا جاتا ہے مگر معاش کے لئے سب دروازے کھلے ہیں - افراط کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا دنیا میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ خدا پر ایمان رکھنے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کیا آخرت کے لئے وہ اسقدر محنت اور جانفشانی کرتے ہیں جسقدر کہ وہ دنیا کے لئے کر رہے ہیں - انکو معلوم ہی نہیں کہ اوسطرف کا معاملہ ہی کبھی پڑیگا -

نوجوان نے عرض کی میں نے عربی بھی ساتھ ساتھ پڑھی ہے حضرت نے فرمایا خوب ہوا سنو صرف اتنے پر بھی خوش نہیں ہو سکتے کیا بہتیرے لوگ ایسے نہیں ہیں جو بڑے بڑے علوم عربیہ کی تحصیل کر چکے ہیں مگر پھر بھی وہ اس سلسلہ حقہ کی مخالفت کر رہے ہیں اور وہ علوم اون کے واسطے اور بھی زیادہ عذاب کا موجب ہو رہے ہیں ہزاروں مولوی ہیں جو بجز گالیاں دینے کے اور کچھ کام نہیں رکھتے - بیشک معارف قرآنی کا ذخیرہ سب عربی میں ہے تاہم جب ایک مدت گذر جاتی ہے اور خدا کے ایک رسول کو بہت زمانہ گذر جاتا ہے تب لوگوں کے ہاتھ میں صرف الفاظ ہی رہ جاتے ہیں جن کے معارف اور معانی کسی پر نہیں کھل سکتے جبتک کہ اللہ تعالےٰ اُن کے واسطے کوئی چابی پیدا نکر دے - جب خدا کیطرف سے راہ کھلتا ہے تب کوئی منور قلب والا زندہ دل پیدا کیا جاتا ہے وہ صاحب حال ہوتا ہے اسواسطے اوسکی تفسیر درست ہوتی ہے زندہ دل کے سوا کچھ نہیں - یہ باتیں بیدہی ہیں مگر افسوس ہے کہ ان لوگوں کو سمجھ نہیں آتی - (نوجوان - جہالت ہے) خدا کہتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے - حدیث نبوی سے بھی یہی ثابت ہے کہ فوت ہو گئے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردوں میں دیکھا پھر بھی ہمارے مخالف مولوی انکار کئے چلے جاتے ہیں - (نوجوان - جہالت اور بدقسمتی -) اللہ تعالےٰ آپ کی اور ہماری ملاقات سے فائدہ دے +

ہم اور ہمارے معصر

کیا آسام کا زلزلہ سخت ترین تھا | پیسہ اخبار جو سلسلہ عالیہ کے خلاف بیہودہ گوئی کی قسم کھا چکا ہے معلوم ہوتا ہے پھر آسام کے زلزلہ کا ذکر کرتا ہے اور سر ہنری کاٹن کی تقریر کے حوالہ سے اسکو سب سے زیادہ خطرناک زلزلہ بتاتا ہے مجھے تعجب ہے کہ لاہور میں رہ کر سر ہنری کاٹن کی تقریر ہزاروں کوس کے فاصلہ پر اسکے نزدیک نہایت معتبر اور قابل وثوق ہے مگر اپنے کالون بشپ لاہور کی تقریر کو وہ عملی طور پر کمزور بتاتا ہے کیا اسے یاد نہیں کہ بشپ صاحب نے اپنی تقریر میں اس زلزلہ کو نہایت شدید اور خطرناک تسلیم کیا ہے -؟

ایک بزرگ کے خیالات | وطن اس عنوان سے رقمطراز ہے کہ الانذار کے عنوان سے ایک اشتہار مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا جس پر ۸ - اپریل ۱۹۰۵ء کی تاریخ ہے ہماری نظر سے گذرا ہماری رائے میں ہر شخص کا عمل اس بات پر ہونا چاہئے کہ کہنے والا کیا کہتا ہے نہ تفحص اور نہ تفتیش اس امر کی کہ کہنے والا کون ہے اور کیسا ہے؟ اس اشتہار میں کسی خطرناک نا گہانی حادثہ آنیوالے کی خبر دیگئی ہے جو نہیں معلوم زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے - جو دنیا پر آئیگی اور غرض اس سے یہ ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور شرک - فسق و فجور دنیا پرستی انکار و دہریت باری تعالےٰ نبیوں اور رسولوں کو بد زبانی سے یاد کرنا چھوڑ دیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں تقویٰ اور نیک اعمال کی راہ چلیں - اس نوٹ کو حضرت اقدس کے ان اشتہارات پر ختم کیا ہے جو الانذار کے شروع میں تبرید از خدائے بے نیاز و سخت تہارے سے درج ہیں - پیسہ اخبار جو تخویف مجرمانہ لئے پھرتا ہے اسکے موتھ پر یہ ایک اور ندامت کا داغ ہے بشرطیکہ وہ حیا کرے -

حق بر زبان جاری | ہیسر پرکاش روزنامہ اخبار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ جب سے آنحضرت نے دعوے اپنے نبی ہونے اور امام مہدی آخر الزمان و مسیح موعود بننے کا کیا ہے تب سے ایسے صدمات طاعونی وغیرہ وبائی امراض و زلزلے آنے لگ گئے ہیں اس سے پیشتر ایک صدی کی تاریخ کو بغور دیکھا جاوے تو اس صدی میں کسی ایسے صدمہ کا آنا معلوم نہیں ہوتا "

یہہ بات بالکل صحیح ہے اسلئے کہ قرآن کریم میں صاف درج ہے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا رسول کی بعثت پر جب انکار شوخی اور ٹھٹھا حد سے زیادہ گذر جاتا ہے تو آخر خدا تعالےٰ کی غیرت اور جلال جوش میں آکر قہری نشان دکھایا کرتا ہے - مبارک وہ جو اس سے عبرت پکڑیں -

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک اور فتح | دربار صاحب امرتسر کے سربراہ صاحب نے سکھوں کے مندر میں بتوں کا رکھنا ناپسند فرمایا اور برہمنوں کو حکم دیا ہے کہ وہاں مورتیاں نہ رکھیں - اسپر امرتسر کے ہندوؤں میں مخالفت کا جوش پھیلا ہے اور وہ ظاہر کرتے ہیں کہ سکھ ہندو ہیں اور یہ مندر مشترکہ ہے - سالہا سال کے بعد موجودہ سربراہ صاحب کو ایسا پاکیزہ خیال پیدا ہونا قابل قدر ہے ایک پاک موحد کے مریدوں کے عبادت گاہ میں فی الحقیقت بتوں کا ہونا تعجب خیز امر تھا - بابا نانک سچے موحد اور شرک سے بالکل الگ تھے یہہ فخر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ہے جسنے بابا صاحب کی پاک لائف کو جو سچے مسلمان کی لائف ہے کھولکر پبلک کے سامنے رکھدیا ہے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ سکھ مندروں سے بتوں کو نکلوانے لگے ہیں -

اللہ رے ذہانت | بجنور میں تازہ نظام ایک جدید ہفتہ وار شائع ہونے لگا ہے اسکے نمبر ۱۸ کے دوسرے صفحہ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار کے عنوان سے اخبار کے اڈیٹوریل کالم ذہین صاحب سیاہ کئے ہیں اس ساری بے ربط اور بیہودہ تحریر پر کسی نوٹس لینے کی حاجت نہیں تھی مگر میں اپنے ناظرین کو بتانا چاہتا ہوں کہ کیسے بالغ نظر سلسلہ عالیہ پر معترض ہوتے ہیں - ذہین صاحب نے الہام عفت الدیار محلھا ومقامھا - اصل تو اپنے ایسے محلھا و مقامھا عفت الدیار کی شکل میں خود ہی لکھ لیا - اور پھر فرماتے ہیں -

[illegible]

قہری تجلیون کے آثار

زلزلہ کیوجہ سے جو تباہی خصوصاً کانگڑہ وغیرہ مین ہوئی ہے اسکی یاد ابھی بھولی نہین تھی کہ مختلف قسم کی آفات کی خبرین آرہی ہین جن کو مین محض عبرت اور سبق حاصل کرانے کے لئے درج ذیل کرتا ہون۔

پونا سے خبر ملی ہے کہ وہان مینہ اور آندھی کا سخت طوفان آیا اور بارش ہوئی جس سے کسیقدر سردی ہوگئی ہے۔ ۱۳ سے ۱۵ مئی تک کشمیر مین بہت زور کی بارش ہوئی جس سے سیلاب آنیکا خوف ہوگیا کاروبار کی [illegible] اپنا مال و متاع کشتیون مین لے جا رہے ہین مقام بارہ مولا کا ایک حصہ پانی مین ڈوبا ہوا ہے [illegible] **بعد کی خبر** سے معلوم ہوا کہ خطرناک سیلاب کی وجہ سے ۲۲ گاؤن غرق ہوگئے چاول کی فصلین تباہ ہوگئین غرق ہونیوالے مویشیونکا اندازہ مشکل ہوگیا۔

ایڈیٹر وقت اب زلزلہ کے آنیکا خطرہ [illegible] **کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔**

بلجیم مین ٹڈیون سے سخت نقصان ہوا۔

مدینہ منورہ پایۂ تخت سپین [illegible] کی دیوار گر پڑی ہزارون مزدور اسمین کام کر رہے تھے [illegible] مر گئے۔ ابتک سو سے زیادہ لاشین نکل چکی ہین

امریکہ کے قصبہ سبرگ کے قریب [illegible] سے آنیوالی ٹرین ایک مال گاڑی سے جسمین ڈائنامیٹ لدا ہوا تھا ٹکرا گئی دونو ٹرینین [illegible] ٹکڑے ہوگئین بہت سے مسافر ہلاک ہوگئے۔

میکسیکو سے جو خبر [illegible] موصول ہوئی ہین ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام ہارین کی [illegible] فوج مین نہایت [illegible] وبائی مرض پھیلا ہوا ہے۔ ہفتہ وار [illegible] ہزار سپاہی مر رہے ہین۔

کراچی کے ساحل پر لاکھہا من مردہ مچھلیان سمندر نے پھینکدی ہین خیال ہے کہ پانی کے نیچے کوئی آتش فشان پہاڑ پھٹا ہے اس کے زہریلے بخارات سے یہ مچھلیان [illegible] ان کو دفن کر دیا گیا۔

پشاور مین ۲۴ گھنٹے کے اندر تین طوفان [illegible] اور باران اور برق و رعد کے آئے۔

کئی روز سے کلکتہ مین باد و باران کا طوفان [illegible] آتا ہے جو فصل کیلئے سخت ضرر رسان ہے

بیضۂ مرغ کے برابر اولے ۱۶ اپریل کو ضلع جہلم مین پانچ بجے شام کے قریب بیضۂ مرغ کے برابر اولے گرے بعض اولے دو دو چھٹانک [illegible] تین تین تولہ وزن نکلا۔

۴ اپریل کے زلزلہ سے زمین مین تین تین سو فیٹ لمبے اور ایک ایک انچ چوڑے شگاف ہوگئے ہین۔

[illegible] ساتوین ماہ حال سہ پہر کو شملہ مین آگ لگ گئی [illegible] کے بہت سی عمارتین جل کے خاکستر ہوگئین [illegible] آگ [illegible] شروع ہوئی۔ اور یہ [illegible] لوگ [illegible] مغربی [illegible] کا [illegible] اور وہ [illegible] کا عمل [illegible] آگ بہت [illegible] مین نو وہ [illegible] پانی بالکل بیفائدہ تھا۔ [illegible] آگ [illegible] اس کے بجھانے کی کوشش [illegible] اور جو عمارتین قریب تہین انکی طرف سب لوگ [illegible] ان تمام کوششونکا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] سہ پہر کو اس [illegible] کی بڑی عمارت سوگرہا کے نصف [illegible] کے خاکستر بن گئی۔ اور بعض بلند بلند دیوارین اور چھتین زمین پر آگرین [illegible] [illegible] اور [illegible] انجن اور پانی کی [illegible] اسیقدر فایدہ ہوا کہ باقی عمارتون کو آگ [illegible] صبح تک جس بڑے مکان مین آگ لگی تھی اسمین دوسرے دن صبح کو بھی کسیقدر شعلے اٹھتے ہوئے نظر آتے۔ یہ مدرسہ جہان آگ لگی [illegible] کا بنایا ہوا تھا۔ اور اس مدرسہ کی بنیاد [illegible] کی [illegible] پادری صاحب نے ڈالی تھی۔ [illegible] سوختہ ہوگیا [illegible] ماہ حال کی صبح کو ایک [illegible] اطلاع [illegible] کے پاس بھیجی [illegible] مقامات [illegible] چند دن مین [illegible] ساماںات کا تصفیہ ہو جائیگا۔ اور [illegible] ایک عارضی مکان مین تعلیم [illegible] شب [illegible] دوستون کے [illegible] کے لئے دوبارہ چندہ ہو رہا ہے عنقریب [illegible] تیار ہو جائے گا۔

زلزلہ کی خبرین | ریلیف فنڈ کمیٹی کا جلسہ [illegible] لاہور مین ہوا گو مجمع زیادہ نہ تھا تاہم چندہ موعودہ کی تعداد ۴ ہزار تک پہونچ گئی۔

وادی کانگڑہ، کلو اور دیگر شمالی حصون مین سرکاری تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ۴۔ اپریل سے پہلے کوئی علامت آتش فشان پہاڑ کی نہین دیکھی گئی۔

کچھ ریلیف فنڈ کی دوسری فہرست بھی شایع ہوچکی ہے جسکی تعداد ۳۰ ہزار ۳ سو ۳ روپیہ ہے۔ اسمین مہاراجہ الور کے ۲ ہزار، سکندر شاہ [illegible] جونتھی کور [illegible] چترال کے ایکہزار ۲ سو [illegible] ایکہزار ایک سو ۸۴۔ الائینس بینک شملہ کے بھی ایک ہزار شامل

ہین۔ لندن مین اس فنڈ کیلئے تقریباً ۲ ہزار پونڈ جمع ہوچکے ہین۔ ہندوستان کے تمام فوجی افسرون اور سپاہیون نے اس فنڈ مین بڑی دریا دلی سے چندے دیئے۔ [illegible] فنڈ قایم ہونے سے پہلے ہی گورکہا بٹالین نے [illegible] کی مصیبت زدہ پیلی اور ساتوین گورکہا کی [illegible] اور [illegible] بچون کی فیاضی سے امداد کی۔

[illegible] آسام کے [illegible] زلزلہ کے بعد پیمایش کی گئی تھی اسیطرح ضلع کانگڑہ اور دہرم سالہ کے نواح کی [illegible] اور تجربہ کار افسرون کی نگرانی مین پیمایش کیجائیگی تاکہ [illegible] مین اگر [illegible] فرق پیدا ہوا ہے تو معلوم ہو جائے۔

آریہ سماج لاہور نے ایک ہزار من گندم اور ایک سو من دال خرید کی ہے تاکہ کانگڑہ کے مصیبت زدون مین کم قیمت سے فروخت کرے اس سے پہلے بھی آریہ سماج مذکور نے بہت سی رسد کپڑا وغیرہ کانگڑہ مین زلزلہ زدون مین تقسیم کیا ہے۔ [illegible] سے [illegible] ہے بیان ہے [illegible] جہان زلزلہ نے سخت نقصان کیا [illegible] مسٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ ڈانلڈ اسسٹنٹ [illegible] شروع مئی مین شملہ سے کلو روانہ ہوگئے جہان [illegible] وغیرہ کرائینگے۔ اور تخمینہ نقصان کی رپورٹ کرینگے تین چار روز تک برابر سو سو قلی روزانہ سامان [illegible] اور [illegible] شملہ سے کلو روانہ ہوتے رہے۔ [illegible] ڈپٹی کمشنر شملہ نے [illegible] کا انتظام کیا ہے۔ [illegible] یہ سب سامان اور [illegible] کلو روانہ کئے جائینگے۔

لیفٹیننٹ [illegible] ڈپٹی کمشنر [illegible] اور زلزلہ ریلیف فنڈ کے لئے ٹاؤن ہال مین ایک جلسہ کیا گیا تاکہ کانگڑہ کے مصیبت زدون کے لئے چندہ جمع کیا جائے [illegible] ہزار روپیہ کا وعدہ [illegible] کیا گیا۔

ہندوستان [illegible] کے زلزلہ کا حال سنکر [illegible] اور [illegible] ہندوستانی گروہ کو نہایت افسوس ہے [illegible] فنڈ کے لئے چندہ وصول کیا جاتا ہے۔

پانیر لکھتا ہے کہ ۲۳۔ اپریل کو انگلینڈ مین مختلف مقامات مین ۱ بجے اور ۲ بجے دن کے خفیف حرکتین محسوس ہوئین۔

وائسرائے بالقابہ اور لارڈ کچنر کی ریلیف فنڈ مین ملکہ انگلستان نے ایک سو گنی چندہ دیا۔

پرنس و پرنسس آف ویلز نے پچاس پچاس و پچیس پچیس پونڈ بالترتیب لارڈ کچنر اور وائسرائے بہادر کے ریلیف فنڈ مین چندہ دیا۔

بینک بنگال اپنے صدر مقام اور تمام شاخون مین زلزلہ فنڈ کا روپیہ بلا فیس داخل کریگا

دہرم سالہ مین مکانات تعمیر کرنے یا [illegible] کرنے کے لئے عنقریب بصورت ایک کمیٹی جمع ہوگی

بعض برگزیدہ سائنس دان منجملہ جوتشی بھی لکھتے ہین کہ آیندہ عنقریب زلزلہ [illegible]

وادی کلو سے اطلاع ملی ہے کہ ابھی مصیبت زدون کے خرچ کیلئے غلہ کافی ہے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ کیلئے مدی ڈویژن برانچ نے جو چندہ جمع کیا ہے اسکی پہلی فہرست کی میزان ۵۹۰ روپیہ ہے۔

ملتان مین سوداگرون اور ساہوکارون نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ایک جلسہ کیا جسمین ۱۲ سو روپیہ فوراً جمع ہوگیا۔

آنریبل [illegible] نے کچنر ریلیف فنڈ مین ایک ہزار روپیہ دیا۔

کیتھیڈرل شملہ مین ۴ اپریل کے زلزلہ سے [illegible] کا نقصان ہوا۔

کانگڑہ مین زلزلہ سے تمام مساجد شہید ہوگئین مسلمان توجہ کرین اور اس کار خیر مین حصہ لین۔ ایک لالہ صاحب [illegible] کا مندر از سر نو تعمیر کیا جائیگا ایک لاکھ روپیہ دیا۔

گورنمنٹ پنجاب نے زلزلہ زدگان [illegible] وادی کانگڑہ مین زر تقاوی تقسیم کئے جانے کیلئے ایک لاکھ روپیہ کمشنر صاحب جالندھر کی تحویل مین دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اور تقاوی کی وصولی کے متعلق جو یہ قاعدہ تھا کہ ۲ سال کے اندر اندر ضرور ادا ہو جایا کرے وہ نرم کر دیا ہے۔ پہلی قسط ۱۹۰۶ء کی فصل خریف سے پہلے طلب نہین کیجائیگی۔ سر چارلس ریواز سفارش کرتے ہین کہ پانچ طریقون سے زلزلہ زدگان کی گورنمنٹ کو مدد کرنی چاہیئے۔

(۱) سب سے پہلے اور بڑی ضرورت یہ ہے کہ آبپاشی کی نہر دان کی بہت جلد درست کرا دیجائے۔

(۲) تمام تباہ شدہ دیہات مین فصل ربیع کا مالیہ جو ماہ جون مین واجب الادا ہے معاف کیا جائے۔

(۳) تمام قصبات اور دیہات مین جہان تباہی زیادہ ہوئی ہر سال دان کا انکم ٹیکس معاف کیا جاوے۔

(۴) مویشیون کی خرید کیواسطے کاشتکارون کو کیجائے زر تقاوی دیا جاوے جسپر سود نہ لیا جاوے۔ اور اسکی ادائگی مین آسانی بہم پہنچائی جائے۔

(۵) محکمہ جنگلات کو حکم دیا جائے کہ مکانات کی تعمیر کیلئے لوگون کو لکڑی وغیرہ مفت دے اور سرکاری چراگاہون مین مویشی کو بلا کسی معاوضہ کے چرانیکی اجازت دے۔

بنک آف انگلینڈ نے ۲ سو پونڈ دیسرائے بالقابہ کے اور ۵۰ پونڈ لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ مین چندہ دیا۔

مسٹرز سین اینڈ و [illegible] لارڈ کچنر کی فنڈ مین ۵۰ گنی چندہ دیا۔

لارڈ کچنر کا ریلیف فنڈ ۵ مئی کو بند ہوگیا۔

تازہ زلزلہ

سول ملٹری گزٹ دہرم سالہ ۲۰ مئی کو آئے ہوئے ایک تار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۵ کو ۱۰ بجے دن کے

صحت بڑی عمدہ چیز ہے یہ امر مسلم ہے
لوگ بیمار ہوتے ہیں امر مسلم ہے

مولیٰ کریم نے اپنے فضل سے دنیا میں مختلف اشیاء میں کچھ ایسے خواص رکھدیئے ہیں کہ انسانی کمزوریوں اور بیماریوں کی تلافی کرسکتے ہیں بشرطیکہ کامل طور پر ان سے فایدہ اٹھانے کی سعی کی جاوے یہی راز ہے جو اذا مرضت فهو یشفین کہنے والے کے کلام میں ہے۔ مینے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کی وجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہوں انسے بقدر طاقت ہمدردی کروں مینے نہ نیپال کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی سادھو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے

کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین انکی ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں۔ اور اب تک بھی یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت سے بیرونی مریضوں کی خط و کتابت دیئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے

پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور مین جانتا ہوں پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقف کار موجود نہوں ان کیلئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوی کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین بھی میرا مسلک یہی ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہیں کا علاج تو ان سینکڑوں مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کی ذریعہ ہوگا جو مولویصاحب کے مطب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص عوارض اور امراض میں مولویصاحب ممدوح کے مشورہ سے نسخہ جات تجویز ہونگے

اس بنا پر شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے مینے قادیان مین کھولدیا ہے۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات** اور **تجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

اب ذیل مین مین حضرت مولویصاحب کی تصدیق کو بعد ان اشتہار دیتا ہوں تاکہ اس شفاخانہ کی معرفت تمام بیماریوں کی دوا مین مل سکیں گی

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف ہے اور خوب واقف ہے۔ بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقوی سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اسکے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچیگا۔ الہی میرا گمان سچ ہو آمین۔ نورالدین

المشتہر مفتی فضل الرحمن مالک شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہیں ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر مین ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات سے

(۱) اسکا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ مین ہے۔

(۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت مین لگایا جاتا ہے، جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے،

(۳) دیسیوں کے ہاتھ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیوں کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے۔

(۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں انکی پسماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی اس خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب آگاہ ہے اسکی علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی جوہرات کو مد نظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کی اور کسی کمپنی مین نہیں کرانا چاہئے۔

آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں ہماری کمپنی کے پراسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپکو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کرا دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ کر بنام سیکرٹری مذکور اسکی خدمت مین بذریعہ ڈاک بہیج جاوے گا۔

گیان چند منیجر وایکچواری۔

سائیں سکرٹری بھارت کمپنی

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ!! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران منشی مین ضلعدار۔ پٹواریان مال اور نہر۔ نائب تحصیلدار ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ تحصیلدار۔ افسران مال ڈپٹی کلکٹر نہر۔ مہتمم بندوبست۔ غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر آجتک محکمہ مال و نہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیرخواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جائے جسمین محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسرون اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل تنزل۔ ترقی موقوفی و بحالی۔ اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت مہاہی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے اخبار کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو ضمیمہ کے ناول مفت ملتے ہیں۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہیئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دیجاتی۔ یا کم از کم مقررہ قیمت مین بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کے خاطر اخبار کی قیمت مین مدرکی اور رعایت کردیجاتی ہے یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بہیجدینگے۔ تو ۲ لئے جاوینگے۔ اور ناول بھی مفت نذر ہونگے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فایدہ اٹھاکر باعث ترقی کا ہوگا جو درحقیقت انکی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

مرا برف بارید بر برگ زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا زندگی کی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاص کر جنکی اولاد و نہو انکا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے اگر آپ بھی بڑھاپے کی حدتک پہونچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل طور سے بڑھاپے **شاہی خضاب** مثل تیل یہ بیل کے لگایا جاتا ہے بالوں کو ہونٹ مین سیاہ بھونر کردیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔

روح افزا۔ نامردی سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان وغیرہ کیواسطے اکسیر ہے پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

روح النساء۔ حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلد تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے لاولدی ہو یا زیر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کیواسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ۔ چہرہ کی جھریاں چھائیاں سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

گولیاں و روغن۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہوگئے ہوں تو بھی سیاہ ہوجاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے

بال اڑانیکا تیل۔ بلا کسی تکلیف و خارش و سوزش کے مین نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں قیمت ایک روپیہ فی شیشی

سرمہ ممیرا۔ دھند غباری۔ لالی پڑ بال پانی جانا ابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ

بواسیر۔ خونی بادی جدی یا آتشک سے ہوئے اگر ہوں تو بلا تکلیف کم۔ قیمت دو روپے

دمہ۔ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں بشرطیکہ شفا ہو قیمت تین روپے

دوائی۔ آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے

دوائی۔ سوزاک تیر بہدف قیمت تین روپے

خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر ایم کے سنگھ ایم۔ ایل۔ ایم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

تقاضا دار احباب
توجہ کریں وی پی
جاری ہو رہے ہیں۔

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفےٰ سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر

طلائی اور حکمی مصفیات خون اور بدن کا مجموعہ ہے ایک بکس میں چار جوہر کی چاروں شیشی کی قیمت ... صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے ... [illegible]

مرد اور عورت ... [illegible]

استعمال کنندہ کو ... سفید داغ جذام ... بواسیر ... [illegible]

صاف کردیتا ہے ... [illegible] ... اکسیر حیات یعنی نمک نباتات متعدد جڑی

بوٹی اور تمام مفید ... [illegible] ... اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نور

[illegible]

مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

[illegible]

اس دواخانہ کی ... [illegible] ... خوب صاف لکھیے ... [illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال ... گنج شہر بنارس - نوٹ ... ہر صاحب جاہیں منگا سکتے ہیں

کارخانہ احمدی راحت روح عطر یات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے۔ بلحاظ قدامت اب بھی ترقی دیکھی ہے اور عطر و تیل غیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم

عبداللہ سعداللہ تاجران عطر قنوج

مسیحائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے ... صرف ایک ... ذریعہ ہر ایک دوا کا نمونہ ... مفت تقسیم کیا جاوے دسونے چاندی کے ... جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ ... اور ... جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور ... اکسیر ... قیمت ... فی بکس ...

(کل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی ... مشک و عنبر مقویات ادویات ... تیار کی گئی ہے ... اور رقت و جریان اور ... کو دور کرکے ... قوی دل و دماغ و معدہ ... ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ... کلان ... ایک آدمی کو کافی ہوگا

المشتہر

حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی ... تیل ... ہمارے کارخانہ ... سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں ... کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصول ... خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

... احمدی اینڈ ... مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸

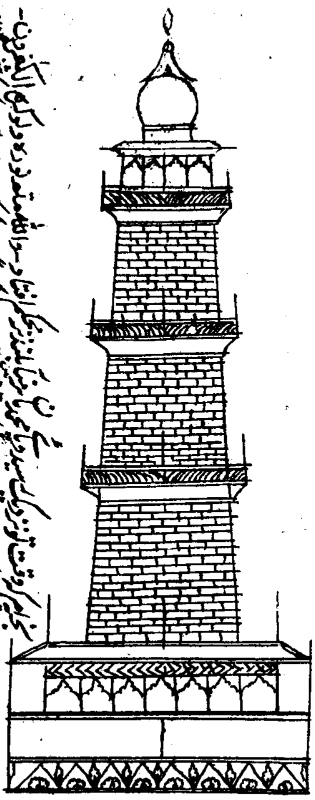

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم
انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں کو نسو عـا ۱۲

فہرست مضامین

(۱) حضرت مسیح موعود کے اشتہارات
" دار الامان کا ہفتہ + تازہ الہامات وکشوف } صفحہ ۱
(۲) نظم . . . . صفحہ ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان - صفحہ ۳ و ۴
(۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین
" سلسلہ عالیہ ممالک غیر مین } صفحہ ۵
(۵) قومی ضروریات اور قومی کالم + ہماری شادیان کیونکر ہون - صفحہ ۶ و ۷
(۶) استفسار اور انکے جواب + متفرق باتین - صفحہ ۸
(۷) سیدزر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان - زلزلہ کی خبرین صفحہ ۸
(۸) پرانی نوٹ بک مین سے کچھہ - صفحہ ۹ -
(۹) ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ - صفحہ ۱۰
(۱۰) ضرورت امام - صفحہ ۱۱
(۱۱) انسپکٹران ڈاکخانجات کی دردناک فریاد
" ڈاکخانہ قادیان مین کام کی کثرت
" ایک اور توجہ طلب امر } صفحہ ۱۲
(۱۲) اشتہارات صفحہ ۱۳ و ۱۴

نمبر ۱۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

اعلان

سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحون کا بے انت ہونا باطل کرکے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کا ثابت کیا ہے معرفت تین کس آریا سماج والون کے یہہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت مین بے انت نہین ہین لیکن تناسخ اسطرح پر ہمیشہ رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتے ہین تو پھر بوقت ضرورت مکتی خانہ سے باہر نکالے جاتے ہین اب سوامی صاحب فرماتے ہین کہ اگر ہمارے اس جواب مین کچھہ شک ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہئے چنانچہ اس بارہ مین سوامی صاحب کا خط بھی آیا اس خط مین بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہین اسواسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ یہہ بحث بالمواجہ ہمکو بسرو چشم منظور ہے - کاش! سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالونکا جواب دین مناسب ہے کہ سوامی صاحب کوئی مقام ثالث بالخیر کیواسطے انعقاد اس جلسہ کی تجویز کرکے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے تاریخ و مقام کو مشتہر کر دین لیکن اس جلسہ مین شرط یہہ ہے کہ یہہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلےٰ کہ تین صاحب ممبران برہمو سماج اور تین صاحب مسیحی مذہب کے ہونگے قرار پاویگا - اول تقریر کرنیکا ہمارا حق ہوگا کیونکہ ہم معترض ہین پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط جو چاہینگے جواب دینگے پھر اسکا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا اور بحث ختم ہوجائیگی ہم سوامی صاحب کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کیون سوامی صاحب ادرادہر دن مین لگے ہوئے ہین اور ایسی بحث اور اعتراض کا جواب نہین دیتے جنسے سب آریہ سماج والونکا دم بند کر رکھا ہے اب اگر سوامی صاحب نے اس اعلان کا کوئی جواب مشتہر نہ کیا تو بس یہہ سمجھو کہ سوامی صاحب صرف باتین کرکے اپنے موافقین کے آنسو پونچھتے ہین اور مکتی پایون کی واپسی مین جو جو مفاسد ہین مضمون مشمولہ متعلقہ اس اعلان مین درج ہین ناظرین پڑھین اور انصاف فرماوین -

المعلن مرزا غلام احمد رئیس قادیان ۱۰ جون ۱۸۷۸ء

نوٹ از ایڈیٹر الحکم :- اس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فطرتی طور پر اعلاء کلمہ اسلام کا کسقدر جوش بخشا گیا ہے جس مضمون متعلقہ اعلان کا ذکر اعلان مذکور مین کیا گیا ہے وہ بینے حضرت اقدس کی پرانی تحریرین مین چھاپ دیا ہے جو اب دوسرے نمبر مین چھپ رہی ہین اور اس دوسرے اڈیشن مین منشی گوردیال صاحب رسی مڈل سکول جنیوٹ کے استفسار کا جواب بھی جو سنہ ۱۸۷۹ مین حضرت اقدس نے دیا تھا اور رسالہ ہندو باندہو لاہور مین طبع ہوا تھا بڑھا دیا گیا ہے -

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایکے اہل بیت بزرگان ملت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین -

۲- حضرت ام المومنین کی طبیعت بنصیب اعدا ناساز تہی اللہ تعالےٰ نے ردّ الیھا رحمھا و دیعا نفا کی جو بشارت دی اسکے بعد سے آپکی طبیعت اچھی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ -

۳- ۳۱ مئی کی شب گرد و باد کا ایک طوفان آیا - الحمد للہ کہ کسیقسم کا نقصان نہین ہوا اسکے ساتہہ گرج اور چمک بھی تھی -

۴- ہفتہ زیر اشاعت مین بھی زلزلہ محسوس ہوا -

۵- جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب تشریف لائے اور واپس تشریف لیگئے مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب بھی کئی روز کے قیام کے بعد تشریف لے گئے - کپور تھلہ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب حاضر ہوئے سیاح قادیان کے بھائی مولانا آزاد بھی ایک روز کیلئے آئے اور واپس گئے -

۶- امریکہ مین شایع کرنیکے لئے ایک اشتہار عنقریب حضرت اقدس لکھنے والے ہین جسکی اشاعت کا خرچ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب دین گے - جزاہ اللہ احسن الجزاء -

تازہ الہامات - رویا اور کشوف

۲۶ مئی کے الہامات تو الحکم کی گذشتہ اشاعت مین درج ہوچکے ہین انکے ساتہہ مندرجہ ذیل رویا بھی تھے -

رویا - اسی وقت جبکہ مذکورہ بالا الہام ہوا دیکھا کہ کسی نے کہا کہ آنیوالے زلزلہ کی یہہ نشانی ہے جب اپنے نظارہ تہائی - تو دیکھا کہ اس ہمارے خیمہ کے سرپر سے جو باغ کے قریب نصب کیا ہوا ہے - ایک چیز گری ہے خیمہ کی چوب کا اوپر کا سرا وہ چیز ہے جب میں نے اٹھایا تو وہ ایک لونگ ہے جو عورتون ناک مین ڈالنے کا ایک زیور ہے - اور ایک کاغذ کے اندر لپٹا ہوا ہے میرے دلمین خیال گذرا - کہ یہہ ہمارے گھر کا مدت سے کھویا ہوا تھا اور اب ملا ہے اور زمین کی بلندی کیوں ملا ہے اور یہی نشانی زلزلہ کی ہے -

۲۷ مئی ۱۹۰۵ء - عبد القادر رضی اللہ عنہ ادری رضوانہ - اللہ اکبر پہلی وحی کے متعلق فرمایا کہ خدا اپنی کچھہ قدرتین میرے واسطے ظاہر کرنیوالا ہے اسلئے میرا نام عبد القادر رکھا رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا مین خدا کی طرف سے ایسا ظاہر ہونیوالا ہے جس سے ثابت ہوجاوے اور دنیا پر روشن ہوجاوے کہ خدا مجھپر راضی ہے - دنیا مین بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ مین ہی اس رضامندی کا کچھہ اظہار ہوتا ہے - اسکے معنے یہ ہین کہ اسکی رضا پر دلالت کرنیوالے افعال دیکھنا ہون ــــ مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا بہت پیاری ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ مومنین جب بہشت مین داخل کئے جاوینگے تو انسے کہا جائیگا کہ اب تم جو کچھہ مانگنا چاہتے ہو - تو وہ عرض کرینگے کہ اے رب تو ہمپر راضی ہوجا - جواب ملیگا اگر مین راضی نہوتا تو تم کو بہشت مین کیونکر داخل کرتا -

۲۸ مئی ۱۹۰۵ء - شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گٹھڑی میرے پاس ہے - اور ایک ایسی چیز جیسے ترازو کی دو پلڑے ہوتے ہین پشم جیسے ورون کے بنیگی کے مین ایک ڈولی مین بیٹھا ہوا ہون پھر کسی نے میان شریف احمد کو اسمین بٹھا دیا اور اسکو چکر دینا شروع کیا اتنے مین گٹھڑی گم گئی اور اس جگہ قریب گری ہے مین کہتا ہون کہ اسکو تلاش کرو ایسا نہو - کہ محمد حسین نالش کردے -

فرمایا - کہ خیال گذرتا ہے کہ شاید گٹھڑی سے مراد وہ مصیبت ہے - جو زلزلہ کی ساعت جو معلوم نہین واللہ علم - اور وہ رحمت کی شکل ہے یعنی یہ مصیبت ہمارے واسطے رحمت الٰہی کا موجب ہوگی -

۲۹ مئی - یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق -

۳۰ مئی - قبل ظہر فرمایا - آج ایک عجیب الہام ہوا ہے جو پہلے کبھی نہین ہوا - صلواۃ العرش الی الفرش - یعنی رحمت الٰہی جو تم پر ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش سے لیکر فرش تک ہے فرمایا اسمین کیفی مبالغہ ہے گویا اللہ تعالےٰ کی رحمت نے فضاء کو بھر دیا یہہ الہام آئندہ بشارت پر دلالت کرتا ہے یہہ لفظی ہی نہین بلکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

عریضہ بجناب عالی القاب حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

از خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی ۔

پس از حمد خداوند و پھر از توصیف پیمبر — گذارش خدمت اقدس میں ہے اے شاہ بحر و بر
بلاشک آپ عیسیٰ ہیں ہیں بیشک آپ ہی مہدی — یقیناً کل جہان کے آپ ہی ہیں ہادی و رہبر
کہاں وہ عیسیٰ مریم کہاں اسلام کا عیسیٰ — وہ ہو سکتا نہیں رتبہ میں ہرگز آپ کا ہمسر
یہ سچ ہے آپ ہی سے رہ گئی اسلام کی عزت — نہیں تو ہو چکا تھا اب یہ شیرازہ بہت ابتر
نہیں کچھ جھوٹ اسمیں ۔ آپ ہی کے دم سے بیشک — یہ سبزہ اسلام کی بوٹی یہ ہے سرسبزی یہ کرّ و فر
اگر اسلام گلشن ہے تو اوسمیں آپ ہیں بلبل — اگر ہے معرفت دریا تو اوس میں آپ ہیں گوہر
اگر ایمان کشتی ہے تو [illegible] بیٹھے ہیں کشتی بان — طریقت ہے اگر گردون تو آپ اسکے ہیں انور
گر وہ [illegible] تو آپ ہیں وہ مرتبہ بخشا — کہ رتبہ میں غلام آپکے ہیں کم ہے اسکندر
بلاشک غیر ممکن ہے ۔ یہ ہو سکتا نہیں ہرگز — برابر آپ کے خدام کے ہوں طغرل و سنجر

نہیں دے سکتے ہرگز پاک کو ناپاک سے نسبت
نہیں ہو سکتی ہرگز خاک کو افلاک سے نسبت

وہ اندھے ہیں جہان میں اور نہایت سخت جاہل ہیں — چونکہ آپ کے ہیں اور آپ پر [illegible] مائل ہیں
ادا حق کر چکے ہیں آپ تو تبلیغ کا ۔ لیکن وہ — وہ کیا سمجھینگے عقل و ہوش جنکے خود ہی زائل ہیں
تلے بیٹھے ہیں کیسے اشقیا تردید پر اب تک — مگر [illegible] ہے قیامت سے وہ غافل ہیں
ہزاروں ہی نشان دیکھے مگر کیا کیجئے پھر بھی — نشان آسمانی کے جہالت سے وہ سائل ہیں
نشان زلزلہ دیکھا ہے ۔ اور دیکھینگے بھی آخر — ہدایت کیا ہو اون کو گمرہی ہیں جو کہ کامل ہیں
ہوا ابطال باطل آپ ہی کی ذات سے بیشک — بھلا احقاق حق کیا اون سے ہو جو خود ہی جاہل ہیں
ہیں کتے اور گدھے بھی اونسے دنیا میں بہت اچھے — جو شخص [illegible] ہیں متعصف ہیں نہ عادل ہیں
نہیں ہے فکر مطلق ۔ ذات والا ہم کو کافی ہے — بلا سے ہوں اگر دشمن ہمارے سب قبائل ہیں
او ہر کافی ہے مجھ جیسا بس اک خادم ہی حضرت کا — بمشکل مولوی گر [illegible] بس جاہل ہیں

اگر کثرت شغالوں کی ہو اور شیر کی قلت ہو
تو ہو سکتا نہیں شیر دنیہ حاصل انکو نصرت ہو

بزرگوں کو تو بیرے فخر تھا اپنی نجابت پر — بہت نازان تھے وہ اپنی شرافت اور شجاعت پر
مگر ہے اونسے بڑھکر فخر مجھکو اس غلامی پر — کہ ہوں میں خادم حضرت فدا ہوں نام حضرت پر
کسی کو ہے بھروسہ اپنے روزوں اور نمازوں پہ — ہے کوئی زہد پر نازان کوئی نازان عبادت پر
کسی کو ہے گھمنڈ اپنے زکوٰۃ اور حج عمرے پر — مگر ہے فکر ہو مین آپ کی چشم عنایت پر
تعجب عام لوگوں کو دعاوی پر ہے حضرت کے — تماشا ہے کہ حیرت ہے مجھے خود اونکی حیرت پر
وہ جاہل جو کہ سرکش آپ سے ہیں سخت ظالم ہیں — مجھے آتا ہے رونا اور [illegible] اون کی شامت پر
نہ دنیا کا مجھے غم ہے ۔ نہ ڈر دنیا کے کتوں کا — نہ پروا کچھ عزیزوں کی ۔ نہ حسرت اپنی عزت پر
میری ہمت نے کچھ دہشت نہیں کی اہل دنیا کی — خدا کچھ فکر نہ ہوگا پھر بھلا میری حمایت پر
یہ سر میرا جو اب تک رہ چکا ہے مخزن نخوت — تمنا ہے کہ قربان ہو یہ گرد کفش حضرت پر

مجھے دار الامان میں اب بلا لیجیے میری حضرت
مجھے اس قید غم سے اب چھڑا لیجیے میری حضرت

تمنا یہ [illegible] ہے دکھا دار الامان مجھکو — عجب آباد ہیں رہزن ہے اب قید گران مجھکو
تصور [illegible] ہے دن رات حضرت ہی کا رہتا ہے — نہ کچھ پروا مجھے تن کی نہ کچھ پروائے جان مجھکو
کسی کروٹ نہیں پہلو میسر ہی نہیں راحت — [illegible] سوز نہان مجھکو

دل بیتاب ہے بیتاب اپنی ماتم فرقت میں — سکون دل طلب حاصل ہی نہیں ہوتا ہے یان مجھکو
ہزاروں ہیں یہ دشمن ہیں مگر پروا نہیں کچھ بھی — ذرا اسکی نہیں ہرگز کوئی تیغ و سنان مجھکو
اگر میں خاک ہوں رتبہ میں ہوں افلاک سے بڑھکر — غلاموں سے بھلا ہے آپکے نسبت کہاں مجھکو
جدائی کی نہیں اب تاب سینہ میں بیتاب ہے میرا — بلا لیجے حضرت میں امام الانس و جان مجھکو
ہے وقت دستگیری ۔ المدد اے عیسیٰ دوران — کیا ہے درد دل نے زرد سا کر نا توان مجھکو
میں جا کر یان سے پھر واپس نہ آؤں التجا ہے یہ — نہ چھوڑوں قادیان کو میں نہ چھوڑے قادیان مجھکو

دعا کیجیے مرے حق میں مری پوری تمنا ہو
کدورت دل اگر اچھا یہ ہو جائے تو اچھا ہو

اگر تسکین مجھے دیجئے تو رنگ روئے تابان ہوں — پریشان گر مجھے کیجئے تو میں زلف پریشان ہوں
بھلا فرمائیے تسکین ہے فرقت میں تو کیسے ہو — کہاں تک ہجر میں تڑپوں کہ آخر میں بھی انساں ہوں
ہزاروں آرزوئیں دفن ہیں اس خانہ دل میں — براہ استعارہ میں بھی اک گنج شہیدان ہوں
دعا کیجیے ۔ دعاؤں میں اثر دیدے خدا میری — فدا ہوں آپ پر جسدن سے منسوب عزیزان ہوں
یہ مانا اب نہیں ہے وقت شمشیر و سنان ہرگز — مگر دشمن کے زخم دل کو میں مثل نمکدان ہوں
شرف حاصل ہوا بیعت کا مجھکو اونکی کوشش سے — میں اب مخدوم ملت کا بہت ممنون احسان ہوں
بحق نور دین کیجیے دعا میرے لئے حضرت — کہ روز و شب میں ہر جلسہ میں اونکا بھی ثناخوان ہوں
ہجوم فکر دنیا بھی بہت کچھ روح فرسا ہے — مگر میں فکر عقبیٰ سے نہایت ہی پریشان ہوں
نہ دنیا پاس ہے میرے نہ حاصل دین کی عشرت — غلام حضرت اقدس ہوں میں اسپر ہی نازان ہوں

بس اب خاموش ہو اکبر سنا تو نے نہیں شاید
خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمے آید

قصیدہ

در مدح حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از طبعزاد یکے از خدام حضرت مسیح موعودؑ ۔ احقر محمد عبد اللہ المتخلص بہ مخزون پوتالوی حال پٹواری نہر حلقہ مانگووال تحصیل و ضلع شاہ پور ۔ غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ ۔

میرے دل کا ہی کر درمان میرے پیارے مسیح زمان — کہ ہے پکڑا ترا دامان مرے اے مہدی دوران
میں ہو کر نا امید آیا ہوں بازار طبیبان سے — نہیں کوئی جانتا تجھ بن میرے اس درد کا درمان
سگ در ہوں ترے در کا نہ کر دُور ہٹا در سے — میرے احمد ترا در چھوڑ کر جاؤں بھلا میں کہاں
ارے او دلربا تو نے کشش کیسی لگائی ہے — کہ لاکھوں کرتے ہیں سو آرزو سے جان و دل قربان
ارے اے کرشن تو نے بنسری کیسی بجائی ہے — کہ نفخ صور سے تیرے ہوئے زندہ کئی بیجان
شراب معرفت سے مست اک عالم کیا تو نے — میرا بھی ساقیا بھر دے خدا کے واسطے پیمان
نہ پایا عطر ایمان ہم نے جز دکان تیری کے — لئے شیشہ پھرے ہم تو سبھی بازار عطاران
کئی مخفی حقائق اور معارف تھے جو قرآن میں — وہ سب تو نے کئے ظاہر مرے اے کاشف قرآن
نبی کی اور مرسل کی مجدد اور محدث کی — ضرورت کچھ نہ تھی ہوتا سمجھنا اسکا گر آسان
جو ہیں نا آشنا رحمان سے وہ قرآن کو کیا سمجھیں — وہی اسکو سمجھتا ہے جو ہوئے بندۂ رحمان
بناتا ہے جو کل کوئی نہیں اسکو چلاتا ہے — نہ تبلائے دعا گر اسکو رہیں سب ششدر و حیران
اے لوگو محبت ہے اگر کچھ تمکو قرآن سے — تو سنو غور کر کے جو سناتا ہے امام زمان
ارے اے بے نصیبو بھاگتے ہو دور کیوں ہم سے — وہ اپنا ہے نہ بیگانہ مگر تم لوگ ہو نادان
ہماری خوش نصیبی تھی کہ اس مامور کے آیا — بسے تھے ہند میں آ چھوڑ کر پیارا وطن ایران
کہ تا یہ شخص ہو مصداق آنحضرتؐ کے فرمان کا — کہ خوشبوئے ہمی آید مرا از طرف ہندستان
وہ تو ہی تھا کہ تیرہ سو برس پہلے تیری نسبت — سنا کر پیشگوئی چلدیا سردار ہر دو جہان
تیری ہی ہے یہ خوشبوئی میرے اے میرزا پیارے — کہ جسکے سامنے ہیں مات اب دنیا کی خوشبوئیاں
ہمیں اک اور بھی ہے فخر آیا ہے جو ہم میں سے — سناتا ہے ہمیں قرآن بتاتا ہے رہ عرفان
بشر تو ہے وہ ہم سا ہی مگر درجہ میں بڑھکر ہے — [illegible] آیا ہے وہ مہدی دوران
پرانا یا نیا کوئی نہیں ہے کہ [illegible] — تو پھر کیوں چھوڑا ہے پیارا دین اور قرآن

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(تفسیر سورۃ فاتحہ بصورت دیگر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ - اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ
اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ - اِھْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ - صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ -
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ -
اٰمین

ترجمہ - خدا جسکا نام اللہ ہے تمام اقسام تعریفوں کا مستحق ہے - اور ہر ایک تعریف اوسی کی شان کے لائق ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے - وہ رحمان ہے - وہ رحیم ہے - وہ مالک یوم الدین ہے - ہم (اے صفات کاملہ والے) تیری ہی پرستش کرتے ہین - اور مدد بھی تجہہ سے ہی چاہتے ہین - ہمین وہ سیدہی راہ دکہلا جو ان لوگون کی راہ ہے جنپر تیرا انعام ہے - اور ان راہون سے بچا جو اُن لوگون کی راہین ہین جنپر تیرا غضب طاعون وغیرہ عذابون سے دنیا ہی مین وارد ہوا اور نیز اُن لوگون کی راہون سے بچا کہ جنپر اگرچہ دنیا مین کوئی عذاب وارد نہین ہوا مگر اُخروی نجات کی راہ سے وہ دور جا پڑے ہین اور آخر عذاب مین گرفتار ہونگے -

واضح رہے کہ یہ سورۃ قرآن شریف کی پہلی سورۃ ہے جس کا نام سورہ فاتحہ ہے کیونکہ ابتدا اس سے ہے اور اس کا نام **ام الکتاب** بھی ہے کیونکہ قرآن شریف کی تمام تعلیم کا اس مین خلاصہ اور عطر موجود ہے - اور اس سورۃ مین ہدایت پانے کے لئے ایک دعا سکہلائی گئی ہے تا معلوم ہو کہ فیوض ربانی حاصل کرنے کے لئے دعا کرنا ضروری ہے - اور اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے جس کے یہ معنے ہین کہ ہر ایک حمد اور تعریف اُس ذات کیلئے مسلم ہے - جسکا نام اللہ ہے اور اس فقرہ الحمد للہ سے اسلئے شروع کیا گیا کہ اصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت روح کے جوش اور طبیعت کی کشش سے ہو اور ایسی کشش جو عشق اور محبت سے بھری ہوئی ہو ہرگز کسی کی نسبت پیدا نہین ہو سکتی جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ شخص ایسی کامل خوبیون کا جامع ہے جنکے لحاظ سے بے اختیار دل تعریف کرنے لگتا ہے - اور یہ تو ظاہر ہے کہ کامل تعریف دو قسم کی خوبیون کے لئے ہوتی ہے - ایک کمال حسن اور ایک کمال احسان

اور اگر کسی مین دونوں خوبیان جمع ہون تو پھر اوسکے لئے دل فدا اور شیدا ہو جاتا ہے - اور قرآن شریف کا بڑا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی دونون قسم کی خوبیان حق کے طالبون پر ظاہر کرے تا اوس بے مثل و مانند ذات کی طرف لوگ کھینچے جائین اور روح کے جوش اور کشش سے اوسکی بندگی کرین اس لئے پہلی سورۃ مین ہی یہ نہایت لطیف نقشہ دکہلانا چاہا ہے کہ وہ خدا جسکی طرف قرآن بلاتا ہے وہ کیسی خوبیان اپنے اندر رکھتا ہے - سو اسی غرض سے اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا جس کے یہ معنے ہین کہ سب تعریفین اوسکی ذات کے لئے لائق ہین - جسکا نام اللہ ہے اور قرآن کی اصطلاح کی روح سے اللہ اوس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیان حسن و احسان کے کمال کے نقطہ پر پہونچی ہوئی ہون اور کوئی منقصت اوسکی ذات مین نہ ہو قرآن شریف مین تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس مین پائی جائین پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اسمین پائی گئی تو حسن اسکا ظاہر ہے اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ کا نور ہے جیسا کہ فرمایا ہے **اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** یعنی اللہ تعالےٰ زمین و آسمان کا نور ہے - ہر ایک نور اوسی کے نور کا پرتوہ ہے -

اور احسان کی خوبیان اللہ تعالےٰ مین بہت ہین جنمین سے چار بطور اصل الاصول ہین اور اونکی ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جسکو سورہ فاتحہ مین رب العالمین کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مطلوب تک پہونچانا تمام عالمون مین جاری و ساری ہے - یعنی عالم سماوی اور عالم ارضی اور عالم اجسام اور عالم ارواح اور عالم جواہر اور عالم اعراض اور عالم حیوانات اور عالم نباتات اور عالم جمادات اور دوسرے تمام قسم کے عالم اوسکی ربوبیت سے پرورش پا رہے ہین یہانتک کہ خود انسان پر ابتداء نطفہ ہونے کی حالت سے یا اُس سے پہلے بہی جو جو عالم موت تک یا دوسری زندگی کے زمانہ تک آتے ہین وہ سب چشمہ ربوبیت سے فیض یافتہ ہین - پس ربوبیت الٰہی بوجہ اس کے کہ وہ تمام ارواح و اجسام و حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ پر مشتمل ہے فیضان اعم سے موسوم ہے کیونکہ ہر ایک موجود اس سے فیض پاتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہر ایک چیز وجود پذیر ہے - ہان البتہ ربوبیت الٰہی اگرچہ ... ہر ایک ظہور پذیر ... حیثیت احسان کے سب سے زیادہ ... انسان ... ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کی تمام مخلوقات سے انسان زیادہ ... انسان کو یاد دلایا گیا

ہے کہ تمہارا خدا رب العالمین ہے تا انسان کی امید زیادہ ہو اور یقین کرے کہ ہمارے فائدہ کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرتین وسیع ہین اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور مین لا سکتا ہے - **دوسری خوبی** خدا تعالیٰ کی جو دوسرے درجہ کا احسان ہے جسکو فیضان عام سے موسوم کر سکتے ہین رحمانیت ہے - جسکو سورہ فاتحہ مین الرحمن کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے - اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالےٰ کا نام رحمن اس وجہ سے ہے کہ اوس نے ہر ایک جاندار کو جنمین انسان بھی داخل ہے اسکے **مناسب حال** صورت اور سیرت بخشی یعنی جس طرز کی زندگی اوس کے لئے ارادہ کی گئی اُس زندگی کے مناسب حال جن قوتوں اور طاقتون کی ضرورت تہی یا جس قسم کی بناوٹ جسم اور اعضا کی حاجت تہی وہ سب اوسکو عطا کئے اور پہر اوسکی بقا کیلئے جن جن چیزون کی ضرورت تہی وہ اوس کے لئے مہیا کین - پرندون کیلئے پرندون کے مناسب حال - اور چرندون کیلئے چرندون کے مناسب حال - اور انسان کے لئے انسان کے مناسب حال طاقتین عنایت کین اور صرف یہی نہین بلکہ ان چیزون کے وجود سے ہزار برس پہلے بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے اجرام سماوی و ارضی کو پیدا کیا تا وہ ان چیزون کے وجود کی محافظ ہو - پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالےٰ کی رحمانیت مین کسی کے عمل کا دخل نہین - بلکہ وہ رحمت محض ہے جسکی بنیاد ان چیزون کے وجود سے پہلے ڈالی گئی ہان انسان کو خدا تعالےٰ کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے - کیونکہ ہر ایک چیز اوسکی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے - اسلئے انسان کو یاد دلایا گیا کہ تمہارا خدا رحمان ہے - **تیسری خوبی** خدا تعالےٰ کی جو تیسرے درجہ کا احسان ہے **رحیمیت** ہے جسکو سورہ فاتحہ مین الرحیم کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے - اور قرآن شریف کی رو سے خدا تعالےٰ رحیم اوس حالت مین کہلاتا ہے جبکہ لوگون کی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤن اور تضییع اعمال سے اُنکو محفوظ رکہتا ہے - یہ احسان دوسرے لفظون مین فیض خاص سے موسوم ہے اور صرف انسان کی نوع سے مخصوص ہے دوسری چیزون کو خدا نے دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ نہین دیا مگر انسان کو دیا ہے انسان حیوان ناطق ہے اور اپنی نطق کے ساتھ بھی خدا تعالےٰ کا فیض پا سکتا ہے - دوسری چیزون کو نطق عطا نہین کیا ہوا - پس اس جگہ سے ظاہر ہے کہ انسان کا دعا کرنا اس کی انسانیت کا ایک خاصہ ہے جو اسکی فطرت مین رکہا گیا ہے - اور جس طرح خدا تعالےٰ کی صفات ربوبیت اور رحمانیت سے فیض حاصل ہوتا ہے اسی طرح صفت رحیمیت سے بھی ایک فیض حاصل ہوتا

ہے - صرف فرق یہ ہے کہ ربوبیت اور رحمانیت کی صفتین دعا کو نہین چاہتین کیونکہ وہ دونون صفات انسان سے خصوصیت نہین رکہتین اور تمام پرند چرند کو اپنے فیض سے مستفیض کر رہی ہین بلکہ صفت ربوبیت تو تمام حیوانات اور نباتات اور جمادات اور اجرام ارضی و سماوی کو فیض رساں ہے اور کوئی چیز اوس کے فیض سے باہر نہین - برخلاف صفت رحیمیت کے کہ وہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے اور اگر انسان ہو کر اوس صفت سے فائدہ نہ اوٹھاوے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے جبکہ خدا تعالےٰ نے فیض رسانی کی چار صفت اپنی ذات مین رکہی ہین اور رحیمیت کو جو انسان کی دعا کو چاہتی ہے خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے - پس اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ مین **ایک قسم کا وہ فیض ہے جو دعا کرنے سے وابستہ ہے** اور بغیر دعا کے کسی طرح مل نہین سکتا یہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جس مین تخلف جائز نہین - یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی اُمتون کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے رہے - توریت مین دیکہو کہ کتنی دفعہ بنی اسرائیل خدا تعالیٰ کو ناراض کر کے عذاب کے قریب پہونچ گئے اور پہر کیونکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور تضرع اور سجدہ سے وہ عذاب ٹلگیا حالانکہ بار بار وعدہ بہی ہوتا رہا کہ مین اون کو ہلاک کرونگا - اب ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ دعا محض لغو امر نہین ہے اور نہ صرف ایسی عبادت جس مین کسی قسم کا فیض نازل نہین ہوتا - یہ اون لوگون کے خیال ہین کہ جو خدا تعالےٰ کا وہ قدر نہین کرتے جو حق قدر کرنے کا ہے اور نہ خدا کی کلام کو نظر عمیق سے سوچتے ہین اور نہ قانون قدرت پر نظر ڈالتے ہین - حقیقت یہ ہے کہ دعا پر ضرور فیض نازل ہوتا ہے - جو ہمین نجات بخشتا ہے اسی کا نام **فیض رحیمیت** ہے جس سے انسان ترقی کرتا جاتا ہے اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہونچتا ہے - اور خدا تعالےٰ پر ایسا یقین لاتا ہے کہ **گویا آنکہون سے دیکھ لیتا ہے** - مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بنا پر ہے - خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے ہی تقاضا کیا کہ اچہے آدمی بُرے آدمیون کی شفاعت کرین -

چوتھا احسان خدا تعالےٰ کا جو قسم چہارم کی خوبی ہے جسکو فیضان اخص سے موسوم کر سکتے ہین مالکیت یوم الدین ہے جسکو سورہ فاتحہ مین فقرہ مالک یوم الدین مین ... فرمایا ہے

ور اس میں اور صفت رحیمیت میں یہ فرق ہے کہ رحیمیت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ سے کامیابی کا استحقاق قایم ہوتا ہے۔ اور صفت مالکیت یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک انسان گورنمنٹ کا ایک قانون یاد کرنے میں محنت اور جد و جہد کرکے امتحان دے اور پھر اوس میں پاس ہو جاوے۔ پس رحیمیت کے اثر سے کسی کامیابی کے استحقاق پیدا ہو جانا پاس ہو جانے سے مشابہ ہے، پھر وہ چیز یا وہ مرتبہ میسر آ جانا جسکے لئے پاس کیا تھا اس حالت سے مشابہ انسان کے فیض پانے کی وہ حالت ہے جو بپرتو صفت مالکیت یوم الدین سے حاصل ہوتی ہے۔ ان دونوں صفتوں رحیمیت اور مالکیت یوم الدین میں یہ اشارہ ہے کہ فیض رحیمیت خدا تعالےٰ کے رحم سے حاصل ہوتا ہے۔ اور فیض مالکیت یوم الدین خدا تعالےٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مالکیت یوم الدین اگرچہ وسیع اور کامل طور پر عالم معاد میں متجلی ہوگی مگر اس عالم میں بھی اس عالم کے دائرہ کی موافق یہ چاروں صفتیں تجلی کر رہی ہیں۔ ربوبیت عام طور پر ایک فیض کی بنا ڈالتی ہے اور رحمانیت اوس فیض کو جاندارون میں ظاہر طور پر دکھلاتی ہے اور رحیمیت ظاہر کرتی ہے کہ **خط ممتد فیض کا انسان پر جا کر ختم ہو جاتا ہے** - اور انسان وہ جانور ہے جو فیض کو نہ صرف حال سے بلکہ مونہہ سے مانگتا ہے اور مالکیت یوم الدین فیض کا آخری ثمرہ بخشتی ہے۔ یہ چاروں صفتیں دنیا میں ہی کام کر رہی ہیں مگر چونکہ دنیا کا دائرہ نہایت تنگ ہے اور نیز جہل اور بے خبری اور کم نظری انسان کے شامل حال ہے اسلئے یہ نہایت وسیع دائرے صفات صفات اربعہ کے اس عالم میں ایسے چھوٹے نظر آتے جیسے بڑے بڑے گولے ستارون کے دور سے صرف نقطے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن عالم معاد میں پورا نظارہ ان صفات اربعہ کا ہوگا۔ اس لئے حقیقی اور کامل طور پر یوم الدین وہی ہوگا جو عالم معاد ہے۔ اُس عالم میں ہر ایک صفت ان صفات اربعہ میں سے دوہری طور پر اپنی شکل دکھائیگی یعنی ظاہری طور پر اور باطنی طور پر اس لئے اسوقت یہ چار صفتیں آٹھ صفتیں معلوم ہونگی۔ اسی کیطرف اشارہ ہے جو فرمایا گیا ہے کہ اس دنیا میں چار فرشتے خدا تعالےٰ کا عرش اٹھا رہے ہیں اور اُسدن آٹھ فرشتے خدا تعالےٰ کا عرش اُٹھائینگے۔ یہ استعارہ کے طور پر کلام ہے چونکہ خدا تعالےٰ کی ہر صفت کے استحبال ایک فرشتہ بھی پیدا کیا گیا ہے اس لئے

چار صفات کے متعلق چار فرشتے بیان کئے گئے۔ اور جب آٹھ صفات کی تجلی ہوگی تو اُن صفات کے ساتھ آٹھ فرشتے ہونگے۔ اور چونکہ یہ صفات الوہیت کی ماہیت کو ایسا اپنے پر لئے ہوئے ہیں کہ گویا اوسکو اوٹھا رہے ہیں اسلئے استعارہ کے طور پر اٹھانے کا لفظ بولا گیا ہے ایسے استعارات لطیفہ خدا تعالےٰ کی کلام میں بہت ہیں جنمیں روحانیت کو جسمانی رنگ میں دکھایا گیا ہے غرض خدا تعالےٰ میں یہ چار صفات عظیمہ ہیں جنپر ہر ایک مسلمان کو ایمان لانا چاہیئے اور جو شخص دعا کے ثمرات اور فیض سے انکار کرتا ہے گویا وہ بجائے چار صفتوں کے صرف تین صفتوں کو مانتا ہے۔

اب واضح رہے کہ اللہ جلّ شانہ نے سورہ فاتحہ میں الحمد للہ کے بعد ان صفات اربعہ کو چار چشمہ فیض قرار دیکر اس سورۃ کے مابعد کی آیتوں میں بطور لف و نشر مرتب ہر ایک چشمہ سے فیض مانگنے کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ فقرہ الحمد للہ سے فقرہ مالک یوم الدین تک پانچ جدا جدا امر ہیں (۱) ایک الحمد للہ (۲) دوسرے رب العالمین (۳) تیسرے الرحمٰن (۴) چوتھے الرحیم (۵) مالک یوم الدین۔ اور مابعد کے پانچ فقرے ان پانچوں کے لحاظ سے بصورت **لف و نشر مرتب** انکے مقابل پر واقع ہیں۔ جیسا کہ فقرہ **ایاک نعبد** فقرہ **الحمد للہ** کے مقابل پر ہے۔ جس سے یہ اشارہ ہے کہ عبادت کے لائق وہی ذات کامل الصفات ہے جسکا نام اللہ ہے اور فقرہ **ایاک نستعین** فقرہ **رب العالمین** کے مقابل پر واقع ہے جس سے یہ اشارہ مقصود ہے کہ سرچشمہ ربوبیت سے جو ایک نہایت عام سرچشمہ ہے ہم مدد طلب کرتے ہیں کیونکہ بغیر خدا تعالےٰ کے فیض ربوبیت کے ظاہری یا باطنی طور پر نشو و نما پانا یا کوئی پاک تبدیلی حاصل کرنا اور روحانی پیدائش سے حصہ لینا امر محال ہے۔ اور فقرہ **اھدنا الصراط المستقیم** نقرہ **الرحمٰن** کے مقابل پر واقع ہے اور **اھدنا الصراط المستقیم** کا ورد کرنے والا الرحمٰن کے چشمہ سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ ہدایت پانا کسی کا حق نہیں ہے بلکہ محض رحمانیت الٰہی سے یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ اور فقرہ **صراط الذین انعمت علیہم** فقرہ **الرحیم** کے مقابل پر واقع ہے اور صراط الذین انعمت علیہم کا ورد کرنیوالا چشمہ الرحیم سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ اوس کے یہ معنے ہیں کہ اے دعاؤن کو رحم خاص سے قبول کرنیوالے اون رسولوں اور صدیقوں اور شہیدون کی راہ ہمیں دکھلا جنہوں نے دعا اور مجاہدات میں معروف ہو کر تجھ سے انواع و اقسام کے معارف اور حقائق اور کشوف اور الہامات کا انعام پایا اور دائمی دعا اور

تضرع اور اعمال صالحہ سے معرفت تامہ تک پہونچ گئے۔ اور فقرہ **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین** فقرہ **مالک یوم الدین** کے مقابل پر واقع ہے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کا ورد کرنیوالا چشمہ مالک یوم الدین سے فیض طلب کرتا ہے اور اسکے یہ معنے ہیں کہ اے جزا و سزا کے دن کے مالک ہمیں اس سزا سے بچا کہ ہم دنیا میں یہودیوں کی طرح طاعون وغیرہ بلاؤن میں تیرے غضب کی وجہ سے مبتلا ہوں یا نصاریٰ کیطرح نجات کی راہ گم کرکے آخرت میں عذاب کے مستحق ہوں اس آیت میں نصاریٰ کا نام ضالین اسلئے رکھا ہے کہ دنیا میں اونپر کوئی غضب الٰہی کا عذاب نازل نہیں ہوا صرف وہ لوگ آخروی نجات کی راہ گم کر بیٹھے ہیں اور آخرت میں قابل مواخذہ ہیں۔ مگر یہود کا نام مغضوب علیہم اسواسطے رکھا ہے کہ یہود پر دنیا میں ہی بباعث شامت اعمال بڑے بڑے عذاب نازل ہوئے ہیں منجملہ اون کے عذاب طاعون ہے چونکہ یہود نے خدا تعالےٰ کے پاک نبیوں اور راستباز بندون کی صرف تکذیب نہیں کی بلکہ بہتوں کو اونمیں سے قتل کیا یا قتل کا ارادہ کیا اور بد زبانی سے بھی بہت تکلیفیں پہنچاتے رہے اسلئے غیرت الٰہی نے بعض اوقات جوش میں آکر انکو طرح طرح کے عذابون میں مبتلا کیا۔ بسا اوقات ہزارون یہودی طاعون کے عذاب سے مارے گئے اور کئی دفعہ ہزارون اُنمیں سے قتل کئے گئے اور یا اسیر ہو کر دوسرے ملکوں میں نکالے گئے۔ غرض وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ہمیشہ مغضوب علیہم رہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ یہ ایک شریر قوم ہے اسلئے توریت میں اکثر دنیا کے عذابوں سے انکو ڈرایا گیا تھا۔ غرض انپر ہولناک طور پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا رہا کیونکہ وہ لوگ خدا تعالےٰ کے نیک بندون کو ہاتھ اور زبان سے دکھ دیتے تھے اسی وجہ سے دنیا میں ہی انپر غضب بھڑکا تا وہ اون لوگوں کے لئے **نمونہ عبرت** ہوں کہ جو آئندہ کسی زمانہ میں خدا کے مامورون اور راستباز بندون کو عمداً دکھ دیں اور انکو ستاویں اور اون کے قتل کرنے یا یا ذلیل کرنے کے لئے ہدارا دے دلمیں رکھیں۔ سو اس دعا کے سکھلانے میں در پردہ اسبات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ تم یہودیوں کے خلق اور خو سے باز رہو اور اگر کوئی مامور من اللہ تم میں پیدا ہو تو یہودیوں کی طرح اسکی ایذا اور توہین اور تکفیر میں جلدی نکرو ایسا نہو کہ تم سچے کو جھوٹا ٹھہرا کر اور ہر طرح طرح کے دکھ اُسکو دیکر اور بدزبانی سے اوسکی آبروریزی کرکے یہودیوں کی طرح مورد غضب الٰہی ہو جاؤ لیکن افسوس کہ اس امت کے لوگ بھی ہمیشہ ٹھوکر کھاتے رہے اور انھون نے بدقسمت یہودیوں کی قصون سے کوئی عبرت حاصل نہیں کی۔ یہ کیسی عبرت پکڑنے کی بات تھی کہ یہودیوں کو ایلیا نبی کے والپس

آنیکا وعدہ دیا گیا تھا اور لکھا گیا تھا کہ جبتک ایلیا نہ آوے مسیح نہیں آئیگا۔ لیکن یہود نے کتب مقدسہ کے نصوص کے ظاہر معنے پر زور دیکر یہ عقیدہ اجماعی قایم کیا اور حقیقت ایلیا نبی کا ہی دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے۔ اسی عقیدہ کی رو سے وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو قبول نہ کر سکے اور یہ حجت پیش کی کہ ایلیا ابتک وعدہ کے موافق دوبارہ دنیا میں نہیں آیا پھر مسیح کیسے آگیا۔ اس ظاہر پرستی سے وہ بڑی مصیبت میں پڑے اور درحقیقت اونکی تمام بدبختی کی یہی جڑھ تھی کہ انھوں نے کتاب مقدس کے ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اور انکے تمام علماء کا اسپر اتفاق ہو گیا کہ مسیح نبی اللہ سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے اور اس تاویل پر انھوں نے ٹھٹھا کیا کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنے یحییٰ نبی ہے جو اپنے اندر ایلیا کی خو اور طبیعت رکھتا ہے۔ اور کہا کہ اگر یہ مطلب تھا کہ ایلیا نبی دنیا میں واپس نہیں آئیگا بلکہ اوسکا مثیل آئیگا تو خدا نے پیشگوئی میں یوں کیوں نہ فرمایا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا مثیل آئیگا۔ غرض اس طرح پر اُنکے دل سخت ہو گئے اور ایک راستباز کو کذاب اور کافر اور ملحد قرار دیا۔ اسی شامت سے وہ غضب الٰہی کے مورد ہو کر سخت سخت عذابوں میں مبتلا ہوئے۔ اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کرکے ہر ایک زمانہ میں خدا کے مقدس لوگوں کو تکلیفیں دیں۔ دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ہزاروں نادان یزید کے ساتھ ہو گئے اور اوس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دُکھ دیا آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس امت کے اماموں اور راستبازوں اور مجددوں کو ستاتے رہے اور کافر اور بے دین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزاروں صادق انکے ہاتھ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ اُنکا نام کافر کہا بلکہ جہانتک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہیں کیا۔ یہانتک کہ اب ہمارا زمانہ پہونچا اور تیرھویں صدی میں جابجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئیگا۔ اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا۔ لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور نہ صرف خدا تعالےٰ کے الہام نے اوسکا نام مسیح موعود رکھا بلکہ زمانہ کے فتن موجودہ نے بھی بزبان حال یہی فتویٰ دیا کہ اوسکا نام مسیح موعود چاہیئے تو اوسکی سخت تکذیب کی اور جہانتک ممکن تھا اُسکو ایذا دی اور طرح طرح کے حیلوں اور مکروں سے اُسکو ذلیل اور نابود کرنا چاہا۔ اور اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے **گورنمنٹ برطانیہ** کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے معدوم کر دیتے۔

٭ نوٹ: - یہ سب باتیں اس کتاب میں لکھی ہیں جو ایک یہودی فاضل نے تالیف کی ہے۔ جو میرے پاس موجود ہے۔ منہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

میرٹھ کی جماعت نے باقاعدہ انجمن احمدیہ قائم کر لی ہے جو ایک عرصہ سے باضابطہ کام کرتی ہے سلسلہ عالیہ کی اشاعت میں سرگرم ہے مجھے مولوی عبدالرحیم صاحب فنانشل سکرٹری انجمن مذکور اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے انویسمنٹ ۱ الدعوت وغیرہ اشتہار سہ ہزار طبع کرا کے شائع کئے ہیں۔ اگر کوئی احمدی جماعت بغرض اشاعت منگوانا چاہے تو صرف ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتی ہے۔

بنگہ ضلع جالندھر کی جماعت میں میاں رحمت اللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص جوش تبلیغ کا عطا کیا ہے اونہوں نے سلسلہ عالیہ کی آنیوالی ضرورتوں کیلئے اپنی تجویز پہ مناسب چندہ کا انتظام کیا ہے غالباً بنگہ کی جماعت اس امر میں اپنی نظیر آپ ہوگی۔ اس جماعت نے یہ تجویز کی ہے کہ ہر وقت ایک مناسب رقم چندہ کی جمع رہے تاکہ جس وقت قادیان سے کسی وقتی ضرورت کی اطلاع ملے فوراً مناسب چندہ بھیجدیا جاوے۔

[illegible] جماعت نے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں آٹے کے مٹکے رکھدئے ہیں تاکہ ہر روز انہیں کچھ نہ کچھ آٹا ڈالدیا جاوے اس طرح ہر ہفتہ وار ایک اچھی رقم جمع ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ ہماری جماعتوں کو ایسے نیک کاموں کی توفیق دے آمین۔ بظاہر ایک آٹے کی چٹکی بے حقیقت شے نظر آئیگی لیکن میں یقیناً جانتا ہوں کہ آج یہ آٹے کی چٹکیاں بھی وہی درجہ رکھتی ہیں جو کسی زمانے میں نہیں نہیں رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ میں مٹھی بھر جو رکھتے تھے جسطرح پر ایک زمانہ آیا کہ احد پہاڑ کے برابر سونا بے حقیقت ہو گیا ایسا ہی ایک زمانہ آنیوالا ہے جب یہ چٹکیاں لاکھوں روپیہ سے بڑھ کر قدر رکھنے والی ثابت ہونگی۔

بریلی سے ایک چھپا ہوا اشتہار میرے پاس آیا ہے جسکو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ اشتہار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں نے دیا ہے اس اشتہار کے چند فقرے میں الحکم کے ناظرین کو اعلاءت توجہ دلانے کے لئے درج کرتا ہوں کہ وہ بریلی کے دو چار غریب احمدیوں کے لئے نہایت درد دل سے دعا کریں۔

اس اشتہار میں لکھا ہے کہ ان لوگوں سے میل جول رکھنا انکے ساتھ کھانا پینا انکے پاس اٹھنا بیٹھنا انکو سلام کرنا انکی موت و حیات [illegible] [illegible]

[illegible]

امیرالمومنین کی [illegible] کرنا [illegible]

کرنا [illegible] خدا [illegible]

[illegible]

[illegible] جانتے ہو تو ان سے دور رہو اور [illegible]

اس اشتہار کے ذریعہ جسقدر گزند اور تکلیف احمدیوں کو بریلی میں پہنچانے کا ارادہ اور منصوبہ کیا گیا ہے وہ صاف ظاہر ہے [illegible] روکا گیا ہے۔ [illegible]

رحم فرماوے [illegible] حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی جماعت کو [illegible] بریلی کی احمدی [illegible] کو حضرت اقدس کا ایک شعر سنا دیتا ہوں۔

ملحد و کافر و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہمنے

وہ ان باتوں [illegible] اللہ تعالیٰ کی نصرت [illegible] بطور [illegible] ہے کہ [illegible] گفار [illegible] کی اطراف [illegible] اطلاع [illegible] کافی ہے [illegible] ہدایت [illegible] کرے بلکہ [illegible]

کچھ حصہ [illegible] متعلق [illegible] مبارک

ولادت [illegible] ۱۹۰۸ [illegible] پیدا ہوا اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے مبارک کرے وہ اپنے باپ کی طرح اسلام کی حمایت اور نصرت کا جوش رکھنے والا ہو اور سچے مسلمان کا کامل نمونہ ہو بالآخر اللہ تعالیٰ خدمت دین میں اسکی عمر دراز کرے اور [illegible] [illegible] سے اپنے مکرم بھائی کو اس مبارک تقریب پہ مبارکباد دیتا ہوں [illegible] مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب فنانشل سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ نے جسکو [illegible] [illegible] قابل تقلید اظہار [illegible] ہے کہ انہوں نے اپنے [illegible] کو الحکم دینا منظور کیا ہے [illegible]

سلسلہ عالیہ ممالک غیر میں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسی کے وعدہ کے موافق کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤنگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ممالک غیر میں انگریزی میگزین کے ذریعہ [illegible] ہے اور جس [illegible] ہوتا ہے کہ وہ لوگ [illegible] میں [illegible] ایک عظیم الشان [illegible] میگزین کی ناظرہ ایک لیڈی نے حال میں دو خط لکھے ہیں جو میرے عزیز بھائی صوفی [illegible] نے ترجمہ کرکے چھاپ دئے ہیں اس لحاظ سے کہ ان خطوط سے میرے ناظرین بھی [illegible] میں انہیں درج کئے دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

جناب مرزا غلام احمد صاحب۔ جب پہلے پہلے آپکی بابت [illegible] لکھے کا شوق ہوا لیکن میں مجھے کچھ نہ سوجھتا تھا کہ [illegible] جیسے کہ یہ بات کہ پڑھا میں نے آپ کی تعلیمات کا کچھ حصہ ریویو آف ریلیجنز کے پرچوں میں پڑھا ہے جو مجھے ... قادیان سے باقاعدہ بھیجے جاتے ہیں۔ میں خوش ہوں۔ کہ خدا کی سچائی ظاہر ہو رہی ہے یعنی وہ پاک مذہب [illegible] عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible] موجودہ وقتوں کے مذاہب اون سچائیوں [illegible] ہیں۔ جو پہلے دی گئی تھیں۔ مگر معلوم [illegible] وہ وقت آگیا ہے جسکی بابت خدا نے کہا [illegible] اٹھونگا۔ [illegible] ہے مذہبی دنیا [illegible] ملکی دنیا بھی۔ مجھے یہ پڑھکر خوشی ہوئی [illegible] اکثر توجہ کیا [illegible] کہ تلوار حقیقی مذہب کو قائم رکھ سکتی ہے۔ میں [illegible] اپنی جان کی حفاظت کرنے کیواسطے کام [illegible] پڑتی ہے۔ مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی [illegible] انگریزی میں رہتے ہیں۔ جہاں اپنے مافی الضمیر کے انکشاف کی اجازت ہے نہ مذہبی [illegible] کسی قسم کا تشدد اور تکلیف نہیں ہے۔ [illegible] اٹھارہ سال گذرے میں اور ۱۸۹۳ [illegible] شکاگو کے ورلڈ فیر (تمام دنیا کا میلہ) کے وقت مذہب کی پارلیمنٹ میں۔ میں موجود تھی ظاہر [illegible] مسلمان کا وہاں ذکر ہوا تھا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ آیا آپ کی جماعت کے لوگ بھی وہاں تھے یا نہیں۔ لیکن اب آپ کا خیال [illegible] نہیں کیونکہ آپ کئی سال اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں چنانچہ میں اوس بات کی نسبت پڑھ رہی تھی جسکی بابت آپ نے پچیس سال پہلے پیشگوئی کی تھی میں ان عمدہ باتوں کو جو ریویو آف ریلیجنز میں ہوتی ہیں پڑھکر محظوظ ہوتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ اپنے کام میں جس سے میری مراد اس زمانہ کی سچائی اور علامات کا اظہار کرنا ہے کامیاب ہو جائینگے۔

خدا کے کام میں آپکی خادم

ایس ایف رج۔ دے۔ مانچسٹر انگلینڈ

جناب مرزا محمد علی صاحب۔ آج میں نے آپکا نوازشنامہ پہونچا میں اسے پڑھکر خوش ہوئی ہوں۔ اور ریویو آف ریلیجنز کیلئے میں آپکا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کیونکہ وہ مجھے اسوقت سے بالالتزام پہونچ رہا ہے جبکہ آپ نے مجھے مہربانی کرکے پہلا پرچہ ارسال کیا تھا۔ پرچہ مارچ کو پہونچے ہوئے تین ہفتے گذر گئے ہیں میں پڑھا تو کر نہیں سکی آپکا اس خوفناک زلزلہ میں کیا حال ہوا ہوگا کیونکہ مینے اخبار میں پڑھا تھا۔ کہ لاہور کو سخت گزند پہونچا ہے مینے ریویو آف ریلیجنز میں پڑھا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے پچھلے سال پیشگوئی کی تھی کہ ملک پر ایک آفت آنیوالی ہے ایک یا دو ماہ گذرے میں آپکو لکھنا شروع کیا تھا۔ مجھے تو ریویو آف ریلیجنز کے پڑھنے کا مذاق پیدا ہو گیا۔ کیونکہ اسمیں مجھے نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں جن سے میں خوش ہوئی ہوں۔ مجھے مولوی عبداللطیف صاحب کی خطرناک موت کا حال پڑھکر افسوس ہوا۔ کیونکہ وہ اسواسطے قتل کیا گیا ہے کہ جہاد کے پھیلانے پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ اور غازی مہدی کا قائل نہ تھا مجھے اسبات کے پڑھنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کہ وہاں دو لاکھ آدمی ایسے ہیں۔ جنکا ایمان ہے کہ جہاد اور غازی مہدی کے عقائد اسلامی عقائد نہیں ہیں۔ مینے مارچ کے پرچہ میں ان باتوں کی بابت پڑھا تھا۔ مجھے یہ پوچھنے کی اجازت دیں کہ آیا وہ گورنمنٹ جس کی بابت آپنے ذکر کیا ہے۔ انگریزی کی گورنمنٹ ہے یا اور کوئی مجھے اسبات سے خوشی ہے کہ مصلح انگریزی حکومت کے ماتحت رہتے ہیں جہاں اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی اجازت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہماؤ اللہ کے مریدوں نے غلط راہ اختیار کی ہے میں جاننا چاہتی ہوں۔ کہ کسطرح اور کہاں؟ مینے دعا کی ہے کہ مجھے سچا راہ دکھا دیا جاوے یعنی خدا کی سچائی خواہ کسی ذریعہ سے حاصل ہو اور مجھے ایک امر کے بعد دوسرا امر سمجھایا جاتا ہے۔ بہاؤ اللہ کے مرید بھی جہاد کے قائل نہیں اور نہ ہی وہ کسی غازی مہدی پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ انکی تعلیم ہے کہ تمام قوموں کے ساتھ صلح رکھی جاوے جیسا کہ بہاؤ اللہ نے کیمبرج [illegible] انگلستان کے پروفیسر [illegible] کے ہمراہ ایک عام جلسہ میں کہا تھا۔ اسکے مریدوں میں کئی اپنے عقائد کی وجہ سے بے رحمی سے شہید کئے گئے ہیں اور کئی ابتک قید خانوں میں ہیں۔

میں مرزا غلام احمد صاحب کو خوشی سے خط لکھونگی۔ چونکہ آپ لکھتے ہیں کہ میرے خط کا ترجمہ انہیں سنایا جاویگا۔ اور جواب اون کے حسب ہدایت دیا جاوے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اچھے آدمی ہیں۔ اور انکے دعاوی میں صاف ہیں کیا میں مفصلہ ذیل باتیں پوچھ سکتی ہوں۔

اوّل یہ کہ کیا وہ ہندوستان کے رہنے والے ہیں۔ اور کیا وہ عربی بولتے ہیں۔ دوم یہ کہ کیا وہ فقرے جو آپکے رسالہ میں یا آپ کے خط کے عنوان پر ہوتے ہیں عربی زبان میں ہوتے ہیں۔ میں دیکھتی ہوں کہ آپ عیسائیوں کی تاریخ اور سال کو استعمال کرتے ہیں [illegible] جنکی بابت میں لکھنا چاہتی ہوں [illegible] لکھنا نہیں چاہئے [illegible] وقت آگیا ہے [illegible]

قومی ضروریات اور قومی کالم

ہماری شادیان کیسے ہون؟

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین ایک شادی کی تقریب پر مجھے اس تقریب کی اصلاح کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت پڑی تہی - اس مضمون کو پڑھکر شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور سے منشی غلام محمد بہلوری احمدی مجھے اطلاع دیتے ہین کہ مین ذیل کا اشتہار الحکم مین چہاپ دون -

"احمدی جماعت کے ایک قریشی النسب شخص جو نام ظاہر کرنا نہین چاہتے اپنی جوان دخوانندہ لڑکی کا رشتہ کسی اہی النسب کے احمدی سے کرنا چاہتے ہین خط وکتابت مین اپنا نام مع ولدیت وسکونت وکاروبار و جایداد وغیرہ کا حوالہ دیا جاوے اور اگر انہین کوئی بیماری ہو - تو اس کا اخفا نہ کیا جاوے اگر پہلی بیوی ہو اور اس سے کوئی اولاد ہو تو اسکا بہی حوالہ دیا جاوے - خط کتابت منشی غلام محمد صاحب بہلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور کی معرفت ہو"

یہہ اشتہار بجائے خود ایک تحریک ہے اور مین غنیمت سمجہتا ہون کہ میری تحریک کا [illegible] اور اگر [illegible] مضمون پر [illegible] ہوتی [illegible] احمدی جماعت [illegible] مختلف [illegible] اور [illegible] بہی [illegible] لڑکے [illegible] اور احباب [illegible] اپنی لڑکیون کی طرح ہماری لڑکیون کے لئے [illegible] سے موزون شوہر تجویز کر سکتے ہین - جو بات ان رشتون اور ناطون سے مین پیدا کرنی چاہتا ہون جو دراصل حضرت حجۃ الاسلام امام و امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء ہے جس سے آگاہ کرنا مین اپنا فرض سمجہتا ہون وہ تو یہہ ہے کہ ہمارے رشتون ناطون مین وہ پابندیان جو بالآخر وبال جان ہو جاتی ہین اٹہہ جاوین اور ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرح نہایت سہولت اور آسانی کے ساتھہ ان تمدنی ضروریات سے فارغ ہو جائین -

میرا اس سے یہ منشاء نہین ہے کہ اندہا دہند ناطے رشتے ہونے چاہئین ضروری امور جو قابل لحاظ ہین انکو چہوڑنا کسی صورت مین مناسب و موزون نہین ہے لیکن پیش نظر یہہ ہونا چاہئیے کہ اصل مقصد بہی اس مین بلکہ کی تفتیش اور تلاش مین ہاتہہ ہے حضرت حکیم الامت نے بات نکاح کے حقون مین فرمایا ہے کہ لوگ شادی کے اغراض مختلف رکہتے ہین کسی کی غرض محض حسن وجمال ہوتا ہے اور کسی کی غرض محض اعلیٰ خاندان کی لڑکی لینا اور کوئی کسی کے مال و دولت پر مرتا ہوتا ہے - لیکن ایک سچا مسلمان کسی حالت مین ان باتون کو مقصود بالذات قرار نہین دیتا اس کی غرض محض حفاظت تقویٰ ہوتی ہے وہ تقوے کے لئے شادی کرتا ہے - (حقیقت مین تقوی اللہ بجائے خود ایک ایسی خوبی ہے کہ اسکے ساتھہ دوسرا کوئی وصف مقابلہ کر سکتا ہی نہین - ایک دولتمند ممکن ہے شادی کے بعد مفلس ہو جاوے اور ایسا ہی دوسرے بعض امور جو ملحوظ خاطر رکہے گئے تہے انکا جاتا رہنا ممکن ہے لیکن اگر تقویٰ ملحوظ ہو تو ناممکن ہے کہ کسی قسم کی تکلیف ہو - اس سے میرا یہ مطلب نہین کہ وہ حلقہ تکالیف سے نکل جائیگا نہین اگر اسپر تکالیف آئین بہی تو اللہ تعالے ان تکالیف کو ہی اسکے لئے اسباب راحت مین سے بنا دیگا کونسی خوبی اور بہلائی ہے جو متقی کو مل نہین سکتی - اگر اتنا درجہ کی تکریم کا خیال ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک متقی سے بڑھکر کوئی معزز نہین پہر جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور مکرم ہو ناممکن ہے کہ دنیا پر اسکی قبولیت اور تکریم نہو - متقی کو رزق من حیث لا یحتسب ہوتا ہے دشمن اسکے ہلاک ہو جاتے ہین - پہر کیون ہم متقی کو تلاش نکرین - اور باقی قیدون کو شرائط مین داخل نکرین ہان اگر وہ [illegible] ہی ہون تو نور علیٰ نور [illegible] متقی سے بڑھکر [illegible] خوبی ہو کیا سکتی ہے [illegible] مبارک [illegible] بزرگان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرین - جب اپنی رشتی کوئی مرضی اور مشورہ پر مقدم نکرنا ہو - اگر اپنی ہی مرضی کو کرنا ہے تو پہر اشتہار کا فائدہ ہے لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ اس بیان مین سابق بالخیرات اور [illegible] نمونہ لے تہے اس پیدا ہون تاکہ ہماری قوم مین یہہ روح پیدا ہو جاوے جو کامیابی اور فلاح کی روح ہے -

بہر حال یہہ امر بطور فرض کے سمجہ لیا جاوے کہ احمدیون کے ناطے رشتے احمدیون ہی مین ہون مجہے پہلے کسی قدر وہم ہو چلا تہا کہ شیخ غلام احمد اور میان رحمت اللہ صاحب کے لئے جو تحریک کی گئی تہی اور اسکا کوئی اثر نہین ہوا تو اسکی وجہ یہ ہوئی کہ چونکہ شیخ صاحب شیر فروشی کرتے ہین اور ایسا ہی میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروشی - لیکن اب مجہے معلوم ہوا ہے کہ یہ وجہ نہین ہے بلکہ محض سستی اور عدم توجہی ہے کیونکہ مجہے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب کے متعلق بہی کوئی درخواست نہین آئی حالانکہ وہ للعہ ماہوار کے ایک معزز عہدہ دار اور ایک معزز راجپوت خاندان کے اکلوتے وارث اور ایک سو بیگہ گہماؤن اراضی کے مالک ہین -

اصل یہہ ہے کہ لوگ غالباً اخبار کے ذریعہ یا بذریعہ خط وکتابت شاید رشتہ ناطہ کرنا نامناسب سمجہتے ہین جو اور بہی غلطی ہے باہم تعارف کیلئے یہہ ایک اچہا ذریعہ ہے - اس سلسلہ کو جسقدر ہو سکے وسعت دی جاوے + اور مین امید کرتا ہون - کہ ناظرین ان باتون کو سرسری نظر سے نہ دیکہین گے - بلکہ عملی طور پر اسکو مفید ثابت کرینگے یہہ خیال کرکے مین اس ہفتہ سے الحکم مین ہمیشہ نکاح کے متعلق اشتہارات دیتا رہونگا + اور یہہ اشتہار ہمیشہ مفت چہاپے جاوین گے -

نکاح کی ضرورت

۱- شیخ غلام [illegible] صاحب ایک معزز کہتری خاندان سے ہین عرصے سے نومسلم ہین - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مین رہنا ضروری سمجہتے ہین اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے شیر فروشی کرتے ہین اور اس حلال طیب روزی سے آسائش کے ساتھہ بسر اوقات کرتے ہین - جہانتک میرا علم ہے وہ ایک صالح اور دیندار بہائی ہین مزید حالات تسلی کے لئے حکیم الامت سے دریافت ہو سکتے ہین + وہ اپنی شادی کے لئے کوئی قید بجز اسکے پیش نہین کرتے کہ نیک بخت ماں باپ کی لڑکی ہو - اور احمدی ہو - قطع نظر اسکے کہ امیر ہو یا غریب کسی خاندان اور قوم کی ہو -

۲- میان رحمت اللہ صاحب احمدی ننگل ضلع جالندہر مین سبزی فروشی کرتے ہین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک سرگرم ممبر ہین [illegible] سلسلہ کا خاص جوش اور فدائی ہے + اور ایک [illegible] شریف آدمی ہے لاہور یہہ اراہین ایک مشہور اور معزز قوم ہے جو [illegible] شہر و نہین کثرت سے آباد [illegible] آدمی معقول رکہتے ہین اور جہانتک میرا ذاتی علم ہے وہ بڑے ہی مخلص اور اہل ہین یا اپنی قوم مین انکو کئی رشتے مل سکتے ہین لیکن وہ احمدیون مین ہی کرنا چاہتے ہین عمر ۳۰ یا ۳۲ سال سے زیادہ نہین ہے -

۳- ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب بہی راجپوت قوم سے ہین معزز عہدہ پر سیالکوٹ ملازم ہین پہلی بیوی کے مسلول ہو جانے کی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہین اپنی قوم اور خاندان مین انہین بہی کئی رشتے مل سکتے ہین مگر وہ بہی احمدیون ہی کو ترجیح دیتے ہین انکے متعلق اگر کسی قسم کی خط وکتابت کرنا ہو تو خود صاحب موصوف کو یا ایڈیٹر الحکم سے کیجاوے -

مین امید کرتا ہون کہ چودہری غلام احمد صاحب نصیر کاٹھ گڑہ اور میر حامد شاہ صاحب اور چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ مین اور میان نبی بخش نمبردار تلونڈی اراہیان خاص طور پر ان معاملات مین سعی کرینگے - اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دیگا -

(باقی پہر)

شیرازہ قوم

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان پر مین نے جو کچہہ شایع کیا ہے اسکے متعلق ابہی تک مفصلات سے مجہے کوئی اطلاع نہین ملی - اور اس لئے مین اس ہفتہ اسپر کچہہ لکہنا نہین چاہتا بجز اس کے کہ حضرت حکیم الامت کی رائے کو یہان درج کرکے اسپر مختصر سا ریمارک کر دون -

حضرت حکیم الامت کے حضور مینے اس مضمون کا مسودہ پیش کیا تہا آپ نے اسے نہایت غور سے پڑہا اور اپنے قلم سے اسپر مندرجہ ذیل رائے لکہدی -

مین اس آگہی کو بہت ہی ضروری یقین کرتا ہون گو میرا دل ہرگز یہہ نہین چاہتا کہ ہماری قوم محدود ہو - ہم ابراہیم کی اولاد ہون جو گنی نہین جا سکتی - مگر سر دست اس آگہی کی ضرورت ہے اور وہ ضرورت انشاء اللہ تعالے بعد کو ظاہر کیجاوے گی - نور الدین

یہہ رائے زرین آب زر سے لکہے جانے کے قابل ہے حکیم الامت کی اعلے آرزو جو جماعت کی ترقی کے متعلق انہون ظاہر کی [illegible] ہے انشاء اللہ عملی رنگ مین بالا خر ایسی ہی ثابت ہو گی اور قوم لا انتہا اور غیر محدود ہو گی -

حکیم الامت نے اس آگہی اور واقفیت کو جو افراد کے ذریعہ مین بہم پہنچانی چاہتا ہون ضروری قرار دیا ہے اور حقیقت مین یہہ بہت ہی ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات اشتہارات کی اشاعت کرنی ہوتی ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ فلان جگہ کون شخص ہے اور کبہی ضروری اور قومی چندون کی ضرورت ہوتی ہے اور اکثر افراد ملت کو اس تحریک سے اطلاع ہی نہین ہوتی اور عدم اطلاع سے یہی نہین کہ وہ ہمارے شمولیت کے ثواب سے محروم رہ جاتے ہین بلکہ ان قومی ضروریات کے لئے بہی بعض اوقات کسی قدر دیر ہو جاتی ہے - اس قسم کے مقاصد اور مطالب پیش نظر ہین - یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار رہبر طبیعت کی اصلاح اور تکمیل کیلئے حکم دیتے ہین اور تاکید فرماتے ہین - پس جو لوگ مجہے اس کام مین مدد دین گے وہ شیرازہ قوم کو مضبوط کرنے والے ہی نہ ہونگے بلکہ مفت مین بہت سے ثوابون اور نیکیون کے مستحق ہونگے + حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مبایعین کے نامون کو یک جا اور مکمل طور پر لکہے جانے کے کسقدر آرزومند ہین یہہ اندازہ مندرجہ ذیل سطور سے ہو سکتا ہے - جو حضور ... واضح ہو کہ باالقاء رب کریم و جلیل جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانونکو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے انکو بے برکت نکما کمزور کر دیا ہے - نجات دیکر فاصبحتم

بنعمتہ اخواناً کا مصداق بنادے) مجھے حلفاً یاد ہے کہ بعض نہایت منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی اور کسیقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پاویں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعداد موزون تک پہونچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنیوالوں کا ایک معتدبہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی ان کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبایعین یعنے داخلین بیعت میں شائع کی جائے اور ایسا ہی ہوتا رہے جبتک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقدرہ تک پہونچ جائے یہ انتظام جسکے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اوس کے باسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبایعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھکر اپنا تمام پتہ و نشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنیکے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بتحریر خاص اپنا پورا پورا نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ بہ اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرادیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنیوالوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا از انجملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائیگا۔ اور باہم خط و کتابت کرتے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئیں گے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعاء خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکیں گے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کیطرح مشغول ہو جائینگے اور ہر ایک کو اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانیسے معلوم ہو جائیگا کہ اوس کے روحانی بھائی دنیا میں کسقدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم اونپر ظاہر کریگا کہ خدا تعالے نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت اور جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے اور اس جگہ اس نصیحت کا لکھنا بھی موزون معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر اونکا قدر کرے اون سے جلد صلح کر لیوے اور دلی غبار کو دور کر دیوے اور صاف باطن ہو جاوے اور ہرگز ایک ذرہ کینہ اور بغض اون سے نہ رکھے لیکن اگر کوئی عمداً اون شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مندرج ہیں اور اپنی بیباکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاوے گا یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنے تقوے شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور انکا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بیمصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ اون نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہونچایا ہے اور اوس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جنکو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کیطرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کیلئے کریں کہ اون کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔

حضرت حجۃ اللہ کی اس تحریر کو پڑھ لینے کے بعد میں جانتا ہوں کہ شخص اس کا اگر مسلمان ہوں مجھے مدد نہ دیگا ... اور اسلئے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھتا اور انتظار کرتا ہوں کہ قوم کے دوسرے آوردہ لوگ بھی اس کام میں میری مدد چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو میری مدد کرنے پر ...

استفسار اور انکے جواب

۱۔ جنازہ دار الامان میں کسطرح پڑھنے کا معمول ہے حنفی چار تکبیریں پڑھتے ہیں پہلی تکبیر کے بعد صرف سبحانک اللھم پڑھتے ہیں الحمد اور سورۃ کو جائز نہیں رکھتے اہلحدیث سبحانک اللھم۔ الحمد ثنا تینوں پڑھتے ہیں۔ دوسری تکبیر کے بعد درود تیسری کے بعد دعا چوتھی کے بعد فوراً اسلام پھیر دیتے ہیں اور اہلحدیث غالباً چوتھی کے بعد دعائیں پڑھکر سلام پھیرتے ہیں بلکہ پانچ اور سات تکبیریں بھی اکابران ملت کا معمول کیا ہے اور جنازہ غائب کا جو حکم ہے تو کیا بہت سے آدمیوں کا ایک ہی نیت میں پڑھ لیا کریں یا علیحدہ علیحدہ۔

جواب - یہاں یہ معمول ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد الحمد ثنا پڑھتے ہیں دوسری کے بعد درود شریف تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد معاً سلام پھیر دیتے ہیں حضرت حجۃ الاسلام ایک ہی نیت میں کئی آدمیوں کا جنازہ غائب پڑھتے ہیں۔

۲۔ عقیقہ فرض ہے یا کیا اور کتنی مدت یا عمر تک دینا چاہیئے۔

جواب - عقیقہ ایک مسنون امر ہے۔ ساتویں دن ہونا چاہیئے۔ اور اگر ممکن یا میسر نہ ہو تو جب چاہے کرے۔

۳۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے شروع کر کے سورج نکلنے کے بعد تک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے اگر سجدہ آوے تو اس زوال کے وقت جائز ہے؟ کیونکہ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک سجدہ ناجائز ہے؟۔

جواب - بے شک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یہ وقت تو قرآن شریف کے پڑھنے کے لئے بہت ہی مناسب اور موزون دماغ تدبر کرنے کے لئے تازہ دم ہوتا ہے قرآن الفجر کان مشہودا اور اگر قرآن شریف کی تلاوت میں سجدہ آجاوے تو کرنا جائز ہے۔

۴۔ عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے؟

جواب - ہاں جائز ہے قادیان میں حکیم الامۃ کا درس قرآن ہمیشہ عصر کے بعد ہوتا ہے۔

۵۔ فجر کی نماز ہوتی ہو ایسے وقت سنت پڑھ کر شامل ہونا چاہیئے یا جماعت میں شریک ہو اور سنت کب پڑھے؟

جواب - جماعت میں شریک ہو جاوے اور نماز پڑھکر سنت پڑھے۔

منشی نادر خانصاحب احمدی افریقہ سے دریافت کرتے ہیں کہ بابو محمد افضل خانصاحب مرحوم کے عیال و اطفال کا بندوبست کیا ہوا؟

جواباً گذارش ہے کہ بابو محمد افضل خانصاحب مرحوم کی پہلی بیوی مع اپنے بچوں کو اپنے والدین کے گھر جا رہی ہے اور مرحوم کے بھائی جائداد میں سے اپنا مہر اور حصہ لینے کے لئے مرحوم کے چچا صاحب سے خواستگار ہوئی ہے دوسری بیوی مع اپنے بچوں کے مرحوم کے چچا کے پاس ہے۔ انکا بچا بذریعہ تقرر ثالثان غالباً فیصلہ کرنا چاہتا ہے انکی بیوی کو یہاں رہنے کیلئے کہا گیا تھا لیکن جہانتک میرا علم ہے اونہوں نے اپنی اس جائداد پر رہنا اور قبضہ کرنا ضروری سمجھا ہے۔

۶۔ کیا قادیان میں کوئی لڑکیوں کا سکول ہے اگر ہے تو لڑکیوں کی رہائش کا کیا انتظام ہے۔

جواب - فی الحال قادیان میں لڑکیوں کی تعلیم کیلئے کوئی سکول نہیں ہے لیکن اسکی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور معمولی ضرورت نہیں سخت ضرورت ہے میں عنقریب اس سوال کو بزرگان ملت کے مشورہ سے پبلک کرنا چاہتا ہوں اور خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے بعید نہ ہوگا کہ قادیان میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے بہترین سکول قائم ہو۔ سردست آپ انتظار کریں اور دعا کریں۔

۷۔ دیوانی مقدمہ جو عدالت میں دائر کیا جاوے اکثر اوقات اس میں بوجہ خرچہ ڈگری ہوتی ہے۔ کیا خرچہ لینا جائز ہے۔

جواب - ہاں خرچہ لینا جائز ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دیوانی مقدمہ دیوار میں عدالت نے خرچہ دلایا۔ گو آپ نے اپنی کریم النفسی اور اخلاقی معجزہ کی بنا پر فریق ثانی کو اسکی درخواست پر معاف کر دیا۔ یہ جدا امر ہے۔ اسکے لینے میں کوئی امر ناجائز نہیں ہے۔

۸۔ اگر عورت کو زیور مہر میں دیا جاوے اور قابل زکوٰۃ ہو تو چونکہ عورت مختار نہیں کہ خاوند کے روپیہ یا مال کی زکوٰۃ اس زیور کی ادا کرے تو پھر اس صورت میں کیا خاوند پر فرض ہے یا عورت پر اور اگر موخر الذکر پر ہو تو کس صورت میں ادا کرے۔

جواب - مہر میں جو چیز عورت کو دی جاوے وہ تو اسیکا مال ہے خاوند کا اس سے کیا تعلق علاوہ بریں اسلام میں تو عورتوں کو اپنی جدا جائدادیں تک خرید لینے کا حق حاصل ہے وہ اپنے مال سے قابل زکوٰۃ سال کی زکوٰۃ دے۔ البتہ زیور کے متعلق زکوٰۃ کا مسئلہ متنازعہ فیہ ہے حضرت حجۃ اللہ سے ایک مرتبہ استفسار ہوا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ جو زیور استعمال میں آتا رہتا ہے اسکی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے کبھی کبھار پہنا جاوے اسکی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ وہ عورت اپنے مال سے دیوے۔

متفرق باتیں

جنازہ غائب پڑھا جاوے

۱۔ میرے مخدوم مکرم جناب چودھری مولابخش صاحب بھی احمدی کی ساس سماۃ دولت بی بی زوجہ چودھری نہالا اعلیٰ نمبردار موضع ... فوت ہو گئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ جمعہ کو جنازہ پڑھا۔ احمدی جماعتیں بھی جنازہ غائب پڑھ دیں۔

۲۔ مولوی محمد علی صاحب بن باجوڑ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ایک احمدی بھائی نبی بخش فوت ہو گیا ہے جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

۳۔ مولوی محمد ابوالحسن احمدی نمبردار صاحب کا اکلوتا بیٹا عبدالقادر فوت ہو گیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔

ضرورت سید ناصر شاہ صاحب سب ڈویژنل آفیسر ریاست (جموں) کو ایک اٹر نیس پاس احمدی کی ضرورت ہے دس روپیہ ماہوار مع کھانا دینگے جو صاحب جانا چاہیں مندرجہ بالا پتہ پر شاہ صاحب سے خط و کتابت کریں۔

منیجر بھارت انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر سے کمپنی مذکور کی خوش معاملگی کے متعلق مندرجہ ذیل چٹھی الحکم میں شائع ...

بقیہ قاضی صاحب کے دوسرے سوال کا جواب انشاء اللہ اگلی اشاعت میں دونگا کیونکہ وہ تفصیل طلب ہے - ایڈیٹر۔

چندہ [illegible]

۴ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں [illegible] صاحب [illegible] (مساکین فنڈ) [illegible]

۲۔ [illegible] احمد صاحب قادیان دارالامان [illegible]

۳۔ جماعت احمدیہ [illegible] (مساکین فنڈ) [illegible]

۴۔ حکیم نور محمد صاحب [illegible] ضلع [illegible]

۵۔ میاں نبی بخش صاحب [illegible]

[illegible] مئی ۱۹۰۵ء

[illegible] سکرٹری [illegible] کمیٹی [illegible]

۳۔ میاں [illegible] معرفت [illegible] (مکین فنڈ) [illegible]

۴۔ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد (مدرسہ) [illegible]

۵ مئی ۱۹۰۵ء

[illegible]

۲۔ جناب منشی محمد [illegible] (مدرسہ) [illegible]

۳۔ [illegible] (آمدنی [illegible]) [illegible]

۴۔ سکرٹری صاحب کمیٹی [illegible] مدرسہ [illegible]

۸ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مانسہرہ (مدرسہ) ۸؍

۲۔ عبدالکریم مدرس مدرسہ [illegible] ” ۸؍

۳۔ میاں سراج الدین صاحب کانپور عطیہ مدرسہ [illegible]

۴۔ حافظ نور احمد صاحب [illegible] ” [illegible]

۵۔ منشی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن مدرسہ [illegible]

۶۔ منشی گلاب خان صاحب پوسٹماسٹر راولپنڈی [illegible]

۷۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان (واپسی [illegible]) [illegible]

۸۔ صاحب سکرٹری کمیٹی [illegible] [illegible]

۹۔ منشی غلام سرور صاحب قانونگو بندوبست [illegible]

۱۰۔ [illegible] مقبول صاحب میر منشی [illegible] [illegible]

نامعلوم الاسم (مدرسہ) یتیم [illegible]

[illegible] مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ [illegible] صاحب [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ میاں غلام [illegible] صاحب [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ مولوی [illegible] صاحب [illegible]

۷۔ مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible]

۸۔ منشی نواب الدین صاحب [illegible]

۹۔ مولوی [illegible]

۱۰۔ منشی عبدالعزیز صاحب [illegible]

۱۱ مئی ۱۹۰۵ء

[illegible]

۱۲ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ صاحب سکرٹری کمیٹی [illegible]

۴۔ میاں [illegible] (مدرسہ) [illegible]

۵۔ میاں غلام رسول [illegible] (یتامیٰ فنڈ) [illegible]

۶۔ جماعت [illegible] معرفت عنایت اللہ صاحب احمدی (مدرسہ) [illegible]

۱۳ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن [illegible] (مدرسہ) [illegible]

۲۔ صاحب سکرٹری کمیٹی مدد [illegible] آمدنی مئی ۱۹۰۵ء [illegible]

۳۔ منشی حسین علی شاہ صاحب پٹواری [illegible] (مساکین فنڈ) [illegible]

۴۔ میاں محمد حسین صاحب سوداگر غلہ منڈی لائل پور ” [illegible]

۵۔ میاں خدا بخش صاحب [illegible] لائل پور [illegible]

۶۔ منشی نور الدین صاحب لائل پور مساکین فنڈ یتامیٰ فنڈ [illegible]

۱۵ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ شیخ مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ہوس (مدرسہ) ۱؍

۲۔ میاں محمد الدین صاحب احمدی قادیان دارالامان ” ۱۲؍

۳۔ منشی محمد حسین علی صاحب الہ آباد مساکین فنڈ [illegible]

۴۔ بابو عطا محمد صاحب سب اوورسیر [illegible] ضلع جہلم ” ۲؍

۵۔ میاں عبدالکریم صاحب احمدی [illegible] جنید (یتامیٰ) [illegible]

[illegible] میزان

۱۶ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں [illegible] صاحب [illegible] قربانی فنڈ [illegible]

۲۔ [illegible] (مدرسہ) [illegible]

۳۔ [illegible] (عطیہ مدرسہ) [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۱۹ مئی ۱۹۰۵ء

جماعت [illegible] معرفت مولوی [illegible] صاحب

[illegible] عید فنڈ مساکین فنڈ [illegible]

۲۔ میاں محمد حسین صاحب [illegible] مدرسہ [illegible]

۳۔ جماعت [illegible] معرفت سکرٹری صاحب [illegible]

۱۹ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ [illegible] تعلیم الاسلام [illegible]

۲۔ بابو عبدالعزیز صاحب سابق طالب علم تعلیم الاسلام قادیان از راولپنڈی مساکین فنڈ [illegible]

۳۔ قاضی محمد عثمان صاحب [illegible] الہ آباد [illegible]

۴۔ میاں عبدالعزیز صاحب [illegible] لاہور [illegible]

۵۔ مولوی محمد صدیق صاحب مدرس [illegible] [illegible]

۲۰ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ [illegible]

[illegible]

۲۳ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ [illegible] تعلیم الاسلام [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible] مدرسہ [illegible]

۴۔ جناب [illegible] لاہور [illegible]

۵۔ منشی [illegible] [illegible]

۲۴ مئی ۱۹۰۵ء

۱۔ [illegible] کمیٹی مدد تعلیم الاسلام (بابت [illegible] مئی ۱۹۰۵ء) [illegible]

زلزلہ کی خبریں

تنڈو [illegible] پور (سندہ) میں بھی زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ وصول کیا جا رہا ہے [illegible] روپے پہلے بھیجے بھی جا چکے ہیں۔

شملہ [illegible] ۱۹ ماہ حال کو ۲ بجے دن کے زلزلہ محسوس ہوا جو [illegible] تھوڑی دیر تک رہا۔

کانگڑہ [illegible] زلزلہ سے جو تباہی اور بربادی ہوئی تھی وہی بجائے [illegible] اٹھارہ ماہ حال کو آدھ [illegible] تک سخت ژالہ باری ہوئی جس سے گندم کی فصلیں بالکل پامال ہو گئیں۔ سچ ہے مصیبت تنہا نہیں آتی۔

کابل اور قندھار سے کوئی رپورٹ ۴۔ اپریل کے زلزلہ کی نہیں آئی۔ البتہ جلال آباد کے مغرب میں سطر [illegible] اور اسکے ہمراہیوں کو خفیف سی حرکت معلوم ہوئی تھی۔

پائونیر میں ایک چٹھی چھپی ہے جس میں سرجیمس ڈالوش کے پرائیوٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے مزید چندہ کی اپیل کی ہے [illegible] ریلیف فنڈ میں علاوہ ۵۲ ہزار ۷ سو ۹۲ روپیہ وصول شدہ کے ایک ہزار ۲ سو ۵۴ روپیہ فرسٹ بی فورتھ ہائلینڈرس سے اور ۸ سو پچاس روپیہ بکنڈ گارڈن ہائلینڈرس سے اور وصول ہوئے ہیں۔

جنرل کمیٹی کانگڑہ ریلیف فنڈ کے پریزیڈنٹ نے کمشنر سندہ سے چندہ کی اپیل کی تھی جس پر سندہ سے وصول شدہ اور موعودہ چندہ کی تعداد ۲۰ مئی کو ۸ سو ۰۷ روپیہ تک ہو گئی۔

لنڈن کارپوریشن نے والیسرائے زلزلہ ریلیف فنڈ میں ۵۰ گنی (۷۸۷ روپیہ) پی منسولر اور [illegible] کمپنی نے ۱۰۰ گنی (۱۵۷۵ روپیہ) اور ہند [illegible] ٹیلیگراف کمپنی نے ۱۰ گنی چندہ دیا۔

امرتسر میں ۲۲ ماہ حال کو بعد دوپہر ۲ بجکر ۵ منٹ پر اور شام کے ۷ بجے زلزلہ کے اچھے جھٹکے محسوس ہوئے۔

پچھلے ہفتہ فرانس اٹلی اور سوئیٹزرلینڈ کے بعض حصص میں زلزلے محسوس ہوئے ویلس میں بھی خفیف حرکت پائی گئی بعض جگہ لوگوں میں گھبراہٹ بھی پھیل گئی مگر چنداں نقصان نہیں ہوا۔

مینیجر اس فرم [illegible] ریلوی نے براہ انسانی ہمدردی بلا فیس و محصول وغیرہ [illegible] [illegible] تاکہ کانگڑہ کے تالاب آب نوشی کا پانی صاف کر دیا جائے۔

بینک ہندوستان، آسٹریلیا اور چین کمپنی لنڈن نے زلزلہ ریلیف فنڈ میں بحساب ہندوستان بہار اور سیلون دس ہزار روپیہ چندہ دیا۔

لارڈ کرزن بالقابہ نے صاحب وزیر ہند کی خدمت میں ایک تار میں مضمون ارسال کیا ہوا ہے کہ صرف ہندوستان کا چندہ موجودہ مصیبت زلزلہ کے رفع کرنیکے لیے کافی نہیں ہو سکتا۔ ولایت سے ۲۰ ہزار پونڈ کی امید تھی جن میں سے ابتک صرف ۶ ہزار ۲۰۰ پونڈ وصول ہوئے ہیں۔ امید کہ باقی رقم بھی جلد وصول ہو گی۔

جو سرکاری ملازم موجودہ زلزلہ کے شکار بن گئے گورنمنٹ پنجاب اون کے لیے پنشن یا عطیہ دیا جانے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔

ٹھاکر [illegible] جو حال میں کلو گیا تھا رپورٹ کرتا ہے کہ مرادی مشنری بالکل محفوظ ہیں۔ اونکو یا اون کے مشن ہوس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

دہرمسالہ میں ۱۸ مئی کو دو دفعہ زلزلہ محسوس ہوا جس سے بیچارے مصیبت زدہ لوگوں کی مستعارہ جھونپڑیاں بھی گر گئیں۔

بابو رگھبیت رائے متوفی ٹھیکہ دار دہرمسالہ ساکن کانگڑہ کی والدہ نے حسب وصیت متوفی ایک ہزار روپیہ اسلئے چندہ دیا ہے کہ کانگڑہ میں عوام کے آرام کے لیے دہرمسالہ بنائی جائے۔

ایوان تجارت بنگال کے ریلیف فنڈ میں اسوقت تک ۲۸ ہزار ۷ سو ۳۷ روپیہ چندہ ہو چکا ہے جس میں ۵۰ ہزار گورنر کو کمیٹی ریلیف فنڈ [illegible]

[پ]رانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

[ا]ستجابت اور مامورمن اللہ کی صداقت کا بڑا نشان [یہ] ہے کہ اللہ تعالے اسکو غیب کی خبرین دیتا ہے اور پھر [ان] خبرون مین ایک طاقت ہوتی ہے جو دوسرون کو نہیں [دی جا]تی۔ نجومی جو خبرین دیتا ہے انمین وہ طاقت اور [شو]کت نہیں ہوتی جو مامور کی خبرون میں ہوتی ہے [ع]لاوہ برین مامور کی خبرین ایسی ہوتی ہین کہ فراست [اور] قیافہ پہ انکی بنا نہیں ہوسکتی۔ مثلاً آنحضرت [ص]لے اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی مین جو بالکل بے سروسامانی [اور] بیکسی کی زندگی تھی اپنی کامیابی اور دشمنون کی [نا]کامی اور نامرادی کی پیشگوئی کی تھی کیا کوئی عقلمند [او]ر ملکی مدبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوقت [کی] حالت کو دیکھکر اندازہ لگا سکتا تھا کہ یہ شخص کامیاب [ہو] جائیگا اور وہ قوم جو اسکی مخالفت پر آمادہ ہے ذلت [کے] ساتھہ نامراد رہے گی؟ پھر دیکھہ لو کہ انجام کیا ہوا! [یہ]ن یہ ایک زبردست نشان مامور کو دیا جاتا ہے۔

[ع]یسائیون کے حملے اسلام پر اس صدی میں بہت [ت]یزی کے ساتھہ ہوئے ہین انکی زبان درازی اور [چ]ھیڑ چھاڑ بہت بڑھ گئی اللہ تعالے چاہتا تو ایک [د]م مین انکی مخالفانہ کارروائیون کا فیصلہ کر دیتا مگر وہ [ا]پنا فیصلہ روز روشن کیطرح دکھانا چاہتا ہے اب [و]قت آگیا ہے کہ اس مذہب کی حقیقت دنیا پر کھل [جا]وے شیطان کی آدم کے ساتھہ یہہ آخری جنگ ہے۔ ملائکۃ اللہ آدم کے ساتھہ ہین اور اب شیطان ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیا جائیگا۔ مین یقین رکھتا ہون کہ اگر میری طرف سے اس مردہ پرستی کے دور کرنے کے لئے کوئی تحریک نہ بہی ہوتی اور خدا تعالی مجھے بہی نہ بہیجتا تب بہی اس مذہب کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ یہہ خود بخود دیمک کی طرح پہگہل جاتا۔ [م]ین خدا تعالے کی تائیدون اور نصرتون کو دیکھہ رہا ہون جو وہ اسلام کے لئے ظاہر کر رہا ہے اور مین اس نظارہ کو بہی دیکھہ رہا ہون جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنیکو ہے۔ اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جسکو دیمک کہا چکی ہے اور یہ بوسیدہ لکڑی اسلام کے زبردست دلائل کے سامنے اب ٹہر نہین سکتی۔ اس عمارت کی بنیادین کہوکہلی ہو چکی ہین۔ اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگون کو اسلام کیطرف توجہ ہوگی اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہوکر حقیقی مذہب اسلام کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کرین گے۔

توحید ماننے والون مین ایک خاص رعب اور جلال ہوتا، جو بت پرستوں کو حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اسکا قلب مزہ کر رہتا ہے اور اس کے اعتقاد کی بنیاد علوم حقہ پر نہین ہوتی بلکہ ظنیات اور اوہام پر ہوتی ہے۔ مثلاً عیسائیون نے یسوع کو خدا بنا لیا مگر کوئی ایسی خصوصیت آجتک دو ہزار برس ہونے کو آئے نہین بتائی جو یسوع مین ہو اور دوسرے انسانون مین نہ ہو۔ بلکہ جہانتک انجیل کے بیان کے موافق یسوع کیحالت پر غور کرتے ہین اسقدر اسے انسانی کمزوریون کا بہت بڑا نمونہ پاتے ہین۔ بڑی خدائی صفت اقتداری معجزات کی ہوتی ہے لیکن یسوع کی لائف مین اقتداری معجزات کا پتہ نہین ملتا اور اگر عیسائیون کے بیان کے موافق بعض مان بہی لین تو پھر ہم دعوے سے کہتے ہین کہ اسی رنگ کے اقتداری معجزات یسوع کے معجزات سے کہین بڑہ چڑہ کر پہلے نبیون کے بائبل مین موجود ہین۔ پھر خصوصیت کیا رہی؟ وہ کیا بات تھی جس پر اسے خدا مان لیا گیا اگر ایک مجلس مین اللہ تعالے کے صفات بیان کئے جاوین اور اس مین آریا۔ عیسائی اور مسلمان موجود ہون تو اگر کسی کا ضمیر مر نہین گیا تو بجز مسلمان کے ہر ایک خدا تعالے کے صفات بیان کرنیسے شرمندہ ہوگا مثلاً آریہ کیا یہہ بیان کر کے خوش ہوگا کہ مین ایسے خدا پر ایمان لاتا ہون جسنے دنیا کا ایک ذرہ بہی پیدا نہین کیا وہ میری روح اور جسم کا خالق نہین۔ مجھے جو کچھہ ملتا ہے میرے اپنے اعمال اور افعال کا ثمرہ ہے خدا تعالے کا کوئی عطیہ اور کرم نہین میرا خدا مجھے کبھی ہمیشہ کی نجات نہین دیسکتا میرے لئے لازمی ہے کہ مین جونون کے چکر مین آکر کیڑے مکوڑے بنتا رہون یا کیا عیسائی صاحب یہہ بیان کر کے راضی ہوگا کہ مین ایک ایسے خدا پر ایمان لاتا ہون جو ناصرت نام بستی مین یوسف نجار کے گھر معمولی بچون کیطرح پیدا ہوا تہا وہ معمولی بچون کیطرح روتا چلاتا اور کبھی اپنی کمزوریون کی وجہ سے ماں باپ سے تہپڑ بہی کہاتا تہا۔ اسے اتنی بہی خبر نہ تہی کہ وہ انجیر کے پہل کے موسم کا علم رکھتا۔ وہ ایسا غصہ ور تہا کہ درختون تک کو بددعائین دیتا تہا۔ وہ آخر [ا]پنے گناہون کی وجہ سے صلیب پہ لعنتی ہوا۔ اور تین دن ہاویہ مین رہا۔ بتاؤ کیا وہ یہ باتین خوشی کے ساتھہ بیان کریگا یا اندر ہی اندر اسکا دل کہایا جائیگا لیکن ایک مسلمان بڑی جرأت اور دلیری سے کہیگا کہ مین اس خدا پر ایمان لایا ہون جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیون اور نقایص سے منزہ ہے وہ رب ہے بلا مانگے دینے والا رحمان ہے سچی محنتون کے ثمرات ضائع نکرنے والا ہے۔ وہ حی وقیوم ارحم الراحمین خدا ہے وہ ہمیشہ کی نجات دیتا ہے۔ اسکی عطاء غیر مجذوذ ہے۔ پس جب مسلمان اپنے خدا [کی] صفات بیان کریگا تو ہرگز شرمندہ نہین ہوگا اور یہ خدا تعالے کا فضل ہے جو ہم پر ہے ایسی ہی اور بہت سی باتین ہین بغرض اختصار صلے اللہ علیہ وسلم کو مانکر ہم کبھی کسی کے سامنے شرمندہ نہین ہو سکتے۔

معجزات مسیح کی حقیقت ڈوئی نے خوب کہولی ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ مین بہی سلب امراض کرتا ہون اسی طرح جسطرح یسوع مسیح کیا کرتا تہا۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ جہان کوئی شخص اچہا نہین ہوتا وہان وہ شرمندہ نہین ہوتا بلکہ کہدیتا کہ یسوع مسیح سے بھی فلان شخص اچہا نہین ہوا۔

زہے خدائی

سلب امراض فی الحقیقت کوئی ایسی چیز نہین ہے جسپر ناز کیا جاسکے یہودی بہی اس زمانہ مین سلب امراض کرتے تھے اور ہندوستان مین بہی بہت لوگ اس قسم کے ہوئے ہین۔ اور آجکل تو ہزارون ہزار دہریے اور ملحد بہی ایسے ہین جو سلب امراض کر سکتے ہین کیونکہ یہ ایک فن اور مشق ہے جسکے لئے یہ بہی ضرور نہین کہ اس فن کا عامل خدا پر یقین رکھتا ہو یا نیک چلن ہو۔ جسطرح پر دوسرے علوم کے حصول کیلئے نیک چلنی اور خدا پرستی شرط نہین ہے اسکے لئے بہی نہین یعنے اگر کوئی شخص ریاضی کے قواعد کی مشق کرے تو قطع نظر اسکے کہ وہ دہریہ ہے یا موحد خدا پرست وہ قواعد اسکے لئے کوئی روک پیدا نہین کرین گے۔

برخلاف اسکے وہ روحانی کمالات جو اسلام سکہاتا ہے انکے لئے ضروری ہے کہ اعمال مین پاکیزگی اور صدق اور وفاداری ہو بغیر اسکے وہ باتین حاصل ہی نہین ہوسکتی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ سلب امراض والے مسیح کے اچھے کئے ہوئے مر گئے لیکن **قد افلح من زکّٰھا** کی تعلیم دینے والے کے زندہ کئے ہوئے آجتک بہی زندہ ہین اور انپر کبھی فنا آ ہی نہین سکتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ مین حواریون کو پیش کرتے ہوئے بہی شرم آجاتی ہے حواریون کی تعریف مین ساری انجیل مین ایک ہی ایسا فقرہ نظر نہ آئیگا کہ انہون نے **میری راہ مین جان دیدی** بلکہ برخلاف اسکے انکے اعمال ایسے ثابت ہونگے جس سے معلوم ہو کہ وہ حد درجہ کے غیر مستقل مزاج۔ غدار اور بے وفا اور دنیا پرست تہے اور صحابہ کرام نے اللہ تعالے اور اسکے رسول کی راہ مین وہ صدق دکہلایا کہ انہین **رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ** کی آواز آگئی۔ یہ اعلےٰ درجہ کا مقام ہے جو صحابہ کو حاصل ہوا یعنے اللہ تعالے انسے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالے سے راضی ہوگئے اس مقام کی خوبیان اور کمالات الفاظ مین [بیان] نہین ہو سکتے۔ اللہ تعالے سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہین۔ بلکہ یہ توکل۔ تبتل اور رضا و تسلیم کا اعلے مقام ہے جہان پہونچکر انسان کو کسی قسم کا شکوہ اور شکایت اپنے مولے سے نہین رہتی۔ اور اللہ تعالی کا اپنے بندہ سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندہ کے کمال صدق و وفاداری اور اعلے درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لئے تہے۔ اسکا نمونہ حواریون مین اگر تلاش کرین تو ہرگز نہین ملسکتا۔ پس نرے سلب امراض پر خوش ہو جانا یہہ کوئی دانشمندی نہین ہے اور روحانی کمالات کا شیدائی ان باتون پر خوش نہین ہو سکتا۔

اسلئے

مین تمہارے لئے یہی پسند کرتا ہون کہ تم اپنے دل کو پاک کرو اور خدا تعالے کے ساتھہ ایسے تعلقات پیدا کرو کہ وہ مولی کریم تم سے راضی ہو جاوے اور تم اس سے راضی ہو جاؤ پھر وہ تمہارے جسم مین تمہاری باتون مین ایسی برکت رکہدیگا جو سلب امراض کرنے والے بہی انہین دیکھکر حیران اور شرمندہ ہونگے۔

نکتہ ۔ قرآن شریف مین خدا تعالے کے نام کیساتھہ کوئی صفت مفعول کے صیغہ مین نہین ہے قدوس تو ہے مگر معصوم نہین ہے کیونکہ معصوم کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اسکو بچانے والا کوئی اور ہے۔ حالانکہ اللہ تعالے تو اپنی ذات ہی مین بے عیب اور پاک خدا ہے اور وحدہ لاشریک اکیلا خدا ہے اسکو بچانے والا کون ہو سکتا ہے۔

ایکمرتبہ آپ کی مجلس مین مفتی محمد صادق صاحب رسالہ بیگناہی مسیح سنا رہے تہے اس مین ایک مقام پر مصنف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر محض اس بنا پر حملہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیون کیا؟۔

اسپر فرمایا افسوس یہ لوگ ایسے بیہودہ اعتراض کرتے ہین جنکو کوئی سلیم الفطرت پسند نہین کر سکتا۔ ایسی باتین کر کے یہہ لوگ کچھہ سننا چاہتے ہین اگر یہ اعتراض کرنے سے پہلے اتنا سوچ لیتے کہ ایک شخص جو بیگانی اور بدوضع مشہور عورتون سے تعلق رکہتا ہے اسکی زندگی کو تو وہ بے عیب اور خدا کی زندگی قرار دینے مین پھر جائز طور پر نکاح کرنے والے پر اعتراض کیون ہے! کیا یہہ شرم کی بات نہین ہے۔ اپنے گھر مین انجیل کا مطالعہ کرین اور کفارہ کے برکات جو یورپ کو اخلاقی طور پر دہریت مین ملے ہین انپر نظر کرے۔ پھر وہ اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے منہ کہولے۔ جنکے گھر مین اسقدر گند ہو انہے تو شرم آنی چاہیئے۔

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ

[illegible] ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں نے مسکرانیکے پیرایہ میں بار بار یہ بات لکھی ہے کہ زمین کے ہلنے کے متعلق دوسرے زلزلہ کی خبریں شایع کر کے ناحق ملک میں ہلچل مچا دی اور لوگوں کو نہایت تشویش میں ڈال دیا۔ مقصود یہ ہے کہ پہلے اس سے میں نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے زلزلہ کی خبر شایع کی تھی جسکا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پھر اسی زلزلہ کی نسبت اسی اخبار میں شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ملک کا ایک حصہ تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گریں گی اور جو عارضی طور پر رہنے کے مکان ہیں وہ بھی گرینگے اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائیں گی اور اسکے بعد پچیس برس پہلے میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کرنیکی حاجت نہیں تب مجھے اس حادثہ سے اسقدر صدمہ پہنچا کہ جسکے بیان کرنیکے لئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف ایک دو اخبار اور دو رسالوں میں شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شایع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کیطرف معروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں دینے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدا علیم و حکیم کیطرف سے ملی تھی میں نے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر کاربند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت میں سے دہرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی اُنمیں سے ضایع نہیں ہوا انکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہوں گے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی۔ میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالی کیطرف سے خبر دی گئی کہ ایک اور زلزلہ آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں

لکھ چکا ہوں میں نے اس سے بہت تردد ہوا کہ جیسے زلزلہ کی پہلی خبر کو کما حقہ میں نے شایع نہیں کیا اور کئی جانیں تلف ہوئیں ایسا ہی اس دوسرے زلزلہ کی خبر پا کر میرا دل اسبات کیلئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی تدارک کروں اسی غرض سے میں نے اشتہار شایع کئے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتوں سے پرہیز کریں جو دو منزل سہ منزل ہیں اور ایک دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کیلئے کئی ہزار اشتہار شایع کئے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شایع کرایا اور پاینیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کیلئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے دام اقبالہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ اگر خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالی حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کیلئے میں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالی زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور ابتک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وقت کب آنیوالا ہے میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکو مقدرت ہو اسکو ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے۔ پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس حالت سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس خبر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرایط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے حصہ کو آگ لگی ہوئی ہے اور گھر کے لوگ خواب میں

ا۔ اسکو پہلے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالی نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی۔ بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ہمنے ۱۱۔ مئی ۱۹۰۵ء کی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہمنے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئیوں میں عموماً یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آئینگے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجھے ابتک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط لازم ضروری سمجھ کر میں ابتک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کر رہا ہوں اور خیموں کی خریدی اور عارتوں کی بناء میں ایک ہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہو چکا ہے اور اسقدر حرج کون اٹھا سکتا ہے بجز اسکے کہ جو

ہیں اسکو کچھ خبر نہیں تو میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑینگے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہیں کیگئی ہے بلکہ اگر حکام کسیلئے فیصلہ یہ ہو کہ میرے اس دعوی کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی ہیں جنکے میں نے خدا سے پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسبات کیا اور کرنے کیلئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ کرنا ایک ظلم تھا لیکن یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جنکا پیشہ بدکاری حرامخواری خونریزی وغیرہ ہے البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پرواہ ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کے لئے جیل خانے کیوں طیار کرتیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈالدیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونیکا دعوی نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوی ہے صرف یہ دعوی ہے کہ میں خدا تعالی کیطرف سے **وحی پاتا ہوں** مگر اس دعوی کی یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کرتے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کئے ہیں کہ اس دعوی میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شایع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں + اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑے زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھ کو کھینچکر اسطرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شایع کرنے کو تباہی نہ کر دوں اور کماحقہ شایع کر دوں بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط پر کاربند ہو جائیں اور کچھ اپنی اندرونی اصلاح کرلیں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے کیا مجھے کبھی یہ امید ہے کہ یہ جانیں بچ جائیں ایسی محبت رکھتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی مجبور کر دیتی ہے اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کریں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ اصلاح نفس اور توبہ سے اسجگہ میری یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسیکا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالت گاہ نہیں ہے اس کیلئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قوموں کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر برسے یا طوفان نے غرق کیا گیا یا زلزلہ نے انکو فنا کیا اسکا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست تھے یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قائم ہوتے تو کوئی عذاب ان پر نازل نہ ہوتا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالی کی آنکھ کے سامنے سخت گناہ کئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہوگئی اسلئے اسی دنیا میں ان پر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے اور غضب میں دھیما ہے اگر اس زمانہ کے لوگ اس سے ڈریں اور بدکاریوں اور ظلموں اور طرح طرح کے برے کاموں پر ایسی جرات نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۔ یعنے خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگذار بنجاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کی دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل یہ فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۤؤُكُمْ ۔ یعنی انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ ہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا ہے۔ اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بےقیدی اور دلیری کیساتھ اسکے تمام اعمال ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودھ دیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکھا وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل ٹیڑھے نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدی

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء

نوٹ اسجگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اسطرح تکذیب کیجاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کیلئے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ استہزاء کرتے ہیں چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کر کے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور وہ عبارت یہ ہے میں آج ۱۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس [illegible] زور اور دعوی سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اسبات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور سچے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱۲۔ اور ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو نہایت شدید اور خوفناک ہوگا کہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے [illegible] قادیانی زلزلہ کی آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس کو بہت زور دیکر جلد نمودار آئیگا سلسلہ میں بیان ہوا ہے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی صرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں۔ بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوں خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز ہرگز نہیں آئیگا!!! اور نہیں آئیگا!!! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھیں مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور کشف کے ذریعہ سے دکھائی ہے جو انشاء اللہ بلکل

مجھے دل سے ایک نوالہ جات نہ پڑتا ہے [illegible] کرتا ہے مجھے یہ مراد زلزلہ کی نسبت یہی الہام ہوا تھا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اسپر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الہی سے یہی جاتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی شاید ان تحریکات کے لئے چاہئے ہو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے [illegible] بہار سے مراد کچھ اور ہو۔ منہ

ضرورت امام

گذشتہ شمارہ مین حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم دیا تہا کہ میری جماعت مین سے ہر شخص بقدر اپنی قابلیت اور سمجھ کے ضرورت امام پر مضمون لکہے وہ مضامین حضرت اقدس کے حضور پڑہ کر سنائے گئے انمین سے بعض مین یہان درج کرونگا انشاء اللہ - ایڈیٹر

(منشی تاج الدین صاحب لاہوری کا مضمون)

بحضور فیض گنجور حضرت اقدس امام صادق علیہ الصلوۃ والسلام سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

چند روز کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک والا نامہ حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے حسب الارشاد برادران لاہور کو مخاطب کرکے تحریر کیا تہا جسکا خلاصہ یہ تہا کہ ہر ایک بقدر اپنی لیاقت اور خداداد فہم کے ایک مضمون زمانہ حال کے مفاسد اور مصلح کی ضرورت پر لکہکر حضور کی خدمت مین روانہ کرے سو اس ارشاد کی تعمیل مین یہہ عاجز بہی باوجود اپنی کم علمی اور کم لیاقتی کی صرف ثواب مین شامل ہونے کی غرض سے چند باتین ذیل مین لکہتا ہے گو ایسے عظیم الشان مسئلہ پر کچہہ کہنا علماء عظام کا حصہ ہے - وما توفیقی الا باللہ -

آج سے ۱۷ - برس پیشتر کا ذکر ہے یعنے ۱۸۸۴ء کا جبکہ مین ضلع راولپنڈی مین تبدیل ہوکر گیا تہا تو وہان اپنے خوش نصیبے سے ایک ایسے مخدوم کے یہان ٹھہرنے کا اتفاق ہوا جو اسوقت اہل حدیث مین ایک جلیل القدر عہدہ سرکاری پر ممتاز ہے لیکن مجہے اسبات کا نہایت افسوس ہے کہ انقلاب زمانہ نے اسکو اپنی پہلی معتقدات کا پابند نہین رہنے دیا اور فرقہ نیچریہ کے بدخیالات اندنوں اسپر غالب ہوگئے ہین یہانتک صوم وصلوۃ کی پابندی کی بہی چندان اوسے پرواہ نہین اسوقت اسکی ایسی حالت تہی کہ ہر دفعہ بڑی رقت سے براہین احمدیہ کے اشعار پڑہتا اور لوگون کو سنایا کرتا تہا یہہ پہلا موقعہ تہا کہ مینے اس کتاب کا نام سنا چونکہ مجہے ابتدائی عمر سے دینی مباحثات کی کتابین پڑہنے کا شوق رہا ہے اسواسطے مینے اس بزرگ کی معرفت براہین کی موجودہ جلدین عـہ روپیہ نقد بہجواکر دار الامان سے منگائین جب مینے اس مبارک کتاب کو جو فی الحقیقت اپنے طرز استدلال کے لحاظ سے مخالفین اسلام کیلئے حجت قاطع کا حکم رکہتی ہے آخر تک مطالع کیا تو اسے میرے پیرو مرشد مین اللہ تعالے کو گواہ کرکے دیکہے باللہ شہیدا یہہ اقرار کرتا ہون کہ میرے نور قلب نے فورًا بلا کسی قسم کے دلولہ یا وہم کے قبول کرلیا کہ جن ہاتہون سے یہہ دریے بہا نکلے ہین وہ ضرور ضرور الٰہی طاقت اپنے اندر رکہتے ہین اس خداداد حسن ظنی کا باعث ہے کہ اسوقت سے آجتک کسی خشک ملا کی باتین میرے دلپر کوئی مخالف اثر پیدا نہین کرسکین - مولوی غلام دستگیر قصوری جو انہین ایام مین راولپنڈی کی جامع مسجد مین پکار پکار کر لوگون کو اس کتاب کے مندرجہ الہامات سناتا اور انگیخت کرتا تہا اللہ تعالے کا ہزار ہزار شکر کہ میرے ناقص فہم نے ذرا دہوکہ نہ کہایا اور وہ بیچارہ اس نور کے بجہانے کی کوشش مین اس دار فانی سے کوچ کرگیا - پہر مینے سرمہ چشم آریہ کو پڑہا جس سے اور بہی ایمان مین ترقی ہوئی اور روز بروز شوق بڑہتا گیا یہانتک کہ کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام شائع ہوئی - جنکے نکلتے ہی ان مولویون نے وہ شور بپا کیا کہ بس گذشتہ خدمت پر پانی پہیر دیا مجہے بہی ان کتابون کے پڑہنے کا شوق ہوا اور فورًا بذریعہ وی پی دار الامان سے یہ دونون رسائل منگائے انکے ہمراہ حضور نے ازراہ کرم ایک نسخہ قول الفصیح مولفہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مفت مرحمت فرمایا ان تینون رسائل کے پڑہنے سے خدا تعالے نے میری رہنمائی کی اور مجہے سمجہہ آگیا کہ واقعی یہ وقت اسلام کے لئے کیا بلحاظ بیرونی مفاسد و کیا بلحاظ اندرونی فتن کے سخت خطرناک زمانہ ہے اسوقت حقیقی تقوے وطہارت اس جہان سے اُٹہہ گئی ہے اور نیکی کی جگہ بدی نے لے لی ہے اور مسلمانون کی ذہنیت کو زمانہ حال کے فلسفہ اور علم نے اسقدر تباہ کردیا ہے کہ وہ نہ صرف دین اسلام کی پابندی کو حقارت کی نظر سے ہی دیکہتے ہین بلکہ بڑی جرأت سے خدا تعالے کی مقرر کردہ حدود کی پرواہ نہ کرکے مرتکب کبائر کے ہوجاتے ہین اور پہر ذرا شرماتے نہین یہ حالت تو ان مسلمان بچون کی ہے جو کلمہ گو والدین کی گود مین پرورش پارہے ہین اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت کیون ہوگئی سو ظاہر ہے کہ یہ سارا ادبار قرآن کریم کیطرف بکلی بےخبر ہونے کا ہے کاش جتنی محنت سے دنیوی علوم حاصل کئے جاتے ہین اسکا عشر عشیر بہی اگر کتاب اللہ کے سیکہنے پر کرتے تو یہ تباہی ہرگز ہرگز نہ آتی -

میرے اس بیان سے یہ غرض نہین کہ ہماری قوم کے نوجوان بچے موجودہ علوم - فنون کیطرف سے توجہ اُٹہالین بلکہ ساتہہ ساتہہ دینی تعلیم کو بہی حاصل کرتے جائین اس کم توجہی کا نتیجہ تہا ہے کہ بڑے بڑے شریف خاندانون کے لڑکے لڑکیان عیسائیونکی پہندے مین آکر اپنے سچے آبائی دین کو خیرباد کر بیٹہے اگر انکو ابتدا ہی سے دینی علوم سکہا جاتے اور اسلام کی خوبیان انکے دلونپر نقش کیجاتین تو ممکن نہ تہا کہ عیسائی مذہب جیسے باطل کو اختیار کرکے اسلام کے دشمن ہوجاتے پادریون نے غریب اسلام پر اسقدر رموز نہ ریان کی ہین کہ جنکو پڑہتے ہوئے کلیجہ موہنہ کو آتا ہے کروڑہا رسالے اور اشتہارات پیرایہ افترا اعتراضات کے مختلف زبانونمین ترجمے کرکے تمام دنیا مین شائع کررہے ہین اور صرف اسپر اکتفا نہین کی بلکہ یورپ مین تہیٹر کے ذریعہ اسلام کے نورانی چہرہ کو ایک خوفناک ڈراؤنی صورت مین دکہایا جارہا ہے درحقیقت یہ وہی پرفتن زمانہ ہے جسکی طرف ہمارے سید ومولا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک موہنہ سے فرمایا تہا کہ اس سے بڑھکر آدم سے قیامت تک کوئی ایسا فتنہ نہ ہوگا ذرا پادریون کی سالانہ رپورٹون کو تو پڑہو کس فخر سے انمین لکہا جاتا ہے کہ اس قوم کو اس باطل کے پہیلانے مین کیا کچہہ کامیابی ہوئی ہے لاکہون مسلمان ایک وحدہ لاشریک حی وقیوم خدا کے ماننے والے عاجز مردک کو خدا مان رہے ہین اور اس پاک اور کامل انسان کو جسنے دنیا کو تاریکی کے گڑہے سے نکالکر نور اور ہدایت کے راستے دکہائے علانیہ بازارون مین گالیان دے رہے ہین اس لاہور شہر مین جو پنجاب کا صدر ہے ہر روز شام کو مختلف اقوام وملت کے مرتدین جنکو فقط اس غرض سے مشن سے روٹی ملتی ہے کہ اسلام اور اسکے پاک ہادی کی توہین کسی نہ کسی پیرایہ مین عوام کے گوش گذار ہو جائے جابجا انکو اس کرنے کو کہڑے ہین لیکن مین نہایت درد بہرے دل سے یہ کہتا ہون کہ کسیکو بہی ان اسلام کے نام لیوہ مولویونمین سے یہہ قوت نہین کہ اپنے پاک دین کی سچائیان انکے مقابل مین کہڑے ہوکر بیان کرین یہ کسقدر ظلم ہے خدا کے لئے ذرا تو سوچو اور غور کرو اس سے بڑہ کر اور کونسی پرفتن زمانہ کی منتظر ہو یہہ تو عیسائی دجل کا فتنہ ہے اور درحقیقت یہی بڑا بہاری فتنہ ہے اور جسقدر مذاہب والے ہین انکے اعتراضات بجائے خود کوئی نئے نہین ہوتے بلکہ اسکے فضلہ خور ہین جنمین سے پہلے نمبر پر آریہ مذہب کے پیرو ہین جنہون نے گالیان دینے مین کوئی کسر نہین چہوڑی اس مذہب کے بانی دیانند اور اسکے لایق چیلے لیکہرام پشاوری نے اپنی کتابون مین وہ گند بکا ہے کہ جنکا اعادہ کرنا لاحاصل ہے جن لوگون نے انکے خرافات کو پڑہا ہے وہ میرے اس بیان سے بکلی اتفاق کرینگے ان دونا عاقبت اندیشونکی علاوہ ایک نفیس مرادآبادی پنڈت ہے جسنے پرانے ہندو مذہب کی حمایت کرکے وہ گالیان دی ہین کہ جسکے پاداش مین ہمیشہ کے جہنم مین داخل ہوگیا اسوقت عمومًا دیکہا جاتا ہے کہ تمام دنیا مین مذہب کیطرف ایک خاص میلان پیدا ہوگیا ہے گویا ایک ایسی ہوا چلی ہے کہ وہ قومین جنہون نے صدیوں سے مذہب کیطرف کبہی توجہ نہین کی تہی وہ بہی اپنے ملکون مین جلسے اور کمیٹیان کرکے مذہب کی تلاش کررہے ہین یہانتک تو کچہہ مختصر بیان بیرونی مفاسد کا لکہا ہے اب تہوڑا سا مشت نمونہ خروار اندرونی مفاسد بہی عرض کرتا ہون - جبکہ چارون طرف سے دشمن اسلام پر حملہ کررہے ہین تو علماء اسلام کا جنکو بڑی فخر سے اپنی لیاقتون کا ناز ہے سب سے پہلا اور ضروری فرض یہ ہونا چاہیئے تہا کہ وہ ہمہ تن اس جہاد عظیم مین لگ جاتے اور کبہی بس نہ کرتے جب تک کہ خصم کو معقولی طور پر ساکت نہ کر دیتے لیکن مجہے نہایت افسوس کرنا پڑتا ہے کہ اس فرقہ نے اسلام کی خدمت ذرا بہی نہین کی تہا یہی نہین کہ ایسی مصیبت کے وقت انکا اصلی کام کیا ہونا چاہیئے تہا انہون نے بجائے اسکے کہ غیر مذاہب والونپر اسلام کی خوبیان ظاہر کرکے انکے دلونپر اسلام کی عظمت بٹہاتی اُلٹے رہے سہے مسلمانون کو بس دائرہ اسلام سے خارج کرنے مین اپنے اوقات کو ضائع کیا ذرا بہی حیا سے کام نہ لیا یہی سوچلیا ہوتا کہ ان چالبازیون سے مخالف مذاہب پر کیا اثر پڑیگا خود اس قابل نہ ہون کہ غیر مذہب والونکی اعتراضات کا جواب ایسے طرز سے دین کہ پہر انکو دوبارہ اعتراض کرنے کی گنجایش نہ رہے لیکن افسوس صد افسوس جس شخص کے ہاتہون سے یہہ خدمت سالہا سال سے ہورہی ہے اور جو کبہی بہی کسی میدان جنگ مین ہارا نہین اور جو روح القدس سے تائید پاکر اسلام کیطرف ہر ایک مخالف کو باواز بلند بلارہا ہے اور براہین جیسی لاجواب کتاب معہ دس ہزار روپیہ انعام تصنیف فرماکر مخالفین کو ساکت کیا ہے اسکو کافر اور دجال کے ناموں سے پکارا جائے شرم ! شرم !! شرم !!!

اے قوم تونے بڑی بہاری نعمت کا کفران کیا ہے پہر اگر علماء کیطرف سے یہہ ظہور مین آیا تہا تو کاش صوفیا اور فقراء کا گروہ ہی اس آفت عظیم کو محسوس کرتے اور اس پاک رسول کے دین کی غیرت کہاکر اپنے اپنے حجرونمین رو رو کر اللہ تعالے کے حضور مین دعائین کرتے اور روح القدس سے تائید پاکر آسمانی نشانونکے دکہانے سے دنیا کو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت کرتے لیکن اے میرے پیارے بہائیو اس گروہ نے بہی جو اپنے تئین پیغمبر کی گدی کا وارث خیال کرتے ہین - (باقی آئندہ)

انسپکٹران ڈاکخانجات کی دردناک فریاد

الحکم میں ڈاکخانے متعلق مضامین کا ایک خاص سلسلہ عرصہ تک چہپارتا ہے اور ڈاکخانہ کی اکثر ملازم الحکم کے خریدار ہیں جن میں چھٹے سال سے لیکر انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ تک شامل ہیں۔ ان لوگون کی دردناک تکالیف بارہا میرے پاس آئی ہیں اور بسااوقات انہون نے مجہے بطور خود انکی خاطر ایک الگ پرچہ جاری کرنے کی خواہش کی ہے لیکن میں ابہی تک انکی اس قسم کی خواہشون کو پورا نہیں کر سکا۔ ملازمان ڈاکخانہ کی روز افزون مشکلات اس قابل ہیں کہ انپر پرزور آرٹکل لکہے جاوین اور نوع انسان کے اس ایک مفید عنصر کی مدد کیجاوے۔

حال ہی انسپکٹران ڈاکخانہ نے اپنی مشکلات کو بذریعہ ایک میموریل کے گورنمنٹ تک پہونچایا ہے جسکا خلاصہ میں ذیل میں درج کرتا ہون۔ امید تو کیجاتی ہے کہ لارڈ کرزن ان بیچارون کی حالت زار پر رحم فرماوینگے۔

پہر میں کسی قدر تفصیل سے کسی اگلی اشاعت میں لکہونگا۔

بحضور رائٹ آنریبل جارج نیتھنیل بیرن کرزن آف کیڈلسٹن بالقابہٗ

حضور والا! ہم انسپکٹران ڈاکخانجات پنجاب و صوبہ سرحد شمال مغرب حضور والا سے نہایت عجز و ادب سے مستدعی ہین کہ ہمارے حال زار پر بہی وہی توجہ مبذول فرمائی جاوے جو پبلک سروس کی دیگر شاخون پر فرمائی گئی ہے۔ اگرچہ ہم نہایت ادنی درجہ کے لوگ ہین۔ اور اگر حضور والا اس دل و دماغ کے والیسرائے نہوتے تو ہمین اس عریضہ کے پیش کرنے مین تامل ہوتا۔ مگر ہم جانتے ہین کہ حضور عالی حقیر سے حقیر اصلاحی تحریکون کو بہی بغور ملاحظہ فرماتے ہین۔ حضور کی بےمثیل انصاف پسندی اور رحمدلی ہمین امید دلاتی ہے کہ ہماری اس ناچیز درخواست پر توجہ فرمائی جائے گی۔

انسپکٹران ڈاکخانجات اور اون لوگون کے سوا جو اون سے براہ راست تعلق رکہتے ہین۔ بہت کم لوگ اس امر سے واقف ہین کہ انسپکٹران ڈاکخانجات کو نہایت ہی کم معاوضہ پر کسقدر ذمہ داری کا کام کرنا پڑتا ہے اور وہ بہی اس طرح کہ اون کے پاس کوئی کلرک ہے نہ چپراسی۔ اس محکمہ کے دیگر افسرون کے فرائض کا ہم اپنے فرائض کے ساتہہ مقابلہ کرتے ہین (الف) ہمین تحریری کام بہت زیادہ ہے اور بہت کم وقت میں کرنا پڑتا ہے ہمین ہمیشہ سفر درپیش رہتا ہے مگر اس کا سوائے فرض کے احساس کے کوئی معاوضہ نہین۔ (ب) ہمارے فرائض اور ذمہ داریون کو دیکہتے ہوئے ہمارا اور ماہوار روپیہ مشاہرہ کا پیمانہ بہت ہی کم ہے۔ (ج) آسانی و آسائش کے لحاظ سے ہماری حالت نہایت ابتر ہے (د) پبلک کی نظرون میں ہماری بہت ہی کم وقعت ہے اور اوسکا ہم کو کافی معاوضہ بہی نہین ملتا۔

اب ہم اپنی شکایتون کو حضور عالی کے روبرو پیش کرکے انصاف کے ملتجی ہین۔ (۱) ہمین اتنا کام کرنا پڑتا ہے کہ ہمین اپنے اور اپنے متعلقین کے حوائج کی جانب توجہ کرنیکی بالکل مہلت نہین ملتی قواعد ڈاکخانجات کے بموجب ہر انسپکٹر کو چالیس ڈاکخانون کا معائنہ کرنا چاہئے مگر کمی اسٹاف کی وجہ سے اسی سے نوے ڈاکخانون تک کا معائنہ کرنا پڑتا ہے جسوقت چالیس ڈاکخانون کے معائنہ کا معیار قائم ہوا تہا تو کام بہی کم تہا مگر اب کام بہی بڑہ گیا ہے اور ایسا کام جسکو ڈاکخانہ سے کچہہ تعلق نہ ہونا چاہئے۔ جیسے فروخت کونین۔ منی آرڈر مالگذاری وغیرہ وغیرہ۔ (۲) زیادتی کام کیوجہ سے اگر کبہی معاملہ مین ڈاکخانہ والون کی غفلت ہوجاتی ہے۔ تو پبلک کی جانب سے شکایت ہوتی ہے جسکی تحقیقات انسپکٹرونکو کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ یہی ایک کام ایسا ہے جس کے لئے جدا کام کرنیوالا ہونا چاہئے (۳) کلرک نہونے کیوجہ سے ہمارا بہت سادہ بیش قیمت وقت جو مفید صلاحون پر غور کرنے مین صرف ہونا چاہئے ضائع ہوجاتا ہے۔ طرفہ یہ کہ دفتر ہمین اپنے مکان پر رکہنا پڑتا ہے مگر مکان کا کرایہ ہم کو نہین ملتا۔ کلرک کی یون بہی ضرورت ہے کہ انسپکٹر دورہ پر ہوتا ہے تو اوسکی غیبت مین بہت سے ضروری جواب طلب مراسلے یونہی پڑے رہتے ہین (۴) دیہاتی ڈاکیون کے کام کا معائنہ اون کے حلقون مین جاکر کرنا سراسر ذلت و خواری کا کام ہے جو ایک انسپکٹر کے کسیطرح شایان حال نہین (۵) ہمیشہ سفر کے لئے پا بہ رکاب رہنے کی وجہ سے ہمین گہربار کی دیکہہ بہال کا بالکل موقع نہین ملتا باہر جاتے ہین تو ہمارے لئے آسائش کا کافی سامان نہین ہوتا۔ کیونکہ سول یا پولیس افسر کی طرح ہمارا اتنا اثر نہین جو دیہات مین ہمین آسائش مل سکے۔ بسااوقات آسمان کے نیچے گوبر پر پڑکر رات بسر کرنی پڑتی ہے۔ سفرخرچ دو روپیہ یومیہ بالکل ناکافی ہے۔ تین روپیہ یومیہ ہونا چاہئے انسپکٹر کو ڈیوڑہ اور اوسکے ملازم کو تیسرے درجہ کا کرایہ ملتا ہے مگر ریل مین سفر کرنے مین چند در چند نقصانات ہین بعض اوقات درجہ مین جگہ نہین ہوتی۔ میل گاڑی مین تیسرا درجہ نہین ہوتا جسکی وجہ سے سفر ملتوی کرنا پڑتا ہے۔ ٹکٹ خریدنے کے لئے اسٹیشن پر وقت سے بہت پہلے جانا پڑتا ہے جو سراسر تضیع اوقات ہے۔ (۶) انسپکٹرون کے لئے کوئی چپراسی نہین ہے جس کیوجہ سے خط تک لیٹر بکس مین اونکو اپنے ہاتہہ سے ڈالنا پڑتا ہے حالانکہ انسپکٹر پرمٹ۔ پولیس انسپکٹر۔ انسپکٹر آف سکولز۔ دارغہ چنگی۔ غرض سب اس درجہ کے افسرون کے لئے ایک ایک دو دو چپراسی مقرر ہین۔ (۷) انسپکٹران ڈاکخانجات کی تنخواہ انسپکٹر مدارس انسپکٹر پولیس انسپکٹر ریلوی وغیرہ وغیرہ سب سے کم ہے اور ضروریات زندگی کا نرخ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے ہمارے غم و الم کی داستان طویل ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ کسی حالت مین ہمین تکالیف اور مصائب سے مفر نہین۔ امید ہے کہ حضور والا ہماری ناچیز عرض داشت پر توجہ فرمائینگے۔

ڈاکخانہ قادیان مین کام کی کثرت

قادیان کے ڈاکخانہ مین یوماً فیوماً کام کی اسقدر کثرت ہورہی ہے کہ جسکو خود ڈاکخانہ کے معائنہ کنندہ افسر بہی تسلیم کرتے ہین۔ قریباً ہفتہ وار اڑہائی ہزار اخبار پوسٹ ہوتے ہین اور اگر ماہواری رسالون کی تعداد بہی شامل کرلی جائے تو ہفتہ وار اجراشدہ پیکٹ مستقل اخبارون اور رسالون کی اوسط کسی صورت مین تین ہزار سے کم نہین اور پہر اشتہار جو ہزار دو ہزار شائع ہوتے ہین انکا تو شمار ہی نہین کیا جاسکتا۔ بالاوسط وی پی اجراشدہ پارسلون کی تعداد ستر اسی سے کسی صورت مین کم نہین ہے اسی لحاظ سے منی آرڈرون کی تعداد کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

خطوط اور کتابون کی روانگی مزید بران۔ باوصفیکہ ڈاکخانہ کا گریڈ بیس روپیہ ماہوار سے چالیس روپیہ ماہوار کردیا گیا ہے لیکن جیساکہ مین نے شروع مین عرض کیا تہا۔ دیگر عملہ کا نہ بڑہایا جانا کثرت کام کے بوجہہ کو ہلکا نہین کرسکتا۔ اگرچہ موجودہ پوسٹماسٹر کی نسبت افسران معائنہ کنندگان نے تسلیم کرلیا ہے کہ وہ اکیلا شخص اس ڈویژن مین ہے جو قادیان جیسے ڈاکخانہ مین جہان ایسی کثرت کام کی ہو کام کر رہا ہے اور نبہا رہا ہے لیکن اس کے یہہ معنی نہین ہوسکتے کہ ایک ہوشیار اور محنتی شخص کی قابلیت اور استعداد سے فائدہ اوٹہاکر اوسکی صحت کو خطرہ مین ڈالدیا جاوے۔ مجہے تعجب ہوتا ہے جب مین دیکہتا ہون کہ افسران ڈاکخانہ پورا اسٹاف دیتے نہین ہین اور پہر ذراسی غلطی بہی اگر ہوجاوے تو اسپر خطرناک تہدید کرنا اپنا فرض سمجہتے ہین۔ بحالت موجودہ قادیان کے ڈاکخانہ کا کام ہرگز ہرگز ایک شخص کے بس کا نہین ہے مین صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کا تو شکرگذار ہون کہ انکو میرے یا کسی اور کی یاددہانی کے بدون ہی ایسی باتون کا خیال رہتا ہے اور وہ پبلک کی سہولت اور اپنے ماتحت ملازمون کے حقوق کی نگہداشت کا بہت بڑا خیال رکہتے ہین چنانچہ عرصہ گذرتا ہے کہ ڈاکخانہ قادیان کے سٹاف کے بڑہائے جانے کے متعلق تجویز بہیجی گئی تہی۔ لیکن ابہی تک اوس کا کوئی نتیجہ برآمد نہین ہوا۔ جسکے لئے مین پہر انہین توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس بارہ مین خاص کوشش کرکے قادیان کی پبلک کو ممنون فرمادین میرا خیال ہے کہ اگر خلیفہ فضل حسین صاحب رخصت پر نہ جاتے تو غالباً گذشتہ دو ماہ کے اندر کوئی نہ کوئی انتظام ہوگیا ہوتا اسلئے کہ وہ یہان کے کام کی کثرت سے خوب واقف ہین۔ اگر اور کچہہ نہ ہوتا تو کم ازکم ایک پیڈ پیر و بیشتر ہی مدد کے لئے بہیجدیتے تاہم مجہے ان کی واپسی سے امید کرنی چاہئے کہ وہ جلدتر انتظام کردینگے۔ ایساہی ڈاکخانہ کے مکان کے متعلق بہی کوئی فیصلہ نہین ہوا ہے ۷ جون کے بعد غالباً ڈاکخانہ کے لئے کوئی مکان نہ ہوگا۔ موجودہ کرایہ دو روپیہ ماہوار پر کسی موزون اور مناسب مکان کا ملنا قطعی ناممکن ہے۔

ایک اور توجہ طلب امر

مین جناب خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر ڈویژن کی توجہ اس امر پر بہی معطوف کرانی چاہتا ہون کہ میرے عزیز ہمعصر البدر کی ڈاک کا جو کیس ایک عرصہ سے فیصلہ کے لئے گیا ہوا ہے ابتک اسکا کوئی فیصلہ نہین ہوا۔ منی آرڈر وغیرہ کے نہ ملنے کی وجہ سے ان رقوم کا اندراج البدر کے کاغذات مین نہ ہونے کی وجہ سے اخبار کے کاروبار مین ایک روک ہورہی ہے۔ اور حساب درست نہین ہوسکتا۔ علاوہ برین اسقدر عرصہ تک معرض التوا مین پڑے رہنے کیوجہ سمجہہ مین نہین آتی۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔ جسکے فیصلہ کے لئے ایک لمبے عرصہ کی ضرورت نہین ہوسکتی۔ امید کی جاتی ہے کہ میر صاحب لوٹ کے بعد بہت جلد یہ معاملہ فیصل کردیا جاویگا۔

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

مین نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمین اصول صحت کی مخالف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہون انسے بقدر طاقت ہمدردی کرون ۔ مینے نہ بیال کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی سادہو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہان مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے مین بہت ہی کم شہرتین کو حاصل ہوگا ۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین انکے ماتحت اور انکی ہدایت و تفہیم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون ۔ اور ابتک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضون کی خط و کتابت اور ان کے نسخہ لکھنے کا بھی کام میرے ہی سپرد ہے + پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپکی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہون ان کے لئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے ۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین بھی میرا معمول یہی ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہین کا علاج نوان ہزار ہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرین گے ۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے مینے قادیان مین کھولدیا ہے ۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات اور مجربات** کو جو ویدک ۔ یونانی ۔ ڈاکٹری ۔ اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے ۔

(لاکھ شہادت کی ایک شہادت)

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف ہے اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہے امید کرتا ہون کہ اگر وہ تقوی سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اس کے باعث بہت لوگون کو نفع پہونچیگا + الہی میرا گمان سچ ہو ۔ آمین ۔ نورالدین ۔

سرمہ زنگاری ۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزار ہا مریضون پر آزمایا ہوا ۔ آنکھون کی بہت سی بیماریون خصوصاً جالا ۔ دہند ۔ سبل (یعنے آنکھون مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈھلکا (آنکھون سے پانی کا زیادہ آنا) حرب جسمین پلکون کے اندر سرخی نمودار ہو وغیرہ کے لئے مفید قیمت فی تولہ عمہ ۔ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا عہ مرہم آتشک فی ڈبیا ۸ ۔ **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) چند دن کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا ۔ فی تولہ عمہ ۔ **سفوف سوزاک** ۔ قیمت سات خوراک کیلئے ۸ ۔ حبوب **باؤ گولا** ۔ یہ گولیان امراض سینہ (باؤگولا) مین از بس مفید ہین عورتین عموماً اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین ۔ اور بسبب جن بھوت کے آسیب کا وہم رکھنے کے بیسا سادہ سے خرچ کردیتی ہین اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مرجاتی ہین ۔ ان گولیون کے استعمال سے بہت فایدہ ہوتا ہے ۔ قیمت فی ڈبیا عہ ۔ **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی عہ ۔ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲ ۔ **کھانسی کی گولیان** ۔ قیمت فی ڈبیا ۸ ۔ **حبوب بواسیر** قیمت فی ڈبیا عہ ۔ روغن کھیم قیمت فی شیشی عہ ۔ **بال اڑانیکا پوڈر** ۔ فی ڈبیا ۸ ۔ حب **ضیق النفس** قیمت فی ڈبیا عہ ۔ **دوائی ناسور** ۔ قیمت فی ڈبیا کھانے کیلئے عہ ۔ **حبوب ہاضم** ۔ یہ گولیان دردشکم ۔ قبض ۔ بدہضمی ۔ نفخ ۔ زرد اندہ وغیرہ اور دیگر امراض معدہ کیلئے از حد مفید ہین قیمت فی ڈبیا ۸ ۔ روغن **دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸ ۔ مرض **اٹھرا کی مجرب دوائی** ۔ یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی اور خوب تجربہ کی ہوئی ہے اس سے سینکڑون عورتون کو فایدہ ہوتا ہے جنکے بچے کچپن مین مرجاتے ۔

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہرین ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات سے ۔ (۱) اسکا کل انتظام دیسیون کے ہاتھ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتھ مین انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی انتقال کر چکے ہین ان کے پسماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب آگاہ ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مد نظر رکھیگا تو وہ قایل ہوجائے گا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہیئے + آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کے لئے ایک معقول رقم چھوڑ جانے کا انتظام کرین ہماری کمپنی کے پراسپکٹس کا سرسری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوی کی صحت کا قایل کرادیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ بھیجئے پراسپکٹس مذکور آپکی خدمت مین بذریعہ ڈاک بھیج جاوے گا ۔ **کشن چند منیجر وا یکچواری ۔ یا** درخواستین بنام لالہ ... رائے ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہیئے ۔

مرا برف بارید بر پر زاغ + نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیون کا خاتمہ ہے اور خاصکر جنکے اولاد نہو انکا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے ۔ آپ بھی اگر پیری کی حد تک پہونچ گئے ہون تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں : ۔ **شاہی خضاب** ۔ مثل تیل سیاہ بالون کے لگایا جاتا ہے بالون کو دو منٹ مین سیاہ سنہرا کردیتا ہے نہ جلد پر داغ ڈالتا ہے اور نہ بالون کو سخت کرتا ہے قیمت عہ ۔ **روح الشباب** ۔ نامردی سستی لاولدی ضعف باہ درد دماغ جریان درد کمر کیواسطے اکسیر ہے بوڑھون کو جوان اور جوانون کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی ۔ **روح النسا** ۔ حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر سے ہو یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا ڈیبر سوزش ہو غرضیکہ عورتون کی سب بیماریون کیواسطے مجرب ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی ۔ **فرانسیسی گلگونہ** ۔ چہرہ سے جھریان ۔ چھائیان ۔ سیاہ داغ ۔ کیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ ۔ **گولیان و روغن** ۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچھ سفید ہوگئے ہون تو بھی سیاہ ہوجاتے ہین اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت دو روپیہ ۔ **بال اڑانیکا تیل** ۔ بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہون قیمت ۸ فی شیشی ۔ **سرمہ ممیرا** ۔ دہند غباری ۔ لالی ۔ پڑبال ۔ پانی جانا و ابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے ۔ قیمت دو روپیہ فی تولہ ۔ **بواسیر** خونی ۔ بادی ۔ جدی یا آتشک سے ہوتے اگر ہون تو بلا تکلیف گم ۔ قیمت دو روپیہ ۔ **دمہ** ۔ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ بھیپھڑے خراب ہوگئے ہون شرطیہ شفا ہو قیمت تین روپیہ ۔ **دوائی آتشک** مجرب و اکسیر قیمت تین روپیہ ۔ **دوائی سوزاک** ترہیف تین روپیہ ۔ خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر کہیر سنگھ ایم اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

[illegible]

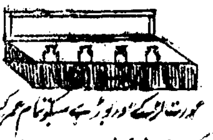

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفّٰے سارسا پریلا یعنی عجیب غریب چہار جوہر [illegible]

[illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات [illegible]

[illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی [illegible] **نوٹ** [illegible]

کارخانہ احمدی راحت روح عطر [illegible]

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے [illegible]

راقم

محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

[illegible] کا اظہار

[illegible]

المشتہر

حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔

[illegible]

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

جگر کے ٹکڑے آئی چھپا در قادیاں بیچی | دوا بیچی شفا بیچی غرض دار الامان بیچی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ — عوام سے صر (۲) خواص معاونین سے عـے (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ ،، کم آمدنی والے لوگون سے عنا ۱۲

نمبر ۲۰ | قادیان دار الامان ۲۴ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) حضرت مسیح موعود کے اشتہارات اور اطلاع صفحہ ۱
دار الامان کا ہفتہ تازہ رویا و الہامات او کشوف ،،
درخواست دعا اور امور منزلیہ ،،
(۲) پرانی نوٹ بک مین سے ایک صفحہ۔ صفحہ ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان۔ صفحہ ۳ و ۴
(۴) استفسار اور ان کے جواب۔ صفحہ ۵
،، شاہجہانپور سے ایک خط اور اسکا جواب ،،
(۵) نشان زلزلہ ممالک غیر مین۔ صفحہ ۶
(۶) مسیح موعود جیت گیا دنیا چلا اوٹھی۔ صفحہ ۷
،، قہری تجلیان .... ،،
(۷) ضرورت امام۔ اور نظم صفحہ ۸
(۸) اشتہارات۔ صفحہ ۹ و ۱۰

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

ایڈیٹر کی پوزیشن بھی کیسی نازک پوزیشن ہے کہ وہ ایک امر اپنے خیال مین اپنے ناظرین کیلئے مفید سمجھ کر پیش کرتا ہے۔ اگر کچھ آدمی اسے مفید سمجھتے ہیں تو بہت سے ایسے بھی ہوتے ہین جو اسے بالکل غیر ضروری قرار دے لیتے ہین۔ حال مین مینے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہارات کو یکجا کر دینے کی نیت سے الحکم مین چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ابھی پہلا ہی اشتہار اس سلسلہ مین طبع ہوا تھا کہ جہان اکثر احباب نے اس سلسلہ کے مفید اور قابل قدر ہونیکی تعریف کی اور پسند فرمایا وہان بعض احباب نے کہدیا کہ اخبار کو پُر کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے اور وہ اشتہارات کے مجموعہ کو کتابی صورت ہی مین لینا پسند کرتے ہین اخبار اسکے لئے موزون نہین ہے۔ مین حیران ہون کہ اس معاملہ کا فیصلہ کیا کرون۔ پریس کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ اخبار بھی بمشکل چھاپ سکتا ہے۔ مشین کے لئے مینے انتظام شروع کر رکھا ہے۔ اور کسی قدر روپیہ بھی بمد امانت مشین کے واسطے رکھا گیا ہے لیکن جو ہزارون کا کام ہو وہ سیکڑون سے ہو کیونکر۔ تفسیر القرآن بھی پریس کی وجہ سے نکل نہین سکا ایسا ہی نماز کی حقیقت اور سلک مروارید کی کاپیان پتھر پر لگی ہوئی ہین۔ اور پریس مین فرصت نہین پھر مین اشتہارون کے مجموعہ کو چھپواؤن تو کیونکر؟ اپنی نگرانی مین جب بہت سو سقم رہ جاتے ہین تو دوسری جگہ چھپوانے مین وہ احتیاط کہان بہر حال مین آخیر جون تک اشتہارات کی اشاعت کو محض اس بنا پر ملتوی کرتا ہون کہ اگر کثیر تعداد خریداران الحکم کی یہ پسند کرتی ہے کہ وہ کتاب کی صورت مین شایع ہو تو پھر مین لاہور کے کسی سٹیم پریس مین چھپنے کو بھیجدونگا بشرطیکہ کم از کم ۳۰۰ خریدار ایک روپیہ اسکی قیمت مین علیحدہ پیشگی دینے پر آمادہ ہون اور اگر کثرت اخبار مین ہی چھاپنے پر ہوئی۔ تو پھر وہ سلسلہ بدستور الحکم مین رہیگا۔ اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ الحکم مین چھپ جاوین اور ان کے محفوظ یکجا ہونیکا بہترین ذریعہ ہے اس سے اخبار کی اشاعت پر بھی مفید اثر پڑیگا کیونکہ جو لوگ ابتک اخبار کے خریدار نہین ہین وہ ان اشتہارات کی خاطر الحکم خرید لینگے۔ ایڈیٹر

اطلاع مجھے کسی ضرورت کیوجہ سے چند روز کے لئے ہیڈ کوارٹر سے باہر جانا پڑا ہے چنانچہ ۷ جون ۱۹۰۵ء کی شام کو مین قادیان سے باہر گیا ہون۔ اسی وجہ سے ۱۰ اور ۱۷ جون کے دو نمبر اکٹھے شایع ہوتے ہین۔ اور یہ دو نو نمبر صرف دس دس صفحون پر شایع ہوتے ہین۔ ناظرین معاف فرماوین۔ ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بدستور نصیب اعدا ناساز رہی اللہ تعالیٰ شفائے عاجل عطا فرماوے۔ ہان طبیعت مائل بہ صحت ہے۔

۲۔ موسمی حالت سخت خطرناک رہی۔ گرد باد کے طوفان ہر روز آتے ہین جنکے ساتھ گرج اور برق بھی ہوتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کوئی نقصان ان طوفانون سے نہین ہوا۔

۳۔ حضرت اقدس براہین احمدیہ کی پانچوین جلد لکھ رہے ہین جو قریباً آٹھ جزو چھپ چکی ہے۔

تازہ رویا و الہامات اور کشوف

حضرت کے گھر مین بیمار تہین اور سخت تکلیف تہی۔ کئی دوائیان کین کچھ فائدہ نہ ہوا آخر آپ دعا مین مشغول ہوئے الہام ہوا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ تحقیق میرے ساتھ میرا رب ہے مجھے راہ دکھلائے گا اور کامیاب کریگا۔ چنانچہ دو منٹ ابھی گذرے تھے کہ خدا نے مرض کی حقیقت کھولدی مرض نہایت تکلیف دہ تپ تھا۔ ساتھ اسکے اور عوارض تھے صبح کیوقت خواب مین کسی نے بلند آواز سے کہا کہ تپ ٹوٹ گیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے فالحمد للہ۔

۲ یا ۳ جون ۱۹۰۵ء

یُنَجِّي النَّاسَ مِنَ الْأَمْرَاضِ۔ امراض سے لوگونکو نجات دیتا ہے اور دیگا فرمایا یہ میری طرف اشارہ تھا کہ بہتون کو میرے ذریعہ سے امراض خطرناک سے نجات ہوگی۔

۹۔ جون کو یہ الہام ہوا۔ اِنِّي مَعَكَ وَمَعَ أَهْلِكَ وَمَعَ كُلِّ مَنْ أَحَبَّكَ۔

درخواست دعا

۱۔ میرے مکرم مخدوم منشی ذو الفقار علیخانصاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ کی اہلیہ جن کے ہان ۲۴۔ مئی کو بچہ پیدا ہوا ہے بہت بیمار ہے ولادت کے بعد سے بخار اور اسہال کی شکایت ہے ہر جگہ کی احمدی جماعت مریضہ کیلئے دعائے صحت کرے۔

۲۔ منشی غلام صاحب سابق مدرس پور ہیران جہان اب تبدیل ہو کر گئے ہین وہان کسی فرد کے احمدی ہونیکی وجہ سے انہین سخت تکلیف کا سامنا ہے مخالف کوئی چیز مول نہین دیتے لڑکونکو مدرسہ نہین جانے دیتے اللہ تعالیٰ انہین ان مشکلات سے نجات دے۔ انکے لئے دعا کیجاوے۔

امور منزلیہ

سید محمد علی صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام کا ٹھگرہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آج ۲ جون کو ۸ بجے دن کے پہلا بیٹا عطا فرمایا۔ بچہ کی مان کی حالت نازک تہی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس مردہ کو زندہ کیا اور فرزند نرینہ بخشا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کی عمر خدمت دین مین دراز کرے۔ حضرت اقدس نے احمد علی

پرانی نوٹ بک میں سے ایک صفحہ

افسوس کا مقام ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے لیکن اسکے لئے وہ وہ کوششیں کیجاتی ہیں گویا کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں ہے - انسان کیسا غافل اور ناسمجھ ہے کہ علانیہ دیکھتا ہے کہ یہاں کسی کو ہمیشہ کے لئے قیام نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی آنکھ نہیں کہلتی اگر یہ لوگ جو بڑے کہلاتے ہیں اسطرف توجہ کرتے تو کیا اچھا ہوتا - دنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے جو ایک دردمند دل کو گھبرا دیتی ہے - بعض لوگ تو کھلے طور پر طالب دنیا ہیں اور انکی ساری کوششیں اور تگ و دو دنیا تک محدود ہے - لیکن بعض لوگ ہیں تو اسی مرد و دنیا کے طلبگار مگر وہ اسپر دین کی چادر ڈالتے ہیں جب اس چادر کو اوٹھایا جاو تو وہی نجاست اور بدبو موجود ہے یہ گروہ پہلے گروہ کی نسبت زیادہ خطرناک اور نقصان رسان ہے اکثر لوگ جب ان دینداروں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو وہ دہر یے ہو جاتے ہیں اسلئے کہ انکے اعمال کو انکے اقوال کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا - سننے والے جب انکی باتوں کو سنکر پھر انکے اعمال کو دیکھتے ہیں تو انکا ایمان بالکل جاتا رہتا ہے اور [illegible] ہو جاتے ہیں میں دیکھتا ہوں اسوقت قریبًا علماء کی یہی حالت ہو رہی ہے لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق اکثر پائے جاتے ہیں اور قرآن شریف پر بگفتن ایمان رہ گیا ہے ورنہ قرآن شریف کی حکومت سے لوگ نکلے ہوئے ہیں - احادیث سے پایا جاتا ہے کہ ایک وقت ایسا آنیوالا تھا کہ قرآن آسمان پر اوٹھ جائیگا - میں یقینًا جانتا ہوں کہ یہ وہی وقت آگیا ہے - حقیقی طہارت اور تقوے جو قرآن شریف پر عمل کرنیسے پیدا ہوتا ہے آج کہاں ہے؟ اگر ایسی حالت نہ ہوگئی ہوتی تو خدا تعالے اس سلسلہ کو کیوں قایم کرتا - ہمارے مخالف اس بات کو نہیں سمجھ سکتے لیکن وہ دیکھ لیں گے کہ آخر ہماری سچائی روز روشن کیطرح کھل جائیگی - خدا تعالے خود ایک ایسی جماعت طیار کر رہا ہے جو قرآن شریف کے ماننے والی ہوگی - ہر ایک قسم کی ملونی اس میں سے نکال دی جائیگی - اور ایک خالص گروہ پیدا کیا جاوے گا - اور وہ یہی جماعت ہے اسلئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم خدا تعالے کے احکام کے پورے پابند ہو جاؤ اور اپنی زندگیوں میں ایسی تبدیلی کرو جو صحابہ کرام نے کی تھی ایسا نہو کہ کوئی تمہیں دیکھکر ٹھوکر کھا وے - ہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ افترا اور کذب کے سلسلہ سے الگ ہو جاوے پس تم دیکھو اور سمجھو کہ یہ سلسلہ اس وقت جو [illegible] جاتا ہوں کہ جب خدا تعالے کا فضل ہوتا ہے اور زمین پر بارش ہوتی ہے تو جہاں مفید اور نفع رسان بوٹیاں اور پودے پیدا ہوتے ہیں اسکے ساتھ ہی زہریلی بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں - اسوقت خدا تعالے کا کلام اتر رہا ہے اور آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں چونکہ ایک سلسلہ حقہ قایم ہوا ہے ضروری تہا کہ اسکے ساتھ جھوٹے مدعی اور مفتری بھی ہوتے جو اکثروں کو گمراہ کرتے - پس ہر شخص کا فرض ہے کہ اسوقت خدا تعالے سے کشود کار کے لئے دعا کرے اور دعاؤں میں لگا رہے - ہمارے سلسلہ کی بنیاد نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر ہے پھر اس سلسلہ کی تائید اور تصدیق کے لئے اللہ تعالے نے آیات ارضیہ اور سماویہ کی ایک خاتم بھی کر دی ہے یہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالے کی طرف سے آتا ہے اسے ایک مہر دیجاتی ہے اور وہ مہر محمدی مہر ہے جسکو ناعاقبت اندیش مخالفوں نے نہیں سمجھا -

میں بڑے یقین اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوت ختم ہو گئے وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قایم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے - اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے - یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جسکے پاس وہی مہر نبوت محمدی نہو - ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کہائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر کو توڑکر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنے کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مہر نبوت لیکر آتا ہے - اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو پھر میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جنکی عقلیں تاریک ہو گئی ہیں جنکو نور نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا اسکو سمجھ نہیں سکتے اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے

غرض

ہر مامور اور راستباز کو اللہ تعالے ایک نشان نبوت دیتا ہے اور وہ وہ آیات ارضیہ اور سماویہ ہوتے ہیں جو اسکی تائید اور تصدیق کیلئے ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کا فضل ہے کہ اس نے میری تائید اور تصدیق میں ایک دو نہیں لاکھوں لاکھ نشان ظاہر کئے ہیں - کوئی دیکھنے والا بھی ہو -

پھر میری تائید اور تصدیق اور اس سلسلہ کی سچائی کے لئے دلائل عقلیہ موجود ہیں کاش یہ لوگ اگر نصوص قرانیہ اور حدیثیہ سے ناواقف نہیں تھے اور ان آیات ارضیہ اور سماویہ کو جو میری صداقت کے ثبوت میں میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے نہیں دیکھ سکتے تہے تو عقل ہی سے کام لیتے

ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم میں ذکر آیا ہے کہ جب وہ دوزخ میں داخل ہونگے تو اوسوقت انکی آنکھیں کہلیں گی اور اپنی غلطی پر اطلاع ہوگی تو کہیں گے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ

اے کاش اگر ہم سنتے اور پھر سنکر عقل سے کام لیتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے -

میں کہتا ہوں کہ اگر دوسرے امور پر نظر نہ بھی کریں تو ایک ضرورت موجودہ ہی ایسی ہے جو میری سچائی پر مہر کر دیتی ہے کیا اس طوفان اور جنگ کے وقت جب عیسائیوں نے اسلام کو نابود کرنا چاہا ہے اور ہر طرف سے اور ہر رنگ سے اسپر حملے کر رہے ہیں ہزاروں لاکھوں اخبارات اور رسالے اسلام کی مخالفت میں شایع کر رہے ہیں اسلئے کہ ہم انکی راہ میں ایک روک اور پتھر ہے اسلام ہی انکی عیش میں تلخ ہے - اخبارات یورپ پکار پکار کر کہتے اور وہان کے مدبر اور اہل الرائے اسلام ہی کو اپنی ترقی کی راہ میں روک قرار دیتے ہیں ایسی حالت میں اسلام کے نیست و نابود کرنے کی جسقدر فکر عیسائیوں کو ہو سکتی ہے اس سے وہ لوگ جو حجروں میں رہتے ہیں کب آشنا اور واقف ہو سکتے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ آئے دن دو چار آدمی مسلمان ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی ترقی ہو رہی ہے انہیں ان حملوں کی خبر نہیں جو مقدس اسلام پر مختلف رنگوں میں ہو رہے ہیں عیسائیت کی بربادکن آگ اسلام کے گھر کو لگ چکی ہے - ۲۹ لاکھ تو ایسے ہیں جو اس آگ کی نظر ہو چکے ہیں اور اسلام کے لخت جگر کہلاکر مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کہڑے ہو کر وعظ کہتے ہیں - یہ تو علانیہ دشمن ہیں پھر ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو گو کہلے طور پر عیسائی تو نہیں ہوئے - لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ انہیں اسلام کے ساتھ کوئی محبت اور لگاؤ نہیں ہے وہ اسلام کے ارکان اور شعار پر ہنستے اور ٹھٹھے کرتے ہیں آئے دن اس میں لگے رہتے ہیں کہ جہانتک ممکن ہو اور بس چلے اسلام کے احکام نماز روزہ میں ترمیم کریں - اور اپنی تجویز اور تدبیر سے ایک ایسا اسلام پیدا کریں جسکے بانی مبانی وہ آپ ہی ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ اسلام سے خواہ وہ الگ ہی کیوں نہو - ان لوگوں کی حالت کسی صورت میں بھی عیسائیوں سے کم نہیں ہے - وہ گو تم تہلا انکی وردی پہنتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا دشمن دین کی وردی وہ کیوں پہنتے ہیں اگر اسلام کے ساتھ انہیں محبت اور پیار ہے -

اگر کوئی شخص ہماری جماعت سے نفرت کرتا ہے تو کرے لیکن اسے کم از کم غیرت اسلام کے تقاضا سے اور اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ بھی تو ضرور ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت کو تلاش کرے اور اسکا پتہ دے جو حجج و براہین اور خدا تعالے کے تازہ بتازہ نشانات اور روشن آیات سے کسر صلیب کر رہی ہو مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خواہ شرقًا غربًا شمالًا جنوبًا کہیں ہی چلے جاؤ - اس جماعت کا پتہ بجز میرے نہیں ملیگا اسلئے کہ خدا تعالے نے اس غرض کے واسطے مجھے ہی مبعوث کرکے بہیجا ہے -

میرے دعوے کو سنکر نری بد ظنی اور بد لگامی سے کام نلو - بلکہ تمہیں چاہئے کہ اسپر غور کرو اور منہاج نبوت کے معیار پر اسکی صداقت کو آزماؤ - انسان ایک پیسے کا برتن لیتا ہے تو اسکی بھی دیکھ بھال کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری باتوں کو سنتے ہی بغیر فکر کئے گالیاں دینی شروع کرتے ہیں - یہ بہت ہی نامناسب امر ہے جو طریق میں نے پیش کیا ہے اسطرح میرے دعوے کو آزماؤ - اور پھر اگر اس طریق سے بھی تم مجھے کاذب پاؤ تو بے شک افسوس کے ساتھ چھوڑ دو لیکن میں تمہیں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں مفتری نہیں ہوں کاذب نہیں ہوں بلکہ

میں وہی ہوں

جسکا وعدہ نبیوں کی زبانی ہوتا چلا آیا ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے - وہی مسیح موعود ہوں جو چودھوین صدی میں آنے والا تہا اور جو مہدی بھی ہے - مجھے وہی قبول کرتا ہے جسکو خدا تعالے اپنے فضل سے دیکھنے والی آنکھ عطا کرتا ہے - اور یہ جماعت اب دن بدن بڑھ رہی ہے خدا چاہتا ہے کہ یہ بڑھے پس یہ بڑھے گی - اور ضرور بڑھے گی -

خاص اطلاع

دفتر سے اخبار سب خریداران کے نام برابر ارسال کیا جاتا ہے جس صاحب کو اخبار نہ ملے - اوس کو چاہئے کہ جس ہفتہ کا اخبار نہیں ملا اوسی ہفتہ میں طلب کرے ورنہ بعد میں اخبار نہ ملنے پر کارخانہ بری الذمہ ہے -

مسیح موعود جیت گیا دنیا چلا اٹھی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور تبہادت پر اسقدر آیات ظاہر ہوئی ہیں کہ انکی نظیر ملنی مشکل ہو گئی ہے - اور جس جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظمت اور صداقت اور آپ کی زندگی کا ثبوت زبردست ہوتا جاتا ہے - زمانہ کی حالت بجائے خود حضرت مسیح موعود کی ضرورت ثابت کر رہی تہی اور انفسی اور آفاقی آیات الگ اسکی سچائی پر گواہ ہو رہے ہیں - اور

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

کی صداقت کہل رہی ہے - مشرق ہی اسکے حضرت کی صداقت پر نہیں بلا رہا - بلکہ مغرب سے ایسی آوازیں آ رہی ہیں - جو آپ کی سچائی کا اعلان کر رہی ہیں - ذیل میں میں ولایت کے ایک عیسائی میگزین کے ایک مضمون کا ترجمہ دیتا ہوں جو روزانہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے اسکو پڑھکر معلوم ہو جائیگا کس طرح پر عیسائی دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ آنیوالا موعود مشرق سے آئیگا مجہے خود اس مضمون پر زیادہ لکہنے کی حاجت نہیں ناظرین غور سے اس مضمون کو پڑہیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح موعود کا کشتی نوح طیار کرنا کیسا ضروری تہا - اور خداتعالیٰ نے واقعی ہی آپ کا نام نوح رکہا ہے اور ایسے وقت یہہ نام رکہا کہ یہہ طوفان تہا اور نہ اس کے حوادث اور لوازم ان باتوں کو دیکہکر اور ان آوازوں کو سنکر احمدیوں کی روح میں حمد الٰہی کیلئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ دیکہتے ہیں کہ انہوں نے صادق کو قبول کیا ہے ایسا صادق جسکی سچائی کی آوازیں کرہ ارض کے دوسرے سرے سے آ رہی ہیں - والحمد للّٰہ علیٰ ذالک - (ایڈیٹر الحکم)

آثار بد اور طوفان نوح ثانی کا احتمال

اس عنوان کا مضمون ولایت کے ایک مشہور و معروف میگزین میں کہ جس کی اشاعت دنیا کے ۷۰ ملکوں میں ہے اور "ہیرلڈ آف دی کراس" کا آرگن ہے - چہپا ہے - میگزین کا نام "ہیرلڈ آف دی کراس" ہے یہ میگزین اپنی آپ نظیر ہے مضامین ہمیشہ اعلےٰ پایہ کے ہوتے اور بنی نوع انسان کی روحانی تمدنی اور جسمانی فلاح کی ترقی کیواسطے شائع ہوتے ہیں - چنانچہ حسب ذیل بطور مشتے از خروارے "درج" کیا جاتا ہے جو ماہ اپریل کے پرچہ میں نکلا ہے - ایڈیٹر

مادہ اور روح کی معرکہ آرائی

مغرب کی سرزمین ان قوتوں کی جو روحانی افلاس اور مرگ کا موجب ہوتی ہیں رزمگاہ بن گئی ہے - مغرب اسوقت ہر لندن کے میدان کارزار کا نظارہ پیش نظر کر رہا ہے - جہاں ظاہری اور باطنی قواء کی فوجیں صف بستہ اور کیل کانٹے سے تیار نظر آتی ہیں - ہر لندن کوئی مقام اور جگہ نہیں ہے - بلکہ بطور استعارہ انسانی تہذیب کی ایک حالت کا نام ہے جسکو حضرت انسان نے اپنی بے دینی - مکاری اور الحاد سے پیدا کر لیا ہے یہ حالت روحانی دنیا کی ہے - روح و مادہ کی جد و جہد مقدس ہے - اس کشمکش کا سبب یہ ہے کہ انسان متواتر روحانی اور الٰہی برکتوں اور نعمتوں کو قبول کرنے سے بضد انکار کر رہا ہے - کیونکہ اوس نے نفسانی خوشیوں کے واسطے تجسس کیا ہے اور اوس خوشی پر لات مار رہی ہے - جو صرف ارواح سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی راحت کہلانے کی مستحق ہے - خواہشات نفسانی کے تجسس نے اوسکے جسمانی خیالات کو بالکل وحشیانہ بنا دیا ہے - اوس نے سایہ کو وجود حقیقی تصور کیا ہے - جسمانی چیزوں کو حقیقی اور اصلی سمجہا اور روحانی چیزوں کو غیر حقیقی - اوس نے اپنے ایمان کو محسوسات سے وابستہ کر دیا - اور غیر محسوس اشیاء کی حقیقت نہ سمجہی +

جو معرکہ آرائی مشرق کو صدیوں پیشتر کرنی پڑی تہی وہی اسوقت مغرب کر رہا ہے - کیونکہ اسوقت اقوام عالم کے درمیان وہی ارواح خبیثہ غالب ہیں جو کئی سو برس پیشتر نہیں اور شیر صداقت اُن کی بیخکنی کرے گی انہی ارواح نے صدیوں پیشتر اہل مشرق کو گمراہ کیا تہا - اور نہایت خوفناک بربادی کی موجب ہوئی ہیں - اسی مادہ پرستی اور تجسس خواہشات نفسانی کی سیری کی ترغیب نے بندگان خدا کو گمراہ کر دیا تہا جنکی بد افعالیاں طوفان نوح کا موجب ہو چکی ہیں جنکا نام تاریخ عالم میں اٹلانٹس ہے - مگر وہ طوفان روحانی نوعیت کا تہا - اور حقیقت میں کچہ نہ تہا - اور جسکا نام اٹلانٹس ہے - وہ صرف اس طوفان کا ظاہری اثر تہا - جو فطرتی اور مادی دنیا پر ہوا تھا -

دوسرے طوفان نوح ہی کیونکر بچ سکتے ہیں ؟ اوسی قسم کا دوسرا ہیبت ناک حادثہ ضرور واقعہ ہوگا اگر مغرب اپنی طرز معاشرت کو نہ بدلے اس کرہ زمین پر پھر طوفان نوح نازل ہوگا کیونکہ اقوام عالم پر مادہ نے اپنا تسلط کر لیا ہے اگر یہی حالت رہی تو عالم روحانی پر اٹلانٹس پھر نازل ہوگا اور اس کو برباد کر دیگا کیونکہ اس عالم اور باشندگان عالم کی بہبودی کیلئے یہی مناسب ہوگا کہ اسکی حالت وہی ہو جو طوفان نوح سے پیشتر تہی اور یہ تغیر جب ہی واقع ہو سکتا ہے کہ قومیں صداقت اور نیکی کی راحت قلبی کے حاصل کرنے کی کوشش کریں -

یورپ کی ذمہ داری

مغرب کی ذمہ داری کی کوئی حد نہیں ہے وہ بہت بے قیاس ہے کیونکہ اوسکی طرز معاشرت پر اس دنیا کی آئندہ حالت کا کل انحصار ہے - مغرب اس قابل ہے کہ وہ اقوام عالم کو خدا کے تخت کے پاس لائے کیونکہ یورپ کے ایمان کی عمارت نہ صرف ماضی پر ہی تعمیر ہوئی ہے بلکہ مسیح اسرائیل کے وجود نے اس عظیم الشان عمارت کو منور کر کے نئی صورت میں تبدیل کر دیا ہے مگر اسوقت یورپ بظاہر ناکام رہا ہے وہ اقوام روئے زمین کو خدا کے پاس لانے میں کامیاب نہیں ہوا ہے کیونکہ اوس نے اپنی روحانی طاقتوں کو مادہ کے دیوتا کی نظر کر دیا ہے یعنی تمام سعی کو ملک گیری مال و دولت اور نفسانی خوشیوں پر مرکوز کر رہا ہے اور معبود حقیقی سے منحرف ہو گیا ہے - مغرب کی بے قیاس مادی دولت نے اوس کے دل اور روح کو بالکل ناقص کر دیا ہے وہ قدرت کے کرشموں کی تلاش میں سرگردان پہرتا ہے مادہ کی الفت نے اوس کے دل میں گہر کر لیا ہے اور وہ خداوند عالم کی پاک ہستی کو محسوس کرنے کے ناقابل ہو گیا ہے قوت تلوار مادی دولت اور فطرتی کرشموں اور عجائبات کی غایت درجہ کی محبت نے روحانی دنیا کا دروازہ اسکے لئے بند کر رکہا ہے

نور جو دنیا کو منور کر نہیں کامیاب ہو سکا

اے ہمارے موجودہ مولد تجہکو سب سے زیادہ موقعے ملتے رہے ہیں تیری قوت و سطوت بے قیاس ہے تیرے زر و جواہر کے خزینہ نہایت عظیم الشان اور بے شمار ہیں تیری بدکاری کی کوئی حد نہیں ہے راحت حقیقی کا پیغام دنیا کو دینے میں تیرے بدکاروں کی آواز سب سے پرزور اور بلند تری ہے تیری ذمہ داری کیسی عظیم اور غیر محدود ہے جسکے پاس بہت مال و دولت ہے اوسکا سب سے بڑا مواخذہ حشر کے دن ہوگا اور وہ دن قریب آ رہا ہے جب تجہکو اپنی خدمت کا حساب خدا کے حضور دینا ہوگا اوس دن مشرق تیرا انصاف کرنیکے لئے مقرر کیا جائیگا کیونکہ تونے دعوے کیا کہ تو مشرق کو روشنی دینے والا اور نجات دلانے والا ہے مگر تونے اون قوموں کو خلقی دستگیری اور بہبودی کا بیڑا اٹہایا تہا طرح طرح کی اذیتیں پہونچا کر ناک میں دم کر دیا جو روشنی تونے اونکو دی اوس نے اونکی سیاہی کو اور گہرا کر دیا کیونکہ برادرانہ الفت کی دولت نے جو تونے اونکو دی اقوام مشرق کو زیادہ مفلس بنا دیا کیونکہ مقدس ہمدردی کا زر جو تونے اونکو دیا تہا وہ غلامی کا پیتل نکلا تونے اونکو حقیقی شرافت کا خلعت پہنانے کی بجائے اون کے ... چیتہڑے لادے اون کی پاک اور ... خدمت کرنے کے بجائے تونے اپنی روشنی سے ثابت کیا کہ تو اون سے غلاموں کی طرح من مانی خدمت کرانا چاہتا ہے تجہکو چاہئے تہا کہ اپنے دل کی روحانی الفت کا ثبوت دیتا اور تو اون کو قائل کرتا کہ تیرا دل خدا کی پاک محبت کا مسکن ہے برخلاف اس کے تونے اپنی حیوانی اور وحشیانہ فطرت کا ثبوت دیا تو نے اپنی شکم پوری کے لئے درجہ ادنےٰ کی مخلوق قتل کیا اور اون کو اپنے علم کے لئے عذاب میں ڈالا - جس سے ثابت ہوا کہ تو رحم اور خدا ترسی سے بالکل معرا ہے تجہکو چاہئے تہا کہ تو خود کو ظاہر کرتا کہ تو حقیقی شریفوں اور عالی ہمت مردوں اور عورتوں کا وطن ہے مگر نہیں تونے اپنے آپ کو عشرت پسند اور نفس پرست نسل کا مسکن ثابت کیا تجہکو واجب تہا کہ تو اپنے آپ کو پاک ترین اور اعلیٰ ترین عقیدہ کا معتقد ثابت کرتا مگر تونے یہ ظاہر کیا کہ تو اپنے پیٹ پر ہاتہ پہیرنے کے سوا کچہہ نہیں جانتا -

کیا تو مشرقی قوموں کو اپنے برخلاف برسر فساد دیکہکر حیران ہے کیا وہ تیری حکمرانی سے اکتا گئے ہیں اور تیرے مذہب کو نفرت کی نگاہ سے دیکہتے ہیں یاد رکہہ کہ وہ پیغام جو خداتعالےٰ نے تجہکو دیگر اقوام عالم کے پاس بہیجا تہا وہ تجہہ سے چہین لینے کا وقت آگیا ہے کیونکہ رات ہو چکی ہے - اور شاہ خاور مشرقی افق سے طلوع ہوا چاہتا ہے !!!

قہر الٰہی کی تجلیاں

ٹرکی میں سخت زلزلہ - البانیا میں زلزلہ نے سنقوطری کو برباد کر دیا ایک سو آدمی ہلاک اور اڑہائی سو زخمی ہوئے -

نیٹال میں طوفان باد - ۵۰۰ ہندوستانی اور ۵ یورپین نیٹال کے طوفان باد میں ضائع ہوئے -

ہوا کا زور - ۲۹ مئی کی شام کو سدرن انڈین ریلوی جوار کوٹم سے جنگل پٹ کو جا رہی تہی ہوا سے الٹ گئی - مسافروں سے بہری ہوئی تہی -

زلزلہ کے جہٹکے - شملہ میں زلزلہ کے ابہی تک محسوس ہو رہے ہیں -

آندہی بارش اولے - لاہور میں ۲ جون کی رات کو سخت آندہی آئی - بارش اور اولے بہی برسے بجلی کی کڑک نہایت خوفناک تہی بارش کے ساتہہ اس زور سے اولے پڑتے تہے جیسا کہ پتہر پڑتے ہیں -

---

یہہ خوفناک نشان خداتعالےٰ کی قہری تجلیوں کے ہیں مبارک وہ جوان کو دیکہہ کر عبرت پکڑیں -

ضرورت امام

گذشتہ اشاعت سے آگے

علماء نے اگروہ علی الطریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا کچھ پاس ترک کیا اور ایسے بے فکر ہوکر اپنے اوقات بسر کر رہے ہیں کہ گویا کبھی بھی کسی نے اپنے تحریر سے علاوہ زمانہ کے مفاسد پر غور نہیں کیا کہ اسوقت اسلام پر کیا نازک وقت ہے یہ زمانہ مقابلہ کا زمانہ ہے بات بات میں کم چیلنج ہے مذہب بھی وہی سچا اور اعلیٰ ہوگا جو تمام موجودہ مذاہب کے مقابل پہلے نمبر پر ہے جسقدر مختلف مذاہب اس زمانہ میں ہیں ان کی نظیر کسی گذشتہ زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسلئے تو ضروری ہوا کہ حسب فرمودہ الٰہی موجودہ زمانہ کا مصلح ایسے عظیم الشان ہو جسکے مبارک انفاس کی برکت سے اسلام کو کل موجودہ ادیان پر غلبہ ہو جائے۔ اے میرے سید و مولا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری امت ذرا خدا کے لئے اپنے اپنے گھروں میں علیحدہ ہو کر سوچو تو سہی کہ اللہ تعالے نے عین وقت پر تمہاری دستگیری کی ہے یا نہیں مجھے پختہ امید ہے کہ اگر آپ پاک دل لیکر اس رحیم مالک سے نہایت ابتہال کے ساتھ دعائیں مانگیں گے تو وہ کبھی بھی آپ کو محروم نہیں کریگا اور ضرور ضرور اس صادق امام کا پتہ دیدیگا جو آج سے بیس سال پیشتر انہیں مفاسد کا ازالہ کر رہا ہے خدا کے لئے ذرا اس کے خدمات پر نگاہ کرو اور مقابل پر اپنا سلوک بھی دیکھو اور پھر بتاؤ کہ کسی مفتری میں بھی اس اعلے درجہ کا استقلال ہوا کرتا ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کسی مفتری کو اتنی بڑی لمبی مہلت ملی ہو کہ وہ آئے دن اللہ تعالے پر افترا باندھتا چلا جائے اور خدا تعالے اپنے قسمی وعدہ کی بھی پروا نہ کرکے اسکو ہلاکت سے بچاتا رہے اور ہر ایک مقابلہ میں اسکو فتح ہو گیا تم نہیں جانتے کہ مخالفین نے جب دیکھا معقولی طور سے کسی طرح اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے تو تنگ آکر اسپر عدالتوں میں فوجداری مقدمات بنائے گئے تا اس نالائق طریق سے اسپر فتح پالیں پر کیا غالب ہو سکتا تھا وہ ذوالجلال قادر مطلق خدا جس نے اپنے ہاتھوں سے یہ باغ لگایا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس شاخ سے کیا کیا عمدہ پھل اترنے کو ہیں وہ اسکو ہر ایک مخالف ہوا سے ایسا بچا لیتا ہے دشمنوں کے سارے منصوبے خاک میں ملاتے ہیں اور آخر کار فتح و نصرت کا تاج اسکے سر پر دھرا جاتا ہے۔ ورنہ سوچو اور غور کرو آخر ایک روز اس خالق کے روبرو ہو کر ان مولوی صاحبان کا جواب دو گے جو امور من اللہ جنہوں نے ہر ایک مخالفت کے باوجود ہمقدر تکالیف کے باوازِ بلند للکارا ہے اور ابھی تک اس خدمت میں رات دن لگا ہوا ہے ذرا سوچو تو کہ یہ وہی صادق امام ہے جس کی خبر اللہ تعالے نے اپنے پاک کلام میں اور اسکے پیارے برگزیدہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں آج سے ۱۳۰۰ برس پیشتر دے رکھی تھی کہ وہ ایسے وقت میں آئیگا جبکہ چاروں طرف صلیبی مذہب کا غلبہ ہو اور اسی کے ہاتھ سے کسر صلیب ہوگا اسی مناسبت سے اسکا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا چونکہ اسکا بھی پتہ دیا گیا تھا کہ اس وقت زمانہ کے علماء کی حالت نہایت ہی ابتر ہو جائے گی جتنے کرلینا القرآن کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا اور یہود کی طرح انپر بھی ظاہر پرستی غالب آجائے گی شریعت کے مغز کو چھوڑ دیں گے اسلئے اس امام کو ان کی اصلاح بھی کرنی پڑے گی وہ انکی غلط کاریوں کے لئے انہیں ملزم ٹھہرائیگا اس لحاظ سے اس کا دوسرا نام مہدی رکھا گیا ہے اب اے اسلام کے سچے بہی خواہو تعصب کو چھوڑ دو اور اس صادق مصدوق کے پیچھے ہو جاؤ۔ اگر اس بادِ صرصر سے بچنا چاہتے ہو تو تم خوب جانتے ہو کہ اسکے ہاتھوں پر کیسے کیسے عظیم الشان باہیبت نشانات ظاہر ہوئے ہیں جن کی نظیر آپ لوگ کسی گذشتہ مجدد یا ولی کی سوانح میں دکھا نہیں سکتے تم نے اپنی آنکھوں سے ان نشانات کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے خسوف وکسوف حسب فرمودہ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں ہوئے عیسائیوں آریوں اور دہریوں کے تین زندہ بت ہمارے دیکھتے دیکھتے جہنم میں جھونکے گئے اور عنقریب عیسائیوں کا مردہ خدا بھی اس نار کا ایندھن ہوگا اب وقت ہے کہ سمجھو پھر جب خدا تعالے کے وعدہ کا وقت آگیا تو پھر کچھ پیش نہ چلے گی تم دیکھتے ہو کہ طاعون کا دورہ کئی سال سے شروع ہے لاکھوں جانیں اسکا شکار ہو گئیں ابھی قحط بھی ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے حج کے راستے کئی سال تک بند رہے کیا ابھی بھی آپ صاحبوں کے نزدیک اس امر کا کافی ثبوت نہیں ملا کہ وہ مصلح کہ جس کے لئے یہ سارے نشانات سماوی و ارضی ظہور میں آئے وہ وہی ہے جو اسوقت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نام مبارک سے اللہ تعالے کے سچے اور زندہ مذہب کی تائید میں شب و روز کتابیں اور اشتہارات مفت تقسیم کر رہا ہے۔ اب میں اس چھوٹے سے مضمون کو ختم کرتا اور اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔

اے میرے سچے مولا حی و قیوم خدا تو اپنے فضل و کرم سے مرتے دم تک اس ایمان پر ثابت قدم رکھیو اور نیز میری اولاد کو جو اسوقت تو نے اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے اس امام برحق کا مرید کریو۔ میری یہ دلی آرزو ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے آپ ہی میری دستگیری کرکے اسکی صداقتوں کو نقش کردیا ہے ان کو بھی اس امید سے راستے کا پتہ دیدیگا۔ اگرچہ وہ اسوقت بلوغت کو نہیں پہنچے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

امامنا المسیح

معروضہ خاکسار احمدی گجراتی اڈگیلی ضلع گجرات

ایکہ شدی احمد عرش پایہ — صورتش تا نے تو ملائک سند
خواست خداوند جو احیاء دین — از پئے این کار نمودت پسند
بہر پئے حق بنہ بہت کمر — ایست سماں بندی ... اگند
برسر ہر کفر چو مردانہ مرد — حملہ نمائی وکنی قلعہ بند
حربۂ تو معجزۂ اعجاز تست — بشکنند اندر دہن ...
نیز دعائے سحر خیز تو — فوج سماوی ست شہرت پسند

دبدبۂ احمدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

روئے تو مرآت احد لا اشتباہ — شمسہ احمد شدہ ہمچو ماہ ۱
مبہم تو آئینۂ توحید حق — از تو وجہل چہ بود ست راہ ۲
ہست جہل بہر رسالت نشان — بود دلو بینہ بر سال شاہ ۳
بود الف ... تو الف ... اوّلا — احمد یار است تو ایست پناہ ۴
این تو دچل چو نہ ... کنی — آمدہ بر سال خلافت گواہ ۵
این الف ... تو احمد — لائے جوالا شد از وتا آل

دبدبۂ مہدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

بود مسیحائے موسیٰ جمال — آمدہ از بہر یہودان کمال
لیک مسیحائے محمد کہ ہست — دادہ جزء اسلام ہمہ از زوال
وعدۂ تورست کہ کردہ ظہور — بدر کمائے سمائے جلال
ختم رسل احمد مرسل چو زاد — آمدہ بر قیصر و قصرش زوال
ایست کمال کہ مسیحائی او — از دم شاہی بہ فخر الجبال

دبدبۂ عیسویش شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

بود نشانہ کہ بہ ... شگفت — وحی خدا بود کلامی نہفت
درۂ براہین تجلی الجبل — جمالہ ... نیز ش بگفت
ہم عفت الدیار محل و مقام — دُرِ معانیش بالہام سفت
باز بانذار بلاغ و نمار — راجفہ را رادفہ کردست جفت
وحی مسیح است بقرآن صحیح — ہاں مدد ایمان بانکار رفت
مہدی و عیسیٰ است نشان ہمیں — عاقل و دانا نکند خواب غفت

دبدبۂ احمدیش شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

کل ۱۴۰۰ھ

کشتی نوح است بوقت عذاب — پیر نئی کاملہ آنجناب
بین کہ بطوفان زلازل ... — احمدیان حیلہ نجات از عقاب
رجفۂ ارض است عذاب قلیل — کردہ بہ نشر بہر بشر انقلاب
لیک قلیل است اندر بیشتر — زلزلۂ دل برہ مستطاب
گر تو ہمیں خواہی امان از بلا — دار امان ہست بر آیم ... آب
بیعت مہدی و مسیحائے حق — کردہ بخوان از سر صدق این خطاب

دبدبۂ احمدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جوالا فگند

نکاح کی ضرورت

۱۔ شیخ غلام احمد صاحب ایک معزز کھتری خاندان سے ہیں عرصہ سے نومسلم ہیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنا ضروری سمجھتے ہیں اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے شیر فروشی کرتے ہیں۔ اور اس حلال طیب روزی سے آسایش کے ساتھ بسر اوقات کرتے ہیں جہانتک میرا علم ہے وہ ایک صالح اور دیندار بھائی ہیں مزید حالات تسلی کے لئے حکیم الامتہ سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنی شادی کے لئے کوئی قید بجز اسکے پیش نہیں کرتے کہ نیک بخت ماں باپ کی لڑکی ہو اور احمدی ہو قطع نظر اسکے کہ امیر ہو یا غریب۔ کسی خاندان اور قوم کی ہو۔

۲۔ میاں رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ضلع جالندھر میں سبزی فروشی کرتے ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک سرگرم ممبر ہیں۔ تبلیغ سلسلہ کا خاص جوش اور مذاق ہے اور ایک معزز اور شریف آدمی ہے۔ لاہور یہ آرائیں ایک مشہور اور معزز قوم ہے جو لاہور اور امرتسر جیسے شہروں میں کثرت سے آباد ہے۔ آمدنی معقول رکھتے ہیں اور جہانتک میرا ذاتی علم ہے وہ بڑے ہی مخلص اور اہل عمل ہیں اپنی قوم میں انکو کئی رشتے مل سکتے ہیں لیکن وہ احمدیوں ہی میں کرنا چاہتے ہیں۔ عمر ۳۳ یا ۳۴ سال سے زیادہ نہیں۔

۳۔ ڈاکٹر ممتاز علی خانصاحب بھی راجپوت قوم سے ہیں معزز عہدہ پر سپرنٹنڈنٹ ملازم ہیں پہلی بیوی کے مسلول ہونیکی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں اپنی قوم اور خاندان میں انہیں بھی کئی رشتے مل سکتے ہیں۔ مگر وہ بھی احمدیوں ہی کو ترجیح دیتے ہیں انکے متعلق اگر کسی قسم کی خط وکتابت کرنا ہو تو خود صاحبان مذکور سے یا ایڈیٹر الحکم سے کی جاوے۔

میں امید کرتا ہوں کہ چودہری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڑھ اور سید حامد شاہ صاحب اور چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ میں اور میاں نبی بخش نمبردار بلونڈ کی آلائشیان خاص طور پر ان معاملات میں سعی کرینگے۔ اللہ تعالے

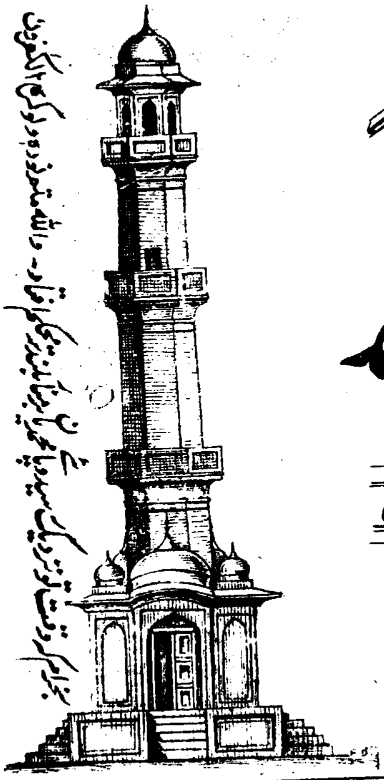

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

فہرست مضامین

(۱) نظم - دار الامان کا ہفتہ - تازہ الہامات - صفحہ اول
(۲) بے شرع وجودیوں کی حقیقت - صفحہ ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان - صفحہ ۳ و ۴
(۴) شریعت اسلام وقانون ومنیکو - صفحہ ۵ و ۶ و ۷
(۵) ایک نیا معترض - ترجمۃ القرآن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین صفحہ ۸

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲ر

درخواست نماز جنازہ

مکرمی چودہری مولا بخش صاحب احمدی سیالکوٹی مندرجہ ذیل دردناک خبر بہیجکر نماز جنازہ غایب کی درخواست کرتے ہین ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحوم کیلئے جنازہ پڑہ دین -

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مین آپکو ایک سخت صدمہ جانکاہ کی اطلاع دیتا ہون - کہ موضع چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا سرتاج سلسلہ احمدیہ کا عملی نمونہ غریب احمدی بہائیون کا باپ سے زیادہ ہمدرد صلح کل - شکل وشباہت مین شاہزادہ دل کا حلیم چودہری غلام حسین خلف الرشید چودہری امین بخش ذیلدار متوفی مورخہ ۱۰ - جون بوقت ۱۱ بجے رات بعارضہ تپ محرقہ اس جہان سے کوچ کر گیا ہے - اناللہ وانا الیہ راجعون - اسکی نماز جنازہ پڑہ

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ - جون ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ - ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیام شوق بجناب رسالتمآب حضرت خاتم انبیاء سید الاصفیاء فداہ ابی وامی صلعم

از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی

اے صبا جا کر کے کہنا اُس حبیب پاک سے
کوئی بہی تجہہ سا نظر آتا نہین صاحب جمال
دعویٰ ہمتائی جانان ہو بہلا کسکی مجال
صدمۂ فرقت سے ہون مضطر پریشان غم سے
پنجہ زن ہون تیرے دامان محبت سے حبیب
اب مدینہ مین بلا لو ہند سے مجہکو شتاب
ظالمون کے ہاتہہ سے آقا مرے لاچار ہون
مین بیان کس سے کرون کیفیت سوز و گداز
ہے مری حالت سے واقف خالق کون ومکان
ہے مجہے شاہا ترے روئے منور کی قسم
تونے دکہلایا ہے وزی طور سے اپنا جمال
جسنے پہچانا تجہے وہ بچگیا آفات سے
ہے حیات جاودان مربوط تیرے نام سے
مرغ دل ممکن نہین صید حوادث ہو کبہی
چاک ہے فرقت سے دل چاک گریبان کیطرح

دہو رہا ہون شیشۂ دل دیدۂ نمناک سے
چشم پرنم سرمہ سا ہے تیرے در کی خاک سے
کس کو تاب ہمسری ہے سید لولاک سے
جان بلب آلودہ دامان ہون خس وخاشاک سے
آہون پنہین ...... مہدی دوران کی ہر سفاک سے
تنگ جان آئی ہے میری اُمت بیباک سے
رحم کر مجہہ پر چہوڑا اس درد وحشتناک سے
کون ہے واقف مری اس حالت غمناک سے
تو شفیع عاصیان ہے اوس جناب پاک سے
تیری ہی اُلفت امان ہے گردش افلاک سے
قادیان ہے جلوہ گر اب تیرے روئے پاک سے
ورنہ ممکن ہی نہین بچنا اُسے اہلاک سے
کنہ بالاتر ہے تیری فہم اور ادراک سے
دست قدرت نے اُسے باندہا ترے فتراک سے
مرہم رحمت تری ہے چارہ گر اس چاک سے

ہین مبارک وہ - ہوئے جو تیرے مظہر کے غلام
ہے غلامی بہتر اونکو دولت واملاک سے

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ بہت اچہی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بہی رو بصحت ہے - بزرگان ملت خدا کے فضل وکرم سے اچہے ہین ۱۵ - جون ۱۹۰۵ء کو حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت ناساز ہوگئی اسہال آئے جسکی وجہ سے ضعف ہوگیا بعد ظہر مجہے عیادت کیلئے جانیکا موقع ملا + فرمایا

مین موت سے ہرگز نہین گہبراتا - ایک لطیف مضمون شروع کیا تہا - جب ضعف زیادہ ہوا تو مجہے خیال آیا کہ یہ مضمون ناتمام رہا + مین کل پڑہا رہا تہا کہ یکدم ضعف کا غلبہ ہوگیا اور غش آگئی - ورنہ وہ ایسا لطیف موقع اور مضمون تہا کہ مین بہت کچہہ اسپر بیان کرنا چاہتا تہا فرمایا مینے ایک وصیت اس تکلیف کی حالت کو دیکہہ کر لکہی ہے عربی مین ہے جی چاہتا ہے کہ اسے شائع کر دو - ترجمہ کر دیا جاوے - فرمایا میرے دل کو بڑا اطمینان رہتا ہے قرآن شریف میری غذا ہے مینے اسے اپنی والدہ ماجدہ سے جنہون نے ۸۵ برس کی عمر تک قرآن شریف پڑہایا اور جو مجہے قرآن سہین پڑہا ہے میرے والد صاحب کی ایک بڑی زبردست آرزو تہی وہ چاہتے تہے کہ اعلےٰ درجہ کا قاری رکہہ کر اس سے مجہے قرآن پڑہائین - اور یون تو مین انکی زندگی مین ہی قرآن شریف پڑہاتا اور حدیث کا درس دیتا وہ خود میرے درس قرآن کو سنتے تہے -"

یہہ چند باتین ہین جو حضرت حکیم الامۃ نے اسوقت کین ناظرین اندازہ کر سکتے ہین کہ کیسا نفس مطمئنہ ہے بیماری کی شکایت تکلیف اور کسی قسم کی گہبراہٹ یا اضطراب قطعاً ظاہر نہین کیا اگر کوئی بات کی ہے تو وہ جو آپ کے قرآن کریم کے ساتہہ خاص محبت اور الفت کو ظاہر کرتی ہے -

ایک اور بات مجہے دیکہنے کا موقع ملا - دوائی کہانیکے لئے پانی کی ضرورت تہی - ایک خادم نے صحن مین جاکر گہر مین کہا کہ مولویصاحب نے دوا کہانی ہے جلد پانی دو - فرمایا "جلد مت کہو" اللہ! اللہ کیسے اعلےٰ درجہ کے اخلاق ہین یہ بہی فرمایا دوائی خدا نہین مین اسلئے کہاتا ہون کہ سنت ہے بہرحال آپکو اسہال کیوجہ سے ضعف کی شکایت تہی - طبیعت الحمد للہ رو بصحت ہے -

۲ - میرے مکرم مخدوم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آگرہ سے سید محمد شاہ صاحب ماچہی وارہ سے - حاجی شہزادہ عبد المجید صاحب ماسٹر عبد الرزاق صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لودہانہ سے اور ہوشیار پور اور بعض دیگر مقامات سے اکثر احباب بشرف زیارت کیلئے حاضر ہوئے -

۳ - موسمی حالت بدستور ہے - گردوباد کے طوفان آتے ہین ۱۳ - جون کی شب کو باغ مین موضع تیل کے چور پڑے جن مین سے ایک پکڑا گیا -

تازہ الہامات

۲۰ - جون ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر بیان کیا کہ دو تین دن ہوئے الہام ہوا تہا - مظہر صحت

۱۳ - جون ۱۹۰۵ء - آج صبح کیوقت مینے رویا مین پانچ سطرین

بے شرع وجودیونکی حقیقت

موضع تیماپور کے قریب قصبہ گوگی مین وجودیون کی ایک ٹولی ہے۔ اتفاقاً قصبہ مذکور مین ہمارے ایک احمدی بہائی مسمی محمد خواجہ صاحب کا جانا ہوا وہ وجودیون کی سمع کی مجلس مین شریک ہوئے۔ ۱۲ بجے رات تک غزلیات پڑہی گئین۔ احمدی بہائی نے انکی مجلس کی کیفیت خاکسار کے روبرو یون بیان کی کہ اوس مجلس مین دلکو ایک سرور اور مزا حاصل ہوا۔ اور کل اہل مجلس توحید کے سرور مین مست پایا ان کی توحید بہت اچہی معلوم ہوتی ہے مگر اونکو نماز روزہ سے محبت نہین ہے وہ کہتے ہین جبتک انسان کو حضور قلب حاصل نہ ہو نری ٹکرین مارنے اور بہوکے مرنے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ چنانچہ اوس مجلس مین ایک غزل یہ بہی پڑہی گئی جسکے دو شعر اسوقت مجہے یاد ہین وہ یہ ہین ؎

اگر ہے شوق ملنے کا سمجہ کے رمز پاتا جا
جلا دے خودنمائی کو بہسم کا رنگ لاتا جا

نہ جا مسجد نہ جا کعبہ نہ رکہہ روزہ نہ مر بہوکا
وضو کے توڑ کوزہ کو شراب شوق پیتا جا

اور اپنی تائید مین لاصلوٰۃ الا بحضور قلب سناتے ہین اور اکثر مضامین کتاب کیمیای سعادت کے بیان کرتے ہین وغیرہ وغیرہ

خاکسار نے اون کے جواب مین کہا کہ وہ لوگ توحید کو جانتے ہین مگر خداوندکریم کی اون کے دل مین قدر نہین ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اون کو کامل محبت حاصل نہین شرع شریف کے احکام کو ایک کہیل سمجہتے ہین تقوے اومنین نام کو نہین ہوتا۔ غیر اللہ وغیرہ کہاتے ہین بلکہ بعض مسکرات بہی جایز رکہتے ہین تو احمدی بہائی نے کہا کہ وہ کہتے ہین غیر اللہ ہے کہان۔ جبتک انسان غیر کا اور خودی کا پردہ نہ اوٹہائے ہزار نماز پڑہے تو کیا ہوا۔ اُسکو خدا کا دیدار حاصل نہین ہوتا وہ یہان بہی اندہا ہے اور وہان بہی اندہا رہے گا ایک ساعت کی فکر ہزار برس کی عبادت سے بڑہکر ہے۔ ہم لوگ دل کے ساتہہ باطنی نماز پڑہتے ہین۔ ؎

ظاہر کی خوب نہین فرزانگی
خوب ہے اوس راہ کی دیوانگی

اور قرآن شریف کی کئی ایک آیت بہی پڑہکر سنائی اور مجہے بہی اپنے مرشد سے بیعت کرنے کی ترغیب دی مین سچ کہتا ہون انکی مجلس مین میرے دل کو ایک مزا آیا۔ مگر انکا طریقہ بہی مجہے ٹہیک معلوم ہوتا ہے خاکسار نے کہا پہلے انسان کو اللہ کا ولی ہونیکے لئے کامل مرشد کی تلاش چاہئے۔ کامل مرشد کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا سے مکالمات کا دروازہ کہولے اور اکثر دعائین اوسکی قبول ہون۔ مکالمات کا دروازہ کہلنے کی یہ نشانی ہے کہ اوسکی پیشگوئیان پوری ہون کیونکہ علم غیب سوائے خداوندتعالے کے اور کوئی نہین جانتا ہان وہ اپنے ولی کو مانگنے پر یا کبہی بے مانگے اپنے فضل وکرم سے کچہہ بتادیتا ہے وہ باتین اون کی پوری ہوتی ہین یون تو خوش آواز سے قرآن شریف کی آیتین فونوگراف مین بہرنے سے بہی دلکو ایک سرور آتا ہے کیا اس سے وہ باجا فونوگراف صوفی بن جائیگا۔ اب یہہ علامتین کامل طور سے حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوائے اسوقت روئے زمین پر کسی مین پائی نہین جاتی اگر ہے تو کسی کو پیش کر کے میدان مین لائین اون سے بڑہکر اب کوئی کامل مرشد واللہ کا ولی نہین ہے اوس احمدی بہائی نے اس میری تقریر کو سنکر کہا کہ مینے اون سے یہ باتین کہی کہ ہمارے پیش امام صاحب نے (یعنی یہہ خاکسار) اپنی قبولیت دعا وغیرہ کی وہ جو کچہہ باتین کہتے ہین دس مین سے آٹہہ ضرور پوری ہوتی ہین کیا یہ بات تمکو بہی حاصل ہے تو ایک نے کہا یہ اون کی کرامت ہے یا استدراج غرض اس تقریر کے بعد تیسری کو خاکسار نے دعا کی کہ خداوندا اون لوگون کا حشر کیا ہوگا اون کا طریقہ صحیح ہے یا کیا اس عاجز پر کہولدے۔ رات کو قبل از تہجد خاکسار کو کشف مین یہہ دکہایا گیا کہ ایک جماعت ہنود کی صورت ولباس مین کوئی قوم کا بیڈر ہے کوئی حجام ہے کوئی دہوبی ہے وہ تمام کہانا کہانے کے لئے ایک مجلس مین بیٹھے ہین عمدہ بریانی گوشت ومصالحہ وغیرہ ڈالے ہوئے اون کے سامنے برتنون مین رکہے گئے ہین وہ اون برتنون مین سے ٹٹول ٹٹول کے نلیان نکالکر اندر کا گودا کہاتے ہین اور ٹہریون کو پہینکدیتے ہین اور اوس مصالحہ دار کہانے کی بہی کچہہ قدر نہین کرتے۔ اتنے مین بیداری ہوئی تو خاکسار کو یہ خیال ہوا غالباً اونکا طریق بہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے یہہ اصل اور نازک چیز کو یعنی مغز کو کہاتے ہین اور اونہون نے جو عمدہ کہانے کی قدر نہین کی وہ شرع شریف کی قدر نہ کرنے کی تعبیر لیگئی مین نے یہہ کشف ایک دوسرے احمدی بہائی مسمے محمد ہرمست صاحب مدرس کے سامنے بیان کیا انکو بہی کچہہ تصوف کا خیال تہا اونہون نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون مین بہی کچہہ خوبی ہے وہ اصل مغز کو لئے ہوئے ہین اسلئے وہ اپنی تائید مین یہ شعر بہی سنایا کرتے ہین ؎

ما ز قرآن مغز را برداشتیم
استخوان پیش سگان انداختیم

مگر وہ شرع شریف کے پابند نہین ہوتے وہ سب شرع کے احکام کو پوست سمجہتے ہین مغز ملنے کے بعد پوست کی حاجت کیا ہے اتنی باتین ہونیکے بعد خاکسار مسجد مین ممبر کو تکیہ دیکے بیٹہا ہوا تہا وہ صاحب اخبار البدر دیکہہ رہے تہے خاکسار کو اوسی وقت ایسے وجودیون کی نسبت تہوڑی سی غنود کی حالت مین یہہ الہام ہوا کہ (رانڈ بازی کرتے ہین) ابہی وہ مدرس صاحب اخبار کا ایک کالم بہی پورا نہین دیکہے ہوئے تہے اون سے کہدیا دیکہو ابہی اون وجودیون کی نسبت یہ الہام ہوا کہ (وہ رانڈ بازی کرتے ہین) یعنی اون کی توحید اور ہماری توحید مین بہی فرق کہ ہمارا تعلق خداوندکریم سے جایز طور پر ہے اور اون کا تعلق ناجایز طور پر یعنی جیسے عورت ومرد کے جوڑے کا آپس مین تعلق ہوتا ہے ویسے ہی خداوندکریم سے بندہ کا تعلق ہے ہم لوگ تعلق پیدا کرنے کے لئے کیا کرتے ہین۔ عقد خوانی کی مجلس قایم کرکے طرفین سے ایجاب وقبول کرولتے ہین مہر کی تعداد وگواہ بہی مقرر کرکے عورت سے مزا حاصل کرتے ہین مگر وہ لوگ اس کے خلاف یہ کہتے ہین کہ سارا تعلق دل سے ہے ظاہرا کہنے اور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ عورت ہی ہم سے راضی ہوگئی اور ہم بہی دل کے ساتہہ اوس سے راضی ہو گئے یہہ ایجاب وقبول ہے۔ اور آزو بازو والے پڑوسین کو معلوم بہی ہے کہ ہم اوس عورت کے ساتہہ تعلق رکہتے ہین گویا یہ بجائے گواہ کے ہین ہم جو اوسکو خرچی دیتے ہین وہ بجائے مہر کے ہے پہر اب دوسری باتون کی جو ظاہرا نکاح کے وقت کئے جاتے ہین وہ سب لوگون کو دکہانے کے ہین اوسکی ضرورت ہی کیا ہے نکاح مین تین فرض جو تہے وہ تو ہم سے ادا ہوئے زبانی نہین بلکہ دل سے راضی ورضامندی کیسا نہ بہلا اون کے اس کہنے سے یہ دونون تعلقات پیدا کرنیوالے یعنی رانڈ بازی ونکاح کرنے والے برابر ہوسکتے ہین؟ ہرگز نہین ہوسکتے اس خاکسار کے الہام مین کئی ایک نکات ہین وہ یہ ہین کہ جو لوگ ظاہرا بموجب احکام شرع شریف نکاح کے ساتہہ تعلق پیدا کرتے ہین وہ آتشک وسوزاک وغیرہ مہلک بیماریون سے محفوظ رہتے ہین جو لوگ بخلاف اسکے فقط عشق بازی سے تعلق پیدا کرتے ہین وہ اون بیماریون مین مبتلا ہوتے ہین ایسا ہی اونکو بہی ایک طرح کے دوزخ کی آگ کی جلن بہگتنی پڑے گی نیز جو تعلق عورت ومرد کا نکاح سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے اور جو تعلق خلاف شرع ہوتا ہے وہ تہوڑے دنون کے لئے۔ ایسا ہی جو لوگ شرع شریف کے تابع ہوتے ہین اون کا تعلق اللہ اور اوس کے رسول حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہر ایک حرکت وسکون کے وقت ہمیشہ وہر وقت رہتا ہے چونکہ وہ اپنے ہر ایک کام کے پہلے یہہ دیکہہ لیتے ہین کہ وہ خدا کی رضامندی کے لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق یہ ہے یا نہین۔ اور اوسمین تقوے کی کونسی راہ ہے ان بے شرع وجودیون کا تعلق خداوندکریم سے فقط راگ ورنگ کے وقت ہی رہتا ہے باقی اوقات ان کے نفس پرستی مین گذرتے ہین نیز اللہ اور بندہ کی دو محبتون کے ملاپ سے ایک تیسرا نور پیدا ہوتا ہے وہ روح القدس ہے جسکی وجہ سے الہام کا دروازہ کہلتا ہے وہ نور گویا بطور ابن کے ہے مگر ناجایز طور سے جو تعلق ہوتا ہے اکثر اونکی اولاد سے محروم رہتے ہین اگر ایک آدہ سچی خواب بہی آجائے تو حمل ساقط کیطرح وہ بہی ساقط الاعتبار ہوتا ہے اگر ایک آدہ اولاد بہی ہوجائے تو کیا وہ حقیقی نکاحی اولاد کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ ہرگز نہین نیز عورت ومرد مین شرع شریف کی رو سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے اون کے آپس کے برتاؤ مین ایک دوسرے کی عزت وبزرگی ظاہر ہوتی ہے بخلاف اسکے ناجایز تعلق کا جو برتاؤ ہوتا ہے وہ ٹہٹول وہنسی وبے عزتی کا سبب ہوا کرتا ہے سوچو اور سوچتے جاؤ یہہ دو کشف والہام مذکورہ مین بہت سارے نکات اور بہی ہاتہہ آئینگے۔ یہ تمام تقریر یہہ ہی خاکسار کی سنکر بعض احمدی بہائیون کے دلون مین جو کچہہ اوہام باطلہ ان وجودیون کی نسبت تہے اون سبہون نے اوس سے توبہ کرلی یہہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا فضل وکرم اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا طفیل جو خداوندکریم نے اس مسئلہ کی اصل حقیقت کو بتادیا۔ الحمد للہ علے ذالک۔

خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر
تیماپور ضلع لنگسگور

ضروری درخواست

برادران منشی محمد یوسف صاحب و خواجہ ظفر حسین صاحب متعلمان ہاسپٹل اسٹنٹ کلاس کا آخری امتحان ۲۱ جون ۱۹۰۵ء کو شروع ہے سلہذا جملہ ناظرین اخبار الحکم وقوم احمدی کی خدمت مین مودبانہ گذارش ہے۔ کہ ہر دو برادران کی کامیابی کے لئے درگاہ ایزد متعال مین دعا فرمائی جاوے۔

والسلام
عریضہ نیاز خاکسار حسن علی
متعلم ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس احاطہ چیانمل متصل میڈیکل کالج لاہور
۵ - جون ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی انکے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضاء ہونا چاہیئے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بُری چیزیں لیں اسی طرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا نے سورۂ فاتحہ میں آیت اھدنا الصراط المستقیم میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائینگے نہ یہ کہ نرے یہودی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں اسی کیطرف سورۂ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اوس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسےٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اسبات کیطرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اوسکو ملے گا پھر اوسمیں عیسےٰ کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسےٰ نکل آئیگا یعنے وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کیطرف منتقل ہو جائیگا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ انّی لک ھذا یعنے اے مریم تو نے نعمت کہاں سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ ھزّ الیک بجذع النخلۃ یعنے اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اسکے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونکدی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نفخنا فیہ من روحنا۔ پس اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسےٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اسکے پیدا ہونیکے بارہ میں یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ۔

اس جگہ میرا نام عیسےٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسےٰ پیدا ہوگیا جسکے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ میں عیسےٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسےٰ ابن مریم اس امت میں اسطرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسےٰ کی روح پھونک دی جائیگی۔ پس وہ مریمیّت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائیگا اور اس طرح پر وہ عیسےٰ بن مریم کہلائیگا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالےٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوےٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنے یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسےٰ بنایا جائیگا گویا اسمیں سے پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اسوقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتار دی جاوے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کیطرح مجھ میں بھی عیسےٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھدیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسےٰ بن گیا۔ اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کیوقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اوسے براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اسلئے گو اوس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو و نما پاتا رہا پھر جب اوس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسےٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسےٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کیوقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اوس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسواسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفین کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوےٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالےٰ مجھے نہ سمجھا دے سو اوس وقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میرے سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعوےٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔ اسجگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ اور مجھے یاد نہیں کہ میں وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میرے یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اوس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاءھا المخاض الٰی جذع النخلۃ قالت یالیتنی متّ قبل ھذا وکنت نسیا منسیا یعنے پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درد زہ تنہ کھجور کیطرف لے آئی یعنے عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کیطرف اشارہ ہے جو ابتداء میں مولویوں کیطرف سے بہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلے سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اوسوقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھکر میرے دل پر گذرا اسکا اسجگہ خدا تعالےٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اسکے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جئت شیئا فریا۔ ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا اور پھر اسکے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ ترجمہ اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے۔ مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان بناوینگے اور یہ بات ابتداء سے مقدر تھی اور ایسے ہی ہونا تھا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جسمیں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسےٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسا[ن] قرار دیا ہے اوسکی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائینگے اور یہی عیسےٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسےٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت کہا گیا کہ ہم اسکو نشان بناوینگے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسےٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر ان کی نظر نہیں۔

نوٹ + اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے اون کو خبر دی تو وہ بہت روے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور سیدھا اور صاف دل مسلمان تھا ایسے ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوے کیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مقصدوں میں سے یہ دعا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور جسطرح انجیل کی دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابل نظارہ ہے اور جس طرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان بہت کچھ ملگیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے اور در اصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کہلے کہلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بھی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیسا کہ عیسے ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسیطرح یہ مسیح بھی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا جیسا کہ عیسے ابن مریم کی پیدائش پر بہت شور اٹھا اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لقد جئت شیئا فریا اسیطرح اسجگہ بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا ولنجعلہ اٰیۃ للناس و رحمۃ منا وکان امرا مقضیا یہی جواب خدا تعالےٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا تم اپنے فریبوں سے اسکو نابود نہیں کر سکتے میں اسکو لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتداء سے مقدر تھا۔ اور پھر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسے پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتاء طیار کیا دوسرے فاضلوں نے اوسپر فتویٰ دیا۔ یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم و فاضل جو اکثر اہل حدیث تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہریں لگادیں یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ کی نسبت کی گئی تھی انکو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیاں دی گئیں تہمتیں ہوا عدیا گوئی ... کتابیں لکھی گئی تھیں یہی صورت آیگا

پیش آئی گویا اٹھارہ سو برس کے بعد وہی عیسے پھر پیدا ہوگیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہو گئے۔ آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تھے غیر المغضوب علیہم جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تھا مگر ان لوگوں نے صبر نہ کیا جبتک یہودیوں کیطرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگادی کہ مجھے عین چودہویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودہویں صدی کے سر پر آیا تھا مسیح الاسلام کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کرے . . . . اور خدا کلی مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کیطرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہیگا وہ توڑ نہیں سکیگا مگر یہ اینٹ جب اسپر پڑے گی تو اسکو ٹکڑا ٹکڑے کر دے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں نے

نوٹ * حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تھے مگر جو حق پر سمجھے جاتے تھے وہ دو فرقے ہو گئے تھے۔

(۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تھے اوسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے۔

(۲) دوسرا فرقہ اہل حدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پھیل گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تھی اور اون کی یہ حجت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں اپنی حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تھا اور اس میں ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں تھیں یہ حدیثیں مدت تک زبانی رہیں اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اس لئے اون میں کچھ موضوعات کا حصہ بھی مل گیا تھا اور بباعث اسکے کہ اوسوقت یہودیوں کے تہتر فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی حدیثیں جدا جدا رکھتا تھا۔ اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چھوڑ دی تھی اکثر حدیثوں پر عمل تھا اور توریت گویا متروک اور مہجور کی طرح تھی اگر حدیث کے مطابق آئی تو اوسکو مانا ورنہ اوسکو رد کیا۔ پس اس زمانہ میں حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوئے اور اون کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تھے جو توریت سے زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے تھے اور یہود کے فرقوں میں پہلے خبر دی گئی تھی

طیار کر کے اوس کے مقابل پر رکھدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیوں نے کئے تھے یہانتک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بھی بنایا گیا جس کی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دے دی تھی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسے ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت عیسے پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تھی بلکہ کچھ بھی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوے تھا اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ میں بھی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اسلئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلوانے کے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوے صرف فرق اسقدر تھا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تھی بلکہ یہودیوں کے معزز بزرگوں ... گورنمنٹ رومی میں کرسی ملی تھی اور بعض امین سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قاعدوں کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ با اخلاق ثابت ہوا۔ کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اوس نے کچھ بھی پروا نکی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اس میں کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اوس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور احکام کے لئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں۔ کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے

طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تھا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اوسکی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیفوں کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے۔ جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کیساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسکو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کسقدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آویں کہ اون میں سے ایک اوس کے مذہب کا مشتری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اوس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اوس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کر لیا اور اوسکو ان کتابوں کے مقامات دکھائے گئے جن میں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہنچ گیا تھا اور چونکہ اوس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اوس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اسپر واقعی حقیقت کھولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اوسکو نظر آگئی اوس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کیطرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اوس کی آنکھ شوق رکھتی تھی آخر ذلت اوس نے نہ دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اوس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اوس پیلاطوس نے اوسکو ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں۔ یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا رکھا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تھا بلکہ مریدوں کی طرح تھا اور اوسکی بیوہ مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالے کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا۔ (باقی آئندہ)

شریعت اسلام اور قوانین وضعیہ

جن لوگوں کو ذرا بھی تاریخ عالم اور واقعات دنیا پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ اقبال و ادبار اور ترقی و تنزل درحقیقت ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے جسکو سکون و قرار نہ کبھی ہوگا۔ وہی قومیں جو آج بڑی ٹھوکریں کھا رہی ہیں اور نحوست و ادبار کی گھٹائیں قضائے مبرم بنکر انکے سر پر منڈلاتی پھرتی ہیں کل عروج و اقبال تھیں اور سعادت ہر وقت انکا غاشیہ تھامے ہوئے نظر آتی تھی اور جو کل بالکل بے نام و نشان تھے اور کسی شمار و قطار میں نہ آتے تھے ذلت و خواری میں پڑے دن کاٹ رہے تھے وہی آج نامی و نام آور بنکر کوس "انا ولا غیری" بجا رہے ہیں۔ اور اپنے مقابلہ میں کسیکو کچھ نہیں سمجھتے۔ اب زمانہ بھی جو کبھی اُن سے برسر پرخاش تھا اونہی کا حامی و ناصر بن رہا ہے اور اقبال بھی اونہی سے قول ہار چکا ہے۔ دنیا میں اب اگر کوئی بات بھی ہے تو انہی کی بات۔ باقی سب خرافات۔ اور عقل ہے تو انہی کی عقل اور سب نقل۔ اور نقل بھی نقل بے عقل۔ اب سے پہلے جب مسلمانوں کا دور دورہ تھا اور انکی اقبال مندی کا ستارہ چمکتا تھا تو دنیا میں مشرق سے مغرب تک انہیں کے عقل و تمدن کی روشنی تھی۔ اور اون کی بات بات انتخاب بلکہ لاجواب مانی جاتی تھی اور ان کی بے راہ روی بھی اوروں کے لئے رہنمائی کا حکم رکھتی تھی اور اب وہی مسلمان ہیں کہ انکی اچھائی بھی برائی ہے اور اونکی نیکی بھی بدی انکی جو بات ہے قابل گرفت ہے اور جو کام ہے سرتاپا عیب ہے۔ حتی کہ وہی خوبیاں جنکا زمانہ گرویدہ رہ چکا ہے۔ اب عام نگاہوں سے گر کر ہیچ و پوچ ہو گئی ہیں اور جنکو مسلمانوں کی شاگردی پر ناز تھا وہ آج اونپر قہقہے لگاتے نظر آتے ہیں اور وہی قومیں جو کبھی سلسلہ جہالت میں جکڑی ہوئی تھیں اور ذلت و خواری کا بوجھ اونکی گردنیں توڑے ڈالتا تھا۔ اپنا قدیم چولا بدلکر عزت و اقبال کا لباس پہنے ہوئے اتراتی پھرتی ہیں اب انہی کے علم و تمدن کا دور دورہ ہے اور انہی کی صنعت اور حرفت کی گرم بازاری چار دانگ عالم میں انہی کی آواز گونجتی سنائی دیتی ہے۔ علم و عمل پر انکا مالکانہ قبضہ ہے غرض کہ دنیا بھر کی خوبیاں اب انہی کی ذات میں جمع ہو گئی ہیں اور کوئی انکی نگاہوں میں نہیں جچتا۔ انکے نزدیک دنیا سب کی سب جاہل اور غیر متمدن ہے ان کے سوا تمدن و ترقی کے اصل راز کو کسی نے سمجھا ہی نہیں۔ مسلمانوں کی نسبت ان قوموں کا دعوے ہے کہ مسلمان اوس تاریک زمانہ میں ترقی کر چکے۔ اب ہمارے جدید تمدن کے زمانہ میں ان کا پنپنا محال ہے۔ کیونکہ اسلامی قانون انکو ترقی کے میدان میں قدم بڑھانے سے روکتا ہے اور وہ اوس قانون کی پابندی سے دست کش ہوتے نہیں۔ اس لئے ترقی سے بھی ہمیشہ محروم رہیں گے۔ کیونکہ ترقی کا دار و مدار تو آج ٹھیرا ہے۔ جدید تمدن پر اور آئین اسلام اوس سے بالکل متغیر ہیں۔ مجبوراً ایسی رائے قایم کرنی پڑتی ہے کہ مسلمان مسلمان رہکر دنیاوی ترقی نہیں کر سکتے۔

یورپ کی غیر جنس اور غیر مذہب قومیں اگر مسلمانوں کی نسبت ایسی رائے لگائیں تو ایک حد تک مجبور ہیں تعصب اور غیریت آدمی کو پورا غور و خوض نہیں کرنے دیتے۔ اسکے علاوہ اقبالمندی نے ان کے دماغ اور بھی عرش معلے پر پہنچا رکھے ہیں۔ لیکن بڑا تعجب تو یہ ہے کہ یورپ کی تہذیب کا ہلکا اور پھیکا سا رنگ بھی جن مسلمانوں کو چھو گیا ہے وہ بھی یورپ کے ہم آہنگ ہو کر یہی پکار سنائی دیتے ہیں کہ اس زمانہ میں انسان تمدن اور ترقی کے اوس بلند تر درجہ پر پہونچ گیا ہے جو اسلامی قانون کی پست عمارت سے کہیں بالاتر ہے اسلئے اگر مسلمان ترقی کر سکتے ہیں تو یورپ کے تمدنی قانون کی پابندی ہی کر سکتے ہیں ان نوجوانوں کا گویا یہ خیال ہے کہ اسلامی شریعت میں یورپ کے وضعیہ قانون کے اصول و مبادی موجود نہیں۔ نہیں یہ سب مخترعات جدید اور علماء یورپ کے معرفت آتاری ہوئی باتیں ہیں۔ جن تک علماء اسلام کی نظر بھی نہیں پہونچی ہے۔

لیکن جس شخص کو اسلامی فقہ سے ذرا بھی واقفیت ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس قسم کی بے سر و پا باتیں مذہبی و علمی بیخبری کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ تمدنی و اجتماعی ضروریات کا وہ کونسا مرحلہ ہے جو ہمارے اسلاف طے نہیں کر چکے۔ تمدن کی ہر شاخ کے اصول مبادی انہوں نے تحقیق کئے اور انہی پر کاربند ہو کر اپنی ترقی سے دنیا کو حیرت میں ڈالدیا تھا۔ باوجودیکہ اس زمانہ کو ہزارہا سال گذر گئے۔ مگر اب بھی زمانہ کا قدم اس حد سے کچھ آگے نہیں نکل سکا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ وہ باتیں جو تمدن و ترقی کا ذریعہ تھیں۔ ہم اپنی نالائقی سے کہو کر پیچھے ہٹ آئے ہیں۔ اور یورپ انہی پر کاربند ہو کر اس معراج کمال کو پہونچ گیا ہے۔ یہ خود ہماری کوتہ نظری ہے کہ ہم قانون اسلام کو بدنام کرتے اور اپنا قصور اسکے سر تھوپتے ہیں۔ اگر ہم قانون اسلام پر متجسسانہ نظر ڈالیں اور گڑے ہوئے خزانوں کو اپنی بوسیدہ کتابوں سے نکالکر دیکھنے کی تکلیف گوارا کریں تو ہمکو ابھی یقین ہو سکتا ہے کہ اسلام میں ترقی و تمدن کے مبادی و اصول سب کچھہ بااکمل وجوہ موجود ہیں۔ مگر اتنی تکلیف کون اُٹھائے؟ اور کون اتنی زحمت اپنے سر لے؟ اس زمانہ میں ہماری بے خبری اور کوتہ نظری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ پیدا ہو گئی ہے کہ ہماری معلومات کا منبع صرف متاخرین کی تالیف و تصنیف ٹھیر گئی ہیں۔ اور انکا طرز بیان اسقدر ژولیدہ پُر از تعقید اور لفظی بحثوں سے مملو ہے کہ پڑھنے والے کی طبیعت اُنہیں دیکھتے دیکھتے اکتا جاتی ہے۔ اور مطلب کی بات بہت ہی کم نکلتی ہے اور کوہ کندن و کاہ برآوردن کی مثل صادق آتی ہے۔ اور اس زمانہ کی عام طبیعتوں کا میلان اس طرف ہے کہ جو بیان ہو صاف و صریح ہو۔ مطالب مربوط و پیوستہ ہوں۔ عبارت پیش نظر آتے ہی مطلب ذہن میں اتر آئے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقہ اور قانون اسلام کی باریکیوں کو سمجھنا چاہتے ہیں مگر متاخرین کی بنائی ہوئی بھول بھلیاں کے چکر میں آجاتے ہیں اور منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتے تو بہمات میں پڑ جاتے ہیں اگرچہ مسلمان زمانہ تنزل کی ابتدا سے ہی اس بلا میں گرفتار ہو چکے تھے لیکن پھر بھی قانون اسلام کے برخلاف زبان کھولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی اب چونکہ طبیعتوں میں آزادروی کا جوش بہت بڑھ گیا ہے اور بدون استقراء تمام رائے قایم کر لینا ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے اسلئے کچھہ بے باک ہو کر اور کچھہ شرماتے ہوئے دبی زبان سے کہہ گذرتے ہیں کہ قانون اسلام ناقص ہے۔ تمدن کی جزئیات تو کیا کلیات بھی بالاستیعاب اسمیں موجود نہیں۔ اب چونکہ زمانہ اسلامی قانون کی توجہ سے ۱۳ سو برس آگے نکل گیا ہے اس لئے اس میں بھی کچھہ تغیر و تبدل ہونا چاہئے۔ غرضیکہ قانون اسلام کے خلاف جو رائیں قایم ہوتی ہیں وہ اکثر لاعلمی کیوجہ قایم ہوتی ہیں۔ اگر طالبان حق متاخرین کی کتابوں کی جگہ متقدمین کی تصانیف کو ذریعہ تحقیق بنائیں تو یقین ہے کہ اون کے دلوں میں کبھی اسلام کے برخلاف کوئی خطرہ نہ گذرنے پائے۔ اور سمجھہ جائیں کہ تمدن و ترقی کے تمام اصول و مبادی شرائع اسلام میں موجود ہیں اور جنکے ذریعہ سے گذشتہ زمانہ میں مسلمان ترقی کر چکے ہیں اب بھی اونہی کی پابندی سے عروج و اقبال اور کامل تمدن حاصل کر سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ جاننے والی کے لئے اسلامی قانون میں تمام اصول و مبادی کامل ترین تمدن کے موجود ہیں۔

اسوقت متقدمین سے امام ابو یوسف کی ایک چھوٹی سی کتاب الخراج جو ہارون رشید کے ایماء سے لکھی گئی تھی ہمارے پیش نظر ہے۔ متقدمین کی ضخیم کتابوں کے مقابلہ میں کتاب الخراج ایک چھوٹا سا رسالہ ہے لیکن اگر اسکے اہم مقاصد اور مفید مطالب پیش نظر رکھکر متاخرین کی ضخیم تر کتابوں سے اسکا موازنہ کریں تو بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ "ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر"۔ اس کتاب میں فقہی و غیر فقہی مسائل جو یورپ کے جدید قانون سے بالکل منطبق یا جزی و فروعی تفاوت کے ساتھ متحد المبادی ہیں کثرت سے بھرے پڑے ہیں۔ اونمیں سے چند مسائل ہم اپنے اس مضمون میں درج کریں گے۔ تاکہ یورپ کے آئین و قوانین کے والہ و شیفتہ سمجھہ سکیں کہ اسلاف اسلام کو جسقدر وہ قاصر النظر سمجھتے ہیں وہ ہرگز ایسے نہ تھے بلکہ ضروریات تمدن میں سے اُنہوں نے کوئی مہتم بالشان امر نہیں چھوڑا ہے اور فقہ کے مسائل موجودہ زمانہ اور جدید طرز تمدن کے ہرگز مخالف نہیں ہیں۔ اور کوتہ نظروں کا یہ دعوے بالکل بے دلیل ہے کہ مسلمانوں کو انکی دیرینہ شریعت اور بدویانہ فقہ موجودہ ترقی و تمدن سے روکتی ہے۔

ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مسلمان سمجھہ لیں کہ فقہ اسلام اور قانون یورپ باہم بہت کچھہ متحد اور بہت کچھہ متشابہ ہے اور جو اختلاف یا جدت ہے وہ بہت ہی کم اور جزئیات میں ہے۔ بلکہ اگر ہم یہ بھی دعوے کریں تو کچھہ بیجا نہ ہوگا کہ یورپ کو قانوناً تمدن کے اصول و مبادی مسلمانوں اور انکی شریعت ہی سے ملے ہیں اسی سے وہ متحد النوع نظر آتے ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ اسلامی فقہ میں جو باتیں بالکل نہیں ہیں اور قانون جدید میں بمقتضائے زمانہ پیدا ہو گئی ہیں اور دین و مذہب پر بھی انکا کچھہ اثر نہیں پڑتا ہے مسلمان اُنکو نہ لیں "خذ ما صفا دع ما کدر" پر وہ بے شک عمل کریں۔ لیکن اپنے ہی گھر میں ایک چیز موجود ہو تو وہی غیروں سے قرض لے کر ناحق زیر بار احسان نہ بننا چاہئے۔ دولتمند ہو کر اپنے آپ کو فقیر صورت بنانا اور فقیروں کی طرح ہاتھ پھیلانا شیوۂ دانشمندی نہیں ہے۔ اگر سلاطین اسلام بھی انہی اصول پر کاربند ہو کر قومی و ملکی ترقی و تمدن کے آئین و قوانین مقتضائے وقت کو مدنظر رکھکر شریعت ہی سے نکالیں یا بضرورت استنباط کریں تو یقین ہے کہ مسلمانوں کی حالت بہت جلد اصلاح پذیر ہو جائے۔ اور انکی پابندی سے انکو فلاح دارین حاصل ہو سکے۔ اب ہم کتاب الخراج سے چند مسائل یہاں نقل کرتے ہیں۔ جو انگریزی قانون سے اصلاً و فرعاً بالکل متحد ہیں۔

۱- یورپ کے قانون میں ایک دفعہ ہے کہ جج کے سامنے اگر کوئی واقعہ ہو۔ اور پھر اسکے متعلق اسکی پیشی میں مقدمہ آئے۔ تو مقدمہ کا فیصلہ اپنی رویت کو استدلال گردانکر نہیں کر سکتا جب تک کہ مدعی اپنے دعوے کو بشہادت و دلائل پایۂ ثبوت تک نہ پہونچاوے۔

کتاب الخراج میں امام صاحب رح لکہتے ہیں کہ اگر حاکم بچشم خود دیکھے کہ ایک شخص نے چوری کی یا شراب پی یا مرتکب زنا ہوا وغیرہ وغیرہ تو ایسی حالت میں اُسے کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ محض اپنے مشاہدہ کی بناپر مرتکب جرم پر حد جرم جاری کرے۔

۲- حال کے قانون میں جرم کا اقبال کرانے کے لئے

…ب وتعذیب سے منع کیا گیا ہے - اور حاکم اگر ایسا کرے تو وہ خود مستوجب پاداش ٹھیرایا گیا ہے - امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ اگر کسی شخص پر ارتکاب جرم کا گمان نہ ہو تو مار کر اوس سے اقرار نہ کرانا چاہئے اور نہ وعدہ وعید اور تہدید اور ترغیب کو ذریعہ اقرار بنانا چاہئے - اگر ایسا کرنے پر کوئی شخص مظنون جرم کا اقرار کرلے تو خرغاً وہ حد و تعزیر کا مستوجب نہوگا - کئی واقع بھی امام صاحب نے اسکی سند مین پیش کئے ہین - وہ لکھتے ہین کہ شام مین ایک شخص چوری کی علت مین قاضی کے سامنے پیش کیا گیا - دریافت کرنے پر اس نے چوری سے انکار کیا - مگر جب اسپر تشدد کیا گیا اور ایذا دیگئی تو اس نے ارتکاب جرم کا اقبال کرلیا - اس معاملہ مین عبداللہ ابن عمر سے پوچھا گیا کہ حد جاری کی جائے یا نہین ؟ آپ نے بوجہ متذکرہ بالا اجرائے حد سے منع فرمایا -

امام صاحب ایک جگہ لکھتے ہین کہ محض تہمت پر کسی کو قید نہ کرنا چاہئے - جبتک کہ متہم اپنے دعوے کو ثابت نہ کرے اگر وہ فوراً ثابت کرے تو خیر - ورنہ متہم علیہ کو ضمانت لیکر چھوڑ دینا چاہئے یہانتک کہ متہم تہمت کو ثابت کرے - اگر وہ ثابت نہ کرسکے تو متہم علیہ سے کچھ تعرض نہ کیا جاویگا -

امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم مقدمات حد مین کمال درجہ احتیاط فرماتے تھے - یہانتک کہ جب چور پیش کیا جاتا تو چور سے کہتے کہ تمکو ارتکاب سے انکار کرنا چاہئے تاکہ تمہارا مدعی اپنے دعوے کا مکمل ثبوت دے تب حد جاری ہو - خود جناب ختمی مآب (روحی فداہ) کے روبرو ایک چور کیا گیا اور لوگون نے کہا کہ اس نے شملہ چرایا ہے - آپ نے فرمایا کہ مین تو اسے چور نہین جانتا اور تمہارے کہنے سے بھی اسوقت تک تسلیم نہین کرسکتا جبتک کہ تم اسکا کافی ثبوت نہ دیدو - حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو یہانتک اسبارہ مین احتیاط فرماتے تھے کہ محض احتمال پر شاہدون کو دہمکا دیتے کہ خبردار جھوٹ نہ بولنا اور اکثر ایسا ہوا کہ آپکے دہمکانے کے بعد گواہ چلدیتے اور شہادت کا نام تک نہ لیتے - اور معلوم ہوجاتا کہ سمجھائے بجھائے جعلی گواہ تھے -

سوچنا چاہئے کہ اسلامی قانون مین کسقدر سلامت روی اور احتیاط کا حکم ہے - مگر آج مسلمان ان باتون کو بالکل بھول بسر گئے یہانتک کہ اسی حکم کو قانون یورپ مین دیکھکر اسکی جدت کا یقین رکھتے ہین -

مذکورہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مین ضمانت اور متہم علیہ سے عدم تعرض دونون کے اصول موجود ہین - جدید قانون بھی یہی کہتا ہے کہ ایسے جرایم مین ضمانت کا لینا درست ہے - اور متہم علیہ کا اقبال قابل اعتبار نہین ہے - یہانتک کہ اگر مدعی علیہ اقبال کرنا چاہے تو جج کا فرض ہے کہ اسے اعتراف کے خطرہ سے آگاہ کردے -

قانون تعزیرات مین ہے کہ اگر ایک شخص متعدد جرایم کا مرتکب ہو قبل اسکے کہ ایک جرم کی سزا محکمہ مجاز سے اسکے لئے تجویز نہ ہو تمام جرایم کی سزا اسکی بیس سال کی قید بامشقت سے زیادہ نہونی چاہئے - اور ایسی صورت پیش آنے پر کسی ایک جرم مین بھی ۶ سال قید بامشقت سے زیادہ سزا نہین دیجاسکتی - یہ دفعہ مصر مین حال ہی مین پہونچی ہے اور لوگ اسکو جدید خیال کرتے ہین - لیکن مسلمانون مین یہ پہلے سے موجود ہے - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین ایک جگہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی کسیکے ماں باپ کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونون مسلمان ہون اور تہمت کیصورت پیش آجائے کہ پہلے ماں باپ مین سے کسی ایک کو متہم کیا اور ابھی اسکی سزا کا اجرا نہ ہوا تھا کہ دوسرے کو بھی متہم کردیا تو حد ایک ہی جاری ہوگی - … گویا عدم … دفعات کا مبدا دونون جگہ موجود ہے -

۳ - تمام جدید قانون مین مانا گیا ہے کہ جرم کے شروع کرنیکی سزا بہ نسبت … کم ہونی چاہئے کہ جرم کو مجرم پورے طور پر کرچکے یعنی اقدام وارتکاب مین تمیز رکھی گئی ہے - اور شرح کے طور پر لکھا گیا ہے کہ چوری اوسوقت تک پوری نہین ہوتی جبتک کہ چور مال مسروقہ کو مکان یا اسکی اصلی جگہ سے الگ نہ کردے کتاب الخراج مین بھی بعینہ یہی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کوئی نقب لگائے اور مکان سے مال باہر نکالنے سے پہلے ہی گرفتار کرلیا جائے تو اس کے ہاتھ کاٹنے نہ چاہئین بلکہ اسے اور جسمانی سزا دیجائے یا قید کیا جائے - قاضی شعبی کا بھی یہی فتوے ہے -

شریعت مین شخصی حریت کی بھی کافی حفاظت ہے - چنانچہ فقہ کا مشہور مسئلہ ہے کہ اگر آزاد کو کوئی بیچے تو بیع باطل ہوگی - اور بائع قابل تعزیر ہوگا -

۴ - مصر مین گم شدہ اشیاء اور حیوانات کے متعلق اب قانون جاری ہوا ہے - باین مضمون کہ اگر کوئی گمشدہ چیز پائی جائے اور پانیوالا مالک کو نہ پہونچا سکے تو حوالہ پولیس کردے - مالک ایک برس تک وہ چیز لے سکتا ہے اور جانور ہو تو دس دن تک - اگر اس اثناء مین مالک طلبگار نہ ہوا تو اسے نیلام کردیا جائیگا - اور اگر کوئی چیز ایک سال تک رکھی رہنے سے بگڑ جانے والی ہے تو حاکم مجاز کی رائے سے جلد نیلام کردیجائیگی - اور اسکی قیمت بعد ادائے مصارف ضروریہ تین سال تک مالک لے سکتا ہے - بعد انقضائے مدت مقررہ قیمت مذکور بعد وضع مصارف خزانہ مین داخل کردی جائے گی -

قاضی صاحب نے بھی کتاب الخراج مین یہی مسئلہ بڑی تدقیق کے ساتھ لکھا ہے - فرق اتنا ہے کہ قانون جدید مین یہ دفعہ گم شدہ اشیاء اور حیوانات سے مخصوص ہے اور امام صاحب نے فراری غلام اور کنیز سے متعلق کرکے لکھا ہے - اور ظاہر ہے کہ اسلامی شریعت مین جو احکام فراری غلام و کنیز پر جاری ہونگے وہی گم شدہ اشیاء و حیوانات پر بھی بوجہ مماثلت ہوسکتے ہین - امام صاحب لکھتے ہین :-

امام کو چاہئے کسی ثقہ متدین شخص کے یہ کام سپرد کرے کہ وہ ایسے غلامون اور کنیزون کے نام ایک رجسٹر مین بقید سکونت - قومیت - حلیہ تاریخ فرار و گرفتاری وغیرہ لکھکر قید کردے - اگر … مہینے تک کوئی اسکا مالک و متلاشی نہ آئے تو قید سے نکالکر بطریق بیع مزید (نیلام) فروخت کردے - اور اسکی قیمت مع ایک یادداشت کے کہ فلان فراری غلام یا کنیز کی قیمت ہے بیت المال مین بھیجدے - اگر چھ مہینے کے اندر اندر ہی مالک آجائے تو رجسٹر مین جسقدر خانے ہین انکے مطابق اس سے سوال کرے اور اسکے جوابونکو اپنی تحریر سے مطابق کرتا جائے - اگر اسکا بیان من وعن وہی ہو تو غلام یا کنیز اسکے حوالے کردے - اور اگر غلام کے فروخت ہونیکے بعد مالک آئے اور اسکا بیان بھی رجسٹر کی تحریر سے منطبق ہوجائے تو اسکی قیمت اسکے حوالہ کردے ذمہ دار کو یہ بھی ضروری ہے کہ بروقت فروخت غلام یا کنیز کی قیمت بھی اپنے رجسٹر مین درج کرلے تاکہ حوالگی قیمت کے وقت زحمت و دقت نہ ہو - اور اگر فروخت کے بعد بھی ایک مدت تک مالک نہ آئے اور طلبگار نہ ہو تو قیمت کا مال بیت المال کا جزو ہوجائیگا - اور امام وقت حسب مقتضائے مسلمانون کے صلاح و فلاح کے کامون مین اسے صرف کرنیکا مجاز ہوگا -

۵ - اکثر لوگون کا خیال ہے کہ جب سے انجمن حامی حیوانات قایم ہوئی ہے اسیوقت سے حیوانات پر رحم کرنا اور بیرحمی کرنیوالون کو سزا دینا داخل قانون ہوا ہے ورنہ پہلے اسبات کا نام و نشان بھی نہ تھا لیکن درحقیقت ابھی اس انجمن کا سامان گمان بھی نہ تھا کہ اسلام مین یہ رحم و شفقت کا قانون جاری ہوچکا تھا - چنانچہ اسی رسالہ مین امام ابویوسفؒ ہارون رشید کو لکھتے ہین کہ آپکو عمر بن عبدالعزیز کی پیروی کرنی چاہئے - جس نے اپنے زمانہ خلافت مین حکم دیا تھا کہ زین مین لوہے کی کیل نہ لگائی جائے اور نہ گھوڑون کو بھاری لگام چڑہائی جائے - کیونکہ ان سے بے زبان حیوانون کو تکلیف و ایذا پہونچتی ہے -

اسوقت ہم انہی مثالون پر اکتفا کرتے ہین مشتے نمونہ از خروارے کافی ہے -

اگر جنایات سے قطع نظر کرکے کلکڑی یا پولیٹیکل اکانومی کیطرف توجہ کرتے ہین تو بعد از تحقیق ثابت ہوتا ہے کہ متقدمین اسکے بھی اکثر مبادی کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرچکے ہین - مثال کے طور پر ہم چند باتین یہان درج کرتے ہین -

۱ - پولیٹیکل اکانومی کے ماہر کہتے ہین کہ سلطنت کو معاملات تجارت اور عام امور اجتماعیہ مین خود کچھ دخل نہ دینا چاہئے بلکہ مقتضائے طبیعت کے موافق ان کامون کو چلنے دینا چاہئے - امام ابویوسفؒ اس معاملہ مین بھی ان لوگون سے ہزار برس پہلے گویا گوئے سبقت لے جاچکے ہین - انکا بھی بعینہ یہی مسلک ہے - اور اپنے مسلک کے ثبوت مین سفیان بن عیینہ سے بواسطہ ایک … حسن حدیث بیان کی ہے کہ ایکدفعہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین قحط پڑا لوگون نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ! آپ نرخ مقرر نہین فرماتے ؟ آپنے فرمایا ان اللہ ھو المسعر ان اللہ ھو القابض ان اللہ ھو الباسط وانی واللہ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ و لکن انما انا خازن اضع ھذا الامر حیث امرت وانی لارجو ان القی اللہ ولیس احد یطلبنی بمظلمۃ ظلمتھا ایاہ فی نفس ولا دم ولا مال -

۲ - اسی طرح امام صاحب نے مرغزار اور بن وغیرہ کو جنکی حاجت ہر کسی کو ہوتی ہے مشترک الحق مانا ہے - چنانچہ لکھتے ہین - کہ اگر کسی گاؤن کے متعلق کوئی مرغزار ہے جہان گاؤن والے عام طور پر اپنے مویشی چرانے اور لکڑیان جلانیکے لیے لاتے ہین تو انکے مالک انپر ملکیت کے پورے حقوق رکھتے ہین - اگر وہ چاہین کہ بیچین تو بیچ سکتے ہین - لیکن کسی حالت مین بھی جانورون کے چرانے اور پانی پلانیکو نہین روک سکتے - گاؤن والے بے تامل وہان اپنے جانور چرا سکتے اور پانی پلا سکتے ہین - ہان اگر اس زمین کے پانی مین سے کوئی اپنی زراعت کو سیراب کرنا چاہے تو مالک کی اجازت ضروری ہے - مرغزار کی گھاس اور پانی مین مرغزار کے مالک اور غیر مالک دونون برابر ہین - لیکن بن مین سے لکڑیان بغیر اجازت مالک لانا جائز نہین اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسپر تاوان عاید ہوگا - ہان اگر کوئی شکاری اسمین سے کوئی مچھلی یا طایر شکار کرے تو وہ اسی کا ہے بن کے مالک کا اسمین کوئی حق نہین لیکن اگر مچھلی اسمین مرگئی ہو اور بغیر شکار اسکا ہاتھ آنا محال ہو تو وہ جبتک شکار نہ کی جائے یا نہ کیگئی ہو اٹھانے والے کیلئے روا نہین - اور نہ وہ اسے بیچ سکتا ہے - اور اس بن کا مالک اپنے

بن کے تالاب کی مچھلیان فروخت کر سکتا ہے بحالیکہ وہ تالاب ہی مین ہون - اس صورت مین غیر شخص ہاتھہ ڈالنے کا مجاز نہ ہوگا -

ان تمام موشگافیون کو دیکھنا چاہئے کہ قانون کی کیسی صحیح مبادی پر مبنی ہین - اور انکی تدوین مین کس دقت نگاہ سے کام لیا گیا ہے - امام صاحب نے جنگل و چراگاہ کی تمام گھاس کو کھود کر جمع کر لینے سے روکا ہے اسلئے کہ اس سے عام لوگون کو تکلیف پہونچنے کا یقین ہے - آجکل کے مقننونکی بھی یہی رائے ہے -

۳ - امام صاحبؒ نے مال پر ٹیکس لگانے کے لئے بڑی مذمت کی اور لکھا ہے کہ مال پر ٹیکس لگانا مالدارون کو ناحق ستانا ہے - یورپ مین مدت سے اس کا رواج ہے - اور دولت علیہ عثمانیہ نے بھی اس خصوص مین اسکی تقلید کی ہے لیکن دونون جگہ جو اس کے برے نتائج نکلے ہین وہ کسی سے پوشیدہ نہین - یہانتک کہ اب یورپ کے بڑے بڑے مدبرون کی رائے ہے کہ یہ ٹیکس ہرگز روا نہین آپ نے ہارون رشید کو ٹھیکہ دینے سے بھی منع کیا ہے - بایندلیل کہ اگر ٹھیکہ کی رقم خراج سے زیادہ ہے تو خراجگذار و نپر ظلم ہوگا - اور ٹھیکہدار اپنی رقم وصول کر کے رہیگا - اور اگر ٹھیکہ کی رقم زیادہ نہ ہو تب بھی احتمال ہے کہ ٹھیکہدار بدنیتی سے رعایا کو ستائے اور ناواجب حد تک اُن سے روپیہ وصول کرے - اور یہ شرعاً ممنوع ہے - اللہ تعالےٰ ظلم و بربادی کو پسند نہین کرتا اسلئے زمین یا اور کسی چیز کا ٹھیکہ نہ دو -

امام صاحبؒ نے ہارون رشید کو یہ بھی نصیحت کی تھی کہ تمام قلمرو مین عاملون کے کامون اور انکی عادتون کی دیکھہ بھال کے لئے آدمی مقرر کرنے چاہئین - چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ میری رائے مین آپ ثقہ - دیندار اور قابل اعتبار آدمی اطراف ملک مین بھیجین تاکہ وہ آپکے عاملون کے پوست کندہ حالات دریافت کرین اور دیکھین کہ رعایا کے ساتھہ کیسا برتاؤ کرتے ہین - اور وصول خراج مین ظلم و زیادتی سے تو کام نہین لیتے ؟ تاکہ جب آپکو ان معتبر لوگون کے ذریعہ سے عمال کا حال اور انکی زیادتیان معلوم ہو جائین تو آپ انسداد کر سکین - میرے نزدیک ایسے عاملون کو ایسی سزا دیجائے کہ جو دوسرون کے لئے باعث عبرت ہو اور اُنہین ایسا کرنے کی پھر کبھی جرأت ہی نہ ہو در حق واجب سے زیادہ وصول نہ کرین - اگر ایک عامل کے ساتھہ بھی رعایت کیگئی تو اور بھی سمجھہ لینگے کہ جو ایک کے لئے جائز سمجھا گیا ہے وہی ہمارے لئے بھی جائز ہے اور ہم سے بھی کچھہ بازپرس نہ ہوگی - برخلاف اسکے اگر ایک کو بھی سزائے کافی ملگئی تو دوسرے بھی ڈر جائینگے - اور سمجھین گے کہ اگر ہم نے ظلم و زیادتی کی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا اور جب کسی عامل کی بدنیتی اور زیادتی ثابت ہوجائے تو بعد سزا اُسے پھر کسی عمل پر ہرگز مقرر نہ کرنا چاہئے -

۴ - چونگی کے متعلق بھی اسی کتاب مین امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ اس کام پر خداترس اور ایماندار و نیک کردار لوگون کو مقرر کرنا کہ جو چونگی اور عشر مین زیادتی نہ کرین اور مقرر کرنے کے بعد انکے حال سے غافل نہ رہنا چاہئے - انکے اعمال و افعال کی بھی پوری خبر رکھئے اور انکے کام کاج کی پڑتال کیلئے اور معتبر آدمی متعین کیجئے تاکہ اگر وہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر رکھین تو آپ کو فوراً اطلاع ہو جائے اور سزا دیسکین - ایسے لوگون کو کافی سزا دیجئے تاکہ ان کے ہم شربون کو زیادتی اور خیانت کا حوصلہ نہ ہو - اور جو لوگ امانت و دیانت سے کام کرین اُن کا ترقی اور احسان و اکرام سے حوصلہ بڑھانا چاہئے -

۵ - امام صاحبؒ نے اس کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ چنگی کے معاملہ مین غیر قومون اور غیر مذہب والون کے ساتھہ کیا اور کیسا سلوک کرنا چاہئے ؟ اسبارہ مین بھی آپ نے وہی اصول اختیار کیا ہے جو اس زمانہ مین تجارتی معاہدون کا اصول ہے - یعنی مساوات کا حکم دیا - اور سنداً لکھا ہے کہ ایک دفعہ ابوموسیٰ اشعری نے خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ جب ہمارے مسلمان تاجر دارالحرب مین بغرض تجارت جاتے ہین تو دارالحرب والے اُن سے عشر لیتے ہین - ہمین کیا کرنا چاہئے ؟ آپ نے جواب مین لکھا کہ جیسا کہ وہ مسلمان تاجرون سے کرتے ہین وہی تم بھی کرو اور اون سے عشر لیا کرو -

قانونِ جنگ کو دیکھو تو وہ بھی ہماری کتابون مین انہی اصول و قواعد کے ساتھہ موجود ہے جو اس زمانہ مین دُوَل عالم کا متفق علیہ ہین - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین لکھتے ہین کہ لڑائی مین سنگدلی اور غدر سے پرہیز کرنا چاہئے - سنداً لکھتے ہین کہ جب رسولخدا امراء کو غزا کے لئے بھیجتے تو نصیحت فرماتے کہ اللہ سے ڈرو - مسلمانون کے ساتھہ اچھا سلوک کرو - اللہ کا نام لیکر غزا کرو - اور کافرون پر تلوار اُٹھاؤ - سنگدل نہ بنو اور بیوفائی نہ کرو - بچون اور عورتون کو قتل نہ کرو - لیثؒ نے مجاہد سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب ختمیت مآبؐ (روحی فداہ) نے فرمایا ہے

لا تقتل فی الحرب الصبی ولا المرأۃ ولا الشیخ الفانی -

اسکے بعد امام صاحب لکھتے ہین کہ دشمن کے شہر مین آگ لگانا اور بغیر ضرورت پھلدار درخت اور نخل کو کاٹنا نہایت بُرا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے - جاننے والے جانتے ہین کہ یہ باتیں دول عالم کے جدید نئے پاس شدہ قانون کے موافق ہین - انمین اُسمین سرمو تفاوت نہین -

۶ - امام صاحب اسی کتاب مین قواعد جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ جنگ صفین کے دن جناب علی کرم اللہ وجہہ کے پاس فریق ثانی مین سے جو شخص قید ہو کر آتا تھا آپ اُس سے گھوڑا اور سلاح اور یہ عہد لے لیتے تھے کہ جنگ مین واپس نہ آئیگا - اور چھوڑ دیتے تھے - (جیسا کہ جاپانیون نے پورٹ آرتھر کے قیدیون کے ساتھہ کیا) آپ کو قیدیون کا قتل کرنا نہایت مکروہ معلوم ہوتا تھا - چنانچہ میدان جمل مین جسدن لڑائی ہوئی آپ نے پکار کر کہدیا کہ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو - اور نہ زخمی کے پیچھے پڑو اور نہ قیدیون کو قتل کرو - اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھہ رہے اُسے امان ہے اور جو ہتھیار ڈالدے وہ بھی ہماری طرف سے امن مین ہے اور ایسے لوگون کے مال و متاع پر بھی ہمارے ساتھی ہاتھہ نہ ڈالین -

۷ - آجکل اخبارات لکھتے ہین کہ عورتین زخمون کے علاج معالجہ کے لئے میدان جنگ مین جاتی ہین اور مسلمان ہین کہ اس امر کو نہایت ہی عجیب و غریب سمجھتے ہین حالانکہ ابتداء اسلام کے زمانہ مین مسلمان عورتین بکثرت اسی غرض سے میدان جنگ مین شریک ہوتی تھین اور مریضون اور زخمیون کی مرہم پٹی اور دوا درمن کرتی تھین - اور انکو غنیمت مین سے حصہ دیا جاتا تھا اب خیال کرنا چاہئے کہ اوس زمانہ کی مسلمان عورتون اور آجکل کی عورتون مین کتنا بڑا فرق ہے - کیا اب بھی کسی مین یہ ہمت اور شجاعت ہے کہ اپنے عزیزون کے ساتھہ میدان جنگ مین جاکر مریضون اور زخمیون کی خدمت کرے -

۸ - جنگ کے زمانہ مین مسلمان ایک شخص کے ساختہ پرداختہ کی برابر سمجھتے تھے - جو ایک کر گزرتا تھا دوسرے ہرگز اسکے خلاف نہ کرتے تھے - اگر ایک کسی کو پناہ دیدیتا تو دوسرے بھی اسکے عہد کی پاسداری کرتے یہانتک کہ اگر عورتین بھی کچھہ کہہ گذرتین تو سب ان کی بات کو پورا کرتے اور اپنی ایک بہن کی دل آزاری جائز نہ رکھتے تھے اسی قسم کی اور بہت سی باتین امام صاحب نے اپنے اس چھوٹے سے رسالہ مین درج کی ہین -

ناظرین ! جو کچھہ ہم نے بیان کیا یہ سمندر مین سے ایک قطرہ کی برابر بھی نہین - پس اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فضلائے اسلام نے قواعد فقہیہ کے استنباط مین کیسی کیسی موشگافیان کی ہین باوجودیکہ ۱۳ سو برس گذر چکے لیکن ابھی تک انکے اختیار کردہ اصول مبادی مین بال برابر فرق نہین آیا - اور پھر جو بات اختیار کی ایسے اصول پر قائم ہار کی جو نوع انسانی کی فلاح و صلاح کا ذمہ وار ہے اور یہ باتین بہت بڑی دلیل ہین اسبات کی وہ شریعت جس سے ایسے مسائل استنباط ہوئے ضرور من جانب اللہ ہے - اور آج جو آئین و قوانین یورپ کے تمدن اور ترقی کا باعث ہو رہے ہین وہ بھی سب اسی شریعت حقہ سے ماخوذ ہین - ہم نے جن موتیون کو کنکر سمجھ کر اپنے ہاتھہ سے پھینکدیا - یورپ نے بکمال دانشمندی اُنہین اُٹھا لیا - اسلئے آج اسکا ستارۂ اقبال اوج کمال پر ہے - اور ہم ذلت و خواری مین پڑے ہین -

اے مسلمانو ! اب بھی کچھہ نہین گیا ہے - اپنی شریعت کی پابندی کرو - اور جو باتین فی الواقع اس زمانہ مین بمقتضائے وقت نئی نکلی ہین اور تم اون سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو انہین بھی بے تامل اختیار کر لو - اس کوئی حرج نہین ہے - کیونکہ شریعت بدعت فی الدین کو منع کرتی ہے - نہ کہ دنیاوی معاملات مین غیرون سے مستفید ہونے کو - قوم اور مذہب کی غیرت ایسی بُری چیز نہین ہے جیسی کہ سمجھی جاتی ہے - لیکن شریعت اسلام کو بے سوچے سمجھے بُرا کہنا اور اوس کے اصول و مبادی کو موجودہ زمانہ کے خلاف بتانا بھی کوئی عقلمندی کی بات نہین ہے اگر تم شریعت کی پابند رہکر ترقی کرنا چاہو تو تم کو غیر قومون سے بہت ہی کم معنوی قرض لینا پڑیگا - اور شریعت کو چھوڑ کر نیا راستہ نکالنا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ کبھی فلاح نہ پاؤ گے ✣

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہ دین صاحب نمبردار و جاگیردار ماہل پور قریشی النسب ہین احمدی سلسلہ مین شادی کرنیکے خواہشمند ہین آمدنی معقول ہے - عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے - پرانے رشتہ دارون مین شادی نہین کرنا چاہتے -

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی ماہل پور درزی کا کام کرتے ہین پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے -

۳ - منشی عبدالرحمن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخان مستوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہین - احمدیون ہی مین شادی کرنا چاہتے ہین عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے دو لڑکے آٹھہ اور چار سال کی عمر کے ہین دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہین -

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہین وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہین -

مراسلت

ایک نیا معترض

۳ - جون کے روزانہ پیسہ اخبار کے اڈیٹوریل کالم مین حضرت مرزا صاحب کی زلزلہ والی پیشگوئی پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے کہ " جو لوگ زلزلہ کی پیشگوئی کر کے خلق خدا کو پریشان کرتے ہین وہ تخویف مجرمانہ کے مرتکب ہین "۔

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ یہ نوٹ منشی محبوب عالم صاحب کا اپنا لکھا ہوا نہین ہے کیونکہ اس نوٹ کو غور سے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا راقم صحیح النظری سے بالکل محروم ہے ورنہ وہ دوسرے پیشگوئی کرنیوالون کو الگ رکہکر حضرت اقدس کے اشتہارات کے اقتباسات (جنکی وجوہات پر یہ پیشگوئی کیگئی ہے اور جواس کے صحیح النظر نہ ہونیکی وجہ سے پوشیدہ رہ گئی ہین) کے اندراج سے پہلو تہی نہ کرتا افسوس کہ معترض نے تخویف مجرمانہ کی کوئی تشریح نہین کی - اگر وہ اعتراض کرنے سے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کے اشتہارات ایک خدا ترس دل لیکر پڑھ لیتا تو کبھی بھی اسکو ایسا نوٹ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی ہان اسبات کی جوابدہی اسی راقم نوٹ کے ذمہ ہے جس نے تخویف مجرمانہ کے ایکٹ کو ایک غیر متعلق معاملہ پر چسپان کر کے اوسکی ہئیت اور اصلیت کو بگاڑنا چاہا ہے - ہم معترض کو اسبات کا بھی یقین دلاتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے جس اشتہار میں گورنمنٹ عالیہ کو متوجہ کیا ہے اوس کی اشاعت صرف اسی بات کو لئے ہوئے ہے کہ مخالفین کی غلط بیانیون [illegible] کیا جائے ورنہ مخالفین کو چاہیئے کہ اس اشتہار سے کوئی ایسا فقرہ دکہائین کہ جس مین اس آنیوالی آفت کی پیشگوئی کو واپس لیا ہو ہان قطعی اور شرطی کے الفاظ سے راقم نوٹ کو جو غلطی لگی ہے وہ اسی کا حصہ تھا شاید وہ اصلاح اعمال کی شرط کو مہمل اور غفلت سے زندگی بسر کرنیکو بہتر سمجھتا ہو معترض صاحب یاد رکہین اور خوب یاد رکہین کہ انہون نے جو ایک داعی الی اللہ کے الہامات کی تضحیک اور تکذیب کی ہے - اس کا نتیجہ خلق خدا کے حق مین ایک خطرناک نتیجہ ہے جسکی جوابدہی سے معترض صاحب خدا کے سامنے ہرگز بری نہین ہو سکین گے باقی رہا یہ اعتراض (کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہے اسلئے وہ جنگل مین پڑے ہوئے ہین ؟) جس پر ہمین افسوس سے لکھنا پڑا ہے کہ اگر کسی حادثہ سے قبل از وقت اطلاع پا کر حفظ ما تقدم کے طریق پر عمل کیا جائے تو کیا اوسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عامل کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہوتا یہ ایک ایسا لچر اور لغو خیال ہے جو کسی دہریہ کے سوائے دوسرا کوئی کر ہی نہین سکتا - بالفرض اگر مان بھی لیا جائے تو پھر معترض کو اپنے حافظ پر زور ڈالکر یہ بتانا پڑیگا کہ جن نبیون کا ان (قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین واھلك الا من سبق علیہ القول ومن آمن + فاسر باھلك بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احدٌ) آیات مین ذکر کیا گیا ہے وہ (نعوذ باللہ) اپنے چال چلن مین ٹھیک اور ایماندار تھے یا نہین ہم امید کرتے ہین کہ آئندہ معترض اپنی موجودہ حالت کا جو ایک مامور من اللہ کی مخالفت سے یہانتک پہونچی ہے کہ وہ خدا کے پاک نبیون کی بے عیب لائف پر بھی اعتراض کرنے سے نہین چوکا ملاحظہ کر کے جواب الجواب لکھنے کی کوشش نہین کریگا بلکہ خدائے رؤف الرحیم سے یون معافی مانگنی چاہیئے کہ اے خدا چونکہ مین مخالفت کے جوش سے تیری سنت قدیمہ اور تیرے پاک کلام کو مدنظر نہین رکھہ سکا اسلئے تو مجھے معاف کر دے۔

اخیر پر ہم اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے ملتمس ہین کہ وہ آئندہ ایسے مبتدیون کی غلط رائون کو اپنے اخبار مین ہرگز جگہ ندین ۔

راقم ایک احمدی نکتہ رس ۔

ترجمۃ القرآن

ذیل مین مین اپنے مکرم مخدوم بھائی مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی کی مراسلت دربارہ ترجمۃ القرآن شایع کرتا ہون اس مراسلت مین انہون نے محض اپنے حسن ظن سے چاہا ہے کہ مین اس خدمت کو سرانجام دون ۔

مین نے اس ضرورت کو آج سے چھہ برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اتبک یہ ضرورت میرے دل مین کھٹکتی رہتی ہے - اور فی الحقیقت قرآن کریم کے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے + جہانتک قابلیت اور لیاقت کا سوال ہے مین ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس لایق نہین پاتا کہ قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شایع کر سکون ۔ تفسیر القرآن جو اس عاجز کی قلم سے نکلی ہے یہہ محض خدا تعالے کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے اس لحاظ سے اللہ تعالے کے فضل اور اسکی نوازش کا جب سوال پیش ہوتا ہے تو مین یقین رکھتا ہون کہ اسکی توفیق رفیق حال ہو تو میرے جیسا کم سواد آدمی بھی اس پاک خدمت سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ اور محض اسی کے فضل و کرم اور اسکی ہی تائید و توفیق پر بھروسہ کر کے مین انشاء اللہ ترجمۃ القرآن کا ایک نمونہ ۳۰ - جون ۱۹۰۸ء کے الحکم مین شایع کرونگا - اگر احباب نے مجھے کافی مدد دی تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے یہہ سعادت مجھے حاصل ہو - بہر حال وہ مراسلت یہہ ہے - ایڈیٹر ۔

ترجمۃ القرآن

ہم بچشم خود دیکھتے اور چوطرف سے یہ آوازین ہمارے کان مین گونج رہی ہین کہ یہان قرآن کا ترجمہ شایع ہوا اور وہان سے تفسیر نکلی - جس طرح اسکے پہلے مسلمانون نے قرآن مجید کو مہجور کر رکھا تھا بحمد للہ آج مسیح موعود کے بابرکت زمانہ مین ہر ایک مسلمان خواہ ہمارا موافق ہو یا مخالف قرآنی آیات و فرقانی استدلالات پر اعتصام کے لئے بڑی مستعدی ظاہر کر رہا ہے - مگر افسوس موافق و مخالف دونون کا مطمع نظر وہی تفاسیر ہین جنکو ایسے ہاتھون نے لکھا کہ جنکے پاس محض روایات و اقوال تفہیم معانی قرآنی کے لئے حکم و قاضی کا حکم رکھتے ہین ۔ روایت کشون نے جان فشانی کر کے اس قدر انبار کے انبار جمع کر ڈالے جسکے تاریک حجاب مین آیات قرآنی اور احکام ربانی کا نور بالکلیہ مستور ہو گیا ہے) مترجمون اور مفسرون نے اس امر کا خیال ایک ذرہ برابر بھی نہین کیا کہ ہمارا یہ ترجمہ اور ہماری یہ رائے دوسری آیات کے منشاء کے موافق ہے یا مخالف انکو صرف یہ فکر رہی ہے کہ ایک آیات کے تحت مین بہت سے اقوال گو باہم متضاد بھی اکٹھے کر کے وسعت نظر کی داد ناظرین سے لین چونکہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ان تمام رطب و یابس روایات سے دستکش ہو چکا ہے جو بصراحت کتاب مجید کے معارض مین پڑی ہوئی ہین اور اپنے امام آخر الزمان کی ہدایت پر قرآنی فیصلہ کو ہر حال مین مقدم رکھنا چاہتا ہے تو پس ایسی حالت مین اگر [illegible] درست کوئی ترجمہ قرآن اوس کے ہاتھہ مین نہ دیا جاوے اور وہی پرانا سبق اس کا زیر مشق رہے تو میری رائے مین ہدایات امام علیہ السلام کی پوری اطاعت اور اسپر استقامت کا دعوے سراسر دعوے بے دلیل ہے - اور امین اور غیر وفی مین [illegible] الامتیاز من کل وجوہ غیر ممکن خدا گواہ ہے کہ جب اسبات پر غور کرتا ہون کہ ہمارے مخالفون کے ہاتھون مین متعدد قرآن مجید کے تراجم موجود ہین اور ہمارا ہاتھہ اس نعمت الہی سے علے العموم تہیدست ہے تو آنکھہ دل کے صدمہ سے متاثر ہو کر آنسو بہانے مین مصروف ہو جاتی ہے - کاش یہ میری درد انگیز صدا کسی دولتمند احمدی بھائی کے کان مین پہونچے اور میرے دینی درد کو اپنا درد محسوس کرے تو کوئی عجب نہین کہ بہت جلد میرے مخدوم جامع علوم حکیم الامۃ عارف قرآن مجید و امام حضرت مولوی نور الدین صاحب بھیروی کا ترجمہ شایع ہو کر احمدی جماعت کے دلون مین سرور اور آنکھون مین نور بخشے - اور بہت شکوک و اوہام کے ازالہ کا باعث ہو - میرا مجروح دل و مضطر قلب ایک اور سہل تجویز کئے بغیر رہ نہین سکتا کہ اگر اخبار الحکم کے فاضل ایڈیٹر اخی شیخ یعقوب علی صاحب ہمارے درد کے درمان کے لئے تہوڑی سی تکلیف گوارہ فرماوین اس مبارک کام کو النزاماً شروع کر دین تو غالباً ہماری آرزو کی کشتی آج نہین تو کل ساحل مقصود تک پہونچ سکتی ہے -

الراقم

عاجز سید عبد الرحیم کٹکی نزیل حیدر آباد -

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیارپور مین برادرم عبد السلام کی شادی کی تقریب پر چودہری حسین خانصاحب نے عام تبلیغ اور پرانی اور بیہودہ رسمون کے استیصال کی نیت اور غرض سے جالندھر اور ہوشیارپور کے ضلع کی احمدی جماعتون کو دعوت دی تھی اور قادیان - وزیر آباد - سیالکوٹ - دہرم کوٹ بگہ سے بھی چند احباب کو تبلیغ اور تحریک کے لئے بلایا تھا - اسی تقریب پر ایڈیٹر الحکم بھی کاٹھہ گڑھ حاضر ہوا تھا - خدا تعالے کا شکر ہے کہ یہہ مجمع نہایت مبارک مجمع ثابت ہوا کہ اس موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کی اشاعت کی گئی - رشتہ داریون اور ناطون کو احمدی قوم ہی مین محدود کرنے کے لئے پرزور تحریک ہوئی جسپر کاربند ہونے کا احباب نے اعتراف کیا - چونکہ راجپوت قوم مین بدقسمتی سے بیوگان کے نکاح کو معیوب سمجھا جاتا تھا اسکے خلاف اقرار کیا گیا کہ اس سلسلہ کو جاری کیا جاوے - اور حصص وراثت مین جو لڑکیون کو خلاف شرع محروم کیا گیا ہے اسی دستور کو اٹھا کر حصص دئے جاوین خدا تعالے کا بڑا ہی احسان ہے کہ ایسے مبارک امور کے اجراء کی تحریک اس تقریب پر ہوئی + چودہری حسین خانصاحب اور چودہری غلام احمد خانصاحب جو دونون احمدی ہین اور کسی وجہ سے انمین پرانی نزاع چلی آتی تھی - محض خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنیکے لئے دونو بھائی گلے مل گئے اور نہایت فراخدلی اور شرح صدر کے ساتھہ باہم عفو تقصیر کر دیا - اس اتفاق سے احمدی جماعت کاٹھہ گڑھ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے اس لئے کہ چودہری غلام احمد خان صاحب اپنے ضلع مین ایک نہایت سرکردہ رئیس ہین خدا تعالےٰ اس اتفاق کو بہت ہی بابرکت کرے کسی قدر تفصیل سے اس شادی کے حالات پھر لکھون گا مین دونون بھائیون کو اور کاٹھہ گڑھ کی جماعت کو خصوصیت سے مبارکباد دیتا ہون -

مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بھی اس تقریب پر مدعو ہوئے تھے حافظ صاحب بہت جلد واپس آنا چاہتے تھے لیکن جماعت کاٹھہ گڑھ اور دوسری جماعتون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم

(انہ اوی القریہ)

الحکم

چیف بورڈ آف دی ادارہ ادبی نقشبندیہ … چھاپا در قادیان بہنچی | دوا بہنچی شفا بہنچی بغرض ۱۱-۱۱ ماہ بہنچی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے سے (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سی باہر سے ، (۴) غیر مذاہب والوں سے ـہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ ۱۲/

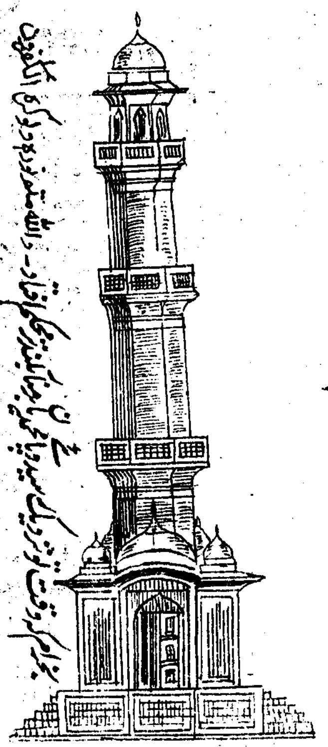

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد - واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون

فہرست مضامین

(۱) غزل در مدح الحکم - سرپرستان الحکم سی التماس صـ۱
(۲) دار الامان کا ہفتہ - تازہ الہامات و کشوف - صـ۲
" متفرق مضامین۔
(۳) تفسیر القرآن منہ مسیح الزمان - صفحہ ۱ و ۴
(۴) مذہبی دنیا پر سرسری نظر - صفحہ ۵
(۵) اسلامی عہد ملت کی ... تحریک ... - صـ۱
(۶) حضرت مسیح موعود کے ایک تازہ اشتہار صفحہ ۱۱
(۷) سوالات کے ... مسیح کی ... جواب
(۸) شیرازہ قوم - ایک آئینہ کا ... صفحہ ۱۲
(۹) ہماری شادیاں کیسے ہوں ...
" شیرازہ قوم کا اخباری پہلو۔ ۱۲
(۱۰) اشتہارات صفحہ ۱۳ و ۱۴ -

نمبر ۲۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ - جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۰ - ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

الحکم

میرے مکرم محترم منشی نواب خانصاحب ثاقب میرزا خانی جاگیر دار مالیر کوٹلہ الحکم کے متعلق ایک مراسلت بھیجتے ہیں - میں منشی صاحب موصوف کی عنایت کا تہ دل سے ممنون ہوں - اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ بحالت موجودہ الحکم کے حاشیہ زیرین جلد کے لیے کافی چھوڑا جاتا ہے اور اگر یہہ بہی ناکافی ہے تو آئندہ اس امر کا اور بہی لحاظ رہیگا۔ درس قرآن مجید کے متعلق آپ کی رائے قابل قدر ہے مگر افسوس ہے کہ میری رائے میں محض اشارات کافی نہیں ہیں یہی وجہ ہے جو میں نے تفسیر القرآن کو الگ کرنے کا عزم کیا - اللہ تعالے مجھے توفیق دے - آپ بہی دعا کریں + اسکے ساتھہ ہی آپ نے ایک نظم بہی ارسال فرمائی ہے جسکو میں ذیل میں چھاپ دیتا ہوں - ایڈیٹر

غزل در مدح الحکم

احمدیت کا مسلم ارگن ہے الحکم
اور انفاس مسیحا کا دہن ہے الحکم
دیکھئے یہہ اوسکے ہوتی ہے طبیعت باغ باغ
پُر فضا دلکشا خندان چمن ہے الحکم
اک بشاشت سے چمکتی صفحہ رخسار سے
دافع صد زحمت و رنج و محن ہے الحکم
اوسکے ہر نقطہ کو گر خال رخ ایمان کہیں
دلبر سیمیں عذار و سیمتن ہے الحکم
ہفتہ بہر کے بعد ہوتا ہے خاص احمدی کا
احمدی احباب کی اک انجمن ہے الحکم
بہینی بہینی اسکی خوشبو پہیلتی ہے دور دور
گلستان یاسمین و نسترن ہے الحکم
حفظ ایمان کیلئے گر حرز جان رکہیں بجا
قوۃ روحانی غذائے جان و تن ہے الحکم
ہیں صدائیں میٹھی میٹھی اور نغمہ شکریں
خوب گویا طوطئے شکر شکن ہے الحکم
اپنی رعنائی کے نشہ میں اگرچہ ہے حال مست
دلبری و دلستانی میں مگن ہے الحکم
ٹکٹکی باندہے ہوئے رہتے ہیں ہم مشتاق دید
چلتے چھپتے منہ پہ کیوں پردہ فگن ہے الحکم
چہرہ زیبا چھپا لیتا ہے کیوں یہ ماجرا تھا
مہر عالمتاب کی روشن کرن ہے الحکم
داغ فرقت میں پڑے جلتے ہیں یا روتے ہیں ہم
سوز دل اور چشم تر پہ خندہ زن ہے الحکم
ہفتہ بہر بعد ہی آنکہیں ملاتا ہے قسم
کیا ہی شرمیلی حیا پرور دلہن ہے الحکم
اوسکی شمع رخ پہ جان دیتے ہیں ہم پروانہ وار
سرد مہری کے سبب دل کی جلن ہے الحکم
ثاقبا بن بن کے ناصح اوسکو سمجہاتے ہو کیوں
وعظ کہنے میں تو خود شیریں دہن ہے الحکم

خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلوی مرزا خانی۔

سرپرستان الحکم سی التماس

اخبار کی ضرورت اور پہر اسکے ضروریات کو مد نظر رکھنا قوم کا فرض ہے - میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اخبار میں بار بار ان مشکلات کا ذکر کروں جو آئے دن مجھے اپنے بعض سہل انگار ناظرین کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی ہیں - باوصفیکہ قبل از وقت انہیں بذریعہ کارڈ ترسیل قیمت کے لیئے یاد دہانی کی جاتی ہے اور وی پی کی اطلاع دیجاتی ہے - پہر بہی بعض بزرگ واپس کر دیتے ہیں اور وجہ انکار کچھہ بہی نہیں لکہتے میں نے آج کی تاریخ سے یہ التزام کر لیا ہے - کہ جو شخص مطبع کے مرسلہ وی پی کو (جبکہ اسے قبل از وقت اطلاع دی جا چکی ہو اور اسنے مطبع کو مطلع نہ کیا ہو کہ وہ کس وقت قیمت ادا کرے گا) واپس کرے گا۔ اسی تاریخ سے اسکے نام الحکم بند کر دیا جاوے گا - اگر قومی خدمت کا یہی صلہ ہے کہ ایک شخص دل و دماغ کے قیمتی حصہ کو انکی نذر کرے - اور بہت ساری ذمہ واریوں کو اپنے سر لیتا ہوا انکے لیئے وہ ذخیرہ جمع کرے جو ان کی روحانی بہلائی کے لئے بہترین ذخیرہ ہو اور اسپر اسکی واجب الادا قیمت بہی عند الطلب نہ دی جاوے تو یہ بہی بری بات ہے۔ پس میں اس قاعدہ کو اہم قرار دیتا ہوں - سرپرستان الحکم سے امید ہے توجہ کرینگے - اور بروقت چندہ ادا کرنے والے خریداروں کے بہم پہونچانے میں سعی - اللہ تعالے انکے ارادوں اور ہمت میں برکت دے + الحکم کی قیمت کے متعلق یہہ آخری التماس ہے ہاں جس شخص کے حساب میں کوئی غلطی ہو اسکا فرض ہے کہ وہ اگر اطلاعی کارڈ پر اطلاع نہ دے سکے تو وی پی بطور امانت رکھہ کر فیصلہ کرے واپس کرنے میں مطبع کا سخت نقصان ہوتا ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

+ ان امور کی حتی الوسع اصلاح کی گئی ہے اور وہ باقاعدہ شایع ہوتا ہے ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے خوب تندرست ہیں اور ابھی باغ ہی میں قیام پذیر ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا ایک ضمیمہ لکھ رہے ہیں جسکا ایک حصہ آج کے الحکم میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں حضور نے ایک مضمون کے متعلق ہے جو روزانہ پیسہ اخبار میں کسی شاہجہانپوری نے چھپوایا تھا۔ معلوم نہیں شاہجہانپور سے منشی محبوب عالم کو کیا انس ہے جو وہاں کی مخالفانہ تحریرین لاجہٹ چھاپ دیتے ہیں قطع نظر اسکے کہ وہ کس پایہ کی ہیں۔

۲۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت بحمد اللہ اب بالکل صاف ہے اور خدا تعالےٰ کے وعدہ اور بشارت کے موافق ردّ علیہا روحہا وریحانہا آپ نے شفا پائی۔ آنکھ کے اندھوں کو نشانات نظر نہیں آتے لیکن ہم یہاں ہر روز آیات اللہ کو دیکھتے ہیں والحمد للہ علےٰ ذالک۔

۳۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی طرح ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت مدّ ہال ہے ضعف کی شکایت ہے باایں درس قرآن مجید اور طالبعلموں کے روزانہ سبق بدستور ہو رہے ہیں۔ آپکی اسقدر مصروفیت اور باوجود نحیف اور کمزور ہونے کے آرام نکرنے کی زندگی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ وقت کی کسقدر قدر کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ایسے محسن اور صاحب فیض انسان کو دیر تک زندہ رکھے آمین۔

۴۔ حضرت فاضل امروہی صاحب امروہہ میں ہی تشریف فرما ہیں۔ اور تبلیغ کر رہے ہیں۔

۵۔ منشی محمد عمر صاحب کشمیر سے دو ہفتہ سے آئے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس کے حضور حاضر ہیں۔ کریام راہون۔ ضلع جالندھر سے اور شہر ... ضلع ہوشیارپور کی جماعتوں میں سے ایک معقول تعداد حاضر ہوئی۔ ایسا ہی گجرات کے ضلع سے اور بعض دوسرے مقامات سے لوگ حاضر ہوئے۔ اور یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ٹھیرے۔

۶۔ ۱۹۔ جون ۱۹۰۹ء کو منشی عبدالرحیم صاحب نے جو کچھ دنون آریہ سماج میں بھی شامل رہے ہیں مسجد ... میں آریہ سماج کی خدمت میں ایک گذارش سنائی جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیانندی ... درپن

(۱) ... سوامی آریہ ... جیت لائے
... ... آئے
... ...
... گذشتہ ایک ... آتا ہے۔

(۲) دیانند کے شش ... دہرم کین بہت ناش۔
پنڈت سمجھت ... پر کاش۔
دیانند کے شاگرد ... ایمان کا ستیاناس کر دیا ہے
جو کوئی ستیارتھ ... تین دہرم کی ... سمجھتا ہے

(۳) بید پڑہنا ... آپ
ایشور کرتا ... دہرک مورکہ باپ
بڑا دیا خود کچھ دعویٰ نہیں کرتا + خواہ مخواہ
کم عقلی سے اس کو خدا کا کلام بنا کر گنہگار ہوتے ہیں۔

(۴) جیوا نا دی تم کہو پر کرتی آن آد۔
کاہے گاوت تم پہر ایشور کے دہن باد؟
روحکو تم انادی سمجھتے ہو۔ اور مادہ کو ازلی خیال کرتے ہو پھر کسلئے شانتی سرور کا مذکورہ بہن گاتے ہو۔

(۵) موکھش تم دو چار دن پیشو آدتت کال۔
سوچن کر تبلائیو کہان گرد گھنٹال۔
تمہاری نجات محض چار دن ہے اور پھر حیوان وغیرہ بنانا ہے ذرا دلمیں غور کر کے تبلائے کہ ایسا گرو صاحب کہاں ہیں۔

(۶) اوستت سگری رین ہو پرتت نہ بولت ایش
پاپ منہ جو نیادیت کہ اس تم جگدیش
اگر کوئی تمام رات عبادت کرتا ہے تو بھی تمہارا ایشور نہیں بولتا + اور اگر پاپ ہو تو جہٹ تناسخ کے چکر میں ڈالتا ہے۔ یہ ہے تمہارا ایشور جگدیش +

(۷) پتر بھیلے پراتی مجھے مہر دادیت
آتے جنا سون نیوگ کر دان دیر لیت
بیٹا لینے کی خاطر اپنی منکوحہ بیوی کو بھیج دیتے ہیں۔ اور غیر آدمی سے نیوگ کروا کر دیر ج کا دان لیتے ہیں

(۸) واکو تم کا کہت ہو بھنگ پیت جوجن
بھیون ابشر بہم ہان منسچہ ہرسن
اس شخص کو (دیانند) تم کیا کہتے ہو۔ جو بھنگ پیئے اور کہے مجھے یقین ہے۔ کہ میں ہی خدا ہوں۔

(۹) چیتن شدھ مہاراج کی ہنس ہے کرتوت
شنکا ہم وٹار دے کیوں واکا پوت سپوت
بھائیو شدھ چیتن (دیانند کا پہلا نام) مہاراج کی کرتوت ہے۔ اگر کوئی ان کا لائق چیلا ہے۔ تو ہمارے اس اعتراض کا جواب بادلائل دے۔

(۱۰) رہبر آرج بھائیو تم پر نیا سیت
پرتسوا احمد کرشن سون ابہون لگس میت
(پاگل پن تک پہنچے ہوئے مسافر کا) رہبر آریہ بھائیو تمہارا پرانا دوست ہے۔ مگر اب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) احمد کرشن اوتار کے خدام میں داخل ہے
الحمد للہ

۷۔ ہفتہ زیر اشاعت میں منشی کرم علی صاحب سنگساز ضیاء الاسلام پریس کے ہاں دوسرا بچہ پیدا ہوا + حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ کا نام ... رکھا۔ اللہ تعالےٰ اس مولود کی عمر دراز کرے اور وہ خادم دین ہو۔ آمین۔ ایسا ہی میر مہدی حسن صاحب خادم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں بھی بچہ پیدا ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کی عمر بھی خدمت دین میں دراز کرے۔
آمین

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مینے نہایت افسوس کے ساتھ سنا کہ میرے محترم دوست منشی چودہری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور کی اہلیہ حالت زچگی میں فوت ہو گئی۔ تھوڑے دن ہوئے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے منشی صاحب موصوف کو بچہ عطا کیا تھا۔ اس حالت زچگی میں بچہ کی والدہ بیمار ہو کر راہی ملک بقا ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ منشی صاحب موصوف کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ اور مرحومہ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے + اور اس بچہ کی عمر خدمت دین میں دراز کرے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

تازہ الہامات وکشوف

۱۶۔ جون ۱۹۰۹ء۔ قبل از نماز صبح میں اپنے مکان میں کمرے کے اندر کھڑا ہوں اسوقت دیکھا کہ باہر ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے۔ وہ بہت بُری حالت میں ہے اور اُسکے سر کے بال مقراض سے کٹے ہوئے ہیں کوئی زیور نہیں اور نہایت ردّی اور مکروہ حالت میں ہے اور سر پر ایک میلا سا کپڑا پگڑی کیطرح لپٹا ہوا ہے اسکے ساتھ بات کرنے سے مجھے کراہت آتی ہے نماز عصر کا وقت ہے میں جلدی سے اُٹھا ہوں کہ نماز کے لئے چلا جاؤں کچھ کپڑے مینے ساتھ لئے ہیں کہ نیچے جا کر پہن لونگا یہ جلدی اسلئے کی کہ اس عورت کو میرے ساتھ بات کرنیکا موقع نہ ملے پس مینے جلدی کے سبب پگڑی کو باندھا نہیں لیا اور پشمینہ کی سرخ چادر اوپر لے لی اور کمرے سے نکلا جب میں اسکے برابر گذرا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ "اُس پر آفت پڑی آفت پڑی" اور دیکھا کہ وہ عورت ایک نہایت ذلیل شکل میں کوڑہنوں کی طرح بیٹھی ہے۔ فقط

نوٹ۔ یہ وہی عورت معلوم ہوتی ہے جسکے متعلق اسی اخبار میں درج ہوا تھا کہ میں انکو سزا دونگا میں اس عورت کو سزا دونگا" ... ہمارا گناہ ہوں کہ اے خدا بخش او دشمنوں ... پڑنے سے بچا کوئی ...

۱۹۔ جون ۱۹۰۹ء ہماری جماعت کے چار آدمیوں میں کی جو سخت بیمار ہو رہے تھے اسی جگہ ... ان میں سے ایک کے متعلق یہ الہام ہوا۔ خدا نے اُسکو اچھا کرنا ہی نہیں تھا۔ بے نیازی کے کام ہیں۔ اعجاز المسیح" یعنی اسکی موت

تقدیر مبرم کیطرح تھی گویا مبرم تھی مگر یہ معجزہ مسیح موعود ہے کہ اسکو خدا نے اچھا کر دیا مبرم تقدیر قابل تبدیل نہیں ہوتی۔ مگر بعض تقدیریں مبرم سے سخت مشابہت رکھتی ہیں اور بنظر کشفی مبرم معلوم ہوتی ہیں ایسی تقدیر ایک صاحب برکت اور صاحب حال کی کامل توجہ اور اقبال علی اللہ سے ... ٹل سکتی ہیں +

پیسہ اخبار اور ایک تازہ نشان کا دہکا

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

لاہور سے جو خبریں بذریعہ خطوط موصول ہوئی ہیں اور پنجاب سماچار لاہور نے غدر شکنی کی سرخی سے جو مضمون لکہا ہے اسے پڑھ کر سنت الٰہی کا عبرتناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے + پیسہ اخبار نے جس انداز سے حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا ٹھیکہ لیا ہوا اور اپنے اخبار میں بلاوجہ جس طرز اور طریق سے خدا کے جری کی اہانت اور ہتک کے سلسلہ کو جاری رکہا وہ پیسہ اخبار کے پڑہنے والوں سے مخفی نہیں۔ یہانتک کہ اس امر پر ناز کیا جاتا تھا کہ پیسہ اخبار ہی سب سے بڑھ کر مخالفت کرنے والا ہے + وہ لوگ (جو ماموروں اور انکے مخالفوں کے انجام کو شوق سے دیکھنے والے ہوتے ہیں۔) اس آخری نظارہ کو دیکھنے کا انتظار کرتے تھے جبکا پردہ لاہور کے اخبار پنجاب سماچار نے آخر اٹھا دیا۔

مینے جب ان حالات کو پڑھا اور سُنا تو میری نظر کے سامنے وہ کلمات پھر گئے جو ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۹ء کے الحکم میں پہلے اور دوسرے صفحہ پر نہایت جلی قلم سے لکھے گئے تھے اور وہ یہ ہیں:
"بدقسمت ناعاقبت اندیش پیسہ اخبار اگر ہمارے ساتھ اپنے مقدمہ فوجداری کو زمین تک محدود رکہتا تو ممکن تھا کہ اسکا منحوس وجود بے اتفاقی اور اعراض کے تاریک گڑھے میں بے فائدہ کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا جاتا مگر شقاوت اور انانیت نے اسے صبر کرنے نہیں دیا جب تک اس نے خدا کے اپنے ہاتھ سے قایم کردہ سلسلہ کے ساتھ اپنے مقدمہ کو آسمان پر نہیں پہنچا لیا۔ اب وہ دیکھے گا اور دیکھنے والے دیکھیں گے کہ آسمان سے کھلا کھلا اور حق و باطل میں فرق کر دینے والا فیصلہ کس کے حق میں نازل ہوتا ہے"

اب وہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ نازل ہو گیا ہے جسکی تفصیل میں محض اسلئے کہ یہہ ایک آیت اللہ ہے الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز کرونگا۔ ورنہ میں ایسے شرمناک واقعات کے اظہار سے بھی الحکم کو الگ رکہنا چاہتا تھا۔

اور ان واقعات کے اظہار سے میری غرض صرف یہ ہوگی کہ تا نوع انسان کو فایدہ پہونچاؤں اور ان لوگوں کو جو اپنی تیز زبانیوں سے خدا تعالےٰ کے راستبازوں اور ماموروں کی ہتک

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

نے معمولی طور پر مذہبی اختلاف تہا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تہا ہیبت کہا گیا کہ قیصر کے پاس آپکی شکایت کی جائے گی - اور پہر [illegible] پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکہنے کے لایق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اسوقت جو مسیح ابن مریم عدالت میں پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تہا کہ مین اس شخص مین کوئی گناہ نہین دیکہتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجہے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجہپر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہین لگاتا - یہ دونون قول دونون پیلاطوسون کے بالکل باہم مشابہ ہین اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قایم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیوں کے حوالے کر دیا تو یاوہ اس سپردگی سے غمگین تہا اور اصل عورت بہی غمگین تہی - کیونکہ وہ دونون مسیح کے سخت معتقد تہے لیکن یہودیوں کا سخت شور و غوغا دیکہکر بزدلی اوس پر غالب آگئی ہان البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی مین وہ کامیاب بہی ہو گیا مگر بعد اس کے کہ مسیح صلیب پر چڑہایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تہی - بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تہی - دیکہو عبرانیان باب ۵ آیت ۷ بعد اسکے مسیح اوس زمین سے پوشیدہ طور پر بہاگ کر کشمیر کیطرف آگیا اور وہین فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خانیار مین اوس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تہا لیکن تاہم اوس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تہی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکہتا مسیح کو چہوڑ دیتا تو اسپر کچہہ مشکل نہ تہا اور وہ چہوڑ دینے پر قادر تہا مگر وہ قیصر کی دہمکی سے ڈر گیا - لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریوں کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اسجگہ بہی قیصرہ کی بادشاہت تہی لیکن یہ قیصرہ اوس قیصر سے بدرجہا بہتر تہی - اسلئے کسی کو یہ ممکن نہ تہا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چہڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹہایا گیا تہا اور بہرے [illegible] اور بہت سے قومون کے مدد گار جمع ہو گئے تہے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکہایا کہ جو اس نے مجہے مخاطب کر کے کہا تہا کہ مین آپ پر خون کا الزام نہین لگاتا سو اس نے مجہے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کو [illegible] مگر اس پیلاطوس نے جو کچہہ عدالت کا تقاضا تہا اوس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس مین بزدلی کا رنگ نہ تہا جسدن مین بری ہوا اوس دن اس عدالت مین ملکی فوج کا ایک چور بہی پیش ہوا یہ اس سے واقعہ تہا کہ جیسا کہ پہلے مسیح کے ساتھہ بہی ایک چور تہا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھہ کے چور کو تو پکڑا گیا اوس پہلے چور کیطرح جو پہلے مسیح کے ساتھہ پکڑا گیا صلیب پر نہین چڑہایا گیا اور نہ اسکی ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی -

اب پہر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکہتے ہین کہ سورۃ فاتحہ مین جس قدر حقائق و دقائق و اسرار جمع ہین کہ اگر ان سب کو لکہا جائے تو وہ باتین ایک دفتر مین بہی ختم نہین ہو سکتین ہی ایک حکیمانہ دعا کو دیکہو کہ جو اس سورہ مین سکہائی گئی ہے یعنے اهدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکہتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی کنجی ایک ہی ہے - جو ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہین پا سکتے اور نہ اوس کے فوائد سے منتفع ہو سکتے ہین جبتک کہ ہمین اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہین خواہ وہ سلطنت اور وزارت کی ذمہ واریون کے متعلق ہون اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق رکہتے ہون اور خواہ علمی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہون اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور مین کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جبتک کہ اون کے بارہ مین ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اسکام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت مین یہی اپنا فرض سمجہتا ہے کہ اس مشکل سربستہ کے بارہ مین ایک لمبے وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تا کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجہے ہوئے کام کو چلانا اس بات کو چاہتا ہے کہ اوس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدہی راہ کسی امر کے متعلق ہاتہہ مین آجائے تو یقیناً وہ امر بہی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکہی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹہیک علاج نہین ہو سکتا جبتک اوس مرض کی حقیقت کہلی اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نہ نکل آوے کہ دل فتوے دیدے کہ اس راہ مین کامیابی ہوگی - بلکہ کوئی انتظام دنیا مین ہو ہی نہین سکتا جبتک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتہہ مین لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جسپر قدم رکہا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسلئے دوسری سورت مین جو سورۃ البقر ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع ہی مین فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یعنی انعام پانیکی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین* - پس یہہ دعا یعنی دعا اهدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کیطرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی و دنیوی کے وقت مین اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف راہ ڈہونڈہے جس سے باسانی مطالب تک پہونچ سکے - اور دل الیقین سے بہر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خداجوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا اوسکا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی تو پہر اوسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بناتا ہے اون کے گلے پڑ گیا ہم نہین سمجہہ سکتے کہ مسیح ابن مریم مین دوسرون کی نسبت کیا زیادتی تہی جس سے اوسکی خدائی کا خیال آیا - معجزات مین پہلے اکثر نبی اس سے بڑہکر تہے جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور ایلیا نبی اور مجہے قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتہہ مین میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ مین ہوتا تو وہ کام جو مین کر سکتا ہون وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجہہ سے ظاہر ہو رہے ہین وہ ہرگز دکہلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجہہ پر پاتا جبکہ مین ایسا ہون تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اوس پاک رسول کا جسکی غلامی کیطرف مین منسوب کیا گیا - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ اسجگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہین جاتا خدا جو چاہے کرے جو اوس کے ارادہ کے مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد مین نامرادی نہین بلکہ مر کر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا - ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجہے پہچانا مین خدا کی سب راہون مین سے آخری راہ ہون اور مین اوس کے سب نورون مین سے آخری نور ہون بدقسمت ہے وہ جو مجہے چہوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے -

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سنت ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیان جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکہلائین مثلاً قرآن شریف مین بظاہر نظر پنجگانہ نمازون کے رکعات معلوم نہین ہوتین کہ صبح کسقدر اور دوسرے وقتون مین کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچہہ کہول دیا ہے یہ دہوکا نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑہ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتہہ ہی وجود تہا مسلمانون پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تہے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تہا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تہا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکہا کر بخوبی لوگون کو سمجہا دین پس رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتین کردنی کے پیرایہ مین دکہلا دین اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تہا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قایم ہو چکا تہا کیا جب تک حدیثین جمع نہین ہوئی تہین لوگ نماز نہ پڑہتے تہے یا زکوٰۃ نہ دیتے تہے یا حج نہ کرتے تہے یا حلال و حرام سے واقف نہ تہے - ہان تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثین کہولکر بیان کرتی ہین اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگون کو ادب قرآن نہین دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو

---

* سورہ فاتحہ مین راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ مین گویا وہ دعا قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی ہے - منہ

* اہل حدیث فعل رسول و قول رسول دونونکا نام حدیث ہی رکہتے ہین ہمین اون کی اصطلاح سے کچہہ غرض نہین در اصل سنت الگ ہے جسکی اشاعت اہتمام خود آنحضرت نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہی جو بعد مین جمع ہوئی - منہ

ذریعہ سے قرآن پر قاضی ہیں جیسا کہ یہودیون نے اپنی حدیثون کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادمون کے ہونے سے بڑہتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے ۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے ۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ میں ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکہایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اس زمانہ میں ہدایت کر رہے تہے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تہا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈالدیا تہا سنت ان باتون کا نام نہیں ہے جو سو ڈیڑہ سو برس بعد کتابون میں لکہی گئیں بلکہ اون باتون کا نام حدیث ہے اور **سنت** اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانون کی عملی حالت میں ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانون کو لگایا گیا ۔ ہان حدیث بہی اگرچہ اکثر حصہ اوس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لایق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر ہے **پس حدیث** کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہان اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لایق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور مین جانتا ہون کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکہے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثون کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہرحال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اوٹہاؤ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے منسوب ہیں اور جب تک قرآن و سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بہی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس

کی تائید مین تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اوسکی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پہینکدو کہ وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکہتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ مین یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجہو اور ایسے محدثون اور راویون کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہون نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہزارہا ایسی حدیثین صدہا ہین جنمین پیشگوئیان ہین اور اکثر ان مین سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہین پس اگر کوئی حدیث اون مین سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس کو نہین مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اوسکا متدین نہین ہے تو اس صورت مین تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کرو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثون کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دوگے پس اس صورت مین تم اسلام کے دشمن ٹہیرو گے اور اللہ تعالے فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہین ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے مین کسی محدث نے غلطی کہائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جہوٹی حدیث کو سچی کر کے خدا نے غلطی کہائی اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بہی بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہین جو قرآن کے موافق ہین تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثون پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بہی ہین جنہون نے اسلام مین فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکہتا ہے یہانتک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتون مین کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑہتا ہے کوئی اس پڑہنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتہہ

باندہتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہین كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تہا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگون کو ہلاک کر دیا شیعہ بہی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حاکم ٹہیراتے تو ایک سورت نور ہی ان کو نور بخش سکتی تہی مگر حدیثون نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے ٭ جو اہل حدیث کہلاتے تہے کچہہ مدت سے ان لوگون نے توریت کو چہوڑ دیا تہا اور جیسا کہ آجتک اون کا عقیدہ ہے اون کا یہ مذہب تہا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو ان مین ایسی حدیثین بکثرت موجود تہین کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنی عنصری وجود کے ساتہہ نازل نہو تب تک ان کا مسیح موعود نہین آئیگا ان حدیثون نے ان کو سخت ٹہوکر مین ڈالدیا اور وہ لوگ ان حدیث پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نکر سکے کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحیی نبی ہے جو الیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اوسکا وجود لیا ہے پس تمام ٹہوکر ان کی حدیثون کے سبب سے تہی جو آخر کار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثون کے معنون مین بہی غلطی کرتے ہون یا حدیثون مین بعض بعض انسانی الفاظ مل گئے ہون غرض شاید مسلمانون کو اس واقعہ کی خبر نہ ہوگی کہ یہودیون مین حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تہے انہون نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتوے لکہا اور اون کو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابون کو مانتا نہین خدا نے الیاس کے دوبارہ آنیکی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلین کرتا اور بغیر کسی قرینہ صادقہ کے ان خبرون کو کسی اور طرف کہینچ کر لے جاتا ہے ✗ اور حضرت مسیح کا

نوٹ ٭ انجیل مین نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی گئی تہی جو کہ طالمود کی حدیثون اور روایتون مین ظاہر کئے گئے تہے ۔ یہ حدیثین سینہ بسینہ حضرت موسیٰ تک پہونچائی جاتی تہیں اور کہا جاتا تہا کہ یہ موسیٰ کے الہامات ہیں ۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تہا کہ توریت کو چہوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑہنے پر لگایا جاتا تہا بعض امور مین طالمود توریت کے مخالف ہے تب بہی یہود طالمود کی بات پر عمل کرتے تہے دیکہو مؤلفہ یوسف بارکلی مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء ۔

✗ جو فتوے حضرت عیسے علیہ السلام پر کفر کا فتوی لکہا گیا اوس وقت وہ پولوس بہی مکفرین کی جماعت مین داخل تہا جس نے بعد مین اپنے تئین رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی مین آپ کا سخت دشمن تہا جسقدر حضرت مسیح کے نام پر

نام اونہون نے صرف کافر نہین بلکہ ملحد بہی رکہا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پہر دین موسوی باطل ہے وہ انکے لئے فیج اعوج کا زمانہ تہا جہوٹی حدیثون نے اون کو دہوکا دیا ۔ غرض حدیثون کے پڑہنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹہیرا کر اس حالت تک پہونچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو اونہون نے کافر اور دجال کہا اور اس سے انکار کر دیا تاہم مسلمانون کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس مین صاف طور پر لکہا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام وفات پا گئے ۔ ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابین بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکہتی ہین اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہین ۔

اے خدا کے طالب بندو ! کان کہولو اور سنو یقین جیسی کوئی چیز نہین یقین ہی ہے جو گناہ سے چہوڑاتا ہے یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے کہ جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چہوڑ سکتے ہو ۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو ۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو ۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسی ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چہڑا دے گا ایسا جہوٹ مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کیلئے یقین کا محتاج تہا اور اوس نے یقین کیا اور نجات پائی ۔ افسوس ہے اُن عیسائیون پر جو یہ کہہ کر مخلوق کو دہوکا دیتے ہین کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ مین غرق ہین وہ نہین جانتے کہ اُن کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت مین ہے شراب کی مستی اُن کے دماغ مین ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اُترتی ہے اوس سے وہ بیخبر ہیں ۔

(باقی آئندہ)

بعد پولوس تو ایک رسول بن جا بیٹہا اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت لکہا ہے کچہہ درست نہین کہ عیسائی خوب جانتے ہین افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک مین رہے بہت دکہہ دیا تہا اور جب وہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کیطرف چلے آئے تو اس نے ایک جہوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریون مین اپنے تئین داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گہڑا اور عیسائیون پر سور کو جو توریت کے رو سے ابدی حرام تہا حلال کر دیا اور شراب کی بہت وحست دیدی اور

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

الحق یعلو ولا یعلیٰ

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا زور اور اثر خود عیسائیون کے مُنہ سے ظاہر ہو رہا ہے - بارہا الحکم کے انہین کالمون مین ظاہر کیا گیا ہے کہ کس طرح پر عیسائی اخبارات - عیسائی علماء عیسویت کی کمزوری کا اظہار کر رہے ہیں۔ حال مین چرچ آف انگلینڈ کے کئی سو پادریون نے ملکر ایک اشتہار شایع کیا ہے جسکا مختصر سا مضمون ذیل مین درج کرتا ہون اس اشتہار کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا - کہ کس طرح پر صلیب ٹوٹ رہی ہے - یہہ اندرونی حربے ہین جو عیسویت کے بت کو پاش پاش کر رہے ہین - وہ مضمون یہ ہے - کہ آجکل کی سائنس نے جو کہ دن بدن ترقی کر رہی ہے یہ بتلا دیا ہے کہ بائیبل مین جو تواریخی حصہ ہے اس کو ہم الہام کہکر ثابت نہین کر سکتے - اگر بائیبل کے پرانے اور نئے نامہ پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جاوے - تو معلوم ہوگا - کہ بہت سی باتین ایسی ہین جن کو تاریخی واقعات سے زیادہ وقعت نہین دیجا سکتی - ان کا اعلام کی خوشی ہے - کہ ان کے بہت سے ہم پیشہ بھائی پرانے عہدنامہ کی بابت تو یہ خیال ظاہر کرنے لگ گئے ہین - لیکن نئے عہدنامہ کے متعلق وہ خیالات ظاہر کرنے کی جرأت ہونی چاہئے - ان کو اس امر کی شکایت ہے - کہ اگر وہ بائیبل کے تاریخی واقعات کو تنقیدی نظر سے دیکھیں - تو ان کے عیسائی بھائی ان کو خارج کرنے کی دھمکی دیتے ہین - اور ان کے اس کام کو بری نظر سے دیکھتے ہین - انکا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ کنایہ - کہ مرید عیسائی ان کو تنگ کرین - اور اس طرح کئی سو لایق پادری چرچ سے علیحدہ ہو جائین - انکا خیال یہ بھی ہے - کہ لوگون کی روحون کو ان تاریخی واقعات کی بنا پر جو کہ بواسطہ تاریخ کے مطالعہ کے ثابت نہین ہو سکتے - پر دہشت دینا عیسائی چرچ کے لئے خطرناک ہوگا۔

عیسائی کیونکر بنائے جاتے ہین

ڈاکٹر پنیل ایک مشنری

ڈاکٹر پنیل جو بنون مین رہتے ہین .... یہہ وہی ڈاکٹر پنیل ہین جنہون نے سادھو والے لباس مین انڈیا کے بعض بڑے بڑے شہرون کا سفر کیا تھا - وہ قادیان بھی آئے تھے انہون نے اپنے سفرنامہ مین عیسائی بنانے کے راز پر روشنی ڈالی ہے - جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے مین درج کرتا ہون - ڈاکٹر پنیل نے سنہ ۱۸۹۹ء مین بھی ایک لمبی چٹھی کے ذریعہ مشنریون کو متنبہ کیا تھا چنانچہ ہم نے الحکم مین بھی اسوقت انکی اس تحریر پر نوٹس لیا تھا - اور اب جو کچھ عیسائیت کی ترقی کا راز انہون نے کھولا ہے وہ اور بھی قابل غور ہے +

کئی مشنون مین یہ قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلا تحقیقات یا کچھ یونہی سا دریافت کرکے چوہڑون اور چمارون کو اصطباغ دیکر ان کا نام بدل دیتے ہین اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ ان کے بد افعال مسیحی مذہب کے لئے ایک سخت دھبہ ہوتے ہین - اور ہندون اور مسلمانون کے دلون مین مسیح کی طرف سے ایک قسم کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے - پنجاب کے بعض اضلاع مین مسیحیون کو طنزاً "کرانی" کہا جاتا ہے لیکن اس علاقہ مین (مراد ضلع مراد آباد وغیرہ سے ہے) مسیحیون کے لئے عام طور پر لفظ چوہڑے اور چمار مستعمل ہین - اس مین زیادہ دقت ... لذا ہے سے شاید یہ خیال ہو سکتا ہوگا کہ ان کی ایک بڑی تعداد بہت جلد صحیح یا ... کو تیار ہو جاتی ہے - یون اون مہاجنون کو جو انگلستان اور امریکہ سے چندہ بھیجنے مین خوش ہون کرنے کا ایک اچھا موقعہ ہاتھ آجاتا ہے لیکن اگر کوئی ان لوگون کی زندگیون کو دیکھے تو بہت کم فائدہ نظر آئیگا" اس کے بعد ڈاکٹر پنیل صاحب ایک ... کے مشنری کی زبانی ایک خاص واقعہ بیان کرتے ہین ... کی نسبت پادری صاحب نے ... رپورٹ مین دیکھا کہ وہان دو آدمی عیسائی ہو گئے ہین ... یہ نتیجہ معلوم ہوا کہ ایک عیسائی نہین ہوا - لیکن ایک آدمی شراب مین بدمست ہو رہا تھا - لوگون نے ... اشارہ کرکے کہا کہ یہی عیسائی ہے - اسکے بعد پادری صاحب کے اپنے الفاظ ہی درج کرتا ہون - "مین نے اوس آدمی کو پاس بلایا اور دریافت کیا - کہ تم عیسائی ہو؟ اوس نے جواب دیا کہ نہیں تو سہی - مگر چونکہ پادری صاحب نے میرے ساتھہ دعا کیا اس لئے ایسی ہی تو ہے - مین نے پوچھا کہ کونسی دعا تمہارے ساتھہ کی گئی - بولا کہ جب مین بچاس ساٹھہ رشتہ دارون کو بپتسمے کے لئے ان کے پاس لے گیا تو وہ نہایت خوش ہوئے اور مجھے ۵ روپیہ کی جمعداری دی لیکن جب انہین اور زائد نفع نہ آیا - تو میری جمعداری بھی بند کردی" پھر ڈاکٹر پنیل صاحب لکھتے ہین "اگر ان پادری صاحب نے ان آدمیون کے بپتسمہ پانے کا حال اپنی رپورٹ مین درج کیا تھا تو واجب تھا کہ اب وہ انکا انجام بھی لکھ دیتے - ورنہ جمعدار کا الزام درست ہے کہ انہون نے اس سے دغا کی اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی رپورٹ کے ناظرین کو بھی دھوکا دیا - اکثر ان صاحبون کی طرف سے جو ہزارون ایسے آدمیون کو بپتسمہ دیکر انہین سچی بیان کرتے ہین - یہ جواب ملتا ہے کہ اگر یہ سچے عیسائی نہین ہین - تو ایک دن ہم اُن کی اولاد کو تو تعلیم دینگے ہی اور وہ ضرور سچے مسیحی ہونگے - لیکن بائیبل سے کوئی ثبوت پیش کیا جا سکتا کہ سوائے اوس حالت کے جبکہ آدمی سچے دل سے تائب ہوتا اور اوس مین مسیحی ایمان کے نشان پائے جاتے ہین - کسی اور کو بھی بپتسمہ دینا روا ہے - اور اگر یہ مان لیا جائے - کہ اُس آدمی کا دل تبدیل نہین ہوا اور اُسکی اولاد کے بچنے کی امید ہے تو اس حالت مین اُسے تعلیم دینا چاہئے نہ کہ بپتسمہ -

آریہ سماج کی ناکامی

آریہ سماج کی ناکامی کو خود آریون نے قبول کر لیا ہے جو اس مذہب کے مردہ ہونے کے لئے کافی دلیل ہے اور یہ پیش خیمہ ہے اس موت کا جو اس مذہب پر آنے کو ہے ست دہرم پرچارک جالندھر نے آریہ سماج کی ناکامی پر ایک مسلسل آرٹیکل شروع کیا ہے - جس مین اس نے صاف الفاظ مین تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج اپنے مقاصد سے اسلئے راستہ پر جا رہا ہے اور اندرونی شہادت کے لئے جب آریہ سماج کے ممبرون کو مخاطب کرکے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ نوے فیصدی کے دلون سے بے اختیار یہہ آواز نکلے گی کہ چارون طرف ناکامی ہی ناکامی نظر آرہی ہے -

مین یقین رکھتا ہون کہ وہ دن قریب ہین جب آریہ سماج کا نام صرف ہم کتابون مین پڑھین گے - اور بس -

طمع زر اور تبدیل مذہب

ہمعصر مالابار ڈیلی نیوز لکھتا ہے کہ ایک، مالاباری ہندو جسے لوگ بڑا نامی گرامی شخص تہا تے ان اطراف مین جابجا سیر سپاٹا کرتا پھر رہا ہے اور جہان جاتا ہے مقدس پادریون کو مسیحی مذہب قبول کرنیکا دم جہانسا دیکر ان سے کچھ نہ کچھ رقم اینٹھ لیتا ہے - عوام کا یہی بیان ہے کہ شخص مذکور اس فن مین بڑا چلتا پرزہ ہے اسکی عیاری کے طریقے بہت اور ایک سے ایک چڑھتے ہین - آپ انہون ریاست کوچین مین رونق افروز ہین اور پولیس کو خوب ناک چنے چبا رہے ہین - اس عیاری چالاکی تو چندان تعجب خیز نہین - لوگ دنیا مین طمع زر سے ہزار طرح کے مکر و فریب کرتے ہین - اُس نے اگر مذہب کو مطلب آری کا آلہ بنایا تو کون اچنبھا ہو گیا - لیکن حیرت اور افسوس تو اُن مسیحی معتقدون کی عقل پر ہے جو اس فریبی کے دہوکے مین آتے ہین - انکا دین اگر سچا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ وہ کسیکو مال و زر کے زور سے اپنے دین کی ترغیب دین - بات یہ ہے کہ اسلام کے آفتاب صداقت و صداقت کی تیز شعاعون نے اب صلیب پرستی کے مذہب کو ایسا مضمحل کر دیا ہے کہ اس قسم کے ذرائع کشش بغیر بیچارے پادریون کا ایک دن کام نہین چل سکتا - آج ہی اگر مشنونکو گرانقدر رقوم ملنی بند ہو جائین تو پھر دیکھئے ہندوستان مین انکی پُراسرار تبلیغ و اشاعت کا کیا حشر ہوتا ہے

عیسائی کیسے بنتے ہین سفیر روس کی رائے

پییرا ہی نے ایک قدم آگے بڑھکر لکھا تھا کہ اگرچہ جاپان عیسائی ملک نہین ہے - مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جنمین ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہین - مگر اس کے بہت سے ایجنگ جنٹلمین جنمین ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہین مگر یہ کبھی ظاہر نہین کیا گیا کہ یہ لوگ مہاتما بدھ کے پاک تعلیم کو نزدیک کرکے کیون عیسائی ہوئے یا کسی تکلیف کے باعث یا روحانی زندگی حاصل کرنے کی غرض سے مسٹر ڈبلیو جے سٹیڈ ریویو آف ریویوز کے لایق ایڈیٹر نے مسٹر ایم لیسر کے خیالات سوال چین پر اپنے ماہواری میگزین مین کیا ہی عمدہ پیرایہ مین درج کئے ہین -

ایم لیسر سفیر روس ہے وہ کہتا ہے کہ ہم کو اسوقت دو تکلیف کا سامنا ہے ایک یہ چین کیلئے دانت پیسنا یعنی اوس پر قبضہ و اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشا[illegible] دوسرا یہ کہ ساری کی ساری چین یسوع مسیح کی معتقد ہو جاوے وہ کہتا ہے کہ اگر آپ مجھ سے مشنری کی بابت سوال کرین تو مین یہ کہنے کو تیار ہون کہ جب ایک آدمی مشنری سایہ مین آجاتا ہے تو اوسکا تعلق دوسری قومون سے قطع ہو جاتا ہے بیشک یہ خیال اوس کے دل مین ہونا چاہئے کہ یسوع مسیح ہے اوس کے لئے بہشت کی بادشاہت کا کامل ہے اگر جنگ مین قتل ہوکر وہ شہید ہوگا تو اوس کا خون گرجا کا بیج بنے گا مگر جہانتک میرا خیال ہے - ان خیالات کو لیکر کوئی عیسائی نہین ہوتا جب آدمی کسی مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے یا کسی ہمسایہ کا مال سرقہ کرتا ہے تو یہ دیکھکر کہ اوسکو کوئی پناہ دینے والا نہین ہے - جھٹ عیسائی ہو جاتا ہے یہ چینی حدود کا ہی حال نہین بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہر چین سرحد پر جب ایک مسلمان کوئی جرم کرتا ہے اور اس خطرہ سے کہ وہ گرفتار بلا ہوکر سخت سزا کا مونہہ دیکھے گا - تو وہ فوراً ارتھاڈکس گریک کرسچن بن جاتا ہے - محض اس خیال سے کہ سزا سے بچ جاوے یہی تکالیف چین مین دکہائی دے رہی ہین - کوئی خوشی سے عیسائی نہین ہوتا اور نہ ان خیالات کو لیکر عیسائی ہوتا ہے ان کا ذکر اوپر کیا گیا ہے +

ہیجر بھارت انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر سے کمپنی مذکور کی خوش معاملگی کے متعلق مندرجہ ذیل چٹھی ہم مین شایع ہونیکو آئی نقل چٹھی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۰ء منجانب بالمکھید اس[illegible] وکیل بنام سیکرٹری بھارت انشورنس کمپنی لمیٹڈ لا[illegible]

اسلامی عہد تمدن کی بےنظیر تربیت

ناظرین! جب کسی اقبال مند قوم پر ادبار آتا ہے تو پہلے خدا تعالیٰ اس سے وہ محاسن و فضائل سلب کر لیتا ہے جنکی وجہ سے اُسے اقبال ملا تھا یا یوں کہو کہ وہ شامت کی ماری قوم خود بد اطواری میں پڑکر اوصاف کمال سے بے اعتنائی کرنے لگتی ہے اور افراد قوم کے اخلاق میں برائیاں پیدا ہوکر روز بروز بڑہتی جاتی ہیں یہاں تک کہ شدہ شدہ آنیوالی نسلیں اپنے اسلاف کے طور و طریق سے بالکل الگ جا پڑتی ہیں۔ آج مسلمان کیوں تباہ و خستہ حال ہیں اور کیوں دنیا میں عزت و اقبال کے بعد ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ان کے وہ اخلاق و اطوار جو کبھی ترقی و اقبال کا سبب تھے بگڑ گئے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ جو اوصاف ان کے اسلاف میں تھے خود انہیں نہ رہے۔ اور رہتے تو کیونکر؟ جس تربیت نے انہیں پال پوس کر بڑا کیا۔ اور آنیوالی نسلوں کا ذمہ وار بنایا وہ تو ناقص بلکہ سراپا نقص و عیب ہے۔ بے اختیار رونا آجاتا ہے جب ہم اپنی قوم کے اعلیٰ طبقہ کی جب یہ ابتر حالت ہو تو پہر اوسط و ادنیٰ طبقات کا شکوہ ہی کیا ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ کی تقلید و پیروی کرتا ہے۔ پس جب بڑے ہی خراب ہیں تو چھوٹوں کا خراب تر ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ہماری بدعنوانیوں اور بدکرداریوں نے صرف ہمیں کو ذلیل و خوار نہیں کیا بلکہ اسلام کے پاک نام کو بٹہ لگایا اور اسلاف کو ناحق بدنام کیا۔ چنانچہ غیر قومیں چھوٹتے ہی یہ کہدیتی ہیں کہ مسلمانوں میں تربیت آج کیا کبھی تھی ہی نہیں۔ جب انکی تہذیب و مدنیت اور علم و فضل کا زمانہ تھا تب بھی تربیت کا رخ ان کے ہاں سیاہ ہی تھا۔ غیر قومیں جو چاہیں کہیں وہ معذور ہیں۔ پرائے گھر کی بخ کی باتیں۔ تربیت و پرورش کا حال انہیں کیونکر اور کہاں تک معلوم ہو سکتا ہے؟ مگر ننگ قوم و ننگ اسلاف ہیں ہم کہ اسلاف کے اوصاف و کمالات کہوئے ہی اتنی بھی خبر نہ رکھ سکے کہ وہ لوگ کیسے تھے اور اُس زمانہ کی تعلیم و تربیت کا کیا حال تہا۔ اور کس درجہ کی تھی۔ کہ آج مخالفوں کو تو زبان سے کچھ جواب دیدیتے۔ اگر خود کسی لائق نہ تھے تو اسلاف کی قابلیت تو منوا دیتے۔ مگر نہیں اسلاف کی خوبیوں کا منوانا خود اخلاف کی قابلیت و لیاقت پر منحصر ہے۔ کاش اب بھی مسلمان اپنی غفلت شعاری اور بے راہ روی سے باز آئیں اور توفیق ان کے شامل حال ہو تاکہ اپنے اسلاف کی طریق تربیت سے آگاہی حاصل کر کے خود بھی اسی طریق کے پابند ہوں اور ذیل کی چھوٹی سی حکایت کو پڑھکر آج سے بارہ برس پہلے کی اسلامی کامل تربیت کا اس زمانہ کی ناقص تربیت سے مقابلہ کر کے ذرا شرمائیں تو سہی۔ مگر وہ شرم ہی کس کام کی شرم ہے جو شرمناک کاموں کو نہ چھڑا سکے اور آدمی کو سیدہے راستہ پر نہ لے آئے۔

حکایت - محمد ابن عبدالرحمٰن ہاشمی نے اپنے دوست احباب سے بیان کیا کہ جعفر ابن یحییٰ برمکی کی ماں عتابہ اکثر میری والدہ سے ملنے آیا کرتی تہیں۔ چونکہ وہ بڑی دانا اور شیریں گفتار تہیں جب کبھی وہ ہمارے گھر آتیں میں بہت خوش ہوتا۔ اور خواہ مخواہ ادہر اُدھر کی باتیں چھیڑکر ان کے پاس بیٹھا رہتا۔ ایکدن یونہی ادہر اُدہر کی باتیں کرتے کرتے میں نے اُن سے کہا کہ بعض لوگ آپ کے فرزند جعفر کو فضل سے افضل سمجھتے ہیں اور بعض فضل کو جعفر سے۔ آپ بتایئے کہ انمیں سے کون افضل ہے؟ ام جعفر نے کہا بیٹا! فضل فضل ہی ہے۔ مینے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگوں کی رائے اسکے خلاف ہے۔ ام جعفر نے کہا اچھا لو میں تم سے ایک قصہ بیان کرتی ہوں۔ تم ہی فیصلہ کرو کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا اور کسکی برتری ثابت ہوتی ہے؟ مگر ذرا غور کر کے رائے قائم کرنا۔ مینے کہا بہت اچھا فرمایئے! ام جعفر نے یوں کہنا شروع کیا:-

ایک دن فضل و جعفر دونوں بھائی گہر میں میرے پاس کہیں سے بیٹھے۔ دفعۃً انکے ابا جان آگئے کہانے کا وقت تھا کہانا منگایا اور فضل و جعفر کو بلاکر اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا لیا۔ دونوں نے سلیقہ کے ساتھ کہانا کہایا۔ اور باپ بیٹوں میں پیار محبت کی باتیں شروع ہوئیں اور آخر میں ذیل کی گفتگو تک نوبت پہونچی۔

یحییٰ - کیوں بھئی تم شطرنج بھی کھیلنا جانتے ہو؟

جعفر - (جو ذرا شوخ اور جری تہا) جی ہاں۔

یحییٰ - پھر کبھی اپنے بھائی کے ساتھ بھی کھیلے ہو؟

جعفر - جی نہیں۔

یحییٰ - اچھا پہر ہمارے سامنے کہیلو تا۔ دیکھیں کون جیتتا ہے؟

جعفر - بہت بہتر۔ ابھی لیجئے۔

فوراً شطرنج لاکر بچھا دی گئی اور مہرے جما دیئے گئے اور جعفر شطرنج کہیلنے کیلئے مستعد ہو بیٹھا۔ فضل گرچہ جعفر سے بہت اچھی شطرنج جانتا تہا۔ لیکن اس نے کہیلنے سے انکار کیا۔

یحییٰ - فضل تمہیں کیا ہو گیا؟ شطرنج کیوں نہیں کہیلتے دیکھو جعفر تیار ہے۔

فضل - جی کچھ میرا جی نہیں چاہتا۔

جعفر - جی نہیں، بھائی صاحب اپنے آپ کو بڑا شاطر سمجھتے ہیں۔ مجھے کمزور سمجھکر کہیلنا نہیں چاہتے۔ مگر میں شرط سے کہیل سکتا ہوں۔

یحییٰ - دیکھو تو جعفر کیا کہہ رہا ہے؟!

فضل - مگر میں کہیلنا نہیں چاہتا۔ میرا جی نہیں چاہتا۔

یحییٰ - اچھا ہم تمہاری طرف ہوتے ہیں کیوں جعفر منظور ہے؟

جعفر - جی بہت بہتر میں تیار ہوں۔

فضل - بہتر ہو کہ مجھے معاف کیا جائے۔

یحییٰ - اچھا تمہاری مرضی نہ سہی۔

مستقد کہکر ام جعفر میری طرف متوجہ ہوئیں اور بولیں کہو صاحبزادے کیا فیصلہ کرتے ہو؟ مینے کہا کہ جو کچھ آپنے پہلے فرمایا تہا وہ بالکل صحیح ہے۔

ام جعفر - صاحبزادے میں نے پہلے سے سمجھ لیا تہا کہ تم میری رائے کے موافق فیصلہ کروگے۔ دیکھو جعفر نے اتنی سی دیر میں چار ٹھوکریں کہائیں۔ اور فضل چاروں سے صاف بچ گیا۔ کیونکہ یحییٰ نے جدًا دریافت حال کے لئے شطرنج کی بابت سوال کیا تہا۔ جعفر نے پہلی ٹھوکر کہائی اقرار میں۔ دوسری لغزش یہ کہ بھائی سے کہیلنے کیلئے تیار ہو گیا۔ اور تعلّی تک بیان کر گیا۔ تیسری غلطی یہ کی کہ شرط باندہکر اپنے بھائی کا مال لینا چاہا۔ اور چوتھی بار تو بالکل سر کے بل ہی گر پڑا کہ باپ بھائی دونوں سے کہیلنے پر آمادگی ظاہر کر کر ان کے مقابلہ کی جرأت کی۔

ابن عبدالرحمٰن - واللہ! آپ تو قاضی شعبی سے بھی بڑہکر فیصلہ کرنیوالی ہیں۔ مگر یہ بتایئے کہ فضل تو ان سب باتوں کو سمجھ گیا کیا جعفر کچھ بھی نہ سمجھا؟

ام جعفر - اچھا اب اسکی کیفیت بھی سن لو یحییٰ اپنا خالد جب باہر چلے گئے مینے فضل کو الگ بلاکر پوچھا۔ بیٹا تم نے اپنے ابا کی خوشی سے کیوں اعراض کیا؟

فضل - اماں جان اگر میں کہیلتا تو جعفر ضرور غالب! اور اُسے شرمندہ ہونا پڑتا۔ ایک تو اسی سبب سے میں نہ کہیلا۔ دوسرے یہ کہ ابا جان کو اپنا طرفدار بنا کر بھائی کو مغلوب کرنا مجھے اس سے بھی زیادہ معیوب معلوم ہوا۔

ابن عبدالرحمٰن - اچھا اسی طرح آپنے جعفر سے بھی کچھ دریافت کیا؟

ام جعفر - ہاں بھئی۔ فضل سے جب میں یہ جواب سن چکی تو تہوڑی دیر کے بعد جعفر کو الگ بلایا اور حسب ذیل گفتگو کی:-

میں - جعفر تمہارے ابا جان نے تم سے شطرنج کے متعلق صرف اصلی سوال کیا تہا کہ کہیں تم اپنا وقت کہیل ہی میں تو نہیں گذارتے؟ فضل تو چپ رہا۔ مگر تم نے کیسے اقرار کر لیا؟

جعفر - اماں۔ مینے ابا جان کو کئی دفعہ کہتے سنا ہے کہ محنت کے بعد کہیلنے سے طبیعت برقرار آجاتی ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ ابا جان کو معلوم ہے کہ میں تعلیم و ادب میں کسقدر زحمت اٹھاتی پڑتی ہے اسلئے مجھے خیال ہوا کہ مبادا ہمارا شطرنج کہیلنا انکو معلوم نہ ہو گیا ہو۔ بھائی کیطرف سے مجھے انکار کرنیکا اندیشہ تہا۔ اسلئے مینے فوراً کہدیا ہاں ہم کہیلتے ہیں۔ تاکہ بھائی اور پھر ابا جان خفا نہ ہوں اور اگر خفا ہوتے تو گویا مینے بھائی کو تو بچا لیا تہا۔

میں - اچھا پہر تم نے بھائی سے شرط باندہکر کیوں کہیلنے کا ارادہ کیا۔ کیا تم اس کا مال خود لینا چاہتے تھے؟

جعفر - جی ہرگز نہیں۔ بلکہ امیر المومنین نے مجھے ایک دوات دی ہے جو بھائی صاحب کو بہت پسند ہے۔ مینے ہر چند اصرار کیا مگر انہوں نے نہ لی۔ میں صرف اسے ہارنا چاہتا تہا تاکہ بھائی صاحب بخوشی لے لیں۔

ابن عبدالرحمٰن - یا امی ذرا یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ دوات کیسی تھی؟

ام جعفر - بیٹا! ایکدن جعفر امیر المومنین کے پاس گیا انکی ایک یاقوت سرخ کی مرصع دوات رکھی تھی امیر المومنین نے دیکھا کہ جعفر اُس دوات کو دیکھ رہا ہے وہ عنایت کر دی۔

ابن عبدالرحمٰن - اچھا اب آپ باقی قصہ بھی پورا کیجئے!

ام جعفر - ہاں بیٹے۔ پہر مینے جعفر سے کہا کہ اچھا یہ بھی سہی مگر تم نے اپنے ابا اور بھائی دونوں کو فریق ثانی بنا کر کہیلنے کی جرأت کیسے کی؟

جعفر - اسلئے کہ میں جانتا تہا کہ اول تو بھائی مجھپر بلا مدد غیر غالب آنیوالے ہیں۔ اور اگر بالفرض انکی بازی گرنے لگی تو ابا جان کی مدد سے ضرور غالب آجائینگے۔ اور جیتنے سے انہیں ضرور خوشی ہوگی۔ اسی لئے میں ایسی جرأت کرنے چلا گیا۔

ابن عبدالرحمٰن - خوب! خوب! مگر مجھے اتنا اور بتا دیجئے کہ جسوقت یہ واقعہ پیش آیا کیا فضل و جعفر بالغ ہو چکے تھے؟

ام جعفر - بیٹا تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ ایسے بچوں کی نسبت تمہارا یہ خیال عجیب ہے کہ کیونکر پیدا ہو گیا؟ بلوغ تو بلوغ جب ہمارے بچوں کی عمر دس سال کی ہوتی تہی ہم انہیں کہیل کود سے روکدیتے تھے۔ اور ہر شخص کے سامنے ہنسنے تک کی اجازت نہ دیتے تہے۔

(نظام ہاشمی)

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہدین صاحب نمبردار و جاگیر دار مالیر قریشی النسب ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنے کے خواہشمند ہیں آمدنی معقول ہے۔ عمر تیس و چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے پرانے رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنا چاہتے۔

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی مالیر پور درزی کا کام کرتے ہیں پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے۔

۳ - منشی عبدالرحمٰن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخاں اصل متوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہیں۔ احمدیوں ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس کے دو لڑکے آٹھ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہیں

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے بار ازل ایں ہست رہے تو مرا | بہتر ز ہزار خلد کوئے تو مرا
از مصلحتے دگر طرف بینم لیک | ہر لحظہ نگاہ ہست سوئے تو مرا
بر عزت من اگر کسے حملہ کند | صبر است طریق ہمچو خوئے تو مرا
من چیستم و چہ عزتم ہست مگر | جنگ است زبہر آبروئے تو مرا

ایک صاحب محمد اکرام اللہ نام سنہ ردزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ - مئی ۱۹۰۵ء میں میرے ان اشتہارات کی نسبت جنمیں اوّل دفعہ اور دوم دفعہ کے زلزلہ کی نسبت پیشگوئیاں ہیں - کچھ اعتراض شایع کئے ہیں اور میرے خیال میں وہ اعتراضات صرف تعصب کیوجہ سے نہیں ہیں - بلکہ ناسمجھی اور نہایت محدود واقفیت بھی اون کا موجب ہے - قوم کی حالت پر اسی وجہ سے مجھے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرنے کے وقت کچھ تدبر نہیں کرتے - اور جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے - یا خود نمائی کی وجہ سے یہ شوق دامنگیر ہوتا ہے - کہ کسی طرح معترض بنکر ہمیں بھی اوّل درجہ کے مخالفوں میں جگہ ملجائے - یا کم از کم لائق اور اہل علم متصور ہوں - مگر بجائے لائق کہلانے کے خود اپنے ہاتھ سے اپنی پردہ دری کرتے ہیں اب اہل انصاف اعتراضات کو سنیں - اور ان کے جوابات پر غور کرکے دیکھیں - کہ کیا ایسے اعتراضات کوئی منصف مزاج جسکو کچھ بھی عقل اور دین سے حصہ ملا ہے کرسکتا ہے افسوس کہ یہ لوگ اول خود دہوکا کہاتے ہیں - اور پھر لوگوں کو دہوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں - اور اس حالت کا سارا باعث وہ جلا ہوا تعصب ہے کہ جو جہنم کی آگ اپنے اندر رکہتا ہے

خلاصہ اعتراض - اوّل قولہ - اب ہم مرزا صاحب کے قول سے ثابت کرتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں ہے - کیونکہ وہ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں خود لکھتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی قابل وقعت چیز نہیں بلکہ مہمل اور ناقابل التفات ہے - **الجواب** واضح ہو کہ معترض نے اس جگہ وہ میری عبارت پیش کی ہے کہ جو میں نے انجیل متی کی ایک پیشگوئی پر جو حضرت مسیح کیطرف منسوب کیجاتی ہے - ازالہ اوہام میں لکھی ہے اور اس جگہ کافی ہوگا - کہ وہ عبارت زلزلہ کی نسبت جو انجیل متی میں حضرت مسیح کے نام پر مندرج ہے جس کو میں نے ازالہ اوہام میں نقل کیا ہے - پہلے مدنظر سامنے پیش کردی جائے - اور پھر وہ عبارتیں جو میری پیشگوئیوں میں دونوں زلزلوں کی نسبت بذریعہ اشتہارات شایع ہو چکی ہیں - بالمقابل اس جگہ لکہدی جاتی ہیں -

تا ناظرین خود سمجھ لیں کہ کیا ان دونوں پیشگوئیوں کی ایک ہی صورت ہے یا ان میں کچھ فرق بھی ہے - اور کیا میری پیشگوئی میں بھی زلزلہ کی نسبت صرف معمولی الفاظ ہیں جو ہر ایک زلزلہ پر صادق آسکتے ہیں - جیساکہ انجیل متی کے الفاظ ہیں - یا میری پیشگوئی فوق العادت زلزلہ کی خبر دیتی ہے اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا - کہ جس سرزمین میں حضرت مسیح تھے - یعنی ملک شام میں اس ملک کی قدیم سے ایسی صورت ہے کہ ہمیشہ اس میں زلزلے آیا کرتے ہیں - جیساکہ کشمیر میں اور ہمیشہ طاعون بھی اس ملک میں آیا کرتی ہے پس اس ملک کے لئے یہ عجوبہ نہیں ہے کہ اس میں زلزلہ آوے - یا طاعون پیدا ہو - بلکہ کوئی بڑا زلزلہ بھی آنا عجیب بات نہیں ہے - حضرت مسیح کی پیدایش سے بھی پہلے اس میں زلزلے آچکے تھے - اور ان کی زندگی میں بھی ہمیشہ سخت اور نرم زلزلے آتے رہے - پھر معمولی بات کی نسبت پیشگوئی کیا ہوگی مگر ہم آگے چلکر بیان کرینگے کہ یہ زلزلہ جسکی نسبت پیشگوئی میں نے کی تھی اس ملک کے لئے کوئی معمولی بات نہ تھی - بلکہ ایک انہونی اور فوق العادت بات تھی جسکو تمام ملک کے رہنے والوں نے فوق العادت قرار دیا بلکہ نمونہ قیامت سمجھا - اور تمام محقق انگریزوں نے بھی یہی گواہی دی - اور تاریخ پنجاب بھی یہی شہادت دیتی ہے - اور نیز پرانی عمارتیں جو قریباً سولہ سو برس سے محفوظ چلی آئیں - بزبان حال یہی شہادت دے رہی ہیں مگر سب کو معلوم ہے - کہ ملک شام میں تو اس کثرت سے زلزلے آتے تھے کہ جب پیشگوئی حضرت مسیح کی لکھی گئی - تو غالباً اس وقت بھی کوئی زلزلہ آرہا ہوگا -

اب ہم ذیل میں وہ پیشگوئی لکھتے ہیں - جو زلزلہ آنے کی نسبت انجیل متی میں لکھی گئی ہے جسکو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے - اور وہ یہ ہے قوم قوم پر اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھ آویگی اور کال اور مری پڑے گی - اور جگہ جگہ بھونچال آویں گے - دیکھو انجیل متی باب ۲۴ - یہی پیشگوئی ہے - جسکی نسبت میں نے ازالہ اوہام میں وہ عبارت لکھی ہے جو معترض نے اخبار مذکور کے صفحہ پانچ کالم اوّل سطر چھبیس میں درج کی ہے - اور وہ یہ ہے - کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں - کہ زلزلے آئیں گے - مری پڑیگی لڑائیاں ہونگی - قحط پڑینگے - معترض صاحب میری اس عبارت کو لکھکر اس سے بات نکالتے ہیں - کہ گویا میں نے یہ اقرار کیا ہے - کہ زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کرنا کوئی قابل وقعت چیز نہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے میرا یہ مدعا نہیں ہے جو معترض نے سمجھا ہے - بلکہ غرض یہ ہے - کہ معمولی طور پر ایک بات کو پیش کرنا - جسمیں کوئی اعجوبہ نہیں اور جسمیں کوئی فوق العادت امر نہیں - پیشگوئی کے مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کوئی پیشگوئی

کرے - کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہونگی تو یہ پیشگوئی نہیں کہلا سکتی - کیونکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہو جایا کرتی ہیں - ہاں اگر کوئی یہ پیشگوئی کرے کہ اب کی دفعہ برسات کے دنوں میں اس قدر بارشیں ہونگی کہ زمین میں سے چشمے جاری ہو جائیں گے - اور کوئیں پر ہوکر نہروں کی طرح بہنے لگیں گے اور گذشتہ سو برس میں ایسی بارش کی کوئی نظیر نہیں ہوگی - تو اس کا نام ضرور ایک امر خارق عادت اور پیشگوئی رکہا جائے گا - سو اسی اصول کے لحاظ سے میں نے انجیل متی باب ۲۴ کی پیشگوئی پر اعتراض کیا تہا کہ صرف اتنا کہدینا کہ زلزلے آئیں گے خاصکر اس ملک میں جس میں ہمیشہ زلزلے آیا کرتے ہیں بلکہ سخت زلزلے بھی آتے ہیں یہ کوئی ایسی خبر نہیں ہے جسکا نام پیشگوئی رکہا جائے یا اسکو ایک امر خارق عادت ٹہرایا جائے اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا ان میرے اشتہارات میں بھی جو میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کے طور پر ملک میں شایع کئے ایسی ہی معمولی خبر پائی جاتی ہے - جس میں کوئی امر خارق عادت نہیں اگر درحقیقت ایسا ہی ہے تو پھر زلزلہ کی نسبت میری پیشگوئی بھی ایک معمولی بات ہوگی زلزلہ کی نسبت میرے اشتہار کے الفاظ یہ ہیں جیسا کہ یہ مجھے خدا تعالےٰ کیطرف سے یہ وحی ہوئی تہی - جسکو میں نے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کرادیا تہا - **عفت الدیار محلہا ومقامہا** یعنی اس کا ایک حصہ مٹ جائیگا اس کی وہ عمارتیں جو عارضی سکونت کی جگہ ہیں وہ عمارتیں جو مستقل سکونت کی جگہیں ہیں دونوں نابود ہو جائیں گی اور ان کا نام و نشان نہیں رہے گا الدیار پر جو الف لام ہے وہ دلالت کرتا ہے جو خدا تعالےٰ کے علم میں اس ملک میں سے وہ خاص خاص جگہیں ہیں - جنپر یہ تباہی آئیگی - اور وہ خاص حصہ ملک کے مکانات ہیں - جو زمین سے برابر ہو جائیں گے - یہ کس قدر فوق العادت پیشگوئی اور کس شد و مد سے اس میں آیندہ واقعہ کا ذکر ہے - جس کی سولہ سو برس تک بھی اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی چنانچہ انگریزی اخباروں کے پڑہنے سے معلوم ہوگا - کہ بڑے بڑے طبقات الارض کے محقق اس ملک کی نسبت - یہ فوق العادت واقعہ قرار دیتے ہیں - یہانتک کہ یورپ کے بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے شایع ہو چکا ہے کہ سولہ سو برس تک بھی پنجاب میں اس زلزلہ کی نظیر نہیں پائی جاتی - اور تمام اخبارین اس مضمون سے بھری پڑی ہیں - کہ یہ زلزلہ نمونہ قیامت تہا - پس جبکہ اس وحی الٰہی میں جو میرے پر ہوئی - یہ فوق العادت مضمون ہے - کہ اس حادثہ سے عمارتیں نابود ہو جائیں گی - اور ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا

تو پھر نہایت افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی کو جو ایک ملک کے تباہ ہونے کی خبر دیتی ہے - انجیل کی ایک معمولی خبر کے برابر ٹہرایا جاوے - جو زلزلے آئیں گے اور وہ بھی اس ملک میں جو زلزلوں کا گھر ہے - کیا کسی پیشگوئی کے اس سے زیادہ الفاظ ٹھرانے والے ہو سکتے ہیں - ہر ایک منصف مزاج خود سوچے - کہ کیا اس ملک پنجاب کے لئے زلزلہ کی پیشگوئی کے الفاظ اس سے زیادہ فوق العادت ہو سکتے ہیں - جو وحی ربانی **عفت الدیار محلہا ومقامہا** میں پائے جاتے ہیں - جس کے یہ معنے ہیں - کہ ایک حصہ ملک کا ایسا تباہ ہو جائیگا کہ اس کی عمارتیں تمام نابود ہو جائیں گی - نہ سرائیں باقی رہیں گی نہ مستقل سکونت کی جگہ اس جگہ ادنےٰ عربی دان بھی الدیار کے الف لام کو ذہن میں رکھکر سمجھ سکتا ہے کہ الدیار سے ایک حصہ ملک کا مراد ہے اور عفت کے لفظ سے یہی مطلب ہے - کہ اس حصہ ملک کے سب مکانات گر جائیں گے - نابود ہو جائیں گے - ناپدید ہو جائیں گے[×] پس کوئی مجھکو سمجھاوے کہ اس ملک کے لئے الیدفعہ پہلے اس سے کب پیش آیا تہا ورنہ ایمانداری سے بعید ہے کہ انسان بے حیا ہوکر جھوٹ بولے اور اس خدا کا خوف نہ کرے جسکا ہاتھ ہر ایک وقت سزا دینے پر قادر ہے اور پھر اشتہار الوصیت میں جو ۲۷ - فروری ۱۹۰۵ء میں زلزلہ سے پہلے شایع کیا گیا تہا یہ عبارت درج ہے - اسوقت جو آدہی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف میں نے دیکہا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طور پر شور قیامت برپا ہے - ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** اب سوچو کہ کیا ایک آیندہ واقعہ کی ان الفاظ سے پیشگوئی کرنا کہ وہ نمونہ قیامت ہوگا اور شور قیامت اس سے برپا ہوگا - وہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے مشابہ ہو سکتی ہے جو معمولی الفاظ میں کہا جائے جو زلزلے آویں گے خاصکر شام جیسے ملک میں جو اکثر زلزلوں اور طاعون کی جگہ ہے اگر خدا تعالےٰ کا خوف ہو تو خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کے انکار میں اسقدر دلیری یہ میرے پر حملہ نہیں بلکہ خدا تعالےٰ پر حملہ ہے

× اگر کسی کو ان معنوں میں شک ہو تو اسے اللہ تعالےٰ کی قسم ہے کہ کسی مخالف عربی دان کو قسم دیکر پوچھ لے - کہ کیا ... بام عفت الدیار میں عمارتوں کا گرنا نابود ہو جانا اور ایسے مکانات کا گرنا جو عارضی آمد و رفت کے لئے مقرر ہونے میں جیساکہ دہرم سالہ اور کانگڑہ کے پہاڑ کی لاٹان والی دیوی کا مندر یا دائمی بود و باش کے مکانات کا گرنا ثابت نہیں ہوتا ہے ظاہر ہے کہ ایسے معنے ... ثابت ہوتے ہیں جس سے آگے ذبح ... بضرورت معنی - منہ

جس کا وہ کلام ہے - اور یہ کہنا کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا لبید بن ربیعہ کے ایک بیت کا پہلا مصرعہ ہے - یہ بھی خدا تعالےٰ پر گستاخانہ حملہ ہے - وہ ہر ایک شخص کے قول کا وارث ہے لبید ہو یا کوئی اور ہو اسی کی توفیق سے شعر بھی بنتا ہے - پس اگر اس نے ایک شخص کے کلام کو لیکر بطور وحی القا کر دیا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں - اور اگر یہ اعتراض ہو سکتا ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے - کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے - فتبارک اللہ احسن الخالقین - یہ بھی دراصل ایک انسان کا کلام تھا یعنی عبد اللہ بن ابی سرح کا جو ابتداء میں قرآن شریف کی بعض آیات کا کاتب بھی تھا - پھر مرتد ہو گیا - وہی کلام اس کا بغیر کمی بیشی کے فرقان مجید میں نازل ہو گیا - اور یہ وحی الٰہی کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا اس کے حروف قرآن شریف کی آیت موصوفہ کے حروف سے بھی زیادہ نہیں ہیں - یعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین ہے بلکہ اس کے اکیس حرف ہیں - مگر آیت قرآنی کے بائیس حروف - پھر معترض کا اس وحی الٰہی پر یہ کہاوت سنانا کہ - کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا - بھانمتی نے کنبہ جوڑا* اسکو ذرا سوچنا چاہئے - کہ اس نے درحقیقت قرآن شریف پر حملہ کرکے اپنی عاقبت درست کر لی ہے - اور قرآن شریف میں صرف یہی وحی نہیں جو اسبات کا نمونہ ہو - جو وہ پہلے انسانی کلام تھا - اور پھر اس سے خدا تعالےٰ کی وحی کا توارد ہوا - بلکہ بہت سے ایسے نمونے پیش ہو سکتے ہیں - جہاں انسانی کلام سے خدا تعالےٰ کے کلام کا توارد ہوا - جیسا کہ قرآن شریف کو بہت جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے توارد ہوا ہے - جس سے علماء بے خبر نہیں ہیں - اور جن کی نسبت ایک بڑی فہرست پیش ہو سکتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ معترض دراصل قرآن شریف سے منکر ہے ورنہ ایسا گستاخی اور بے ادبی کا کلمہ ہرگز اس کے منہ پر نہ آتا - کیا کوئی مومن ایسا اعتراض کسی پر کر سکتا ہے ؟ کہ وہ اعتراض بعینہٖ قرآن شریف پر آتا ہے - نعوذ باللہ ہرگز نہیں -

پھر معترض کا پیشگوئی عفت الدیار پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ عفت کا لفظ جو ماضی کا صیغہ ہے - اسکا ترجمہ مضارع کے معنوں میں کیا گیا ہے حالانکہ اس کا ترجمہ ماضی کے معنوں میں کرنا چاہئے تھا - اس اعتراض کے ساتھ معترض نے بہت شوخی دکھلائی ہے - گویا مخالفانہ حملہ میں اسکو بھاری کامیابی ہوئی ہے - اب ہم اس کی کس کس دھوکا دہی کو ظاہر کریں - جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے - کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آجاتی ہے - بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو* مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو - اور قرآن شریف میں اس کی بہت نظیریں ہیں - جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون اور جیسا کہ فرماتا ہے واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ الخ قال اللہ ہذا یوم ینفع الصادقین صدقہم اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین - اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونادیٰ اصحاب الجنۃ اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم - اور جیسا کہ فرماتا ہے تبت یدا ابی لہب وتب ما اغنیٰ عنہ مالہ وما کسب اور جیسا کہ فرماتا ہے ولو تریٰ اذ وقفوا علی النار اور جیسا کہ فرماتا ہے - ولو تریٰ اذ وقفوا علیٰ ربہم - قال الیس ہذا بالحق - قالوا بلیٰ وربنا - اب معترض صاحب فرما دیں کہ کیا یہ قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہیں یا مضارع کے اور اگر ماضی صیغے ہیں - تو ان کے معنے اس جگہ مضارع کے ہیں - یا ماضی کے - جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے - کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر حملہ نہیں - بلکہ یہ تو قرآن شریف پر بھی حملہ ہو گیا - گویا وہ صرف نحو جو آپ کو معلوم ہے - خدا کو معلوم نہیں اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیاں کھائیں - اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھ دیا -

پھر اس کے ساتھ آپ کا ایک اور اعتراض بھی ہے اور وہ یہ ہے - کہ اس پیشگوئی یعنی عفت الدیار محلہا و مقامہا میں زلزلہ کا لفظ کہاں ہے - افسوس اس معترض کو یہ معلوم نہیں کہ مقصود بالذات تو پیشگوئی کا اسی قدر مفہوم ہے - جو الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے - غرض تو صرف اتنی ہے - کہ ایک حصہ ملک پر بڑی تباہی آئے گی - اس جگہ دانا خود سمجھ سکتا ہے کہ مکانات کا تباہ ہونا بذریعہ زلزلہ ہی ہوا کرتا ہے ہاں ممکن ہے کہ عظیم الشان ملک کی تباہی اور شہروں اور مکانات کا نابود ہو جانا کسی اور ذریعہ سے ظہور میں آوے - مگر تب بھی بہرحال یہ پیشگوئی سچی ثابت ہوگی - اور چونکہ سنت اللہ کے موافق اس تباہی کو زلزلہ پر دلالت التزامی ہے - اسلئے اسکا ذکر کرنا ضروری نہ تھا - لیکن چونکہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ بعض کم فہم جن کی فطرت نادانی اور تعصب کی معجون ہے - ایسا اعتراض بھی کریں گے اس لئے اس نے زلزلہ کا لفظ بھی بتصریح لکھ دیا - دیکھو پرچہ الحکم مورخہ ۲۴- دسمبر ۱۹۰۳ء اور اگرچہ یہ پیشگوئی زلزلہ کی پیشگوئی سے الگ کرکے جو اس سے پہلے شائع ہو چکی ہے اور سخت تباہی آئے گی اور عمارات نابود ہو جائیں گی اور بستیاں کالعدم ہو جائیں گی اور یہ نہیں بتلاتی کہ کس خاص ذریعہ سے یہ تباہیاں وقوع میں آئیں گی - لیکن جو شخص سوچے گا - کہ شہر اور بستیاں کس ذریعے سے زمین میں دھنسا کرتی ہیں اور یکدفعہ عمارتیں کیونکر گر جاتی ہیں - اور اس پیشگوئی کے ساتھ اس پیشگوئی کو بھی پڑھے گا - جو اسی پرچہ میں پانچ ماہ پہلے شائع ہو چکی ہے جس کے یہ لفظ ہیں - کہ زلزلہ کا دھکا - وہ ایسا اعتراض کرنے سے حیا کرے گا - کہ پیشگوئی میں زلزلہ کا ذکر نہیں - ہاں ہم یہ اب بھی کہتے ہیں - کہ خدا تعالےٰ کے کلام میں استعارات بھی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الاخرۃ اعمیٰ* - لہذا ممکن تھا - کہ زلزلہ سے مراد اور کوئی عظیم الشان آفت ہوتی - جو پورے طور پر زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی - مگر ظاہر عبارت بہ نسبت تاویل کے زیادہ حق رکھتی ہے - پس دراصل اس پیشگوئی کا خلاصہ وسیع تھا - لیکن خدا تعالےٰ نے دشمنوں کا منہ کالا کرنے کے لئے ظاہر الفاظ ہی

رو سے بھی اسکو پورا کر دیا - اور ممکن ہے کہ بعد اس کے بعض حصے اس پیشگوئی کے کسی اور رنگ میں بھی ظاہر ہوں لیکن بہرحال وہ امر خارق عادت ہوگا جس کی بابت یہ پیشگوئی ہے چنانچہ یہی زلزلہ جس نے اسقدر پنجاب میں نقصان پہونچایا اس کی نسبت تحقیقات کی رو سے سول ملٹری گزٹ وغیرہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے - اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ سوا سو برس تک اس ملک پنجاب میں ایسا کوئی زلزلہ نہیں آیا - پس یہ پیشگوئی بلاشبہ اول درجہ کی خارق عادت امر کی خبر دیتی ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ ایسے حوادث مختلف اسباب طبعیہ سے ظاہر ہوں جو ایسی تباہیوں کے موجب ہو جائیں جو خارق عادت ہیں پس اگر اس پیشگوئی کے کسی حصہ میں زلزلہ کا ذکر بھی نہ ہوتا - تب بھی یہ عظیم الشان نشان تھا کیونکہ مقصود تو اس پیشگوئی میں ایک خارق عادت تباہی اور جگہوں کی ہے جو بے مثل ہے زلزلہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے - پس جب کہ یہ شہادت مل چکی - کہ سوا سو برس تک اس تباہی کی ملک پنجاب میں نظیر نہیں پائی جاتی - تو یہ پیشگوئی ایک معمولی امر نہ رہا - جو صرف انسانی اٹکل سے ہو سکتا ہے -

اس پیشگوئی کے پہلے حصہ میں جو ۲۴- دسمبر ۱۹۰۳ء میں اسی اخبار الحکم میں درج ہوئی تھا صریح لفظوں میں زلزلہ کا ذکر بھی شائع ہو چکا ہے تو ایسے معترض کی عقل پر نہیں یار روویں - جو کہتا ہے جو زلزلہ کی کوئی پیشگوئی نہیں کی -

اب یاد رہے کہ وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلہا و مقامہا یہ وہ کلام ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے خدا تعالےٰ نے لبید بن ربیعہ العامری کے دل میں ڈالا تھا جو اس کے اس قصیدہ کا اول مصرع ہے جو سبعہ معلقہ کا چوتھا قصیدہ ہے اور لبید نے زمانہ اسلام کا پایا تھا اور مشرف باسلام ہو گیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل تھا اس لئے خدا تعالےٰ نے اسکے کلام کو یہ عزت دی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ ایسی ایسی تباہیاں ہونگی جنسے ایک ملک تباہ ہوگا وہ اسی کے مصرع کے الفاظ میں بطور وحی فرمائی گئی جو اسکے منہ سے نکلی تھی - پس یہ تعجب سخت نادانی ہے کہ ایک کلام جو مسلمان کے منہ سے نکلا ہے وہ کیوں وحی الٰہی میں داخل ہوا کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں وہ کلام جو عبد اللہ بن ابی سرح کے منہ سے نکلا تھا یعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین وہی قرآن شریف میں نازل ہوا جسکی وجہ سے عبد اللہ بن ابی سرح مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا +† پس جبکہ خدا تعالےٰ ......

---

* اگرچہ گناہ ہزاروں قسم کے ہوتے ہیں - مگر نہایت درجہ کا لعنتی وہ شخص ہے جو خدا تعالےٰ کے پاک کلام پر اعتراض کرے - جاہل جلدی سے اور گستاخی سے اور خوش ہو کر خدا تعالےٰ کے کلام پر اعتراض کرتا ہے - اور اس قدر جس سے لڑتا ہے گدہ مر جاتا - تو اس سے بہتر تھا - منہ

* مثلاً جس شخص کو بہت سی زہر دانش دیکھی ہو - وہ کہتا ہے کہ میں تو مر گیا - اور ظاہر ہے - کہ مر گیا ماضی کا صیغہ ہے مضارع کا صیغہ نہیں ہے - اس سے مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ میں مر جاؤنگا اور مثلاً ایک وکیل جس کو ایک قوی اور کھلی نظیر فیصلہ چیف کورٹ کی اپنے موکل کے حق میں مل گئی ہے - وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ بس اب ہم نے فتح پالی حالانکہ مقدمہ ابھی زیر تجویز ہے کوئی فیصلہ نہیں لکھا گیا - پس مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ ہم یقیناً فتح پالینگے اسی طرح مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے - منہ

* اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا یعنی جسکو خدا کا دیدار اس جگہ نہیں اس جگہ بھی نہیں اس آیت کے یہ معنے نہیں ہیں کہ جو بیچارے جسمانی طور پر اس جہان میں اندھے ہیں وہ دوسرے جہان میں بھی اندھے ہی ہونگے - یہ استعارہ کہ جاہل نادان [illegible] منہ

+ [illegible] التفسیر الکبیر

۲۷۶ + ۲۷۶ جلد ۲ [illegible]

کے کلام کا ایک مرتبہ کے کلام سے توارد ہوا تو اس سے کیوں تعجب کرنا چاہئے کہ لبید جیسے صحابی بزرگوار کے کلام سے اسکے کلام کا توارد ہو جائے خدا تعالیٰ جیسے ہر ایک چیز کا وارث ہے ہر ایک پاک کلام کا بھی وارث ہے اور ہر ایک پاک کلام اسی کی توفیق سے منہ سے نکلتا ہے ۔ پس اگر ایسا کلام بطور وحی نازل ہو جائے تو اس بارہ میں وہی شخص شک کرے گا جسکو اسلام میں شک ہو اور لبید کے ونمائش میں سے ایک یہ بھی تھا جو اسنے نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا بلکہ زمانہ ترقیات اسلام کا خوب دیکھا اور ۴۱ھ ہجری میں ایکسو ستاون برس کی عمر پا کر فوت ہوا ۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے بھی کئی مرتبہ قرآن شریف کا توارد ہوا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال قال عمر وافقت ربی فی اربع یعنی چار باتیں جو میرے منہ سے نکلیں وہی خدا تعالیٰ نے فرمائیں اور اگر ہم اس امت مرحومہ کے اولیاء کرام کا ذکر کریں کہ کسقدر دوسروں کے کلام بطور الہام انکے دلوں پر القا ہوئے اور بعض کو مثنوی رومی کے اشعار بطور الہام منجانب اللہ دل پر ڈالے گئے تو یہ بیان ایک علیحدہ رسالہ کو چاہتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ جس شخص کو ایک ذرا واقفیت بھی اس کوچہ سے ہوگی وہ کبھی اس بات کو منہ پر نہیں لائیگا کہ خدا کے کلام کو انسان کے کلام سے توارد نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک شخص جو کسی قدر علم شریعت سے حصہ رکھتا ہے وہ ایسے کلمہ کو موجب کفر سمجھے گا کیونکہ اس عقیدہ سے قرآن شریف سے انکار کرنا لازم آتا ہے اسجگہ ایک اشکال بھی ہے اور ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس اشکال کو بھی حل کر دیں وہ یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہے کہ کسی انسان کے کلام سے خدا کے کلام کا توارد ہو تو ایسا ہونا قرآن شریف کے معجزہ ہونے میں قدح پیدا کرتا ہے لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر اور دوسرے مفسرون نے لکھا ہے کوئی جائے اشکال نہیں کیونکہ اسقدر قلیل کلام پر اعجاز کی بنا نہیں ورنہ قرآن شریف کے کلمات بھی وہی ہیں جو اور عربوں کے منہ سے نکلتے تھے اعجازی صورت کے پیدا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا کلام کم سے کم اس سورۃ کے برابر ہو جو سب سے چھوٹی سورۃ قرآن شریف میں ہے یعنی کم سے کم دس آیتیں ہوں کیونکہ اسقدر کو قرآن شریف نے معجزہ ٹھہرایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کا کلام خدا کے کلام میں بطور وحی کے داخل ہو جائے تو وہ بہر حال اپنا ایک رنگ بدل لیتا ہے مثلاً یہی وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلہا و مقامہا جب لبید رضی اللہ عنہ کے منہ سے شعر کے طور پر نکلی تو یہ معجزہ نہ تھی لیکن جب وحی کے طور پر ظاہر ہوئی تو اب معجزہ ہو گئی کیونکہ لبید ایک واقعہ گذشتہ کے حالات پیش کرتا ہے جسکا بیان کرنا انسانی قدرت کے اندر داخل ہے لیکن اب خدا تعالیٰ نے لبید کے کلام سے اپنی وحی کا توارد کر کے ایک واقعہ عظیمہ آئندہ کی خبر دیتا ہے جو انسانی طاقتوں سے باہر ہے پس وہی کلام جب لبید کی طرف منسوب کیا جائے تو معجزہ نہیں ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو بلاشبہ معجزہ ہے آج سے ایک سال پہلے انسان کو کون بتا سکتا تھا کہ ایک حصہ اس ملک کا زلزلہ شدیدہ کے سبب سے تباہ اور ویران ہو جائیگا یہ کسکو خبر تھی کہ اسقدر شہر اور دیہات یکدفعہ زمین میں دھنس کر تمام عمارتیں نابود ہو جائینگی اور ساتھ زمین کی ایسی صورت ہو جائیگی کہ گویا اس میں کبھی کوئی عمارت نہ تھی پس اس بات کا نام معجزہ ہے کہ کوئی ایسی بات ظہور میں آوے جو پہلے اس سے کسی کے خیال و گمان میں نہ تھی اور امکانی طور پر بھی اسکی طرف کسی کا خیال نہ تھا کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس ملک کے رہنے والوں نے اس زلزلہ شدیدہ کو بڑے تعجب کی نظر سے دیکھا ہے اور اسکو ایک غیر معمولی اور نادر ہونی بات اور نمونہ قیامت قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ محققان یورپ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس ملک کی تاریخ پر ہو لہ ۱۲ سو برس تک نظر ڈالکر ثابت ہوتا ہے کہ پہلے اس سے ایسا خوفناک اور تباہی ڈالنے والا زلزلہ اس ملک میں کبھی نہیں آیا پس جس رحیم نے ایسے زمانہ دراز پہلے ایسے غیر معمولی واقعہ کی خبر دی کیا وہ خبر معجزہ نہیں ہے؟ کیا وہ انسانی طاقتوں کے اندر داخل ہے؟

﹡ معترض صاحب نے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پیسہ اخبار میں یہ اعتراض شائع کیا ہے کہ پیشگوئی عفت الدیار محلہا و مقامہا میں زلزلہ کا کہاں ذکر ہے حالانکہ زلزلہ کا ذکر اس پیشگوئی سے پانچ ماہ پہلے اسی اخبار میں شائع ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی اسی زلزلہ کی صفات کا بیان ہے ہمارے مخالفین کی یہ دیانت اور امانت اور عقل اور یہ فہم ہے کیا ان لوگوں میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں کہ خلوت میں اس شخص کو ملامت کرے اور اسکو گوشمالی کرے کہ ایسا دھوکا پبلک کو کیوں دیا حالانکہ اسکو خوب معلوم تھا کہ پرچہ الحکم ۲۴ ۔ دسمبر ۱۹۰۳ء میں زلزلہ کی پیشگوئی صاف لفظوں میں موجود ہے جسکے ہیبت ناک نتائج الہام عفت الدیار میں ذکر کئے گئے ہیں اور یہ دونوں پیشگوئیاں ان کے ظہور سے ایک سال پہلے شائع کی گئی ہیں ۔ بلکہ زلزلہ کی پیشگوئی صریح اور صاف لفظوں میں مواہب الرحمن صفحہ ۸۶ میں بھی موجود ہے جسکو شائع کئے اڑہائی برس ہو چکے ہیں ۔ منہ

جس ملک کے لوگوں نے بلکہ اُنکے باپ دادوں نے بھی قریباً دو ہزار برس تک ایک واقعہ کو نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو اور نہ انکے خیال وگمان میں ہو کہ ایسا واقعہ ہونیوالا ہے یا امکان میں ہے پھر اگر کوئی پیشگوئی ایسے واقعہ کی خبر دے اور وہ واقعہ بعینہٖ ظہور میں آ جائے تو وہ خبر نہ صرف معجزہ کہلائیگی بلکہ اوّل درجہ کا معجزہ ہوگا ۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ معترض صاحب نے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی عظمت دور کرنے کے لئے اور اس کو تمام لوگوں کی نسبت خفیف ٹھہرانے کے لئے انجیل کی اوس بے معنی پیشگوئی سے اسکو مشابہت دی ہے جسمیں صرف معمولی الفاظ میں کہا ہے کہ زلزلے آوینگے لیکن جو شخص ذرا آنکھ کھولکر میرے اشتہارات کی عبارت کو پڑھیگا اسکو افسوس سے کہنا پڑیگا کہ ناحق معترض نے روز روشن پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ایک بھاری خیانت سے کام لیا ہے اس نے میرے اشتہارات کو پڑھ لیا ہے اور اس کو خوب علم تھا کہ میری پیشگوئی کے الفاظ جو زلزلہ کی نسبت بیان کئے گئے ہیں وہ انجیل کے الفاظ کی طرح سست اور معمولی نہیں ہیں مگر اس نے دانستہ بےشرمی کو اختیار کر لیا ۔ کسکو معلوم نہیں کہ عربی الہام یعنی عفت الدیار محلہا و مقامہا ایک ایسی ہیبتناک دہشت والی خبر پیشگوئی کے طور پر بیان کرتا ہے جس سے بدنوں پر لرزہ پڑ جاتا ہے کیا یہ ایک معمولی بات ہے کہ شہر اور دیہات زمین میں دھنس جائینگے اور اردو میں تصریح کی گئی ہے کہ وہ زلزلہ کا دھکا ہوگا دیکھو اخبار الحکم صفحہ ۱۵ کالم ۲ مورخہ ۲۴ ۔ دسمبر ۱۹۰۳ء ۔ اور پھر ۱۹۰۱ء میں جو رسالہ آمین شائع کیا گیا تھا اسمیں لکھا گیا ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ اوس سے قیامت یاد آ جائے گی اور ﹡ الحکم ۲۴ ۔ مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع کیا گیا ہے کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائے گا ۔ اور پھر اشتہار الانذار میں لکھا ہے کہ آنیوالا زلزلہ قیامت خیز زلزلہ ہوگا پھر الانذار میں لکھا ہے کہ آنیوالے زلزلہ سے زمین زیر و زبر ہو جائیگی پھر اسی میں لکھا ہے کہ عظیم الشان حادثہ محشر کے حادثہ کو یاد دلائیگا اور پھر اسی میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیرے لئے زمین پر اتر ونگا تا اپنے نشان

﹡ اخبار سول ملٹری گزٹ میں یہ امر تحقیقات شدہ شائع کیا گیا ہے کہ ہندوؤں کا مندر جو کانگڑہ میں زلزلہ سے نابود ہو گیا ہے دو ہزار برس سے یہ مندر چلا آتا تھا اگر ایسا زلزلہ پہلے اس سے آیا ہوتا تو یہ عمارتیں پہلے سے ہی نابود ہو جاتیں منہ

دکھلاؤں ۔ ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور وہ عمارتیں جنکو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرا دینگے اور میں وہ نشان ظاہر کرونگا جس سے زمین کانپ اُٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا ۔ پھر اوس اشتہار میں جسکی سرخی ہے زلزلہ کی خبر بار سوم ۔ آنے والے زلزلہ کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنیوالا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا ۔ اب اے نا سمجھو کیا انجیل میں زلزلہ کے بارے میں اس قسم کی عبارتیں کہاں ہیں اور اگر ہیں تو وہ پیش کرنی چاہئیں ورنہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے اس حق پوشی سے باز آنا چاہئے ۔

قولہ ۔ ترجمہ میں زلزلہ کا لفظ بھی داخل کر دیا تاکہ جاہل لوگ یہ سمجھیں کہ الہام میں زلزلہ کا لفظ بھی موجود ہے ۔

اقول ۔ اے اندھے صاحب پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں ۔ زلزلہ کا دھکا ۔ عفت الدیار محلہا و مقامہا ۔ دیکھو اخبار الحکم ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء ان دونوں کے معنے یہ ہوئے کہ ایک زلزلہ کا دھکا لگے گا اور اُس دھکے سے ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا اور عمارتیں گر جائینگی اور نابود ہو جائیں گی ۔ اب بتلاؤ کہ کیا میں نے جاہلوں کو دھوکا دیا ہے یا آپ جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں ۔ اور کیا میں نے جھوٹ بولا ہے یا آپ جھوٹ بولتے ہیں لعنت اللہ علی الکاذبین ۔ اخبار الحکم موجود ہے اسکے دونوں پرچوں کو دیکھ لو اور یہ اخبار زلزلہ موجودہ سے ایک سال پہلے ملک میں شائع ہو چکی ہے گورنمنٹ میں بھی پرچے پہنچ چکے ہیں ۔ اب بتلاؤ کہ تعصب نے آپکو اس جھوٹ پر آمادہ کیا جو آپ دعوے کر بیٹھے جو زلزلہ کا ذکر پیشگوئی میں موجود ہی نہیں ہے ۔

قولہ یہ الہام ۱۳ ۔ مئی ۱۹۰۲ء کے الحکم کے صفحہ کالم ۴ پر موجود ہے اور اوس کے سامنے صاف طور پر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے متعلق طاعون ۔

﹡ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں میری کتاب مواہب الرحمن میں بھی جو ۱۹۰۳ء میں چھپکر شائع ہو گئی تھی صریح لفظوں میں یہ پیشگوئی ہے اور زلزلہ کا نام لیکر ذکر موجود ہے پھر اس حالت میں جاہل تو وہ لوگ ہیں کہ جو ایسی تصریح اور توضیح کے بعد بھی سمجھتے ہیں کہ زلزلہ کا کہاں ذکر ہے انکو چاہئے کہ آنکھیں کھولکر اخبار الحکم ۲۴ ۔ دسمبر ۱۹۰۳ء کو پڑھیں اور رسالہ آمین کو پڑھیں جو ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تھا اور پھر مواہب الرحمن کے صفحہ ۸۶ کو پڑھیں جو ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی تھی اور پھر اپنی ایمانی حالت پر رو دیں منہ

﹡ ایسا ہی میری کتاب مواہب الرحمن مطبوعہ جنوری ۱۹۰۳ء میں ایک سخت زلزلہ کی خبر ہے جس سے عمارتیں گرینگی اور اسمیں نہ صرف عمارتوں کے گرنیکا ذکر ہے بلکہ صاف لفظوں میں زلزلہ کا ذکر ہے دیکھو مواہب الرحمن صفحہ ۸۶ منہ

تفضیل - اس میں کیا شک ہے کہ یہ زلزلہ بھی طاعون کا ایک ضمیمہ ہے اور اوس سے متعلق ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار فرمادیا ہے کہ زلزلہ اور طاعون دونون میری تائید کے لئے ہیں پس زلزلہ درحقیقت طاعون سے ایک تعلق رکھتا ہے کیونکہ طاعون بھی میرے لئے خداتعالےٰ کی طرف سے ایک نشان ہے اور ایسا ہی زلزلہ بھی میری تائید کے لئے ہے دونون کو تعلق ہے اور دونون ایک ہی امر کے موید ہیں اور اگر یہ وہم دل میں پیدا ہو کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون ہی ہے تو یہ وہم درحقیقت فاسد ہے کیونکہ جو چیز کسی چیز سے تعلق رکھتی ہے وہ درحقیقت اُسکا عین نہیں ہوسکتی ما سوا اسکے قرینہ تو یہ آگے موجود ہے کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون نہیں ہے یعنی جبکہ پہلے اس سے یہ الہام موجود ہے کہ زلزلہ کا دھکا تو پھر ذرہ انصاف اور عقل کو دخل دیکر خود سوچ لینا چاہئیے کہ عمارتون کا گرنا اور بستیون کا معدوم ہوجانا کیا یہ طاعون کی صفات میں سے ہے یا یہ تو زلزلہ کی صفات میں سے ہے ۔ ماسوا اسکے کوئی ایک پرہیزگار انسان میں نہیں ہوسکتی کہ جو معنے ایک عبارت کے الفاظ سے پیدا ہوسکتے ہیں اور جو اس کے سباق اور سیاق سے مترشح ہورہے ہیں اور جو معنے واقعہ کے ظہور سے کھل گئے ہیں اور انسانی کانشنس نے قبول کر لیا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہؤا ہے وہ وہی ہے جو عفت الدیار کے الہام سے نکلتا ہے پھر اسکے انکار پر اصرار کرے اگر فرض بھی کرلیں کہ خود ملہم نے اپنے اجتہاد کی غلطی سے اس حادثہ کو جو عفت الدیار کے الہام سے ظاہر ہوتا ہے طاعون ہی سمجھ لیا تھا تو ایسی غلطی کہنا از وقوع ہے مخالف کے لئے ثابت نہیں دنیا میں کوئی ایسا نبی یا رسول نہیں گذرا جسنے اپنی کسی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی نہ کی ہو تو کیا وہ پیشگوئی آپ کے نزدیک خدا تعالےٰ کا ایک نشان نہ ہوگا اگر یہی کفر دل میں ہے تو دلی زبان سے کیون کہتے ہو پورے طور پر اسلام پر کیون حملہ نہیں کرتے کیا کسی ایک نبی کا نام بھی لے سکتے ہو جسنے کبھی اجتہادی طور پر اپنی کسی پیشگوئی کے معنے کرنے میں غلطی نہیں کھائی - تو پھر بتلاؤ کہ اگر فرض بھی کرلیں کہ لفظ متعلق کے معنے بعینہ طاعون ہے تو کیا یہ حملہ تمام انبیاء پر نہیں ۔ عفت الدیار کے الہامی فقرہ پر نظر ڈالکر صاف ظاہر ہے کہ اس فقرہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اس سے گرجائین گی اور نابود ہوجائینگی اور ظاہر ہے کہ طاعون کا عمارتون پر کچھ اثر نہیں ہوتا پس اگر ایڈیٹر اخبار الحکم نے ایسا لکھ بھی دیا کہ یہ فقرہ طاعون سے متعلق ہے اور تعلق سے وہ معنے سمجھے جائین جو معترض نے کئے ہیں تو غایت ما فی الباب یہ کہا جائیگا کہ ایڈیٹر الحکم نے ایسا لکھنے میں غلطی کی اور ایسی غلطی خود انبیاء علیہم السلام سے پیشگوئیون کے سمجھنے میں بعض دفعہ ہوتی رہی ہے جیسا کہ ذھب وھلی کی حدیث بخاری میں موجود ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں - قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انی اُھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ہجرۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب میں دیکھا کہ مینے مکہ سے ایک ایسی زمین کیطرف ہجرت کی ہے جسمین کھجورون کے درخت ہین پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب - اب دیکھو آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے خلی رویا وحی ہے اور جنکا اجتہاد سب اجتہادون سے اسلم اور اقوی اور اصح ہے اپنی رویا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی پس کیا یہ پیشگوئی آپ کے نزدیک پیشگوئی نہیں ہے اور کیا آپ طیار ہین کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم پر بھی ایک حملہ کردین کیونکہ جبکہ اجتہادی غلطی میں آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم بھی شریک ہین تو پھر آپ کا یہ کیا ایمان ہے کہ تعصب کے جوش میں آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی عزت کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے اور خدا تعالےٰ سے کچھ شرم نہیں - اور پھر سچے منصف کو ضرور تری کا دھیان رکھکر عفت الدیار کے الفاظ کی طرف دیکھنا چاہئیے کہ اسکے الفاظ طاعون پر صادق آتے ہین یا زلزلہ پر - کیا یہ ایمانداری ہے کہ جبکہ واقعہ موعودہ کے ظہور نے عفت الدیار کے معنون کو خود کھولدیا پھر بھی اس سے مراد طاعون ہی سمجھین اس پیشگوئی کے الفاظ صاف طور پر پکار رہے ہین کہ وہ ایک حادثہ ہے جس سے عمارتین گرجائین گی اور ایک حصہ ملک کی بستیون کا نابود ہوجائیگا اگر آپ عربی نہیں جانتے تو کسی عربی دان سے پوچھ لین کہ عفت الدیار محلھا ومقامھا کے کیا معنے ہین اور اگر کسی پر اعتبار نہ ہو تو اوس مصرع کے معنے جو شارح نے لکھے ہین وہ دیکھ لین - اور وہ معنے یہ ہین اندرست دیار الاحباب والمنی ما کان منھا للحول وما کان للاقامۃ دیکھو معلقہ چہارم شرح مصرع اول) یعنی دوستون کی بستیان اور انکے گھر نابود ہوگئے اور وہ عمارتین نابود ہوگئین جو چندروزہ اقامت کے لئے تھین جیسے سرائے یا قومون کی زیارت گاہین اور وہ عمارتین بھی نابود ہوگئین جو مستقل سکونت کی تھین اب بتلاؤ یہ معنے طاعون پر کیونکر صادق آسکتے ہین اور طاعون کو عمارتون کے گرنے سے کیا تعلق ہے - ان معنون میں اور خداتعالےٰ کی وحی کے معنون میں صرف ماضی اور مضارع کا فرق ہے یعنی لبید نے اسجگہ ماضی کے معنے ملحوظ رکھے اور خداتعالےٰ کے کلام میں اسجگہ استقبال کے معنے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ آئندہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اور بستیان نابود ہوجائین گی نہ عارضی سکونتین باقی رہین گی نہ مستقل سکونتین اب بتلاؤ کہ کیا یہ معنے طاعون پر صادق آسکتے ہین اب ہٹ دھرمی کرنا کیا فائدہ ناحق خدا کی ضد دو ہی آدمی کیا کرتے ہین یا سخت احمق یا سخت بے ایمان اور متعصب - پھر اگر آپ وہی اعتراض پیش کرین جسکا پہلے ہی جواب دیا گیا ہے یعنی یہ ماضی کا صیغہ ہے اور لبید رضی اللّٰہ عنہ نے ماضی کے معنون پر استعمال کیا ہے - تو اسکا جواب پہلے ہی گذر چکا ہے کہ اب یہ کلام لبید کا نہیں ہے بلکہ خداتعالےٰ کا کلام ہے خداتعالےٰ نے جابجا قرآن شریف مین عظیم الشان پیشگوئیون کو ماضی کے لفظ سے بیان کیا ہے جیسا کہ اللّٰہ تعالےٰ فرماتا ہے تبت یدا ابی لہب وتب - ما اغنی عنہ مالہ وما کسب ٭ اب ذرہ کچھ انصاف کو کام میں لاکر اب دو کہ اس پیشگوئی کے الفاظ ماضی کے صیغہ میں ہین یا مضارع کے صیغہ میں عقلمند کے لئے تو یہ ایک سخت ندامت کا موقع ہے بلکہ ایسی غلطی مرنے کی جگہ ہوجاتی ہے جبکہ ایک شخص باوجود دعوے علم

(باقی آیندہ)

٭ بائبل میں بھی بہت جگہ آیندہ واقعات کو ماضی کے صیغہ میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ یہ فقرہ بابل گر پڑا بابل گر پڑا دیکھو یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۹ - اور جیسا یہ فقرہ ملک بنوبر کردہ ویران ہوگیا ترنیم رسوا ہوا دیکھو یرمیاہ باب ۴۸ - آیت ۱ منہ

سوالات

ذیل کا ایک عجیب اشتہار جو ۲۲ سوالون پر مشتمل ہے مولین (لونڈبری) کے علاقہ سے آیا ہے میں اسکو عام لوگون کے فائدہ کے لئے چھاپ دیتا ہون علماء کا جواب اگر کسی نے کچھ دیا اسی سلسلہ میں دلچسپ مضمون ہوگا -
ایڈیٹر -

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

تمام علماء دین کی خدمت میں عموماً مولوی علی رضا صاحب رامپوری افسر مدرس مدرسہ اسلامیہ مولین اور مولوی عنایت اللّٰہ خطیب مسجد پھیا گانو علاقہ بلوخیگ کی خدمت میں خصوصاً ہم چند سوال پیش کرتے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ ہمارے سوالون کا جواب رائے وقیاس سے نہ دیا جائے بلکہ قرآن شریف کی آیت بتائی جاوے یا ایسی حدیث لکھی جاوے جو امام اعظم؟ کے اصول کے موافق روایتاً ودرایتاً باب عقاید میں قابل حجت ہوسکتی ہو اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو حضرت امام اعظم کا قول بتایا جاوے جو کسی مستند کتاب میں مذکور ہو -

سوالات

(۱) زید نے اگر حضرت عیسےٰ ع کو فوت شدہ کہدیا تو کیا اسلام سے خارج اور کافر ہوگیا؟ کیا زید کے یہان آنا جانا یا کھانا پینا حرام ہوگیا؟ جو لوگ حضرت عیسےٰ کی وفات کا عقیدہ نہیں رکھتے کیا وہ زید کے یہان صرف جانے سے یا اوس کے یہان کھانے پینے سے کافر ہوجاوین گے؟ -

(۲) حضرت عیسےٰ ع کے زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر جانے اور ابتک جسمانی زندگی کے ساتھ بے آب وطعام موجود رہنے کا بیان قرآن مجید کی کس آیت مین ہے؟ -

(۳) آیت کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے کس مدعا پر استدلال لایا گیا ہے؟

(۴) رسول اللّٰہ صلعم نے آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کا کیا مطلب سمجھا تھا؟

(۵) نزول قرآن کے پہلے یا نزول قرآن کے وقت محاورہ عرب مین کسی انسان کو زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھا لینے کے معنے مین توفی یا رفع الی اللہ کا استعمال ہوتا تھا یا نہین اگر ہوتا تھا تو اوسکی کوئی نظیر بتائی جائے اور اگر نہین ہوتا تھا تو کسی لفظ کو ایسے معنی مین استعمال کرنا جسمین وہ لفظ کبھی مستعمل ہوا ہو فصاحت وبلاغت کے برخلاف ہے یا نہین؟

(۶) مجتہدین اربعہ؟ نے حضرت عیسےٰ ع کا زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھ جانا اپنی کسی کتاب مین لکھا ہے؟

(۷) حضرت ابن عباس کی جو تفسیر امام بخاری نے اپنی صحیح مین درج کی ہے وہ قابل اعتبار ہے یا نہین؟

(۸) کوئی صحابی اگر اپنے پیدا ہونے کے پہلے کا کوئی واقعہ روایت کرے تو اُسکی صحت کیلئے کیا شرطین ہین؟

(۹) کوئی راوی اگر اپنے پیدا ہونے سے سیکڑون برس پہلے کا کوئی واقعہ بلا سند روایت کرے تو یہ روایت قابل استدلال ہے یا نہین؟

(۱۰) مفسرون کے اقوال اور اُنکی توجیہین اور تاویلین اور اُنکی بلا سند روایتین عقائد اسلامیہ کے مستقل حجت ہین یا نہین؟

(۱۱) مفسرون نے اہل کتاب کی روایتین اپنی تفسیرون مین لکھی ہین یا نہین؟

(۱۳) اصطلاح مین تاویل کسکو کہتے ہین اور نص قرآنی مین تاویل کرنی کس صورت مین جائز یا ضروری ہے؟

(۱۳) باب عقاید مین صرف یقینیات کا اعتبار ہے ظنیات کا بھی ؟

(۱۴) صحاح ستہ کی حدیثین متواتر ہین یا آحاد ؟

(۱۵) احادیث آحاد مفید علم یقین اور قطعی کو ہین یا صرف ظن کو ؟

(۱۶) آیت و حدیث مین جب تعارض ہو تو آیت مین تاویل کرنی چاہیئے یا حدیث مین ؟

(۱۷) جو حدیث آحاد کے درجہ مین ہے جب کسی آیت سے معارض ہو تو آیت پر یقین لانا چاہیئے یا حدیث پر ؟

(۱۸) کسی حدیث کا نص قرآنی کے معارض ہونا اُسکی موضوعیت کی دلیل ہے یا نہین ؟

(۱۹) پیشین گوئی کی حدیثین باب عقاید مین حجت قطعی ہین یا نہین ؟

(۲۰) پیشین گوئی کی حدیثون پر تفصیلی یقین رکھنا ضروری ہے یا اجمالی ؟

(۲۱) امام اعظم رح کے نزدیک حدیث احاد سے زیادتی علی الکتاب جائز ہے یا نہین ؟

(۲۲) اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پاکر زمین مین مدفون ہوگئے ہون تو پھر قیامت کے قریب اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے آنکو زمین پہ نازل کرسکتا ہے یا نہین ؟

العـــــــــــــــــــارض

حافظ احمد علی ایٹھوبن مولوی حافظ حاجی غلام نبی صاحب مرحوم - پھیا نزول علاقہ بلو خینگ ضلع مولمین (لوئر برما)

لفظ مسیح کی نئی تاویل

ایڈیٹر صاحب الحکم کے نام

کے ناظرین غالبًا ناواقف نہین اس ولایتی بی بی کے مذہب کا صحیح پتہ لگانا ہوسے بھالے ہندوؤن کو تو شاید مشکل ہو لیکن ایک زیرک اور صاحب فراست مسلمان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اندر ہی اندر بستی بی بی کس مذہب کی اشاعت کر رہی ہین حال مین آپنے لفظ مسیح کی ایک عجیب تاویل کی ہے اور یہ کوئی بستی دیوی کی خصوصیت نہین بلکہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا مین حضرت مسیح موعودؑ کے فیض اور ماثر سے اندر ہی اندر یہ بات پیدا ہو رہی ہے کہ وہ عیسویت سے بیزار ہوتے جاتے ہین اور یا مرتا کیا نہ کرتا - ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی کے مصداق ہوکر ایسی تشریح عیسوی اصولات کی کررہے ہین جو کبھی عیسائیون کے وہم مین بھی نہ گذرے ہون -

” بہرحال بستی دیوی فرماتی ہین کہ مسیح کا نام جو کہ تمام عیسائی ممالک مین ایک مکمل انسان کے لیئے مستعمل ہوتا ہے ایک انسان سے زیادہ وہ ایک حالت کا نام ہے انسان ترقی کرتے کرتے صدیون کے بعد مکمل حالت کو پہونچکر اطمینان کامل حاصل کرلیتا ہے اور وہ جسکو مسیح کے نام سے ملقب کرتے ہین ان چند آدمیون مین سے ہے جو کہ انسانی زندگی کے مقصد اصلی کو حاصل کرچکا ہو ہر شخص کو اس حالت تک پہونچنے کی کوشش کرنی چاہیئے “

اینی بسنٹ کی رائے کیسی صاف اور حضرت مسیح موعودؑ کی موئید ہے اینی بسنٹ مسیح کو شخصیت نہین کہتی بلکہ ایک خاص حالت اور وصف کا مظہر مانتی ہے - پھر مسیح موعود کے مسیح ابن مریم ہونے مین کیا شک رہا ؟

عیسائیو ! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

شیرازۂ قوم

مین الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین اس ضرورت کو قوم کے سامنے پیش کرچکا ہون کہ ضلع وار احمدی جماعت کی فردین طیار کیجاوین اور ایسا ہی ضلع وار جنرل کمیٹیان قایم ہون جو اپنے ضلع کی دوسری احمدی جماعتون کو قومی ضروریات اور مقاصد سے اطلاع دیتی رہا کرین امر. سے پہلے کہ ایسی باقاعدہ جماعتین قایم ہو جائین یہہ ضروری امر ہے کہ افراد قوم کا پتہ لگ جاوے جسکو شیرازۂ قوم مین یکجا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے اسی ضرورت کو حضرت حکیم الامتہ کے الفاظ مین اور بالآخر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرزور الفاظ مین شائع کرچکا ہون [illegible] اگر کوئی شخص اس قومی ضرورت کے پورا کرنے مین مددگار نہین ہوتا تو یاد رہے کہ وہ شخص قومی قصوروار ہوگا میری اس تحریر پر بابو چودہری غلام حسین صاحب شیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ اور مولوی عزیز بخش صاحب بی - اے ڈیرہ غازیخان نے تحریری طور پر اطلاع دی ہے کہ وہ اس کام مین ہر طرح سے مدد دینے کو آمادہ ہین - اور اونہون نے چھپے ہوئے فارم بھی طلب کیئے ہین - اور چودہری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے زبانی مجھے فرمایا تھا کہ وہ اپنے صرف خاص سے ایک آدمی ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی مکمل فہرست طیار کرنے کو روانہ کرینگے ان کے سوا مجھے کسی احمدی بھائی نے جن پر مینے حسن ظن کے طور پر امید ظاہر کی تھی کہ وہ اس کام مین مجھے مدد دینگے) کوئی اطلاع تاحال نہین کی ہے [illegible] ہون - کیا [illegible] فضول [illegible] تحریک کرتا ہون - کیا اسکا فائدہ اور نفع ایک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہے ؟ اگر ایسا سمجھ لیا گیا ہے تو سخت غلطی ہے مین اپنے ان تمام احباب کو آگاہ کرتا ہون کہ وہ قومی ضروریات پر گہری نظر کرین اور اس تحریک کو بے سود نہ سمجھین جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر مین حصہ لین کیونکہ اس کی تکمیل پر ضروری قومی تحریکین کی جانے والی ہین - مین آج کے اخبار مین اس مقصد کی تکمیل کی خاطر ایک نقشہ بھیجتا ہون - ہر شخص جس کے پاس یہہ نقشہ پہونچے بشرطیکہ وہ احمدی ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے مقام کے سر بر آوردہ احمدی کی معرفت اسکی خانہ پوری کرے اگر وہ نقشہ کافی نہ ہو تو خود اپنے ہاتھ سے سادہ کاغذ پر کھینچ کر اسکے ساتھ شامل کرے - اور اسطرح پر مکمل فرد احمدی جماعت کی جو اس مقام پر ہو بناکر ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے اس مین سستی اور کاہلی سے کام نہ لے - بلکہ اس نقشہ کے پہونچنے پر اسکا پہلا فرض یہہ ہونا چاہیئے کہ وہ اسکی خانہ پوری کرکے میرے پاس بھیجدے -

ایک آنہ مد کا کالج بن سکتا ہے

کسی کام کے ابتدا اور اوائل مین جو جو مشکلات اور روکین ہوتی ہین وہ ایسی نہین کہ احمدی احباب انہین سمجھ نہ سکین - خصوصًا نبوت کے سلسلون مین ایسی روکون کا آنا ضروری ہوتا ہے - تعلیمی ضروریات کے لیئے تعلیم الاسلام سکول قادیان مین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما سے کہولا گیا جو ۱۸۹۸ء مین کہلا اور پھر ہائی سکول اور کالج تک ترقی کرگیا - کالج کی پہلی دو کلاس کہول دی گئی تھین اور سال گذشتہ کا نتیجہ بھی اعجاز سے کم نہ تھا لیکن یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت آئندہ جب تک کالج کی مالی حالت مستحکم اور سٹاف اور عمارت مکمل نہ ہو - کالج رہ نہین سکتا - اسلیئے مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینیجنگ کمیٹی کو نہایت درد دل اور افسوس کے ساتھ اسوقت تک کے لیئے کالج کو بند کرنا پڑا حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے اسباب بہم پہونچادے جو یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت ہمارا کالج قایم رہ سکے - کچھ شک نہین احمدی قوم پر بہت سے چندون کا بوجھ ہے اور کئی لاکھ روپیہ کالج کے واسطے جمع کرنا آسان امر نہین ہے - لیکن وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرچکی ہو - جو اپنے مال و جان کو خدا کے رسول کے ہاتھ پر بیع کرچکی ہو اسکے سامنے اس قسم کا خیال بھی پیش کرنا شاید میری اپنی غلطی ہو - اور قومی حمیت کی ایک قسم کی لائبل ہو -

حضرت حکیم الامتہ کو اس کالج کے التوا پر سب سے زیادہ رنج اور افسوس ہے یہان تک کہ خطرناک بیماری کے لحہ مین بھی یہہ درد انہین زیادہ مضطر اور تکلیف دہ تھا - افاقہ ہوجانے پر پہلے روز جب باہر تشریف لائے تو مجھے مخاطب کرکے فرمایا احمدی ہر چیز کے لیئے خواہش کرتے ہین کہ انکی اپنی چیز الگ ہو - ترجمہ قرآن کے لیئے چاہتے ہین احمدی کا کیا ہوا ترجمہ ہو نماز کی حقیقت اور کتاب کے لیئے آرزو کرتے ہین کہ کوئی احمدی لکھے غرض ہر بات الگ چاہتے ہین -

آپ میری طرف سے قوم کے سامنے یہہ **سوال** پیش کرین کہ کیا وہ یہہ نہین چاہتی کہ **اسکا اپنا کالج بھی الگ ہو ؟** اور اگر وہ یہی چاہتی ہے تو پھر ہر احمدی ایک آنہ ماہوار دو سال تک کالج کے واسطے دے - اس مین کوئی الگ نہ رہے بچہ ہو بوڑھا ہو - عورت ہو مرد ہو - ایک گھر مین جسقدر احمدی ہون وہ سب کے سب دو سال کے لیئے کرلین کہ ایک آنہ ماہوار اپنے دوسرے چندون کے علاوہ محض کالج کے لیئے دین - دو سال کے بعد مین ان سے کوئی چندہ کالج کے واسطے انشاء اللہ نہین لونگا اور کالج قایم ہو جاویگا لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی احمدی اس چندہ مین شریک ہونے سے نہ رہے - چنانچہ اسی وقت خود اپنے گھر کے پانچ آدمیون کا چندہ **ایک روپیہ** مجھے تین ماہ کے واسطے نکال کر دیدیا ہے - فی الحال یہہ رقم میرے ہی پاس آپ نے رہنے دی ہے لیکن باقاعدہ یہ رقم حضرت حکیم الامتہ کے پاس جمع ہوگی اور اس لیئے باقاعدہ رسید الحکم مین چھپ جایا کریگی [illegible] کرین تو ایک کالج کیا یونیورسٹی قایم ہوسکتی ہے - مین یقین رکھتا ہون کہ حضرت حکیم الامتہ کی یہ تحریک بے فائدہ نہ ہوگی - اور اپنا اثر کرکے رہیگی -

ذیل مین مین ان احباب کی رسید دیتا ہون جنکا چندہ وصول ہوا ہے یہہ تحریک آج ہی الحکم کے ذریعہ عام کی جاتی ہے اور امید ہے کہ آنہ فنڈ کالج کو قایم کرنے مین بڑی مدد دیگا - یہہ خوب یاد رہے کہ دوسری قومی ضرورتون اور قومی چندون پر اسکا کچھ اثر نہین ہونا چاہیئے بلکہ یہہ ایک الگ ضرورت ہے -

حضرت حکیم الامتہ ۵ کس ا ر فی کس کے حساب عہ تین ماہ کیلئے

چودہری فتح محمد صاحب طالب علم کالج کلاس ا ر ۸ ماہ کیلئے

ایڈیٹر الحکم قادیان ۷ کس ا ر فی کس کے حساب سے عہ ۲ ماہ کیلئے

اور چند احباب نے چندہ لکھوایا ہے لیکن جبتک وصول نہ ہو درج نہین کیا جاویگا - بالآخر مین الحکم کے

ناظرین کی خدمت مین ایک التماس کرنی چاہتا ہون کہ اگر ہر ایک خریدار اس ایک **آنہ فنڈ** مین شامل ہوجاوے اور اسکے اہل و عیال جو احمدی ہین وہ بہی شریک ہو جاوین تو مین یقین کرتا ہون کہ کم از کم دس ہزار روپیہ سالانہ الحکم کے خریدار **کالج** کو دے سکتے ہین +

بکوشید اے جوانان تا بہ دین ہمت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

جو لوگ اس کار خیر مین شریک ہون وہ مہربانی کرکے ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دین -

ہماری شادیان کیسے ہون

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ احمدی قوم اپنی ضروریات کا احساس کرنے لگی ہے مندرجہ بالا عنوان سے جو مختصر نوٹ الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین نکلے ہین تو یہہ تحریک عام ہو گئی ہے کہ ہماری شادیون کا حلقہ احمدیون مین محدود ہو جاوے - مین احباب کے لئے نکاح کی ضرورت کے [illegible] اشتہار نکل چکے تھے انمین سے بجز شیخ غلام احمد صاحب کے باقی سب کے لئے انتظام ہو گیا ہے یا خط و کتابت ہو رہی ہے جس سے توقع ہے کہ جلد تر انشاء اللہ ہو جائیگا - شیخ غلام احمد صاحب کے لئے [illegible] غلام احمد خان صاحب رئیس کا شہر گڑھ گوجرانوالہ [illegible] اور قوم مین ایک ستلز اور اہل الرائے تا گیا ہے [illegible] کی ہے بلکہ انکا ذمہ قرار دیا تہا کہ آپ [illegible] انتظام کرین - بہر حال اس ضرورت کو قوم نے سمجہہ لیا ہے اب [illegible] ہو چلی ہے کہ اتفاقی رنگ بہت جلد اس [illegible] پڑ جائیگا -

اس سلسلہ مین مین **خواجہ کرمداد** صاحب کی اخلاقی جرات کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتا + جنہون نے محض خدا تعالے کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑکی کا رشتہ میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروش سے کیا ہے خواجہ صاحب کے جاننے والے جانتے ہین کہ وہ ایک معزز راجپوت خاندان کے ممبر ہین اور ان کی قوم مین غیر قوم مین لڑکی دینا سخت عیب اور گناہ سمجہا گیا تہا مگر خواجہ صاحب نے عملی نمونہ قایم کرنے کے لئے اس امر کی کچہہ پروا نہین کی - اور نہایت خوشی اور انشراح صدر کے ساتہہ میان رحمت اللہ صاحب کے ساتہہ تعلق پیدا کرنا منظور کیا - خواجہ صاحب نے مجہے لکہا ہے کہ احمدیت سے بڑہکر اور کون قوم معزز ہو سکتی ہے یہ وہ قوم ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح نے طیار کی ہے جو صحابہ سے ملنے والی ہے اور اس خلیفۃ اللہ کی قوم ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا حقیقت مین یہ قابل قدر نکتہ ہے اللہ تعالے خواجہ صاحب کو اس اخلاص کی انہین جزا دے اور قوم مین یکجہتی زور سے جاری ہو + بعض لوگ مجہہ سے پوچہتے ہین کہ الحکم مین اس قسم کے مضامین کی کیا ضرورت ہے مین انکی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ وہ **اخبار** کے مقاصد اور فرائض سے ناواقف ہین - الحکم جو امر اور جو کام قوم کے لئے مفید اور بہتر سمجہے اسکا فرض ہے کہ قوم کے سامنے پیش کرے اور جو امر قومی مقاصد کی راہ مین روک ہو اس سے تنبیہ کرے -

ہماری معاشرتی اور تمدنی ترقیون کے لئے جو امور نافع ہونگے مین انہین پیش کرنا ضروری سمجہتا ہون اگر یہ امور ضروری نہ ہوتے تو خدا تعالے کی مجید کتاب مین نکاح اور اسکے متعلقہ امور پر کیون بحث کی جاتی!

سٹیل ٹرنک

زمانہ کی ضروریات مین سے سٹیل ٹرنک بہی ایک بڑی ضرورت کی چیز سمجہے گئے ہین جو اپنی مضبوطی - خوشنمائی اور ہلکے پہلکے ہونے کی وجہ سے سفر اور حضر مین ایک کار آمد چیز ہین + اور ٹرنکون کی تجارت مین سیالکوٹ شہر نے بہت بڑی ترقی کی ہے + چونکہ دجالی زمانہ ہے اسلئے ہر قسم کی تجارت مین یہہ اثر بہی کم و بیش پایا جاتا ہے الا ماشاء اللہ -

میرے مکرم مخدوم سید امیر علی شاہ صاحب [illegible] نے اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرنے کے واسطے مستری محمد دین احمدی سیالکوٹی کے کارخانہ سے ایک ٹرنک خاص آرڈر سے بنوایا جس مین لکہنے پڑہنے کے سامان کے لئے متفرق خانے بنے ہوئے تہے اس ٹرنک کو اعلیٰحضرت نے بہت ہی پسند فرمایا کیونکہ وہ بلحاظ اپنی مضبوطی - خوبصورتی اور کار آمد شے کے ہر طرح عمدہ تہا - اسپر میئے اور حکیم فضل الدین صاحب نے بہی ویسے ہی دو ٹرنکون کے لئے کارخانہ مذکور کو آرڈر دیا اور دو ٹرنک قیمتاً منگوائے - جو ہر طرح سے قابل تعریف تہے ساتہہ ہی مستری محمد دین صاحب نے الحکم مین نوٹس کرنے کے لئے ایک معمولی ٹرنک بہی بہیجدیا -

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مستری **محمد دین احمدی** کے کارخانہ کا ایک اشتہار بہی بطور ضمیمہ تقسیم ہوا ہے - مین اپنے ذاتی تجربہ اور علم کی بنا پر کہتا ہون کہ یہہ کارخانہ نہایت دیانت داری اور قابلیت کے ساتہہ ٹرنک طیار کرتا ہے - احمدیون کے لئے سب سے بڑی ضمانت اس کارخانہ کی عمدگی اور خوش معاملگی کی یہ ہے کہ وہ ایک **احمدی کا کارخانہ ہے** - یہہ ٹرنک نہایت خوبصورت وضعدار اور مضبوط ہین انکے قفل کوٹلی لوہارون کے ایک مشہور کارخانے کے بنے ہوئے ہین - اپنی قومی تجارت کو ترقی دینا ہر احمدی کا فرض ہے اسلئے مین سفارش کرتا ہون کہ اگر کسی احمدی کو کسی قسم کے ٹرنک کی ضرورت ہو تو وہ مستری محمد دین اینڈ کو نوبیسل سٹیل ورکس سیالکوٹ شہر کے کارخانہ سے طلب کرے اگر کسی قسم کا نقص یا خلاف اشتہار کوئی امر اس ٹرنک مین پایا جاوے تو **الحکم** ذمہ کرتا ہے کہ اس کی قیمت واپس کرادے مین جانتا ہون کہ **ٹرنک** اس زمانہ کی معمولی ضروریات مین سے ایک ضرورت سمجہی گئی ہے - پس اگر کوئی **شخص ٹرنک** خریدے تو اسکا فرض ہے کہ مستری محمد دین کے کارخانہ سے خریدے - علاوہ اسکے ہر طرح فائدہ بہی اٹہائیگا ہونا مستری محمد دین صاحب کے کارخانہ مین ہر قسم کے ٹرنک طیار ہوتے ہین - درخواست پر وہ **مفصل فہرست بہیج سکتے ہین** + احمدیون مین جو لوگ ٹرنکون کی سوداگری کرتے ہین لیکن اپنے کارخانہ مین نہین بنواتے انہین بہی لازم ہے کہ وہ اسی کارخانہ سے منگوائین + سیالکوٹ مین بہت سے ٹکٹون کے ذریعہ پبلک کو گمراہ کیا جاتا ہے خدا کے فضل سے یہی کارخانہ ہے جسنے اس قسم کی خلاف شرع بیہودگی کو اختیار نہین کیا -

شیرازہ قوم کا اخباری پہلو

مین الحکم و ریویو [illegible] علاوہ دو اور اخبار منگواتا ہون جنپر [illegible] روپیہ سالانہ سے خرچ کرنا پڑتا ہے - کیا یہ امر شیرازہ قوم کے لحاظ سے باہر نہین ہے؟ ضرور ہے - اب سوال یہ ہے کہ مین انہین کیون منگواتا ہون؟ جسکا جواب میری طرف سے تو یہ ہوگا کہ ہمارے الحکم مین ملکی خبرین نہین ہوتین - جنکا معلوم ہونا بہی ضروریات سے ہے - اب قوم سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا آپکا کوئی اخبار ملکی خبرین دینے والا ہے اگر ہے تو کونسا اور اگر نہین تو کیون؟

کیا اگر قوم توجہ کرے تو الحکم سے یہہ خدمت نہین لے سکتی - میرے خیال مین لے سکتی ہے - الحکم کے پاس تبادلہ مین بہت سے ملکی اخبار آتی ہونگے جن مین بعض انگریزی بہی ہونگے - غرض ملکی خبرون کے لئے جس مصالحہ کا جمع ہونا ضروریات سے ہے بفضلہ الحکم کے پاس تو وہ افراط سے جمع ہے مگر قوم اسے استعمال مین لانا یا دوسرے لفظون مین خرید کرنا نہین چاہتے - مجہے امید ہے کہ میری طرح میرے بہت سے احمدی بہائی ملکی خبرون کی خاطر اور اخبار بہی منگواتے ہونگے اور ضرور منگواتے ہونگے - ان سب کی خدمت مین مودبانہ التماس ہے کہ آؤ ہم سب متفق ہو کر ایڈیٹر صاحب الحکم سے التجا کرین کہ آپ براہ مہربانی اپنے اخبار مین ملکی خبرون کے اندراج کی کمی نہ کہین - ہمین الحکم کی موجودگی مین دوسرون کا دست نگر نہ ہونے دین - الحکم کو اخباری دنیا مین ہمہ صفت موصوف بنانے کی کوشش کرین - ہم اضافہ قیمت بڑی خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہین بشرطیکہ آپ ہمین دینی اور دنیوی خبرون سے مطمئن کر دینے کا حتمی وعدہ کرین - اور الحکم مین جو ایک سب سے بڑا عیب وقت پر شایع نہ ہونیکا ہے اسے بہی گوا دین - دیکہئے دوسرے اخبار اول تو تاریخ اشاعت کے روز ہی اپنے چاہنے والون کی خدمت مین حاضر ہو جاتی ہین - ورنہ دوسرے روز تو ضرور حاضر خدمت ہو کر دست بوس ہوتے ہین اور پیارے پیارے الفاظ مین ملک کی خبرین سناتے ہین مگر ایک ہمارا الحکم ہے کہ ہفتون کی غیر حاضری کی بہی پرواہ نہین کرتا اپنے چاہنے والون کو بے کل بنائے رکہتا ہے - میرے خیال مین ہمارے ایڈیٹر صاحب کبہی خریداران اخبار کے زمرہ مین شامل نہین ہوئے ہونگے - اگر ہو چکے ہوتے تو انتظاری کا مزہ انہین معلوم ہو چکا ہوتا - خیر ہمارا بہی اب اس شعر پر عمل ہے ؎

دیکہین تو کب تک نہین کرتے تری دل مین اثر
ہم بہی نالے اپنے جذب دل سے کہینچے جائینگے

بالآخر میرے احمدی بہائی اپنے ارادون سے بذریعہ الحکم اطلاع دین اور ایڈیٹر صاحب بہی اپنی رائے شائع کرین -

آخر مین دعا ہے کہ خدا ہمارے الحکم کو ایسا سرسبز اور ہمہ صفت موصوف کرے کہ جس کے ہوتے ہوئے ہمین دوسرے اخبارون کی ضرورت ہی نہ ہو اور وہ مکروہ تحریرین دیکہنے کا موقع ہی نہ ملے جو مخالف اخبارون مین ملکی خبرون کے ساتہہ ساتہہ دیکہنی پڑتی ہین - آمین ثم آمین -

خاکسار ابو عبد اللہ غلام محمد پہلوری
از شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور

ایڈیٹر - مین ہر طرح الحکم کو مفید قوم بنانے کیلئے ممکن اور مناسب محنت کرنے کو خدا کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے طیار ہون - اور **خبرون** کیلئے الحکم مین فی الحال ایک صفحہ اگلی اشاعت سے مختص کر دیتا ہون حجم کے اضافہ پر الحکم کی قیمت مین مین کوئی اضافہ نہین کرونگا - بشرطیکہ ہر خریدار ایک ایک خریدار جدید پیشگی قیمت دینے والا بہم پہونچائے - جب تک کل خریدار اس امر کے لئے سعی نکرین اضافہ حجم ناممکن ہے - سالگذشتہ مین .... اضافہ حجم کی وجہ سے کارخانہ پر بہت سا بوجہہ پڑا جسکے برداشت کرنیکو اب مین سخت طیار نہین ہون جب تک ہر خریدار ایک جدید خریدار نہ دے - ہان خبرون کا اندراج وہ مین انشاء اللہ العزیز دیدیا کرونگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

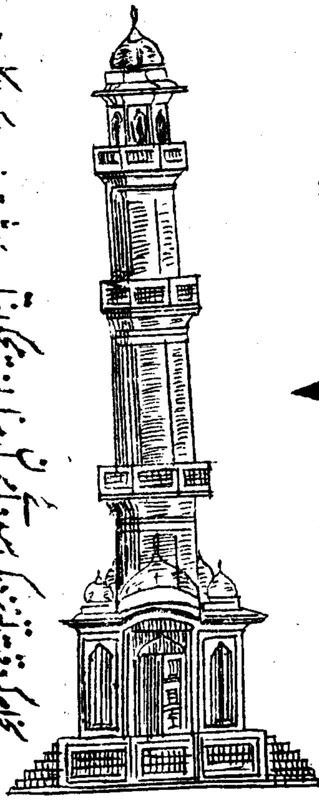

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ◇ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۵ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۲۳ ‖ قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ ‖ جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط
" ایک شخص کے چند سوالون کے جواب } صفحہ ۱ و ۲
(۲) تفسیر القرآن من مسیح الزمان - صفحہ ۳ و ۴
(۳) سلسلہ عالیہ احمدیہ ممالک غیر مین - ص ۵
(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ عورتون کو ص ۶ و ۷
(۵) مذہبی ریفارمیشن - مبارکباد تقریب ختم قرآن عزیزی
" عبد الحی سلمہ الرحمن نظم مین - } ص ۷
(۶) ہماری خوشی کی تقریبین اور ان کے اظہار کی صورتین ص ۸
(۷) مسلمانون کو اپنے مقاصد کے لئے
" ایک مرکز کی ضرورت - } ص ۹
(۸) غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء - ص ۱۰
(۹) متفرق مضامین - ص ۱۱
(۱۲) خبرون کا گلدستہ - مطبوعات مصر
" رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان } ص ۱۲
(۱۳) اشتہارات - ص ۱۳ و ۱۴ -

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط

ایک شخص کے چند سوالون کی جواب

شکارپور سندھ سے ایک شخص مسمی عبد القادر بیدل نے حضرت اقدس کی خدمت مین چند ایک سوالات لکھے ہین - جن کے جوابات حضرتؑ نے خود ایک خط مین تحریر فرمائے ہین اور وہ خط عاجز ایڈیٹر کو اخبار بدر مین درج کرنے کے واسطے عطا فرمایا ہے - اس خط مین حضرت نے سائل کے سوالات کے جوابات لکھے ہین - چنانچہ وہ خط ذیل مین درج کیا جاتا ہے -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - آپ کا خط مجھ کو ملا - سوالات کے جواب حسب ذیل ہین -

(۱) جو شخص سچی ارادت سے مریدون مین داخل ہوگا - اور سچا مسلمان بن جائیگا - مین امید رکھتا ہون کہ خدا تعالیٰ دنیا اور آخرت مین اس سے بہتری کرے گا -

۲ - اگر کوئی معجزہ دیکھنے پر بیعت کے لئے طیار ہے - تو اس وقت تک دس ہزار کے قریب اللہ تعالیٰ نے معجزات دکھا چکا ہے جنکے لاکھون انسان گواہ ہین اور اپنی مرضی سے ہمیشہ دکھاتا ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ گذشتہ معجزات میرے لئے کافی نہین اور مین اپنے افترا سے معجزہ چاہتا ہون اور ایسا آدمی شریر اور بدنصیب ہے خدا تعالیٰ کو نہ اوس کی پروا ہے نہ اس کی بیعت کی -

۳ - کرشن ہونے کا دعویٰ خدا تعالیٰ کی وحی سے ہے ہر ایک ملک مین نبی ہوتے رہے ہین پس یہ شرارت ہے کہ بغیر علم یقینی کے کرشن کو برا کہا جاوے - وَاِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ -

۴ - مینے ثناء اللہ کو ہرگز نہین کہا کہ میرے مکان پر نہ آوے لعنۃ اللہ علی الکاذبین بلکہ خود اُن آریہ سماج والون کے مکان پر اُترا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صدہا گالیاں نکالتے تھے جن کے گندے رسالے اب تک موجود ہین ایک غیرت مند مومن کا کام نہین کہ ایسے پلید گروہ دشمن اسلام کے گروہ مین اُترے نہ میرے پاس وہ آیا نہ آنے کی خواہش ظاہر کی مینے اوسکو کب کہا کہ تم چورون کی طرح میرے پاس آؤ وہ ہرگز میرے پاس نہین آیا بلکہ قادیان مین آریہ سماج والون کے پاس آیا اور اس کی اس حرکت سے قادیان کے مسلمان بھی حیران تھے - کہ اوس نے کیا کہ دشمنان اسلام کے پاس آ اترا جن کا طریق توہین اسلام ہے کوئی غیرت مند مسلمان ہرگز قبول نہین کرسکتا کہ ایسے مکان پر کسی کے ملنے کے لئے جاتے - جہان حضرت سیدنا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیان دیتے ہین اور دن رات توہین اسلام اُن کا کام ہے وہ میرے دروازہ پر نہین آیا تا مین اس کی خاطرداری کرتا بلکہ دشمنان اسلام اور دشمنان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گیا اور اگر وہ اب اس واقعہ سے انکاری ہے تو مین بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہون کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین -

قولہ - آپنے پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کا قادیان مین اثر نہ ہوگا - اور میرے مریدون سے کوئی اس مرض مہلک مین گرفتار نہ ہوگا اور اس کے برعکس ہوا -

الجواب - مین نے کوئی ایسی پیشگوئی نہین کی کہ قادیان مین طاعون سے کوئی نہین مرے گا بلکہ قادیان کی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی - کہ لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَهَلَكَ الْمَقَامُ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مین تیری عزت کا پاس نہ کرتا تو قادیان کے تمام لوگون کو ہلاک کر دیتا کیونکہ اس گاؤن مین اکثر شریر اور خبیث ناپاک طبع ہین خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا - اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی مین قادیان مین طاعون بھیجون گا اور مین ان سب لوگون کو بچا لونگا جو تمہارے گھر کی چہار دیوار کے اندر ہین اب ظاہر ہے کہ اگر قادیان کی نسبت عام طور پر بچانے کا وعدہ تھا تو پھر اس وحی الٰہی کے کیا معنی ہوئے - کہ مین اس گھر کے رہنے والون کو بچاؤن گا اب مین یہ بھی بتلاتا ہون - کہ شریر اور مفسد طبع لوگون نے کہان سے ایک جھوٹی بات بنالی - پس اس کی جڑ یہ ہے - کہ ایک یہ وحی الٰہی تھی - اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة یعنی خدا تعالیٰ اس بیماری کو اس ملک کے رہنے والون سے دور نہین کرے گا جب تک وہ اُن خیالات کو دور نہ کرین - جو اُنکے دل مین ہین - اور وہ اوس گاؤن کو یعنی قادیان کو بالکل تباہ ہونے سے بچا لے گا یعنی قادیان کی ایسی حالت نہ ہوگی کہ بالکل نابود ہو جائے - جیسا کہ اس نواح مین کتنے دیہات نابود ہو گئے اور اُن کا نام و نشان نہ رہا - یاد رہے کہ اوی کا لفظ جو اس وحی الٰہی مین ہے یعنی یہ فقرہ کہ انہ اوی القریہ - اس لفظ کے عربی مین یہ معنے ہین کہ ایک حد تک مصیبت دکھلا کر پھر اپنی پناہ مین لے لینا اور بکلی برباد نہ کرنا - یہ محاورہ قرآن شریف اور تمام عرب کی زبان مین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے - اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی یعنی کیا خدا نے تجھ کو یتیم پاکر پھر پناہ نہ دی ظاہر ہے کہ

خدا تعالیٰ نے اوّل آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہیبر کیا اور ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سپہ دار دستگئے - اور پہر بعد مدینہ کے پناہ دی - پس اوسی کے لفظین شرط ہے - کہ جسکو پناہ دی جائے وہ اوّل کچہ مصیبتین اوٹہا چکا ہو - یہی فقرہ وحی الٰہی کا ہے - جس کے معنے مفسد طبع لوگون نے اپنی قدیم عادت کے موافق یہ بنا ئے کہ گویا خدا نے یہ فرمایا تہا کہ قادیان مین طاعون سے کوئی نہین مرے گا اب اسکے بہی بجز اسکے ہم کیا کہین - کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین -

اور یاد رہے کہ پیسہ اخبار والے کو نوحق سے قدیم بغض ہے - اور خلاف واقعہ لکہنا اور اپنی طرف سے بات بنانا اس کی عادت ہے [*] اور مین اس بارہ مین مدت ہوئی - چند کتابین شایع کر چکا ہون اور عام طور پر سنلا چکا ہون - کہ ایسی کوئی مجہے وحی نہین ہوئی جس کے یہ معنی ہون - کہ قادیان مین طاعون ہرگز نہین پڑے گی - اب اگر آپ کا دعوے ہو - کہ ضرور مین نے ایسی کوئی پیشگوئی شایع کی تہی - تو اسکو پیش کرنا چاہئے - مین حلفاً کہتا ہون کہ مین نے ایسی کوئی وحی شایع نہین کی - جس کے یہ معنے ہون - کہ قادیان مین طاعون نہین پڑے گی اب اگر کوئی کہے - کہ شایع کی تہی - تو بجز اس کے کیا جواب دون - کہ لعنت اللہ علے الکاذبین - پہر یہ دوسرا اعتراض کہ مریدون کے لئے یہ وحی شایع کی تہی - کہ اُن مین سے کوئی نہین مرے گا - یہ بہی سراسر جہوٹ اور افترا ہے - صرف یہ وحی الٰہی شایع کی تہی - اِنَّ الّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ الۡاَمۡنُ وَہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ یعنے جو لوگ ایمان لائے - اور کسی قسم کا ظلم اور قصور اُن کے ایمان مین نہ تہا - وہ امن مین رہین گے - پس مین خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہہ سکتا ہون - کہ ایک بہی ایسے مریدون مین سے طاعون سے نہین مرا - باقی

[*] پیسہ اخبار کا خلاف واقعہ لکہنے کا یہ نمونہ کافی ہے - کہ قادیان مین بعض اموات جو اور اور بیماریون سے ہوئی تہین - اس نے طاعون مین داخل کر دین اور ایک شخص کتے کے کاٹنے سے مرا تہا - وہ بہی طاعونی موت قرار دی اور اس طرح پر طاعون کی وارداتین زیادہ دکہلائین ورنہ ارد گرد کے دیہات کی نسبت اسقدر قادیان مین طاعون کم رہی ہے - کہ گویا نہین ہوئی - اور قادیان مین قدیم سے آبادی تین ہزار سے زیادہ نہین - بلکہ کم ہے یہ کس دروغ گو کے منہ سے نکلا ہے - کہ اب صرف تین سو باقی ہین - پیسہ اخبار کی بار بار کی خلاف بیانی اور عوام کو دہوکہ دینے کی نسبت بجز اسکے ہم کچہ نہین کہہ سکتے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین اس نے یہ بہی خلاف واقعہ لکہا کہ فلان فلان آدمی طاعون سے مر گئے - حالانکہ ان کو طاعون ہوئی اور نہ وہ مرے - بلکہ اب تک زندہ موجود ہین - منہ

وہ لوگ جو ... سلسلہ کے اندر ... کرتے ہین اور اون کی ... وہ پاک ... تعلق نہین جو ظلم اور قصور سے ان کو مبرّہ کرے - یہ پیشگوئی اون کی ذمہ دار نہین - ابہی بہت تہوڑے ہین - جو شخص مجہ سے سچی محبت رکہتا ہے - اور مین بہی اس سے محبت رکہتا ہون - اور نفسانی اغراض سے پاک ہے - اور وفا اور صدق کامل طور پر رکہتا ہے اور ٹہوکر کہانے والا مادہ اپنے اندر نہین رکہتا اور متقی ہے اور کسی ابتلا کے وقت مرتد ہونے کے لئے تیار نہین اور میری عظمت اور مرتبہ کو سمجہتا ہے اور کوئی شک و شبہ اپنے اندر نہین رکہتا اور نہ کسی ابتلا کے وقت شبہ پیدا ہونیکا خانہ اس کے دل مین موجود ہے وہ ضرور طاعون سے بچایا جائے گا کیونکہ ایک قسم کا مجہ سے اتحاد رکہتا ہے - مگر بہت سے ایسے لوگ ہین کہ کہتے ہین کہ ہم مرید ہین مگر وہ مرید نہین - وہ پورے زور سے تقویٰ کی راہون پر قدم نہین مارتے اور دنیا کے گندون کے اندر ہین اور پورے صدق سے مجہ سے تعلق نہین رکہتے ایک اونکے ابتلا کے وقت مین دیکہتا ہون - کہ وہ گرے وہ گرے - پس درحقیقت اون کو مجہ سے تعلق نہین اور نہ مجہے اون سے تعلق - اور اگر وہ قیامت کو بہی میرے پاس آوین - تو مجہے کہنا پڑیگا - کہ مجہ سے دور رہو کہ مین تمہین شناخت نہین کرتا - ہان ایسے بہی ہین کہ گو طاعون سے بوجہ عدم کمال تام کے فوت ہو جائین یعنی اون مین شرائط متذکرہ بالا پورے طور متحقق نہ ہون مگر شہیدون مین لکہے جائینگے اور طاعون انکے بہشت کا ذریعہ ہو جائیگا کیونکہ ایک حصہ صدق کا اون مین ہے جو کامل نہین -

اعتراض نمبر ۴ - مسماۃ محمّدی کو دوسرا شخص نکاح کرکے لے گیا - اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی -

الجواب - وحی الٰہی مین یہ نہین تہا - کہ دوسری جگہ بیاہی نہین جائے گی - بلکہ یہ تہا کہ ضرور ہے کہ اوّل دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ ایک پیشگوئی کا حصہ تہا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا - الہام الٰہی کے یہ لفظ ہین **فسیکفیکہم اللہ ویردہا الیک** یعنی خدا تیرے ان مخالفون کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پہر اوسکو تیری طرف لائے گا - جاننا چاہئے کہ ردّ کے معنے عربی زبان مین یہ ہین کہ ایک چیز ایک جگہ ہو اور وہان سے چلی جاوے اور پہر واپس لائی جاوے - پس چونکہ محمدی ہمارے اقارب مین سے بلکہ قریب خاندان مین سے تہی یعنی ہمر چچا زاد ہمشیر کی لڑکی تہی اور دوسری طرف قریب رشتہ مین ماموں زاد بہائی کی لڑکی تہی - یعنی احمد بیگ کی - پس اس صورت مین ردّ کے معنی اوس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تہی - اور پہر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی مین بیاہی گئی - اور وعدہ یہ ہے کہ پہر وہ

نکاح ... سو ایسا ہی ہوگا مگر چونکہ آتہم کی پیشگوئی کی طرح یہ بہی شرطی پیشگوئی ہے - اس لئے کسی میعاد سے اسکو تعلق نہین - اور اس کے ظہور کا منتظر رہنا چاہئے - اور اگر کوئی یہ کہے کہ ردّ کے یہ معنی نہین تو بجز اس کے کیا کہین کہ لعنت اللہ علے الکاذبین -

بے شک یہ سچ ہے کہ میعاد اس شرطی پیشگوئی کی گذر گئی - مگر شرطی پیشگوئی میعاد کے گذرنے سے باطل نہین ہوتی - بلکہ وعید کی پیشگوئیان جو کسی کی عذاب کے متعلق ہون - باوجود نہ ہونے کسی شرط کے اصل میعاد سے متاخر ہو سکتے ہین - جیسا کہ یونس نبی کی پیشگوئی متاخر ہوگئی - اس مین راز یہ ہے کہ خدائے کریم کا تمام نبیون کی زبانی وعدہ ہے کہ جس بلا کا اس نے ارادہ کسی کی نسبت کیا ہے - خواہ پیشگوئی کے پیرایہ مین خواہ کسی اور طرح - وہ اس بلا کو توبہ اور صدقہ اور خیرات کیوجہ سے ٹال سکتا ہے - یا اس مین تاخیر ڈال سکتا ہے اسپر تمام نبیون کا اتفاق ہے - اور منکر اسکا کافر ہے پس یہ اعتراض اعتراض نہین ہے بلکہ جہالت ہے خصوصاً جس حالت مین پیشگوئی کی ایک شاخ پوری ہو چکی ہے یعنی محمدی کا باپ جس کی موت اس پیشگوئی مین داخل تہی - میعاد کے اندر مر گیا - پس یہ نوعِ تصدیق ہے - نہ جائے اعتراض اور دوسرے شخص کی موت مین تاخیر اسی وجہ سے ہوئی کہ اسی پیشگوئی سے ایک بڑی موت فریق ثانی کے بزرگ کی - یعنے احمد بیگ کی میعاد مقررہ کے اندر وقوع مین آگئی - اور اس موت نے ان کے دلون مین سخت خوف ڈال دیا کیونکہ جب کہ وہ شخص پیشگوئی کے زد مین تہے اور ایک اون مین سے میعاد کے اندر مر گیا - تو یہ بات ایک طبعی امر تہا - کہ دوسرا شخص اور اسکے اقارب کو خوف دامنگیر ہو جاتا پس وہی خوف قرآن شریف کے وعدہ کے مطابق تاخیر بلا کا موجب ہوا - اور جیسا کہ وعید کی پیشگوئیون مین ہے - کسی حد تک تاخیر ہوگئی - کیونکہ خوف کے وقت خدا تعالیٰ بلا کو جسکا ارادہ کیا گیا ہے ٹال دیتا ہے - یا تاخیر مین ڈال دیتا ہے -

۵ آپنے فرمایا تہا کہ وہ ملعون مردار ہو کر مر جائے گا - یا وہ جگہ آپ کے ہاتہ آئے گی - مگر اتنکی کوئی بات ظہور مین نہ آئی -

الجواب - مین اس اعتراض کو سمجہا نہین - آپ اس ملعون کا نام لین - مجہے بالکل معلوم نہین کہ آپ کیا کہہ رہے ہین وہ جگہ کونسی ہے اور وہ پیشگوئی کون اور الہام کون ہے - اس کی تشریح آپکے ذمہ ہے -

مکرر اس قدر لکہنے کی ضرورت ہوئی کہ پیسہ اخبار والے کو ناحق طور پر سرزنش نہین کی - بلکہ اس نے قادیان کی نسبت ایک لمبی فہرست دی تہی - کہ اتنے آدمی طاعون سے فوت ہو گئے ہین حالانکہ اس فہرست مین بہت سے خلاف واقعہ اموات درج ہین - اس سے انکا دہوکہ ہو سکتا - کہ کسی دوسرے وقت مین کچہ وارداتین طاعون کی قادیان مین بہی ہوئین تہین - مگر نہ اس قدر جس پر پیسہ اخبار نے شور مچایا تہا - اور ضرور تہا کہ کسی قدر قادیان مین طاعون کی وارداتین ہوتین تا پیشگوئی پوری ہوتی یہ آپ نے کس کے منہ سے سُن لیا کہ کوئی الہام مینے ایسا شائع کیا تہا کہ قادیان مین کوئی واردات طاعون نہین ہوگی اور آپکا یہ کہنا کہ قادیان کی نسبت تنکار پور دار الامان ہے - یہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر ہنسی اور گستاخی ہے معلوم نہین کہ آئندہ تنکار پور کی نسبت کیا قہر الٰہی مخفی ہے کہ یہ گستاخی کے کلمات آپ کے منہ سے نکل گئے اور یہ آپ کا کہنا کہ اب قادیان مین صرف ۳۰۰ سو آدمی کی آبادی باقی ہے یہ آپ کو کس نے سنایا لعنت اللہ علے الکاذبین - قادیان کی آبادی قدیم سے ۳ ہزار سے کچہ تہوڑی ہے اور اب بہی اسی قدر ہے کوئی اس قصبہ کے اندر داخل ہو کر نہین خیال کر سکتا کہ ایک بہی مرا ہے -

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد - مورخہ ۲۰ جون ۱۹۰۵ء

دار الامان کا ہفتہ

چونکہ اخبار ۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو ختم ہوا ہے اسلئے اس تاریخ تک کی ضروری خبرین درج کر دی ہین - ایڈیٹر -

۱ - اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہین اور تصنیف اور دعا مین لگے ہوئے ہین - ۳۰ جون کو آپ فرماتے تہے کہ اب بہت جلد قادیان چلے جانے کا ارادہ ہے مین صرف اس امر کا منتظر ہون کہ ذرا بارش ہو جاوے یکم جولائی کی شب کو بارش کا آغاز ہوا - ۲ - جولائی کی صبح کو اعلیٰحضرت نے کوچ کا حکم دیدیا - چنانچہ ظہر کی نماز پڑہ کر حضرت اقدس خیریت اور خدا کے فضل کے ساتہ واپس قادیان آگئے - باغ مین جو چہل پہل تہی - وہ اب قادیان مین ہے - احمدی محلہ مین خوب رونق ہوگئی ہے -

۲ - بزرگان ملت کی صحت بہی الحمد للہ بہت اچہی ہے حضرت اقدس کے ہمراہ کل قافلہ واپس آگیا -

۳ - ہفتہ زیر اشاعت مین خفیف زلزلہ محسوس ہوا -

۴ - ۳۰ جون ۱۹۰۵ء کا دن عجیب دن تہا حضرت حکیم الامۃ کے خلف الرشید عبد الحی کی ختم قرآن کی تقریب تہی - جمعہ سے پیشتر حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کے چند دعائیہ اشعار جو انہون نے اس تقریب پر لکہے تہے اور جو انکا مین دوسری جگہ درج ہین پڑہ کر سنائے - خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انکو چہپا کر پہلے روز تقسیم کر دیا تہا - پہر منشی عبد الرحیم صاحب مدرس ... اونہون نے پوربی زبان مین مبارکباد پڑہی اور محمد یحییٰ نام طالب علم نے اپنی نظم سنائی - اسکے بعد حاضرین مین مٹہائی تقسیم ہوئی - اور پہر نماز جمعہ پڑہی گئی - خطبہ مین حضرت مخدوم الملۃ نے بتایا کہ ہم کبہی بہی دنیا کے لئے کوئی خوشی نہین کرتے اور نہ اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ خوشی کا اظہار محض اسلئے ہے کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک

تفسیر القرآن مسیح کی زبان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جو زندگی خدا کے ساتھ سچی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اس سے بے نصیب ہیں پس تم یاد رکھو کہ بجز یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت دیجاوے کہ اسکے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو کیا تم ایسی کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش فشان سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسانی کو معدوم کر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کرکے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کیلئے بلائے گئے ہو تم یقینا سمجھو کہ خدا کی کشش اسوقت تم میں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جب کہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اوسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جسکو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جسکو یقین ہے کہ اسکے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اسکا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اوس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اوس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو

اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اوپر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین سے ہر ایک دکھ سہل ہو جاتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق و ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اوسکی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اسکا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جسکی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھکر انکی طرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اسکا حسن اسکو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اوسکو سراسر ردی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اسی وقت گناہ سے خلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اسکی جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بیخبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پرزور سیلاب اسکے گھر کی طرف متوجہ ہے یا اسکے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرا سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعوے کرکے کیونکر اپنی خطرناک حالت پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اوس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے [illegible] چوہے کی طرح [illegible] مت بنو بلکہ وہ کبوتر بنو جو آسمان کی فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے تم توبہ کی بیعت کرکے پھر گناہ پر قایم نہ رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کینچلی اتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم [illegible] کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ

انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم ان نعمتوں کو کیونکر پاسکو اسکا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ انکی نماز اور انکا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تاکہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے اون کا وارد ہونا ضروری ہے

(۱) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اسکے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جسکا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اوسوقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہوکر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونیکو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اوسوقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اوس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اسکا غروب نزدیک ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اوسوقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو سو یہ حالت اوس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اسوقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اسکی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تمکو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اسوقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے۔

(۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اوس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخرکار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھکر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نکرو کہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لائیگا پس قبل اسکے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیرو اور بادشاہو اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اسکی تمام راہوں میں راستباز ہیں اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اوس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اوسکی گردن پر ہے ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اوس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اوس کے ماتحت ہوکر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجا۔ چرس۔ بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی

رہتا ہے کہ بیچ کرتے جاتے ہیں اور آخرت کا خیال نہیں ... زیادہ مہربان اور نرم خو ہے برکت پاؤ ... سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور ... ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپروا ہونا لعنتی زندگی ہے ... ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسان کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا ... بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کرکے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے اور شہوات کے جوش میں بیحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہونچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہانتک کہ مریگا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکی سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھیر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔

اور وہ خود تمہاری حفاظت کریگا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری ... آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گذریں گے۔ خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں سو ... اور ... اور ... بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ... اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو یہی راہ نجات کی ہے۔

اے علماء اسلام میری تکذیب میں جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ انسان جلدی سے سمجھ نہیں سکتا۔ بات کو سنکر اسی وقت رد کرنے کے لئے تیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقویٰ کا طریق نہیں ہے اگر تم میں بعض غلطیاں نہ ہوتیں اور اگر تم نے بعض احادیث کے الٹے معنے نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حَکَم ہے آنا ہی لغو تہا تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ تم نے قدم رکہا ہے اسی جگہ یہودیوں نے رکہا تہا یعنے جیسا کہ تم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جب کہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اوٹھایا گیا دوبارہ دنیا میں آجائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونیکا دعوے کرے وہ جہوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکہتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنی ... یہودیوں کے ... مسیح ہونیکا دعوے کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اترا جو اس دعویٰ کی شرط تہی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہوگئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تہا کہ ایلیا نبی بجسمہ العنصری آسمان سے نازل ہوگا اسکے آخر کار یہ معنے کہلے کہ الیاس کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائیگا اور یہ معنے حضرت عیسےٰ نے خود بیان فرمائے جنکو دوبارہ آسمان سے اتار رہے ہو پس تم کیوں ایسی جگہ ٹہوکر کہاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹہوکر کہا چکے ہیں تمہارے ملک میں ہزارہا یہودی موجود ہیں تم انکو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہیں ... وہ خدا جس نے ... نہ اتارا اور یہود کے سامنے ... سے کام لیتا پڑا وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسےٰ کو اتار یگا۔

دوبارہ اتارنے ہو ابھی کے فیصلہ سے تم منکر ہو اگر شک ہے تو کوئی لاکہ یہودی اس ملک میں موجود ہیں اور ان کی انجیلیں بھی موجود اون سے دریافت کرو کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ نے یہی کہا تہا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تہا وہ یوحنا ہی ہے یعنی یحییٰ۔ اور اتنی بات سے یہود کی پرانی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اگر اسپر بہی ضروری ہے کہ عیسےٰ ہی آسمان سے اوتریں تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ سچا نبی نہیں ٹہر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنت اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اس جگہ یحییٰ کو الیاس ٹہرا کر تاویل سے کام لیا گیا عقلمند کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

اور نیز جبکہ آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئیگا یعنے یہ کہ مہدی ملکر لوگوں کو جبراً مسلمان کرنے کے لئے جنگ کریگا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکہا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنے دین میں جبر نہیں ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائیگا یہانتک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بہی قبول نہ کریگا یہ تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سیپارہ اور کس سورہ میں ہے* سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تہیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شایع کرنیکے لئے نہیں تہیں بلکہ یا تو بطور سزا تہیں یعنے ان لوگوں کو سزا دینا منظور تہا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکالدیا تہا اور نہایت سخت ظلم کیا تہا جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذن للذین

یقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونیکے مقابلہ کرنے کی اجازت دیگئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے۔ اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تہیں یعنے جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لئے پیش قدمی کرتے تہے یا اپنے ملک میں اسلام کو شایع ہونے سے جبراً روکتے تہے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنیکے لئے لڑائی کی جاتی تہی بجز ان تین صورتوں کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اس کی دوسری قوموں کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اسکی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی پہر یہ عیسےٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہونگے جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دینگے یہانتک کہ کسی اہل کتاب سے بہی جزیہ قبول نہیں کرینگے اور آیت حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ کو بہی منسوخ کر دینگے یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہوں گے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتوں کو بہی منسوخ کر دینگے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بہی منسوخ نہیں ہوئیں اور اس قدر انقلاب سے پہر بہی ختم نبوت میں حرج نہیں آئیگا اس زمانہ میں جو تیرہ سو برس عہد نبوت کو گذر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقوں پر پہیل گیا سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ دلائل کے ساتہ دلوں پر فتح پاوے نہ تلوار کے ساتہ اور صلیبی عقیدہ کو دلائل اور سچے ثبوت کیساتہ توڑ دے نہ یہ کہ ان صلیبوں کو توڑتا پہرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی کی بنائی جاتی ہیں اگر تم جبر کرو گے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس اپنی سچائی کی دلیل نہیں*

یورپ کے لوگوں کو جسقدر شراب نے نقصان پہونچایا ہے اسکا سبب تو یہ تہا کہ عیسےٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تہے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کیوجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تہے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم تہے ... مسلمانو ... پیروی کرنے ہو قرآن ... شراب کو حلال نہیں ٹہرایا پہر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹہراتے ہو کیا مرنا نہیں ہے منہ

جو شخص بنی نوع پر خوت غضبی کو بڑہاتا ہے وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اسلئے خدا نے سورۃ فاتحہ میں یہود کا نام مغضوب علیہم رکہا یہ اس بات کیطرف اشارہ تہا کہ قیامت کو تو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزہ چکہے گا مگر جو ناحق دنیا میں غضب کرتا ہے وہ دنیا میں ہی الٰہی غضب کا مزہ چکہہ لیتا ہے ... یہودیوں کی نسبت دنیا میں غضب ظہور میں آیا اسلئے سورۃ فاتحہ میں ان کا نام مغضوب علیہم رکہا گیا ضالین کے لفظ کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ وہ گمراہ ہیں اور دوسرے معنے یہ ہیں کہ ... جائیں گے یہ میرے نزدیک ان کے لئے بشارت ہے کہ ... جہوٹے مذہب کو چہوڑ کر اسلام میں لوٹ آئیں گے اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقص یا قابل شرم رسوم کو چہوڑنے چہوڑتے بڑے مسلمین موحدین ہو جائیں گے غرض الضالین کا لفظ جو سورۃ فاتحہ کے آخر میں ضالین کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز میں محو ہو جانا اور کہوئے جانا ہے عیسائیوں کی آئندہ مذہبی حالت کے لئے ایک پیشگوئی ہے۔ منہ

---

* اگر کہو کہ عربوں کے لئے یہی حکم تہا کہ جبراً مسلمان کئے جائیں تو یہ قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہونچایا تہا اور بہت سے صحابہ مردوں اور عورتوں کو قتل کر دیا تہا اور بقیۃ السیف کو وطن سے نکالدیا تہا اسلئے وہ تمام لوگ جو مرتکب جرم قتل یا معین اس جرم کے تہے وہ سب خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنی خونریزی کے عوض میں خونریزی کے لایق ہو چکے تہے انکی نسبت بطور قصاص اصل حکم قتل کا تہا مگر رحم الرحمٰن کیطرف سے یہ رعایت دی گئی کہ اگر کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے تو اسکا گذشتہ جرم جسکی وجہ سے وہ قابل سزائے موت تہا بخشدیا جائیگا پس کہاں یہ صورت رحم اور کہاں جبر۔ منہ

* بعض نادان مجھ پر اعتراض کرتے ہیں جیساکہ صاحب المنار نے بہی کیا ہے کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لئے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر میں جہوٹ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو میں بار بار کیوں کہتا کہ عیسیٰ بن مریم صلیب سے نجات پاکر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر مر گیا اور نہ وہ خدا تہا اور نہ خدا کا بیٹا کیا انگریز مذہبی جوش والے میرے اس فقرہ سے مجہہ سے بیزار نہیں ہوں گے۔ پس سنو اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچہہ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کیلئے ہم پر تلوار چلاتی ہے قرآن شریف کے رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بہی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی اور انکا شکر کرنا ہمیں اسلئے لازم ہے۔ منہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ ممالک غیر میں

ذیل میں ہم دو خط درج کرتے ہیں جنمیں سے ایک انگلینڈ سے آیا ہے اور دوسرا نیوزیلینڈ سے آیا ہے۔ ان میں سے ایک خط تو اس عورت کا ہے جو ریویو کو پڑھ کر مسلمان ہونیکو طیار ہے اور دوسرا اس نومسلم انگریز کی طرف سے ہے جو کچھ عرصہ ہوا قادیان بھی آیا تھا۔

مونٹ سنٹ بینڈ لٹن مانچسٹر انگلینڈ
۱۴ فروری ۱۹۰۶ء

پیارے دوست! آپ کا ارسال کردہ ایک پہلا پرچہ میگزین یعنی جلد دوم کا دسوان نمبر پہنچ گیا ہے جس کی بابت آپ نے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ مین نے اس رسالہ کو بڑی دلچسپی سے پڑھا ہے۔ مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق مختلف طرفون مین بہت سی نظرین انتظار مین ہین۔ مین نے رسل کی کتاب ملینیل ڈان کی چھہ جلدین پڑھی ہین اور انکے یہان بہت سے جلسون مین حاضر بھی ہوتی رہی ہون اور دو سال کا عرصہ ہوا کہ خود رسل امریکہ سے یہان پر لیکچر دینے کے لئے آیا تھا اور اس شہر مین ایک کیتھولک اپاسٹولک نام کا گرجا ہے جس کے ممبر کہتے ہین کہ مسیح کسی نہ کسی وقت ہمارے گرجے مین آترے گا اور وہ اسبات کے لئے بہت سی علامات بیان کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ مسیح پانچ لرتقون سے آئیگا۔ حاصل کلام یہ کہ تمام لوگ آمد مسیح کے خواہان مین کچھہ تو اسکی انتظار مین ہین اور دوسرے اس موجودہ وقت مین اسکا زمین پر موجود ہونا یقین رکھتے ہین۔ مین خیال کرتی ہون کہ مسیح زمین پر ضرور موجود ہے نہ صرف ایک روحانی موجودگی بلکہ جسمانی موجودگی مین بھی یعنی وہی روح ایک اور جسم مین حلول کر آئی ہے۔ مین اب تک نہین جانتی تھی رمضان مین کسوف و خسوف کب واقع ہوا ہے ... ۱۸۹۴ء مین دیکھتی اور پڑھتی ہون کہ کسوف و خسوف سنہ ۱۸۹۴ء مین واقع ہو چکا۔ اور زمانہ کی تاریخ پہلے جو نظارے دکھا چکی ہے وہ ہی نظارے پھر دکھاتی ہے۔

گذشتہ ہفتہ مین یہان ڈاکٹر پیبلز نے جس کی عمر ۸۴ برس کی ہے دنیا کے گرد پانچوین سفر کے متعلق لیکچر دیا۔ اور اب وہ اپنے وطن کو بیٹل کریک ... امریکہ کو جائینگے۔ گذشتہ ہفتہ ... ہندوستان مین سفر کے متعلق لیکچر ... کیا آپ اس شخص کو جانتے ہین؟ ... نے اوپر کہا ہے کہ تاریخ ہمیشہ وہی ہے دیکھو ... خدا کے رسول بسبب مخالفت کے ... اٹھاتے تھے کسی نے کہا ہے کہ "بہتر ہے انسان جلا مان جاتے والا بنجائے بہ نسبت اس کے کہ ایک بڑی سچائی کا انکار کرے"۔ مین نے ریویو آف ریلیجنز کے چند رسالے دوستون کو بھیجے ہین۔ ایک لیڈی صاحبہ نے جو میسو ٹامین رہتی ہین مجھے پچھلے ہفتہ مین خط کے ذریعہ پوچھا ہے کہ ہندوستان مین مسیح موعود کون شخص ہے اسکی تحریر بڑی عمدہ ہے۔ مین یقین کرتی ہون کہ مذہب عیسائی ایمان کی حدود سے بہت دور جا پڑا ہے۔ یہ یقیناً عیسائیون اور مسلمانون کے لئے آزمائش کا زمانہ ہے اور مین اسبات سے خوش ہون ... رد کیا جا رہا ہے۔

مین مرہم عیسیٰ کے متعلق پڑھکر خوش ہون۔ لیکن ان بنی اسرائیل کی گمشدہ دس قومون مین حضرت عیسیٰ کی بابت حیران ہون۔ یہان ایسے گروہ ہین جو انگریزون کو آن دس گم شدہ قومون مین سے ایک قوم خیال کرتے ہین۔ کیا مرزا صاحب احمدیہ فرقہ کے بانی ہین؟ اور کیا کتاب براہین احمدیہ انہی کی پہلی تصنیف ہے؟

پیارے دوست! اب میرے دو ہفتون کا خط لکھا ہوا آپ کو ملیگا مین نے چاہا کہ مین اس نمبر کو پڑھنے کے بعد آپ کو پھر خط لکھون کاش کہ مجھے آپ کے پاس پہونچنا نصیب ہو۔

مسیح کے مقاصد ہین جو نبی کے مقاصد ہین مین سچی ہین ہون۔

آپ کی مخلص ... مس ... ج و ...

آکلینڈ

نیوزیلینڈ۔ مورخہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۰۶ء میرے پیارے بھائی محمد علی صاحب۔ مجھے آپکی چٹھی مورخہ ۲۷۔ فروری ۱۹۰۶ء بمعہ میگزین نمبر ۱ ۔ ۲ جلد ۱۷ کے ملی آپکے تمام ہدایات ... میرے لئے بڑی دلچسپی رکھنے والے تھے۔ اور ... آپ نے قلم اٹھایا ہے مین پڑھ کر بہت خوش ہوا خاص کر رسم پردہ۔ اور مسلم ... نماز پر۔ اشاعت اسلام کے متعلق آپ نے مسلمانون کی بے پروائی پر بہت زور دیا ہے۔ مین نے بھی یہ حالت دیکھی تھی جبکہ مین ہندوستان مین آیا ہوا تھا۔ بمبئی اور مدراس مین مینے عام طور سے کہا تھا کہ مین اسلامی واعظ بننا چاہتا ہون۔ مگر ان آدمیون نے مجھکو کہا چاہئے تھا کہ ایسے موقعہ کو غنیمت سمجھتے اور مجھکو ہاتھ لیتے اس موقع کو ضائع کر دیا جو کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتھ مین دیا تھا اور یہ میری دلی خواہش تھی تاہم ہندوستان مین میرا سفر رائیگان نہ گیا اور مینے اس فقیہ اور مدعا کو پا لیا ... مین اسی قوم کی تلاش مین تھا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیرو ہے اور جو اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتی ہے۔ یہ خواہش مینے اپنے احمدی قادیانی بھائیون کے سامنے بھی ظاہر کی تھی کہ مجھے کامل یقین ہوگیا ہے کہ جس کے مین پیچھے لگا ہوا تھا وہ آخر مجھے مل گیا یعنی تم اور تمہارا امام۔ میری یہ خواہش میرے ان سرٹفکیٹون مین بھی درج تھی۔ جنپر بہت سے مسلمانون کے دستخط ثبت تھے جو مجھپر کامل طور سے یقین رکھتے تھے مین اسوقت کو یاد کرکے جبکہ مینے اللہ کی مدد سے ہندوستان کا سفر کیا اندر ہی اندر مین خوش ہوتا ہون اور روحانی طور سے اون لوگون سے ملاقات کرتا ہون جنہون نے خدا کے لئے اور اس کے رسول کے لئے میرے ساتھہ برادرانہ محبت اور الفت ظاہر کی اور اپنے عمدہ خیالات سے مجھے مستفید کیا سوقت یا فاصلہ ان لوگون کے سامنے کوئی حقیقت نہین رکھتا جو کہ روحانی طور سے سفر کر سکتے ہین اور کامل زہد کے ساتھہ فرشتون سے کلام کر سکتے ہین اور اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے مین اکثر اپنے آپ کو آپ لوگون مین ہی پاتا ہون۔ اور سب کچھہ بچشم حقیقت دیکھتا ہون جو کہ ہمارے بیت المقدس قادیان مین گذر رہا ہے۔ اور جہان کہ ہمارا آقا اور استاد رہتا ہے۔

مین دلی خواہشمند ہون کہ جسمانی طور سے آپکو ملون اور اوس ہدیہ کو قبول کرلون جو کہ ایک احمدی بھائی نے پیش کیا تھا کہ کم سے کم دو سال قادیان مین قیام کرنا ضروری ہے تاکہ مسیح موعود کی خدمت مین رہ کر وہ تمام علوم مجھے حاصل ہو جائیں جن کے لئے میری روح ازبس خواہشمند ہے۔ مین آگے آگے سفر کر رہا ہون اور دنیا کے اس حصہ مین پہونچ گیا ہون جہان کہ مین تین ہفتہ سے مقیم ہون۔ ۲۱ جنوری ۱۹۰۶ء کو مین اپنی زاد بوم ملبورن سے روانہ ہوا یہان تک تو آپ کی خط و کتابت مجھے ملتی رہی ہے اور اس عرصہ مین مین نئی خبرین آپ سے سننا چاہتا ہون۔

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب مین آگے ہی آگے سفر کرتا جاؤنگا اور انجام کار اگر چہ یکہ یہی جگہ کام کا مرکز بن گیا جیسا کہ مین امید کرتا ہون کہ انشاء اللہ یہ ضرور بنے گا تو مین ان آدمیون سے ضرور رشتہ اتحاد کرلونگا جو آپ کی چٹھی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک مین مسلمان ہین۔

اور اگر مجھے یہان رہنے کا زیادہ اتفاق ہو گیا تو میگزین کی اشاعت بطرح سے کرونگا اور آپ کی امید بر آجائیگی کیونکہ مین نے اپنی ... کامون کے لئے وقف کر دی ہے۔

اب مین اس چٹھی کو ختم کرتا ہون اور بہت محبت والے سلام کہتا ہون۔

اور دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالےٰ اسی زندگی مین پھر ملنے کا اتفاق بنا دے اور میری طرف سے نہایت عاجزانہ سلام میرے آقا مرزا غلام احمد کی خدمت مین پہونچا دین اور ان کو یقین دلا دین کہ مین ہمیشہ کے لئے آپ کا اور آپکے مقصد کا جان نثار ہون۔ اور ان تمام بھائیون کا بھی جان نثار ہون، جن کی تمام امیدین اس جگہ لگی ہوئی ہین جیسے کہ میرے بھائی کی۔

آپ کا محب۔ چارلس۔ فرانسس۔ سورائیٹ
محمد عبد الحق۔ معرفت جنرل پوسٹ آفس
انگلینڈ

دوسری چٹھی

میرے پیارے بھائی۔ ایک ہفتہ گذرا ہے کہ مین نے ایک چٹھی آپ کی طرف روانہ کی تھی اور اب مین نے مناسب سمجھا ہے کہ مین اپنا فوٹو بھی روانہ کرون۔ حضرت مرزا صاحب کی نذر کے لئے اور اپنی یادگار کے طور پر جب سے مینے قادیان کو دیکھا ہے میری روح کو ایک کامل اطمینان حاصل ہو گیا ہے اس موقعہ پر مین پھر یاد دلاتا ہون کہ مین اپنے آقا مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت کے لئے بہت ہی خواہشمند ہون۔ اور اگر ضروری اخراجات ہاتھ آجاتے ہین تو مین اللہ تعالےٰ کی مدد سے فوراً امریکہ روانہ ہو جاؤنگا۔ اور وہان حضرت مرزا غلام احمد کی تعلیم کی اسی طرح اشاعت کرونگا۔ جس طرح کہ مینے اس کے کام کو سمجھا ہے جس کے لئے مین ۱۷ ۔ ۱۹۰۳ء مین ہندوستان آیا تھا۔ ریویو آف ریلیجنز کا نمبر تین مجھے مل گیا ہے۔ جس کے آخری صفحہ مین الذعون کو مینے بخوبی پڑھا ہے اور جو کہ مین یقین کرتا ہون کہ طاعون کی کثرت اور زلزلہ کی آمد سے پوری ہو گئی مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے آقائے نامدار کے تمام پیرو خوش ہونگے اور خوشی کرینگے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی ... سچائی کو تمام لوگون پر ظاہر کر دینگے اور مین اپنے طور پر بھی اور دوسری جگہون مین اس خبر کی اشاعت کر رہا ہون اور اگر مین ... سان فرانسسکو کو روانہ ہو گیا دخانی جہاز رستہ مین ... اور سینڈوچ جزیرون پر ٹھہرتے ہین اور وہان ... فرقہ کے اسوۂ حسنہ اور مسیح موعود لیکچر دونگا۔

اگر اللہ تعالےٰ تمام ضروری اخراجات ... مہیا کر دیگا تو مین فوراً اسکے نام کی خاطر اور اپنے قادیانی بھائیون کے مقاصد کی خاطر سفر اختیار کرلونگا جنکو مین دوبارہ ... سلام کہتا ہون۔ اور سلام مین انکا ایک جان نثار ہون۔ ... کر کے میرے فوٹو گراف کی رسید ارسال فرما دین ... اس خط کے ساتھ روانہ کیا ہے میری ... اسلام کی طرف رجوع رکھتی ہے۔

سورائیٹ — محمد عبد الحق۔

[illegible] حدیث صحیح علیہ [illegible]

[illegible] ذیل میں حضرت [illegible] واسلام کی [illegible] درج کرتا ہون اور اس کی [illegible] بہری عرض اس جماعت کی اصل ہے جو اسکے اوپر لکھا گیا ہے جیسا کہ ناظرین ذیل مین ملاحظہ کرینگے۔ مین امید کرتا ہون کہ جو مقصد اس تحریر سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا تھا اسکے پورا کرنے کا میرے ناظرین لحاظ رکھینگے اور پورے طور پر تبلیغ کرینگے۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار بغرض تبلیغ [illegible]

چونکہ قرآن شریف و احادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر و ثابت ہے کہ ہر ایک شخص سے اپنے کنبہ کی عورتون وغیرہ کی نسبت جن پر وہ کسیقدر اختیار رکہتا ہے سوال کیا جائیگا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت مین اس نے ان کو سمجھایا اور راہ راست کی ہدایت کی یا نہین اسلئے مینے قیامت کی بازپرس سے ڈر کر مناسب سمجھا کہ ان مستورات و دیگر مسلمین [illegible] جو ہمارے رشتہ دار و اقارب اور واسطہ دار ہین اون کی بدراہیون و بدعتون پر بذریعہ اشتہار ہذا کے خبردار کرون کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ ہمارے گھرون مین قسم قسم کی خراب رسمین اور نالائق عادتین جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہین اور اون بری رسمون اور خلاف شرع کامون سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہین جیسا کہ نیک اور دینداری کے کامون سے کرنا چاہئے ہرچند سمجھایا گیا کچھ سننے نہین [illegible] اب چونکہ موت کا کچھ اعتبار نہین اور خدا تعالے کے عذاب سے بڑہکر اور کوئی عذاب نہین اسلئے ہم نے ان لوگون کے برا ماننے اور برا کہنے اور ستانے یا دکھ دینے سے بالکل بے پرواہ ہوکر محض ہمدردی کی راہ سے حق نصیحت پورا کرنے کیلئے بذریعہ اس اشتہار کے ان کو اور دوسری مسلمان بہنون اور بہائیون کو خبردار کرنا چاہا تاکہ ہماری گردن پر کوئی بوجھ باقی نہ رہ جائے اور قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم کو کسی نے نہین سمجھایا اور سیدھا راستہ نہین بتایا تو آج ہم پکار کر باآواز بلند کہہ دیتے ہین کہ سیدھا راستہ جس سے انسان بہشت مین داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقون کو چھوڑکر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچھ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اور جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے اوس راہ [illegible] اور [illegible] کرکے [illegible] گھرون مین جو بد رسمین [illegible] ہو رہی ہین [illegible] رسمین بیان [illegible] کے دین خدا تعالے سے ڈرکر اونکو چھوڑ دین اور وہ یہ ہین (۱) ماتم کی حالت مین جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخین مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات زبان پر لانا۔ یہ سب ایسی باتین ہین جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ سب رسمین ہندؤن سے لی گئی ہین جاہل مسلمانون نے اپنے دین کو بہلا دیا اور ہندؤن کی رسمین اختیار کر لین۔ کسی عزیز اور پیارے کی موت کی حالت مین مسلمانون کیلئے قرآن شریف مین یہ حکم ہے کہ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہین یعنی ہم خدا کا مال اور ملک ہین اوسے اختیار ہے جب چاہے اپنا مال لے لے اور اگر رونا ہو تو صرف آنکہون سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ کرے وہ شیطان سے ہے + (۲) دوم برابر ایک سال تک سوگ رکہنا اور نئی نئی عورتون کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنون مین سیاپا کرنا اور باہم عورتون کا سر ٹکرا کر چلا چلا کر رونا اور کچھ کچھ منہ سے بہی بکواس کرنا اور پہر برابر ایک برس تک بعض چیزون کا پکانا چہوڑ دینا اس عذر سے کہ ہمارے گہر مین یا ہماری برادری مین ماتم ہوگیا ہے یہ سب ناپاک رسمین اور گناہ کی باتین ہین جن سے پرہیز کرنا چاہئے +

(۳) سوم سیاپا کرنے کے دنون مین بے جا خرچ بہی بہت ہوتے ہین حرام خور عورتین شیطان کی بہنین جو دور دور سے سیاپا کرنے کے لئے آتی ہین اور مکر و فریب سے منہ کو ڈھانپ کر اور بہنون کی طرح ایک دوسرے سے ملکر چیخین مار کر روتی ہین اون کو اچھے اچھے کہانے کہلائے جاتے ہین اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتلانے کے لئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ مین تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ لوگ واہ واہ کرین کہ فلان شخص نے مرنے پر اچھی کرتوت دکھلائی اچھا نام پیدا کیا سو یہ سب شیطانی طریق ہین جن سے توبہ کرنا لازم ہے۔

(۴) اگر کسی عورت کا خاوند مرجائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا برا جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بہاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہکر یہ خیال کرتی ہے کہ مین نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاکدامن بیوی ہوگئی ہون حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے عورتون کیلئے بیوہ ہونے کی حالت مین خاوند کرلینا نہایت ثواب کی بات ہے ایسی عورت حقیقت مین بڑی نیک بخت [illegible] بیوہ ہونے کی حالت مین برے ہونے کی حالت مین بد خیالات سے ڈرکر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتون کے لعن طعن سے نہ ڈرے ایسی عورتین جو خدا اور رسول کے حکم سے روکتی ہین خود لعنتی اور شیطان کی چیلیان ہین جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے جس عورت کو اللہ رسول (صلعم) پیارا ہے اسکو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکہے کہ خاوند کی خدمت مین مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے۔

(۵) عورتون مین ایک خراب عادت یہ بہی ہے کہ وہ بات بات مین مردون کی نافرمانی کرتی ہین اور ان کی اجازت بغیر انکا مال خرچ کر دیتی ہین اور ناراض ہونے کی حالت مین بہت کچھ برا بہلا ان کے حق مین کہدیتی ہین ایسی عورتین اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہین ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہین اللہ تعالے صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہین ہوسکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نکرے اور دلی محبت سے اوسکی تعظیم نہ بجالائے اور پس پشت یعنی اسکے لئے اس کی خیرخواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتون پر لازم ہے کہ اپنے مردون کی تابعدار رہین ورنہ انکا کوئی عمل منظور نہین اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جایز ہوتا تو مین حکم کرتا کہ عورتین اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق مین کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اسکو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سنکر بہی باز نہین آتی تو وہ لعنتی ہے خدا اور رسول اس سے ناراض ہین سو عورتون کو چاہئے کہ اپنے خاوندون کا مال نہ چراوین اور نامحرم سے اپنے تئین بچائین اور یاد رکہنا چاہئے کہ بجز خاوند اور ایسے لوگون کے جن کے ساتھ نکاح جایز نہین اور جتنے مرد ہین ان سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتین نامحرم لوگون سے پردہ نہین کرتین شیطان اون کے ساتھ ساتھ ہے عورتون پر یہ بہی لازم ہے کہ بدکار اور بد وضع عورتون کو اپنے گہرون مین نہ آنے دین اور ان کو اپنی خدمت مین نہ رکہین کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتون مین یہ بہی ایک بد عادت ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہین اور گالیان دیتے ہین اور شور مچاتے ہین اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہین ایسی عورتین اور ان کے اقارب بہی نابکار اور خراب ہین کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس مین صدہا مصالح ہین مردون کو اجازت دے رکہی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویان کر لین پہر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیون برا کہا جائے ایسی عورتین اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکمون کا مقابلہ کرتے ہین نہایت مردود اور شیطان کے بہن بہائی ہین کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے منہ پہیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہین اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گہر مین ایسی بدذات بیوی ہو تو اسے مناسب ہے کہ اسکو سزا دینے کیلئے دوسرا نکاح ضرور کرے۔

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہین کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بہی ہے یا نہین۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہین چاہتے۔ سو یاد رکہنا چاہئے کہ ایسے لوگ بہی صرف نام کے مسلمان ہین اور ایک طور سے وہ ان عورتون کے مددگار ہین جو اپنے خاوندون کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہین سو ان کو بہی خدا تعالے سے ڈرنا چاہئے +

(۸) ہماری قوم مین یہ بہی ایک بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہین کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بہی پسند نہین کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے بنی آدم سب خدا تعالے کے بندے ہین رشتہ ناطہ مین یہہ دیکہنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت مین مبتلا تو نہین جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکہنا چاہئے کہ اسلام مین قومون کا کچھ بہی لحاظ نہین صرف تقوی اور نیک بختی کا لحاظ ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم یعنی تم مین سے خدا تعالے کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔

(۹) ہماری قوم مین ایک یہ بہی بدرسم ہے کہ شادیون مین صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے سو یاد رکہنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری مین بہاجی تقسیم کرنا اور اسکا دینا اور کہانا یہ دونون باتین عند الشرع حرام ہین اور آتشبازی چلانا اور رنڈی بہڑوون ڈوم ڈہاڑیون کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے اور گناہ سر پر چڑہتا ہے سو اس کے علاوہ۔ شرع شریف مین تو صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستون کو کہانا پکا کر کہلا دیوے۔

(۹) ہمارے گہرون مین شریعت کی پابندی مین بہت سستی کی جاتی ہے بعض عورتین زکوۃ دینے کے لائق ہین اور بہت سا زیور انکے پاس ہے مگر وہ زکوۃ نہین دیتین

بعض عورتین نماز روزہ کے ادا کرنے مین بہت کوتاہی کرتی ہین - بعض عورتین شرک کی رسمین بجالاتی ہین جیسے چیچک کی پوجا - بعض فرضی بیویون کی پوجا کرتی ہین - بعض ایسی نیازین دیتی ہین جن مین یہ شرط لگا دیتی ہین کہ عورتین کہا وین کوئی مرد نہ کہا وے یا کوئی حقہ نوش نہ کہا وے - بعض جمعرات کی چوکی بہرتی ہین مگر یاد رکہنا چاہیئے کہ یہ سب شیطانی طریق ہین - ہم صرف خالص اللہ کے لئے ان لوگون کو نصیحت کرتے ہین کہ آؤ خدا تعالے سے ڈرو ورنہ مرنے کے بعد ذلت اور رسوائی سے سخت عذاب مین پڑو گے اور اس غضب الٰہی مین مبتلا ہو جاؤ گے - جس کی انتہا نہین ٭

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

مذہبی ریفارمیشن

مندرجہ بالا عنوان سے ایک دو صفحہ کا آرٹیکل معزز ہمعصر وکیل کی ۲۱ - جون ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین شائع ہوا ہے جس مین ایک لمبی تمہید کے بعد یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مسلمانون کی اصلاح اور فلاح کی اگر کوئی تدبیر ہے تو وہ انکی **مذہبی اصلاح** ہے - اور مذہبی **اصلاح** کا مفہوم اور مطلب لائق مضمون نگار نے مندرجہ ذیل الفاظ مین ادا کیا ہے -

”مذہبی ریفارمیشن سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ مذہب اسلام کو اسکے اصلی نیچر مین لایا جاوے“

حقیقت مین یہ سوال قابل قدر سوال ہے اور ان لوگون کو جو مسلمانون کی نکبت اور فلاکت پر نوحہ خوانیان کرتے اور درد مند دل رکہتے ہین اسپر غور کرنا چاہیئے -

اس مین تو کوئی کلام نہین ہوسکتا کہ اسلام یا مقدس اسلام کو اصل حالت سے دور پہینکدیا گیا ہے اور وہ چیز جسکو **ایمان** کہتے ہین جو انسان کو اللہ تعالے کی ہستی اور اسکے صفات پر ایک روشن یقین عطا کرکے اسکی گناہ آلود زندگی پر **موت** وارد کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اسکی جگہ صرف چند الفاظ نے لی جنکا محض زبان سے اقرار کرنا کافی سمجہ لیا گیا ہے ورنہ اسکی تاثیرات اور عمدہ نتائج کا کوئی وجود مومن کہلانے والے مسلمانون مین پایا نہین جاتا الا ماشاء اللہ -

اور وہ امور جو ایمان کا اس کے ساتھ بطور ضروری لاینفک کے لگے ہوئے تہے اور جنکو زبان شرع مین **اعمال صالحہ** کہتے ہین جو دین و دنیا مین امن راحت اور عزت کی زندگی بسر کرنے کا ایک کامل ذریعہ ہین انکو چہوڑ دیا گیا ہے اور ان کے قایم مقام چند رسوم اور لغو اور خود تراشیدہ ریا کاری کے کام قرار دئے گئے ہین - ایسی حالت مین اسلام اپنی اصلی حالت سے بہت دور چلا گیا ہے اور یہہ تمیز کرنا کہ اصل اسلام کیا تہا مشکل ہو رہا ہے اور مسلمانون کی فلاح اور بہتری کی یہی راہ ہے کہ وہ **مذہب اسلام** کے سچے عامل اور پابند ہون - لیکن جب کہ یہہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مذہب اسلام کی اصلی ہیئت کو بدل دیا گیا ہے اور اسکی خالص اور پاکیزہ تعلیم کو مختلف قسم کی خیالی تعلیمون کے ساتھ مختلط کر دیا گیا ہے اور مختلف فرقے اس مین پیدا ہو کر ہر ایک اپنے آپ کو برسر حق اور جادۂ مستقیم پر تسلیم کرتا ہے تو اسلام کو ان اندرونی اور مخلوط صورتون سے الگ کرکے اصلی حالت پہ لانا کس شخص کا کام ہوسکتا ہے یا دوسرے الفاظ مین یہ کہو کہ

مذہبی ریفارمیشن کون کر سکتا ہے ؟ یا وہ مذہبی ریفارمر کون ہے ؟

تجربہ بتا رہا ہے کہ اگر ایسا مذہبی **ریفارمر** محض اپنے ہی دعوے سے کوئی شخص ہوسکتا ہے تو پہر آج ہر شخص مذہبی ریفارمر بنا ہوا ہے اور ان ریفارمرون نے ہی اسلام کا یہہ بیڑا غرق کیا ہے جو نئے نئے اختلاف آئے دن پیدا ہوتے ہین یہہ ایسی ہی خود رائیون اور خود غرضیون کے چشمہ سے آرہے ہین - اگر علماء اس درد کا درمان ہین تو پہر اختلافات کے منبع اور فساد کی جڑ کون ہین - تکفیر کے فتوے کہان سے آتے ہین ؟ اور کون ہین جو نئے نئے حاشیئے چڑہا کر اصل اسلام کو چہپا رہے ہین -

تو کیا ایسا **ریفارمر** قومی **انتخاب** سے منتخب کیا جاسکتا ہے ؟ مین اس سوال کے جواب مین کہون گا کہ ہرگز نہین اسلئے کہ **قومی انتخاب** سے اگر ایسا ریفارمر پیدا کیا جاسکتا تو ہر فرقہ نے اپنی اپنی جگہ بعض اشخاص کو مسند خلافت پر بٹہا رکہا ہے - اور یہ انتخاب مزید اختلاف اور نزاع کا باعث ٹہیرا ہے - علاوہ برین اگر یہہ بفرض محال مان بہی لین کہ ایک شخص کو سب کے سب مل کر امر کام کے لئے منتخب کر لین - تو اس امر کا کیا ثبوت ہوگا کہ جو اصلاح وہ کر رہا ہے وہ فی الواقع **اصلاح** ہی ہے -

اصل بات یہ ہے کہ اس مسند **خلافت** پر کوئی شخص نہ تو اپنی تجویز سے اور نہ دوسرون کے انتخاب سے بیٹہ ہی نہین سکتا بلکہ کام ہے اس شخص کا جسکو **اللہ تعالےٰ** اس کام کیلئے **منتخب کرے**

چنانچہ قرآن شریف کے پرغور مطالعہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ **خلیفہ کا تقرر** اور انتخاب خود اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ مین رکہا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا **انی جاعل فی الارض خلیفہ** اور **لیستخلفنہم فی الارض** -

جب تک کوئی شخص اللہ تعالےٰ کیطرف سے مامور اور منتخب ہوکر نہین آتا اور آسمانی روشنی اور نور اس کی مدد اور ہدایت نہین کرتا کوئی شخص اپنے سطحی اور زمینی خیالات سے کیا اصلاح کریگا - وہ تو اصلاح کے کام کو اور بہی خطرہ اور مشکل مین ڈال دے گا -

جہانتک تمہاری نظر وسیع ہوسکتی ہے اسلامی دنیا پر ایسے شخص کی تلاش کرو کہ وہ کون ہے ؟ اس امر پر تو بحث کرنیکی مجہے ہرگز حاجت نہین رہی کہ ایسے ریفارمر کیضرورت کیا ہے کیونکہ

زمان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را

ربع مسکون کے ہر حصہ سے مسلمانون کی نکبت اور خستہ حالی کی خبرین آرہی ہین انکی پریشانی اور پراگندگی کوئی مخفی امر نہین رہا - البتہ قابل بحث یہی ایک امر ہے کہ وہ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

کا مصداق کون ہے جو اسوقت مسلمانون کی دستگیری کرے ؟

پس مین نہایت ادب کے ساتھ اخبار وکیل کے معزز ایڈیٹر صاحب کو اسی امر کی طرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے اخبار مین اس سوال پر بحث کرین ٭ جہانتک میری طاقت اور سمجہ ہے مین تو اسی نتیجہ پر پہونچا ہون کہ یہہ کام محض خدا کے **مامور** و **مرسل** کا ہوسکتا ہے جو اسکے منشاء کے موافق رموز شریعت سے آگاہ ہوکر عالم کو آگاہ کرے - جب تک ایک **امام** اور ایک **حکم** کے ماتحت کل قوم نہین آتی وہ **فیض** اور **برکت** نہین پاسکتی جو **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** پر عمل کرنے سے ملتی ہے - کیونکہ انسانی فطرت بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ ایک حاکم اور **بادشاہ** کے ماتحت رہے یہانتک کہ اس آزادی اور آزاد منشی کے ہی زمانہ مین بہی جبکہ شخصی حکومتون پر جمہوری سلطنتون کو ترجیح دیجاتی ہے ان جمہوری سلطنت والون کو بہی اپنا ایک پریسیڈنٹ تجویز کرنا پڑا - نظام عالم مین بغیر اسکے چارہ ہی نہین - اسی طرح پر روحانی نظام مین ضروری امر ہے کہ ایک ایسا فرد کامل ہو جسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا جوا گردن پر رکہا جاوے - چونکہ یہہ ایک فطرتی تقاضا تہا اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ سے انبیاء و رسل کے ارسال کا سلسلہ جاری رکہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **خاتم الانبیاء** ٹہیرا کر آپکی نبوت کو آئندہ کے لئے چشمۂ ہدایت قرار دیا - اور ہر صدی کے سر پر ایک مجدد بہیجنے کا وعدہ کیا جو اسلام کے پاک چشمہ کو اس خس و خاشاک سے پاک کرتا رہے جو امتداد زمانہ سے اسمین پڑ گئے ہون -

پس اسوقت جبکہ ہر طرف سے یہ آوازین آرہی ہین کہ مذہبی ریفارمر کیضرورت ہے مین ان لوگون کو جو اس **ضرورت** کو محسوس کرتے ہین **خوشخبری** دیتا ہون کہ تمہارے درد کا درمان اللہ تعالےٰ نے کیا ہے اور تمہارے امراض کے دور کرنے کے لئے **مسیحا نازل ہوچکا ہے - چاہو تو قبول کرو -**

مبارکباد تقریب ختم قرآن عزیزی عبد الحی سلمہ الرحمان

٭

میرے مخدوم حضرت صاحبزادہ **بشیر الدین محمود احمد** سلمہ الاحد نے عبد الحی سلمہ الرحمن کے ختم قرآن کی تقریب پر مبارکباد کے چند شعر لکہے ہین جو مینے انکے مضمون کی لطافت اور خوبی کیوجہ سے انہین چہپوا دیا ہے اللہ تعالےٰ اس دعا کو جو ان اشعار مین کی گئی ہے قبول فرماوے - آمین - (ایڈیٹر الحکم)

پڑھ لیا قرآن عبد الحی نے
خوش بہت ہین آج سب چہوٹے بڑے
ایسی چہوٹی عمر مین ختم قرآن
کم نظیرین ایسی ملتی ہین یہان
مولویصاحب مبارک آپکو
اور عبد الحی کے اوستاد کو ٭
جسنے محنت کی شب و روز اسکے ساتہہ
اور پڑہایا اسکو قرآن ہاتہون ہاتہہ
صد مبارک مہدی مسعود کو ٭
کیون خوشی سب سے زیادہ اسکو ہو
جسکی سچائی کا ہے یہ اک نشان
جانتا ہے بات یہ سارا جہان
اے خدا تو نے جو یہ لڑکا دیا
کر اسے سب خوبیان بہی اب عطا ٭
یا الٰہی عمر طبعی اسکو دے
رکہہ اسے محفوظ رنج و درد سے
ہو تو سرشار الفت دین مین مدام
رکہہ اسے کونین مین تو شادکام
خوف سے تیرے رہے دل پر حذر
پہنچے اسکو اہل دنیا سے نہ شر
مہربانی کی تو اسپہ رکہہ نظر
کر عنایت اسپہ تو شام و سحر
دین و دنیا مین بڑا ہو مرتبہ
عمر و صحت بہی اسے کر تو عطا

۳۰ - جون ۱۹۰۵ء

ہماری خوشی کی تقریبین اور انکی اظہار کی صورتین

کچہ شک نہین انسان بالطبع راحت پسند ہے ۔ اور بقائے دوام کی خواہش بہی اسکی فطری خواہش ہے مین اسکی اس فطری خواہش کو ہی روح کی ابدیت کی ایک دلیل سمجہا کرتا ہون ۔ اس مضمون مین مین نہ تو راحت کی حقیقت اور نہ ابدیت روح پر بحث کرنا چاہتا ہون بلکہ میری غرض صرف یہہ ہے کہ مین یہ دکہاؤن کہ ہم کن باتون مین خوش ہوتے ہین اور اس خوشی کے اظہار کی کیا صورتین اختیار کرتے ہین ؟

خدا تعالےٰ کی مجید و حکیم کتاب نے ایک مقام پر انسانی فطرت کے تقاضون کو یون بیان فرمایا ہے

زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیٰوۃ الدنیا ۔

یہہ آیت انسانی فطرت کی خواہشون کا ہو بہو فوٹو ہے ۔ لیکن اس کے ساتہہ ہی اللہ تعالےٰ نے عام انسانون مین سے ایک ممتاز اور برگزیدہ طبقہ کی خواہشون کو بہی اسکے ساتہہ ہی بیان فرما دیا ہے ۔

قل ء انبئکم بخیر من ذالکم للذین اتقوا عند ربھم جنت تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان من اللہ ۔

عام انسان اور متقی کے تقاضون مین یہی فرق ہے کہ متقی کی آخری غرض وغایت رضاء الٰہی کا حصول ہے ۔ اور عام لوگ رضاء الٰہی کو مقدم نہین کرتے بلکہ ان کی غرض وغایت نری نمود اور نمائش ہوتی ہے یہی اصول خوشی کی تقریبون پر بہی مدنظر رکہا جاتا ہے ۔ ایک طرف ہمارے افلاس اور ناداری کا رونا رویا جارہا ہے لیکن جب دوسری طرف کوئی شخص ہماری خوشی کی تقریبون اور جلسون مین شریک ہو تو وہ حیران ہو جائیگا کہ کس قسم کی فضولیان اور لغویات ہو رہی ہین ۔ لیکن خدا تعالےٰ کے لاکہون لاکہہ درود اور سلام ہون اسکے برگزیدہ مہدی اور مسیح پر جسنے اگر ہمارے کندہون سے اس قسم کے بیہودہ بوجہہ اتار دے ۔ مین ناظرین کو قادیان مین ایک خوشی کی تقریب دکہانی چاہتا ہون ۔ جس سے انہین معلوم ہوگا کہ ایک مومن کی خوشی کیا ہوتی ہے اور وہ اسکو کن کن رنگون مین ظاہر کرنا چاہتا ہے ۔

حضرت حکیم الامتہ سلمہ اللہ تعالےٰ کے بچے عبد الحی سلمہ اللہ نے ۲۷ ۔ جون ۱۹۰۵ء کو قرآن شریف ختم کیا ۔ یہہ تقریب حضرت حکیم الامتہ کے لئے ایک خوشی کی تقریب ہے ۔ حقیقت مین کیسی مبارک تقریب ہے ایک دنیادار اور دیندار باپ مین یہی فرق ہے ۔ دنیادار باپ بہی اپنے بیٹے کی تقریبون پر خوش ہوتا ہے لیکن اس کی تقریبین کیا ہوتی ہین ۔ بچہ پیدا ہوا ہے پہر اسکا ختنہ ہوا ۔ پہر منگنی ہوئی ۔ پہر شادی ہوئی ۔ ان تقریبون پر جسقدر بے حیائی ۔ اور اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے وہ تہوڑی ہے لیکن ایک متقی باپ کے لئے بچے کی خوشی کی سب سے پہلی تقریب قرآن شریف کے شروع اور ختم سے شروع ہوتی ہے ۔ اسکی خواہش اولاد بہی محض اللہ تعالےٰ کے لئے ہوتی ہے ۔ بہت کم لوگ ہونگے جنکو اس راز سے اطلاع ہوگی ۔ حضرت حکیم الامتہ کے کئی بچے فوت ہو چکے تہے ۔ اسپر مجہے ایک طبیب نے کہا کہ مین حکیم الامتہ کو ان کے علاج کی طرف متوجہ کراؤن ۔

مین حضرت حکیم الامتہ کی پاک زندگی پر غور کرنے کا کافی موقع نہین پا سکا تہا مین اتنا ہی جانتا تہا کہ ایک جلیل القدر انسان ہے اولاد کی خواہش فطری خواہش ہے ۔ یہہ رجوع کریگا ۔ مینے جب اس معاملہ کو پیش کیا تو جو جواب مجہے دیا اسنے میرے ایمان کو بہت بڑہا دیا ۔ اصل جواب حکیم الامتہ کے اپنے ہاتہہ کا لکہا ہوا میرے پاس موجود ہے اسکا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ مجہے محض اولاد کی کوئی بہی خواہش نہین ہے کئی اولادین ہوئین اور مر گئین ۔ ہان مجہے اولاد صالح کی بیشک خواہش اور ضرورت ہے اگر کسی کے پاس ایسی اولاد کا نسخہ ہو تو مین ہزارہا ہزار روپیہ دینے کو طیار ہون لاؤ ۔"

یہہ جواب سنکر مین تو حیران ہو گیا ۔ جس شخص کی اولاد کے لئے ایسی پاک خواہش ہو ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ وہ اسکے لئے کیسی دعائین کرتا ہوگا ۔ بہر حال اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان اور آیتہ کے طور پر عبد الحی پیدا ہوا اور چہہ سال چار ماہ کی عمر مین کہیلتے کودتے اس نے قرآن شریف ختم کر لیا ۔

حضرت حکیم الامتہ کو قرآن شریف سے جو محبت اور مناسبت ہے وہ ان کی آشنا دنیا سے چہپی ہوئی نہین قرآن شریف آپ کی غذا ہے ۔ بیماریون کے حملے سے اٹہہ کر پہلا علاج آپ درس کے اجرا سے کیا کرتے ہین جو گویا بیماری کی گئی ہوئی قوت کے اعادہ کے لئے یاقوتی ہے

پس حکیم الامتہ کی ایسی پیاری اور مرغوب کتاب کو انکا بچہ پڑہ لے تو ان کی خوشی کس حد تک پہونچ سکتی ہے یہ خوشی محض اسلئے نہین کہ بچہ ہوشیار ہو گیا ہے یا تعلیم کیطرف توجہ کرنے لگا ہے بلکہ محض اسلئے کہ اسنے خدا کی کتاب پڑہی ہے ۔ عبد الحی جب قرآن شریف ختم کرکے آیا تو اسے کیا فرمایا مین اپنے الفاظ مین درج کرتا ہون

بیٹا ! ہم تم سے دس باتین چاہتے ہین ایک ان مین سے یہ آج تم نے کر لی ہین ۔ قرآن شریف پڑہو ۔ پہر اسکو یاد کرو ۔ پہر اسکا ترجمہ پڑہو ۔ پہر اسپر عمل کرو ۔ پہر اسی عمل مین تمہین موت آ جائے ۔ قرآن شریف پڑہاؤ ۔ پہر یاد کراؤ ۔ پہر ترجمہ سناؤ ۔ پہر عمل کراؤ ۔ پہر اسی حالت مین تم کو موت آ جاوے ۔

یہہ دس نصیحتین اور خواہشین بتا سکتی ہین کہ حکیم الامتہ اپنی اولاد کے لئے کیا چاہتا ہے اس مین نہین ہے کہ تم فلان عہدہ حاصل کرو ۔ یا دنیا کے فلان صیغہ مین ترقی کرو بلکہ

قرآن شریف اسپر عمل اسکی خدمت

ساری زندگی کی غرض بتائی گئی مبارک ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور کیسا مبارک ہے وہ بچہ جسکے باپ کے ...... یہ ارادے ہون ۔ (اے اللہ ہمکو بہی ایسی ہی پاک خواہشین عطا کر ۔ آمین) اس نصیحت کو سنکر چہہ سالہ بچہ کیا کہتا ہے ۔

ابا جی مینے یہہ قرآن شریف تو پڑہ لیا ہے پہلے یہ تو کسی مسکین کو دیدو ۔

حکیم الامتہ کا دل ان کلمات کو سنکر اور بہی خوش ہوا

غرض

یہہ تقریب تہی خوشی کی اب اسکے اظہار کیلئے حکیم الامتہ نے کیا سوچا اور کیا کیا ۔ اسکے اظہار کے لئے مختلف طریقے احباب نے پیش کئے کسی نے کہا کہ یسرنا القرآن قاعدہ کی طرز پر قرآن مجید چہپوایا جاوے ۔ کسی نے کہا تفسیر لکہی جاوے ۔ حکیم الامتہ نے فرمایا کہ جو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماوین وہ مبارک ہوگا ۔

اس مین بتایا کہ آپنے کسطرح پر رضائے امام کو اپنی خواہشون پر مقدم کر لیا اور کامل طور پر اس عہد کو نباہا ہی جو آپکے ہاتہہ پر کیا ہے (اے اللہ ہمین بہی توفیق دے آمین) حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چونکہ مولوی صاحب کی طبیعت کمزور ہے کوئی دماغی محنت کا کام مناسب نہین ہے سردست مساکین کو کہانا کہلا دین ۔ اور احباب کی دعوت کر دین ۔

چنانچہ ۲۸ ۔ اور ۲۹ ۔ جون ۱۹۰۵ء کو ایسی دعوت دیگئی یہان تک تو جو کچہہ ہوا ہوا ۔ مینے حضرت حکیم الامتہ کی خدمت مین عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام مین ایک حافظ قرآن جو عمدہ پڑہنے والا ہو مقرر کیا جاوے جو قرآن شریف یاد کرائے ۔ فرمایا میرا بہی دل چاہتا ہے اللہ تعالےٰ نے جو چاہا ہیگا کرے گا ۔

چونکہ کالج کے بند کرنے کا آپ کو بہت بڑا صدمہ ہے اسلئے میری تحریک پر آپ نے نہایت انشراح صدر اور خوشی کے ساتہہ پسند فرمایا کہ کالج فنڈ مین ایک سو روپیہ نقد عطا فرمائین جو دیا گیا

یہہ ایک فقرہ ہے جسپر مین قوم کو توجہ دلانا چاہتا ہون کہ ہمارے گہرون مین بہی آئے دن خوشی کی تقریبین ہوتی رہتی ہین جنپر ہم صدہا روپیہ صرف کر دیتے ہین لیکن نہین سوچتے کہ اس روپیہ کے مصرف کیا اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسکے دین کی نصرت اور تائید کے لئے ہین ؟ کیا وہ حضرت امام کے منشا اور حکم کے ماتحت ہین ۔

مین اس تقریب خوشی کو ایک

اسوہ

قرار دینا چاہتا ہون ۔ شروع سے آخر تک غور کرو کہ کس امر کو خوشی قرار دیا گیا ہے خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کا بچے کا پڑہ لینا ایک دیندار اور متقی باپ کی خوشی کا پہلا مرحلہ ہونا چاہئے ۔ اور پہر اس خوشی کے اظہار مین رضاء امام کو مقدم کر لینا اسکا دوسرا مقصد ۔ اور پہر اپنی قومی درسگاہ کے قیام اور استحکام کو اس تقریب پر مدنظر رکہنا ضروری امر ہونا لازمی ہے یہہ درسگاہ وہ قوم طیار کرنی چاہتا ہے جسکی ہم آرزو کرتے ہو اور جو حضرت حجتہ اللہ کی خواہش ہے یہ وہ قوم ہوگی انشاء اللہ العزیز جو اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے والی ہوگی پس اسکے استحکام کے لئے جسقدر بہی ہم کوشش کرینگے وہ ہمارے لئے ایک صدقہ جاریہ اور نیکی کا مستقل فعل ہوگا ۔ خدا کرے کہ ہم سب کو یہ توفیق ہو کہ ہم ہر تقریب خوشی پر اپنی اس قومی درسگاہ کے مستقل فنڈ کے لئے ایک خاص رقم علیحدہ کرین ۔ اور یہ کچہہ بہی مشکل نہین اگر بیہودہ اور محض فضول اخراجات کو جو بطور اسراف کئے جاتے ہین بند کر دین اور وہ ساری رقم یہان داخل کر دین ۔

ہمین کئی لاکہہ روپیہ مستقل سرمایہ کے لئے مطلوب ہے جسمین پہلی رقم حضرت حکیم الامتہ کی ایک سو روپیہ کی داخل ہوئی ہے ۔ مین یہہ تحریک عام کرتا ہون کہ ہر خوشی کی تقریب پر ہر احمدی کا یہہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ ہر قسم کی فضول اور بیہودہ رسوم کو چہوڑ کر محض رضاء الٰہی کو ملحوظ خاطر رکہے اور اس قومی درسگاہ کے مستقل فنڈ کی تقویت کے لئے اپنا مال نثار کرے ۔

ہر جگہ کی احمدی جماعت کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی تمام جماعت مین اس تحریک کو پیش کرکے اسپر عمل درآمد شروع کرین ۔ اور حکیم الامتہ کے اسوہ کو ہمیشہ مدنظر رکہین ۔ اللہ تعالےٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ہماری خوشی کی تقریبین محض اللہ تعالےٰ کے لئے اور رضاء الٰہی کے موافق ہون ۔ آمین

مسلمانوں کو اپنے مقاصد کیلئے ایک مرکز کی ضرورت

مرکز کو قدرت نے عجب برکت دی ہے اور عجیب قوت بخشی ہے اسلئے جبکے آلات جر ثقیل کی کامیابی مرکزی بنیاد پر ہی ہے ہر شے جو اپنے مرکز کے گرد گھومتی ہے متفرق نہیں ہوتی۔ کہیں سے کہیں پہونچ جاوے مگر آخر مرکزی کشش اُسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے لیکن اگر یہ مرکز کی کشش نہ ہو تو متفرق ہونیکے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ایک شخص گوپئے میں پتھر رکھکر یا رسی کے سرے میں پتھر باندھکر اسنے پہونچے کو مرکز بناتا ہے اور گوپئے یا رسی کو چکر دیتا ہے یہ مرکزی حرکت اس پتھر کو ایسی سرعت السیر عطا کرتی ہے اور ایسی طاقت بخشتی ہے کہ جو کام اب بندوقوں یا توپوں سے لیا جاتا ہے کسی زمانہ میں وہی کام اسی قسم کے آلات سے لیا جاتا تھا۔ مرکزی کشش کے احاطہ سے باہر نکلنے کے بعد ایسا پتھر کسی مخالف چیز سے ٹکراتا ہے اور اس صدمہ سے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ مگر جبتک وہ مرکزی حمایت میں رہتا ہے اپنا زور تو دکھلاتا ہے مگر نقصان اٹھانے سے بچا رہتا ہے۔

دیکھو کرہ ارض جسپر ہم بستے ہیں اپنے محور پر گھومنے سے کیسے کیسے مفید نتائج دنیا کے لئے پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ مرکزی حرکت نہ ہو نہ رات کا ٹھکانا رہے اور نہ دن کا پتہ چلے۔ سارا نظام عالم برہم ہو جائے۔ ہزاروں قسم کی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اگر زمین بحیثیت مجموعی اپنی مرکزی حرکت کی پابندی نہ کرے اور اسکے مختلف حصہ مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ حرکتیں کیا کریں تو کیسے خوفناک نتائج پیدا ہونگے۔ جب زمین کا چھوٹا سا حصہ اندرونی بخارات کے زور سے کانپنے لگتا ہے ہم اُسے زلزلہ کہتے ہیں اور اُس سے کیسے ڈرتے ہیں ابھی چند روز ہوئے ضلع کانگڑہ کے زلزلہ نے ساری دنیا کو پریشان اور اندوہگین کر دیا۔ اور میلوں کی آبادی کو خاک میں ملا دیا اگر ایسی بے قاعدہ حرکتیں روز ہوا کریں تو کیا ممکن ہے کہ زمین آباد رہ سکے؟ یہ تو قدرت نے مرکزی حرکت کو ہی برکت دی ہے کہ وہ ہر طرح مفید ثابت ہوتی ہے ایسے ہی مرکزی کشش محبت چیزوں کو ٹھکانے پر رکھتی ہے۔ اگر ذرا دیر کو یہ مرکزی کشش اٹھ جائے تو تمام چیزیں تتر بتر ہو جائیں اور تمدن کا پتہ بھی نہ رہے۔ یہ تو مرکزی کشش ہی ایسی متبرک ہے کہ ربع مسکون کا انتظام قایم ہے۔ یہی حال اور سیاروں کا بھی ہے۔ اپنے اپنے مرکز انکے گرد گھومتے ہیں۔ اور اپنا فرض جو قدرت نے انکے ذمہ لگایا ہے ادا کرتے ہیں اور انسان کو مفید نتیجہ بخشتے ہیں۔ ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

عالم سماوی کو چھوڑو۔ اور متمدن ملکوں کو دیکھو۔ وہاں کے باشندوں نے اپنے اپنے ملک کو مرکز بنایا ہے اور اسی کے بل گھومتے ہیں۔ اور اور متفرق شدہ لوگوں کو مطیع کر کے اپنے مرکز کے دائرہ کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ گو وہ اس مرکز سے کتنے ہی دور ہوں وہ مرکزی کشش انہیں ہمیشہ اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو علیحدہ ہو کر دمدار ستارہ کیطرح مہیب نہیں بننے دیتی۔ دمدار ستارہ سے ہمیشہ اندیشہ تصادم لگا رہتا ہے۔ ایسے ہی آدمی بھی جبتک اپنے لئے مرکز نہ بنائے کوئی نمایاں یا مفید کام نہیں کر سکتا بلکہ اپنی خود رائی اور نفس پرستی سے اپنی آزادی کو اور ونکے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے۔ اور انہی کو اپنا مالک بنا لیتا ہے۔ اسکی قوم معدوم ہو جاتی ہے اور دنیا کی نظروں میں اسکی کچھ وقعت نہیں رہتی۔ تاریخ سے شہادت لو۔ جب آریہ قوموں نے ایک مرکز اپنے لئے چنا تھا دنیا بھر کو اپنے دائرہ دولت میں سمیٹ لیا تھا۔ پھر ایرانی۔ یونانی اور رومن قوموں نے اپنے اپنے مرکز کی حمایت سے اقطار عالم کو احاطہ کر لیا اور اپنی نیکنامی کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا تھا۔ آخر عرب کی بھی نوبت آئی اور نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مبعوث ہو کر لوگوں کو

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا کی تلقین

کی تو دیکھو کہ عرب کا کایا پلٹ گیا اور ان بادیہ نشین وحشی لوگوں نے تمام روئے زمین کو روند ڈالا اور روحانی برکتوں سے دنیا کو مالا مال کر دیا لیکن جسوقت سے مسلمانوں نے حبل اللہ کے مرکز کو چھوڑ دیا متفرق ہو گئے۔ اور اور قوموں کے غلام بن گئے ہندوستان ہی کی تاریخ ملاحظہ کرو جسکی سلطنت کا مرکز دہلی تھا اور اسکیطرف سبکی گردنیں جھکتی تھیں۔ آخر جب نا عاقبت اندیشوں نے مرکز سے انحراف کیا اور مرکزی کشش جاتی رہی۔ اتر دکھن پورب پچھم ہر طرف وہ اپنا مرکز بنا بیٹھے اور آخر الامر مرکز در ہو گئی اور ہم اجنبیوں کی اطاعت کا قلادہ گلے کا ہار ہوا۔ اور نتیجہ وہ ہوا جو آج ہم دیکھتے ہیں۔ اور ایسی تنہا خوری کی عادتیں جبلت میں داخل ہو گئیں اور ایسی نفسانیت غالب ہوئی جسنے ہماری تمام اخلاقی خوبیوں کو محو کر ڈالا۔ اور تمام روحانی برکتیں سلب کر لیں اب ہم جو کام کرتے ہیں خود غرضی سے خالی نہیں ہوتا۔ حسبۃً للہ کو جانتے ہی نہیں۔ قومی شرکت مد نظر نہیں کوئی ناموری چاہتا ہے۔ اور ناموری بھی کیسی؟ جھوٹی اور فانی۔ کوئی اپنے مخالفوں یا حریفوں کو زک دینے کیلئے ریاکاری سے ہمدردی قومی کا دم بھرتا ہے۔ جسکا آخری انجام سوائے پشیمانی اور دست تغابن برزانو زدن کے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اب کوئی ہمارا مرکز ہے اور نہ کوئی مرکزی کشش ہمیں کھینچتی ہے۔ نہ ہم میں قدم اٹھانے کی طاقت ہے۔ ہر کوئی نفسی نفسی کہتا ہوا غیروں کے دائرہ میں پا بزنجیر ہو کر دست بدست دگر کا مصداق ہے۔ کاش اب سب مسلمان اپنے لئے تحصیل علوم کو مرکز بنائیں اور ہر وقت اس مرکزی کشش میں دوڑ دھوپ کیا کریں۔ کیونکہ ؎

العلم يحيي قلوب الميتين كما
يحيي البلاد اذا ما مسها المطر
والعلم يجلي العمى عن قلب صاحبه
كما يجلي سواد الظلمة القمر

علم مردہ دلوں کو ایسا زندہ کر دیتا ہے جیسے بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور علم ہی عالم کے دل سے تیرگی کو محو کر دیتا ہے جیسے چاند رات کی اندھیری کو۔ اسلئے جب ہم علم کو اپنا مرکز بنا لینگے دنیا کی کوئی ایسی چیز نہ رہیگی جو خود بخود ہمارے پاس نہ آ جائے۔ جیسے اہل جنت کے پاس میوہ جات آ پہونچتے ہیں ویسے ہی تمام کامیابیاں ہمارے اشارہ کی دست نگر رہینگی۔ پس لازم ہے کہ ہر شخص بمشدیدیہ بحبل العلم معتصمًا۔ علم ہی کو اپنا مرکز بنائے اور صدق دل سے اس مرکز کی کشش سے کھنچتا رہے۔

لیکن تعلیم کا مسئلہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اگر ساری قوم بحیثیت مجموعی توجہ کرے اس کا حل کرنا دشوار نہیں رہیگا۔ مگر جو طریقہ اب ہمارے بزرگوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ کسیطرح مفید نہیں ہے اور نہ قومی قوت کو ضائع کرنے کے سوائے کسی اور مصرف کا ہو سکتا ہے۔ جا بجا گھٹیا مدرسے بنتے ہیں اور آناً فاناً میں ٹوٹ جاتے ہیں یا نالائق معلموں کے تختہ مشق بنکر بہت سے ہونہار بچے اپنا وقت عزیز کھوتے ہیں جو دنیا میں سرسبز نہیں ہو سکتے۔ اور قوم کو نیک نام نہیں کر سکتے۔

مرکز ہی نہ ہونیکا یہ نتیجہ ہے کہ بیسیوں برس کی کوشش پر بھی آجتک یہ چھ کروڑ سے زاید مسلمانوں کی آبادی ایک اچھا مکمل مدرسہ بھی نہ بنا سکی۔ ہم نے تخمینہ کیا ہے کہ اگر ہندوستان کا ہر مسلمان ایک پیسہ بھی قومی بیت المال میں جمع کر دے تو یکمشت دس لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے "وقس علیٰ ہذا"۔ اگر یہ رقم ماہوار وصول ہو تو ہر مہینہ ایک یونیورسٹی تیار ہو جائے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ صرف قومی طاقت کا ایک مرکز پر جمع ہونا ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ ہندوستان میں خیر لوگ کم ہیں نہیں خیر بہت ہیں لیکن خیرات کی تقسیم کے ذرائع بیشمار ہیں اور وہ کبھی ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنی مجموعی طاقت نہیں دکھلاتی مردم شماری کے حساب سے تخمینہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ اہوار مفت خوروں پر بٹ جاتا ہے یہ ایک بہت بڑی رقم ہے۔ لیکن ذرا غور کرو کہ تیس کروڑ کی آبادی کے مقابلہ میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی کیا وقعت ہے فی شخص ایک آنہ ماہوار بھی تو نہیں پڑتا۔

یہی مرکز کی کنجی ہے جو یورپ اور امریکہ کے قومی یا مذہبی مرکزوں کا دروازہ کھولتی ہے۔ ہمارے ہندوستانی بھائی یہی خیال کیا کرتے ہیں کہ یہ مدارس سرکاری امداد سے چلتے ہیں۔ "مگر ہر کس بقدر ہمت اوست"۔ چونکہ یہ خود مرکز بنانے اور اپنی منتشرہ قوت کو جمع کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے سلطنت ہی کو صاحب دولت سمجھتے ہیں اور اسکی سطوت اور ثروت سے ہی خیرات بھی اگر دیتے ہیں تو گورے چہرے کی ہیبت سمجھکر نہ کہ خاص خدا کے لئے۔

یاد رہے کہ یورپ کے مدرسوں۔ شفاخانوں اور یتیم خانوں کو دیکھو کیسے عمدہ انتظام سے جاری ہیں۔ یہ سب اسی خیراتی مد سے چلتے ہیں جو بغیر کسی کے مانگے خود بخود وقتاً فوقتاً بیت المال کو پہنچ جاتی ہے اور اس مرکز سے پھر دنیا میں کروڑوں کے ساتھ نمودار ہوتی ہے اور شاہی خزانہ کو اپنی فیاضی کو ساکر شرما دیتی ہے۔ مسلمانوں کو تو ضرور خجل ہونا چاہئے کہ وہ خدا کا مقرر کیا ہوا قانون بھول گئے۔ زکوٰۃ کی یہی پیاری صورت تو تھی۔ لیکن اب ہمارے کرتوتوں سے تو وہ ایسی مسخ ہو گئی ہے کہ پہچانی نہیں پڑتی۔ کاش! مسلمان پھر سے ہی کروٹ لیں اور اپنی متفرق قوت کو جمع کر ڈالیں۔ اور ساتھ پھر لانے کے قابل ہوں۔ اب تو ہماری مثال ایک مردہ دھڑ کی سی ہے کہ جسمیں سے دم نکل گیا ہو۔ صرف کہیں کہیں سسک رہی ہو۔ کوئی انگلی ہلتی ہو۔ کوئی پسلی پھڑک رہی ہو۔ کوئی ناخن دمکتا ہو۔ کوئی آنکھ حسرت بھری نگاہ ڈالتی ہو۔ لیکن اگر کوئی حکیم اس متفرق روح کو دل و دماغ میں جمع کر دے تو کیا وہ لوتھڑا پھر زندہ ہو بیٹھیگا؟ ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

شاعر نے تو صرف دو دلوں کے جمع ہونے پر ایسی امید لگائی ہے اگر ہم چھ کروڑ مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو جائیں تو قلب کے استحکام کی کیا کیفیت ہوگی۔ اور قلب ہی پر مقدمہ و میمنہ و میسرہ اور ساقہ کو ناز ہوتا ہے اور اسی مرکز کی طرف سب رجوع کرتے ہیں۔

کیا اچھا ہو کہ مسلمان اپنے قومی کاموں کے لئے ایک مرکز بنائیں اور اپنی تمام متفرق قوتوں کو جمع کرتے جائیں اور پھر مدبر مرکز اور انکے مشوروں کی رائے کے موافق کاروبار جاری ہوں جیسے ابتدائے اسلام میں جاری تھے اور جنکی مثالیں اب صرف عیسائیوں کے ملک متمدنہ میں پائی جاتی ہیں۔ اسلامی دنیا میں آج انکا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ جو آنکھیں کھولتے ہیں سوائے حسرت اور یاس کے اور کچھ نہیں دیکھتے کہیں بشاشت یا وجاہت کے آثار نہیں پاتے۔ سب یہی دعائیں مانگتے ہیں کہ کاش اسلام کی اصلی برکتیں پھر عود کر آئیں۔ چنانچہ ہمارے ایک مصری بھائی نے اپنے رسالہ "الاسلام فی عصر العلم" میں نہایت عالمانہ طور پر اس مسئلہ پر بحث کی ہے جسکے ایک حصہ کا ترجمہ ہم پہلے

[illegible]

غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء

بہ تقریب مبارکباد ختم قرآن عزیزی عبد الحی خلف حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ

ختم قرآن عزیزی عبد الحی سلمہ الرحمان

لا یمسہ الا المطہرون

ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارمان | تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قربان
اے میرے رب محسن کیونکر ہو شکر احسان | یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

آمین

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ۔ .... والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

(امابعد)

(۱) میں نہایت خوشی اور مسرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش کرتا ہوا عزیز عبد الحی کے ختم قرآن کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہوں اور اسکے بعد حضرت حکیم الامت اور جمیع بزرگان ملت اور احمدی قوم کو اس تقریب سعید پر مبارکباد کہتا ہوں۔

(۲) کسی بچہ کا ختم قرآن تو ایک معمولی بات ہے ہزاروں ہزار بچے ہر روز دنیا کے مختلف مقامات پر قرآن شریف ختم کرتے ہونگے۔ لیکن عبد الحی کا ختم قرآن میرے نزدیک ایک غیر معمولی امر ہے یہی وجہ ہے جو اس تقریب میں غیر معمولی پرچہ شائع کرتا ہوں عبد الحی کا وجود اسکی پیدائش چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور در اصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کریم کی زندگی اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکے حی وقیوم ہونیکے لئے ایک آیت ہے اسلئے میں اپنے احباب کے ازدیاد ایمان اور مخالفوں پر اس آیۃ اللہ کی تلاوت کے لئے تقریب پاکر یہ پرچہ شائع کیا ہے۔ حضرت حکیم الامت کے یوں تو کئی بچے فوت ہو چکے تھے (اللھم اجعلھم لنا فرطا) لیکن محمد احمد کے فوت ہونے پر ایک ہندو زادہ نو مسلم نے اسکی وفات کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تکذیب کی دلیل ٹھیرایا کہ وہ عیسائیوں کے مباحثہ امرتسر کے بعد آتھم کی پیشگوئی کی میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکے اعتراض پر عبد الحی کی پیدائش کا ایک نشان دیا جو میں بجنسہٖ درج کرتا ہوں یہ تحریر انوار الاسلام نام رسالہ میں ۱۸۹۴ء کی آخری سہ ماہی میں شائع ہوئی جو صفحہ ۲۶ پر یوں درج ہے۔

اس تحریر کے لکھنے کے بعد مجھ پر غنودگی غالب ہوئی اور میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو ان ہی کا ہے اور وہ بچہ خوش رنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں مولوی صاحب سے کہا ہے کہ خدا نے بعوض محمد احمد آپکو وہ لڑکا دیا کہ رنگ میں شکل میں طاقت میں اس سے بدرجہا بہتر ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تو اور بیوی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت بیمار سا اور نیم جان سا تھا اور یہ تو قوی ہیکل اور خوش رنگ ہے اور پھر میرے دل میں یہ عادت گذری جسکا زبان سے سنانا یاد نہیں اور وہ یہ ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر اور میں جانتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ نے کیفر فتنے اس عدو الدین کا جواب ہے کیونکہ اس نے عیسائیوں کا حامی بنکر اسلام پر حملہ کیا اور وہ بھی بیجا اور بے ہمانی سے پھر یہ حملہ ہوا اور ایک جزو میں خواب کی رہ گئی میں نے دیکھا کہ اس بچے کے بدن پر کچھ پھنسیاں یا لولوں کی مشابہ بخارات نکل رہے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اس کا علاج جلدی اور ایک اور چیز ہے واللہ اعلم۔

اسکے بعد تقریباً ۵ سال کا عرصہ اس پیشگوئی پر گذر گیا۔ اور یہ اسلئے ہوا کہ کسی نادان معترض کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ محض قیافہ سے ایسا لکھ دیا چنانچہ ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء جمعرات کی رات کو ۱۱ بجے شب کے عبد الحی پیدا ہوا اور یہ پیشگوئی پوری ہوئی والحمد للہ علی ذالک یہ بچہ مندرجہ بالا پیشگوئی کے موافق شکل و شباہت میں ہے اور پھوڑوں کے نشان بخارات بھی نکلے۔ پس چونکہ یہ ایک آیۃ اللہ ہے اسلئے اس بچہ کی ہر خوشی کی تقریب (خدا کرے ہم بہت سی تقریبیں دیکھیں) ان نشانات کا اظہار اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صداقت کا اعلان ہے + اسی مقصد کو مدنظر رکھکر میں یہ غیر معمولی پرچہ شائع کرتا ہوں اور ہر قوم کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور حضرت حکیم الامت کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس غیر معمولی پرچہ کو حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کی آمین کے چند آخری اشعار پر ختم کرتا ہوں ؎

قرآن کتاب رحمان سکھلائے راہ عرفان + جو اسکے پڑھنے والے اُنپر خدا کے فیضان
اُنپر خدا کی رحمت جو اسپہ لائے ایمان + یہ روز ہے مبارک سبحان من یرانی + ہے چشمۂ ہدایت جسکو ہو یہ عنایت + یہ ہیں خدا کی باتیں انسے ملی ولایت + یہ نور دلکو بخشے دلمیں کرے سرایت + یہ روز ہے مبارک سبحان من یرانی
قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا + فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا + اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا + یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

خادم قوم خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ۔ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء

تعلیم الاسلام کالج کے متعلق

آنہ فنڈ کیلئے والنٹیروں کی ضرورت

قومی کام قومی حمایت اور جمیعت اور قوم کی متفقہ کوشش سے سرانجام پاتے ہیں جب تک مجموعی طاقت کام نہ کرے اسوقت تک کامیابی کی راہ میں روک اور مشکلات کی چٹانوں کا آنا ضروری ہے لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سلسلہ نبوت میں آخر الامر یہہ چٹانیں دور ہو کر رہتی ہیں۔ مجھے کچھہ ضرورت نہیں ہے کہ میں تعلیم الاسلام کالج کی حمایت کے لئے احباب میں تحریک اور جوش پیدا کرنے کے لئے آجکل کے عرفی الفاظ میں توجہ دلاؤں۔ اگر آپ تعلیم الاسلام کالج کے ساتھہ محبت اور پیار رکھتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو عزیز رکھتے ہیں تو پھر اسکے استحکام اور قیام کے لئے کام کرو۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ احمدی قوم پر چندوں کا بہت کچھہ بوجھہ ہے تاہم میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر مستعد اور باہمت اصحاب اب ہی اس سے چندہ لینے والے ہوں تو یہ قوم خود ہو کر رہ کر بھی قومی ضروریات کو مقدم کرنے والی ہے۔ آنہ فنڈ والی تحریک اور تجویز پر عام طور سے اظہار مسرت کیا جاتا ہے اور اگر اس تحریک کو عام کرنے والے زیادہ دلچسپی لیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے میرے نزدیک آنہ فنڈ کے واسطے کچھہ لوگ اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کو وقف کریں اور احباب میں اس تحریک کی دلچسپی پیدا کر کے انسے روپیہ وصول کریں ایسے لوگ کالج کے نئے والنٹیر کہلائیں گے۔ انکا فرض ہوگا کہ ماہ بماہ روپیہ وصول کر کے بھیجدیا کریں + اور کوشش کی جاوے کہ ایک معقول عرصہ کے لئے چندہ یکمشت بھیجا جاوے + جو احباب اس طریق پر والنٹیر ہونا چاہیں وہ اطلاع دیں۔

کالج کے لئے مستقل فنڈ

کالج کے مستقل فنڈ میں جو مختلف تقریبوں پر مندرجہ ذیل رقوم لکھی گئی ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ عبدالحی کے ختم قرآن کی تقریب — یکصد روپیہ

میاں رحمت اللہ سبزی فروش بنگلہ اپنی شادی کی تقریب — عـہ

آنہ فنڈ کی وصولی

الحکم کی گذشتہ اشاعت کے بعد آنہ فنڈ میں مندرجہ ذیل رقوم وصول ہوئی ہیں۔

منشی محمد عمر صاحب جموں — [illegible]

میر محمد رشید صاحب میر عمارت خانیار — [illegible]

میاں حسین بخش صاحب نمبردار پنڈی گھیب — [illegible]

میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی — عـہ

میاں عبدالمنان صاحب کاٹھ گڑھ — عـہ

منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں ⎫

میاں جمال الدین صاحب سیکھواں ⎬ ان احباب کی رقوم چندہ کی تفریح انکی اشاعت میں ہوگی۔

میاں امام الدین صاحب سیکھواں ⎭

منشی میر اکبر صاحب اپیل نویس مردان — عـہ

منشی میر اکبر صاحب اپنے خط میں بہت جلد دو سال کا چندہ ادا کرنیکا وعدہ فرماتے ہیں۔ اگر ہر ایک احمدی اس فرض کو سمجھکر جلد ادا کردے۔ تو ایک دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے۔

جناب چودہری عبداللہ خان صاحب نمبردار بہلول پور نے مجھے زبانی فرمایا۔ کہ تین لاکھہ کی جماعت میں سے اگر ایک تہائی بھی سات سات روپیہ داخل کردیں تو ۷ لاکھہ جمع ہو سکتا ہے اور خود سات روپیہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تجویز بیشک معقول ہے لیکن ضرورت ہے عملی حصہ کی۔

بقیہ دارالامان کا ہفتہ

(اھ۔ ۳۰ جون کو بعد نماز عصر میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ کا نکاح جناب خواجہ کرمداد صاحب ساکن جموں کی صاحبزادی زلیو بیگم سے ہوا۔

اس تعلق اور رشتہ کے متعلق میں پہلے ہی لکھہ چکا ہوں خواجہ صاحب نے ایک عمدہ نظیر مروت اور ایثار کی قائم کی ہے انہوں نے محض خدا تعالے کی رضا کے خیال سے اور قوم میں ایک عمدہ نظیر پیدا کرنے کے لئے ذات پات کے سوال کو چہوڑ کر یہہ رشتہ کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے بذریعہ خط حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو وکیل قرار کردیا تھا چنانچہ مولوی صاحب کی دلالت میں یہہ نکاح ہوا۔ یعنے لڑکی اور خواجہ صاحب کی طرف سے وہ وکیل تھے میاں رحمت اللہ صاحب خود حاضر تھے۔ اڑہائی سو روپیہ مہر پر نکاح کیا گیا حضرت حکیم الامۃ نے خطبہ نکاح پڑہا۔ اور مناسب موقع بیش قیمت وعظ کہا۔ اور فرمایا خواجہ صاحب ہمارے دوست ہیں انکے بھائی صاحب جو ایک لایق آدمی ہیں وہ بھی ہمارے دوست ہیں +

بہر حال یہ مبارک تقریب بھی اسی دن عمل میں آئی جبکہ ایک خاص جوش دعاؤں کے لئے احباب میں تھا اللہ تعالے اسکو بابرکت کرے اور قوم کے ایک مفید نظیر ہو۔ میاں رحمت اللہ صاحب نے اس تقریب پر عـہ کالج کے مستقل فنڈ میں چندہ دیا۔ میں خواجہ کرمداد صاحب کو انکی اخلاقی جرأت پر مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ بھی قومی کالج کو یاد رکھیں گے۔ لڑکی کی رخصت خواجہ صاحب کی واپسی کشمیر پر ہوگی۔

۶۔ منشی محمد عمر صاحب واپس تشریف لے گئے سٹروعہ۔ کریام کی جماعتیں بھی واپس گئیں۔ ضلع گجرات۔ شکار ضلع گورداسپور اور ضلع کانگڑہ سے بعض احباب شرف نیاز کے لئے حاضر ہوئے۔

اطلاع

احمدیوں کے اندراج اسماء کے لئے جو فرد بھیجی گئی ہیں اس میں بعض احباب نے بڑی بھاری فرو گذاشت کی ہے کہ صرف اپنا نام درج کر کے بھیجدیا ہے حالانکہ انکے گاؤں میں اور بھی احمدی ہیں۔ ان کے اسماء بھی درج ہونے ضروری تھے۔ یہاں تک ہی فرو گذاشت نہیں کی بلکہ اپنے گھر کے تمام آدمیوں کے نام بھی درج نہیں کئے حالانکہ وہ احمدی تھے۔ یعنے بیوی بچے وغیرہ

پس ان فردوں کو مکمل کر کے بھیجنا چاہیئے۔ اور ان کی تکمیل میں سستی سے کام نہ لیا جاوے۔ یہ ایک قومی اور ضروری کام ہے جہانتک ممکن ہے کسی احمدی کا نام درج ہونے سے رہ نہ جاوے۔

ریمارک

قواعد انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ سیالکوٹ کے شہر کو وہ فخر حاصل ہے جو قادیان کے سوا کسی دوسری جگہ کو حاصل نہیں ہے خدا کے جری اور برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سیالکوٹ کی سرزمین کو قادیان ہی کے برابر عزیز سمجھا ہے۔ اور یہاں کی انجمن احمدیہ کو بھی میری رائے میں وہ عزت اور فخر حاصل ہے جو دوسری جگہ کی کسی انجمن اور جماعت کو نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

سیالکوٹ کی جماعت اللہ تعالے کے فضل و کرم سے ایک سرگرم اور اہل قلم جماعت ہے سب سے اول سیالکوٹ ہی سے حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں رسائل شائع ہوئے۔ حال میں وہاں کی احمدی جماعت نے اپنے قواعد مشتہر کئے ہیں جنکی ایک کاپی دفتر الحکم میں بھی ارسال کی ہے + ان قواعد کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوری کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ میری رائے میں یہ قواعد ایسے ہیں کہ ہر جگہ کی جماعت کو اپنے لئے انہیں قواعد کو دستور العمل قرار دینا چاہیئے۔

اور اگر احمدی جماعتیں خواہش کریں گی تو کارخانہ الحکم یہہ قواعد ارزاں قیمت پر ان کے لئے مہیا کر دیگا۔

حیرت کی حیرانی — مرزا حیرت دہلوی نے اپنے اخبار میں سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کچھہ بے سر و پا اعتراض کئے تھے۔ انکا جواب نہایت قابلیت اور معقولیت کے ساتھہ میرے عزیز بھائی منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اب ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا ہے جسکا پہلا حصہ شائع ہوا ہے اور جس کی قیمت ۵ ہے یہ رسالہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بھی بہت پسند فرمایا ہے۔ اور بزرگان ملت نے بھی اسے لاجواب مانا ہے۔ اسکی کثرت اشاعت کے لئے احباب سعی کریں رسالہ کی قدر و قیمت کے لئے میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اسکے جواب دینے پر مرزا حیرت کو پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ ہے۔ کسیقدر تفصیل سے پھر لکھوں گا۔

طبع اشتہارات کا فیصلہ

الحکم میں جو سلسلہ اشتہارات کا شروع کیا گیا تھا ان کے متعلق یہی فیصلہ ہوا کہ وہ الگ کتاب کی صورت میں شائع ہوں۔

متفرقات

قرآن کریم کی ایک علمی فتح | مصر کے الاخلاص نامی اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مسٹر ہول نے آثار قدیمہ کی تفتیش کرتے ہوئے دیر البحری میں روٹی کا ایک ٹکڑا پایا ہے جو چار ہزار چار سو سال کا ہے اسکو انہوں نے لنڈن میں بھیجا لوگ دیکھکر سخت متحیر ہوئے کیونکہ ٹکڑا ابھی تک بالکل نہیں بگڑا ہے اور بجنسہٖ اپنی حالت اصلی پر موجود ہے۔ اس خبر کو پڑہ کر قرآن کریم کی علمی فتح کا انکشاف ہوتا ہے۔ جو لم یتسنہ کے اندر مخفی تھی۔

انسانی رفاقت | عیش کے سامان کی ترقی اور شہروں کی رہایش سے حضرت انسان نے نہ صرف اپنی عمر اور جسمانی طاقت کم کرلی ہے بلکہ جن حیوانات کو اس سے واسطہ پڑا ہے ان کی جسمانی حالت تندرستی و طویل العمری کو بھی نقصان پہونچایا ہے چنانچہ ہر جنگلی جانور اہلی جانوروں کی نسبت زیادہ تندرست رہتا ہے۔ (آری نیوز)

خبروں کا گلدستہ

کلّو - یہان حال مین سخت طوفان رعد و باران آیا - اور خفیف زلزلہ بھی محسوس ہوا -

گذشتہ سہ شنبہ کی شام کو شملہ پر نہایت سخت زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوا -

شدّت گرما - بالائی ہند مین گرمی کی سخت شکایت ہے گذشتہ یکشنبہ کو الہ آباد - کانپور - مین پوری - بنارس گیا - ہزاری باغ میں آلہ مقیاس الحرارت کا پارہ معمول سے بقدر ۱۵ و ۲۰ درجے کے چڑھا رہا -

گذشتہ سال شاہی رصدگاہ اڈنبرگ مین پچاس زلزلے آلہ زلزلہ کے ذریعہ سے معلوم کئے گئے -

دریائے گلگت مین طغیانی آنیسے سخت نقصان ہوا اس طغیانی کی وجہ یہہ ہے کہ پہاڑ سے برف پگہل کر بکثرت آئی - پل ٹوٹ گیا - اور جنگل کا کچھہ حصّہ بھی غرق ہوا -

اٹالین پروفیسر ماجورانا کا بیان ہے کہ ایک فرانسیسی ... کے ذریعہ سے ٹیلیفون طیار کیا ہے جسکا تجربہ پیرس مین ... روان کے مابین کامیابی کا ساتھہ ہوا -

... یورپ بھر مین رومانیا جاہل ترین ملک ہے گذشتہ مردم شماری کے مطابق ۶۰ لاکھہ کی آبادی مین تقریبًا ۴۸ لاکھہ ان پڑھ اور ۱۰ لاکھہ سے کچھہ زیادہ خفیف تعلیم یافتہ ہین -

شاہ ایران وآنا سے ہا مبرگ کو روانہ ہوئے وہان ... قیصر جرمن نے ان کا استقبال کیا -

کراچی مین پانی کی سخت قلّت ہے -

سمالی لینڈ کے ملّا شیخ محمّد بن عبداللہ نے بربرہ مین ایک ڈیپوٹیشن اس غرض سے بہیجا ہے کہ باہمی صلح کے عہد و پیمان ہو جائین اٹلی کے معتمد نے بھی ایلج مین ملّا کے ساتھہ ملاقات کی اور صلح کا وعدہ کیا اور کہا کہ مین اپنی سکونت ... کو عنقریب اٹلی کی کسی مقبوضہ اراضی مین منتقل کرونگا ... تجارت بالکل آزاد رہے گی صرف اسلحہ پر ٹیکس لگایا جائیگا -

... مارونیہ مین اب وہ شورش نہین ہے گمان کیا جاتا ہے ... ربیع کے موسم مین باغی جو سردی کے خوف سے چہپ ... بیٹہے ہوئے ہین ضرور پہر کچھہ شرارت کرینگے مگر چونکہ جاپانی ... کی فوجی چہاونی قایم کر دی گئی ہے اسلئے امن و امان ...

ایک بابی مرزا محرم معہ ایک امریکن بابی کے رنگون سے آرہے ہین وہ کلکتہ - علی گڑہ - دہلی ہوتے ہوئے لاہور آئینگے - لاہوری پیسہ لکہتا ہے کہ اچہا موقعہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی ان سے اپنے دعاوی کا تصفیہ کرلین - پیسہ اخبار کو خدا ہدایت کرے وہ اتنا نہین سمجہتا کہ جو شخص علیٰ وجہ البصیرت بولتا ہو خدا تعالےٰ نے جس کی صداقت کے لئے ہزارون ہزار نشان ظاہر کرکے دکہائے ہوں یہانتک کہ خود پیسہ اخبار اپنے گہر مین بھی نشان دیکہہ ... ہے - زمانہ جسکی ضرورت کے لئے چلّا رہا ہو - اسے ... کسی حالت منتظرہ باقی ہے ہان پیسہ اخبار ہو یا بابی یا کوئی ... اسے اگر حضرت اقدس کے کسی دعوے مین شک ہو تو وہ آپ کی تصانیف پڑہے ان تائیدات پر غور کرے جو خدا تعالےٰ نے اپنے صادق مسیح کے لئے ظاہر کی ہین - اور بالآخر اللہ تعالےٰ سے دعا کرکے فیصلہ چاہے -

اگرہ چہاونی کے سٹیشن کے قریب سخت آتش زدگی ہوئی بہت سے مکانات جل گئے ان مین سے بہت سے مکانات بیمہ شدہ نہ تہے -

چہاونی راولپنڈی سے سخت آتش زدگی کی خبر آئی کئی لاکہہ کا نقصان بتایا جاتا ہے -

سخت دہوکہ - اخبارات مین کلکتہ کی مختلف کمپنیون کی طرف سے اس مضمون کے اشتہار شائع ہوتے ہین کہ ان کو فروخت اسباب کے لئے ایجنٹ درکار ہین جن کو معقول کمیشن ملیگا اور دو سو روپیہ بطور ضمانت داخل کرنا ہوگا اس قسم کے ایک دہوکہ کا حال مین افشا ہوا ہے + بنگلور کے دو آدمیون نے بنگلور کے ڈپٹی کمشنر کے حضور دغائی نالش کی ہے -

ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب نے سرکلر شائع کیا ہے کہ کوئی ماتحت ذاتی معروضات کے لئے انکی ملاقات کو نہ آئے بصورت خلاف ورزی سخت سزا کا مستوجب ہوگا -

ریلوی کے انتظام کے قواعد کی ترمیم مناسب کیلئے ۳۰ - جولائی سے افسران ریلوی کی کمیٹی شملہ مین بیٹہیگی - سرکار ہندوستان مین ریلوی کی توسیع پر بڑا زور دینے والی ہے تین کروڑ روپیہ عنقریب قرض لیا جاویگا - اسکا بڑا حصّہ بمبئی - بڑودہ لائن کے خریدنے پر صرف ہوگا -

چیف کورٹ نے ایک فیصلہ مین نیلام کو منسوخ کرکے لکہا ہے کہ عملہ نیلام عمومًا نیلامون مین سخت بے ضابطگی اور لاپرواہی کا مرتکب ہوتا ہے جس سے مدیونون کو بہت نقصان پہنچتا ہے -

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے تعلیم نسوان کے مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی قایم کی تہی اسکی مفصل رپورٹ عام رائے کے اظہار کے لئے شائع کر دی گئی ہے لاٹ صاحب نے کمیٹی کی محنت و جانفشانی کا شکریہ ادا کیا ہے -

جرمنی مین کاغذ کے فرش کا رواج بہت بڑہتا جاتا ہے یہ لکڑی کے فرش سے زیادہ سستا پڑتا ہے ملائم اور عمدہ ہوتا ہے اس مین جوڑ نہین کاغذ لئی کی شکل مین پہیلا کر اسپر رول کیا جاتا ہے اور ایسا رنگ دیا جاتا ہے کہ لکڑی کا معلوم ہونے لگتا ہے -

جاپانی سپاہیون کے سینہ پر ایک عجیب ریشمی پوسٹ کارڈ لگا ہوتا ہے جس مین انکا پتہ و نشان وغیرہ اور اس شخص کا نام درج ہوتا ہے جسکو وہ اپنی موت کی اطلاع دینا چاہتے ہین چنانچہ جنگ مین مارے جانے پر تصدیق واقعہ کے لئے پوسٹ کارڈ پر رجمنٹ کی مہر لگا کر جاپان روانہ کر دیا جاتا ہے -

روس کے مسلمانون کا اخبار ترجمان رقمطراز ہے کہ مقام باکو مین ایک اسلامی کالج کہولا گیا ہے جس مین علاوہ دینی تعلیم کے - جسکی میعاد ۸ سال رکہی گئی ہے دنیوی تعلیم بھی ہوگی -

پنجاب یونیورسٹی کے پچہلے جلسہ سینٹ مین منجملہ اور باتون کے یہ بھی منظور کی گئین کہ امتحان انٹرنس کے امیدوار کو کم سے کم ۱۴ - برس کا ہونا چاہئے - اس سے کم عمر کا امیدوار منظور نہین کیا جائیگا - اسی امتحان مین فارسی مضمون کے نمبر ایک سو کی بجائے ایک سو بیس کر دئے گئے - انٹرمیڈیٹ امتحان پاس کرنے کو لازم ہوگا کہ تمام مضامین مین کم سے کم ۳۳ فیصدی نمبر پائے جائین -

زلزلہ زدگان کی امداد کے چندہ کی تعداد پونے نو لاکہہ تک پہونچی ہے -

---

مطبوعات مصر

شفاء السقام فی زیارة خیر الانام -	عہ ۴
تهذيب الكلام مع شرح الكردي في علم العقايد	عا ۴
فتاوى الغياثية لمولف بحر الرائق مع فتاوى ابن نجيم للاحناف	عا ۴
تخميس قصيدة بردة مطبوعہ مصر ...	۵
الضاعتين في الكتاب والشعر لابي هلال العسكري -	عا ۸
الفيه ابن مالك	۳
مجموعہ ست رسائل (الهدية السعدية فيما جرى بين الوهابية والاحمدية - الرسالة القبرية لابن الجوزي عقيدة الغزالي عقيدة العزلي الكشف في غرور الخلق للغزالي الرسالة في الايمان للاشعري	کاغذ سادہ ۲ / کاغذ سفید چکنا اور حنائی ۲

المشتہر غلام نبی از قادیان ضلع گورداسپور

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت بستی دیالم کلانہ معرفت میان نور احمد صاحب (مدرسہ) عہ
۲ - محرر کمیٹی مدرسہ (بک ڈپو اپریل ۱۹۰۵ء) ...

۲۵ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم مدرسہ مساکین فنڈ
۲ - سید عابد علیشاہ صاحب بدوملی - مدرسہ قربانی فنڈ

۲۶ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت جموں معرفت جناب خلیفہ نور الدین صاحب مدرسہ یتامی
۲ - سید محمد قاسم صاحب شاہجہانپور مدرسہ قربانی فنڈ
۳ - تا معلوم الاسم معرفت حضرت کریم اللہ صاحب مدرسہ
۴ - میان غلام علی راجیکے وال جہوکر کلان مدرسہ

۲۷ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی چندوسی مدرسہ
۲ - محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول (بک ڈپو مئی ۱۹۰۵ء)
۳ - منشی گوہر علی صاحب ٹرنری اسسٹنٹ مدرسہ عہ
۴ - جماعت سیالکوٹ مدرسہ عید فنڈ
۵ - شیخ ضیاء الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مانسہرہ مدرسہ
۶ - ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر ...
۷ - منشی وزیر خان صاحب مومن لوٹر بیما ...

۲۹ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی فتح الدین صاحب دہرم کوٹ بگہ مدرسہ
۲ - منشی غلام محمد صاحب پہلوری شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور مدرسہ

۳۰ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - میان دلدار علی صاحب قصبہ ملہور ضلع کانپور مدرسہ
۲ - محرر کمیٹی مدرسہ بک ڈپو ماہ مئی ۱۹۰۵ء
۳ - ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دار الامان فیس مدرسہ داخلہ فروخت ادویہ شفاخانہ
۴ - منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس میرولی افریقہ (مدرسہ)

۳۱ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت دہرم کوٹ بگہ معرفت مولوی فتح دین صاحب قربانی فنڈ

یکم جون ۱۹۰۵ء

۱ - جناب مفتی محمد صادق صاحب قادیان دار الامان مدرسہ عہ

۲ - جون ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت احمدیہ پٹیالہ معرفت حافظ نور محمد صاحب مدرسہ قربانی فنڈ

۳ - جون ۱۹۰۵ء (۱) منشی برکت علی صاحب الحکم دیا مدرسہ (۲) منشی گلزار محمد صاحب سب پوسٹ ماسٹر گڑہ شنکر مدرسہ (۳) جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر دار الامان (قربانی فنڈ) (۴) پرنسپل صاحب کالج قادیان دار الامان داخلہ فیس (۵) مرزا محمد شفیع صاحب سب پوسٹ ماسٹر ٹہٹہ مدرسہ

۵ جون ۱۹۰۵ء (۱) محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دار الامان بک ڈپو ماہ مئی ۱۹۰۵ء (۲) جماعت قصور معرفت مرزا افضل بیگ صاحب مدرسہ (۳) جماعت سنور معرفت حضرت کریم اللہ صاحب مدرسہ (۴) میر محمد رشید صاحب قادیان دار الامان . . . . (۵) جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان فیس بورڈنگ مئی ۱۹۰۵ء (۶) ابو سعید صاحب عرب قادیان دار الامان مدرسہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ ادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ ، (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ، (۴) غیر مذاہب والوں سے ، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

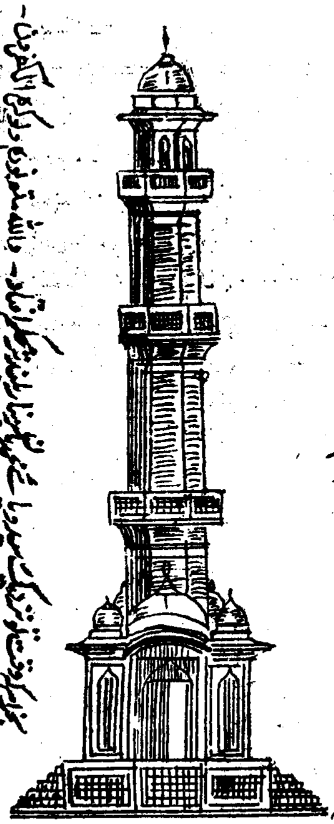

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد - واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

فہرست مضامین

(۱) کفر بالرسول کی عبرۃ انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری، ص ۱ تا ۳
(۲) تفسیر القرآن من مسیح الزمان ص ۳ و ۴
(۳) ضرورت امام ص ۵ و ۶
(۴) قومی ضروریات قابل توجہ قوم۔ ص ۶
(۵) نصرۃ الحق۔ ص ۷ و ۸
(۶) کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان ص ۹ و ۱۰
(۷) مسیح موعود اور خدا پر ایمان۔ ص ۱۰
(۸) دار الامان کا ہفتہ۔ ریمارک
" شیرازۂ قوم۔ سرکاری خبریں } صفحہ ۱۱
" جزوں کا گلدستہ . . . .
(۹) رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان
" اشتہارات . . . . . . } ص ۱۲
(۱۰) اشتہارات ص ۱۳ و ۱۴

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق ۶ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کفر بالرسول کی عبرۃ انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری

خدا کے مرسل کے انکار سے سلب ایمان ہی نہیں ہوتا علم، عقل، دانائی سب ہی کچھ چھین جاتا ہے۔ یہ مولوی ملاں ہمیشہ درسی کتابیں پڑھتے پڑھاتے تھے بلکہ ستان میں کتابیں رسالے فتوے لکھتے لکھاتے تھے کبھی نہ کسی کو شبہ گذرا اور نہ یقین تھا کہ یہ لوگ عربی زبان سے ناآشنا ہیں۔ سید بخشو نے غیرۃ اللہ خلیفۃ اللہ سے شقاوۃ ازلی کی تحریک سے لڑائی شروع کردی اور جو طمع عزم نے بیٹھے تھے اس کی قلعی اتروا کر پردہ دری کرائی۔

بدقسمتی سے مولوی بٹالوی اپنے رسالہ میں لکھ بیٹھا کہ حضرۃ خلیفۃ اللہ مسیح موعود (صلی اللہ علیہ وسلامہ) عربی زبان نہیں جانتے۔ خدا تعالیٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی تھی کہ اس کا برگزیدہ زمینی کیڑوں کی نیش زنی کا ہدف بنے۔ اسکی توفیق اور فضل سے حضرت مرسل اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں اور ان کے مقابلہ کے لیے تحدی کی۔ اب ملاں بٹالوی بطرح پکڑے گئے۔ چاروں طرف سے مطالبے شروع ہوئے کہ ان کا جواب لکھو ورنہ مرزا کی سچائی پر مہر لگتی اور احمدیت کا کبھی نہ بند ہونے والا باب کھلتا ہے۔ بدنصیب ناعاقبت اندیش کو یہ توفیق کہاں کہ عربی لکھنے سے عجز و قصور کا اعتراف کرتا۔ گذری ہوئی زندگی میں ہی کوئی سطر دو سطر کا نمونہ ہوتا تو اسے پیش کرنے پر کفایت کرتا اور لوگوں کے آنسو پونچھتا مگر اس موت کے کڑوے پیالہ کو طوع کام دہن سے یوں ٹالا کہ "میں مرزا کی عربی کا جواب کیا لکھوں وہ تو سراسر غلطیوں سے بھری ہوئی ہے۔" اور غلطی کا نمونہ یہ پیش کیا کہ انھوں نے عجبت کا صلہ لام لکھا ہے اور من چاہیے تھا اس کے جواب میں دیوان عرب اور احادیث سے اسے دکھایا گیا کہ عجبت کا صلہ لام بھی آیا ہے۔ یہ سارے واقعات الحکم میں شائع ہو گئے۔ جن جن لوگوں نے الحکم پڑھا دانتوں میں انگلی دبا کر حیران ہوگئے کہ الٰہی اس مولوی کے علم اور عقل کو کیا ہو گیا ہم تو اسے بڑا مولوی سنتے تھے۔ اس کارروائی سے ہم یقین ہو گیا کہ بٹالوی مولوی کا یہ نکال و وبال کم سے کم ہمارے ہم اصلوں یا ہم روزوں یا مثیلوں کے لیے تو ضرور عبرت کا موجب ہوگا۔ مگر نہیں اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کا روحانی فرزند یا ہم روز ثناء اللہ امرتسری یہ جھگڑا لے بیٹھا کہ مرزا صاحب نے ید کا صلہ علیٰ لکھا ہے اور الیٰ ہونا چاہیے۔ اسیر جہالت کو دان متکبر کی پردہ دری ہوئی دشمنوں کو بھی اس پر ترس آتا تھا اس کے بعد ہم نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ اب ان سگ سر حلہ بازوں کو کافی سزا مل چکی ہے آئندہ کوئی بات سوچ سمجھ کر منہ سے نکالیں گے۔ مگر انی مھین من اراد اھانتک کوئی تو کاری گذاری کے لیے ہمیشہ موقع ملتے رہنا چاہیے اسے آئے دن کوئی نہ کوئی شکار ملتا ہی جاتا ہے۔ آج مولوی ابراہیم سیالکوٹی اسکے ہتھے چڑھ گئے ہیں اللہ کمال جامارا المحمود میں۔

املاء میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے۔ اس جماعت کے لائق مخلص کارکن سید صادق حسین صاحب مختار عدالت نے چار روز ہوئے مجھے لکھا کہ یہاں مولوی ابراہیم سیالکوٹی تشریف لائے ہیں کسی تقریب سے ملاقات ہوئی اور ادھر ادھر کی باتیں درمیان آئیں مسند صاحب فرماتے ہیں میں نے مولوی صاحب سے کہا آپ لوگوں نے حضرت اقدس کی پرتحدی کتابوں کا کوئی جواب اب تک کیوں نہیں لکھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا جواب کیا لکھیں وہ تو غلط عربی لکھتے ہیں۔ میں نے کہا آپ بھی کچھ لکھ دیتے مقابلہ کے بعد مرزا صاحب کی غلطیاں اور آپ کی کتاب کی پاکیزگی اور صحت باطل اور حقیقی امر فارق ہو جاتی۔ مولوی صاحب نے جھٹ میں آکر کہا کہ مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۴۰۹ میں لکھا ہے واحاط علی روحہ۔ احاط کا صلہ علیٰ ایسی اصلی غلطی ہے کہ اس کا مرتکب خوفناک الزام کے نیچے ہے اور کوئی مرزائی اسکا جواب قیامت تک نہیں دے سکے گا۔ احاط کا صلہ ب آیا کرتا ہے۔

میں نے اس خط کو پڑھ کر بلا توقف لسان عرب کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ذرا سی سعی کے بعد گوہر مدعا ہاتھ آگیا۔ قبل اسکے کہ اس سبک سر جلد باز کی بردہ دری پر کچھ لکھوں ایک دو باتیں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھنی ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان اور ہمارے آقا و مولیٰ و ولی نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر کسقدر بین دلیل ہے کہ جس جگہ سیاہ دل دشمن نے کبھی انگلی رکھی ہے اُسکے نیچے سے معارف و حقائق کا خزانہ نکلا ہے اگر ان اخلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے پرائیویٹ زندگی پر کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ اعتراض بعینہ کسی نبی کی لائف کے کسی حصہ پر جا پڑا ہے اور اگر پبلک لائف پر منہ کھولا ہے تو وہی یا وہ گوئی ان کر بڑے کسی اولو العزم نبی کی شان میں کرچکی ہیں اور اگر آپ کی زبان دانی پر حرف رکھا ہے تو دواوین عرب۔ کتب احادیث اور تفاسیر حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف سے اعداء اللہ کا منہ توڑنے کو موجود ہوگئیں۔ اب میں جواب لکھتا ہوں و باللہ التوفیق ✦

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۹۵ کی عبارت یہ ہے فرأیتُ انّ روحہ احاط علیّ و استوی علی جسمی ولفّنی فی ضمن وجودہ حتی ما بقی منّی ذرۃ وکنتُ من الغائبین۔ پھر میں نے دیکھا کہ خدا کی روح نے مجھے سموچا کا سموچا اپنا کرلیا اور میرے جسم پر مستوی ہوگئی اور اپنے وجود میں مجھے لپیٹ لیا یہانتک کہ میرا اپنا کچھ بھی نہ رہا اور میں غائب و فانی ہوگیا ✦

اس مقام میں خدا کے بُلاے بولنے والے نے احاط کا صلہ علیٰ لکھا ہے۔ خلیفۃ اللہ کو مٹی اور پیے سیئں آگ کہنے والا اعتراض کرتا ہے کہ صلۂ علےٰ صحیح نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے احاط بی ✦

قبل اسکے کہ میں ثابت کروں کہ اسمقام میں بجز صلۂ علیٰ کے اور کوئی صلہ اُس بلاغت اور فصاحت کو دکھا نہیں سکتا جو علیٰ نے دکھائی ہے میں بافسوس اتنا لکھنے سے رہ نہیں سکتا کہ ان مولوی لوگوں کی خطاکاری کی جڑ یہ ہے کہ اول تو ان کا دائرہ معلومات نہایت تنگ ہوتا ہے اور چند محدود اور تاریک کتابوں پر انکا سارا مدار ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ بغی اور عناد اور تعصب کی شامت سر پر سوار ہوتی ہے۔ یہ دو مرض ہیں جن کے استیلا سے ان کی رائے ہمیشہ سقیم اور علیل ثابت ہوتی ہے۔ سیالکوٹ میرا وطن ہے میں خوب جانتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مدتوں سے اُس میں نہ کوئی ادیب ہوا ہے اور نہ اب ہے کوئی کتب خانہ نہیں جسمیں دواوین عرب اور بڑی بڑی لغت کی کتابیں اور شروح دواوین عرب موجود ہوں۔ چند مبتذل پُرانی درسی کتابیں ہیں ان کے سوا کچھ نہیں۔ یہ مولوی ابراہیم اسے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس نے اپنے اُستاد کے علم اور فہم سے زیادہ ترقی کی۔ اسے خوش قسمتی سے لسان العرب مل گئی۔ بس سارے شہر میں یہ پہلا نوجوان ہے جس کے ہاتھ ایسی نادر اور عظیم الشان لغت کی کتاب آئی۔ بڑی خوش قسمتی تھی جو اس سے فائدہ اُٹھاتا اور لسان عرب کی وسعت کا اُس کتاب سے سبق سیکھ کر کسی مصنف پر زبان اعتراض کھولنے میں جلدی نہ کرتا مگر بدقسمتی سے اُسے یہ فیض حاصل نہیں ہوا ✦

اُسے اس اعتراض کو قوت اور حوصلہ سے مُنہ سے نکالنے کی جرأت معلوم ہوتا ہے اسلیے ہوئی کہ لسان العرب میں زیر لغت حاط یحوط اُسے احاط بہ صلۂ علیٰ نہ ملا اگرچہ میں عنقریب دکھاتا ہوں کہ اُسنے اس مقام میں بھی ٹھوکر کھائی ہے۔ اس سے اُسکو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اب اُس نے لغت عرب کا احاطہ اور استقصا کرلیا ہے۔ اگر وسیع واقفیت اور صحیح علم اس کا مساعد ہوتا تو سمجھ لیتا کہ لغت کا دائرہ بڑا وسیع بلکہ غیر محدود ہے۔ کسی ایک کتاب لغت نے اب تک عربی زبان کا احاطہ نہیں کیا اور نہ کسی نے دعویٰ کیا ہے۔ بہت سے لغات اور محاورات دواوین عرب کی شرحیں ایسی ملتی ہیں کہ لغات کے صفحات اُن سے خالی ہوتے ہیں۔ اور لغات نویس کوئی لغت کسی لفظ کی تشریح میں بیساختہ لکھ جاتے ہیں اور ترتیب مفردات لغات میں اُسکا ذکر نہیں کرتے ✦

اس امر کے ثبوت کے لیے کہ احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ اس مقام میں لکھنے سے جو حضرۃ مہبط الوحی کا مقصود ہے وہ کسی اور صلہ سے پورا نہیں ہوسکتا تھا ایک حدیث لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے مَلعُونٌ مَلعُونٌ مَن اَحَاطَ عَلَی مَشْرَبَۃٍ۔ اس کے معنے صاحب لغت خود کرتا ہے المشربۃ الموضع الذی یُشرب منہ کالمشرعۃ یرید بالاحاطۃ تملکہ ومنع غیرہ منہ۔ حدیث کے معنے یہ ہیں ملعون ہے جسنے اپنے گھاٹ پر احاطہ کرلیا۔ پھر کہتا ہے کہ معنی احاطہ کے ہیں اپنے لیے اُسکا مخصوص کرلینا اور دوسروں کو اُس سے روک دینا۔ اس حدیث نے جو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک مُنہ کے الفاظ سے ترکیب یافتہ ہے احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ لاکر نہ صرف اس اعتراض کی بیخکنی کردی ہے جو مولوی ابراہیم اہلحدیث نے نادانی اور کم علمی سے کیا اور ناعاقبت اندیشی سے دعویٰ کیا کہ اسکا خلاف نہیں ہوسکتا بلکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے مقصود و معنی کو بھی وضاحت سے حل کردیا ہے ✦

جو معنی اس حدیث کے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے گھاٹ پر ایسا تصرف اور احاطہ کیا کہ اُسے بیگانوں سے روک کر اپنے لیے ہی خاص کرلیا وہی مقصود یہاں فقرہ زیر بحث میں حضرت حجۃ اللہ کا ہے۔ اُس فقرہ کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح نے مجھ پر پورا پورا تصرف اور استیلا اور احاطہ کیا یعنی مجھے بالکلیہ اپنا بنالیا اور اغیار سے بکلی بیگانہ کردیا اور اس فقرہ کا خاتمہ اسپر کیا کہ میرا کچھ نہ رہا اور میں غائب اور فانی محض ہوگیا۔ اسی کی تائید میں دوسری سطر میں ہیں یا یوں کہو کہ اُن ہی معنی کو دوسرے خوبصورت قالب میں ڈھالا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ونظرتُ الی جسدی فاذا جوارحی جوارحہ وعینی عینہ واذنی اذنہ ولسانی لسانہ۔ اخذنی ربّی واستوفانی واکمل الاستیفاء حتی کنتُ من الفانین۔ ووجدت قدرتہ وقوتہ تفور فی نفسی والوھیتہ تتموّج فی روحی وضربت حول قلبی سرادقات الحضرۃ ودقّ نفسی سلطان الجبروت فما بقیتُ وما بقی ارادتی ولا مُنای وانہدمت عمارۃ نفسی کلہا وتراءت عمارۃ ربّ العالمین ومحت اطلال وجودی وعفت بقایا انانیتی وما بقیت ذرۃ ھویتی والالوھیۃ غلبت علیّ غلبۃ شدیدۃ تامۃ وجُذبتُ الیہا من شعر راسی الی اظفار رجلی فکنتُ لبًّا بلا قشور ودھنا بلا ثفل وبذرا و نوعا بینی وبین نفسی فکنتُ کشیٔ لایُری او کقطرۃ رجعت الی البحر فسترہ البحر بردائہ وکان تحت امواج الیمّ کالمستورین الخ۔ ترجمہ اور میں نے اپنے جسم کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سب جوارح خدا کے جوارح ہیں میری آنکھ اسکی آنکھ ہے اور میرے کان اُس کے کان ہیں اور میری زبان اُس کی زبان ہے۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور مجھے سموچا لے لیا اور ایسا پوری طرح لیا کہ میں فانی ہوگیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اُس کی قدرت اور قوت میرے اندر جوش زن ہے اور اُس کی الوہیت میری روح میں موجیں مار رہی ہے۔ اور میرے قلب کے اردگرد حضرت عزت کے خیمے لگائے گئے ہیں اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو ایسا کوٹا اور پیسا کہ نہ تو میں ہی رہا اور نہ میرا کوئی ارادہ اور آرزو رہی رہی۔ میرے نفس کی ساری عمارت ڈھے گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ میرے وجود کے سارے نشان اور کھنڈر مٹ گئے اور میری انانیت کا بقیہ نابود ہوگیا اور میری بود کا کوئی ذرہ باقی نہ رہا۔ الوہیت نے مجھ پر پورا پورا غلبہ پالیا اور میں سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک اسکی طرف کھینچا گیا پھر میں مغز ہی مغز رہ گیا جسمیں کوئی چھلکا نہیں ہوتا اور روغن رہ گیا جسمیں کھلی اور بیج نہیں ہوتے اور مجھمیں اور میرے نفس میں دوری ڈالدی گئی پھر میں ایک شے بنگیا جو دیکھی نہیں جاتی یا ایک قطرہ بنگیا جو بحر کی طرف گیا اور بحر نے اسے اپنی چادر میں چھپا لیا اور وہ بحر کی موجوں میں مخفی و مستور ہوگیا ✦

ان مبارک اور نورانی فقروں کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے مدعا کو کس فصیح عربی میں ادا کیا ہے۔ میں اپنے تجربہ اور ایمان اور بصیرت سے گواہی دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے کوئی صلات کی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کبھی دواوین عرب آپ کے مطالعہ میں رہے اور نہ رہتے ہیں اور نہ آپ کے کتب خانہ میں کوئی ایسی کتاب تھی۔ عالم الغیب ہمہ داں خدا نے یہ فقرہ (احاط علیّ) آپ کے قلم سے نکالا جس سے اُس کا منشا یہ تھا کہ ایک عدو دین بیہودہ فطرۃ اسپر نکتہ چینی کرے گا اور اُس سے اس کلام کا معجزانہ رنگ ظاہر ہوگا ✦

اگرچہ مجھے اس حدیث کے بعد کسی اور سند کی قطعًا کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ کلام نبوی کے بعد اور سند تلاش کرنا اُسے کمزور سمجھنا بے ایمان کا کام ہے مگر میں لسان العرب سے دکھاتا ہوں کہ اُس نے کیسے بیساختہ احاط کا صلہ علیٰ مذکور فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ لغت حاط یحوط کی بحث میں لکھتا ہے یقال للارض المحاط علیہا حائط وحدیقۃ فاذا لم یحیط علیہا فھی ضاحیۃ۔ یہاں اگر المحاط کا صلہ علیٰ جائز نہ ہوتا اور وہ ابراہیم کی طرح زبان عرب سے نابلد ہوتا تو کہہ سکتا تھا المحاط بہا۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وقت پر حدیثیں ہی ان کے علم وتقویٰ کے کپڑوں کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔ آخر میں مجھے تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ بیان کرنا ہے کہ یہ حدیث جس نے لازوال رسوائی مولوی ابراہیم کی قسمت میں کی اور اُسکے کبر ونخوت اور دعوے کی سونڈ پر جلتے لوہے سے بدنما داغ لگایا ہے مجھے کیونکر ملی۔

مینے پیارے دوست سید صادق کے خط کو پڑھکر لسان العرب کو اُٹھایا اور باب حاط یحوط کو پڑھنا شروع کیا۔ اگرچہ اوپر کی منقولہ عبارۃ سے مجھے خوشی ہوئی کہ احاط کا صلہ علیٰ آگیا ہے مگر دل میں مینے مزید شرح صدر اور تائید کے لیے پیاس محسوس کی۔ پھر مینے تاج العروس شرح قاموس کو پڑھا۔ اُس میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ پھر اقرب الموارد کو اُٹھاکر دیکھا اُس میں کچھ نہ ملا۔ دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد تنہا مسجد مبارک میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اور کس کتاب کو پڑھوں اتنے میں خیال آیا کہ مدالقاموس کو بھی تو دیکھنا چاہیے (یہ ایک عظیم الشان کتاب لغت ہے۔ یہ ترجمہ ہے انگریزی میں تاج العروس شرح قاموس کا مع شئے زائد۔ اس کے مصنف ومترجم ایڈورڈ ولیم لین نے چالیس برس مصر میں رہ کر بڑی جانفشانی اور عرقریزی سے بڑے بڑے علمائے مصر کی مدد سے اسے طیار کیا۔ اور اسد تعالےٰ کی توفیق سے زرکثیر خرچ کرکے ہمنے اسے بہم پہنچایا ہے) ناگاہ حاط یحوط کا باب مینے کھولا۔ اسنے احاط علیہ یعنی احاط کو بصلہ علیٰ بیان کیا اور آگے چلکر لکھا کہ یہ ٹکڑا ہے حدیث کا جسے تاج العروس نے باب شرب یشرب میں بیان کیا ہے۔ مینے اُسوقت سجدہ کیا اور اسلام کی کامیابی اور دشمن اسلام کی ذلت وفضیحت پر خدا کا شکر کیا۔ اس کے بعد مینے تاج العروس میں باب شرب یشرب کو پڑھا۔ اُس نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث مینے لسان العرب سے لی ہے۔ پھر لسان العرب میں باب شرب یشرب میں یہ حدیث کو پایا اور تین عظیم الشان لغت کی کتابوں کو اپنی تائید میں پاکر اسد تعالیٰ کے انعامات وبرکات کا شکر کیا۔ اس قصہ کے لکھنے سے میری بڑی غرض یہ ہے کہ علوم اور معلومات کی کوئی انتہا نہیں۔ ذراسی معلومات پر غرہ ہونا اور چند مبتذل کتابوں پر ناز کرنا شقاوۃ اور نادانی کی دلیل ہے۔ اُمید ہے کہ آیندہ مولوی بٹالوی اور مولوی امرتسری اور ابراہیم سیالکوٹی کی پردہ دری بہتوں کے لیے موجب عبرت ہوگی اور ان جوہڑ کے مینڈک مولویوں کے مقلد یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی سے پرہیز کرینگے اور معًا مجھے اُمید ہے کہ بہت سے سعادتمندوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ ان بے ادب بزدل مگر زبان دراز مولویوں میں سے جب کبھی کوئی اعتراض کرتا ہے یہی روز بد اسے دیکھنا پڑتا ہے اور دور سے نہیں بلکہ قریب ہی سے یعنی حدیث سے ہی اُسے شرمندہ اور ذلیل ہونا نصیب ہوتا ہے۔ آخر بہت سے صافی اور سعید دل اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ خدا تعالےٰ کی یہ استمراری نصرۃ احمدیوں کے ساتھ اور اُس کا یہ خذلان دشمنان حق کے ساتھ بیّن دلیل ہے اسپر کہ ہمارا سلسلہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ ہے وللہ الحمد۔ خوب ہو اور حضرت کی بھی آرزو ہے کہ یہ مضمون سیالکوٹ میں خصوصًا اور دیگر بلاد میں خوب شائع ہو ممکن ہے کہ ان جاہل فریب دینے والے ملاؤں کی دستبرد سے کوئی روح بچ جائے۔

خاکسار عبد الکریم از قادیان

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

تفسیر سورہ فاتحہ بصورت دیگر

اسد تعالےٰ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ مین فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین یعنے ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلم ہے جسکی تربیت ہر ایک عالم مین یعنے ہر ایک رنگ مین ہر ایک پیرایہ مین اور ہر ایک فائدہ بخش صفت الٰہی کے ذریعہ سے مشہور اور محسوس ہورہی ہے یعنے جن جن متفرق وسیلوں پر اس دنیا کے لوگون کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے دراصل انکے پردہ مین ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کررہی ہے جس کا نام اللہ ہے چنانچہ اس دنیا کے کار وبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کررہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچاکر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اس کے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے سورج بھی کام کررہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہین کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جسپر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھہراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہنچانے کیلئے منجملہ انسانون کے ایک انسان کو اختیار کرلیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اسکو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے اور اسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کیلئے ایک آلہ مقرر کردیتا ہے پس وہ طبعًا اس خدمت مین لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف مین تقسیم کردیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھون کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزین انپر کھولدیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہونچاکر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلون کو پکاتا ہے اور ان مین حلاوت اور شیرینی ڈالتا ہے اور عفونتون کو دور کرتا اور بہار کے موسم مین تمام درختون کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلون کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا اور خریف مین اس کے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختون کے پتّے گرا دیتا اور بدشکل بنادیتا اور پھلون سے محروم کرتا اور بالکل ننگے کردیتا ہے۔ بجز اُن ہمیشہ بہار درختون کے جن پر وہ ایسا اثر نہین ڈالتا یہی کام اس حقیقی آفتاب کے ہین جو سرچشمہ تمام روشنیون اور فیضون کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کردیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزان لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفون کے لئے معرفت کی حلاوتین پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کردیتا ہے پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کررہا ہے وہ سب کام اس حقیقی آفتاب کے ظل ہین اور یہ نہین کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جسقدر اس جسمانی سورج کے کام ہین وہ اس کے اپنے کام نہین ہین بلکہ درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اسکے اندر وہ تمام کام کررہی ہے۔

یہہ تو ہم نے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کیطرف منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل خدا تعالےٰ کے صفات ہین۔

جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہورہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے۔ جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ برسے تو جیسا علم طبعی مین ثابت کیا گیا ہے کنوٗن کے پانی بھی ختم ہو جائین یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش پانی بھی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت مین لاتا ہے اس طور پر آسمان ایک پہلا رب النوع ہے* جس سے پانی برستا ہے جس کو وید مین اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والسماء ذات الرجع اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرہ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت مین اس کرہ زمہریر کی قسم کھائی گئی جو مینہ برساتا ہے اور رجع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین وحی کا ثبوت دینے کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہون جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلون کے پانی بھی خشک ہوجائین عقل بھی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الٰہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے غرض جس خدمت مین آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا خدا تعالےٰ کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے کیا ہے یعنی

---

* قرآن شریف کی رو سے جو فضا یعنی پول یا ریپ کیسطرف ہے جس مین بادل جمع ہوکر مینہ برستا ہے اسکا نام بھی آسمان ہے جسکو ہندی مین اکاش کہتے ہین۔ منہ۔

پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جسکو ویدک اصطلاح میں اندر کہتے ہیں مگر یہ سمجھنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور نہاں در نہاں طاقت عظمیٰ جس کا نام خدا ہے اسجگہ کام کر رہی ہے اسی کو بیان کرنے کیلئے خداتعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنے سورۃ فاتحہ میں یوں فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یعنے مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہے اسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے اسجگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورت میں ہے اندر دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوتی ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں آسمان یا اکاش کہتے ہیں اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام قضا و قدر کو آسمان کیطرف منسوب کیا کرتے ہیں اور بت پرستوں کے نزدیک بڑا رب النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے پس اسجگہ اسی کا رد منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر یعنی اکاش خدا ہے اسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العالمین وہی ہے جسکا نام اللہ ہے۔

غرض خداتعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جسکو نادانوں نے اکاش یعنے اندر کیطرف منسوب کیا ہے بات یہی ہے کہ اندھوں کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر بنا یہ جلوہ دکھاتا ہے کہ یہی اسکی ایک صفت ہے پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اسکی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے دراصل یہ سب اسکی صفات کی رنگوں میں سے ایک رنگ ہے پھر دوسری ربوبیت خداتعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے اس لفظ رحمان سے بت پرستوں کے مقابل پر سورج دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ بت پرستوں کے خیال میں جیسا کہ اکاش یعنے آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزوں کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی سورج بہار کے ایام میں تمام درختوں کو لباس پہناتا ہے گویا یہ اسکی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہیں پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار میں ننگے درختوں کو سبز چادر پہناتا ہے اور اس وقت تک درختوں نے اپنے طور پر کوئی عمل نہیں کیا ہوتا یعنے کچھ بنایا نہیں ہوتا بلکہ اسکے ہوتے ہیں کچھ نہیں بلکہ وہ خزاں کی غارتگری کے باعث سے محض ننگے اور برہنہ کھڑے ہوتے ہیں پھر سورج کے پرتوہ ملاطفت سے ہر ایک درخت اپنے تغیر ... کرنا شروع کر دیتا ہے آخر سورج کی مدد سے درختوں کا عمل اس حد تک پہنچتا ہے کہ وہ پھل پیدا کرتے ہیں پس جبکہ وہ پھل تک اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہیں تب چاند انپر اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے۔ اور رحیم اسی کو کہتے ہیں کہ عمل کرنے والے کو اس کے تکمیل عمل کیلئے مدد دے تا اسکا عمل ناتمام نہ رہجاوے پس چاند درختوں کے پھلوں کو یہ مدد دیتا ہے کہ انکو موٹا کر دیتا ہے اور انہیں اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی میں یہ مسلم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی میں باغبان لوگ انار وغیرہ کے پھٹنے کی آواز سنا کرتے ہیں غرض استعارہ کے طور پر قمر یعنے چاند دوسرے رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اسکا یہی ہے جو موجود شدہ پھلوں کی مدد کرتا ہے اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے۔ پھر جب وہ پھل طیار ہو جاتے ہیں اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو زمین انکو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزا سزا کو پہنچیں پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پھل ہیں تو زمین پر انکی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابلقدر جگہوں میں رکھے جاتے ہیں اور اگر وہ ردی ہیں تو خراب جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جو خدا نے اسکی فطرت کو دے رکھی ہے کہ اچھے پھل کا قدر کرتی ہے اور برے پھل کو ذلیل جگہ رکھتی ہے۔

غرض وید میں بطور استعارہ کے یہ چار نام ہیں جو چار بڑے دیوتاؤں کو عطا ہوئے ہیں اول اکاش یعنے آسمان جسکو اندر دیوتا بولتے ہیں وہ پانی کا دیوتا ہے اور قرآن شریف میں ہے کہ وجعلنا من الماء کل شیء حی یعنے ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے اسلئے یہ مجازی ربوبیت یعنے اندر جسکو اکاش کہنا چاہئے سب مجازی دیوتاؤں سے بڑا ہے کیونکہ اسکی بغلوں میں سورج اور چاند پرورش پاتے ہیں اس لئے یہ نسبت اوروں کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اس کے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے اسکی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنے اندر دیوتا سے کم ہے وہ کام جو اس کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ گویا مردے ہیں جو زمین میں گاڑے گئے ہیں اور تپسیت فقیروں کیطرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں موج میں آکر ان کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پھلوں اور پھولوں سے بھر دیتا ہے اور چند روز میں ان کے سر پر پھولوں کے سہرے باندھتا ہے اور سبز پتوں کے ریشمی قبا انکو پہناتا ہے اور پھلوں کی دولت سے ان کو مالا مال کر دیتا ہے اور اس طرح پر ایک شاندار نوشہ انکو بنا دیتا ہے پس اسکی رحمانیت میں کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشوں پر اسقدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے۔ اس قسم کے استعارات وید میں بہت موجود ہیں کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہیں اور پھر ذرہ غور کریں تو کوئی علمی چمک بھی انمیں دکھائی دیتی ہے۔

پھر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزوروں کے عملوں کو دیکھکر اپنی مدد سے اُن کے اعمال انجام تک پہنچاتا ہے یعنی بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن اگر چاند نہوتا تو یہ عمل انکا ناقص رہجاتا اور پھلوں میں تازگی اور نرمی اور طراوت ہرگز نہ آتی پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لایق ہوا کہ مجازی طور اس کو رحیم کہا جائے سو وید اسکو رحیم قرار دیتا ہے تو استعارہ کے طور پر کچھ حرج نہیں۔

پھر چاند کے بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافروں کو جگہ دینے کیلئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پھل درخت پر مسافر کیطرح ہوتا ہے آخر کار مستقل سکونت اسکی زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہاں چاہے اسکو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا وحملناھم فی البر والبحر کہ ہم انسانوں کو زمین پر اور دریا وغیرہ خود اٹھایا ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین میں ہے وہ جسکو چاہے عزت کے مقام پر بٹھا دے اور جسکو چاہے ذلت کی مقام میں پھینک دے پس اسطرح پر زمین کا نام مالک یوم الدین ہوا یعنے استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ میں یہ چاروں الٰہی صفات نظر آتی ہیں۔ غرض اسیطرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں بھی ظاہر کرے تا طالب حق مثالوں کو پا کر اس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑے۔

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کبریٰ کی صفات اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ دیا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چاروں صفات مشہود و محسوس ہیں۔ انہیں امور کی وجہ سے موٹی عقل والوں نے درحقیقت انکو دیوتے قرار دیا ہے** اور ان کو رب النوع اور قابل پرستش سمجھا ہے پس ان لوگوں کے رد کیلئے خداتعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنے سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے (باقی آیندہ)

** کوئی یہ خیال نکرے کہ حقیقت میں یہ سب دیوتا ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی آب کی قدرت میں ہیں اور انسان کے فائدہ کیلئے بنائے گئے ہیں ہم نے مجازاً دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چار ... ہم وید ... خدمتگار ہی ہیں کہ گویا اختیار سے فیض پہنچا رہے ہیں مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اپنے ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ کیا کام کر رہے ہیں گویا مردہ ہیں بیست زندہ ہیں یہ چار صفات کا نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین میں پائے جاتے ہیں یہ انسانوں کو غور کرنے کیلئے دیئے گئے ہیں تا صفات الٰہی کے سمجھنے میں یہ مدد دیں مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہیں حالانکہ وید سورج میں استعارہ کے رنگ میں خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے ہے کہ انسان انکو دیکھ کر اس قوت سے خدا کی رحمانیت پر نظر کرے۔ منہ

* دیوتا سنسکرت میں رب کو کہتے ہیں جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے۔ پس سورج بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے ان تمام ربوں یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا رب ہے جو مدبر بالارادہ ہے اور وہی خدا ہے اس کا نام رب العالمین ہے یعنی سب کا رب اور تمام ربوں کا بھی رب۔ ارادہ اور اختیار سے کام کرنے والا وہی ایک ہے باقی سب کلیں ہیں جو اسکے ہاتھ سے چلتی ہیں پس عبادت کے لائق وہی ہے جسکی نسبت فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ منہ

ربوبیت اور اسلام

(نوشتہ شیخ عبدالرحیم نیر)

اللہ تعالیٰ نے جو مجموعہ جمیع صفات کاملہ ہے - اس نے اُمت محمدیہ کو کمالات تامہ سے بہرہ ور کرنے کے لئے سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کے لئے کم از کم پانچ وقت کی نمازوں میں حکم دیا ہے - اور یہہ پڑھنا بطور فرض کے اس پر واجب کیا ہے +

اس سورۃ پر ذرا غور کرنے سے بہ صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہہ چاہتا ہے کہ انسان ان چار صفات یعنی ربّ - رحمٰن - رحیم - مالک یوم الدین - کو بکثرت یاد کیا کرے تا سلسلہ ... دیتے رہنا کو موقع انعام لازم نہ آئے -

ہم دیکھتے ہیں کہ صفت ربّ جس طرح انسان کی بدنی ضروریات کو پورا کرنا چاہتی ہے - اور زمین و آسمان وما فیہا کی پیدائش اسکی عمدہ شاہد ہے اسی طرح چونکہ انسان صرف خور و نوش ہی سے اپنے ایام زندگی بخوبی بلا خوف و خطر بسر نہیں کر سکتا اور طرح طرح کی قلبی حرقتیں اسے آرام نہیں لینے دیتیں اور طرح طرح کے قلق و اضطراب اور مایوسیاں جو انسان کے ساتھ وقتاً فوقتاً لگی ہوئی ہیں اسکے نیست و نابود کرنے اور زندہ در گور کرنے کے لئے کافی طاقتوں اور حملوں سے اس پر چڑھ چڑھ کر آیا کرتی ہیں اور جو انسانی ضعیف فطرت سے مار پیٹ کر یہہ کہلا دیا کرتی ہیں کہ اے ربّ تیرے سوا اب مجھے کسی کا سہارا نہیں اور تو ہی میری کمزوریوں کو پورا کر سکتا ہے - انہوں نے ہی صفت ربّ کو جس نے انسان کو اپنی رحمت سے ... دینے کے لئے پیدا کیا ہے - نہ کہ عقاب کے لئے اس کمزوری کو پورا کرنیکے لئے اپنے ... دلایا - جو اس ضعیف ... کی پوری داد دیا کرتے ہیں مرسل ... کیا کچھ کیا کرتے ہیں - وہ یہی وہ اُن مفاسد کو جن سے انسان ... سوزش و حرقت میں کباب ... وقت کے مطابق دفع کیا ... اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ وہ کونسی مفاسد ... انسان کو صفت ربّ کے ہوتے ہوئے تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں - گویا کہ صفت ربّ کے مقابلہ میں برعکس کام کر کے انسانوں کو ارحم الراحمین کے نیچے سے نکال کر اپنے تیز دانتوں میں ...

پہلے یہہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اب تک کونسے مفاسد کس طرح پیدا ہوا کرتے ہیں اور مختلف زمانوں میں خاص طور سے ایک خاص قسم کی قوتیں اور اسکے مصلح نے انکی اصلاح ہوا کرتی ہے جیسے اب گذشتہ زمانوں کے مفاسد کو ذکر کرنا منظور نہیں صرف یہی دکھانا ہے - کہ ان کی اصلاح کر کے ... - ہاں اگر بڑی ضرورت ہے تو یہی ہے کہ یہہ ثابت کیا جاوے کہ آجکل کونسے مفاسد ہیں جنہوں نے انسانی فطرت کو آزاد ... سمجھا ہے کہ ... ذلت بخواہ کبھی ... مانگے ... اور کبھی ... کی فریاد ... اطمینان اور تسلیاں دیکر ... توہی مالک ہوگا - اے میری آہ و زاری ... - اور مجھے بے کسوں کی طرح ... اور وقت پر ... خبر لے -

سب سے بڑا ہوا مفسدہ آجکل یہی ہے کہ ہر گروہ نے اُس کتاب کو جسکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کو ختم کرتے ہوئے اس جہان میں لائے اور جس سے پیاسی جلی ہوئی انسانی فطرت اپنی حرقت اور پیاس بجھا کر اطمینان پا سکتی ہے، اور جسکو ذکر کہا گیا ہے - اور وہی جسکے بغیر قلوب اطمینان نہیں پکڑتے - بالکل پس پشت پھینکدیا، اور اعتصام بحبل اللہ کی کچھ پرواہ نہ کی جسکے پکڑنے سے کسی قسم کی ہلاکت ہلاک نہیں کر سکتی -

بڑی قوم جو اس کتاب کی وارث ہے اور اپنے آپکو مسلمان بن مسلمان کہلوا رہی ہے اُنہوں نے تو اس کتاب کو یوں چھوڑا کہ ملک میں غیر اقوام کی ملک ہونیسے اپنی ذرّیت کو انکے علوم پڑھانے کے لئے مکلف کیا اُنکو اور اُن کے راہ و رسم کا ایسا مرید بنوانا چاہا کہ پھر انہیں اپنی سدھ بدھ نہ رہی - پھر اُنکی دوسری بدبختی یہہ ہوئی کہ اُنہوں نے اپنا عزت و فخر اور اپنا آرام وہ اسی دنیا کے اسبابوں اور مادوں کو سمجھکر اُن میں ایسا استغراق کیا کہ صفت ربّ کو پکارنے والی فطرت مارے گناہوں کے اُن میں بالکل مفقود ہوگئی - اور یہی ایک نہایت ضروری آہ بھری پکار جسکو دعا کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں اور ہر طرح سے انسانی کمزوریوں کو اُس ربّ سے پورا کرا دیتی ہے اُنکی فطرتوں میں نہ رہی - اب وہ ادبار اور بدبختی قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم کے مطابق ان پر جو آیا وہ یہی آیا کہ انہوں نے اپنا ربّ جسکو سمجھا تھا - اُسکا نتیجہ مادہ پرستی اور اسباب پرستی نکلا اور انہوں نے اسی لئے اُس نماز کو جسمیں انہیں یہہ کہنا پڑتا تھا - کہ تو ربّ ہے اور تو ہی بے مانگے اور پکارنے سے دیا کرتا ہے اور پھر ایکدن ہمارے ضعفوں کا تکفل تو نے

ہی ... کیا ہے ... چھوڑ دیا - اور بجائے اسکے کہ مسجدیں آباد کرتے بازاروں اور شراب خانوں کی محفلوں کو گرم کیا اور ہر قسم کے مفسدہ کو اختیار کیا حتیٰ کہ فسق اور زنا اور جھوٹی عزت اور تکبر اور خود پرستی اور مولوی اور گدی نشین کہلانیکے رنگ میں اپنا ظہور دکھلایا - اور بجائے آسمانی بننے کے یہہ ارضی ہو گئے اور قریب تھا کہ یہہ قوم مذکورہ بالا جو امت ... اور کچھ اندرونی تنازعوں سے یعنی باہمی شیعہ سنی - وہابی حنفی وغیرہ ہونے کے رات دن کے جھگڑوں میں ... ملاح کشتی کی طرح ضلالت کے ... بیٹھ ہی جاتی - مگر صفت ربّ نے موقعہ پر مرزا صاحب کو قرآنی فہم کے ساتھ وقت پر مجدد و مسیح کی طرح بنا کر بھیجا - اور اس مخصوص قوم کی یوں نگرانی کی - اور اپنی ربوبیت کے اندر ہی اندر انکو رکھنا چاہا - مگر صفت ربّ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ دوسرے اقوام کو بھی یہہ دکھا کر کہ دیکھو چلاؤ اور بے خوف و خطر اور اطمینان وہ یہی راہ ہے - اور اسی طرز پر چلنے سے انسان اپنی بدنی اور روحانی پرورشوں سے بہرہ ور ہو کر ایام زندگی راحت سے بسر کر سکتا ہے ہر قسم کی تائیدوں سے انکی مدد کی -

چونکہ صفت ربّ رسل اسلئے بھیجا کرتی ہے کہ تا وہ انسانی فطرۃ کو طرح طرح کی نافرمانیوں کے بد نتائج سے جو حرقتوں اور قلقوں اور اضطرابوں سے مبدا ہو کر اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں چھڑائیں - اسلئے قوم نصاریٰ کی سوزشوں اور حرقتوں کی چارہ جوئی کے لئے جو کفّارہ جیسے بیہودہ مسئلے کو اپنا آرام دہ تصور کئے بیٹھے تھے مسیح بنا کر مرزا صاحب کو بھیجا - اور اُن کی طبیعتوں کو اس مقدس روح کی مختلف قسم کی تائیدوں کے ذریعہ یوں تحریک دلائی کہ تمہارا مسیح تو یہہ ہے - اور غیر اقوام کے بھٹکے دلوں کی اصلاح بھی اسی طرح کی - کہ اپنی رات دن کی تائیدوں سے یہہ کہلا دیا کہ تمہیں اطمینان پذیر راحت وہ دل کبھی میسر نہیں آئیگا جب تک کہ تم اُس طرح ہدایت نہیں پاؤ گے جسطرح کہ اس شخص نے مہدی بنکر تمہیں دکھلایا ہے +

یہہ قاعدہ ہے کہ جب تک انسان اُس شاخ کی طرح جو اپنی جڑھ والے پودے کے ساتھ ہی تعلق رکھکر اپنی سرسبزی اور شادابی حاصل کر سکتی ہے اپنے ربّ سے پورا تعلق نہیں رکھتا تب تک اسکی بدنی پرورش اور روحانی پرورش جو طرح طرح کی نافرمانیوں اور خطاؤں کے وقت حرقت قلب اور بے آرامی سے مبتدل ہو کر انسان کو تمام دنیا کے اسبابوں اور سامانوں سے عیش نہیں اٹھانے دیتی - ... پوری طرح حاصل نہیں ہوتی - اور اس ... ادھوری ادھوری ... ہے - اسلئے وقت جبکہ آدھور اسباب کو اپنا ربّ بنایا جاتا ہے - اور اُن سے تمام آرام کی اُمید کی جاتی ہے - تو ربوبیت الٰہی اپنی ربیانہ پرورش سے اپنے رسل بھیجکر مخلوقات کو وہ راہیں دکھاتی ہے جن سے وہ اپنی روحانی پرورش کے لئے باریک راہیں سیکھتے ہیں اور اسطرح وہ خوف و حزن سے ایک طرف ہو کر اطمینان قلب حاصل کیا کرتے ہیں اور لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کے مصداق بن جاتے ہیں ورنہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک رسول آکر نفس مطمئنہ نفوس میں تیار نہیں کروا لیتا - تب تک انسان چاہے بظاہر کتنے ہی اسباب آرام رکھتا ہو اسے چین و آرام نہیں آتا - لہٰذا ایسے وقت جبکہ کفارہ سے جیسے گندے مسئلے سے دلوں کو گندہ کرنا چاہا جاتا تھا اور اُن راہوں کو جن سے انسان آرام سے اپنے رحیم ربّ کی ربوبیت سے بے خوف و خطر پرورش پا سکتا ہے - اپنے ہر ایک قسم کے دجل سے ملیامیٹ کرنا چاہا جاتا تو ربّ رحیم نے اپنے ہی کرم سے اس گندے مسئلے کے بد نتائج سے جنہوں نے دلوں کو سیاہ کر دینا تھا اور پھر عذاب الٰہی آنے پر ... اس وجود کو مسیح موعود بنا کر پوری مماثلت سے بھیجا - اسوقت میں پھر سورۃ الفاتحہ کے باقی حصہ کی طرف عود کر کے کچھہ ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو یہ دعا اسلئے سکھائی کہ تا یہہ روحانی ضرورتوں کو پورا کرنیکے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتے رہیں اور اھدنا الصراط المستقیم بار بار کہکر ... التجا کریں کہ یا الٰہ العالمین وہ راہ ہمیں دکھا جو منعمین کو تو نے عطا کی اور ضالین اور مغضوبین کی راہ سے ہمیں ہٹائے رکھہ +

ان آیات پر ہی ذرا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے ہم جنسوں میں ویسے ہی نمونے کا نمونہ دیکھکر ہی ترقی نہیں کر سکتا - جب تک اسکے پاس ایک نہ ایسا شخص روح القدس کی تائید پا کر زندہ ... اپنے اندر نہ رکھتا ہو - تو گویا خدا تعالیٰ نے اس اُمت کو یہہ دعا کم از کم پانچ وقت مانگنے کا حکم دیا انہیں ہمیشہ ایسے شخص انہیں کے ... اور ... کی وجہ سے آتے رہیں جو منعمین ہوں - ... ان میں عمدہ تربیت سے نفس مطمئنہ تیار کروا رہیں - اور انکو اسطرح نہ چھوڑ دیا جائے جس طرح کہ مغضوبین اور ضالین رات دن اطمینان حاصل نہیں کرتے اور انکی حرص بڑھکر انہیں جلاتی رہتی ہیں - جیسا کہ باری تعالیٰ سورۃ التوبہ میں فرماتا ہے - کہ ولا تعجبک اموالھم و اولادھم انما یرید اللہ ان یعذبھم بھا فی الدنیا و تزھق انفسھم وھم کافرون -

تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ آجکل جبکہ مغضوبین اور ضالین بڑھتے جاتے تھے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس زمانہ کے خاص خاص علامات بتا دیئے تھے اور اس زمانہ کے علماء کے حق میں بڑی مذمت کی تھی اور عام لوگ تو ایک طرف بلکہ مسلمان کہلا کر بھی ضالین اور مغضوبین میں رات دن مل رہے تھے اور انکے گندے علوم اور عجیب عجیب قسم کے دجلوں نے انکو بھی ضال اور مغضوب بنا دینا چاہا تھا اور انہیں انکی اولاد اور تکاثر اموال کی خواہش طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر رہی تھی ان میں ایک منعم علیہ نہ بھیجا جاتا - میری دانست میں اس سورۃ فاتحہ کا سیاق صاف بتا رہا ہے کہ امت محمدیہ میں جسکو یہ دعا سکھائی گئی ہے ہمیشہ مجدد اور مہدی آتے رہیں گے تو کیا وجہ ہے کہ آجکل ہی جبکہ ہر ایک روح ہلاک ہوا چاہتی تھی اور الٰہی کتاب کا کوئی محافظ منجانب اللہ نہیں رہا تھا اور اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ باطل ہوا چاہتا تھا - اور قرآن شریف پر ملحوں ہنسی اڑاتا تھا اور خود اس کتاب کے وارث اسے پس پشت پھینک چکے تھے ایک محافظ نہ آتا -

میں اللہ تعالےٰ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں اسلامی محبت کبھی سرایت نہ کرتی اور میں کبھی اپنی جوانی کے عالم میں عمدہ روزگار چھوڑ کر اسلام میں داخل نہ ہوتا اگر مرزا صاحب کا مقدس وجود زندہ نمونہ اسلام کی صداقت کے لئے اپنے اندر نہ رکہتا ہوتا - کیا وہ مولوی جو یہود یوں کیطرح اعلےٰ درجہ کے بد اخلاق بن رہے تھے اور زندہ نمونہ اپنے اندر نہ رکہتے تھے - مجھے یا میرے بہائی فضل حق کو اسلام کیطرف منادی کر سکتے تھے کیا ہم اپنے مردہ مذہب سے پھر مردہ مذہب میں آجاتے - فقط دعووں پر اگر صداقت کا مدار ہے تو پھر تو سکھوں کی کتابوں میں بھی تہوڑی سی لاف زنی اور گپ زنی نہیں - ان جہوٹے ملاؤں کی بد اخلاقی کی حد تو خدا تعالےٰ ہی خوب جانتا ہے جس نے شر الخلائق کے نام سے انہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی موسوم کیا مگر میں نے بھی ایکدفعہ ایک مسجد کے خونخوار ملاں سے عجیب قسم کی دلشکنی حاصل کی - میں اور منشی جمال الدین صاحب کے دو لڑکے ایک دفعہ بارش سے پناہ لینے کیلئے جبکہ انسان اپنے بچاؤ کیلئے مضطر ہوا کرتا ہے - ایک مسجد میں گہسنے لگے تو ایک صاحب مسجد اندر سے بولے کہ کہاں اس کافر کو ساتھ لئے آتے ہو آخر کار وہ بیچارے بھی میری خاطر ایک درخت کے تلے پناہ گزین ہوئے - خدا کا شکر جس نے میری دلشکنی کی قدر کی کہ میں اسی حالت میں ایک دفعہ قادیان میں بھی حضرت اقدس کے پاس آیا جو میرے دلکے مسیح تھے اور آپ نے علاوہ اور احسانوں کے جو مجھپر کئے اپنی مسجد میں بٹھا کر اپنے دست مبارک پر جو یداللہ کہنا بجا ہے بیعت کرائی - وہ لذت اور ذوق جو مجھے اسوقت حاصل ہوا اس نے جلدی کفر سے مجھے نکالا اور اس سے زیادہ مسیح میرے نزدیک کیا کریگا - مجھ مردہ کو تو جلا دیا - اگر آجکل کسی کو مسیح کی ضرورت نہیں تو مجھے تو ضرورت تھی -

راقم

عبدالرحیم از قادیان حضور کا خادم

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

(۱) لنگر خانہ کی ضروریات

ساری ضرورتوں سے بڑھ کر لنگر خانہ کی ضرورت ہی لنگر خانہ آجکل کمی روپیہ کے باعث حضرت اقدس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اوقات گرامی میں تشویش کا باعث ہو رہا ہے لنگر خانہ کے اخراجات ڈیڑھ ہزار روپیہ سے توکسی صورت میں کم نہیں ہر اور بعض دنوں میں یہہ خرچ دو دو اڑہائی اڑہائی ہزار روپیہ تک پہونچتا ہے - اسواسطے حضرت اقدس کے اوقات گرامی کو ایسی تشویشوں سے بچانیکے واسطے ضروری ہے کہ قوم بڑی سرگرمی کے ساتھ اسکے انتظام کی فکر کرے - لنگر خانہ کی ضرورتیں یقیناً یقیناً ہر روز بڑہیں گی اسلئے کہ خدا تعالےٰ کی پاک وحی

یاتون من کل فج عمیق

بتا رہی ہے کہ دور دراز ممالک اور شہروں سے لوگ آئیں گے اور اب جبکہ اس پیشگوئی کی تجدید ہوئی ہے پھر خدا کے مرسل پر یہہ وحی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی زور کے ساتھ لنگر خانہ کی ضروریات بڑہنے والی ہیں - اور دوسری طرف اس پیشگوئی کا ایک جزو وسع مکانک کا بھی ہے یعنے وسعت مکانات مہمانوں کے لئے مہمان خانوں اور دیگر لوازمات رہائش کے سامان بہم پہونچانے لازمی امر ہیں اور میں یقین رکہتا ہوں کہ چونکہ یہہ اللہ تعالےٰ کے وعدے ہیں ضرور پورے ہونگے - ان آنیوالے مہمانوں کے لئے ہر قسم کے سامان اور وسعت مکانات کے اسباب ضرور ضرور پیدا ہونگے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو ان میں حصہ ملیگا - یعنے جو ان اخراجات میں حصہ لیں گے - اسلئے وہ قوم جو خدا تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو مشاہدہ کرتی اور ایمان لاتی ہے میں اسے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہمان خانہ اور لنگر خانہ کی ضروریات کو مدنظر رکہکر ایسا انتظام کریں کہ تین ہزار روپیہ ماہوار ان اخراجات کیلئے مستقل چندوں کے ذریعہ بہم پہونچایا جاوے جو ہر مہینہ کی پہلی تاریخ تک پہونچ جانا چاہیئے - اس میں شک نہیں کہ آج ہماری قوم پر چندوں کا بہت بڑا بوجھ ہے لیکن اگر ہر احمدی ایک ایک روپیہ فی کس بھی دیوے تو لاکھوں جمع ہو سکتے ہیں کوشش کرو بات کچھ نہیں اور یہہ کام تو آخر ہو کر رہیں گے -

دریاب گر علقے بنتاب گر صاحبدلے
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

تعلیم الاسلام کیا پیارا نام ہے جسپر ہر مسلمان کو قربان ہو جانا چاہئے - تعلیم الاسلام سکول کی عظمت اور ضرورت مخالف الرائے لوگوں کی سمجھ میں آسکے یا نہ لیکن احمدی خوب سمجھتے ہیں کہ وہ سکول جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اغراض و مقاصد کے ماتحت کہولا گیا ہے وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کسقدر مفید اور ضروری ہے - مسلمان بچوں کو دیندار مسلمان بنانے اور اہل زمانہ کے بد اثروں سے محفوظ رکہنے کے لئے یہہ سکول بطور حرز ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بچے جو اس سکول میں داخل ہوئے انہوں نے روحانی طور پر کس قدر فائدہ اس سکول سے اٹھایا ہے لیکن اس سکول کے قیام و بقا کے لئے مالی مشکلات بدستور چلی جا رہی ہیں ہر چند احمدی قوم کے ایثار اور بذل مال نے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کو ساتھ لیکر ہر وقت اس سکول کی دستگیری کی ہے مگر سکول کی آئے دن کی ضرورتوں کی وسعت ہر روز قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتی ہے اور قریباً ایسا ہی تمام قومی ضرورتوں کا حال ہے میری اپنی رائے تو یہہ ہے کہ قوم ہر وقت چندہ دینے کو آمادہ اور طیار رہے اور دیتی بھی ہے لیکن چونکہ وہ چندہ کسی اصول اور ترتیب سے نہیں لیا جاتا اسوجہ سے ضرورتیں بدستور ھل من مزید پکارتی رہتی ہیں - اور کالج کا تو یہ حال ہے کہ ابھی قطرہ شد دریا بھی نہیں تاہم میں اور سرپرستان کالج و سکول اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نا امید نہیں ہم سب یقین رکہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیگا کہ یہ سکول اور کالج اپنے آپ نمونہ ہونگے اور قوموں کی ھدایت اور رہنمائی کے لئے یہی یونیورسٹی ہوگی (انشاء اللہ العزیز) ہاں تو وہ چہوٹی چندہ میں بے اصولاپن کیا ہے؟

میری رائے ہے کہ تمام احمدی اس چندہ میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں نہیں کیا جاتا صرف ایک محدود تعداد ہے جو بار بار کیا جب چاہو لبیک کہہ کر حاضر ہو جاتے ہیں - اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ لوگ چندہ دینے کو رضامند نہیں ہیں بلکہ ایک کثیر جماعت ایسی ہے جنکو معلوم ہی نہیں کہ سلسلہ میں وہ کونسی ضرورتیں ہیں جنکے لئے چندہ دینا چاہیئے کوئی انکو بتاتا ہی نہیں اور وہاں تک ایسی تحریکیں نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے تمام اشخاص کا کوئی باضابطہ رجسٹر موجود نہیں ہے اور وہ اخبارات سلسلہ کو خرید نہیں کرتے جنکے ذریعہ انہیں ایسی اطلاعیں ملتی رہیں - اگر ہر ایک احمدی چندہ میں شریک ہو جاوے خواہ بچہ ہو یا بوڑہا عورت ہو یا مرد تو ایک ہی دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے -

خیر بات دور چلی گئی اسوقت میرا منشاء یہ ہے کہ سکول کو مالی مشکلات سے نجات دینے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ کم ازکم ایک ہزار روپیہ ہر وقت اسکے ریزرو فنڈ میں جمع رہے اور کم ازکم پانچسو روپیہ ماہوار چندہ مستقل آتا رہے - اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے مستقل فنڈ میں تو اگر ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ ہی دے دیں تو جمع ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ماہوار چندوں کے لئے لوگوں کو آمادہ کریں -

میں الحکم کے ایک ہزار خریداروں سے اپیل کرتا ہوں کہ کیا وہ اس فخر کو حاصل کرنا نہیں چاہتے کہ سکول کے ریزرو فنڈ میں سارا روپیہ انکا ہی ہو؟ کیا کوئی ہے جو میری آواز سنے؟

(۳) کالج کے لئے آنہ فنڈ

ایک ہی اخبار میں مختلف چندے کی تحریکیں شاید دنیا دار کی نظر میں نامناسب ہوں لیکن جبکہ ایک ہی قوم سے لینا ہے اور قوم کا اپنا ہی کام اور اسکی مختلف ضرورتیں ہیں اور الحکم کا کام اسے ان ضرورتوں سے آگاہ ہی کرنا ہے تو میرے نزدیک یہہ بالکل مناسب اور موزوں امر ہے کہ ساری تحریکیں ایک ہی مرتبہ ہوں تاکہ قوم میں اور بھی زیادہ احساس اپنے فرض شناسی کا پیدا ہو - کالج فنڈ کی تحریک عام ہو رہی ہے - جس جس قسم کے خطوط کالج کے آنہ فنڈ اور کالج کی ضروریات کے متعلق آ رہے ہیں میں انشاء اللہ انہیں سے بعض اگلی اشاعت میں درج کرونگا -

ہر شخص اپنا قومی فرض سمجہے کہ وہ آنہ فنڈ کے لئے تحریک کرے اور جو کچھ اس سے ہو سکے جمع کر کے ایڈیٹر الحکم کے نام بھیجدے ۔۔ کاغذات میں اندراج کے بعد حکیم الامۃ کے پاس جمع کرا کر الحکم میں رسید دیگا - جس شخص کی رسید درج نہ ہو وہ براہ کر

سے رخشم چون عمر تمام چو ذرّه هباء
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
بعلم و فضل و کرامت کسے بما نرسد
از ان قفس بپریدم برون که دنیا نام
مرا بگلشن رضوان حق شدست گذر
بروئے یار که هرگز نه رفتنے خواهم
سیاه باد رخ بخت من اگر بدلم
نیامدم زپئے جنگ و کارزار و جهاد
ره خلاص کجا باشد آن سیه دل را
چو سیل دیده ما هیچ سیل و طوفان نیست
زآه زمره ابدال حق بابد ترسید
بهرزه طالب آن مهدی و مسیح مباش
عزیز من ره تائید دین دگر راهے هست
زمین مرده بود مے خواست علیّنا الفاسّا
گشاده اند در فضل گر کنون نالی

لو ترسیم آنان که در انکار ما افتاده اند
منم محمد و احمد که مجتبے باشد
کجی است آنکه ز ارباب دعا باشد
کنون بکنگرهٔ عرش جائے ما باشد
مقام من چمن قدس و اصطفا باشد
کجا عنایت اسلام مدعا باشد
دگر غرض بجز از یار آشنا باشد
غرض ز آمدنم درس اتقا باشد
که با چنیں دل من در پئے ایذا باشد
بترس زیں که چنیں سیل پیش پا باشد
علی الخصوص اگر آه میرزا باشد
که کار شان همه خونریزی و دغا باشد
نه تیغ برار ی اگر ابا باشد
ز دعوے علان خود اثر کجا باشد
ز نا مساعدت بخت نا رسا باشد

بقیه حاشیه صفحه ۱۳۔ لقد قرأنا فی بعض جرائد انگریزیه انهم التنفوا اسقط راسه علی تخوم نیپال فی بقعة نصب فیها الامبراطور اسوکه عمودا فی القرن الثالث قبل المیلاد وتعیین مولدہ والاطلال تلک المدینة الآن خرایب من القرمیه تذکر ثقت بینها الاثمار الباسقة تتالفت منها الغابات الغطفة والمظنون ان المدینة اسشار الیها خربت قبل وفات بوذا

ے شاه عبدالعزیز رحمة الله علیه در باب بروز فرموده اند که بروز روح در روح جی بامیت دراصل از خواص حقیقة الحقایق تعالی و تقدس است و چون نسبت او تعالی با مخلوقات نزد ایشان نسبت ظاهر بمظاهر و قیومیت است در مخلوقات نیز ایں نوع تصرف ثابت است که مصدر ایں نوع تصرف در بعض مخلوقات که ملائکه و جنیان باشند عادی و مسطور است و در بعضے دیگر مخلوقات که ارواح نبی آدم اند خارق عادت و در قصص الانبیا ازیں باب چیزے بسیار منقول است و خود شیخ اکبر ازیں باب قدرے کافی روایت کرده است ۔ ۔ ۔ اشاره به بروز است۔

فتوی مسیح موعود در مماتعت جهاد و سیف والسنان و تاکید بجهاد قلم و البرهان درین زمان

ے قال حضرت السید المسیح الموعود فی ممانعة الجهاد اعلموا ایها المسلمون رحمکم الله الذی تولی الاسلام وکفل امور العظام جعل دینه هذا وصلة الی حکمه وعلومه و وضع المدار فی ظاهره ومکتومه فمن الحکمة التی اودع هذا الدین لیزید هدی المهتدین هو الجهاد الذی امر به فی صدر زمن الاسلام

و شابهت جواهر او بجواهر او باشد وار دات ممثل به جبرئیل نازل کرده میشوند پس ممثل بحصول ایں امر وحت میباید و خود را از ثمره آمدگان مے پندارد و لقین تام میکند که او بقوم خود نازل شده فائز المرام گشت پس نے اندا و را هیچ غم بعد ازان و خوش وقت میشود و این است راز فرود آمدن مسیح ابن مریم که دران مردم اختلاف و جدال مے کنند۔

زمانه اختراع اعتقاد تناسخ

ے سنت بروز و امثال از قدیم الایام از سنن مستمره ایزدی است و براهمه هنود از بروز بغلط فهمی خود اعتقاد تناسخ اختراع نموده اند و اختراع تناسخ بعد از زمانه کرشن و بده شده است۔ شورنجتان کتب منزله من الله را تحریف نموده دران اعتقاد تناسخ و هفوات خود داخل نموده اند حضرت کرشن و بده معتقد تناسخ نبودند زیرا که اگر ایشان معتقد تناسخ و قایل ازلیت ماده مے بودند در کتب شان بعض مقامات متناقضه تناسخ و مخالف لوازم آن یافته نے شدند مثلاً در بهاگوت گیتا در باب هفتم عبارت اینا میه آمده است من حیثیت تمام کائنات هستم + هیچ از من بالاتر و بزرگتر نیست + اے پسر پرتھا بدان که من تخم تمام موجودات هستم +

فرق درمیان بروز و تناسخ

پس اینجا آریه بجانه خود غور کنند که ایں مقامات گیتا چه قدر از اعتقادات شان مخالف افتاده اند۔ درمیان تناسخ و بروز فرقے است بعید مثل کفر و اسلام۔ چه نسبت خاک را با عالم پاک۔ بروز محض تشبه در اوصاف و اخلاق و تناسب جواهر طبیعت احدے بدیگرے و بباعث تناسب جاذبه روحانیت احدے بدیگرے مے باشد۔ و اعتقاد تناسخ انتقال روح احدے بجسم دیگرے قرار دادن است پس بروز صحیح و ممکن الوقوع بلکه دائم بر مخلوقات ایزدی دائر و سائر مے باشد و اعتقاد تناسخ غلط و ناممکن الوقوع است و اعتقاد آن سراسر الحاد و کفر است معتقد تناسخ اگرچه بزبان قایل خدا مے باشد از روئے اعتقاد و لوازم آن دهریه ثابت مے شود فنعوذ بالله من هذا الالحاد والفساد۔ معتقدان تناسخ که از علمائے اتباع تعلیم کرشن و بده مے کنند حال شان مثل نصاری و یهود است۔ وقالت النصاری المسیح ابن الله۔ وقالت الیهود عزیر ابن الله۔ این تمام اقوام سالفه از صراط مستقیم برگشته اند در اعتقادات نوشته خود را نسبت بتعالیم انبیائے ایزدی میکنند۔ از دلائل قاطعه و حجج ساطعه مبرهن شده است که رامچندر و کرشن و بده از عباد صالحین بوده اند اما در تعلین زمانه شان اختلاف است زیرا که اهل هنود در فن تاریخ خیلے سست و کاهل بودند لهذا اثبات تعین تاریخ شان امرے است مستبعد و هر کسے بظن غالب و قرائن و تحرے خود چیزے دریں باب گفته است و همچنان در حال تقدم و تاخر هر سه بزرگان مزبور اختلافے است ز رف از نیجا است که یکے از یوادر حمه من مسمی ڈاکٹر سورین سرده همچنان دیگر قسوس دیار مغربیه باسفار مدونه خود زمانه تصنیف بهاگوت گیتا که در و احوال کرشن علیه السلام مذکور است و با قرب العهد او نوشته شد بجهت گسترده ن دام تذ دیر و جالیت خود از برائے اثبات ماخذ فقرات جملات بهاگوت گیتا از اناجیل بعد از زمانه مسیح بقرن سوم عیسوی قرار داده اند اما برین اعتبارے نیست۔ زیرا که ایں جالیت قسوس در میان اظهر من الشمس گردیده است۔ فقرات الهامیه الٰهیه که بر انبیاء و اولیاء نازل مے شوند اکثر متحد المعنی و متقارب المعنی مے باشند زیرا که منبع شان یکے مے باشد چنانچه در اناجیل موجوده بعض جملات الهامیه ازدست بردِ خائنان بے تمیز که اناجیل را آلوده اند باقی مانده اند همچنان بر نسخه از جملات الهامیه الٰهیه در بهاگوت گیتا ... باقی است۔ از اینجا است که بعض جملات بهاگوت گیتا بعض جملات اناجیل متحد المعنی اند و جلها در آن ... ماخوذ از اناجیل قرار مے دهند اف لکم و لما تعبدون

پس دعوے حضرت امام الزمان علیہ السلام برحق و بعثت او منکشف حقیقت نزول مسیح است

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۔ اکثر حصص کتب مزبورہ از دست دجالین مسخ گردیدہ و شناخت فقرات منزل من اللہ متعسر شدہ است زیراکہ برحال اصل خود نماندہ اند بحالت کذائے این کتب را الہامیہ گفتن سخن ہشو و جنون من یکتب المنزلة من الله لا بتحریفات الدجالین۔ فضیلت محفوظیت محض قرآن کریم راست کہ خداتعالے مے فرماید انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ زیادہ از عرصہ سیزدہ صدسال روئے بانقضا آوردہ است از قرآن کریم یک حرف ہم پس و پیش نگردیدہ است چونکہ خداوند تعالی راہدایت جمیع اقوام عالم تا قیامت اکمل تعالیم قرآن کریم منظور بود لہذا کفالت حفظ قرآن کریم را بذمہ خود گرفت وکتب سابقہ مسخ و منسوخ گردیدند، ودرحقیقت این تقتضائے رضائے ایزدی بود کہ بظہور آمد۔

زمانہ بعثت حضرت کرشن علیہ السلام

یکے از اہل ہنود مسمی کے ٹی تلانگ ساکن بمبئی نوشتہ است کہ زمانہ تصنیف بھاگوت گیتا چار صد سال پیش از حضرت مسیح بودہ است، امادرین شکے نیست کہ حضرت کرشن علیہ السلام بزمانہ پانڈو و کورو بودہ اند و جنگیکہ مابین پانڈو و کورو واقع شدہ بود دران حضرت کرشن علیہ السلام موجود بودند لیکن درتعین تاریخ و زمانہ شان معتبر شکے نیست کہ چہ قدر عرصہ قبل از مسیح بودہ اند۔ وآنچہ بابتدائے این کتاب ترتیب بعثت انبیائے ہند تحریر نمودہ ام بطور تحری است اغلب است کہ اوان برعکس بود اما در صالح و مصلح بودن شان شکے نیست و نہ انحصار انبیائے ہند در سہ است بلکہ عقل و قرائن و حالت امم ہند شاہد است کہ پیش از کرشن علیہ السلام ہم در ہند انبیا گذشتہ اند و زمانہ بدھ را بعد از زمانہ کرشن قرار مے دہند و میگویند کہ اگر بدھ از کرشن اول بودے ذکر بدھ در کتب کرشن وغیرہ مے آمد۔ واللہ اعلم بحقیقة الحال

زمانہ بعثت بدھ و حالات او

بعض مورخان فرنگستان زمانہ بدھ را قبل از میلاد پنج صد سال و بعضے سہ صد سال قبل از میلاد مسیح قرار دادہ اند، چنانچہ یکے از مورخین مصرے نویسد:۔ البوذا ھو موسس الدیانة البوذیة المنتشرة فی الصین والیابان واضع شرائعھا نشا فی الھند فی القرن الخامس قبل المیلاد وقد شک بعض العلماء فی حقیقتہ فحسبوہ شخصًا وھیما ولکن کتبہ وتعالیمہ تثبت حقیقة ولد فی اوائل القرن الخامس قبل المیلاد فی بینال من بلاد الھند بین جبال ھمالة الصغری واواسط نھر راپتی فی الشرق الشمالی من بلاد الاودہ وعلی مائة میل علی الشمال من بنارس عند مصب نھر وحیم فی نھر راپتی حیث تکثر الامطار وتتعاظم السیول وکانت تسمی تلک البقاع بلاد الاتویا (ساکیاس) وکان والدہ من کبار الاغنیاء اصحاب الاملاک الواسعة ویسمی (سدھودانا) وکان بین نسائہ امراة اسمھا [illegible] رزقت منہ غلامًا سماہ سدھانا۔ وماتت وھو طفل صغیر فنشا قوی البنیة فسموہ ساکیا ای القوی ثم مالبث ان ظھرت مواھبہ العقلیة فلقبوہ (ساکیا الحکیم) وسمی بعد ذالک بوذا۔ ای المستنیر وانہ لما بلغ الحادیة والعشرین من عمرہ مال الی الخلوة والتنسک فقص شعرہ ولبس ثوبا اصفر متقانیا ھجر الوطن والاھل واخذ یطوف البلاد زاھدا واشتھر من ذالک الحین باسم (غوتاما الناسک) وکان لخروجہ من وطنہ رنة حزن

از ینجا است کہ آن حضرت مے فرمایند ؎

چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند | مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین | این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۔ شدید بین اھلہ وذویہ فبکوہ وشقوا علیہ الجیوب وھو لا یبالی ولا ھم علموا السبب الذی حملہ علی ذالک الھجر نقضی فی طوافہ ھذا سبع سنوات قرا فی اثنائھا العلم علی اثنین من مشاھیر علماء الھند ثم ترک العلم قبل استیعابہ وشخص الی مملکة ماغادا حتی الی مدینة اوایلا فاقام فی غابة ھناک عدة سنوات فی الصدم وقھر النفس ینتظر ھبوط الوحی فابطاء علیہ وکان معہ خمسة نساک اخرون ملوا تلک المعیشة فترکو الغابة وعادوا الی بلادھم اما ھو فما ذال ثابتا حتی ھبط علیہ الوحی تحت الشجرة ھناک سماھا شجرة المعرفة فاصابتہ غیبوبات متوالیة تلقی فی اثنائھا سر التقمص واسرار اخری مقدسة وکان فی عزمہ الاکتفاء بما نالہ من السعادة ولم یخطر لہ السعی فی بث تعالیمہ ولکنہ القی یومًا برھمی جری لہ معہ جدال طویل فانکر الرجل علی بوذا انہ برھمی بناء علی ان مبادیہ الجدیدة تخالف دیانة البراھمة فاجابہ انہ برھمی حق وعول من ذالک الحین علی نشر تعالیمہ واصلاح دیانة البراھمة والسبب الحقیقی لقیامہ بالدعوة معقول اذ لا یقوم داع الی الخیر الا متی تکاثرت الشرور وکانت دیانة البراھمة فی زمن بوذا قد فسدت وانغمس اصحابھا فی الطمع والترف فقام یدعو الناس الفضائل ویحبب الیھم شظف العیش ویحثھم علی نبذ الدقل فی دینھم والتمسک بالاصیل الثابت ومن قراء تعالیمہ تحقیق جلیا انہ انما قام فی بادی الرای مصلحًا لا شارعًا وکان لقیامہ نفع عظیم للبراھمة انفسھم لانھم افاقوا من غفلتھم فاصلحوا ذات بینھم و باشروا الدعوة فی بنارس فدعا اولا اصحابہ النساک الخمسة وعلمھم السبیل المودی الی الراحة والمعرفة والنور والسعادة وجعل لذالک السبیل ثمانیة منافذ توی الیہ وھی صدق الایمان وصدق العزیمة وصدق القول وصدق العمل وصدق التصرف وصدق الاجتھاد وصدق النیة وصدق التقشف ثم عاد بوذا الی اورلا حیث تلقی المعرفة ودعا جماعة من النساک کانوا یعتمون ھناک فلبوا الدعوة بعد معجزات اجراھا بین ایدیھم فکانوا لہ عونا فی نشر تعالیمہ ولم یکن فی بادی الری یجرء علی نشر دعوتہ فی غربی بلاد الھند لان البراھمة ھناک کانوا اشداء فاقتصر علی ممالک کوسالا وماغادا وما جاورھما مما لا یخرج عن بلاد الاودہ والبھار وکان الناس یفدون الیہ زرافات ووحدانًا سماع الدعوة فکان اذا اتاہ طالب قال لہ۔ سر بالطھارة تنج من الشقاء توفی بوذا فی الثمانین من عمرہ بعد ان قضی فی نشر دعوتہ ۴۴ سنة واصبح بوذا بتوالی الایام الھًا یعبدونہ ولہ تماثیل عدیدة فی انحاء الصین والیابان وقد شاعت دیانتہ بالاکثر ھناک ویبلغ عدد اتباعہ الان نحو ۴۵۵۰۰۰۰۰ فی العالم

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

۳ - مارچ ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے مولوی محمد ابراہیم صاحب کو حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کیا مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ سے چند استفسار کئے آپ نے انکے جواب میں جو کچھ فرمایا وہ درج ذیل ہے
ایڈیٹر

سائل - اطمینان قلب کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

حضرت اقدس - قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا الا بذکر اللہ ... تطمئن القلوب پس جہانتک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا ہاں اسکے واسطے صبر اور محنت درکار ہے - اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہین ہو سکتا - دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پھر کس صبر اور حوصلہ کے ساتھ باہر اپنا غلہ بکھیر آتا ہے بظاہر دیکھنے والے یہی کہتے ہین کہ اس نے دانے ضائع کر دئے لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان بکھیرے ہوئے دانوں سے ایک خرمن جمع کرتا ہے - وہ اللہ تعالےٰ پر حسن ظن رکھتا ہے اور صبر کرتا ہے اسی طرح پر مومن جب اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک تعلق پیدا کر کے استقامت اور صبر کا نمونہ دکھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اسپر مہربانی کرتا ہے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جسکا وہ طالب ہوتا ہے -

یہہ بڑی غلطی ہے جو لوگ کوشش اور سعی تو کرتے نہین اور پھر چاہتے ہین کہ ہمین ذوق شوق اور معرفت اور اطمینان قلب حاصل ہو - جبکہ دنیوی اور سفلی امور کے لئے محنت اور صبر کی ضرورت ہے تو پھر خدا تعالےٰ کو پھونک مار کر کیسے پا سکتا ہے - دنیا کے مصائب اور مشکلات سے کبھی گھبرانا نہین چاہئے - اس راہ مین مشکلات کا آنا ضروری ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصائب کا سلسلہ دیکھو کسقدر لمبا تھا - تیرہ سال تک مخالفوں سے دکھ اٹھاتے رہے مکہ والوں کے دکھ اٹھاتے اٹھاتے نہ طائف گئے تو وہان سے پتھر کھا کر بھاگے - پھر اور کوئی شخص ہے جو ان مصائب کے سلسلہ سے الگ ہو کر خدا شناسی کی منزلون کو طے کرلے -

جو لوگ چاہتے ہین کہ ہمین کوئی محنت اور مشقت نکرنی پڑے وہ بیہودہ خیال کرتے ہین اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف مین صاف فرمایا ہے -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کے دروازون کے کھلنے کے لئے مجاہدہ کیضرورت ہے اور وہ مجاہدہ اسی طریق پر ہو جسطرح کہ اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے اسکے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے -

بہت سے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ دیتے ہین اور پھر سبز پوش یا گیروے پوش فقیرون کی خدمت مین جاتے ہین کہ وہ پھونک مار کر کچھہ بنا دین - یہہ بیہودہ بات ہے ایسے لوگ جو شرعی امور کی پابندیان نہین کرتے اور ایسے بیہودہ دعوے کرتے ہین وہ خطرناک گناہ کرتے ہین اور اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول سے بھی اپنے مراتب کو بڑھانا چاہتے ہین کیونکہ ہدایت دینا اللہ تعالےٰ کا فعل ہے اور وہ مشت خاک ہو کر خود ہدایت دینے کے مدعی ہوتے ہین -

اصل راہ اور گر خدا شناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھہ دعاؤن مین لگا رہے - ایک پنجابی فقرہ ہے

منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

حقیقت مین جب تک انسان دعاؤن مین اپنے آپکو اس حالت تک نہین پہونچا لیتا کہ گویا اسپر موت وارد ہو جاوے - اسوقت تک باب رحمت نہین کھلتا - خدا تعالےٰ مین زندگی ایک موت کو چاہتی ہے جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہ ہو کچھہ نہین - خداجوئی کی راہ مین لفظ پرستی سے کچھہ نہین بنتا بلکہ یہان حقیقت سے کام لینا چاہئے - جب طلب صادق ہوگی تو مین یقین رکھتا ہون کہ اللہ تعالےٰ اسے محروم نکریگا -

سائل - استقامت بھی تو ملنی چاہئے -؟

حضرت اقدس - ہان یہ سچ ہے کہ استقامت ہونی چاہئے اور یہ استقامت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم ہی سے ملتی ہے - ایک ادنےٰ درجہ کا فقیر بھی ایک بخیل سے بخیل انسان کے دروازے پر جب دھرنا مارتا ہے تو کچھہ نہ کچھہ لیکر ہی اٹھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ تو کریم رحیم خدا ہے یہہ ناممکن ہے کہ کوئی اسکے دروازہ پر گرے اور خالی اٹھے - اگر چاہتے ہو کہ ساری مرادین پوری ہو جاوین تو یہ تو اسکے ہی فضل سے ہوگی بعض اوقات انسان کو یہہ بھی دھوکا لگتا ہے کہ فلان مراد پوری نہین ہوئی - حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے احتیاج سے ہی انسان کو بری کر دیتا ہے لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کا گذر ایک فقیر پر ہوا جسکے پاس صرف ستر پوشی کو چھوٹا سا پارچہ تھا - مگر وہ بہت خوش تھا - بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو اسقدر خوش کیون ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ جس کی ساری ہی مرادین پوری ہو جاوین وہ خوش نہو تو اور کون ہو - بادشاہ کو بڑی حیرانی ہوئی - اسنے پوچھا کہ کیا تیری ساری مرادین پوری ہو گئی ہین فقیر نے کہا کہ کوئی مراد ہی نہین رہی -

حقیقت مین حصول دو ہی قسم کا ہوتا ہے یا پالے یا ترک - غرض بات یہی ہے کہ خدایابی اور خداشناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤن مین لگا رہے - زنانہ حالت اور بزدلی سے کچھہ نہین ہوتا اس راہ مین مردانہ قدم اٹھانا چاہئے - ہر قسم کی تکلیفوں کے برداشت کرنے کو طیار ہونا چاہئے - خدا تعالےٰ کو مقدم کرلے اور گھبرائے نہین پھر امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل دستگیری کریگا اور اطمینان عطا فرمائیگا - ان باتون کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیہ نفس کرے جیسا کہ فرمایا ہے قد افلح من زکٰھا

سائل - دعا جب تک دل سے نہ اٹھے کیا فائدہ ہوگا؟

حضرت اقدس - مین اسی لئے تو کہتا ہون کہ صبر کرنا چاہئے - اور اس سے گھبرانا نہین چاہئے - خواہ دل چاہے یا نہ چاہے کشان کشان مسجد مین لے آؤ - کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا مین نماز پڑھتا ہون مگر وساوس رہتے ہین اسنے کہا کہ تو نے ایک حصہ پر تو قبضہ کر لیا دوسرا بھی حاصل ہو جائیگا -

نماز پڑھنا بھی تو ایک فعل ہے اسپر مداومت کرنے سے دوسرا بھی انشاء اللہ مل جائیگا - اصل بات یہ ہے کہ ایک فعل انسان کا ہوتا ہے اسپر نتیجہ مرتب کرنا ایک دوسرا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا فعل ہے سعی کرنا مجاہدہ کرنا یہہ تو انسان کا اپنا فعل ہے اسپر پاک کرنا استقامت بخشنا یہہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہے -

بھلا جو شخص جلدی کریگا کیا؟ کیا اس طریق پر وہ جلد کامیاب ہو جائیگا - یہہ جلد بازی انسان کو خراب کرتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کے کامون مین بھی اتنی جلدی کوئی امر نتیجہ خیز نہین ہوتا آخر اسپر کوئی وقت اور میعاد گذرتی ہے زمیندار بیج بو کر ایک عرصہ تک صبر کے ساتھہ اسکا انتظار کرتا ہے بچہ بھی تو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے - اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ پہلی ہی خلوت کے بعد بچہ پیدا ہو جاوے - تو لوگ اسے بے وقوف کہین گے یا نہین -؟ پھر جب دنیوی امور مین قانون قدرت کو اسطرح پر دیکھتے ہو تو یہہ کیسی غلطی اور نادانی ہے کہ دینی امور مین انسان بلا محنت و مشقت کے کامیاب ہو جاوے - جسقدر اولیا - ابدال - مرسل ہوئے ہین انہون نے کبھی گھبراہٹ اور بزدلی اور بے صبری ظاہر نہین کی وہ جس طریق پر چلے ہین اسی راہ کو اختیار کرو اگر کچھہ پانا ہے بغیر اس راہ کے تو کچھہ مل نہین سکتا - اور مین یقیناً کہتا ہون اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو ادعونی استجب لکم پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے -

مجاہدات عجیب اکسیر ہین - سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے ... بیابان مین جھاڑ کا ہر گذرے ہین جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہا اللہ انکے حالات پڑھو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات انکو کرنے پڑے ہین - مجاہدہ کے بغیر حقیقت کھلتی نہین -

جو لوگ کہتے ہین کہ فلان فقیر کے پاس گئے اور اسنے توجہ کی تو قلب جاری ہو گیا - یہہ کچھہ بات نہین ایسے ہندو فقرا کے پاس بھی جاری ہوتے ہین - توجہ کچھہ چیز نہین ہے یہہ ایک ایسا عمل ہے جسکے ساتھہ تزکیہ نفس کی کوئی شرط نہین ہے نہ اس مین کفر و اسلام کا کوئی امتیاز ہے انگریزون نے اس فن مین آجکل وہ کمال کیا ہے - کہ کوئی دوسرا کیا کریگا - میرے نزدیک یہہ بدعات اور محدثات ہین -

شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لیکر آتے ہین اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہین جو تزکیہ نفس کی حقیقی راہ ہے وہ چاہتے ہین اللہ تعالےٰ کی محبت دلون مین پیدا ہو - اور شرح صدر حاصل ہو -

مین بھی اسی منہاج نبوۃ پر آیا ہون پس اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ مین کسی ٹوٹکے سے **قلب جاری کر سکتا ہون** یہہ **غلط** ہے مین تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لیجانا چاہتا ہون جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالےٰ کی وحی کے ماتحت طیار ہوئی ہے - لیلیٰ اور آرہ وغیرہ کا ذکر ہماری کتابون مین آپ نہ پائین گے اور نہ اسکی ہم تعلیم دیتے ہین اور نہ ضرورت سمجھتے ہین - ہم تو یہی بتلاتے ہین کہ نمازین سنوار سنوار کر پڑھو اور دعاؤن مین لگے رہو -

سائل - حضور نماز پڑھتے ہین مگر منہیات سے باز نہین رہتے اور اطمینان حاصل نہین ہوتا

حضرت اقدس - نمازون کے نتائج اور اثر تو تب پیدا ہون جب نمازون کو سمجھہ کر پڑھو - بجز کلام الٰہی اور ادعیہ ماثورہ کے اپنی زبان مین بھی دعائیں کرو - اور پھر ساتھہ ہی یہہ بھی یاد رکھو - یہی ایک امر ہے جسکی بار بار تاکید کرتا ہون کہ تھکو اور گھبراؤ نہین مگر استقلال اور صبر سے اس راہ کو اختیار کرو گے تو انشاء اللہ یقیناً ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے - ہان یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ ہی کو مقدم کرو - اور دین کو دنیا پر ترجیح دو - جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ بھی پاتا ہے وہ یاد رکھے کہ ابھی وہ اس قابل نہین کہ دین کا نام بھی لے -

یہہ بھی ایک غلطی لوگون کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہین ہوتا - انبیاء علیہم السلام جب دنیا مین آتے ہین کیا انہون نے دنیا کے لئے سعی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لئے -

اور باوجود اسکے کہ انکی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لئے ہوتی ہے پھر کیا وہ دنیا مین نامراد رہتے ہین؟ کبھی نہین - دنیا خود انکے قدمون پر آگرتی ہے - یہ یقیناً سمجھو کہ انہون نے دنیا کو گویا طلاق دیدی تھی لیکن یہہ ایک

علم (?) قانون قدرت ہے کہ جو لوگ خدا کی طرف سے
(?) ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ
دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھہراتے اور دنیا
ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف
اسکے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں خواہ وہ دنیا
کو کسی قدر بھی حاصل کر لیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔
سچی خوشی اور اطمینان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مجرد دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے
اسلئے ضروری امر ہے کہ ان اشیاء کو اپنا معبود نہ ٹھہراؤ
اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اسی کو یگانہ و یکتا معبود
سمجھو۔ جب تک انسان ایمان نہیں لاتا کچھ نہیں۔
اور ایسا ہی نماز روزہ میں اگر دنیا کو کوئی حصہ دیتا
ہے تو وہ نماز و روزہ اسے منزل مقصود تک نہیں
لے جا سکتا بلکہ محض خدا کے لئے ہو جاوے۔
ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین
کا سچا مصداق ہو تب مسلمان کہلائیگا۔ ابراہیم کیطرح
صادق اور وفادار ہونا چاہئے جسطرح وہ اپنے بیٹے کو
ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی
خواہشوں اور آرزؤں کو جب تک قربان نہیں کر دیتا
کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اللہ
تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیطرف اسکو
ایک جذبہ پیدا ہو جاوے اسوقت اللہ تعالیٰ خود
اسکا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی
بدظنی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر نقص اور خرابی ہوگی تو ہم میں
ہوگی ... یاد رکھو کہ جب تک انسان خدا کا نہ ہو جاوے
بات نہیں بنتی ... سمجھ
... مشکل ہے کہ لوگ
... اور پھر شکوہ کرنے لگتے ہیں۔
سائل۔ ابتدائی منزل اس مقصد کے حصول کی کیا
ہے۔

حضرت اقدس۔ ابتدائی منزل یہی ہے کہ جسم کو
اسلام کا تابع کرے جسم ایسی چیز ہے جو ہر طرف لگ
سکتا ہے ... جو جسم ہار
کی سختی ... باہر جا کر کام کرتے ہیں۔ اور
سخت سردیوں میں آدھی آدھی رات کو اٹھ کر باہر
جاتے ... ہیں۔ پس جسم کو جس طریق پر لگاؤ
اسی طریق پر لگ جاتا ہے ہاں اسکے لئے ضرورت ہے
عزم کی۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ مٹی کھایا کرتا تھا۔
بہت تجویزیں کی گئیں مگر وہ باز نہیں رہ سکتا تھا۔
آخر ایک طبیب آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ میں اسکو
روک دونگا۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے
کہا۔ ایھا الملک این عزم الملوک
یعنی اے بادشاہ وہ بادشاہوں والا عزم
کہاں گیا۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا اب میں مٹی
نہیں کھاؤنگا۔ پس عزم مومن بھی تو کوئی
چیز ہے۔

سائل۔ عزم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔
حضرت اقدس۔ بات یہ ہے کہ جب نفوس صافیہ
کا جذب ہوتا ہے تو مدد و معاون بھی پیدا ہو جاتے
ہیں۔ ... کے دل اچھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان
کے لئے ایک رسول بھی پیدا کر دیا۔
ایسا ہی کہتے ہیں کہ مکہ سے جو مدینہ کی طرف ہجرت کی
اس میں بھی یہی سر تھا کہ وہاں کے اصلاح پذیر قلوب کا
ایک جذب تھا۔

مسیح موعود اور خدا پر ایمان

۲۶ - جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب خواجہ کمال الدین
صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب نے ...
کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دل میں
محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو
یہ تبلیغ ہر قوم اور ہر زبان میں ہو
جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں
تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اس بنا پر
کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک
خاص ... اور وہاں عیسائی لوگ کوشش کر
رہے ہیں ...
... اشاعت کے لئے جاپان
کو ... میدان سمجھتے ہیں۔ ان حالات کو مدنظر
رکھ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش
رکھنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اور
نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو
چھیڑا۔ میں خود اس موقعہ پر موجود نہ تھا
حضرت مخدوم الملۃ نے جو وہ حالات سنائے
اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ
اور قلم ... حضرت اقدس
کے منہ سے نکلے) وہ شائع کئے ہیں ...
میں بدر سے محض تقریر ...
اور درج کرنے سے پہلے ... ضروری سمجھتا
ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع
ہوئی ہے اور ابھی کوئی میدان جاپان نے
نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا
تھا۔ **ایک مشرقی طاقت اور کوریا
کی نازک حالت۔** اس الہام کو ہماری
جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے بلکہ
وہ لوگ جو دارالامان میں رہتے ہیں میری
غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شائع نہیں
ہو سکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے
اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ
کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ہے
واللہ اعلم بالصواب۔ ایڈیٹر

۲۷ - جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ
جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی
لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی
عیسائی ہو جائیں آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی
زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور
جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ
حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کیجائے۔
اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا۔ ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ
کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ نبوت کا پہلا حصہ مصائب اور تکالیف
میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپکی
عمر کا آخری حصہ تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا
حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔
اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں
ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا
مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں
ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ
میں گڑبڑ ڈالیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ...
دیکھ لیں ... جو جماعت طیار ہوئی ہے
... ابتلائی
... ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں
اور ... ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی
نہیں ہے۔ گویا یہ لوگ اس آیت کی ذیل میں آجاتے
ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من
اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے
دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے ...
وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے ...
... بہت ضرورت ہے ...
...
ایسے معاملات میں ... آریوں کے ساتھ ہماری
مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم ...
دنیا میں تقویٰ اور نیکی ... اگر ہم اسلام
کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ...
ہوگی ... اگر خدا
تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی کی ... تو
خود ہمکو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں
استخارہ ہوتا ہے ... استخارہ نہیں ...
پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشا نہ ہو ہم کسی امر کی طرف
توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارومدار خدا تعالیٰ کے
حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی باتیں اکثر ناکامی
ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو ان ملکوں میں
طالب اسلام پیدا کریگا جو خود ہماری طرف توجہ
... اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ ... کے انتظار
... زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ
... کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں
کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراسان و ترساں
رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جاوے اگر تم
دوسرے لوگوں کی طرح ہو نگے تو خدا تم میں اور ان میں
کچھ فرق نہ کریگا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق
پیدا کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق
رکھیگا عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق
چلے ایسا انسان ایک بھی ہو تو اس کی خاطر ضرورت
پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر
ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق
ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی طہارت
کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے۔ ہم نہ
تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے ہمارا
ہتھیار صرف دعا ہے۔ اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم
اپنے آپ کو درست نہ کرینگے تو ہم سب سے پہلے ہلاک
ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے ہاں زبان
سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں
خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم
ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا
کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

یکم جولائی ۱۹۰۵ء۔ کچھ بیماریوں کا ذکر تھا
فرمایا میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے
شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے
اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک چلکر
ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اس کے آگے
خدا دعا کے ذریعہ سے راہ کھولتا ہے۔ ... شناسی
اور خدا پرستی ہی کا نام ہے کہ جو ... لوگوں نے
سفر کئے ہیں ان سے آگے بڑھ کر جا پیدا ہو۔
... میں تو آدمی زندہ ہی مر جاتا ہے۔ اسی جگہ
سے اللہ تعالیٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے مجھے
ایسے معاملات میں مولوی رومی کا ایک شعر بہت پسند
آیا ہے

اے کہ خواندی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں را ہم بخوان

عام لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت
تک پہنچ جاتا ہے خدا تعالیٰ اندر ہی اندر تصرفات
شروع کرتا ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔
دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں ہر ایک کے
لئے جو دعا کے واسطے لکھتا ہے دعا کرتا ہوں لیکن اکثر
لوگ دعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں۔ اور
نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہنچنے کے
واسطے کسقدر توجہ اور محنت درکار ہے دراصل
دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی ہے + خفیف سا ترشح ہوا تہا جس سے ہوا مین عارضی خنکی ہوئی ہتی مگر پہر امساک بارش کیوجہ سے وہی حبس اور تلخی ہے اللہ تعالےٰ اپنے عاجز بندون پر رحم فرماوے -

۲ - سنور - لودہیانہ - لاہور - ملتان - بہرہ لائل پور - اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب نے حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا جن مین سے مولوی الہ دین صاحب لودہانوی واعظ دلفگار بہی ہین -

۳ - **رویا** :- ۲ - جولائی ۱۹۰۵ء دیکہا کہ ایک بڑا دریا ہے اوس مین سے کوئی چیز نکلی جس مین سے شعلے نکلتے ہین اور ہمارے سامنے ہوئی جیسا کہ دریا بطور تحفہ کے کوئی چیز ہمارے آگے پیش کش کرتا ہے وہ چیز ہمنے لے لی تو وہ ایک ٹوپی ہتی جسکو ہمنے سر پر رکہہ لیا اوس کے بعد دریا نے ایک اور چیز پیش کی جو ایک جبہ کی شکل مین ہتی وہ بہی ہمنے لے لی +

فرمایا دریا سے مراد کوئی بڑا بادشاہ یا اوسی کی مانند کوئی اور ذی شان آدمی یا کوئی بڑا اہل علم وفضل وکمال ہوتا ہے اور اوسکے تحفہ دینے سے مراد حلقہ خادمون مین داخل ہونا یا معتقد ہونا یا مالی خدمت کرنا یا کسی غرض کے لئے رجوع لانا ہے وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ +

ریمارک

المنصور - یہہ ایک ماہوار رسالہ ہے کہ جو دہلی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید مین بابو محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس قریبًا دو سال سے شائع کر رہے ہین مینے اسکا ایک نمبر حضرت حکیم الامۃ کے پاس دیکہا ہے - **المنصور** ایک قابل قدر پرچہ ہے جس مین بعض مفید کتابین بہی مسلسل چہپ رہی ہین امنین سے ایک کتاب اسرار الانا جیل بہی ہے - اس پرچہ کے ذریعہ منشی محمد اسماعیل صاحب مبائعین کے حالات لکہنے کا بہی ارادہ رکہتے ہین جو ایک مفید اور ضروری کام ہے + یہہ رسالہ قلیل القیمت اور کثیر المنفعت ہے - میری رائے مین احباب کو ایسے مفید رسالون کی مدد کرنی چاہئے - قیمت سالانہ صرف عہ؎ اور طالب علمون اور غربا سے صرف ۱۲؍ ہے -

کلمۃ الفصل - ایک بیس صفحہ کا عربی رسالہ ہے جسکا اردو ترجمہ بہی ساتہہ ہے مولوی غلام رسول صاحب ساکن راجیکے نے لکہا ہے اور عبد الحی عرب نے چہاپا ہے وہی اس رسالہ کو فروخت کرتے ہین مینے ابہی تک اسے پڑہا نہین -

شیرازہ قوم

۱ - مین نے جو فردین الحکم کے ذریعہ شائع کی ہین وہ اکثر آ رہی ہین + بعض احباب پوچہتے ہین کہ ایک جگہ کے جو احباب بسلسلہ ملازمت باہر ہین کیا انکے نام اسی شہر یا گاؤن کی فرد مین درج کرین ؟ میری رائے مین اسی گاؤن کی فرد مین درج ہونے چاہئین -

۲ - چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ پوچہتے ہین کہ جبکہ متفرق طور پر فردین بہیجی گئی ہین اور پہلے ضلع وار ایک ایک آدمی تجویز کیا گیا ہے کہ کل ضلع کی فرد بناکر بہیجے تو اسطرح گڑبڑ ہو جائیگی - مین جوابًا عرض کرتا ہون کہ بدقسمتی سے ابہی احباب مین کام کرنے کی روح پیدا نہین ہوئی - بجز آپ کے مولوی عزیز بخش صاحب چودہری غلام احمد خانصاحب اور چودہری غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر میان رحمت اللہ صاحب اور کسی نے اس کام مین قدم رکہنے کا نام تک نہین لیا پہر مین کس امید پر ضلع وار فردون ہی پر اکتفا کرتا + آپ اس نتیجہ کو سن کر حیران ہونگے + پس آپ تو اپنے ضلع کی مکمل فرد طیار کرکے بہیجین -

سرکاری خبرین

(مندرجہ ذیل خبرین سول سکرٹریٹ آفس سے دفتر الحکم کو بہیجی گئی ہین - ایڈیٹر)

خان بہادر خان عبد الغفور خانصاحب - خان زیدا - ڈویژنل جج جہلم کو یکم جولائی سے ۲ ماہ کی رعائتی اور اوس کے سلسلہ مین تعطیل ماہ ستمبر کی اول پندرہ یوم کی رخصت عطا ہوئی -

کپتان بی - ار روصاحب - عارضی اڈیشنل ڈویژنل وسشن جج سیالکوٹ مشارٌ الیہ کی جگہ کام کرینگے - خان بہادر خان عبد الغفور خان صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر کپتان روصاحب بطور عارضی اڈیشنل وسشن جج جہلم مین مامور رہینگے -

ڈبلیو - اے - بی روسکنول صاحب جو آجکل جہلم مین بطور عارضی اڈیشنل ڈویژنل جج کام کرتے ہین ماہ جولائی کے اختتام کے قریب دہلی مین ایس - ایل ٹی - کلفرڈ صاحب ڈویژنل جج کی جگہہ جو ۱۳ ماہ رواں کو ملازمت سے سبکدوش ہونگے تبدیل کر دئے جائینگے -

سی - ایم کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر کو ۲۱ جولائی سے ۶ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی اور جے بی طامس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ایچ - ایس ولیمس صاحب جو آجکل کرنال مین قایم مقام ڈپٹی کمشنر ہین کنگ صاحب کی جگہ قایم مقام ڈپٹی کمشنر امرتسر مقرر کئے جائینگے -

ایچ - ای - اے ویکفیلڈ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انبالہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء تک رخصت سے واپس آکر ہوشیارپور مین تعینات کئے جائینگے -

بی - ٹی جبسن صاحب قایم مقام مہتمم بندوبست گوڑگانوہ نے ۶ جولائی ۱۹۰۵ء سے ۲ ماہ اور ۱۳ یوم کی رعائتی رخصت حاصل کی - جبسن صاحب کی غیر حاضری کے زمانہ مین شیخ امیر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست مہتمم بندوبست کے روزمرہ کامون کی سرانجام دہی کیلئے مہتمم بندوبست سے سمجہے جائینگے -

میجر ایف - لو یہم ینگ صاحب مہتمم بندوبست پٹیالہ کو یکم اگست ۱۹۰۵ء سے ۳ ماہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی - لالہ گوری شنکر صاحب نائب مہتمم بندوبست میجر لو یہم ینگ صاحب کی جگہ قایم مقام رہینگے -

ایف - ایچ برٹن صاحب قایم مقام ڈپٹی کمشنر روہتک کو یکم جولائی ۱۹۰۵ء سے ۳ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی منشی بدری پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر برٹن صاحب کی جگہ قایم مقامی کرینگے -

دستخط آر - اے - میتہیوز
سپرنٹنڈنٹ انچارج پنجاب سول سیکرٹریئیٹ -

خبرون کا گلدستہ

فارسی قونصل جنرل متعینہ تفلس کا بیان ہے کہ شاہ فارس کو شہنشاہ آسٹریا نے ویانا مین ۴ روز قیام کرنیکو بلایا ہے اور پریزیڈنٹ لوبے نے بہی پیرس مین ۴ روز ٹہرنیکے لئے عرض کیا ہے - سینٹ پیٹرسبرگ مین شاہ وقت واپس رونق افروز ہو گئے -

شمالی مقدونیا مین برف پگہلنے سے دریا یک لخت برسر طغیانی آگئے - برف کے انبار اس کثرت اور تیزی سے آئے کہ اکثر پلونکو سخت صدمات پہونچے - بعض موقعونپر راستے بند ہو گئے - تجارت مسدود ہو گئی -

جاپان کے نزدیک حال مین سمندر سے ایک جزیرہ نمودار ہوا ہے - گذشتہ نومبر مین یہان سے زور کی گڑگڑ کی آوازین سنائی پڑتی تہین - اور دہوان نکلتا دکہلائی دیتا تہا - دسمبر مین جزیرہ نظر آنے لگا - ابہی یہ جزیرہ ۴ ہزار ۸ سو گز کے محیط کا ہے اسمین ایک قلہ کوہ ۲۴۰ فٹ اونچا ہے - اور ایک گرم پانی کی جہیل بہی ہے -

لارڈ نیوٹن نے برٹش گورنمنٹ اور افغانستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لارڈ لینسڈون کی رائے مین جو معاہدہ امیر صاحب نے کیا ہے وہ فریقین کے لئے مفید ثابت ہوگا - اور کہا کہ کسی مشرقی تاجدار کے خلاف قدم اوٹہانا خالی از غلطی نہ ہوگا -

اس سال مصر مین ۲۲۳۴ طالب علم امتحان مڈل مین شریک ہوئے جنمین سے ۲۰۰ کی سیکنڈ لنگویج فرانسیسی ہے باقی کی انگریزی -

مصری محکمہ اوقاف نے اپنا ایک معتمد مکہ معظمہ روانہ کیا ہے تاکہ مصری فقراء کے تکیہ کی حالت ملاحظہ کرکے اسمین مناسب اضافہ وترمیم کرے - ۸۰۰ ۴ پونڈ سالانہ وظائف فقراء مین بہی بڑہائے ہین - اور ۲۲۰۰ پونڈ بعض مساجد کی مرمت کے لئے منظور کئے ہین -

مصر کے انجینیرنگ کالج کا نتیجہ امسال نہایت عمدہ رہا -

کربلائے معلّے مین مرحوم سلطان سلیم کی بنوائی ہوئی حسینہ نام ایک نہر ہے جسمین دریائے فرات کی طغیانی کا پانی آتا ہے یہ نہر ابتداءً ۲۰ گز چوڑی اور ۱۰ گز گہری ہے اور پانی بکثرت آتا ہے - چونکہ مدتہائے دراز سے بے مرمت پڑی ہے اکثر طغیانی کے وقت ٹوٹ کر باغات وزراعت کو تباہ کرتی رہتی ہے - امسال بہی اسمین طغیانی آئی اور ایسی آئی کہ اہالی کربلا کے روکے کسی طرح نہ رکی - اور پہلوؤن کو توڑ کر پانی ہر چہار طرف امنڈ آیا - صدہا باغات پانی کے زور سے اکہڑ گئے - اور تمام کربلا مین پانی ہی پانی ہو گیا - بہت سی آدمی مر گئے اور بہت سے مکانات گر گئے -

شیراز مین غلہ نہایت گران ہو گیا ہے - اگر بوشہر جیسی تجارتی منڈی سے پے درپے غلہ نہ پہونچے اور نرخ رکا نہ رہے تو غریب بہوکے مرجائین -

افسوس ہے کہ ایران مین روسی اقتدار یہانتک بڑہ گیا کہ خاص ایران کی رعایا حقوق وطن کو فراموش کرکے روسی رعایا کے برابر حقوق حاصل کرنے کے لئے روسی بننے مین پس وپیش نہین کرتی - گیلان کے چند ایرانی تاجرون نے روسی حمایت مین آکر سند حاصل کر لی ہے - والی گیلان نے اگر اپنی نامردی سے اس سند کو غلط ثابت کر دیا تو کیا اس سے یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہے - کہ ایران مین ایرانیون کے حقوق کی پامالی کی کوئی حد نہین رہتی اور روسی رعایا کو بیش از بیش حقوق حاصل ہین - اسی سے ایرانی تنگ آکر روسی بننا چاہتے ہین -

بالائی برہما مین سخت بارش کیوجہ سے سیلاب آگیا اور مودہلی ریلوی کی لائن ہوپن اور نامکنی کے مابین ۹ میل تک ٹوٹ گئی - مسافر کشتیون کے ذریعہ سے گذرتے ہین -

وینس مین ایک کاریگر شیشہ کی ٹوپیان ہزارون کی تعداد مین طیار کر رہا ہے - یہہ ٹوپیان ریشمی معلوم ہوتی ہین پانی سے

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۶- جون ۱۹۰۵ء

۱- محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بک پوجون ۱۹۰۵ء
۲- مولوی غلام حسن صاحب بابت جماعت پشاور یتامی صہ
۳- شاہ ولی خانصاحب تعلقدار ضلع کوہاٹ مدرسہ عہ
۴- مستری محمد اسمٰعیل صاحب ملازم نواب صاحب (قربانی فنڈ) ۱۲ر

۷- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- میاں مردخانصاحب ملازم نواب صاحب قادیاں مدرسہ ۶ر
۲- جناب پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام کالج قادیاں فیس کالج
۳- جناب مولوی شیر علی صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج
" دارالامان چندہ مدرسہ عہ
۴- شیخ غلام احمد صاحب احمدی قادیان مدرسہ ۴ر
۵- منشی غلام سرور صاحب قانونگوئی بندوبست ڈیرہ اسمٰعیل خان
" " مدرسہ
۶- میاں محمد یحیٰی صاحب سیکرٹری بابت جماعت سیکران
۷- میاں مسیح الدین ملازم بورڈنگ ہوس قادیان دارالامان مدرسہ ار

۸- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- بابو شاہدین صاحب اسٹیشن ماسٹر راولپنڈی مدرسہ عہ
۲- مولوی نیاز محمد صاحب مدرس مزنگ ضلع لاہور " ۱۲ر
۳- شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیرآباد مدرسہ
۴- سید قاضی غلام حسین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ حصار " ۸ر
۵- شیخ عبد اللہ صاحب پارچہ فروش بازار سیالکوٹ

۹- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- میاں خیر الدین صاحب سیکھواں (مدرسہ) عہ
۲- چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ (مدرسہ) صہ
۳- منشی الہ دتہ صاحب مدرس مدرسہ رام نگر گوجرانوالہ " ۸ر
۴- ڈاکٹر حافظ محمد اشفاق صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ حصار
" مدرسہ یتیم فنڈ عصہ
۵- سید قاضی غلام حسین صاحب حصار یتیم خانہ ۸ر

۱۰- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- محرر کمیٹی منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیاں (بک پوجون)
۲- ہیڈ ماسٹر صاحب " " " (فیس سکول قط اول جون)
۳- ہیڈ ماسٹر صاحب " " " فیس مارچ ۱۹۰۵ء
۴- زین الدین محمد ابراہیم صاحب احمدی بمبئی مدرسہ

۱۱- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر قادیان (کہال قربانی)
۲- ڈاکٹر عباد اللہ صاحب احمدی امرتسر (مسکین فنڈ) عہ
۳- سید محمد شاہ صاحب مدرس ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ "

۱۲- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- منشی عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور مدرسہ
۲- اہلیہ مولوی محمود صاحب معرفت منشی عبد العزیز صاحب سہارنپور مساکین فنڈ
۳- میاں محمد یوسف صاحب طالب علم پشاور۔ یتیم فنڈ
۴- منشی عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار ہاپور مدرسہ

۵- سید عظیم الدین صاحب کمپنی عثمان آباد ملک نظام مدرسہ

۱۳- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیاں (بک ڈپو جون ۱۹۰۵ء)
۲- عبد اللہ خانصاحب دفتر گورنمنٹ صاحب رنگون یتیم خانہ
۳- ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی کیمپ مدرسہ عہ
۴- سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور بندوبست
" پنڈی کیمپ مدرسہ ۸ر
۵- شیخ رمضان احمدی ملازم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
" پنڈی کیمپ ۸ر

۱۴- جون ۱۹۰۵ء

۱- منشی محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر انجنیئر ریکو اللہ
۲- بابو نواب الدین صاحب کلرک مس کوٹ مدرسہ ۸ر
۳- شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر لاہور " عہ
۴- سپرنٹنڈنٹ صاحب بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام
" قادیان دارالامان آمد بورڈنگ ۸ر
۵- چوہدری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات مدرسہ
۶- منشی سید محمد رضوی صاحب حیدرآباد دکن مدرسہ
۷- منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا مساکین فنڈ صہ

۱۶- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- جماعت خان فتح معرفت میاں شیر محمد صاحب کہال قربانی
۲- جماعت موضع بھینی متصل قادیان معرفت مولوی سکندر علی صاحب
" مدرسہ
۳- بابو فرزند علی صاحب اسٹیشن ماسٹر متصل گوجرانوالہ
" مدرسہ ... مساکین ۸ر
۴- منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا مدرسہ صہ

۱۹- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- جماعت بنگہ معرفت رحمت اللہ احمدی یتامی فنڈ

۲۰- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- منشی محمد مقبول صاحب احمدی لکھنو مدرسہ ۸ر

۲۳- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان
" دارالامان (فیس مدرسہ جون ۱۹۰۵ء قسط دوم)
۲- مولوی عبد القادر صاحب مدرس سمعوران ضلع لدھیانہ
" مدرسہ ۱۲ر یتامی فنڈ ۴ر
۳- میاں بشیر احمد خانصاحب طالب علم فورتھ ہائی کلاس
تعلیم الاسلام دارالامان کالج فنڈ ار
۴- میاں محمد شفیع صاحب احمدی ساکن اوجلہ " " ار
۵- میاں فضل الدین صاحب احمدی ساکن کہاریاں
" طالب علم سوم مڈل کلاس تعلیم الاسلام قادیان ار
۶- میاں عبد الرحمان صاحب سکنہ فیض اللہ
" چک طالب علم اسپیشل کلاس تعلیم الاسلام قادیاں
۷- میاں محمد حسین صاحب چنیوٹی طالب علم دوم مڈل کلاس " ار
۸- میاں رحمت اللہ خانصاحب طالب علم
" چہارم پرائمری مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان "
۹- سید حبیب اللہ شاہ صاحب طالب علم دوم مڈل " " ار

۱۰- سید ولی اللہ شاہ صاحب طالب علم سوم مڈل کلاس " " ۴ر
۱۱- عبد الرحمن صاحب لدھیانوی طالب علم جماعت پنجم پرائمری " " ار
۱۲- حافظ عبد اللہ صاحب وزیرآبادی " " "
۱۳- الطیع اللہ خانصاحب طالب علم جماعت پنجم پرائمری " "

۲۴- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- سید فضل شاہ صاحب موضع کہیر ضلع گجرات
" مدرسہ عہ یتامی فنڈ عہ
۲- سید مقبول شاہ صاحب سب پوسٹ ڈاکخانہ ضلع گجرات مدرسہ

۲۵- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- حافظ محمد الدین صاحب موضع کہیر ضلع گجرات
" مدرسہ ۸ر یتامی فنڈ ۸ر
۲- محمد مقبول حسین صاحب علیگڑھ مدرسہ ۸ر
۳- میاں نور الدین صاحب کنجاہ ضلع گجرات " عہ
۴- حکیم میاں عطا محمد صاحب بہریاں ضلع جالندھر
" مدرسہ قربانی فنڈ صدقہ فطر
۵- چوہدری غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندھر مدرسہ

۲۶- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- میاں نیک عالم صاحب بوری والہ مدرسہ ۲ر
۲- شیخ محمد حسین صاحب چنیوٹ ضلع جہنگ یتامی

۲۷- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک مدرسہ

۲۸- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- میاں فضل دین صاحب بوری والہ مدرسہ
۲- میاں نور داد صاحب چک سکندر " ۸ر

۲۹- جون ۱۹۰۵ء میزان

۱- شیخ غلام احمد صاحب احمدی قادیان مدرسہ ۴ر
۲- منشی ذوالفقار علی خانصاحب انسپکٹر آبکاری صاحب
۳- بابو غلام محی الدین صاحب میرٹھ " ۴ر
۴- منشی محی الدین صاحب " " ۸ر
۵- شیخ عبد الرشید صاحب " مدرسہ
(عاجز الہ داد نائب امین مدرسہ) میزان

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہو۔ کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟
حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے ہلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ۔ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے۔ جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو انکے ساتھ خاص رعایت بھی کی جاویگی۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاویگی۔
تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل میٹل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں۔

پنجاب سماچار ہفتہ میں تین بار

یہ مشہور و اول ملک کا سچا اخبار شہر لاہور سے ... سال سے شایع ہوتا ہے اسکے پرزور اور آزادانہ مضامین اور آرٹیکلز نے تمام اخباری دنیا میں دہاک باندھ رکھی ہے اور اسکی شستہ اور بامحاورہ زبان کا لطف نمونہ ہی اور لطف یہ ہے کہ ہر ایک مذاق کا مسالہ اس میں موجود ہے قیمت ہفتہ میں تین بار کے عوام کے ... طلباء کے لیے سالانہ اور فی پرچہ قیمت ... عوام ... سالانہ ہے۔ المشتہر۔ منیجر اخبار پنجاب سماچار لاہور۔

آ جیز رائی ۱۹۰۵ء قیمت

گارنٹی ۲ سال۔
یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اسکے ایل ... جوکدار خالص چینی کا ہے۔ جیب میں بھی لگ سکتی ہے دیکھنے میں ... معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہیں بڑی پختہ و پائیدار ہیں قیمت بمعہ تسمہ ...

سکوپ سسٹم واچ گارنٹی ... سال

اگر ... سال کے اندر ... گھڑی کے اندر ... بند ہو جاوے تو ہم بلا اجرت درست کر دیں گے اس سے زیادہ اس کے پختہ و پائیدار ہونے کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ جلد خریدو۔ قیمت بمعہ تسمہ علاوہ محصول ... ہے
... کمپنی کشمیری بازار لاہور

ناپاک معترضوں میں امر فارق یا فرقان ہوجاتی ہے - اُس سے اللہ تعالے کو یہ دکھانا مقصود ہوتا ہے کہ اگر وہ ایسے ہی محل اعتراض اور مقام نکتہ چینی ہیں جیسا کہ اُن کا دشمن انکی تصویر دکھاتا ہے تو خدا تعالے اُنکی تائید کیوں کرتا ہے - اور کیوں اُن کے مخالفوں کو کہ وہ بھی تو آخر اُس کے بندے اور اپنی اپنی جگہ مدعی راستی ہوتے ہیں سخت ذلیل کرتا اور آخرکار اُن کا نام و نشان مٹا دیتا ہے - یہی روشن اور سچا معیار ہے جس کی رو سے ہم عیسائیوں کو جواب دے سکتے ہیں اُن تمام جزوی نکتہ چینیوں کا جو وہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتے ہیں - قرآن کریم نے یہی معیار پیش کیا ہے جہاں اللہ تعالے فرماتا ہے انا فتحنا لك فتحًا مبينًا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر - الآیہ یعنی اسبات کے ثبوت کے لیے کہ تو (ای محمد) مغفور و معصوم ہے (یعنی تیری نسبت نکتہ چینیاں تمام بیجا اور ناروا ہیں) ہمنے یہ کام کیا ہے کہ تجھے فتح مبین دی ہے اس الٰہی نصرت اور آسمانی تائید سے ثابت ہوجاوے گا کہ تو راستی پر تھا اور تیرے مخالف جھوٹے تھے - خدا کی شان لاتعلوم قدامت سے تمام اسماعیلیوں اور کل عرب کی فطرت میں مرکوز تھا کہ مکہ معظمہ کا فاتح کاذب اور بدچلن شخص نہیں ہوسکتا - جب سے قریش اور اُن کے حلفا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ شروع ہوئی وہ اسی فیصلہ پر مستقیم ہوکر منتظر تھے کہ آخرکار مکہ جس کے قبضہ میں آجائیگا وہی حق پر ہوگا اور اُس کی جانب داری اختیار کریں گے - آخر خدا تعالیٰ نے وعدہ کے موافق آنحضرت کو مکہ پر متصرف کیا اور تمام عرب آپ کی راستی کا لوہا مان گئے - لیکن الحمدللہ اس معیار کی رو سے یسوع کے پرستار اور وکیل اُسکو کبھی سچا ثابت نہیں کرسکتے - اس لیے کہ کسی آسمانی نصرت اور الٰہی تائید نے اُس کے دعوی کی تائید نہیں کی - اور نہ ہی اُس معیار کے مقابل شیعہ اپنے معصوموں کی راستی ثابت کرسکتے ہیں فالحمد لله على ذلك حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه - حضرت حجۃ اللہ امام مفترض الطاعۃ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی فتح مبین کی وحی بار ہا ہوچکی ہے - اگرچہ اُسوقت سے جب سے جنگ شروع ہوئی ہے خدا تعالیٰ کی نصرت ایک ایک عدو حق کو نیچا دکھا کر اپنا چمکتا ہوا چہرہ دکھاتی چلی آتی ہے مگر قریب ہے کہ اللہ تعالے اپنے اس وعدہ کو بھی سچا کر دکھاوے - فانتظروا انی معکم من المنتظرین فقط

خاکسار عبد الکریم -

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمدللہ اچھی ہے -

۲- موسم میں برساتی رنگ پیدا ہوگیا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوگئی -

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے جو گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا گیا تھا کہ کم از کم ہزار روپیہ ہر وقت محفوظ رہنا چاہیئے - ہرچند یہ رقم بہت ہی قلیل ہے لیکن ابھی تک اسپر کوئی توجہ نہیں ہوئی - صرف بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودہانہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ بہت جلد ایک روپیہ بھیجدیں گے جیسا کہ خریداران الحکم سے چاہا گیا ہے اللہ تعالے بابو عبد الرزاق صاحب کو جزائے خیر دے اُنہوں نے سابق بالخیرات ہونے کے لئے قدم مارا ہے - میری اپنی یہ رائے ہے - کہ اگر خریداران الحکم پسند کریں تو اس ایک ہزار کے لئے ایک روپیہ ایک آنہ کا وی پی بھیجکر ان سے چندہ منگوا لیا جاوے - پس اگر کوئی صاحب اس تجویز کے مخالف ہوں تو وہ اطلاع دیدیں ورنہ ۱۰ اگست کے الحکم کا بہت بڑا حصہ اس چندہ کے لئے میں وی پی کردونگا - آخر یہ کام ہونے ہیں اور ہم سب نے ہی مل کر کرنے ہیں -

شیرازۂ قوم کے لئے میں نے ایک ہزار فہرستیں شایع کی تھیں جن میں سے بمشکل پچاس واپس آئے ہوں گے - اس قومی حرکت پر میں کیا کہوں؟ اللہ تعالے اپنا رحم کرے اور ہمیں کام کرنے کی توفیق اور طاقت دے ؟ اسکا نتیجہ تو یہ ہونا چاہئے کہ میں تھک کر خاموش ہو جاؤں لیکن ناظرین الحکم یاد رکھیں میں انشاء اللہ تھکنا نہیں یاد دلاتا ہی رہونگا جب تک کہ یہ خواب غفلت میں سونے والے بیدار نہ ہوں -

پیسہ اخبار کا مقدمہ لاہور میں

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

خدا تعالے کے ماموروں اور راستبازوں کی بیجا مخالفت اور انکا استہزا اور توہین کسی نہ کسی وقت اپنا نتیجہ پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتی چونکہ اللہ تعالے انسان کی شوخیوں اور شرارتوں پر جلد بازی نہیں کرتا اور جھنجلا کر اسے نہیں پکڑتا بلکہ اسے اپنی خطا کاریوں سے باز آنیکا ہر طرح سے موقع دیتا ہے اسلئے نادان اور کوتاہ اندیش انسان اپنی جان پر ظلم کرتا اور اس استہزا اور توہین کے سلسلہ میں ترقی کرجاتا ہے آخر خدا تعالے اسے اپنی گرفت کا مزا چکھا دیتا اور اسے آگاہ کرتا ہے -

لاہور کے پیسہ اخبار نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت اور آپ کے سلسلہ حقہ کی بے جا مخالفت میں جسقدر زور مارا ہے وہ ناظرین الحکم اور دوسرے لوگوں سے مخفی نہیں ہے - مینے ہمیشہ مسٹر محبوب عالم صاحب کو زبانی اور الحکم کے ذریعہ بھی دلی ہمدردی اور خیر خواہی سے بارہا سمجھایا کہ آپ خدا کے صادق مصدق موعود کی ایسی بے جا مخالفت جسمیں بے جا شوخی اور استہزا پایا جاتا ہے چھوڑ دیں کیونکہ ایسی باتوں کے نتائج آخر برے ہیں خدا تعالے کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اسکے مرسل کی ہتک ہو -

لیکن میری ان ہمدردیوں کو ہمیشہ استہزا کے رنگ میں دیکھا گیا اور پہلے سے زیادہ مخالفت بے جا کا اظہار کیا گیا - تہتک آمیز کارٹون خدا کے برگزیدہ خلیفہ کے متعلق شائع کئے گئے اور مقدمہ گورداسپور کے حالات کے ضمن میں جس طریق سے ممکن ہوا خفیف کرنے کے طریق اختیار کئے گئے لیکن وہ شخص لوگوں کی مخالفت سے کب ذلیل ہوسکتا ہے جسکی حمد آسمان پر خدا کرتا ہو - بہرحال ایک لمبی دوڑ کے بعد مسٹر محبوب عالم اور انکے خاندان نے ایک ایسی آسمانی بلا کا منہ دیکھا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ ہمدردی اس معاملہ میں مسٹر محبوب عالم اور اسکے خاندان کے ساتھ ہمکو ہے اور میں اس شخص کو ظاہری دون ہمت سمجھتا ہوں جو کسی کے گرفتار بلا ہونے پر خوش ہو چنانچہ اس ہمدردی کا (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مسٹر محبوب سے ہے) تازہ ثبوت یہ ہے جو بہم پہنچا معلوم ہوا ہے کہ ظہور احمد مستغیث سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے وکیل چیف کورٹ لاہور کے پاس اس غرض سے گیا کہ وہ اس کے مقدمہ کی پیروکار ہوں یا قانونی مدد دیں لیکن خواجہ صاحب نے اتنا بھی پسند نہیں فرمایا کہ وہ اس شخص سے کلام تک کریں چہ جائیکہ اسکو قانونی مشورہ دیں -

انسانیت کی لحاظ سے شک مسٹر محبوب عالم کے ساتھ ہمیں ہمدردی ہے لیکن میں یہ بھی ناپسند کرتا ہوں کہ اس بلا اور تکلیف کے جو انہیں سبق دینے کیلئے نازل ہوئی ہے ان کا سے انہیں عبرت نہ دلاؤں -

یہ موقع ہے کہ مسٹر محبوب عالم اپنی اندرونی اصلاح کریں اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے معاملات کو صاف کریں خدا تعالیٰ کے حضور رجوع کریں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہیں -

مینے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں چند سطریں اس مقدمہ کے متعلق اشارتاً لکھی تھیں - اب باقاعدہ وہ مقدمہ عدالت میں دائر ہوگیا ہے ۱۲- جولائی کو ظہور احمد مستغیث کے بیان بھی ہوگئے ہیں اور پولیس نے جو چالان کیا ہے ۱۵- جولائی کو مسٹر ہیری صاحب بہادر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوا ہے صاحب موصوف نے پیروی کیلئے سرکاری وکیل کو حکم صادر فرمایا ہے آئندہ تاریخ پیشی ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے - ممکن اور مناسب ہوا تو روئداد مقدمہ درج کردی جائیگی -

آخر میں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ معزز ہمعصر زمیندار نے پنجاب سماچار کو اس امر پر ملزم کیا ہے کہ کیوں اس نے پیسہ اخبار کے متعلق واقعات کو پبلک کیا ساتھ ہی الحکم کے گذشتہ نوٹ کو بھی اسنے ناپسند کیا ہے - ہرچند معزز ہمعصر سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا بات تھا جبکہ علی یوسف صاحب المؤید (قاہرہ) کے خلاف ایک مقدمہ مصر میں چلایا گیا تھا تو مصر ہمارے پنجاب اور ہندوستان کے اخبارات نے بھی اسپر مضمون لکھنے اور طبع آزمائیاں شروع کردیں سنو مصر میں تو ایک خوفناک طوفان بے تمیزی پیدا ہوا کہ بعض سنجیدہ اور متین لوگوں نے محض اس ایک مقدمہ کی وجہ سے (حالانکہ وہ ایک نکاح کا معاملہ تھا) المؤید کا پڑھنا بھی چھوڑ دیا تھا - اور غالباً پیسہ اخبار میں بھی اس کے متعلق مضامین نکلے اور ایسا ہی مسٹر اے کے متعلق جو مقدمہ ہوا اسپر کیا کیا حاشیے چڑھے ہے - مدار المہام دکن کے نکاح پر کیوں صدے کی گئی ؟ ان امور پر گہری نظر کرنے کے بعد وہ بتائیں کہ پیسہ اخبار کے متعلق اگر سماچار نے کچھ لکھا تو کیا خلاف کیا - ہاں اگر اپنی ایسی کمزوریوں کو جنکا برا اثر پبلک پر پڑتا ہے چھپا لینا انسانیت کا اعلیٰ فرض ہے تو میں اس فلسفہ کو سمجھ نہیں سکا -

خبرون کا گلدستہ

ماونٹ ایورسٹ۔ کہ مانا جاتا ہے [illegible] ہمالیہ کا [illegible] دنیا مین سب سے اونچا پہاڑ [illegible] [illegible] براہ راست سطح [illegible] [illegible] بلند ہے۔

ملکی پیداوار۔ جرمنی کے ۶ کروڑ باشندون مین سے ۴/۵ حصہ صرف اپنے ہی ملک کی پیداوار پر بسر اوقات کرسکتا ہے۔

چین کی آبادی۔ چین کے صرف اٹھارہ صوبجات کی آبادی [illegible] چالیس کروڑ ستر لاکھ [illegible] بنسبت سلطنت برطانیہ کے [illegible] [illegible]

شعیاں۔ جنوبی [illegible] مشہور دریا [illegible] ایکبار ایک ہی رات مین ہوا کے طوفان [illegible] کچھ بھی [illegible] بڑھ گیا تھا۔

قحط الرجال۔ رینک ہرلین واقع [illegible] مین ایک عورت محض اس وجہ سے لوکل مجسٹریٹ بنائی گئی کہ اوس جگہ کے تمام بالغ مرد امریکہ کو چلے گئے اور کوئی شخص ایسا نہین رہا جو اس عہدہ کو پر کرنے کے قابل ہو۔

عورت پریسیڈنٹ۔ سلطنت متحدہ کے سپریم جسٹس بریور نے دسر کالج کی زنانہ طالبعلمون کو لکچر دیتے ہوئے کہا کہ ایک دن ایسا آنیوالا ہے کہ وائٹ ہاؤس واشنگٹن مین کوئی عورت پریسیڈنٹ بنکر بیٹھیگی۔ جس سے امریکہ کو وہی عزت حاصل ہوگی جو انگلستان کو ملکہ وکٹوریہ سے حاصل ہوئی۔

عجیب دہوپ گھڑی۔ ڈی وڈیل پارک واقع بالٹیمور (امریکہ) مین ایک عجیب دہوپ گھڑی ہے جو دنیا کے متعدد مقامات کا وقت بتاتی ہے اس کے بنانے والے کا نام پیٹر ہملٹن ہے۔

دربار۔ پرنس آف ویلز بمبئی اور کلکتہ دونون مقامات پر ملاقاتی دربار منعقد کرینگے۔

توسیع ریلوے۔ ریلوے بورڈ نے لوکل گورنمنٹون کو موجودہ لائنون کی توسیع یا جدید ریلون کی تعمیر کے متعلق وہ تجاویز پیش کرنے کی ہدایت کی ہے جن سے اون کے صوبجات کو فائدہ پہونچنے کی امید ہو۔

طاعون۔ ہفتہ مختتمہ یکم جولائی مین کل ہندوستان کے اندر طاعون سے ۲ ہزار ۲ سو ایک تین ہوئین۔ جن مین سے پنجاب مین ایک ہزار ۲ سو ترین تہین۔ احاطہ بمبئی مدسو ۱۹۔ صوبجات متحدہ ۱۳۲ برہما ۱۶۷۔

بارش۔ غازی پور مین ۲۰ دن کی سخت گرمی [illegible] کے بعد شدید بارش [illegible] گذشتہ کو آگرہ مین بھی بہت [illegible] موسلا دھار پانی پڑتا رہا۔

عجیب تجربہ۔ مدراس [illegible] بلاری سے خبر آئی ہے کہ وہان کو جوان [illegible] لڑکے اوپر [illegible] [illegible] ہے کہ سکے بجائی [illegible] سوامی سو کہے پتے [illegible] اور وہ پھول بنجاتے ہین۔

مسلمان طلبہ۔ یونیورسٹی الہ آباد کے امتحان انٹرنس مین بمقابلہ [illegible] دیگر اقوام کے ۱۷۶ مسلمان کامیاب ہوئے۔ اسکول فائنل کے امتحان مین ان کی تعداد [illegible] بمقابلہ ۳۵۷ کے ہے۔

برقی روشنی۔ [illegible] ویسٹرن ریلوے مین برقی روشنی اور برقی پنکھون کا انتظام ہوتا ہے چند ہفتون کے اندر [illegible]

جدا مد۔ پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے موقع پر جو فوجی قواعد دہلی مین ہوگی اسکا کل خرچ بالکل علیحدہ رکھا جائیگا۔

مراجعت۔ [illegible] لیاز [illegible] سے والیس ہوکر ۲۹ ستمبر تک [illegible] [illegible] گے اور وہان سے سیدھے شملہ جاکر لفٹننٹ گورنری پنجاب کا چارج لینگے۔

شیکسپیر کا ڈراما۔ ولایت مین ایک شخص کو شیکسپیر کا ایک قدیم ڈراما ملا ہے جس کی قیمت ۸ سو پونڈ لگائی جاتی ہے۔

روس کی حالت۔ روس کی حالت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی ہے۔ بقیہ بیڑے بھی آمادۂ بغاوت ہین۔ پولیس کے افسرون نے فوجی خدمات انجام دینے سے انکار کردیا ہے۔

نعش برآری کا کام۔ جنوبی افریقہ کی طوفان باد اور شکست ذخیرۂ آب سے جو لوگ مکانات کے نیچے دب گئے تہے۔ آن کی نعشین ابھی تک نکالی جارہی ہین۔

مزید تحقیقات۔ مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ایم ڈلیالنس وزیر اعظم یونان کے قاتل ہی نے اس کی بی بی کو بھی قتل کیا تہا۔

تخفیف۔ سُنا جاتا ہے کہ روسیون نے دریائے سیحون کے شمالی کنارے کی فوج مین تخفیف کردی ہے۔ روسی ترکستان مین بدامنی کی افواہین پھر گرم ہین۔

جواہرات کی چوری۔ ڈچز آف ویسٹ منسٹر کے جواہرات کی چوری مین ایک چوکیدار پکڑا گیا ہے۔ ان جواہرات کی قیمت ۶ ہزار پونڈ تھی۔

ریلوں سے حادثات۔ پچھلے سال ہندوستان کی ریلون سے (۱۱۵۷) آدمی ہلاک اور (۱۰۸۹) مجروح ہوئے تہے۔ اور بذریعہ ریل خودکشیان پچھلے سال (۱۴۲) اور گذشتہ سے پیوستہ سال مین (۱۴۳) ہوئی تھین۔

روشنی کا ٹھیکہ۔ کانپور کیلئے برقی روشنی کا ٹھیکہ میسرز بک سدرلینڈ اینڈ کو۔ کو دیا گیا ہے۔

سر ولیم نکلسن۔ ولایت کے اخبارون مین خبر شائع ہوئی ہے کہ لارڈ کچنر کے سٹاف کے چیف سرولیم نکلسن مقرر ہوگئے۔ کیونکہ اونہون نے جبرالٹر جانا منظور نہین کیا ہے۔

توسیع۔ ہز ایکسلنسی لارڈ امپتھل کی مدت حکومت مین اپریل آئندہ کی توسیع کردی گئی ہے۔ تاکہ ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز کے موقع تشریف آوری پر ہندوستان مین موجود [illegible]

دعائے مغفرت۔ سادہو ہیرانی سرکبانی کے لیئے بیہو مندر حیدر آباد مین ۲۴ جولائی ۸ بجے شام کو دعائے مغفرت کیجانے والی تھی۔

ویٹرنری ہسپتال۔ کوہ مری کا ویٹرنری ہسپتال وہان کی میونسپلٹی بہت جلد جاری کرنے والی ہے۔

سپیر امرتسر۔ سُنا جاتا ہے کہ حضور پرنس آف ویلز لاہور سے پٹیالہ جاتے ہوئے امرتسر بھی ضرور آئینگے۔

تخت دہلی۔ سر ایڈورن انجرٹن برٹش سفیر متعینہ روم انتظام کررہے ہین کہ قلعہ دہلی کے مغلیہ تخت کی مرمت کے لئے اٹلی کے کسی ہوشیار کاریگر کو روانہ کرین۔

جلوس کی تصویر۔ مسٹر ڈی۔ آر۔ میکنزی مشہور مصور۔ جو دربار دہلی کے موقع پر شاہی جلوس کی تصویر تیار کرنے کے لیے متعین ہوئے تہے اب ۱۸ فٹ طویل اور ۱۱ فٹ عریض کرمچ پر شملہ مین باتھیون کے جلوس کی تصویر اس موقع کی تیار کررہے ہین جس وقت جلوس جامع مسجد کے قریب تھا۔ تصویر غالباً بڑے دن تک تیار ہوجائے گی۔

حادثہ۔ بھکر کی خبر مظہر ہے کہ بجگرائیر کے سٹیشن پر ایک سقویل سے کچل کر مرگیا۔ یہان یہ قاعدہ ہے کہ سٹیشن کے ادنےٰ ملازم ریل کے آنے کی خبر سٹیشن ماسٹر کو کرنے کے لئے لائن پر کھڑے رہتے ہین اس طریقہ کا انسداد ہونا چاہیئے۔

امیر صاحب کابل۔ ہز مجسٹی امیر صاحب کابل مع سردار نصر اللہ خان غزنی کے دورہ کا ارادہ کررہے ہین۔

دار السعادۃ مین ۱۰۔ ۱۱ جون کو سخت آندہی آئی اور شدید طوفان باد چلا۔ جس سے اکثر مکانات الجھ گئے۔ جنرل وصفی پاشا اپنے مکان کے نیچے دب کر فوت ہوئے اور اکثر لوگ زخمی ہوئے محل چراغان کو بہت صدمہ پہونچا۔ یہ محل سلطان عبد العزیز مرحوم نے لندن کے محل بلورین کے نمونہ پر کئی کروڑ روپیہ خرچ کرکے تعمیر کروایا تہا۔ مسجد ایا صوفیا کا بھی ایک مینار مخدوش حالت مین ہے اور اسکی چوٹی کی برجی گرگئی ہے۔ بعد کی خبر ۱۲ جون کو سخت ہیبتناک طوفان باد چلا جو پہلے سے بھی بڑھ گیا بہت سے عالیشان محل گرگئے۔ دریائے باسفور مین بہت لوگ غرق ہوگئے۔ اور اسکدار مین شدید زلزلہ آیا جس سے لوگون کے مال و جان کا بہت نقصان ہوا۔ حضرت جلالتمآب نے مصیبت زدون کی اعانت کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اور اون کو مال سے امداد کرنے کا احتمام عظیم فرمایا ہے کمیٹی نے مصیبت زدون کے رہنے کو فی الحال بہت سے لکڑی کے گھر بنا دئے ہین اور فوجی افسرون نے مصیبت زدون کو [illegible] دیئے ہین اور زخمی لوگونکے علاج کے واسطے بھی ایک الگ کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔

ہمار۔ کے مسٹر ہارلی اینڈ ہملٹن نے اپنی ایک عجیب ایجاد پیٹنٹ کرائی ہے۔ یہ ایک قسم کی مٹی کی اینٹین ہین جن مین ابرق کا برادہ ملایا گیا ہے۔ اگر ان اینٹون کی چھت پر ایک تہ لگادی جائے تو سخت سے سخت گرم موسم مین بھی مکان نہایت سرد اور خوشگوار رہیگا اگر بیرونی جانب ایک ایک اینٹ آنار کی دیوارین بھی انہی کی بنائی جائین تو مکان مین مقیاس الحرارت ۲۵ و ۳۰ درجہ کے مابین ہوجائیگا۔

مارسیلز۔ (یورپ) مین ایک کسان تربوز کی کاشتکاری کرتا ہے۔ یہ اپنے تربوزونکو بجائے پانی کے دودہ سے سینچتا ہے۔ کسان کہتا ہے کہ اس طرح تربوز کی جسامت دوچند ہوجاتی ہے۔ مارسیلز کی نمایش مین اسی کو سب سے زیادہ انعام ملتا ہے۔

کرکٹ کے بعض شوقین بیٹ کو ہر وقت ہاتھ مین رکھنے کے عادی ہوجاتے ہین بعض سوتے وقت بھی اسکو پاس رکھتے ہین۔ ایک شخص کا شوق اس سے بھی بڑھ گیا جس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اسکا بیٹ اسکے ساتھ قبر مین رکھدیا جائے۔

افغان ترکستان مین چند یہودی دوکاندار اور سوداگر ہین جنکی نسبت ابتک کوئی شبہ پیدا نہین ہوا تہا مگر اب وہ روس کے جاسوس سمجھے گئے ہین اور انکو گورنر صوبہ نے چلے جانے کا حکم دیا ہے ان لوگون نے اپنی دوکانین بند کردین اور اپنے خریدارون سے حساب کتاب طے کرکے جانیوالے ہین۔

جنوبی ہند مین سخت طوفان آیا جس سے جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ جزائر کوشن کے [illegible] مین سے دو جزیرے تباہ ہوگئے۔ ہوا ایسی تند تھی کہ کوئی شخص ایک مقام پر نہین ٹہر سکتی تھی۔

نفاق میں اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہوں گے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔ لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کیلئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو تو پھر اسکی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں کون ہے؟ جو اس کو تلف کر سکے۔ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائیگا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو خواہ ساری دنیا اسکی مخالفت کرے یہ بڑھیگا اور پھیلیگا اور فرشتے اسکی حفاظت کریں گے اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔

مخالفت کی میں پرواہ نہیں کرتا میں اسکو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کیلئے لازمی سمجھتا ہوں یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو۔ دنیا کی تو عجیب حالت ہے انسان کیسا ہی صدیق فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے وہ تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمارے سلسلے کی ترقی فوق العادۃ ہو رہی ہے بعض اوقات چار چار پانچ پانچ سو کی فہرستیں آتی ہیں۔ اور دس دس پندرہ پندرہ تو روزانہ درخواستیں بیعت کی آتی رہتی ہیں اور وہ لوگ علیحدہ ہیں جو خود یہاں آکر داخل سلسلہ ہوتے ہیں اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں۔

مسیح کی موت کا جھگڑا بالکل صاف ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے اور مسیح علیہ السلام کے اپنے اقرار سے فلما توفیتنی میں موت ثابت کر دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے معراج کی رات میں ان کو مردوں میں دیکھا۔ یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ جو شخص ابھی اس عالم میں ہے وہ ان روحوں میں جو اس جہان سے گذر چکی ہیں کیونکر شامل ہو گیا؟

انفاق فی سبیل اللہ

مومن وہ نہیں جو صرف زبان سے کہے میں نے اللہ و رسول کو مان لیا۔ اگر زبانی جمع خرچ سے کوئی شخص مومن کامل ہو سکتا تو ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین (بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے مگر وہ مومن نہیں) نازل نہ ہوتا۔ منافق اور مومن میں فرق یہی ہے کہ منافق کہتا ہے اور کرتا نہیں اور مومن جو کچھ زبان سے کہتا ہے وہ کر کے بھی دکھاتا ہے۔ ... ایمان عمل ہی سے ظاہر ہوتا ہے اسی لئے فرمایا انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون (حجرات) مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی قسم کا شک نہیں کیا (اور نہ کوئی ایسا فعل جس سے قطع تعلق پایا جائے یہ ریب کے مفہوم میں داخل ہے) اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا بس یہی سچے مسلمان ہیں۔ پھر مومنوں کے حق میں فرمایا ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ (اللہ نے مومنوں سے انکی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا) اور اخیر پر فرمایا فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ (پس تم خوشیاں مناؤ اس سودے کی جو خدا کے ساتھ کیا توبہ) یہ اصلی کہ بیعت کے معنی ہی اپنے تئیں بیچ دینا۔ اچھا اب دیکھو کہ ایسی بیعت کرنے والے ایک تو صحابہ کرام تھے۔ انہوں نے اس اقرار کو کسطرح نبھایا جانوں کے نثار کرنے کے بارے میں تو خدا تعالیٰ کی یہ شہادت موجود ہے۔ منھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر (بعض تو اپنی جان فدا کر چکے اور بعض منتظر ہیں) اور مالوں کی نسبت سنئے کہ ایک وقت آیا کہ حضرت ابوبکرؓ سارا مال رسول اللہ صلعم کے حضور رکھ دیا پوچھا گیا ما خلفت لعیالک (تو نے اپنے عیال کیلئے کیا باقی رکھا) عرض کیا اللہ و رسولہ ابو طلحہ مہمان کی روٹی پکاتی ہیں مگر گھر میں کچھ نہیں۔ سو دیا بجھا کر اپنا کھانا اسکو کھلا دیا۔ ایسا ہی نواح شام میں حذیفہ قریبا لمرگ شہید زخم خوردہ میدان جنگ میں پانی دیتے ہیں مگر ہر ایک یہی کہتا ہے۔ پہلے میرے بھائی کو دو۔ اسطرح پانی پھر پہلے کے پاس واپس آتا ہے اور اتنی عرصہ میں سب داخل بحق ہو جاتے ہیں اور یوں یؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ (اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود تنگی کی حالت میں ہوں) کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ ابوداؤد دمشقی بھی کیسے با ہمت جوانمرد تھے کہ گھر بار لیا۔ تلوار رکھ لی۔ باقی سب جائداد بیچ دی۔ ابو عثمان نے اپنی لڑکیوں کو فروخت کر دیا یہ تو سلف صالحین کا حال ہوا۔ اب تم اپنا حال سنو! پہلے یہ دیکھو کہ تم کونسی جماعت ہو حضرات! آپ وہی جماعت ہیں کہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وہ اخیر زمانے میں آنیوالا گروہ جو ابھی تک ان صحابہ میں شامل نہیں ہوا جسکی شان میں وارد ہوا ہے۔ اسی اعتبار سے آپ صحابہ کرام میں داخل ہیں اور آپ میں بھی وہ پاک وجود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) موجود ہے جو تیرہ سو برس پہلے ان میں موجود تھا جبھی فی الامیین رسولا منھم فرما کر آخرین منھم کسی علیحدہ رسول کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ انہیں بھی وہی رسول مزکی، معلم کتاب و حکمت ہوگا جو پہلوں میں تھا گویا مسیح موعود دراصل آنحضرت کے وجود میں ایسا فنا ہوا کہ خود وہی ہو گیا اسلئے علم کتاب ... یہ پہلا ثبوت ہے اس بات کا کہ تم میں رسول موجود ہے۔ (۲) پھر تم دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور فرماتا ہے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا (ہم عذاب نہیں دیتے جبتک رسول نہ بھیج لیں) پس پے در پے عذاب کا نزول رسول کی موجودگی کا ہماری ثبوت ہے (۳) ہم سورۃ فاتحہ میں روز دعا پڑھتے ہیں کہ ہمیں وہ راہ دکھا جس پر چلکر ہم پہلے انعاموں کے وارث ہیں جو انکے منعم علیہ گروہ (انبیاء علیہم السلام) نے پائے۔ اور مغضوب علیہم اور ضالین ہونے سے بچا، اسمیں پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ میں یہ تین گروہ پیدا ہو جائیں گے سوہم ایک ایسی جماعت بھی دیکھتے ہیں جو کتاب اللہ کو وراء ظہورہم چھوڑ کر بے سر و پا تالمودی روایات پر اعتماد کئے بیٹھی ہے اور فتویٰ فروشی اور لوگوں کا مال بالباطل کھانے اور کافر بنانے میں اپنے بھائیوں سے سبقت لیگئی ہے دوسری طرف وہ گروہ بھی موجود ہے جسکی شان میں کسی نے کہا ہے۔ دیکھو تو کرسٹان! جو پوچھو تو مسلمان۔ پس تیسرے گروہ کی موجودگی بھی نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت شر الامم نہیں بلکہ خیر الامم ہے۔ میرے دوستو! یہی وہ گروہ ہے! جس کا امام وہ وجود باجود ہے جسکی خبر وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ اور ولہ الحمد فی الاولیٰ والاٰخرۃ میں بھی دی گئی ہے ان دونوں آیتوں سے ظاہر ہے کہ آخری زمانے میں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہونیوالے تھے، اسی لئے آنیوالے مہدی کی نسبت فرمایا کہ میرا نام اس کا نام ہوگا۔ حتیٰ کہ والدین کا نام بھی ایک ہوگا اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوں گے مطلب یہ کہ میں ہی ہونگا۔ صرف جسم کا فرق ہوگا۔ جیسے چاند مختلف برجوں میں طلوع کرتا ہے مگر اسے تناسخ نہ سمجھ لیجئے۔ یہ بروز ہے جسکے معنی ہیں کسی کی روح دوسرے وقت میں آنا سو یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمدؐ مرسل ربانی کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے اسکی جماعت میں آپ صاحبان داخل ہیں۔ شکر کرو جانوں کی میدان جنگ میں نثار کرنے کا ابتلاء ہم کو پیش نہیں آیا۔ صرف مال ہے جس کے خرچ کرنے سے ہمیں دریغ نہیں چاہیئے بعض لوگ چندہ طلبی پر اعتراض کرتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ کیا اگلے انبیاء کرام علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں ہمارے رسول الثقلین (روحی فداہ) کو ارشاد ہوتا ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا (ان کے مالوں سے صدقہ لیکر جمع کیجئے تاکہ انہیں اس کے ذریعہ پاک کرو اور ان کا تزکیہ کرو) اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام صدقات رسول و امام ہی کے پاس جمع ہونے چاہیئے تاکہ وہ انہیں موقعہ و محل کے مناسب حال خرچ کرے۔ اگر اس وقت جہاد میں خرچ ہوتا تھا تو اب ایسے ہی محل ہیں۔ اول دیکھو لنگر خانہ جس سے یہ مقصود ہے کہ جو لوگ طلب حق و تحصیل علم و تحقیق حق کیلئے یہاں آتے ہیں ان کے خوراک پوشاک مکان وغیرہ کا انتظام ٹھیک رہے تاکہ وہ دلجمعی سے سیکھ سکیں۔ اور ان لوگوں کو بھی مدد پہنچتی رہے جو یہاں عارضی طور سے محض خدا کیلئے اقامت پذیر ہیں میرے ایک دوست نے مجھے کہا۔ کہ جتنے اصحاب وہاں موجود ہیں وہ چندے کا حصہ لیتے ہیں اگر آج تم لوگ امداد بند کرو۔ تو یہ سب رفو چکر ہو جائیں۔ اسی وقت مجھے یہ آیت یاد آگئی جو میں نے پڑھ سنائی ھم الذین یقولون لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتیٰ ینفضوا وللہ خزائن السمٰوٰت والارض ولکن المنافقین لا یفقھون۔ (یہی ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں جو رسول اللہ کے پاس ہیں ان کو خرچ نہ دو تاکہ ادھر ادھر منتشر ہو جائیں۔ آسمان و زمین کے خزانے تو اللہ کیلئے ہیں یہ سمجھتے نہیں) پھر میں نے کہا۔ بندۂ خدا تم اتنا سوچو کہ جو لوگ وہاں رہتے ہیں کیا انکی غیر معمولی لیاقت اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ اپنے وجہ معاش کیلئے ہرگز کسی کے محتاج نہیں اور اگر کمانے پر آئیں تو دوسرے دنیاداروں سے ہرگز کم نہیں رہ سکتے میں تو جہاں تک سمجھتا ہوں، انہیں سے ہر ایک صرف دین کیلئے اپنی دنیا کا نقصان کر کے بیٹھا ہے۔ دوم مدرسہ جس کا فائدہ یہ ہے کہ پادریوں کی انجیلی تعلیم سے بچتے رہیں اور انگریزی کی ساتھ ساتھ اپنا دین بھی سیکھتے جائیں تاکہ یہ سب دنیا۔ دین کے رنگ میں آکر موجب اجر عظیم ہو۔ سوم۔ ریویو آف ریلیجنز یہ رسالہ تبلیغ اسلام کیلئے جاری ہے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی بعثت کی اصل غرض یکسر الصلیب کو پورا کرنیوالا ہے چہارم الحکم و بدر کہ وہ حضور کی شان مہدویت کی اظہار کیلئے ہیں پنجم چھاپہ خانہ جس کے ذریعہ معارف و حقائق سے بھری ہوئی کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ ان سب کی امداد ہم پر فرض ہے کیونکہ آپکا دعویٰ تسلیم کرنے کے معنے یہی ہیں۔ یوں زبان سے کہدینا کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں میں نہیں جانتا کیا فائدہ دیتا ہے جبکہ وہ ہماری تصدیق کا محتاج نہیں۔ اگر اسے کوئی بھی نہ مانے تو بھی وہ مسیح موعود ہی ہے، امامت کے عہدہ پر خدا نے مقرر کیا ہے کوئی ہم نے نہیں کیا پس ہمارے ماننے سے یہ مراد ہے کہ اس کے کام میں تن من دھن سے مدد دیں۔ جتنا امداد سے پہلوتہی کرتے ہیں

اتنا ہی ایمان میں قصور ہے۔ دیکھو پچھلے سال جب زمینداروں کو معلوم ہوا۔ کہ ایک گھوڑی لینے سے نہر پر مربعے ملتے ہیں تو کئی لوگوں نے اپنے زیور اپنے مکان بلکہ اپنی زمینیں بیچدی تھیں۔ وجہ یہ کہ زمین ملنے کا یقین تھا۔ ایسا ہی اگر بہشت کی زمین کے وارث بننے کا یقین ہو۔ تو کیوں نہ سب بے دریغ مال خرچ کر دیا جائے۔ بے شک اولاد و دولت کی محبت ایسا نہیں کرنے دیتی۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ترجمہ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہاری بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے رشتہ دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جسکے سست پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اور مکان جو تمہیں پسند ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہیں۔ تو انتظار کرو یہاں تک کہ خدا کا عذاب آنازل ہو۔ پھر ایسی قوم کو فاسقین فرمایا جو مال خرچ کرنے اور چندہ دینے میں دریغ کرتی ہے۔ چونکہ انسان کو مال و دولت کی محبت بہت ہی ہے اسلئے کئی بار فرمایا (۱) وانفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصّٰلحین۔ (جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے خرچ کر دیں پہلے اس سے کہ تم میں سے کسی کو موت آوے۔ اور کہے اے میرے رب اگر تو مجھے کچھ مہلت دے تو میں صدقہ کروں اور صالحین سے ہو جاؤں)

(۲) لن تنالوا البر حتی تنفقوا (تم بر کو پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ خرچ نہ کرو) (۳) یا ایھا الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی یوم لا بیعٌ فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ (اے ایمان والو خرچ کرو اس سے جو تمہیں ہم نے رزق دیا پہلے اس کے کہ وہ دن آوے جسمیں کوئی بیع دخلہ وشفاعۃ نہیں) پس صحابہ کرام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ابھی دو کرو۔ یہ وقت ہے کیونکہ جب پورے طور سے فتوحات شروع ہو گئے (چنانچہ ہو رہے ہیں) اور وامتازوا الیوم ایھا المجرمون کا وقت آگیا تو پھر خرچ کا وہ اجر نہ ملے گا جو کہ اب ملتا ہے۔ فرمایا لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔ حدید (جو لوگ فتح سے پہلے خرچ کریں اور لڑیں وہ برابر نہیں بلکہ بڑا درجہ رکھتے ہیں ان سے جو بعد میں خرچ کریں اور لڑیں) (۴) لقد تاب اللہ علی النبی والمھٰجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ ترجمہ (اللہ نے نبی اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگی کے وقت میں ساتھ دیا بڑا فضل کیا ہے) پس اے میرے عزیزو۔ دل کھولکر چندہ دو اور ہر ایک قومی ضرورت کا لحاظ رکھو۔ اور اس کو اپنی سعادت و بہبودی کا وسیلہ سمجھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر احسان نہ جتلاؤ۔ کہ ایسے احسان جتلانے والے ہلاک ہوئے۔ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان ترجمہ (تجھ پر احسان جتلاتے ہیں کہ اسلام لائے کہدے مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ ایمان کی ہدایت دی۔

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو مبارک کرے اور مجھے اور سب بھائیوں کو اسپر عمل کی توفیق دے۔ آمین

(احمدی گجراتی از گولیکی ضلع گجرات)

انتقال

میرٹھ سے نہایت افسوس ناک خبر آئی ہے کہ میرے مکرم مخدوم بھائی جناب منشی ذوالفقار علیخان صاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ کی اہلیہ کلان کا ۱۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو بوقت پانچ بجے شام انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ موصوفہ ایک دیندار اور مخلص احمدی خاتون تھی۔ خانصاحب موصوف اسکی بیماری کی حالت میں وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہے لیکن آخر وہ ہوا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی۔ خانصاحب موصوف کو کچھ شک نہیں ایک سخت صدمہ پہونچا ہے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ انکا اخلاص اور خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق رضا بالقضا انہیں ضایع نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ خود انکی جزا ہو اور اس موقع پر انہیں خاص صبر عطا کرے مرحومہ کا جنازہ غایت پڑھا جاوے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

تازہ الہام

۱۔ روحانی عالم کا دروازہ تیرے پر کھولا گیا۔

۲۔ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ

مبارکباد

بریں مژدہ گر جان فشانم رواست

کہ این مژدہ بہبودی جان ماست

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

اما بعد

نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ ظاہر کیا جاتا کہ میرے محسن و مخدوم زادہ جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہما اللہ الوہاب اسسٹنٹ سرجن کلاس کے آخری امتحان میں کامیاب ہوئے اور سب سے اوّل رہے۔ میں اس کامیابی پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیخدمت میں خصوصاً مبارکباد عرض کرتا ہوں کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ موجہ اور قبولیت دعا کا نتیجہ ہے۔ میں مخدومی میر محمد اسمٰعیل صاحب کے واجب العزت والدین کو اور پھر حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور جنکے حقیقی بھائی ہونے کا ڈاکٹر صاحب کو فخر حاصل ہے نہایت ادب اور صدق دل کر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عام مسلمانوں کے لئے بھی یہہ کامیابی قابل فخر ہے کیونکہ یہ پہلا احمدی اور مسلمان ہے جو میڈیکل کالج کے آخری امتحان میں پنجاب۔ یو۔ پی اور سنٹرل انڈیا میں اوّل نکلا ہے۔ (اللّٰھم زد فزد)

یہہ کامیابی اور بھی مسرت اور خوشی کا موجب ہو جاتی ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر محمد اسمٰعیل صاحب اپنے زمانہ تعلیم کالج میں ہمیشہ اعلیٰ اخلاق کے ساتھ سچے مسلمان کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں اور ذہن رسا اور نکتہ رس طبیعت کے ساتھ اپنے پاک چال چلن سے احمدیت کا ایک موثر نمونہ ثابت ہوئے ہیں جسکی وجہ سے ہمیشہ کالج کے اوستاد آپ سے خوش رہے ہیں۔

خدا کرے کہ ہماری قوم اور حضرت مخدومی میر محمد اسمٰعیل صاحب کے والدین اور دوسرے متعلقین میر صاحب کی بہت بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں اور انکا وجود خیر و برکت کا موجب ثابت ہو۔ آخر میں میں پھر ایک بار اپنے مخدوم و محسن بزرگوں کو اس تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں۔

احقر العباد خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر

ایک آنہ فنڈ کالج کے لئے

میں نہایت شکر گذاری کے ساتھ ان احباب کی فرستادہ رقوم کی رسید دیتا ہوں جنہوں نے قیام کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ میں چندہ بھیجدیا ہے۔ یہ ایک آنہ ماہوار جو دو سال تک ہر احمدی دیگا ایک صدقہ جاریہ ہوگا۔ اور اسکی زندگی اور بعد الموت بھی ثواب کا باعث ہوگا۔ قوم توجہ کرے تو کچھ بات نہیں جن احباب نے چندہ دیا ہے اور ان کی رقوم درج رسید نہیں ہوئی ہیں وہ اطلاع دیں۔

یہہ غلطی اکثر کیجاتی ہے کہ مختلف چندوں کے ساتھ تداخل کر دیا جاتا ہے اگر براہ راست یہہ چندہ بھیجا جاوے تو حساب میں غلطی کا احتمال نہیں رہتا۔ کالج کے آنہ فنڈ کا چندہ ایڈیٹر الحکم کے نام بھیجدیا جاوے لیکن کوپن پر جلی قلم سے آنہ فنڈ اور تفصیل درج ہو۔

رسید زر موصولہ یہہ ہے

جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب راولپنڈی ۱۲؍ دو سال کیلئے

جناب منشی غلام سرور صاحب اہلمد ڈیرہ اسمٰعیل خان ۲؍

منشی عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متھرا ۲ کس ۲ سال لعہ

نامعلوم الاسم بذریعہ غلام دستگیر شاہ ٹکٹ ۸؍

اہلیہ منشی گلاب خانصاحب سب اورسیر دہرم سال عـہ

بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافس مین الٰہ آباد ۲؍

معرفت " ۸؍

بابو فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر ستہ کوال ۲؍

معرفت " ۱۵؍

منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی چندوسی ۱۰؍

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب دو سال کے لئے عـہ

سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور پنڈی گھیپ ایک سال ے

منشی محمد مقبول صاحب لکھنو ۲، ۵ ماہ عـہ

بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ۲ سال عـہ

بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لادوس پور عـہ ۵ ماہ کیلئے

منشی ذو الفقار علیخانصاحب میرٹھ ایک سال ے

ضیاء الدین طالب علم اسلامیہ کالج لاہور ۸؍

مستری محمد عمر صاحب جلالپور جٹان ۲؍

مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۱؍

مولوی یار محمد صاحب قادیان ۳؍

اطلاع

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب کے نام پر جو خطوط آتے ہیں تحقیق اکثر مرتبہ اپنا نام یا تو لکھتے نہیں یا لکھنا بھول جاتے ہیں۔ اور پھر اعضا کے جواب کیلئے ٹکٹ بھی ہوتے ہیں۔ پس ایسے خطوط کا جواب بہت مشکل ہوتا ہے اور چونکہ خطوط کثرت سے آتے ہیں اور

ضرورتِ امام

نبشتہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی

روحی فداک یا روح اللہ صلعم - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - مکرمی مولانا عبد الکریم صاحب کا ایک گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو حضور کے غلاموں سے ہیں وہ اس زمانہ کے فتنہ و فساد پر مضمون لکھیں سو جہانتک دیکھا گیا حضور نے کوئی بات بھی باقی نہیں چھوڑی جسقدر زمانہ کے فسادات حضور نے بسط کے ساتھہ ارقام فرمائے ہیں اب کوئی نئی بات نہیں نکال سکتا جو لکھیگا وہ انہیں کو دہرائیگا لیکن چونکہ حضور کے حکم کی تعلیم ہمارا ایمان ہے اسلئے یہاں سے سب نے اسپر لکھا ہے اور اسیوجہ سے حسب الحکم مین بھی ایک ٹوٹا پھوٹا مضمون ابلاغ خدمت بندگان عالی کرتا ہون - مین تو سب سے زیادہ فتنہ اس زمانہ کے علماء کا دیکھتا ہون خواہ وہ مسلمان ہین یا پادری ایک ہین - اور جو فتنہ عظیم الشان اس زمانہ کا ہے اور جس سے ہر ایک نبی اور رسول اپنی اپنی امتون کو ڈراتا چلا آیا ہے اور ہمارے سید و مولی سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تمام علامات اور نشانات اور رفت تک ظاہر فرمادئیے وہ سب اسوقت پوری ہوگئے سوان نشانات اور علامات کا پورا ہونا ہی اور دجالیت کا تمام عالم پر محیط ہونا نہ صرف ضرورت مصلح کی ظاہر کرتا ہے بلکہ اس عظیم الشان مصلح کا جو بوجہ ان عظیم الشان فتنون کی اصلاح کی وجہ سے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام سے موسوم تھا موجود ہونا ظاہر کررہا ہے - بڑا فتنہ اس زمانہ کے علماء کا اسلئے ہے کہ جناب فخر الرسل سید الانبیاء مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ کے علما کی نسبت خبر دی ہے کہ وہ بدترین خلایق اوس زمانہ سے ہونگے بوجہ بیعلمی کے فتوی دینگے خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسرون کو بھی گمراہ کرینگے اب اس حدیث شریف کا منشاء ان علماء کی تکفیر بازی ہے جو مسلمانون پر کفر کے فتوے لگاکر بمصداق حدیث شریف کہ جسکی تکفیر کیجاوے اگر وہ نہ ہو تو وہ کلمہ لوٹ کر اوسی پر آتا ہے خود بھی گمراہ ہوتے ہین اور اپنے پیروٴن کو جو انکے فتوون کیوجہ سے مسلمانون کو کافر جانتے ہین گمراہ کرتے ہین اور باوجود کہلانے شیخ العرب والعجم اور شمس العلماء اور ابو البرکات اور ابو سعید کے - خدا جانے کیا کیا ان لوگون نے اپنے لقب رکھے ہوئے ہین پھر ان کی معلومات اور علم کتاب و سنت کا یہہ حال ہے کہ باوجودیکہ قرآن کریم مین اس تکفیر بازی سے بچنے کے لئے اللہ جلشانہ نے صریح اور بین طور پر فرمادیا۔

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست
مومنا یعنی اوس کو بھی کافر نہ کہا جائے کہ جس سے محض
اسلام علیکم ظاہر ہو اور حدیث شریف مین ہے من صلے
صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا
فذلک المسلم الذی لہ ذمتہ اللہ و ذمتہ
رسولہ ولا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری

پر انکا کفر کا فتوے دینا صاف انکی بے علمی اور کتاب و سنت سے دوری ظاہر کرتا ہے اور اسطرح یہ بیعلمی سے فتوی دیتے ہین خود بھی گمراہ ہوتے ہین اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتے ہین ماسوائے اسکے اس زمانہ کا فلسفہ اور سائنس ایسا بھاری فتنہ ہے کہ جس سے تعلیم یافتہ بھی عقاید حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہین اور یہہ علماء بوجہ اپنی بے علمی کے ہرگز اس بھاری فتنہ کا مقابلہ کرکے حمایت اسلام کی نہین کرسکتے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ بوجہ اتقا اوٹھہ جانیکی جو اس جماعت مین بالکل معدوم ہے فہم قرآن کریم کا نہین رہا کیونکہ قرآن کریم کے جاننیکے لئے اتقا کو ہی مولی کریم نے شرط ٹھیرایا ہے جیساکہ فرمایا

اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ

سو کون انکار کرسکتا ہے کہ اب ایسے مصلح کی ضرورت ہے جسکو علم قرآن کریم کا دیا گیا ہو جسکی وجہ سے وہ موجودہ فلسفہ اور سائنس کا مقابلہ کرکے اور انوار اور برکات کتاب اللہ کو پھیلاوے - دجالیت کے فتنہ کو تقویت اور جہان مین پھیلانیوالے بھی یہی اس زمانہ کے بے علم مولویصاحبان ہین کیونکہ دجال اکبر کا بڑا فتنہ جو شرک کا قایم کرنا اور توحید الہی کا معاذ اللہ نیست و نابود کرنا ہے اوسکی بنا حضرت عیسے علیہ السلام کی حیات ہے جسکی وجہ سے وہ حی و قیوم اور خالق وغیرہ مانے جاتے ہین اور جس سے شرک و ظلم کا ایک دریا تمام جہان مین بہہ رہا ہے اور دیکھا جاوے تو جسقدر اسوقت خرابیان اور انواع و اقسام کے گناہ اور بدکاریان پھیلی ہوئی ہین ان سب کی بنا یہی مسئلہ حیات عیسے علیہ السلام ہے اسیوجہ سے آج آسمانی کتاب اور ہدایت انبیاء علیہم الصلوۃ کا چراغ ٹمٹماتا نظر آتا ہے اور شرک و ظلم سب کا دتیرہ بنگیا جس سے ضلالت اور کفر کی ایک تیز آندہی چہار طرف چل رہی ہے کیا عیسائی اور کیا آریہ اور کیا برہمو اور کیا مسلمان سب کے مشرکانہ عقائد ہین اور توحید الہی کے مصفا اور روشن چہرہ پر اعتقادات مشرکانہ کا گرد و غبار چھایا ہوا ہے جس سے اوسکا اصلی چہرہ نظر نہین آتا - عیسائیون کا تو یہہ عقیدہ ہی ہے کہ باپ سے بیٹا پیدا ہوا اور بیٹے اور باپ کے ملنے سے روح القدس پیدا ہوئی - اور پھر باوجود اسکے ان تینون کو نہ تقدم ہے نہ تاخر اور تینون ایک ہی ہین اور تین ہی رہا جب تقدم و تاخر نہین تو اسکے جھٹلانیکی کیا دلیل ہے کہ روح القدس سے بیٹا پیدا ہوا اور بیٹے اور روح القدس کے ملنے سے باپ پیدا ہوا۔ غرضکہ یہہ لوگ تو یسوع صاحب کو زمین و آسمان کا مالک حی و قیوم اور خدا کی سی صفات اون مین مانتے ہین لیکن ان مولویصاحبان کا بھی عقیدہ اون سے کم نہین ہے یہہ لوگ بھی حضرت مسیح کو حی و قیوم اور خدا کی صفات خاصہ مین شریک جانتے ہین بلکہ وہ تو نبی ہی تھے یہہ کافر دجال پر بھی ایمان رکھتے ہین کہ اوسکو خدائی کی تمام قدرتین ہونگی اور یہی خدا کی صفات خاصہ مین شریک ہے - زمین و آسمان اوسکے قبضہ مین ہونگے دوزخ و بہشت اوسکے ساتھہ ہونگے اپنے حکم سے ماریگا اپنے حکم سے زندہ کریگا وغیرہ وغیرہ عقاید رکھتے ہین اور اسپر ایمان رکھنے کو دوسرون کو مجبور کرتے ہین اب یہ شرک کی تعلیم نہین تو اور کیا ہے آریہ اور برہمو کا حال پوشیدہ نہین ہے آریہ خدا روح مادہ کو انادی سمجھتے ہین برہمو عقل کے پوجاری ہین اور انکا خدا ایسا کمزور ہے کہ نہ صفت گویائی کی اپنے اندر رکھتا ہے نہ یہہ طاقت کہ ہمین پیدا کرکے اس زندگی کے لئے کوئی دستور العمل ہمارے واسطے بھیجتا بلکہ اوسکا پتہ بھی انکی ہی عقل نے لگایا ہے - غرضکہ یہ زمانہ ایمانی اور اعتقادی فتنون کا ہے اسیواسطے فتنے بھی دو قسم کے ہین ایک انسانی فتنہ جو طرح طرح کی بدکاریان ہین جیسے زنا اور شراب خواری وغیرہ بیحیائی کا ایسا عام ہو جانا کہ اوسکو برا نہین سمجھا جاتا اور انسان اور حیوان مین تمیز باقی نہین رہی اونکا نتیجہ دوسری قسم کے فتنے جو خدا کیطرف سے ہین - بارشون کا وقت پر نہ ہونا قحط سالی کا ہونا و باؤن کا پھیلنا طاعون کا مسلط ہونا سو ہر قسم کے فتنون کا آج زور شور ہے اور مسلمان نام کے مسلمان ہین شرک نے وہ زور پکڑلیا ہے کہ ایمان باللہ کسی مین باقی نہین رہا - اس طرح محض مونہہ سے اٰمنا باللہ کہنے والون کو تو خداوندکریم بھی بے ایمان بتاتا ہے جیساکہ فرمایا ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین اوسنے اٰمنا باللہ کی یہہ علامت رکھی ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ والبشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون الخ

سو اس ایمان کو چہار طرف نظر اٹھاکر دیکھہ لو نہ شیخ العرب والعجم مین پایا جاتا ہے نہ دوسرے مولویصاحبان اور مسلمانون مین اور یہ سب وجہ اسکی ہے کہ قرآن کریم کا علم اٹھہ گیا اور ان کے سینے اس سے خالی ہوگئے اور شرک مین گرفتار ہوکر وجو توحید الہی تھی اور جسپر قایم رکھنے کو حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر وقتاً فوقتاً ہمارے سید و مولی خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم تک لکھو کہا نبی اور رسول آئے ہاتھہ سے کھو بیٹھے خوف الہی اور رجوع الی اللہ اور تقوے بالکل نہین رہا یہی وجہ ہے کہ اوس پاک کلام پر جو منجانب اللہ ہماری ہدایت اور راہ نمائی کیلئے اوسنے آپ بھیجا اور جسکی وہ پاک و صاف تعلیم ہے کہ عالم اور حکیم فلسفی اور نیچریہ اور دہریہ اور عالم جاہلون کی ہدایت کے لئے یکسان ہے اوسپر اور اوس نبی کریم سید الطاہرین حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر جسنے اپنا عملی نمونہ دکھاکر خلقت کو ذلت پرستی کے گڑھے سے نکالا اور جسکا تمام جہان پر احسان ہے خاصکر عیسائیون پر تو بڑا بھاری کیونکہ یسوع صاحب کے سوانح جو انجیل سے معلوم ہوتے ہین اون سے تو وہ نبی تو کیا معمولی آدمی بھی معلوم نہین ہوتے اور یہودون کا اعتراض صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپکے خدا ہونے کے یہ دلائل ہین کہ تمام عمر خوف کے مارے چھپتے پھرے اور اعلاء کلمتہ الحق بوجہ نہ بھروسہ ہونے خدا پر زبان سے مرد میدان بنکر نہ نکال سکے اور یہی تعلیم جھوٹ کی شاگردون کو دیتے رہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ مین مسیح ہون اور کہتے کچہہ اور کرتے کچہہ رہے اور جو دعوی کیا پورا کرکے نہ دکھایا اور آخر کو پکڑے گئے اور دشمنون کے ہاتھہ سے جو گت ہوئی ظاہر ہے - اور بالآخر سولی پر لٹکائے گئے - اور یہودیون کا قول کہ جھوٹا سولی پر لٹکایا جاتا ہے راست آیا اور ان نادان دوست پولوسیون نے بھی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا ملعون ہونا یہود مردود کے اعتراضات نہ اوٹھانیکی وجہ سے مان لیا اور خداوندکریم سے آپکا ایسا گہرا تعلق تھا کہ تمام رات رو رو کر دعائین کرتے رہے لیکن دعا قبول نہ ہوئی اور کامل ایمان باللہ ہونیکا یہہ ثبوت دیا کہ آخری وقت مین بجائے رضاء الہی کے کلمہ کے ایلی ایلی لما سبقتنی ... ایخدا ایخدا تونے مجھے کیون چھوڑدیا یہ کلمے آپ کے منہ سے نکلے اور آپکی کامیابی اور شاگردون کی وفاداری کا حال جو آپکی فیض صحبت سے تھا ظاہر ہی ہے لیکن قرآن کریم نے ظاہر کیا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی اور مقرب الہی تھے اور آپ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ خدا کے نزدیک تھے اور یہود مردود نے اور پادریون نے جو یہود مردود کا جواب نہونیکی وجہ سے کمال بے شرمی اور بے ایمانی سے ایسے پاک اور برگزیدہ خدا کو اپنے جھوٹے کفارے کے بدلے مین کہ وہ معاذ اللہ معاذ اللہ ہماری حرام کاریون اور بدکاریون اور شرارتون کیوجہ سے ملعون ہوکر دوزخ مین پڑا اور ہم کو نجات دیکر آزاد کرگیا اب

ہم جو چاہیں کریں بالکل بے ایمانی کا خیال ظاہر کرایا۔ اور بتایا وہ خدا کا راستباز اور پاک انسان نبی اللہ حبیب اللہ ملعون ہو کر سولی پر نہیں مرا بلکہ جیسا کہ اوس سے وعدہ کیا گیا تہا کہ یا عیسےٰ انی متوفیک الخ اوسکو ہلاک کر کے موت دی جیسا کہ آیۃ شریفہ فلما توفیتنی میں اس وعدہ کا ایفاء ہے اور جسکی تفسیر بخاری شریف میں ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی سو اوس احسان کا بدلہ اس گروہ نے یہہ دیا کہ اوس سید معصوم اور سید الطاہرین صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عفت پر حد درجہ کی بیحیائی اور بے شرمی اور بے ایمانی سے حملے کئے اور امہات المومنین کے درباری اخبار جیسی ناپاک اور گندہ کتاب شائع کی اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام معاذ اللہ دجال کذاب زانی فریبی دغاباز وغیرہ وغیرہ رکہا گیا یہہ وہ وقت نہیں کہ غیرت الٰہی جوش میں آئے۔ اور اگر کوئی مصلح اسوقت موجود نہ ہوتا تو زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے پھر یہی نہیں کہ عیسائیوں اور اون کے پس خوردہ کہانے والے آریوں وغیرہ ہی نے آپ کی ایسی بے ادبی کی ہے بلکہ مسلمانوں اور وہ مسلمان جو صاحب علم اور مولوی کہلاتے ہیں اور صاحب عقل ہیں ان لوگوں نے بہی کم بے ادبی نہیں کی دیکہو انکا اعتقاد حضرت عیسےٰ کی نسبت یہ ہے کہ جب دشمنوں نے اونکو پکڑ کر قتل کرنا چاہا تو خدا نے اپنی قدرت سے ایک دشمن کو اونکا ہمشکل بنا دیا جسکو سولی دیگئی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری اسی جسم کے ساتہہ آسمان پر اوٹہا لیا جو ابتک زندہ آسمان پر موجود ہیں اور زمانہ کے عوارضات بہی اونپر اثر نہیں کرتے لیکن جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن درپئے قتل ہوئے تو آپ کے ساتہہ یہہ خاص مدد نہیں ہوئی بلکہ آپ مثل اور انسانوں کے رات کو چہپکر نکلے اور غار میں پوشیدہ رہے اور آپکو دشمنوں کے ہاتہوں سے تمام تکالیف اوٹہانی پڑیں یہانتک کہ دندان مبارک بہی شہید ہوئے اور آپ پر عوارض زمانہ نے بہی اثر کیا جوان ہوئے بوڈہے ہوئے اور آپ برخلاف عیسےٰ علیہ السلام موت کا پیالہ پیکر مثل اور انسانوں کے اسی زمین میں دفن ہوئے۔ حضرت عیسےٰ کو یہہ قدرت تہی کہ وہ اندہوں کو آنکہیں دیتے تہے اور مریضوں کو اچہا کرتے تہے اور مردوں کو زندہ کرتے تہے اور بہت سے جانوروں کے خالق تہے اور غیب کا علم رکہتے تہے یعنی تمام صفات خاصہ الٰہی میں شریک تہے لیکن آنحضرت سے کوئی بات ایسی ظہور میں نہیں آئی اور آپ مصداق آیۃ شریفہ انما انا بشر مثلکم صرف بشر تہے فرق محض وحی

کا تہا۔ حضرت مسیح کو خدا نے اسی جسم خاکی کے ساتہہ آسمان پر اوٹہا لیا لیکن جب آسمان پر چڑہنے کا معجزہ ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا گیا تو حکم ہوا قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ حضرت عیسےٰ سے کسیوقت تائید روح القدس کی جدا نہوتی تہی ہر وقت روح القدس خدمت میں رہتے تہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کبہی کبہی ضرورت کیوقت آتے تہے اور ایک دفعہ انشاء اللہ نہ کہنے پر وہ عتاب ہوا کہ عرصہ تک وحی کا سلسلہ بند ہو گیا اور معاذ اللہ خدا کی لعنت ایسے عقاید والوں پر کہ آپ کی وحی میں شیطان ایسا دخل دیدیتا تہا کہ آپ بتوں کی تعریف نماز میں قرآن شریف پڑہتے ہوئے کر گئے تہے خدا کی پناہ اس عقیدہ سے اور آپ پر سحر کا بہی اثر ہوا جو عرصہ تک رہا۔

حضرت عیسےٰ کی نبوت متفقہ ہے اور آپ بطور قایم مقام اونکے آسمان پر چلے جانیکے بعد آئے جو وہ پہر خود آئیں گے اور آخر زمانہ کے نبی وہی ہونگے آپ قرآن کریم کے خلاف کچہہ نہیں کر سکتے تہے۔ کیونکہ وہ خدا کا کلام قیامت تک کیلئے ہے اور جزیہ حسب فرمان خدا قبول کر لیتے تہے لیکن حضرت مسیح اس حکم کی کچہہ پروا نہ کر کے ہرگز جزیہ قبول نہیں فرمائینگے۔ آپ کی ذات پاک کی نسبت اور تمام جہان کی نسبت اگر خداوند کریم لفظ توفی کا استعمال فرمائیگا تو اوس کے معنی موت کے ہونگے اور اگر عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت یہ لفظ توفی کا آئیگا تو اوس کے معنی آسمان پر اوٹہائے جانے کے ہونگے اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو ان لوگوں نے اختیار کی ہوئی ہیں اس گروہ کو تو اس زمانہ کے عاقل نامعقول کہتے ہیں اور جو صاحبان ذی علم معقول ہیں اونہوں نے بہی کچہہ کسر ہتک اور توہین اسلام اور بانی اسلام کی باقی نہیں رکہی یعنی نیچری صاحبان جو دراصل برہمو کی ایک شاخ ہے اور جو دہریت کے رنگ سے رنگین ہیں انکا اعتقاد وحی والہام کی نسبت یہہ کہ وہ انسان کے ہی دلی خیالات ہوتے ہیں اور اسکی نسبت دیوانوں اور پاگلوں سے دیتے ہیں کہ جیسی اون کی آوازیں آتی ہیں اور خارج میں اون کا کوئی وجود نہیں ہوتا یہی حال وحی والہام اور انبیاء علیہم السلام کا ہے قرآن کریم خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی دلکے خیالات ہیں اور وہی باتیں ہیں جو اہل کتاب سے سنی تہیں کیونکہ وحی والہام اوسیکا ہوتا ہے جسکا اسکو پہلے سے علم ہوتا ہے دوزخ و بہشت اور وجود ملائکہ سے انکاری ہیں اور نعماء بہشت کو رنڈیوں کے چکلے سے مشابہت دیتے ہیں اور خدا کی تمام قدرتوں پر ان لوگوں کا اعتراض ہے جس سے باہر وہ کچہہ نہیں کر سکتا اور وہ اسباب کا مثل ہماری

ہی محتاج ہے کیونکہ بلا اسباب مہیا ہوئی خواہ کسی شے کی طلب میں انسان خدا سے دعائیں کرتا کرتا مر بہی جائے لیکن وہ نہیں دیسکتا کیونکہ خلاف قانون قدرت ہے جسکی ایک فہرست انکے پاس مرتب ہوئی موجود ہے۔ معجزات انبیاء سابقین اور قرآنی معجزات کو بوجہ خلاف نیچر ہونیکے تسلیم نہیں کرتے بلکہ ہنسی اور ٹہٹہ اوڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں تمام مذاہب میں کم و بیش موجود ہیں [illegible] یہی اعتراضات ایک ایسے مصلح کی ضرورت کو ثابت کر رہے ہیں کہ جو اون باتوں کو جواب تصرف کے رنگ میں ہو کر نہ رہنے دے بلکہ عملی رنگ میں لاکر اون کا پوشیدہ چہرہ دکہلا دے۔ سو تہم قرآن کریم کا اوٹہ جانا فلسفہ اور سائنس کے زہر آلود سے تمام جہان کا متاثر ہو کر عقاید حقہ سے دست بردار ہونا اور علماء وقت سے اونکا مقابلہ نہونا اور اون نشانوں اور علامات کا جو مسیح معہود اور مہدی مسعود کے وقت اور ظہور کے لئے تیرہ سو برس قبل مخبر صادق صلعم نے خبر دی تہی پورا ہونا اور دجالی فتنوں کا اس کمال کو پہونچنا کہ جس سے کوئی بچا نہیں رہا۔ اور رمضان المبارک میں خسوف و کسوف کا ہونا کہ جو مہدی کیلئے ایک ایسا نشان ظاہر کیا گیا تہا کہ جو ابتدائی دنیا سے نہیں ہوا تہا اور خاص مہدی کے زمانہ کیلئے مخصوص تہا۔ اور شروع صدی میں حسب فرمودہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجدد وقت کا ظہور فرمانا یہہ تمام وہ باتیں ہیں جو خود دیتہ دے رہی ہیں کہ مسیح موعود و مہدی مسعود مجدد وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوقت موجود ہے۔ جو اسوقت قادیان میں ہے اور جسکا نام پاک غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جس نے وہ کسر صلیب کیا کہ صلیبی اعتقاد والوں کا دل جانتا ہے اور اوس کے دم سے خنزیر قتل ہوتے تمام جہان دیکہہ رہا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اوسنے وہ ہدایت پہیلائی کہ شرک کے گڑہے سے ہمکو نجات دی اور توحید کا پاک و مصفا اصلی چہرہ اوس کی بدولت پہر نظر آنے لگا وہ اسلام اور بانی اسلام کا انصار بنا اونکی صداقت پر دعوے الہام کا کیا اور خدا نے اون کی مدد فرمائی کتابیں وہ لکہیں کہ اعدا کو دم مارنیکی جگہ نہیں ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کا مزہ چکہا دیا اور اون باتوں کو یعنی معجزات انبیاء علیہم السلام کو جو قصوں کے رنگ میں ہو کر ناقابل اعتبار سمجہے جاتے تہے عملی رنگ میں لاکر دکہا دیا اور وحی والہام کی کیفیت اور حقیقت کو ظاہر فرما دیا بلکہ اس چشمہ الٰہی سے بہتوں کو پانی بہی پلا دیا اور علم کتاب الٰہی کا نمونہ

ابہی بمقام لاہور بموقعہ جلسہ تحقیق ہدایت ماہ دسمبر ۹۷ء میں اور آپکی عظمت اور جلال کو اسطرح دکہایا کہ تمام مذاہب کے علماء اور فضلاء جو اپنے مذہبوں کی وکالت کرنے آئے تہے بے اختیار ہو کر اپنی عجز بیانی کا اقرار اور قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کی صداقت زبان حال سے کر کے اوس کے کلام معجز بیان کے روبرو مدہوش ہو کر سربسجود ہو گئے اور بول اوٹہے کہ اسلام کی فتح ہے جسکی آنکہہ دیکہنے کی ہوں دیکہے فقط

خاکسار حضور کا ایک ناکارہ اور عاجز غلام
ظفر احمد از کپورتہلہ

ایک عظیم الشان کامیابی فیاضی
زندہ مثال
یعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابیں بالکل مفت وہ کس طرح
آپ اخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستیں ہمارے دفتر میں بہیجدیں ہم آپکو ایکروپیہ کی کتاب صرف ارکا ٹکٹ بابت محصول آنے پر مفت بہیجدینگے۔ جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اوسکا نام خط میں تحریر کر دو مگر شرط یہہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایکروپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل تسلیم نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ اگست سے شروع ہوگا۔ طالب علموں کے لئے خصوصًا و دیگر کتابی شائقین کے لیے عمومًا یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ درخواست ہو بنام
نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

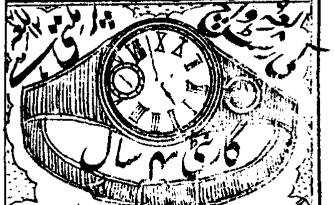

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکا ڈایل پہولدار خالص چینی کا ہے۔ جیب میں بہی لگ سکتی ہے۔ دیکہنے میں عنقا روپیہ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہیں بڑی پختہ و پایدار ہیں قیمت نصف [illegible]
محصول معاف
ملنے کا پتہ: حمید ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور
راسکوپ سسٹم واچ جو نہایت پختہ و پایدار ہے اصل قیمت [illegible]

اطلاع

بقایادار توجہ کریں پہلی ششماہی گذر چکی ہے وصولی بقایا کیلئے وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ ناظرین قومی حمیت و پاسداری کا لحاظ کر کے اور اپنی خوش معاملگی سے انہیں وصول کریں ورنہ واپسی وی پی پر اخبار بند کر دیا جاویگا۔ شکایت معاف۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مباہلہ

دہلی کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں فروری ۱۹۰۵ء سے ایک مباحثہ حیات اور وفات مسیح کے متعلق ہو رہا تھا عیسائیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ قرآن مجید سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے لیکن مسلمان اپنی کم فہمی اور نادانی کی وجہ سے اس امر پر مصر ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے وفات نہیں پائی بلکہ وہ اس جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ یہ دعویٰ کچھ ایسا کمزور اور بودا ہو چکا ہے کہ ایک معمولی اردو خواں طالب علم بھی اس بیہودہ اور غلط دعویٰ کے مدعی علماء کو تنگ کر سکتا ہے چہ جائیکہ مقابل میں ایک پرانا مناظر حافظ ہو۔ جو ایک عرصہ تک مسلمان رہ کر بھی مباحثے کرنیکا عادی تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دہلی کے ان علماء کو جو اس مناظرہ میں عیسائیوں کے سامنے آئے سخت حیران اور لاجواب ہونا پڑا۔ اور ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم ایسی مجید کتاب ایسے بیہودہ اور لغو دعویٰ کی کب مؤید اور مصدق ہو سکتی تھی۔

میں نے اس مناظرہ کا اعلان کو پڑھ کر تعجب کیا ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لیفرائے صاحب دہلی میں مشنری تھے جو آجکل پنجاب کے بشپ ہیں وہی احمد مسیح حافظ جو اسوقت مسلمان تھا لیفرائے صاحب سے مناظرہ کیا کرتا تھا۔ اور ان دنوں جب لیفرائے صاحب دہلی سے لاہور آئے اور وہاں کے رنگ محل میں انہوں نے تین لیکچر دیئے جن میں سے پہلا لیکچر ضمناً حیات وفات کا مضمون اپنے اندر رکھتا تھا اسوقت لاہور کی اکثر پبلک کو معلوم ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے جو ابھی طالب علم تھا پادری لیفرائے صاحب سے اس مضمون پر گفتگو کی۔ اور پادری صاحب کو صاف لفظوں میں اقرار کرنا پڑا تھا کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مریدوں سے مناظرہ نہیں کرتے۔ پادری لیفرائے صاحب اسوقت حیات مسیح کے مدعی تھے اور میں بالمقابل وفات ثابت کرتا تھا آج چودہ سال کے بعد کیا عجب بات ہے اس لیفرائے کا شاگرد احمد مسیح قرآن شریف سے وہی وفات مسیح کا مسئلہ لیکر مسلمانوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔ اور مسلمان محض اپنی نادانی کی وجہ سے بھری مجلس میں شرمندہ ہوتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وجہ سے ایک صداقت کا انکار کیا جسکا خمیازہ انہیں احمد مسیح کے مناظرہ میں بھگتنا پڑا۔

پادری حافظ احمد مسیح نے جب دلائل کے ذریعہ دہلی کے مناظر مولوی کو حیران کر دیا تو اس نے اتمام حجت کی ایک اور صورت نکالی یعنی وفات مسیح پر مباہلہ کیلئے فریق مقابل کو بلایا۔ چنانچہ میں ذیل میں وہ اشتہار جو احمد مسیح صاحب نے شایع کیا ہے درج کرتا ہوں۔ مولوی عبدالمجید صاحب نے بابطایف الحیل مباہلہ کے پیالہ کو ٹالا ہے۔ میں اس مباہلہ پر انشاء اللہ ایک عجیب آرٹیکل لکھوں گا لیکن چند سے انتظار کے بعد۔ دہلی کے ان علماء کو جنہیں احمد مسیح صاحب نے مخاطب کیا ہے واجب ہے کہ وہ حیات مسیح کے ثبوت کیلئے میدان میں نکلیں۔ اور یا مولوی عبدالمجید صاحب کو مباہلہ کیلئے اکسائیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ خدا کا مسیح اس دہلی میں حیات مسیح پر شیخ الکل کو قسم دیتا تھا اور وہ قسم کھانے سے بچتے تھے آج مولوی عبدالمجید صاحب بھی مباہلہ سے گریز کرتے ہیں۔ میں اب ذیل میں وہ اشتہار درج کرتا ہوں جو پادری احمد مسیح صاحب نے دیا ہے۔ ایڈیٹر

اشتہار برائے آگاہی اولی الابصار

مولوی محمد عبدالمجید صاحب مشہور مناظر و واعظ اہلحدیث دہلوی منجانب اہل اسلام اور مولوی حافظ احمد مسیح واعظ ایس۔ پی۔ جی مشن دہلی منجانب عیسائیاں کے مباحثہ وفات مسیح کا انجام

فروری ۱۹۰۵ء سے ہمارا مباحثہ کٹرہ سیتل ہال دہلی واقعہ بازار سرکی والان میں جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی سے دربارہ وفات مسیح ابن مریم ہفتہ وار بروز جمعہ متواتر پانچ چھ جمعہ تک ہوتا رہا۔ ہمارے دلایل قاہرہ اور شکست خصم کے جوابات سے مجبور ہو کر مولوی صاحب نے آخری جمعہ میں اپنے دعوے کو جو لفظ توفی کے لغوی معنی پورا پورا لینا جیسے کا تمیسا لینا وغیرہ کا تھا چھوڑ کر ہمارے دعوے کو نہایت سنجیدگی و متانت سے قبول کر لیا کہ توفی کے معنی مطلق قبض کے ہیں۔ مگر اسپر جو ہمارا سوال پیش ہوا کہ قبض مطلق کے جبکہ ذی روح انسان اس کا مفعول ہو کیا معنے ہوتے ہیں آیا قبض روح۔ یا قبض جسم۔ یا قبض جسم مع الروح۔ یا قبض شکم جو تقلیل غذا وغیرہ کھانے سے پیدا ہو جاتی ہے؟ اسکا جواب ماہر علوم دینی جناب مولوی صاحب موصوف نے کچھ نہ دیا اور نہ دے سکتے تھے اور نہ اب حقیقی جواب اسکا دے سکیں گے۔ اس تقریر کے بعد چند جمعہ تک بوجہ پیش آجانے دیگر ضروریات دینی کے مباحثہ ملتوی رہا آخر ۱۹ مئی ۱۹۰۵ء کے جمعہ کو مولوی صاحب نے بجواب ہماری چٹھی مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۰۵ء یہ تحریر فرمایا کہ "ہم نے احمد مسیح کے دعوے کو جرح کر کے منقوض کر دیا ہے اس لئے جبتک وہ اپنے دعوے کی ترمیم یا دوسرا دعویٰ پیش نہ کریں گے میں گفتگو نہ کرونگا کیونکہ میں مجادلہ کرنا نہیں چاہتا اور کہ پادری پرٹن صاحب جبتک پچھلی بحث کا فیصلہ اور آیندہ کے واسطے کسی دیگر مسئلہ مناظرہ کا تقرر نہ کریں گفتگو نہ کرونگا۔" اگرچہ مولوی صاحب نے ایک دل خوش کن فقرہ کہ "ہم نے احمد مسیح کے دعوے کو مجروح و منقوض کر دیا ہے۔" لکھکر اپنا پیچھا چھوڑانا چاہا ہے جسکا مفصل اور محکم اور معقول جواب اپنے رسالہ میں جو اس مباحثہ کی بابت ہم شایع کرنے والے ہیں انشاء اللہ دینگے اس جگہ صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب اس حیلہ سے اپنے نادان دوستوں میں شاید فاتح سمجھے جاویں اہل علم و عقل تو آپکے ہر جلسہ کی تقریر سے جو کچھ آپ ہمارے دلائل و براہین کے جواب میں فرماتے رہے ہیں مثلاً لفظ شُبِّهَ میں ضمیر کونسی ہے یا شُبِّهَ کی ه کیسی ہے یا شُبِّهَ لَهُمْ کی تفسیر میں كَانَهُ مَذْبُوحٌ اور مسیح کو مُشَبَّه اور قتل و صلیب کو مُشَبَّه بِه یا ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ اَيْدِيْهِمْ یا وَفِّيْتَ اُجُوْرَهُمْ یا فَانِّيْ دِرْهَمًا وغیرہ وغیرہ یا هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ یا اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا بیان کرنے سے بخوبی نتیجہ نکال چکے ہیں کہ آپنے کہاں تک حمایت قرآن یا حفاظت اسلام و اثبات عقائد دیرینہ مقلدانہ خود کی فرما کر تاج کامیابی پہنا ہے جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ آپنے ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء کے جمعہ کو ایک عام مجمع اہل اسلام میں ہمارے اس ترمیمی دعوے اور آسمانی فیصلہ کی درخواست پر پوری کر دی جس کے لئے ہمیں اس اشتہار کی تحریر کی تکلیف گوارا کرنی پڑی اور وہ یہ ہے کہ ہم نے حسب خواہش مولوی صاحب اپنے دعوے کی ایسی ترمیم کر دی کہ جس کے انکار و اقرار ہر دو سے ہماری ڈگری ہوتی تھی اور ہوئی یعنے ہمنے مولوی عبدالمجید صاحب سے حسب آیت مباہلہ قرآنی یہ درخواست کی وہ مجمع عام میں اللہ جل شانہٗ کے روبرو کھڑے ہو کر ان الفاظ میں قسم کھاویں کہ "میں اس خدا قادر مطلق کی قسم کھا کر جس نے محمد صلعم کو نبی اور قرآن کو اپنی وحی سے نازل فرمایا ہے اپنے یقین دلی اطمینان قلبی سے ایمان کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی وفات قرآن اور حدیث سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوئی میرا ایمان ہے کہ قرآن وحدیث سے مسیح کی حیات و صعود آسمانی بجسد عنصری خاکی بشری ثابت ہوتا ہے اور احمد مسیح نے جو دلائل وفات پیش کئے ہیں وہ بالکل غلط اور خلاف قرآن و حدیث ہیں ان سے تو حیات ثابت ہے نہ وفات۔ پس اگر میں اپنی اس شہادت میں جھوٹا ہوں تو اے خدا عزیز مجھکو مورد اس آیت مباہلہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کا فرما" اس پر جملہ حاضرین آمین کہیں۔ ایسی ہی میں احمد مسیح از روئے توریت و انجیل وفات مسیح کے حق ہونے پر قسم کھاؤں گا اور بصورت کذب مالعنة اللّٰه على الكاذبين کرونگا۔ اسپر بھی جملہ حاضرین آمین کہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے دعوے وفات مسیح کو واپس لیں گے۔

اے اہل اسلام یہ تھا قطعی فیصلہ کہ ہم نے اپنا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کرنا چاہا مگر مولوی صاحب نے خدائی فیصلہ کو بوجہ خاص منظور نہ کیا۔ افسوس صد افسوس کہ وہی مولوی عبدالمجید صاحب جو اپنے تئیں حمایت اسلام پر فدا شدہ اور اپنی زندگی اشاعت قرآن میں وقف کئے ہوئے ظاہر کرتے تھے اور ابھی تھوڑا عرصہ ہوا جنہوں نے ایک جلسہ بھی انجمن اشاعت القرآن کا کیا تھا جسکی تعریف و توصیف میں دہلی کا مقامی اخبار کرزن گزٹ رطب اللسان ہے اور جو جلسہ مناظرہ میں شعروں پر شعر اور دعاؤں پر دعائیں فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ پڑھتے تھے۔ اور جو اپنے اظہار علمی کے واسطے منہ کی ستر اور ناک کی بہتر معنے بیان کرنے لگتے تھے مگر لفظ "توفی" کے پورے چار پانچ معنی بھی بیان نہ کر سکے اور جو بڑے زور سے دعوی کرتے تھے کہ تیرہ سو برس سے کوئی تاریخ اٹھا کر دکھاؤ کہ کسی عیسائی نے جرأت مباہلہ کی ہو اور جو یہ فرماتے تھے کہ میرا قرآن کے ایک ایک لفظ پر ڈیرا پڑا ہوا ہے وہی آج ایک قرآن کی آیت مباہلہ سے تجاہل عارفانہ کے طور پر یا واقعی اپنی ناواقفیت کا اظہار کر کے حمایت قرآنی و اسلام سے دست بردار ہو گئے۔ اور وہی آج ایک عیسائی کے ساتھ مسیح ابن مریم کی وفات پر مباہلہ کرنے سے حیلہ کر گئے۔ اور بری طرح حیلہ کر گئے۔ اے اہل دہلی اور اے وہ لوگو جو اس جمعہ میں موجود تھے تم نے سنا تھا اور یاد ہے جو کچھ مولوی صاحب نے ہماری اس درخواست مباہلہ کا جواب باصواب اپنی قلب واجب سے مرجوعانہ دیا تھا۔ جس سے اپنی تبحر علمی اور وسیع معلومات و ہمدردی اسلامی کا بھی پورا ثبوت دیدیا اگر نہیں یاد تو ہم پھر تمکو سنا کر یاد دلواتے ہیں سنئے جناب معلی القاب "قَاطِعُ الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ" حامی اسلام و سنت سید المرسلین

حامی فروع و اصول جامع معقول و منقول فخر اسلام و محدث خیر الانام مولوی محمد عبد الحمید صاحب سفیر نے یہ جواب دیا تھا کہ میں اس مباہلہ کے لئے تیار ہوں اور پھر تیار ہوں مگر اس شرط کے ساتھ پادری برٹن صاحب میر مجلس مناظرہ اور جملہ عیسائیان دہلی معہ اپنے زن و فرزند کے آویں اور میں بھی اپنے رفیق و مطیع فرمانبردار مسلمانوں کو حتی الوسع معہ اہل و عیال کے لیکر آؤنگا پھر مباہلہ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ سبحان اللہ کیا جواب ہے اور کس آب و تاب کا کہ جسکے سنتے ہی جزاک اللہ و مرحبا کے نعرے بلند ہوں۔ بعض نہایت ہی بکے مسلمان جن کے دل اور کان مخالف کے کلام کے سننے کی ناقابل ہیں وہ تو شاید اس مضطربانہ جواب سے خوش ہوگئے ہوں گے۔ مگر سلیم الفطرت اور ترکی بہ ترکی سمجھنے والی طبیعتیں تو سنتے ہی تاڑ گئیں ہیں کہ جو کچھ راز مخفی اور حقیقت پنہانی اس پُر حیلہ جواب میں تھی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارے نیک دل مولوی صاحب بھی اس جواب سے مطمئن ہوگئے ہوں۔ اور شادمانی کے نقارے بجواتے ہوں۔ مگر نہیں۔ یہ خوشی اور شادمانی مولوی صاحب کی ہو خدانخواستہ یا دیگر بورانے مسلمانوں کی محض نادانی اور بناوٹی اور ظاہری خوشی ہے جو عنقریب مبدل برنج و غم ہو جانے والی ہے حقیقی خوشی وہ ہے جو لازوال ہے اور وہ ہم کو بفضل ایزد متعال نصیب ہوئی اور ضرور ہوئی اور پھر ہوگی فانظروا یا اہل الاسلام۔

اے صدق کے دلدادہ لوگو اور اے حق کے متلاشیو ذرا سوچو اور خوب سوچو کہ کیا یہ شرط بھی مباہلہ کے واسطے ہے کہ جو آپکے فخر قوم مولوی صاحب نے پیش فرمائی ہے؟ کیا میری یہ درخواست تھی کہ تمام اہل اسلام دہلی کو آپ معہ عیال و اطفال کے لاویں تو مباہلہ کریں؟ کیا نصاری نجران کے ساتھ نجران کے تمام عیسائی معہ زن و فرزند کو طلب ہوئے تھے یا رسول عربی نے اپنی تمام صحابہ کو معہ اہل و عیال کے مباہلہ کیواسطے ساتھ لیا تھا ہرگز نہیں پھر کیوں مولویصاحب نے یہ حیلہ کیا۔ کیا اب بھی اسکے حیلہ ہونے میں آپ صاحبوں کو شک ہے؟ اگر شک ہے تو ثابت کر دو کہ یہ شرط مباہلہ ہے ہاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

کیا یہ جواب مصداق اس مثل مشہور کا نہیں ہے کہ "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی"؟ فتدبروا وتفکروا ولا تکن من الغافلین والمحجوبین۔

ہمارا جواب الجواب بھی سنو اور موازنہ کرو۔ ہم نے کہا کہ مولوی صاحب مناظرہ میرے اور آپ کے درمیان ہے آپ اہل اسلام کی جانب سے اور میں مشن دہلی کی جانب سے مناظر ہوں اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں۔ نہ کہ آپ اپنے عیال و اطفال اور میں اپنے بیوی بچے لے آؤں گا۔ ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس کا جواب مولویصاحب نے آئیں بائیں شائیں دیا اور ہمارے بیان وفات مسیح پر مہر کر دی۔ اب ہم بذریعہ اشتہار ہذا عوام اور خواص اہل اسلام دہلی سے نہایت ادب کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ اگر مولوی محمد عبد الحمید صاحب اس میدان کے مرد ثابت نہ ہوئے تو کچھ تعجب نہیں۔ آپ اپنے دیگر مشاہیر علماء دہلی سے عموماً اور جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی و مولوی محمد بشیر صاحب بہوپالوی سے خصوصاً عرض کرکے اس ناکامی کے داغ کو مٹانے کی سعی فرماویں اور صاحبان ممدوح سے کسی صاحب کو آمادہ کریں کہ ثبوت حیات بشری و صعود بجسد خاکی و نزول بجسم عنصری مسیح علیہ السلام کا ہمارے سامنے ظاہر فرما دیں۔ اور اگر ان صاحبان نے بھی حیلہ و عذرات پیش کرکے اثبات دعوی و عقیدہ خود سے بچنا چاہیں تو آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کہاں تک وہ اس کرہ مدار یا در ہوا مسیح کے صعود و نزول و حیات جسمانی والے عقیدہ کے حامی و مددگار ہیں۔

اے ناظرین آپ خوب یاد رکھیں اور بخوبی ذہن نشین رکھیں کہ حضرات نامبردگان آپ کو طرح طرح کی گندم نما تقریروں سے بہلا دیں گے مگر اثبات دعوی کے لئے مستعدی نہیں دکھلا دیں گے اور اگر جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب کو بھی دوبارہ ڈبل مرس بند ملنے سے کچھ حرکت پیدا ہو تو جناب ممدوح بھی دوبارہ تشریف لا کر وفات مسیح کے مباحثہ سے اگر خوف ہو یا اس کے متعلق وہ معلومات نہ رکھتے ہوں تو بسم اللہ وہ اس کا دوسرا پہلو یعنے اصل دعوے حیات مسیح و صعود و نزول بجسد عنصری بشری جسکے وہ مدعی ہیں اسی کو ثابت فرماویں مگر براہ مہربانی جو صاحب اس میدان میں قدم رنجہ فرماویں وہ ذرا اپنے منصب اور فرض کا زیادہ لحاظ رکھیں خلط مبحث کے طور پر نزول کو صعود سے اور فروع کو اصول سے نہ ملاویں اور مدعی و منکر کی حیثیت کا اندازہ کرتے رہیں ایسا نہ ہو کہ مدعی خود ہو کر منکر سے دلائل اثبات دعوی طلب کرنے لگیں یا منکر کو مدعی قرار دیدیں ہر ایک مناظر کا ضروری فرض ہوگا کہ جس بات کا وہ مدعی ہو اس کے اثبات کے دلائل وہ پیش کرے اور حیات و صعود و نزول جسمانی مسیح علیہ السلام کے مدعی اہل اسلام ہیں انہی کا فرض ہے کہ اپنے اس عقیدہ اور دعوی کا اثبات فرماویں نہ کہ ہم سے الٹے دلایل اپنے دعوی کے مانگنے لگیں۔ مولوی عبد الحمید کی جناب سے اسوقت جو فدیہ پیش ہوا ہے۔ یعنی مولوی الہ دین صاحب لودہیانوی۔ وہ اس بحث کی طرف آتے ہیں نہ آویں گے اس لئے وہ فدیہ و کفارہ قبولیت کی عزت حاصل کرنیوالا نہیں ہے۔

آخر میں ہم یہ بھی اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ مباحثہ مولوی عبد الحمید صاحب کا مفصل حال معہ سوال و جواب فریقین کے عنقریب شایع کریں گے جسمیں نہایت بسط کے ساتھ مولوی صاحب موصوف کی چھپی ہوئی تحریر مورخہ ۵ رمئی ۱۹۰۵ء متذکرہ صدر کا جواب بھی مندرج ہوگا۔ مگر اس اشتہار کے جواب آنیکے بعد ہم اس رسالہ کو طبع کرائیں گے تاکہ اس کا جواب الجواب بھی اسمیں آجاوے۔ والسلام علی من اتبع الھدی

المشتھر

خاکسار حافظ احمد مسیح و عظ۔ ایس۔ پی۔ جی۔ اینڈ کیمبرج مشن۔ دہلی مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۰۵ء۔

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

جب انسان حجۃ اللہ کے مقام پر پہونچتا ہے تو اللہ تعالی ہی اس کے جوارح ہو جاتا ہے ما ینطق عن الھوی کے یہی معنے ہیں۔ اور یہ اسوقت ہوتا ہے جب کہ انسان کامل طور پر اللہ تعالی کا فرمانبردار اور اسکا وفادار بندہ ہو جاتا ہے اللہ تعالی کی رضا کے ساتھ اسے کامل صلح ہوتی ہے اسکی کوئی حرکت کوئی سکون اللہ تعالی کے اذن اور امر کی ایک کل ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اسپر ما ینطق عن الھوی کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ مقام کامل اور اکمل طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔

مکر کا لفظ اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے استعمال کیا ہے پھر یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی آیا ہے اور براہین احمدیہ میں میرے متعلق بھی ایک الہام ہے مکر کی حد اسوقت تک ہوتی ہے جبتک وہ انسانی تدبیر اور منصوبوں تک ہو لیکن جب انسانی منصوبوں کیطرح نہو تو پھر وہ خارق عادت ہوتا ہے مکر نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار نے جو منصوبے کئے وہ اسمیں پورے ناکام اور نامراد رہے اور اللہ تعالی نے خارق عادت طریق سے آپکو وعدہ کے موافق بچا لیا۔

مذہب کبھی سرسبز نہیں ہو سکتا جبتک کہ اسکی روحانیت کا بروز نہو۔ اسلئے ضروری تھا کہ اسلام کے کامیاب اور بامراد ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے اور مدینہ طیبہ میں قبر کے اندر رکھے گئے مگر میں یہ ماننے کو طیار نہیں ہوں اللہ تعالی نے مجھ پر یہی ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قبر میں رکھے گئے وہ ایک پاک دانہ کی طرح رکھے گئے ہیں جس کو بہت سے خوشے لگے ہیں جو اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کا سچا مصداق ہیں۔ اگر کوئی شخص اس امر کو نہیں مانتا تو وہ گویا تسلیم کرتا ہے کہ معاذ اللہ آپ ضایع ہو گئے حالانکہ آپکے برکات اور فیوض کا تو یہانتک اثر ہوا کہ مدینہ طیبہ کا نام یثرب بھی نہیں رہنے دیا کیونکہ یثرب ہلاک ہونے کو کہتے ہیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور اللہ تعالی نے مجھپر اس حقیقت کو کہولدیا ہے کہ آپ مدینہ کی خاک میں اس دانے کیطرح تھے جس سے ہزارہا دانے اگیں۔ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں وہ تعصب اور ضد میں اندہے ہو کر آپکے اس دانہ سے مشابہ سمجھتے ہیں جو معاذ اللہ کرم خوردہ ہو اللہ تعالی کی یہ قدیم سے عادت ہے کہ نبی کے اخلاق عادات اور توجہ کسی اور کو بھی دیئے جاتے ہیں جو اسکی اتباع میں اسکی محبت میں کامل طور پر فنا ہو گیا ہو اور ظلی طور پر اس کے کمالات اور خوبیوں کو اپنے اندر جذب کرتا ہو۔ اس صورت میں اس نبی کا حلیہ گو اسکو دیا جاتا ہے اسوقت اسکا نام اس نبی کا ہو جاتا ہے یہی سر ہے جو انجیل میں لکھا ہے مسیح نہ آئیگا جبتک ایلیا نہ آئے۔ اور دوسرے مقام پر ایلیا کے آنے سے مراد اسکی خو اور طبیعت اور طاقت پر آنے سے لی گئی ہے۔ پس مہدی کے متعلق جو کہا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آئیگا اس سے یہی مراد ہے کہ وہ ظلی اور بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہوگا۔

میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالی نے چاہا ہے۔

اور عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور انکا مصنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا اس کو بالکل بھول جاوے خدائے واحد کی عبادت ہو۔

میرے ان مقاصد کو دیکھکر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنّہ اٰوی القریۃ

الحکم

قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۷ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۲/۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲/۱۲

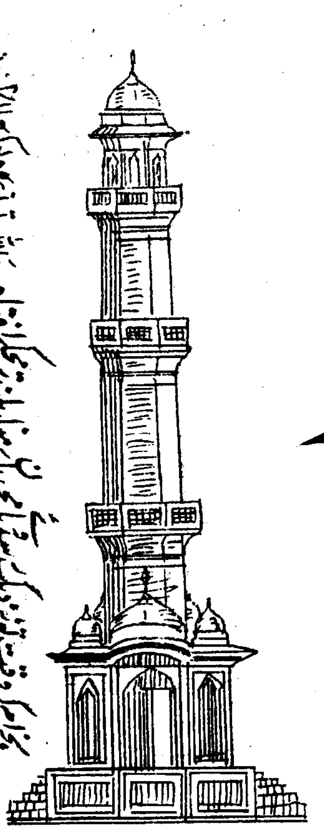

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد - پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

فہرست مضامین

(۱) ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت - صفحہ اوّل
" متفرق مضامین "
(۲) اسلامی دنیا - مسلمانان جاوہ کے حالات - ص ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان - ص ۳ و ۴
(۴) مسیح موعود - غایۃ المقصود - ص ۵ و ۶
(۵) وصیت نور دین - ص ۷
(۶) جاپانی چٹھی - ص ۸ و ۹
(۷) عیسائی بنانے والی مشین - } ص ۱۰
" تحقیقات الشیعہ }
(۸) مضمون مراسلت - ص ۱۱
(۹) متفرق مضامین - ص ۱۲
(۱۰) اشتہارات - ص ۱۳ و ۱۴

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۵ء ۲۰ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کیلئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہ رعایت جاری نہ رہے گی - اس اثنا میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل خریدنے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہیں -

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم ۵ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
۱۹۰۴ء " ۵ "
ازالہ اوہام ہر دو جلد ۱۲ "
آسمانی فیصلہ ۲/
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا ۶/
رد شیعہ و خط نسخ ۶/
حضرت قدس کی پرانی تحریریں ۱/ صرف پچیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰/
تفسیر سورہ بقرہ ۱۲ صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
وحدت وجود پر خط اور تقریر بر نماز ۱/
برہان الحق ۲/
النصح ۱/
سلک مروارید حصہ اوّل ۳/ صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی
اصلاح النظر ۲/ صرف بیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
الانذار ۲/ صرف ۸ درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸/ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
اربعین ہر چہار نمبر ۳/

تمام

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی - اور تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں -

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت او رزرگان ملت خیریت سے ہیں -

۲ - موسم سخت ہے - گرمی اور حبس کا کچھ نہ پوچھو - اس قصبہ کی صفائی کا حال بدتر ہے میں اپنے مکرم بابو ہنت رام صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ قادیان آئیں اور قصبہ کیحالت کا معائنہ کریں کہ کیسی ہے ؟ سخت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وبائی موسم میں صفائی کیطرف خاص توجہ ہو - اور خوردنی اور نوشیدنی اشیاء کا بھی کبھی کبھی ضرور معائنہ کیا جاوے -

تعلیم اسلام سکول

سکول کے ریزرو فنڈ کیلئے مینے جو تحریک کی تھی - اسکے لئے سب سے اوّل منشی الٰہی بخش صاحب اور بابو منظور الٰہی صاحب نے بھٹنڈہ سے منظور کیا ہے کہ ایک ایک روپیہ فی خریدار کے حساب سے بے شک ۱۰ - اگست کا الحکم وی پی کر لیا جاوے - اگر دوسرے خریداروں نے کوئی جواب ندیا تو سمجھا جاویگا - کہ وہ اس تجویز کو پسند فرماتے ہیں - سکول کی مالی حالت قوم کی توجہ کے قابل ہے - بہت جلد سرمایہ کی فکر کرنی چاہئے - ورنہ اس مہینہ کی تنخواہیں دینے کے لئے بھی منتظمان سکول کو سخت فکر ہو رہی ہے -

کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ

ایک آنہ فی کس کالج فنڈ کے لئے جو مانگا گیا ہے - اکثر احباب نے وہ چندہ بھیجدیا ہے اور بعض بھیج رہے ہیں ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کے لئے سعی کرے اور خاموش نہ ہو جاوے - رسید اگلے ہفتہ درج ہوگی -

شکریہ

مینے جب سے الحکم میں شادی کے اشتہارات دینے شروع کئے ہیں اکثر درخواستیں اندراج کے لئے آتی رہتی ہیں - جسکو میں ایک مبارک تحریک سمجھتا ہوں - اس سلسلہ میں میں میاں اللہ دتا احمدی بھیرہ کی قابل قدر اخلاقی جرأت کی تعریف کرتا ہوں کہ جہاں شیخ غلام احمد صاحب کی غربت اور مسکینی کو ملحوظ رکھکر بعض لوگوں کو انہیں لڑکی دینے میں تامل اور مضایقہ ہوتا تھا میاں اللہ دتا صاحب نے نہایت اخلاص اور ہمدردی کیساتھ کسی قسم کی شرط کے بغیر اپنی دختر نیک اختر کو انکے نکاح میں دینا پسند فرمایا - لیکن چونکہ انکی صاحبزادی کی عمر بہت چھوٹی ہے اسلئے شکر گذاری کے ساتھ انکار کرنا پڑا ورنہ ایسے مخلص اور محسن کی فرزندی میں داخل ہونا شیخ غلام احمد صاحب بھی از بس پسند فرماتے تھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور قوم کو ایسی مبارک تحریک کی تقلید کی توفیق دے - کہ وہ ہر ایک احمدی کو احمدیت کیوجہ سے اپنی جیسی عزت اور رفعت دیں -

درخواست دعا

مین کئی امر مشکل دینی میں سخت گرفتار ہو گیا ہوں - جو میرے حضور خشوع وغیرہ دینی کام میں خلل انداز ہے - امید ہے میرے واسطے ناظرین الحکم دعا فرماوینگے - راقم ملک غلام احمد (کہنہ)

اسلامی دنیا

مدینۃ الجزائر سے مشرق کی جانب بلاد القبائل کے نام سے مشہور ایک علاقہ ہے یہاں سلسلہ وار پہاڑیاں دور تک چلی گئی ہیں جن میں سے بعض بہت بلند ہیں یعنی تین چار ہزار میٹر تک ان پہاڑیوں پر ایام سرما و گرما میں ہمیشہ برف جمی رہتی ہے پہاڑی راستے نہایت تنگ ہیں۔ کوئی فرد بشر وہاں سے ہرگز گذر نہیں سکتا اسواسطے وہاں کے رہنے والے کسی کے محکوم نہیں ہو سکتے اور انہیں کسی دشمن کا خوف نہیں بربری قومیں وہاں جا کر کسی زمانہ میں سکونت پذیر ہوئیں۔ مورخین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ وہ قومیں شمالی افریقہ سے آئی تھیں۔ ان کی طبیعتیں ہمیشہ سے بوجہ آزاد و غیر محکوم ہونیکے اپنی قدیم دلیری و عظمت بزرگانہ سے کچھ بھی متغیر نہیں ہوئیں۔ تمام لوگ اعلےٰ درجہ کے نیک بخت مسلمان ہیں کوئی شخص انمیں غیر مذہب کا نہیں ہے تمام لوگ مع اہل و عیال نماز کے پابند اور شریعت اسلام کے فدائی ہیں۔ ان میں بڑے بڑے فاضل اور زبردست فقیہ موجود ہیں جن کے کہنے پر یہ لوگ جان تک دینے کو طیار ہو جاتے ہیں ان کی اپنی ایک خاص زبان ہے جو لکھنے میں استعمال نہیں کرتے۔ اور تحریری معاملات مثل خط کتابت وغیرہ میں عربی سے کام لیتے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگ نہایت زبردست اور دلیر ہوتے ہیں چنانچہ ان کی بہادری کی یہ اعلےٰ دلیل ہے کہ فرانس کے ساتھ وہ چوتھائی صدی برابر لڑتے رہے اور ۱۸۵۷ء سے پہلے انہوں نے فرانس کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ آخر ۱۸۵۷ء میں فرانس نے ان پہاڑوں کے درمیان بڑی بھاری فوجکشی کر کے ہموار سڑکیں تیار کیں۔ اور پہاڑوں کے اوپر ایک قلعہ شاہی تیار کیا۔ جہاں فوجیں اور توپیں بسہولت تمام پہنچ سکیں مگر دولت فرانس باوجود اتنی کوشش کے ان لوگوں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکی اور ۱۸۷۱ء میں جبکہ فرانس کا محاربہ جرمن سے ہوا اسی سال فرانس کی لڑائی ان مسلمانوں سے بھی چھڑ گئی جو بارہ دو سال تک رہی اس لڑائی میں فرانس کی بہت فوجیں قتل ہوئیں اور خزانہ کا ایک بھاری حصہ اس شدید مقابلہ میں برباد ہو گیا۔ جو قلت فرانس کو اس محاربہ میں اٹھانی پڑی وہ آج تک نہ بھولا ہوگا لیکن ان پہاڑی مسلمانوں کا استقلال پہاڑ سے بھی زیادہ مستحکم تھا جو ذرا بھی متزلزل نہ ہوا۔

یہ علاقہ نہایت زرخیز اور بڑی بھاری آمدنی کا ملک ہے لیکن جب اجنبی ملک کا کوئی مسافر وہاں جاتا ہے۔ تو اسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی فرد بشر ہرگز موجود نہیں اور تمام علاقہ خالی پڑا ہے وجہ یہ کہ وہاں کے لوگ پہاڑوں کی تلیٹی یا کہیں کہیں ایسے چھپے رہتے ہیں کہ جب تک [illegible] دیکھی کو نظر نہیں آتے یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر [illegible] یا یوں سمجھو کہ ہر ایک گاؤں ایک پختہ حصار ہے جسپر کسی فاتح کو فتح کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ پہاڑوں کے نچلے حصوں میں میدان وسیع ہیں جن میں نہریں جاری ہیں اور باغ لہلہاتے نظر آتے ہیں۔ میوے بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے کھیت دور سے دکھائی دیتے ہیں جن میں قسم قسم کے غلے پیدا ہوتے ہیں پہاڑوں کے بالائی حصوں کو درختوں نے ایسا چھپایا ہوا ہے کہ وہ دور سے کم ہی نظر آتے ہیں۔ خود رو میوے۔ انجیر۔ زیتون۔ مشمش بہت پیدا ہوتے ہیں یہ لوگ جنگ و جدال کے طبعی طور پر شایق ہیں جیسا کہ پہاڑی لوگ ہوتے ہیں برخلاف میدانی لوگوں کے کہ وہ طبعی طور پر ڈرپوک اور نئے نئے حاکموں کے محکوم ہونیکے خوگر ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی دلیری و شجاعت کے باعث فرانس نے ان قبائل سے اکثر جوان چن چن کر اپنی فوج کی زینت بڑھانے کو ملازم رکھے ہیں بلکہ زواوا زواف جو فرانس کے عساکر میں ایک زبردست فوج کا نام ہے اسی علاقہ کے ایک قبیلہ (زواف) کے نام سے موسوم ہو گئی ہے یہ لوگ بڑے قد آور۔ خوبصورت اور گٹھے ہوئے جوان ہوتے ہیں۔ ان قوم کے بہادر جوانوں نے فرانس کے ساتھ بڑی بڑی خیر خواہیاں اور وفاداریاں کی ہیں۔ اور بڑے بڑے معرکوں میں جانیں لڑائی ہیں اب دولت فرانس کیطرف سے ان مسلمانوں کو بڑے بڑے فوجی عہدے بھی ملنے لگے ہیں اور فرانس کے دلمیں انکے ساتھ کمال محبت جوش زن ہے اگر یہ لوگ تعلیم جدید سے بھی بہرہ مند ہوں تو امید تھی کہ ان کو فوجی عہدوں کے علاوہ ملکی عہدے بھی نصیب ہوتے مگر یہ اکثر جاہل ہوتے ہیں۔

مدینۃ الجزائر تمام سرزمین میں دوسرے قبائل سے بلاد القبائل کے پہاڑی باشندے کیا بلحاظ تجارت کے اور کیا بلحاظ صنعت و حرفت کے اور کیا بلحاظ زراعت کے سر برآوردہ اور اعلیٰ درجہ کے آسودہ لوگ ہیں چنانچہ فرانس کے بڑے بڑے شہروں میں ان کی تجارت ہوتی ہے اور پایہ تخت جرمنی و انگلستان میں انکی کوٹھیاں و ایوان تجارت کھلے ہیں۔ گماشتے بیٹھے ہیں۔ یورپ میں مشرقی تجارت کے نام سے مدینۃ الجزائر کے تاجروں کی مصنوعات جا کر فروخت ہوتی ہے شہر تیزی اور زواف دو بڑے شہر ہیں ان میں فرانس کیطرف سے ریلوی جاری ہے ان شہروں سے مدینۃ الجزائر ایک سو سات میل کے فاصلہ پر ہے۔

فرانس کیطرف سے پادری لوگ مسلمانوں کا لباس پہنکر اور بڑی بڑی تسبیحیں ہاتھ میں لیکر صوفیوں کے بھیس میں وہاں گئے تھے جو وہاں ایک گرجا بنا کر رہتے ہیں پہاڑی مسلمان اون سے سخت متنفر ہیں کبھی کوئی ان کی طرف رخ نہیں کرتا اور نہ وہ بازار میں جا کر کہیں مسیحی وعظ کر سکتے ہیں۔ بلکہ لاوارث یتیموں کو خرید کر تعلیم دینے کے بہانے سے اپنی تعلیم بھی خفیہ طور پر دیتے ہیں۔ ۲۰ سال سے آجتک مسیحی مشنریوں کو وہاں کوئی کامیابی نہیں ہوئی حکومت کی طرف سے تنخواہیں معقول پاتے ہیں اور وحشیوں کی طرح تن تنہا زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان مسیحی مشنریوں کو آئندہ بھی مدینۃ الجزائر میں کامیابی کی امید نہیں کیونکہ وہ لوگ دین اسلام میں ایسے پکے ہیں کہ کلمۃ التوحید کے خلاف کسی کی زبان سے ایک کلمہ بھی سن پاویں تو اسیوقت اسی قتل کر ڈالیں۔

(وکیل)

مسلمانان جاوہ کے حالات

۸۲۳ ہجری میں بلاد جاوہ کیطرف اہل اسلام سلاطین نے توجہ کی اور فتح کرنے کے بعد تمام جزیرہ کے مالک ہو گئے اور اسلامی دعوت سے اس بلاد کے لوگ کمال متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور گیارہویں صدی تک اسلام لوگوں کے دلوں پر اپنا سکہ جما تا رہا حتی کہ سماٹرا۔ اور بورنیو۔ اور سلیبیز تک جا پہنچا جن کا صدر مقام شہر مکاسر ہے لیکن اسوقت مسلمان حاکموں کی حکومت کا اس ملک میں یہ حال تھا کہ ہر ایک شہر میں الگ بادشاہ بنا ہوا حکومت کر رہا تھا۔ یہ بڑے بڑے شہر جہاں حکومتیں قائم تھیں۔ شہر بانٹن۔ مستر کورنیلس۔ بوقر۔ شانخور۔ باندوگ قاروت۔ جوگجہ۔ سوراکرتہ۔ سرابایا۔ سرمارانگ۔ بیکلونگو۔ تیگال تھے۔ یہ بارہ شہر گویا مسلمانوں کی بارہ حکومتیں تھیں۔ جو اب اون کے ہاتھ سے جاتی رہی ہیں صرف سوراکرتہ اور جوگجہ میں مسلمانوں کی کسی قدر حکومت باقی ہے۔ اور سب ممالک گورنمنٹ ہالینڈ کے ماتحت ہیں۔ ان دو شہروں میں بھی مسلمانوں کی برائے نام حکومت ہے۔ یہاں کے لوگ ہالینڈ کے سوا کسی کو اپنا بادشاہ نہیں سمجھتے۔ آج کل اہل جاوہ کا یہ حال ہے کہ مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر دین اسلام کی اون کو کوئی بات معلوم نہیں گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے انپر ہر وقت ظلم ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ بیچارے مظلوم صبر و تحمل کیساتھ برداشت کرتے ہیں۔ عرب کے لوگ جو اواخر ۱۱ ہجری میں یہاں آکر آباد ہوئے۔ اکثر تجارت پیشہ ہیں علاقہ سماٹرا اور فونتیاک میں اور منیلا کے قریب کی بستیوں میں بکثرت رہتے ہیں ان کی عادات بھی جاوہ کے لوگوں سے ملتی جلتی ہیں۔ اسکا سبب مدت سے علم و تعلیم کا چھوٹ جانا اور حکومت ہالینڈ کے زیر اثر رہنا ہے پھر بھی ٹوٹی پھوٹی عربی بول سکتے اور لکھ پڑھ لیتے ہیں۔ آجکل گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے اسلام کے برخلاف مدارس قائم ہوئے ہیں۔ جنکے قائم کرنیکا اصلی مقصد اہل جاوہ کو اسلام کی محبت سے برگشتہ کرنا اور عیسائی مذہب کیطرف رغبت دلانا ہے۔ چنانچہ انکے بچوں کو تعلیم عربی سے بلکہ سادہ کلام اللہ پڑھنے سے بھی روکا گیا ہے۔ یہ ظلم اس حد تک پہونچا ہے کہ جاوہ کے لوگوں کو عربی لوگوں سے ملنے تک کا حکم نہیں۔ اگرچہ اہل عرب بھی وہاں کے بالکل جاہل ہیں۔ لیکن انتہا ہے کہ کلام اللہ کی دو چار سورتیں انمیں سے کسی کسی کو یاد ہونگی۔ نماز کوئی کوئی پڑھتا ہوگا۔ یہ عیسائیوں نے انکو بڑا دیندار اور قائم علی الدین سمجھا ہوا ہے۔ جاوہ کے لوگوں سے انکو ملنے نہیں دیتے۔ کہ یہ دین اسلام کی انکو تعلیم دینگے۔ عربی کی کتاب سیکھنا جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا دل دکھانیوالی مصیبت ہوگی۔ کہ پہلے جاوہ کے لوگ مولود شریف پر جمع ہو کر عربوں سے کلام اللہ سنتے اور وعظ و نصیحت کی مجلس قائم کرتے تھے۔ اب پر حکومت کیطرف سے انکے لئے بڑی بڑی سخت سزائیں مقرر کی گئیں۔ اسلامی کتابیں چھین کر جلائی جاتی ہیں جسکے پاس سے کوئی کتاب یا مسائل دین کی نکلے وہ مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

ان کے [illegible] علم باوجود ان عظیم خطرات کے دین اسلام کی تعلیم میں کوشش کرتے تھے۔ اس خناس گورنمنٹ نے اکثر علماء کو گرفتار کر کے جیل میں ٹھوک دیا۔ اور بہتوں کو ملک بدر کر دیا۔ اسقدر متعصب گورنمنٹ روئے زمین پر کم ہوگی جس نے ملک سے سادات عظام و علماء اکرام اہل اسلام کی بیخ اکھاڑ دی ہے۔ سو ان گذشتہ حالات سے آئندہ حالات کو قیاس کر لینا چاہیئے کہ وہاں آنے والی نسلوں میں اسلام کب رہ سکے گا؟

جزیرہ سماٹرا کے تاریخی حالات یہ ہیں کہ خلافت عباسیہ کے وقت شہر آسیہ میں ایک جنگ جو بہادر جوہان شاہ نام تین ہزار نبرد آزما لیکر اس جزیرہ پر چڑھ آیا اور فتح پا کر وہاں حکومت قایم کی جو اب تک چلی آتی ہے مسلمان امیر اس امارت پر جان نشین ہوتے آئے اب بتیس برس سے ہالینڈ کی حکومت نے ان مسلمانوں سے جنگ شروع کر رکھی ہے اس جنگ کا باعث سونیکی کان کا لالچ ہے جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہے لیکن خدا تعالیٰ کی تائید سے اب تک اس سلطنت نے مسلمانوں پر فتح نہیں پائی تمام جزیرہ سونا ٹرا مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اس جزیرہ کے علاوہ تین جزیرہ اور بھی اسلامی حکومت کے ماتحت ہیں جن میں کان الماس و زمرد اور بڑے قیمتی جواہرات برآمد ہوتے ہیں سونیکی کان بڑی وسیع ہے۔ یہاں کے مسلمان ان معدنوں کے سبب سے نہایت مرفہ الحال ہیں کوئلہ کی کان اور مٹی کے تیل کی کان بھی اس جزیرہ کے پہاڑوں میں ہے۔ گورنمنٹ ہالینڈ ان جزائر گرد و نواح میں چند سواحل پر قابض ہے۔ جیسے بادانگ۔ قلیبانگ۔ جانبی۔ ڈیلی ان شہروں پر بھی ایک مسلمان امیر حکومت ہالینڈ کیطرف سے متعین ہے اور جزیرہ سیلبیز کبھی ہالینڈ کے ماتحت نہیں ہوا مگر مکاسر اسکے قبضہ میں ہے اور تمام مشرقی جزیرے آسٹریلیا کے قریب ہیں سب ہالینڈ کے تابع ہیں۔ تھوڑا سا علاقہ پرتگیزوں کے قبضہ میں بھی ہے اور جزیرہ بورنیو میں کچھ قبضہ سرکار انگریزی بھی ہے جہاں سے قلعی۔ چاندی۔ الماس۔ اور کوئلہ کی کانیں برآمد ہوئی ہیں۔ حکومت ہالینڈ کے قوانین گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں اسی سال روانکی ابتداء میں عربوں اور چینی تاجروں کی راہداری میں کچھ تخفیف کی تھی۔ اور ابھی اس قانون مشتہرہ کو بدل ڈالا اور مسافروں کی راہداری گران کر دی۔ تاجروں پر بھاری ٹیکس لگا دیا۔ ہالینڈ کا موجودہ حاکم نہایت جابر و طامع ہے۔ ہر سال ٹیکس اور محصول زیادہ کرتا جاتا ہے چنانچہ سالہائے گذشتہ کی نسبت امسال چوگنا محصول بڑھا دیا ہے۔ سال رواں کی ابتداء میں مسافروں کی راہداری پانچ روپیہ پر ملتی تھی اب دس روپیہ کر دی ہے اور درخواست کا محرر بھی ایک روپیہ لیتا ہے اسی طرح دوسرے ظلم جن کا شمار نہیں ہو سکتا اس حکومت میں مسافروں پر ہوتے ہیں۔

(وکیل)

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ آمین۔

ترجمہ۔ حمد اور ستائش اور مہاس بڑے رب کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے۔ اور رحمان العالمین ہے۔ اور رحیم العالمین ہے۔ اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اسکی بے انتہا رنگوں میں ظاہر ہوتی ہیں کوئی انکا انتہا نہیں پا سکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنی پرورشیں ایک خاص رنگ۔ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس لئے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اسلئے ایسی چیزیں پرستش کے لایق نہیں۔ علاوہ اس کے ان کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الٰہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے وہ سچے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لایق تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لایق نہیں ہیں اسیطرح دوسرے مقام پر فرمایا۔ **لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن** یعنے نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزیں سورج چاند آسمان آگ۔ پانی وغیرہ کی ہیں۔ چاند اور سورج کا ذکر کرکے پھر بعد اس کے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جنکی غیر قومیں پرستش کرتی ہیں تم ہرگز انکی پرستش مت کرو۔ پھر اس سورۃ میں یعنے سورۃ فاتحہ میں اس بات کا جواب ہے کہ جب آکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فائدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں تو دعا کے پیرایہ میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اسکو شناخت نہیں کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں سے اپنی تئیں شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اس سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کرکے اور اسکو اپنے پاس سے معرفت عطا کرکے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا۔ یہ سورہ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نماز میں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک انسان اس دعا کو درد دل کے ساتھہ خدا کے حضور میں کھڑے ہوکر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اس نماز میں تین چیزیں سکھائی گئی ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی صفات کی توحید تا انسان چاند۔ سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے مونہہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جائے اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے

ایاک نعبد وایاک نستعین

یعنی میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تجھہ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسری یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں کو شریک کرے اور اسطرح بنی نوع کا حق ادا کرے اس لئے دعا میں **اھدنا** کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ یہ معنے نہیں کہ مجھہ کو اپنی سیدھی راہ دکھا۔ پس اس طور کی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھہ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں یہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھہ بلکہ وہ ہمیں روحانی نعمتیں عطا کر جو تو نے پہلے راستبازوں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب اُن پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اسپر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کیطرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کیوجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب ان پر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جب اس دنیا سے وہ گذر جائے گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ رگوید میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں اس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو ان کے پردہ میں کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جسقدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قایم رکھنے کیلئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسمار اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کے آب وتاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور ان کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پس اسیطرح خدا کی ایک تجلی بھی موسم خریف سے مشابہ ہے کہ ایک نئے مادہ انسانوں پر آتا ہے کہ اُن کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور یاد الٰہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کھلے کھلے معصیت اور فسق کا دور ابھی نہیں آتا مگر انس الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس کو کلجگ کا پیش خیمہ کہنا چاہئے

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے جب کہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اُس آفتاب حقیقی کے جس کا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ خدا کی محبت دلوں سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اس کو چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری۔ قمار بازی۔ زناکاری اور جھوٹ فریب۔ دغا۔ بدزبانی۔ تکبر۔ دنیا پرستی۔ چوری۔ خیانت۔ خونریزی۔ ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لایق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر بھی جائے تو اس کی یادگاریں قایم ہوتی ہیں۔ ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے شاذونادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے کہ گویا اسکو کلجگ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ ربیع کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جب کہ مردہ پودے نئے سرے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے سو اسی طرح وہ آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھائی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اترتا ہے ....

....

کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب کرکے اس کے دل کو اُس پانی کا ابرِ بہار بناتا ہے تب وہ پانی اُس بادل میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودوں پر پڑتا ہے جن کو خریف کی بادِ صرصر نے تباہ اور خراب کر دیا تھا اور انہیں معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول انہیں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک اعمال کے پھلوں سے بہرہ دیتا ہے۔

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ **صیف** کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج اُن پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسیطرح خدا کی تجلی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنے موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کرکے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اسکی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الٰہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے معنے سے **ست جگ** کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اسکی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہیں پس اسمیں **کلام** کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں **موجود** ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہمیں کھولدیا ہے کہ سورج وغیرہ **بذاتِ خود** کچھ چیز نہیں ہیں یہ اسی کی **طاقت زبردست** ہے جو **پردہ** میں ہر ایک کام کر رہی ہے **وہی ہے** جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں **خود** داخل ہو کر انکو **منور** کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے **وہی ہے** جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا **مظہر** بنا دیتا ہے اور **مختلف فصلوں** میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو **سیراب** کر دیتی ہے **اسی** کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دَم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے یہ اُسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھا رہی ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑہ جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل بنگیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اسکی نہیں بلکہ آگ کی ہیں اسیطرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جسقدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو اُن میں پائی جاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے کلمے تھے جو اسکی قدرت نے انکو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کریگا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے کیا خدا انکی علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اسکو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشی[*] آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدایش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور استت کی اس کا بھی یہی مقصد ہوگا کہ الٰہی طاقت ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ سب اجرام بطور چھلکے کے ہیں اور وہ مغز ہے اور سب صفات اسی کیطرف رجوع کرتی ہیں اسلئے اس کا نام آگ رکھنا چاہئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل انکے فعل نہیں بلکہ یہ سب اس کے فعل ہیں اور انکی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اسکی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں کہ الحمد للہ رب العٰلمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ یعنے دنیا ایک شیش محل ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک تیسری جگہ بھی فرمایا۔ وحملناھم فی البر والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اٹھاتی ہے یا کشتیاں دریا میں تمہیں اٹھاتی ہیں بلکہ ہم خود تمہیں اٹھا رہے ہیں۔

(باقی آیندہ)

حاشیہ[*] آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پرمیشر نے زمین و آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجودہ چیزوں کو جو قدیم سے تھیں باہم جوڑا ہے جیسا کہ جیو جو قدیم ہے اور انادی ہے اور پرمانو یا پرکرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہیں وہ قدیم اور انادی ہیں۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کیوجہ سے اسقدر آریہ صاحبوں پر غصہ نہیں کرتے جسقدر ہمیں انکی بدنصیبی پر رحم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہیں کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل گیان انکو حاصل ہوا۔ وہ خدا جس نے اسقدر بڑے بڑے اجرام آسمان میں پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اسقدر ستارے پیدا کئے جنکا اب تک انسانوں کو پتہ نہیں لگا۔ کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادہ کا محتاج تھا۔ جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور انکی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادہ الٰہی سے اور اسکے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا تو میری روح بے اختیار بول اٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اسنے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا۔ **افسوس** کہ آریہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کی بنانے میں انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادہ کے کچھ بنا نہیں سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہیں سکتا پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک دیوار کے بنانے میں اندازہ کرتے ہیں کہ ایک معمار اتنے دنوں میں اسکو تیار کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ایسا ہی ہمیں یہ اندازہ کرنا پڑیگا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے میں اسقدر وقت کی ضرور حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اسکے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے یہ حدیں مقرر کرنا اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کیلئے اس کو محتاج سمجھنا کفر ہے اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلدی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہیں پس اس صورت میں وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی ضعف کیلئے جو منطق بنائی گئی ہے اس منطق سے اسکے حق میں بھی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کونسی حماقت ہوگی۔ میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے پنڈت صاحب نے جب دیکھا کہ بغیر روٹی کھانے کے وہ جی نہیں سکتے اور بغیر پانی کے انکی پیاس نہیں بجھتی اور بغیر مشقت اور سفر خرچ کے وید نہ پڑھ سکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کی حصول کیلئے مادہ کے محتاج ہیں ایسا ہی انکا پرمیشر بھی مادہ کا محتاج ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کاموں کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتیں ہرگز سمجھ نہیں سکتیں کہ دنیا میں پاک دامن اور پاک دل عورتیں بھی ہوتی ہیں جنکو آنکھیں ملی ہیں وہ آنکھوں کے بعد اپنے تئیں اندھا نہیں کر سکتا اور جسکو کوئی حصہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پھر جہالت کو پسند نہیں کر سکتا ہم نے صدہا امور اپنی آنکھوں سے ایسے خارق عادت دیکھے ہیں کہ اگر ہم بعد اس کے گواہی نہ دیں کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہیں تو ہم سخت گنہگار ہوں گے شاید چودہ سال کے قریب ہو گیا ہے یا کم زیادہ جو میں نے دیکھا تھا کہ عالم کشف میں ایک کاغذ پر میں نے بعض باتیں لکھی ہیں اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہونی چاہئے اور میں نے دیکھا کہ میں وہ تحریر اپنے قادر خدا کے روبرو پیش کی کہ اسپر دستخط کر دیں کہ ایسا ہی ہو جائے تب میرے خدا نے ایک قلم سے ایک سرخی کی سیاہی سے جو خون کے مانند تھی اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ خون ہی ہے اسپر دستخط اپنے کر دئیے اور دستخط سے پہلے قلم کو چھڑک دیا اور وہ چھینٹے خون کی میرے پر پڑے تب وجد اور شوق محبت سے میری آنکھ کھل گئی کہ خدا نے میرا منشا پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دیے۔ اسوقت میرے پاس ایک دوست موجود تھا یعنی میاں عبداللہ سنوری اسنے شور مچایا کہ یہ قطرے سرخ کہاں سے گرے اور جیسا کہ عالم کشف میں دیکھا تھا درحقیقت خارج میں بھی وہ سرخ قطرے تر بتر میرے کرتہ پر پڑے تھے اور کچھ عبداللہ پر بھی۔ اب بتلاؤ کہ یہ تمام کشفی معاملہ تھا ظاہر میں ان خونی قطروں کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا آریہ صاحبان بتلائیں کیا ہے؟ دیکھی میں کہ یہ قصہ جھوٹا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصہ ہے سرمہ چشم آریہ میں لکھا ہے کیونکہ انہیں نو نمبر وہ کتاب تالیف ہوئی [illegible] اور خود گواہ ہیں [illegible]

---

[*] کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہیں ہو سکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت اور اندیشہ اسکی ناراضگی کے دور نہیں ہو سکتا۔ محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہے جیسا کہ آگ میل کو جس سونے کو ہر روز آگ میں ڈالو گے کیا اسپر کوئی میل رہ سکتی ہے مگر وہ شخص جو نہ خدا کی حسن کا قائل ہے یعنی اسکو پورا تعارف نہیں جانتا اور نہ خدا کی احسان کا قائل ہے یعنی یقین نہیں رکھتا جو اسکی روح جو اسکے اندر بول رہی ہے وہ خدا کی ہے وہ خاک اپنے پرمیشر سے محبت کرے گا۔ منہ

[illegible]

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۳

(بطریق معارضہ بالقلب)

اثبات بطلان بعض عقائد فاسدہ علی حائری لاہوری علیہ ما یستحقہ کہ در ملک پنجاب سباب ضلالت فراہم آوردہ است۔

باعث تحریر این مضمون و دیگر مضامین شخصے کشمیری الاصل اجہل الناس علیہ ما علیہ موسوم بہ علی حائری میباشد۔ حالات عجیبہ و مقالات غریبہ وے کہ کمتر از مضحکہ صبیان و حیلے نسوان نیست خواستم کہ درین مضمون و دیگر مضامین برائے ملاحظہ احباب اطیاب و مطالعہ اصحاب انجاب بالجملہ نوشتہ باشم تا عرفا دانستہ باشند کہ از جملہ شصت کذابان کہ ذکر آنہا در حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم رفتہ است این کشمیری عجب نمونہ میباشد کہ بحیلہ و فریب و کذب و دروغ میخواہد کہ خلق اللہ را از صراط مستقیم دور انداختہ ہمراہ خود جہنم ببرد۔ خدا لعنت کند گروہے را کہ فروختند دین را بدنیا نیز دراہم دوست ظلم و تعدی را نسبت با امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان و متبعانش دراز کردہ اند۔

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ قبل ازین دو مضمون در رد کتاب غایۃ المقصود جلد دوم مصنفہ این کشمیری علیہ ما یستحقہ در جریدہ الحکم بطبع درآمدہ بود کہ اخویم فضل جینگوی در کتاب خود نصرۃ الحق نام درپے انجام و اسکات مخالفین شد و دلائل و براہین ضعیفہ و داہیہ مخالفین را عموماً و علی حائری را خصوصاً اوہن من بیت العنکبوت باثبات رسانیدہ ناچار ارادہ تحریر جواب غایۃ المقصود را ترک گفتم و فارغ نشستم مگر سپس معلوم شد کہ این کشمیری علیہ ما علیہ و مقلدانش کتاب غایۃ المقصود جلد چہارم را کتابے لاجواب پندارند و بدان فخر و مباہات آرند و چونکہ کتاب مستطاب نصرۃ الحق ہنوز مجموعاً زیور طبع نپوشیدہ است لہذا خواستم کہ چند اغلاط مجتہد المتشیعین را کہ در غایۃ المقصود جلد چہارم بکمال جہالت و کوتاہ نظری از و سرزدہ درین مضمون و مضامین آیندہ بدین ناظر سازم بنابر آن این چند سطر حوالہ قلم سازم۔ و باللہ التوفیق و علیہ التکلان۔

غایۃ المقصود صفحہ ۱۱ قولہ تسلط طاعون بر ہندوستان آیا بطریق غضب اللہ مثل از منہ سابقہ بر امم انبیاء سابقہ نازل شدہ است یا بنہج امراض و آفات و بلیات متداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص و جزام وغیرہا بنابر اول مخالفت قرآن عظیم لازم آید زیرا کہ در شان رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآن ناطق و صادق است وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان و تفسیر این میکند آیۃ شریفہ سورہ انفال قولہ تعالے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسم خداوندی نیست کہ عذاب کند ایشانرا و حال آنکہ تو رحمت عالمیان میان ایشان موجود باشی پس جزاؤ سزا است ہر دو مسہ این نبی رحمت را منحصر در آخرت گذاشت تا رحمت عالمیان بودن آنحضرت صلعم ثابت گردد۔

اقول ایہا الناظرین این اولین دلیلی است کہ مجتہد شیعیان در جلد چہارم غایۃ المقصود بتردید امامنا حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ تعالے نوشتہ است پس ہرگاہ این دلیلش بآیات قرانیہ و احادیث صحیحہ ضعیف و مردود ثابت بشود دیگر ادلہ وے را در جلد چہارم مندرج ساختہ بر آن قیاس توان کرد۔

حالا ببانگ بلند میگویم کہ مجتہد علیہ ما علیہ درین مسئلہ طریق صواب نہ پیمودہ بلکہ از نہج ہدایت دور افتادہ۔ فی الحقیقت نزول عذاب بر منکرین و معاندین اسلام و کفار و منافقین ایام منافی رحمت نیست و تفسیر آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ نہ چنین باشد کہ مجتہد پنداشتہ ناظرین باید قرآن کریم را در دست گیرند و سورہ انفال را نیک تلاوت فرمایند۔

قال اللہ تعالے (۱) واذ قالوا اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندک۔

و انگاہ کہ گفتند بارخدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو۔

واذ قالوا اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ٭ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ط وما کان اللہ معذبہم وھم یستغفرون ٭ وما لہم الا یعذبہم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام وما کانوا اولیاءہ ط ان اولیاؤہ الا المتقون ولکن اکثرھم لا یعلمون ٭ وما کان صلاتہم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔

ترجمہ:- و انگاہ کہ گفتند بارخدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو پس بباران سنگ را از آسمان ہا ببار برما عذاب دردناک را و نیست خدا کہ عذاب کند ایشانرا و تو میان ایشان باشی و ہرگز نیست خدا عذاب کنندۂ ایشان و ایشان استغفار میکنند یعنی سنت اللہ آنست کہ تا پیغمبر درمیان قوم باشد عذاب عام نمیکند و ہمچنین تا ایشان استغفار میکنند عذاب نمے آید و نیست مر ایشانرا یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان کہ عذاب نکند ایشانرا خدا و حال آنکہ ایشان باز میدارند یعنی مردمانرا از مسجد الحرام و نیستند سزاوار آنجا۔ نیستند سزاوار آنجا مگر متقیان۔ لیکن بیشترین ایشان نمیدانند یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بودن پیغمبر درمیان ایشان مانع بود و الحال مانع برخاست و نیست نماز ایشان نزدیک خانہ کعبہ بجز صفیر کردن و دستک زدن پس بچشید اے کافران عذاب را بسبب کافر شدن خود

از آن آیہ کریمہ ظاہر و روشن است کہ چون کفار مکہ درخواست نزول عذاب کردند خداوند فرمود کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تا الحال از مکہ ہجرت نمیکند عذاب نازل نمیشود یعنی بعد ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عذاب نازل خواہد شد چنانچہ آیہ کریمہ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون دلالت صریحہ دارد برین۔ پس استدلال مجتہد علیہ ما علیہ بآیہ کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین و آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ بجز نے ارزد۔ مغالطہ بیش نیست۔

علاوہ برین دیگر آیات قرآنیہ نیز بر تکذیب مجتہد المتشیعین گواہ ہستند چنانچہ خداوند کریم در پارہ دہم سورہ توبہ میفرماید۔

(۱) وبشر الذین کفروا بعذاب الیم ٭ الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیہم عھدھم الی مدتہم ط ان اللہ یحب المتقین ٭

و خبردہ کافران را بعذاب دردہندہ مگر آنانکہ با ایشان عہد لبستہ بودند از مشرکان باز کمی نکردند با شما از چیزے و مدد ندادند بر شما کسے را پس بوفا رسانید بسوے ایشان عہد ایشان را تا مدت ایشان ہر آئینہ خدا دوست میدارد پرہیزگارانرا۔

(۲) قاتلوھم یعذبہم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیہم ویشف صدور قوم مؤمنین ٭ ویذھب غیظ قلوبہم ط ویتوب اللہ علی من یشاء ط واللہ علیم حکیم ٭ پارہ دہم سورہ توبہ

ترجمہ۔ جنگ کنید با ایشان تا عذاب کند ایشانرا خدا بدست شما و رسوا سازد ایشان را و فتح دہد شما را بر ایشان و شفا بخشد سینہائے گروہ مسلمانانرا۔ و دور کند اندوہ دل ایشان را و رحمت باز گردد خدا بہر کہ خواہد و خدا دانا و استوار کار است۔

(۳) ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا ط سورہ توبہ رکوع ۴

پس فرو فرستاد خداوند سکینت بر رسول خود و بر مومنین و فرو فرستاد لشکرے کہ شما بدیدند و عذاب کرد کافران را۔

(۴) یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم ط وماوٰھم جھنم ط وبئس المصیر ٭ یحلفون باللہ ما قالوا ط ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وھموا بما لم ینالوا ج وما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ ج فان یتوبوا یک خیرا لہم ج وان یتولوا یعذبہم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ ج وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر ٭ سورہ توبہ رکوع ۱۰۔

ترجمہ:- اے پیغمبر جہاد کن با کافران و با منافقان و درشتی کن بر ایشان و جائے ایشان دوزخ است و وے بد جائیست سوگند میخورند بخدا کہ نگفتہ اند و ہر آئینہ گفتہ اند سخن کفر و کافر شدہ اند بعد اسلام خویش و قصد کردند آنچہ نیافتند یعنی ایذائے پیغمبر و انکار نکردند الا بر آن کہ توانگر ساخت ایشانرا خدا و رسول از فضل خود پس اگر توبہ کنند بہتر باشد ایشانرا و اگر برگردند از توبہ عذاب کند ایشانرا

لہ اگر این استدلال مجتہد صحیح باشد عقیدہ رجعت کہ شیعیان بران نازکنند مغالطہ بیش نیست۔ ابو نجم الدین احمدی کرہلی

خدا بعذاب درد دہندہ در دنیا و آخرت و نیست ایشانرا در زمین ہیچ کارساز و ہیچ کارساز یاری دہندہ۔

(۵) وممن حولکم من الاعراب منٰفقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم۔ سورہ توبہ رکوع ۱۳

ترجمہ۔ وازانکہ حوالی شما از اعراب منافقند وبعض اہل مدینہ خوگر شدہ اند بنفاق تو نمیدانی ایشانرا ما میدانیم ایشانرا۔ عذاب خواہیم کرد ایشانرا دو بار یعنی درمیان مسلمانان ذلیل شوند و در اموال و اولاد آفات بینند باز گردانیدہ شوند بعذاب بزرگ۔

ایہا الناظرین ازین آیات کریمہ و دیگر آیات قرانیہ ظاہر و باہر است کہ نزول عذاب بر کفار و منافقین مطابق نصوص قرانیہ جایز و واقع و ثابت و متحقق است پس اعتراض مجتہد علیہ ما علیہ سراسر غلط است۔ صرف نظر ازین مصنف علیہ ما تحقہ در صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ مرض طاعون را علامت حضرت امام مہدی علیہ السلام تسلیم میکند پس از مصنف بلند نظر این سوال جواب طلب میباشد کہ طاعون مذکور در زمانہ حضرت امام ہمام علیہ السلام چہ طور ظاہر خواہد شد آیا بطریق نزول عذاب بر منکران حضرت امام علیہ السلام و یا امراض و آفات و بلیات شداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص و جذام بصورت ثانیہ طاعون را علامتہ مہدی علیہ السلام قرار دادن چہ معنی دارد بصورت اول اعتراض مصنف را اگر سفاہت و جہالت نگفتہ شود دیگر چہ توان گفت **قولہ** حضرت خواجہ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم و اہل بیت اطہارش را با وجود رسیدن اینقدر زحمت مشقات و ظلم ایشان نفرین و دعائے بدہم در حق این امت مرحومہ نکردند تا خلاف وعدۂ خدا لازم نیاید۔

اینست معنی رحمت اللعالمین بودن ایشان پس ہرگاہ بوقت ظلم کردن بخود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اہلبیتش نظر بوعدہ وما کان اللہ یعذبھم ایشان را خدا عذاب نکند چگونہ ممکن است کہ بوجہ بدگفتن تو نزول عذاب فرماید **اقول** این تحریر مجتہد عدیم النظیر ہم بکرسی تحقیق نمی نشیند بلکہ صراحتاً دلالت دارد بر انکہ مجتہد شیعان چنانچہ از کتاب و سنت بے خبر است از اصول و فروع امامیہ نیز خبری ندارد تنبیہ الغافلین باسکات و افحام معاندین روایتی چند از اصح التصانیف المتشیعین نقل میکنم در فروع کافی مطبوعہ لکھنؤ جلد اول کتاب الجنایز بصفحہ ۹۹ روایتی چند از امام جعفر صادق علیہ السلام مروی است کہ دو تا روایت از انجملہ بطریق نمونہ نقل بر داشتہ میشود چون عبداللہ بن ابی بن سلول بمرد نبی صلے اللہ علیہ وسلم بجنازہ او تشریف ارزانی داشتند پس عمر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ نگفت عمر بار دگر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خرابی باد ترا تو چہ دانی کہ من چہ گفتم و چہ طور دعاء کردم۔ گفتم من بدین طور دعاء کردہ ام کہ خداوندا شکمش را با آتش پر کن و قبر او را باتش پر کن و او را بجہنم برسان۔ روایت است

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما مات عبد اللہ بن ابی بن سلول حضرت النبی صلے اللہ علیہ والہ جنازتہ فقال عمر یا رسول اللہ علیہ و الہ یا رسول اللہ انی قلت اللھم احش جوفہ نارًا و املاء قبرہ نارًا و اصلہ نارًا

روایتی دیگر نیز در ہمین صفحہ منقول است وھی ھذا

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین ابن علی صلوات اللہ علیہما یمشی معہ خلفہ مولے لہ الحسن علیہ السلام این تذھب یا فلان قال فقال لہ مولاہ افر من جنازۃ ھذا المنافق ان اصلی علیھا فقال لہ الحسین علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی مما سمعنی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسین علیہ السلام اللہ اکبر اللھم فلان عبدک الف لعنۃ مؤتلفۃ غیر مختلفۃ اللھم اخز عبدک فی عبادک وبلادک و اصلہ حر نارک واذقہ اشد عذابک فانہ کان یتولی اعدائک ویعادی اولیائک ویبغض اھلبیت نبیک۔

ترجمہ مرویست از امام جعفر صادق علیہ السلام کہ شخصے از منافقین بمرد امام حسین علیہ السلام ہمراہ جنازہ او میرفت غلامی از غلامان امام بحسین علیہ السلام دوچار شد امام حسین علیہ السلام از و پرسید کہ اے فلان کہ کجا میروی گفت از نماز جنازہ این منافق میگریزم امام فرمود نزد راست من ایستادہ شو بشنو انچہ من بگویم تو ہم مثل ان بگو چون ولی آن میت تکبیر گفت حضرت امام حسین دعا کرد بار خدایا برین بندہ فلان خود لعنت بفرست ہزار لعنت کہ پے در پے باشد مختلف نباشد بار خدایا رسوا کن این بندہ خود را در بندگان خود و او را بجہنم برسان و او را سخت ترین عذاب خود بچشان کہ او دشمنان ترا دوست میداشت و با دوستان تو دشمنی میکرد و با اہلبیت نبی تو بغض میداشت۔

حالا ناظرین انصاف بفرمایند کہ مجتہد شیعان با این طمطراق ہمہ دانی از اصول و مبانے طایفہ خود ہم چہ قدر بیخبر است **قولہ** وبنا بر ثانی این آفات و بلیات و آلام و امراض و اسقام من اللہ العلام تنبیہاً للخواص والعوام برائے امام مقرر و معین اند و در نزول و تسلط آنہا مصالح و حکم بے شمار باشند۔

الی قولہ پس بخیال فقیر حقیر نزول چنین ابتلا از جملہ مراحم و الطاف مقربہ الی الجنتہ و مکارم و اعطاف مبعدہ از جہنم برائے خواص و عوام است پس چنین الطاف مقربہ را عذاب و غضب اللہ نامیدن البتہ موجب غضب خداست کہ مستحقش بجز مرزائی قادیانی دیگری نمیتواند شد اللھم لقہ منک غضباً مکشوفاً موفوراً انتہی بالفاظ الخبیثہ۔

اقول ایہا الناظرین ہرگاہ بہ تحقیق مجتہد علیہ ما علیہ بوضوح پیوست کہ تسلط طاعون بر اہل ہندوستان از جملہ مراحم و الطاف مقربہ الجنتہ و مکارم و اعطاف متعدد از جہنم برائے خواص و عوام و پر ظاہر کہ بر مسلک امامیہ اثنا عشریہ لطف بر خدا واجب است پس ما را میرسد کہ بگوئیم کہ خدا را واجبست کہ جملہ امامیہ اثنا عشریہ و نیز امام غایب الزمان را عموماً و مجتہد علیہ ما علیہ را خصوصاً ذائقہ طاعون بچشاند اللھم لقہ منک غضباً مکشوفاً موفوراً کہ بہترین مستحقش بجز حائری لاہوری و قوم او دیگری نمیتواند شد۔

وانچہ مجتہد علیہ ما علیہ در فلاسفی ابتلاء آفات و آلام من اللہ العلام حوالہ قلم ساختہ مصداق این شعر است۔

حرف درویشان بدزدد مرد دون
تا بخواند بر سلیمی صد فسون

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ تجویز نزول عذاب بر مقربان بارگاہ الٰہی سخنیست کہ بجد کفر میرساند البتہ انبیا و اولیا و صلحا و اصفیا را ابتلا پیش آمدن بطریق عقل و نقل روا است مگر ان ابتلا بطریق عذاب نمی باشد بلکہ دران مصالح و حکم بیشمار میباشد۔

قولہ۔ ہرگاہ فی الواقع و الحقیقت این طاعون علامت مہدویت تو میبود البتہ میبایست کہ تمام روے زمین شورہ و شیرین حادث میشد زیرا کہ امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ محض برائے ہندوستان بنا بران نزول عذاب طاعون برائے اہل ہند مخصوصاً معنے ندارد۔

اقول۔ درین مضمون از آیات قرانیہ باثبات رسانیدہ ایم کہ عذاب قتل بر کفار مکہ نازل شد پس معترضی ہمچو مجتہد علیہ ما علیہ نیز آن گفت کہ ہرگاہ فی الواقع و الحقیقت نزول عذاب قتل بر کفار مکہ علامت صادقہ رسالت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میبود البتہ میبایست کہ بر تمام میکرد مخالفین روی زمین میشد زیرا کہ حضرت رسول عربی بقول خود برائے تمامی اہل زمین ہادی بودند نہ محض برائے عرب بنا بران نزول عذاب قتل برائے اہل عرب مخصوصاً معنے ندارد فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

ثانیاً مجتہد علیہ ما علیہ در ہمین کتاب خود بہ صفحہ ۱۲۰ از نسخہ اکمال الدین مطبوعہ ایران آوردہ است قدام القائم موتان موت احمر و موت ابیض حتے یذھب من کل سبعۃ خمسۃ فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون۔ حالا از و استفسار میرود کہ این طاعون بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث خواہد شد یانے بصورت اول حاجت ظہور مہدی چیست بصورت ثانی امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ مخصوص برائے ملکی از ممالک بنا بران نزول عذاب طاعون برائے ملکی مخصوصاً معنے ندارد فما جوابکم فھو جوابنا۔

ثالثاً این عذاب طاعون کہ باقرار مجتہد علیہ ما علیہ از علامات امام مہدی علیہ السلام است آیا در آن واحد بر تمام روی زمین شورہ و شیرین حادث خواہد شد یا در اوقات مختلف بصورت اول دلیلے بر آن و حاجت ظہور مہدی و موت احمر چیست بصورت ثانیہ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

(باقی دارد)

راقم
صادق حسین مختار۔ سکرٹری
انجمن احمدیہ اٹاوہ
۱۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

وصیت نور دین

ناظرین الحکم کو معلوم ہو گا کہ پچھلے دنوں جب حضرت حکیم الامۃ (نصیب اعدا) بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت آپ نے خاکسار ایڈیٹر سے فرمایا تھا کہ اس حالت کرب و اضطراب میں میں نے ایک مضمون لکھا ہے وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کو مل گیا ہے جسے وہ ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل میں چھاپتا ہے۔ اصل مضمون چونکہ عربی میں ہے اسلئے پہلے اصل چھاپتا ہوں اور اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اسکا ترجمہ مع بعض ضروری حواشی کے میں درج کروں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم (ایڈیٹر)

ھذا شھادتی امانۃ عند کل من سمع او نظر فیھم بعد ان اشھدت اللہ تعالیٰ وملائکتہ علیھا۔ وانا الفقیر الی رب العلمین۔ نور الدین۔ اللھم جعلہ کاسمہ۔ آمین۔

ان اللہ تعالیٰ ربی رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ وان اللہ الاحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد۔ الحی القیوم۔ وانہ بکل شئ علیم یدبر الامر من السماء الی الارض۔ القادر۔ الفعال لما یرید السمیع البصیر۔ کلم اللہ موسیٰ تکلیما ولہ الاسماء الحسنیٰ وھو الغنی من العالمین۔ استویٰ علی عرشہ ولیس کمثلہ شئ۔ احاط بکل شئ علما وخلقا ووسع کل شئ علما واحصیٰ کل شئ عددا یعلم السر واخفیٰ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر۔ عالم الغیب والشھادۃ فتعالیٰ عما یشرکون۔ ھو الاول لیس قبلہ شئ ھو الآخر لیس بعدہ شئ ھو الظاھر لیس فوقہ شئ ھو الباطن لیس دونہ شئ لا راد لقضائہ ولا معقب لحکمہ بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شئ قدیر و تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا۔ لا مبدل لکلماتہ ولیس بظلام للعبید و لا یظلم ربک احدا وللہ الحجۃ البالغۃ ولو شاء لھدی الناس جمیعا یغضب ویرضیٰ ویفرح بتوبۃ العبد۔ ولا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار . . . . وھو اللطیف الخبیر ومع ھذا وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ۔

والقرآن کلام اللہ نزل بہ الروح الامین علیٰ مولینا ورسولنا خاتم النبیین وسید ولد آدم رحمۃ للعالمین۔ ارسل الی الناس نعم الی الناس کافہ قال تعالیٰ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ ونزل احسن الحدیث ووعد انہ حافظہ کما قال تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ وھو ھدی ورحمۃ وشفاء وروح وفضل۔ وکفایۃ وقد کفنی۔

والملائکۃ حق والرسل حق وکتب اللہ وما انزل من قبل حق ولم یزل اللہ ربا رحیما متکلما ولا یزال۔ وخلق کل شئ فقدرہ تقدیرا والقبر والسوال فیہ والنشر والحشر حشر الاجساد والحساب وفریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر والصراط والشفاعۃ لاھل الکبائر۔ فضلا عن الصغایر ولرفع الدرجات حق۔ نعماء الجنۃ حق فھی عطاء غیر مجذوذ والالام النار۔ وان علیھا تسعۃ عشر حق و ان ربک فعال لما یرید وقد سبقت رحمتہ غضبہ۔ وانہ ارحم الراحمین واحکم الحاکمین واکرم الاکرمین۔

ثم الاسلام بنی علیٰ خمس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ والصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج۔ وان الصلوٰۃ وسواھا کما ثبتت فی التعامل والسنۃ وکما بینت مشرحا فی الموطا والبخاری ورائینا ھا فی المومنین والیقنا انھا سبیل المومنین وقال تعالیٰ ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا وان اللہ سبحانہ تعالیٰ کما امرنا باتباع ما انزل الینا امرنا باتباع محمد رسولہ کما قال قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وکما امر باطاعتہ امرنا طاعۃ رسولہ واطاعۃ اولی الامر۔ فقال واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ بل و قال فی اطاعۃ الوالدین وان جاھدک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا۔

ولا بد ان نقدم اطاعۃ اللہ واطاعۃ کتابہ علیٰ اطاعۃ الخلق واطاعۃ رسولہ اطاعۃ تولی عن سلطانہ کما قال و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ واحب اتباع السابقین الاولین من المھاجرین والانصار کما قال تعالیٰ السابقون الاولون من المھاجرین والانصار و الذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ فانھم اول من تزکی بتزکیۃ حبیبنا وسیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ والخلفاء الراشدون منھم ابوبکر وعمر وعثمان ما کانوا ولا واحد منھم منافقا ابدا فان اللہ تعالیٰ وصف المنافقین بانھم ھموا بما لم ینالوا وھولاء نالوا ما ھموا۔ وھم مصداق وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض۔ وھم الغالبون کما ذکر فی المائدہ وعلی منھم ھو رسول اللہ وختنہ وزوج بنت الرسول فاطمۃ البتول وحبہ ایمان وبغضہ نفاق وھو اخ رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔

ومنھم سید وھو حسن المجتبیٰ اللھم نور فی قلبی حبہ رضی اللہ عنہ۔ فانہ مصداق یصلح اللہ بہ بین الفئتین من المسلمین۔ واحب اخاہ الحسین سید شباب اھل الجنۃ قتل غرا مظلوما شھیدا وابغض فی مقابلتہ العنید ذا الخبیثۃ فانہ ما اثنی علیہ احد خیرا۔ بل اثنوا علیہ شرا۔

واحب العشرۃ المبشرۃ واصحاب البدر وبیعۃ الرضوان ومن قتل فی احد وجمیع من بشرہ سیدنا وقراٰنا فی الصحاح۔ بل ومن اسلم علیٰ یدہ الکراھیۃ واحب علی الاسلام۔ کمعاویۃ ومغیرۃ ابن شعبۃ ماکذب منھم احد فی امر الدین عن الرسول الاکرم وما کان احد منھم اطرش۔ وترکت من بد والشعور۔ الروافض والشیعہ۔ والخوارج والمعتزلہ والمقلدۃ الجامدۃ التارکین لنصوص القرآن والسنۃ و الاحادیث الصحیحۃ الثابتۃ لقول احد والحمد للہ رب العالمین۔ ومع ھذا احب اباحنیفہ ومالکا والشافعی واحمد ومحمد بن اسمٰعیل البخاری واصحاب السنن والفقھاء والمحدثین رحمھم اللہ واعظم ما علیھم واحب اتباعھم فانھم ھم القدوۃ واثنی علیھم خیرا۔ واحتاج الی تحقیقاتھم ومع ھذا اقدم من قدمہ اللہ ورسولہ۔

واعتقد ان عیسیٰ علیہ السلام توفاہ اللہ قبل رفعہ الیہ کما وعد اللہ تعالیٰ فی انی متوفیک ورافعک الی۔ وما قتل و ما صلب وثبت رفعہ لقولہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ وقدم سبحانہ فی الوعد توفیہ وما قدمہ اللہ قدمنا وما اخرہ اخرنا ثم اللہ جعل الارض کفاتا احیاء وامواتا۔ وقال تعالیٰ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ فخلی علیہ السلام کما خلت الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

وان عیسیٰ ابن مریم الذی نازل نزل صلوات اللہ وسلامہ علیہ فان اللہ سبحانہ وعد لنا فی القرآن فی النور بان اللہ یستخلف من یستخلف منا۔ و صرح رسولنا سید الاولین والآخرین سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم بان النازل امامکم منکم۔

وشھد اللہ وملائکۃ واولو العلم بانہ ھو وشھد الشمس والقمر بانہ المھدی والطاعون والجدب والقتال بانہ المرسل کما قال ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذنا اھلھا بالباساء والضراء وفوزہ وفلاحہ مع مخالفیہ الاریہ والبراھمہ والنصاریٰ واسکہ والعلماء والمتصوفین والحکام واقاربہ نبی عمہ بیکرۃ ابیھم بانہ ھو المطاع۔ وتجدیدہ ونصرتہ بانہ ھو علی الحق۔

حضرت اقدس مرزا صاحب کی تصویر کا پوسٹ کارڈ

	سیکڑا	ہزار
بڑھیا دو رنگے	۲/۰	عـــمـ ۸/
یک رنگے	۰۲/	عـــمـ ۲/

محصول ڈاک بذمہ ...

دس ہزار کے لئے ار اور پچاس ہزار سے اوپر کے لئے ۲ ر ہزار رعایت۔ دیگر سب قسم کا اور معمولی کمیشن پر مل سکتا ہے۔

حکم چند ایشر داس۔ مارواڑی بازار بمبئی

جاپانی چٹھی

دربارہ تبلیغ و اشاعت اسلام وغیرہ

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم۔ ذیل کا خط درج اخبار فرما کر مشکور فرمائیے۔

(نیاز نامہ خاکسار محمد اسحاق پراچہ از جاپان)

بخدمت مکرمی جناب محمد یعقوب شریف صاحب مترجم ملٹری سکرٹری سرکار عالی نظام حیدرآباد دکن گوشہ محل حیدرآباد۔

نوازش فرمائے بندہ السلام علیکم۔ مجھے آپکا نوازشنامہ ملا۔ یادآوری کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں آپ کا خط پڑھکر مجھے حد سے زیادہ خوشی ہوئی اور ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ ایک ایسی اسلامی ریاست سے جسپر ہماری قوم کی ترقی کا بہت کچھ دارومدار ہو سکتا ہے قومی ہمدردی کی صدا سنی۔ آپ نے اگر میرے مضامین جو قبل اس کے مختلف قومی اخبارات میں نکل چکے ہیں ملاحظہ فرمائے ہیں اور آپ نے میری چٹھی جو بندہ نے مولوی ہدایت اللہ خانصاحب کے نام وکیل اخبار میں پچھلے مہینے بغرض اشاعت بھیجی تھی ملاحظہ فرمائی ہے تو آپ کو اپنے خط کا جواب بہت کچھ معلوم ہو گیا ہوگا۔ لیکن تاہم اسوقت بھی میں حتی الوسع وضاحت کے ساتھ آپ کے خط کا جواب عرض کرونگا۔ آپ کے خط میں چونکہ کوئی پرائیویٹ بات نہیں ہے اسلئے مناسب ہے کہ ناظرین کے ملاحظہ کیلئے جواب سے پہلے اسی پیانیر درج کردوں۔ تاکہ میرے جوابات تسلی بخش نہ ہونے کی حالت میں دوسرے بھائی اپنی رائے ظاہر کر سکیں۔ و ہو ہذا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجمع محاسن اشفاق معدن مکارم اخلاق جناب مسٹر محمد اسحٰق صاحب زاد الطافکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اخبار وکیل مطبوعہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء میں آپکے اس وعدہ نے کمال ہی ممنون کیا کہ جو آپ سے صنعت و حرفت جاپان کے متعلق کچھ استفسار کرے آپ اس کو جواب دیں گے۔ آپکی اس ہمدردی سے جو عمدہ تشویق ایسی کام کی دلا رہی ہے جسکی اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے علی العموم اہل ہند اور بالخصوص اپنی قوم کو متشکر گذار ہونا چاہیئے واقعی یہ آپ نے اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ آپکے نیک ارادوں میں آپکی مدد کرے اور قوم کو اس سے منافع کثیر پہونچاوے۔ "دی ایسٹ" نامی جاپانی اخبار سے اللواء مصری اخبار نے ایک نوٹ کا ترجمہ کیا تھا۔ اسکا ترجمہ اردو اخبار وکیل مطبوعہ ۳ اپریل ۱۹۰۵ء میں طبع ہوا ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:۔

"اسلام کی تعلیم نے ہمارے دل پر گہرا اثر ڈالا ہے اور ہم اسلام اور مسلمانوں دونوں کے ثناخواں ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمیں عقاید اسلام کے متعلق اور بہت کچھ علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر مغائرت زبان ہماری سد راہ ہے اسلئے اگر مسلمانان چین اسلام کی تعلیمات کا لب لباب جاپانی زبان میں ترجمہ کردیں۔ تو ہم ان کے بہت ہی ممنون ہوں گے۔ اور ہمیں پورا موقعہ ملجائیگا کہ عقاید اسلام پر ایک محققانہ اور مناظرانہ نظر ڈالکر اپنے لئے کوئی فیصلہ کرلیں"۔

تبلیغ اسلام فرض کفایہ ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ ایک قوم خود اسلام کی ماہیت کی تحقیق کیطرف مائل ہو۔ پس آپ (۱) یہ بتایئے کہ آیا اہل ہند کسطرح اس خدمت کا شرف حاصل کر سکتے ہیں۔ (ا) اگر چند باخبر علماء کو آمادہ کیا جاوے کہ وہ جاپانی زبان سیکھیں تو اس کے کیا وسایل ہیں۔ اور اسمیں کیا کیا دقتیں حائل ہونیکا اندیشہ ہے (ب) یہ بھی معلوم ہونیکی ضرورت ہے کہ اسوقت اہل جاپان کے معتقدات کیا ہیں۔ انکی معتقدات کی کتب کا غالباً ترجمہ کرانیکا انتظام کرانا بھی مقصد مذکور کے لئے ضروری ہوگا۔ تاکہ اس سے پوری واقفیت ہوکر اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ پر ہمارا مشن عمل کر سکے (ج) جاپانی قوم میں بھی آیا مسلمان ہیں اور انکی حالت مذہبی کیسی ہے؟

(۲) دوسری غرض یہ ہے کہ اسوقت اخبار وکیل کی پرزور تحریرات سے کچھ تحریک مسلمانوں کے قلوب میں کسب صنعت و حرفت کی ہو چلی ہے۔ اگر اسیطرح سلسلہ جنبانی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ پوری بیداری بھی ہو جاوے۔ اسوقت ضرورت اسکی ہے کہ مفصل طور پر ملک کو اس سے آگاہ کیا جائے (الف) کون کونسے صنایع ایسے ہیں جو جلد حاصل ہو سکتے ہیں اور ہماری موجودہ حالت کے موزون ہیں (ب) ان کے حصول کے لئے کسقدر انگریزی دانی کی ضرورت ہے۔ یا اور کیا شرایط ہیں؟ (ج) مصارف سفر و مصارف تحصیل اور مصارف ضروریات ماہوار کم سے کم جاپان میں طلباء کو کیا برداشت کرنی پڑتے ہیں۔ (د) وہاں تعلیم صنعت و حرفت مدارس میں حاصل کرنے کے بعد تجربہ حاصل کرنے کیلئے کارخانجات میں کام کرنیکا موقعہ ملتا ہے یا کیا صورت ہے؟ (ہ) یہاں سے جو مصارف طالبعلم کو ماہوار بھیجے جاویں تو وہ کسطرح وہاں پہونچیں گے۔ امید کہ اگر طلباء کیلئے سہولت اور مصارف میں کمی کی تدابیر بتائی جائیں تو قبل اس کے کہ عام طور پر وظائف وغیرہ کا انتظام ہو خاص وہ لوگ جو ان مصارف کو برداشت کر سکیں پرائیویٹ طور پر اپنے اعزہ کو بھیجنے کی ہمت کریں گے۔ میں اب اپنے اس نیازنامہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپکو آپکے مقاصد میں پوری کامیابی عطا کرے والسلام خیر الختام۔ (نیاز مند محمد یعقوب شریف)

صاحب من! آپ کا خط تو ختم ہوا۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔ لیکن اسموقعہ پر یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ مجھے برادران وطن کیطرف سے قریب قریب اسی مضمون کے متعدد خطوط ملے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے میرے تمام بھائی اس خط کو مشترکہ جواب سمجھیں۔

آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے اور بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں اور اپنے اس پیارے مذہب کی خدمت تن دہی سے کریں جسنے ہمکو بت پرستی سے بچایا۔ جس نے ہمکو جہالت سے نکالکر روشنی کے میدان میں ڈالا۔ اور جس نے ہمارے متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا۔ اور پھر ایسے وقت میں جبکہ ہر ایک قوم اپنی دینی اور دنیاوی ترقی اور اعزاز کیلئے سرتوڑ کوشش کر رہی ہو۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تثلیث جیسے بے بنیاد مذہب کے پھیلانے کیلئے دوسری قومیں کروڑوں روپیہ خرچ کر رہی ہیں۔ اور اپنا مذہبی جاہ و جلال پیدا کرنے کیلئے یا یوں سمجھئے کہ تمام دنیا کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اور عیسوی جھنڈے کے نیچے لانے کے لئے پانی کیطرح روپیہ بہا رہے ہیں تو ہمارا بھی یہ فرض موقت ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت پورے طور سے کریں۔ اور اسلام کو دہریہ منش لوگوں کے حملوں سے بچاویں۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ ہم ایسے وقت میں تبلیغ اسلام کیونکر کریں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر طرف مغربی تعلیم اور مغربی خیالات پھیلے ہوئے ہیں اور ہر ایک شخص موجودہ سائنس اور فلسفہ سے اور عقلی دلایل سے جواب مانگنے کو طیار ہے۔ اور ادھر ہماری خود مذہبی کیا اور دنیاوی کیا ہر قسم کی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ ہماری قوم میں نہ اب قوت ہے نہ سلطنت ہے۔ نہ علم ہے نہ جاہ و حشم ہے نہ پیسہ ہے نہ علم ہے۔ اور نہ ہم میں اب مذہبی جوش ہے۔ ہم مسلمان کیا ہیں صرف کہنے کو برائے نام مسلمان ہیں۔ اور مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد دکھانیکو ہیں ورنہ سچ پوچھو تو ہم آجکل کے مسلمان اسلام کے لئے باعث ننگ ہیں اور اپنے بزرگوں کے نام کو بٹہ لگا رہے ہیں۔ ہمارے علماء ہیں تو تعصب کے پتلے ہیں انکو مذہبی خدمت سے یا تبلیغ اسلام سے سروکار نہیں ہے بلکہ وہ تو اسلام کا دایرہ اسقدر محدود کئے ہوئے ہیں کہ ایک مسلمان نماز پڑھنے والا۔ خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والا اور تمام اصول اسلام کو ماننے والا۔ ایک فروعی مسئلہ پر ان سے اختلاف کر جاوے یا عقلی دلیل مانگے تو وہ کفر کا فتوےٰ لئے تیار بیٹھے ہیں اور اسلام کے دایرہ سے اس کو نکالنے پر آمادہ ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بھی اس بیچارہ کو اسلام سے خارج کرنے کے لئے فتوےٰ لکھانے کو مستعد ہیں اور صرف تیار نہیں بلکہ عملی صورت میں بھی کر دکھاتے ہیں اور ایسی مثالیں بے شمار آپ دیکھتے ہوں گے۔ کسی خاص شخص کا نام لینے کی کیا ضرورت۔ یہ تو اپنے گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگانے کو تیار ہیں۔ اور آپ ہیں کہ ان سے غیر ممالک میں تبلیغ و اشاعت اسلام چاہتے ہیں۔ ہماری قوم میں ایک مرض نہیں جس کا علاج کیا جاوے یہاں تو سینکڑوں لاعلاج بیماریاں ہیں کس کس کا درمان کیا جائے۔ ہماری اسلامی انجمنیں ہیں تو نام کیلئے اور نمود کے لئے اور اگر وہ سچے دل سے اسلام کی خیرخواہ اور اسلامی انجمنیں ہیں تو اہل اسلام کے لئے کیوں نہیں وہ کام کرتیں۔ جن سے مسلمانوں کو فائدہ اور اسلام کی ترقی ہو۔ اور کیا وجہ ہے کہ وہ اپنا جاپا کرنا چاہتی ہیں۔ اور دوسروں کی نصیحت کو نہیں سنتیں؟ میں کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتا مگر اتنا کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اب ہماری قوم میں وہ طاقت کہاں ہے کہ جس سے وہ صرف تبلیغ اسلام کے لئے علماء کو اول گھر پر عرصہ تک تیار کرے اور بعد ازاں صرف کثیر کرکے ان کو جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیجے۔

اس موقعہ پر تو ہماری انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض تہا کہ وہ جب سے حمایت اسلام کا دعوےٰ کرتی ہے وہ اپنے ہاں طلباء کو مذہبی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی۔ اور ساتھ ہی انگریزی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی اور ایسے باخبر ہوشیار طلباء کو جاپان میں وظایف دیکر صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے بھیجتی وہ یہاں پر علوم و فنون سیکھتے اور ایک آدھ گھنٹہ ہر روز تبلیغ اسلام پر بھی خرچ کرتے۔ وہ اپنے ملک کے لئے در یتیم بنتے اور اشاعت اسلام کا مقصد بھی حل ہوتا گویا کہ ایک پنتھ دو کاج کے مصداق ہوتے۔ ہماری انجمن کو مناسب ہے کہ وہ اسوقت عقل سے کام لے۔ میں خود پنجابی ہوں اور پنجابی بھائیوں کے خیالات سے خوب واقف ہوں۔ ہمارے کارکنان انجمن کو شرم آتی ہے کہ وہ اپنے سابقہ دستورالعمل کو چھوڑ دیں میں انکی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں کہ انسان آخر انسان ہے اس سے غلطی ہونا لازمی ہے اور مناسب یہ ہوتا ہے کہ جب اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو اس کو دور کیا جائے نہ کہ اپنی بے جا مردی اور خودداری دکھانیکی غرض سے غلطی پر غلطی کیجائے اور ہٹ دہرمی سے کام لیا جائے۔ آپ نے کالج قایم کیا کس بات کے لئے؟ صرف اسی بات کے لئے تاکہ غریب مسلمان دوسرے کالجوں کی فیس ادا نہیں کر سکتے انکو آپکے کالج میں سستی تعلیم دیجائے گی اور قوم کا فائدہ ہوگا۔ بیشک آپکا یہ نیک ارادہ تہا۔ خدا آپکو جزائے خیر دے۔ مگر افسوس ہے کہ آپکی یہ کوشش لاحاصل ثابت ہوئی ہے اور قوم کو بجائے فائدہ کے نقصان پہونچا۔ آپکی امسال رپورٹ نتیجہ امتحانات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کالج میں سے صرف ایک شخص بی۔ اے پاس ہوا ہے۔ اب سخت افسوس کی بات ہے کہ ایک بی۔ اے نکلا اور قوم کا بیس بائیس ہزار روپیہ سالانہ کالج پر خرچ ہو۔ اور یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم قوم کی خیرخواہی کر رہے ہیں اور ہم اسلام کی حمایت کر رہے ہیں

حیف ہی ایسی بچی اسلامی حمایت اور اسلامی خیرخواہی پر
مجھے آپ کے کالج میں چند روز کے لئے خود رہنے کا فخر حاصل ہے مگر افسوس ہے کہ لڑکائی ناقص انتظام خراب اور قومی سپرٹ کا نام و نشان نہ پاکر فوراً کالج کو چھوڑ کر علیگڈہ کی راہ لی۔ آپ ہی انصاف سے فرمایئے اگر آپ کا کالج ہماری ضروریات پوری کر سکے تو کیا ضرورت کہ ہم مشن کالج گورنمنٹ کالج وغیرہ میں جائیں۔

ذرا کان کھولئے! اور سنئے! حیدرآباد سے صدا آرہی ہے کہ جاپان میں تبلیغ اسلام کیلئے اسلام سے باخبر علماء کو بھیجا جائے۔ اب ہماری قوم میں اتنی طاقت و ثروت تو ہی نہیں کہ اس فرض کو پورا کر سکے اگر آپ کو اسلامی حمیت کا دعویٰ اور آپ کے کالج میں اسلام سے باخبر انگریزی تعلیم یافتہ طلبا موجود ہیں جیسے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہیں تو یہ وقت ہے کہ کالج کو توڑ دو جسکی تعلیم قوم کیلئے گران ثابت ہو چکی ہے۔ اور صنعتی تعلیم کیلئے وظائف دیکر طلباء کو جاپان بھیجو۔ وہ علوم و فنون وہاں سیکھیں اور نیز اشاعت اسلام کریں تبلیغ اسلام کیلئے اور ہر ایک مذہب کی اشاعت کے لئے اب تو تمام مہذب ممالک میں راستہ صاف ہے اور کوئی مشکل نہیں رہی کیونکہ تلوار نہیں چلانی پڑتی۔ اب تو صرف تقریر اور تحریر سے سب مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

تم باخبر مسلمان طلباء کو بھیجو۔ وہ وہاں نیز صنعتی تعلیم حاصل کرنیکے علاوہ جاپانی اخبارات میں اسلام کے متعلق مضامین لکھیں اور لوگوں میں اسلامی خیالات پھیلائیں۔ پبلک مقامات پر ہر روز ایک آدھ گھنٹہ لکچر دیں اگر اتنا ہی نہیں تو صرف ہفتہ وار آتوار کے روز لکچر دیں اپنے حسن اخلاق و اطوار کا جاپانیوں غیر قوموں کو دکھائیں پھر دیکھئے اسلام کی اشاعت ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ مگر یہاں تو افسوس ہے کہ قوم کے نوجوان جن پر قوم کی ترقی کا دارومدار ہے یورپ و جاپان وغیرہ میں جاتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ اپنے مذہب کو بالکل خیرباد۔ خدا و رسول کا ذکر کبھی خواب میں نہیں آتا۔ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں رہکر ان کو اپنی سادی زندگی سے نفرت ہو جاتی ہے اور اس قسم کی زندگی بسر کرنیکا خیال دماغوں میں سما جاتا ہے جو ہماری مالی حالت کیلئے کسی طرح موزوں نہیں ہوتی۔ عیش پسندی۔ اور فضول خرچی یہ پہلے دو اثر ہیں جو ہمارے نوجوانوں پر غیر ممالک میں پڑتے ہیں گویا ان کا وجود بجائے مفید ہونے کے ملک کیلئے الٹا مضر ثابت ہوتا ہے۔ اس خرابی کو رفع کرنے کیلئے ہماری قوم کو توجہ کرنی چاہئے۔ اور اس خرابی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بالکل ناقص ہے اور بچوں کو ایام طفلی میں مذہب سے بالکل ناواقف رکھا جاتا ہے اور یہ قصور ہمارا نہیں ہے بلکہ ہماری قوم کا ہے جو ادہوری تعلیم پر بیجا روپیہ صرف کر رہی ہے اور موجودہ تعلیم کے نقائص رفع کرنیکی کوشش نہیں کرتی۔

مجھے تعجب اور سخت تعجب ہے کہ ہماری اسلامی انجمنیں ندوۃ العلماء اور دیگر تمام اسلامی مجلسیں خواہ وہ سنّی ہوں شیعہ ہوں وہابی ہوں یا کچھ ہوں جو اسلام کی حمایت کا دعویٰ کرتی ہیں اور اسلام کے نام سے قوم کا روپیہ نئے نئے بہانوں سے کھینچ لیتی ہیں آخر وہ کس مرض کی دوا ہیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں انکا عدم وجود برابر ہے انکی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص کے سر میں درد ہو اور ڈاکٹر علاج اس کے پاؤں کا شروع کردے اور کہے کہ میں علاج کر رہا ہوں اور اپنی طبابت کا فرض جو میرا کام ہے پورا کر رہا ہوں عقلمند آدمی انکی بات کو کب باور کریگا وہ تو اسے صاف سنا دیگا کہ احمق تو اپنی دوا بھی ضایع کر رہا ہے اور مریض کا دوسرا حصہ کو نیکی بجائے تو اس کا اور عضو بدن ضایع کر رہا ہے اسیطرح ہماری یہ اسلامی مجلسیں ہماری قوم کا علاج کر رہی ہیں اور ناواقف پبلک سے روپیہ اکٹھا کرنے کیلئے کسی نہ کسی ٹٹی کی آڑ لئے ہوئی ہیں۔ افسوس ایسی حالت قوم اور اسلام کی دیکھکر یہی کہنا پڑتا ہے ؎

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے

جائے افسوس ہے۔ ہم انہی مسلمانوں کی اولاد ہیں جنکی فتوحات عرب سے چین تک پہونچ چکی تہیں اور ادہر اندلس اور پیرس میں اسلامی جھنڈا جا گاڑا تھا۔ اور جہاں جاتے تھے اسلام کو ساتھ لیجاتے تھے۔ انہوں نے تبلیغ اسلام کیلئے کوئی خاص مشنری سسٹم جاری نہیں کیا تھا۔ اور نہ اشاعت اسلام کیلئے خاص طور سے مسلمان پادری مقرر کئے تھے بلکہ ہر یک شخص خود پادری تھا۔ جہاں وہ جاتے تھے سیر و سیاحت کیلئے تجارت کیلئے ملکی فتوحات کیلئے ان اغراض کے ساتھ ہی وہ غیر قوموں کو تلقین اسلام بھی کرتے تھے۔ اپنا پاک نمونہ پیش کرتے تھے۔ آخر ہم بھی انکی اولاد ہیں جو تمام علوم کے بانی تھے۔ ہم انکی اولاد ہیں جو یورپ کے استاد تھے۔ اور آج وہی ہم ہیں کہ اپنے شاگردوں سے نیم وحشی اور جنگلی کہلاتے ہیں۔ اور اپنی حالت پر خوش اور قناعت کئے بیٹھے ہیں۔

ایک تو یہ تجویز ہے کہ اسلام کی اشاعت کی جو میں نے عرض کی کہ دین سے واقف ہوشیار طلباء کو بھیجئے کہ وہ وہاں نیز صنعت و حرفت سیکھیں اور نیز تقریر و تحریر سے اسلامی خیالات پھیلائیں۔ دوسری اس سے بھی آسان تجویز عرض کرتا ہوں جاپان میں جسقدر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں وہ عموماً انگریزی اور جرمن و فرنچ زبانوں سے واقف ہیں اور یہاں پر انگریزی اور جرمن اخبارات بھی نکلتے ہیں۔ اسلئے اسلام پر جو کتابیں انگریزی اور دیگر یورپین زبانوں میں لکھی گئی ہیں ان کو یہاں کے کالجوں، بڑے بڑے کتب خانوں پبلک لائبریریوں اور عام کلبوں میں مفت تقسیم کیا جائے۔ اور اسلام پر جو ماہواری رسالے انگریزی زبان کے اندر ہندوستان مصر وغیرہ میں شایع ہوتے ہیں وہ یہاں مفت بھیجے جاویں۔ چند ایک ایسی کتابوں کا نام عرض خدمت کرتا ہوں جیسے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ، پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ صاحب، لائف آف محمد (صلعم) یعنی خطبات احمدیہ انگریزی مولفہ سر سید احمد خاں اور علیٰ ہذا القیاس اسیطرح کی انگریزی کتابیں جو اسلام کے متعلق ہوں۔ ماہواری رسالوں میں۔ ریویو آف ریلیجنز جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے نکلتا ہے اور ایسے رسائل جو اسلام کی تائید میں نکلتے ہوں یہاں بھیجنے چاہئیں۔ مرزا صاحب کا ذکر کرتے ہوئے مجھے اسموقعہ پر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے قومی اخبارات اپنا فرض کما حقہ ادا نہیں کر رہے ہیں۔ انکا مقصد سوائے معدودے چند روپیہ کمانا اور اپنے خریدار و نکو خوش کرنا ہوتا ہے نہ کہ ان کی اصلاح کرنا۔ بعض اخبارات جنکا نام ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں اس پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہانتک تجاوز کر جاتے ہیں کہ وہ کسی فریق کے پیر و مرشد یا کسی مذہب کے بانی کی توہین اسوجہ سے شروع کر دیتے ہیں کہ پبلک اس شخص کو برا سمجھتی ہے لہذا ان کا اخبار عام پسند ہوگا اور جاہل پبلک کی نظر دمیں باوقار سمجھا جائیگا اور لوگ کہیں گے کہ شاباش فلاں اخبار نے فلاں مردود کی خوب خبر لی ہے۔ میں ایسے اخبارات کی خدمت میں باادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری قوم کو تو پہلے ہی سے گھن لگ رہا ہے اور اپنے پاک مذہب کے پرانے دستور العمل کو چھوڑنے کیوجہ سے جس نے ہماری متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا تھا۔ ہم پہر ایک قوم سے متفرق گروہ ہوگئے ہیں۔ اسوقت تو آپ کا یہ فرض تھا کہ ایسی تجاویز اختیار کرتے کہ مذہبی برادرانہ تعصب بغض عناد قوم سے دور ہو جاتا اور ہم ایک قوم بنجاتے اور ہمارے ذاتی خیالات کیوجہ سے ہمارے دوسرے مسلمان بھائی کو ہم سے نفرت نہ ہوتی۔ آپکی ایسی تحریرات اور ہتک آمیز کارٹون دیکھکر فریق ثانی کا کلیجہ مارے غصہ کے خون ہو جاتا ہوگا۔ اور نتیجہ یہ کہ قوم کے افراد میں عداوت و بغض و عناد کی آگ دن بدن اور بڑہتی جاتی ہے اور جو اس کا انجام ہوگا وہ روز روشن کیطرح ظاہر ہے۔ ہماری قوم ایسی گرجائیگی کہ اس کا کوئی نام لیوا نہیں رہیگا۔ آپکو مناسب ہے کہ قوم کی گری ہوئی حالت کو سنبھالو۔ یورپ کیطرف نگاہ کرو۔ وہاں بھی مختلف مذاہب ہیں اور وہاں بھی ہمارے ملک کیطرح سچے یا جھوٹے مجدد و مذہب ہونیکا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ابھی حال میں ایک انگریز نے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر روح اتری ہے اور وہ مسیح کا ایلچی ہے۔ مجھے ٹھیک اسکے دعویٰ کے الفاظ یاد نہیں۔ مگر انگریزی اخبارات میں اس نئے رسول کا بہت کچھہ چرچا رہا ہے مگر کسی نے اس کے بارے میں ذرا بھی برا بھلا نہیں کہا۔ وجہ کیا؟ صرف یہی کہ اگر اس کا کوئی ماننے والا ہو تو اس کی دل آزاری نہو۔ اور قوم میں بغض و عداوت کی آگ نہ پھیلے۔ آپکو بھی یہی دستور العمل اختیار کرنا چاہئے۔ ہمارا یہ فرض مقدم ہونا چاہئے کہ جو شخص ملک قوم اور مذہب کی بہتری کیلئے کچھہ کر رہا ہو اسکی ہم امداد کریں۔

بھائی اگر امداد نہیں تو مخالفت بھی تو نہیں چاہئے یہی سید احمد کی قوم نے سر سید کیساتھ کی اسکی مذہبی غلط عقائد کیوجہ سے ایک قومی کام میں اسکی مخالفت شروع کی اور یہ نہ سمجھا کہ ہماری ملک و قوم کی ترقی کیلئے ہمکو کارکنان کی ضرورت ہے اسسے ہمکو کیا غرض کہ وہ کون ہیں؟ اور کس خیالات کے ہیں۔ بھائی تم یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انگریز تمہاری قوم یا مذہب کی ترقی کے لئے تمہاری مدد شروع کرے تو تم اسوجہ سے اسکی امداد کو منظور نہیں کرو گے کہ وہ عیسائی ہے نہیں مگر یہ تو یہ بتاتا ہے کہ تم بڑے خوش ہوگے۔ آرنلڈ صاحب نے ایک پریچنگ آف اسلام لکھی تو تمہاری قوم آپ خوشی کے پہولی نہیں سمائی۔ مارٹین صاحب نے تمہاری قوم کی بہبودی کیلئے لیکچر دیدیا تو تم آفرین آفرین کہنے لگے۔ مگر ایک غریب مسلمان خدا کو ماننے والا قرآن پاک پر عمل کرنے والے شخص نے سچائی سے یا کسی حکمت عملی سے یا اپنی اجتہادی غلطی سے تمہارے خیالات سے مخالفت کی تو تم نے اسکو کافر و ملحد قرار دینا شروع کردیا۔ بھائی ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مذہب کچھ ہی رکھے۔ ہمکو کام سے کام ہے یا ہمکو نام سے کام ہے؟ ہمکو تو وہی پیارا ہے جو ہماری قوم کیلئے کچھہ کرتا ہے خواہ وہ احمدؐ (سید احمد) بانئ کالج ہو۔ خواہ وہ احمدؐ (مرزا غلام احمد) بانئ مذہب ہو۔ خواہ وہ مہدی (سید مہدی حسن نواب محسن الملک) مصلح قوم ہو۔ خواہ وہ مہدی (مرزا غلام احمد) مصلح مذہب ہو۔ وہ نیچری ہو یا مرزائی، سنی ہو یا شیعہ ہم کو اس سے غرض نہیں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ اپنے دعوے بموجب قوم کی یا مذہب کی خدمت کہاں تک کر رہا ہے۔ اور اسکی خدمت ہماری قوم و مذہب کے لئے کہاں تک مفید ہے۔ اگر اسکی خدمات واقعی مفید اور قابل قدر ہیں تو ہم بڑے ناشکرے ہوں گے اگر بجائے قدر دانی کے اسکی مخالفت شروع کردیں۔ اور مخالفت بھی کس وجہ سے؟ صرف اسوجہ سے کہ اس کے عقائد ہمارے عقائد کے برخلاف ہیں اور اسی بنا پر اسے گالیاں دینا شروع کردیں۔

اس عبارت معترضہ کے بعد ملتمس ہوں کہ اسلام پر انگریزی کتب یا ماہوار رسالے جو واقعی اچھے ہوں اور غیر موقعوں پر اچھا اثر ڈال سکیں بغیر اس خیال کے کہ وہ کس کی قلم کے ہیں یہاں بھیجنے چاہئیں اس پر خرچ بھی بالکل کچھ نہیں ہوگا یعنے جس شخص کے پاس ایسی کتاب ہو یا جسکے ہاں ایسا مذہبی رسالہ آتا ہو وہ خود پڑھکر یہاں میرے پاس بھیجدیوے۔ مناسب مناسب کتب خانوں اور جاپان کے مختلف شہروں میں میں اپنے خرچ سے تقسیم کروا کر اور کتب خانوں میں کتابیں درج کراؤنگا۔ جاپانی زبان کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس زبان کا لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتے بلکہ صرف بول چال سیکھتے ہیں تاکہ اپنی بات دوسرے کو سمجھا سکیں اور دوسرے کی تقریر کو خود سمجھ سکیں اور یہ بول چال کا سیکھنا بہت آسان ہے چند مہینوں میں آجاتی ہے۔ اور بول چال سیکھنے کیلئے انگریزی زبان میں بہت کتابیں چھپ چکی ہیں جنکو معمولی انگریزی دان پڑھکر اپنا مطلب نکال اور بغیر استاد کے جاپانی بول چال سیکھ سکتا ہے۔ ایسی کتب کا نام اور انکے ملنے کا پتہ دریافت کرنے کیلئے آپ میری چٹھی جو اس سے قبل

عیسائی بنانے والی مشین

چینے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین طمع زر اور تبدیل مذاہب کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا - جسپر ہنون کے اخبار تحفہ سرور کو خصوصیت کے ساتھہ جوش آیا ہے اور اس نے ۲۰ - جولائی کی اشاعت مین اسپر ایک لیڈر لکھہ دیا ہے -

اس لیڈر مین اس بات سے انکار کیا گیا ہے کہ لوگ جو عیسائی ہوتے ہین وہ طمع زر کیوجہ سے نہین ہوتے ہین - ممکن ہے ایڈیٹر صاحب تحفہ سرور کا خیال صحیح ہو اور جن دیسی اور ولایتی مشنریون نے سالہا سال کے بعد عیسائیت کی ناکامی پر مضامین لکھے ہین اور دیسی کلیسا مین شامل ہونے ...... والون کو لالچی ہونے کا خطاب دیا ہے انہون نے بے وقوفی کی ہو - مین مسٹر شاکر کو بہت سی مثالین ایسے لوگون کی دے سکتا ہون مگر میرے نزدیک یہہ ایک فضول بحث ہوگی - یہہ مین تسلیم کرتا ہون کہ عیسائیت کی طرف کشش اور جذب کا باعث صرف روپیہ ہی نہین بلکہ اور بہی بہت سی باتین ہین جنکا بہول جانا انکے ذکر کرنے سے بہتر ہوگا -

۱۸۹۸ء کے ستمبر مین ڈاکٹر پینل صاحب نے لودہانہ کے ایک مسیحی اخبار نور افشان مین ایک مضمون **مشنری اور دیسی کلیسیا** کے عنوان سے چہپوایا تہا - اگر مسٹر شاکر اس مضمون کو پڑہ لیتے تو شاید وہ اس لیڈر کے لکہنے کی جرأت نکرتے - مین انکی واقفیت کے لئے اس مضمون کا کچہہ اقتباس ذیل مین درج کرتا ہون شاکر صاحب ڈاکٹر پینل سے پوچہہ لین کہ کیون صاحب وہ کون لوگ ہین جنپر آپ یہ الزام لگاتے ہین ؟ گہر مین ہی فیصلہ ہوجائیگا - اسکے بعد بہی اگر شاکر صاحب کو کوئی شبہ دیسی کلیسیا کے متعلق رہا تو مین انشاء اللہ انکے فاضل مسیحی بزرگون کی تحریرون ہی سے انکی تسلی کرنے کی سعی کرونگا - لیکن کیا اس سے مسٹر شاکر مان لین گے کہ عیسائی طمع زر کی وجہ سے ہی ہوتے ہین ؟ الحکم یا سلسلۂ عالیہ کے متعلق جو کچہہ انہون نے لکہا ہے اسمین کوئی امر ایسا نہین جسکا مین جواب دون - مسٹر دست ڈاکٹر پینل کی چٹہی کا انتخاب ان کے لئے بہتر سبق ہوگا - وہ صراحت کہہ سکتے ہین کہ آیا ڈاکٹر صاحب جہوٹے ہین یا شاکر صاحب خود ! -

آج کل فنڈ کی کمی اور نکتہ چینیان اور دیگر واقعات ایسے پیش آئے کہ اصلاح کرنے کی افواہین کثرت سے اڑنے لگین - پس چند خیالات جو مین نے پانچ سال کے تجربہ اور لوگون کے طریق معاشرت سے معلوم ہوگئے ہین ظاہر کرنا بے موقع نہوگا - گو اس سے کچہہ اور فائدہ نہ ہو مگر اتنا تو ضرور ہے کہ مشنری صاحبان جواب دینے کا موقع پائین گے پنجاب کی ہندوستانی کلیسیا کا اصل حال معلوم کرنا میرے لئے گویا ایک میٹہی نیند سے جاگ اٹہنا تہا - نو مریدون کی بابتہ مجہے امید تہی کہ وہ اپنی پہلی محبت اور لوگون کو بہی مسیح کی روشنی مین لانے کی کوشش کرین گے شاید ہو اکہ دل مین یہ حساب لگا رہے ہین کہ پادری صاحب اس بارش دینی خدمت کے لئے کیا کچہہ دین گے - یا انجیل کی منادی کرنے سے مجہے کیا کچہہ دنیوی ترقی یا فائدے ہونگے اور بجائے اس کے کہ چہوٹے بچو ایک دوسرے سے پیار کرو گہر کے جہگڑے حسد - بغض - چغلی پائی جاتی ہے یہہ ہمارا فرض ہے کہ جہان تک ممکن ہو اس بات کا حقیقی سبب دریافت کرین کہ دیسی کلیسیا مین حد درجہ **ریاکاری اور دنیا پرستی** کہان سے آگہسی ہے پہر ہم سب حتی المقدور اپنے طریقون کی اس قدر اصلاح کرین کہ کم سے کم ہم خود اس باعث نہ ٹہرین سب سے بڑی مشکل مالی تعلقات کی ہے - جو اکثر مشنری اور اون کے مریدون اور دیگر ہندوستانی مسیحیون کے درمیان ہے مشنری نہ فقط روحانی صلاح کار اور رہنما ہے بلکہ ساتہہ ہی اون کی ماہواری تنخواہ دینے والا ہے - اور اوسکی خوشنودی مزاج پر انکی دنیوی بہبودی اور ترقی کا مدار رہتا ہے اس طور سے مین نے دیکہا ہے کہ مشن احاطہ جس کے ساتہہ میرا بہت گہرا تعلق تہا بالکل ریاکاری اور چغلخوری اور خوشامد پرستی کا گہر بن گیا ہے - جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جب کوئی نیا متلاشی آتا ہے - خواہ اوس کا حقیقی مقصد کیسا ہی پاک صاف کیون نہ ہو خواہ مخواہ دنیوی فوائد اور مشن کی نوکری کی طمع اسے دلائی جاتی ہے - اس طور سے مسیحی تعلیم اور دنیوی مقاصد اور حرص کے لئے پردہ بن جاتا ہے - اور مشنری گو بلا ارادہ مگر تو بہی سچ مچ اور قابل الزام طور پر اس سب کا باعث ہے - ایک متلاشی جو مسیحی ہو کر فی الفور مشن کا وظیفہ خوار ہو جاتا ہے اس سے غیر اقوام کی نظر مین اسکی صلیب بردار
ی کی محبت کا ثبوت بہت کم باقی رہجاتا ہے تنخواہ دار منّاد جو اس لیاقت کا آدمی ہے کہ اگر مشن اوسکو نکالدے **تو آدہی تنخواہ** بہی اس کو دوسری جگہہ نہین ملیگی مشن کیلئے **بے عزتی کا سبب** ہے - اور جب وہ بازار مین منادی کے لئے کہڑا ہوتا ہے تو ایک سست اور بے اصول آدمی کے لئے جس کے نزدیک مذہب فقط ایک روٹی کمانے کا وسیلہ ہے - ایک کشش کا باعث ہے لیکن ساتہہ ہی اس کے ایک دیندار اور ایک نیک ہندو مسلمان کے لئے ایک اشارہ ہے کہ وہ ایسے مذہب سے جسکا کہ وہ نمونہ ہے دور دور بہاگین یہ شیطان کی بڑی حکمت ہے کہ ہم مشن کے روپیون سے ایسے آدمیون کی پرورش کرین - جو **بد معاش اور مکارون کو کلیسیان مین لاوین** اور حق کے طالبون کو اس سے دور رکہین - جب تک مشن ایسے لوگون کو مسیحی خدمت کے لئے لگائیگا - جن کو اور جگہ بہت کم تنخواہ ملے تب تک یہ الزام اون سے دور نہ ہوگا - کم سے کم مشنری سوسائٹی کے نقصون کے بارہ مین جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ خداوند کے روپیہ کو بد معاشون **اور ریاکارون کے بڑہانے مین** استعمال نہ کرنا چاہئے - ایسے لوگون کا مسیحی مذہب مین **ہونا بت پرستی** سے بد تر ہے - موجودہ زمانہ مین فی الحقیقت اکثر مفصلہ ذیل باتین ہین جو ایک آدمی کو سچ ہونے سے روکتی ہین - مثلاً مشن کے وظیفہ پر پڑا نہ رہنا ریاکاری سے نفرت - چاپلوسی کی لیاقت کا نہ ہونا - نیز ایک قسم کی حب الوطنی اون کے دل پر چوٹ لگاتی ہے کیونکہ کئی مغربی رسمین اور سوشیل روایتین مسیحی مذہب کے ایک جز کے طور پر پیش کیجاتی ہین علاوہ اس کے بہت سی نفرت انگیز وہ باتین بہی ہین جو اون لوگون مین پائی جاتی ہین جن مین مشنری لوگ کام کرتے ہین اور اون باتون کو پسند کرتے ہین مثلاً غلامی کی روح بغیر غور کرنیکے ہان مین ہان ملانا - چاپلوسی جو اون کو ہر طرح کا کام کرنے کے لئے تیار کر دیتی ہے - اور مشنری کی ہر ایک بات ماننے کے لئے جس سے کہ وہ تنخواہ پاتے ہین آمادہ کر دیتی ہے -

مزید بران ایک متلاشی جو اپنے لوگون اور مذہب کو برا بہلا کہنا شروع کرتا ہے - وہ حقیقت مین اپنی صداقت کو پورے پورے طور پر ظاہر نہین کرتا اور یہی طریقہ اکثر کیٹی کسٹ اپنی منادی مین دکہلاتے ہین اون کو روحون کو تبدیل کرنے کا اسقدر فکر نہین ہے جتنا اون مشنریون کو خوش کرنیکا جن سے وہ تنخواہ پاتے ہین -

...... بپتسمون اور طالبان حق کی بڑی بڑی فہرستون کی خواہش موجودہ مشنون مین بڑی خرابی پیدا کر رہی ہے جب کہ مناد خالص منادی سے ناکامیاب ہوتے ہین تو اور لوگون کو شہ دیکر مسیحی مذہب مین لے آتے ہین -

.... وہ ایک بڑی خوشی کا دن ہوگا جب کہ حامیان انگلستان اس بات کو سیکہہ لین گے - کہ ایک نئے ملک مین بپتسمون کی فہرست مسیحی مذہب کی ترقی کا ایک اصلی پیمانہ نہین ہے -

تحقیقات الشیعہ

مولوی عبد الباسط صاحب کو آپ جانتے ہونگے درویش وضع انسان معلوم ہوتا ہے - اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے - کہ تخمیناً بارہ سال تک اہل حدیث کیخدمت کرکے بڑی محنت سے علم حاصل کیا ہے مگر وہابیت مین اسکو اطمینان قلب حاصل نہوا اسواسطے تہوڑے عرصہ سے شیعہ مذہب کو اختیار کیا ہے - اور اب مختلف شہرون مین شیعیت کی تائید مین وعظ کرتا پہرتا ہے - اغلباً ۵ مئی ۱۹۰۵ء مین اوسکو شہر پشاور مین امام باڑہ میر حیدر شاہ صاحب مرحوم مین چند دفعہ وعظ کرنیکا موقع ملا - ایک دفعہ حسب تحریک شیعہ دوست کے وہین مجلس وعظ مین شریک ہوا - مولویصاحب نے قرآن وحدیث کو اچہے لب لہجہ مین ادا کیا - اور ایسی سنجیدگی اور شائستگی سے وعظ کیا کہ کسی شیعہ مولوی سے کم امید ہو سکتی ہے - اسمین زیادہ خوبی یہ تہی کہ استدلال اونکا قرآن مجید سے تہا چونکہ میرا مطلب مجکو ہدایت کرتا ہے - کہ مین مولوی صاحب موصوف کا وعظ اپنی الفاظ مین قوم کے سامنے پیش کردون اور جہان کہین کوئی سوال پیدا ہوتا ہو اوسکا ذکر بہی کردون ممکن ہے کسی اہل دل کو فائدہ پہنچ جاوے اور علماء اہل تشیع کو نیز موقع حاصل ہے - بنا بران مولویصاحب کا وعظ پانچ حصون مین تقسیم ہو کر پیش کیا جاتا ہے - وہو ہذا - ع۱ حضرت علی علیہ السلام مثیل ہارون تہے - ع۲ حضرت علی خلافت بلا فصل سے بسبب نا اہلیت محروم نہین کئے گئے - ع۳ آیہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الی ازواج مطہرات کے حق مین نہین ہے - ع۴ انبیا اولیا نے معجزات دکہائے ہین - ع۵ ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام - باقی آیندہ محمد رمضان علی

مراسلت

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا
و
کان حقا علینا نصر المومنین

خدا کے پاک لوگونکو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکہاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبہی وہ خاک ہو کر دشمنون کے سر پہ پڑتی ہے
کبہی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتی نہین ہرگز خدا کے کام بندونسی
بہلا خالق کے آگے خلق کی کچہہ پیش جاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

بحضور عالیجناب فیض ظہور حضرت مولانا و بالفضل اولنا حضرت کریم الملت صاحب سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ رب العالمین جو سب کا خالق اور مالک اور رازق اور بخشنہار ہے اور سلام وصلواۃ اور برکات اور رحمتین ہون اوس محمدؐ پر جس نے ہم کو ایسا رب دکہلایا۔ اور اوس کے غلام پر جس نے اس زمانہ مین اسلام کی لاج رکہہ لی ہے۔ اور آبپاشی سے موسم خزان کو موسم بہار بنا رہا ہے۔

اما بعد واضح رائے عالی ہو کر ان دنون راقم بتقریب رخصت متصل قصبہ حافظ آباد موضع گڑہی آورن وطن مولوف مین موجود ہے۔ ضروری امور خانگی کیوجہ سے سہ ماہ کے لئے سیالکوٹ کی جماعت سے مہجوری ہے۔ تاہم تمام شکر ہے۔ کہ اس بار کے علاقہ سے بھی بندگ خدا مناسبت رکہتے ہین کچہہ اون کے میل جول سے اور زیادہ تر الحکم کے ذریعہ سے آگاہ رہتا ہون۔ مجہے اب زیادہ تر محسوس ہوا ہے کہ الحکم ہی اس سلسلہ عالیہ کا ارگن اور تنہائی کا اعلے رفیق ہے۔ فضل مرحوم کا نہایت ہی رنج ہوا ہے اوسکی دعا کی تحریک اخبار کے ذریعہ احمدی جماعت کی یاد دہانی کے لئے فرماتے رہین۔ مین دل سے دعا کرتا ہون۔ کہ حق سبحانہ تعالے مرحوم مغفور کو دائمی زندگی نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

مین آپ کو اس علاقہ کا ایک واقعہ سناتا ہون۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالے کے مامورون کو ہمیشہ قوم شناخت کیا کرتی ہے اور قوم کے آگے جو روکاوٹین ہون۔ وہ کس طرح نابود ہو جاتی ہین۔ قصبہ حافظ آباد کے غرب مین موضع پریم کوٹ ایک چہوٹا سا موضع ہے۔ جو قریبًا دو تین میل کا فاصلہ ہے۔ وہان پر مولوی نبی بخش صاحب امام مسجد سلسلہ عالیہ کے مخلص مرید رہتے ہین۔ اور ساکنان دیہہ کی ایک جماعت رکہتے ہین۔ دیہات قرب و جوار مین سلسلہ تبلیغ جاری رکہا ہوا ہے۔ موضع پنڈی باوری مین رمضان گذشتہ سے ایک مولویصاحب ابراہیم نامی جو وطن اپنا موضع ٹہٹہ تہانہ سنگ جانی ضلع راولپنڈی ظاہر کرکے اپنے آپ کو شاگرد گولڑوی صاحب بیان کرتے ہین۔ میان غلام رسول امام مسجد کے پاس فروکش ہین۔ اور مدعی حیات عیسٰے علیہ الصلواۃ والسلام بن بیٹھے ہین۔ تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پاکر زمیندار کسانون کو ورغلاتے ہین کہ یہ مولوی نبی بخش مرزائی ہے۔ اور مذہب مین اونہون نے تبدیلی کرلی ہے۔ اور لوگون کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف مولوی نبی بخش کی نیک اطواری سالہا سال کی اور حسن ظنی لوگون سے دور نہ ہتی۔ ہر چہوٹا بڑا جانتا اور بعض اون کے لنگوٹیہ یار ہی تہے۔ لوگون نے جب ان کو مدعی وفات اور مولوی ابراہیم صاحبکو مدعی حیات پایا۔ تو گویا قوم نے ان سے فیصلہ کرنا چاہا۔ اور موضع مالوچک مین یہہ مجمع کیا گیا اور مسئلہ متنازعہ فیہ پر گفتگو کرائی گئی جسکا بیان ہو نلہے۔ کہ مدعی وفات نے جب قرآن کریم اور احادیث سے دعوی اور دلیل کی۔ اور مدعی حیات کو اپنی وفات کا سامنا نظر آیا۔ تو کہا۔ کہ مین مرزا یا اوس کے کسی مرید کی کتاب سے خواہ اوس مین عربی کی آیات ہی ہون۔ کوئی بات سننا نہین چاہتا۔ اور نہ اس طرح پر دفات کا قائل ہوسکتا ہون۔ تب مولوی نبی بخش نے قرآن کریم سے ہی پڑہا۔ مگر وہ مولوی کب اس خدا ترس انسان کی بات کو سنتا تہا۔ اور جب حیات ثابت کرنے لگا۔ کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کی۔ اور مسئلہ متنازعہ فیہ کو دہندلا کر دیا۔ انجام کار لوگون سے کہا کہ اے لوگو اس زمانہ مین یہ ہونا چاہئے تہا۔ وہ ہونا چاہئے تہا۔ جنگلی سور اور گرجا کی ریختہ دیوارین اٹہ جانی چاہئے تہین۔ یہ مولوی نبی بخش قرآن کے معنون مین اختلاف ڈالتا ہے۔ اور علم صرف نحو جو کچہہ مین جانتا ہون۔ اوسکی اسکو کہان خبر ہے متوفیك ورافعك و فلما توفیتنی وعدی کے صیغہ اور لیومنن کا بعد کہان۔ کیونکر آتا ہے۔ یہ ہرگز نہین جانتا۔ کوئی کوئی مولوی آپ اپنے جانتا ہے صرف نحو کی کمی معلومات سے یہ لوگ غلطی کہاتے ہین تب اکثر لوگون نے کہا کیا قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ جس سے صرف مولویون کو وفات اور حیات مسیح کی صرف نحو نہ آوے اور دیگر احکام جو سات صد مین اوس سے اطلاع ہو ہم کو صاف صاف مطمئن کردو۔ تاکہ روزمرہ کا خرخشہ دور ہو۔ تب مولوی صاحب بولے۔ کہ یہان میرے مقابلہ کا کوئی مولوی نہین۔ البتہ مرزا صاحب اہل علم سُنے جاتے ہین۔ مرزا صاحب کو یہ لوگ بلوا دین۔ مین مباحثہ کرون گا۔ اس طرز کلام مولوی سے پایا جاتا ہے۔ کہ اوس کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب (جو تمام دنیا کو تبلیغ فرما رہے ہین) اور مباحثہ ہائے کے نسبت کئی مرتبہ فیصلہ کر چکے ہین وہ تشریف نولائینگے نہین۔ جہوٹی ڈفلی بجاؤنگا افسوس ان زید اور بکر لوگون پر یہہ حضرت امام مامور رحمان اور مرسل یزدان کو کیا سمجہتے ہین۔ کاش کہ ان کے دل ہوتے حق کو پا لیتے۔ کان ہوتے سن لیتے۔ لیکن اگر مولویون کے علم اور ان کے مباحثات پر مدار تہا۔ تو مین کہہ سکتا ہون۔ کہ دنیا مین کسی راستباز کی شناخت نہ ہوتی۔ جب کہ راستبازون کا فیصلہ ہمیشہ قوم پر موقوف رہا ہے۔ تو ضرور تہا کہ ایسا ہی ہو۔ چنانچہ اس دیہات کے رہنے والون کی سدہارا اور صاف سینہ والی طبیعتین نہ رہ سکین۔ اور احمدی جماعت سے یہ مشورہ ہوا کہ ہم بہی اور مولوی بلواتے ہین اور احمدی جماعت کا بہی کوئی مولوی آوے اور موضع مولوچک مین جو ان دیہات کے درمیان ہے مسئلہ متنازعہ فیہ فیصلہ کر لیا جاوے۔ مولوی ابراہیم چاہتے ہین کہ میرے مقابلہ مین کوئی بڑا عالم لایا جاوے۔ چنانچہ مولوی نبی بخش نے منظور کیا اور فریقین نے ۱۰- اپریل ۱۹۰۵ء تاریخ مقرر کی۔ اور دیہات گرد نواح مین اس جلسہ کی شہرت ہوئی مولوی نبی بخش نے بمشورت احباب احمدی مولوی محمد حیات سکنہ بڑی شاہ عبدالرحمان کو اس خدمت پر مقرر کیا۔ کہ وہ وزیر آباد جاوین۔ اور مولانا بالفضل اولنا حافظ غلام رسول صاحب کو خدا کا فضل اون کے شامل حال ہو لاوین۔

ادہر قوم مین حق کی تڑپ تہی۔ اور انتظار پر انتظار تہا۔ اور خدا سے دعا مانگتی تہی۔ کہ یا مولائے کریم تو سب کا مولا اور ناصر ہے۔ اور تیرے آستانہ پہ جو گرتا ہے وہ خالی نہین رہتا۔ حق اور باطل مین فرق کردے۔ چنانچہ ۹- اپریل ۱۹۰۵ء کو حافظ جیو صاحب وزیر آباد سے ریلوی سٹیشن حافظ آباد پر فروکش ہوئے مولوی صاحبان معہ دیگر احباب جماعت احمدیہ استقبال کے لئے موجود تہے۔ یہہ خدا کے بندون کا قافلہ تہوڑا عرصہ اس خاکسار کے مکان پر ٹہر کر موضع پریم کوٹ کو چلا گیا۔ صبح دس تاریخ تہی۔ دیہات قرب و جوار کا اجتماع مولوچک مین شروع ہوا۔ یہہ خاکسار راقم بھی معہ اخی مکرمی ملک شہباز خان صاحب جو سلسلہ عالیہ کے معزز ممبر ہین۔ پہنچا۔ اور بہت سے اصحاب اثناء راہ سے ساتہہ ہولئے۔ مولوچک پہونچنے سے پہلے پریم کوٹ پونچکر حافظ صاحب جو معہ دیگر احباب کے منتظر تہے۔ ہمراہ ہوئے۔ مولوچک پونچتے ہی ایک ٹولہ مولوی صاحبان آراستہ اور پیراستہ اپنے آگے بڑی بڑی مجلد کتابین۔ کتب ہائے کا انبار لگائے ہوئے بیٹہے پایا گیا۔ اب مین ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس مجمع مین کون کون صاحب شامل تہے۔ فریق مخالف مین" مولوی ابراہیم صاحب اول الذکر۔ مولوی غلام رسول پنڈی باوری۔ مولوی احمد الدین سکنہ برنالی ضلع گجرات۔ حافظ احمد الدین صاحب سکنہ گوجرکے۔ مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد وحافظ امیر علی صاحب سکنائے گڑہی آورن۔ موخر الذکر اگرچہ نابینا تہے۔ مگر وہ اپنی بغل مین سیف چشتیائی دبائے ہوئے تہے۔ جو اس خاکسار نے دیکہی تہی۔ اور احمدیہ فریق سے جناب حافظ صاحب وزیر آبادی اور مولوی عنایت اللہ صاحب سکنہ چیہ سندھوان مولوی محمد حیات صاحب خلف حکیم مولانا مولوی جلال الدین صاحب مرحوم سکنہ سیرکوٹ مولوی محمد حیات صاحب سکنہ بہڑی شاہ عبدالرحمان۔ مولوی نبی بخش صاحب سکنہ پریم کوٹ باتفاق رائے احباب مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد گڑہی آورن میر مجلس یعنے سپرنٹنڈنٹ جلسہ مقرر ہوئے اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ مسئلہ حیات وفات مسیح پر اور چودہوین صدی والے امام کے متعلق جس جس فریق کا مولوی گفتگو کرنا چاہے۔ وہ جلسہ عام مین بطور لکچر بیان کرے اور لکچر کے وقت مین کوئی آدمی کسی فریق کا مخل نہین ہوگا۔ (باقی ہفتہ آیندہ)

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - پیر برکت علی صاحب رمل ضلع گجرات ۸/ صدقہ ۸/ قربانی فنڈ ۱۱/ کالج ۸/ ہے
۲ - مولوی فتح دین صاحب دہرم کوٹ بگا ۴/ (قربانی فنڈ)
۳ - مولوی وزیر الدین صاحب مدرس سجان پور ٹیرہ ۸/ "
۴ - منشی گلاب دین صاحب مدرس سنناس ۸/ مدرسہ
۵ - منشی عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی ۵ مدرسہ
۶ - جماعت مردان ضلع پشاور ۸/ مسکین فنڈ

۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی محمد فاضل صاحب نوالہ ضلع ملتان ۱۴/ مدرسہ

۶ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں محمد علی صاحب بستی دربام کملانہ ۴/ عید فنڈ
۲ - منشی الہ دتا مدرس مڈل سکول رام نگر گجرانوالہ ۸/ مدرسہ
۳ - منشی احمد حسن صاحب مدرس شاملی مظفر نگر ۴/ مدرسہ
۴ - سید قاضی غلام حسین صاحب ڈرزی اسسٹنٹ حصار " ۱۲/ مدرسہ ۱۲/ یتامیٰ فنڈ } ۸/

۷ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن للعہ مدرسہ
۲ - منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ ۵/ مدرسہ

۸ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی غلام سرور صاحب گرداور ڈیرہ اسمٰعیل خان " ۴/ مدرسہ چندہ جون ۱۹۰۵ء
۲ - جماعت مردان ضلع پشاور ۸/ مدرسہ
۳ - چودہری رستم علی صاحب انبالہ ۵/ مدرسہ
۴ - جماعت کوئٹہ معرفت منشی خدا داد خان صاحب رسالدار للعہ مدرسہ

۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - سید سعید الدین صاحب موضع کوہی صالح پور (گلک) ۵ مدرسہ

۱۰ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں محمد حسین صاحب (موال معیال) نمبردار برم حست پور سے مدرسہ چندہ سال ۱۹۰۵ء
۲ - جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی ۵/ مدرسہ
۳ - منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر سنتہرا میزان ۴/ للعہ سے (مساکین فنڈ) ۴/ (مدرسہ)
۴ - بابو نور الدین صاحب نقشہ نویس لائل پور ۸/ مدرسہ
۵ - شیخ محمد حسین صاحب لائل پور ۴/ مدرسہ
۶ - شیخ خدا بخش صاحب لائل پور ۸ مدرسہ
۷ - میاں محمد حسین صاحب لائل پور ۸ مدرسہ
۸ - جناب سردار احمد صاحب لائل پور ۸ مدرسہ
۹ - جماعت لاہور میزان ۹/۴ ۵/ مدرسہ چندہ اپریل ۸/ مسکین فنڈ

۱۱ - جولائی ۱۹۰۵ء

جماعت بمبئی معرفت مولوی سکندر علی صاحب احمدی مدرس قادیان ۱/ ہے

۱۲ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میاں عبد الرحمان طالب علم قادیان سپیشل کلاس ۸/ مسکین فنڈ
۲ - میاں نظام الدین درزی احمدی جہلمی از افریقہ (للعہ) میزان مدرسہ مسکین فنڈ
۳ - میاں امیر اللہ صاحب موضع اسماعیلہ ضلع پشاور ۸ مدرسہ
۴ - جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ۵ مدرسہ

۱۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن " پنڈی گہیب ۸ مدرسہ چندہ جولائی ۱۹۰۵ء
۲ - سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور " " ۴/ " "
۳ - میاں مسیح اللہ صاحب ملازم ریڈنگ وابابان ۱/ مدرسہ
۴ - منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ضلع پشاور ۱/ مدرسہ
۵ - منشی غلام محمد صاحب پٹواری شاہپور کنڈی ۴/ مدرسہ

۱۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد مقبول صاحب احمدی میر منشی لکہنو ۸/ مدرسہ جون ۱۹۰۵ء

۱۵ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ " (میزان ۱۲/) ۶/ (مدرسہ) ۶/ (مساکین)
۲ - جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ للعہ مدرسہ اپریل مئی جون ۱۹۰۵ء
۳ - جماعت کہاریاں معرفت منشی ولی داد صاحب عرائض نویس ۸/ مدرسہ

عاجز اللہ داد نائب امین مدرسہ قادیان

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی

زندہ مثال

یعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابیں بالکل مفت

وہ کس طرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب صرف ار کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت بھیجدینگے - جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خط میں تحریر کردو مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو - آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ - اگست سے شروع ہوگا - طالب علموں کیلئے خصوصاً و دیگر کتابی موقعوں کیلئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے

درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک قیمت نصف

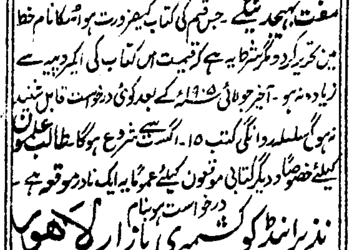

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکا ڈائل پہولدار خالص چینی کا ہے - جیب میں بھی لگ سکتی ہے - دیکھنے میں ۔ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہیں بڑی پختہ و پائیدار ہیں قیمت بمعہ تسمہ للعہ - (محصول معاف)

ملنے کا پتہ حمید ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

اسکو پسٹم رواج جو بہت پختہ و پائیدار ہے اصل قیمت معہ رعایتی ہے

خبروں کا گلدستہ

تار تہہ امریکہ میں مسس پی بہت بڑا اور مشہور دریا ہے ۱۲ - جون سے اس میں بڑے زور سے طوفان آنا شروع ہوا ہے - سینکڑوں انسانوں اور ہزاروں جانوروں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں - دریا کا پاٹ پہلے دو میل تہا اب بڑہتے بڑہتے ۸ میل تک ہو گیا ہے مقام کیکوک کی ریل بالکل غرق ہو چکی ہے تقریباً ۶۰ لاکھ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے لیکن دریا بجائے گہٹنے کے روز بروز بڑہتا جاتا ہے - اہل امریکہ بہت پریشان ہیں - خداوند کریم یہی دعا ہے کہ وہ جلد اہل امریکہ کو اس طوفان سے نجات دلائے - ورنہ اٹہی لینے کے دینے پڑ جائینگے -

روس میں جو ایک جدید اسلامی کالج وہاں کے مسلمانوں کی کوشش سے قایم ہوا ہے اسمیں عربی - ترکی تاتاری اور روسی زبانیں پڑہائی جاتی ہیں اور علوم و فنون جدیدہ کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی ہوتی ہے - مگر پہر بہی روسی گورنمنٹ کیطرف سے بعض ایسے مضامین لازمی قرار دئے گئے جو محض اوراصلی تعلیم میں حارج ہونگے -

الہ آباد میں ایک محفل میلاد کے موقع پر منشی کندن لال صاحب نے انتظام و مصارف میں خاص حصہ لیا - علاوہ ان کے اور بہی اہل ہنود اور یورپین صاحب شریک تہے -

امرتا بازار پتر کا نے ۳۰ مئی کو بیچک پلز (جادو کی گولیاں) کا ایک اشتہار شائع کیا جسپر کمشنر پولیس نے اعتراض کیا مشتہر اور چہاپنے والا دونوں عدالت میں طلب کئے گئے جنہوں نے معافی مانگی اور آیندہ اس اشتہار کی اشاعت سے انکار کیا - لہذا معاملہ رفع دفع ہو گیا -

گورنمنٹ مصر نے یہ جدید فرمان صادر کیا ہے کہ جس شخص کا کتا دیوانہ ہو جائے اسکو اسی دن اپنے قریب کے تہانہ میں رپورٹ کرنا چاہئے - یہ رپوٹ مالک سگ یا وٹرنیری ملازم جو اسکے علاج کو بلایا جاوے اسی روز تہانہ میں کرے - اگر نہ کریگا تو ایک سو قرش تک جرمانہ کا سزایاب ہوگا - کتے کا مالک ذمہ وار ہے کہ کتے کو لوگوں اور جانوروں کے کاٹنے سے الگ رکہے - یا اسی روز قتل کر دیوے - اگر ایسا نہ کرے تو پولیس کو دست اندازی کا اختیار ہوگا جن جن لوگوں نے کتے رکہے ہوئے ہیں انکو حکم سنایا گیا ہے کہ ہر ایک اپنے کتے کے گلے میں ایک ایسا لوہے کا پٹہ ڈالے جسپر کتے کے مالک اور اوسکے محلہ کا نام منقوش ہو -

حکومت فرانس نے شہر الجزائر میں اسلامی ممالک کی فنیمی مصنوعات کی نمائش قایم کی ہے - وہ آثار قدیمہ جن سے سلاطین ماضیہ کے تاریخی حالات معلوم ہوتے ہیں اس نمایش میں پیش کئے جائینگے - یہ نمایش عنقریب کہولی جائیگی -

بعلبک میں جرمن کمپنی آثار قدیمہ نے جو قدیم آثار کہود کر نکالے ہیں انسے قدیمی عبادت گاہوں کے تاریخی حالات عجیب عجیب معلوم ہوئے ہیں - اور مسیو ڈونس غور منیجر آثار قدیمہ نے ایک ضخیم کتاب انکے تاریخی حالات میں لکہی ہے جو فرانس میں چہپکر شائع ہو چکی ہے - اس کتاب میں نہایت مفید معلومات بعلبک کی تاریخ پر لکہے گئے ہیں - خصوصاً شہر ہلیو پولیس قدیم اور شاہ انطوان کے اس شاہی محل کے حالات جو ایک بے نظیر مقام تہا - اور نیز عبادت گاہوں کے حالات جو قدیم زمانہ میں نہایت مشہور تہے جنمیں معبد الشمس اعلےٰ درجہ کا معبد تہا -

پٹیالہ ہسپتال کے کمپونڈر ذکی دردی پر ایک کراس مارک (نشان) صلیب لگایا گیا ہے جس سے پٹیالہ کی پبلک ڈاکٹر جیمس سول سرجن کے خلاف ہو گئی ہے -

لنڈی کوتل میں امسال سخت گرمی پڑی ۱۴ کو کسیقدر بارش ہوئی - جس سے مقیاس الحرارت ۱۱۶ ڈگری سے گر کر ۱۰۷ ڈگری پر آ گیا - ایک قافلہ کے ۱۴ آدمی شدت گرمی سے مر گئے -

کالیکٹ کے ایک پادری صاحب نے ایک انگریز پر اسلئے دعوے کر دیا کہ اس کی شادی کے باجے نے پادری صاحب کی نماز میں خلل ڈالا تہا -

آسام سے مولوی نذیر الدین احمد جاپان کو ریشم بافی اور دیا سلائی بنانے کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں -

شاہ کابل نے جو سامان برقی روشنی کا منگایا تہا - وہ ۹ جولائی کو لنڈی کوتل سے معہ انجنیر اور ایک انجن کے روانہ کابل ہو گیا -

ہائیکورٹ بمبئی نے فیصلہ کیا ہے کہ جو وصیت کسی مسلمان نے لکہی ہو اوسپر گواہوں کی شہادت کی ضرورت نہیں خواہ نویسندہ کسی ایسی قوم کا ہی فرد کیوں نہو جو بجائے شریعت کی رواج کی پابند اور ہندو قانون وراثت کی تابع ہو - کسی انگریزی عدالت کے فیصلہ یا اسلامی شریعت دونوں رو سے شہادت ضروری نہیں عیسائی اور ہنود کی وصیت پر گواہوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ وصیت بیکار سمجھی جائیگی -

ہندوستان سے جو خطوط وغیرہ سیستان یا علاقہ فارس میں بہیجے جائینگے اون کا محصول حسب ذیل ہوگا خطوط وزنی نصف اونس (۱/۴ ۱ تولہ) پر ۲ ۱/۲ آنہ پوسٹ کارڈ پر ۱ چہپے ہوئے کاغذ جن میں اخبارات و کتب بہی شامل ہیں فی دو اونس (۵ تولہ) پر نصف آنہ محصول ادا کرنا ہوگا -

حضور وائسرائے کی لیجسلیٹو کونسل میں ایک بل پیش ہوا ہے جسکی رو سے ہندوستان میں نکل سلور کا ادہ کا سکہ جاری کیا جائیگا -

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

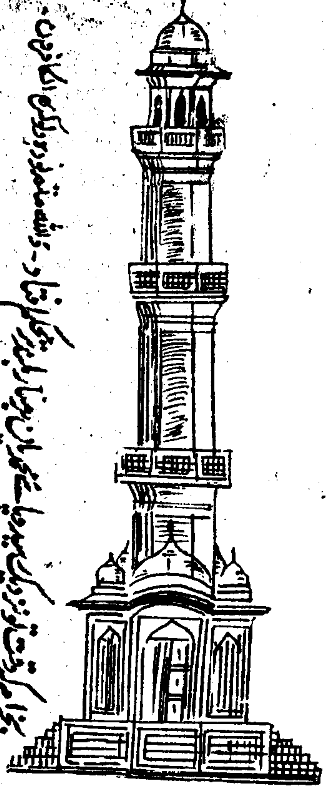

الحکم

فہرست مضامین

(۱) ۳۱۔اگست تک خاص رعایت } صفحہ اول
" دارالامان کا ہفتہ۔ انتقال
" خریداران الحکم کی توجہ طلب
(۲) کیا اسلام کے لئے تنزل لازمی ہے۔ ص۲
(۳) دربارشام۔ پرانی نوٹ بک میں سے کچھ ص۳
(۴) پیسہ اخبار کا مقدمہ۔ ص۴ و ۵
(۵) متفرق مضامین۔ ص۵
(۶) جاپان میں اسلام کی خواہش۔ ص۶
(۷) نصرۃ الحق۔ ص۷ و ۸
(۸) بقیہ مراسلت۔ ص۹
(۹) خبروں کا گلدستہ } ص۱۰
" زلزلہ کا دھکا۔
(۱۰) اشتہارات۔ ص۱۱ و ۱۲

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص وسعادتمندوں سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

قیمت سالانہ

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء ۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید انطبع کتابوں کے لئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱۔اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱۔اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نرہیگی۔ اس اثنا میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل خریدنے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دوچند قیمت پر دئے جاتے ہیں۔

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم صہ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء " صہ "

ازالہ اوہام ہر دو جلد عصہ "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا ۸ر
ردشیعہ وخط نسخ ۸ر
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریریں ۱ر صرف پچیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
ست بچن وآریہ درم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ار
برہان الحق ۲ر
النصح ار
سلک مروارید حصہ اول ۲ر صرف سو درخواستوں کی ہوگی۔
اصلاح النظر ۲ر صرف بیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
الانذار ۲ر صرف ۸۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں۔ بزرگان ملت کی صحت بھی الحمدللہ اچھی ہے۔ حضرت مسیح موعود براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھہ رہے ہیں جو ۱۲۰ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے۔

۲۔ موسمی حالت بدستور ہے البتہ ہفتہ زیر اشاعت میں بارش ہوگئی تاہم جوقت دھوپ نکلتی ہے۔ سخت جانگذا ہوتی ہے۔ اور حبس جب ہوتا ہے تو دم گھٹنے لگتا ہے۔

۳۔ ۲۶۔ جولائی ۱۹۰۵ء کی صبح کو قبل نماز صبح زلزلہ کا ایک شدید دھکا لگا الحمدللہ ہر طرح خیریت رہی ہے۔

۴۔ مدرسہ تعلیم الاسلام موسمی تعطیلات کیلئے غالباً اگست کے آخری ہفتہ میں بند ہوگا۔

انتقال

جناب مولوی عبدالحق صاحب سید والہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ انکی اہلیہ جو مغفور مولوی جمال الدین صاحب کی دختر نیک اختر تھیں کچھہ عرصہ تک بیمار رہ کر ۲۲۔ جولائی ۱۹۰۵ء کو فوت ہوگئیں۔ مرحومہ سلسلہ عالیہ میں داخل تھیں۔ آخر وقت تک یہہ خواہش کرتی رہیں کہ مجھے قادیان لے چلو تاکہ میرا جنازہ خود حضرت امام علیہ السلام پڑہیں۔ لیکن مرحومہ کی یہہ التجا جنازہ غائب کیصورت میں ہی پوری ہونی مقدر تھی۔ بہرحال ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحومہ کا جنازہ پڑہ دے۔ مولوی عبدالحق صاحب مرحوم مولوی جمال الدین صاحب کی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پرجوش مبلغ ہیں اور اپنے علاقہ میں نہایت عزت ووقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ ذی ذہین اور زیرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور مولوی صاحب ممدوح کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے۔ آمین۔

خریداران الحکم کی توجہ طلب

۱۔ ہر خریدار ہر قسم کی خط وکتابت متعلقہ اخبار میں اپنی چٹ کا نمبر ضرور درج کرے ورنہ عدم تعمیل ارشاد کی شکایت معاف۔

۲۔ جو صاحب عندالطلب قیمت ادا کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں وہ آئندہ الحکم کی خریداری کے لئے ہرگز درخواست نکریں کیونکہ بدون وصولی قیمت پیشگی آئندہ الحکم کسی کے نام جاری نہوگا۔

۳۔ جن احباب کے ذمہ الحکم کا مطالبہ باقی ہے انکے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں کارخانہ پابند نہیں ہے کہ انکو علیحدہ اطلاع بھی دے۔ ہاں اگر حساب میں کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت رکھکر اسکا تصفیہ کرسکتے ہیں۔ واپس کرنے میں ایک خادم دین کارخانہ کے قیمتی وقت کے نقصان کے علاوہ مالی نقصان بھی ہوتا ہے جسکے ذمہ وار وہی بزرگ ہیں۔ — ایڈیٹر

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(۱) ہم عصر عصر جدید مالیر کوٹلہ کی مئی ۱۹۰۸ء کی شاعت میں ایک سوال جواب طلب ایڈیٹر صاحب کیطرف سے شایع ہوا ہے ایڈیٹر صاحب نے سوال مذکور کے جواب کے لئے بارہ اخبار نویسون اور آٹھہ اہل قلم علماء کو توجہ دلائی ہے اخبار نویسون کے ضمن میں ایڈیٹر صاحب نے ہیمز ر ایڈیٹر الحکم کو بھی متوجہ کیا ہے۔ میں آجتک منتظر تھا کہ ان مخاطب اخبار نویسون یا علماء میں سے کوئی صاحب اس سوال پر قلم اٹھاتا۔ لیکن مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ میری نظر سے ابھی تک کوئی جواب سوال مذکور کا نہین گذرا۔ پس جہانتک اللہ تعالے نے مجھے سمجھ اور قوت تحریر دی ہے مین اسکے موافق اس سوال کے جواب پر قلم اٹھاتا ہون وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اس مضمون پر قلم اٹھانے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل سوال کو اول درج کردیا جاوے۔

سوال

مسلمانون کے مذہب مین کچھہ ایسے بیج زوال۔ بے اعتدالی۔ اور انحطاط کے موجود ہین کہ جہاں یہہ مذہب جاتا ہے خرابی لاتا ہے۔ ایران یا کشمیر کی آسین ذہین نسلون کو اور خوشگوار [illegible] تاتاری اور مغل کی جری قومون پر نظر ڈالو تب۔ عرب اور افریقہ کے صحراؤن مین جاؤ تو۔ ہندوستان کی مخلوط النسل اقوام کو لو تو ہر جگہ آپ کو یکسان بے اعتدالی۔ جہالت۔ خرابیان سستی اور پستی ملے گی۔ پس نسل آب و ہوا۔ زبان وغیرہ کے اضافی اختلافات کو دور کرو۔ اور ان سے قطع نظر کرو تو اصل مشترک مذہب باقی رہ جاتی ہے۔ ہندو مسلمانون کا زوال انکے مذہب کیوجہ سے ہے؟

تم کلامہ

یہہ سوال ہے جو مالیر کوٹلہ کے چیف جج اور ہم عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب نے پیش کیا ہے مین اس سوال کا جواب اجمالی اور تفصیلی دونگا۔ اجمالی تو اسیقدر ہے کہ یہہ محض غلط ہے کہ **مسلمانون کا زوال انکے مذہب** کیوجہ سے ہے۔

اسلام فی نفسہ ایک ایسا مذہب ہے جو ہر قسم کی ترقیون اور بلند پروازیون کو فطرتی طور پر چاہتا ہے۔ تفصیلی جواب کے لئے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا انکے تنزل سے مراد انکی مذہبی زوال پذیر حالت مراد ہے یا انکا دنیوی تنزل؟

اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ نفس اسلام ایک کمزور اور زوال پذیر مذہب ہے اور اسکے اصولون مین طبعی طور پر ایسی کمزوری ہے جو انحطاط کیطرف لئے جاتی ہے تو یہ بالکل غلط اور بیہودہ امر ہے اور ایسا دعوے ہے جسکی کوئی دلیل کبھی پیش نہین کی جاسکتی۔ اسلئے کہ قرآن کریم جو اسلامی ہدایتون کا مجموعہ اور کوڈ ہے وہ ایک کامل کتاب ہے۔ اور ایسی کامل کہ دنیا کی کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہین کرسکتی۔

اسکی صداقتین اور ہدایتین تیرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی باوصفیکہ متمدن قومون مین انکے خیال کے موافق بہت کچھہ ترقی ہوئی ہے ایسی ہی سچی اور لازوال اور لاتبدیل ہین جو ایام نزول وحی مین تھین۔ قرآن مجید نے اپنی نسبت نہایت صفائی اور زور کے ساتھہ دعوے کیا ہے جیساکہ ذیل مین مین چند مقامات درج کرتا ہون جن سے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم اپنی نسبت آپ کیا فرماتا ہے۔

پس یاد رہے کہ قرآن شریف اپنی نسبت فرماتا ہے

۱- لَا رَیْبَ فِیْهِ پ۱ اس کتاب مین کوئی شک و تردد اور ہلاکت نہین۔

۱- هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ پ۱ متقیون کے لئے ہدایت نامہ ہے۔

۳- بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ پ۴ لوگون کے لئے بیان ہے اور متقیون کے لئے ہدایت نامہ اور [illegible] نامہ ہے۔

۴- فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ پ۳۰ قرآن شریف تمام صداقتون پر مشتمل تمام مضبوط اور پکی باتین اس مین موجود ہین۔

۵- كِتٰبًا مُّفَصَّلًا - وہ مفصل کتاب ہے۔

۶- يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ پ۶ وہ ان لوگون کو جو اس کی خوشنودی کے پیچھے لگتے ہین سلامتی کی راہون پر لگاتا اور چلاتا ہے۔ اور ان کو رسم۔ عادۃ اور جہالت کی تاریکیون سے نکال کر نور کیطرف لے جاتا ہے۔

۷- يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ پ۲ تمکو وہ حقایق اور معارف سکھاتا ہے جنکا تم کو علم نہ تھا۔

۸- اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى - ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے۔

۹- لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ پ۲۴ باطل اس کیطرف کسی طرف سے راہ ہی نہین پاسکتا۔

۱۰- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ پ۱۵ بیشک یہ قرآن سب سے زیادہ سیدھی مستحکم اور مضبوط راہ بتاتا ہے۔

۱۱- اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ پ۱۷ اس کتاب مجید مین فرمانبردار قوم کے لئے تبلیغ ہے۔

۱۲- اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ پ۲۹ اور بیشک وہ حق الیقین ہے اسمین ظن اور شک کی جگہہ ہی نہین۔

۱۳- حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ پ۲۷ وہ حکمۃ بالغہ ہے۔

۱۴- تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ پ۱۴ اس مین ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

۱۵- رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا پ۲۵ قرآن روح ہے ہمارے امر سے یعنی زندگی بخش شے ہے۔

۱۶- نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ پ۱۸ نور ہی نور ہے۔

۱۷- اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ پ۲۵ نازل کیا کتاب کو جو خود حق ہے اور میزان حق ہے یعنی آپ بھی سچا اور سچ کی شناخت کا معیار بھی۔

۱۸- هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى پ۲ وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتون کے لئے اسمین تفصیل ہے۔

۱۹- الفرقان - حق و باطل مین امتیاز کرتا ہے۔

۲۰- اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ پ۳۰ بیشک وہ قول فیصل ہے۔

۲۱- وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ پ۱۴ اور ہم نے تمہر ایسی [illegible] کھول کھول کر بیان کرتی ہے تمام اختلافی امور کو اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

۲۲- شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ پ۱۱ امراض قلبی کے واسطے شفا ہے۔

۲۳- نور مبین - حق کو باطل سے جدا کرنے والا نور۔

۲۴- حق مبین - کھلا کھلا حق۔

۲۵- بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ - ضرورت حقہ کیوقت ہم نے اسے اتارا اور ضرورت حقہ کے تمام سامانون کو لیکر اترا۔

یہہ مختصر محامد قرآن شریف کے ہم نے قرآن شریف سے بیان کئے ہین جنکا خلاصہ ہم ذیل کے چند پیراگرافون مین بیان کرتے ہین۔

الف - قرآن مجید ایک ایسا بیّن نور ہے جو انسان کو ہر قسم کی تاریکیون سے نجاۃ دیتا اور دلکو منور کرتا ہے جس سے روحانی عالم کی حقیقت صاف صاف منکشف ہوجاتی ہے قلبی امراض کی دوا ہے سکینت اور اطمینان کا ذریعہ ہے۔ مبارک وہ جو اس نور سے مستفیض۔

ب - قرآن مجید اللہ تعالے کی طرف سے انسان کی ہدایت اور نجات کے لئے خاص وعظ ہے اور روحانی بیماریون کی شفا ہے اسکے احکام ... کو ماننے والا ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

ج - قرآن کریم انسان کی فطرت کا سچا معلم اور مزکی ہے اور اس کے فطرتی دین کو تازہ کرتا ہے تھوڑے ہین جو اس کے احکام سنکر سر تسلیم خم کرتے ہین۔ اور اکثر ہین جو پہلو تہی کرتے اور تکبر اور سرکشی سے کام لیتے۔ مومن فوراً مان جاتا ہے اور ابا و انکار سے بچیگا۔

د - حقیقی زندگی کا سرچشمہ قرآن ہے زندگی زندگانی کا مایہ حیات یہی ہے اور مُردون کیلئے زندگی کا باعث۔

س - قرآن کو نہ ماننا انسان کی بے ایمانی و بدکاری کی دلیل ہے کیونکہ یہ انسان کی فطرت کا سچا معلم ہے۔

اب ایک صحیح الفطرت دانشمند جب قرآن کریم کی اس شان بلند پر نظر کرتا ہے تو اسے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ کیسی کامل اور مکمل کتاب ہے اور یہہ بالکل سچ ہے جو اللہ تعالے نے فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

ایسی مکمل کتاب کے ہوتے ہوئے اسلام ایسے مذہب کی نسبت یہہ خیال کرنا کہ اس مین انحطاط اور زوال کے بیج ہین۔ بہت بڑی کمزوری اور تنگ نظری ہے + اور یہ نرا دعوے ہی دعوے نہین ہے بلکہ مین انشاء اللہ العزیز واقعات صحیحہ کو پیش کرکے بتاؤنگا کہ اسلام نے کسطرح پر قومون مین ترقی کی روح پیدا کی۔ ہان ان قومون مین جو دنیا کی تاریخ مین کوئی نمبر اور مرتبہ ہی نہ رکھتی تھین۔ یہہ مضمون مختصر مضمون نہین ہوسکتا بلکہ اس کے لئے میرا فرض ہوگا کہ جن ممالک کا ذکر عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب نے کیا ہے) انکی اسوقت کی حالت پر نظر کیجاوے جو اسلام سے پہلے وہان کی تھی اور پھر اسلام نے جو تبدیلی ان ممالک مین کی اسکو بھی مطالعہ کیا جاوے۔

بہرحال نفس اسلام مین کوئی نقص اور کمزوری معترض صاحب نے پیش نہین کی اور نہین بتایا کہ وہ زوال کے بیج اسلام کی تعلیم مین کونسے ہین + اسلئے مین یہی سمجھتا ہون کہ وہ اسلام کو فی نفسہ تو ایک کامل مذہب تسلیم کرتے ہین لیکن دنیوی طور پر شاید اسکو ناقص قرار دیتے ہین؟ اگر سائل کا یہ منشاء ہے تو مین سمجھتا ہون یہہ بجائے خود بہت ہی بودا اور کمزور ہے اسلئے کہ کامل مذہب کا یہ ایک نشان ہے کہ وہ ہر پہلو اور ہر حالت مین مکمل ہو۔ اگر کوئی مذہب دنیا مین انسان کی تمدنی زندگی کیلئے زرین اصول پیش نہین کرتا اور اسکی زندگی کے ہر نشیب و فراز اور عام منازل کے لئے رہنما اور روشنی بخش نہین ہے تو اسے کامل کیونکر کہا جاویگا؟ اسطرح پر تو ہر ایک اہل مذہب یہ دعوی کرسکتا ہے کہ میرا مذہب کامل مذہب ہے اور جب اس مین کوئی نقص اور کمزوری دکھائی جاوے تو اسکا صاف جواب ہوسکتا ہے کہ اس پہلو سے اسکی کمال کا دعوی نہین ہے +

دربار شام

۲۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

بعد ادائے نماز مغرب حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے اور عشاء کی نماز کی اذان ہوتے ہی تشریف لاکر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔

شیخ مظہر الدین صاحب انسپکٹر پولیس پشاور چند روز سے اپنی محترم ہمشیرہ صاحبہ کو لیکر آئے ہوئے تھے شیخ صاحب کی ہمشیرہ ایک صدمہ رسیدہ خاتون ہے۔ اور متواتر موت کے صدمون نے انہین سخت شکستہ خاطر بنا دیا ہے وہ اپنے معزز بہائی کے ہمراہ اس غرض سے دار الامان آئی تہین کہ حضرت اقدس سے دعا کرائین تاکہ درد رسیدہ دل پر سکینت کا نزول ہو۔ اور آپ کی پر اثر نصائح سے اطمینان خاطر ہو۔ حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت حکیم الامۃ کے اشارہ سے شیخ صاحب کیلئے اجازت چاہی کہ وہ ایک ضروری کام اور تفکر کیوجہ سے جلد جانا چاہتے ہین۔ فرمایا

مینے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کو بہت کچھہ سمجہایا ہے اور ان کے لئے دعا بہی کی ہے اور وعدہ بہی کیا ہے کہ دعا کرون گا ہان اتنی بات ہے کہ آپ یاد دلاتے رہین مینے انکو کہدیا تہا کہ مولویانہ وعظ و نصیحت سے آپ کے دلکو تسلی نہین ہوگی۔ یہہ تسلی تو خداتعالے کی ہی طرف سے آئیگی کیونکہ جسنے دل بنایا ہے وہ دل پر اثر ڈال سکتا ہے۔ اور یہ سب کچھہ دعاؤن سے ہی ممکن ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ انہین بہت فائدہ ہوا ہے۔

فرمایا دعاؤن مین جو رو بخدا ہو کر توجہ کی جاوے تو پہر ان مین خارق عادت اثر ہوتا ہے۔ لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دعاؤن مین قبولیت خداتعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور دعاؤن کے لئے بہی ایک وقت جیسے صبح کا ایک خاص وقت ہے اس وقت مین خصوصیت ہے وہ دوسرے اوقات مین نہین اسیطرح پر دعا کے لئے بہی بعض اوقات ہوتے ہین۔ جبکہ انمین قبولیت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ عام انسان صدمون کو برداشت نہین کر سکتے یہہ انبیاء علیہم السلام ہی کے قلوب ہوتے ہین کہ وہ ہر قسم کی صدمات اور مشکلات کو برداشت کرتے ہین اور ذرا بھی نہین گہبراتے۔

فرمایا۔ بعض مقام ایسے ہوتے ہین کہ تقریر سے دل تسلی پکڑتا ہے لیکن بعض مقام ایسے ہوتے ہین کہ محض اللہ تعالے کی رحمت ہی کام کرتی ہے اللہ تعالے کے کام مین صدہا مخفی اسرار ہوتے ہین جنکو انسان کبھی سمجھہ لیتا ہے اور کبھی نہین۔ انسان کو چونکہ آخرۃ کے ذخیرہ کی ضرورۃ ہے۔ اور بعض اوقات انسان کے اعمال ایسے نہین ہوتے جو آخرت مین کام دین اسلئے اللہ تعالے نے قضا و قدر سے اسکا تدارک کر دیتا ہے۔ جسطرح انسان روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ کے ساتھہ سحری بہی ہے اور اس مین اسکو اجازت ہے کہ جو چاہے سو کہالے۔ لیکن قضا و قدر کا جو روزہ ہے اسکے لئے کونسی سحری ہے۔

فرمایا آج اللہ تعالے نے میرا ایک اور **نام** رکھا ہے جو پہلے کبھی سنا بہی نہین تہوڑی سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا

محمد مفلح

زلزلہ کے متعلق مختلف ذکر ہوتے رہے فرمایا **اموری** کا پتہ رکھنا چاہیئے تاکہ جب **پیشگوئی پوری** ہو تو اسکو بہی اشتہار دیا جاوے (اس کد اس یقین اور بصیرت کا یہ ملتا ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ اور اسکے وعدون پر ہے ایڈیٹر)

فرمایا عام لوگون کا علم یہین تک محدود ہے کہ عام اسباب مادیہ کے ماتحت تحریکات ہوتی ہین لیکن اسی حد تک ختم کر دینا یہہ سخت غلطی ہے قضا و قدر کے اسباب بعض اوقات وراء الورا ہوتے ہین اور انکا تعلق محض کن **فیکون** سے ہی ہوتا ہے جسے دوسرے لوگ سمجھہ ہی نہین سکتے اگر یہہ اسباب اسی حد تک ہوتے جہان تک یہہ لوگ سمجھے بیٹھے ہین تو پہر تو گویا **خدائی ہی کو** اپنے قبضہ مین لے آتے

پہلی امتون پر جو جو عذاب آئے ہین اگر انکے حکماء کو انکے اسباب کی خبر ہوتی تو وہ انکو بچا کیون نہ لیتے۔ مگر ایسا نہین ہوا اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ اسباب وراء الورا رہتے۔ مین یقین رکھتا ہون کہ اس خارق عادت نشان سے بہت سے لوگ سیدہے ہو جائین گے۔

پرانی نوٹ بک مین سے کچھہ

قوت ذوق شوق علم سے پیدا ہوتی ہے جبتک علم اور معرفت نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ **رب زدنی علما** کی دعا مین یہہ بہی ایک سر ہے کیونکہ جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا اسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا پس اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالے کے ساتھہ محبت مین اسے ذوق شوق پیدا ہو تو اسکو اللہ تعالے کی نسبت صحیح علم حاصل کرنا چاہیئے اور یہ علم کبھی حاصل نہین ہوتا جب تک انسان صادق کی صحبت مین نہ رہے اور اللہ تعالے کی تازہ بتازہ تجلیات کا ظہور مشاہدہ نکرے۔

*

اللہ تعالے کے ساتھہ صحیح اور سچا تعلق اوس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان پورا وفادار اور مخلص ہو۔ جو شخص وفادار نہین اگر وہ ہر روز اس قدر روتا رہے۔ کہ اس کے آنسوؤن کا ایک چھپڑ لگ جاوے تو بہی خداتعالے کے نزدیک اسکی کوئی قدر نہین ہے اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمہارا تعلق خداتعالے کے ساتھہ کامل وفاداری کا نمونہ ہو۔

*

انسان کی عجیب حالت ہے کہ اگر کہین سانپ نکلے تو اس سے دہشت کہاتا ہے اور جس اندر کی بابت اسے گمان ہو کہ جہان سانپ ہے وہان جاتے ہوئے ڈرتا ہے لیکن ہزارون تجارب موت فوت کے اسکے سامنے ہین اور پہر بہی نصیحت نہین پکڑتا۔ ورنہ ایک موت ہی کا واعظ اس کی اصلاح کے لئے کافی تہا۔

*

جہوٹے قصون سے جہوٹا بہروسہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر اصلیت سے بہی ہاتھہ دہو بیٹھتا ہے جیسے کیمیا کی وہمی باتون کے بہروسہ مین انسان اگلی دولت بہی کہو بیٹھتا ہے۔

جہوٹے خیالات اور خیالی قصون کا بہی اثر ایمان پر ہوتا ہے جو لوگ قرآن شریف کو جو اللہ تعالے کی کلام ہے چہوڑتے ہین وہ آخر اسی مرض مین گرفتار ہو کر اپنے ایمان کو ضائع کر لیتے ہین۔ قرآن شریف مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو انسان کو دہوکہ دے۔

*

اصل مین انسان کے ایمان کی تازگی اسیوقت شروع ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالے ہی پر ایمان لاتا ہے۔ اسیوقت اسکے گناہ دور ہونے لگتے ہین حقیقی ایمان جب تک پیدا نہین ہوتا گناہ کی زہر سے انسان بچ نہین سکتا۔ میرے نزدیک ایمان کی شناخت کا یہی بڑا معیار ہے اور ہر شخص اپنے ایمان کو اس پر آزما سکتا ہے اس لئے دلیل ظاہر ہے کہ جو لوگ سم الفار کو زہر سمجھتے ہین وہ اسے نہین کہاتے ہین اسلئے کہ وہ جانتے ہین کہ اسکو کہا کر ہلاک ہو جاتے ہین اسی طرح ہر گناہ بہی ایک زہریلا پہل ہے جسے کہاتے ہی انسان مر جاتا ہے لیکن اگر اللہ تعالے پر ایمان ہو تو انسان اس پہل کے نزدیک جانیسے ڈرتا ہے۔ اسپر اسکی ہلاکت کی تاثیرون کا دروازہ کہل جاتا ہے مین یقیناً جانتا ہون کہ یہہ بے حیائی اور کہلی بدکاری کی بیماری جو دنیا مین پہیل رہی ہے یہہ دہریت کے روگ سے . . . . شروع ہوئی ہے۔ اور اس کی جڑ کفارہ کے جہوٹے فسانے ہین۔

*

دنیا پرستی کی حد ہو گئی ہے ہر شخص دنیا ہی کا شیدائی نظر آتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جدہر آنکھہ اٹہاتا ہے ابنائے دنیا ہی کو دیکھتا ہے چونکہ ایسے مخلصون کی نظرین بہت ہی کم ہین جو خداتعالے کے ساتھہ کامل تعلقات کا نمونہ ہون اسلئے اس طرف توجہ ہی نہین برخلاف اسکے دنیا پرستون کی نظرین نظر آتی ہین اسلئے ہر شخص اسی طرف کو جہکتا جاتا ہے۔ اور خداتعالے کیطرف بہت ہی کم لوگ آتے ہین کیونکہ **خدا کی راہ اختیار کرنا دنیا سے باہر ہو جانا ہے** جب تک انسان ایک موت اختیار نہین کر لیتا اس راہ سے داخل نہین ہو سکتا۔ اسی لئے فرمایا ہے **موتوا قبل ان تموتوا۔**

*

۳۰ - جولائی دربار شام

حسب معمول حسب حلی حضرت قبل عشاء تشریف لائے تو سب سے اول لودی ننگل کے متصل آئے ہوئے چار آدمیون نے بیعت کی۔ بعد بیعت تذکرہ ہوا کہ موضع نیچہ متصل لودی ننگل مین **مولوی ثناء اللہ** امرتسری گیا تہا۔ وہان اوس نے عام مجمع مین اثناء وعظ مین کہا کہ مرزا صاحب کے مرید

لا الٰہ الا اللہ مرزا غلام احمد رسول اللہ

یہہ کلمہ پڑھتے ہین۔ اسپر ایک مخالف مگر انصاف پسند شخص نے کہڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب! اگر یہ کلمہ مرزا صاحب کی کسی تصنیف سے نکال دین تو مین پانچسو روپیہ ابہی آپ کو نقد انعام دیتا ہون۔ یہہ تحدی سنکر مولوی صاحب چکرائے اور اکثر لوگ بیزار ہو کر حلقہ وعظ سے اٹھہ گئے مولوی صاحب اپنا سا منہ لیکر واپس آئے

نکتہ معرفت

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمارے اور ہمارے مخالفون کے درمیان یہ فرق ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لاکر امت بناتے ہین اور ہم امت کو مسیح بناتے ہین۔

پیسہ اخبار کا مقدمہ

پیسہ اخبار کے مقدمہ کے تفصیلی حالات کے درج کرنے کیواسطے میرے اکثر ناظرین نے مجھے خطوط لکھے ہین آجتک الحکم مین پیسہ اخبار کے مقدمہ کے حالات درج نہین ہوئے تہے لیکن اب جبکہ مقدمہ باضابطہ شروع ہوگیا ہے مین چاہتا ہون کہ ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے ان حالات کو شائع کردون۔ مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے زنی کرنا میرا کام نہین ہے ہان مقدمہ کے فیصل ہونے پر انشاء اللہ بعض ضروری بیانات کر دئے جائینگے۔ فی الحال جو کچہہ دوسرے اخبارات اس مقدمہ کے متعلق لکہین گے مین درج کرتا رہونگا۔ مقدمہ کے ابتدائی حالات بیان کرنے کی بہی مجھے حاجت نہین ہے اسلئے کہ سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات سے سب کچہہ ظاہر ہے۔

یہ استغاثہ ۱۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء کو مستغیث نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی عدالت مین دائر کیا۔ جو بعد مین سٹی مجسٹریٹ صاحب کی عدالت مین بہیجا گیا مستغیث کی طرف سے بابو درگا سہائے۔ بی۔ اے۔ مختار عدالت پیروی کرتے تہے ۱۲۔ جولائی کو سٹی مجسٹریٹ کی عدالت مین مستغیث کا بیان ہوا۔ ۱۲۔ جولائی کو ملزمان کی طرف سے مسٹر ہربرٹ وکیل کہ عدالت مین موجود بتائے جاتے ہین بعد بیانات تحقیقات پولیس طلب ہوئی۔ ۱۵۔ جولائی کو مسٹر ہرسی صاحب کے اجلاس مین منشی محبوب عالم وغیرہ کا چالان پیش ہوا۔ صاحب موصوف نے سرکاری وکیل کو پیروی کا حکم دیا اور ۲۷۔ جولائی مقرر ہوئی۔ ۲۷۔ جولائی کی کارروائی مین اگلی اشاعت مین دونگا فی الحال استغاثہ اور بیان مستغیث جو روبرو سٹی مجسٹریٹ صاحب ہوا درج کرتا ہون۔

(ایڈیٹر)

نقل استغاثہ

بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع لاہور

سید ظہور احمد ولد سید احمد اللہ ذات سید سکنہ شاہجہانپور وارد حال لاہور۔

بنام

عبدالکریم ولد نامعلوم سکنہ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ حال وارد چنگڑ محلہ لاہور۔

عبدالعزیز ولد نامعلوم سکنہ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ حال منیجر پیسہ اخبار لاہور۔

محبوب عالم ولد نامعلوم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور خدا بخش ڈبہ سکنہ لاہور کریم بخش ولد نامعلوم ملازم پیسہ اخبار لاہور۔ خدا بخش شیر فروش ولد نامعلوم سکنہ لاہور متصل پیسہ اخبار۔ میران بخش کوچبان پیسہ اخبار لاہور۔ رمضان ملازم پیسہ اخبار لاہور۔

جناب عالی۔ تمہید استغاثہ یہ ہے کہ واقعہ ۱۵ جون ۱۹۰۵ء کو ملزم نمبر ۱ مستغیث کو جبراً کہینچکر مکان ملزم نمبر ۱ و ۲ مین لیگیا جہان ملزمان نے اپنی سازش سے مستغیث کو کوٹہری مین بند کر دیا۔ ملزم نمبر ۱ نے زدوکوب کیا اور دیگر ملزمان بہی معاون رہے ملزم نمبر ۱ و ۴ و ۵ نے مستغیث سے جرم خلاف وضع فطری کیا اور ملزمان نے سازش کر کے مستغیث کے مکان کی تلاشی کر کے اسباب وغیرہ بہی نکال لیا ملزمان نے مستغیث کو دہمکی دی کہ جان سے مار دین گے۔ یا ہمارے اہتمام مین یہان سے چلے جاؤ۔ ملزم نمبر ۸ کی حراست مین مستغیث کو ریل پر سوار کر کے شاہجہانپور بہیجدیا مستغیث پر بڑا ظلم ہوا ہے اسکی قانونی تحقیقات ہونی ضروری ہے اسلئے ملزمان سے قانونی سلوک کیا جائے شہادت موجود ہے۔

عرضی

فدوی سید ظہور احمد ولد سید احمد اللہ لاہور۔

مورخہ ۱۰ - جولائی ۱۹۰۵ء

بیانات مستغیث

وہ واقعہ ۱۵ - جون ۱۹۰۵ء سے ۴ یا ۵ روز پہلے عبدالکریم کہا کرتا تہا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکہدو اس مضمون کا کہ مین وہان جاکر دربار کا کام کرون۔ مین نے وعدہ کیا کہ لکہدونگا۔ اس نے ۱۵۔ جون کو جب مین مکان سے اُترا کہا کہ مراسلہ لکہدو۔ مین نے کہا کہ کالج سے واپس آکر لکہدونگا جب ½ ۱۰ بجے پبلک لائبریری سے واپس آیا تو رمضان چپراسی پیسہ اخبار مجھے ملا۔ اس نے کہا کہ عبدالکریم تجھے بلاتا ہے مین نے کہا کہ کہانا کہانے کے بعد ملونگا۔ یہ کہکر جب مین مکان کی طرف چلا۔ جب مکان ۱۰ قدم رہ گیا تو عبدالکریم تیزی کے ساتہہ میرے مکان کی طرف آرہا تہا اُس نے کہا کہ مراسلہ کی بڑی ضرورت ہے ابہی لکہدو اور یہ کہ میرے مکان پر جاکر لکہدو۔ مین نے عذر کیا۔ اس نے خوشامد کی کہ چلو۔ پہر وہ میرا ہاتہہ پکڑ کر کشان کشان مجھے لے چلا۔ جس مکان مین وہ مجھے لے گیا۔ جب وہ دس قدم کے فاصلہ پر رہا تو اوس نے مجھے ایک گالی دی۔ مین رُک گیا اور آگے جانے سے انکار کیا تو اوس نے میرا ہاتہہ پکڑ کر اپنی طرف کہینچا اور پیچہے رمضان چپڑاسی نے دہکا دیا۔ اور مین مکان مین داخل کر دیا گیا۔ عبدالکریم کا مکان تہوڑے فاصلہ پر ہے مکان کے اندر پہنچا کر مجھے ایک کوٹہری مین داخل کیا گیا۔ وہان دو شخص موجود تہے جو کچہہ کام کر رہے تہے۔ جنکا حلیہ ایک کا بتا سکتا ہون۔ کوٹہری مین مجھے چہہ یا ۷ آدمی موجود ملے عبدالکریم مجھے مارنے لگا۔ دوسرے لوگون مین سے رمضان۔ خدا بخش شیر فروش خدا بخش مبروص میران بخش۔ کریم بخش مجھے مارنے لگے۔ زیادہ تر عبدالکریم مارتا تہا۔ یہہ بہی مارتے تہے تہپڑ مکے اور لات مارتے تہے۔ اسی اثنا مین عبدالکریم نے میرے پہلو پر مکا مارا جسکے صدمہ سے بیہوش ہو کر مین گر پڑا۔ پہر جب مجہکو ہوش آیا تو عبدالکریم میرے سر پر بیٹہا تھا اور ہاتہہ پکڑے ہوئے تھا۔ ایک شخص نے پاؤن پکڑے ہوئے تہے۔ میرا پائجامہ ہٹا دیا گیا تہا۔ مین پیٹ کے بل پڑا تہا۔ خدا بخش شیر فروش خدا بخش مبروص اور کریم بخش ان تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل کیا۔ ہر ایک شخص جب یہ فعل کرنے کو ہوتا تہا تو یہ بتا دیا جاتا تہا کہ یہ شخص فعل کرتا ہے۔ دیکہہ لو۔ چنانچہ مبروص خدا بخش نے یہہ بہی کہا کہ میرے عضو کو دیکہو کہ یہ بالکل سفید ہے اسکا آلہ دکہلایا گیا جسکے منہہ پر سفید داغ ہے جو داغ برص جیسا نہین ہے۔ بعد مین کسی نے دروازہ ہلایا تو عبدالکریم باہر نکلا۔ اس نے آہستہ آہستہ باتین کین۔ اُس شخص کی آواز محبوب عالم کی تہی۔ اور وہ یہ کہہ رہا تہا کہ خطوط لے لو۔ جب عبدالکریم کوٹہری مین داخل ہوا کہ قد مین محبوب عالم کا سا تہا۔ اور چہرہ نہین دیکہا تہا۔ وہ دروازہ کے باہر جا رہا تھا۔ جب عبدالکریم اندر آیا تو اوس نے کہا کہ خطوط مجہے دیدو۔ مین نے کہا کہ میرے مکان پر جو میز ہے اسمین خطوط ہین۔ عبدالکریم نے مجھے ہنسکر کہا کہ تمہین خبر نہین۔ تمہارے کمرے کا قفل توڑ کر ہم وہ صندوقچہ لے آئے ہین تمہارے ٹرنکون کے تالے بہی توڑ کر ہم نے اچہی طرح دیکہہ لیا مگر خطوط نہین ملے۔ اس کے بعد عبدالکریم نے مٹی کے برتن مین پیشاب کیا اور وہ میرا منہہ چیر کر میرے منہہ مین ڈالا۔ اسکے بعد پہر دروازہ کمرہ کا کہلا۔ اور عبدالعزیز اندر داخل ہوا۔ اس نے اکر گالیان دین اور ٹہوکر ماری اور کہا کہ اب جان سے مارے جاؤ گے۔ چنانچہ جب مین ہوش مین آیا تہا اسوقت کئی آدمی چاقو لئے کہڑے تہے اون کو شناخت نہین کر سکتا ہون اور میرے منہ مین کپڑا بہی ٹہونس دیا گیا تہا۔ جسوقت خلاف وضع فطری کام کیا گیا تب کپڑا ڈالا گیا۔ فعل کے بعد کپڑا نکالا گیا۔ سب لوگون نے چاقو دکہائے اور کہا کہ مار ڈالے جاؤ گے لیکن ایکطرح سے تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے کہ تم آج ہی اور اسی وقت لاہور چہوڑ دو۔ مین نے کہا کہ کرایہ نہین ہے مین نہین جا سکتا ہون۔ تو عبدالعزیز اور عبدالکریم نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام مین جاؤ۔ اور اگر اس کے بعد کسی سے یہہ بات بیان کی تو ہم تم کو جان سے مار ڈالین گے۔ اسی طرح اور دہمکاتے رہے۔ مین نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا مین اپنے مکان پر جا سکتا ہون مجھے مکان مین ½ ۱۰ بجے کے قریب داخل کیا گیا۔ اور قریباً دو بجے نکالا گیا جب مین مکان پر گیا تو کمرہ کا تالا ٹوٹا ہوا تہا اندر فرش بالکل اُلٹا ہوا پڑا تہا۔ ۲ ٹرنک تہے اُس کے تالے ٹوٹے ہوئے تہے اور ان کے پارچات بکہرے ہوئے پڑے تہے صندوقچہ غایب تہا۔ میرے ساتہہ خدا بخش ڈبہ اور رمضان آئے تہے۔ وہ مکان کے اوپر نہین گئے تہے۔ مین نے مکان پر آکر اپنا پائجامہ دہویا۔ اور اون کپڑون پر جو دریدہ تہے مین نے اور کپڑے پہنے۔ خدا بخش ڈبہ مجھے بلانے آیا اور میرے اُترنے سے پہلے وہ اُتر گیا۔ پہر رمضان مجھے اسٹیشن پر لے گیا۔ وہان اوس نے ٹکٹ خریدا اور مجھے شاہجہانپور جانے والی گاڑی پر سوار کر دیا رمضان ہروقت میرے ساتہہ رہا اور بات چیت بہی کرتا میرے ساتہہ گیا۔ پہر نہین معلوم ہے۔ خلیفہ امام الدین مجہہ سے ملتے تہے اور راد ہا کشن بہی کمرے مین بیٹہے تہے جو ڈپٹی انسپکٹر پولیس مقیم حال بازار امرتسر مین اون کی سکونت کا حال اسی دن معلوم ہوا تہا۔ اس تمام کارروائی کا باعث یہ ہو سکتا ہے کہ مین مضامین پیسہ اخبار کے برخلاف دیا کرتا تہا۔ اور یہ وجہ بہی ہے کہ منشی محبوب عالم کی لڑکی سے اور مجہہ سے خط و کتابت تہی۔ یہہ

خط وکتابت قریبًا سال بہر سے ہتی - اور لڑکی نے اپنے ہر ایک خط مین اظہار محبت کیا - یہہ معلوم نہین کہ اسکے والدین کو کس طرح خبر تہی - لیکن مین کہہ سکتا ہون کہ خبر انکو ڈیڑھ ماہ وقوعہ سے پہلے تہی - یہہ خبر مجہے لڑکی نے دی تہی اس واقع سے آگاہ ہوکر جب اس کے والدین نے مزاحمت کی توجیسا وہ مجہے لکہتی ہے زہر یا کسی زہریلی دوا کا استعمال ہوا اس نے یہ تحریر کیا - یہہ خطوط اسوقت تہانہ انارکلی مین موجود - یہہ وہی خطوط ہین جو عبدالکریم نے مجہہ سے مانگے تہے - اس نے سب سے پہلے خط مین مجہے یہ بہی بتایا کہ اوسکی کوئی سہیلی انوری بیگم ہے جسکے گھر سے اس کی شادی کا پیام آیا - تو یہ لکہدیا کہ کسی طرح نہین ہوسکتا ہے مین انکار کر دینے کو آمادہ ہون - مارپیٹ کا واقعہ اسکا نتیجہ ہوسکتا ہے - لڑکی کی عمر غالبًا ۱۷ یا ۱۸ سال ہوگی - مجہے اندر داخل ہوکر عبدالکریم نے کہا تہا کہ ہماری بہن سے خط وکتابت کا نتیجہ ملتا ہے - جب مین شاہجہانپور گیا تو مجہے ۴ یا ۵ یوم بعد کوتوالی مین طلب کیا گیا اور میرا معائنہ ڈاکٹری ہوا - کوئی تقریبًا ۲ یوم بعد معائنہ ہوا تہا - پہر میرے بیانات مجسٹریٹ کے روبرو ہوئے - وہان سے مجہے ایک لانے گیا تہا - وہ لایا - اس سے پہلے تفتیش ہوئی - مجہے خبر نہین ہے کہ یہان پولیس کو کسطرح اطلاع ملی - مین نے یہان کسی سے تذکرہ نہین کیا - وہان مینے صرف شرم اور خوف کیوجہ سے بیان نہین کیا تہا یہان بہی مینے اسی لئے ذکر نہین کیا تہا کہ خوف دلایا گیا تہا - میرا یہان بجز سرکار کے کوئی معاون نہین ہے -

(سماچار)

لاہور

۲۷ - ماہ حال کو پیسہ اخبار کا مقدمہ چالان ہوکر بعدالت مسٹر ہیرس صاحب بہادر پیش ہوا سید ظہور احمد مستغیث کے اظہار لئے گئے نہایت شرمناک اور دلخراش اظہار پائے گئے ہین - اور ان پر جرح بہی کی گئی کچہہ خطوط بہی پیش کئے گئے - پیسہ اخبار والون کو شکایت ہے کہ اون کے دشمن بہت ہین اور انہون نے یہ شگوفہ کہڑا کیا ہے - آئندہ پیشی ۸ - اگست مقرر کی گئی ہے - مفصل حالات آئندہ درج ہونگے - تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ لاہور محلہ سرین سے دو عورتون کو (ایک بالغ اور ایک نابالغ) مسمیان کیشورام وٹہاکرداس ملازم ریل بعہدہ گارڈ و دہنی ساکنان لاہور نے رفوچکر کیا - مگر پتہ لگ گیا - اور ہرسہ ملزمان پکڑے گئے مقدمہ بعدالت مسٹر ہیرس صاحب بہادر چلایا گیا - آج مورخہ ۲۴ - جولائی کو عدالت موصوف نے شہادت استغاثہ لیکر ہرسہ ملزمان پر فرد جرم قرار داد زیر دفعہ ۳۶۶ تعزیرات ہند لگادی اور ملزمان سے شہادت صفائی طلب ہوئی ہے دیکہا چاہئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے - نتیجہ سے اطلاع دی جائیگی - (اخبار عام)

بکوشید ای جوانان تابدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

*

کالج کیلئے آنہ فنڈ کی تحریک پر دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے لیکن اس عرصہ مین ایک ہزار روپیہ کا بہی جمع نہ ہوجانا کسقدر حیرت افزا بات ہے - جہان کئی لاکہہ کی ضرورت ہو اور وہان ابہی تک تین سیکڑون تک بہی نوبت نہ آئی ہو اس کام کی راہ مین آپ اندازہ کرلین کسقدر روک سمجہی جاسکتی ہے - اگر ایسی ہی سست رفتار سے کالج کے لئے چندہ جمع کیا گیا تو شاید نصف صدی سے زیادہ عرصہ احمدیون کو اپنا کالج بنانے کے لئے درکار ہو - مین تسلیم کرتا ہون کہ انپر ہر قسم کے چندون کا بوجہہ ہے لیکن یہہ بہی تو سچ ہے کہ ان قومی ضروریات کو آخر انہون ہی نے پورا کرنا اور اس کے لئے سعی کرنا انہین کا کام ہے جب تک وہ خود کوئی محنت اور ہمت نہ کرینگے اللہ تعالےٰ کا فضل کیسے انکی دستگیری کریگا - وہ سعی کرین تو اللہ تعالیٰ کا فضل اس سعی پر مفید ثمر پیدا کردیگا - کالج کے قیام کیلئے اس آنہ فنڈ مین کام کرنے والے والنٹیر جب تک نہ ہونگے پورے طور پر یہہ تحریک کام نہین دیگی - اکیلا الحکم کا ایڈیٹر کہانتک اس تجویز کو پہونچائیگا اس مقام پر مین اپنے عزیز ہم عصر بدر کو توجہہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے صحیفہ مین اس تحریک کو عام کرے اور قوم کو متوجہ کرے - یہہ کام میرا یا کسی خاص شخص کا ذاتی نہین ہے یہ قومی کام ہے اسلئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کو ہر احمدی تک پہونچائے اور کالج فنڈ کے لئے اس سے چندہ لے -

چندہ دینے والون کی رسید الحکم کے ذریعہ مشتہر کی جاتی ہے - اور گنجائش کے لحاظ سے ہر اشاعت مین کچہہ نہ کچہہ جگہ اسکے لئے نکالی جاتی ہے اگر کسی بہائی کی رسید چندہ نہ چہپے تو . . . ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دے اسلئے کہ یہ کام اسی کا ہے اور ایسی صورت مین یہ بہی لکہنا چاہئے کہ روپیہ کسکی معرفت بہیجا گیا ہے اگر ایڈیٹر الحکم کی معرفت روپیہ بہیجا جاوے - البتہ حساب فہمی مین سہولت رہتی ہے - کرین رحیلا (؟) قلم سے کالج فنڈ لکہنا چاہئے

رسید زر گذشتہ اشاعت سے آگے

حکیم فضل الدین صاحب قادیان دوسال کیلئے	ے ر
مولوی قطب الدین صاحب قادیان	۲ر
مولوی محمد شاہ صاحب طالب علم	ار
ایک خاتون معرفت منشی جہنڈیخان مدرس بٹالی	۲ر
منشی جہنڈیخان صاحب مدرس "	۲ر
منشی غلام نبی صاحب مدرس مدرسہ بہلوال	عا
چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات	سے
منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس	۲ر
منشی نصیر احمد خانصاحب شاہ آباد ریاست رامپور	عمہ
منشی محمد رحیم الدین صاحب کوہ دون	عا
سید الف شاہ صاحب کالا چپی شکر گڑہ	عہر
اسماعیل آدم صاحب بمبئے	سے

باقی آئندہ

(اسکے علاوہ ابہی اور احباب کا بہی روپیہ آیا ہے انکی رسید اگلی اشاعت مین انشاء اللہ درج ہوگی)

ایڈیٹر

مدرسہ تعلیم الاسلام

" " " "

تعلیم الاسلام سکول کے متعلق ماہوار مستقل چندون کا خاص اہتمام ہونا ضروری ہے ریزرو فنڈ کے لئے مینے جو تحریک سرپرستان الحکم کی خدمت مین کی تہی - خدا کا شکر ہے کہ وہ عمومًا قبولیت کی نظر سے دیکہی جارہی ہے اور اکثر احباب نے میری تجویز کو پسند فرمایا ہے اور ایک ایک روپیہ دینے کے لئے وہ آمادہ ہین -

بار بار کن الفاظ مین آپ لوگون کو توجہ دلاؤن مدرسہ کی وقتی اور اتفاقی ضروریات کے لئے ایک ہزار روپیہ ہر وقت ریزرو فنڈ مین رہنا ضروری ہے اس لئے بہت جلد اس رقم کو پورا کردینا چاہئے مینے جو تجویز ۱۰ - اگست کے الحکم کے وی پی کی پیش کی تہی وہ اکثر سرپرستان الحکم نے تو منظور کرلی ہے لیکن مین اس کو ۲۴ - اگست تک ملتوی کرتا ہون اگر کوئی صاحب اس تجویز کے ساتہہ متفق نہون تو وہ اطلاع دین ورنہ ۲۴ - اگست کا الحکم ریزرو فنڈ مدرسہ کے لئے ایک ایک روپیہ مین وی پی ارسال ہوگا -

شیرازہ قوم

شیرازہ قوم کے لئے جو فارم مینے الحکم کے ذریعہ شائع کئے تہے وہ اکثر واپس آرہے ہین اور فہرستون کی خانہ پری احتیاط سے کیجاتی ہے - لیکن ابہی تک انکی واپسی کی رفتار بہت سست ہے - بعض جگہ کے احباب نے تو مطلق توجہ نہین کی یا اگر کی ہے تو مجہے اس کا علم نہین خصوصًا **لاہور** اور **امرتسر** سے ایک فرد بہی واپس نہین آئی - مین یہ تو یقین نہین کرتا کہ وہان کی جماعتین اس ضرورت کو محسوس نہین کرتین پر سمجہہ مین نہین آتا کہ کیون اسپر توجہ نہین ہوئی ہر شخص جسکے پاس وہ فرد پہونچا ہے اسکا قومی فرض ہے کہ اسکو خانہ پری کرکے - ایڈیٹر الحکم کے پاس بہیجدین -

خلیفہ منتخب ہونیکے بعد حضرت صدیق کی پہلی تقریر

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت کے لئے منتخب ہوئے تو آپ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع مین کہڑے ہوئے - خداوند جل وعلا کی ثنا وصفت بیان فرما کے ارشاد کیا "لوگو! مین تمپر حاکم مقرر کیا گیا - باوجودیکہ تم سب سے اچہا نہین ہون - (سبحان اللہ کیا انکسار ہے) لہٰذا اگر تم مجہے راہ راست پر چلتے دیکہو تو میری مدد کرو - اور اگر مجہے غلط راستے پر چلتے دیکہو تو روکو - جب تک تمہارے بارے مین خدا کی فرمانبرداری کرتا ہون تم میری اطاعت کرو - لیکن اگر اوس کی نافرمانی کرون تو میری اطاعت تم پر فرض نہین یہانتک تو جمہور کی قوت اور اوسکے سامنے حاکم کی کمزوری کا ذکر تہا - اب حاکم کی قوت دکہانے کی مہذب وشائستہ شان ملاحظہ ہو - ان الفاظ کی فصاحت کو اگر کرامت کہا جائے تو بہی بجا ہے - فرمایا آگاہ ہو جاؤ - تم مین کا سب سے زبردست شخص بہی اوسوقت تک میرے آگے کمزور ہے جب تک اوس کے ذمے کسی کا حق باقی ہو - اور تم مین کا سب سے کمزور شخص بہی اوسوقت تک میرے مقابل مین زبردست ہے جب تک کہ وہ اپنا حق نہ پالے - مین اپنا یہ قول کہتا ہون - اور اپنے لئے اور تمہارے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہون -

"العرفان"

جاپان مین اسلام کی خواہش

جاپان کے بندرگاہ ناگاساکی سے شیبو کیما نام ایک ماہوار میگزین جاپانی انگریزی اور فرنچ تین زبانون مین شایع ہوتا ہے یہ رسالہ فقط جاپان ہی مین مشہور و معروف نہین بلکہ اکثر بلاد مغرب مین بہی اوس نے خاص وقعت عزت اور شہرت حاصل کی ہے چنانچہ یورپ اور امریکہ تک بڑے بڑے وقایع نگار ادیب فلاسفر اور مدبر اکثر اپنے آرٹیکل اسمین شایع کرتے رہتے ہین گذشتہ اپریل کے ایک جاپانی فاضل کا مضمون مسلمان چین کی نسبت چہاپا ہے جسکا ترجمہ اللوائے مصری نے عربی مین شایع کرکے اسلامی دنیا پر ہماری رائے مین ایک قابل شکرگذاری احسان کیا ہے۔ کیونکہ اس مضمون سے پایا جاتا ہے کہ اقصائے مشرق کے باشندون مین خدائے برحق نے اپنے دین حق کی قبولیت اور اشاعت کی خاص صلاحیت ودیعت فرمائی ہے جسکی وجہ سے چین مین تو آج بفضلہ لکہوکہا بنی آدم اسلام کے نام لیوا موجود ہین مگر جاپانی قوم کے افراد بہی جسکی ترقی اور کامیابی اسوقت تمام دل اور اہل عالم کو حیرت مین ڈال رہی ہے۔ قبول اسلام کی عموماً کافی صلاحیت رکہتے ہین بلکہ عملی طور پر وہ اصول و احکام اسلام کے ہم جیسے ننگ اسلاف مسلمانون سے کہین زیادہ پابند ہین۔ کسر ہے تو صرف اتنی کہ دنیا بہر کے کروڑون پیروان اسلام سے گنتی کے چند ہی فدایان ملت اٹہین اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقدس مشن کی خدمت پر کمربستہ ہوکر انہین بتائین کہ بلحاظ اسلام کون ہو اور کیسے ہو تاکہ وہ کلمہ توحید کی تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کرکے کہلم کہلا مشرف باسلام ہو جائین۔

فاضل موصوف لکہتا ہے کہ اہالی چین مین بہتیرے ایسے بہی ہین جو دین اسلام کے معتقد ہین یہ وہی دین ہے جس کی تحقیقات پچہلے دنون ہمارے ملک کی دینی مجلس نے شروع کی تہی۔ مگر چونکہ جنگ چہڑ جانیکے باعث مسلمان طلباء چین جو جاپان مین تعلیم پانے آئے تہے اور آتے۔ اور جنسے ہمین اسلام کے کچہہ حالات معلوم ہو سکتے اپنے وطن کو لوٹ گئے اور آنے بند ہوگئے۔ اسواسطے مجوزہ تحقیقات سردست بند کردینی پڑی لیکن حالمین جو ایک جدید کتاب موسومہ کادو بایا (دین توحید) مسٹر حسان یوشن نام اک فاضل چینی مسلمان نے فصیح جاپانی زبان مین تصنیف و شایع کی ہے اس نے اس تحقیقات کو بہت کچہہ آسان کردیا ہے۔ مصنف موصوف نے حمد و نعت وغیرہ تمہیدی امور کے بعد حضرت سرور کائنات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بنی نوع انسان مین عدل نیکوکاری و پرہیزگاری وغیرہ پہیلانے کے لئے پیغمبر بناکر بہیجا۔ آپ کا جسد مبارک مدینہ طیبہ مین مدفون ہے جہان حج کے موقع پر ہر سال دس لاکہ سے زیادہ مسلمان جمع ہوکر اپنا ایک ضروری مذہبی فریضہ ادا کرنے کے علاوہ دنیوی معاملات مین بہی صلاح و مشورہ کرتے ہین۔ پہر لکہتے ہین کہ مینے جاپانیون کے سوائے اور کوئی قوم دنیا مین ایسی نہین دیکہی جس مین فضیلت و شرافت کے تمام آثار و اسباب موجود ہون جاپانی عملی طور پر پورے پورے مسلمان ہین کمی صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہے۔ اگر وہ اس کی بہی تصدیق و اقرار کرلین تو بلاشبہ سچے اور پکے مسلمان بن جائینگے۔ فاضل مصنف نے دین اسلام کے احکام کو عبادات معاملات اور عقوبات تین حصون پر منقسم کرکے ہر ایک کی یون توضیح کی ہے۔ عبادات سے کلمہ شہادت کا اعتراف اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اور معاملات مین اسلامی ہدایات اور تعلیمات کا منشا حقوق العباد کا بوجہ احسن ملحوظ رکہنا اور شفقت علےٰ خلق اللہ ہے۔ اسی طرح عقوبات کا مدعا یہ ہے کہ انسان کا طرز عمل سختی و نرمی یا افراط و تفریط کے بین بین بالکل معتدل ہو کتب اسلام مین ان تعلیمات کی بڑی شرح و بسط کے ساتہہ توضیح کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لئے اس سے بہتر و اعلیٰ تر دستورالعمل وضع ہونیکے کیا معنے خیال مین بہی نہین آسکتا۔

جاپانی مضمون نگار اس کتاب توحید پر ریویو کرتے ہوئے لکہتا ہے کہ ہمین فاضل مصنف کی صداقت اور درست بیانی مین کچہہ بہی شک و شبہ نہین ہے کیونکہ بہت سے چینی مسلمانون کے ساتہہ ہمکو سابقہ پڑ چکا ہے اور ہم نے اونکو بالاستثناء نظافت (پاکیزگی) شہامت مستعدی ہمت۔ ذکاوت و فراست اور حسن اخلاق وغیرہ اعلےٰ اوصاف سے کامل طور پر بہرہ در پایا ہے حالانکہ دوسرے (بت پرستی) چینیون مین یہ صفات قریباً مفقود ہین جس سے صریحاً نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانون کو یہ شرف محض اپنے پاک مذہب کی برکت سے حاصل ہوا ہے اور اسی لئے ہم اپنے ہم وطنونکو جو اسوقت کسی سچے مذہب کے متلاشی اور ادیان عالم کی تحقیقات مین مشغول ہین بڑے زور سے توجہ دلاتے ہین کہ مذہب اسلام کے متعلق بہی پوری پوری چہان بین اور پرکہہ پڑتال کرین۔ ساتہہ ہی ہم اپنے سررشتہ تعلیم سے بہی پرزور درخواست کرتے ہین کہ وہ چینی مسلمان طلباء کو مدارس جاپان مین داخل ہونے کے لئے حتی الوسع آسانیان اور سہولتین پیدا کرین اور ان کے واسطے خاص مراعات ملحوظ کی جائین تاکہ وہ ہمارے ملک مین بکثرت آنے لگین۔ اور ان کے میل جول سے اس عظیم الشان مذہب کے جوہر جو اب تک ہمارے لئے اسرار مخفی کا حکم رکہتے ہین ملک مین بخوبی شایع ہوجائین اور اس طرح ہم اپنے قومی اصول خذ ما صفا کے موافق دین حق کی جستجو مین کامیاب ہوکر اسکی پابندی سے سعادت دارین حاصل کرسکین ''

جاپانی مضمون نگار کی تحریر سے صاف عیان ہے کہ اس ہونہار اور محمود مسعود عالم قوم قبول اسلام کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے اگر ہند یا بلاد اسلامیہ سے چند پرجوش محبان اسلام جو سچی مسلمانی کا آلہ اور موثر نمونہ ہون۔ ان لوگون کو محاسن و برکات اسلام سے آگاہ کرنے کا بیڑہ اٹہائین تو انشاءاللہ جزیرہ کا جزیرہ کچہہ عرصہ کی کوشش مین باسانی اسلام لا سکتا ہے ہم نے یہ بہی سنا ہے کہ چین کے ایک پرجوش مسلمان نوجوان نے تبلیغ کا سلسلہ شروع بہی کردیا ہے اور جاپانی قوم نے اسکی ندا پہ بخوشی لبیک کہا ہے۔ نیز ہمین ذاتی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حالمین ہانگ کانگ سے ایک ہندی مسلمان نوجوان نے بہی فضائل اسلام پر اردو و انگریزی کی کچہہ کتابین اور رسالے جاپان والونکو دعوت اسلام کرنے کے لئے طلب کئے ہین۔ الحمدللہ کہ یہ مبارک تحریک مختلف شکلون مین شروع ہوگئی ہے کیا عجب ہے کہ اس قوم کی قسمت مین جسے اسوقت فخر ایشیاء بلکہ فخر مشرق کہنا بیجا نہ ہوگا خدا نے سعادت اسلام اسی زمانہ کے واسطے مقدر رکہی ہو۔ اذا اراد اللہ شیئاً ہیا اسبابہ

اب ہمین یہ دیکہنا ہے کہ ہندوستان کی حامیان اسلام اس اعلےٰ درجہ کی خدمت اور حمایت دین مین کب اور کیا کچہہ حصہ لیتے ہین اسلامی انجمنون کی رگ حمایت اس موقع پر خاص طور سے جوش مین آنی چاہئے خدا انہین توفیق دے کہ وہ بہی مفت مین کچہہ سعادت حاصل کرلین ورنہ یہ خدا کے کام ہین اسکی قدرت سے یون بہی کسی نہ کسی طرح پورے ہوکے ہی رہین گے۔

(وکیل)

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپ کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ نہ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین۔ لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین۔ چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اسمین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگوائینگے تو انکے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجاوے گی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

چوہے اور مچہر

مرطوب بخار ایسی مقامات مین بہی پایا جاتا ہے۔ جہان بالکل مچہر نہین ہوتا اور پلیگ ایسی مقامون مین بہی نمودار ہو جاتا ہے جہان چوہے نہین ہوتے لیکن یہ امر بخوبی ثابت ہوچکا ہے کہ مرطوب بخار کو مچہر پہیلاتے ہین اور پلیگ کو چوہے جب یہ معلوم ہوا تہا کہ بیماریون کے کیڑے ہوتے ہین تو علم الادویہ کے استعمال مین ایک عظیم انقلاب پیدا ہوگیا تہا مگر جب یہ بہت عمدہ طور سے ثابت ہوجائیگا کہ کیڑے مکوڑے اور جانور بیماریون کے خردون کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لےجاتے ہین تو دنیا بہر مین ایک انقلاب عظیم برپا ہوگا جنگ آرائی کے فنون کے متعلق جسقدر ایجادین ہو چکی ہین وہ بہت عجیب اور بیشمار ہین مگر جب ہم انکا اس نئے علم سے جو مچہرون کی متعلق معلوم ہوا ہے مقابلہ کرتے ہین تو کچہہ بہی ان کی حقیقت نہین معلوم ہوتی بہت زیادہ عرصہ نہین گذریگا کہ وہ دماغ جو انتظام دنیا مین مصروف ہین جنگ و جدل کے مسائل سے دستکش ہوکر اپنی توجہ کو اس مجادلہ کیطرف منعطف کرینگے جو مچہرون۔ چوہون پسوؤن اور دیگر بیشمار جانورون کیساتہہ چہڑ جائیگا اور جو انسان و حیوان کی بربادی و ایذا رسانی کے موجب ہوتے ہین۔ دنیا کے برباد اور اجاڑ مقامات کو صاف کرکے صحت بخش اور قابل آبادی بنانے کے کام کو بنی آدم

بقیہ مراسلت

الحکم نمبر ۲۶

چنانچہ حافظ جی صاحب نے سپیچ کے طور پر ظاہر کیا" کہ حضرت مولوی صاحبان مین سے جو شخص کہ حیات مسیح کا مدعی ہے - وہ مجمع عام مین قرآن کریم اور احادیث سے بیان کرے - اور مولوی صاحبان کو اختیار ہے - کہ وہ اپنا وقت مقرر کرکے گفتگو کرین" اور وفات مسیح کا مین مدعی ہون - خداوند تعالے سے توفیق پاکر مین کلام کرون گا - اس مضمون پر کہ حضرت عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پاچکے ہین - زندہ بجسد عنصری آسمان پر نہین گئے - اور اللہ تعالے کی عادت نہین - کہ بجسد عنصری آسمان پر کسی کو لے گیا ہو - اور نہ اللہ تعالے کی یہ عادت ہے - کہ مرکر کوئی دوبارہ دنیا مین آیا ہو - اور مین ثابت کرون گا - کہ حضرت عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ بجسد عنصری ماننے مین اسلام اور قرآن کریم اور ہمارے ہادی سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) کسر شان ہوتی ہے - اور پھر دکھا دون گا - کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اللہ جلشانہ کے مرسل اور مامور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہین - اور اس خدا کے فرستادہ نے دنیا مین کیا کیا کارنمایان کی ہین اور اسلام کی جاتی ہوئی کشتی کو کس طرح سے پار اتارا ہے - اور خدا کی نصرتین اور تائیدین اوسکی شامل حال ہون - اور یہہ بھی جتلا دونگا کہ مرزا کو نہ ماننے مین مولائے کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نارضامندگی ہے نجات یافتہ وہی لوگ ہین - جو اس کشتی مین سوار ہوجاوین جو اس امام برحق نے طیار کی ہے - اور ثبوت مین پیش کرون گا قرآن کریم اور احادیث اور دلائل عقلی ونقلی و اقوال ایمہ دین -

اور فریق مخالف سے بمشورہ مولوی صاحبان مولوی ابراہیم صاحب مقرر ہوئے "، چنانچہ اسقدر کارروائی کے بعد کہ ایسے لوگون کی آمد ورفت جاری تھی - مولوی عنایت اللہ صاحب نے جو مخلص مریدون مین سے ہین - وعظ فرمایا - کہ اب خدا سے دعا مانگنی چاہیئے - کہ وہ فیصلہ کردیوے - ۹ بجے دن کے قریب افتتاح جلسہ شروع ہوا - پہلے مولوی ابراہیم صاحب نے حیات مسیح پر گفتگو شروع کی - اور نزول مسیح پر بڑا زور دیتے رہے - مگر افسوس کہ جسمانی رفعہ نہ ثابت کرسکے - سارا دارومدار ان اللہ علے کل شئی قدیر پر کہتے رہے - دعوی ہی دعوی تبلایا کوئی دلیل پیش نہ کی - آیات قرآن کریم اور احادیث سے دور دور رہے - اور جو دعوے باندہا - اس مین بیان کیا - کہ میرے پاس کتابین موجود ہین حدیث دکھلا سکتا ہون - حالانکہ کارروائی جلسہ کا عین فرض یہہ تہا - کہ آیت اور حدیث پڑھ سناتے - کہین پنجابی شعر پڑھ سنایا - اور کہین توتی کو ادھر سے اٹھایا ادھر دے مارا اور کتاب اٹھائی - رکھدی - دوسری اوٹھائی مگر کوئی حدیث آیت پڑھ نہ سنائی - اور ورق گردانی مین پانچ پانچ حتی کہ دس منٹ تک بھی نوبت پہونچی - کہ سکتہ مین رہ جاتے - اور جب سامعین کو ہنسی اور تمسخر مین پاتے - کوئی ایک بات منہ سے نکال دیتے انجام کار ہونٹون پر لب ملتے اور وما قتلوہ وما صلبوہ کہتے کہتے بغیر اس کے کہ اس آیت کا ترجمہ کرتے - بیٹھ گئے - البتہ بیٹھے بیٹھے پھر اس قدر فرمایا کہ مین بڑا کچھ ثبوت رکھتا ہون پھر سناؤن گا ازان بعد حافظ صاحب وزیر آبادی کا وقت آیا - اور مرد میدان بن کر سب سے پہلے قرآن کریم سنایا - اور مولوی ابراہیم صاحب سے قرآن مجید لیکر آیات قرآن کریم پڑھین اور خداداد توفیق اور ملکہ سے وہ وہ معارف بیان کئے جس کے اظہار کے لئے کوئی الفاظ نہین مل سکتے - کہ آن کے حسن وخوبی کا اظہار کرون اون کے مقابل مین احادیث کہہ سنائین - کسی کسی ایمہ دین کا قول بھی جو احادیث اور قرآن شریف سے مطابق ہوا - پڑھ سنایا اور ایسا سماں چایا - کہ گویا مدعیان حیات کو اپنی وفات نظر آرہی تہی - القصہ کلام جیسا کہ حافظ صاحب پہلے بیان کرچکے تھے - اپنے دعاوی کو نہایت فصاحت وبلاغت سے پایہ ثبوت کو پونچایا جس کی داد غیر احمدی لوگون نے دی - افسوس کہ بوجہ عدم موجودگی کسی مصالحہ کے اس ساری تقریر کو مین اخذ نہین کرسکا -

ازان بعد مولوی ابراہیم صاحب نے جواب الجواب لکچر پڑہا - مضمون وہی رکھا جو پہلے ادا کرچکے تھے رفع الی السماء ہرگز ثابت نہ کرسکے "

پھر مولوی صاحب نے اپنے لکچر کو ختم کردیا - اور ہمارے سلسلہ کے حافظ صاحب تقریر فرمانے لگے - تو حافظ امیر علی صاحب باجازت پریزیڈنٹ صاحب کھڑے ہوئے - تو ذیل کی گفتگو کی - جس سے ناظرین کو واضح ہوجاویگا - کہ باوجودیکہ حافظ صاحب اس سلسلہ کے سخت مخالف ہین - کیا منصفانہ داد دی - اس راقم کو آن سے امید نہ تہی مگر یہ اللہ تعالے کی حکمت ہے کہ وہ سچائی کے سلسلہ کی رکاوٹین اپنے ہاتھ سے دور کردیتا ہے - چنانچہ حافظ امیر علی صاحب نے کہا - کہ اس جلسہ کا مین فیصلہ کرتا ہون - حافظ صاحب وزیر آبادی ایک عالم اور فاضل اور مفسر خداداد سنت اور اخلاص سے بھرا ہوا دل رکھتے ہین - قرآن کریم سے ہی دعوے بیان کرتے ہین اور دلیل بھی ساتھہ ہی ہے - مگر مولوی ابراہیم صاحب اپنا مضمون ادا ہی نہین کرسکتے - نہ کوئی دعوے ہے اور نہ دلیل ہے - اور موجودہ مولویان مین سے کوئی حافظ غلام رسول کے مقابلہ کا نہین ہے سبحان اللہ فیصلہ وہ سناتا ہے - جو ہمارے سلسلہ کا سخت منکر ہے - الحمد للہ علے ذالک - اور مولوی صاحبان جو ورق گردانی اور حدیثون کی تلاش مین ادہر اودہر اور ادھر کی ادہر کتابین ٹپک رہے تھے - ٹھنڈی سانس لینے لگے - اور چہرہ پر ایک رنگ آتا دوسرا جاتا تہا - اور گواہی مل رہی تہی - کہ حق آگیا اور باطل اڑگیا - اور لوگون مین حق پسندی کا نعرہ بلند ہوا " پھر حافظ غلام رسول صاحب نے غیر احمدی لوگون کے اصرار پر قرآن کریم مین سے رکوع عباد الرحمٰن من ۱۹ سنانا شروع کیا - اور اخلاقی مضامین پر وعظ فرمایا - اور وہ معارف بیان کئے - کہ ناظرین سے سوائے جزاک اللہ اور مرحبا کے کچھ موہنہ سے نہ نکلتا تہا - اور قرآن کریم سے ایسا نقشہ دلون پر نقش کیا - کہ امام برحق کی صداقت پر کئی آیات قرآن کریم مزین ہین بوڑھے اور جوان لوگ کہہ رہے تھے کہ سبحان اللہ ایسے ایسے لوگ مرید مرزا کے ہین - مرزا صاحب واقعی مہدی اور مسیح ہین - (بہائی آسین تان واڈہیان کرکے ضرور قادیان جاوین گے - اور بیعت کران گے) مخالفانہ مولویون کی جماعت خالی ہاتھہ آئی اور خالی چلی گئی - اور جلسہ ختم ہوا "

اس موقع پر مین تعریف کرون گا اور دعا کرون گا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دعا چاہتا ہون - حق مین چوہدری نکہن نمبردار مولو چک کے - جس نے حق مہمان نوازی عمدہ طور سے بہ اسلوبی انجام دیا - اور سلسلہ عالیہ مین واخل ہونیکا راقم اور چند احباب دیگر کے پاس اقرار کیا اگر تمامی قومی بہائی اس طریق سے فیصلہ کرتے - تو کب کا فیصلہ ہوجاتا مگر وہ آنکھہ نہین رکھتے - اور وہ دل نہین رکھتے جس سے یہ امام دیکھا اور قبول کیا جاتا ہے -

آخیر مین اپنے مہربان اور محسن گورنمنٹ کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے - جس مین یہہ مذہبی آزادی حاصل ہے - حسن خوبی انتظام امن خلایق کی وجہ سے - پولیس کانسٹبل بھی وہان وردی پہنے کہڑا تہا - کیا محسن گورنمنٹ ہے - ابھی کل کا زمانہ سکہہ صاحبان کا بہت سے آدمی ہون گے "

جنہون نے بچشم خود دیکھا کہ کیسی بے امنی اور گہبراہٹ کا زمانہ تہا - مگر خالصہ جیو جلدی ہی کافور ہوگئے - خداوند تعالے سے دعا ہے کہ اس سلطنت مین زیادہ برکت کرے - کیونکہ یہہ مبارک زمانہ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے عین مطابق ہے - یعنی کہ وہ وقت امن کا ہوگا - سبحان اللہ والحمد للہ کہ اس امام برحق نے ہمین ان باتون کا وقت پر پتہ بتا دیا " اب حافظ غلام رسول صاحب سے احمدیہ جماعت نے اصرار کیا کہ وہ چند روز اس نواح ٹھہر کر تبلیغ کرین حافظ صاحب کو اگرچہ چند ایک کام ضروری تھے مگر وہ مخلصانہ جماعت کی درخواست کو نامنظور نہ کرسکے - اور تجویز قرار پائی - کہ سوموار سے بدہ وار تک جناب مواضعات کو سوتار ہین گے اور جمع موضع پیرکوٹ مین ہوگا - اس مشورہ کے بعد احمدی جماعت منتشر ہوئی - اور جمعہ مبارک موضع شیرکوٹ مین ہوا - قریباً ۲½ صد مردمان کے انبوہ مین جمعہ ہوا - مختلف دیہات سے لوگ شامل وعظ تھے - قریباً ۴۰ کس مردمان نے بیعت کی لئے خط بحضور حضرت امام صاحب قادیان مرسل کئے - اور ایک فہرست طیار کی گئی جمعہ مین جو رقت طاری ہوئی - اوس کی کیا کیفیت بیان کی جاوے اکثر لوگون کو وجد ہوا " اور آسمانی بارش ہوتی ہوئی دکھائی دیتی تہی - اور معلوم ہوتا تہا - کہ آج موضع پیرکوٹ مین رحمت الہی تقسیم ہورہی ہے - اور وہ میدان دائرہ جو بوجہ عدم گنجائش مردمان نماز کے لئے مہیا کیا گیا تہا وہان خدا کا قرآن پڑہا گیا - ابھی کل کا ذکر ہے کہ وہان کنجریون کا مجرا سیہ جاٹ کرایا کرتے تھے - اور دعائے مغفرت کی گئی - حق مین مولوی جلال الدین صاحب مرحوم کے جو حضرت اقدس کے مخلص مریدون مین سے تھے - اور تالیف براہین کے وقت سے حضرت کے خدامون مین سے تھے " مولوی صاحب مرحوم کے چہہ بیٹے ہین جو دردمندانہ اخلاص رکھتے ہین اور جوش بہری طبیعتون سے تبلیغ حق مین معروف .... رہتے ہین - احمدی جماعت کیلئے خصوصاً دیہات کے رہنے والون کے لئے چیلنج ہے - کہ وہ اس جماعت کا نمونہ ملاحظہ کرین اور سبق حاصل کرین - ازان بعد حافظ صاحب جماعت کے مواضعات جبید کے - جیلیانوالہ - پھری شاہ عبدالرحمان کو روانہ ہوئے - اور اسی راستہ وزیر آباد جاوین گے " حافظ صاحب کی اس مجرد بار طبیعت پر کہ باوجود دیکھ اون کی طبیعت ناساز بھی تہی اس علاقہ میں گرمی کا موسم اور طاعون کی ... بلا کا زور شور سے ہے - تبلیغ حق کا حصہ لیا " احمدی جماعت اون کے لئے دعاء خیر کرے - آمین ثم آمین - والسلام - مین ہون حضور کا فرمانبردار بندہ محمد حیات خان عفی عنہ ملازم پولیس ساکن حال موضع گڑھی ... حافظ ... ضلع گوجرانوالہ

خبرون کا گلدستہ

(۱) اسعادۃ کے محلہ خاصکوئی مین جسمین سب یہودی رہتے تہے ۱۳ - ربیع الثانی شنبہ کی رات کو آگ لگ گئی - چونکہ مکانات لکڑی کے اور باہم ملے ہوئے تہے اور ہوا نہایت تیز چل رہی تہی - پانی کہین قریب نہ تہا - اسلئے آگ چارون طرف پہیل گئی - ان سب باتون کے علاوہ یہودیو کی مذہبی روک نے اور بہی غضب ڈھایا کہ شنبہ کی رات اور شنبہ کے دن کو وہ آگ کی مدد کا ہاتھ نہین اوٹہاتے - نتیجہ یہ کہ چند منٹون مین ایک سو گہر اور چہہ دوکانین جل گئین - یہودیون کا ایک مدرسہ بہی جلکر خاک سیاہ ہو گیا - آخر افسران پولیس نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس خانمان سوز آگ کو فرو کیا -

احمد آباد مین ۲۳ و ۲۴ جولائی کو ۲۷ انچہ راجکوٹ مین ۱۲ - انچہ اور سورت مین ۵½ انچہ بارش ہوئی - دریائے تاپتی - نربدا - ماہی اور سیندی نہایت طغیانی پر ہین - برہانپور مین سخت پانی برسا تاپتی سورت کے قریب معمولی سطح سے ۳۰ فٹ زیادہ چڑھ گئی - اکثر مقامات پر راستے بند ہو گئے ریلوے لائنین ٹوٹ گئین ٹیلیگراف کو نقصان پہونچا -

مدراس کے نواح سے شہر مین کثیر التعداد آدمی بیکاری اور فاقہ سے تنگ آکر آ گئے - انمین کئی کیس ہیضہ کے بہی ہو چکے ہین - اگر کوئی انتظام نہ ہوا تو شہر کی آب و ہوا کے خراب ہو جانیکا اندیشہ ہے -

مقام ڈلیسہ مین کثرت بارش سے سخت نقصان ہوا پنٹور جنکٹ کی بارکین سیلاب سے بہہ گئین - یک صد بندوقون سے زیادہ اور بہت سا گولی بارود پانی مین ڈوب گئے تہے جو اب نکالے جا رہے ہین -

لاہور کا ایک اخبار مندرجہ ذیل درخواست کسی شخص کیطرف سے گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کرکے اوس کو معقول بہی بتلاتا ہے - جناب عالی بادب ملتمس ہون کہ مین تہرڈ مڈل مین تعلیم پاتا ہون اند ٹیوٹر کے کام سے واقف ہون حضور کا مذہب عیسائی اختیار کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ مجہے خوبصورت لیڈی اور اچہی ملازمت دلا دی جائے -

آسام مین ایک قسم کی بیماری پہیل گئی ہے جسے کالا آزار کہتے ہین گورنمنٹ آسام اس کے دفیعہ کے لئے ساعی ہے -

برہما کے ضلع ماین کے ایک موضع چانگ گیلیو پون کسی درخت مین برگد کا بڑا تقریباً گز بہر صرف ایک شب مین نکل آیا - اسکا رنگ بالکل سنہرہ ہے اور بیل کیطرح دوسرے درخت پر لپٹا ہوا ہے - اس کے سرے سے شفاف پانی ٹپکتا ہے - جو امراض کے لئے مفید بتایا جاتا ہے بیشمار آدمی اسکی پرستش کرتے لگے اور مریض تندرست ہو کر جاتے ہین لوگ اسکو ناخن یا چاقو سے چھیلتے بہی ہین - لیکن یہ اندر سے بہی سنہرا نکلتا ہے - اور تراشا ہوا حصہ سفید ہو جاتا ہے -

اٹلی کے مقام سقوطری مین یکم جون کو ۴ بجے صبح کے بہت شدید زلزلہ آیا اس سے ۱۸۰ آدمی مر گئے - اور ایک ہزار ۲ سو زخمی ہوئے - ۹۰ فیصدی مکانات دوبارہ تعمیر کئے جائینگے - کلیسا مین صبح کی نماز ہو رہی تہی - اس حادثہ کیوقت سب لوگ بے حواس ہو کر بہاگے - اسمین دو آدمی کچلکر مر گئے اور بہت سے کم و بیش زخمی بہی ہوئے اب تک بہی ہلکی حرکتین محسوس ہوتی ہین

کیلیفورنیا مین ایک جہاز کا بائلر پہٹ گیا صحن جہاز جدا ہو کر خلا مین اڑ گیا ۴۹ - آدمی ہلاک ۸۰ زخمی ہوئے - ۲۱ کی نعشون کا پتہ نہ لگا -

امریکہ مین کالا ریڈ نامی ایک صحرا ہے جہان سخت سے سخت بارش ہونے پر بہی زمین پر ایک قطرہ نہیں گرتا - بلکہ سب ہوا ہی مین جذب ہو جاتا ہے - یہان گرمی اکثر ۱۲۸ درجہ پر رہتی ہے -

ایک سائینس دان نے دریافت کیا ہے کہ اکثر غور و خوض مین مصروف رہنے سے انسان کی خوبصورتی مین اضافہ ہوتا ہے -

از کانگڑہ (۲۸ - جولائی) آج رات کے ۳ - اور ۴ بجے کے مابین کانگڑہ مین ایک اور زلزلہ محسوس ہوا دو جہونکے آئے - یہ زلزلہ پہلے زلزلون سے جو کبہی کبہی ہوتے رہتے ہین کسیقدر زیادہ ہوا - لوگ گہبرا کر اوٹہہ کہڑے ہوئے - اور ایک شور محشر بپا ہو گیا ڈرے ہوئے اور مصیبت زدہ لوگ اب ان زلزلون کے باعث اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے ہین - اور اس پر طرہ یہ کہ ہر روز ایک نہ ایک متوحش خبر کانگڑہ مین پہیل جاتی ہے جو مزید مایوسی کا باعث ہوتی ہے - خدا اپنا رحم کرے - بارش کے وقت جب برق کا زور ہوتا ہے اور چہوٹے چہوٹے پتہر ٹپکتے ہین اور خدا یاد آتا ہے - اور تمام رات آنکہون مین کٹ جاتی ہے -

کلکتہ مین سخت بارش - ۲۸ - جولائی کا تار مظہر ہے کہ کلکتہ مین ۲۴ - گہنٹون سے سخت بارش ہو رہی ہے - تالاب بہر گئے ہین بازارون مین سیلاب آیا ہوا ہے گاڑیون کی آمد و رفت بند ہے کچہہ مکانات بہی گر گئے ہین کثیر التعداد کلرک و دیگر نیچا[illegible] اپنے کام پر حاضر ہونے کے ناقابل ہین -

زلزلہ کا دہکا

پروفیسر اموری اور اسکے ہم خیال سمجہے تہے کہ دو سو سال تک کوئی زلزلہ آنیوالا نہین - لیکن خدا تعالٰے کا کون مقابلہ کر سکتا ہے - ۲۶ - جولائی کی صبح کو جو زلزلہ آیا وہ بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کسی صورت مین وہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے کم نہ تہا - صرف اتنا فرق تہا کہ ۴ - اپریل کا زلزلہ بہت دیر تک رہا اور ۲۶ - جولائی ۱۹۰۵ء کا زلزلہ بہت ہی کم عرصہ تک رہا - چنانچہ سول ملٹری گزٹ رقمطراز ہے کہ ۲۶ - جولائی کو ۴ بجے صبح کے شملہ مین ایک شدید زلزلہ آیا بہت لوگ خوف کے مارے اپنے مکان چہوڑ کر باہر نکل پڑے اور اگرچہ یہہ زلزلہ بہت تہوڑی دیر رہا مگر اکثر لوگون کا بیان ہے کہ یہ زلزلہ بہی ۴ اپریل کے بعد سخت زلزلہ تہا فیروزپور مین بہی اسی تاریخ ۴ بجکر ۵ منٹ پر زلزلہ آیا اور اسے بہی سخت بتایا جاتا ہے مسوری مین بہی زلزلہ آیا -

کیا ایسی حالت مین کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ایک رنگ مین پوری نہین ہوئی - اے بندگان خدا خدا کے فرستادہ کی تکذیب سے باز آجاؤ ! اور خدا کے نشانات کو مت جہٹلاؤ -

نبگہ ضلع جالندہر سے خبر آئی ہے کہ اسی تاریخ کو یہہ زلزلہ سخت محسوس ہوا ۔ سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو گئے - ایک احمدی کے گہر کے پاس کچہ ہندو رہتے ہین وہ زلزلہ کو دیکہکر کہنے لگے کہ مرزا صاحب کا کہنا ٹہیک ہوتا جاتا ہے -

ماہل پور ضلع ہوشیارپور سے میان علی اکبر اطلاع دیتے ہین کہ ۲۶ - جولائی ۱۹۰۵ء کو شدید زلزلہ آیا لوگ گہبرا کر اٹہہ کہڑے ہوئے اور چارون طرف شور و غوغا مچ گیا -

گورداسپور سے اخبار زمیندار کا نامہ نگار لکہتا ہے کہ اسی تاریخ اور اسی وقت پر ایسا زلزلہ آیا کہ تمام لوگ خواب سے بیدار ہو کر خدا خدا پکارنے لگے اگرچہ شدت کے ساتہہ تو دو ایک ہچکولے آئے لیکن اسکا اثر تقریباً پانچ منٹ تک رہا - شوالہ گنیش گر کے متصل جو تالاب ہے اسکے کنارہ پر پیپل کا ایک درخت اسی زلزلہ کے صدمہ سے گر گیا -

شمالی ہند کے مختلف حصون سے اس زلزلہ کی خبرین آئی ہین - کچہہ تفصیلی حالات بشرط ضرورت آئندہ درج ہون گے -

انتقال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پاینده و باقی است خدا خواہد بود

۲۸ - جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ قبل نماز عصر حضرت حکیم الامۃ کی اہلیہ کلان نے ایک عرصہ کی بیماری کے بعد اس جہان سے رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحومہ کا جنازہ انکی دلی خواہش کے ..... موافق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کثیر جماعت موجودہ قادیان کو لیکر پڑہا اور دیر تک دعائے مغفرت فرماتے رہے - مرحومہ کی زندگی پر ایک مختصر سا نوٹ اگلی اشاعت مین انشاء اللہ دونگا - فی الحال اسی پر اکتفا ہے کہ اللہ تعالٰے اسے اپنے جوار رحمت مین جگہ دے - آمین -

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی

زندہ مثال

یعنی ایکہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابین بالکل مفت

وہ کسطرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستین ہمارے دفتر مین بہیجدین ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب صرف ایک ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت بہیجدین جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خط مین تحریر کر دو مگر شرط یہ ہے کہ قیمت ہر کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو - آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ - اگست سے شروع ہوگا - طالب علمون کیلئے خصوصاً و دیگر کتابی موقعون کے لئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے -

درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک نرخ نصف

یہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکا ڈایل سولڈر خاص چینی کا ہے جیب مین بہی لگ سکتی ہے - دیکہنے مین ۲۰ کی معلوم ہوتی ہے ہزار ہا فروخت ہو چکی ہین بڑی پختہ و پائیدار ہین قیمت بمعہ تسمہ ۲ (محصول معاف)

ملنے کا پتہ حمید ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

اسکوپ سیم طرح جو نہایت پختہ و پائیدار ہے اصل قیمت صرف رعایتی [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انّی ادی القریۃ

الحکم

چہ گویم باتو گرائی جہاد رقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی مرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت

(۱) عوام سے صہ، (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے، (۴) غیر مذاہب والون سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد

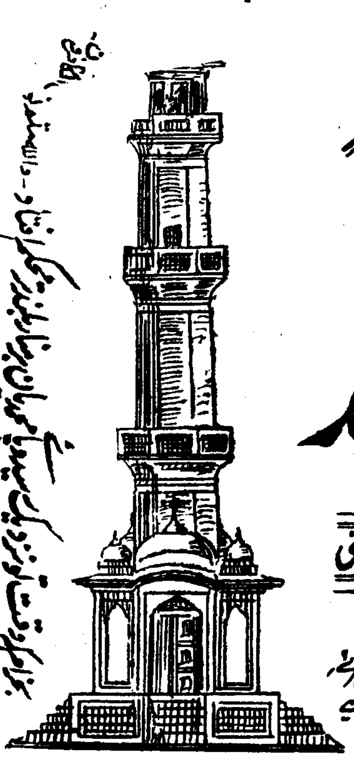

فہرست مضامین

(۱) ۱۴ اگست تک خاص رعایت
" کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام } صفحہ ۱
" حکیم الامۃ کی سرکلر لیٹر
(۲) دربار شام ۔ یکم ۲ و ۵ ۔ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۲ و ۳
(۳) حضرت حکیم الامۃ کی اہلیہ کلان کا انتقال ۔ صفحہ ۴
(۴) قصیدہ در نظم ۔ صفحہ ۵
(۵) خدا آسمان و زمین کا نور ہے صفحہ ۶ و ۷
(۶) وفائے عہد ۔ "
(۷) پیسہ اخبار کا مقدمہ صفحہ ۸ و ۹
(۸) کیا اسلام کے لئے تنزل لازمی ہے ۔ صفحہ ۱۰
(۹) دربار شام ۸ ۔ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱
(۱۰) خبرون کا گلدستہ ۔ فہرست مبایعین صفحہ ۱۲
(۱۱) اشتہارات صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

۱۴ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کے لئے جگہ نکالنے کے واسطے ۱۴ ۔ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۱۴ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہ رعایت جاری نرہیگی ۔ اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالون کے بعض فائل خرید نے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہین ۔

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم صہ، صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی ۔
۱۹۰۴ء " صہ، "
انالہ اوہام ہر دو جلد عصہ، "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانون کا خدا اور اُسکے حضور دعا ۳ر
رد شیعہ و خط نسخ ۳ر
حضرت اقدس کی پُرانی تحریرین ۱ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ ۱۲ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی
وحدت وجود پر خط اور تقریر بر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر
النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اوّل ۳ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی ۔
اصلاح النظر ۲ر صرف ۲۰ درخواستون کی تعمیل ہوگی ۔
الانذار ۲ر صرف ۸ درخواستون " "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی ۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

۱۲ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا بچہ عبد القیوم (جو بہت دیر سے بیمار چلا آتا تہا) آخر فوت ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ مرحوم ۲۲ ستمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوا تہا اور ۱۲ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کو اس کی عمر ۱ ۔ دن کم دو سال کی تہی ۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کے ہمراہ تہے لیکن سر درد کی وجہ سے حضرت حکیم الامۃ ہی کو جنازہ پڑہانے کا حکم دیا ۔ عبد القیوم کو قبر مین رکہنے سے پہلے حکیم الامۃ نے اسکا کفن کہولا ۔ اسکے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرہ آنسوؤن کے انکی آنکہ سے نکلے ۔ دفن کرکے واپس آتے ہوئے ٹہیر کر فرمایا ۔ مینے عبد القیوم کا منہ کیون کہولا؟ اس کی ایک وجہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بچہ ابراہیم جب فوت ہوگیا تو آپ نے اسکا کفن کہول کر اسکے منہ کو چوما اور اللہ تعالیٰ کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل سے خوش ہین ۔ البتہ چند روزہ جدائی کا رنج ہے اسپر آپ کے آنسو نکل آئے تہے مینے اس سنت کو پورا کیا ہے ۔ خدا تعالےٰ کے ہر ایک فعل پر بحمد اللہ مین بہی خوش ہون یہ اسکا فضل ہے اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پورا کرنے والی ہو یہہ میرے لئے خوشی کا باعث ہے اس قدر بیان کرنے پر حکیم الامۃ پر رقت طاری ہوگئی اور صرف یہ کہکر کہ "یہہ باعث تہا" چلدئے ۔

مین اگلی اشاعت مین اسپر انشاء اللہ ایک نوٹ لکہونگا فی الحال اسی پر اسکو ختم کرتا ہون ۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم عبد القیوم کو ہمارے لئے اجر ۔ فرط ۔ اور شافع بنائے اور حضرت حکیم الامۃ کو نعم البدل دے آمین ۔

حکیم الامۃ کی سرکلر لیٹر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احباب و برادران و عزیزان ۔ آپ لوگون مین سے بہت سارے ہین ۔ جنہون نے مجہے تعزیت کے خطوط لکہے اور مین سچ کہتا ہون ان کی تحریر نے مجہہ پر خصوصیت سے محبت بڑہانے کا اثر کیا ہے ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء ۔ اب مین سب کا جواب دون اور ان کا شکریہ کرتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء لکہون ۔ تو کم سے کم پیسے لیکر نصف آنہ خرچ ہوتا ہے اور آپ لوگون پر ضروری اخراجات کا آگے بوجہہ ہے ہان اگر انکا واقعی علم ہوتا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا ۔ تو آپ کو بوجہہ ہی معلوم نہوتا اور بہت ہین جنکو بوجہہ معلوم ہوتا ہی خرچ اگر ایک جگہ جمع ہو جاتا ۔ تو ایک بڑا دینی کام نکلتا ۔ اب آج میرا چہوٹا بچہ عبد القیوم فوت ہوگیا ہے مجہے ڈر لگتا ہے کہ اہلی تعزیت کے خطوط پہر پہونچین ۔ اسلئے میری درخواست ہے کہ بجائے اسکے آپ صاحبان ایسے خرچون کو دینی کامون مین دو یہہ میرا دلی جوش ہے ۔ اور مجہے ڈر ہے ۔ کہ یہ کہین اسراف مین داخل نہو سالہ تعالےٰ اپنے فضل سے فراست عطا فرمائے ۔ وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

نوٹ ۔ اخبار کے دیر شائع ہونیکی وجہ سے یہ خبر اسی اشاعت مین درج ہوئی ایڈیٹر ۔

دربارِ شام

یکم اگست ۱۹۰۵ء

سروعہ ضلع ہوشیارپور سے آئے ہوئے دو بھائی داخل بیعت ہوئے۔

فرمایا بیعت میں داخل ہونے والوں کے اسماء کو باقاعدہ لکھا جاوے اگر یہہ سب نام لکھے جائیں تو ان مشکلات کا سامنا نہو جو بعض وقت پیش آتی ہیں۔

ایڈیٹر۔ اس سے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشاء ہے کہ ہر شخص کو جو بیعت میں داخل ہوتا ہے ضرور چاہیئے کہ وہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کے لئے چندہ میں شریک ہو۔ قطع نظر اس کے کہ وہ رقم چندہ کی قلیل ہے یا کثیر۔

۲۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک خط کا ذکر ہوا۔ جو انہوں نے منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گھیپ حال حقنی قادیان کے نام لکھا ہے۔

فرمایا معلوم نہیں وہ کونسی بدی تھی جسنے اسکو اس سلسلہ کی شناخت سے محروم رکھا۔ تاہم جب تک وہ زندہ ہے ہم اس پیشگوئی کی کوئی تاویل نہیں کرتے جو اس کے متعلق ہے کہ وہ آخر رجوع کریگا۔

میں جانتا ہوں کہ اوائل میں وہ بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تھا بٹالہ کے سٹیشن پر خود اس نے حامد علی سے لوٹا لیکر مجھے دضو کرایا اور جب میں اٹھتا تو میرا جوتا اٹھا کر آگے رکھہ دیتا تھا۔

اس میں دوسرے مولویوں کی نسبت ایک بات تو ہے وہ یہہ کہ جب یہہ کسی بات کو مانے تو دلیری کے ساتھہ اسکا اعلان کر سکتا ہے۔

۳۔ **فرمایا** میں حیران ہوں میرا معاملہ تو بالکل صاف تھا۔ تین باتیں تھیں ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ بھی تسلیم کرلیا۔ اور امت کے مثل یہود ہوجانے کا بھی اقرار کرلیا۔ اور علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل بھی تسلیم کیا ان ساری باتوں کو تو مثیل کے طور پر مانا لیکن **مسیح** کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہی آئیگا۔ یہہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

یہہ تو ایسی مثال ہے کہ جیسے دو بھائی ہیں جب انہیں کوئی تقسیم ہو تو ہر ایک قسم کی چیزیں انہیں دیجاتی ہیں جب کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں یہودیوں کے مثیل مانتے ہیں تو اس میں کیوں موت پڑتی ہے کہ ایک **مسیح** بھی تسلیم کریں۔

۴۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں براہین میں میرا نام اصحاب کہف بھی رکھا ہے۔ اس میں یہ سر ہے کہ جیسے وہ مخفی تھے اسی طرح پر تیرہ سو برس سے یہہ راز مخفی رہا اور کسی پر نہ کھلا۔ اور ساتھہ ... رقیم کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مخفی ہونے کے اس کے ساتھہ ایک کتبہ بھی ہے اور وہ کتبہ یہی ہے کہ تمام نبی اسکے متعلق پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں۔

دربارِ شام

۳۔ اگست ۱۹۰۵ء

شام کی نامکی قلم بند کرنے کی اجازت ندیتی تھی اسلئے میں نے خداداد قوت حافظہ کی مدد سے اپنے الفاظ میں اس رویداد کو لکھا ہے جو بزرگ اس اجلاس میں موجود تھے وہ اسے پڑھ کر انشاء اللہ سمجھہ لیں گے کہ میں اسکے لکھنے میں بہت بڑی حد تک کامیاب ہوا ہوں والحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایڈیٹر

سلسلہ کلام اس امر سے شروع ہوا کہ تمام نبیوں اور راستبازوں کے کلام میں عجز و انکسار کے الفاظ اور اپنی کمزوری کا اظہار پایا جاتا ہے اسپر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اشتہار متعلقہ زلزلہ میں اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں اسپر مولوی محمد حسین بٹالوی نے اعتراض کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے میرے معزز بھائی مفتی محمد صادق صاحب کو غالباً بائبل میں ایسے مقامات دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا ذکر مفتی صاحب نے کیا اسپر اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

اس قسم کے الفاظ تمام نبیوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں چونکہ ان کی معرفت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جبروت کے مقام کو شناخت کرتے ہیں اسلئے نہایت انکسار اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ نادان جنکو اس معلم کی خبر نہیں ہے وہ اسپر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہہ انکی کمال معرفت کا نشان ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا آیا ہے اس میں صاف فرمایا ہے تو استغفار کر۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے یہی مراد ہے کہ تبلیغ کا جو عظیم الشان کام تیرے سپرد تھا دقائق تبلیغ کا پورا پورا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہے اسلئے اگر اس میں کوئی کمی رہی ہو تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کردے۔ یہہ استغفار تو نبیوں اور راستبازوں کی جان بخش اور عزیز چیز ہے۔ اب اسپر نادان اور کوتاہ اندیش عیسائی اعتراض کرتے ہیں حیران ہیں استغفار کا لفظ انہوں نے سن لیا جھٹ اعتراض کردیا۔

حالانکہ اپنے گھر میں دیکھیں تو مسیح کہتا ہے کہ مجھے نیک مت کہہ۔ اس کی تاویل عیسائی یہ کرتے ہیں کہ مسیح کا منشاء یہ تھا کہ مجھے خدا کہے۔ یہہ کیسے تعجب کی بات ہے کیا مسیح کو انکی والدہ مریم یا ان کے بھائی **خدا** کہتے تھے جو وہ یہی آرزو اس شخص سے رکھتے تھے کہ وہ بھی خدا کہے۔ انہوں نے یہ لفظ تو اپنے عزیزوں اور شاگردوں سے بھی نہیں سنا تھا وہ بھی **استاد استاد** ہی کہا کرتے تھے پھر یہ آرزو اس غریب سے کیونکر انکو ہوئی۔ کیا وہ خوش ہوتے تھے کہ کوئی انہیں خدا کہے یہہ بالکل غلط ہے انکو نہ کسی نے ادستاد کہا اور نہ انہوں نے کہلوایا پھر ایک اور توجیہ کرتے ہیں کہ دراصل وہ شخص منافق تھا۔ اسلئے حضرت مسیح گویا خفا ہوئے کہ تو نیک کیوں کہتا ہے کیونکہ تو مجھے نیک نہیں جانتا۔ یہہ بھی بالکل غلط بات ہے کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ منافق تھا۔

غرض اصل بات یہی ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے رہتے ہیں۔ اور دعاؤں میں لگے رہتے ہیں احمق ان باتوں کو عیب سمجھتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو دیکھا جاوے تو پھر ایسے احمق اعتراض کرنے والے تو خدا جانے کیا کیا کہیں جیسے اللھم باعد بینی و بین خطای کما باعدت بین المشرق والمغرب۔

ایک مخلص نے پہاڑ پر جانیکے لئے اجازت چاہی اسکے متعلق تذکرہ آنے پر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ کے وعدے بالکل سچے ہیں جبکہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی عذاب شدید آنیوالا ہے تو اسکا کوئی وقت تو ہمیں معلوم نہیں ہے اس لئے بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ پہاڑوں پر کیا ہے ہم تو گرمیاں یہاں ہی بسر کرتے ہیں کوئی ایسی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ میں ایک مرتبہ دلہوزی گیا کسی مقدمہ کی تقریب تھی۔ جب میں وہاں پہونچا تو خلاف عادت دیکھا نہ گرمی ہے نہ پسینا آتا ہے بارش ہوتی ہے اور بادل گھروں میں اندر گھس آئے۔ ہر وقت اندر بیٹھے رہنا نہ چلنے پھرنے کے لئے موقع ملے اگر ہر روز جائے نہ بیٹھیں تو اسہال آجائیں ایک دو دن میں نے گذارے پھر سخت تکلیف محسوس ہونے لگی۔ اور میں جب تک پٹھانکوٹ نہ پہونچ گیا طبیعت میں نشاط اور انشراح پیدا نہ ہوا۔ انکو لکھدو کہ وہ یہاں آجائیں اگر بارش ہوتی رہی۔ تو یہاں بھی موسم اچھا ہے اور ۱۵۔ ستمبر تک تو امید ہے موسم میں بڑی تبدیلی ہوجائیگی۔ **فرمایا** میں دیکھتا ہوں کہ گرمیوں کو بھی روحانی ترقی کے ساتھہ خاص مناسبت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ جیسے شہر میں پیدا کیا اور پھر آپ ان گرمیوں میں تنہا **غار حرا میں** جاکر اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اٹھا کرلے جایا کرتے ہونگے۔

(اللہ! اللہ! کیسا پرلطف نظارہ ہوگا ایڈیٹر)

اصل بات یہہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کے ساتھہ انس اور ذوق پیدا ہوجاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہوجاتی ہے۔ بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی حالت تھی اللہ تعالےٰ کی محبت میں آپ اسقدر فنا ہو چکے تھے کہ آپ اس تنہائی میں ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے۔ ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام اور راحت کا سامان نہ تھا۔ اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو۔ آپ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گذارتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہادر اور شجاع تھے۔ جب خدا تعالےٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آجاتی ہے اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں انہیں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی ہے۔

اس بات کو سن کر کہ خدا تعالےٰ سے جسقدر تعلقات شدید ہوتے ہیں اور ایسے لوگ تنہائی اور خلوت کو پسند کرتے ہیں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ پھر ان نبیوں اور رسولوں کے بیوی بچے کیوں ہوتے ہیں وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اور کہاتے پیتے ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والے نہیں سوچتے کہ ان لوگوں کی تو ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص تو کسی کے دروازے پر بھیک مانگنے جاوے اور ایک اسکا دوست ہو۔ اور وہ محض اس سے ملنے ہی کے لئے گیا ہو اب اگر وہ دوست اپنے دوست کے سامنے پلاؤ وغیرہ لاکر رکھہ دیتا ہے تو اس میں اسکا کیا قصور ہے۔ اس دوست کو تو اسکے کہانے میں لذت آتی ہے اور وہ گدا جو ہے اسکو خشک روٹی کا ٹکڑا دیا جاتا ہے اگر زیادہ ٹھیرے تو پھر دھکے دے کر باہر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ دوست سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے زیادہ قیام اور اسکے کہانے پینے سے خود اسے ایک لذت آتی ہے۔

یہی حال ان نبیوں اور ماموروں کا ہوتا ہے انکے سامنے جو کچھہ آتا ہے وہ انکی نفسانی خواہشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا وہ تو ساری لذت اور راحت اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر اور شغل میں پاتے ہیں اور فی الحقیقت تنہائی ہی کو پسند کرتے ہیں جہاں وہ اپنے محبوب سے اپنے دل کی آرزوئیں اور تمنائیں پیش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس حالت میں کوئی انکو نہ دیکھے۔

علاوہ بریں یہ تعلقات انکی تکمیل کیلئے ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ اخلاق کے سارے پہلو پورے نہیں ہوتے ہیں جب تک ہر قسم کی حالتیں پیش نہ آئیں۔ نبیوں اور رسولوں کے لئے شداید اور مشکلات بھی آتے ہیں اور یہ مشکلات بھی انکے اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جیسے تمام اخلاق کا اظہار ہوا ہے کسی دوسرے کو یہہ موقع نہیں ملا۔ مکہ معظمہ میں جب تک آپ رہے تو ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کا سامنا رہا جس میں آپ کے کمال صبر اور رضا بالقضا کے پہلو کا ظہور ہوا۔ پھر جب آپ فاتح ہو کر ایک بادشاہ کی حیثیت سے داخل ہوئے تو حالانکہ آپ ان سب کو قتل کر سکتے تھے۔ اور اس قتل میں حق پر بھی تھے لیکن باوجود مقدرت کے ان سب کو معاف کر دیا جس سے آپ کے کمال ایثار۔ سخاوت۔ عفو اور درگذر کا ثبوت مل گیا۔ حضرت مسیح کو یہ موقع نصیب نہیں ہوا۔ اور وہ ان دونوں پہلوؤں کو ظاہر نہیں کر سکے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف میں مصروف ہیں۔ براہین احمدیہ کا ضمیمہ چھپ رہا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے خوشی اور شادمانی کا باعث ہے۔

۳۔ عام طور پر قادیان میں خسرہ کی مرض کی شکایت ہے خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک یہہ مہلک نہیں ثابت ہوا۔ بارش کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

۴۔ مکرمی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اگرہ سے تین ماہ کی رخصت لیکر آئے ہیں + انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اللہ تعالے اپنا فضل کرے۔

۵۔ حضرت فاضل امروہی اور عالی جناب سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراس سے غالباً آنے والے ہیں۔

۶۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ رویا میں دیکھا کہ ایک لفافہ ہے جسمیں کچھہ پیسے ہیں۔ کچھہ پیسے اسمیں سے نکل کر باہر سامنے بھی پڑے ہیں۔ اس کے بعد الہام ہوا۔

"تیرے لئے میرا نام چمکا"

ڈائری فرمایا۔ اس الہام سے پہلے اگرچہ خوابیں ایسے دیکھے گئے جو کسی جھگڑے یا غم پر دلالت کرتے ہیں مگر وحی الٰہی صریح لفظوں میں دلالت کرتی ہے کہ اس کے بعد کوئی نشان ظاہر ہوگا جسکے واقعہ سے خدا تعالےٰ اپنے نام اور اپنی ہستی کو لوگوں پر ظاہر کریگا۔

دربار شام ۵ اگست ۱۹۰۵ء

حضرت حجۃ اللہ کے تشریف فرما ہوتے ہی ایک حاجی صاحب در دنے پیش ہو کر بیعت کی درخواست کی جیپر اعلےٰ حضرت نے فرمایا کہ ایک دو دن کے بعد کر لینا۔ اسکے بعد سلسلہ کلام یوں شروع ہوا کہ کثرت کے ساتھہ لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ بظاہر اس کے وجوہ اور اسباب کا ہمیں علم نہیں ہماری طرف سے کونسے واعظ مقرر ہیں؟ جو لوگوں کو جا کر اس طرف بلاتے ہوں۔ یہہ محض خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کشش ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ کیطرف سے کوئی سلسلہ قایم ہوتا ہے تو اس میں ایک کشش لگی ہوئی ہوتی ہے جسکے ساتھہ لوگ کھنچے چلے آتے ہیں یہی حال یہاں بھی ہے کہ اسنے ایک کشش رکھدی ہے جہانتک اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو پہونچانا چاہتا ہے اسی حد تک اس نے کشش رکھدی ہے۔

پھر ذکر آیا کہ بعض لوگ بیعت کے خطوط بھیجتے ہیں تو ان میں درج ہوتا ہے کہ ہمارا فلاں کام ہو جاوے یا اسقدر روپیہ ملجاوے تو بیعت کر لیں۔ اسپر فرمایا

ایسی شرائط والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں **صدیقی فطرت** والے تو کسی نشان یا معجزہ کا طلب کرنا اپنی **ہتک شان** سمجھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کونسے نشانات دیکھے تھے وہ جانتے تھے کہ عرب کی موجودہ حالت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی **مصلح** آوے۔ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ کیا تو آپ کے **اخلاق** اور آپ کی **راستبازی** ہی ایک عظیم الشان معجزہ ان کے واسطے ہوگئی اور انہوں نے دعوے کے سنتے ہی قبول کر لیا۔ ایسے لوگوں کے لئے کسی نشان کی کبھی حاجت نہیں ہوئی۔ جو لوگ اس قسم کے شرائط پیش کرتے ہیں کہ اس قدر آمدنی ہو جاوے تو ایمان لائیں گے وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لا کر اللہ تعالےٰ پر یا اسکے رسول پر **احسان کرتے** ہیں۔ وہ احمق نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ کو ان کی پروا کیا ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اسنے **ہدایت کی راہ** انکو بتائی اور اپنے مامور کو ہدایت کے واسطے بھیجا۔ یہہ اللہ تعالےٰ کا صاف احسان ہے وہ الٹا خدا تعالےٰ پر احسان رکھنا چاہتے ہیں + قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ نشان اللہ کے پاس ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے زمین و آسمان میں نشان ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ کیسے بے وقوف ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کہ کیا یہ وقت کسی نبی کی ضرورت کا ہے یا نہیں؟ حالت زمانہ خود اسپر شہادت دیتی ہے پھر اس سے بڑھ کر اور وہ کیا نشان چاہتے ہیں؟

ہر شخص اس امر کا محتاج ہے کہ اسکا خاتمہ ایمان پر ہو اور وہ اطمینان کے ساتھہ اس دنیا سے جاوے جب اس امر کی ضرورت ہے تو یہ شرط کیسی بیہودہ اور فضول ہے کہ وہ کام ہو یا اسقدر آمدنی ہو تو بیعت کرونگا۔ ضرورت جو ہر وقت مدنظر ہونی چاہیئے وہ تو **حسن انجام** کی ضرورت ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں کیوں ہوتی ہیں اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی **عظمت** دلپر نہیں ہے اگر اللہ تعالےٰ کے **جلال و جبروت** کا دلپر اثر ہو اور اسکی ہستی پر ایمان ہو تو دل ڈر جاوے اور یہ فسق و فجور اور شر و رنفسانی جن میں دنیا مبتلا ہے اس سے نجات پا جائیں۔ اور اس کیطرف آنے میں ایسی شرطیں نہ لگائیں۔

کیسی حیرانی کی بات ہے کیا **بیمار طبیب کے پاس جا کر اسے کچھہ نذرانہ دیتا ہے یا اس سے یہ شرط کرتا ہے کہ اگر میں اچھا ہو جاؤں تو تجھے اسقدر نذرانہ دینا؟**

جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کیطرف آتے ہی نہیں انکا مقصد اور غرض تو وہ کم بخت دنیا ہوتی ہے جسکو وہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے دل میں یہ سوز و گداز اور جلن نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ تعلق ہو اور اسکی طرف دلی رجوع اور توجہ ہو جاوے اگر یہ قلق اور کرب پیدا ہو تو ایسی باتیں نہ کریں۔ کیونکہ بیمار خواہ جسمانی ہو یا روحانی جب وہ اپنی مرض کو محسوس کر لیتا ہے تو وہ تو بے اختیار ہو کر تڑپتا پھرتا ہے۔ اور طبیب کے کہنے پر اسقدر ایمان لاتا ہے کہ جو کچھہ وہ دیدے اسے اپنی بہتری کے لئے کھا لیتا ہے۔ یہہ عجیب بات ہے کہ آنا تو **دین** کیطرف اور اسکے لئے **دنیا کی شرط** لگانا!!!

بعض لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ ذرا دنیا کا کوئی ابتلا پیش آجاوے تو سارا جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے اگر ایسے ہی لوگ **ہماری جماعت** میں داخل ہوں تو ان سے کیا فائدہ اور صحابہ سے کیا مقابلہ **صحابہ کی** عجیب حالت تھی انکے بیوی بچے بھی تھے پھر بھی ہزاروں خدا تعالےٰ کی راہ میں مارے گئے اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم نہ کر لیتے تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنی جانوں کو بطیب خاطر خدا کی راہ میں دیدیتے۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی کے ہاتھہ میں کچھہ کھجوریں تھیں اور وہ کھا رہا تھا اسے معلوم ہوا کہ دوسرا شہید ہو گیا ہے اسنے اپنے نفس کو سخت ملامت کی کہ میرا بھائی شہید ہو گیا ہے اور تو ابھی باقی ہے۔ یہہ تھی ان لوگوں کی ایمانی حالت۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھہ دنیا جمع نہیں ہو سکتی ہاں خدمتگار کے طور پر تو بے شک ہو سکتی ہے لیکن **بطور شریک** کے ہرگز نہیں ہو سکتی +

یہہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جسکا تعلق صافی اللہ تعالےٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے اللہ تعالےٰ تو اسکی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگا کر ضدین جمع کرتے ہیں **ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں** جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھہ کر اللہ تعالےٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو طاقت دیدیتا ہے۔

صحابہ کی حالت کو دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالےٰ نے انکو پاک صاف کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں آکر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح پر ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کون سے لوگ ہیں جنکے ایمانی قویٰ ویسے ہی نشو و نما پائیں گے اللہ تعالےٰ ہی عالم الغیب ہے اگر ایسے لوگ نہوں جنکے قوےٰ نشو و نما پا کر ایک جماعت قایم کرنے والا ہوں تو پھر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے مگر یہہ خوب یاد رکھو کہ

جس جماعت کا قدم خدا کیلئے نہیں اس سے کیا فائدہ؟

خدا کے لئے قدم رکھنا امر سہل ہی ہے جبکہ خدا تعالےٰ اسپر راضی ہو جاوے اور روح القدس سے اسکی تائید کرے یہہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں جب تک اپنے نفس کی قربانی نکرے اور اسپر عمل ہو **ومن خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هى المأوىٰ**۔

هى المأوىٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہوا نفس کو روک دیں۔ صوفیوں نے جو فنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نهى النفس عن الهوىٰ کے نیچے ہو۔

میرا جواب :۔ اہلحدیث لکھتا ہے کہ کرشن قادیانی نے اپنے مقرب خاص حکیم فضل دین بھیروی کو نکالدیا کیوں؟ ایڈیٹر الحکم بتلادیگا۔" میرا جواب اسکے متعلق اتنا ہی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین کیا ایڈیٹر اہلحدیث چھاپدیگا؟

حکیم الامتہ کی اہلیہ کلان کا انتقال

ہمنے الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مرحومہ کی لائف پر ایک نوٹ لکھنا چاہا تہا۔ لیکن بعد مین جب میرے مکرم بہائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے اپنے اخبار مین مرحومہ کی زندگی پر کچھہ لکھا تو ہمنے اسی تحریر کو کافی سمجہا اسلئے کہ مفتی صاحب بوجہ قرابت داری مرحومہ کے عادت وخصال سے بہت زیادہ واقف تہے مین جو کچھہ لکھتا وہ محض سماعی باتین ہوتین اسلئے مین مفتی صاحب کے نوٹ ہی کو ذیل مین درج کر دیتا ہون۔ تاہم میرا جی چاہتا ہے کہ ایسی واجب الاحترام اور قابل نمونہ عورت کی زندگی کے حالات کسی قدر تفصیل سے شایع ہونے چاہئین۔ اور اگر خود **حضرت حکیم الامتہ** اسپر لکہین تو غالبًا بہت مفید ہوگا۔

مین مکرمی مفتی صاحب کی تحریر مین کسیقدر اضافہ کرنا چاہتا ہون۔ **مرحومہ** نے اپنے **واجب العزت** شوہر حکیم الامتہ کی دنیوی زندگی کے مختلف مدارج دیکھے تہے اور ایک معمولی مشاہرہ سے لیکر ہزارہا روپیہ ماہوار تک کی **آمدنی** اور ایک جلیل القدر شاہی طبیب کی اہلیہ ہونے کا زمانہ انہنے پایا تہا۔ لیکن مرحومہ کی زندگی مین اس انقلاب نے کوئی ایسا اثر اور انقلاب پیدا نہین کیا جس مین تکبر۔ نخوت۔ خود نمائی اور ریاکاری پیدا ہوئی ہو بلکہ انکی طبیعت مین جو سادگی۔ خداترسی اور نوع انسان پر شفقت فروتنی اور انکسار اسوقت تہا جبکہ حضرت حکیم الامتہ شاہی طبیب ہوئے تہے وہی عادات اور خصائل آپ مین اس وقت بہی پائی جاتی تہین جبکہ انہین یہ فخر حاصل تہا یہ بات بہت تہوڑے آدمیون مین پائی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کے دلپر دنیوی مال ومتاع نے کوئی بیہودہ اثر پیدا نہین کیا۔ مجہے جہانتک معلوم ہوا ہے وہ اپنے واجب الاحترام شوہر کے رنگ مین پوری رنگین تہین جسطرح انکی طرز زندگی ہمیشہ یکسان رہا ہے اسی طرح مرحومہ کے مزاج مین کوئی تغیر واقع نہین ہوا اور مین اس **استقامت** اور استقلال اور وقار کو کامل ایمان کا نشان سمجہتا ہون۔ اور یا وہ قومی خصایص مین سے ہے جو بڑہون کے تہے۔ اور اس عادت اور خصلت نے مرحومہ کو ہمیشہ خوش رکہا جہانتک کہ جب حضرت حکیم الامتہ اس شاہی منصب سے الگ ہوکر ایک درویش کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمون مین آکر رہے تو اسے ذرا بہی خیال نہین ہوا کہ ہزارون ماہوار کی آمدنی اب اسکے ہاتہہ مین نہین۔ مرحومہ کی سادگی ہمیشہ تعجب سے دیکہی جاتی ہے جو حضرت حکیم الامتہ کی پاک لائف پر بہی ایک روشنی ڈالتی ہے جنکے شباب کا بہت بڑا زمانہ مرحومہ کے ساتہہ گذرا ہے۔

مرحومہ مین ایک اور عجیب وصف بہی تہا جو مستورات کے لئے خصوصًا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ مرحومہ کے بہت سے بچے انکی زندگی مین فوت ہوئے لیکن کبہی بے صبری اور جزع فزع انسے ظاہر نہین ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ کیسی سالمت اور مصالحت تہی۔ پہر ایک اور بات بہی قابل ذکر ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر اور اشارہ سے جب حضرت حکیم الامتہ نے دوسرا نکاح کیا تو مرحومہ نے کبہی بہی ملال خاطر ظاہر نہ کیا۔ برخلاف دنیا کی عام عورتون کے مولویصاحب کی دوسری بیوی کی اولاد کو ہمیشہ عزیز از جان سمجہتی رہین جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ عزیز **عبدالحی** سلمہ اللہ الرحمان کی **آمین** دیکہنے سے پہلے مرنے کی آرزو نہ تہی بلکہ یہہ خواہش تہی کہ **بچے کا ختم قرآن** دیکہہ لون۔

مرحومہ کو بچون اور عورتون کے علاج مین خاص مذاق اور ملکہ تہا۔ اور **حافظہ** بہت قوی تہا۔ سستی اور کاہلی باوجود بڑہاپے کے آپ کے پاس نہ آتی تہی۔

غرض

مرنے والی مین بہت سی خوبیان تہین حق مغفرت کرے۔ اب مین مفتی صاحب کا نوٹ درج ذیل کرتا ہون۔ ایڈیٹر۔

اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

ابی الکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب کی زوجہ کلان جن کا نام فاطمہ تہا۔ بتاریخ ۲۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ اس دار فانی سے رحلت فرماگئین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی بھیروی کی لڑکی تہین اور حضرت مولوی صاحب موصوف کے نکاح مین اسوقت آئی تہین۔ جب کہ مولویصاحب ہند وعرب سے تحصیل علوم کرکے کوئی تیس سال کی عمر مین اپنے وطن بہیرہ کو واپس تشریف لائے تہے اور قریب ۳۷ سال تک آپکی محرم راز رہ کر قریبًا ۵۵ سال کی عمر مین وفات پائی۔ بھیرہ مین تقلیدی رسوم اور بدعات کی مخالفت سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب نے ہی کی تہی۔ جس کی وجہ سے بھیرہ مین آپ کی سخت مخالفت ہوئی تہی اور یہی گروہ مخالف اس نکاح مین حارج اور مانع ہوا تہا۔ مگر مفتی شیخ صاحب نے اس کی پرواہ نکرکے اس کام کو تکمیل تک پہونچایا اور مرحومہ یوم نکاح سے لیکر مرتے دم تک اپنے خاوند کے ساتہہ ہم مذہب وہم عقیدہ تہین۔ مرحومہ صلہ رحمی کی صفت مین کمال رکہتی تہین اپنے نواسون اور نواسیون (یعنی مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی اور اخویم مفتی فضل الرحمن صاحب کی اولاد) کی پرورش مرتے دم تک اپنے ذمہ لی ہوئی تہی۔ اور مفتیون کے گہر مین ان کی چہوٹی لڑکی کا رشتہ انہین کی کوششون کا نتیجہ تہا۔ باوجود اسقدر بیماری کے جو مدت سے انکے لاحق حال تہی گہر کا یہ سب کام کہانے پکانے وغیرہ کا خود کرتی تہین دور ونزدیک کے رشتہ دارون کے ساتہہ ہمیشہ نیک سلوک کرتی رہتی تہین اور سب کی خبرگیری کرتی تہین۔ مرحومہ ہم عاجز کی بہت قریبی رشتہ مین خالہ تہین اور میرے ساتہہ بہت محبت کیا کرتی تہین۔ انہین ایام کی بات ہے کہ ایک دن بسبب تب لرزہ کے مین بیمار ہوگیا تو مرحومہ نے میری بیماری کی خبر سنکر ارادہ کیا کہ میری بیمار پرسی کو آوین لیکن خود سخت بیمار تہین اور ضعف اسقدر تہا کہ ایک قدم چلنا مشکل تہا اسواسطے نہ آسکین۔ مرحومہ کو حضرت مسیح موعود کے ساتہہ سچا اخلاص اور ایمان تہا مجہے کہا کرتی تہین کہ یہ مولویصاحب کا احسان ہے کہ ہم نے خدا کے مسیح کو شناخت کرلیا لیکن اب تو میرے دل مین خدا کے رسول کی اسقدر محبت ہے کہ اگر کوئی بہی اس سے پھر جائے مین اوس سے منہ نہین پہیر سکتی۔ بعد از نماز عصر مرحومہ کا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمعہ جماعت کثیر باہر میدان مین پڑہا۔ نماز جنازہ مین دعا کو بہت ہی لمبا کیا قبل مغرب مرحومہ کو قادیان کے شمال مشرقی جانب کے قبرستان مین دفن کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ اسکو جنت مین بلند جگہ نصیب فرماوے۔

رات (۲۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء) قبل از عشا حضرت مسیح موعود کی مجلس مین حضرت نے خود ہی مرحومہ کا ذکر کیا۔ فرمایا "وہ ہمیشہ مجہے کہا کرتی تہین میرا جنازہ آپ پڑہائین۔ اور مینے دل مین پختہ وعدہ کیا ہوا تہا کہ کیسا ہی بارش یا آندہی وغیرہ کا بہی وقت ہو مین ان کا جنازہ پڑہاؤنگا آج اللہ تعالےٰ نے ایسا عمدہ موقع دیا کہ طبیعت بہی درست تہی اور وقت بہی صاف میسر آیا اور مینے خود جنازہ پڑہایا۔

عاجز نے عرض کی اون کی یہ بہی خواہش تہی کہ میری وفات جمعہ کے دن ہو۔ فرمایا "ہان۔ وہ ایسا کہا کرتی تہین۔ خدا تعالےٰ نے یہ خواہش بہی اون کی پوری کردی چندروز ہوئے۔ ابہی ہم باغ مین تہے کہ وہ ایک دن سخت بیمار ہوگئین اور قریب موت کے حالت پہونچ گئی تو کہنے لگین کہ آج تو منگل ہے اور ہنوز جمعہ دور ہے اور ابہی عبدالحی کی آمین بہی نہین ہوئی قدرت خدا اسوقت طبیعت بحال ہوگئی اور پہر خواہش کے مطابق عبدالحی کی آمین کی خوشی بہی دیکہی اور آخر جمعہ کا دن بہی پایا۔

فرمایا۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک بزرگ کسی شہر مین بہت بیمار ہوگئے اور موت تک حالت پہونچ گئی تب اپنے ساتہیون کو وصیت کی کہ مجہے یہودیون کے قبرستان مین دفن کرنا۔ دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زاہد آدمی ہین یہودیون کے قبرستان مین دفن ہونے کی کیون خواہش کرتے ہین۔ شاید اسوقت حواس درست نہین رہے انہون نے پہر پوچہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ بزرگ نے کہا۔ کہ تم میرے فقرہ پر تعجب نہ کرو مین ہوش سے بات کرتا ہون اور اصل واقع یہ ہے کہ تیس سال سے مین دعا کرتا ہون کہ مجہے موت طوس کے شہر مین آوے پس اگر آج مین یہان مرجاؤن۔ تو جس شخص کی تیس ۳۰ سال کی مانگی ہوئی دعا قبول نہیں ہوئی وہ مسلمان نہین ہے۔ مین نہین چاہتا کہ اس صورت مین مسلمانون کے قبرستان مین دفن ہوکر اہل اسلام کو دہوکا دون۔ اور لوگ مجہے مسلمان جانکر میری قبر پر فاتحہ پڑہین۔ قدرت خداوندی وہ اوسوقت تندرست ہوگیا اور پہر دس پندرہ سال کے بعد شہر طوس مین بیمار ہوکر فوت ہوگیا۔

فرمایا۔ مرحومہ نے اپنی عمر مین بہت شدائد اور مصائب اٹہائے کتنی اولاد مرگئی۔ یہہ مصائب جو قضا وقدر سے انسان پر پڑتے ہین اس کی کمی پورا کر دیتے ہین جو انسان سے اعمال حسنہ مین رہ جاتی ہے۔

جب حضرت کے ہان صاحبزادہ میان بشیر احمد تولد ہوئے تہے تو حضرت نے مرحومہ کو فرمایا تہا۔ کہ یہ تمہارا بیٹا ہے اسواسطے بشیر احمد کے ساتہہ مرحومہ کو خاص محبت تہی۔ صاحبزادہ بشیر احمد جنازہ کے ساتہہ اور دفن کے وقت اس طرح موجود رہے کہ انکا چہرہ اس اندرونی محبت کو ظاہر کرتا تہا۔

ہم تمام احباب کی خدمت مین درخواست کرتے ہین کہ وہ **مرحومہ کا جنازہ** اپنی جماعت کے ساتہہ اپنی اپنے شہر مین پڑہین اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرین۔

مرحومہ کی عادت مہمان نوازی کا یہ حال تہا۔ کہ ان کی دلی خواہش تہی۔ کہ ہمارے باورچی خانہ مین ایک سیر پختہ نمک روزانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ موسومہ بہ تنبیہ الغافلین بمدح حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

من تصنیف خاکسار ترکی شاہ مخاطب بہ امیر الشعراء ملازم سلطان

گر مباش اے قوم از بہر خدا　　پنبۂ غفلت برار از گوشہا
تا بکے خفتن چو مست جام مے　　زیر طاق آسمان فتنہ زا
تا بکے بگریختن از راہ راست　　تا بکے بیرہ شدن از رہ نہا
تا بکے سر تافتن از امر حق　　تا بکے ستی ز فرمان خدا
تا بکے از بہر دنیائے دنی　　روز و شب بگذاشتن در حیلہ ہا
تا بکے مانند حمال حطب　　ریختن خارے بپائے مصطفےٰ
تا بکے از کبر و کین و بغض و جہل　　رخ بنا دادن بخاصان خدا
تا بکے بربستن از روئے حسد　　بر رسولان تہمت کذب و دغا
تا بکے اخلاص با روئے بتان　　تا بکے با عاشقان حق و عنا
تا بکے از یاوہ گوئی ہائے خویش　　گوش نہ نہادن بقول پیشوا
تا بکے از بد نہادی ہائے خویش　　زشت گفتن بندگان نیک را
تا بکے تبدیل معنی ساختن　　در کلام خالق ارض و سما
تا بکے از زشتیٔ اعمال خویش　　دور تر ماندن ز فرمان خدا
تا بکے رفتن نہ از ریش و مژہ　　آستان قادیانی میرزا
تا بکے نشنیدن از جہل و غرور　　امر حق را از لب آن باصفا
شد چہ گر از جانب پروردگار　　رہ نمایک آمدہ سوئے شما
ترسم اے یاران کہ ہمچون قوم لوط　　آتشے بارد نہ بر فرق شما
می شود الحیا کہ تکذیب امام　　زود ساز د حق تباہ آن قوم را
باز آ اے قوم جاہل باز آ　　از خیال دشمنیٔ میرزا
چیست گر از جانب یزدان رسید　　اشرف المخلوق و تاج اولیا
تاکہ از بہر کار شرک و بدعتی　　باز دارد مشرکان زشت را
صد تاسف بہر این اندرز و پند　　کافرش کردی خطاب اے ناسزا
این چنین گفتن برائے این چنین　　توبہ کن اے مولوی بہر خدا
صد تاسف تہمت کذبش دہی　　آنکہ بنماید ترا راہ صفا
بر فتد ہر کس کہ با وے بگمان　　بشکند پشت و سرش چرخ دوتا
دوست او دوست یزدان بود　　دشمن او دشمن رب العلا
زود تر سر زیر فرمانش نہید　　تا نہ نازل گردد از گردون بلا
ترکیا کن مطلع ثانی رقم　　در ثنائے آن امام رہنما

مطلع ثانی

اے ز نور روئے تو ارض و سما　　گشت روشن ہمچو مہر پر ضیا
تا شدی مبعوث ای مہدی وقت　　کعبہ دانم خطۂ پنجاب را
مس زر خالص بود از دست تو　　می شود از خاک پایت کیمیا
کور مادر زاد بینائے شود　　بر رخش گر افگند مہرت ضیا
حاسدان گویند از روئے حسد　　رفت نام قادیانی تا کجا
عالمان با ریا و خوردہ بین　　فتوئی کفرت دہند اے باخدا
در لباس عیسیٰ و مریم عنبر تو　　حق عطا کرد است این قدرت کرا
در جہان کز یک نگاہ [illegible] تو　　صد تن مجذوم مے یابد شفا
قدر والائے ترا نشناختند　　کوتہ اندیشان ز گرد کینہ ہا
شک ندارم در بزرگی ہائے تو　　بر کلام خود کنم حق را گوا
او نمی پیچید سر از فرمان تو　　نیک کردن ہر کرا خواہد خدا
در نصیب آنکہ دوزخ کردہ اللہ　　ہرگز او آرد نہ حکم تو بجا
از زمین تا عالم بالا رسد　　ذکر تو اے جانشین مصطفےٰ
مورد طعن بلایک مے شود　　ہر کسے کذاب می گوید ترا
عاقبت شد جانب ملک عدم　　آنکہ از حق خواست بہر تو فنا

اظہار جوش عشق و ارادت خویش بحضرت میرزا

در غم عشق تو اے یوسف لقا　　پارہ کردم جیب و دامان قبا
بر زبانم ہست نام پاک تو　　ہر نفس ہر لحظہ ہر صبح و مسا
کاشکے آن صبح روشن بردمد　　تا بہ بینم جلوۂ روئے ترا
کاشکے روید بجسم بال و پر　　تا پرم سویت چو مرغان در ہوا
کاشکے بینم جمال پاک تو　　تا کنم در پائے تو جان را فدا
کاش گردد طے زمین در پائے من　　تا رسم پیش تو چون باد صبا
کاش بیند بر در تو در سجود　　فرق خود این عاشق غم مبتلا
چشم خود بستم ز روئے دیگران　　در نظر تا جلوۂ تو کرد جا
من ترا دانستہ ام از صدق دل　　ہادی و مہدی امام دوسرا
بر زمین از چرخ چارم آمدی　　بالیقین اے آفتاب پر ضیا
در دل ہر شب بگویم از نیاز　　داورا بنما جمال میرزا
آن قدر ماتم کہ بینم روئے او　　نیست غم گر بعد زان آید قضا
در گرستن می گذارم روز و شب　　عاشق روئے تو شد تا دیدہ ہا
جہد کن اے دل کہ کاخش بنگری　　بیش زان افتد کہ از جسمت بنا
تا کنم وصفش ز بام آسمان　　قدسیان خوانند ہر دم این نوا
حبذا اے ہادی و مہدی عہد　　حبذا اے شمع انوار خدا
حبذا اے موجۂ بحر کرم　　حبذا اے معدن شرم و حیا
حبذا اے کان الطاف و سخا　　حبذا اے لولوئے لالائے ما
حبذا اے محی دین رسول　　حبذا اے گوہر صدق و صفا
حبذا اے رہنمائے گمرہان　　حبذا اے جانشین مصطفےٰ
حبذا اے دستگیر عاجزان　　حبذا اے یاور خلق خدا
بر ثبوت دعوئے تو نیست دور　　چون محمدؐ گر شود آہو گوا
منکر تو منکر پیغمبر است　　منکر تو منکر روز جزا
منکر تو چون رود زین خاکدان　　باشدش در آتش سوزندہ جا
صبر کن بر تو ستمہا گر کنند　　روز و شب این قوم جاہل بر بلا
یعنی از تو بیشتر ہر قوم نیز　　کردہ صد جور و ستم بر انبیا
عاقبت گردید پیوند زمین　　ہمچو قوم عاد از باد فنا

باز مخاطب با قوم

کس نہ جان بر می شود از قہر حق　　الحذر اے قوم از خشم خدا
با امامان این چنین دشنام سخت　　الحذر اے قوم از خشم خدا
بر امامان این چنین جور و ستم　　الحذر اے قوم از خشم خدا
ہمرہ نیکا بدی ہا این چنین　　الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین با رہنمایان گمری　　الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین خصمی با یزد دستان　　الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین تکلیف دادن با امام　　الحذر اے قوم از خشم خدا
ہمرہ پاکان چنین بغض و حسد　　الحذر اے قوم از خشم خدا
بر امامان سنگ رانی این چنین　　الحذر اے قوم از خشم خدا
ترک حق کردن ز حب مال و جاہ　　الحذر اے قوم از خشم خدا
از امام وقت بدخوئی چنین　　الحذر اے قوم از خشم خدا
مستعد گشتن بہ قتل رہنما　　الحذر اے قوم از خشم خدا
جاہ کندن در رہ خاصان حق　　نیست واجب اے رفیقان بر شما
کاذبش بیدانشان گویند حیف　　کردہ آن کس حق و باطل را جدا
عاشق احمد نہ باشد چون خدا　　آشنا را می شناسد آشنا
تا عیانت رتبہ احمد شود　　از حسد اے خصم دین بیرون برآ
می شود خورشید چرخ چارمی　　ہر کرا گردد ز مرزا خاک پا
مولوی ہرگز نہ چون عیسےٰ بود　　عالمی گردد نہ مثل انبیا
پیر گولڑہ مثل مرزا کے شود　　ہمچو بینا بے بصر باشد کجا

التجا بحضرت کبریا برائے دیدن دیدار میرزا

کے بود یارب کہ چشم تیرہ ام　　نور یابد از جمال میرزا
کے بود کین چشم گریان بنگرد　　سرزمین قادیان را دادرا

مخاطب با صبا

اے نسیم صبحدم گر بگذری　　جانب گلزار کوئے میرزا
اولش از من رسان صد ہا سلام　　باز بر گویا ہزاران التجا
ہست مشتاق لقایت در دکن　　ترکی زار و نزار و بے نوا
دشمنش شد یک جہان از مہر تو　　گویدش گمراہ ہر اہل جفا
مدعی یک سو کہ ہر یک یار غار　　بر تنش افتد بسان اژدہا
منحرف گردید ہر یارش چنان　　شمر گر از ابن علی در کربلا
ہر یکے شاگرد او بیگانہ شد　　در غم عشق تو شد تا مبتلا
جملہ عالم تشنۂ خونش شدہ ست　　کافرش ہر یک بگوید بر ملا
او مگر اندر سنت منصور وار　　سر نتابد از دم شمشیرہا
کار او با کس نماندہ در جہان　　تا بقفا داست کارش با شما
شعلۂ درد فراقت سر زند　　از دل آن تفتہ جانی دائما
چشم رحمت بر فگن بر حال او　　تا رسد پیش تو آن بشکستہ پا
اے امام عہدی خواہم بعجز　　کز پئے این بندہ فرمائی دعا
تا ببوسم آستان پاک تو
با ہزاران اتحاد والتجا

حسب ایمائے فتح محمد احمدی جمعدار جمعیت الفخری
علاقہ نواب سر آسمانجاہ مرحوم حیدرآباد دکن

خدا آسمان و زمین کا نور ہے

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیئ علیم

(الجزو نمبر ۱۸)

خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت اللہ نور السموات والارض میں ظاہر فرمایا گیا یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر حاملہ کر رکھا ہے جس کے فایض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرایط ہے اور انہیں افراد خاصہ پر فایض ہوتا ہے جنمیں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنی نفوس کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جنمیں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقایق حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اوّل فیضان عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو بغرض اظہار عظمت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الخ اور بطور مثال اس لئے بیان کیا تا اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صور محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی باسانی سمجھ سکتا ہے بقیہ ترجمہ آیات ممدوحہ یہ ہے اس نور کی مثال (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفیٰ ہے (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید اور صافی کیطرح ہر ایک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے اور تعلقات ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب دری کہتے ہیں (یعنے حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف ہے کہ کوکب دری کیطرح نہایت منور اور درخشندہ جسکی اندرونی روشنی اسکے بیرونی قالب پر پانی کیطرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتون کے شجرہ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے (شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کیلئے عام علی سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے اور احسن تقویم پر مخلوق ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرہ مبارکہ کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ہے سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کر کے ہے کہ ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جسمیں نہ مزاج موسوی کیطرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔ اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیت عقل لطیف روغن ظہور روشنی وحی قرار پائی انکی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے انک لعلی خلق عظیم (نمبر ۲۹) یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جسکو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ جسقدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اسمیں موجود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جسکی عظمت اس حد تک پہونچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔ اور خلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روئی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف و ملایمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خَلق بفتح خا اور خُلق بضم خا دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے متقابل واقع ہیں خَلق بفتح خا سے مراد وہ ظاہری صورت ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کیطرف سے عطا ہوئی جس صورت کیساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں میں متمیز ہے۔ اور خُلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں جنکی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتا ہے پس جسقدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں اور شجرۂ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں اُن سب کا نام خُلق ہے اور چونکہ شجرۂ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر ایک افراط و تفریط سے جو قوی حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (الجزو نمبر ۳۰) اسلئے خلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہیں جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں جیسے عقل۔ ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن۔ حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدق لہجہ۔ سخاوت فی محلہ۔ ایثار فی محلہ۔ کرم فی محلہ۔ مروت فی محلہ۔ شجاعت فی محلہ۔ علو ہمت فی محلہ۔ حلم فی محلہ۔ تحمل فی محلہ۔ حمیت فی محلہ۔ تواضع فی محلہ۔ ادب فی محلہ۔ شفقت فی محلہ۔ رافت فی محلہ۔ رحمت فی محلہ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ انس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ (یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسی کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقع کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) نور علیٰ نور۔ نور فایض ہوا نور پر (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا پس اسمیں یہ اشارہ فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے

تخریج الصدور الی القبور۔ خان بہادر ڈپٹی برکت علی خان صاحب امرتسری رشید احمد گنگوہی کی موت اس الہام کو پورا کرنیوالی ٹھہری مفصل پہر

کچھ مناسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا ایسا ہی فیضان نور میں بھی اسکا ... کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں جاتا جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور بھی زیادہ ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جنکو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہوگئے ہیں اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (نمبر ۲) وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (نمبر ۲۲)

یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیا کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا پس اب اس تحقیق سے کہ جو مثال مقدم الذکر میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بطلان اُن لوگوں کے قول کا ظاہر ہے جنہوں نے باوصف اس کے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قایل ہیں پھر محض حمق و جہالت کی راہ سے یہ خیال کر لیا ہے کہ جو نور افراد کامل الفطرت کو ملتا ہے وہی نور افراد ناقصہ کو بھی مل سکتا ہے ان کو دیانت اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ فیضان وحی کے بارے میں کس قدر غلطی میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں صریح دیکھتے ہیں کہ خدا کا قانون قدرت ان کے خیال باطل کی تصدیق نہیں کرتا پھر شدت تعصب و عناد سے اسی خیال فاسد پر جمے بیٹھے ہیں ایسا ہی عیسائی لوگ بھی نور فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جس پر نور وحی نازل ہو اس کے لئے اپنے کسی خاصہ اندرونی میں نورانیت کی حالت ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبت الٰہیہ کے کمال درجہ کا محب دنیا اور بجائے زہد و ورع و امانت کے بڑا بھاری چور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت و حیا کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور

(۱)

مقرب ہو سکتا ہے بلکہ مسیح کو باہر نکال کر دوسرے تمام انبیاء جنکی نبوت کو بھی وہ مانتے ہیں اور انکی الہامی کتابوں کو بھی مقدس مقدس کرکے پکارتے ہیں وہ نعوذ باللہ بقول اُن کے ایسے ہی تھے اور کمالات قدسیہ سے جو مستلزم عصمت و پاک دلی ہیں محروم تھے عیسائیوں کی عقل اور اور خدا شناسی پر بھی ہزار آفرین اچھا نور وحی کے نازل ہونیکا فلسفہ بیان کیا مگر ایسے فلسفہ کے تابع ہونے والے اور اس کو پسند کرنے والے وہی لوگ ہیں جو سخت ظلمت اور کور باطنی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ورنہ نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری ہونا ایسی بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا مگر ان کا کیا علاج۔ جنکو عقل سے کچھ بھی سروکار نہیں اور جو کہ روشنی سے بغض اور اندھیرے سے پیار کرتے ہیں اور چمگادڑ کیطرح رات میں انکی آنکھیں خوب کھلتی ہیں لیکن روز روشن پر وہ اندھے ہو جاتے ہیں) خدا اپنے نور کی طرف (یعنی قرآن شریف کیطرف) جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو بخوبی جانتا ہے (یعنی ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اسی کو ہوتی ہے جسکو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہیں ہوتی اور خدا مسایل دقیقہ کو مثالوں کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے تا حقایق عمیقہ قریب بافہام ہو جائیں مگر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالوں کو سمجھے گا اور حق کو اختیار کریگا اور کون محروم و مخذول رہیگا) پس اس مثال میں جس کا بیان تک جلی قلم سے ترجمہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مصفی سے تشبیہہ دی جسمیں کسی نوع کی کدورت نہیں یہ نور قلب ہے، پھر آنحضرت کی فہم و ادراک و عقل سلیم اور جمیع اخلاق فاضلہ جبلی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہہ دی جسمیں بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے یہ نور عقل ہے کیونکہ منبع و منشاء جمیع لطایف اندرونی کا قوت عقلیہ ہے پھران تمام نوروں پر ایک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا یہ نور وحی ہے اور انوار ثلاثہ ملکر لوگوں کی ہدایت کا موجب ٹھہرے یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارہ میں قدیم سے قدیم کیطرف سے

قانون قدیم ہے اور اسکی ذات پاک کے مناسب پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پایا ... تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا اور پہلے اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمال عقل و کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشریہ میں ہوتا ہے کل میں نہیں ہوتا اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر بپایہ ثبوت پہونچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فرد بشر کو۔

وفائے عہد

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سادہ دربار خلافت گرم تہا۔ اکابر صحابہ موجود تہے۔ اور مختلف معاملات پیش ہو ہو کے طے ہو رہے تہے کہ ناگہاں ایک خوش رو نوجوان کو دو اور خوبصورت نوجوان پکڑے ہوئے لائے اور فریاد کی کہ "یا امیر المومنین۔ اس ظالم سے ہمارا حق دلوا یئے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو مار ڈالا"۔ حضرت فاروق نے اُس نوجوان کی طرف دیکھہ کر فرمایا "ان دونوں کا دعوے تو تو سن چکا اب بتا تیرا کیا جواب ہے؟" اُس نے نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے پورا واقعہ بیان کیا۔ جسکا خلاصہ یہ تہا کہ ہان مجہہ سے یہ جرم ہوا ہے اور مینے ایک پتھر کھینچ کے مارا جس کی ضرب سے وہ مر گیا ہے۔ حضرت فاروق نے فرمایا "تو تجہے اعتراف ہے۔ لہذا اب قصاص کا عمل لازمی ہو گیا۔ اور اوس کے عوض تجہے اپنی جان دینی ہوگی"۔ نوجوان نے سر جہکا کر عرض کیا "مجہے امام کے حکم اور شریعت اسلام کے فتوے کے ماننے مین کوئی عذر نہین لیکن ایک بات کی درخواست ہے"۔ ارشاد ہوا "وہ کیا؟" عرض کیا "میرا ایک چہوٹا نابالغ بہائی ہے۔ جس کے لئے والد مرحوم نے کچہہ سونا چہوڑا تہا۔ اور میرے سپرد کیا تہا کہ بالغ ہو تو اُس کے حوالے کر دون۔ مین نے اُس سونے کو ایک جگہہ زمین مین دفن کر دیا اور اوسکا حال سوا میرے کسی کو نہین معلوم ہے۔ اگر وہ سونا اوسکو نہ پہونچا تو قیامت کے دن مین ذمہ دار ہونگا اس لئے اتنا چاہتا ہون کہ تین دن کے لئے ضمانت پر چہوڑ دیا جاؤن"۔ جناب فاروق نے اس بارہ مین سر جہکا کر ذرا غور فرمایا اور پہر سر اُٹھا کے ارشاد کیا "اچھا کون ضمانت کرتا ہے کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص کے لئے چلا آئے گا"۔ فاروق اعظمؓ کے اس امر قیص بنیاد پر اُس نوجوان نے چاروں طرف دیکہا۔ حاضرین مجلس کے چہرون پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اور پہر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا "وہ میری ضمانت کر لین گے"۔ حضرت فاروق نے پوچہا "ابوذر تم ضمانت کرتے ہو؟" اونہون نے فرمایا "بے شک مین ضمانت کرتا ہون کہ یہ نوجوان تین دن مین آکر حاضر ہو جائیگا"۔ یہ ایسے جلیل القدر صحابی کی ضمانت تہی کہ حضرت فاروقؓ بہی راضی ہو گئے۔ اُن دونون مدعی نوجوانون نے بہی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور وہ شخص چہوڑ دیا گیا۔

اب تیسرا دن تہا۔ حضرت فاروق کا دربار بدستور قایم ہوا۔ تمام جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے۔ وہ دونون نوعمر مدعی بہی آئے۔ حضرت ابوذر بہی تشریف لائے اور مجرم کا انتظار کیا جانے لگا۔ اب وقت گذرتا جاتا ہے اور اُس کا پتہ نہیں۔ صحابہ مین ابوذر کی نسبت تشویش پیدا ہو چلی ہے دونو مدعیوں نے بڑہکر کہا "اے ابوذر ہمارا مجرم کہان ہے" اونہون نے کمال استقلال و ثابت قدمی سے جواب دیا "اگر تینون دن گذر گئے اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم مین اپنی ضمانت پوری کرون گا"۔ عدالت فاروقی بہی جوش مین آئی۔ حضرت فاروق سنبہل بیٹہے اور فرمایا "اگر وہ نہ آیا تو ابوذر کی نسبت وہی کاروائی کی جائیگی جسکی شریعت اسلامیہ متقاضی ہوگی"۔ یہ سنتے ہی صحابہ مین ہول پڑ گئی۔ بعضے آبدیدہ ہو گئے۔ اور بعض کی آنکہون سے آنسو جاری ہو گئے۔ مجبور ہو کے لوگون نے دونون مدعیون سے کہنا شروع کیا کہ "تم خون بہا قبول کر لو"۔ اُنہون نے قطعی انکار کیا کہ ہم تو خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہین۔ غرض لوگ اسی پریشانی مین تہے کہ ناگہان وہ مجرم نوجوان نمودار ہوا۔ مگر اس حالت سے کہ پسینے مین ڈوبا ہوا تہا اور سانس پہولی ہوئی تہی وہ آتے ہی حضرت فاروق کے سامنے آیا۔ خندہ جبینی سے سلام کیا اور عرض کیا "مین نے اوس بچے کو اُس کے ماموں کے سپرد کر دیا اور اوس کی جائداد اونہیں بتا دی۔ اب آپ جو خدا و رسول کا حکم ہو بجا لائیں"۔ اب حضرت ابوذر نے فرمایا "امیر المومنین خدا کی قسم مین جانتا ہی نہ تہا کہ یہ کون ہے اور کہان کا رہنے والا ہے۔ اور آج سے پہلے کبہی اسکی صورت دیکہی تہی۔ مگر اور سب کو چہوڑ کے اوس نے مجہی کو اپنا ضامن بنا لیا تو مجہے انکار کرنا مروت کے خلاف معلوم ہوا اور اس کے بشرے نے یقین دلایا کہ یہ شخص اپنے عہد مین سچا ہوگا اسلئے ضمانت کر لی" اوس کی آ پہونچنے سے حاضرین مین ایسا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا تہا کہ دونون مدعی نوجوانون نے خوشی مین آکے عرض کیا "امیر المومنین ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کیا" سب طرف سے ایک نعرہ مسرت بلند ہوا۔ اور حضرت فاروق کا چہرہ مارے خوشی کے چمکنے لگا۔ اور فرمایا "مدعی نوجوانو۔ تمہارے باپ کی خون بہا مین بیت المال سے ادا کر دون گا۔ اور تم اپنی نیک نفسی کے ساتہہ فائدہ بہی اُٹہاؤ گے"۔ اُنہون نے عرض کیا "امیر المومنین ہم اس

پیسہ اخبار کا مقدمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے) ۲۷-جولائی کی روئداد

۲۷-جولائی سنہ حال کو مسٹر الیس ہیرس صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت مین مقدمہ سید ظہور احمد بنام محبوب عالم مالک ایڈیٹر پیسہ اخبار وغیرہ پیش ہوا۔ ملزمان کی طرف سے منشی احمد دین صاحب و منشی گلاب دین صاحب و لالہ گوبندرام صاحب و لالہ درگا داس صاحب اور مسٹر ہربرٹ صاحب وکلاء بغرض پیروی موجود تھے اور مستغیث کیطرف سے پی۔ سی۔ چٹرجی۔ پبلک پراسیکوٹر اور لالہ درگا سہائے صاحب بی۔ اے مختار تھے ملزمان کی جانب سے کثیر تعداد اشخاص بھی موجود تھے گویا تمام آدمی ۴۰۰ کے قریب تھے مقدمہ سوا گیارہ۔ بجے سے ساڑہے چار بجے تک رہا لیکن پھر بھی ملزمان کے وکلاء کیجانب سے جرح وغیرہ ختم نہ ہوئی جسکے واسطے ۸- اگست تاریخ مقرر ہوئی ہے۔ دوران مقدمہ مین بہت سے اخبارات وغیرہ بھی پیش ہوئے جن کے متعلق مستغیث سے سوالات کئے گئے ٹھیک سوا گیارہ بجے سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات شروع ہوئے جن کی نقل حسب ذیل ہے:- بیانات سید ظہور احمد عمر ۱۸ یا ۱۹ سال۔ مین اصل باشندہ شاہجہانپور کا ہون مین اورنیٹل کالج کا طالب علم ہون۔ لاہور مین چنگڑ محلہ انارکلی مین رہتا تھا۔ میرا ایک سگا بھائی یہان علیحدہ رہتا تھا مین کیلا رہتا تھا ایک اور طالب علم بھی میرے ساتھہ رہتا تھا جسکا نام یوسف علی ہے میرا بڑا بھائی واحد علی موچی دروازہ مین رہتا ہے جو لاہور شہر مین ہے۔ مین جس مکان مین رہتا تھا اوس کے مالک کا نام گلاب دین وکیل ہے مین اوس مکان مین صرف پندرہ دن رہا اوس سے پہلے مین چنگڑ محلہ مین جمعا کے مکان مین رہتا تھا۔ محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار کا مکان جمعا کے مکان سے بائین جانب مشرقی حصہ مین ۲۵ یا ۳۰ قدم پر ہے۔ مین چوبارہ مین رہتا تھا میرے مکان سے محبوب عالم کا مکان دکھائی دیتا تھا اون کا چوبارہ بھی نظر آتا تھا اوس چوبارہ مین محبوب عالم رہتے ہین اون کی ایک بیٹی فاطمہ کا نام جانتا ہون اوس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال کی ہوگی وہ لڑکی کنواری ہے۔ وہ بالاخانہ پر چڑہا کرتی تہی وہ وہان سے ایسی حرکات کرتی تہی۔ جس سے میری توجہ اوس طرف مائل ہوئی۔ چند دن بعد جسکو ۹ یا ۱۰ ماہ ہوئے اوس نے ایک خط اپنے ملازم لڑکے کے ہاتہہ بہیجا مینے اوس کو پڑہ کر رکہہ لیا۔ پھر دوسرے دن لڑکا آیا تو خط وکتابت جاری ہوگئی کچھ چٹھیان چوری ہوگئین۔ اور کچھ جو تقریبًا ۲۰۔ ۲۵ ہین وہ پولیس مین موجود ہین یہی خط وکتابت پوشیدہ طور پر تہی خط وکتابت مین اظہار محبت اور شادی کا عہد وپیمان ہوا۔ اس کے ایک ماہ پہلے لڑکی نے اپنے خط مین تحریر کیا کہ اوس کے والدین کو خبر ہوگئی ہے کہ جس کے باعث لڑکی سے مزاحمت ہوئی جسکی خبر لڑکی نے دی اور اس مین یہ بہی تحریر کیا کہ مینے مرجانا پسند کیا بعد مین جو خط آیا اوس سے زہر کا استعمال کیا جانا معلوم ہوتا تہا تب بہی مجھے کچھ نہ کہا اس کے بعد لڑکی نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ کوئی ہفتہ ہوا شادی کا پیغام آیا تہا اوس نے لکھا کہ مین انکار کردون گی۔ اس کے دو تین روز بعد عبد الکریم کہنے لگا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکھدو۔ یہی عبد الکریم محبوب عالم کا بھائی ہے یہی میرے مکان پر آیا اور کہا کہ مراسلہ فارسی زبان مین لکھدو۔ اس نے کہا کہ مین لوہاری کا کام وہان جا کر کردون گا وہ لوہاری کا کام کرتا ہے وہ چاہتا تہا کہ اس مراسلہ مین یہی لکھا جاوے کہ مین لوہاری کا کام اچھی طرح سے جانتا ہون وہ آگے بہی میرے مکان پر آیا جایا کرتا تہا مین نے اوسے کہا کہ مین لکھدونگا وہ تقاضا برابر کرتا رہتا تہا۔ ۱۵-جون کی صبح کو جب مین اپنے مکان سے اُترا تو عبد الکریم مجھے ملا اور کہنے لگا کہ مراسلہ لکھدو مین کالج کو جا رہا تہا مین نے کہا کہ واپس آکر لکھدونگا مین کالج سے پبلک لائبریری کو گیا مینے چند کتب ایسے مراسلہ کی بابت دیکھین اسکے بعد ۱۰ بجے کے قریب مکان کو واپس آیا۔ جب میرا مکان بیس قدم کے فاصلہ پر تہا تو مجھے محمد رمضان چپراسی پیسہ اخبار ملا اوس نے کہا کہ عبد الکریم بلاتا ہے مین نے کہا کہ کہا کہ آؤنگا۔ جب آگے بڑہا تو میرا مکان ۶ یا ۷ قدم پر تہا عبد الکریم میری طرف تیزی سے آ رہا تہا اوس نے کہا کہ مراسلہ لکھدو مینے اُس سے عذر کیا تو اوس نے خوشامد کی اور کہا کہ ابھی وقت لکھدو۔ مین انکار کرتا تہا تو وہ مجھے کشان کشان مدرسہ کیطرف لے چلا۔ مین اُس کے ساتھہ مدرسہ کی طرف چلا وہ خوشامد کرتا ہوا لے چلا۔ جب مکان کا دروازہ تھوڑی دور رہ گیا کوئی دس قدم کا فاصلہ ہوگا۔ تو اُس نے مجھے گالیان دین۔ محمد رمضان میری ساتھہ نہ تہا عبد الکریم نے گالی دی۔ مین نے جانے سے انکار کیا۔ جب مین رُکا تو اوس نے میرا ہاتہہ کہینچا۔ تب رمضان نے آکر پیچھے سے دھکا دیا۔ دروازہ سے داخل ہو کر صحن مین گئے پھر کوٹھری مین لے گئے۔ نقشہ کی نمبر کوٹھری A مین لے گئے یہہ کوٹھا سکول کا نہین تہا وہ بالکل خالی تہا اوس کوٹھے مین ایک ہی دروازہ ہے جو بند تہا یہہ دونون مجھے اندر لے گئے محمد رمضان اور عبد الکریم میرے ساتھہ داخل ہو گئے اور ۵ یا ۶ آدمی اور اوس کمرہ مین تہے۔ جہانتک مجھے یاد ہے وہ پہلے سے ہی وہان تہے امنین سے ایک کا نام جانتا ہون وہ خدا بخش شیر فروش تھا باقی کا نام معلوم نہین ہے اونکو پہچانتا ہون۔ اسکے بعد عبد الکریم نے مارا پھر رمضان نے پھر اورون نے مارا۔ دروازہ اندر سے بند نہ تہا۔ کوئی فٹ کے قریب کھلا تہا۔ عبد الکریم ہاتہہ سے مکے اور طمانچے بھی مارتا تھا۔ محمد رمضان اور سب نے مارا۔ ایک مٹی کا لوٹا وہان پڑا تہا وہ بھی مارا۔ یہہ معلوم نہین کہ کس نے مارا۔ عبد الکریم نے ایک مکا بائین پہلو پر مارا جس سے غش آگیا اور مین گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ عبد الکریم سر پر بیٹھا ہے اور اوسے دبائے ہوئے تھا اور میرے ہاتہہ پکڑے ہوئے تہا۔ یہہ نہین کہہ سکتا کہ پاؤن کس نے دبائے ہوئے تہے۔ مین بائین پہلو کیطرف پڑا تہا اور لوگ چاقو دکہا رہے تہے چاقو کہلے ہوئے تہے میرا پاجامہ کھولا گیا مین اوسوقت بے اختیاری سے چلایا میرے منہ مین عبد الکریم نے کپڑا ٹھونس دیا تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل علیحدہ علیحدہ کیا۔ جب ایک شخص کر چکتا تہا تو یہ بتایا جاتا تہا کہ اس نے کیا ہے اور اسکا عضو تناسل بہی دکہایا جاتا تہا کریم بخش اور خدا بخش ڈبہ اور خدا بخش شیر فروش نے یہ فعل کیا تہا۔ خدا بخش ولد میران بخش ڈبہ نے مجھے دکھلایا خلاف وضع فطری کرنے سے پہلے اس کے آلہ تناسل ..... پر سفید سفید داغ تھے پھر میرا پاجامہ باندہا۔ اور اُٹھا کر بٹھلایا تو کسی نے باہر سے دروازہ کو دستک دی عبد الکریم ملزم مجھے باقی ملزمان کے سپرد کر کے باہر نکل گیا۔ عبد الکریم ایک شخص سے باتین کرتا تہا جسکی آواز مین شناخت کرتا ہون وہ آواز محبوب عالم کی تہی جب عبد الکریم اندر داخل ہوا تو مینے دیکھا کہ محبوب عالم واپس جا رہا ہے جب عبد الکریم سے باتین کرتا تہا تو محبوب عالم نے اوسکو کہا کہ پہلے خط لے لو۔ عبد الکریم نے کہا کہ ہماری دختر کے جو خطوط ہین وہ دیدو مینے کہا کہ میرے مکان پر بکس ہے۔ اسمین خطوط ہین۔ اگر چھوڑ دو تو مکان پر چلکر تمکو سب خطوط دیدو دنگا سا سیر عبد الکریم نے سنکر کہا کہ بکس کے علاوہ اگر خطاہین تو بتاؤ کیونکہ تمہارے مکان پر جا کر تمہارے ٹرنک توڑ دئے اور بکس توڑا وہ خط ہمکو ملگئے ہین اور تمہارے مکان کا قفل توڑا ہے اور جو خطوط ہین وہ دو۔ عبد الکریم ملزم نے مٹی کے برتن مین میرے روبرو پیشاب کیا اور میرے منہ مین چیر کر ڈالا اسکے بعد عبد العزیز کوٹھڑی مین داخل ہوا اور گالی دی اور ٹھوکر مار کر کہا کہ ہمارے خطوط دو عبد العزیز بہائی محبوب عالم ہے اور کہا کہ تم نے بہت بدمعاشی کی ہے۔ اب تم جان سے مارے جاؤگے۔ ایک صورت سے تمہاری خلاصی ہوسکتی ہے اگر تم آج ہی لاہور چھوڑ دو اور چلے جاؤ۔ اور پھر عبد العزیز نے کہا کہ اگر جاؤگے تو جان سے مارے جاؤگے مینے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ نہین تو اس نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام سے جاؤ گے پھر مینے اجازت مانگی تو محمد رمضان خدا بخش ڈبہ ولد میران بخش کو اس نے میرے ساتھہ مکان پر بہیجا محمد رمضان خدا بخش ملزمان سڑک پر پہرہ رہے تہے مکان کے اندر گیا تو پائجامہ جو بالکل خراب تہا وہ مینے دہویا اور ردیدہ پاجامہ کے اوپر دوسرے پارچے پہن لئے مکان پر گیا تو قفل ٹوٹا ہے اور ٹرنک کا قفل ٹوٹا ہے اور پارچے بکھرے ہوئے پڑے ہین۔ مظہر اوپر تہا کہ خدا بخش اوپر آیا اور کہا کہ چلو مکان پر پارچے اسی حالت مین چھوڑ کر نیچے چلا آیا پھر لوہاری دروازہ کے اڈہ پر آئے پہراڈہ سے خدا بخش ڈبہ ملزم علیحدہ ہوگیا مظہر محمد رمضان ملزم دونون ریلوے سٹیشن پر گئے وہان محمد رمضان نے ٹکٹ خریدا اور مجھے گاڑی پر بٹھلا دیا پہلے خود گاڑی مین میرے ساتھہ بیٹھ گیا اور بعد مین ریل چلنے سے پہلے اُتر گیا۔ ٹمٹم والا نہ تہا ٹانگہ والا تہا۔ جسکو مینے شناخت نہین کیا ٹکٹ شاہجہانپور کے واسطے لے دیا تہا چار بجے شام کی گاڑی روانہ ہوگئی۔ لاہور سے کوئی بستر ہ پارچہ ہمراہ نہین لے گیا۔ لوٹنی گیا جب مین نیم مکہ رہائشی پہ پہنچا تو یوسف علی طالب علم موجود تہا اوس سے میری کوئی بات نہین ہوئی۔ عبد القادر بھی وہان تہا جب محمد رمضان۔ خدا بخش ڈبہ میرے ساتھہ میرے مکان پر آئے یہ سب طالب علم میرے مکان پر تہے جنکا نام لیا ہے اونہون نے دریافت کیا کہ کیا ہے مینے کوئی جواب نہ دیا۔ ۱۷-جون ۱۹۱۶ء کو شاہجہانپور مین بوقت صبح پہنچکر اپنے مکان پر چلا گیا مکان پر صرف میری والدہ اور چھوٹا بھائی منظور احمد تہا سو یہان کسی سے مینے یہ تذکرہ نہین کیا کیونکہ شرم دامنگیر تھی

اس کے دو تین یوم بعد پولیس نے مجہے خود بلایا۔ تہانہ مین وہان سے مجہے شفاخانہ مین بہیج دیا۔ پولیس کے کہنے پر مینے اپنا تہہ اپنا بیان لکہا میرے رشتہ دار عزیز میرے ساتہہ تہے اون کے خوف اور شرم سے مینے دو باتین تحریر نہین کین ایک یہ کہ محبوب عالم کی دختر سے میری خط وکتابت ہے اور دوسرے خلاف وضع فطری وہ بیان بی (۳) ۲ میرا ہے اور میری قلم کا لکہا ہوا ہے اور اسپر میرا دستخط بہی ہے دو باتین خط وکتابت اور خلاف وضع فطری کی بابت مینے شرم کے باعث اور چند میرے رشتہ دار تہے ان کے لحاظ سے نہین لکہا یہ میرا بیان ۲۰- جون ۱۹۰۵ء کا ہے جو مینے سن لیا ہے اسسٹنٹ سرجن نے میرا ملاحظہ بہی کیا تہا اس نے میرا تمام بدن دیکہا پولیس نے مجہہ سے دریافت کہ تم کو کسی نے مارا پیٹا اور خلاف وضع فطری کی ہے ان کے جواب مین مینے یہ جواب بی ۲ مورخہ ۲۰- جون ۱۹۰۵ء لکہا اسوقت میرے جسم بدن پر کوئی نشان نہ تہا پہلے جب خلاف وضع فطری کرنے لگے تو کچہہ دقت پیش آئی پہر تیل منگواکر استعمال کیا گیا تیل انہون نے میری مقعد پر لگاکر فعل ناجائز کیا۔ ڈاکٹری ملاحظہ کے بعد مین گہر چلا گیا اس کے بعد ۲۲- جون ۱۹۰۵ء کو میرا بیان مجسٹریٹ کے روبرو ہوا - ۲۰ جون ۱۹۰۵ء اور ۲۲- جون ۱۹۰۵ء کے درمیان کوئی خط لاہور سے مجہے نہین ملا۔ نہ کوئی آدمی آیا ۲۲- جون ۱۹۰۵ء سارجنٹ لاہور سے گیا - اور بیان لکہایا۔ میرے بڑے بہائی نے لاہور سے میرے چہوٹے بہائی کے نام تار دی جو ۲۰- جون ۱۹۰۵ء پہلے آئی ہے تار مین یہ الفاظ تہے کہ ظہور احمد شاہجہانپور پہنچا ہے یا نہین۔ مجسٹریٹ کے روبرو مجہے حلف دیا گیا تو مینے ایمان سے سچ لکہایا تہا اسواسطے شرم نہ کی اور سچ سچ مجسٹریٹ کے روبرو لکہا دیا کیونکہ ایمان سے شرم زیادہ نہ تہی - سوال لالہ گوبندرام صاحب وکیل ملزمان - کہا کہ یہ سچ ہے کہ مینے جو لکہا کہ محبوب عالم اڈیٹر ہے اور مین مضمون نویس ہون ان کے برخلاف مضمون لکہتا ہون اسواسطے محبوب عالم ناراض ہے - قریباً ایک سال سے مین مضمون برخلاف محبوب عالم انہین کے اخبار مین لکہا کرتا تہا نہ معلوم وہ کب سے ناراض ہین مرزائی جماعت کے برخلاف اور مرزا صاحب قادیان کے برخلاف مضمون ہوتا ہے میں احمدی کی جماعت کے کسی مرید سے واقف نہین ہون خواجہ کمال الدین صاحب وکیل احمدی کا نام سنا ہے واقف نہین ہون۔

ان کا مکان پیسہ اخبار کے نزدیک ہے - اس مقدمہ کی پیروی کے واسطے مین ان کے مکان پر نہین گیا - نہ مدد کیواسطے گیا ہون نہ صلاح پوچہی ہے ۲۲- جون ۱۹۰۵ء سے پہلے جو مینے بیان اب لکہایا ہے کسی کے پاس کچہہ ظاہر نہین کیا نہ زبانی نہ تحریری ۲۲- جون ۱۹۰۵ء کے اخبار پنجاب سماچار مین جو مضمون خلاف وضع فطری میری بابت تحریر ہوئے مینے کسی کو نہ کہا نہ لکہنے کو دیا مضمون لاہور مین سال ۱۹۰۵ء کا عدد مینے مضمون اخبار پنجاب سماچار لاہور ...... ۲۲- جون ۱۹۰۵ء کا سنا ہے جو ڈی ۱ مین لکہا ہے - ہیرا لعل مالک اخبار پنجاب سماچار اور اوس کے ایڈیٹر ہندو کو جانتا ہون دو ہفتہ آج سے اوسکو مین جانتا ہون اتفاق سے اون کے پریس کے پاس سے گذرا تو ملاقات ہوگئی اوس نے کہا کہ تم پر ظلم ہوا ہے اور ہم کو تم سے ایک نوع کی ہمدردی ہے وہ میرا نام پہلے سے جانتا ہے مجکو وہ کسی وکیل کے پاس نہین لے گئے - نہ کوئی اور مدد دی مجہے معلوم نہین کہ مالک اخبار پنجاب سماچار لاہور اور مالک اخبار پیسہ لاہور کی دشمنی ہے یا نہین سوا سال سے مجہے پیسہ اخبار روزانہ کے دیکہنے کا اتفاق ہوتا ہے ہفتہ وار اخبار کے بہت کم پرچے پڑہے ہین شاید ۱۴- جون ۱۹۰۵ء کو مین لاہور مین آیا اور تہانہ مین ٹہیرا پہر چہاپہ خانہ منشی سید ممتاز علی صاحب مین شام کو گیا جہان میرا بہائی واجد علی ملازم ہے میرا بہائی وہان کام کرتا اور رہتا ہے اور ممتاز علی بہی وہان رہتا ہے ممتاز علی سٹیم پریس کہتا ہے نام اوس کارخانہ کا عام سٹیم پریس ہے - ۱۴-۱۵ یوم تک مین وہان رہا اوس کے بعد کوئی خاص جگہ پر نہین رہتا کیونکہ خوف جان سے ہے خوف کے سبب سے سید احمد شاہ صاحب کے مکان پر کبہی کبہی سوتا ہون انکے اخبار کا نام گلزار ترقی ہے تین ہفتہ سے سید احمد شاہ صاحب سے میری واقفی ہوئی راستہ مین جاتے ہوئے وہ مجہے ملے تہے وہ جانتا ہے کہ مین وہ شخص ہون جسکا تنازعہ پیسہ اخبار سے ہے مین ان کے پاس اس واسطے جاتا ہون کہ وہ میرے پاس آیا تہا۔ مین نے سید احمد شاہ کو کمرہ کچہری مین آج نہین دیکہا کچہری کے باہر جب آیا تو اوسکو دیکہا اس نے سلام کیا تہا - کرم بخش مالک چہاپہ خانہ اسلامیہ سٹیم پریس کو جانتا ہون اور عبد الحق کو بہی جانتا ہون اوس کو دو سال سے جانتا ہون کرم بخش کو سال سے جانتا ہون - ایک رات وہان بیٹہا تہا کہ میری طبیعت سخت علیل ہوگئی بیمار ہوکر وہان رات کو رہا جسکو ۵-۶ یوم ہوئے ہین۔

وہ میرے واقف تہے ملاقات کے واسطے گیا تہا کوئی خاص کام نہین تہا - اونہون نے کوئی روپیہ نہین دلوایا نہ کسی وکیل کے پاس گئے مجہے خبر نہین کہ انہون نے میرے واسطے چندہ کیا ہے یا نہین کرم بخش کی بابت مجہے خبر نہین کہ پیسہ اخبار سے کیا سلوک ہے - الا عبد الحق سے پیسہ اخبار کی دوستی ہے پیسہ اخبار مورخہ ۱۵- مئی ۱۹۰۵ء مین اصلاح انجمن حمایت اسلام لاہور کے بابت تحریر ہے - یکم جون ۱۹۰۵ء مین صفحہ ۳ کالم دو پر کارکنان انجمن حمایت اسلام کی مخالفت پائی نہین جاتی کارکنان انجمن حمایت اسلام اور پیسہ اخبار مخالفت کی مجہے خبر نہین نہ معلوم کرم بخش مالک سٹیم پریس لاہور کارکن حمایت اسلام ہے یا نہین نہ معلوم کام چہپائی انجمن حمایت اسلام کرم بخش - عبد الحق کرتے ہین یا نہین میری تحریر ۲- جون ۱۹۰۵ء مین یہ عبارت غلط ہے اور مجہے کہنے لگے کہ چونکہ ہم تمکو معزز اور شریف سمجہتے ہین - (۲) اس مار پٹائی کی وجہ مین بالکل نہین سمجہہ سکتا - باقی سب صحیح اور درست ہین اور یہ بہی غلط ہے کہ ایک دو اور آدمی جنکو مین بالکل نہین پہچانتا میرے حواس درست نہین تہے اسواسطے تیسرا فقرہ بہی غلط لکہا گیا - شاہجہانپور سے پولیس کے خرچ سے لاہور آیا وہان میرے پاس روپیہ نہین تہا - یہان لاہور روپیہ میرے پاس تہا - پیسہ اخبار مورخہ ۲ مارچ ۱۹۰۵ء مین مضمون مین کرم بخش کی مخالفت صفحہ ۵ اول مین ہی جو کارکن مجلس منتظمہ انجمن ہین جو خطوط مینے پولیس کو دیئے وہ میری میز کے پارچہ کے نیچے تہے - یہ خطوط وہ ہین اور بعض میرے بہائی واجد علی نے میرے آنے سے پہلے پولیس کو دئے جو اسکو میرے مکان سے ملے او سکچہہ مینے دئے جو خطوط مینے پولیس کو دئے وہ بہی بہائی سے لے کر دیئے لاہور مین آیا تو مینے کچہہ اسباب اپنا اپنے بہائی کے پاس دیکہا نہ معلوم وہ کب اور کس طرح ملگیا اس نے کہا کہ مین ٹم ٹم کرایہ کرکے لے آیا ہون - ہر روز میرا بہائی شام کو میرے مکان پر آیا کرتا تہا سوال عدالت یہ ۲۳ خطوط موجودہ عدالت مسماۃ فاطمہ کے ہین یعنے پی ۱ لغایت ۲۳ وہ ہین جو مسماۃ فاطمہ کیطرف سے ہین اور اسکے دستخطی ہین کیونکہ بعض دفعہ وہ میرے روبرو لکہا کرتی تہی اپنے گہر سے اور مین اسکو اپنے گہر سے دیکہتا تہا - دوسری اخبارون مین جو مضمون مسماۃ فاطمہ کے ہین دیکہتا تہا تو وہ اسی قسم کے ہوتے تہے میرے روبرو لکہکر مجہے خطر روانہ کرتی تہی۔ گفتگو بہی میری اس سے

ہوئی تہی اور مسماۃ فاطمہ میرے مکان پر تین دفعہ آئی تہی - سوال وکیل لالہ گوبندرام نے پہر کہا کہ جو خط ۲۳ عدالت مین پیش ہوئے ہین کسی پر مسماۃ فاطمہ کے دستخط نہین ہین یہ خط مسماۃ فاطمہ کو مینے لکہتے نہین دیکہا مسماۃ فاطمہ جو مضمون دوسرے اخبار ون مین لکہکر روانہ کرتی اس نے میرے روبرو نہین لکہا وہ مضمون جو مینے تہذیب النسوان کے مالک سید ممتاز علی اور پیسہ اخبار کے اڈیٹر پاس دیکہے ہین ممتاز علی کے کاتب پاس وہ تحریری مضمون دیکہا تہا ان مضمونون پر اس کے دستخط تہے عرصہ یاد نہین کئی بار مضمون اس کے دیکہے ہین الہ بخش اڈیٹر بچون کے اخبار پیسہ اخبار کے پاس بہی مضمون فاطمہ کا دستخطی دیکہا ہے ایک سال کے درمیان مین دیکہے ہین - تہذیب النسوان مین اور کئی عورتون کے مضمون چہپتے ہین اس کا ایڈیٹر عورت ہے مسماۃ شریف بی بی عورت کا نام ہے - ممتاز علی کی کوئی دختر ہے یا نہین - یہ علم نہین کہ ممتاز علی کی عورت خواندہ ہے یا نہین اور کسی عورت کے مضمون ایڈیٹر تہذیب النسوان کے پاس نہین دیکہے ان بیان پر عدالت نے ظہور احمد سے دستخط کرائے اور تاریخ مقدمہ ۸- اگست ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے -

(باقی آئندہ)

درخواست نکاح

۱- شیخ محمد حسین صاحب ساکن چنیوٹ عمر ۳۷ سال اپنی جماعت مین شادی کرنا چاہتے ہین پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس سے صرف ایک پانچسالہ لڑکی ہے - لائلپور مین تجارت کرتے ہین - اچہے آسودہ حال ہین۔

۲- میان احمد دین زرگر ساکن پنڈی چیری عمر ۳۰ سال پہلی بیوی کے فوت ہوجانے کیوجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہین -

۳- جناب مولوی عبد الحق صاحب ساکن سید والا جنکی اہلیہ کے انتقال کی خبر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین درج ہوچکی ہے اپنی جماعت مین شادی کرنے کے خواہشمند ہین مجہے ان کے متعلق کچہہ زیادہ کہنے کی حاجت نہین۔ مولوی صاحب ایک مشہور عالم اور احمدی سلسلہ کے ایک سرگرم مخلص مبلغ ہین - جوان اور وجیہ آدمی ہین۔

۴- منشی محمد سلیمان صاحب مدرس لٹے پور ضلع لودہانہ ایک شریف الطبع مخلص نوجوان احمدی ہے - مین انکے زمانہ طالب علمی کا واقف ہون معقول آمدنی رکہتے ہین -

درخواست

میرا والد بزرگوار مرزا جیون بیگ صاحب جلالپور جٹان ضلع گجرات مین قریباً عرصہ ۵ سال سے بیمار ہین - جنکو ضعف [illegible] ہوجاتا ہے سب احمدی احباب کی خدمت مین عرض ہے کہ میرے [illegible]

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(نمبر ۲)

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر پہلو سے ایک کامل اور مکمل مذہب ہے۔ معترض کا منشاء اسکی تعلیم کے کسی حصہ پر اعتراض کرنے کا نہیں ہے بلکہ اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی عام حالت گری ہوئی ہے اور قریبًا ہر پہلو کمزور ہو رہی ہے اسلئے اسے یہ گمان کرنے کا موقع ملا کہ مسلمانوں کا تنزل انکے مذہب کے باعث سے ہے؟

لیکن جو مذہب فطرتی اور طبعی طور پر انسان کو عالی ہمت اور صاحب حوصلہ بنانا چاہتا ہے وہ انسان کو انحطاط کیطرف نہیں لے جاسکتا۔ ہان ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اگر کوئی خرابی اور کمزوری پیدا ہوئی ہے تو اس کی جڑ مذہب سے پرے ہٹ جانا ہے۔ نہ کہ نفس مذہب پر عمل کرنا۔ مین اپنے اس مقصد کے اثبات کے لئے سب سے اول اس پاک سرزمین کو لینا چاہتا ہون جہان اسلام نے نشو و نما پایا یعنے عرب یہہ مضمون ایک ایسا مبتذل مضمون ہے کہ قریبًا ہر شخص جو ذرا بھی تاریخی مذاق رکھتا ہے اس امر کو سمجھتا ہے کہ عرب کی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے ایسی ناگفتہ بہ تھی کہ وہ عرب جو ظہور اسلام کے بعد تاریخی دنیا مین سنہری حروف سے لکھا گیا بالکل کس مپرسی اور گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ عربون کی روحانی اخلاقی اور مجلسی اور سیاسی غرض کوئی بھی کل درست نہ تھی لیکن اسلام کے ظہور کے بعد جو کچھہ حیرت انگیز تبدیلی عربون کیحالت مین ہوئی اسکو ان لوگون نے بھی جو اسلام کے دشمن ہان خطرناک دشمن ہین مجبورًا تسلیم کیا ہے جیساکہ مین ان کی شہادتین اس امر پر پیش کرتا ہون۔

مین قرآن کریم سے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالونگا لیکن چونکہ مالیر کوٹلہ کے چیف جج صاحب یورپ کو اپنا مقتدا اور امام سمجھتے ہین اور اسی کی ترقی کو وہ ہر قسم کی قومی اور ملکی ترقی کا نمونہ اور معیار جانتے ہین اسلئے بہتر ہوگا کہ پہلے اسی یورپ کے رہنے والون کی رائین چیف جج صاحب کے سامنے پیش کی جاوین اور پھر قرآن کریم سے اصلاح عرب بلکہ اصلاح عالم کے مضمون پر بحث کیجاوے۔ اونہیل سر ولیم میور صاحب جو اسلام کے متعلق مختلف کتابین لکھنے کے لئے مشہور ہین اور جنہون نے اسلام پر سخت حملے کئے ہین باوجود تلخ دشمنی کے وہ اپنی کتاب لائف آف محمد کی جلد دوم سے صفحہ ۲۶۹-۲۷۱ مطبوعہ ۱۸۶۱ء مین یون لکھتا ہے۔

"اگرچہ محمدؐ کے اوامر و احکام اسوقت تک تھوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیساکہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر اونہون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جب کہ دین مسیح نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عزیم کیا تھا اوسوقت سے حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تھا جیساکہ دین اسلام مین ہوا۔ اس دین کے پیروان خوش اعتقاد نے کیسے کیسے نقصانات صرف اپنے ایمان کی خاطر اٹھائے اور اون نقصانات کی تلافی مین مال غنیمت کس خوشی سے لیا۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور تمام جزیرہ نماء عرب کی روحانی حالت بالکل بے حس و حرکت ہوگئی تھی۔ اور اگرچہ شریعت موسوی اور دین مسیحی اور فلسفاء یونان کا کچھہ اثر عرب پر ہوا تھا مگر وہ ایسا ناپائیدار اور خفیف تھا جیسے کسی جھیل کے پانی کے سطح پر کبھی کبھی کوئی لہر آجاتی ہے۔ مگر پانی کے نیچے کہین ذراسی بھی حرکت نہین معلوم ہوتی۔ الغرض عرب کے لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بے رحمی اور بد اعمالی کے دریا مین غرق تھے چنانچہ یہی عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویون کو جو اور جائداد کی مانند میراث مین آتین بیاہ لیتا تھا۔ اون کے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بھی اون مین اسی طرح جاری ہوگئی تھی جسطرح فی زمانا ہندوؤن مین جاری ہے۔ اُنکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تھا۔ اور اون کا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیبت کا سا اون کا ایمان تھا انہین کی رضامندی مناتے تھے اور انہین کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے۔ قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اوس کی انہین خبر ہی نہ تھی۔ ہجرت سے ۱۳ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تھا مگر اون ۱۳ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہوگئے اسی قادر مطلق سے بکثرت و بہ شدت دعا مانگتے۔ اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے۔ اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے اب انہین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا۔ اور یہہ کہ وہی رزاق ہمارے ادنےٰ حوائج کا بھی خبرگیران ہے ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگی مین۔ اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیر مین۔ اوسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھکر اس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد کُنان رہتے تھے۔ خدا کے فضل خاص اور رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کئے ہوئے خذلان کی نشانی جانتے تھے محمدؐ کو جو اون کی ساری امیدون کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور ان کی ایسے کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو اون کے رتبہ عالی کے لائق تھی ایسے تھوڑی ہی زمانہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہوگیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپئے مخالفت و ہلاکت تھے مسلمانون نے مصیبتون کو تامل و شکیبائی سے دریافت کیا اور گو ایسا کرنا اون کی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین۔ ایک سو مرد اور عورتون نے اپنا گھر بار چھوڑا۔ لیکن ایمان عزیز سے موہنہ نہ موڑا۔ اور جبتک کہ یہہ طوفان مصیبت فرو ہوئے حبش کو ہجرت کر گئے۔ پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اون مین نبیؐ بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو اُن کی نظر مین تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑکر مدینہ کو ہجرت کر آئے اور یہان بھی اسی جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ مین ان لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبیؐ اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہوگئی طیار کردی"۔

میور کی اس رائے کو غور سے پڑھو ہر چند اس کے فقرہ فقرہ سے عیسائی تعصب نمایان ہے تاہم صاف الفاظ مین اسے اعتراف کرنا پڑا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے عربون مین ایسا فوق العادت اثر پیدا کیا جو شریعت موسوی۔ دین مسیحی۔ اور فلسفہ یونان بھی نہ کر سکے تھے پھر ریورنڈ جی ایم راڈویل صاحب ایک پادری ہین جنہون نے قرآن کریم کا ترجمہ سورتون کی ترتیب نزولی (بخیال خویش) کے لحاظ سے کیا ہے انہون نے اپنے ترجمہ کے دیباچہ مین اس تاثیر کی نسبت جو عربون پر اسلام نے کی لکھا ہے۔

عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدوا یسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کردیا ہو۔ بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور مادون کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قایم کرنے اطفال کشی کی رسم کے نیست و نابود کرنے۔ بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر ایک حد معین کرنے مین قرآن بے شک عربون کے لئے برکت اور قدم ترقی تھا

یہہ حالت اور اثر ہے جو اسلام نے عربون پر ڈالا پھر دنیا کی تاریخ اس امر کی زبردست شہادت پیش کرتی ہے کہ وہ عرب جو دنیا کی تاریخ مین کوئی حصہ اور بخرہ نہ رکھتے تھے جو ہر قسم کی بدیون اور بدکاریون مین فرد تھے جب اسلام انہون نے قبول کیا یہی نہین کہ انہون نے دینی طور پر ترقی کی اور ان برائیون کی جگہ اعلےٰ درجہ کی نیکیون اور پاکیزہ اخلاق نے لی۔ بلکہ دنیوی طور پر بھی انپر ہر قسم کی آسائش اور راحت کے دروازے کھولے گئے۔ وہ جو حکومت کے لفظ سے بھی قریبًا ناآشنا تھے۔ ربع مسکون پر ایک زبردست اور واجب التقلید حکومت کے بانی ہوئے۔ ایسی حکومت جسکے اصول اور قوانین آج بھی بڑی عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہین۔ کیا کسی کے وہم مین اسوقت آسکتا تھا کہ وہ قوم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طیار کر رہے ہین یہ قوم ایک دن روئے زمین کی فاتح اور تمام مہذب ممالک کی اوستاد تسلیم ہوگی؟

اگر اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی مین کوئی فوق العادت تاثیر اور قوت نہ تھی تو ہمین بتاؤ کہ وہ کیا بات تھی جسنے عربون کی حالت مین ایسی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی۔ قرآن شریف پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ عربت اسلام ہی ایک چیز تھی جوان کے رگ و پے مین سرایت کرگئی تھی۔ اور سچے مسلمان ہونے کی حیثیت ہی نے انہین خاک مذلت سے تخت عزت پر بٹھادیا۔ اور یہ کبھی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص جبکہ حقیقی طور پر اللہ تعالےٰ کا صادق اور وفادار بندہ ہو پھر خداتعالےٰ اسکے لئے یہہ روا رکھے کہ وہ دنیا مین ہر قسم کی ذلت اور خواری کا نمونہ اور اسوہ ٹھہرے خدا کی مجید کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے

العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین جمیعا۔

نوٹ * ایک روایت کی رو سے بیاسی اور ایک رو سے تراسی مرد اور اٹھارہ عورتین اور ایک چھوٹی لڑکی اور دو لڑکے تھے جو حبش کو گئے تھے ۱۲- مولف-

خبرون کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف مین تخفیف کردی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے عہ جزائر عرب الہند کے لئے عہ برٹش کاٹینا کے لئے ۱۲ فی لفظ ہے یہہ شرح براہ طہران یا لوبز ہے اور براہ ٹرکی اس مین فی لفظ ۲ کی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس مین شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس چڑھ گیا ہے۔ دریائے کابل بہی لبالب چل رہا ہے

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونٹجن جس سے اندرون جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہین اسکا انسٹیٹیوٹ ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون قائم ہوگا میڈیکل آفیسرون اور ماتحتون کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جاتے گی۔

استانہ علیا کے تمام مطابع کو استنبولی طرز کے سطلا قرآن مجید دن اور دلایل الخیراتون کے چھاپنے سے روکدیا گیا ہے جنکی تمام ملکونمین وور دور مانگ ہے انکے چھاپنے کی اجازت صرف دارالسعادت کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کو ہی پہونچے۔

امرتسر سے جو ڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس مین سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ مین آگ لگ گئی تمام مسافرون کو انبالہ مین اتار دیا گیا اور آگ بجہائی گئی۔

امریکہ مین ایک موسی پیغمبر کے پیرو چارسو پچاس فیٹ لمبی ۷۵ فٹ چوری اور ۴۵ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہین انکے پیغمبر بنجمن نے پیشگوئی کی ہے کہ ۱۹۱۵ء مین ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تہا۔

امرتسر اور حصار مین قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجہانا شروع ہوگئین۔

مدراس مین ہیضہ کی سخت وبا پہیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۷۲ ۹۸ فی ہزار اوسط رہی بعض میونسپل حلقون مین فی ہزار دو سو آدمیون کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵ ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک مین تخفیف کردی گئی ہے اب ½ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ۱ کے ٹکٹ مین جا سکے گی۔

پچھلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی مین ایک گھر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات مین تباہی طوفان سے ۷۰ لاکھ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکہا ہے کہ سپین کے مقام ہیرگوس مین ایک عورت ۱۴ برس گذشتہ سے سوتی رہی ہے۔ چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تہی۔ (عام ۹ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جہیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہان کے لوگون کے دل دہل گئے ہین ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جو کہ راہ سلسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ مین ایک بڑا پربت آپڑا ہے اس سے ایک بڑی بہاری جہیل بن گئی ہے یہہ بہاری ٹیلہ پچہلے سال کی طغیانی کے زور سے پہسل کر دریائے مذکور کے پاٹ مین آپڑا تہا اور اب وہان بڑی بہاری جہیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہ جہیل دفعتاً پہٹ گئی تو خوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا برد ہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار رگہبیر سنگہ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت مین ایک عمر رسیدہ مولوی اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچے کے ساتھ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش مین دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل
والدہ اللہ دتا۔ موضع ناروال ضلع سیالکوٹ۔ اخیر جون
برادر اللہ دتا۔ " " " "
اللہ دتا کی چاچی " " " "
عمردین ولد کرم بخش۔ جبرہ اول۔ امرتسر حال وارد ملک افریقہ بمقام ممباسہ
نور بی بی زوجہ عمرالدین " " "
غلام نبی ولد عمردین " " "
محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ "
منشی شیخ محمد بخش صاحب۔ چہاونی کامل پور صدر بازار اٹک۔
سید علی اکبر شاہ سپاہی پلٹن ۱۳۰ چہاونی بمبی۔ اصل متوطن موضع گجرات کہاریان ڈاکخانہ خاص سنہ۔
محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پور بنیہ بنگالی ٹولہ۔
اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رعنی پٹیالہ ڈاکخانہ رحیم یار خان
فتح علی ولد کرم الدین کچہ گران گجرات ٹانڈہ
ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندہر تہانہ بنگہ
گوہر علی ولد مامون لدہانہ
محمد امیر۔ امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ بگہیان
سلطان محمد موضع بن باجوہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور
سعادت علی قزلباش موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری
اسد اللہ ٹھار موضع ناروال ضلع سیالکوٹ
فضل دین قصاب " "
قادر بخش ولد الہی بخش موضع مانڈو ضلع لاہور تحصیل لاہور
امام الدین ولد فضل دین " " جولائی پہلا ہفتہ
کالو ولد کمیان " " "
علم الدین ولد چندا " " "
سلاہی ولد کالو " " "
نانک ولد گلاب " " "
فیروالدین ولد عید " " "
نواب ولد ماہی "
امام الدین ولد نانک " " "
شادی ولد بہو " " "
ہفتہ اول جولائی
لبہا ولد بوٹا " " "
چراغ شاہ " " "
نبی بخش انگریز " " "
رانجہا " صبحان " " "
چراغ دین ولد کمیان " " "
اللہ رکہا " میران بخش " " "
اللہ رکہی بیوہ نبی بخش " " "
سہاگن بیوہ ولد الہی بخش " " "
زینب دختر غلام حسین " " "
غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین " " "
مساۃ کیمون زوجہ جوایا " " "
کرم بی بی بیوہ احمدالدین " " "
رحمت بی بی زوجہ کالو " " "
فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ " " "
رحیم بی بی زوجہ عیدا " " "
عائشہ زوجہ قادر بخش " " "
سردار خان ولد چودہری فتح دین بن باجوہ سیالکوٹ پسرور
زوجہ چودہری فتح دین " " "
سردار بی بی " " "
خوشی محمد " " "

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟ حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین۔ چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگوائینگے تو ان کے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی

زندہ مثال

یعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابین بالکل مفت

وہ کسطرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستین ہمارے دفتر مین بہیجدین ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب بطرف اد کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت بہیجدین جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خطامین تحریر کردہ مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ اگست سے شروع ہوگا۔ طالب علمون کیلئے خصوصاً اور دیگر کتابی شوقون کے لئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے۔

درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک قیمت نصف

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کا ڈائل سہولدار خالص چینی کا ہے۔ جیب مین بہی لگ سکتی ہے۔ دیکہنے مین ۲۵ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہین بڑی چشند پائیدار ہین قیمت صرف ۴ - (محصول معاف)

ملنے کا پتہ حمید آٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

راسکوپ سیٹم واچ جو نہایت پختہ پائیدار اصل قیمت ۶ رعایتی ۴

یعنی ہر قسم کی عزت اللہ اور اسکے رسول کیلئے ہے اور پہر ان تمام مومنون کو دی جاتی ہے جو سچے دل سے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہین - اگر خدا کے مخلصون اور برگزیدون پر ہی ہر قسم کے دکہہ اور ذلت کی مار ہو تو پہر خداتعالیٰ کی حکومت **متمیز حکومت** نہ ہو اور **نیکی اور اخلاق** کی ہدایتون کا سارا دفتر تقویم پارینہ اور بیکار محض ہوا ورنہ اسکی کوئی ضرورت کسی زمانہ مین نہ سمجہی جاوے - اگر ساری دنیا مین تہذیب اخلاق اور تمدن اور سیاست کے اعلےٰ اصولون کی کوئی قدر کی جاسکتی ہے ؟ اور ضرور کی جاتی ہے اگر عزۃ کا کوئی مفہوم ہے ؟ اور ضرور ہے - اگر امن اور سلامتی کی زندگی کے کچہہ معنے ہین ؟ اور ضرور ہین تو پہر یقیناً سمجہو کہ خدا کی ہدایت اور کتاب سے بڑہ کر کوئی قانون اور نوشتہ ان اصولون اور آئینون کو پیش نہین کرسکتا - اور پہر یہہ ناممکن ہے کہ اسپر عمل کرنے والے دنیا مین ذلیل اور خوار ہون -

(باقی تیسرے نمبر مین)

دربار شام

۸-اگست ۱۹۰۵ء

فرمایا - آج مینے بارش کے لئے دعا کی ہتی - دعا کے ساتہہ ہی دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ حبس اور امساک باران اللہ تعالےٰ کے قضا وقدر کے موافق ہے - اور اس مین دخل دینا مناسب نہین اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے دنیا مین ایک نذیر آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا پر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا + ہر قسم کے مصائب شدائد اس کے زور آور حملون مین آتے ہین اور یہ سب ایک قسم کی پیشگوئیان ہین اور جو کچہہ ہو رہا ہے بہرحال ہمارے لئے مفید ہے کیا عجب کہ قحط کے رنگ مین ہی کوئی حملہ ظاہر ہونے والا ہو -

فرمایا - دنیا کی حالت اور رنگ دیکہا جاوے تو وہ بہت کچہہ بدلا ہوا ہے - مین دیکہتا ہون کہ ایسی حالت ہوگئی ہے کہ گویا حسن ظن کا موقع ہی نہین رہا کیونکہ اگر ہر پہلو سے بدظنی ہی ظاہر ہو تو انسان کہانتک اسپر حسن ظن کریگا - مین حیران ہوتا ہون جب دیکہتا ہون کہ دنیا مین سوائے دہریت - مکر وفریب کے اور کوئی بات نظر نہین آتی بالکل طبیعتین دنیا ہی پر مائل ہوگئی ہین یہانتک کہ دین کا کام بہی اگر کوئی اپنے ہاتہہ مین لیتا ہے تو اس مین بہی ان باتون کا دخل ہے یا تو وہ محض دنیا کا لالچ ہے یا دنیا کی ملونی ہے -

ایسی حالت مین مینے سوچا کہ **اگر کوئی مرتا ہے تو پہر مرے** -

مین حیران ہوتا ہون کہ لوگ نوادر اور باتون کے لئے روتے ہین (یعنی دنیا کی فلان ترقی نہین ہوئی مسلمان فلان صیغہ مین کمزور ہین وغیرہ ایڈیٹر -) مین کہتا ہون کہ اور باتون کو چہوڑو تمہے تو اس کا فکر ہو رہا ہے کہ **خدا کی ہستی ہی پر ان کو یقین نہین رہا** -

اس مقام پر حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ کل مینے اپنے درس مین ایک موقع پر اپنی جماعت کو خطاب کرکے کہا کہ **سنو** ! تم نے اس سلسلہ مین داخل ہوکر کیا لیا ؟ دنیا تو تم پر لعنت بہیجتی ہے اگر خدا کے ساتہہ ہی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور باہم **بغض کینہ** اور دشمنی رہی تو پہر خدا سے کیا لیا **حضرت اقدس** نے فرمایا خدا سے کیا لینا تہا کچہہ بہی نہین بالکل سچ ہے -

منشی احمد جان صاحب مرحوم ومغفور مشہور صوفی لودہانوی کے ذکر خیر مین حضرت حکیم الامت نے عرض کیا کہ انہون نے طب روحانی کے سلسلہ مین اور بہی دو تین جلدین لکہنے کا ارادہ کیا تہا لیکن حضور کے دعوے کو سنکر انہون نے اس طریق کو چہوڑ دیا اور اسے محض کہیل تماشا قرار دیا - جس سے مجہے انکے ساتہہ بڑی محبت ہوگئی حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا مجہے بہی انہون نے ایسا ہی خط لکہا تہا غرض آپکا ذکر خیر ہوتا رہا انکے اخلاص کے ذکر مین **توجہ اور سلب امراض** کے علم کا ذکر ہوا - اسپر فرمایا

اللہ تعالےٰ نے اسلام مین جو طریق شفا کا رکہا ہے وہ تو **دعا** ہی کا طریق ہے - اپنے نفس اور توجہہ پر بہروسہ کرنا یہہ بہی ایک قسم کا شرک ہے لیکن جب انسان خدا سے دعا کرتا ہے تو یہہ سب باتین فنا ہوجاتی ہین اور انسان پہر **اصل پناہ** کیطرف دوڑتا ہے - پس یاد رکہو کہ دعا ہی اصلیت ہے باقی جو کچہہ ہے وہ نرا خبط ہے -

دعا کی عجیب عجیب تاثیرین مینے تجربہ کی ہین ایک بار مین درد دانت سے سخت تکلیف مین تہا عمر دراز نام ایک گرد اور ہمارے ہان آیا ہوا تہا مینے اس سے پوچہا کہ دانت کے درد کا علاج بہی آپکو معلوم ہے اس نے کہا علاج دندان اخراج دندان - مینے جب یہ بات سنی تو خیال کیا کہ دانت کا نکلوانا بہی ایک عذاب ہی ہے - مین اسوقت ایک چٹائی پر بیٹہا ہوا تہا - اور درد کی بیقراری کیوجہ سے سر چارپائی کی پائی پر رکہا ہوا تہا - اسوقت مجہے ذراسی غنودگی ہوئی - اور الہام ہوا -

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِي

اور اسکے ساتہہ ہی معًا درد جاتا رہا -

مین یقیناً جانتا ہون کہ دعا کے سلسلہ مین ہزارہا خزائن معارف کے مخفی ہین جو شخص دوسری طرف توجہ کریگا وہ ان خزائن سے محروم رہ جائیگا - کیونکہ جب انسان اس راہ کو جسپر سایہ دار درخت ہون اور پانی کا سامان ہو چہوڑ دے تو وہ ان تمام آرام کے سامانون سے محروم رہیگا یا نہین - کسی کے پہلو مین دو دل تو نہین ہوسکتے - ایک ہی طرف توجہ کریگا - فرق ضالہ نے اسی وجہ سے نقصان اٹہایا کہ حقیقی راہ کو انہون نے چہوڑ دیا - شیعہ وغیرہ جو حسین حسین پکارتے رہتے ہین اسی سبب سے محروم رہے کہ انہون نے انسان کو بت بنالیا + اور انکے سینہ مین وہ نور عرفان کا نہ رہا -

[اسکے بعد اپنے زمانہ طالبعلمی اور شیعہ استاد کے بعض حالات بیان فرماتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ قوم کہانتک حقایق ومعارف سے محروم رہ گئی ہے ایڈیٹر -]

میر محمد اسماعیل اسسٹنٹ سرجن دہلی

ناظرین الحکم الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین معلوم کرچکے ہین کہ میرے مخدوم زادہ جناب میر **محمد اسماعیل صاحب** خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب میڈیکل کالج لاہور کے آخری امتحان اسسٹنٹ سرجن مین اعلےٰ درجہ مین **کامیاب** ہوئے ہین یعنے اپنے امتحان مین صوبہ بہر کے طلباء اور یو-پی - اور سنٹرل انڈیا وغیرہ مین **اول** رہے ہین - اب یہ خوشخبری سنکر انہین اور بہی مسرت ہوگی کہ **میر صاحب** ممدوح **دہلی** متعین ہوکر تشریف لے گئے ہین اور اسطرح پر مجہے پہر موقع ملا ہے کہ مین اس تقرر پر حضرت مسیح موعود اور آپ کے اہلبیت کے حضور مبارکباد عرض کرون - دہلی کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ **میر محمد اسماعیل صاحب** ایسا بااخلاق اور دقیق الفہم ڈاکٹر وہان متعین ہوتا ہے اس سے پہلے احمدی سلسلہ کے ایک مشہور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب وہان کے ریفارمیٹری سکول کے انچارج ہین - ڈاکٹر سید محمد اسماعیل صاحب کے تقرر نے دہلی کی احمدی جماعت مین ایک اور **معزز** رکن کا اضافہ کیا -

(الحمد للہ)

دہلی اس لئے بہی خوش قسمت ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب دراصل دہلی ہی کے رتن ہین کیونکہ آپ خواجہ میر درد صاحب مرحوم اہل اللہ کے خاندان سے ہین + اگرچہ بظاہر یہ تقرر دہلی مین چندروزہ معلوم ہوتا ہے تاہم امید کی جاتی ہے کہ یہہ ہونہار نوجوان اپنے اخلاق اور ہمدردی نوع انسان کا پورا نمونہ دکہا کر **احمدیت** کا خارق عادت اثر **دہلی** پر ڈالیگا - کیا عجب کہ دہلی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہی طریق مقدر کیا ہو - بہرحال ڈاکٹر صاحب کا یہ تقرر قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے اور مین خادم قوم ہونے کی حیثیت سے میر صاحب کے واجب الاحترام والدین کو پہر **مبارکباد** عرض کرتا ہون -

میر محمد اسماعیل صاحب کے کامیاب ہونے کے متعلق جو پیشگوئی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باعلام الٰہی کی تہی وہ پہلے درج ہوچکی ہے اور اب جبکہ وہ **اسسٹنٹ سرجن** مقرر ہوتے ہین اس پیشگوئی کی اور بہی عظمت ثابت ہوتی ہے - سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ڈاکٹری جماعت مین میر محمد اسماعیل صاحب کا اضافہ ہر طرح سے **قابل ناز** ہے والحمد للہ علےٰ ذالک -

مدرسہ اور کالج

مدرسہ اور کالج کے متعلق رسیدات کی اشاعت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کے آخری پرچہ مین رسیدات دی جایا کرین - اسلئے جن احباب نے مدرسہ اور کالج کے لئے چندہ روانہ کیا ہے وہ ۳۱ اگست کے الحکم مین اپنی رسیدات کو دیکہین گے - دیری کیلئے معاف فرماوین -

معذرت

الحکم کی رفتار کچہہ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ ہرچند اسکی اشاعت کے توقف کے دور کرنے مین مین سعی کرتا ہون پہر پہر کوئی نہ کوئی وجہ آکر روک ڈالدیتی ہے - اگرچہ الحکم کے ناظرین بہی کچہہ تو عادی ہوگئے ہین اور کچہہ واقفی پریس کی مشکلات سے مطلع بہی ہین اور اسی وجہ سے مجہے مورد اعتراض نہین بناتے تاہم مین بجائے خود اس نقص کو ایک سخت نقص سمجہتا ہون - خسرہ کی بیماری کچہہ ایسی عام ہوئی ہے کہ بعض خوش قسمت بچے اس کے حملے سے اس مرتبہ بچے ہین میرے چار ون بڑے بچے یکے بعد دیگرے اسمین مبتلا ہوئے - الحمد للہ اسوقت تک ہر طرح آرام ہے اسوجہ سے مین کچہہ اور بہی مصروف رہا - اب تیسرا پریس جاری کر دیا گیا ہے اگر اللہ تعالےٰ کی مرضی ہو تو کیا عجب کہ یہہ توقف نکل [illegible]

خبرون کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف مین تخفیف کر دی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے عہ جزائر غرب الہند کے لئے عہ برٹش کا ٹمینا کے لئے عہ فی لفظ ہے یہہ شرح براہ طہران یا لوبز ہے اور براہ ٹرکی اس مین فی لفظ ۲ ر کی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس مین شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس چڑھ گیا ہے۔ دریائے کابل بھی لبالب چل رہا ہے۔

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونٹجن جس سے اندرون جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہین اسکا انسٹیٹیوٹ ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون قائم ہوگا میڈیکل آفیسرون اور ماتحتون کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جاوے گی۔

استانہ علیا نے تمام مطابع کو استنبولی طرز کے مطلاً قرآن مجید دن اور دلایل الخیراتون کے چھاپنے سے روکدیا گیا ہے جنکی تمام ملکوتین دور دور مانگ ہے انکے چھاپنے کی اجازت صرف دار السعادت کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کو ہی پہونچے۔

امرتسر سے جو ڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس مین سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ مین آگ لگ گئی تمام مسافرون کو اسباب مین اتار دیا گیا اور آگ بجھائی گئی۔

امریکہ مین ایک موسمی پیغمبر کے پیرو چار سو پچاس فیٹ لمبی ۷۵ فٹ چوڑی اور ۴۵ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہین انکے پیغمبر بنجمن نے پیشگوئی کی ہے کہ ۱۹۱۵ء مین ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تھا۔

امرتسر اور حصار مین قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجھانا شروع ہوگئین۔

مدراس مین ہیضہ کی سخت وبا پہیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۲۷۰۹ فی ہزار اوسط رہی بعض میونسپل حلقون مین فی ہزار دو سو آدمیون کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵۔ ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک مین تخفیف کر دی گئی ہے اب ½ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ار کے ٹکٹ مین جا سکے گی۔

پچھلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی مین ایک گھر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات مین تباہی طوفان سے ۷۰ لاکھ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکھا ہے کہ سپین کے مقام بیرگوس مین ایک عورت ۱۴-۱۳ برس گذشتہ سے سوتی رہی ہے۔ چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تھی۔ (عام ۸ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جہیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہان کے لوگون کے دل دہل گئے ہین ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جو کہ راہ سلسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ مین ایک بڑا پربت آ پڑا ہے اس سے ایک بڑی بھاری جہیل بن گئی ہے یہہ بھاری ٹیلہ پچھلے سال کی طغیانی کے زور سے پہسل کر دریائے مذکور کے پاٹ مین آ پڑا تھا اور اب وہان بڑی بھاری جہیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہ جہیل دفعتاً پھٹ گئی تو خوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا برد ہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار گہبیر سنگہ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت مین ایک عمر رسیدہ مولوی اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچے کے ساتھہ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش مین دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل

والدہ اللہ دتا - موضع نارووال ضلع سیالکوٹ - اخیر جون
برادر اللہ دتا - ״ ״ ״ ״
اللہ دتا کی چاچی ״ ״ ״ ״
عمر دین ولد کرم بخش - جبرہ اول - امرتسر - حال وارد ملک افریقہ بمقام ممباسہ
نور بی بی زوجہ عمر الدین ״ ״ ״
غلام نبی ولد عمر دین ״ ״ ״
محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ ״
منشی شیخ محمد بخش صاحب - چھاونی کامل پور صدر بازار اٹک -
سید علی اکبر شاہ سپاہی پلٹن ۱۳۰ چھاونی بنی - اصل متوطن موضع گجرات کہاریان ڈاکخانہ خاص سنہ -
محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پور بنہ بنگالی ٹولہ -
اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رونی پٹیالہ ڈاکخانہ رحیم یار خان
فتح علی ولد کرم الدین گجہ گران گجرات ٹانڈہ
ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندہر تہانہ بنگہ
گوہر علی ولد مامون لدیانہ
محمد امیر - امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ بگھیان
سلطان محمد موضع بن باجوہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور
سعادت علی فرزانش موضع سید والہ ضلع منٹگمری
اسد اللہ ٹھار موضع نارووال ضلع سیالکوٹ
فضل دین قصاب ״ ״
قادر بخش ولد الٰہی بخش موضع ماندو ضلع لاہور تحصیل لاہور
امام الدین ولد فضل دین ״ ״ جولائی کا پہلا ہفتہ
کالو ولد کیمان ״ ״ ״
علم الدین ولد چندا ״ ״ ״
سلامی ولد کالو ״ ״ ״
نانک ولد گلاب ״ ״ ״
فیر الدین ولد عید ״ ״ ״
نواب ولد ماہی ״
امام الدین ولد نانک ״ ״ ״
شادی ولد بہو ״ ״ ״

ہفتہ اول جولائی

لبہا ولد بوٹا ״ ״ ״
چراغ شاہ ״ ״ ״
نبی بخش انگریز ״ ״ ״
رانجہا ״ سبحان ״ ״ ״
چراغ دین ولد کیمان ״ ״ ״
اللہ رکہا ״ میران بخش ״ ״ ״
اللہ دوکی بیوہ نبی بخش ״ ״ ״
بہاگن بیوہ ولد الٰہی بخش ״ ״ ״
زینب دختر غلام حسین ״ ״ ״
غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین ״ ״ ״
مساۃ کیمون زوجہ جوایا ״ ״ ״
کرم بی بی بیوہ احمد الدین ״ ״ ״
رحمت بی بی زوجہ کالو ״ ״ ״
فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ ״ ״ ״
رحیم بی بی زوجہ عیدا ״ ״ ״
عائشہ زوجہ قادر بخش ״ ״ ״
سردار خان ولد چودہری فتح دین بن باجوہ سیالکوٹ پسرور
زوجہ چودہری فتح دین ״ ״ ״
سردار بی بی ״ ״ ״
خوشی محمد ״ ״ ״

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟ حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائدار - نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین - چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائین گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکھٹے منگوائین گے تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی - تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے -

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی

زندہ مثال

لیعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابین بالکل مفت

وہ کسطرح

آپ آخر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستین ہمارے دفتر مین بھیجدین ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب صرف ار کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت بھیجدین جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خط مین تحریر کر دو مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو - آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ - اگست سے شروع ہوگا - طالب علمون کیلئے خصوصاً و دیگر کتابی موقعون کے لئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے -

درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی تک قیمت نصف

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کا ڈائیل بہولدار خالص چینی کا ہے - جیب مین بھی لگ سکتی ہے - دیکھنے مین ۳۰ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہین بڑی پختہ و پائدار ہین قیمت ہو تیمہ ۔ (محصول معاف)

ملنے کا پتہ حمید آٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

راسکو سسٹم واچ جو ہمیشہ ٹھیک وقت دیتی ہے اور جسکی عمدگی ہر جگہ مشہور ہے ہمیشہ قیمت رعایتی پر ملتی ہے

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۷)

مِنَ اللّٰہِ اَرْجُو خَیْرًا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

(اِنّاکالماء مِن القرآن)

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہا در قادیان بینی | دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر نے (۴) انجمن والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیرہ مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ

نمبر ۲۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء | ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

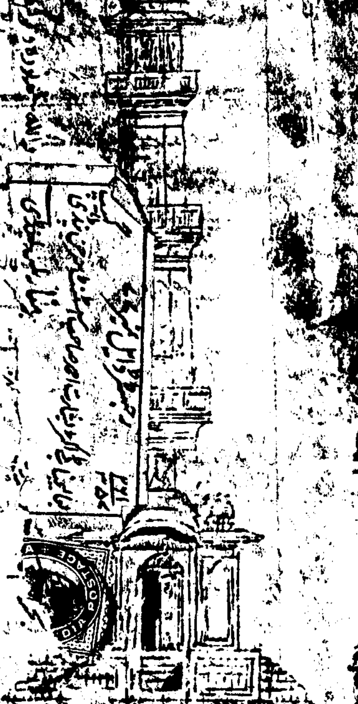

فہرست مضامین

خاص رعایت صفحہ اول
اس سستی کی بھی حد ہے
۱۷ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۲-۳
۱۰ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳-۴
۱۳ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ تا ۷
۱۴ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶ تا ۷
ص ۸
صفحہ ۱۲

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کے لئے جگہہ نکالنے کیواسطے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نہ رہیگی۔ اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالو کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دیئے جاتے ہین۔

۱۹۰۱ء کا فائل الحکم ص، صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۲ء ” ص، ”
انا الدوام ہر دو جلد عصر ” ”
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور دعا ۳ر
رد شیعہ و خط نسخ ۳ر
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریرین ۱ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر
النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۳ر صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی۔
اصلاح النظر ۲ر صرف بیس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
الانذار ۲ر صرف ۸ درخواستونکی ”
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

نوٹ

درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئین

اس سستی کی بھی حد ہے؟

مجھے بہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ جب کوئی مفید تحریک قوم مین کیجاتی ہے تو بہ استثنائے بعض اکثر اسپر عملدرآمد کرنے کو آمادہ نہین پائے جاتے یا کم از کم حد درجہ کی سستی دکہاتے ہین۔ حالانکہ ہر جدید فرقہ یا قوم اپنے ابتدائی ایام مین نہایت سرگرم ہوتا ہے جبکہ سرگرمی کے دنو مین یہہ حال ہے تو پہر آیندہ کے لئے تو خدا ہی حافظ ہے۔ بہلا شیرازہ قوم کے متعلق جو فردین شائع کی گئی تہین انکی خانہ پری بہی کوئی ناقابل برداشت محنت اور تکلیف کا موجب تہی جو ابہی تک وہ مکمل ہوکر پوری نہین آسکین۔ جن احباب کی نسبت حسن ظن کے طور پر ظاہر کیا گیا تہا کہ وہ اپنے اپنے ضلع کی فردین مکمل کرکے بہیجین ان مین سے بین چار کے سوا کسی اور نے اپنے ضلع کی فرد تو کجا اپنے شہر بلکہ اپنی اور اپنے خاندان کی بہی خانہ پری کرکے نہین بہیجی۔ ہماری یہ سرگرمی اور ہوشیاری کیا آیندہ کیلئے یادگار رہیگی اور مفید اور موثر ہوگی؟ میری سمجہہ مین نہین آتا کہ کن راہون سے اس اہمیت کو جتا کے گوش گذار کرون۔ شیرازہ قوم کی تحریک مین سب سے اعلے درجہ کا کام تو سیالکوٹ کی جماعۃ نے (جو ہر مفید تحریک مین سابق بالخیرات ظہیر چکی ہے) کیا ہے۔ چودہری مولا بخش صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ نہایت حزم و احتیاط سے ضلع کی فہرست طیار کی گئی ہے غالباً ایک بہی فرد اس فہرست سے باہر نہ رہیگا۔ اور پہر چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹھہ گڑہ نے اس پیرانہ سالی مین کل ضلع کا سفر کیا ہے اور ضلع ہوشیارپور کی فرد طیار کی ہے انکے متواتر خطوط میرے پاس آئے ہین جن سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت سرگرمی سے اس خدمت مین مصروف ہین۔ مین پہر اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ان فردون کی طیاری مین جلدی حصہ لین جس جس صاحب کے پاس یہ فرد پہونچ گئی ہے اسکا فرض ہے کہ اس کی خانہ پری کرکے میرے پاس بہیجدے وہ بعد مین دیکہین گے کہ یہ فرد کہانتک مفید ثابت ہوتی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

۲۔ ایساہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک مین جسقدر مستعدی کی ضرورت ہے ابہی تک اس سے کام نہین لیا گیا اور اسکی وجہ یہی ہے کہ باقاعدہ کمیٹیان مقرر نہین ہین اور نہ بجوش آدمی اس تحریک کی عام اشاعت کے لئے طیار ہوئے ہین۔ جو بہت ضروری امر تہا۔

درخواست دعا

۱۔ منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی احباب سے دعا کے خواستگار ہین۔ کہ اللہ تعالے مخالفون کی سازشون اور منصوبہ بازیون سے انہین امن مین رکہے۔

درخواست نماز جنازہ

میان غلام حبیب حجام ساکن راولپنڈی فوت ہوگیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑہین

اطلاع

بقایاداران الحکم اپنے ذمہ کی حساب جلد بے باق کرین۔ وی پی جاری ہورہے ہین۔ وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت کرین۔ یعقوب علی۔ ایڈیٹر الحکم

دربارِ شام (۹ اگست ۱۹۰۵ء)

پشاور سے ایک نوجوان ہندو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیواسطے آیا ہوا تھا۔ اسنے مختصراً اپنے حالات بیان کئے کہ کس طرح پر الحکم کے پڑھنے اور ایک احمدی کی صحبت نے اسے مشتاق زیارت بنایا اس تحریک پر حضرت حجۃ اللہ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

سب سے بڑی بات تو دین ہے جسکو حاصل کرکے انسان حقیقی خوشحالی اور راحت کو حاصل کرتا ہے دنیا کی زندگی تو بہرحال گذر ہی جاتی ہے

شب تنور گذشت وشب سمور گذشت

یعنے راحت اور رنج دونو گذر جاتے ہیں۔ لیکن دین ایک ایسی چیز ہے کہ اسپر چل کر انسان خدا تعالےٰ کو راضی کرلیتا ہے۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالےٰ اسوقت تک راضی نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص اس تک پہونچ سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے۔

وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالےٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے اور ان راہوں اور ہدایتوں پر عمل درآمد کرے جو اسکی مرضی اور منشاء کے موافق ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہیئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور یہ کچھ مشکل امر نہیں دیکھو انسان پانچ سات روپیہ کی خاطر جو دنیا کی ادنےٰ ترین خواہش ہے اپنا سر کٹا لیتا ہے پھر جب اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو اور اسی کی کرنا چاہے تو کیا مشکل ہے

انسان حقیقی دین سے کیوں محروم رہ جاتا ہے اس کا بڑا باعث **قوم** ہے خویش و اقارب دوستوں اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط کرلیتا ہے کہ وہ انکو چھوڑنا نہیں چاہتا ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اسپر کھل سکے یہ ایک قسم کی نامردی اور کمزوری ہے لیکن شہیدوں اور مردوں کا کام ہے کہ ان تعلقات کی ذرا بھی پروا نہ کرے اور خدا تعالےٰ کی طرف قدم اٹھائے۔

بعض کمزور فطرت لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت ہی کرنی ہے خواہ کسی مذہب میں ہوں مگر وہ نہیں جانتے کہ آج جسقدر مذاہب موجود ہیں ان میں کوئی بھی مذہب بجز **اسلام** کے ایسا نہیں جو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے مبرا ہو۔ وہ **سچا** اور **زندہ** خدا جس کی طرف رجوع کرکے انسان کو حقیقی راحت اور **روشنی** ملتی ہے جسکے ساتھ تعلق پیدا کرکے انسان اپنی گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاتا ہے وہ **اسلام** کے سوا نہیں مل سکتا۔ یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی ترقیوں کا ہے اگر اس کی توفیق مل جاوے تو پھر **خدا اسکا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔**

یہ سچ ہے کہ جب ایک شخص محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کسی قسم کے نفسانی اغراض کے بغیر ایک قوم سے قطع تعلق کرتا ہے اور خدا ہی کو راضی کرنے کے لئے دوسری قوم میں داخل ہوتا ہے تو ان تعلقات قومی کے توڑنے میں سخت تکلیف اور دکھ ہوتا ہے۔ مگر یہ بات خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی قابل قدر ہے۔ اور یہ ایک **شہادت** ہے۔

جسکا بہت بڑا اجر اللہ تعالےٰ کے حضور ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے **من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ** یعنے جو شخص ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرتا ہے اسے بھی ضائع نہیں کرتا بلکہ اجر دیتا ہے تو پھر جو شخص اتنی بڑی نیکی کرتا ہے اور خدا کی رضا کے لئے ایک **موت** اپنے لئے روا رکھتا ہے اسے **اجر** کیوں نہ ملے؟ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے اپنے تعلقات کو توڑتا ہے وہ فی الحقیقت ایک موت اختیار کرتا ہے کیونکہ اصل موت بھی ایک قسم کا قطع تعلق ہی ہے یعنے روح کا جسم سے قطع تعلق ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے ان تعلقات کو توڑنا جو اپنی قوم اور خویش و اقارب سے ہوتے ہیں خدا کے نزدیک بہت بڑی بات ہے بسا اوقات یہ روک بڑی زبردست روک انسان کو خدا کی طرف آنے کے لئے ہو جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دوستوں کا ایک گروہ ہے ماں باپ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار ہیں انکی محبت اور تعلقات نے اسکے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کی ہوئی ہے کہ وہ **اسلام** کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بجز اسکے نجات نہیں لیکن ان تعلقات کی بنا پر اقرار کرتا ہے کہ یہ راہ جس پر میں چلتا ہوں خطرناک اور گندی راہ ہے مگر کیا کریں جہنم میں پڑنا منظور ان تعلقات **قومی** کو کیونکر چھوڑ دیں۔ ایسے لوگ نہیں جانتے کہ یہ صرف زبان سے کہنا تو آسان ہے کہ جہنم میں پڑنا منظور اگر انہیں اس دکھ درد کی کیفیت معلوم ہو تو پتہ لگے۔ ایک آنکھ میں ذرا درد ہو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قدر تکلیف ہے پھر جہنم تو وہ جہنم ہے جسکی بابت قرآن شریف میں آیا ہے **لا یموت فیہا ولا یحییٰ**

ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں۔ اسکا تو فیصلہ آسان ہے دنیا میں دیکھ لے کہ کیا وہ دنیا کی بلاؤں پر صبر کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں تو پھر یہ کیونکر سمجھ لیا کہ عذاب جہنم کا برداشت کرلیں گے۔ بعض لوگ تو دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں مگر یہ لوگ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ جہنم کا عذاب بہت ہی خطرناک ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الآیۃ

یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہو۔ وہ آخر کار ٹوٹے میں رہیگا۔

جسطرح پر انسان کا ایک حلیہ ہوتا ہے اور وہ اسی سے شناخت کیا جاتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کی ذات اور اسکے **صفات** بھی ایک طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ مختلف مذاہب والے خدا تعالےٰ کی جو شکل اور صفات پیش کرتے ہیں وہ سب کی سب درست ہوں عیسائی۔ ہندو۔ چینی ہر ایک جدا جدا صفات پیش کرتا ہے پھر کون عقلمند یہ مان لیگا کہ ہر ایک اپنے اپنے بیان میں سچا ہے۔

ماسوا اسکے سچائی کے خود انوار اور برکات ہوتے ہیں یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ نشانات اور انوار و برکات کس خدا کو مان کر ملتے ہیں اور کس دین میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک نسخہ کو استعمال کرتا ہے اگر اس نسخہ میں کوئی خوبی اور اثر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ چند روز کے استعمال کے بعد ہی اسکی مفید تاثیریں معلوم ہونے لگیں گی لیکن اگر اس میں کوئی خوبی اور تاثیر نہیں ہے تو خواہ ساری عمر اسے استعمال کرتے جاؤ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس معیار پر **اسلام** اور دوسرے مذاہب کی سچائی اور حقیقت کا بہت جلد پتہ لگ جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی تاثیر اور انوار و برکات کے لئے کسی گذشتہ قصہ کا حوالہ نہیں دیتا۔ اور نہ صرف **آیندہ** کے وعدہ ہی پر کہتا ہے بلکہ اس کے پھل اور آثار ہر وقت اور ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں اور اسی دنیا میں ایک **سچا مسلمان** ان **ثمرات** کو کھا لیتا ہے۔

بتلاؤ ایسے مذاہب انسان کو کیا امید دلا سکتے ہیں جن میں توبہ تک منظور نہیں ایک گناہ کرکے جبتک کروڑوں جونیں نصیب نہ ہولیں خدا سے صلح ہی نہیں ہو سکتی۔ وہاں انسان کیا پائیگا۔ اسکی روح کو راحت اور تسلی کیونکر مل سکے گی۔

مذہب کی سچائی کی بڑی علامت یہ ہے کہ **اس راہ سے دور افتادہ خدا کے نزدیک آجاتا ہے** جیسے جیسے وہ نیک عمل کرتا جاوے اسی اسی قدر تاریکی دور ہو کر معرفت اور روشنی آتی جاوے۔ اور انسان خود محسوس کرلے کہ وہ نجات کی ایک یقینی راہ پر جا رہا ہے اسکی ہدایتیں ایسی صاف اور واضح ہوں کہ انسان ان کے ماننے اور اسپر عمل کرنے میں اٹکے نہیں۔

بھلا یہ بھی کوئی تعلیم اور اصول ہے کہ ذرہ ذرہ کو خدا قرار دیدیا جاوے جیسے **خدا** ازلی ابدی ہے اسیطرح پر ذرات عالم اور ارواح کو بھی ازلی ابدی تسلیم کیا جاوے اگر ایسا کوئی خدا ہے کہ جسنے ایک ذرہ بھی کسی قسم کا پیدا نہیں کیا تو اسپر بھروسہ کیسا اور اسکا ہم پر حق کیا ہے جو عبادت کریں۔ کیونکہ عبادت کے لئے **حق** بھی تو ہونا چاہیئے جب کوئی حق ہی نہ ہو تو ایک ذرہ ذرہ اسے کہہ سکتا ہے کہ تیرا ہم پر کیا حق ہے؟ اس عقیدہ کو رکھ کر انسان کسطرح پر خدا پرست ہو سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک خدا کی ہستی پر دلیل ہی قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر آریوں سے کوئی دہریہ پوچھے کہ پرمیشر کی ہستی کا کیا ثبوت ہے تو اس کا جواب وہ کیا دے سکتے ہیں؟ کیونکہ صانع کو مصنوعات سے شناخت کرتے ہیں جب کہ مصنوعات ہی کا وجود نہیں تو صانع کا وجود کہاں سے آیا + جیو اور پرکرتی کو جو خود بخود تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کے جوڑنے جاڑنے کے لئے کیا حاجت ہو سکتی ہے؟ اسطرح پر کوئی دلیل اللہ تعالےٰ کی ہستی پر انکے ہاتھ میں نہیں ہے اور جب تک اس کی ہستی پر کوئی دلیل نہ ہو کس طرح کوئی مان لے کہ وہ ہے ماسوا اسکے ان لوگوں کا یہ بھی اصول نہیں کہ خدا رحم کرنے والا ہے۔ ہر شخص کی اس ہستی پر توجہ ہوتی ہے جسے **رحیم** - کریم اور فیاض تسلیم کرے لیکن انہوں نے یہ مانا ہے کہ بغیر کرموں کے پھل کے اور کچھ عطا ہی نہیں کرسکتا۔ اگر کرموں پر ہی سارا مدار ہے تو اس خدا پر کیا بھروسہ اور کیا امید جسکا ذرہ بھر بھی احسان نہیں ہے۔ یہ تمام امور ہیں۔ جب انسان انکو بنظر غور دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ سوائے اسلام کے دوسروں میں سچی ہدایتیں نہیں ملتی ہیں + ماسوا اسکے ایک اور بڑی بات قابل غور ہے کہ اسلام میں بہت بڑی خاصیت یہ ہے کہ انسان جس مطلب کے لئے بنایا گیا ہے وہ اسلام کے سوا حاصل نہیں ہوسکتا۔ وہ کیا ہے؟ یہ کہ خدا کی محبت بڑھے اور اسکی معرفت ترقی کرے۔ جس سے وہ ایک کامل شوق ذوق کے ساتھ اسکی عبادت کرے لیکن یہ مطلب کبھی پورا نہیں ہو سکتا جب تک تعلیم اور ہدایت کامل نہ ہو اور پھر اس تعلیم اور ہدایت پر عمل کرنے کے جو نتائج اور ثمرات ہیں انکا نمونہ موجود نہو جسکو دیکھکر معلوم ہو کہ **خدا قادر خدا ہے۔**

یہ ساری باتیں اسوقت سمجھ میں آتی ہیں جب

(باقی دارد)

انسان پرغور و مطالعہ کرتا ہے۔ عقلمند اور سعید کے دل میں تو اللہ تعالے خود ہی ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے اور وہ اسلام اور دوسرے مذہب میں اسی طرح امتیاز کر لیتا ہے جس طرح پر تاریکی اور نور میں کر لیتا ہے۔ لیکن بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل پر ایک مہر ہوتی ہے وہ حقیقت تک پہونچنے کی سعی نہیں کرتے بلکہ بیہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ سعادت خدا تعالے کی عطا اور بخشش ہے کوئی شخص جب تک روح **حق اور راستی** سے مناسبت نہیں رکھتا اس طرف آ نہیں سکتا۔ اور یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اعمال سے شناخت ہو سکتا ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے تو وہ لوگ جو رہزنی اور قزاقی کرتے ہیں انسے پوچھا جاوے تو وہ اسکو مکروہ خیال نہیں کرتے بلکہ ایک شکار سمجھتے ہیں اسیطرح اور لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا ہیں وہ برا نہیں سمجھتے یہ کوئی بات نہیں ہے اصل یہی ہے کہ اللہ تعالے کے فضل اور فیض کے برکات اور انوار ساتھ ہوں۔

غرض **اول** یہہ ضروری ہے کہ اللہ تعالے کے متعلق غور کرے اور سمجھے سب سے اول اسکا **فرض** ہے اور یہ سمجھ ملنا اسکے فضل پر موقوف ہے پھر **دعا کرے** اور نیک صحبت میں رہے اور یہ بھی خیال کرے کہ عمر کا کوئی اعتبار نہیں۔ بعض لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں۔ کہ فلاں وقت اس نیکی کو کر لیں گے۔ مگر وہ اس انتظار ہی میں رہتے ہیں اور موت آجاتی ہے اسلئے نیکی کے اختیار کرنے میں دیر نہیں چاہئے۔

دربار شام (۱۰ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت مخدوم الملتہ نے عرض کی کہ ولایت کے ایک اخبار نے مضمون لکھا ہے کہ اسلام مہذب اقوام میں کامیاب نہیں ہوا چنانچہ ہندوستان میں آٹھ صدیوں سے کچھہ بھی ترقی نہیں ہوئی اسپر آپ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تہذیب کا لفظ ان کے نزدیک خاص ہے اور وہ معنے اس کے انکی اپنی ایجاد ہے۔ **آسمانی تہذیب** تو اور ہے جس میں ایمان۔ تقوے دیانت۔ صلاحیت اور نیک کرداری شامل ہے مگر انکے نزدیک دنیا کے جوڑ توڑ ہر قسم کے مکر و فریب کا نام تہذیب ہے یہہ تہذیب انکے ہی نصیب رہے ہم اسکو لینا نہیں چاہتے۔ چند بیہودہ رسوم و عادات کا نام جو اخلاق سے گری ہوئی ہیں تہذیب نام رکھتے ہیں۔ اور خدائی رسوم و ادب کی توہین اور استخفاف کرتے ہیں حالانکہ ان رسوم و عادات کے نتائج اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں جن سے سوسائٹی میں امن۔ اخلاق اور نیک اعمال پیدا ہوتی ہے۔ اپنی رسوم و عادات کو جنکے نتائج بد ہیں پسندیدہ سمجھتے ہیں۔

اس مقام پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ سید احمد خان صاحب نے ایک مضمون لکھا تھا کہ **سویلزیشن** (تہذیب) کا مترادف عربی زبان ہی میں نہیں۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ مسٹر بیک نے ایک مرتبہ علی گڈھ کالج کے طلبا کے سامنے تہذیب پر لیکچر دیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ اگر تم راستہ میں چلو تو لیڈی تمہارے دائیں طرف ہو اور اگر کوئی تار وغیرہ آجاوے تو اسکو پاؤں سے دبا کر لیڈی کو آرام سے گذرنے دو۔ کہانا کہاؤ تو اپنی بیوی کے ساتھہ نہیں بلکہ تمہاری بیوی کسی اور کے ساتھہ کہائے اور تم کسی غیر کی بیوی سے۔ الآخرہ ایڈیٹر۔

فرمایا یہہ تہذیب ان کو ہی مبارک ہو۔ قرآن شریف نے ہی سچی تہذیب دنیا کو سکھائی ہے یہہ **تہذیب** وہ ہے جس سے **انسانیت** آتی ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان ما بہ الامتیاز حاصل ہوتا ہے اور پھر سچے اور جھوٹے مذاہب کے درمیان ما بہ الامتیاز عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ تہذیب کسی کو نہیں ملی تو اسے تہذیب سے کوئی حصہ ہی نہیں ملا۔ یہہ دنیا کے کیڑے ہیں **اباحت** سے ملی ہوئی باتوں کا نام **تہذیب** قرار دیتے ہیں۔

خدا تعالے نے جس تہذیب کے پھیلنے کا ارادہ فرمایا ہے اسے اب کوئی روک نہیں سکتا جیسے جب کوئی بڑا بھاری سیلاب آتا ہے تو اسکے آگے کوئی بند نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالے کا ارادہ اس سیلاب سے بھی بڑھ کر زبر دست ہے کون ہے جو اس کے آگے بند لگائے؟ خدا تعالے نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سچی تہذیب اور روحانیت پھیلے اور یہ اس کے بالمقابل عیسائیت کے گندے خیالات پھیلانا چاہتے ہیں۔ اب خدا تعالے سے انکی **لڑائی** ہے معلوم ہو جائیگا کہ **اسکا انجام** کیا ہے۔ خدا تعالے نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا وہی خدا ہے جسنے زمین و آسمان بنایا ہے وہ چاہے تو نئے سرے سے اس زمین و آسمان کو بنا سکتا ہے۔ اب اسی کا کام ہے کہ وہ دنیا پر **اثر** ڈالے۔

ہم جو کوشش کر رہے ہیں یہہ تو گویا بچوں کا کھیل ہے ہمیں کیا مقدرت ہے کہ لوگوں میں سچائی کی روح پہونچا دیں اور انمیں حقیقی اتحاد اور یگانگت پیدا کر دیں نہ کیفیت اور کمیت اس اتحاد کی پیدا کر سکتے ہیں۔ نہ ایک وجود بنا سکتے ہیں۔ یہہ صرف خدا ہی کا کام ہے۔ جسنے پہلے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ کرشمہ دکھایا چنانچہ فرمایا

لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبہم۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو جو کچھہ زمین میں ہے۔ خرچ کرتا تب بھی وہ محبت و الفت جو ہم نے صحابہ میں پیدا کر دی ہے نہ کر سکتا حقیقت میں یہ محض اللہ تعالے کے فضل پر موقوف ہے۔ جیسا پہلے اللہ تعالے نے کیا اب بھی اسی کے فضل سے امید ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جس قوم میں اللہ تعالے کے ارادہ سے روح نہیں پہونکی جاتی اور جسکا نشو و نما خود اسی کے ہاتھ سے نہیں ہوتا جیسے باغبان ایک پودے کی خبر گیری کرتا ہے اور وہ اس کی نگرانی میں پرورش پاتا ہے۔ اسوقت تک اس قوم میں بہتری اور ترقی کے آثار پیدا نہیں ہوتے۔ اگر عارضی طور پر اس میں **وحدت** بھی ہو جاوے تو چند روز کے بعد وہی تفرقہ اور پریشانی آجاتی ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں اسی قیاس پر ہماری جماعت کو سمجھتے ہیں جیسے برہمو وغیرہ فرقوں کو سمجھتے ہیں اسی طرح اس فرقہ اور قوم کو سمجھتے ہیں کہ یہہ بھی کسی شخص کی خیالی تجویزوں کا نتیجہ ہے مگر میں جانتا ہوں کہ **خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا** ہے اور اسی کے فضل سے اسکا نشو و نما ہو رہا ہے اصل یہ ہے کہ جب تک خدا تعالے کا ارادہ نہو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور نہ اسکا نشو و نما ہو سکتا ہے لیکن جب اللہ تعالے کسی کے لئے چاہتا ہے تو وہ قوم بیج کیطرح ہوتی ہے جیسے قبل از وقت بیج کے نشو و نما اور اسکے آثار کوئی نہیں سمجھہ سکتا۔ اس قوم کی ترقیوں کو بھی محال اور ناممکن سمجھتے ہیں ہماری جماعت اگر بیس پچیس لاکھہ ہو کر پھر اسکی ترقی ٹھیر جاوے تب بھی کچھہ نہیں پھر بھی یہ سلسلہ کی حقانیت کی دلیل نہیں ٹھیرتی اسلئے ضروری ہے کہ یہہ **ساری زمین پر پھیل جاوے اور مقدار اور محبت کے رو سے غالب ہو جاوے**۔ کیونکہ یہہ خدا کے بغیر کب ہو سکتا ہے یہ انسی کے کام ہیں اور وہی کریگا۔

میں یقینًا جانتا ہوں کہ سب سے بڑا **معجزہ** یہی ہوتا ہے کہ جسکو اسنے بھیجا ہے اسکی **علت غائی** باطل نہو۔ اور مامور کی یہی علت غائی ہوتی ہے میرے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں لاکھوں معجزہ ہیں لیکن آپ کا یہ معجزہ بڑا ہی زبردست ہے آپ نے

جو دعوی کیا تھا وہ کر دکھایا

جیسے ایک طبیب دعوےٰ کرے کہ میں **حاذق طبیب** ہوں اور پھر اسے دعوے کو مریضوں کی صحت اور تندرست ہونے سے ثابت کر دکھائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھہ اپنے دعوے کے موافق کر دکھایا اسکی تو کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔ عرب جیسی جاہل اور خونی قوم جو کبھی کسی کی بات سن ہی نہیں سکتی تھی کیا کوئی اس قوم کی نسبت خیال کر سکتا تھا کہ یہ قوم باہم متحد ہوگی۔ اور خدا تعالے سے ایسا قوی تعلق پیدا کر لینگے کہ باوجودیکہ یہ فرعون سیرت ہیں لیکن اسکی اطاعت میں ایسے محو اور فنا ہونگے کہ **جان عزیز** کو بھی اسکی راہ میں دیدیں گے غور کرو کہ کیا یہ آسان امر تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایک ایسی قوم میں ایسی محبت الٰہی کا پیدا کر دینا کہ وہ مرنے کو طیار ہو جائیں خود آپ کی اعلےٰ درجہ کی **قوت قدسی** کو ظاہر کرتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بیعت میں تو داخل ہوتے ہیں لیکن ذرا سا بوجھہ پڑ جاوے تو ابتلا میں پڑ جاتے ہیں مگر صحابہ میں کیسی کشش تھی کہ مال اور آبرو تو کیا چیز سب سے بڑھ کر جان ہے وہ بھی انہوں نے دیدی۔ اگر کوئی کشش نہ تھی تو اس درجہ تک وہ کیونکر پہونچے؟۔ دوسری طرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حالت سے جب مقابلہ کرتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے گویا انمیں کچھہ بھی کشش نہ تھی۔ پطرس نے آخری وقت پر جو مدد کا وقت تھا انکار کر دیا اور یہودہ نے بیچدیا باقی بھاگ گئے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل کشش نہ تھی۔ کامل نبی میں ایک کامل کشش اور جذب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالے اپنا جذب انمیں رکھدیتا ہے مکہ کی زندگی ابتلاؤں سے بھری ہوئی تھی مگر وہ کمزور جماعت ہر قسم کے مصائب شدائد کو برداشت کرتے رہے اور جب انہیں ایک بڑی جماعت کا مقابلہ کرنا پڑا تو اس سے بھی نہیں گھبرائے اور نہ پیچھے ہٹے۔ غرض جس قسم کا ابتلا انپر آیا۔ بڑی دلیری اور خوشی کے ساتھہ اسکا مقابلہ انہوں نے کیا۔ میں یقینًا جانتا ہوں کہ انکی نہ اول نظیر پائی جاتی ہے نہ بعد میں۔ انہوں نے **بیعت** کے مفہوم کو خوب سمجھا اور اپنے عمل سے اسے ثابت کر دکھایا ہاں اللہ تعالے چاہے تو ہر ایک وقت میں ایسا ہو سکتا ہے مولوی **عبد اللطیف** (رضی اللہ عنہ) نے بھی اپنا کامل نمونہ دکھایا۔ ان نمونوں سے دوسروں کو بیٹا دیا پڑھ

ہوتا ہے جس سلسلہ میں کوئی نمونہ نہو وہ سلسلہ قابل تعریف نہیں ہو سکتا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا نمونہ دکہایا کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی بڑی تعریف کی ہے

منھم من قضے نحبہ ومنھم من ینتظر

نے صاف الفاظ میں ظاہر کیا کہ وہ سب کے سب اللہ تعالےٰ کی راہ میں جان دینے کو طیار تھے اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کی تعریفیں اگر قرآن شریف کی مختلف آیات سے جمع کی جاویں تو وہ ایک عجیب اسوہ حسنہ **بیعت** کے مفہوم کے لئے عجیب مخلوق تہی جسنے اللہ تعالےٰ کو مقدم کر لیا تہا بنی اسرائیل میں شہرت یافتہ دو ہی نبی تھے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان دونوں میں سے کسی کے صحابہ کا ذکر کرکے طبیعت خوش نہیں ہوتی حضرت موسیٰ کی قوم انکو ہی سنگسار کرنے کو آمادہ ہو جاتی تہی اور اکثر ان کے ساتہہ جہگڑتے اور انکار کر دیتے تہے۔ وہ سرکش اور کج طبع قوم تہی۔ اور حضرت مسیح کے صحابہ کا وہ حال تہا جو میں نے ابہی بیان کیا کہ آخری وقت انکار کر دیا۔

*

اس تقریر کے بعد صحابہ کرام کے اس محبت و اخلاص کا ذکر فرماتے رہے جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رکہتے تہے اسی ضمن میں یہ ذکر آگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر وہ کسقدر بے قرار ہو گئے تہے۔ انہیں قرار نہیں آیا جب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑہکر سب انبیاء علیہم السلام کی وفات پر اجماع نہ کرا لیا۔ فرمایا یہہ کیا ہی مبارک اجماع تہا اگر یہ اجماع نہ ہوتا تو بڑا بہاری فتنہ اسلام میں پیدا ہوتا۔ اسلام میں سب سے پہلا اجماع

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

ہی پر ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی کا منشاء تو اس صدمہ ہی کو دور کرنا تہا۔ اور وہ مرگ یاران جشنے دارد ہی سے دور ہوتا تہا۔ اگر اس آیت کے استدلال میں حضرت مسیح کو مستثنے کیا جاتا تو صحابہ کے درد کا کیا علاج ہوتا؟ پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیح سے کم درجہ پر تہے جو زندہ نہ رہتے۔ **قد خلت** کے معنے تو خود اسی آیت میں افان مات او قتل نے کر دئے ہیں کیا اس میں رفع بجسدہ العنصری بہی کہیں لکہا ہے؟ غرض جسطرح پر کسی کی قوت شامہ ماری جاوے تو اسے خوشبو کا حاسہ نہیں رہتا۔ اسیطرح پر ان لوگوں کی ایمانی قوت شامہ مر گئی ہے جو مسیح کو زندہ آسمان پر لے جاتے ہیں اگر یہ عقیدہ صحیح ہے تو پہر حالت بہت خطرناک ہے یہی عقیدہ انکی خدائی کی پہلی اینٹ قرار دیا گیا ہے

(اسکے بعد موجودہ گرد و غبار جو آسمان پر چہایا ہوا ہے اس کا ذکر ہوتا رہا۔ فرمایا یہ سب کچہہ ہمارے لئے ہی نشان ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارا متولی اور متکفل ہے ہمیں کیا غم ہے۔)

دربار شام (۱۱ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت حکیم الامتہ کا بچہ عبد القیوم بیمار تہا گزشتہ شب کو اسے تکلیف تہی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکا حال پوچہ رہے تہے اسی ذکر میں حضرت حکیم الامتہ نے کہا کہ میں اس سوال پر سوچتا رہا کہ آریہ جو اعتراض کرتے ہیں کہ بچوں کو دکہہ یا تکالیف انکے پچہلے جنم کا نتیجہ ہے۔ اس تحریک پر حضرت اقدس نے ذیل کی تقریر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر

یہہ تو بالکل بیہودہ عقیدہ ہے۔ اول تو یہ ہی قابل غور امر ہے کہ آیا بچے اسقدر تکلیف محسوس ہی کرتے ہیں یا نہیں جسقدر ماں باپ محسوس کرتے ہیں کیونکہ حس بہی عقل ہی کے ساتہہ بڑہتی ہے اور علاوہ بریں بچہ ہی جو بہشت میں داخل ہوگا۔ تو کسی حق ہی سے ہوگا۔ اسلئے اس قسم کی تکالیف اٹہاتا ہے۔

تکالیف اور مصائب کا فلسفہ

اصل بات یہ ہے کہ انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ زد و کوب ہی سے درست ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی ربوبیت انسان کی تکمیل چاہتی ہے اور خود عبودیت کا ہی تقاضا ہے کہ کسی نہ کسی طرح تکمیل کرے۔ اسلئے منجملہ تکمیل کی صورتوں کے ایک شدائد اور مصائب بہی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جو بالکل معصوم اور مقدس وجود ہوتے ہیں وہ بہی تکالیف اور شدائد کا نشانہ بنتے ہیں اور ایسے مصائب ان پر آتے ہیں کہ اگر کسی اور پر آئیں تو وہ برداشت ہی نہ کر سکے ہر طرف سے ان کے دشمن اوٹہتے ہیں کوئی باتوں سے دُکہہ دیتا ہے کوئی حکام **وقت** کے ذریعہ تکلیف دینے کا منصوبہ کرتا ہے کوئی قوم کو اسکے برخلاف اکساتا ہے غرض ہر پہلو کو اسکو تکلیف دی جاتی ہے اور ہر طرح کی بے آرامی اور حزن و غم ان پر آتا ہے باوجود اسکے ان ساری باتوں کا کچہہ بہی اثر ان پر نہیں ہوتا اور وہ پہاڑ کیطرح جنبش نہیں کرتے کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ گنہ گار ہیں؟ ہرگز نہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑہ کر بیہودگی اور کیا ہوگی؟ بچوں کی تکالیف کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ سے خوب حل ہوتا ہے۔ معصومیت کے لحاظ سے بچہ سمجہہ لو۔ یہہ مصائب عبودیت کی تکمیل کے لئے ہیں اور عالم آخرت کے لئے مفید ہیں۔ اگر ایسی حالت ہوتی کہ مرنے کے بعد بچہ کی روح مفقود ہو جاتی تو بہی اعتراض کا موقع ہوتا لیکن جبکہ جاودانی عالم اور ابدی راحت موجود ہے تو پہر یہ سوال ہی کیوں ہے؟ اگر یہ سوال ہے کہ بغیر تکلیف کے اس ابدی راحت میں داخل کر دے تو پہر کہیں گے کہ معاصی کا بکھیڑا کیوں ہے؟ اس کے ساتہہ ہی داخل کر سکتا تہا اسکا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں غنی بے نیاز ہے۔ انسان کو نجات اور ابدی آسایش کے حصول کے لئے کچہہ نہ کچہہ تو کرنا چاہیئے۔

جب تک وہ تکالیف اور شدائد نہیں اٹہاتا راحت اور آسائش نہیں پا سکتا۔ یہہ شدائد دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو انسان خود مجاہدات کرتا ہے اپنے نفس کے ساتہہ جنگ کرتا ہے اور اسطرح پر اکثر تکالیف میں سے ہوکر گزرتا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ قضا و قدر خود اسپر کچہہ تکالیف نازل کر دیتی ہے اور اس ذریعہ سے اسے صاف کرتی ہے۔ اس طریق میں بچہ اور انبیاء علیہم السلام کے نفوس قریب ہوتے ہیں وہ بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں اسپر بہی مصائب اور شدائد انپر آتے ہیں وہ محض انکی تکمیل اور ان کے اخلاق اور صدق و وفا کے اظہار کیلئے۔ انسان کے لئے سعی اور مجاہدہ ضروری چیز ہے اور اسکے ساتہہ مصائب اور مشکلات بہی ضروری ہیں۔

لیس للانسان الا ما سعی

جو لوگ سعی کرتے ہیں وہ اسکے ثمرات سے فائدہ اُٹہاتے ہیں۔ اسی طرح پر جو لوگ اللہ تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور نفس کی قربانی کرتے ہیں اسپر الٰہی قرب و انوار و برکات اور قبولیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور بہشت کا نقشہ ان پر کہولا جاتا ہے۔

یہہ لوگ اس راہ سے بے خبر ہیں اور ان انعامات سے بے بہرہ اسلئے ایسے گندے اور بیہودہ اعتراض کرتے ہیں انکے ہاں تو نجات کسی کو ملتی ہی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تناسخ مان بیٹہے ہیں۔

ہم یقین رکہتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس عالم کی تکالیف کا اجر دوسرے عالم میں ملتا ہے جسطرح پر انبیاء و رسل کو ملتا ہے اسی طرح پر دوسرے لوگوں کو ملتا ہے سنت اللہ یہی ہے اور انسانی کمزوری ضروری تہی تاکہ وہ خدا تعالےٰ کا ہمسر نہو۔ ہاں اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرکے مظہر تجلیات الٰہیہ ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصائب اور شدائد اٹہائے اور بہت سی مار یں کہائے یہہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اسکی سچائی تجربہ سے ثابت ہو رہی ہے۔ پس جب ایک واقعہ تجربہ سے ثابت ہو جاوے تو اسپر بحث فضول ہے۔

فرمایا تناسخ کی دلیل میں جو امیر اور مفلس کا تفاوت پیش کیا جاتا ہے یہہ بہی ایک بیہودہ بات ہے اس لئے کہ غنی کے لئے زکوٰۃ اور صدقات رکہتے ہیں کہ وہ ادا کرے اور مفلس کے لئے صبر رکہا ہے اور دونوں کے لئے اجر ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو چار کوس کا راستہ طے کرنا ہو ایک شخص کے پاس تو عمدہ عمدہ کہانے ہوں اور دوسرے کے پاس ستو ہی ہوں دونوں ہی اس راستہ کو طے کر لیں گے اور منزل مقصود پر جا کر اپنے اعمال کے موافق فائدہ اٹہائیں گے۔

تناسخ پر تو اسقدر اعتراض ہوتے ہیں کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے مثلاً ایک طرف تو یہہ لوگ ناطہ رشتہ میں دور دراز کے گوتوں اور ذاتوں کا لحاظ کرتے ہیں دوسری طرف اگر ایک بچہ کی ماں یا بہن اس کی چہوٹی عمر میں مرجاوے اور کسی دوسری جگہ جنم لیکر اسکے ساتہہ بیاہی جاوے تو اس کے روکنے کا کیا انتظام ہے اور پہر تناسخ کے لئے یہ بہی ضروری ہوگا کہ جرائم کے انواع بہی تجویز کریں کیونکہ جسقدر کثرت سے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں یہ سب جرائم ہی کی وجہ سے ہونگے؟ اور پہر ہر جون کا گناہ الگ چاہئے۔ اس قسم کے بہت سے اعتراض اس مسئلہ پر وارد ہوتے ہیں۔

دربار شام (۱۲ اگست ۱۹۰۵ء)

ایک نومسلم صاحب رحیم آباد سے آئے ہوئے تہے حضرت حکیم الامتہ نے انکی زبانی بیان کیا کہ وہ پنڈت دیانند صاحب کیساتہہ سات سال تک رہے ہیں۔ پہر خود نومسلم صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ویدوں کو اشوبد سے پڑہا ہے۔ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

دالسلام نے پوچھا کہ آپ کے قبول اسلام کی کیا تقریب ہوئی۔ جواباً کہا کہ اصل تو آپ کی پیشگوئیوں پر میری نظر تھی اور اسکے بعد **دلیریا** کے مباحثہ میں مجھ پر اسلام کی سچائی واضح ہوگئی اور میں مسلمان ہوگیا۔

اس کے بعد انہوں نے سوال کیا کہ **معراج** کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے کیا وہ جسمانی تھا یا روحانی؟ اسکے جواب میں حضرت اقدسؑ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

فرمایا جب تک انسان بے خبر ہوتا ہے اسکی باتیں نری اٹکلیں ہی ہوتی ہیں۔ ایسا ہی معراج کے متعلق لوگوں کا حال ہے وہ اسکی **حقیقت** اور **اصلیت** سے بےخبر ہیں ہم تو **معراج** کو بالکل بیداری تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں ایک بیداری دنیا داروں کی ہے اور ایک بیداری عارفوں صادقوں نبیوں اور خدارسیدہ لوگوں کی بیداری ہوتی ہے اور ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام صادقوں اور عارفوں کے سردار ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مرتبہ بھی آپکا سب سے بڑھا ہوا ہے۔ **معراج** ایک کشفی معاملہ تھا۔ یہہ بھی یاد رہے کہ کشف دو طرحکا ہوتا ہے ایک کشف ایسا ہوتا ہے کہ اس میں غیبت حس زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا کشف ایسا ہوتا ہے کہ وہ بالکل بیداری کے رنگ میں ہوتا ہے اور دراصل ہوتی ہی بیداری ہے اس قسم کے **کشف** کو خواب کبھی کہہ ہی نہیں سکتے بلکہ ایسے کشف کو خواب کہنا ایسی غلطی ہے جیسے کوئی دن کو رات کہدے۔

اس حالت کشف میں صاحب کشف وہ دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور وہ اسرار مشاہدہ کرتا ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتے۔ اس بیداری میں (جو عام لوگوں کی حالت ہوتی ہے) اس بیداری کے مقابلہ میں صدہا پردے اور حجاب ہیں۔ اگر اس کو اندھا کہیں تو زیادہ مناسب ہے اور اگر بہرہ کہیں تو موزوں ہے۔ لیکن اس کشفی بیداری میں اعلے درجہ کی بینائی اور شنوائی عطا ہوتی ہے۔ جس میں صاحب کشف وہ حالات دیکھتا ہے جو کسی نے نہ دیکھے ہوں اور وہ باتیں سنتا ہے جو کبھی نہ سنی ہوں پس اسی قسم کی بیداری کے ساتھ وہ **معراج** تھا اور ایک لطیف اور روحانی جسم کے ساتھ تھا۔

انسان کے جسم دو ہیں **ایک زمینی** اور دوسرا آسمانی جسم ہے۔ **زمینی جسم** کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے

الم نجعل الارض کفاتا

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج جس جسم کے ساتھ ہوا وہ آسمانی جسم تھا وہ معراج قابل تعریف نہیں جو عوام مانتے ہیں۔ چونکہ ہر شخص اپنی حد تک بات کرتا ہے بچہ اس حد تک ہی کہتا ہے جو کہیں تک محدود ہو کم علم اپنی حد تک اسی طرح یہہ لوگ چونکہ اس حقیقت سے محض ناآشنا اور ناواقف تھے انہوں نے یہانتک ہی اس راز کو سمجھا لیکن خداتعالےٰ نے مجھ پر اس کی حقیقت کھولدی ہے اور عوام اس سے محض ناواقف ہیں اسلئے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ ایسا کشفی رنگ تھا کہ اسکو ہرگز خواب نہیں کہ سکتے یہہ سچی بیداری تھی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہوا۔ اور یہ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کامل درجہ کا **تقدس** اور تطہر نہو۔

اس تقریر کو سنکر شیخ عبدالحق صاحب (یہہ اس نومسلم کا نام ہے) نے کہا یہہ تو بالکل سچ ہے افسوس یہ مخالف مولوی منبروں پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ وہ معراج سے ہی منکر ہیں۔ اسپر پھر حضرت اقدسؑ نے سلسلہ تقریر شروع کیا۔ ایڈیٹر۔

فرمایا۔ جوکچھ اسلام کا زیور تھا جسپر **اسلام** کو ہمیشہ ناز تھا اور جو اسلام اور دوسرے مذاہب میں مابہ الامتیاز تھا اس سے اس سے یہ لوگ بالکل بےخبر ہیں۔ اسلام کے سوا جسقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں انکی یہ حالت ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے محبوب کی بڑی تعریف کرے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہدے کہ ہاں ایک آنکھ اسکی نہیں اور دوسرا ساری تعریفیں کرنے کے بعد کہدے کہ اس کی شنوائی نہیں یا ایک ٹانگ نہیں غرض کوئی نہ کوئی نقص ضرور مانتے ہیں پورے طور پر کامل محبوب تسلیم نہیں کرتے۔ **اسلام** میں یہ خوبی ہے کہ اس نے احسن طور پر خداتعالےٰ کو دکھایا ہے اور کبھی انسان شرمندہ نہیں ہوسکتا۔ جس قسم کا خدا انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے وہ ایسا ہی اسلام میں پائیگی۔ کوئی نقص اور کمزوری اس میں نہیں ہے۔ **اسلام** ایسا مذہب ہے جو ایک ہی **زندہ** اور **ابدی** مذہب ہے کیونکہ اسکی تاثیرات اور پہل ہمیشہ تازہ بتازہ موجود رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالف علماء اسلام کی عام خوبیاں تو بیان کرتے ہیں کہ وہ توحید کی تعلیم دیتا ہے لیکن ایک اعلےٰ درجہ کی خوبی کا انکار کرتے ہیں۔

ایسا تو ایک برہمو بھی کرسکتا ہے فرض کرو اگر ایک برہمو کہے کہ بے شک لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم عمدہ ہے اور میں بھی مانتا ہوں۔ خداتعالےٰ کی صفات بھی مانتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہوں اور تمہاری طرح ہم بھی تناسخ کے نقص بیان کرتے ہیں اور اسکی تردید کرتے ہیں۔ باوجود ان باتوں کے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرتا ہے۔ تو کیا اسکی اتنی باتیں قابل قدر ہوسکتی ہیں؟ ہرگز نہیں اسلئے کہ اسلام کی جو اعلےٰ درجہ کی خوبی تھی وہ تو اسنے فروگذاشت کردی۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا **یقینی** ثبوت اور زندہ ثبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی تھی۔ جب اسے وہ نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ باقی جو کچھ ہے وہ بھی محض خیالی امر ہے۔ اسی طرح پر ہمارے مخالف علماء کی حالت ہورہی ہے۔ وہ چیز جو **میں** دنیا کو دینی چاہتا ہوں وہ انکے پاس نہیں اور اس سے وہ غفلت کررہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان جب تک **اللہ تعالےٰ** کی ہستی کو سمجھ نہیں لیتا اور **انا الموجود** ہونے کی آرزو نہیں سن لیتا **نفس امارہ** پر غالب نہیں آتا۔ اسلام کی اصلی غرض یہی تھی جو اب مفقود ہوچکی تھی۔ اسی کے احیا کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے

یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں جسقدر کوئی کسی سے خوف کرتا ہے یا کسی کی طرف رغبت کرتا ہے وہ **معرفت کا ثمرہ** ہوتا ہے دیکھو اگر کسی کو یہہ معلوم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے تو وہ کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ رات کے وقت اس مکان میں بھی داخل نہ ہوگا ایسا ہی اگر معلوم ہو کہ یہاں **ایک خزانہ مخفی** ہے تو اس کیطرف التفات پیدا ہوگی۔ اندھیرے میں ایک چیز کو اگر **بکرا** سمجھتا ہے تو جب تک اسے بکرا سمجھتا ہے تو پاس کھڑا رہے گا لیکن یونہی جب یہہ خیال ہوگا کہ وہ **شیر** ہے پھر وہاں نہیں رہ سکتا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی محبت اور خوف معرفت سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی آدمی دانستہ زہر نہیں کہا سکتا سنکھیا خواہ شہد میں ہی ملا ہوا ہو پھر بھی کوئی اسے نہیں کہائیگا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ یہ ہلاک کرنے والی زہر ہے۔

لیکن اسی طرح پر **گناہ** بھی ایک زہر ہے جو انسان کی روح کو ہلاک کرتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خداتعالےٰ کی ہستی پر ایمان رکھتا ہے تو پھر بڑی دلیری اور جرأت سے گناہ کیوں کرتا ہے؟ اگر اسے یہ معرفت ہو کہ کوئی محاسب بھی ہے تو اسقدر دلیری نہ کرے۔ یہہ دلیری اور جرأت **عدم معرفت** کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

غرض اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام **حقیقی معرفت** عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلودہ زندگی پر موت آجاتی ہے . . . . اور پھر اسے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے اعراض صوری یا معنوی نہو تو اللہ تعالےٰ اس میں اور اسکے غیر میں **فرقان** رکھدیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے اسکی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے اسکی معرفت بڑہتی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اسکو وہ حواس اور قوے دئے جاتے ہیں کہ وہ ان چیزوں اور اسرار قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے وہ ان باتوں کو سنتا ہے کہ اور وں کو اس کی خبر نہیں۔ اسی لئے فرمایا من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جہان کے لئے انسان اسی عالم سے حواس لے جاتا ہے اسی جگہ سے وہ بصارت لے جاتا ہے جو وہاں کی اشیاء اور عجائبات کو دیکھے۔ اور یہاں ہی سے وہ شنوائی لے جاتا ہے جو سُنے۔ گویا جو اس جہان میں وہاں کی باتیں دیکھتا اور سنتا نہیں وہ وہاں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

یہہ تھا مابہ الامتیاز اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان جسکو میرے مخالف پیش نہیں کرتے۔ اور خداتعالےٰ نے اسی **فرقان** کو دیکر مجھے بھیجا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ جبکہ یہہ مابہ الامتیاز ہے تو کیوں ہر شخص نہیں دیکھ لیتا اسکا جواب یہ ہے کہ **سنت اللہ** یہ واقع ہوئی ہے کہ یہ بات بجز مجاہدہ توبہ اور **تبتل تام** کے نہیں ملتی چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

یعنے جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرینگے انہیں کو یہ راہ ملے گی۔ پس جو لوگ خداتعالےٰ کے وصایا اور احکام پر عمل نکریں بلکہ انسے اعراض کریں انپر یہ دروازہ کس طرح کہل جائے یہہ نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہاں ایک خزانہ مدفون ہے اور دس بارہ دن کی محنت کے بعد نکل سکتا ہے اور کوئی شخص محنت تو کرے نہیں اور یہ کہے کہ خزانہ مل جاوے کیونکر ملے گا؟ اسی طرح پر یہہ خزانہ اللہ تعالےٰ نے اسلام میں رکھا ہے لیکن اس خزانہ کی کلید احکام اور ہدایتوں پر عمل ہے۔ اسکی وصیت اور ہدایت پر عمل کرنا اور محض خدا کے لئے نفس کو روک رکھنا یہہ کنجی ہے اور اسلام ہی میں یہہ ملتی ہے۔

من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ اسلام ایک چشمہ ہے اگر کوئی شخص اس پر چاہیئے

اور ہند رکہکر اس سے سیراب ہوکر نہیں پیتا تو اسکا اپنا قصور ہے اس چشمہ کا کیا قصور ہے؟ اگر کوئی شخص آفتاب کیطرف سے اپنے دروازے اور کہڑکیاں بند کر لیتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے کمرہ مین تاریکی آجاوے اس مین آفتاب کا کوئی قصور نہین۔ اسلئے جب تک انسان سچا مجاہدہ اور محنت نہین کرتا وہ **معرفت کا خزانہ** جو اسلام مین رکہا ہوا ہے اور جس کے حاصل ہونے پر گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوتی ہے انسان خدا تعالے کو دیکہتا ہے اور اس کی آوازین سنتا ہے اسے نہین مل سکتا۔ چنانچہ صاف طور پر اللہ تعالے فرماتا ہے۔ .... **واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی۔**

یہہ تو سہل بات ہے کہ ایک شخص متکبرانہ طور پر کہدے کہ مین اللہ تعالے پر ایمان لاتا ہون اور باوجود اس دعوے کے اس ایمان کے آثار اور ثمرات کچہہ بہی پیدا نہون۔ یہہ نری لاف زنی ہوگی ایسے لوگ اللہ تعالے کی کچہہ پرواہ نہین کرتے اور اللہ تعالے بہی ان کی پرواہ نہین کرتا۔

اصل بات یہی ہے کہ یہہ دولت مجاہدہ اور محنت کے بغیر ہاتہہ نہین آتی ہے اور ان راہون پر چلنا سب کے لئے ضروری ہے یہانتک کہ انبیاء و رسل کے لئے بہی یہی راہ ہے انکو جو فتوحات دیئے جاتے مین وہ اسی راہ سے ملتے ہین۔ انبیاء علیہم السلام تو اس راہ مین فنا ہو جاتے ہین اور وہی حالت ہوتی ہے جب ان سے معجزات صادر ہوتے ہین وہ عام لوگون سے بالکل نرالی قوم ہوتی ہے ہر شخص تو یہہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکی تعریف کرین اسکی عزت اور شہرت ہو برخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام اپنے نفس کو بالکل بہلا دیتے ہین۔ اور وہ خدا تعالے ہی کی عزت اور عظمت کے بہوکے پیاسے ہوتے ہین۔ خدا تعالے کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لئے وہ ہر قسم کی ذلت کے برداشت کرنے کو طیار ہو جاتے ہین۔ وہ تمام دکہون اور مصیبتون کو برداشت کرتے ہین مگر ذرا بہی پرواہ نہین کرتے انکی ساری خواہشین اور آرزوئین اس ایک بات پر آکر ختم ہو جاتی ہین کہ کسی طرح اہل دنیا **خدا تعالے** پر ایمان لاوین۔ انہین سخت تکلیف پہونچتی ہے جب وہ دیکہتے ہین کہ مشرک اور خدا سے دور لوگ اپنے بتون اور معبودون کی ایسی تعریف کرتے ہین جو خدا تعالے کی ہونی چاہیئے۔ ایسا ہی وہ اسکو بہی برداشت نہین کر سکتے کہ لوگ ہر قسم کے فسق و فجور اور بداعمالیون مین مبتلا ہوکر خدا تعالے کی طرف سے منہ موڑ رہے ہین۔ ایسی صورت مین انکے دل پر قلق اور کرب کا استیلا ہوتا ہے پس جب انکے دکہون اور تکالیف کا اندازہ حد سے گذر جاتا ہے تو اللہ تعالے یہہ گوارا نہین کرتا کہ وہ اسطرح پر دکہہ اٹہائین اسلئے وہ **کرامت** یا **نشان** ظاہر کرتا ہے۔

یہہ بہی یاد رکہو کہ راستباز دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو انبیاء و رسل یہہ تو اعلے درجہ کے **راستباز** اور **مقدس** وجود ہین دوسری قسم کے وہ راستباز ہین جو عام مومن ہوتے ہین لیکن ان مین کچہہ نہ کچہہ بقایا نفس بہی موجود ہوتا ہے ان دوسرے درجہ کے لوگون کو بہی اللہ تعالے کچہہ نہ کچہہ خوارق کا حصہ دیدیتا ہے لیکن بڑے بڑے نشانون کے مستحق وہی قوم انبیاء و رسل کی ہے جو کسی صورت مین بہی خدا تعالے کے غیر کا جلال نہین دیکہہ سکتے ان کی مصیبت اور دکہہ اسلئے ہوتے ہین کہ وہ خدا تعالے کے خلاف نہ دیکہہ سکتے ہین نہ سن سکتے ہین۔ میرا ایمان یہی ہے کہ نوح علیہ السلام کا طوفان جو آیا اس طوفان سے پہلے ایک طوفان خود **نوح** پر بہی آیا تب وہ طوفان آیا جسنے لوگون کو غرق کیا۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین فرعون غرق ہوا مگر اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ایک سخت مصیبت دیکہی جو لوگون کی نظر سے مستور تہی مگر وہ ایسی مصیبت تہی کہ اسے انکا ہی دل برداشت کر سکتا تہا۔ اور ایسی بہاری مصیبت تہی جسنے یہ نمونہ غرق دکہایا۔ نوح علیہ السلام کا غم خیال کرو کہانتک پہونچا ہوگا جو خدا تعالے کا غضب اسطرح پر بہڑکا۔

یقیناً سمجہو کہ یہہ **قوم** ایک عجیب قوم ہوتی ہے لوگون کے ہم و غم اپنے گہر کے دائرہ کے اندر ہوتے ہین بیوی بچون کا غم ہوا۔ یا اپنی عزت و دولت کے لئے اور اس لئے خدا تعالے انکی پرواہ نہین کرتا۔ لیکن اس قوم کے غمون کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف مخلوق کی ہمدردی انہین ہم و غم مین مبتلا کرتی ہے دوسری طرف اللہ تعالے کی عظمت اور شان بلند کے لئے گرہتے ہین۔ اور یہہ بات تکلف یا بناوٹ سے پیدا نہین ہوتی انکی فطرت ہی اس قسم کی بنی ہوئی ہوتی ہے اس قوم کو اس رنگ مین گویا آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔

ایسی حالت مین اللہ تعالے گوارا نہین کرتا کہ وہ غم مین مر جاوین وہ دیکہتا ہے کہ انکا غم محض اسکے لئے ہے اسے اگر پوچہا جاوے کہ وہ کیون اسقدر غم کہاتے ہین تو بتلا نہین سکتے۔ کیونکہ انکے **تعلقات ذاتیہ** ہوتے ہین اور خدا تعالے کی عظمت کے اظہار کے لئے وہ طبعی طور پر بیقرار ہوتے ہین۔ اور اس مین انکے نفس کا کچہہ بہی تعلق نہین ہوتا۔ کامل نفوس کے تعلقات جو اللہ تعالے کے ساتہ ہوتے ہین وہ اس قسم کے ہین کہ اگر بہشت و دوزخ بہی نہ ہوتے تب بہی وہ دور نہین ہو سکتے بغرض انسان ان کی کنہہ تک نہین پہونچ سکتا کہ وہ اللہ تعالے کی عظمت و جبروت کے لئے کس کس قسم کے قلق و کرب مین رہتے ہین۔ جب یہہ اضطراب حد سے بڑہ جاتا ہے تو پہر

آسمانی نشان

ظاہر ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالے بے پرواہ ہے اگر ساری دنیا اسکی حمد و ستائش کرے اور کوئی بہی اس کے خلاف درزی نکرے تو اسکی شان ربوبیت اور الوہیت مین کچہہ بہی زیادتی نہین ہو سکتی اور نہ اس سے کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے اگر سب کے سب فسق و فجور مین مبتلا ہو جائین۔ مگر بات یہ ہے کہ جب ایک انسان اسکے لئے ہی کہپتا ہے تو آخر اسے اپنی **مستور ذات** کو ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ یہی سر ہے اس حدیث مین

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف

اور یہ اسیوقت ہوتا ہے جب اللہ تعالے کے ماموروں اور مرسلون کا **قلق۔ کرب** حد سے بڑہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے مجاہدات کا اتنا ہی نتیجہ نہین ہوتا کہ وہ اللہ تعالے کو دیکہتے اور پہچانتے ہین بلکہ دنیا پر بہی احسان کرتے جاتے ہین کیونکہ اسے بہی دکہا دیتے ہین۔

پس نرے چہلکے پر کفایت کر لینا کافی نہین ہے

ایسی متاع چوری جا سکتی ہے لیکن جو **متاع حقیقی** اسلام پیش کرتا ہے جو اس مین اور اسکے غیرون مین مابہ الامتیاز ہے اسے کوئی چرا نہین سکتا۔ یہہ بات ہے جو ہم پیش کرتے ہین کہ

خدا موجود ہے اور اسکے امتیازی نشان ظاہر ہوتے ہین۔

اسلام کے ثمرات اب بہی ایسے ہی ہین اگر کوئی ان پہلون کو نہین کہاتا تو اسلام کا کیا قصور طبیب اگر ایک نسخہ بتا دے اور کوئی اسے استعمال نکرے تو اس مین طبیب کا تو کوئی قصور نہین ہے۔ اسلام میں یہہ ایسی **نعمت** ہے جو کسی اور دین مین نہین مل سکتی اسی کی طرف اشارہ کرکے اللہ تعالے نے فرمایا **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔** لیکن یہ نعمت نہین مل سکتی **جب تک اسطرف قدم نہ اٹہاوے** اور افسوس کے ہمارے مخالف اس نعمت کی طرف متوجہ نہین۔

دربار شام

[۱۴ اگست ۱۹۰۵ء]

شیخ عبد الحق صاحب آریہ نو مسلم نے اجازت چاہی اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ چہہ دن اور رہو۔ دین کی تپش اور تلاش انسان کو مقدم ہونی چاہیئے۔ اسپر انہون نے ذیل کا سوال کیا اسکا جو جواب حضرت اقدسؑ نے دیا وہ بہی درج ہے۔ ایڈیٹر۔

سوال۔ اولو الامر سے کیا مراد ہے؟ بعض کہتے ہین کہ ہر ایک مولوی اولو الامر ہے اور بعض کہتے ہین کہ کوئی نہین۔

جواب (از حضرت اقدسؑ) اصل بات یہ ہے کہ اسلام مین اسطرح چلا آیا ہے کہ اسلام کے بادشاہ جنکے ہاتہہ مین عنان حکومت ہے انکی اطاعت کرنی چاہیئے وہ بہی ایک قسم کے اولو الامر ہوتے ہین لیکن اصل اولوالامر وہی ہوتے ہین جنکی زندگی پاک ہوتی ہے اور ایک بصیرت اور معرفت جنکو ملتی ہے اور وہ خدا تعالے سے امر پاتے ہین یعنے **مامور الہی۔**

بادشاہون کے پاس حکومت ہوتی ہے وہ انتظامی امور مین تو پورا دخل رکہتے ہین لیکن دینی امور کے لئے کیا کر سکتے ہین۔ سچے اولو الامر وہی ہین جنکے اتباع سے معرفت کی آنکہہ ملتی ہے اور انسان معصیت سے دور ہوتا ہے ان دونون باتون کا لحاظ اولو الامر مین رکہو۔ اگر کوئی شخص بادشاہ وقت کی بغاوت کرے تو اسکا نتیجہ اسکے لئے اچہا نہین ہوگا۔ کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالے فتنہ کو پسند نہین کرتا۔ اسیطرح پر مامور کی مخالفت کرے تو سلب ایمان ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی مخالفت سے لازم آتا ہے کہ مخالفت کرنے والا خدا کی مخالفت کرتا ہے۔

سوال پہر اسوقت جو مولوی ہین کیا انکو اولوالامر سمجہین؟

جواب۔ اوخویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے کسی کی آنکہہ نہ کہولے آنکہہ کہلتی نہین۔ ان لوگون نے **دین** صرف چند رسوم کا نام سمجہہ رکہا ہے حالانکہ دین رسوم کا نام نہین ہے ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہہ باتین محض رسم اور عادت کے طور پر سمجہی جاتی ہین۔ یہہ لوگ اسی قسم کے ہو رہے ہین۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جنکو نماز اور روزہ سکہایا گیا تہا انکا اور **مذاق** تہا وہ حقیقت کو لیتے تہے اور اسی لئے جلد مستفیض ہوتے تہے پہر مدت کے بعد وہی **نماز** اور روزہ جو اعلے درجہ کی طہارت اور خدا رسی کا ذریعہ تہا۔ ایک رسم اور عادت سمجہا گیا۔ پس اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اصل امر **دین** کو جو **مغز** ہے تلاش کرے۔ **یاد رکہو** انسان کو اللہ تعالے نے **تعبد ابدی** کے لئے پیدا کیا ہے اسلئے اسکو چاہیئے کہ اسی مین لگا رہے اس جہان کی جسقدر چیزین ہین۔ بیوی۔ بچے۔ احباب رشتہ دار مال و دولت اور ہر قسم کے املاک انکا تعلق اسی جہانتک

اس جہان کو چھوڑنیکے ساتھہ ہی یہ سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہین لیکن خدا تعالےٰ کا تو اِس جہان مین بھی اور اُس جہان مین بھی اس کی ضرورت ہے اس لئے سچا تعلق اسی کے ساتھہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ **نجات ابدی** اسی کے ساتھہ وابستہ ہے جو خدا تعالےٰ کی معرفت۔ محبت اور صدق۔ وفاداری کے تعلق پیدا کرنے سے ملتی ہے۔ یہان تک تو سب مذاہب متفق ہین وہ نجات کا یہی ذریعہ سمجھتے ہین مگر سوال یہ ہے کہ یہہ باتین حاصل کیونکر ہون؟ یہی وہ مقام ہے جہان سے مذاہب کا **تفرقہ** شروع ہوتا ہے۔ اب جس مذہب نے حصول نجات کے عمدہ وسایل پیدا کئے ہین اور جو مذہب تاثیر اور جذب اور کشش اپنے اندر رکھتا ہے وہ سچا ہے لیکن جس مذہب کے اندر وہ تاثیر اور جذب نہین جسکی عملی تاثیرون کا کوئی نمونہ پایا نہین جاتا وہ خواہ خدا تعالےٰ کو واحد ہی کہے لیکن جھوٹا ہے یہ توحید اسکی محض **قال** کے رنگ مین ہے حالی کیفیت اسمین پائی نہین جاتی۔ حالی کیفیت تو اسوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ غیر کا وجود بالکل نابود ہو جاوے اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسہ کرنے والا ہو اسی سے ہر ایک امید و خوف ہو۔ جب تک یہہ بات عملی طور پر پیدا نہ ہو نرے قال سے کچھہ نہین بنتا مثلاً اللہ تعالےٰ کو واحد سمجھتا ہے پھر دوسرے سے بھی تعلق رکھتا ہے تو توحید کہان رہی یا خدا تعالےٰ کو رازق مانتا ہے مگر کسی دوسرے پر بھی بھروسہ کرتا ہے یا دوسرے سے محبت کرتا ہے یا کسی سے امید اور خوف رکھتا ہے تو اس نے واحد کہان مانا۔ غرض ہر پہلو سے اللہ تعالےٰ کو واحد ماننے سے **توحید حقیقی** متحقق ہوتی ہے مگر یہہ اپنے اختیار مین نہین اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی ہستی پر کامل یقین سے پیدا ہوتی ہے۔

یک طرفہ خیال رفتہ رفتہ ضایع ہو جایا کرتے ہین مثلاً ایک شخص خیال کرے کہ اس چوبارہ کے اندر آدمی ہے جب وہ بیدار ہوگا تو اسکو کھولے گا۔ لیکن جب اسپر دو دن چار دن مہینا دو مہینے یہانتک کہ کئی برس گذر جاوین اور کوئی آواز نہ آوے نہ کھڑکا ہو۔ تو آخر اسے اپنا اعتقاد بدلنا پڑیگا اور خیال پیدا ہونے لگے گا کہ اگر اسکے اندر کوئی آدمی ہوتا تو ضرور بولتا معلوم ہوا کوئی آدمی ہے ہی نہین۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ جو ان آنکھون سے پوشیدہ ہے اسکی بابت بھی **طالب حق** چاہتا ہے کہ اسکا پورا پتہ لگے تا کہ ایمان ترقی کرے۔ ضرور ہے کہ اسکی قدرتون کے عجائبات نظر آوین۔ اسکی آواز بھی سُنائی دے۔ اور اسکے سننے کا پتہ لگے۔ لیکن اگر کسی بات کا پتہ ہی نہین چلتا تو پھر رفتہ رفتہ ایمان کمزور ہو کر انسان دہریہ ہو جائیگا۔

یہہ تو سب اہل مذاہب مانتے ہین کہ اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے اور ہماری دعائین سنتا ہے مگر مین کہتا ہون کہ وہ جسطرح سنتا ہے کیا یہہ ضرور نہین کہ اسی طرح **بولتا بھی ہو**۔ اگر **بولتا** نہین تو پھر اسکا سننا بھی باطل ہوگا اور پھر دوسرے صفات بھی باطل ہو جائین گے۔

آریہ بھی اتنا تو مانتے ہین کہ وہ سنتا ہے لیکن جب ہم پوچھتے ہین کہ کیا وہ **سنتا بھی ہے** تو یہان اگر خاموش ہو جاتے ہین تو پھر یہ کیونکر مان لیا جاوے کہ اسکے کان تو ہین مگر زبان نہین یہ تو ادھورا **خدا** ہؤا۔

سچا معلم اور **مذہب** وہی ہو سکتا ہے جو خدا تعالےٰ کی **ہستی** کا ثبوت دے۔ جو سننے کا ثبوت دیتا ہے وہ بولنے کا بھی دیتا ہے۔ اس معیار پر اگر صرف **اسلام** ہی ہے جو سچا ثابت ہوگا۔

آریہ کہتے ہین کہ کسی قدیم زمانے مین بولتا تھا اب نہین بولتا۔ مگر ہم کہتے ہین اسکا کیا ثبوت ہے کہ پہلے بولتا تھا؟ ایسا ہی عیسائیون کا بھی حال ہے وہ بھی اسبات کا ثبوت نہین دے سکتے کہ خدا **بولتا ہے**۔

مان

ہم کہتے ہین کہ جسطرح خدا کو دیکھتے ہین اور یقین رکھتے ہین کہ وہ دیکھتا ہے اور **سنتا ہے** اسی طرح ہم یقین رکھتے ہین اور اپنے **تجربہ** سے کہتے ہین کہ وہ **بولتا بھی ہے**۔

یہہ سچ ہے کہ اسکی آواز سننے کے لئے خود تمہارے کان بھی کھلے ہوئے ہونے چاہئین اگر تم اپنے کان مین روئی دیدو گے تو ہرگز نہین سن سکتے۔ یا آفتاب اور ماہتاب کے نور سے بھاگ کر کسی تہ خانہ مین چھپ جاؤ تو روشنی کیونکر آسکے گی۔ ہر چیز کے حصول کے لئے ایک قانون ہوتا ہے اگر کوئی اس قانون کو چھوڑ کر اور اس سے منحرف ہو کر اسے حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہین کر سکتا۔ مثلاً آنکھہ کان مین جو قوتین ہین اگر ان سے کام نہ لے تو اثر نہین رہتا اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے یہ قانون مقرر کیا ہے کہ انسان اول اپنے دل کو پاک کرے اور نفسانی خواہشون کی مخالفت کرے اس سے درمیانی گرد و غبار اٹھہ جائیگا۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ اللہ تعالےٰ سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ جو لوگ عارف ہوتے ہین انپر یہ باتین کھل جاتی ہین وہ اسی دنیا مین خدا تعالےٰ کے صفات کو مشاہدہ کرتے ہین۔ جو شخص ان صفات کو دیکھتا نہین وہ صرف طوطے کی طرح رٹتا ہے۔ آریون نے جو صفائی کی ہے وہ تو پہلے سے بھی گیا گذرا و المعاملا ہوا ہے اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو زبانی لاف و گزاف کچھہ نہین کر سکتی مین یقیناً کہتا ہون کہ ان لوگون کے سارے دعوی باطل ہین اسلئے کہ انکو روحانیت کی توفیق نہین ملی ہے۔ جبپر اس جہان کی کھڑکی نہین کھلی وہ کیا دیکھے گا۔

پنڈت دیانند نے جو کچھہ بیان کیا ہے وہ نری اٹکل ہے جیسا ایک اندھا کسی کو ہاتھہ لگا کر اسکے متعلق بیان کرتا ہے اسی طرح سے انہون نے کیا ہے محض اپنے مذہب کے تعصب کی جہالت سے کہا جو کچھہ کہا اسکو وہ آنکھین نہین تھین جو وہ اس عالم کے عجائبات کو مشاہدہ کرتا۔ اسکو بالکل خبر نہین کہ خدا کیا ہے؟ اور اس کے صفات کیا ہین۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز کے صفات دور ہو جائین تو وہ چیز بھی جاتی رہتی ہے پھول کی صورت نوعی بھی جاتی رہے گی جب اس کے خواص اور صفات نہون اسیطرح آریون کے قول کے بموجب پرمیشر کا وجود نہین رہتا جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ اسکے صفات نہین کیونکہ وہ نہین کہ سکتے کہ وہ کسی سے **بولتا بھی ہے** جب بولتا نہین تو سننے پر کیا دلیل ہوگی اسیطرح **قدرت** بھی باطل ہوئی۔

خدا تعالےٰ کے صفات قدیم سے چلے آتے ہین جب ایک صفت باطل ہوئی تو ممکن ہے کوئی دوسری بھی باطل ہو جاوے سچا مذہب وہی ہے جو **زندہ خدا** کو پیش کرے اور وہ **اسلام** ہے۔

ہمارے مخالف اسلام کا اقرار کرتے ہین مگر افسوس ہے کہ وہ **اسلام** کی اس قابل قدر خوبی سے انکار کرتے ہین جب سے اسلام ہؤا ہے اس مین ہمیشہ عملی نمونے رہے ہین لیکن وہ انکار کرتے ہین کہ **اب نہین** افسوس!

فرمایا ایک اور بڑی خرابی ہوتی ہے کہ انسان مین علم ہو سمجھہ ہو پھر دنیا کے خیال اسپر غالب ہو جائین تو اسطرح پر دینی سرگرمی نہین رہتی وہ مردہ یا منافق ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس جماعت مین ملنے والا تو وہ ہوگا جو ہر قسم کے مصائب اور شدائد کا نشانہ بننے کو آمادہ ہو۔ لیکن محبت ہو تو سب کچھہ ہو سکتا ہے جیسے ایک مست اونٹ پر جسقدر بوجھہ چاہو لاد دو۔

فرمایا قوی القلب آدمی ہو تو یہی نہین کہ وہ مخالفون کے شور و شر سے امن پاتا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ اس مین جذب اور **کشش** رکھہ دیتا ہے۔

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و متاع محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنک منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنک بہت ہی ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پایدار۔ نہ دیمک کا خوف نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہین۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اسمین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکونکی تجارت کرتے ہین وہ اکٹھے منگوائینگے تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاویگی۔ تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی

(زندہ مثال)

یعنی ایکہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابین بالکل مفت

وہ کس طرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی درخواستین ہمارے دفتر مین بھیجدین ہم آپ کو ایکروپیہ کی کتاب صرف ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر **مفت بھیجدینگے** جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اوسکا نام خط مین تحریر کر دو۔ مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اوس کتاب کی ایکروپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵-اگست سے شروع ہوگا **طالب علمون** کے لئے خصوصاً و دیگر کتابی شوقون کے لئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک قیمت نصف

یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اسکا ڈائل پھولدار خالص چینی کا ہے جیب مین بھی لٹک سکتی ہے [illegible] فروخت ہو چکی ہین بڑی پختہ و پائیدار ہین قیمت [illegible]

ملنے کا پتہ حمید سٹور اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

[illegible]

مراسلات

زلزلۃ الساعۃ

الحکم کے معزز ناظرین سراج الاخبار کے نام سے واقف ہونگے۔ یہ وہی اخبار ہے جسکے قابل ایڈیٹر و معزز نامہ نگار کو برادرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ مین جرمانہ ہو چکا ہے اب وہی نامہ نگار مولوی محمد کرم الدین صاحب اسکے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہین۔ مولویصاحب ہر ہفتہ سید المعصومین خاتم الخلفاء علیہ التحیۃ والثناء کے بارے مین کچھ نہ کچھ گلفشانی کر دیا کرتے ہین چنانچہ ۲ ار جولائی کے پرچے مین ایک نظم چھپوائی ہے جسمین یہ لکھا ہے کہ مرزا جی زلزلہ کے خوف سے باہر بھاگ گئے۔ اور پھر جب حسب وعدہ زلزلہ آیا تو نادم ہو کر گھر چلے آئے۔ اگر مکذبین کے لئے زلزلہ تھا تو ان لوگوں کو نعوذ باللہ باہر نکلے۔ اخیر مین ایک بڑا بھاری افترا و بہتان باندہا ہے کہ آپ کی واپسی بیت کی ناراضی سے ہوئی مین بڑا تعجب کرتا ہون کہ یہ لوگ کوئی اتہام لگاتے ہوئے کیون خداتعالے سے نہین ڈرتے۔ آخری شعر سے پہلا شعر ایسا فحش ہے کہ مجھے حیرت ہے ایک کوئی منفی کے قلم سے نکل کیونکر گیا۔ مین اسے نقل کرکے الحکم کے پاک کالمون کو ملوث نہین کرنا چاہتا۔ یہ نظم میرے ایک دوست نے فخریہ دکھائی۔ چونکہ اس کے ناظم کو سلسلہ احمدیہ سے ایک خاص تعلق تھا کیونکہ ان کا وجود ایک عظیم الشان نشان بلکہ کئی نشانون کے دکھانے کا موجب ہوا۔ اسلئے مین سمجھتا ہون کہ وہ میرے آقا کی صداقت کے اظہار کے موجب ہوئے۔ اور اسی خیال سے مین اسکا جواب لکھتا ہون امید ہے تحمل سے خدا ترسی سے دیکھا جائیگا۔ وان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ مخفی نہ رہے کہ مین نے اس دوست کے سامنے اس نظم کا جواب ترکی بترکی شروع کر دیا تھا۔ پس بوجہ عجلت فروگذاشت قابل درگذر ہے۔ وہ نظم یہ ہے۔

(ناچیز احمدی گجراتی از گوٹیکے ضلع گجرات)

نظم

حضرت بھی گھر کو چھوڑ کے جنت مین چلتے ہین
با آدم اسکی امت کی صحبت جتاتے ہین
ہے کیسی اعلے قوت قدسیہ امام ۔۔
دنیا مین تابعین کو جنت دکھاتے ہین
مامور ہین خدائے عزیز و حکیم کے
جو حکم آتا ہے وہی سب کو سناتے ہین
ڈرتے نہین ملامت خلقت سے زینہار
بلکہ وہ اپنی قوم کو ہر دم ڈراتے ہین
کہتے ہین باز آؤ بھی فسق و فجور سے
ورنہ فرشتے زلزلہ اک سخت لاتے ہین
چھوڑینگے گر نہ شوخی شرارت کو یہ عباد
دم بھر مین دیکھ لین سبھی کچلے جاتے ہین
فرمایا ہے خدا کہ نہین بھیجتے عذاب
جب تک نہ لوگ شوخیان بیحد دکھاتے ہین
اور نیز ہم عذاب نہ بھیجینگے زینہار
جب تک نہ اک نبی کے ذریعے ڈراتے ہین

*

گھر سے نکلنا حکم خداوند سے ہوا
نادان کس خیال سے یہ غل مچاتے ہین
گر یہ ہی بزدلی ہے تو پھر سارے ہی رسول
اس طرح بزدلی کا نمونہ دکھاتے ہین
حیرت ہے آپ بھول گئے لوطؑ کا وہ حال
جب راتون رات بستی سے بستر اٹھاتے ہین
طوفان و اٰبر دیکھ کے ہوتا تھا چہرہ زرد
کیا بزدلی یہ ختم رسل کی بتاتے ہین
دیکھو نہ اعتراض کرو ایسا تم کوئی
ورا انبیاء جسکے نشانے مین آتے ہین۔
ہے تو مکذبون کے لئے ہی یہ زلزلہ
پر اہل حق بھی خوف خداوند کہاتے ہین
وہ ذات بے نیاز ہے جو چاہے کرتا ہے
اسکے مقابلے مین تو گستاخ آتے ہین
ہر اک مین کچھ نہ کچھ تو ہوا کرتا ہے قصور
اپنے کئے کی سب ہی سزا سخت پاتے ہین
آنے لگا عذاب تو نکلے تھے لوطؑ کیون
آپ ان کے حق پہ ہونے مین کچھ شبہ لاتے ہین؟
کیا ان مین پاکبازی نہ تھی؟ بولئے جناب!
یونس کی طرح کس لئے پھر بھاگ جاتے ہین
ان کو بھی کہنا تھا کہ اگر موت آ گئی
تو پھر یہ حیلے مرنے سے کیونکر بچاتے ہین
جانا وہان گناہ ہے جہان آگ جلتی ہو
جو جانتے ہین ان کو وہ اپنے جلاتے ہین
بس یہ ہی تھا ہمارے نکلنے کا بھی سبب
نادان ہین جو اسپہ تمسخر اڑاتے ہین
تابع ہین جان و دل سے جب اپنے امام کے
ہم اپنے ڈیرے اسلئے باہر لگاتے ہین

ماعجبہ نکلتا ہے ان کی زبان سے
کیون کافرون کی بولی زبانون پہ لاتے ہین
کس نے سکھائی شوخی مری پیاری قوم کو
اللہ کے عذاب کو جلدی بلاتے ہین۔
لولا اجل جواب ہے یستعجلون کا
قرآن پاک سے یہی آیت سناتے ہین
قہار کے عذاب کی ستمگر کوئی خبر
جو ہین سعید وہ تو بڑے کانپ جاتے ہین
لیکن یہ کیسے لوگ ہین ڈرتے نہین ذرا
بلکہ بڑی دلیری سے باتین بناتے ہین

کوئی بھی وقت اس کا مقرر نہین کیا
پھر کیون "نہ آنے" کی یہ دہائی مچاتے ہین
کیون جلدی کر رہے ہو کرو یاد وقت نوحؑ
جب آپ حکم باری سے کشتی بناتے ہین
اور قوم ٹھٹھے کرتی ہے بڈھے کو کیا ہوا
پھر اسکے بعد جلد ہی سب ڈوب جاتے ہین
پہلے ہی یہ خدا کے نبی نے تھی دی خبر
آئے گا جب کہ لوگ اسے بھول جاتے ہین
ٹھٹھے کرینگے میکہ نہین آیا وہ عذاب
الہام جھوٹے میرزا صاحب سناتے ہین
یا ہر رہے تھے آپ اسی انتظار مین۔
تا کچھ خبر مزید گھڑی والی پاتے ہین
جب موسم بہار مقرر ہوا تو پھر
جلدی حضور لوٹ کے بستی مین آتے ہین
جو پوچھتے ہین لوگ کہ یہ وعدہ ہوگا کب
ان کو ہم ایک آیت قرآن سناتے ہین
دیکھین وہ "ملک" علم ہے اسکا خدا ہی کو
اور مین تو ہون نذیر جو پہلے ڈراتے ہین

سن لو وہ زلزلہ تو ضرور آئے گا ضرور
اچھے ہین جو ابھی سے تضرع دکھاتے ہین
مہلت کو سمجھو رحمت رب رحیم ہے
دانا ہین جو وہ نیکیان اسمین کماتے ہین
اور بدنصیب اور بھی کرتے ہین سرکشی
اپنے تئین لعنت حق مین بڑھاتے ہین
دیتے ہین روز گالیان ظل رسولؐ کو
کس منہ سے پھر امید شفاعت کی لاتے ہین
یارب ہماری قوم کو فہم سلیم دے
تیری جناب پاک مین ہم سر جھکاتے ہین
(احمدی گجراتی از گوٹیکے ضلع گجرات)

ایک رؤیا معہ تعبیر

مکرمی و معظمی جناب شیخ صاحب۔ سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو ڈھائی ماہ کا عرصہ ہوا۔ ہے کہ مین آپ کو کوئی خط نہین لکھ سکا جس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مین اس عرصہ مین کئی ایک پریشانیون کا نشانہ بنا رہا ہون کہ جن مین سے فی الحال ایک کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہون ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہین کہ مین نے رات کو بحالت خواب دیکھا تھا کہ پولیس کے چند آدمی میرا اور میرے بعض متعلقین کے نام لکھ رہے ہین جو صبح اٹھتے ہی مین نے گھر کے لوگون کے علاوہ دفتر کے چند آدمیون کو بھی مطلع کر دیا اور مین نہایت حیران تھا کہ پردہ غیب سے معلوم نہین کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے آخر سات آٹھ روز کے بعد ایک شخص نظام الدین نامی نے اپنے علاقہ کے تھانہ مین رپورٹ کر دی کہ میرا دو سو روپیہ کا جوزیور کھویا گیا ہے اوس کے چرانے والے یہی لوگ ہین۔ پھر جب مجھے اس رپورٹ سے اطلاع ہوئی تو مین نے بارگاہ ایزدی مین نہایت عاجزانہ دعائین کین۔ کہ اے خدائے کریم چونکہ میرا اس معاملہ سے محض بیخبر ہونا تجھپر بخوبی روشن ہے اسلئے تو مجھ بے قصور کو اس کش مکش اور پریشانی سے بچا لے۔

اب مین خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو رپورٹ میرے خلاف لکھی گئی تھی وہ بالکل بے بنیاد ثابت ہوئی ہے اور مجھ ساطر کو کسی نے پوچھا تک نہین۔ ہان رپورٹر کے ساتھ جو ہوا ہے وہ ہمارے مخالفین کے لئے واقعی قابل عبرت ہے۔ تعجب ہے کہ جس قسم کے الزام مین وہ مجھے مبتلا کرنا چاہتا تھا اوس مین وہ خود ہی پھانسا گیا ہے اور اب ملازمت سے برطرف ہو کر چاہ کندہ را چاہ درپیش کے مقولہ کو سچا ثابت کر رہا ہے۔ مگر مخالفین اپنی زیادتیون سے پھر بھی باز نہین آتے غالبا آپکو بھی معلوم ہوگا کہ بریلی مین سلسلہ احمدیہ کے ممبرون کو ان کے مخالف مولویون نے از حد تنگ کر رکھا ہے جس پر میرے محمد عبد العزیز صاحب ایڈیٹر روہیلکھنڈ گزٹ بریلی کو ایک مفصل کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ اپنے معزز اخبار کے ذریعہ اپنے ہان کے مولویون کے خلاف قرآن کی اصلاح کر دین تو باعث مشکوری ہوگا مین نہین سمجھ سکتا کہ انہون نے میرے کارڈ کا تذکرہ کرنا پسند نہین کیا۔ ہان بعد ان کے اخبار دو الفرنین نے بریلوی مولویون کو خوب ہی متنبہ کیا ہے کہ اگر وہ خطرناک اشتہار کا شائع کرنا اور دشنام دہی کی عادت کو ترک کر دین تو ہم ان مولویانہ وراثت کو دفعتا چھوڑ دینا مشکل سمجھتے ہون جناب یکم اگست کے روہیلکھنڈ گزٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مکرمی حافظ سید تصور حسین صاحب بریلی آجکل بری ابتر حالت مین ہین جو اپنے ایک مختصر سے مضمون بعنوان فریاد مین لکھتے ہین کہ وہ ہمکو آجتک سے بلند نکتہ دشوار ہو رہا ہے شب کو سر ہوتا

نوٹ۔ یہ وہی الہام ہے جو پچیس برس کو ہو چکا تھا اور یہ پیشگوئی اب پوری ہوئی ہے اسکے متعلق دیکھو میرا مضمون بدر مین ۱۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

(اِنّهٗ آوی القریة)

الحکم

چه گویم با تو گر آئی چها در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ، (۲) خواص و معاونین سے عللہ، (۳) ہندوستان سے باہر سے، (۴) غیر مذاہب والون سے ہے، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

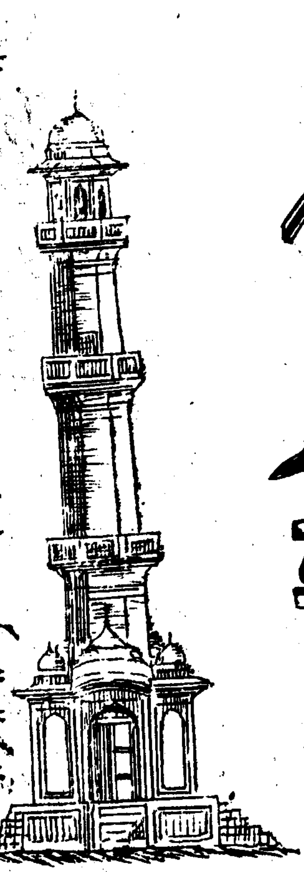

فہرست مضامین

(۱) جاپان مین اشاعت اسلام | صہ ۱
" دار الامان کا ہفتہ۔ تازہ الہامات و رویا
(۲) ایک مولوی صاحب کی قابلیت۔ | صہ ۲
" فہرست مبائعین
(۳) پیسہ اخبار کا مقدمہ۔ صہ ۳-۴
(۴) طبیب حاذق۔ | صہ ۵
" مسیح کے زندہ آسمان پر جانیکے قایل
" مسلمانون سے سوال۔
" مدینہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ
(۵) مراسلت۔ صہ ۵
(۶) ایک اور نشان ظاہر ہوا۔ | صہ ۶-۷
" عبد القیوم کی وفات اور تعزیت
(۷) پروفیسر اموری کا لکچر زلزلے پر صہ ۷و۸
(۸) ہمارے مخالفین حد سے بڑھ چلے۔ | صہ ۸
" عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا۔
(۹) اشتہارات۔ صہ ۸و۹و۱۰

نمبر ۳۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

جاپان مین اشاعت اسلام

جاپان اسوقت اپنی مادی ترقیات کیوجہ سے دوسری قومون کے لیئے مطمح نظر بنا ہوا ہے علاوہ دوسری باتون کے مختلف مذاہب کے پیرو کوشش کرنا چاہتے ہین کہ جاپان کو اپنے مذہب مین تبدیل کرلین جنرل بوتھ جو ملکتی فوج کا بانی مبانی ہے وہ جاپان پر اپنی فوج کو لیکر مذہبی یورش کرنا چاہتا ہے اسکا خیال ہے کہ وہ جاپان کو اور پہر جاپان کے ذریعہ کل ایشیاء کو عیسائی بنالیگا۔ مجھے اس پر بحث کرنے کی حاجت نہین ہے کہ وہ کہانتک اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہوگا بلکہ صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ چونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت **کسر صلیب** کے لئے ہے اسلئے ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ ایسی حالت مین جبکہ جاپان پر ملکتی فوج کی یورش ہونے والی ہے۔ ہم بہی اپنے **میگزین** کو جاپان کے مختلف مقامات پر پہونچادین جو عیسویت کی زہر کا ناقابل خطا تریاق ہے الحکم کی اس اشاعت مین کسی دوسری جگہ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کی چٹھی بہی درج کیجاتی ہے امید ہے احباب اسے توجہ سے پڑہین گے۔ اس نوٹ کی تحریک کا یہ بہی باعث ہوا کہ سیالکوٹ سے چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نے مجھے لکہا ہے کہ وہان کی جماعت نے ۲۵ رسالہ جاپان کے لئے اپنے خرچ سے بہجوانے منظور کئے ہین۔ اس صورت پر اگر بیس مقامات کی جماعتین بہی...... اسی قدر تعداد اپنے خرچ سے جاپان بہجوائین تو وہان کافی اشاعت ہوسکتی ہے اس تجویز کو سرسری نظر سے نہین دیکہنا چاہیئے بلکہ اس سے پیشتر کہ جنرل بوتھ عیسویت کی بیہودگی کو جاپان لے جائے۔ میگزین کے ذریعہ اس کی اشاعت جاپانیون پر کہل جانی ضروری ہے اور میگزین کے اعلے درجہ کے مضامین کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفون نے بہی تسلیم کیا ہے۔ اسلئے اگر مسلمانون مین ملیت کا مفہوم مفقود نہین ہوگیا۔ تو میری رائے مین مسلمان اخبارات کے ایڈیٹرون کو چاہیئے کہ وہ اپنے جراید کے ذریعہ اس سالہ کی عام اشاعت کیلئے مسلمانون کو توجہ دلائین۔ وہ تنگ دلی سے کام نہ لین۔ اسلام کی اشاعت ہر مسلمان کا قومی اور مذہبی فرض ہے اس مین کسی فرقہ کی تخصیص نہین۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلے حضرت حجۃ اللہ کی طبیعت اچہی تہی اور آپ براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف مین مصروف تہے کہ یکایک ۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء کو آپ کے سر مین الماری کے تختہ سے چوٹ لگی۔ جسکی وجہ سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی ۲۳۔ اگست ۱۹۰۵ء کو بعد عصر جناب شیخ رحمت اللہ صاحب حصول اجازت کے لئے آپ کے حضور حاضر تہے مجہے بہی اس تقریب پر حصول ملازمت کا موقع مل گیا۔ فرمایا

"خدا کا شکر ہے کہ زخم مل گیا ہے۔ لیکن ابہی ضعف باقی ہے۔ نماز مین سجدہ کرتا ہون تو سر چکر لانے لگتا ہے۔ مین دیکہتا ہون کہ ذرا آرام ہوجائے تو اپنے کام مین لگ جاؤن"

اللہ! اللہ! کیسا سچ ہے ؏

من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم

اعلائے کلمۃ الاسلام کیلئے اس حالت مین بہی مضطر رہتا ہے۔ اگر کوئی فکر ہے تو اسی کا اور تکلیف ہے تو اسی کی۔

بہرحال حضور کی طبیعت بہت اچہی ہے۔ آپکے اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے سب اچہے ہین۔ اس اثنا مین ایک تازہ الہام اور رویا ہوئی جو دوسری جگہ درج ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بہی الحمد للہ اچہی ہے

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام ۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء سے ایک مہینہ کی موسمی تعطیلات کی تقریب پر بند کیا گیا ہے بورڈر اپنے گہرون کو چلے گئے ہین امسال طلباء اور مدرسین کو کہا گیا ہے کہ وہ چندہ وصول کرکے لائین۔ امید ہے مدرسہ تعلیم الاسلام سے محبت رکہنے والے اپنے ان قومی فقرا کو تہیدست نہ پہیرین گے۔

۴۔ حافظ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صحت خدا کا شکر ہے یوماً فیوماً ترقی کر رہی ہے۔ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بہی جیسا کہ لکہا جاچکا ہے تشریف لے آئے ہین۔ اور ۱۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء تک انشاء اللہ العزیز قادیان مین رہین گے۔

تازہ الہامات و رویا

۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء فَزِعَ عِیْسٰی وَمَنْ مَعَهٗ

۲۲۔ اگست۔ صبح رویا۔ چند آدمی سامنے ہین۔ ایک چادر مین کوئی شی ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لین دیکہا تو اسمین چند مرغ ہین اور ایک بکرا ہے مین ان مرغون کو اٹہا کر ادہر اونچا کرکے لے چلا تا کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ مین ایک بلی ملی جسکے منہ مین کوئی شی مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اسطرف توجہ نہین کی اور مین

ایک مولوی صاحب کی قابلیت

اخبار کے ایک مدرس صاحب نے آجکل ایک نیا اشتہار نکالا ہے - اور اشتہار کا عنوان یہ رکھا گیا ہے کہ "مہدی بنی فاطمہ میں سے ہوگا وغیرہ وغیرہ"۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان مولویصاحب کو خبر نہیں کہ انکے پیش کردہ اعتراضات کی تردید یا جواب بارہا شائع ہو چکا ہے - اور یا انہیں یہ نیا شوق دامنگیر ہوا ہے - کہ مرزا صاحب کے مشہور مخالفین کی فہرست میں اُنکا بھی نام درج ہو جائے - خدا تعالیٰ ایسے مولوی صاحبان کو ہدایت کرے - تاکہ وہ عوام الناس کو دانستہ یا نا دانستہ دھوکا دیکر اپنے نامۂ اعمال کو خراب نہ کریں -

مشتہر صاحب اور اُن کے ہمخیالوں کو معلوم ہو کہ :-

(۱) مہدی کے متعلق جسقدر احادیث و آثار وارد ہیں - اُن میں سے اکثر پر محدثین نے سخت جرح و قدح کی ہے - اور اُنکو ضعیف یا موضوع ٹھیرایا ہے جسکو مرزا صاحب کے سخت مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اپنے اُس رسالہ میں ظاہر کیا ہے - جو اس نے ایک دفعہ گورنمنٹ کو بھیجا تھا -

(۲) آپ نے جو روایات درج اشتہار کی ہیں - اُن میں سے اکثر ایسے طبقہ کی ہیں جنکی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ - اس قسم کی احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو وہ ضعیف کے برابر ہیں - اور اگر ضعیف ہوں تو انہیں موضوع سمجھنا چاہیئے -

(۳) آپنے ان روایات کے بعض حصے جو مرزا صاحب کے مؤید تھے - عمداً چھوڑ دیئے ہیں - یا کچھ گول مول بیان کر کے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ مرزا صاحب میں فلاں بات نہیں پائی جاتی - مثلاً کسوف و خسوف رمضان والی حدیث کو آپ نے ناحق مشتبہ کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسا ہی بعض اور علامات مہدی جو علانیہ مرزا صاحب کے دعوے کی مصدق تھیں - آپ نے عمداً یا لاعلمی سے انہیں درج اشتہار نہیں کیا - مثلاً **طاعون کا نمودار ہونا - علما کا بدترین خلق ہونا اونٹوں کا بیکار ہونا - علما کا مہدی کو کافر اور گمراہ کہنا** وغیرہ وغیرہ -

(۴) ایسی سب احادیث کو صحیح مان کر بھی اگر آپ ہر ایک لفظ کو ظاہر معانی پر حمل کرینگے تو آپ کو سخت مشکل پیش آ جائیگی - کیونکہ دین اسلام میں ایسے بہت سے الفاظ و فقرات ہیں جنکو استعارات کے رنگ لینا پڑتا ہے - کیا آپ کو آنحضرتؐ کی اُن بیویوں والی ہوئی کا بھی پتہ ہے اور انکی والدہ کے ہر تفسیر (مومن و غیر مومن) کو مس کیا ہے - معاذ اللہ - ایسے ہی اور کئی نظائر ہیں - لیکن اگر بقول آپکے ہر ایک روایت کے معنی ظاہر پر محمول ہیں تو آپ ہی بتلائیں کہ اُس آنے والے مہدی کو کافر اور گمراہ وغیرہ کیوں کہا جائیگا - جیسا کہ آثار میں ہے - جب وہ مہدی علماء کے موافق ہوگا - تو علما کیوں اسکی مخالفت کرینگے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ علما کا اور اسکا ضرور کچھ اختلاف ہوگا -

(۵) سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے کئی مہدیوں کی بابت پیشگوئی کی ہے جنکی علامات (بشرط صحت روایت) جدا جدا آئی ہیں - مگر آپ جیسے موٹی سمجھ والے آدمی اُن سب علامات کو ایک ہی شخص (حضرت مرزا صاحب) پر وارد کرنا چاہتے ہیں - حالانکہ اُن میں سے بعض علامات کے مصداق کئی مہدی گذر چکے - جن کا مفصل حال کتب تواریخ میں درج ہے -

(۶) آپ نے فرمایا ہے کہ مرزا صاحب میں علامات مندرجہ اشتہار میں سے ہی پائی نہیں جاتی - جسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی علامت مہدی ابھی واقع نہیں ہوئی - لیکن نواب صدیق حسن خان وغیرہ مدت گذر گئی - کہ حجج الکرامہ میں لکھ گئے ہیں کہ "آنچہ باقیست ہمیں ظہور مہدی است" یعنے سب علامات مقررہ پوری ہو گئیں - صرف مہدی کا انتظار ہے" - اب فرمائیے کہ آپ کا یہ اشتہار بے سر و پا مانا جائے - یا ایک محدث کی معقول اور سچی بات پر اعتماد کیا جائے - بہر حال آپ کی پیش کردہ تمام رطب و یابس روایات کا جواب دینے سے پہلے سر دست میں صرف دو باتوں کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں - جو بطریق قولہ و اقول درج ذیل ہیں -

(۱) **قولہ** - آپ فرماتے ہیں کہ مہدی بنی فاطمہ میں سے ہونا چاہیئے -

اقول - مہدی نسبت چار روایتیں ہیں - کہ وہ **بنی فاطمہ بنی عباس بنی امیہ** یا افراد امت میں سے ہوگا - فرمائیے کونسی ایک صحیح ہے - یا سب موضوع ہیں - یا اُن میں سے ہر ایک کے مصداق گذر چکے ہیں - یا اگر بقول آپ کے ایک ہی شخص انکا مورد ہے - تو کیا معاذ اللہ مہدیؑ کے کئی حصے سمجھے جائینگے

(۲) **قولہ** - مہدیؑ مکہ یا مدینہ میں ظاہر ہونگے -

اقول - مقام خروج مہدی کی نسبت کئی روایتیں ہیں مکہ - مدینہ - کدعہ - مشرق - مغرب - خراسان - طالقان - بیت المقدس - دمشق فرمائیے کسکو صحیح سمجھیں - یا معاذ اللہ انکے کئی حصے مختلف مقامات میں نازل ہونگے -

(باقی آئندہ)

راقم ایک احمدی مسلمان

فہرست مبائعین

محمد شریف علی ولد محمد عمر خان صاحب کلارک دفتر ریونیو کمشنر صاحب بہادر پشاور -

عمر الدین صاحب ولد اللہ بخش صاحب سیالکوٹ

رمضان خانصاحب ولد چاند خانصاحب فقیر پور ضلع ملتان

میاں بوٹا صاحب - میانوالی - ضلع سیالکوٹ -

زوجہ میاں کوڑا صاحب -

رحمت بی بی دختر نبی بخش نمبردار ۱۰۸ ڈاکخانہ چنیوٹ روڈ -

زوجہ نبی بخش صاحب " "

اہلیہ منشی محمد بخش صاحب - چھاونی کامل پور صدر بازار اٹک

محمد عمر ولد منشی محمد بخش صاحب "

محمد ظفر صاحب ولد " " " "

خادم بتول دختر " " " "

غلام سکینہ " " " "

بی بی سہاگن زوجہ احدیار صدر بازار میانمیر دوکان نمبر ۳۲۱ -

میاں خوشی صاحب ولد میاں جیون صاحب ساکن گوئے کے - ضلع گجرات

میاں علی صاحب ولد مصلی صاحب "

محبوب خانصاحب ولد جیون خانصاحب تاوہ -

حامد حسین صاحب - رکونہ ضلع بہرائچ -

میاں نور حسین صاحب ڈڈالہ سندھواں - ضلع سیالکوٹ -

اہلیہ " " " "

والدہ " " " "

دختر " " " "

برخوردار " " " "

محمد شریف صاحب محرر علاقہ پنجگور بلوچستان

سید محمد شاہ صاحب - ڈڈالہ سندھواں

اہلیہ " " " "

فرزند " " " "

قائم الدین صاحب چیچکا - ضلع راولپنڈی

معز خانصاحب کنسٹبل پولیس جانگلہ حال وارد شفاخانہ ضلع بیلٹری کیمپ -

حوالدار قطب شاہ ساکن بہوڑیاں ضلع گجرات تحصیل کہاریاں ڈاکخانہ آڑہ -

اہلیہ عبد السلام - کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور -

عبید اللہ صاحب - امرتسر کٹڑہ جیل سنگھ کوچہ میاں

اسد اللہ صاحب وکیل -

محمد عظیم کلرک ڈڈمبنز آفس - لاہور

برکت علی صاحب سپاہی مع اہل و عیال ولد فقیر محمد پلٹن نمبر ۲۱۶ گوہد پور ضلع سیالکوٹ -

رحمت اللہ بیگ صاحب جنگی کلرک دہلی چھاؤنی لاہور ماڈل کالم

محمد عبد الرزاق صاحب کوانلہ جگتیال الگیدل علاقہ نظام حیدر آباد دکن -

محمد عبد العزیز صاحب پٹواری - قصبہ روٹکور تعلقہ نارائن پیٹھ ضلع محبوب نگر علاقہ نظام حیدرآباد دکن

محمد حسین صاحب " " "

محمد علی صاحب " "

سردار خانصاحب چودہری فتح دین صاحب باجوہ ضلع سیالکوٹ

اہلیہ چودہری فتح دین - "

سردار بی بی بنت چودہری فتح دین صاحب "

خوشی محمد "

سید محمد "

موسیٰ اینڈ سنز سوداگران نیلا گنبد لاہور

منشی سید غلام طاہر صاحب ساکن قصبہ کریانہ آباد

اہلیہ سید محبوب عالم صاحب از بدر رحمانی مقام ٹمری ضلع

مسماۃ فاطمہ زوجہ مولوی تاج محمد مقام بڑالہ ہن گیا

ننھو ولد ویرار سبھو پٹیالہ

نبی دین رانجھا " "

رحیم بخش الہ بخش ہوڑ "

عبد الرحمان صاحب ولد صندل خان سٹردعہ

عبد الغفور ولد اخلاص خان

جناب شیخ صاحب

ہمشیرہ جناب شیخ صاحب

دختر ہمشیرہ جناب شیخ صاحب

اللہ دتا صاحب ولد نور دین صاحب نور بادوالی - گجرات کہاریاں

رلیا خان " امام الدین ماہون - جالندہر نوانشہر

ایوب علی صاحب " اسلام احمد صاحب مہوٹہ لوگڑا "

وزیر محمد " بنہ کریام ضلع جالندہر نوانشہر

احمد علی صاحب ولد نجابت علی صاحب "

عبد السلیم " دل محمد پسرور ضلع سیالکوٹ

محمد ظہور صاحب ولد قادر بخش صاحب سیالا تیرہ تینو لنگ

عیدا ولد بہاگا موضع مانڈو ضلع لاہور

کالو " بہلا "

مولوی غلام حسین صاحب ولد احمد " "

جوایا ولد بڈہا " "

فضل دین " دتو " "

ابراہیم " مولا بخش رائے پور ریاست نابھہ

کرم بخش " نبی بخش خانپور پٹیالہ سرہند

الہ بخش " وسوی " "

وزیر علی صاحب مالہوپور ہوشیارپور

اہلیہ وزیر علی صاحب " "

پیسہ اخبار کا مقدمہ

۸ - اگست کی روئداد

۸ - اگست سنہ حال کو عدالت مسٹر ایس ایس ہیرس صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور مین مقدمہ سید ظہور احمد بنام عبدالکریم وغیرہ کی پیشی تھی - سب سے پہلے لالہ گوبند رام صاحب دکیل ملزمان نے سید ظہور احمد مدعی سے حسب ذیل سوالات کیئے -

سوال - کیا شاہجہانپور مین غلام حسین تمہارا کوئی بھائی پولیسمین ہے ؟

جواب - آجکل کا حال معلوم نہین کہ کہان ہے پہلے پولیس مین تھا - ۲۰ - جون کے بیان پر موجود نہین تھا - ۲۲ - جون کو مجسٹریٹ کے روبرو بھی وہان موجود نہین تھا عبدالکریم اور رمضان نے کہا تھا کہ مراسلہ امیر کے نام لکھدو - (اس موقعہ کو دکھلانے کے لیئے نقشہ جو ۱۵ جون کو مکان محبوب عالم مالک پیسہ اخبار کا اتارا گیا تھا پیش ہوا) ہان نقشہ پر دکھلا سکتا ہون -

پائنٹ B وہ جگہہ دکھلائی گئی جہان عبدالکریم وغیرہ نے ظہور احمد کو مارا تھا - بازار سے غرب کی طرف -

سوال - عبدالکریم نے جب مراسلہ لکھنے کی بابت کہا تھا تو اوسوقت کوئی آدمی پاس تھا -

جواب - مجھے معلوم نہین -

سوال - اب تم کو یاد ہے تم بتلا سکتے ہو کون کون آدمی موجود تھا -

جواب - جب پہلے نہین معلوم تھا تو اب کیسے بتلا سکتا ہون

نقشہ دکھلا کر پوچھا گیا کہ چھڑی کس جگہ چھینی گئی تھی اس کا موقعہ نقشہ سے مستغیث نے دکھلایا -

سوال - جس جگہ چھڑی چھینی گئی تھی وہ جگہ آباد ہے یا غیر آباد -

جواب - وہان مکان بہت سے ہین مگر یہہ نہین معلوم کہ آباد ہین یا غیر آباد اور چھڑی کے چھینتے ہوئے بھی کسی کے دیکھنے کا مجھے علم نہین اس موقع تک مین خوشی سے نہین جاتا تھا بلکہ وہ جبراً لیجاتے تھے -

(یہہ موقع بھی نقشہ سے دکھایا گیا ہے اور یہہ نشان ط لگایا گیا) یہہ وہ جگہ تھی جہان مجھے گالی دی گئی وہان کے مکانات مین آبادی کا مجھے علم نہین -

سوال - کسی نے گالی دیتے ہوئے سنا یا نہین ؟

جواب - مجھے اسکا علم نہین -

سوال - اسکول کا دروازہ کھلا تھا یا نہین ؟

جواب - مجھے علم نہین - محبوب عالم اس موقع پر اسی دروازہ سے داخل ہوا تھا جس دروازہ مین مجھے بند کیا تھا - اسکے اندر کے دروازہ سے وہ آیا تھا - اسکے بعد عدالت نے سوال کیا -

سوال عدالت - تم نے محبوب عالم کو صحن مین دیکھا تھا ؟

جواب - جی حضور -

س - جُتا کے چوبارہ مین تمہاری رہائش تھی اسکے نیچے کوئی رہتا تھا ؟

ج - اسوقت یہہ دوکان بالکل بند تھی ہان آجکل وہان ایک سنار رہتا ہے -

س - ابراہیم کو تو نے اپنی موجودگی مین کتنی دفعہ دیکھا ؟

ج - تقریباً دو مہینے ہین -

س - تم نے اس دوکان مین پھر کبھی اسکو دیکھا ؟

ج - نہین -

س - کیا اس سنار نے یہہ واقعہ دیکھا ہے ؟

ج - مجھے علم نہین -

س - عزیز کو جانتے ہو ؟

ج - مجھے اسکا علم تھا یا نہین - مگر اب بخوبی علم ہے کہ اسنے دیکھا ہے اب اوس کی زبانی معلوم ہوا ہے -

س - تمہین دوسرون کی زبانی کس طرح معلوم ہوا ؟

ج - عام طور پر معلوم ہوا -

س - رحیم سے بھی پوچھا کہ اس نے دیکھا ہے یا نہین - ؟

ج - اس کی زبانی اب معلوم ہوا -

س - عزیز کس مکان مین رہتا ہے ؟

ج - مجھے اس امر کا ابھی تک علم نہین -

س - ۱۵ جون کو تم نے عزیز کو دیکھا ؟

ج - مجھے یاد نہین - ہان وہ کہتا ہے کہ مجھے سب کچھہ معلوم ہے مگر مجھے اسنے ظاہر نہین کیا -

س - عطا حسین کہان رہتا ہے ؟

ج - اسی محلہ مین رہتا ہے مگر اسکا خاص مکان مجھے معلوم نہین -

س - اوس نے تمہین ۱۵ - جون کو دیکھا ؟

ج - یاد نہین -

س - مراتب علی کو اوس روز دیکھا ؟

ج - نہین حضور -

س - امیر شاہ کو ۲۵ - جون کو دیکھا ؟

ج - مجھے علم نہین -

لالہ گوبند رام صاحب وکیل کی جرح ختم ہوئی پھر درگاداس صاحب وکیل ملزمان کی جرح شروع ہوئی جسکے جواب مین مدعی نے یہہ کہا -

کریم بخش کو مین نے اس واردات سے پہلے کبھی نہین دیکھا تھا اور وقوعہ کے وقت مجھے یاد نہین - مینے اسکو بدفعلی کے وقت بھی نہین پہچانا کہ یہ کون ہے - مجھکو جب شاہجہانپور سے آکر محبوب عالم کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا - اور اسی روز محبوب عالم کے مکان وغیرہ کی تلاشی ہوئی تھی اوس روز مین نے اوس کو محبوب عالم کے مکان پر دیکھا اور اوسکو اوسی وقت شناخت کرکے کہہ دیا تھا کہ یہ بھی ملزم ہے تلاشی اسی روز ہوئی تھی جس روز مین شاہجہانپور سے لاہور آیا اس کے بعد سے اوسے عدالت مین پیشی پر دیکھا - بدفعلی کے وقت مینے پائجامہ - کرتہ - انگرکھا اور صافہ پہنا ہوا تھا - اس کشمکش مین پائجامہ - کورتہ - اور انگرکھا پھٹ گیا تھا مین نے مکان پر آکر صرف انگرکھا بدلا تھا - اور کورتہ کے اوپر کرتہ اور پائجامہ پر پائجامہ پہن لیا تھا - مینے وہ پائجامہ شاہجہانپور کی پولیس مین نہین بلکہ لاہور کی پولیس مین پیش کیا تھا جب مین یہان آیا تھا - مین نے اس سے پہلے کبھی بدفعلی نہین کرائی - میری عمر ۱۹ سال ہے - اس بدفعلی مین شاید خون نہین نکلا تھا - صرف آلائش لگی ہوئی تھی جسکے باعث مینے پائجامہ دھویا تھا اور میرے اندر سے کچھہ نہین نکلا - ہرسہ اشخاص نے میرے اندر نصف دخول کیا تھا - مجھے اسکا کیا علم ہے کہ تینون خلاص ہوئے تھے یا نہین - مجھے شاہجہانپور جانیکے تین چار روز تک خفیف درد رہا اسی وجہ سے مینے علاج نہین کرایا کہ درد خفیف تھا - مینے پائجامہ کو خالص پانی سے ہی دھویا تھا -

(پائجامہ عدالت مین بھی پیش ہوا اور اس پر نمبر P4 دیا گیا) پائجامہ پر تیل کا نشان بھی تھا - ازان بعد پبلک پراسیکیوٹر کی طرف سے جرح ہوئی جسکا جواب مدعی نے یہہ دیا - ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مرزائیون کے خلاف ایک نظم انجمن حمایت اسلام لاہور مین مینے پڑہی تھی جو پیسہ اخبار مین چھپی تھی وہ نظم خاص میری ہی تھی اور پیسہ اخبار مین یہ لکھا ہوا تھا کہ " مرزائیون کے خلاف ظہور احمد نے یہ نظم پڑہی "

اس کے بعد رائے گنگا رام صاحب انسپکٹر پولیس انارکلی لاہور کے حلفیہ بیانات ہوئے جو حسب ذیل ہین :-

۱۷ - جون کا ذکر ہے کہ دو شخص ہی بال اور سیمن پال منٹیو کرسچن جو چنگڑ محلہ مین رہتے ہین معلوم نہین کہ بھائی ہین یا کیا ہین - پس وہ دونو شخص ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کوٹھی پر حاضر ہوئے اور انہون نے صاحب بہادر کے روبرو بیان کیا کہ جس بیان کو صاحب بہادر نے میرے پاس بھیجا مینے پڑہا کہ انہون نے یہ اظہار دیا ہے اور مجھے حکم ہوا کہ مین جاکر تحقیقات کرون کہ آیا یہ حالات درست ہین یا نہین - ۱۷ - جون کو دقت مجھے یاد نہین مجرمون کے ہمراہ سٹی سپرنٹنڈنٹ میرے پاس آئے مجرمون سے دریافت کرنے پر بھی اونکے وہی بیانات معلوم ہوئے جو صاحب بہادر نے لکھکر بھیجے تھے - پھر انہین مجرمون کو ہمراہ لیکر مین چنگڑ محلہ گیا اور وہ مکان جاکر دیکھا جس مکان کا ذکر تھا - مسمی کھیدو اور مخبرون نے دکھایا کھیدو نے کہا کہ مینے یہ بات سنی ہے مگر دیکھا نہین کھیدو اور پال دونون اس مکان پر گئے جو مہر سنگھ کے برادر زادہ کا ہے اوس مکان پر جاکر کل کوٹھڑیون کو ہم نے دیکھا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مکان پیسہ اخبار والون نے کرایہ پر لیا ہے اس سے پہلے یہان جرابون کا کارخانہ تھا اوسوقت عبدالرزاق اور میر محمد موجود تھے جو جراب والے تھے ایک کوٹھڑی مین پورالی پڑی ہوئی تھی مگر لاش وغیرہ کچھہ نہین تھی پھر معلوم ہوا کہ انہون نے اس کوٹھڑی مین خود پرالی ڈالی ہوئی تھی جو اس سے پہلے نہ تھی ہجگہ زمین تھوڑی سی تھی جسکو مینے خود دیکھا جب اطمینان ہو گیا کہ کوئی لاش نہین ہے تو عبدالرزاق اور میر محمد سے دریافت کیا - عبدالکریم نے ۱۵ - جون کو ایک لڑکے کو شمالی دروازہ کی طرف آکر کہا کہ یار تم یہان سے چلے جاؤ - ہم بار چلے آئے عبدالرزاق اور میر محمد کے اظہارات لکھ لیئے تھے ان کے بیانات سے مجھے معلوم ہوا کہ عبدالکریم شمالی دروازہ کی طرف سے اندر لایا معہ ایک دوسرے شخص کے - غرضیکہ جو حالات پرچۂ علت مین موجود ہین وہ بالکل درست ہین - ۲۴ - مین سے ۵ چٹھیان مدعی کے بھائی نے مجھے دین ۲۰ - جون کو - جن مین دو لفافے بھی ہین - اور ۲ چٹھیان ۱۷ و ۱۸ جون کو دین - مدعی کے پاس جب سارجنٹ گیا تو وہ اپنے ہمراہ اسکو لایا جس نے مجھے وہ ۲۴ جون کو دین - سارجنٹ کا نام منظور اس تھا ۱۶ چٹھیان ۲۵ جون کو مدعی نے پیش کین ۲۴ - جون کو جب مدعی آگیا تو پیسہ اخبار والون کی تلاشی لی گئی تھی - مدعی کے اظہار سے معلوم ہوا کہ ایک انگل پن میری ہے چنانچہ وہ قلم وہان سے برآمد ہوئی -

ان بیانات کے بعد رائے گنگا رام صاحب کو روکدیا گیا اور اب باقی بیانات آئندہ ہونگے

اسکے بعد حسب ذیل گواہون کی شہادتین گذرین :

گواہی عزیز ولد عبداللہ سدوزئی پٹھان عمرہ ۴۰ سال کباب فروش چنگڑ محلہ انارکلی - مین ایمان سے سچ کہونگا - مین بیری کے درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹا ہوا تھا رمضان میرے پاس آکر بیٹھہ گیا - عبدالکریم اور وہ میرے سامنے سے گذر کر آگے

چلے گئے۔ پھر ظہور احمد آیا۔ ظہور احمد کا گھر میرے گھر سے ۳۰ یا ۴۰ قدم کے فاصلہ پر ہوگا میرا گھر ظہور احمد کے گھر سے ۳۰ یا ۴۰ قدم کے فاصلہ پر ہوگا میرا گھر ظہور احمد کے گھر سے جانب شمال ہے ظہور احمد آکر میرے سامنے سے آگے چلا گیا عبدالکریم اور ڈبہ۔ کریم بخش میرے سامنے ظہور احمد سے لڑنے لگے ان میں سے ایک آگے تھا ایک پیچھے ظہور احمد کو دھکے دیتے ہوئے میرے مکان سے آگے کی طرف لیگئے جو راستہ ججی کی طرف جاتا ہے۔ رمضان جو میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اوسوقت میرے اختیار کیطرف چلا گیا میں اون کے ہمراہ نہیں گیا مراتب علی آٹھ گھنٹہ کے بعد آیا میں اپنی چارپائی سے اوٹھکر اسکے پاس شربت لینے گیا تو میں نے سارا حال ظہور احمد اور ڈبہ و عبدالکریم کا اسکو بتایا وہ ججی کیطرف جاتا ہے۔ نقل گواہی مراتب علی ولد محمد علی ذات سید عمر ۱۷ سال ساکن انارکلی جنگڑ محلہ میں اور مشن کالج میں پڑھتا ہوں میں ظہور احمد کو جانتا ہوں میری دکان ظہور احمد کے چوبارہ کے نیچے ہے ظہور احمد بھی اور مشن کالج میں پڑھتا ہے اوس روز کالج سے میں اوس کے ساتھ نہیں آیا میں گیارہ بجے واپس آکر دکان پر بیٹھا پھر عزیز میرے پاس آیا اوس نے کہا کہ وہ لڑکا جو تمہارے ساتھ کالج میں پڑھتا ہے جسکا نام ظہور احمد ہے اوسکی اور ڈبہ کی بڑی لڑائی ہوئی ہے اور ظہور احمد کو مارا ہے میں نے پوچھا وہ کسطرف گئے ہیں تو کہنے لگا مجھے نہیں معلوم۔ اسکے بعد میں سامنے والی مسجد میں نہانے کے لئے چلا گیا۔ اوسوقت ساڑھے گیارہ بجے ہونگے میں پھر گھر جاکر کھانا کھاکر آیا اوس وقت تقریباً ۱۲ بجے ہونگے میں نے اوسوقت ظہور احمد کو آتے ہوئے دیکھا کہ وہ قمیص کے بٹن لگاتا ہوا اپنے مکان پر جا رہا تھا مجھ سے کوئی بات نہیں ہوئی ازاں بعد ڈبہ میری دکان پر آکر اسٹول پر بیٹھ گیا میں نے اوس سے کہا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو میں نے اسٹول اٹھاکر اندر رکھ دی پھر وہ چلا گیا میں نے پھر کبھی ظہور احمد کو نہیں دیکھا۔

گواہی امیر شاہ ولد حسین شاہ ذات سید عمر ۲۰ یا ۲۲ سال حال ساکن جنگڑ محلہ [illegible] بازار [illegible] میں نیچے فولادین کاپی نویسی کرتا ہوں اور دن رات وہیں رہتا ہوں میں نے اوس روز کچھ نہیں دیکھا اور نہ اس مقدمہ کا حال مجھے معلوم ہے۔

گواہی ابراہیم پسر احمد ذات زرگر کشمیری عمر ۴۰ سال ساکن جنگڑ محلہ انارکلی لاہور۔ میں ظہور احمد کو جانتا ہوں اوس کی بیٹھک اون دنوں میری دکان کے سامنے ہی تھی۔ یہ بات پہلے دو مہینے کی ہے میں کوئلہ لیکر دکان کو آتا تھا وقت دن کا تھا ٹھیک وقت یاد نہیں۔ میں نے دیکھا کہ خدا بخش ڈبہ اور ظہور احمد میری دکان کے سامنے بازار میں دو تین دکانوں کے فاصلہ پر لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو کھینچ رہے تھے اس کے علاوہ اور میں نے کچھ نہیں دیکھا اور نہ میں نے پھر ظہور احمد کو دیکھا جب وہ لڑ رہے تھے تب پانچ چار آدمی اور بھی کھڑے تھے میرا بیان پولیس میں بھی ہوا تھا وہاں بھی یہی لکھایا تھا۔

ازاں بعد عطا حسین گواہ کو آواز دی گئی مگر معلوم ہوا کہ وہ حاضر عدالت تھا لیکن بلا اجازت نہ معلوم کہاں چلا گیا اس لئے حکم کیا ہے کہ اون کی حاضری کے لئے وارنٹ بلا ضمانت جاری کیا جائے گا۔

عدالت سے آئندہ پیشی کی تاریخ ۳۰ اگست قرار پائی ہے۔

(باقی آئندہ)

طبیب حاذق

لا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ قرآن کریم کا ایک سنہری اصول ہے جس میں حفظ صحت اور حفظ ماتقدم کے تمام اصولوں کو جمع کر دیا گیا ہے لیکن دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو حفظ صحت کے اصولوں کی ناواقفی کیوجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہوکر دکھ اٹھا رہے ہیں۔ اور اسپر طرہ یہ کہ اشتہاری ادویہ کی کثرت نے اور بھی لوگوں کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے۔ میں نے حضرت حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب کے تجربات کی بنا پر شفاخانہ فضل رحمانی کے ذریعہ حتی المقدور مخلوق کو فائدہ پہونچانا چاہا ہے شفاخانہ کے اغراض میں طبی کتابوں اور ماہواری طبی رسالوں کا شایع کرنا بھی ظاہر کیا گیا تھا۔ اسلئے اس اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے ایک ماہواری طبی رسالہ **طبیب حاذق** نام شفاخانہ فضل رحمانی سے شایع کیا جائیگا جسکا حجم فی الحال دو جزو ماہوار ہوگا۔ ۱۶ صفحوں میں مستقل طور **حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے بیش قیمت مجربات** ہمیشہ شایع ہوتے رہیں گے۔ اور ۱۶ صفحوں میں متفرق طبی مضامین ہونگے جنکے متعلق اس اشتہار میں کچھ لکھنا بے سود ہے۔ خود رسالہ کے دیکھنے سے معلوم ہوجائیگا کہ وہ کس قدر مفید و سہل ہیں۔ **مولانا مولوی نورالدین صاحب کے مجربات** سلسلہ وار ہونگے اور اس طریق پر انہیں قلمبند کیا گیا ہے جس سے علم طب کے مشکل مسائل بھی نہایت صاف اور سہل ہوگئے ہیں۔ ہر ایک مرض کے اسباب اسکی علامات تشخیص اور علاج یونانی۔ ویدک اور بالآخر موجودہ تحقیقات ڈاکٹری کی رو سے بتایا گیا ہے۔ یہ رسالہ اہل خواں دنیا کے لئے ایک قابل قدر نعمت ہوگی۔ یہ مستحکم اصول قرار دیا گیا ہے کہ بلا وصول قیمت پیشگی یا بہ اجازت وی پی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہ ہوگا۔ قیمت سالانہ عہ مع محصول ہوگی۔ تمام درخواستیں منیجر شفاخانہ فضل رحمانی و مہتمم رسالہ طبیب حاذق کے نام آنی چاہئیں ۱۵ ستمبر تک رسالہ شایع ہوجائیگا۔

مسیح کے زندہ آسمانپر جانیکے قائل مسلمانوں سے سوال

علماء مخالف جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مع اس جسم خاکی کے آسمان پر زندہ مانتے ہیں وہ آیات قرآن مجید اپنے دعویٰ کی دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ یہ آیات صاف بتلا رہی ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور بزعم ان کے وہ کسی وقت نہ معلوم اس جہان میں تشریف لاکر فوت ہوجاوینگے وہ بتلائیں کہ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس جہان میں تشریف لاکر اپنی میعاد پوری کرکے فوت ہوجاوینگے تو یہی آیات قرآن مجید جنکے معنی کہ وہ حیات مسیح علیہ السلام بجسمہ العنصری علی السماء ثابت کرتے ہیں بدستور قرآن کریم میں موجود رہیں گی اور ان کے وہی معنی ہونگے جو اب یہ لوگ کرتے۔ یا اداب مسیح کی وفات کے برسوں بعد ایک شخص مسلمان یہی آیات قرآن مجید پڑھ رہا ہو جنکے معنی یہ ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں ایک مخالف عیسائی یا یہودی ان آیات کو سنکر کہتا ہے کہ یہ آیات جھوٹی ہیں کیونکہ یہ آیات بتلاتی ہیں کہ حضرت عیسےٰ مع اسی جسم کیساتھ آسمان پر زندہ ہیں مگر وہ درحقیقت دنیا میں آکر فوت ہوگئے اور ان آیات میں یہ نہیں لکھا کہ وہ پھر دنیا میں آکر فوت ہوجاوینگے۔ اس صورت میں وہ کیا جواب دینگے۔ کیا تو قرآن شریف کو معاذ اللہ جھوٹی کتاب ماننا پڑیگا۔ یا سخت شرمندگی اٹھانی پڑیگی۔

(راقم ایک)

مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لیگئے تو آپ نے اول مرتبہ اہل مدینہ کو مخاطب کرکے جو خطبہ پڑھا وہ اپنے مضامین کی علویت اور جامعیت کے لحاظ سے ایسا اعلیٰ درجہ کا ہے کہ اسکی نظیر کوئی مذہبی کتاب پیش نہیں کر سکتی۔ تا ناظرین اسپر غور کریں اور پھر اپنے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کلمات طیبات پر جو عبرت خیز اور خیرات و برکات سے بھرے ہوئے ہیں عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین) ان کلمات میں انسان کے انجام کار اور عمل کے نتائج تقبیح اور ایثار و احسان کی خوبیوں کو خوب واضح کیا ہے۔ ایڈیٹر

اَیُّھَا النَّاسُ! قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللّٰہِ لَیُصْعَقَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ لَیَدَعَنَّ غَنَمَہٗ لَیْسَ لَھَا رَاعٍ۔ ثُمَّ لَیَقُوْلَنَّ لَہٗ رَبُّہٗ لَیْسَ لَہٗ تُرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ یَحْجُبُہٗ دُوْنَہٗ۔ اَلَمْ یَاْتِکَ رَسُوْلِیْ فَبَلَّغَکَ وَاٰتَیْتُکَ مَالًا وَاَفْضَلْتُ عَلَیْکَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِکَ؟ فَلَیَنْظُرَنَّ یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَلَا یَرٰی شَیْئًا۔ ثُمَّ لَیَنْظُرَنَّ قُدَّامَہٗ فَلَا یَرٰی غَیْرَ جَھَنَّمَ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّقِیَ وَجْھَہٗ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقَّۃٍ مِّنْ تَمْرٍ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ فَاِنَّ بِھَا تُجْزَی الْحَسَنَۃُ عَشْرَ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

یعنی۔ اے لوگو۔ قبل اس کے کہ تم اس جہان کو چھوڑو اپنے لئے اعمال نیک کا ذخیرہ آگے بھیجو یقین جانو قسم ہے خدا کی کہ بالضرور تم میں سے ہر ایک شخص ہولناک بلا میں پڑنے والا اور بیشک دنیا کو اسطرح چھوڑنے والا ہے جیسے کوئی اپنی بکریوں کو محافظ کے بغیر چھوڑ دے۔ اور بیشک خدا پھر ایک سے ایسے طور پر کہ نہ اوس کے لئے کوئی ترجمان ہوگا اور نہ روک ٹوک کرنیوالا دربان یعنی گویا منہ در منہ پوچھے گا کہ کیا ہمارا کوئی پیغمبر تیرے پاس نہیں آیا تھا؟ اور اوس نے ہمارے احکام تجھ کو نہیں پہونچائے تھے اور کیا تجھ کو ہم نے بہت سا مال نہیں بخشا تھا؟ [تاکہ ہماری راہ میں دے] اور اپنا فضل و احسان تجھ پر نہیں کیا تھا؟ [تاکہ اپنی بنی نوع کے ساتھ مہربانی اور نکوئی سے پیش آئے] پس بتا کہ تو نے کیا چیز اپنے لئے آگے بھیجی تھی۔ پس یقیناً [اوسوقت] انسان دائیں بائیں دیکھیگا اور کوئی چیز دکھائی نہ دے گی جسکو بتا سکے۔ پھر سامنے کی طرف نظر کرے گا اور ادھر بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا۔ پس جس سے ہوسکے اپنے تئیں اوس آگ سے بچالے خواہ کھجور کے دانے کا ایک ٹکڑا ہی خدا کی راہ میں دیکر کیوں نہ بچائے اور جس کو اتنا بھی مقدور نہ ہو وہ کسی کے حق میں کوئی کلمہ خیر ہی کہے۔ کیونکہ بے شک آخرت میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا بلکہ سات سو گنی تک دیا جائیگا۔ خدا کی سلامتی اور رحمت اور برکت تم پر ہو۔

مراسلت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب زاد عنایتکم - اسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - میںنے ایک خط پہلے بخدمت جناب ارسال کیا ہے - اسکے جواب سے تاحال سرفرازی نہیں بخشی - میں امید کرتا ہوں کہ آپ خدا کے فضل سے بخریت ہونگے - اور سلسلہ الٰہی کے پہیلانے میں سرگرم - میں انشاءاللہ شروع ستمبر میں حاضر ہوکر زبانی بہت کچھہ حالات عرض کرونگا - اس وقت ایک خاص امر کے لئے عرض کرتا ہوں - وکیل و دیگر اردو کی ایک دو اخبارون میں یہہ سلسلہ آجکل چھڑا ہوا ہے کہ جاپان میں اشاعت اسلام کس طرح کی جاوے - میں سخت حیران ہون کہ آپ کے اخبار میں ابہی تک ہماری جماعت کے کسی فرد نے اس مضمون کو دلچسپی سے نہیں دیکھا - اور نہ آپ نے بجز ایک مضمون کے نقل کر دینے کے کوئی خاص دلچسپی لی ہے - میں چاہتا ہون کہ آپ اس کے متعلق خاص طور پر دلچسپی لیوین - اور جماعت کے معززین کو اشاعت اسلام ملک جاپان کے لئے خاص توجہ دلاوین - تاکہ جو فرض ہمارے ذمہ ہے - وہ ادا ہو جاوے - جو کام کہ اس سلسلہ کی معرفت سے ہوسکتا ہے - وہ دوسرے مسلمان نہیں کرسکتے - اور نہ دوسرے مسلمانون میں اشاعت اسلام کی ایسی جوش اور حمیت ہے جو خداوند کریم نے اپنے مسیح موعود کے انفاس مبارکہ کیوجہ سے اس قوم میں ڈالدیا ہے - بالفعل چونکہ اہل اسلام میں سے کوئی بہی جاپانی زبان کا واقف اور عالم نہیں ہے - وہان جاکر تبلیغ کرنا ان ابتدائی شرطاپر بہت مشکل ہے - اور اسکے لئے درکار ہے ایک سرمایہ کثیر - جو نہ مسلمانون میں طاقت ہے اور نہ حوصلہ - پس میرے خیال میں یہ تحریک آپکے اور بدر اخبار کے ذریعہ سے ہونی چاہئے - وہ کتابین جاپان میں کثرت سے شائع کی جاوین جو زبان انگریزی میں مذہب اسلام پر ہون - اور اگرچہ دیگر مسلمانون کی تصنیف شدہ کتابون میں جو بالفعل انگریزی زبان میں موجود ہیں وہ حقایق اور معارف میں نہیں پائی جاتی جو اشاعت اسلام کی غرض سے ہونی چاہئین - تاہم موجودہ حالات میں ایک ضرورت کو پورا کرنے میں کم و بیش ممد و معاون ہوسکتی ہیں - یہ کام جملہ اہل اسلام کو کرنا فرض ہے - اسوقت خداوند تعالے نے اپنی مشیت خاص سے مسیح موعود کو ہم مردون کی روحانی زندگی کے لئے بہیجا ہے ہمکو یہہ وقت غنیمت جانکر اسکو کہونا نہیں چاہیئے - اور وہ حقایق و معارف جو خدا کے مرسل کی زبان پر جاری ہوئے ہیں - زبان انگریزی میں ترجمہ کرکے بذریعہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاپان اور دیگر ممالک غیر میں کثرت سے شائع کرنی چاہیئین - اگر اس کے متعلق آپ کثرت سے اپنی جماعت کو تبلیغ کرین تو کم از کم دو سو رسالہ جاپان میں ہی صرف ماہوری ریویو آف ریلیجنز کا جاسکتا ہے - جس کے ذریعہ سے اہل جاپان حقیقت اسلام سے آگاہ ہو سکتے ہیں - میںنے مولانا مکرمنا محمد علی صاحب ایم - اے ایل ایل بی اڈیٹر رسالہ مذکورہ کو اطلاع دیدی ہے کہ میری طرف سے چار رسالہ انگریزی زبان کے ماہواری ملک جاپان کے لئے مذہبی سوسائٹی میں یا جس جگہ وہ مناسب خیال فرماوین ارسال کیا کرین اسکی قیمت میں ادا کرونگا - یہ علاوہ اس کے ہیں جو میری طرف سے دیگر رسالہ جات خریدی جاتی ہیں - اور اگر خدا کے فضل سے ساٹھہ ستر آدمی ایسے میسر آجاوین جو کم سے کم چار رسالہ ملک جاپان میں بہیجنے کی غرض سے خرید کرین تو ایک معقول تعداد صرف ریویو آف ریلیجنز کی جاسکتی ہے - یہہ آپکا فرض ہے کہ بڑے زور سے جماعت احمدیہ کی توجہ کو اس معاملہ کیطرف - جو بڑا اہم ہے اور ویسا ہی عظیم الشان - مبذول کرادین - جہانتک مجھے علم ہے یورپ اور امریکہ میں بہی یہ رسالہ جارہا ہے اور اپنا اعجازی اثر کر رہا ہے - وہان کے مذہبی جرنلون میں کثرت سے اسلام کے متعلق نوٹ نکلے - اور چند معزز محققین نے اسلام کی صداقت کو تسلیم کرلیا - لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا - کہ جسقدر اشاعت مطلوب تہی نہیں ہوئی - یورپ اور امریکہ کی وسیع آبادی کو مدنظر رکہکر اگر دیکھا جاوے تو یہ اشاعت حد کے درجہ تک پہونچتی ہے - مشنری لاکہون روپیہ اپنے جہوٹے اور پرانہ افسانہ مذہب کی اشاعت میں خرچ کرتے ہیں - جبکا آخری نتیجہ بجز مایوسی کے انکو کچھہ نہیں ملتا - لیکن تاہم ان کی ہمتین سست نہیں ہوتین - مسلمان خود مفلس اور نہ کوئی باضابطہ اس قسم کی سوسائٹی جو لاکہون روپیہ جمع کرکے غیر ممالک میں اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیوے - یہ سلطنت کا کام ہے غریب اہل اسلام کیا کرسکتے ہیں - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا ہم کرسکین وہ بہی نکرین - ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جسقدر اہل اسلام کی دست قدرت میں تہا اتنا بہی اس نے نہیں کیا - دیگر مسلمانون کا ہمارے ساتھہ اشاعت اسلام میں مشارکت کا خیال فضول ہے - کیونکہ وہ تو اس سلسلہ کی مفیدیات کو بہی بدظنی سے دیکھتے ہیں - ورنہ کیا ممکن نہ تہا کہ اگر جملہ اہل اسلام اسکو مفید خیال کرتے تو آج ہزارون تک تعداد ریویو آف ریلیجنز کی پہونچ جاتی جو دیگر ممالک کو ہم مفت دے سکتے - اور جب کثرت سے ایک بات کی اشاعت کی جاوے تو آخر خدا کے بندے نکل ہی آتے - جو سائل حق پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے اور اسلام کے نورانی چہرہ کو دیکھکر کلمہ توحید پڑہتے - پس ہم کو دوسرے مسلمانون سے اس کام کی امداد سے مایوس ہونا چاہیئے اور سوائے ان لوگون کے جو حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں داخل ہیں - یا ہوتے جاتے ہیں - یا ہوجاوینگے - دست سوال پہیلانا چاہیئے - اگرچہ میں جانتا ہون کہ پہلی ہی چندون کی بہرمار اس جماعت کی افراد پر ہے لیکن کیا اپنی خانگی ضروریات کے لئے خرچ نہیں کیا جاتا - اگر اس جماعت کے معززین ہی اس کام کو نہیں لیوینگے تو پہر وہ لوگ کہان سے پیدا ہونگے جو اشاعت اسلام کا کام کرینگے - مسلمانون کی بدبختی کے آثار ہیں - کہ وہ حضرت مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم - کے مشن کی غرض و غایت کیطرف توجہ نہیں کرتے - اور چند فروعی اختلافات کیوجہ سے سب و شتم کرنے کو کہڑے ہوجاتے ہیں - عوام کالانعام کا تو ذکر ہی کیا ہے - بڑی بڑی مجالس مثلاً حمایت اسلام - اعانت اسلام - اشاعت اسلام وغیرہ کے ممبر بہی جو بڑی بڑی فضیلتون کے دعویدار ہیں اسلامی اصولون سے بہت دور جا پڑے ہیں - خدایا تو ہی میری ابتر حالتون پر باب نظر ترحم فرما - آمین -

مسلمانون کے مقابلہ پر آریہ قوم کو لیجئے - کہ انکے درمیان قومیت کا کسقدر جوش ترقی کر گیا ہے انکے گریجوئٹون نے اسی جوش کیوجہ سے جو نیشنلٹی کے خیال سے انکے درمیان ہے - اپنی زندگیان قوم کو دیدین - اور دیتے رہتے ہیں - اب جاپان سے ایک گریجویٹ منگواکر انکے کالج میں جاپانی زبان کی تعلیم شروع کرادی - جس سے نہ صرف زبان ہی سیکھنا مطلوب ہے بلکہ اہل جاپان کی ہمدردی کو اپنے ساتھہ کرنا - مگر ہمارے کالج ہیں کہ آپس کے خانگی تنازعات سے ہی انکو فرصت نہیں ہوتی - وہ قوم کی ترقی کا خیال کیا سوچینگے -

آن خویشتن گم است کرا رہبری کند -

اس وقت مسلمانون کو بڑی ضرورت اندرونی طور پر اصلاح کی ہے - اور پہر صنعتی تعلیم کی ہے - افسوس کہ ان دونون سے ابتک لاپرواہی ظاہر کی جاتی ہے - مسلمانون کی جو جماعت یا مجلس ہوتی ہے وہ بجائے اس کے کہ قوم میں اتفاق و ہمدردی کا بیج بوئے اور قوم کی بہتری کے سامان مہیا کرے - بدقسمتی سے قوم کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوتی ہے - یہی حال مسلمانون کے اخبارون کا ہے -

مگر میرے خیال میں قوم کی موجودہ خرابیون کا بوجھہ کا زیادہ تر حصہ اخبارون کے سر پر ہے - جن کا فرض تہا کہ یگانگت کی روح قوم میں پہونکتے اور نیک تحریکات کے ذریعہ سے قوم کو اکساتے رہتے - اور معاملات میں نیک نیتی سے رائے زنی کرتے اور پبلک رائے کے قایم کرنے میں ایک زبردست ذریعہ ثابت ہوتے - لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سب سے ردی حالت مسلمانون کے اخبارون کی ہے - باستثنائے ایک دو مثلاً کل اتفاق سے وکیل اخبار کا پرچہ میرے ہاتہہ آیا - میںنے اس میں دیکھا کہ ایک بڑا لمبا مضمون غیب دانی پر لکھا ہوا ہے - جس سے راقم کا مقصد مرزا صاحب کے دعوے کی تکذیب ثابت کرنا ہے - میں تمام مضمون کو پڑہ گیا جو دو اخبارون میں نکل چکا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ راقم نے پبلک کو غلط بیانی کی رو سے دہوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے - ابکوئی اڈیٹر صاحب یا نامہ نگار سے دریافت کرے کہ کتب مرزا صاحب کا یہ دعوے ہے کہ میں ہر معاملہ میں بذریعہ غیب دانی بتلاسکتا ہون - غیب کا علم تو خدا کے پاس ہے - ان انبیاء اور مرسلان کو صرف اسی بات کا علم غیب دیا جاتا ہے جو خدا چاہتا ہے - اور اس کی اصلاح خلق مقصود ہوتی ہے - کہ لوگ اس نبی یا مرسل کی صداقت کا اندازہ کرسکین - اگر اعتراض ہے کہ کسی نبی یا مرسل کو پیشگوئی کے طور پر غیب کے کسی امر سے خداوند تعالے نے بذریعہ اپنے الہام کے اطلاع کبہی نہیں دی - تو پہر اسلام کا سارا تانا بانا بگڑ جاویگا اور وہ اعتراضات نفس اسلام پر ...... اور دیگر الہامی مذاہب اور انبیاء کی صداقت پر وارد ہوتے ہیں کہ بلکہ - راقم کو یا اڈیٹر کو چاہیئے تہا - کہ پہلے مرزا صاحب کا مذہب دربارہ غیب دانی بیان کرتا - پہر اسلام کا عقیدہ - پہر مرزا صاحب کے مذہب پر جائز اعتراض - اڈیٹر کا فرض تہا کہ وہ خود مرزا صاحب کی کتب دیکھہ کر یا اس امر کی تکلیف وہ گوارا نہیں کرسکتا تہا تو امرتسر کے کسی احمدی سے مرزا صاحب کا دعوے دربارہ غیب دانی دریافت کرکے اولاً درج کرتا - جہانتک پبلک کو علم ہے مرزا صاحب خاص امور یا واقعات یا حادثات کے متعلق خدا سے خبر پاکر پیشگوئی

کرتے ہین - اسی طرح جسطرح کہ دیگر انبیا سابقین کرتے چلے آئے ہین - خالص غیب کا علم کسی کو نہین ہوسکتا - مگر ہان جتنا اور جسقدر خدا چاہے اپنے رسلین کو پہلے اطلاع دیتا ہے - الحمد للہ کہ وہ باتین جو قبل از وقت مرزا صاحب کیطرف سے بتلائی جاتی ہین - اس طرح پوری ہورہی ہین جسطرح کہ دیگر انبیا کی - اگر دیگر انبیا کی پیشگوئیان محض اماموں اور جوتشیون کی پیشگوئیون سے ممیز ہوسکتی ہین - تو اڈیٹر صاحب کو چاہئے کہ اس معیار پر یہان بھی پرکہے - اور پھر اتفاقاً اخبار مین اسکو درج کرے -

یہہ تو ضمناً ذکر آگیا - اصل مطلب یہ ہے کہ تمام دیگر مسلمان اپنے فرائض ادا نہین کرتے جیسا کہ ان کو ادا کرنا چاہئے اب صرف مرزا صاحب کی جماعت ہے جسکو واجب ہے کہ مسیح معہود کی دعاؤن سے فائدہ اٹھاکر قومی کامون مین دلچسپی لیوے -

اے خدا تو مجھے اپنے مسیح مرسل یزدانی کے قدمونپر چلنے کے لئے پوری طاقت بخش - آمین

والسلام
نور احمد وکیل ایبٹ آباد

ایک اور نشان ظاہر ہوا

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی آخر کار اس جہان سے چل دئے چنانچہ ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو انکا انتقال ہوگیا - مرنے سے ۱۴ روز پیشتر انکو سانپ سونگھ گیا تھا - اسی زہر نے انکا کام تمام کیا - اِنا للہ وانا الیہ راجعون -

افسوس کی بات ہے کہ مولوی رشید احمد خدا تعالےٰ کے موعود و مرسل کے زمانہ کو پاکر بھی اسکے فیض سے محروم گیا - اخبارات مین انکے متعلق بڑے بڑے تعریفی مضامین شائع کرائے جارہے ہین - جنکو پڑھکر مجھے اور بھی اللہ تعالےٰ کی بے نیازی پر ایمان بڑھتا ہے - اور یقین ہوجاتا ہے کہ

اتّیان را سے دہی فہم و ذکا

بالکل صحیح ہے - ہدایت اور سعادت اسی کے فضل سے ملتی ہے - ورنہ ایسا آدمی جسے لوگ عالم قرار دیتے ہین تو آمد کو کیون دیکھ نسکا - پھر مولوی رشید احمد صاحب کی موت دوسرون کے لئے باعث عبرت ہے - یقیناً اب انپر اس مسئلہ کی حقیقت کہل گئی ہوگی اور انہین معلوم ہوا ہوگا - کہ وہ شخص جسکو دنیا مین وہ کذاب اور مفتری سمجھتے اور قرار دیتے تھے فی الحقیقت حضرت احدیت مین وجیہ وعالی رتبہ ہے -

وہان کے حالات تو مرنے والون پر ہی کہلینگے لیکن انکی موت تو اس دنیا مین بہی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی پر مُہر کرتی ہے - جسکی تفصیل یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو عرصہ ہوا یہہ الہام ہوا تہا تخرج الصدور الی القبور یعنے جو لوگ بڑے بڑے مسند نشین اور اکابر قرار دئے گئے ہین وہ قبرون کی طرف نکالے جائینگے - کیا مطلب کہ یہہ بڑے بڑے بزرگ اور صاحب وجاہت جو بنے ہوئے ہین وہ عنقریب مرنے والے ہین - یہہ پیشگوئی ہمیشہ نئے رنگ مین پوری ہوتی رہتی ہے - جسطرح سید نذیر حسین اس پیشگوئی کا مصداق ہوا اسی طرح رشید احمد صاحب بہی اسکے مصداق ٹہیرے - اگر یہہ کہا جاوے کہ انکی عمر ۸۰ کے قریب ہوگئی تہی - تو ایسی بات بالکل بیہودہ قرار دی جائے گی کیونکہ حوادث زمانہ کے ماتحت حضرت مسیح موعود بہی ہین وہ اس سے باہر تو نہین - پھر ان کی زندگی مین ان لوگون کا فوت ہوجانا قدرت خداوندی کا عجیب تماشا نہین تو کیا ہے؟ یہہ محض اسکی صداقت کے اظہار کے لئے ہے -

علاوہ برین مولوی رشید احمد صاحب کی موت ایک اور پہلو سے بہی نشان عظیم ہے اور وہ یہ ہے کہ انجام آتہم مین جن لوگون کو مباہلہ کیواسطے بلایا گیا تہا انہین سے مولوی رشید احمد صاحب بہی ایک تہے - اور اس مباہلہ کا نتیجہ مندرجہ ذیل عذاب آپ نے قرار دئے تہے -

کسیکو اندہا کردے اور کسی کو مجذوم - اور کسیکو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسیکو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بناد غیرہ الآخر -

مولوی رشید احمد صاحب نے اس اثر سے دو حصے لئے - آپ کی بینائی بہی جاتی رہی اور بالآخر سانپ نے بہی کاٹا کیا موت کی اور صورتین نہ ہوسکتی تہین؟ پہر کیا وجہ ہوئی ہے جو مولوی رشید احمد صاحب کو سانپ ہی نے کاٹا - اگر حضرت مسیح موعود مفتری تہے تو مولوی رشید احمد صاحب کے لئے اگر سانپ کے ذریعہ موت مقدر تہی تب بہی اللہ تعالےٰ کو دنیا کو فتنہ مین پڑنے سے بچانے کے لئے انہین اس موت سے بچانا چاہئے تہا مگر یہ کیا ہوا - کہ آسمان سے ایسا امر صادر ہوا جو اسی مفتری (بخیال شان) کی تائید کا باعث ٹہیرا - اسکی وجہ یہی ہے - کہ دراصل وہ راستباز اور خدا کا مرسل ہے اور آسمان اسکی تائید پر جہکا ہوا ہے - پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے طالبان حق کے لئے -

بیہودہ طور پر مباحثہ کرنا اور ہر بات کے جواب کے لئے قلم اٹہانا سہل ہے لیکن عقلمند وہی ہین جو سچائی کو ضائع نہین کرتے بلکہ اس سے فائدہ اٹہاتے ہین - مولوی رشید احمد صاحب کے شاگرد اور مرید انکی وفات سے سبق لین اور خدا تعالےٰ کے راستباز کی تکذیب سے باز آئین -

بالآخر مجھے مولوی رشید احمد صاحب کی وفات سے محض اس لئے افسوس ہے کہ انہون نے **صادق** کا زمانہ پایا اور اس سے فیض حاصل نہ کیا اور پھر یہ افسوس اور بہی بڑہ جاتا ہے جب مین دیکھتا ہون کہ وہ نہ صرف خود محروم رہے بلکہ ان کی وجہ سے بہت سے لوگ حجاب مین پڑے رہے خدا کرے انکی موت ان لوگون کے لئے چشم کشا ہو - آمین -

عبد القیوم کی وفات اور تعزیت

عبد القیوم کی وفات کی خبر الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مین درج کرچکا ہون - اسکے متعلق مجھے کچھ اور اضافہ کرنے کی حاجت نہین بجز اس کے کہ **عبد القیوم** کے ساتھ حکیم الامۃ کو اپنے رنگ مین خاص الفت تہی وہ بات **عبد القیوم** مین کیا تہی جو حکیم الامۃ کی مزید توجہ اور التفات کا باعث ہوسکتی ہے - ناظرین اس راز سے محض ناواقف ہین -

عبد القیوم ایک عرصہ سے بیمار چلا آتا تہا - باین حبیب سے اسنے بولنا سیکہا تو پہلا لفظ جو اس نے خلاف عادت دستور سیکہا وہ **اللّٰہ** کا لفظ تہا جسنے حکیم الامۃ کو خاص طور پر متوجہ کیا - پہر دوسرا لفظ **حی علی الفلاح** تہا اس لفظ کو پورے طور پر ادا کرنے کی طاقت نہ تہی اسلئے وہ **الفالح** کے پکارا کرتا - اور پہر کچھ عرصہ تک بیٹھ کر کچھ ایسے انداز سے ہلتا اور سانس لیتا جس سے معلوم ہوتا کہ کسی ذکر مین مصروف ہے غرض یہہ ادائین تہین جو حکیم الامۃ ایسے باپ کے لئے دلفریب تہین - عبد القیوم کے سوا حضرت حکیم الامۃ کی کئی اولادین چہوٹی عمر کی اور بڑی عمر کی بہی فوت ہوئین - انہین سے بعض میری موجودگی مین بہی فوت ہوئین - مینے ہمیشہ دیکہا ہے کہ **حکیم الامۃ** نے کبہی کسی قسم کا اضطراب یا بیقراری کا اظہار نہین کی اولاد کی محبت ایک فطرتی محبت ہوتی ہے اور لوگ کہتے ہین کہ بڑہاپے کی اولاد بہت ہی عزیز ہوتی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ حکیم الامۃ نے اپنی ان اولادون کی وفات پر بہی استقلال اور حوصلہ دکہایا ہے جو عام طور پر آپ مین پایا جاتا ہے - جس سے اس قلب کی کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ اسکو اللہ تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھ کیسی صلح اور مسالمت ہے -

ایسے موقع پر تعزیت کرنا مسنون امر ہے حضرت کریم الملۃ نے مخدومی خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک بچے نصیر احمد کے فوت ہوجانے پر تعزیت کا ایک خط لکہا تہا جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اب بہی ویسا ہی قابل قدر ہے اسلئے مین اسے ذیل مین درج کرتا ہون -

وَ هُوَ هٰذَا

ایک تعزیت کا خط

ذیل مین ہم ایک تعزیت نامہ درج کرتے ہین جو ہمارے محسن و مخدوم مولانا حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے برادر معظم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور کے عزیز شیر خوار بچہ **نصیر احمد** کی وفات پر ۵ - جون ۱۹۰۱ء کو بعد نماز ظہر لکہا ہے اس خط کے اندراج سے جہان ایک طرف ہم اپنی قوم کو رضا بالقضا اور صلح بالقدر کی تعلیم دینا چاہتے ہین دوسری طرف اپنے بداندیش مخالفون کو یہہ دکہانا چاہتے ہین کہ وہ اس خط کو تعصب اور عناد سے خالی ہوکر پڑہین اور سوچین کہ جس قوم کے مدنظر ہر حال مین رضاء الٰہی ہو دنیا اور اسکی عارضی اور فانی تکلیفین اسکے ارادون اور حوصلون کو کیونکر پست کرسکتی ہین؟ - وہ قوم جو مقادیر الٰہی پر یون اظہار مسرت کرے اور ہر تکلیف اور مصیبت مین سے اپنے لئے شرح صدر کے ساتھ ایک راحت اور مسرت پیدا کرے غدار دنیا دارون کے منصوبے اور اذیت رسانی کے بدارادے اُن پر کب فتح پاسکتے ہین؟ یقیناً یقیناً جنت کی کلید ہر حال مین ان ہی لوگون کے ہاتھ مین ہے جو قضاء الٰہی کے ساتھ پوری مسالمت اور مصالحت کرتے ہین پس کوتاہ اندیش مخالف کے لئے ہر آن ایک نیا جہنم اور نئی مصیبت ہے اور خوش قسمت مومن کے لئے ہر لحظ ایک نئی زندگی اور نئی جنت ہے مبارک ہے وہ شخص اور وہ قوم جو رضاء الٰہی کے ساتھ پوری صلح رکہے اور خدا تعالےٰ کے ہر فعل کو اپنے لئے ایک نعمت کا موجب سمجھے - اللّٰھم اجعلنا منھم آمین

اب ہم ذیل مین وہ تعزیت نامہ جاکم وکاست درج کرتے ہین ہم کو امید ہے کہ یہ خط ہماری زندگی کی ان کٹھن منزلون مین جو مشیت ایزدی سے

سے پیش آجاتی ہین ایک رہبر شفیق کا کام دیگا اور ہم مین سے بہتون کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ مولی کریم ہمکو ایسی توفیق عطا فرما کہ زندگی اور موت رنج اور راحت مین تیرے سچے شکر گذار ہون آمین۔ ایڈیٹر

برادرم! اعمال کی صورتین ہین اگر اخلاص درمیان ہو۔ اگر احتساب ہو یعنی خدا کی رضا اور قدر سے پوری موافقت تو کسقدر غنیمت ہاتھ آئی ایک دنیادار کو جسے اس قدر زندگی سے سکون اور طمانینت حاصل ہے اور آخرۃ پر پشت دیکر بیٹھ رہا ہے یہ باتین تلخ معلوم ہون گی مگر وہ فوت شدہ چیز کے واپس لانے کا کوئی چارہ تو بتائے۔ یا لا کر دکھائے۔ مومن کسقدر نفع مین ہے کہ ولادت و فوت دونون شکر و صبر کے وسیلہ سے اسکی ترقی درجات کا موجب ہین۔

خود ہی دے اور خود ہی لے جاوے اور یہ لے جانا اس کا لاتبدیل قانون ہے جسے عقلاء کی عقلین اور حکماء کی حکمتین تحویل نہین کر سکتین پھر ہمارا شکر کرے اور اجر جزیل کا وعدہ دے یہ فضل عظیم نہین تو کیا ہے؟ قربان جائے اس حامد محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جسنے علم اور عمل دونون سے دنیا کو رضا بقضا کا درس دیا۔ مکی زندگی مین بھی الحمد للہ آپ کی زبان پر جاری رہا جب مصائب کے پہاڑ آپ کے سر پر ٹوٹ رہے ہ اور چارون طرف سے درندے آپ پر مسلط ہ اور مدنی کامیاب زندگی مین بھی وہی کہ جس سے خدا تعالے کی مقادیر کے ساتھ ... ی صلعم اور سلم کی عجیب خوشبو آتی ہے۔ گیارہ بچے بھی آپ کے فوت ہوئے تو کہ آپ ہر رنج مین صبر کا کامل نمونہ ٹھیرین بچون کی وفات پر آپ کا یہ فرمانا للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی کسقدر صبر۔ مسالمت بالقدر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے ہمارے ہمسایہ مین آج دو مہینے کے قریب ہوئے ایک ہندو مر گیا ہے۔ اُن کے ہان ہر روز سیاپا ہوتا ہے چونکہ میرا مکان بسبب بلندی کے انکی ساری حرکات کو مجھ تک پہونچا دیتا ہے مین اون کے شیون اور نوحہ سے اپنے محبوب و مولی سرور عالم و عالمیان علیہ صلوات الرحمن پر درود ارسال کرنے کی عجیب لذت محسوس کرتا ہون۔ مین دیکھتا ہون کہ موت اور زندگی کی مسٹری جس کی گرہ کھولنے مین عقلاء دہر کے ناخن بالکل گھس گئے ہین اور ہنوز وہ گرہ ویسی ہی زندہ ہے کیسی صفائی سے اُس مظہر اسرار غیب پر کھلی۔ اولاد کا مرنا نقد نقد خسارہ ہے عرف عام مین اور ظاہر بین نگاہ مین ہے بھی اسی طرح۔ کدورتون اور مصیبتون اور دکھون کا آنا ابنائے دنیا کو کسقدر ناگوار ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر قوت خدا کی قدر سے موافقت کرنے کی کس راہ سے ملی؟ اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کے اور اوراق کے مطالعہ سے بے خبر اور اس کی نظیر کے واقعات سے ناواقف ہے تو کافی ہے اسکے لئے کہ اسی سورہ فاتحہ کے آغاز مین غور کرے یعنی الحمد للہ رب العلمین مین اسپر پیچ اور پر انقلاب زندگی مین قدم قدم پر کیسے ناگفتنی واقعات پیش آئے اور اس اثنا مین نماز کا وقت بھی آگیا اگر آپ کی روح پرفتوح کو اللہ تعالے سے پوری صلح نہ تھی تو کیونکر آپ کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا الحمد للہ رب العلمین رات دن مین حوادث بھی پڑتے ہی رہے اور ان سب دفعون کی چھ نمازون کے افتتاحی کلمات ہمیشہ گواہی دیتے رہے کہ خدا تعالے کی قاہر ارادون اور حکیمانہ تقدیرون سے طوع دل سے صلح کرنے والا ایک ہی انسان دنیا مین پیدا ہوا ہے قرآن کریم مین خدا تعالے فرماتا ہے کہ جب بہشتی لوگ بہشت مین جائین گے اور آسے پورا دار السرور پائین گے تب جوش سے الحمد للہ رب العلمین کہین گے اُس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت اور سرور قلب کا اندازہ کیجئے جو شروع ہی مین الحمد للہ رب العلمین بولا۔ اور اس عالم کے گرم و سرد مین ہمیشہ یہی اوس کی زبان پر جاری رہا۔ غرض ان بدنصیب ہندوؤن کے سیاپے سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شقی قوم پر خدا تعالے کی صفات کا راز نہین کھلا اور بیدبے ثمر نے تناسخ کے اصول کی تعلیم سے انہین سخت گھاٹا دیا۔

جب صورت حال یہ ہو تو مین آپ کو مبارکباد دون کہ آپکی طرف سے ان دشوار گذار گھاٹیون کے صاف کرنے کو سیپر ہائینر ز پلٹن کا ایک قوی فرد آگے گیا اور وہ براہ راست خدا کے ہان پہونچکر آپ کے لئے دست شفاعت اور زبان ضراعت دراز کریگا یا ابنائے جنس کی پیروی کر کے آپ کی تعزیت کرون یا ایک بدبخت ستر فدر اور صلح بالقدر سے جاہل رافضی کی طرح آپ کو روتے ... کی ترغیب دون خدا تعالے آپ ... کہ اس انعام کو آپ ضائع نہ کرین جو امر ... تقریب پر آپ کو ملنے والا ہے۔ والسلام۔

عاجز عبد الکریم

پروفیسر اموری کا لیکچر زلزلے پر

روانگی لاہور سے پہلے پروفیسر اموری "مشہور جاپانی ماہر علم زلزلہ نے مقامی اینگلو انڈین معصر کے قایم مقام سے ملاقات کر کے زلزلے کے متعلق بعض مفید خیالات ظاہر کئے تھے۔ جنکا خلاصہ ذیل مین ہدیۂ ناظرین ہے۔

صاحب موصوف نے فرمایا کہ بڑے زلزلے شاذ و نادر ہوتے ہین نامہ نگار نے پوچھا کہ آپ کی نسبت وثوق کے ساتھ یہ پیشینگوئی کرنے کی خبر مشہور ہے کہ کانگڑہ اور دہرمسالہ کے قرب و جوار مین عرصہ دراز تک بڑے زلزلے نہ آئینگے۔ اور غالبًا ایک صدی تک امن رہے گا؟

(جواب) ہان! بالکل اسی طرح ہے۔ لیکن ٹھیک مدت مقرر کرنا ناممکن ہے۔ کہ سو برس یا ایکسو بیس برس تک کوئی زلزلہ نہ آئیگا لیکن برخلاف اس کے سائینس کا ایک اصول ہے کہ بڑے زلزلے شاذ و نادر آتے ہین اور کسی مقام پر اُن کا تواتر نہین ہوتا۔ آسام کے زلزلے مین بہت سی لہرین جوڑ کی ہوئی نہین ٹوٹ رہین اگر اوس قرب و جوار مین کوئی بڑا زلزلہ آتا تو یہ صورت پہلے سے واقع ہو گئی ہوتی۔ اسیطرح ضلع کانگڑہ کی نسبت میرا خیال ہے کہ وہان بڑا زلزلہ سینکڑون برس سے نہ آیا ہوگا۔ ورنہ پرانے مندرون کو ضرور نقصان پہنچتا۔ یہ بات کہ آسام مین بڑا زلزلہ ۱۸۹۷ء مین آیا تھا۔ ظاہر کرتی ہے کہ اُس سال بڑے زلزلے کی کارروائی کا زمانہ کوہستان ہمالیہ کی بیرونی جانب شروع ہوا اور کانگڑہ کا زلزلہ ایک پہلو سے اُس زیر زمین شورش کا سلسلہ سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ بتلانا ممکن ہے کہ آیا زلزلہ کی کارروائی کا زمانہ کانگڑہ دلوی کی سوزش کے ساتھ ختم ہو گیا ہے یا باقی ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن اُسکے ثابت کرنے کیلئے میرے پاس شمار و اعداد نہین ہین۔ ایک بات یہ ہے کہ سخت زلزلے سخت زمین کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور زلزلہ آنے سے وہ کمزوری بالکل رفع ہو جاتی ہے۔ اور اسوجہ سے بڑے زلزلہ کے بعد نہایت محفوظ وہ جگہہ ہو سکتی ہے جہان بہت زیادہ لرزہ محسوس ہوا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تاریخ مین بھی یہ بات لکھی ہوئی نہین ہے۔ کہ کسی ایک مقام پر بعد بڑے زلزلے بغیر طویل وقفہ کے آئے ہون۔ مگر ہمالیہ کے علاقہ مین کوئی زلزلہ آنیوالا ہے تو وہ غالبًا اُن دو بڑے زلزلون کے مقامات پر نہین ہوگا جہان اوس کی دست برد زمانہ حال مین ہو چکی ہے اور اس سے زیادہ وثوق کے ساتھ اور کچھ نہین کہا جا سکتا۔ میرے یقین مین اس قرب و جوار مین بڑا زلزلہ نہین آسکتا۔ تا وقتیکہ شورش دار مادہ پھر زمین کے نیچے جمع نہ ہو جاوے اور اُسکے لئے ایک عرصہ دراز درکار ہے۔

مابعد کے جھٹکے

مابعد کے چھوٹے جھٹکے۔ جو بعد زلزلے آتے رہتے ہین اور جنکو بڑے زلزلے کا بقیہ سمجھا جاتا ہے نہایت ضروری بدرقہ ہین کیونکہ اُن کے ذریعہ سے چھیڑا ہوا زمین کا پوست آہستہ آہستہ ایک خاص اعتدال پر آجاتا ہے۔ مابعد کے ہر ایک جھٹکے سے سمجھا جاتا ہے کہ زمین کے نیچے جو تھوڑی بہت کمزوری باقی رہ گئی ہے وہ بالکل جاتی رہیگی۔ لرزہ گو بظاہر قدرت کے پوشیدہ عجائبات مین سے ہے مگر اُن کا انتظام بالکل سادہ قوانین کے مطابق ہوتا ہے اور انسان کے کامون کی طرح اُن مین پیچیدگی مطلق نہین ہے بشرطیکہ کوئی شخص بالکل صحت کے ساتھ بعد کے جھٹکون کی تعداد کا مشاہدہ کرے۔ جو بڑے لرزہ کے بعد ابتدائی چار یا پانچ روز مین آتے ہین تو اُس مشاہدہ سے ہم ریاضی کا ایک معقول اصول نکال سکتے ہین جسکے ذریعہ ہم آیندہ عجائبات قدرت کی بابت پیشگوئی کر سکتے ہین۔

۱۸۰۱ء مین ایک بڑا زلزلہ جاپان مین آیا تھا۔ اور جھٹکون کی تعداد کا جو اندازہ پہلے چند روزون مین کیا گیا اسپر اعتبار کر کے مین نے پیشینگوئی کر دی تھی کہ پچھلے جھٹکے غالبًا دس سال تک رہینگے اور اُن کی تعداد ۳ ہزار کے قریب ہوگی اور یہ اندازہ بالکل سچا ثابت ہوا۔ مابعد کے جھٹکے جو بالکل غیر مضر ہوتے ہین ایک خاص وقفہ رکھتے ہین اُن کی کیفیت بخار کے مریض سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو اوس کے ٹمپریچر کے نقشہ مین ہر روز دو دفعہ یا تین دفعہ درج کی جاتی ہے جھٹکونکی تواتر اور اُس کی شدت اور خفت سے ہم ایک لہردار خط تیار کر سکتے ہین جس سے اُن کا تواتر قلیل یا کثیر عرصہ مین معلوم ہو جائیگا۔ اسمین اندیشہ کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ جس اثناء مین مابعد کے چند جھٹکے رجسٹر کئے جاتے ہین تم بہت سے جھٹکون کی تعداد دیکھ کر حاصل

کرتے ہو - جنکا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے اور یہ صرف اسواسطے ہے کہ تم جھٹکون کے نقشے مین ایک دوسرے لہرڈالنے کے سرے پر پہونچ گئے ہو - مگر بدقسمتی یہ ہے کہ کانگڑہ کے زلزلہ کے بعد جو جھٹکے آئے تھے - اُن کا صحیح رجسٹر کسی شخص نے تیار نہین کیا ہے تاہم پیشینگوئی کرنا بالکل قرین قیاس ہے کہ اون جھٹکون کا تواتر کم از کم ایک سال تک رہیگا۔

مرکزی منطقہ

۴ اپریل کو جو زلزلہ آیا تھا اُسکے مرکز کے بارے مین مینے کوئی خاص اور اخیر رائے قائم نہین کی - لیکن جہان تک حالت پیش کردہ سے اندازہ کر سکتا ہون وہ ایک منطقہ تھا - اور اکیلا نقطہ نہین تھا - یہ منطقہ مغربی جانب سے کانگڑہ اور دہرم سالہ کے درمیان شروع ہوتا ہے اور غالباً جنوب و مشرقی سمت مین قریباً ۱۰۰ میل تک پہیلتا ہے - اور اس کی رفتار کوہ ہمالیہ کی سمت سے بالکل متوازی ہے -

لاہور کے ٹاؤن ہال کی حالت

پروفیسر اوری نے کہا - مجھکو افسوس ہے کہ مین لاہور کو کچھ روز پہلے نہ دیکھ سکا - اسلئے کہ بہت سا نقصان جو زلزلہ سے ہوا تھا - اسکی مرمت ہو چکی ہے - مجھکو ٹاؤن ہال سے زیادہ دلچسپی ہے - کیونکہ اُس عمارت کا معمولی نقصان یہ ہے کہ محرابین پہٹ گئین اور بالا منزل کو بہت نقصان پہنچا ہے لیکن یہ کیفیت ہمیشہ ایسی عمارت کی ہوتی ہے جسکی تعمیر خراب ہوتی ہے دہرم سالہ کے بعض آدمیون کو خیال ہوا تہا کہ محراب کے نیچے نہایت محفوظ جگہ ہوتی ہے لیکن محراب درحقیقت کمزور جگہ ہے اور یہ کہ محراب کھڑی رہ جاتی ہے درحالیکہ اور اس سے گر پڑتے ہین ایسا ثابت نہین کرتی کہ محراب بہت مستحکم ہے - بلکہ اُس سے باقی ماندہ حصون کی کمزوری اور خرابی ظاہر ہوتی ہے اب مینے لاہور کے ٹاؤن ہال مین دیکہا ہے کہ صرف ...... صدمہ سے محفوظ رہ گئی ہین اور اون مین خفیف شکن آئی ہے لیکن پیش دروازہ کا بڑا حصہ گر گیا ہے اسکی وجہ یہ تہی کہ بالائی حصہ زیادہ وزنی تہا - اور سہارنے والی دیواریں برج اور لداؤ کی چہت کا وزن برداشت نہ کر سکین - اخیر مین پروفیسر اوری نے کہا کہ مینے خیال کرکے حکام لوگون کو ذہن نشین کر دیا ہے - کہ بارگ مکان اور سرکاری عمارتون کی تعمیر مین زلزلہ کے مقابلہ کا انتظام ضرور کرنا چاہئیے یہ بات لازمی ہے کہ ہندوستان مین وقتاً فوقتاً سخت زلزلے آوین لیکن اگر مناسب احتیاط کے ساتھ کام اور ہدایات بالا پر عمل کیا جائیگا تو ممکن ہے کہ زلزلون کی آمد سے جان و مال کا زیادہ نقصان نہ ہوگا۔

ہمارے مخالفین کے تازہ حملے

...... مین مخالفین نے جو احمدی مسلمانون کے سوا موجود ہین لیکن ...... احمدیون کی کیجاتی ہے ...... مسلمانون کی تو کیا عیسائیون اور آریون کی بہی نہین کیجاتی - بریلی اور شاہجہانپور سے مجھے خبرین پہنچی ہین کہ وہان کے غریب احمدیون کو بے طرح دکہ دیا جاتا ہے یہان تک کہ بریلی کے غریب ...... حسین صاحب کو تو باہر نکلنا بہی مشکل ہو گیا ہے - جو جو طریق ایذا دہی کا بریلی کے مسلمانون کی سمجھ مین آیا اس سے انہون نے فرق نہین کیا - کیونکہ اسلام کا مفہوم ان کے نزدیک یہی ہوگا !!!

اسی طرح اب شاہجہانپور کی غریب احمدی جماعت کو دکھ دینے کے منصوبے کئے جاتے ہین اور انکو اشتعال دلانے کے لئے گندے اشتہار جاری کئے جاتے ہین مگر وہ بیچارے صبر کرتے ہین اور اللہ کے حضور ہی اپنی اس تکلیف کو پیش کرتے ہین - اس موقع پر مین اپنے مخلص بہائی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کا ذکر کرنے کے لئے اپنے دل مین جوش پاتا ہون - انہون نے جب سنا کہ بریلی کے مسلمانون نے بیکس احمدیون کے گہرون مین سقہ اور بہنگی تک کو روک دیا - تو انہون نے ان کی اس تکلیف سے متاثر ہو کر مجھے لکہا - کہ

مین بڑی خوشی کے ساتھ اپنے احمدی بہائیون کے ہان سقہ اور بہنگی کا کام کرنے کو طیار ہون

حقیقت مین جب تک ہم اس درجہ تک اپنے احباب اور بہائیون کی ضرورتون اور تکلیفون کو محسوس نہین کرتے **قومی روح** پیدا نہین ہو سکتی - اللہ تعالے ایسے مخلص بہائی کو بے انتہا اجر دے - بہرحال بریلی اور شاہجہانپور مین خصوصیت کے ساتھ احمدیون کی تکالیف بڑھ رہی ہین لیکن احمدی اسپر بہی شکر گذار ہین وہ جانتے ہین کہ **برٹش گورنمنٹ** کا مبارک عہد ہے اسلئے وہ ان بے حیائی کی تکالیف سے تو بچے ہوئے ہین جو کفار مکہ ابتدائے اسلام مین صحابہ کو دیتے تہے - میری رائے مین بریلی اور شاہجہانپور کے احمدیون کو مناسب طریق پر مقامی حکام کو اپنی تکالیف سے مطلع کر دینا چاہئیے - اور صبر کے ساتھ وہ مخالفون کی زیادتیون کو برداشت کرین - اللہ تعالے خود ہی کوئی راہ پیدا کر دیگا انکی اشتعال آمیز تحریرون پر کوئی نوٹس نہین - خدا جس جماعت کو بنانا چاہتا ہے اسکو کوئی روک نہین ...... مگر ہمکو یقین ہے کہ بریلی اور شاہجہانپور کے مقامی حکام اس غریب اور کمزور جماعت کی تکالیف پر لحاظ فرمائینگے +

عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

لارڈ کرزن صاحب بالقابہ کا عہد حکومت جن خوش آیند امیدون کے ساتھ شروع ہوا تہا - افسوس ہے اسکا انجام اچھا نہ ہوا - خود لارڈ کرزن کو بہی اپنی وایسرائیلٹی کا جو لطف آرہا تہا وہ کرکرا ہو گیا - پائونیر جیسے مقتدر اور نیم سرکاری اخبار کو لکہنا پڑا کہ اسبات کو ابہی پورا سال نہ گذرا ہوگا کہ موجودہ وایسرائے تمام برٹش پبلک اور وزرا کی نظر مین ہندوستان کے لئے **بمنزلہ قلب یا عضو رئیس** کے سمجہا جاتا تہا اور جس طرح کوئی بت ادہر ادہر پہیرا جاوے اور اس کی وہی خوبی قایم رہے بالکل یہی حیثیت رکہتا تہا اور یہان تک رسوخ بڑہ گیا تہا کہ اسکے واسطے نیا قاعدہ وضع کرکے اور عہدہ کی میعاد بڑہا کر اسے ہندوستان بہیجا گیا اب بڑا تعجب ہے کہ وہی وزیر اعظم اور انگلستان کے وزرا جو ہر ایک چہوٹی یا بڑی بات اسکی رائے کے موافق کرتے تہے اب یہانتک متغیر ہو گئے ہین کہ انکی کارروائیون سے اگر وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جاوے تو کچہ پروا نہین کرتے "

چنانچہ نتیجہ یہی ہوا - لارڈ کرزن کا استعفا منظور ہو گیا - نئے وایسرائے لارڈ منٹو صاحب آپکی جگہ مقرر ہوئے ہین + لارڈ کرزن اور وزارت ہند کی کل خط و کتابت شایع ہو گئی ہے جو ہر طرح سے قابل دید ہے - افسوس لارڈ کرزن کا عہد حکومت بہت سی ایسی باتون کے لئے یادگار رہیگا جو کسی طرح سے بہی یاد رکہنے کے قابل نہین ہین -

ضروری التماس

چونکہ دیش اونتی سبہا دلہوزی نے اسبات کا بیڑا اٹھایا ہے کہ تمام ملک ہند مین چرچا کیا جاوے کہ تمام اہل ہند اپنے ہی ملک کی اشیاء استعمال کرین اور غیر ملک کی چہوڑ دین - لہذا جملہ کارخانہ دار انکی خدمت مین التماس ہے کہ مہربانی کرکے جو اشیاء اُن کے کارخانون مین روزانہ استعمال کی بنتی ہون انکی فہرست سردار میان سنگہ سیکرٹری دیش اونتی سبہا دلہوزی کو ترسیل فرما کر اس سبہا کو مشکور فرماوین - جملہ صاحبان اڈیٹران اخبار کی خدمت مین گذارش ہے کہ اس عرض کو اپنے اپنے اخبار مین درج فرما کر سبہا ہذا کو ممنون و مشکور کرین -

محمد خان پریذیڈنٹ دیش اونتی سبہا دلہوزی

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے !

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟ حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین - جنکا ریویو ایڈیٹر **الحکم** نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار - نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین - چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگوائینگے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بہی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی - تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیوسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیے :

آخیر ستمبر ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

رسیٹ واچ - یہہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے - بہکاڈ این خاص جیبی کا ہے جیب مین بہی لگ سکتی ہے - دیکہنے مین عمدہ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے ہزار ہا فروخت ہو چکی ہین قیمت بمعہ تسمہ للعہ علاوہ محصول

بال اڑانیکا پوڈر - واقعی بے نظیر ہے اسکے استعمال کی بال اُڑ جاتے ہین اور کسی قسم کی تکلیف نہین ہوتی قیمت فی بکس ۸ - علاوہ محصول

ترکی ٹوپیان - عثمانی سرخ سیاہی مائل ہر قسم کی موجود ہین - قیمت ۱۲ علاوہ محصول - سر کا ناپ ضرور تحریر کرین -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۲

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃ

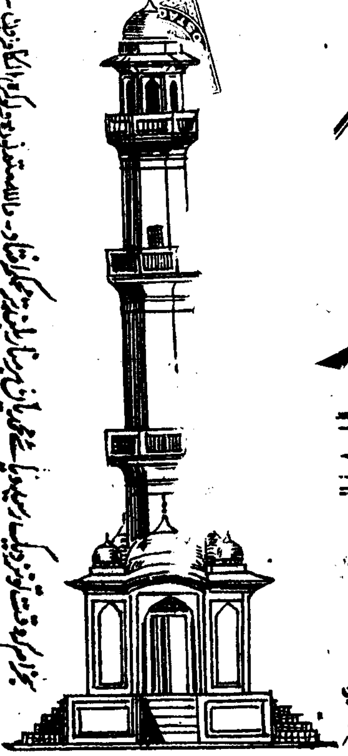

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی — دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی -

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

جلد ۹	قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ	نمبر ۳۱

فہرست مضامین

(۱) کون ہے ؟ جو میری آواز سنتا ہے - ص۱ و ۲
(۲) حجۃ اللہ ص۲ تا ۴
(۳) انگلستان ... اخلاق اور مذہب کا زوال - ص۴ و ۵
(۴) ہند ... کا ... ے ص۵
(۵) ... لام - ص۶
... نبیر ... - ص۷ و ۸
۹ و ۱۰
... نقارہ کے ثمرات - ص۱۱
مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان — خواست نکاح - کالج فنڈ کی رسید زر } ص۱۲
(۱۱) اشتہارات - ص۱۳-۱۴

کون ہے ؟ جو میری آواز سنتا ہے

بعض اہل الرائے لوگون کے نزدیک ایک ہی بات کا بار بار دوہرانا اور تکرار کرنا پر لطف نہین رہتا اور اپنے اثر کو زایل کر دیتا ہے لیکن ایک اور فریق ہے جو یہ کہتا ہے کہ

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن ہست و بس + دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اس دوسرے گروہ کا یہہ بہی خیال ہے کہ ایک ہی بات کا تکرار آخر اثر کئے بغیر نہین رہتا۔ یہانتک کہ ایک موّاج دریا جو ایک پہاڑ سے جا کر ٹکر کہاتا ہے اور پیچھے ہٹ آتا ہے وہ بہی جب بار بار ٹکرین کہاتا ہے تو اپنا راستہ اس سنگلاخ مین بنالیتا ہے۔ پہر انسانی قلوب مین ایک بات کا گہر کرنا کونسی بات ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی یہی سنت چلی آتی ہے کہ وہ تہکتے نہین ہارتے نہین لوگ انکی باتون سے بے اعتنائی ظاہر کرتے انہین سطری اور مجنون کہتے بعض بیوتوف اور سفیہ خود غرض کہہ اُٹھتے لیکن وہ ایسے کوہ وقار ہوتے ہین کہ اپنی بات کہے جاتے ہین انکا یہ **استقلال** عزم الامورمین سے ہوتا ہے اور آخر ایک خارق عادت اثر پیدا کرتا ہے۔ پس مین بہی اس اسوہ حسنہ کو مد نظر رکہکر کہتا ہون۔

ہر چند اس سے پہلے بہی بار ہا عرض کیا گیا لیکن محض اس خیال پر کہ ان تحریرون پر کافی اور پورا نوٹس نہین لیا گیا آیندہ بھی خاموش رہنی بالکل نامناسب ہے۔ کیونکہ قلوب کی مختلف حالتین ہوتی ہین بعض اوقات وہ ایک تحریر پڑہتے یا سُنتے ہین اور اس کا کچہہ اثر نہین ہوتا لیکن دوسرے وقت وہ ایسی بیدار حالت مین ہوتے ہین کہ وہی تحریر یا تقریر ایک گہرا اثر کئے بغیر نہین رہتی۔ کیا عجب کہ یہہ مضمون میرے کرمفرما ناظرین بیداری کی حالت مین پڑہین + **الحکم** کے چلانے مین جو مالی مشکلات میری راہ مین آپڑتے ہین وہ بعض اوقات ایسے پشت شکن ہوتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص انہین محسوس بہی نہین کر سکتا + مینے ایک مرتبہ اپنی مشکلات کا ایک مرقع ہدیہ ناظرین کیا تہا اکثرون نے اس سے متاثر ہوکر میرے ساتہہ اظہار ہمدردی کیا۔ لیکن اکثر دن نے اسے ایک معمولی طبع آزمائی کا نتیجہ سمجہا +

آپ بخوبی جانتے ہین کہ الحکم کے ذریعہ جو خدمت کا کرنا مقصود رکہا گیا ہے جسقدر فوائد الحکم سے قوم کو پہونچے ہین وہ قوم خود محسوس کر چکی ہے اور اقرار کر چکی ہے لیکن اس کے مقاصد کی اشاعت کا دائرہ اسقدر محدود ہے جو ایک **قومی** اور **مذہبی** اخبار کی حیثیت سے بہت ہی کم ہے۔ وہ قوم جو **اشاعت حق** کیلئے ایک خاص جوش اپنے اندر رکہتی ہے۔ جس جوش کی روح انکے اندر خدا تعالےٰ کے ایک **مامور و برگزیدہ** کے انفاس قدسیہ کے ذریعہ آتی ہے اسکے مسلّم قومی آرگن کی اشاعت کا ایک ہزار کے اندر محدود ہو جانا اور اس سے متجاوز نہونا نہایت ہی تعجب خیز امر ہے مین جانتا ہون کہ الہٰی سلسلون کی ترقی **تدریجی** ہوتی ہے اور انکے ماتحت نشو و نما پانے والے سلسلون کا بہی یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنے نہین ہین کہ ہم ہاتہہ پاؤن توڑ کر بیٹہہ رہین اور اسباب کے حصول کے لئے کچہہ بھی سعی نکرین۔ مین اس امر کا بہی اعتراف کرتا ہون کہ الحکم کی موجودہ اشاعت اسکے اخراجات کی کفیل ہے لیکن اس مین بہی کوئی کلام نہین کہ بعض احباب کا ادائے قیمت کی طرف سے بے پروا ہونا اور اجرا شدہ وی پی پیکٹون کا واپس کرنا اور اور اسی قسم کے مزید اخراجات پڑ کرنا کافی ہو جاتی ہے اور مطبع کی بعض دوسری مدّات پر بھی ہاتھ پہیر جاتی ہے۔

اور پہر بھی آئے دن کسی نہ کسی قسم کے مشکلات کا سامنا رہتا ہے + ان باتون کے علاوہ ضروری امر ہے کہ اخبار کی **اشاعت** بڑہائی جاوے کیونکہ جسقدر اسکی مالی حالت مستحکم اور اچہی ہوگی اسیقدر وہ زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکے گا + اس لحاظ سے مین سرپرستان الحکم کیخدمت مین التماس کرتا ہون کہ اس کی ترقی اشاعت کیلئے سعی کرین اگر ہر ایک ضلع کی جماعت الحکم کی ایک ایک سو کاپی اپنے ضلع کے لئے لے لیدم انکی تعداد کئی ہزار ہو سکتی ہے۔ ہمت اور سعی کیجاوے تو یہ کوئی بڑی بات نہین۔

تاہم مین اسے کسی قدر ناقابل عمل سمجہہ کر ہر خریدار الحکم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ کم از کم مہینے مین ایک **خریدار جدید** تو الحکم کے لئے بہم پہونچائے + جو لوگ الحکم کی **خدمات** اور اسکے **مفاد** کے دائرہ کو وسیع کرنے کے آرزومند ہین وہ میری اس تحریر پر توجہ کرین گے۔ مین امید کرتا ہون کہ میری یہ تحریر اپنا اثر بغیر نہ رہیگی۔

اور دراصل یہ سب کچہہ موقوف ہے اللہ تعالےٰ ہی کے فضل اور توفیق پر۔ اسلئے اس سے دعا ہے کہ وہی قلوب کو ادہر متوجہ کرے۔ مین الحکم کی اگلی اشاعت سے **توسیع اشاعت الحکم** کا کالم پہر لکہونگا انشاء اللہ۔ اور ناظرین الحکم کو اس امر کیطرف متوجہ کرتا ہون کہ وہ اپنی متفقہ سعی سے اسی سال کے آخیر تک اور کچہہ نہین تو دو ہزار تک ہی اسکی اشاعت کو بڑہا دین

حجۃ اللہ

حیدرآباد دکن میں مخالفین سلسلہ احمدیہ کے درمیان خطرناک ہل چل مچی ہوئی ہے اسلئے کہ وہ معلوم کر چکے ہیں کہ اس سلسلہ کی سچائی عام طور پر پھیل چکی ہے اور لوگوں میں عام رجوع پایا جاتا ہے پس وہ اس قبولیت کے روکنے کے لئے ہر طرح ہاتھ پاؤں مارتے ہیں مگر وہان کی احمدی جماعت انہیں ان کے منصوبوں میں کامیاب ہونے نہیں دیتی اور ہر قابل جواب تحریر کا جواب شائع کر دیتی ہے مندرجہ بالا مضمون سے ابھی ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جسکی اشاعت کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی ہے جسکو میں بڑی خوشی سے چھاپ دیتا ہوں - ایڈیٹر۔

ایک سچے فیصلے کی تیسری بار درخواست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین
اذا تخش عاقبة اللیالی + ولم تستحی فاصنع ما تشاء
جب تو انجام کار سے نہ ڈرے اور نہ شرم ہو تو جو تیرا دل چاہے کر
فلا واللہ ما فی العیش خیر + ولا الدنیا اذا ذھب الحیاء
خدا کی قسم جینے میں کچھ مزا نہیں جبکہ حیا نہ ہو

اما بعد

آج ایک سال سے یہ حجۃ الجبار میری نظر سے گذرا جس میں مؤلف نے سراسر تحکم سے کام لیا ہے اور انوار اللہ کو اپنی ہرزہ درائی سے ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

کا مصداق ٹھہرایا ہے اور اپنے مونہہ کی پھونک سے نور اللہ کو بجھانا چاہا ہے۔ انوار اللہ کے مقابل مولف صاحب کا یہ فقرہ انہی کے حسب حال خوب ہے کہ آفتاب پر خاک اڑانا گویا خود ہی کو خاک میں ملانا ہے ہم حیران ہیں کہ انوار اللہ جیسی کتاب جو ابتداء سے انتہا تک قرآنی دلائل سے مالا مال ہے اور جس کا حجم بیس جزو کا ہے - یہ چھ ورقی رسالہ جس میں سوئے نقل[1] ایک چٹھی کے کوئی بادلیل بات نہیں جو کہ غبار پریشانی ڈال سکتا ہے - حالانکہ نقل چٹھی مذکورہ کی لغویت اور مرسل کی چالاکی خود مؤلف رسالہ کی بینہ[2] تاریخ رجسٹری ۱۳۔ اگست ۱۹۰۸ء عیسوی مطبوعہ صفحہ ۲ سطر ا حجۃ الجبار اور میعاد محررہ مولوی محمد علی صاحب من ابتداء ۲۷۔ جون ۱۹۰۸ء لغایت ۱۵۔ اگست ۱۹۰۸ء مطبوعہ حاشیہ صفحہ ۲ سطر ا رسالہ مذکور سے ظاہر ہے کہ ایک ماہ ۱۹ یوم کی میعاد دی گئی تھی۔ اگر مولف رسالہ کو معلوم نہ ہو تو کسی سے دریافت کرے کہ ۱۳۔ اگست اور ۱۵۔ اگست میں کتنا فرق ہے اور حیدرآباد و قادیان میں کتنا فاصلہ۔ کیا مولف رسالہ حجۃ الجبار نے انوار اللہ کے خلاف پر **حیات** مسیح کا ثبوت دیا ہے - یا **معراج** جسمانی کو حسب زعم خود ثابت کیا ہے۔ یا **شخصی** دجال کو منوایا ہے یا مردہ کے دوبارہ دنیا میں لوٹنے کو ثابت کیا ہے۔ یا **جنت آدم** کا معقول جواب دیا ہے - کچھ بھی نہیں پھر کس منہ سے اس بابرکت و مدلل کتاب کو "محض لغو و ناقابل التفات" کہتا ہے - ناظرین خدا کے لئے انصاف فرماویں کہ مولف رسالہ جو اپنے کو اہل سنت اور فرقہ احمدیہ کو محدثہ قرار دیتا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس سے اس کی کیا مراد ہے اگر یہہ ہے کہ قرآن و حدیث و اسوۂ حسنۂ صحابہ کرام کے **عاملین** کا نام اہل سنت - ہے تو چشم ما روشن و دل ما شاد - ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اس فرقہ **احمدیہ** کے مخلصین سے بڑھکر آج کوئی روئے زمین پر ان تینوں کا عامل نہیں ہے اور حق تو یہ ہے کہ آپ حضرات افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے سچے مصداق بنے ہیں کہ **تیس**[3] سے بھی زیادہ آیات سے وفات مسیح ثابت مگر آپ اپنے احبار کی اتباع میں اس کا انکار کرتے ہیں۔ **موت** خضرؑ والیاسؑ وادریسؑ پر قرآن ناطق ہے۔ مگر آپ ان کے حیات کے مدعی ہیں - صحیح بخاری کی روایت موت مسیح بصراحت بتلاتی ہے - مگر آپ اسکے انکاری ہیں۔ حیرت ہے کہ راگ و رنگ کے فدائی خلاف سنت نماز معکوس و نماز ہول وغیرہ کے پڑھنے والے - قبروں کے پاس ڈہولک ستار کے ساتھہ قوالی سننے والے اور اسکو عبادت و ذریعہ نجات اعتقاد رکھنے والے - حبس دم اجرائے قلب - ذکر کی ضرب دل پر لگانیوالے ذکر ارہ کرنے والے - صندل مالی - گور پرستی کرنے والے اور بے سود لوبان و عود شوارع عام پر اپنے مرشد کے گرد جلانے اور جلوانے والے اور عبث پھول وپھنکڑی قبروں پر چڑہانیوالے تو اہل سنت کہلائیں جو - برعکس نہند نام زنگی کافور - کے صحیح مصداق ہیں - اور قرآن و حدیث اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے بدعتی اور فرقہ محدثہ - العجب ثم العجب مولف صاحب کا وہ مصرع - برعکس نہند نام زنگی کافور - یہاں کیا خوب چسپان ہے - آپکا ارشاد کہ عالیجناب مولانا مولوی الحاج الحافظ محمد انوار اللہ خان صاحب بہادر عم فیضہ کی نسبت بہت گستاخانہ کلمات لکھے ہیں - اہل انصاف انصاف کریں کہ انہوں نے جیسا کہا ویسا سنا۔ سچ ہے ؎

دہن خویش بدشنام میالا صائب + کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد ؛ اور ؎

این جہان کوہست و فعل ما ندا
سوے ما آید نداہا را صدا

انوار اللہ میں کئی مقام پر اس کا تذکرہ ہؤا ہے آپ یا تو عمداً اوس سے اغماض کرتے ہیں تا عوام کو اشتعال ہو - جیسا کہ آپ حضرات کی عادت شریف ہے - یا **انوار اللہ** کو سرے سے پڑہا ہی نہیں - صرف اس کے ضمیمہ پر اکتفا کیا ہے اور پھڑک اُٹھے اور مرغ بسمل کی طرح پھڑکنے لگے **بندۂ خدا** اگر مردی ہے تو فقط ضمیمہ ہی کا جواب دیجئے والی لکم ذالک الی یوم **القیامہ** - ہم آپ کے چٹھی کے چھاپ دینے اور اوس کی اشاعت کا شکریہ تہہ دل سے ادا کرتے ہیں - مگر افسوس جس ننگ کے مباہلہ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اربعین میں آپ حضرات کو مدعو کیا ہے اُس سے آپ نے گریز کرکے ایسے پہلو کو اختیار کیا ہے جس میں چند در چند قباحتیں ہیں - منجملہ اس کے چٹھی مشتہرہ مشت بعد از جنگ کی صحیح مصداق ہے اور نیز سلالہ بدعت ہونے کے باعث جو نصوص صریحہ کے بالمقابل مردود ہی قابل التفات نہ سمجھی گئی - اگر فی الحقیقت درخواست چٹھی مذکور نفاق و دروغ بیانی و اطراء و تبختر کی بنیاد پر نہیں اور ؎

پارسایان روے در مخلوق
پشت بر قبلہ مے کنند نماز

کی غیر مصداق ہے - تو بسم اللہ آئیے اور روبروئے قبلہ حق ہوجائیے آپکو اور ہم کو حق جوئی منظور ہے - اور خاص کر ہم کو دلائل قرآن و حدیث و ظہور کرامات و تائیدات سماوی بحق مدعی **مسیحیت و مہدویت** سے قطعاً قطعاً و یقیناً یقیناً ثابت ہوچکا ہے کہ **مدعی** اپنے دعوے میں راست باز اور سچا ہے اور ہمارے مقابل آپ کو زبردستی بلا تحقیق اس امر پر اصرار ہے کہ **مدعی** مذکور جھوٹا ہے لہذا اس حق و ناحق کے فیصلہ کے لئے اللہ رب العالمین مالک یوم الدین رب عرش عظیم و صاحب بطش شدید و قہار و قدیر و جبار و نصیر کے حضور ... وحدہ البصیر ہم خود حاضر ہیں - اور بمقابل آپ کے مدعیانہ رنگ میں ہم یہ دعا کرنا چاہتے ہیں کہ اے پروردگار اگر مدعی مسیحیت و مہدویت درحقیقت تیری طرف سے مامور ہوکر بھیجا گیا اور راستباز ہے تو فریق مخالف کے سرگروہ پر ذلت کی مار نازل فرمایا اور اگر وہ درحقیقت کاذب و مفتری ہے جیسا کہ مخالفین یقین رکھتے ہیں تو اوسے فریق مخالف کے سرگروہ کے روبرو وفات دیکر حق اور ناحق کا فیصلہ فرما دے - اس پر فریقین آمین کہیں - پھر اسی طرح فریق مخالف کی طرف سے ایک یا جسقدر مجمع ہو دعا کرے - کہ اے پروردگار میرزا **غلام احمد قادیانی** جو مدعی مسیحیت و مہدویت ہے درحقیقت سچا ہے اور ہم ناحق اوس سے دشمنی رکھتے ہیں - تو ہمارے سرگروہ کو مدعی مذکور کے روبرو وفات دے - اگر وہ درحقیقت کاذب و مفتری ہے جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں تو اوسے ہمارے سرگروہ کے روبرو وفات دے کر حق و ناحق کا فیصلہ ظاہر فرما دے - اسپر فریقین آمین کہیں - **اس فیصلہ کا انتظار** شعبان ۱۳۲۶ھ کی اوس رات کی صبح تک کیا جائیگا جس کی نسبت مشہور ہے کہ ارزاق و اموات و حیات کی چٹھیاں ملکوت سے تقسیم ہوتی ہیں - مباہلہ سے پیشتر مناسب ہوگا کہ فریق مخالف مدعی مذکور کے دلایل کو اوس کی کتابوں سے بخوبی دیکھ لے تا کہ عند اللہ اتمام حجت ہو اور بعد مطالعہ دلائل عام طور پر اشتہار دیدے جیسا کہ کتاب انوار اللہ کے ضمیمہ میں از سطر ۱۵ صفحہ ۳۴۴ تا سطر ۸ صفحہ ۳۴۵ لکھا گیا ہے اور سرگروہ کا نام بھی خواہ وہ ایک ہو یا کئی بقلم جلی چھاپ دے معتمد صاحب اس سے آپ اور آپ کے مرشد کیوں گھبراتے ہیں کہ یہیں بیٹھے بیٹھے بموجب تحریر بالا آپ اور ہم ملکر حق و باطل کا فیصلہ کرلیں اور دشمن دین و اسلام اور حق پوش باطل کوش کا مونہہ کالا کردیں - جس طرح ہماری درخواست پر آپ نے یہہ چٹھی چھاپ دی ہے اسی طرح ہم بڑی امید کے ساتھہ منتظر ہیں کہ ہماری اس دوسری **درخواست** پر ایک عظیم الشان جلسہ فرماکر سب مسلمانوں کی حق بحق آرزو پوری کریں گے اور اپنے برسر حق اور خالص اہل سنت و جماعت ہونے کا اور فریق مخالف کے ضال و گمراہ ہونیکا ثبوت دینگے جس سے **حضرت میرزا غلام احمد قادیانی** کا فتنہ جہان سے اٹھ جائے اور

---

[1] ۱۰۔ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ شب جمعہ حسب رؤیا و صادق غلام رسول۔
[2] اسماء بینہ مندرجہ رسالہ حجۃ الجبار صفحہ ۱۲ کے تحت بعض ایسے ناواقف اطفال ہیں جنہیں ابھی تک فراز و نشیب میں تمیز نہیں نہ وہ مباہلہ جانیں اور نہ وجوہ مباحثہ۔ بعض ایسے حضرات گرامی کا نام درج کیا گیا ہے جنکی دستی تحریر سے معلوم ہؤا کہ وہ مشتہرہ چٹھی چھاپنے ہی بالکل بیخبر ہیں۔ الخ

ایک جہان آن موید من اللہ کا گرویدہ ہو اور وہ صاحب العلم کہلائے اور ہم بھی اس کے مخلص خادمون مین شریک ہوجائین - تمام قوم گواہ رہے کہ اس طریق فیصلہ کو جو بہت ہی آسان ہے - غالباً شاہ صاحب اور اون کی ذریات ہرگز پسند نہ کرین گی - مگر افسوس و حیرت ہے کہ جب آپ لوگ بر سر حق ہین اور خدا آپ کے ساتھ ہے پھر اس قسم کی دعا سے کیون ڈرتے ہین - کیا ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ

آپ جیسے راست باز اور اسلام کے غم خوارون کو چھوڑ کر **میرزا غلام احمد قادیانی** کا ساتھ دے گا جو بزعم شما دجال کا فر مفتری علی اللہ ہے - ہرگز نہین ہرگز نہین - کیا ایک کاذب - صادق کے روبرو ایسی عزت پا سکتا ہے - کیا کبھی ایسا ہوا بھی ہے کہ حق اور باطل کے مقابلہ کے وقت ایک مفتری دجال کامیاب ہوجائے اور میدان اس کے ہاتھ آئے - اور راست بازون کی عظیم الشان جماعت خائب اور خاسر ہو - پھر ہم کہتے ہین کہ خدا کے لئے بہت ہی جلد اس درخواست کو منظور فرما کر فتنہ ورحمت مین امتیاز کر دیجئے اور خاص و عام کو رات دن کے انتظار مین نہ رکھئے - اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے پہلے ایسے اشخاص کا ظہور جو دین اسلام مین فساد برپا کرنیوالے اور نئی نئی باتین کرنیوالے ہون گے احادیث نبویہ سے بخوبی ثابت ہے - تو یہ ساری باتین آپ حضرات مین بخوبی پائی جاتی ہین - اس لئے کہ اسلام کے خلاف دنیا بھر کے بدعت کا دروازہ آپ لوگون نے عوام پر کھول رکھا ہے اور نئی نئی باتین بول رہے ہین جن کا نام و نشان اسلام مین نہین اور جن کی تشریح کی چندان ضرورت نہین سب پر عیان ہے (عیان راچہ بیان) پیرومرشد آئے دن جو دین اسلام مین فساد برپا ہو رہا ہے اور نفس اسلام اور قرآن اور مہبط قرآن پر جو جو حملے ہو رہے ہین کیا کبھی آپ نے یا آپ کے کسی ملا مشائخ نے معقول جواب و دندان شکن جواب دینے کی طرف توجہ کی ہے - دیکھئے ترک اسلام اور تہذیب اسلام اور ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتابین جو مرتدین و مشرکین کے قلم سے نکلی ہین جو آپ ہی کی تفسیرون سے لیکر اعتراض کیئے گئے ہین ان کا یہ جواب تو کچھ نہین کہ یہ فضول و لغو ہین ان کا کیا جواب دیا جائے - جائے انصاف ہے کہ ایک شخص قرآن مجید و نبوت محمدی کا بالکل منکر ہے اور قرآن مجید کو خلاف عقل اور خلاف فطرت کہتا - اور اس کو مجموعۂ افترا در افترا قرار

دیتا ہے - اور مہبط وحی فداہ ابی و امی کو نعوذ باللہ کاذب و مفتری علی اللہ کہتا ہے تو کیا اسلامی ہمدردی کا یہی تقاضا ہونا چاہئے - کہ اس کے جواب سے سکوت کر کے ایک طرفہ ڈگری کا موقع دیا جائے - سکوت کی وجہ یہی ہے کہ خصم آپ کے مسلمات پیش کرتا ہے - اور آپ اپنے مسلمات کا جواب بھلا کیا دے سکتے ہین - ہان اگر سماع موتیٰ - اور آمین بالجہر و رفع یدین - یا عرس اور صندل مالی وغیرہا فروعی مسائل ہوتے تو البتہ آپ دیکھتے کہ شاہ صاحب اور مولوی صاحب - اور مشائخ صاحب وغیرہ وغیرہ القاب والے کیسے اچھلتے اور کودتے اور کئی صفحہ کی کتاب لکھ ڈالتے اور عوام مین پکارتے پھرتے وہ وہابی ہوگیا وہ وہابی ہوگیا سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ کام **سلطان القلم** اسد اللہ مامور من اللہ ہی کا ہے جو ایسے حملون کو بے حقیقت کر کے مخالفین اسلام کا منہ کالا اور بند کرتا ہے اور اپنے آقا کی طرح رات دن حمایت اسلام ہی مین لگا ہوا ہے - براہین احمدیہ وغیرہ کتابون کا مطالعہ کرنے والا انسان ہمارے اس سچے بیان پر حلفیہ شہادت دے سکتا ہے اور اگر نئی نئی باتون سے آپ کی مراد وفات مسیح اور الہام و وحی ہے - تو براہ کرم انکار قرآن اور حدیث سے کیجئے اور اپنی پرانی باتون کا ثبوت دیجئے - انی لکم ذالک الی یوم القیامۃ

نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کی تاویل کے متعلق یہ گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر پھر دوبارہ اس بحث کو انوار اللہ مین ملاحظ فرمائیے کہ جواب باصواب وہان ملے گا آپ صفحہ چار مین خدا داد عقل کی توہین کرتے ہین - حالانکہ دین و دنیا کا دار و مدار اسی پر ہے اور قرآن پاک نے اس نعمت عظمیٰ سے فائدہ لینے کیطرف توجہ دلائی ہے اور اس باب مین حضرت اقدس میرزا صاحب کے کلام مین تناقض سمجھنا - آپ کی منطق اور بہہ دانی بلکہ اردو فہمی کی قلعی کہلنے کی بڑی بھاری دلیل ہے جو شخص یہ کہے کہ حق جوئی کے تین ذریعے ہین - خدا کی کتابین - خدا داد عقل - تائید آسمانی - اور یہان ہمارا مقصود تائید آسمانی سے ہے خدا داد عقل سے نہین - اس سے اسکی غیر ضرورت عند الضرورت سمجھنا - آپ ہی کا حصہ ہے -

لہ آپکے مرشد کے پاس رسالہ ترک اسلام جسمین (۱۱۷) اعتراض قرآن مجید پر کئے ہین اس غرض سے بھیجا گیا کہ اسکا جواب شائع کر کے قرآن و اسلام کی حمایت فرماوین - کیا آپ نے بھی سنا ہے کہ پیرو مرشد نے کیا جواب دیا - یہی کہ "یہ فضول و لغو ہے"

اور خرم آپ نے صفحہ ۵ مین دہوکا کہایا ہے - بالعموم کو بولے دہی کی کوشش کی ہے جو علما کی شان کے خلاف ہے **بھائی صاحب** - تائید آسمانی اور چیز ہے اور عمل الترب اور - یہان دعا کے ذریعہ آسمانی تائید کو اپنی طرف جذب کرنا ہے اور وہان ایک عامل معمول پر اثر اپنی نظر کا ڈالتا ہے - یہہ سچ ہے کہ مرض کا ازالہ جس طرح ایک طبیب ڈاکٹر کے علاج اور مسمریزمی طریق سے ہو سکتا ہے اسی طرح ایک مقبول مولیٰ کی دعا سے ممکن الوقوع ہے - تو کیا آپ کے نزدیک یہ تینون کام عند اللہ مساوی الرتبہ ہین اور یہ تینون صادق و راستباز کہلا سکتے ہین - کیا کوئی معالج و مسمریزمی - کافر و کاذب دنیا مین ہے یا نہین - کیا آپ نے کہین مستجاب الدعوات کافر کو دیکھا ہے خاصکر حق و باطل کے امتحان کے وقت - حق تو یہ ہے کہ آپ کی بے سروپا تقریرین صرف اس غرض کیلئے ہین کہ کسی طرح صدق و کذب کا امتحان سر سے ٹل جائے اور یہ ذلت کا پیالہ کسی نوع پینا نہ پڑے ورنہ ہماری درخواست منظور فرما کر ایک جلسہ دعائی منعقد فرمائیے اور خدا سے سچا فیصلہ طلب کیجئے - تا کہ طالب حق اور جویائے راستی کامیاب ہو - ہمین تو یقین ہے کہ امام وقت مجدد زمان کے بالمقابل آپ کی ساری کوششین بیکار ہین - دعا کرتے کرتے آپ کے ہاتھ شل ہوجائین اور سجدہ کرتے کرتے آپ کی ناک گھس جائے مگر ہرگز سنی نہ جائے گی - اس **کلیم اللہ** کے مقابلہ مین آپ کا وہی حال ہوگا جیسا کہ **بلعم** کا موسیٰ علیہ السلام کے ہوا - اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ جب تک کسی فریق کو غلبہ نہ ہو - اور دوسرا ہلاک نہ ہو تب تک دونون فریق کے سرگروہ بلکہ اسی ایک جائے پر رہین - اور اپنی اپنی دعاؤن اور وحی اثرون سے ایک دوسری پر اثر ڈالین تو عرض ہے کہ یہ شرط کہان سے

لہ معلوم نہین ہوا کہ آپکا سرگروہ کون ہے اون کا نام لیجئے ہمارا خیال ہے کہ آپکے مرشد واعظ شہر مکہ مسجد اسکے لئے منتخب ہونگے ہم انکو دوستانہ نصیحت کرتے ہین کہ ہرگز ہرگز ان کو اس اہم کام کیلئے منتخب فرمائین - اس لئے کہ انہون نے اور ان کے ہم خیال علماء نے توحید الٰہی کی سخت توہین کی ہے - دجال جیسے ملعون کا فرکو خدائی صفات مین شریک مانا ہے - اور مارنے جلانے پانی برسانے وغیرہ امور مختصۂ الٰہیہ مین ذات واجب الوجود کا ہمسر قرار دیا ہے - بلکہ آسمان و زمین و مافیہا کو اسکا تابع فرمان بدل و جان تصور کیا ہے پس ایسی صورت مین بجائے اسکے کہ نصرت خدائی و رحمت الٰہی انکی شامل حال ہو غضب الٰہی کی آگ بھڑک اٹھیگی اور اسوذ یا ملکی بھی ہرگز پروا نہ کیجائیگی - کیونکہ قرآن مجید مین ولا یخاف عقبٰہا ہے۔

مستنبط ہوتی ہے - کیا احادیث مین اس کا ذکر ہے نہیں ہے تو فضول محض ہے - اور **ترک غذا** کی شرط بالکل نرالی ہے - کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کے وقت نصاریٰ نجران کو اس کی ہدایت فرمائی تھی - یہ تو ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ سے ممنوع ہے پس یہ من گھڑت شرط بھی التفات کے قابل نہین - بلکہ محدثات و بدعت تازہ ہے - اس بدعت پر پھر اہل سنت و جماعت ہونے کا دعوے جائے شرم ہے وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ - وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ - وغیرہما نصوص قطعیہ آپ کی ان شرطون کو بالکل مردود و باطل ٹھیراتی ہین - اور افسوس کہ حدیث مذکورہ رسالہ کے محل و موقع کو آپ نے سمجھا ہی نہین ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا این جاست

اور یہان آپ اپنی لکھی ہوئی اس عبارت کو کہ (آنکھین نیچی کرین اور اپنا گریبان جھانکین) اپنے حال سے ملائین - مماثلت کے لئے مغائرت شرط ہے ورنہ عینیت لازم آئیگی پس خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کے نسبت یہہ گذارش ہے کہ سوائے خداوند عالم کے جس کی شان لیس کمثلہ شیئ ہے تمام مخلوقات مین مماثلت ممکن ہے - اور اصل کے تمام حسن و کمالات مثیل مین پائے جانا ضرور نہین جس کو آپ بھی جانتے ہین اور کتب بلاغت و معانی و بیان اس بیان سے مملو ہین - پس شریعت حقہ اور احکام قرآنیہ کے سوائے دوسرے کمالات مین مثلاً معجزہ نمائی و مکالمۂ الٰہی و پیش گوئی وغیرہ کمالات مین جو مذاہب حقہ کی روح و روان و بمنزلہ جان کے ہین اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بڑی بھاری علامت ہین اور جس مین حضرت اقدس میرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشک ولاریب مثیل **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** مین و با این ہمہ **غلام احمد** اگر کبھی آپ نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی دعا کی تعلیم اور سورۂ نور کی آیت استخلاف وغیرہ پر غور کیا ہوتا تو اس مماثلت کے دعوے پر بجائے معاذ اللہ سنہا کہنے کے سبحان اللہ و بحمدہ کہتے - کیسی الٹی سمجھ ہے کہ وعدہ الٰہی کے رو سے ایک شخص جانشین مصطفےٰ ہو اور خلیفۃ اللہ کہلائے اور ہدایت خلق کے لئے اللہ تعالیٰ اوسے مبعوث کرے اور اس مین **کمال محمدی** نہ

افسوس آپ لوگون مین نہ تدبر قرآن کا مادہ رہا اور نہ

امام زمان عارف قرآن مسیح دوران کی غلامی اور ان کے پر معارف کتابون کے مطالعہ کی توفیق ملی جس سے کورے کے کورے کٹ ملّا د زاہد خشک ۔ حقایق و معارف قرآنیہ سے بے نصیب رہے ۔ خدا کی ذات ایسے فعل عبث سے بالکلیہ مبرّا ہے کہ کسی کو مامور کرے اور پھر اس مین انوار احمدیہ کا کچھ حصہ نہو ۔ خلیفہ رسول اللہ تو ایک عظیم الشان انسان ہوتا ہے مولانا رومی تو مرشد کامل کو بھی نبی وقت قرار دیتے ہین ۔ وہ فرماتے ہین ؎

ا نبیٔ وقتِ خویش است ای مرید
تا از و نور نبی آید پدید

یعنے ایسے ہر وقت کا ہر انسان کامل مثیل نبی ہے جب ہی تو اسکو نور نبی کا جامع اور قاسم قرار دیتے ہین اور ایکجگہ فرماتے ہین ؎

نفس از بس مدحہا فرعون شد
کن ذلیل النفس ہونا لا تسد

یعنی مجدد اعظم صدی چہاردہم ۔ کاسر صلیب کی مشیت سے آپ کو استعجاب و انکار کیون ہے ۔ نعتذ ما ذکر ولد تستعجل ۔ کیا آپ چاہتے تھے اور چاہتے ہین کہ مذاہب باطلہ کی طرح دین اسلام بھی ایک مردہ مذہب بن کر رہے ۔ اور کوئی کامل و اکمل فرد اس مین پیدا نہو ۔ جو قوت قدسی و برکات محمدی و استجابت دعا کا نور اپنے اندر رکہتا ہو اور تمام ادیان ازین جہان تا آن جہان کے سامنے اسلام ہی کو الہام الٰہی و مکالمۂ ربّی و پیش گوئی و دلایل عقلی و نقلی کے ذریعہ زندہ مذہب ثابت کرکے بتلائے ۔

خلاصہ مدعا

اگر ہماری درخواست مباہلہ جو اسی رسالہ کے صفحہ ۴ وسطر ۸ مین درج ہے بے سبب ہی نامنظور کردی جائے تو للہ تمام مسلمانون کے حال زار پر رحم فرما کر اتنا تو ضرور کرین کہ ایک مجمع عام فرما کر باشتہار تمام اللہ جل جلالہ کے سامنے ضرور ضرور دعا فرماوین کہ اے پاک پروردگار ۔ تو **کاذب** و **صادق** کا فیصلہ اپنے عرش عظیم سے جاری فرما اور ہم دونون مین سے جو تیرے علم مین کاذب ہے اس کو ذلت کی موت نصیب کرتا کہ **کاذب** **صادق** کے سامنے مرجائے اور یہ بات فریقین کے لیئے ایک معیار ہو ۔ جسپر سب حاضرین آمین کہین اور انتظار فیصلہ حق جل وعلا اپنے اپنے گہرون مین بیٹھے ہوئے کرین جیساکہ **پکٹ** مدعی مسیحیت بمقام لندن اور **مسیح موعود** مقیم قادیان مین فیصلہ حق کا نوبر ہوتے ہوئے نظارہ رہتے ۔

(طالبین حق جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن ہدایہ اللہ تعالےٰ عن شرور الفتن)

اللّٰھم الصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم ۔ اللّٰھم اھدنا سوٓء الطریق و اجعل لنا التوفیق خیر رفیق ۔ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ والسلام علی من اتبع الدین امین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علی سیدنا محمد و الہ وصحبہ اجمعین ۔

انگلستان مین اخلاق اور مذہب کا زوال

معزز معاصر ریویو آف ریلیجنز قادیان نے اپنی تازہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان سے ایک مختصر سا آرٹکل لکہا ہے جسکو پڑھکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت پر قوی دلائل پیدا ہوتے ہین اپنے ناظرین کی عام واقفیت اور دلچسپی کے لیئے اسکو ذیل مین درج کرتا ہون ۔ ایڈیٹر ۔

میری کوریلی کی کتاب "آزاد رائین" حال مین شایع ہوئی ہے اور انگریزی پریس مین اس کی بہت کچھ مخالفت اسوجہ سے ہوئی ہے کہ عیسائی ممالک کی موجودہ مہذب سوسائٹی کے بعض حالات اس نے کہولکر بیان کردئے ہین اور آج کل کے مہذب مورخین کی طرح عیبون کا اخفا نہین کیا ۔ دو بڑی باتین جو اس مین بیان کی گئی ہین وہ بدکاری کی کثرت اور مذہب کا زوال ہین اور ان دونون امور مین کتاب کی مصنفہ کے بیان مین کسی کا مبالغہ نہین پایاجاتا ۔ کیونکہ بڑے بڑے لوگون نے اس سے بہی بدتر نقشہ مہذب سوسائٹی کا کھنچا ہے ایک حملہ اس کتاب پر یہہ بہی کیا گیا ہے کہ اسکی طرز تحریر سخت ہے مگر جہان سوسائٹی اپنے بعض عیبونکا اخفا کرنا چاہتی ہو ان کا اظہار ضرور ہے کہ سخت معلوم ہو ۔

انگلستان مین مذہبی عقاید کے زوال کے متعلق پہلے یہ دو سوال کئے گئے ہین "کیا تم اس مذہب پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہو جسکے پیرو ہونیکا تم زبانی اقرار کرتے ہو؟ کیا یہہ سچ نہین کہ تم اس کے ایک لفظ پر بہی ایمان نہین لاتے اور صرف رسم و رواج کے طور پر اسکے پیرو بنے ہوئے ہو؟" ان سوالون کا جواب دیتے ہوئے عام حالت یون بیان کی گئی ہے ۔

"تم ایمان نہین لاتے مگر رسم و رواج کی خاطر جہوٹا اقرار ایمان لانے کا کرتے ہو ۔ سوچو کہ تم کیا ہو تم اپنے آپکو نیک اور معزز سمجھتے ہو ۔ مگر واقعات واقعات ہی ہین اور تم ایمان کا دعوٰی کرتے ہین کذاب ہو ۔ دن کی صاف روشنی تمپر پڑتی ہے اور تم کو منافق جانتی ہے تم ایک بدبخت انسان ہو جو رسم کی دلوانہ وار تقلید مین خدا کو بھی دہوکا دینے کی نکمی کوشش کررہے ہو ۔ مرد ہو یا عورت جو کوئی تم ہو جہوٹ بولنے سے شرم کرو ۔ صاف طور پر اقرار کرو کہ تم ایمان نہین لاتے پھر کم از کم اس صاف گوئی کے لئے تمہاری عزت کیجائیگی رسم کیخاطر یہ نہ دکہاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اوس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اُس فرقہ کیطرف پھر ہم تمہین کذاب یا منافق نہ کہین گے ۔" یہ حالت صرف عوام کی ہی نہین بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ دارون کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہین ۔ اس سے بہی بدتر بیان کی گئی ۔ رسم کی خاطر یہ نہ دکہاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اوس فرقہ کی طرف ۔ پھر ہم تمہین کذاب یا منافق نہ کہین گے ۔" یہ حالت صرف عوام کی ہی نہین بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ دارون کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہین اس سے بہی بدتر بیان کی گئی ہے ۔" یہ بالکل سچ ہے کہ ہمارے اکثر گرجے مسیح کی اصلی تعلیم کے بالکل مخالف پڑے ہوتے ہین اور یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ہم اپنی روزانہ زندگیون مین ٹھیک اس طرز پر چل رہے ہین جس پر مسیح نہایت سخت الفاظ مین لعنت بہیجتا ۔ عوام کی حالت کو مدنظر رکہکر یہ کہدینا تو آسان ہے کہ لندن کافر ہو رہا ہے لیکن اگر پادریون اور پیشوایان مذہب کو کافر کہاجائے تو یہ بالکل درست ہوگا ۔ ان بڑے بڑے عہدہ دار ان کلیسیا کی حالت پر غور کرو جو جو اس عقیدہ کے ایک لفظ پر بہی ایمان نہین لاتے جسکا اقرار وہ زبانی کرتے ہین اور جو ہر روز مسیح کے ساتہہ دہوکا بازی کرکے روپیہ کے وصول کیلئے ہین سیعود اسکریوطی کا کام کرتے ہین ان

دین کے خادمون کی حالت پر غور کرو جو اپنی روزمرہ زندگیون کے ہر ایک لفظ اور فعل مین اہل عیسائیت سے الٹے چل رہے ہین ان جبّون عبائے منافقون کو دیکھو جو دوسرون کو وعظ کرتے ہین مگر خود اسکے ایک لفظ پر بہی عمل کرنیکی کوشش بہی نہین کرتے ان بے ایمان اور دنیادار پادریون کو دیکھو جو دولتمندون اور لارڈ ونکے گہرون مین ہمیشہ دیکھے جاتے ہین نہایت عمدہ پوشاک پہنے ہوئے اور عمدہ عمدہ کہانے کھاتے ہین اور پہر سوسائٹی کی بدکاریون کا ایسے مزے لیکر ذکر کرتے ہین جیسے کوئی عام رند جو دوسرے کی بیوی کو نیکی کی راہ سے پھیر کر اغوا کرتا ہے ۔ ان کینہ ور تنگدل جہگڑالو چہوٹے چہوٹے گرجاؤن کے پادریون کی حالت پر غور کرو جو اپنے اہل محلہ کو بجائے احسان ادائگی حقوق ہمسائگی نیکی اور وحدت کا سبق دینے کے اون کو ایک دوسرے سے لڑواتے ہین ۔ اور کافرون سے بدتر بلکہ خالص وحشیانہ سلوک ان سے کرتے ہین ۔"

اس مین شک نہین کہ کلیسیا ان باتون کے کہنے کو برا سمجھتی ہے بلکہ بعض لوگ انکو مبالغہ سمجھتے ہین مگر میرا خیال ہے کہ جو بیحیائی اور بدکاری اس نام کے مقدس دائرہ کے اندر ہوتی ہے اس کا پورا پورا اظہار نہ ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے روزمرہ ہم امریکا اور انگلستان کی اخبارون مین پادریون کی بدمستی شرابخوری اور زناکاری کے قصے پڑہتے ہین یہان ہندوستان مین ہی ایک پادری صاحب جو بہیڑ کہلانا اور بہیڑئے کا کام کرنا پسند کرتے ہین پکڑے گئے کیونکہ انکے متعلق یہ معلوم ہوا تہا کہ وہ یتیم لڑکیون سے جو اون کے سپرد تہین بدفعلی کرتے رہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ سترہوین غریب لڑکی تہی جسکی عفت پر حملہ ہوا ۔ اور اگر پادری صاحب اپنے وحشیانہ جذبات کو سولہ تک ہی محدود رکہتے تو کون انکے تقدس مآب ہونے مین شک کرسکتا تہا ۔ سو یہ کمتر ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ظاہر ہو ۔ انگلستان مین جو ایسے واقعات پبلک ہوئے ہین انکے متعلق میری کوریلی لکہتی ہے "جب عام طور پر بدنامی کا سیہ داغ ایک پادری کے دامن پر لگتا ہے تو زیادہ شرم اور مایوسی اور افسوس کا مقام ہوتا ہے ۔ جب ہم ان طبقون مین ان لوگون کے حالات کو دیکھتے ہین اور اکثر ایسے حالات ہمارے دیکھنے مین آتے رہتے ہین جو بجائے زندگی کی پاکیزگی اور چال چلن کی صفائی کا نمونہ دکہلانے کے اپنے آپ کو اور اپنے اعلےٰ مرتبہ کو بدترین سیہ کاریون سے جو جاہل وحشیون مین بہی بڑی معلوم ہوتی ہین ذلیل کرتے ہین

ا؎ دعا فرمانے سے ایک ہفتہ پہلے مذکورہ دعا چہاپ کر تقسیم بھی فرمادیجاوے ۔ یا کسی مشہور اخبار مین چہپوا دیجاوے تاکہ ہر مومن اگر وہ کسی عذر سے حاضر جلسہ نہو سکتا ہو تو بجائے خود صادق کا دعاؤن سے بکار حق معین ہو اور انصار اللہ بنے ۔۱۲

؎ بیان اپنا اور حضرت مرزا صاحب کا نام صراحتہً یاد فرماوین ۔

تو سخت ہی افسوس اور حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ جنسے یہ امید رکہی جاتی ہے کہ وہ غلط کار انسانونکو سیدہی راہ پر لائینگ ان کی اپنی یہ حالت ہے۔ گذشتہ چند سالون مین بہت سے آدمیون کی ایسی مثالین ملتی ہین جو کلیسیا کے عہدہ دارون مین تہے اور جنہون نے عمداً شوخی اور بدمستی سے عزت اور نیکی کے ہرایک پاک قانون کو توڑا اور ان کی یہہ سیہ کاریان اور بہی سیاہ معلوم ہوتی ہین۔ جب ہم انکے سفید (چہرون نہین بلکہ) عقاید کو دیکہتے ہین ؎

روحانیت کی یہ گری ہوئی حالت کیون پیدا ہوئی ہے اسلئے کہ دنیا اور دولت کی محبت بڑہ گئی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جو عیسائی ممالک مین اعلےٰ سے لیکر ادنےٰ تک کو لگی ہوئی ہے یہ بالکل سچ ہے کہ انسان کے دل مین دو معبودون کی محبت نہین ہوسکتی۔ یا خدا کی پرستش کے لئے جگہ ہوگی اور یا دولت کے دیوتا کی پرستش کیلئے۔ عیسائی دنیا کی کل توجہ اور عقد ہمت اسوقت دولت کے جمع کرنے اور دنیوی آسایشوں کے حصول مین لگی ہوئی ہے چنانچہ کتاب زیر ریویو کی مصنفہ لکہتی ہے ؎ ایک نظر ان متکبرون کی طرف اٹہا کر دیکہو جو خداوند کے خادم کہلاتے ہین اور پرلے درجہ کے خود پرست جہگڑالو اور لڑاکے تنگ خیال ہین یعنی پوپ اور اسکے بڑے بڑے عہدہ دار یا کنٹربری کا لاٹ پادری۔ اور اسکے بشپ ڈیکن ڈین اور چہوٹے چہوٹے عہدیدار۔ یہ لاکہون فرنے اور یہ امیرانہ ٹہاٹہ والے اور دنیا کے طلبگار جو یہ کہتے ہین کہ ہم انجیل کی وعظ کرنے کے لئے بلائے گئے ہین ان سے پوچہو کہ تمہارے پاس تمہارے ایمان لانے کی کونسی شہادت ہے۔ اور کونسی شہادت اس امر کی ہے کہ تم اسی آقا کے پیرو ہو جو عیاشی کو کبہی پسند نہین کرتا تہا اور جسکے پاس سر رکہنے کے لئے بہی جگہ نہ تہی۔ اور تم عام لوگو یا تم کیونکر یہ دعوےٰ کرسکتے ہو کہ تم اس غریب اور معمولی انسان کے پرستار ہو جبکہ تم اپنی زندگی کے ہرایک فعل سے یہ ثابت کررہے ہو کہ تم زمین و آسمان کی سب چیزون سے زیادہ دولت سے پیار کرتے ہو اگر تم جو کروڑہا روپیہ کے مالک ہو کبہی دین کے لئے خرچ بہی کرتے ہو تو صرف اسقدر اور اس غرض سے کہ تمہاری شہرت ہو اور تمہارا نام بڑا ہو۔ کیون تم اتوار کے دن اپنے منافق سرون کو یسوع کے نام کے آگے جہکاتے ہو جو بظاہر ایک بڑہئی کا بیٹا تہا۔ اور بڑہئی کا کام کرتا تہا۔ اور حالانکہ تم ایسی

تمام کرتے ہو اور مزدوری پیشہ لوگون کو حقارت کی نگاہ سے دیکہتے ہو اور جب فقیر تمہارے دروازہ پر آتا ہے تو اسے لات مار کر نکال دیتے ہو"

بدکاری کے پہیل جانیکو عیسائی اور غیر عیسائی سب نے مانا ہے مگر اس کتاب کی مصنفہ اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹی مین اسکے بہت ہی زیادہ پہیلجانے پر نہایت افسوس کرتی ہے "مگر تمدن کے دائرہ مین سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ بدکاری کا ارتکاب دن بدن زیادہ کہلے طور پر ہونا شروع ہوگیا ہے۔ اور قاعدہ نکاح سے نہایت بیحیائی سے لاپروائی دکہائی جاتی ہے اس بارے مین انگریزون کے سب سے اعلےٰ طبقہ کی سوسائٹی سب سے بڑہی ہوئی ہے اور اس زمانہ کی سب سے بری مثالین اس مین ملتی ہین۔ یورپ یا امریکہ مین جو کچہہ ہی کہ خدا سے دوری اور زندگی کی زندگیان بسر کیجاتی ہون ہمین کہنا پڑتا ہے کہ گریٹ برٹن مین وہ لوگ موجود ہین جو تاریخی طور پر اپنے نامون کی عزت اور اپنی وجاہت کے سبب سے تمام ملک مین مشہور ہین جو اپنے گہر مین اپنی بیویون سے زنا ہوتا ہوا دیکہکر بہی نہایت بزدلی سے خاموشی اختیار کرتے ہین۔ اور دوسرون کے لڑکون کو اپنے لڑکے تسلیم کرتے ہین حالانکہ انکو خوب علم ہوتا ہے کہ وہ بچے ولدالزنا ہین۔ ہم نے ایک بڑے ذی رتبہ امیر کا حال سنا ہے جو ایک دوسرے آدمی کی عورت سے زنا کیا کرتا تہا اور جب اس بات کا چرچا عام ہوگیا تو دیوث خاوند نے اس بے حیائی پر پردہ ڈالنے کے عوض ساٹہہ ہزار پونڈ کی رقم قبول کی اور اسی بات پر بالکل خاموشی ہوگئی اور اب وہ دونون فریق اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹی مین اس سے بہی زیادہ عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکہے جاتے ہین جیسے کہ وہ پاک اور بے عیب ہونے کی حالت مین دیکہے جاتے اس لیڈی کی تصویر جسکی زناکاری کی قیمت ساٹہہ ہزار پونڈ لی گئی تہی با تصویر تحریرون مین عموماً دیکہی جاتی ہے اور اس کے نیچے یہ موزون الفاظ درج ہوتے ہین کہ وہ عفت اور پاکیزگی کی ایک مجسم تصویر اور سفید کبوتری ہے۔ اس بیحیائی کے قصے مین اصل ملزمون سے بہی بڑہکر وہ فیشنیبل لوگ قابل الزام ہین جو ان کے اس چال چلن کو معمولی سمجہتے ہین"

اس کے علاوہ اس کتاب مین اور بہت سی چہوٹی چہوٹی بدیون کا ذکر ہے جیسے مہمان نوازی کا مفقود ہونا۔ گہر کے اندر کی خوشحالی کا زوال۔ فاخرہ لباس کا جنون۔ عورتون کا

اجرت دیکر اخبارون مین اپنے متعلق یہ شائع کرانا کہ فلان عورت نہایت خوبصورت اور جوان اور دلفریب ہے۔ اخبارون کی گندہ حالت جو کالمون پر کالم یہی بیان کرنے مین سیاہ کردیتی ہین کہ فلان ناچ یا عیش کی مجلس مین فلان عورت کا لباس ایسا اعلےٰ اور ایسا چمکیلا اور ایسا دلکش تہا۔ اور اس نے فلان فلان جواہرات یا زیورات پہنے ہوئے تہے۔ دولت اور دنیا کی محبت۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر مین سمجہتا ہون کہ یہ تمام بدیان انہین دو کے فروع ہین جو مینے ابتداء مین بیان کی ہین۔ اور اسی لئے ان پر تفصیل سے لکہنے کی کچہہ حاجت نہین۔ اگر وہ دو عیب دور ہوجاوین یعنی ایمان اور اخلاق کا زوال تو چہوٹے چہوٹے نقص خود ہی دور ہوجائینگے۔ درحقیقت وہ چیز جس کی اسوقت مذہب سوسائیٹی کو سخت ضرورت ہے وہ خداتعالےٰ پر پاک اور سادہ اور یقینی ایمان ہے۔ وہ ایمان جس کی روشنی کی شعاعین ہرایک ظلمت کو دور کردین اور دل کو تمام بدخواہشات سے پاک کردین۔ وہ ایمان جو زندہ اور طاقتور خدا کا چہرہ اسی دنیا مین دکہادے۔ جب تک اللہ تعالےٰ پر ایمان پیدا نہ ہوگا اور اس پاک ذات سے ایسا مضبوط اور خالص تعلق نہ ہوگا حقیقی پاکیزگی کبہی حاصل نہین ہوسکتی مغربی دنیا کا مذہب رواجاً اوسکو عیسائی مذہب ہی کہو خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنے اور اس کے ساتہہ ایسا تعلق قایم کرنے اور اسکی ایسی محبت اور عظمت دل مین قایم کرنے سے قاصر ہے اور یہی جڑ سب بدکاریون کی ہے دنیا مین دو ہی قسم کی کشش ہے یعنی ایک خدا کی اور دوسرے دنیا کی محبت اور آسایش اور روپے کی کشش۔ عیسائی دنیا اسوقت بکلی اس دوسری کشش کے نیچے آئی ہوئی ہے اور تمام افعال مین اور اقوال مین اور ارادون مین انکے مدنظر دنیا اور دنیا کی آسایش ہی ہے۔ اسلئے یورپ مین سوسائیٹی کی یہ حالت ہے جس سے خدا کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے اور دنیا کا تعلق دن بدن بڑہ رہا ہے۔ خدا کا نام اتوار کے دن وعظ مین لینے کے لئے رکہا ہوا ہے اور دل مین خدا کی محبت بالکل نہین کیونکہ دل دنیا کی محبت سے پر ہے اور خدا کی محبت کے لئے اس مین کوئی جگہ خالی نہین۔

اگر کوئی یورپ مین طالب حق ہے تو اسے یاد رکہنا چاہئے کہ صرف اسلام ہی وہ پاک مذہب ہے جو دل کو گناہ اور جذبات نفسانی سے آزاد کرتا ہے اور اوس دنیا کی محبت کی آگ پر پانی ڈالتا ہے

یہی وہ مذہب ہے جو خدا کی راہ دکہاتا ہے انسان کو ان تمام برکات کا وارث بنادیتا ہے جو پہلے راستبازون کو دی گئین۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام ہی ایک وہ مذہب ہے جو گناہ سے نجات کا سچا راہ بتاتا ہے اور وہ راہ یہ ہے کہ وہ اپنی عجیب تاثیر والی تعلیم سے اور اللہ تعالےٰ کی ہستی پر خارق عادت نشانون سے اور دعاؤن کی قبولیت سے ذات باری پر وہ پختہ اور یقینی ایمان پیدا کرتا ہے جسکے سامنے بدی کی طاقت کمزور ہوکر نابود ہوجاتی ہے کیونکہ جب انسان اس یقینی ایمان سے جسپر اسلام اوسکو پہونچاتا ہے یہ جانتا ہے کہ خدا ہے جو دل کے بہیدون کو جانتا اور انسان کو اوس کی بدکاری اور احکام الٰہی کی خلاف ورزی پر گرفت کرسکتا ہے اور اسکی طاقت کے بالمقابل سب طاقتین ہیچ ہین تو وہ کبہی نہ خفیہ اور نہ ظاہر اسکی خلاف ورزی مین قدم رکہہ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو خدا کے غضب کی آگ اسکو بہسم کر جائیگی۔ یہ وہ پاک اور مضبوط ایمان ہے جسکی اسوقت یورپ کو بلکہ کل دنیا کو ضرورت ہے اور اس کے سوائے دنیا کی نجات کہین نہین۔

ہندوستان کا آیندہ وایسرائے۔ لارڈ منٹو جو بجائے ہزاکسیلنی لارڈ کرزن بہادر ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوکر عنقریب تشریف لانیوالے ہین انکی نسبت ناظرین کو یہ معلوم کرکے بہت بڑا اطمینان ہوگا کہ آپ اس نسل سے تعلق رکہتے ہین جس کا ایک شخص پہلے ہی ہندوستان کا گورنر جنرل رہ چکا ہے اور یہ چوتہے لارڈ منٹو ہین۔ جو اب ہندوستان آرہے ہین۔ پہلے ارل آف منٹو ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۳ء تک ہندوستان مین بعہدہ وایسرائے ممتاز رہ چکے ہین وہ لارڈ منٹو جنہون نے ۱۸۰۸ء مین شاہ ایران اور امیر صاحب سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی پالیسی کو کام مین لاکر نپولین بوناپارٹ شاہ فرانس کے حملہ سے ہندوستان کو بچالیا تہا۔ اور جس کے لئے انکا زمانہ وایسرائے ۱۸۰۷ء لغایتہ ۱۸۱۳ء خاص طور پر مشہور ہے۔ آپ کے جد امجد ہین۔

یہی نہین کہ آپ موروثی عہدہ وایسرائے پر ممتاز ہوئے ہین بلکہ آپ کو ہندوستانی معاملات کا ذاتی تجربہ بہی ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۹ء کی جنگ افغانستان مین آپ شریک رہ چکے ہین۔ ملکی و فوجی معاملات کے تجربہ کا یہ کافی ثبوت ہے کہ آپ ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۶ء تک گورنر جنرل کنیڈا کے ملٹری سکرٹری اور ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۴ء تک کنیڈا مین چیف آف اسٹاف کے ممتاز عہدہ پر متعینات تہے

جاپان میں اشاعتِ اسلام

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مسٹر محمد اسحاق پرنسپل کی ایک جاپانی چٹھی شائع کی گئی تھی اسکے بعد جناب شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے۔

ان چٹھیوں کو پڑھ کر ناظرین الحکم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جاپان میں اشاعت اسلام کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ اور چونکہ آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بھی اسطرف مائل ہوئی ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ وہ دن قریب ہیں جو جاپان میں اسلامی سلطنت ہو۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ جن ایام میں اعلیٰ حضرت دعا کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ لاہور نے حضرت اقدسؑ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اعلیٰ حضرتؑ کو استغراق خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا چنانچہ اسوقت جو کچھ آپنے فرمایا تھا اور جسے میں ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء کے الحکم میں شائع کر چکا ہوں۔ مناسب موقع کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کے ازدیاد ایمان کی خاطر اس کو پھر ذیل میں درج کر دوں

مسیح موعودؑ اور خدا پہ ایمان

۲۶۔ جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب نے جو سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دل میں مخفی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جسطرح ممکن ہو یہ تبلیغ ہر ملک ہر قوم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک خاص مرکز ہو رہا ہے عیسائی لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ عیسائیت کا پرچم وہاں لہرائے آریہ ماریں ازم کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں ان حالات کو مدنظر رکھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکھنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چھیڑا۔ میں خود اس موقعہ پر موجود نہ تھا۔ حضرت مخدوم الملۃ نے مجھے وہ حالات سنائے اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ کر سکا جو حضرت اقدسؑ کے مونہہ سے نکلے) وہ شائع کئے ہیں اس میئے میں بتارتاً وہ مختصر تقریر درج ذیل کرتا ہوں اور درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی ہے اور ابھی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا تھا۔ **ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت** اس الہام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے خصوصاً وہ لوگ جو دار الامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شائع نہیں ہو سکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایڈیٹر

۲۶۔ جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اسبات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **فرمایا** مہدی اور مسیح کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گویا ایسے لوگ اس آیت کے ذیل میں آجاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے۔ فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم تعداد پہ بہت تفتیہ رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے اگر خدا تعالےٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب تک پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشاء نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارمدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اوس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرینگے۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراسان و ترسان رہو ایسا نہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے اگر تم دوسرے لوگوں کیطرح بنو گے تو خدا تم میں اور اون میں کچھ فرق نہ کرے گا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے ایسا انسان ایک بھی ہو تو اوس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ کہ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی اگر ہم اپنے آپ کو درست نکریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے ان زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

اس تقریر کو پڑھ کر صاف کھل جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت محض کسی شخص کی ذاتی تحریک یا کسی اور مذہبی فرقہ کی تقلید کے طور پر کوئی کام نہیں کرتے بلکہ آپ اسوقت تک دخل ہی نہیں دیتے جب تک اللہ تعالےٰ کی خفی یا جلی وحی آپ کو متوجہ نکرے۔ اسوقت جو اعلیٰ حضرت کو اسطرف توجہ ہوئی ہے اور آپ نے خصوصیت کے ساتھ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جاپان کے لئے ایک کتاب لکھو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی تقریر میں ایک جملہ ہے۔ ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں تو ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے **اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دیگا**، چنانچہ اب جو خبریں خاص جاپان کی شائع ہوئی ہیں وہ نہایت ہی مسرت بخش ہیں انکو پڑھ کر اسلام کی روشنی کے اطراف عالم میں پھیلنے کا خواہشمند نور اللہ دجذمین آگیا۔

اخبار عام نے ۲۶ اگست ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں اپنے لیڈنگ آرٹکل میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی ہے۔

آجروز کی فالتو خبروں میں ایک خبر خاص وقعدار پائی جاتی ہے جاپان کے اہل قلم اپنی قوم کو مائل کر رہے ہیں کہ دین اسلام کو بہت غور اور توجہ سے مطالعہ کریں + اونہوں نے تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ فوجی لڑائی کا طریق بزرگان اسلام کی ایجاد ہے اس سے پہلے لڑائی کا طریق اس طرح تھا کہ ایک ادہر سے نکلا ایک ادہر سے اور تعداد میں مل کر میدان میں آتے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر یورشش کرنا اور بجائے منفرد کے مجموعی طاقت سے مقابلہ کرنا اوسکو سراسر اسلامی ایجاد قرار دیتے + انہوں نے ذاتی تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ آجکل کے فن جنگ کے بنیادی اصول اسلام سے اخذ کئے ہیں اسی لحاظ سے وہ سمجھے جاتے ہیں کہ اس مذہب کی خوبیوں کی تحقیقات کرنا بہت مفید ہوگا وہ قوم کو ہی اسکا شوق نہیں دلاتے ہیں بلکہ جاپانی گورنمنٹ کو بھی مائل کرتے ہیں کہ اہل جاپان کو اس کے قیمتی مطالبہ کے ضروری وسایل بہم پہنچائے تاکہ اہل جاپان کو اسلام کی اصلی خوبیوں کے معلوم کرنے میں سہولت ہو + چین میں بھی بہت مسلمان ہیں اور جاپان میں بھی مسلمان پائے جاتے ہیں + عیسائی مذہب کی اہل جاپان نے بخوبی تحقیقات کی ہے لیکن اس سے ان کے مذہب میں فرق نہیں آیا ہے۔ ملکی فوج کے جنرل بوتھ نے جاپان کو عیسائی بنانے کا بیڑا اوٹھایا ہے اس میں کامیابی مشکل ہے بالفعل علمائے جاپان اسلام کے اصلی رازوں سے واقف ہونے کی کوشش کرتے ہیں اون کو اس میں بعض خاص خوبیاں نظر آئی ہیں اس سے شوق تحقیقات مزید کا چمک اٹھا ہے

یہ اقتباس حضرت اقدس کی تقریر کے ان فقرات

کی صداقت کو کیسا ظاہر کرتا ہے جو جیسے ابہی جلی قلم سے لکہے ہین جبکہ خود جاپان والون کو اسلام کی تحقیق کا شوق غالب ہؤا ہے۔

تو بڑی امید ہوتی ہے کہ کیا عجب جاپان دولت اسلام سے مالامال ہوجائے ۔عام طور پر بہی مسلمانو نے محسوس کیا ہے کہ جاپان مین مسلمان مشنری جانی چاہئین جو وہان جاکر اسلام کی اشاعت کرین مین اس سوال پر بعد مین غور کرون گا۔ فی الحال یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ پولیٹکل پہلو سے بہی جاپان اگر اسلام قبول کرے تو گویا سات کروڑ چینی مسلمانو اور لاکہون دوسرے جزائر کے مسلمانون کا ملکی خلیفہ اور مقتدا بن جائیگا۔ اور یون تمام چین پہ انکا رعب اور اقتدار غالب ہوجائیگا۔

چینی مسلمان نہایت بہادر جری اور راستباز ہین اور اس قسم کی سات کروڑ آبادی کا مرجع بن جانا کوئی تہوڑی سی بات نہین ہے۔

اس سوال کو چہوڑ کر اب اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ جاپان مین کونسا اسلام شائع کیا جاوے؟ ناظرین میرے اس جملہ پر شاید چونکے ہون۔ لیکن مین انہین اس امر پر غور کرنے کے لئے منتظر چہوڑ کر اسکا حل دوسری اشاعت مین بتاؤنگا۔

تیرہ سوالون کا جواب

مولانا مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور نے تیرہ سوالون کا جواب لکہا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل مین درج کرتا ہون۔ مولانا ممدوح ایک مخلص اور سرگرم صاحب حال احمدی ہین اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسا اخلاص عطا فرماوے۔ آمین۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا فتاح

نحمدہٗ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

امر اوّل۔ کیا فرماتے ہین علماء راسخین العارفین الحق الیقین شرع متین اس بارہ مین جو آیہ شریفہ لکہا ہے کہ ہو آیہ ذا وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اب ختم نبوت کے بعد کسی ایسے نبی کو جو صاحب شریعت ہو خواہ وہ نبی نیا ہو خواہ وہ نبی پرانا ہو اوس کو ماننا کیسا ہے سچ کہو اجر خدا سے پاؤ۔

امر دوم۔ کیا نبی یا رسول کا لفظ کسی دوسرے شخص پر بول سکتے ہین جو مجدد یا محدث ہو یا امام مہدی ہو کیا حکم ہے بموجب قرآن حدیث کے ہو۔

امر سوم کیا وحی کا لفظ عام ہے یا خاص ہے کیا نبی کے سوائے غیر نبی پر بہی بول سکتے ہین یا نہین اسکا کیا ثبوت ہے قرآن کریم سے دو تو اجر خدا سے پاؤ۔

امر چہارم۔ معجزات کے بارہ مین جو ذکر حیات اور ممات کا چلا آتا ہے وہ محکمات ہین یا متشابہات ہین اسکا ثبوت قرآن کریم اور حدیث سے ہو۔

امر پنجم۔ حضرت عیسےٰ امام مہدی آخر الزمان کی شان مین یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آئی ہے كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کیا یہ دونون شخص الگ الگ ہین یا دونون کا ماحصل ایک شخص ہے ثبوت اس کا قرآن کریم ہو۔

امر ششم۔ خسوف اور کسوف اور دیگر نشانات جو اسوقت ظہور کرتے جاتے ہین کیا یہ اتفاقی امر ہین یا کسی مدعی کے دعوے کی دلیل ہین انصاف سے جواب ہو۔

امر ہفتم۔ سورۂ تحریم مین مومنون کو خدا ئے کریم نے مریم اور آسیہ کا خطاب دیا ہے اسکا کیا سبب ہے جبکہ عیسےٰ بنی اسرائیلی آنے والا تہا یا احمدی عیسےٰ سے غرض ہے انصاف سے جواب دو اجر خدا سے پاؤ۔

امر ہشتم۔ ایمان کی صفت کیا ہے کیا کہلے کہلے نشان دنیا پر دیکہنا ہے یا پوشیدہ غیب پر ایمان لانا ہوتا ہے۔ ایمان سے جواب دو۔

امر نہم۔ قرآن کریم مین پچیس نبیون کا ذکر ہے اور اور توریت مین کچہہ زیادہ نبیون کا بیان مگر حدیث شریف مین ایک لاکہہ چوبیس ہزار نبیون کا ثبوت۔

امر دہم کیا قرآن کریم مین انبیاء ماسبق کے قصہ کہانیان ہین یا ہمیشہ کی موجودہ صداقت کی پیشینگوئیان ہین قرآن سے جواب دو۔

امر یازدہم۔ اور جب امام مہدی آویگا تو اوس کے دعوے کی کیا دلیل ہے اور اوسکا کونسا زمانہ ہے اور قرآن کریم سے اوسکے زمانہ کا ثبوت کیا ہے۔

امر دوازدہم۔ اور امام مہدی آخر الزمان کی جو لوگ مخالفت کرین گے اون کا انجام کیا ہوگا کیا وہ مومن ہی بنے رہینگے یا کچہہ اور۔

امر سیزدہم۔ اور امام مہدی آخر الزمان کیا کل مذہبون کا فیصلہ کریگا یا سب لوگون کی ہان مین ہان ملاتا پہریگا بینوا توجروا مستفتی خلیفہ عبد الوہاب عفی عنہ

امر اوّل کا جواب۔ حضرت رسول اکرم نے فرمایا ہے میرے پانچ نام ہین محمد احمد ماحی حاشر عاقب یعنی نام عاقب پیچہے آنے والا وہ شخص میرا نائب ہو اور اب خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی یا رسول جو صاحب شریعت ہو تو وہ نبی یا رسول جو صاحب شریعت ہے قدم زمین پر رکہے تو شریعت محمدی کا منسوخ ہونا ضرور لازم ملزوم ہوگا اور آپکو ختم نبوت کی مہر کا ٹوٹنا لازم آئیگا۔ اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي بہی تو موجود اور بعد قرآن کریم کے حضرت عیسےٰ کو اُتار کر کے انجیل پر سب کو عمل کرا کے نصاریٰ بنانا ہے کیا حضرت عیسےٰ نبی نہین ہین یا صاحب انجیل کتاب نہ تہے یا نبوت باطل ہوجائیگی فہوس۔

امر دوم کا جواب۔ دیکہو قرآن کریم مین نبی اور رسول کا لفظ آیت وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ الخ ترجمہ۔ اور ہم ہی حمل کرنیوالی ہوائین بہیجتے۔ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ ترجمہ کہ ہم شیطان کو کافرون پر بہیجتے اور دیکہو حضرت عیسےٰ کے شاگردون کو قرآن کریم مین مرسلون کا خطاب خدا نے فرمایا ہے آیت وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ ترجمہ۔ اور اونکو اُس بستی کی مثال دیکر سمجہا دے جب اون کے پاس رسول بہیجے جب ہمنے اُن کی طرف دو کو بہیجا اُنکی اُنہون نے تکذیب کی پس ہم نے تیسرے سے مدد کی پس اون سب نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بہیجے گئے ہین اور نبی کا لفظ نبا سے نکلا ہے دیکہو آیت عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ پس دیکہو نبا سے نبی بنا ہے اور خدا اپنے کامل بندون کو غیب کی خبرین دیتا ہے اس سبب سے وہ نبی رسول کے لقب سے ملقب کئے جاتے ہین دیکہو حدیث مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْأَنْبِيَاءِ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ اس سے بہی نبی کا لفظ عام ہی ہے خاص ہی ہے مگر ملا ثناء اللہ کی بات تو مثل اونٹ کے گوز کی ہے نہ زمین کی ہے نہ آسمان کی۔ افسوس صد افسوس افسوس۔

امر سوم کا جواب۔ دیکہو لفظ وحی غیر نبی پر بہی خدا نے فرمایا ہے آیت وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ یعنے ہم نے موسیٰ کی مان پر وحی نازل کی آیت وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ یعنے اور تیرے رب نے شہد کی مکہیون پر وحی بہیجی اور دیگر آیت وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ اور جب حواریون پر وحی کی آیت شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي ترجمہ شیطان آدمیون کے اور جنون کے وحی ڈالتے ہین آیت وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا۔

امر چہارم کا جواب۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ فوت شدہ انسان دوبارہ دنیا مین نہین آیا کرتے اور نہ اُسکی کوئی نظیر قایم ہے دیکہو آیات مندرجہ ذیل فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ یعنے جسپر موت وارد ہوگئی خدا تعالےٰ اُسے دنیا مین آنے سے روک دیتا ہے۔ (۲) وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ یعنے قریہ جسکو ہم نے ہلاک کردیا یعنے حقیقی موت اوسپر وارد ہوگئی اون کا دنیا مین دوبارہ آنا حرام ہے۔ دیکہو حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ یعنے جب کافرون مین سے ایک کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے رب مجکو پہر دنیا مین بہیجدے کہ مین نیک عمل کرون اور تدارک مافات مجہسے ہوسکے تو اوسکو کہا جاتا ہے کہ یہ ہرگز نہین ہوگا یہہ صرف اوسکا قول ہے یعنے خدا تعالےٰ کی طرف سے ابتدا سے کوئی بہی وعدہ نہین کہ مردہ کو پہر دنیا مین بہیجے اور پہر آگے فرمایا کہ جو لوگ مرچکے ہین اُن مین اور دنیا مین ایک پردہ ہے جسکی وجہ سے وہ قیامت تک دنیا کی طرف رجوع نہین کرسکتے ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ یعنے پہر تم قیامت کے دن ہی قبرون سے اوٹہائے جاؤگے وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ یعنی وہ اس سے نکالے نہین جائینگے اور دیکہو حدیث مشکوٰۃ رواہ الترمذی یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجکو ملے اور فرمایا اے جابر کیا سبب ہے کہ مین تجہے غمناک دیکہتا ہون مین نے کہا یا رسول اللہ صلعم میرا باپ شہید ہوگیا اور میرے سر پر عیال اور قرض کا بوجہہ چہوڑ گیا آپنے فرمایا کہ مین تجہے اسبات کی خوشخبری دون جسطور سے اللہ جل شانہ تیرے باپ سے ملا۔ مین نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ مجہے بتلائیے تو آپنے فرمایا کہ اللہ جل شانہ کسی کے ساتہہ بغیر حجاب بات نہین کرتا ہے مگر تیرے باپ کو اوسنے زندہ کیا اور بالمواجہ گفتگو کی اور کوئی درمیان حجاب نہ تہا اور پہر اوسنے تیرے باپ کو کہا اے میرے بندے کچہہ مجہہ سے مانگ کہ مین تجہکو دون گا تب تیرے باپ نے عرض کی کہ اے میرے رب مجہکو زندہ کرکے پہر دنیا مین بہیجدے تا تیری راہ مین دوبارہ دنیا مین شہید کیا جاؤن تب اللہ تبارک تعالےٰ نے فرمایا کہ ایسا نہین ہوگا کیونکہ مین ابدی طور پر عہد کرچکا ہون کہ جو لوگ فوت ہوجائین پہر وہ دنیا مین بہیجے نہین جائینگے انتہےٰ۔ لَا يَرْجِعُونَ قرآن کریم کی آیت ہے آیات محکمات هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ یعنی آیات محکمات کبہی بہی نہین بدلتا ہے مگر متشابہات

ارادہ سے نہ آوین۔ الراقم اکبر شاہ خان ہیڈ مولوی انگریزی سکول نجیب آباد ضلع بجنور۔

بدلتے رہتے ہیں اور یہی قانون قدرت ہمیشہ کا ہی وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۵ پ ۵ ع ۸ اب اسکے بعد جو اختلاف ڈالتا ہے وہ جانے۔

امر پنجم کا جواب - حدیث میں فیکم وامامکم منکم میں واؤ عاطفہ ہے ابن مریم مضاف مضاف الیہ ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اور اسکی تفسیر قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے - ہوالذا تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ آیا الکتاب مضاف ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اب اس سے توصاف ثابت ہوگیا دونو کا ماحصل ایک شخص ہے اور اس کی صداقت کی گواہی آل عمران اور سورہ تحریم نے بھی دیدی ہے اور یہ شعر الہامی نعمت اللہ ولی کا جو دہلی کے گرد تو اح کے ہیں ؎

مہدی وقت و عیسٰے دوران
ہر دو را شہسوار مے بینم

یہہ شعر رسالہ اربعین سے نقل کیا گیا ہے -

امر ششم کا جواب - اگر یہہ خسوف کسوف اور دیگر نشانات اتفاقی امر ہیں اور کسی مدعی کے دعوے کی دلیل نہیں ہیں تب تو یہ دین بھی دوسرے مذہبوں کی طرح مردہ ہے کیونکہ اسکے نشان بھی پیچھے رہ گئے ہیں اور آگے کو کچھہ باقی نہیں رہا ہے افسوس ہے ہمارے علماء پر جو تمام قرآن اور حدیث میں نشان بھرے ہیں اور وہ ظہور ہی کرتے جاتے ہیں علما سرسے پانی سب پہیرتے جاتے ہیں۔

امر ہفتم کا جواب - آل عمران اور سورہ تحریم میں خطاب امتی کو مریم کا دیا گیا ہے اور کیا وجہ ہے جو اسرائیلی ہے وہ اسمان سے اتارا جائے اور ختم نبوت کی مہر کو توڑا جائے اور حضرت ابراہیمی رشتہ جو حضرت اسحاق کو ملا تہا اور باقی ورثہ حضرت اسمعیل کا جو رسول اکرم کو ملا تہا وہ ورثہ مسلمانوں کو خدا آز مانگنے کے واسطے نماز میں درود شریف کی تعلیم فرمائی گئی ہے کما صلیت علے ابراهیم اور کما بارکت علے ابراهیم یعنے جیسے انبیاء حضرت اسحاق کی نسل میں ہوئے حضرت عیسٰی پر آکر سلسلہ ختم ہوا ویسا ہی حضرت اسمعیل سے سلسلہ شروع ہوکر محمدی مسیح پر جاکر سلسلہ ختم ہو ذرا غور کرکے دیکھو دین محمدی کے دشمن مت بنو اس امت کی نسبت خدانے فرمایا ہے وکنتم خیر امۃ اخرجت للناس ہے خیر امت تو بنے مگر ورثہ دوسرا لیجائے - افسوس -

امر ہشتم کا جواب - ایمان بالغیب کی صفت میں آیا ہے الذین یؤمنون بالغیب یعنے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور آیت اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ؀

ترجمہ - جن لوگون نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پہر اسپر قایم رہے انپر فرشتے نازل ہوتے ہین کہ خوف مت کرو نہ غم کہاؤ اور اُس جنت کی خوشخبری لو جسکا تم کو وعدہ دیا گیا تہا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رائی کے دانہ کی برابر جسکا ایمان ہوگا وہ کرامات دکہائیگا اور ایسا ہی انجیل میں بہی ہے دیکہو انجیل مرقس ۱۶ اور لوقا ۹ پس اب ہرایک شخص کو لازم ہے اس معیار پر پہلے اپنے ایمان کو پرکہنا چاہئے تب دوسرے کو کافر کہنا چاہئے مگر اپنے ایمان کی تو کچہہ خبر ہی نہین ہے مگر دوسرون پر جلد فتوے طیار کرکے کافر بنا دیا گیا اس سے پہلے اولیاء اللہ کے مقابل مین علما نے ٹہوکر نہین کہائی ہے افسوس صد افسوس اور جن اماموں کو تم مانتے ہو اُن کی سوانح کو تو دیکہہ لیا ہوتا جلد بازی کرنے۔

امر نہم کا جواب - اور خدا نے فرمایا کوئی ملک احیا باقی نہیں جس مین کو مصلح الدین ہمنے نہین بہیجا ہو آیت وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنے اور کوئی امت ایسی نہین جس مین نذیر نہین ہو گذرا اور ایک لاکہہ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر حدیث مین ہے اور ویسا ہی اور کی حدیث مین آیا کہ آپکی پیشانی سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار قطرہ گرے جس سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار انبیاء پیدا ہوئے اب دین کا طفیل ہی تو اس امت مرحومہ میں سے ہونا چاہیئے تہا اور آیت وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنی اور نہین بہیجا ہمنے تمکو مگر واسطے تمام عالمون کی رحمت کے اور اب سچون کو سچائی اور جہوٹون کو لعنت کا طوق نہ ملے اور سچ اور جہوٹ مین فرق نہ کیا جائے تو رحمت عالم کہان سے ثابت ہونگے اور قومین اپنے مذہب کو مت کہتے ہین اور اس . . . . امت کو ام کا خطاب ملا ہے اب اس کو چاہیئے شل بچون کے صادق کے سرپر صداقت کا تاج عطا کرے تب تو خیر الامم کے لقب سے ملقب ہو

امر دہم کا جواب - ابدیکہو قرآن کریم قصہ کہنے والون کو کیا کہتا ہے آیت یقول الذین کفروا ان هذا الا اساطیر الاولین ۵ پ ۷ ع ۱۲ یعنے منکر کہتے ہین کہ یہہ تو محض پہلون کے قصے ہین اور اس آیت کے مثل آیت قرآن کریم مین سات یا آٹہہ مقام پر ہے اب جو شخص قرآن کریم کے قصون کو قصہ کہے تو وہ شخص کافر بنتا ہے بموجب قرآن کریم کے کیونکہ وہ تو ہمیشہ کی موجودہ صداقت کی پیشین گوئیان ہین اور پیشین گوئیون کو قصہ کے رنگ مین بیان کیا گیا ہے افسوس صد افسوس جلد بازون پر جو آگا پیچہا نہین دیکہتا ہے -

امر یازدہم کا جواب - مہدی کا لفظ مہد سے مشتق ہے اور مدعی موعود کے دعوے کی دلیل موجود ہے دیکہو آیت وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۵ پ ۲۷ ع ۸ یعنے اور زمین کو ہمنے فرش بنایا پس ہم کیا اچہا مہد بنانے والے ہین + اب دیکہو خدانے ریل کا کیسا فرش بچہا دیا ہے دیگر آیت اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ پ ۲۵ ع ۱۰ یعنے جسنے تمہارے واسطے زمین کو گہوارہ بنادیا اور اوس مین تمہارے واسطے راستے بنادئے تاکہ تم راستے معلوم کرو اور اونٹ اور اونٹنیاں معطل ہوجائین اور چاند اور سورج کا رمضان مین گہن ہونا اسکے صداقت کی گواہ ہے اور اسم بامسمیٰ کے ساتہہ ظہور کرتا جاتا ہے -

امر دوازدہم کا جواب - پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلية یعنے جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مرگیا افسوس لوگ منہاج نبوت کو بہی نہین جانتے ہین -

امر سیزدہم کا جواب - یہہ جب قرآن کریم کے حمار اسفار بن جائینگے تو پہروہ کسکی تقلید کرتا پہریگا وہ تو حاکم عادل ہوکر آئیگا اور حکم کے لقب سے ملقب ہوکر قرآن کریم کے مطابق فیصلہ اپنی عدالت سے دیگا دیکہو آیت مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۵ پ ۲۸ ع ۱۱ یعنی جن لوگون کو توراۃ اوٹہوائی گئی پہر اونہون نے اسکو نہین اوٹہایا وہ اوس گدہے کے مانند ہین جو کتابین اٹہاتا ہے دیکہو حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ہے لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب - ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اوس کی جسکے قابو مین میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اتریگا تم مین عیسیٰ بیٹا مریم کا حاکم عادل ہوکر توڑیگا صلیب کو اور قتل کرے گا سور کو اور موقوف کردیگا لڑائی کو اور علما نے خنزیر کو ستعارہ مین خنزیر صفت انسان سے مراد لی ہے جو ہر ایک قوم اور مذہب مین ملے جلے چلے آتے ہین سو حضرت اقدس بہی اون سبکو قتل کرتے جاتے ہین اور صادقون کے سرپہ صداقت تاج بہی رکہتے ہین -

راقم احقر غلام امام احمدی عزیز الواعظین ابن شاہ محمد بن محمود ساکن شاہجہانپوری جولائی ۱۹۰۵ء مطابق جمادی الاول ۱۳۲۳ھ عفی عنہ -

طبیبِ حاذق

لا تلقوا بايديكم الى التهلكه قرآن کریم کا ایک سنہری اصول ہے جس مین حفظ صحت اور حفظ ماتقدم کے تمام اصولون کو جمع کردیا گیا ہے لیکن دنیا مین بہت سے لوگ ہین جو حفظ صحت کے اصولون کی ناواقفی کیوجہ سے مختلف امراض مین مبتلا ہوکر دکہہ اٹہا رہے ہین - اور اسپر طرہ یہہ کہ اشتہاری ادویہ کی کثرت نے اور بہی لوگون کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے - میںنے حضرت حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب کے تجربات کی بنا پر **شفاخانہ فضل رحمانی** کے ذریعہ حتے المقدور مخلوق کو فائدہ پہنچانا چاہا ہے شفاخانہ کے اغراض مین طبی کتابون اور ماہواری طبی رسالون کا شائع کرنا بہی ظاہر کیا گیا تہا - اسلئے اس اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے ایک ماہواری طبی رسالہ طبیب حاذق نام شفاخانہ فضل رحمانی سے شائع کیا جاتیگا جسکا حجم فی الحال دو جزء ماہوار ہوگا - ۱۶ صفحون مین مستقل طور پر **حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب** کے بیش قیمت تجربات ہمیشہ شائع ہوتے رہین گے - اور ۱۶ صفحون مین متفرق طبی مضامین ہونگے جنکے متعلق اس اشتہار مین کچہہ لکہنا بے سود ہے - خود رسالہ کے دیکہنے سے معلوم ہوجائیگا - کہ وہ کسقدر مفید اور سہل ہین - **مولانا مولوی نورالدین صاحب کے مجربات** سلسلہ وار ہونگے اور اس طریق پر انہین قلمبند کیا گیا ہے جس سے علم طب کے مشکل مسائل بہی نہایت صاف اور سہل ہوگئے ہین - ہرایک مرض کے اسباب اسکی علامات تشخیص اور علاج یونانی - ویدک اور بالآخر موجودہ تحقیقات ڈاکٹری کی رو سے بتایا گیا ہے - یہہ رسالہ اردو خوان دنیا کے لئے ایک قابل قدر نعمت ہوگی - یہہ مستحکم اصول قرار دیا گیا ہے کہ بلا وصول قیمت پیشگی یا بہ اجازت وی پی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہ ہوگا - قیمت سالانہ عہ/ مع محصول ہوگی -

تمام

درخواستین منیجر شفاخانہ فضل رحمانی ومہتمم رسالہ طبیب حاذق کے نام آنی چاہئین ۱۵ ستمبر تک رسالہ شائع ہوجائیگا -

مخدوم الملت کی ناسازی طبیعت

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت نصیب اعدا یون تو عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین ناساز چلی آتی ہے مگر پچھلے دنون زلزلے سے پہلے کثرت پیشاب کیوجہ سے آپ پر شدید حملہ ہوا تہا۔ اس حملہ مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیم شبی دعاؤن نے اعجاز مسیحائی دکہایا اور آپ کو صحت ہوگئی لیکن کچھہ نہ کچھہ اثر اسکا چلا جاتا تہا۔ جو ہفتہ زیر اشاعت مین بہت خطرناک صورت مین نمودار ہؤا، وہ یہہ کہ حضرت مخدوم الملتہ کی پیٹہہ پر بین الکتفین ایک چہوٹی سی پہنسی نمودار ہوئی جسکو انہون نے ایک معمولی پہنسی سمجہا۔ لیکن جب اسکا زور بڑہتا ہؤا معلوم ہؤا تو مخدومی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے (جو تین مہینہ کی چہٹی لے کر آئے ہوئے ہین) اسے چیرا اور یہہ پہنسی سرطان تشخیص ہوئی جس روز اس پہوڑے کو چیرا گیا اسی روز مولوی صاحب ڈاڑہ کے درد شدید مین بہی مبتلا تہے صبح کو اسے نکالا گیا اور شام کو اس پہوڑے کو چیرا دیا گیا۔ اسکی تکلیف سے درد اور کرب کی وجہ سے مولویصاحب رات بہر آرام نکر سکے اور پیٹہہ پر ورم ہوگیا مگر اللہ تعالےٰ نے فضل کیا اور وہ ورم کم ہوگیا۔ لیکن پہر اس مواد ردیہ اور سمیہ کے باعث جو پہوڑے کے اندر تہا اور حرام مغز پر واقع ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف اور اضطراب رہا اور اسکے ساتہہ ہی بخار ہوگیا۔ بخار اسقدر شدید تہا کہ کچھہ کہا نہین جا سکتا۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے آرام ہے اور طبیعت رو بصحت ہے یہہ تو بیماری کے معمولی حالات ہین۔ لیکن اس بیماری کے متعلق بیان کرنے کے قابل بعض اور ضروری امور ہین جنہون نے ہم لوگون کو جو یہان قادیان مین موجود ہین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایک لذیذ اور جدید ایمان عطا کیا۔ اور خود حضرت مخدوم الملتہ کی وقعت کو ہمارے دلون مین مستحکم کر دیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ کے لئے اس دن سے کہ مولوی صاحب پر عمل جراحی کیا گیا رات کا سونا قریبًا حرام ہوگیا۔ باوصفیکہ چوٹ لگنے اور بہت سا خون نکل جانے کیوجہ سے حضرت اقدس کو تکلیف تہی اور دوران سر کی بیماری کی شکایت تہی لیکن یہہ کریم النفس وجود ساری رات رب رحیم کے حضور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لئے دعاؤن مین لگا رہا۔ اور سچ مچ اسکا مصداق ثابت ہؤا۔

چہ دستہا کہ نماید بروز کشتی وجنگ
بآن امید کہ نفسے مگر رہا باشد
ہمین ہست طائفہ برگزیدگان خدا
ہمین علامت شان از خدا ما باشد
بجنگ وحرب گذارند ہر دمے کہ بود
کہ تا حفاظت مردم ز فتنہ ہا باشد
بخیر و عافیت بگذرد شب اندر خواب
کہ پاسبانی ایشان بصد عنا باشد

یہہ ہمدردی اور ایثار ہر شخص مین نہین ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندون اور مامورون کی ہی یہہ شان ہے کہ اپنی تکالیف کو بہی دوسرون کی تکالیف کے مقابلہ مین بہول جاتے ہین اور نہ صرف بہول جاتے بلکہ قریب بہ موت پہونچ جاتے ہین۔ لیکن ہان ان کے دلمین کسی بندہ کے لئے خاص طور پر اضطراب اور قلق کا پیدا ہونا خود اس بندہ کی عظمت اور وقعت کو بہی ظاہر کرتا ہے۔ حضرت اقدس نصف شب سے آخر شب تک دعاؤن مین مصروف رہے اور اس اثنا مین مولوی صاحب ممدوح کے دروازہ پر آکر حال بہی پوچہا ساری دنیا سوتی تہی مگر یہ خدا کا جری جاگتا تہا اپنے لئے نہین اپنی اولاد کے لئے نہین اپنے کسی ذاتی مقصد اور غرض کے لئے نہین صرف اس لئے کہ تا **رحیم و کریم مولیٰ کے حضور اپنے ایک مخلص کی شفا کے لئے دعا کرے۔**

معزز ناظرین! مین سچ کہتا ہون اور خدا تعالےٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ خدا کے برگزیدہ رسول کا یہہ اضطراب اور قلق اپنے ایک خادم کے لئے ان ساری تکلیفون۔ اور مصائب کا انعام البدل ہو سکتا ہے جو اس کے دامن پکڑنے پر آئین اگر آئین۔ ماں باپ مین ایک ہمدردی ہوتی ہے اور کچھہ شک نہین وہ ذاتی ہوتی ہے لیکن یہ ایثار اور یہہ محبت جو خدا کے رسول اپنے مخلص خدام کے لئے ظاہر کرتے ہین اسکی نظیر دنیا کے کسی ماں باپ کی زندگی مین بہی نہین مل سکتی اور ہرگز نہین مل سکتی۔

کیا یہ امر اس کی سچائی پر ایک وجدانی دلیل نہین؟ گہر کے اندر اسے کون دیکہتا ہے لیکن اس کی اندرونی اور بیرونی زندگی ایک ہی قسم کی واقع ہوئی ہے جو اس کی راستبازی اور منجانب اللہ ہونے پر زبردست دلیل ہے۔ اور سب سے بڑہ کر جو بات اس طرز زندگی سے معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ آپ کو **خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے تصرفات پر کس قدر یقین اور ناز ہے اور دعا اور اسکے خارق عادت تاثیرون پر کیسی بصیرت ہے۔**

یہہ یقین اور بصیرۃ بجز ایسی حالت کے کہ اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہو کر خود اسکی آواز انسان نہ سن لے پیدا ہی نہین ہو سکتی۔ ورنہ وہ کیا بات ہے جو دس بارہ بارہ گہنٹون تک متواتر دعا کرتے ہوئے بہی انکو تہکا نہین سکتی۔ انسان ایک دعا کے لئے ہاتہہ اٹہاتا چند منٹ کے بعد تہک جاتا اور اسے الفاظ نہین ملتے آخر رہ جاتا ہے مگر خدا تعالےٰ کے حضور انکے لئے وہ کیا جذب اور مقناطیس ہے جو یہہ ایسا سلسلہ سخن دراز کرتے ہین کہ ختم ہونے مین نہین آتا۔ بیماری ضعف نقاہت کوئی اور امر انکو تہکا نا نہین الفاظ کی کمی انکو پست حوصلہ نہین کر سکتی! وہ جذب اور مقناطیس بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ پر زندہ ایمان اور لذیذ ایمان ہوتا ہے دوسرون کی طرح اللہ تعالیٰ کو خیالی اور سماعی طور پر نہین مانتے بلکہ اس کو دیکہتے اور اس سے کلام کرتے اور جواب پاتے اس کی قدرتون کا مشاہدہ کرتے اور اس کے وراء الوراء حسن اور احسان کیوجہ سے اسکی طرف کہچے جاتے اور اس کے حضور ہی لذت پاتے ہین۔

مین یقینًا جانتا ہون کہ جو لوگ اس امر پر غور کرین گے۔ کہ اتنی لمبی لمبی دعائین پہر ایک دن نہین ہر روز ایک شخص کرتا ہے اگر وہ اپنی دعاؤن کی قبولیت پر ... اطمینان اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ وفادارانہ تعلق نہین رکہتا تو اسے ایسی توفیق ہی کیونکر مل سکتی ہے اپنی دعاؤن پر قیاس کرو کہ وہ کتنی لمبی ہو سکتی ہین اور پہر اسپر غور کرو۔

غرض

حضرت کئی رات بالکل نہین سوئے۔ جس سے طبیعت کو بہت مضمحل ہوگئی مگر اس اضمحلال نے آپ کو تہکایا نہین۔ ایک دن فرماتے تہے۔ کہ مین نے بہت دعا کی ہے اسقدر دعا کی ہے کہ اگر تقدیر مبرم نہین تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگی۔ پہر فرمایا کہ مین اللہ تعالےٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ کبہی اس قسم کا **اضطراب اور فکر** مینے اپنی **اولاد** کے لئے بہی نہین کیا نہ خود دعاؤن مین مصروف رہے بلکہ دوسرے خدام کو بہی خاص طور پر دعاؤن کے لئے تاکید فرماتے رہے یہانتک کہ رات کو بعض خدام کو بلا کر کہا کہ تم **ساری رات** دعائین کرو۔ اور اسطرح پر اپنے بہائی کی مدد کرو۔ مین الفاظ نہین لا سکتا جو اس نقشہ کو دکہاؤن اور کیونکر دکہاؤن مصوّر کا قلم بہی دکہا نہین سکتا۔ کہ آپ **دعاؤن کی قبولیت** پر کیسا ایمان رکہتے ہین اور اس کو کیسی اکسیر اپنے تجربہ سے مانتے ہین۔

فرمایا مینے ہر چند چاہا کہ دو چار منٹ کیلئے ہی سو جاؤن مگر مین جانتا ہی نہین کہ نیند کہان چلی گئی۔ یہہ باتین آپ نے ایک روز صبح کو بیان فرمائین بعض خدام نے عرض کی کہ حضور اسوقت جا کر آرام کر لین۔ فرمایا یہ اپنے اختیار مین تو نہین مین کیونکر آرام کر سکتا ہون جب کہ میرے دروازہ پر ہائے ہائے کی آواز آتی ہے مین تو اس **قلق اور کرب** کو جو مولویصاحب کو ہوا دیکہہ بہی نہین سکتا (اللہ رے رقت قلب ایڈیٹر) اسلئے مین اوپر نہین گیا"۔ پہر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو اس کے متعلق مناسب ہدایتین فرماتے رہے اور تپ کے علاج کیطرف بہی توجہ دلائی۔ فرمایا کہ مین کونین اور کافور بہیجتا ہون وہ بہی دو تاکہ بخار رک جاوے۔

غرض

آپ کو بہت درد اور کرب ہے مین یقینًا کہتا ہون کہ حضرت مخدوم الملتہ کو تو جو درد اور تکلیف ہے وہ ہے ہی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کو اس سے کہین زیادہ اور کہین بڑہ کر اسکا درد ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آپ نے ... فرمایا ہے کہ دی... ہو نہین سکتی **جب تک دوسرے کے درد اور دکہہ کو مین اپنے پر نہ لے لون۔** وہ نظارہ اب دیکہا گیا ہے۔

اِن ایام مین جو رویا اور الہامات ہوئے وہ مین اس مضمون کے آخر مین درج کرون گا اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود مخدوم الملتہ کی حالت سے بہی ناظرین کو آگاہ کرون۔

جس دن وہ پہوڑا چیرا گیا اور ڈاڑہ نکالی گئی۔ رات کو تکلیف رہی۔ صبح کے وقت اکثر احباب عیادت کے لئے گئے۔ ضعف اور نقاہت بہت تہی تاہم بڑے حوصلہ اور استقلال سے احباب کو مخاطب کیا اور فرمایا

> خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ موت کا ذرا بہی خوف نہین وہ تو ایک پل ہے جس پر سے سب کو گذرنا ہے۔ اور ہمارے لئے تو ملاقات یار کا ذریعہ ہے مگر میرے دل مین یہ کرب ہے کہ خدمت دین کے لئے ایک مضمون شروع کیا تہا۔ وہ ابہی ناتمام ہے خدا کرے وہ پورا ہو جاوے۔ مین نے اپنے دل میز اس تکلیف اور گہبراہٹ کے وقت بہی نظر کی الحمد للہ مین یقین رکہتا ہون کہ خدا کا مسیح بالکل سچا اور راستباز ہے اور یہہ سلسلہ سچا سلسلہ ہے ہم نے اس کو قبول کرنے مین ذرا بہی اپنے نفس کو دہوکا نہین دیا۔

پہر خاکسار ایڈیٹر کو مخاطب کرکے

پوچھا کہ کچھ لکھا ہے (اہل حدیث کے ایک مضمون کے جواب کے متعلق اشارہ تھا۔)

ایڈیٹر

مینے عرض کیا کہ ابھی کچھ نہیں لکھا۔ اسپر فرمایا اس تکلیف مین اسکے متعلق عجیب عجیب راہین میرے دل مین آئین اور خدا تعالےٰ نے اس باطل کے کچلنے کی خوب تفہیم سمجھائی۔ اب توفیق کا ملنا اسی کے فضل پر موقوف ہے۔ مجھے اپنی بیماری مین اگر کوئی حسرت ہوتی ہے تو یہی کہ فلان رسالہ یا کتاب ختم ہوجاوے اور فلان خدمت دین ہوجاوے اور کچھ نہین۔

پھر حضرت اقدس کی دعاؤن کے تذکرہ پر فرمایا کہ ایسی شفقت اور ہمدردی والدین مین بھی مینے نہین دیکھی۔ رات خود آواز دی اور حال پوچھا۔ جسقدر عرصتک احباب بیٹھے رہے ایسی ہی باتین کرتے رہے جن سے انکے قوی الایمان اور راستباز رضا بالقضا کے سچے عامل ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے پٹی کھولی۔ (اور زخم کو دھوکر دوسری پٹی لگائی اور احباب چلے آئے۔ دوسرے دن تکلیف اور بھی بڑھ گئی بخار شدید ہوگیا۔ اسکی صبح کو پھر احباب حاضر ہوئے۔ آج بہت ہی ضعیف تھے اور ساری رات سخت تکلیف مین کٹی تھی۔ بیٹھتے ہی فرمایا۔

رات بہت تکلیف تھی مگر مین اس حالت مین بھی اللہ تعالےٰ کو رب۔ رحمان۔ رحیم یقین کرتا ہون موت سے ہرگز مجھے کوئی خوف نہین اور مین اس سے نہین ڈرتا۔ مین اللہ تعالےٰ پر اسکی کتابون اور رسولون پر ایمان رکھتا ہون + یہہ کہتے ہوئے ٹیس نے بیقرار سا کردیا۔ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔ جسنے حاضرین پر بھی رقت پیدا کردی پھر بڑے حوصلہ اور برداشت سے جیسے تندرستی کی حالت مین بات کرتے ہین باتین کرتے رہے جن کا خلاصہ اپنی درد و تکلیف کا اظہار ہی نہ تھا بلکہ حضرت حجۃ اللہ پر قوی ایمان اور عشق کا اظہار تھا۔ پھر پٹی کھول کر دوسری پٹی باندھی گئی۔ اسوقت بخار نہین تھا۔ الحمد للہ علی ذالک

تازہ الہامات و رویا

۳۰۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے جسکو چیرا دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ مینے ان کے واسطے رات دعا کی تھی رویا مین دیکھا۔ کہ

مولوی نورالدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہین اور رو رہے ہین"

فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور (میری) رائے مین طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔

۳۰۔ اگست ۱۹۰۵ء (۱) رویا۔ دیکھا کہ میرے ہاتھ مین چابیان ہین ایک صندوق کھولنے کا ارادہ ہے۔ فرمایا اس مین اشارہ حل مشکلات کی طرف ہے۔

۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ نماز پڑھ رہے تھے اور فاتحہ کے بعد سورہ والعصر پڑھنا تھا۔ اتنے مین غنودگی ہوکر سورۃ والعصر کی جگہ بڑے زور سے زبان پر یہ سورت بطور الہام جاری ہوئی

اذا جاء نصر اللہ والفتح

نصف رات سے فجر تک مولوی عبدالکریم کے لئے دعا کی گئی۔ صبح کی نماز کے بعد جب سویا تو یہ خواب آئی۔ ۳۱۔ اگست کی رات کو دیکھا۔ مینے دیکھا عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کرکے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر مینے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہین دستخط نہین ہوتے اسوقت مینے عبداللہ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرہ پر ٹپک رہی ہے۔ مینے اوسکو کہا کہ یہ لوگ روکھے ہوتے ہین نہ کسی کی سفارش انیر اور نہ کسی کی شفاعت۔ مین تیرا کاغذ لے جاتا ہون آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص شتھن لال نام جو کسی زمانہ مین بٹالہ مین اکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کررہا ہے اور گرد اسکے عملہ کے لوگ ہین مین نے جاکر کاغذ اوسکو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے۔ اسپر دستخط کردو اس نے بلا تامل اسیوقت لے کر دستخط کردئے۔ پھر مینے واپس آکر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا ہوش سے پکڑو ابھی دستخط کیلے ہین اور پوچھا کہ عبداللہ کہان ہے اونہون نے کہا کہ کہین باہر گیا ہے۔ بعد اسکے آنکھ کھل گئی اور ساتھ ہی پھر غنودگی کی حالت ہوگئی تب مینے دیکھا کہ اسوقت مین کہتا ہون مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر دستخط ہوگئے ہین یہ جو شتھن لال دیکھا گیا ہے ملائک طرح طرح کے تمثلات اختیار کرلیا کرتے ہین شتھن لال سے مراد ایک فرشتہ تھا۔ سنوری سے یہ مراد ہے۔ کہ سنور عربی مین بلی کو کہتے ہین اور علم تعبیر کی رو سے بلی ایک بیماری کا نمونہ ہے عبداللہ سنوری سے مراد ہوئی وہ عبداللہ جو بیمار ہے فرمایا طب تو ظاہری محکمہ ہے ایک اس کے ورا محکمہ پردہ مین ہے جب تک وہان دستخط نہو کچھ نہین ہوتا۔ (۴) ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء بعد ظہر الہام ہوا۔ اَرِنِی زلزلۃ الساعۃ۔

محاکمہ بابت تصلیب مسیح و شمعون

پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء مین شیخ عبدالواحد صاحب کی طرف سے مسیح کی جائے شمعون کی تصلیب پر ایک مضمون چھاپا گیا تھا۔ جس کی مسٹر جی ڈانیل صاحب تردید کرکے زور دیتے ہین کہ صلیب پر جو شخص مصلوب ہوا۔ وہ مسیح ہی تھا لیکن درحقیقت ان دونون صاحبان مین کوئی اصل مقصود تک نہین پہونچا۔ زیادہ افسوس شیخ عبدالواحد صاحب پر آتا ہے جہون نے قومی تواتر درکنار قرآن مجید کی بھی کچھ پروا نہین کی۔ کیونکہ قرآن مجید کو اگر تدبر کے ساتھ پڑھا جائے تو مسیح کی متعلق صلیب کی نفی ہرگز ثابت نہین ہوتی۔ ہان صلیب کی جو علت غائی تھی۔ اُس کی بڑے زور سے نفی کی گئی ہے۔ اگر شیخ صاحب کے خیال کے مطابق مصلوب کوئی دوسرا شخص تھا۔ تو قرآن اور احادیث نے کیون اوسکو بیان نہین کیا۔ اگر آپ کو قرآن دانی کا دعویٰ ہے تو جملہ ولاکن شبہ مین جو ھُوَ ضمیر مضمر ہے۔ اسکا مرجع بھی کوئی تجویز کیا ہوتا۔ ورنہ کسی ضمیر کا خود بخود پیدا ہوجانا نحو کے کونسے قاعدہ سے درست ہے۔ میرا اسبات پر کامل ایمان ہے کہ آج روئے زمین پر قرآن کریم ہی ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے جو بلاغت و فصاحت وغیرہ ایسی بے شمار خوبیون کو رکھتے ہوئے ایک یہ خوبی بھی رکھتی ہے۔ کہ اس مین اختلاف کا نام تک نہین۔ یہ ایک الگ بات ہے۔ کہ کسی نے ترجمہ کرتے وقت قرآن کے ہر ایک مقام کو مدنظر نہ رکھا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اس بے عیب کلام پر جس قدر اعتراضات کئے گئے ہین۔ وہ ان ترجمون اور شخصی رایون کا نتیجہ ہے۔ جو خود بھی ایک دوسری کے مخالف ہین۔ ورنہ قرآن شریف اپنے اصل الفاظ کے ساتھ ابتک بدستور موجود ہے۔ کیا کوئی ہے جو اس کے ایک حرف پر بھی نکتہ چینی کرسکے۔

کاش کہ ہمارے موجودہ علماء مسیح سے کسی دوسرے شخص کو متشکل کرتے وقت آیت (واختلاف) لسنتکم والوانکم ان فی ذالک لایات العالمین کو بھی پڑھ لیا کرین۔

مین اسبات کو تو ضرور مانتا ہون۔ کہ صلیب پر جو شخص چڑھایا گیا۔ وہ واقعی مسیح تھا۔ مگر صلیب کے ذریعہ جو اس کا مارنا اور مصلوب کرنا مطلوب تھا اس سے مجھے قطعی انکار ہے۔ کیونکہ یہودیون کا اس سے نامراد رہنا اناجیل سے بھی ثابت ہے۔ اگر مسٹر جی ڈانیل صاحب خواہش کرینگے تو سب انجیلی آیات کی تفصیل سے دریغ نہین کرون گا۔ دیگر قرآن کریم نے اس واقع کو جس خوبی سے بیان کیا ہے۔ اس مین غیر متعصب اہل تحقیق کے لئے کوئی کمی نہین رکھی گئی۔ مجھے بھی ایک بڑے تفکر کے بعد یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ قرآن شریف مین یہودیون کی جس بیان کردہ (یعنی قتل بالصلیب) موت کی نفی کیگئی ہے۔ حقیقت مین وہ ایک ایسی موت ہے۔ جو نصرت اللہ سے روکتی ہے۔ یہودیون کا اعتراض بھی تو اسی روحانی رفع پر تھا چنانچہ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ اس کی پیدائش (نعوذ باللہ) صحیح نہین۔ جس سے وہ اس کو دعوے رسالت مین بھی صادق نہین سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ اس کو صلیبی یعنی لعنتی موت کے مارنا چاہتے تھے۔ حتےٰ کہ انہون نے اپنے خیال مین مار بھی دیا۔ مگر قرآن کریم مین اسکی اس طرح تردید کیگئی ہے۔ کہ صلیب دیئے جانے کا جو مفہوم تھا۔ وہ اس پر وارد نہین ہوا۔ ہان صلیب پر چڑھائے جانے سے مشابہ بالمصلوب ضرور ہوگیا تھا۔ جس سے یہودیون نے مسیح کو مردہ سمجھ لیا۔ اناجیل سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ کہ مسیح ہرگز صلیب پہ نہین مرا۔ اگر مرجاتا تو بھالا مارنے پر اسکی پسلی سے لہو اور پانی کیون نکلتا۔ آجتک کسی نے بھی نہین سنا کہ مردہ جسم سے کبھی خون نکلا ہو انجیلون سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح تین گھنٹون سے زیادہ صلیب پہ نہین رکھے گئے۔ ورنہ پلاطوس کا تعجب کیا معنے رکھتا تھا۔ اگر مسٹر جی ڈانیل صاحب کو واقعی اس معاملہ مین تحقیق منظور ہے۔ تو انجیل متی کے اس مقام کو غور کر پڑھین۔ کہ جہان مسیح نے فقیہون اور فریسیون کے نشان مانگنے پر یہ جواب دیا۔ کہ اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہین۔ یہ یونس نبی کے نشان کے سوائے کوئی نشان دکھایا نہ جائیگا۔ کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ مین رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین دن رات کے اندر رہیگا اب یہان چند اعتراضات پیدا ہوتے ہین۔ کہ کیا یونس مچھلی کے پیٹ مین زندہ گیا تھا۔ یا مرکر صاف ظاہر ہے۔ کہ یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ مین گیا تھا۔ برخلاف اسکے اگر مسیح مرکر زمین مین گیا۔ تو مماثلت کہان ثابت ہوئی۔ دوسرا یہ کہ مسیح نے تمام عمر مین اس نشان کے سوا دوسرا کوئی نشان نہین دکھایا۔ تیسرے یہ کہ مسیح خدا اور ابن اللہ بھی نہین تھا۔ بلکہ دوسرے انسانون کی طرح وہ بھی ایک انسان ہی تھا

راقم خاکسار محمد حسین احمدی از مزنگ لاہور۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و آپکے اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہین حکیم الامت کی صحت بھی اچھی ہے۔

۲۔ موسمی حالت خطرناک ہے امساک باران کیوجہ سے فصلین خشک ہو رہی ہین اللہ رحم کرے۔

درخواست دعا حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم

مراسلت

احاطؔ علیٰ

بتر بر میدان فصاحت مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے مضمون بلاغت مشحون کفریات الرسول کی حیرت انگیز سزائین جو کچھہ لکھا وہ نادان معترض کے لئے بالکل کافی بلکہ کافی سے بڑہکر تہا کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ الفاظی توپون نے کذب و تزویر کی قلعی کو بالکل مسمار کردیا - اور مخالف کو کوئی جگہ پناہ لینے کی نہ رہے -

حقیقت مین ایک سچے مسلمان کو رسول اکرم افصح العرب والعجم کی حدیث دیکہہ لینے کے بعد جسمین احاط کا صلہ علےٰ آیا ہے - کوئی بھی شک وشبہ نہ رہنا چاہئے بلکہ بڑی خوشی سے اپنی تمام تحریر کو جو مخالفانہ رنگ مین نادانی سے لکہی گئی ہو - جہنی فائر کردینا چاہئے - مگر افسوس کہ بیجا تعصب اپنی بات کی پچ اور معاصرین مین نمایشی عزت - غلطی تسلیم کرنے سے مانع رہی اور رہے گی

تعجب ہے کہ جب مولوی صاحب مکرم نے حدیث ملعون من احاط علی مشربۃ پیش کی اور یہ بہی بیان فرمادیا کہ جیسے یہان علےٰ بلحاظ تصرف واستیلا آیا ہے اور اس نے یہ فائدہ دیا کہ اسے بیگانون سے روک کر اپنے لئے خاص کر لیا ایسے ہی فقرہ زیر بحث مین علےٰ صلہ لانے سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ کی روح نے جبیر پورا پورا تصرف اور استیلا کیا یعنی مجہے بالکلیہ اپنا بنالیا اور اغیار سے بیگانہ کردیا - پھر لسان العرب سے احاطہ کا صلہ احاط علیہا اور اذا لم یحیط علیہا سے دکہایا - اور مدالقاموس سے بہی احاط علیہ بتلایا - تو اسکے بعد کونسی کسر علمی پردہ دری مین رہ گئی تہی - جو کہلی چٹہی لکہکر اپنی فضیحت کے موجب ہوئے! حضرت سنئے مین ایک اور طریقہ مین آپ کو یہ مسئلہ سمجہاتا ہون - امید ہے کہ آپ نے صرف میر کا نام لیا حالانکہ اس مین اس مسئلہ کا نام ونشان نہیں معلوم ہوتا ہے کتاب وغیرہ کبہی دیکہی نہین یونہی نام لے دیا - ہم آپ کو اس مسئلہ کے سمجہنے کے لئے کافیہ اور اس کی شرح فوائد ضیائیہ (شرح ملاجامی) مع حواشی کا پتہ دیتے ہین - اسکے پڑہ لینے کے بعد آپ کو ایسے صلات کے ذکر کا قاعدہ کلیہ مل جائیگا - اور پھر فصحا کے کلام پر اعتراض کرکے خواہ مخواہ عرضۂ تیر ملامت نہ بنیگے -

کافیہ مین ہے الاعراب ما اختلف الخ بہ لیدل علے المعانی المعتورۃ علیہ دیکہئے یہان صلہ علےٰ آیا ہے حالانکہ اس کا صلہ علےٰ نہین ہوتا -

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین - اے علے المعرب علے تضمین مثل معنی الورود والاستیلاء - اسپر ملاجمال وغیرہ لکہتے ہین التضمین ھو ان یلاحظ فی فعل او صفتہ معنے فعل وصفۃ آخر - بقرینۃ ذکر متعلق الملاحظ بعدہ بحیث یکون الاول مقیدًا والثانی قیدًا یعنی یقصد بلفظ فعل معناہ الحقیقی ویلاحظ معہ معنی فعل آخر بذکر شئ من متعلقات الآخرہ او حذف -

اب سنئے حضرت اقدس علیہ السلام نے احاط کے ساتھہ ملاحظہ معنی استیلاء کو واستوی علی جسمی ونفسی فی ضمن وجود حتی ما بقی منی ذرۃ اور غلبت علے غلبۃ شدیدۃ وغیرہ سے بتادیا اور بخوبی سمجہادیا کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ "احاط مستولیا ومتصرفا علےٰ روحہ" یعنی صلہ علےٰ ساتھہ ذکر کرکے ملاحظہ معنی استیلاء بطور قید جتلادیا ہے اور یہ کہین نہین فرمایا کہ احاطہ کا اپنا صلہ علےٰ ہی ہے - (دب نہین) مولوی صاحب نے بہی بہت سی مثالین دیکر آپکو مبہوت کردیا -

پھر مین پوچہتا ہون کہ اس مین کیا شک ہے کہ یہان احاط کا صلہ علےٰ آگیا ہے - ترکیب نحوی علےٰ کو احاط کے متعلق کہوگے یا نہین - آپ نے خود تقدیر عبارت بیان کرکے علےٰ کو احاط کے متعلق کردیا جہان فرمایا ملعون من احاط بالتیہ علے سبیل التملک - فرمائیے یہ علےٰ کس لفظ کا صلہ ہے احاط کا ہے یا کسی اور کا -

پھر آپ فرماتے ہین جن معنون کی رعایت سے حدیث مین علےٰ آیا ہے وہ اس عبارت مین مفقود ہے - یہ کیسے؟ ذات باری کا "تصرف" اشیاء پر پہلے سے ہی ہونا اس بات کا منافی نہین کہ اولیٰ تصرف کے ماسوا کسی اور قسم کا تصرف واستیلاء واقع نہ ہو - بلکہ نئے استیلاء وتصرف کا اظہار جو یہان بالتخصیص ضروری ہے - وہ بغیر صلہ علےٰ کے ہوی نہین سکتا تہا - اسلئے اس نئے استیلاء کو جتانے کے لئے یہ صلہ لایا گیا - اگر علےٰ نہ لایا جاتا - تو استیلاء روحانی وفناء نفسانی کا مزید فایدہ حاصل نہ ہوتا - (حالانکہ آپ کہتے ہین علےٰ نے مزید فایدہ نہین دیا -)

استوفانی کو احاط علےٰ کا مفسر کیون ٹہیراتے ہو - وہ تو دوسرے مضمون[1] مین ہے واستوی علے جسمی جو ان روحہ احاط علےٰ کے متصل ہے

[1] علہ مضاف مضاف الیہ مین تغائر اعتباری ہے پس آپکا اعتراض صحیح نہین - ۱۲

کیا وہ نظر نہین آیا؟ مولوی صاحب کی کم نظری کی شکایت اور اپنا یہ حال فبئس العمی عمی القلب -

قرآن مجید مین "واللہ محیط بالکفرین" - آنا اس بات کا ثبوت نہین کہ احاطہ کا صلہ علےٰ نہین آتا - یہان تو احاطہ علمی مراد ہے - اگر غضب کا احاطہ مراد ہوتا تو ضرور صلہ علےٰ آتا -

یہ بہی غلط ہے کہ منع غیرہ منہ اور آپ کو غیرون سے بیگانہ بنادیا مین فرق بین ہے - غرض تو مشابہت ہے ولو بوجہ ہر ایک امر اور ہر ایک وصف مین اتحاد ضروری نہین -

اور یہ جو کہا کہ وہ گہاٹ پہلے اسکے قبضہ مین نہ تہا - اس کا جواب سنئے! کہ جیسے گہاٹ پر اس کا استیلاء پہلے نہ تہا ایسے ہی یہ تصوف واستیلاء صفات ربانی بہی سالک کی روح وجسم پر پہلے واقع نہ ہوا تہا بلکہ یہ خدا تعالےٰ کی تجلی بطور رتحی دواقع ہوئی ہے اور ایک خاص حالت کا نام ہے ہر ایک پر ایسا احاطہ نہین ہوتا - ورنہ عوام الناس اور اولیاء اللہ مین فرق کیا ہوا -

معلوم ہوتا ہے آپ قاعدہ تضمین کو جسمین اعلےٰ درجہ کی بلاغت ہے نہین جانتے ورنہ آپ یہ نہ کہتے کہ علےٰ اظہار صورت کے لئے آتا ہے اور نہ تقدیر عبارت غلط کرتے - صحیح تقدیر یون ہے من احاط متملکًا علے المشربۃ یا من تملک علے المشربۃ محیطًا کیونکہ تضمین مین قاعدہ تقدیر یہ ہے کہ فعل یا صفت مذکور کو اپنی جگہ ذکر کرکے فعل ملاحظ کو بطور حال ذکر کیا جائے - یا فعل ملاحظ کو مع صلہ ذکر کرکے فعل مذکور کو بطور حال لایا جائے - چنانچہ المعانی المعتورۃ علیہ کی تقدیر یہ ہے - المعانی المعتورۃ واردۃ علیہ المعانی الواردۃ علیہ معتورۃ -

احاطت الظلمۃ علے کل جہۃ مین بہی یہی قاعدہ سمجہئے یعنی دراصل احاطت الظلمۃ مستولیا علے کل جہۃ ہے - اسکی تائید کل جہۃ سے ہورہی ہے کہ بوجہ غلبہ ظلمت کا احاطہ بطور تملک وتصرف واستیلاء ہے -

آپ کی تمام علمی باتون کا جواب ہوچکا - باقی اڑہائی ورق غیر متعلق ہین - جنمین سوائے استہزاء وطعن وتشنیع کے کچھہ نہین - مین حیران ہون کہ مسئلہ علمی ہوتا ہے اور زنانہ طبیعتین طعنے دیکر فتح حاصل کرنا چاہتے ہین - یہہ شہادت القرآن جس پر آپکا بڑا ناز ہے - مدت ہوئی مین اس کی دہجیان اڑاچکا ہون - ایک ضخیم کتاب چہپ رہی ہے جسمین علاوہ دیگر مخالفین کی کتابون (سیف چشتیائی - الہامات مرزا - ذرہ تا ذرہ غایت المقصود) کی اس شہادت کا جواب بھی بحر عنقریب حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر نور افزائے چشم تحقیق ہوگی - یہ کتاب ایک برس سے لکہی جاچکی ہے - مگر ایسے موانع پیش آگئے کہ پریس مین ادہوری پڑی رہ گئی - سلم الوصول ونزول الملائکہ کا جواب میری دوسری تصنیف مین دیکہئے جس کا حجم اڑہائی سو اوراق سے زیادہ ہوگا - اور جسمین احمدی مذہب کے تمام عقائد کو بالتفصیل با دلائل بیان کیا گیا ہے - یہ کتاب پریس پر دینے کا انتظام ہو رہا ہے -

وہ کون سا میدان ہے جو آپ نے جیتا! کیا زبان کی چالاکی سے جاہلون کو بھڑکا کر تالیان بجوا دینے کا نام فتح ہے؟ شرم! کب آپ قلم ہاتہہ مین لیکر ٹھنڈے دل سے تحقیق کرنے پر تیار ہوئے - آپ کا تو یہ کام کر گئے اور احمدیون کے خلاف ایک جوش پیدا کردیا - پھر عوام الناس نہ کسی کی سنتے ہین اور نہ سمجہتے ہین ایسی صورت مین کلمۂ حق کو کوئی کیا سمجہے -

سورخہ ۵ - اگست ۱۹۰۵ء - احمدی گجراتی از گولیکے ضلع گجرات

کفارہ کے ثمرات

عیسائی ممالک مین اتوار کے دن خاص مذہبی تعلیم کا مدرسہ لگا کرتا ہے ایسے ایک مدرسہ کے ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم مین گرفتار ہوئے کہ وہ جلتی تیلیان بچون کی انگلیون پر لگانے کی سزا دیا کرتے تہے - اور ایسے ہی عیسوی دینی مدرسہ کے ایک اور سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم مین ماخوذ ہوئے ہین کہ انہون نے بعض لڑکیون کے ساتہہ جو ان کے مدرسہ مین تعلیم پانے آتی تہین - ناقابل ذکر فعل کا ارتکاب کیا اس کا نام ایڈورڈ نالی ٹو تحریر ہے -

انڈیا مین پادری شلٹنر صاحب گرجا سے موقوف کئے گئے - جرم یہ ہے کہ کسی مد مین سات سو روپے کا پتہ نہین لگتا - اور بعض دروغگوئیان پادری صاحب سے واقع ہوئی ہین اور ہمسائیون کے ساتہہ آپ سخت بدسلوکی - بلکہ مار پیٹ کے ساتہہ پیش آتے رہے ہین - وغیرہ -

لاکراس کے پادری ہوفر صاحب ایک ۸ اسالہ لڑکی کے ساتہہ مونہہ کالا کرنے کے جرم مین گرفتار ہین چار ہزار کی ضمانت پر مقدمہ چل رہا ہے -

(بدر)

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ بابو غلام رسول صاحب سٹیشن ماسٹر تونع مدرسہ ۱۵ ر
۲۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب جماعت نزگراسی ضلع گوجرانوالہ مدرسہ عہ
۳۔ میاں الہی بخش صاحب و رحیم بخش کتب فروش گجرات مدرسہ لعہ
۴۔ بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور مدرسہ عہ

۱۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں دولت خان صاحب از بیاس قربانی فنڈ مدرسہ بیزان
۲۔ میاں محمد علی صاحب ״ مدرسہ عہ
۳۔ مولوی محمد یمین صاحب و دیگران مانسہرہ مدرسہ عہ
۴۔ بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ کلرک افسیہن الہ آباد مدرسہ عہ
۵۔ بابو فرزند علی صاحب سٹیشن ماسٹر مستہ نیامی ۸ ر
۶۔ منشی عنایت اللہ صاحب سند سوان ضلع گوجرانوالہ مدرسہ ۱ ر
۷۔ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ عہ
۸۔ منشی محمد ابراہیم صاحب ڈیکسی نیٹر اٹک مساکین مدرسہ بیزان
۹۔ مولوی جان محمد صاحب لالیان ضلع جہنگ مدرسہ عہ
۱۰۔ منشی محمد دین صاحب بلالی ضلع گجرات مدرسہ ۲ ر
۱۱۔ منشی نور بخش صاحب و ٹریژری اسسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ مدرسہ عہ
۱۲۔ منشی طفیل احمد صاحب چندوسی مدرسہ ۱۲ ر

۱۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا (افریقہ) مدرسہ معہ
۲۔ ڈاکٹر عباداللہ صاحب امرتسر مدرسہ عہ

۲۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور مدرسہ ۸ ر
۲۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مدرسہ سے
۳۔ مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن ۔ مدرسہ سے

۲۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ مرزا عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ مدرسہ عہ
۲۔ بابو عطا الہی صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لالہ موسی مدرسہ

۲۲۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس مدرسہ ۸ ر

۲۳۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ قادیان

۲۴۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ اسماعیل آدم صاحب بمبئی مدرسہ سے
۲۔ حافظ نور محمد صاحب ڈھک بازار پٹیالہ مدرسہ عہ

۲۵۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن شاہپور مدرسہ عہ
۲۔ چودہری فضل دین صاحب مندرانوالہ ضلع سیالکوٹ مدرسہ ۲ ر
۳۔ جان محمد صاحب مدرس اول فارسی سکول ڈسکہ مدرسہ عہ
۴۔ میاں رحیم بخش صاحب سکنہ ڈسکہ مدرسہ ۴ ر

۲۶۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ شیخ ضیاء اللہ صاحب مانسہرہ ضلع ہزارہ مدرسہ ۸ ر
۲۔ میاں محمد علی صاحب پلیس دفعدار کور نمبر ۲ انبالہ مدرسہ عہ
۳۔ قاضی عبد الرحیم نقشہ نویس نہر جمون مدرسہ عہ
۴۔ میاں عبد الواحد صاحب خانسامان مس کوٹ جہانسی مدرسہ ۸ ر
۵۔ میاں حافظ نور احمد صاحب ایڈ کو احمدی
״ اکولہ تاجنا پٹیہہ مدرسہ عہ
۶۔ جماعت راولپنڈی معرفت حکیم شاہنواز صاحب راولپنڈی مدرسہ ۱ ر

۲۷۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ جے پور سکلین فنڈ عہ
۲۔ مرزا ظہور علی صاحب احمدی شاہجہانپور مدرسہ ۴ ر

۲۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

ماسٹر عبد الرؤف صاحب ٹیچر بھیری کپورتھلہ مدرسہ ۲ ر
۲۔ جماعت سمٹریال معرفت حسن محمد خان سمٹریال ضلع سیالکوٹ
۳۔ منشی فضل الہی صاحب وکیسی نیٹر مانسہرہ ضلع ہزارہ مدرسہ ۲ ر

۳۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ پیر برکت علی صاحب منج رکمل ضلع گجرات مدرسہ ۸ ر

۳۱۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر محمد علی خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کنڈی مدرسہ
۲۔ جماعت احمدیہ میرٹھ معرفت سکرٹری انجمن احمدیہ مدرسہ لعہ
۳۔ جماعت مردان معرفت منشی محمد یوسف صاحب
״ اپیل نویس مردان مدرسہ معہ

درخواست نکاح

ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۸ سال خواندہ جسکی دوکان سوداگری کتب فروشی و جلد سازی شہر جموں میں ہے اچھی حیثیت اور معقول گذارہ رکھتا ہے کسی احمدی بھائی کے ہاں شادی کا خواہشمند ہے ۔ مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں ۔ جو شیخ رحیم بخش فیروز الدین احمدی تاجران کتب و سوداگران اردو بازار جموں کے نام ہونی چاہیئے ۔

۲۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی ہیں بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہیں غیر احمدیوں میں ناطہ کرنا برا سمجھتے ہیں نوجوان ہیں عمر کوئی پچیس چھبیس سال کی ہوگی ۔
میں ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہوں بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہیں ۔ جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط و کتابت کریں ۔

کالج فنڈ کی رسید زر

منشی عبد الغنی صاحب محکمہ جنگلات بیاس ۲ ر
میاں کرم داد صاحب ساکن دوالمیال عصہ
میاں عبد الواحد خان صاحب جہانسی عصہ
منشی برکت علی کلرک امین آبادی ۵
بابو برکت علی صاحب از شملہ للعہ ۱ ر
میاں محمد حسین پنجابی از مدراس عصہ
شیخ محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات پنڈی عہ
حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور ۱۲ ر
میاں رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ۱۵ ر
منشی ولایت شاہ صاحب مدرس لورالائی ۱۲ ر
منشی غلام نبی صاحب پٹواری مرید والہ عصہ
بابو غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ مری ۸ ر
بابو غلام حسن صاحب بابو قادر بخش صاحب از ٹوبہ ٹیک سنگھ عہ
منشی محمد شفیع صاحب اپر چناب نہر گوجرانوالہ ۲ ر
منشی نور الدین صاحب کلرک گورداسپور ۴ ر
مرزا نذر علی صاحب صوابی ۴ ر
مولوی فضل حق صاحب پٹیالہ دو سال عصہ
مولوی محمد عبد اللہ صاحب ناظر سررشتہ تعلیم پٹیالہ دو سال عصہ
منشی سراج الحق صاحب محرر پٹیالہ ״ عصہ
منشی غلام نبی صاحب ساکن حجن تحصیل بھیرہ عہ
جماعت شملہ ۱ ر
منشی عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متھرا ۸ ر
بابو غلام محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر بیرنی (افریقہ) عصہ
میاں عظیم شاہ باورچی ״ عصہ
میاں عظیم خان ״ عصہ
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس ״ للعہ
میاں چاند خان صاحب احمدی جہانسی عہ
بابو غلام محمد صاحب لاہوری عصہ
متفرق از لاہور معرفت قریشی صاحب ۸ ر
منشی امام الدین صاحب پٹواری لوہ چپ ۵
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۲ ر
بابو قادر بخش صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ۴ ر
بابو اصغر علی صاحب کلرک دو ماہ ۶ ر
محمد عارف طالب علم قادیان ۲ ر
پیر برکت علی احمدی ۸ ر
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مرار للعہ
ماسٹر ہدایت اللہ صاحب از جہلم للعہ
بابو فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر سہ عصہ
میاں مہر الدین و کرم الدین از لالہ موسی للعہ
معرفت مولوی جان محمد صاحب ڈسکہ عہ
بابو محمد اسماعیل صاحب لنبہ گراؤں عصہ
بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودہانہ عصہ
میاں نیاز احمد خان صاحب گوالیار عہ
(باقی آئندہ)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ نہ رہے ؟
حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جن کا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی ۔ مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار ۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لے جا سکتے ہیں ۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی ۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے ۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے ۔

آخیر ستمبر ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

رسٹ واچ ۔ یہہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے ۔ اسکا ٹائم خالص چینی کا ہے جیب میں بہی لگ سکتی ہے دیکھنے میں عمدہ معلوم ہوتی ہے ۔ ہزار ہا فروخت ہو چکی ہیں قیمت بمو تسمہ للعہ ۱۲ ر علاوہ محصول

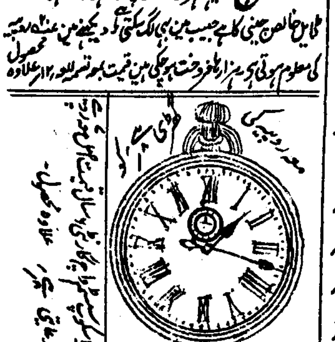

بال اڑانیکا پوڈر

بال اڑانیکا پوڈر ۔ واقعی بے نظیر ہے اسکے استعمال سے بال اڑجاتے ہیں اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی ۔ قیمت فی بکس ۳ ر علاوہ محصول

ترکی ٹوپیاں

ترکی ٹوپیاں ۔ عنابی ۔ سرخ ۔ سیاہی مائل ہر قسم کی موجود ہیں ۔ قیمت عہ علاوہ محصول ۔ سر کا ناپ ضرور تحریر کریں ۔

ملنے کا پتہ
منیجر دی حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی لاہور

مخدوم الملت کی ناسازیِ طبیعت

۴ ستمبر کو مولویصاحب پر عمل جراحی کیا گیا جو میرے محترم مخدوم ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور نے نہایت کامیابی اور چابکدستی سے کیا۔ ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ بھی مدد کے واسطے ساتھ تھے۔ اس روز مولویصاحب کی حالت بہت نازک تھی۔ جو عمل جراحی کیوجہ سے ضروری تھی + کئی دنوں سے مولوی صاحب کچھ کھا بھی نہیں سکتے تھے اس لئے ضعف بہت ہو گیا مگر اللہ تعالے نے محض اپنے فضل ہاں محض فضل ہی سے مولویصاحب کو اس مرحلہ سے نجات دی +

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام گفتگوؤں اور تقریروں کا موضوع آجکل حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور ان کی علالت طبع ہی ہے + بلحظہ بلحظہ آپ کے حالات کی خبر منگواتے ہیں۔ اوپریشن کے دن کسی نے یونہی خبر سنا دیا کہ مولویصاحب کی نبض بہت کمزور ہو گئی اور پیشاب پاخانہ بھی نہیں آیا نفخ زیادہ ہو گیا ہے اس خبر کا سننا تھا کہ اعلےٰ حضرت کی حالت قریب بغش ہو گئی اس سے دون ہمت مخالف جو ہر عذرہ اور اعلےٰ بات کو مورد اعتراض ٹھیراتا ہے کچھ نتیجہ نکالے مگر سعید الفطرت سمجھتے ہیں کہ اس سے آپ کی محبت اور ہمدردی مخلوق اور علے الخصوص اپنے مخلص اور وفادار احباب کے ساتھ کس حد تک پہونچی ہے۔ اور وہ شرط وفا جس کا ذکر خود کریم الملۃ نے اپنی کتاب سیرۃ المسیح میں کیا ہے عام طور پر دیکھی جاتی ہے میں جانتا ہوں کہ الحکم کے ناظرین میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سیرۃ کو نہیں پڑھا اسلئے ان کے فائدہ کے لئے سیرۃ کا وہ پیرگراف یہاں درج کرتا ہوں۔

"حضرت کے تعلق کی اپنے خدام سے ایک عجیب بات + ایکدن فرمایا کہ جو شخص ایک دفعہ مجھسے عہد دوستی باندہے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اوس سے قطع نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اسکو آسانی سے ضایع کر دینا نہ چاہئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہئے " بھائیوں کو اس سیرت سے بڑا بھاری سبق لینا چاہئے بات بات میں بگڑ جانا اور اشتعال کے وقت عامیوں اور اجنبیوں کا سا ایک دوسرے سے سلوک کرنا اُس عہد کے خلاف ہے جو ید اللہ سے باندھا گیا ہے۔ افسوس بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے ابتک اس راز کو سمجھا نہیں کہ قوم کسطرح بنتی ہے ہم سب کا یہ اصول ہونا چاہئے کہ اگر ایک کتے کی مُنہ سے بھی وہ پیارا نام نکل جائے جسکو ہم نے آج تمام دنیا و مافیہا سے گرامی سمجھا ہے تو اوس کا مُنہ چاٹ لینے میں ذرا پس و پیش نہ کرنا چاہئے۔ پھر آپس میں تکرار اور رنج کسقدر نامناسب بات ہے۔ سیٹھہ صاحب نے اپنے کسی ضروری کام کے لئے ۱۰ - جنوری کو اجازت مانگی اور آپکو بلانے کے لئے مدراس سے تار بھی آیا تھا حضرت نے فرمایا آپ کا اس مبارک مہینہ میں یہاں رہنا ازبس ضروری ہے اور فرمایا ہم آپ کے لئے وہ دعا کرنے کو طیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے فرمایا میں آجکل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں یہ احباب کے حق میں ازبس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اور رات کو بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے +"

اب غور کرو کہ یہ وفاداری اور نباہ کسی ایسے شخص میں جو مفتری علے اللہ ہو ہو سکتا ہے ؟ کبھی نہیں ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

عمل جراحی کے دوسرے دن حضرت اقدس نے مولویصاحب کو مندرجہ ذیل پیغام بھیجا۔ فرمایا کہ میں نے مولویصاحب کے لئے بہت دعا کی ہے اور یہ مرض بہت خطرناک تھی اللہ تعالے نے انہیں شفا دی ہے اور وہ بچ گئے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے وہ فرشتوں سے مل جاتا ہے۔ اسلئے مولویصاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میرے جو مقاصد ہیں اللہ تعالے مجھے انمیں کامیاب کرے " یہہ حضرت اقدس کی تقریر کا مفہوم یا مطلب ہے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے مولوی صاحب کو یہہ پیغام سنایا۔ سنانا تھا کہ حضرت کی شفقت۔ اور ہمدردی اور بندہ نوازی پر غور کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ یہانتک کہ ہچکی بندہ گئی۔ کئی منٹ کے بعد جاکر طبیعت درست ہوئی۔

اور فرمایا۔ اسکی سچائی کا یہہ کیسا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا ؟ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے اندر ہی اندر سوچا کرتا تھا کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالے چاہتا ہے ابھی نہیں ہے + لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ اللہ تعالے کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں + اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین **فضل** ہے لیکن ہمارا اس کے لئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں **کامیاب** ہو یہ ہمارا **فرض** ہے۔ میں آپ کی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے " اس کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حسب معمول پٹی کھولی اور دوسری پٹی لگا دی۔

اوپریشن سے ایک دن پہلے جناب سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کو حضرت اقدس نے بذریعہ تار بلایا سو وہ دوسرے دن بعد دوپہر آپہونچے۔ اور پوری ہمدردی اور توجہ کے ساتھہ ڈاکٹر میرزا کے ساتھہ مصروف علاج ہوئے اور ۵ ستمبر کو واپس چلے گئے + حضرت حکیم الامتہ کی حالت بھی قریب قریب حضرت اقدس کی سی حالت ہو رہی تھی۔ مولویصاحب کی تکلیف اور کرب کو آپ بھی دیکھہ نہیں سکتے۔ باوجود اتنے بڑے قوی الحوصلہ ہونے کے انکی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے فرماتے تھے " مولویصاحب کی علالت نے مجھے سب کچھ بھلا دیا ہے میرے دل میں انکے لئے بہت محبت ہے۔ ایسا آدمی ہم میں دوسرا پیدا نہیں ہو سکتا + اللہ تعالے ان کو شفا دے تو میں بعض مضامین کو مکمل کروں گا "

ایک بات ذکر کرنے سے رہی جاتی ہے ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے جب اعلےٰ حضرت کی یہ بیقراری دیکھی تو ان کے دل پر بھی اسنے خارق عادت اثر ڈالا وہ بہت متاثر ہوے اور آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل اسے تسلیم کیا۔ حقیقت میں جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں وجدانی طور پر یہہ بڑی بھاری دلیل آپ کی سچائی کی ہے + حضرت اقدس کو یہانتک خیال ہے کہ ہر روز قریباً بلا ناغہ پٹی کھولنے سے پہلے یا کبھی بعد غیر معمولی طور پر مسجد میں تشریف لاتے اور ڈاکٹر صاحب سے حالات دریافت کرتے ہیں پھر ہر نماز سے پہلے پورے حالات پوچھتے اور وقتاً فوقتاً خبریں منگواتے رہتے ہیں۔ اس اپریشن کے بعد حالت کسی قدر اچھی ہوئی تھی کہ یکا یک ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو بائیں طرف اسی زخم کے قریب اماس اور سرخی نظر آئی۔ اور تشخیص ہوا کہ ابھی ایک اور **کاربنکل** (سرطان) ہے حضرت اقدس کو اطلاع دیگئی جس سے آپ کا تردد اور بھی بڑھ گیا۔ فرمایا میں دعا کروں گا دعاؤں میں بڑی تاثیر ہے اور ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ اسکو بھی کھولدو۔ چنانچہ ۹ ستمبر کو وہ بھی کھول دیا گیا اور مردہ گوشت نکال کر پھینکا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالے نے کچھ ایسا فضل کیا کہ مولوی صاحب کی حالت صحت بہت ہی عمدہ ہے۔ آج ابھی پٹی نہیں کھولی گئی تھی۔ جو حضرت اقدس حسب معمول تشریف لے آئے۔ اور ایک رویا بیان کی۔ جو بڑی ہی مبارک اور مبشر رویا ہے۔ جسکو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کر دیا ہے + فرماتے تھے کہ آجتک جسقدر الہامات اور مبشرات ہوئے تھے انمیں نام نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالے نے خود مولوی عبد الکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔ اس رویا کو سن کر جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے ہیں تو خدا کی عجب قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ سارے زخم پر انگور آگیا ہے والحمد للہ علی ذالک + غرض اسوقت تک زخم کی حالت اچھی ہے اور مولوی صاحب بدوِ صحت ہیں۔ ضعف اور نقاہت ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ کئی دن سے کھایا کچھہ نہیں + تھوڑی سی یخنی یا دودھ پیتے ہیں۔

بہرحال رب کریم کے حضور سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ اپنے بندے کو ضایع نہ کرے گا۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ **مولویصاحب کے لئے خاص طور پر دعائیں کرے۔**

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات اور لکھنا چاہتا ہوں جو امید کی جاتی ہے بڑی مفید اور مولویصاحب کی سیرت کا ایک جزو ہے۔ ایک دن حسب معمول ہم لوگ پٹی کھولنے اور دوسری پٹی لگانے کے واسطے آگئے تھے۔ مولویصاحب کی حالت نسبتاً اچھی تھی + وہ بیٹھے ہوئے تھے پٹی لگ چکی تھی۔ خود ہم لوگوں میں ایک معمولی ذکر کسی شخص کے متعلق ہو گیا۔ آپ سخت برافروختہ ہوئے۔ باوجودیکہ ہم سب سے آپ کو بڑی محبت اور **خاص تعلق** ہے لیکن اظہار حق اور نصیحت سے کبھی نہ رکنے والی طبیعت خدا نے آپ کو دی ہے۔ فرمایا دیکھو میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم لوگ کسی کا ذکر کرو۔ یہ گناہ میں داخل ہے۔ میں نے اب سمجھا ہے کہ جوانی میں ہی ہر ایک قسم کی **عبادت** ہو سکتی ہے۔ اور اسکا لطف آتا ہے۔ میں اب بیٹھہ کر اشاروں سے نماز پڑھتا ہوں۔

یہہ دن نہیں کے نہیں۔ پھر فرمایا اہ ! ساری عمر میں **دو دن** کی نمازیں ضایع ہوئی ہیں۔

(یہہ وہ دو دن تہے جن میں اپریشن کیا گیا ہم اور ۵ ستمبر ۱۹۰۵ء) ... رحم کرے"

... بات نے ایک خاص اثر ہم سب پر کیا - خدا کرے کہ وہ اثر دیرپا اور مفید نتائج پیدا کرنے والا ہو آمین

ایک اور بات بہی قابل ذکر ہے معمولی چیرا دینے سے دوسرے دن بعد فرمانے لگے کہ مین خدا تعالے کی عجیب در عجیب قدرتون پر ایمان لایا ہون - کہ کس طرح پر اس نے مجہے اس بیماری میں مبتلا کرنے سے پہلے دو مختلف سمتون سے دو ڈاکٹر بہیجدئے - یہہ اسکی سامان سازی ہے اور اصل مین تو اسوقت سے حیران تہا کہ جب ایک عرصہ ہوا مینے خواب مین دیکہا تہا کہ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مجہسے عربی پڑہنے آئے ہین اور مینے کہا کہ انکے ساڑہے بیس روپیہ تنخواہ منظور ہے اور کسی کی کئی سو بہی منظور نہین ہے - اب معلوم ہوا کہ اس خواب کا تعلق اس وقت سے تہا" غرض جب مولوی صاحب کے پاس جاؤ - تو رضا بالقضاء اور خدا تعالیٰ کے احسان و کرم اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کے تذکرہ کے سوا اور کوئی بات نہین ہے معمولی بات پر ایک دو لفظ بیماری کے متعلق کہدیتے پہر اگر کوئی بات ہے تو اسکا مضمون وہی ہے جو مینے اوپر بیان کیا ہے - مین سردست ان عام واقعات اور حالات کو جو مجہے مل سکتے ہین بلا لحاظ ترتیب جمع کئے دیتا ہون - اگر خدا تعالے نے مجہے توفیق دی یا کسی اور کو موقع ملا تو ان واقعات سے مفید سبق پیش کر سکے گا - اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ الحکم کے ناظرین مولویصاحب موصوف کا اپنا کوئی آرٹکل اس علالت پر پڑہین - خدا کرے ایسا ہی ہو - آمین -

تازہ الہامات و مکاشفات

۲ ستمبر ۱۹۰۵ء - سینتالیس سال کی عمر - اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - (اس سے دوسرے دن ۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک شخص کا خط آیا جس نے اپنی بدکاریون اور غفلتون پر نہایت افسوس کی تحریر کرکے لکہا - اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - فرمایا - کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خط باہر سے آنے والا ہوتا ہے - اس کے مضمون سے پہلے ہی سے اطلاع دی جاتی ہے -

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء - ما کان لنفسٍ ان تموت الا باذن اللہ -

۱ - ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکہایا گیا جیسا کہ منی آرڈر کا فارم ہوتا ہے - اور سامنے اس کے پاس عہ۱۵ پندرہ رکہے ہوئے ہین (اس کشف کے تہوڑی دیر بعد پندرہ کا ایک منی آرڈر آیا -)

۲ - ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا ہوا تہا -

آتش نشان

۳ - پہر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -

مصالح العرب - مسیر العرب

۴ - پہر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -

بامراد

پہر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -

ردبلا

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء - قبل ظہر - واما بنعمة ربک فحدث -

۸ ستمبر ۱۹۰۵ء - اذا جاء افواج وسُمّ من السماء -

کفن مین لپیٹا ہوا

فرمایا - معلوم نہین یہ الہامات کس کے متعلق ہین -

---

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء مذکورہ بالا الہامات سنا کر فرمایا کہ بعض دفعہ وحی اس طرح پر نازل ہوتی ہے - کہ کوئی کاغذ یا پتھر وغیرہ دکہایا جاتا ہے - جس پر کچھ لکہا ہوا ہوتا ہے -

فرمایا اللہ تعالے کے نشان اس طرح کے ہوتے ہین - کہ ان مین قدرت اور غیب ملا ہوا ہوتا ہے اور انسان کی طاقت نہین ہوتی - کہ ان کو ظاہر کر سکے -

فرمایا - مولویصاحب کی زیادہ علالت کے وقت مین بہت دعا کرتا تہا - اور بعض نقشے میرے آگے ایسے آئے جن سے ناامیدی ظاہر ہوتی تہی - اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ موت کا وقت ہے - اور ظاہر طب کی رُو سے بہی معاملہ خوفناک تہا - کیونکہ ذیابیطس والے کو سرطان ہوجائے تو پہر بچنا مشکل ہوتا ہے اس دعا مین مین نے بہت تکلیف اُٹہائی یہانتک کہ اللہ تعالے نے بشارت نازل کی - اور عبد اللہ سنوری والا خواب مین نے دیکہا - جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفی ہوئی - جو گذشتہ اخبار مین چہپ چکا ہے

اُمّت بمنزلہ عورت اس دعا مین مینے ایک شفاعت کی تہی جیسا کہ خواب کے الفاظ سے ہی ظاہر ہے - کہ یہ شخص میرا دوست ہے - خدا کی قدرت اور اس کا عالم الغیب ہونا ظاہر ہوتا تہا - کہ مولوی صاحب بچ گئے - خدا کی کتب مین نبی کے ماتحت اُمّت کو عورت کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین ایک جگہ نیک بندون کی تشبیہ فرعون کی عورت سے دی گئی ہے - اور دوسری جگہ عمران کی بیوی سے مشابہت دی گئی ہے - اناجیل مین بہی مسیح کو دُولہا اور اُمّت کو دُلہن قرار دیا ہے -

اسکی وجہ یہ ہے - کہ اُمّت کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت لازم ہے - جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے اسی واسطے ہماری رویا مین عبد اللہ نے کہا -

تعبیر رؤیا کہ میری بیوی بیمار ہے - عبد اللہ نبی کا نام ہے قرآن شریف مین بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عبد اللہ آیا ہے - مٹہن سے مراد وہ لذت اور راحت صحت کی ہے - جو بیماری کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے - مقبول سے مراد ہے کہ دعا قبول ہوگئی - یہ سب گہرے استعارات ہین اور تمثلات ہین جبتک آسمان پر نہ ہو زمین پر کچھ ہو نہین سکتا مولویصاحب کا اس بیماری سے صحت پانا ایک بڑا معجزہ ہے -

مطالعہ کتب سب دوستون کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑہ لیا کرین - کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے جسکو علم نہین ہوتا - مخالف کے سوال کے آگے حیران ہوجاتا ہے -

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ذکر تہا - ایک دوست نے عرض کی کہ کہین مرنے کے وقت توبہ کریگا - فرمایا اللہ تعالے ہر شئے پر غالب ہے - ایک وہ زمانہ تہا کہ ہماری جوتیان جہاڑ کر آگے رکہتا تہا - ہمکو وضو کرانا ایک بڑا ثواب جانتا تہا - براہین کا ریویو اس نے خود بخود لکہا - ہماری درخواست نہ تہی - تعجب نہین کہ وہ کسی وقت پہلی حالت پر پہر لوٹ آئے - جیسا کہ ہم رویا مین دیکہہ چکے ہین بعض خوابین مدت کے بعد پوری ہوتی ہین یہ رویا چہپ چکا ہے جسمین مین نے دیکہا تہا کہ وہ ایک چہوٹا لڑکا ہے ننگا - رنگ سیاہ اور بدشکل ہے - مینے اسکو اشارہ سے بلایا تب وہ آیا اور میرے گلے لگا اور پورے قد کا ہوگیا اور اس پر لباس بہی ہے اور رنگ سفید ہے تب مینے کہا کہ آپ کا ہمارا اس قدر مقابلہ رہا - ممکن ہے - کہ قلم سے یا زبان سے کوئی سخت لفظ نکل گیا ہو تم بخش دو - اس نے کہا اچہا مینے بخشا تب مین نے کہا کہ تم نے جو ایذا ہم کو دی تہی - وہ بہی ہم نے بخش دی تب ہم نے اسکی دعوت کی - جسکو اس نے کچھ تردد کے بعد قبول کیا - اور ایک شخص جان کندن مین ہے تب مینے کہا کہ یہ مقدر تہا کہ جس دن یہ شخص مرے اسدن تم توبہ کرو -

ہجرت آج کے الہام مسیر العرب کا ذکر تہا فرمایا - اسکے یہ معنے بہی ہو سکتے ہین کہ عرب مین چلنا - شاید مقدر ہو کہ ہم عرب مین جائین - مدت ہوئی کہ کوئی ۲۵ - ۲۶ سال کا عرصہ گذرا ہے ایک دفعہ مینے خواب مین دیکہا تہا کہ ایک شخص میرا نام لکہہ رہا ہے تو آدہا نام اوس نے عربی مین لکہا ہے اور آدہا انگریزی مین لکہا ہے - انبیا کے ساتہہ ہجرت بہی ہے لیکن بعض رویا نبی کی اپنی زمانہ مین پوری ہوتی ہین اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پوری ہوتے ہین مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیان ملی تہین - تو وہ ممالک حضرت عمر

حمد و سپاس حق

شکرِ خدا کہ ہم نے - پایا ہے وہ زمانا
جس مین کہ تہا مقدر - عیسےٰ مثیل آنا
آیا مثیل عیسےٰ - حضرت غلام احمد
تبلیغ حق سنانے - لیکن نہ تمنے مانا
تمنے سُنایا اوسکو - عیسےٰ ہے آسمان پر
آوے گا تا وہ مارے - دجّال جو ہے کانا
قتل دجال کرکے - جاوے گا سوئے مسجد
مہدئی کے پیچہے صف مین - کرنے ادا دوگانا
اُس نے کہا کہ عیسےٰ - کشمیر مین ہے مدفون
جہوٹی ہے سب کہانی - عیسےٰ مسیح کا آنا
فرقان کی کونسی آیت - اور کس حدیث مین ہے
عیسےٰ ناصری کا - زندہ فلک پہ جانا
جتنے بڑے تہے عالم سب نے کہا مرا ہے
کس نے لکہا ہے زندہ - ہمکو ذرا بتانا
آویگا جو زمین پر - ہوگا مثیل عیسےٰ
مہدئی اُسیکو سمجہو - دہوکا کہین نہ کہانا
دونو جدا نہین ہین - وہ ایک ہی بشر ہے
جو قادیان مین آیا - لیکن نہ تمنے جانا
ارض و سما برابر - تصدیق کرچکے ہین
تکذیب تم نہ کرنا - مت گالیان سنانا
مہمان ہوا ہمارا - یہہ مصطفےٰ کا خادم
خدمت سے پیش آؤ - ہرگز نہ جی چُرانا
ہان قادیان مین جاکر - کرلو نیاز حاصل
تکذیب کرنا چہوڑو - چہوڑو یہ دل دکہانا
مانو یہی مسیح ہے - آنا تہا جس نے آیا
اسوقت کو عزیزو - اچہا نہین گنوانا
کیا تم جواب دو گے - پوچہیگا جبکہ خالق
آیا تہا تم مین عیسےٰ - مانا تہا یا نہ مانا
خاموش ہو رہو گے - الزام سر پہ لیکر
سننا نہین ہے اُس نے - تمسے کوئی بہانا
اب وقت ہے عزیزو - محزون کی بات مانو
ہرگز نہین ہے ہرگز - اس عمر کا ٹہکانا

(رقیمہ نیاز محمد یوسف احمدی محزون از مردان ضلع پیشاور)

کیا ضروری نہین ہے

(۱) خریداران الحکم کی خدمت مین گذارش ہے - کہ بوقت خط و کتابت اپنی خریداری کا نمبر جو کہ انکی چٹہون پر نام کے ساتہہ ہی چہپا ہوا ہے - ضرور دیا کرین ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف -

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین جو نہ بھولنے کے قابل ہیں

(خاص الحکم کے کالمون مین شائع ہونے والے مضامین)

مراتب توحید

مراتب توحید کی باعتبار ترقیات معرفت نفس کے تین ہین

پہلا مرتبہ توحید کا یہہ ہے جو خدا کو شرک جلی سے جو بدیہی البطلان ہے منزہ اور پاک سمجھے اور وہ ظلم صریح اور کذب فاش جو بہ نسبت ذات باری کے مشرک لوگ اختیار کرتے ہین اس سے توبہ کرے یہہ وہ مرتبہ معرفت نفس کا ہے جو معلومات بدیہیہ مین سے ہے کہ جسمین کسی نوع کی نظر اور فکر کی حاجت نہین اور یہہ توحید اسلئے بدیہی ہے جو مشارکت ممکن مالک الذات کے ذات واجب باری سے متصف نہین پائیگا بلکہ خلاف مراد باتون کے تحت مین مقہور اور مغلوب دیکھے گا اور یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ باوجود انکے مقہور چیزون کو ایک ذات قاہر کے ساتھہ برابر کرنا سخت حماقت اور اشد سفاہت ہے پس یہ وہ توحید ہے جو ملاحظ صفت قاہریت باری تعالیٰ سے جو اجلیٰ بدیہات ہے پیدا ہوتی ہے اسلئے یہہ توحید کسی نظر اور فکر پر موقوف نہین بلکہ بدیہی توحید ہے اور اسی وجہ سے اس توحید کے لئے ہر ایک شخص سے مواخذہ ہے خواہ وہ ادنےٰ سے ادنےٰ عقل رکھتا ہو اور اسی بات سے ترک کرنا اس توحید کا قابل بخشش نہین۔

اور اثر اس توحید کا خوف اور توبہ اور التزام حق اور ترک ناحق ہے کیونکہ مشاہدہ صفت قاہریت باری تعالےٰ سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف کے غلبہ سے انسان ایک قسم کا ظلم چھوڑتا ہے اور حق اختیار کرتا ہے اسی جہت سے توریت مین جو اس توحید کے قایم کرنے کی تاکید کرتی ہے التزام حق اور ترک ناحق کی تاکید ہے اور اسی کے مناسب حال ہے جو توریت مین دانت کے عوض دانت اور آنکھہ کے عوض آنکھہ فرمایا گیا تا انسان التزام حق کی ورزش پیدا کرے اور کثرت التزام سے حق پر قایم ہونے کا ملکہ حاصل ہو۔

غرض شرک جلی وہ ہے جو اُن چیزون کو خدا کا شریک ٹھیرانا کہ جنکو بہ بداہت نظر خدا کے کامون سے کچھہ واسطہ اور تعلق نہین بلکہ مقہور اور مجبور ہین مثلاً کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ فلان دیوتی نے مجھکو بیٹا دیا ہے حالانکہ کسی دلیل سے ثابت نہین کہ اولاد بخشنے کا اس ہستی کو اختیار ہے۔ بلکہ اوس کا مقہور ہونا ثابت ہے۔

دوسری توحید یہ ہے جو خدا تعالیٰ کو شرک خفی سے کہ جسکا دریافت کرنا نظر اور فکر پر موقوف ہے منزہ اور پاک سمجھے اور وہ توحید یہ ہے جو ایسے شرک سے توبہ کرنا جو بظاہر نظر وہ شرک صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور اون چیزون کا اُن کامون سے تعلق پایا جاتا ہے۔ جیسے واقعۃً دیکھا جاتا ہے جو آگ جلاتی ہے اور پانی سردی پہونچاتا ہے اور سورج سے روشنی پہونچتی ہے اور کوئی دیتا ہے اور کوئی چھینتا ہے لیکن دقیق نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے جو موثر حقیقی ایک ہی ہے اور سب عطا اور منع اور عزت اور ذلت اور راحت اور زحمت اُسی ایک کی طرف سے ہے اور یہ توحید ملاحظ تصرف باری تعالےٰ سے پیدا ہوتی ہے یعنے جب انسان بغور تمام تصرفات الٰہیہ کو دنیا پر دیکھتا ہے اور اُسے تجارب کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کیونکر خدا تعالےٰ عقلمندی کی تدبیرون کو توڑ کر اپنی تقدیر ظاہر کرتا ہے تو اسکو خدا کی تقدیر کے آگے تمام اسباب منقطع نظر آتے ہین یہہ مرتبہ اگرچہ نظر اور فکر سے سمجھہ مین آسکتا ہے لیکن کمال بصیرت اس مین جو حق الیقین کا مرتبہ ہے بجز تنبیہات خاص باری تعالےٰ کے حاصل نہین ہوتی اور اس کامل بصیرت کے لئے انسان خدا کی تنبیہ کا محتاج ہے۔ جو اسکو اس معرفت کامل پر تنبیہ کرے اور خدا نے بطور نمونہ کے اس تنبیہ کو اپنے کلام معجز نظام مین بیان فرمادیا ہے تا جو شخص اپنا ذاتی تجربہ نہ رکھتا ہو تو وہ اُس یقینی واقعہ کو سنکر یہہ درجہ معرفت کامل کا حاصل کرے۔ اور اس تنبیہ سے سارا قرآن شریف بھرا ہوا ہے کہ کیونکر معاندین اور مخالفین دین نے بالاتفاق یہہ ارادہ کیا جو نور اسلام کو بجھا دین مگر خدا نے پہلے ہی سے بتلا دیا جو اُس نور کو وہ نہین بجھا سکینگے۔

يريدون ان يطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون۔ اور ایسا ہی فرمایا سنريهم اياتنا في الآفاق وفي انفسهم اور ایسا ہی فرمایا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون۔ پس ان ایات مین خدا نے ثابت کرکے دکھلا دیا ہے جو خدا کے ارادہ کے مقابلہ پر کوئی تدبیر پیش نہین جاتی اور وہی عزت دیتا ہے اور وہی ذلت جیسا فرماتا ہے

قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير۔

پس خدا نے کمال یقین کے دلانے کے لئے یہہ نمونہ قایم کیا پس یہ نمونہ تصرفات الٰہیہ پر ایسا یقین پیدا کراتا ہے جو مجرد عقل سے وہ یقین حاصل نہین ہوسکتا۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ یہ درجہ توحید کا ملاحظ تصرفات باری تعالےٰ سے پیدا ہوتا ہے اور اثر اس توحید کا توکل اور امید اور صبر اور خدمت اور تقویٰ اور طہارت اور کرم اور عفو اور رحم ہے۔

تیسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ جسکے سمجھنے کے لئے مجرد نظر اور فکر کافی نہین اور نظر اور فکر بطور ظن غالب کے تو اوس تک پہونچا سکتی ہے لیکن مجرد نظر سے کوئی درجہ یقین کا اُس مین حاصل نہین ہوتا بلکہ کم سے کم اس کا علم الیقین بھی تبھی حاصل ہوتا ہے کہ جب ساتھہ اوس کے کسی قدر تزکیہ نفس کا ہو اور مرتبہ حق الیقین کا اُسمین تب حاصل ہوتا ہے کہ جب کامل طور پر تزکیہ نفس کا ہو کہ جسمین کامل طور پر محبت الٰہیہ لازم ہے۔

یہہ وہ مرتبہ توحید کا ہے کہ جسمین انسان شہود ہستی حقیقی باری تعالےٰ سے اپنی ہستی اور دوسری تمام مخلوقات کی ہستی کو کالعدم اور لاشے اور نابود سمجھے اور احدیت ذات باری تعالےٰ کا ایسا اُسپر غالب آجائے کہ اُسکی آنکھہ دوسری چیزون کے دیکھنے سے بالکل خیرہ اور اندہی ہوجاتے اور اپنے وجود سے ایسا کھویا جاوے کہ کچھہ بھی اوس کا نام و نشان نہ ہے یہہ مرتبہ بذریعہ محبت کامل کے ملتا ہے اور بذریعہ محبت کامل کے ہی کامل طور پر سمجھہ آتا ہے۔ اسی مرتبہ کے حصول پر سعادت عظمیٰ انسان کی موقوف ہے۔ مگر اب یہ سوال ہے کہ یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مرتبہ تکمیل قوت نظریہ اور تکمیل قوت عملیہ سے حاصل ہوتا ہے تکمیل قوت نظریہ کی ضرورت اسلئے ہے کہ اس مرتبہ کے حصول کے لئے جہانتک ممکن ہو اسبات پر یقین کامل حاصل ہونا ضروری ہے کہ خداوند تعالےٰ جو صانع عالم ہے موجود ہے اور وہ مبدء ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مرجع اور محتاج الیہ ہے تمام مخلوقات کا اور اوس کا ہر یک نفس پر احسان ثابت ہے اور اوس کی ہر یک شے پر رحمت محیط ہے اور اُسکی ہر یک چیز پر قدرت نافذ ہے اور وہ بے مثل ہے اپنی ذات مین اور بے نظیر ہے اپنی خوبیون مین اور لاثانی ہے اپنے احسانات مین اُسکے ارادہ اور خواہش کا کوئی مانع نہین اور اوس کے تصرفات کا کوئی مزاحم نہین اور اُسکے ملک مین کوئی شریک نہین ہر ایک چیز اُس کے ہاتھہ مین مقہور اور مغلوب ہے اور ہر یک وجود اُسکی صنعت اور ہر یک بقا اوس کے سہارے اور آسرے سے ہے اس مین کسی نوع کا نقصان نہین اُسمین کوئی بھی عیب نہین اسمین کسی طرح سے کمزوری نہین اور وہ کسی چیز سے غافل اور بے خبر نہین۔ اخلاق فاضلہ مین کوئی اُسپر سبقت نہین لے جاسکتا اُسکے رحم کی طرح کسی کا رحم نہین اوس کے احسان کی طرح کسی کا احسان نہین اُسکی پردہ پوشی اور ستاری اُسکی مغفرت اور غفاری بے مثل ہے اوس کے فضلون کا کوئی حد اور کنارہ نہین اُسکی نعمتون کا کوئی شمار نہین اور اوس کی مانند کوئی وفادار نہین ایک ہی نہین ہر ایک خوبی جو سوچو اس مین موجود ہے اور ہر یک عمدہ خلق جو خیال کرو وہ اُسی مین ہے اوس کو کس سے مثال دین وہ تو اپنی تمام خوبیون مین بے نظیر ہے وہی محبوب ہے اگر کوئی سوچے وہی خوب ہے اگر کوئی خیال کرے اُسکے حسن کی تجلیات دلون کو کھینچ لیتی ہین اُسکی نگہ کے لطیف جذبات روحون کو مست کردیتے ہین۔ اے انسان جس لذت کو تو چاہتا ہے وہ خدا مین ہی ہے اور جس خوشی کا تو طلبگار ہے وہ اُسی مین ہے تیری ساری نیکنامی تیری تمام عزت اُسی کے پیوند مین ہے وہی حاکم ہے جسکے ہاتھہ مین تیری جمیع مہمات مین وہی معالج ہے جسکے پاس تیری تمام دردون کا علاج ہے وہی دانا مدبر ہے جسکو تیری بگڑے ہوئے کامون کی تدبیر یاد ہے اُسی کو تیری بہتری کے طریق معلوم ہین اور وہی اخلاص سے تیری بہتری کا خواہان ہے۔ اے مغرور جب تو عاجز ہوجائے گا تو بغیر اوس کے تجھہ پر کون رحم کریگا اور جب تو دردمند ہوکر گر پڑے گا بجز اوس کے کون تیرے دردون کا معالج ہوگا اور جب تو ناکارہ ہوکر بستر پر پڑیگا تو بجز اوس کے کون تجھے پوچھے گا۔ بجز اوس کے کون وفادار ہے جو ہر حال تیری بیمارون کو اٹھاتا رہے گا۔ اے نادان وفاداری کس سے ڈھونڈھتا ہے کیا انسان سے جو سخت خود مطلب ہے اور محبوب کسکو بناتا ہے جس مین ہزار کثافت موجود ہے۔

جو شخص اس جہان مین اندہا رہا ہے وہ دوسرے جہان مین بھی اندہا ہوگا خدا سے الگ رہنا بڑا بھاری وبال ہے اُس سے مُنہ پھیرنا بڑی بدنصیبی ہے۔ اُسکی الوہیت کا یہی تقاضا ہے جو ہر یک بندہ اُسکے سامنے تذلل کرے موت اور فوت اور ہر یک طرح کی عجز اور درماندگی جو خدا نے بندہ کو لگا دی ہے یہہ صریح اس بات پر دلیل ہے جو خدا نے کسیکو اپنے ساتھہ برابر کرنا نہین چاہا اور ہر یک چیز کا تذلل دیکھنا چاہا ہے پس سعادت انسان کی اسی مین ہے کہ جو اُس نے چاہا ہے وہ حال آپ قبول کرے اور موتوا قبل ان تموتوا کا جامہ پہن لے اور اگر ایسا نکرے گا تو اس جہان مین بھی اُس جہان مین بھی ذلت دیکھے گا اور حضرت قدیم کو اُسکی کچھہ پروا نہین کہ جب یہ تمام امور علے وجہ البصیرت معلوم ہونگے تو موجب توجہ الی اللہ ہونگی اور محبت الٰہیہ کی تحریک کرینگے ۔

مسلمانان جاوا کی آئندہ حالت

مصر کے ایک نامی صحیفہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کسی فرنگستانی اخبار مین مندرجہ بالا عنوان پر میری نظر سے ایک مضمون گذرا تھا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعلق جس قدر حالات سے مین واقف ہو چکا ہون اُنہین ہدیہ ناظرین کرون -

اسوقت جزائر جاوا ہالینڈ کے ماتحت ہین جزیرۂ جاوا مین عرب ۱۸۲۲ء مین گئے - اور اسپر قابض ہو گئے - بلکہ اوس کے قرب و جوار کے اور بہت سے شہرون پر اونہون نے اپنا تصرف جما لیا - ابتدائی حکومت ہی سے اس مین اسلام پہیلتا گیا - اور جاوا کا اکثر حصہ مشرف باسلام ہو گیا اُس کے بعد بارہوین صدی ہجری مین سوماٹرا بورنیو اور سلیبز تک اسلام پہیل گیا لیکن بلحاظ سلطنت یہان کی کیفیت یہ ہے کہ یہان کوئی مستقل بادشاہ نہین سمجہا جاتا - بلکہ ہر ایک شہر کی سلطنت الگ تہی چنانچہ یہان کے مشہور شہر بانٹن - ہنٹر کیو - پلمبانگ - بوقر - شامنغور - بادرنج - تارورت - جوکجہ - سوراکرتہ - سرابایا - سمارانغ - ماکلوغن - اور تیغل وغیرہ کی یہی کیفیت تہی - اور اب یہ تمام شہر ہالینڈ کے ماتحت ہین لیکن ڈچ حکومت ان پر نہایت سختی کرتی ہے اسلئے وہ گورنمنٹ سے نہایت خائف رہتے ہین -

اسپر زیادہ تر افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانان جاوہ امور دینیہ سے محض جاہل اور ناواقف ہین - انمین ایسا کوئی بہی شخص نہین ہے جو انہین مذہبی امور کی تعلیم دے سکے - بارہوین صدی ہجری مین بہی اس جزیرہ مین بہت سے عرب آئے - لیکن وہ سب تجارتی کاروبار مین مصروف رہتے ہین امور دینیہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اُن کے اخلاق وعادات اور افعال بہی جاویون جیسے ہی ہین -

ہالینڈ نے جاویون کی تعلیم کا اچہا انتظام کر رکہا ہے اور جا بجا اون کے لئے مدارس کہول رکہے ہین - مگر وہان کے عرب اس سے مستثنے ومحروم ہین - اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ عرب ان کی اس تعلیم سے ناخوش ہین - اسلئے کہ ان کے مدارس مین مسیحی مذہب کی تعلیم دیجاتی ہے اور ابتداءً ان مسائل کی تعلیم ہوتی ہے - جو مذہب اسلام کے برخلاف ہین - قطع نظر اسکے تعلیم قرآن اور عربی خط وکتابت سیکہنے کی اُن کو ممانعت کر دی گئی ہے - اسلئے وہ عربی زبان نہین لکھ پڑہ سکتے حکومت نے اُن کو جاویون سے خلط ملط رہنے کی بہی ممانعت کر دی ہے اور ان پر یہانتک تعصب روا رکہا ہے کہ اگر کوئی حاکم اُنہین قرآن کریم یا کوئی اور مذہبی کتاب پڑہتے ہوئے دیکہہ لے تو اُن کو سخت سزا دیجاتی ہے - میلاد شریف پڑہنے کی بہی سخت ممانعت ہے - جاوہ کے مسلمانون پر چونکہ جہالت غالب ہے اسلئے اُن کی طبعیت جاویون سے بہی زیادہ سخت ہے - اُن مین کچہہ علماء بہی ہین وہ حتی الامکان اُن کی اصلاح کی بہت کوشش کرتے رہتے ہین گو حکومت کی سیاست کے لحاظ سے اُن کی جانب سے جو کچہہ بہی سعی ہوتی رہتی ہے وہ نہایت خطرناک ہوتی ہے - اسلئے کہ حکومت کو اُنکے علماء سے خصوصیت کے ساتہ تعصب ہے - چنانچہ وہ اون کے علماء کو اکثر قید کرتی رہتی ہے - بلاد جاوہ مین ہم اس قسم کے امور کا اکثر مشاہدہ کرتے رہتے ہین -

ناظرین! مسلمانان جاوہ کی اس حالت سے اُن کی آئندہ حالت کا خود اندازہ کر سکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ مسلمانان جاوہ کا انجام کیا ہونا ہے -

اسکے قریب ایک جزیرہ اور واقع ہے جو سوماٹرا کے نام سے مشہور ہے - سلطنت عباسیہ کے اخیر زمانہ مین جوہانشاہ نامی شخص بہ ہزار سپاہ سے اسپر متصرف ہوا تہا جب سے اب تک اس جزیرہ پر مسلمانون کا قبضہ ہے - یہ لوگ جاویون کا برابر مقابلہ کرتے رہتے ہین اور اب قریب ۵ سال سے جاویون سے جنگ کر رہے ہین اور یہ جنگ صرف جاویون کیطرف سے ہے - اور اس لئے ہے کہ سوماٹرا مین ایک سونے کی کان ہے - جاوی چاہتے ہین کہ اُن سے کسیطرح یہ کان چہین لین - مگر اب تک وہ اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہو سکے - تمام بلاد سوماٹرا اسوقت تک اسلامی حکومت ہی کے تابع ہین - مگر ہالینڈ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ سوماٹرا اسکے قبضہ مین آجائے اور گو اُسے اب تک کامیابی حاصل نہین ہوئی ہے - تاہم اُسے سوماٹرا کے بعض بعض سواحل پر تسلط کر لیا ہے اسکے قریب کے برنیو خلا - فونتیانک وغیرہ اور دیگر جزیرون کا بہی یہی حال ہے کہ وہ بہی مسلمانون کے قبضہ مین ہین - ان جزیرون مین الماس اور دیگر قیمتی پتہرون کی کانین بہی پائی جاتی ہین - اور سوماٹرا مین سونے کے علاوہ کوئلہ کی بہی کانین ہین -

تقسیم بنگال کے متعلق گورنمنٹ کا اعلان

ذیل کا اعلان (جسکے متعلق صاحب وزیر ہند باجلاس کونسل نے حضور ملک معظم کی منظوری کا حوالہ دیا ہے) شائع کیا جاتا ہے -

جدید صوبۂ مشرقی بنگال و آسام

گورنر جنرل بہادر اُن اضلاع کو جو فی الحال چیف کمشنر آسام کے زیر انتظام ہین انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء (۴۷ و ۴۹ و ۵۲ و کٹوریا سی ۶۷) کے بموجب ایسا صوبہ بنانا چاہتے ہین جسپر احاطۂ فورٹ سینٹ جارج و بمبئی کی امن وفلاح کے لئے وضع قوانین وضوابط کے متعلق اُس قانون کی دفعات منطبق ہو سکینگی - ہز اکسیلنسی یہ بہی ہدایت کرتے ہین کہ صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کے نام سے معروف ہوگا اور پکارا جائیگا اور آنریبل مسٹر جاسف بامپفلڈ فلر سی ایس آئی - سی آئی ای - آئی سی ایس حال چیف کمشنر آسام اُس صوبہ کے پہلے لفٹنٹ گورنر مع اُن اختیارات کے ہونگے جو اس عہدہ سے متعلق ہین - گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اکتوبر ۱۹۰۵ء کی سولہوین تاریخ کو وہ دن مقرر کرتے ہین جبکہ قانون مذکورہ نفاذ پذیر ہوگا - اور پندرہوین تاریخ اسکے لئے مقرر کرتے ہین - کہ صاحب لفٹننٹ گورنر قوانین وضوابط مرتب کرنے مین اپنی مدد کے واسطے ممبر نامزد کرلین گورنر جنرل بہادر مزید اعلان کرنا چاہتے ہین کہ صوبۂ مذکور کے بنجانے پر اضلاع ڈہاکہ - میمن سنگہ - فریدپور - باقر گنج - ٹپرا - نواکہلی - چاٹگام - کوہستانی اضلاع چاٹگام - راجشاہی - دیناج پور - جلپگوری - رنگپور - بوگرا - پبنا - اور مالدہ جواب بنگال ڈویزن احاطۂ فورٹ ولیم کا جزو ہین - آئندہ سے اوس ڈویزن کے ماتحت یا اُس کی حدود مین شامل نہین رہینگے - اور صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کی لفٹننٹ گورنری مین شامل ہو جائینگے -

دوسرا اعلان حسب ذیل ہے :-

ان اختیارات کے بموجب جو اُن کو گورنمنٹ ہند کے ایکٹ ۱۸۶۵ء کی دفعہ ۴ کی رو سے حاصل ہین - گورنر جنرل بہادر اعلان کرنا چاہتے ہین کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے ضلع سنبہلپور (سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور بہلجہر کے) جو اب ممالک متوسط کا جزو ہے آئندہ سے بنگال ڈویزن احاطۂ فورٹ ولیم مین شامل ہوگا -

(اختیارات ہائی کورٹ)

ذیل کا اعلان بصیغۂ ہوم شائع کیا جاتا ہے بموجب اختیارات عطا کردہ انڈین ہائی کورٹ ایکٹ ۱۸۶۵ء دفعہ ۴ - گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل ہائی کورٹ آف جوڈیکچر فورٹ ولیم بنگال کو اختیار دیتے ہین کہ ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۵ء سے حضور ملک معظم کی سلطنت ہند کے اُس حصہ مین جسمین سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور بہلجہر کے ضلع سنبہلپور بہی شامل ہے تمام وہ اختیارات عمل مین لائے جو ہائیکورٹ مذکور وقتاً فوقتاً اُن مقامات پر استعمال کرے جسکے لئے وہ قایم ہوئی تھی -

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوسکا مال واسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال واسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی - مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے مشہور ہی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار - نہ دیمک کا خطرہ اور نہ آگ کا اندیشہ - سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہین چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگائین گے تو ان کے ساتہ خاص رعایت بہی کی جائے گی - مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرنے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو بلٹی بذریعہ قیمت طلب ڈاک کیجاوے گی - تمام درخواستین بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے -

درخواست نکاح

۱ - ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۸ سال خواندہ جسکی دوکان سوداگری کتب فروشی وجلدسازی شہر جمون مین ہے اچہی حیثیت اور معقول گذارہ رکہتا ہے کسی احمدی بہائی کے ہان شادی کا خواہشمند ہے - مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہو سکتے ہین جو شیخ رحیم بخش فیروز الدین احمدی و سوداگران اردو بازار جمون کے نام ہونی چاہئے +

۲ - مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی بڑے بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہین غیر احمدیون مین ناطہ کرنا برا سمجہتے ہین نوجوان ہین عمر کوئی ۲۵ - ۲۶ سال کی ہوگی - مین ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہون بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہین جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہین بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط وکتابت کرین -

ملکِ شام کی سیر

معزز مصر وکیل نے المؤید سے ترجمہ کر کے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون شائع کیا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کی دلچسپی اور عام واقفیت کے لئے درج کرتا ہون۔ لیکن مین یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ بعض مقامات میری اپنی رائے مین اصلاح طلب ہین۔ مثلاً کنیسہ مریم مین مریم علیہا السلام کی قبر کا ذکر ہے مین یقیناً سمجھتا ہون کہ یہہ فرضی قبر ہے کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر دراصل کشمیر مین ہے۔ مسیح کی صلیب کے وقت مسیح کے شاگردون کا خاص منشاء یہ تہا کہ وہ اس واقعہ کو مشتبہ کرین اور کسیکو اس طرف متوجہ نہ ہونے دین کہ حضرت مسیح کشمیر کی طرف چلے آئے ہین۔ اسلئے جو باتین عام طور پر مشہور ہوگئین وہ مشہور چلی آئی ہین۔ ایسا ہی اور بہی بعض مقام اصلاح طلب ہین۔ ایڈیٹر۔

ہمارا نامہ نگار اپنے سفر شام کے حالات حسب ذیل لکھتا ہے۔ امید ہے کہ وہ خاص دلچسپی سے پڑہے جائینگے کیونکہ انمین مزارات انبیا علیہم السلام اور قبور اولیاء کرام کی عجیب و غریب کوائف مندرج ہین۔

اس سفر مین پہلے ہم بمقام یافا پہونچے اور اس کے دلپسند اور لطیف باغون کو دیکہا۔ زیتون، سنگترے، لیمون یہان عمدہ پیدا ہوتے ہین۔ یہان کے سنگترون کی سالانہ آمدنی محاصل دولت عالیہ کو پچاس ہزار پونڈ سے کم نہین ہوتی۔ سنگترے دور دراز ممالک تک جاتے ہین کیونکہ یہان کا سنگترہ دوسرے ممالک کے سنگترون سے کہین زیادہ لذیذ ہوتا ہے یافا کے سیر سپاٹے سے فارغ ہوکر ہم روانہ قدس شریف ہوئے۔ راستہ مین میدان کم اور پہاڑی زمین بہت ہے۔ قدس مین پہونچکر ہم نے پہلے پہل باب الخلیل اور قلعۂ داؤد کا سیر کیا۔ اس مقدس شہر کی مسجد اقصےٰ مسلمانون یہودیون عیسائیون سب کی نظرون مین باعزت ہے جسکے حق مین باریتعالےٰ کلام پاک مین فرماتے ہین سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ شہر کے لوگ اسکو حرم شریف کہتے ہین اس مسجد مین قبہ صخرہ شریفہ ہے جسکے نقش و نگار دیکھکر عقل دنگ رہجاتی ہے۔ اس کے اندر اور باہر تمام کلام اللہ کی آیات منقش ہین جو سنہری اور روپہری حروف مین اسطرح جگمگا رہے ہین جیسے ستارے آسمان پر۔ اس قبہ صخرہ کے نقش و نگار اور آیات کلام اللہ کی خوشخطی و زرنگاری پر خلفاء بنی امیہ نے بہت کچھ مال و متاع صرف کر کے اسقدر مزین کیا ہے کہ دور ہی سے بقعۂ نور نظر آتا ہے۔ یہ قبہ صخرہ [illegible] مبارک الگ جسپر حضرت سلیمانؑ کا ہیکل تہا۔ اور جسپر مدت تک حضرت ابراہیم کا مذبح رہا۔

اسی مسجد اقصےٰ مین حضرت ذکریا کا عبادتخانہ ہے جسکو محراب شریف کہتے ہین۔ کلام اللہ مین بہی اسکا ذکر ہے کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد بہی وہین ہے جسکی بنا آپنے بیت المقدس مین داخل ہونیکے وقت رکہی تہی۔

مسجد اقصےٰ کی ایک پرانی دیوار ہے جسکے پاس ایک خاص مقام پر عصر کے وقت یہودی لوگ خصوصاً ... جمعہ کے دن جمع ہوتے اور زار زار روتے ہین اور ان باتون کو یاد کر کے چیختے چلاتے ہین کہ کبہی ملک پر ہم بہی حکمران تہے۔ عیسائیون کے آنے سے ہماری جمعیت بکہر گئی۔ اور ہماری حکومت ایسی گئی کہ پہر واپس نہ آئی۔ اسی گریہ وزاری کے وقت ہر ایک یہودی کے ہاتہہ مین کتاب تلمود کا ایک نسخہ ہوتا ہے جسکو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکہتا ہے۔ یہود کے اس مقام اجتماع کو ابراج یا مبکی الیہود یعنے یہود کے رونے کی جگہ کہتے ہین۔ حرم کے اندر یہود کے لئے داخل ہونا حرام ہے لیکن عیسائیون کو مباح ہے جب چاہین داخل ہون

مسجد کے اردگرد ایک وادی ہے جسکو وادی یوشافط کہتے ہین۔ یہود کا اعتقاد ہے کہ جو مردہ اس زمین مین دفن کیا جائے وہ بہشت مین پہونچ جاتا ہے۔ اسی وادی مین وہ چشمہ٭ ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ حضرت مسیح اسکے پانی کو کوڑہیون اور مادرزاد اندہون کو اچہا کرتے تہے۔ اس چشمہ کا نام عین السلوان (یعنے تسلی کا چشمہ) ہے۔

بیت المقدس مین کئی گرجے ہین۔ بڑا گرجا کنیسۃ القیامۃ ہے یعنے حضرت مسیح کے دوبارہ مرکر جی اٹہنے کی جگہ۔ جس قبر مین حضرت مسیح دفن کئے گئے تہے وہ عیسائیونکی حج کا مقام ہے۔ اس کی وہ نہایت تعظیم کرتے ہین۔ اسی کنیسہ کے پاس جبل الجلجلہ ہے۔ جہان حضرت مسیح عیسائیون کے زعم مین صلیب پر چڑہائے گئے جیسا کہ انجیل مین ہے عمر آپکی اوسوقت ۳۳ سال تہی آپ کے ساتہہ ۲ چور بہی سولی دئے گئے تہے وہان ایک غار ہے جس سے وہ اصلی صلیب دستیاب ہوئی تہی جسپر آپ کو مصلوب کیا گیا تہا اس گرجا مین یہود کو داخل ہونے کی اجازت نہین بلکہ اگر اس کے آگے سے بہی گذر جاوین تو مجرم قرار دئے جاتے ہین۔

دوسرا کنیسہ مریم ہے جس مین مریم صدیقہ کی قبر ہے اور تیسرے کنیسہ مین حضرت مریم کے والدین کی قبرین ہین چوتہے گرجا کا نام کنیسۃ الصعود ہے یہ گرجا ایک پہاڑی پر ہے جسکو جبل الزیتون و جبل الطور بہی کہتے ہین عیسائیون کا خیال ہے کہ اس پہاڑ سے حضرت مسیح علیہ السلام اٹہائے گئے تہے۔ اس پہاڑ پر آجکل ایک جدید گرجا نہایت عالیشان تعمیر کیا گیا ہے جو اپنے بانی ماسکاب کے لحاظ سے اوس کا بید کہلاتا ہے پانچوان وہ گرجا ہے جس مقام مین یہود نے حضرت مسیح کو قید رکہا تہا اس مقام کو متبرک سمجھکر عیسائیون نے گرجا تعمیر کیا ہے۔

چہٹا گرجا یعقوب کے نام سے جبل صیحون پر واقع ہے بیت المقدس سے ڈیڑہ گہنٹہ کی مسافت پر ایک گرجا کنیسۃ المہد کے نام سے ہے جہان حضرت مسیح علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ غار جس مین اون کی والدہ دودہ پلاتی رہین اوسپر ایک عالیشان گرجا تعمیر کیا گیا ہے اس کنیسہ سے بیت المقدس کو جاتے ہوئے راستہ مین حضرۃ یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل کی ایک قبر آتی ہے۔

بیت اللحم اور اوسکے علاقہ مین بچون کے بادشاہ ہیروڈیس نے اطفال کے قتل کا حکم دیا تہا اور مریم صدیقہ اپنے بیٹے مسیح کو لیکر مصر کو بہاگ گئی تہین ان تمام مقامات پر نہایت خوشنما اور پختہ گرجے تعمیر کئے ہوئے ہین جن کی زیارت کو دور دور سے پادری اور عیسائی آتے ہین اور بڑے بڑے قیمتی ...... چڑہاوے چڑہاتے ہین کنیسۃ الحبس اور ویرماء یعقوب یہ دونو آرمینیہ کے قبضہ مین ہین بعض کو بادشاہ قسطنطین نے اور بعض کو اوس والدہ ہیلانہ نے تعمیر کرایا ان گرجون کی چوٹیون پر ایسے ایسے قیمتی جواہرات جڑے ہوئے ہین کہ ان کی قیمت مشخص کرنے سے بڑے بڑے جوہر شناس بہی عاجز آجاتے ہین۔

قدس کے اندر حضرت داؤد کی قبر ہے اوس کے پڑوس مین عشاء ربانی کا مقام ہے جہان حضرت مسیح اپنے ۱۲ شاگردون کے ساتہہ شام کا کہانا کہاتے تہے جن مین یہودا اسکریوطی بہی تہا جس نے آپکے ساتہہ کہانا کہا کر یہ حق ادا کیا کہ یہودیون کو خبر کر کے آپکو گرفتار کرا دیا اور قدس مین وہ مقام بہی ہے جہان حضرت مسیح نے مہمانون کے پاؤن دہوئے اس جگہ بیت ضیاء ہے جہان الیعاذر مدفون ہے جسے حضرت مسیح نے مرنے سے چار روز بعد زندہ کیا تہا (عیسائیون کے عقیدہ کے موافق ایڈیٹر الحکم)

قدس سے دو گہنٹون کی مسافت پر ایک عالیشان گرجا ہے جسکا نام عین المکارم ہے یہ یوحنا رسول یعنی حضرت (یحیٰ) کے تولد کا مقام ہے۔ دوسو سال سے یہ گرجا لاطینی لوگون نے تعمیر کیا ہے اسی کے پاس وہ وادی ہے جہان حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت بادشاہ کو پتہر سے ہلاک کیا تہا اور قدس سے چار گہنٹہ کی مسافت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد ہے جس مین حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق و حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام اور ان کے ازواج مطہرات کے مزار مبارک ہین۔ ان مزارون مین سوائے مسلمانون کے کسی یہودی اور عیسائی کو اندر جانے کی اجازت نہین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار مبارک قدس سے ۶ گہنٹہ کے راستہ پر ہے۔ یہان سال کے بعد مسلمان ایک عظیم الشان جلسہ کرتے ہین اور ایک خاص تاریخ پر دور دور سے مسلمان اس مزار کی زیارت کو آتے ہین حضرت مسیح کے گرجاؤن سے کنیسۃ القیامۃ ایک بڑا مہتم بالشان گرجا ہے۔ جسکی زیارت کو لاکہون عیسائی اطراف عالم سے آتے ہین اس گرجا کی کنجی بہی مسلمانون ہی کے ہاتہہ مین ہے۔

بیت المقدس ایک عالیشان شہر ہے جس مین ہر ملک اور ہر مذہب کا آدمی پایا جاتا ہے نصف کے قریب تو یہود ہین۔ جو چارون طرف عالم سے وہان آکر آباد ہوئے ہین اور قدس مین کنوئن کا پانی پیتے ہین وہان چشمے بہی ہین جن کے سبب سے باغون مین بڑی رونق رہتی ہے۔ یہان کے باشندے زیتون کی لکڑی سے عجیب عجیب صنعت کی چیزین طیار کرتے ہین اور بیت اللحم کے باشندے صدف کی صنعتون مین کمال درجہ کے ماہر ہین۔

بیت المقدس کی نسبت حضرت سلطان المعظم کا ایک لطیفہ مشہور ہے جو یہ ہے کہ یورپ کے بادشاہون مین سے ایک نے آپ سے سوال کیا۔ کہ تمہارے پیغمبر مکہ سے بیت المقدس تک کونسی سواری پر سوار ہوکر پہونچے تہے۔ تو آپ نے فی الفور تبسم کرتے ہوئے جواب دیا کہ اُسی گاڑی پر جس پر حضرت مسیح سوار ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے تہے۔ فی الحقیقۃ حضرت امیر المومنین نے ایک لطیف اور دندان شکن جواب دیا جس سے بڑہکر خصم کو ساکت دلا جواب کرنے والا جواب ہو نہین سکتا۔

علاقہ فلسطین اگرچہ خیر و برکت کا گہر ہے مگر شام تو زمین پر خدا کا بہشت ہے۔ عام طور سے شام کا لفظ دمشق پر بولا جاتا ہے۔ ہم بیروت سے ریل پر سوار ہوکر دمشق کو روانہ ہوئے اور سات گھنٹہ مین دمشق پہونچے۔ ریل سے اُترتے ہی جامع اموی در پر نظر پڑی اس کے دیکہنے کو روانہ ہوئے تمام دنیا کی جامع مسجدون سے سوائے جامع قرطبہ اندلس کے کوئی اس کی برابری نہین کرسکتی۔

پانچ سال گذرے ہین کہ اس مسجد کو آگ لگی تہی۔ اس سے پہلے یہ مسجد بیت المقدس قبہ صخرہ سے بہی زیادہ خوشنما تہی۔ وہ آگ اسکی حسن خوبصورتی کو ملیامیٹ کرگئی۔ جنہون نے اس کے وہ نقش و نگار اور صنعت کے گلزار دیکہے ہین وہ اون کو یاد کر کے آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین اور تمام یورپ کے تاریخ دان فاضل ان تاریخی خزائن کے گم ہوجانے کا سخت افسوس کرتے ہین جنپر اوس آگ نے یک قلم پانی پہیر دیا۔ اس لاثانی عمارت کو چار ہزار سال گذرے ہین۔ پہلے یہ آفتاب پرست بادشاہون کا معبد تہا۔ پہر اسی کو گرجا بنایا گیا۔ پہر

٭ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانو! کہو کیا کہتے ہو؟ مسیحی معجزات کی حقیقت کچھ سمجھ سکتے ہو ایڈیٹر الحکم۔

مسلمان بادشاہون نے اس گرجا کو جامع مسجد بنا دیا اس مین ایک مقام ہے جس مین کہتے ہین کہ حضرت یحیٰ بن ذکریا علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے۔ اس مسجد مین تین مینار نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند ہین انمین سے ایک کا نام حضرت مسیح کا مینار ہے اس کی نسبت بعض* کا اعتقاد ہے کہ اخیر زمانہ مین اسپر حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے۔ اس جامع مسجد کے صحن کے متصل ایک مقام مین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا مزار مبارک ہے۔

دمشق مین نورالدین شہید محمود ابن زنگی اور ظاہر بیبرس کی قبرین ہین۔ جس محل مین نورالدین شہید خاص سکونت رکھتا تھا جامع مسجد کے آگے وہ محل ابتک موجود ہے۔ اور اسی محل کے اندر اس کی قبر ہے۔

دمشق مین ہی معاویہ کبیر (یزید کے باپ) اور معاویہ صغیر (یزید کے بیٹے) کی قبرین ہین۔ اور معاویہ کبیر کی قبر قرافہ مین بھی ہے باوجودیکہ تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جب خلفاء عباسیہ کو خلافت ملگئی تو انہون نے بنی امیہ کی قبرین اکھاڑ کر اون کی ہڈیاں جلا دی تھین اور اون کی راکھ کو ہوا مین اڑا دیا تھا۔

اور قرافہ مین بعض اہل بیت اور مشاہیر علماء و شعراء کی قبرین بھی ہین۔ مثلاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت کے مؤذن کی قبر اور عبداللہ بن ام مکتوم کی قبر جنکے حق مین آیہ کریمہ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى نازل ہوئی تھی۔ اور وہین حضرت ابی عبیدہ بن جراح مبشر بالجنۃ فاتح شام کی قبر مبارک ہے۔ اور آپ کے پڑوس مین یزید بن معاویہ امیر شام کی قبر ہے۔

محلہ صالحیہ دمشق کے ایک کنارہ مین صوفیۂ کرام کے امام ملقب بہ شیخ اکبر مصنف فتوحات مکیہ و فصوص حضرت محی الدین ابن عربی رح کا مزار مبارک ہے اور اس کے ایک طرف ایک حجرہ مین امیر عبدالقادر جزائری کی قبر ہے جو کئی سال دولت فرانس سے لڑتا رہا۔

دمشق مین نہایت خوشنما منظر وہ چبوترہ ہے جو شاہ جرمن کے آنے پر بنایا گیا تھا۔ یہ جبل قیسون کے نیچے نہایت تکلف سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس چبوترے پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے شہر دمشق درختون کے جھنڈ اور سبزہ زار کے درمیان نہایت خوش منظر اور دلربا نظر آتا ہے۔ یہی سبزہ زار اور باغات کا خوشنما نظارہ ہے جس کا نام کتابون مین غوطۂ دمشق کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ یہان کھڑے ہو کر دیکھنے سے انسان کو یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ دمشق لاکلام دنیا پر جنت ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

دمشق کے باغات اور زراعتین نہر بردی سے سیراب ہوتی ہین۔ جو نہر تورد سے نکلتی ہے۔ اور جسکا معاون چشمہ فیجہ ہے۔ اس چشمہ کا پانی شیرین اور نہایت صاف ہے۔ ایسا عجیب پانی سارے ملک شام مین کسی چشمہ کا نہین۔

دمشق کے باشندے آزاد مزاج۔ شریف طبع مہذب اور خوش خلق ہین۔ کسی اجنبی سے ملاقات کرین تو سیدی "سیدی" کرکے بولتے ہین۔ اور نہایت مہربانی و لطف سے پیش آتے ہین۔ یہان مسلمان۔ یہود۔ عیسائی تینون مذاہب کے لوگ ہین۔ جو آپس مین بڑے اتفاق سے رہتے سہتے ہین۔ بخلاف بیروت کے۔ کہ وہانکے لوگ اکثر بدخلق اور فتنہ پرداز ہین۔

دمشق مین عجیب عجیب میوجات پیدا ہوتے ہین۔ چنانچہ زرد آلو آٹھ۔ نو قسم کا پایا جاتا ہے۔ بلدی۔ حموی۔ شتوی۔ تامری۔ عجمی۔ موٹی قسم کے نہایت شیرین اور اعلےٰ درجہ کے لذیذ ہوتے ہین۔ مونہہ مین ڈالو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حلوے کا لقمہ ہے اور طرفہ یہ کہ یہان اس قسم کے لذیذ میوے اتنے ارزان ہین کہ باغون مین جا کر ایک دو پیسے دیدو اور سیر ہو کر کھا لو۔ اتنا میوہ اگر مصر مین خریدین تو ایک ریال (۲ روپے) مین بھی نہ مل سکے۔ ایسے ہی یہان توت بھی بڑے موٹے موٹے اور شیرین کئی قسم کے پائے جاتے ہین۔ اور پھر سستے ایسے کہ باغون میں تو انکی کوئی قیمت ہی نہین۔

پانی کی یہان وہ کثرت ہے کہ شہر کے گلی کوچون مین صاف شفاف پانی کی نالیان پڑی بہہ رہی ہین۔ یہان کے قابل دید مقامات مین یہود کے محلہ مین خواجہ شمعا یہودی کا محل ہے جسپر سونے کے نقش و نگار ایسی صنعت سے کئے گئے ہین کہ دیکھکر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ان نقش و نگار پر ۲۰ ہزار پونڈ خرچ ہوا ہے اس مکان کی کاریگری دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہین۔ اس یہودی کی ریس پر دمشق مین کئی ایک دولتمند مسلمانون اور عیسائیون نے بھی ایسے ہی مکان بنوائے اور نقش و نگار پر ہزارون پونڈ خرچ کئے مگر اس کی برابری نہ ہو سکی دمشق کی آبادی تین لاکھ پچاس ہزار کی ہے۔

دمشق کی سیر سے فارغ ہو کر مین بعلبک کو روانہ ہوا وہان پہونچکر اس شہر کے مشہور قابل دید معبد قدیم کو دیکھا جو پرانے قلعے کے نام سے مشہور رہے جسکی تعمیر کو چار ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور وہ مصر کی تمام عمارتون سے بڑی اور عالیشان عمارت ہے اور اپنی پختگی اور خوبصورتی کے باعث روئے زمین عمارتون سے سبقت لے گئی ہے۔ اس عالیشان عمارت کی اینٹ آثار مشرقی کاریگرون کے علم ہندسہ اور علم عمارت مین بے نظیر ہونیکی

خبر دیتے ہین اور اس کے بے مثل نقش و نگار سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا پر اس عمارت کی کوئی نظیر آجتک کسی کاریگر سے نہین بن سکی اس کے اندر جانے کا ٹکٹ ترکون کو ایک ریال مجیدی اور دوسرے لوگون کو غیر سکون کے حساب سے اسی رقم کے مساوی پر ملتا ہے۔ اس عمارت کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ جس سے پتھر کاٹ کاٹ کر اس عمارت مین لگایا گیا ہے وہ آجتک معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے پتھر کاٹا گیا ہے کسی زمانہ مین جرمن حکومت نے اس معبد پر بیس ہزار پونڈ خرچ کرکے اس کی زینت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ میری موجودگی مین شہر بعلبک کے اندر ایک عظیم جلسہ تھا جس مین گورنر شام بھی موجود تھے۔ مشاہیر علاقہ۔ ارکان دولت عثمانیہ اور شام کے بڑے بڑے فاضل بھی آئے ہوئے تھے۔ جلسہ مین بڑے بڑے پرزور لکچر عربی زبان مین دیئے گئے جلسہ قابل دید تھا اتفاق سے مین بھی شامل ہو گیا اور جلسہ کا لطف اٹھایا آخر حضرت جلالتمآب کے لئے دعائین مانگی گئین اور سب اہل جلسہ آمین آمین پکارنے لگے۔

بعلبک مین راس العین نام ایک مشہور چشمہ ہے۔ اس کا پانی نہایت صاف اور شیرین ہے۔ اسی چشمہ کے طفیل بعلبک مین عجیب عجیب باغات ہین۔ جنکے سبب سے دور دور علاقون تک سیرابی و سرسبزی ہی نظر آتی ہے۔ اس چشمہ سے جو نہر نکلتی ہے بہت سارے علاقہ کو سیراب کرتی چلی گئی ہے۔ جس کے دونون طرف درختون کے جھنڈ نظر آتے ہین۔

سیر بعلبک سے فراغت پا کے مین ریل پر سوار ہو کر شہر حمص کو روانہ ہوا پہلے پہل مینے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ شیر خدا کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کی اس مزار مبارک کی تعمیر کو اکیس بیس سال گذرے ہین۔ امیر احمد پاشا عکا کے گورنر نے اسکو نہایت خوبصورت طرز پر تعمیر کرایا تھا۔ آجتک اس کے خوشنما نقش و نگار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی عمارت ختم ہوئی ہے اور معمار ابھی کام ختم کرکے اترے ہین مزار کے ارد گرد چینی پھر کر خط طغرا مین آیات کلام اللہ خود امیر احمد پاشا نے لکھی ہین۔ جن کا ہر ایک حرف ستارۂ درخشان کیطرح آسمان جلالت پر چمک رہا ہے الغرض امیر مرحوم کی خوشخطی دیکھکر عقل حیران رہ جاتی ہے حضرت خالد شیر خدا کا مزار بھی ایسا پر رعب ہے کہ سچ مچ اسکو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اسمین کوئی قاتل کفار فاتح ممالک و امصار خواب راحت مین آسودہ ہے

اور اسی شہر مین عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ اموی کا مزار مبارک ہے۔ یہی مزار ہے جسکو خلفاء عباسیہ نے بنی امیہ کی قبرون سے باقی چھوڑا اور کچھ نقصان نہین پہونچایا۔ کیونکہ صاحب قبر کے عدل اور تقوی پر سب کو اتفاق ہے۔ یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چارون خلیفون کے بعد یہ پانچوان خلیفہ آنحضرت صلعم کا مانا گیا ہے۔

حمص مین ایک ویران قلعہ ابراہیم پاشا کی یادگار ہے جسمین دلچسپی کے سامان مفقود ہین۔ علی ہذا نہر عاصی کا نظارہ بھی کچھ دلکش نہین۔ کیونکہ پانی اسکا ہمیشہ گدلا رہتا ہے شام کی تمام نہرون سے یہ بے مزہ نہر ہے اسکے کنارہ پر شہر عکا کو دیکھا۔ یہ بڑا عالیشان شہر ہے۔ ستر ہزار آدمی کی آبادی ہے تجارت کی یہان بڑی بھاری منڈی ہے حمص سے مین ریل پر سوار ہو کر جبل لبنان کے شہرون مین سے ایک شہر زحلہ مین گیا۔ یہ دو پہاڑی وادیون مین آباد ہے جنکے درمیان نہر بردونی جاری ہے۔ اس نہر کا پانی نہایت میٹھا اور ٹھنڈا اور بہت ہی صاف ہے یہانتک کہ اسکی تہ مین پڑے ہوئے پتھر کنکر اوپر سے نظر آ رہے ہین۔

شہر زحلہ کی عمارتین پہاڑ پر سیڑھیون کی طرح اوپر کو چلی گئی ہین جو رات کو اندھیرے مین چراغون کے جلنے سے ایک ستارون والا آسمان معلوم ہوتا ہے۔ اور دور سے یہ نظارہ عجیب لطف دیتا ہے۔ اس شہر مین جدھر جاؤ اوپر نیچے دائین بائین آگے پیچھے ہر ایکطرف پانی چلنے کا آوازہ نہایت دلکش سنائی دیتا ہے۔ اور میوہ دار باغ ہر طرف لہراتے ہوئے عجیب لطف دکھلا رہے ہین۔ اس شہر مین ۲۰ ہزار کی آبادی ہے۔ اگرچہ اس مین لبنانی لوگ ہی آباد ہین لیکن علاقہ شام کا ہی شمار کیا جاتا ہے۔

اسکے بعد مین شہر صوفر مین پہونچا۔ یہ شہر سمندر کی سطح پر ۱۴۰۰ میٹر بلند واقع ہوا ہے۔ اگر مین کہون کہ بلحاظ اعتدال آب و ہوا کے یہ شہر تمام روئے زمین کے شہرون سے معتدل اور خوشگوار ہے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ اس شہر کا سیر کرکے پھر مین بیروت کیطرف واپس ہوا۔ بیروت کو شام کے شہرون سے کوئی ایسا امتیاز نہین سوائے اس کے کہ علم کا بڑا چرچا ہے مدارس بہت ہین۔ کتب خانے قسم قسم کے موجود ہین۔ اہل علم بکثرت ہین۔ چھاپہ خانے اور جرائد کی بہار ہے گرمی مصر کی سی پڑتی ہے۔ پہاڑ پر عمارتین سیڑھیون کی طرح نہایت خوشنما ہین۔ ضروریات زندگی کے تمام سامان موجود ہین۔ تجارت گاہ تمام ملکون کی ہے۔ حتی کہ یہان کی مطبوعات روئے زمین پر جاتی ہین۔ بیروت کی زمینین نہر الکلب سے سیراب ہوتی ہین۔ شہر کی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار ہے +

* ایڈیٹر الحکم۔ لفظ بعض خاص توجہ کے قابل ہے +

پُرانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

اطمینان قلب الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اس کے عام معنے تو یہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور فلسفی یہہ ہے کہ جب انسان سچے اخلاص اور پوری وفاداری کیساتھ اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کے سامنے یقین کرتا ہے اس سے اس کے دل پر ایک خوف عظمت الٰہی کا پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوف اسکو مکروہات اور منہیات سے بچاتا ہے اور انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کے ملائکہ اسپر نازل ہوتے ہیں اور وہ اسکو بشارتیں دیتے ہیں اور الہام کا دروازہ اسپر کھولا جاتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالےٰ کو گویا دیکھ لیتا ہے اور اسکی دراء الورا طاقتوں کو مشاہدہ کرتا ہے پھر اسکے دل پر کوئی ہم و غم نہیں آسکتا اور طبیعت ہمیشہ ایک نشاط اور خوشی میں رہتی ہے۔ اسی لئے دوسرے مقام پر آیا ہے لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ اگر کوئی ہم و غم واقع بھی ہو تو اللہ تعالےٰ اپنے الہام سے اسکے لئے خارجی اسباب انکے دور کرنے کے پیدا کر دیتا ہے یا خارق عادت صبر انکو عطا کرتا ہے۔

(۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء)

دنیٰ فتدلّیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اوپر کیطرف ہو کر نوع انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلےٰ درجہ کا کمال ہے جسکی نظیر نہیں ملسکتی اور اس کمال میں آپ کے دو درجہ بیان فرمائے ہیں ایک صعود۔ دوسرا نزول۔ اللہ تعالےٰ کی طرف تو آپکا صعود ہوا یعنے خدا تعالےٰ کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھنچے گئے کہ خود اس ذات اقدس سے دنو کا درجہ آپ کو عطا ہوا۔ دنو۔ اقرب سے ابلغ ہے اسلئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا۔ جب اللہ تعالےٰ کے فیوضات اور برکات سے آپ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لیے تنزل فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جسکا اشارہ اللہ تعالےٰ نے ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین فرمایا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سر ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ سے لیتے ہیں جو کچھہ لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہونچاتے ہیں۔ پس مخلوق کو پہونچانے کے واسطے آپکا نزول ہوا۔ اس دنیٰ فتدلّیٰ میں اسی صعود اور نزول کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبہ کی دلیل ہے۔

✱

انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو استعارات کو حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں یہ گروہ ان کی شناخت سے محروم رہ جاتا ہے لیکن ایک اور گروہ ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسکی تائید سے اصل حقیقت کو پا لیتے ہیں وہ استعارہ کو استعارہ اور حقیقت کو حقیقت ٹھہراتے ہیں۔ جیسے یہودیوں نے حضرت مسیح کی آمد کے وقت ملاکی نبی کے صحیفہ کی بنا پر کہا کہ مسیح کے آنے کی یہہ نشانی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے آوے مسیح علیہ السلام سے جب انہوں نے یہی سوال کیا تو انہوں نے اس پیشگوئی کو تو تسلیم کر لیا لیکن یہ فیصلہ کر لیا کہ آنے والے ایلیا سے مراد یحیٰی ہے۔ یہودی اس فیصلہ کو سنکر یحیٰی کے پاس پہونچے وہ اس مباحثہ سے بکلی بے خبر اور ناواقف تھے۔ انہوں نے ایلیا ہونے سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کی مخالفت اور بھی تیز ہو گئی۔ اور انہوں نے اصل حقیقت سے بے خبر رہ کر ظاہر الفاظ پر زور دیا اور اسطرح خدا تعالےٰ کے ایک سچے نبی کا انکار کر دیا نہ صرف انکار کیا بلکہ ہر طرح سے اسکی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی اور آخر خدا تعالےٰ کے نزدیک ایک مغضوب اور لعنتی قوم ٹھیر گئے۔ اب غور کرو کہ اگر ایلیا کا آنا درست تھا اور حضرت یحیٰی کی شکل میں ایلیا کا بروزی رنگ میں آنا درست نہیں تو ہمارے مخالف مسلمان بتائیں کہ ملاکی نبی کے صحیفہ کی پیشگوئی کو مد نظر رکھکر حضرت عیسےٰ کی نبوت کا کیا ثبوت ہے؟ پھر یقیناً وہ نبوت ثابت نہیں ہوسکتی اور دوسری مشکل یہہ پڑتی ہے کہ حضرت عیسےٰ جو مردوں کو زندہ کرنیوالے تھے کیوں انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا۔ اس سے دو باتیں اور بھی ثابت ہوگئیں اول یہہ کہ اللہ تعالےٰ کی یہ عادت اور سنت نہیں کہ وہ مردوں کو دوبارہ دنیا میں بھیجے اور زندہ کرے دوسری یہ کہ مسیح نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پس خوب غور کرو اگر بروزی آمد ایلیا کی مراد نہ ہوگی تو مسیح کی نبوت جاتی رہے گی۔ اور پھر اسکی زد اسلام اور قرآن شریف پر پڑیگی۔

اسوقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر دوسرے وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے اسلئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں میں آئے تھے غرض میں تو پھر فرقہ کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہئیے۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو محدثات میں داخل ہے۔ محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت کی راہ ہے۔

یہودیوں پر غضب الٰہی اسیوجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے انکو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ **مغضوب** قوم ٹھیر گئی۔ اس کا ہم شکل مقدمہ اب بھی پیش ہے مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہ اپنی نمازوں میں غیر المغضوب کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک پیغمبر کے حضور فیصلہ ہو چکا ہے اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی مسیح نے ایلیا کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور بتا دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں یحیٰی آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اسوقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتار لیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اتر آوے پھر دیکھہ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر تم ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے تمہارے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئیگا کیونکہ آنیوالا تو آچکا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ یہی وقت تو ہے جو اسے آسمان سے اترنا چاہئیے اگر اترنا ہے کیونکہ تمہارے خیال میں ایک مفتری اور کاذب مدعی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر فی الواقعہ یہی سچ ہے کہ مسیح نے آسمان سے آنا ہے تو چاہئیے کہ اللہ تعالےٰ اب اسے اتارے تاکہ دنیا گمراہ نہ ہو کیونکہ ایک کثیر جماعت تو مجھے مسیح موعود تسلیم کر چکی ہے اگر اسوقت وہ نہ آیا تو پھر کب آئیگا! کیا یہ ہوسکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کاذبوں اور مفتریوں کی مدد کرے؟ اگر ایسا کبھی ہوا ہے تو نظیر پیش کرو اور پھر بتاؤ کہ راستبازوں کی سچائی کا کیا معیار ہے۔

اس مقدمہ میں خوب غور کرکے دیکھہ لو کہ حق پر کون ہے؟ عقل اور نور فراست ہمارے ساتھہ ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھہ ہیں کیونکہ آپنے معراج کی رات حضرت مسیح کو مردوں میں دیکھا۔ پھر صحابہ کا اجماع مسیح کی وفات پر ہو چکا ہے قرآن شریف میری تائید کرتا ہے۔ اور اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے خاص تائیدات سماویہ سے میرے دعوے کو سچا کیا ہزاروں ارضی اور سماوی نشان میری سچائی کے ظاہر کیے۔ اسقدر شواہد اور دلائل کے ہوتے ہوئے میں کیونکر تسلیم کر لوں کہ جو کچھہ یہہ کہتے ہیں صحیح ہے۔ جب کہ خدا تعالےٰ کی کھلی کھلی وحی مجھے مسیح موعود ٹھیراتی ہے پھر میں ان ملانوں کی بات مانوں یا خدا کی وحی پر ایمان لاؤں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی وحی کو میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا میری دشمن ہو جاوے اور ایک بھی شخص میرے ساتھہ نہ ہو میں خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ کلام کو کیونکر جھٹلا سکتا ہوں پھر ایسی حالت میں کہ اسکی روشن تائیدیں میرے ساتھہ ہیں۔

اگر قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح کے فیصلہ کو یہ سب بگاڑ دیتے ہیں تو دین خدا تعالےٰ خود ان سے مطالبہ اور محاسبہ کرے گا۔

ایک اور عجیب بات ہے کہ جب ہم ایلیا کا قصہ پیش کرتے ہیں اور یہودیوں کا اعتراض سناتے ہیں جو حضرت مسیح پر انہوں نے کیا تو اور کچھہ جواب نہیں آتا تو کہدیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدل ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ سب کچھہ سہی **قومی تواتر** اور تاریخ کو کیا کہو گے وہ بھی تو کوئی چیز ہے اسے کیونکر رد کرو گے؟ اگر قومی تاریخ اور تواتر بھی رد کرنے کے قابل ہے تو پھر بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں کے وجود پر کیا دلیل ہوگی؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قومی تواتر اور تاریخ کو ہم کبھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور یہ مسئلہ نزول ایلیا کا ایسا ہے کہ یہودی اور عیسائی بالاتفاق اسکو مانتے ہیں۔ خود حضرت مسیح بھی اس پیشگوئی کے قائل تھے اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ تھی تو انکو اس کی تاویل کرنے کی کیا حاجت تھی وہ سرے سے اسکا انکار ہی کر دیتے اور کہدیتے کہ یہ جو ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہوا تم پیش کرتے ہو بالکل غلط ہے؟ مگر نہیں انہوں نے اسکو صحیح تسلیم کیا اور پھر اسکی تاویل کی۔ یہودی تو یہانتک چلاتے ہیں کہ ایک یہودی کی کتاب میرے پاس ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے مواخذہ ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر رکھہ دیں گے۔

غرض۔ نزول ایلیا کا مسئلہ بڑا صاف اور یقینی مسئلہ ہے اور خود حضرت مسیح کی زبان سے فیصلہ پا چکا ہے اور اس کیساتھ ہی انہوں نے اپنی آمد ثانی کا بھی ذکر کر دیا ہے مگر افسوس ہے لوگ سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ مگر کب تک انکار کریں گے آخر یہہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائیگی اور قومیں اسطرف رجوع کرینگی اسیطرح جیسے مسیح ابن مریم کے لیے ہوا۔

توحید کا ثبوت اللہ تعالےٰ کی توحید پر یوں تو ہزاروں دلائل ہیں لیکن ایک دلیل بڑی عام اور صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ وضع عالم میں ایک کرویت واقع ہوئی ہے اور کرویت میں توحید ہی پائی جاتی ہے پانی کا قطرہ لو تو وہ بھی **گول** ہے زمین کی شکل بھی گول ہے آگ کا شعلہ بھی گول ہے ایسا ہی ستارے بھی گول ہیں۔ اگر تثلیث درست ہوتی تو چاہئیے تھا کہ ان اشیاء کی اشکال و صور بھی سہ گوشہ اور مثلث نما ہوتیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے آدم سے ایک سلسلہ شروع کیا اور آدم ہی پر اسے ختم کیا چنانچہ مسیح موعود کا نام بھی آدم رکھا ہے ہاں یہ آدم نئی قسم کا ہے

مطلب از ختم نبوت

معنے آیت مزبور، چنین است کہ نیست محمد پدر کسے از مردان شما ولیکن فرستادۂ ایزدی و خاتم انبیاء است۔
مطلب ختم نبوت این است کہ جملہ خوبیہا و کمالات نبوت بر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم شدہ است چنانچہ
صاحب القول المستحسن، مے نویسد و لا یخفیٰ انہ صلے اللہ علیہ وسلم اُعطِیَ وحلہ ما اوتی الانبیاء
والمرسلین اجمعین ۔ اگر کمالات نبوت از ہر گونہ ختم شدہ بودے پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این
چنین نمی فرمودند مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا لَہٗ نَظِیْرٌ فِیْ اُمَّتِیْ فابوبکرؓ ابراھیم وعمرؓ نظیر موسیٰ وعثمانؓ
نظیر ھارونؑ وعلےؓ نظیری وَمَنْ سَرَّہٗ ان ینظر الی عیسیٰ فلینظر الی ابی ذرؓ۔
اگر معنے آیت مزبورہ بحسب اسئے مخالفین ماست و باب نبوت از ہر گونہ مسدود است پس محققین صوفیائی
کرام و اولیائے عظام چرا مثل ذیل در کتب خود مے نوشتند آیا ایشان معنے این آیت را نفہمیدہ بودند چنانچہ حضرت
شیخ محی الدین ابن عربی در فتوحات مکیہ مے نویسد۔
فالنبوۃ مقام عند اللہ ینالہ البشر مختص بالاکابر من البشر یعطی للنبی المشرع
و یعطی للتابع لھذا النبی المشرع الجاری علی سُنَنِہٖ و وھبنا لہ اخاہ ھارون نبیًا۔
فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع
لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخًا لشرعہ ولا یزید فی شرعہ حکمًا اٰخر وھذا معنی قولہ
ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف
شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی + الجزء الثانی من الفتوحات المکیہ الباب
الثالث والسبعون صفحہ ۳ سطر ۱۶۔
وحضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ السلام در کتاب ستین مجالس مے نویسد صورۃ النبوۃ ارتفعت و
معناھا باق الی یوم القیامۃ +
صاحب کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن بطور حاشیہ بذیل صفحہ ۲۲۴ مے نگارد۔
محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودہ اند وحضرت امیر حامل کمالات ولایت ولھذا کار انبیاء
کہ جہاد با کفار و ترویج احکام شریعت و اصلاح امور ملت است از شیخین خوب بسر انجام یافت و کار اولیا از تعلیم
طریقت و ارشاد باحوال و مقامات سالکین و تنبیہ بر غوائل نفس و ترہیب زہد در دنیا از حضرت امیر بیشتر مروی
گشت و عقلی است کہ استدلال بر ملکات نفسانیہ بصدور افعال مختصہ بآن ملکات میتوان کرد مثلاً اگر شخصے در
ہر موکہ ثبات مے کند و در مقابلہ افران صفت سیف و سنان کار از پیش مے برد دلیل صریح بر شجاعت نفسانی
او ست بلکہ حب و بغض و خوف و رجا و دیگر امور باطنیہ از ہمین راہ افعال و معاملات معلوم توان کرد بر ہمین قیاس
امتیاز در کمالات باطنیہ شخص مے توان کرد کہ آیا از قسم کمال انبیاء است یا از جنس کمال اولیاء۔ و زمان شیخین
بقیہ زمان نبوۃ بود + انتہی المحال ترجمۂ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام در باب ختم نبوت نگاشتہ می شود
ملاحظہ فرمایند۔ معنے ختم نبوت ہمین است کہ جملہ خوبیہا و کمالات نبوۃ بر حضرۃ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ختم شدہ اند و برائے آئندہ باب کمالات نبوت مسدود است کہ ہیچ نبی مستقل نخواہد آمد لفظ نبی بہ زبان عربی
و عبرانی مشترک است معنے نبی از خدا تعالےٰ خبر یابندہ و پیشگوئی کنندہ است کسانیکہ براہ راست بخدا وند تعالیٰ
مکالمہ مے کردند و از و خبرہا مے یافتند ایشانرا نبی مے گفتند گویا این اصطلاح شدہ بود مگر از ین آیت معلوم می شود

ملت واحدہ خواہد گشت در عہد مسیح موعود علیہ السلام

ویومن بہ من ادرکہ فمن ادرکہ فلیقراء بہ منی اسلام رواہ ابن ابی شیبۃ کنز العمال
جلد ۷ صفحہ ۲۶۸
ترجمہ - از ظاہر شدن مسیح موعود مسجدہا با رونق خواہند شد زیراکہ چون مسیح موعود ظاہر خواہد شد کسر
مذہب صلیبی خواہد نمود و خنزیر را قتل خواہد کرد و کسیکہ او را خواہد شناخت بر وے ایمان خواہد آورد پس کسیکہ از شما او را
دریابد پس بر وے لازم است کہ از جانب من مسیح موعود را اسلام گوئید در حدیث نواس بن سمعان آمدہ است ان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رأیت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی
دمشق رواہ ابن عساکر ۔ **ترجمہ** - پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند کہ من (بمکاشفہ دیدہ ام)
کہ مسیح ابن مریم از زیر منارہ سفید کہ از دمشق جانب مشرق واقع است خواہد بر آمد عوز بحدیث مذکور کہ در حق مسیح
موعود بجائے لفظ نزول خروج آمدہ است و بحدیث ذیل لفظ بعث آمدہ است ۔ قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم واللہ خلیفتی وعلے کل مسلم الی قولہ اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم
ترجمہ - وخدا تعالےٰ مسیح موعود را خواہد فرستاد و آنچہ می گوئید کہ در عہد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملت
واحدہ خواہد شد برحق است زمانہ آنچنانکہ مدعیان حیات گویند کہ در عہد حضرت مسیح موعود ہیچ کافرے
در دنیا نخواہد ماند۔ زیراکہ آیت فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ
شاہد است برین کہ در بعض اقوام یہود و نصاریٰ تا قیام قیامت و انقراض زمن عداوت و دشمنی
باقی خواہد ماند و از عداوت و دشمنی ایشان اظہر من الشمس معلوم می شود کہ افراد کفار ہم تا قیامت خواہند
ماند و بحدیث نبوی آمدہ است تقوم القیامۃ والروم اکثر الناس ۔ البتہ بموجب آیت
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علے الدین کلہ ۔ در زمانہ مسیح
موعود دین اسلام بحجج باہرہ و ادلہ کاملہ و براہین ساطعہ بفیوضات قدسیہ و انفاس طیبہ مسیح موعود
بر ادیان باطلہ غالب خواہد گشت ۔ و بتدریج رجوع تمام اقوام عالم بطیب خاطر بسوے اسلام
خواہد شد زیراکہ جملہ ترقیات ملل و دول بحسب قانون قدرت تدریجاً می باشند این سبق از حالت
بدو اسلام حاصل کردہ مے آید ۔ واما آنچہ مردم منتظر مسیح قاتل و مترصد مہدی جابر می باشند کہ او
بقہر ہیبت و شوکت شمشیر مردم را در اسلام داخل کردہ ملت واحدہ قائم خواہد نمود ہرگز این چنین مہدی و مسیح
را قائل نیستیم زیراکہ این عقیدہ بالکل خلاف قرآن کریم و بر عکس اصول دین متین است زیراکہ نور حق بنفس خود
شمشیر است و بخود قوتے دارد کہ پیش او اعناق الرؤسا والملوک خم می شوند و از جبر و قہر طبائع متنفر می باشد
اعتقاد حق چیزے است کہ تا وقتیکہ دل انسان بآن مطمئن و متیقن نباشد آن انسان را مومن آن اعتقاد گفتہ
نمی شود و کسے چہ طور با ایمان شدن مے تواند کہ بظاہر زبان او گوید ہان و دل او گوید نہ قال اللہ تعالیٰ لا
اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ القرآن جزو ۲ - **ترجمہ** یعنے در اسلام جبر و اکراہ جائز نیست (یعنے کسے را بجبر و قہر
در اسلام داخل کردہ نمی شود۔ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُوْمِنِیْنَ - **ترجمہ** - آیا تو بر مردم
جبر و اکراہ خواہی نمود کہ مومن شوند جزو ۱۱ - قال اللہ تعالیٰ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ
فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ۔ القرآن - جزو ۱۰
ترجمہ: - واگر کسے از مشرکین پیش تو آمدہ پناہ طلبد او را امن دہ تا کہ کلام ایزدی را بشنود بعد از شنودن

کلام الٰہی او را بجائے امن او برسان زیرا کہ مشرکین قومیت بے علم و نادان ۔ پس غور کنید بآیات مزبوره کہ برائے اسلام جبر و اکراه تا ابد الآباد منع آمده است۔

مشرکین وغیره اقوام منکران اسلام بے علم و نادان مثل اطفال معذور می باشند و بر معذور جبر و اکراه و قہر نمودن خلاف شعار انصاف و عدل است وَاِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ **ترجمہ**:- ہر آئینہ خدا تعالےٰ امر می فرماید برائے عدل و نکوئی و بخیر خواہی اقربا و منع می فرماید از بے حیائی و بدی و از بغاوت بادشاهِ خود پس ما ہرگز قائل نیستیم کہ دین اسلام ظلم و بے انصافی را روا دارد دین اسلام بنفس خود جذبے و اثرے دارد کہ خود بخود دلہا جاذب او مجلوب می شوند پس صورت ملت واحدهٔ اسلام تدریجاً نمودار خواہد شد۔

پیشگوئی مسیح موعود علیہ السلام در باب قیام ملت واحدهٔ اسلام

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام در تذکرة الشہادتین تحریر فرموده اند اے مردمان گوش ہوش را وا کرده بشنوید این پیش خبری آن کسے است کہ زمین و آسمان را برپا ساختہ است او بفضل خود جماعت خویش را در جمیع اقطارِ بلاد شایع سازد بلکہ از روے حجت و برہان بر جمیع ادیان نصرت دہد فرا رسیده است آن عہد و خیلے قریب است آن روزگار کہ در کل عالم ہمین یک مذہب باشد کہ بعزة تمام یاد کرده آید حقتعالی این جماعت و این مذہب و این سلسلہ را برکت فوق العادت کرامت نماید و کسیکہ ارادهٔ معدوم نمودنش داشتہ باشد البتہ نامراد بماند و غلبۂ این سلسلہ تا قیام قیامت خواہد بود اگر مرا استہزای نمائند مرا از آن چہ نقصان زیرا کہ ہیچ نبی بدنیا مبعوث نگشتہ باشد کہ اہل دنیا با دِ استہزاء [1]

یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْہِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ ÷ و استہزائے مردم با انبیاء از جانب خدا علامتی است مگر شخصے کہ روبروے مردم و بین یدی الناس با فوج ملائکہ از آسمان فرود آمد با او کہ استہزاء تواند نمود پس ازین دلیل نیز روشن شد و ہر عقلمند صاحب بصیرت نیز تواند فہمید کہ از آسمان نازل شدن مسیح موعود خیالے است محض خام بخاطر داشتہ باشید ہیچکس از آسمان فرود نہ آمده و نخواہد آمد جمیع مخالفین و معاندین این سلسلۂ الٰہیہ کہ در این زمان بقید حیات اند شربت ممات خواہند چشید و احدے از ایشان از آسمان نزول ابن مریم را نخواہد دید و بدین سان اولاد و احفاد شان درگذرند و ہیچکس نزول عیسےٰ را برای العین مشاہده نخواہد کرد از آن پس انقلاب عظیم در دل ایشان نمودار گردد کہ زمان غلبۂ نصاری نیز منقضی گردید و دنیا حالت جدید گرفت لاکن ابن مریم از آسمان نزول نکرد پس قاطبۂ عقلائے آن عصر ازین عقیده باطلہ بیزار گردند و ہنوز سہ صد سال بر عہد من منقضی نشده باشد کہ جمیع منتظران نزول ابن مریم خواه از ملت اسلام باشند خواه پیروان کیش نصاری سخت نومید گشتہ این عقیده را ترک دہند و در کل دنیا یک مذہب و یک امام باشد من بجہت تخم پاشیدن صداقت فرستاده شده ام و حالا بدست خود آن تخم افشانده ام کہ عنقریب نشو و نما خواہد یافت در دنیا کسے نیست کہ آنرا از نشو و نما باز دارد۔ انتہی کلامہ الشریف۔

ما ایمان داریم کہ این پیشین گوئی با تمام خواہد رسید زیرا کہ ہر پیشگوئی کہ حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام مے فرمایند آن تخرص و تحری نے باشد بلکہ بوحی حق مے باشد چنانچہ آنحضرت در جائے دیباب نوتے تحریر فرموده اند۔ ؎

[1] نکرده باشند پس این ہم ضروری بود کہ مسیح موعود نیز استہزاء کرده شود۔

این ہمہ وحی است از رب السماء | کافرم گر این نباشد از خدا
وحی حق است این ز نور ذاتِ پاک | صادقیم و برسر کذاب خاک

نزول مسیح موعود در دو زرد چادر

(سوال) در احادیث آمده است کہ مسیح موعود در بُردین زرد رنگ نزول خواہد فرمود یک بُرد بر اعلےٰ و بُرد دیگر بر اسفل بدن او باشد۔

(جواب) مراد از بُردین دو مرض است این اشارت باین کہ مسیح موعود با مراض مبعوث گردد زیرا کہ در علم تعبیر الرویا مراد از جامۂ زرد بیماری و مرض ہست چنانچہ دو مرض لاحق حال حضرت مسیح موعود است یکے کثرت بول و دیگر دوران سر کہ بواسطہ ہر دو بیماری اندام حضرت اقدس مسیح موعود خیلی اصفر شده است۔

در احادیث صحیحہ نبویہ آمده است کہ بعد از بعثت عمر مسیح موعود چہل سال یعنی از ابتدائے ولادت تا انتہا ایام زندگی او ہشتاد سال باشد درین وقت عمر حضرت اقدس مسیح موعود قریباً شصت و شش سال ہست کہ از عرصۂ بعید حضرت اقدس بوحی الٰہی در باب عمر خود ہمچنان مشتہر فرموده اند کہ خداوند تعالےٰ مرا خبر کرده است نُحَیِّیْنَکَ ثَمَانِیْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ یعنے زنده خواہیم داشت ترا ہشتاد سال یا قریب آن علاوه از ہزارہا آیات و خوارق کہ بر دست حضرت اقدس مسیح موعود ظاہر شده اند تجربۂ این الہام زنده ثبوت نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صداقت مسیح موعود است زیرا کہ آنحضرت صلعم فرموده اند کہ عمر مسیح موعود بعد از بعثت چہل سال باشد و مسیح موعود ہم ہمچنان از عرصۂ سی سال مشتہر فرموده اند محک تجربہ بر صداقت این الہام گواہی می دہد کہ این کلام ایزدی است اگر این کلام ایزدی و پیشگوئی محمد رسول اللہ صلعم نبودے مدعی این الہام قبل از وقت فوت گردیدے زندگی ہر متنفس بقبضۂ قدرت ایزدی است حضرت مسیح موعود را امراض دوران سر و کثرت بول مدام می باشد و احیاناً در دگرده ہم پیدا مے شوند اطبائے حاذق مے گویند کہ مریض این امراض زود فوت مے گردد مگر قدرت و پیشگوئی ایزدی بہمین حال از عرصۂ بعید باتمام رسیده است گوئی کہ بحسب مرض حضرت مسیح موعود دبکناره گور نشستہ اند و چون از عیسائیان و آریہ وغیره اعتراضے بر اسلام وارد شود این چنین ہوشیار مے شوند کہ گاہے مریض نبوده اند در نصرت دین ہیچ پہلوانے این چنین ہوشیار و دلاور و باہمت بعد از محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چشم زمانہ ندیده باشد۔ ؎ جہان آفرین تا جہان آفرید + چو احمد مسیحے نیامد پدید۔

مؤلف موازنة الحقائق بصفحہ ۷ می گوید نبوة از ہرگونہ ختم است ہر کہ دعوی نبوة و رسالت از ہرگونہ پیش کند خلاف قرآن و سنت است۔

و ہمچنان پیر مہر علی شاه صاحب گولڑوی وغیره در سیف چشتیائی از صفحہ ۶ تا ۲۲ و مسلمان پٹیالوی صاحب در تائید الاسلام حصہ دوم بصفحہ ۱۴۰ شبہات در باب ختم نبوت و اعتراضات ناشائستہ تحریر نموده اند۔

بجواب شان ما می گوئیم بوجہیکہ در باب ختم نبوت خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بآیت وَمَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ارشاد فرموده است بر آن ایمان ماست و تجاوز از آن الحاد بلکہ افراط تفریط در آن کفر است مگر افسوس کہ مخالفین ما از این آیت معنے ختم نبوت و راز ختم نبوت را نفہمیده اند و بباعث عدم امعان و غفلت ۔ در لفظ پرستی اوفتاده اند و از سوء الفہم براه افراط و تفریط افتند۔

مولوی ثناء اللہ صاحب تیجہ مین

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین لکھا گیا تہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے موضع تیجہ مین یہ دعوی کیا تہا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کلمہ پڑہواتے ہین اسپر انسے مطالبہ ہوا اور پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ دیا گیا وغیرہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مین خود تو کچہ نہین لکہا البتہ حکیم محمد دین صاحب سے ایک مضمون اسکی تردید مین لکہوا دیا کہ وہ واقعہ ہوا ہی نہین وغیرہ اسپر مین تو خاموش ہوگیا۔ لیکن میان عبد العزیز صاحب نے مقام تیجہ سے تیجہ ایک مضمون حکیم محمد دین صاحب کی تردید مین بہیجا ہے جسکو مین ذیل مین درج کئے دیتا ہون۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اسپر غور کرین۔ حق کو چہپاتے ہیں انسان کا منشا نہین ہوسکتا وہ خدا سے ڈرین اور اپنا محاسبہ خود کرین۔ ایڈیٹر

مکرم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ۔ بعد سلام سنت الاسلام روشن رائے انور ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے پرچہ اہلحدیث بابت ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء مین میان محمد دین سے درج کرایا ہے۔ کہ موضع تیجہ مین آپنے یہ نہین کہا۔ کہ مرزائی لوگ لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ پڑہتے ہین۔ اور یہ کہ اس کے حوالہ کا مطالبہ وغیرہ نہین ہوا۔ مکرم من یہ اسکا سیاہ جہوٹ ہے۔ اس بات کا ایک علاقہ گواہ ہے۔ کہ اس نے اپنے وعظ مین بالضرور ایسا کہا ہے۔ مین نے اوّل عین مسجد مین انکے دو رفیق اعظم خلیفہ بدر الدین و حبیب بیوپاری پشمینہ کو کہا۔ کہ مین وعظ سننے سے معذور ہون۔ کیونکہ مولوی صاحب نے خطبہ مین بڑا جہوٹ بولا ہے۔ کہ مرزائی لوگ آپکا کلمہ پڑہتے ہین تمام بردگان نے مجہے مجبورًا بٹہایا۔ اور کہا۔ کہ ہم مولویصاحب کو اس سے منع کر دیتے ہین۔ اور ایک خط لکہکر منبر پر آپکے ہاتہہ مین دیا۔ کہ آپ مرزا صاحب کا تعارض نہ کرین کیونکہ لوگ آپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکہتے ہین۔ مگر آپنے اس خط کو دیکہہ کر رکہہ لیا۔ اور آنحضرت کی شکایت مین روانہ ہوئے اس واسطے مین بیزار ہوکر اٹہہ کہڑا ہوا۔ اور میری بعد اکثر لوگ اسی واسطے اٹہہ گئے۔ کہ یہہ مرزا صاحب کی شکایت کرتا ہے۔ وعظ نہین کرتا۔ اور آپ کمال خفت سے منبر پر سے اُترے۔ اور محمد دین کو اوپر چڑہا دیا جسکے بیٹہتے ہی تمام لوگ رفو چکر ہوگئے۔ جس سے بڑی بے رعبی اور سخت ندامت آپ کو دامنگیر ہوئی۔ یہانتک کہ اذان لیکر ایک آدہ ہی نماز مسجد مین پڑہی ہوگی۔ باقی نمازین دیوان خانہ پر یا راجباہ پر ادا کرتے رہے۔ اور دوسرے روز بوقت ظہر وعظ کرنے بیٹہے۔ تو گاؤن کے لوگ بہی حاضر نہ ہوئے۔ اور حاضرین مین دس گیارہ رہ گئے۔ انہین کے طرفدارون کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ وعظ کا کچہہ مزا نہین آیا۔ آخر تو دس منٹ بات چیت کرکے حسرت پر حسرت لیکر مسجد سے رخصت ہوئے۔

دویم۔ خلیفہ بدر دین کے مکان پر جو مولوی صاحب نے وعظ کا جبر نقصان کرنے کے لئے مجکو بلایا۔ تو مینے بالمشافہ آپ پر یہی اعتراض کیا کہ آپ مرزا صاحب کی تحریر سے وہ کلمہ نکال دین تب آپنے کہا۔ کہ وہ اپنے آپ کو رسول کہتے ہین یعنی کہا۔ کہ رسول کہلانے سے کلمہ پڑہانا لازم نہین آتا۔ دیکہو مسیح علیہ السلام کے حواریون کو خداوند تعالیٰ نے سورت یٰسین مین مرسل کہا ہے۔ مگر اونہون نے اپنا کلمہ نہین پڑہایا۔ بلکہ مسیح علیہ السلام کی رسالت کی دعوت کرتے رہے ہین۔ یہہ سنکر بخجلی رہ گئے اور اب تو آپ پانچ پیسہ مانگتے ہین۔ حالانکہ مین تمہارا اسوقت آپکے کل اخراجات نان ونفقہ وغیرہ کا ذمہ وار ہوتا تہا۔ اور کہتا تہا۔ کہ ایسے امور کی تحقیق کے واسطے مولوی نور احمد صاحب کو بلاؤ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا۔ کہ ہمین کچہہ ضرورت بلانے کی نہین۔ آخر جہگڑے کی راہ سے خلیفہ بدر دین کے ہاتہہ سے ایک خط لکہوایا۔ اور جسکا جواب موضع لودی ننگل کی طرف سے آیا۔ جسکو آپ نے دبالیا۔ مگر مینے اصرار کرکے وہ خط نکلوایا۔ تب آپ بڑے نادم ہوئے۔ اور چنانچہ آجتک اسکا جواب مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے نہین دیا۔

طرّہ یہ کہ اب اس قول کو ہیچ تانکر انکار کرنا چاہتے ہین۔ کہ قادیانی کہتا ہے۔ کہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرح مرزا رسول اللہ بہی جانو۔ بجواب اس کے ظاہر ہو۔ کہ اول تو یہ کلام ہی مہمل ہے۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ کلمہ ہے نہ رسول جسکی طرح مرزا رسول اللہ بہی جانین۔ دویم جو اس کے معنے مین کہا۔ یعنے جسطرح تم حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکہتے ہو۔ میری (مرزا کی) رسالت کا یقین بہی رکہو۔ یہ بہی غلط ہے۔ کیونکہ آنحضرت کی تحریر وتقریر سے کہین ثابت نہین کہ میری رسالت کا ایسا یقین رکہو۔ جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکہتے ہو۔ چہ جائے کہ آپ مجدد دین رسول اللہ ہین۔ آنحضرت کو متبوع اور اپنے آپکو متبع و خادم رسول یقین کرتے ہین اور اگر آنحضرت صلعم کی برابری کا دعوی مضمون رسالت مین مولوی ثناء اللہ وغیرہ رسالہ دافع البلا یا معیار الاخیار وغیرہ سے نکال دین۔ تو مین اب بہی آپکو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دینے پر آمادہ ہون۔ پانچ پیسے کیا ہوتے ہین یہ تو ان لوگون کا کام ہے جو بازارون مین مانگتے پہرتے ہین سباقی رہا دعوے رسالت سو اکابران امت جیسے شیخ اکبر وغیرہ فرماتے ہین کہ رسالت مطلقہ سے کچہہ حصہ باقی ہے جو اولیاء امت کو دیا جاتا ہے۔ اور حدیث مین ہے۔ کہ رؤیا صالحہ کے چہیالیس حصو مین سے ایک حصہ باقی ہے۔ چنانچہ اس روز بہی مینے اس مطلب کو چہیڑنا چاہا تہا۔ مگر مولویصاحب نے کہا۔ کہ شیخ اکبر ولی اللہ نہین۔ اور اسواسطے بات اور طرف اولٹ گئی۔ اور آپ تو آپ پانچسو کو روتے ہین۔ مگر شرط کی نوبت تو ہزارون تک پہونچگئی تہی۔ کیونکہ مولوی نور احمد صاحب نے لکہا تہا۔ کہ آپ نے اعجاز احمدی کا جواب نہین دیا۔ جسکا دس ہزار روپیہ انعام ہے۔ اور نیز اشتہار مجریہ ۸ فروری ۱۹۰۵ء کا جواب نہین دیا جسمین فی آیت وحدیث مبلغ عہ روپیہ انعام ہے۔ فرمائیے۔ کہ ہماری طرف سے اب بہی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔ تو نکال دین۔ لطف یہہ کہ آپ کو اسوقت انعام خاک سوجہتا تہا۔ جناب کو تو بعض متعلقین بدہضمی نے گہیر رکہا تہا۔ چرب نوالون کے لالچ اور طمع خام نے آپ کے بند ڈہیلے کر دئے تہے۔ اور دست بردست جار ہے تہے۔ اور اسی واسطے آپ براہ بٹالہ امرتسر کو جلد واپس ہوئے۔ ورنہ ابہی تو آپ کی گت فتح گڑہ مین بہی بننی تہی۔ جہان آپ کی تقریر موجب تکفیر کا کہنڈن کیا جاتا تہا۔

والحمد للہ اولاً وآخراً ظاہراً وباطناً

مورخہ ۶ ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء

الملتمس

خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ

اطلاع

از طرف اسلامک ڈیبٹنگ کلب امرتسر

بخدمت جمیع مخالفین اسلام خصوصًا آریہ صاحبان

چونکہ اس کلب کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۳-۲۴- ستمبر ۱۹۰۵ء بروز ہفتہ واتوار منعقد ہونے والا ہے۔ جسمین بڑے بڑے اکابر علماء اسلام (کثرھم اللہ تعالےٰ۔) تشریف لائینگے اور زبردست وروشن دلائل سے اسلام کی سچائی پبلک پر ظاہر کرینگے۔ لہذا وہ لوگ جو اسلام پر معترض ہوتے ہین انکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ۱۵- ستمبر سن رواں تک بذریعہ خط اسسٹنٹ سکرٹری کلب ہذا کو مطلع فرمادین کہ وہ اسلام کے کس مسلمہ اصول یا مسئلہ پر بحث کرنا چاہتے ہین۔ تاکہ اُن کو وقت مقرر کرکے اطلاع دی جائے۔ اور غیر مذاہب کے مسلمہ اصولون مین سے جن پر کلب ہذا بحث کریگی وہ مضامین سکرٹری سے دریافت ہوسکتے ہین +

المطلع

فیروز الدین احمد اسسٹنٹ سکرٹری اسلامک ڈیبٹنگ کلب امرتسر ڈباب کہٹیکان متصل مکان ڈاکٹر جہنڈے خان

درخواست نکاح

قاضی شاہ دین صاحب نمبردار وجاگیردار ساکن قائل پور ضلع ہوشیارپور قریشی النسب ہین سا احمدی سلسلہ ہین۔ شادی کرنے کے خواہشمند ہین۔ آمد معقول ہے۔ عمر تیئس وچوبیس سال کے درمیان ہے۔ پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے۔ اس بیوی سے اولاد بہی ہے۔ [illegible] رشتہ دارون مین شادی کرنی نہین چاہتے ہین +

ایک شریف لڑکی کی مراسلت

پہلا موقع ہے کہ الحکم مین ایک شریف لڑکی کی مراسلت چہاپی جاتی ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ یہہ مضمون نہایت توجہ سے پڑہا جاویگا۔ ایڈیٹر

مجوزہ زنانہ نارمل سکول علیگڈہ

نواب محسن الملک آجکل بمبئی مین زنانہ نورمل سکول علیگڈہ کے لئے چندہ جمع کرنیکو گئے ہوئے ہین۔ آپنے اوسپر ۱۵- اگست کو ایک لکچر بہی بمبئی مین دیا ہے۔ مین حیران ہون کہ نواب صاحب کے کالج نے مرد ذکی ابہی تک کونسی اصلاح کی ہے؟ جو نواب صاحب میری پردہ نشین بہنون کو ترقی کی دہن مین یا لالچ مین لاکر بے پردہ کرکے دیکہنا چاہتے ہین۔

بہلا وہ کونسے غیور والدین ہونگے جو علیگڈہ مین اپنی عزیز عفت مآب لڑکیون کو بہیجنا پسند کرینگے؟ مینے سکول مذکور کے برخلاف ایک مضمون وکیل مین بہیجدیا ہے جو وکیل مطبوعہ ۷ ستمبر کالم ۲ مین شائع ہوا ہے۔ تعجب! کہ یہہ لوگ تعلیم قرآن کریم سے کیون فائدہ نہین اٹہاتے حال مین میرے حقیقی بہائی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مولانا مولوی نور دین صاحب کے درس

قرآن کریم ۴۔ستمبر سے کچہہ تہوڑا سا اقتباس کر کے میرے مطالع کے لئے بہیجا ہے جسے مین مشتاقان بے پردگی کے ملاحظہ کے لئے ذیل مین لکہتی ہون۔ وَلَا لِنِسَآءِ ہِنَّ (ترجمہ) "عام طور پر عورتون کو گہرون مین نہین آنے دینا چاہئے" قبلہ مولانا صاحب موصوف نے اس آیتہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مینے والدہ عبدالحی سے شادی کی تو اسوقت بہت سی عورتین آئین۔ انمین میرے ایک دوست کی بیوی بہی تہی۔ جس نے گہر مین جا کر والدہ عبدالحی سے یون کہنا شروع کیا کہ تمہارے اوپر تو بڑا ظلم ہوا ہے جو تم ایک بوڑہے سے بیاہی گئی ہو وغیرہ وغیرہ والدہ عبدالحی نے اسی وقت مجہے بلوا بہیجا میر آنا تہا کہ وہ عورت تو رفو چکر ہو گئی بعدہٗ مجہے اسکی ساری باتین سنائی گئین۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ قرآن کریم کی کیسی اچہی تعلیم ہے جو غیر جنس مستورات کے خلا ملا سے بہی مستورات کو روکتا ہے چہ جائیکہ علیگڈہ کالج مین غیر مردون سے تعلیم پانے کی تحریک! قبلہ نواب صاحب! کیا آپ اپنی ملکی اور قومی بہنون کو مصر کی مسلمان آزاد عورتین بنا کر دیکہنا چاہتے ہین؟ بقول شخصے ؏

ابہی فتنہ ہے کوئی دن کو قیامت ہوگا

از شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور} بنت منشی غلام محمد

۶۔ستمبر ۱۹۰۵ء پہلوری

پتہ مطلوب ہے

سید مقبول شاہ صاحب احمدی ساکن موضع سہنہ ڈاکخانہ کہاریان ضلع گجرات اطلاع دیتے ہین کہ انکا ایک لڑکا قمر علی شاہ نام عمر ۱۴ سال بے ریش سفید رنگ جو گجرات پڑہتا تہا کہین چلا گیا ہے اسکا پتہ نہین اگر کسی صاحب کو ملے تو اسے اپنے پاس ٹہیرا کر سید صاحب مذکور کو اطلاع دے۔

اور ایسا ہی انکا ایک بہتیجا جسکا نام اصغر علی شاہ ہے وہ مڈل سکول کہاریان سے بہاگا ہے اسکی عمر ۱۴ سال درمیانہ قد ہے اسکا پتہ ملے تو اس کی بہی اطلاع دے۔

ریمارک

سائنس و تعلیم:۔ یہہ ماہواری رسالہ سائینٹفک و ٹیکنیکل ورکشاپ لاہور کیطرف سے شایع ہونا شروع ہوا ہے اسکے ایڈیٹر بہاری لال بہاٹیہ بی۔ایس سی ہین۔ اسکے ساتہہ چار صفحہ کا انگریزی ضمیمہ بہی ہوتا ہے قیمت برائے نام ایک روپیہ سالانہ ہے۔ رسالہ مفید اور دلچسپ ہے اور ملک مین ایسے رسالون کی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اسلئے امید کیجاتی ہے کہ تعلیم یافتہ جماعتین ایسے رسالونکی قدر دانی کرین گی۔

المصباح:۔ یہہ جدید رسالہ جے پور سے شایع ہونا شروع ہوا ہے۔ میرے پاس اسکا پہلا نمبر آچکا ہے۔ اس رسالہ کے مقاصد روحانیت۔ صنعت و حرفت۔ حفظ صحت۔ زندہ تجاوید۔ ورزش جسمانی قرار دئے گئے ہین۔ اور ہر ایک مضمون کے لئے صفحون کے جداگانہ نمبر دے گئے ہین تاکہ آخر مین ایک جدا کتاب طیار ہو سکے۔ رسالہ کی چہپوائی۔ کتابت اور کاغذ ہر نوع اچہا ہے۔ میری رائے مین یہ رسالہ مفید ہے۔ قیمت سالانہ چار روپیہ البتہ کسی قدر زیادہ ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۵/ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتا ہے درخواستین منیجر رسالہ المصباح جے پور کے نام ہون۔

ایسٹ اینڈ ویسٹ خالق باری

خالق باری ایک مشہور کتاب ہے اسکی طرز پر پہلے مراد آباد سے ایک انگریزی خالق باری شایع ہوئی تہی۔ ابہی مراد آباد سے ایک مشہور شخص کے قلم سے یہ رسالہ نکلا ہے اس کے مصنف مولوی احمد الدین خانصاحب مرحوم ترجمان دفتر صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند ہین۔ اور اب منشی محمد فضل حسین صاحب بسمل نے اپنے مطبع مین کسی قدر ترمیم و تصحیح کے بعد چہاپا ہے۔ اس خالق باری مین انگریزی زبان کے الفاظ اور ان کے ہندی فارسی یا عربی معانی کو نظم مین بیان کیا ہے۔ انگریزی زبان کے نوآموزون کے لئے ایک مفید کتاب ہے بچے اسے خوشی اور آسانی سے یاد کر سکتے ہین + جدا جدا عنوان کے نیچے تقسیم مضامین اور بہی قابل تعریف ہے۔ ۲۴ صفحہ کی اچہی چہپی ہوئی کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۶/ ہے۔ منشی فضل حسین صاحب بسمل مراد آباد سے ملے گی۔

النظر۔ یہہ ایک فارسی رسالہ ہے جو مرزا نذر علی صاحب احمدی سابق شیعہ نے حال مین کارخانہ الحکم کے انوار احمدیہ پریس مین چہپوا کر شایع کیا ہے۔ یہہ رسالہ فارسی زبان مین لکہا ہے اور سید علی حائری مشہور لاہوری شیعہ عالم کی کتاب غایت المقصود حصہ دوم پر لطیف ریویو کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۱/ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اور سید عبدالحی عرب صاحب سے مل سکتا ہے۔

لغات القرآن۔ سید عبدالحی عرب آجکل ایک عمدہ قابل قدر اور مفید تالیف مین لگے ہوئے ہین وہ قرآن شریف کی ایک لغت لکہہ رہے ہین جو کئی مستند کتب لغت سے انہون نے انتخاب کی ہے مجہے انہون نے مسودہ کا کچہہ حصہ دکہایا ہے مین سمجہتا ہون وہ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ اور قرآن مجید سے محبت رکہنے والون کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔ عرب صاحب اس کتاب کو عمدہ چہپوانا چاہتے ہین اور یہ بہی انکا خیال ہے کہ قیمت بہی ۸/ سے زیادہ نہو۔ اسلئے جو صاحب اس کتاب کو لینا چاہئین وہ عرب صاحب کو اطلاع دین۔ اور اگر پیشگی قیمت بہیجکر انہین مدد دین تو کتاب کے چہپنے مین اور بہی سہولت ہو سکتی ہے + عرب صاحب قادیان مین رہتے ہین۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے مع **اہل بیت** اچہے ہین۔ آجکل حضور کی توجہ زیادہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت کی طرف ہے۔ دعا مین مصروف ہین اور خدا تعالٰے کے فضل و کرم کے امیدوار فرماتے تہے مولوی صاحب کی صحت **احیاء موتی** ہے۔ آپ کے بالکل شفا پانے پر ہماری جماعت کا خدا تعالٰے پر ایمان اور امید بہت بڑہ جائیگی + مجہے ان دعاؤن مین کئی مقاصد مدنظر ہین۔

۲۔ مولویصاحب کی صحت خدا کے فضل سے اب یوماً فیوماً اچہی ہے زخم مندمل ہو رہا ہے اور آئندہ بڑہنے کا خطرہ الحمد للہ اسوقت تک تو نہین رہا۔ اللہ تعالٰے مولوی صاحب کو شفاء عاجل عطا فرمادے۔ بیمار پرسی کے خطوط آرہے ہین + خدا تعالٰے ان احباب کو جزائے خیر دے آمین۔

۳۔ حکیم الامتہ کی صحت الحمد للہ اچہی ہے۔ فاضل امروہی میرٹھ مین ہین۔

۴۔ موسمی لحاظ سے یہہ ہفتہ بہت ہی مبارک گذرا ہے بارش خاطر خواہ ہو رہی ہے نرخ غلہ جو یکدم گر گیا تہا اب چڑہ رہا ہے۔ گران فروشی کی آرزوئین کرنے والے حیران ہو رہے ہین۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹۔ دسمبر کو فرمایا کہ مجہے بہت ہی فکر تہا کہ بعض الہامات انمین متوحش ہین۔ آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دلمین یہ بات ڈالی گئی ہے کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچہے ہو جاتے ہین چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالٰے نے میرے دلمین یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے **اِذَاجَآءَ اَفْوَاجٌ وَسُمٌّ مِّنَ السَّمَآءِ** اور کفن مین لپیٹا گیا اور ان المنایا لا تطیش سہامہا یہ اسبات کو ظاہر کرتے ہین کہ قضا و قدر تو ایسی ہی تہی مگر اللہ تعالٰے نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد بلا کر دیا۔

۱۰۔ستمبر نماز صبح کے وقت رویا۔ ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے اس کے آگے ایک بڑا چبوترا ہے جسکی کرسی بہت بلند ہے اوپر مولوی عبدالکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پر بیٹہے ہین اس جگہ مین ہون اور پانچ چار اور دوست ہین جو ہر وقت اسی فکر مین رہتے ہین مینے کہا مولوی صاحب مین آپ کو آپ کی صحت کی مبارکباد دیتا ہون اور پہر مین رو پڑا اور میرے ساتہہ کے دوست بہی رو پڑے اور مولوی صاحب بہی رو پڑے پہر مینے کہا دعا کرو۔ اور دعا مین تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑہی فرمایا اس خواب کے تمام اجزا مولویصاحب کی صحت کی بشارت دیتے ہین سورہ فاتحہ کے پڑہنے کی تعبیر بہی یہی ہے کہ انسان کوئی ایسا امر دیکہے جو اسکو خوش کر دیوان ہو اور فرمایا جو الحمد خواب مین پڑہتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے*

× اسی دن مولویصاحب کی پشت پر پہلے کاربنکل کے قریب ایک دوسرا کاربنکل ہو گیا جسکو چیرا گیا اور حالت پہلے سے بہتر رہی

۱۲۔ستمبر "دو شہتیر ٹوٹ جائین گے" اسکے بعد زور سے الہام ہوا۔ انی معہین من اراد اہا نتک۔

ایک تازہ الہام

(جو ۱۳۔ستمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر ہوا)

عفت الدیار کذکری

فرمایا کذکری سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے پیشگوئی ہو چکی ہے۔

(زلزلہ کی خبر)

اٹلی مین سخت زلزلہ آیا۔ تفصیل پہر۔

آخیر ستمبر ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

رسٹ واچ۔ یہہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکا ڈایل خالص چینی کا ہے جیب مین بہی لگ سکتی ہے۔ دیکہنے مین ۲۰ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہین قیمت بمعہ تسمہ للعہ علاوہ محصول۔

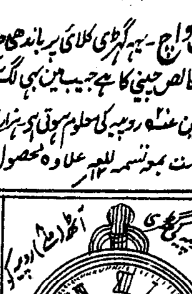

راسکوپ پیٹنٹ واچ گارنٹی چہہ سال قیمت اصل معہ روپیہ۔ رعایتی عہ علاوہ محصول۔

بال اڑانیکا پوڈر واقعی بینظیر ہے اسکے استعمال سے بال اڑجاتے ہین۔ اور کسی قسم کی تکلیف نہین ہوتی قیمت فی بکس ۸/ علاوہ محصول۔

ترکی گولیان عنابی سرخ سیاہی مائل۔ ہر قسم کی موجود ہین۔ قیمت عہ علاوہ محصول۔ سر کا ناپ ضرور تحریر کرین۔

ملنے کا پتہ

منیجر دی حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی لاہور

*نوٹ۔ ۱۰۔ستمبر تک کاربنکل کی حالت بہت خراب تہی کیونکہ باوجود تین بار چیرا جانیکے کاربنکل بڑہ رہا تہا مگر خدا کا شکر ہے کہ اس دن کے بعد صحت کے آثار شروع ہو گئے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

گذارہ کر لیں گے - ہمارے دل میں خیال آیا - کہ معلوم نہیں - مرزا صاحب نے کیوں روٹی بند کر دی - ہے بزرگوں کے کام پر اعتراض نہیں ہو سکتا - فقط -

پھر الہام ہوا - انی انا الرحمٰن لا یخاف لدی المرسلون قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون -

ترجمہ - تحقیق میں رحمان خدا ہوں - مرسل میرے پاس نہیں ڈرا کرتے -

کہ یہ خدا کے کام ہیں - پھر ان کو چھوڑ دے جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں - ان میں لہو لعب کریں -

مندرجہ بالا رویاء کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک پُر معنی خواب ہے - اور مولوی عبد الکریم صاحب کے متعلق معلوم ہوتی ہے - روٹی مدار حیات ہے کیونکہ خوراک کے ساتھ زندگی کا بقا ہے - روٹی کا بند ہونا - اس دنیا سے فوت ہو جانا ہوتا ہے - سو بنظر اسباب ظاہری یہ سخت بیماری ایک موت کا پیغام ہے - لیکن روٹی پھر لگ گئی ہے - کیونکہ منظور محمد نے رحمت اللہ کو رکھ لیا ہے - رحمت اللہ سے مراد خدا کی رحمت ہے - اور منظور محمد سے مراد وہ امر ہے جو محمد کو منظور ہے - وحی الٰہی نے یہ نام محمد ہی رکھا ہے - پس اس سے مراد مولوی صاحب کی صحت اور تندرستی ہے جس کے واسطے ہم دعائیں کرتے ہیں - تجارت سے مراد دعا کرنا - خدا پر ایمان رکھنا اس پر بھروسہ کرنا اور اعمال صالحہ کا بجا لانا ہے - جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم - اے مومنو میں تمہیں ایک تجارت کی خبر دیتا ہوں - جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے اور وہ یہ ہے - کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ - اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں کوشش کرو - غرض معمولی زندگی جو بغیر کسی عوض کے تھی - وہ تو بند ہو چکی ہے لیکن اب تجارتی زندگی باقی ہے یعنی وہ زندگی جو دعاؤں کا نتیجہ ہے - اسی نے رحمت اللہ کو جاتے جاتے روک لیا ہے -

ڈائری میں سے چند باتیں

(رقم زدہ مفتی محمد صادق صاحب)

مولوی عبد الکریم صاحب

۱۶ - ستمبر ۱۹۰۵ء شیخ نور احمد صاحب جالندھر سے اور منشی نبی بخش صاحب کوٹلہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے - شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا - کہ میں نے دیکھا - کہ مولوی عبد الکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں - اور یہ آیت پڑھتے ہیں -

اُولٰئک علیٰ ھدًی من ربھم واُولٰئک ھم المفلحون

فرمایا - اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے - واللہ اعلم -

فرمایا یہ مرض مہلک ہے - اور آثار مرض بھی خطرناک ہیں - لیکن دعا بہت کی گئی ہے - سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے - جب وہ چاہتا ہے ایک تنکے سے شفا ہو جاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا لاکھ دوائی بے سود ہے -

میاں نبی بخش صاحب نے عرض کی ہے کہ ایک ہندو نے مجھے تاکید کی تھی - کہ میرے واسطے حضرت سے دعا کرائیں - فرمایا - ہندو یا کسی اور مذہب کا آدمی جو دعا کے واسطے درخواست کرے - ہم سب کے واسطے دعا کرتے ہیں -

ذکر آیا - ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام استغفر اللہ رکھا ہے - فرمایا - اچھا ہے - جتنی دفعہ اسکو بلائیگا خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہیگا -

مولوی نور الدین صاحب کے صاحبزادہ عبد الحی کا ذکر تھا - کہ اس کے متعلق پہلے سے خبر دی گئی - فرمایا - اجنبی دشمن اور دور بیٹھنے والا کیا حاصل کر سکتا ہے - جو لوگ قریب رہتے ہیں - وہ ہمیشہ نشانات دیکھتے رہتے ہیں - پاس رہنے والے تو آپ ہی کے نشان بھی دیکھ لیتے ہیں -

۱۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء - صبح - ایک دوست نے عرض کی میرے گھر سے خبر آئی ہے - کہ تمہارا لڑکا سخت بیمار ہے جلد آؤ - مگر بیماری کی تفصیل نہیں حضور دعا فرماویں -

فرمایا - میں دعا کروں گا - لیکن بعض دفعہ عورتیں صرف بلانے کے واسطے ہی ایسا لکھ دیا کرتی ہیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم اسجگہ قادیان میں تھے - کہ میر ناصر نواب کے گھر سے خط آیا - کہ والدہ اسحاق فوت ہو گئی ہے - اور اسحاق بھی قریب المرگ ہے (خداوند تعالیٰ ہر دو کو با صحت و عافیت لمبی عمر عطا فرماوے) یہ خط اسحاق کے بھائی کا لکھا ہوا تھا - جو اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا میں اس خط کو پڑھ کر بہت پریشان ہوا کیونکہ اس وقت ہمارے گھر میں بیمار تھے - بخار چڑھا ہوا تھا - ایسی حالت میں ان کو والدہ کی وفات کی خبر سنانا ہرگز مناسب نہ تھا - میں اسی فکر میں تھا - کہ الہام ہوا - ان کیدکن عظیم جس سے میں نے سمجھ لیا - کہ یہ صرف بلانے کا بہانہ ہے - ورنہ در اصل خیر ہے - اس وقت مولوی عبد الکریم صاحب (خدا ان کو صحت دے) اس جگہ تھے - ان کو سنایا گیا - اور حافظ حامد علی کو بھی سنایا گیا - اور اسی کو وہاں بھیجا گیا - تو بات وہی نکلی - جو خدا نے بذریعہ الہام ہم کو بتلائی تھی -

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی - کہ اس دن میں بھی اسی جگہ تھا - اور اس واقعہ کا گواہ ہوں -

۱۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء - فرمایا - خدا کی طلب میں جو شخص پوری کوشش نہیں کرتا - وہ بھی کافر ہے ہر ایک چیز کو جب اسکا حد مقررہ تک پہنچایا جاتا ہے تب اس سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے - جیسے اس زمین میں چالیس یا پچاس ہاتھ کھودنے سے کنواں طیار ہو سکتا ہے - اگر کوئی شخص صرف چار یا پانچ ہاتھ کھود کر چھوڑ دے اور کہہ دے - کہ یہاں پانی نہیں ہے - تو اس کی غلطی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس شخص نے حق محنت کا ادا نہیں کیا -

۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل از ظہر - فرمایا - یہ جو قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ فبھداھم اقتدہ - پس ان کی یعنی گذشتہ نبیوں کی جن کا اوپر ذکر آیا ہے اقتدا کر - اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے - اس کا یہ مطلب ہے کہ جسقدر گذشتہ انبیاء گذرے - اور انہوں نے مخلوق کی ہدایت مختلف پہلوؤں سے کی اور مختلف قسم کی انہیں خوبیاں تھیں کسی میں کوئی خوبی اور کمال تھا - اور کسی میں کوئی - اور آپ تمام نبیوں کی اقتدا کر یہ معنے رکھتا ہے - کہ ان تمام متفرق خوبیوں کو اپنے اندر جمع کر لینا چاہئیے اور اس میں کچھ شک نہیں - کہ جو شخص جامع ان تمام خوبیوں کا ہے جو متفرق طور پر تمام انبیاء میں پائی جاتی ہیں - وہ تمام متفرق کمالات اپنے اندر جمع رکھتا ہے - اسلئے وہ تمام انبیاء سے افضل ہیں - کیونکہ ہر ایک کی خوبی آپ میں موجود ہے - اور وہ تمام متفرق خوبیوں کا جامع ہے مگر پہلے انبیاء میں سے کوئی نبی ان تمام خوبیوں کا جامع تھا -

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکا خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہے حضور براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھ رہے ہیں جو ۲۱۶ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے -

۲ - حضرت حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے اچھے ہیں اور خدمت دین میں مصروف - حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی علالت طبع کے باعث آپ ہی نمازیں پڑھاتے ہیں

۳ - مخدوم الملۃ کی صحت کے متعلق اسقدر اطلاع غالباً کافی ہوگی کہ پہلا زخم دن بدن مندمل ہو رہا ہے ایک حصہ میں کسیقدر ورم پائے جاتے کیوجہ سے پھر اپریشن کرنا پڑا - ضعف اور نقاہت بدستور ہے - جو کثرت پیشاب کی وجہ سے بعض اوقات بڑھ جاتی ہے - بہرحال حضرت مخدوم الملۃ کی بیماری احباب کے لئے تشویش اور فکر کا باعث ہو رہی ہے - خود اعلیٰ حضرت کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذرتا ہے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نہایت ہمدردی اور جستی کے ساتھ علاج میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ انکی مساعی کو بار آور کرے - (آمین)

کسی شیعہ نے انہیں ایام علالت میں حضرت مخدوم الملۃ کو خط لکھا ہے کہ یہ بیماری محض اس وجہ سے آئی ہے کہ آپ نے شیعہ مذہب کے خلاف لکھا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دانشمند شیعہ اس کے ساتھ اتفاق کر سکے - اس سے بڑھ کر بیہودہ بات کیا ہو گی - کاش شیعہ مذکور بتا سکتا کہ اسنے یہ رائے حضرت امام حسینؓ کے ایماء سے ظاہر کی ہے اور کسی کشف میں آکر امام حسینؓ یا انکے فرضی علی نے اسکو کہا !

وہ یاد رکھیں کہ خدا کا ولی اور خلیفہ جو خدا کی وحی کے موافق امام حسینؓ سے افضل ہے اب بھی اپنی کامیابی اور ترقی اور سماوی تائیدات کے ساتھ اس بات کو نور ہا ہے مصائب - امراض اور دوسری قسم کے ابتلا مومنوں کو آتے ہیں اور وہ ان کی ترقی درجات کا موجب ہوتے ہیں - ہاں خدا کے ماموروں اور خلیفوں اور مرسلوں کے شدید ایذا رسانوں اور شریر اور گستاخ منکروں پر جو عذاب وعدہ کے موافق آتا ہے - وہ اس لحاظ سے کہ قبل از وقت اسکی پیشگوئی کی جاتی ہے اپنے اندر جلالی ہیبت رکھا کرتا ہے اور وہ لوگ محسوس کر لیتے ہیں کہ ہم پر یہ بیماری فلاں شرارت کے باعث ہے - لیکن جو شخص اس بیماری اور سخت تکلیف میں بھی اعلان کرتا ہے کہ بحمد اللہ میں اسوقت بھی اس سلسلہ کو خدا کیطرف سے یقین کرتا ہوں اور خدا کے برگزیدہ مسیح کو صادق مانتا ہوں اسکی نسبت ایسا خیال کرنا بڑی بیہودگی ہے - جو شخص اس امام پر ایمان لاتا ہے اور اس مصیبت اور تکلیف کی گھڑی میں جو اپنے آپ کو امام حسین سے افضل سمجھتا ہے اور رہے اسے کہہ سکتی ہو کہ یہ شیعہ مذہب کی مخالفت کا نتیجہ ہے - اگر شیعہ مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کے اظہار سے یہ تکلیف آئی ہے تو مہربانی کر کے بتا تو دو امام حسین علیہ السلام پر وہ کربلا کی مصیبت کس وجہ سے آئی تھی ؟ اور اس میں خدا تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کو بامراد اور فائز المرام کیوں کر دیا ؟

بہرحال مجھے اسوقت اس شیعہ کے خط پر مفصل ریمارک کرنا مقصود نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اسکے فضل اور کرم سے کچھ بھی بعید نہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ خود مخدوم الملۃ شفا پاکر (خدا انہیں جلد شفا دے) اس پر لکھیں گے - (انشاء اللہ العزیز)

مولوی صاحب کی حالت مرض و صحت پر کوئی قطعی رائے قائم نہیں ہو سکتی - خدا کے مسیح کی دعائیں انکے ساتھ ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کریگا جس رنگ میں چاہیگا - زخم کی حالت الحمد للہ اچھی ہے کثرت پیشاب کی شکایت بدستور ہے ضعف اور نقاہت بھی ہے -

۲۱ ستمبر کی رات کو اعلیٰ حضرت مولوی صاحب کے لئے بہت ...

شیخ عبد القادر جیلانی را ملاحظہ کنید۔

ورنہ خدا تعالیٰ کہ مے فرماید من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمی اگر خدا تعالیٰ خود این امت را مے گردانید پس تعجب است کہ خود اورا نابینا کرد و باز برائے نابینا زجر و توبیخ کند کہ در آخرت ہم اعمیٰ باشند امت بیچارہ چہ اختیار دارد۔ مثال این چنانست کہ شخصے کسے را گوید کہ اگر تو ازین مکان یعنی بزندان گرفتار کردہ خواہی شد مگر باز خود اورا یاس بیفگند گویا سلسلہ نبوت مسدود کردہ فرمود کہ ترا از مکالمات و مخاطبات بے بہرہ کردہ شد و برائے بسر بردن زندگی ترا مثل بہائم گردانیدہ شد و بجائے فرماید کہ من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ الحال این عقیدہ را حل کنید کہ جواب این تناقض چیست جائے خیر الامت فرمود و بجائے دیگر فرمود کہ تو نابینا ہستی و در آخرت ہم نابینا خواہی بود۔ نعوذ باللہ۔ مردم چہ قدر عقیدہا ناشائستہ تراشیدہ اند اگر کسے برائے اصلاح این امت از امم اخری آید ہم مشکل است زیراکہ باین وجہ ہتک شان نبیؐ این است و بے عزتی قوم است کہ گویا کسے درین است باین قابل نماندہ است کہ اصلاح قوم خود کند و نہ کسے بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف شد بلکہ برین ہم بس نیست بلکہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلا تشبیہ اعتراض عاید مے گردد کہ آنحضرت این قدر نبی عظیم الشان باشند و امت ایشان تا باین حد ضعیف و کمزور گردد۔ و در اصل امر نہ چنانست کہ مردم فہمیدہ اند بلکہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در امت آنحضرتؐ نبوت موجود است و انبیا ہم مے باشند مگر لفظ نبی بوجہ عظمت نبوت استعمال کردہ نمے شود لیکن برکات و فیوض موجود اند۔

خداوند تعالیٰ ما را آن نبی عطا فرمودہ است کہ خاتم المومنین و خاتم العارفین و خاتم النبیین است و ہمچنان آن کتاب بران حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمودہ است کہ جامع الکتب و خاتم الکتب است و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین است مگر نہ آنچنان نبوت بران حضرت ختم شدہ است کہ گلو را مخنوق کردہ ختم کنند چنین ختم قابل فخر نمے باشد بلکہ از ختم شدن نبوت بران حضرت این مراد است کہ طبعاً جملہ کمالات نبوت بران حضرت ختم شدہ است یعنے تمام کمالات متفرقہ کہ از حضرت آدم تا حضرت مسیح ابن مریم انبیاء را دادہ اند ان جملہ در ذات والا صفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدہ اند لہٰذا آنحضرت را خاتم النبیین قرار دادہ شد و جملہ تعلیمات و وصایا و معارف کہ بکتب مختلفہ آمدہ اند آن بقرآن شریف ختم شدہ اند و قرآن شریف خاتم الکتب گشت درین جا ہم یاد باید داشت کہ مردم بر من و بر جماعت من این الزام وارد مے کنند کہ ما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم النبیین نمے دانیم حالانکہ این بریا افترائے عظیم است ما بآن قوت و یقین و بصیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء مے دانیم و یقین مے کنیم کہ مخالفین ما بمقابلہ آن حصہ را باور نمارندنہ این قدر ظرف شان است کہ ایشان این حقیقت و راز را کہ در ختم نبوت خاتم الانبیاء ہست بفہمند۔ اوشان صرف از آباؤ و اجداد خود لفظے شنیدہ اند و از حقیقت آن بے خبر اند نمے دانند کہ ختم نبوت چیست و بران مفہوم ایمان آوردن چیست مگر ما ببصیرت تام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء یقین مے کنیم و خداوند تعالیٰ بر ما حقیقت ختم نبوت را چنان واضح و منکشف فرمودہ است و از شربت عرفان آن کہ ما را نوشانیدہ اند چنان لذتے خاص مے یابیم کہ کسے اندازہ کردن نمے تواند۔ مثال ختم نبوت از امثال دنیا چنان بیان کردہ آید کہ چنانکہ ماہتاب از ہلال شروع مے شود و بر تاریخ چاردہم رسیدہ کمال آن ختم مے شود کہ او در ان حالت بدر گفتہ مے شود ہمچنان جملہ کمالات پیشینیان بران حضرت ختم شدہ اند کسانیکہ این رائے و مذہب دارند کہ نبوت بزبردستی ختم شدہ است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را بر یونس بن متی ترجیح نباید داد اوشان این حقیقت را نفہمیدہ اند

کہ اللہ تعالیٰ آیندہ آن را بند فرمودہ و مہر نہادہ است کہ کسے بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی نمی تواند شد و تا وقتیکہ در امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل نشود و از فیضان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مستفیض نشود بمکالمۂ ایزدی مشرف نمے تواند شد اگر کسے بجز از داخل شدن درین امت و بدون طلب فیوض از چشمہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شرف مکالمہ الٰہی حاصل می تواند کند او را رو برو ئے من بیارید۔ ہمین دلیلے است زبردست برین امر کہ ما آن را پیش مے کنیم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ در دنیا نخواہد آمد بلکہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود۔

بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسے فیضان نبوت حاصل نمی تواند کرد تا وقتیکہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استفاضہ نہ کند آیت مزبورہ کہ در باب ختم نبوة است صریحاً حضرت عیسیٰ را بند مے کند پس او چسان آمدن مے تواند یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام را از نبوة معزول کنید و این ہتک و بے عزتی ایشان را روا دارید و یا این کہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود اصطلاح نبی بر نبی مستقل اطلاق مے یابد مگر الحال بعد از خاتم النبیین این نبوة مستقلہ نماندہ است ازینجا است کہ گفتہ اند ؎ خارقے کز ولی مسموع است ✢ معجزۂ آن نبی متبوع است

پس این امر را خوب یاد دارید کہ ہرگز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است و حضرت عیسیٰؑ را شرف نبوت پیشتر حاصل است پس چگونہ مے تواند شد کہ حضرت عیسیٰ واپس آید و نبوة را از دست دہد این آیت بعد از حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی مستقل را از آمدن باز مے دارد البتہ این ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مے افزاید کہ شخصے از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از فیض آنحضرتؐ درجہ حاصل کند کہ بوقتے از اوقات نبی مستقل را آن درجہ حاصل مے تواند شد و اگر حضرت عیسیٰ خود بیاید پس صاف ظاہر است کہ تکذیب این آیت لازم مے آید۔ و خاتم الانبیاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام مے گردد و آمدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیر مستقل مے شود زیرانکہ چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در دنیا آمدند بعد از عرصۂ قلیل رحلت شدند و حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیش از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم ماندند و آخر ہم ماندند الغرض ازین عقیدہ کہ آیندہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام است خیلے مفاسد پیدا مے شوند اکثر علماء بمفہوم ختم نبوت بغلطی افتادہ اند و بایت مذکورہ کہ خاتم النبیین آمدہ است و بران الف و لام آمدہ است ازان ہم صاف معلوم مے شود کہ نبوت تشریع ختم شدہ است پس الحال اگر کسے مدعی نبوة شرع جدید شود او کافر است۔

و اگر انکار مکالمہ الٰہی باشد پس اسلام مذہبے مردہ قرار دادہ مے شود ✢ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ اگر دروازہ مکالمہ الٰہی ہم بند قرار دادہ آید پس ہمین است قہر است زیرانکہ باین اعتقاد این امت خیر الامم قرار دادہ نمے شود و دعائے اہدنا الصراط المستقیم بے سود قرار دادہ شود۔ تعجب است کہ این امت یہود گردد و مسیح از دیگران آید۔

مکالمۂ نبوة بکثرت مے باشد و عام مکالمۂ الٰہی بکثرت نمے باشد۔ و کیفیت مکالمۂ نبوت صاف مے باشد آیا شخصے کہ پیش او یک دو درہم باشد برابر آن بادشاہ مے تواند شد کہ پیش او خزانہا ئے پر از دراہم باشند آیا در میان آن ہر دو فرق مے باشد یا نہ۔ حالانکہ ہر دو از دار مے باشند۔ ہمچنان بوحی و مکالمۂ نبوت و بمکالمہ دیگران فرق کثرت و کیفیت و کمیت مے باشد۔

مکالمۂ نبوت چنان اجلیٰ و اصفیٰ مے باشد کہ ہر یک شریف برداشت آن نمے تواند کرد مگر آن کہ بدرجہ اصفیٰ باشد۔

باز شان نبوت این است فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا الا من ارتضٰی من رسول خداوند تعالیٰ برضائے خود نخستین بذریعہ خواب باز بذریعہ کشف باز بذریعہ وحی و بکرات بر نبی ظاہر مے کند حتے کہ امر مخفی و غائب بیشتر بر

الحکم نمبر ۳۳ جلد ۹ — ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء

مثل امر مشہود و محسوس مے گردد۔

اجلی و اصفی مکالمہ الٰہی بکسانے مے باشد کہ تزکیۂ نفس بدرجۂ اعلیٰ رسانیدہ باشند برائے آن خیلے ضرورت تقوی و طہارت مے باشد لہذا اللہ تعالےٰ فرمودہ است ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔

پس فرق کثرت و قلت و صفائی و تکدر ثابت مے گرداند کہ مکالمۂ نبوت چیست و دیگر چیست۔ عوام را ہم خوابہائے صحیحہ مے آیند کہ بان تصدیق سلسلۂ نبوت شود زیرا کہ اگر خوابہا عام نبودے امر نبوت مشتبہ شدے پس خدا تعالےٰ برائے اتمام حجت این مادہ را بہر کس نہادہ است۔

بیک دو خواب کسی نبی نمی گردد

لیکن بیک دو خواب کسے نبی نمے گردد شان نبوت دیگرے باشد با الہامات ما کہ نبی آمدہ است شرطہا دارد اول اینکہ شرع جدید نداریم دیگر اینکہ واسطۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داریم۔

(سوال)

خدام سلسلۂ محمدی را چرا نبی نگفتند

چون بمیان سلسلۂ موسوی و سلسلۂ محمدی مماثلت است پس چہ وجہ است کہ خدام سلسلۂ موسوی را نبی گفتند مگر خدام سلسلۂ محمدی را نبی نگفتند۔

(جواب)

مشابہت این امر از ضروریات نمے باشد کہ مشبہ و مشبہ بہ عین یکدیگر باشند و ہیچ تفاوتے درمیان آنہا نباشد مثلاً ما مے گوئیم کہ فلانے شیر است پس آیا دران این امر ہم از ضروریات است کہ بر جسم آن کس موہائے دراز باشند و چار پائے و یک دم داشتہ باشد و بصحاری و بیابان صائد ہم باشد بلکہ چنانکہ من وجہ تشابہ مے باشد ہمچنان من وجہ مخالف بودن آن ہم از ضروریات است اللہ تعالےٰ خیر امت این امت را فرمودہ است خیرات و برکات کہ بدرجۂ اعلیٰ بودند باین امت جمع شدہ اند۔ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحدے رسیدہ بود کہ قوائے دماغیہ و عقلیہ بہ نسبت قرون اول خیلے ترقی کردہ بودند۔ دران زمانہ یک گونہ جہالت بود الحال اگر کسے گوید کہ این ہم تشابہ نمے باشد پس این گفتن او درست نمے باشد۔

نبی گفتن بر مجدد ... (ناخوانا)

نہ تنہا خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حرام کردہ است معنے اش این نیست کہ ابدون ہیچ خیر و برکت را این امت نخواہد یافت و نہ او را شرف مکالمات و مخاطبات باشد بلکہ مراد این است کہ ہیچ نبوت بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاری نخواہد شد۔ و بردم بلی این است کہ لفظ نبی اطلاق نیافت وجہ اش صرف این است کہ بعد از حضرت موسیٰ نبوت ختم نشدہ بود بلکہ ہنوز مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی اولو العزم صاحب شریعت کاملہ آیندہ آمدنی بود۔ لہذا برائے امت حضرت موسیٰ لفظ نبی جاری ماندہ بود مگر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جملہ اقسام نبوت کہ با جازت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نباشد بند شدہ بود لہذا این امر از ضروریات بود کہ از جہت عظمت سرور کائنات

نبوت مآب بر دیگرے لفظ نبی اطلاق نیافت این اعتراض و جواب را بصورت دیگر مکرر بیان مے کنیم یعنے ہر گاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل حضرت موسیٰ است و خلفائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل انبیاء بنی اسرائیل اند پس چہ وجہ است کہ نام مسیح موعود در احادیث بلقب نبی آمدہ است مگر دیگر خلفا را این نام نہ دادہ شد۔

در احادیث فقط مسیح موعود بلقب نبی آمدہ است

(جواب) ہر گاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بود و بعد آنحضرت کسے نبی نہ بود لہذا اگر تمام خلفا را نبی گفتہ مے شد امر ختم نبوت مشتبہ مے شد و اگر ہیچ فردے لقب نبی نہ یافتے لیس اعتراض عدم مشابہت باقی مے ماند زیرا کہ خلفائے موسیٰ نبی اند لہذا حکمت الٰہی تقاضا فرمود کہ نخستین بسیار خلفا در رعایت ختم نبوت بفرستد و نام ایشان نبی نہ نہد و این مرتبہ ایشان را دادہ نشود تا بر ختم نبوت این نشان باشد باز آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود را بنام نبی دادہ شد تا در امر خلافت مشابہت ہر دو سلسلہ ثابت شود و ما بارہا گفتہ ایم کہ نبوت مسیح موعود ظلی است زیرا کہ او بوجہ بروز کامل بودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از نفس نبی مستفیض شدہ مستحق نام نبی گشت چنانکہ بیک وحی خداوند تعالےٰ مرا خطاب کردہ فرمود یا احمد جعلت مرسلاً یعنے اے احمد تو مرسل گردانیدہ شدی خدا تعالےٰ در آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ از جہت جسمانیت نفی اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است و از جہت روحانیت اثبات اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ یعنے از جہت روحانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پدر اند و صاحب اولاد اند و نبوت روحانیہ و سلسلۂ فیض آنجناب بعد آنحضرت جاری خواہد ماند و آن محض بوسیلہ جمیلہ ذات آنحضرت خواہد بود و علاحدہ ہیچ نبوتے جاری نمے تواند شد کہ بران مہر آنحضرت نباشد ورنہ اگر دروازہ نبوت بالکل مسدود فہمیدہ شود پس نعوذ باللہ ازین امر انقطاع فیوض لازم آید۔ و این بحث نحوست و ہتک شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است گویا اللہ تعالےٰ کہ این امت را لقب خیر الامم فرمودہ بود آن نعوذ باللہ دروغ بود و اگر این معنے کردہ شود کہ برائے آیندہ باب نبوت از ہر وجہ مسدود است پس این امت بجائے خیر الامم لقب شر الامم مے گیرد۔ زیرا کہ ہر گاہ او را شرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ نصیب نہ شد پس این امت حکم کالانعام بل ہم اضل مے گیرد و او را بہائم سیرت گفتہ شود۔ نہ کہ خیر الامم و نیز دعائے سورۂ فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ہم لغو مے گردد زیرا کہ در سورہ فاتحہ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم آمدہ است ازین این نباید فہمید کہ درین دعا شرب و اکل و ماکل و ملابس اولین طلبیدہ شد و خواہش لذات جسمانی ایشان کردہ شد۔ نہ نہ۔ بلکہ مراد ازین نعمائے روحانیہ است اگر ہمین معنی کردہ شود پس در اسلام باقی چہ ماندہ است۔ کہ ازان علو اسلام ثابت شود۔

برین وجہ نعوذ باللہ بلا تشبیہ قوت قدسی آنحضرت چیزے قرار دادہ نمے آید و آنجناب بمرتبہ از حضرت موسیٰ فروتر می گردد کہ بعد از حضرت موسیٰ در امت او صدہا انبیاء آمدند مگر از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ را الفت است کہ بیکے از ایشان مکالمہ نہ فرمود زیرا کہ بہ کسیکہ محبت مے باشد آخر باؤ کلام ہم کردہ مے شود۔

نے بلکہ سلسلۂ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بواسطۂ ذات آنحضرت و بمہر آنحضرت جاری است از ینجا است کہ ہزارہا مردم ازین امت بشرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مشرف شدہ اند و خصائص انبیا در ایشان موجود بودہ اند صدہا چنین اکابر گذشتہ اند کہ دعاوی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کردہ اند چنانچہ فتوح الغیب ... حضرت

۱۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

جب سے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت ناساز ہوئی ہے اور نیز اکثر احباب رخصت لیکر آئے ہین اعلےٰ حضرت کا معمول سا ہوگیا ہے کہ قبل دوپہر تشریف لاکر مسجد مین بیٹھتے ہین اور مناسب موقع کلام فرماتے ہین - ۱۶ ستمبر کو شیخ نور احمد صاحب جالندھری چودھری نصر اللہ خان صاحب بلیڈر سیالکوٹ سے آئے ہوئے تھے اور بہی کئی احباب بیرونجات سے آئے ہوئے تھے شیخ نور احمد صاحب نے بنک کے سود کے متعلق تذکرہ کیا **کہ بنک والے ضرور سود دیتے ہین پھر اسے کیا کیا جاوے ؟**

اس پر **فرمایا**

ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالےٰ نے یہی ہمارے دل مین ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ **اشاعت دین** کے کام مین خرچ کیا جاوے - یہہ بالکل صحیح ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کیواسطے اللہ تعالےٰ کے قبضہ مین جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہین رہسکتی ہے کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالےٰ کے واسطے - پس سود اپنے نفس کے لئے بیوی بچون احباب رشتہ دارون اور ہمسایون کے لئے بالکل حرام ہے لیکن اگر یہ روپیہ خالصتہ **اشاعت دین** کے لئے خرچ ہو تو حرج نہین ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اسلام بہت کمزور ہوگیا ہے اور پھر اسپر دوسری مصیبت یہہ ہے کہ لوگ **زکواۃ** بہی نہین دیتے -

مین دیکھتا ہون کہ اسوقت دو مصیبتین واقع ہورہی ہین اور دو حرمتین روا رکھی گئی ہین - اوّل یہہ کہ زکواۃ جسکے دینے کا حکم تہا وہ دیتے نہین اور سود جسکے لینے سے منع کیا تہا وہ لیتے ہین - یعنے جو خدا تعالیٰ کا حق تہا وہ تو دیا نہین اور جو اپنا حق نہ تہا اسے لیا گیا جب ایسی حالت ہورہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف مین مبتلا ہے تو مین یہی فتویٰ دیتا ہون کہ ایسے سودون کی رقمین جو بنک سے ملتا ہے یکمشت **اشاعت دین** مین خرچ کرنی چاہین - مینے جو فتویٰ دیا ہے وہ عام ہے ورنہ سود کا لینا اور دینا دونو حرام ہین مگر اس ضعف اسلام کے زمانہ مین جبکہ مالی ترقی کے ذریعہ پیدا نہین ہوئے اور مسلمان توجہ نہین کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام مین لگانا حرام نہین ہے -

قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے یہہ بہی یاد رکھو جیسے سود اپنے لئے درست نہین کسی اور کو اسکا دینا بہی درست نہین - ہان خدا تعالےٰ کے قبضہ مین ایسے مال کا دینا درست ہے اور اسکا یہی طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام مین خرچ ہو - اسکی ایسی مثال ہے جیسے جہاد ہورہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے ہان ہو اسوقت محض اس خیال سے رُک جانا کہ یہہ گولی بارود مال حرام ہے ٹہیک نہین بلکہ مناسب یہی ہوگا کہ اسکو خرچ کیا جاوے اسوقت تلوار کا جہاد تو باقی نہین رہا اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمین ایسی **گورنمنٹ** دی ہے جسنے ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی عطا کی ہے - اب قلم کا جہاد باقی ہے اسلئے **اشاعت دین** مین ہم اسکو خرچ کرسکتے ہین -

---

مسلمانون کی عام حالت کا ذکر کرتے ہوئے **فرمایا**

مسلمانون کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے ہر ایک قسم کی علمی اور عملی کمزوریان ان مین آگئی ہین ہر قسم کے فسق و فجور مین مبتلا ہین جرائم پیشہ والے کثرت کے ساتہہ مسلمان ہین جیل خانون مین جاکر دیکھو جسقدر شدید اور سنگین جرائم ہین انکے مرتکب مسلمان نظر آئینگے اب یہ کسقدر عار کی بات ہے -

---

زکواۃ کیا ہے ؟ یوخذ من الامراء و یرد الی الفقراء - امراء سے لیکر فقراء کو دی جاتی ہے اس مین اعلےٰ درجہ کی ہمدردی سکہائی گئی تہی - اسطرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبہل جاتے ہین - امراء پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کرین - اگر نہ بھی فرض ہوتی تو بہی انسانی ہمدردی کا تقاضا تہا کہ غرباء کی مدد کیجاوے - مگر اب مین دیکھتا ہون کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پروا نہین اپنے عیش و آرام سے کام ہے - جو بات خدا تعالےٰ نے میرے دل مین ڈالی ہے مین اسکے بیان کرنے سے نہین رُک سکتا اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ مین ہو تو اسکے لئے شرعاً حج جائز نہین مقدم ہمدردی اور اسکی خبر گیری ہے کیونکہ حج کے اعمال بعد مین آتے ہین مگر آجکل عبادات کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز مدنظر نہین رکہا جاتا - بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ مین ادا کیا جاتا ہے - اور وہ نری رسمین ہی رہ گئی ہین یہی وجہ ہے کہ لوگون مین **حاجیون** کے متعلق بدظنیان پیدا ہوئی ہوئی ہین - کہتے ہین ایک اندہی عورت بیٹھی تہی کوئی شخص آیا اور اسکی چادر چہین کرلے گیا وہ عورت چلائی کہ بچہ ! حاجیا ! میری چادر دے جا - اس نے اسکو پوچہا کہ مائی تو یہ تو بتا کہ بہ کیونکر تجھے معلوم ہوا کہ مین حاجی ہون اسنے کہا تجربہ سے معلوم ہے کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہین - پس اگر ایسی ہی حالت ہو تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ ؟

حج مین قبولیت ہو کیونکر ؟ جب کہ گردن پر بہت سے حقوق العباد ہوتے ہین - انکو تو ادا کرنا چاہئے - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **قد افلح من زکٰھا** - فلاح نہین ہوتی جبتک نفس کو پاک نہ کرے اور نفس تب ہی پاک ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ کے احکام کی عزت اور ادب کرے اور ان راہون سے بچے جو دوسری کے آزار اور دکہہ کا موجب ہوتی ہین -

انسان مین ہمدردی اعلےٰ درجہ کا جوہر ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** - یعنے تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہین کرسکتے - جبتک اپنی پیاری چیزون کو اللہ کی راہ مین خرچ نکرو -

یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہین کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جاوے اور وہ کہے کہ اچہا اسکو منس (راہ خدا پر دینا) دیتے ہین - بہت سے لوگ ایسے بہی ہوتے ہین کہ باسی اور سڑی ہوئی روٹیان جو کسی کام نہین آسکتی ہین فقیرون کو دیدیتے ہین اور سمجھتے ہین کہ ہم نے خیرات کردی ہے ایسی باتین اللہ تعالےٰ کو منظور نہین اور نہ ایسی خیرات مقبول ہوسکتی ہے وہ تو صاف طور پر کہتا ہے -

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

حقیقت مین کوئی نیکی نیکی نہین ہوسکتی جبتک اپنے پیارے مال اللہ تعالےٰ کی راہ مین اسکے دین کی اشاعت اور اسکی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نکرو -

(اس موقع پر ایک بہائی نے عرض کی کہ حضور بعض فقیر بہی کہتے ہین کہ ہمین کوئی باسی روٹی دیدو پہٹا پرانا کپڑا دیدو وہ مانگتے ہی پرانا اور باسی ہین ؟)

فرمایا کیا تم نئی دیدو گے ؟ وہ کیا کرین جانتے ہین کہ کوئی نئی نہین دیگا اسلئے وہ ایسا سوال کرتے ہین - جہانتک ہوسکے مخلوق کے ساتہہ ہمدردی اور شفقت کرو - یاد رکہو شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہین حقوق اللہ اور حقوق العباد - مگر مین جانتا ہون اگر کوئی بدقسمت ہو تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے اسلئے کہ وہ تم سے کہانے کو نہین مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہین وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہ لا شریک خدا سمجھو - اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسولون پر ایمان لاکر انکی اتباع کرو لیکن حقوق العباد مین آکر مشکلات ہین جہان نفس دہوکا دیتا ہے [illegible] پر اسوقتی بہائی کا حق ہے اور اس [illegible] کے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے - مقدمات ہوتے ہین تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبہ نہ ملے سب کچھہ مجہی کو مل جاوے - غرض حقوق العباد مین بہت مشکلات ہین اسلئے جہانتک ہوسکے ان کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہئے ایسا نہو کہ آدمی دوسری کے حقوق تلف کرنے والا ٹہیرے اور یہہ سب کچھہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جسکے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے -

یہانتک آپ نے بیان فرمایا تہا کہ اور احباب تشریف لے آئے حضرت حکیم الامت بہی آگئے ہیں اسلئے سلسلہ کلام بند کردیا - اور پہر آپ نے مکرر مسئلہ سود بنک کے متعلق فرمایا جو ہمین اوپر درج کر آئے ہین بعد ازان **جاپان اور اشاعت اسلام** کے مضمون پر سلسلہ کلام شروع ہوگیا جسکا مفہوم درج ذیل ہے -

ایڈیٹر

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیون کو اسلام کیطرف توجہہ ہوئی ہے اسلئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس مین اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کردی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو - جسطرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لیکر پاؤن تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب مین اسلام کی خوبیان دکہائی جاوین اسکی تعلیم کے سارے پہلوؤن پر بحث ہو اور اسکے ثمرات اور نتائج بہی دکہائے جاوین - اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتہہ ساتہہ دوسرے مذاہب کے ساتہہ اسکا مقابلہ کیا جاوے - **فرمایا** میرے نزدیک تو یہ ضرورت ایسی ضرورت ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے اسکو یہی چاہئے کہ وہ اپنا روپیہ اس **دینی جہاد** مین صرف کردے - ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچون نمازین اکہٹی [illegible] پڑہنی پڑی تہین لیکن اب چونکہ تلوار کا جہاد [illegible] نہین بلکہ **صرف قلم کا جہاد** رہ گیا ہے اس [illegible] لئے اسی ذریعہ سے اس مین ہمت وقت اور [illegible] مال کو خرچ کرنا چاہئے - خوب سمجہ لو کہ اب مذ[ہبی] **لڑائیونکا کا زمانہ نہین** [illegible] کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین جو لڑائیان ہوئی تہین اسکی وجہ یہہ نہ تہی کہ وہ جبر سے مسلمان بنانا چاہتے تہے بلکہ وہ لڑائیان بہی دفاع کے طور پر تہین - جب مسلمانون کو سخت دکہہ دیا گیا اور مکہ سے نکال دیا گیا اور بہت سے مسلمان شہید ہوچکے تب اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اسی رنگ مین انکا مقابلہ کرو - پس وہ حفاظت خود اختیاری کے رنگ مین لڑائیان کرتی تہین مگر اب وہ زمانہ نہین ہر طرح سے امن اور آزادی ہے - ہان اسوقت

پر جو حملے ہوتے ہیں وہ **قلم** کے ذریعہ ہوتے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ **قلم** ہی کے ذریعہ انکا جواب دیا جاوے -

اللہ تعالے قرآن شریف مین ایک مقام پر فرماتا ہے کہ جس قسم کی طیاریان تمہارے مخالف کرتے ہین تم بھی ویسی ہی طیاریان کرو - اب کفار کی طیاریان جو اسلام کے خلاف ہو رہی ہین انکو دیکھو وہ کس قسم کی ہین ؟ یہہ نہین کہ وہ فوجین جمع کرتے ہون ؟ نہین بلکہ وہ تو طرح طرح کی کتابین اور رسالے شائع کرتے ہین اسلئے ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بھی انکے جواب مین **قلم** اٹھائین اور رسالون اور کتابون کے ذریعہ انکے حملون کو روکین یہہ نہین ہوسکتا کہ بیماری کچھہ ہو اور علاج کچھہ اور کیا جاوے اگر ایسا ہو تو اس کا نتیجہ ہمیشہ غیر مفید اور برا ہوگا -

یقیناً یاد رکھو کہ اگر سہزار دن ہزار جانین بھی ضائع کردی جائین اور اسلام کے خلاف کتابون کا ذخیرہ بدستور موجود ہو تو اس سے کچھہ بھی فائدہ نہین ہوسکتا اصل یہی بات ہے کہ ان کتابون کے اعتراضون کا جواب دیا جاوے - پس ضرورت اس امر کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک کیا جاوے -

مخالفون کی طرف سے جو کارروائی ہو رہی ہے اسکا انسداد بجز **قلم** کے نہین ہوسکتا - یہ نری خام خیالی [illegible] مخالف تو اعتراض کرین اور [illegible] - خدا تعالے نے کبھی اسکو پسند نہین کیا [illegible] جو **مسیح موعود** کے وقت مین [illegible] قسم کے جہاد کو حرام کردیا -

اس ملک مین تو عیسائیون کی ایسی تحریرین شائع ہوتی ہی رہتی ہین اور سب سے بڑھ کر یہہ فتنہ اسی ملک مین ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ دوسرے ملکون مین بھی اس قسم کی شرارتین ہو رہی ہین مصر اور بلاد شام بیروت وغیرہ مین بھی ایسی تحریرین شائع کی جاتی ہین یہانتک کہ لغت تک کی کتابون مین شرارتین کی جاتی ہین -

اس مقام پر حضرت حکیم الامتہ نے عرض کیا کہ حضور ! فقہ اللغتہ ثعلبی کی ایک کتاب ہے اسے عیسائیون نے چھاپا ہے اس مین الحمد للہ والصلوٰۃ تالہ لکھدیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہی نکال دیا ہے یہانتک دشمنی مدنظر ہے -

---

پھر جاپان مین اشاعت اسلام کے سلسلہ پر فرمایا **مین** دوسری کتابون پر جو لوگ اسلام پر لکھہ کر پیش کرین بھروسہ نہین کرتا کیونکہ انمین خود غلطیان پڑی ہوئی ہین ان غلطیون کو ساتھہ رکھکر اسلام کے مسائل جاپان یا دوسری قومون کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے اسلام وہی ہے جو **ہم** پیش کرتے ہین -

ہان اشاعت اسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور اسپر اگر وہ روپیہ جو بنکون کے سود سے آتا ہے خرچ کیا جاوے تو جائز ہے کیونکہ وہ خالص خدا کے لئے ہے - خدا تعالے کے لئے وہ حرام نہین ہے جیسے مین نے ابھی کہا ہے کہ کسی جگہ کا سکہ و بارود ہو وہ جہاد مین خرچ کرنا جائز ہے یہہ ایسی باتین ہین کہ بلاتکلف سمجھہ مین آجاتی ہین - کیونکہ بالکل صاف ہین اللہ تعالے نے سور کو حرام کیا ہے لیکن باین فرماتا ہے فمن اضطر غیر باغ ولاعاد فلا اثم علیہ - جب اضطراری حالت مین محض اپنی جان بچانے کی خاطر سور کا کھانا جائز ہے تو کیا ایسی حالت مین کہ اسلام کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ہے اور اس کی جان پر آبنی ہے اسکی جان بچانے کے لئے محض اعلائے کلمہ اسلام کے لئے سود کا روپیہ خرچ نہین ہوسکتا ؟ میرے نزدیک یقیناً خرچ ہوسکتا ہے اور خرچ کرنا چاہئے -

---

فرمایا - دنیا تو ایسی ہے کہ کاردنیا کسے تمام نکرد - اللہ تعالے کا یہ ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر نہین کھلا کہ موت کس وقت آجاوے پھر جب موت آگئی تو سب مال و اسباب یہان کا یہان ہی رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اسکے وارث وہ لوگ ہوتے ہین جنکو اگر مرنے والا زندہ ہوتا تو ایک حبہ بھی انکو دینا پسند نہین کرتا تھا -

پھر کیسی غلطی ہے کہ انسان اپنے مال کو ایسی جگہ خرچ نکرے جو اسکے لئے ہمیشہ کے واسطے راحت اور آسائش کا موجب ہو جاوے -

مین حیران ہوتا ہون جب یورپ کیطرف دیکھتا ہون کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے لئے انمین اسقدر جوش اور سرگرمی ہے اور ہم مین خدا تعالے کی **عظمت اور جلال** کے ظاہر کرنے کے لئے کچھہ بھی نہ ہو یہ کسقدر بدقسمتی ہے ؟

مسلمانون کو چاہئے کہ وہ محض للہ تعالے کی رضا کو مقدم کرلین - اگر اسے خوش کرین تو سب کچھہ مل سکتا ہے مگر ان کی یہی تو بدقسمتی ہے کہ وہ اسکو ناراض کر رہے ہین مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب مین دیکھتا ہون کہ مسلمانون کو خدا نے ایک سچا **دین** اسلام عطا کیا تھا - مگر انہون نے اس کی قدر نہین کی خدا جانے یہ بے پروائی کیا نتیجہ پیدا کرے - دین کی کچھہ بھی پروا اور غیرت نہین ہاہم اگر جنگ وجدل ہے تو اس مین شیخی ریا عجب مقصود ہے - نہ کہ اللہ تعالے کا جلال اور اسکی عظمت لیکن جو شخص ہر امر مین اللہ تعالے کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیت اور غیرت مین ایسا محو ہو کہ ہر کام مین اللہ تعالے کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اسکا مقصود خاطر ہو ایسا شخص اللہ تعالے کے دفتر مین **صدیق** کہلاتا ہے -

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کرسکتے ہین دوسرا نہین کرسکتا مگر مشکلات یہ ہین کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ **غربا** کا ہے لیکن اللہ تعالے کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہہ غربا کی جماعت ہے تاہم مین دیکھتا ہون کہ ان مین صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجھکر حتی المقدور اسکے لئے خرچ کرنے سے فرق نہین کرتے - اللہ تعالے ہی کا فضل ساتھہ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہین -

جسطرح ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کردیگا - اسیطرح اسلام پر طوفان آرہے ہین مخالف ہر وقت ان کوششون مین لگے ہوئے ہین کہ اسلام تباہ ہوجاوے لیکن مین **یقین** رکھتا ہون کہ اللہ تعالے اسلام کو ان تمام حملون سے بچائیگا - اور وہ اس طوفان مین بھی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہونچاوے گا -

انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی ہین تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تھی کہ وہ راتون کو اٹھہ اٹھہ کر دعائین کرتے تھے - قوم تو صم بکم ہوتی ہے وہ ان کی باتین سنتی نہین بلکہ تنگ کرتی اور دکھہ دیتی ہے اسوقت راتون کی دعائین ہی کام کیا کرتی تھین اب بھی یہی صورت ہے باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت مین ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن مین دیکھتا ہون کہ ہم سے جب اس کوشش مین لگے ہوئے ہین ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے - یہہ میری مخالفت نہین خدا تعالی سے **جنگ** ہے مین تو یہانتک یقین رکھتا ہون کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان مین شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بھی جا پہونچین - لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے -

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جسکا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالے کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہان ہو کیونکہ اللہ تعالے اسکو دوسرون پر مقدم کرلیتا ہے جو لوگ میری مخالفت کرتے ہین انکا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالے ہی کے سامنے ہے - وہ ہمارے اور ان کے دلون کو خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالے ہی کے لئے اپنے دل مین سوز وگداز رکھتا ہو - یہ خوب یاد رکھو کہ **کبھی روحانیت صعود نہین کرتی جب تک دل پاک نہو** جب دل مین پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس مین ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہوجاتی ہے پھر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہوجاتے ہین اور وہ ترقی کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ بالکل اکیلے تھے اور اس بیکسی کی حالت مین دعوے کرتے ہین یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کون اسوقت خیال کرسکتا تھا کہ یہ دعوے ایسے بے یار و مددگار شخص کا بارآور ہوگا - پھر ساتھہ ہی اسقدر مشکلات آپ کو پیش آئے کہ ہمین تو انکا ہزارون حصہ بھی نہین آئی -

وہ زمانہ تو ایسا زمانہ تھا کہ سکھا شاہی سے بھی بدتر تھا - اب تو گورنمنٹ کیطرف سے **پورا امن** اور آزادی ہے - اسوقت ایک چالاک آدمی ہر قسم کی منصوبہ بازی سے جو کچھہ بھی چاہتا کرلیتا دکھہ پہونچاتا ... مگر مکہ جیسی جگہ مین اور پھر عربون جیسی وحشیانہ زندگی رکھنے والی قوم مین آپ نے وہ **ترقی** کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہین کرسکتی -

اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے کہ خود ان کی مذہبی تعلیم اور عقاید کے خلاف انہین سنایا کہ یہ لات اور عزیٰ جنکو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو یہہ سب پلید اور حطب جہنم ہین - اس سے بڑھ کر اور کونسی بات عربون کی ضدی قوم کو جوش دلانے والی ہوسکتی تھی - لیکن انہین عربون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشوونما پایا اور ترقی کی انہین مین سے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جیسے بھی نکل آئے - اس سے ہمین امید ہوتی ہے کہ انہین مخالفون سے وہ لوگ بھی نکلین گے جو خدا تعالے کی مرضی کو پورا کرنے والے اور پاک دل ہونگے اور یہہ جماعت جو اسوقت تک طیار ہوئی ہے آخر انہین مین سے آئی ہے -

کئی دفعہ میر صاحب (میر ناصر نواب صاحب مراد ہین ایڈیٹر) نے ذکر کیا کہ دلی سے کوئی امید نہین رکھنی چاہئے مگر میرے دل مین یہی آتا ہے - کہ بات درست نہین **دلی** مین بھی بعض پاک دل ضرور چھپے ہوئے ہونگے جو آخر اسطرف آئین گے اللہ تعالے نے جو ہمارا تعلق دلی سے کیا ہے یہہ بھی خالی از حکمت نہین - اللہ تعالے سے ہم کبھی ناامید نہین ہوسکتے - آخر خود میر صاحب بھی دلی ہی کے ہین - (منشی عبدالعزیز یا ابومحمد سماعیل صاحب وغیرہ بھی دہلوی ہی ہین - حکیم الامتہ) غرض یہ کوئی ناامید کرنے والی بات نہین ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ مکہ والون نے کیسی مخالفت کی اور پھر اسی مکہ مین سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

(خاص الحکم میں شائع ہونے والے مضامین)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے پہلے عدل سے جو ذکر کیا یہہ اسی کی طرف اشارہ ہے جو احسان وہی قابل تعریف ہے کہ جسمیں عدل کی رعایت مفقود نہ ہو یعنے وضع شے کا غیر محل میں نہ ہو کیونکہ عدل کے یہی معنی ہیں جو ہر یک شے کو اپنے محل پر وضع کرنا۔ پس ایسا احسان کہ مثلاً کوئی شخص چوری کرے اسی کو دوست کچھ دیدے یہہ احسان جائز نہیں ہے کیونکہ یہہ عدل کی پابندی سے نہیں یا مثلاً ایسا احسان کہ خدا کے حقوق سے تغافل کرکے کسی دوسرے سے سلوک کرے۔ اسی طرح ایک تعلق ذاتی جو احسان میں داخل ہے وہ عدل کی پابندی سے مخصوص ہے اور اگر عدل کی پابندی نہ ہو یعنے ایسا رحم کہ جس میں عدل فوت ہو جائے یا ایسا عفو کہ جسمیں عدل فوت ہو جاوے وہ جائز نہیں مگر اس جگہ یاد رہے کہ جہان کے معاملہ میں ہر یک شخص کو ایثار کا درست ہے یعنے اپنا حق بطور احسان کے دوسرے کو دیدے مگر یہہ جائز نہیں کہ کسی دوسرے کا حق احسان میں تلف کرے اسی طرح عفو میں یہہ جائز نہیں کہ ایسے موقع میں کہ مقتضا عدل کا قصاص ہو بخشدے لیکن یاد رہے کہ عدل سے مراد وضع شے کی محل پر ہے اور جمع ہونا عدل کا عفو یا عدل اور احسان اور یا عدل اور انتقام کا ایک محل میں اجتماع ضدین میں سے نہیں ہے اور عدل میں بہرحال سزا دینا لازم نہیں بلکہ صفت عدل کی یہ ہے کہ جو امر باعث اکثر اغلب لوگوں کی بھلائی کا ہے وہی بجالایا جائے یعنے وضع شے کا اپنے محل پر کیا جائے اس صورت میں عدل اور اخلاق فاضلہ میں کچھہ تضاد نہیں بلکہ اخلاق فاضلہ وہی اچھے ہیں کہ جب عدل کے ساتھہ جمع ہوں اور جو علت غائی اخلاق فاضلہ کی ہے یعنے اتصال بالمبدا کے لئے ذریعہ ہونا وہ تبھی متحقق ہو سکتی ہے کہ جب بشمول عدل اخلاق فاضلہ صادر ہوں کیونکہ خداوند تعالیٰ حق محض ہے اور ہر یک امر جو حقانیت سے خالی ہو وہ ذریعہ اوس کے حصول کا نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے بعد اور دوری پیدا ہوتی ہے اور اس جگہ یہہ یاد رکھنا چاہئے جو اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھہ چیز ہی نہیں بلکہ وہ اسلئے استعمال لائی جاتی ہیں جو [illegible] حصول وصال الٰہی کے لئے وسائل ہوں پس وہ اسی حالت میں وسیلہ ٹھہر سکتے ہیں کہ جب علیٰ وجہ الحق والحکمت صادر ہوں کیونکہ جب اخلاق علیٰ وجہ الحق

والحکمت صادر ہوں گے تو انسان کو التزام حق کا ایک ملکہ پیدا ہو جاوے گا اور وہ حقانی طرح کا آدمی بن جائیگا اور یہہ امر اوس کے لئے باعث اتصال بالمبدأ کا ہے کیونکہ التزام حق کو بجز مبدء قدیم کے اور کسی چیز سے تشبیہ اور مناسبت نہیں اور جب تک انسان تخلق باخلاق اللہ اختیار نہ کرے درجہ محویت کا اسکو حاصل نہیں ہو سکتا۔

اب اسبات کا سمجھنا بھی ضروری ہے جو التزام حق سے کیا مراد ہے سو اس کی توضیح یہ ہے کہ ضروری امر انسان کے لئے یہ ہے جو اسکے سارے کام خدا کے لئے ہو جائیں اس کا عفو اس کا رحم اس کا احسان اس کا انتقام اس کا قصاص [illegible] اس کی نرمی اس کی درشتی محض خدا کے لئے ہو جاوے اور کوئی غرض درمیان نہ ہو [illegible] تمام قول و فعل [illegible] اپنے وجود سے [illegible] عظمی اور نجات ہے اور یہی آخری مرتبہ انکے کمال کا ہے لیکن [illegible] انسان [illegible] تمام اخلاق محض خدا کے لئے [illegible] درجہ [illegible]

[illegible]

[illegible] تو وہ منبر [illegible] لیکن [illegible] سے نیکی نہیں کرتے۔ علاوہ اسکے یہہ سمجھنا چاہئے کہ اخلاق فاضلہ کی ورزش سے یہہ غرض ہے کہ وہ اتصال بالمبدء کے لئے ذریعہ ہوں یعنے ایسے طور سے استعمال میں ہوں کہ جس سے انسان اپنے ذات سے بالکل محو ہو کر اتصال بالمبدء حاصل کرے اور وہ طریق بجز اسکے اور کوئی نہیں کہ انسان اپنے اخلاق کو محض اس نیت سے استعمال کرے جو وہ خدا کے اخلاق کے تابع ہو جائیں اور جیسے سایہ اپنے وجود میں کچھہ چیز نہیں بلکہ وہ اصل سے ہی پیدا ہوتا ہے اور اصل کی ہی متابعت میں محو ہوتا ہے ویسا ہی سالک کے لئے لازم ہے کہ اسکو اپنی ذات میں نفی اخلاق کا درجہ حاصل ہو یعنے ایسا ہو کہ اسکے لئے کوئی بھی صفت نہیں نہ اس کی نہ رحم کی صفت ہے نہ عفو کی نہ قہر کی نہ لطف کی اور ان صفتوں کو اسمیں پیدا کرنے سے [illegible] اخلاق الٰہی ہونا [illegible] اخلاق اس طور سے اوس سے صادر ہوں [illegible] توحید فعلی پیدا ہوتی ہے اور توحید فعلی اخلاقی [illegible] اخلاق اپنے [illegible] تمام اخلاق [illegible]

حقیقی نیکی کہہ سکتی ہے کیونکہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہے دنیا میں [illegible] یہی نہیں پایا جاتا بلکہ قہر بھی پایا جاتا ہے لیکن خالق کا مقصود بالذات نہ لطف ہے نہ قہر ہے بلکہ حقیقی نیکی مقصود بالذات ہے اور لطف اور قہر اسکے لباس ہیں اور جس طرح تبدیل لباس سے صاحب لباس کی ذات میں فرق نہیں آتا اسی طرح تبادل لطف اور قہر سے حقیقی نیکی میں کچھہ بھی تبدیل واقعہ نہیں ہوتا چونکہ خدا اپنے بندوں سے حقیقی نیکی بجالاتا ہے اسلئے وہ شخص جو توحید فعلی کے حصول کا خواہان ہو اسکو سمجھنا چاہئے کہ یہہ توحید فنائی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے اور مرتبہ فنائی اخلاق اللہ کا تب متحقق ہو سکتا ہے کہ جسطرح خداوند تعالیٰ حقیقی نیکی کو بجالاتا ہے [illegible]

[illegible] حقیقی نیکی کا [illegible] ہو جاتا ہے پس حقیقی نیکی کا صدور [illegible] فنائی اخلاق اللہ کے مرتبہ توحید فعلی کا پاتا ہے [illegible] اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھہ چیز نہیں بلکہ وہ [illegible] خدا [illegible] اس لئے عطا فرمائی ہیں [illegible] کہ انسان فنائی اخلاق اللہ کا مرتبہ حاصل کرکے توحید فعلی کا حاصل کرے۔

اب جبکہ مدار فنائی اخلاق اللہ کا حقیقی نیکی ٹھہری تو اس حقیقی نیکی پر قدم مارنا صراط مستقیم ہے اور اسی کا نام توسط اور اعتدال ہے کیونکہ توحید فعلی جو مقصود بالذات ہے وہ اسی سے حاصل ہوتی ہے اور جو شخص اس نیکی کے حاصل کرنے میں متساہل رہے وہ درجہ تفریط میں ہے اور جو شخص اس سے آگے بڑھے وہ افراط میں پڑتا ہے ہر جگہ رحم کرنا افراط ہے کیونکہ محل کے سوا بے محل کا پیوند کر دینا اصل پر زیادتی ہے اور یہی افراط ہے اور کسی جگہ بھی رحم نہ کرنا یہہ تفریط ہے کیونکہ اسمیں محل بھی فوت کر دیا اور یہی تفریط ہے اور وضع شے کا اپنے محل پر کرنا یہہ توسط اور اعتدال ہے کہ جو صراط مستقیم سے موسوم ہے جسکی تحصیل کے لئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض کیا گیا ہے اور اس کی دعا ہر نماز میں بھی مقرر ہوئی ہے جو صراط مستقیم کو مانگتا ہے کیونکہ یہ امر اسکو توحید پر قایم کرنے والا ہے کیونکہ صراط مستقیم پر ہونا خدائی صفت ہے علاوہ اسکے صراط مستقیم کے حقیقت حق اور حکمت ہے پس اگر وہ حق اور حکمت خدا کے [illegible] بجالایا جاوے تو اوس کا نام حقیقی نیکی ہے اور اگر [illegible] ساتھہ بجالایا جاوے تو اوس کا نام اخلاص [illegible] ہے اور اگر اپنے نفس [illegible] کا نام تزکیہ نفس ہے [illegible]

کہ جسمیں حقیقی نیکی اور اخلاص مابعد اور تزکیہ نفس تینوں شامل ہیں۔

اب اس جگہ یہہ بھی سمجھنا چاہئے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے علمی اور عملی اور حالی اور پھر یہ تینوں تین قسم پر ہیں علمی میں حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے۔ اور عملی میں ان حقوق کو بجالانا۔

مثلاً حق اللہ علمی یہہ ہے کہ اوسکو ایک سمجھنا اور اوسکو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیوں کا مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا اور قابل عبودیت ہونا اسی میں محصور رکھنا یہہ تو حق اللہ میں علمی صراط مستقیم ہے۔ اور عملی صراط مستقیم یہہ ہے جو اسکی طاعت اخلاص سے بجالانا اور طاعت میں اوس کا کوئی شریک نہ کرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا اور اسی پر نظر رکھنا اور اسی کی محبت میں کھوئے جانا یہہ عملی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ہے۔

اور حق العباد میں علمی صراط مستقیم یہہ ہے جو انکو اپنا بنی نوع خیال کرنا اور انکو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے۔ جو ان کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہیں یہہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک کی ذات کی نکلتی ہے کہ جسمیں کوئی نقصان نہیں اور اپنی ذات میں کامل ہے۔

اور عملی صراط مستقیم یہ ہے جو حقیقی نیکی بجالانا یعنے وہ امر جو حقیقت میں اون کے حق میں اصلح اور راست ہے بجالانا یہہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اسمیں یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق میں فانی ہوں اور حق النفس میں علمی صراط مستقیم یہہ ہے کہ جو جو نفس میں آفات پیدا ہوتی ہیں جیسے عجب اور ریا اور تکبر اور حقد اور حسد اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم ان سب سے مطلع ہونا اور جیسے وہ حقیقت میں اخلاق رذیلہ ہیں ویسا ہی اون کو اخلاق رذیلہ جاننا یہہ علمی صراط مستقیم ہے اور یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جسمیں کوئی عیب نہیں اور اپنی ذات میں قدوس ہے۔

اور حق النفس میں عملی صراط مستقیم یہہ ہے جو نفس سے ان اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا اور صفت تخلی عن الرذائل اور تحلی بالفضائل سے متصف ہونا یہی عملی صراط مستقیم ہے یہہ توحید [illegible] ہے کیونکہ موحد کی اس سے یہہ غرض ہوتی ہے [illegible] کہ تا اپنے [illegible] کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے۔

اور اس میں حق العباد میں جو عملی صراط مستقیم ہے ایک فرق باریک ہے۔

اور وہ یہ ہے جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے۔ اور ایسا بالمعنے شرف ہے خواہ خارج میں کبھی ظہور میں آوے یا نہ آوے۔ لیکن حق العباد جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج میں اس کا اثر پہونچے اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے غرض تحقق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت میں ہے اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہیں یہہ تزکیہ نفس ایک جنگل میں اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہیں ہو سکتا۔

اب جاننا چاہیئے جو صراط مستقیم علمی و عملی سے غرض اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے یعنے وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور وہ توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو۔ پس یاد رکھنا چاہیئے جو قرآن شریف میں بجز توحید کے اور کوئی مقصود اصلی قرار نہیں دیا گیا اور باقی سب اوس کے وسائل ہیں ایسا ہی اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا توحید علمی کے قایم کرنے کے لئے ہے کہ تا انسان کے آئینہ وجود میں اخلاق اللہ کا عکس منعکس ہو کر اوسکو بالکل خودی اور ہستی سے محو کرے پس اگر انسان بطور خدمت مخلوق کے اپنے اخلاق کو معرض ظہور میں لاتا ہے تو یہ سارا کام اس غرض سے ہوتا ہے کہ تا اپنے افعال کو مبدء قدیم کے افعال میں فانی اور گم کرے جیسا فرمایا ہے ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔ اور جیسا فرمایا بی یسمع بی یبصر بی یمشی بی یبطش۔ اور اس حالت میں کہ افعال اوس کے افعال الٰہی کا ایک سایہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں بجز التزام حق اور حکمت کے اور کسی چیز کا التزام اُسکے افعال میں نہیں آتا اور جو مقتضاء حق اور حکمت کا ہو وہی اُس سے صادر ہوتا ہے اور اُسی کو وہ اصل محکم سمجھ کر اُس سے جو کمی بیشی ہو اوسکو افراط اور تفریط سمجھتا ہے۔

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت میں توحید علمی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلاشبہ اخلاق رذیلہ سب غیر اللہ ہیں جو کسی خود غرضی کے منشاء سے پیدا ہو جاتے ہیں ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اُسکو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مدنظر ہوتا ہے۔ ایسا ہی عجب میں بھی اپنے ہی نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے بخل میں بھی اپنی ہی خودداری منظور ہوتی ہے حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے۔ پس انسان کی فلاح کلی شرک سے اسی میں ہے کہ وہ اخلاق ذمیمہ سے تزکیہ اپنے نفس کا کر کے توحید عملی اختیار کرے اور اسی کی طرف اشارہ ہے قد افلح من زکّٰھا۔ اور اسی طرف اشارہ ہے جو فرمایا

الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی نوع کے شرک سے ملبوث نہ کیا انہیں کو خطرات عذاب سے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں یعنے اُن کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا ایمان بھی خالصًا خدا پر لائے اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی صفات اللہ کا درجہ پایا۔ اور پھر اپنے اخلاقی قوتوں کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اختیار کی۔

اور یہہ توحید یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اسلئے توحید ہے جو اس سے اپنے صفات سے فنا لازم آتی ہے۔

اور پھر توحید آخری جو توحید حالی ہے یہہ ہے کہ جو نفس کو اخلاق رذیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوا اللہ سے پاک کر کے اُنس اور شوق الٰہی میں مستغرق کریں یہہ اسلئے توحید ہے جو اسمیں فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تبھی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان میں نہ رہے۔

صیقل زدم آن قدر کہ آئینہ نماند

یہہ توحید بوجہ کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنے خواہشوں سے بکلی منقطع ہو جانا وضع عادت انسان کے برخلاف ہے اسلئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے اور عبودیت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہیں اسی لئے اس توحید کے حاصل کرنے کے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کی دعا ہے۔ کیونکہ بجز فضل الٰہی کے یہہ توحید حاصل نہیں ہو سکتی۔

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم کی ہے

ایک توحید علمی کہ جو تصحیح عقاید سے حاصل ہوتی ہے۔

دوسری توحید عملی کہ جو قوی اخلاقی کو خدا کے راستہ میں کرنے سے یعنے فنا فی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔

تیسری توحید حالی جو اپنے ہی نفس کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنے نفس کو کمال تزکیہ کے مرتبہ تک پہونچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا۔ اور نابود اور بے نمود ہو جانا یہہ توحید بوجہ کامل تب میسر آتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی انسان کو پکڑے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے اور بجز فضل الٰہی کے نہ یہہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے۔ اسی کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ ایاک نستعین ہے ان اللہ یزکی من یشاء لیکن جو شخص ظلم صریح اور کذب فاش کو چھوڑ دے اور حتی الوسع و استطاعت تزکیہ نفس میں مجاہدہ کرے اوسکو جناب الٰہی سے امیدوار رہنا چاہیئے جو اس توحید کا پیالہ اوسکے نصیب کرے۔ گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند۔ ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

والذین اٰمنوا ولم یلبسوا بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے۔ توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ۔ توحید بہ تخلق اخلاق اللہ۔ توحید بہ شہود وجود اللہ۔

توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب تمام اسم باطل کو لا نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنے لا الٰہ الا اللہ کے مضمون کا قایل ہو اور اسی کے ضمن میں توحید فی صفات اللہ بھی متحقق ہو جاتی ہے کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے پھر زیادہ تر تشریح اسکی کلمہ وحدہٗ لا شریک میں ہے جسکے یہ معنے ہیں جو کسی نوع کا شریک خدا کے لئے جایز نہیں یہ تو توحید علمی ہے۔

اور توحید عملی یعنی عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب ہر ایک فعل اوس سے بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو یعنے افعال اس کے مرضیات الٰہی میں ایسے محو ہوں جو اخلاق الٰہی کے اظلال اور آثار ہو جائیں اور یہ حالت اسوقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہوں کیونکہ خدا کی اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہے اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹھہرینگے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہو۔ یا اقسام توحید کے بہ تفصیل ذیل ہیں۔

توحید اعتقادی۔ توحید فی العبادت
توحید اخلاقی۔ توحید شہودی۔

توحید اعتقادی ظاہر ہے۔ توحید فی العبادت یہ ہے کہ عبادات میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہراوے

توحید اخلاقی یہ ہے جو ہر یک فعل بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو۔ توحید شہودی یہ ہے جو شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالےٰ کے صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جائے۔

مرزا صاحب کی تعلیم کا اثر

الانصاف پسندی اور بے تعصبی قابل قدر

جو سرہیں جہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں دیسی پریس خواہ نخواہ اپنے فرایض منصبی کی کچھ بھی پروا نکرتا ہوا حد اعتدال سے گذر جاتا ہے وہاں بعض معقول پسند اور بے لوث اخبار نویس ایسے بھی ہیں جو بلا خوف لومۃ لائم اپنی بے لگاؤ رائے کے اظہار سے رک نہیں سکتے۔ ایسے ہی اخبار نویسوں میں سے ایک معزز ہمعصر پیسہ اخبار بھی ہے جسنے جب کبھی اسے موقع ملا ہے سلسلہ عالیہ پر لکھتے ہوئے صاف دلی سے اظہار رائے کیا ہے چنانچہ ۲۸ اگست ۱۹۰۵ء کو اسنے مندرجہ ذیل نوٹ شایع کیا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب مدعیٔ مسیحیت و مہدویت وغیرہ اپنے دعاوی میں سچّے ہیں یا جھوٹے اس خیال کو جانے دو۔ ایک ایسے شخص کو جو کسی دشمن کی نصیحت سے بھی مستفید ہونا چاہتا ہے۔ ان جھگڑوں سے کیا سروکار ہاں کے میدوں کی اخلاقی اور دینی حالت پر نظر ڈالو جو اکثر برائے نام مسلمانوں سے بہتر و افضل نظر آئے گی۔ قریبًا تین ماہ کا عرصہ ہوا ایک مقام پر ایک میرزائی (احمدی) اور ایک مشہور مولوی صاحب بحث کر رہے تھے۔ پانچ سات اور معزز مسلمان بھی بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب جوش سے آنکھیں سرخ کرتے۔ مرزا مرزا پکارتے اور مخاطب سے کسی قدر ترش روئی و سختی سے پیش آتے تھے۔ اسپر کمال یہ تھا کہ جب مرزائی کی باری جواب دینے کی آتی تو مولوی صاحب درمیان ہی میں بول اٹھتے اور اپنا سلسلۂ سخن بند نہ ہونے دیتے برخلاف ان کے مرزا صاحب کا مرید نہایت متانت و اخلاق اور ادب سے گفتگو کرتا اور مولوی صاحب کے غیر مہذب الفاظ (جو وہ مرزا صاحب کے حق میں کہتے تھے) نہایت صبر اور تحمل سے کام لیتا تھا اس سے ہزار درجہ بڑھ کر صبر و تحمل کا ایک واقعہ قادیان میں حکیم مولوی نورالدین صاحب کی طرف سے ظاہر ہوا ہے۔ ۲۸ جولائی کو مولوی صاحب کی عورت کا انتقال ہو گیا۔ اور ۱۲ اگست کو دو سال کا ایک بچہ بھی نذر اجل ہوا جس کے متعلق الحکم اور بدر سے معلوم ہوا۔ کہ مولوی صاحب نے قبر میں رکھنے سے پہلے لڑکے کا کفن کھولا۔ اُس کے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرے آنسوؤں اوکی آنکھ سے نکلے دفن کرنے کے بعد مرحوم کا کفن کھولنے اور منہ چومنے کے متعلق فرمایا کہ جب آنحضرت کا بچہ ابراہیم فوت ہو گیا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا اور خدا کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل پر خوش ہیں۔ البتہ چند روز

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء آج کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کا ذکر تھا۔

فرمایا۔ بڑے بڑے مکفرین اور ایذاد ہندہ جو ہیں۔ ان کو خدا تعالےٰ ہمارے سامنے ہی اس زمین سے ناکام اٹھا رہا ہے اور ان کی مرادوں کے برخلاف دن بدن اس سلسلہ کو ترقی دے رہا ہے ابتدا میں جن لوگوں نے بہت زور شور سے مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ان میں سے کوئی چودہ پندرہ ایسے یاد ہیں۔ جو ہماری مخالفت کے معاملہ میں ناکام مر چکے ہیں ان میں سے مولوی غلام دستگیر قصوری تھا جو مکہ سے کفر کا فتوے لایا تھا۔ نواب صدیق حسن خان لکھو کے کا مولوی محمد اور عبد الحی۔ رشید احمد گنگوہی لدہیانہ کے تین مولوی۔ سید احمد خان جو کہتا تھا کہ ہماری تحریریں بے فائدہ ہیں۔ محمد عمر مولوی شاہدین لدہیانوی۔ نذیر حسین دہلوی۔ محمد حسین بھینی مولوی محمد اسماعیل علیگڈہی۔ رسل بابا امرتسری۔

جس نے جلد معجزہ دیکھنا ہو۔ اسے چاہیئے کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرے یا تو سخت مخالف بنے یا محبت کا کامل تعلق پیدا کرے۔

خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ جو تیری اہانت کریگا اس کی میں اہانت کروں گا۔ اور جو تیری اعانت کرے گا اس کی میں اعانت کروں گا معمولی پر مخالفت کرنے والا اور اپنے کاروبار میں چلنے پھرنے والا ماخوذ نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدا حلیم اور کریم ہے وہ اس طرح نہیں پکڑتا۔

بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ چونکہ خدا تعالےٰ علے کل شئ قدیر ہے۔ اسواسطے وہ اسبات پر بھی قادر ہے کہ جھوٹ بولے۔ ایسا اعتقاد بے ادبی میں داخل ہے ہر ایک امر جو خدا تعالےٰ کے وعدہ اس کی ذات جلال اور صفات کے برخلاف ہے وہ اس کی طرف منسوب کرنا بڑا گناہ ہے جو امر اس کے صفات کے برخلاف ہے ان کیطرف اس کی توجہ ہی نہیں۔

صدیق حسن خان نے ادریس کے آسمان پر جانے کی تکذیب کی ہے اور لکھا ہے کہ اگر وہ آسمان پر گیا۔ تو اس کی موت کس طرح سے ہوگی کیونکہ سب کا مرنا زمین پر ضروری ہے۔ تعجب ہے۔ کہ مسیح کے معاملہ میں یہ بات اسکو سمجھ نہیں آئی۔

اگر خدا تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ کو موت نہیں دی اور ویسے ہی آسمان پر اٹھا لیا ہے تو لفظ رفع کا قرآن شریف میں کافی تھا رفع سے پہلے توفی کے لفظ لانے کی پھر کوئی ضرورت نہ تھی۔ آسمان پر جانے کا مفہوم تو لفظ رفع سے ہی پوری طرح نکل سکتا تھا۔

اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ کہ امام حسین آنحضرت سے افضل ہیں۔ اور اس پر دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ امام حسین کو شہادت کا درجہ ملا۔ جو آنحضرت کو نہ ملا تھا یہ ایک غلط خیال ہے کیونکہ شہادت صرف امام حسین کو نصیب نہیں ہوئی۔ لاکھوں صحابہ کو ہوئی۔ اسمیں سب برابر ہیں اور آنحضرت کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی پیشگوئی ہے۔ کہ واللہ یعصمک من الناس۔ اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر زمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں فضیلت کا معاملہ اللہ تعالےٰ کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے خدا کی پاک کتاب نے آنحضرت کو سب سے افضل قرار دیا امام حسین نے کہیں یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ میں سب سے افضل ہوں نہ انکی کسی تحریر سے اور نہ کسی تقریر سے ایسی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ تمام امت سے افضل ہیں۔ اور اگر ان کا کوئی ایسا دعوےٰ ہوتا تب بھی ماننے کے قابل نہ تھا کیونکہ قرآن شریف کے برخلاف تھا۔ امام حسین کی شہادت سے بڑھکر حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت ہے جنہوں نے صدق اور وفا کا نہایت اعلےٰ نمونہ دکھایا اور جنکا تعلق شدید بوجہ استقامت سبقت لے گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ لوگوں کے مراتب اور درجات کیا ہیں۔ اسی نے مجھے الہام کیا ہے کہ۔ انی فضلتک علے العالمین۔ اگر سارا زمانہ ایک طرف ہو جاوے اور میں اکیلا ایک طرف رہ جاؤں۔ تب بھی خدا کے الہام کے بالمقابل کسی کا کہنا نہیں مان سکتا۔ اگر امام حسین کو یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ قیامت تک سب سے افضل ہیں۔ تو دوسری وحی اسی خدا نے اسکے برخلاف مجھے کس طرح سے کر دی اگر یہ وحی شیطانی ہے تو دن رات خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرۃ اس کے ساتھ کیوں ہے عجب خدا ہے جو پچیس تیس سال سے مفتری کو مہلت دیتا ہے بلکہ دن بدن اس کے سلسلہ کو ترقی دیتا ہے اور اس کے مخالفوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اس طرح سارے انبیاء کی صداقت پر شبہ پڑ سکتا ہے افتراء اور کذب تو ایک مکروہ اور غیر طبعی امر ہے انسان کب تک اسکو اختیار کر سکتا ہے۔ ہمارے دشمن تو ہمیشہ منتظر رہتے ہیں کہ یہ اب مارے گئے اور اب ہلاک ہوئے۔ مگر ہر دفعہ انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے ہر طرح سے ایذا دیتے ہیں قتل کی دہمکیاں دیتے ہیں ہمارے قتل کے جواز کے فتوے دیتے ہیں۔ خون کے مقدمات بناتے ہیں مگر خدا ہر امر میں بقول ان کے کاذب کی طرفداری کرتا ہے ہماری دشمنی کے سبب ان کی شریعت ہی بدل گئی خدا جو صادق کا معاون ہوا کرتا تھا۔ اب ان کے نزدیک کاذب کا معاون ہونے لگا یہ عداوت انکو کسقدر کہاں لے جائیگی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ عناد ان کو رفتہ رفتہ لا الہ الا اللہ کے حلقہ سے باہر نکال دیگا۔ صادق کے لئے ایک امر مابہ الامتیاز ہوتا ہے۔ اگر وہ نہیں تو انبیا کی صداقت مشتبہ ہوجاتی ہے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ فرمایا۔ اگر بعض لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے دعا کی تھی۔ تو بارش ہوگئی مگر ان کی یہ دعائیں قابل قدر نہیں ہیں کیونکہ یہ صرف مصیبت کے وقت کا رونا ہے۔ اور مصیبت کے ذرا ہٹنے کے بعد پھر وہی سخت دلی ان میں پائی جاتی ہے۔ اس بارش پر بھی خوش نہیں ہونا چاہیئے جو بات الہام الٰہی سے ہم کو معلوم ہوئی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اس زمانہ کے لئے دن خیر کے نہیں ہیں۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ اگر خدا ان بلاؤں کو نازل نہ کرے تو پھر دین کی خیر نہیں۔ تین قسم کے لوگ ہیں۔ خواص۔ اوسط درجہ کے لوگ اور عوام۔ خواص تو دہریہ مذہب بن رہے ہیں۔ انکو دین کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ دین پر ہنسی ٹھٹھہ کرتے ہیں اوسط درجہ کے لوگ خواص کے تابع ہیں۔ عوام مثل وحشیوں کے ہیں تمام دنیا کی حالت اسوقت بگڑی ہوئی ہے مقدمہ والے ہیں تو جھوٹے گواہوں کے بنانے میں مصروف ہیں زمیندار ہے تو شریعت کو چھوڑ بیٹھا ہے ملازم ہے تو اپنی ملازمت کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ تاجر ہے تو اپنی تجارت میں قسما قسم کے دہوکھوں میں مصروف ہے۔ جب تک لوگ تقوےٰ اختیار نہیں کریں گے خدا ہر گز اون پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ یہ بلائیں ان کے سر سے ٹلیں گی۔

زندہ آدمی کا زمین میں دفن ہونا

(از جناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی)

ہم ہندؤں اور مسلمانوں کا عام دستور ہے کہ جب کسی عزیز کو دیکھتے ہیں کہ اسکی نبض نہیں چلتی سانس بند ہے۔ سارا بدن ٹھنڈا برف ہوگیا۔ جبڑا اور سارے اعضاء اکڑ گئے ہیں چہرہ پر مردنی چھاگئی ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں رنگان کی ڈھلک گئی ہے ناک کا بانسا پھر گیا ہے تو اوس کے مرجانے کا بالکل یقین کر لیتے ہیں مگر بعض بیماریاں جیسے سکتہ۔ بیہوشی اور غشی ایسی ہوتی ہے کہ مزید احتیاط کے لئے طبیب کو بلا کر ان کا امتحان کراتے ہیں۔ بدن میں سوئیاں چبھو کر دیکھتے ہیں۔ کہ خون نکلتا ہے یا نہیں؟ جب نہیں نکلتا تو جان لیتے ہیں کہ اس کی جان نکل گئی۔ پھر جہانتک جلدی ہوسکتی ہے مردہ کو مرگھٹ یا قبرستان میں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مردہ جب تک گہر میں پڑا رہے ہندو مسلمان دونوں کہانا حرام سمجھتے ہیں۔ ہندو مردہ کو نجس جانتے ہیں۔ اسلئے دونوں مردہ کی تجہیز اور تکفین میں جلدی کرتے ہیں۔ اس جلدی کا نتیجہ شاذونادر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مردہ کو ارتھی میں رکھکر یا جنازہ بنا کے لے چلے۔ کہ رستہ میں مردہ متحرک ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ہنوز مردہ میں جان باقی ہے۔ یہ دیکھکر سب ہی ڈر جاتے ہیں۔ بعض ہندو تو ایسے وہمی ہوتے ہیں کہ وہ مردہ کو گھر میں نہیں لاتے وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خبیث روح اسکے اندر گھس گئی ہے اسکے گہر میں لے جانے سے ضرور کوئی خرابی ہوگی۔ اور پارسیوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسے آدمی کو گھر میں لائیں گے تو ضرور گھر میں وبا یا کوئی بلا آئیگی۔ اسلئے اوسکو گھر سے باہر رکھتے ہیں مگر مسلمان اوسکو خوشی خوشی گھر لے آتے ہیں۔ اور خدا کا شکر کرتے ہیں بعض دفعہ مرنے کی ساری علامتیں جو اوپر بیان ہوئیں نمودار ہوتی ہیں۔ ارتھی اور جنازہ کی تیاری ہوجاتی ہے مگر مردہ گھڑی میں ایسی حرکت کرتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جان نکلکر پھر آگئی۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو علامتیں موت کی اوپر بیان ہوئیں وہ یقینی موت کی نہیں۔ اکثر اون سب کے نمودار ہونے پر بھی جان باقی رہتی ہے جس کا ظہور گھڑی میں یا ارتھی اور جنازہ میں ہوتا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ کتنے ایسے زندہ مرگھٹوں میں جل جاتے ہونگے۔ یورپ اور امریکہ میں ڈاکٹروں نے تحقیق کیا ہے کہ یقینی موت کی اگر کوئی علامت ہے تو وہ صرف ایک ہی ہے یعنے جب بدن بکس کر سڑ جائے اور متعفن ہوجائے مگر اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے کوئی ایسا مرض نہ ہو جس میں بدن سڑ کر متعفن ہوتا ہو۔

آدمی کو نہ جلانے سے نہ دبانے سے نہ ریل ٹرین کے نیچے کچل جانے سے ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسی کہ زندہ دفن ہونے سے ہوتی ہے۔ پس اس سے زیادہ جانکاہ اور درد انگیز کوئی اور واقعہ نہیں ہوسکتا کہ آدمی زندہ دفن کر دیا جائے۔ اس سے بچنے کے لئے مصریوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ کوئی آدمی مرتا تو اسے اپنے پروہت کو امتحان کے لئے دے دیتے۔ جب وہ کہہ دیتا کہ ہاں! اسے یقینی موت آگئی ہے۔ تو اوسکو خوشبودار گوند اور مسی ملتے۔ یونانیوں کو بھی یہی خوف تھا کہ ہم کسی

[illegible] کا [illegible] … روز بھی [illegible] … حالیف تھے … [illegible] بانی سے نہانے سے [illegible] … معلوم ہوجائے بعض آدمی [illegible] … ہین کہ مرنے سے پہلے وصیت کرتے ہین کہ [illegible] کے بعد ہمارا سر کاٹ [illegible] … پھر زندہ دفن ہونیکی تکلیف اٹھانے کا کوئی احتمال باقی نہ رہے۔
بعض [illegible] … کہ یہ خوف ہی ناحق ہے [illegible] … زندہ مردہ سمجھا جاکے قبر مین دفن [illegible] … تو ایسا سیکڑہ سے زیادہ [illegible]۔

[illegible] جلد دفن کرنے کا رواج ہے ان کے [illegible] … کے باعث [illegible] … دیکھا گیا کہ کسی [illegible] … نیچے ہوئے زمین پر پڑے [illegible] … پتھر پر بیٹھا ہوا ہے ان کے [illegible] … ایسی [illegible] … قبرون مین دفن ہونے کے بعد زندہ ہوئے ہین کہ [illegible] … سے مرے ہون۔

کبھی قبرون سے ایسی آوازین بھی سننے مین آئی ہین کہ جیسے مردہ فریاد کرتا ہو۔ بعض آدمیون نے اپنے عزیزون کی صورت دیکھنے کے لئے قبر دن کو کھولا ہے تو وہ زندہ نکلے ہین۔ مسلمانون کے ہان دستور ہے کہ جب قبر کو پکا بناتے ہین تو گڑھا کھول کر کیوڑے یا گلاب کے شیشے مُردہ پر ڈالتے ہین۔ اس گڑھا کہولنے مین کبھی کبھی یہ دیکھا گیا ہے کہ مردہ کو جسطرح قبر مین لٹایا تھا اسطرح وہ نہین لیٹا ہے یا تو بیٹھا ہوا ملا ہے یا کسی کروٹ سے پڑا ہوا۔

پارسیون کے ہان دخمہ کے طاقون مین مُردے رکھنے کا ایسا اچھا دستور ہے کہ اگر مردہ مین ذرا بھی جان ہو تو معلوم ہوجاتی ہے پارسیون کا یہ پرانا اعتقاد ہے کہ کُل دار کتے مین زندہ اور مردہ کے شناخت کرنے کی جیسی جبلی قابلیت ہے ویسی کسی طبیب حاذق مین ہوہی نہین سکتی۔ اسلئے جب کوئی آدمی اُن کا مرتا ہے تو گہر پر کتے کو لاتے ہین۔ اور جب دخمہ پر پہنچتے ہین تو وہان بھی کتے کو لاکر دکہاتے ہین۔ اس رسم کا نام اُنھون نے سگ دید رکھا ہے کہتے ہین کہ [illegible] … کتے ہونے کی بہت سی مثالین لکھی ہوئی ہین۔

ایک کتا اپنے [illegible] … کے جنازہ کیساتھ بڑا مضطر اور بیتاب چلا جاتا تھا۔ جب جنازہ قبر کے پاس کیا گیا تو وہ [illegible] … تابوت زمین پر گر گیا۔ اور [illegible] … تختہ ٹوٹ گیا اور اس صدمہ سے مردہ [illegible] … آیا اور معلوم ہوا کہ زندہ ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص مر گیا۔ اسکا کتا اس کی قبر پر جا بیٹھا کئی دفعہ تو اُسے پکڑ کر گھر لیگئے مگر وہ رسی توڑ کر پھر قبر پر چلا گیا اسکے ایک برس بعد گرجے کا صحن بڑہانے کے لئے وہ قبر کھودی گئی تو اُس مین ایسی علامتین پائی گئین جن سے معلوم ہوتا تھا کہ قبر مین زندہ ہوکر اُس مردے نے کچھ کام لینے حرکتین کی ہین۔

پارسیون کے ہان اس سگ دید کی رسم کے سوا مُردون کو دخمہ کے طاقون مین رکھدیتے ہین۔ جنکے گوشت کو گِدھ کہا جاتے ہین اور گدھ کبھی اُس گوشت کو مونہہ نہین لگاتا جو مردار نہو۔ اس لئے گِدھ کا گوشت کہانا اُسکے مرنے پر صادق اور یقینی دلالت کرتا ہے۔

اب ایک اور بات انسان اور حیوان مین روح کے معطل ہونیکی ہے جسکے سبب سے زندہ آدمی کچھ دیر کے لئے مردہ معلوم ہوتا ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جسم سے روح باہر نکل کے پھر آئی ہے۔ اوسکو عالم رویا مین جانا بھی کہتے ہین۔ اس روح کے باہر جانے کے اکثر حکما قایل نہین جسکے سبب سے زندہ آدمی مردہ معلوم ہوتے ہین۔ اور پھر جی جاتے ہین۔ مگر ان مشاہدات کی وجہہ ہونے روح کے معطل ہونے یا اوس کے باہر جانے اور اندر آنے کے کچھہ اور نتائج نہین جا سکتی تالابون کے خشک ہوجانے سے مچھلیان بالکل مردہ معلوم ہوتی ہین اور جب اُن پر پانی ڈالو تو وہ پھر زندہ ہوجاتی ہین۔ سانپ جاڑے مین ٹھٹھر کر بالکل سوکھ جاتے ہین اور ذرا بھی جان اون مین معلوم نہین ہوتی مگر جب اون کو گرمی پہنچائی جاتی ہے تو وہ لہرین لینے لگتے ہین۔ مینڈک کیچڑ مین لتھڑ پتھڑ ہو جاتے ہین اور کیچڑ اون پر خشک ہوکر ایک خول بنجاتی ہے جسکے اندر یہ مینڈک بالکل مردہ ہوجاتے ہین مگر اوس مٹی کے خول کو اتار کر پانی مین ڈال دو تو وہ ٹرانے لگتے ہین۔ یہ تو حیوانون کی مثالین تہین اب انسانون کی سنئے۔

ایک جوگی مین یہ کمال تہا کہ جب اوسکو روپیہ دیکر کہتے کہ مرجا تو وہ مرجاتا تہا۔ اس حالت مین جب سب طرح اسکا امتحان کرکے دیکھتے تھے مگر اُن کی یہی رائے قرار پاتی تھی کہ یہ بیشک مرگیا ہے اور پھر تہوڑی دیر کے بعد زندہ ہوجاتا تہا۔ روح کا معطل کرنا اوس جوگی کے اختیار مین تہا۔ مگر بحال کرنا اوس کے قابو سے باہر تہا۔ گو روح خود بخود دیر مین سویر مین آجاتی تہی۔ ایک دفعہ اوسنے اپنی روح کو معطل کیا۔ پھر وہ کسی طرح بدن مین نہ آئی اور وہ سچ مچ مرہی گیا۔ اور اسی پیشہ مین کہ وہ مُردہ بن کر پھر زندہ ہوا اُسکی جان گئی۔

ضعیف آدمیون اور بچون مین یہ بات بہت دیکھنے مین آتی ہے کہ روح اون کی معطل ہوجاتی ہے۔ اور پھر بحال ہوجاتی ہے امتداد مرض حیات کا چشمہ خالی اور موت کا عمل مختصر کردیتا ہے غم و الم اور تکالیف اور مصائب کی کثرت اور بہت سی بیماریان موت کو لے آتی ہین مگر جان کی رمق باقی رہجاتی ہے اور اُن کی موت جو معلوم دیتی ہے۔ وہ ضعف غش اور بیہوشی ہوتی ہے جو روح کو معطل کر دیتی ہے بہ نسبت مردون کے یہ حالت عورتون پر زیادہ طاری ہوتی ہے بعض بچے ایسے پیدا ہوتے ہین کہ اُن کی روح معطل معلوم ہوتی ہے اور وہ مردہ معلوم دیتے ہین مگر پھر کچھہ عرصہ کے بعد روح اُن مین بحال ہوجاتی ہے۔

ولیم ٹب صاحب نے ایک کتاب اسی باب مین لکہی ہے وہ لکھتے ہین کہ جب مین ہندوستان کی سیر کو گیا۔ تو بابو سنسار چند سین میونسپل سکرٹری مہاراجہ جے پور ٨ مارچ ١٨٩٦ء کو مجھے ایک معزز عالم فقیر کے پاس لیگئے وہ اپنی چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تہا۔ مہاراجہ کے باغ کے پاس اُس کا بڑا [illegible] مکان تہا۔ اس فقیر کے اختیار مین تہا کہ جب چاہے اپنی روح کو جسم سے باہر لے جائے اور لے آئے سنا یہ گیا کہ وہ اپنی روح کو معطل کرنا جانتا تہا اور یہ عمل کرکے وہ بالکل مُردہ بنجاتا تہا اور پھر زندہ ہوجاتا تہا۔ دسمبر ١٨٩٥ء مین مُردہ ہونے کی حالت مین ٢٠ دن رہا۔ اُسکا امتحان بھی نہایت نگہبانی اور ہوشیاری سے کیا جاتا تہا۔

ڈاکٹر چندر سین دہلی نے اور اون کے بہائی سنسار چند سین نے اس فقیر کا امتحان اُس حالت مین کیا کہ وہ ایک مکان مین جاڑا بسر کرنے کے لئے بند تہا کچھہ دیر تک اُسکی نبض آہستہ آہستہ چلی اور پھر موقوف ہوگئی اور اُنہون نے وہ آلہ اُسکے دل پر لگایا جس سے دل کی حرکت دریافت کرتے ہین تو اُسکے دل مین ذرا بھی حرکت محسوس نہین ہوئی۔ فقیر کو سفید کفن پہنایا گیا اور زمین کے اندر ایک تہخانہ چھہ فٹ لمبا چھہ فٹ گول کہودا گیا اور سیمنٹ اور گارے سے چُن کر فقیر کو اُسمین اُتار دیا اور دروازہ اُسکا بند کردیا اور مقفل کرکے قفل پر ڈاکٹر سیم سین نے اپنی مُہر لگادی اور رائے دہنالال مجسٹریٹ شہر کے وہان اپنا چوکی پہرہ بٹھادیا۔ ٣٠ روز کے بعد مدفن کہولا گیا تہا البتہ مُردنی اُسپر چھائی ہوئی تہی۔ اعضا اکڑ اور ٹھٹھر گئے تھے اور وہ مدفن سے باہر نکالا گیا تو اوس کی مونہہ پر شہد اور دودہ اور جسم اور جوڑون پر تیل ملا گیا شام کو زندگی کے آثار معلوم ہوئے اور فقیر کو دودہ کا ایک چمچہ پلایا گیا۔ دوسرے دن دال کا پانی اور تیسرے دن کے بعد وہ دودہ روٹی کہانے لگا جو اُسکی معمولی غذا تہی۔

اُس فقیر کی یہ باتین دہلی اور جے پور مین مشہور ہین یہ فقیر سنسکرت کا بڑا پنڈت تہا اور ہندو جو علم اور مذہب کا شوق رکھتے تھے وہ اُسکے چیلے ہوتے چلے جاتے تھے اُسکی دانشمندی اور عقلمندی ظاہر تہی اسنے کبھی کسی سے روپیہ طلب نہین کیا۔ دولت کے ذکر سے اوسے نفرت تہی۔

١١ مئی ١٨٩٥ء کے میڈیکل ٹائمز مین مسٹر ہربٹ کا ایک مراسلہ چھپا ہے وہ لکھتے ہین کہ مین نے اس باب مین شہادت کی جمع کرنے مین کوئی موقع ہاتھہ سے نہین دیا کیونکہ اس قسم کے کارہائے عظیم مین بہت سی شعبدہ بازیان اور دھوکے بندیان اور چالاکیان ہوتی ہین۔ مگر اس مین بھی کوئی شک نہین کہ بعض حالتین بالکل بے لاگ بھی ہوتی ہین۔ اہل سائنس کو چاہئے کہ اس مشکل کام کو یقین ہی کرلین۔ پھر وہ اُن دو نوشتون کا ذکر کرتے ہین جنمین لوگون نے اپنے چشمدید واقعات لکھے ہین جنکو وہ پہلی شہادت کیساتھہ ملاکر کہتے ہین کہ زندہ کا مردہ بن کے دفن ہونا۔ اور پھر زندہ نکلنا ایک ایسا واقعی اثبات ہوتا ہے کہ جسمین شعبدہ بازی اور دھوکا دہی اور لاگ کو ہرگز دخل نہین اوس کی ایک مثال یہ لکھی ہے کہ ایک فقیر چھہ ہفتہ تک زمین کے اندر دفن رہا وہ کہانے پینے ہی سے محروم نہین رہا بلکہ ہوا اور روشنی سے بھی۔ جب وہ زمین کے اندر سے نکالا گیا تو اوس کے بازو اور ٹانگین کانپتے تھے۔ اور ٹھٹھر اور اکڑ گئے تھے لیکن اس کا چہرہ صاف تہا اور نبض نہین چلتی تہی تین برس تک مین ایک جنرل کی مصاحبت مین رہا وہ نہایت عقلمند اور معزز تہا۔ مدت سے ہندوستان مین ملازم تہا اس نے ایک حالت خود دیکھی تہی کہ ایک فقیر کئی فٹ نیچے زمین مین دفن رہا اور اُسکی نگرانی کے واسطے پہرہ چوکی بڑی احتیاط سے مقرر کیا گیا کہ اُسکے ساتھہ کوئی آمد و رفت نہ رکھہ سکے اور مزید احتیاط کے لئے اُسکے مدفن پر اناج بو دیا گیا۔ جو اُگ کر بڑھ بھی گیا تہا سو وہ ٤٢ دن تک اسی طرح دفن رہا اس عرصہ مین وقتاً فوقتاً جنرل صاحب نے خود جاکر دیکھا کہ اناج بدستور بڑہتا چلا آتا ہے جب وہ زمین سے نکالا گیا تو اسوقت بھی جنرل صاحب موجود تہے اُنہون نے فقیر سے سوال و جواب بھی کئے اور کہا کہ مجھے اس مین شعبدہ بازی کا شبہ ہوتا ہے تو فقیر نے کہا کہ اب مجھے دبوائیے اور خود امتحان کریجئے۔ تو پھر جنرل صاحب نے خود اپنے باغ مین امتحان کیا فقیر اُتنے ہی دن زمین مین دفن رہا جتنے دن پہلے رہ چکا تہا۔ اور اُن کو پھر اس واقعہ مین کوئی شبہ نہ رہا ایسی واقعات کی اور شہادتون کا بھی اضافہ ہو سکتا ہے سر کلاڈ ویڈ صاحب جو مہاراجہ رنجیت سنگ کے دربار مین لاہور کے پولیٹکل ایجنٹ تہے اُنکی زبانی مسٹر بریڈ کو یہ اطلاع ہوئی کہ مین اس بات کو کہ آدمی زمین مین زندہ دفن ہو کے پہر ایک مدت کے بعد زندہ نکلتا ہے بالکل خلاف عقل جانتا ہون وہ ہماری فزیالوجی یعنے علم الاعضا کے برخلاف تہی لیکن مینے اس کے برعکس ایسا ظاہر ثبوت اسکا دیکھا ہے کہ اس کے واقعی ہونے مین مجھے ذرا شبہ نہین رہا۔ ویڈ صاحب نہایت معزز اور شریف آدمی تہے انہون نے رنجیت سنگ کے دربار مین ایک فقیر کو زمین مین دفن ہوتے ہوئے دیکھا تہا اور اسکی تحقیقات مین اپنی ادبی مشقت شاقہ کو

[illegible] … ہوتے ہین کہ [illegible] … اسی صورت مرگ اتفاقی مین [illegible] … مین موت کی علامات [illegible] … کرا دینا چاہئے [illegible] … ایک علامت یقینی موت کی ہے [illegible] … راقم [illegible]

کرنے والے ٹھیرے - کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) انہیں میں سے تھے وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جنکی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کی قدر و منزلت اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسبات سے ہے جو اسکے دل میں ہے - پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مکہ والوں میں سے تھے - حضرت عمرؓ بڑے بھاری مخالف تھے یہانتک کہ ایک مرتبہ مشورہ قتل میں بھی شریک اور قتل کے لئے مقرر ہوئے لیکن آخر خدا تعالےٰ نے ان کو وہ جوش اظہار اسلام کا دیا کہ غیر قومیں بھی ان کی تعریف کرتیں اور ان کا نام عزت سے لیتے ہیں -

غرض

ہمکو وہ مشکلات پیش نہیں آئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے باوجود اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے جبتک پورے کامیاب نہیں ہو گئے اور آپ نے **اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا** کا نظارہ دیکھہ نہیں لیا -

آج ہمارے مخالف بھی ہر طرح کی کوشش ہمارے برباد کرنے کی کرتے ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے اور انہوں نے دیکھہ لیا ہے جسقدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی ہے اسی قدر **ناکامی** اور **نامرادی** انکے شامل حال رہی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو بڑہایا ہے یہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہہ شخص مر جاویگا اور جماعت متفرق ہو جاوے گی - یہہ فرقہ بھی دوسرے فرقہ برہموؤں وغیرہ کیطرح ہے کہ جن میں کوئی کشش نہیں ہے - اسلئے اسکے ساتھہ ہی اسکا خاتمہ ہو جاویگا - مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کو قایم کرے اور اسے ترقی دے - گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرقے نہ تھے - اسوقت انکے مخالف بھی یہی سمجھتے ہوں گے کہ بس اب ان کا خاتمہ ہے لیکن خدا نے ان کو کیسا نشو و نما دیا - اور پھیلایا - انکو سوچنا چاہیئے کہ اگر کوئی فرقہ تھوڑی سی ترقی کرکے رک جاتا ہے تو کیا ایسے فرقوں کی نظیر موجود نہیں جو عالم پر محیط ہو جاتے ہیں - اسلئے اللہ تعالےٰ کے ارادوں پر نظر کرکے حکم کرنا چاہیئے - جو لوگ رہ گئے اور ان کی ترقی رک گئی انکی نسبت ہم یہی کہیں گے کہ وہ اس کی نظر میں مقبول نہ تھے وہ اس کی نہیں بلکہ اپنی پرستش چاہتے تھے - مگر میں ایسے لوگوں کو نظیر میں پیش کرتا ہوں جو اپنے وجود سے جل جاویں اور اللہ تعالےٰ ہی کی عظمت اور جلال کے خواہشمند ہوں اسکی راہ میں ہر دکہہ اور موت کے اختیار کرنیکو

اما دہ ہوں پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں تباہ کر دے ؟ کون ہے جو اپنے گہر کو خود تباہ کر دے ؟ انکا سلسلہ خدا کا سلسلہ ہوتا ہے اسلئے وہ خود اسے ترقی دیتا ہے اور اس کے نشو و نما کا باعث ٹھیرتا ہے -

ایک لاکہہ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں ہوئے ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ انمیں سے کون تباہ ہوا ؟ ایک ہی نہیں اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجموعی طور پر دیکہو کیونکہ آپ جامع کمالات تھے - ساری قوم آپ کی دشمن ہو گئی اور اسنے قتل کے منصوبے کئے مگر آپ کی اللہ تعالےٰ نے وہ تائید کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی -

ایک دفعہ اوایل دعوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری قوم کو بلایا یہہ ابوجہل وغیرہ سب انمیں شامل تھے - (یہاں حضرت اقدسؑ نے وہ سارا واقعہ بیان فرمایا جسکو حالی نے نظم کیا - ہمنے مناسب موقع کے لحاظ سے وہ شعر یہاں درج کر دئے ہیں ایڈیٹر)

اشعار

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور سوئے دشت اور چڑہ کر کوہ صفا پر

یہہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا تو باور کروگے اگر میں کہونگا

کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پاکر

کہا تیری ہر بات کا یہاں یقین ہے کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے
کہا گر مری بات یہ دلنشین ہے تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی عرب کی زمیں جسنے ساری ہلادی
نئی اک لگن دل میں سبکے لگا دی اک آواز میں سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اوٹھے دشت و جبل نام حق سے

اہل مجمع نے سمجھا تھا کہ یہہ مجمع بھی کسی دنیوی مشورہ کے لئے ہوگا لیکن جب ان کو اللہ تعالےٰ کے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا تو ابوجہل بول اٹھا - **تبت لک سائر الیوم الھذا جمعتنا** غرض باوجود اسکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ صادق اور **امین** سمجھتے تھے مگر اس موقع پر انہوں نے خطرناک مخالفت کی اور ایک آگ مخالفت کی بہڑک اٹھی - لیکن آخر آپ **کامیاب** ہو گئے اور آپ کے مخالف سب نیست و نابود ہو گئے -

فرمایا لوگ چاہتے ہیں کہ **ترقی** ہو مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کسطرح ہوا کرتی ہے - دنیا داروں نے تو یہی سمجھہ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہوگی مگر میں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ **راستبازی** سے ہوا کرتی ہے اسکے لئے اللہ تعالےٰ نے نمونہ رکہا ہوا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کا نمونہ دیکہو - ترقی اسیطرح ہوگی جیسے پہلے ہوئی تھی - اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ صلاح اور تقوےٰ اور راستبازی سے ہوئی تھی - وہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے - اب بھی جب ترقی ہوگی اسی طرح ہوگی -

سید احمد خان قومی قومی کہتے تھے مگر افسوس ہے کہ وہ ایک بیٹے کی بھی اصلاح نکر سکے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ کرنا اور چیز ہے اور اس دعویٰ کی صداقت کو دکہانا اور بات اصل یہی ہے جو کچھہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں سکہایا ہے جبتک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے - جسقدر وہ قرآن شریف سے دور جاتے ہیں اسیقدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں -

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے

اللہ تعالےٰ نے تجارت زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں منع نہیں کیا مگر ہاں اس کو مقصود **بالذات** قرار نہ دیا جاوے بلکہ اسکو بطور خادم **دین** رکھنا چاہیئے - **زکوٰۃ** سے بھی یہی منشاء ہے کہ وہ مال خادم دین ہو -

خوب یاد رکہو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے جبتک قوم اللہ تعالےٰ کے لئے قدم نہیں اٹھاتی اور اپنے دلوں کو پاک و صاف نہیں کرتی کبھی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کر سکے یہہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑہنے اور انگریزی لباس پہنے اور شراب پینے اور فسق و فجور میں مبتلا ہونیسے ترقی ہو سکتی ہے یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو قوم رہتی تہی کیا وہ معاش اور آسایش کے سامان نرکہتے تھے ؟ کیا وہ انگریزی ہی پڑہے ہوئے تھے ؟ اسی طرح لوط علیہ السلام کے زمانہ میں بھی معاش کے ذریعے تھے - اسطرح اس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جنمیں سے ایک یہہ **زبان** بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے - لیکن وہ **زبان** جو خدا کی زبان ہے اسے اللہ تعالےٰ نے علم و معرفت کی **کنجی** بنایا ہے جب انسان تعصب سے پاک ہو کر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی سے باز رہیگا بلکہ دعاؤں میں لگا رہیگا تب ترقی ہوگی -

یہہ لوگ جو **قومی ترقی قومی ترقی** کا شور مچا رہے ہیں میں ان کی آوازوں کو سن کر حیران ہوا کرتا ہوں کہ شاید انکو مرنا ہی بہولا ہوا ہے اور ناپایدار زندگی کو انہوں نے مقدم کر لیا ہے یہ چاہتے ہیں کہ یورپ جیسے امیر کبیر بن جاویں - ہم منع نہیں کرتے کہ حد مناسب تک کوئی کوشش نکرے مگر افراط تو مذموم امر ہے افسوس ان ترقی چاہنے والوں کے نزدیک عملی طور پر ایک بد چال ہے بیباکانہ کرنا ہی - جیسا کہ یورپ کا عملی طرز بتا رہا ہے - اگر یہی ترقی ہے تو پہر ہلاکت کیا ہوگی ؟ پس تم اپنی نیتوں کو صاف کرو - اللہ تعالےٰ کو رضامند کرو - دعاؤں میں لگے رہو - اور دین کی اشاعت کے لئے دعا کرو پہر منع نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس قسم کی استعداد اور مناسبت معاش کے لئے دی ہے اس سے کام لو - زراعت ہو یا ملازمت یا تجارت کرو مگر یہہ نہیں کہ اس کو مقصود بالذات سمجھکر دل اس سے لگا لو - بلکہ دل اس سے ہمیشہ اداس رکہو اور اسے ایک ابتلا سمجہو اور دعا کرتے رہو کہ خدا تعالےٰ وہ زمانہ لاوے کہ فراغت کا زمانہ یاد الٰہی کے لئے میسر آوے - میری غرض اور تعلیم تو یہ ہے جو اسپر مخالفت کرے اسکا اختیار ہے ہنسی کرے اختیار ہے مگر حق یہی ہے -

جو لوگ آزاد مشرب ہیں وہ ایسی باتوں پر سخت ہنسی کرتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اطفال کے درجہ پر ہیں اور ہمیں تیرہ سو برس پیچھے لے جاتے ہیں - مگر جن میں تقوےٰ ہو - اور موت کو یاد رکہتے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے ؟

میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جب تک صحت ہے اسوقت تک یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں لیکن جب ذرا مبتلا ہوتے ہیں تو ہوش میں آ جاتے ہیں - نیچری مذہب کے لئے اسیقدر مستحکم ہوگا جسقدر دنیوی آسایش و آرام میسر ہوگا - جسقدر مصائب ہونگے ڈہیلا ہوتا جائیگا - جو شخص دنیوی وجاہت اور عہدہ پاتا ہے اور قوم میں ایک عزت دیکھتا ہے وہ کیا سمجہہ سکتا ہے کہ دین کیا چیز ہے - ؟

جو گروہ نمازوں میں تخفیف کرنی چاہتا ہے اور روزوں کو اڑانا چاہتا ہے اور قرآن شریف کی ترمیم کرنے کا خواہشمند ہے اگر اسے ترقی ہو تو تم سمجہہ لو کہ انجام کیا ہو ؟

(اسکے ضمن میں آپ نے نواب محمد حیات خان مرحوم کا ذکر کیا کہ اللہ تعالےٰ نے کس طرح پر قبل از وقت مجھے اس کی بحالی کی اطلاع دی جسکی میں نے اسکو بھی خبر دیدی تہی - لیکن جب بحال ہو گیا تو پہر وہ ساری باتیں جو معطلی کے زمانہ میں تہیں بہول گئیں -

حوادث روزگار کی خبرین

۸ ستمبر کی صبح اٹلی مین شمالی ہندوستان مین ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہے کیونکہ اس تاریخ اٹلی مین سخت زلزلہ سے جان ومال کا بھاری نقصان ہوا۔ خاص کا بیریا مین ۳۷۴ جانین مکانات گرنے سے دب کر ضائع ہوئین۔ اسکے ارد گرد کے قریباً بارہ دیہات کو نقصان پہنچا۔ اور پیرو۔ مونتیمن اور مارٹی رینو قصبے بالکل تباہ ہو گئے۔ مارٹی رینو مین جانون کے نقصان کی تعداد دو ہزار ہے۔ مقام پارگلی سے تین سو اور جاپلو سے دو سو لاشین ملین۔ صدمہ سے سارا علاقہ ویرانہ معلوم ہوتا ہے۔ ملک کیحالت ایک وسیع قبرستان کے مشابہ بتائی گئی ہے۔ لاشین عفونت پھیلا رہی ہین۔ شوریدہ سرابادی نے سامان اعانت کی ٹرین کو گھیر لیا اور شور اعانت مچانا شروع کیا۔ میلون تک زمین مین شگاف ہو چکے ہین۔

ماہ روان کی پیشینگوئی :- ولایت کے ایک مشہور منجم نے ماہ ستمبر کے واسطے مندرجہ ذیل پیشینگوئیان کی ہین۔ دیکھئے ان مین سے کون کون درست ثابت ہوتی ہین۔ (۱) فرانس مین کسی بات پر سخت جھگڑا ہوگا۔ (۲) روم کی خواتین پر بہت ظلم ہوگا۔ (۳) ۲۴ اور ۲۶ ستمبر کو زلزلہ آئیگا۔ (۴) ٹرکی مین گڑبڑ مچیگا۔ (۵) جس شخص کی سالگرہ کا دن ۲۴ ستمبر ہوگا اس کے خاندان کو مصیبتون کا سامنا ہوگا (۶) جس عورت کی سالگرہ ۲۲ کو ہوگی وہ ضرور بدچلن ثابت ہوگی۔ (۷) زار روس کے خلاف شرمناک سازشین کی جائینگی جنکے قتل کرنے کی کوشش کی جاوے گی سب واہیات زٹلین ہین +

زلزلہ زدگان اٹلی :- اٹلی کے زلزلہ زدہ علاقہ مین مصیبت زدون کے لئے جھونپڑیان بنائی جارہی ہین۔ اور دیگر امدادی کام بھی سرگرمی سے ہو رہے ہین۔

کوہی علاقہ کے دور دراز مقامات پر امداد کے پہنچانے اور مزدورون کی قلت سے سخت تکلیف پیش آرہی ہے۔

اٹلی مین ایک اور زلزلہ - گذشتہ ہفتہ اٹلی مین سخت زلزلہ آنے کی خبر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے۔ ۱۴ ستمبر کو لندن سے خبر ملی کہ وہان ۱۲ ار کو ۹ بجے شام اور ۲ بجے ۱۴ ار کی صبح کو پھر زلزلہ آیا جس سے بہت کچھ نقصان ہوا۔ وہ لوگ جو پہلے زلزلہ سے پریشان ہو رہے تھے گھبرا اٹھے ہین سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے

ملکہ اٹلی نے ۲ ہزار پونڈ غربا اور مصیبت زدگان مین تقسیم کرنے کے لئے مرحمت کئے ہین۔ اسی طرح کنگ وکٹر ایمینوایل نے بھی ۴ ہزار پونڈ عنایت فرمائے۔

برہم پتر مین طوفان - امسال دریائے برہمپتر مین نہایت خوفناک طوفان آرہے ہین۔ بنگال کے مقامات میمن سنگھ۔ جمالپور وغیرہ بالخصوص اس طغیانی کے شکار ہوئے ہین۔ دھان وغیرہ کی فصل بالکل ڈوب گئی ہے جسکا سرسبز ہونا غیر ممکن ہوگیا ہے۔ غربا ومساکین لوگ سخت پریشان اور مایوسی کی حالت مین زندگی کے دن پورے کر رہے ہین۔ مکانون مین رہنے کا ٹھکانا نہین بیچارے ناؤمین یا بانسون کے پاڑ باندھکر رہتے ہین۔ مال واسباب کی فکر تو درکنار۔ جانون کے لالے پڑے ہین۔ جانورون کے لئے چارہ میسر نہین آتا۔ بعض غریب ایک وقت بمشکل کہانا پاتے ہین۔ اس دریا مین سینکڑون برسون سے اس قسم کے قیامت آمیز طوفان نہ آئے تھے۔ مگر امسال گردش زمانہ نے یہی رنگ دکھلا دیا۔ خدا جانے اہل ہند پر کیون اسقدر آفتین آرہی ہین کہ ایک پل چین سے نہین گذرتا کہین طاعون ہے کہین خشک سالی ہے کہین ہیضہ ہے۔ کہین زلزلہ ہے بہرحال ہر ایک صوبہ کسی نہ کسی مشکل مین پھنسا ہے

سری نگر کشمیر مین بارانی طوفان کی خبر پہنچی ہے بارش لگاتار ۴۸ گھنٹہ تک اس زور سے ہوتی رہی کہ تمام جھلین ایک ہو رہے تھے۔ یہان کی انگریزی بستی بالکل تہ آب ہے۔ امیرا کدل کے پل کے ارد گرد پانی ہی پانی پھیل رہا ہے۔ یورپین اکثر ناؤمین اور انگریز بیانی لوگ بھی مکانات چھوڑ کر ڈونگون مین بود و باش رکھتے ہین ۱۹۰۳ء کا طوفان بہت سخت تھا۔ اس کی نسبت پانی کا چڑھاؤ صرف ایک فٹ کے کم تھا۔ دریا اسوقت سمندر سے باتین کرتا ہے۔ سڑک کشمیر پر جابجا ٹیلے آپڑے اس باعث آمد ورفت بہت دقت طلب ہے۔ سری نگر سے بیکر ۹ میل تک تمام سڑک پانی مین ڈوبی پڑی ہے۔ اس طوفان کے کارن غریبون کے لئے مصیبت پر مصیبت ہے خدا کی شان -!

جہلم - دریائے جہلم ۱۲ ستمبر کو سخت طغیانی پر تھا۔ لکڑی کے بہت سے گودام بہ گئے۔ تیراکون نے ۳ ہزار سلیپر اور ۴ فی ٹھا لیکر سینکڑون ٹھے اور سلیپر نکال لئے۔ کشمیر سے بھی سیلاب کی خبر آئی ہے۔ ۱۴ - کو رات بھر ترشح ہوتا رہا - اور آسمان پر ابر غلیظ چھایا ہوا تھا۔

کوہ مری :- ۱۱ ستمبر کو ۸ بجے صبح سے بارش شروع ہوئی اور ۳۰ گھنٹے مین ۱۵ - انچ پانی برسا۔ فوجی لوگ خیمون مین ہین۔ جنکے اندر بھی پانی بہرا ہوا ہے اسلئے میزون پر بستر لگا رکھے ہین۔ اگر بارش جلد نہ تھمی تو بخار لو بخار اور زکام کا چرچا ہو جائیگا۔

مزید زلزلے - کوسنزا (کلابریا) مین ۱۲ ستمبر کو ۸ بجے شب کے زلزلہ کے تین تازہ جھٹکے اور دو ۱۳ کی صبح کو محسوس ہوئے۔ جن سے مزید نقصان واقع ہوا۔ لوگون مین عام اضطراب پھیل رہا ہے۔

نقصان اور مصیبت - حال کی سیلاب سے بسین ہنرگڈا ریلوے (برہما) کو جو نقصان پہنچا تھا وہ اندازہ سے بہت زیادہ ہے۔ دو ماہ سے پیشتر آمد ورفت نہ ہو سکے گی۔ مزید بارش سے جو طغیانی ہوئی ہے اس سے رہی سہی فصلین بھی غارت ہو جائین گی۔ سیلاب زدہ رقبہ پر حکام نقصان کا اندازہ کر رہے ہین۔

سیلاب :- بہار کے سیلاب سے عام مصیبت طاری ہے سڑکین اور کھیت ایک مہینے سے زیر آب ہین ہزارون مکانات گر پڑے کاشتکارون کی حالت قابل رحم ہے۔

بارہ مولا - آتشزدگی سے تباہ ہوگیا۔

خواجہ صمد جو صاحب رئیس اعظم بارہ مولہ کے بہت سے مکانات جل گئے اور سب سے زیادہ خواجہ امیر جو صاحب تحصیلدار جاگیر راجہ امر سنگھ صاحب کا نقصان ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۵ ہزار کے نوٹ اور ۲۵ ہزار کا کرایہ اور ۱۰ ہزار کی مالیت کے مکان جل گئے۔ گویا خواجہ امیر جو صاحب کا ۵۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ یہان علاوہ مسلمانون کے ہندؤن کا بھی لاکھو کہا تک نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے اور بالکل تباہ ہوگئے ہین کل مکانات (۱۷۰) جل گئے۔ علاوہ چھوٹے چھوٹے مکانون کے یہ آتشزدگی ایک قہر الٰہی کا نمونہ تھی بارہ مولہ کا وہ درمیانی حصہ جس سے بارہ مولہ کی رونق تھی ایک سنسان اور بھیانک سین دکھلا رہا ہے۔ وہ غریب لوگ جن کی استعداد بہت کم ہے میدان مین گریہ وزاری کر رہے ہین۔ امید کہ راجہ صاحب بہادر ان کے حال پر رحم فرماکر فوری امداد سے ان کی دستگیری فرمائینگے۔

اور رحم دل مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہم کی خدمت مین مفصل حالات بیان فرماکر معقول امداد کا بندوبست فرمائین گے۔

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال واسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال واسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال واسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریلوے ایڈیٹر الحکم نے بھی کہا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ اور نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بندکر کے لیجا سکتے ہین چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اسمین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائین گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکھٹے منگائینگے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائیگی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی تمام درخواستین بنام مستری محمدالدین احمدی مالک کارخانہ

آخیر ستمبر ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

ریسٹ واچ - یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اسکا ڈائل خالص چینی کا ہے جیب مین بھی لگ سکتی ہے۔ دیکھنے مین ۵۰ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ ہزارہا فروخت ہو چکی ہین قیمت معہ تسمہ ۱۲ علاوہ محصول۔

بال اڑانیکا پوڈر - واقعی بینظیر ہے اسکے استعمال سے بال اڑجاتے ہین اور کسی قسم کی تکلیف نہین ہوتی قیمت فی بکس ۸ ر علاوہ محصول

ترکی ٹوپیان - عنابی سرخ سیاہی مائل ہر قسم کی موجود ہین - قیمت عہ علاوہ محصول - سر کا ناپ ضرور تحریر کرین۔

ملنے کا پتہ

منیجر دی حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی		دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ } (۱) عوام سے صہ۔ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶
(۴) غیر مذہب والوں سے ۳ روپیہ ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

نمبر ۳۵ | قادیاں دارالامان مورخہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰؍شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

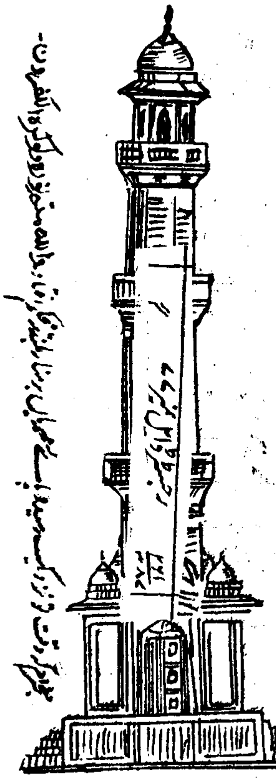

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و کشوف۔ صفحہ اول
(۲) ... صفحہ ا۔ تبلیغ الحق ص ۲
(۳) ... مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ص ۳
تصویر والے کارڈوں کی ممانعت ص ۳
(۵) کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان ص ۳
(۶) ڈائری صفحہ ۴ تا ۱۲
(۷) متفرق مضامین۔ صفحہ ۱۲
(۸) دارالامان کا ہفتہ صفحہ ۱۲
اشتہارات صفحہ ۱۳ و ۱۴

تازہ الہامات و کشوف

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء:۔ کسی شخص نے ہمارے ہاتھ پر سو نفر رکھدی ہے۔

۲؍اکتوبر ۱۹۰۵ء:۔ دیکھا ایک مکان ہے اس پر چڑھنے کے لئے ایک زینہ لگا ہوا ہے جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤں رکھنے کے بھی ہیں اوپر ایک دروازہ ہے۔ میں اس زینہ پر چڑھتا ہوں۔ مگر چڑھ نہیں سکتا اتنے میں اوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے اور فوراً پہونچ سکتے ہیں مگر دوسرا راستہ اور ہے کوئی دو تین سو گز کا فاصلہ ہے پس ہم اُس دوسرے راستہ سے جانے لگے تو دیکھا کہ میں ایک مشکی گھوڑے پر سوار ہوں اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے جو آگے آگے چلتا ہے میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آنکھ کھل گئی

۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ رگو سفندان عالیجناب

۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ بوقت صبح پیش از نماز فجر میں نے دیکھا کہ میں گورداسپور سے آیا ہوں۔ اور ایک مضبوط گوٹ (گھوڑا) اگلے رنگ پر سوار ہوں۔ گھوڑے پر ہی نماز پڑھی ہے اور اور سجدہ بھی کیا ہے مجھے خیال آیا کہ جب میں گورداسپور گیا تھا تو اپنے بھائی غلام قادر کو سخت بیمار چھوڑ گیا تھا۔ اور ان کے بچنے کی امید نہ تھی معلوم نہیں اس کا اب کیا حال ہے۔ گھر کے پاس کوچہ میں سبز بخش حجام ملا۔ وہ بڑی خوش خوش باتیں کرتا تھا۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب تندرست ہوں گے۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

۷؍اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ بوقت صبح پیش از نماز فجر ایک عورت قریباً تیس برس عمر فوت ہوگئی (چنانچہ اس روز تابلی ملازمہ حضرت اقدس کی پوتی جو عمر تیس سال تھی۔ بچہ جننے کے بعد بعارضہ کزاز (یعنی ٹٹ نس) فوت ہوگئی

۱۰؍اکتوبر۔ خواب میں دیکھا کہ کسی جگہ ہوں اور رفع حاجت کے لئے ایک جگہ صاف کرانی چاہتا ہوں بہت سے آدمی بیٹھے ہیں میں نے شادیخاں کو بلانا چاہا۔ یہ خیال ہے کہ اتنے آدمیوں میں اسے کسطرح شناخت کروں۔ اس پر میں نے آواز دی تو شادیخاں کھڑا ہوگیا۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔

اِذْ کَفَفْتُ عَنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ یعنے جب میں نے بنی اسرائیل کو دشمنوں کے شر سے بچالیا۔

یاد رفتگان

اپنے دینی بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں ایک درخواست

آپ میں سے اکثر صاحبان کو یاد ہوگا کہ عرصہ چار پانچ سال کا ہوا ہے کہ میں نے اپنے عزیز بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی سوانح شایع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کچھ اپنی سستی کی وجہ سے اور کچھ قلت فرصت سے میں اس کار خیر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکا۔ آجکل میں تین ماہ کی رخصت پر دارالامان میں مقیم ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس مبارک بھائی کی سیرت کو اس رخصت کے ایام میں تکمیل تک پہونچاؤں۔ اب قریب ۴۸ صفحہ کے یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ اس لئے میں سب صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیتا ہوں۔ جو ایوب بیگ مرحوم سے اخلاص رکھتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس کی یادگار میں حصہ لینا چاہیں تو ان کے لئے اب موقع ہے۔ اس لئے پندرہ بیس روز تک مجھے مفصلہ ذیل امور میں سے جس کے متعلق ان کا علم اس مرحوم کی نسبت ہو اطلاع دیں۔

(۱) سوانح میں قابل درج علمی یا دینی اور اخلاقی حالات (۲) مرحوم کے خطوط جو کسی دوست یا بھائی کے نام ہوں جنمیں کوئی امر قابل اندراج ہو (۳) مرحوم کے خواب یا مرحوم کے متعلق خواب جو کسی کو یاد ہو (۴) جو اصحاب مرحوم کے متعلق اس کے حالات اخلاص و دینی محبت کے متعلق کوئی نظم ارسال کریں گے وہ بھی انشاء اللہ درج کیجائیگی۔

نوٹ۔ جن احباب نے پہلے مرحوم کے متعلق خاکسار کو خطوط تعزیت اور اس کے دیگر حالات کے متعلق خطوط بھیجے تھے وہ محفوظ ہیں۔ موقع پر درج کئے جائیں گے نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس کار خیر کی اتمام کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار
مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن۔
قادیاں

اطلاع۔ ڈاکخانہ گورداسپور کے پوسٹماسٹر صاحب کے متعلق اکثر شکایات بغرض اندراج پہونچی ہیں جنپر ہم اگلی اشاعت میں انشاء اللہ نوٹس لونگا۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید

تبلیغ الحق

واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات مُنہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اسکے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے مُنہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں مگر ساتھ اسکے میرے دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرّا اور لعن و طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اسلیے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہدی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کے رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اُسمیں موجود نہ تھے مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُنکے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقوےٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اُسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اُسکو اندھا کر دیا تھا۔ مگر **حسین** رضی اللہ عنہ **طاہر مطہر تھا** اور بلاشبہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جنکو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ **سرداران بہشت** میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجب **سلب ایمان** ہے اور اس امام کا تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے **اُسوۂ حسنہ** ہے اور ہم اُس **معصوم** کی ہدایت کے **اقتدا** کرنیوالے ہیں جو اسکو ملی تھی۔ **تباہ** ہو گیا وہ دل جو اُسکا **دشمن** ہے اور **کامیاب** ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُسکی **محبت** ظاہر کرتا ہے اور اُسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ **یہ لوگ** دنیا کی آنکھوں سے **پوشیدہ** ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کی قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت **دور** ہیں۔ یہی **وجہ حسین** کی شہادت کی تھی کیونکہ **وہ شناخت نہیں کیا گیا**۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُسکے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو **آئمہ مطہرین** میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اُنکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُسکے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اُسکے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے ایسے موقعہ پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ **مجھے جانتے** کہ میں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجّال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ **مینے** جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ **مینے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا**۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان بحثوں کو طول دوں۔ اگر میں درحقیقت مفتری اور دجّال ہوں اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں **خدا کی وحی** کی طرف انکو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہو گا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ **محبوب** اور **دشمن** دونوں یکساں نہیں ہوا کرتے۔ سو اے عزیزو۔ صبر کرو کہ آخر وہ امر مخفی ہے کھل جائے گا۔ خدا جانتا ہے کہ میں **اُسکی طرف سے ہوں** اور وقت پر آیا ہوں۔ مگر وہ دل سخت ہو گئے اور آنکھیں بند ہو گئیں میں اُنکا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ **خدا میری نسبت** اشارہ کر کے **فرماتا ہے** کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔ پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈالکر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ **نرمی کرو اور دعا** میں لگے رہو اور سچی **توبہ** کو اپنا شفیع ٹھہراؤ۔ اور زمین پر **آہستگی** سے چلو۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تمنے اُسکی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمھارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمھیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کرے گا کیونکہ تمھاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سو گئے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمھاری کچھ حاجت ہے اگر تم اُسکے حکموں پر نہیں چلو گے۔ اگر تم اُس کی حدود کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمھیں ہلاک کرے گا۔ اور ایک اور قوم تمھارے عوض لے آئے گا جو اُسکے حکموں پر چلے گی۔ اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ میں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یہ تو مسلمانوں کے دلوں پر سے ایک روک کا اُٹھانا اور سچا واقعہ انپر ظاہر کرنا ہے بلکہ **میرے آنے کی** اصل غرض یہ ہے کہ تا **مسلمان** خالص **توحید** پر قائم ہو جائیں اور انکو **خدا** تعالیٰ سے **تعلق** پیدا ہو جائے اور ان کی **نمازیں** اور عبادات **ذوق** اور **احسان** سے ظاہر ہوں اور ان کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جائے اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارہ میں مجھ میں اور اُن میں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا منشا ہے بیشک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو اُنکو اُسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا کہ آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دنیا میں دوبارہ آنیوالے تھے جیسا کہ آ گئے صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سُنَّۃُ اللّٰہ ہے اُنکا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے جو ضرور ہونا چاہیئے تھا اسقدر شور مچانا کسقدر تقویٰ سے دور ہے آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے **حَکَم** بنکر آیا ضرور تھا جیسا کہ لفظ حکم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اُس قوم کی ظاہر کرتا جنکی طرف وہ بھیجا گیا ورنہ اُسکا حکم کہلانا باطل ہو گا۔ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہکر کہ اِعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اس اعلان کو ختم کرتا ہوں وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

المعلن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء

متفرق باتیں

بنک کے سود کے متعلق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بنک کے سود کے متعلق اعلیٰ حضرت کی ایک تقریر شائع کی گئی ہے ہر چند وہ کافی طور سے اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ یہ سود اضطراری حالت میں محض اشاعت اسلام کے لیے جائز ہے یہ مطلب نہیں کہ اس ہی سود کے عام جواز کا فتویٰ دیا جاوے۔ لیکن مزید اطلاع کی خاطر خود حضرت اقدس کے وہ الفاظ بھی درج کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں جو اس بلا کے عام ہونے کو روکتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

ایک دوست نے عرض کی کہ اگر اسطرح سے ایک خاص امر کے واسطے سود کے روپیہ کمانے کی اجازت دیگئی ہو تو لوگوں میں اسکا رواج وسیع ہو کر عام قباحتیں پیدا ہو جاوینگی **فرمایا** کہ بیجا عذر تراشنے کیواسطے تو بڑے حیلے ہیں۔ بعض شریر لا تقربوا الصلوٰۃ کے یہ معنے کر دیتے ہیں کہ نماز نہ پڑھو۔ ہمارا منشا صرف یہ ہے کہ اضطراری حالت میں جب خنزیر کھانیکی اجازت نفسانی ضرورت کے واسطے جائز ہے تو اسلام کی ہمدردی کے واسطے اگر انسان دین کو ہلاکت سے بچانیکے واسطے سود کے روپیہ کو ترجیح کرے تو کیا قباحت ہے، یہ اجازت مختص المقام اور مختص الزمان ہے۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ کیواسطے اسپر عمل کیا جاوے۔ جب اسلام کی نازک حالت نہ رہے تو پھر اس ضرورت کیواسطے بھی سود لینا ایسا ہی حرام ہے۔ کیونکہ دراصل سود کا عام حکم تو حرمت ہی ہے۔

گذارش بحضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مندرجہ ذیل نظم مولوی علی احمد صاحب حقانی کلانوری نے جوش محبت اور حسن ارادت سے لکھی ہے جو اپنی سلاست اور عمدگی مضمون سے قابل قدر ہے افسوس ہے ہماری جماعت میں اکثر لوگ نظم لکھتے ہیں لیکن وہ اس خداداد ملکہ سے کام نہیں لیتے۔ نظم انسان کو فطرتاً دلپسند ہوتی ہے اور وہ موثر ہوتی ہے اگر سلسلہ عالیہ کی سچائی کے دلائل نظم میں لکھے جاویں تو بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

اے سایۂ رحمت خدائی | اے نور ظہور مصطفائی
مقبول جناب کبریائی | محبوب حضور مجتبائی
اے زینت مسند خلافت | اے زیور تخت اولیائی
صدیوں سے ہے انتظار میں ہم | تب قرن سعید تیری پائی
دنیا کا چمن اجڑ چلا تھا | یہ لوٹ خزاں نے تھی مچائی
کملائے تھے پھول۔ زرد پتے | پودوں پہ نحوست اک تھی چھائی
بگڑی تھی ہوا کہیں نہ باقی | بلبل اور گل میں آشنائی
گل تھے کہ نگاہ میں نہ کھٹکتے | کانٹوں پہ تھی شان دلربائی
ہر سمت مچا ہوا تھا اندھیر | اک شور تھا دے رہا سنائی
عصمت رہتی نہ تھی ڈھانپے نہ ملتا | اور صدق تھا دے رہا دہائی
توحید کا خون ہو رہا تھا | بیزار خدا سے تھی خدائی
قبضے میں ہوئے نفس کے عقل | مفقود تو قع رہائی
دنیائے دنی کی عشق کی آگ | تھی پاؤں تک سر تک لگائی
اس حال کو ہم پہنچ چکے تھے | ناگاہ تری سواری آئی

آنا ترا دہ بہار لایا
دنیا کی پلٹ گئی ہے کایا

بھی سی زمین نہ آسمان پر | ظلمت ہے نہ ظلم کا نشان ہے
ایک جان سی پڑ گئی زمین پر | پھولا پھولا کچھ آسمان ہے
جاگے جاگے نصیب اپنے | ہے بخت ہمارا مہربان ہے
اندھی جو نہ دیکھیں تو نہ دیکھیں | جو رنگ جما ہوا عیان ہے
آنکھوں والے تو دیکھتے ہیں | عیسے نفس کے درمیان ہے
بولے شمس و قمر کہ ثمن ہے | بولی یہ زمین کہ ہان یہان ہے

اے وقت پر اپنے آنیوالے | اے سچے نشان دکھانیوالے
اے پیر طریقت محمد | پیرون کو جوان بنانیوالے
اے سلسلۂ مماثلت کی | کامل صورت دکھانیوالے
اے عشق محمدی کی مے کے | پینے والے پلانیوالے
اے جذبۂ شوق احمدی میں | ہستی اپنی مٹانے والے
اللہ کے دئے سے کچھ ہمین بھی | دلوا دو اے خزانے والے
ہان ایک نگاہ لطف ادہر بھی | او خاک کو زر بنانیوالے
قرآن کو پھر اٹھانے والے | ہم مردہ ہیں ...
احسان ہے تیرا ... | ... لانیوالے
حقانی کو حق سے ... | اور روح قدس کو لانیوالے

توفیق عمل خدا سے لے دے
اے ہم کو دعا سکھانے والے

تصویر والے کارڈون کی ممانعت

بمبئی کے ایک سوداگر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر والے کارڈ چھپوائے تھے اور ان کا اشتہار الحکم میں بھی شائع کر دیا گیا جو ایک معمولی اشتہار سمجھ کر شائع ہو تا رہا اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ میری نیت اس اشتہار کی اشاعت سے کیا تھی؟ میرا ذاتی خیال یہ تھا کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہوگا لیکن یہ مرض تصویر بازی کا کچھ ایسا ترقی کرنے لگا کہ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصیت کے ساتھ اسپر توجہ کرنی پڑی اور پر زور الفاظ میں اس کی **حرمت** اور **ممانعت** کا فتویٰ دیا اور اس طرح پر اس باب البدعۃ کو کھلتے ہی بند کر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مختصر طور پر یہ اعلان دے دیا گیا تھا۔ آج تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس کی تقریر کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

آج کے بعد یقین کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا کارڈ استعمال نہ کیا جاویگا۔

ایڈیٹر

ذکر آیا کہ ایک شخص نے حضور کی تصویر ڈال کے کارڈ پر چھپائی ہے تاکہ لوگ ان کارڈوں کو خرید کر خط و کتابت میں استعمال کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میرے نزدیک یہ درست نہیں بدعت پھیلانے کا یہ پہلا قدم ہے۔ ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی وہ اسواسطے تھی کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہیں اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو۔ کیونکہ جیسا تصویر کی ... بعض اوقات مجتہد لگا سکتے ہیں کہ کوئی فائدہ ہے اور نقصان نہیں تو وہ حسب ضرورت اسکو استعمال کر سکتا ہے خاص اس یورپ کی ضرورت کے واسطے اجازت دی گئی۔ چنانچہ بعض خطوط یورپ۔ امریکہ سے آئے جن میں لکھا تھا کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل وہی مسیح ہے ایسا ہی امراض کی تشخیص کے واسطے بعض وقت تصویر سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ شریعت میں ہر ایک امر جو ماینفع الناس کے نیچے آئے اس کو دیر پا رکھا جاتا ہے لیکن یہ جو کارڈوں پر تصویرین بنتی ہین ان کو خریدنا نہین چاہیئے **بت پرستی کی جڑ تصویر ہے**۔ جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے۔ ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے اور ان سے دور رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ **ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جائے**۔ میں نے اس ممانعت کو کتاب میں درج کر دیا ہے جو زیر طبع ہے۔ جو لوگ جماعت کے اندر ایسا کام کرتے ہیں ان پر ہم سخت ناراض ہیں اور خدا ناراض ہے۔ ہان اگر کسی طریق سے کسی انسان کی روح کو فائدہ ہو تو وہ طریق مستثنیٰ ہے۔

(ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا) دیکھکر فرمایا یہ بالکل ناجائز ہے ایک شخص نے اس قسم کے کارڈون کا ایک بنڈل لاکر دکھایا۔ کہ میں نے یہ تاجرانہ طور پر فروخت کے واسطے خرید کئے تھے اب کیا کرون فرمایا ان کو جلا دو۔ اور تلف کر دو اس میں **اہانت دین اور اہانت شرع ہے** ان کو گھر میں رکھو اس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس سے آخر بت پرستی پیدا ہوتی ہے۔ اس تصویر کی جگہ پر اگر تبلیغ کا کوئی فقرہ ہوتا تو خوب ہوتا۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء۔

کلمات طیبات امام الزمان علیہ السلام الرحمان

۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر۔ جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شئے میں نہیں ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کیطرف راغب رہتی ہے۔ ہان مشکلات کے وقت ... جوش دل میں پیدا ہوتا ہے۔ تب کوئی خارق عادت ظاہر ہوتا ہے۔

کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھا۔ بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا۔ حکم دیا۔ کہ واپس آکر میں تم کو ضرور پھانسی دونگا۔ اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی۔ جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا۔ تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہوکر عرض کی۔ کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ **ہنوز دہلی دور است**۔ جب بادشاہ ایک دو منزل پر آگیا۔ تو انہوں نے پھر عرض کی۔ مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دہلی دور است۔ یہاں تک کہ بادشاہ عین شہر کے قریب آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا تب لوگوں نے اس بزرگ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اب تو بادشاہ شہر میں داخل ہونے لگا ہے۔ یا داخل ہو گیا ہے۔ مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا۔ کہ ہنوز دہلی دور است۔ اسی اثناء میں خبر آئی۔ کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا۔ تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو پہلے ہی سے من جانب اللہ علم ہو چکا تھا۔

ایسا ہی شیخ نظام الدین کا ذکر ہے۔ کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا۔ اور حکم ہوا۔ کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جاوے گی۔ جب وہ دن آیا۔ تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوتے تھے۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رو دیا۔ اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا۔ اور پوچھا۔ کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا۔ اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے شیخ نے کہا۔ کہ تم غم مت کھاؤ۔ ہم کو کوئی سزا نہیں ہوگی میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے۔ کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر اسکو نیچے گرا دیا ہے چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا۔ اور ایسا سخت بیمار ہوا۔ اور اسی بیماری میں مر گیا۔ یہ تصرفات الٰہی ہیں۔ جو انسان کی سمجھ میں پہلے نہیں آسکتے جب وقت آجاتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے سب دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے اذن کے بغیر تو کوئی ...

۳۴ر ستمبر قبل دوپہر

آج اتفاق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں میاں چراغدین ساکن جمون کا ذکر اس تقریب پر شروع ہو گیا کہ اس کی ایک کتاب ... مسیح حال میں شایع کی ہے ... لیاچراغدین کے نام سے ناظرین الحکم کے کان آشنا ہونگے مگر انہیں تفصیلی طور پر اسکے متعلق کوئی علم نہیں تھا مجھے اسکے متعلق زیادہ انفرمیشن دینے کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں البتہ اسقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ وہی چراغدین ہے جسکا ذکر خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **دافع البلاء** کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں فرمایا ہے۔ جس میں سے بعض ضروری فقرات کا یہان درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہہ ہیں۔

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعوےٰ کرکے اور اسبات کا اظہار کرکے کہ مین فرقہ احمدیہ مین سے ہون جو بیعت کر چکا ہون طاعون کے بارے مین شاید ایک یا دو اشتہار شایع کئے ہین اور مین نے سرسری طور پر کچہہ حصہ اون کا سنا تہا۔ اور قابل اعتراض حصہ ابہی سنا نہین گیا تہا اس لئے مین نے اجازت دی تہی کہ اس کے چھپنے مین کچہہ مضائقہ نہین مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے مین تہے اس کو مین کثرت لوگون اور دوسرے خیالات کیوجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دیگئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلہ اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتون سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اس مین لکہا ہے کہ مین رسول ہون اور رسول بہی اولوا العزم اور اپنا کام یہ لکہا ہے کہ تا عیسائیون اور مسلمانون مین **صلح** کرا دے اور قرآن اور انجیل کا **تفرقہ باہمی** دور کر دے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبہی یہہ دعوے نہین کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابون کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص ... کے ... ہے ... اور ہمارا ایمان ہے کہ ... اور ... قرآن شریف کے مقابل پر ... ہین اور ناقص اور محرف اور مبدل ہین اور تمام بہلائی قرآن مین ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ مین یہ الہام موجود ہے۔ قل انما

انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القراٰن لا یمسہ الا المطھرون۔

دیکہو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱ یعنے اون کو کہدے کہ مین تمہارے جیسا ایک آدمی ہون مجہہ پر یہہ وحی ہوتی ہے۔ کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہین اور تمام بہلائی قرآن مین ہے پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہین۔ پس ہم قرآن کو چھوڑکر اور کس کتاب کو تلاش کرین اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لین۔ خدا نے ہمین تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مردہ اور ناتمام کلام ہے پھر زندہ کو مردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہین وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہین۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ مین خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ مین پاؤ گے اور وہ یہہ ہے۔

ولن ترضٰی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبہی مصالحہ نہین ہوگا اور وہ کبہی تجہہ سے راضی نہین ہونگے۔ (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلون کے حامی ہین) اور پہر فرمایا کہ ان لوگون نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیان تراش رکہی ہین اور نہین جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تہا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بہی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے.... پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہین یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیون نے شور مچا رکہا تہا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکہو مین اوس کا ثانی پیدا کرون گا جو اس سے بہی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنے احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے — کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکہہ ہون انبیا مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہمنے پہل کہایا — میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہہ باتین شاعرانہ نہین بلکہ واقعی ہین اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑہ کر میرے ساتہہ نہ ہو تو مین جہوٹا ہون۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذارسانی کے لئے مکر کرین گے اور خدا بہی مکر کرے گا اور وہ دن آزمایش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین مین مجھے جگہ دے یہہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ اتبک مین سمجھتا ہون اس کے معنے یہ ہین کہ انجام کار زمین مین تبدیلی پیدا ہو جائیگی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی۔

اب سوچ لو کہ ہم مین اور عیسائیون مین کسقدر بعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہین اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہین۔ صلح تو اس حالت مین ہوتی ہے کہ جب فریقین کچہہ کچہہ چھوڑنا چاہین لیکن جس حالت مین ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پہر ہم کس بات پر صلح کرین۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہین ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جہوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائیگا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کرین گے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیون سے مذہبی رنگ مین کچہہ بہی ملاپ نہین۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگون کو یہی ہے **قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون**۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات موہنہ پر لاوے کہ مین مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہون تا ان دونون مذہبون کا مصالحہ کرون **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوین کیا اس سے صلح! پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کی یہ بہی کہتا ہے کہ مین رسول اللہ ہون یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہین سمجھتا کہ گویا پہلے زمانون مین بعض رسولون کی تائید مین اور رسول بہی ان کے زمانہ مین ہوئے تہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتہہ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہین اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہین تہا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تہے۔ اسی طرح اس جگہ بہی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہین کسی کو دعویٰ نہین پہونچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے۔

اور ہمارا آنا صرف دو فرشتون کے ساتہہ نہین بلکہ ہزارون فرشتون کے ساتہہ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہین جو سالہائے دراز سے میری نصرت مین مشغول ہین اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک انکی نصرت ثابت ہو چکی ہے مگر چراغدین نے کونسی نصرت کی اوس کا تو وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے پیدائش لی ہے اور مین اوس کی شکل بہی اچہی طرح شناخت نہین کر سکتا کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ہماری صحبت مین رہا اور مین نہین جانتا کہ وہ کس بات مین مجھے مدد دینا چاہتا ہے کیا عربی نویسی کے نشان مین یا معارف قرآنی کے بیان مین میرا مددگار ہوگا یا اون مباحث دقیقہ مین میری اعانت کرے گا

. . . .

. . . .

جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ مین عیسائیون اور دوسرے فرقون سے پیش آتے ہین؟ مین تو جانتا ہون کہ وہ ان تمام کوچون سے محروم ہے اور **نفس آمارہ** کی غلطی نے اس کو خود ستائی پر آمادہ کیا ہے۔

چراغدین کی نسبت مین یہ مضمون لکہہ رہا تہا کہ تہوڑی سی غنودگی ہو کر مجھکو خداء عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا **نزل بہ جبیز** یعنے اسپر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رویا سمجھ لیا۔ جبیز در اصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہین جس مین کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق مین سے اتر سکے اور مرد بخیل اور لئیم کو بہی کہتے ہین جس کی طبیعت مین کمینگی اور فرومائیگی اور بخل کا حصہ زیادہ

اس کا کہ بزرگ بننے کے بعد کل حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ شخص برائے نام اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ مگر اعلیٰ حضرت کی فیض صحبت سے اسے کبھی حصہ نہ ملا۔ اور ہمیشہ وہ اپنے بیہودہ خیالات کیوجہ سے **معتوب** رہا۔ اب اسنے مناظر المسیح نام کتاب شائع کی جس میں اسلام کی سخت ہتک کی گئی ہے اس کتاب کے تذکرہ پر اعلیٰ حضرت نے **فرمایا**

کہ وہ اسلام کا سخت مخالف ہے ہر امر میں اسنے حضرت مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی ہے پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت میں میں صلح کرانے آیا ہوں یہ کیسی عجیب بات ہے اسلام اور عیسائیت میں آسمان زمین کا فرق ہے اور وہ صلح کراتا ہے مجھے اس کتاب میں بہت گالیاں دی ہیں۔

مسیح کی قبر **واقعہ کشمیر** کا ذکر تھا۔ اسکے متعلق جو کچھ فرمایا اسکا خلاصہ یہہ ہے + کہ **بہت** سے شواہد اور دلائل سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ یہہ مسیح علیہ السلام ہی کی قبر ہے اور یہاں نہ صرف ان کی قبر ہی ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ انکے بعض دوستوں کی قبریں بھی یہیں ہیں۔

اوّل **یوز آسف** کا نام ہی اسپر دلالت کرتا ہے اسکے علاوہ چونکہ وہ اپنے وطن میں باغی ٹھہرائے گئے تھے اس لئے اس گورنمنٹ کے تحت حکومت میں کسی جگہ رہ سکتے تھے پس اللہ تعالےٰ نے انپر رحم کرکے پسند کیا کہ شام جیسا سرد ملک ہی ان کے لئے تجویز کیا جہاں وہ ہجرت کرکے گئے۔ اور یہودیوں کی دس تباہ شدہ قومیں جنکا پتہ نہیں ملتا تھا وہ بھی چونکہ یہاں ہی آباد تھیں اسلئے اس فرض تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے بھی یہاں ان کا آنا ضروری تھا۔ اور پھر یہاں کے دیہات اور دوسری چیزوں کے نام بھی بلاد شام کے بعض دیہات وغیرہ سے ملتے جلتے ہیں (اس موقع پر مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی کہ حضور **کاشیر** کا لفظ خود موجود ہے یہہ لفظ اصل میں **کاشیر** ہے م تو ہم لوگ ملا لیتے ہیں اصلی کشمیری کاشیر بولتے ہیں اور وہ کاشر کہلاتے ہیں اور آشیر عبرانی زبان میں ملک شام کا نام ہے اور **ک** بمعنی مانند ہے یعنی شام کی مانند۔ ایڈیٹر)

پھر اور بہت سے نام ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ سب نام جمع کرو تاکہ ان کا حوالہ کسی جگہ دیا جاوے۔ اسی سلسلہ کلام میں فرمایا۔ کہ **اکمال الدین** جو پرانی کتاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اونیس سو برس کا ایک نبی ہے پھر کشمیریوں کے رسم و رواج وغیرہ یہودیوں سے ملتے ہیں **برنیر** فرانسیسی سیاح نے بھی انکو بنی اسرائیل ہی لکھا ہے۔ اس کے سوا **تھوما** حواری کا ہندوستان میں آنا ثابت ہے

(اس مقام پر مفتی صاحب نے عرض کی کہ مینے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جب حضرت مریم بیمار ہوئیں تو انہوں نے **تھوما** سے جو اسوقت ہندوستان میں تھا ملنا چاہا۔ چنانچہ ان کے تابوت کو ہندوستان میں پہونچایا گیا اور وہ تھوما سے ملکر بہت خوش ہوئیں اور اسکو برکت دی اور پھر تھوما نے اسکا جنازہ پڑھا۔ اس ذکر پر کہا گیا کہ کیا تعجب ہے اگر فی الحقیقت یہہ ایک ذریعہ اختیار کیا گیا ہو بیٹے کے پاس آنے کا اسکے متعلق مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ایڈیٹر)

مندرجہ بالا سلسلہ کلام میں آپ نے فرمایا کہ ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت **فلما توفیتنی** پیش کرتے ہیں تو اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تھے تو پھر ان کو بجائے فلما توفیتنی کے یہ کہنا چاہئے تھا کہ جب تونے مجھے کشمیر پہنچا دیا۔

اس **اعتراض** کا جواب یہ ہے کہ یہہ اعتراض ایک سفسطہ ہے یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور موقع پاکر وہ وہاں سے کشمیر کو چلے آئے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مخالفوں کا حال تو پوچھا نہیں وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچھتا ہے۔ مخالف تو بدستور **کافر کذّاب** تھے۔

دوسرے یہاں مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بھی فرمایا ہے **مادمت فیہم** میں جب تک ان میں تھا یہہ نہیں کہا **مادمت فی ارضہم** **مادمت فیہم** کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بھی جائیں یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالےٰ کا ایک مامور و مرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جاوے اور پھر وہ خدا تعالےٰ کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو اور حواری اسے بالکل تنہا چھوڑ دیں اور اس کا پیچھا نکریں؟ نہیں بلکہ وہ بھی انکے پاس یہاں آ گئے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ یکدفعہ ہی سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آ گئے ہوں۔ چنانچہ تھوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے۔

اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے حالانکہ مکہ میں آپ کے وفادار اور جان نثار خدام موجود تھے لیکن جب آپ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیا۔ مگر اس کے بعد جب آپ مدینے پہونچ گئے تو دوسرے اصحاب بھی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہونچے۔ لکھا ہے کہ جب آپ ہجرت کرکے نکلے اور غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بھی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہونچے۔ انکی آہٹ پاکر حضرت ابوبکر رض گھبرائے تو اللہ تعالےٰ نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لا تحزن ان اللہ معنا**۔ کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اسکو دیکھنے بھی گئے مگر خدا کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا۔ اسے دیکھکر ایک نے کہا کہ یہہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ واپس چلے آئے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر اکابر عنکبوت سے نسبت کرتے آئے ہیں۔

غرض

جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایک گروہ کثیر کے اسوقت تھوڑوں ہی کو ساتھ لینا پسند کیا اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے صرف تھوما کو ساتھ لے لیا اور چلے آئے + پس جب حواری ان کے ساتھ تھے تو پھر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

دوسرا سوال اسپر یہہ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ ۸۷ سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں ترقی کی ہوگی لیکن حوادث روزگار نے ہلاک کر دیا ہوگا۔ کشمیر میں اکثر زلزلے اور سیلاب آتے رہتے ہیں۔ مدت دراز کے بعد قوم بگڑ گئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ ایک قوم تھی۔

آویناہما الی ربوۃ ذات قرار و معین کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ شام ہی میں تھا میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف خود اس کے مخالف ہے اسلئے کہ آوی کا لفظ تو اسی جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں ایک مصیبت کے بعد نجات ملے اور پناہ دی جاوے۔ یہہ بات اس یہودی سلطنت میں رہکر انہیں کب حاصل ہوسکتی تھی؟ وہ تو وہاں رہ سکتے ہی نہ تھے۔ اسلئے لازمی طور پر انہوں نے ہجرت کی۔

فرمایا۔ زندگی اعتبار کے لائق نہیں ہے مختلف امراض اور خصوصاً طاعون نے ویسے ہی خوف پیدا کر دیا ہے۔

۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل عصر

حضرت **مخدوم الملتہ** کی بیماری کا تذکرہ تھا۔ ایک بزرگ نے باتوں ہی باتوں میں حکایتاً عن الغیر ذکر کیا کہ بعض مسمریزم کے عامل توجہ سے مرض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بدل دینے کے دعوے کرتے ہیں۔

اسپر **فرمایا**

یہہ کچھ چیز نہیں میری طبیعت اس سے سخت نفرت کرتی ہے اصل طریق **دعا** ہے اس سے بہتر اور کوئی راہ نہیں ہے۔ میں تو اس کے سوا دوسرے طریقوں کو (مسمریزم وغیرہ مراد ہیں ایڈیٹر) ایسا سمجھتا ہوں جیسے قئے کے ساتھ کسی بیماری کا علاج کیا جاوے۔ پس کون پسند کرتا ہے کہ قئے کے ساتھ علاج ہو۔ سچا اور خدا شناسی کا جو طریق ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے استعمال کیا وہ یہی **دعا** ہے +

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(مخدوم الملتہ کی بیماری کے تذکرہ پر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی)

اگر انسان کا **وجود** اللہ تعالےٰ کے بغیر ہوتا تو کچھہ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی مگر اب تو ذرہ ذرہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے۔ پھر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اسکی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مانکر مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھہ کرتا ہے اسی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ مومن اور غیر مومن میں **ایمان** ہی کا تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والے کی زندگی اسوقت تک عمدہ اور بے خوف و خطر ہوتی ہے۔ جب تک اسپر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا

. . . .

لیکن جب حقیقت سے مشکلات بھی آکر ظاہر ہوتی ہیں

ذاس کی عقل مار دیتے ہیں اور وہ ان کی برداشت نہین کرسکتا - اس کی امید اللہ تعالےٰ پر ہوتی ہی نہین اور اسباب اسے مایوس کردیتے ہین ایسی حالت مین ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آجاتی پر بعض اوقات یہہ لوگ خودکشیان کرلیتے ہین + یورپ مین جہان دہریون کی کثرت ہے وہان اس قدر خودکشیان ہوتی ہین کہ کسی اور ملک مین ان کی نظیر نہین ملتی - اسکی وجہ کیا ہے ؟ یہی کہ وہ ہم وغم اور مصائب کی برداشت نہین کرسکتے ان کے دل کمزور ہوجاتے ہین لیکن برخلاف اس کے مومن قوی دل ہوتا ہے اسلئے کہ اس کا بہروسہ خدا تعالےٰ پر ہوتا ہے - اسپر اگر مصائب آئین تو وہ اسکو پست ہمت نہین بناتین بلکہ وہ مصائب مین اور بہی قدم آگے بڑہاتا ہے اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے - اور سچ پوچہو تو ایمان کا مزا اور لذت انہین دنون مین آتی ہے اور ایمان انہین ایام کے لئے ہوتا ہے - صحت کی حالت مین جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسائش اور امن ہو اسوقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکسان ہوسکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسرے مشکلات مین ان باتون کا امتحان ہوجاتا ہے - اور ثابت ہوجاتا ہے کہ کون اللہ تعالےٰ سے قوی تعلق رکہتا ہے اور اسکی قدرتون پر ایمان لاتا ہے اور کون اسکا شکوہ کرتا اور اس سے ناراض ہوتا ہے - مصیبت اور دکہہ ایمان کا ایک کامل معیار ہے اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے ؟ صبر کیا ہے یہہ بہی ایمان ہی کا نتیجہ ہے - مصیبتون مین جب مومن صبر کرتا ہے تو یہ صبر ہی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر مین مشابہت نہین رکہتا - اس کے علاوہ خدا تعالےٰ کا معاملہ بہی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک **نیا خدا** معلوم ہوتا ہے - اسلئے کہ اسپر ایمان لاکر معرفت مین ترقی ہوتی ہے جب مشکلات اور مصائب کیوجہ سے مومن **دعائین** کرتا ہے تو دو فائدے ہوتے ہین ایک تو وہ **مصائب** بجائے خود اسکے گناہون کا کفارہ ہوجاتی ہین دوسرے ان دعاؤن کے ذریعہ ان سے نجات بہی ملتی ہے اور اللہ تعالےٰ پر اور اسکی قدرتون پر ایمان بڑہتا ہے - مصیبت سے انسان کی زندگی کبہی خالی نہین رہ سکتی کسی نہ کسی رنگ مین کوئی نہ کوئی مصیبت انسان پر آہی جاتی ہے خواہ **بیماری** کے رنگ مین ہو خواہ عزت و آبرو کے متعلق ہو - یا مال و اسباب کی صورت مین ہو - لیکن مومن کی مصیبت اسپر سہل ہوجاتی ہے اور اس کے گناہون کا کفارہ ہوتی ہے وہ اس مصیبت کو اپنے لئے خدا تعالےٰ سے تعلقات بڑہانے کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے مگر وہی مصیبت بے ایمانون کے لئے **عذاب** کے رنگ مین ہوجاتی ہے - کبہی دوسرے کو مصیبت مین دیکہہ کر خوش نہین ہونا چاہئیے کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے خود بہی اسکے لئے طیار رہنا چاہئیے - پہر یہی یاد رکہو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی **مرہم** ایسا **تسکین دہ** اور آرام بخش نہین جیسا کہ اللہ تعالےٰ پر **بہروسہ** کرنا ہے جو شخص اللہ تعالےٰ پر بہروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب مین بہی اندر ہی اندر **تسلی** اور **اطمینان** پاتا ہے - وہ اپنے قلب مین تلخی اور عذاب کو محسوس نہین کرتا - نہایت کار اس مصیبت کا انجام یہہ ہوسکتا ہے کہ اگر **تقدیر مبرم** ہے تو **موت** آجاوے لیکن اس سے کیا ہوا ؟ دنیا کوئی ایسی جگہ تو ہے ہی نہین جہان کوئی ہمیشہ رہ سکے آخر ایک دن اور وقت سب پر آتا ہے کہ اس دنیا کو چہوڑنا پڑیگا + پہر اگر اسے موت آگئی تو حرج کیا ہوا ؟ مومن کے لئے تو یہہ **موت** اور بہی راحت رسان اور وصال یار کا ذریعہ ہوجاتی ہے - اسلئے کہ وہ اللہ تعالےٰ پر **کامل ایمان** اور اس کی قدرتون پر بہروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگلا جہان اسکے لئے ابدی **راحت** کا ہے پس نری مصیبت خواہ بیماری کی ہو یا کسی اور قسم کی تکلیف یا عذاب کا موجب نہین ہوسکتی بلکہ وہ مصیبت دکہہ دینے والا عذاب ٹہرتی ہے جس مین اللہ تعالےٰ پر **ایمان** اور **بہروسہ** نہو ایسے شخص کو البتہ سخت عذاب ہوتا ہے - اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ موت ہی نہ آوے تو یہ خیال خام ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس دنیا کو ناپائیدار قرار دیا ہے - ایسے شخص کے لئے دوسرے جہان مین سخت دردناک جہنم ہوگا جسکے لئے اسے طیار رہنا چاہئیے - **موت** ضرور آنے والی ہے اس سے کسی کو چارہ نہین - یقیناً سمجہو کہ اس پیالہ کے پینے سے کوئی نہین بچ سکتا - خدا تعالےٰ کے تمام برگزیدہ بندون اور انبیاء و رسل کو بہی اس راہ سے گذرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جاوے - حکیم اور فلاسفر جو سخت دل ہوتے ہین انکو بہی یہ بات سوجہ گئی ہے اور انہون نے اعتراف کیا بلکہ موت کو ضروری سمجہا ہے - انہون نے دیکہا کہ زمین تو **ربع مسکون** ہے اور اس مین بہی بہت ہی تہوڑا حصہ آباد ہے اگر وہ تمام لوگ جو ابتدائے آفرینش سے پیدا ہوئے ہین اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ اور مقام نہ ملتا یہانتک کہ وہ کہڑے بہی نہو سکتے - پس اسقدر کثرت خود چاہتی ہے کہ **موت** تاکہ پہلے چلے جاوین تو دوسرون کے لئے جگہ ہو - **موت** کو یہ ہرگز نہین سمجہنا چاہئیے کہ مرکر انسان بالکل گم ہوجاتا ہے نہین بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹہڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹہڑی مین چلا جاتا ہے - اسکی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجہہ مین آسکتی ہے کیونکہ خواب بہی گویا ہمشیرہ موت ہے - خواب* مین بہی ایک قسم کا قبض روح ہی ہوتا ہے - دوسرون کے خیال مین جو سونے والے کے پاس بیٹہے ہین وہ بالکل بے خبری اور محویت کے عالم مین ہے لیکن خواب دیکہنے والا معاً دوسرے عالم مین ہوتا ہے اور وہ سیاحت کر رہا ہوتا ہے - اب بظاہر اسکے حواس اور قویٰ سب معطل ہوتے ہین لیکن سونے والا اور خواب دیکہنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قویٰ سب کام مین لگے ہوتے ہین - اسیطرح پر **مرنے والا** موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم مین دیکہتا ہے ہان یہ سچ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے اپنی عمر عزیز کو دنیا کے حصول مین ہی ضائع کردیا اور اللہ تعالےٰ کے ساتہہ سچا تعلق پیدا نہین کیا تہا - وہ چونکہ ابہی اپنے بہت سے کامون کو ناتمام اور ادہورا پاتا ہے اسلئے اسپر **حسرت** اور افسوس کا استیلا ہوجاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گہونٹ معلوم ہوتی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان دل بستگی پیدا نکرے اور اپنے اوقات کو ضائع نکرے ہر لحظہ کو غنیمت سمجہہ کر اور یہہ یقین کرکے کہ شاید ابہی موت آجاوے مرنے کے واسطے طیار رہنا چاہئیے - جب اس طیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ انسان اپنے تعلقات کو بڑہائیگا اور اس دوسرے جہان مین آرام پانے کا **خیال کریگا** - یہہ خوب یاد رکہو کہ دنیا **آخرۃ کی کہیتی ہے** جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دکہہ اور تکالیف اٹہاتا ہے اسیطرح ہر مومن کو اس کی حفاظت کے لئے کرنا چاہئیے تاکہ دوسرے جہان مین آرام پاوے اگر اسکی پروائی کریگا اور وقت کی قدر نہین کریگا تو پہر اسکو اسوقت سخت افسوس اور حسرت ہوگی جب اس جہان سے رخصت ہوکر دوسرے عالم مین جانا پڑیگا - اور وہان اس کے لئے بجز دکہہ اور درد کے اور کیا ہوگا - اس دنیا مین وہ اس دنیا کے ہم وغم مین مبتلا رہا اور اس عالم مین اس ہم وغم کے نتائج مین -

حاشیہ* - خواب کے متعلق غالباً خواب کی فلاسفی کا بیان کردینا غیر ضروری نہوگا بلکہ میری رائے مین اسکا اندراج ازبس ضروری ہے - اور خصوصاً ایسی حالت مین کہ یہ فلاسفی خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے لکہی ہوئی ہے اور وہ آجکی نہین بلکہ ۱۰ مارچ ۱۸۸۶ء کی جسکو آج بائیس برس اور قریباً سات مہینے ہوگئے ہین - الحکم کے **ایڈیٹر** کو اس امر پر خاص ناز ہے کہ وہ اعلےٰ حضرت کی پرانی سے پرانی تحریرون کے جمع کرنے کا ازبس شائق ہے اور خدا کا فضل ہے کہ وہ اکثر ایسے نایاب موتیون کو پالیتا ہے + آج ان باتون کے قدر دان شاید بہت نہون لیکن ایک زمانہ آئیگا کہ **آب زر** سے انکو لکہہ کر رکہین گے اور پہر بہی انکی قدر و قیمت کے شائقان نہ کہیر گے + بہرحال یہ مضمون بہت ہی لطیف ہے یاد رہے **مندرجہ ذیل** مکتوب مین حضرت اقدس نے **خواب کی فلاسفی** (حقیقت الرویا) بیان فرمائی ہے **علم الرویا** پر عربون نے کمال تحقیق اور تدقیق سے فلسفیانہ مباحث کئے ہین اور بڑی ضخیم کتابین اس علم مین آجتک موجود ہین جن مین خواب کی اصلیت - اقسام اور علم تعبیر کی خوب چہان بین کی ہے اس امر پر بحث کرنے کے لئے مین کافی وقت اور گنجائش نہین پاتا کہ یہ بیان کرون کہ خواب کیا چیز ہے ؟ اردو زبان مین کوئی ایسی مبسوط اور مستند کتاب اس مضمون پر نہین لکہی گئی اور اصل تو یون ہے کہ کوئی بدون تجربہ صحیح ذاتیہ کے لکہہ کیونکر سکتا ہے جب تک کوئی حالت انسان پر خود نہ گذرے وہ جو کچہہ اوس کی نسبت بیان کریگا وہ قیاسی اور سماعی باتین ہونگی - بہرحال یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الرویا جزء من ستۃ واربعین جزءً من النبوۃ کہ رویا صالحہ اجزائے نبوات مین سے چہیالیسوان جزو ہے حضور کے اس ارشاد سے اتنا پتا ملتا ہے کہ خواب صالحہ عموماً واقعات آئندہ کی ایک تصویر کی عکس ہوتا ہے - کیونکہ نبوت کے معنے خبر دینے کے ہین اور اس کا اطلاق عموماً واقعات آئندہ کی خبر پر ہوتا ہے - اور جزو رسالت نہ فرمانے مین یہ ستر معلوم ہوتا ہے کہ رویا **صالحہ** کے لئے رسول ہونا لازم اور ضروری نہین یعنی کبہی کبہار ایسے اشخاص بہی سچی خوابین دیکہہ لیتے ہین جو مامور من اللہ اور مکلم باللہ نہین ہوتے حدیث مین آیا ہے کہ سچے خواب اوسی شخص کے ہوتے ہین جو بیداری مین سچ بولنے کا عادی ہو - جو لوگ تزکیہ نفس اور

بقیہ

جو شخص اس عالم کے ہم و غم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر بھی نہیں اگر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اسکا کیا حال ہوگا۔؟

موت تو ایک بازیگاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں قبل از وقت جاتا ہوں ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے طیار نہ تھا۔ اگر طیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے۔ اسلئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اسوقت موت آجاوے تو کیا وہ طیار ہے یا نہیں؟ حافظ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر ناپیدا است بارے آن اولی
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

اسکا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت طیار و مستعد رہنا چاہئے اور کسی وقت بھی اس طیاری سے بے فکر اور غافل نہ ہونا چاہئے ورنہ عذاب ہوگا۔ بالکل صاف بات ہے کہ جو شخص ہر وقت سفر کی طیاری میں ہے اور کمر بستہ بیٹھا ہے اگر یکا یک اسے سفر کرنا پڑے تو اسے کوئی تکلیف اور گھبراہٹ نہ ہوگی لیکن اگر اس نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا تو پھر ایسے موقع پر سخت گھبراہٹ کا سامنا ہوگا۔ ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

ولم یتفق حتی مضی بہ سبیلہ
وکم حسرات فی بطون المقابر

یعنی اس وقت تک اس امر سے اتفاق نہ کیا یہاں تک کہ کوچ کرنا پڑا تب اقرار کیا کہ بہت ساری حسرتیں قبروں میں دفن کی گئی ہیں +

مگر یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل بغیر میسر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کی طیاری میں لگا رہے سننے کو تو ہر ایک کان سن سکتا ہے کیونکہ سننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے۔ انسانوں کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے لیکن جب وہاں سے اوٹھتا ہے اور مجلس ختم ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ وہیں کے وہیں رہ گئیں ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور دفعۃً موت کے آجانے پر انہیں بہت کچھ حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے۔ موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔

فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے ایک دن صبح ہی صبح جب آکر انہوں نے دوکان کھولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ فرید الدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی۔ فقیر نے اون کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دہندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی۔ فرید الدین نے اسکو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی۔ فقیر یہ سنکر وہیں لیٹ گیا اور کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کے ساتھ ہی جان نکل گئی۔ فرید الدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا۔ اسیوقت ساری دوکان لٹا دی اور ساری عمر یاد الٰہی میں گذار دی۔ یہ طیاری ہوتی ہے۔ طیاری میں رنج نہیں ہوتا۔ کشمکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے۔

فرمایا۔ صوفیوں کی جو کتابیں ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں موت کا خیال دامنگیر رہا ہے۔ لیکن مولویوں کے نام سے جو لوگ گذرے ہیں وہ عموماً محجوب رہے ہیں۔ بہت ہی کم جو دراصل وہ بھی فقیر تھے وہ تو اس حجاب سے بچے ہیں ورنہ اہل تصوف سے عموماً الگ رہے ہیں اور ایسے پاکباز لوگوں پر کفر ہی کے فتوی دیتے رہے جو دنیا سے انقطاع کرنے والے تھے صوفی تو ایسے ہیں جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو طیار رہتا ہے۔ ان کی کتابوں کو پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور ان سے خوشبو آتی ہے کہ وہ صاحب حال ہیں صاحب قال نہیں۔ اگر فراست صحیحہ ہو تو انسان ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے۔

سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب بڑی ہی عمدہ کتاب ہے میں نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے بدعات سے پاک ہے بعض کتابیں صوفیوں کی ہر قسم کی بھی ہیں کہ انمیں بدعات بھی داخل ہو گئی ہیں لیکن یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے۔ فقیروں میں بھی ایک آفت پڑی ہے یعنے بعض فقیر تو ہوئے مگر وحدت وجودی ہو گئے۔ اور خود ہی خدا بن بیٹھے۔

ہمارے ملک میں دوآبہ (بست جالندھر) میں اکثر وجودی ہیں اور جو وجودی کہلاتے ہیں انکا مذہب عموماً اباحتی دیکھا گیا ہے اور حقیقت

اور مدارج [illegible] حقیقی اور لطیف [illegible] نہیں کر سکتے آپکے خواب خواب پریشان یا مزاج اور حواس کے [illegible] کا نتیجہ ہو [illegible] نہ ہو [illegible] تزکیۂ نفس در صالحہ آدمیوں کی ایسی رویائے صادقہ ایک شعبہ الہام کا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے مقام پر بھی اس نکتہ لطیفہ کو نقل کیا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنے نبوۃ میں سے بجز مبشرات کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور مبشرات کی تفسیر بھی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ وہ رؤیا صالحہ ہیں کہ جسے نیک آدمی دیکھتا ہے یا اور کوئی اس کے لئے دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا فرمایا ہے۔

فی الجملہ رؤیا صادقہ کی فلاسفی حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے گرامی قدر مکتوب میں بیان فرمائی ہے بجائے خود ایک بہت ہی دقیق مضمون تھا اور اردو زبان میں اس کے متعلق کوئی رسالہ یا کتاب نہ تھی الحمد للہ کہ مختصر سے مکتوب ہی میں حضور نے وہ مشکلات حل کر دئے ہیں جو خواب کے متعلق پیش آتی ہیں جزاہم اللہ احسن الجزا + ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خواب کی فلاسفی تصوف کی جان

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکی خواب کے آثار یوں ہی نظر آتے ہیں کہ [illegible] رؤیا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب حیز قوت سے حیز فعل میں آوے بہت توجہ [illegible] درکار ہیں۔ خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہیں کہ جو [illegible] مٹی کے نیچے زمین کی تہ میں [illegible] ہے جسکے وجود میں تو کچھ شک نہیں لیکن بہت سی جانکنی اور محنت چاہیئے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہو جائے اور نیچے سے پانی شیرین اور مصفا نکل آوے [illegible] مردان [illegible] صدق و وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا — گویند سنگ لعل شود در مقام صبر + آرے شود ولیک بخون جگر شود۔ اگرچہ وعا [illegible] ہر [illegible] کیونکر [illegible] دل کو تو الٰہی بخشیں۔ آپکی ملاقات کیلئے میں بھی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں۔ بیوقت حج بھی فائدہ نہیں کرتا اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کو جاتے ہیں اور پھر دل سخت ہو کر آتے ہیں اس کا یہی باعث ہے کہ انہوں نے بے وقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھے کے اور کچھ نہ دیکھا اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا دل سخت ہو گیا علیٰ ہذا القیاس ملاقات جسمانی بھی کئی ایک قسم کے ابتلاء پیش آجاتے ہیں الا ماشاء اللہ۔

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال میں آتا ہے مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہ سوال کیا ہے کہ پورا پورا علم جیسا بیداری میں ہوتا ہے خواب میں کیوں نہیں ہوتا اور خواب کا دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا۔

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمولی سے معطل ہو جاتے ہیں پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور تیقظ بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب میں بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہیں تو بالضرورت اوس فعل میں بھی فتور آجاتا ہے پھر بعلت اوس فتور کے انسان نہیں سمجھ سکتا کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری۔ لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ و حضور و استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس وتیرہ وار دہو جاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے۔ اوس حالت میں چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر بیدار ہے خواب میں نہیں۔ اور نیز اپنے مکان اور اوس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنی جس مکان میں ہے اوس مکان کو بخوبی شناخت کرتا ہے حتی کہ لوگوں کی آواز بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر ربخود بیخبری کیفیت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت میں اپنی رویا میں اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے یہ عالم بذریعہ حواس نہیں لہٰذا اس علم کا منشاء فقط روح ہے۔

ہیں اس مذہب کا خاصہ اور اثر ہونا بہی یہی چاہئے۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالے کو ان صفات سے متصف نہین مانتا۔ جو قرآن شریف مین بیان ہوئی ہین اور اپنے اور خدا تعالے مین کوئی فرق نہین کرتا بلکہ خود ہی خدا بنتا ہے وہ اگر اباحتی ہو تو اور کیا ہو زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہہ لوگ دوزخ اور بہشت پر ایمان بہی لاتے ہین اور ایمان لا کر بہی سمجہتے ہین کہ ہم ہی خدا ہین۔ اور ایک اور بڑی غلطی ہے جس مین یہہ لوگ مبتلا ہین اور وہ یہہ ہے کہ اپنے مذہب کو اکابر سے منسوب کرتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ مذہب دو ہین۔ وجودی اور شہودی۔ وجودیون نے فلسفیون کی طرح یہہ سمجہ لیا ہے کہ انسان کے سوا خدا کچہہ نہین ہے، یا خدا کے سوا اور کچہہ نہین۔ مگر شہودی انکے سوا ہین اور وہ ٹہیک ہین۔ جنہون نے استیلاء محبت اور تجلیات صفات الٰہی سے ایسا معلوم کیا کہ خدا ہے انہون نے اسکی ہستی اور وجود کے سامنے اپنی ہستی اور وجود کی نفی کر لی۔ اور من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہوئے حقیقت مین محبت کے ثمرات مین سے نفی وجود ضروری ہے جس پر اعتراض نہین ہو سکتا بلکہ قرآن شریف سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جو فنا فی اللہ کہلاتا ہے لیکن وجودیون کا یہہ حال نہین انکا تو یہ حال ہے کہ گویا انہون نے ڈاکٹرون کی طرح تشریح کر کے خدا تعالے کو دیکہہ لیا ہے تب ہی تو یہ خود ہی خدا بنتے ہین حالانکہ یہ صریح غلط اور بیہودہ امر ہے اللہ تعالے تو صاف فرماتا ہے

لا تدرکہ الابصار۔

وجودیون کا یہ مذہب ہے کہ ہم ہی لا الٰہ الا اللہ پڑہتے ہین اور ہم ہی سچے موحد ہین باقی سب مشرک ہین۔ اس کا نتیجہ عوام مین یہہ ہوا کہ اباحت پہیل گئی اور فسق و فجور مین ترقی ہو گئی کیونکہ وہ اسے حرام نہین سمجہتے۔ اور نماز روزہ اور دوسرے اوامر کو ضروری نہین سمجہتے اس سے اسلام پر بہت بڑی آفت آئی ہے میرے نزدیک وجودیون اور دہریون مین ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہے۔

یہہ وجودی سخت قابل نفرت اور قابل کراہت ہین۔ افسوس کا مقام ہے کہ جسقدر گدیان ہین انمین سے شاید ایک ہی ایسی نہین ہوگی جو یہ مذہب نرکہتی ہو سب سے زیادہ افسوس یہہ ہے کہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرقہ جو قادری کہلاتا ہے وہ بہی وجودی ہو گئے ہین حالانکہ سید عبد القادر وجودی نہ تہے انکا طرز عمل اور انکی تصنیفات اھدنا الصراط المستقیم کی عملی تصدیق دکہاتی ہین۔

علماء صرف یہ سمجہتے ہین کہ اہدنا الصراط المستقیم صرف پڑہنے کے لئے ہے لیکن اسکے اثرات اور نتائج کچہہ نہین مگر وہ عملی طور پر دکہاتے ہین کہ ان منعم علیہ لوگون کے نمونے اس امت مین ہوتے ہین۔

غرض

یہہ اللہ تعالے کا فضل ہے کہ گو ایسے لوگ تہوڑے ہوتے ہین لیکن ہین ضرور جو خدا تعالیٰ سے کامل محبت کرتے ہین اور اسی دنیا مین رہکر انقطاع اور سفر آخرت کی طیاری کرتے ہین۔ یہ امور ایسے ہی لوگون کے حصے مین آتے ہین جیسے سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ مگر اب برخلاف انکے وجودیون کی کثرت ہے اور اسی وجہ سے فسق و فجور مین ترقی ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا ہے کہ خدا تعالے کی محبت اسقدر استیلا کرے کہ ماسویٰ اللہ جل جاوے۔ یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہین اور یہی وہ نسخہ ہے جو اسی عالم مین انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اس عالم کی برکات اور فیوض کو اس عالم مین پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتہہ یہان سے رخصت ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگ ہین جو اس زمرہ سے الگ ہین۔ من کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ اور ایسے ہی لوگون کے لئے فرمایا ہے و لمن خاف مقام ربہ جنتان یعنے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے حضور کہڑے ہونے سے ڈرتے ہین انکو دو جنت ملتے ہین۔ ہمارے نزدیک اسکی حقیقت یہ ہے کہ ایک جنت تو وہ ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے دوسری جنت اسی دنیا مین عطا ہوتی ہے اور یہی جنت اوس دوسری جنت کے ملنے اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹہیر جاتی ہے ایسا مومن دنیا میں بہت سے دوزخون سے رہائی پاتا ہے مختلف قسم کی بداخلاقیان یہہ بہی دوزخ ہی ہین جن چیزون سے شدید تعلق ہو جاتا ہے وہ بہی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے کیونکہ پہر انکو چہوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے مثلاً مال سے محبت ہو اور اسے چور لے جائین تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔

. . . .

. . . . یہانتک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہین یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے ... پر اور جن فانی اشیاء سے محبت ہے وہ اگر تلف ہو جائین یا مر جاوین تو اسکو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے۔ مثنوی مین ایک حکایت لکہی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مر گیا جسکے غم مین وہ رو رہا تہا اس سے پوچہا گیا کہ تو کیون روتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز دوست مر گیا اُسنے کہا کہ تو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیون کی۔ اصل بات یہہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جدائی ضروری ہوگی یا یہ خود جائیگا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے پس وہ مفارقت اس کیلئے عذاب کا موجب ہو جائے گی۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کہڑا ہونے سے ڈرتے ہین اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہین ہوتے وہ اس عذاب سے بچا لئے جاتے ہین کسی نے کیا اچہا کہا ہے

دشتِ دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ ہمارا اصل منشاء اور آنے کی غرض یہہ نہین کہ عیسیٰ فوت ہو گیا یہ تو ایک سچائی تہی جو ہم نے پیش کی اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہی ظاہر کیا ہم نے اسی طرح اسکو دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ ہمین حضرت عیسےٰ کے ساتہہ کوئی دشمنی نہین۔ وہ بہی اللہ تعالے کے ایک رسول اور پیغمبر ہین یہہ کہتے ہین کہ وہ جسم عنصری کے ساتہہ آسمان پر نہین گئے ہمکو ان کی تذلیل منظور نہین مگر ہم کیا کرین اصل بات ہی یہ ہے جو امر ہم کسی نبی اور رسول کے لئے نہین مانتے ہم کیونکر ان کے ساتہہ اسے مختص کرین۔ ہان ہم کو بخل نہین ہم تسلیم کرتے ہین کہ جس جسم کیساتہہ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہین حضرت عیسےٰ بہی اسی جسم کے ساتہہ گئے ہین۔ مگر ان لوگون کی غلطیون اور خود تراشیدہ خیالات کو کیسے مان لین۔

یہ خوب یاد رہے کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر روح بلا جسم ہرگز نہین مانتے ہم مانتے ہین کہ وہ وہان جسم ہی کے ساتہہ ہین ہان فرق اتنا ہے کہ یہ لوگ جسم عنصری کہتے ہین اور مین کہتا ہون کہ وہ جسم وہی جسم ہے جو دوسرے رسولون کو دیا گیا ہے۔

دوزخیون کے متعلق اللہ تعالے فرماتا ہے۔ لا تفتح لھم ابواب السماء یعنی کافرون کے لئے آسمان کے دروازے نہین کہولے جاوین گے۔ اور مومنون کے لئے فرماتا مفتحۃ لھم الابواب اب ان آیات مین لھم کا لفظ اجسام کو چاہتا ہے تو کیا یہ سب

دوسرا سوال آپکا یہ ہے کہ فناء اتم اعنی غائت المواج و نہایت الوصال مین علم حق رہتا ہے یا نہین اول سمجہنا چاہئے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہین بلکہ امارات اور آثار وصال مین سے ہے کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے کہ طالب حق خلق اور ارادت اور نفس سے بکلی باہر ہو جاوے اور فعل و ارادت الٰہی مین بکلی کہویا جاوے یہانتک کہ اوسی کے ساتہہ دیکہتا ہو اور اوسی کے ساتہہ سنتا ہو اور اوسی کے ساتہہ پکڑتا ہو اور اوسی کے ساتہہ چہوڑتا ہو پس یہ تمام آثار وصال کے ہین نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جسکو اہل وصال شناخت کرتے ہین مگر بیان نہین کر سکتے خلاصہ کلام یہ کہ جب طالب کمال وصال کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اسکا اپنے لئے نہین رہتا بلکہ سب کچہہ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت مین اوسکو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے پس اس حالت مین گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکہہ مین باقی نہین رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود و ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بہی نابود ہی خیال کرتا ہے پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غائت سیر اولیا ہے اور اسی مقام مین غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ مین جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بہی جلنے کا ایک علم رکہتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبہی شہود تام بیخبری تک بہی نوبت پہونچا دیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہہ آیت مشابہ ہے فلما تجلیٰ ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا۔ لیکن حالت تام وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے ما زاغ البصر و ما طغیٰ یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہوگی پس غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالے نے آپ اشارہ فرمایا ہے۔ وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ واللہ اعلم بالصواب

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۸- مارچ ۱۸۹۳ء مطابق ۸- جمادی الاول ۱۳۱۰ھ

سب پہر ایسی جسم عنصری کے ساتھہ جاتے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں جسم تو ہوتے ہیں مگر وہ وہ جسم نہیں جو مرنے کے بعد دئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی بہی اجسام کو چاہتا ہے پہر تیسری شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے معراج میں آپ نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو حضرت یحیٰی کے ساتھہ دیکھا وہاں آپ نے روحیں تو نہ دیکھی تہیں یعنے جسم صرف حضرت عیسٰے کا ہوا اور باقی نبیوں کی روحیں تہیں اور مسیح ہی کا جسم تہا۔

سچی اور بالکل سچی اور صاف بات یہی ہے کہ اجسام ضرور ملتے ہیں لیکن یہہ عنصری اجسام یہاں ہی رہ جاتے ہیں یہہ اوپر نہیں جاسکتے۔ جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جواب میں فرمایا۔

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا

یعنے ان کو کہدے میرا رب اس سے پاک ہے جو اپنے وعدوں کے خلاف کرے جو وہ پہلے کر چکا ہے۔ میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں۔ سبحان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ سابق جو وعدے ہو چکے ہیں انکی خلاف ورزی وہ نہیں کرتا۔ وہ وعدہ کیا ہے؟

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین

اور ایسا ہی فرمایا الم نجعل الارض کفاتا اور پہر فیہا تحیون وفیہا تموتون۔ ان سب آیتوں پر اگر یکجائی نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسم جو کہانے پینے کا محتاج ہے آسمان پر نہیں جاتا۔ پہر ہم دوسرے نبیوں سے بڑہ کر مسیح میں یہ خصوصیت کیونکر تسلیم کرلیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کفار نے شرارت سے یہی سوال کیا تہا کہ آپ آسمان پر چڑہ جائیں۔ اسکی وجہ یہہ تہی کہ وہ پہلے وہ آیات سن چکے تہے جس میں اس امر کی نفی کیگئی تہی۔ انہوں نے سوچا کہ اگر اب اقرار کریں تو اعتراض کا موقع ملے۔ لیکن وہ تو اللہ کا کلام تہا اسمیں اختلاف نہیں ہوسکتا تہا اسلئے انکو یہی جواب ملا۔ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا یعنے انکو کہدو کہ ایسا معجزہ اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اپنے پہلے قول کے خلاف کرے۔

غرض

یہہ کس قدر موٹی باتیں جو اللہ تعالے نے بار بار پیش کی ہیں مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہہ انکو سمجھتے نہیں اور خواہ مخواہ حضرت مسیح میں کچھہ ایسی خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جو دوسروں میں نہیں ہے۔ قرآن شریف کی یہہ تعلیم اور بخاری اور مسلم کو دیکھو اور صحاح کو پڑہو وہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت موجود ہے آپ نے حضرت مسیح کو یحیٰی کے ساتھہ دیکھا ویسے ہی حضرت مسیح کو اسوقت امتیازی کوئی خاص بات نہ تہی جو بطور جسم کے الگ ہو۔ یعنی ان کا تو جسم ہو اور حضرت یحیٰی کی مجرد روح ہو۔ جب قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح شہادت موجود ہے پہر یہ نرالا جسم کیسا؟ اگر نرالا نہیں تو بسم اللہ ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ جسم جو مرنے کے بعد دیا جاتا ہے وہ مسیح کو بہی دیا گیا۔ پہر نزاع لفظی نکلی۔ یہ ہم کبہی تسلیم نہیں کرسکتے کہ مسیح کو کوئی الگ جسم دیا جاوے کیونکہ یہہ شرک ہے۔ ہم جسم کے قائل ہیں لیکن اس جسم عنصری کے قائل نہیں۔ انجیل سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی جسم تہا۔ اور ایسا جسم مرنے کے بعد ملتا ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ بہشت میں [illegible] ہونگے لیکن یہ یاد رکہنا چاہئے کہ [illegible] بہشت میں دودہ اور شہد کی نہریں [illegible] تو اس سے یہ سمجہنا چاہئے کہ وہاں گائیوں کا ایک گلہ ہوگا اور بہت سارے گوالے ہونگے [illegible] دودہ دوہ دوہ کر ایک نہر میں ڈالتے رہیں گے۔ یا بہت سے چھتے شہد کی مکہیوں کے ہونگے اور پہر انکا شہد جمع کرکے نہروں میں گرایا جاوے گا۔ یہہ مطلب نہیں؟ اللہ تعالے نے جو مجہہ پر ظاہر کیا ہے وہ یہہ ہے کہ یہ بات نہ ہوگی اگر یہی خربوزہ اور تربوز یا انار ہونگے تو پہر بات ہی کیا ہوئی کافر بہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے یہاں اس دنیا میں کہا لئے تم نے آگے جاکر کہا لئے۔ اسکی حقیقت جو اللہ تعالے نے مجہہ پر کہولی ہے وہ یہہ ہے کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار

یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل بجالاتے ہیں وہ ان باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اس آیت میں اللہ تعالے نے ایمان کو باغ کے ساتھہ مشابہت دی جسکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس آیت میں بہشت کی حقیقت اللہ تعالے نے بتائی ہے گویا جو رشتہ نہروں کو باغ کے ساتھہ ہے وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھہ ہوتا ہے اور جسطرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا اسیطرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہوں تو ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریاکاری ہیں۔ پس قرآن شریف نے جو بہشت پیش کیا ہے اسکی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ایک ظل ہے اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اس دنیا میں ہی اسکی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہریں نظر آتی ہیں لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کہلے طور پر محسوس ہونگے۔ اور ان کا ایک خارجی وجود نظر آجائیگا۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہو جاتا ہے پس یہاں دو باتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے دوسرا ان درختوں کی نہروں سے آبپاشی ہوتی ہے قرآن شریف کو پڑہو اور اول سے آخر تک اسپر غور کرو تب اسکا مزا آئیگا کہ حقیقت کیا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالے جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالے جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقیناً انسان کے ایمان کو اشجار سے متمثل کردیگا اور اعمال کو انہار سے متمثل کریگا۔ اور واقعی طور پر دکہاوے گا۔ یعنی ان کا وجود فی الخارج بہی نظر آئیگا۔ اسکی مختصر سی مثال یوں ہی سمجہہ میں آسکتی ہے کہ جیسے انسان خواب میں عمدہ اور شیریں پہل کہاتا ہے اور ٹہنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے اور فی الواقع وہ پہل اور آب سرد ہوتا ہے اسوقت اس کے ذہن میں کوئی دوسرا امر نہیں ہوتا۔ پہلوں کو کہاکر سیری ہوتی اور پانی پی کر فی الواقعہ پیاس دور ہوتی ہے لیکن جب اٹہتا ہے تو نہ ان پہلوں کا کوئی وجود ہوتا ہے۔ اور نہ اس پانی کا۔ اسیطرح پر جیسے اس حالت میں اللہ تعالے نے ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کردیا ہے عالم آخرت میں بہی ایمان اور اعمال صالحہ کو اس صورت میں متمثل کردیا جائیگا۔ اسی لئے فرمایا ہے

ہذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا۔ اسکے اگر یہہ معنے کریں کہ وہ جنتی جب ان پہلوں اور میووں کو کہائیں گے تو یہہ کہیں گے کہ یہہ وہ پہل اور خربوزے یا تربوز یا انار ہیں جو ہم نے دنیا میں کہائے تہے تو یہہ ٹہیک نہیں کیونکہ اسطرح پر تو وہ لذت بخش چیز نہیں ہوسکتے اور نعماء جنت کی حقارت ہے اگر کوئی شخص مثلاً کشمیر میں جاوے اور وہاں کی ناشپاتیاں کہاکر کہے کہ یہ تو وہی ناشپاتیاں ہیں جو پنجاب میں کہائی تہیں تو یہ صریح ان ناشپاتیوں کی حقارت ہے پس اگر بہشت کی نعماء کی یہی مثال ہے تو یہہ خوشی نہیں بلکہ ان سے بیزاری ہے اسلئے اسکا یہہ مفہوم اور مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہشتی لوگ جو اس دنیا میں بڑے عابد اور زاہد تہے جب وہ اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے تمثلات سے لطف اٹہائینگے تو ان کو وہ ایمانی لذت آجائیگی اور ان مجاہدات اور اعمال صالحہ کا مزا آجائیگا جو اس عالم میں انہوں نے کئے تہے اسلئے وہ کہیں گے ہذا الذی رزقنا من قبل

غرض

جس قدر قرآن شریف کو کوئی شخص تدبر اور غور سے پڑہیگا اسیقدر وہ اس حقیقت کو سمجہ لیگا کہ ان لذات کا تمثیلی رنگ میں فائدہ اٹہائیگا۔

محبت الٰہی کے لذات ہیں لذت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکہتا ہے۔ . . . .

. . . .

. . . .

وہ جسمانی لذت کے مفہوم سے ہزاروں درجہ زیادہ مفہوم روحانی لذت میں رکہتا ہے۔ اگر اس محبت کی لذت میں غیر معمولی سیری اور سیرابی نہ ہو تو اللہ تعالے کے محب جسمانی لذات کو ترک کیوں کریں۔ یہانتک کہ بعض اس قسم کے بہی ہو گذرے ہیں جنہوں نے سلطنت تک کو چہوڑ دیا چنانچہ ابراہیم ادہم نے سلطنت چہوڑ دی۔ اور انبیاء علیہم السلام نے ہزاروں لاکہوں مصائب کو برداشت کیا اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی نہ ہوتی تو جو انہیں کشاں کشاں لئے جاتا تہا تو وہ پہر کیا بات تہی کہ اسقدر مصائب کو انہوں نے خوشی کے ساتھہ اٹہالیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اس درجہ میں سب سے بڑہے ہوئے ہیں اس لئے آپ کی زندگی کا نمونہ بہی سب سے افضل و اعلےٰ ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں اور عزتیں پیش کیں مال و دولت۔ سلطنت۔ عورتیں۔ اور کہا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں او

یہہ توحید کا مذہب پیش کرین اس خیال کو جانے دین وہ دنیا دار تھے انکی نظر دنیا کی فانی اور بے حقیقت لذتون سے پرے نہ جاسکتی تہی انہون نے سمجہا کہ یہ تبلیغ انہین اغراض کے لئے ہوگی مگر آپ نے ان کی ان ساری پیش کردہ باتون کو رد کر دیا اور کہا کہ اگر میرے دائین بائین آفتاب اور ماہتاب بہی لاکر رکہدو تب بہی مین اس کو نہین چہوڑ سکتا - پہر اسکے بالمقابل انہون نے آپ کو وہ تکالیف پہونچائین جنکا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف مین نظر نہین آتا - لیکن آپ نے ان تکالیف کو بڑی لذت اور سرور سے منظور کیا مگر اس راہ کو نہ چہوڑا اب اگر کوئی **لذت** اور ذوق نہ تہا تو پہر کیا وجہ تہی جوان مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا - وہ وہی لذت تہی جو اللہ تعالے کی محبت مین ملتی ہے اور جسکی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہین کیا جاسکتا -

خدا تعالے نے اسوقت ایک **صادق** کو بہیجکر چاہا ہے کہ ایسی جماعت طیار کرے جو اللہ تعالے سے محبت کرے - مین دیکہتا ہون کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہین اور پہر ذرا سے دہمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہین تو پہر خط لکہدیتے ہین کہ کچہہ تقیہ کر لیا ہے ؟ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہین ؟ کبہی نہین وہ دلیر ہوتے ہین - اور انہین کسی مصیبت اور دکہہ کی پرواہ نہین ہوتی - وہ جو کچہہ لیکر آتے ہین اسے چہپا نہین سکتے خواہ ایک شخص بہی دنیا مین انکا ساتہی نہ ہو - وہ دنیا سے پیار نہین کرتے انکا **محبوب** ایک ہی **خدا** ہوتا ہی وہ اس راہ مین ایک مرتبہ نہین خواہ ہزار مرتبہ قتل ہون اسکو پسند کرتے ہین اس سے سمجہہ لو کہ اگر اللہ تعالے کے ساتہہ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہین تو پہر یہ گروہ کیون مصائب اٹہاتے ہین ؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑہو کہ کفار نے کسقدر دکہہ آپ کو دئے آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا - طائف مین گئے تو وہان سے خون آلودہ ہوکر پہرے - آخر مکہ سے نکلنا پڑا - مگر وہ بات جو دل مین تہی اور جسکے لئے آپ مبعوث ہوئے تہے اسے ایک آن کے لئے بہی نہ چہوڑا - یہہ مصائب اور تکالیف کبہی برداشت نہین ہوسکتین جب تک اندرونی کشش نہ ہو - ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بہی ہون وہ تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر وہ جسکا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجہہ کو برداشت کرے گا - اگر ذوقی تعلق نہو -

عقل اسکو قبول نہین کرتی - مختصر یہہ کہ خدا تعالی کی محبت کی لذت ساری لذاذات سے بڑہ کر تر ازو مین ثابت ہوتی ہے - پہس وہ لذات جو بہشت مین ملین گی - یہہ وہی لذتین ہین جو پہلے اٹہا چکے ہین اور وہی انکو سمجہتے ہین - جو پہلے اوٹہا چکے ہین -

اگر کہو کہ وہ نعمتین کیونکر ہونگی ؟ تو اس کا جواب صاف ہے اللہ تعالے خلق جدید پر قادر ہے خود انسان کا اپنا وجود ہی خیالی ہے جس قطرہ سے پیدا ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے ؟ پہر خیال کرو کہ اس سے کیسا اچہا انسان بناتا ہے کیسے عقلمند - خوبصورت بہادر - پہر وہی خدا ہے جو دوسرے عالم مین خلق جدید کریگا - دودہہ مین وہ لذات اور میوہ جات ہمرنگ ہون گے لیکن کہانے مین ایسے لذیذ ہونگے کہ نہ کسی آنکہہ نے انکو دیکہا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی زبان نے ان کو چکہا اور نہ وہ کسی خیال مین گذرے -

بہشت کی لذات مین ایک اور بہی خوبی ہے دنیا کی لذتون مین اور جسمانی لذتون مین نہین ہے مثلاً انسان روٹی کہاتا ہے تو دوسری لذتین اسے یاد نہین رہتی ہین - مگر بہشت کی لذات نہ صرف جسم ہی کے لئے ہون گی - بلکہ روح کے لئے بہی لذت بخش ہونگی دونون لذتین اسمین اکہٹی ہون گی - اور پہر اس مین کوئی کثافت نہ ہوگی - اور سب سے بڑہ کر جو لذت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کا **دیدار** ہوگا - مگر دیدار الٰہی کے لئے یہہ ضروری ہے کہ یہان ہی سے طیاری ہو اور اس کے دیکہنے کے لئے یہان ہی سے انسان آنکہین لے جاوے - جو شخص یہان طیاری کرکے نہ جاوے گا - وہ وہان محروم رہیگا چنانچہ فرمایا -

من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ

اسکے یہہ معنی نہین کہ جو لوگ یہان نابینا اور اندہے ہین وہ وہان بہی اندہے ہونگے نہین اسکا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے لئے یہان سے حواس اور آنکہین لے جاوے اور ان آنکہون کے لئے ضرورت ہے **تبتل** کی - تزکیہ نفس کی اور یہہ کہ خدا تعالے کو سب پر مقدم کرو - اور خدا تعالے کے ساتہہ دیکہو - سنو - اور بولو - اسیکا نام **فنا فی اللہ** ہے اور جب تک یہ مقام اور درجہ حاصل نہین ہوتا - نجات نہین - ہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کے ساتہہ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہوسکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے ؟ دنیا اس قسم کے شبہات

کے ساتہہ خراب ہوئی ہے بہت سے تو کہلے طور پر دہریہ ہو گئے ہین اور بعض ایسے ہین جو دہریہ تو نہین ہوئے مگر ان کے رنگ مین رنگین ہین اور اسی وجہ سے دین مین سست ہو رہے ہین - اسکا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالے سے دعا کرتے رہین تا انکی معرفت زیادہ ہو اور صادقون کی صحبت مین رہین جس سے وہ اللہ تعالے کی قدرت اور تصرف کے تازہ بتازہ نشان دیکہتے رہین پہر وہ جسطرح پر چاہیگا اور جس راہ سے چاہیگا معرفت بڑہا دیگا اور بصیرت عطا کریگا اور ثلج قلب ہو جائیگا +

یہہ بالکل سچ ہے کہ جسقدر اللہ تعالے کی ہستی اور اسکی عظمت پر ایمان ہوگا اسیقدر اللہ تعالے سے محبت اور خوف ہوگا - ورنہ غفلت کے ایام مین جرائم پر دلیر ہو جائیگا - اللہ تعالے سے محبت اور اسکی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزین ہین جن سے گناہ جل جاتے ہین اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جن اشیاء سے ڈرتا ہے پرہیز کرتا ہے - مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلادیتی ہے اسلئے آگ مین ہاتہہ نہین ڈالتا یا مثلاً اگر یہہ علم ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہین گذرے گا - اسیطرح اگر اسکو یہہ یقین ہو جاوے کہ گناہ کا زہر اسکو ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالے کی عظمت سے ڈرے اور اس کو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اسکو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو - زمین پر پہر اسطرح سے چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے اسکی روح ہر وقت خدا کے پاس ہوتی ہے یہہ امور ہین جو ہم اپنی جماعت مین پیدا کرنا چاہتے ہین اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے - مین یقیناً جانتا ہون اور کہول کر کہتا ہون کہ انہین امور کی پابندی سے مسلمان مسلمان ہونگے اور اسلام دوسرے ادیان پر غالب آئیگا - اگر اللہ تعالے نے مسیح کی موت یا مسیح موعود ہونے کے امور کو ہماری راہ مین نہ ڈال دیتا تو ہمین کچہہ بہی ضرورت نہ تہی - کہ عیسیٰ کہلاتے - مگر مین کیا کرتا ہون جبکہ خود اس نے مجہے اس نام سے پکارا اور اس کی اشاعت اور اعلان پر مجہے حکم دیا - مین خوب جانتا ہون کہ خدا تعالے کے ساتہہ تعلقات بڑہانے کے لئے مجہے عیسےٰ کہلانے کی کچہہ بہی حاجت نہ تہی اور منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے اسکی کچہہ بہی حاجت نہین اور نہ قرآن شریف مین یہ لکہا ہے - مگر اللہ تعالے نے ایسا ہی چاہا

اور اس لئے چاہا کہ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا اظہار ہو - اور ایک عاجز انسان جسکو غلطی سے خدا بنالیا گیا ہے اس کی حقیقت دنیا پر کہل جاوے + مین یہ بہی ظاہر کرتا ہون کہ ہم نیکی کے ثمرات کو محدود نہین کرتے اور نہ خدا تعالے کے فضل اور فیوض کی حد بندی کرتے ہین جیسے یہ لوگ کرتے ہین کہ وہ اب ختم ہو گئے ہین اور کسی دوسرے کو نہین مل سکتے ؟ یہہ بالکل غلط بات ہے اللہ تعالے کے ہان کسی بات کی کمی نہین ہے - اور کوئی شخص بہی جو مجاہدہ کرے اور اس راہ پر جو اس نے بتائی ہے چلے محروم نہین رہ سکتا -

ہان یہ بالکل سچ ہے کہ جو کچہہ ملیگا وہ **آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم** کی سچی اور **کامل اطاعت** اور **اتباع** پر ملیگا + اگر یہہ مان لیا جاوے کہ بس اب خدا کے برکات کا دروازہ بند ہے تو اللہ تعالے کو یا تو بخیل ماننا پڑیگا اور یا یہہ کہنا پڑیگا کہ انکا خاتمہ ہو گیا - مگر سبحان ربی وہ اس قسم کے نقصون سے پاک ہے + جو شخص سچے دل سے خدا تعالے کے حضور آتا ہے وہ خالی نہین جاتا + پاکیزہ قلب ہونے کی ضرورت ہے ورنہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم اور تاکید بیفایدہ ہو جاتی ہے اگر وہ انعام اکرام اب کسی کو ملتے ہی نہین ہین تو پہر پانچوقت اس دعا کے مانگنے کی کیا حاجت ہے ؟ یہہ بڑی غلطی ہے جو مسلمانون مین پہیل گئی ہے - حالانکہ یہی تو اسلام کا حسن اور خوبی تہی کہ اس کے برکات اور فیوض اور اس کی پاک تعلیم کے ثمرات تازہ بتازہ بہت مل سکتے ہین - تمام صوفیون اور اکابران امت کا یہی مذہب ہے بلکہ وہ تو کہتے ہین کہ کامل متبع بنتا ہی نہین جب تک بروزی رنگ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو اپنے اندر نہ رکہتا ہو - اور حقیقت مین یہہ بات صحیح ہی ہے کیونکہ کامل اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم ہے کہ اسکے ثمرات اپنے اندر پیدا کرے جب ایک شخص کامل اطاعت کرتا ہے اور گویا عین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین محو اور فنا ہو جاتا ہے اسوقت اس کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک شیشہ سامنے رکہا ہوا ہو - اور تمام و کمال عکس اس مین پڑے مین کبہی اللہ تعالے کے فضل اور برکات اور ان تاثیرات کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ملتی ہین محدود نہین کر سکتا بلکہ ایسا خیال کفر سمجہتا ہون -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا

کہ بہشت میں ایک مقام ہے جو مجھے ہی ملیگا۔ ایک صحابی یہہ سن کر رو پڑا آپ نے جب پوچھا کہ تو کیوں رو پڑا تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کے ساتھ محبت ہے جب آپ اس مقام میں ہونگے تو میں کہاں ہوں گا آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اس کے وجود کو اپنے اندر لے لیا۔ غرض یہہ یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضایع نہیں ہو سکتے یہہ نبوت کا مسئلہ ہے اگر ظلّی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء امت تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلّی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزیدؒ نے محمد کہلایا اور اس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتوےٰ انکے خلاف دیا گیا اور انہیں شہر بدر کیا گیا مختصر یہ کہ لوگ جو ہماری مخالفت کرتے ہیں انہیں اسباب کا علم نہیں اور وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ کاش! وہ ان حالی کیفیات سے واقف ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر اور حقیقت ان لوگوں نے سمجھی ہی نہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی تاثیرات اور ثمرات بھی باقی نہیں ہیں تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **زندگی** کا ثبوت ہی کیا ہے؟ اور اسلام کی فضیلت ہی کیا۔ اور اس شریعت کے اتباع کی حاجت ہی کیا جب کہ اس سے نتائج اور برکات ہی کو مل نہیں سکتے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہہ ایک بیہودہ اور کفریہ خیال ہے اسلام کے اتباع کے ثمرات اب بھی اور ہمیشہ مل سکتے ہیں اللہ تعالےٰ کی ذات میں بخل نہیں اور نہ اس کے ہاں کسی بات کی کمی۔

بعض آدمی اپنی بے وقوفی اور شتاب کاری سے یہہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم نے **ولی بننا ہے**؟ میرے نزدیک ایسے لوگ کفر کے مقام پر ہیں اللہ تعالےٰ تو سب کو **ولی** کہتا ہے اور سب کو ولی بنانا چاہتا ہے اسی لئے وہ **اھدنا الصراط المستقیم** کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم منعم علیہ گروہ کی مانند ہو جاؤ۔ جو کہتا ہے کہ میں ایسا نہیں ہو سکتا وہ اللہ تعالےٰ پر بخل کی تہمت لگاتا ہے اور اسلئے یہہ کلمہ کفر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہہ تھا کہ آپ **محبوب الٰہی** تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہونچنے کی راہ بتائی۔ جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے انکو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو اللہ تعالےٰ تمکو اپنا محبوب بنا لیگا۔ اب غور کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع **محبوب الٰہی** تو بنا دیتی ہے۔ پھر اور کیا چاہیئے۔ مگر اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ ہی کو شناخت نہیں کیا ماقدروا اللہ حق قدرہٖ۔

ایسا ہی شیعہ ہیں انہوں نے فقط اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ یہہ کبھی ان کو خواہش نہیں ہوتی کہ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے اتباع میں ایسے کھوئے جاویں کہ خود حسین بن جاویں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ تو کہتا ہے کہ اسوقت تک نجات نہیں جب تک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے۔ وہ انسان جو اپنے مراتب اور مدارج میں ترقی نہیں چاہتا وہ **مخنثوں** کی طرح ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ جس قدر انبیاء و رسل گذرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض و غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں۔

یہہ امور ہیں جنکی وجہ سے ہم کو بدنام کیا جاتا ہے۔ موت حیات مسیح کا مسئلہ تو یونہی درمیان میں آگیا بہت سے مصالح الٰہی تھے جو یہ مسئلہ پیش آگیا ورنہ اصل مقاصد اور اغراض ہماری بعثت کے اور ہیں۔ ہاں یہہ مسئلہ چونکہ تعلیم الٰہی کے خلاف تھا اور اس میں **توحید** کے مصفا چشمہ کو مکدر کرنے والے اجزا موجود تھے اسلئے اللہ تعالےٰ نے اسکا ازالہ کر دیا اور صاف کر دیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ مسیح علیہ السلام میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں جو دوسرے نبیوں کو نہ ملی ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر گیا ہے لیکن میں یہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرے نبی جسم کے بغیر آسمان پر گئے ہیں۔ جس قسم کے جسم انکو عطا ہوئے ہیں وہی جسم مسیح کو دیا گیا ہے۔ اور یہہ وہ جسم ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوتا ہے۔ یہہ پرانی باتیں تھیں نئی نہیں چونکہ انہوں نے قرون ثلاثہ کی باتیں بھلا دی ہیں اس لئے بار بار کہتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادے غلطی پر تھے؟ میں نہیں کہتا کہ وہ غلطی پر تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ وہ زمانہ **فیج اعوج** ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر بھی کفار ایسا ہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے باپ دادوں کے خلاف ہے۔ یہہ باپ دادے کی سند صحیح نہیں ہو سکتی۔ ایک زمانہ قرون ثلاثہ کے بعد گذرا ہے جسکو شیطانی زمانہ کہتے ہیں۔ یہ درمیانی زمانہ ہزار سال کا زمانہ ہے جسقدر خرابیاں اور فسق و فجور پھیلا ہے اس زمانہ میں ہی پھیلا ہے۔ اگر صحابہ کرام ہوتے تو وہ بھی شناخت نہ کر سکتے اس زمانہ کا تو حوالہ دینا بھی عقلمندی نہیں۔ **وفات مسیح** کا مسئلہ تو ایسا صاف ہو چکا ہے کہ اب کوئی عقل اسکے خلاف تجویز نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرمایا کہ فوت ہو گئے۔ خود مسیح نے اپنی وفات کا اقرار کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردوں میں دیکھا اور پھر صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع اسی پر کیا۔ اور فیصلہ کر دیا صحابہ کا اجماع غلطی پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے کی فضیلت ہے۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل میں کہتے ہیں کہ **خلت** کے معنے موت کے نہیں مگر یہ تو ان کی غلطی ہے اسلئے کہ خود اللہ تعالےٰ نے **خلت** کے معنے کر دئے ہیں افان **مات** او **قتل** اگر اس کے سوا کوئی اور معنے ہوتے جو یہ کرتے ہیں تو پھر **رفع الجسد العنصری** بھی ساتھ ہوتا۔ مگر قرآن شریف میں تو ہے نہیں پھر ہم کیونکر تسلیم کر لیں۔ ایسی صورت میں درمیانی زمانہ کی شہادت کو ہم کیا کریں؟ اور پھر تعجب یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی اس مذہب کے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس کی وفات کا اقرار کیا ہے۔

اور اللہ تعالےٰ نے اگر میرا نام عیسیٰ رکھا تو اس میں اسلام کا کیا برا ہوا؟ یہہ تو اسلام کا فخر ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فخر ہوا کہ وہ شخص جسے چالیس کروڑ انسان خدا سمجھتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ان کمالات کو پالیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے لکھا ہے کہ ہارون رشید نے مصر کا علاقہ ایک حبشی کو دیدیا۔ کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہی مصر ہے جسکی حکومت سے فرعون نے خدائی کا دعوےٰ کر دیا تھا اسیطرح مسیح کی خدائی پر زد مارنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے **مجھے مسیح بنا دیا** تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علو شان اس سے ظاہر ہو۔

میں حیران ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں نے مسیح کو بہت سی خصوصیتیں ایسی دے رکھی ہیں جو اور کسی کو نہیں دی گئیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ **مس شیطان** سے وہی پاک ہے؟ حالانکہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ کسی نبی کو بھی مس شیطان نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے راستباز اور صادق بندوں میں سے بھی کسی کو مس شیطان نہیں ہوتا۔ مطلب اس سے اور تھا اور انہوں نے کچھہ اور سمجھہ لیا۔ اگر صرف یہہ اعتقاد رکھا جاوے کہ مسیح ہی مس شیطان سے پاک تھے اور کوئی پاک نہ تھے تو یہہ تو کلمہ کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ یہودی مریم علیہا السلام کو معاذ اللہ زانیہ اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ولد الزنا کہتے تھے اسلئے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انکی اس الزام سے بریت کی اور مریم کا نام **صدیقہ** رکھا۔ اور حضرت مسیح کے لئے کہا کہ وہ **مس شیطان** سے پاک ہے اولاد دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو مس شیطان سے ہو۔ وہ ولد الحرام کہلاتی ہے دوسری وہ جو روح القدس کے مس سے ہو وہ ولد الحلال ہوتی ہے۔ یہودیوں کا اسپر زور تھا کہ وہ مسیح پر ناجائز پیدائش کا الزام لگاتے تھے اور ان کے ہاں یہ لکھا تھا کہ ولد الحرام سات پشت تک بھی خدا تعالےٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ان کے اس شبہ اور الزام کا جواب ضروری تھا اسلئے انکے متعلق یہ کہا گیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہ تھے ایسا اعتقاد کفر صریح ہے کیا کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت آمنہ کی نسبت ایسا الزام لگایا؟ کبھی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مخالفوں نے **امین اور صادق** تسلیم کیا۔

برخلاف اسکے مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہودیوں کے بیہودہ الزام تھے ہی خود عیسائیوں نے سائیکلوپیڈیا میں مان لیا ہے کہ نعوذ باللہ وہ ولد الحرام تھے۔ پھر ایسی صورت میں کسقدر ضروری تھا کہ اس کا ازالہ ہوتا۔ اب یہ ہمارے مخالف اندھے ہو کر انکی خصوصیت بناتے ہیں اور منبروں پر چڑھ کر بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ تو حضرت مسیح کا ایک داغ تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دھویا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ مثلاً اگر ایک شخص کے چہرہ پر سیاہی کا داغ ہو اور اسے صاف کر دیا جاوے تو یہ کیسی حماقت ہو کہ ایک شخص جسکے چہرہ پر وہ داغ ہی نہیں بلکہ خوبصورت اور روشن چہرہ رکھتا ہو اس سے اس سیاہی کے داغ والے کو افضل کہا جاوے صرف اس لئے کہ اسکا داغ صاف ہو گیا ہے۔

اس قسم کی غلطیوں میں ہمارے مخالف مبتلا ہیں۔ ہم ان پر صبر کرتے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسلام اور ملت پر زد نہ ہوتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تو جب آسمان پر جانے کا معجزہ مانگا جاوے تو انہیں قل سبحان ربی کا جواب ملے اور مسیح کے لئے تجویز کر لیا جاوے کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔

ایسی خصوصیتوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اسے خدا بنایا جاوے پھر توحید کہاں رہی؟ انہوں نے تو ان چالیس کروڑ کی مدد کی جو اسے خدا بنا رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے اصل شریعت کو چھوڑ دیا اور عجوبہ پسند ہو گئے۔ میرے متعلق یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے مردے زندہ کئے تھے انہوں نے کتنے کئے ہیں؟ میں اسکا کیا جواب دوں پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ مسیح نے کتنے مردے زندہ کئے تھے؟ پھر اس کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مجھ سے پہلے ہے میں تو آپ کا ایک ادنےٰ خادم ہوں آپ کے پاس ایک مردہ کی بابت کہا گیا جسکو سانپ نے کاٹا تھا اور کہا کہ اس کی نئی شادی ہوئی ہے آپ اسے زندہ کر دیں آنحضرت نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دفن کرو اگر حقیقی مردے زندہ ہو سکتے تو سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ دیا جاتا۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ بعض اوقات سخت امراض میں مبتلا اور ایسی حالت میں کہ اس میں آثار حیات مفقود ہوں۔ اللہ تعالے اپنے ماموروں اور مرسلوں کی دعاؤں کی وجہ سے انہیں شفا دیدیتا ہے اس قسم کا احیا ہم مانتے ہیں اور یہاں بھی ہوا ہے اور اس کے سوا دوسری حیات روحانی حیات ہے غرض یہ دو قسم کا احیاء موتیٰ ہم مانتے ہیں۔ روحانی طور پر مسیح کا اثر بہت کم ہوا۔ کیونکہ یہودیوں نے مانا نہیں اور جنہوں نے مانا انکی تکمیل نہ ہوئی۔ ایک نے لعنت بھیجی دوسرے نے پکڑوا دیا اور باقی بھاگ گئے ہاں جسمانی طور پر بعض کے لئے دعائیں کیں اور وہ مریض اچھے ہو گئے۔ اب بھی ہو رہے ہیں۔

غرض

ہماری اصل غرض اور مقصد اور تعلیم وہ ہے جسکا میں ذکر کر آیا ہوں یہہ امور وفات مسیح وغیرہ ہماری راہ میں آ گئے جو مشرکین کا غلبہ توڑنے کے لئے مصلحت الٰہی نے ایسا ہی پسند فرمایا۔ کہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے آخری سلسلہ میں مسیح آیا تھا ویسے ہی یہاں بھی ضروری تھا کہ مسیح آتا چنانچہ آ گیا۔

بعض یہ بھی کہدیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مثیل موسیٰ تھا اسلئے یہاں بھی مثیل مسیح ہوتا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر وہ ابن موسیٰ ہوتا تو شبہ پڑ جاتا۔ لیکن یہاں الیاس کی نظیر موجود تھی اسلئے یہاں مسیح ہی کہدیا۔

فرمایا۔ ہماری جماعت کو قیل وقال پر محدود نہیں ہونا چاہئے یہہ اصل مقصد نہیں تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جسکے لئے اللہ تعالے نے مجھے مامور کیا ہے۔

متفرق مضامین

برلی میں غریب	انی مھین من اراد اھانتک

حافظ انصور حسین صاحب احمدی بریلی مخبر ہو جسے کہ وہ احمدی ہے جو جو ستم وہاں کے مخالف مسلمانوں نے روا رکھے ہیں نا ظرین الحکم کو میں پہلے سنا چکا ہوں۔ ان ساری بیجا تعدیوں کے بانی مبانی مولوی احمد رضا خاں صاحب تھے حال میں بریلی سے ایک متعدد سرکی مختصر روئیداد میرے پاس پہونچی ہے جو اس الہام کی تصدیق کرتی ہے اسلئے میں اسے بجنسہ یہاں درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ آپ بریلی کی حالت سے تو واقف ہو ہی چکے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں کیطرف سے ہمکو بے حد اذیتیں پہونچیں اور پہونچ رہی ہیں مگر انی مھین من اراد اھانتک۔ حضرت اقدس کے الہام کی ایسی تصدیق ہوئی ہے کہ یادگار رہیگی۔ شاید مولوی صاحب موصوف جب ہم لوگوں پر خوب ہاتھ صاف کر چکے تو وہابیوں کیطرف رجوع ہوئے اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتابوں سے نکتہ چینی کر کے ایک دوسرا فتویٰ مرتب کیا اور اسمیں لکھدیا کہ یہ لوگ ایسے سخت کافر ہیں کہ اگر ان سے کپڑا چھو جائے تو بغیر کاٹ ڈالے ہوئے پاک ہو ہی نہیں سکتا اور مولوی ہدایت رسول کو لکھنؤ سے بلا کر جا بجا وعظ کہلوانا شروع کرا دیا سبحان اللہ وعظ کیا تھا اچھا خاصہ تبرا تھا علماء کے نام لے لے کر وہ مغلظات گالیاں علانیہ دیجاتی تھیں کہ معاذ اللہ اور جہلا کو یہ سبق دیا جاتا تھا کہ تم لوگ صرف رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے رہو روزہ نماز اگر نہ بھی کروگے یا طرح بطرح کے گناہ میں آلودہ ہوگے تو تمہاری حضرت قیامت کیدن شفاعت کر لینگے مگر یہ لوگ قطعی جہنمی ہیں جنکی پیشانی پر گھٹہ پڑا ہوتا ہے اور نیچا کرتا نیچے دارہی رکھتے ہیں حضرت رسولخدا کو عالم الغیب نہ جاننے والے شفاعت سے محروم ہیں ان عابدوں سے تم گنہگار ہزار درجہ بہتر ہو لیں جاہل اترائے پھرتے تھے اور ہر کرسی سے ہر رہنے اور نصیحت کرنے کیلئے مرنیکو موجود بیچارے طلبہ اور عالم الغیب جاننے والوں کی عافیت تنگ کر دی مسجدوں میں جا جا کے یورش کرنا علانیہ کافر مردود ملعون کہنا شروع کر دیا پیرا دوسرے ہی وعظ شروع ہوئی انہوں نے بھی ہر ناگفتنی کا اظہار کیا غرض دونوں فریق ایک دوسرے کے موہنہ سے کافر بن گئے اب مولوی صاحب کو یہ سوجھی کہ جو انکے پاس گیا اسکو ان مولوی کی کتابیں دکھانا اور کافر کہلانا شروع کر دیا یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک طالب العلم پر کچھ زیادہ سختی کی اسنے عدالت مجسٹریٹ میں جہت دعویٰ دائر کر دیا جب مولوی صاحب کے پاس سمن طلبی عدالت سے پہونچا تو عذر کیا کہ میں بیمار ہوں اور گوشہ نشین ہوں حاضر عدالت ہونے سے معذور ہوں میرا وکیل جوابدہی کریگا عذر مسموع نہ ہوا پھر درخواست کی کہ عدالت میں مجھکو کرسی ملنا چاہئے ہر چند وکلانے بھی سفارش کی منظور نہ ہوئی اسکے بعد صاحب ضلع کے یہاں اپیل کیگئی کہ کرسی ملنا چاہئے منظور نہ ہوئی آخر مولوی صاحب نے ضلع طرفین کی سفارش کرائی اور تاریخ موعود بمعرفت وکیل کی یہ درخواست گذرانی کہ راضی نامہ ہوتا ہے تاریخ مقدمہ ۱۳ اکتوبر منظور فرمائی جاوے۔ حکم ہوا کہ بے حاضری مدعا علیہ منظور نہیں ہو سکتی آخر مولوی صاحب کو حاضر ہونا پڑا اور بامقابلہ طرفین سے ہار رہار ز دستو گریبانکے ہوگئے ایک طالب العلم کے پاس آنے ہونے سے عار کرتے تھے آخر خدا نے اس تکبر کو خاک میں ملا دیا آج ۲۷ ستمبر کو فیصلہ ہوگیا کہ کوئی کسیکو علانیہ کافر مردود وغیرہ نہ کہے ہر کہ بیہودہ گردن افرازد۔ خویشتن را بگردن اندازد۔ بہت دن بھی نہ گذرے جو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ماموریں اللہ کی اہانت خدا کو پسند آتی ہی نہیں اگر مولوی صاحب کو اب بھی عبرت نہ ہوئی تو ابھی بہت کچھ دیکھنا پڑیگا اپنے اشتہار میں لکھدیا تھا کہ قادیانی کو تیار رہنا چاہئے کہ قہار کا قہر شمال سے نازل ہوگا سو کچھ تو یہ نازل ہوگیا مگر عبرت والے کو یہ بھی تھوڑا نہیں ہے اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔

مرزا عزیز بیگ مسیح احمدی نے ایک صفحہ پر (جو ۱۸ + ۲۲ کا ½ حصہ ہے) ایک دائمی جنتری شایع کی ہے	دائمی جنتری

اس جنتری کی قیمت صرف ۲ ہے اور دو روپیہ کی لینے خریدار کو پچاس فیصدی کمیشن دیا جاویگا ملنے کا پتہ مرزا نور محمد بیگ امین بندوبست بہوانی گڈھ ریاست پٹیالہ۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال واسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوس کا مال واسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال واسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لے جا سکتے ہیں چونکہ یہہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکھٹے منگائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوا لو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام اور آپکے اہل بیت الحمدللہ خیریت سے ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا کام تصنیف ہو رہا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامت بھی الحمدللہ اچھے ہیں آپکے درس قرآن کا وقت مدرسہ کے اوقات کی تبدیلی کیوجہ سے بدل گیا ہے اور صبح کو ہونے لگا۔ اس تبدیلی وقت پر مولوی صاحب فرماتے تھے خوب ہے وقرآن الفجر کان مشہودا۔

۳۔ حضرت مخدوم الملت کے لئے بدستور دعا کی حاجت اور ضرورت ہے۔

۴۔ فاضل امروہی کے آنے کی خبر ہے۔

۵۔ خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب واپس تشریف لیگئے۔ لاہور سے منشی تاج الدین صاحب اور دوسرے احباب حاضر دارالامان ہوئے میر حامد شاہ صاحب اور سیالکوٹی جماعت کے دوسرے آئے ہوئے احباب واپس گئے چوہدری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور بہت سے احباب مختلف جگہ سے آکر سعادت اندوز ہوتے ہیں۔

۶۔ مدرسہ اور آنریری فنڈ کی رسیدات اگلی اشاعت میں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

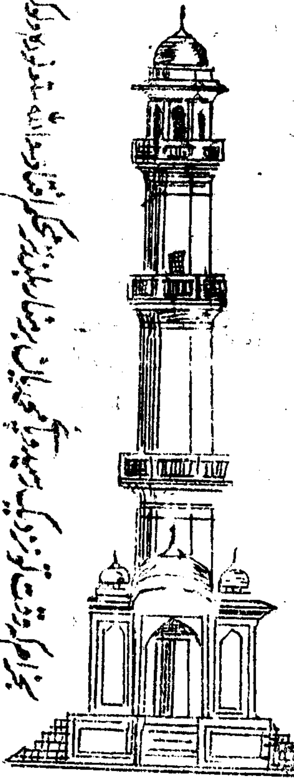

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بجہاد رقادیان بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـلـه (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـه

فہرست مضامین

(۱) مرحوم مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ } اوّل
〃 دار الامان کا ہفتہ
(۲) مراسلت ص ۲-۳
(۳) ... جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ ص ۴ تا ۸
(۴) یادگار کریم
... ومن معہ } ص ۹-۱۰
(۵) ... ات و رویا - ضروری اطلاع
〃 ... وفات شہادت آیات
〃 ... الملتہ مولوی عبد الکریم
〃 ... اللہ عنہ -
(۶) ... ص ۱۱-۱۲

نمبر ۳۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۷ شعبان سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

مرحوم مخدوم الملتہ (رضی اللہ عنہ)

سر کر آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
واٹکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

آخر ۱۱ - اکتوبر ۱۹۰۵ء چہار شنبہ کے دن ظہر اور عصر کے مابین ۲ ½ بجے کے قریب وہ واقعہ پیش آیا جس کا ایک عرصہ سے خوف لگ رہا تھا یعنے حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ نے عالم جاودانی کو رحلت کی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا عبد الکریم لمحزونون + مخدوم الملتہ کی وفات جو ایک قسم کی شہادت ہے ایک مفصل آرٹکل لکھوانا چاہتی ہے مگر میں اسوقت اس قابل نہیں کہ دل درد مند کو ڈھارس دیکر اسپر کچھ لکھ سکوں - ہاں اللہ تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اسی مہینے میں انشاء اللہ العزیز میں اپنے محسن و مخدوم (رضی اللہ عنہ) کے کوچ کے حالات اپنے ناظرین کو سناؤں گا + اسوقت میں یہ نوٹ بطور ایک عام خبر کے درج کرتا ہوں اور ناظرین کو یادگار کریم کے عنوان سے لکھے ہوئے نوٹ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ احمدی بھائی مرحوم و مغفور کا **جنازہ غایب** پڑھیں + مرحوم کا ڈھیر میرے گھر کے سامنے ہے جب میری نظر پڑتی ہے دل کی عجب حالت ہوتی ہے ان چند سطروں کی تحریر میں بھی مرحوم کی یاد اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی -

مرحوم کی ایک پرانی نظم جو ۱۵ - ستمبر ۱۸۸۲ء کی اپنے قلم کی لکھی ہوئی ہے اسکے چند شعر بے اختیار زبان پر آگئے ہیں جواب اسکی لوح مزار زبان حال سے سنا رہی ہے - آپ بھی سن لیں اور سمجھہ لیں کہ جس کے گھر کے سامنے اسکا مخدوم اور محترم قبر میں پڑا ہوا ہے اسکے دل پر ان اشعار کے بے اختیار نکلنے سے کیا اثر ہو سکتا ہے اور وہ کہاں تک اس مضمون کو لکھنے کے قابل ہو سکتا ہے -

عندلیب نو گرفتارم نوا ہا میزنم
بے گل روئے کسے یا ہو و یا ہا میزنم

کس میسرم ناتوان افتادہ در کنج خمول
بر فراق دوستان بانگ دریغا میزنم

از سر رد و قبول اہل عالم بگذرم
حرف سری با دل دیوانہ آسا میزنم

اور کبھی زبان حال سے وہ اپنا یہ شعر مجھے سنا دیتا ہے

بسے با کام دل بودیم در دنیاء دون صافی*
وداعی دوستان حالا جلیدن آرزو دارم

بس اب زیادہ نہیں لکھہ سکتا بجز اس کے کہ اس زمین گورستان سے کہوں کہ

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

اور رب کریم کے حضور ہاتھہ اٹھا کر کہوں کہ

رحمت حق باد بر روح شریفش مستدام
این دعا لیش از من و آمین زہر دیندار شد

* بہت ہی کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مرحوم شاعر تھے اور صافی تخلص کرتے تھے (رضی اللہ عنہ) ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلےحضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالے کے فضل و کرم سے تندرست ہیں -

۲ - حکیم الامتہ کی صحت بھی الحمد للہ اچھی ہے - فاضل امروہی ۱۵ - اکتوبر کو قادیان پہونچ گئے + جناب سیٹھہ عبد الرحمن صاحب مدراسی ۱۳ - اکتوبر کو بروز جمعہ دار الامان پہونچے -

۳ - حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ ۱۲ - اکتوبر کو قبل دوپہر ایک صندوق میں رکھے گئے اور سپرد زمین ہوئے - اعلےحضرت کا منشاء ہے کہ اپنی جماعت کے لئے ایک خاص زمین قبرستان کے لئے مخصوص کیجاوے اور اسکے گرد ایک احاطہ بنایا جاوے - اس میں یہہ صندوق نکال کر پھر دفن کیا جاوے -

۴ - ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب خدا کے فضل کرم سے اچھی طرح تندرست ہو کر ۱۶ - اکتوبر کو واپس آگرہ چلے گئے +

۶ - ۱۳ - اکتوبر کی صبح کو لاہور کی جماعت کے معزز ارکان تعزیت کے لئے قادیان آئے اور واپس گئے -

مراسلت

محبت اساس معنی رس جناب اخوی منشی یعقوب علی صاحب زاد عطوفتہ

بعد اہداء تحیت سلام مکشوف ضمیر مہر تنویر ہو - مین آپکا شکر یہ ادا کرتا ہون - کہ آپ نے میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر طرح طرح کی تکلیفون سے رہائی بخشی -

اب مین ملتمس ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پرچہ اہل حدیث بابت ۱۱ - اگست ۱۹۰۵ء مین ایک امر غیر محقق درج کیا ہے - اوس کا کشف فرماکر ایک عالم کو گرداب غفلت سے نکالینگے - یا گویا غار مین سوئے ہوؤن کو جگا دینگے - اور وہ یہ ہے - آپ لکھتے ہین کہ غار اصحاب کہف کو ایک شخص میان جواہر قوم زرگر دیکھ آیا ہے - جو خواجہ الطون سے نصف میل پر واقع ہے اوسمین اصحاب کہف چار اور ایک سوئے ہوئے ہین - اور اون کا کتا صحیح سالم آنکھین کہولے بیٹھا ہے - جسکا سرخ و سیاہ رنگ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوٹھکر ابھی کاٹ کہائیگا - اور قریب ہے - شہر دقیانوس کے آثار پائے جاتے ہین یہہ ملک ترکستان علاقہ چارجوی کہلاتا ہے اور روم روس کی سرحد پر واقع ہے "

خروم مین اس امر کا تذکرہ مین نے مولوی نور احمد صاحب پنشنر لودی ننگل کے پاس کیا اُنہون نے بخوبی تحقیق کرایا - کہ یہہ وہان کے مجاورون کی بناوٹ ہے ورنہ آج تک غار مین اصحاب کہف یا اونکی کتے کا صحیح وسالم باقی رہنا عقل نقل کے برخلاف ہے تب مجھے اس فاضل کی اس تحریر پر جو بلا رہبار محرر ہے بڑا افسوس آیا - لہذا وہ تحقیق ذیل مین عرض کرتا ہون از راہ نوازش بانظر الحکم مین درج فرماوین - عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہونگے -

یہہ واقعہ نقل کے برخلاف اسواسطے ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان تین سو برس سے اوس غار سے جاتی رہی ہین - قال قتادۃ غزا ابن عباس معہ حبیب ابن سلمۃ فمروا بالکھف فاذا فیہ عظام فقال ھذہ عظام اصحاب الکھف فقال ابن عباس فقد ذھبت عظامھم منذ اکثر من ثلث مائۃ (تاریخ طبری) اور کیمبورس متہس کا مصنف مسٹر بارنگ گولڈ لکھتا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان ایک بڑی پتھر کے بکس مین بند کر کے مارسلیس واقعہ ملک اٹلی مین بھیجی گئین جو اب بھی سینٹ وکٹر کی گرجا مین دکہائی جاتی ہین انتہی عسل مصفی -

تعجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہ صرف اون کی لاشین بلکہ اونکا کتا بھی اب تک صحیح سالم تسلیم کرتے ہین حالانکہ زمانہ نبوی سے کئی برس پہلے اون کی ہڈیان بھی اُٹھائی گئی ہین -

ہان اس مقام مین ایک اختلاف کا رفع کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے امیر معاویہؓ کو غار کے اندر جانیسے منع کیا ہے - اور اس روایت مین خود آپ نے کشف حال کا بخوبی طور پر ارادہ کیا تہا جس سے آپ نے منع کیا اور خود بدولت نے سرسری نگاہ سے دیکھا ہے جو موقع کے مناسب ہوگا -

اور یون بھی مطابقت ہو سکتی ہے کہ عوام کے لئے دیکھنا منع فرمایا ہے اور خواص کے لئے جائیز رکہا گیا ہے - یا پہلے آپ منع سمجھتے ہونگے اور آخر مین جواز مقرر فرمادیا - یا **اول** ظاہر قرآن پر عمل فرمایا ہے اور **ثانیاً** بطن قرآن کی مطابق جواز کا فتویٰ دیا -

اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ظاہر قرآن مجید سے تو یہ سات آٹھ بزرگون کا قصہ معلوم ہوتا ہے اور باطن مین یہ اوس قوم کی اقبالمندی کی پیشخبری ہے جو غارون اور کھوہون مین بسیرا رکھتی ہے

ولہذا حضرت ابن عباس نے جب اوس قوم کا لحاظ کیا ہے تو غار کا ملاحظہ منع فرمایا ہے کیونکہ قوم اوس غار کی اندر نہی بلکہ باہر میدان مین غار سے پرلی طرف چنانچہ لفظ **وھم فی فجوۃ منہ** ظاہر کر رہا ہے اور جب چند اشخاص کا لحاظ کیا ہے تو اون کے حالات بذات خود دیکھے ہین اور فرمایا کہ وہ نہ صرف مرگئے ہین بلکہ اون کی ہڈیان بھی یہان سے جاتی رہی ہین -

اور وہ قوم بارعب غارون مین رہنے والی وہی ہے جسکے رعب کا ذکر احادیث مین بتین ہے - **اخرجت عبادًا لی لایدان لاحد بقتالھم** یعنے مسیح موعود کے زمانہ مین جیسے وہ بند سے ہیبت ناک نکالے ہین جنکے ہنگامہ کی برداشت دو ہتہ لڑائی سے نہین ہوسکتی -

ہان یہہ وہی قوم ہے جسکی خبر نہ صرف موسیٰ و مسیح نے دی بلکہ کل انبیاء علیہم السلام نے اور یہ وہی قوم ہے کہ مسیح پر ایمان لاکر زندہ ہوئی اور اوس مین سے چند بزرگ اپنا دین لیکر غار مین داخل ہوئے **چنانچہ** تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اصحاب کہف کے زمان اور مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام سے پیشتر تہے اور موسیٰ تہے اون کا ذکر توریت مین کیا ہے اور اسواسطے یہود نے رسولخدا صلعم سے اون کا حال دریافت کیا تہا اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے داخل ہوئے اور مسیح علیہ السلام نے اون کی خبر دی تہی اور پہر وہ مسیح علیہ السلام کے بعد زندہ ہوئے اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام کے بعد وہ غار مین داخل ہوئے تہے یہہ محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ نہ مرے ہین اور نہ قیامت تک مرینگے اور اون کے مکان کی نسبت قفال نے محمد بن موسیٰ خوارزمی منجم سے حکایت کیا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے اوسکو روم کیطرف روانہ کیا تاکہ اصحاب کہف کے حالات دریافت کرے وہ کہتا ہے کہ شہنشاہ روم نے میرے ساتھ بہت سا گروہ ہمراہ کرکے مجھے اوس مقام کیطرف روانہ کیا جہان کہا جاتا ہے کہ اون کا غار ہے جب وہان پہنچے تو مجاورون نے مجھے اندر داخل ہونیسے بہت ڈرایا لیکن مین اندر چلا گیا گیا دیکھتا ہون کہ اون کے بال اون کے سینہ پر ڈالے ہوئے تہے **ابن موسیٰ** نے کہا اور مینے شناخت کیا کہ وہ بناوٹ اور مجاور لوگون کی حیلہ سازی تہی اونہون نے ان جثون کی تدبیر کر رکہی ہے یعنی خشک ادویہ مردون کے بدن پر لگا کر رکہی ہوئی تھی تاکہ بوسیدہ ہونیسے محفوظ رہین **مثلاً** ایلوا وغیرہ سے آلودہ کیا ہوا تہا پہر قفال نے کہا کہ ہمارے نزدیک متحقق بات یہ ہے کہ اسبات کا یقینی علم نہین کہ یہہ وہی جگہ ہے یا وہ کوئی اور جگہ ہے جو اصحاب کہف کے اصلی غار ہے اور جسقدر خداوند تعالےٰ نے خبر دی ہے وہ قطعی امر ہے اور اہل روم کے قول کا کچھہ اعتبار نہین کہ یہی وہ غار ہے اور مین کہتا ہون کہ اون کی زمانہ و مکان کی نسبت جو علم ہے اس مین عقل کو کچھہ بھی گنجائش نہین یہہ امور نص سے مستفاد ہو سکتے ہین اور نص یہان مفقود ہے پس ثابت ہوا کہ اون کے مکان یا زمان کے معلوم کرنیکی کوئی سبیل نہین انتہا تفسیر کبیر کا مضمون خلاصۃً ختم ہوا -

اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اکثر اخبار و اسلام کے موید ہین کہ وہ غار بلاد روم مین ہے اور حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ ایلہ مین ہے اور بعض نے کہا قریب طرسوس کے اور بعض نے کہا ایلہ و فلسطین کے قریب نشان دیا ہے اور بعض نے قریب نیزاء کے اور بعض نے غرناطہ اندلس مین موقع بتایا ہے -

لفظ رقیم کے معنے مین بھی اختلاف ہے ابن عباس نے کہا کتاب ہے بعض نے کہا وہ جنگل ہے جسمین وہ غار ہے بعض نے گاؤن کا نام بتایا ہے - بعض نے کہا ہے رقیم کلب کا نام ہے بعض نے کہا اوس غار کا نام ہے جسمین تین آدمی بند ہو گئے تہے بعض نے کہا رقیم پتھر ہے اور نیز ابن عباس نے کہا وہ قلعی کی تختی ہے جسمین اون کے نام لکھے گئے تہے اور بعض نے کہا اوس مین اون کی شریعت لکھی ہوئی تہی بعض نے کہا رقیم دواۃ ہے بعض نے کہا **اصحاب** رقیم کا قصہ خداوند تعالےٰ نے مفصل بیان نہین فرمایا -

ایسا ہی لفظ **کلب** مین اختلاف ہے بعض نے کہا وہ زرد رنگ کا کتا ہے بعض نے اور رنگ کا بتایا ہے اور بعض نے کہا وہ باورچی آدمی تہا اونکے پیچھے سو گیا تہا اور حقیقۃً کلب نہ تہا اور پہلا امر معتمد ہے انتہےٰ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اگر یہ روایات دیکھی ہوتین تو کبھی ثقاہت راوی پر بہروسہ کر کے یہ مضمون درج اخبار نکرتے کیونکہ جبکہ اونکا زمان اور مکان منصوص نہین تو آج ایک زرگر کے قول پر کون اعتماد کر سکتا ہے شائد منطق بھی پہلا بیٹھے ہین ورنہ اس قضیہ متحمل صدق کذب پر استناد نکرتے - اور تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بھی کہتے ہین ایشیاء کوچک کا ایک شہر ہے اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غائب ہوئے تہے یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخین ہیبت ناک درے ہین یہہ شہر قیاصرہ روم کے عہد مین بڑی رونق پر تہا اب اس کے خرابات پڑے ہین ایک قصبہ سا ہے یہان حضرت سلطان روم کی عملداری ہے -

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہین غالباً یہ وہی

(باقی)

خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تہی یہہ وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قایم ہے - یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشش (دقیانوس) قیصر کے عہد مین ہوا ہے جو عیسائیون کے حق مین ظالم اور سفاک جیسا کہ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چہٹے باب مین لکہتے ہین کہتے ہین افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشش کے ظلم سختی سے شہر چہوڑ کر پاس ہی کسی غار مین جا چہپے تہے اور وہان دوسو برس تک برابر سوتے رہے اور پہر جب جاگے اور اونمین سے ایک شہر مین گیا تو وہ وہان تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکہکر نہایت تعجب مین آیا انتہے اور اخیر مین صاحب تفسیر حقانی بطور نتیجہ یہ امر لکہتے ہین یہہ بات کہ اصحاب کہف اس غار مین اتبک سوتے ہین اور نہایت تک وہین سوتے رہینگے یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار مین جاکر مر گئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اوس کے چارون کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمین آنحضرتؐ بیٹہے اور اڑ کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے ان سے آنحضرتؐ صلعم نے ملاقات کرکے اونکو اسلام تلقین فرمایا۔ قرآن و احادیث سے اون کا پتہ نہین لگتا مورخین کی رائین اور ان کے اقوال ہین واللہ اعلم انتہے۔

دیکہئے اتنا بڑا محقق معاصر حنفی المذہب ظن غالب سے تبلاتا ہے کہ یہ وہی غار ہے یا اوس کی جگہ اور عمارت قایم کی گئی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب یقین کر بیٹہے ہین کہ اس مین کسی قسم کا دہوکہ یا فریب نہین ہے۔

مین مولوی صاحب سے پوچہتا ہون کہ اگر اسمین کوئی دہوکا و فریب نہین ہے تو حسب مسلک آپ لوگون کے اس آیت کے کیا معنی ہین لو اطلعت علیهم لولیت منهم فرارا و لملئت منهم رعبا یعنے اگر تو ان کو دیکہے تو پشت دے کر بہاگے اور دہشت سے بہر جائے - پس برخلاف منقضی قرآن کریم کے میان جواہر زرگر نے کیسے دیکہہ لیا اور کیون نہ وہان سے پشت دیکر بہاگا اور نہ دہشت سے پر ہوا۔

اور ایسا ہی آثار مین ہے ابن عباس غزا مع معاویة الصائفة فمروا بالكهف الذى ذكر الله فى القران

وقال معاوية اريد ان اكشف عنهم فمنعه ابن عباس فصمم وبعث ناسا فبعث الله ريحا فاخرجتهم رواه عبد بن حميد باسناد صحيح (فتح الباری پ ۱۱)

یعنے حضرت ابن عباس ایک جنگ روم مین جو صائفہ یعنی تابستان مین کیا جاتا ہے حضرت امیر معاویہ رض کے ساتہہ تشریف لے گئے جب اوس غار سے گذرے جسکا ذکر قرآن مجید مین خداتعالےٰ نے کیا ہے تو امیر معاویہ نے کشف حال غار کا ارادہ کیا تب ابن عباس نے اس سے منع کیا مگر انہون نے مصمم ارادہ کرکے کچہہ آدمی بہیجے پس خداوند نے ایک ہوا چلائی جسنے اون کو نکالدیا :-

وعن شهر بن حوشب قال كان لى صاحب قوى النفس فمر بالكهف فاراد ان يدخله فاشرف عليهم فابيضت عيناه وتغير شعره رواه ابن ابى حاتم فى تفسيره - (فتح الباری پ ۱۱)

ابن حوشب نے کہا کہ میرا ایک یار بڑا دلاور تہا - وہ اوس غار مین گذرا اور اندر جانیکا ارادہ کیا جس سے منع کیا گیا اوس نے انکار کیا اور جاکر دیکہنے لگا پس اوسکی آنکہین سفید ہوگئین اور بالون کا رنگ بہی بدل گیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ان شہادات و آیت قرآن مجید کے جواب دینے کے ذمہ دار ہین کہ میان جواہر زرگر پر ایسا تغیر کیون نہ آیا۔

اور نیز آیت مین ہی وتحسبهم ايقاظا وهم رقود - یعنے تو خیال کرتا ہے۔ کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہین۔ اور آثار مین ہے کہ وہ مرے نہین اور نہ مرینگے بلکہ سوئے ہوئے ہین پہر کیا ہی بہتر ہے کہ میان جواہر زرگر کو سفر خرچ دیکر والپس بہیجا جائے جو انکو جگا کر پوچہہ آئے کہ یہہ زمانہ امام مہدیؑ اور نزول مسیحؑ کا ہے - یا نہین - کیونکہ ابن عباس سے مروی ہے ان اصحاب الكهف اعوان المهدى یعنے اصحاب کہف مہدی کے انصار ہون گے اور ایک روایت مین ہے انهم يحجون مع عيسى بن مريم یعنے وہ ابن مریم کے ہمراہ حج کو تشریف لے جائین گے۔

الغرض اگر وہ غار اور صاحبان غار واقعی طور پر ہین تو چشم ما روشن و دل ما شاد کیونکہ آسان ہی فیصلہ ہوگیا اور بصورت دیگر مولوی ثناء اللہ کے دعوئے فضیلت پر بڑا حرف آتا ہے اور علماء نگینہ کا قول صحیح پڑتا ہے کہ اس فاضل کے معلومات وسیع نہین بلکہ محدود خیالات کا آدمی ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ شہر کا نام شہر دقیانوس لکہتے ہین حالانکہ شہر طرطوس عامہ تفاسیر مین لکہا ہوا موجود ہے۔

ہان اگر آپ ان مختلف روایات کو جو اصحاب کہف کے حالات مین مذکور ہوئین ظاہر معنی پر محمول کرکے تطبیق دیدین تو شاید آپ کی فضیلت شہرۂ آفاق ہو جائے - ورنہ امر خطرناک ہے۔

اور تعجب بر تعجب یہ ہے کہ موافق و مخالف کی تحقیق سے اس غار کا یہ مقام ایشیاء کوچک مین معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس کے سفر بلاد روم سے اور میور صاحب کی تاریخ سے ثابت ہے اور آپ علاقہ چارجوی ملک ترکستان مین نشان دیتے ہین حالانکہ ایشیاء کوچک اور ملک ترکستان مین باقی تمام ملک روم کا بطور حد فاصل واقعہ ہے آپ نقشہ ملاحظہ کرکے اوس سرحد روم و روس کا جو ملک ترکستان کے متصل واقعہ ہے پتہ بتلا سکتے ہین محققین تو کہتے ہین کہ وہ غار ایشیاء کوچک مین ہے جو ملک روم کا ایک حصہ ہے اور آپ میان جواہر زرگر کے حوالہ سے ملک ترکستان مین تبلاتے ہین ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

تفسیر حقانی کے حاشیہ پر جوافیہ فرہاد مرزا سے منقول ہے کہ شہر افسوس مغربی ایشیائی کوچک مین ہے اور ازمیر سے تخمیناً سینتیس ۳۷ میل کی مسافت پر واقع ہے اور یہ افسوس ازمیر کی جانب جنوب کے قریب ہے اور اسوقت اوسکو ایازلوک کہتے ہین انتہے ص ۱۱۴

(باقی آیندہ)

امرتسر مین محمڈن ٹمپرنس لاج

یون تو ہر ایک شہر مین ہر ایک مسلہ پر کئی کئی انجمنین قایم ہین - مگر کچہہ عرصہ سے امرتسر مین منشیات و دیگر مضر صحت اور قانون قدرت کے برخلاف افعال کی بیخکنی کے لئے ایک نوجوانون کی لاج مسمی "محمڈن ٹمپرنس لاج" قایم ہے - اس مین ہر ایک مذہب و ملت کے نوجوان بڑی خوشی سے دلچسپی لیتے ہین - جو کہ اس کی کامیابی کی بین دلیل ہے خصوصاً ۱۲ ستمبر کا اجلاس بہت ہی تسلی بخش تہا جسمین بہت مسلمان نوجوانون خصوصاً احمدی نوجوانون اور ہندو بہائیون نے مسکرات اور مروجہ سگار سگرٹ کے خوفناک نقصانات مذہباً اور عقلاً بڑی خوبی سے ادا کئے - اور خواجہ محمد خوش صاحب ... نے اتحاد کے مضمون پر بڑی دلچسپ تقریر کی اور میر ضیاء اللہ اور ظہور احمد اور محمد شریف صاحبان نے بہت ہی پرجوش تقریرین کین - اور آخر مین پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر پر اجلاس ختم ہوا - اسکے مقاصد و غرض الغایت یہ ہین -

(۱) کسی فرد کے مذہبی معاملات پر تعرض نکرتے ہوئے نوجوانون مین مسکرات کے خوفناک اثرون کی اشاعت۔

(۲) علاوہ مسکرات کے اون افعال کی بیخکنی مین کوشش کرنا - جو صحت یا اخلاقی طاقت مین کمی کرتے ہون۔

(۳) ہندو مسلمان مین جہانتک ہوسکے اتحاد یکجہتی پیدا کرنا۔

(۴) وقتاً فوقتاً مختلف مضامین پر بہی بحث کرنا

یہ چند اصول مین نے قواعد لاج مین سے ارسال کئے ہین - جہان آپکے ذی شان اخبار مین اور ذی وقار آرٹیکل نکلتے ہین - اس ناچیز مراسلت کا شایع کر دینا بہی بعید از مروت نہوگا مین آپکا تہ دل سے مشکور ہونگا اگر آپ اسکو بجنسہ درج اخبار فرماوین گے - زیادہ نیاز

الراقم نیازمند خاکسار

درخواست دعا

:- اس عاجز کا منجہلا لڑکا محمد عظیم سخت بیمار ہے ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے -

خاکسار محمد حسین قانونگوی صدر سیالکوٹ

واجب التقلید کام اور علمی فیاضی :-

برادرم مکرم السلام علیکم و رحمتہ اللہ - برادر عزیز محمد نور الدین کا نکاح اس مہینے کے اوائل ایام مین کیا گیا ہے اسکی یادگار مین الحکم چہ ماہ کیلئے کسی غریب احمدی کے نام جاری کرانا چاہتا ہون اخبار مین نوٹس دیکر ایسے مستحق کا پتہ دریافت کرین مگر شرط یہ ہے -

عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست ۱۹۰۸ء کا عصر جدید مطالب میرے پاس بھیجا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ مضامین مندرجہ رسالہ میں خصوصاً پڑھوں اور قابل ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین کی دماغ سوزی کی داد دوں میں اپنے دوست کو محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے مضمون مندرجہ کو بغور پڑھا اور اب رائے پیش کرتا ہوں امید ہے کہ ہمارے لائق ایڈیٹر عصر جدید اس ناکسار کو بھی ناکام نہ رہنے دیں گے۔ لائق ایڈیٹر نے جیسا ظاہر کیا ہے کہ اس جدید مذہبی تحریک کو میاں بھر سے کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ ہے افسوس ہے کہ ایسا قابل ایڈیٹر تعلیم یافتہ ہوکر یا اسدرجہ پریشان دماغ ہوکر حافظہ ہی نہ رہے یا خلاف واقعہ امور پر قلم اُٹھانے کی جرأت کرے اس تحریک جدید پر تو وہ ۱۹۰۱ء سے طبع آزمائی کر رہا ہے اُسے یاد ہونا چاہیے کہ البشیر کے کالم جب ہمدردی کے عنوان سے سیاہ کیے جارہے تھے تب بھی اس طبعاً نکتہ چیں کا قلم نہیں رُکا تھا میرٹھ کے قیام یعنی ۱۹۰۰ء میں بھی وہ چٹکیاں لیتا رہا ۱۹۰۱ء میں بھی ہمیں اس طبعاً نکتہ چیں کی خدمت گذاری بھلی معلوم ہوئی تھی اور آج بھی ہم باادب اسکی حق خدمتگذاری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں ۱۹۰۵ء میں اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اُٹھانے اور طبعاً نیش زنی کرنے کی تحریک اصل میں اسکو اسلیے ہوئی کہ فاضل سیالکوٹی مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک ذاکر ہرزہ سرا بد لگام کی تحریک ناشایستہ اور سخت گندی محض کذب بیانی پر قلم اُٹھایا اور ذاکر اور اُسکے ابنائے جنس پر بجلیاں گرائیں۔ ہمکو تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ عصر جدید کا ایڈیٹر ان نیزوں سے بلبلایا ہوا ہے بے پیچھے چلائے بیچارہ کیسے رہجائے گا۔ لہٰذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمداً چھپایا ہے مگر واقعات حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام نکالنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جسے اسنے کبھی بُرا سمجھا ہو یہ صفت عالی مذہبی ورثہ میں پائی ہے پھر کیوں ضرورتاً اس سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے ہم ذاکر اور عصر جدید کے ایڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ کفنان کا شرہ تھا اس لیے سخت ایٹر کی ضرورت ہوئی ایڈ کھا کہ

چُپ ہوگیا مگر ایڈیٹر عصر جدید نئی روشنی کا آدمی ہے اسکے لیے اسکے موافق علاج کی ضرورت ہے تا فاسد مواد اس موقعہ پر بھی عود نہ کرے۔ طرز تحریر پہلے کا ناشایستہ تھا اسلیے فاضل سیالکوٹی کو تلخ نسخہ دینا پڑا عصر جدید کی طرز تحریر زمانہ تہذیب کی ہے اسکے لیے عمدہ کونین مگر شہد کے غلاف میں درکار ہے تا آہستگی سے گلے سے اُتر جائے لہٰذا ہم انشاءاللہ تعالیٰ اسکی مرضی کے موافق خدمت کریں گے مرزا صاحب ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے ہمکو تو آج ہندوستان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جسکے عروج نے ایڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بھڑکایا ہو۔ اور وہ محسود اس کے قلم سے بچا ہو یا تو حقیقتاً یہ آگ ہی اسمیں موجود ہے جو اسے بعض ایسے موقعوں پر پریشان کر دیتا ہے یا وہ کمزور طبع ضعیف الدماغ اپنے دماغی قویٰ کو کارعالم کے قابل نہیں پاتا اور پریشان ہوکر مجنونانہ بڑ ہانکنے لگتا ہے بہرحال ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

عصر جدید کی بے تعصبی | یہ طبعاً نکتہ چیں قبل اسکے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے

کہ پبلک کو اپنے بے تعصبی اور بے لاگ تحریر کا یقین دلائے اور اس غرض کے لیے وہ قرآن شریف کی آیت کریمہ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے مگر کیا اس کی تحریر یعنی نفس مضمون اسکی تائید کرتا ہے ہرگز نہیں متعصب لوگ ہمیشہ پہلے اپنی بے تعصبی کا اظہار کیا کرتے ہیں اور اسے بطور مقدمہ بیان پیش کرتے ہیں تا لوگوں یا اپنے دل کو تسلی دیں یہ دھوکا ہوا کرتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سب سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتاً وہ بے تعصب ہوتا تو پبلک خود سمجھ لیتی اسے مزید یقین دلانے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ کیا پبلک پر بے اعتباری تھی یا اپنے دل پر۔ وہ لکھتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے بموجب ہمیشہ ہمکو صحیح اور سچ بات بے تکلف ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیے مگر سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیے تو ایک قول ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے اس کا منشا علم فرضی سے ہے یا واقعی وہ عملاً ایسا کرتا ہے افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہیں ہے جیسا اس طبعاً نکتہ چیں کا دعویٰ بے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مدظلہ کے عیوب کے ساتھ اگر وہ اُن کے محاسن اور اُن کے گروہ کے کچھ خوبیاں بھی لکھ دیتا تو یہ

قیاس ہوسکتا تھا کہ نظر عمیق ڈالی گئی ہے اور بے تعصبی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے کہ جب ایڈیٹر عصر جدید تک میں بعض اوصاف حمیدہ بھی ہیں تو مرزا صاحب مدظلہ میں نہ ہوں گے جو باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر میں خلیق منکسر درگذر کرنے والے راستباز ہیں یا اگر فرض کرلو اس طبعاً نکتہ چیں کی رائے میں وہ ان اوصاف سے نہ سہی کسی اور صفت حسنہ سے متصف ہیں تو کیا اسکا اظہار اسکے لیے باعث شرم تھا۔ کیا یہی تحقیقات شہادتوں میں سے صرف بُرائیاں چن لینے کو کہتے ہیں۔ آفریں اے بے تعصب مالیر کوٹلہ کے جج۔ صد آفریں!

نئے انبیاء سے بغض | اس عنوان کے تحت میں یہ طبعاً نکتہ چیں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے اخبار نویس

حواری وغیرہ اسیات کو دوہراتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے اسلیے ایک جدید رسول اور مجدد اور ہادی کی ضرورت ہے اس دعوے کے پہلے حصہ سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہمکو ملے تو ہم بے تامل ایک ہادی اور ایک رسول اور مجدد کو لینے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ خاکسار پبلک سے فیصلہ چاہتا ہے کہ اس اوپر کی تحریر میں پہلا حصہ کونسا ہے جس سے اُسے اتفاق ہے اور وہ دوسرا حصہ کونسا ہے جس سے نااتفاقی ہے میری عقل رہبری نہیں کرتی کہ ایک جملہ میں جو یہ کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی حالت سقیم ہے اسلیے ہادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کونسا ہے اور دوسرا حصہ کونسا ہے اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لیے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے تو انکار کس سے ہے۔ افسوس! ججی کی کرسی پر بیٹھ کر ایک اردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہو تا کس درجہ ذلت و خواری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اخبار نویس و حواری اپنے دلائل کو اور اظہار حق کو دوہراتے کیوں تھکیں گے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منطق اصلاح تمدن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف میں ہی موجود ہے بار بار دوہراتے نہیں تھکتا اور محض فضول قوم کا روپیہ صرف کرا رہا ہے اور اپنی غرض کے لیے یا پیٹ پالنے کے لیے اسقدر سرگرم ہے کہ ہر ماہ ایک پرچہ اسی رٹ سے بھرا ہوا نکال رہا ہے اور پھر نہیں تھکتا۔ اے طبعاً نکتہ چیں اپنے گریبان میں منہ ڈالکر ہی قلم ہاتھ میں لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو ساری عالم نے مانا ہے۔ جب اسی کی تعلیم فاضل ایڈیٹر کو راہ راست پر

نہ لاسکی تو اب وہ اگر جدید رسول کو عزت قبول سے محروم ہی رکھے تو اولیٰ ہے کیونکہ قبول کرنا معلوم جب تک طبعی نکتہ چینی باقی ہے اور طبیعت بدل نہیں سکتی پھر سعادت قبول حق نصیب کیونکر ہوسکتی ہے وما تاتیھم من ایۃ من ایات ربھم الا کانوا عنھا معرضین یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون جو گروہ ان اوپر کی آیات کریمہ میں شامل ہے یعنی رسولوں سے اور الٰہی نشانات سے اعراض کرنیوالے اور استہزا کرنیوالے خدا کے مرسلوں کے ہمیشہ ہدایت سے بے نصیب رہتے ہیں۔ شروع ابتداء اسلام ہی میں جب مرسلین خدا کا استہزا اس شدت سے کیا گیا کہ آجتک کبھی عصر جدید کا ایڈیٹر اور اسکے ابنائے جنس اس لعنت کو دہراتے نہیں تھکتے۔ خدا کے صدیق گروہ پر کی جارہی ہے تو اب کیونکر اُمید ہو کہ وہ کسی جدید رسول کے قبول کرنے پر واقعی آمادہ ہے جس نے ان اگلوں کو قبول نہیں کیا جنکو ایک حیثیت مذہبی سے کروڑوں قبول کیے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے حاکمانہ حیثیت سے ہر قوم کے مورخ یا مستشار ایڈیٹر عصر جدید و اخوانہ مانتے چلے آتے ہیں جنکی صداقت کے زندہ نشان آجتک موجود ہیں تو پھر کیا توقع کی جائے کہ یہ جانباز اپنے ابنائے جنس سے بڑھا چڑھا ہیرو بیٹھا ہوا ہے جس کے لیے کوئی قومی روک مذہبی خندق حارج نہیں ہوسکے گی بہرحال اگر وہ قبول کرنے پر آمادہ ہے تو دلائل کا ایک دفتر موجود ہے وہ اپنے حقیقی اعتراضات جو حضرت مرزا صاحب کی براہین قاطعہ پر اسکو ہیں پیش کرے اور پبلک پر احسان کرکے موقعہ دے کہ وہ اسکی اس جرأت کا نمونہ بھی آنکھوں سے دیکھ لیں ہم حاضر ہیں اسکے اعتراضات سُننے اور بقدر ہمت و توفیق جواب دینے کے لیے ہاں دل بدلدینا اور دل کی کھڑکیاں کھولنا تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اسکے لیے ہر دلیل کافی بھی ناکافی ہے۔ ابوجہل نے کبھی وہ باتیں نہیں مانیں جنکو صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً قبول کرلیا تھا اسلیے ہم یہ وعدہ نہیں کرسکتے کہ منوا کے چھوڑینگے۔

حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو بیسوں کاتب مرزا صاحب مدظلہ کے دعوے کو مضبوط کرتا نہ کیونکہ یہ شہادتیں منہاج نبوۃ کے اعتبار سے دعویٰ صداقت کے لیے ہیں۔ اس نکتہ چیں جیسے لوگ جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کو بھی اساطیر الاولین اور توریت کا انتخاب کہا کرتے تھے یہ تو کوئی تحقیقات کا طریقہ نہیں ہے اگر مرزا صاحب سلسلہ یہ کی تحریر کسی انسان کو

السی سلسلہ موسوی کی ہے تو چاہیے تھا کہ پاک گروہ یا خود بابب کی تصانیف کا حوالہ دے کر مستند کے پیش کرتا اور پبلک پر فیصلہ چھوڑتا محض اٹکل سے تیر چلانا اور دل لگی کے لیے چند فقرات چلتے ہوئے لکھ جانا کیا بے تعصبی اور بے لاگ ہونیکی دلیل ہے کسی مقدمہ کا دوسرے مقدمہ سے ہم نوع ہونا تو انتخاب اول کی دلیل نہیں ہے توریت میں زنا کے خلاف تعلیم ہے اور قرآن شریف میں اس سے بہت عرصہ کے بعد زنا کی ممانعت دیکھنے میں آتی تو کیا قرآن شریف توریت کا انتخاب ہے ممکن ہے کہ بابیوں کی کتب میں کچھ ایسی باتیں ہوں جو مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تصانیف میں ہوں۔ اکثر اخلاقی امور مشترکہ کتب میں ہوتے ہیں مگر وہ کتاب کہاں ہے پیش کی جاوے تو رست بازی ہے ورنہ افترا۔

پھر آگے چلکر ہمارا دوست لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالی کی طرف سے کوئی حقیقی رسول ملجاوے تو ہم اپنی پرانی احادیث اور روایات کو چھوڑ لیجانے پر آمادہ ہیں) یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اسکی تاویل پر آمادہ ہو جاینگے۔

قابل ایڈیٹر کو چاہیے تھا کہ اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے پوری حدیث لکھ کر اپنی وجوہ پیش کرتا پبلک کو اسکی بے تعصب تحقیقات سے معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے مسیح ماننے میں یہ حدیث نبوی کس طرح بطور روک کے واقع ہوئی ہے۔ اگر اس دانشمند حدیث خواں کو تاریخ اور حدیث پر عبور ہوتا تو اسی حدیث کو اثبات دعوے مرزا صاحب مدظلہ کے لیے ایک شاہد صادق سمجھتا ہم اسکو اطمینان دلاتے ہیں کہ یہ حدیث نبوی ہر چند کہ اصطلاح محدثین میں متفق علیہ حدیث نہیں ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں اس کا ذکر نہیں ہے تاہم یہ عاجز اسے صحیح باور کرتا ہے۔ اسکا منشا صرف اسی قدر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عالیجاہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام غزوہ میں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے اسلیے مثیل موسی نے اپنے بھائی علی مثیل ہارون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ محمدیہ قائمقام سلسلہ موسویہ کے تھا جیسا قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا اور وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ان آیات بینات اور اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ سلسلہ محمدیہ مثیل سلسلہ موسوی ہے اور یہ دونوں پاک بزرگ بھی ایکدوسرے کے مثیل ہیں۔ پس باعتبار مماثلت خلفائے موسوی کے ہوتے ہوئے خلفای محمدی سے کیوں انکار رہا ہوا پہلے بزرگ و پاک خلیفہ صدیق اکبر کے انکار کے بعد ہمارا زبردست ہیرو آخری خلیفہ کے لیے اظہار فیاضی سے کام لیتا ہے واقعی دلیرانہ ہمت ہے اگر یہ ہمت قصوریہ کرے تو وہ ضرور وعدہ الہی سے مستفید بھی ہوئے گا۔ اب رہی یہ بات کہ لا نبی بعدی اصول مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر اور مماثلت کا خیال کر کے حدیث پاک کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ خلفا کا سلسلہ قائم رہے گا یہ ناممکن کہ آخری موقعہ پر مثیل مسیح خلیفۃ اللہ ہو کر آئے گا البتہ نبی تشریعی جو قرآن شریف میں ردوبدل کر یا گھٹائے یا بڑھائے جیسے ہمارے ایڈیٹر عصر جدید کے گروہ نے علماء نے دس پاروں کا اضافہ مانا ہے اور پھر اُن کا عذر نع ہونا ثابت کرنے کی کمزور کوشش کر کے علاوہ حماقت اور معرفت الہی کا ثبوت دیا ہے۔ ہاں ایسا نبی نہیں آئے گا کیونکہ اس سلسلہ موسوی میں کوئی ایسا نہیں آیا جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ پس اے قابل جج یہ موٹی سی بات جناب کے قانونی دماغ میں کس لیے جگہ نہ پا سکی۔ ہائی کورٹ کی نظیریں تو ازبر ہیں اور بغیر ان کے ایک قدم مجوں کے اجلاس میں نہیں اُٹھایا جاسکتا پھر نظائر قانون الہی سے جناب کو کیوں اسقدر اعراض ہے۔ افسوس! باوجود بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کے تو جناب کا دماغ اسقدر عالی ظرفی دکھا رہا ہے خدا جانے اسوقت کیا حال ہوگا اگر آپ کو تھوڑا سا الاؤنس تعصب کا دیا جاوے۔

خاتم النبین کے معنے اگر مہر نبوۃ کے نہیں تو اور کیا ہیں۔ آپ ان معنوں کو بطور فرض کیوں قبول فرماتے ہیں اور مرزا صاحب پر احسان رکھتے ہیں۔ اس عزت لحسان کو اگر آپ مرزا صاحب کیلیے تجویز نفرمائیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس معصوم رسول و خلیفہ محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی عزت تو ان ہاتھوں میں ہے جن ہاتھوں میں حضرت ابو بکر و عمر علیہما الصلوۃ والسلام کی عزت تھی وہ نہ آپ کے انگوں سے چھینی اور نہ یہ آپ کے بچھلوں سے چھنے گی۔ اگر تی الغفہ یہ آیت کریمہ کچھ اور مفہوم رکھتی ہے تو وہ پیش کر کے مرزا صاحب سلمہ ربہ کے منشا کا بطلان کیا ہوتا تا عصر جدید کے دیکھنے والے فیصلہ کا موقع پاتے۔ بہرحال ان کمزوریوں پر بھی اور اس منکرانہ متکبرانہ تصدیق پر بھی اگر آپ متلاشی حق ہیں بشرطیکہ دین و دنیا کی کوئی ایسی چیز آپ کو ملے جسپر آپ اپنا عزیز مگر تقویم پارینہ ایمان قربان کر دیں تاہم صلاح عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے آپ سے عرض کرتے ہیں کہ قرآن شریف پر عمل خالص کرو اور اللہ تعالے اور اللہ کے اولیاء کے ساتھ اخلاص و محبت و صدق و صفا دکھلاؤ دین جیسی باعظمت دولت اور دنیا جو متاع قلیل ہے اور جسپر آپ شہد کی مکھی کی طرح مفتون ہیں مل ہی جاے گی مرزا صاحب مدظلہ العالی کی یہی تعلیم ہے اور بس۔ پھر خانہ بدوشی اور رجولا ہے کی نلی کی طرح مسافرت کی ضرورت نہ رہے گی ورنہ اگر اس تحریر لایعنی سے صرف پیسہ اخبار کی تقلید منظور ہے تو چند... اور صبر کیجیے۔ میرٹھ سے جیسا پینٹ نیمہ اُٹھا ہے ایسا ہی سبق کوئی اور بھی ملجاے گا تا پیسہ والے کی طرح آپ بھی اپنی ہستی عالی سے ایک شاہد قانون الہی کی چھوڑ جائیں +

ہر جگہ سے ہدایت	یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ کے حکم سے اس کی عالیشان زبردست مرضی سے قائم

ہوا ہے اور وہی ثبوت بہم پہنچا رہا ہے اگر جناب من شمہ بھر بھی جوہر صداقت ہے تو ضرور آپ کے امراض نہانی اور ضعف جسمانی و روحانی کا علاج ہو جاے گا ورنہ یہ طب یورپی و یونانی۔ یہ پولیٹیکل اکانمی اور یہ کارلائل کی روح اور میکالی کی تقلید کچھ کام نہ آے گی۔ کانگڑہ و دہلی کا سبق راہ کھو لگیا ہے اور اس لیے اگر یہاں ہماری بے نزولی اور مستحقین لعنۃ پر لعنۃ نہ کی تو آگے چلکر خدا ہے جس کی لعنت صفحہ ہستی سے منکروں کو مٹا رہی ہے۔ ~

لعنت آنست کہ از سوے خدا می بارد
لعنت بد گہر آنست یکے ہرزہ نفیر

جس سنۃ اللہ پر چلنے والی قوم کو ۱۳۰۰ برس کی لعنت نہ مٹا سکی اُسے اب کسی فرد واحد کی لعنت کیا ہرگز نہ پہنچا سکے گی۔

دلائل نبوۃ	اس عنوان کے تحت میں ہمارا دلیر ایڈیٹر نہایت جراءت سے وفات مسیح اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا

امکانی مسیح ہونا تسلیم کرتا ہے۔ غریب یکس کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت ہی ضعیف مسئلہ ہے لہذا چلتے چلاتے جھٹ پٹ تسلیم کر کے دلیری کا ثبوت دیدیں تا ضیق نفس پیدا نہ ہو۔ اچھا یوں ہی سہی ہم آگے قدم بڑھانے والے کو بیدل نہیں کرنا چاہتے آؤ بھگت کے لیے موجود ہیں۔ یہ طبعاً نکتہ چیں عصر جدید کا ہیرو کوئی نشان باخصوصیت دیکھنا چاہتا ہے تا جلہ مسیحی مرزا صاحب علیہ السلام پر ناگوار نہ گذرے اور وہ خوشی سے اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ قبل اسکے کہ وہ ہمسے طالب خصوصیت ہو اُسے یہ بتانا چاہیے تھا کہ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو براہین و دلائل اپنے مسیح موعود ہونیکے پیش کی ہیں وہ کبھی اس کی نکتہ چیں نگاہ سے گذری ہیں یا نہیں۔ اگر گذری ہیں تو یہ حق سے چشم پوشی اور تجاہل عارفانہ کیوں؟ کیا وجہ کہ باوجود دعوے بے تعصبی ان دلائل پر جرح نہیں کی اور اپنے استدلال سے ان بینات کو نہیں توڑا کیا انصاف اس کا مقتضی نہ تھا کہ پہلے اپنا مفروضہ معیار شناخت مسیح موعود کے لیے پیش کرتا اور پھر مدعی کو اسپر آزما کر دیکھ لیتا۔ آخر اُسے بھی تو مسیح موعود کی آمد کا انتظار ہے ہر سچے آنے والے کی پہچان جو اسکے (ایڈیٹر) پاس ہو وہ پیش کرے اور پھر مرزا صاحب سلمہ ربہ کے دعوی کی تصدیق و تکذیب کی اصلیت کھل جاے گی +

اس صاف طریقہ امتحان سے پہلو تہی کرنا یا عمداً ہے جو دلیل تعصب اور عناد ہے اور یا نا قابلیت دماغ ہے جو جی کی کرسی پر بیٹھ کر کسی تحقیقات کے لیے ایک رو تنقیح بھی قائم نہ کر سکتا شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے برخود کارلائل و میکالی بنکر یاوہ گوئی کرنا عجیب تر ہے۔ یا تو ہمارا جدید ہیرو اپنا معیار شناخت پیش کرے یا لاعلمی ظاہر کرے یا پھر صاف صاف کہدے کہ اُسے کسی مسیح کی آمد اور کسی مہدی خونی یا سفر و روپوش کی آمد کا انتظار ہی نہیں ہے تو پھر معاملہ ہم سلجھا دینگے ان شاء اللہ تعالے +

معجزات	ناچیز ایڈیٹر عصر جدید (بقول خود ہمتو اُسے کوئی چیز سمجھتے ہیں) دکھلاے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب

مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر معجزہ یا خرق عادۃ محال ہوتا ہے۔ سید صاحب اگر معجزات کی تاویل کرتے تھے اسلیے قابل تسلیم نہ تھے اور مرزا صاحب سلمہ بقول اسکے شعبدہ بتاتے ہیں تو کیا یہاں استدلال کی گنجایش نہ تھی کہ یہ طبعاً نکتہ چیں ہی اسا

انہی مضامین کے بارے میں لکھ کر موقع جانچ کا دیتا تا بے تعصبی کی تحقیقات قوم و ملک کو مشکور کرتی انصافانہ تحقیقات تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ احیاء موتی مسیح علیہ السلام کے پیش کرتے وقت آپ اپنا عقیدہ بھی پیش کرتے اور اپنی تاویل بھی کھول کر سامنے لاتے۔ خیر اگر ہم چٹکیاں نہ لیتے تو ذرا کہیں پر گدگدا کر دیکھ لیتے کہ کہاں اوج ہے اور کہاں نشیب کہاں نشیب ہے اور کہاں فراز۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنے معجزات کے ساتھ ہی معجزات انبیاء سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے اشعار آبدار سے واضح ہے ؎

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارش کند از اشقیاست

ہاں آدمی کو ہندو مت کی مورتوں کو کوا کو ... گذشت کا پھر پرندہ بنکر اڑنا ... مسیح کے قدبعیت سے زندہ ہو آسمان پر ... کا اڑ جانا اور پھر وہاں سے دمشق کے منارہ پر فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اترنا اور سیڑھی مانگنا گویا اندر سبھا کی پری کے برابر بھی وقعت و قوت نہیں ہے کہ وہ تو کوٹھے سے ایک تار پر اتر آتی ہیں۔ اور یہ باوجود حمایت فرشتگان کے ادھر میں لٹک رہا ہے۔ انسانوں کا دو ہزار سال تک بغیر تغیر و تبدل آسمان پر بے آب و دانہ رہنا اور پھر زمین پر آنا ایک چھ برس کے معصوم بچہ کو فرشتوں کا بھگا لے جانا اور سرداب سرمن رائی میں رکھنا صدیوں بعد اس بھنورے کے پلے ہوئے کا نکلنا اور ہدایت کرنا زائرین کا سرداب سرمن رائی میں جانا اور معصوم مہدی سے ملاقات کرنا خطوط لانا قوم کی قوم کا گمراہ ہو جانا اور اس ہادی کا جزیرہ میں تہ خانہ کے اندر بیٹھے ہوئے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بننا ایک قوی ہیکل کانے برق دم گدھے پر سوار ہو کر مسیح و مہدی کے مقابلہ پر آنا پھر گدھا بھی مالیر کوٹلہ کا سا نہیں بلکہ ایسا تیز دم کہ ڈربے میں بھی جواب نہ نکلے دن بھر میں بعد المشرقین طے کرے اور اس کانے کی حکومت کا مشرق سے مغرب تک پھیلنا اور بجلی آگ پانی جنگل پہاڑ سب پر حکومت کرنا دو ہزار سالہ مصلوب الحواس اور صدیوں کے روپوش کا ملکر کانے پر غلبہ پانا اور پھر اس کے بعد کا وہ منظر جس کی نظیر لکھنؤ کے جانڈو خانوں کی

گپ بازاروں میں بھی نہ ملتی ہوگی۔ یعنی دونوں کا نماز کے وقت قبلہ آپ پڑھائیے پیر قبلہ آپ پڑھائیے کہنا پھر آسمان کے اترے کا مردود ہونا اور بھونرے کے پلے ہوئے اندھیرے کے فرزند کا مقبول ہو کر امام بننا اس فرودار چٹ پٹی داستان کو البتہ مرزا صاحب مدظلہ اور ان کے صداقت پسند گروہ کا قبول نہ کرنا تو ایک بات ہے۔ اسلام پاک کے ذکر کے ساتھ سن بھی نہیں سکتے یہ مذہب تو انکا ہو سکتا ہے جو ہنومان کی دم کو ہزاروں گز کی مشعل بنا کر لنکا میں آگ لگاتے ہیں۔ مصری۔ سفنکس یونانی دیوتاؤں اور دیویوں کی لڑائی۔ سد سکندری۔ دیوار قہقہہ۔ امیر حمزہ کے کارنامے طلسم ہوش ربا بیرتقی خیال کی بڑان سب کے ساتھ ساتھ یہ مذہب عمر عیار کی زنبیل میں رہ سکتا ہے۔ ہمارے دلوں میں جنکو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی محمدی کے ذریعہ سے تخم ایمان کے لیے کشت زار بنایا ہے ایسے جھاڑ جھنکار کی جگہ نہیں ہے۔ اب ہمارا ہیرو بنانے کا گر ہم نے چوری افسانے نہیں قبول کیے تو کیا جرم کیا مرزا صاحب کے اخبار اور مردہ بیٹے کے زندہ کرنے کی پوری حقیقت یا اس کی نقل ہی کیوں نہ پیش کی تا بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کا نقشہ کھنچ جاتا اور واقعات حقہ کے چھپانے کی عادت موروثی اس جرأت جدید کے ساتھ عجب بات ہے بھلا آپ میں تقیہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مرزا صاحب کا ایک لڑکا شدید علیل ہو گیا تھا متواتر صرع کے دوروں سے ضعف و نقاہت بیہوشی تک پہنچ گئی تھی بظاہر اسباب طبیب زندگی سے مایوس تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے باوجود ناامیدی کے اس معصوم بچہ کو صحت عطا فرمائی۔ ایک احمدی اخبار نے "تو مردہ زندہ ہو گیا" کے عنوان سے یہ لکھا تھا کہ اسی طرح اگلے نبیوں کی دعاؤں سے بھی اللہ تعالیٰ صحت بخشتا رہا ہے اسی کو بظاہر مردہ کا زندہ ہونا بنا لیا گیا ہے سلسلہ ظاہری کی ناامیدی اور پھر حیات کا عود کر آنا ہی زندگی ہے جو معجزہ ہے ورنہ حقیقی موتیٰ جن کا سانس بند ہو چکا اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہو نہ زندہ ہوئے ہیں نہ بجز حشر اجساد کے موقعہ کے کبھی زندہ ہوں گے۔ یہ واقعہ اس مردہ قوم کے لیے مثل نصیحت کے تھا جو آجتک مُردوں کے زندہ ہو جانے کے قائل ہے اور باوجود ہر روز کا قائل ہونے کے ایسے افسانہ پرستی کے خلل سے محفوظ نہیں ہے۔

پیشین گوئیاں

اس سے بڑھ کر اس طبیعتاً نکتہ چیں کی بے تعصب تحقیقات کا ثبوت اور کیا ہوگا کہ بغیر لکھے ہوئے کسی ایک پیشین گوئی کے لکھتا ہے کہ سب سوائے ایک مشتبہ کے صریح غلط نکلیں بے تعصب تحقیقات تو ایسی ہوتی ہے کہ سب نہیں آدھی نہیں وہی دو چار بڑی بڑی تحدی والی پیشین گوئیاں لکھ کر ان کے متعلق واقعاتی شہادت پیش کرتا اور دکھاتا کہ یہ اس طرح پر غلط نکلیں اپنے واقعات مرزا صاحب کے واقعات تحریر کردہ دونوں پبلک کے سامنے پیش کر کے پھر ثابت ہو جائے یہ حق رکھتا تھا جو چاہتا لکھتا۔ دعوے بے دلیل رائے بغیر نفس مقدمہ دینا اور پھر داد کی امید رکھنا سبحان اللہ مرزا صاحب کو تو تاویل کا جامہ پہنانے پہنانے شرم کی ضرورت کبھی نہ پڑی۔ مگر ہاں غیرت دار جج کے لیے ضرور ڈوب جانے کی بات ہے کہ جج بنے اور بغیر مقدمہ پیش کیے بغیر شہادت فریقین کے فیصلہ لکھے اور پھر شرمانا درکنار داد چاہے۔ مرزا صاحب مدظلہ کو تو اپنی پیشین گوئیوں کے لیے تاویل بیجا کی ضرورت کبھی نہیں پڑی۔ مگر غریب ہیرو کو مصیبت کا سامنا ہوگا اور ساری سنگ شبن کمپنی کو مشورہ کرنا پڑے گا تا جامہ تاویل تیار کیے جائیں اور اسوقت دشواری در ہنگی نہ لاڈالے جبکہ صدیوں سے بھونرے میں پلنے والا تاریکی کا فرزند (چھ برس کی جان) کانے برق دم گدھے سوار کے مقابلہ میں میدان میں لایا جائے گا۔ دشمن لوکا نا ہی ہوگا۔ مگر اس بچہ کی تاریک پسند نگاہیں آفتاب عالمتاب سے کیسے ہونگی وہ کیونکر آفتاب صداقت کی روشنی میں ٹھہر سکے گا بھلا جس بیکس کے پاس اسقدر قوت نہ ہو کہ باہر نکلے اور بگڑی قوم کو بنائے نہ خانوں میں ہی بیٹھ کر رفتہ بازیاں کرے وہ ایسے دیو کے مقابلہ میں کیا کرے گا جس کے تابع بجلی ہوا۔ جنگل۔ پہاڑ۔ پانی۔ آگ۔ دنیا کی سلطنت مشرق سے مغرب تک مردے جلانے کی قوت ہو۔ خدائی اور نبوت کے دعوے کرتا ہو اور لوگ اس سے خوش ہوں۔ ہاں یہ نازک وقت معرکہ کربلا سے زیادہ سخت ہوگا اسوقت ضرورت ہوگی کہ تاویلی معنے پہنائے اور جھوٹے سچے ہوں۔ ہمکو ابھی کیا ضرورۃ ہے اور کیوں شرم آئے۔ کسی پیشین گوئی کو لیجیے اور دیکھ لیجیے۔ اعتراض کے لیے تو کلام الٰہی میں بھی تراش خراش کے بغیر آپ کے ابنائے جنس نہیں رہے * یہ تو صرف امام وقت کی پیشین گوئیوں کا ہی ذکر ہے ہمدردی تو اس قابل ایڈیٹر کو محض ذاکر کے ساتھ ہے جس کی بدزبانی اور فحش بیانی تو اسے نہ شرما سکی۔ ہاں اسکا دندان شکن جواب جب نکلا تو دل پر بجلیاں گر پڑیں اور فضول رسالہ کا کاغذ سیاہ کر کے نامہ اعمال کے لیے سیاہی تیار کر لی۔ مرزا صاحب کے یہاں تنخواہ یاب گروہ سے کیوں اس قدر عناد ہے جبکہ خود ہمہ داں نکتہ چیں حق نمک ہی کی وجہ سے اسقدر جامہ سے باہر ہو گیا ہے اجرت پر رونے والوں کی فہرست کیا نگاہ سے نہیں گذری۔

منہاج نبوۃ

اس عنوان کے تحت میں اس نکتہ چیں کو غضبناک جوش نے آدبایا مجبوراً اُسے دامنت دکھانا پڑے وہ لکھتا ہے۔ "مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوۃ کے معارج تک نہیں چڑھ سکتے تو انھوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے گھسیٹنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا ...... وغیرہ وغیرہ غرضکہ اسکو مرزا صاحب پر یہ الزامات ملے کہ انھوں نے اولاد انسان کے ایک منہ پھٹ حواری نے شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور حسین ابن علی اور سردار انبیاء محمد مصطفی اور حضرت عیسیٰ اور قرآن شریف کی ہجو کی ہے۔ وغیرہ یہ نہایت دلچسپ عنوان ہے اور اسمیں ہمہ داں نکتہ چیں نے عجیب نقش باطل کھینچا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہی مضمون یوں لکھنا راست بازی کا ثبوت تھا کہ چونکہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے صادق اور صحیح مدلل دعووں پر قوم کے نادان صموں کو اعتراض ہوئے وہ اعتراض اگر تسلیم کیے جائیں اور وہ عیوب جنکو عناد و بغض کی آگ سے مجبور ہو کر بداندیش مرزا صاحب پر تھوپتے ہیں صحیح تصور کیے جاویں تو مجبوراً انکو ان سب پیشوایان ملت اور قرآن شریف پر بھی اپنے مفروضہ عقائد باطلہ کی وجہ سے وہ اعتراض تسلیم کرنے پڑیں گے۔ مرزا صاحب نے انکے اعتراضات کی بنا پر الزامی جوابات بھی دیے ہیں غریب ناچار جب اعتراض نہ اٹھ سکے تو قوم کو بھڑکانا شروع کیا۔ پہلے بھی ابوجہل اور ابولہب کا گروہ شیوخ عرب کو یہ کہکر بہکایا کرتا تھا اور مشتعل کیا کرتا تھا کہ لات و منات اور خداوندگان ابو طالب و عبد المطلب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

* دیکھو اصلاح بابت ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ "در تنقید بخاری"

* ... نے کہیں ... نہ لکھا گیا تھا

برا کہتا ہے اور تہمتی بتاتا ہے۔ وہ گروہ بھی جہلا کی ایک فوج جمع کرنے پر کامیاب ہوا اور یہ گروہ بھی کامیاب ہو رہا ہے لیکن انجام ابوجہل اور فتح مبین کا نظارہ آنکھوں کے سامنے نہیں ہے ورنہ یہ عبرتناک حالت نہ بنائی گئی ہوتی۔ بے تعصب تحقیقات تو یہ تھی کہ کتابوں سے حوالے لکھ کر پیش کرتے یا حوالے ہی کتابوں کے دیدیتے اور قوم سے داد چاہتے جس شان کے مسیح اور جس شان کے علیؑ و حسینؑ اور جس طرز کا پیغمبر اور جس وضع کا قرآن ہمارا ہیرو لیے بیٹھا ہے ہم اُس کے نہ پابند نہ وہ گروہ ہمارا مقتدا نہ ہم اُس کی ناکام موتوں پر رونے والے۔ ہم اپنے مسیح اپنے علی اپنے حسین اپنے محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اپنے قرآن پاک کی جس قدر عزت کرتے ہیں وہ ہمارے رب پر روشن ہے جس کے ہاتھ میں فتح مبین ہے اور وہ دکھا رہا ہے۔ منہاج نبوۃ نے تو حقیقتاً اس گروہ کو بے بس کر دیا ہے۔ جن واقعات کا اشارہ کر کے فقرے کسے ہیں وہ واقعات صریح دھوکا دینے والے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ اصل معاملات کو صاف صاف نہیں لکھا میاں ان کتابوں اور صفحات کا حوالہ دیا ہوتا تب ایڈیٹر نکتہ چیں کی قابلیت اور بے تعصبی کھلتی +

ایک بڑا مذہبی خطرہ

جس ملحد گروہ کی مرزا صاحب نے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عالم آشکار میں بیخکنی کی ہے اگر وہ لاکھوں لعنتیں بھی مرزا صاحب پر بھیجے تو کیا عجب ہے۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کا کوئی فعل خلاف عدل خلاف اجتماع قومی خلاف کفایت شعاری خلاف سعی و محنت نہیں ہے۔ البتہ جس ملحد ناپاک گروہ کو انبیاء سابقین کی عزت و حرمت حقیقی طور پر نہیں ہے صرف اس کی آڑ میں ذاکرینکر روپیہ بٹورنا آتا ہے وہ مرزا صاحب کے عروج کو اپنا دشمن رزق جانکر دل کے پھپھولے توڑتا ہے اُسے بھلا مرزا صاحب کی سعی جمیلہ اور تعلیم پاک کی کیا قدر ہوگی۔ ہماری رائے میں تو یہ نکتہ چیں عشرہ محرم میں برابر بانی بی بی کر مرزا صاحب کو کوسا کرے اور سینہ زنی کر کے دل کی جلن مٹا لیا کرے تو اچھا ہے تضیع اوقات بیہودہ سے کیا حاصل۔ مرزا صاحب کے اقوال و اعمال سے دیکھ کر تو اندنمان صفات عالیہ سیکھتا ہے بزرگان دین پر بدظنی کیا۔ ہاں گریہ کے

حدیثیں خوانوں اور رویئوں پر نوحہ گری کرنے والوں اور رومال منہ پر رکھ کر گلا پھاڑنے آنکھوں کو آنسوؤں سے نہ آشنا کرنے والوں اور مٹھائی بوندی کے ٹھیکروں پر سینہ کوبی کرنے والوں کی مثالیں ضرور ایک لعنتی گروہ اعلیٰ درجہ کا بدظن نکتہ چیں گروہ بنا رہی ہیں۔ پناہ بر بی۔ ہم ان دونوں نمونوں کو قوم کے آگے پیش کرتے ہیں اور فیصلہ خدا کے سپرد۔ جو شخص سچے مرسلوں کا معیار ہی نہیں جانتا وہ اپنے ابنائے جنس کی مصنوعی عبادات دیکھ کر دوسرے راستبازوں پر منہ آئے اور جھوٹا جائے تو کچھ شکوہ نہیں ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اصل یہ ہے کہ ان اگلوں میں جنھوں نے معصوم نبی کو سولی پر چڑھایا اور ان پچھلوں میں جو ایک معصوم کی ترقی جاہ اور نورانیت کو دیکھ نہیں سکتے امور متشابہ فیہ بہت ہیں فرق یہ ہے کہ وہ سولی پر چڑھانے پر کامیاب ہوئے اور یہ عدالتوں سے ناکام نامراد پھرتے ہیں وہ خدا کی لعنت کے مزے چکھ چکے اور چکھ رہے ہیں۔ یہ اُمیدوار ابتدائے سبقوں سے عبرت پذیر نہیں ہوئے بڑے سبق کے متوقع ہیں مگر اَللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ +

صیغہ اصلاح کی نظر

اس ظاہری اصلاح باطنی فساد کی نظر بھی عجیب چیز ہے۔ عجیب اس لیے کہ ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است + ہر عمدہ خلق ہر سنت نبوی اسکے لیے عیب اور اور عدل سے خلاف ہے۔ ابوبکر و عثمان و عمر کی خلافت غصب و ظلم۔ مرزا صاحب کا کسی سے نکاح کرنا متعہ سے بدتر۔ یہ قلیل ایڈیٹر کیا ان بیچ والوں میں شامل تھا جو نکاح کا پیام سلام لیجایا کرتے تھے اگر وہ اس دلالی میں نہ تھا تو اسے کیا علم ہے کہ نکاح کے لیے بغیر مرضی کچھ ہو رہا ہے بے تعصبی کی تحقیقات تو یہ تھی کہ واقعات اور پیشگوئی نکاح کی پیش کر کے واقعاتی شہادت سے اپنے دعوے کو ثابت کیا جاتا نکاح بغیر ایجاب و قبول ہوتا ہی نہیں پھر اُسے کیوں اسقدر گھبراہٹ ہوئی غالباً اسنے نکاح ہوتے نہیں دیکھے ہونگے ایجاب کے واقعات اسکے سر میں اسقدر جاگزیں ہیں کہ نکاح کی فلاسفی بھی غتربود ہوگئی۔ افسوس! نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے۔

جب فریقین میں سے کوئی مر جاوے ابھی تو بفضلہ تعالےٰ دونوں موجود ہیں خدا کی وحی پہنچانے میں مامور کبھی ڈر نہیں کرتے چاہے کوئی دھمکی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نکاح میں کوئی مقررہ میعاد نہیں تھی اسکو ایڈیٹر محقق نے بے تعصب بے لاگ (بیباک) ثابت کرے ورنہ اس دھوکہ دہی سے کیا حاصل جن واقعات کو بیٹے اور بیٹے کی بی بی اور مرزا صاحب کی بی بی کے متعلق لکھا ہے انکو ثابت کرنا چاہیے تھا بغیر ثبوت ہم کیونکر کہدیں کہ یہ جج کی بے تعصبانہ تحقیقات ہے۔ اگر ثناء اللہ چھاپ چکا ہے تو اسکو بلا تردد کیوں کہا جاتا ہے کہ ہزاروں بار تردید ہو چکی ہے وہ خدا کے غیور کی ایک وحی تھی جس کے بطلان کی کوشش بیٹا بیٹے کی زوجہ اور خود بیٹے کی ماں محض رنج کی وجہ سے کرتے تھے اللہ تعالےٰ کی وحی کی تکذیب و تخریب کرنے والے ہمیشہ چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ یہی سنت انبیاء ہے حضرت نوح کا بیٹا۔ حضرت لوط کی بی بی اسی قسم کے نظائر میں ہیں۔ اسکو خلاف عدل کہنا کیسے نادان کا کام ہے اور پھر وہ بھی بغیر کسی شہادت کے بغیر انکشاف اصلیت کے اور چلیے اور کونسا واقعہ خلاف عدل آپکے انبار بے تمیزی میں ہے اُسے بھی پیش کیجیے +

قومی اتفاق

مرزا صاحب نے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اول تو انھوں نے خود جہاد تیغ سے انکار کیا۔ یہ دلچسپ فقرہ کسی ملکی نمک حرام کے قلم سے نکلتا تو اچھا تھا۔ یا کسی اسلام کے مرتد کی تحریر میں ہوتا تو مجھے صدمہ نہ ہوتا۔ افسوس ایسے تعلیم یافتہ کی حالت اسقدر رکیک اور ردی ہوگئی ہے کہ اُسے عناد ذاتی کی وجہ سے کچھ امتیاز حق و باطل نہیں رہا۔ جہاد کا دوست سیف کا شیدائی ہنوز اس غلامی پر اس زمانہ جرأت پر جہاد کا خواہشمند ہے۔ بفرض محال اگر آپ کے دست حنائی میں سیف دیدی جاوے تو آپ کیا کر دکھلائینگے کتنے پاپڑ توڑ بیٹھیں گے کوئی جرأت کی مثال پیش کیجیے ہم کوشش کرینگے کہ گورنمنٹ میں آپ کی جرأت کے متعلق میموریل اور آپ کسی ہجڑوں کے فوج کے سپہ سالار بنائے جائیں یہ مسلمانوں کے لیڈر اور مصلح ہیں ایسے کی شان مسلمانوں میں سے جہاد کے بیہودہ خلاف شرع محمدی خیال کو مٹتا دیکھ کر مٹانے والے کو قومی بدخواہ فرماتے ہیں۔ کیا بُرا کیا کہ اسلام کا دامن تمھارے خود آلودہ پنجوں سے

چھڑا کر ان کروڑوں کے لیے سایۂ امن بنا دیا جو ایسی خونریزی کو خلاف قانون الٰہی سمجھتے ہیں اگر اسلام پر خاک ڈالنے والے مولوی تباہ ہوں یہ اور وہ قوم سب کی سب غرق ہو جائے جو تعلیم و معارف قرآنی کی منکر ہے باوجود دعویٰ اتباع کے اور کیا چاہیے چشم ما روشن دل ما شاد وہ ہمکو اللہ تعالےٰ اکے دین کے مقابلہ میں وہ قوم کب عزیز ہے جو اسقدر بے تمیز ہے۔ اس سے زیادہ نیک نیتی کیا ہوگی کہ حضرت صاحب سلمہ ربہ نے ساری قوم کی پروا دین اسکے مقابلہ میں نہیں کی۔ ذاتی غرض مالی منفعت کا خیال ہوتا تو وہ بھی تمھاری طرح پیسہ کا اصول پیش نظر رکھتے قوم سے نہ بگاڑتے اور تمھاری طرح قوم کا خون چوستے امام مہدی کو خونی وہ قرار دیتے ہیں جو جہاد کے پرفساد عقیدہ کو دل میں پالے ہوئے نکبت و فلاکت قومی میں دلکو اس کی آمد کے سہارے تسکین دے لیتے ہیں کہ وہ گئی ہوئی سلطنت بخشے گا۔ جہاد نبوی کی تذلیل کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے آئندہ جہاد ہو یا نہ ہو۔ جہاد نبوی حفاظت خود اختیاری کے لیے تھا نہ طمع سلطنت کے لیے جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو۔ یہودی بھی اصل مسیح سے سلطنت کے متمنی تھے مگر آسمانی بادشاہت کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ سلطنت جہانیاتی اصولوں کی پیروی سے ملتی ہے۔ سعی و محنت سے ملتی ہے یا کسی تاریکی کے فرزند کی بدولت ملے گی۔ تم سے بے بس جب کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر دوسرے کے سہارے عورتوں کی طرح آس لگائے بیٹھنے سے کیا ملیگا۔ انگریزوں۔ جرمن۔ روسیوں جاپانیوں کی طرح اخلاق سلطنت پیدا کرو محنت و سعی کرو۔ عدل و انصاف کو روزانہ زندگی میں برتو سلطنت بھی ملجائے گی۔ کیا محض مہدی روپوش سرداب سے نکلکر تمکو اس روش غلامی سے چھڑا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لے آؤ اگر نہیں ملتے چار جوان کس بلبلٹ کے قلعی کھولدینگے۔ وہ

مہدی امام ہمام علیہ السلام جس کا وعدہ سردار انبیاء نے فرمایا تھا آگیا اور آسمانی بادشاہت کا وارث ہے۔ وہ اسلام کے چہرہ کو زمانہ کے سامنے لا رہا ہے اور ہر کہ و مہ فیضیاب ہوتا ہے چاہو تم مانو چاہو نہ مانو۔ چور بنکر چور کو جیلخانہ سے چھڑا لینا عدل ہے۔ ماشاءاللہ۔ سید اگر وہابی نہ تھے اور وہابی دھوکا دینے کے لیے بن گئے اور تقیہ آپ کی طرح گوارا کیا تو نہایت بُرا نمونہ اخلاق کا دکھایا۔ سرسید نہ وہابی تھے اور نہ اُنھوں نے

کبھی دہوکہ دیا۔ عیب ہر جگہ اور ہر وقت عیب ہے، مرے ہوئے سید کو کیون اپنے ساتھہ ذلیل کرتے ہو خدا سے ڈرو سچ کہا ہے۔ نادان دوست سے دانا دشمن بہلا۔ دوسرا امر مرزا صاحب کے خلاف یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر نا عاقبت اندیش کے نزدیک مرزا صاحب کا مسلمانون کی موت کی پیشگوئیان کرنا اور کسی کی قلبی تکلیف کی پروا نہ کرنا سخت اخلاقی جرم اور قومی اتفاق کے خلاف ہے یہ وہی بات ہے کہ جسکا جواب الزامی دیا جائیگا۔ تو ایڈیٹر کو مالیخولیا کا اندیشہ ہے۔ کیا آنحضرتؐ کا اپنی قوم کے لوگون کو قتل کرنا اور بیدریغ عزیزون سے عزیزون کو کٹوانا روا تھا یہ ناروا ہے۔ کیا حرب جمل اور حضرۃ علیؓ کے وقت کی لڑائیان اور حضرت امام حسینؓ کا کوفہ جاکر بیعت کر لینا اجماع قومی کے اصول سے قابل نکتہ چینی نہین ہے۔ علیگڈہ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابت افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ چینی نہین ہوئی اے نادان نا سمجھ مامور من اللہ اور مرسل حق کبھی مداہنہ نہین کرتے وہ اظہار حق مین کسی سے نہین ڈرتے جناب سید انبیا رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی الٰہی کے ماتحت تہا اور عدل وہی تہا۔ کیونکہ حفاظت خود اختیاری اسی مین تھی۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام امر الٰہی مین کسی سے نہین ڈر سکتا۔ مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تہا وہ ایک خاص شخص کے ساتھہ معاہدہ تہا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالم نے بھی صلح حدیبیہ مین کیا تہا۔ یہانتک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تہا اور مکہ سے بے حج مراجعت کی تہی کیونکہ الٰہی مصلحت اسی مین تہی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان نکرنا مجسٹریٹ کے ڈر سے قبول کر لیا اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تہی۔ چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین موتین بطور حجت کے ہو چکی تہیں آیندہ نماس کی ضرورت تہی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تہی پھر معاہدہ سے کیا حرج ہوا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ کوئی پیشگوئی ہی شایع نہوگی تو یہ بیہودہ خیال ہوگا کیونکہ سیکڑون پیشگوئیان جب سے آج تک شایع ہو چکی ہین ایک قسم نماس کی پیشگوئی کے شایع نکرنے کا معاہدہ تہا نفی خاص سے عدم عام لازم نہین آتا ادنےٰ طالب علم بھی اس امر کو جانتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ معترض کو منطق سے مس تک نہین پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہین ظاہر کر سکتا۔ ہر وہ شے جو تمہارے چہوٹے سے دماغ مین نہ آسکے تو وہ کیون لغو خلاف اصلیت ہے؟ تم کو یہ عقیدہ آجتک نہین کہلا۔ کہ کس طرح تم اختلاط والدین سے اس عالم مین تشریف لائے۔ تو پھر نہ سمجھنے پر تم کو کبھی اپنی پیدائش پر لغویت اور خلاف اصل ہونے کا شبہ ہوا؟ کبھی نہین اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو۔ سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو۔ اسے لغو سمجھو۔ مسیح نے تن تنہا مصلوب ہونا۔ حسینؓ نے تین دن کی بھوک پیاس مین ہزارون زخمون سے شہید ہونا قبول کیا۔ اور کلمہ حق کو نہ چہوڑا۔ بے شک کوئی دوسرا امام دینی بھی ایسا نہین کرے گا کلمہ حق کو چہوڑنا اور بات ہے۔ اس کی بہی مثالین درست ہین۔ مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریر کی روش کے متعلق وہ امر ہے۔ جس کی مثال ہمنے بتائی مگر اے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بابت جناب کا شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسینؓ شہید کی بابت کیا خیال ہے وہ کلمہ حق کا چہپانا ادنیٰ ادنیٰ انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزادی پسند حق جو گذارا کرتی ہے؟

سچ ہے اگر آپ جیسے خوش دماغ جج ہون۔ اور قوم کے مصلح ہون۔ تو ہدایت گونگی اور اندھی ہی رہے مگر تو کار زمین را نکو ساختی ✦ کہ با آسمان نیز پرداختی نبی کی بہی ضرورت ہے۔ کہ اکثر لوگ کم عقل مکارون اور دجالون کے فتنون مین پہنسے ہوئے ہین۔

مرزا صاحب کے عدم اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تم واقعات کو ایمانداری کی آنکھ۔ اور اس عرضی کو تحقیقات کی حد تک لیجا کر صحیح ثابت کر دیتے چلتے ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے۔

لنگر کا چندہ کشف نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اونھین اختیار ہے جس مد مین چاہین صرف کرین تم کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ تم خوردہ گیری کرو۔ تم کو ثابت کرنا چاہئے کہ یہ رقوم بہ امانت مرزا صاحب کے پاس بھیجی جاتی ہین اور ان مین خیانت ہوتی ہے۔ ورنہ منجملہ خرافات کے ایک یہ بہی ہے۔ اپنے اوقات اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالو اور مجتہدان کی پاک کمائیون اور پاک مصارف پر نگاہ کرکے کچہ کہا جائے۔ تو خیر صبر ہوگا

طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ

مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جائداد خرید کی ہے اور اپنی حالت درست کرنیکی کوشش سب پیرون فقیرون مولویون اور امام باڑون اور تعزیون کی چراغی پر خوش پوشی کرنے والون سے زیادہ کی ہے محض افترا پر افترا ہے۔ ہم کیا کہین بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کی جائداد اللہ تعالیٰ خود بڑہا رہا ہے قادیان کا مالک مرزا صاحب کا خاندان ہے شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصبہ مین لاوارث فوت ہو جائے تو اوس کی آراضی کے مالک مرزا صاحب ہین۔ اس طرح اللہ تعالےٰ روز بروز توسیع ملکیت کر رہا ہے۔ اس بارہ مین انسان کی امداد کی حاجت ہی نہین ہے۔ رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنی بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے۔ اسکی حالت یہ ہے کہ جس کے گھر پر بہت سے مہمان آئین گے وہ شریف میزبان ضرور اون کی خاطر داری کرے گا چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور مین صدہا مہمان آتے ہین۔ اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجھا۔ ہان وہ بخیل میزبان کیون اس کی قدر کریگا اور کیون اوسے ضرورت ہوگی جس کے پاس کوئی آتا ہی نہو۔ جس قوم کے اخلاق مین اسقدر وسعت نہو۔ کہ بارہ امامون سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے۔ چاہے دنیا کی عمر ہزارون سال ہی کی بعد جناب رسول اللہ کیون نہون۔ تو اس کے دل مین مہمانون کے لئے کہان جگہ۔ یہ منطق تو ہر مجتہد مالدار شیعہ پر صادق آسکتی ہے۔ کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکونہ مکانات کے ساتھ بنے ہین۔ اور مکانات کی توسیع کے موجب بنے ہین۔ آپکی مشاہدہ نے بدظنی سکہائی ہے مقتضائے تجربہ بہی تہا اسلئے ہم بیچارہ کو زیادہ خفیف کرنا نہین چاہتے عاقلان را اشارہ کافی۔

مرزا صاحب کا خدا اگر کفیل نہ ہوتا۔ اور اگر وہ قوم کے دلون مین کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا۔ تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیون ہی مین فیصلہ کر دیتے۔ آپنے اس مامور من اللہ پر کونسی مصیبت توڑنے کی کوشش نہین کی۔ اور کسوقت چین سے بیٹھنے دیا۔ تجارت اور مفت کے روپیہ سے عیش تو البتہ وہ مولوی کر رہے ہین جن سے جناب کو سابقہ پڑتا ہے۔ اور چونکہ مشاہدہ نے ڈھکوسلے باز۔ شعبدہ باز ہمیشہ دکہائے ہین۔ اس لئے آپکو کیونکر اس افترا پرداز زمانہ مین کسی استباز کی قدر ہو سکتی ہے۔ زائرین کربلا کے دل سے کوئی پوچہے کہ کسطرح جیب تمنا و جیب جامہ خالی لے کر لوٹتے ہین خدارا اوس لوٹ سے جو لوٹ ہو۔ مالی و اخلاقی۔ مالی لوٹ کا یہ حال ہے۔ کہ کاغذ اور پھیپہون کے سنگہار کی بدولت قوم کے لاکہون کروڑون روپیہ نکلے جاتے ہین۔ اخلاقی لوٹ کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کے دل رکہنے کیلئے جہوٹ بولو مخالفون کو زبان ہاتھہ پاؤن غرض ہر طرح سے نقصان پہنچاؤ چاہے آبرو ہی کیون نہ جائے۔ مگر موقع پاکر گنہگار بنا دو۔ فاسق بنادو۔ زانی بنادو ؎

ہر عیب بنہ بسکہ طاعت باشد ✦ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

مرزا صاحب کا گھر اگر ہزار روپیہ مین کسیقدر وسیع ہو جائے۔ تو ناگوار۔ لیکن مشہد مقدس مین چار چار انگل زمین لاکہون روپیہ کہا جائے۔ تو پسند۔ زندہ انسان بندگان خدا امن و عافیت پائین۔ تو ناروا۔ سٹرہون کے قافلے کے قافلے زمین گراتے چلے جائین۔ اور لاکہون کے خرچ مین تو عزیز خاطر چاہے مہینے بہر کے بعد نکالکر پھینک دئے جائین۔ افسوس آپنے اپنی اس خدر علتین دکہا کر ناحق اپنے آپ کو ہر چہ گیرد علتی علت شود کا مصداق بنالیا۔ علت غائی آپ کی اور اس تحریر کی زمانہ پر روشن ہو گئی۔ جو معیار جناب کا ہے۔ اس پر تو سوائے تاریکی کے فرزند کے اور کوئی پورا نہ اترا ہے۔ نہ اتریگا۔ مناسب تو یہ ہے۔ کہ سرداب سر من رائے جائے۔ اور اصل کو لاکر ہم سب کی قلعی کھول دیجئے۔ اس تو تو مین مین کیا حاصل۔ بھنورے کا پلا دیکھکر ہم خود فیصلہ کر لین گے اصل قرآن شریف بھی مل جائے گا۔ بہتر تو یہی ہے کہ آپ رخصت لیکر سرداب جائے اور اس معصوم رو پوش کو لے آئے۔ کیا زندہ کو زندون مین لانا مشکل ہے جبکہ مردہ مسیح کو زندہ کرنا آسمان سے لانا آسان ہے۔

الغرض اس تمام تحریر سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ آپ سے اگر ممکن ہو تو کبھی اللہ تعالےٰ کے چہرہ کو دنیا مین چمکنے ندین۔ کیونکہ نور حق سے تو کروڑون کی جعلساز زبان اور افترا پرداز ہان کھل رہی ہین۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر رحم فرماتا ہے اور ہادی بہیجتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ دنیا راہ راست پر آئے۔ لیکن مدعی کیون اپنی کرنی سے باز آتے ہین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھین گے جب تک قدرت ہے۔ مگر اے نادانو! "اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

کم سے کم اس بحثا بحثی مین یہ بات تو کھل گئی۔ کہ مامور من اللہ اور مرسل من اللہ کے ساتھہ اس طرح دنیا عناد رکھتی ہے۔ اگلون پر سنتے ہین کہ کیسے نادان تھے کہ راستی سے منہ موڑا۔ کیا عقل نہ تھی۔ لیکن ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھہ لیا۔ کہ مفسد ہمیشہ مصلح بنکر قوم کو راستبازون کی طرف جانے سے روکتے ہین۔ اللہ تعالےٰ کے ہزارون ہزار شکر کہ اس نے امام معصوم کی صداقت اپنے لاکہون نشانات آسمانی سے قایم کر دی۔ اور ثابت کر دیا کہ تاریکی کے فرزند اور ان کے چیلے چاپڑے بچاتے ہے انھیب ورا اسلام پاک سے کوسون دور پڑے ہوئے ہین۔ زمانہ سنت اللہ پر چل رہا ہے۔ اور سنت اللہ ہی ایک غیر قابل تغیر قانون ہے۔ سنت اللہ توڑنے والون پر زمانہ تیار کہڑا رہتا ہے۔ یہی خدا کی لاٹھی ہے۔ پیسہ اخبار کو لگ چکی۔ عصر جدید بھی راہ طے کر رہا ہے۔ عنقریب اس منزل پر پہونچے گا جہان

یادگار کریم

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت **مخدوم الملتہ** مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی **زندگی اور موت** ہر صورت اور ہر پہلو سے مبارک ہی تھی۔ زندگی خدمت دین میں گذری اور اسی جہاد اکبر میں آپ نے جام شہادت پیا **موت** (جو در حقیقت زندگی ہی ہے کیونکہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

قوم کو بہت سے مفید سبق دیتی ہے اور اس طرح پر مرحوم کا سنگ مزار ہمیشہ مرحوم کی زندگی کا آئینہ ہو کر اپنا کام کرتا رہے گا۔ مرحوم کا صدمہ ...... ایسا صدمہ نہیں جو دلوں سے یکدم بھولجائے اور نہ یہ موقع ہے کہ مین **قوم** کے اس معزز ہیرو کی وفات کا نقشہ کھینچ کر قوم کو رُلاؤں اس کے لئے کسی درد انگیز مرقع اور مرثیہ کی حاجت نہیں **مخدوم الملتہ** کے نام کے ساتھ **مرحوم** کا لفظ ہی اپنے اندر غضب کی تاثیر اور رقت رکھتا ہے تاہم مین مرحوم کی شہادت پر ایک مفصل آرٹکل بہت جلد لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں جب دل بیقرار کو کچھ ڈھارس ملے۔ اسوقت ایک ضروری امر **قوم** کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور در اصل مین اس پیغام رسانی کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہوں اور ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفتہ ہمان میگویم

کا مصداق ہوں + یہ امر نہایت **ضروری** اور نہایت **مفید** اور انشاء اللہ العزیز **بابرکت** امر ہے جسکے پیش کرنے کا مجھے حضرت **حکیم الامتہ** کیطرف سے ایما ہوا ہے اور حضرت حکیم الامتہ نے بھی حضرت **امام الملتہ** حجتہ الاسلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کر کے اجازت لے لی ہے۔ حضرت حجتہ اللہ نے اسکو از بس پسند فرمایا و ضروری سمجھا ہے۔ پس اس سے اس کی **اہمیت** اور **ضرورت** کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔

حضرت **مخدوم الملتہ** رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کے ساتھ خاص **محبت** اور **عشق** تھا۔ وہ قرآن شریف کے **حقایق اور معارف** کے بیان کرنے مین جیسے قادر الکلام اور پرجوش تھے ویسے ہی اُنکی قرات کے لئے ایک دلکش اور موثر لہجہ اور لحن رکھتے تھے۔ چونکہ **مخدوم الملتہ** نے کوئی صلبی اولاد بھی نہیں چھوڑی اسلئے حضرت حکیم الامتہ نے یہ **تجویز** کی ہے کہ مرحوم کی روح کو خوش کرنے اور **ایصال ثواب** کے لئے **صدقہ جاریہ** کے طور پر یہاں قادیان مین **قرآن شریف** کی ایک جماعت کھولی جاوے جس مین ایک عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا **قاری** قرآن شریف پڑھانے کے لئے رکھا جاوے اور چند مستعد اور ہوشیار طالب علم اسکے پاس تجوید اور قراءت کے ساتھ قرآن شریف پڑھیں اور پڑھائیں ترجمہ سنیں اور سنائیں گویا قرآن شریف کے مبلغین کی جماعت وہ جماعت ہو۔ اور اسطرح پر ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی مصداق ہو۔ (انشاء اللہ العزیز)

یہہ بہت مختصر سا کام ہے۔ اسکے لئے بجائے خود ساری جماعت **مخاطب** ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ **جماعت سیالکوٹ** (جسکو اپنی جگہ مخدوم الملتہ کے وجود پر خاص ناز تھا) جماعت لاہور اور اس مین سے علی الخصوص عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (جنکو مخدوم الملتہ کے ساتھ اور جنکے ساتھ مخدوم الملتہ کو کامل درجہ کی للہ محبت تھی) منشی تاج الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور قریشی صاحب مخاطب ہین۔ اور اسیطرح منشی گلاب خان صاحب (دہرم سالہ) چودہری رستم علی (انبالہ) بابو عطا محمد صاحب اوورسیر منشی محمد عبد العزیز ماسٹر ٹیلر ستراء اور دوسرے دوست (جنکو مخدوم الملتہ کے ساتھ خصوصیت سے محبت تھی اور جان سے ارادت رکھتے تھے) اس موقع پر مخاطب ہین۔ کہ وہ اس جماعت کے **متعلمین** اور **معلمین** کے **مصارف** کو اپنے ذمہ لین اور اس کار خیر مین مدد دین آہ! ایک وقت تھا کہ دار الامان کی دینی ضرورتوں کے پیش آنے پر **مخدوم الملتہ** رضی اللہ عنہ انہیں احباب کی ارادت اور **محبت** واخلاص اور سعی فی الدین کا اندازہ کر کے بیڑا اٹھالیا کرتے تھے کہ مین اسقدر روپیہ جمع کر دون گا۔ اور آج اسی مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کی **نیت** سے ان احباب کے سامنے مجھے **اپیل** کی حاجت پڑی !!!

مجھے کچھ بھی ضرورت نہیں کہ مین اس مقصد کے لئے زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ استعمال کرون۔ اللہ تعالےٰ قوم اور **احباب مخدوم الملتہ** کے دل مین خود اس ضرورت اور مقصد مفید کا **القا کرے**۔ آمین

چونکہ **الحکم** کے ساتھ اور اسکے ہیچمیرز **ایڈیٹر** کے ساتھ بھی مخدوم الملتہ کو خاص **محبت** تھی اور وہ **الحکم** کے لئے اپنے دل مین خاص **جوش** اور **غیرت** رکھتے تھے۔ اسلئے مین خود **پانچ روپیہ ماہوار** کے قلیل چندہ سے اسے شروع کرتا ہون اللہ تعالےٰ اسے قبول فرماوے (آمین) یہہ یاد رہے کہ اس مد مین **مستقل** ماہوار چندون کی مستقل اخراجات کے لئے اور یکمشت عطیون کی اتفاقی اور ابتدائی اخراجات کے لئے ضرورت ہے **تمام** روپیہ حضرت **حکیم الامتہ** کے نام آنا چاہئے اور اس کی اطلاع ایڈیٹر الحکم کو دیجاوے کوپن پر جلی قلم سے **یادگار کریم** لکھا جاوے + آخر مین رب کریم کے حضور التجا ہے۔

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

(ایڈیٹر الحکم)

نوٹ - حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی خبر وصال پا کر لاہور کے اکثر احباب تعزیت کے لئے دار الامان بیقرار ہو کر تشریف لائے تھے مینے عالی جناب شیخ **رحمت اللہ صاحب** سے خصوصاً اسکا ذکر کیا انہون نے بھی بڑی دلچسپی سے اس تجویز کو سنا اور پسند کیا۔ مجھے امید ہے کہ تمام احباب بڑی عجلت اور سرگرمی کے ساتھ اس تجویز کی تائید مین عملی حصہ لین گے۔

ایک ضروری اطلاع

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جمع کرنے کا ہیچمیرز ایڈیٹر الحکم نے ارادہ کیا ہے اور کسیقدر میٹریل (مصالحہ) آپؓ کی **سیرت** کا اسنے جمع بھی کرلیا ہے اس لئے سب صاحبان خصوصاً مخلص احباب مخدوم الملتہؓ کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی تحریر مخدوم الملتہ کی ایسی ہو جس سے آپؓ کی **سیرت** کیلئے مواد مل سکتا ہے وہ مجھے **اصل** بھیجدین مین اس کی صحیح نقل کے بعد انہین واپس بھیجدون گا ایسا ہی اگر کسی کے پاس مخدوم الملتہ رضؓ کے **خطوط** ہون وہ بھی بھیجدین۔ یا انہین خود کوئی **واقعہ** مخدوم الملتہ رضؓ کی زندگی کا معلوم ہو تو اس سے **اطلاع دین** اور نیز ان رویا اور کشوف سے بھی مجھے اطلاع دیجائے جو **مخدوم الملتہ** رضؓ کی وفات کے بعد کسی نے ان کے متعلق دیکھے ہون (ایڈیٹر الحکم)

فزع عیسیٰ ومن معہٗ

(رقم زدہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے)

اس الہام الٰہی سے بڑھ کر کوئی الفاظ اس سانحہ جانگداز کی حقیقت کو بیان نہیں کر سکتے جو ۱۱- اکتوبر کو بدھ کے روز پیش آیا۔ جس دن یہ الہام سنایا گیا یعنی ۲۱- اگست ۱۹۰۵ء اسی دن حضرت مخدوم و مکرم مولوی عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہٗ کی گردن کے نیچے ایک چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوگئی جو مولوی صاحب مرحوم کی مرض کی ابتدا تھی۔ اور ۵۱ دن کی مرض کے بعد ۱۱- اکتوبر بدھ کے روز ۲½ بجے دن کے حضرت مرحوم سینتالیس سال کی عمر مین بموجب الہام الٰہی سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون اس دار ناپائیدار سے انتقال فرما کر حیات ابدی مین جا داخل ہوئے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم منزلہ ووسع مدخلہ۔ اس لمبی مرض کے اثناء مین کئی دفعہ صحت کا رنگ آیا اور پھر مرض کا عود ہوا اور آخر کار ذات الجنب کے حملہ سے جس مین ۱۰۶ درجہ کا بخار ہوگیا جان سپرد خدا کی صحت کا ہونا اور پھر بار بار بیماری کا عود کرنا گویا اس تردد کی ایک صورت تھی۔ جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے کبھی ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا مومن کی قبض روح مین تردد ہوتا ہے مومن کی زندگی نفسانی خواہشات یا دنیا کی محبت کے لئے تو ہوتی نہیں بلکہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کے جلال کو پھیلانے کے لئے ہی دنیا مین زندگی بسر کرتا ہے اور محض اسی غرض کے لئے چاہتا ہے کہ اسے عمر دیجاوے لیکن جب موت کا وقت آجاتا ہے اور تقدیر مبرم آجاتی ہے تو پھر آخر اسے سفر آخرت کے لئے چلنا پڑتا ہے۔

چنانچہ جن احباب کو ایام بیماری مین حضرت مرحوم کی خدمت کا موقعہ ملا ہے انہون نے بھی

لفظ آپکے منہ سے سُنے کہ فلان مضمون میرے سر مین ہے اگر خدا توفیق اور صحت دے تو اسے لکھا جائے - یہی سچی مومنانہ زندگی کا ایک نقشہ ہے اور خدا نے آپ کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو وہ اپنے اولیاء کرام سے کرتا ہے ورنہ اس تیز ذیابیطس کے ساتھ جو ایک سال سے زور پکڑ گیا تھا کاربنکل اسقدر مہلت نہیں دیتا چہ جائیکہ اچھا ہو جائے - حضرت مولویصاحب مرحوم کی صحت کیحالت ایک دفعہ تو ایسی ہو گئی کہ فرمانے لگے کہ اب تو مین دو چار دن مین چلنے پھرنے لگونگا اب خوب طاقت آگئی ہے اور گردن پر تو اب کچھہ معلوم بھی نہین ہوتا در اصل گردن کا کاربنکل بہت اچھا ہو گیا تہا - اور زخم بھر گیا تہا مگر ساتھ ہی ایکے مرحوم ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے تہے اور ایک لحہ بھی اسطرف سے غافل نہین ہوئے ان درمیانی صحت کے وقفون کی اطلاع بہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا مین ہوتی رہی - مگر تقدیر مبرم وہی تہی جسے اللہ تعالے نے ان الفاظ مین بیان فرمایا کہ اذا جاء افواج وسم من السماء - یعنی جب آسمان سے فوجین اور زہر آچکی - اور پھر اس کے ساتھہ ہی کفن مین لپیٹا گیا - اور پھر یہ کہ ان المنایا لا تطیش سہامہا - یعنی موت کا تیر خطا نہین جاتا - یہ سب مع الہام سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون تقدیر مبرم کی خبرین تھین - جو سو رویا ابتدا مین مبشر سمجھی گئی تھین انکو ایک طرف اللہ تعالے نے ایک حد تک صحت دیکر پورا بھی کر دیا مگر ساتھ ہی یہ بات بہی ہے کہ انسان کا ذہن ہمیشہ خیر کیطرف متبادر ہوتا ہے اور یہی طریق انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ جبتک کوئی امر جو بظاہر مصیبت کے رنگ مین ہوتا ہے واقع نہین ہو جاتا تب تک وہ اللہ تعالے کے فضل کو ہی تلاش کرتے ہین اور فضل سے کبہی مایوس نہین ہوتے - ایسا ہی جب فال لیتے ہین تو نیک ہی لیتے ہین اور کبھی بد فال نہین لیتے وہ ایک طرف اللہ تعالے کی بے نیازی کو سمجھتے ہین اور باوجود بڑے بڑے فضل کے وعدون کے دردناک دعاؤن مین لگے رہتے ہین جیساکہ آنحضرت بدر کی لڑائی مین اور دوسری طرف جب کوئی مصیبت یا غم نازل ہونیوالا ہوتا ہے تو اس وقت وہ فضل سے کبہی مایوس نہین ہوتے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی

موت جہان ایک طرف جماعت کے لئے غم کی خبر ہے دوسری طرف جماعت کے لئے ایک عملی نصیحت کا سبق دیتی ہے - اور وہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی محبت کو کم کر کے آخرت کیطرف دل لگائین - کوئی نبی نہین آیا جسکی یہ تعلیم نہ ہو کہ یہ دنیا اور اسکی زندگی ہیچ ہے - چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعا حضرت مولانا مرحوم کیلئے کی تو الہام ہوا - تؤثرون الحیوٰة الدنیا یعنی حیات دنیا پر بہت زور نہین دینا چاہیئے یہ دنیا تو اتنی قابل ہے کہ اس سے دل کو توڑ کر اسجگہ دل لگایا جاوے جہان حیات ابدی ملتی ہے - حضرت مسیح موعود ع نے اسموقعہ پر فرمایا کہ صحابہ کے نمونہ کو پیش نظر رکہنا چاہیئے وہ سوائے خدا کی راہ مین جان فدا کرنے کے اور کچھہ جانتے ہی نہ تہے اور اس زندگی کی مطلق کوئی پروا نہ کرتے تھے بلکہ ہر وقت منتظر تہے کہ کب شہادت پاکر خدا سے جا ملین - یہہ جس قسم کی مصیبت اور غم ہمین مولوی صاحب مرحوم کی مفارقت سے پہونچا ہے ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر روز ایسے غم پہونچتے تہے - اور آپ کے نہایت عزیز صحابہ آپکی آنکہون کے سامنے قتل ہو جاتے تہے - مگر خدا تعالے نے آپکو دل ہی ایسا دیا تہا - کہ وہ سب صدمات کی برداشت کرتے اور کسی کو اگر اسقدر غم پہنچتا جسقدر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو وہ انہی غمون سے ہلاک ہو جاتا -

یہہ ایک عجیب بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مولویصاحب مرحوم کی وفات پر نہ صرف جماعت ہی روتی تہی بلکہ آسمان بھی رویا - آپ کی وفات سے پہلے آسمان بالکل صاف تہا اور کئی دنون سے اسیطرح صاف چلا آتا تھا مگر جبہی کہ آپ نے آخری دم لیا آسمان پہ بادل نمودار ہو گیا اور آخر جب آپ کا جنازہ میدان مین رکہا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ نماز جنازہ کیلئے تشریف لائے تو ایسے قطرے آسمان سے برسنے شروع ہوئے جو بالکل رونے سے مشابہ تہے - جو احمق نادان اس موت پر ہنستا ہے وہ یاد رکھے کہ یہ ہنسنے کا وقت نہین یہی موت کا دروازہ ہے جس سے سب نبی و ولی ہو کر گذرے اور آخر اسی سے سب نے گذرنا ہے دوسریطرف اللہ تعالے اس جماعت کو یہی حکم دیتا ہے کہ حد سے زیادہ غم نکرین - مولویصاحب

مرحوم کی وفات سے چند گھنٹے پہلے یہہ الہام الٰہی ہوا - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - یعنی خدا کی ہی عبادت کرو جسنے تمہین ناچیز نطفہ سے پیدا کیا - اسمین یہ اشارہ ہے کہ حد سے زیادہ محبت کرنی بھی ایک آدمی کو معبود بنا لینے کے برابر ہوتی ہے یہ اسی کے مشابہ ہی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا کہ من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت +

تازہ الہامات و رویا

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل وفات حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ - رویا - دیکھا - کہ قدرت اللہ خان کی بیوی روپیون کی ایک ڈہیری پیش کرتی ہے اس مین ایک لکڑی بہی ہے -

(۱) الہام ہوا - اُرید الخیر - ترجمہ مین خیر کا ارادہ کرتا ہون -

(۲) الہام - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - ترجمہ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جسنے تم کو پیدا کیا -

فرمایا - مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اسکی نسبت یہہ خیال کر لینا کہ اسکے بغیر اب فلان حرج ہوگا - ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے کیونکہ جس سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد سے زیادہ اسکی جدائی کا غم کیا جاتا ہے - وہ معبود کے حکم مین ہو جاتا ہے خدا تعالے ایک کو بلا لیتا ہے دوسرا اسکے قایم مقام کر دیتا ہی قادر اور بے نیاز ہے - پہلے اس کے ایک یہہ بہی الہام ہوا تہا جو ۲ ستمبر کے قریب کا ہی تؤثرون الحیوٰة الدنیا - یعنے تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو +

ضروری اطلاع لنگرخانہ

کا تمام روپیہ جو بعض احباب حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام بہیجتے تہے وہ آیندہ براہ راست حضرت اقدس کے نام روانہ کرین + ہان اگر کوئی صاحب مخدوم الملتہ کے ضعیف والدین کیلئے کوئی رقم بہیجین تو وہ میان محمد اسمٰعیل سیالکوٹی

نظم مشتمل بر وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ

(از میر مہدی حسین صاحب موج)

غم سے آتا ہے کلیجہ مُنہ کو اور دل ہے دو نیم
آہ دنیا سے سدھارا آج اک عبد الکریم
خاصۂ ارباب حق عاشق رسول اللہ کے
راہئ ملک بقا ہو کر ہوئے جنت مقیم
کاربنکل کے جراحت مندمل ہوتے رہے
در ذات الجنب سے رخصت ہوئی جان سقیم
آسمان پر باب رحمت یک بیک سب کہل گئے
جسم خاکی سے اُڑا جب طائر روح سلیم
واہ رے شان نبی عاشق کا دم نکلا جبہی
آسمان پر گرد پہونچی چہا گیا بادل جسیم
اضطراب اہل دل لایا اوٹھا کر گرد باد
خاک گلیون مین اڑاتی پہر گئی یکدم نسیم
عبد مومن کا جنازہ جب رکہا میدان مین
بجلیان کوندین گہٹا اُمڈی ہوا حشر عظیم
کیا بیان اُس کا زبان میری سے ہو سکتا ہے آہ
مُنہ پہ بوسہ دیکے بولے جب یہ اُمت کے حکیم
کہتے تہے رحلت پہ ابراہیم کی جو کچھہ نبیؐ
ہم او نہین لفظون مین کہتے ہین مری پیارے حمیم
یعنے ہم احکام خالق پر نہین ہین لب کشاء
پر تیری فرقت نے ہمکو کر دیا تصویر جیم
بوندیان برسین او سید م اشک خون کیطرح سے
دیکہتے تھے جب کہ چہرہ کو مسیحائے وسیم
پہر جنازہ پر نماز آخری ہونے لگی
آسمان روتا تہا ہمراہ محبان صمیم
مُنہ سے کرتے تھے دعا آنکہو نسی پانی تہا رواں
جوش مین آیا یہہ حالت دیکھہ باران رحیم
یوسف چاہ لحد کے غم مین یعقوب حزین
ہچکیان لیتے رہے از بسکہ تہے زار و کظیم
والدہ کو آپ کی اللہ دے صبر جمیل
اُس سے کب اُٹھیگا یہہ اندوہ کا کوہ عظیم
ہم کہین گے بالضرور اس مرد میدان کو شہید
گو وخامت سے کرے یاد آپ کو کوئی لئیم
ہم کو یا رب صبر دے اور عاقبت محمود کر
اور بہت نعم البدل ہمکو عطا کر یا علیم
مصرع تاریخ لکہا موج نے بے دخل باک
فات عبد الہنا فاللہ رحمٰن رحیم

سنہ ۱۳۲۳ھ

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لنڈن رائل کمسٹری مدرسے کے ممبر کیمیکل اگزامینر ولیم رسٹن کریر صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے اسوجہ سے حالت تندرستی مین اسکے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے۔ اور غذا ہضم ہوکر خون صالح پیدا ہوتا ہے اگر پورے پرہیز کے ساتھ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن مین پیدا ہو سکتا ہے جسکی وجہ سے ہر طرح کی کمزوری اور سستی رفع ہوکر چستی اور مردانگی پیدا ہو سکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست رہ سکتا ہے۔ یہ نمک سلیمانی امراض ذیل مین جو کہ معدہ کی خرابی کیوجہ سے پیدا ہوتے ہین مثلاً ہیضہ تخمہ۔ بدہضمی۔ نفخ۔ قراقر۔ کھٹی یا جلی ہوئی ڈکارون کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ اسہال۔ پیچش۔ ریاح کا درد۔ کمی اشتہا۔ بواسیر۔ قبض۔ ان سب شکایتون مین مثل جادو کے اپنا اثر دکھلاتا ہے۔ کیونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ اور مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہ سے بار بار پیشاب آنے کو بھی روکتا ہے۔ دمہ یا سانس کا پھولنا جو کہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہوا ہو اس میں بھی یہ مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسد کو تحلیل کرتا ہے اسوجہ سے تحفیہ کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے ہیضہ یا طاعون کے دنون مین اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے۔

ہزارون مین سے دو چار سرٹیفکٹون کا خلاصہ

جناب معلی القاب دبیر الدولہ فصیح الملک ناظم یار جنگ استاد جہان مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن بتاریخ ۱۰ جون ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مینے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور انہین اوصاف کے ساتھ موصوف پایا جیسا اشتہار مین درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اوس نے بھی تعریف کی۔ جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمن خان صاحب بہادر نبیرہ نواب صاحب بہادر والی جھجر مرحوم ۹ ستمبر ۱۹۰۴ء کو مقام لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہین کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی ... ڈکار۔ نفخ۔ درد۔ ... درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدہ کی شکایات کے ... آپکا نمک سلیمانی انکو دیا خدا کے فضل سے ان لوگون کو آرام ہوا۔ درحقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اور مین خود۔ درد ریاحی اور کھٹی ڈکارون کے مرض مین مبتلا تہا اس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفا پائی۔ جناب۔ مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہین کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تہا اور ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہون جس سے اسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہوجائیگا براہ مہربانی دو شیشیان نمک سلیمانی کی اور بھیج دیجئے۔ جناب بابو سالک رام سنگھ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۳۰ اگست ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مین آپکا نہایت ممنون ہون کہ آپ کے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر مین جو کہ مجھکو جاپان آتے وقت پیش آیا تہا بہت مدد ملی۔ سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ مین اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تہا۔ آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتون کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہانے مین نہایت خوش ذائقہ ہے۔

جناب بابو بھولا رام صاحب زمیندار ڈیرہ اسمعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ و امریکہ وغیرہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کے واسطے اکسیر نہین ہے بلکہ سمندر کی بیماریان مثل متلی۔ چکر۔ قے۔ بخار وغیرہ مین بھی اپنا اثر بہت اچھا دکھاتا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنیوالے لوگ اپنے ساتھ رکھکر ضرور فائدہ اٹھاوینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریون سے محفوظ رہینگے۔

کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع بلیا جناب پنڈت رامشنکر صاحب مصرا ایم اے تحریر فرماتے ہین کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑھانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے۔

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور لکھتے ہین ... ۱۸ جنوری ۱۹۰۴ء مین تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ سوء ہضمی مین متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا گیا اور جلی ہوئی ڈکارون کو روک دیتا ہے۔ غرضیکہ امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگون کو کہانا ہضم نہ ہوتا ہو تو وہ کہانا کہانے کے بعد تہوڑا سا استعمال کریں ...

مفت

سرمہ نور

اگر سیاہ سرمہ سرمئی پشمینہ کی ہمرہ پیاکر آفتاب کہار نمایان ہو کا وہ جملی ...

۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑھاکر پچاس ہزار پڑیہ کردی گئی ہے۔ ۲ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہورہا ہے دنیا۔ کہ قریب قریب جتنے بین اس کے خریدار موجود ہین سیکڑون شکریئے ہمارے پاس معزز ڈاکٹرون اور حکیمون ورئیسون اور عہدہ دارون کے موجود ہین جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زائد اور کیا ثبوت ہوگا کہ یکم دسمبر سے صرف ۱۳ دسمبر تک تین ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگون نے منگوائین اسپر تجربہ کی بعد ۷۵ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہین اور یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہین جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض مین بیحد مفید ثابت ہوا ہے۔ ابتدائی نزول الماء مین اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہوگئے ہین کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہین جالا۔ پھولا۔ دہند۔ غبار۔ سبل بالی جانا۔ پڑبال۔ خارش موتیا بند ابتدائی۔ سرخی ناخنہ۔ وغیرہ وغیرہ کو چندہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑھاتا ہے عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی حاجت نہیں اور حالت مرض لگائے تو ازالہ مرض کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے ہر حصہ ملک مین ایجنٹون کی ضرورت ہے تاجران دوا فروشون اور ڈاکٹرون کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے فرمائشات وی پی پارسل منگوانے مین جانبین کا اطمینان ہوگا۔ محصول وغیرہ ذمہ خریدار بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۱۲ ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

کم خرچ بالانشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے خاص طور پر سوتی لنگی اور سوزنی اور مختلف لوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بھی انتظام کیا ہے جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی مین یہان کے چابکدست کاریگرون نے یہ کمال دکھایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہین اور پائیداری مین تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہین ہے ایک نمونہ منگاکر ملاحظہ فرمایئے۔ قیمت فی تہان قسم اول طول ۱۰ گز۔ عرض ۱ گرہ ۱۲ + قیمت فی تہان قسم دوم طول ۱۰ گز ۸ گرہ عرض ۔ ۱ گرہ ... جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکہنو ہونی چاہیئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دہوکہ سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے۔ جسکے چند روز کے استعمال سے جالا۔ پھولا۔ دہند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکھ سے پانی بہنا۔ نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجیئے بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸ سنون دندان جس کے استعمال سے ڈاڑھ خواہ مسوڑہ ہے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا دورہ ہو یا مسوڑہ ورم کرگیا یا دانتون سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفعہ ہوکر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہین۔ قیمت فی بکس ۳ پوڈر بالصفا یہ پوڈر دیگر پوڈرون کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہوجاتی ہے اور تین منٹ مین فارغ کردینا اسیکا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ڈبیا کلان ۴

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلبگڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی احسن روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہوگئے ہین بلحاظ قدامت اب ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہین اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم محمد حبیب اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونے سے روکتا ہے سنزلہ آنکھون۔ درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

مینے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولا جاتا ہے جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کی وجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہون اپنے بقدر طاقت ہمدردی کرون مینے نہ نیپال کا سفر کیا ہے۔ نہ مجھے کسی سادھو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتلایا ہے۔ ہان مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین انکے ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضونکی خط وکتابت اور انکے لئے نسخہ جات تجویز کرنا میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامتہ کے طریق علاج اور آپکی علمی تحقیقات اور واقفیت سے ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہ ہون ان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اسکی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس مین بھی میرا یہی معمول ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت پیدا ہوتے ہین کا علاج ان ہزارہا مرتبہ کے آزمودہ اور مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرینگے۔ اسی بنا پر شفاخانہ جس کا نام شفاخانہ فضل رحمانی رکھا گیا ہے مینے قادیان مین کھولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی علمی تحقیقات اور مجربات کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے۔ بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزار ہا مریضو پر آزمایا ہوا آنکھونکی بہت سی بیماریون حضوصاً جالا۔ دہند۔ سبل (یعنی آنکھون مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈہلکا آنکھون مین پانی زیادہ آنا۔ جرب جسمین پلکون کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ ۸ ۔۔۔ **سرمہ نورالعین** مولوی نورالدین صاحب کا مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکھون کی بیماریون مین اکسیر ہے جسمین بڑا جزو ممیرا ہے قیمت فی تولہ ۴ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا ۸ **آتشک کی تیان**۔ خواہ کیسا ہی زخم آتشک ہو صرف تین دن دہونی دینے سے خشک ہو جاتا ہے قیمت تین بتی ۴ **سفوف جریان** (مرد کو ہویا عورت کو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸ **سفوف سوزاک**۔ قیمت سات خوراک کیلئے ایک روپیہ ۸ **حبوب بادگولا**۔ یہ گولیان امراض ہسٹیریا (بادگولا) مین ازبس مفید ہین۔ عورتین عموماً اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین اور بسبب جن بہوت کے آسیب کا وہم کرکے بہت سا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہین اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مر جاتی ہین ان گولیون کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا ۸ **حبوب بواسیر** فی ڈبیا ۸ **روغن** ... **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی ۸ **حب طحال**۔ قیمت فی ڈبیا ۴ **کہانسی** ... **ضیق النفس**۔ قیمت فی ڈبیا ۸ ۔ **دوائی ناسور**۔ قیمت فی ڈبیا کہانے کے ... **شمیم** قیمت فی شیشی ... **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا ... **حب ضیق** ... **روغن دافع امراض گوش**۔ قیمت فی شیشی ۸ **مرض اٹھرا کی مجرب دوائی** یہ وہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑون عورتون کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچپن مین اس مرض سے فوت ہو جاتے ہین یہ مولوی صاحب کی مجرب چند دوائیں ہین۔ کچھ تو گولیان ہونگی جو عورت کو ابتدائے حمل سے شروع کرکے وضع حمل تک کہانی ہونگی کچھ خاص قسم کی دہنی ہوئی اجوائین اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑے گی۔ قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاوے گی ... **منجن** قیمت فی ڈبیا ۸ **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸

لاکھ شہادتوں کی ایک شہادت

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہون اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو ... کو خود بھی اور اسکے طفیل بہت لوگون کو نفع پہونچیگا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ آمین

نورالدین

ہر مرض کیلئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بھیجی جاویگی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہین ہوسکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہین کیا جاویگا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہین بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہان نہین ذاتی نفع بھی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبون کی طرح نہین۔

نوٹ کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہین دیا جاویگا۔ ایسے صاحب جواب نہ آنے کی شکایت نکرین۔

المشتہر

مفتی فضل الرحمن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر مین ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیون کے ہاتھ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتھ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہین انکے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اسکے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہئے آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بن کر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کرین ہماری کمپنی پر اسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپکو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کردیگا ایک کارڈ پر اپنا نام وپتہ لکھ بھیجئے پراسپیکٹس وغیرہ آپکی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہنچ جائیگا

گیان چند منیجر واینچارج یا درخواستین بنام لاجپت رائے سابق سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہیئے۔

مرا برف بارید بر پر زاغ ۔ نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیا وی خوشیون کا خاتمہ ہے جنکے اولاد نہو انکا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بھی اگر بڑہاپے کی حد تک پہونچ گئے ہین تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین۔ **شاہی خضاب** مثل تیل پھلیل کے لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ مین سیاہ بھنور کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے نہ بالون کو سخت کرتا ہے قیمت ... **روح افزا** نامردی لاولدی سستی ضعف باہ ودماغ۔ جریان۔ درد کمر کیواسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان اور نوجوان کو سلیمن ... قیمت تین روپے فی شیشی۔ **روح النساء** حیض بے قاعدہ کم یا زیادہ دیر یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو پاؤن پر سوزش ہو غرضیکہ عورتونکی سب بیماریونکے واسطے مجرب ہے فی شیشی قیمت تین روپے **فرانسیسی گلگونہ** چہرے جھریان چھائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اجلا بنا دیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت ... **گولیان ودرغن**۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچھ سفید ہوگئے ہون تو بھی سیاہ ہو جاتے ہین اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت ... **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی خارش وتکلیف کے دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہون قیمت ... فی شیشی **سرمہ ممیرا**۔ دہند۔ غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ وابتدائی موتیابند کے واسطے اکسیر ہے قیمت ... فی تولہ۔ **بواسیر** خونی۔ بادی۔ جدی۔ یا آتشک سے ہو مسے اگر ہون تو بلا تکلیف گم ...

خط وکتابت کا پتہ ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم۔ اے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

الحکم

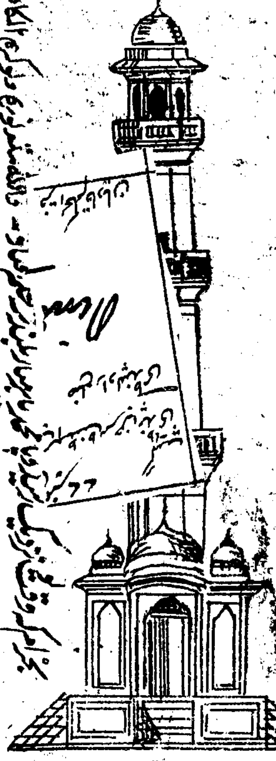

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی بغرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ر (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ر
(۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ر

نمبر ۳۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

الہامات و رویا ۔ دارالامان کا ہفتہ ۱-۲ صفحہ
ضروری اطلاع ۔ ذوالنون مصری ۔
(۲) الحکم روزانہ کر دیا جائیگا
... قبل دوپہر ۔ ص ۴-۵
ملت ۔ ص ۶-۷
... اور انکے جواب ۔ ص ۷-۸
... ۔ ص ۹-۱۰
... ات ۔ ص ۱۱-۱۲

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ۔ رسید مژدہ کہ آن یار دل پسند آمد ۔ رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ رسید مژدہ کہ دلوار از میان برخاست ۔

۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔ انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم و اعطیک ما یدوم ۔

رؤیاء ۔ ایک شخص نے مجھے کنوئیں کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا ۔ پھر الہام ہوا ۔ آب زندگی اس کے بعد الہام ہوا ۔ قل میعاد ربک ۔

پھر الہام ہوا ۔ **خدا کیطرف سے سب پر اداسی چھا گئی** ۔

رؤیاء ۔ خواب میں دیکھا ۔ کہ ایک چغہ ہے وہ اٹھا ہے مگر اسپر زربفت کا کام کیا ہوا ہے دہاگا نظر نہیں آتا ۔

۱۹۔ اکتوبر ۔ لا تقوموا و لا تقعدوا الا معہ لا تردوا مورداً الا معی ۔ انی معک و مع اہلک ۔ فقط ۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت

مورخہ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو دارالامان سے دہلی تشریف لے گئے ۔ آپ کے ہمراہ جناب سید محمد احسن صاحب امروہی ۔ و جناب سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراسی اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مفتی محمد صادق صاحب و جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب ہیں ۔

۲۔ حکیم الامت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے ۔ اور درس قرآن کریم برابر ہوتا ہے ۔

۳۔ میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ بموجب جماعت احمدیہ برائے حصول نیاز تشریف لائے ۔ اور دو روز کے بعد واپس بنگہ چلے گئے ۔

ضروری اطلاع

خاکسار ایڈیٹر الحکم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ سفر دہلی میں ہے اسلئے اگر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضری کیوجہ سے بعض احباب کے گرامی ناموں کی تعمیل نہ کر سکے تو اسے معذور سمجھا جاوے ۔ وہ ۲۱۔ اکتوبر کی صبح کو دارالامان سے اعلیٰ حضرت کے ایماء سے اپنے ہیڈ کوارٹر کو چھوڑتا ہے ۔ اور اسی وجہ سے اس ہفتہ کا اخبار بھی ۱۰ ہی صفحوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔

ایڈیٹر

ذوالنون مصری

مسلمانوں میں ذوالنون کی غیر معمولی شہرت ہے ۔ انکا نام ادب سے لیا جاتا ہے ۔ اور اون کی کرامتیں نہایت دلچسپی سے بیان کی جاتی ہیں ۔ لیکن باین ہمہ شہرت یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ذوالنون کیمیا میں بھی صاحب فن تھے ۔ اور مرکبات کے تجزیہ و تحلیل اور مفردات کی ترکیب تالیف میں اونکی خاص دستگاہ تھی ۔ اس لائف میں ہم اون کے اوسیقدر سوانح سے گفتگو کریں گے ۔ جن کا تعلق کیمیاء سے ہے ۔ اور بقیہ واقعات کو حدیث و تصوف کیلئے اٹھا رکھتے ہیں ۔

کیمیا کا شوق ہر قوم کو تھا ۔ اہل مصر و بابل سونا چاندی بنانے میں وقت صرف کرنے کیلئے ضرب المثل تھے ۔ یونانیوں میں اغاذیمون ۔ انطوس ۔ افلاطون اور دیمقراطیس ایرانیوں میں گیماس ۔ اور جاماسپ اور ہندوستانیوں میں حافظ ہندی کو اسمیں بڑا انہماک تھا ۔ لیکن یہ سب صنعت گر تھے ۔ کیمیا میں بہ حیثیت فن صرف مسلمانوں نے توجہ کی اور اونہیں کی غیر معمولی توجہ سے اس صناعت کا مستقل فن قایم ہوا ۔

اس فن کی ابتدا مسلمانوں میں بھی اسی سونے چاندی بنانیکے شوق میں ہوئی ۔ اور گو ہم یہ نہیں جانتے کہ اس مقصد میں اونہیں کہانتک کامیابی ہوئی ۔ لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ انہوں نے اس انہماک کی بدولت ایسی ایسی اہم چیزیں دریافت کیں اور بنائیں ۔ جن سے علم معرفت الاشیاء ۔ طبقات الارض ۔ انجنیری اور اصول دوا سازی وغیرہ کو بہت بڑی مدد ملی ۔ اہل یورپ اس کیمیا کو اسلامی کیمیا کہتے ہیں اور انہیں صاف اعتراف ہے کہ جدید کیمسٹری جن اصول پر قایم کی گئی وہ مسلمانوں ہی کے ایجاد ہیں ۔

علم کیمیا میں مسلمانوں کی کوشش جس مبالغہ کی حد تک پہنچی ہوئی تھی ۔ اسکا سرسری اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ابوبکر رازی کا قول ہے کہ "جب تک کسی عالم کو کیمیا میں دخل نہو ۔ نہ اوسکو علم و فلسفہ میں مہارت ہو سکتی ہے اور نہ اوسے فلاسفر کہنا صحیح ہے"[1]

موسیو فلامار یہ اسکی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فی الواقع یہ قول صحیح ہے کیونکہ کیمیا ہی ایک ایسا علم ہے جس سے فلسفہ کی حقیقت اور سائنس کی فلاسفی معلوم ہوتی ہے[2] ۔ اہل عرب کی عادت تھی کہ اوس میدان میں خوشی سے قدم رکھتے تھے جسکی زمین سنگلاخ ۔ اور راستہ دشوار گذار ہو اسی دقت پسندی نے کیمیا کی منزلیں طے کرنے پر ان کو مائل کیا ۔ اور ایسا مائل کیا ۔ کہ سفتحو ان میں بھی کامیابی کا پھریرا انکے سر پر لہراتا رہا ۔

ہجرت کی پہلی صدی میں یہ فن اسلام میں داخل ہوا ۔ اور

[1] ابن الندیم جز دہم مقالہ ہم صفحہ ۳۵۴ علم الکیمیاء صفحہ ۔

کچہہ کم ۵۰۰ برس تک ترقی کرتا رہا۔ اس مدت میں بہت سے اور مجتہد الفن پیدا ہوئے۔ جن میں ۱۵ شخصوں کے نام ابن الندیم نے بہی لکہے ہیں۔ اور انہیں ارباب اجتہاد میں ذو النون مصری بہی شامل ہیں گو کیمیا کا چرچا ساتوین صدی میں بلکہ اوس کے بعد بہی رہا۔ مگر ابو الحسن انصاری لکہتے ہیں کہ اس زمانہ کے صنعت گر کیمیا ساز نہ تہے۔ کیمیا فروش تہے۔

ذو النون کے واقعات - ذو النون نام ثوبان تہا اور ابو الفیض کنیت تہی۔ از نوبہ (نوبیا واقع افریقہ) کے ایک گاؤن میں پیدا ہوئے اور سوڈانیوں کے طرز ماند و بود کے مطابق ابتدائی زندگی بہت معمولی حالت میں بسر کی۔ ان کے والد ابراہیم ایک مصری امیر کے غلام تہے اور اُن کی حیثیت ایک ادنےٰ شخص سے زیادہ نہ تہی۔ آقا نے کچہہ دنون بعد اخمیم میں اقامت اختیار کی جہان ملازمت کیضرورت سے ابراہیم اور اون کے بال بچون کو بہی قیام کرنا پڑا۔ آقا دل کا امیر تہا اوس نے اہل وعیال کی خاطر سے ابراہیم کی تنخواہ بڑہا دی تہی۔

تعلیم و تربیت - ذو النون کی معیشت پہر بہی معمولی تہی اور تربیت بہی ہوئی تو ایک غلام زادہ کی حیثیت سے ہوئی لیکن المرء ابن استعداده لا ابن ابائه[1] اجداده ذو النون نے اپنی استعداد سے اپنی حالت میں ترقی کر لی۔ اور آقا زادے جن کی تعلیم کا خاص اہتمام تہا۔ یونہی رہگئے[2] درس قرآن کے بعد ذو النون نے تعلیم ترک کر دی اور کسی عرب کی ملازمت اختیار کر لی۔ شباب کا زمانہ تہا۔ امنگین زورون پر تہی اور طبیعت میں جوش بہرا ہوا تہا۔ اس پر طرہ صحبت بد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہوا و ہوس میں پڑ گئے۔ اور شراب کا ایسا چسکا پڑا کہ اکثر اوقات بزم عیش آراستہ رہتی۔ اور تسلسل کے ساتہہ جام کا دور رہتا مورخ ابن یونس کہتے ہیں کہ اسی حالت میں اونہون نے ایک روز کسی صاحبدل کو یہ آیت پڑہتے سنا۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ[3] اوس کا اونپر ایسا اثر ہوا کہ تمام مناہی سے توبہ کر لی اور پہر کبہی اس طرف متوجہ نہ ہوئے[4] توبہ کے بعد حج کے قصد سے عرب

[1] انسان اپنی استعداد کا لڑکا ہے۔ اپنے باپ دادا کا لڑکا نہیں ہے۔
[2] صاحب علم الکیمیا لکہتے ہیں کہ ایک وہ وقت آیا کہ ذو النون کے آقا زادے اون سے تعلیم حاصل کرنے آتے تہے۔ اور اونکو شیخ طریقت کہا کرتے تہے میری رائے میں یہ صحیح نہیں کیونکہ ذو النون کی مشیخت کے زمانہ میں آقا زادون سے اون کی ملاقات ثابت نہیں۔ ۱۲
[3] ایمانداروں کیلئے کیا ابہی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل میں ذکر الٰہی سے خشوع پیدا ہو۔
[4] ابن خلکان نے ایک اور روایت توبہ کی لکہی ہے۔ لیکن ابن یونس کی روایت موصول السند ہے۔ لہذا زیادہ قابل تسلیم ہے ۱۲

کا سفر کیا۔ اور ینبوع کے راستہ سے پہلے مدینہ منورہ پہونچے۔ وہاں امام مالکؒ کا دور تہا۔ اور اون کے حلقۂ درس میں مختلف مقامات کے طلبہ کا مجمع تہا حدود چین سے لیکر سواحل دریائے لوآر (واقع فرانس) تک کے مسلمان حدیث پڑہنے کے لئے آستانہ امامت پر حاضر رہتے تہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے خود آکر حدیث پڑہی تہی۔ اور عام طالب علمون کے ساتہہ بیٹہہ کر موطا کا سبق لیا تہا۔ ذو النون کے دل میں بہی حدیث پڑہنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور بڑے شوق سے امام مالک بن انس کی شاگردی اختیار کی اور اس فن میں کچہہ ایسی مہارت بہم پہونچائی۔ کہ خود امام صاحب اون کے مداح تہے۔

دربار خلافت سے تعلقات - دربار بغداد سے بہی ذو النون کو تعلق تہا۔ مگر نہایت سادگی سے۔ وزیر اعظم فتح بن خاقان اور خلیفہ زادہ عبد اللہ بن معتز بڑی عزت کرتے تہے۔ اور جب کبہی مجلس میں آجاتے تو خلیفہ متوکل خود انکی تعظیم کرتے۔ بٹہاتے۔ وعظ سنتے۔ اور روتے۔ ایک مرتبہ لوگون نے ان کی بدگوئی کی۔ خلیفہ نے اونہیں مصر سے بلوا بہیجا۔ دربار میں آئے تو کچہہ زر گذاشت نہیں ہوئی۔ لیکن جب انہون نے سر مجلس ان بعض الظن[1] اثم کی تفسیر ایک دلگیر پیرایہ میں بیان میں بیان کرنا شروع کی تو خلیفہ بے اختیار ہوکر رونے لگا[2]

فضل و کمال یہہ عجیب بات ہے کہ ذو النون کے فضل و کمال کا ہر طبقہ معترف ہے۔ محدثین انکو شیخ الحدیث لکہتے ہیں۔ اور موطا کے رواۃ میں اُن کو شمار کرتے ہیں۔ شعراء اونکو مخضرمین کا ہمپایہ سمجہتے ہیں[3]۔ اہل تصوف طبقۂ اول میں اونہیں جگہ دیتے ہیں[4]۔ اور فلاسفر کیمیا اون کی نسبت لکہتے ہیں کہ استاد خصوصه فی الصنعة وعمل الراس[5] والا کسیر التام۔

مزاج اور صورت و شکل: مزاج بہت سادہ تہا۔ تمکنت نام کو بہی نہ تہی کسی کام میں عذر نہ تہا اور بےکسون کی حاجت روائی اپنا فرض سمجہتے تہے۔ نحیف الجثہ تہے۔ دبلا پتلا بدن تہا۔ رنگ گورا سرخی مائل تہا۔ ڈاڑہی سفید نہ تہی

آثار قدیمہ - ذو النون کو آثار قدیمہ دریافت کرنے اور اس کے رموز حل کرنے کا بڑا شوق تہا مصر کے قدیم خط ہیرو غلیف سے بہی اونکو واقفیت تہی۔ اور ہیرو غلافی کتابے روزمرہ اکثر پڑہتے تہے۔ اور اوس کے معانی حل کرتے تہے[6]۔

[1] بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ ۱۲ [2] ابن خلکان جلد ا صفحہ ۱۰۱ و محاضرات صفحہ ۲۷ [3] مصر کے نامور فاضل نقیب الاشراف سید توفیق آفندی نے ذو النون کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں۔ [4] جواہر العلوم صفحہ ۲۷ [5] کتاب الفہرست طبوعہ ۔ [6] خطط و آثار مقریزی جلد اول ذکر عجائب و برابی۔ صفحہ ۳۹ و ۴۰ +

تصوف صاحب جواہر العلوم لکہتے ہیں کہ تصوف میں اسرافیل مغربی سے تعلیم پائی تہی۔ لیکن ابن خلکان شقران زاہد کو انکا شیخ طریقت بتاتے ہیں اُس زمانہ تک پیری و مریدی رسم نہیں سمجہی جاتی تہی۔ ارادتمند خاص طور پر اخلاقی تعلیم حاصل کیا کرتے تہے۔ اکثر صاحب استعداد مرد اور عورتیں ذو النون کی گرویدہ تہیں سہل بن عبد اللہ تستری اور رابعہ عدویہ کو خاص عقیدت تہی خلیفہ متوکل پر جب کبہی مذہبی تقریر کا اثر ہوتا۔ ذو النون کو یاد کرتے[1]

کیمیا کا شوق - ذو النون کو خالد بن یزید کی صحیفۂ صغیر و صحیفۂ کبیر دیکہہ کر کیمیا کا شوق ہوا۔ اور جابر بن حیان کے مقالات عشرہ سے (جس میں جابر نے فن کیمیا متعلق فیثاغورث سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو۔ ارسجالس۔ ارکاغانیس۔ امورس۔ ویمقراطیس وغیرہ کی غلطیون کی تصحیح کرکے آخر میں خود اپنی رائے تفصیل کے ساتہہ بیان کی ہی) اس فن میں بڑی مدد ملی۔ اور انہیں کتابون کی اعانت سے حکماء سابقین کی تقلید سے آزاد ہوکر تجربہ پر اس فن کی بنیاد ڈالی۔

اجتہاد اور رائیں - ذو النون کی کیمیاء کا مدار خود اُنکے تجربہ اور اجتہاد پر ہے انکے نزدیک اعمال کیمیا کو افلاک سے بڑا تعلق ہے لیکن اونکی رائے میں فلک کے یہ معنی نہیں ہیں جو آجکل مشہور ہیں وہ کواکب اور مدار کو فلک کہتے ہیں جو طبائع اور عناصر کے طرح طرح کے تغیرات و انقلابات کی آخری حد ہو۔ افلاک کو عناصر کا آخری تغیر اس لئے کہتے ہیں کہ عناصر میں تدریجی ترقی ہوتی ہے ارضیت سے مائیت میں۔ مائیت سے ہوائیت اور پہر ناریت میں لیکن نہایت اتصال سے جسمیں ہر ایک جسم بالقوہ مستعد ہوکر صعود خواہ ہبوط کے ذریعہ سے جسم متصل میں مستحیل ہو جاتا ہے صعود سے جن اجسام کا استحالہ ہوگا۔ اون میں لطافت زیادہ ہوگی اور افلاک تک پہنچکر یہ استحالہ ختم ہو جائیگا خود افلاک کسی جسم میں مستحیل نہیں ہو سکتے۔

آجکل کے مذاق کے مطابق استحالہ کی کیفیت یون سمجہنی چاہئے کہ مثلاً پانی ایک ظرف میں رکہا ہو حرارت کا درجہ اگر تحت الصفر آگیا تو وہی جاری پانی ایک جسم جامد (یعنی برف) میں مستحیل ہو جائیگا اور اگر حرارت بڑہتے بڑہتے سو درجہ سے تجاوز کر گئی تو بخارات پیدا ہونگے اور پانی کی گیس (غاز) بن جائیگی اگر اس گیس کی تحلیل ہو تو ایک ایسا جزو محترق مل سکتا ہے جو لیمپ میں پیٹرول (مٹی کے تیل) کی طرح روشن ہو جائیگا بڑے بڑے شہرون میں سڑکون پر اسی ہوائی گیس کی روشنی ہوتی ہے۔ جو دراصل ہیڈروجن یعنی وہ جزو۔ جس سے پانی کی تولید ہوا کرتی ہے۔

بڑی بات یہ معلوم کی کہ ہوا میں کوئی چیز ایسی ہے جس سے شعلے نکلتے ہیں سانس پیدا ہوتی ہے اور وہ نہ صرف کرۂ ہوا میں ہے بلکہ نیز آب میں بہی اوس کا وجود ممکن ہے یہ رائے نہایت اہمیت پر مبنی تہی اور بعد میں اہل یوروپ کو قایر اپرۂ کے دریافت

[1] ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۰۱۔ [2] اجتہاد کی پوری بحث علم الکیمیا سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

میں ذو النون کی ہی رائے سے مدد ملی[1]۔

ذو النون کی رائے میں سونا مرکب ہے[2] اور اوسکے اجزاء ترکیبی میں زیادہ زرد جزو کو دخل ہے[3] ایک لطیف پارہ دوسرے صاف رنگ کی گندہک لیکن یہ رائے ذو النون کی نہیں جابر بن حیان کی ہے۔ ذو النون نے اس طریقہ میں محض جابر کی پیروی کی ہی بہرحال کسی کی رائے ہو صحیح رائے ہے پہلے اہل یورپ اسکے قائل نہ تہے لیکن اب فرانس کی کیمیکل سوسائٹی نے مان لیا ہے کہ سونا مرکب ہے بسیط نہیں ہے۔

انکشافات - کیمیا کے متعلق ذو النون نے بہت سی باتیں دریافت کیں جن میں بعض باتیں موجودہ کیمسٹری کی جان ہیں۔ برودت اور حرارت کی مقدار کا مسئلہ پہلے غیر مشخص تہا ذو النون نے دریافت کیا کہ حرارت کی کمی یا زیادتی سے جب کوئی ذریعہ مل سکے گا فوراً اون جسمون کی تعداد بڑہ جائیگی جنہیں فعلاً استحالہ ممکن ہے اور یہ طریق پر ہو سکتا ہے کہ فلزات صلبہ سیال بنالی جائیں[4]۔ اون دنون یہ ایک معرکۃ الآراء بات تہی لیکن اب ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ لوہا یا پلاٹینم (امریکن سلور) جیسی سخت دہاتین بہی ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار درجہ تک کی حرارت سے پگہل سکتی ہیں۔ اور آزوت و آکسیجن کا پگہلانا بہی درجات حرارت تحت الصفر کم کرنے سے ممکن ہے۔ ذو النون کی رائے میں ہوا کو پانی کی صورت میں لا سکتے ہیں[5] اور سخت و صلب بہی بنا سکتے ہیں مگر اسکا کوئی قاعدہ اونہون نے نہیں لکہا۔ یا لکہا ہو تو ہمیں معلوم نہیں آجکل اسکا قاعدہ یہ کہ ہوا سیال بنانا چاہو تو آزوت کے ۱۸۱ درجہ تحت الصفر سے کم آکسیجن کیلئے ۱۴۶ درجہ سے کم اور ہیڈروجن کیلئے ۲۴۴ درجہ سے حرارت کم کر دینی چاہئے اور ٹہوس ہوا بنانے کے لئے ہر تامیٹر سنٹیگراد سے فوق الصفر ہونا چاہئے۔

ذو النون کو معلوم تہا کہ ہوا میں ایک ایسی کیفیت موجود ہے جس سے نباتات کو نشو و نما میں اور حیوانات کو زندگی میں مدد ملتی ہے ہوا میں جبتک یہ کیفیت بقدر معتدبہ رہتی ہے اوسکا وزن گران ہونا چاہئے اور جب کم ہو جاتی ہے تو ہوا کو ہلکا ہو جانا چاہئے[6]

ذو النون نے نوین صدی عیسوی کے شروع میں اس مسئلہ کو دریافت کیا تہا اور اسی انکشاف کی بنا پر ستر ہوین صدی میں جانمیو صاحب نے دریافت کیا کہ ہوا کی یہ دونون کیفیتیں آکسیجن اور نائیٹروجن ہیں بہاری آکسیجن اور ہلکا نائیٹروجن۔

تصنیف و تالیف - فن کیمیا میں ذو النون نے بہت سی کتابیں لکہی تہیں جنمیں سے اب اکثر کا نام و نشان مفقود ہے۔ ۶۶۶ھ تک بغداد میں بہت کتابیں موجود تہیں جنمیں دو کتابیں رکن اکبر۔ اور کتاب الثقہ کا تذکرہ علامہ ابن الندیم نے بہی کیا ہے۔

وفات - ذو النون نے ذیقعدہ سن ۲۴۵ ہجری میں وفات پائی بغداد میں جب خبر پہونچی تو اہل علم نہایت متاسف

[1] علم الکیمیا الحدیث للشیخ عبد القادر العمادی صفحہ ۱۳۰ [2] ذو النون نے سونے کو یہان لکہا ہے آفتاب لکہا ہے اور جابر بہی لکہتے ہیں۔ محرم کے الندوہ صفحہ ۱۲ کے حاشیہ میں چاندی لفظ آفتاب بنایا گیا ہے۔ لیکن یاد رکہنا چاہئے یہ حاشیہ جناب مطبع کا ہے [3] علم الکیمیا صفحہ ۲۷ [4] ملاحظہ ہو علم الکیمیا الحدیث صفحہ ۲ [5] علم الکیمیا صفحہ ۲

الحکم روزانہ کردیا جائیگا

الحکم کو جاری ہوئے نواں سال گذر رہا ہے اس عرصہ میں اسنے قوم کی جو کچھ بھلی یا بُری خدمت کی ہے وہ **حق شناس** قوم کے سمجھدار اور ذکیفہ رس افراد سے مخفی نہیں میں اس خدمت کو اپنی کسی **قابلیت** اور **دانش** کا نتیجہ نہیں سمجھتا **حاشا وکلاّ** !!

یہہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس پاک خدمت کا ہی نتیجہ ہے جو میںنے اللہ تعالےٰ کی تائید اور توفیق سے اختیار کی۔ کیونکہ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو **آفاق** اور زمین کے کناروں تک پہونچانے کا خود مولیٰ کریم وعدہ کرچکا تہا پس جو شخص اس سلسلہ اشاعت تبلیغ میں حصہ لیتا ضرور تہا کہ اللہ تعالےٰ خود اس کا تکفل فرماتا اور اسکی تائید کے لئے سعید الفطرت دلوں میں القا کرتا +

جسوقت الحکم جاری کیا گیا تہا - یعنے ۱۸۹۷ء میں وہ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ادعاء مسیحیت کا ابتدائی زمانہ تہا - جماعت قلیل اور اس میں اخبار اور اسکی ضرورت سے آشنا بہت ہی کم - میرا ذاتی رسوخ اور بہی کم - ایسی حالت میں جس قسم کے مشکلات اور ابتلاؤں سے مجھے مختلف اوقات میں دہمکیاں دیں وہ الحکم کی **تاریخ** میں یادگار رہیں گے - اور جو لوگ اسکو یوم اجرا سے آجتک پڑہتے چلے آئے ہیں - وہ ان سے ناواقف نہیں - اللہ تعالےٰ کے **فضل** نے میری **دستگیری** کی اور محض اپنے برگزیدہ رسولؑ کے طفیل اس پودہ کو سرسبز کیا جس سے قوم نے اور میںنے وہ **ثمرات** کہائے جو

توتی اکلھا کل حین

کے مصداق ہیں + ہزاروں ہزار روحوں نے الحکم کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے اس قایم کردہ سلسلہ کی حقانیت اور صداقت پر اطلاع پائی - اور ہزاروں ہزار نے ان **کلمات طیبات** کے ذریعہ جو اس میں شایع ہوتے ہیں اپنی بہت سی کمزوریوں کی اصلاح کی +

غرض

الحکم نے قوم میں اخبار بینی کے **مذاق** کو ہانتک پیدا کیا کہ سب قوم اخبار کے بغیر رہ ہی نہ سکتی اور یا تو ایک اخبار بہی نہ تہا اور یا اب خدا کے فضل سے دو ہفتہ وار اور ایک ماہواری رسالہ شایع ہو رہا ہے اور قوم ان سب کے اخراجات کو بڑی خوشی سے برداشت کررہی ہے + میں جب **قوم** میں اخباری مذاق کی اسقدر **ترقی** کو دیکھتا ہوں تو مجھے سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اسلئے کہ اس **مذاق** کو پیدا کرنے میں جہانتک اسباب کو تعلق ہے اس حد تک **الحکم** کو **سابق** اور **اوّل** ہونے کا فخر حاصل ہے - گو میں اپنی سمجھ اور عقل اور تجربہ کے موافق کہلے الفاظ میں کہونگا - کہ جس منزل اور مقام تک اس **مذاق** کو پہونچنا چاہئے - ابہی اس سے بہت دور ہے + اخبار بینی کے مذاق کے ساتہہ **اخبار نویسی** کا مذاق بہی ہونا ضروری ہے جسکی امید ہے کہ اللہ تعالےٰ وہ بہی پیدا کرہی دیگا -

المختصر

اخبار ایک زبردست طاقت ہے اور قومی ترقی اور حقوق قوم کی حفاظت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور میری اپنی رائے اور خیال میں **ہماری قوم** ہی ایک **قوم** ہے جسکو اخبار کے ذریعہ بہت بڑا فائدہ اٹہانا چاہئے اور اسی قوم میں اصل **وقعت** اور **عظمت** اخبار کی پیدا ہونی چاہئے - کیونکہ اس قوم کے اغراض اور مقاصد دوسری قوموں کے برخلاف بالکل الگ اور جدا ہیں -

وہ پولیٹکل (ملکی) معاملات سے بالکل جُدا رہ کر اس **مقصد** کو حاصل کرنا چاہتی ہے جو آفرینش انسان کی اصل **غایت** اور **مقصود** ہے اور جو انسانیت کا **خاصہ** اور **منشاء** ہے اور جس **مقصد عظیم** کو قایم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ بندہ

مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کے نام سے بہیجا ہے جو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کے کل راستبازوں اور رسولوں کا **موعود** ہے - پس جس عظیم الشان انسان کا زمانہ ہم نے پایا ہے اور خدا کے فضل نے ہمیں اس تک پہونچا ہی دیا ہے پہر ہماری کسقدر **بدقسمتی اور محرومی** ہوگی اگر ہم اس سے تعلق رکہہ کر بہی اس سے دور اور اس کے مقاصد و اغراض سے ناواقف اور ناآشنا ہوں ؟

اگر

ہم اس **وجود** پاک اور اس کے کلمات کی قدر کرلیتے ہیں تو ناممکن ہے کہ ہم اخبار کی ضرورت کو اپنی ایمانی حوائج اور ضروریات سے بڑھکر اور مقدم نہ سمجہ لیں - اس صورت اور حالت پر فیاوز غور کرکے صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ اخبار

ہماری ستہ ضروریات کو سبعہ ضروریات بنادینے والا ہو - اور جیسے اسکی روزانہ ضرورت ہے ویسے ہی زندگی کا جزو لاینفک ہوکر اسکی بہی

روزانہ ضرورت ہی

اسی غرض اور مقصد کو مدنظر رکہکر میںنے محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے الحکم کا ایک

روزانہ اڈیشن

شایع ہو میں جانتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ اخبار کے روزانہ ہونے کی صورت میں کسقدر **محنت** کسقدر **اخراجات** کا بوجہ مجھہ پر پڑیگا اور میں اس سے بہی ناواقف نہیں کہ ہفتہ وار کی صورت میں بہی آئے دن توقف وتعویق کے عذر بقایا داران کے نام نوٹس اور مالی مشکلات کی شکایات کا ایک سلسلہ چلا جاتا ہے تو **روزانہ** کردینے کی صورت میں ان مشکلات اور عذرات سے رہائی کیونکر ہوگی ؟ سمجہدار اور نکتہ رس بزرگ کہیں گے کہ اس سے تو بہتر ہے کہ **ہفتہ واری** کو باقاعدہ اور وقت پر نکالا جاوے میں ان تمام اعتراضات کو **تسلیم** کرتا ہوں اور انہیں مضبوط پاتا ہوں لیکن میں ایسی صورت پیش کرتا ہوں جو ناظرین اور سرپرستان الحکم کے لئے تسلی کا موجب ہوگی - اور وہ یہ ہے کہ میں اس کام کو **امتحاناً** کرنا چاہتا ہوں اور **عالم السر والخفی** میری نیّت کو دیکہتا ہے کہ وہ کیسی ہے +

اگر قوم اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے اور اسے کرنا چاہئے اگر وہ اپنی روحانی ضروریات کو دنیوی ضروریات پر مقدم کرسکتی ہے اور اسے کرنا چاہئے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ **روزانہ** کے اجرا میں مجھے مایوسی اور ناکامی ہو - لیکن اگر قوم نے توجہ نہ کی اور اس نے اپنی جسمانی ضروریات کے بیسیوں اور بعض صورتوں میں صدہا روپیہ ماہوار کے اخراجات کیساتہہ اپنی اخلاقی اور روحانی بہلائی اور **غذائے روح** کے لئے **دو روپیہ** ماہوار نثار کرنے کی بہی جرأت نکی تو البتہ مجھے اس ارادہ سے باز آکر کسی دوسرے وقت کا انتظار کرنا پڑیگا - روزانہ کے **اجرا** میں **میرا قوم** کے ساتہہ سب سے پہلا **معاہدہ** یہہ ہوگا کہ روزانہ کے لئے ایک حبہ بہی انشاء اللہ العزیز کسی سے

پیشگی نہ لونگا

اور اگر کوئی پرچہ کسی وجہ سے شایع نہ ہوسکے گا تو اسکی قیمت بہی

مجرا نہ لیجاویگی

ایسی صورت میں آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس روزانہ کے اجرا کے لئے میں کس **محنت** اور **جانفشانی** سے سعی کرونگا ہاں اس میں برکت ڈالنا اور توفیق عطا کرنا یہہ میرے اختیار سے باہر ہے یہہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم پر موقوف ہے اگر مجھے یہہ توفیق مل گئی تو میں اپنے لئے بڑا **خوش قسمت** سمجہونگا اگر ابہی موقع نہیں آیا تو خدا تعالےٰ کے فضل کے وقت کا انتظار کروں گا - جب تک وہ چاہے اور راہ کہولے -

بہرحال

اگر میں زندہ رہا اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم نے میری مدد کی تو جنوری **۱۹۰۶ء** سے میں انشاء اللہ العزیز الحکم کو

روزانہ کرکے

دیکہونگا + اب میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس روزانہ اخبار کی صورت کیا ہوگی ؟ سردست یہہ روزانہ الحکم کی موجودہ تقطیع کے ½ سایز کے آٹھہ صفحوں پر شایع ہوگا جسکے مضامین کی تقسیم یہہ ہوگی -

۱ - حضرت اقدس کی ڈائری یعنے روزانہ حالات اور آپ کے کلمات طیبات - روزانہ الہامات (اگر ہوں)

۲ - قومی ضرورتوں پر چہوٹے چہوٹے نوٹ اور مناسب آرٹیکل -

۳ - روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹس - (یاد رہے کہ یہ نوٹ ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ خود لکہا کریگا - اور الحکم کے ناظرین سمجہ چکے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اسے ان نوٹس کی ترتیب کا ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے ولِلّٰہ الحمد -)

۴ - سلسلہ عالیہ کی روزانہ خبریں -

۵ - متفرق مضامین -

مضامین کی یہ ترتیب ہمیشہ قایم رکہنے کی کوشش کی جاویگی - حضرت اقدس کے روزانہ حالات اور کلمات اور الہامات کو سب سے مقدم کیا جاویگا اگر کسی دن سارے اخبار میں یہی مضمون آسکے گا تو باقی مضامین ملتوی کئے جائیں گے -

روزانہ الحکم کی اشاعت ہفتہ وار الحکم کی اشاعت میں کوئی فرق پیدا نہ کرے گی بلکہ وہ بدستور شایع ہوتا رہیگا ہاں ان لوگوں کی سہولت اور آسانی کے لئے جو روزانہ نہ خرید سکیں لیکن ہفتہ میں دوبار یا تین بار یا ہفتہ وار روزانہ کا مجموعہ لینا چاہیں خاص انتظام بہی کیا جاویگا انشاء اللہ

مگر

یہہ یاد رہے کہ روزانہ کا اجرا فی الحال مشروط ہوگا کم از کم **ایک سو** درخواستوں کے آجانے پر -

اور جب تک ۶۰۰ خریدار نہ ہوجاوین روزانہ کی قیمت عنا ماہوار ہوگی جو ہر مہینہ کے ختم ہونے پر دوسرے مہینے کے شروع مین بذریعہ قیمت طلب وصول کیجائیگی گویا اخبار کی قیمت بشرح مابعد لی جائیگی - اخبار پہلے دیا جائیگا قیمت پیچھے وصول ہوگی - جو صاحب ہفتہ مین تین بار لین انسے عالہ اور دو بار لینے والون سی عـہ سالانہ لیا جاویگا اور روزانہ کے ہفتہ وار مجموعہ کی قیمت سالانہ ملعہ ہوگی - لیکن ۶۰۰ خریدارون کے بعد قیمت عـہ سالانہ اور لعہ اور مـہ سالانہ علی الترتیب کردیجاویگی - جمعہ کا اخبار کبھی شایع نہ ہوگا - اور سال کے آخری ہفتہ کی رخصت ہوا کرے گی +

پس

جو صاحب دل سے اس روزانہ کے اجرا کے خواہشمند ہین اور حضرت حجۃ الاسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات کے خواہشمند ہین وہ اس وقت اپنی درخواستین بھیجکر میری حوصلہ افزائی کرین کیونکہ روزانہ کے اجرا کے انتظام کے لیئے ایک مہینہ پہلے سے کام شروع ہوگا - اسلیئے اگر ۱۵ - دسمبر تک بھی سَو درخواستین آگئیں تو مین یکم جنوری سے انشاء اللہ اسے شروع کردونگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ختم کرنے سے پہلے مین اپنے محترم مخدوم مولوی عبد الرحیم صاحب میرٹھی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون جنہون نے میرے اس ارادے اور تجویز کی پر زور الفاظ مین تائید کی اور

پانچ خریدارون

کی درخواست کی - اب گویا ۹۵ ہی درخواستین اجرا کے لیئے ضروری ہین -

راقم

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

قادیان دار الامان

۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

فرمایا

یہہ بھی غنیمت ہے کہ انسان اسجگہ کی صحبت کو غنیمت سمجھے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہان آنے یا رہنے سے دنیاوی کاروبار مین حرج ہوگا وہ بیمار ہے - اسے اس بیماری کا علاج کرنا چاہیئے دنیا کے کام تو کبھی ختم نہین ہوتے اور نہ ہوسکتے ہین جبتک خود انسان خدا سے توفیق پاکر ان کا خاتمہ نکردے -

ابھی ہماری جماعت کو سمجھنے کے لیئے بہت سی باتین ہین رفتہ رفتہ تحریک ہوتی ہے کسی مجمع مین کوئی تحریک ہوگئی اور کسی مین کوئی + اس لیئے جب تک یہان انسان ایک عرصہ تک نرہے یا کثرت کے ساتھہ نہ آتا رہے کم فائدہ ہوتا ہے - اور یہ بڑی خامی اور بیقدری ہوتی ہے اور سلسلہ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے جب ایک شخص سلسلہ مین داخل ہوتا ہے اور وہ توجہ کے ساتھہ ان مسائل پر جو ہم پیش کرتے ہین نظر نہین کرتا اور پھر اگر اس سے کوئی سوال کرتا ہے تو اسے چپ ہونا پڑتا ہے - اسلیئے ضروری ہے کہ ہماری کتابون کو غور سے پڑہین اور فکر کرین اور یہان رہین اور ان ایام کی قدر کرین -

جو لوگ اس سلسلہ مین داخل ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین وہ سمجھہ سکتے ہین کہ کیا یہہ دن وہ نہین ہین جنکے لیئے بہت سے سعید لوگ حسرت کرتے چلے گئے ہین اور یہ امور کتابون مین درج ہین کہ کسطرح ہزارون روحین اس آرزو مین اس دنیا سے رخصت ہوئین کہ وہ **مسیح موعود** کے زمانہ کو پالیتین -

مگر اس زمانہ کے لوگ جس طرح پر ان ایام کی قدر نہین کرتے اور مخالفت سے پیش آتے ہین کیا تعجب اگر وہ یہہ زمانہ پاتے تو وہ سیر ہوجاتے -

اسیطرح پر آجکل لوگ کہا کرتے ہین کہ اگر ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہوتے تو ہم اسطرح خدمت کرتے اور یہہ اخلاص دکہاتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے لیکن سچ یہی ہے کہ اگر یہہ لوگ اسوقت ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بھی وہی سلوک کرتے جو آجکل ہمارے ساتھہ کر رہے ہین - زمانہ کی معاصرت بھی ایک روک ہے اس سے لوگون کے دل تنگ ہوجاتے ہین یہہ بھی ایک زنگ کا ابتلا ہے -

ذو النون مصری ایک باکمال شخص تھا اور اسکی شہرت باہر دور دور پہونچی ہوئی تھی ایک شخص اسکے کمال کو سنکر اس سے ملنے کے واسطے گیا - اور گہر پر جاکر اسے پکارا تو اسکو جواب ملا کہ خدا جانے کہان ہے نہین بازار مین ہوگا وہ جب بازار مین ان کی تلاش کرتا ہوا پہونچا تو وہ بازار مین معمولی طور پر سادگی سے کچھہ سودا خریدرہا تہا - لوگون سے پوچھا تو انہون نے بتایا کہ وہ **ذو النون** ہے اسنے دیکہا کہ ایک سیاہ رنگ پست قامت آدمی ہے معمولی سا لباس ہے چہرہ پر کچھہ وجاہت نہین معمولی آدمیون کی طرح بازار مین کہڑا ہے اس سے اس کا سارا اعتقاد جاتا رہا اور کہا کہ یہ تو ہماری طرح ایک معمولی آدمی ہے ذو النون نے اسکو کہا کہ تو کس لیئے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے ذو النون نے اسکے مافی الضمیر کو دیکھہ لیا اسلیئے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے تجھے کچھہ دکہائی نہین دیتا ایمان تب سلامت رہتا ہے کہ باطن پر نظر رکہی جاوے کہتے ہین لقمان بھی سیاہ منظر تھے - یہی وجہ ہے جو لکہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندون اور برگزیدون کے پاس ارادت سے جانا سہل ہے لیکن ارادت سے واپس آنا مشکل ہے کیونکہ ان مین بشریت ہوتی ہے اور انکے پاس جانے والے لوگون مین سے اکثر ایسے ہی ہوتے ہین جو اپنے دل مین اسکی ایک فرضی اور خیالی تصویر بنا لیتے ہین لیکن جب اسکے پاس جاتے ہین تو وہ اسکے برخلاف پاتے ہین جس سے بعض اوقات وہ ٹھوکر کہاتے ہین اور انکے اخلاص اور ارادت مین فرق آجاتا ہے اسی لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہول کر بیان کردیا - کہ قل انما انا بشر مثلکم -

یعنے کہدو کہ بے شک مین تمہارے جیسا ایک انسان ہون - یہہ اسلیئے کہ وہ لوگ اعتراض کرتے تھے وقالوا مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق اور انہون نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کہانا کہاتا ہے اور بازارون مین بھی چلتا پھرتا ہے - انکو آخر یہی جواب دیا گیا کہ یہہ بھی ایک بشر ہے اور بشری حوائج اسکے ساتھہ ہین اس سے پہلے جسقدر نبی اور رسول آئے وہ بھی بشر ہی تھے -

یہ بات انہون نے بنظر استخفاف کہی تھی - وہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی بازارون مین عموماً سودا سلف خرید اکرتے تھے - انکے دلون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو نقشہ تہا وہ تو نری بشریت تھی جس چیز کہانا - پینا - سونا - چلنا پھرنا وغیرہ تمام امور لوازم بشریت کے موجود تھے - اسواسطے ان لوگون نے رد کردیا - یہہ مشکل اسلیئے پیدا ہوتی ہے کہ لوگ اپنے دل سے ہی ایک خاص تصویر بنا لیتے ہین کہ نبی ایسا ہونا چاہیئے پھر چونکہ اس تصویر کے موافق وہ اسے نہین پاتے اس لحاظ سے ٹھوکر کہاتے ہین - یہ مرض یہان تک ترقی کرگیا ہے کہ بعض شیعون کا ائمہ کی نسبت خیال ہے کہ وہ منہ سے کسقدر پیدا ہوئے تھے - لیکن یہ باتین ایسی ہین کہ ایک عقلمند انکو کبھی قبول نہین کرسکتا بلکہ ہنسی کرتا ہے اصل یہ ہے کہ جو شخص گذر جاوے اسکی نسبت جو چاہو تجویز کرلو کہ وہ آسمان سے اترا تہا یا منہ کے راستہ پیدا ہوا تہا - لیکن جو موجود ہین انمین بشری کمزوریان موجود ہین وہ روتا بھی ہے کہاتا بھی ہے اور پیتا بھی ہے غرض ہر قسم کی بشری .... ضرورتون اور کمزوریون کو اپنے اندر رکہتا ہے اسکو دیکھہ کر ان لوگون کو جو انبیاء و رسل کی حقیقت سے واقف ہوتے ہین گہبراہٹ پیدا ہوتی ہے یہی وجہ تہی جو اللہ تعالےٰ کو انکے اس قسم کے اعتراضون کا رد کرنا پڑا - اور قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ - کہنا پڑا - یعنے مجھہ مین بشریت کے سوا جو امر تمہارے اور میرے درمیان خارق اور مابہ الامتیاز ہے - وہ یہ ہے کہ مجھہ پر اللہ تعالےٰ کی وحی آتی ہے دوسری جگہ قرآن شریف مین یہہ اعتراض بھی منقول ہوا ہے کہ یہ تو بیویان کرتا ہے اسکے جواب مین بھی اللہ تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے کہ کوئی نبی اور رسول ایسا نہین جو بیوی نرکہتا ہو + غرض ایسی باتون سے دہوکا نہین کہانا چاہیئے -

اسی طرح پر بعض لوگ حج کو جاتے ہین اسوقت انکے دل مین بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے لیکن جس جوش اور تپاک سے جاتے ہین - اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لیکر واپس نہین آتے ہین - بلکہ واپس آنے پر بسا اوقات پہلے سے بھی گئے گذرے ہو جاتے ہین ؎

سہل است رفتن بہ ارادت
مشکل است آمدن بہ ارادت

واپس آکر انکے اخلاق مین کوئی نمایان تبدیلی نہین ہوتی بلکہ وہ تبدیلی کچھہ الٹی تبدیلی ہوجاتی ہے وہ جا تیسے پہلے سمجھتے ہین کہ خانہ کعبہ مین ایک عظیم الشان تجلی نور کی ہوگی اور وہان سے انوار و برکات نکلتے ہونگے اور وہان فرشتون کی آبادی ہوگی لیکن جب وہان جاتے ہین تو کیا دیکھتے ہین تو کیا دیکھتے ہین کہ خانہ کعبہ جسکی تصویر انہون نے اپنے خیال اور ذہن سے کچھہ اور ہی قسم کی تجویز کی تہی وہ محض ایک کوٹھا ہے اور اسکے ہمسایہ مین جو لوگ رہتے ہین انمین بعض جرائم پیشہ بھی ہین وہ دنگہ فساد بھی کر لیتے ہین اور اکثر انمین ایسے مفسد طبع دیکھے جاتے ہین کہ بعض خام طبیعت کے آدمی انہین دیکھکر مترددہ ہو جاتے ہین - ایسے لوگون کو دیکھہ کر وہ نتیجہ نکال لیتے ہین

کی ساری آبادی کا یہی حال ہے اور کل عرب ایسے ہی ہیں اور اسطرح انکے دل مین کئی قسم کے شبہات پیدا ہو جاتے ہین کیونکہ نہ وہان وہ تجلی انوار و برکات کی دیکھتے ہین جو انہون نے بطور خود تجویز کر لی تہی اور نہ ملائک کی بستی پاتے ہین اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خود خام طبع ہوتے ہین اسیوجہ سے وہ ٹہوکر کہاتے ہین - یہ انکی اپنی غلطی ہے جو وہ ایسا سمجھہ لیتے ہین اس مین خانہ کعبہ کا کیا قصور! یہہ کوئی ضروری امر نہین ہے کہ خانہ کعبہ مین سارے قطب اور ابدال اور اولیاء اللہ ہی رہتے ہون - خانہ کعبہ نے اس وقت بہی تو گذارہ کر ہی لیا تہا - جب اسکے چارون طرف بت پرست ہی بت پرست رہتے تہے اور خود خانہ کعبہ بتون سے بہرا ہوا تہا -

اس مین کچہہ بہی شک نہین کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے اور اس کی بزرگی مین کوئی کلام اور شبہ نہین - پہلی کتابون مین بہی اسکی بزرگی کا ذکر ہے مگر یہہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکہہ سے نظر نہین آسکتے اسکے لیئے دوسری آنکہہ کی حاجت ہے اگر وہ آنکہہ کہلی ہو تو یقیناً انسان دیکہہ لیگا کہ خانہ کعبہ مین کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہین -

ایک زمانہ تہا کہ وہ بتون سے بہرا ہوا تہا اور اسکے زائرین مین ابو جہل جیسے شریر تہے پہر انسے مقابلہ کرکے اگر ایسے خام طبع لوگ کوئی بات کہتے تو انہین شرمندہ ہونا پڑتا - کیونکہ اگر غور سے دیکہا جاوے تو وہ لوگ جو بیت اللہ کے جوار مین رہتے ہین عوام سے ہزارہا درجہ اچھے ہین اور یہ امر مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے حقیقت مین کثرت کے ساتہہ ان مین نیک اور اچھے لوگ ہین اور انکو دیکہہ کر آدمی سمجہہ سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کی مجاورت نے انکو بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہے -

یہہ تو قانون قدرت ہی نہین کہ دنیا مین اگر فرشتے آباد ہون پہر ایسا خیال کرنا کیسی غلطی اور نادانی ہے - انسانیت کے لازم حال زلات تو ضرور ہین - پس مکہ مین جب انسان آباد ہین تو انکی کمزوریون پر نظر کرکے مکہ کو بدنام کرنا یا اسکی بزرگی اور عظمت کی نسبت شک کرنا بڑی غلطی ہے - سچ یہی ہے کہ کعبہ کی بزرگی اور نورانیت دوسری آنکہون سے نظر آتی ہے جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہے - ؎

بیت المقدس درون پر ز تاب
کردہ دیوار بیرون خراب

اولیاء اللہ کی بہی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان مین تکلفات نہین ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہین - انکے لباس اور دوسرے امور مین کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہین ہوتا - مگر اسوقت اگر پیرزادون اور مشائخون کو دیکہا جاوے تو انمین بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہین انکا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلف سے خالی ہو - گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امت محمدیہ ہی مین سے نہین ہین ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے انکی پوشاک دیکہو تو اس مین خاص قسم کا تکلف ہوگا - نشست برخاست اور ہر قسم کی حرکات مین ایک تکلف ہوگا - یہان تک کہ لوگون سے ملنے جلنے اور کلام مین بہی ایک تکلف ہوتا ہے انکی خاموشی محض تکلف سے ہوتی ہے گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلف سے ہی وابستہ سمجہتے ہین - برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے -

وما انا من المتکلفین

اور ایسا ہی دوسرے تمام انبیاء و رسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے اور اپنی زندگی بسر کرتے تہے ان کے قول و فعل مین کوئی تکلف اور بناوٹ نہ ہوتی تہی - مگر ان کے چلنے پہرنے اور بولنے مین تکلف ہوتا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اپنی شریعت جدا ہے جو اسلام سے الگ اور مخالف ہے بعض ایسے پیر بہی دیکھے گئے ہین جو بالکل زنانہ لباس رکہتے ہین یہانتک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتہون مین چوڑیان بہی رکہتے ہین پہر ایسے لوگون کے بہی بہت سے مرید پائے جاتے ہین اگر کوئی انسے پوچہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تہی تو انکا کوئی جواب انکے پاس نہین ہے - وہ ایک الگ شریعت بنانا چاہتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چہوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہین -

مین یقیناً جانتا ہون کہ اس قسم کی باتین شعائر اسلام مین سے نہین ہین بلکہ ان لوگون نے یہ بطور رسوم ہندوؤن سے لئے ہین اور یہی بلکہ اور بہی بہت سی باتین ہین جو ان سے لی گئین ہین جیسے دم کشی وغیرہ مت سمجہو کہ یہہ امور اسلام کے بالکل برخلاف اور ان سے کوئی بہی مطلب اور مراد حاصل نہین ہو سکتی اصل غرض تو انسان کی یہ ہونی چاہیئے تہی کہ دل پاک ہو جاوے - اور ہر قسم کے گند اور ناپاک مواد جو روح کو تباہ کرتے ہین دور ہو جاتے - تاکہ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور برکات نازل ہونے لگین اگر یہہ امر حاصل نہین تو پہر نرے تکلفات کو لیکر کیا کرو گے + تمہارا **مقصود** ہمیشہ یہی ہونا چاہیئے کہ جسطرح ممکن ہو دل صاف ہو جاوے اور **عبودیت** کا منشاء اور مقصد پورا ہو - اور خطرناک زہر جو گناہ کی زہر ہے جس سے انسان کی روح ہلاک ہو جاتی ہے اس سے **نجات** ملے اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ ایک صاف اور سچا تعلق پیدا ہو جاوے - مگر یہہ باتین تکلف سے حاصل نہین ہو سکتی ہین ان کے حصول کا ذریعہ تو وہی **اسلام** ہے جس مین سادگی ہے - یقیناً یاد رکہو کہ اسلام مین اللہ تعالےٰ نے ایسی سادگی رکہی ہے کہ اگر دوسری قومون کو اسکی حقیقت پر اطلاع ہو تو وہ اس کی سادگی پر رشک کرین ایک سچے مسلمان کے لئے کچہہ ضرور نہین کہ ہزار دانہ کی تسبیح اسکے ہاتہہ مین ہو اور اس کے کپڑے بہگوے یا سبز یا اور کسی قسم کے رنگین ہون - اور وہ خدا رسی کے لیئے **دم کشی** کرے یا اور اسی قسم کے حیلے حوالے کرے + اس کے لئے ان امور کی ہرگز ہرگز ضرورت نہین اس لئے کہ یہ سب امور زائدہ ہین اور اسلام مین کوئی امر زائد نہین ہوتا ہان یہ سچ ہے کہ **اسلام** چاہتا ہے کہ تم اندرونی طور پر بڑی بڑی ترقیان کرو اور اپنے اندر خصوصیتین پیدا کرو - بیرونی خصوصیتین نری ریاکاریان ہین اور ان کی غرض بجز اسکے اور کچہہ نہین کہ لوگون پر ظاہر کیا جاوے کہ ہم ایسے ہین اور وہ رجوع کرین - امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے پیرزادون اور فقیرون کے عجیب عجیب حالات لکہے ہین وہ کہتے ہین کہ افسوس ہے بڑی ابتری پہیل گئی ہے کیونکہ یہہ فقیر جو اس زمانہ مین پائے جاتے ہین وہ فقیر اللہ نہین ہین بلکہ **فقیر الخلق** ہین اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہر حرکت و سکون لباس - خورد و نوش اور کلام مین حکمت عمل کرتے ہین -

مثلاً کپڑون کے لیئے وہ دیکہتے ہین کہ اگر ہم عام غریبون کی طرح گزی گاڑہے کے کپڑے پہنین تو وہ عزت نہ ہوگی جو امرا سے توقع کی جاتی ہے وہ ہمکو کم حیثیت اور ادنےٰ درجہ کے لوگ سمجہین گے - لیکن اگر اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہین تو پہر وہ ہمکو کامل دنیادار سمجہہ کر توجہ نہ کرین گے - اور دنیا دار ہی قرار دین گے اسلئے اس مین یہ حکمت نکال لی کہ کپڑے تو اعلےٰ درجہ کے اور قیمتی اور باریک لے لئے - لیکن انکو رنگ دے لیا - جو فقیری کے لباس کا امتیاز ہو گئے -

اسیطرح حرکات بہی عجیب ہوتی ہین مثلاً جب بیٹہتے ہین تو آنکہین بند کرکے بیٹہتے ہین اور اس حالت مین لب ہل رہے ہین گویا اس عالم ہی مین نہین ہین حالانکہ طبیعت فاسد ہوتی ہے نمازون کا یہ حال ہے کہ بڑے آدمیون سے ملین تو بہت ہی لمبی لمبی پڑہتے ہین - اور بطور خود سر سے ہی نہ پڑہین - ایسا ہی روزون مین عجیب عجیب حالات پیش آتے ہین - مثلاً یہ ظاہر کرنے کے لیئے کہ نفلی روزے ہم رکہتے ہین - وہ یہہ طریق اختیار کرتے ہین کہ جب کسی امیر کے ہان گئے اور وہان کہانے کا وقت آگیا اور کہانا رکہا گیا تو یہہ کہدیتے ہین کہ **آپ کہائین مجہے کچہہ عذر ہے** - اسکے معنے دوسرے الفاظ مین یہ ہوئے کہ مجہے روزہ ہے اس طرح پر وہ گویا اپنے روزون کو چہپاتے ہین اور دراصل اسطرح پر ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ظاہر کرین کہ ہم نفلی روزے رکہتے ہین -

غرض

انہون نے اپنے زمانہ کے فقرا کے اس قسم کے بہت سے گند لکہے ہین اور صاف طور پر لکہا ہے کہ ان مین تکلفات بہت ہی زیادہ ہین - ایسی حالت اس زمانہ مین بہی قریب قریب واقعہ ہو گئی ہے - جو لوگ ان پیرون اور پیرزادون کے حالات سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ یہ قسم کے تکلفات اور ریاکاریون سے کام لیتے ہین - مگر اصل بات یہ ہے کہ جو **شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اور اسی سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے درست کرتا ہے** اور اسطرح پر درست کرتا ہے جسطرح اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے لیکن **جو شخص مخلوق سے ڈرتا اور مخلوق سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو مخلوق کے لئے درست کرتا ہے** - خدا والون کو مخلوق کی پروا نہین ہوتی بلکہ وہ اسے مرے ہوئے کیڑے سے بہی کمتر سمجہتے ہین اسلئے وہ ان بلاؤن مین نہین پہنستے -

(باقی آیندہ)

مُراسلت

(جواب نوٹس مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)

مکرم شفیق معظم رفیق مخدوم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ۔ بعد اہدائے تحیت سلام سنت خیر الانام مشہود ضمیر مہر تنویر ہو۔ مین آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر بڑی کلفتون سے رہائی بخشی۔ اب مکلف ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی امرتسری نے پرچہ اہل حدیث بابت ۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء مین میرے نام ارسال کیا ہے جس مین برائے نام اوس مضمون کا بطور نوٹس جواب دیا ہے جواب کیا دیا ہے صرف منہ چڑایا ہے مولوی ثناء اللہ نامردہ کو معلوم ہو کہ مین ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتا مین کوئی درویش مکتب نہین ہون بفضل خدا ساہوکار ہون ساہوکار کا بیٹا ہون بوقت ضرورت جہان مناسب سمجھونگا روپیہ جمع کرادونگا اور نیز آپ کو جتلادونگا کہ ہر ایک وقت شکار کرنا مشکل ہے آپ تو اپنے کپڑون سے باہر ہوئے جاتے ہین اور دعوے مرد میدان بننے کا کرتے ہین **مولوی صاحب** آپ تو ذرا ذرا سی بات پر ہمارا دل دکھانے کو تیار ہوتے ہین اور ہم نے تو ابھی تھوڑا سا اشارہ کیا ہے جسپر آپ نے جھٹ پٹ روپیہ گنوانے کی درخواست میرے نام بھیجدی ہے۔ حوصلہ کرو داموں کو رو لیے آخر دامون سے مانگیے مگر آپ التانی من الرحمان پر عمل کرو انشاء اللہ العزیز مین آپ کا پورا احساب دیکر گھر تک پوہنچاونگا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پرچہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء مین میان محمد دین مطبب سے آپ نے درج کر لیا ہے " کہ نواح تیجہ مین ایک مرزائی مولوی بھاگ گیا کیونکہ اوسنے آپ کو جواب دیا کہ اگر مباحثہ کرنا ہے تو پندرہ روز مورچہ بندی کرو تو ہم آئینگے کیونکہ نہ نو من تیل ہو نہ رادہا نا چے "

مولوی صاحب اب آپ اس آخری فقرہ کو الیس نے لین کیونکہ آپ نے گمان کیا ہے کہ نہ پانچسو روپیہ جمع کرینگے اور نہ ہمین اس امر کی جوابدہی کی نوبت پوہنچیگی کہ مرزا صاحب نے کہان رسولخدا کی ہمسری کا دعوی کیا ہے بحکم تعشی ذجل علی نفسہ اپنا فقرہ (نہ نو من تیل ہو نہ رادہا نا چے) ورد زبان کرین اور ساتھ ہی یہ بھی بتلادین کہ لفظ وہ بھاگا جو آپ نے لکھا ہے سراسر کذب ہے یا نہین۔ کیا پندرہ روز نہ سہی پانچ روز ہی صحیح سلامت آپ بمقام تیجہ معلوم ٹھہرے پھر ایمان سے بتلاؤ کہ کون بھاگا۔

دوم آپ نے پرچہ اہل حدیث ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء مین درج کیا ہے کہ **پانسو کی عوض پانچ پیسہ ہی دینے کا وعدہ کرے تو ہم اوسکو معیار الاخیار ص۳۳ سے اور دافع البلاء کے ہر ایک صفحہ سے دکھا دینگے**۔ سو مین نے آپ کو پانسو دینے کا وعدہ کر دیا ہے اب آپ دکھاوین مردون کے بول پورے ہونے چاہئین بر خلاف وعدہ یہہ عذر بدتر از گناہ مبلغات جمع کرائی جاوین تو دکھائینگے اب سر پڑی تو پانسو جمع کرانا یاد آیا یہ تو **مشت بعد از جنگ** کا مصداق ہے

سوم آپنے اسی پرچہ اہل حدیث ۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء مین بجواب **مرزا حیرت** صاحب دہلوی تحریر کیا ہے کہ "ہم نے آپکے قومی بھائی (مرزا صاحب قادیانی) کا انعام ایک لاکھ پندرہ ہزار انکے آسمانی نکاح کی تنبول مین جمع کرا دیا ہے آپ کا مبلغ پانچسو بھی آپ کی کمپنی مین بغیر حصہ لینے کے جمع کرا دینگے"

سو مین آپ کو یاد دلاتا ہون کہ جس بنک گھر مین آپ نے یہ ایک لاکھ ساڑھے پندرہ ہزار جمع کرا دیا ہے اوسی مین مینے بھی آج کی تاریخ سے پانچسو جمع کرا دیا ہے **آپ** وہان سے اطلاع پاکر ہمارا مطالبہ دکھا دینگے۔ اسکے بعد وہ جمع کرایا آپ کو بالضرور مل جاویگا حوصلہ نہ ہارین۔

چہارم اگر یہہ سب کچھہ آپ کا زبانی جمع خرچ نہین تو آپ یون بھی حساب لے سکتے ہین کہ ایک لاکھ پندرہ ہزار جو ہمارا روپیہ آپنے جمع کرا دیا ہے اوس مین سے پانچسو اپنے منظور نظر منشی حبیب اللہ بیوپاری وغیرہ کے پاس جمع کرادین تاکہ تسکین خاطر حزین ہو۔ ہماری طرف سے اجازت ہے اور اگر یہ تمام کاروبار آپ کا صرف زبانی جمع خرچ ہے اور **مشعبد صفت کیسہ دوست پاک** ہے اور صرف **تمسخر** اور استہزاء کو ہتکنڈا بنایا ہے تو مین اس آیت کو ورد زبان کرتا ہون **اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین** کیونکہ ہمارے کام کی بنیاد جد پر ہے نہ ہزل پر یہ عمل آپ کا زیر آیت لا یسخر قوم من قوم کفر کی بات ہے

پنجم۔ آپ نے رسالہ الہامات مرزا کے سرورق مین اشتہار دیا ہے کہ **اس رسالہ کا جواب دین تو مبلغ پانسو روپیہ انعام ان کی پیشکش کیا جاویگا بشرطیکہ منصف مسلم الفریقین انکی حقمین فیصلہ دے محض کسی کتاب کا لکھدینا کافی نہین**۔ آپ کو بخوبی یاد ہے کہ یہ روپیہ آجتک آپ نے جمع نہین کرایا کیونکہ مشروط بشرط تہا مگر آپ کے اس عمل سے اس امر کا جواز نکل آیا کہ روپیہ جمع کرانا ضروری نہین بلکہ التزام ما لا یلزم ہے۔ ایسا ہی ہمارا قول بہی مشروط بشرط ہے دوبارہ مطالعہ کرو وعلی ہذا القیاس صرف آپ کا دکھا دینا کافی نہین بلکہ جب آپ دکھائینگے۔ تو ہم پہلے **صوفیہ کرام** اور **اولیاء عظام** اور **انبیاء علیہم السلام** کی تحریر اور تقریر سے اوس کی دلائل و نظائر پیش کرینگے اور نیز متقدمین علماء راسخین مسلم الفریقین کی کتب پر فیصلہ ٹہرا کر انصاف کرائینگے پھر اگر وہ فیصلہ آپ کے حقمین بہتر ہوگا تو بلا عذر و حیلے آپ کو پانسو معلوم دینیکے ذمہ وار ہونگے اگر مرد میدان ہین تو دکھلائیے اور پانسو کی عوض پانچ پیسہ کیا ایک لاکھ ساڑھے پندرہ ہزار لیجائیے بدون اس کے حرط قنا دہے اور دعوے بے بنیاد۔

مولوی صاحب آپ کو غور عمیق کرنے کی حاجت نہین سہل سمجھہ سکتے ہین کہ **مجدد الوقت** کا دعوے **مہدویت** کا ہے اور آپ جانتے ہین کہ **امام مہدی** **مثیل محمد** ہے۔

پس اگر آپ مرزا صاحب کو **امام مہدی** تسلیم کرلین تو کیا اونکو یہہ حق نہین پوہنچتا کہ وہ خواص جنہین رسولخدا نے انکی مثلیت بیان فرمائی ہے اپنی ذات پر صادق کر کے دکھائین۔ کیا آپ اونکو ہمسری و برابری پر محمول کرینگے اگر ایسا کرینگے تو عوام کو سراسر دہوکا دینگے۔

ہان اگر آپ انکو امام مہدی نہین مانتے تو اون کی کتابون مین جو اس امر کی ثبوت کا ایک بڑا بھاری سلسلہ ہے اوسکو ہموار توڑ کر دکھلائین پھر مین خود وزن کن کا یا موازنہ کرالونگا اگر آپ کی تحقیق بہ حقانیت رکھیگی تو مین مطیع ہو جاونگا والا **کائی بد برلیش خاوند** ماروڈنگا لیکن مجھے امید ہے کہ یہ کام آپ پانچ سال مین بھی پورا نہ کر سکین گے کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ آپ کے سال ہا سال کی کوشش کا نتیجہ الہامات وغیرہ آدہ رسالہ ہے جو کوہ کندن و موش بدون کا مصداق ہے۔ پہر مین کس امید پانچ سال تک مبلغ پانچسو روپیہ کی رقم کو بلا نفع قید کردون۔ جو عقل و نقل کے خلاف ہے۔ مین اس عمل سراپا زیان کا مرتکب ہو سکتا۔

اور اگر آپ اسکو ضروری سمجہتے ہین تو بحساب ساہوکاران اگر فیصدی مبلغ عہ۵ پچیس روپیہ سالانہ منافع کا اندازہ لگایا جائے تو کم سے کم پانچسو کا منافع ۲۲۵ روپیہ بنتا ہے آپ براہ نوازش یہہ روپیہ بطور حرجانہ کسی ساہوکار کے پاس مجھسے پہلی جمع کرادین تاکہ میرا حرج نہو ما جعل اللہ فی الدین من حرج امر منصوص ہے جس سے آپ روگردانی نہین اور نہ مین ہی خلاف قرآن شریف کر سکتا ہون اور اگر مبلغ ۲۲۵ روپیہ جمع کرانا آپ حرج سمجھتے ہین تو پہر آپ دلائل مثلیت و مہدویت اور اون کے مقدمات کو سلسلہ وار تردید کر کے دکھلائین اگر آپ اپنے مقصود پر پہونچ گئے تو پانچسو روپیہ کیا چیز ہے جسکو سنکر آپ کے منہ مین پانی بھر آیا اور لالچ پیدا ہو گیا ہے مین اور میرا خاندان اور جان مال سب کچھہ آپ پر فدا ہوگا۔ والا نہ حسرت بر حسرت تو آپ کے لاحق حال یقینی ہے بس دیر نہ کیجئے اور وہی حلف جو جناب مرزا صاحب سے آپ نے تلقی کی ہے ورد زبان کرین یعنے لعنت اللہ علی من تخلف جو اس سے ہٹے اوسپر خدا کی لعنت بالضرور مبلغ ۲۲۵ روپیہ اپنے رفیق ساکن تیجہ خورد یا کسی مہاجن کے پاس جمع کرادین اور پہر مجھسے روپیہ رکھوانے کے خواستگار ہون۔

اور یہ جو کہا کہ **کسی معتبر آدمی کو منصف مقرر کرین** " عجیب امر ہے کہ ایک ذات پاک کو ملہم الٰہی مانکر فیصلہ معتبرون سے کرائین جو خدا کے حکم پر راضی نہین اوس سے خدا سمجھے۔

اور اگر آپ **حضرت اقدس** کو حکم و نہیز مانتے تو اس سے ہرگز ہرگز گریز نہین کرسکتے کہ بحیثیت ایک **مرد صالح** ہونیکے براہ راست اون سے دریافت کرلین کہ کیا آپ کا دعوی ہمسری رسولخدا صلعم کا ہے اگر وہ اس سے انکار کرین اور اپنے آپ کو خادم رسول خدا قرار دین۔ تو پہر زید و عمر کی شہادتین ماننے کی کچھہ حاجت نہین۔

اور میرے نزدیک تو یہ بھی ایک بیہودہ کارروائی ہے کیونکہ اون کی تحریر و تقریر اس سے پر ہے کہ وہ آنحضرت کی غلامی کا مرتبہ رکھتے ہین اس امر کی تفتیش کرنا اوس **احمق** کی کار ہے جو آفتاب روشن مین چراغ لیکر گلی کوچہ مین اپنی چیزین تلاش کرتا پہرے اور آپ جو اس امر کے قائل ہین آپ کی یہ کرتوت **دروغ گویم بر روئے تو** کا مصداق ہے وہ تو علی رؤس الاشہاد اعلان کر رہے ہین کہ مین دین اسلام کی حمایت کیواسطے

مبعوث ہوا ہوں اور آپ لوگ یہ تہمت دیتے ہین کہ وہ جو کچھ کر رہے ہین ایک منافقانہ کار کر رہے ہین یہ نری بدظنی ہے اور بدظنی کوئی مرتبہ نہین ان بعض الظن اثمٌ کبیر کا ارتکاب بڑا جرم ہے جسمین آپ عنداللہ ماخوذ ہونگے ظنوا المومنین خیرا خدا کے رسول کا ارشاد ہے جسکا خلاف کرنیسے آپ کو ذرا ڈر نہین لگتا آپ آنکھوں پر پٹی باندھکر حامیان اسلام کی عزت و آبرو پر ناجائز حملہ کرتے ہین خداوند آپ کو ہدایت کرے آپ کی تکذیب کے لئے تو صرف یہ دو شعر کافی ہین جو مدت سے شہرۂ آفاق ہو چکے ہین واللہ عالم آپ کس اندھیرے مین پڑے ہین یا کہ جان بوجھکر تعصب اختیار کر لیا ہے۔ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

جانم گداخت از غم ایمان اے عزیز
دین طرفہ ترکہ من بگمان تو کافرم

اور اگر باوجود ان تمام روشن انوار کے آپ انکار پر کمر بستہ رہین تو پہلے ایمان و صلاحیت کا ثبوت دے لین تاکہ آپ کا قول کسی صدق پر جلوہ گر ہو۔ کیا آپ بالشت بھر زمین سے اونچا چلتے ہین یا کیا آپ نے ہمارا دل چیر کر دیکھ لیا ہے جو کاذب کہتے ہین۔ ظاہری عمل اسلام پر اگر فیصلہ ہے تو اوس مین دونون فریق یکسان ہین بلکہ ادہر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔ اور اگر دقیق امور ہین جو آپ کی سمجھہ مین نہین آتے تو پھر تخمیناً اسی آدمیون نے آپ پر **کفر الحاد زندقہ یہودی عیسائی بدعتی دجال ضال** ہونیکا فتوے نہین دیا پہلے اپنی نسبت تو فیصلہ کرا لین پھر اورون کا فیصلہ کرانے پر آمادہ ہون۔ **خود را فضیحت و دیگران را نصیحت** کے مصداق کیون بنتے ہو اور اگر خدائی فیصلہ کرنا ہے تو ابرا وغیرہ تھوڑا کو لیکر میدان مین نکلین تاکہ ع

سیہ روی شود آنکہ در وغش باشد

وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

باقی رہی یہ بات کہ "جو واقعہ نتیجہ مین لے بیان کیا ہے جھوٹ ہے" یہ نری آپ کی ہٹ دھرمی ہے اگر آپ چاہین تو اکثر شرکاء جلسہ کے العبدین کرا کو بھیجدون اور ساری کیفیت کھولدون تاکہ باقی کسر بھی نکل جائے

اور یہ جو کہا کہ **"اتنا ہی کافی ہے کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہین جو سچائی کے لئے ایک اچھا سرٹیفکیٹ ہے"**

بالکل بے تکہ ہانکدیا ہے۔ مولوی صاحب اگر مرزا صاحب کے مرید سچے نہین تو آپ حاجی محمد جو حبیب اللہ بیوپاری پشم وغیرہ کو ہمراہ لیکر قرآنی فیصلہ کر لین بس حولان حول مین پتہ لگ جائیگا کہ کون صادق ہے اور کون کاذب والحمد للہ علے ذالک۔

الملتمس
خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور۔ مورخہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

استفسار اور انکے جواب

بخدمت امام الدین ولد مولوی خیر الدین مرحوم مقام سیدوالہ تحصیل گوگیرہ ضلع منٹگمری کارڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

۱۔ قرآن شریف مین لکہا ہے ان المساجد للہ۔ مسجد کی چیز کسی خاص شخص کا مال نہین خدا تعالے کی چیزین خدا ہی کی راہ مین لگائی جائین۔

۲۔ جو خدا تعالے کے مقرر کئے ہوئے امام کو امام نہین مانتا۔ وہ اسکے مرید کو بلاوجہ کسطرح امام بنانا منظور کرتے ہین اور پھر امامؑ کا وہ مرید ہی کیسا ہے کہ جو اوس کے امام ماموُر من اللہ کو نہین مانتے اونکا وہ جا کر امام بنتا ہے جو جس کے پیچھے چلتا ہے وہ اوسکا امام اور وہ اس کا مقتدی۔

۳۔ حمل مین نکاح کسی صورت مین بھی جائز نہین ہے اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔

جناب حضرت اقدس امام آخر الزمان دام اقبالہ

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

السلام علیکم کے بعد غلامان و فدویان سے گذارش ہے آنحضرت کی صحت خداوند سے نیک خواستگار۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مسجد مین بیٹھکر روبرو دو گواہون کے کہدین لڑکے کا ارادہ تو نہین تہا مگر قاضی کی شرارت تہی قاضی کے کہنے سے اس لڑکے نے تین طلاق کہدین گواہ ایک تو مسجد کا درویش تہا اور ایک زمیندار تہا۔ اور لڑکی کو بالکل خبر اس بات کی نہ تہی جب طلاقین ہو چکین تو پھر لڑکی کو خبر ہوئی تو لڑکی بہت روئی اور چلانے لگی پھر کیا ہوتا تہا بعد ہونے طلاق کے دس یا بارہ روز کے بعد پھر نکاح کیا گیا اور لڑکی پیدا ہوئی اور پھر اوس لڑکی کو گھر سے نکال دیا اور پھر جھگڑا پڑ گیا اوس لڑکے نے تو لڑکی کو گھر سے جدا کر دیا مگر لڑکی بہت نیک تہی۔ اب لڑکی کہتی ہے مین اس گھر کے سوا اور کسی گھر مین نہین جاتی اور دوسرا خاوند اختیار نہین کرتی جب طلاق ہو چکی تو اوسوقت مہر کا ذکر تک نہین ہوا اور ایک سو روپیہ مہر کا ہی اب وہ لڑکی اپنے والد اور والدہ کے پاس ہے اور بہت فساد مچ رہا ہے اب اس مسئلہ کا کس طرح پر حکم ہے۔ نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہین ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو کسطرح ہو سکتا ہے آیت اور حدیث کے ساتھہ لکھکر روانہ کرین تاکہ یقین کامل ہووے جو آنحضرت کی طرف سے فتوے ہوگا اوسپر عمل کیا جاویگا اور نکاح کا اور مہر کا کسطرح حکم ہے۔ لڑکیوالون نے لاہور خط لکھا تہا وہان سے فتوے آیا اسپر کچھہ اعتبار نہین اور مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور فتوی لکھتے ہین کہ نکاح ہرگز نہین ہو سکتا۔ فتوائے عالمگیری جلد ۲۔ صفحہ ۵۹۔ کا حوالہ دیتے ہین اور مولوی عبد الواحد بن مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم امام مسجد چینیانوالی لاہور فرماتے ہین کہ نکاح فاسد نہین ہوتا۔ اور پھر ہو سکتا ہے اور کسی کتاب کا حوالہ نہین دیتے حضرۃ عمرؓ کا کچھہ کسطرح کا جھگڑا بتاتے ہین اور جو شخص حلالہ کرے اور پھر طلاق دیدیوے تو اسپر مہر کا کیا حکم ہے اور حلالہ کسوجہ سے ہو سکتا ہے اور لڑکی پیدا ہوئی کو ۹۔ یا ۱۰ ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ پس اس سے زیادہ کیا لکھون زیادہ حد ادب۔ جواب طلب ضروری۔

سب احباب کی خدمت مین سلام مسنون

الراقم کمترین محمد الدین از چینیان ریاست فرید کوٹ امام مسجد

الجواب۔ نسائی کی کتاب الطلاق مین یہ ایک واقعہ لکھا ہے باب الثلاث المجموعہ ومافیہ اخبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعًا من التغلیظ فقام غضبان ثم قال أیلعب بکتاب اللہ و انا بین اظھرکم حتے قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ۔ ۲۔ پھر قرآن کریم مین الطلاق مرتان ہے جسکے معنے یہ ہین کہ طلاق یکدفعہ نہین دینی چاہئے احادیث اور آثار جو اس باب مین ہین اونکے پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے پس جب اوس کو تین طلاق شرعی ابھی تک نہین دی گئین پھر اس لمبے حاشیہ چڑھانے کی کیا ضرورت ہے حلالہ کے متعلق اس باب مین نسائی مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا۔

لعن اللہ المحلل والمحلل لہ۔ نسائی باب احلال المطلقہ ثلاثا ص ۹۸

اور نسائی باب طلاق الثلاث المتفرقۃ قبل الدخول بالزوجۃ ص ۹۶ جلد اول مین ہے ان الثلاث کانت علے عھد رسول اللہ صلعم وابی بکر وصدر من عمرؓ ترد الی الواحد

نور الدین ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء

میان سراج الدین صاحب احمدی تحصیل علی پور ضلع مظفر نگر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

۱۔ جنازہ قبل از ادائے فرض مغرب جائز ہے حضرت نبی کریمؐ نے یہ تین وقت مین جنمین نماز جنازہ پڑہنا منع فرمایا ہے اور انمین اسکو داخل نہین کیا۔ دیکھو نسائی شریف کتاب المواقیت باب النہی عن الصلوٰۃ نصف النہار اوسمین یہ حدیث لکھی ہے ثلاث اوقات کان ینھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتے ترتفع حین یقوم قائم الظھیرۃ حتے تمیل وحین تضیف للغروب حتے تغرب جلد اول صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر۔

۲۔ کتنے صحابہ کا عمل ہے کہ دو رکعت فرض مغرب سے پہلے پڑہ لیتے تہے بلکہ تاخیر مغرب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نسائی جلد اول ص ۹۶ باب الرخصۃ قبل المغرب ھذا صلوٰۃ کنا نصلیھا علی رسول اللہ صلعم اور اسی کتاب کے باب آخر وقت مغرب ص ۹۰ مین تاخیر مغرب لکھا ہے۔

۳۔ میت کے ہاتھہ مین کچھہ لکھکر دینا قرآن و حدیث سے ثابت نہین۔

۴۔ الصلوٰۃ سنۃ رسول اللہ آذان کے بعد کہنا محدثات سے ہے صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے ہرگز ثابت نہین۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آذان وہ ہے

جو خطبہ کے وقت نہیں کہی جاتی بلکہ اعلان کیلئے اب پہلے دیجاتی ہے۔ نسائی جلد اول صـ۲۰۷ مین لکہا ہے باب الاذان للجمعۃ۔

۶ - باب مقام الامام فی الخطبہ مین منبر کے متعلق لکہا ہے جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب یستند الی جذع نخلۃ من سواری المسجد فلما وضع المنبر استوے علیہ اور آپ ہمیشہ خطبہ پڑہا کرتے تہے خطبہ مین بیٹہنا نسائی باب کم یخطب النبی مین لکہا ہے عن جابر بن سمرۃ قال جالست النبی فما رأیتہ یخطب الا قایما و یجلس ثم یقوم فیخطب الخطبۃ الاخرۃ۔

۷ - خطبہ مین بیٹہکر دعا مانگنا ثابت نہین بلکہ نسائی مین الفصل بین الخطبتین الجلوس کا باب باندہا ہے اور باب السکوت فی القعدۃ بین الخطبتین مین یہ لکہا ہے کان رسول اللہ صلعم یخطب یوم الجمعۃ قایما یقعد قعدۃ لا یتکلم۔

۸ - تراویح مین جلسہ کوئی فرض واجب سنت ہوکر ہ مسنون شرع سے ثابت نہین۔

نور الدین ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مولوی چند و ٹا اصاحب کے جوابات مین ۱ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کا قول جناب عثمان سے اور رسم اہل مدینہ سے تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ بلا ثبوت ہے اور مولوی غلام حسین صاحب کا استدلال ہی عجب ہے کہ اگر ایسی بلا مرجح ممنوع ہے تو کسی فرض کے پہلے سنن و نوافل کا پڑہنا جایز ہو۔

۲ مولوی غلام حسین صاحب جفیر ہین۔ ایسا ہی ۳ مین مولوی غلام حسین صاحب حقیر ہین اسیطرح ۴ و ۵ کا حال ہے چوہڑے پنجاب مین فہم قسم کے ہین ہندو جہان بکثرت ہین اور زور پر ہین چوہڑے ہندو ہین نام مین رسومات مین اور جہان مسلمان ہین وہان رسومات اہل اسلام کے ساتہ ملتے ہین مگر جو لوگ ان مین سے حرام کہانا مردار کہانا جایز سمجہتے ہین وہ صریح قرآنی نص کے منکر ہین پہر اپنے آپکو گنہگار نہین جانتے تو مسلمان کیسے ہو سکتے ہیز ہان شوہر مسلمان ہو جاوے یا بی بی مسلمان۔ تو یہ امر حکومت کے متعلق ہے نہ ہمارے ہمارے متعلق نہین۔ والسلام

نور الدین ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بحضور فیضگنجور مسیح موعود مہدی مسعود امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ و السلام - دام ظلکم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

گذارش ہے کہ زید کا بوجہ دوسری شادی کرنے کے مسماۃ اندان زوجہ خود کے ساتہہ تنازعہ رہا کرتا تہا زید کے برادران و مسماۃ اندان کے رشتہ داران کے رفع فساد کے لئے زید کو مجبور کیا کہ زوجہ خود یعنے مسماۃ اندان کو طلاق دیدے۔ چنانچہ نامبردہ نے طلاقنامہ تحریر کر دیا جسکی نقل حضور والا کی خدمت مین پیش ہے بعد طلاق دینے مسمی زید اپنی والدہ اور اپنے برادران وغیرہ سے بہت دفعہ یہی کہتا رہا کہ مجکو تنگ کیا گیا جو طلاق دیدیا گیا اب زید کی زوجہ کا انتقال ہو چکا اسلئے زید چاہتا ہے کہ مین اپنی زوجہ مسماۃ اندان کو پہر اپنے گہر آباد کر لون طلاق سے بعد آجتک جسکو عرصہ چار سال دس ماہ گیارہ یوم کا ہوا زید نے اپنی عورۃ مطلقہ کے ساتہ کچہہ تعلق نہین رکہا۔ اب حضور کی خدمت مین یہ معاملہ پیش کر کے التماس ہے کہ ایسی حالت مین کیا زید اپنی عورۃ مسماۃ اندان کو اپنے گہر مین آباد کر سکتا ہے زید کا دلی منشاء طلاق دینے کا نہین تہا رفع فساد کے لئے اوسکے برادران نے اسکو مجبور کیا تہا زید کے برادران و ہمشیرگان اس امر کے گواہ ہین کہ واقعی زید نے برادران کے مجبور کرنے سے ہی طلاق دیا تہا۔ مسماۃ اندان بہی اپنے خاوند زید کے گہر جانے مین رضامند ہے اصل سوال مع جواب نیازمند کے پاس ارسال فرماوین۔

الراقم عبد الغنی خان افسر فراشخانہ پٹیالہ سکرٹری انجمن احمدیہ قصبہ سنور

منکہ زید ابن بکر ساکن افضل نگر کا ہون چونکہ مسماۃ اندان بنت عمر سکنہ افضل نگر زوجہ ام نے خواہش کی کہ مجکو طلاق دے چنانچہ حسب خواہش اوسکے مینے مہر اوسکا مبلغ ۲ روپیہ دیکر طلاق حسب طریق شرعی دیدیا اب اوسکا حق و دعوٰے مجہپر کچہہ نہین اور نہ اوسپر کچہہ ہے زیور و پارچات ہر قسم مینے اوس کے لے لئے ہین ایک حبہ باقی نہین رہا اوس نے مجہہ سے مہر شرعی ۲ روپیہ لیلیا رسید لکہدی لہذا چند کلمہ بطریق طلاقنامہ کے لکہدئے کہ سند ہون اور بوقت حاجت کام آوین۔ المرقوم ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

گواہ شد العبد گواہ شد

زید

الجواب - آجکل کچہہ پوشیدہ اعتراض کے لئے اکثر مسائل علماء کے پاس بہیجے جاتے ہین اصل نہ معلوم کیا ہوتا ہے بظاہر جو کچہہ معلوم ہوتا ہے اس کے مطابق حضرۃ صلعم کے زمانہ کا ایک واقعہ لکہتا ہون۔ نسائی کی کتاب الطلاق مین ہے اخبر رسول اللہ صلعم من رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعًا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ و انا بین اظہرکم حتے قام رجل و قال یا رسول اللہ الا اقتلہ اور ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تین طلاق یکبارگی دیدے تو شرع مین ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے اوسکے متعلق صفائی سے اسی کتاب کے ۸ مین لکہا ہے ان الثلاث کانت علے عہد رسول اللہ و ابی بکر و صدر من خلافۃ عمر ترد الی الواحد۔

نور الدین ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا حکم فرماتے ہین علماء دین مسئلہ سماع موتے مین جب انسان فوت ہو جاوے تو مردہ سنتا ہے یا نہین یا قبرون مین جاکر سلام علیکم کہا جاتا ہے وہ اوس کا جواب سنکر دیتے ہین یا نہین اس مسئلہ مین جو صحیح مسئلہ ہے قرآن و حدیث سے مرقوم فرماکر مرحمت فرماوین۔

السائل محمد ولایت شاہ عفی عنہ از مقام راہون ضلع جالندر تحصیل نوان شہر۔

الجواب :۔ نسائی مطبوعہ مطبع مصری کی جلد اول باب ازواج المومنین صـ۲۹۳ کی شرح مین امام جلال سیوطی نے ایک لمبی بحث اسکے متعلق لکہی ہے اس مین لکہا ہے قال النبی من صلی عند قبری سمعتہ و من صلی علی غائبًا بلغتہ اور ایسے باب التسہیل فی غیر السبتیۃ مین ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولی عنہ صحابہ انہ لیسمع قرع نعالہم صـ۲۸۸ اور اسی مضمون کو شرح بلوغ المرام سبل السلام جلد اول صـ۲۰۲ مین مفصل لکہا ہے اور سبل السلام جلد اول صـ۲۰۲ مین ہے کہ جب کوئی قبرستان مین سے گذرتا ہے اور وہ سلام کہتا ہے تو وہ اوس کے سلام کو سنتے ہین اور ان کو دعا ون سے نفع بھی ہوتا ہے جسکو سبل السلام کے صـ۲۰۶ و ۲۰۲ مین مفصل بیان کیا ہے واقرؤا علے موتاکم یٰسین کا ارشاد بہی کیا ہے جسکی تفصیل انہین مضمون مین لکہی کہ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ایک قسم کا ادراک اور سماع ہے مگر قبور پر بیٹہکر قرآن کریم پڑہنا شریعت مین ثابت نہین۔ نبی کریم تمام صحابہ کرام کو احب الناس تہے مگر آپ کی قبر پر کسی صحابہ کا قرآن کریم بیٹہکر پڑہنا ثابت نہین ہوتا بلکہ نسائی جلد اول صـ۲۸۷ مین ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علے جمرۃ حتے تحرق خیر لہ من ان یجلس علے قبر سے ایک قسم کی نہی مطلق کا استنباط ہوتا ہے۔

نور الدین ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء

خواب سے جاگو - آنکہین کہولو

اور دیکہو کہ مندرجہ ذیل گہڑیان کس قدر سستے دامون ہم فروخت کر رہے ہین اب ہی اگر آپ نے گہڑیان نہ خریدین - تو پہر کب خریدو گے - صاحبان جلدی کرین اور گہڑیان خریدلین ورنہ پہر ایسا بہترین موقعہ نہ ملے گا۔

اصلی راسکوپ سسٹم واچ گارنٹی چہہ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول

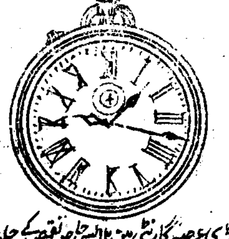

اگر یہہ گہڑی عرصہ گارنٹی مین بلا بیجا مین نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اسکی پختہ و پایدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگاکر ملاحظہ کیجیے۔ قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول بکس شیشہ بیرنگ ہمراہ گہڑی

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی ایکسال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

یہہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکے پرزے نہایت ہی پختہ اور پایدار ہین کہلے منہ کی کیلس گہڑی ہے جیب مین بہی لگ سکتی ہے۔ برسون نہین بگڑتی قیمت چار روپیہ علاوہ محصول۔

ترکی ٹوپی یا کلاہ ترکی

ہر ایک رنگ و ہر ناپ کی موجود ہین - خاص استنبول سے تیار کراکر منگائی گئی ہین - اگر منگواکر بہی ناپسند ہون - تو بیشک واپس کر دی - درخواست کے وقت سر کا ناپ ضرور لکہین سپر ٹوپی کے ہمراہ پہند نا مفت دیا جاویگا - قیمت درجہ اول تین روپیہ - درجہ دوم ۲ روپیہ درجہ سوم ۱ روپیہ درجہ چہارم ۱۲ آنہ

ملنے کا پتہ } منیجر حمید آ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

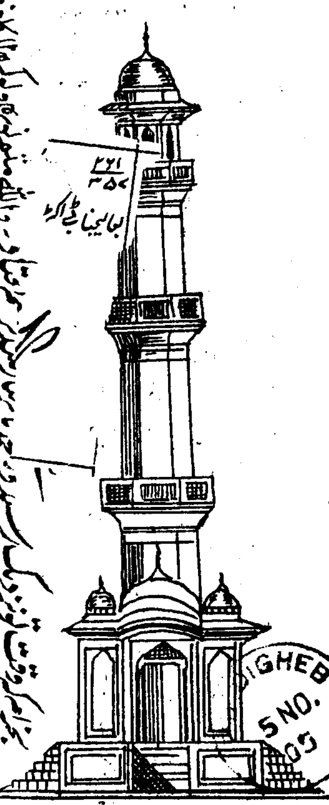

الحکم

فہرست مضامین

(۱) روزانہ الحکم - ناظرین الحکم سے ایک بات
الہامات ورویا - ضروری اطلاع } صفحہ اوّل
اقدس کا سفر دہلی - صفحہ ۲
از دفتر الحکمت طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان صفحہ ۳ تا ۶
(۳) شاہ آباد ضلع ہردوی مین اعلائے حق صفحہ ۸
" یادگار کریم صفحہ ۸
(۴) اشتہارات صفحہ ۹ تا ۱۰

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـ۱ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـ ۱۲

نوٹ

روزانہ الحکم کی خریداری کی درخواستین دفتر الحکم مین پہونچ رہی ہین - الحمد للہ علےٰ ذالک - محرر دفتر الحکم -

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کا اعلان پچھلے الحکم مین ہو چکا ہے - اس سفر مین دہلی کے مقام پر اکثر احباب نے مجھسے زبانی گفتگو کی - اور انہون نے روزانہ کی اہمیت اور ضرورت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی خریداری کا مصمم ارادہ ظاہر فرمایا - مکرمی خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب نے (جو الحکم کے ایک سرپرست ہین) روزانہ کے اجراء پر مجھے بڑی مسرت کا خط لکھ کر مجھے حوصلہ دلایا تھا جزاہ اللہ احسن الجزاء - مجھے امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ روزانہ کے لئے سو کیا کئی سو درخواستین آجائین گی + افراد قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی جگہ اس ضرورت اور اسکی تکمیل کی صورتون پر غور کرین - درسری نظر ستہ امکلو نہ تھا ادرینا - جو درخواستین اب تک آئی ہین وہ حوصلہ دلاتی ہین کہ جلد یہ تعداد پوری ہو جاوے گی -

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ناظرین الحکم سے ایک بات

مین چونکہ قادیان سے باہر ہون اسلئے اگر کسی بزرگ کے کسی خط کا جواب مین ندے سکون یا کسی ارشاد کی تعمیل نہ ہو سکے تو وہ مجھے معذور سمجھین - اور حضرات بقایا دار بہ لحاظ کر کے کہ میری غیر حاضری مین مطبع کیضرورت کے لئے روپیہ کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے بہت جلد اپنے بقایا مطالبات خود بھیجدین یا مطبع کے اجرا شدہ وی پی وصول کر کے کارخانہ کو شکر گزاری کا موقعہ دین -

+

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق میرا مضمون اگر الحکم مین شایع نہ ہو سکا تو انشاء اللہ العزیز السیرۃ الکریم مین اسکی تلافی ہوگی -

تازہ الہامات ورویا

۲۲-اکتوبر ۱۹۰۵ء - رویا دیکھا کہ دہلی گئے ہین تو تمام دروازہ بند ہین - پھر دیکھا کہ اون پہ قفل لگے ہوئے ہین -

پھر دیکھا - کہ کوئی شخص کچھ تکلیف دینے والی شئے میرے کان مین ڈالتا ہے مینے کہا - تم مجھے کیا دکھ دیتے ہو - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دکھ دیا گیا تھا -

۲۴-اکتوبر ۱۹۰۵ء - صبح حضرت نے فرمایا کہ آج رات مینے خواب مین دیکھا ہے - کہ تھوڑے چنے بھنے ہوئے سفید ہین اور ان کے ساتھ ہی منقہ بھی ہے - فرمایا - ہمارا تجربہ ہے - کہ چنے مولی بینگن یا پیاز خواب مین دیکھین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن منقہ دل کو قوت دینے والی شئے ہے اور اس کا دیکھنا اچھا ہے - اس خواب سے معلوم ہوتا ہے - کہ کوئی امر مکروہ چھوٹا یا بڑا درپیش ہے جو منقہ کی آمیزش سے وہ کراہت جاتی رہے گی - فرمایا انسان کی زندگی کے ساتھ مکروہات کا سلسلہ بھی لگا ہوا ہے اگر انسان چاہے کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے - تو یہ ہو نہین سکتا - اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا وَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا - یہ زندگی کا چکر ہے - جب تنگی آوے - تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے بعد فراخی بھی ضرور آوے گی -

تازہ خبر

۲۹-کو دہلی مین ماہ رمضان کا چاند نظر آیا -
۳۰-اکتوبر کو پہلا روزہ ہوا -

ضروری اطلاع

ناظرین الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے - کہ وہ خط وکتابت مین اسبات کا ضرور لحاظ رکھا کرین - کہ جو خط الحکم کے حساب وغیرہ کے بارے مین ارسال کیا جاوے - اوسمین اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک خریدار کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کیا کرین - میرے پاس بعض ایسے خطوط اسوقت موجود ہین - کہ جنپر خریداران نے اپنا نمبر خریداری نہین لکھا - اسی وجہ سے آجتک اون کی تعمیل بھی نہین کی گئی - اس لئے جن اصحاب نے اپنے خطوط پر نمبر مذکور نہین دیے - وہ مجھکو اونکی عدم تعمیل سے معذور سمجھ کر معاف فرماوین - اور آئندہ کے لئے دل مین نوٹ کرلین کہ جو خط الحکم کے متعلق ارسال کیا جاوے - اسمین نمبر خریداری ضرور درج کرین - ہان یہ بھی خیال رہے کہ نمبر درج کرتے وقت ایل نمبر نہ لکھین - کیونکہ وہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے - بلکہ وہ نمبر درج کرین جو پتہ کی چٹ پر نام کے ساتھ چھپا ہوا یا لکھا ہوتا ہے -

محرر الحکم

حضرت اقدس کا سفرِ دہلی

ناظرین الحکم کو الحکم کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو چند روز کے لئے دہلی روانہ ہوئے ہیں - چنانچہ آپ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بٹالہ سے ۱۰ بجے دن کی گاڑی میں سوار ہوکر دہلی میں ۲۳ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ۳ بجے کے قریب پہونچے - اس سفر اور قیام دہلی کے حالات کچھ ایسے تو ہیں نہیں کہ الحکم کی ایک ہی اشاعت میں درج ہوسکیں اور بدقسمتی کہو یا خوبی قسمت مجھے ایسے ضروری سفروں کے حالات مختصر لکھنے کی عادت نہیں اور نہ میری طبیعت کبھی گوارا کرتی ہے کہ ادہورے اور گلا گھونٹے ہوئے حالات لکھوں جو ناظرین کی دلچسپی کا موجب تو کیا ہو سکتے ہیں پہلے میری اپنی ہی دلچسپی کا باعث نہیں ہوسکتے - میں اس قسم کے مضامین کو ہمیشہ ایک مورخ کی حیثیت سے لکھا جانا پسند کیا کرتا ہوں - اور اگر اس حیثیت سے نہ لکھے جاویں تو اس سے بہتر ہے کہ نہ ہی لکھوں - چنانچہ سفر سیالکوٹ کے حالات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ان حالات کے قلمبند کرنے میں میں نے ضروری امور کو نظر انداز نہیں ہونے دیا - وہی مشکل کہو یا مذاق مجھے ابھی تک حالات سفر دہلی کے لکھنے میں حارج ہو رہا ہے - اگر یہہ حالات میں نے لکھے تو انشاء اللہ بسط سے لکھونگا - ورنہ مختصر خبروں پر اکتفا کروں گا - سر دست میں تازہ خبریں اور حالات ناظرین الحکم تک پہونچاتا ہوں - بعد میں توفیق ملنے پر مفصل حالات انشاء اللہ لکھونگا -

دار الامان سے اعلیٰ حضرت ۲۲ - اکتوبر کی صبح کو چند خدام اور اہل بیت کو ساتھ لیکر بٹالہ سے ۱۰ بجے دن کے روانہ ہوئے اور دوسرے دن ۲۳ - کو بعد دوپہر ۳ بجے کے قریب دہلی پہونچے - دہلی کی احمدیہ جماعت اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری سے ناامید ہوچکی تھی محض اس وجہ سے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب اور صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید حضرت مسیح موعود اور ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی سے واپس قادیان کو تشریف لے گئے تھے اسلئے حضرت اقدس کی تشریف آوری بغتۃً تھی آپ الف خان سیاہی والے کے مکان واقعہ چتلی قبر متصل مسجد سید رفاعی صاحب مقیم ہیں -

۲۴ - اکتوبر کی صبح کو اعلیٰ حضرت مع خدام حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی مزار پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑہا - ۲۵ - اکتوبر کو آپ کی طبیعت کسیقدر ناساز تھی اسلئے باہر تشریف نہ لے گئے - ورنہ آپ نے ارادہ فرمایا تہا کہ یہاں جو اکابر اور ابرار مدفون ہیں انکی قبر پر جائیں گے اور دعا کریں گے -

۲۶ - اکتوبر کو آپ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے جماعت کو ساتھ لے گئے اور دیر تک دعائیں کرتے رہے وہاں سے فارغ ہوکر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے والد بزرگوار کے مزار پر گئے بہت دیر تک دعا کی -

۲۹ - اکتوبر کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ کے مزار پر گئے اور فاتحہ پڑہی - دہلی کے لوگ علی العموم آتے ہیں - اسوقت تک کوئی شوخی اور شرارت ظاہر نہیں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہلی ہی بدل گئی ہے جو ۱۸۹۱ء میں تہی جب کہ اعلیٰ حضرت پہلے تشریف لائے تھے - آپ مناسب موقع تقریر میں بھی فرماتے رہے اور فرماتے ہیں -

لاہور - مظفر نگر - میرٹھ - گڑھی تختہ - پٹیالہ - انبالہ - لودہیانہ - اٹاوہ - امروہہ - شاہ آباد ضلع ہردوئی - لائلپور (پنجاب) رعیہ ضلع سیالکوٹ اور بعض دیگر مقامات سے اکثر خدام حاضر ہوچکے ہیں اور آرہے ہیں - لودہیانہ سے مولوی عبد القادر صاحب بطور سفیر حاضر ہوئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت واپسی پر خواہ ایک ہی دن کیلئے ہو لودہیانہ ٹھیریں - اعلیٰ حضرت نے اس درخواست کو منظور کرلیا ہے اور امید ہے انشاء اللہ العزیز اگر کوئی ضروری مانع نہ ہوا تو آپ لودہانہ ایک یا دو دن مناسب مصلحت وقت قیام فرمائیں گے - پٹیالہ کی جماعت کی طرف سے منشی عبد الغنی صاحب آفیسر فراش خانہ واپسی پر قیام کی درخواست لیکر آئے ہیں اور بعد میں تار بھی جماعت پٹیالہ کی طرف سے آیا ہے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ آیا حضرت وہاں ٹھیریں گے یا نہیں - فرمایا ہے کہ روانگی سے پہلے اطلاع دیجاویگی -

بنگہ ضلع جالندہر کی جماعت کی بھی استدعا ہے کہ حضرت پھگواڑہ سے اترکر ایک دن بنگہ چلیں - مگر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا -

عام لوگوں میں اسوقت دلچسپی پیدا ہو رہی ہے ابھی پورے طور پر کہہ نہیں سکتے کہ کیا اثر اور نتیجہ ہو - مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی بھی آرہ جاتے ہوئے یہاں اترے اور بعض مولویوں کو کچھہ سبق دیکر رخصت ہوئے -

۲۹ - اکتوبر کی صبح کو حضرت حکیم الامۃ مولانا ومخدومنا مولوی نور الدین صاحب بھی دہلی آپہونچے - حضرت اقدس نے آپ کو بذریعہ تار بلایا تہا - عجیب بات ہے چونکہ تار میں لکھا تہا - فوراً چلے آؤ - مولوی صاحب جس لباس میں بیٹھے تھے اُسی حالت میں چلے آئے - تعمیل حکم ہو تو ایسی ہو اللہ تعالےٰ ہم سب کو یہ مقام عطا فرماوے - آمین -

حضرت اقدس کا منشاء ہے یا یہ کہو کہ دل چاہتا ہے کہ اگر موقع ہوا تو کوئی تحریر تبلیغ کے طور پر یہاں پڑہی جاوے - ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی - حضرت نے لکھنا شروع کیا -

یہہ ہیں عام حالات - باقی سفرنامہ میں اپنے طرز پر لکھوں گا -

---

۲۹ - کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت نے ایک تقریر فرمائی اور مدرسہ حسین بخش کے بعض طالب علم کچھہ سوال کرتے رہے آخر حضرت نے ایک پرچہ مختصر سا وفات مسیح پر اونکو لکھکر دیا کہ یہ دلائل وفات مسیح کا خلاصہ ہے -

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے -

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں بھی یہ ٹرنک ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور پہر زیادہ مضبوط اور پائیدار - نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں - چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اسمیں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آج کل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکھٹے منگوائیں گے تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کیجائیگی - مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاویگی - تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیئے -

خواب سے جاگو - آنکھیں کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیاں کسقدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں اب بھی اگر آپ نے گھڑیاں نہ خریدیں - تو پہر کب خریدو گے صاحبان جلدی کریں اور گھڑیاں خریدیں ورنہ پہر ایسا بہترین موقع نہ ملے گا -

اصلی راسکوپ سسٹم واچ گارنٹی چھہ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول

اگر یہ گھڑی عرصہ گارنٹی میں بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اسکے پختہ و پائیدار ہونے کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے - قیمت تین روپے علاوہ محصول - بکس شیشہ سپرنگ ہمراہ گھڑی مفت

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی ۲ سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت پختہ اور پائیدار ہیں کہلے منہ کی کیلس گھڑی ہے - جیب میں بھی لگ سکتی ہے برسوں نہیں بگڑتی قیمت ۴ روپیہ علاوہ محصول -

ترکی ٹوپی یا کلاہ ترکی

ہر ایک رنگ وہر ناپ کی موجود ہیں خاص اسٹنبول سے تیار کراکر منگوائی گئی ہیں - اگر منگوا کر بھی ناپسند ہوں - تو بیشک واپس کردیں - درخواست کے وقت سر کا ناپ ضرور لکھیں پھندنا مفت دیا جاویگا -

قیمت درجہ اول ۳ روپے، درجہ دوم ۲ روپے درجہ سوم ۱۲ آنے

ملنے کا پتہ

نیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

تازہ وحی - یکم نومبر ۱۹۰۵ء - دست تو دعاء تو ترحم زخدا -

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(۲۶- ستمبر- قبل دوپہر)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور در اصل وہ انکو کیا کرے اللہ تعالے خود اسکے ساتھ ہوتا ہے اور وہی اس کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالے پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ خدا اپنی مخلوق کو خود اسکے ساتھ کر دیگا۔ یہی سر ہے کہ انبیاء علیہم السلام خلوت کو پسند کرتے ہین اور مین یقیناً اور اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ وہ ہرگز ہرگز پسند نہین کرتے کہ باہر نکلین لیکن اللہ تعالے انکو مجبور کرتا ہے اور پکڑ کر باہر نکالتا ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مامور کرنا چاہا اور فرعون کیطرف ہدایت اور تبلیغ کی خاطر بھیجنے کی بشارت دی۔ تو انہون نے عذر شروع کر دیا کہ مینے انکا ایک خون کیا ہوا ہے۔ بھائی کو بھیجدیا جاوے یہہ کیا بات تھی یہ ایک قسم کا استغنا اور اہل عالم سے الگ رہنے کی زندگی کو پسند کرنا تھا۔ یہی استغنا ہر مامور اور مرسل کو ہوتا ہے اور وہ اس تنہائی کی زندگی کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور یہی انکے اخلاص کا نشان ہوتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالے انکو اپنے لئے منتخب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ انکے دل پر نظر کر کے خوب دیکھ لیتا ہے کہ اس مین غیر کیطرف قطعاً توجہ نہین ہوتی اور وہ اللہ تعالے کی رضا اور تعمیل امر ہی کو اپنی زندگی اور حیات کا ذریعہ سمجھتے ہین ؎

آن کس کہ ترا شناخت جہان را چہ کند
فرزند و عیال و خانمان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

اسکے دل مین بڑا بننے سے طبعاً نفرت اور کراہت ہوتی ہے مگر وہ لوگ جو خود اس قسم کی کبریٔ کی بیہودہ خواہشون کے غلام اور اسیر ہوتے ہین وہ اپنے نفس پر قیاس کر کے انکی نسبت بھی یہی سمجھتے ہین کہ وہ بڑا بننے کی خواہشون سے ایسے دعوے کرتے ہین۔ حالانکہ وہ اتنا نہین دیکھتے کہ ان کا دعوے تو انپر ایک آفتون اور مصائب کا طوفان لے آتا ہے اور اُن کو خطرہ مین ڈالدیتا ہے ہر طرف سے ان کی مخالفت کے لئے ہاتھ اور زبان چلتی ہے اور کوئی دقیقہ اُنکو دکھ دینے مین اٹھا نہین رکھا جاتا۔ پھر یہ کیسی بے انصافی اور ظلم ہے کہ ان کی نسبت یہ وہم کیا جاوے کہ وہ خواہش کبریائی سے ایسا کرتے ہین یہہ بہتان عظیم ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالے کا جلال اور اس کی عظمت کے اظہار اور اس کی کبریائی کے اعلان کو پسند کرتے ہین اور انکے لئے اپنی جان ایک جان کیا ہزار جان بھی دینے کو طیار رہتے ہین۔ افسوس اہل دنیا ان کے حالات سے بے خبر اور ناواقف ہوتی ہے۔ اسلئے اس قسم کے اعتراض کرتی ہے۔ اصل یہہ ہے کہ اللہ تعالے کے مصالح پسند فرماتے ہین کہ انکو باہر نکالا جاوے اور وہ دنیا کے سامنے نکلین۔ اور وہ خدا جو اہل دنیا سے مخفی ہوتا ہے انکے وجود مین نظر آوے۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز سے انسان نفرت کرتا ہے وہی اسکو دیا جاتا ہے اور جس کی طرف بھاگتا ہے اس سے محروم کیا جاتا ہے انبیا و رسل کا گروہ ہرگز ہرگز اپنی جاہ و شہرت کو نہین چاہتا لیکن اللہ تعالے اپنے مصالح کی بنا پر انہین عطا کرتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہین۔ اور اس لحاظ سے ان سب کو گویا ایک ہی سمجھو کیونکہ سب کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوا ہے اللہ تعالے نے ان مین سے کسی ایک کو بھی ذلیل اور خوار نہین کیا۔ اس لئے کہ ان کی ذلت خود اللہ تعالے کی ذلت ہے و تعالے شانہ جو لوگ انکے خلاف کرتے ہین اور مخلوق کو عظمت دیتے ہین گویا اللہ تعالے کی کبریائی کی ردا مخلوق کو پہناتے ہین۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر مین مردود ہوتے ہین۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیا و رسل اور خدا تعالے کے مامورین اہل دنیا سے نفور ہوتے ہین اور دوسری طرف مخلوق کے لئے انکے دل مین اسقدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسکے لئے بھی خطرہ مین ڈالدیتے ہین اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف مین فرماتا ہے۔

فلعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین

یہہ کسقدر ہمدردی اور خیر خواہی ہے اللہ تعالے نے اس مین فرمایا ہے کہ تو ان لوگون کے مومن نہ ہونے کے متعلق اسقدر ہم و غم نکر اس غم مین شاید تو اپنی جان ہی دیدے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمدردی مخلوق مین کہانتک بڑھ جاتے ہین۔ اس قسم کی ہمدردی کا نمونہ کسی اور مین نہین پایا جاتا یہانتک کہ ماں باپ اور دوسرے اقارب مین بھی ایسی ہمدردی نہین ہوسکتی۔

مخلوق تو انہین کاذب اور مفتری کہتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے مرتے ہین۔ یقیناً یاد رکھو کہ یہ ہمدردی والدین مین بھی نہین ہوتی اس لئے کہ وہ جب دیکھتے ہین کہ اولاد سرکش اور نافرمان ہے یا اور اس مین پاتے ہین تو آخر اسے چھوڑ دیتے ہین مگر انبیاء و رسل کی یہہ حالت نہین ہوتی۔ وہ مخلوق کو دیکھتے ہین کہ انپر حملے کرتی اور ستاتی ہے لیکن وہ اس کے لئے دعا کرتے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون کی ہدایت کے لئے اسقدر دعا کرتے تھے جسکا نمونہ اللہ تعالے نے اس آیت مین بیان کیا ہے۔ اللہ تعالے نے آپ کے دل مین ایک پیاس لگا دی تھی کہ لوگ مسلمان ہون اور خدائے واحد کے پرستار ہون۔ جسقدر کوئی نبی عظیم الشان ہوتا ہے اسی قدر یہہ پیاس زیادہ ہوتی ہے اور یہہ پیاس جس قدر تیز ہوتی ہے اسیقدر جذب اور کشش اس مین ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیا اور جمیع کمالات نبوت کے مظہر تھے اسلئے یہہ پیاس آپ مین بہت ہی زیادہ تھی۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے چند اشعار مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس معجز نما تضرع کا ذکر کیا ہے جسکو مین مناسب موقع کے لحاظ سے یہان درج کرتا ہون۔ ایڈیٹر

؎

جان خود دادن پئے خلق خدا در فطرتش
جان نثار خستہ جانان بیدلان را غمگسار
اندر آن وقتے کہ دنیا پر ز شرک و کفر بود
ہیچکس را خون نشد دل جز دل آن شہریار
ہیچکس از خبث شرک و ز جسم بت آگہ نشد
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کزان نالہا باشد خبر
کان شفیع کرد از بہر جہان در کنج غار
من نمیدانم چہ درد و بود و اندوہ و غمے
کاندران غارے درآورد ش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار
کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربان جہان
نے بجسم خویش میلش نے بہ نفس خویش کار
نعرہا پُر درد میزد از پئے خلق خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک و تار
در جہان از معصیتہا بود طوفان عظیم
بود خلق از شرک و عصیان کور و کر در ہر دیار
سخت شورے بر فلک افتاد زان عجز و دعا
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
منت او بر ہمہ سرخ و سیاہی ثابت است
آنکہ بہر نوع انسان کرد جان خود نثار

اور چونکہ یہہ پیاس بہت تھی اسی وجہ سے آپ مین

---

* فٹ نوٹ۔ فی الحقیقت انبیا و رسل اور مامورین جو نمونہ شفقت علی خلق اللہ کا دکہاتے ہین وہ خارق عادت ہوتا ہے اور اس لحاظ سے وہ ان کی صداقت کا ایک زبردست معیار ہوتا ہے وہ ہمدردی اور ایثار کسی شخص مین تکلف اور تصنع سے پیدا نہین ہوسکتا بلکہ انکی فطرت اور طبیعت کا ایک جزو لاینفک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ با وجودیکہ مخلوق انہین ستاتی اور دکھ دیتی ہے لیکن پھر بھی وہ اسکے لئے دکھ اٹھاتے ہین اور اپنی جان کو خطرہ مین ڈالتے ہین اس سے انکی غرض کیا ہوتی ہے؟ صرف یہی کہ مخلوق کو اپنے خالق کے آگے جھکاوے اور اللہ تعالے کی کبریائی اور عظمت کا انہین قائل کراوے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت اور ہمدردی کے بڑے اعلے اعلے نمونے دیکھے گئے ہین مگر افسوس اہل دنیا آنکھین بند کئے ہوئے ہین خود اعلیٰحضرت نے اپنے اس جوش ہمدردی کو یون بیان فرمایا ہے

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبان حق
نمیگردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چنان مستغرق اند فکر اوشان ہست
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازین در لذتم کز درد میخیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا صرف از زبان خوردن چہ کار است این
گرش صد جان بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم
چو شام پُر غبار و تیرہ حال عالمے بینم
خدا بروے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

جذب اور کشش کی قوت بھی تمام راستبازوں اور ماموروں سے بڑھ کر تھی۔ جسکا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ آپ کی زندگی ہی میں کل عرب مسلمان ہو گیا۔ یہ کشش اور جذب جو ماموروں کو دیا جاتا ہے وہ مستعد دلوں کو تو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور ان لوگوں کو جو اس سے حصہ نہیں رکھتے دشمنی میں ترقی کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
درباغ لالہ روید در بوم شورہ خس

اسی طرح پر انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہوتی ہے کہ مومن اور کافر انکے طفیل سے اپنے کفر اور ایمان میں کمال کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ابوجہل کا کفر پورا نہ ہوتا اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔

پہلے اسکا کفر مخفی تھا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اسکا اظہار ہو گیا۔ اسیطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدق بھی مخفی تھا جو اسوقت ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روحانی دعوت کی ایک نے اس دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

انبیاء و رسل آکر اس خباثت اور شقاوت کو جو ان کے اندر ہوتی ہے ظاہر کر دیتے ہیں قرآن شریف نے انبیاء و رسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہٖ والذی خبث لا یخرج الا نکدا ط۔

یہہ تمثیل اسلام کی ہے جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی ظرفوں کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کے ظہور کا یہہ خاصہ اور علامات ہیں۔ کہ مخلص سعید الفطرت او مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت میں ترقی کرتے ہیں اور شریر شرارت میں بڑھ جاتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتیں کرنی شروع کیں اور دکھہ اور ایذا رسانی کے منصوبے کئے اسوقت معلوم ہؤا کہ کیسی کیسی جمیعت صحابہ میں ہیں۔ ایک وہ لوگ تھے کہ انہوں نے آپ کی راہ میں اپنے سر کٹوا ڈالے۔ انکے حالات اور واقعات کو دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ ان میں کیسا اخلاص اور ارادت تھی فی الحقیقت ان کا اسوہ اسوۂ حسنہ ہے یہانتک کہ ان میں سے اگر کسی کا ایک ضرب سے سر نہیں کٹا تو اس کو شک ہوا کہ شہید نہیں ہؤا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں کیسے فدا تھے لکھا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری اسکے نہ لگی مگر اپنے لگی دوسرے نے کہا کہ شہید نہیں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور پوچھا کہ کیا شہید نہیں ہؤا۔ آپ نے فرمایا دو اجر ملیں گے ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا کے لئے خطرہ میں ڈالا۔

اس قسم کا ایمان ان لوگوں کا تھا پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالےٰ کے لئے حاصل نہ کچھہ نہیں بنتا۔

میں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کو وہ مقدم کر لیں اور کوئی امر ان کی راہ میں روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجھیں میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے کاروبار ہیں کسی تجارت یا اور کام میں نقصان ہؤا یا اور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جھٹ شبہات میں پڑ گئے ایسی حالت میں ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کسقدر دور ہیں۔ غور کرو کیا فرق ہے صحابہ میں اور ان لوگوں میں۔ صحابہ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالےٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کیسی ہی سختیاں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں نہ پڑتا اور اسکی دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاتا تھا۔ وہ سمجھہ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالےٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے ؎

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

قرآن شریف انکی تعریف سے بھرا ہوا ہے اسکو کھول کر دیکھو صحابہ کی زندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا صحابہ جس مقام پر پہونچے تھے اسکو قرآن شریف میں اسطرح پر بیان فرمایا ہے۔

منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر

یعنے بعض ان میں سے شہادت پا چکے اور انہوں نے گویا اصل مقصود حاصل کر لیا اور بعض انتظار میں ہیں اور چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہ دنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اسقدر مال و دولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ میں جب صحابہ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے انکی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل رو بخدا کر دیا۔ (اللّھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم) خلاصہ یہہ کہ ہمارا فرض یہہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے جویا اور طالب رہیں اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دیں۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دو اللہ تعالےٰ کے رضا کے حاصل کرنے میں ہونی چاہئے خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہہ رضاء الٰہی دنیا اور اس کی تمام لذات سے افضل اور بالاتر ہے۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ یہی شہادت نہیں کہ ایک شخص جنگ میں مارا جاوے بلکہ یہہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دکھہ درد اور مصیبت کو اٹھانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اٹھاتا ہے وہ بھی شہید ہے۔ شہید کا مقام وہ مقام ہے جہاں وہ اللہ تعالےٰ کو گویا دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی ہستی اسکی قدرتوں اور تصرفات پر وہ اسطرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہونچ جاوے پھر اسکو اللہ تعالےٰ کی راہ میں جان دینا کچھہ بھی مشکل معلوم نہیں ہوتا بلکہ وہ اس میں راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ میں اور نہ تمنا کی مر گیا وہ نفاق کے شعبہ میں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالےٰ کی راہ میں مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نکرے۔ پھر یہ کیسا گران مرحلہ ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجھا۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں مرنے کے یہہ معنے نہیں کہ انسان خواہ نخواہ لڑائیاں کرتا پھرے بلکہ اس سے یہہ مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام اور اوامر کو اسکی رضا کو اپنی تمام خواہشوں اور آرزوؤں پر مقدم کرلے اور اور پھر اپنے دل میں غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو اور خدا کی راہ میں اگر اسپر مصائب اور شدائد بھی پڑیں تو وہ ایک لذت اور خوشی کے ساتھہ انہیں برداشت کرے۔ اور اگر جان بھی دینی پڑے تو تردد نہو۔ پس یہی وہ امر ہے جو میں اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں صحابہ کا نمونہ قایم ہو۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب کثرت سے ایسے خطوط آتے ہیں کہ جن میں دنیا اور اسکی خواہشوں کا ذکر ہوتا ہے اور لکھا جاتا ہے کہ میرے لئے فلاں امر کیواسطے دعا کرو۔ میری فلاں آرزو پوری ہو جائے۔ بہت ہی تھوڑے لوگ ہوتے ہیں جو محض خدا کی رضا ہی کو مقدم کرتے ہیں اور اسی کی ہی خواہش اور آرزو کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ مکر سے لکھتے ہیں۔ یعنے پہلے تو ذکر کرتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ ہمارے دل میں ذوق شوق عبادت کا پیدا ہو جاوے اور یہہ ہو اور وہ ہو۔ پھر آخر میں اپنی دنیوی خواہشوں کو ظاہر کرتے ہیں میں ایسی بدبودار تحریروں کو شناخت کر لیتا ہوں کہ ان کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ عالم الغیب ہے اور وہ نیات کو خوب دیکھتا ہے اسطرح پر تو گویا خدا کو دھوکہ دینا ہے اس طریق کو بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ تمہیں چاہئے کہ خالصتہً اللہ کے لئے ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مقدم کرو گے تو یقیناً سمجھو دنیا میں بھی ذلیل اور خوار نہیں رہوگے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے لئے غیرت ہوتی ہے وہ خود انکا متکفل فرماتا ہے اور ہر قسم کی مشکلات سے انہیں نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے میں یقیناً جانتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر تم میں وہ تخم بویا گیا جو صحابہ میں بویا گیا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ اسیطرح اپنے فضل کریگا۔ ایسے شخص پر کوئی شخص حملہ نہیں کر سکتا اس امر کو خوب یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھہ سچا اور مضبوط تعلق ہو جاوے تو پھر کسی کی دشمنی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میرے نزدیک عیسیٰ یا موسیٰ کا دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اصل غرض تو یہہ ہے کہ میں مقام رضا حاصل کرنا چاہتا ہوں اور یہی سب کو کرنا چاہیئے۔ یہہ اس کا فضل اور محض فضل ہے کہ وہ اپنے انعامات سے حصہ دے اور اس کے حضور کوئی کمی اور اس کی ذات میں کوئی بخل نہیں۔ یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی اور ایثار کا وہ نمونہ اور خاتم الخلفاء کی ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ کا یہہ نمونہ جو یقیناً آپ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی اور زندہ ثبوت ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو طالبان حق ہوں اور آنکھیں کھلی رکھتے ہیں۔ پھر آپکی ہمدردی کا جو نمونہ ہم ان ایام قادیان میں دیکھتے ہیں اس کا ذکر میں اس مضمون میں انشاء اللہ بسط سے کرونگا۔ جو حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اسکی توفیق دے۔ ایڈیٹر۔

میرے نزدیک جو شخص ایسا گمان کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان انبیاء و رسل کے انعامات کو حاصل نہیں کر سکتا تو پہر دنیا مین ان کے آنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟ خدا تعالےٰ کی راہ مین مجاہدہ کرنے والوں اور راستبازوں کی ساری امیدوں کا خون ہو جاوے اور وہ تو گویا زندہ ہی مر جاوین۔ مگر نہین ایسا نہیں ہے اللہ تعالےٰ ہر شخص پر وہی انعام کر سکتا ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ بندون پر کئے۔ ہان یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا دل اور اخلاص لیکر اس کے حضور آؤ۔

مین نے از خود کوئی دعویٰ نہین کیا مین اپنی خلوت کو پسند کرتا تہا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے مصالح نے ایسا ہی چاہا اور اس نے خود مجہے باہر نکالا۔ چونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جب کسی شخص کو اسکی مناسب عزت سے بڑہ کر عظمت دیجاتی ہے تو اللہ تعالےٰ اس عظمت کا دشمن ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ اسکی توحید کے خلاف ہے اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے وہ عظمت تجویز کر دی گئی تہی جسکے وہ مستحق نہ تہے یہانتک کہ انہین خدا بنا دیا گیا اور خانہ خدا خالی ہو گیا۔ عیسائیون سے پوچہہ کر دیکہہ لو وہ یہی کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح ہی خود خدا ہے۔ اب جس انسان کو اس قدر عظمت دی گئی اور اسے خدا بنا یا گیا (نعوذ باللہ) اور اسطرح خدا کا پہلو گم کر دیا گیا۔ تو کیا خدا تعالےٰ کی غیرت مخلوق کو اس انسان پرستی سے نجات دینے کے لئے جوش مین نہ آتی۔ پس اس تقاضا کے موافق اس نے مجہے مسیح کر کے بہیجا تا کہ دنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ مسیح بجز ایک عاجز انسان کے اور کچہہ نہ تہا۔ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس کفر کی اصلاح کرے۔ اور اس کے لئے یہی راہ اختیار کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد کو اسی نام سے بہیج دیا تا ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو اور دوسری طرف مسیح کی حقیقت معلوم ہو۔

یہہ ایسی موٹی بات ہے کہ معمولی عقل کا انسان بہی اسکو سمجہہ سکتا ہے دیکہو اگر ایک بڑے آدمی کو معمولی اردلی سے مشابہت دی جاوے تو وہ چڑتا ہے یا نہیں؟ پہر کیا خدا تعالےٰ مین اتنی بہی غیرت نہین کہ ایک عاجز انسان کو اسکی الوہیت کے عرش پر بٹہایا جاوے اور مخلوق تباہ ہو اور وہ انسداد نہ کرے؟

خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح نے ہرگز ایسا دعویٰ نہین کیا کہ مین خدا ہون اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو مین جہنم مین ڈالدون۔ ایک مقام پر یہہ بہی فرمایا ہے کہ مسیح سے اسکا جواب طلب ہوگا کہ کیا تو نے کہا تہا کہ مجہے اور میری مان کو خدا بنا لو۔ تو حضرت مسیح اس مقام پر اس سے اپنی بریت ظاہر کرینگے اور آخر یہہ کہین گے۔

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

یعنے جبتک مین انمین زندہ رہا تہا مینے ہرگز نہین کہا ہان جب تو نے مجہے وفات دیدی تو پہر تو آپ انکا نگران تہا۔ اس سے پہلے مادمت فیہم کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جب تک حضرت مسیح زندہ رہے ان کی قوم مین یہہ بگاڑ پیدا نہین ہوا۔ ساری ضلالت بعد وفات ہوئی ہے اگر حضرت مسیح ابہی تک زندہ ہین تو پہر یہ ماننا پڑیگا کہ عیسائی نہین بگڑے بلکہ حق پر ہین۔ پر غور کر کے بتاؤ اسلام کی حقانیت پر یہہ کسقدر خطرناک حملہ ہوگا۔ کیونکہ جب وہ ایک سچا مذہب موجود ہے اور اس مین کوئی خرابی ہی پیدا نہین ہوئی تو پہر جو کچہہ وہ کہتے ہین مان لینا چاہئے۔ مگر نہین خدا تعالےٰ کا کلام حق ہے اور یہی سچ ہے کہ وہ مر گئے اور عیسائی مذہب بہی ان کے ساتہہ ہی مر گیا اور اس مین کوئی روح حق اور حقیقت کی نہین رہی۔ اس آیت سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا مین نہین آئین گے کیونکہ وہ عیسائیون کے بگڑنے کا اقرار اپنی موت کے بعد کرتے ہین اگر انہون نے آنا تہا تو وہ یہہ جواب نہ دیتے۔ ورنہ یہ جواب اللہ تعالےٰ کے حضور جہوٹ سمجہا جاویگا اور رب العرش العظیم کے حضور حلف دروغی ہوگی؟ کیونکہ اس صورت مین تو انہین کہنا چاہئے تہا کہ مین گیا اور جا کر ان کی صلیبون کو توڑا اور ان مین پہر توحید قایم کی وغیرہ وغیرہ۔

غرض

یہہ میرا دعویٰ جو اللہ تعالےٰ کے ایماء اور حکم صریح سے کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان مصالح اور حکمت سے ایسا ہی چاہا ہے تا کہ مسیح کی عظمت کو توڑا جاوے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ نے ایسا کیا ہے یہودی خدا تعالےٰ کی برگزیدہ قوم کہلاتے تہے لیکن جب انہون نے شریعت کی بے حرمتی کی اور وہ حد سے زیادہ بگڑ گئے تو اللہ تعالےٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ ان مین نبوت کا سلسلہ رہے اور نبوت کو خاندان بنی اسماعیل مین منتقل کر کے ختم کر دیا جیسا کہ خود حضرت عیسےٰ نے بہی باغ والی تمثیل مین اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہودیوں کی اس شوخی اور گستاخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انپر ذلت کی مار ماری گئی اب وہ ہر سلطنت کے ماتحت ذلیل ہین۔ بلکہ بعض سلطنتون سے کئی دفعہ نکالے گئے ہین۔ اب جبکہ یہود پر ذلت پڑ چکی اور نبوت ان کے خاندان سے منتقل ہو چکی تو کیا یہہ انتقال نبوت تنزل کے طور پر تہا اور ناقص تہا؟ اگر ایسا تہا تو پہر یہودی ناز کر سکتے ہین اور وہ یہ پیش کر سکتے ہین کہ ہم پر یہہ فضل ہوا اور وہ انعام ہوا منجملہ اس کے ایک یہ بہی کہ توریت کی خدمت اور اس کے استحکام کے لئے برابر خلفاء اور رسل آتے رہے لیکن قرآن شریف کو یہہ مرتبہ حاصل نہ ہوا (نعوذ باللہ من ذالک) سوچکر بتاؤ۔ کہ کیا یہ اسلام کی بے عزتی اور نقص کی دلیل ہوگی یا اس کے لئے عظمت کا ذریعہ؟ مجہے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالفون نے میری مخالفت مین یہان تک غلو کیا ہے کہ اسلام کی بہی سخت ہتک کر لینی انہون نے گوارا کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء اور تمام نبیون سے افضل اور اکمل تہے۔ (صلے اللہ علیہ وسلم) معاذ اللہ ناقص نبی ٹہیرایا۔ جب یہ تسلیم کر لیا اور اپنا عقیدہ بنا لیا کہ اب کوئی شخص ایسا نہین ہو سکتا جو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ پا سکے۔ اور خدا تعالےٰ اس کے ہاتہہ پر تائیدی نشان ظاہر کر سکے۔ تم خود بتاؤ کہ اس عقیدہ سے اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ اگر خدا تعالےٰ پہلے بولتا تہا مگر اب نہین بولتا تو اسکا ثبوت کیا ہے؟ کہ وہ پہلے بولتا تہا اگر خدا تعالےٰ پہلے خارق عادت تصرفات دکہاتا تہا مگر اب نہین دکہاتا تو اسکا کیا ثبوت ہے؟ قصے کہانیان کون قوم بیان نہین کرتی۔ افسوس ان کو تعصب نے ایسا اندہا کر دیا ہے کہ کچہہ بہی انکو سوجہائی نہین دیتا اور میری مخالفت مین یہہ اسلام کو بہی ہاتہہ سے دیتے ہین۔

غرض

اگر یہودی ضربت علیہم الذلة کے مصداق ہو چکے ہین اور نبوت اس خاندان سے منتقل ہو چکی ہے تو پہر یہہ ناممکن ہے کہ مسیح دوبارہ اسی خاندان سے آوے؟ اگر یہہ تسلیم کیا جاوے گا تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ادنےٰ نبی مانا جاوے اور اس امت کو بہی ادنےٰ امت حالانکہ یہہ قرآن شریف کے منشاء کے صریح خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف نے تو صاف طور پر فرمایا

کنتم خیر امة اخرجت للناس

پہر اس امت کو خیر الامة کی بجائے شر الامة کہوگے؟ اور اس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر حملہ ہوگا! مگر یقیناً یہہ سب جہوٹ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اعلےٰ درجہ کی تہی اور ہے اسلئے کہ وہ ابتک اپنا اثر دکہا رہی اور تیرہ سو سال گذرنے کے بعد مطہر اور مقدس وجود پیدا کرتی ہے اللہ تعالےٰ کا انتقال نبوت سے یہی منشاء تہا کہ وہ اپنا فضل و کمال دکہانا چاہتا تہا جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا تہا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اھدنا الصراط المستقیم میں۔ یعنے اے اللہ ہم پر وہ انعام و اکرام کر جو پہلے نبیوں اور صدیقوں شہیدون اور صالحین پر تو نے کئے ہین۔ ہم پر بہی کر۔ اگر خدا تعالےٰ یہہ انعام و اکرام کر ہی نہین سکتا تہا اور انکا دروازہ بند ہو چکا تہا تو پہر اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تہی؟ اسرائیلیون پر تو یہ دروازہ بند ہو چکا تہا اگر یہان بہی بند ہو گیا تو پہر کیا فائدہ ہوا؟ اور کسی بات مین بنی اسرائیل پر اس امت کو فخر ہوا۔ جو خود اندہا ہے وہ دوسرے اندہے پر کیا فخر کر سکتا ہے!

اگر وحی۔ الہام۔ خوارق یہودیوں پر بند ہو چکے ہین! تو پہر یہہ بتاؤ کہ پہر کسی جگہ جا کر کہلا بہی یا نہیں۔ ہمارے مخالف یہی کہتے ہین کہ نہین ہم پر بہی یہ دروازہ بند ہے یہ کیسی بدنصیبی ہے پانچ وقت اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے ہین۔ اور اسپر بہی کچہہ نہین ملتا! تعجب!!

اللہ تعالےٰ کا خود ایسی دعا تعلیم کرنا تو یہہ معنی رکہتا ہے کہ مین تم پر انعام و اکرام کرنے کے لئے طیار ہون جیسے کسی حاکم کے سامنے پانچ امیدوار ہون اور وہ ان مین سے ایک کو کہے کہ تم یہان حاضر ہو تو اسکے یہی معنے ہوتے ہین کہ اسکو ضرور کام دیا جاویگا۔ اسیطرح پر اللہ تعالےٰ نے یہ دعا تعلیم کی اور پانچوقت یہہ پڑہی جاتی ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہین کہ اس کا کچہہ بہی اثر

اور نتیجہ نہین ہوتا؟ کیا یہہ قرآن شریف کی ہتک اور اسلام کی ہتک نہین؟ میرے اور انکے درمیان یہی امر دراصل متنازعہ فیہ ہے مین یہہ کہتا ہون کہ **اسلام کے برکات** اور تاثیرات جیسے پہلے تہین ویسے ہی اب بہی ہین وہ خدا اپنے تصرفات اب بہی دکہاتا ہے اور کلام کرتا ہے مگر یہ اس کے مقابل مین کہتے ہین کہ اب یہہ دروازہ بند ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ گویا معطل ہو گیا وہ کسی سے کلام نہین کرتا + دعاؤن مین تاثیر اور قبولیت نہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات پیچہے رہ گئی ہین۔ افسوس انپر انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف اور اسلام کی قدر نہین کی۔ اسلام زندہ مذہب ہے اور ہماری کتاب **زندہ کتاب** ہمارا خدا **زندہ خدا** اور ہمارا رسول **زندہ** رسول ہے پہر اسکے برکات انوار اور تاثیرات مردہ کیونکر ہو سکتی ہین؟ مین اس مخالفت کی کچھہ پروا نہین کر سکتا انکی مخالفت کے خیال سے مین خدا تعالےٰ اور اس کے رسول اور اسکی کتاب کو کیسے چہوڑ سکتا ہون +

لاہور مین عبد الحکیم نام ایک شخص سے میری گفتگو ہوئی۔ اسنے کہا کہ الہام پہلی امتون کا خاصہ تہا یہانتک کہ عورتون کو بہی وحی ہوتی تہی مگر اس امت مین یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے کیا یہ امت بنی اسرائیل کی عورتون سے بہی گئی گذری ہو گئی اور خدا تعالےٰ نے اسکے لئے یہی چاہا ہے کہ وہ خیر الامم کہلا کر بہی محروم رہے؟ اس عبد الحکیم نے تو یہان تک کہدیا تہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہی محدث نہ تہے وہ بہی صرف انکی ایک خوش کرنے کی بات تہی محدث وہ بہی نہ تہے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کی ہتک اسلام اور **نبی کریم** صلے اللہ علیہ وسلم کی یہہ لوگ کرتے ہین پہر مین ان کی مخالفت کی کیا پروا کرون یہہ لوگ اسلام کے دوست نہین دشمن ہین۔ اگر بقول ان کے سب بے نصیب ہین تو پہر کیا فائدہ؟ ہزار اتباع کرین معرفت نہ بڑہیگی تو کوئی احمق اور نادان ہی ہوگا جو اس پر بہی اتباع ضروری سمجہے۔ حضرت عیسیٰ کا آنا نہ آنا تو امر ہی الگ ہے اس سوال کو پیچہے چہوڑدو پہلے یہ تو فیصلہ کر دو کہ کیا اس امت پر بہی وہ **برکات** اور **فیوض** ہونگے یا نہین؟ جب یہ فیصلہ ہو لے تو پہر پہلے کی آمد کا سوال جہٹ طے ہو سکتا ہے۔

یہہ لوگ جن مہلکات مین پہنسے ہوئے ہین وہ بہت خطرناک مرض ہے اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہوگی؟ کہ اس امت کی نسبت باوجود خیر الامم ہونے کے یہہ یقین کر لیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل شرف مکالمہ سے محروم ہے اور خواہ ساری عمر کوئی مجاہدہ کرتا رہے کچھہ بہی حاصل نہ ہوگا (نعوذ باللہ) جیسے کہدیا جاوے کہ خواہ ہزار ہاتہہ تک کہودتے چلو مگر پانی نہین ملیگا۔ اگر یہہ سچ ہے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہین تو پہر مجاہدہ اور دعا کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ انسان کی فطرت مین یہ بات داخل ہے کہ وہ جسکو ممکن الحصول سمجہتا ہے اسے تلاش کرتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا ہے اور اگر اسے یہ خیال اور یقین نہ ہو تو وہ مجاہدہ اور سعی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جیسے ہما یا عنقا کی کوئی تلاش نہین کرتا اسلئے کہ سب جانتے ہین کہ یہہ چیزین ناممکن الحصول ہین۔ پس اسیطرح جب یہ یقین کر لیا گیا کہ اللہ تعالےٰ سے مکالمہ کا شرف ملنے کا ہی نہین اور خوارق اب دیئے ہی نہین جا سکتے تو پہر مجاہدہ اور دعا جو اس کے لئے ضروری ہین محض بیکار ہون گے اور اس کے لئے کوئی جرأت نہ کریگا۔ اور اس امت کے لئے نعوذ باللہ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ صادق آئیگا۔ اور اس سے خاتمہ کا بہی پتہ لگ جائیگا کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس مین تو کوئی شک وشبہ ہی نہین ہو سکتا کہ یہ جہنمی زندگی ہے پہر آخرت مین بہی جہنم ہی ہوگا۔ اور اسلام ایک جہوٹا مذہب ٹہیریگا۔ اور نعوذ باللہ خدا نے بہی اس امت کو دہوکا دیا کہ خیر الامۃ بنا کر پہر کچھہ بہی نہ دیا۔

اس قسم کا عقیدہ رکہنا ہی کچھہ کم بدقسمتی اور اسلام کی ہتک نہ تہی کہ اسپر دوسری مصیبت یہہ آئی کہ اسکے لئے وجوہات اور دلائل پیدا کرنے لگے چنانچہ کہتے ہین کہ یہ دروازہ مکالمات ومخاطبات کا اسوجہ سے بند ہو گیا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہین اس لئے آپ کے بعد یہہ فیض اور فضل بند ہو گیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہہ نادان اتنا ہی نہین سمجہتے کہ اگر ختم نبوت کے ساتہہ ہی اگر معرفت اور بصیرت کے دروازے بہی بند ہو گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بہی ثابت نہ ہونگے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے کہ تا اللہ تعالےٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو۔ اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے تصرفات اور اسکی قدرتون اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ ہی مکالمات ومخاطبات اور خوارق عادات ہین لیکن جب یہہ دروازہ ہی بند ہو گیا تو پہر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟ مین بڑے افسوس سے کہتا ہون کہ ان لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز قدر نہین کی اور آپ کی شان عالی کو بالکل نہین سمجہا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہہ نہ تراشتے اس آیت کے اگر یہ معنے جو یہ پیش کرتے ہین تسلیم کر لے جاوین تو پہر گویا آپ کو نعوذ باللہ ابتر ہوگا کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور روحانی کی یہہ نفی کرتے ہین تو پہر باقی کیا رہا؟ اصل بات یہہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپ کی **روحانی** اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبہی ختم نہین ہوگا۔ آیندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور حالت مین ملسکتی ہے جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع مین کہویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرلے بدون اس کے نہین۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذّاب ہوگا۔ اسلئے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہین آسکتا۔ ہان فنافی الرسول اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہین کیا گیا۔ اسی لئے براہین مین یہ الہام درج ہے۔

کل برکۃ من محمد صلے اللّٰہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم۔

یعنے یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف مجہے دیا گیا ہے یہہ محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے یہ آپ ہی کے ظہور مین آرہے ہین جسقدر تائیدات اور برکات والنوار ہین وہ آپ ہی کے ہین۔ اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتویٰ دو کہ انکے متعلق تم کیا سمجہتے ہو اور یقین کرتے ہو کیا یہ مانتے ہو کہ انکو جو کچھہ دیا جائیگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی ہوتے اور آپ کے کامل اتباع کیوجہ سے نصیب ہوگا یا پہلے سے انہین دیا گیا ہے؟ یہ مانتے ہین کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متبع تہا۔ پہر یہ تو توریت کا فخر ہوا۔ نہ کہ قرآن مجید کا + پہر کیسی بیہودگی ہے کہ ایسا عقیدہ رکہا جاوے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی ہتک شان کا موجب ہو۔

اسلئے یہ ضرور ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہو اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے برکت اور تعلیم پائے۔ اور آپ ہی کے فیض اور ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔ ہمنے دیکہا ہے کہ ہمارے مخالف اس موقع پر چالاکی سے یہ کہدیتے ہین کہ آنے والا عیسیٰ امتی ہوگا۔ یہہ مصیبت انہین بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ اس مین اِمامکم منکم، امکم منکم لکہا ہوا ہے۔ اسلئے حضرت عیسیٰ کو امتی بناتے ہین مگر نہین سمجہتے کہ امتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بغیر گمراہ تہا جو رشد اور سعادت اسنے پائی وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہین کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تہے اور اب بہی گمراہ ہین جبوقت آئینگے اسوقت آپ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کرنیسے وہ درجہ اور عزت انہین ملیگی + پہر امامکم منکم کا مفہوم اسصورت مین تو درست نہ ٹہیرا افسوس کا مقام ہے ان لوگون نے قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور کرنا چہوڑ دیا ہے اور وہ جو حکم ہو کر آیا تہا اسکا انکار کر دیا پہر انکو سمجہ آوے تو کیونکر۔ امامکم منکم صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تہا کہ آنیوالا امام تم مین سے ہی ہوگا مگر یہہ اسپر راضی نہین ہوتے۔ یہہ امت کو خیر الامم اور یہودی بنا کر تو خوش ہو جاتے ہین لیکن مسیح اور امام کا آنا اس امت سے تسلیم نہین کر سکتے!!! ایسا تو حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کرین کہ وہ گمراہ ہین (معاذ اللہ) جیسا کہ عیسائیون نے اقرار کر لیا کہ وہ ملعون ہین (نعوذ باللہ) عیسائیون نے لعنتی تو انکو کہدیا مگر لعنت کے مفہوم سے بے خبر ہین اگر انکو پہلے خبر ہوتی کہ لعنت کا یہ مفہوم ہے تو کبہی نہ کہتے بیٹے نے مسیح کو کہا کہ لعنت کا مفہوم تو یہہ ہے کہ ملعون راندہ درگاہ ہو اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو۔ اور شیطان سے جا ملے اب بتاؤ کہ تم مسیح کیلئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو؟ تو آخر وہ جواب نہ لکہہ سکا اور حقیقت مین انکا جواب ہے ہی نہین انہون نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بے خبر ہو کر یہ لفظ ان کے

(باقی صفحہ ۷ پر)

شاہ آباد ضلع ہردوئی میں اعلائے حق

ناظرین الحکم جناب مولانا مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس ہردوئی کے نام سے واقف ہیں صاحب موصوف ایک ذی وجاہت رئیس ہونے کے علاوہ ذی علم اور قابل آدمی ہیں۔

شاہ آباد میں وہ تنہا احمدی ہیں۔ وہاں سید مظفر علی صاحب (برادر حقیقی حکیم سید امجد علی صاحب جو محلہ سید واڑہ میں رہتے ہیں) نے منشی نثار الحق صاحب دہلوی محرر پنچ مجسٹریٹ شاہ آباد کے توسط سے حیات مسیح کے متعلق گفتگو کرنے کی دعوت دی اس کے متعلق مولوی انوار حسین خان صاحب نے اسکا تحریری جواب ان کے پاس بھیجا اور اس میں انہیں دوسرے علماء مخالف سے مدد لینے کا بھی اختیار دیا۔ سید صاحب نے اسکا جواب جو کچھ بھیجا ہے وہ ناظرین خود دیکھ لیں گے۔ ہرچند اس خط و کتابت کی اشاعت کی چندان ضرورت نہ ہوتی لیکن محض اس خیال سے کہ کیا عجب شاہ آباد کی مسلمان آبادی پر اسکا اچھا اور مفید اثر پڑے میں بغیر کسی قسم کے حاشیہ اور اضافہ کے دونوں خطوں کو چھاپ دیتا ہوں اور شاہ آباد کی مسلمان خصوصاً رئیس پارٹی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے اس معاملہ پر غور کریں۔ ایڈیٹر۔

مشفقی سید مظفر علی صاحب

بعد سلام مسنون کے التماس ہے کہ آج مجھے منشی نثار الحق صاحب کا آپکا پیغام پہونچایا۔ کہ سید صاحب فرماتے ہیں کہ ہم دعاوی حیات و ممات میں انوار حسین کو بہت تھوڑے عرصہ میں سمجھا دینگے بشرطیکہ وہ یہہ اقرار کریں کہ مطالبہ روپیہ دستاویزی ہمکو چھوڑ دیں یا دستاویز واپس کر دیں ورنہ میں قادیانی ہو جاؤں گا۔ جناب من اوس کے جواب میں عرض ہے کہ مجھکو کوئی نفع آپ کے قادیانی ہونے سے نہیں ہے۔ میری غرض تو صرف اس قدر ہے کہ جو بات کہ حق ہو اوسکو قبول کرنا چاہئیے۔ یا میں اوس حق بات کو جو معلوم ہو کانوں تک دوسرے کے پہونچا دوں۔ اگر وہ شخص اوسکو قبول کرے تو اوسکا فائدہ ہے ورنہ میں اوس الزام سے کہ جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ الساکت من الحق شیطان اخرس۔ یعنے خاموش رہنے والا نیک بات سے گونگا شیطان ہے بری ہو سکوں۔ اور میرے نزدیک کیا شاید دوسروں کے نزدیک بھی یہہ بات معقول ہوگی کہ حق جس جگہ پاوے اوس کی پیروی کرے اور پابند ہو خواہ وہ حق دار القادیان کا ہو یا بٹالہ کا یا کسی دوسرے مقام کا اور آپ میں تو "گستاخی معاف" احمدی جماعت میں داخل ہونیکی ہمت ہی نہیں پاتا۔ کیونکہ منجملہ دس شرائط بیعت کے شرط پنجم یہہ ہے کہ ہر حال میں رنج و راحت۔ عسر۔ یسر۔ اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالے کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت و دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اوس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ دیکھو شرائط مندرجہ اخبار بدر و اشتہار مطبوعہ ۱۸۸۹ء۔ میں خود اپنی طرف سے یہ بات ظاہر نہیں کرتا بلکہ آپ کا ابتدا ہی سے شرط ادائگی مطالبہ آپکے استقلال و عزت دین پر گواہ ہے۔ رہی دوسری بات مطالبہ کی ادائگی اور واپسی دستاویز وغیرہ اوسکی بابت عرض ہے کہ میں بطیب خوشی سے اس بات کو منظور کرتا ہوں اور مجھکو کوئی کلام نہیں۔ اگر آپ صرف جواب معقول مع استدلال قرآنی کے میری تحریر کا جو آپکی طلب پر پیش کر سکوں گا جواب بالاستیعاب تحریری دیدیں۔ یا کسی دوسرے صاحب سے شاہ آباد میں اعانت لیکر جواب لکھدیں۔ مگر واضح رہے کہ آپ اگر شاہ آباد کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے مدد لینگے تو مجھکو بھی اختیار ہوگا کہ میں بھی دوسرے مقام کی مدد لے سکوں۔ اگرچہ ابھی خدا کے فضل سے مجھکو ضرورت نہیں۔ اور اوسوقت آپ کو اختیار تام ہوگا کہ آپ جس کو چاہیں تمام ہندوستان میں سے اپنا شریک بنا لیں۔ خواہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہوں یا مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی یا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا مولوی عبد الحی صاحب دہلوی وغیرہ وغیرہ جسکو چاہیں آپ اپنا شریک کر سکتے ہیں۔ اور اوس وعدہ یا اقرار میں جو اس خط میں لکھا ہے خواہ شریک حصہ آپ اون کو کریں یا نہ کریں مگر میں اوس کے خلاف اقتضا نہ کروں گا جو میں تحریر کر آیا ہوں جیسا ظاہر ہے کہ میں شاہ آباد میں منجملہ آبادی مسلمانوں کے کہ بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء کے نو ہزار نو سو ہے ایک منفرد شخص ہوں۔ اور باقی جملہ اشخاص اس مسئلہ میں میرے مخالف۔ مگر میں تو متعدد آپ کو وسعت دیتا ہوں کہ شاہ آباد کے حضرات کی شراکت کے آپ مجاز ہیں کہ جس سے چاہیں مدد لیں۔ اور میں بعد فیصلہ پانچ ایسے منصف مزاج اشخاص کے کہ حق گو ہوں۔ اور حق کہنے میں کسی کی بھی پروا نہ کرتے ہوں خواہ یہہ کہ مال جاوے یا جان۔ اور وہ اون دونوں فریقوں میں سے بھی نہوں یعنے نہ حیات کے قائل ہوں اور نہ ممات کے اور اون کا تعین میری مرضی پر ہوگا۔ ورنہ آپ اور میری دونوں کے جس میں آپ ایسے اوصاف ثابت کر دیں۔ اور وہ یہہ کہیں کہ جملہ تحریر کا جواب بے کم و کاست ہوگیا اور کوئی سوال یا جزو تحریر بغیر تحریر جواب معقول کے باقی نہیں رہا اوسوقت میں صرف میں وہی مبلغ ما عہ جو میری بالفتح آپ کے ذمہ حسب شرائط جواب ہیں واپس نہیں کروں گا بلکہ اوس کے علاوہ مبلغ یکصد روپیہ اور بطور نذرانہ پیش کش کروں گا۔ اگر آپ کو اس تحریر پر اعتقاد نہ ہو تو بذریعہ رجسٹری کے اسٹامپ پر تحریر مکمل کر دوں گا یا جس طرح آپ کا اطمینان ہو اوس کے کرنے کے واسطے تیار و مستعد ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ صرفہ اسٹامپ و رجسٹری وغیرہ آپ کے ذمہ ہوگا بعد کامیابی کے آپ مجاز ہیں ما عہ یعنے ما عہ دستاویزی یافتنی میرے اور ما نقد بطور نذرانہ مع اضافہ خرچہ رجسٹری وغیرہ کے مستحق ہونگے اور اسی قدر نہیں بلکہ یہہ بھی اقرار ہے اور بذریعہ رجسٹری کے بھی تحریر کر دوں گا۔ اگر صرف شاہ آباد ہی کے آپ کے معین ہونگے تو مجھہ منفرد سے اور یا کسی دوسری جگہ کے علاوہ شاہ آباد کے مجیب ہونگے تو در حالت جواب معقول حسب شرائط مندرجہ صدر مستحق پانے جائداد چکات کے جو الگ کہاتہ ۱۲ میں تعدادی للعہ میرے نام ذاتی ہے اور اب تک کسی جگہ نہ کفالت میں ہے نہ ضمانت میں۔ اور اگر اس کے خلاف ہو تو آپ دریافت کر سکتے ہیں جس میں سے عہ اراضی میں باغات قلمی ہیں جنکی بابت آپ ہی خود علم رکھتے ہونگے کہ یہ باغات قریب شاہ آباد میں اعلے درجہ کے قرار دئے جا سکتے ہیں۔ جسکی قیمت فروخت کی بحساب جناب کے جو آپکے اپنے کہیت واقع عقب جامع مسجد کے فرمائی تہی کہ للعہ بیگہہ میں فروخت ہوتا ہے دس ہزار ہوگی۔ .....

..... اراضی کی جو قیمت ہو بہ سبب حسب افزار کے میں دینے کو تیار و مستعد ہوں آپ نے تو صرف مبلغ ما عہ کی بابت طمع ظاہر فرمائی ہے مگر میں اوسکے علاوہ ایک رقم کثیر ادا کرنیکو طیار ہوں کیونکہ دین کی عزت کے مقابلہ میں میرے نزدیک مال کوئی چیز نہیں۔ اور یہ تجارت آپ کی تمام تجارتوں سے بڑھکر اور جڑہ کر ہے آپ کو بذریعہ ملازمت کے ایکسو روپیہ سالانہ کا محاصل ہے اور اس حالت میں شاید تھوڑے عرصہ میں اس حساب سے سوا یا ڈیڑہ سو برس کا منافع حاصل ہو سکتا ہے۔ اب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کسقدر اس منافع کے حصول کی کوشش فرماتے ہیں اور مجھکو بھی جہالت و نادانی سے اپنے خیال کے موافق راہ ہدایت پر لاتے ہیں مگر شرط یہی ہے کہ تجاوز کسی شرط سے یا جواب تحریری سے جو اوس کاغذ میں تحریر ہونگے جسکی بابت میں لکھ چکا ہوں اور وہ عند الطلب آپکی خدمت میں باخذ رسید دیا جاوے گا نکریں اور جواب یک ہفتہ سے ایک ماہ کی مدت میں بھیجدیں کیونکہ جب آپ تھوڑی مدت میں سمجھا سکتے ہیں تو بہت مدت میں بدرجہ اولی تحریر اور علاوہ قرآن شریف یا حدیث مرفوع متصل اور متواتر کی کوئی آیت ذی الوجوہ و متشابہ پیش نکریں وما علینا الا البلاغ

راقم الحروف

انوار حسین خان۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء

مولوی صاحب مخدوم و مکرم و معظم بندہ دامت عنایتکم

بعد سلام مسنون نیاز مقرون آنکہ آپکا والانامہ مشرف صدور لایا آپ کی شان محققانہ سے بہت بعید تہا کہ کسی کے کہنے پر آپ پورا یقین کر بیٹہے کہ مظفر علی دعوی حیات و ممات میں آپ کا اطمینان کر دینے کا ذمہ کرتا ہے خیال تو فرمائے کہ جبکہ آپ نائب رسول علما اور اون کے اجماع ہو جانے پر بہی اطمینان نہیں فرماتے ہیں اور خلاف کیطرف راہ نکالتے ہیں تو مجہہ بیچارہ کو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ محض جاہل ہوں علم فارسی عربی درکنار اردو بہی نہیں جانتا اور پہر آپ کے مقابلہ میں جسپر کو اللہ تعالے نے مولوی ہونیکا فخر عطا فرمایا ہے کیا زبان کہولنے کی ہمت کر سکتا ہوں بفائدہ آپ بنیر مجہسے دریافت کئے ہوئے بلائے ناگہانی کی طرح مجہپر ٹوٹ پڑے بجز اس کے اور کیا خیال

جنازہ غائب۔ بابو برکت علی صاحب کلرک دہرم سالہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ میری چہوٹی ہمشیرہ اہل آفانی سے کوچ کر گئی ہے۔ احمدی جماعت سے التماس ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑہا دے۔

کیا جا سکتا ہے کہ طلب حق نہین نفس کی یہہ تجویز ہین اگر طلب حق ہوتی تو اپنے ہمعصر علماء تحقیق کی کوشش فرماتے کچھہ دشوار نہین موجودہ حالت مین صرف ہردوئی تشریف لے جائیے آپکو معلوم ہوگا وہان ایک جلسہ علماء کا ہے اون سے تحقیق اور اپنے اطمینان کی کوشش فرمائیے مجھکو محض جاہل پاکر اپنے دل کے بخار نکالنے کے لئے مستعد ہو گئے ہے

نہ قاضیم نہ مشایخ نہ محتسب نہ فقیہ
مرا غرض چہ کہ منع شرابخوار کنم

دوسرے یہ آپ مجھہ حقیر کیطرف یہہ خطاب فرماتے ہین کہ مین ...... تجھہ مین احمدی جماعت کے داخل ہونیکی ہمت ہی نہین پاتا ہون صرف اسکا جواب اس قدر کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ مین اگر احمدی جماعت راستی پر ہو تو مجھکو اوسمین داخل ہونے کی ہمت مرحمت فرماوے۔ ورنہ آپ کو اوس سے خروج کی ہدایت فرماوے آمین ثم آمین۔

تیسرے یہ کہ مین آپ کا قرضدار ضرور ہون اور اللہ پاک کی درگاہ مین اوسکی ادائے واسطے عرض کرتا ہون جسکی بنسبت آپ یہہ ارقام فرماتے ہین کہ آپ کے شرائط ادائگی مطالبہ آپ کے استقلال اور عزت دین پر گواہ ہین۔ مولویصاحب اگر مین آپکا قرضدار نہوتا توکیون آپسے صاف صاف سنتا آپ بجا فرماتے ہین میرے پاس جب دنیا نہین تو دین کیسے ہوسکتا ہے دین تو شاید فی زمانہ دنیا ہی کا نام ہے کم ہمت فرمائے بے ایمان فرمائیے مین کیا بدترین مخلوقات مین آثم کہ من دانم۔ مگر آپ کا اپنے زہد اور عباد پر ایسا فخر فرمانا ایسا نہو ناپسند حق ہو۔ آج تک تو لوگ اس حقیر کو آل رسول کے ساتھہ خطاب فرماتے تھے اور آپ کی تحریر مین یہہ بھی ہے کہ مین شاہ آباد مین منجملہ آبادی مسلمانون کے کہ جو بوقت مردم شماری ۱۹۰۱ء کے نو ہزار کوئی سو ہے مین ایک منفرد شخص ہون اور باقی میرے مخالف۔ لہذا آپنے حنفا ہی ہم لوگون کے لئے نیا تجویز فرمایا یعنی بے ایمان مبروز حشر مین اپنے ... کے ... اسکا انصاف چاہون گا جواب یاد ... رکہین ایسا نہو ... آپ کے ایمان کا ... شرمندہ ... ہین آپکا قرضدار ضرور ... حسب توفیق الٰہی نجات دیگا سجدہ شکر بجا لاؤن گا اسوقت تک جو کچھہ مزاج مین آئے فرمائیے مین بہت شوق سے سننے کو تیار ہون ایک مثل یاد تھی اسنے بڑی تسکین دی اور وہ یہ ہے۔

کہ ایک یہودی کے ہمارے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرضدار تھے وہ آپ کے پاس تقاضے کو آیا اور کہنے لگا کہ محمد تم بڑے نادہندہ ہو میرا روپیہ نہین دیتے ہو اور بھی بہت کچھہ سختی کی آپ نے اوسکی سختی پر صبر فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حضوری مین حاضر تھے آپکو اوس کی گستاخی بہت ناگوار ہوئی اور آپ نے اوس یہودی سے فرمایا کہ اے شخص تو نے اگر اب کی مرتبہ پھر ایسا کہا تو تجھکو قتل کرون گا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی خاموش ہو جاؤ اور حق کی طرف رہو مجھکو کیون نہین سمجھاتے ہو کہ مین روپیہ اس کا ادا کرون یہہ سنکر وہ یہود بہت شرمندہ ہوا۔

جب ہمارے جد کو بوجہ قرضدار ہونیکے ایک یہود سے ایسی سخت باتین سننی پڑین اور حضور انور نے برداشت فرمائین تو مین بھی تو اوسی درخت کی شاخ ہون جو جی مین آئے فرمائیے سب کچھہ سننے کے واسطے حاضر ہون

چوتھے یہ کہ آپ فرماتے ہین کہ اگر تم میرا اطمینان کردوگے تو اسقدر زمین باغات وغیرہ اور مال میرے پاس ہے تجھکو دیدون گا۔ آپکی زمین اور باغات اور مال اللہ تعالےٰ آپ کا آپکو مبارک کرے اور روز افزون ترقی فرمائے اوس کی مجھہ کو ضرورت نہین۔ مین بیچارہ آپ کا اطمینان کیا کر سکتا ہون اور کوئی کیا کر سکے گا۔

ماراچہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

کسی کے کہنے پر خیال نفرمائیے اور مجھکو معاف فرمائیے اور اگر آپ اپنے دل کے حوصلے مجھہ ہی پر پورا کرنا چاہتے ہین تو مجھہ کو بھی گریز نہین ہے جسوقت جی چاہے تشریف لائے۔ دو باتون مین قصہ تمام ہے۔

نیازمند مظفر علی بقلم خود

۱۰ شعبان ۱۳۲۳ھ

یادگار کریم

زیر عنوان ... نیچے الحکم مین جو تحریک حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ایماء سے کی گئی ہے وہ اپنے اندر ہی ایک ایسا جذب اور اثر رکھتی ہے کہ قوم اسمین حصہ لینے کے لئے کسی کی ترغیب تحریص کی محتاج نہین۔ کیونکہ یادگار ہو وہ ایک سچے عاشق قرآن کی اور ماحصل اسکا ہے تعلیم و تلاوت قرآن کریم۔ وہ پیارا وجود جسکی یادگار کے لئے ہم آج یہ تجویزین کر رہے ہین جیسا اپنی زندگی مین قوم کو تعلیم دیتا تھا ویسا ہی وہ اپنی موت مین بھی قوم کو ایک تعلیم دے کر گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہماری محبت اسکے جسم فانی سے نہ ہونی چاہئے بلکہ اس کی روح سے اور اون چیزون سے جنسے وہ محبت کرتا تھا جو ہمیشہ رہنے والی ہین اور جیساکہ اسکے ہر ایک خطبہ اور ہر ایک تحریر اور ہر ایک تقریر اور ہر ایک خط اور ہر ایک گفتگو سے قرآن کریم کی سچی اور خالص محبت کی شہادت ملتی ہے مین ذاتی طور پر بھی یہہ شہادت دیتا ہون کہ اس کے دلمین قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جب سے مین قادیان مین آکر رہا ہون یعنی ۱۸۹۹ء سے مشکل سے ہی کوئی دن ایسا گذرتا ہوگا جب مین اور وہ مخدوم مرحوم اکٹھے نہ بیٹھتے ہون۔ اور گھنٹون کی تنہائی کی گفتگو مین بھی اگر ان کے دل کے اندر کوئی بات مینے دیکھی ہے تو وہ کلام الٰہی سے خالص اور سچی محبت اور مہبط وحی صلے اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق تھا۔ کوئی دنیا کی گفتگو اسکو کبھی نہ بہلا سکتی تھی بلکہ اگر اتفاقاً کوئی بات درمیان مین آبھی جاوے تو جھٹ اسے قطع کر کے وہی قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کا ترانہ شروع کر دیتے تھے۔ انکے قرآن کریم کے پڑھنے مین ایسا درد تھا کہ رلا رلا دیتے تھے اور جن لوگون کو آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اس جماعت مین شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہوگا جسکو یہہ اتفاق نہ ہوا ہو۔ وہ خود اس بات سے واقف ہین کہ کیسا ذوق اور خضوع انکے پیچھے نماز مین حاصل ہوتا تھا۔ اے مرحوم تیری روح پر ہزارون ہزار درود ہون کہ تیری زندگی ہمارے لئے ہزارون ہزار برکات کا موجب تھی۔ خدا کرے تیری یہ ابدی زندگی اس سے بھی زیادہ برکات کا موجب ہو۔ ایسے پیارے اور ایسے بابرکت اور ایسے قیمتی اور ایسے غمخوار دوست کی مفارقت پر یہ تو قدرتی امر تھا کہ دل غم سے اور آنکھین آنسوؤن سے بھر جائین مگر یہ تو کچھہ بھی نہین۔ جو میت رونے دھونے اور مرثیہ خوانی تک ہی رہ جائے وہ ایک معمولی موت ہے مگر ہمارے اس مخدوم مرحوم کی موت معمولی نہ تھی اور اسکی شہادت خود خدا نے آسمان سے دی۔ یادگارین تو لوگ دنیا مین ہزارون قسم کی بناتے ہین۔ مگر سچی یادگار وہی ہے جو جدا ہوئے ہوئے دوست کی روح کا سچا نقشہ سامنے لاوے سو اگرچہ ہمارے مدرسہ مین قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے مگر سچی بات یہ ہے کہ یہ معمولی دنیوی اور مروج تعلیم کے ساتھہ آٹے مین نمک کی طرح ہے۔ اگر قوم اس قسم کے قرآن شریف سے محبت رکھنیوالے وجودون سے پیار کرتی ہے جس قسم کا ایک وجود ہمارے درمیان سے اٹھہ گیا ہے۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ بہت جلدی قرآن شریف کی تعلیم کا ایک الگ سلسلہ کھولا جائے جسکی اصل غرض صرف تعلیم کتاب الٰہی ہی ہو۔ یہی بات ہے جو ہمارے مرحوم دوست کی روح کو خوش کر سکتی ہے اور یہی وہ بات ہے جو ہماری اس سے محبت کو ظاہر کر سکتی ہے۔ اور اس کی صداقت پر یہ کم شہادت نہین کہ سب سے پہلے اس تجویز کو خدا نے اسکے دل مین ڈالا جسکو اسنے اپنے فضل سے ہماری اس احمدی قوم مین سب سے زیادہ فہم عطا کیا ہے۔ اسکے لئے ضرورت ہوگی عمدہ عمارت کی جو میرے خیال مین پختہ ہونی چاہئے تعلیم کے کمرے اور متعلمین کی رہائش کے کمرے اور پھر ایک مستقل ماہوار آمد۔ جو مستقل مصارف کیلئے مکتفی ہو۔ پس سب سے پہلے تو ضروریات عمارت کا فکر چاہئے اسکے لئے خصوصیت سے جماعت سیالکوٹ مخاطب ہے جسنے سالہا سال تک مرحوم کے وعظ اور درس قرآن سے فائدہ اٹھایا ہے اور اس جماعت مین خصوصیت سے مخاطب ہین۔ مکرم و مخدوم چودہری محمد سلطان صاحب جنکا مرحوم اکلوتا بیٹا تھا اور چودہری محمد بخش صاحب۔ چودہری صاحب کا نام آنیکے ساتھہ میرے سامنے الحکم کا ایک نوٹ آگیا ہے جس کو پڑھکر مجھے بہت ہی افسوس ہوا ہے اور خود چودہری صاحب کو بھی ہوا اور انکے دوستون اور اقربا کو بھی افسوس ہوا ہوگا اس نوٹ مین خدا جانے کسطرح یہ لکھدیا گیا کہ "اگر کوئی صاحب مخدوم الملت کے ضعیف والدین کے لئے کوئی رقم بھیجین تو وہ فلان شخص کو بھیجدین" ہم تو خود چودہری صاحب سے یادگار کریم کے لئے بڑی بھاری رقم کے امیدوار ہین چہ جائیکہ وہ کسی دوست کی مدد کے محتاج ہون۔ چودہری صاحب خدا کے فضل سے صاحب جائداد ہین اور ۲۷ سال تک سیالکوٹ کے میونسپل کمشنر رہے ہین۔ اسی طرز کا ایک نوٹ اخبار بدر مین بھی غلطی سے شائع کر دیا گیا ہے۔ ہم مولوی صاحب کے پس ماندگان کے لئے قوم سے قطعاً ایک پیسہ نہین مانگتے بلکہ حضرت مرحوم کی یادگار کے لئے مانگتے ہین۔ جب مین اوس محبت کو دیکھتا ہون جو قوم کو حضرت مولوی صاحب مرحوم سے تھی تو مین خیال کرتا ہون کہ یہ ایک بہت ہی چھوٹی سی درخواست کی گئی ہے۔ اس ظاہر حصہ کو اگر قوم پورا کر دے تو خدا اس مین برکت ڈالکر اس سلسلہ کو دنیا کے لئے بہت سی برکات کا موجب بنا دیگا۔ عمارت کیلئے میری سمجھہ مین تین چار ہزار روپیہ کافی ہوگا اور ماہوار اخراجات کا اندازہ بعد مین لگ سکیگا۔ راقم محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

[illegible]

إِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

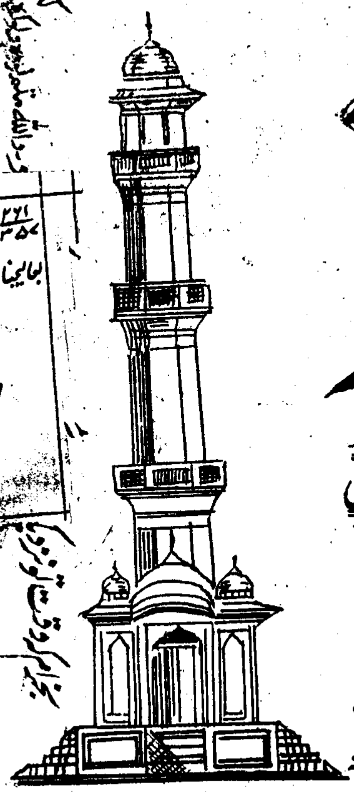

چہ گویم بالو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر کے ـ (۴) غیر مذہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے دو روپیہ بارہ آنہ

نمبر ۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود دہلی مین

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت قیام دہلی مین علی العموم اچھی رہی ـ آخری ایام مین درد پا کی کسیقدر تکلیف ہوئی مگر حضرت بدستور مجلس مین آکر تبلیغ کرتے رہے ـ یکم نومبر کو آپ جناب خواجہ صاحب کے مزار پر جو قطب صاحب کر کے مشہور ہے اور دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر قصبہ مہرولی مین واقع ہے تشریف لے گئے۔ ایک جماعت آپ کے ہمراہ تہی دیر تک وہان دعا کرتے رہے اور ۴ بجے کے قریب واپس آئے ـ

جب وہان سے واپس ہوئے تو مقبرہ منصور صفدر جنگ وزیر ہمایون کے پاس الہام ہوا۔

دست تو ـ دعائے تو ترحم زخدا

(۲) دہلی مین احباب کے اصرار سے تجویز ہوا کہ ایک لیکچر حضرت حکیم الامۃ کیطرف سے دیا جاوے چنانچہ ۳ نومبر کو دہلی کے مقامی دستور کے موافق اسکی اجازت وغیرہ کے لئے سعی کی گئی ـ جو معلوم ہوا کہ اتوار تک نہین ہو سکتا ـ اور فی الحقیقت ایسا ہی ہونا چاہئے تہا کیونکہ دہلی کے دروازے پہلے ہی سے بند ہو چکے تہے [illegible]

اعلیٰ حضرت کی رؤیا قبل از روانگی دہلی ظاہر کرتی ہے۔

(۳) دہلی سے ۴ نومبر کی شام کو اعلیٰ حضرت قادیان کو واپس ہوئے ـ لودہیانہ کی جماعت نے بہ اصرار والحاح درخواست کی تہی کہ واپسی پر اعلیٰ حضرت لودہانہ قیام کرین چنانچہ حضور نے درخواست منظور کر لی ـ ۵ ـ نومبر کو ۱۱ بجے کے قریب لودہانہ گاڑی پہونچی سٹیشن پر بہت بڑا انبوہ اور ہجوم تہا چنانچہ وہان کا مقامی اخبار لکہتا ہے کہ ایک میلا لگا ہوا تہا اور فی الحقیقت ایسا ہی تہا ـ ہزارہا انسان جمع تہے ـ اور ضلع لودہانہ اور جالندہر کے اکثر مقامات سے خدام جمع ہو گئے تہے ـ مخالفین کیطرف سے سب و شتم سے بہرے ہوئے اشتہار شائع ہوئے ـ

جنکا مناسب جواب بذریعہ اشتہار ایڈیٹر الحکم کیطرف سے دیا گیا ـ

۶ ـ نومبر ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت کی ایک عام تقریر کئی ہزار کے مجمع مین ہوئی جو برابر تین گہنٹہ تک ہوتی رہی ـ جسکا اثر بہت اچہا پڑا ـ پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف اور قابل قدر تہا مین شہر لودہانہ کو منشی حاکم خان صاحب جیسے افسر پولیس کے قیام پر مبارکباد دیتا ہون حقیقت مین وہ شہر بڑا ہی خوش قسمت ہے جہان ایسے افسر ہون جو امن جو اور رعایا کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہون ـ خدا کرے ایسے افسر ہر جگہ ہون ـ منشی حاکم خان صاحب نے جس دیانتداری اور مستعدی سے اپنے فرض کو ادا کیا وہ نہایت ہی قابل قدر ہے باوجودیکہ جلسہ مین کئی ہزار آدمی موجود تہے اور پولیس کا کوئی بہت بڑا عملہ وہان موجود نہ تہا تاہم ایسا کامل انتظام تہا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہین ہلا اور کسی قسم کی آواز یا حرکت جلسہ مین نہین ہوئی ـ غرض پوری خاموشی اور شوق کے ساتہ لیکچر سنا گیا ـ لودہانہ مین بیعت کا سلسلہ ریلوی سٹیشن تک جاری رہا ـ ۷ ـ نومبر کی صبح کو آپ وہان سے روانہ ہوئے ـ امرتسر کی جماعت نے دو مرتبہ اپنا سفیر قیام امرتسر کے متعلق بہیجا اسلئے حضرت نے وہ درخواست منظور کی اور آپ ۷ ـ نومبر کو ۴ بجے کے قریب امرتسر پہونچے ـ سٹیشن پر لاہور کے بعض افراد اور امرتسر کی جماعت کا خاص اژدہام تہا ـ حضرت اقدس اور جماعت کو اس مکان مین جو جنگ مقدس (مباحثہ عیسائیان ۱۸۹۳ء) کے ایام مین حضرت اقدس کا قیام گاہ تہا ٹہیرایا گیا ہے ـ غالباً حضرت اقدس کی ایک عام تقریر ہوگی ـ امرتسر سے ۱۰ ـ نومبر کو اعلیٰ حضرت امید کیجاتی ہے قادیان کو روانہ ہونگے ـ

سر دست یہہ اجمالی حالات اور کوائف درج کر دیئے جاتے ہین ـ

(ایڈیٹر الحکم از امرتسر ۸ ـ نومبر ۱۹۰۵ء)

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کے اجرا کا اعلان گذشتہ سے پیوستہ الحکم مین ہو چکا ہے ـ اس وقت تک جو درخواستین دفتر مین موصول ہوئی ہین ـ وہ امید دلاتی ہین ـ کہ انشاء اللہ العزیز روزانہ الحکم یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے جاری ہو جاویگا اگر حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان کے کلمات طیبات روزانہ کی پیاس رکہنے والے احباب توجہ کرین تو تعداد مقررہ [illegible]

۱۲ بجے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ سفر دہلی سے بخیر و عافیت تمام بعد خدام دارالامان مین رونق افروز ہوئے ـ الحمد للہ [illegible]

مرثیہ وفات حسرت آیات حضرت مخدوم الملت رضی اللہ عنہ

از نتیجہ طبع اندوہگین اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی المتخلص بہ اکبر

کیا ہوا کیون لٹ گئی فصل بہار
آسمان بھی غمسے ہے کیون اشکبار
کیون خزان گلشن مین آئی یک بیک
پھول کیون مرجھا گئے سب ایکبار
دوستون کی چشم کیون پُر نم ہے آج
ہے دلون مین سب کے کیون یہ انتشار
اے دل غمگین تجھے کیا ہو گیا [illegible]
کیون نہین آتا تجھے اکدم قرار
سیل اشک آنکھون سے جاری آج ہے
لب پہ نالے آتے ہین بے اختیار
دل نہین رہتے مین اپنا آج کل
اور جگر پہلو مین ہے سیماب وار
بیقراری بڑھ گئی ہے کس قدر
ضبط سے ہون مین نہایت شرمسار
اُٹھ گئے میرے مقتداؤ پیشوا
مولوی عبدالکریم باصفا

ڈھونڈنے تمکو کہان پر جاؤن مین
کس طرح خدمت مین اب آجاؤن مین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ایسا پتھر دل کہان سے لاؤن مین
رنج و حسرت سے ہے سینہ چاک چاک
دل کو اپنے کس طرح سمجھاؤن مین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کس طرح دار الامان کو جاؤن مین
[illegible]
[illegible]

وہ محبت وہ مروت وہ عطا
[illegible]
اب کتابین کون بھیجیگا مجھے
کون اب دے گا مجھے [illegible]

اب امام وقت کی خدمت مین کون
میری جانب سے کریگا التجا
خواب اپنی لکھہ کے بھیجونگا کسے
کون اب تعبیر لکھیگا بھلا
کون دے گا داد میری نظم کی
کس سے لون جاکر صلہ اشعار کا
آپ مین اوصاف تھے بے انتہا
یاد کس کس کو کرے اکبر بھلا
کُل جماعت آج کل ہے سوگوار
رنج و غم ہر وقت کی ہے اب غذا
احمدی لوگون کو ہے رنج عظیم
چل بسے ہین مولوی عبدالکریم

ہوگئی چپ بلبل خوش داستان
یک بیک کیا ہو گیا اے باغبان
اے امام وقت ہے وقت مدد
ہے بہت بیتاب اکبر شاہ خان
قلب کو حاصل نہین ہوتا سکون
ہے جگر ہر وقت پہلو مین تپان
کاٹنے کہاتا ہے نجیب آباد اب
مجھکو بلوا لیجیے سوئے قادیان
مین بہت غمگین ہون اور زار و حزین
دل ہے لب مین اور نہ قابو مین زبان
[illegible]
[illegible] اے امام انس و جان
ایکدن کیجے دعا بہر خدا
[illegible]
ہون بہت غمگین و دستِ خورد دنیا
رنج سے پژمردہ و افسردہ ہون
ہے دعا اب تجھہ سے رب العالمین
دیجیو مرحوم کو خلد برین
ردِّ باطل مین لگا رہتا تہا وہ
کام ہر دم اوسکا تہا امداد دین
مین کہون کیا تجھہ کو خود معلوم ہے
[illegible]
اوسکی ہر لغزش کو تو کیجیو معاف
تہا نڈر اندر نہایت پاک دین
وہ عمر کی طرح رہتا تہا دلیر
تہا لرزتا اوس سے شیطان لعین
[illegible]
وہ کسی سے بھی دبا ہرگز نہین
جسکے خادم تھے بہت گردون شکوہ
آج وہ مدفون ہے زیر زمین
[illegible]
[illegible]

از شیخ محمد یوسف عزیز ٹھیکہ دار کمسریٹ کمپ انبالہ بازار توپخانہ

دیگئے غم اپنا ہم کو مولوی عبدالکریم
چلبسے ملک عدم مین آپ تو بے خوف و بیم
اشک جاری دوستون کی آنکھ سے ہین دمبدم
یہ وہ غم ہے جسکے صدمہ سے ہے سبکا دل دونیم
عابد و عبد خدا وہ خاص تھے مقبول حق
جبتلک دنیا مین تہے وہ تھے براہ مستقیم
دار فانی سے گئے وہ جانب دار البقا
بے تکلف ہوگئے وہ باغ جنت مین مقیم
اون مین تہی دینی لیاقت علم مین یکتا تہے وہ
باہمہ اوصاف تھے موصوف وہ در یتیم
مولویصاحب کو کہا مین خواب مین گر ہم کو شکل
[illegible] دور ہو جاوے الف ادرام میم
فضل رحمان کے جو دروازہ تھے وہ سب کہل گئے
جسم اطہر سے ہوئی جب جدا روح سلیم
شان شیدائی تھی دیکھو تم اے عاشقو
جب ہوئے وہ آسمان پر جہا گیا بادل جسیم
اٹھ کر آئی ہے ہمارے دل سے ساون کی گہٹا
چلتی ہے جسطرح ہر وقت سحر باد نسیم
جبکہ نعش مولویصاحب رکہی میدان مین
روتے تھے آٹھ آٹھ آنسو جتنے تہی اونکی ندیم
اوس گھڑی کا حال کیا ہو میرے خامہ سے رقم
چوم کر پیشانی اون کی بولے امت کے حکیم
[illegible] سونپا خدا کو حشر مین ملنا ضرور
[illegible] لے عبدالکریم
[illegible]
ہر جدائی دین تمہاری ہو گئے ہم [illegible]
مومنون نے جب پڑہی اون کے جنازہ کی نماز
پہوٹ کر روتے تھے غم سے سب محبان صمیم
آسمان روتا تہا اور نالان فرشتے بھی تہے
خوش تہا رضوان خورم و شادان تہین حوران نعیم
[illegible]
کون ہے وہ [illegible]
[illegible]
جوش مین آتا ہے [illegible]
[illegible] یوسف کے [illegible]
روتے ہین یون اون کے [illegible]
والدہ کو مولویصاحب کی یارب صبر دے
اوس ضعیفہ سے نہ اوٹھیگا یہ اندوہ عظیم

[illegible]
[illegible]

صبر کر ہمکو عطا اور عاقبت محمود کر
یہہ دعا درگاہ مین تیری ہے اے رب رحیم
مولویصاحب کے حق مین یہ دعا کرلے عزیز
اونکو بخشے اپنی رحمت سے خدائے کریم

انسپکٹران ڈاکخانجات

پنجاب کے بعد اب سارٹرون کیطرف سے ایک میموریل پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کیخدمت مین پیش ہوا ہے جس مین صاف طور پر جتا دیا گیا ہے کہ عملہ کی کمی اور کام کی زیادتی سے پبلک کا سخت نقصان ہورہا ہے - اور ڈاک کا انتظام بہت کچھہ بگڑ رہا ہے اسکا جلد تدارک فرمایا جاوے - اس عرضداشت کی معقولیت مین یقیناً اعلے حکام محکمہ کو بہی کچھہ شبہہ نہین ہوگا جنکے پاس اب معمول سے بدرجہا زیادہ شکایتین پہنچ رہی ہین اور بطور سابق زیادہ حصہ اب فضول نہین ثابت ہوتا اس مین شک نہین کہ انگریزی عملداری کے تمام محکمون مین سے اب بہی صرف یہی ایک محکمہ ہے جس کی پبلک از حد ممنون ہے اور وہ اوس کے حق مین سرتاپا رحمت ہے - کسی قسم کا گزند نہین رکہتا لیکن کچھہ عرصہ سے پیمانہ رحمت دن بدن گہٹتا جارہا ہے شکایا بڑہ رہی ہے خاصکر کارخانہ دار تو بعض اوقات سخت زچ آجاتے ہین عملہ کی قلت کے علاوہ خرابی کی بڑی وجہ یہ بہی ہے کہ نگرانی بہی کما حقہ نہین ہوتی اور اگر شکایت ہو تو اسے بسا اوقات یون ہی ٹالنے کی کوشش کیجاتی ہے -

مولوی نورالدین صاحب تاجر کتب مصریہ کانپور کی شکایت کے جواب مین منشی ابوالکلام آزاد تحریر کرتے ہین وی پی انہون نے واپس نہین کیا تہا - ڈاکخانہ والون نے میری عدم موجودگی اور مسافرت کیوجہ سے واپس کردیا تہا اور اسیوجہ سے دختر وطن لاہور کا بہی ایک وی پی واپس چلا گیا تہا لیکن یہ جواب کافی نہین آزاد صاحب ڈاکخانہ سے باز پرس کرتے اور کارخانون کو محصول ادا کردیتے کیونکہ جو تیہ انہون نے [illegible] پارسل ادہی بتہ پر بہیجے گئے تہے ان کا کیا قصور تہا کہ ان کی کتابین الگ خراب ہوئین اور محصول کی زیر باری جدا - ڈاکخانہ کے بعض عمال بہی بیشک اب بہت کچھہ لاپروائی سے کام کررہے ہین لیکن ہمارا پبلک بہی کا رخانون کو کچھہ کم نقصان نہین پہونچا [illegible] ڈاکخانہ کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ کلکتہ مین ایک وی پی کا روپیہ ۲۶ جولائی کو وصول ہوا مگر وہ ابتک یابند کو نہین ملا حالانکہ وہ کئی بار یاددہانیان کرچکا ہے پیکٹ دبیرنگ خطوط و پیکٹون کا تو خدا ہی حافظ ہے رجسٹرڈ پارسل تک بہی اس زمانہ مین چندان محفوظ نہین رہگئے ڈلیوری کی یہ حالت ہے کہ خود پوسٹ ماسٹر لاہور کے نام

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام والرحمان

۲۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسیطرح پر اگر یہ لوگ امتی کے مفہوم پر نظر ڈالیں اور غور کریں تو غلطی نہ کہا ئیں۔ کیونکہ امتی کے معنے یہی ہیں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان و برکات سے مستفیض ہو اور ترقی کرے لیکن جس کے لیے یہ کہتے ہیں وہ تو پہلے ہی پیغمبر ہے اسکو کون سا موقع ملا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کرے۔

پھر نبی کے لفظ پر بھی بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں ..... کہ دعوائے نبوت ہے

میں کہتا ہوں یہ تو نری لفظی نزاع ہے نبی تو خبر دینے والے کو کہتے ہیں اب جس شخص کے ساتھ اللہ تعالے کے مخاطبات اور مکالمات ہوتے ہوں اس کا کیا نام رکھا جاویگا۔ اور یہہ نبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی طفیل اور اتباع کا نتیجہ ہے میں اسکو کفر اور لعنت سمجہتا ہوں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کئے بغیر کوئی شخص نبوت کے چشمہ سے حصہ لیتا ہے اور مستقل نبوت کا مدعی ہے یہہ نرے دہوکے ہیں جو ان لوگوں کو لگے ہوئے ہیں اور بعض باوجودیکہ اس امر کو بخوبی سمجہتے ہیں لیکن جہلا اور عوام کو بہڑ کانے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں۔ تاکہ وہ میری کتابوں سے بیزار ہو جائیں اور انہیں پڑہ کر فائدہ نہ اٹہا سکیں۔

کاش یہ لوگ سمجہتے کہ انہوں نے حضرت مسیح کے لئے جو خصوصیتیں تجویز کی ہیں ان کا نتیجہ کیا ہے؟ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مس شیطان سے وہی پاک ہے اور روح القدس کے سایہ سے پیدا ہوا ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر وہی گئے ہیں اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں پہر وہی آسمان سے اتریگا اور قیامت کے قریب آخری قاضی وہی ہوں گے اور پہر یہہ بہی خصوصیت کہ دو ہزار برس ہونے کو آئے وہ اب تک آسمان پر بغیر کہانے پینے اور دیگر حوائج انسانی کے محتاج نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو بہوک سے پتھر پیٹ پر باندہ لیتے مگر انکو اس کی بہی ضرورت نہیں۔ کوئی اثر زمانہ کا اس پر نہیں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا اثر ہو مسیح پر بالکل نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شیب اور پیرانہ سالی کے آثار ظاہر ہوں مگر مسیح ان سے بہی محفوظ۔ اب سوچو اور بتاؤ کہ اسکا کیا نتیجہ نکلے گا؟ یقیناً یہی نتیجہ ہوگا کہ انہیں ساری دنیا سے الگ اور نرالا مانا جاوے یا دوسرے الفاظ میں انکو خدا ہی کہا جاوے اس لئے کہ ایسی خصوصیتیں یقیناً انہیں خدا بناتی ہیں اور عیسائی اسکو پیش کرتے ہیں۔

غرض

اللہ تعالے نے حضرت مسیح کو یہودیوں کے ہاتہ سے نجات دیکر اُن کے الزاموں سے انکو بری کیا تہا تاکہ انکو زک دے اور پہر اس سلسلہ محمدیہ کو قایم کر کے بتا دیا تہا کہ خدا تعالی کا فضل جسطرف وہ چاہتا ہے آتا ہے خواہ اسرائیلیوں میں ہو خواہ اسماعیلیوں میں اب تو یہودیوں کے ہاتہ میں نرا حسد ہے لیکن اگر وہ دیکہیں کہ ان کے کمالات کا سلسلہ بند نہیں ہوا تو پہر نری رسالت سے کیا حسد اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود معاذ اللہ برابر ہو جائیگا۔ کیونکہ آپ کے کمالات فیوض اور برکات کا سلسلہ بجائے آگے چلنے کے انہیں پر ختم ہو گیا مجہے سخت تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ میری مخالفت میں کچہ ایسے اندہے ہو رہے ہیں کہ وہ اس کے انجام اور نتائج سے بالکل بے خبر اور بے پروا ہو رہے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ اگر آپکا سلسلہ آپ سے ہی شروع ہو کر آپ ہی پر ختم ہو گیا تو آپ ابتر ٹہیریں گے (معاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اِنّ شانئک ھو الابتر یعنے تجہے تو ہم نے کثرت کے ساتہ روحانی اولاد عطا کی ہے جو تجہے بے اولاد کہتا ہے وہی ابتر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جسمانی فرزند تو کوئی تہا نہیں اگر روحانی طور پر بہی آپ کی اولاد کوئی نہیں تو ایسا شخص خود بتاؤ کیا کہلاوے گا؟ میں تو اسکو سب سے بڑہ کر بے ایمانی اور کفر سمجہتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس قسم کا خیال بہی کیا جاوے۔ انا اعطینٰک الکوثر کسی دوسرے نبی کو نہیں کہا گیا یہہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے آپ کو اسقدر روحانی اولاد عطا کی گئی جسکا شمار بہی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ قیامت تک یہ سلسلہ بدستور جاری ہے روحانی اولاد ہی کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں کیونکہ آپ کے انوار و برکات کا سلسلہ برابر جاری ہے اور جیسے اولاد میں والدین کے نقوش ہوتے ہیں اسیطرح روحانی اولاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فیوض کے آثار اور نشانات موجود ہیں۔ علماء امتی کانبیاء

صوفیوں نے اس حدیث کو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صحیح مانا ہے اور فی الحقیقت یہ صحیح ہے اور یہودیوں پر اسی سے مار پڑتی ہے کیونکہ خدا تعالے نے اس امت کو ایسا شرف عطا فرمایا کہ علماء امت کو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل ٹہیرایا۔ علماء کے لفظ سے دہوکا نہیں کہانا چاہیے عالم وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالے سے ڈرتا ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

یعنے بیشک جو لوگ اللہ تعالے سے ڈرتے ہیں اسکے بندوں میں سے وہی عالم ہیں۔ انہیں عبودیت تامہ اور خشیت اللہ اس حد تک پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اللہ تعالے سے ایک علم اور معرفت سیکہتے ہیں۔ اور اسی سے فیض پاتے ہیں اور یہ مقام اور درجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ سے پوری محبت سے ملتا ہے یہانتک کہ انسان بالکل آپ کے رنگ میں رنگین ہو جاوے۔ اسی لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔

یعنے اگر تم اللہ تعالے سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اس اتباع کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالے تم سے محبت کریگا۔ اور تمہارے گناہوں کو بخشدے گا۔

پس اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب تک انسان کامل متبع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہوتا وہ اللہ تعالے سے فیوض و برکات پا نہیں سکتا اور وہ معرفت اور بصیرت جو اسکی گناہ آلود زندگی اور نفسانی جذبات کی آگ کو ٹہنڈا کر دے عطا نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ ہیں جو علماء امتی کے مفہوم کے اندر داخل ہیں۔

غرض

ایک طرف تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا کہ انا اعطینٰک الکوثر اور دوسری طرف اس امت کو کنتم خیر امۃ کہا۔ تاکہ یہودیوں پر زد ہو۔ مگر میرے مخالف عجیب بات کہتے ہیں کہ یہ امت باوجود خیر الامۃ ہونے کے پہر شر الامۃ ہے۔ بنی اسرائیل میں تو عورتوں تک کو شرف مکالمہ الٰہیہ دیا گیا مگر اس امت کے مرد بہی خواہ کیسے ہی متقی ہوں اور خدا تعالے کی رضا جوئی میں مریں اور مجاہدہ کریں مگر ان کو حصہ نہیں دیا جائیگا اور یہی جواب ان کے لئے خدا کی طرف سے ہے کہ بس تمہارے لئے مہر لگ چکی ہے!!!

اس سے بڑہ کر اللہ تعالے کے حضور گستاخی اور اسپر سوء ظن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی ہتک کیا ہوگی؟ دوسری قوموں کو ملزم کرنے کے لئے یہی تو زبردست اور بے مثل ہتہیار ہمارے ہاتہ میں ہے اور اسی کو تم ہاتہ سے دیتے ہو۔

پھر ایک اور بات قابل غور ہے اللہ تعالے نے دو سلسلے قائم کئے تہے پہلا سلسلہ سلسلہ موسوی تہا۔ دوسرا سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ یعنے محمدی سلسلہ۔ اور اس دوسرے سلسلہ کو مثیل ٹہیرایا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی مثیل موسیٰ کہا گیا تہا۔ توریت کی کتاب استثنا میں یہی لکہا گیا تہا کہ تیرے بہائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی اوٹہاؤں گا۔ اور قرآن شریف میں یہہ فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ یعنے بیشک ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بہیجا جو تم پر شاہد ہے اسی طرح یہہ رسول بہیجا گیا ہے جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بہیجا گیا تہا (یعنے موسیٰ کی طرح)۔

اب غور کرو کہ اس میں کما کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس سلسلہ میں بہی کمالات و برکات کی کمی نہوگی پہر سورۂ نور میں آیت استخلاف میں بہی یہی کما کا لفظ آیا ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین اسی امت کے ان مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والوں سے خلافت کا وعدہ کیا گیا اسی طرح پر جس طرح بنی اسرائیل میں خلفاء کئے گئے تہے۔ یہاں بہی وہی کما کا لفظ موجود ہے ایک طرف تو اس سلسلہ کو سلسلہ موسوی کا مثیل ٹہیرایا دوسری جگہ سلسلہ موسوی کی طرح خلفاء بنانے کا وعدہ کیا۔ پہر کیا دونوں سلسلوں کا طبعی توافق ظاہر نہیں کرتا کہ اس امت میں خلفاء اسی رنگ کے قائم ہوں؟ ضرور کرتا ہے۔

اور اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں کہ سلسلہ موسوی میں تیرہواں خلیفہ مسیح تہا۔ پہر کیا وجہ ہے کہ سلسلہ محمدیہ میں تیرہواں خلیفہ مسیح نہ کہلاوے! اس لئے ضرور تہا کہ آنے والے کا نام مسیح رکہا جاتا۔ یہی سر ہے جو خدا تعالے نے اس

استاین بھی ایک مسیح کا وعدہ کیا۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ رکھا ہے مگر آخر مین آنیوالے خلیفہ کا نام عیسٰے رکھا ہے مثیل عیسٰے نہین رکھا اسلئے وہ آپ ہی آجائیگا۔ اس قسم کے اعتراض بظاہر دہوکہ دہ ہین اور ممکن ہے کہ وہ آدمی جو اصل حالات سے واقف نہین اس کوشش کر گہبرا جاوے مگر حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ ہی ہونا چاہئے تہا اسلئے کہ توریت کی کتاب استثنا مین مثیل موسیٰ ہی کہا گیا تہا پس اگر آپ موسیٰ ہونے کا دعوے کرتے تو کتاب والے کہتے کہ ہمین تو مثیل موسیٰ کا وعدہ دیا گیا ہے نہ کہ موسیٰ کا۔ اسلئے انکو توجہ دلانے کے واسطے وہی لفظ رکہا جو وہان موجود تہا مگر یہان اسکے خلاف بات تہی۔ پہلی کتابون مین اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسٰے آئیگا مگر جب یہہ ثابت ہو چکا کہ وہ وفات پا چکے ہین اور آ چکے ہین تو کوئی خیال بہی نہین کریگا کہ وہ زندہ ہوکر آجائینگے۔

رہا وفات کا مسئلہ وہ ایسا صاف ہے کہ اس پر زیادہ کہنے کی حاجت ہی نہین خدا تعالے نے اپنے قول سے **یاعیسیٰ انی متوفیک** اور حضرت مسیح نے اپنے اقرار سے **فلما توفیتنی** اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رویت سے جبکہ معراج کی رات حضرت عیسٰے کو حضرت یحییٰ علیہما السلام کے ساتہہ اکٹہا دیکہا ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ وفات پا چکے ہین ورنہ اگر وہ زندہ ہین تو مردہ کے پاس رہنے کا کیا تعلق؟ اور اس کے علاوہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع یہی کیا کہ مسیح فوت ہو گیا۔ جیسا کہ بارہا بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر تلوار نکال لی اور کہا کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہے گا تو اُس کا سر اُڑا دونگا اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا۔ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔**

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی ایک رسول ہین اور آپ سے پیشتر سب رسول وفات پا چکے ہین۔ اب بتاؤ اس مین مسیح یا کسی اور کی کیا خصوصیت ہے؟ کیا حضرت ابوبکر نے کسی کو باہر رکہ لیا تہا۔ اور صحابہ کب گوارا کر سکتے تہے کہ وہ کسی اور کو تو زندہ تسلیم کرین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہہ تجویز کرین کہ آپنے وفات پائی ہے

غرض صحابہ کا اجماع بہی موت پر مُہر کرتا ہے اور عقل سلیم تو دور سے اسکو دیکہے دیتی ہے۔ عام طور پر ہم آنکہون سے دیکہتے ہین اگر عقل کے سامنے یہ پیش کرین کہ کانون سے دیکہتے ہین تو وہ کب اسکو مان لے گی؟ اسی طرح جب آدم سے لیکر اب تک آسمان پر زندہ اسی جسم کے ساتہہ جانے کی کوئی نظیر نہین ملتی تو ہم کیونکر مان لین کہ مسیح زندہ اور اسی جسم عنصری کے ساتہہ آسمان پر چلا گیا۔ نظیر اگر کوئی ملتی ہے تو وہ **ایلیا کی آمد** کی نظیر ہے جسکا وعدہ ملاکی نبی کی کتاب مین کیا گیا تہا اور اسکے آنیکا فیصلہ خود حضرت مسیح نے کیا کہ آنے والا ایلیا یہی **یوحنا** ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ اب اس نظیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ **آمد** کے یہی معنی ہوتے ہین اور ایسے کلمات بطور استعارہ کے استعمال کئے جاتے ہین اسکے بعد بہی اگر فیصلہ موت مین شک ہو تو پہلے ان دلائل کو توڑو۔ اور پہر آنے والے کا جو فیصلہ حضرت عیسٰے کی اپنی عدالت سے ہؤا اسکے خلاف کوئی فیصلہ پیش کرو۔ انہون نے تو ثابت کیا کہ آنے والا بروزی رنگ مین آیا کرتا ہے تم کہتے ہو کہ وہ حقیقی مردے زندہ کر دیا کرتے تہے پس اگر یہ سچ ہے تو کیون انہون نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا۔ تاکہ ان کی نبوت مشتبہ نہ ہوتی اور یہودیون کی قوم تباہ نہ ہوتی۔ انہون نے ملاکی نبی کی پیشگوئی ہی کا تو سوال کیا تہا۔ ان کے راہ مین روک اور ٹہوکر یہی امر ہؤا نہ کوئی اور اس تاویل پر جو حضرت مسیح نے کی تہی وہ راضی نہوئے اور انکار کرکے لعنتی ٹہیرے۔

بعض اوقات جب اس دلیل کا نقض ہمارے مخالف نہین کر سکتے تو پہر کہدیتے ہین کہ یہ کتابین محرّف مبدّل ہین مین کہتا ہون کہ محرّف مبدّل ہی سہی لیکن تواتر قومی کو کیا کروگے۔ یہودی اب تک موجود ہین۔ ان سے پوچہہ لو کہ کیا وہ اس امر کے منتظر نہین ہین کہ مسیح سے پہلے **ایلیا** ضرور آئے گا۔ اور عیسائی بہی اس کے قائل۔ اگر وہ قائل نہ ہوتے تو **ایلیا** کا بروز **یوحنا** کو کیون تسلیم کرتے؟

پس یہودی اور عیسائی باوجودیکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہین مگر اس امر پر بالکل متفق ہین۔ ایسی صورت مین یہہ امر بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ یہ امور ہمارے زبردست موید ہین جیسے یحییٰ کا نام الیاس رکہا اسی طرح اللہ تعالےٰ نے میرا نام عیسیٰ رکہا۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ اس نام مین حکمت کیا تہی؟ اس کے جواب مین یاد رہے کہ یہودی شرارت کی وجہ سے منحرف ہوئے تہے کہ ایلیا نہین آیا۔ چنانچہ ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے جسنے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ بلکہ یہانتک لکہا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے سوال ہوگا تو ہم ملاکی نبی کا صحیفہ پیش کرینگے کہ اس مین کہان لکہا ہے کہ مثیل آئیگا؟ پس یہودیون کے لعنتی اور منحرف ہونے کے لئے یہہ ابتلا پیش آگیا۔ اس امت کے لئے سلسلہ موسوی کی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تہا کہ ایک مسیح آئے اور علاوہ برین چونکہ اس امت کے لئے یہہ کہا گیا تہا کہ آخری زمانہ مین وہ یہود کے ہمرنگ ہو جائے گی۔ چنانچہ بالاتفاق غیر المغضوب مین مغضوب سے مراد یہود لی گئی ہے۔ پھر یہہ یہودی تو اسیوقت ہوتے جب انکے سامنے بہی ایک عیسے پیش ہوتا اور اسیطرح پر یہہ بہی انکار کر دیتے چنانچہ ایسا ہی ہؤا کہ **آنے والا عیسیٰ آگیا اور انہون نے انکار کر دیا۔** اس مین میرا کیا قصور ہے یہہ تو زیادہ ملزم ہین اس لئے کہ ان کے سامنے انبیاء کی نظیر موجود تہی مگر افسوس یہ ہے کہ انہون نے غور ہی نہین کیا اور نہین کرتے۔ اللہ تعالےٰ انپر رحم کرے۔ آمین۔

---

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔

اللہ تعالےٰ بہت رحیم وکریم ہے وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اسپر رحم کرتا ہے۔ اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے مامورون اور مرسلون کو بہیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دین مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان مین یہ پیدا ہو جاوے اسکے لئے روحانی موت ہے مین یقیناً جانتا ہون کہ یہ بیماری قتل سے بہی بڑہ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بہائی ہوتا ہے۔ اسلئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل وخوار کیا۔ اسلئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس مین تکبر نہ ہو بلکہ انکسار۔ عاجزی فروتنی اس مین پائی جائے اور یہ خدا کے مامورون کا خاصہ ہوتا ہے انمین حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے سب سے بڑہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین یہہ وصف تہا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچہا گیا کہ تیرے ساتہہ آپ کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ سچ تو یہہ ہے کہ مجہہ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہین۔ (**اللھم صل علے محمد وعلے ال محمد وبارک وسلم**) یہہ ہے نمونہ اعلے اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہہ بات بہی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزون مین خدام ہوتے ہین جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہین۔ اسلئے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکہنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتین ایسی ہوتی ہین کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا مثلاً چائے مین نقص ہؤا تو جہٹ گالیان دینی شروع کر دین یا تازیانہ لیکر مارنا شروع کر دیا۔ اور ذرا شوربے مین نمک زیادہ ہو گیا بس بیچارے خدمتگارون پر آفت آئی۔

دوسرے غربا کے ساتہہ معاملہ تب پڑتا ہے کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہین اور خشک روٹی پر گذارہ کر لیتے ہین۔ مگر یہ باوجود علم ہونے کے بہی ان کی پروا نہین کرتے وہ انکو امتحان مین ڈالتے ہین جب بصورت سائل آتے ہین۔ خدا تعالےٰ تو ذرہ ذرہ کا خالق ہے کوئی اس کا مقابلہ نہین کر سکتا یہہ غریبون کے ساتہہ ہی معاملہ کرکے سمجہا جاتا ہے کہ کسی قدر نا خدا ترسی یا خدا ترسی سے حصہ لیتا ہے یا لیگا۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ قیامت مین اللہ تعالےٰ بعض بندون سے فرمائے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور مین تم سے بہت خوش ہون کیونکہ مین بہت بہوکا تہا تم نے مجہے کہانا کہلایا مین ننگا تہا تم نے کپڑا دیا مین پیاسا تہا تم نے مجہے پانی پلایا۔ مین بیمار تہا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہین گے کہ یا اللہ تو تو ان باتون سے پاک ہے تو کب ایسا تہا جو ہم نے تیرے ساتہہ ایسا کیا تب وہ فرمائیگا کہ میرے فلان فلان بندے ایسے تہے تم نے انکی خبرگیری کی وہ ایسا معاملہ تہا کہ گویا تم نے میرے ساتہہ ہی کیا پھر ایک اور گروہ پیش ہوگا ان سے کہیگا کہ تم نے میرے ساتہہ برا معاملہ کیا مین بہوکا تہا تم نے مجہے کہانا نہ دیا۔ پیاسا تہا پانی نہ دیا۔ ننگا تہا مجہے کپڑا نہ دیا۔ مین بیمار تہا میری عیادت نہ کی تب وہ کہین گے کہ یا اللہ تعالیٰ تو تو ایسی باتون سے پاک ہے تو کب ایسا تہا جو ہم نے ایسا کیا اسپر فرمائیگا کہ میرا فلان فلان بندہ اس حالت مین تہا اور تم نے ان کے ساتہہ کوئی ہمدردی اور سلوک نہ کیا وہ گویا

میرے ہی ساتھ کرتا تھا۔

ہمدردی

نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی **عبادت** ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ اس پہلو مین بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسرون کو حقیر سمجھا جاتا ہے اُنپر ٹھٹھے کئے جاتے ہین ان کی خبرگیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل مین مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غربا کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہین آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہین مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت مین مبتلا نہ ہو جاوین۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اُسکی شکر گذاری یہی ہے کہ اُس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کرین اور اس خدا داد فضل پر تکبر نکرین اور وحشیون کی طرح غربا کو کچل نہ ڈالین۔

خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے اسکے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علٰے خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے لیکن اگر وہ اسکی شیخی اور گھمنڈ مین آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے + ایک پیاسا ہو اور پاس کنوان بھی ہو۔ لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک متمول انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اسکو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہیگی۔ اس نیکی سے محروم رہ جائیگا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اور خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے آیا + پھر اس سے کیا فائدہ پہونچا۔ یہہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہین کہ اس نے زہر کھائی ہے۔ لیکن تہوڑے دنون کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دیگی۔

یہہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ مین ہے اسلئے انہین امیرون کی امیری اور تمول پر رشک نہین کرنا چاہئے اسلئے کہ انہین وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہین۔ ایک غریب آدمی بیجا ظلم تکبر۔ خود پسندی۔ دوسرون کو ایذا پہونچانے۔ اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی برائیون سے مفت مین بچ جائیگا۔ کیونکہ وہ چہوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتون پر اسے مجبور کرتی ہے اس مین نہین ہے + یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل آتا ہے تو سب سے پہلے اسکی جماعت مین غرباء داخل ہوتے ہین اسلئے کہ انہین تکبر نہین ہوتا۔ دولتمندان کو یہی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اسکے خادم ہو گئے تو لوگ کہین گے کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر فلان شخص کا مرید ہو گیا ہے اور اگر ہو بھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتون سے محروم رہ جاتا ہے الا ماشاء اللہ۔ کیونکہ غریب تو اپنے مرشد اور آقا کی کسی خدمت سے عار نہین کریگا۔ مگر یہ عار کریگا۔

ہان اگر خدا تعالےٰ اپنا فضل کرے اور دولتمند آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نکرے اور اسکو بندگان خدا کی خدمت مین صرف کرنے اور ان کی ہمدردی مین لگانے کے لئے موقع پائے۔ اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے۔

اصل بات یہہ ہے کہ سب مشکل اور نازک مرحلہ **حقوق العباد** ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اسکا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔

میرا تو یہ مذہب ہے کہ **دشمن** کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہین کہ جہانتک ہو سکے اسکی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے۔ پھر وہ اس فکر مین پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہین کرتے۔ اسکو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اسپر لگاتے افترا کرتے اور اسکی غیبت کرتے اور دوسرون کو اس کے برخلاف اکساتے ہین۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کسقدر برائیون اور بدیون کا وارث بنا اور پھر یہہ بدیان جب اپنے بچے دین گی تو کہانتک نوبت پہونچے گی۔ مین سچ کہتا ہون کہ تم کسی کو اپنا **ذاتی دشمن** نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا کے ہو جاؤ تو وہ دشمنون کو بھی تمہارے خادمون مین داخل کر سکتا ہے لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہین بلکہ خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے پھر خدا سے بڑھکر تمہارا **دشمن** کون ہوگا۔ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب **خدا دشمن** ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہین ہو سکتا۔ اسلئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا **طریق** ہو۔ خدا تعالےٰ کا منشا یہی ہے کہ **ذاتی اعدا کوئی نہ ہون**۔ خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہان اللہ اور اسکے رسول کی عزت کے لئے الگ امر ہے۔ یعنے جو شخص خدا اور اسکے رسول کی عزت نہین کرتا بلکہ انکا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ لیکن اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنے نہین ہین کہ تم اسپر افترا کرو اور بلاوجہ اسکو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہین بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ۔ اور خدا تعالےٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اسکی اصلاح کے لئے دعا کرو۔ اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اسکے ساتھ شروع نکرو۔ یہ امور ہین جو تزکیہ نفس سے متعلق ہین۔ کہتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علی رض نے اسکو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اسنے جھٹ حضرت علی کے مُنہ پر تہوک دیا۔ آپ فوراً اُسکی چھاتی پر سے اُتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اسلئے کہ اب تک تو مین محض خدا کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے مُنہ پر تہوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس مین شریک ہو جاتا ہے۔ پس مین نہین چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہین قتل کرون۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہین سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دُکھ دیتے اور عداوت کے سلسلون کو وسیع کرتے ہین تو اس سے بڑھ کر خدا کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی۔

ایک شخص نے ایک جائداد کے متعلق جو فروخت ہونے والی ہے۔ کہا کہ آپ اسکو خرید لین ایسا نہ ہو کہ فلان سکھہ یا کوئی اور خرید لے۔ فرمایا۔ ہمین ان باتون سے کیا غرض ہم جائدادین اور زمینین خریدنے کے واسطے نہین آئے۔ ہمکو کیا سکھہ خریدے یا کوئی اور خریدے۔ ہمیشہ اس شعر کو یاد رکھا جاوے ؎

خواجہ در بند نقش ایوان است
خانہ از پائے بست ویران است

ہم سے **دو شغل** نہین ہو سکتے۔ یہی خدمت جو خدا نے ہمارے سپرد کی ہے پورے طور پر ادا ہو جاوے تو کافی ہے اسکے سوا ہمین اور کسی کام کے لئے نہ فرصت ہے نہ ضرورت۔

ایک شخص نے کہا کہ تجارت کے متعلق خواہ نخواہ سود دینا پڑتا ہے فرمایا ہم جائز نہین رکھتے مومن ایسی مشکلات مین پڑتا ہی نہین اللہ تعالیٰ خود اسکا تکفل کرتا ہے۔ عذرات سے شریعت باطل ہو جاتی ہے کون امر ہے جسکے لئے کوئی عذر آدمی نہین تراش سکتا۔ ہم خدا سے ڈرنا چاہئے۔

کسی نے پوچھا کہ بعض آدمی غلّہ کی تجارت کرتے ہین اور خرید کر اسے رکھہ چھوڑتے ہین جب مہنگا ہو جاوے تو اسے بیچتے ہین کیا ایسی تجارت جائز ہے؟ فرمایا اسکو مکروہ سمجھا گیا ہے مین اسکو پسند نہین کرتا + میرے نزدیک شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے **ایک آن کی بد نیتی بھی جائز نہین** اور یہہ ایک قسم کی بدنیتی ہے۔ ہماری غرض یہ ہے کہ بدنیتی دور ہو۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تہوڑی سی نجاست جو ان کے کپڑے پر تھی دہو رہے تھے کسی نے کہا کہ آپنے اسقدر کے لئے تو فتویٰ نہین دیا۔ اسپر آپنے کیا لطیف جواب دیا۔ کہ

آن فتویٰ است وایں تقویٰ

پس انسان کو دقایق تقوے کی رعایت رکھنی چاہئے سلامتی اسی مین ہے اگر چھوٹی چھوٹی باتون کی پروا نکرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتین کبائر کا مرتکب بنا دین گی۔ اور طبیعت مین کسل اور لاپروائی پیدا ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔ تم اپنے زیر نظر تقوے کے اعلےٰ مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقایق تقوے کی رعایت ضروری ہے۔

اسیطرح کہتے ہین ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ چالیس مُہر کی کیا زکوٰۃ دینی چاہئے تو ذوالنون نے کہا کہ چالیس مُہر کی زکوٰۃ چالیس مُہر۔ سائل اس جواب پر حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کیون اسپر ذوالنون نے کہا کہ چالیس اس نے رکھی ہی کیون۔ گویا کیون خدا کی راہ مین خرچ نکر دین۔ جمع ہی کیون کیا؟ شریعت سے ایسا ہی پایا جاتا ہے۔

کہتے ہین کہ کوئی محدث وعظ کرتا تھا۔ ایک صوفی نے بھی سُنا اور اُسکو کہا کہ محدث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ اسنے کہا میرے پاس تو مال ہی نہین زکوٰۃ کس چیز کی دون۔ صوفی بولا چالیس حدیثین لوگون کو سُنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کر لیا کرو۔

فرمایا۔ اسلام مین انسان کے تین **طبقے** رکھے ہین۔ **ظالم لنفسہ۔ مقتصد۔ سابق بالخیرات**۔

ظالم لنفسہ تو وہ ہوتے ہین جو نفس امارہ کے نیچے گرفتار ہون اور ابتدائی درجے پر ہوتے ہین۔ جہانتک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہین کہ اس حالت سے نجات پائین۔

مقتصد وہ ہوتے ہین جنکو میانہ رو کہتے ہین

ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پاجاتے ہین لیکن پھر بھی کبھی کبھی اسکا حملہ انپر ہوتا ہے۔ اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہین پورے طور پر ابھی نجات نہین پائی ہوتی۔

مگر سابق بالخیرات وہ ہوتے ہین کہ ان سے نیکیان ہی سرزد ہوتی ہین اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہین انکے حرکات و سکنات طبعی طور پر اس قسم کے ہوجاتے ہین کہ ان سے افعال حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے گویا ان کے نفس امارہ پر بالکل موت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالت مین ہوتے ہین۔ انسے اسطرح پر نیکیان عمل مین آتی ہین گویا وہ ایک معمولی امر ہے اس لئے ان کی نظر مین بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اسکو نیکی ہی سمجھتے ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہین

حسنات الابرار سیئات المقربین۔

مثلاً چندہ کی حالت پر ہی لحاظ کرو۔ ایک آدمی غریب اور ۲؍ روز کا مزدور ہے اور ایک دوسرا آدمی دو لاکھ روپیہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہزارون کی روزانہ آمدنی ہے وہ ۲؍ کا مزدور بھی اس مین ۲ پیسہ دیتا ہے اور وہ لاکھ پتی ہزارون کی آمدنی والا دو روپیہ دیتا ہے۔ تو اگرچہ اسنے اس مزدور سے زیادہ دیا ہے مگر اصل یہ ہے کہ اس مزدور کو تو ثواب ملیگا مگر اس دولتمند لاکھ پتی کو ثواب نہین بلکہ عذاب ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق قدم نہین بڑھایا۔ بلکہ گویا بخل کیا ہے۔

غرض یہہ ہے کہ جس قسم کا انسان ہو اسے اپنی طاقت اور قدرت کے موافق قدم بڑھانا چاہیئے۔ ہر شخص اپنی معرفت کے لحاظ سے پوچھا جائیگا۔ جسقدر کسی کی معرفت بڑھی ہوئی ہوگی اوسیقدر وہ زیادہ جوابدہ ہوگا۔ اسی لئے ذوالنون نے زکوٰۃ کا وہ نکتہ سنایا۔ یہہ خلاف شریعت نہین ہے۔ اسکی شریعت کا یہی تقضا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مال رکھنے کے لئے نہین ہے بلکہ اسے خدمت دین اور ہمدردی نوع انسان مین صرف کرنا چاہیئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہان آخری وقت ایک مُہر تھی آپ نے اسے نکلوا دیا۔ اصل یہی ہے۔ کہ ہر امر کے مراتب ہوتے ہین۔ بعض آدمی شبہ کرینگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی کہلاتے تھے انہون نے کیون مال جمع کیا؟ یہہ ایک بیہودہ شبہ ہے اسلئے کہ وہ مہاجن نہ تھے خدا بہتر جانتا ہے کہ اس غنی کے کیا معنے ہین؟ مین اتنا جانتا ہون کہ جو مال خدمت دین کے لئے وقف ہو وہ اسکا نہین ہے۔

اس نیت اور غرض سے جو شخص رکھتا ہے وہ اپنے لئے جمع نہین کرتا۔ وہ خدا کا مال ہے۔ لیکن جو اپنے اغراض نفسانی اور دنیاوی کو ملحوظ رکھ کر جمع کرتا جاتا ہے وہ مال داغ لگانے کے لئے ہے جس سے آخر اسکو داغ دیا جائیگا

بعض لوگون کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑنا چاہیئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنیکا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال انکو نہین آتا کہ اسکا فکر کرین کہ **اولاد صالح ہو طالح نہ ہو** مگر یہ وہم بھی نہین آتا اور نہ اس کی پروا کی جاتی ہے۔

بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہین اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہین کرتے وہ اپنی زندگی ہی مین اولاد کے ہاتھہ سے نالان ہوتے ہین اور اس کی بداطواریون سے مشکلات مین پڑجاتے ہین۔ اور وہ مال جو انہون نے خدا جانے کن کن حیلون اور طریقون سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شرابخوری مین صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے مان باپ کے لئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے۔

اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہوسکتی ہے۔ خداتعالے خود فرماتا ہے **ھو یتولی الصالحین** یعنے اللہ تعالے آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھون روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بدکاریون مین تباہ کرکے پھر قلاش ہوجائیگی۔ اور ان مصائب اور مشکلات مین پڑیگی جو اس کے لئے لازمی ہین + جو شخص اپنی رائے کو خداتعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہوجاتا ہے۔ اور وہ اسیطرح پر ہے کہ اسکی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائین کرے۔ اس صورت مین خود اللہ تعالے اسکا تکفل کریگا۔ اور اگر بدچلن ہے تو جائے جہنم مین اسکی پروا تک نہ کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ مین بچہ تھا جوان ہوا اب بوڑھا ہوگیا۔ مینے متقی کو کبھی ایسی حالت مین نہین دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اسکی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالے تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے پس خود نیک ہو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہوجاؤ۔ اور اسکو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو + جسقدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسیقدر کوشش اس امر مین کرو۔

خوب یاد رکھو کہ جب تک خداتعالے سے رشتہ نہ ہو اور سچا تعلق اسکے ساتھہ نہو جاوے کوئی چیز نفع نہین دے سکتی۔ یہودیون کو دیکھو کہ کیا وہ پیغمبرون کی اولاد نہین ہین وہ قوم ہے جو اسپر ناز کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی۔ **نحن ابناء اللہ و احباءہ** ہم اللہ کے فرزند اور اسکے محبوب ہین۔ مگر جب انہون نے خداتعالے سے رشتہ توڑ دیا۔ اور دنیا ہی دنیا کو مقدم کرلیا کیا نتیجہ ہوا۔ خداتعالے نے اسے **سور اور بندر** کہا اور اب جو حالت انکی مال و دولت ہوتے ہوئے بھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہین۔ پس وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔ اور اسکے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلےٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤگے اور خداتعالے کو راضی کرلوگے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالے تمہاری اولاد کے ساتھہ بھی اچھا معاملہ کریگا۔ قرآن شریف مین خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے۔ کہ ان دونون نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچون کی تھی وہان اللہ تعالے فرماتا ہے **وکان ابوھما صالحا** ان کا والد صالح تھا۔ یہہ ذکر نہین کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاوین پھر کیا اس قسم کے امور اکثر لوگون کو پیش آجاتے ہین بددیانتی خواہ تجارت کے ذریعہ جس مین حقوق شرکاء کو تلف کیا جاتا ہے۔

اسکی وجہ یہی میری سمجھہ مین آتی ہے کہ اولاد کے لئے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحب جائداد لوگون کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہوجاوے جو اس جائداد کی وارث ہو تاکہ غیرون کے ہاتھہ مین نہ چلی جاوے۔ مگر وہ نہین جانتے کہ جب مرگئے تو شرکاء کون اور اولاد کون سب ہی تیرے لئے تو غیر ہین۔ اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔

غرض

حق العباد مین پیچ در پیچ مشکلات ہین جب تک انسان ان مین سے نکلے نہین مومن نہین ہوسکتا۔ نری باتین ہی باتین ہین۔ اللہ تعالے کا کسی سے رشتہ ناطہ نہین اسکے ہان اسکی بھی کچھہ پروا نہین کہ کوئی **سیّد** ہے یا کون ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہہ خیال مت کرنا کہ میرا باپ پیغمبر ہے اللہ تعالے کے فضل کے بغیر کوئی بھی بچ نہین سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا آپ بھی۔ فرمایا ہان مین بھی۔

مختصر یہ کہ نجات نہ **قوم** پر منحصر ہے نہ **مال** پر بلکہ اللہ تعالے کے فضل پر موقوف ہے اور اسکو اعمال صالحہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع اور دعائین جذب کرتی ہین۔

قوم کا ابتلا بھی مال کے ابتلا سے کم نہین۔ بعض لوگ دوسری قومون کو حقیر سمجھتے ہین۔ اس ابتلا مین سید سب سے زیادہ مبتلا ہین۔ ایک عورت گدا اگر ہمارے ہان آئی وہ کہتی تھی مین سیدانی ہون اسکو پیاس لگی اور پانی مانگا تو **کہا کہ پیالہ دھوکر دینا کسی امتی نے پیا ہوگا۔**

اس قسم کے خیالات ان لوگون مین پیدا ہوئے ہوئے ہین۔ خداتعالے کے حضور ان باتون کی کچھہ قدر نہین اسنے فیصلہ کردیا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

ایک مخلص اور معزز خادم نے عرض کی کہ حضور میرے والد صاحب نے ایک مسجد بنائی تھی وہان جو امام ہے اسکو کچھہ معاوضہ وہ کچھہ دیتے تھے اس غرض سے کہ مسجد آباد رہے وہ اس سلسلہ مین داخل نہین مینے اسکا معاوضہ بدستور رکھا ہے اب کیا کیا جاوے؟

فرمایا۔ **خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی** جو روپیہ کے لئے نماز پڑھتا ہے اسکی پروا نہین کرنی چاہیئے نماز تو خدا کے لئے ہے۔ اگر وہ چلا جائیگا تو خداتعالے ایسے آدمی بھیجدیگا جو محض خدا کے لئے نماز پڑھین اور مسجد کو آباد کرین۔ ایسا امام جو محض لالچ کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے میرے نزدیک خواہ وہ کوئی ہو احمدی یا غیر احمدی اس کے پیچھے نماز نہین ہوسکتی۔

امام **اتقی** ہونا چاہیئے بعض لوگ رمضان مین ایک حافظ مقرر کرلیتے ہین اور اس کی تنخواہ بھی ٹھیرا لیتے ہین یہ درست نہین۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی محض نیک نیتی اور خدا ترسی سے اسکی خدمت کردے تو یہ جائز ہے۔

دیانندی ڈراما

بجواب

مرزائی چٹکلے

آریہ مسافر ماہ جولائی ۱۹۰۵ء

ہمارے مخالف دیانندی صاحبان کا جب اسلام کے مقابلہ پر دلائل و براہین سے کام نہیں چلتا تو وہ عورتوں اور بھڑوں کی طرح کوسنا شروع کر دیتے ہیں اور نقالوں کو اپنی طفلانہ تحریروں سے مات کر دیتے ہیں کچھ عرصہ سے ایک مختون آریہ عجیب عجیب تماشے کرکے دیانندیوں کو خوش کر رہے ہیں اور جولاہوں کے تیر کی طرح کبھی اس طرف پھدکتے ہیں اور کبھی بے بس ہوکر اوس طرف پہنچتے ہیں۔ آپ نے پہلے دیانندی سماج کی مدد سے ایک الول جلول کتاب لکھی نہیں بلکہ نقل کی جسے آپ نے نصف گھنٹہ کا لکچر قرار دیا حالانکہ آپ اسے نصف گھنٹہ میں پڑھ بھی نہیں سکینگے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ دیانندیوں نے بیچارے کے گلے میں بلا ڈال دی۔ جونہی وہ پبلک کے ہاتھوں میں پہنچی۔ تو اس نے اس کی ایسی ہی قدر کی جیسی کہ ایسی عامیانہ کتاب کی ہوا کرتی ہے۔ مختون صاحب کو اور تو کوئی دلیل نہ ملی آپ نے برائے نام ایک جواب لکھ مارا جسے اگر کہا جاوے کہ کسی ناول نویس بھانڈ نے اپنے ہم خیالوں کو پرچانے کے لئے گھڑ مارا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ اسے ایک مدلل مذہبی کتاب کا خطاب دیا جاوے مگر چونکہ آج کل ناول نویس اور یورپین بھانڈوں و مسخروں کی تقلید کا مادہ ہمارے کالجوں کے طلباء میں حد درجہ تک سرایت کر چکا ہے اسلئے مختون آریہ نے اگر ایسا کیا تو وہ مجبور تھا۔ مذہبی تعلیم تو اسکی جیسی تھی وہ تو اسکی طرز تحریر سے ہی ظاہر ہے۔ بیچارہ لڑکوں کی پیروی نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ اسپر بھی ہمیں امید تھی کہ اگر وہ جیسا کہ دعوے کرتا ہے۔ مذہب کی خاطر دیانندی ہوا ہے تو ضرور اس طفلانہ روش کو چھوڑ کر مدلل اور براہین و مہذبانہ طرز تحریر پر کار بند ہوگا کیونکہ سچا مذہب ضرور اپنے پیروں کو منکسر المزاج اور مہذب بنا دیتا ہے مگر افسوس کہ نتیجہ ہماری امید کے خلاف نکل رہا ہے اور مختون آریہ کی ہر ایک تحریر بجائے مہذب ہونے کے طفلانہ ہوتی گئی ہے اور شوخانہ ہوتی جارہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانندیوں کی سنگت نے اسپر پورا تسلط کر لیا ہے اور وہ ان کے رنگ سے پورے طور پر رنگا گیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ہم بھی اس پنتھ کے عامی آدمیوں کی طرح اس سے سلوک کریں۔

اس وقت ہمارے زیر نظر مختون آریہ کا مندرجہ بالا ہیڈنگ "مرزائی چٹکلے" ہے جسمیں اُسنے شوخی اور دریدہ دہنی کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا اور پیٹ بھر بھر کر حضرت اقدسؑ کی نسبت گستاخی کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسکی نادلانہ باتوں کو دیانندی تہذیب کے حوالے کرکے اصل اعتراضات کا جواب صواب دیں۔ تاکہ اسکی تسلی ہو جائے۔

عمر عیار کی زنبیل

لوگ حیران ہوں گے کہ یہ عجیب بہروپیا پن ہے عمر عیار کو گذرے کئی صدیاں ہوگئی ہیں۔ پھر یہ عمر عیار کی زنبیل کیسی۔ مگر ہم ناظرین کو اتنی دیر حیرانگی میں نہیں رہنے دیں گے سنئے لالہ دیانند اور اس کے چیلوں نے بہت تگ و دو کے بعد رشی کیش کے پہاڑوں سے اس زنبیل کو نکال مارا ہے۔ جسے سنسکرت میں بجائے عمر عیار کی زنبیل کے دیانندی وید کہتے ہیں۔ ہم نے خود اس زنبیل کے کرتب ملاحظہ کئے ہیں۔ اس میں ہاتھ ڈالو تو کبھی تثلیث پرستی نکل آئیگی کبھی نیوگ پرستی۔ کبھی اواگون پرستی۔ کبھی ہون پرستی۔ کبھی ریل کبھی تار اور کبھی فضولیات کا مجموعہ۔ مدعا یہ کہ دنیا جوں جوں ترقی کرتی چلی جائیگی ان پہیلی کے باٹوں کا کبھی خاتمہ نہ ہوگا۔ ذرا سی الفاظ کی گھڑنت بڑنت کرنے سے [illegible] نکلتے چلے آئیں گے۔ آپ یہ باتیں [illegible] زنبیل کی [illegible] ہوکہ ایک ایک نیوگن کے ساتھ گیارہ گیارہ نیوگی نکلتے چلے آویں [illegible] دیانند ایسے لائق چیلوں نے اس کے منہ پر سے پردہ اٹھا کر بھولی بھالی رہی سہی عزت کرکری کر دی۔ [illegible] نہیں کی بلکہ باپ بیٹی کی باہمی [illegible] بڑھے بابا کے ذمے لگا دی۔ اپنی [illegible] بے عزتی دیکھکر باباجی سے اور تو کچھ نہیں ہوسکا مگر یہ چار ولفظ یہی دکھائی دے دی کہ برائے خدا مجھے کسی بزرگ باعزت بزرگ کیطرف منسوب نہ کرنا۔ تاکہ دیانندی کے ڈھکوسلوں کی خاطر اس کی بے عزتی بھی نہ ہو پس دیانندیوں کا بڑا ہے بابا کے سپوت فرزند بنکر اخباری دنیا میں مشہور ہونا قدرے گراں سودا ہے۔ اس سودے کا سودا اس بڈھے میاں کے ایک مختون نوزائیدہ فرزند یا حلقہ بگوش کے مختل دماغ میں سمایا ہے اور آپنے نقالوں کیطرح ساڑھے تین ورقے سیاہ کرکے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر لیا ہے۔ اتنے ورقوں میں مطلب کی بات یا بڈھے میاں بید کی تعلیم کا عکس سوائے اسکے اور کوئی نظر نہیں آتا کہ شاید ایسی ہی طرز تحریر بڈھے میاں کی بھی ہوگی جس میں سے مختون دیانندی چھانٹ چھانٹ کر پبلک کے سامنے نمونے رکھ رہا ہے۔

عقل کے اندھے ادہرم پال خدا کا خوف کر اور سچائی کا خون نہ کر اخبار بدر پڑھ کر تو تیرے سینہ پر سانپ لوٹ گئے کہ کیوں حضرت اقدسؑ کو آدم کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اگر تجھ میں ذرا بھی عقل ہوتی تو تو اپنے گرو دیانند کے حالات سے ہی سبق لیکر خاموش رہتا۔ بھلا جس چیلے کا گرو مول شنکر سے شدھ چیتن بنا اور پھر شدھ چیتن سے دیانند بن بیٹھا وہ دوسروں پر کس منہ سے اس قسم کے اعتراض کر سکتا ہے شرم ہے تیری حالت زار پر۔ اگر سیاپے کی کیفیت دیکھنی ہے تو بجائے اخبار بدر کے اپنی گریبان میں منہ ڈال اور اپنی بھکڑ بازی اور طفلانہ حرکت پر رو۔ افسوس کہ تیرا گرو بہتوں کے آگے ناچتا رہا اور ایک عرصہ تک شیطان اسے نچاتا رہا۔ تب تیرے جیسے حامی شیطان کہاں گئے ہوئے تھے۔ جو ناچ شیطان نے تیرے گرو کو نچائے ہیں وہ اس کی سوانح عمری پڑھنے سے ظاہر ہیں اب اسپر تو خاک ڈالکر چھپانا چاہتا ہے۔ شیطان کا تسلط ہمیشہ تیرے جیسے جھولوں پر ہوا کرتا ہے۔

گرو بڑا یا چیلا

جبتک ہم نے ادہرم پال کی طفلانہ حرکات نہ دیکھی تھیں ہم سمجھتے تھے کہ لالہ دیانندی دشنام دہی میں بڑھا ہوا ہے۔ اور گروں کے ناکتے میں گو یہ سبقت لے گیا ہوا ہے مگر مقتول مکذب اور اس کے شاگرد رشید ادہرم پال جی گرو سے چار انگل بڑھ گئے ہیں اور بیچارے گرو جی منہ دیکھنے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ بظاہر تو مختون دیانندی اپنے آپ کو دیانند کا چیلا کہکر انکساری ظاہر کرتا ہے لیکن اگر اس کی فضول یا وہ گوئی دیکھو تو اپنے گرو کے پیش کردہ اعتراضوں پر ملمع چڑھا کر اس سے تین انگل اچھل کر باتیں بناتا ہے۔ بیچارہ دیانند تو ساری عمر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا کبھی [illegible] کی مالا جانوروں تک پہنا کر خود بھی انہیں [illegible] رہا اور کبھی گلشے کا ذبیحہ کو جائز بتاتا رہا۔ [illegible] کار نیوگ جیسی بے حیائی کا پردہ وید پرستی [illegible] کر چلتا بنا۔ جب کبھی معترضوں نے اعتراض کیا لالہ جی دھوتی سنبھالتے دوسری جگہ جھپٹتے تھے اور یہ جا وہ جا سماج مندری میں جا براجے۔ زیادہ کسی نے زور دیا تو ویدک لغات میں سے دو چار گالیاں اُگل دیں۔ بیچارہ معترض خود ہی ٹھنڈا ہوکر چپ ہو رہا۔

لالہ مختون جی فرماتے ہیں کہ بموجب عقیدہ اہل اسلام فرشتے بادلوں کو پکڑ کر نہیں لاتے بلکہ بارش کے لئے قوانین ہی کچھ اور ہیں۔ مہربان ناظرین اگر آپ لالہ مختون سے دریافت کریں کہ بدر کے کون سے پرچہ میں لکھا ہے کہ فرشتے بادلوں کو پکڑ کر لاتے ہیں۔ شاید بادلوں کا لفظ آپکی چشم پر تعصب کو بدر میں نظر آگیا ہوگا۔ ورنہ جو حوالہ آپنے بدر سے لکھا ہے اسمیں تو یہی لکھا ہے کہ فرشتے اوس کے پورا کرنے کے اسباب بہم پہنچانے میں لگ گئے۔ معلوم ہوتا ہے مختون نے اسباب کے معنی ویدک لغات میں بادل کے دیکھے ہیں۔ واہ رے مختون دیانندی تیری عقل کے صدقے۔

ذرا گرو کا حال تو ملاحظہ کر کہ کہنے کو تو رشی گوسائیاں کرتا رہا (ملاحظہ ہو سوانح عمری دیانند [illegible]) کہ کبھا گوت کا سپتاہ کرنے کا پھل دیکھا اور تکلیف [illegible] اور راجہ کو الیا راس سے تکلیف اٹھائے گا مگر لالہ جی کے مسلمہ مسائل کا حال ناگفتہ بہ ہے ستیارتھ پرکاش کے اول اڈیشن کو تو آگنی کے حوالے کر دینا چاہئے کیونکہ وہ تو خلل دماغ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ رہا دوسرا اڈیشن سو وہ بھی قدر خلل دماغ کی [illegible] پر ہے۔ اسکے بعد والے اڈیشن چیلوں کی تیزی طبع کے نتائج ہیں فرمائیے اگر لالہ جی ایسے ہی یوگی تھے تو پہلے درست مسائل کیوں نہ لکھے کیا اسوقت رشی کیس میں بھنگ نوشی فرما رہے تھے۔ جسکے باعث سدھ بدھ سے جواب مل چکا تھا۔ لالہ مختون کیسی بیہودہ ڈینگیں مار رہا ہے؟۔

مختون دیانندی نیا جنم دھارین

مختون دیانندی ایک طرف تو وید کی پہاڑی گپوں کو دیکھتا ہے۔ اور دوسری طرف یورپین تہذیب کو۔ پہاڑی گپوں کو مانتا ہے تو سمجھدار آدمی [illegible] کاگ بناتے ہیں اگر یورپین تہذیب کو پکڑتا ہے تو ویدا گنی کے ہون کنڈ میں جاتے ہیں [illegible] اس گرداب میں مختون لالہ کی بری گت بن رہی ہے

کبھی تو ڈاڑھی موچھ منڈا بچون مین قدم دہرا جاتے ہین اور کبھی بنگالیون کا سا جامہ بدل کر عجیب انگلیان نکالتے ہین - نیوگ - باپ بیٹی کی مجامعت - پرن کینڈ پر عجیب عجیب نقشے چڑہا کر زٹلین لگا رہے ہین - اور بقول جہاج تو بولے جیلی کیون بولے جسمین خود ہی ہزارون چھید ہین - ازلی پیدائش کا نکتہ تو ہم تم کو سمجھا دیتے ہین - مگر اس کے بدلے ہم آپ سے دریافت کرتے ہین کہ ستیارتہ پرکاش ہٹے وغیرہ دیگر ویدک منترون مین جو پرمیشور کو روحون کا پتا - ماتا کہا گیا ہے - کہان تک سچ ہے کیا پرمیشور پتا (باپ) اپنے بیٹے روح کی عمر کے برابر ہے یا کم و بیش - اگر پرمیشر حقیقی پتا ہے تو حدوث روح ثابت ہے ورنہ وہی مثل ہوئی کہ جب سے باپ تب سے بیٹا - اور خوب یاد آگیا - روح اس کا حقیقی بیٹا نہین بلکہ تیرا ہی بیٹا ہے - کہو مختون جی کون دہرم ہے -

ازلی پیدائش کی حقیقت سنیئے - قدیم اور حادث کی چار اقسام ہوسکتی ہین (۱) قدیم بالذات (۲) قدیم بالزمان (۳) حادث بالذات (۴) حادث بالزمان - قسم اول خدا تعالےٰ سے مخصوص ہے - قسم دوم مین آکاش داخل ہین - جو حادث بالذات اور قدیم بالزمان ہین - قسم سوم مین ممکنات داخل ہین - قسم چہارم مین مرکبات منتشرہ - ان چار اقسام مین باہمی نسبت ہے کہ قدیم بالذات خاص ہے قدیم بالزمان سے کیونکہ جو قدیم بالذات ہے وہ قدیم بالزمان ضرور ہے اور جو قدیم بالزمان ہے اسکے لئے قدیم بالذات ہونا ضروری نہین جیسے روح پس ان مین نسبت عموم خصوص مطلق کی ہوئی - قدیم بالزمان عام من وجہ ہے - حادث بالذات سے کیونکہ روح قدیم بالزمان اور حادث بالذات ہین - پس یہ ایک مادہ اجتماع کا ہوا اور خدا قدیم بالزمان بھی ہے جیساکہ وہ قدیم بالذات ہے پس حادث بالذات نہ ہوگا - لالہ مختون کی موٹی سمجھ مین اگر نہ آیا تو ہم اس مضمون پر پھر لکھ دینگے -

ازلی پیدائش تو آپ نے دیکھ لی اب آپ ازلی بیٹے کی حقیقت آشکار کرکے ویدک فلاسفی کی ٹانگ توڑین -

مختون تو تھے ہی ڈاڑھی موچھ بھی صفاچٹ

جیسے بعض بوڑہے آدمی اپنے آپ کو نوجوان اور بچہ ظاہر کرنے کے لئے ڈاڑھی کا صفایا کروا دیا کرتے ہین ایسا ہی لالہ مختون بھی گو دکل کے بچون سے ساتھ پڑھائی لکھی سیکھنے کے لئے ڈاڑھی موچھ کا صفایا کرکے بچے بن بیٹھے ہین - اب دیکھتے ہین کہ بی ... تو انتے ہوگئے کہ انہٹ اٹھانے سے حشرات الارض کی طرح نکل آتے ہین - ہمارے جیسے ٹٹ پونجیون کو کون پوچھیگا جہٹ ڈاڑھی موچھ منڈا کر سماج کی ڈہولکی بجانی شروع کردی - اور تو آپ سے کچھ ہو نہ سکا اپنے نامہ اعمال کی سیاہی اور اندرونی کالک کی ایک کونچی اپنے منہ پر بھی پھیر دی - لوگون نے اوسے دہونے کی کوشش کی مگر طفلانہ طبیعت سے ایک کی بجائے چار کونچیان اور اپنے منہ پر پھیر دین -

اب بال اکھڑوانے کا لیجیئے - ہم انصاف آپ ہی چھوڑتے ہین - مہربانی کرکے بتائے کہ آپ کے عقیدہ کے بموجب اسلام بڈہا ہے یا ویدک پنتھ - ان مین سے جو بڈھا ہوگا اسکے بال ہی زیادہ سفید ہونگے اور اکھیڑنے کے لائق ہونگے - دیانند سے پہلے تو مسلمان اس بڈہے بابا کے سفید بال اکھیڑ کر اسے اپنے ساتھ جوان بنا رہے تھے مگر لالہ دیانند کے آنے سے اسنے تو ایک سار قینچی سے ہی اسکے بال اتار کر رکھ دئیے اور ایک نئی مصنوعی ٹوپی جسپر یورپین جھلک نمودار تھی اسکے گنجے سر پر رکھ دی - بس پوچھو نہین پھر بابا کی کیا عمدہ تصویر بن گئی - اس کا فوٹو سماج کے نیوگ خانہ کی دیوارون پر لگا ہوا دیکھ

آپ کہتے ہین کہ تمام مسلمان کہتے ہین کہ حضرت آدم سے پہلے کوئی انسان نہ تہا واہ رے مختون دیانندی - تیرے جہوٹ کے صدقے کیا ہو تو پوری ہو -

لالہ مختون قرآن شریف کو تدبر سے پڑھیئے تو صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ آدم سے پہلے مخلوق تھی تبھی تو کہا گیا کہ کان من الکافرین یعنی وہ کافرون مین سے تہا یعنی شیطان - احادیث سے بھی ثابت ہے کہ اس آدم سے پہلے بھی کئی آدم ہو گذرے ہین - کہو لالہ جی اب سیاہی کی کوچی آپ کے منڈے ہوئے چہرہ پر پھر گئی یا نہین تم کیا جانو کہ قرآن شریف مین کیا لکھا ہے خواہ مخواہ کی ڈینگیں نہ مارو - بھلا جس کتاب کا ایک حرف بھی تم نہین جانتے اسکی علمیت کا دعوےٰ کرنا کیسی حماقت ہے تمہین کاگ بھاشا ہی مبارک رہے -

آپ کا یہ لکھنا کہ محض آدم سے ہی تمام انسان پیدا ہوئے یہانتک کہ اسکی بیوی بھی - عجیب نادانی و جہالت ہے آپکی اس خرافات کے بدلے کونچیان سیاہی کی آپکے چہرہ مبارک پر پھر چکی ہین پہلے ان کو گنگا جل سے دہوکر باتین کرتے -

دیانندی بھرو پیا

ویدک زمانہ مین دستور تہا کہ راجاؤن کے خوش کرنے کے لئے نقال کئی کئی قسم کے عجیب عجیب بہروپ بدلا کرتے تھے تاکہ ان کو دیکھنے والے ہنسین - موجودہ زمانہ مین مختون دیانندی وہی فرائض ادا کر رہا ہے - کہین تو آپ لکچرار بنکر دوسرون کی چاچھ پر موچھین منڈاتے ہین اور کہین بنگالیون کا سا جامہ زیب تن کرکے اسنری سماج مین نیوگ پرچار کرتے ہین - اور کسی جگہ ڈاڑھی موچھ منڈا کر بچون کے ساتھ الف بے نے رٹنا شروع کر دیتے ہین - مگر ہمین کچھ عرصہ سے معلوم ہوا تہا - کہ آپ بیمار ہین جسے ہم نے حمل کا سوانگ ہی سمجھا تہا - اب معلوم نہین کہ وضع ہونے پر کیا نتیجہ نکلا - سوانگ تو آپنے خوب بھرا مگر اپنے پتی کا نام ہم سے کیا چھپایا تہا - خیر ہم بھی دل کو سمجھا لینگے کہ نیوگ کے حمل کا سوانگ ہی سہی جسمین پتی کے تقرر کی ضرورت نہین - جو آئے سو اس کا بیڑا پار ہے -

بیڑا ہی ڈوب گیا

اسلام کی لہرون نے بچارے وید کی کشتی کو جو نقصان پہنچایا تہا وہ تو سب کو معلوم تہا - مگر کچھ عرصہ سے لالہ دیانند اور اسکے چیلون نے ویدک کی ٹوٹی ہوئی کشتی پر کاغذون کے جوڑ لگانے شروع کر دئیے تھے اور کئی پاہمتون نے تو اس کاغذی ناؤ کا خیال چھوڑ کر علیحدہ علیحدہ کاغذی مشکیزے بنائے تھے - جناب مرزا صاحب کے نزول نے ایک ایسا جوش دریائے اسلام مین ڈال دیا کہ اوس ویدک کاغذی ناؤ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور باوجودیکہ اسکی مرمت برابر جاری ہے مگر وہ بجائے جڑنے کے اور علیحدہ علیحدہ ہوتے جاتے ہین - اور اسمین ذرا شک نہین رہا کہ بیڑا آج ڈوبا کہ کل ڈوبا - گو اسی ڈر کے مارے دیانندی رشی کیش کسی چوٹی کی طرف بھاگے ہین مگر اس جوش وحدت کے سامنے ٹھیرنا کاغذی ناؤ کا کام نہین - تمہاری طفلانہ باتون کے جوابات تہذیب الاسلام کے جواب مین دئے جائینگے اور خاطر جمع رکھو تمہارے بخیئے پورے طور پر ادہیڑ کر رکھ دئے جائینگے - مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کوئی رسالہ بھی اسلام کے خلاف نکالنا چاہتے ہو - سو اب خبردار ہو جاؤ - اور طفلانہ باتون کو چھوڑ کر مہذبانہ طور پر گفتگو کرنا سیکھو - ورنہ مین تمہارے ایک ایک مضمون کے ٹانکے ادہیڑتا چلا جاؤنگا - پھر گاجرون کا حلوا کھا کر بھی تمہارا کچھ نہ بنے گا - مین تم کو اپنی حالت درست کرنے کا ایک اور موقع دیتا ہون - اگر میرے نام تمہین معلوم نہین تو آریہ مسافر سے پوچھ لو - جو شرم کے مارے منہ سامنے نہین کرتا -

راقم

احمدی جس سے تم بخوبی واقف ہو -

منظورِ الٰہی

اے دلِ پژمردہ کیون مغموم ہے تو کر بیان
ہم سے یہ دیکھی نہین جاتین تری بینیابیان
چشمِ تر تو ہی بتادے تجھپہ کیا گذری ہے آج
کس کا غم ہے کس کے ماتم مین ہین یہ آنسو رواں
کر رہا تہا صدمہ مین چشم و دل سے یہ خطاب
یون کہا اُس نے مجھ سے با آہ و فغان
فاضل مشہور یعنی مولوی عبد الکریم
ہوگئے دنیائے فانی سے سوئے عقبیٰ روان
حق تعالےٰ انکا جنت کو کرے آرام گاہ
دل سے تھے وہ تابعِ حکم مسیحائے زمان
تھے فصاحت اور بلاغت مین وہ حسانِ عجم
قرأت و قرآن خوانی مین تھے مشہورِ جہان
دوستون کو اپنے وہ داغ جدائی دے گئے
اب سنے گا اُن کا قرآن مجمع روحانیان
گیارہوین تھی ماہ اکتوبر کی اور تھا بدھ کا دن
اُڑ گیا تن کے قفس سے سوئے جنت مرغِ جان
حق تعالےٰ سے ہے منظورِ الٰہی کی دعا
اے خدا رکھ دوستون پر ان کے فضل جاودان

وی پی

مطبع اُن خریداران کی طرف وی پی ارسال کر رہا ہے جنکی طرف سال رواں یا گذشتہ سال کا چندہ واجب الوصول ہے - اسلئے اطلاع دیجاتی ہے - کہ جن کی طرف چندہ قابل وصول ہے - مطبع کے مرسلہ وی پی وصول کرکے مشکور کرین یا اطلاع دین کہ وہ کب تک چندہ ارسال کرینگے یا کونسا پرچہ وی پی ارسال کیا جاوے - تاکہ مطبع بار بار کی خط و کتابت اور زیر باری سے محفوظ رہے امید ہے کہ خریداران الحکم جن کی طرف چندہ واجب الوصول ہے توجہ کرینگے - !!!

محرر دفتر الحکم

مرثیہ وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ

(از چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ)

اے راحت دوستان کجائی — اے یاور دلستان کجائی
سرتاج مہاجران کجائی — اے اوّل ناصران کجائی
اے عبد کریم ما کجائی
وے یار قدیم ما کجائی

مجروح شدیم در فراقت — مذبوح دلیم ز اشتیاقت
چون صحبت ما شدست شاقت — افسوس کجاست آن رفاقت
جان تن انجمن کجائی
بر ہمزن انجمن کجائی

اے طائر روح چون پریدی — بر کنگرۂ فلک رسیدی
از ما تو بگو چرا بریدی — از ما چہ خلاف طبع دیدی
طیرناک آشیان کجائی
اے بلبل خوش بیان کجائی

جسم تو کہ بود سرپاک — ہیہات نہادہ شد بہ خاک
آن طوطی روح تو چالاک — پرواز نمود و شد بر افلاک
اے فرش گزین من کجائی
اے چرخ نشین من کجائی

ویران شدہ بے تو محفل ما — ویران شدہ بے تو منزل ما
آتش افتادہ در دل ما — آبست بخانۂ گل ما
اے مرہم زخم ما کجائی
اے دارو سقم ما کجائی

اے زبدۂ خادمان مہدی — اے قدوۂ بندگان مہدی
اے خادم دوستان مہدی — اے ساکن آستان مہدی
نور دین خدا کجائی
اے بندہ با صفا کجائی

تحریر تو ہست پر ز تاثیر — تقریر تو دل برد بہ تسخیر
ذات تو بہ سقف خانہ شہتیر — ما طالبود و شکست تقدیر
اے باعث شادیم کجائی
زیب آبادیم کجائی

بودیم ز تو ہمیشہ دلشاد — آباد ز تو و ز درد آزاد
گویم شدہ ایم بے تو برباد — نقصان رسید و شکل فتاد
اے راحت جان ما کجائی
اے روح روان ما کجائی

بے تو نہ قرار دل ما — بر مرگ تو گفت رب اعلیٰ
بزبان مسیح فزع عیسیٰ — ہم من سنۃ ز صدق و عدل
زین گریم و گویمت کجائی
ہم بویم و جویمت کجائی

دادند ترا شناخت حق — شد قسمت تو رفاقت حق
شد نور تو صرف طاعت حق — واد دست تو شد اشاعت حق
خاموش نشستہ کجائی — روپوشی و خفتہ کجائی

آن صحبت ما شد فراموش — یا کنج لحد شدی ہم آغوش
چون یاد تو میزند دل جوش — گریہم وے صبور و خاموش
اے غمخوار غمزدہ کجائی
وے شادی جانفزا کجائی

گو عمر تو ہفت و چہل سالست — در ذات تو جمع ہر کمال ست
بے روے تو بدر ما ہلال ست — آن نیر بوج زوال ست
اے نور نگاہ ما کجائی
وے پشت و پناہ ما کجائی

پژمردہ گل بہار خوبی — آن بادشہ دیار خوبی
چون بود تیم دار خوبی — آخر شدہ در مزار خوبی
اے رونق باغ ما کجائی
وے باعث فراغ ما کجائی

قرآن غذاے روح تو بود — فرقان کردہ روح تو بود
دارو و شفاے روح تو بود — گویہ کہ بجاے روح تو بود
اے عاشق زار من کجائی
جان باز و نثار من کجائی

در دوست وحیات پاسداری — اظہار جلال خدا باری
بار ہمہ دوستی ما وزاری — جان باختن آفرین سپاری
شیداے جلال حق کجائی
مولاے جمال حق کجائی

در ہجر تو چشم ماست پرنم — شد سینۂ ما خزینۂ غم
بر مرگ تو میکنیم ماتم — بطریق رسول پاک اکرم
اے بے تو ہمہ حزین کجائی
دوری دبدل قرین کجائی

ادعیۂ آن مسیح موعود — ہم زاری آن امام مہدی
ضائع نشود بلطف معبود — شد بر رفتہ روان مفقود
یکتا حبیب ما کجائی
تنہا و غریب ما کجائی

اے ذات تو مرجع خلائق — لیکن بری از ہمہ علائق
اے طوطی ایزدی حدائق — بگذشتہ از ہمہ عوائق
راہی رہ عدم کجائی
مخدومی بے خدم کجائی

تقریر تو شکرست و قندست — تحریر غریب و سود مندست
حالا کہ بست و لگفتہ بند ست — از شیوہ ناز دلپسند ست
خوش لہجہ مقرر ما کجائی
اے منبر مکرم کجائی

دست تو کمان و خامہ ات تیر — بر طائر زور کرد نخچیر
دادند ترا زبان تفسیر — بر حلق دجل مثال شمشیر
اے تاتے زاد زبیا کجائی
وے تا ہر مدا رضین کجائی

در جان تو شوق کوے شبگیر — جان باز و نثار روے شبگیر
شمشیر بے عدو بہ شبگین — خلقت ہمہ عکس خوے شبگیر
اے خواب در علی کجائی
اے دوست مرولی کجائی

اتفاقی... — یا طالبی جدم سود ندامت

اے حب عاشق شوق و استقامت — حالاست مے طہور و جامت
مے نوش وے بگو کجائی
خاموش و یکے بگو کجائی

طبع تو کہ بود نازک از گل — برداشت نکرد شور بلبل
چون تر تو دو گل اے گل — رو ئیدہ بر و گیاہ و سنبل
اے غنچہ دہان ما کجائی
اے بستہ زبان ما کجائی

واقف حقائق شریعت — کشاف دقائق شریعت
گلچین حدائق شریعت — پابند علائق شریعت
اے عالم باعمل کجائی
اے عالم بے بدل کجائی

اے کشتۂ راہ مہدی حق — سردار سپاہ مہدی حق
اے یوسف چاہ مہدی حق — خوش بود گواہ مہدی حق
اے نام تو بانشان کجائی
از چشم زمان نہان کجائی

اے عاشق زار نام احمد — وے شیفتۂ کلام احمد
داری خبر مقام احمد — اے خاک رہ غلام احمد
اے یار مسیح ما کجائی
قربان مسیح ما کجائی

رشک است بہ بخت روشن تو — چون قادیان ہست مامن تو
در زندگی بود مسکن تو — شد بعد وفات مدفن تو
اے زیر زمین رہین کجائی
روپوش تہ کفن کجائی

ہجرت رگ جان ما خراشد — بر زخم دلم نمک بپاشد
چون تیشۂ غم نہ جان تراشد — گر عبد کریم ما نباشد
مجروح دم مرہم کجائی
بے تو در ماندہ ام کجائی

یاد تو بحضرت مسیحا — زاد تو محبت مسیحا
آزاد بخدمت مسیحا — دل شاد بصحبت مسیحا
بودی و درین زمان کجائی
از دیدۂ ما نہان کجائی

قرآن تو با چنین خوش آواز — تاثیر چہ داشت بود اعجاز
بیخود شدے و داشتے باز — لاریب ظہور راز پرداز
یا خوش خوان من کجائی
پاکیزہ بیان من کجائی

در ہجر تو گرچہ بیقرارم — این قصہ درد درگذارم
در حفظ خدا ترا سپارم — دیگر ز قلم نہ بر نگارم
اے پیش روندہ ام کجائی
در پیت دوندہ ام کجائی

حق الله کند بحالت تو — قرآن ہمہ در رفاقت تو
در خلد بود اقامت تو — احمد ز پئے شفاعت تو

واکردہ لب اے فنا کجائی
زود آ و بیا بیا کجائی

اے مالک ما مہین ما — درگاہ مسیح مامن ما
چون عبد کریم مسکن ما — یاد ولپس مرگ مدفن ما
زین پس نہ بخوانمش کجائی
نہ پیام رسانمش کجائی

خواب سے جاگو۔ آنکھیں کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیان کس قدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں۔ امید ہی اگر آپ نے گھڑیاں نہ خریدیں تو پھر کب خریدو گے صاحبان جلدی اور گھڑیاں خرید لیں ورنہ پھر ایسا بہترین موقع نہ ملیگا۔

اصلی رسکوپ سسٹم واچ گارنٹی ۲ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول

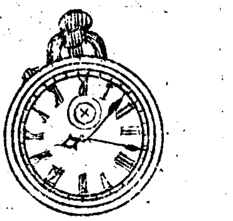

اگر یہ گھڑی عرصہ گارنٹی میں بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دین گے اس سے زیادہ اسکے پختہ و پائدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگا کر ملاحظہ کیجئے۔ قیمت تین روپیہ علاوہ محصول۔ کیس شیشہ، بیرنگ ہمراہ گھڑی مفت۔

نکل سلور کی اسٹار واچ گارنٹی ۴ سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکے پرزے نہایت پختہ اور پائیدار ہیں کھلے منہ کی کیس گھڑی ہی جیب میں ہی لگ سکتی ہے برسوں نہیں بگڑ جاتی قیمت ۴ روپیہ علاوہ محصول۔

ملنے کا پتہ — منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

اطلاع

خریداران الحکم خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔

کل ایک خط ضلع کرنال سے پہونچا جس پر نمبر وغیرہ نہیں ہے اور نیز پتہ واضح طور پر اپنا نہیں لکھا ہے۔ اس سے کارخانہ کو حساب وغیرہ میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ لہذا آئندہ نمبر دیا کریں۔

تعلیم الاسلام سکول اور کالج

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت کی اصلاح اور استحکام کے لئے ایک گشتی چٹھی خاص احباب کی خدمت میں بھیجی گئی ہے امید ہے توجہ سے دیکھی جاویگی مدرسہ کی آمدنی اور کالج کے آنہ فنڈ کی آمدنی کی رسید زر ایک وقت سے چھپ نہیں سکی آج مدرسہ کی رسیدات کیلئے جگہ نکالی جاتی ہے اسکے بعد آنہ فنڈ کی رسیدات چھاپی جاوینگی یعنے آخیر نومبر ۱۹۰۵ء تک انشاء اللہ تمام رسیدات چھپ جاوینگی یعنے آخیر نومبر تک کمی پوری ہوکر آخیر نومبر تک کی آمدنی کی رسیدات شائع کردی جائینگی۔ اسلئے جب تک کل رسیدات شائع نہ ہولین فرستادگان روپیہ رسیدات کے چھپنے کے لئے تقاضا نکرین۔ ایڈیٹر

مساکین اور یتامی اور جاڑا

سردی کا موسم آگیا ہے اور ہمارے مدرسہ کے یتامی اور مساکین کے لئے سردی کے کپڑے اور سامان کی ضرورت ہے ایک عرصہ گذرتا ہے۔ حضرت حکیم الامت نے ایک اشتہار اعلام کے نام سے جاری کیا تہا جس مین اس امر کیطرف توجہ دلائی تہی کہ اگر احباب پرانے کپڑے بہیجدیا کرین تو وہ ان لوگون کے کام آسکتے ہین اس پر چندان توجہ نہین ہوئی اب یہہ ضرورت سخت محسوس ہوئی ہے اسلئے ہر جگہ کی احمدی جماعتین خصوصیت کے ساتہہ اسپر توجہ کرین ہر قسم کے کپڑے جو پرانے کارآمد ہون یہان بہیجدئے جاوین یا کپڑون کے لئے روپیہ بہیجا جاوے۔ یہہ ایسی ضرورت ہے کہ اسپر بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے۔ ایڈیٹر

رسید زر آمدنی مدرسہ

۱۶- اگست ۱۹۰۵ء

منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا مدرسہ عہ
غلام نبی صاحب سکنہ حجن تحصیل بہیرہ " عہ
نورالدین صاحب ٹانک مگوی ابر برہما " ملے ۱۲
بابو عبد الرحمان کلرک انبالہ " ۱۲

۱۸- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب مساکین ۱۴
مدرسہ للعہ ریزرو فنڈ لہ عہ
جماعت وزیرآباد معرفت شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر مدرسہ لہ عہ ۹
جماعت لویرا یوالہ ضلع گوجرانوالہ مدرسہ صہ

۱۹- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت احمدیہ بہینی متصل قادیان معرفت ماسٹر سکندر مدرسہ
جماعت احمدیہ سامانہ معرفت محمد اکرم صاحب مدرسہ

۲۱- اگست ۱۹۰۵ء

منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن مدرسہ عا
محمد رمضان صاحب عدن " عا
بابو عبد الکریم صاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی مدرسہ ۸
غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ " مدرسہ عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور مدرسہ عہ
مرزا عباس علی ملک گارڈ کوہاٹ یتامی عہ مدرسہ

۲۴- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت احمدیہ گولیکی یتامی عہ
جماعت جہیلیان والہ حافظ آباد مدرسہ عہ
منشی مولا بخش صاحب مدرس سنگہول مدرسہ عہ
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ عہ
محمد علی وٹرنری اسسٹنٹ دفعدار انبالہ چہاونی مدرسہ عہ
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی مدرسہ
متفرق معرفت غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر لوبہ ٹیک سنگہ حال سا
یتامی للعہ مدرسہ عہ
غلام طاہر ولد سید نجم الدین احمدی قصبہ کرل مدرسہ
رمضان خان ولد چاند خان احمدی " مدرسہ
نامعلوم الاسم از پٹیالہ یتامی

۲۴- اگست

مولا بخش صاحب بکہلور- بہلور مدرسہ ۱۰
منشی اللہ رکہا ولد میان الہ دین سمبڑیال مدرسہ ۱۲
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب مدرسہ عہ

۲۵- اگست

غلام محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر نروبی (افریقہ) مدرسہ عا
عظیم شاہ صاحب باورجی نروبی " مدرسہ ۸
عمرالدین صاحب " مدرسہ عا ۸

۲۶- اگست

محمد موسیٰ کمسکل میکل مارٹ لاہور مدرسہ عہ
جماعت کاٹہہ گڑہ معرفت محمد علی سکرٹری انجمن چکارحق مدرسہ عہ ۱۵
جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی مساکین مدرسہ
مولوی اسماعیل صاحب ترگڑی- گوجرانوالہ مدرسہ عہ
جماعت جہلم معرفت سلطان محمد گہڑی ساز مساکین عہ ۱۲ ... مدرسہ عہ

۲۸- اگست

سید محمد شاہ لیس دفعدار نوشہرہ مدرسہ عہ
یعقوب خان وٹرنری اسسٹنٹ مونز ریمونٹ ڈپو یتامی للعہ
بابو فیروز علی کیسوال متصل گوجرخان مساکین ۸

یکم ستمبر ۱۹۰۵ء

جماعت بستی وریام معرفت محمد علی صاحب وریام مساکین

۳- ستمبر

جماعت احمدیہ کریام معرفت سلطان خان مدرسہ
سلطان خان ڈاکخانہ ملوارہ ضلع لودہیانہ مدرسہ
عبد الحی خان کلرک منٹگمری مدرسہ عہ

۴- ستمبر

مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ اسماعیل خان مدرسہ عا
مولوی محمد احسن کنگام کشمیر حال مقیم دلیسہ یتامی ۳

۵- ستمبر

ولایت شاہ صاحب سکول ماسٹر بارکہان لورالائی مدرسہ عہ

۶- ستمبر

جماعت احمدیہ لودہیانہ معرفت ماسٹر عبد الحق صاحب یتامی و مساکین
قاضی عبد المجید صاحب سکنہ جہانگا مانگا مدرسہ عا
عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور مدرسہ ۸
محمد شفیع صاحب گوجرانوالہ مدرسہ ۱۲
محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ راولپنڈی " ۸

۷- ستمبر

محمد حسین صاحب پنجابی اوڑکال بنگلہ مدراس مدرسہ عہ
مولوی سید محمد رضوی صاحب بلیڈر- حیدرآباد دکن ہے

۹- ستمبر

جماعت احمدیہ لودہیانہ معرفت قاضی خواجہ علی صاحب مدرسہ
سید لعل شاہ صاحب از نوشہرہ مساکین ۶ مدرسہ عا
مرزا نیاز بیگ صاحب از کلانور مساکین ۴
منشی محمد علی صاحب محرر پہلورا مدرسہ عہ
میان الہی بخش صاحب بٹہنڈا مساکین عہ
ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور مدرسہ عا
بابو عبد الرحیم صاحب سارٹر ریلوی انبالہ مدرسہ ۸
محمد تقی صاحب مدرس سرہند ۴ یتامی مدرسہ ۴
منشی مولا بخش صاحب مدرس سنگہول یتامی ۸ مدرسہ ۱۰

۱۱- ستمبر

عطا محمد صاحب الیس۔ او- ڈنڈوت کولیری مدرسہ عا
حافظ احمد الدین صاحب چک اسکندر- بزنالی مدرسہ ۲

۱۳- ستمبر

اسماعیل آدم بمبئی مدرسہ عہ
زین الدین محمد ابراہیم بمبئی مدرسہ للعہ
منشی وزیر خان صاحب احمدی انجیر ہیلو برہما مدرسہ ما
علی بخش صاحب تلونڈی کہو روالی مدرسہ عہ
منشی گلزار محمد صاحب پنڈی گہیپ مدرسہ عہ

۱۴- ستمبر

چندہ جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ مدرسہ

صاحب وسعت احباب توجہ کرین

میان احمد نور صاحب مہاجر کے مکان کیلئے کئی دفعہ پہلے بہی تحریک ہوچکی ہے کچہہ روپیہ جمع ہوا تہا وہ خرچ ہوچکا ہے چونکہ زمین جو مکان کے لئے تجویز ہوئی تہی وہ نشیب مین ہے قریبًا ایکسو روپیہ تو اس کے برابر کرنے مین خرچ ہوگیا اب مکان کی تعمیر شروع ہوگئی ہے مگر گذارہ کے موافق مکان تیار ہونیکے لئے دوسو روپیہ کی اور ضرورت ہے۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ قوم پر طرح طرح کے چندون کا بوجہہ پڑا ہوا ہے اور خصوصًا لنگر خانہ کیحالت ان دنون مین بہت ہی قابل توجہ ہے جسکے لئے حضرت اقدس نے پہر تحریک کا ارشاد فرمایا ہے مگر اس قوم کیلئے جو ہر وقت ہزارہا روپیہ مجموعی طاقت سے نیکی کے کامون مین خرچ کررہی ہے دوسو روپیہ کی رقم کچہہ بہی چیز نہین۔ بلکہ یہ ایک ایسی خفیف رقم ہے کہ دو چار صاحب وسعت احباب ہی توجہ فرماکر اسے پورا کرسکتے ہین۔ زکوٰۃ کی مد مین آخر سینکڑون نہین ہزارون روپیہ اس جماعت کے نکلتے ہین۔ پس ہی این سے ادنیٰ توجہ سے یہ رقم پوری ہوسکتی ہے۔ کل قوم کے سامنے اسلئے تحریک کی گئی ہے کہ تہوڑی تہوڑی مدد سے ہی مدعا حاصل ہوجاے مگر یہ کام بہت جلد توجہ کو چاہتا ہے تا تعمیر کا کام درمیان مین نہ رک جاے۔ ماہ رمضان کا مہینہ بہی صدقات کا ہے۔ اللہ تعالے ہمارے احباب کو توفیق دے کہ اس کار خیر مین وہ حصہ لین۔

راقم محمد علی مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے

یقینًا کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے ہر جگہ بہی جانتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکونکی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگوائینگے تو انکے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائیگی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔ فقط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

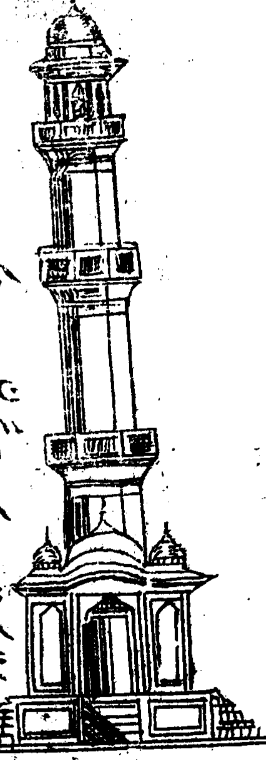

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سی باہر سے ۶ (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲/۶ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲/۲

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۹ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) سفرنامہ دہلی۔ درخواست دعا۔ دارالامان کا ہفتہ
" تازہ الہامات اور رؤیا۔ اطلاع۔ ص ا و ۱
(۲) حضرت مولانا مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ
مکتوب جالندہ۔ روزانہ الحکم کا اجرا } ص ۲-۳
(۳) ایک ہندو کو یسوع کی لعنت نے عیسائی ہونے سے بچا لیا۔
" استفسارات ن کے جواب } ص ۴-۵
(۴) کون توجہ کریگا۔ لنگرخانہ کی آمد۔ ص ۵-۶
" چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں۔ ص ۶
(۵) کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان ص ۷ تا ۱۰
(۶) بعض آریہ سماجیوں کی شرارت۔
زکوٰۃ۔
" فشاندو سگ بانگ می زند } ص ۱۱-۱۲
(۷) عید الٰہی اور اظہار مروت کا وقت آگیا۔ ص ۱۲
(۸) اشتہارات ص ۱۳-۱۴

سفرنامہ دہلی

دہلی کے سفرنامہ کے متعلق بعض دوستوں نے رائے دی ہے کہ وہ جداگانہ کتاب کی صورت میں شائع کیا جاوے مگر میں اسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسلئے الحکم کی اگلی اشاعت سی انشاء اللہ العزیز ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا سفرنامہ چھپنا شروع ہو جائیگا جس میں جہانتک ہو سکے گا۔ پورے کوائف درج کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

سال رواں ختم ہونیکو آیا۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہے وہ براہ کرم اب تو بہیجدیں مطبع کیطرف سے جو وی پی روانہ ہو رہے ہیں انہیں وصول کرکے مطبع کی بروقت اعانت کی جاوے۔ یہہ بہی یاد رہے کہ حسب معمول ۱۰۔ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کیا جائیگا ناظرین آگاہ رہیں۔ اگر قومی کاموں کو اپنے ذاتی کاموں کی طرح سمجھہ لیا جاوے تو پہر کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ وی پی واپس ہوں اور کارخانہ کو نقصان پہونچے۔

درخواست دعا

بابو عبدالحق صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور اسکی ترقی اشاعت میں بہت بڑا حصہ لینے والے نوجوان ہیں اور پہلے سنکہترہ میں سب پوسٹماسٹر تہے اور اب دارالامان کی اقامت کو باعث سعادت سمجھہ کر مدرسہ تعلیم الاسلام میں کام کرتے ہیں۔ وہ ایک مقدمہ کی لپیٹ میں آگئے ہیں احمدی احباب اپنے بہائی کی دعاؤں سے مدد کریں۔ رمضان کے ان ایام میں اچہا موقع ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر و عافیت سے ۱۲ بجے کے قریب دارالامان آپہونچے۔ اکثر خدام استقبال کے لئے راستہ میں جا ملے۔ آپنے دارالامان پہونچکر نماز جمعہ جماعت کے ساتھہ ادا کی۔ آپ اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔

(۲) حضرت حکیم الامتہ کی صحت بہی الحمد للہ اچھی ہے اور آپ خدمت دین میں بدستور مصروف۔

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی بجائے اب نماز پنجگانہ کے امام آپ ہی ہوتے ہیں۔

(۳)۔ فاضل امروہی امرتسر سے چندروز کیلئے واپس امروہہ تشریف لے گئے ہیں فاضل امروہی قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھنا چاہتے ہیں اس کام کو انہوں نے شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔ آمین۔

تازہ الہامات اور رؤیا حسب ذیل ہیں

امرتسر۔ ۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ صبح کو رویا میں دیکھا کہ بہت سے گنے ہیں فرمایا اس سے مراد کوئی مفسدہ یا ہنگامہ ہوتا ہے۔ اسکے ساتھہ ہی الہام ہوا اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ یعنے میں اپنے رسول کے ساتھہ کھڑا ہونگا۔

یہہ رؤیا اور الہام آپ نے لیکچر سے پہلے سنا دیا تہا لیکچر شروع کرنے کے آدہ گہنٹہ بعد پورا ہو گیا۔ کوتاہ اندیش مخالفوں اور مفسدوں نے اسقدر شور و شر پیدا کیا کہ اپنی طرف سے وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گئے۔ (اسکا مفصل ذکر سفرنامہ میں ہوگا)

قادیان۔ ۱۱۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ

ترجمہ۔ یا تو بعض وہ باتیں ہم تجھکو دکہائینگے جنکا انکو ہم نے وعدہ دیا ہے یا تجھے وفات دیں گے۔

لَا یُقْبَلُ عَمَلٌ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ مِنْ غَیْرِ التَّقْوٰی۔ یعنے تقوےٰ کے بغیر کوئی عمل ذرہ برابر بہی قبول نہیں کیا جاتا۔ (یہہ دونو الہام نماز ظہر کے وقت سنائیے۔

۱۴۔ نومبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکہایا گیا جس پر عربی عبارت میں ایمان کے اقسام لکہے ہوئے ہیں وہ عبارت یاد نہیں رہی۔ مگر اوس کا مطلب غالباً یہ تہا کہ ایمان چار قسم ہے ایک روائتی ایمان دوسرا وہ جو بصیرت سے حاصل ہوتا ہے تیسرا حالی ایمان۔ چوتہا استغراقی جو محویت سی حاصل ہوتا ہے۔

۱۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء "ہی ہوئی وہ زندگیوں کا خاتمہ"

اطلاع

اب بھی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو کہ چیٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے نہیں دیتے ہیں آئندہ توجہ کریں۔

حضرت مولانا مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ

مخدوم الملۃ کی شہادت نے قوم کے وجود میں ایک خاص حرکت پیدا کر دی ہے اور اس صدمہ کو پورے طور پر محسوس کیا ہے۔ سفر دہلی کے اثنا میں جیسے کئی جگہ جماعتوں اور احباب سے ملنے کا موقع ملا اور ہر ایک سے یہ دردِ دل سنا۔ منشاء ایزدی پر ہم خدا ہی کے فضل سے خوش ہیں اور ایسے ادیدہ الخیر کے وعدہ کے موافق سلسلہ کیلئے کسی خیر کثیر کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں لیکن بشری فطری تقاضے ہجوم افکار سے دلکو چوٹ لگا ہی دیتے ہیں اور فی الحقیقت ایسا ہونا ہی چاہئے تھا ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے مامور اور برگزیدہ رسول کو یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم کی وحی کیوں کرتا؟ مخدوم الملۃ کا صدمہ یوں تو ہر شخص نے محسوس کیا ہے لیکن جس جس قدر مرحوم کے تعلقات کسی سے زیادہ تھے اسی قدر صدمہ اس کے دل نے محسوس کیا ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت (جو شہید مرحوم کے وجود پر ناز اور فخر کرتی تھی اور جسکا یہ فخر بجا اور درست تھا) کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ہے اللہ تعالیٰ خود انکی جزا ہے۔ مکرمی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے جس درد اور رقت کیساتھ مجھے خط لکھا ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ انہیں کسقدر دکھ ہوا ہے مگر میں اور خود شاہ صاحب بحمد اللہ یقیناً جانتے ہیں کہ جسقدر عظیم الشان یہ ابتلا ہے اسیقدر عظیم الشان اجر اسکے صبر میں مرکوز ہے۔

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

میں شاہ صاحب کے خط کو کسی دوسری جگہ درج کرتا ہوں اور ذیل میں انکی ایک نظم کو جگہ دیتا ہوں جو سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے خاص جلسہ میں (جو شہید مرحوم کی تعزیت کا جلسہ تھا) شاہ صاحب نے پڑھی۔ مخدوم الملۃ مرثیہ گوئی کو ہمیشہ ناپسند کرتے تھے اسلئے کہ کہنے والوں کے صرف الفاظ ہی الفاظ ہوتے ہیں۔ وہ عملی رنگ زیادہ چاہتے تھے اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس نظم پر یا ان مضامین پر جو شہید مرحوم کے متعلق شائع ہو رہے ہیں پوری فکر کریں اور ان سے عملی فائدہ اٹھائیں تاکہ مرحوم کی شہادت بھی ایک رکن واقعہ ہی نہ ہو کر آپکے اعمال صالحہ کا ایک جزو ٹھیر جاوے اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ناظرین کو یہ توفیق عطا فرماوے آمین۔ میں نظم کے بعد شاہ صاحب کا مراسلہ بھی درج کرتا ہوں اسمیں یادگار کریم کے متعلق جو بحث کی گئی ہے وہ خصوصیت سے قوم کی توجہ کے قابل ہے۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

موت کا جینے کو جب ہے انتظار
ایسے جینے پر ہو کیوں کر اعتبار
جس اقامت کا نتیجہ ہو سفر
اوس اقامت پر کہاں آوے قرار
زندگی خود موت کا پیغام ہے
اس پہ ہر دم ہے فنا کا اختیار
مرگئے آخر کو جو پیدا ہوئے
موت کا سب نیک و بد ہونگے شکار
زندگی کا جس نے مقصد پا لیا
موت کا اوسکو نہیں ڈر زینہار
زندگی ہے زندگی کے واسطے
اس جہان کا اس جہاں پر ہے مدار
ہے یہ عالم ایک عالم کے لئے
اوس کو وہ پاتے ہیں جو ہیں بختیار
تخم ریزی کو ملی ہے یہہ زمین
گر زراعت اس میں تو اے کاشتکار
اس فنا کے بعد ہے پر اک بقا
تجھکو محنت کے ملینگے وان ثمار
جن سعیدوں نے یہہ کی ہیں محنتیں
اُن کو نظرِ غور سے دیکھہ ہوشیار
کیا سعادتمند وہ انسان ہیں
صدق سے جو حق کے ہیں خدمتگزار
کل وہی خوش ہوں گے مالک کے حضور
سوچتے ہیں آج جو انجام کار
ان سعیدوں میں تھے اک عبد الکریم
قوم میں پایا اونہوں نے افتخار
عاشقِ قرآن تھا مردِ خدا
خدمتِ قرآن تھا اُسکا شعار
جب سے ہوش آیا اسی دھن میں رہے
چہرہ تا دکھلائے وہ زیبا نگار
کوچہ و بازار میں واعظ بنے
ہاتھہ میں قرآن لئے مستانہ وار
جاگتے سوتے میں اٹھتے بیٹھتے
فکر یہ ہر دم رہی لیل و نہار
وہ اندھیرے گھر کے تھے روشن چراغ
نورِ فرقان کا تھا دل میں انتشار
عندلیب گلشن قرآن نے
اس چمن میں خوب دکھلائی بہار
مرحبا قرآن کے نغمہ سرا
حق نے کیا بخشا تھا لحن خوشگوار
پڑھ کے بسم اللہ جب کرتے شروع
مست ہو جاتے تھے سارے ہوشیار
کیا تلاوت میں غضب کا تھا اثر
جھومتے لذت سے تھے اغیار و یار
درسِ قرآن کی وہ دن کی مجلسیں
پھرتی ہیں آنکھوں کے آگے بار بار
جستجوئے حق رہی ان کو مدام
بندگانِ حق کے تھے وہ دوستدار
وہ پھرے ہر سو تلاشِ یار میں
چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار
دیکھہ کر قرآن کو پھر دیکھا نہ کچھہ
دیکھا گر دیکھا تو اک قرآن کا یار
حامیٔ دینِ محمدؐ مل گیا
بیٹھے پر دامن پکڑ کر استوار
قادیان میں مل گیا آخر امام
بن گیا دار الامان دار القرار
مدتوں سے کر دیا ترک وطن
اور فراموشی میں تھا سب کاروبار
آستانِ حضرت موعود پہ
چھوڑ کر بیٹھے تھے سب خویش و تبار
اک ندا آئی کہ میں مامور ہوں
دینِ احمد کا ہوں میں خدمتگزار
میں کرون گا ظلمتِ باطل کو دور
نورِ حق کا مجھہ سے ہوگا انتشار
نورِ فرقان کا جہان میں ہو ظہور
ہوگا ثابت وہ کلامِ کردگار
خدمتِ اسلام کو آیا ہوں میں
میں وہ ہوں جس کا تھا سبکو انتظار
حملے جو اسپر ہوئے ہیں آجتک
رد کرون گا با دلیل استوار
دل میں تھی فرقان کی ان کے لگن
قدر دان اسکا ہوا جب آشکار
جانبِ مشرق سے آئی یہہ ندا
اس ندا پر دوڑے وہ دیوانہ وار
جنکے تھے مشتاق وہ پیدا ہوئے
پایا مقصد آگیا دل کو قرار
اب تو من مانی مرادیں مل گئیں
کھولکر دل کا نکالا سب بخار
تیغ بُران کی طرح نکلا قلم
سر پہ باطل کے پڑا جوں ذوالفقار
حضرتِ موعود کا وہ پہلوان
نکلا جب میدان میں بہر کارزار
حربۂ فرقان کے جوہر کھلے
ہاتھہ دکھلائے گئے باطل پہ وار
اُن کے حملوں کی پڑی عالم میں دھوم
پڑ گئی باطل پرستوں میں پکار
چیخ اوٹھے سارے افسانہ پرست
حق کا پیدا ہو گیا مضمون نگار
تھا مطہر قلبِ قرآن کا امین
معنیٔ قرآن تھا اک رازدار
اُن کو ازبر تھے مسیحا کے اصول
جن سے باطل ایک دم میں ہو فرار
اسِ الٰہی کارخانہ کے لئے
آخرش اُٹھے وہ دیکر اشتہار
حق سے پایا قوم کا لیڈر خطاب
حق نے خود بخشا اونہیں عز و وقار
خدمتِ دین کا صلہ ان کو ملا
قوم پر پایا خدا سے افتخار
حق خدمت کر گئے اپنا ادا
جنت الماوا ہوا اُن کا قرار
گل کھینگے اس چمن میں اور اب
تاکہ دکھلاویں وہ سب اپنی بہار
اے خدا تو ہے وکیل و کارساز
اور ہر اک کا تو ہے حاجت برار
سب خوشی تیری رضا جوئی میں ہے
بندگانِ حق کا ہے تجھہ پر مدار
اپنی خدمت کی ہمیں توفیق دے
دین کا ہم سے کرا کچھہ کاروبار
ہم میں پیدا ہوں بہت عبد الکریم
ایک کے بدلے میں دے تو صد ہزار
جان سپاری کا سبق سب آن سے لیں
یوں فدا کرتے ہیں جان خدمت گذار
محو تھے قرآن میں وہ رات دن
عاشقِ قرآن کی قرآن یادگار
تیرے قرآن کے لطائف اے حبیب
یاد کرتے ہیں بچشم اشکبار
اے مسیحا دم کے شاگردِ رشید
اپنے مقصد میں ہوا تو کامگار
واہ تیرا صدق اے مردِ خدا
یار کے قدموں میں کر دی جان نثار
حامدِ خستہ کے دیرینہ رفیق
رحمتیں حق کی ہوں تجھہ پر بے شمار

مکتوبِ حامد

بسم اللہ نحمدہ ونصلی

میرے مکرم و محترم بھائی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
اللہ تعالیٰ نے کا منشاء پورا ہو گیا اور ہمارے لئے فیصلہ

کیا گیا کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ذریعہ حضور مسیح موعود کے دربار سے جو فیوض و برکات لینے کے عادی ہیں اس سے محروم کئے جائیں۔ عادت بھی ایک طبیعت ثانیہ ہوتی ہے اور طبیعت کا بدلنا اور عادات راسخہ کا چھوٹ جانا گو ناممکن تو نہیں مگر محال ضرور ہے۔ اب ہم کو ہمارے مخلص غمگسار محسن کے بجائے کوئی ایسا مونس غمگسار ملنا چاہئے جو ہماری اس کمی کو پورا کرے۔ ایسے نعم البدل کا ملنا ہم کو سردست مشکل نظر آتا ہے مگر اللہ تعالے کے آگے کیا مشکل ہے ان مع العسر یسرا فان مع العسر یسرا۔ حضور مقدس کی خدمت مین سوائے نہایت ہی ضروری امور کے عریضہ ارسال کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات گرامی کو مکدر کرنا ہے۔ معمولی خط و کتابت نہایت دور افتادہ حضوری سے معذور خادمون کے لئے ضروری ہے اس خبر رسانی کا ذریعہ ہونا چاہئے۔

. . . .

. . . . مولوی صاحب مرحوم کی محبت اس خبر رسانی کا کافی ذریعہ تہی اصحاب بیرونجات خصوصاً لاہور سیالکوٹ کپورتہلہ ان کے مراسلہ جات سے فیضیاب ہوتے رہتے تہے۔ ہمارے پیارے اڈیٹران اخبار حضور کے کلمات طیبات اور ملفوظات پاک کے اندراج سے حتی الوسع دور افتادہ معذور بہائیون کو بہت خوش رکہتے ہین مگر مولوی صاحب کی تحریرات کا نرالا رنگ تہا۔ اور ان پرائیویٹ خطوط سے۔ جو حضور مقدس کے الہامات اور دیگر خاص خاص فقرات سے آراستہ ہوتے تہے دلون پر ایک عجیب اثر پڑتا تہا۔ اب ہم لوگون کو بالفعل کمی ہے تو اسبات کی۔ خیر جائے شکایت نہین اللہ تعالےٰ کی مرضی یون ہی تہی۔ اور سب خوشی اس کی رضاجوئی مین ہے۔ اب اب بجائے اسکے کہ ہم مولویصاحب مرحوم کے ذریعہ سے ترقی یاب ہوتے۔ اب ان کے مخلص اور نہایت پیار کرنے والون کو یہ فکر لگ رہی ہے کہ مولوی صاحب کو ان کی لائف کے ذریعہ سے آئندہ آنے والی نسلون اور موجودہ پبلک مین پیش کیا جائے اور ان کے پاک حالات سے ان کو فائدہ پہونچایا جائے۔ اور ایک یادگار قایم کی جاوے جس سے مرحوم کے یاد رہنے اور اس کی نیکیون کو ہمیشہ تازہ رکھنے کا خیال باقی رہے۔ ان دو امرون کی بابت آپ کے الحکم مین نوٹ شائع ہوئے ہین اور مخلص جماعتون اور مونس و محب بہائیون کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے لائف کے لکھنے کا کام خود آپ نے سمجھا ہے

اور یادگار کریم کی تصریح کی ہے کہ وہ کیا ہونی چاہئے اور کس طرح اس کا قیام ہو سکتا ہے۔ بزرگان ملت نے حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایما اور منظوری سے ایک عاشق قرآن کی یادگار قرآن ہی قایم کی ہے جو ایک قاری کے مقرر کرنے اور چند ذہین اور حامئے امید ترقی کرنے والے نوجوانون کو تعلیم قرآنی بامعنی سے اسلوب تلاوت قرآن سکہلانے سے پوری ہو سکتی ہے۔ کل ۲۱- اکتوبر روز ہفتہ کی شام کو احباب سیالکوٹ کا ایک خاص جلسہ خاص اعلان کے ذریعہ ہوا اور انجمن احمدیہ نے اسبارہ مین گفتگو کی۔ مذاکرہ سے اسبات کی زیادہ ضرورت پائی گئی کہ یادگار کریم کو صرف معمولی شخصی چندون مین جن کے ماہواری وصول کرنے کا بکہیڑا لگا رہے محدود نہ کیا جائے بلکہ یادگار کو زیادہ پائیدار بنانے کے لئے دارالامان کے سکول کی عمارات مین ایک تخمینہ موزون خاص مکان کے ایزاد کرنے سے جس کا نام کریم منزل ہو ظاہر کیا جائے۔ مدرسہ مین تعلیم قرآن کی شاخ کا کہل جانا۔ کوئی ایسی نمایان یادگار نہین ہان اگر کریم منزل بہی ساتہہ ہو اور ایک مناسب عمدہ عالیشان عمارت کے اندر درس قرآن یعنی یادگار کریم قایم ہو تو ہمادیرنہ وارد ین پر ایک خاص اثر اس یادگار کریم کا پڑ سکتا ہے اور مولوی صاحب کی پائیدار یادگار باقی رہ سکتی ہے۔ ورنہ صرف معمولی طور پر کسی قاری صاحب کا ایک معمولی کمرہ مین بیٹہکر قرآن کریم کا تعلیم دیدینا اس غرض کو صحیح معنی مین ظاہر نہین کر سکتا جو ایک یادگار مین ہونی چاہئے۔ جو کچہہ بزرگان ملت نے فرمایا ہے وہ بجا ہے اور درست ہے مگر کریم منزل کا قیام ہو جانا اس یادگار کریم کو زیادہ باوقعت اور قابل توجہ بنا دیگا۔ بے شک اسکے واسطے کئی ہزار کے سرمایہ کی ضرورت ہے مگر جب ساتہہ ہی یہ خیال ہو کہ یہ ضرورت ہمارے نہایت ہی قابل ادب اور خادم قرآن مخدوم الملت کے متعلق ایک آخری ضرورت ہے تو پہر مین نہین خیال کرتا کہ اس مرحوم مخدوم الملت کے اس آخری منزل کے سنوارنے مین کسی مخلص جماعت کو دریغ ہو سیالکوٹ کی جماعت نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس روپیہ کی بہم رسانی مین ایک کافی رقم پیش کرکے نمونہ بنے اور اس جماعت کا حق بہی ہے کہ ایسا کرے۔ چنانچہ اگلے جلسہ مین جو عنقریب ہونے والا ہے وہ اسبات کے ظاہر کرنے کے قابل ہوگی کہ کسقدر رقم وہ اس یادگار مین پیش کر سکتی ہے۔ یہہ جلسہ ایک نظم کے

پڑہنے پر ختم ہوا جو ایک خاص خط کے ذریعہ چوہدری مولا بخش صاحب آسسٹنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ آپ کے پاس بہیجنگے اور اسکی الگ اشاعت ہونے کی تجویز پاس ہوگئی ہے۔ باقی رہا لائف کے لکہنے کا کام یہ تو خود آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تعالےٰ اس کام مین آپ کی مدد کرے مین نے حضرت مولانا مرحوم کے پرانے مراسلات جو وقتاً فوقتاً پہنچتے رہے آج نکالے ہین۔ آپ نے مجہہ سے فرمایا تہا کہ مین یہ مکاتیب آپ کے پاس بہیجدون اسوقت تو میرا اور آپ کا اور خیال تہا۔ مگر اب جس ضرورت کیواسطے یہہ مکاتیب کارآمد ہو سکتے ہین وہ اب مولویصاحب کے متعلق آخری ضرورت ہے اور مولویصاحب کی اس دلسوزی اور محبت اسلام اور حضور مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتہہ تعلق خاص کی نسبت وہ گہرا نقش ظاہر ہوگا جس کی خاص ضرورت لائف مین ہے مین اسبات کی ضرورت نہین سمجہتا کہ آپ کو لائف کریم کی ترتیب سمجہانے بیٹہون مگر اس مین کچہہ شک نہین کہ مجہے یا مولوی صاحب مرحوم کے کسی اور پرانے واقف کو بعض حالات کے پیدا کرنے مین آپ کو مدد دینی چاہئے۔ ماسٹر غلام محمد صاحب کا بہی اس بارہ مین خاص اطلاع دینے کا خیال آپ کو ہے۔ کیا آپ اس تقسیم سے مجملاً ہم لوگون کو اطلاع دیسکتے ہین جو آپ نے اس لائف کریم مین ملحوظ رکہی ہے۔ مولویصاحب کے مکاتیب کے درج کرنے کا ایک الگ حصہ ہونا چاہئے۔ اور خطبات کریم کا الگ حصہ۔ سیالکوٹ کی لائف کا الگ حصہ۔ اور پہر قادیان کی لائف کا الگ حصہ۔ مولوی حضرت نورالدین صاحب حکیم الامۃ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا الگ حصہ۔ سیالکوٹ کی لائف کے متعلق تو کچہہ نوٹ ہم لوگ جمع کر سکتے ہین جسکو بوقت فرصت مرتب کرکے پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ مکاتیب کریمہ کے لئے مین وہ جملہ مراسلات ارسال کرتا ہون جو اس عاجز کے نام مرحوم مخدوم الملت نے وقتاً فوقتاً ارسال فرمائے تہے اور جہان تک میرے پاس موجود تہے بہیجتا ہون ان خطوط مین بعض پرائیویٹ حالات بہی ہین۔ مگر آپ ان کو برابر نہایت غور سے ملاحظہ کرین انہین آپ بہت نور اور ہدایت کے مواد پائینگے۔ یہ بہی ایک بات ہے جس کی کمی حضرت مرحوم مغفور کے جدا ہو جانے سے ہوئی ہے۔ دارالامان مین بیٹہکر اس قسم کے خطوط

کا تحریر کرنے والا اور نہایت محبت اور دلسوزی سے اپنے بیرونجات کے بہائیون مین تحریک پیدا کرنے والا اب کہان۔ خیر آپ ان مکاتیب پاک کو غور سے دیکہین اور احباب نے بہی شاید آپ کی خدمت مین ایسے خطوط ارسال کئے ہونگے کپورتہلہ مین برادرم منشی ظفر احمد صاحب کے پاس بہی ہون گے ان سب کو جمع کرین۔ اور مجموعی نظر سے انتخاب کرکے مکاتیب کریمہ کے حصہ مین اپنے خاص نوٹون کے ساتہہ لائف کریم مین درج کرین۔ بالفعل مینے اسی قدر عرض کرنا ضروری سمجہا ہے۔

مرحوم کا دیرینہ رفیق خستہ حال

میر حامد ۲۲- اکتوبر ۱۹۰۵ء از سیالکوٹ

روزانہ الحکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل مین الحکم کی خاص وقعت ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لاینفک جزو سمجہتے ہین الحکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش اور حوصلہ افزا تحریرین بہیج رہے ہین جو امید دلاتی ہین کہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۵ء تک مطلوبہ درخواستین پوری ہوجائینگی۔ ابہی تک جسقدر درخواستین آئی ہین گو انکی تعداد کیسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجرائے روزانہ کے لئے جسقدر درخواستین سردست تجویز کی گئی تہین انمین صرف پچاس درخواستون کی کمی ہے۔ گویا نصف درخواستین آچکی ہین تو یہ کمی کمی نہین بلکہ اطمینان بخش ہے۔ مین اب روزانہ کی **ضرورت** اور **اہمیت** پر کچہہ لکہنے کی ضرورت نہین سمجہتا بلکہ قدردان و سرپرستان الحکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کرین جو ابتک اپنی درخواستین نہین بہیجی ہین وہ جلد بہیجدین۔ روزانہ کیصورت اور ترتیب کا اندازہ کرنیکیلئے ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء کے الحکم کے ساتہہ نمونہ کا ایک پرچہ شائع کر دیا جائیگا۔ مین اس سے زیادہ کچہہ نہین کر سکتا۔ اگر قوم نے پسند کیا اور اسکی خریداری اور اعانت مین میرا ہاتہہ بٹایا اور درخواستین پوری ہوگئین تو انشاء اللہ العزیز اسکا اجرا ہو جائیگا۔ اور جیسا مینے پہلے ظاہر کیا تہا مین اللہ تعالیٰ کی اس فضل و کرم کیوقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجرا کیلئے مقدر ہوگا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

بعض احباب نے قیمت کے متعلق بہی لکہا ہے کہ موجودہ اردو کے روزانہ اخبارون سے زیادہ ہے۔ یہ سچ ہے مگر اس کی وجہ صرف کمی اشاعت اور قادیان ایسے مقام پر اسکا اجرا ہے مین لکہہ چکا ہون کہ جسوقت اشاعت زیادہ ہو جائیگی فوراً قیمت ۱۲ سالانہ کر دیجائیگی۔ اور حجم بہی بڑہا دیا جاویگا۔ آئندہ جس طرح رب کریم کو منظور ہو

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

مراسلت

ذیل کی مراسلت بغیر کسی قسم کے تصرف کے درج کی جاتی ہے یہہ دکنی اردو ہے چونکہ مطلب صاف سمجھہ مین آتا ہے اسلئے مینے اصلاح کیضرورت نہین سمجھی۔ اتنا کہنا ضروری ہے کہ عیسائیون نے یسوع کو لعنتی مان کر انکی بہت بڑی ہتک کی ہے خدا کرے کہ عیسائیون کو اسکی اصلاح کا خیال پیدا ہو اور وہ اسی صورت مین ہو سکتا ہے کہ وہ لعنت کے مفہوم سے آگاہ ہون اور مسیح کی لعنتی موت سے انکار کرین۔ جو فی الواقعہ صحیح نہین ہے۔ ایڈیٹر۔

ایک ہندو کو یسوع کی لعنت نے عیسائی ہونے سے بچالیا

ایک ہندو جسکی مادری زبان کنڑی تہی کرسٹان ہونا چاہتا تہا۔ خاکسار سے سلسلہ گفتگو یون شروع کیا۔

ہندو مجہے سچے مذہب کی تلاش ہے اسلئے مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ کیا آپکے یہان بہی گناہون سے پاک ہونے کے لئے کوئی ذریعہ ہے جیسے پادری صاحبون کے یہان اون گناہون کے بدلے مین یسوع کی قربانی ہوتی ہے۔ چنانچہ اون کی کتاب گلیتون کے ۳- باب ۱۳ آیت مین لکہا ہے کہ۔

مسیح نے ہمین مول لیکر شریعت کی لعنت سے چہڑایا کہ وہ ہمارے بدلے مین لعنت ہوا کیونکہ لکہا ہے جو کوئی کاٹہہ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے۔

احمدی۔ ہم اپنے گناہ ایک برگزیدۂ خدا کے سر تہوپ کر اوسکو ہمیشہ کے لئے مردود و خدا سے رو گردان ماننے سے لاکہہ درجہ بہتر ہے کہ گناہون کے بدلے مین خود ہی دوزخ مین چلے جائین۔ ہمارا مذہب ایسے بیہودہ گوئیون اور بے سود باتون سے بالکل صاف و پاک ہے۔

ہندو۔ پادری صاحبان یہ کب کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ بلکہ وہ تو یہہ کہتے ہین کہ تین روز کے لئے لعنتی ہوا۔ آخر کو بعد وہ باپ کے سیدہے ہات پر جا بیٹہا۔

احمدی۔ لعنت کا ترجمہ تمہاری کنڑی زبان مین کیا ہوتا ہے معلوم نہین۔ مگر اوس کا مفہوم یہہ ہے کہ جسپر لعنت پڑتی ہے وہ خدا کا دشمن اور خدا کے نیک بندون کا دشمن ہو جاتا ہے۔ چند دنون کے لئے نہین بلکہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو تا ہے۔ دیکہو شیطان پر لعنت پڑی تو وہ ہمیشہ کے واسطے خدا کی درگاہ سے راندا گیا و مردود ہوا۔

ہندو۔ ہان ایک رو سے آپکا کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ سرکار مین جو کوئی ایک دفعہ کسی جرم کے بدلے مین سزا پایا ہے تو اوسکا نام ہمیشہ کے لئے **بدمعاشون** مین لکہا جاتا ہے۔ ایسا تو ہو نہین سکتا کہ وہ چند دنون کے لئے بدمعاش گنا جائے۔ پہر اوس کے بعد وہ نیک معاش کہلائے۔ چونکہ یسوع جب ہمارے گناہون کے بدلے مین ایک دفعہ واجبی سزا بہگتنے کیوجہ سے اوسکو لعنتی کہا گیا ہے تو غالباً ضرور وہ تو ہمیشہ کے لئے اسی نام کے نیچے رہیگا۔

احمدی۔ برگزیدگان دین و محبان خدا کی نسبت ایسے القاب بولتے ہوئے ہمارا دل کانپ اوٹہتا ہے معلوم نہین اوس کو ایسا لقب کیون دیا گیا۔ بہلا تم خیال کر سکتے ہو کہ جس مذہب کا پیشوا ہی ایسے ناپاک و تاریک گڑہے مین گرا ہے تو اوس کے تابعدارون کی نجات کی کیا امید ہے۔

این خیال است و محال است و جنون

ہندو۔ پہر تمہارے مذہب مین گناہون سے نجات پانے کا کیا طریق ہے بیان کرو۔

احمدی۔ گناہ روح کی بیماری ہے جیسے جسم کی بیماری اپنے جسم کے لئے رنج و درد کا باعث ہوتی ہے ویساہی گناہ بہی روح کی بیماری کا باعث ہے گویا گناہ ہی عین دوزخ ہے۔ اوس سے نجات پانے کے لئے ہمارے مذہب مین یہ طریق ہے کہ جیسے جسم کا بیمار اپنی صحت و شفا کے لئے خودہی دوا کہاتا ہے ویسا ہی روح کی بیماری کے لئے خود بیمار ہی توبہ اور پشیمانی کی گولیان کہائے۔ اور استغفار کا کاڑہا پیا کرے۔ اور آئندہ آنیوالے دنون مین اون کامون سے پرہیز کرے جن سے بیماری عود کرتی یا کرنے کا اندیشہ ہے۔ مگر ایسا تو کبہی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص بیمار رہو اور دوسرا شخص اوسکے لئے دوا کہائے۔ یا مر جائے۔ اور وہ بیمار صحت پائے۔

ہندو۔ واقعی آپکا کہنا ٹہیک معلوم ہوتا ہے مین اب کرسٹان ہونے مین جلدی نہین کرونگا اور خوب سوچ سمجہہ کر دریافت کرکے حق کیا ہے معلوم کرونگا۔ اگر میرے قیاس کے مطابق یسوع کو لعنتی مانا جائے۔ تو دو باتون مین سے کوئی ایک بات تو ضرور جہوٹی ہوگی۔ یا تو یسوع نبی ہوگا۔ اگر سچا ہے تو لعنتی موت سے نہین مرا ہوگا۔

احمدی۔ بے شک لعنت و نبوت ایک جگہ جمع نہین ہو سکتی۔ یہہ اجتماع ضدین محال ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت یسوع تو لعنتی موت سے ہرگز نہین مرے بلکہ وہ اوس سے نجات پائے دیکہو خود اون کی کتابون مین لکہا ہے۔ ۲ باب دوسری آیت قرنتیون مین ہے۔ خدا کہتا ہے۔

مینے قبولیت کے وقت مین تیری سُنی اور نجات کے دن تیری مدد کی یعنے یسوع رات کیوقت جو اکثر دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے رو رو کر موت کا پیالہ ٹلنے کے لئے جو دعا کی تہی وہ سُنی گئی۔ اور اللہ نے اوس کی مدد فرما کے لعنتی موت سے نجات دی۔

چنانچہ دوسری جگہ عبرانیون ۵ باب ۷ آیت مین لکہا ہے کہ یسوع نے (بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اوس سے جو اوسکو موت سے بچا سکتا تہا دعائین اور منتین کین اور تحمل کے سبب اوسکی سُنی گئی۔ سُننے سے مراد یہان دعا کا قبول کرنا ہے۔ یہہ تو ہو نہین سکتا کہ خدا کبہی بہرا ہوتا ہے اور کبہی سنتا ہے وہ تو ہمیشہ سنتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو ہم کہین کہ پانی لاؤ۔ اور وہ نہ لاوے تو اوس کو الزام دیتے ہین کہ تو نے ہماری بات نہ سنی۔ حالانکہ وہ کانون سے سُن چکا تہا مگر اوس پر عمل نکرنے کی وجہ سے اوسکو نہین سنا کرکے الزام دیا جاتا ہے۔ ایسے اللہ جل جلالہ کے یہان اُنکی دعا سُنی گئی۔ یعنی جیسے اونکی آرزو لعنتی موت کا پیالہ ٹلنے کی تہی ٹال دیا۔ اور اوسکو رحمتی موت سے فوت کرکے لعنتی موت سے بچالیا۔ اسپر جو لوگ اپنے گناہون کا بوجہہ اوتار لینے کے لئے اوسکو لعنتی موت مارتے ہین وہ جانے اور اون کا یسوع ہم تو اس عقیدہ سے پاک ہین۔ فقط

خاکسار عبد اللہ احمدی نیماپور

استفسار اور انکی جواب

سوال اوّل۔ اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم اللہ بہول جاوے تو ذبیحہ کے استعمال مین آپ کیا فرماتے ہین۔

سوال دوم۔ بندوق پر بسم اللہ پڑہ کر شکار مارا جاوے اور وہ شکار قبل ذبح کے مر جاوے۔ تو اس کے کہانے مین آپ کیا رائے فرماتے ہین۔

جواب

(۱) اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم اللہ بہول جائے تو ایسے ذبیحہ کا کہانا جائز ہے اگر بظاہر اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ شریفہ (وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ) کی مخالفت کیجاتی ہے لیکن اگر عمیق نظر سے دیکہا جائے تو کسی قسم کی مخالفت نہین بلکہ ناسی مسلم ذاکر کے حکم مین داخل ہے کیونکہ ناسی حکماً ذاکر ہے۔ طبیعت داعیہ الی الاسلام ذکر کے قایم مقام ہے یہہ ہی معنی اوس حدیث کے ہین۔ جو دار قطنی اور در منثور وغیرہ مین ہے (المسلم یذبح علٰی اسم اللّٰہ۔ سمّٰی اولم یسم مالم یتعمد) پس وہ ذبیحہ جسپر بصورت نسیان۔ بسم اللہ نہین پڑہی گئی۔ (لم یذکر اسم اللّٰہ علیہ) کے تحت مین داخل نہین ہے۔ بلکہ (ذکر اسم اللّٰہ علیہ) کے تحت مین داخل ہے۔

(۲) بندوق پر بسم اللہ پڑہ کر جو شکار حلال جانورون مین سے مارا جائے۔ اور شکار قبل ذبح مر جاوے تو اوسکا کہانا جایز ہے دیکہو کتب فتاوی شامی وغیرہ کو۔

حررہ الراجی الی عفو ربہ الکریم عبد الرحیم

استفسار

عصر اور فجر کی فرض نماز کے بعد سجدہ حرام بتلایا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اگر کوئی شخص فجر کی نماز مین جماعت کے ساتہہ بغیر ادا کرنے سنت کے ثواب جماعت فوت ہونے کے خیال سے شامل ہو جائے اور بعد سلام سورج نکلنے کے قبل دو رکعت سنت ادا کر سکتا ہے یا نہین اور عصر کے بعد جو سجدہ حرام بتلایا جاتا ہے وہ کسطرح سے؟

یہہ امر یقینی ہے کہ سورج کے نکلتے وقت اور ڈوبتے وقت سجدہ نکرنا چاہیئے؟

(نوٹ)۔ براہ کرم استفسار بالا کا جواب درج اخبار فرما دیجئے۔

خاکسار محمد عمر احمدی صدر مدرس مدرسہ کورٹلہ تعلقہ ....

.... نمبر خریداری اخبار الحکم ۱۲۱۶

الجواب

(۱) عصر اور فجر کی فرضی نماز کے بعد سجدہ حرام نہین ہے مگر اولیٰ تاخیر ہے۔ دیکھو کتب دینیات۔ کبیری و مظاہر حق وغیرہ شرح مشکوٰۃ کو کہ اوس مین لکھا ہے۔ اگر سجدہ تلاوت ان اوقات مین کرے توجایز ہے۔ مگر افضل یہہ ہے کہ اس سجدہ کو تاخیر سے ان اوقات مین اداکرے کیونکہ اس سجدہ کی تاخیر مین سجدہ کا فوت ہونا لازم نہین آتا اور نہ سجدہ کا قضا ہونا لازم آتا ہے کیونکہ جو کسی وقت کے ساتھ مقید نہین اوس کی تاخیر مین یہ نہین کہہ سکتے۔ کہ وہ فوت ہوگئی اور قضا تاخیر کے بعد جو اوسکو کیا جائے تو یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ وقت قضا ہے بلکہ جب کیا جائے بس وہ ادا ہے اور سجدہ تلاوت بھی اسی قبیل سے ہے کہ وہ کسی وقت کے ساتھ مقید نہین۔

(۲) فجر کی سنتین اگر قضا ہوجائین تو پڑھنا انکا بعد فرضون کے قبل طلوع آفتاب منع نہین اور بعد طلوع آفتاب کے بھی پڑھنا انکا جائز ہے چنانچہ درباره پڑھنے ان سنتون کے بعد صلوٰۃ مفروضہ اور قبل طلوع شمس۔ ابن حزم نے المحلی مین ایک حدیث لکھی ہے اور وہ یہ ہے عن عطا ابن ابی رباح عن رجل من الانصار قال رأی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رجلاً یصلی بعد الغداۃ فقال یا رسول اللہ لم اکن صلیت رکعتی الفجر فصلیتہما الآن فلم یقل لہ شیأً) اور اسی کے قریب قریب ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور درباره پڑھنے سنتون کے بعد طلوع شمس کے ابوبکر ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ عن نافع عن ابن عمرؓ انہ صلی رکعتی الفجر بعد ما اضحیٰ اور ترمذی مین ہے عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلہما بعد ما تطلع الشمس۔

میرے نزدیک محقق امر یہ ہے کہ بعد ارتفاع شمس کے سنتون کا پڑھنا افضل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ الراجی الی ربہ الکریم عبد الرحیم۔ عفی اللہ عنہ۔

کون توجہ کریگا؟

ذیل مین مین اپنے عزیز بھائی منشی غلام محمد صاحب پھلوری کا ایک چھوٹا سا مراسلہ درج کرتا ہون جو انہون نے اپنے بچے کے متعلق لکھا ہے۔ مین یقین رکھتا ہون کہ بعض احمدی جو چرم کے سوداگر ہین اور ایک وسیع پیمانہ پر ان کے کارخانہ ہین۔ وہ منشی غلام محمد صاحب کے صاحبزادہ کو اپنے کارخانہ مین رکھہ کر کام سکھائین گے خصوصاً مین **شیخ نیاز احمد صاحب** وزیر آبادی کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے بھائی کو مدد دین۔

فی الحقیقت صنعتی اور حرفتی تعلیم کی طرف قوم کے بچون کو توجہ دلانا اور ان کے لئے ایسی تعلیم کا سامان بہم پہونچانا قوم کا فرض ہے۔ لیکن جس حال مین ابھی تک سکول کے لئے بہت سی ضرورتین ہر وقت دست سوال دراز کئے ہوئے ہین کسی اور شعبہ اور شاخ کی طرف کیسے توجہ ہو تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید کی جاتی ہے کہ وہ وقت آجائیگا کہ ہم آپ ہی ایسی ضرورتون کو پورا کر سکین گے۔

شیخ نیاز احمد صاحب (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشندہ نمونہ ہین اور خدا کے فضل سے ایک عمدہ کارخانہ چرم کا رکھتے ہین) اگر اس بچہ کو اپنے کارخانہ مین رکھہ کر کام سکھائین تو بہت مفید ہوگا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس نوٹ کو پڑھ لینے کے بعد انہین تامل نہ ہوگا۔ ایڈیٹر۔

الغیاث! الغیاث!!

میرا لڑکا جو بفضلہ آج بیس برس کی عمر کا ہے چودہ سال متواتر بیمار رہنے کے باعث علم جیسی بے بہا نعمت سے محروم رہ گیا۔ جب سکول کے ماسٹرون نے اُسے علمی لائن کے قابل نہ پایا اور اوسکی پڑھائی سے جواب دیدیا تو پھر مینے اُسے سلائی کا ہنر سکھانا چاہا مگر ہائے بخل تیرا ستیاناس ہو تو نے قوم کے عروج مین روڑا اٹکایا ہوا ہے اگر تو نہ ہوتا تو قوم کی افراد اس ذلیل حالت مین نظر نہ آتی۔

آہ! بعض وہ فیاض دل ہین جو اپنی جیب سے خرچ دیکر قوم کے بچون کو ولایت بھیجتے ہین۔ اور ایک وہ ہین جو اپنے ہاتھ کا ہنر بتانے ہی بخل کرتے ہین۔ ایک روز مین اپنی قوم کے ایسے بخیل ہنرمندون کا گلہ کر رہا تھا کہ اسی اثنا مین میرے ایک ماتحت نے مجھے کہا کہ اگر آپ اوزار جلد بندی صاحبزادہ کو منگوا دین تو مین سکھا دون۔ مینے فوراً اوزار منگوا دیئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لڑکا کو ادھورا چھوڑ کر ہی چلتا ہوا۔ **بتا اے قوم!** اگر مین تیرا گلہ نہ کرون تو کیا کرون؟ ایک دن وہ تھا۔ کہ تیرے چشمۂ فیض سے غیر قومین سیراب ہوکر دور دراز ملکون مین جاکر تیری فیاضی کے گیت گایا کرتی تھین۔

اور ایک دن یہ ہے کہ تیرا ہی بھائی تیرے ہی ملک مین تیرے بخل کے گیت گا رہا ہے ؎

قوم گنتی مین ہو گو مور و ملخ سے بھی سوا
مرگئے جب قوم کے دل قوم مین پھر کیا رہا

چپکے چپکے حاجتین کرتی تھی سب اُنکی روا
فقر و فاقہ انکا خلقت پر عیان ہوتا نہ تھا

ہنرمندون کے اس بخل کو دیکھکر مینے اپنے لخت جگر کو تجارت پیشہ مین لگانے کی صلاح کی اسمین تجربہ کی ضرورت محسوس ہوئی اسلئے پھر مجھے قوم کے تجارت پیشہ اصحاب کی طرف جھکنا پڑا۔ ہنرمندون کے فعل نے گو میری امیدون پر پانی پھیرا ہوا تھا مگر میرا دل تجارت پیشہ اصحاب کی طرف سے گواہی دیتا تھا کہ وہ بڑے وسیع الاخلاق ہوتے ہین۔

بمبئی اور رنگون مین اکثر تجار قوم کے بچون کو اپنے کارخانون مین بڑی خوشی سے رکھتے ہین اور انہین بلا دخل بخل تجارت پیشہ بن ماہر کرتے ہین۔ غرض یہی امید مجھے مالکان کارخانہ چرم کی خدمت مین لے گئی۔ مگر افسوس کہ کسی بھائی کو بھی مجھپر اور میرے لخت جگر پر رحم نہ آیا مین نے یہانتک کہ مین لڑکے کی ضروریات کا بوجھ اپنے ذمہ لیتا ہون اگر آپ اسے اپنا فرزند سمجھین تو زہے قسمت ورنہ بلا تنخواہ خدمتگار ہی سمجھ لین مگر ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

کہان ہادیٔ قوم کے وہ آب زر سے لکھنے والے کلمات "انما المومنون اخوۃ" اور کہان مذکورہ بالا سلوک ؎

کھول کر کچھ اپنی آنکھین دیکھ اے قوم متین
گم ہوئی جاتی ہے تجھسے عزت دنیا و دین

ایک رونا ہو تو رو دین روئینگے کس کس کو ہم
اپنو گویا کل ہماری ایک ہی سید ہی نہین

اے قوم! مجھکو تو اس لڑکے کی حالت پر رحم آتا ہے اور میرا دل رات دن اس غم مین بیٹھا جاتا ہے۔ بھلا بتا تو سہی کہ کیا یہ میری رام کہانی تیرے دل مین بھی کچھ گدگدی پیدا کریگی؟

اور کیا تو لبیک کہیگی؟

تقاضۂ بشریت تو یہی ہے کہ تو لبیک کہے اور اس لخت جگر سے جگری محبت کرے ؎

کرو اہل اسلام سے تم بھلائی
کہ مومن ہین آپس مین ماں جائے بھائی

تفاوت نہ اپنے پرائے مین سمجھو
کہ کافی ہے پیوند اسلام تم کو

خاکسار غلام محمد پھلوری { از شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور
۶- نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

لنگرخانہ کی آمد

یہ چند سطرین مین آپ کی خدمت مین حضرت امام علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق لکھتا ہون۔ لنگرخانہ کی آمد کی کمی بسا اوقات باعث تشویش ہوتی ہے اس سے دو تین سال پہلے جب حضرت اقدس نے خود ایک اشتہار بعنوان لنگر خانہ کے انتظام کے لئے شایع فرمایا تھا تو اُس وقت بھی یہی تکلیف پیش آئی تھی اب خرچ تو اوسوقت سے ڈیوڑھا ہوگیا ہے یعنی اوسوقت آٹھہ سو روپیہ ماہوار تھا تو اسوقت بارہ سو روپیہ ماہوار ہوگیا ہے اور آمد کی یہ حالت ہے کہ دن بدن کم ہوتے ہوتے ان دنون مین خصوصاً بہت ہی تنزل کی حالت مین ہے اور حضور کی اوقات گرامی جو ایسی تشویشون سے خالی ہونی چاہیئے ان مین یہ باتین مخل ہوجاتی ہین مین امید نہین کرتا کہ کوئی اس سلسلہ کا مخلص اس بات کو گوارا کرسکے گا کہ حضور کو یہ تکلیف تشویش مین ڈالنے والی ہو۔ اگرچہ یہ سارا انتظام توکلاً علی اللہ ہی ہو رہا ہے مگر تاہم یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا انتظام کیا جاوے جیسا حضور نے پہلے بھی ایک دفعہ اشتہار دیا تھا۔ اس اشتہار مین حضرت اقدس نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ "ان لوگون کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہین مین یہ آخری فیصلہ کرتا ہون مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین...... سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے۔ کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے ...... گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔

اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکیگا . . . اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔"

تین طرح سے موجودہ آمد میں ترقی کی صورت ہوسکتی ہے اور امید ہے کہ مخلص احباب ان تینوں طریق پر پوری سعی فرماویں گے۔

اوّل۔ فہرست چندہ میں جو اسوقت موجود ہے صرف دو ہزار چندہ دہندگان کا نام موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت احباب ایسے ہیں جنکو ابھی تک حضرت اقدس کے ارشاد کا پورا علم نہیں ہوا یا انہوں نے ٹھیک طرح سے اس کو سمجھا نہیں۔ پس جہاں جہاں کسی دوست احمدی احباب کا پتہ معلوم ہے جو ابھی تک چندہ دہندگان میں شامل نہیں وہ انکو شامل کرنے کی کوشش کریں اور ان کو حضرت اقدس کے اس منشاء سے پوری طرح سے آگاہ کریں۔ اور ان میں ایک مستعد آدمی کو مقرر کریں جو باقاعدہ چندہ وصول کر کے ماہوار بھیجدیا کرے۔ دوئم۔ اس فہرست میں اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں سے ایک آدمی کو چندہ دینے والا مقرر کر لیا گیا ہے۔ اور باقی افراد عورتیں ہوں یا لڑکے لڑکیاں وہ اس فرض سے سبکدوش سمجھے گئے ہیں حالانکہ یہ فرض کفایہ نہیں۔ بلکہ حضرت اقدس کے یہ لفظ ہیں کہ ہر ایک شخص کو جو اپنے آپ کو اس سلسلہ میں سمجھتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا لڑکا الگ الگ چندہ دینا چاہیئے۔ اور کوئی بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ دو لاکھ یا اس سے بھی زیادہ مریدوں میں سے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہوچکے ہوں صرف دو ہزار چندہ دینے والے ہوں۔ گویا بحساب اوسط سو سے بھی زیادہ بیعت کرنے والوں میں سے صرف ایک چندہ دینے والا ہوا۔ اور پھر جیسا کہ مرد انکو اس اعانت میں حصہ لینا چاہیئے۔ عورتیں کیوں الگ رہیں۔ اور ایسے ہی گھر کے دوسرے افراد سب کے سب شامل ہونے چاہئیں۔ صرف حافظ بھی میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ (۱۱۰۸۷) احمدی تھے اگر یہ کل احمدی فی کس ایک پیسہ ماہوار کے حساب سے بھی چندہ دیں تو پونے دو سو روپیہ ماہوار چندہ اس حساب سے آنا چاہیئے حالانکہ اب تعداد اور بھی بڑھی ہوئی ہے۔ اسی طرح پر ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے چندہ اپنے اوپر فرض کرے خواہ مرد ہو یا عورت تو ایک ایک پیسہ بھی دیں تو لنگرخانہ کا انتظام بآسانی چل سکتا ہے پس سب سے زیادہ زور دینے کے قابل یہی دو باتیں ہیں۔ اوّل تو جہاں حضرت اقدس کے ارشاد کی پوری طرح خبر نہیں۔ وہاں خبر پہنچا کر ان لوگوں کو ماہوار مستقل اعانت پر آمادہ کیا جاوے اور اپنے اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو بھی اس میں شریک کیا جاوے۔ اور فہرست چندہ میں جو کچھ انکا چندہ ہو خواہ وہ ایک پیسہ ہو یا دھیلہ الگ دکھایا جاوے بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی بہ نیت حصولی ثواب اس میں شامل کر لیا جاوے۔ سوئم۔ تیسری تجویز یہ ہے کہ جو صاحب آمدنی کا ذریعہ رکھتے ہیں وہ اپنے اپنے چندہ کو بڑھا دیں انکے تھوڑا تھوڑا بڑھانے سے مجموعی آمد میں بہت بڑی ترقی ہوسکتی ہے مجھے کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ احباب اگر اپنی آمد کا دسواں حصہ خالص سلسلہ کی ضروریات کے لئے الگ کر دیا کریں تو یہ کوئی بڑی نہیں ہاں ایسا ہوسکتا ہے کہ جن احباب کی آمدنی مثلاً دس روپیہ ماہوار سے بھی کم ہے وہ حسب استطاعت دسویں حصہ سے کم دیدیا کریں اور جنکی آمدنی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے وہ حسب استطاعت زیادہ دیدیا کریں۔ آخر جو وعدہ بیعت کے وقت جاتا ہے اسکو بھی تو کسیقدر پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا سہل امر نہیں مگر جہانتک ہوسکے دین کیلئے دن بدن قدم آگے تو رکھنا چاہیئے۔ یاد رہے کہ میری غرض یہ ہے کہ دسواں حصہ صرف ضروریات سلسلہ کے لئے دیا جاوے جس میں لنگرخانہ اور مدرسہ اور اشاعت کا کام شامل ہیں۔ یہی سلسلہ کی اصل اور بڑی شاخیں اور مقدم ضرورتیں ہیں اخباروں یا کتابوں کی قیمت ایک الگ چیز ہے کیونکہ وہ معاوضہ میں دیجاتی ہے اور ان ضروریات میں بھی لنگرخانہ سب سے مقدم ہے کیونکہ اسکے اخراجات بہ نسبت دوسری شاخوں کے بہت زیادہ ہیں۔

زکوٰۃ۔ ان باتوں کے علاوہ ایک اور ضروری عرض ہے اور وہ بھی میں بایمائے حضرت امام علیہ السلام ہی لکھتا ہوں۔ اور وہ ہے زکوٰۃ کے متعلق۔ اسی اشتہار کے متعلق لنگرخانہ میں جس کا پہلے اوپر ذکر کیا ہے۔ حضرت اقدس نے اخیر پر یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ "یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ اس جگہ کی مد کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے" مگر اس کی طرف بہت ہی کم میں کہہ سکتا ہوں شاذ و نادر احباب نے توجہ کی ہے۔ جس دن حضور علیہ السلام کے لنگرخانہ کے متعلق تحریک کے لئے حکم دیا اسی دن پہلے یہ بھی عرض کیا تھا اور یہ بعض احباب سیالکوٹ و لاہور کی تحریک سے تھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ اکثر لوگ یا تو شاید الگ کر کے نکالتے ہی نہیں اور یا نکالتے ہیں تو اپنی اپنی جگہ پر مناسب موقع پر خرچ کر لیتے ہیں۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ کا روپیہ بھی سب یہاں آنا چاہیئے اور پھر یہاں حسب ضرورت خرچ ہونا چاہیئے۔ اوّل تو زکوٰۃ دی بہت کم جاتی ہے حالانکہ بہت گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں اگر نقد مال جمع نہ ہو تو کم از کم زیور ضرور اسقدر مالیت کا ہوتا ہے جس پر زکوٰۃ ضروری ہے۔ اور اس طرف توجہ اس لئے نہیں ہوتی کہ زکوٰۃ کا فنڈ الگ جمع نہیں ہوتا ورنہ اگر یہ روپیہ سب اکٹھا جمع کیا جائے تو خود تحریک کا باعث ہوتا ہے۔ دوئم زکوٰۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیشہ ایک جگہ جمع ہوتی رہی اور یہ کبھی اجازت نہ تھی کہ ہر شخص جہاں چاہے اُسے خرچ کرے پس اب بھی وہی صورت ہونی چاہیئے یہی حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بھی ایک استفسار پر فرمایا تھا۔ پس نہایت ضروری ہے کہ آئندہ "زکوٰۃ" کا کل روپیہ ایک جگہ قادیان میں جمع ہو۔ اور یہ روپیہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے پاس جمع ہوگا مگر بھیجنے والے صرف اس پتہ پر بھیجیں۔ **امین زکوٰۃ فنڈ قادیان** تاکہ یہ روپیہ الگ کا الگ جمع ہو تا رہے اسکا سارا حساب کتاب الگ ہوگا۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ مخصوص ہو کر الگ فنڈ زکوٰۃ میں آنا چاہیئے اور اسکا تعلق دوسرے کسی چندہ یا مد سے کچھ نہیں پھر بموجب ارشاد حضرت اقدس اسکو مناسب موقع پر خرچ کیا جاوے گا۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ چٹھی ہر ایک دوست کے نام تو بھیجی نہیں جا سکتی مگر جسقدر جماعتوں کے پتے رجسٹر آمد میں موجود تھے ان سب جماعتوں میں ایک ایک آدمی کے نام بھیجی جاتی ہے جنکی معرفت چندہ آتا ہے۔ وہ خود جماعت میں پوری تحریک کر کے ایک فرد تیار کر کے اور ماہوار چندہ ہر ایک کا اس کے نام کے سامنے لکھکر وہ فرد یہاں بھیجدیں تاکہ ان فہرستوں کا ایک رجسٹر میں اندراج کر لیا جاوے۔ اور جب چندہ ماہوار آوے تو درج کر لیا جایا کرے۔ یا بقایا کی صورت میں مطالبہ کیا جایا کرے۔ حضرت اقدس کا منشاء ہے کہ یہ کام بہت سرگرمی سے ہونا چاہیئے۔ ایسی فہرستیں خاکسار راقم کے نام آنی چاہئیں۔ تاکہ انکا اندراج ہوتا رہے مگر روپیہ لنگرخانہ کا صرف حضرت اقدس کے نام آنا چاہیئے اور روپیہ کے ساتھ ایک فہرست آنی چاہیئے۔ خواہ اگر گنجائش ہو کوپن میں دیجاوے ورنہ الگ خط میں بھیجدی جایا کرے۔

والسلام

خاکسار **محمد علی** از قادیان۔ ۳۱- اکتوبر ۱۹۰۵ء

چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں

(۱) حضرت اقدس کے نام جو منی آرڈر بھیجا جائے وہ ایسا ہونا چاہیئے۔ جو لنگرخانہ یا صرف حضرت کی ذات خاص کیلئے ہو بعض احباب کل مدات کا روپیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بھیجکر پھر اسکی تفصیل دیتے ہیں کہ فلاں مد میں اسقدر اور فلاں فنڈ میں اسقدر جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپ کے اوقات ایسے فضول حسابوں سے خالی ہونے چاہئیں۔ اسلئے سوا اون دو مدات کے جنکا ذکر اوپر ہوا احباب روپیہ مدات متعلقہ میں بھیجا کریں۔ یا اگر اکٹھا بھیجنا ہو تو بجائے حضور علیہ السلام کے نام پر بھیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بھیجدیا کریں جسکو اس قسم کی تقسیم کی فراغت ہو۔

(۲) منی آرڈر کوپن عموماً خالی ہوتے ہیں یا اپر ضروری باتیں نہیں ہوتیں۔ مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ابھی حضرت اقدس کی جانب سے چند کوپن آئے ہیں ان میں سے ایک کوپن پر یہ عبارت ہے عہ چندہ لنگر عہ مدرسہ ۔ عہ میگزین ۔ ۸ مسکین فنڈ ۵ رکالج فنڈ نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کسطرح اور کس صاحب کے نام پر روپیہ لکھا جاوے۔ ایک اور کوپن میں ہے کہ للعہ اشاعت میگزین کے لئے بھیجے جاتے ہیں نام عبدالمجید بی اے درج ہے مگر پتہ ندارد۔ اوّل تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام منیجر آنا چاہیئے۔ دوسری دقت یہ ہے کہ رسید کسکو بھیجیں۔ ایک تیسرے کوپن میں ہے۔ چندہ لنگر ماہ اکتوبر و نومبر ارسال ہے قبول فرمایا جاوے۔ عاجز عطاء اللہ۔ رقم چندہ درج نہیں نہ کوئی تفصیل ہے نہ فرستندہ کا کوئی پتہ ہے۔ ایک اور کوپن میں درج ہے کہ چندہ لنگرخانہ و مدرسہ اسقدر ارسال ہے مگر تفصیل نہیں کہ لنگرخانہ کا کسقدر ہے اور مدرسہ کا کسقدر اور کس کس مہینہ کا۔ پھر نام درج ہے پتہ ندارد۔ ایک کوپن بالکل خالی ہے۔ غرضیکہ سوائے ایک کے کسی پر کچھ بھی نہیں کسی پہ پتہ نہیں کسی پہ تفصیل نہیں

[illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] توریت یا کسی اور کتاب کے لئے نہیں اس لئے ان کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اسکی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے۔

اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور انمیں کوئی اثر اور قوت باقی نہیں رہی جو انکی موت پر دلالت کرتی ہے۔

یہودی۔ مسلمان قیامت پر ایمان لاتے ہیں وہ کونسے علامات ہیں جنکی وجہ سے وہ ایمان لاتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ انسان کا اپنا جسم ہی اسکو حشر نشر پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ کیونکہ ہر آن اس میں حشر نشر ہو رہا ہے۔ یہانتک کہ تین سال کے بعد یہہ جسم رہتا ہی نہیں اور دوسرا جسم آجاتا ہے یہی **قیامت** ہے اس کے سوا یہہ ضروری امر نہیں کہ کل مسائل کو عقلی طور پر ہی سمجھ لے۔ بلکہ انسان کا فرض ہے کہ وہ اسبات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال اور صفات کے ساتھ موجود ہے اور اسکی صفات میں سے یہ بھی ہے **یخلق ما یشاء اور علیٰ کل شئ قدیر**۔

تو اسبات کے ماننے میں کہ **قیامت** ہوگی کیا شک ہوسکتا ہے۔ خصوصًا ایسی حالت میں کہ ہم اسکا ثبوت یہاں بھی رکھتے اور دیکھتے ہوں۔ بے شک قیامت **حق** ہے۔ اور اسکی قدرتوں کا ایک نمونہ۔

الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر و نشر پر بھی قادر ہے اور حشر و نشر قدرت ہی پر موقوف ہے یہہ اسلام کی خصوصیات ہیں کہ اسلام نری تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ جب انسان اس تعلیم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نشانات اور آیات بھی دکھاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور اسپر ایمان لاتا ہے تو وہ آیات اللہ کو دیکھتا ہے جس سے اسکا ایمان عرفان کے رنگ میں مضبوط ہو جاتا ہے دوسرے ادیان کے متبعین میں یہ آیات اور نشانات نہیں ہیں یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین ہی کو ملتے ہیں۔ جو اپنے دل کو صاف کرتے ہیں اور ان میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔ اسوقت انہیں یہ نشانات دیئے جاتے ہیں جو ان کی معرفت اور قوت یقین کو بہت بڑھا دیتے ہیں۔

یہودی۔ اگر خدا قادر ہے تو کیوں نہیں ہو سکتا کہ وہ مسیح کو آسمان سے لے آوے؟

حضرت اقدس۔ بے شک خدا تعالیٰ قادر ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے یا ایسے افعال بھی اس سے صادر ہوتے ہیں جو اسکی صفات کاملہ اور اسکی قدوسیت کے خلاف ہوں۔ کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے آپ کو قتل کر دے یا کوئی اپنا مثیل پیدا کرے۔ اسیطرح پر جب کہ وہ ایک عہد کر چکا ہے کہ مردے واپس اس دنیا میں نہیں آتے تو وہ اسکا خلاف کیونکر کرے۔ قادر سمجھ کر خدا تعالیٰ کے لئے ایسے امور تجویز کر لینا جو اس کی صفات کاملہ کے منافی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی سخت ہتک اور توہین ہے اور اس سے ڈرنا چاہیئے یہ محل ادب ہے۔

{اس مقام پر یہودی صاحب بھی خاموش ہوگئے اور سلسلہ کلام ختم ہوگیا ہے۔ اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے۔ ایڈیٹر}

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئیگا؟

اسپر **فرمایا**۔ اس میں کیا حرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی **مجدد** آجاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہوچکی تھی اسلئے مسیح علیہ السلام پر آپ کے خلفاء کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اسلئے اس میں قیامت تک ہی مجدد دین آتے رہیں گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کہ کوئی اور بھی آجائیگا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے اور بغتۃً قیامت آجائیگی۔

مولویوں کے ذکر پر فرمایا

اگر تزکیہ نفس اور اتباع سنت انمیں ہوتا تو اس قدر اختلاف اور جھگڑا کیوں ہوتا۔ کوئی حرج اسلام کا بھی نہ ہوتا مگر اب تو عام طور پر ہر شخص جانتا ہے کہ ان لوگوں کی حالت کیسی ہوگئی ہے۔ آزمائش کے لئے دو چار مولوی لے آؤ پھر دیکھ لو کہ کیا ہوتا ہے ہم ایکبات کہیں گے قطع نظر اس سے کہ وہ اس پر غور کریں فورًا اسکی تردید پر آمادہ ہو جائینگے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہودیوں کی سی حالت ہو جاوے گی۔ [illegible] رہی حالت ہو چکی ہے [illegible] محبت اور خواہش تھی اور [illegible] زندگی چھوڑ کر [illegible] اور اس کا جواب غور سے [illegible] بھی رضامند اور خوش تھا کہ یہاں [illegible] پاس رہتے ہم ہر طرح سے انکی [illegible] اور تواضع کرتے۔ وہ ٹھنڈے دل سے اپنے [illegible] پیش کرتے اور سعید الفطرت لوگوں کی طرح جواب سنتے پھر جو اعتراض رہتا اس جواب پر پیش کرتے مگر انہوں نے اس طریق کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور عمدًا حق پوشی کی ہے وہ چاہتے نہیں کہ انکی آنکھ کھلے اور حق ظاہر ہو۔ اگرچہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے اسلئے کہ یہہ ارادہ انکا اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا صریح مخالف ہے۔ کونسی گالی ہے جو انہوں نے ہمکو نہیں دی اور کونسا نام ہے جو انہوں نے ہمارا نہیں رکھا۔ انسان کا فرض تو یہ ہے کہ اگر اسے راستی ملے تو اس کے لینے میں چون وچرا نہ کرے مگر انہوں نے ذرا سے اختلاف کیوجہ سے (جو وہ بھی اختلاف نہ تھا) ساری صداقتوں کا خون کر دیا۔ ہمارا انکا بہت سے امور میں اتفاق تھا صرف ایک بات پیش کی تھی مسیح ابن مریم مرگیا ہے اور آنیوالا موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق تم ہی میں سے آیا ہے میں حیران ہوں کہ ایک طرف تو یہہ تسلیم کرتے ہیں کہ آنیوالا موعود **حکم** ہوکر آئیگا۔ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ ایک بات بھی ماننے کو طیار نہیں پھر وہ **حکم** کس بات کا ہوگا۔ اگر ان کے زعم اور خیال کے موافق مسیح آسمان سے بھی آجاتا تب بھی یقینی امر تھا کہ اسے ہرگز تسلیم نکرتے۔ کیونکہ بہ حیثیت حکم ہونے کے اسکا تو کام یہہ ہوتا کہ وہ سب کی غلطیاں نکال کر **صراط مستقیم** پر سب کو لاتا۔ اور یہ اپنی غلطیوں کو چھوڑنے والے نہیں۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شیعہ خوارج۔ وغیرہ وغیرہ ہر فرقہ والا اپنی بات اسے منوانی چاہتا اور جسکی وہ نہ مانتا اس کے نزدیک ہی کافر اور بیدین ٹھہرتا۔ پھر ایسی صورت میں ہم کیونکر مان لیں کہ یہ اپنے **فرضی مسیح** کو مان لیں گے۔ **حکم** اسے کہتے ہیں جو قاضی ہو اور غلطیاں نکال کر اصلاح کرے۔ ہم تو ذراسی ہی غلطی پیش کی تھی کہ مسیح مرگیا ہے اور وہ نہیں آئیں گے آنیوالا امتی ہے جیسا کہ قرآن منکم کہتا ہے اور بخاری اور مسلم میں بھی منکم ہی آیا ہے۔ اب اس **غلطی** کو [illegible] اسلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کی صریح مخالف ہے یہہ چھوڑ نہیں سکتے۔ اور میرا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے [illegible] جسکے [illegible] ہونا چاہتے ہیں۔ افسوس ہے [illegible] اختلاف کی وجہ سے جو اسلام کی [illegible] ذریعہ ہے کافر اور [illegible] اپنے ہزاروں [illegible] اختلافوں کیوجہ سے بھی مسلمان کہلا رکھا ہے۔

[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور جان نثار صحابہ کو سب وشتم کرتے ہیں اور انکو کافر و مرتد بتاتے ہیں اور پھر بھی وہ [illegible] کے [illegible]۔ اب کوئی انصاف کرے کہ وہ آنیوالا حکم انمیں آکر کیا کرے گا۔ کیا وہ بھی ان کے ساتھ تبرا میں شامل ہوگا یا اس سے ان کو باز رہنے کی ہدایت کرے گا؟

اگر ان میں خوف خدا ہوتا اور یہ تقوےٰ سے کام لیتے اور **لا تقف ما لیس لک بہ علم** پر عمل کرتے۔ اور میری باتوں کو غور سے سنتے اور پھر انپر فکر کرتے اسکے بعد حق تھا جو چاہتے کہتے۔ مگر انہوں نے اسکی پروائی اور خدا کے خوف سے نڈر ہو کر جو منہ میں آیا کہہ گذرے۔

میں سخت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی حالت مسخ ہوگئی ہے یہی توفی کا لفظ یوسف علیہ السلام کے لئے ہو تو موت کے معنے کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو تو موت کے معنے کریں۔ لیکن مسیح کی نسبت ہو تو اسکے معنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا ہو کسقدر جرأت اور دلیری ہے کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذرا بھی عزت ان کے دل میں نہیں؟ اگر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی یہی معنے کرتے تو ہم سمجھ لیتے کہ یہ کوئی خصوصیت پیدا نہیں کرتے مگر اب تو یہ خاص طور پر مسیح ہی کے ساتھ اس امر کو مخصوص کرتے ہیں۔ حالانکہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کا کوئی بھی قائل نہیں نہ یہودی قائل نہ عیسائی۔ یہودی تو رفع روحانی کے بھی قائل نہیں۔ عیسائی جلالی جسم کے قائل ہیں گو وہ اس میں جھوٹے ہیں اس لئے انہوں نے جب مسیح کو دیکھا تو وہ وہی عنصری جسم تھا۔ کیونکہ اسمیں زخم موجود تھے اور خود انہوں نے ہاتھ ڈالکر دیکھا یا ان عیسائیوں نے سمجھ لیا۔ کہ جسم عنصری آسمان پر نہیں جاتا اسی لئے انہوں نے **جلالی** جسم تجویز کیا۔

حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ بہت صاف تھا اور اس کے لئے خود مسیح کا اپنا اقرار اللہ تعالیٰ کا قول اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چشم دید

شہادت - صحابہ کا اجماع کافی دلائل تھے - مگر انہوں نے ذرا بھی پروا نہ کی - اور سچ پوچھو تو یہ یہودیوں سے بھی گئے گذرے ہوئے ہیں اسلئے کہ وہ تو ایک جماعت بنا کر مسیح کے پاس گئے اور ان سے ان کے دعاوی کی تحقیق کی - مگر یہ کب میرے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا -

۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

مولوی غلام رسول صاحب راجیکے نے اپنا بے نقط عربی قصیدہ سنایا - اسی تحریک سے فرمایا

ایک پادری نے یہہ اعتراض کیا کہ فیضی کی تفسیر اعلےٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت میں ہے کیونکہ ساری بے نقط لکھی ہے مینے اس کا جواب دیا کہ بے نقط لکھنا کوئی اعلےٰ درجہ کی بات نہیں یہہ ایک قسم کا تکلف ہے اور تکلفات میں پڑنا لغو امر ہے مومنوں کی شان یہ ہے والذین ھم عن اللغو معرضون یعنے مومن وہ ہوتے ہیں جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں اگر بے نقط ہی کو معجزہ سمجھتے ہو تو قرآن شریف میں بھی ایک بے نقط معجزہ ہے اور وہ یہ ہے لاریب فیہ اس میں ریب کا کوئی لفظ نہیں - یہی اسکا معجزہ ہے لا یاتیہ الباطل - اس سے بڑھکر اور کیا خوبی ہوگی مینے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی سچائی پیش کرو - جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین - یہہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اپنے حقایق اور معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں -

اگر بشر کا کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھایا جاتا مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے اس میں باوجود اعلےٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود و نمایش بالکل نہیں خود فرمایا کہ اُمیّوں کے لئے ہے - اور پھر اور لطف یہ ہے کہ ظاہر تو اُمیّوں کے لئے ہے اور باطن ہر ایک کے سیراب کرنے والا ہے -

---

خواجہ صاحب نے پوچھا کہ سورہ رحمان میں اعادہ کیوں ہوا ہے؟ **فرمایا!**

اس قسم کا التزام اللہ تعالےٰ کے کلام کا ایک ممتاز نشان ہے انسان کی فطرت میں یہہ امر واقع ہوا ہے کہ موزون کلام اسے جلد یاد ہو جاتا ہے اسی لئے فرمایا ولقد یسرنا القرآن للذکر -

یعنے بے شک ہم نے یاد کرنے کے لئے قرآن شریف کو آسان کر دیا ہے - یاد رکھو اللہ تعالےٰ کی ساری چیزوں میں ایک حُسن ہے تو کیا یہہ ضروری نہیں کہ اسکے کلام میں بھی حُسن ہو؟ یہہ اسکا ایک حُسن ہے - اگر قرآن مجید ژولیدہ بیان ہوتا تو اس سے کیا فائدہ ہوتا - طبایع کو اسکی طرف توجہ ہی نہ ہوتی - اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں عجیب عجیب قسم کی مخلوق دیکھی جاتی ہے - عجائب خانہ میں جا کر بعض جانور اس قسم کے دیکھے گئے ہیں کہ گویا وہ ایک خوبصورت چھینٹ ہیں - ان ساری باتوں پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ زینی خلق خدا تعالےٰ کی عادت ہے -

یہاں تک بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جانور انڈے خود دیتے ہیں اور اسکے بچے اور جانور نکالتے ہیں کویل انڈے خود دیتی ہے اور کوّے کے آشیانہ میں رکھ دیتی ہے - پس جس جس قدر کوئی مخلوقات الٰہی کا اور افعال اللہ کا مشاہدہ کریگا - اسی قدر اسکا تعجب بڑھتا جائیگا - اسی طرح اسکے اقوال میں لا انتہا اسرار ہوتے ہیں - جنکا مشاہدہ افعال اللہ کی خوردبین سے ہو جاتا ہے

حضرت حکیم الامة نے عرض کیا کہ

شاعر اور فصیح تو اس طرز بیان پر اعتراض کر ہی نہیں سکتا - اسلئے کہ خود انکو اس امر کا التزام کرنا پڑتا ہے

پھر

حضرت حجة اللہ نے اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ فبای آلاء ربکما تکذبان بار بار توجہ دلانے کے واسطے ہیں - یہی تکرار پڑھاؤ قرآن شریف میں اور بھی تکرار ہے - میں خود بھی تکرار کو اسی وجہ سے پسند کرتا ہوں - میری تحریروں کو اگر کوئی دیکھتا ہے تو وہ اس تکرار کو بکثرت پائیگا حقیقت سے ناآشنا انسان اسکو منافی بلاغت سمجھ لیگا اور کہیگا کہ یہہ بھول کر لکھا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید پڑھنے والا پہلے جو کچھ لکھا ہے .... اسے بھول گیا ہو - اس لئے بار بار یاد دلاتا ہوں تا کہ کسی مقام پر تو اسکی آنکھ کھلے

انما الاعمال بالنیات

علاوہ بریں تکرار پر اعتراض ہی بے فائدہ ہے اسلئے کہ یہ بھی تو انسانی فطرت میں ہے کہ جب تک بار بار ایک بات کو دوہرائے نہیں وہ یاد نہیں ہوتی - سبحان ربی الاعلےٰ اور سبحان ربی العظیم بار بار کیوں کہلوایا ایک بار ہی کافی تھا؟ نہیں اس میں یہی سرّ ہے کہ کثرت تکرار اپنا ایک اثر ڈالتی ہے اور غافل سے غافل قوتوں میں بھی ایک بیداری پیدا کر دیتی ہے - یہی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا

اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون -

یعنے اللہ تعالےٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ -

جسطرح جیز ذہنی تعلق ہوتا ہے اور کثرت تکرار ایک بات کو حافظہ میں محفوظ کر دیتی ہے اسیطرح ایک روحانی تعلق بھی ہے - اس میں بھی تکرار کی حاجت ہے بدون تکرار وہ روحانی پیوند اور رشتہ قایم نہیں رہتا - اور پھر سچ تو یہ ہے کہ اصل بات نیّت پر موقوف ہے جو شخص صرف حفظ کرنے کی نیّت سے پڑھتا ہے وہ تو وہیں تک رہتا ہے اور جو شخص روحانی تعلق کو بڑھاتا ہے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک آیت اتنی مرتبہ پڑھتا ہوں کہ وہ آخر وحی ہو جاتی ہے صوفی بھی اسی طرف گئے ہیں اور واذکروا اللہ کثیرا کے یہ معنے ہیں - یعنے اسقدر ذکر کرو کہ گویا اللہ تعالےٰ کا نام کنٹھ ہو جاوے -

انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ وہ ایک امر کو بار بار اور مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں - ان کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ تا مخلوق کو نفع پہونچے - میں خود دیکھتا ہوں اور میری کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اگر چار صفحے میری کسی کتاب کے دیکھے جاویں تو انمیں ایک ہی امر کا ذکر پچاس مرتبہ آئیگا - اور میری غرض یہی ہوتی ہے کہ شاید پہلے مقام پر اسنے غور نہ کیا ہو اور یونہی سرسری طور سے گذر گیا ہو -

قرآن شریف میں اعادہ اور تکرار کی بھی یہی حکمت ہے یہ تو احمقوں کی خشک منطق ہے جو کہتے ہیں کہ بار بار تکرار سے بلاغت جاتی رہتی ہے - وہ کہتے رہیں - قرآن شریف کی غرض تو ایک بیمار کا اچھا کرنا ہے وہ تو ضرور ایک مریض کو بار بار دوا دیگا - اگر یہہ قاعدہ صحیح نہیں تو پھر ایسے معترض جب کوئی ان کے ہاں بیمار ہو جاوے تو اسے بار بار دوا کیوں دیتے ہیں اور آپ کیوں دن رات کے تکرار میں اپنی غذا لباس وغیرہ امور کا تکرار کرتے ہیں - پچھلے دنوں میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک انگریز نے محض اسی وجہ سے خودکشی کر لی تھی کہ بار بار وہی دن رات اور وہی غذا مقرر ہے اور میں اسکو برداشت نہیں کر سکتا -

---

معجزات مسیح کے متعلق کہا گیا کہ ازالہ میں جو تصریح کی گئی ہے اس سے انکار پایا جاتا ہے؟

فرمایا!

تعجب کی بات ہے کہ وہ انکار ہے؟ یا اقرار - معجزات مسیح کا تو اقرار کیا ہے اور ہم اب بھی اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے خوارق کا ظہور ہوا - لیکن یہہ سچ ہے کہ ان معجزات کی حقیقت جو خدا تعالےٰ نے ہم پر کھولی اسے ہم نے بہ حیثیت حَکم ظاہر کر دیا ہے - اس کی ہمکو کچھ پروا نہیں کہ یہہ لوگ اسپر گالیاں دیتے ہیں یا کیا کہتے ہیں - یہہ لوگ اگر میری بات سے انکار کرتے ہیں تو پھر مجھ سے نہیں بلکہ قرآن شریف سے انکار کرتے ہیں - کیونکہ مینے جو کچھ لکھا ہے اپنی طرف سے تو لکھا ہی نہیں قرآن شریف ہی سے لکھا ہے کیا یہہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ حقیقی مردے واپس نہیں آتے فیمسک التی قضی علیہا الموت کے کیا معنے ہیں -

پھر اگر مینے یہ کہا کہ وہ مردے جو حضرت مسیح نے زندہ کئے وہ حقیقی مردے نہ تھے جو آیت فیمسک التی قضی علیہا الموت کے وعدے کے موافق واپس نہیں آتے تو کیا برا کیا - اس سے معجزات کا انکار کیونکر ثابت ہوا؟ میرا معجزات سے انکار تو ثابت نہیں ہوتا البتہ ایسا اعتراض کرنے والے کا قرآن شریف سے انکار ثابت ہوتا ہے - کیونکہ نہ ایک جگہ نہ دو جگہ بلکہ قرآن شریف کے متعدد مقامات سے یہہ امر ثابت ہو رہا ہے ایک اور جگہ فرمایا

وحرام علیٰ قریة اھلکناھا انھم لا یرجعون

اب بتاؤ کہ جب اللہ تعالےٰ کھول کھول کر ایک امر کو بیان کر دے کہ مردہ حقیقی واپس نہیں آیا کرتا - تو پھر قرآن شریف کی تعلیم سے یہہ کیسا انحراف ہے کہ خواہ نخواہ یہہ تجویز کیا جاوے کہ فلاں شخص ایسا کرتا تھا - خدا سے ڈرنا چاہیئے ایسی باتوں کو منہ سے نکالتے وقت اللہ تعالےٰ کا ادب کرو -

ہاں یہ سچ ہے کہ بعض لوگ جو مردہ ہی کی طرح ہو جاتے ہیں اور کوئی امید زندگی کی باقی نہیں ہوتی صرف دم باقی ہوتا ہے ہر قسم کی تدابیر کی راہ بند ہوتی ہے اسوقت اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے اپنے کسی بندہ کی دعاؤں سے اس مردہ کو زندہ کر دیتا ہے یہہ بھی احیاء موتی ہی ہوتا ہے - اور یہاں بھی اس قسم کی مثالیں موجود ہیں - نواب صاحب کے لڑکے عبد الرحیم کو جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ اسکی شہادت دے سکتے ہیں کہ اس کی کیا حالت تھی اسکی زندگی (لعفلہ تعالےٰ مینے خود اس مردہ کو زندہ ہوتے دیکھا ڈاکٹر) کی کوئی امید بھی باقی نہ تھی -

ایسا ہی خود میرا لڑکا مبارک ایسی حالت تک پہونچگیا تہا کہ گہر والوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون بہی پڑہ دیا۔ مگر اللہ تعالے نے پہر اسے **زندہ** کر دیا۔ یہہ **احیاء موتی** ہوتا ہے اور علاوہ اس کے **روحانی احیاء** بہی ہوتا ہے جو لوگ اللہ تعالے کی ہدایتوں سے بے خبر ہوتے ہین اور ان کی زندگی ایک گمراہی کی زندگی ہوتی ہے وہ بہی مردہ ہی ہوتے ہین کیونکہ روحانی طور پر وہ چکے ہوتے ہین پس ایسے لوگون کا ہدایت یاب ہو جانا یہہ ان کا زندہ ہونا ہے یہہ حقیقت احیاء موتی کی ہے جو قرآن شریف نے بیان کی ہے اور اسی کے موافق خدا تعالے سے علم پاکر مینے اسکی تصریح کی۔ اب اگر یہ انکار معجزات ہے ایسا الزام لگانے والا خود سوچ لے کہ وہ مجہی منکر نہین ٹہیراتا بلکہ خود قرآن شریف سے انحراف اور انکار کرتا ہے۔

یہہ کسقدر ناسمجہی اور ناواقفی کی بات ہے کہ انسان اس طرز اور کلام کو اختیار کرے جسمین قرآن شریف پر حملہ ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہو۔ مین حیران ہوتا ہون کہ یہ لوگ کیا کرتے ہین؟ کیا ان کو معجزات مسیح پیارے ہین یا خدا تعالے کا کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم؟ یہہ اگر معجزات مسیح کے لئے خدا کے کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چہوڑ سکتے ہین تو چہوڑ دین! **ہم سے یہہ نہین ہوسکتا کہ خدا تعالے کے کلام کو چہوڑ دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرین** ۔ اس عقیدہ پر اگر ساری دنیا مجہکو چہوڑتی ہے تو چہوڑ دے مجہے اس کی پرواہ نہین۔ اس لئے کہ **خدا میرے ساتہہ ہے**۔

انکو اعتراض کا حق تو اسوقت ہوتا جب ہم خدا تعالے کے کلام کے خلاف کرتے لیکن جب ہم خدا تعالی کے کلام کے موافق کرتے ہین تو ان کو خدا تعالے کے کلام پر اعتراض ہے نہ مجہہ پر۔

اگر مسیح واقعی مردون کو زندہ کرتے تہے یعنے ایسے مردون کو جو **قضیٰ علیہا الموت** کے نیچے آچکے تہے تو پہر کیون انہون نے ایلیاہ کو زندہ کرکے نہ دکہا دیا تاکہ یہودی ٹہوکر نہ کہاتے؟ اور خود ہی صلیبی ابتلا سے بچ جاتے۔

سعدی بہی یہی مذہب رکہتا تہا اور یہی سچا مذہب ہے کوئی اکابر اسکے خلاف نہین ہو سکتا سعدی کہتا ہے

بزرگ مردہ یا زندہ دیدے ۔ بسرے نخیلے پیوند
رو میرات سخت تر نوشے ۔ وارثان را ز مرگ خویشاوند

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

{ٹرک نے مندرجہ ذیل دو سوال کئے اور جواب پایا۔ ایڈیٹر}

سوال۔ اگر کوئی چوری یا زنا کے ارادے سے جاوے مگر نکرے تو کیا گناہ ہوگا۔

جواب۔ جو خیالات وسوسہ کے رنگ مین دل مین گذرتے ہین اور انپر کوئی عزم و ارادہ انسان نہین کرتا ان پر مواخذہ نہین ہے لیکن جب کوئی خیال بد دل مین گذرے اور انسان اسپر مصمم ارادہ کرلے تو اسپر مواخذہ ہوتا ہے اور وہ گناہ ہے جیسے ایک اُچکا دل مین خیال کرے کہ فلان بچہ کو قتل کرکے اسکا زیور اتار لون گا تو گو قانونی جرم نہین لیکن اللہ تعالے کے نزدیک وہ مجرم ہے اور سزا پائیگا۔ یاد رکہو دل کا ایک فعل ہوتا ہے مگر جب تک اسپر مصمم ارادہ اور عزیمت نکرے اسکا کوئی اثر نہین۔

سوال۔ جو لوگ لڑائیون مین جاتے ہین اور وہان قتل کرتے ہین کیا وہ قتل انکا گناہ ہے یا نہین۔

جواب علمہا عند ربی مین اسکے متعلق کچہہ نہین کہہ سکتا اللہ تعالے ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے اچہا کیا یا بُرا کیا۔

۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

مسئلہ جہاد کے متعلق ذکر تہا۔ اسکے متعلق جو کچہہ فرمایا اسکا خلاصہ یہ ہے۔

اسلامی جہاد پر یہہ اعتراض تو محض فضول ہے۔ کہ وہ لڑائیان **مذہب** اور اشاعتِ اسلام کی خاطر تہین۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک مکہ مین کفار کے ہاتہون سے سخت تکلیف اٹہاتے رہے اور آپ کے جان نثار صحابہ نے دکہہ اٹہائے اور ان جانین دین بعض غریب اور بیکس ضعیف عورتون کو شرمناک تکالیف کفار نے پہونچائین۔ یہانتک کہ آخر آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور ان کفار نے وہان بہی آپ کا تعاقب کیا ایسی صورت مین جب ان کی شرارتین اور تکلیفین حد سے گذر گئین تو پہر خدا تعالے نے سدباب اور دفاع کے طور پر حکم دیا کہ ان سے جنگ کرو۔ چنانچہ پہلی آیت جس مین جہاد کا حکم ہوا وہ یہ ہے

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا

یعنی ان لوگون کو اجازت دی گئی کہ وہ جنگ کرین جنپر ظلم ہوا ہے۔ مسلمان مظلوم تہے ان کی طرف سے ابتدا نہین ہوئی تہی۔ بلکہ بانی فساد کفار مکہ تہے۔ ایسی حالت مین بہی جب ان کی شرارتین انتہائی درجہ تک جا پہونچین تو اللہ تعالے نے آپ کو مدافعت کے واسطے مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ پس یہ اعتراض محض فضول اور لغو ہے۔ کہ وہ لڑائیان مذہب کے لئے تہین۔ اگر محض مذہب کے لئے ہوتین تو **جزیہ** دینے کی صورت مین ان کو کیون چہوڑا جاتا۔ پہر مین کہتا ہون کہ عیسائی تو اس قسم کا اعتراض کر ہی نہین سکتے۔ وہ اپنے گہر مین دیکہین کہ اسلامی لڑائیان موسوی لڑائیون سے زیادہ ہین۔ اور جبکہ وہ حضرت عیسےٰ کو موسیٰ علیہ السلام کا بہی (معاذ اللہ) خدا مانتے ہین تو پہر ان لڑائیون کا الزام عیسائیون پر بدستور قایم ہے خصوصًا ایسی حالت مین کہ وہ لڑائیان اسلامی جنگون سے زیادہ سخت اور خونریز تہین۔ اسلامی لڑائیون مین بچون عورتون اور بڈہون کا لحاظ کیا جاتا تہا اور ان کو قتل نہین کیا جاتا تہا۔ مگر موسوی لڑائیون مین تو ان امور کی پروا نہین کیجاتی تہی۔ ایسا ہی اسلامی جنگون مین مذہبی عبادت گاہون اور پہلدار درختون کو بہی ضایع نہین کیا جاتا تہا مگر موسوی لڑائیون مین پہلدار درخت تباہ کر دئے جاتے۔ غرض اسلامی جنگ موسوی لڑائیون کے مقابلہ مین کچہہ چیز ہی نہین۔

فرمایا۔ اللہ تعالے کی ہمیشہ سے یہی عادت چلی آئی ہے کہ جب کوئی مامور اور رسل اس کیطرف سے آتا ہے تو اولًا اس کی جماعت مین ضعفاء اور غرباء ہی آتے ہین بادشاہون یا امراکو توجہ نہین ہوتی ہے۔ اور آخر اللہ تعالے غرباء کی جماعت کو ہر قسم کی ترقیان دیدیتا ہے۔ میرا ایک الہام ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈہونڈینگے۔ وہ بادشاہ مجہے دکہائے بہی گئے تہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زمانہ آئیگا جب اللہ تعالے بعض کو اس سلسلہ کی سچائی کا فہم عطا کر دیگا۔

فرمایا **پنجاب** کی سرزمین نرم ہے ان لوگون مین وہ شور اور شرارت نہین ہے جو ہندوستانیون مین ہے ہندوستانیون نے غدر کر دیا تہا مگر پنجابی گورنمنٹ کے ساتہہ تہے۔ ہمارے مرزا صاحب نے بہی پچاس گہوڑے اسوقت مدد کے لئے گورنمنٹ کو دئے تہے۔ پنجابیون نے جسقدر مجہے قبول کیا ہے ہندوستان کو ابہی اس سے کچہہ نسبت ہی نہین ہے۔

۳۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔ نبی کا انکار موجب کفر ہوتا ہے مگر ولی کا انکار بہی سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے اور آخر کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ صحیح بخاری مین ہے من عاد ولیًا لی فاذنتہ للحرب یعنی جو شخص میرے ولی کے ساتہہ دشمنی کرتا ہے۔ مین اسکو لڑائی کے لئے پکارتا ہون۔

خدا تعالے نے **بلعم** کا قصہ بیان کیا تہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کیوجہ سے اس حد تک گر گیا کہ اسکی کتے سے مثال دی گئی۔

نبی کا انکار صریح کفر کو مستلزم ہے۔ مگر ولی کا جب دشمن بنتا ہے تو اندر ہی اندر توفیق چہن جاتی ہے۔

کسی نے پوچہا کہ عبادت مین ذوق شوق کسطرح پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اعمال صالحہ اور عبادت مین ذوق شوق اپنی طرف سے نہین ہو سکتا یہہ خدا کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان گہبرائے نہین اور خدا تعالے سے اس توفیق اور فضل کے واسطے دعائین کرتا رہے۔ اور ان دعاؤن مین تہک نہ جاوے۔ جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالے اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے جسکے لئے اس کے دل مین تڑپ اور بیقراری ہوتی ہے۔ یعنے عبادت کے لئے ایک ذوق و شوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے اور یہ سمجہے کہ پہونک مار کر کوئی کر دے یہہ اللہ تعالے کا قاعدہ اور سنت نہین۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالی کو آزماتا ہے وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے لوہارا جاتا ہے۔ خوب یاد رکہو کہ دل اللہ تعالے ہی کے ہاتہہ مین ہے اسکا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جاوے۔ یا کسی اور بے دینی مین مبتلا ہو جاوے۔ اسلئے ہر وقت اسکے فضل کے لئے دعا کرتے رہو۔ اور اسکی استعانت چاہو تاکہ صراط مستقیم پر تمہین قایم رکہے۔ جو شخص خدا تعالے سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تاکہ وہ زہر اور جوش پیدا نہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

بعض آریہ سماجیوں کی شرارت

تمام پبلک کو عام طور پر اور اہل اسلام کو خاص طور پر اس بات سے مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ جو کہ مین نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور رسالہ ترک وید بیزم کے ذریعہ اس امر کی ایک معمولی رپورٹ مشتہر کر دی ہے اسپر اخبار ستیہ دہرم پرچارک جالندہر مورخہ ۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر بہ عنوان **مبلغ اسّی روپیہ کا بکاؤ دہرم** ایک مضمون شایع ہوا ہے اسکا لب لباب یہ ہے کہ مینے ایک رقعہ دیکر اسّی روپیہ دہلی آریہ سماج والون سے مانگا تہا اور روپیہ نہ ملنے پر مین مسلمان ہو گیا - پس چونکہ یہ بات بالکل بناوٹی ہے اسلئے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی باتون کا اعتبار نہ کرین - چونکہ میرے پاس کئی خطوط ادھر اُدھر سے اس قسم کے آرہے ہین کہ یہ کیا بات ہے اسوجہ سے اس تحریر کو شایع کرانا مناسب سمجھتا ہون - اور مفصل کیفیت بعد مین عرض کیجائیگی کہ کس طور پر مین عیسائی مشنری بنایا گیا یا کیا واقعات گذرے وغیرہ (اس داستان کو اگر مین لکہون تو اخبار کا ایک دو صفحہ بلکہ زائد گہر جائیگا بس مجھے جناب ایڈیٹر صاحب کی جانب سے وعدہ ملنا چاہیئے کہ وہ ایسے شخص کے احوال کو اپنے اخبار مین ضرور جگہ دیوین گے اور میری محنت رائیگان نہ جائیگی)

ہان ایسے شریر لوگون کو ان کے افعال کی سزا دینے ہی کیلئے عدالتین بنائی گئی ہین پس ناظرین کو معلوم ہو کہ اس بات کا مناسب انتظام کیا جاویگا - لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ ان آریون کو ابھی تک ایسی . . . . باتون کی پختہ مشاقی حاصل نہین ہوئی - کیونکہ وہ کچے . . . . ثابت ہو رہے ہین - یعنی مذکورہ بالا اسّی روپیہ کا انعام دینے والون مین اسقدر عقل کی کمی ہے کہ وہ یہہ نہ سوچ سکے کہ جو شخص للعہ اور لیکہ ماہوار تنخواہ کی ملازمت (بر ہماد افریقہ مین) کر چکا ہو اور جسکو ایک ساتہہ ہی کئی کئی ملازمتون کی . . . . ملا کرتی ہون ایسے شخص کے بارہ مین لٹہ پر دہرم نیلام کرنے کی بات کو تو سننے والے عقلمند صاحبان کبھی ہرگز بہی تسلیم نہ کرین گے - ہان البتہ کوئی بہاری رقم کار نعرہ بنایا ہوتا تو شاید کوئی اعتبار بہی کر سکتا - جن لوگون نے اس مضمون ستیہ دہرم پرچارک مین پڑہا ہے وہ ضرور سمجھ سکتے ہین کہ اگر میری طرف سے ایسا کوئی پرچہ (فہرست لٹہ کی) ہوتا تو اسمین ایسے اندراج ہوتے کہ ایک شخص کا دنیا ہی عم . . . . . . ایک شخص کا اور دنیا ہی عم۔ واہ! کیا وہ دینے والا ان دونون شخصون کے نام نہ لکہہ سکتا تہا - شاباش -

اب مین اپنے آریہ سماجی بہائیون سے اسقدر عرض کرنا چاہتا ہون کہ اگر مین نے اسّی روپیہ پر اپنا دہرم نیلام کر دیا تو اس سے انکا چندان نقصان نہین ہوا (اگر ہوا ہوگا تو وہ میرا ہوا ہوگا) لیکن وہ اون لوگون سے ہوشیار رہین جو ہم ہزار کا نجس کر رہے ہین یا کمپنی کہول کر عوام کا اٹہائیس ہزار روپیہ لوٹ رہے ہین (مفصل دیکہو آریون کا اخبار ستکاری امرتسر) اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ رسالہ ترک وید بیزم مین (جس نے مذکورہ بالا انعام لٹہ کا دلا دیا ہے) جو دس اعتراضات آریہ سماج کے اصولون کی رد مین ان کے نقلی حوالجات کے ذریعہ کر دیئے گئے ہین ان کی نسبت ہر کسی نے آجتک نام ہی نہ لیا - مین پوچہتا ہون کہ کیون؟ کیا آریہ سماجیون کا صرف یہی کام ہے کہ وہ ایسی ایسی . . . . . . باتون سے اپنا دل ٹہنڈا کر لیا کرین - جہان مین نے ان کو چیلنج کیا ہے کہ جو صاحب چاہین اردو - ہندی خواہ انگریزی مین بہی ان اعتراضات کے متعلق مجہہ سے تحریری بحث کر سکتے ہین - (جو کہ ہر ایک شخص دور دراز فاصلہ سے بہی کر سکتا ہے) وہان آجتک کسی نے سانس ڈکار تک نہ لی - اور اگر کچھ ایکشن لیا تو یہ کہ ایک طرف سے اسّی روپیہ پر دہرم نیلام ہونے کی صدا کانون مین آرہی ہے اور دوسری طرف (کالج پارٹی کا آرگن آریہ گزٹ) سے یہ کہ اس شخص نے چونکہ ہمارے پاس ایک مرتبہ ایڈیٹری کے لئے درخواست بہیجی تہی پس وہ ضرور ملازمت کے باعث مسلمان ہوا ہوگا - واہ کیا خوب! یہہ عجیب دل سمجہوتا ہے - کیا ایڈیٹری کی درخواست یا کسی محکمہ کی نوکری تلاش کرنا کوئی گناہ ہوا کرتا ہے -

پبلک کو معلوم ہو کہ رسالہ ترک وید بیزم مین دس ایسے اعتراضات پیش کر دیئے گئے ہین جنکو اگر خود شری سوامی دیانند سرستی مہاراج بہی واپس آجاوین تو رد نہین کر سکتے تاوقتیکہ وہ اپنی تصنیفات کو منسوخ نہ کر دیوین -

مسلمان صاحبان کو خاصکر معلوم ہو کہ مینے دوسری کتاب موسومہ آریہ سماج کی پول تیار کر لی ہے - یہہ چنہ سو صفحون (۲۶×۲۰) سے کم ضخیم نہ ہوگی - اور اسمین آریہ سماج کی تسلیم کردہ کتابون کے ہی اقوال سے ان کے اصولون کو رد کیا گیا ہے - اور اکثر مضامین انعامی ہونگے یعنی یہ کہ اگر میرے دعوے کی کوئی آریہ پنڈت خود اپنی تصنیفات کے نقلی حوالجات سے رد کر سکے تو وہ انعام حاصل کریگا - اسطور پر جملہ میزان انعامات کی غالبًا دس ہزار روپیہ ہوگی سا و میرا یہہ دعوی ہے کہ جو عیسائی مسلمان صاحب اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑہ لیوینگے وہ ہرگز ہرگز بہی کبہی آریہ سماج کے اندر داخل ہونے کی خواہش نہ کرین گے - اس کتاب کی چہپائی کا انتظام ہو رہا ہے اور اگرچہ قیمت ابہی مقرر نہین کی جا سکتی لیکن جو صاحب ابہی سے اپنا نام اس کی خریداری مین درج کرا دیوینگے ان کے ساتہہ ڈاک محصول کی رعایت رہے گی - فقط -

خاکسار

عبد العزیز المعروف بہ جگت پرشاد ورما سابق آریہ اُپدیشک ملک برہما از مقام زینت محل شہر دہلی - ۵ - نومبر ۱۹۰۵ء

زیور کی زکوٰۃ

بعض دوستون کے استفسار پر حضرت اقدس نے زیور کی زکوٰۃ کے متعلق مفصلہ ذیل سطور لکہی ہین جو تمام احباب کی اطلاع کے لئے شایع کی جاتی ہین تا اسپر سب کا عملدرآمد ہو -

جو زیور پہنا جائے اور کبہی کبہی غریب عورتون کو استعمال کے لئے دیا جائے - بعض کا اسکی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اسکی کچھہ زکوٰۃ نہین اور جو زیور پہنا جائے اور دوسرون کو استعمال کے لئے ندیا جائے اسمین زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے - اسی پر ہمارے گہر مین عمل کرتے ہین اور ہر سال کے بعد اپنی موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہین اور جو زیور روپیہ کی طرح جمع رکہا جائے اسکی زکوٰۃ مین کسیکو بہی اختلاف نہین - والسلام

سب احباب کو اسی کے مطابق اپنا عمل رکہنا چاہیئے اور زکوٰۃ کا کل روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ قادیان بہیجنا چاہیئے پھر مناسب موقعہ اور مناسب مدات مین اسے خرچ کیا جائیگا -

محمد علی

۱۳ - نومبر ۱۹۰۵ء

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

لودہانہ کے عیسائی اخبار نے ۱۰ - نومبر ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ایک مراسلت نور پوری نامہ نگار کی چہاپی ہے ہر چند اس یاوہ گو نے اپنا نام چہپایا ہے مگر مین خوب جانتا ہون کہ یہ کون ہے؟ آپنے عیسائیون کو خوش کرنے کی خاطر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر دل کہول کر جہوٹے اور ناپاک حملے کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چہوڑی مگر وہ نہین جانتا کہ

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

انیس سو برس گذر چکے کہ اس زمانہ کے لوگون نے بہی ایک برگزیدہ بندہ کو دکہ دیا تہا جو اسکی زبان سے آخر حرامکار اور سانپ کے بچے کہلائے اسلئے ضروری تہا کہ ابن آدم آج بہی ستایا جاتا - نور پوری نامہ نگار کی تحریر کا جواب قول و اقول کر کے لکہتا ہون -

قولہ - ہمین اکثر خدا کے کمال پر تعجب آتا تہا کہ باوجود قادیانی کے ایسے کفر کے خدا اس سے باز پرس نہین کرتا -

اقول - بے شک لعنتِ مسیح سے بچائے ہوئے عیسائی کو تعجب ہونا چاہیئے تہا اسلئے کہ ناصری یسوع اپنے کفر کے باعث (کیونکہ یہی فتویٰ کفر گوئی کا اسپر لگایا گیا تہا) اپنی دعوت کے تین ہی سال مین ماخوذ ہوا اور یہودیون کے ہاتہون سے طمانچے کہاتا ہوا کاٹہہ پر لٹکایا گیا - اور یہان پچیس سال سے زیادہ کا زمانہ گذر رہا ہے - اصل بات یہ ہے کہ یہی تو صادق کی سچائی کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکی حمایت کرتا اور اپنی نصرتون اور تائیدون سے اسکی حقیقت پر مہر کر دیتا اور اسے مہلت دیتا ہے - کاذب اور مفتری کبہی اسقدر دراز زمانہ نہین پا سکتا +

کفر تو اُسنے بولا جسنے آدم زاد اور خاکی پتلا ہو کر خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور پہر تعجب اسپر کہ اس نے اپنی خدائی کا کوئی بہی کرشمہ نہ دکہایا اور مجھے حیرت ہے کہ لعنت مسیح کے بچائے ہوئے عیسائی کو خدا پر تعجب کیون ہوا؟ کیا اس کا وہی خدا نہین جسنے چپکے سے یہودیون سے مار کہائی اور صلیب پر لٹکا گیا - اور ان یہودیون کا کچھہ بہی بگاڑ نہ سکا -

باخویشتن چہ کردی کہ با ماکنی نظیری
حقا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

الیسے خدا سے کوئی امید رکہنی فضول اور سراسر نامعقلی ہے ۔ ہم نے پہلے کیا کیا جواب کریگا۔

قولہ - خدا کو یون منظور تہا اور ہے کہ مرزا قادیانی کا جوڑ جوڑ الگ کیا جاوے اور مرنے سے پیشتر اسی زندگی مین اسکی ذلت بخوبی ہوئے۔

اقول - یہہ شاید ناصرت کے مارکہا ہوا ہے خدا نے آپ کو بتایا ہوگا - اور غالباً اپنے تجربہ سے بتایا ہوگا کہ اسپر یون گذری ہے کہ یہو دیون نے پکڑکر مار مار آدمی بنا دیا - اور اسکو ہم ہجز کی تصویر بناکر دکہا دیا +

ورنہ القادر اور الحی القیوم خدا تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتہہ ہے اور اسے بشارت پر بشارت دیتا اور یوماً فیوماً بلکہ آناً فاناً ترقی پر ترقی عطا کرتا ایسی ترقی کہ جسکی نظیر انیس سو برس پیشتر آنے والے خدا مین بہی پائی نہین جاتی - جسنے ٹہوکرین کہاکر جان دی تہی - اور جو آپ کے نزدیک **ملعون** بہی ہے -

اسقدر تائیدات اور نصرتون کو دیکہکر جو حضرت مسیح موعود کی ہو رہی ہین یہہ کہنا کہ خدا اس کی ذلت چاہتا ہے ایک سخت یاوہ گوئی ہے - شاید آپ کا ملعون خدا ایسا چاہتا ہوگا جس سے کبہی کچہہ نہین ہوا اور نہ انشاء اللہ العزیز ہوگا - بلکہ یہ خدا کا برگزیدہ رسول انشاء اللہ العزیز دنیا سے نہ اُٹہیگا جب تک **مردہ پرستی** کے بت کو پاش پاش نکرے اور **آدم زاد** کو خدائی کی کرسی سے اتار کر **عبودیت** کے آستانہ پر نہ لے آئے -

قولہ - ناظرین اخبارات مرزا کی الہامی چاریاری کونسل کو جانتے ہین جن مین ایک حکیم نورالدین صاحب تہین دوسرے تہے) صاحب بہیروی تہے جو چند روز ہوئے قادیان سے تائب ہوکر چلتے بنے -

اقول سب سے اوّل تو مین ایسے کذّاب کے لئے قرآن شریف کی آیت **لعنت اللہ علے الکاذبین** پڑہتا ہون -

معلوم ہوتا ہے یسوع کی لعنت پر ایمان لاکر راستبازی اور حیا کی بہی نور پوری عیسائی نے ضرورت نہین سمجہی ورنہ وہ ایسا گندہ جہوٹ نہ بولتا - یا اس جہوٹ کی تعلیم بہی اس خدا نے ہی دی ہوگی جو عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوا تہا - اور جسکو منصوبہ بازی کی عادت بہی تہی جیسا کہ انجیل سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے - اگر نور پوری انکار کرے تو مین ایسے ایسے مقامات دکہا دونگا -

مین کہتا ہون کہ لعنت ہے اس شخص پر جس نے یہان جہوٹ بولا اور کہدیا کہ ایک حکیم صاحب بہیروی تائب ہوکر قادیان سے چلے گئے - بہیرہ کے دوسرے حکیم صاحب حکیم فضل دین صاحب ہین - جو قادیان ہی مین موجود ہین اور خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اس سلسلہ کے ایک مخلص خادم ہین - اور جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود سے دوری اور بُعد کو اپنے لئے موت سے زیادہ سمجہتے ہین -

مگر کیا لعنتی مسیح کے زرخرید غلام نور پوری کو یاد نہین رہا کہ انکا مُردہ خدا صلیب پر چڑہانے کے لئے پکڑا گیا تو اعظم الحواریین **پطرس** نے نہ ایک مرتبہ بلکہ تین مرتبہ **خداوند یسوع پر لعنت** کی تہی - اور ایک نے جو خیر سے آپ خزانچی بہی تہا صرف تیس روپیون کے لالچ مین تمہارے خدا صاحب کو پکڑوا کر طمانچے مروائے اور صلیب پر کہچواکر تمہاری **مکتی** کرادی - اور باقی سب بہاگ گئے یہہ باتین تمہین کیون بہول گئین - اور کیا وہ پانچسو آدمیون کا مرتد ہونا بہی یاد نہ رہا جو ایک ہی دن مین ہو گئے تہے ؟

اے نادان اور ناواقف انسان! بتا ان باتون کا تیرے پاس کیا جواب ہے ؟ ذلّت کس کی ہوئی ؟ ایک وہ ہے جو اپنی زندگی مین ۳ لاکہہ سے زیادہ روحون کا فاتح ہے اور روز بروز ا سکے حلقہ بگوش بڑہ رہے ہین - باوجودیکہ اسکا دعویٰ محض خدا کا **برگزیدہ بندہ** ہونے کا ہے اور ایک وہ جو تمہارے اعتقاد کے موافق **خدا تہا** ساری عمر مین ۱۲۰ سے زیادہ آدمی طیار نکرسکا - اور پہر جو ان مین **اخص** تہے انہون نے وہ شرمناک بے وفائی ظاہر کی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہ ملے گی -

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

گہر کے الزام اور دن پر تہوپتے ہو کچہہ تو شرم کرو -

اسکے بعد حضرت **مخدوم الملۃ** مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات شہادت آیات کا ذکر کرکے لکہا ہے کہ خدا نے جہوٹے نبی کی نہ سنی اور عبد الکریم کو نہ صرف صحت ہی عطا نہ ہوئی بلکہ دنیا سے بہی اُٹہا دیا "

اس کے جواب مین اوّل ہی لعنت اللہ علی الکاذبین ہی کہونگا - اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے سچے اور برگزیدہ بندے کی دعاؤن کو جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق تہین سُنا اور مولوی عبد الکریم صاحب کو کاربنکل سے پوری شفا دی - رہا یہ امر کہ انہون نے وفات پائی - موت تو ایسی شئے ہے کہ اس نے عیسائیون کے خدا کو بہی نہین چہوڑا ایسے ہی کشمیر کے محلہ خان یار کی قبر مین لا ڈالا - اور اس خدا کی ماں اور پہر اس خدا کے دوسرے رشتہ دارون تک کو اسنے اپنا شربت پلا دیا - پہر مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر اعتراض کرنا کیسی نادانی اور حماقت ہے - ہان یہ بالکل صحیح ہے کہ جیسے اس مرد خدا کی زندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے اظہار کے لئے وقف تہی اس کی موت نے بہی اسی کی سچائی پر مُہر کی اسلئے کہ اس نے قبل از وقت سُنا دیا تہا - **ان المنایا لا تطیش سہامہا** کفن مین لپیٹا گیا - اور پہر بالآخر **۴۷ برس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون** -

اور خدا کی باتین جو اس نے اپنے پیارے بندے پر ظاہر کی تہین آخر اپنے صحیح مفہوم کے موافق مولوی صاحب کی وفات شہادت آیات کے رنگ مین پوری ہوئین اور یون اسکی سچائی کا ثبوت ٹہیرین - پس مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ اپنی زندگی مین زبانِ قلم اور قلمِ زبان سے **جری اللہ** کی سچائی کا گواہ تہا اور اب اسکی تربت ایک **زندہ نشان** ہے اور ان لوگون کیلئے جو انکار کرتے ہین قرآن کریم کی یہ آیت بہت ہی موزون ہے -

ویل یومئذٍ للمکذبین

عید آگئی اور اظہار مسرت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اسنے پہر ایک موقع خدمت دین کا دیا ہے + یعنی **عید الفطر** قریب آگئی ہے احمدیانِ پنجاب کی جماعت (جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے) اور خدا کرے کہ ہم مین سے ہر ایک کے دل مین یہ خواہش اور آرزو ہو (آمین) اس نیک اور مبارک تحریک کو ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکہی جائیگی - جو آج **عید فنڈ** کے نام سے کئی سال ہوئے کی تہی - اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تہا - ہرچند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے لیکن مین کہہ سکتا ہون کہ جس زور اور انتظام کے ساتہہ اسپر عمل ہونا چاہئے ابہی تک وہ بات پیدا نہین ہوئی اسلئے کہ **عید فنڈ** کی تقریب پر ایک روپیہ تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کے لئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجہ لے - پس اس لحاظ سے اگر تین لاکہہ کی جماعت مین سے پانچ ہزار آدمی بہی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو **عیدین** کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہنے دیتا - لیکن ایسا نہین ہوا - اسلئے مین اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس **عید** پر عید فنڈ کی تکمیل کا حتمی عہد کرلین اور اپنے گاؤن اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کرین اور خود **عید فنڈ** کا روپیہ وصول کرکے **امین مدرسہ** کے نام بہیجدین - الحکم کے ایکہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بہائیون سے بہی عید فنڈ وصول کرین تو پانچہزار وہ دے سکتے ہین مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے - یاد رکہو کہ یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض مین کا ایک **جزو** ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے - پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیون کے لئے بیسیون اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالےٰ کے لئے **ایک روپیہ** بہی الگ نہین کر سکتے ؟

مین امید کرتا ہون کہ اس **عید** پر آئے ہوئے **عید فنڈ** مین گذشتہ سالون کی نسبت نمایان ترقی ہوگی - انشاء اللہ العزیز - اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کرے گی -

اس کے علاوہ یہہ بہی یاد رہے کہ **صدقۃ الفطر مساکین فنڈ** کے لئے بہیجا جاوے اور روپیہ بہیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جُدا جُدا تصریح کردی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکہا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے -

ایڈیٹر

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟!

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوسکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میری کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی پختگی مضبوطی - اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین - لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے اور پہر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ سباب بند کرکے لیجا سکتے ہین چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریا کاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے ہوا آجکل کی تجارت کا جزو سمجہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگوائینگے تو ان کے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو - درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی -

تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیئے - فقط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی جہاد رقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؏ (۲) خواص معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے ؏

(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے (۲/۱۲)

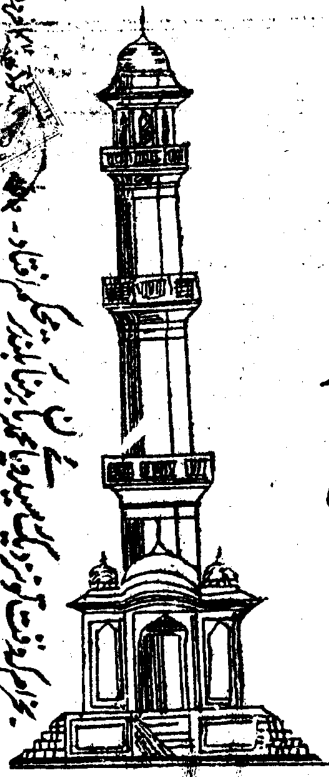

فہرست مضامین

(۱) روزانہ الحکم کا اجراء - دار الامان کا ہفتہ } صفحہ اول
" تازہ الہامات و رؤیا - درخواست دعا }
(۲) حیرت کی حیرانی - یعنی حضرت اقدس کی دہلی } صفحہ ۲
" تشریف آوری پر حیرت صاحب کی حیرانی میں مزید اضافہ }
(۳) سفر نامہ دہلی - ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا - صفحہ ۳ تا ۵
(۴) سلسلہ عالیہ کی ضروریات اور مہمات صفحہ ۵-۶
(۵) یادگار کریمی - استفسارات اور ان کے جواب صفحہ ۶
(۶) مرثیہ وفات حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم } صفحہ ۷ تا ۹
صاحب صافی مرحوم مغفور + مراسلات }
(۷) شاہی سیاحت - صفحہ ۹ تا ۱۱
(۸) ایک ضروری خط صفحہ ۱۱
(۹) ٹرسٹیان مدرسہ + چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں
" عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا - صفحہ ۱۲
(۱۰) اشتہارات صفحہ ۱۳-۱۴

نمبر ۴۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ - نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ - رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

روزانہ الحکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل میں الحکم کی خاص وقعت ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لاینفک جزو سمجھتے ہیں الحکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش اور حوصلہ افزا تحریریں بھیج رہے ہیں جو امید دلاتی ہیں کہ ۱۵ - دسمبر ۱۹۰۵ء تک مطلوبہ درخواستیں پوری ہو جائینگی - ابھی تک جسقدر درخواستیں آئی ہیں گو ان کی تعداد کیسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجرا روزانہ کیلئے جسقدر درخواستیں سر دست تجویز کی گئی تھیں انمیں صرف پچاس درخواستوں کی کمی ہے - گویا نصف درخواستیں آچکی ہیں - تو یہ کمی کمی نہیں بلکہ اطمینان بخش ہے - میں اب روزانہ کی **ضرورت اور اہمیت** پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ قدردان و ہمدردان الحکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کریں - جن حضرات نے ابھی تک اپنی درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ بہت جلد بھیجدیں **روزانہ** کی صورت اور ترتیب کا اندازہ کرنے کیلئے ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء کے الحکم کے ساتھ نمونہ کا ایک پرچہ شائع کر دیا جائیگا - میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا اگر قوم نے پسند کیا اور اسکی خریداری اور اعانت میں ہاتھ بڑھایا اور درخواستیں پوری ہو گئیں تو انشاء اللہ العزیز اسکا اجرا ہو جائیگا ورنہ جیسا میں نے پہلے ظاہر کیا تھا - میں اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم کے وقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجراء کے کیلئے مقدر ہو گا -

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم -

بعض احباب نے قیمت کے متعلق بھی لکھا ہے کہ موجودہ اردو کے روزانہ اخباروں سے زیادہ ہے - یہ سچ ہے مگر اسکی وجہ صرف کمی اشاعت اور قادیان ایسے مقام سے اسکا اجراء ہے میں لکھ چکا ہوں کہ جسوقت اشاعت چند سو ہو جائیگی - فوراً قیمت ؏ سالانہ کر دی جائیگی اور حجم بھی بڑھا دیا جائیگا - آئندہ جسطرح رب کریم کو منظور ہو

خاکسار **یعقوب علی** ایڈیٹر الحکم قادیان

دار الامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ اچھے ہیں -

(۲) حضرت حکیم الامۃ کی صحت بھی نسبتاً اچھی ہے اور وہ بدستور خدمت دین و اشاعت کلام مبین میں مصروف

(۳) مولوی عزیز بخش صاحب بی - اے ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخان مع اہل و عیال سعادت اندوز حضرت ہوئے ہیں - انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہو گئی تھی - الحمد للہ اب اچھے ہیں -

ایسا ہی چودہری غلام احمد صاحب بی - اے انسپکٹر ڈاکخانجات ایک ماہ کے لئے رخصت لیکر یہاں آنے والے ہیں -

(۴) ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات اور رؤیا درج ذیل ہیں -

تازہ الہامات و رؤیا

۱۹ - نومبر ۱۹۰۵ء - کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھدو -

ایک رؤیا میں دیکھا کہ سانپ نے میری ایڑی پر کاٹا ہے مگر اس سے کوئی زخم اور درد نہیں ہوا خفیف سا خون نکلا ہے والد صاحب مرحوم نے اسے دیکھا ہے تو علاج بھی بتایا ہے اور جو کچھ فرمایا ہے اسکا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فکر کی بات نہیں -

۲۰ - نومبر ۱۹۰۵ء - اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں - اے رسول اللہ کے بیٹے -

(۲) سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں - جمع کرو - علیٰ دین واحد -

چند روز ہوئے - مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کو رؤیا میں دیکھا - پہلے کچھ باتیں ہوئیں - پھر خیال آیا کہ یہ تو فوت شدہ ہیں - آؤ ان سے دعا کرائیں - تب میں نے ان کو کہا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں - کہ میری اتنی عمر ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے - اس کے جواب میں انہوں نے کہا - تحصیلدار - میں نے کہا - یہ آپ غیر متعلق بات کرتے ہیں - جس امر کیلئے میں نے آپ کو دعا کے واسطے کہا ہے - آپ وہ دعا کریں - تب انہوں نے دعا کے واسطے سینہ تک ہاتھ اٹھائے - مگر اونچے نہ کئے - اور کہا الیس - میں نے کہا - کھول کر بیان کرو - مگر انہوں نے مجھے کھولکر نہ بیان کیا - اور بار بار الیس الیس کہتے رہے - اور پھر چلے گئے -

فرمایا تحصیلدار کے لفظ سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ تحصیلدار کے دو کام ہوتے ہیں - ایک رعایا سے سرکاری لگان وصول کرنا - دوسرے رعایا کے باہمی حقوق کا تصفیہ کرنا اور ان میں باہم عدل قایم کرنا - اسی طرح مسیح موعود کا یہ کام ہے - کہ خدا کے حق کا مطالبہ کرے - اور توحید کو زمین پر پھیلاوے - دوسرے یہ کہ حکم عدل ہو کر امت محمدیہ کو باہمی عدل پر قایم کرے -

درخواست دعا

۱ - ماسٹر عبد الحق صاحب سابق سب پوسٹ ماسٹر بدستور دعا کی درخواست کرتے ہیں -

۲ - ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نومسلم مصنف اختیار الاسلام عرصہ سے بیمار ہیں ان کے لئے دعا کی جاوے -

۳ - ایڈیٹر الحکم کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی گرانبار ذمہ داریوں کے ادا کرنے کی توفیق دے -

حیرت کی حیرانی

منذرجہ بالا نام کی کتاب جسکا پہلا حصہ میرے عزیز اور واجب الاحترام بہائی منشی عبد العزیز صاحب دہلوی نے شایع کیا تہا اور پہر حضرت حجۃ اللہ کے قیام دہلی کے ایام میں اسکا دوسرا حصہ بہی شایع کیا۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس کتاب کی جسقدر اشاعت ہونی ضرور تہی افسوس ہے اسپر پوری توجہ نہیں کی گئی۔ برادرم منشی عبد العزیز صاحب نے اس کتاب کی اشاعت سے محض رضاء الٰہی اور اعلاء حق مقصود رکہا ہے۔ اور ایک کثیر تعداد اس سال کی اس زہر کے تریاق کیلئے شایع کی جو مرزا حیرت نے اپنے اخبار کے ذریعہ پہیلایا چاہا تہا اور میں یقیناً کہتا ہوں اور اپنے محترم بہائی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں احمدی جماعت کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کتاب کی متعدد جلدوں کی قیمت یا بطور اعانت زر نقد برادرم عبد العزیز کے پاس بہیجدیں تاکہ وہ اسکی مفت اشاعت کے سلسلہ میں وسعت دے سکیں۔ بہرحال اسوقت میرا مقصد اس مضمون پر ایک نوٹ لکہنا ہے جو آج ۲۳ نومبر کی ڈاک میں منشی عبد العزیز صاحب نے الحکم میں شایع ہونے کو بہیجا ہے اگرچہ میں پہلے سے ہی اس امر کا بڑے فخر کے ساتہ اعتراف کرتا ہوں کہ منشی عبد العزیز صاحب کو اللہ تعالےٰ نے دہلی سانپ کے کچلنے کے لئے خاص دل و دماغ دیا ہے مگر اس مضمون کو پڑہ کر میری مسرت اور نیاز اور بہی بڑہ گیا۔ یہ مضمون انہوں نے مرزا حیرت کے چیلنج مباحثہ کے جواب میں لکہا ہے اور اللہ تعالےٰ نے انہیں القا کیا ہے کہ وہ حیرت کے جواب میں ... ہی تحریریں پیش کیا کرتے ہیں آجکل انہوں نے کمال کردیا ہے۔ میں اس مضمون کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ کاش مرزا حیرت آزاد اخبار نویسی کے مفہوم سے واقف ہوتا۔ اور وہ حق و باطل کے فیصلہ کا دلی خواہشمند ہوتا تو ایسے مضامین اسی اخبار میں چہاپنا اسکا فرض تہا۔ کیا وہ اپنی آزاد منشی اور انصاف پسندی کا ثبوت دے سکتا ہے اس مضمون کو اپنے اخبار میں چہاپ کر؟ کبہی نہیں۔ ابہی میں کسی لمبی تمہید کے بدون اس مضمون کو درج کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس کی دہلی تشریف آوری پر حیرت صاحب کی حیرانی میں مزید اضافہ

ہوا وہ یہ کہ حیرت صاحب نے حیرت زدہ ہوکر یکم نومبر ۱۹۰۵ء کے کرزن گزٹ میں حضرت اقدس کو مناظرہ کا چیلنج دیدیا۔ حیرت صاحب کی اس قسم کے چیلنجوں کی حقیقت کا پردہ اچہی طرح سے حیرت کی حیرانی حصہ دوم میں اٹہاکر یہ ثابت کردیا ہے کہ اس قسم کی حرکات حیرت صاحب کی معمولی باتوں میں شامل ہیں۔ ابتک تمام مشاہیر قوم کو وہ یکے بعد دیگرے چیلنج دے چکے ہیں اور جب کسی نے انکی ان حرکات پر توجہ نہ کی تو جہوٹی اور بے بنیاد باتیں انکی طرف منسوب کرکے انکو مشتعل دلانے کی کوشش کی تاکہ کسی طرح وہ حیرت صاحب کی طرف توجہ کریں لیکن جب کسی نے بہی حیرت صاحب کو مونہہ نہ لگایا اور انکو قابل خطاب نہ سمجہا تو ہتک کے داغ کو مٹانے کیلئے انکی نظریں قادیان کی طرف اٹہیں اور چند بیہودہ اشتہارات کے ذریعہ احمدی مشن پر حملے کرنے شروع کر دیئے جنکا قرار واقعی جواب میں حصہ دوم میں ہی دے چکا ہوں۔ حیرت صاحب کا یہ فرض تہا کہ ان رسائل کی طرف توجہ کرکے وہ اپنی حیرانی کو رفع کرنے کی کوشش کرتے لیکن ایسا کرنا تو درکنار اپنے اخبار کے کسی پرچہ میں بہی ان رسائل کا اشارہ تک کرنے کی انکو جرأت نہ ہوئی جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انکا کیا کچہہ اثر حیرت صاحب کے دل و دماغ پر ہوا ہے۔ بجائے اسکے کہ وہ ان رسائل کیطرف توجہ کرتے ہیں انہوں نے اس موقعہ کو اپنی نمود کیلئے غنیمت سمجہکر نئے سرے سے حضرت اقدس کو چیلنج دیا۔ میرے مکرم بہائی شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اس چیلنج کا معقول جواب دیکر خود مناظرہ کرنیکے لئے مستعدی ظاہر کی نیز جماعت دہلی نے بہی ایک اشتہار کے ذریعہ حیرت صاحب کو جواباً لکہا کہ خواہ شیخ صاحب سے اور خواہ مفتی صاحب سے جو دونوں ایڈیٹران اخبار ہونیکی وجہ سے آپ سے مناظرہ کرنیکا حق رکہتے ہیں آپ مناظرہ کرلیں۔ اگر حیرت صاحب کی غرض دراصل حق طلبی ہوتی تو سادگی کے ساتہہ مناظرہ کیلئے تیار ہوجاتے لیکن انہوں نے ایک اور اشتہار جواباً شایع کردیا جسکی چند باتیں غور طلب ہیں۔ اوّل میں حیرت صاحب کے اشتہار کی اصل عبارت نقل کردیتا ہوں اور آسانی کیواسطے مختلف مقامات پر نمبر لگاتا جاتا ہوں بعدہٗ اسی سلسلہ سے نمبروار ہر ایک فقرہ کے متعلق مختصر سی بحث کرونگا۔ تاکہ ناظرین باسانی اصل حقیقت کو سمجہ لیں۔

حیرت صاحب کے اشتہار کی عبارت یہ ہے: "(۱) یعنے یکم نومبر کے کرزن گزٹ میں یہ لکہا تہا کہ آپ آجکل دہلی میں تشریف لائے ہیں یہ موقع بہت اچہا ہے اسکا جواب آپ نے تو دیا نہیں لیکن اپنے مرید کی طرف سے دلوادیا اور نہ صرف جواب (۲) بلکہ خلاف تہذیب مجہہ پر ذاتی حملے کئے یعنے یہ لکہا کہ مرزا حیرت جو اپنی شہرت اور نمود کے بڑے دلدادہ اور شیدا معلوم ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ (۳) حالانکہ مینے اپنے اخبار میں کوئی خلاف تہذیب بات نہ لکہی تہی نہ انشاء اللہ آئندہ لکہونگا ...... (۴) آپنے اپنے مرید سے خواہ مخواہ ایک طول طویل جواب لکہوا دیا جس کا سر نہ پیر مرید نے خود ہی شرطیں بہی طے کرلیں اور لکہا کہ ممات و حیات مسیح پر مناظرہ ہوگا (۵) افسوس ہے انہوں نے کرزن گزٹ میں میری گذشتہ تحریریں نہیں دیکہیں میں ایسی بحثوں کو محض لغو اور بیکار سمجہتا ہوں میریطرف سے حضرت مسیح ایک بار نہیں سو بار فوت ہوجاویں اسپر کچہہ اسطرح کا دارومدار نہیں ہے (۶) ہاں ایک شخص کو خواہ مخواہ مسیح ابن مریم تسلیم کرلینا بحث طلب ہے"

مذکورہ بالا حیرت زدہ خیالات پر اب میں نمبروار بحث کرتا ہوں۔

فقرہ نمبر ۱ - حق و باطل کا لفظ زبان و قلم سے نکال دینے کے لئے تو بہت آسان بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا حیرت صاحب نے ان الفاظ کے مفہوم کو سمجہنے کی بہی کبہی تکلیف اوٹہائی ہے یا نہیں اور انکو یہ بہی خبر نہیں ہے کہ ان الفاظ کا کیا مفہوم ہے اور جسکو میں ابہی ثابت کئے دیتا ہوں مذکورہ بالا فقرہ نمبر ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل حیرت صاحب کی مراد حق و باطل سے حضرت اقدس کا دعوی مسیح موعود ہے لیکن حیرت صاحب اپنے اون اعتراضات کے سلسلہ میں جن کا ذکر انہوں نے فقرہ نمبر ۵ میں کیا ہے کرزن گزٹ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء پر مفصلہ ذیل خیالات ظاہر کرچکے ہیں: "جو جدید مسائل مرزا صاحب ابتک پیش کرچکے ہیں ہمیں ان سے کچہہ بحث نہیں اسلئے کہ ہم ان مسائل کو بہت معمولی بات سمجہتے ہیں اگرچہ مرزا صاحب کے حریفوں نے بہت سی ضخیم ضخیم کتابیں ان مسائل میں لکہدی ہیں اور مرزا صاحب سے کئی سال تک ان کی بابت لڑتے رہے ہیں۔ مگر ہمارے خیال میں وہ باتیں ایسی نہیں ہیں جنکا ذکر بہی کیا جاوے ہم نہایت فراخ دلی اور خندہ پیشانی سے ان معاملات میں مرزا صاحب ہی کو ڈگری دیتے ہیں"

مذکورہ بالا عبارت کے بعد حیرت صاحب نے دو نمبروں میں وفات مسیح اور انکا کشمیر میں مدفون ہونے کی بابت ڈگری دی ہے اور ان دو ڈگریوں کے بعد نمبر ۳ کو اسطرح سے شروع کیا ہے:

"تیسری بات یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے کو مثیل مسیح کہتے ہیں اچہا ہم تسلیم کرتے ہیں آپ مثیل مسیح سہی جبکہ حضور انور صلعم کی مرحوم امت کا ہر فرد مثیل انبیائے بنی اسرائیل کے ہے اور ہوسکتا ہے پہر اگر مرزا صاحب مثیل مسیح ہوگئے تو کیا غضب ہوگیا ہمیں اسکی تردید کی کیا ضرورت ہے"

اب کون شخص اسبات سے انکار کرسکتا ہے کہ حق و باطل کے مفہوم کو حیرت صاحب سمجہہ ہی نہیں سکتے ہیں بلکہ اس قسم کے الفاظ کی حد قلم و کاغذ تک ہی محدود ہے ان حالات پر میں حیرت صاحب ہی کی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایمانداری کے ساتہہ اسبات کا فیصلہ کرکے بتائیں کہ کسی معاملہ میں اوّل تو فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے ڈگری دیدینا اور بعد میں اسی کو باطل قرار دینا کیا یہ تنگ دلی اور کم ظرفی کی دلیل نہیں ہے اور کیا آپ کی یہ حرکات ایڈیٹر الحکم کے اون الفاظ کی تصدیق نہیں کرتے جنکو آپ نے لکہا ہے کہ وہ خلاف تہذیب ہیں اور فقرہ نمبر ۲ پر اوپر لکہے جا چکے ہیں۔

فقرہ نمبر ۳ - حیرت صاحب کے گذشتہ حالات اسبات کی شہادت دے رہے ہیں کہ خلاف تہذیب الفاظ لکہے بغیر وہ مشکل سے کوئی سطر ہی لکہہ سکتے ہوں جیسا کہ مینے حیرت کی حیرانی حصہ دوم میں اسبات کو ثابت کردیا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۰۵ء کے اخبار میں حیرت صاحب نے اسی قسم کی امید دلائی تہی کہ آیندہ کے مضامین ہماری جماعت کے متعلق مہذبانہ اور شریفانہ الفاظ میں ہونگے۔ لیکن جن الفاظ سے احمدی جماعت اور حضرت اقدس کو یاد کیا ہے اور جنکی فہرست میں رسالہ ہذا کے صفحات ۶ و ۷ پر دے چکا ہوں انسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہٹیارا بازجو اپنے فن میں کامل اور پورا مشاق ہو ہرگز ان الفاظ سے بڑہکر گالیاں نہیں دے سکتا ہے۔

فقرہ نمبر ۴: شیخ صاحب نے وفات مسیح کے مسئلہ کو مقدم کرنے میں دراصل یہ حکمت سمجہی تہی کہ میاں حیرت نے اپنی ذاتی تحریرات میں کسی جگہ بہی قطعی طور پر یہ نہیں لکہا ہے کہ حضرت مسیح زندہ ہیں لیکن ترجمہ قرآن میں (جسکی بابت مینے رسالہ حیرت کی حیرانی میں یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ کسی کرایہ کے آدمی کا کیا ہوا ہے) کسی کرایہ کے آدمی نے اپنے خیالات کو داخل کردیا ہے ممکن ہے کہ وہ حیرت صاحب کی نظر سے پوشیدہ رہ گئے ہوں۔ اسلئے ترجمہ قرآن کی اصلاح ہوجاوے جس سے عوام الناس کو بہی فائیدہ پہنچ جاوے۔

فقرہ نمبر ۵ - یہ افسوس سب سے پہلے حیرت صاحب پر ہے اسلئے کہ ایڈیٹر الحکم پر تو آپ گذشتہ تحریرات نہ دیکہنے کیوجہ سے افسوس کرتے ہو لیکن تم کو خود یہ پتہ نہیں ہے کہ میں پہلے کیا لکہہ چکا ہوں۔ جیسا کہ اوپر ڈگری والے معاملہ میں اسبات کو بہی ثابت کرچکا ہوں اور آپ کی تحریرات سے ہم اسقدر واقف ہیں کہ آپ خود ان سے اسقدر واقف نہیں ہیں اور ان کا حسن و قبح اچہی طرح سے ہم حصوں میں دکہایا گیا ہے۔

حیرت صاحب نے اپنے اشتہار کے اوس مضمون کے بعد جسپر ابہی میں بحث کرچکا ہوں اسبات پر زور دیکر مضمون کو ختم کیا ہے کہ چونکہ یہ معاملہ مرزا صاحب کی ذات سے تعلق رکہتا ہے اسلئے انہی کو بالمشافہ مجہسے گفتگو کرنی چاہیئے۔ میاں حیرت کا یہ خیال محض لغو ہے کہ طالب حق کے لئے کیا ضرورت ہے کہ وہ اس قسم کی قیدیں لگاتا پہرے خصوصاً جبکہ دہلی کے مختلف لوگ برابر حضرت اقدس سے بالمشافہ سوال کرتے اور جواب پاتے تہے اگر نمود اور شہرت طلبی کا خیال آپکے دماغ میں نہ ہوتا تو آپ کو بہی ایسا ہی موقع دیا جاتا۔ لیکن جس حالت میں کہ ہمارے پاس اسبات کے کافی ثبوت موجود ہیں کہ آپکی اغراض سوا نمود کے اور کچہہ بہی نہیں تو آپ سے خطاب کرنا ہی فضول تہا آپ خود خیال کریں کہ کبہی تو مسیح موعود بن کر آپ آسمان سے فتح گڑہ کی چہت پر اترتے ہیں کبہی الہاماً آپکو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے ایک ایک لفظ سے اپنے دعوے کی تصدیق پیش کریں لیکن جب آپکے اس قسم کے خیالات کو مختلف پہلوؤں سے جانچ کر آپ سے کچہہ دریافت کیا جاتا ہے تو بجائے اسکے کہ معقول طور پر کچہہ بیان کرو عورتوں کی طرح سے آپ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ "مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کا دینا نہیں آتا ہے وغیرہ وغیرہ" (اسپر حصہ اوّل میں میں مفصل بحث کرچکا ہوں۔)

آپکی اسحالت کیوجہ سے ہی آپسے اعراض کرنا اور حضرت اقدس کا آپ کو خود مخاطب نہ کرنا ضروری تہا یہ چند سطریں میاں حیرت کے اشتہار کے جواب میں عام واقفیت اور فائدہ کے واسطے لکہدی ہیں اسلئے کہ اس بارہ میں میرے پاس کئی خطوط بطور استفسار آچکے ہیں۔ — عبد العزیز بزاز دہلی دفتر ترجمن مغربی۔

سفرنامہ دھلی

ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا

مین نے الحکم کی گذشتہ اشاعت مین وعدہ کیا تہا کہ اگلی اشاعت سے سفر دہلی کا سفر نامہ شایع کرنا شروع کرون گا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مین آج اس سلسلہ کو شروع کرنے کے قابل ہوا ہون - اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ مین اسکو ختم کرسکون-
آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا
ایڈیٹر

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کا تعلق دھلی سے

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان عظیم الشان نشانات مین سے (جو آپ کی تصدیق دعوے کے رنگ مین اللہ تعالیٰ نے ظاہر کئے ہین) دہلی بہی ایک **مظہر نشان** ہے - میرے اپنے مذاق اور اعتقاد مین یہ سفرنامہ ناکمل رہ جائیگا اگر **اس نشان** کا ذکر مین نہ کرون - اور یہی **نشان حضرت اقدس** کے تعلقات دھلی کا اصل باعث ہے -

ممکن ہے بعض جلد باز طبیعتین سفرنامہ مین ایسی باتون کا اندراج غیر ضروری یا باعث طوالت سمجہین مگر مین اسکی پروا نہین کرون گا- اسلئے کہ آیات اللہ کی تلاوت اور تکرار ہمیشہ مومنین کے ازدیاد ایمان اور اطمینان کا موجب ہوا کرتا ہے - اس سے ان کی امیدین اللہ تعالیٰ پر وسیع ہوتی ہین اور انکے ایمان مین رسوخ اور جدت پیدا ہوتی ہے - اور اس **نشان** ذی شان کا بیان نکرنا گونہ معصیت ہے خود اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فخر کے ساتہہ (جو اما بنعمت ربک فحدث کے ماتحت ضروری تہا) اس **نشان** کو ظاہر کیا ہے - اور یہ ایک نشان نہین بلکہ کئی نشانون کا مجموعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود اعلیٰ حضرت ہی کے الفاظ مین ان کا ذکر کیا جاوے - دیکہو

عرصہ تخمیناً اٹھارہ برس کا ہوا ہے کہ مین نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر چند آدمیون کو ہندوون اور مسلمانون مین سے اس بات کی خبر دی کہ خدا نے مجہے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ انا نبشرک بغلام حسین - یعنے ہم تجہے ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہین - مین نے یہ الہام ایک شخص حافظ نور احمد امرتسری کو سنایا جو اتبک زندہ ہے اور بباعث میرے دعوے مسیحیت کے مخالفون مین سے ہے اور نیز یہی الہام شیخ حامد علی کو جو میرے پاس رہتا تہا سنایا اور ردد ہندوون کو جو آمد و رفت رکہتے تہے یعنے شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو بہی سنایا اور لوگون نے اس الہام سے تعجب کیا کیونکہ میری پہلی بیوی کو عرصہ بیس ۲۰ سال سے اولاد ہونی موقوف ہوچکی تہی اور دوسری کوئی بیوی نہ تہی- لیکن حافظ نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابہی لکہتا ہون دہلی مین میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بہی دیا اور تین اور عطا کئے - اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کرینگے - بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دیکر پوچہا جائے اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اسکو بہی سچ بولنے پر مجبور کریگی-

---

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجہے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا اس نے مجہہ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے ؟ مینے اسکو یہ الہام سنایا جسکو مین کئی دفعہ اپنے مخالفون کو سنا چکا تہا اور وہ یہ ہے کہ **بکر و ثیب** - جس کے یہ معنے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے مین نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتین میرے نکاح مین لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ - چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تہا پورا ہوگیا اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہین اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے - مین نہین یقین کرسکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدت عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کرسکے لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیجائے تو اس صورت مین امید ہے کہ سچ بول دے -

---

تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مین نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کہتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوامل کہتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگون کو یہ خبر دی تہی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجہے اطلاع دی ہے کہ ایک شریف خاندان مین وہ میری شادی کرے گا اور وہ قوم کے سید ہونگے + اور اس بیوی کو خدا مبارک کرے گا اور اس سے اولاد ہوگی - اور یہ خواب اون ایام مین آئی تہی کہ جب مین بعض اعراض اور امراض کیوجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تہا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تہا جبکہ مجہے دق کی بیماری ہوگئی تہی اور بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تاہل سے دل سخت کارہ تہا اور عیالداری کے بوجہ سے طبیعت متنفر تہی تو اس حالت پُر ملالت کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا تہا

ہرچہ باید نو عروسے را ہمہ ساماں کنم

یعنے اس شادی مین تجہے کچہہ فکر نہین کرنا چاہئے ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا سو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتہہ مین میری جان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے مواق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجہے سبکدوش رکہا اور مجہے بہت آرام پہونچا - کوئی باپ دنیا مین کسی بیٹے کی پرورش نہین کرتا جیسا کہ اس نے میری کی - اور کوئی والدہ پوری ہشیاری سے دن رات اپنے بچے کی ایسی خبر نہین رکہتی جیسا کہ اس نے میری رکہی - اور جیسا کہ اس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ مین یہ وعدہ کیا تہا کہ **یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ** - ایسا ہی وہ بجا لایا - معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گہڑی اس نے میرے لئے خالی نہ رکہی اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا - ایک ابتلا مجہکو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تہا اور مین بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تہا - اور دو مرضین یعنے ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تہین جن کے ساتہہ بعض اوقات تشنج قلب بہی تہا اسلئے میری حالت مردمی کالعدم تہی اور پیرانہ سالی کے رنگ مین میری زندگی تہی اسلئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستون نے افسوس کیا اور ایک خط جسکو مینے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگون کو دکہلایا ہے جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بہیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجہے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تہے - اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکہتا ہے تو مین اعتراض نہین کرسکتا کیونکہ مین اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتون کا منکر نہین ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے - یہ ایک چہوٹے سے کاغذ پر رقعہ ہے - جو اتبک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستون نے بچشم خود اسکو دیکہہ لیا اور خط پہچان لیا ہے اور مجہے امید نہین کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کرین اور اگر کرین تو پہر حلف دینے سے حقیقت کہل جائیگی - غرض اس ابتلا کے وقت مین نے جناب الٰہی مین دعا کی اور مجہے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائین تبلائین اور مین نے کشفی طور پر دیکہا کہ ایک فرشتہ وہ دوائین میرے مونہہ مین ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوا مین نے طیار کی اور اس مین خدا نے اسقدر برکت ڈال دی کہ مین نے دلی یقین سے

+ نوٹ : - ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تہا اس مین عادۃ اللہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ دادیان ہماری شریف سادات کی لڑکیان تہین - چنانچہ خدا تعالیٰ کے بعض الہامات مین بہی اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے اور درحقیقت وہ کشف براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ کا جسمین لکہا ہے کہ مین نے دیکہا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے مادر مہربان کی طرح اپنی ران پر رکہا ہوا ہے اس سے بہی یہ اشارہ نکلتا ہے - الہام مندرجہ براہین صفحہ ۴۹۰ مین یہ بشارت دی تہی **سبحان اللّٰہ و تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع آباءک و یبدء منک** یعنے سب پاکیان خدا کے لئے ہین جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے اس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا اب سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتدا خاندان کا تجہہ سے کیا جائیگا یعنے جسطرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا ایسا ہی تو بہی ہوگا کیونکہ الہام مین بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکہا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶۱ مین یہ الہام ہے **سلام علی ابراہیم صافیناہ و نجیناہ من الغم - تفردنا بذالک فاتخذوا من مقام ابراہیم مصلے** - یعنے اے ابراہیم تجہہ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اس کو غم سے نجات دی - ہم ہی اس بات سے خاص ہین پس اگر تم مقام اصطفاء چاہتے ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم عبودیت رکہو جو ابراہیم یعنے اس عاجز کا مقام ہے - امنہ

معلوم کیا کہ وہ پیچ صحبت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔ اگر دنیا اس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی تو میں اس جگہ اس موقع حقیقت کو جو اعجازی رنگ میں ہمیشہ کے لئے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا تا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر قیوم کے نشان ہر رنگ میں ظہور میں آتے ہیں اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دنیا کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کیوجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا اس لئے میرا یقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

قریباً اٹھارہ برس سے ایک یہ پیشگوئی ہے الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصہر و النسب۔ ترجمہ۔ وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی جن میں سے ایک شیخ حامد علی اور میاں جان محمد اور بعض دوسرے دوست ہیں اور ایسا ہی ہندوؤں میں سے شرمپت اور ملاوامل کھتریان ساکنان قادیان کو قبل از وقت یہ پیشگوئی بتلائی گئی تھی اور جیسا کہ لکھا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہو گئی اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد میں سے ہے جو مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہے جنکو سلطنت چغتائی کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تھے اور اب تک اس جاگیر میں سے تقسیم ہو کر اس خاندان کے تمام لوگ جو خواجہ میر درد کے ورثا ہیں اپنے اپنے حصے پاتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ خاندان دہلوی جس سے دامادی کا مجھے تعلق ہے صرف اسی وجہ سے فضیلت نہیں رکھتا کہ وہ اہل بیت اور سندی سادات ہیں بلکہ اس وجہ سے بھی فضیلت رکھتا ہے کہ یہ لوگ دختر زادہ خواجہ میر درد ہیں اور دہلی میں یہ خاندان سلطنت چغتائیہ کے زمانہ میں اپنی صحت نسب اور شہرت خاندان سیادت اور نجابت اور شرافت میں ایسا مشہور رہا ہے کہ اسی عظمت اور شہرت اور بزرگی خاندان سیادت کیوجہ سے بعض نوابوں نے ان کو لڑکیاں دیں جیسا کہ ریاست لوہارو کا خاندان۔ غرض یہ خاندان اپنی ذاتی خوبیوں اور نجابتوں کیوجہ سے اور نیز خواجہ میر درد کے دختر زادگان ہونے کے باعث سے ایسی عظمت کی نگاہ سے دہلی میں دیکھا جاتا تھا کہ گویا دہلی سے مراد انہی عزیزوں کا وجود تھا۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اسلئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہان بیگم ہے۔ یہ تفاول کے طور پر اس بات کیطرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے سو اس میں وہ پیشگوئی مخفی ہے جس کی تصریح براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰ و صفحہ ۵۵۷ میں موجود ہے۔ اور وہ یہ الہام ہے سبحان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع آباءک و یبدء منک نصرت بالرعب واحییت بالصدق ایھا الصدیق۔ نصرت وقالوا لات حین مناص۔

میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اور عربی الہام کا ترجمہ یہ ہے کہ تمام پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو بڑی برکتوں والا اور عالی ذات اس نے تیری خاندانی بزرگی کو تیرے وجود کے ساتھ زیادہ کیا۔ اب ایسا ہوگا کہ آئندہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کیا جائیگا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے ہوگا تجھے رعب کے ساتھ نصرت دی گئی ہے اور صدق کے ساتھ تو اے صدیق زندہ کیا گیا۔ نصرت تیرے شامل حال ہوئی اور دشمنوں نے کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور اردو الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ میں اپنی قدرت کے نشان دکھلاؤں گا اور ایک چمک پیدا ہوگی جیسا کہ بجلی سے آسمان کے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس چمک سے میں لوگوں کو دکھلاؤں گا کہ تو سچا ہے اگر دنیا نے قبول نہ کیا تو کیا حرج کہ میں اپنا قبول کرنا لوگوں پر ظاہر کر دوں گا اور جیسا کہ سخت حملوں کے ساتھ تکذیب ہوئی ایسا ہی سخت حملوں کے ساتھ میں تیری سچائی ظاہر کر دونگا غرض اس جگہ عربی الہام میں جیسا کہ نصرت کا لفظ واقع ہے اسی طرح میری خاتون کا نام نصرت جہان بیگم رکھا گیا جس کے یہ معنے ہیں کہ جہان کو فائدہ پہونچانے کے لئے آسمان سے نصرت شامل حال ہوگی۔ اور اردو الہام جو ابھی لکھا گیا ہے ایک عظیم الشان پیشگوئی پر مبنی ہے کیونکہ یہ الہام یہ خبر دیتا ہے کہ وہ وقت آتا ہے جو سخت تکذیب ہوگی اور سخت اہانت اور تحقیر ہوگی۔ تب خدا کی غیرت جوش میں آئے گی اور جیسا کہ سختی کے ساتھ تکذیب ہوئی ایسا ہی اللہ تعالیٰ سخت حملوں کے ساتھ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ سچائی کا ثبوت دیگا۔ اور اس کتاب کو پڑھکر ہر ایک منصف معلوم کرے گا کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی اور الہام مذکورہ بالا یعنے یہ الہام کہ الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصہر والنسب۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے تجھے ہر ایک پہلو اور ہر ایک طرف سے خاندانی نجابت کا شرف بخشا ہے۔ کیا تیرا آبائی خاندان اور کیا دامادی کے رشتہ کا خاندان دونوں برگزیدہ ہیں یعنے جس جگہ تعلق دامادی کا ہوا ہے وہ بھی شریف خاندان سادات ہے اور تمہارا آبائی خاندان بھی جو بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے مرکب ہے خدا کے نزدیک شرف اور مرتبت رکھتا ہے۔

ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ جن سادات کے خاندان میں دہلی میں میری شادی ہوئی تھی وہ تمام دہلی کے سادات میں سے سندی سید ہونے میں اول درجہ پر ہیں اور علاوہ اپنی آبائی بزرگی کے وہ خواجہ میر درد کے نبیرہ ہیں اور اب تک دہلی میں خواجہ میر درد کے وارث متصور ہو کر خواجہ ممدوح کی گدی انہی کو ملی ہوئی ہے کیونکہ خواجہ موصوف کا کوئی لڑکا نہ تھا یہی وارث ہیں جو ان کی لڑکی کی اولاد ہیں اور ان کی سیادت ہندوستان میں ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی ہے بلکہ سوچنے سے معلوم ہوگا کہ ان کا خاندان خواجہ میر درد کے آبائی خاندان سے بڑھکر ہے کیونکہ خواجہ میر درد نے ان کی عظمت کو قبول کر کے انکے بزرگ کو لڑکی دی اور اس زمانہ میں یہ خیال اب سے بھی زیادہ تھا کہ لڑکی دینے کے وقت عالی خاندان کو ڈھونڈتے تھے اور خواجہ میر درد باخدا اور بزرگ ہونے کی وجہ سے سلطنت چغتائیہ سے ایک بڑی جاگیر پاتے تھے اور دنیوی حیثیت کی رو سے ایک نواب کا منصب رکھتے تھے اور پھر ان کی وفات کے بعد وہ جاگیر کے دیہات انہی میں تقسیم ہوئے اور اس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات میں جسقدر اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سید اور بنی فاطمہ ہیں یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگوں کے لئے ہے۔ اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا ایسا ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر انکی تعظیم کی ہو بلکہ خدا نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اس کی تصدیق کر دی ہو۔ یہ تو ان کے خاندان کا حال ہے اور میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے مگر میں اسپر ایمان لاتا اور اسی پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے کیونکہ اسی پر الہام الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

غالباً ناظرین الحکم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **دہلی** سے کیا تعلق ہے؟ یہ تعلق جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان **نشانات** کا موجب اور **برکات** کا باعث ہوا ہے میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسی تعلق سے بہت سی پیشگوئیاں قبل از وقت شائع ہوئیں اور پورا ہو کر ازدیاد ایمان کا باعث ٹھیریں یہ موقع نہیں کہ ان سب کی تفصیل کی جاوے۔

غرض

سفر دہلی کا باعث

دہلی کے ساتھ جو یہ تعلق ہے۔ ہر چند ہمارے واجب الاحترام مخدوم حضرت میر ناصر نواب صاحب جو جناب

خواجہ میر درد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ اور حضرت ام المومنین کے والد ہونیکا فخر رکھتے ہیں دہلی سے ہجرت کرکے دارالامان ہی میں آرہے ہیں لیکن پھر بھی انکے بعض عزیز و اقارب دہلی میں رہتے ہیں۔ اور سالہا سال سے کوئی تقریب اور موقع ایسا نہیں نکلا تھا کہ حضرت ام المومنین اپنے عزیز و اقربا سے ملنے کیلئے جا سکتیں۔ گو بارہا ایسا ارادہ کیا اور تجویزیں بھی ہوئیں۔ مگر قدرتی اسباب اور موانع ایسے ایسے پیش آجاتے رہے کہ نہیہ سفر کے بعد ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ سال گذشتہ میں بھی اس قسم کا ارادہ کیا گیا مگر اصل یہی ہے۔

کل امر مرھون باوقاتھا

ہر کام کے لئے اللہ تعالےٰ نے کوئی وقت مقدر کیا ہوا ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سفر دہلی کے لئے یہی وقت تھا۔ امسال بھی حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی علالت کے باعث یہ ارادہ فسخ ہوچکا تھا لیکن جب ان کی بیماری کی شفا کا نتیجہ بھی **شہادت** اور **رحلت** ہی ہوا تو پھر اس سفر دہلی کے عزم و ارادے میں نئی تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک کا ایک اور باعث جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کا قیام دہلی بھی تھا۔ قادیان میں کس کس طرح یہہ طیاریاں ہوتی اور فسخ ہوتی رہیں۔ اس سے یہاں کے رہنے والے خوب جانتے ہیں۔ وجہ یہ تھی کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی آپ تکالیف سفر کا لحاظ کرکے ارادہ نہ فرماتے تھے اور حضرت ام المومنین آپ کی ناسازی طبع کے باعث جانا ناگوار فرماتی تھیں دراصل بات یہ ہے کہ **مامور من اللہ** کی حرکت و سکون اذن الٰہی کے ماتحت ہوتی ہے۔ بلکہ میرا تو یقین ہے کہ یہ لوگ (مامور) قضا و قدر آسمانی کے **بادنما** ہوتے ہیں انکی حرکات و سکنات بتا دیتی ہیں کہ آسمان پر کیا طیاریاں ہورہی ہیں۔ ...... مبارک وہ جو ان کی اس زندگی سے فائدہ اٹھائیں۔

استخارہ مختصر یہ کہ آخر اعلےٰ حضرت نے اس امر پر فیصلہ کیا کہ میں استخارہ کروں گا پھر جو اللہ تعالےٰ ظاہر کرے اسپر عمل کریں گے چنانچہ آپ نے استخارہ کیا اور اسپر ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو یہہ الہام ہوا۔

لا تقوموا ولا تقعدوا الا معہ + لا تردوا امرا لا معی انی معک ومع

اھلک۔

یہہ الہامات ۲۴ اکتوبر کے الحکم میں معمولاً شائع ہوچکے ہیں ان الہامات کے ہونے پر سفر کا ارادہ کیا گیا اور خاکسار **ایڈیٹر** ۲۱ اکتوبر کی صبح کو حسب الحکم اعلےٰ حضرت گاڑی ریزرو کرانے اور بعض دوسرے ضروری امور متعلقہ سفر کے انصرام کے لئے روانہ ہوا۔ اور قادیان سے آپ کی روانگی ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو مقرر ہوئی۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ بٹالہ سے آپ ۱ بجے کی گاڑی میں سوار ہوکر امرتسر سے رات کے ۹ بجے کی گاڑی میں دہلی کو روانہ ہوں یہہ مسافر گاڑی ۲۳ کو ۳۰ بجے دہلی پہنچنے والی تھی۔

(باقی آیندہ)

سلسلہ عالیہ کی ضروریات اور مہمات

ابھی الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مخدومی مکرمی جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے لنگر خانہ کے متعلق ایک چٹھی شائع کی ہے + اور جو غالباً سب احباب پڑھ چکے ہونگے + اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کس طرح یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں اور یہ ترقی کی اس زبردست رو کے لئے جو اس سلسلہ کے لئے مقدر ہوچکی تھی ضروری نہیں۔ جبکہ قریباً تیس سال پہلے اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندے کو فرما چکا تھا

یاتون من کل فج عمیق

یعنے دور دراز راہوں سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اور پھر **لا تصعر لخلق اللہ** کہہ کر انکی کثرت کی طرف بھی ایما کردیا تھا۔ پھر یہہ ناممکن تھا کہ سلسلہ کی ضروریات میں ترقی نہ ہوتی۔ اگرچہ جہاں اللہ تعالےٰ نے کثرت مخلوق کا وعدہ کیا تھا وہاں اسکے تکفل اور اخراجات مہمانداری کے پہونچانے کا بھی وعدہ کرلیا ہے یہہ کہکر

یاتیک من کل فج عمیق

مگر جس طرح پر سنت اللہ واقع ہوئی ہے یہہ ضروریات اسی طریق پر فراہم ہونگی + اور اسباب کا تقاضا یہی ہے کہ قوم ان کے بہم پہونچانے کا فکر کرے۔

میں ایک عرصہ سے چلا رہا ہوں کہ چونکہ قومی ضروریات کا دامن اور دائرہ وسیع ہورہا ہے اسلئے قوم کو ان ضرورتوں سے آگاہ کرنے کیواسطے قوم کا وجود مشخص کرنا چاہئے + حضرت اقدس نے اس ضرورت کو اعلان بیعت کے وقت سے محسوس کیا اور باضابطہ ہمارے مبایعین کو محفوظ رکھنے کی ہدایت کی مگر مختلف اشخاص کے ہاتھ میں یہ کام جاکر بجائے مکمل ہونیکے بہت ہی ناقص رہ گیا + اسپر میں نے **شیرازہ قوم** کے عنوان سے مضامین لکھے اور قوم کو توجہ دلائی۔ جن لوگوں کے دلوں میں جوش اور دماغوں میں ضروریات قوم کی حس تھی انہوں نے اسکی اہمیت کو سمجھ کر اس حصہ میں مجھے مدد دی اور فردیں اور فہرستیں مکمل کرکے بھیجدیں مگر اکثروں نے پروا تک نہ کی حالانکہ چھپی ہوئی فردیں یہاں سے بھیجدی گئی تھیں ایسی حالت میں ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل میں قوم کی طرف سے خود روک پیدا ہوئی جو نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اب وہی ضرورت جو میں سالہا سال سے پیش کررہا تھا آخر پھر پیش آئی۔ اور مولانا محمد علی صاحب کو ایک سرکلر کے ذریعہ قوم کو آگاہ کرنا پڑا۔ گویا جو کام ہم کو آج سے آٹھ سال پیشتر کرلینا چاہئے تھا اب اسے پھر کریں گے۔ ان امور کو دیکھکر دل میں درد ہوتا ہے۔

دیکھو! تم ایک ایسی قوم ہو جسکو آج زمین کی پشت پر اللہ تعالےٰ نے فیج اعوج کا زمانہ گذرنے کے بعد پسند اور انتخاب کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی قوم کہلاؤ۔ اور اسکا **موعود** ضرور ضرور ایک قوم بناکر رہیگا اسلئے کہ اللہ تعالےٰ اس سے وعدہ کرچکا ہے اسکی فطرت تنہا رہ سکتی ہی نہیں کیا تم نہیں جانتے کہ تیس سال پیشتر اسے الہام ہوچکا ہے **رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین** پھر یہہ کیسی بدقسمتی اور افسوسناک بات ہوگی اگر وہ قوم جو اس کو عطا کیجاوے گی ہماری بجائے کوئی اور ہو۔ یقیناً یاد رکھو کہ اس کی ضروریات کا خود اللہ تعالےٰ نے سامان ہے اسنے اپنے بندے کا آپ **متوکل** نام رکھا ہے وہ خود بندوبست کریگا۔ مگر افسوس ہوگا (خدا نکرے کہ ہو) ہم پر اگر ہم ان برکات اور فیوض کے وارث نہ ٹھیرے جو ان نصرتوں اور تائیدوں کے رنگ میں قوم کو ملنے والے ہیں۔

اسلئے ضروری ہے کہ **قومی ضرورتوں** کو سرسری نظر سے نہ ٹالدیا کرو۔ بلکہ ان کو اپنے مقاصد کا جزو اعلےٰ سمجھ کر سب سے اوّل ان ضرورتوں پر غور کرو۔ اور ان کی تکمیل کی فکر کرو۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت کے اوقات گرامی کو بڑی تشویش ہوتی ہے اور فی الحقیقت یہ بات سچ ہے مگر میں تمہیں اس سے بھی زیادہ یہ کہتا ہوں کہ قوم کو مولوی محمد علی صاحب ایسے گران قدر انسان کے اوقات کو بھی مشوش نہیں کرنا چاہئے تم نہیں جانتے کہ وہ ساری قوم کیطرف سے **کفارہ** ہوکر حضرت اقدس کے منصب **کسر صلیب** کے لئے کمربستہ ہوکر یورپ کی مذہبی دنیا سے جنگ کررہا ہے ایسی حالت میں ان کے اوقات کو مشوش کرنا بھی میرے نزدیک ایک قسم کی معصیت ہے۔ یہ ضرورتیں ایسی ہیں کہ ان کے لئے ہم کو اکابر امّت کو تکلیف اٹھانے کی نوبت ہی نہیں آنے دینا چاہئے۔ خود فکر کرنا چاہئے + مجھے امید ہے کہ قوم اس مضمون کے بعد بیدار ہوجائیگی اور ان ضرورتوں کا پورے طور پر انتظام کرے گی۔ اور بار بار کی تحریکوں اور تجویزوں سے اپنے اور دوسروں کے اوقات کو ضایع نکرے۔ جن امور کیطرف اس چٹھی میں توجہ دلائی گئی ہے اسپر پورا عمل کیا جاوے۔ یعنے اول مکمل فہرستیں طیار ہوں اور پھر کوئی فرد چندہ سے باہر رکھا جاوے۔ خواہ ایک پیسہ اور ایک دھیلا ہی کیوں نہو۔ آپ لوگ غالباً اس امر سے ناواقف نہونگے کہ چندوں کا ادا کرنا ایمان میں ایک خاص تقویت پیدا کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت سے ثابت ہے کہ کوئی بھی مالی امداد کرنے والوں میں سے ضعیف الاعتقادی یا کسی کمزوری کا ملزم نہیں ہوا۔ اگرچہ خدا کے فضل سے قریباً سب وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جہان کے نور تھے **مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو شرف ملا** اس میں کوئی شریک نہیں ہوسکا۔ اس لئے کہ سب سے پہلے مکہ کی مصیبت کی گھڑیوں میں صدیق رضؓ نے چالیس ہزار روپیہ خدا کی راہ میں خرچ کیا۔ ہماری جماعت کی نسبت خدا کی کتاب نے **اخرین منہم** فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کی جماعت بھی صحابہ کے رنگ اور خو بو کی جماعت ہوگی قطع نظر اور مماثلتوں سے ایک بھاری مماثلت اس وقت ان دونوں گروہوں میں ہونی چاہئے **صحابہ** کو اسوقت دو خطرے درپیش تھے ایک **خطرہ جان** اور ایک **انفاق مال**۔ اسوقت خدا کی مشیت نے صرف ایک ہی خطرہ **آخرین** کے لئے رکھا ہے یعنے **انفاق مال**۔ اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ کی طرف سے درخواست پیدا [illegible] ہو اور وہ مشرح صدر سے اسکی تکمیل [illegible]

یہی ایک ذریعہ ہے جس سے رات دن سلسلہ سے تعلق اس کے مقاصد سے دلچسپی بھی ممکن ہے۔ ورنہ یہ بات کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتی کہ ایک شخص آیا۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے چلا گیا اور گھر میں جا بیٹھا۔ اور پھر اس سلسلہ کے بہبود اور منافع سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ ارادہ کر چکا ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی سیرت اور فضائل سے متحلی ہو جاوے۔ اس لئے اس نے ہماری راہ میں مالی ابتلاء رکھدیا ہے۔ اور اگر یہ ابتلا ہی نہ ہوتا تو کوئی اور صورت نہ تھی کہ ہم ان ثوابوں کو حاصل کر سکتے جو پہلی جماعت نے حاصل کئے۔

آخر میں **لنگر خانہ** کی ضروریات کو خصوصیت سے پیش کرتا ہوں کہ اسکا خرچ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور لنگر خانہ کے متعلقات مکانات کی وسعت۔ چارپائیوں اور مہمان داری کے دیگر لوازمات بڑھ رہے ہیں۔ اور جن کی طرف مختلف وجوہات کے سبب احباب کی توجہ نسبتاً کم ہو گئی ہے۔ اس لئے بہت جلد اس کی طرف مستقل توجہ ہونی چاہیئے ان اخراجات کی روز بروز افزونی اور قوم کا ضعف اور بے سامانی متفقاً اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ قوم کے قوم بننے کا وقت دراصل اب آیا ہے۔ اب ارادتمندوں کی ارادت۔ مخلصوں کا اخلاص اور عشاق کی جاں نثاری معرض امتحان میں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود کے انفاس کے طفیل اُمید ہے۔ کہ ان سب امتحانوں میں ہماری جماعت پاس ہو جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز میں سمجھتا ہوں کہ اس ضرورت پر میں کافی لکھ چکا اللہ تعالیٰ ان کلمات میں برکت رکھدے اور انہیں مفید اور موثر ثابت کرے۔ آمین

یادگار کریمی

حضرت مخدوم الملت کی یادگار کے متعلق میں ایک تحریک کر چکا ہوں اور وہ تحریک حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے پاس ہو چکی ہے قوم میں اس کے متعلق ابھی سرسراہٹ شروع ہوئی ہے حالانکہ اسوقت یہ تحریک بڑے زور سے کام کر چکی ہوتی **سیالکوٹ** کی معزز جماعت جسنے **فی الحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا علی نمونہ** دکھادیا ہے اور جو یہاں کی ہر ایک تحریک پر پُرجوش عملی کوشش کرنے کی عادی ہو گئی ہے اسنے ارادہ کر لیا ہے کہ **کم از کم ایک ہزار روپیہ** یادگار کریمی کے لئے جمع کرے مجھے پرائیویٹ خطوط سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے یہ **انتظام** کیا ہے کہ ہر شخص اپنی ماہوار آمدنی کی **ایک چوتھائی** اس یادگار میں عطا کرے۔ اور اسپر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے میری رائے میں یہ تجویز بہت پسندیدہ اور قابل تقلید ہے۔ اگر ہماری جماعت اس تجویز پر عمل کرنے والی ٹھیری تو تھوڑے دنوں میں انشاء اللہ العزیز **یادگار کریمی** کا فنڈ کافی رقم پیش کریگا۔ لاہور کی جماعت اور امرتسر۔ کپور تھلہ۔ وزیر آباد۔ جہلم۔ پشاور۔ گجرات انبالہ۔ میرٹھ۔ لدھیانہ۔ بنگہ۔ کریام۔ کاٹھ گڑھ سرٹروعہ۔ ملتان۔ سیدوالہ۔ پٹیالہ۔ حیدر آباد دکن بمبئی پور وغیرہ کی جماعتوں کی طرف سے ابھی خبر نہیں آئی کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟

امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد مندرجہ بالا جماعتیں باقاعدہ اطلاع دیں گی۔ اور ہر ایک جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ **اس روپیہ کو جو یادگار کریمی** کے طور پر جمع ہو بڑھانے کی تجاویز لکھے۔ باہر کی جماعتوں کو توجہ دلا چکنے کے بعد میں اپنی دارالامان کی جماعت کو مخاطب کر کے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ بتا سکتی ہے کہ اسنے کسقدر روپیہ **یادگار کریمی** کے لئے تجویز کیا ہے۔ قادیان کی جماعت سب سے اول اس امر کی حقدار ہے کہ وہ دل کھولکر اس فنڈ کی تکمیل کا فکر کرے۔ حقیقت میں یہ افسوسناک امر ہوگا۔ اگر قادیان کی جماعت بالکل بے فکر ہو مگر میں امید کرتا ہوں کہ قادیان کی جماعت اس معاملہ میں **سیالکوٹ** کی جماعت سے پیچھے نہ رہیگی۔ **یادگار کریمی** کے روپیہ کو بڑھانے کے لئے جو تجاویز میرے اپنے ذہن میں ہیں وہ میں دوسرے وقت پیش کرونگا۔ فی الحال اسبات کی ضرورت ہے کہ روپیہ فراہم کیا جاوے۔ میں قادیان کی جماعت کے معزز ارکان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ **یادگار کریمی** کے لئے ایک **باقاعدہ** سب کمیٹی تجویز کریں جب تک تقسیم محنت کے اصول پر کام نہیں ہوگا مشکلات آتی رہیں گی۔

استفسار اور اونکی جواب

(۱) ٹسری پگڑی کا باندھنی مرد کو جائز ہے؟ ٹسر سے میری مراد سوت اور ریشم ملا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ ٹسری پگڑی بالکل ریشم کی مانند ہوتی ہے خدا جانے ریشم سے علیحدہ ہے یا ریشم ہی کی ایک قسم ہے۔ ایسی پگڑیاں عام ملتی ہیں۔

(۲) نکسیر یا قے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ کبھی کبھی وضو کرتے وقت دانتوں پر انگلی پھیرنے سے خفیف سا خون نکل آتا ہے۔ اوس سے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ کبھی اتنا خفیف ہوتا ہے کہ تھوک میں صرف تھوڑی سی سرخی کی جھلک ہوتی ہے۔ قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

(۳)(ا) نکسیر یا قے سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا؟

(ب) روزہ میں اپریشن یا عمل جراحی کرایا جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(ج) روزہ میں بدن پر کسی قسم کا تیل دوا کے طور پر مالش کرنا روزہ کو توڑتا تو نہیں؟

(د) روزہ میں کلوروفارم سونگنے سے روزہ میں تو کوئی ہرج نہیں واقع ہوتا؟

(ہ) روزہ میں خوشبو سونگھنا سر میں تیل ڈالنا۔ سرمہ ڈالنا روزہ کو مکروہ تو نہیں کرتا؟

(۴) اگر عورت حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو تو کیا اوسکو روزہ رکھنا چاہیئے یا صرف ایک مسکین کو روز کھانا کھلا دینا چاہیئے۔ اور اگر رکھنا چاہے تو کسی کو اگر روزہ سے دودھ میں کمی کا خیال ہو۔ یا حمل میں نقصان کا اندیشہ ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

(۵) یہاں چاند رمضان کا دکھائی نہیں دیا۔ کیونکہ اوسدن ابر تھا۔ صبح کو ۱۰ بجے دوسرے دن روایت آئی کہ چاند دیکھا گیا اور آج روزہ ہے۔ چنانچہ اسیوقت سے روزہ رکھا گیا۔ مگر صبح کو ناشتہ کر چکے تھے۔ اسلئے دریافت طلب ہے کہ آیا یہ روزہ ہو گیا یا نہیں ہوا۔ اور کیا اسکے بدلے دوسرا روزہ رکھنا چاہیئے۔

(۶) سر پر پگڑی ہو تو محض پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے؟

(۷) اگر کسی فرش کی نسبت اشتباہ ناپاکی کا ہو۔ اور اوس فرش پر پانی گر جاوے اور اوس پانی میں کپڑا بھیگ جاوے تو کیا کپڑا دھونا چاہیئے یا اگر بھیگے ہوئے پاؤں اوس فرش پر پڑیں تو کیا پاؤں ناپاک ہو گئے؟

(۸) اگر باجماعت نماز ہوتی ہو۔ اور آدمی پیچھے سے آکر ملے۔ اگر امام رکوع میں ہو۔ تو کیا کرے۔ کیا نیت باندھتے ہی رکوع میں چلا جاوے۔ اور اسکی وہ رکعت ہو گئی یا نہیں؟ یا ضروری ہے کہ حمد و ثنا اور سورہ فاتحہ پڑھکے شامل ہو۔ تو اوس صورت میں امام شاید سجدہ میں بھی پہنچ جائیگا۔ اور اگر رکوع میں شامل ہونے سے اسکی وہ رکعت ہو جاتی تو اب گویا وہ رکعت ضائع ہو گئی۔ یا اگر سورہ فاتحہ پڑھی اور رکوع میں گیا اور امام سجدہ سے اوٹھکر دوسری رکعت شروع کرے تو پھر کیا کرے۔ وہ امام کے ساتھ تو شامل نہیں ہو سکا۔ اور آیا اسکی رکعت ہو گئی یا نہیں؟

(۹) تیمم کیلئے ایک ضرب کافی ہے یا دو؟ اور کیا ضرب کے بعد صرف ہاتھوں پر کلائی تک ہاتھ پھیرے یا کہنی تک؟

(۱۰) بلی کو مارنا کیا گناہ ہے؟ بعض دفعہ جنگلی بلیاں بہت دق کرتی ہیں۔

(۱۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ من حلف بطلاق او ...... وقال انشاء اللہ تعالیٰ متصلاً ...... علیہ۔

میں یہ مطلب تو جناب کے ارشاد کے مطابق سمجھ گیا کہ انشاء اللہ کہنے سے طلاق نہیں پڑتی مگر یہ کس موقع پر ہوا کرتا ہے؟ کیونکہ جو طلاق دیگا وہ مجبور ہو کر دیگا۔ اور عورت کو چھوڑنا چاہیگا۔ اور اگر وہ چھوڑنا نہیں چاہتا تو طلاق کیوں دیتا ہے؟ غرض اس حدیث شریف کا موقع اور محل دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

(۱۲) تسبیح کے متعلق جس شخص نے مجھے حدیث لکھکر دی ہے اوسکی نقل کئے دیتا ہوں۔

هو العالم

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیل من اللیالی یذکر اللہ ذکراً کثیراً وفی یدہ الیمنی شیٔ فقلت یا رسول اللہ ای شیٔ هذا فی یدک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ هذا التسبیحۃ عدت علی هذا السماء الانبیاء ورضوان اللہ علیہم اجمعین فقالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک التسبیحۃ من خطب ذلک الخ حدیدا او تراب فقال من رافۃ تلٰث من حطب بعضاہ۔ ۱۲ فتح البخاری شرح صحیح البخاری فی باب شمائل النبی ۱۲۔

عرض ہے آیا یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع۔ اور اسکا کیا مطلب ہے؟

جواب

(۱) ٹسر ریشم نہیں ہوتا ٹسر تو درخت کی چھال ہے وہ سن کی قسم ہے ریشم جلانے سے اکٹھا ہو جاتا ہے اور سن وغیرہ سیدھا رہتا ہے۔ (۲) نکسیر اور قے سے وضو کے ٹوٹنے میں علماء کا اختلاف ہے میری تحقیق میں وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور نہ قہقہہ سے ہاں احتیاطاً اور بات ہے۔ (۳) نکسیر یا قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا + اپریشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا + نہ مالش روغن سے اور نہ سونگھنے سے نہ خوشبو سے نہ سر میں تیل ڈالنے سے نہ سرمہ سے نہ کلوروفارم سے۔ (۴) حاملہ اور دودھ پلانیوالی روزہ نہ رکھے۔ (۵) روزہ ناشتہ کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اسواسطے آپ ایک روزہ رکھدیں (۶) پگڑی پر مسح میں اختلاف ہے میری سمجھ میں جائز ہے اور احتیاط ہے کہ سر پر مسح کرے۔ (۷) فرش پر بظاہر پلیدی نہ ہو تو پاک ہے۔ جو رکوع میں شریک ہوا تو وہ رکعت پانیوالا ہو گیا۔ یہ بات حدیث سے ثابت ہے۔ (۹) تیمم ایک ضرب ہے اور ہاتھ کا مسح کلائی تک کافی ہے۔ (۱۰) بلی کیا کسی کو دکھ دینا جائز نہیں بلی کی خصوصیت نہیں۔ (۱۱) انشاء اللہ کہنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر اللہ چاہے اور اللہ کی مشیت سے انسان بے خبر ہے اسلئے انشاء اللہ کے ساتھ طلاق نہیں ہوتی موقع اسکا یہ ہے کہ انسان کسی لحاظ سے ڈر سے خاطر طلاق تو دیتا ہے مگر اسکا دل نہیں چاہتا تو انشاء اللہ کو

مرثیہ وفات حسرت آیات مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب صافی مغفور مرحوم

اے کریم خوش مقال اے صافیِ روشن خیال
تیری فرقت نے کیا ہم کو بہت آشفتہ حال
تیری تقریرین معانی خیز و دلکش و دل پسند
وہ تری سحر بیانی بے نظیر و بے مثال
تیرے اخلاق کریمانہ مین تہا صدق و صفا
تیری طرز زندگی تھی راستبازونکی مثال
تیری خلوت اور جلوت مین تھا اخلاص و وفا
معرفت کے رنگ مین رنگین تھا تیرا حال و قال
اے گل خندانِ باغ معرفت تو ہے کہان
اب تجھے لائین کہان سے ڈہونڈکر ای خوش خصال
تیری خوش الحانیان کانون مین پہرتی ہین مگر
تیرا چہرہ اب نظر آتا نہین اے خوش جمال
تیرے چھٹنے سے ہمین صدمہ سہینگے اخی
عالم فانی سے کرتا ہے سبھی کو انتقال
موت پہنچے وقت پر لازم ہے ہر شے کے لئے
ٹل نہین سکتی کبھی حکم خدائے ذوالجلال
ضعف انسانی سے ہمکو ہے یہ سارا رنج و غم
ورنہ مومن کے لئے یہ وفت ہے وقت وصال
خوش نصیبون کو ملا کرتی ہے ایسی زندگی
یہ حیات طیبہ ہے اس کا کیا رنج و ملال
خوش نصیب اوسکے جسے ہو جلد یہ فرقت نصیب
وہ مبارک جس کے حقمین نکلے ایسی نیک فال
یہ حیات دنیوی مومن کو ہے اک ابتلاء
ہے یہہ وہ دارالمحن رنج و الم جس کا مآل
اے خدائے مرجع خورد و بزرگ جزو و کل
تو ہمین بہی ان مصائب ان بلاؤن سے نکال
اے خدا ہم کو بہی ہو یہ نعمت قربت عطاء
تا نہ ہو تیری بہری محفل مین شرم و انفعال
خوش نصیبون مین کسی سے کم نہ تھا عبدالکریم
اس کی مرگ و زندگی دونون ہے خود مثال
یہ رہا جب تک جہان پر دل مین اس کا گہر رہا
کس خوشی سے اس نے کاٹے اپنے سینتالیس سال
جب زمانہ مین ہوا دور بہار دل کشاء
مہدیِ آخر زمان کا جب نظر آیا جمال
لگ گئی اک آگ سی ہر سمت ہندوستان مین
دشمن حق ہو گئے اکثر شیوخ با کمال
عالمونکی فوج برسانے لگی تیر و تفنگ
کوئی کافر مفتری کہتا کوئی دجال ضال
تھا بظاہر بیکس و بے یار مامور خدا
نصرت حق کے لئے تھا ہند مین قحط الرجال
یون تو کہنے کے لئے لاکہون مسلمان ہین یہان
شیفتہ اسلام کے ان مین تہے لیکن خال خال
چھا گئی تہی مطلع اسلام پر کالی گھٹا
چھپ گیا تہا آفتاب صدق کا حسن جمال
یہ کریم النفس رکہتا تہا۔ مگر قلب سلیم
سر مین نخوت تھی نہ دل مین اسکے جب جاہ مال
دل مین پہلے ہی سے تہی عشق الٰہی کی چمک
مل گیا نسخہ مسیح وقت سے جب حسب حال
بڑھ گیا جوش محبت صدق و اخلاص و وفا
بھر گیا رگ رگ مین اسکی بادۂ ذوق وصال
ابتدا ہی سے محبت تہی کلام اللہ کی
ہو گیا اوس سوز پنہان مین یکایک اشتعال
تشنہ روحی کھینچ لائی سوئے بحر معرفت
پہلوئے احمد مین آ بیٹھا یہ مرد خوش خصال
سخت مشکل کام ہے اپنے وطن کو چہوڑنا
فرقت خویش و اقارب فرقت اہل و عیال
سخت تر اس سے بہی ہے نیکون کی صحبت مین قیام
یہ رفاقت چاہتی ہے استقامت کا کمال
اے ہمایون بخت النسان اے اخی عبدالکریم
یہ اقامت قوم کے حق مین تہی اک عمدہ مثال
شدت امراض مین بہی تو رہا ثابت قدم
تو نے آخر تک نہ چہوڑی باوفا لوگون کی چال
تربیت تو عبرتین یاد اے انیس و جان نثار
بر تو بر اہل و عیالت باد فضل کردگار

بند دوم

اے دل غمناک بس اے دیدۂ خون بار تھم
نامناسب ہے یہ ماتم نامناسب ہے یہ غم
ہے دعائے مغفرت اس درد فرقت کا علاج
دیدۂ خون بار شوق وصل جانان مین ہو نم
رنج دل مین ہو تو ہو اس اپنے رہجانے کا رنج
کچھ الم ہو بہی تو ہو اس قید ہستی کا الم
دل دکہاتی ہے ہمیشہ فطرتاً مرگ اخی
ما ہمہ و شاکر قضا پر اس زمانہ مین ہین کم
لیکن اے بیتاب دل اچھا نہین یہ اضطراب
واجب التعمیل ہے تیرے لئے حکم حکم
جانے والی چیز کا دنیا مین غم کرنا فضول
جو گیا اس کو نہین پہر لوٹ کر لینا جنم
جیسے اگلے چل بسے ہم کو بہی چلنا ہے ضرور
رہنے والی ہے ہمیشہ ذات رب ذوالکرم
مرنے والے پہ خدا کی رحمتین ہون تا ابد
رہنے والون کو مناسب ہے بنین نقش قدم
نقش بر آب اس حیات چند روزہ کا ہے نام
اس میں ہستی زہر ہے اس مین تغافل ہے ستم
چاہئے کچھ زاد راہ آخرت اے ہوشمند
اس سفر مین کام آئین گے نہ دینار و درم
مرنے والے کی طرح ہان چاہئے حسن عمل
تا رہے ہم پر ہمیشہ سایۂ فضل و کرم
تا ہماری مشکلین آسان ہون منزل سہل ہو
تا نہ سد راہ ہون دنیا کے یہ ناز و نعم
کچھ بہت دوری نہین ہان فضل ہو جانا چاہئے
عنقریب اے صافی مرحوم ملجائین گے ہم
غم غلط کر نیکو یا رب دے کوئی نعم البدل
تا بچھڑنے والے کی فرقت کا کچھ صدمہ ہو کم
ہم کو تقویٰ ہم کو نور معرفت درکار ہے
ہم نہین ہین تجھ سے یا رب طالب جاہ و حشم
اتباع سنت احمد کی تو توفیق بخش
اپنی راہ راست پر تو ہم کو رکہہ ثابت قدم
دوستو تیار رہنا لگ رہا ہے چل چلاؤ
کوئی آگے کوئی پیچھے جا رہا ہے دمبدم
ساتھ نہ جائین گی نہ خویش و اقربا کی مجلسین
جیتے دم تک کے ہین یہ فرزند و زن یہ جاہ و حشم
ہست گو سر باغ دنیا را بہار چند روز
دل منہ ہر گز بہ عیار یکہ یار چند روز

(ذوالفقار علی خان بیرسٹر)

مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب ـ امید ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار مخزن قوم یا قومی آرگن الحکم مین درج کرکے مشکور و ممنون فرماوین گے۔

وھو ھذا

عالم کا اک سہارا احمد کا جان نشین ہے
شاہد ہے اسپہ فرقان منہم جو آخرین ہے
مہدی یہی مسیح ہے کالا جسپہ اک گواہ ہے
آخر مین گرچہ یہ ہے رتبہ مین اولین ہے
انصاف تجھ پہ چھوڑا آنکہین کہان ہین تیری
شاہد نوشتہ سرکش ـ منی ھدی یہین ہے
دل سے زبان سے جان سے کیون ہون فدا نہ اسپر
بھیجے سلام جسپر خاتم جو مرسلین ہے
اہل بتان ہین بے جس بت گر گئے ہین اوندھے
کافر شندہ دم ہے یا تیغ آہنین ہے
حربہ سے جسکے بہاگا دجال دم دبا کر
منکر فسردہ جس سے آج بہی شرمگین ہے
دشمن کا گھر ٹٹولا توڑی صلیب جس نے
روتا کلیسا جس سے شیطان غم گزین ہے
برکت سے جس کے دم کی عالم ہوا ہے زندہ
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

عالم نے رنگ پلٹا الفت اٹہی جہان سے
بھائی کا بہائی دشمن آزردہ بیٹی مان سے
رنگ قمر ہے پھیکا خورشید بے ضیا ہے
ٹوٹے ستارے سارے پردے گرے مکان سے
پورب سے بجلی چمکی پچھم ہوا اجالا
اے اہل چرخ جاگو آئی ندا نہا سے
سر تو اوٹھاؤ اپنا دیکھو جلال آدم
تم کو تسلی دینے آیا وہ مہربان سے
ابدی حیات یہ ہے پانی ہے زندگی کا
آؤ پیو پیاسو اس چشمۂ روان سے
زندہ خدا نے بہیجا اپنا وکیل یہ ہے
مردہ خیال چہوڑو جہگڑو نہ گلربان سے
آنکہون سے پردے اولٹو دیکھی ہے جنگ اقدس
توڑا الکفارہ باطل تائید آسمان سے
جہانکو نہ آسمانکو تم پھاڑ پھاڑ آنکہین
الیاس ابہی اترا اترا نہ کوئی وان سے
احمد ہے نور عالم جس کی ضیا تو یہ ہے
عیسیٰ ضیا موسیٰ نسبت زمین زمان سے
محکوم مادہ وان تہا یا روح بزیر فرمان
جان تہی عزیز اس جا زندہ ہوئے یہان سے
سن لی دعا خدا نے آئی زمین پہ شاہی
دنیا کے گندے کیڑے منکر ہوئے زبان سے
کہتے تھے ابن آدم اب ہے جو شان احمد
آخر بہارا یہ ہے ایا خدا کے ہان سے
شیر دہان وہ نکلا کہتے تہے جس کو بیڑہ
تیر دعا ہدف پر پہونچا جو نہی کمان سے
پردہ اٹہا یا جس نے تینون سے اک دکہلایا
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

اے دیش ہند سن لے چھوٹی سی داستان ہے
سر پہ ہے کال کہڑا گردش مین آسمان ہے
بہولے ہین قصے تجھکو اپنی پرانی باتین
غفلت کی نیند سویا گذرا جو کال دوران ہے
خواب عدم مین مست ہے ڈنکا بجے ہست کا
کلیگ ہے کہتے جس کو آیا وہ ناگہان ہے
بچہ جدا ہے مان سے بر کنیا نے ملا نگا
الفت اٹھی دلون سے پر لوک جو نشان ہے
مادہ بذات خود ہے روح ہے بغیر خالق
حرکت سے ہستی قائم ایشور تو اک گمان ہے
مکتی اصل مین مکدی ایک قید ہے سراسر
زنجیر یہہ جنم ہے اپنا جو آشیان ہے
تعداد روح کھیلادی اگیانی ایشور ہے
بہر حال سے وہ ہے لو نکلا گرد مہان ہے
کلیگ کے دلتش تجھکو لیجہین صنائین کیا کیا
ہے بات اک بڑی بہی جہو نا مراد ہے
شرم و حیا مین عشقا غیرت اٹھی زمین سے
عصمت کی کشتی ڈوبی تہذیب تیرے نام سے

پیر ج مراد بیوی شوہر مرید زن ہے
غیرون کی ہے کمائی اپنا عزیز جان ہے
مردہ ہوئی زمین تہی برسا ہے ابر رحمت
باد صبا چلی ہے جوبن پہ بوستان ہے
شاخین سبز شگفتہ کائی ٹہن تشک جڑ سے
آیا فلک سے اے ہند اپنا تو باغبان ہے
آیا کرشن جی ہے دل منتظر تھے جس کے
لے ہے سنا دی اپنی اپنوں کا جو نشان ہے
چکر سے یہ جنم کے دلگیا رہا ہی تم کو
دنیا مین رہنا ہے عقبےٰ کا رازدان ہے
اک ہتی شنید پہلے آنکھون سے دیکھا آ
اوتار آخری یہ نکلی جو بے گمان ہے
ایشور نے کرپا کی ہے بھیجا فضل سے اپنے
کشتی سنبھالی جس نے رحمت کا سایہ بان ہے
رونق قدم سے جس کی شیطان ہوا مقید
اپنا مسیح ہے وہی مہدئ دین وہی ہے

اک تو نظر ادھر کر بھیجا گمان والے
دیکھے ہین تو نے کس جا ایسے نشان والے
آنکھون پہ ڈالا پردہ تیرا مسیح بنایا
آمنت کی خبر لیجو میرے قرآن والے
اک نصرت خدا ہے اپنی جو ساتھی اب ہے
دشمن سبھی ہوئے ہین فانی جہان والے
فضل خدا ہے شامل تائید حق یہی ہے
زور ون پہ یہ تلے ہین تیغ و سنان والے
ہی اچشم عبرت ۔ غافل رہیگا کبتک
لاکھون ہوئے ہین مردہ تجبہ ہی بیان والے
آ تھم ہوا ہلاک ہین بدنام مولوی سے
پنڈت کدہر ہے دیکھو صاحب گیان والے
دہن بہاگ ہین ہمارے آیا مسیح ہم مین
ہم کو بچایا تو نے میٹھی زبان والے
داعی زمانہ تیرا داعی ہتی مرض عصیان
دم ہے خدنگ تیرا زیبا کمان والے
انجم سما کے سارے ٹہرے ہین تیری شاہد
حق پہ فلک پکارا اور آن بان والے
لاکھون ہی مردہ زندہ دم سے ترے ہوئے ہین
نظر کرم ادہر بہی کون و مکان والے
چارون طرف جہان مین ڈنکا بجا ہے تیرا
احمدؐ زبان ہے تیری صاحب زبان والے
میرے مسیح ہون مین کمتر غلام بندہ
بندے کی عرض سن لو دونو جہان والے
لو ہے غلام احمدؐ احمدؐ ہے شاہ محشر
محشر مین یاد کیجو باغ جنان والے
صاف زبان نے تیری امجد دکہایا گوہر
دست دعا ہے [illegible] عجز و بیان والے
طوطی زبان نے تیری گائے ہین گیت جس کے
اپنا مسیح وہ ہے مہدئ دین ہے

احقر العباد محمد عبد المجید امجد۔ الیف۔ اے
کلاس اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب اخویم صاحب ۔ السلام علیکم ۔
مین امید کرتا ہون ۔ کہ آپ ان مندرجہ ذیل چند سطور کو اخبار گوہربار مین جگہ دیکر نیازمند کو سرفرازی بخشین گے ۔ وہو ہذا ۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک اعتراض کا جواب

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب موسومہ (الہامات مرزا) مین لیکہرام کی پیشگوئی کی الہامی عربی عبارت کے لفظ ستّۃ سنۃ پر اپنے شاگرد رشید علم الدین کے نام سے اعتراض کیا ہے ۔ کہ نحو کے قواعد کے مطابق یہ غلط ہے ۔ کیونکہ تین سے دس تک تمیز جمع ہوا کرتی ہے ۔ اور سنۃ کی بجائے سنین چاہیے تہا ۔ مگر مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون ۔ کہ امرتسری مولوی نے حضرت مسیح موعود صاحب دام ظلہٗ پر اعتراض کرتے ہوئے قرآن شریف کا بہی کچھ لحاظ نہ کیا ۔ اور اسکو بہی اپنی صرف و نحو کے مطابق غلط ٹھیرایا ۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے قرآن شریف کی اتباع ضرور کی ۔ گو شرح مائۃ کی نہین کی ۔ اب نیازمند مولوی صاحب کے اعتراض کا جواب دیتا ہے ۔

مولوی صاحب ۔ سنیئے ۔ امام عبد القاہر صاحب جرجانی نے اپنی کتاب اسرار البلاغۃ اور اسکے محشی نے دیباچہ مین خوب لکہا ہے ۔ کہ بعض نحویون کے محدود قاعدون نے قرآن ۔ حدیث اور عربی کی وسعت کو لوگون سے چھین لیا ہے ۔ اور نیز ایک مشہور کتاب مفصل نحو کا مختصر متن ہے ۔ اور زمخشری صاحب ۔ کشاف کی تصنیف ۔ اس کی بحث عدد مین لکہا ہے ۔ کہ تین سے دس تک تمیز جمع ہوا کرتی ہے ۔ مگر مولوی صاحب اقرآن حمید مین ثلاث مائۃ آیا ہے ۔ اور مائۃ واحد ہے ۔ پس گویا آپ کی نحو کے لحاظ سے قرآن حمید بہی غلط ٹھیرا ۔ کیونکہ اس نے ثلاث مائۃ کہا ہے ۔ اور مائۃ جمع نہین واحد ہے ۔ پس اگر مرزا صاحب دام برکاتہ نے بہی ستّۃ سنۃ مین مفرد تمیز بیان کی ۔ تو کیا ہرج ہوا ۔ مگر ہان آپ جیسے متعصب مولوین کو اعتراض کا موقع مل گیا ۔ اور ساتھ قرآن پر بہی اعتراض کر دیا ۔ افسوس ۔ نام کو مولوی ۔ اور قرآن شریف کو غلط کہنا ۔ شرم ۔

آگے سنو ۔ زمخشری صاحب کو خود یہ اعتراض کھٹکا ہے ۔ کہ عرب لوگ واحد کو جمع کی جگہ استعمال کرتے ہین اور یہ بات اسکی نہایت ہی صحیح ہے اسی لئے اس نے مفصل مین یہ شعر لکہا ہے ۔

کلوا فی بعض بطنکم تعفوا
فان زمانکم زمن خمیص

مین کہتا ہون ۔ کہ کلوا کے مخاطب اور تعفوا اور زمانکم کے مخاطب جمع تھے ۔ کیا ان سب کا ایک بطن تہا ۔ نہین وہ تو دو بطن تھے مگر یہان بطون کی جگہ بطن نہین بولا ۔ اسیطرح قرآن شریف مین بہت جگہ واحد کو جمع کے موقع پر بولا ہے ۔

چند مین سے نیازمند مولوی صاحب امرتسری کی تسلی کی خاطر چند ایک آیات نقل کر دیتا ہے ۔

والذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار ۔ یہان الحمار واحد ہے مولوی صاحب کے قاعدہ کے مطابق الحمر چاہیئے ۔

ثم یخرجکم طفلاً ۔ یہان طفل واحد ہے الاطفال چاہیئے ۔

وخضتم کالذی ۔ یہان مولوی صاحب کی نحو کے مطابق کالذین چاہیئے تہا ۔

کیون مولوی صاحب تسلی ہوئی ۔ یا کچھ کسر باقی ہے ۔ اور مین امید کرتا ہون کہ آپ ایسے بیہودہ اعتراض کرنے سے گریز کرینگے ۔ ہان اگر مولوی صاحب اس پر کچھ اور لکہنا چاہین تو براہ نوازش نیازمند کو بہی اطلاع بخشین

والسلام

مین نے بسبب کم فرصتی کے صرف ایک اعتراض کا جواب دیا ہے ۔ مگر انشاء اللہ دیکہنا ۔ کہ آپ کے اعتراضون کی کیونکر دھجیان اڑاتا ہون ۔ والسلام ۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

خادم محمد اسلم احمدی مدرس اول ۔ از کاموکی ۔

اللہ
نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

مودیر ایڈیٹر

سچ ہے "دشمن دانا بہتر از دوست نادان" ہمارے مخالفین پر یہی مثل صادق آتی ہے ۔ یہ حضرات بزعم خود اپنے کو محب قرآن و احادیث کہتے ہین لیکن غور کیا جائے تو ان سے بدتر دشمن اور مخالف کوئی نہین ہے ۔ یہ اصل مین یہودیت کا لباس پہنکر ان دونون کے شیرازہ کو اکہاڑ رہے ہین اور اصل غرض ان کی اگر دیدہ و دانستہ نہین بہی تو یہی ہے کہ قبل الذکر کتاب کی کل تعلیمات برباد و ملیا میٹ کر دیجائے ۔

مفصلہ ذیل وجوہات قابل غور ہین اگر مخالفین کو غیرت و حمیت قرآن و حدیث واقعی ہے تو للہ سوچین اور غور کرین اور یہودیت سے توبہ کرین ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ کے منتظر رہین ۔ یہودی تو صرف آیات متشابہات کے خلاف تھے یہ تو بینات کے بہی خلاف ہین نعوذ باللہ من ذالک ۔ جو باتین پیش کیجاتی ہین غالباً مخالفین کے مانے ہوئے معنی کے نتائج ہین ۔

یا عیسیٰ انی متوفیک الخ ہمارے مخالفین متوفیک کے معنی ہنوز (مرنے کی ایک ٹانگ) آسمان پر جا لیتے ہین ۔ بہت اچھا ۔ اب جیسا حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لائین گے اور اس آیت کی تلاوت کرین گے اور حسب منشاء معتقدان حیات مسیح پہر وہ آسمان ہی پر اوٹہا جائینگے کیونکہ یہ جملہ وعدہ کا ہے جس کے معنے کسی حالت مین بدل نہین سکتے ہین اور قیامت تک یکسان رہین گے چونکہ اس مین موت کا وعدہ نہین ہے صرف اوٹہانے ہی کا وعدہ ہے جو ہر وقت ایک حالت پر رہیگا ۔ پس حضرت عیسےٰ کی وفات اس سے ثابت نہین ہوتی بلکہ ہمیشہ کی زندگی بجسدہ العنصری ۔ اگر وہ دو ہزار بار بہی آمد و رفت کرتے رہین نتیجہ یہہ ہوا ۔ کہ حضرت عیسےٰ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے جو خدا کی خاص صفت ہے اور اگر حضرت عیسےٰ دوبارہ آکر وفات بہی پا جائین تب بہی یہہ آیت اپنی حالت پر رہیگی اور صریح تکذیب لازم آئیگی ۔

قال سبحانک ما یکون لی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
فانک انت العزیز الحکیم (سورۃ مائدہ)

جو وقت حضرت عیسےٰ پڑہینگے وہ تو عین وقت قیامت ہوگا جیسا کہ یوم ینفع الصادقین سے ثابت ہوتا ہے پہر حضرت عیسےٰ کا ۴۰ برس یا ۷ برس دنیا مین مع اہل و عیال رہنا اور اس آیت کی قبل از قیامت تلاوت کرنی محض غلط ٹھہرتی ہے

ہمارے مخالفین کہتے ہین کہ حضرت عیسےٰ امتی ہوکر

آئینگے - لیکن بوقت تلاوت قرآن شریف اونکے متبعین اون کی زبان سے سنین گے اور خود بھی تلاوت کرینگے -

(الف) یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم (ب) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (ج) اتنی الکتٰب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا - اب ان آیات کو اون کے متبعین سنکر اور نظر ڈالکر اونہین اپنی جانینگے یا رسول شاید اوسوقت اُمتی کا عقیدہ اون کے متبعین یعنی اوسوقت کے موجودہ مسلمانون سے الا رسول کی جگہ الا امت پڑھوا وے تو کیا عجب ہے یہہ واضح رہے کہ قرآن کے معنی تو کسی حالت مین بدل نہین سکتے کیونکہ یہ دوامی قانون ہے -

عکے پھر جب یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم سے آگے بڑھکر تلاوت کرینگے تو سامنے اون کے یعنی اونکے ہاتھہ مین قرآن شریف ہوگا اور کہینگے مصدقا لما بین یدی من التوراۃ (ماشاءاللہ)

عہ چلئے آگے بڑھکر اونکی تلاوت سنئے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

عے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی تلاوت کرتے وقت وہ کیا خیال کرینگے کہ محمد صاحب میرے بعد آئینگے یا قبل آچکے اور پھر جب آیت تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم پڑھینگے تو کہینگے کہ ہم آسمان پر ہون یا زمین پر یا عالم خواب مین -

عکے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴) کی تلاوت تو اور بھی نہین چکر مین ڈالے گی کیونکہ حسب آیت کریمہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم وہ بھی تو الٰہ باطل ہین - اور اوس وقت آپ زمین پر زندہ تشریف رکہینگے -

عث جب آیت بل رفعہ اللہ الیہ پر نظر پڑیگی تو وہ حالانکہ مخاطب قرآن ہونگے اور آیت اونکو بلا وجہ غائب سے پکاریگی ....

....

اول یہہ قرآن کی فصاحت کے خلاف ہوتی ہے - دوم اس معنی کے تحت مین اونکو آسمان ہی پر رہنا چاہئے مگر خلاف اس کے اپنے کو زمین پر دیکھین گے کیا اس آیت کی وہ اوسوقت تصدیق کرین

گے یا تکذیب -

عہ مخالفین اس آیت ان من اہل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ سے یہہ معنی نکالتے ہین کہ جب حضرت عیسٰے دوبارہ دنیا مین تشریف لائینگے تو کل یہود و نصاری اونپر ایمان لے آئینگے اور کوئی فرد اون مین کا باقی نہین رہیگا اب حضرت عیسٰے یا مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام معہ متبعین نماز پڑھائینگے اور پڑھینگے سورہ فاتحہ ضرور پڑھی جائیگی اور مغضوب و ضالین سے بچنے کے لئے دعا بھی مانگی جائیگی مگر جائے تعجب ہے کہ جب ان دونون کا وجود ہی نہین رہیگا تو پھر حفاظت کی دعا کیسی بجلی چمکتی نہین ہے - رعد گرجتا نہین ہے - شیر موجود نہین ہے - یعنی کل ہمیشہ کے لئے لا وجود ہوگئے - پس ایسے زمانہ مین ایک شخص جبکہ کل امن ہی امن ہے - ان چیزون سے حفاظت کی دعاء کرے تو ایسے شخص کو قائم الحواس کہینگے یا مخبوط الحواس اور مغضوب و ضالین سے مفسرین کی رائے یہود و نصاری ہے - اور جب اس سے اوپر والی آیت انا قتلنا المسیح عیسٰے ابن مریم رسول اللہ ......

...... کان اللہ عزیزا حکیما (سورہ نساء) پر غور کیا جاتا ہے تو اور بھی اعتراض اوٹھتا ہے اور مخالفین کے مانے ہوئے معنی پر سخت طوفان نازل ہوتا ہے یعنی جب سب لوگ بغیر استثناء احد سے حضرت عیسٰی پر ایمان لے آئینگے اور کسی قسم کا شک و شبہ نہین رہے گا یا یون کہو کہ اہل کتاب کا وجود ہی معدوم ہو جائیگا اب بعد ایمان لانے کے وہ سب ذکر کردہ آیت کو پڑھینگے اور الزام کا مفہوم وہی رہیگا جیسا کہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے بچارے سخت ورطۂ تحیر مین پڑینگے اور کہینگے کہ یہہ کون قوم ہے جسپر یہ الزام لگایا جاتا ہے اور اپنے چارون طرف ایماندارون کو دیکھکر کے سوچینگے اور اس نتیجہ پر ضرور پہونچینگے کہ یہ آیت زمانہ موجودہ کے لئے لغو اور فضول ہے لیکن یہہ ناممکن ہے کہ قرآن کا ایک شوشہ بھی کسی زمانہ مین لغو اور فضول ہو - علاوہ ازین جب اہل کتاب کا وجود ہی نہین ہوگا تو کل مقامات قرآن کے جہان جہان یا اہل الکتاب کے الفاظ آئے ہین تفریح دل لگی ہو جائینگے یعنی منادی کا پتہ نہین اور پھر بھی اوس کو ندا دے رہا ہے اللہ تعالٰے پر سخت اعتراض وارد ہوتا ہے - نعوذ باللہ من ذالک -

محبوب علی احمدی از مونگیر

شاہی سیاحت

چونکہ ویر رائل ہائنس پرنس آف ویلز اینڈ پرنسس آف ویلز سیاحت ہند کے لئے تشریف لائے ہین اور احمدی جماعت اپنی ارادت اور فرمانبرداری کیوجہ سے جو خصوصیت کے ساتھہ وہ قیصر ہند اور سلطنت برطانیہ کے ساتھہ رکھتے ہین ان کے حالات سفر کے معلوم کرنے کے ازبس خواہشمند ہے اس لئے الحکم مین بالالتزام یہ حالات درج ہوتے رہین گے - مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے ان شاہی مہمانون کو مبارک باد دیتا ہون اور دلی جوش کے ساتھہ انکا خیر مقدم کرتا ہون - خدا کرے کہ وہ اس سفر ہند سے مفید اور بابرکت نتائج حاصل کرین اور رعایائے ہند کی حالت اور اسکی ضرورتون سے کما حقہ واقفیت بہم پہونچائین - ایڈیٹر

حضور ولی عہد بہادر کا ورود مسعود

ویر رائل ہائنس پرنس پرنسس آف ویلز باب الہند بمبئی مین پہونچ گئے - ۹ نومبر کو بمبئی مین بڑی رونق تہی - تیس سال ہوئے جب حضور ملک معظم بحیثیت ولی عہد اس جزیرہ پر رونق افروز ہوئے تھے - اسوقت سے اسے بہت کچھہ ترقی ہوئی ہے - اس کی حرفت و تجارت بڑھ گئی ہے - اس کے باشندون کے تمول مین بہت کچھہ اضافہ ہوگیا ہے - جس وقت حضور ولی عہد بہادر اپالو بندر پر اترے - اس وقت سے ان کے گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہونے تک چارون طرف سے وفاداری اور عقیدتمندی کے اظہار ہوتی رہی - اس روز دن بھی بہت اچھا تھا معمولی طور پر صبح کو ہر جانب کہر سا چھایا ہوتا ہے - لیکن ۹ - نومبر کو آفتاب کے طلوع ہوتے ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور مطلع بالکل صاف ہو گیا جس سے سڑکون کی آراستگی کا منظر دوبالا ہو گیا - لوگ تڑکے ہی کام کاج مین مصروف ہو گئے - کچھہ تو اپنے مکانات کی باقی ماندہ آراستگی مین مصروف ہو گئے - اور اکثر نے اپالو بندر کا راستہ لیا - ہو ساتہی بجے آدمیون سے کھچا کھچ بھر گیا تھا ان مین سب قومون فرقون اور جماعتون کے لوگ تھے سفید اور سرخ شامیانے جو حضور ولی عہد بہادر کے استقبال کے لئے کھڑے کئے گئے تھے عجیب لطف دے رہے تھے سب کی نظرین سمندر کیطرف لگی ہوئی تھین - آٹھ بجے جھنڈے کے جہاز پر بگل بجا ہوا - اور چشم زدن مین ہر جہاز پر پھریرے اڑنے لگے - یہ بحری سلامی حضور ملک معظم کی سالگرہ کیوجہ سے ہوئی تہی - ورنہ یہ سلامی گھنٹہ بعد ہوتی - اس کے بعد افق پر جہاز کی جھلک نظر آئی - اور ۱۰ بجکر ۴۰ منٹ پر شاہانہ سلامی کی سر ہوئین - جس کا یہ مطلب کہ جنگی جہاز بندرگاہ مین داخل ہوئے - کے آگے آگے فاکس اور پراسیرپین تھے رینر رائل ہائنس کا جھنڈا شاہی جھنڈا جہاز اور سفید نشان اڑ رہے تھے - بندرگاہ کی رونق قابل دید تہی - گیارہ بجے کی انتیس توپین سر ہوئین - اور چارون طرف دہوان چھا گیا - جسے دیکھکر خیال آتا تھا کہ لڑائی مین جہان بارود سے کام لیا جاتا کیا حشر برپا ہوتا ہوگا - رناؤن تھیک اپالو کے مقابلہ مین رکا سوا گیارہ بجے ہر جہاز لنگر انداز ہو گیا - جہاز رناؤن پروگرام کے وقت سے ۴۵ منٹ پہلے لنگر انداز ہو چکا تھا - چونکہ سرکاری طور پر حضور ویسرائے کے ہونے مین چار گھنٹہ کی دیر تہی اس لئے بڑی رسم عمل مین نہین آئی - اس غرض کہ ہز رائل ہائنس شہر کے اندرون مین ہو و ایسرائے بہادر مقررہ وقت سے ۱۵ منٹ پیشتر روانہ ہو گئے - اب مہمان استقبالی شامیانہ مین ہز رائل ہائنس کا استقبال کرنے کے آنے لگے - جن مین والیان ریاست جیسا کہ کورٹ سکرٹری اور قنصل تھے گھوڑون کی ٹاپون اور توپون کی سلامی نے وائسرائے کی آمد کا اظہار کیا - لارڈ کرزن گاڑی سے اترے ہز اکسیلنسی کی مریضانہ حالت دیکھکر ہر شخص کو صدمہ ہوتا تھا وہ لکڑی کے سہارے چلتے تھے ٹھیک تین بجے لارڈ کرزن معہ ہز اکسیلنسی جہاز مین سوار ہوکر رناؤن کو روانہ ہوئے ۱۵ منٹ بعد لارڈ لیمنگٹن بہادر معہ بمبئی ڈپوٹیشن جس مین چیف جسٹس بشپ آف ڈائوسیز اور ممبران کونسل شامل تھے روانہ ہوئے - ویر رائل ہائنسز اس جہاز سے اترے جو انہین بندر پر لایا تہا اور کل بیڑے نے شاہی سلامی سر کی بندر پر پہونچے ہز اکسیلنسی وائسرائے اور پھر علے الترتیب ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز ہر رائل ہائنس پرنسس آف ویلز اور ہز اکسیلنسی

اترے - سیڑھیون کے نیچے افسران اسٹاف جمع تھے - جن مین سب سے نامور سر پرتاب سنگھ آنریری کرنل امپیریل کیڈٹ کور تھے جو وقت ہز رائل ہائینس نے ہندوستان مین قدم رکھا - سر پرتاب سنگھ نے مناسب طریقے سے سلام کیا - اس کے بعد چند منٹ تک حضور ولی عہد بہادر نے اپنے اسٹاف سے گفتگو کی - اسکے بعد ہی لارڈ کرزن د ہز رائل ہائینس ولیڈی کرزن وہ سیڑھیون پر چڑھکر بندر کو روانہ ہوئے - جہان اعلےٰ حکام ان کا انتظار کر رہے تھے - ہز رائل ہائینس وائس ایڈمیرل کی ٹھنڈی سفید گرمیون کی وردی پہنے ہوئے تھے - سر پر آفتابی خود تہا صرف نمائیشی چیز ستارہ ہند کا فیتہ تہا - ہز رائل ہائینس کی پوشاک بھی بالکل سادہ تہی - اور وہ انڈین آرڈر کا تمغہ زیب تن کئے ہوئے تھین - ہز رائل ہائینس کی صحت نہایت اچھی معلوم ہوتی تہی اور بحری سفر کی وجہ سے وہ اور بہی قوی ہو گئے تھے - اعلےٰ حکام اور ہندوستانی والیان ریاست پیش کئے گئے - اس کے بعد رائل پارٹی میونسپلٹی کا ایڈریس لینے کے لئے دوسری جانب متوجہ ہوئے - ایڈریس سر فیروز شاہ مہتہ نے پڑہا - جسکا جواب ہز رائل ہائینس نے صاف اور گونجتے ہوئے الفاظ مین دیا جنہین سب لوگ سن سکے - ہار پہننے کے بعد ہز رائل ہائینس معہ جلوس شہر مین ہو کر گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہوئے - سڑکون پر دو رویہ جم غفیر تہا - لوگ نہایت خلوص کا اظہار کر رہے تھے شہر کی سجاوٹ اعلےٰ پیمانہ پر تہی - ۱۲ - بجے رات کے حضور ویسرائے آگرہ کو روانہ ہو گئے -

حضور ولیعہد بہادر کی پہلی تقریر

۹ - نومبر کو بمبئی میونسپل کارپوریشن .... کے ایڈریس کا ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے جو جواب دیا تہا - اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے - مسٹر پریسیڈنٹ اینڈ جنٹلمین آف دی میونسپل کارپوریشن آف بمبئی ! آپ نے [illegible] ہمدردی پرنس آف ویلز کا [illegible] کیا ہے اس کے لئے مین آپکا [illegible] دل سے ممنون ہون - آپنے [illegible] نے کا ذکر کیا ہے اس سے ہم [illegible] ہوئے ہین - درحقیقت [illegible] قدم رکھنے کے لئے پہلی پرنس [illegible] نازان ہین - آپکے ایڈریس کے الفاظ با این ہمہ فصاحت جو کچھ آج ہم یہان دیکھتے ہین - اس سے ہماری ہم جنس رعایا کو جو سلطنت کے دوسرے حصون مین ہین - مطلع نہین کر سکتے - نہ وہ ہندوستان کے اس عظیم الشان مغربی بندر کے باشندون کی جو اس شاندار رسم مین شریک ہین - کوشش اور عقیدت مندی کو کماحقہ سمجھ سکتے ہین - ٹھیک ۴۰ سال ہوئے - کل کی بات ہے - میرے پیارے والد ملک معظم اسی جگہ کے قریب کھڑے ہوئے فرما رہے تھے - کہ ہندوستان دیکھنا میرے لئے خواب وخیال تہا - یہی کیفیت میری اور پرنس کی تہی - اور جس طریقے سے آپ اور آپ کے رفقاء ان خوابون کو معرض ظہور مین لائے اسکے لئے ہم آپ کے تہ دل سے ممنون ہین - اس طرح اپنے پدر بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے مین ہم اس رسم کو پورا کرتے ہین - جو انہون نے قایم کردی ہے - اور جو مین یقین کرتا ہون - نسلاً بعد نسل دوہرائی جاتی رہے گی مجھے امید ہے - بلکہ یقین ہے - کہ وہی بحث آمیز دلچسپی اس بڑے ملک کے ساتھ جو ہندوستان آنے سے میرے والد کے دل مین پیدا ہوگئی تہی - اور اس کے بعد سے کبھی زائل نہین ہوئی - وہی ہمین حاصل ہوگی اگر اس وسیع سلطنت کے مختلف ممالک کے سفر کے دوران مین پرنس اور ہم باشندگان ہند کی ہمدردی اور عقیدت مندی حاصل کرسکیں تو ہم اس سفر کا جس کا ہمین موقع ملا ہے - نتیجہ مجھ پا ئین گے - چار سال ہوئے ہز میجسٹی کی مادر الجز قلمرو کو جو قابل یادگار اور خوش نصیب مشن گئی تہی - اس کی یہ آخری منزل ہے - اگرچہ اس شہر مین ہم بالکل اجنبی ہین لیکن آپ کی کوششون اور کامیابیون کے متعلق ہم نے بہت کچھ پڑہا اور سُنا ہے - مغربی ہند کا صدر مقام اور ایسا بندرگاہ ہونیکی حیثیت سے جو اس مشرقی براعظم اور یورپ کو ملاتا ہے - بمبئی کو شاید ہر دوسرے مشرقی شہر سے زیادہ اپنے آپ کو زمانہ حال کی ضروریات زندگی کے مطابق کرنا پڑا ہے - اسے اپنے درجہ کے مطابق رہنا پڑتا ہے - اور خوشنما اور دلکش سرزمین کا دروازہ ہونے کی حیثیت سے یہ درجہ کسی قدر بہاری ہے لیکن اگر مین سمندر کے مختصر اثر اور جو کچھ یہان دیکھ رہا ہون اس سے اندازہ کرون - تو بمبئی نے اپنے احسانات مین کمی نہین کی - علاوہ اپنی عمارات کی خوبصورتی اور قدرتی فوائد کے اسے تجارتی سہولتون اور ۸ لاکھ باشندون کی صحت اور بہبودی کا خیال ہے - مین خوش ہون - کہ نئی گودی اور پہلی بڑی گلی کو جو کمیٹی توسیع شہر نے تعمیر کی ہے مجھ سے منسوب کیا گیا ہے - اور تمام بڑے بڑے شہرون کی طرح جن کا مدار تجارت پر ہے - بمبئی پر بہی مختلف حالتین گذری ہین - اور آپ کی میونسپل تاریخ ہماری سلطنت کے بہت سے دوسرے شہرون سے مشابہ - جن کی مین نے سیر کی ہے آپ کی سرسبزی کے زمانہ مین آپ کو ایسی عمارتین اور دوسری چیزین مل گئی ہین جن پر آپ بخوبی فخر کر سکتے ہین - لیکن آپ کی آبادی بہی بہت بڑی ہے - اور آپ اب راہ عقلمندی ایسے مسائل کی جانب متوجہ ہو گئے ہین - جو مغرب مین ہمین معروف کئے ہوئے ہین - یعنی وسیع گلیان اور صحت بخش حرفتی مقامات - مسٹر چیرمین ! مین آپ کی اور تمام ان لوگون کی جو بمبئی کی بہبودی کے لئے کام کر رہے ہین - ترقی متمنی ہون - میرے خیال مین اس سے زیادہ فیاضانہ کوئی کام نہین ہے - کہ کوئی شخص اپنے شہر کی ترقی کے لئے کچھ کرے - اس قسم کے سفرون مین جیسا اب پرنسس کو اور مجھے درپیش ہے - ایک نقص ہے - تمام چیز دیکھنے کا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے - جو لوگ ہمارے استقبال مین شریک ہوئے ہین - ہم انہین فرداً فرداً نہین بتا سکتے - کہ ہم کتنے ممنون ہین - مجھے اپنے والد اور اپنے گذشتہ فرمانروا آپ کی پہلی ملکہ قیصرہ سے ہندوستان اور ہندوستانیون کی محبت ورا ثتہً ملی ہے - عنوان شباب ہی سے ہینے ہندوستان کے نام کو مہربانی وفاداری ملاطفت اور بہادری جیسے اوصاف سے منسوب کیا ہے اور مجھے ذرا بہی شک نہین ہے - کہ ابتدائی خیالات آئندہ چند ماہ کے تجربہ سے قوی وستحکم ہو جائینگے - جیسا کہ ہم چاہتے ہین ہم آپ کی کل انسٹیٹیوشنین نہین دیکھ سکتے - لیکن ہمین امید ہے کہ ہندوستان کے دیگر حصون مین اسی قسم کی دوسری انسٹیٹیوشنون کا کچھ حال معلوم کرسکین گے ہم دونون کو امید ہے کہ ہم اپنے ساتھ وطن کو نہ صرف ہندوستانیون کی ہمدردی اور محبت بلکہ ہندوستان کی ضروریات اور مسائل کے ساتھ بڑھی ہوئی دلچسپی بھی لیجائینگے - اور مختلف سرکاری وغیر سرکاری برٹش وہندوستانی طبقون سے واقفیت پیدا ہو جائے گی جو خدا کے فضل سے ایک ہی مقصد کے لئے کام کر رہے ہین - یعنی ہندوستان کی بہبودی اور اس کے باشندون کی خوشی وخرمی مین ملک معظم سے آپ کی اس وفاداری اور عقیدت مندی کا ضرور ذکر کرون گا - جو آپ کو ان کے تاج اور ذات سے ہے اور یہ یاد کرکے کہ آج ہم ہز میجسٹی کی سالگرہ منارہے ہین - یہ تبرا ان کی خاص مسرت کا باعث ہوگی - اور مجھے یقین ہے - کہ یہ بڑی جماعت میرے ساتھ یہ دعا کرنے مین شریک ہوگی کہ یہ دن سالہا سال تک آتا رہے -

حضور ولیعہد بہادر کی سیاحت ہند

ولیعہد بہادر بمبئی مین

الگزنڈرا گودی سے ہز رائل ہائینس سیدہے رائل بمبئی یکٹ کلب کو چائے نوشی کے لئے گئے آنریبل مسٹر سفرچیر مین اور مسٹر والٹرنیگ آنریری سکرٹری نے استقبال کیا - پارٹی مین ہز اکسیلنسی گورنر اور لیڈی ایمپتھل بھی تھین - ہز رائل ہائینس نے کلب مین ایک گھنٹہ صرف کیا - اور پارکشائرز کا بینڈ سنتے - اور ان لوگون سے باتین کرتے رہے - جن کو شرف باریابی حاصل ہوتا تہا - اسی شام کو ڈنر کے بعد ہز رائل ہائینس تاج محل ہوٹل کلب کے جلسہ ہال مین شریک ہوئے - آراستگی ایسی اعلےٰ پیمانہ پر کی گئی تہی کہ کلب کی معمولی عمارت پری خانہ بن گئی تھی - کلب کے دروازہ پر روشنی کا ایسا انتظام تہا کہ درختون اور جہاڑیون مین بہی بتیان لگی ہوئی تہین - ایک خوبصورت شامیانہ بہی طیار کیا گیا تہا - بال کے کمرہ کی دیوارون پر ایسے نقش ونگار سے آراستہ کیا گیا تہا کہ طلائی کام کا شبہ ہوتا تہا - ہز رائل ہائینس کیلئے ایک ڈرائنگ روم خاص طور پر تیار کرکے اسے فرانسیسی وضع پر سجایا گیا تہا - کلب کے احاطہ ہی مین شامیانے اور مسقف روشین تیار کی گئی تھین - جن مین دو ہزار سے زیادہ چینی قندیل اور بے شمار چھوٹی بتیان روشن تہین - ۱۴ - نومبر کو گورنمنٹ ہاؤس مین ہز رائل ہائینس نے مسٹر اسٹینگ ولیم ایجرلی اور مسٹر ہربرٹ جارج جل کمشنر پولیس کو تمغے دیئے مسٹر سیسو جیکب اور مسٹر کریم بھائی ابراہیم کو بہی تمغے عطا ہوئے - اس موقع پر ہز اکسیلنسی گورنر بہی موجود تھے ہز رائل ہائینس نے پرائیویٹ طور پر شہر کے حسب ذیل ۵ سربرآوردہ لوگون کو شرف باریابی بخشا - سر جمسیٹ جی جی جی بھائی - مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی بہنڈارکر - مسٹر بی - ایم ملاباری اور سر فیروز شاہ مہتہ - اس کے بعد ہز رائل ہائینس کے راج کمار کالج

راجکوٹ کے بائیس ۲۲ کمارون سے ملاقات کی جن میں پرنس رنجیت سنگھ بھی ہیں شام کو مشہور مندر الفنٹا کی سیر کا وقت تہا - لیکن اس کے لیئے ضروری تہا - کہ سویرے روانہ ہون - اس لیئے وسُرائل ہائینسز نے دہوپ کے خیال سے وہان جانا ملتوی کر دیا - اور اسکی بجائے کشتی مین سوار ہوکر بندرگاہ کا گشت کیا - اس موقع پر مسٹر ایف ساؤتہول پائپر سینیر ڈاک ماسٹر وئیز رائل ہائینسز کے ارشاد کے بموجب پیش کیئے گیئے - اور انہون نے مسٹر پائپر کو مٹی کے تیل کی کشتی مین آگ لگ جانے کے وقت بہادری دکہلانے پر مبارکباد دی بعد ازان جنگی جہاز پر ڈنر تناول فرمایا - اور اپابندر سے بی بی سی آئی - ریلوے سے اندرون ملک کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے - ایک کثیر التعداد گروہ نے خیر باد کہا -

۱۴ کی شب کو شہر مین نہایت اعلےٰ پیمانہ پر روشنی کا انتظام تہا - بمبئی مین ایسی روشنی اور رونق وچہل پہل کبہی نہین ہوئی تہی جس سے تمام پہلے نظارے ماند پڑ گئے تھے تمام پبلک عمارتین رشک عروس بنی ہوئی تہین - گورنمنٹ ہاؤس ہزارون رنگارنگ بتیون سے بقعۂ نور نظر آتا تہا جو گلیان نسبتًا تنگ ہین - ان مین روشنی ایک سمت سے دوسری سمت تک مسلسل ہو گئی - اور روشنی کی چہت بن گئی تہی - بندرگاہ مین تمام جہازون پر برقی روشنی تہی حضوریٰ ... پر تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ آتشبازی چہوٹ رہی ہے ہزارون کی تعداد مین تماشائی قرب جوار سے آگئے تہے - پولس کا انتظام ایسا عمدہ تہا کہ باوجود اس بہیڑ بہاڑ کے کسی قسم کی بد مزگی نہین ہوئی - جلوس ۶ بجے شام کے نکلا تہا - لیکن عام نگاہین آدہی رات گذر نے پر بہی اس دلفریب نظارہ سے سیر نہین ہوئی تہین - اور یہ معلوم ہوتا تہا - کہ سارا شہر گہرون سے نکل پڑا ہے -

ولیعہد صاحب کا پروگرام لاہور

چہٹی آمدہ گورنمنٹ پنجاب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور پرنس آف ویلز بہادر ۲۸ - نومبر کو ۱۰ بجے دن کے وقت لاہور تشریف لائین گے - ہز آنر نواب لفٹننٹ گورنر صاحب پنجاب وافسران ورؤسا کے خیر مقدم کرین گے اور ۴۲ خاندانی مستورات حضور پرنس آف ویلز کا خیر مقدم کرین گی - رات بعد حضور پرنس وپرنسس آف ویلز معہ شاہی جلوس کے سٹیشن سے روانہ ہو کر گرانڈ ٹرنک بازار ہوتے ہوئے گون سڑک سے قلعہ مین جائین گے - راستہ مین سے تمام راجگان ورؤسا شامل جلوس ہون گے وہان سے جلوس ضلع کی کچہری کے سامنے سے ہوتا ہوا انارکلی بازار مین جائیگا جہان میونسپل کمیٹی ایڈریس دیگا - اسی شام کو لارنس ہال مین صوبے کے شرفا کی ملاقاتین ہون گی - ۲۹ - نومبر کو والیان ریاست سے ملاقات ہوگی اور دوپہر کو شاہزادی صاحبہ ڈفرن ہسپتال معائنہ کرین گی رات کو شالامار باغ مین جلسہ ہوگا - ۳۰ - نومبر کو والیان ریاست سے ملاقات بازدید ہوگی اور دوپہر کو ایچیسن کالج تشریف لیجائین گے رات کو ضلع کے انگریزون کیطرف سے جلسہ بال دیا جاویگا - یکم دسمبر کو میدان اچہرا مین امپیریل سروس ٹروپس کا ملاحظہ ہوگا - اور دوپہر کو لیڈی ریواز صاحبہ دعوت دین گی - شام کو جہ برجی کے قریب آتشبازی ہوگی اور رات کو ½ ۱۰ بجے حضور موصوف پشاور کی طرف روانہ ہون گے -

برہما کا پروگرام

برہما کے لیئے شاہی سیاحت کا مکمل پروگرام حسب ذیل ہے -

رنگون مین پبلک داخلہ ۱۴ - جنوری روز شنبہ وقت ½ ۸ بجے صبح - میونسپل ایڈریس - افتتاح وکٹوریا - پارک بوقت ½ ۴ بجے شام شرکت شاہی ضیافت ½ ۸ بجے شام -

یکشنبہ :- نماز اور شوئی ڈیگن پیگوڈا کی سیر -

دوشنبہ :- ۱۱ بجے صبح ٹیک یارڈز کی سیر - گارڈن پارٹی مین شرکت - جہیل اور ڈلہوزی پارک مین ½ ۹ بجے شام کے روشنی کا معائنہ - مانڈلے کو پرائیویٹ روانگی ۱۱ بجے شام -

سہ شنبہ :- مانڈلے مین پبلک داخلہ ½ ۴ بجے شام - میونسپل ایڈریس -

چہارشنبہ :- صبح کو محل - ارلکان پیگوڈا اور زگیو بازار کا معائنہ چار بجے شام کے گارڈن پارٹی - اور کشتیون کی دوڑ - گیارہ بجے شب کے پرائیویٹ روانگی -

پنجشنبہ :- سارا دن دریا کی سیر مین صرف ہوگا -

جمعہ :- پوئنگی مین مرغابی کا شکار -

شنبہ :- پردم مین پرائیویٹ ورود - رنگون ½ ۷ بجے صبح کے پہنچ جائینگے - یکشنبہ کو ۸ بجے صبح کے مدراس کو پرائیویٹ طور پر روانہ ہو جائین گے -

ایک ضروری خط

میرے ایک واجب الاحترام مخدوم چودہری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے روزانہ کے متعلق مجھے ایک خط لکہا ہے جو کم از کم مین چاہتا ہون کہ الحکم کے ناظرین ضرور پڑہ لین - بحالات موجودہ آخر مین چودہری صاحب نے مجھے روزانہ کے اجراء سے روکا ہے لیکن ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کیون؟ اسلیئے مین امید کرتا ہون کہ چودہری صاحب کا یہ خط نہایت غور سے ناظرین الحکم پڑہین گے اور ان امور کی تکمیل کی طرف توجہ کرین گے جو ضروری ہین - چودہری صاحب سلسلہ کے لیئے ایک عظیم جوش اور قوم کے لیئے دل مین درد رکھتے ہین پیرانہ سالی مین انہون نے ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی فرد طیار کرنے کیلیئے خود سفر کیا - جزاہم اﷲ احسن الجزاء

ایڈیٹر

حامدًا ومصلیًا - میرے مکرم شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اﷲ وبرکاتہ - مینے اخبار الحکم مین بعض صاحبان کی پرزور تحریک اسکے روزانہ اشاعت کے بارہ مین دیکہی ہے - اور جناب کی منشاء درخواست کے آنے پر آمادگی معلوم ہوئی ہے - اس معاملہ مین میری جو کچھ ناقص رائے ہے اسکو بہی ظاہر کر دینا اسلامی اخوت کا فرض سمجہتا ہون - اس امر سے تو انکار نہین ہو سکتا کہ اس اخبار نے اسلام کی اشاعت اور اہل اسلام کی ہدایت مین نہایت سعی اور جانفشانی سے کام کیا ہے - اور احمدی جماعت کے لیئے خصوصًا اسکا وجود نہایت ضروریات مین سے ہے لیکن اب اسکو ترقی دینا اور اعلےٰ پیمانہ پر قائم کرنا دو باتون پر منحصر ہے - آپکی ہمت اور قوم کی مدد - پہلے امر کی نسبت تو ہم کو کوئی کلام نہین - اور آپ اسکو بڑی آسانی سے روزانہ چلا سکتے ہین - اب رہا دوسرا امر جسپہ سارا دار مدار ہے - اسمین پہلے یہ بات دریافت طلب ہے کہ ہماری جماعت ایسی قوم بن گئی ہے کہ دینی کامون کو نہایت خلوص نیت اور دلی جوش کے ساتہہ بسہولیت سرانجام دے سکے مین اپنے علم اور تجربہ سے کہہ سکتا ہون کہ ہنوز دلی دور است - کہنے کو تو احمدی جماعت کی تعداد لاکہون تک پہونچ گئی ہے لیکن اگر حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایات کے بموجب دیکہا جائے تو اگر دو لاکہہ مین دو ہزار سچے احمدی اور مسیح موعود کی متبع ہون تو بہت بڑی تعداد ہے اور بہت کچھ کر کے دکہلا سکتے ہین گر چونکہ قوم کے سارے کام میگزین لنگرخانہ مدرسہ ادہورے پڑے ہین - اور ہفتہ وار اخبار الحکم نے بہی مناسب اندازہ تک ترقی نہین کی تو ہماری امید اور بہی کمزور اور مایوسی کے قریب پہنچ جاتی ہے - ہماری جماعت مین بہت ایسے باثروت اور متمول آدمی موجود ہین - کہ اگر وہ صرف الٰہی احکام کی تعمیل کیطرف متوجہ ہون اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرین تو قوم کے سارے کام بآسانی حل ہو سکتے ہین - مگر ان کے دلون پر مسیح کی تعلیم نے پورا اثر نہین کیا - خداوند تعالیٰ نے اسلام کی امداد کے لیئے ہمکو بہت اچہا زمانہ عطا فرمایا تہا - اگر ہم مین اسلام کی سچی محبت ہوتی تو دنیا مین اسلام ہی کا اسلام ہوتا جناب من یہ تو میرا پورا پورا یقین ہے کہ اسلام کی اعانت اور حفاظت کے جو وعدے احکم الحاکمین نے اپنے رسول کے ساتھ کیئے تہے انکی ایفا کا یہی وقت ہے اور اس شخص کی معرفت پورے ہونگے مگر موجودہ مسلمانونکی یہ قوم وہ قوم نہین ہے جو خدا کے ان وعدون کے ایفا کا ذریعہ بنینگے - بلکہ اﷲ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی اور ایسی پرجوش اور باہمت قوم اسلام کو عنایت فرما دیگا جو خدا کی منشاء کو پورا کرنے والی ہوگی - صاحب من ضرورت تین قسم کی ہوتی ہے - ضروری - نہایت ضروری - اشد ضروری ہمارے اشد ضروری کام غیر ملکون مین اسلام کی اشاعت کا ہے جو بذریعہ میگزین بخوبی پورا ہو سکتا تہا سو اسکی اشاعت مناسب تعداد تک بہی ہم سے نہین ہو سکی - دوسرا نہایت ضروری کام ہمارے لیئے مدرسہ تہا - کیونکہ مسلمانون کی قوم کے بچون کے لیئے ایک ہی مدرسہ تہا جو انکو دیندار مسلمان بنا کر ہوشیار دنیادار بنا سکتا تہا - سو اسکی جو کچھ حالت ہے وہ بہی آپسے پوشیدہ نہین ہے - تیسرے ضروری کام مین لنگرخانہ واجرائے اخبارات وتصنیف کتب کا کام ہے - سو ان تینون کامون کو ذرا سرسری نظر سے ملاحظہ فرما کر آپ بہی الحکم کو روزانہ جاری کردین - میری رائے مین آپ ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ فرماوین اگر آپ ایسا کرین گے - تو میرے ان الفاظ کو حفاظت سے یاد رکہین "کہ آپ نقصان اٹہائینگے" آپ اسی ہفتہ وار کو ہی ترقی دینے مین سعی کرتے رہین - اور اسکی کمیون کے پورا کرنے کی کوشش کرین - وما علینا الا البلاغ

آپکا سچا خیر خواہ غلام احمد

خواب سے جاگو - آنکہین کہولو

اور دیکہو کہ مندرجہ ذیل گہڑیان کسقدر سستے داموں پر فروخت کرتے ہیں - ابہی اگر آپ نے گہڑیان نہ خریدین - تو پہر کب خریدو گے - صاحبان جلدی گہڑیان خرید لیں ورنہ پہر ایسا بہترین موقعہ نہ ملیگا -

اصلی راسکوپ سسٹم واچ گارنٹی ۳ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول

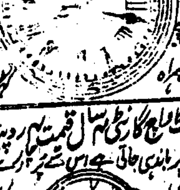

اگر یہ گہڑی عرصہ گارنٹی مین بلاکسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اسسے زیادہ اسکے پختہ وپائیدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجیے - قیمت تین روپیہ علاوہ محصول - بکس شیشہ سپرنگ ہمراہ گہڑی مفت -

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی ۴ سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

یہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس سے پرزے نہایت پختہ اور پائیدار ہیں ...

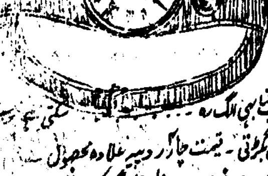

... سکتی ہے ... نہین بگڑتی - قیمت چار روپیہ علاوہ محصول -

ملنے کا پتہ - مینیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی

ٹرسٹیان مدرسہ

چار پانچ سال کا عرصہ ہوا کہ مجلس منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے ایک تجویز بغرض تقرر ٹرسٹیان مدرسہ شائع کی تہی جس مین ممبری کی شرط صرف ماہوار چندہ کی ادائیگی اور کوئی خدمت رکہی گئی تہی - اور مجلس کیطرف سے یہ اعلان کیا گیا تہا - کہ بجٹ اور سکیم کا فیصلہ اجلاس ٹرسٹیان مین ہوا کرے گا اور ایک سالانہ رپورٹ سب ٹرسٹیون کی خدمت مین بہیجی جایا کرے گی - مگر بعض امور کیوجہ سے نہ کوئی اجلاس ٹرسٹیان ہوا اور نہ ہی ابتک ان باتون پر عمل درآمد ہوا جنکا اعلان کیا گیا تہا - اب بعض احباب اور بزرگون کی تحریک سے دوبارہ اس تجویز کا اعلان کیا جاتا ہے - اور ٹرسٹیان کا اجلاس آخری ایام دسمبر مین ہوگا جسمین تمام امور کا فیصلہ ہوگا کہ مجلس ٹرسٹیان کے کون کون سے عہدہ دار ہونے چاہئیں - اور اسکے کیا کیا قواعد ہونے چاہئیں اور اسمین احباب کی شمولیت کس طریق پر ہونی چاہئے اور کون کون سے حقوق یا ذمہ داریان اسکو مدرسہ کے متعلق حاصل ہونی چاہئین - بالفعل اس مین صرف وہ احباب شامل سمجہے جاوین گے جنہون نے بجواب سرکلر لیٹر جو منتظمین مدرسہ اور بعض دیگر احباب کیطرف سے شائع ہوئی تہی - پانچ روپیہ ماہوار چندہ دینا منظور کیا ہے - آخر مین تمام احباب سے یہ میری استدعا ہے کہ جو صاحب توفیق ہوئے انکو ایسے مشورون مین ضرور شامل ہونا چاہئے تاکہ مدرسہ کا استحکام دن بدن بڑہے اور اسکی حالت روبہ ترقی ہو اور تمام احباب کو اس مدرسہ مین ایک نیا شوق پیدا ہو کر وہ اپنے اپنے یا اپنے دوستون اور اقارب کے بچون کو یہانگہ بغرض حصول تعلیم بھیجنے کی کوشش کرین - کیونکہ یہی ایک بات ہے جس سے مدرسہ سے وہ پورا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے جسکے حصول کے لئے اسے قایم کیا گیا ہے - اسی اثنا مین یہہ بہی تحریک کرنا چاہتا ہون جیسا کہ سرکلر لیٹر مین بہی ظاہر کیا گیا تہا کہ علاوہ ٹرسٹیان کے ایک گروہ معاونین مدرسہ کا ہو جس مین وہ تمام لوگ شامل ہون جو ایکروپیہ ماہوار چندہ دے سکتے ہون اور اسکو بہی بذریعہ رپورٹ کے وقتاً فوقتاً حالات و آمدنی و اخراجات مدرسہ سے اطلاع رہے - اور وہ اسکی بہتری کی تجویز سوچتے رہین - اکثر احباب نے جن کے نام چٹھی لکہی گئی تہی ٹرسٹی یا معاون ہونا منظور فرمالیا ہے جنہون نے ابہی تک اطلاع نہین دی وہ بہت جلد مطلع فرما کر مشکور فرماوین - ابتداء مین یہ تجویز بہی کی گئی تہی کہ چونکہ خود بخود چندہ دینے مین بعض احباب سے تساہل ہوجاتا ہے اسلئے جو احباب خود بخود ماہوار چندہ بھیجنے کی ذمہ واری نہ اٹہاسکین ان سے آخیر مہینہ پر بذریعہ وی پی انکا ماہوار مقرر کردہ چندہ وصول کرلیا جاوے - بعد اس کے بعض دوستون نے یہ کہا کہ وی پی کرنے مین مفت کا نقصان مدرسہ کا ہوگا اور اس لئے وی پی کی تجویز کو ملتوی کر دیا گیا تہا مگر ایک ہی مہینہ کے تجربہ نے بتا دیا ہے کہ وی پی کے ذریعہ وصولی مفید ہے - کیونکہ جب زیادہ چندہ جمع ہوجاتا ہے تو اسکا دینا دشوار ہوتا ہے کہ خود بخود بعض وقت یاد نہین رہتا یہ گویا ایک ایسی تحریک ہوگی جس سے احباب کو اپنا مقرر کردہ چندہ وقت پر یاد آجایا کرے گا - اور اسکی ضرورت کو بہی وہ محسوس کرسکینگے - بنابرین پہر یہی تجویز کی گئی ہے کہ ماسوائے ان احباب کے جو خود ہی چندہ بہیجنے کی ذمہ داری اٹہاتے ہین دیگر احباب سے بذریعہ وی پی چندہ وصول کرلیا جایا کرے - یہ تھوڑا سا خرچ وی پی کا انشاء اللہ بہت سے فوائد کا موجب ہوگا -

آخر مین یہ التماس ہے کہ وی پی صرف اس لئے بھیجا جائیگا کہ بعض احباب نے خود اس طریق کو پسند فرمایا ہے کہ خود بہیجنے مین بعض وقت کسل ہوجاتا ہے - اور بہت بقایا جمع ہو جاتا ہے اور یہ عین موقع پر ایک تحریک ہوجایا کرے گی - ورنہ اس سے یہ منشاء ہرگز نہین کہ کسی دوست سے باکراہ و جبر کچہہ وصول کیا جاوے - پس وی پی کو جو احباب بانشراح صدر وصول فرماوین فرماوین ورنہ دفتر مین اطلاع دیدین کہ وہ خود ہی بھیجدیا کرینگے اسکے نام وی پی نہ بہیجا جاوے -

الراقم - محمد علی سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ

چندہ بہیجنے والے احباب توجہ کرین

(۱) حضرت اقدس کے نام جو منی آرڈر بہیجا جاوے وہ ایسا ہونا چاہئے - جو لنگرخانہ یا صرف حضرت کی ذات خاص کیلئے ہو - بعض احباب کل مدات کا روپیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بہیجکر پہر اسکی تفصیل دیتے ہین کہ فلان مد مین اسقدر اور فلان فنڈ مین اسقدر جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپکے اوقات ایسے فضول حسابون سے خالی ہونے چاہئین - اسلئے سوا ان دو مدات کے جنکا ذکر اوپر ہوا احباب بقیہ مدات متعلقہ مین بہیجا کرین - یا اگر اکٹھا بہیجنا ہو تو بجائے حضور علیہ السلام کے نام پر بہیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بہیجدیا کرین جسکو اس قسم کی تقسیم کی فراغت ہو -

(۲) منی آرڈر کوپن عموماً خالی ہوتے ہین یا اپر ضروری باتین نہین ہوتین - مثال کے طور پر بیان کرتا ہون کہ ابہی حضرت اقدس کی جانب سے چند کوپن آئے ہین ان مین سے ایک کوپن پر یہ عبارت ہے عہ چندہ لنگر عہ میگزین ۸ مسکین فنڈ ۸ کالج فنڈ نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کسطرح اور کس صاحب کے نام یہ روپیہ لکہا جاوے - ایک اور کوپن مین ہے کہ للعہ اشاعت میگزین کیلئے بہیجے جاتے ہین نام عبد المجید بی - اے درج ہے مگر پتہ ندارد اول تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام منیجر آنا چاہئے اب دوسری دقت یہ ہے کہ رسید کس کو بہیجین ایک تیسرے کوپن مین ہے چندہ لنگر ماہ اکتوبر و نومبر ارسال ہے قبول فرمایا جاوے عاجز عطاء اللہ - رقم چندہ درج نہین نہ کوئی تفصیل ہے نہ فرستندہ کا کوئی پتہ ہے - ایک اور کوپن مین درج ہے کہ چندہ لنگرخانہ و مدرسہ اسقدر ارسال ہے مگر تفصیل نہین کہ لنگرخانہ کا کسقدر ہے اور مدرسہ کا کسقدر اور کس کس مہینہ کا ہے نام درج ہے - پتہ ندارد - ایک کوپن بالکل خالی ہے غرضیکہ سوائے ایک کوپن کے کسی پر کچہہ ہی نہین کسی پر پتہ نہین کسی پر تفصیل نہین غرضیکہ ایسی صورتون مین کوپن آتے ہین کہ حساب کتاب صاف نہین رہ سکتا - پس آیندہ ہر ایک دوست جو چندہ بہیجے کوپن پر پوری رقم - اپنا نام اور پتہ بہ تفصیل کہ کس مد کا چندہ ہے کس ماہ کا ہے سب درج کرین تا حساب صاف رہ سکے - الراقم - محمد علی -

عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ ہمنے پہر ایک موقع خدمت کا دین دیا ہے یعنی عید الفطر قریب آگئی ہے - سیالکوٹ کی جماعت جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم مین سے ہر ایک کے دلمین یہ خواہش اور آرزو ہو (آمین) کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکہی جائیگی - جو انہی عید فنڈ کے نام سے کئی سال ہوئے کی تہی اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تہا - ہرچند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے لیکن مین کہہ سکتا ہون کہ جس زور اور انتظام کے ساتہہ اسپر عمل ہونا چاہئے ابہی تک وہ بات پیدا نہین ہوئی اسلئے کہ عید فنڈ کی تقریب پر ایک روپیہ تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کیلئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجہہ لے پس اس لحاظ سے اگر تین لاکہہ کی جماعت مین سے پانچ ہزار آدمی بہی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو عیدین کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کیلئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ ہونے دیتا - لیکن ایسا نہین ہوا - اسلئے مین اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس عید پر عید فنڈ کی تکمیل کا حتمی عہد کر لیں اور اپنے گاؤن اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کرین اور خود عید فنڈ کا روپیہ وصول کرکے اپنی مدرسہ کے نام بہیجدین - الحکم کے ایکہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بہائیون سے بہی عید فنڈ وصول کرین تو پانچہزار روپیہ دے سکتے ہین - مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے - یاد رکہو کہ یہ مدرسہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض مین کا ایک جزو ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیون کیلئے بیسیون اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالےٰ کے لئے ایک روپیہ بہی الگ نہین کر سکتے؟

مین امید کرتا ہون کہ اس عید پر آئے ہوئے عید فنڈ مین گذشتہ سالون کی نسبت نمایان ترقی ہوگی انشاء اللہ العزیز - اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کریگی -

اس کے علاوہ یہہ بہی یاد رہے کہ صدقۃ الفطر مساکین فنڈ کیلئے بہیجا جائے اور روپیہ بہیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کردی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکہا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے - ایڈیٹر

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میری کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی - اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین - لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگوائینگے تو ان کے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو - درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی -

تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیئے - فقط

درخواست دعا - منشی محمد دین صاحب ... جہلم کا بچہ چند یوم سے بیمار ہے اسکے لئے دعا کی ضرورت ہے - ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ بچے کے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالےٰ اسے صحت عطا فرماوے - آمین ثم آمین -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

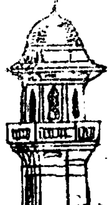

الحکم

چہ گویم با تو گرائی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

فہرست مضامین

(۱) پہلے اسکو پڑھ لیجیے۔ روزانہ الحکم کا اجرا۔ ص اوّل
" تازہ الہام۔ بائبل کے اجماع نقیضین
دار الامان مین عید الفطر۔ ص ۲
حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ ص ۳
[illegible] ص ۵
[illegible]ت ۔ ص ۶ تا ۸
[illegible] بہار مروت کا وقت آگیا
[illegible] کی قیمت ص ۸
[illegible]ت ص ۹-۱۰

نمونہ روزانہ الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر للعہ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔ عہ فقط ۱۲

نمبر ۴۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

پہلے اسکو پڑھ لیجیے

ناظرین الحکم اس قاعدہ اور دستور سے خوب واقف ہین کہ ۱۰ دسمبر کا الحکم ہمیشہ سالانہ قیمتون کے وصول کرنیکے لیئے وی پی کیا جاتا ہے چنانچہ اسسال بھی حسب معمول ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی ہوگا ۔ اس اطلاع کے سوا کوئی اطلاع کسی کارڈ کے ذریعہ ضروری نہین سمجھی گئی جو صاحب ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی لینے کو کسی وجہ سے طیار نہ ہون وہ ۹ دسمبر تک اطلاع دیدین کہ کونسا پرچہ انکے نام وی پی ہو ۔ بصورت ثانی وہ اس امر کی احتیاط کرین کہ پرچہ کو واپس بھیجکر خادم دین وملت کارخانہ کو نقصان نہ پہونچائین ۔ سال گذشتہ مین لبسا اوقات ہمدردان الحکم کی طرف سے یہ ناقابل ذکر سلوک کارخانہ سے ہوا ہے جو بجا زیرباری کا موجب ہوتا ہے ۔ حقیقت شناس قوم کے لئے قومی اخبار کو ایسی شکایت پیدا ہونے کا موقع دینا سخت نامناسب ہے ۔ بہرحال ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی آتا ہے یاد رکھیے ۔ ایڈیٹر ۔

روزانہ الحکم کا اجرا

مین حسب وعدہ آج کے الحکم کے ساتھ روزانہ کا نمونہ شائع کرتا ہون ۔ مین اسکے متعلق کوئی رائے اپنی طرف سے قایم کرنی بے سود سمجھتا ہون ۔ ہان اتنا کہنا چاہتا ہون کہ یہ نرا نمونہ ہے اور کسی اخبار کے متعلق پوری رائے جب تک اسکے متعدد پرچے نہ پڑھے جائیں قائم نہین کی جاسکتی ۔ اسلیئے بعض صورتون مین نمونہ بڑی محنت اور سعی سے طیار کیا جاتا ہے اور پھر اسکی حالت مین نمایان انحطاط ہوتا جاتا ہے اور بعض اوقات نمونہ محض ایک ڈھانچا ہوتا ہے اور آئین یوماً فیوماً حالات وقت کے لحاظ سے ایک نمایان ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ اسلیئے اگر ناظرین الحکم پسند کرتے ہین کہ اس قسم کا روزانہ ان کے لئے طیار کیا جاوے تو وہ درخواستین بھیجین اور بھجوائین ۔ اب کوئی زیادہ وقت نہین رہا ۔ صرف ۱۵ یوم باقی ہین اگر ان دن کے اندر پوری سو درخواستین ہوگئین تو سمجھئے روزانہ کا اجرا ہوگیا ورنہ ۱۰ دسمبر کے الحکم مین روزانہ کے اجرا کے متعلق آخری اور انقطاعی فیصلہ شائع کر دیا جائیگا اگر روزانہ کے لئے سو درخواستین بھی نہ آسکین تو فی الحقیقت ایک افسوسناک امر ہوگا ۔ لیکن مین سمجھونگا دیر آید درست آید ۔

بعض احباب نے یہ رائے بھی دی ہے کہ اگر روزانہ جاری نہ ہوسکے تو الحکم کو ہفتہ مین دوبار کر دیا جاوے ۔ مین اس تجویز کے متعلق بھی سردست کچھ عرض کرنا نہین چاہتا ۔ بجز اسکے کہ پہلے روزانہ کے متعلق تو آخری نتیجہ دیکھنا چاہیے ۔ ہان اگر ناظرین الحکم کلی طور اس امر کا فیصلہ ایڈیٹر الحکم پر چھوڑ دین کہ اگر وہ الحکم کو ہفتہ مین دوبار کرنا چاہے تو باضافہ قیمت عـہ ۸ مہینے مین آٹھ مرتبہ الحکم شائع کر دینے کا مجاز ہے اور ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید چند دیدینگے تو اسی سوال پر غور ہوسکیگا اسصورت مین صرف اس شخص کو اطلاع دینی چاہیے جو اس تجویز سے متفق نہو ۔ بہرحال روزانہ کے اجرا کا سوال قوم کے سامنے ہے خواہ وہ اسے مسترد کر دے یا قبول

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو از سخنم پند گیر و خواہ ملال

تازہ الہام

۲۸ نومبر

(۱) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہین ۔
(۲) قل میعاد ربک ۔
(۳) اسدن سب پر اداسی چھا جائیگی ۔
(۴) قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا ۔

بائبل کے اجماع نقیضین

یہ ایک ایسی دلچسپ اور قابل دید کتاب ہے کہ جسمین انجیل کی تمام متضاد تحریرون کو ایک جگہ جمع کرکے کتاب کی صورت مین چھاپا گیا ہے اسکے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ مروجہ اناجیل کو الہامی سمجھنا سخت غلطی ہے ۔ عیسائیون کو انکی غلطی منوانے کیلیئے ہر ایک مسلمان کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے ۔ قیمت ۸ محصول ۱

المشتہر

محمد حسین احمدی مقام موزنگ ڈاکخانہ کاہنوکر

جناب سید امیر علیشاہ صاحب سیالکوٹ آگئے ہین ان کے خطوط یہان آئین ۔

ڈائری

۲۰ - نومبر ۱۹۰۵ء

آج کل اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام علی العموم معمول ہے کہ صبح کو دس بجے کے قریب مہمان خانہ میں جہاں سیٹھ عبد الرحمان صاحب فروکش ہیں - تشریف لے آتے ہیں دوسرے احباب بھی حاضر ہو جاتے ہیں - اور ۱۲ بجے کے قریب تک وہان بیٹھے رہتے ہیں -

کل آپ نے قبل ظہر اپنا تازہ الہام سنایا جو ۱۹ کی شب کو ہوا - فرمایا

رات عجیب طرز کا الہام تھا - اگرچہ اس سے پہلے اس مفہوم کا ایک الہام ہو چکا ہے - مگر یہ طرز عجیب ہے -

انی معک یا ابن رسول اللہ

دوسرا الہام اس کے ساتھ یہ ہے -

سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو - علی دین واحد اسپر فرمایا - پہلے ایک الہام ہوا تھا جس کو عرصہ ہوا ہے سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن - بصالح بین الفئتین - یہ الہام ۱۹۰۱ء کا ہے اور الحکم میں چھپا ہوا ہے - ترابہ -

اور اب یہ الہام ہوا ہے - جسمین مجھے ابن رسول اللہ کہا ہے - دوسرے الہام کے متعلق فرمایا - کہ یہہ امر جو ہے - کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علی دین واحد - یہہ ایک خاص قسم کا امر ہے -

احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو - زکوٰۃ دو - خون نہ کرو وغیرہ -

اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو اس کی خلاف ورزی کرینگے - جیسے یہود کو کہا گیا - کہ توریت کو تحریف مبدل نہ کرنا - یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کرینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - غرض یہ امر شرعی ہے اور یہ اصطلاح شریعت ہے -

دوسرا امر کونی ہوتا ہے - اور یہ احکام اور امر قضا و قدر کے رنگ میں ہوتے ہیں - جیسے

قلنا یا نار کونی بردا سلاماً

اور وہ پورے طور پر وقوع میں آگیا - اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے یہ بھی اس قسم کا ہی معلوم ہوتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے چاہتا ہے - کہ مسلمانان روئے زمین علی دین واحد جمع ہوں - اور وہ ہو کر رہینگے - ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے - کہ ان میں کوئی کسی قسم کا ہی اختلاف نہ رہے - اختلاف بھی رہیگا - مگر یہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں -

۲۶ - نومبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

سید امیر علی شاہ کے ساتھ مخدوم الملت کا ذکر چل پڑا - حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کے ذکر پر فرمایا مولوی صاحب ہر تقریب اور ہر جلسہ پر یاد آجاتے ہیں - انکے سبب لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا - وہ بڑی زبردست تقریر کرنے والے تھے - میں نے مقابلہ کر کے خوب دیکھا ہے - انکے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا - اور بجز اس کے میں سمجھتا ہوں - اور کچھ تھا ہی نہیں - اور اس حد تک تھا - کہ میں دیکھتا ہوں - کہ دوسروں میں وہ نہیں - میں ان سے بہت عرصہ سے واقف ہوں - اسوقت بھی میں نے ان کو دیکھا تھا - جب وہ نیچری تھے - اسوقت بیعت بھی کر لی تھی - لیکن ابھی بعض امور ان کے دل میں تھے - چنانچہ مسیح کے بے باپ ہونے پر مجھ سے گفتگو ہی کیا کرتے تھے - اور کئی بار کہا کرتے کہ ان کا ہی فیصلہ کر دو - مگر میں انہیں جواب دیا کرتا کہ ہمارا یہی مذہب ہے - کہ وہ بن باپ ہوئے اس کا زبردست ثبوت یہی ہے - کہ یحیٰی اور عیسیٰ کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا ہے - پہلے یحیٰی کا ذکر کیا - جو بانجھ سے پیدا ہوئے - دوسرا قصہ مسیح کا اس کے بعد بیان فرمایا - جو اس سے ترقی پر ہونا چاہئے تھا - اور وہ یہی ہے - کہ وہ بن باپ ہوئے - اور یہی امر خارق عادت ہے اگر بانجھ سے پیدا ہونے یحیٰی کے بعد باپ سے پیدا ہونے والے کا ذکر ہوتا - تو اس میں خارق عادت کی کیا بات ہوئی - اور عیسائی جو ان کے بن باپ ہونے سے خدا بناتے ہیں - اس کا جواب دوسری جگہ دیدیا

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم -

اب اگر بن باپ پیدا ہونے والا خدا ہو سکتا ہے - تو پھر جس کا ماں اور باپ دونوں نہ ہوں - وہ تو بدرجہ اولیٰ خدا ہوگا - مگر اسکو وہ خدا نہیں مانتے - اور ایسا ہی یحیٰی میں بھی خدائی مانی چاہئے - کیونکہ وہ بانجھ سے پیدا ہوئے تھے -

غرض

اوائل میں اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی تھیں - پھر جب اللہ تعالیٰ نے انکی معرفت زیادہ کی تو ایک دن کہنے لگے آپ گواہ رہیں - آج سے میں نے سب گفتگو پر نا ترک کر دیں - اس کے بعد موت تک بجز تسلیم اور کچھ نہ ہوگا -

اور پھر میں نے دیکھا - کہ اس دن کے بعد موت تک واقعی یہی حالت رہی کہ رضا اور تسلیم کے سوا کوئی اور بات تھی ہی نہیں - میں نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کے خطبات سنے ہیں - وہ بات جانتے ہیں کہ ان میں بجز میرے حالات اور ذکر کے اور کچھ نہ ہوتا تھا - بلکہ بعض اوقات میں نے سنا - کہ بعض آدمی اس امر کو کسی حد تک پسند نہیں کرتے - مگر وہ بجز اس کے اور کچھ کہنا نہ چاہتے تھے "

اس مقام پر میں نے عرض کی - کہ حضور! مرحوم فرمایا کرتے تھے - کہ وہ تقریر اور کلام میرے نزدیک حرام ہے - جس میں حضرت مسیح موعود کی سچائی کا ذکر نہ ہو - یہ الفاظ سنکر میں نے دیکھا - کہ آنحضرت (مسیح موعود) کی آنکھیں پرنم ہو گئی تھیں - لیکن ان لوگوں کا ضبط اور صبر لانظیر ہوتا ہے - اس لئے ضبط کا نمونہ دکھلایا - مگر چہرہ سرخ ہو گیا تھا - اور اس میں خاص قسم کی درخشندگی پائی جاتی تھی - پھر اس ذکر کے سلسلہ میں فرمایا - کہ ان کی بڑی بیوی نے رؤیا دیکھا تھا - کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں احمدی ہو گیا ہوں - اس سے بھی معلوم ہوتا ہے - کہ وہ میری محبت میں فنا ہو گئے تھے - اچھا اللہ تعالیٰ مغفرت کرے - آمین ثم آمین -

مولوی صاحب کے اس ذکر کے بعد سید امیر علی شاہ نے جماعت علی کا ذکر کیا - کہ وہ ان کی موت کو اپنی پیشگوئی کی بنا پر ظاہر کرتا ہے -

اسپر فرمایا - موت فوت سے تو کوئی نہیں رہ سکتا انبیاء علیہم السلام پر بھی موت آئی - انہیں ٹھٹھا کرنا اور اس قسم کی شیخیاں اچھی نہیں ہوتی ہیں اسی طرح شیعہ بھی کہتے ہیں - اگر پیشگوئیاں اور خوارق یہی ہوتے ہیں تو پھر یزید کی کرامت کا بھی ان کو قائل ہونا پڑیگا - افسوس یہ لوگ نہیں سوچتے - کہ راستباز وہی ہے جسکی شہادت خدا دے - اور کسی قہر کے وقت امتیازی رنگ اسکے ساتھ ہو -

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعونی تباہ ہوئے - مگر موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا -

اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں - طاعون کا ذکر چل پڑا - آپ نے پرانی رؤیا ہاتھی والی بیان کی - اور بالآخر فرمایا - کہ میرا الہام تو یہی ہے -

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ -

جب تک پوری تبدیلی اور اصلاح نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کا یہ عذاب ٹلتا نظر نہیں آتا -

دار الامان میں عید الفطر

(۱) ۲۸ - نومبر ۱۹۰۵ء کو دار الامان میں عید ہوئی کپورتھلہ - تلونڈی ضلع سیالکوٹ - ضلع ہوشیارپور ضلع جالندھر - ضلع ملتان سے بعض احباب نماز عید میں شریک ہونے کے لئے حاضر ہوئے -

(۲) حسب معمول سابق حضرت حکیم الامۃ نے نماز عید پڑھائی اور نماز کے بعد ایک لطیف پر مضمون اور ضروریات وقت کے حسب حال خطبہ پڑھا جو کسی دوسرے وقت الحکم میں انشاء اللہ شائع ہو سکے گا -

اس خطبہ میں اول آپ نے خطیب یا لیکچرار کے اقسام بیان کئے پھر اسی ضمن میں ان کے مقاصد اور اغراض کی تقسیم کی - ازاں بعد یہہ ظاہر کیا کہ الحمد شریف قرآن شریف کا متن ہے اور سارا قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی اور صحابہ کرام کے مساعی جمیلہ اسکی تفسیر -

اس دعوے کو آپ نے نہایت قابلیت اور لطافت کے ساتھ قرآن شریف کے پہلے چار رکوعوں میں دکھایا یعنے سورۃ فاتحہ کو بطریق مختلفہ دکھایا کہ کس طرح ان رکوعات میں اسکی تفسیر موجود ہے - خطبہ پانچویں رکوع پر تھا - اسلئے پہلے تمہید کے طور پر ظاہر کیا کہ انسان کس طرح بعض اوقات منعم علیہ ہو کر مغضوب ہو جاتا ہے - یہودی قوم کو تمثیلاً پیش کیا - پھر انصار کے حالات ظاہر کئے - بالآخر مسلمانوں کو بتایا کہ تم خیر الامم کہلائے سب سے بڑھ کر تم پر انعام ہوئے لیکن باوجود یکہ تمہیں غیر المغضوب کی دعا سکھائی گئی تھی - مگر تم نے اس کی پروا نہ کی - مسلمانوں کی حالت موجودہ علماء - صلحاء - امراء کے نظارہ سے دکھائی اور بتایا کہ علما قوم کا دماغ - صلحاء قوم کا دل اور امرا اعضاء تھے - مگر اب سب میں فساد ہے - اس فساد سے ضرورت امام پر بحث کی اور پھر امام کے خواص اور صفات کا ذکر کیا - اس کی صحبت اور عقد ہمت سے بہرہ مند ہونے کی راہیں دکھائیں - قوم کو وحدت کی طرف متوجہ کیا - بالآخر قومی ضرورتوں سے آگاہ کیا یہہ نہایت مختصر خلاصہ میرے اپنے الفاظ میں اس خطبہ کا ہے جو حضرت حکیم الامۃ نے پڑھا - اس خطبہ کے ضمن میں آپ نے قوم کو قوم بنانے کے اصولوں کی بھی تعلیم کی - اور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد اور اغراض کی طرف پورے زور کے ساتھ متوجہ کیا - جزاہ اللہ احسن الجزاء - دو گھنٹہ تک خطبہ پڑھا +

ترکیب بند

متضمن تعزیت حضرت مخدوم الملة اخو معظم مولینا مولوی عبدالکریم صاحب صافی سیالکوٹی طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

(از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی)

چیست عالم را کہ شد تاریک و تار
آسمان را چیست گردد بیقرار
از چہ مہر و ماہ روپوشیدہ اند
در ردائے نیلگون لیل و نہار
از چہ میگرید سحاب نوحہ زن
یا دہم سر بر زند از اضطرار
لرزہا اندر زمین افتادہ است
جنبشے آوردہ در کوہ و حصار
چشمہا گریان ز اندوہ درون
سنگہا غرقاب اشک آبشار
دشتہا را نیش خار اندر جگر
سبزہ فرش ماتمی در مرغزار
وحشتے افتادہ در جان وحوش
در طیور آمد فراق و انتشار
از چمن رونق برون بنہادہ پا
واز خزان افسردہ شد باغ و بہار
از نوائے نالہائے عندلیب
گل گریبان چاک کردہ بار بار
از شکست رنگ گلہا بوئے یاس
در رسید اندر مشام شاخسار
سجۂ ماتم زدہ در گوش خلق
نوحہ نالۂ نوالہائے ہزار
سینہا را مجمع البحرین کرد
رودبار دیدہ ہائے اشکبار
ہست اظہار عزائے بندۂ
مومنے سر پیش حق افگندۂ

جان پاکان نور حق عبدالکریم
جانفدائے حضرت رب رحیم
پاکبازے زاہدے خوش منظری
طلعت پاکش شفائے ہر سقیم
زنگ دلہا را کلامش صیقلے
چون ید بیضائے موسائے کلیم
منطقش آرائش حسن کلام
حجتش چون تیغ بر فرق لئیم
مبلغ علمش صفا و صدق و حق
فہم او گل ہائے سعی را نسیم
شمع بزم مہدی عیسے خطاب
گلبن تو یا دۂ باغ نعیم
رفض را از بیخ و بن انداختہ
نعبت تثلیث را کردہ دو نیم
دمغ باطل بو مقصود دلش
بہر حق استادہ با قلب سلیم
آنچنان افگند بتہا را کہ حق
کافرے را افگند اندر جحیم
بلبل شیدائے جنت آشیان
نغمہ سنج حرف وحدت در حریم
طوطی شکرفشان شیرین لبے
شاخ طوبائے فصاحت را مقیم
رفت سوئے خلد اعلےٰ در دمے
زد پر پرواز بر عرش عظیم
مرحبا گویان ملائک در رکاب
قدسیان استادہ بہر فتح باب
پہلوانے صالحے ۔ دین پرورے
از برائے دین احمد چاکرے
نصرت دین جسم و جانش را غذا
پیش روئے دشمنان چابک ترے
غیرت دین قوت جان و دلش
بس ہمین خوردہ ز شیرے مادرے
از ریا و عجب و نخوت دورتر
جامۂ تقوی کشیدہ در برے
الفت جان محمد جان او
بر بلندیہائے الفت برترے
جذب حبش آنچنان ممتاز کرد
شد بعشاق محمد فاخرے
دیدۂ جانش بروئے مصطفےٰ
چشم خوش بینش نہ دیدہ دیگری
الفتش در جان و نامش بر زبان
صورتش در چشم و در دل دلبرے
پیش احمد بہر احمد آمدہ
در تلاشش یار شوریدہ سرے
دید احمد را با حمد آشکار
صورتش در صورتش جلوہ گرے
زان نشست اندر حریم قادیان
تا دم آخر نہ جنبید از درے
دلفگارے عاشق روئے کسے
والۂ و شیدائے گیسوئے کسے
مومنے ۔ متخشعے ۔ مستغفرے
از پئے دین بر مصائب صابرے
درس قرآن مقصد جان و دلش
قاری در علم قرآن ماہرے
...یاد ...س را کشیدے قرآنش
حسن صورت قرآنش را زیورے
خوش خطیبے چون بمنبر آمدے
گل فشاندے از لبش یا گوہرے
نقش کردے حرف حق بر لوح دل
دور کردے نفس را از ہر شرے
چون پئے تبلیغ حق حاضر شدے
نصب کردندے برائش منبرے
پیش روئے خلق استادے چو شیر
نے بدل رعبے نہ بارش بر سرے
سامعین را دل ربودے از بیان
حسن صوتش ہمچو سحر ساحرے
در صماخ گوشہا حق بر زدے
مومنے پیش آمدے یا منکرے
بہر الزام خصیم حیلہ گر
چشم عالم زو ندیدہ بہترے
در دعاہا اشک حسرت ریختے
جامۂ اخلاص کردہ در برے
رونق اسلام از حق خواستے
چہرۂ دین متین آراستے
مخلصے ۔ در علم و ایمان محکمے
مشفقے ۔ مر دوستان را مُکرمے
عارفے عالی دماغے ۔ شاعرے
خوشگوارے ۔ نکتہ سنجے ۔ عالمے
مرغ فہمش بر پریدے چون باج
صید معنے را گرفتے در دمے
چون بہ بزم دوستان گفتے سخن
بر دل خستہ نہادے مرہمے
چون کشادے عقدۂ اسرار حق
منتشر کردے گہر چون شبنمے
گل فشاندے وقت شرح مدعا
واز سرہا غلط کردے غمے
قانعے ۔ کز بہر این دنیائے دون
پیش کس پشتش نگردیدہ خمے
شیشۂ اسکندری عکس دلش
صورت تدبیر او جام جمے
نعمت حق بود بہر مومنان
طالب دین را عطائے منعمے
صحبتش تریاق بود از بہر دل
فرقتش از بہر جان بودہ سمے
بود شادی زو نصیب دوستان
قسمت اعدائے ملت ماتمے
بلبلان را در چمن بنواختے
زاغ را کاشانہ جز ہم ساختے
رفت پیش یار خود شادان شدہ
روئے او از نور حق تابان شدہ
از وصال دلبرش آرام یافت
رستگار از کلفت ہجران شدہ
قدسیان زیر لوا ر تبتش
از علو مرتبت حیران شدہ
سعی او مشکور بہر دین حق
بر صد لقمہائے دین قربان شدہ
دیدۂ اخوان ز درد ہجر او
ریختہ خون جگر گریان شدہ
دل پئے تحصیل اطمینان و صبر
در دعاہا پیش حق نالان شدہ
آمد از حق مر **مبارک** را نوید
کاے رفیقت داخل رضوان شدہ
دیدمش در حمد و تسبیح خدا
زین جہان بے بقا پنہان شدہ
یافتہ از حق حیات جاودان
تاج پوشِ مسند غفران شدہ
گفتمش اے پاکباز روزگار
این حیاتت آیت رحمان شدہ
خلق میگوید کہ صافی مردہ است
زندہ مے بینم ترا خوش جان شدہ
متقی را از جناب کبریا
زندگی بخشند ہمچون انبیا
حبذا آن نخلبند باغ دین
رفت از یک جست در خلد برین
مرحبا خوش ہمتے کز یک قدم
طے نمود از آخرین تا اولین
زین جہان با نیکنامی ہا گذشت
بود اندر نیکوان مسند نشین
بود مقصودش رضائے کردگار
شغل او پیش خدا سر بر زمین
داستان حضرت رب الجلیل
خط مقبولی کشیدہ بر جبین
در میان ملاء اعلےٰ در رسید
بر زبان قدسیان صد آفرین
در گروہ عارفان ... نام یافت
حق نما و حق ستا و حق گزین
ہر کجا تصدیق حق را بر نشست
شمع بزم کذب را بر زد آستین
حب او داخل شدہ در جذر قلب
جان او با جان ہر مومن قرین
مومنے ۔ گر وزن ایمانش کنند
کوہ ہم باشد سبکتر بالیقین
کیست آن کز فیض او باشد تہی
کو کہ نبود منت او را رہین
رحمت حق باد بر جان او
یاد در ہر دو کس ... شاد باد

[illegible]

آخر این کار فلانی رحلت است
زین سوئے شہر خموشان ہجرت است
پادشاہان را ازین ہم چارہ نیست
انبیا را ہم فنا از حکمت است
کس نماندہ کس نماند در جہان
دوستان - این ماجرا بے شبہت است
اہل دنیا را فنا قلت بود نیز
اہل حق را مرگ عز و رفعت است
تلخ نزاز بہر شان جام ہلاک
بہر ایشان ہمچو شیرین شربت است
فکر دنیا اہل دنیا را جحیم
ترک دنیا اہل را جنت است
غافلے سوز دنبار حرص و آز
ہوشیارے روز و شب در راحت است
دل چند اے دوست در دنیا ردون
الفت آن در دو رنج و زحمت است
دل بجنب آخرت مشغول دار
غفلت از عقبےٰ نشان شقوت است
کار دونان فکر این فانی سرا است
کار پاکان بہر عقبیٰ محنت است
ہمچو مرد حق گزین عبد الکریم
کاشنائے موج بحر رحمت است
مرغ جانش چون بحق پرواز کرد
دست رضوان باب جنت باز کرد
اے خدا اے ذو الجلال کردگار
اے رحیم بندگان آمرزگار
اے عزیز خاطر خستہ جان
اے رفیق جان ہر محنت گزار
اے نصیر حامیان دین حق
فاتح ابواب رحمت بر خیار
اے فدائیت خاطر صافی دلان
اے بنامت جان ہر مومن نثار
ہمچو جان بندۂ عبد الکریم
بر روانش ابر رحمتہا ببار
رونق افزائے جنان کن روح او
جان او کن باغ جنت را بہار
ساز قرآن را شفیع تربتش
ہمچنان کو بود بہرش غمگسار
خادم قرآن ز اہل ملتش
مثل آن مخدوم ملت کن ہزار
اہل ملت را بگردان مثل او
بہر فرمان مسیحا پاسدار
اہل ملت راپئے ایفاء عہد
ہمچو آن مرد نکو کن برقرار
محو کن نقش بدی از لوح دل
واز ہوائے نفس و شیطان دور دار
جملہ را کن بر رہ طاعت روان
واز عقوبتہا بدار اندر امان

سفرنامہ دہلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا)

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

رؤیا ۲۲- اکتوبر کی صبح کو جیسا کہ قرار پاچکا تھا اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دار الامان سے سوئے دہلی روانہ ہونے کو تھے + اسی رات میں آپ نے ایک رویا دیکھی جو الحکم میں چھپ چکی ہے مگر سفرنامہ کے ضمن میں بھی اسکا درج ہونا ضروری ہے اور وہ یہہ ہے:-

دیکھا کہ دہلی گئے ہیں تو تمام دروازے بند ہیں پھر دیکھا کہ ان پر قفل لگے ہوئے ہیں + پھر دیکھا کہ کوئی شخص کچھہ تکلیف دینے والی شے میرے کان میں ڈالتا ہے میں نے کہا تم مجھے کیا دکھہ دیتے ہو - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دُکھہ دیا گیا ہے +

اس رؤیا کے دو حصہ ہیں ایک وہ جو میں نے جلی قلم سے لکھا ہے اور دوسرا وہ حصہ جس میں کسی تکلیف دہ شے کا کان میں ڈالنا دکھایا گیا ہے - یہ رؤیا آپ نے روانگی سے پہلے قادیان میں سنادی تھی اور سٹیشن بٹالہ پر خاکسار اور دوسرے احباب نے اعلیٰ حضرت ہی کو بلاواسطہ سُنی + میں اس رؤیا کی تصدیق آگے چلکر بتاؤں گا - سر دست یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس سفر میں دہلی اور دوسرے مقامات پر جو پیش آنے والا تھا اسکی خبر اللہ تعالے نے اپنے برگزیدہ بندہ کو پہلے سے دیدی تھی -

ضمنی بات میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سفر دہلی کی تقریب بظاہر تو حضرت ام المومنین علیہا السلام کے اپنے اقارب واعزا سے ملنے کی تھی لیکن اللہ تعالےٰ کے مامور و مرسلوں کی اوقات بڑے قیمتی ہوتے ہیں اور وہ کبھی ایک دم بھی اپنے فرض سے غافل نہیں ہونا چاہتے بظاہر کچھہ شک نہیں یہی امر تھا مگر جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اسباب اہل مدینہ کی روحانی تربیت مقصود تھی جو مکہ نہ آسکتے تھے - اسی طرح یہ اس سفر میں حضرت حجۃ اللہ کا منشا تبلیغ منشاء ربانی تھا اور یہ سفر اسکے لئے بہانہ ہوگیا - واللہ در من قال -

من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم

غرض

روانگی از قادیان اعلیٰ حضرت ان پاک اغراض کو لیکر دار الامان سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو اتوار کے دن صبح کو ۱۰ بجے کے قریب روانہ ہوئے - اسباب ایکدن پہلے پر کی رات کے چار بجے کے قریب افغانی احباب اور میر مہدی حسین صاحب کی نگرانی میں پہلے بھیجدیا گیا تھا -

چونکہ آپنے قیام دہلی کے لئے صرف چند روز تجویز کئے تھے اسلئے آپکے ہمراہ دار الامان سے بہت ہی مختصر جماعت خدام کی ساتھہ ہوئی - یعنے آپکے اہل بیت اور خادمہ عورتوں کے سوا مندرجہ ذیل خدام کو آپکے ہمراہ ہم سفر ہونے کا شرف حاصل ہوا (۱) حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی - (۲) عالی جناب سیٹھہ عبد الرحمان صاحب مالک ساجن کوٹھی مدراس (۳) ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور (۴) مولوی عبد الرحیم صاحب میرٹھی - (۵) مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر (۶) خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری (۷) شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم (۸) بابو نور الدین صاحب کلرک ڈاکخانہ (۹) شیخ حامد علی صاحب - (۱۰) خاکسار ایڈیٹر الحکم -

میں چونکہ حضرت اقدس کے ایماء اور ارشاد سے ایک دن پہلے بٹالہ سٹیشن پر گاڑی کے ریزرو کرانے کے لئے آگیا تھا اسلئے دار الامان سے روانگی کا نظارہ پورے طور پر نہیں دکھا سکتا - لیکن عام طور پر جیسا کہ پہلے کئی مرتبہ مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے) - قادیان کی جماعت اپنے ولی نعمت آقاء و مرشد کی مشایعت میں دور تک ساتھہ آئی - اور بعض طالب علم جیسا کہ برادرم مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں حضرت اقدس کی سواری کے ساتھہ جوش محبت و اخلاص میں بٹالہ تک دوڑتے آئے یعنے مولوی احمد نور صاحب کابلی - شیخ عبد الرحیم صاحب اتالیق صاحبزادگان نواب صاحب - میاں شادیخان صاحب - اور یہ لڑکے بھی ساتھہ تھے - عبد الرحمان بن شادی خان - صوفی عبد اللہ - عبد اللہ درزی میاں مظہر حق -

بٹالہ سٹیشن حضرت اقدس کی روانگی کی خبر سیکھوں بھی کسی طرح پہونچ گئی تھی اسلئے وہاں کے مخلص احباب میاں جمال الدین اور برادر عزیز منشی عبد العزیز صاحب پٹواری بھی شرف زیارت کے لئے آگئے تھے اور بٹالہ کی جماعت بھی موجود تھی - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۰ بجے کے بعد بٹالہ پہونچے - اور سٹیشن پر ایک خاصہ اژدہام زایرین کا ہوگیا -

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملاقات ابھی اعلےٰ حضرت تشریف نہ لائے تھے اور میں اور دوسرے احباب سٹیشن پر موجود تھے اتنے میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سٹیشن پر - ایکجے کی گاڑی میں امرتسر جانے کے لئے تشریف لے آئے + ساتھہ انکا ایک بچہ بھی تھا + میں نے انکو اور انہوں نے مجھے دیکھہ لیا - اپنے بھائی صاحب کو کسی امر کے متعلق تاکید کر رہے تھے اور ایک شیعہ صاحب بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے + مجھے دیکھتے ہی کہا - **یعقوب** کدہر؟

خاکسار - حضرت اقدس دہلی جاتے ہیں میں بھی آپکے ہمراہ جاؤں گا -

محمد حسین - تم ابھی تک مرزائی ہو -

خاکسار - الحمد للہ اسوقت تک خداتعالےٰ کے فضل سے احمدی ہوں اور دعا ہے کہ اسی پر خاتمہ ہو اور آپ کو بھی شامل ہوتا ہوا دیکھہ لیں -

محمد حسین - میرا رسالہ پڑھہ لیا ہے -

خاکسار - ہاں آپ نے مجھے تو بھیجا نہیں لیکن بیٹھنے سے پڑھہ لیا ہے - اس رسالہ کو پڑھہ کر مجھے آپ پر بہت رحم آتا ہے -

محمد حسین - (شیعہ صاحب سے خطاب کرکے) تم میرا احسان مانو -

شیعہ - تمہارا احسان کس بات کا -

محمد حسین - تم نے وہ اشتہار مرزا کا نہیں پڑہا - جو ابھی اس نے شایع کیا ہے جس میں حضرت امام حسین کی بڑی تعریف کی ہے -

شیعہ - اس میں تمہارا احسان کیا ہے ؟ اشتہار مرزا صاحب نے دیا اور احسان تمہارا -

خاکسار - مولوی صاحب! اس سے بہتر تھا کہ آپ یہ احسان نہ جتاتے تاکہ آپکو شرمندہ نہ ہونا پڑتا - یہ مرض آپکا ابھی گیا نہیں ہے جا فخر آپ کو [illegible]

محمد حسین - ان کو معلوم نہیں وہ اشتہار میرے رسالہ ہی کو پڑھکر انہوں نے شایع کیا ہے -

خاکسار - آپ کے رسالہ کو تو انہوں نے دیکھا بھی نہیں اور وہ دیکھنے کے قابل چیز ہی کیا ہے - اس رسالہ کو تو جو شخص پڑھیگا اسکو آپ کی حالت پر بہت رحم آئیگا -

محمد حسین - تم تو پیشگوئی کرتے تھے کہ رسالہ بند ہوجائیگا نکلا یا نہیں -

خاکسار - آپ ہی بتائیں بند ہوا یا نہیں یہہ نکلنا تو بند ہونے سے بدتر ہے کہ دو دو سال کے بعد بھی کبھی نکلا - اور پھر بیچ میں ایک ایک سال گم - جو حالت رسالہ کی ہے وہ اس مرتبہ کے رسالہ کا دوسرا صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے -

یہاں رسالہ محمد حسین کے صفحہ دو کے بعض حصے بین ناظرین الحکم کی خاطر

درج کرنے ضروری سمجہتا ہون اور وہ یہ ہین

محمد حسین - اب دیکہو گے کیا ہوتا ہے ؟

خاکسار - پہلے آپ نے کہکر لیا ہے جو آیندہ کر لوگے + آپ کو انہین تعلیون نے خراب کیا - جب یہ تکبر نکل جائیگا - پھر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق رجوع کر لوگے -

محمد حسین - مین ہرگز نہین کرونگا -

خاکسار - یہہ اسوقت کی بات ہے اوسوقت آپ کو ندامت ہوگی کہ میرے کیا دعوے تہے - آپ کے اس رجوع کی خبر کیوجہ سے آپ پر بہت رحم آتا ہے - اور ہم منتظر ہین کہ آپ کی اس حالت کو بہی دیکہہ لین -

مولوی صاحب ! آپ کی **خانہ بربادی** کا بہی بڑا افسوس ہے - مرزا صاحب کی مخالفت آپ کو سستی نہ پڑی اولاد کا وہ حال ہوا - گہر ویران ہوگیا - رسالہ کی یہ حالت -

محمد حسین - مین تو جانتا ہون مرزائی کرامت مشہور کرے گا - اسلئے مین نے پہلے ہی اس کے جواب کا ذکر کیا ہے - دوسرے رسالہ مین جواب نکلے گا اسپر بحث کرونگا - اس رسالہ کو جب مین نے شایع کیا تہا مجہے خیال ہوگیا تہا کہ وہ کہدیگا -

اے پئے تکفیر من بستہ کمر
خانہ ات ویران تو در فکر دگر

خاکسار - مولویصاحب ! جادو وہ جو سر چڑہ بولے ! آپ کو خود معلوم ہوگیا ہے کہ یہہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے ورنہ آپکو اسکی تردید کی فکر کیون ہوئی - اور آپ کا رسالہ اسپر شاہد ناطق ہے -

اس کے بعد سلسلہ کلام بدل گیا - مینے کہا سناؤ آپ کے **روحانی فرزند** کے حق مین فیصلہ آرہ شایع ہوگیا ہے -

محمد حسین - اسی غرض کے لئے تو مین امرتسر جاتا ہون اور پہر آرہ جاؤن گا - وہ فیصلہ غلط ہے مینے چالیس ورق کا ایک اپیل لکہا ہے - مین اس دفعہ آرہ جانا نہین چاہتا تہا مینے ان کو لکہدیا تہا کہ کیتی ہی اہلحدیث نہین اسپر انہون نے مجہے لکہا کہ آپ **اصلاح** کے لئے آئیے - اسواسطے اب مین جاؤنگا - چنانچہ یہہ خطوط دیکہو جو انہون نے مجہے لکہے -

چند خطوط مجہکو دکہائے کہ مین اب ثابت کرونگا کہ کوئی اہلحدیث نہین ہے

خاکسار - یہہ بڑا اچہا کام ہے صفایا کرو -

محمد حسین - ہان تم تو چاہتے ہو کہ یہ گہر مین لڑتے رہین اور ہمارا کام بن جاوے -

خاکسار - تمہارے گہر مین پہوٹ پڑنا تو لازمی امر ہے - اللہ تعالےٰ نے پہلے سے اس کی خبر دیچکا ہے باقی یہ کہ تمہاری باہمی مخالفت یا اتفاق سے ہمارا کیا فائدہ یا نقصان ہے - ہمارے مقابلہ مین تو آپ سب اکہٹے ہین اور ہم تو چاہتے ہین کہ آپ سب اکہٹے ہوکر ہمارا مقابلہ کرتے رہین تاکہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور سلسلہ عالیہ کی سچائی اور بہی زور سے ثابت ہو - کیا آجتک آپ سب نے مل کر ہمارے سلسلے کے خلاف کارروائیان نہین کین اور اس رسالہ مین تو آپ نے حد کی ہے کہین کسی کو بہڑکایا ہے کہین گورنمنٹ کو اکسایا ہے -

محمد حسین - مرزا صاحب نے جو چہٹی گورنمنٹ کے نام شایع کی تو مین نہ لکہتا - یہہ تو مین جانتا ہون کہ ان تحریرون پر کوئی نوٹس نہین لیگا -

خاکسار - خوب ! آپ کو پہلے ہی سے اپنی ناکامی کا علم بہی ہے - اور باوجود اس ناکامی کے علم کے پہر قلم اٹہانا آپ ہی کا کام ہے -

محمد حسین - مینے تو صرف مقابلہ کر دیا ہے - خواہ کوئی سُنے یا نہ سُنے -

خاکسار - پہر اس مقابلہ مین آپ کو سچ جہوٹ کی کیا غرض - ایک مقصد جو مقابلہ رکہہ لیا کہ وہ جو کچہہ کہین اسکا جواب ضرور دینا - یہہ طریق اچہا نہین ہو سکتا -

محمد حسین - تم تو کہانے کے لئے ایسا کرتے ہو !

خاکسار - جب آپ تائید کرتے تہے کیا کہاتے کیواسطے کرتے تہے - اور اب مخالفت بہی اسی وجہ سے کر رہے ہو اور اگر مرزا صاحب نے پیسہ دیکر تائید کرائی ہو تو سب سے پہلے تو سب سے پہلے آپ ہی کو نسا پتہ ملانے - حالانکہ آپ کہتے بہی تہے کہ مجہے ذرا تخلیہ مین سمجہا دو مین سب کو منوا دونگا اور خاموش کرا دونگا -

پھر آپ نے کہا کہ مین گرا دونگا ابتدائے دعوے کا زمانہ تہا مخالفت عام تہی آپ کے پاس کسقدر روپیہ انہون نے بہیجا کہ آپ مخالفت نہ کرین -

پہر اور جنہون نے مخالفت کی اور آپ بہی اونمین سے اکثرون کو جانتے ہین کہ وہ کرایہ کے مخالف ہین اگر ان کو دو چار آنے بہی دیدیے جاوین تو آج تعریف کرین - ایمان سے کہو کسی مخالف کو کچہہ دیا کہ ہماری مخالفت نکرو - معلوم ہوتا ہے آپ کے سارے کام اسی غرض اور مقصد کے لئے ہونگے - جو اورون کو اسپر قیاس کرتے ہو - آپ مجہے نہین جانتے مین کب سے اس سلسلہ مین ہون ؟

محمد حسین - تم نے مجہے ایکمرتبہ کہا تہا کہ کچہہ شکوک ہین ؟

خاکسار - لعنت اللہ علے الکاذبین مولویصاحب آپ میرے سامنے جہوٹ کہتے ہین اور مجہہ پر ہی مینے کب آپ سے کہا بلکہ ہمیشہ آپ سے اس مسئلہ مین اپنی سمجہہ کے موافق کلام کرتا رہا - اور آپ کو بہی سمجہاتا رہا -

ایک مرتبہ بمقام امرتسر مولوی محمد حسین صاحب نے مجہکو کہا کہ تم بچے ہو تمہاری سمجہہ مین نہین آتا اگر تم کچہہ عرصہ میرے پاس ٹہہرے رہو تو مین تمہین سمجہا سکتا ہون اور امید ہے تم سمجہہ جاؤ گے مینے کہا تہا کہ اگر آپ نے **ریویو** مین سب کچہہ جہوٹ لکہا ہے تو قسم کہا کر شایع کردو - کہ مین نے جہوٹ بولا تہا - پہر دیکہا جاویگا -

اسپر مولویصاحب نے کہا کہ اسوقت مرزا صاحب کی حالت اچہی تہی اب مجہہ پر کہل گیا ہے کہ وہ غلطی پر ہین - اسپر مین نے کہا کہ اوسوقت کی اچہی حالت کی شہادت آپ نے دیدی اور اب جس حالت کو آپ خراب کہتے ہین اسکو ہم نے اپنی آنکہون سے دیکہہ لیا کہ اعلےٰ درجہ کی ہے اور اسی طرز و طریق پر جو نبیون مین ہوتی ہے پہر آپکی بات کیونکر مان لین جو دو رد ہتے ہین اسپر آپ تیز ہوگئے تہے کہ مجہے معلوم نہین تو تمہین معلوم ہے مینے کہا تہا کہ کیا تمہین معلوم نہین مجہے معلوم ہے یہہ واقعہ ہے جسکو مدنظر رکہکر اس نے کہا کہ تم کہتے تہے شکوک ہین اور یہ ۱۸۹۴ء کا واقعہ ہے -

اسی حیص بیص مین گاڑی آگئی اور مولویصاحب اپنے بچے کو تلاش کرنے لگے تاکہ اوسکو اپنے بہائی صاحب کے سپرد کرین مینے کہا مولوی صاحب وہ سیٹی کہان گئی جس سے آپ اپنے بچون کو بلایا کرتے تہے -

ناظرین الحکم کو غالباً معلوم نہین جب کلارک کا مقدمہ ہوا اور آپ شہادت کے لئے بٹالہ کے مقام پر حاضر آتے تو ایک بچہ بہی ساتہ تہا اسکو آواز دینے کی بجائے آپ گلے مین ایک سیٹی رکہا کرتے تہے اور وہ اس سیٹی پر لگا ہوا تہا اس سیٹی کی طرف مینے اشارہ کیا -

محمد حسین - نہین وہ اب نہین رکہتی - پہر جلد مولوی صاحب گاڑی مین بیٹہ گئے اور مجہے فرمانے لگے کہ آجاؤ یہان ابہی وقت ہے مین نیچے ہی کہڑا رہا اور مینے کہا کہ

مولویصاحب آپ کے اس رسالہ نے ایک اور فائدہ بہی دیا ہے وہ یہ کہ آپ نے حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم مان لیا ہے افسوس ہے ہم یہ بات کہین تو کافر اور آپ کہین تو مومن -

مولویصاحب - تم نے غور سے نہین پڑہا - احمق ! وہان لکہا ہوا ہے کہ وہ وہبی ہوتا ہے -

خاکسار - حضرت ! پہر ہم بہی تو وہبی ہی کہتے ہین ہم نے کہان لکہا ہے کہ وہ اکتسابی طور پر انہون نے حاصل کیا تہا

مولوی صاحب ! - اچہا خدا تمہین ہدایت دے -

خاکسار - ہان اللہ تعالےٰ ہم کو کامیاب کرے آمین اور آپ کی بہی اس عینک کو اُتارے اور آپ کی نظر صاف ہو -

محمد حسین - تم بڑے شریر ہو -

ناظرین سوچین اس مین شرارت کی کیا بات ہے -

خیر ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

گاڑی نے دہسل دیا اور مولویصاحب رخصت ہوگئے -

(باقی آیندہ)

نوٹ: مولوی محمد حسین صاحب کا رسالہ اشاعت السنۃ افسوس ہے - اسوقت مجہے نہین مل سکا اور وہ اقتباس جس کا اوپر ذکر کیا گیا تہا یہان درج نہین ہو سکتا مگر مین اپنے الفاظ مین اسکا خلاصہ یا مفہوم یہہ درج کرتا ہون کہ مولوی صاحب نے التوائے رسالہ کے وجوہات اس مین بیان کئے ہین - جن مین سے اپنے لڑکون کی آوارگی - بیوی کا فوت ہوکر خانہ بربادی - بہی درج کیا ہے اور پہر خلاف معمول سابقہ رسالہ کو بلا درخواست بہیجنے کے ذکر کیا ہے - اور پریس کی مشکلات مین مابعد اجرت دینے والون کی بُری حالت دکہائی ہے - غرض ایسے امور پیش کئے ہین جو ایک سمجہہ دار اور صاحب فہم و فراست کے نزدیک **عبرت انگیز** ہین -

ایڈیٹر

اطلاع برائے خاص و عام

میرا لڑکا ایس این احمد احمدی (شیخ نصیر احمد احمدی) کچہہ روپیہ لیکر یہان سے مفرور ہوگیا ہے اگر اب کسی کو کچہہ روپیہ میرے نام سے طلب کرے ہرگز ہرگز اوسکو مت دین - اگر کوئی شخص دیویگا بندہ ذمہ دار نہ ہوگا - اطلاعاً تحریر ہے - المشتہر شیخ یوسف احمدی ٹہیکہ دار کمسریٹ کیمپ انبالہ بازار توپخانہ - ۲۴ - نومبر ۱۹۰۵ء (۲) م م

شاہی سیاحت

حضور ولیعہد بہادر نے ہز اکسیلنسی لارڈ لیمنگٹن کو جو پرائیویٹ چٹھی لکھی ہے اس میں باشندگان بمبئی کا نہ دل سے شکر ادا کیا ہے - اور لکھا ہے کہ جب ہماری سواری لگذرتی تھی - اور کثیر التعداد باشندگان شہر اظہار مسرت کرتے تھے - تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم اپنی ہی قوم میں ہیں - اور جس اعلے پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا - اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ کسی قسم کا حادثہ نہیں ہوا" بوڑھے سے بوڑھے لوگ بھی یہی کہتے ہیں - کہ ہم نے بمبئی میں ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا تھا - بدنصیبی سے بمبئی سے گذر کر جب ٹرین گجرات میں پہونچی - تو اندھیرا ہو چکا تھا - اور ہز رائل ہائنیس نے اصلی ہندوستان کا جو پہلا منظر دیکھا - وہ پنچ محل تھا جو بمبئی کے تمام ضلعوں میں کم آباد اور بنجر ہے - راستہ میں جو اسٹیشن پڑتے تھے - ان پر بھی آراستگی اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام تھا سڑکوں پر دیہاتی مشتاق کھڑے نظر آتے تھے - رتلام پر رائل ہیڈ کاج سرتین کا معائنہ ہوا - تاکہ ہز رائل ہائینس معلوم کر سکیں - کہ انگریزی نگرانی میں ہندوستانی محنت کاریگری کا کیسا اعلے نمونہ پیش کر سکتے ہیں - چنبل کے قریب پہنچکر منظر بدل گیا - باجرے کے کھیت کٹنے کے لئے تیار کھڑے تھے - بوہ کے کھیت کوکر سے لدے ہوئے تھے غرض کھیتوں میں زراعتی دولت پھٹی پڑتی تھی - اندور کا اسٹیشن چھوٹا سا ہے - اور اس میں کسی قسم کی آرائش اور سجاوٹ کی بہت کم گنجایش ہے - نہ اس قسم کی کوئی کوشش ہوئی - لیکن اس کی کمی والیان ریاست کی زرق برق پوشاکوں نے پوری کر دی تھی - کل وسط ہند کے شہزادے یہاں موجود تھے - درجہ کے لحاظ سے بیگم صاحبہ بھوپال اول نمبر تھیں کیونکہ صرف وہی ایک مسلمان فرمانروا دنیا بھر میں ایسی ہیں - جو پردہ میں بیٹھکر حکومت کرتی ہیں - اس کے بعد مہاراجہ ریوان آئے - جو سبز پوشاک پہنے ہوئے تھے - مہاراجہ اور پرچہ جی سی - آئی - ای کا تمغہ لگائے ہوئے تھے - ان کی پوشاک بہت بھاری تھی - نسبتاً مہاراجہ دتیا کی پوشاک بالکل سادہ تھی رتلام اور جبرا کے شہزادے امپریل کیڈٹ کور کی وردی میں تھے - اور ان کے چہروں سے وہ تعلیمی ترقی ظاہر ہوتی تھی - جو ہندوستانی امرائے کی ہے - مہاراجہ چارکھاری اور نواب صاحب بستی بھی قیمتی پوشاک زیب بدن کئے ہوئے تھے - جو سنہری کام سے لدی ہوئی تھی - پوشاک کے علاوہ مختلف وردیاں بھی کچھ کم دلچسپ نہ تھیں - جو اس چھوٹے سے اسٹیشن پر جمع ہو گئی تھیں - راجپوتوں کے گھونگریالے کل مچھے مرہٹوں کے دانشمند چہرے - بھوپال اور بستی کے حکمران سرخ مخمل اور قدیم تیری کا مجسم نمونہ پیش نظر تھا جس سے وسط ہند کو سلطنت برطانیہ نے نکالا - مہوا اور دیناکے افسروں اور بمبئی گیرنڈ میڈ کے کی آفت زرکی پوری وردیاں نہایت دلفریب سماں دکھا رہی تھیں - ہز رائل ہائینس کے اسٹیشن پر پہنچنے پر جو رسم ادا ہوئیں - وہ بالکل سادہ تھیں - جس وقت شاہی ٹرین اسٹیشن پر پہونچی - تو ہز رائل ہائینس اپنے سیلون کے پلیٹ فارم پر والیس ایڈمرل کی وردی پہنے کھڑے ہوئے تھے - ستارہ ہند کا تمغہ بھی لگا ہوا تھا - معمولی سلامی کے ساتھ وہ مع ہز رائل ہائینس اور سر دالٹر لارنس پلیٹ فارم پر اترے - سر والٹر نے میجر سیف ڈیلی سی - ایس - آئی - ای - آئی - ای کو پیش کیا جو مشہور سر ہنری ڈیلی کے بیٹے ہیں - جن کا نام سنٹرل انڈیا کی گھوڑ چڑھی فوج کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہیگا - اب میجر ڈیلی نے نوجوان مہاراجہ ہلکر والیئے اندور کو پیش کیا - جو تا بزدہ سالہ اور ویسرائے ہائینسز کو مدعو کرنے کے لئے بیٹے حکمران ہیں - تعداد توپ سلامی کے لحاظ سے والیان ملک پیش ہونے شروع ہوئے - سب سے پہلے بیگم صاحبہ بھوپال پیش ہوئیں اس کے بعد مہاراجہ ریوا جی - سی - ایس - آئی - مہاراجہ اور چھاجی - سی - ایس - آئی - مہاراجہ دتیا کے - سی - ایس - آئی - مہاراجہ ونلہ - راجہ دیواس شاخ کلاں راجہ دیواس شاخ خرد - مہاراجہ ستھن - نواب صاحب جاورا - راجہ رتلام - مہاراجہ چرکھاری کے - سی - ایس - آئی - مہاراجہ بجاوا - نواب صاحب باونی - راجہ سیتامئو - راجہ سیلانا کے - سی - ایس - آئی - راجہ راجگڈھ - راجہ جہلنا رانا علی پور - راؤ صاحب پلیا پور اس کے بعد سر برآوردہ انگریزی حکام پیش ہوئے - گارڈ آف آنر کے معائنہ کے بعد خاص رسم ختم ہوئی - ویسرائے ہائینسز سیدھے تاریخی رزیڈنسی کو گئے اور قیام لاہور کے زمانہ میں وہیں مقیم رہینگے - جلوس کے موقع پر سنٹرل انڈیا کی گھوڑ چڑھی فوج کا سکوڈرن جلو میں تھا - اس کے پیچھے مہاراجہ ہلکر کی امپریل سروس فوج - دو بھوپال وکٹوریا لانسرز تھے - بھوپال کی فوج عربی گھوڑوں پر سوار تھی - شاہی گاڑی میں ویسرائے ہائینسز کے سامنے سر والٹر لارنس بھی بیٹھے ہوئے تھے گاڑی کے چاروں گھوڑے نہایت نفیس تھے اور رائل ہارس آرٹیلری کے دو جوان سرخ اور سنہری وردیاں پہنے ہانکتے تھے - اس کے بعد علے ترتیب مدارج والیان ریاست کی سواریاں تھیں - مہاراجہ ہلکر کی گاڑی زرد سنہرے رنگ کی تھی - اس کے ساتھ چوبدار تھے - وہ نہایت مکلف تاریخی لباس پہنے ہوئے تھے - بیگم صاحبہ لینڈو میں سوار تھیں - اور ان کے سوار کا کرزی وردی پہنے ہوئے تھے - ریوا کی گاڑی نیلے رنگ کی اور چاندی کے کام سے لدی ہوئی تھی - اور چھاکے گھوڑوں کی گھنٹیاں بجتی چلتی تھیں - دیواس کے دونو راجہ بھی نہایت شان و شوکت کے ساتھ تھے اور ۵ خادم مورچھل جھلتے جاتے تھے - ان کے بعد چھوٹے چھوٹے ریاست دار آئے اگرچہ انکی چمک دمک اگلے جلوس کی سی نہ تھی تاہم جلوس انکا بھی دلچسپ تھا - کیونکہ ان کے سوار اپنی قدیمی وضع پر غیر شائستہ گھوڑوں پر چڑھے ہوئے تھے - اس طرح ویسرائے ہائینسز پورے جلوس کے ساتھ اندور کی گلیوں سے گذرے - صدر بازار میں بمشکل کوئی گھر ایسا ہوگا جو آراستہ نہ ہو - متصلاً سنتے ہزاروں آدمی ویسرائے ہائینسز کا خیر مقدم کرتے آئے تھے شہروں پر بھری سر نظر آتے تھے - اگر بمبئی کی طرح یہ لوگ مغربی طریقہ پر نعرہ ہائے خوشی بلند نہیں کرتے تھے - تاہم ان کے مودبانہ سلام اظہار کرتے تھے - کہ نفس عقیدت مندی میں یہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں - اس تزک و احتشام کے ساتھ ویسرائے ہائینسز رزیڈنسی کے دروازہ پر پہونچے اور سلامی کی توپوں کی گرج ہواؤں کو چیرنے لگی - روشنی - ویسرائے ہائینسز نے رزیڈنسی کی چھت پر سے دیکھی - سارے اندور میں جھونپڑی سے لیکر محلات تک میں آگ لگی ہوئی تھی - وہ نہایت رونق اور خوشی کی رات تھی - چاند آسمان پر پوری روشنی دے رہا تھا - ہوا بھی تیز نہ تھی موسم بھی معتدل تھا - اس لئے کوئی بات ایسی نہ تھی - جس سے سرور منغص ہوتا - ہزاروں بتیاں اور چینی لالٹینیں کام میں لائی گئی تھیں رزیڈنسی کی جھیل پر عجب دلفریب منظر تھا - اس جھیل میں چھوٹے چھوٹے جزیرے کثرت سے ہیں جن پر درخت اگے ہوئے ہیں - چاندنی میں یہ منظر عجب بہار دے رہا تھا - درختوں میں جھیل کے چاروں طرف ہزاروں بتیاں اور رنگین لالٹینیں تھیں - جن کی روشنی پانی پر پڑکر آنکھوں کو چوندھیائے دیتی تھی - ان جزیروں میں ایک پر بینڈ کی ہلکی ہلکی سُریلی گتیں لطف دوبالا کر رہی تھیں - غرضیکہ یہ منظر ایسا تھا - جو اندور کے باشندوں کو سالہا سال تک یاد رہیگا - والیان ریاست وسط ہند نے ویسرائے ہائینسز کو جلسہ ایٹ ہوم میں مدعو کیا -

حضور ولیعہد بہادر کا اندور میں آخری دن

۱۷ - نومبر کی صبح کو ویسرائے ہائینسز سویرے ہی خیمہ گاہ سے باہر تشریف لے گئے اور ناشتہ سے پہلے دو شاندار رسمیں ادا کیں - امپریل سروس لانسرز بھوپال کا معائنہ اور یارک ولنکا شائر رجمنٹ کی پہلی بٹالین - کو نیا نشان تفویض کیا - امپریل سروس لانسرز بھوپال کا معائنہ کرنے کے وقت ہز رائل ہائنیس بلوش جنرل کی وردی پہنے ہوئے اور ایک خوبصورت گھوڑے پر سوار تھے - ہز رائل ہائنیس اور بیگم صاحبہ بھوپال کل کاروائی تھوڑے سے فاصلہ پر ایک خیمہ سے ملاحظہ فرما رہی تھیں - سب سے پہلے فرسٹ بھوپال وکٹوریہ نے جس کی کمان صاحبزادہ سید اللہ خان ہز ہائنیس بیگم صاحبہ بھوپال کے منجھلے صاحبزادہ کے سپرد تھی - کوچ کیا - یہ فوج ہر طرح چست و چالاک اور مستعد ہے یہ لوگ اچھے سوار اور ساز و براق سے بخوبی آراستہ ہیں - اور ان میں اکثر ان افغانوں کے بیٹے ہیں - جو ریاست بھوپال میں رہ پڑے ہیں - سبز لنگیاں سر پر باندھے اور کرتے پہنے ہوئے یہ لوگ نہایت بھلے معلوم ہوتے تھے - گھوڑے بھی نہایت شائستہ و آراستہ تھے - اس کے بعد سوار جائزہ کی ترتیب سے بڑھے اور سلامی کی جگہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے ہز رائل ہائنیس آگے بڑھے اور کرنل عبید اللہ خان کو ان کی کمان کی سپاہیانہ وضع پر ان کو مبارکباد دی - انہوں نے فرمایا کہ اسکوارڈرن کو دیکھکر میں بہت خوش ہوا اور اس کی قواعد مجھے بہت پسند آئی - اس کے بعد لانسرز کوچ کر گئے اور یارک اینڈ لانکاسٹر رجمنٹ آگے بڑھے - اور جھنڈے دیئے جانے کی مبارک رسم کا آغاز ہوا - یارک اینڈ لنکاسٹر رجمنٹ نہایت نفیس رجمنٹ اور اس عزت کی مستحق ہے - اس نے متعدد موقعوں پر نہایت قابل قدر خدمات انجام دی ہیں - پہلی بٹالین بنکرہل اور جنگ جنوبی افریقہ میں شریک تھے - لیڈی اسمتھ کی فتح اور انعلیں و تماشی کی لڑائیوں میں بھی حصہ لیا تھا - دوسرے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ پرانا جھنڈا رجمنٹ کو ۱۸۴۷ء بمقام آگرہ لیڈی میو کے ہاتھ سے ملا تھا - پرانا جھنڈا رجمنٹ کے گرد پھرایا گیا - اور کچھ مذہبی رسوم بھی ادا ہوئیں - ہز رائل ہائنیس نے ایک مختصر سی تقریر میں کرنل میں افسران نیکشنڈ افسروں اور پہلی یارک اینڈ لنکاسٹر رجمنٹ کے سپاہیوں کو مخاطب کر کے فرمایا - میں اس موقعہ پر آپ کو نیا جھنڈا دیکر نہایت خوش ہوا - ٹھیک پندرہ سال ہوئے - کہ یہی رسم میں نے بارسیڈوو

مین آپ کی دوسری بٹالین کے لیئے ادا کی تہی۔ مجہے فخر ہے - کہ آپ کی رجمنٹ کے دونون بٹالین کو جہنڈے میرے دیئے ہوئے ہین - یاد رکہو - کہ جہنڈے گذشتہ کارنامے نمایان کی علامت ہوتے ہین - وفاداری اور کارگذاری کے جو خیالات اس سے پیدا ہوتے ہین - وہ بہادرانہ افعال کا سبب ہوتے ہین - آپ کے بٹالین تہے جن جن معرکون مین جوانمردیان دکہائی ہین - وہ سب ان جہنڈون پہ لکہی ہوئی ہین - اور مین یقین کرتا ہون - کہ جب کبہی آپ ملک معظم اور ملک کی خدمات کے لئے طلب کئے جائین گے - تو آپ اس جوانمردی کو قائم رکہین گے - سب مین یہ نشان آپ کے سپرد کرتا ہون - اور مین جانتا ہون - کہ وہ آپ کے ہاتہہ مین محفوظ اور بے داغ رہیگا

اس تقریر کے جواب مین کرنل میانی نے ہز رائل ہائینس کو اس طرح مخاطب کیا - بٹالین کیجانب سے اس اعزاز کے واسطے جو آپ کے ہاتہہ سے ملا ہے - اور ان الفاظ کے لئے جو آپ نے فرمائے ہین - آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون - اس اعزاز کی قدر و منزلت اور بہی بڑہ جاتی ہے جب کہ ہم معلوم کرتے ہین - کہ یور رائل ہائینس نے باوجود کثرت کار اور عدیم الفرصتی کے اتنا وقت نکالا - اور اس بٹالین کو نشان عطا کرنے کا اعزاز بخشا -

مین یقین کرتا ہون - کہ آئندہ جو لوگ اس جہنڈے کے نیچے کام کرینگے - وہ یہ معلوم کرکے - کہ یہ کس کا دیا ہوا ہے - بہ نسبت سابق کے اپنے بادشاہ اور ملک کے لئے اور بہی اعلےٰ کام کرنے کی کوشش کرینگے - اس تقریر پر یہ رسم تمام ہوئی - ناشتہ کے بعد مہاراجہ ہلکر نے ہز رائل ہائینس سے اور ہز رائل ہائینس نے مہاراجہ ہلکر سے ملاقات کی - ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے بیگم صاحبہ بہوپال سے ملاقات کی - اندور کی آخری رسم کنگ اڈورڈ ہال کا افتتاح تہا - جو دربار اندور نے ملک معظم کی تاج پوشی کی یادگار مین تعمیر کیا تہا - ہال بالکل سادہ ہندو وضع کا بنایا ہوا ہے - ۱۱۲ فٹ طویل ہے چارون گوشون پر برجیان ہین - جنوبی جانب ۹۰ فٹ بلند ہے - ایک گہنٹہ گہر ہے - جو وقت ہز رائل ہائینس کی رزیڈنسی سے روانگی کا تہا - اس سے بہت پہلے لوگ ولیعہد بہادر اور ولیعہد بیگم کے آخری دیدار کے لئے جمع ہو گئے تہے مہاراجہ بہادر نے ہال کی سیڑہیان پر استقبال کیا - تمام والیان ریاست جمع تہے اور بہت سی لیڈیان چلمنون کے پیچہے سے یہ نظارہ دیکہہ رہی تہین - سب سے پہلے مہاراجہ نے اپنی تقریر پڑہی جو حسب ذیل ہے :-

یور رائل ہائینس - جو اعزاز یہان تشریف لاکر آپ نے مجہے اور میری ریاست کو بخشا ہی اس کیوجہ سے آج کا دن مجہے عمر بہر یاد رہیگا یہی اعزاز حضور ملک معظم نے بحالت شہزادگی میرے دادا کو بخشا تہا - اور میرے والد جو اس سے ۳۰ سال پہلے کی خوشی مین شریک تہے - وہ ممالک اب تک ہو بہو یاد ہے - انہون نے ہی ملک معظم کی تخت نشینی کی یادگار مین اس عمارت کی تعمیر کی تجویز نکالی تہی - اور مین ان کا مشکور ہون - کہ انہون نے اس وفادارانہ خدمت کی انجام دہی اور یور رائل ہائینس کے خیر مقدم کے اعزاز کو میرے لئے چہوڑا - اور مین خوش ہون - کہ مجہے اتنا موقع ملا - کہ اپنے بہائی والیان ریاست کے مجمع مین اس عزت کا افتخار حاصل کرتا ہون - یہی مین ہر حیثیت کی بیشمار رعایا یور رائل ہائینس کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار تہی - گویا ان کا خیر مقدم ان کروڑون باشندگان ہند کے خیر مقدم کا قائم مقام ہے - جو یور رائل ہائینس کے ملک مین دورہ کرنے کو بنظر ابتہاج دیکہتے ہین - اور ہم اپنے آپ کو نہایت خوش نصیب سمجہتے ہین - کہ سب سے پہلے سنٹرل انڈیا کو یہ شرف حاصل کرنے کا موقع ملا - اور ہم اپنی اور اپنی رعایا کی جانب سے حضور ملک معظم اور ان کے خاندان کے ساتہہ اظہار عقیدت کر سکے - یور رائل ہائینس سے کنگ ڈورڈ ہال کا افتتاح کرنے کی درخواست کے علاوہ مین ایک اور مہربانی کا بہی خواستگار ہون ہم چاہتے ہین کہ اندور مین یور رائل ہائینس کی تشریف آوری کی یادگار قائم ہونی چاہئے - اور یور رائل ہائینس کی مرضی سے ہم تجویز کرتے ہین - کہ وہ جدید عدالت ہائے انصاف ہونی چاہئین -

ہز رائل ہائینس نے نہایت مختصر تقریر کے ساتہہ ہال کا افتتاح کیا - اس کے بعد ایک پیچ دبانے سے ہال سینکڑون برقی بتیون سے روشن ہوگیا - اس رسم کے بعد ویئر رائل ہائینسز ادہر ادہر چلے پہرے اور باغ مین جہان ریفرشمنٹ کا سامان کیا گیا تہا - ویئر رائل ہائینسز ایک گہنٹہ تک والیان ریاست سے بات چیت کرتے رہے بعد غروب باغ مین روشنی ہوئی - اور آتشبازی چہوٹی ۷ بجے شام کے ویئر رائل ہائینسز سٹیشن کو روانہ ہوئے - حضور ولیعہد بہادر نے مہمان نوازی کے لئے میجر ڈالی کا شکریہ ادا کیا - اور تمام افسرون سے ہاتہہ ملایا - مہاراجہ ہلکر سے بہی باتین کین اندور سے ویئر رائل ہائینسز بہت خوش گئے -

حضور ولیعہد بہادر کا دورہ اندور مین

ہندوستان کے نزاد صدر مقامون مین اندور گویا بالکل ابتدائی حالت مین ہے - خاندان ہلکر کے بانی ملہار راؤ کے مرنے کے بعد اس شہر کی بنیاد اہلیہ بائی نے ڈالی تہی - ۱۸۱۸ء مین دربار یہان منتقل ہوا - اندور اتنا ممنون نہین ہے - جو اپنی شان و شوکت مین اضافہ کر سکے - اگرچہ اس قسم کے امور پر ہندوستانی اپنی دولت خرچ کرنے کے نہایت شائق ہین - یہان قابل دید مقام صرف رزیڈنسی ہے - جہان ویئر رائل ہائینسز ٹہیرے ہوئے ہین - اور جس پر غدر کے زمانہ کی گولیون کے نشان اب تک موجود ہین - اور رزیڈنسی کا باغ ہے - لیکن یہ ساری کمی ہزارون آدمیون کے مجمع سے پوری ہوگئی - جو مفصلات سے ویئر رائل ہائینسز کے خیر مقدم مین شریک ہونے کے لئے جمع ہو گئے تہے - ۶۰ والیان ریاست کمپ مین ہین اور ان کے ہمراہیون سے شہر کی تنگ گلیان پٹی پڑی ہین - سب سے دلچسپ نظارہ ان گنوارون کا تہا - جو بیرونجات سے آئے تہے - جن کے سرون پر بہاری بہاری عمامے تہے اور جو موٹی موٹی دیسی دہوتیان باندہے ہوئے تہے - انگریز مہمان رزیڈنسی کے کمپ مین مقیم ہین ہر دروازہ پر برٹش انفنٹری کا پہرہ ہے - پہرہ دارون کی وردی گہرے سرخ رنگ کی اور سپاہیون کی چمکدار تہی - ۱۶ - نومبر کو صبح کی خاموشی گرجنے والی توپون کی آواز سے ٹوٹی - والیان ریاست رسم مزاج پرسی ادا کرنے رزیڈنسی مین گئے - ابتداءً یہ ارادہ تہا - کہ صبح کی سیر کے اثنا مین ہز رائل ہائینس بعض والیان ریاست کے کمپون مین خود رونق افروز ہون - مگر سفر کی تکان کی وجہ سے یہ غرض حاصل نہ ہو سکی - اس لئے اس دن کی کارروائی کا آغاز رسم مزاج پرسی سے ہوا - شاہی دربار ہوا - جس مین والیان ریاست شریک ہوئے - اس کے لئے رزیڈنسی کے قریب بہت بڑا شامیانہ نصب کیا گیا تہا - جس مین سرخ اور سنہری پردے لٹک رہے تہے - فرش بہی نہایت شاندار گلنار رنگ کا تہا - ایک سرے پر چبوترا تہا جس پر دو کرسیان بچہی ہوئی تہین - چاندی کی کرسی پرنس آف ویلز کے لئے تہی - اور اس سے کچہہ پیچہے ہٹکر ایک کرسی پرنسس کیلئے - چبوترے کے اوپر چار روپہلی ستونون پر نہایت خوشنما سائبان تہا - راستہ کے دونون طرف والیان ریاست کی ترتیب مدارج نشست تہی - اوّل درجہ پر بیگم صاحبہ بہوپال تہین - اور آخر مین راؤ صاحب خلچی پور - والیان ریاست نہایت مکلف پوشاکین اور قیمتی جواہرات پہنے ہوئے تہے - ہر والی ریاست کے پیچہے ان کے جاگیردار تہے - جن کی پوشاکین بہی کچہہ کم بہاری نہ تہین - جب بیگم صاحبہ اپنی جگہ پر بیٹہہ چکین تو ہز رائل ہائینس پرنسس مع لیڈی ایونڈ گڈین پہنچین پرنسس خاموشی کے ساتہہ پیچہے سے چبوترہ پر آگئین اس کے بعد ہز رائل ہائینس مع اپنے سٹاف اور پولٹیکل افسرون کے تشریف لائے - ہز رائل ہائینس مع اپنے سٹاف سفید لباس پہنے ہوئے تہے میجر ڈیلی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے افتتاح دربار کی اجازت چاہی - اور درخواست منظور ہونے پر نذرون کی رسم ادا ہونی شروع ہوئی سب سے پہلے بیگم صاحبہ بہوپال کا نمبر تہا - مگر جتنے والیان ریاست جمع تہے ان مین صرف بیگم صاحبہ ہی نذر سے مستثنےٰ رہین - اس لئے مہاراجہ صاحب ریوا بڑہے اور ان کی نذر دیگر والیان ریاست کی نذر کیطرح چہو کر واپس کر دی گئی اس کے بعد مہاراجہ اورچہا - مہاراجہ دتیا - راجہ صاحب دہار - راجہ صاحبان دیواس نے نذرین پیش کین - اب تک والیان ریاست کے نام مسٹر ریڈلس پکارتے تہے - اور ان کو چبوترہ میجر بکسول اور ان کی ریاست پولٹیکل افسر لے جاتے تہے - اس کے بعد میجر بکسول بیٹہہ گئے - اور اون کی جگہ مسٹر ورلن نے لی لیکن دلچسپی مین کسی نوع کا فرق نہین آیا - غرض کہ یہی منظر کچہہ دیر تک پیش نظر رہا ہز رائل ہائینس ہر سلام نہایت تپاک سے قبول کرتے تہے - چوبدار زرق برق پوشاکین پہنے ہوئے پیچہے کہڑے چوریان اور مورچہل ہلا رہے تہے اور سنہری چہتریان اور دمکتی ہوئی سورج مکہیان اٹہائے ہوئے تہے جب نذرین گذر چکین - تو ہز رائل ہائینس نے میجر ڈیلی کو حسب ذیل مخاطب کیا جو چبوترے کے قریب ہی کہڑے ہوئے تہے -

میجر ڈیلی! کیا آپ والیان ریاست وسط ہند کو مطلع کر دینگے - کہ مین انہین دیکہنے کا یہ موقع حاصل کرکے کسقدر مسرور ہوا ہون - جیسا کہ وہ پہلے سے واقف ہین - مجہے ان مین سے بعض سے آگرہ مین ملنے کی اُمید تہی جہان مین ان سے ملاقات بازدید کر سکتا - مگر راجپوتانہ کی گرانی کے سبب آخر وقت مین ہمارا پروگرام بدل گیا - اور مین اندور آسکا - جہان حسن اتفاق سے وسط ہند کے تمام والیان ریاست جمع ہین - مین چاہتا ہون - کہ آپ انہین سمجہا دین کہ مین اپنے خاندان کے جملہ اراکین کی طرح رسم و رواج کو بہت اہمیت دیتا ہون اور اگر مجہے وقت اجازت دیتا - تو مین والیان ریاست سے بمبئی کی طرح ضرور ملاقات بازدید کرتا - مگر وقت مین گنجائش نہین - اور مین اپنے آپ کو خوش نصیب سمجہتا ہون - کہ آج کے دربار مین مین ان سے ملسکا - یہان میری ملاقات

ہوتا ہے باقاعدہ نہ ہے - اور میں جملہ حاضرین کو ضمنا
جتا دینا چاہتا ہون کہ محض قلت وقت
کی وجہ سے جو فروگذاشت ہو - وہ کوئی مثال نہیں
ہوسکتی - نہ اس سے وہ حقوق اور رسوم محو ہوسکتی
ہین - جنکو مین اتنا پسند کرتا ہون - جتنا ہندوستان
کا کوئی والی ریاست کرسکتا ہے -

حضور ولیعہد بہادر کی یہ تقریر ان والیان ریاست
کے دلون پر اثر کئے بغیر نہ رہ سکی - جو اپنی قدیم رسوم
کو دلعزیز رکھتے ہین - اور اگر ان مین کچھہ کمی ہوجائے
تو پژمردہ خاطر ہوتے ہین - اور جو انگریزی سمجھتے
تھے - انہون نے اظہار خوشی بھی کیا - میجر ڈیلی
نے اس کا ترجمہ ہندوستانی مین سنایا - تو سب
کے چہرون سے خوشی ظاہر ہونے لگی - اب صرف
عطر و پان کی مشرقی رسم باقی تھی وہ خادم مخملی
وردیان پہنے ہوئے ظروف زرین مین عطر دپان
لائے اور حضور ولیعہد بہادر نے باری باری سے
والیان ریاست کو پیش کئے آغاز بیگم صاحبہ بھوپال
سے ہوا - ساتھہ ہی مصافحہ بھی ہوتا جاتا تھا -
والیان ریاست کے جاگیر دارون کو عطر و پان
مسٹر رینلڈس نے پیش کئے - اس کے بعد
میجر ڈیلی نے دربار برخاست کرنے کی اجازت
چاہی - ہز رائل ہائینس - جس طرح تشریف
لائے تھے - اسی طرح واپس گئے - شام کو وقت
رزیڈنسی مین گارڈن پارٹی ہوئی - صبح کو جو لوگ
دربار مین موجود تھے - ان مین سے اکثر سے
ہز رائل ہائینس نہایت بے تکلفی سے ملے - اس
وقت والیان ریاست میجر ڈیلی کے مہمان
تھے - ہز رائل ہائینس والیان ریاست سے
نہایت متواضعانہ طور سے ملے - میجر ڈیلی
اور سر والٹر لارنس ترجمان کا کام کرتے تھے -
سنٹرل انڈیا ہارس کا بینڈ چیدہ چیدہ گیتن بجا
رہا تھا - راجہ صاحب بھاٹیا کے ہاتھہ کے کرتب
سے ہز رائل ہائینس نہایت مسرور ہوئے -
سارے والیان ریاست مین بیگم صاحبہ بھوپال
پر خاص طور پر نظر پڑتی تھی - باوجودیکہ وہ سر سے
پاؤن تک برقعے مین لپٹی ہوئی تھین - دربار مین
بھی وہ اول درجہ پر تھین - صرف وہی نذر سے
مستثنے رہی تہین - کیونکہ ۱۹۰۳ء مین لارڈ لینسڈون
نے انہین اس سے مستثنے کر دیا تہا - اسی روز
شام کو ہز ہائینس کو رزیڈنسی مین پرائیویٹ ملاقات
کو شرف حاصل ہوا - جہان انہون نے حضور
ولیعہد بہادر کو بھوپال کے تاریخی ذخیرے دکہائے
جو کلکتہ کے وکٹوریا میموریل مین رکہے جاینگے
ان مین زردوزی کے کام اور پرانے ہتھیار
تھے - ولیعہد ریاست اور کمانڈر سٹیٹ کیوری

ہز رائل ہائینس کے روبرو پیش ہوئے - بیگم صاحبہ
کے یازدہ سالہ چہوٹے صاحبزادے بھی پیش ہوئے
جو دربار دہلی کے موقع پر لارڈ کرزن کے ذیل بردار
تھے - اسی رات کو ہز ہائینس کو جی - سی - آئی - ای
کا تمغہ عطا ہونے والا تہا ان شاہانہ دعوتون کے
دوران مین غربا کو فراموش نہین کیا گیا - ۵ بجے
اندھے لولے لنگڑے اور دیگر مساکین کو گیہون
کی روٹیان مٹھائی اور ترکاری تقسیم ہوئی - بعد
غروب آفتاب کے مسلمان فقرا کو کھانا کھلایا گیا -
کیونکہ وہ روزہ دار تھے - پنجشنبہ کی شام کو
رزیڈنسی کے قریب بہت بڑے شامیانے مین
اسٹیٹ ڈنر ہوا - قریب سو کے مہمان تھے - شامیانہ
افسرون کی وردیون اور مہمانون کی زرق برق
پوشاکون سے جگمگا رہا تہا - ڈنر کے بعد ہز رائل ہائینس
نے ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا - اور میجر ڈیلی نے
ہز رائل ہائینس کا - دونون جام نہایت گرمجوشی
سے نوش کئے گئے - بیگم صاحبہ بھوپال کو جی - سی
آئی - ای اور راجہ صاحب سیلانا کو کے - سی - آئی
ای کا تمغہ عطا ہوا - راجہ صاحب سیلانا نے اپنی
ریاست مین تعلیم کو بہت کچھہ ترقی دی ہے -
اس رسم کے ادا ہونے کے بعد ہز رائل ہائینس
کچھہ دیر تک حاضرین سے باتین کرتے رہے - اور
اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا ۔

عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اس نے پہر ایک موقع
خدمت دین کا دیا ہے یعنی **عید الفطر** قریب آگئی
ہے - سیالکوٹ کی جماعت جو سابق بالخیرات ہونیکی
بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم مین سے ہر ایک
کے دل مین یہ خواہش اور آرزو ہو - آمین) کی یہ نیک
اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی
جائیگی - جو اس نے عید فنڈ کے نام سے کئی سال ہوئے
کی تہی اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تہا ہر چند
اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے - لیکن مین کہہ سکتا ہون
کہ جس زور اور انتظام کے ساتھہ اس پر عمل ہونا چاہئے
ابہی تک وہ بات پیدا نہین ہوئی - اسلئے کہ **عید
فنڈ** کی تقریب پر **ایک روپیہ** تعلیم الاسلام
سکول کی عام اغراض کے لئے منجملہ دیگر مصارف
عید کے اپنے اوپر لازم سمجھ لے پس اس لحاظ سے
اگر تین لاکہہ کی جماعت مین سے پانچہزار آدمی بہی
اس تجویز پر عمل کر لیتے تو **عیدین** کا عید فنڈ
مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی
ضرورت نہ رہنے دیتا - لیکن ایسا نہین ہوا اس
لئے مین اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس

عید پر عید فنڈ کی تکمیل حتما عہد کرین
اور اپنے گاؤن اور شہر کی جماعت کو خصوصا اس
ضرورت سے آگاہ کرین اور خود **عید فنڈ** کا
روپیہ وصول کر کے **انہین** مدرسہ کے نام بہیجین
الحکم کے ایک ہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے
بہائیون سے بہی عید فنڈ وصول کرین تو پانچہزار
وہ دے سکتے ہین - مگر اس کے لئے محنت اور توجہ
کی ضرورت ہے - یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت
حجۃ اللہ کے سلسلہ کی اغراض مین کا ایک جزو ہے
اس لئے اس کی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے -
پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیون
کے لئے - بیسیون اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو -
کیا اللہ تعالےٰ کے لئے **ایک روپیہ** بہی الگ
نہین کر سکتے !
مین امید کرتا ہون کہ اس **عید** پر آتے ہوئے
عید فنڈ مین گذشتہ سالون کی نسبت نمایان
ترقی ہوگی - انشاء اللہ العزیز - اور قوم اس فنڈ کی
تکمیل کے لئے پوری سعی کرے گی -
اس کے علاوہ یہ بہی یاد رہے کہ **صدقۃ الفطر
مساکین فنڈ** کے لئے بہیجا جاوے اور روپیہ
بہیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا
تصریح کر دی جاوے ملایا نہ جاوے - کیونکہ مساکین
فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکہا جاتا ہے اور اسی غرض کے
لئے خرچ کیا جاتا ہے - ایڈیٹر -

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟

یقینا کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہو
کہ اوسکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟
حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ
کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین - جنکا ریویو
ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی
اور خوبصورتی کی وجہ سے ہر جگہ پر بہی جاتے ہین لکڑی
کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح
سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ
دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے
آسانی کے ساتھہ اسباب تبدیل کرکے لیجا سکتے ہین - چونکہ
یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس مین
کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نپائینگے
گے - جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ
ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکٹھے منگوائین گے
تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بہی کی جائیگی -
مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو
درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن

کا پتہ ضرور لکھو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی - تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی
مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام
ہونی چاہئین -

خواب سے جاگو + آنکھین کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیان کس قدر سستے دامون
پر فروخت کر رہے ہین - اب بہی اگر آپ نے گھڑیان نخریدین
تو پہر کب خرید وگے - صاحبان جلدی گھڑیان خریدین
ورنہ پہر ایسا بہترین موقعہ نملیگا -
اصلی راسکوپ سسٹم واچ گارنٹی ۲ سال قیمت تین روپے علاوہ محصول
اگر یہ گہڑی عرصہ گارنٹی مین بلا کسی خاص نقص کے
کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت
درست کر دینگے اس سے زیادہ
اس کے پختہ اور پائیدار
ہونیکا کیا ثبوت
ہوسکتا ہے منگوا کر
ملاحظہ کیجئے قیمت تین
روپے علاوہ محصول بکس شیشہ بز تگمہ ہمراہ گہڑی مفت

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت للعہ علاوہ محصول
یہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت
پختہ وپائیدار ہین کہلے منہ کی کیلس گہڑی ہے جیب مین
بہی الگ رہ سکتی ہے جس سے نہین بگڑتی - قیمت چار روپے
علاوہ محصول -

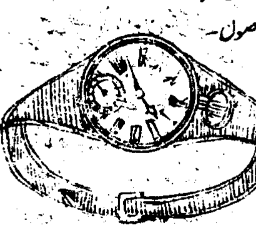

ملنے کا پتہ } منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

روزانہ الحکم کی قیمت

روزانہ الحکم کا مفصل اعلان

الحکم ۲۷ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے صفحہ تین مین بعنوان
" الحکم روزانہ کر دیا جائیگا " ہوچکا ہے - شاید بعض ناظرین
کی نظر سے پرچہ مذکور نہ گذرا ہو - اس لئے روزانہ الحکم کی
قیمت کا درج کرنا ضروری ہے - لہذا روزانہ الحکم کی قیمت
حسب ذیل ہوگی -
جب تک ۵۰۰ خریدار نہ ہوجاوین - روزانہ کی قیمت حسب
عہ ماہوار ہوگی - جو ہر ماہ کے اختتام پر بذریعہ وی پی
لیجاویگی - جو صاحب ہفتہ مین تین بار لین ان سے ۱۲ روپے
دو بار لینے والون سے عہ سالانہ لی جاویگی - روزانہ کے ہفتہ وار

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الله ادى القريه

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہیہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

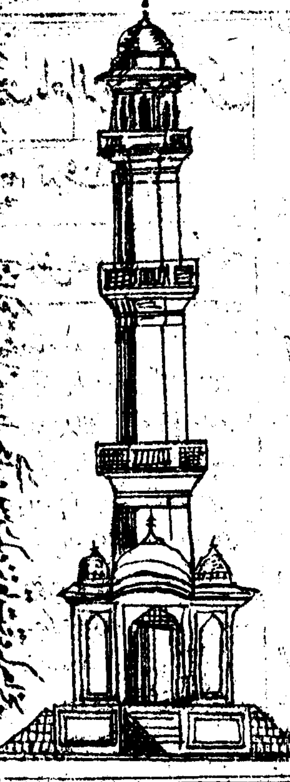

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیا - دار الامان کا ہفتہ
" " حیاتِ صافی - صفحہ اول
(۲) حضرت امام الزمان کی ڈائری صفحہ ۲ تا ۴
(۳) سفرنامہ دہلی - صفحہ ۴ تا ۵
" یادگار کریمی "
(۴) شاہی سیاحت صفحہ ۶-۷
(۵) نظم در وفات مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ صفحہ ۷
(۶) مراسلات - ہمت ہو تو بڑی بات نہیں
" مضمون نگار کو اطلاع صفحہ ۸-۹
(۷) رسیدات آمدنی مدرسہ و کالج صفحہ ۱۰
(۸) اشتہارات صفحہ ۱۱-۱۲

نمبر ۴۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ - دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

تازہ الہامات و رؤیا

۲ - دسمبر ۱۹۰۵ء - رؤیا دیکھی - کہ ایک دیوار ایک مرغی ہے - وہ کچھ بولتی ہے - سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا - یہ تھا -

ان کنتم مسلمین

ترجمہ - اگر تم مسلمان ہو - اس کے بعد بیداری ہوئی یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں - پھر الہام ہوا -

انفقوا فی سبیل اللہ ان کنتم مسلمین

ترجمہ - اللہ تعالے کی راہ میں خرچ کرو - اگر تم مسلمان ہو - فرمایا - کہ مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کیطرف تھے دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے - چونکہ آج کل روپیہ کی ضرورت ہے - لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے - اسواسطے جماعت کو چاہیئے کہ اس حکم پر توجہ کریں -

فرمایا - مرغی اپنے عمل سے دکھاتی ہے - کہ کس طرح انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیئے - کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے - اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے - اسی طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتھہ ہر روز انسان کے کہانے کے واسطے انڈا دیتی ہے -

ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آگئی جنگل کا ویرانہ اور سردی کا موسم درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا - نر اور مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے - کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے اس کے واسطے ہم کیا کریں - سوچ کر انہیں یہ صلاح قرار پائی - کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں اور وہ اسکو جلا کر آگ تاپے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا - پھر انہوں نے کہا کہ یہ بھوکا ہے - اس کے واسطے کیا دعوت طیار کی جائے - اور کوئی چیز موجود نہ تھی ان دونوں نے اپنے آپ کو نیچے اس آگ میں گرا دیا - تاکہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کہانا ہو جائے - اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قایم کی - سو ہماری جماعت کے مومنین اگر ہماری آواز کو نہیں سنتے - تو اس مرغی کی آواز کو سنیں مگر سب برابر نہیں - کتنے مخلص ایسے ہیں - کہ اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں لگے ہوئے ہیں - خدا ان کو جزائے خیر دے

۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء - قرب اجلک المقدر

ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا -

قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا -

۷ - دسمبر ۱۹۰۵ء - یہی الہامات پھر ہوئے اور ساتھہ یہ الفاظ زاید تھے - واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین -

۹ - دسمبر ۱۹۰۵ء - نئے قبرستان کی زمین کے متعلق الہام ہوا -

انزل فیھا کل رحمۃ

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - بزرگان ملت بھی بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں - فاضل امروہی بھی مع الخیر تشریف لے آئے - اور انشاء اللہ العزیز لمبا قیام فرمائیں گے -

۲ - حضرت حجۃ اللہ کی توجہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی خاص اصلاح کیطرف از بس ہے آپ چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام کیا جاوے جو ایسے عالم طیار ہو سکیں جو علوم عربیہ دینیہ میں مہارت رکھنے کے علاوہ یورپ کی زبانوں میں ماہر ہوں اور وہ اپنی زندگیاں خدمت دین اور اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے وقف کریں - وہ پورے قادر الکلام اور صاحب القلم ہوں - قادیان کے اہل الرائے احباب اس معاملہ پر غور کر رہے ہیں کہ کیا صورت اختیار کی جاوے - غالباً جلسہ ۲۷ دسمبر میں یہ سوال عام طور پر مشورہ کے لیے قوم کے سامنے پیش ہوگا جو فی نفسہ ایک اہم اور غور طلب امر ہے - باہر سے احباب آنے شروع ہو گئے - حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور شیخ نیاز احمد صاحب آئے ہیں شیخ صاحب سر دست واپس گئے ہیں پھر آئیں گے - اور احباب بھی آ رہے ہیں - اہلاً و سہلاً و مرحبا -

حیاتِ صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے میں مٹیریل بہم پہونچا رہا ہوں اسلئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا نہ ہو - کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھجوا دیں - اور یا آپ کی لائف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکھہ بھیجیں علاوہ بریں اگر کسی اخبار میں مولوی صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا ہو تو ایسا اخبار ہی مجھے بھیج دیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو - میں اگر زندہ رہا اور اللہ تعالے نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری میں اسکام کو شروع کرونگا - ایڈیٹر الحکم

حضرت امام الزمان کی ڈائری

۲۹ - نومبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر

مدرسہ سے کیا غرض ہے؟ فرمایا ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے۔ مروجہ تعلیم کو اسلئے ساتھ رکھا ہے کہ یہ علوم **خادم دین** ہوں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف۔اے یا بی۔اے پاس کرکے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔

مشکل یہہ ہے کہ جسکو ذرا بھی استعداد ہو جاوے وہ دنیا کیطرف جھک جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اب وہ اکیلے ہیں۔ کوئی انکا ہاتھ بٹانے والا یا قایم مقام نظر نہیں آتا۔

سلسلہ کے تعلیم یافتہ غور کریں میں دیکھتا ہوں کہ آریوں کی یہ حالت ہے کہ ایک طرف تو وہ ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور اسطرح پر اللہ تعالے کی معرفت سے بے نصیب اور حقوق کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اور حقوق العباد کی طرف سے ایسے اندھے ہیں کہ **نیوگ** جیسے مسئلہ کو مانتے ہیں۔ باوجود ایسا مذہب رکھنے کے پھر انمیں اسکی حمایت کے لئے اسقدر **جوش** ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ اپنی زندگیاں مذہب کی خاطر **وقف** کر دیتے ہیں۔

اور یہاں یہ حال ہے کہ جو مدرسہ سے نکلتا ہے اسکو دنیوی امور کیطرف ہی توجہ ہو جاتی ہے۔ جہانتک ہوسکے یہی آرزو ہے کہ کوئی دینی خدمت ہو جاوے رات پھر وہی الہام ہوا جو پہلے ہی ہو چکا ہے۔

تازہ الہام

۱- بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں

۲- قَلَّ مِیْعَادُ رَبِّکَ

۳- اسدن سب پر اداسی چھا جائے گی۔

۴- قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔

ان الہامات پر غور کرکے میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ بہت ہی قریب ہے۔ پہلے بھی یہ الہام ہوا تھا۔ اس وقت اسکے ساتھ ایک رؤیا بھی تھی کہ ایک شخص نے مجھے کنوئیں کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا وہ پانی بڑا ہی مصفا اور مقطر تھا۔ مگر وہ تھوڑا سا تھا اور اس کے ساتھ الہام ہوا تھا۔

آبِ زندگی

غرض

زندگی کا زمانہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو پھر بھی تھوڑا ہی ہے۔

قبل عصر

۳۰۔ نومبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراسی واپس وطن کو جانے والے تھے۔ اسلئے حضرت اقدس سیٹھ صاحب کی ملاقات کیواسطے **مہمان خانہ جدید** میں جہاں سیٹھ صاحب اور دوسرے احباب فروکش تھے تشریف لائے اور سیٹھ صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا رات مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ (وہی الہام جو اوپر درج ہو چکے ہیں سنائے)

الہام سنانے کے بعد فرمایا **ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا** سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی رسوا کرنیوالا ذکر باقی نہ چھوڑیں گے یہہ بڑا مبشر الہام ہے یعنے تیرے آنے کی جو **علت غائی** ہے اسکو ہم پورا کر دیں گے۔ کسی مامور و مرسل کے لئے رسوا کرنے والا ذکر یہی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے مقاصد و اغراض میں ناکامیاب ہو۔ سو اللہ تعالے نے بشارت دی ہے کہ تیرے آنے کی جو غرض اور مقصد ہے اسکو ہم پورا کر دیں گے۔

مگر یہ سنت اللہ ہے کہ جسقدر مامور دنیا میں آتے ہیں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ ان کے ہی زمانہ میں پوری تکمیل ہو جاوے بلکہ بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے متبعین کے ہاتھوں سے پورے ہوتے ہیں اور ان کے ہی ہاتھ پر وہ تکمیل سمجھی جاتی ہے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مکہ مدینہ اور بعض نواح تک اسلام تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رض کے زمانہ میں اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ اور بہت سے امور کی تکمیل صحابہ کے ہاتھ پر ہوئی جو درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی کامیابی اور آپ کے دست مبارک پر ہی تکمیل تھی۔ اسکے بعد بنو امیہ اور دوسرے سلاطین کے ذریعہ ان ترقیوں میں اور ترقی ہوئی۔ اور **محمود غزنوی** نے بھی ان میں حصہ لیا۔ اور یہ سلاطین ہند جو سات سو برس تک حکمران رہے کسی حد تک ان کو بھی حصہ ملا۔ انہوں نے ایسی ایسی جگہ مساجد تعمیر کرائیں جو ہندوؤں کے مرکز تھے۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ جو مامور ہو کر آتا ہے ضروری نہیں کہ سب مقاصد اسکے وقت ہی میں مکمل ہوں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے! آپ نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں لیکن وہ کنجیاں آپ کے بعد حضرت عمر رض کو دی گئیں۔ یہہ کہنا کہ وہ آپ کو نہیں ملیں غلط ہے۔ کیونکہ اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ متبعین کے فتوحات اور کامیابیاں بھی دراصل متبوع ہی کی فتوحات ہوتی ہیں۔

نوٹ:- آج دس بجے سیٹھ صاحب روانہ ہوگئے۔ احباب نے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ بسلامت روی و باز آئی (آمین)

اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی۔ اسکے متعلق فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے جب اللہ تعالے کا کوئی مامور دنیا سے اٹھتا ہے تو ہر چیز پر ایک اداسی چھا جاتی ہے۔ خصوصًا ان لوگوں پر جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ انسان کی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ ہر بات کو قبل از وقت سمجھتا ہے اسلئے جب اسکی کوئی محبوب چیز جاتی رہے تو پھر ضرور غمگین ہوتا ہے یہ ایک فطرتی تقاضا ہے۔ صحابہ کیحالت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تھی۔ انکو تو قریبًا ایک قسم کا جنون ہو گیا تھا۔ اس غم میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں انپر آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو وہ جوش آیا کہ انہوں نے تلوار ہی نکال لی کہ جو شخص کہے گا کہ آپؐ وفات پا گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا گویا وہ یہہ لفظ بھی سننا نہ چاہتے تھے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے **خطبہ** پڑھا۔ اور آیت **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** پڑھی تو انکا جوش فرو ہوا۔ یہہ آیت دراصل ایک جنگ میں نازل ہوئی تھی جبکہ شیطان کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی آواز دی گئی۔ مگر اسوقت جب حضرت ابوبکرؓ نے اس آیت کو پڑھا تو صحابہ سمجھتے تھے کہ گویا آیت ابھی اتری ہے۔

فرمایا ایسے امور میں حیرت اور شگفتگی ایک لازمی امر ہوتا ہے یہہ اختیاری بات نہیں کہ نہو۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالے جو قبل از وقت ان امور کو بار بار ظاہر کرتا ہے اس میں سر ہے کہ تا جماعت کی تسلی اور اطمینان کا موجب ہو۔

ہم یہہ ایمان رکھتے ہیں کہ دو عالم ہیں جو **یقینی الوجود** ہیں ایک تو یہی عالم جس میں ہم اب ہیں اور زندگی بسر کر رہے ہیں دوسرا وہ ہے جس میں مرنے کے بعد ہم داخل ہوتے ہیں چونکہ انسان کو اسکا وسیع علم نہیں ہوتا اسلئے اسے وہمی سمجھتا اور اس سے کراہت کرتا ہے اسکی وجہ اس کے اور کچھ نہیں کہ اسکی خبر نہیں اور عالم میں چونکہ رہتا ہے اور اسکی خبر اور اطلاع ہے اسلئے اس سے محبت کرتا ہے۔ اور اسی میں رہنا چاہتا ہے اگر اس عالم پر پورا یقین ہو جاوے تو اس عالم سے چلا جانے کا کوئی غم اسکو نہ ہو اور ایسی صورت میں یہ عالم تو اسی قدر ہے کہ جیسے **مسافر** کسی جگہ کو کوچ کرنے کی طیاری کرے تو زادراہ کا بندوبست کر لیتا ہے۔ اسی قدر یہہ عالم ہے کہ اس عالم کے سفر کے لئے زادراہ کا بندوبست کرے۔ اور نہ اس سے زیادہ شریعت حکم دیتی ہے۔ اگر یہ عالم ہمیشہ کے لئے ہوتا تو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیاء و رسل اس دنیا میں گذرے ہیں۔ انکے ہمیشہ یہاں رہنے کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ اور اسکو اللہ تعالے سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے! مگر دیکھ لو اللہ تعالے نے جب تک انکے لئے اس عالم میں رہنا پسند کیا وہ یہاں رہے۔ اور آخر اپنا کام کرکے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ خواہ دوسروں کے نزدیک انکی وہ رخصت قبل از وقت ہی سمجھی گئی ہو۔ اوروں کا ذکر چھوڑ کر بنی اسرائیل میں بھیجے ہوئے رسولوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بڑے اُولو العزم رسول تھے اور اللہ تعالے نے ان سے بڑے بڑے وعدے فرمائے منجملہ ان کے **ارض مقدس** میں داخل ہونے کا وعدہ تھا مگر اس **ارض مقدس** کے راستہ ہی میں انکو موت آ گئی اور وہ اس وعدہ کی زمین میں داخل نہو سکے۔ پھر خدا تعالے نے انکے بعد یشوع بن نون کو برگزیدہ کیا اور وہ اس زمین میں داخل ہوا۔ غرض یہہ ایک قسم کے اسرار ہوتے ہیں جنکو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رو رو کر دعائیں کرتے تھے اسکے یہ معنے نہیں کہ وہ موت سے ڈرتے تھے یا اس زندگی سے پیار کرتے تھے بلکہ ان کو ناکامی کا اندیشہ تھا کہ ایسا نہو میں ناکام دنیا سے اٹھوں۔ آخر اللہ تعالے نے انکی دعاؤں کو سنا مگر یہ نہیں کہ وہ موت کا پیالہ ان سے ٹل گیا اپنے وقت پر انہوں نے پیا اور رخصت ہوئے۔

فرمایا ہم تو اللہ تعالے کی رضا کو **مقدم** کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالے کے کاروبار میں جنکا اسنے ارادہ کیا ہوتا ہے کسی قسم کا فرق آ جاتا ہے ایسا تو وہم کرنا بھی سخت گناہ ہے نہیں بلکہ وہ کاروبار جسطرح پر وہ چاہتا ہے بدستور چلتا ہے اور جسطرح اللہ تعالے چاہتا ہے اُسے چلاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے کہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گئے قوم چالیس دن تک ماتم کرتی رہی مگر خدا تعالے نے وہی کام یشوع بن نون سے لیا۔ اور پھر

چہوٹے چہوٹے اور نبی آتے رہے یہانتک کہ مسیح ابن مریم آگیا - اور اس سلسلہ مین جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے شروع کیا تہا کوئی فرق نہ آیا۔

پس یہہ کبہی نہیں سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ مین کوئی فرق آجاتا ہے یہہ ایک دہوکا لگتا ہے اور بت پرستی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اگر یہہ خیال کیا جاوے کہ ایک شخص کے وجود کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ **مین تو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور طرف نظر اٹہانا کبہی پسند نہین کرتا۔**

فرمایا میرے ایک چچا صاحب فوت ہو گئے تہے عرصہ ہوا۔ مین نے ایک مرتبہ اون کو عالم رؤیا مین دیکہا۔ اور ان سے اس عالم کے حالات پوچہے کہ کس طرح انسان فوت ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ اسوقت عجیب نظارہ ہوتا ہے جب انسان کا آخری وقت قریب آتا ہے تو دو فرشتے جو سفید پوش ہوتے ہین سامنے آتے ہین اور وہ کہتے آتے ہین **مو لا لبس مو لا لبس۔**

(فرمایا حقیقت مین ایسی حالت مین جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے یہی لفظ **مو لا لبس** موزون ہوتا ہے)

اور پہر وہ قریب آکر دونو انگلیان ناک کے آگے رکہدیتے ہین

اے روح جس راہ سے آئی تہی اسی راہ سے واپس نکل آ!

فرمایا طبعی امور سے ثابت ہوتا ہے کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے اسی راہ سے معلوم ہوا نکلتی ہے۔

توریت سے بہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نتہنون کے ذریعہ زندگی کی روح پہونکی گئی۔

وہ عالم عجیب اسرار کا عالم ہے جنکو اس زندگی مین انسان پورے طور پر سمجہہ بہی نہین سکتا۔

فرمایا اگر دن تہوڑے ہی ہون اور اللہ تعالےٰ کی رضا مین بسر ہون تو غنیمت ہین۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جس ملک مین رہے تہے وہان کی زندگی صرف ساڑہے تین سال کی ہی رسالت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ رسالت ۲۳ سال تہا مگر مین جانتا ہون کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوش قسمتی ثابت ہوتی ہے اور کوئی دوسرا اس مین شریک نہین۔ امور رسالت مین یہہ کامیابی اور سعادت کسی اور کو نہین ملی۔ آپ کی آمد کا وہ وقت تہا جسکو اللہ تعالےٰ نے خود ظہر الفساد فی البر والبحر سے بیان کیا ہے یعنے نہ خشکی مین امن تہا نہ تری مین مراد اس سے یہ ہے کہ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب بگڑ چکے تہے اور قسم قسم کے فساد اور خرابیان ان مین پہیلی ہوئی تہین گویا زمانہ کی حالت بالطبع تقاضا کرتی تہی کہ اسوقت ایک زبردست **ہادی اور مصلح** پیدا ہو۔ ایسی حالت مین اللہ تعالےٰ نے آپ کو **مبعوث فرمایا** - اور پہر آپ ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے جب آپکو یہہ آواز آگئی - **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** - یہ آواز کسی اور نبی اور رسول کو نہین آئی - کہتے ہین جب یہ آیت اُتری اور پڑہی گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس آیت کو سنکر رو پڑے - ایک صحابی نے کہا کہ اے بڈہے آدمی تجہے کیا ہو گیا آج تو خوشی کا دن ہے تو کیون رو پڑا - حضرت ابوبکر رضہ نے جواب دیا کہ تو نہین جانتا مجہے اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بُو آتی ہے - حضرت ابوبکر رضہ کی فراست بہت تیز تہی انہون نے سمجہہ لیا کہ جب کام ہو چکا تو پہر یہان کیا کام - قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی بندوبست کا افسر کسی ضلع کا بندوبست کرنے کو بہیجا جاتا ہے وہ اوسوقت تک وہان رہتا ہے جب تک وہ کام ختم نہ ہو لے جب کام ختم ہو جاتا ہے تو پہر کسی اور جگہ بہیجا جاتا ہے - اسی طرح پر مرسلین کے متعلق بہی **سنت** ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب یہہ امر دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ابوبکر سچ کہتا ہے - اور پہر یہہ بہی فرمایا **اگر مین کسی کو دنیا مین دوست رکہتا تو ابوبکر رضہ کو**

یہہ جملہ بہی قابل تشریح ہے حضرت ابوبکر رضہ کو آپ دوست تو کہتے تہے پہر اسکا کیا مطلب؟ بات اصل مین یہ ہے کہ **خلت** اور دوستی تو وہ ہوتی ہے جو رگ و ریشہ مین دہس جاوے وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ اور اسی کے لئے مخصوص ہے دوسرون کے ساتہ محض **اخوت** اور دوری ہے **خلت** کا مفہوم ہی یہی ہے کہ اندر دہس جاوے جیسے یوسف زلیخا کے اندر گیا تہا۔ پس یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس پاک فقرہ کے ہین کہ اللہ تعالےٰ کی خلت مین تو کوئی شریک نہین دنیا مین اگر کسی کو دوست رکہتا تو ابوبکر کو رکہتا۔

یہہ ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی کو بیٹا بناتا تو ایک مقرب کو بنا لیتا - ایک مفسر کہتا ہے مقرب سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہین جنکو مقام لدنی حاصل ہے غرض یہہ امور تکمیل کے لئے ضروری ہین جنکو ہر شخص سمجہہ نہین سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہزارون آدمی مرتد ہو گئے حالانکہ آپ کے زمانہ مین تکمیل شریعت ہو چکی تہی - یہانتک اس ارتداد کی نوبت پہونچی کہ صرف دو مسجدین رہ گئین جن مین نماز پڑہی جاتی تہی باقی کسی مسجد مین نماز ہی نہین پڑہی جاتی تہی یہہ وہی لوگ تہے جنکو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **لم تؤمنوا و لکن قولوا اسلمنا** مگر اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دوبارہ اسلام کو قائم کیا اور وہ آدم ثانی ہوئے۔

میرے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت بڑا احسان اس امت پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ انکے زمانہ مین چار جہوٹے پیغمبر ہو گئے مسیلمہ کے ساتہ ایک لاکہہ آدمی ہو گئے تہے اور انکا نبی انکے درمیان سے اُٹہہ گیا تہا مگر ایسی مشکلات پر بہی اسلام اپنے مرکز پر قائم ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو بات بنی بنائی ملی تہی پہر وہ اسکو پہیلاتے گئے یہان تک کہ نواح عرب سے اسلام نکل کر شام و روم تک جا پہونچا اور یہہ ممالک مسلمانون کے قبضے مین آگئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ والی مصیبت کسی نے نہین دیکہی تہی نہ حضرت عمر رضہ نے نہ حضرت عثمان رضہ نے اور نہ حضرت علی رضہ نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور میرا باپ خلیفہ ہوا - اور لوگ مرتد ہو گئے تو میرے باپ پر اسقدر غم پڑا کہ اگر پہاڑ پر وہ غم پڑتا تو وہ زمین کے برابر ہو جاتا - ایسی حالت مین حضرت ابوبکر رضہ کا مقابلہ ہم کس سے کرین - اصل مشکلات اور مصائب کا زمانہ وہی تہا جس مین اللہ تعالےٰ نے انہین کامیاب کیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت کوئی فتنہ باقی نہ تہا اور حضرت عثمان رضہ کو تو مین حضرت سلیمانؑ سے تشبیہ دیتا ہون ان کو بہی عمارات کا بڑا شوق تہا حضرت علی رضہ کے وقت مین اندرونی فتنے ضرور تہے ایک طرف معاویہ تہے اور دوسری طرف علی رضہ اور ان فتنون کے باعث مسلمانون کے خوب خون بہے ۲۰ سال گئے اندر اسلام کے لئے کوئی کارروائی نہین ہوئی - اسلام کے لئے تو عثمان رضہ تک ہی ساری کارروائیان ختم ہو گئین پہر تو خانہ جنگی شروع ہو گئی - حضرت **حسن** رضہ نے میری دانست مین بہت اچہا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہو گئے پہلے ہی ہزارون خون ہو چکے تہے انہون نے پسند نہ کیا کہ اور خون ہون اسلئے معاویہ سے گذارہ لے لیا چونکہ حضرت حسن رضہ کے اس فعل سے شیعہ پر زد ہوتی ہے اسلئے امام حسن رضہ پر پورے راضی نہین ہوئے - ہم تو دونون کے ثنا خوان ہین - اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جُدا جُدا قوی معلوم ہوتے ہین حضرت امام حسن نے پسند نہ کیا کہ مسلمانون مین خانہ جنگی بڑہے اور خون ہون - انہون نے امن پسندی کو مد نظر رکہا - اور حضرت امام حسین رضہ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتہہ پر بیعت کرون کیونکہ اس سے دین مین خرابی ہوتی ہے - دونون کی نیت نیک تہی۔ **انما الاعمال بالنیات۔**

یہہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتہہ سے بہی اسلامی ترقی ہوئی یہہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے وہ چاہے تو فاسق کے ہاتہہ سے بہی ترقی ہو جاتی ہے - یزید کا بیٹا نیک بخت تہا - اصل یہی ہے کہ ہر شخص اپنے قویٰ کے موافق کام کرتا ہے **قل کل یعمل علےٰ شاکلتہ**

بعض لوگ دنیاداری مین بڑے کامل ہوتے ہین - بعض سادہ ہوتے ہین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکہا کہ لوگ کہجور کو پیوند کر رہے ہین یہہ پیوند نر کا مادہ کو ہوتا ہے آپ نے ان کو منع کیا - انہون نے نہ لگایا اس سال کہجورین نہ لگین تو آپنے فرمایا **انتم اعلم باموردنیاکم** یعنے تم اپنے دنیوی معاملات کو بہت جانتے ہو۔

انبیاء علیہم السلام باوجود اسکے کہ بڑے قوی الحوصلہ اور صاحب ہمت لوگ ہوتے ہین لیکن اگر انہین قلبہ رانی کے لئے کہا جاوے تو انہین کب توفیق ہو سکتی ہے؟ اسلئے کہ وہ اس غرض کے لئے بنائے ہی نہین جاتے - جس مقصد اور غرض کے لئے وہ آتے ہین اور اس راہ مین جو تکالیف اور مصائب انہین اُٹہانے پڑتے ہین کوئی دوسرا شخص دنیا کا خواہ وہ کیسا ہی بہادر اور تنومند کیون نہ ہو وہ ان مشکلات کو ہرگز ہرگز برداشت نہین کر سکتا مگر اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کو کچہہ ایسا دل اور حوصلہ عطا کرتا ہے - کہ وہ بڑی **جرأت** اور **دلیری** کے ساتہ انکو برداشت کرتے ہین۔

خود انسان کو دیکہو کہ باوجودیکہ بڑا عقلمند اور عجیب عجیب ایجادین کرتا ہے مگر بئے کا سا گہونسلا نہین بنا سکتا - اسلئے کہ اس قسم کے قویٰ اسے نہین ملے - شہد کی مکہی شہد بناتی ہے انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس قسم کا شہد بنا سکے وہی بوٹیان موجود ہین مگر انسان عاجز ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے جُدا جُدا طاقت دی ہے - اسطرح ایک طبقہ انسان کا وہ ہے جنکو **روحانی قوتین** دی جاتی ہین۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ زندگی مین کسی مرد سے تعلق ہو یا مرید کامل اپنے پیر سے ہو کیا وہ بہی اس سے فیض پا لیتا ہے

فرمایا صوفی تو کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد بھی فیض پاتا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں ایک دائرہ کے اندر محدود ہوتا ہے اور مرنے کے بعد وہ دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اس کے سب قائل ہیں۔

چنانچہ یہانتک بھی مانا ہے کہ حضرت عیسےٰ جب آسمان سے آئیں گے تو چونکہ وہ علوم عربیہ سے ناواقف ہونگے کیا کرینگے؟ بعض کہتے ہیں کہ وہ علوم عربیہ پڑہیں گے۔ اور حدیث اور فقہ بھی پڑہیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہہ امر تو ان کے لئے موجب عار ہے کہ وہ کسی نوی کے شاگرد ہوں اسلئے مانا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں بیٹھیں گے اور وہاں بیٹھ کر استفاضہ کریں گے۔ مگر اصل میں یہہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مگر اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ انکا عقیدہ ہے کہ قبور سے استفاضہ ہو سکتا ہے لیکن یہہ یاد رہے کہ یہہ امر بطریق شرک نہ ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔

فرمایا ہماری نصیحت یہی ہے کہ ہر شخص گور کے کنارے بیٹھا ہے یہہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی کو اطلاع دیدے۔ اور کسی کو اچانک موت آجاوے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہہ گھر ہے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کے سارے آدمیوں کو مٹی میں دبایا اور اولادوں کو دفن کیا مگر کچھ ایسے سخت دل ہوتے ہیں کہ وہ موت اپر اثر نہیں کرتی۔ اور **تبدیلی** انمیں نہیں پائی جاتی۔ یہہ بدقسمتی ہے۔ یہہ تماشا سلاطین کے ہاں بہت دیکھا جاتا ہے۔ لاکہوں لاکہ خون ہو جاتے ہیں اور انپر کوئی اثر نہیں مساکین سے مال لیتے ہیں اور خود عیش کرتے ہیں بڑی بہاری غفلت کا نمونہ انکے ہاں دیکھا جاتا ہے۔

سفرنامہ دہلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا۔)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سٹیشن

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احباب نے دوپہر کا کہانا یہاں ہی کہایا۔ اور ظہر اور عصر کی نماز سفر کیوجہ سے جمع کر کے پڑہی گئی۔ حضرت اقدس کا عموماً معمول دیکھا گیا ہے کہ جب آپ سفر میں جاتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں اور ظہر عصر کی نماز ضرور تاً جمع کر لیتے ہیں۔ اس سفر میں چونکہ فاضل امروہی ساتھ تھے اسلئے وہی امام نماز تھے۔

نماز سے فارغ ہو کر خاکسار ایڈیٹر نے آپ کی ریزرو گاڑی میں اسباب وغیرہ رکھوایا۔ اور آپ کو سوار کرا دیا۔ یہہ گاڑی حضور کی بالکل الگ تھی۔

پردہ پر ایک نظر

مجھے متعدد مرتبہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی صورتوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جبکہ آپ سفر میں ہوں اور حضرت ام المومنین علیہا السلام آپ کے ہمراہ ہوں۔

آپ ایسے موقع پر عام دنیاداروں کی طرح کبھی ایسا پسند اور گوارا نہیں فرماتے کہ آپ تو آگے آگے ہوں اور مستورات پیچھے ایک اچھے خاصہ فاصلہ سے ہوں۔ یہہ نظارہ ہم لوگ آئے دن سٹیشنوں پر دیکھتے ہیں کہ اس کو وضع داری کے خلاف سمجھا جاتا ہے کہ مستورات کے ساتھ ساتھ چلیں مگر حضرت حجۃ اللہ جو ہر معاملہ میں ایک اسوہ اور نمونہ ہیں اور جنہوں نے آکر دنیا میں **عورت ذات** کی کہوئی ہوئی عزت کو پھر قایم کیا ہے اور **خیرکم خیرکم لاھلہ** پر پورا عمل کر کے دکہایا ہے سفر میں کبھی ایسی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ ایک **مستعد ہوشیار** انسان کی طرح (جو انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے) سفر کرتے ہیں۔ آپ حضرت ام المومنین علیہا السلام کے بالکل ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سب بچوں اور مستورات کو خوب احتیاط کے ساتھ گاڑی میں سوار کرا چکنے کے بعد خود سوار ہوئے۔

سٹیشن بٹالہ پر بیعت

یہہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میاں امام بخش سپاہی ساکن چکوال ۱۰ بجے والی گاڑی میں اپنی اہلیہ سمیت قادیان جانے کے واسطے سٹیشن بٹالہ پر اترا تہا لیکن جب اس نے دہلی جانے والے قافلہ کو دیکھا اور معلوم کیا کہ حضرت اقدس تشریف لا رہے ہیں تو وہیں ٹھیر گیا آخر سٹیشن پر ہی حضرت اقدس سے اسکی اہلیہ نے بیعت کی اور وہ بھی اسی گاڑی میں جس میں حضرت اقدس دہلی جانے والے تھے امرتسر تک واپس ہوا۔

بٹالہ سے امرتسر

بٹالہ سے گاڑی ایک بجکر ۵۰ منٹ گذرے روانہ ہوئی۔ راستہ میں کوئی ایسا امر قابل ذکر نہیں روانگی سے پہلے دہلی روانگی کا تار دیدیا گیا۔

امرتسر ریلوی سٹیشن

حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیوٹ تہی اور آپ نے منع کر دیا تہا کہ کسی خادم کو اطلاع نہ دی جاوے اسکی وجہ یہ تہی کہ چونکہ روانگی یقینی نہ تہی۔ اور کئی مرتبہ ارادے ہو ہو کر فسخ ہو چکے تہے اور ایک مرتبہ اطلاع دینے کی وجہ سے **پہگواڑہ پہلور لودہانہ** کے سٹیشنوں پر کئی کئی دن تک خدام حاضر رہے اور آخر انتظار کے بعد بنگہ ضلع جالندہر کی جماعت قادیان ہی آپہونچی۔ اگرچہ وہ لوگ بڑے خوش اور اپنے آپ کو بیدار بخت سمجھتے تہے کہ اس تقریب پر ہی حضرت اقدس کی زیارت کا موقع مل گیا۔ مگر حضرت اقدس انکی تکلیف کو بہت محسوس کرتے تہے۔ اس بنا پر فرمایا کہ بہتر ہے کسی جگہ اطلاع نہ دیجاوے۔ یہی وجہ تہی جو امرتسر بہی اطلاع نہ کی گئی۔

یہاں گاڑی کو قریب ۵ گہنٹہ ٹہیرنا تہا۔ ابہی تہوڑی دیر ہی ہوئی تہی۔ کہ کپورتہلہ کی جماعت (جو اپنے اخلاص کا ایک خاص نمونہ ہے) میں سے منشی ظفر احمد صاحب اور منشی اروڑا صاحب اور ڈاکٹر فیض قادر صاحب تشریف لے آئے۔ ہر چند ہر شخص کا اخلاص اس کے اپنے دل میں ہے اور اللہ تعالےٰ ہی اسے بہتر جانتا ہے مگر منشی **اروڑا** صاحب کی زندگی میں میں نے یہ عجیب بات دیکھی ہے۔ کہ کوئی سفر ہو کوئی تقریب ہو وہ علے العموم حاضر ہو جایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے۔ اور دوسرے احباب کو اس کی توفیق۔ اس سفر دہلی میں دہلی تو نہیں مگر لودہانہ بہی منشی صاحب موصوف پہونچ گئے تہے اور جن سفروں میں مجھے حضرت اقدس کے ہمراہ جانا پڑا ہے میں نے عموماً انکو دیکھا ہے۔ خیر یہہ تو جملہ معترضہ تہا جماعت کپورتہلہ کے مندرجہ بالا احباب نے امتیاز حاصل کیا اور انمیں سے ڈاکٹر فیض قادر صاحب شہر کو چلے گئے۔ اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کو خبر ہوئی۔ وہ دوڑے ہوئے سٹیشن پر پہونچے اور احباب کو بہی حتی المقدور خبر دی۔

جماعت امرتسر

مگر انہیں اس امر کا سخت افسوس تہا کہ کیوں قبل از وقت انہیں اطلاع نہ ملی۔ آخر انہوں نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور شام کی دعوت کے لئے جماعت امرتسر کیطرف سے عرض کیا اجازت ہونے پر وہ شہر میں واپس آئے۔ بڑی سرعت اور عجلت کے ساتھ مغرب کی نماز ہوتے ہوتے وہ مکلف کہانا طیار کر کے لے آئے۔ جماعت امرتسر کے اکثر احباب جنکو خبر ہو چکی تہی ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد حصول نیاز کی خاطر حاضر ہوئے۔ ملک الہین سے حضرت اقدس اور احباب سے ملکر ان کا جان خوش ہو رہا تہا۔ وہاں اسے قبل از وقت اطلاع نہ ہونے کا سخت افسوس ہو رہا تہا۔

جماعت لاہور کے ممبر

کپورتہلہ کی جماعت کے کچھ عرصہ بعد لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور ماسٹر غلام محمد صاحب اور برخوردار محمد یوسف پسر حکیم محمد حسین صاحب قریشی بھی آ حاضر ہوئے۔ میں ان دونوں صاحبوں کا ذکر بھی خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں لاہور میں [illegible] یہہ دو بزرگ قادیان [illegible] سفر میں تہی الوسع [illegible] ڈاکٹر **حکیم نور محمد** صاحب بھی [illegible] ہیں اس موقع پر وہ کبھی پیچھے نہ رہتے اگر [illegible] وہ بیمار نہ ہوتے۔ بہرحال [illegible] احباب کو بہی اس اسوہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے [illegible]

امرتسر سٹیشن

حضرت اقدس [illegible] اتر کر پلیٹ فارم کے ایک ایسے حصہ پر جہاں مسافروں کی آمد و رفت نہ تہی [illegible] درختوں کے نیچے تشریف فرما ہو گئے [illegible] مستورات ایک طرف [illegible] حضرت اقدس خدام میں بیٹھے ہوئے تہے کہ ایک صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد کی طبیعت ناساز معلوم ہوئی۔ اگرچہ کچھ ضروری نہ تہا کہ میں یہاں اس تذکرہ کو لکھتا لیکن میں اس سے آپ کی پاک [illegible] کا ایک حصہ

آپکا خارق عادت تعلق

دکہانا چاہتا ہوں۔ اسلئے میں اسکو چہوڑنا نہیں چاہتا۔ وہ یہہ ہے کہ آپ کی ہمدردی اور مستعدی اور ہمت کو دکہاؤں۔ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ **سستی اور کاہلی** کو نزدیک نہیں آنے دیتے اور ان کی فطرت میں نوع انسان کے لئے غیر معمولی اور خارق العادت ہمدردی ہوتی ہے ممکن ہے کوئی شخص یہہ کہکر کہ اپنا بچہ تہا [illegible] مرزا صاحب نے ہمدردی اور شفقت کا [illegible] دکہایا ہوگا۔ مگر انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہر شخص کے لئے ایسا ہی **درد** اور چستی آپ میں ایسے موقعوں پر پائی گئی ہے اور خود راقم مضمون نہا پٹہان کوٹ کے مقام پر ۱۸۹۹ء میں بندگان عالی کی شفقت کا وہ نمونہ دیکھ چکا ہے کہ بغیر انبیاء علیہم السلام کے دوسروں میں مل ہی نہیں سکتا۔ غرض آپ نے نبض دیکھی اور معلوم ہوا کہ معدہ میں ثقل اور حرارت بڑہ رہی ہے فوراً آپ کوئی چار سو قدم کے فاصلہ پر جہاں آپ کی گاڑی کہڑی تہی تشریف لے گئے یہہ عاجز بہی ہمراہ تہا اور ایک بڑا صندوق تختہ کے نیچے سے نکالا اس میں سے کوئی دوائی نکالی اور صاحبزادہ صاحب کو دی۔ اور بعض ادویات ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مشورہ سے بازار سے منگوا کر دی گئیں۔ خدا نے اپنا فضل کیا اور صاحبزادہ صاحب کی حالت درست ہو گئی والحمد للہ علےٰ ذالک

لا تطیش المنایا سہامہا

جماعت امرتسر کے آجانے پر باتوں ہی باتوں میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب [illegible]

کا تذکرہ آگیا - فرمایا ؟ بڑے ہی مخلص اور قابل قدر انسان تھے مگر اللہ تعالےٰ کی یہی مرضی تہی اگرچہ بشریت کے لحاظ سے صدمہ ہوتا ہے - مگر ہم اللہ تعالےٰ کی رضا پر خوش ہین - اسنے ہماری تسلی کے لئے پہلے سے ہی بتا دیا تہا کہ اب مولوی صاحب ہم سے الگ ہونگے - چنانچہ لا تطیش المنایا سھامہا ان کی بابت الہام ہو چکا تہا اور پھر کفن مین لپیٹا گیا - اور پہر صاف طور پرے ۴۷ برس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون -

یہہ سب الہامات ان کی موت کی خبر دیتے تہے - لیکن ہم ان کی نسبت خیر چاہتے تہے اسلئے اپنے طور پر ان الہامات کو کسی اور مفہوم مین پورا ہونے کے خواہشمند تہے مگر اللہ تعالےٰ کی قضا و قدر وہی تہی جو صاف طور پر ان الہامات مین بتا دی گئی تہی اور آخر وہ پورے ہو گئے -

ان الہامات پر غور کرکے مجہے ایک نکتہ سمجہہ مین آیا ہے کہ جب **مرض الموت** کا وقت آجاوے تو وہ وقت دعا کا نہین ہوتا - کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیتا ہے اسی طرح پر جو حالتین مہلک بیماریون کی ہوتی ہین انمین ہی نتیجہ نظر آجاتا ہے - مگر خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ مولویصاحب کے معاملہ مین ایک عجیب بات دیکہی گئی کہ ان کی اصل مرض **سرطان** جسکو انگریزی مین (کاربنکل) کہتے ہین بالکل اچہا ہو گیا بلکہ خود انہون نے ہاتہہ پہیر کر دیکہا اور یہی کہتے تہے کہ اب مین دو چار روز مین پہرنے لگونگا - آخر ذات الجنب کیوجہ سے سخت بخار ہو گیا جو ۱۰۶ درجہ تک پہونچگیا اور اسی عارضہ مین وفات پائی ۱۵ دن تک وہ اس بیماری مین زندہ رہے یہہ زیادت ایام ہی استجابت دعا پر دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس مرض سے انکو آخر نجات دیدی - رہی موت اس سے تو نہ کوئی بچا ہے نہ بچ سکتا ہے - انکی بیوی نے بتایا کہ وہ کہتے تہے کہ کئی مرتبہ خدا ابلانے آیا ہے مگر تاخیر ہی ہوتی رہی -

خدا تعالیٰ کا تردّد

اصل بات یہہ ہے کہ یہہ وہی تردّد ہے جسکا ذکر صحیح حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجہے مومن کی جان لینے مین تردد ہوتا ہے - مینے باوجودیکہ انکی وفات کے متعلق الہامات ہو چکے تہے - بہت دعا کی تو الہام ہؤا - **تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا** پھر یہہ بہی الہام ہؤا - **یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم** - اس کا مطلب یہہ تہا کہ جب انتہا درجہ تک کسی کا وجود ضروری سمجہا جاتا ہے تو وہ معبود ہو جاتا ہے - اور یہہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا وجود ہے جسکا کوئی بدل نہین - کسی انسان یا اور مخلوق کے لئے ایسا نہین کہہ سکتے -

پہر فرمایا پرسون الہام ہوا تہا انی مع الرسول اقوم واروم ما یروم واعطیك ما یدوم اور آج کا الہام یہ ہے تاتیك وانا معك یہہ الہام بخیر و عافیت سفر سے واپس آنے کی خبر دیتا ہے -

جماعت نبگہ

مین اوپر ذکر کر آیا ہون کہ نبگہ کی جماعت حضرت اقدس کی روانگی کی خبر پاکر پہگواڑہ پہونچی تہی اور وہان دو دن انتظار کرکے آخر دار الامان آ پہونچی تہی - قادیان سے رخصت ہو کر وہ نبگہ کو واپس جا رہی تہی - حسن اتفاق سے اسکو دو دن امرتسر لگ گئے اور اس عرصہ مین حضرۃ اقدس کی روانگی دہلی کا ارادہ مصمم ہو گیا - اور امرتسر کے سٹیشن پر پہر انہین ملاقات اور ملاقات کے ساتہہ ہی پہگواڑہ تک شاملیت کا موقع مل گیا - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

عرض

امرتسر کی جماعت نے نہایت فراخدلی اور حوصلہ کے ساتہہ ان مسافران دہلی کی دعوت کی مغرب اور عشاء کی نماز جمع کرکے پڑھ لی گئی - پہر ہم مسافران دہلی گاڑی مین سوار ہو گئے اور رات کے ۹ بجے گاڑی نے سٹیشن امرتسر کو **الوداع** کہا اور رات کی تاریکی تاریکی مین فراٹے بہرتی ہوئی سوئے دہلی روانہ ہوئی -

ایک عظیم الشان پیشگوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ظہور

ہم لوگ جب گاڑی مین سوار ہو گئے اور یہ جدید سواری (جسکو ہماری مذہبی اصطلاح مین **خرِ دجّال** کہا جاتا ہے) خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو لیکر روانہ ہوئی تو میرے مین عجیب عجیب خیالات کا سلسلہ شروع ہؤا مین نہین چاہتا تہا کہ انہین اپنی چہوٹی سی کہوپری مین ہی جگہ کہانے دون اسلئے حوالہ قلم کرتا ہون تا دوسرے بہی خیالات کے اس چکر کو دیکہہ کر کم و بیش کوئی فائدہ اٹہائین

(باقی آئندہ)

پہر مولوی محمد حسین صاحب

احباب گاڑی مین سوار ہو چکے تہے لیکن ابہی گاڑی کی روانگی مین دیر تہی کہ ... علی ظفر احمد صاحب نے مجہے آکر خبر دی کہ مولوی محمد حسین صاحب واپس بٹالہ جاتے ہین چنانچہ مین پہر گیا تا کہ ان سے ملاقات کرون پہر ان سے چند باتین ہوئین مولویصاحب نے اپنی دردانگیز داستان سفر شملہ کی سنائی کہ کسطرح انکا نقصان ہؤا - اور بیچارے اس نقصان کیوجہ سے بے نیل مرام واپس آئے اور شملہ نہ پہونچ سکے - آخر مین انہین ... کمرہ کے ایک مسافر نے مجہے کہا کہ تم مولوی صاحب کو بہت سا روپیہ دو تو ابہی **مرزائی ہو جائینگے** خدا کی شان ہے کہ مولویصاحب آج صبح ہی بٹالہ سٹیشن پر مجہے یہ الزام دیتے تہے کہ ایک نامعلوم شخص نے برملا مولویصاحب کے منہ پر یہ بات کہی مینے اسکو جواب مین کہا کہ تم نے مولویصاحب کی بڑی ہتک کی ہے کیا مولوی صاحب **ایمان فروش** ہین - اور اگر انہون نے روپیہ لیکر کوئی مذہب اختیار کرنا ہے تو پہر عیسائی ہو جائین - مولویصاحب خاموش ٹک ٹک دیکہتے تہے اور دم نہ مارتے تہے - مین اسی حال مین چہوڑ کر رخصت ہو آیا - کہنے لگے کہ کل دہلی آؤنگا -

یادگار کریمی

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی یادگار کے متعلق جہانتک مجہے علم ہے سیالکوٹ کے سوا دوسری جگہ مستعدی سے کام نہین ہو رہا ہے - سیالکوٹ کی جماعت بڑی سرگرمی کے ساتہہ اپنے واجب الاحترام بہائی کی یادگار مین ہمہ تن ساعی ہے - اگر اس موقع پر سستی اور غفلت سے کام لیا گیا ہے - تو یہ بہت افسوسناک امر ہوگا - کیا ایک حقیقت شناس قوم کو مین زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ مین توجہ دلاؤن ؟ مخدوم الملۃ کی زبان اب کہان سے لاؤن کہ تمہین بیدار کر سکون

ہم چاہتے ہین کہ مرحوم کی یادگار مین مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت پختہ کی جاوے اور اس عمارت کے ایک حصہ مین یا جیسا مناسب ہو - قاریون کی جماعت کہولی جاوے جو قرآن شریف کو تجوید اور قرأۃ کے ساتہہ پڑہنا سیکہے اور پہر قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لئے وہ علوم دینیہ قرآنیہ حاصل کرکے ملک اور قوم کے لئے ایک مفید اور نفع رسان جماعت ہو - ان مقاصد اور اغراض کے پورا کرنے کے واسطے کم از کم تیس ہزار روپیہ کی رقم مطلوب ہوگی تین لاکہہ کی جماعت مین بیس ہزار کوئی بڑی بات نہین ہے اگر ۱ فیصدی ہی وصول کیا جاوے تو تیس ہزار ہو سکتا ہے - مین جانتا ہون کہ قوم دینے کو طیار اور آمادہ ہے لیکن ضرورت محصّلین کی ہے اگر سیالکوٹ کی جماعت کی طرح ہر ضلع کی جماعت باقاعدہ تحصیلدار اپنے اپنے ضلع مین بہیجے تو اس سے جہان ایک طرف ضلع بہر کی جماعت کی پوری فہرست اور فرد طیار ہو جائیگی وہان بہت جلد یہہ روپیہ بہم پہونچ جاوے گا - مین قادیان کے تمام اکابران قوم لاہور کپورتہلہ - امرتسر - لودہانہ - جالندہر - ہوشیارپور - میرٹہہ - دگلاسر - گجرات - پشاور - جہلم - گجرانوالہ - گوجرانوالہ - ملتان - پٹیالہ - حیدرآباد دکن - وغیرہ اضلاع اور مقامات کی جماعتون کی طرف سے اس جواب کے سننے کے منتظر ہین کہ وہ بتائین انہون نے اس کام کیلئے کیا عملی تجویز اختیار کی ہے - فرداً فرداً بہی چندہ بہیجنے والون کو ابہی تحریک نہین ہوئی - اسلئے آج مین اس فہرست چندہ کو کہولتا ہون + اگر کم و بیش بیس مقامات کی جماعتین اپنے ذمہ ایک ایک ہزار چندہ کا بہم پہونچانا فرض کر لین تو آسانی سے ہو سکتا ہے اگرچہ بعض اضلاع اور مقامات کی جماعتین تہوڑی اور غریب ہین مگر اس کے ساتہہ ہی بعض مقامات کی جماعتین ایک ایک ہزار کی بجائے کئی کئی ہزار دے سکتی ہین - اسلئے احمدی قوم اس معاملہ کو اب زیادہ لمبا نکرے اور اسپر متواتر تحریکون اور آوازون کی لئے منتظر نہ رہے - اسے چاہئے کہ وہ بہت جلد اس رقم کے پورا کرنے کی فکر کرے - **قادیانی جماعت کس قدر چندہ دیگی ؟** یہہ ایک سوال ہے جو مین یہان کی جماعت کے سامنے پیش کرتا ہون کیا یہان کے رہنے والے یہہ سعی کرینگے کہ اگر زیادہ نہین تو **ایک ہزار** روپیہ جمع کر دین - رقم بڑی نہین اگر ہمت کرین اور حوصلہ سے کام لین - مین امید کرتا ہون کہ اگر قادیانی جماعت نے اس امر مین سرگرمی سے کام لیا - تو اسکی نظیر اور نمونہ قوم مین ایک خاص حرکت پیدا کریگا - اسلئے کہ مالی حالت کے لحاظ سے مین اور دوسرے یقیناً جانتے ہین کہ قادیانی جماعت ضعفا کی جماعت ہے جو غریب مہاجرین اور طالب علمون سے بنی ہے - پس اگر ان غربا نے ایک ہزار کا چندہ جمع کر لیا تو پہر ہر شہر سے چندہ کا بہت جلد ہو جانا مشکل نہین ہے مین یہ بہی عرض کر دینا ضروری سمجہتا ہون کہ یہ چندہ باقساط بہی دیا جا سکیگا - **چندہ کی فرد اور فہرست ایڈیٹر الحکم کے پاس بہیجدو** - اور روپیہ براہ راست امین یادگار کریمی قادیان کے نام بہیجدو - مین اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پہ بہروسہ کرکے اس فہرست چندہ کہولتا ہون -

آغاز کردہ ام برسانی تو انتہا

۱- خاکسار ایڈیٹر الحکم { علاوہ دو روپیہ ماہوار کے جو اجرا مدرسہ مجوزہ یادگار سے دیا جاوے گا } ؏ ۵۰
(دس اقساط مین)

۲- ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور - ؏ ۵۰

{ یہہ رقم فی الحال انہون نے تجویز کی ہے مگر ادا بہی انشاء اللہ کر دینگے }

۱۸۷۵ء کی شاہی سیاحت کی یادداشت

ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز (ملک معظم) ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو جہاز " سیرالپس " پر انگلستان سے بجانب ہند روانہ ہوئے۔ اور ۸۔ نومبر کو بمبئی مین پہنچے۔ لارڈ نارتھبروک اور دیگر حکام اعلےٰ رئیسہ اور ہندوستانی راجاؤن و نوابون کا بمبئی مین استقبال کیا۔ ہز رائل ہائینس نے اپنی اول تقریر بمبئی مین شہر بمبئی کی ہفت رنگی اور مختلف آبادی کے درمیان ایک ایسی سلطنت کے طریق حکمرانی کے نشانات دیکھے جو قانون کی اجازت اور ادب کرنے والے کو پناہ دیتی ہے۔ اور نسلی امتیازات کو نظر انداز کرتی ہے اور سب کو مذہبی اعتقاد کی آزادی دیتی ہے۔ اور جسنے تمام باضابطہ کامون اور جرمون کو پناہ دے رکھی ہے " (یہ الفاظ پرنس آف ویلز کے ہین) میونسپل ایڈریس مین اس بات کا یقین دلایا گیا تہا جس سے ہز رائل ہائینس کو خوشی ہوئی " انگریزی عملداری مین سب قومون اور مذہبون کے لوگ میل موافقت کے ساتہہ رہتے ہین۔ اور اُن قوی سے بہت ہی زیادہ فائدہ اُٹھاتے اور اسکو ترقی دیتے ہین۔ جو اُنکو بنی آدم کے مختلف فرقون اور نسلون سے ورثہ مین ملے ہین۔ گو سب کے سب تاج برطانیہ کے وفادار اور خیرخواہ ہین۔ اور اپنے اپنے شہرون کے مقامی معاملات کے انتظام مین متفق ہین " ۱۳۔ نومبر کو ہز رائل ہائینس بڑودہ مین تشریف لے گئے اور ۲۳۔ تک وہین رہے۔ ۲۴۔ کو بمبئی آکر گوا کی طرف چل دیئے اور اپنے جہاز سیرالپس پر سوار ہو گئے تہے۔ وہان سے لنکا کیطرف گئے۔ یکم دسمبر کو کولمبو پہنچے۔ ایک ہفتہ تک وہان رہے۔ اسکے بعد براعظم ہند کی طرف چلے آئے۔ ۱۴۔ دسمبر کو ٹوٹی کورن مین رونق افروز ہوئے۔ پہر سرزمین تامل۔ مدورا اور ترچناپلی مین تشریف لے گئے۔ بعدش مدراس خاص مین تشریف فرما ہوئے۔ ایک ہفتہ تک وہان رہے۔ ۱۸۔ دسمبر کو ہوگلی کیطرف اپنے خاص جہاز مین سوار ہو کر گئے۔ ۲۳۔ دسمبر کو کلکتہ مین پہنچے۔ اور برنسپ گہاٹ پر دہوم دہامی استقبال ہوا وہان سے پرنس آف ویلز ۳۔ جنوری ۱۸۷۶ء کو پٹنہ۔ بنارس۔ لکہنؤ۔ کانپور کی سیر کرتے ہوئے دہلی مین پہونچے۔ وہان سے لاہور۔ جمون۔ امرتسر آگرہ۔ گوالیار۔ جے پور۔ نینی تال۔ ترائی۔ نیپال تشریف لے گئے۔ وہان سے الہ آباد۔ اندور وغیرہ کی سیر کرکے ۱۳۔ مارچ کو بمبئی مین پہونچ گئے۔ وہان سے اپنے خاص جہاز پر سوار ہو کر انگلستان کو مراجعت فرمائی۔ پرنس آف ویلز نے ۷۶۰۰ میل خشکی۔ اور ۲۳۰۰ میل تری کا سفر کیا تہا۔

سیاحت کا مقصد اپنی عظیم الشان سلطنت ہند کے باشندون اور دیگر حالات کو بذات خود دیکھنا تہا۔ جسکی سیاحت کو اپنی زندگی کا ایک اعلےٰ مقصد سمجھتے تہے۔ پارلیمنٹ کے ایک ریزولیوشن کی رو سے سلطنت برطانیہ کے عظیم الشان حصہ کی سیاحت لازمی قرار دیگئی تہی۔ اہل ہند نے نہایت گرم جوشی اور جوش وخروش کے ساتہہ آپکا خیر مقدم کیا تہا۔ پرنس آف ویلز کی اپنی یہ خواہش تہی کہ وہ سلطنت کی بابت واقفیت حاصل کرین جسکے اوپر وہ کسی دن حکمرانی کرنے والے تہے ‡

حضور ولیعہد بہادر اودے پور مین

اودے پور مین ہز رائل ہائینس کا آخری دن بغیر کسی رسم یا سرکاری کاروائی کے گذرا۔ ۲۰۔ نومبر کی صبح کو شکار کے لیے تشریف لے گئے۔ اور یہہ ہندوستان مین ہز رائل ہائینس کی پہلی جنگلی شکار تہی۔ اول تو قرار پایا تہا۔ کہ جہیل پچولا پر مرغابی اور چیتے کا شکار ہو۔ مگر پہر جہیل پر اس قدر کم تہے۔ کہ پرند کے شکار کا ارادہ فسخ کرکے جنگل مین بڑے بڑے جانورون کا شکار کیا جائے۔ جنگل مین پھرنا بیکار نہین گیا۔ ہز رائل ہائینس نے چند جانور مارے۔ یہ شکار محض اس لیئے تہا۔ کہ ہز رائل ہائینس ہندوستان کے جنگلون کی حالت سے واقف ہو جائین۔ جس سے امید ہے۔ کہ جے پور مین اُنہین شیر کے شکار مین بہت مدد ملیگی۔ یہ شکار پارٹیان ہندوستانی والیان ریاست سے تعلقات مستحکم کرنے مین بہت مدد دیتی ہین۔

اودے پور سے ہر شخص کسی قدر افسوس کے ساتہہ جدا ہوا۔ کیونکہ اودے پور نہ صرف ایک خوبصورت شہر ہے۔ بلکہ یہان اصلی ہندوستان کی ایک جہلک نظر آتی ہے۔ راجپوت ایک نہایت بہادر قوم ہین۔ مہارانا نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہین۔ باوجودیکہ بہت زیادہ شکار نہین کہیلتے۔ کیونکہ اس سے بعض راجپوت ریاستین تباہ ہو چکی ہین۔ وہ خوب مضبوط اور اچہے نشانہ باز ہین۔ یکشنبہ کو محل جگ مندر مین چاہے نوشی کے موقعہ پر اتوار کو مہارانا کے ولیعہد سے حضور پرنس آف ویلز نہایت خلق سے پیش آئین۔ گدی کے ولیعہد مہارانا کے اکلوتے بیٹے ہین۔ چند سال ہوئے۔ ان کی زندگی سے مایوسی ہو چکی تہی۔ مہارانا لفظاً ومعناً اپنی ریاست کے مہارانا ہین وہ اپنے دیوان بہی خود ہی ہین۔ اودے پور کو غیر ترقی یافتہ اور ناشائستہ بتانا اور اس زمانہ کی خواہش کرنا جبکہ زمانہ حال کے خیالات کا دور دورہ ہوگا۔ ایک فیشن ہو گیا ہے اگر میواڑ غیر ترقی یافتہ اور ناشائستہ ہے۔ تو اس کے باشندے تو خوش وخرم اور سرسبز ہین۔ مہارانا اپنے جاگیردارون اور بہیلون سے جس طرح بھگتتے ہین۔ یہ کوئی آسان کام نہین ہے۔ ولیعہد اودے پور نہایت مہربان خوش خلق اور مہارانا سے بہی آزاد خیال سنے جاتے ہین۔ اودے پور مین ایسے معزز مہمانون کے لئے کسی عظیم الشان دعوت کا سامان کرنا سہل نہین ہے لیکن کسی قسم کی شکایت اور بدنظمی کا موقع نہین ملا۔ نہ کسی بات کی کمی رہی۔ اس کے لئے رزیڈنٹ ریاست مسٹر سنیہے اور ان کے مددگار مسٹر ٹام اور مسٹر ویکفیلڈ جن کی توجہ اور تلطف کی کوئی حد نہ تہی۔ شکریہ کے مستحق ہین۔

حضور ولیعہد بہادر کا قیام جے پور مین

۲۲۔ نومبر کو تقریباً سارا دن شکار مین صرف ہوا۔ اور حضور ولیعہد بہادر نے پہلا شیر شکار کیا۔ اگرچہ قرب وجوار مین شیر تہے لیکن عرصہ سے کوئی مارا نہین گیا تہا۔ اور شک تہا کہ کامیابی ہو گی یا نہین۔ مگر لنچ کے بعد فیصلہ ہو گیا۔ کہ کوشش کرنی چاہیئے۔ اس لئے ہز رائل ہائینس بمعیت جنرل اسٹوارٹ بیٹسن اور آنریبل مسٹر ڈیرک کیپل شکار کے لئے روانہ ہوئے دس میل تک تو گاڑی مین گئے۔ ریت پر چہہ چہہ گہوڑے گاڑیون کو کہینچتے تہے۔ پہر ہاتہیون پر سوار ہو کر مچانون کی جانب روانہ ہوئے اور تلاش شروع ہوئی میدان ریتلا اور جہاڑدار تہا جس سے شیر کو چہپنے کا بہت موقع تہا۔ جسوقت شکاری پہونچی۔ تو ایک شیر سو رہا تہا۔ جو فوراً ہی جہاڑیون مین سے اچہلتا ہوا نکلا۔ شہزادہ بہادر کی پہلی گولی اسکی ریڑھ پر پڑی۔ دوسری گولی کندہے پر پڑی۔ اور وہ گر پڑا۔ اور ہاتہہ پاؤن مارنے لگا۔ مگر تیسری گولی نے اوسے ٹھنڈا کر دیا جانور ۹ فٹ سے کچہہ ہی کم تہا۔ باوجودیکہ مچان سے ۱۲۰ فٹ کے فاصلہ پر تہا۔ اتنے فاصلہ سے گولی مارنا آسان کام نہ تہا۔ پہلی گولی ہی نے اسکا کام تمام کر دیا۔ ہز رائل ہائینس کے والد ماجد نے بہی پہلا شیر جے پور ہی مارا تہا۔ شہزادہ بہادر جو نہایت عمدہ شکاری ہین اس نتیجہ سے نہایت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد پارٹی فوراً رزیڈنسی کو واپس ہوئی کیونکہ شیر کے شکار کے لئے جنگلون کا انتظام کیا کہ جنگل مین شکار ہے یا نہین۔ اسلیئے ہز رائل ہائینس کے سٹاف اور ان کے مہمانون کے لئے جو شکار پارٹی مین شریک ہونا چاہین۔ سور کے شکار کا انتظام کیا گیا۔ دو پارٹیان بن گیئن رزیڈنسی سے ۵½ صبح کے روانگی ہوئی۔ مہاراجہ نے گہوڑون اور فیلون کا انتظام کر دیا تہا۔ دونو پارٹیون نے خوب حظ اُٹہایا۔ سور کثرت سے تہے۔ دونون پارٹیون نے نو سور مارے۔ اگرچہ سور چہوٹے بڑے سب ہی طرح کے تہے۔ مگر دوڑ دہوپ خوب ہوگئی۔ سب لوگ رزیڈنسی کو خوش خوش اور مہاراجہ کے مشکور واپس آئے۔ جب کہ باہر سور کا شکار ہو رہا تہا۔ محل کے اصطبل مین ایک دوسرا ہی کہیل جاری تہا۔ ہر قسم کے جانور جیسے سانبھر۔ ہرن۔ چیتل مینڈہے اور بہارا کہاڑہ مین چہوڑے گئے۔ لوگ اُن کا رسیون سے پکڑے ہوئے تہے۔ تاکہ ایک دوسرے کو زیادہ نقصان نہ پہنچائین۔

اول تو تماشائیون مین ولیعہد بہادر اور ولیعہد بیگم شریف نہ تہین اور جو لوگ موجود تہے۔ ان کو بہی اس سے کچہہ دلچسپی نہ تہی۔ شام کو شہر مین روشنی اور محل مین شاہی ضیافت ہوئی۔ جس مین مہاراجہ اور ولیعہد بہادر نے دلچسپ تقریرین کین۔ اور مہاراجہ نے قحط فنڈ مین چار لاکھ کی مزید عطیہ کا اعلان کیا۔ مہاراجہ نے شاہی مہمانون کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ تقریباً ۳۰ سال ہوئے۔ آپ کے والد ہز مجسٹی ملک معظم بحیثیت ولیعہدی جیپور مین تشریف لائے تہے۔ اسوقت میرے پیش رو مہاراجہ رام سنگہ اس وقت مہاراجہ جے پور تہے اب اپنی خوش قسمتی سے مجہے اس شہر مین یور رائل ہائینس کا خیر مقدم کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ جو میرے اجداد کا ملجا وماوا اور جہان مین امید کرتا ہون کہ یور رائل ہائینس کے قیام کو قابل یادگار بنانے کی کوشش مین کامیابی ہوگی۔ اس موقع کے متعلق ایک نہایت مبارک واقعہ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی معیت ہے۔ جن کا ہم تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہین۔ ہم یہان اجنبیون کی طرح نہین مل رہے۔ بلکہ دوستون کیطرح کیونکہ جبکہ مین نے سمندر پار اپنا وہ قابل یادگار سفر ملک معظم کی تاجپوشی مین شریک ہونے کے لئے کیا تہا مجہے آپ سے تعارف پیدا کرنے کی مسرت حاصل ہوئی تہی۔ اور مین یور رائل ہائینس کو یقین دلا سکتا ہون کہ اس موقعہ پر جبکہ مین اپنے وطن سے دور تہا آپ کی مہربانی اور کرم کو یاد کرتا ہون۔ تو آپ کا خیر مقدم تہ دل سے کرنے کا خیال اور بھی زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔ مین افسوس کرتا ہون کہ امساک باران کی وجہ

سے جیپور پر مصیبت ہے۔ اس لئے یور رائل ہائینس کا استقبال اس پیمانہ پر نہ ہوسکا۔ جو مین آپ کی شایان شان سمجھتا تھا۔ البتہ مجھے پورا بھروسا ہے۔ کہ ہم آپ کے حالات سے بخوبی واقف ہین۔ اور یہ کہ سخت سے میری وفاداری اور عقیدتمندی کسی بیرونی نمایش کی محتاج نہین ہے تقریبًا تیس سال ہوئے۔ جب ہز میجسٹی ملکۂ معظم یہان تھے۔ اور انہون نے اپنی تشریف آوری کی یادگار مین اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ جو اب البرٹ ہال کے نام سے موسوم ہے میری خواہش ہے۔ کہ یور رائل ہائینس کی تشریف آوری کے متع کی یادگار بھی ایسی ہی پائدار ہو۔ اس معاملہ پر غور کرتے ہوئے مین اس نتیجہ پر پہنچتا ہون۔ کہ اس موقع کے مطابق اور میرے لئے پسندیدہ تر اس سے زیادہ کچھ نہین ہے۔ کہ جسے پیش کرنے کی مین جرأت کرتا ہون۔ مجھے شک نہین ہے۔ کہ آپ واقف ہین۔ کہ ۱۸۹۹ء مین قحط فنڈ قایم ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ ان لوگون کی امداد کیجائے۔ جو ہندوستان کے کسی حصہ مین قحط کی مصیبت مین مبتلا ہون۔ مین آپ کی اجازت سے ۳ لاکھ کی رقم اس مین ملکہ اضافہ کرتا ہون۔ اور مہارانی ہز رائل ہائینس پرنسس آف ویلز کی تشریف آوری کی یادگار مین اسی مد مین اس رقم کی برابر دینا چاہتی ہین۔ جو انہون نے اس مد مین بیادگار تاجپوشی دی تھی۔ یعنی ایک لاکھ۔ یہ چار لاکھ یور رائل ہائینس کے جیپور مین تشریف لانے کی یادگار مین ہونگے۔ مین آپ کا زیادہ وقت لینا نہین چاہتا۔ اور دعا کرتا ہون۔ کہ آپ سیر ہند سے پورا لطف اٹھائین۔

مین امید کرتا ہون۔ ہمارے اندر آپ کی موجودگی سے تحت سے ہمارے تعلقات اور بھی زیادہ مستحکم ہو جائینگے۔ اور آپ کی دلچسپی اس حصہ سلطنت کے ساتھ اور بھی بڑھ جائے گی۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین اب آپ سے درخواست کرتا ہون۔ کہ آپ میرے مشہور مہمانون دی رائل ہائینسز کا جام صحت نوش کرین۔ حضور ولیعہد بہادر نے جوابًا فرمایا میر پرنسس اور مین یور ہائینس کے ان چبھتے ہوئے الفاظ کے مشکور ہین۔ جن مین آپ نے ہمارا جام صحت تجویز کیا۔ اور لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین آپ کا بھی ممنون ہون۔ کہ آپ نے ایسی گرمجوشی سے اوسے نوش کیا۔ ہم یور ہائینس کی دوستی کا دعویٰ مسرت کے ساتھ کرتے ہین۔ کیونکہ لنڈن مین تاجپوشی کے موقع پر ساری صحبت مین مہاراجہ جے پور سے زیادہ کوئی ممتاز نہ تھا۔ مہاراجہ ولایت کو مع خدم وحشم کے گئے تھے۔ اور وہان

ان کے جلوس سے ہمین وہ شان وشوکت معلوم ہوگئی تھی۔ جو آج ہم خود ریاست کے صدر مقام مین دیکھتے ہین۔ مگر ہمین خود جیپور اور انتظام ریاست کا کچھ تصور نہ تھا۔ بدقسمتی سے ہم ریاست مین قحط کے زمانہ مین پہنچے۔ لیکن ہمین امید ہے۔ کہ جیسی والی ریاست نے ازراہ فیاضی ہندوستانیون کے لیے قحط فنڈ قایم کیا ہے۔ وہ خود اپنی رعایا کی تمام ضروریات کا لحاظ رکھینگے۔ یاد رکھئے۔ کہ ہمارے لئے کوئی عمارت بطور یادگار ایسی دل خوش نہین ہوسکتی تھی۔ جیسا کہ صلہ رحم کا یہ کام جس کے یور ہائینس خود بانی ہین۔ ہندوستان کی حفاظت کے لیے آپ نے جو بار برداری کا کور قایم کیا ہے سو وہ بھی مین نے کل ملاحظہ کیا اور مجھے معلوم ہے۔ کہ کور نے نہ صرف فوج مین بلکہ قحط کے کام مین بھی قابل قدر خدمت انجام دی۔ راجپوتون کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے۔ اور قیام جیپور کا مین اچھے دل سے گہرا نقش لے جاونگا۔ اور ہمیشہ یاد رکھونگا۔ کہ مین نے پہلا شیر آپ کے جنگل مین مارا۔ آخر مین مین آپ کو وہ پیغام پہنچاتا ہون۔ جو ملک معظم نے میرے ہاتھ بھیجا ہے۔ وہ چاہتے ہین۔ کہ مین آپ سے ظاہر کر دون۔ کہ ان کی دلی خواہش ہے۔ کہ آپ کو اور آپ کی ریاست کو تمام ممکن برکتین اور سرسبزیان حاصل ہون۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین آپ سے درخواست کرتا ہون۔ کہ آپ ہمارے دوست مہاراجہ جیپور کا جام صحت نوش کرین اور یہ دعا کرنے مین ہمارے ساتھ شریک ہون۔ کہ وہ اپنی رعایا اور ہندوستان کے سر پر مدت دراز تک قایم رہین۔

نمایشگاہ بنارس کے لئے ہندوستان کی اکثر ریلوی کمپنیون نے کرایہ مسافران اور کرایہ اسباب نمایش مین تخفیف کر دی ہے۔

درخوست دعا

مکرمی منشی محمد منظور الٰہی صاحب کا ہمشیرہ زادہ نصیب اعدا علیل ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ وہ بچہ کے لئے دعا کرین۔ کہ اللہ تعالےٰ اوس کو صحت کامل عطا فرماوے۔

قصیدہ درشان حضرت مولوی عبد الکریم احمدی سیالکوٹیؓ۔ از نتائج طبع خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

حضرت مخدوم ملت خادم دین متین
عاشق فرقان فدائے حسن ختم المرسلین
واعظ و قاری قرآن زاہد پرہیزگار
عالم راہ ہدیٰ و واقف اسرار دین
افصح و غواص بحر علم قرآن و حدیث
ابلغ و کنز المعانی مخزن عین الیقین
منبع فضل و کمال و کان ادراک و ذکا
نکتہ سنج و نکتہ دان و نکتہ بین باریک بین
معدن حلم و حیا و مالک خلق عظیم
صوفی و علّامہ و در حلقہ نیکان نگین
یعنی مولانا مکرم مولوی عبد الکریم
روح اخلاص و محبت جان ایقان و یقین
از عمل ثابت نمود آن بود ایمانی کہ داشت
خوش ازو رحمان شد و خاموش از و دیو لعین
دین مقدم داشت بر دنیائے دون ناپکار
از زبان بیعت خود تا بہ انفاس پسین
با جناب عیسیٰ موعود صد اخلاص داشت
موج زن شد از دل او بحر صدق المخلصین
از سر مال و منال و ملک و دولت درگذشت
آمد و در قادیان شد با عیال خود مکین
آشنا شد با ہدیٰ بیگانہ از راہ ضلال
نفرتش شد از یہود و شد بعیسیٰ ہمنشین
در مقدس مسجد اقصیٰ خطیب و ہم امام
بود تا دہ سال با حکم امام آخرین
اندرین دہ سال زد سیف قلم چون ذوالفقار
صفدر کفار بر فرق گروہ فاسقین
آریہ بود یا مسیحی جعفری یا خارجی
پشت دادش لاجرم فی الحال چون جست از کمین
چون بتقریرش در آمد ضیغم پروردگار
در میان عرصۂ ہر کیش این روئے زمین[1]
فتح خیبر شد بدستش گبر و ترسا و ہنود
ہمنوا گشتند اندر نعرہ صد آفرین
ہر کسے گفت غالب شد ہنر بر دین حق
خایب و خاسر شد و بگریخت سر البو الحصین
چون مقدر حضرت انجام راہ آن شیر نر
کش پئے اسلام ہمت بود با غیرت قرین
رخت رحلت بست زین دار الفنا سوئے بقا
شد صعود روح پاکش سوئے خیر الحسنین
بر صعود روح او خوش بر فراقش پر ز غم
مہدی موعود گشتہ ہم صحابہ اجمعین
در دو آہ مومنان شد ابر و الم برداشت پا
بر وفات حضرت مخدوم قمر المومنین
بر وفات او نہ تنہا مومنان گریہ کنند
بلکہ آنان ہم کہ بودند از گروہ منکرین
آن جہان معصوم را اہر تدبیکہ این بگو
ہجو در اخبار شائع میکند از بغض و کین
بغض با مردان حق دارد نتیجہ بد گہر
آسمان باید کہ بارد لعنتی بر آن لعین
یا الٰہی این چنین بد خصلت و بد کیش را
بعد مرگش جا بود اندر جہنم آتشین
رحم کن یا رب بروح اطہر مخدوم ما
جائے او گردان ز فضل خویش فردوس حزین
سال وصلش آہ بر آورده محزون حزین
گو روان اطہر او شد بجنت جاگزین
۱۳۲۳ھ

خاکسار محزون احمدی پشاور

تاریخ وفات

حضرت مخدوم ملت مولوی عبد الکریم
آنکہ در علم و عمل بد بایگاہش بس فخیم
آنکہ بد در زہد و تقوےٰ و طہارت بیمثال
وآنکہ او را بود با علم و حیا طبع سلیم
آنکہ در تحریر و تقریرش نبود کس نظیر
در بلاغت در فصاحت بود چون بحر عظیم
آنکہ بُد در مسجد اقصیٰ خطیب و ہم امام
وآنکہ بُد دہ سال در قرب جری اللہ مقیم
آنکہ چون او قاری قرآن درین دوران نبود
وآنکہ خوش میخواند چون داؤد فرقان کریم
چون ز سرطانش رہائی شد باعجاز مسیح
شد ز ذات الجنب آخر کار بیمار سقیم
رحلتش در قادیان شد خاص در بیت الامام
روح او شد داخل ابواب جنات النعیم
یازدہم اکتوبر و بُد چارشنبہ قبل عصر
چون وصال روح پاکش شد برحمان رحیم
سال رحلت با دل پر درد محزون حزین
زد رقم۔ ہے وائے حضرت مولوی عبد الکریم
۱۹۰۵ء

خاکسار
محزون احمدی پشاور

[1] لاہور مین جب جلسہ مذاہب کا جلسہ ہوا تو اسلام کی تائید مین مرحوم نے حضرت اقدس کا مضمون پڑھا تھا۔

[illegible] حضرت اقدس کا اپنے مضمون کے غالب ہونے کی نسبت حضرت [illegible] اکبر جو حضرت مخدوم ملت کے ذریعہ سے چھاپا ہوا تھا [illegible]

[illegible]

مراسلات

ذیل مین ایک مراسلہ درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہم احمدیون پر ہمارے مخالف کیسے کیسے ستم توڑتے ہین -
کیا یہی وہ اسلام ہے جسکو یہہ غیر قومون کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہین ؟
احمدیون کو بہر حال صبر کرنا چاہئے اور منتقم حقیقی ہی کے سپرد انکو کرنا چاہئے -

ایڈیٹر

مہربان امت قدردان سنت منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر عنایتہ

بعد عرض سلام نیاز عرض ہے کہ مورخہ ۱۱ ماہ نومبر ۱۹۰۵ء کو بمقام قصبہ فتحگڈھ چوڑیان ایک **عجیب حادثہ** وقوع مین آیا ہے اسکو درج اخبار فرماکر مشکور فرماوین - شاید کسی کے دل کا دروازہ اتمام پر چڑہے اور باعث فریادرسی ہو -

مکرم من بمقام قصبہ مذکور مدامی سکونت پذیر ایک ہی شخص عبد القادر نام قوم نورباف ہے جو حضرت مرزا صاحب کا نام لیوا ہے - مدت مدید سے حکیم محمد شاہ وغیرہ خاندان شاہ صاحبان کا بہی آماجگاہ ہو رہا ہے - تمام پہبتیان اسپر طولاً کرتے ہین مگر - **دلایل احمدیہ** کچہہ ایسی بودی نہین کہ مخالفین کے تیر اوسپر کارگر ہون - اون کے بجوائے تیر ہوائی کی طرح لوٹ کر اونہین پر پڑتے ہین جس سے زیادہ طیش مین آتے ہین - انکی رات دن کی معاندانہ کوششون نے دہوم مچا رکہی ہے - قصبہ کیا ہے کوہ بنا رکہا ہے گو کہ تاثیر خاک بہی نہین تاہم رات دن سے کوئی وقت نہوگا جس مین **امت احمدیہ** کا گلہ شکایت چغلی مور نہو - تاریخ مذکورہ پر وہی **عبد القادر** اپنی قریب کی مسجد مین جو مسجد جولاہگان کے نام سے مشہور ہے نماز عصر ادا کرنے کو گیا - وہی **حکیم محمد شاہ** نامبردہ دو شخصون کو جو قوم راجپوت مقام ابدووال متصل فتحگڑہ سے اتفاقاً نماز عصر پڑہنے کے لئے داخل ہوئے تھے - فہمایش کر رہا تہا اور ایک اور جولاہہ بہی تہا جو اوس کی ہان مین ہان ملاتا تہا - اثناء گفتگو مین چھیڑخانی کے طور پر عبد القادر مذکور کو سنا کر کہنے لگا کہ یہہ مرزائی بڑے کذاب ہین - بڑے جہوٹے ہین - پس عبد القادر نے کہا کہ شاہ صاحب لعنت اللہ **علے الکاذبین** بہی ساتہہ ہی کہتے جاؤ - تا کہ حق کا بول بالا ہو اور جہوٹے کا منہ کالا ہو - یہہ کہنا تہا کہ **محمد شاہ** طبیب اور دوسرے جولاہہ نے اوسپر حملہ کیا محمد شاہ نے اوسکو ڈاڑہی سے پکڑ کر کہینچا - اور دوسرے جولاہے نے لات مکی سے مارنا شروع کیا - جسپر اون نووارد جوان راجپوتون نے منت سے منع کیا کہ شاہ صاحب معاف فرمائیے غریب کا خون ہوجائیگا آپ کو بہرنا آئیگا مگر وہ کب رکنے والے تہے - بعد مشکل اون کو اوس سے وہ شکار ہاتہہ آیا تہا جسکی تاک مین مدت سے لگے ہوئے تہے -

آخر اون کی کمال الحاح سے اوسکو تو چہوڑ دیا وہ بیچارہ تو دیوار پہاند کر تہانہ کو دوڑ گیا - اور محمد شاہ نے جولاہون اور ٹپ گردن کشمیریون کو کہا - اگر مرزائیون نے مجہے دے مارا اور داڑہی نوچ لی ہے - یہہ ستم کا آوازہ تہا کہ سکہ شاہی بگل واسن اشتعال دینے کے ساتہہ ہی ٹڈی دل آن جمع ہوا جہانتک نگاہ کام کرتی تہی گلی کوچہ صحن خانہ **میدان** مکان مین آدمی ہی آدمی نظر آتا تہا - اون کو مسجد مین اور تو کوئی نظر نہ آیا - انہین دو جوان راجپوتون پر ٹوٹ پڑے - وہ بہتیرا کہتے تہے کہ نہ ہم مرزائی ہین نہ مرزائیون کے بہائی - مگر کون سنتا تہا - لات مکا دہول دہکا ایسا چلایا کہ معرکہ آرائی کی خوب داد دی - اور اون بیچارون کو چور چور کر رہے تہے کہ کسی سید صاحب نے گذرتے ہوئے رحم کہایا اور للکارا کہ بلا وجہ دو مارے جاؤ گے - **خدا** کی دہائی سرکار کی بادشاہی ہے - یہہ تو فلانے خانصاحب کے صاحبزادے ہین - وہ تو تم کو اچہا مزا دیگا - جس سے اون ظالمین کے دلون پر رعب چہا گیا - اور پژمردہ یا مردہ سا کر کے بلون مین جا گہسے - اور کسی نے خبر نہ لی - اتفاق سے ایک نابینا جو دو تین دہکے کہا کر کہین کونے مین جا گہسا تہا اور ایک مراسی جو اونکے ساتہہ تہا اور مسجد کے کوٹہے مین دروازہ بند کر کے بچ گیا تہا نکلا - اور اون کو ساتہہ لیکر تہانہ مین گیا - اسوقت دونو بچہ کو ٹہون پر پکار رہے تہے کہ ناحق مسافر مار دیئے ہین - مگر شاہ صاحبان بہی پیچہے سے تہانہ مین پہونچ گئے اور منت سماجت کر کے اون کو اپنے گاؤن کی طرف واپس کر دیا - کیا یہہ **سکہہ شاہی** نہین تو اور کیا ہے - جس سے خانہ خدا کو میدان کربلا بنا دیا گیا **انا للہ و انا الیہ راجعون** -

یہہ وہی شاہصاحبان ہین جو بجرم سرکار سازی گرفتار کئے گئے تہے - شاید ڈیڑہ یا دو سال کا عرصہ گذرا ہوگا - مگر ان کو عبرت حاصل نہین ہوئی - بہت جلدی اپنی پاداش کو بہول جاتے ہین - ابہی ان کے کارنامے اس سے زیادہ ہین جن سے گرد و نواح کے لوگ ناواقف نہین - ابہی اڑہائی سال کا عرصہ گذرا ہے کہ مولوی ثناء اللہ وہابی امرتسری کو ساتہہ لیکر ستر زیادہ آدمی کی بہیڑ بہاڑ سے موضع لودی ننگل کی مسجد پر کود پڑے تہے اور مولوی نور احمد صاحب پر حملہ کیا تہا جس سے خدا نے محفوظ رکہا تہا اور اب **بعض** نووارد لوگون کو جو قصبہ فتح گڑہ مین چہپے چہپے گذارہ کرتے ہین گہورتے اور وعظ و مجالس وغیرہ مین دہمکیان دے رہے ہین - کہ تمام مرزائیون کا حقہ پانی بند کر دیا جائیگا - ورنہ اپنے عقیدہ سے باز آجاوین - اس صورت مین بندگان خدا کا وہی منتقم حقیقی ہی حافظ ہے - فقط

مورخہ ۱۳ - نومبر ۱۹۰۵ء

الراقم

دین محمد ٹہیکہ دار خیرخواہ رفاہ عام خلایق از مقام اودی ننگل ڈاکخانہ فتح گڈہ ضلع گورداسپور

مکرر التماس ہے کہ اندنون قصبہ مذکور مین شہرت دے رہے ہین کہ مرزا صاحب اور آپ کے مریدون نے سفر دہلی سے واپس ہوتے ہوئے شہر امرتسر مین وارد ہو کر روزہ نہین رکہا تہا - اور منڈوہ مین لیکچر دیتے ہوئے عوام بلخواص نے شور مچایا اور اینٹ روڑہ چلایا کہ سب مرزائی بہاگ گئے -

جسکے جواب کسی نے ان مولویان فتح گڑہی سے پوچہا کہ کیا سفر مین روزہ رکہنا جائز ہے تو کہنے لگے کہ یہ ریل کا سفر کیسا سفر ہے جس مین روزہ نہ رکہا جائے پہر کسی گلوگیر نے بازپرس کی کہ اگر گہر مین ایسی مشقت ہو کہ سخت سفر کے مشابہ ہو تو روزہ توڑنا یا نہ رکہنا جائز ہے یا نہین مثلاً تانا تننے والے کی مشقت یا ہل چلانے والے کی مشقت جو آدہی رات سے بارہ بجے تک سفر سے زیادہ محنت مین چلتا ہے تو جواب ندارد جس سے صاف طور پر نمایان ہے کہ خدا نے ان سے علم لے لیا ہے اور علم اٹہہ گیا ہے حدیث مین اسکی شرح بہی آئی ہے کہ علم پر عمل نہین کرینگے - اور یہ مضمون حدیث کا مشہور ہے **لیس من البر الصیام فی السفر** یعنے سفر مین روزہ رکہنا نہین -

باقی رہا اینٹ روڑہ چلانا اگر یہہ صحیح ہے تو یہہ اون کی شرارت واقعی ہے اسپر کیون ناز کیا جاتا ہے سرکار کے ملک مین اندہیر مچانا اور فتنہ ڈالنا اچہا نہین اس سے تو انہی کی ذلت ہے - کیون بغاوت کرتے ہین - موت و عاقبت کو یاد کرین - فقط

الملتمس

منشی منظور محمد از مقام لودی ننگل

ہمت ہو تو بڑی بات نہین

الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچانا ہر احمدی کا فرض ہے بلکہ میرے نزدیک تو ہر احمدی کا **قومی فرض** ہے کہ وہ **الحکم** کو خریدے - تین لاکہہ کی جماعت مین اسکے مسلم قومی پرچہ کی اشاعت اگر ۱ فیصدی بہی ہوتی تو آج کم از کم تین ہزار ہونی چاہیئے - مگر کسقدر افسوس کی بات ہے کہ دو ہزار بہی نہین ہے - پس یہ امر قوم کے لئے کیسا ناگوار اور ناخوش کن ہے - مین چاہتا ہون کہ الحکم کی اشاعت کم از کم **دس ہزار** ہوجاوے اسلئے جو صاحب الحکم کی اشاعت کو **دس ہزار** تک پہونچانے کے اسباب اور تجویزین اپنے ذہن مین رکہتے ہون وہ مجہے اطلاع دین تا کہ اس پر عمل درآمد کیا جاوے - یہہ بہی تجویز ہے کہ ایک شخص **الحکم** کی اشاعت بڑہانے کے لئے **سفری ایجنٹ** مقرر کیا جاوے جو جابجا پہر کر جہان ایک طرف جماعت کی فردین طیار کرے اور الحکم کا بقایا وصول کرے وہان ساتہہ ساتہہ لوگون کو اخبار کی ضرورت اور اسکے فوائد سے آگاہ کر کے خریدار پیدا کرے مگر یہ تجویز بہت سارے مصارف کو چاہتی ہے جنکو مطبع سردست برداشت نہین کر سکتا - لیکن اگر ہر ایک خریدار اپنی اپنی جگہ عزم اور عہد کر لے کہ وہ ہر مہینے کم از کم ایک جدید خریدار دیا کریگا تو ایک سال مین ہی تیرہ ہزار اشاعت ہوسکتی ہے - مگر اس کے لئے ضرورت ہے ہمت اور **سعی** کی - اور قومی ضروریات کی حس کی اور اگر کم از کم ۱۰۰ آدمی ہی ایسا عزم کر لین کہ وہ ہر مہینے ایک ایک خریدار بہم پہونچائینگے مگر یہ خریدار **پانچ روپیہ سالانہ** دینے والے ہون تو مین ان کے ساتہہ عہد کرتا ہون کہ ۱۰۰ ایسے خریدارون کے نام جو پوری قیمت نہین دے سکتے دو روپیہ سالانہ پر اخبار جاری کر دیا کرون - اس انداز سے ایک مہینے مین **دوسو اشاعت** بڑہ سکتی ہے -

اے الحکم کے ایک ہزار قدردانو!

کیا تم مین سے ۱۰۰ بہی ایسے وانٹیر نہین نکل سکتے ؟

مراسلات

دیانندی مت پر نوٹ اور ریمارک

(از محمد منظور الٰہی سوہدروی)

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ! مسٹر پال (جدید آریہ) نے جالندھری آریہ اخبار کی ایڈیٹری کا فخر حاصل کیا ہے - اور اب انہیں گالیاں نکالنے کا ایک وسیع میدان ہاتھ آگیا ہے - اور شاید اسی وجہ سے کہ لالہ منشی رام وکیل کی ست سنگت میں اپنے گنگا کے کنارے شاداب پہاڑیوں کے نیچے گورو کل کی گپھا میں کچھ دن تیر کئے ہیں آپ کو **قانونی مذاق** بھی ماشاء اللہ پیدا ہوچلا ہے چنانچہ ۱۹- کاتک کے پرچارک میں سوامی رلارام صاحب کی کسی کتاب پر "آپ اب بھی سنبھل جاؤ" کے عنوان سے ریمارک کرتے ہیں کہ اس کتاب میں سوامی جی کو ایسی گالیاں دی ہیں کہ گویا ان کا نقل کرنا بھی مسٹر پال کے نزدیک جرم ہے -

کاش مسٹر پال کے دکہانے کے دانت اور نہ ہوتے! اور وہ اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ کر دوسرے کی آنکھ کے تنکے پر رائے زنی کرتا - خود جس شخص کی اپنی یا اپنے نام کے ساتھ منسوب شدہ کتاب ایسے طرز پر لکھی گئی ہے جو معقول اور متین جماعت میں پڑھے جانے کے قابل نہیں اور جو خود گالیاں دینے میں اچھا مشاق ہے اور پھر جسکے قبلہ وکعبہ پنڈت دیانند جی صاحب مختلف مذاہب کے **ہادیوں اور لیڈرون** کو پانی پی پی کر کوستے ہیں اور ایسا ہی انکے واجب الاحترام آریہ معقول نے تو حد ہی کردی ہے - اور پھر ان کے ہم نوالہ یوگیندر پال نے تو سب کو پس پشت ڈال دیا ہے وہ شخص اگر کسی دوسری کتاب پر ایسا ریمارک کرے تو فی الحقیقت تعجب خیز امر ہے - آریہ سماج کے لٹریچر پر جو رائے فاضل ایڈیٹر ہندوستانی نے دی ہے اور جو سارٹیفکیٹ تھوڑے ہی دنوں میں بعض عدالتوں سے بعض دریدہ دہن آریوں کو مل چکے ہیں **مسٹر پال** انپر غور کریں اور پھر غور کرنے کے بعد بھی اگر وہ یہہ کہیں کہ آریہ سماج گائے کی طرح بے زبان ہے تو پھر ہم یہی کہیں گے کہ ؎

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام در چشم بندی اے خدا

دیانند جی مہاراج اور آریوں کی مکتی پنڈت دیانند جی مہاراج کی تحریریں بہی ایک دریائے ناپیدا کنار ہیں کہ جن کا نہ سر ہے نہ پیر -

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

آج ہم بہی سوامی جی کی تحریروں کو نجات دائمی کے سوال کے حل کے لئے پرتال کرتے ہیں اور آریوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بہی باوا جی کے بچنوں کو بچاریں یونہی مہاراج! ست بچن کہہ کر پیچھے نہ ہو لیں آخر یہ وہی پنڈت دیانند جی ہیں جن کی بابت آریہ سنیچر اخباروں میں روشن خیال آریوں کے مزیدار نوٹ شائع ہو چکے ہیں جو ہم نے اپنے ٹریکٹ موسوم بہ **تحفہ احمدیہ** میں درج کیا ہے - آپ ہماری آج ہی تحقیقات پر جوذیل میں پیش کرتے ہیں غور کریں غصہ میں آکر جہاگ منہ سے نکالنا دیوانگی اور حیوانگی ہے آپ عقل سے کام لیں گے تو خود پکار اٹھیں گے - ع

ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

دیانندی مانتے ہیں کہ از روے وید جیو یعنی روح کبھی دائمی مکتی یعنی ہمیشہ کی نجات نہیں پاسکتا اور نجات محدود وہ ان کے عقیدہ کے مطابق اتنی ہی ہونی چاہئے جتنا عرصہ کہ جیو نے نیک اعمال کئے کیونکہ جیو کے ۵۰ سالہ نیک اعمال کا نتیجہ ۶۰ سال نجات نہیں ہوسکتی ورنہ ویدک ایشور کے انصاف پر بٹہ لگتا ہے کیونکہ وہ تبہی تک منصف کہلانے کا حقدار ہے جبتک کہ وہ عین برابر ہی ثمرہ نیک وبد اعمال کا دے - یہ کیوں اسلئے کہ وہ دیانندی انصاف کے قانون میں جکڑا ہوا ہے اور اگر اس نے کسی عمل کا نتیجہ ذرا زیادہ عرصہ دیدیا تو اس پر بے انصافی کا دہبہ دیانندیوں کی طرف سے لگ جائے گا - دیکھئے (ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۴ دفعہ ۱۶) کہ جسقدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں اونکے مطابق ہی اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے " پھر اسی جگہ لالہ دیانند لکھتا ہے کہ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو اونکا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہوسکتا ہے "

اب ہم لالہ دیانند کی اس فضول ولایعنی تعلیم کے پرکہنے کے لئے سب سے پہلے اسی کی کتب کی چہان بین کرتے ہیں - سب سے پہلے ستیارتھ پرکاش ہی کو لیجئے جب ہم اس عقیدہ کا اسکی دوسری تعلیم سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ویدک ایشور کے انصاف وبے انصافی والی باتیں محض دیانندی کے لئے طفل تسلیاں ہی ہیں ورنہ بموجب ستیارتھ پرکاش کے انسان نے محدود اعمال کے ثمرہ میں اسے اتنا عرصہ مکتی مل سکتی ہے جس کا کہ انسان حساب ہی نہیں کرسکتا - ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۰۲ پر لالہ دیانند نے مکتی کی میعاد دنیا کی ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا کے برابر عرصہ تک لکہی ہے اور دنیا کی ایک بار پیدائش و فنا کا زمانہ اسنے رگ وید بھاش بھومکا صفحہ ۱۵ پر ۸ ارب ۶۴ کروڑ سال لکہا ہے مگر مکتی کا زمانہ اس سے ۳۶ ہزار سال گنا زیادہ ہے اب منصف آدمی خود حساب لگالے کہ ایک انسان نے کتنے سال اعمال کئے جنکے بدلے میں اسے اتنا عرصہ دراز کے لئے مکتی مل گئی - کیا اس لانتہا زمانہ کی مکتی دینے سے ویدک ایشور کا انصاف ابہی قایم رہ گیا -

اب اور لیجئے اسی کے برخلاف وید پکار پکار کر کہتا ہے کہ مجھ میں دائمی مکتی لکہی ہے جیسا کہ دیگر ویدی و قدیم رشی مانتے چلے آئے ہیں مگر دیانندی اپنی لنگوٹ بند کے کہے پر چل کر دائمی مکتی سے انکار کرتے ہیں - اور کسی بتانے والے کی نہیں سنتے - اس مکتی پر میں ایک علیحدہ بسیط مضمون لکہوں گا فی الحال ویدکی دو ایک حوالے کافی ہیں -

یجر وید ادھیاے ۳۲ منتر ۱۰ بھومکا صفحہ ۱۲۲ وہی پرمیشور ہمارا بندہو (دکہہ کا مٹانے والا) اور جنتا (سب سکہوں کو پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) ہے وہی ہماری سب مرادوں کو پورا کرنے والا اور تمام لوگوں دنیاؤں کو جاننے والا ہے عالم موکش پاکر ہمیشہ اسمیں آنند پاتے ہیں - اور تیسرے دہام یعنی خالص ستو (نور عالم) سے منور ہوکر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتی ہیں -

یجر وید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۶ بھومکا صفحہ ۱۶۴ اور انہیں کے طفیل سے مجھے اس لازوال موکش ہم (نجات کے درجے) کا علم ہوا ہے الخ -

ان مختصر حوالوں سے معلوم ہوا کہ نجات کا درجہ لازوال اور ہمیشہ کے لئے ہے - دیانندیوں کے حساب کے مطابق مکتی کا کل زمانہ ۳۱ پدم ۱۰ کھرب ۴۰ ارب سال ہوتا ہے جو صرف چند سالوں کے اعمال نیک کا بدلہ ہے مگر تاہم ایشور کے انصاف کی یہاں گنجائش نہیں رہتی - کیونکہ دوسری جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ بھوگ جونی کسی حالت میں جیو ایک محدود عرصہ تک برے کاموں کی سزا پاتا ہے اور جونہی وہ گناہ کئے ہوئے عرصہ کی برابر سزا پاچکتا ہے وہ پہر انسان بن جاتا ہے مگر بد کاموں کی سزا کے عرصہ کا حساب لگایا جاوے تو وہ زیادہ سے زیادہ ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال ہوسکتا ہے یعنی جب تک دنیا قایم رہتی ہے اگر سزا کے لئے بھی اتنا ہی عرصہ ہوتا یعنی ۳۱ پدم ۱۰ کھرب ۴۰ ارب سال جتنا کہ مکتی کے لئے تو شاید ویدک ایشور کے انصاف کی رام کہانی پر کوئی اعتبار بھی کرلیتا - مگر محدود نیکیوں کا بدلہ اتنا عرصہ دراز اور سزا کے لئے اتنا کم یہ ایک ایسا انصاف ہے جسے دیانندی ویدی بیان کرسکتے ہیں - جواب دیتے وقت ہمارے دیانندی دوست مندرجہ ذیل حوالہ جات کو پیش نظر رکھ لیں -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۷۸ جسقدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں انہی کے مطابق اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۸۰ جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی عادل ہوسکتا ہے -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹۲ اعمال کا دگنا یا پورا ثمرہ نہ دینے سے خدا غیر منصف ٹھیرتا ہے -

لالہ صاحبان جواب دیتے وقت جامہ سے باہر نہ ہو جائیں بلکہ سوچ سمجھ کر جواب دیں -

محمد منظور الٰہی سوہدروی

مضمون نگاروں کو اطلاع

(۱) بعض احباب کوئی مضمون لکہ کر بغرض اندراج بھیجتے ہیں مگر وہ ایسا بدخط ہوتا ہے کہ میں خود بہی اسے اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا چہ جائیکہ کاتب صاحب اس میں دیدہ ریزی کریں - چنانچہ ابہی پچھلے ہفتہ **کانگڑہ** سے ایک مضمون آیا جسکے لئے صاحب مراسلہ نے الگ خط بہی لکھا مگر میں کیا کروں جب وہ پڑہا ہی نہیں جاتا تو اخبار میں کسطرح درج ہو - ایسے مضامین افسوس کے ساتھ ردی میں پہینکے جاتے ہیں - اسلئے جو صاحب مضمون بھیجیں وہ **خوشخط** اور کاغذ کے ایک طرف لکہیں -

۲- یہہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ مضامین الحکم کے اغراض و مقاصد کے ماتحت ہوں - اور نرم اور تہذیب کے ساتھ لکھے جاویں - لفاظی کی بجائے معقولی اور متانت کا رنگ دیا جائے اور مفید اور نتیجہ خیز بنایا جائے اختصار کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے -

۳- ایڈیٹر پابند نہیں ہوگا کہ ضرور ہر مضمون کو درج کرے نہ وہ واپس کرنے پر مجبور ہے - اور مناسب اصلاح کا اسے پورا اختیار ہے -

(ایڈیٹر)

رسیدات مدرسہ و کالج

مدرسہ اور کالج فنڈ کی رسیدات بہت پیچھے رہ گئی ہیں لیکن سلسلہ وار انشاء اللہ سب چھپ جائینگی جن بزرگوں نے مدرسہ کی کسی شاخ میں چندہ بھیجا ہے وہ اس توقف رسید کیلئے مجھے معاف کریں - اور مطمئن رہیں کہ سلسلہ وار انکی رقوم مرسلہ کی رسید چھپ جائیگی - ایڈیٹر -

رسیدات آمدنی مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بنگہ کیمپ مدرسہ عـــہ
سید اسد اللہ صاحب گرداور " ۱۴ر
سید محمد رشید صاحب سیالکوٹ مدرسہ ۱۴ر
محمد فضل صاحب ڈاکخانہ چنگا بنگیال " ۲ر

۱۷ - ستمبر

جماعت سیالکوٹ مدرسہ ۱۱ر ۹پائی

۱۸ - ستمبر

نظام الدین ڈاکخانہ ڈومیل مدرسہ ۱۰ر ۹پائی
غلام محی الدین فوڈ کلرک میرٹھ " ۸ر
جماعت حال پور معرفت شاہ دین صاحب مدرسہ عہ

۲۰ - ستمبر

منظور حق و اصغر علی طالب علم مدرسہ قادیان " ۸ر
بابو غلام محمد صاحب ٹائم کیپر ریلوے پریس لاہور " ۱۱ر
میان نور الدین صاحب ضلع پریمہ ڈاکخانہ لالہ موسیٰ مدرسہ ۸ر
جمال الدین ٹریفک کو پیر ملتان مدرسہ ــلے

۲۲ - ستمبر

محمد عثمان صاحب نقشہ نویس دفتر ایسٹ انڈیا الہ آباد مدرسہ عاؔ
احمد الدین صاحب ڈوگری گو منہ تحصیل پسرور مدرسہ ۴ر
نظام الدین صاحب " " ۴ر
جمال الدین صاحب " " ۱۲ر
سید علی محمد شاہ صاحب گڑھ شنکر مدرسہ عہ
محمد ابراہیم صاحب بقاپور گڑھ شنکر " ۴ر
جماعت ببلب گڑھ معرفت حکیم محمد حسین صاحب بتیاہی ۸ر
جماعت احمدیہ چینوٹ معرفت خلیفہ نور الدین صاحب مدرسہ ۱۲ر

۲۳ - ستمبر

شیخ غلام احمد صاحب قادیان مدرسہ ۴ر
میان احمد صاحب ساکن دہرم کوٹ رندہاوا مدرسہ ۴ر
محمد اسماعیل کلرک ڈیرہ غازیخان مدرسہ عاؔ
گلاب خان صاحب پوسٹماسٹر راولپنڈی مدرسہ عہ
نواب دین صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان " عہ
منشی نور الدین صاحب کلرک گورداسپور مدرسہ ۸ر
شیخ ضیاء اللہ صاحب از مانسہرہ " ۸ر
بابو فیروز علی صاحب مسکوال مساکین ۸ر مدرسہ عہ
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ مدرسہ صہ

بابو عبد الرحمن صاحب از انبالہ مدرسہ عہ

۲۵ - ستمبر

ماسٹر محمد دین صاحب سیالکوٹ ٹیچر مدرسہ قادیان مدرسہ ار
میان فضل دین صاحب ساکن خوشاب " لعہ
گلاب دین صاحب احمدی از رہتاس مساکین ۸ر مدرسہ ۸ر

۲۶ - ستمبر

عنایت اللہ صاحب لائن انسپکٹر مظفر گڑھ مدرسہ ــلے
شیخ چراغ دین صاحب خورد فروش بازار چوک قادیان مدرسہ ــلے

۲۷ - ستمبر

حاکم علی شاہ صاحب والد طفیل حسین مدرس مدرسہ نادون مدرسہ عاؔ
محمد صدیق صاحب مدرس مہارا کلے مدرسہ ار
جماعت مردان معرفت محمد یوسف صاحب مدرسہ ــلے ۴ر

۲۸ - ستمبر

حکیم ابو عبد الغنی محمد صالح بہلول پور چکسٹ مدرسہ ۱۲ر عہ مساکین ۱۰ر

۳۰ - ستمبر

عبد القادر صاحب مدرس منصوران ضلع لودہیانہ بتیاہی مدرسہ ۲ر عہ
احمد دین صاحب زرگر بنڈی بہری گوگیرہ مساکین عاؔ
سید حیات علی صاحب داتہ - مانسہرہ مدرسہ صہ

۱ - کالج فنڈ

مستری غلام الہی صاحب لوہار للعہ ۸ر
ایک عورت ار
میان روشن دین صاحب سنار عہ ۸ر
مستری فضل دین صاحب عہ
میاں عبد الغفور صاحب لوہار صہ
میان محمد عظیم صاحب لوہار عہ
میان اللہ دتا " صہ
مستری فضل الہی " عاؔ
میان اسماعیل ولد الدین صاحب عہ
میان حاجی لوہار عہ
ماسٹر عبد الرؤف صاحب عہ ۴ر
مستری غلام احمد لوہار ۸ر
میان غلام محی الدین صاحب للعہ
میان اللہ جوایا لوہار ــلے
میان اللہ دتا ولد نور احمد لوہار عاؔ
مستری مولا بخش لوہار عاؔ
مستری کرم الہی صاحب عہ
میان فضل الہی رفوگر عہ
اسم نامعلوم ۲ر
ایک سائل ــر
میان بہادر قوم راے عہ
محمد دین ولد دتہ ترکہان عہ
مستری عبد الرحمان ترکہان عاؔ

۲ - طلبۃ العلم فنڈ

حکیم عبد الرحیم صاحب محمد امین وغیرہ عــہ
مولوی غلام حسین صاحب عاؔ
مستورات حکیم فضل دین صاحب ۳ عہ

۳ - جلپان فنڈ

منشی جلال خانصاحب عہ
مولوی غلام حسین صاحب عاؔ ۸ر
بیگمات .... عہ

ضروری اطلاع

اب بہی دیکہا جاتا ہے کہ احباب خطوکتابت مین نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر مطبوعہ یا دستی ہوتا ہے - نہیں دیتے ہیں جس سے تعمیل کرنے مین بڑی دقت پیش آتی ہے اور اس کے علاوہ تضیع اوقات الگ ہوتا ہے - اس لئے خریداران کو ضروری ہے - کہ خط وکتابت مین نمبر خریداری ضرور دیا کریں -

محرر دفتر الحکم

احمدی ...... یا احمدی سامان ورزش

السلام علیکم - آپکے احمدی کارخانہ مین ہر قسم کا سامان ورزش اعلیٰ قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیاء بہی موجود ہین - گو پہلے آپکو معلوم نہین تہا مگر اب آپکو کہین جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہین - ہم ڈنکے کی چوٹ بآواز بلند خدا کو حاضر کرکے کہتے ہین کہ ہمسے ارزان اور بہتر عمدہ مال کہین نہین ملیگا صفائی معاملہ اور ایمانداری کے واسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے - اولیں ایک دفعہ ضرور آزمائش کیجئے - مختصر فہرست اشیاء حسب ذیل ہے جو درخواست پر ملتی ہین

کرکٹ بیٹ	عاؔ	فٹبال بمعہ مکمل	ــلے
کین ہینڈل دو ربڑ بمعہ منڈلہ	عہ	" عـہ "	للعہ ۴ر
کارک " ایک ربڑ	ــلے	" عـہ "	۸ر
صرف ایک ربڑ	معہ	الہ کہیں چمڑہ والی	للعہ
درجہ دوم	ــلے	" ڈوری والی	۸ر
" سوم	للعہ ۸ر	" مادہ اول	عاؔ
اکٹ پریکٹس	۸ر	" درجہ دوم بہتہ	۸ر
دوم درجہ	ــلے	ٹین سفید کری	عاؔ
سوم	عہ ۸ر	" بیلچا "	عہ
بال درجہ اول فی درجن	عــہ	بیاڈمنٹن سفید "	عہ
دوم "	لعہ	" بیلے "	۸ر
پریکٹس	معہ	سٹل کاک	عاؔ ۱۲ر
لیگ گارڈ چمڑہ	۸ر	دوم درجہ	عہ ۸ر
" زین	۱۲ر	ولن بالائی درجن	للعہ

نوٹ: احمدی بہائیوں سے نہیں یا عہ فیصدی کمیشن غیر احمدی لہ ۱۲ فیصدی کمیشن - پتہ شخط مال وی پی - منیجر ایم خدا بخش اینڈ کو احمدی سپورٹس مرچنٹ کسیر سیالکوٹ

خواب سے جاگو - آنکہین کہولو
اور

دیکہو کہ مندرجہ ذیل گہڑیان کسقدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہین اب بہی اگر آپ نے گہڑیان نہ خریدین تو پہر کب خریدون گے - صاحبان جلدی گہڑیان خریدلیں ورنہ پہر ایسا بہترین موقع نہ ملیگا -

جہلی سکوپ سٹم واچ گارنٹی ۵ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول اگر یہ گہڑی عرصہ گارنٹی مین بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رُک جاوے گی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اسکے پختہ ہونے اور پائیدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے قیمت تین روپیہ علاوہ محصول بکس شیشہ سپرنگ ہمراہ گہڑی مفت

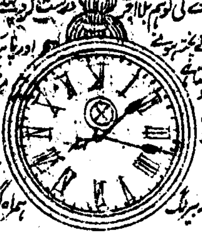

نکل کوئین برسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول یہہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت پختہ و پائیدار ہین کہلے منہ کی کیس گہڑی ہی لگی ہے جب ہیں

برسوں نہین بگڑتی قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

ملنے کا پتہ؟ منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہو کہ اوس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟ حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی [illegible] جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین - چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ ہمیں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ پائینگے - جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اگر منگوائینگے تو ان کے ساتہ خاص رعایت بہی کی جائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو - درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب بہیجا جائے گی - تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ نیو ہیوسپل ہد کس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئین -

مریضو! مولوی حکیم نور الدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اوٹھاؤ

میں نے اللہ تعالےٰ پر بہروسہ کرکے ایک شفاخانہ کہولنا چاہا ہے۔ جسمیں اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکہ اوٹہا رہے ہون۔ ان سے بقدر طاقت ہمدردی کرون۔ مینے نیپال کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی سادہو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہان مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری دانست مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا - اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نور الدین بہیروی ثم القادیانی کے مطب مین ان کے ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون اور ابتک بہی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضون کی خط وکتابت اور اون کے لیے نسخہ جات تجویز کرنا بہی میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہ ہون ان کے لیے اتنا کہدینا کافی ہے میری تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے ہی ہوتی ہے - اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین ہی میرا یہی اصول ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہین کا تو علاج ہزار بار کا آزمودہ اور مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا۔ جو مولوی صاحب کے مطب مین ہمیشہ مشتعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرین گے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکہا گیا ہے مینے قادیان مین کہولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بہی مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک - یونانی - ڈاکٹری اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے - بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے -

---

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نور الدین صاحب کا ہزار بار کا مریضوں پر آزمایا ہوا آنکھوں کی بہت سی بیماریون خصوصًا جالا - دہند - سبل (یعنی آنکھون مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈہلکا آنکھون مین پانی جانا - جرب جس مین پلکون کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کے لیے مفید ہے قیمت فی تولہ عہ **سرمہ نور العین**۔ مولوی نور الدین صاحب کا مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکھون کی بیماریون مین مفید ہے جسمین بڑا جزو میرا ہے قیمت فی تولہ عہ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا عہ **آتشک کی بتیان** خواہ کیسا ہی زخم آتشک ہو صرف تین دن دہونی دینے سے خشک ہوجاتا ہے قیمت تین بتی عہ **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸ر **سفوف سوزاک** قیمت سات خوراک کے لیے عہ **حبوب بادگولہ** یہ گولیان امراض ہسٹریا (بادگولہ) مین از بس مفید ہین عورتین عمومًا اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین اور بسبب جن بہوت کے آسیب کا وہم رکہنے کے بہت سا روپیہ خرچ کرڈالتے ہین اور اندر ہی اندر گہل گہل کر مرجاتی ہین ان گولیون کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲ر **کہانسی کی گولیان** قیمت فی ڈبیا ۸ر **حبوب بواسیر** فی ڈبیا عہ **روغن شمیم** قیمت فی شیشی عہ **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا ۸ر **حب ضیق النفس** قیمت فی ڈبیا عہ **دوائی ناسور**۔ قیمت فی ڈبیا کہانے کے لئے عہ روغن ۸ر **دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸ر **مرض اٹہرا کی مجرب دوائی** - یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نور الدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑون عورتون کو فائدہ ہوتا ہے جنکے بچے بچپن مین اس مرض سے تلف ہو جاتے ہین یہ مولوی صاحب کی چند مجرب ادویہ ہین کچہہ تو گولیان ہونگی جو عورت کو ابتدا حمل تک کہانی ہونگی کچہہ خاص قسم کی دم کی ہوئی اجوائن اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑے گی - قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاویگی عے - **منجن**۔ قیمت فی ڈبیا ۸ر **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸ر

لائق شہادت کی ایک شہادت

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون ونفث الدم اور استسقا مین اسنے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہون کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو اسکو خود بہی اور اس کی بابت لوگون کو نفع پہونچیگا۔ آلہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ آمین

نور الدین

ہر مرض کے لئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بہیجی جاوے گی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہیں ہوسکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکہنے کے نہیں کیا جاویگا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہیں بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہان اسمین ذاتی نفع بہی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبون کی طرح نہیں ۔

نوٹ کیسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنیکے نہیں دیا جاوے گا۔ ایسے صاحب جواب آنیکی شکایت نکرین ۔

المشتہر

مفتی فضل الرحمان منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے۔ مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اسکا کل انتظام دیسیون کے ہاتہہ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتہہ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لیے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کرچکے ہین انکے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فورًا بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اسکے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی ورملکی وجوہات کو مدنظر رکہے گا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہیئے آج وقت ہے کہ آپ محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کے لئے ایک معقول رقم چہوڑ جانیکا انتظام کرین۔ ہماری کمپنی پر اسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کردیگا۔ ایک کارڈ پر اپنا نام وپتہ لکہکر بہیجئے پر اسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔

گیان چند منیجر وایکچواری یا درخواستین بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئین

مرا برف بارید بر سر زاغ لنشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیونکا خاتمہ ہے چلئے اولاد دنہا انکا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ ہی اگر مایوسی کی حد تک پہونچگئے ہین تو مفصلہ ذیل غذرے پڑہین **شاہی خضاب** مثل تیل کے پہلیں کے لگایا جاتا ہے بالونکو دو منٹ مین بہنور سیاہ کردیتا ہے اور نہ بالون کو سخت کرتا ہے۔ قیمت عہ **روح افزا** نامردی - سستی - لاولدی - ضعف باہ ودماغ - جریان - درد کمر کے واسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان کو پہلتن بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی - **روح النساء** - حیض بے قاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا اون پر سوزش ہو غرضیکہ عورتونکی سب بیماریون کے واسطے مجرب ہے فی شیشی قیمت تین روپیہ۔ **فرانسیسی گلگونہ** - چہرے سے جہریان جہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اجلا بنادیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت عہ **گولیان وروغن** - انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچہہ سفید ہوگئے ہون تو بہی سیاہ ہوجاتے ہین اور پہر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت ۸ر **بال اڑانیکا تیل** - بلا کسی خارش اور تکلیف کے دو منٹ مین نازک جگہ کے بال بہی صفا ہون قیمت ۸ر فی شیشی - **سرمہ ممیرا** - دہند - غباری - لالی - پڑبال - پانی جانا - وابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ - **بواسیر خونی** - بادی جدی یا آتشک سے ہو۔ سے اگر ہون تو بلا تکلیف گم قیمت عہ **دمہ** کیسا ہی پرانا وسخت دمہ ہو خواہ پہیپہڑے خراب ہوگئے ہون بشرطیکہ شفا ہو - قیمت تین روپے - **دوائی آتشک** مجرب

خط وکتابت کا پتہ - **ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم - اے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب**

سمندرسی کا بیمہ

بابو ڈاکٹر گنیش پرشاد بہار گو بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹرا ور لندن رائل کمسٹری مدرسہ کے ممبر شکیکل اگزامینر ہیم رسمارن ایف سیر صاحب بہادر نے پانچ فرانک سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

نمک سلیمانی معدہ [illegible] موجودہ حالت تندرستی میں اسکی
[illegible] ساتھ روزانہ اس نمک سلیمانی
[illegible]

ہزار ون [illegible] سرٹیفکٹون کا خلاصہ

[illegible]

نمک سلیمانی [illegible] آپکا نمک سلیمانی
معدہ کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اور [illegible]

جناب مولوی [illegible] استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بہوپال تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست او ر ہیضہ بیمار تھا اور ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہ ہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہون جس سے اسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض بہیشہ دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیاں نمک سلیمانی کی اور بھیجدیجیئے۔ **جناب** بابو ساہکانام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۲۳ اگست [illegible] کو تحریر فرماتے ہین کہ مین آپکا نہایت ممنون ہون کہ آپکے بنائے ہوے نمک سلیمانی نے سمندر کے سفر مین جو کہ مجہکو جاپان آتے وقت درپیش تہا بہت مدد کی سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ مین اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تہا۔ آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتون کے واسطے ہی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہاتے مین نہایت خوش ذائقہ ہے۔

جناب بابو شل رام صاحب میندار ڈیرہ اسمٰعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ و امریکہ وغیرہ۔ ۲۰ اکتوبر [illegible] کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کیواسطے اکسیر نہین ہے بلکہ سمندر کی بیماریون مثل متلی۔ چکر قے۔ بخار وغیرہ مین بہی اپنا اثر بہت اچہا دکہاتا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنے والے لوگ اپنے ساتھ رکہکر ضرور فائدہ اٹھائین گے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریون سے محفوظ رہینگے۔
کلکٹر و مجسٹریٹ بلیا جناب پنڈت رام شنکر صاحب مصر ایم۔ اے تحریر فرماتے ہین کہ بابو گنیش پرشاد بہار گو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑہانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے۔
جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۹ ۔ جنوری [illegible] مین تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بہار گو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی متعلق معدہ سوء ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا کہٹی اور بہی ہوئی ڈکارون کو روک دیتا ہے غرض امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگون کو کہانا ہضم نہ ہوتا ہو تو کہانے کے بعد تہوڑا سا نمک سلیمانی کہا لیا کرین۔

ملنے کا پتہ:۔ نونہال سنگہ بہار گو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی۔ محلہ ناگئے گہاٹ شہر بنارس۔

مفت — مفت

جس کو سرمہ کی شیشی پر آنکہ کا ٹریڈ مارک نہیگا تو وہ جعلی سمجہنا چاہیے

۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑہا کر پچاس ہزار پڑیہ کردی گئی ہے ۔ ہر کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو برابر پانچ سال سے مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ مین اسکے خریدار موجود ہین سیکڑون سپاس نامہ ہمارے پاس معزز ڈاکٹرون اور حکیمون و ہمعصرون اور عہدہ دارون کے موجود ہین جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا یکم دسمبر سے صرف ۱۴ دسمبر تک ۲ ہزار پڑیہ نونہ کی لوگون نے منگوائین۔ اسپر تجربہ کے بعد ۵۰ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہین اور یہ بہی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہین کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے۔ آنکہ کا کوئی مرض ایسا نہین جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض مین بیحد مفید ثابت ہوا ہے ۔ ابتدائی نزول الماء مین اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہو گئے ہین کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہین جالا۔ پہولا۔ دہند۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند ابتدائی۔ سرخی ناخنہ وغیرہ وغیرہ کو چند ہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے عینک کی حاجت نہین رہتی اور حالت مرض مین لگائیے تو ازالۂ مرض کے لئے اکسیر ہے۔ ایک تولہ سرمہ سال بہر سے زیادہ کیلئے کافی ہے ہر حصہ ملک مین ایجنٹون کی ضرورت ہے۔ تاجران و دوافروشون اور ڈاکخانون کو اسطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے ۔ دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے فرمائشات ویلیو پے ایبل منگوانے پر جانبین کا اطمینان ہوگا محصول وغیرہ ذمہ خریدار۔ بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۱؎ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۱؎

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

پچ بالانشین

ایسی تجارت کو ترقی دینا ہمارا فرض ہے اسلئے ہمنے سوتی ریشمی اور صوف ہر وضع و ہر رنگ کی تیاری کا بہی انتظام کیا ہے جو مستورات کے واسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی بنا ہمارے چابک دست کاریگرون کے یہ کمال دکہایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہین اور پائیداری مین تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہین ہے ایک مرتبہ منگاکر ملاحظہ تو فرمائیے۔ قیمت فی تہان [illegible] طول ۱۲ گز اگرہ عرض [illegible] قیمت فی تہان [illegible] طول ۱۲ گز اگرہ عرض [illegible] اگر یہ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکہنو ہونی چاہیئے

نئی شرط — سرمہ سلیمانی

اس کارخانہ نے اشتہاری دہوکہ سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے۔ سرمہ سلیمانی یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے جیکہ چند روز کے استعمال سے جالا۔ پہولا۔ دہند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکہون سے پانی بہنا۔ نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمائش ضرور کیجیئے۔ بعدہٗ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸؎

سنون دندان جس کے استعمال سے داڑہ خواہ مسوڑہ ہے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا مسوڑہ ورم کر گیا یا دانتون سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ اعراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہین قیمت فی بکس [illegible] پوڈر صفا یہ پوڈر دیگر پوڈرون کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور تین منٹ مین فارغ کردینا اسی کا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ڈبیا کلان [illegible]

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڈھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی رحت آروح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہو گئے ہیں بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم محمد عبداللہ و سعداللہ تاجران عطر قنوج

کارخانہ عطر فرحت افزا النسیم

اگر آپکو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہوئے تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت افزا نسیم سے منگوائیے روح خوش ہو جائیگی۔ مختصر فہرست یہ ہے

گلاب	۸ روپے ۶ تک	مشک عنبر	۸ روپے ۶ تک		
کیوڑہ	۸ روپے ۵ تک	مدنمت	۸ روپے ۶ تک		
موتیا	۸ روپے ۵ تک	باندی	۸ روپے ۶ تک		
حنا	۴ روپے ۵ تک	حس	۸ روپے ۶ تک		
چنبیلی	۲ روپے ۵ تک	ناگر تیل	۸ روپے ۶ تک		
		عرق شیشی			

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

(انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چہپکر شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انا الهادی الی الوہیہ

الحکم

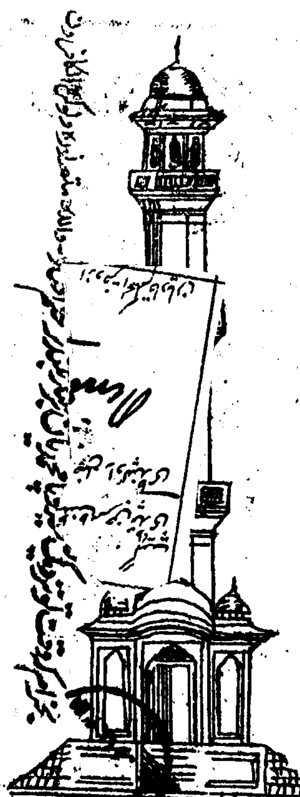

چہ گویم با تو گرآئی بہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عللہ (۳) ہندوستان سے باہر ۷ (۴) غیر مذہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۴۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) قادیان مین سکھا شاہی ۱ تا اول
(۲) حیات صافی
(۳) سلسلہ از ذخیرۂ علوم وفنون ۲ تا ۴
(۴) الہامات ۴
(۵) فیصلہ
۵ و ۶
(۶) ... العالم ۶
یود ۷
(۷) مراسلات ۸-۹
(۸) سفرنامہ دہلی ۱۰-۱۱
(۹) رسیدات آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۲
(۱۰) اشتہارات ۱۲-۱۶

قادیان مین سکھا شاہی

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہوجائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک

چونکہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو نرمی - درگذر - اور شر کا مقابلہ نکرنے کی تعلیم دیتے ہین اسلئے اکثر ناعاقبت اندیش اس بات سے فائدہ اٹھا کر اس غریب جماعت کو عموماً ہر جگہ دکھہ دیتے ہین مین آئے دن الحکم کے ذریعہ کسی نہ کسی مقام کی جماعت یا احمدیون پر مظالم کے حالات لکھتا رہتا ہون لیکن آج عرصہ کے بعد **آپ بیتی** یعنی خاص قادیان کے حالات لکھتا ہون + اور یہ حالات اب نہایت خطرناک حالت اختیار کرتے جاتے ہین - قادیان کے **سکھون** کی جماعت نے بارہا ہماری جماعت پر حملہ کیا ہے اور یہ تو ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ وہ ہمارے مزدورون سے کسیان اور ٹوکریان چھین کر لے گئے ہین جبکہ وہ ہمارے کام پر لگے ہوئے تھے بلکہ یہ کہنے مین مبالغہ نہین کہ یہان کے **سکھہ زمیندار** ایک عرصہ سے ٹوکریون اور کسیون کی خرید سے بے فکر ہوچکے ہین - انہین جب ضرورت ہوتی ہے وہ حملہ کرکے چھین لے جاتے ہین اور ہم خاموشی کے ساتھہ ان کی ان حرکات کو دیکھا کرتے ہین لیکن اب صبر کی حد ہوچکی زیادہ انتظار کرنے کی طاقت ہم مین نہین رہی اسلئے ہم متواتر ان کے مظالم مقامی اور ذمہ دار حکام کو سنائین گے اور اپنے درد کی دوا انہین سے چاہین گے -

تازہ واقعہ ۱۴ر دسمبر کی صبح کا ہے کہ بہت سے سکھون کا ایک گروہ میان **احمد نور** پر بلوا کرکے آپڑا - اور اس غریب کو سخت مارا وہ کسی طرح انکے قبضہ سے نکلکر بھاگا اور بھاگ کر کسی مکان مین گھس کر پناہ لی - تو یہ سکھا شاہی کرنے والے دلیر اور بہادر اسکے گھر کے دروازہ پر پہونچے - دروازے کو توڑنے کی کوشش کی - اور سخت گالیان دے رہے تھے کوئی اندر اینٹین پھینکتا تھا - کوئی کچھہ - بڑی تشویش پیدا ہوئی - آخر مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور نظام دفعدار قادیان کو اطلاع دی گئی وہ سنتے ہی موقع واردات پر پہونچے اور انہون نے اگر نہایت عقلمندی کے ساتھہ اس حملہ آور گروہ کو منتشر کیا + لیکن یہ لوگ بڑے جوش مین تھے لٹھون اور لاٹھیون سے مسلح تھے - اور کہتے تھے کہ بس **مار دو اور خون بہا دو** - اس واقعہ کی اطلاع تہانہ مین مظلوم احمد نور نے جا کر دی جسپر منشی سندی خان صاحب ہیڈ کنسٹبل تفتیش کے لئے مامور ہوکر اسی روز شام کو آئے - اور انہون نے نہایت سلامت روی کے ساتھہ جیسا کہ ان کی عادت مین ہے موقعہ واردات کو دیکھا اور سب کے بیانات لئے + اور ۱۶ کس کو ملزم قرار دیکر ۱۹ تاریخ کے لئے مقدمہ چالان کرنے کیواسطے مقرر کی + یہہ تو معمولی بات ہے -

اس امر سے ان لوگون کے جوش کا پارہ اور بھی چڑھہ گیا - اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فساد کی تہ مین یہان کے بعض اور لوگ ہین جنکی بابت غالباً بعض گذشتہ واقعات اور کاغذات سے مدد مل سکے گی کہ انہون نے کبھی ہماری مخالفت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - جسکے متعلق مقامی سردار حکام یقیناً بے خبر نہین ہونگے + قادیان کے بے طرفدار ہمارے مخالف بھی ایسی شہادت دے سکتے ہین کہ یہ لوگ ہم پر کئی مرتبہ حملے کرچکے ہین ایسی سکھا شاہی سرکار انگریزی کے راج مین **سخت اندھیر** ہے اور اگر اسکا تدارک نہ کیا گیا تو ہماری جان مال اور آبرو سخت اندیشہ اور خطرہ مین ہے اور اس امر مین **ایڈیٹر الحکم** کو محض اس وجہ سے کہ وہ ایسے معاملات مین قلم سے کام لیتا رہا ہے خصوصاً نشانہ بنایا گیا ہے جسکے لئے مین اپنے ضلع کے ذمہ دار حکام کو خصوصاً توجہ دلاتا ہون اور آیندہ خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہون - جن لوگون کا یہ مجمع خلاف قانون ہورہا ہے اور جو سازشین اور منصوبے ہمارے خلاف کئے جارہے ہین اور اسکی تہ مین **جو امر ہے اسکا راز بھی عنقریب افشا کردیا جاویگا**"

ایڈیٹر الحکم

حیات صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے مین مٹیریل بہم پہونچا رہا ہون اسلئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا نہ ہو - کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھیجدین - اور یا آپ کی لائف کے **واقعات** مین سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ ہی لکھہ بھیجین علاوہ برین اگر کسی اخبار مین صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیجدیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر وصفحہ اخبار ہو - مین اگر زندہ رہا اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین اسکالم کو شروع کرونگا - ایڈیٹر الحکم -

مسلمانوں کا ذخیرۂ علوم و فنون اور یورپ کی سرپرستی

نمبر ۱

مسلمانوں کیلئے درحقیقت یہ بات سخت قابل ماتم ہے۔ کہ جس میدان میں انہیں ہمت کا قدم رکہنا تہا آج اغیار وہاں بازی لے گئے ہیں۔ عربی زبان نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی جان۔ روح۔ عنصر جو کچہہ کہو عربی ہے۔ مسلمانوں کے تمام علوم و فنون اسی خزانہ میں محفوظ ہیں۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ آج بے بہا خزانہ پر یورپ کا قبضہ ہے۔ اور مسلمان خالی ہاتھ اسکی اس جرأت کو تک رہے ہیں۔ درحقیقت مسلمانوں کی غفلت سے عربی کا تمام سرمایہ تباہ ہونیوالا تہا۔ اگر یورپ اسکی حفاظت پر آمادہ نہو جاتا۔ تاریخ۔ ادب کی وہ بے بہا کتابیں جنکے الگ کر دینے کے بعد عربی کا۔ اور اسکے ساتہہ مسلمانوں کا کچکول خالی ہو جاتا ہے۔ صرف یورپ کی سرپرستی سے۔ آج دنیا میں نظر آ رہی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ سرمایہ یورپ کی بدولت بربادی سے محفوظ رہا۔ اور بجائے ایک کرم خوردہ نسخہ کے دنیا میں ہزاروں نسخے پیدا ہوگئے۔ بلکہ عربی زبان۔ اور عربی علوم کے متعلق یورپ کی زبانوں میں جسقدر معلومات اور تحقیقات کا ذخیرہ جمع ہوگیا ہے اونکو ہمارے علماء کے دماغوں میں ایک لمحہ کیلئے بہی جگہ نہ ملی ہوگی عربی کی علم اللسان، لغت۔ صرف نحو۔ عروض اور قوافی کے متعلق بیسیوں کتابیں۔ اس تحقیق اور جامعیت کے ساتہہ لکہی گئیں ہیں۔ کہ اگر اس کا نصف حصہ بہی ہماری زبانوں میں آ جائے تو بیش بہا معلومات سے مالا مال ہو جائیں۔

ڈاکٹر لائیٹنر ہماری اس افسوسناک غفلت کو محسوس کر کے لکہتے ہیں کہ مسلمان ہم کو بہت گمرہ جانتے کیا ہیں۔ اگر آج عربی کی کوئی عمدہ تاریخ یا کوئی عمدہ دیوان درکار ہو۔ تو یورپ سے منگانا پڑیگا۔ ابن خلدون۔ ابن رشد۔ ابن بطوطہ حاجی خلیفہ۔ ابن اثیر۔ اور مقریزی جو اسلام میں آسمان علم کے آفتاب ہیں۔ یہاں انکو کوئی جانتا ہی نہیں۔ تابط شرا۔ امرء القیس بحتری۔ اور ابو تمام کا دیوان کتنے آدمیوں نے پڑہا ہوگا؟ یورپ میں صدہا آدمی یہ کتابیں پڑہتے ہیں۔ اور ترجمہ قرآن تو لاکہوں!!

ڈاکٹر لائیٹنر کو تو صرف اس کا افسوس ہے کہ "اگر عربی کی کوئی عمدہ کتاب درکار ہو، تو مسلمانوں کو یورپ سے منگانا پڑیگی"۔ لیکن ہمیں یہ افسوس ہے، کہ مسلمانوں کو یہ بہی نہیں معلوم۔ کہ یورپ نے عربی کی کون کونسی نایاب کتابیں چہاپی ہیں اور نہیں چہاپ کر ہم پر اور ہمارے علوم پر کتنا بڑا زبردست احسان کیا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس مضمون کے ذریعہ علماء اسلام کو یورپ کی ان خدمات سے واقف کریں جنکی بدولت آج انہیں اس امر کا موقعہ حاصل ہے۔ کہ اپنے علمی ذخیرہ سے فائدہ اٹہا رہے ہیں۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں یہ دکہایا ہے۔ کہ یورپ کو عربی اور عربی علوم پر کب توجہ ہوئی۔ اور صرف و نحو۔ لغت و ادب کے متعلق کون کونسی قابل ذکر کتابیں یورپ کے زبانوں میں ترتیب دی گئیں دوسرے حصہ میں ان کتابوں کی مفصل فہرست دی ہے۔ جو یورپ کی کوششوں سے چہپکر شائع ہوئیں۔

یورپ کو عربی اور عربی علوم کیطرف کب توجہ ہوئی۔ اور کیونکر ہوئی۔ یہ بجائے خود ایک دلچسپ مضمون ہے جسکے بیان کی یہاں گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ صرف اسقدر بتلانا سلسلۂ مضمون کی لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ عربی سے یورپ کب روشناس ہوا۔ اور کیوں کر عربی علوم و فنون مشرق سے مغرب میں منتقل ہوگئے

دنیا کے حیرت انگیز واقعات میں غالباً یہ واقعہ بہی عجیب و غریب ہے۔ کہ یورپ کی شائستگی کی بنا ایک ایسی پولیٹیکل خونریزی نے رکہی۔ جو دنیا کا سب سے زیادہ نقصان کرنیوالی جنگ تسلیم کیگئی ہے گیارہویں صدی عیسوی میں جبکہ مسلمان ترقی کے انتہائی درجہ تک بلند ہوچکے تہے۔ یورپ میں ہر طرف تاریکی تہی۔ لیکن صلیبی لڑائیوں نے یکایک یورپ کو موقع دیا کہ مسلمانوں کی شائستگی کا مطالعہ کرے بیت المقدس اور انطاکیہ میں جب رومی سلطنت قائم ہوگئی۔ اور مسلمانوں سے ملنے جلنے کے ذرائع وسعت کے ساتہہ پیدا ہوگئے۔ تو یورپ کی آنکہیں کہلیں۔ اور مسلمانوں کی شائستگی کا پہلا تجربہ ہوا۔ شام میں قسمت آزمائی کرنے کے بعد جب یورپ کے جانبازوں نے مغرب کا رخ کیا۔ تو یہ اثر بہی اپنے ساتہہ لیگئے کہ مسلمان علمی عملی ترقیات کے دنیا میں اکیلے مخزن ہیں۔ اور تہذیب و شائستگی کا سرچشمہ اسلامی دنیا کے سوا اور کہیں نہیں ملسکتا۔

اس اثر کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ میں مسلمانوں کی ترقی اور شائستگی پر عام توجہ پیدا ہوگئی۔ اور یہ توجہ برابر بڑہتی گئی کیونکہ صلیبی حملوں کی بدولت بار بار یورپ کا اسلامی ممالک میں گذر ہوا۔ اور ہر مرتبہ مسلمانوں کی علمی ترقی کے حیرت انگیز آثار نظر آ گئے۔ اسلئے ایک طرف تو یورپ نے مسلمانوں کی تباہی کا بیڑہ اٹہایا۔ اور دوسری طرف اپنے حریف کی شاگردی پر آمادہ ہوگیا!

اس ذکر میں یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ چونکہ اس زمانہ میں یورپ میں عام تعلیم نہ تہی۔ اور لاطینی۔ و یونانی زبان کی تعلیم پادریوں اور ارکین سلطنت کیلئے مخصوص تہی۔ اسلئے مغرب سے مشرق کیطرف جس گروہ کا علمی تلاش میں اوّل قدم اٹہا۔ وہ مذہبی پیشواؤں کا مقدس گروہ تہا۔ حیرت یہ ہے کہ یہی گروہ آگے چلکر الحاد اور بے دینی کے پریشان خواب دیکہنے لگا۔ اور اسلامی فلسفہ کی اشاعت اسکی تعبیر بتلائی گئی۔ حالانکہ ابتدا میں اشاعت کا ذریعہ بہی یہی نادان گروہ ہوا۔

گیارہویں صدی کے اوائل سے مسلمانوں کے علوم و فنون پر یورپ کو توجہ ہوئی۔ اور چودہویں صدی کے اواخر تک فلسفہ کی تمام کتابیں لاطینی زبان میں ترجمہ ہوگئیں[1] ابتدا میں متعدد محکمہ قائم کئے گئے۔ کہ لاطینی جاننے یہودیوں کی مدد سے فلسفہ کی کتابیں ترجمہ کیجائیں۔ پہر پوپ **اکلر سنڈس** ہفتم کے حکم سے عربی اور دیگر مشرقی زبانوں کی تحصیل کیلئے یورپ سے نوجوان طلبا اندلس روانہ کئے گئے[2] اندلس میں چونکہ خود عیسائی اور یہودی فلسفہ میں مسلمانوں کے شاگرد رشید تہے۔ اسلئے یورپ کی طلبا انکی اعانت سے فائدہ اٹہا کر بہت جلد عربی اور عبرانی میں قابلیت حاصل کر لیتے۔ اور فارغ التحصیل ہو کر علمی کتابوں کی ترجمہ پر مشغول ہو جاتے[3]

جن لوگوں نے یورپ کے مختلف حصوں سے اندلس کا سفر کیا۔ اور عربی زبان سے واقفیت پیدا کر کے علمی تراجم میں مشغول ہوئے۔ ان کے نام آج تاریخی صفحات پر موجود ہیں، ان میں بہت سے طالبعلم ایسے ہیں۔ جنہوں نے طلب علم میں حب الوطنی کے تقید سے خود کو ہمیشہ کیلئے آزاد کر لیا۔ اور ساری عمر طلیطلہ کے پرائیویٹ مدرسوں۔ اور قرطبہ کے دار العلوموں میں صرف کر دی۔ کچہہ طالبعلم ایسے ہیں، جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد مشرق کے ممتاز ملکوں کی خاک چہانتے پہرے اور ایک عرصہ کی تلاش و تحقیق کے بعد جب سرزمین مغرب میں قدم رکہا۔ تو اسلامی علوم و فنون کی معلومات سے ان کا دماغ لبریز تہا۔ **بارٹومن کریمون** اس زمانہ کا مشہور طبیب۔ اور ہیئت دان ہے۔ یہ اپنے وطن اٹلی سے نکلکر محض عربی کے شوق میں طلیطلہ پہنچا اور ایک عرصہ کی اقامت کے بعد جب کافی واقفیت حاصل کر لی۔ تو متعدد کتابوں کا عربی سے لاطینی میں ترجمہ کیا۔

پیٹر ز مارنٹ ایک فرانسیسی پادری تہا جسکو جغرافیہ کا شوق دامنگیر ہوا۔ اسی شوق میں اندلس کا سفر کیا۔ افریقہ کی خاک چہانی۔ اور مدت کی آوارہ گردی کے بعد مسلمانوں سے اس علم کو حاصل کیا۔

ڈنیل مارلی اور پیٹر زما کرنے اسیطرح اندلس کا سفر کر کے عربی زبان سے واقفیت پیدا کی۔ آخرالذکر نے قرآن شریف کا عربی سے ترجمہ بہی کیا۔ اور آنحضرت کی سوانح عمری بہی لاطینی میں ترتیب دی[1]

ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کے نام تاریخ میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے بعض کے ترجمے اور تصنیفات اسوقت تک یورپ میں موجود ہیں[2] ان کوششوں نے یورپ کو مسلمانوں اور مسلمانوں کے علوم سے واقف کر دیا۔ اور اسلامی فلسفہ نے عام طور پر مقبولیت حاصل کر لی۔

لیکن چونکہ یورپ میں اسوقت تک عربی زبان کی کوئی باضابطہ درسگاہ نہ تہی اسلئے عربی زبان سے وہی خوش قسمت اشخاص واقفیت حاصل کر سکتے تہے جنہیں مشرقی ممالک کے سفر اور وہاں کے کثیر اخراجات اور دقتوں کی متحمل ہونیکی طاقت تہی لیکن سولہویں صدی سے عربی زبان کی باضابطہ تعلیم خود یورپ میں شروع ہوگئی ۱۶۱۲ء میں پندرہویں **گری گورس پوپ** نے روم میں ایک انجمن قائم کی۔ جسکا مقصد اگرچہ مسیحی عقاید کی اشاعت تہا مگر اس کے قیام سے بہت بڑا ضمنی فائدہ یہ ہوا کہ عربی زبان کی تعلیم پر یورپ کو توجہ ہوگئی۔ اسکے بعد ہی ۱۶۲۷ء میں خاص **پوپ اربانس** کے حکم سے اس انجمن کی متعلق مشرقی زبانوں کا ایک مدرسہ قائم کیا گیا تاکہ نوجوان پادری مشرقی زبانوں کی تعلیم پا کر اشاعت مذہب کیغرض سے باہر جاسکیں

---

[1] سیاحۃ المعارف صفحہ ۲۹۰ [2] سیاحۃ المعارف [3] ایضاً صفحہ ۲۹۰ و ۳۲۱

[1] سیاحۃ المعارف صفحہ ۳۲۲ [2] انسائیکلوپیڈیا پارٹی نائن کا

اس مدرسہ میں خاص طور پر عربی اور سریانی زبانوں کے پروفیسر مشرقی ممالک سے بلواکر مقرر کئے گئے تھے۔ عربی کتابیں پہلے پہل دنیا میں اسی مدرسہ کی بدولت چھپکر شایع ہوئیں۔ تعلیم کے لئے ضرورت ہوئی کہ صرف ونحو اور ادب کی کتابیں بکثرت مہیا ہوں اسلئے چند رسالے خود پروفیسروں نے لکھے۔ اور کچھہ کتابیں قدیم زمانہ کی لکھی ہوئیں دستیاب کیں، اور انہیں نہایت اہتمام سے طبع کراکر شایع کیا۔
صرف ونحو عربی کی جو کتابیں یورپ میں لکھی گئیں اس
انجمن نے عربی کیلئے جو کچھہ کیا وہ درحقیقت ایک مذہبی کام تہا۔ لیکن اسی زمانہ میں کچھہ لوگ ایسے پیدا ہوگئے جنہوں نے محض ذاتی کوشش اور مذاق سے عربی زبان میں قابلیت بہم پہونچائی اور پہر صرف ونحو اور ادب ولغت کی کتابیں لکہکر یورپ میں اس مذاق کو عام کیا۔ ان لوگوں میں پہلا شخص **آرپی نیو** نامی ایک عالم ہے جو ہالینڈ کا باشندہ تہا۔ مشرقی زبانوں کے شوق میں وطن سے نکلکر دور دراز ملکوں کی سیاحت کی اور متعدد زبانوں کو حاصل کرکے ۱۶۱۳ء میں ہالینڈ واپس آیا۔ ہالینڈ میں چونکہ اسکی قابلیت کی شہرت پیشتر ہی سے ہوچکی تہی۔ اسلئے پہونچتے ہی لیڈن یونیورسٹی کا پروفیسر ہوگیا۔ اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ ہالینڈ کے مدرسوں میں عربی زبان کی تعلیم داخل ہوگئی اور صرف ونحو عربی میں سب سے پہلی ایک رسالہ ترتیب دیا ۱؎
آرپی نیو کے بعد **لافن وارنر** نامی ایک شخص نے عربی کیطرف خاص توجہ کی۔ یہ عالم ۱۶۱۹ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۶۶۵ء میں وفات پائی۔ ۱۶۴۰ء میں مشرقی ممالک کا سفر کرکے عربی کی نادر کتابیں جمع کیں اور لیڈ یونیورسٹی کے کتب خانہ میں داخل کردیں۔
سترہویں صدی کے اواخر تک اسی طرح خاص خاص لوگوں کی کوشش سے عربی لٹریچر کا مذاق ترقی کرتا رہا۔ لیکن اٹھارہویں صدی کے اوائل سے یورپ میں عربی کا وہ نیا دور شروع ہو۔ جس نے موجودہ زمانہ کی عظیم الشان توجہ کی بنا رکھی۔ اس دور کا افتتاح ایک فرانسیسی عالم **پروفیسر سیل وسٹر** کی تصنیفات سے ہوا۔ جو نہ صرف عربی کا ماہر تہا بلکہ مشرق کی دیگر مشہور زبانوں میں بہی کافی مہارت رکہتا تہا علاوہ اور تصنیفات کے اسکی ایک بیش بقدر تصنیف عربی کی مبسوط صرف ونحو ہے جسکی دو ضخیم جلدیں ۱۸۱۰ء میں چھپکر شایع ہوئیں۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک مفید التزام یہ کیا ہے۔ کہ جن جن صرفی ونحوی مسایل کو لکہا ہے ان کے متعلق بطور شواہد کے عربی اشعار بہی پیش کردیے ہیں ۱؎
اس دور میں چند اسباب ایسے جمع ہوگئے جن سے عربی پر یورپ کو غیر معمولی توجہ ہوگئی۔ منجملہ ان کے ایک بڑا سبب **انگریزوں** کا ہندوستان پر تسلط ہے۔ مسلمانان ہند کا یہ زمانہ اگرچہ زمانہ انحطاط تہا۔ مگر پہر بہی عربی تعلیم کا مذاق عام طور پر موجود تہا۔ یہاں تک کہ لکھنو اور دہلی کے جو علما آج زیادہ مشہور ہیں۔ وہ اسی آخری دور کی یادگار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کو بہی عربی پر توجہ ہوئی۔ اس توجہ سے جو مفید نتایج پیدا ہوئے انمیں **ایشیاٹک سوسائٹی** بنگال اور بمبئی کا نام خصوصیت کی ساتھہ قابل ذکر ہے۔ لیکن اسکا مفصل بیان آگے آئیگا۔ یہاں اسقدر لکہدینا کافی ہے۔ کہ انگریز بہی فرانسیسیوں کیساتہہ اس دور میں برابر کے شریک رہے مشہور انگریز عالم **لمسڈن** ۲؎ نے کلکتہ میں چند مولویوں کی مدد سے ایک عمدہ کتاب صرف ونحو پر لکہکر ۱۸۱۳ء میں شائع کی اسیطرح کلکتہ میں دو اور رسالے اسی زمانہ کے قریب قریب شائع ہوئے جنمیں سے ایک رسالے میں عربی کی چھوٹی بڑی حکائتیں جمع کی ہتیں اور دوسرے رسالہ میں الف لیلہ کے تیسرے حصہ کا انتخاب اور ترجمہ ۳؎ تہا۔ اس دور میں صرف ونحو کی تین کتابیں اور قابل ذکر لکہی گئیں۔
(۱) علامہ **ای والڈ** جرمنی کی صرف ونحو عربی ۱۸۳۱ء سے ۱۸۳۳ء تک چھپکر لیپزگ سے شائع ہوئی۔
(۲) علامہ **کاسپری** کی صرف ونحو پہلی مرتبہ ۱۸۴۸ء میں چھپکر **لیپزگ** سے شائع ہوئی۔ پہر علامہ **اگسٹمس** نے ترمیم وتہذیب کے بعد ۱۸۸۳ء میں دوبارہ شائع کیا۔ یہ کتاب اسقدر مقبول ہوئی کہ ۱۸۹۵ء تک اس کے پانچ اڈیشن نکل چکے تہے۔
(۳) پہر ۱۸۵۹ء میں ایک انگریز عالم **رایٹ** نے کاسپری کی صرف ونحو کو چند مطالب بڑہاکر انگریزی ترجمہ کے ساتہہ دو جلدونمیں مرتب کیا۔ جو لنڈن میں چھپکر شائع ہوئی۔
یورپ کے علما نے جب عربی زبان پر توجہ کی تو ان کو صرف ونحو کی ایسی کتابوں کی تلاش ہوئی۔ جو ان کے لئے مفید ہوں۔ جب ایسی کتابیں نہیں ملیں۔ تو خود انہوں نے کوشش کرکے کتابیں تصنیف کیں۔ اور آنیوالے زمانہ کیلئے عربی زبان کی تعلیم کا سامان مہیا کیا۔ اس دور میں جتنی کتابیں لکہی گئیں وہ اسی کوشش پر مبنی ہیں۔
لیکن بڑا احسان جو یورپ نے عربی زبان پر کیا۔ وہ ان محققانہ لغتوں کی ترتیب ہے جنکی نظیر عربی میں نہیں ملسکتی سب سے پہلا لغت جو یورپ میں عربی کے جو لغت ترتیب دیئے [illegible] میں شایع ہوا وہ **جیجیوس** نامی ایک فاضل مستشرق کی تصنیفات ہے جو اٹلی کا رہنے والا تہا۔ پہر علامہ **جولیس** نے اسکی تقلید کی۔ اور ۱۶۵۳ء میں اپنا عربی لغت لیڈن سے شائع کیا یہ دونو لغت چونکہ صرف عربی کے تہے اسلئے علامہ **مانینسکی** نے دو نہایت ضخیم جلدونمیں مشرق کی تین مشہور زبانوں عربی، فارسی، ترکی۔ کا ایک جامع لغت طیار کیا اور ہر لفظ کا مطلب لاطینی اور جرمنی دونو زبانوں میں

ك سال ولادت ۱۵۸۴ء اور سال وفات ۱۶۲۴ء ہے صرف ونحو کے علاوہ اور تصنیفات حسب ذیل ہیں عربی کی تعلیم کا ابتدائی رسالہ۔ عربی اور عبرانی کا باہمی تعلق عہد جدید کا عربی میں ترجمہ چند کتابوں کا عربی سے لاطینی میں بہی ترجمہ کیا لیکن انکا تفصیلی حالات معلوم نہیں۔

ك اس کا پورا نام "آن ٹوان ایزک سیل وسٹر وے ساسی"۔ ہے بچپن میں صحت کی حالت اچہی نہ تہی۔ اسلئے ابتدائی تعلیم ایک پرائیوٹ استاد سے حاصل کی۔ باوجود اسکی ذہن اسقدر تیز تہا کہ کم عمری ہی میں یونانی اور لاطینی میں کافی لیاقت پیدا کرلی۔ بارہ برس کی عمر میں ایک فاضل راہب کی ملاقات ہوئی۔ جسکا نام "بے نی ڈکٹ ڈامین" تہا۔ اس راہب کی صحبت سی مشرقی زبانوں کا شوق پیدا ہوا اور دس برس کی محنت اور مطالعہ سے مشرق کی سات مشہور زبانوں میں غیر معمولی قابلیت حاصل کرلی ۱۷۸۰ء میں جبکہ اسکی عمر صرف بیس برس کی تہی۔ انجیل کے بعض قیمتی مسایل کا پتہ لگایا۔ اور ۱۷۸۵ء میں اکاڈمی آف انس کرپشن (یعنی قدیم کتبہ جات کی انجمن) کو دو قابل قدر یادگاریں نذر دیں۔ ان دو کارناموں نے اسکی شہرت دور دور تک پہنچادی۔ اور یورپ کی تمام علمی انجمنیں اسکی قدردانی کیلئے آمادہ ہوگئیں۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ فرانس میں ہرطرف پولیٹکل بے چینی پیدا ہوگئی تہی اور عنقریب بغاوت کی آگ مشتعل ہونیوالی تہی ۱۷۸۹ء میں یکایک یہ آگ بہڑکی۔ اور فرانس میں انقلاب ہوگیا۔ اس نے اطمینانی کے زمانہ میں وہ مشرقی لٹریچر کی بعض اہم تحقیقات میں مشغول تہا۔ کچھہ عرصہ کی خونریزی کے بعد جب دوبارہ بادشاہت قایم ہوئی۔ تو گورنمنٹ کیطرف سے اسکی خاص طور پر ہم قدردانی کی گئی۔ اور جنیوا بہیجا گیا۔ تاکہ ان مشرقی نسخوں کا مطالعہ کرے۔ جو اس شہر میں محفوظ تہے۔ ۱۸۰۶ء میں جنیوا سے واپس آیا۔ اور اپنی تحقیقات کی رپورٹ اکاڈمی میں پیش کی۔ پہر ۱۸۰۶ء میں فارسی لٹریچر کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ اور نپولین اول شاہ فرانس نے بیرن کے عہدہ پر سرافراز کیا اس عرصہ میں فرانس کی پولیٹکل حالت میں دوبارہ انقلاب شروع ہوا اور ۱۸۱۵ء میں بادشاہت کا خاتمہ ہوکر نئے سرے سے بوربون قایم ہوئی اس زمانے سے دی ساسی کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اول سررشتہ تعلیم کی کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا۔ پہر ایشیاٹک سوسیٹی پیرس کا پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔ یہ ایک ایسی علمی جماعت ہی جسکی اعانت بہی وہ بہت کچھہ مدد کیا کرتا تہا۔ وی فلپ کے عہد میں شاہی توجہ پہر سے دول ہوئی اور شاہی کتبخانہ کے مشرقی حصہ کا محافظ اور اکاڈمی آف انس کرپشن کا لایف سکرٹری مقرر کیا گیا۔ اس ممتاز محقق نے منجملہ دیگر کتابوں کے عربی صرف ونحو پر ایک ضخیم کتاب لکہی۔ جو پندرہ سال کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اسی کی کوشش سے پارس میں اردو سنسکرت اور چینی زبانوں کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور اسی کی تجویز وہدایت سی روس اور جرمنی میں مشرقی زبانوں کی تعلیم شروع ہوئی سال ولادت ۱۷۵۸ء اور سال وفات ۱۸۳۸ء صرف ونحو کے علاوہ ام دیگر تصنیفات حسب ذیل ہیں۔ تذکرہ شعرائے عجم، اصول عامہ صرف ونحو۔ اسمیں مختلف مصنفین عرب کے کلام نظم ونثر کا انتخاب ہے ایک عربی قصہ کا ترجمہ۔ قدامت فارس۔ مذہب دروز کے حالات۔ یہ آخری تصنیف ہے۔ اسمیں شام کے ایک پر اسرار مذاہب کے حالات درج کئے ہیں انسائیکلو پیڈیا برٹانی کا اور نیل۔

ك اس کا پورا نام لمسڈن میتھو ایل ایل ڈی ہے فورٹ ولیم کالج کلکتہ کا عربی۔ اور فارسی کا پروفیسر تہا۔ عربی کے علاوہ فارسی میں بہی اسکی ایک صرف ونحو موجود ہے ۱۸۲۰ء میں ایسٹ انڈیا کی ملازمت ترک کرکے انگلستان گیا۔ اور علمی مشاغل میں مصروف رہا۔ ولادت ۱۷۷۷ء وفات ۱۸۳۵ء

ك وقائع ولیم ناموس مصنفہ مولوی کبیرالدین احمد مرحوم کا دیباچہ

درج کیا۔ اس لغت کا نام کنز اللغات الشرقیہ ہے ۱۸۰۲ء میں وائنا دار السلطنت آسٹریا سے چھپکر شائع ہوا۔

اس کے بعد علامہ فرائیٹاگ نے چار جلدوں میں اور کازی مرسکی نے فرنچ میں اور باڈجر اور لین نے انگریزی میں چار لغت تیار کئے جو ۱۸۳۰ء سے ۱۸۶۰ء تک چھپکر شائع ہوئے ان میں پہلا لغت یورپ میں زیادہ مشہور اور متداول ہے۔

ان سات لغتوں میں چھ لغت عربی کے عام لغتوں کیطرح ہیں جنمیں کوئی خاص تحقیق یا جامعیت نہیں پائیجاتی۔ لیکن ساتواں لغت علامہ لین کا اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ اس میں مصنف نے نہایت کوشش سے عربی کے تمام قاموس جمع کئے اور انگریزی میں ایک جامع لغت طیار کیا۔

لیکن جس بے نظیر لغت نے عربی کو ہمیشہ کے لئے مرہون منت بنا لیا۔ وہ مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر دوزی کا قاموس ہے یعنی اضافہ لغت عربی پر، شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کے کتب خانہ میں یہ لغت میری نظر سے گذرا، دو ضخیم جلدوں میں وہ تمام الفاظ اور مصطلحات جمع کئے ہیں جو عربی کے کسی لغت میں نہیں ملتے۔ کامل پچاس برس کی محنت اور تلاش سے یہ بے نظیر لغت تیار ہوا۔ تاریخ و ادب اور علوم و فنون کی سینکڑوں کتابیں چھان ڈالیں اور جہاں کہیں اس قسم کے الفاظ ملے، جمع کرلئے پھر سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کرکے نہایت کوشش سے ان کا سراغ لگایا اور تحقیق و تنقید کے بعد جو مفہوم ثابت ہوا اسے لفظ بلفظ درج کیا پہلی جلد کی ابتدا میں ان کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جن سے اس لغت کی ترتیب میں مدد لیگئی۔ اس کے دیکھنے سے اس محقق کی تلاش و تحقیق کا سرسری اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ کون کون سی نایاب کتابیں جمع کیں۔ اور کس طرح ان سے مبہم اور مشکوک الفاظ کا پتہ لگایا۔

مسلمانوں نے جب اسپین فتح کرکے ایک متمدن سلطنت کی بنا ڈالی۔ تو آٹھ سو برس کے اثر نے اسپین کی ملکی زبان میں عربی کے سینکڑوں لفظ داخل کر دیئے۔ یہ الفاظ آج بھی اسپینی زبان میں موجود ہیں۔ مگر اختلاف لب ولہجہ نے انکی صورت اسطرح بدل دی ہے۔ کہ ان کا سراغ لگانا آسان نہیں ہے۔

پروفیسر دوزی نے مدت کی محنت سے ایک لغت طیار کیا ہے جسمیں عربی کے وہ تمام الفاظ جمع کئے ہیں۔ اور دکہلایا ہے کہ ان لفظوں نے موجودہ صورت کیونکر اختیار کی اور عربی میں انکی اصلی صورت کیا تھی!

افسوس ہے کہ یہ دونوں بے نظیر لغت فرنچ میں ہیں۔ اور ہم براہ راست ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے،

ادب عربی کے منتخبات ان کتابوں کے علاوہ ایک اور چیز قابل ذکر ہے۔ یورپ نے عربی علم ادب کے نہایت مفید منتخبات ترتیب دیئے ہیں اور ان منتخبات میں ادب کی بعض ان کتابوں کا انتخاب ہے جو اس وقت تک چھپکر شائع نہیں ہوئیں۔ اور یورپ کے خاص خاص کتبخانوں میں محفوظ ہیں۔ انہیں سے بعض منتخبات میں عربی کی قدیم شاعری کے نمونے دیئے ہیں۔ بعض میں ضرب الامثال اور عرب کی اصطلاحات جمع کئے ہیں۔ اس قسم کی چودہ کتابوں کے نام اسوقت ہمارے پیش نظر ہیں جنمیں سے دو کتابیں بیروت میں، اور باقی لنڈن۔ برلن اور پارس وغیرہ میں چھپی ہیں۔

لغت وارجہ کی صرف ونحو آجکل جو عربی عام طور پر نجد کے علاوہ تمام عرب میں مستعمل ہے اسکو لغت وارجہ کہتے ہیں۔ یورپ نے وارجہ کے بھی صرف نحو لکھے ہیں۔ اور نہایت اہتمام سے لکھے ہیں۔

سب سے پہلے کانٹس نامی مستشرق نے ۱۸۰۰ء میں دارجہ کی صرف ونحو لکھی اور اسپین میں چھپکر شائع ہوئی۔ پیر دسے نے لکھکر اپنا سے شایع کی۔ اسیطرح ۱۸۹۰ء تک بارہ کتابیں شائع ہوچکی ہیں جنمیں صرف ایک کتاب مصر کے ایک مسلمان عالم کی تصنیف ہے جو غالباً یورپ ہی کی تحریک سے لکھی گئی۔

لغت دارجہ کے مجموعہ امثال صرف ونحو کے علاوہ لغت دارجہ کی ان ضرب المثلوں کو بھی (جو عام زبانوں پر چڑھی ہوئی ہیں) یورپ کے بعض عالموں نے نہایت کوشش سے جمع کیا ہے۔ اور عرب کے مختلف حصوں کے مجموعے الگ الگ ترتیب دیئے ہیں مثلاً علامہ لینڈ برگ نے خاص شام کی ضرب المثلیں جمع کی ہیں۔ باوجر نے صرف مصر کی امثال ترتیب دئیے ہیں، ان مجموعوں کے علاوہ سوسین نامی ایک مصنف نے ایک "مجموعہ امثال" ترتیب دیا ہے جسمیں عام طور پر دارجہ کی تمام امثال۔ اور حکیمانہ مقولے جمع کئے ہیں۔ امثال کے علاوہ جو قصے۔ اور چھوٹی چھوٹی حکائتیں عرب کے مختلف خطوں میں مشہور ہیں اور جن سے ان کے اخلاق وعادات اور طرز معاشرت کا پتہ چلسکتا ہے جرمنی کے چند مستشرکوں نے انکو بھی نہایت تلاش سے جمع کیا ہے۔ اس قسم کی تین کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) سوسین کا مجموعہ حکایات جسمیں موصل اور ماردین کی حکائتیں جمع کی ہیں۔ یہ رسالہ مضمون کی صورت میں جرمنی کے ایک اخبار میں شائع ہوا تہا۔

(۲) سبی ٹابیک کا مجموعہ جو ۱۸۸۳ء میں کیڈن سے چھپکر شائع ہوا

(۳) لینڈبرگ کا مجموعہ جو ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا

(الندوہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے متعلقین خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور حمد الٰہی کرتے ہیں

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے دل خوش کن ہے۔ فاضل امروہی تشریف لے آئے ہیں اور اس مرتبہ امید کیجاتی ہے کہ بہت دیر تک یہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ حافظ مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی حج بیت اللہ کیلئے جانیوالے تھے مگر وہ سفر بوجوہات ملتوی ہوگیا حافظ صاحب نے اسکی بجائے قادیاں ٹھہر کر فایدہ اٹھانا ضروری سمجھا اور وہ اب قادیان میں ہیں امید کیجاتی ہے کہ وہ مستقل طور پر قادیاں رہنے کا انتظام کریں۔

۴۔ موسمی حالات کے متعلق سردی چمک اٹھی ہے آسمان کئی دنوں سے ابر آلود ہے ابھی بارش نہیں ہوئی کسی موسمی بیماری کی اسوقت تک چھیڑ چھاڑ نہیں۔ الحمد للہ

۵۔ سڑک بٹالہ کے متعلق یہ امر قابل اطمینان ہے کہ اسپر نئی مٹی ڈالدی گئی ہے اور وہ حصہ جو قادیان تک سڑک سے الگ ہوکر آتا ہے درست کردیا گیا ہے گو جبتک اس حصہ کو پختہ اور اونچا نہ کیا جاویگا اسکی موجودہ حالت برسات میں آرام دہ ہونے کی بجائے تکلیف دہ ہوگی

تازہ الہامات

۱۳۔ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ كَثُرَتْ فِتْنَةٌ ۱۰ ۱۴ دسمبر ۱۹۰۵ء جاء وقتك. ونبقي لك الآيات

۲۔ قَرُبَ وقتك ونبقي لك الآيات بينات

ترجمہ۔ ۱۔ فتنہ بڑا ہوگیا۔

۱۔ تیراوقت آگیا۔ اور ہم تیرے واسطے روشن نشان باقی رکھینگے

۲۔ تیراوقت قریب آگیا اور ہم تیرے واسطے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔

فرمایا ان الہامات میں الفاظ باہرات بینات صفت کے طور پر نہیں آئے بلکہ حال کے طور پر آئے ہیں اور دوام کا فایدہ دیتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چمکتی ہوئی اور کھلے نشانات اس سلسلہ کی صداقت کیواسطے ہمیشہ قایم رہینگے یہ خدا تعالےٰ کے لطف اور ملاطفت اور احسان کا بڑا نمونہ ہے۔ اور اسمیں بڑی خوشی ہے۔ اللہ نے الفاظ شوکت کیساتھ تسلی دیتے ہیں کہ تم تردد نہ کرو۔ اس سلسلہ کے قیام کا اصل مقصد کو ہم پورا کردیں گے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہرات اور بینات کیا ہیں۔ مگر ایک بڑی شکر اور سجدہ کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک عظیم الشان بشارت نازل فرمائی۔ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے اس سلسلہ کی تائید میں ایسے کام کرینگا جن سے بہت تبدیلی ہوگی۔ اور دنیا پر ایک عظیم اثر پڑے گا + ایک پرانا الہام حضرت صاحب نے دوبارہ سنایا اور وہ یہ ہے۔

بہت سی حادثات اور عجائبات کا سوچی بعد تیرا حادثہ ہوگا

۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء (۱) قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك. رحمة منا وكان امرا مقضيا. قرب ما توعدون (۲) امرات نا فذا

ترجمہ۔ کہا تیرے رب نے تحقیق وہ نازل کرنیوالا آسمان سے وہ امر جس سے تو خوش ہو جائیگا۔ یہ رحمت ہے ہماری طرف سے۔ اور یہی ابتدا سے مقرر اور فیصلہ شدہ امر ہے۔ قریب ہے۔ وہ شے جسکا تم وعدہ دیئے گئے ہو + میں نے یہ حکم نافذ کر دیا ہے۔ یعنی اٹل ہے۔

روزانہ کے متعلق فیصلہ

روزانہ الحکم کا نمونہ شائع کیا گیا بعض خاص احباب کو علیحدہ خطوط کے ذریعہ خریداری اور توسیع اشاعت پر متوجہ کیا گیا اسکا نتیجہ الحمد للہ قابل شکرگذاری ہے یعنے جسقدر درخواستیں میں روزانہ کے اجرا کیلئے ضروری سمجھتا تھا وہ درخواستیں پوری ہوچکیں مگر وہ تمام مشتاق اور قدردان ناظرین یہ سنکر افسوس کریں گے کہ فی الحال روزانہ جاری نہ ہوگا اسکی وجہ کیا ہے؟ اسکی بنا ایک رویا ہے جسمیں حضرت مخدوم الملۃ کو میں نے دیکھا اور مجھے فرماتے ہیں کہ روزانہ ہفتہ وار کردو اور ہفتہ وار کو روزانہ اسکی تعبیر اور تاویل جو سمجھی گئی ہے وہ یہی ہے کہ ابھی روزانہ کو ہفتہ وار رہنے دو۔ اسلئے میں تمام احباب کو سردست کسی اور وقت کا انتظار

حضور ولیعہد بہادر

شاہی سیاحت کے ضمن میں خود حضور ولیعہد بہادر کے مختصر حالات زندگی دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔ اس لئے انہیں روزانہ پیسہ سے اقتباس کرکے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

حضور شہزادہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء روز شنبہ کو ایک بج کر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس میں پیدا ہوئے اسوقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ میں لاڈ چیمبرلین اور شاہی بیگمات موجود تھیں۔ لندن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری آنًا فانًا شہر میں مشتہر ہوئی۔ جسپر ہر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷ جولائی کو ونڈسر کیسل میں نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی۔ ڈچیز آف کیمبرج آپ کی دینی ماں اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے۔ پیدائش کے ایک ماہ بعد ہی اتفاقًا شب کو آپ کے خوابگاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فورًا کمرہ سے علیحدہ کردیئے گئے دوران قیام انگلستان میں آپ کی پرورش مارلبرو ہوس یا سینڈرنگہم میں ہوتی تھی اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترتیب میں بنفس نفیس دلچسپی لیتی تھیں چنانچہ منجملہ اپنے اور بچوں کے آپ کی بسم اللہ بھی جنابہ موصوفہ ہی نے فرمائی تھی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لئے جرمن اور فرنچ لیڈیاں مقرر کردی تھیں مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی۔ اگست ۱۸۷۲ء میں زمانہ تعطیل رہنہم میں شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ پرنسس آف ویلز) کے ساتھ آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔

فیاض قدرت نے بچپن ہی سے حضور والا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری ولبر فورس یہ لکھتے ہیں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج۔ تیز اور زندہ دل ہے" اسی طرح تیراکی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خوردسالی ہی سے تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی۔ تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اور شہزادوں کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائیں گے۔ مگر ملکہ معظمہ نے آپ کے لئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز "برطانیہ" پر بھیجدیئے گئے اور دو سال تک فیر فیکس کی ماتحتی میں کام سیکھتے رہے مسٹر لالیس آپ کے خاص اوستاد تھے جہاز پر آپ میں اور دوسرے طالبعلموں میں صرف اتنا فرق تھا۔ کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تھا۔ جب آپ نے اس جہاز پر تعلیم پائی۔ تو ۱۱ جولائی ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے۔ اس جہاز پر علاوہ مسٹر لالیس کے آپ کی تعلیم کے لئے ریورنڈ جے۔ این۔ ڈالٹن ہی مقرر کئے گئے۔ یہ جہاز جس سکوارڈرن میں تھا وہ امیر البحر ارل آف کلین ولیم کے سپرد تھی ۱۸۸۲ء تک آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا۔ اور آپ نے جزائر غرب الہند۔ جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین۔ سنگاپور سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس۔ اور یونان کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ہردلعزیز ہوگئے تھے۔ آپ جہاں کہیں جاتے سب آپ کا خاص دل سے خیر مقدم کرتے تھے۔ شہزادہ نے اپنے میزبانوں پر اپنے اعلےٰ اخلاق و اوصاف کا پورا اثر ڈالا۔ آپ نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمایا۔ جو ۱۸۸۶ء میں شائع کیا گیا اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ لنڈن میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ شہزادوں نے (یعنی آپ نے اور آپکے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل کھدوائی اور آپکے والدین ڈاکٹروں کو ہزاروں روپئے اس غرض پر دینا چاہتے ہیں کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہوجائیں۔ اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ میں بھی لکھا ہے۔ دوران سیاحت میں آپ جہاں جہاں پہونچے۔ نہایت تپاک سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہر کرومہ نے آپ کو "خوش آمدید" کہا چنانچہ برجٹون میں حبشیوں نے اپنے زیور اتار اتار کر آپ پر سے تصدق کئے۔ ایک بوڑہی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گھڑی کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا۔ تو آپ کے ہمراہی ملاحوں نے عجیب عجیب کھیل کئے۔ جن میں سے ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے آخر آپ کا سفر مع الخیر ختم ہوا۔ اور آپ نے جہاز رانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کرکے متعدد عہدے پائے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ ۱۸۹۰ء میں جہاز "تھرش" کے کپتان تھے۔ تو سالونیکا میں ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تھے اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ منہ سب کالے ہو رہے تھے۔ پاشا کو آپ کی یہ ہیئت کذائی دیکھ کر سخت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپ کمانڈر تھے کہ یکایک آپ کے بھائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونے والے تھے انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہوگئی۔ ۲۵ - مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" ارل آف انورنس اور "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے مفتخر فرمایا۔ اسی سال ۱۷ - جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنے کا پارلیمنٹ میں حلف اٹھایا اور وہیں لارڈ سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کئے۔ مئی ۱۸۹۳ء میں آپ کی شادی اپنے بھائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ آف ٹک سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک۔ زار روس شہزادہ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور راجہ صاحب گونڈل موجود تھے۔ ۱۸۹۷ء میں جب ہندوستان میں قحط پڑا۔ تو آپ نے غریب ہندوستانیوں کے لئے ایک رقم کثیر عطا فرمائی اور آئرلینڈ کا سفر کیا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ نے جہاز ایکبین کے افتتاح کی رسم ادا کی ۱۸۹۹ء میں آپ نے پھر آئرلینڈ کا سفر کیا۔ جنوری ۱۹۰۱ء میں ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے وفات پائی۔ تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک آف رتھسے۔ ارل آف کیرک۔ بیرن آف رنفریو۔ لارڈ آف دی ایلس اور گریٹ سٹیورڈ آف سکاٹلینڈ کے خطابات اور القاب مرحمت ہوئے۔ اسی سال آپ کو کینیڈا آسٹریلیا و جنوبی افریقہ کا سفر کرنا پڑا جس کے بعد آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے ۱۹۰۱ء میں آپ کو اعزازی امیر البحر بنائے جانے کا افتخار حاصل ہوا۔ اور ۹ - نومبر ۱۹۰۵ء کو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچھ آپکے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے۔ جس میں حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن۔ میسور۔ گوالیار۔ کشمیر۔ اندور جیپور اودے پور۔ بیکانیر۔ الور وغیرہ وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ کے قدوم فرخ لزوم سے مفتخر ہونے کا موقع دیا ہے۔

شہزادہ والا قدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوستانیوں کی طرح نہیں بلکہ شاہان ایران کی مانند آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں۔ آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہیں۔ خدا کرے آپ کی تشریف آوری عام ہندوستانیوں کے لئے عمومًا اور یہاں کے والیان ریاست کے لئے خصوصًا باعث برکت ہو۔ اور وہ آپ کے شاندار کاموں سے مفید سبق حاصل کریں!

جیپور میں شاہی قیام چراغان

راجہ جے سنگھ نے نیا شہر جیپور تعمیر کرکے آباد کرنے میں شستہ مذاق ظاہر کیا تھا۔ بازار سو سو فٹ چوڑے۔ تمام مکانات گلابی رنگ سے رنگے ہوئے۔ اور عمارتوں کی طرز ساخت ایک ہی قسم کی ہے اس نے شہر کو خوبصورت بنا رکھا ہے شب گذشتہ کو پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے اعزاز میں تمام شہر میں روشنی کی گئی تھی شہر کے باہر بھی روشنی تھی۔ نہر سنگھ گڑھ جو شہر سے شمال مغرب میں ایک پہاڑ پر واقع ہے ایک بڑا شاندار منظر پیش کر رہا تھا قلعہ کی دیواروں پر باقاعدہ قطاروں میں چراغ روشن تھے اور پہاڑ کے وسط میں قلعہ سے نیچے "ویلکم" کے درخشاں حروف تھے۔ سٹیشن سے جو شہر کو سڑک جاتی ہے۔ اس کے دونوں طرف کے درختوں سے ہزاروں لالٹینیں لٹکا رکھی تھیں بازار جگمگ کر رہے تھے۔

ان شاندار نظاروں کو دیکھتے ہوئے ہز رائل ہائینس محلوں میں تشریف لیگئے۔ جہاں مہاراجہ صاحب نے آپ کی ضیافت کی تھی۔

(شاہی دعوت)

یہہ دعوت کئی اعتبار سے قابل ذکر ہے۔ شاندار دربار کا کمرہ اسی مطلب کے لئے مخصوص کیا تھا۔ مہاراجہ صاحب اپنے شاہی مہمانوں کی تشریف آوری اور خاطر تواضع کرنے میں محظوظ تھے۔ اور جو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ مہاراجہ صاحب داخلہ کے کمرہ میں کھڑے ویسرائیں ہائینس کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ جب شاہی گاڑی آئی۔ تو پرنس و پرنسس آف ویلز کا استقبال کیا۔ اور دربار کے کمرہ میں لیجاکر شاہی کرسیوں پر بٹھایا۔ پرنس آف ویلز شام کے لباس میں زیب تن تھے اور ستارہ ہند کا فیتہ ڈالے ہوئے تھے۔ پرنسس آف ویلز نے ایک شاندار گون پہن رکھی تھی۔ اور ایمیرلڈ کی ہار گلے میں تھی۔ اور جواہر نگار جیغہ پیشانی کو زینت دے رہا تھا۔ جب سنہری پردے اٹھائے گئے۔ اور پرنس اور پرنسس آف ویلز دربار کے دعوتی کمرہ میں جا داخل ہوئے۔ تو مہاراجہ اپنے خاص کمرہ میں کھڑے رہے۔ اور مشیروں سے گفتگو کرتے رہے۔ دعوت کے لوازمات میزوں پر چنے جا رہے تھے

جب شراب لائی گئی تو مہاراجہ صاحب بھی پرنس آف ویلز کے ساتھ جاکر شریک ہوگئے - اور ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا - بعد شاہی مہمانوں کے جام صحت تجویز کرنیکی تقریر مہاراجہ صاحب کے مشیر اعظم نے پڑہی - تقریر میں ایک بات کا ذکر خاص تہا اور یہ تہی کہ جب مہاراجہ صاحب دربار کے موقعہ پر ولایت گئے تہے - تو پرنس و پرنسس آف ویلز نے آپ کا استقبال کیا تہا - اور ہر طرح بڑی خوش اخلاقی سے سلوک کیا تہا - تقریر میں مذکور تہا کہ اب ایک ایسا موقع آیا ہے - کہ مہاراجہ صاحب پرانی دوستی کا حق ولیعہد اور انکی کنسرٹ کی دعوت اور خاطر تواضع میں ادا کر رہے ہیں - مہاراجہ صاحب نے ہر طرح سے ظاہر کیا - کہ وہ پرانی دوستانہ عنایتوں کی دل سے قدر کرتے ہیں - تقریروں کے بعد ایک گہنٹہ تک محلوں کے اندرونی صحن میں تشریف فرما رہے - ریاست کا بین باجہ بج رہا تہا - پرنس و پرنسس آف ویلز بڑی بے تکلفی سے ان لوگوں سے گفتگو کرنے لگے - جو جیپور کی ریاست میں اعلےٰ عہدوں پر ہیں - اور ریاست کی فلاح و بہبودی میں کوشش کرتے ہیں - لیکن تمام دلچسپی کا مرکز ایک شیر تہا - جس کو پرنس آف ویلز نے مارا تہا - اور جسے چارپائی پر ڈالکر چند آدمی اندرونی کمرہ دربار میں لے گئے تہے - سب نے تعریف کی پرنسس آف ویلز بہت خوش تہیں - کیونکہ ان کے عالیجاہ شوہر نے ایک شیر شکار کیا تہا - پرنسس آف ویلز کی وضع قطع شاہانہ ہے - مگر زندہ دلی کے جوش کی حالت میں ان کی وضع بہت شاندار اور دلربا ہو جاتی ہے سہ پہر کی شکار پارٹی کا جو لوگ صحیح ذکر کرتے - اس کو پرنسس بڑے شوق سے سنتی تہیں -

دوسرے دن دو تین طرف سے شیروں کی رپورٹیں پہنچیں - منجملہ ایک سانگانیر سے تہی - کہ وہاں ایک شیر موجود ہے - پرنس آف ویلز ایک سپیشل ٹرین میں روانہ ہوگئے - مگر وہاں پہنچنے سے آدہ گہنٹہ پیشتر ہی شیر بہاگ گئے - اس لئے ولیعہد بہادر کو ناکام رزیڈنسی کی طرف لوٹ آنا پڑا - پہلے خیال کیا گیا تہا کہ پرنسس آف ویلز پرانے شہر امیر کے کہنڈرات کی سیر فرمائینگے - مگر شہزادی صاحبہ نے رزیڈنسی میں رہنا پسند کیا - اور چہ بجے شام کے شاہی ٹرین پرائیویٹ طور پر بیکانیر کو روانہ ہوئی -

بہت سے لوگوں نے امیر کی سیر کی - اور یہہ نتیجہ نکالا کہ راجہ جے سنگھ کو بڑا مشہور فن عمارت تہا - مگر امیر چہوڑنے میں غلطی کی - شاہی سیاحت کو ایک بات قدرے ناکام بناویگی - اور وہ یہ ہے کہ خشک سالی کا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے - پچہلی دفعہ زیادہ بارش نہ برسی تہی - مگر اب بارش ہو جائے تو قحط نمودار نہ ہونے پائیگا - اگر نہ برسی تو کسانوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا - اشیاء خوردنی کا نرخ معمولی ہے - گذشتہ چند ہفتوں سے بیکانیر میں پرنس آف ویلز کی تشریف بری کے متعلق دہوم دہام سے تیاریاں ہو رہی ہیں - مہاراجہ صاحب نے بذات خود تمام تیاریوں کی نگرانی کی - لال گڈہ محل جو سرخ پتہر کا بنا ہوا ہے - ایک نہایت ہی شاندار عمارت نظر آرہی ہے اس کی شان و شوکت تصور کیجا سکتی ہے - محل کے اردگرد اسٹاف اور دیں مہمانوں کے لئے کیمپ بنایا گیا ہے - جو پرنس آف ویلز سے ملنے آئے ہیں - کیمپ میں برقی روشنی جلائی جاتی ہے - محل کی زیب و زینت نہایت شاندار ہے - ریلوے سٹیشن بھی خوب آراستہ کیا گیا ہے - اور سٹیشن سے محل تک جو جلوس گذرنے والا ہے - وہ بہت قابل دید اور پرشکوہ و تجمل ہوگا -

سینکڑوں راجپوت شرفاء جو خوبصورت اور شاندار لباس میں ملبوس ہونگے - اپنے اہلکاروں سمیت اونٹوں پر سوار ہو کر سڑک کی ہر دو جانب کل صبح کہڑے ہونگے - سڑک پر جابجا محرابیں اور مصنوعی مگر شاندار دروازے بنائے گئے ہیں - امپیرین سپاہ اور مہاراجہ کی بے قاعدہ فوج اور شتر سوار شاہی محلوں کے باغات سے لیکر پاؤ میل تک سٹیشن والی سڑک پر دو رویہ صف بستہ کہڑی رہینگے - پرنس و پرنسس آف ویلز کے ہمراہ لانسرز اور شتر سواروں کا ایک حصہ رزیڈنسی تک جائیگا آج صبح کا نظارہ بڑا ہی شاندار تہا - اور دربار دہلی کی یاد دلاتا تہا -

کل سہ پہر کے وقت شاہی گاڑی گجنیر میں جو ۲۱ میل کے فاصلہ پر ہے شکار کہیلنے جائیگی - شام کے وقت پرنس آف ویلز دو تین گہنٹے تک قازوں کا شکار کہیلینگے -

ہفتہ کی صبح کو ہز رائل ہائینس گجنیر کی جہیل میں قاز شکار کرینگے - قرب و جوار کے تالابوں پر مرغابیاں وغیرہ بکثرت آنا شروع ہوگئی ہیں - لیکن پرندوں کو وہاں سے ہنکار جہیل گجنیر میں لائیں گے - امید ہے - شکار کا کہیل خوب بہر جائیگا - پیر کی صبح کو گجنیر کے پرانے محلوں میں شکار کہیلینگے - موٹر کاریں سواری کا کام دینگی - سڑک پر پانی چہڑک دیا جائیگا -

پیر کی شام کو پرنس و پرنسس آف ویلز بیکانیر میں واپس آکر امپیریل فوج ملاحظہ فرمائینگے - شاہی ضیافت پرانے محل کے کمرہ دربار میں کی جائیگی - رات کے ۱۱ بجے ولیعہد بہادر رخصت ہو جائینگے - بیکانیر کی تیاری کا خیال کرکے کہا جا سکتا ہے کہ شاہی سیاحت کامیاب ہوگی -

موت العالم موت العالم

فی الحقیقت ایک عالم باعمل کی وفات دنیا کی موت ہوتی ہے میں نہایت درد دل کے ساتھ الحکم کے ناظرین کو **حضرت مولانا برہان الدین صاحب** جہلمی کی خبر وفات سناتا ہوں - مولانا مرحوم کی خبر وفات قادیان میں ۵- دسمبر ۱۹۰۵ء کو پہونچی - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی اس مفارقت کے صدمہ کو محسوس کیا - مولویصاحب ایک فاضل باعمل اور صوفی مدارق رکہنے والے متبع سنت تہے - علم مناظرہ میں انہیں ایک خاص مذاق اور ملکہ تہا - مولوی صاحب مرحوم کی وفات دو شہتیروں کے ٹوٹنے والی پیشگوئی کو پورا کرتی ہے - انا للہ و انا الیہ راجعون - عزیز عبدالغنی پسر مولوی صاحب مرحوم نے آپ کی وفات کا مفصل خط لکہا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں - اعلےٰ حضرت نے خود اس خط کو سنایا اور ایڈیٹر الحکم کو حکم دیا کہ اسکا جواب لکہدے - آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کو لکہدو کہ ہم ہر طرح سے اسکی مدد کرنے کو طیار ہیں - اسے چاہئے کہ وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے اور ان کے علوم دینیہ اور اخلاق اور عادات کو حاصل کرے + علوم کے حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ یہاں آجاوے بہرحال یہہ ضروری امر ہے کہ وہ بہت سعی کرے + حضرت اقدس نے مولوی صاحب مرحوم کی وفات پر اس ضرورت کو بہی محسوس فرمایا ہے کہ کیا تجویز کی جاوے کہ جو جماعت میں **قادر الکلام علماء پیدا ہوں اور وہ خدمت دین کریں -** اسکے لئے دارالامان کے سمجہدار اصحاب غور کر رہے ہیں اور ایک عظیم الشان قومی کام کا بنیادی پتہر رکہا جانیکو ہے میں یقین رکہتا ہوں کہ یہ مولوی برہان الدین مرحوم کی ایک یادگار ٹہر جائیگی اور یہ نافع الناس کام انکے لئے ثواب کا موجب ہوگا اسلئے کہ اسکا محرک انکی موت ہی ہے حضرت اقدس نے بروز جمعہ ۸- دسمبر ۱۹۰۵ء کو اپنی جماعت کو لیکر جنازہ پڑہا دیر تک دعا مغفرت فرماتے رہے ہر جماعت کو چاہئے کہ جنازہ غایب پڑہیں - اب میں وہ خط بجنسہ ذیل میں درج کر دیتا ہوں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

کل نفس ذائقۃ الموت

ہادی طریقت پیشوائے شریعت پیر روشن ضمیر دستگیر خورد و کبیر دام ظلہ - سر تسلیم عجز خاک پر رکہکر حضرت کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ والد صاحب نے جب آپکا الہام سنا کہ دو شہتیر ٹوٹ گئے - تو انہوں نے ایک تو مولوی صاحب مرحوم اور دوسرا شہتیر اپنے آپ کو سمجہے اور رمضان شریف کی ۲۰ تاریخ کو اعتکاف میں بیٹہے اور ان دنوں میں قرآن شریف کا انکو از حد شوق ہوگیا تہا اور فرضوں میں بقدر قراءت پڑہتے تہے کہ مقتدی تہک جاتے تہے اور تمام دن قرآن شریف پڑہتے رہتے تہے اور اعتکاف میں یہ الہام ہوا - **انا کفیناک المستہزئین** اور بعد اس کے ایک اور الہام ہوا جسکا خلاصہ فرمایا کہ امام الوقت تو ایک طرف رہے اب تو انکے مریدوں کو بہی الہام ہونے لگے پھر ہم اس سچے سلسلہ کی تائید کیوں نہ کریں اور بدہوار کو تہا اور منگلوار کی رات کو چاند دیکہا گیا اور اعتکاف سے اٹہکر گہر تشریف لائے اور دروازہ میں کہڑے ہوکر فرمایا السلام علیکم بعد اسکے اندر آئے اور کہانا کہانے کے بعد فرمایا مجہے سردی سی لگی ہے پھر عشاء کی نماز پڑہکر اندر آئے اور رات کو بخار سخت ہوگیا اور صبح کو عید پڑہی اور بدہوار اور جمعرات کو بخار تہا اور جمعہ کو بالکل تندرست تہے اور آپ مسجد میں آئے اور بیٹہکر جمعہ پڑہا بعد اسکے سب نے السلام علیکم کہا اور آپنے بڑی خوشی سے جواب دیا وعلیکم السلام اور ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے سلام کے بعد کہا اگر کوئی قصور ہو تو معاف کرنا فرمایا یہ آخری سلام ہے - لیکن ناطاقتی بہت تہی پھر ہفتہ کو بہی اچہے تہے پھر اتوار کی رات کو بخار ہوا اور عشاء کی نماز وضو سے پڑہی - یہ اسواسطے لکہا ہے کہ باقی نمازیں انہوں نے تیمم سے ادا کی تہیں اور رات کے آٹہہ بجے کے قریب کہا تیلا دو کہ کتاب میں نشان رکہنا ہے میں نے تیلا دیا اور کہا کہ کتاب کہاں ہے فرمایا کتاب یہ اور یہ میرا کلام اللہ ہے - اور پہر رات کے ۹ بجے سے لیکر ۱۲ بجے تک مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے قرآن شریف زبانی پڑہتے رہے جب ایک بجا تو خاکسار نے کہا کروٹ بدلو تہک گئے ہو گے دوبارہ سہ بارہ کہنے پر کروٹ بدلی اور پڑہتے رہے اور میں نے کہا کیا پڑہتے ہو فرمانے لگے کہ بنا فقو کی حدیث کہلی ہوئی ہے محمد الرسول اللہ کی کچہری میں جواب دعویٰ دے رہا ہوں میں نے کہا ختم کب کرو گے کہنے لگے تو نے مجہے باتیں کرائی ہیں ورنہ میں اب تک ختم کر لیتا پھر آپ دو بجے چپ ہوگئے اور سو رہے اور تین بجے پہر پڑہنے لگے اور صبح کی نماز پڑہی اور پہر کہنے لگے کہ دونوں دروازے کہولو - کہ مجہے انتظار ہے پوچہا گیا کس کی - جواب نہ دیا - اور پہر دو دفعہ پاخانہ کی حاجت ہوئی اور پہر آپ چارپائی پر لیٹ گئے اور آنکہیں کہولیں کلمہ شریف پڑہنے لگ گئے اور پہر دو منٹ کے اندر اس جہان فانی سے پونے ۸ بجے رحلت پا گئے بعد میں حاجی عبداللہ صاحب آئے کہنے لگے کہ مجہے خواب آئی ہے کہ دو ستارے روشن زمین پر ٹوٹ پڑے مولویصاحب سے بیان لینے کو آیا مولوی صاحب فوت ہوگئے تہے انا للہ وانا الیہ راجعون اور راجعون اور احمدی

بودھ مذہب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانسو برس قبل جبکہ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ مین شریعت موسوی کا آفتاب اپنی برکات اور پاک تعلیمات کے معراج کمال کا جلوہ دکہا کر نصف النہار مغرب کی جانب کئی درجے طے کرنیوالا تہا اور مشرقی ایشیا مین جہالت و ضلالت کی تاریکی اچہی طرح پہیل کر حضرت کرشن کی متبرک تعلیمونکو کالعدم کر چکی تہی تو خدا تعالیٰ نے مشرقی ایشیا کے آباد اور وسیع ملک ہندوستان مین بموجب آیت وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کو نازل کیا۔ اس برگزیدہ نبی نے خدا کے پاک کلام سے مدد پاکر تقریباً چالیس سال کی عمر سے وعظ و نصیحت اور احکام خداوندی کی اشاعت شروع کی چنانچہ حضرت گوتم بودھ کا ہی ایک قول ہے "میری تعلیم پر اپنا دہیان رکہو مین مثل ایک طبیب کے ہون جو آسمانی ادویات اپنے ساتہہ لایا ہون۔ کل چیزین متغیر ہین مگر میری تعلیم کو تغیر نہین" واقعی یہ وہی ایک تبدیل نہ ہونے والی تعلیم تہی جسکے لئے تمام مرسلین مبعوث ہوئے یعنی توحید۔

حضرت بودھ علیہ السلام کے اس دعوی سے ظاہر ہے کہ سوا نبی یا رسول کے کوئی دوسرا شخص ایسا دعوی نہین کر سکتا۔ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون و حضرت شعیب وغیرہ اور حضرت عیسیٰ کے لئے اون کے حوارین اور خاتم الانبیا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق وغیرہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے حضرت الارفع و مخدوم الملت و فاضل امروہی و تراب احمدی وغیرہ پیدا ہو گئے اسیطرح حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کے لئے جیسا۔ کشیب۔ انند وغیرہ مستعد و ذی حوصلہ مریدین پیدا ہو گئے تہے حضرت گوتم بودھ کی تقریرین وہ غیر معمولی خارق عادت تاثیر تہی اور اونکا بیان دلونکو اسطرح تسخیر کر لیتا تہا کہ ہزارہا گمراہ اور دور از صراط مستقیم اشخاص صرف اونکی زبان سے نکلے ہوئے چند ناصحانہ فقرات سنکر مرید ہو جاتے تہے۔ چونکہ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام موید من اللہ اور مامور من اللہ تہے اسلئے بہت تہوڑے دنون مین اسی طرح انکے مذہب کا دائرہ وسیع ہوتا گیا جسطرح مذہب اسلام حیرت انگیز طریقہ سے دنیا مین پہیلا۔ وہ مذہب جسمین خلاف فطرت اور دور از عقل باتین زبردستی منوائی جائین کبہی دنیا مین اتنی جلدی شائع نہین ہو سکتا۔ یا جس مذہب مین خود دل و دماغ پر قبضہ کرنیکی قابلیت ہو اوسکی شان لیکر سوائے شمشیر چہوڑ بندوقیں اور توپین بہی کام لین ملن پر اک ایک چہوٹا سا ضلع بہی ڈر کے مارے اس مذہب کو ماننے کی مثال کے لئے دور نہین جاتے تو سکہون کی حکومت اور پنجاب کے مسلمانون کی حالت پر غور کرلو۔ حضرت گوتم بودھ نے جو مذہب پیش کیا اوسمین کافی روشنی۔ پوری دلفریبی اور حقیقی نجات موجود تہی اسی لئے اس مذہب بالکل مذہب اسلام کی موافق تمام ہندوستان لنکا۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ نیپال۔ تبت۔ منگولیا۔ چین۔ کوریا۔ جاپان وغیرہ بیسیون ملکون کو حیرت انگیز قلیل مدت مین اپنا پیرو بنالیا۔ آجتک کسی مورخ نے یہ ثابت نہین کیا کہ مذہب بودھ کی اشاعت مین جبر و اکراہ سے کام لیا گیا تہا۔ مذہب بدھ کے محرف و تبدیل شدہ اصولپر نظر ڈالئے تو اون سے بہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس مذہب نے انسان کو بالکل صوفی منش اور درویشانہ زندگی بسر کرنیوالا بنانیکی کوشش کی ہے عقلمند کی تعظیم کرنا۔ والدین کی خدمت۔ نفس امارہ کی مخالفت۔ ہمیشہ موقعہ فہمی کو ملحوظ رکہنا انسانون بلکہ حیوانون سے بہی ہمدردی و خلاق برتنا۔ شیرین کلام و فصیح بننے کی کوشش کرنا۔ چوری۔ جہوٹ۔ قتل عمد۔ غصہ۔ تعصب۔ تکبر وغیرہ رذائل سے بچنا۔ دنیا اور اس زندگی کو ہیچ خیال کرنا۔ تن پروری اور آسائش جسمانی کا خیال بہی نہ آنے دینا۔ خدا تعالےٰ کو رحیم و کریم خیال کرنا وغیرہ وغیرہ باتون کی ہدایت اس مذہب مین موجود ہے۔ اب اوس امداد غیبی کو دیکہو کہ جو خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے نیک بندون کی کرتا ہے اور دنیا مین بہی انکو عزت دیتا ہے۔ بودھ مذہب کے ماننے والے فقیرون۔ درویشون اور کوئی سامان دنیوی نہ رکہنے والون ہی مین چکرورتی راجہ چندرگپت و راجہ اشوک و راجہ کنشک۔ و راجہ سلاوت وغیرہ بہت سے شہنشاہان عظیم الشان پیدا ہوئے اور تمام ہندوستان کا بادشاہی مذہب بودھ قرار پایا۔ یہ اس خدائی تعلیم اور مذہب آسمانی ہی کی برکت تہی کہ ناگرجن۔ مہادیوا۔ رکہتیا۔ مہندا وغیرہ بہت سے بڑے اکابر علماء لکچرار۔ اور ریفارمر اس مذہب مین پیدا ہوئے اور نالند کا عظیم الشان دار العلوم ہند مین قایم ہوا۔ حضرت خاتم الانبیا تو تمام دنیا کے لئے پیغمبر اور ہادی و رہبر ہین۔ باقی مامورین من اللہ مین غور کرنے سے یہ بات بالبداہت معلوم ہوتی ہے کہ مغربی ایشیا مین حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مشرقی ایشیا مین حضرت گوتم بودھ ع گویا دو ہمرتبہ پیغمبر تہے۔ سلسلہ موسوی کے اخیر مجدد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر و ہندوستان مین آئے اور یہان سلسلہ گوتمی کے خلیفون سے برابر آشنا رہے ہوئے اور تہوڑے سے اختلاف کو افہام و تفہیم کے بعد دونون مذہبون کے اماموں نے معمولی اختلاف سمجہا چنانچہ زمانہ حال مین تبت کے مشہور کتب خانے سے جو بودہون کا کتب خانہ ہے انجیل اس حیثیت سے برآمد ہوئی ہے کہ وہ گویا بودھ مذہب کی کتاب ہے یا بدھ مذہب کی کسی کتاب کا کوئی حصہ ہے اس خیال کو اور بہی زیادہ تقویت ہوتی ہے جب ساتہ پر غور کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہی اپنی تعلیم مین زیادہ تر درویشی اور فقیرانہ زندگی بسر کرنے پر زور دیا ہے اور یہی گوتم بودھ علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہے حالانکہ اب عیسائی بہی پکے دنیادار اور عیش عشرت کے بندے ہوگئے ہین اور بودہون کی بہی یہی حالت ہوگئی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام وہ مامور من اللہ ہین جنکا مغربی ایشیا و مشرقی ایشیا دونون سے تعلق ہوا۔ اسکے ثبوت مین مسٹر صاحب (جنہون نے ہندوستان کا گزیٹیر تیار کیا ہے) کا یہ قول بہی قابل تذکرہ ہے کہ وہ لکہتے ہین کہ "ہند۔ تبت۔ چین۔ جاپان وغیرہ ممالک کے علاوہ بودھ مذہب کے مسائل اور مراسم دینی کا ابتدائی زمانہ مین دین عیسوی پر بہی اثر پڑا" (باقی اسبات کے ثابت کرنیکی ضرورت نہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان مین آئے اور انہون نے بدھ مذہب کے علماء سے مباحثے کئے اور کشمیر مین فوت ہوکر سری نگر کے محلہ خان یار مین مدفون ہوئے جسکو شوق ہو ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف راز حقیقت وغیرہ کو دیکہے)

حضرت خاتم الانبیا چونکہ تمام بحر و بر کیلئے باعث ہدایت ہوکر تشریف لائے اسلئے اس شخص کا مثیل جو مشرقی و مغربی دونون سلسلون سے تعلق رکہنے والا مجدد تہا اس سلسلہ محمدی مین پیدا ہونا ضروری تہا۔ چونکہ اس سلسلۂ محمدی کا مبداء و منشاء مغربی ایشیا یعنی ملک عرب تہا اسلئے اسکا انجام و منتہا ضرور مشرقی ایشیا مین ہونا چاہئے تہا تاکہ اس سلسلہ یعنی خاتم السلاسل کو گذشتہ سلسلون کے ساتہ پورے طور سے تشابہ و تعلق حاصل ہو جائے۔ چنانچہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسے علیہ السلام کے مثیل سلسلہ محمدی کے مجدد مشرقی ایشیا یعنی ہندوستان مین مبعوث ہوئے۔ اخاہ! اکہا بودھ مذہب کہا ختم۔ ہان! تو وہ بات تو رہ ہی گئی۔ اب یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بودھ مذہب جہان پیدا ہوا جہان پرورش پائی۔ جہان سے دوسرے ملکون مین پہونچا وہین یعنی ہندوستان مین تو آج کے دن اوسکا نام و نشان بہی باقی نہ رہا اور دوسرے تمام ملکون مین تاحال نہایت کامیابی و عزت کیساتہ موجود ہے۔ ہندوستان سے اس مذہب کے بانی کی نسلین تک بہی گم ہونا ہرگز کوئی معمولی سی بات نہین ہے۔ بودھ مذہب نے بلا جبر و اکراہ لوگون کے دلونکو تسخیر کیا تہا اس مذہب کے اصول اسقدر مرور ایام کے بعد بہی ایسے ہین کہ ہندوستان کے ہندوون کا مذہب ہرگز ہرگز بودھ مذہب کا مقابلہ نہین کر سکتا اور کوئی بدھ مذہب کا فاضل کسی بڑے پنڈت سے مذہبی مباحثہ مین شکست نہین پا سکتا۔ یہ کہنا کہ بودھ مذہب اپنی اندرونی کمزوری کے باعث نامقبول ہوکر گم ہو گیا اور اسکی جگہ ویدون کے مذہب کی اشاعت ہوئی جسمین دلفریبی کی ادا موجود تہی بالکل غلط ہے اور کوئی معقول دلیل پیش نہین کیجا سکتی۔ ہندوستان سے بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکا سبب سوائے ناحق شناس لوگون (جنکا پیدا ہو جانا عرصہ دراز کے بعد ہر ملک و مذہب مین ممکن بلکہ ضروری ہے) کے بیجا ظلم و تعدی کے اور کچہ نہین ہو سکتا۔ مینے اپنے بعض آریہ دوستون سے سنا ہے کہ وہ بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکے قصہ کو یون بیان کرتے ہین کہ شنکر اچارج نے بودہون سے اس شرط پر مباحثے کئے کہ ہمکو مباحثہ مین مغلوب کردو یعنی ہرادو تو خیر اور اگر ہرا سکو تو اس آریہ ورت (ہندوستان) سے جلاوطن ہو جاؤ چنانچہ کوئی بودھ مذہب کا عالم شنکر اچارج کو نہ ہرا سکا اور تمام بودھ مذہب والے مجبوراً یا تو تبدیل مذہب یا جلاوطنی پر مجبور ہوئے۔ یہ بیان جسقدر قابل مضحکہ ہے ظاہر ہے شنکر اچارج جنکے مددگار حکام وقت تہے بہلا بودہون سے کیون ہارنے لگے تہے وہی مثل ہوئی ہوگی کہ "قاضی جی نے تو مجہکو بہت ہرایا مگر مین ہاری ہی نہین"۔ مسٹر ... صاحب جو ہندو فرقہ کے بڑے طرفدار ہین یہ لکہے بدون نہ رہ سکے کہ "بودھ مذہب والے ہند سے جبراً نکالدئے گئے تہے" آگے چلکر دوسری جگہ صاحب موصوف کو یہ بہی لکہنا ہی پڑا کہ "کمار یلا برہمن نے فقط بودھ مذہب کے خلاف وعظ ہی نہین کہا بلکہ ایک دکن کے راجہ کو یہانتک ان لوگون کی ایذارسانی پر آمادہ کیا کہ اس راجہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ راس کماری سے کوہ ہمالہ تک بودہون کے بوڑہون اور بچون تک کا قتل عام کردیا جائے اور جو شخص قتل کرنے مین دریغ کریگا خود قتل کیا جائیگا"۔

اول تو ہمارے ہموطن برادران اہل ہنود کے یہان علم تاریخ کی جیسی ناگفتہ بہ حالت ہے ہوا خواہان عالم سے پوشیدہ نہین کہ کہین ہمنون کے واقعات سیکڑون بلکہ ہزارون برسون سے متعلق کہے گئے ہین اور کہین ہزارون برسون کے تعلقات کو چند برسون مین ختم ہو جانا ظاہر کیا ہے علاوہ ازین خاصکر بیچارے بودھ مذہب کی جلاوطنی کے حالات کو تو اسطرح پوشیدہ رکہنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بیچارے ڈیوڈ صاحب مصنف بودھ ازم کو یہ لکہنا پڑا کہ "ہندوون نے بودہون پر بیشک ظلم و زیادتی کی مگر تفصیل اسکی معلوم نہین مگر اس ظلم و زیادتی کی روایت ہرگز بے بنیاد نہین ہے"۔ مینے بہی اسوقت اگرچہ الماریون اور صندوقون مین سے کتابین نکالکر اپنے سامنے ایک ڈہیر لگایا ہے مگر ہر ایک مورخ اہل ہنود کے فن تاریخ کی شکایت کرتا ہے اور تفصیلی حالات اس ظلم اور جلاوطنی کے دستیاب نہین ہوتے جب موسوی کے پیرو یعنی بنی اسرائیل پر بخت نصر کے ہاتہون سے ملک شام مین جو ظلم و زیادتی ہوئی اوس سے بڑہکر ہندوستان مین بودہون پر کمار یلا برہمن اور شنکر اچارج کے ہاتہون سے مصیبت نازل ہوئی چونکہ عرب۔ شام۔ یونان وغیرہ ممالک کے لوگون کو علم تاریخ سے قدیمی شوق رہا ہے اونکے ذریعہ سے بخت نصر کی زیادتیان آج کے دن بہی بالتفصیل معلوم ہوکر ہمدردان بنی نوع انسان کو آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی ہین لیکن ہمارے اہل ہنود بہائیون نے اس عظیم الشان واقعہ کو جو مہابہارت سے بہی بڑہکر قابل تذکرہ تہا اپنی عادت کی موافق مختصر کرتے کرتے بالکل صفر ہی بنا چاہا۔ مگر مین کہتا ہون کہ اگر روایت سے ثبوت بالتفصیل ثابت نہین ہوتا تو کیا اصول درایت چلا چلا کر اس امر کو ثابت نہین کرتے کہ ہندوستان مین ہندو بہگتون کے ہاتہون بودہون پر وہ ظلم و زیادتی ہوئی کہ جسکے تصور سے بدن کے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین۔ نمونہ قہر خداوندی یعنی بخت نصر اور بنی اسرائیل کے معاملہ مین غور کرو۔ اسپین کے مسلمانونکی تباہی اور عیسائیون کے ظالمانہ سلوک کو تاریخ اسپین مین بغور مطالعہ کرو۔ کیا آج کے دن کوئی عیسائی اسبات کا دعوی کر سکتا ہے کہ اسپین سے اسلام اسلئے ناپید ہوا کہ اوسمین ذاتی کمزوری تہی اور اوسکے مقابلہ مین عیسائی مذہب اپنے اندر غیر معمولی دلفریبی رکہتا تہا کہ جسکے سبب سے مسلمان عیسائی ہوگئے یا خود اپنے مذہب کی کمزوری سے شرمندہ ہوکر ملک چہوڑ کر چلے گئے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ہائے! مسلمان۔ ہمارے تمام یورپ کے استاد مسلمان۔ آدم خورون اور وحشی پشون کو انسان بنا دینے والے مسلمان اسطرح قتل کئے گئے کہ اسطرح آج کوئی شخص بہیڑ بکریون کا قتل ہونا بہی گوارا نہین کر سکتا۔ اسی قسم کے واقعات بلکہ اس سے کہین زیادہ بڑہ چڑہ کر معاملات کیا بودہون کو ہند مین پیش نہین آئے؟ نہین نہین ضرور بودہون پر بڑے ظلم ہوئے عیسائیون نے اسپین مین اگرچہ مسلمانون پر بے نہایت زیادتیان کین

مراسلت

کھلی چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم * نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے مکرم جناب مولوی کلیم اللہ صاحب ساکن مجھیانہ سلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ آپ کی عین سعادت ہے کہ بظاہر اپنے واجب التعظیم استاد کی قبر کی زیارت اور فاتحہ پڑھنے کے ارادہ سے کبھی کبھی آ نکلتے ہیں مولانا مرحوم وہی بزرگ ہیں جن کو آپ از راہ فخر استاد الکل کہا کرتے ہیں اور آپ نے دس برس کے قریب ان کے تلمذ کا شرف حاصل کیا۔ افسوس زمانے کا انقلاب کہ جس خاندان میں آپنے اتنے سال زانوئے ادب تہ کیا۔ اسی پر اب کفر و ضلالت کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ اس الزام سے پہلے تحقیق شرط ہے مجھے آپ کی پچھلی ملاقات کے مقالات کا ذوق نہیں بھولا۔ جب آپ نے فرمایا مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نام اور عیسےٰ یا مسیح کہائے یہ سخت گستاخی ہے۔ تو میں نے جواب دیا تھا۔ کہ آپ ہی اپنے تئین کلیم اللہ کہلاتے ہیں مگر ایمان سے کہئے ! کیا آپ واقعی کلیم اللہ ہیں اور پھر آپ کو وہ درجہ حاصل ہے جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بارگاہ ایزدی میں تھا ؟ اسی طرح میں چاہتا ہوں۔ کہ اس ملاقات پر میرے اور آپ میں جو مکالمہ ہوا اسے آپ کے مکرر غور کے لئے بے کم و کاست اخبار میں چھپواؤں۔ تاکہ آپ اگر نہیں تو کوئی اور سعید روح ہدایت کے نور سے اپنا سینہ منور کرے۔

سلسلہ کلام اسوقت شروع ہوا جبکہ آپ درود مستغاث علی الصباح پڑھ رہے تھے۔ تو میں نے عرض کیا تھا۔ کہ جب درود کے بارے میں نصوص موجود ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ آپ ایک ایسا درود پڑھتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلعم اور آپکے اصحاب تابعین سے ثابت نہیں ہوا۔ ہاں اسکی پشت پر کسی نے اعتبار جمانے کے لئے لکھ دیا ہو کہ اسے فلاں بی بی یا صحابی پڑھتے تھے۔ تو یہ قابل قبول نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے صلوا علیہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسطرح صلوٰۃ بھیجیں ہم۔ تو جواب میں فرمایا اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ یا اور صیغے جو مروی ہیں اور جو صاحب سفر سعادت نے چھتیس کے قریب بیان کئے ہیں ان کو چھوڑ کر کیوں شخص واحد کی رائے کو ترجیح دیگئی ہے۔ اور پھر ایک بار نہیں ہزار بار اسے بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے کیا آپ رسول اللہ صلعم کے فرمائے ہوئے درود کو اس سے کمتر درجہ سمجھتے ہیں۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اسپر" مداومت" اختیار کی پھر "المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالےٰ" اسکے کیا معنے۔ اگر یہ مراد ہے کہ رسول اکرم صلعم فریادرس خلائق ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں تو ان آیات کا کیا جواب ہے ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ یونس (یہ اللہ کے نزدیک ہماری سفارش کرنے والے ہیں) قل للہ الشفاعۃ جمیعًا۔ (زمر) ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اسلئے کہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں ۲۳ الزمر (۴)) ایک طرف ارشاد ہوتا ہے رسول اکرم صلعم کو قل انی لا املک لکم ضرًا ولا رشدًا ۲۹ جن کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں دوسری طرف فرمایا ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذًا من الظٰلمین (اور نہ پکار جو تجھے نہ نفع دے نہ ضرر دے اگر تو ایسا کرے تو یقینًا ظالموں سے ہے) تعجب کہ باوجود ایسی صریح آیات کے آپ پھر بھی یا شیخ عبد القادر شیئًا للہ پڑھنے کا فتوےٰ دیتے ہیں اور خدا تو فرماتا ہے وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو (اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ کے سوا اس کا کھولنے والا کوئی نہیں) اور اسطرف ایاک نعبد و ایاک نستعین کے برخلاف اوروں سے امداد کے فعل کی استعانت طلب کیجاتی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ کوئی وسیلہ تو چاہیے۔ شاید یہ آیات نہیں سنیں۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (جب میرے بندے میری نسبت پوچھیں تو کہدے میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں یا جواب دیتا ہوں جب وہ دعا کرے) اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ تم لوگ پکارتے ہو مرد کو جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہے حالانکہ اپنی آواز دو کوس کے فاصلہ پر بھی نہیں پہنچا سکتے اور چھوڑتے ہو اسکو جو شاہرگ سے نزدیک ہے افسوس ہاں اگر مستغاث سے مراد استغاثہ ہو تو کوئی اعتراض نہیں۔ پھر دلائل الخیرات نکلی اور ساتھ ہی ہمیں بتایا گیا کہ اس کے بعد قرآن مجید پڑھنے یا حضرت اللہ کے کلام کو بشر کے کلام سے متاخر کرنے میں کیا حکمت تھی اور اس کلام اللہ میں کونسی برکت کی کمی تھی جو اس طرف رجوع کیا۔ خدا نے فرمایا وھٰذا کتابٌ انزلنہ مبارک (یعنی بڑی خیر و برکت والی) دوسری طرف ارشاد ہے اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ پس دین بھی کامل ہو چکا یعنی تقرب الی اللہ کا تمام ذریعہ بتا دیا گیا۔ اور نعمت بھی کامل ہو چکی۔ پس کونسی کسر دین اسلام میں باقی تھی کہ آپکو دلائل الخیرات سے مدد لینی پڑی۔

سوال یہ ہے کہ آپ کس برکت کے حاصل کرنے کے لئے یہ دلائل الخیرات پڑھتے ہیں جب بتائینگے پھر میں پوچھونگا کیا قرآن مجید کے پڑھنے سے وہ برکت حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت ؟ اگر نہیں ہو سکتی تو یہ کمی ہوئی ہے یا نہیں مگر خدا فرماتا ہے۔ اتممت علیکم نعمتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ معراج تک جو کمالات انسانی ہیں وہ سب صلوٰۃ کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں پس ان ناقص ذریعوں کی طرف دوڑنے کی کیا حاجت اگر نماز سے یہ باتیں حاصل نہیں اگر نماز میں یہ لذتیں نہیں تو کسی کامل طبیب روحانی سے علاج کرائے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا ومن اصدق من اللہ قیلًا۔ اسکے بعد آپ نے نفل پڑھے تھے۔ جنہیں ایک کی نیت ذرا پکار کر کی تھی کہ دو رکعت نفل للوالدین میں نے پڑھ دیا تھا ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنی کامل مومن کا طریق تو یہی ہے کہ میری نماز۔ قربانی مرنا۔ جینا اللہ رب العالمین کے لئے ہی ہے اور یہاں للوالدین پڑھی جاتی ہے۔ پھر اگر ایسا کرنا شروع ہوتا تو صحابہ ضرور ہی نبی کریم کے لئے ایسا کرتے کہ وہ انہیں والدین سے بھی زیادہ محبوب تھے اور ان کے محسن پھر اس بات کی بھی سند صحیح درکار ہے کہ نماز پڑھکر کسی کو بخشدیں تو اس کا ثواب کسی کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد آپنے بعد از فراغت نوافل ہدایت شروع کی کہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھا کرو۔ مگر میں نے تو صاف کہ دیا تھا۔ کہ حدیث شریف میں ہے دیکھو بلوغ المرام عن عائشۃ ما کان رسول اللہ صلعم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علےٰ احدی عشر رکعۃ (متفق علیہ) یہاں پر بالخصوص رات کی نماز کا ذکر ہے۔ اور فی رمضان اسی لئے فرمایا تاکہ کسی کو یہ وہم نہ پڑے کہ آپ رمضان میں اس سے زیادہ نماز تراویح الگ پڑھتے تھے۔

اور اس قیام رمضان کا نام تراویح بھی بدعت ہے کسی حدیث صحیح میں یہ نام نہیں ملتا پھر آپ کوئی صحیح حدیث مرفوع متصل ہرگز ہرگز پیش نہیں کر سکتے جن سے بیس رکعت یہ نماز سنت موکدہ ثابت ہو سکے حضرت! آپکے مقتدا حنفیوں کے قبلہ و کعبہ امام ابن ہمام (جن پر سارے دلائل کا دارومدار ہے) نے فتح القدیر میں یہ لکھا ہے۔

فحصل من ھٰذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ السلام وترکہ بعذر افادانہ لولا خشیت ذلک لواظبت ولا شک فی تحقق الامن ذالک بوفاتہ صلے اللہ علیہ وسلم فیکون سنۃ۔ وکونھا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتھم ولا یستلزم کون ذالک سنۃ اذ السنۃ ما واظب بنفسہ الا بعذر وبتقدیر عدم ذالک القدر انما استفدنا انہ کان یواظب علےٰ ما وقع منہ وھو ما ذکرنا فیکون عشرون مستحبا ذالک القدر منھا ھو السنۃ کا ربعۃ بعد العشاء مستحبۃ ورکعتان منھا سنۃ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان مع وتر گیارہ رکعت ہے اور بیس کو سنت خلفاء الراشدین کہدیں مگر اس سے بیس رکعت کا سنت ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ سنت وہ ہے جسپر بنفسہ آپ صلعم نے مواظبت فرمائی۔ غرض بیس رکعت میں سے آٹھ رکعت سنت ہوئیں۔ اور بارہ مستحب جیسے عشاء کے بعد چار مستحب ہیں اور دو انہیں سے سنت۔

پھر دیکھو بحر الرائق اور طحطاوی ان الدلیل یقتضی ان یکون السنۃ من العشرین ما فعلہ النبی صلعم والباقی مستحبا (یعنی بیس سے سنت اتنی ہوں جو نبی کریم صلعم نے خود پڑھیں اور باقی مستحب) وقد ثبت انہ ذالک کانت احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا (اور وہ گیارہ رکعت مع وتر جیسا کہ صحیحین میں ثابت ہیں)

باقی رہی یہ بات کہ یہ سنت الخلفاء الراشدین ہے۔ پہلے تو میرا یہ سوال ہے کہ یہاں ہر خلیفہ کی فرداً فرداً سنت کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو سنت کی بجائے سنن آتا۔ نیز بعض اقوال حضرت عمرؓ و دیگر خلفاء کے فرداً فرداً دونہ ہوتے۔ پھر سنت تو وہ ہے جس پر مواظبت کی ہو بنفسہ۔ پس کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ان چار خلفاء میں سے کسی ایک نے بھی یہ نماز تراویح پہلی رات جماعت کے ساتھ بیس رکعت پڑھی؟ مولانا! ہم تو مشکوٰۃ میں پڑھتے ہیں کہ حضرت عمر ایک رات مسجد کے پاس سے گذرے اور لوگ متفرق پڑھ رہے تھے آپ نے ایک قاری پر جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری رات پاس سے گذرے تو فرمایا نعم البدعة هذه۔ دیکھئے پھر بھی اس فعل کو بدعت ہی فرمایا معلوم ہوا۔ کہ رسول اکرم صلعم نے بایں ہیئت نہ پڑھائی تھی۔ اور یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ کہ یہ بدعت اصطلاحی معنے میں نہیں اس سے آگے پڑھئے والتي تنامون عنها افضل من التي تقومون يريد آخر الليل۔ یعنے پچھلی رات پڑھنے والے پڑھکر سو رہنے والوں سے بہر حال افضل ہیں۔ اسی اثر کے مطابق کہ اس سے صحیح کوئی روایت قیام رمضان کے بارے میں نہیں۔ ہمارا مذہب ہے کہ حتی الوسع پچھلی رات پڑھنی چاہیئے گھر میں۔ اور اگر سمجھیں کہ پچھلی رات نہیں پڑھی جا سکتی تو پہلی رات ہی ۱۱ رکعت باجماعت پڑھ لیں۔ کیونکہ ان نوافل کی جماعت بھی آگئی ہے۔ پھر یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ خلفاء راشدین میں سے بھی کسی نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ کیا یزید بن رومان کی روایت پیش کرتے ہو۔ بے شک کیجئے مگر کبیری میں دیکھ لو اسے ضعیف لکھا ہے۔ پس یہ کیونکر ہم پر حجت ہو نیز مفصلہ ذیل احادیث مؤطائے امام مالک میں ہیں۔

عن السائب بن يزيد قال امر عمر بن خطاب ابي بن كعب وتميم الداري ان يقوما للناس باحدي عشر ركعة۔ ایسا ہی سنن سعید بن منصور میں ہے۔ سمعت السائب بن يزيد يقول كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب باحدي عشرة ركعة (کہ ہم زمانہ عمر خطاب میں گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے۔ اور آپ نے ابی بن کعب کو گیارہ رکعت کا حکم دیا) اور یہ آپ بھی مانتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں نماز تراویح بایں ہیئت بیس رکعت نہیں پڑھی جاتی رہی۔ موقوف۔ مرفوع کے حکم میں ہو یہ آپ کہا کرتے ہیں۔ مگر واضح ہو کہ موقوف حکماً ...... مرفوع حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی اب میں دیکھتا ہوں کہ آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ مولوی صاحب آپ کے مخاطب اکثر جہال رہے ہیں اسلئے آپ کہہ دیا کرتے ہیں "سب جھوٹ" مگر یاد رہے کہ اب آپ کا مخاطب اسی گلستان میں سے ہے۔ جس کے پھولوں کی آپ نے عمر کا ایک متعدبہ حصہ خوشبو سونگھی۔ بلکہ بقول میرے ایک دوست کے گلقند کھائی۔

اس سے آگے ہمارا سلسلہ کلام نزول مسیح بجسدہ العنصری کی قوی سے قوی دلیل کیطرف منتقل ہوا آپ نے فرمایا انا انزلناه في ليلة القدر کے کیا معنے عرض کیا ہم نے اس قرآن کو اتارا۔ کہاں سے؟ خدا نے اپنی جناب سے۔ خدا کی جناب کہاں ہے؟ جہاں وہ ہے۔ خود بخود آپ نے کہدیا وہ تو آسمان میں ہے۔ اور آسمان ہی سے قرآن نازل ہوا! یہ کیسے؟ کیا خدا نے زمین پر نہیں اور کیا لکھا لکھایا قرآن مجید آسمان سے اتر آیا۔ آپ پوچھتے ہیں لوح محفوظ کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ کے معنے آپ نہیں سمجھے۔ لوح محفوظ تو علم الٰہی کا نام ہے۔ دوسرا اسکے یہ معنے بھی ہیں کہ قرآن مجید ہے اور لوح میں محفوظ ہے دیکھو مدارک في لوح محفوظ من وصول الشياطين محفوظا نافع صفة للقرآن اے من التغيير والتبديل واللوح عند الحسن شي يلوح للملائكة فيقرؤنه اور میرے نزدیک تو وہ لوح بھی مراد ہو سکتی ہے جن پر نبی کریم کے زمانے میں بایں ہیئت و ترتیب قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ آپ بولے ہائیں بایں ہیئت و ترتیب یہ تو حضرۃ عثمان کا کام ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں تو قرآن مجید یکجا نوشتہ موجود نہ تھا۔ میں نے کہا حضرت پھر ذلك الكتاب کیوں کہا گیا؟ اور وہ كتاب مسطور في رق منشور (کتاب لکھی گئی بڑے چوڑے چکلے کاغذوں میں) کیوں فرمایا لکھنے والوں کی یہ صفت کیوں فرمائی بايدي سفرة كرام بررة یعنے لکھنے والوں کے ہاتھوں جو کہ بزرگ اور نیک ہیں۔ آپ نے کہا یہ کام یعنی جمع تو عثمانؓ نے کیا میں نے عرض کیا اے حضرت خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان علینا جمعہ۔ اور نبی کریم صلعم قرآن مجید لکھاتے جاتے۔ اور ساتھ ہی فرما دیتے یہ آیت یا سورۃ فلاں جگہ ہے اسی کے مطابق قرآن تیار ہوا اور حضرت عثمانؓ نے صرف اسکی نقلیں شائع کیں۔ خیر گفتگو تو نزول کے بارے میں ہے کہ انزلنا سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ چیز آسمان ہی سے گرے فرمایا "کیوں نہیں"؟ عرض کیا حضرت خداتعالےٰ فرماتا ہے وانزلنا الحديد (ہم نے اتارا لوہا) اور وانزل لكم من الانعام ثمانية ازواج۔ (آٹھ جوڑے مویشی اتارے) اس حساب سے تو پھر یہ سب آسمان سے گرے ہونگے۔ آپ بڑے جزم سے فرماتے ہیں ہاں لوہا اور اونٹ وغیرہ سب آسمان ہی سے پہلی دفعہ گرے۔ میں نے پھر کہا کیا سچ سچ آسمان ہی سے گرے فرمایا "بے شک" میں نے اس کا جواب کچھ نہیں دیا کیونکہ یہ بے شک خود ہی اپنا جواب ہے اور اس مقام پر میری خاموشی ہی موافق قول سعدی تھی۔ افسوس مولویصاحب وجعلنا من الماء كل شي حي۔ بھول گئے اور پانی تو زمین پر ہی تھا وبث فيها من كل دابة وغیرہ آیات نیز وہ آیات جن سے "آدم" کا زمین سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض خود آدم علیہ السلام تو زمین سے بنیں اور مویشی وغیرہ سب آسمان سے اتریں۔ کچھ تعجب نہیں اگر مولوی صاحب کہدیں۔ آدم علیہ السلام کا بت بھی آسمان پر ہی بنا تھا برخلاف آیت منها خلقناكم اور اني جاعل في الارض خليفة غالباً جنت کے لفظ سے دہوکا ہوا ہوگا حالانکہ یہ وہ جنت نہیں کیونکہ وہ لا يسمعون فيها لغوا ولا كذابا کا مصداق ہے اور یہاں آدم علیہ السلام نے سب کچھ سنا پھر میں نے کہا اچھا قد انزلنا عليكم لباسا یہ لباس بھی آسمان سے اترا ہوگا۔ فرماتے ہیں ہاں۔ بنا بنایا۔ آدم علیہ السلام پر آسمان سے اترا (طفقا يخصفان من ورق الجنة بھول گئے) میں نے کہا مولانا يا بني آدم اس سے پہلے ہے اور عليكم فرمایا۔ يواري سوآتكم ساتھ ہی آیا ہے یکر سوآة ابیکم۔ پس اب بولئے۔ آپ خاموش رہ گئے۔ میں نے کہا۔ وان من شي الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم یہ ننزله کہ ہم اتارتے رہتے ہیں اس کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے کیا سب خزینے آسمان سے دمبدم گرتے رہتے ہیں یا کبھی گرے؟ پھر سنئے انزل الله اليكم ذكرا رسولا۔ خدا نے تمہاری طرف یاد دلانیوالا رسول نازل کیا۔ یہ رسول اکرم صلعم کی نسبت فرمایا کہئے وہ آسمان سے نازل ہوئے؟ آپ نے کھسیانے ہوکر کہا وہ تو مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ نزول کے ایک حقیقی معنے ہیں ایک تاویلی یہاں مکہ میں پیدا ہونے کے لئے اصل معنے نہیں لئے میں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزول کے معنے یہی نہ لئے جائیں جنہیں آپ تاویلی کہتے ہیں اور میرے خیال میں عین محاورہ کے موافق ہیں۔ پھر انزلنا رسول اکرم صلعم کی نسبت تو قرآن مجید میں آیا ہے مگر مسیح موعود کی نسبت تو قرآن مجید میں کہیں نہیں۔ آپ نے کہا احادیث میں ہے میں ...... نے کہا جہاں تھے وہیں ساتھ اماماکم منکم قرینہ صارفہ (آپکے مذاق کے مطابق تاویلی معنے لینے کے لئے موجود ہے) آپ نے کہا ابن مریم بھی تو ساتھ ہی ہے میں نے کہا مگر ابن مریم تو وفات پاچکا۔ آپ بولے وہ تو آسمان پر ہے وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه۔

عرض کیا۔ مگر کیا اللہ صرف آسمان پر ہے۔ [illegible] وہی اسکے ملائکہ کا مقر ہے میں نے کہا بیشک مگر خدا کا مقر تو نہیں آپ نے کہا زمین تو لعنت [illegible] ہے۔ اور خدا فرماتا ہے رفعه الله اليه [illegible] نے کہا آپ کو چاہیئے تھا کہ لعنت کا مقام زمین [illegible] کہتے ہوئے سوچ لیتے کہ اس میں ہمارے نبی اکرم صلعم تمام جہان کے سردار کا جسد [illegible] مدفون ہے مولوی صاحب! [illegible] بات ہے کہ کل نبیوں کا سردار تو زمین [illegible] کے نیچے ہو اور موسوی امت [illegible] برس سے آسمان پر ہو اگر میں ہو آپ [illegible] ہمارے نبی صلعم بھی تو آسمان پر گئے [illegible] کہا آپ کا اشارہ معراج کی طرف ہے [illegible] تھوڑی سی مدت میں گذر گیا [illegible] عرصہ اور کہاں یہ بیس [illegible] ولکم في الارض [illegible] اور منها خلقناكم [illegible] پیدائش دمبدم ساتھ [illegible] نصوص بینہ قرآنی کے خلاف [illegible] بات کا کیا ثبوت ہے کہ نبی کریم صلعم [illegible] کے ساتھ آسمان پر گئے آپ بولے [illegible] اسری بعبده ليلا سے ثابت ہے میں [illegible] کہا یہ آیت تو آپ کا مطلب ثابت [illegible] کیونکہ اس میں تو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک [illegible] کا ذکر ہے جو خواہ بایں جسم ہو تو بھی [illegible] اس پر آپ گھبرائے اور مجھے پوچھنا شروع [illegible] سبحان کیا ہے۔ میں نے کہا اس سوال [illegible] آپ کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ سبحان [illegible]

سفر نامہ دھلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مسیح موعود کی سچائی کا ایک نشان

ان خیالات مین سے جو میرے مغز مین رات کی اسکی تاریکی اور تنہائی مین یکے بعد دیگرے گذر رہے تھے سب سے پہلے یہ خیال گذرا کہ یہ ریل گاڑی جسپر سوار ہوکر ہم جارہے ہین بجائے خود ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت اور اسکے زمانہ کے علامات مین ایک علامت ہے ۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

کاش کوئی آنکھ دیکھے!

اگرچہ میرا خیال ہے کہ عموماً ناظرین الحکم اجمالی طور پر اس نشان کو سمجھ گئے ہونگے مگر مین محض اس خیال سے (کہ عوام کو فائدہ پہونچے اور اسکی تصریح سے اپنے آقا و ولی نعمت کی تصدیق اور تائید ہو) کہولکر بیان کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے آثار و علامات بہت بیان فرمائے ہین منجملہ اس کے ایک **نشان** وہ ہے جو قرآن کریم کی آیت کریمہ **واذا العشار عطلت** مین بیان کیا گیا ہے اور اس کی تصدیق مین یہ حدیث موجود ہے **ویترک القلاص فلا یسعیٰ الیھا** یہ **زمینی نشان** ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **صداقت** کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ اور اسی **نشان** کے ذریعہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اور اونٹون کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ مین قریباً سو برس سے عمل مین آرہا ہے لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہوجائے گی۔ کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہوکر مدینہ مین آئے گی وہی مکہ معظمہ مین آئیگی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہوجائیگا تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیون کو لیکر مکہ سے مدینہ کیطرف جاتے تھے یکدفعہ بیکار ہوجائینگے اور ایک انقلاب عظیم عرب اور بلاد شام کے سفرون مین آجائیگا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہین کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑہ مکہ اور مدینہ کی راہ کا طیار ہوجائے اور حاجی لوگ بجائے بگرون کے پتھر کھانیکی طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ مین پہونچا کرین بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی مدت مین اونٹ کی سواری تمام دنیا مین سے اٹھ جائے گی اور یہ پیشگوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھلائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا طیار ہوجانا گویا تمام اسلامی دنیا مین ریل کا پھر جانا ہے + کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ اگر سوچکر دیکھا جائے تو اپنی کیفیت کی رو سے خسوف کسوف کی پیشگوئی اونٹون کے متروک ہونے کی پیشگوئی ایک ہی درجہ پر معلوم ہوتی ہین کیونکہ جیساکہ خسوف کسوف کا نظارہ کروڑہا انسانون کو اپنا گواہ بنا گیا ہے ایسا ہی اونٹون کے متروک ہونے کا نظارہ بھی ہے بلکہ یہ نظارہ کسوف خسوف سے بڑھکر ہے کیونکہ خسوف کسوف صرف دو مرتبہ ہوکر اور صرف چند گھنٹہ تک رہکر دنیا سے گذر گیا مگر اس نئی سواری کا نظارہ جسکا نام ریل ہے ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ پہلے اونٹ ہوا کرتے تھے ذرا اوس وقت کو سوچو کہ جب مکہ معظمہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری مین ایک ہیئت مجموعی مین مدینہ کی طرف جائیگا یا مدینہ سے مکہ کیطرف آئے گا تو اوس نئی طرز کے قافلہ مین عین اوس حالت مین جبکہ وقت کوئی اہل عرب یہ آیت پڑھے گا کہ **واذا العشار عطلت** یعنے یاد کرو وہ زمانہ جب کہ اونٹنیان بیکار کی جائینگی اور ایک حمل دار اونٹنی کا بھی قدر نہ رہے گا جو اہل عرب کے نزدیک بڑی قیمتی تھی اور یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہوکر مدینہ کیطرف جاتا ہوا یہ حدیث پڑھے گا کہ **ویترک القلاص فلا یسعیٰ علیھا** یعنے مسیح موعود کے زمانہ مین اونٹنیان بیکار ہوجائینگی اور انپر کوئی سوار نہین ہوگا تو سننے والے اس پیشگوئی کو سُنکر کسقدر وجد مین آئین گے اور کس قدر انکا ایمان قوی ہوگا جس شخص کو عرب کی پرانی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اونٹ اہل عرب کا بہت پُرانا رفیق ہے اور عربی زبان مین ہزار کے قریب اونٹ کا نام ہے اور اونٹ سے اسقدر قدیم تعلقات اہل عرب کے پائے جاتے ہین کہ میرے خیال مین بیس ہزار کے قریب عربی زبان مین ایسا شعر ہوگا جس مین اونٹ کا ذکر ہے اور خدا تعالےٰ خوب جانتا تھا کہ کسی پیشگوئی مین اونٹون کے ایسے انقلاب عظیم کا ذکر کرنا اس سے بڑھکر اہل عرب کے دلون پر اثر ڈالنے کے لئے اور پیشگوئی کی عظمت انکی طبیعتون مین بٹھانے کے لئے اور کوئی راہ نہین ۔ اسی وجہ سے یہ عظیم الشان پیشگوئی قرآن شریف مین ذکر کی گئی ہے جس سے ہر ایک مومن کو خوشی سے اچھلنا چاہیئے کہ خدا نے قرآن شریف مین آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے یہ خبر دی ہے کہ اس زمانہ مین یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جسپر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے اون سے الگ ہوجائیگا سبحان اللہ کسقدر روشن پیشگوئی ہے یہانتک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے مارین کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ قرآن شریف کی سچائی اور من جانب اللہ ہونے کے لئے یہ ایک ایسا نشان دنیا مین ظاہر ہوگیا ہے کہ نہ توریت مین ایسی بزرگ اور کھلی کھلی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور نہ انجیل مین اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب مین۔ ہندوؤن کے ایک پنڈت دیانند نام نے ناحق فضولی کے طور پر کہا تھا کہ وید مین ریل کا ذکر ہے یعنی پہلے زمانہ مین آریہ ورت (ملک ہند) مین ریل جاری تھی مگر جب ثبوت مانگا گیا تو بجز بیہودہ باتون کے اور کچھ جواب نہ تھا اور دیانند کا یہ مطلب نہین تھا کہ وید مین پیشگوئی کے طور پر ریل کا ذکر ہے کیونکہ دیانند اس بات کا معترف ہے کہ وید مین کوئی پیشگوئی نہین بلکہ اسکا صرف یہ مطلب تھا کہ ہندوؤن کے عہد سلطنت مین ہی یورپ کے فلاسفرون کیطرح ایسے کاریگر موجود تھے اور اُس زمانہ مین بھی ریل موجود تھی یعنی ہمارے بزرگ بھی انگریزون کی طرح کئی صنعتین ایجاد کرتے تھے لیکن قرآن شریف یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ کسی زمانہ مین ملک عرب مین ریل موجود تھی بلکہ آخری زمانہ کے لئے ایک عظیم الشان پیشگوئی کرتا ہے کہ اُن دنون مین ایک بڑا انقلاب ظہور مین آئیگا اور اونٹون کی سواری بیکار ہوجائیگی اور ایک نئی سواری دنیا مین پیدا ہوجائے گی جو اونٹون سے مستغنی کردے گی یہ پیشگوئی جیساکہ مین بیان کرچکا ہون حدیث مسلم مین بھی موجود ہے جو مسیح موعود کے زمانہ کی علامت بیان کی گئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی کو قرآن شریف کی اس آیت سے ہی استنباط کیا ہے **واذا العشار عطلت** سے یاد رہے کہ قرآن شریف مین دو قسم کی پیشگوئیان ہین ایک قیامت کی اور ایک زمانہ آخری کی مثلاً جیسے یاجوج ماجوج کا پیدا ہونا اور اون کا تمام ریاستون پر فائق ہونا یہ پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے اور حدیث مسلم نے پیشگوئی **یترک القلاص** مین صاف تشریح کردی ہے اور کہولکر بیان کردیا ہے کہ مسیح کے وقت مین اونٹ کی سواری ترک کردی جائے گی۔

الغرض

اس سواری پر سوار ہوکر دل بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کو چاہتا تھا خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ خدا کا برگزیدہ اور اسکے اپنے ہاتھ سے کیا ہوا مسیح موعود ہمارے ساتھ تھا۔ اور اسکی رفاقت نے آج خصوصیت کے ساتھ اس پیشگوئی پر غور کرنے کا موقع دیدیا تھا۔ مین دل ہی دل مین عجیب لذت لے رہا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کشفی نظر کسقدر تیز اور دوربین ہے جسکی نظر اولین اور آخرین مین مل نہین سکتی۔ انہین خیالات کے سلسلہ مین ان احادیث کی طرف چلا گیا جن مین ہو بہو اس سواری کا نقشہ کھینچا گیا ہے کیونکہ یہہ سفر رات ہی کا سفر تھا۔ اور رات کی تاریکی اور سنسانی مین بھی یہ **خر دجال** اپنی آوازین نکالتا ہوا اسی طرح جارہا تھا جسطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت خبر دی تھی۔ اس مقام پر ان احادیث کا مجموعی طور پر لکھ دینا غالباً ناظرین الحکم کے لئے فایدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

یخرج الاعور الدجال من یھود تم سبہان لم یخلق لہ عین والاخری کانھا کوکب من وجۃ من دم یشوی فی الشمس شیئاً یتناول الطیر من الجولۃ ثلاث صیحات یسمعھا اھل المشرق والمغرب لہ حمار ما بین عرض اذنیہ اربعین باعاً یطاکل منھل فی کل سبعۃ ایام یسیر معہ جبلا احدھما فیہ اشجار وثمار وماء واحدھما فیہ دخان ونار یقول ھذہ الجنۃ و ھذہ النار رواہ الحاکم وابن عساکر عن ابن عمر۔

ترجمہ:۔ حاکم اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیون مین سے نکلیگا اور اسکی آنکھ پیدا ہی نہ ہوئی ہوگی اور اسکی دوسری آنکھ ستارہ کی سی ہوگی جس مین خون ملا ہو سورج مین کوئی چیز بھونے گا اور اُڑتے ہوئے جانور کو پکڑ لیگا تین آوازین کریگا جسکو مشرق والے اور مغرب والے سن لینگے اسکا ایک گدھا ہوگا۔ اسکے دو کانون کے درمیان چالیس باع کا عرض ہوگا ہر گھاٹ کو ہر ہفتہ مین طے کیا کرے گا اور اسکے ساتھ دو پہاڑ ہونگے ایک مین تو درخت اور پھل اور پانی ہوگا اور دوسرے مین دھوان اور آگ۔ دجال کہیگا کہ یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰۔

اس حدیث سے بخوبی واضح ہے کہ دجال کا ایسا گدھا ہوگا جو بہت ہی تیز رو ہوگا اور ایک ہفتہ مین کل سٹیشنون کو طے کریگا۔ اور ہم دیکھتے ہین کہ کراچی سے کلکتہ تک اور مدراس سے پشاور تک ایک ایک ہفتہ مین کل سٹیشنون کو طے کرتا ہے جسکو شک ہو ریلوی کے تقسیم اوقات کے نقشون کو ملاحظہ کرے اور پھر اوس گدھے کی تعریف مین یہ بھی لکھا ہے کہ اوس کے ہمراہ دو پہاڑ ہونگے۔ واقعی جسقدر گاڑیان اوس کے ساتھ ہین وہ پہاڑی کی شکل مین دکھائی دیتی ہین اور فی الحقیقت اُن گاڑیون مین درختون کے پودے۔ میوہ جات اور پانی بھی ہوتا ہے اور انجن اور اوس کے ساتھ

+ چونکہ ریل کا وجود اور اونٹون کا بیکار ہونا مسیح موعود کے زمانہ کی نشانی ہے اور مسیح کے ایک یہ بھی معنے ہین کہ بہت سیاحت کرنے والا۔ تو گویا خدا نے مسیح کیلئے اور اُس کے نام کے معنے متحقق کرنے کے لئے اور نیز اسکی جماعت کیلئے ... کے حکم مین ہین۔ ریل کو ایک سیاحت کا وسیلہ پیدا کیا ہے تا وہ سیاحتین جو پہلے مسیح نے ایک سو بیس برس تک بمشقت پوری کی تھین اس مسیح کے لئے صرف چند ماہ مین وہ تمام سیر و سیاحت میسر آجائے اور یہ یقینی امر ہے کہ جیسے

کی گاڑی میں آگ اور آگ کا سامان اور دھوان بھی ہوتا ہے پھر تعجب کہ نادان کہتے ہیں کہ ریل دجال کا گدھا نہیں اور طرفہ یہ کہ ہر ریلوی میں دو ہی گارڈ ہوتے ہیں جو اشاروں سے گاڑی کو چلاتے ہیں۔ اور واقعی ایک گارڈ ریلوی کی اگلی گاڑی میں اور ایک اوس کی پچھلی گاڑی میں ہوتا ہے جب دونوں کا اتفاق ہوتا ہے تو گاڑی چلتی ہے اور اگر دونوں گارڈوں کے درمیانی فاصلہ کو ماپا جائے تو ۴۰ یا ۷۰ باع سے کم نہیں ہوتا ہے۔ باع کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کو۔ اگر کسی کو شک ہو تو ماپ کر دیکھ لے۔

حمار یعنے گدھے کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں بولا اونٹ یا گھوڑا کیوں نہ کہا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اپنے صحابہ کو سمجھانے کے لئے بطور مثال بیان کیا ہے کیونکہ گدھا بوجھ لادنے اور سواری دینے میں کام آتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے حمار کا لفظ استعمال کیا اور دوسری وجہ یہ کہ گدھے کی آواز سخت مکروہ ہوتی ہے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اسکی مصدق ہے اور چونکہ ریل کی آواز بھی سخت مکروہ ہے اسیواسطے اوسکو حمار کے لفظ میں تعبیر کیا گیا۔

(ب) اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

عن رافع بن بشر السلمی عن ابیہ
یوشک ان تخرج نار من حبس سیل
تسیر سیر مطیتہ الابل تسیر بالنہار
وتقیم باللیل تغدوا وتروح یقال
غدت النار ایہا الناس غدوا
قالت النار ایہا الناس فقیلوا راحت
النار ایہا الناس فروحوا من ادرکتہ
اکلتہ - رواہ احمد وابو یعلی والبغوی
والباوردی وابن قانع وابن حبان و
الطبرانی والحاکم وابو نعیم والبیہقی

ترجمہ: احمد بن حنبل اور ابو یعلی اور باوردی اور ابن قانع اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی نے رافع بن بشر السلمی سے روایت کی اوس نے اپنے باپ سے کہ قریب ہے کہ پانی کے بند کرنے سے ایک قسم کی آگ نکلے گی جو اونٹ کی سی رفتار کرے گی اور دن کو چلے گی اور رات کو قیام کرے گی۔ صبح کو بھی چلے گی اور شام کو بھی چلے گی (مراد ہر وقت چلے گی) اور پکار ہوگی کہ اے لوگو وہ دن کو چلنے لگی تم بھی تیار ہو جاؤ۔ پھر آواز ہوگی دوپہر کو چلی تم بھی چلو۔ پھر شام کو چلے گی تم بھی چلو۔ اور وہ جسکو گھیرے گی کہا جائے گی۔ دیکھو کنز العمال

اس حدیث میں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ریل گاڑی کا فوٹو کھینچ دیا ہے اور اس کا گھنٹی بجنا اور لوگوں کو خبردار کر دینا کہ ریل تیار ہے تم بھی تیار ہو جاؤ۔ اور نیز ریلوں کی تعداد بتا دی کہ بعض مقامات پر دو دفعہ یعنی صبح و شام ریلوی چلتی ہے اور بعض میں تین دفعہ اور اس سے زیادہ کہیں کہیں ہوتی ہیں اسلئے صرف کثرت وقوعہ کا ذکر فرما دیا ہے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علاوہ بریں یہ بھی بتلا دیا کہ وہ سواری یعنی حمار آگ اور پانی کے ذریعہ چلے گی سو کون نہیں جانتا کہ انجن میں پانی بند کر کے آگ دی جاتی ہے اور جب پانی سو درجہ تک گرم ہو جاتا ہے تو اوس سے بھاپ پیدا ہو جاتی ہے جس کے زور سے وہ چلتی ہے۔

(ت) حدیث ابن المنادی میں جو حضرت علی کی روایت سے ہے یہ بھی درج ہے کہ دجال کا گدھا ایسا ہوگا کہ اوس کے چلنے کے مقام سے ٹھہرنے کے مقام تک ایک دن اور ایک رات کا سفر ہوگا یعنی جتنا ایک آدمی رات اور دن میں سفر کرے۔ چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں

مابین حافر حمارہ الی الحافر الآخر
سبعۃ یوم ولیلۃ

(ث) پھر ایسی حدیث میں دجال کے گدھے کی یہ بھی تعریف ہے کہ اتنا تیز چلے گا کہ اوس کے دائیں طرف بادل ہو تو فوراً وہاں تک پہونچ جائیگا چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں۔

یتناول السحاب بیمینہ ویسبق الشمس
الی مغیبہا

پس کون نہیں جانتا کہ ریلوی گاڑی اتنی سرعت سے چلتی ہے کہ بادلوں کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔ اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کہیں کی کہیں چلی جاتی۔

(ج) اوس کا گدھا صرف خشکی پر ہی نہیں چلے گا بلکہ سمندر میں بھی اپنی پوری رفتار سے چلے گا۔ چنانچہ الفاظ حدیث حسب ذیل ہیں۔

یخوض البحر الی کعبیہ یعنے سمندر میں ٹخنوں تک غوطہ لگائے گا۔ جن لوگوں نے بندرگاہوں کا معائنہ کیا ہوگا دخانی جہازوں اور اگنبوٹوں میں سیر کی ہوگی اون پر بخوبی روشن ہے کہ انجن جہاز یا کشتی دخانی کا ایک حصہ پانی میں ہوتا ہے۔

(ح) دجال کے گدھے کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ اوس کے آگے آگے ایک دھوئیں کا پہاڑ اور پیچھے سبزی نما پہاڑ ہوگا۔ جو حدیث کے الفاظ ذیل ہیں۔ ہے امامہ جبل دخان وخلفہ جبل دخان۔ جن لوگوں نے ریلوں اور جہازوں کو چلتے ہوئے دیکھا ہے اون کو معلوم ہے کہ انجن چونکہ آگے آگے ہوتا ہے اوس سے بکثرت دھوان نکلتا ہے جو آسمان میں بلند ہو کر ایک پہاڑ سا دکھائی دیتا ہے اور جب دھوان ہوا میں منتشر ہو کر ریلوی کے پیچھے ہو جاتا ہے تو سبز پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

(خ) وہ گدھا آواز کرے گا جو دور دور تک سنائی دیگی گویا اوس سے وہ اون لوگوں کو جو اوس میں سوار ہونے کے لئے منتظر ہوتے ہیں بلاتا ہوگا۔ چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ ینادی بصوت لہ یسمع بہ مابین الخافقین الی اولیائی الی اولیائی الی احبائی۔ پس صاف واضح ہے کہ یہ باتیں ریل گاڑی میں پائی جاتی ہیں پھر اگر اسکو دجال کا گدھا نہ مانا جائے تو بتاؤ کہ ایسی عظیم الشان بے نظیر گاڑی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں خبر دی ہے اور یہ تو سب مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اوس مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کی خبریں دیدی ہیں اگر دجال کے گدھے کے علاوہ وہ کوئی اور چیز ہے تو بتاؤ کہ اسکی اطلاع کس حدیث میں ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۷۔

مختصراً

یہ تمام احادیث ریل گاڑی کی ایجاد کی پیشگوئی کو صاف طور پر بتاتی ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر کرتی ہیں اس مقام پر عوام مخالف الرائے علماء کے بہکانے سے ایک اعتراض کرتے ہیں کہ جب ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے تو اسپر مسیح موعودؑ خود کیوں سوار ہوتا ہے؟ اس سوال کی معقولیت پر تو ناظرین خود قیاس کر لیں ایسے معترض ہمیں نہیں بتاتے کہ کیا اسپر سوار ہونا قرآن شریف یا احادیث میں حرام آیا ہے؟ اگر یہ بات نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ایسا بیہودہ اعتراض کیوں کیا جاتا ہے علاوہ بریں یہ کہ بوجہ ملکیت اور قبضہ اور تصرف تام اور ایجاد دجالی گروہ کے یہ دجال کا گدھا کہلاتا ہے اور اگر عارضی طور پر کوئی اس سے نفع اٹھاوے تو اس سے وہ اس کا مالک یا موجد ٹھہر نہیں سکتا خر دجال کی اضافت ملکی ہے پھر اگر خدا تعالیٰ دجال کے مملوکات و مصنوعات میں سے بھی مومنوں کو نفع پہونچاوے تو اسمیں کیا حرج ہے کیا انبیا کفار کی مملوکات و مصنوعات سے نفع نہیں اٹھاتے تھے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر خچر کی سواری کرتے تھے حالانکہ احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ گدھے سے گھوڑی کو ملانا ممنوع ہے ایسے ہی بہت نمونے پائے جاتے ہیں۔ ماسوا اسکے جبکہ مسیح موعود قاتل دجال ہے یعنی روحانی طور پر تو بموجب حدیث من قتل قتیلا فلہ سلبہ جو کچھ دجال کا ہے وہ مسیح کا ہے علاوہ اسکے مسلم کی حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی ہے عیسے کے آنیکی یہ نشانیاں لکھی ہیں

لینزلن ابن مریم حکماً عدلا فلیکسرن الصلیب
ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ و
لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا

یعنے عیسے حکم اور عدل ہونیکی حالت میں اتریگا اسطرح کہ مسلمانوں کے اختلافات پر حق کے ساتھ حکم کریگا اور عدل کو زمین پر قائم کر دیگا صلیب کو توڑیگا خنزیروں کو قتل کریگا اور جزیہ کو اٹھا دیگا اور اوس کے آنے کا ایک یہ نشان ہوگا کہ جوان اونٹنیاں جو باربرداری اور سواری کا بخوبی کام دیتی ہیں چھوڑ دی جائیں گی پھر اونپر سواری نہیں کی جائے گی اب واضح ہو کہ یہ ریل گاڑی کی طرف اشارہ ہے جسنے تمام سواریوں سے قریباً نوع انسان کو فارغ کر دیا ہے اور جو تمام دنیا کے ستر ہزار میل میں پھر گئی ہے اور ہندوستان کے ۲۶ ہزار میل میں۔ چونکہ عرب میں اعلےٰ درجہ کی سواری جو ایک عربی کے تمام گھر کو اٹھا سکتی ہے اونٹنی کی سواری ہے جو باربرداری اور مسافت طے کرنے میں تمام سواریوں سے بڑھکر ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے اسکی طرف اشارہ کیا تا اعلےٰ کے ذکر کرنے سے ادنےٰ خود اسکے ضمن میں آجائے پس فرمایا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں یہ سب سواریاں بے قدر ہو جائینگی اور کوئی اونکی طرف التفات نہیں کرے گا یعنی ایک نئی سواری دنیا میں پیدا ہو جائیگی جو دوسری تمام سواریوں کی وقعت کھو دیگی۔ اب اگر عموماً تمام لوگ اس ریل گاڑی پر سوار نہوں تو یہ پیشگوئی ناقص رہتی ہے۔

خلاصہ کلام

ریل گاڑی میں سوار ہو کر میں ان خیالات میں مستغرق جا رہا تھا اور بے اختیار زبان سے خدا کی حمد اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درود شریف نکلتا تھا ہم نے اسکی پیشگوئیوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا۔

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

راستہ کے دیگر حالات رات کی تاریکی اور موسم کی خنکی گاڑی سے باہر سر نکال کر نظارہ قدرت کے دیکھنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ ہاں کبھی کبھی ضرورتاً دروازہ کھولکر آسمان کی نورانی فضا اپنا اثر کئے بغیر نہ رہتی تھی اہیں خیالات متذکرہ بالا کی ادھیڑبن میں لیٹا ہوا تھا کہ کرتارپور سٹیشن سے جماعت کپورتھلہ کے معزز احباب نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور شرف نیاز پایا۔ خانصاحب عبدالمجید خانصاحب انچارج آفیسر توشہ خانہ اور کئی اور بھائی چھاؤنی جالندھر تک ساتھ گئے منشی حبیب الرحمان صاحب نمبردار و رئیس حاجی پور (متصل پھگواڑہ) بھی حاضر ہو کر سعادت اندوز ہوئے

اعلےٰ حضرت کا خلق عظیم ایک لمبا سفر اور پھر رات کا سفر جبکہ انسان طبعاً اور فطرتاً آرام کرنا چاہتا ہے پھر ایسی حالت کہ آپکے ہمراہ حضرت ام المومنین صاحبزادگان اور دیگر متعلقین تھے۔ لیکن جب کسی سٹیشن پر خدام حاضر ہوتے

رسیدات آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء

عبدالقادر صاحب مدرس منصوران یتامیٰ عاؔ
سربلند صاحب مٹوٹلی ۵ر۲ پائی
خیرالدین صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ضیاء اللہ صاحب از مانسہرہ ۸ر
عبدالعزیز صاحب ایمن آبادی ۲ر
جماعت احمدیہ داتہ معرفت مولوی شیر علی صاحب عاؔ ار ۹ پائی

۲۔ اکتوبر

جماعت شملہ معرفت برکت علی صاحب ملے مساکین ۱۱ر عاؔ
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب عہ
معرفت خداداد صاحب رسالدار ۱۲ کوئٹہ چندہ جماعت کوئٹہ ۲ر

۳۔ اکتوبر

بابو غلام محمد صاحب ٹائم کیپر ریلوے دفتر لاہور ۱۲ر
محبوب عالم دوکان سیٹھہ موہنی لاہور عاؔ ۴ر
چوہدری نبی بخش صاحب رہانہ صہ
محمد نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات صہ

۴۔ اکتوبر

جماعت کنجاہ عہ ۱۴ر
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ملے
عزیز الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی للعہ ۸ر

۵۔ اکتوبر

غلام محمد صاحب پھلوری شاہ ہوکنڈی ضلع گورداسپور
جماعت جہیلیاں والی ضلع گوجرانوالہ عاؔ ۸ر

۷۔ اکتوبر

عبداللہ خان چک منشی مہدی تحصیل پاک پٹن للعہ
نواب خان صاحب وارڈر ریکو۔ برہما ۱ ملے عہ
بیخ غلام محی الدین صاحب خان بہادر چک شیخاں شاہ پور یتامیٰ صہ

۹۔ اکتوبر

محمد اکرم صاحب کمپونڈر عہ ۸ر
ناصر شاہ سب ڈویژنل افیسر ریاستی جموں عہ
محمد حسین احمدی پنجابی مدراس عہ
جماعت پشاور معرفت غلام حسن صاحب سب رجسٹرار صہ

۱۰۔ اکتوبر

چندہ طلباء مدرسہ و استادان مدرسہ قادیان بتقریب رخصت یکماہ عہ ۱۱ر ۵ پائی
جماعت بمبئی معرفت اسماعیل آدم صہ مساکین یتامیٰ ۲ر ۴ پائی ۵ر ۹ پائی

۱۲۔ اکتوبر

عطا محمد صاحب اوورسیر انچارج پارہ چنار مساکین صہ یتامیٰ صہ
عنایت اللہ صاحب چھبہ سندھواں عہ ۴ر

۱۳۔ اکتوبر

ڈاکٹر طالب بشارت احمد صاحب پنڈی کیمپ عہ
بابو عطا الہٰی صاحب لالہ موسیٰ عاؔ

ڈاکٹر یعقوب خان صاحب نصاؔ ویٹرنری اسسٹنٹ مونہ سے
مستورات ننگہ معرفت دفتر الحکم عہ مساکین عہ یتامیٰ عہ

۱۶۔ اکتوبر

بابو طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی چندوسی عہ
جماعت بہنی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۱۱ر ۱۰ پائی
میاں عبدالمجید صاحب بردوکان رحیم بخش صاحب بمونا ۷ر ۹ پائی
ماسٹر سکندر علی صاحب ملازم مدرسہ قادیان یتامیٰ ۲ر
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ عہ

۱۷۔ اکتوبر

منشی یار محمد صاحب فارسٹ گارڈ باڈر کشمیر عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور عہ
بابو عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ڈاکٹر محمد علی خان صاحب اسسٹنٹ سرجن رفعدار انبار چھاونی عہ
منشی محمد حسن صاحب پٹواری نہر سیدوالہ ضلع منٹگمری ۴ر
چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ
میاں اللہ دتا صاحب برانچ پوسٹماسٹر مانگٹانوالہ عہ
بابو عبدالرحمن الرحمان صاحب کلرک انبالہ عہ ۱۴ر
جماعت بھینی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۴ر ۴ پائی

۱۸۔ اکتوبر

عمرالدین صاحب مدرس سنور عہ ۸ر
سردار خان صاحب سنور ۸ر
رستم علی صاحب سنور ۲ر
ہاشم علی صاحب احمدی گرداور قانونگو سرووگڑہ عہ

۱۹۔ اکتوبر

محمد حسین صاحب وٹرنری دفعدار کور ۱۲ انبالہ عہ
خیرالدین گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
عبدالعزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متھرا عہ
قطب الدین صاحب متھرا۔ ۴ر

۲۰۔ اکتوبر

چندہ جماعت بھیرہ معرفت حکیم فضل دین صاحب مساکین عہ یتامیٰ سہ ۷ر ۴ پائی
میاں وزیر صاحب درزی از رہتاس معرفت گلاب دین صاحب ملے
صوبہ دار سید تاج شاہ ڈاکخانہ سہنہ کہاریاں ۱۵ر
میاں مقبول شاہ صاحب ۸ر
گل حسن صاحب ۵ر
منشی برکت علی خان صاحب محرر دفتر الحکم ار ۶ پائی
نورالدین احمدی مگوٹی برہما ۱۲ر
الٰہی بخش صاحب سلونزی عہ ۸ر
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب ۶ر
عبدالحلیم صاحب ۵ر
محمد تقی صاحب مدرس مدرسہ سرہند ۴ر

۲۱۔ اکتوبر

حکیم فضل دین صاحب مساکین سے یتامیٰ صہ
محمد عارف از قادیان ۲ر

۲۵۔ اکتوبر

شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور عہ
حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب مساکین ملے ۵ر

رسیدات آمدنی ماہ نومبر

۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء

نظام الدین ولد عیسے کاکا ساکن بہاگووال مساکین ملے
فضل محمد پسر سیان تحصیل بٹالہ صہ
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ملے
بابو عبدالحی خان صاحب کلرک پوسٹ آفس فیروزپور عہ
طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی چندوسی عہ
عنایت اللہ صاحب انسپکٹر پولیس مظفرنگر عہ
عنایت اللہ گھا سندھواں ضلع گوجرانوالہ عہ
مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر عہ
برکت علی دفتر سٹی کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا شملہ عاؔ
گلاب خان صاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی عہ

(باقی آئندہ)

احمدی یا احمدی سامان ورزش

السلام علیکم۔ آپکے احمدی کارخانہ میں ہر قسم کا سامان ورزش اعلےٰ قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیاء بھی موجود ہیں گو پہلے آپ کو معلوم نہیں تھا مگر اب آپ کو کہیں جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ خدا کو خدا کو حاضر کرکے بآواز بلند کہتے ہیں کہ ہم سے ارزان اور پھر عمدہ مال کہیں سے نہیں ملیگا۔ صفائی معاملہ اور ایمانداری کے واسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے اور بس ایک دفعہ ضرور آزمایش ہو۔

مختصر فہرست اشیاء حسب ذیل ہیں جو درخواست پر مل سکتی ہیں

کرکٹ بیٹ	فٹ بال بمعہ مکمل سے
لین ہینڈل دو ور بڑ عہ عہ	؍؍ عہ ؍؍ للعہ
کارک ؍؍ ایک ربڑ ملے	؍؍ ۳ ؍؍ ۸ر
صرف ایک ربڑ معہ	آنکھیں چمڑہ والی للعہ
درجہ دوم سے	؍؍ ڈورہ والی ۸ر
؍؍ سوم للعہ	؍؍ مادہ اول عاؔ
اکٹھے پریکٹس ۸ر	؍؍ درجہ دوم فیتہ عہ
دوم درجہ سے	ٹین سفید لکڑی عاؔ
سوم ؍؍ عاؔ	؍؍ پیلیا ؍؍ عہ
بال درجہ اول فی درجن عہ	بیڈ منٹن سفید ؍؍ عہ
دوم ؍؍ لعہ	؍؍ پیلے ؍؍ ۸ر
پریکٹس معہ	شٹل کارک عاؔ
گیگ تھا ڈ چمڑہ صہ	دوم درجہ عاؔ ۸ر
؍؍ زین للعہ	ولن بال فی درجن للعہ

نوٹ:۔ احمدی بھائیوں سے قیمت میں ۱۴ فیصدی کمیشن غیر احمدی سے ۱۲ فیصدی کمیشن۔ پتہ خوشخط مال وی پی۔
منیجر ایم خدا بخش اینڈ کو احمدی سپورٹین ورکس شہر سیالکوٹ

خواب سے جاگو۔ آنکھیں کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیاں کسقدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں۔ ابھی اگر آپ نے گھڑیاں نہ خریدیں تو پھر کب خریدو گے۔ صاحبان جلدی گھڑیاں خریدلیں۔ ورنہ پھر ایسا بہتر موقع نہ ملیگا۔ اصلی اسکوپ سٹم واچ گارنٹی ۲ سالہ قیمت تین روپیہ علاوہ محصول اگر یہ گھڑی عرصہ گارنٹی میں بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاوے گی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اس کے پختہ و پائیدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔ قیمت تین روپیہ علاوہ محصول بکس شیشہ بیرنگ ہمراہ گھڑی مفت

نکل سکو کی رسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت پختہ و پائیدار ہیں گولے منہ کی ملیس گھڑی کی سی جیب میں بھی رکھی جا سکتی ہے

برسوں نہیں بگڑتی قیمت چار روپیہ علاوہ محصول۔
ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو۔ کہ اُسکا مال و اسباب محفوظ نہ رہے؟ حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے مرجع ہی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے۔ جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائیگی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کیجائے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیئے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إنّه آوى القرية

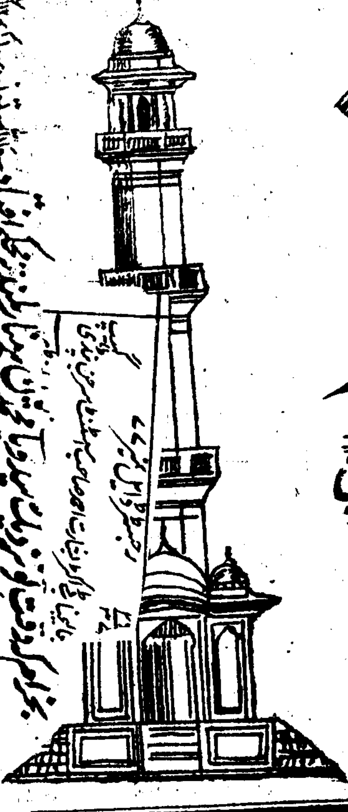

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے ۔ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ

نمبر ۴۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ ڈسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) دار الامان کا ہفتہ ۔ صہ اوّل

(۲) مولانا عبد الکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ ۔ اور اس سے احمدی قوم اور اہل آب کے لئے مفید سبق ۔ صہ ۲ و ۳

...کی مسجد کا فیصلہ ہوگیا ۔ صہ ۳ و ۴

...دہلی ۔ حیات ثانی } صہ ۵
...ان کو خاص اطلاع }

...قبرستان یا بہشتی مقبرہ ۔ صہ ۶

...(گذشتہ اشاعت سے آگے) صہ ۷ و ۸

...شے غور سے پڑہین صہ ۸

...شق کی حقیقت } صہ ۹
...تفسارات }

(۹) رسیدات آمدنی مدرسہ ماہ نومبر صہ ۱۰

(۱۰) اشتہارات ۔ صہ ۱۱ و ۱۲

ضروری نوٹ

حسب معمول الحکم کا یہ اشو اس سال کو خدا کے فضل سے ختم کرتا ہے اور آخری ہفتہ کی تعطیل کرتا ہے ۔ اگلا پرچہ انشاء اللہ العزیز ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء کو شائع ہوگا ۔ جن احباب نے بروقت اپنے ذمگی مطالبات کو بہیجکر کارخانہ کی اعانت فرمائی اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے ۔ اور جو ابتک بہی متوجہ نہین ہوئے انہین بیدار کرے ۔ مین اپنے کرمفرما ناظرین کی اس مہربانی کا بہی شکر گذار ہون جو وہ الحکم کی بعض کمزوریون اور فروگذاشتون پر بہی چشم پوشی فرماتے ہین ۔ اور حقیقت مین میری ذمہ داریون اور اس کام کی اہمیت کی وجہ سے جو میرے ہاتہون مین محض خدا کے فضل سے ہے ایسا ہی ہونا ہی چاہئے ۔ ورنہ اگر اسکے خلاف معاملہ ہو تو پہر اس کے یہ معنے ہونگے کہ اس کام کی کوئی عظمت اور قدر انکے دل مین نہین اور مین جانتا ہون کہ ایسا نہین اگر خدانخواستہ ایسا ہوتا تو الحکم کی راہ مین بہت رکاوٹین اور ٹہوکر کے پتہر پیش آتے ۔ بہرحال اللہ تعالےٰ کی حمد اور ستائش ہے کہ محض اسی کے فضل اور کرم سے ۔ ہان اسی کی تائید اور توفیق سے الحکم نے نوین جلد ختم کی اور اب دسوین جلد بہی اسی کے فضل سے شروع ہوگی ۔

سوچا تو یہ گیا تہا کہ دسوین جلد کا اغاز الحکم مین نمایان ترقی کے ساتہہ ہوتا اور اسے ہفتہ وار سے روزانہ کی صورت مین جاری کیا جاتا ۔ مگر ابہی مین سمجہتا ہون کہ اسکے لئے دوسرا وقت مقدر ہے ہفتہ مین دوبار کی تجویز پر ایک بہی ایسا خط نہین آیا جس نے اس تجویز سے اختلاف کیا ہو لیکن مین اس تجویز کو مشروط کرتا ہون دو ہزار اشاعت کے ساتہہ اگر ناظرین الحکم کو اسکے ساتہہ واقعی محبت ہے اور مین سمجہتا ہون کہ ہے تو وہ اپنی اس محبت کا عملی ثبوت دین اور ہر خریدار ایک ایک جدید خریدار اگر ہم پہونچاوے تو دو ہزار اشاعت یکدم ہو سکتی ہے اور اس اشاعت پر الحکم ہفتہ مین دوبار کیا جا سکتا ہے بالآخر ساری توفیقین اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتہہ مین ہین اور اسی کے فضل سے ہوگا جو کچہہ بہی ہوگا ۔

(ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ سب اچہے ہین ۔ موسمی حالت کے لحاظ سے سردی ترقی کر رہی ہے آسمان ابر آلود اور رہتا ہے گاہے تقاطر و ترشح بہی ہوتا ہے ۱۹ ۔ ڈسمبر کو اچہا چہینٹا پڑگیا ۔

۲ ۔ ایام کرسمس کیوجہ سے احباب آرہے ہین ۔ ۲۴ ۔ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو رسالہ الوصیۃ جو احمدی قبرستان یا بہشتی مقبرہ کے متعلق ہے شائع ہوگیا ۔ الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا ۔ انشاء اللہ ۔

۴ ۔ احمد نور کابلی کے مقدمہ کے متعلق یہہ خبر ہے کہ ۱۹ ۔ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو ملزمان کا چالان تحصیلدار صاحب بٹالہ کے سامنے پیش ہوئے ۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ استغاثہ کی طرف سے پیروکار تہے احمد نور کا بیان ہوچکا ۔ اثنائے جرح وکیل ملزمان مین معلوم ہوا کہ فریق ثانی نے بہی کوئی استغاثہ کیا ہوا ہے اسلئے مقدمہ اس غرض کے لئے ملتوی ہوا کہ آیا یہ مقدمہ بہی اسی مجسٹریٹ کے پاس جاوے یا وہ اس مجسٹریٹ کے پاس آئے ۔ باقی حالات سے پہر اطلاع دیجاوے گی ۔

۴ ۔ مہمانون کے آرام و آسائش کے لئے اس مرتبہ خاص انتظام کیا گیا ہے مدرسہ کے کمرے خالی کرلئے گئے ہین جدید مہمان خانہ کے متصل حضرت اقدس نے ایک خیمہ بہی لگوا دیا ہے ۔ مدرسہ کے مدرسین اور طلبا اپنے بہائیون کی خدمت مین پورا حصہ لینے کو آمادہ ہین ۔ خدا کرے ہم سب اخوت کا سبق سیکہین اور اس غرض کو پورا کرنے والے ٹہیرین جسکے لئے خدا کا مسیح آیا ہے ۔

تازہ الہام

۲۳ ۔ دسمبر ۱۹۰۵ء

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

ترجمہ

اور اپنے رب کی نعمت کا ذکر کر

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت سے حسن خاتمہ۔ اور اس احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

چو کار عمر نہ پیداست بارے آن اولٰے
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

مولوی صاحب کی علالت کے واقعہ کو مفصل پیش کرنے کی ضرورت

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی علالت اور ان کی وفات کے متعلق آج سے پہلے بعض محترم احباب کی طرف سے الحکم اور بدر میں مضامین شائع ہوئے ہیں ان کے بعد میرے لئے قلم اوٹھانے کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھے آن مرحوم کی بیماری کے ابتدا سے لیکر اخیر وقت تک کہ انہوں نے ہمارے ہاتھوں میں جان دی۔ ان کی خدمت میں رہنے کا خدا کے فضل سے موقع ملا۔ اس لئے مجھے یہ حیثیت طبیب کے سیر ہا کئی دفعہ دن میں اور ایسا ہی کئی دفعہ رات میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوتا تھا۔ مجھے ہزارہا بیماریوں کے علاج کا اتفاق ہوتا ہے۔ اور میں نے صدہا بیمار اس قسم کی تکلیف میں دیکھے ہیں جیسے کہ مولوی صاحب کو ۸۰ دن تک اس عارضہ سے رہی۔ اور میں اس بات کو اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ جب انسان بیمار ہو جاتا ہے اور سخت درد کی تکلیف اور بے آرامی اور بے خوابی میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو ہر ایک قسم کا ریا اور بناوٹ اور تصنع اس سے دور ہو جاتے ہیں اور اس کے منہ سے وہ باتیں اور کلمات نکلتے ہیں۔ جو عین اس کی فطرت کے اندر مرکوز ہوتے ہیں۔ اور وہ ایسے حرکات کرتا ہے۔ جو اس کے لئے طبعی ہوتے ہیں۔ بعض لوگ جو کہ بظاہر عابد و زاہد ہوتے ہیں۔ بیماری کی حالت میں (معاذ اللہ) خدا کو گالیاں نکالتے ہیں یا اپنی بیماری کو اسکی طرف سے (معاذ اللہ) ایک قسم کا ظلم یا تعدی سمجھتے ہیں یا بعض اس کے فضل اور رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں مگر تا اخیر دم تک ثابت قدم رہتے ہیں اور جن کے زخم کی ہر ایک ٹیس سے۔ اور بیماری کے درد سے۔ بیدی کی بیقراری سے اور بیماری کی بے آرامی سے ان کی دلی شجاعت اور قوت ایمانی میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اور اس حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی معرفت میں ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور وہ اس درد اور تکلیف میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔ اور وہ اپنی بیماری علالت کو بھی خدا تعالیٰ کیطرف موجب رحمت اور فیضان الٰہی سمجھتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کے وجود میں ایک طرف درد اور شدت بیماری کا زور ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اس محسن حقیقی کا حمد اور شکر اور اس کے احسانوں کا اظہار دل اور زبان سے جاری ہوتا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سچے عاشق اور فدائی ہوتے ہیں اور مرنے سے پہلے ہی ایک موت اپنے اوپر وارد کئے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی خدا کی نذر کرتے ہیں اور وہ خدا کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اس زندگی کو خدا کے لئے سمجھتے ہیں اس لئے ان کیلئے خدا کی راہ میں جان دے دینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔ بلکہ عین راحت ہوتی ہے کہ اس زندگی کا حجاب دور ہو کر وہ خدا سے جا ملتے ہیں۔ یہی زندگی ہے جس کے لئے ہر ایک مومن کو تڑپ ہونی چاہیئے۔ اور یہی اسلام کا اصل منشاء ہے۔ کہ انسان خدا تعالیٰ کی ایسی فرمانبرداری اختیار کرلے کہ جان تک اسکی راہ میں دینے سے دریغ نہ کرے۔ غرضیکہ جو شخص اپنی بیماری میں اس قسم کا ثبات دکھلاوے کہ ایسی مہلک اور سخت بیماری میں اس کے ایمان میں کوئی تزلزل واقع نہ ہو بلکہ اس طریق سے خدا کی رضا حاصل کرنے کو اپنے لئے ایک معراج سمجھے۔ تو اس کے کمال ایمان بلکہ ولی اللہ ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں مگر اس نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں دیا جس کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اس سے بہرحال یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ جس مذہب کے زیر اثر کوئی انسان اس روحانی کمال کو حاصل کرلے۔ وہ مذہب واقعی خدا کی طرف سے سمجھنا چاہیئے۔ اور جس ہادی کے زیر اثر اس نے یہ تربیت حاصل کی ہو۔ وہ ہادی بھی ضرور ہے کہ منجانب اللہ ہو۔

اب ہم واقعات سے دیکھیں گے کہ مولوی صاحب مرحوم ان چار قسم کے مریضوں میں سے کس قسم کے ثابت ہوئے۔ اور چونکہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس مرزا صاحب کے خاص الخاص مریدوں سے تھے۔ اس سے ہم قطع نظر اور دلائل کے خود حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے اثر اور انکی برکات اور ان کے سچے ہادی اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے روحانی جانشین ہونے اور اسلام کے منجانب اللہ مذہب ہونے کی ایک ایسی دلیل حاصل کر سکتے ہیں۔ جو کہ بالکل بیّن اور روشن اور عملی دلیل ہے۔

دوسرا محرّک۔ اس مضمون کے لکھنے کا میرے لئے یہ ہے۔ کہ بیمار کے ساتھ سچی محبت اور ارادت اس کے لواحقین اور متعلقین اور دوستوں کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بیماری اور مصیبت سے بڑھکر اور کوئی معیار نہیں اس سے سچے اور جھوٹے رفیق اور دوست کی رفاقت میں تمیز ہو سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیا اور رسل کے رستے میں بہت سخت مصائب اور شدائد ہوتے ہیں۔ کیونکہ اوّل تو مصائب اور شدائد سے خود ان انبیاء اور رسل کی ثابت قدمی اور استقلال اور تبتل الی اللہ کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کے متبعین کے اخلاص کی بھی پڑتال ہو جاتی ہے جو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ مصائب سے حصہ لینے میں ہوتا ہے یا اس نبی اور رسول کے ساتھ اخلاص ہوتا ہے۔ جس کا تتبع ہونے کا وہ دم بھرتے ہیں۔ نیز اس خدا کے ساتھ بھی ان کی جان نثاری اور وفاداری کا ثبوت ملتا ہے۔ جس کے لئے وہ اس ہادی کی اتباع اختیار کرتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک طرف تو رسول اپنی قوم کو اخلاق فاضلہ کا سبق دیتا ہے۔ تاکہ وہ ایسے پاک اور مطہر بن جائیں۔ اور قوت قدسی ان کے اندر اس طرح سے سرایت کر جائے کہ ان کا اندر سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک نور سے بھر جائے اور وہ نور علے نور ہو جائیں تاکہ ان انبیاء اور مرسلین کی جدائی اور وفات کے بعد بھی خلقت کی ہدایت اور رہبری کیلئے ان کے اندر کا نور اور خوشبو۔ اور لوگوں کو منور کرلے اور ان کی جان کو لذت الٰہی سے مطہر کرنے کے لئے کافی ہو۔ اگر اس قسم کے مصائب اور تکالیف قوم پر نہ آئیں۔ ان کے اندر دنیا کی طلب اور دنیا کی خواہش سے پاک صاف نہ ہو جائیں اور ان کے اندر خدا کی رضا اور اس کی محبت سرایت نہ کرلے۔ تو وہ نہ خود خدا تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ اوروں کو اس تک پہنچانے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ دوسری طرف یہی نہیں۔ کہ صرف قوم ہی کے لئے اخلاق فاضلہ کا سبق ہے اور انبیاء اور رسل نے خود اس پر عمل کرکے نہیں دکھایا بلکہ یہ ہے کہ ان کا اخلاق اور محبت اور سلوک اپنی قوم کے ساتھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ باقی ساری قوم میں اسکی نظیر نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ ان کی قوم کے لوگ ان کو اپنی اولاد اپنے ماں باپ بلکہ ہر ایک رشتہ سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اور ان کی راہ میں اپنی جان دیدینا اپنے لئے ایک راحت اور خوشی کا موجب سمجھتے ہیں ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

غرضیکہ اسلام نے ہم کو یہی نمونہ سچے مومنین اور خدا کی جانب کے لوگوں کا بتایا ہے کہ ان کے سینوں سے ایک دوسرے کا حسد اور بغض اور کینہ دور ہو جاتا ہے اور وہ رفاقت اور ہمدردی میں ایک دوسرے کے لئے ایسے غمخوار اور مونس اور سچے رفیق ہوتے ہیں جیسے بھائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین اور سچے رسول کو کہا کہ وہ مومنین کے لئے رؤف اور رحیم ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کامل متبعین کے رنگ میں تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خدائی حضور سے اخوانا علی سرر متقابلین کا خطاب لیا اور اس کامل رسول نے بالمومنین رؤف الرحیم کا اعلیٰ لقب حضرت احدیت سے پایا خدا نے اسلام کو زندہ مذہب بنایا ہے یہ درست نہیں اسکی برکات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ خدا تعالیٰ جیسے کہ پہلے خالق تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے سمیع تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے الہام کرتا تھا ویسے ہی اب بھی کرتا ہے اور جیسے کہ پہلے اپنی طرف جد وجہد کرنے والوں ایسی قوموں کو کہ جنہوں نے مرنے سے پہلے خدا کے رستہ میں ایک موت اختیار کی اور حقیقی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کیا اپنے قرب کے مدارج دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اور جیسے کہ پہلے صدیق۔ شہید محدث اور نبی اور رسول کے مراتب دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اسکی ذات میں بخل نہیں ہے۔ اس لئے اس نے ہم کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین کی دعا سکھائی ہے۔ اور ہم کو ہر نماز میں بلکہ ہر ایک نماز کی ہر رکعت میں اس دعا کو پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے بلکہ ہمارے لئے فرض کیا ہے کہ ہم یہ دعا ضرور مانگا کریں۔ قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں اس اہم اور ضروری دعا کی خود ہی تفسیر فرمائی ہے۔ مثلاً انعمت علیھم گروہ کے متعلق فرمایا ہے۔ انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ...... الخ اور مغضوب اور ضالین کی نسبت تفصیل کی ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ منکم نصارٰ ومنکم یہود۔ یعنی تم مین سے لوگ ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائینگے اور ہونگے نصاریٰ کے رنگ مین۔ نیز ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائینگے مگر ہونگے یہود کے رنگ مین۔ اور اسباط پر سب علماء اُمت کا اجماع ہے۔ اور سب اسباط کو مانتے ہین مگر بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اس امت مین سے نہ آئیگا۔ بلکہ بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس امت مین محدّث اور رسول کوئی نہ ہوگا مگر یہ کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ کہ امت "خیر امت" ہو۔ اور یہود اور عیسائی تو اس مین سے ہون لیکن مسیح جو انکا مصلح ہے باہر سے آوے۔ نیز یہ کہ پہلی اُمتین جن کی میعاد تہوڑی تہوڑی ہوتی تہی ان مین تو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد محدّث اور ملہم اور متبوع رسول آتے تہے۔ بلکہ بعض عورتون کو بھی الہام ہوتا تہا۔ مگر اس اُمت مین نہ آوین یہ خدا پر افترا ہے۔ اور خدا کی ناقدری کی بات ہے اور معاذ اللہ خدا کو بخیل بنانا ہے۔ کہ پہلی اُمتون کی تو وہ اپنے مقرب اور الہام یافتہ لوگون کے ساتھ تائید کرتا تہا۔ اور اس اُمت کی نہین کرتا۔ جس کا دامن قیامت تک ہے۔ اور جس کی رسالت پہلی اُمتون کی طرح کسی خاص قوم کے لئے نہین۔ بلکہ ساری دُنیا کے لئے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس اُمت مین صحابہ کے رنگ مین بھی رنگین ہون۔ اور بعض رسول کے رنگ مین بھی رنگین ہون۔ یعنی دونون قسم کے کمالات ان مین پائے جاتے ہین۔

چونکہ مولوی صاحب ایسی قوم کے ممبر تہے جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید مین جو سورۃ جمعہ مین ذکر ہے کہ آخری زمانہ مین یعنی مسیح موعود کے وقت مین اس کے متبع صحابہ کے رنگ مین رنگین ہونگے اور وہ دین کے پہیلانے مین اپنے سینون مین ایسی ہی تڑپ رکھین گے۔ جیسے کہ صحابہ اور خدا کے رستہ مین جان دینے کو ایسے ہی تیار ہونگے جیسے کہ صحابہ۔ نیز حضرت اقدس مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مہدی و مسیح موعود ہین۔ یعنی کہ وہ ایسے رسول ہین کہ جو خدا سے الہام یافتہ ہین۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات۔ ان کا سچا متبع ہونے کے سبب سے اپنے اندر رکہتے ہین۔ نیز چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہین۔ اور حضرت موسیٰ کے چودہوین صدی کے خلیفہ حضرت مسیح تھے۔ اس لئے چونکہ رسول اللہ کے بعد چودہوین صدی کے خلیفہ مرزا صاحب ہین۔ اور حضرت مسیح کے روحانی کمالات مین اپنے اندر رکہتے ہین۔ اس لئے مماثلت کے طور پر ان کا نام بہی خدا کی طرف سے مسیح رکہا گیا۔ اب مولوی صاحب کی علالت کے تعلق یہ دیکہنا ہے کہ جماعت کے ساتھ جو سلوک اور ہمدردی جماعت کی طرف سے ہوئی وہ صحابہ کے رنگ کی ہے یا نہین۔ جو عزت اور احسان اور خلق اور کمال ہمدردی حضرت مرزا صاحب سے اس بیماری مین مولوی صاحب کے ساتھ ظہور مین آئی کہ جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ان کے مخلص صحابہ سے تعبیر کیا جاوے۔ اور اگر اس مصیبت اور تکلیف کے وقت جماعت نے اس قسم کی ہمدردی کا اظہار کیا ہو جیسے کہ صحابہ ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرتے تہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے اس قسم کا نمونہ دکہایا ہو۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تہا تو پہر ایک اہل حق اور متقی کے لئے اس سے بڑہکر اور کیا ثبوت ہوگا۔ جو عین مصیبت اور اور تکلیف کے وقت ظہور مین آیا۔ جبکہ دنیا کے دوست اور رفیق سب چہوڑ جاتے ہین۔ اور وہی استقلال دکہاتے ہین۔ جو سچے اور دلی دوست ہوتے ہین۔ سعدی

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی

اسلام دنیا مین اخوت لیکر آیا ہے۔ اور جس جماعت اسلام مین کامل طور پر اخوت پائی جائے۔ وہی سچے مسلمان ہین۔

تیسرا محرک اس مضمون کے لکہنے کے لئے میرے لئے یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف اس خاکسار کو اپنا بھائی کہا کرتے تہے۔ یون مومنین سب ایک دوسرے کے بھائی ہین۔ مگر وہ خصوصیت کے ساتھ خاکسار سے محبت کیا کرتے تہے۔ اور ان کو اس ناچیز سے دلی تعلق محبت کا تہا۔ جسکی وجہ سے وہ مجہے اس لقب سے یاد کیا کرتے تہے۔ اس بات کو تقریباً بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ جب کہ مین نے ایک دفعہ رؤیا دیکہا۔ کہ مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب ایک گہوڑے پر سوار ہین اور مین ان کے ساتھ ساتھ ان کی رکاب کو پکڑے ہوئے جا رہا ہون۔ اس اثنا مین ہمارے حضرت اقدس مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ تم دونو بہائی ہو۔ چنانچہ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے مجہہ سے مصافحہ کیا یا بغلگیر ہوئے (مجہے اچہی طرح سے یاد نہین) چنانچہ صبح کو مین نے حضرت صاحب کی خدمت مین اس مضمون کا خط لکہا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم تم دونو کو بہائی بناتے ہین۔ چنانچہ انہون نے آخری دم تک اپنے اس تعلق کو خوب نبہایا۔ اس لئے بحیثیت بہائی کے میرا بہی یہ فرض ہے کہ مین ان کے سچے واقعات پبلک کے سامنے پیش کرون۔ کیونکہ اپنی زندگی پہر تو وہ بہت سے لوگون کی ہدایت کا باعث ہوئے اس لئے ممکن ہے۔ کہ ان کی وفات کے بعد بہی ان کے اسوہ حسنہ کو دیکہکر کوئی سعید حق کو پالے اور سچائی کی اتباع کرلے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سچے جانشین کی صحبت سے بہرہ ور ہو۔ آمین۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ مجہے بہی اس مرحوم بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور مجہہ کو بہی اعلائے کلمۂ اسلام اس طریق سے ہو جس طرح سے کہ اس بھائی نے کیا اور اس دینی خدمت مین اپنی جان دون۔ آمین۔

چوتھا محرک۔ اس مضمون کے لکہنے کا یہ ہوا کہ مرحوم کی علالت کے متعلق مفصل حالات کے دریافت کرنے کے بہت سے خطوط آئے ہین۔ اس لئے بھی ضروری ہوا کہ مین کچہہ لکہون۔

(باقی آیندہ)

کپورتہلہ کی مسجد کا فیصلہ ہو گیا

خدا کے پاک لوگونکو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پہر عالم کو اک عالم دکہاتی ہے

ناظرین الحکم آگاہ ہین کہ کپورتہلہ مین احمدیون کی ایک مسجد کے متعلق عرصہ سے عدالت کپورتہلہ مین مقدمہ چلا آتا تہا۔ وہ مقدمہ آخر لالہ ہرکشنداس صاحب بی۔ اے نائب عدالتی کی عدالت سے فیصلہ ہو گیا جسکی نقل مین ذیل مین درج کرتا ہون۔ لالہ صاحب نے جس قابلیت اور انصاف پسندی کے ساتھ فیصلہ لکہا ہے وہ ان کے فیصلہ کے پڑہنے سے معلوم ہو جائیگا۔ مین صرف اسقدر کہنا چاہتا ہون کہ ہمارے مخالف مسلمان اور اس فیصلہ کو پڑہین۔ ایک ہندو جج تو اس نتیجہ پر آجاتا ہے کہ احمدی مسلمان ہین کافر نہین۔ مگر ہمارے علماء اور سجادہ نشین صبر ہی نہین کر سکتے جب تک اپنے ایک کمزور بھائی کو کافر نہ کہہ لین۔ میرا یہ تعجب اور بہی بڑہ جایا کرتا ہے جب مین مساجد کے مقدمات پر غور کیا کرتا ہون کہ ایک طرف تو خود ہمارے مخالف اس امر کی شہادت دیدیتے ہین کہ یہ نمازین پڑہتے ہین اور اسی قبلہ کیطرف پڑہتے ہین جدہر وہ پڑہتے ہین دوسری طرف انہین کافر بہی کہے جاتے ہین۔

بہرحال مجہے اسوقت اس لمبی بحث مین پڑنے کی حاجت نہین خدا کا شکر ہے کہ آخر اس مقدمہ مین بہی خدا تعالےٰ نے ہماری مدد کی اور جس طرح پر سیالکوٹ کی مساجد کے متعلق مقدمات مین احمدیون کے شامل حال فتح و نصرت ہوئی اسی طرح پر کپورتہلہ مین بہی تائید حق کا کہلا کہلا ثبوت نظر آیا۔ خدا تعالےٰ کی اس تائید اور نصرت کو دیکہکر بے اختیار اسکے حضور سر جہک جاتا ہے اور دل مسرت سے بہر جاتا ہے کہ ہم نے جس سلسلہ کو قبول کیا ہے لاریب وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم

اصل فیصلہ درج کرنے سے پہلے مین بڑی ہی ناسپاسی کرونگا اگر احمدی قوم کی طرف سے لالہ ہرکشنداس صاحب کا شکریہ ادا نکرون۔ اگرچہ مین جانتا ہون کہ لالہ صاحب نے جو کچہہ کیا ہے محض اپنے **فرض منصبی** کی حیثیت سے کیا ہے لیکن اسوجہ سے کہ انہون نے باوصفیکہ مدعاعلیہم مین بڑے بڑے بارسوخ اور ریاست کے بعض عہدہ دار تہے اپنے **کانشنس** کا خون نہین کیا اور بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ کسی اثر سے متاثر نہ ہوکر دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ راج **کپورتہلہ** کو ایسے قابل اور عادل عدالتی کے وجود پر مین **مبارکباد** دیتا ہون اور رعایائے **کپورتہلہ** کی احمدی جماعت کو خصوصاً موقع ملا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلقات پہلے سے بہت زیادہ مستحکم کرے۔ اور اسکی حمد اور شکر گذاری مین رطب اللسان رہے۔

اب مین بلا کسی مزید تمہید کے اصل نقل فیصلہ شائع کرتا ہون۔ (ایڈیٹر)

نمبر مقدمہ	تاریخ رجوعہ	تاریخ فیصلہ
	۵ کاتک سنہ ۶۰ء	۲۵ چیت سنہ ۶۲ء
		۲۶ ... سنہ ۶۲ء
		۱۰ ... سنہ ۱۲

نقل پرت حکم آخر بمقدمہ دیوانی راج کپورتہلہ باجلاس لالہ ہرکشنداس صاحب نائب عدالتی بہادر بی۔ اے

حبیب الرحمان خلف شیخ ابوالقاسم مالک و متولی مسجد واقع کپورتہلہ مدعی

بنام

عبداللہ ناظر محکمہ نظامت حکیم صادق علی اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال۔ مولوی محمود علی پرانڈیر کالج محمد رمضان منشی ذخیرہ محمد خلیل نقشہ نویس میونسپل ضیرو ولد فریدا۔ محلہ شیرگڈہ محمد خان ولد پیارے باجہ نواز۔ تابا تیلی نابینا و صابر خان مدرس انڈیر کالج عبدالخالق کورٹ حوالدار و امام الدین سپاہی و جان محمد حوالدار و شیرا حوالدار میجر و لال محمد نائک وکالے خان نائک وغیرہ ملازمان پلٹن دویم و علی محمد سپاہی توپ خانہ مدعاعلیہم۔

تجویز عدالت

مدعی یہ دعویٰ اسطرح سے دائر کرتا ہے کہ ...

زیر بحث کا متولی و مالک ہے - مدعی نے مسجد مین امام و موذن مقرر کئے ہوئے ہین مدعاعلیہم نے خلاف مرضی مدعی مسجد مین ناجائز حرکات کرنی شروع کی ہوئی ہین جو مدعی مالک کے حقوق کے سخت مضر ہین - وہ ناجائز حرکات یہ ہین کہ مدعاعلیہم نے ایک جدید امام اور موذن اپنی طرف سے مقرر کیا ہے جسکے مقرر کرنے کا مسجد مدعی مین مدعاعلیہم کو کوئی حق نہین ہے - موذن مسجد مقرر کردہ منجانب مدعی متولی مسجد جب نشست پر اذان دینے جاتا ہے تو اوسی وقت بعد اوسی وقت مدعاعلیہم اپنے موذن سے مسجد مین اذان دلواتے ہین اور جب امام مقرر کردہ مدعی جماعت کیواسطے مسجد مین کہڑا ہوتا ہے تو ساتھ ہی مدعاعلیہم کی علیحدہ جماعت نماز پڑھنے کیواسطے کہڑی ہوتی ہے بعد نماز جمعہ اسکو پڑہانے سے مدعاعلیہم روکتے ہین - اور چاہتے ہین کہ مدعی کا مقرر کردہ امام جو روز تعمیر مسجد سے ہے نکال دیا جاوے - ان افعال کے کرنے کا مدعاعلیہم کو کوئی حق نہین مدعاعلیہم کا مسجد سے کوئی تعلق نہین اسلئے نالش ہے کہ مدعاعلیہم کو اذان دلوانے سے اور اسطرح جماعت بالمقابل کرانے سے اور جمعہ کی امامت سے روکا جاوے -

مدعاعلیہم نے تحریری جواب دعویٰ پیش کیا - مدعاعلیہم کو دعویٰ مدعی سے صاف انکار ہے - کہتے ہین کہ مدعاعلیہم نے کبہی نہ مسجد مین کوئی فساد یا جہگڑا کیا نہ کبہی اذان یا جماعت خلاف شرع کی ہے - مدعی متولی مسجد نہین ہے - مدعی کو حقوق ملکیت حاصل نہین ہے - حاجی محمد ولی اللہ صاحب مرحوم نے مسجد کو فرقہ اہل سنت جماعت کے واسطے وقف کیا تہا - مدعی جو حاجی صاحب مرحوم کا بہتیجا ہے اور وہ مسجد کا امام ہر دو نے مذہب اہل سنت جماعت چہوڑ کر بیعت مرزا غلام احمد قادیانی کے ہوگئے ہین جنکا طریقہ اہل سنت جماعت کے برخلاف ہے اور وہ چاہتے ہین کہ مسجد فرقہ مرزائیہ کے لئے مخصوص کی جاوے اور حاجی صاحب مرحوم فرقہ و طریقہ یعنی اہل سنت جماعۃ کو وہان نماز پڑہنے نہ دی جاوے - اور کہ متعلق مسجد قانوناً ہر ایک اہل سنت جماعت کو انتظام جائداد کا یکسان اختیار ہے - اسلئے مدعی دعا کرنے کا مجاز نہین ہے -

امور تنقیح طلب یہ ہوئے -

(۱) مسجد متنازعہ ملکیت واحد مدعی ہے یا کہ وقف ہے ثبوت بذمہ مدعی -

(۲) حاجی محمد ولی اللہ صاحب بانی مسجد کا بوقت تعمیر مسجد کیا اعتقاد تہا - آیا وہ مرزا صاحب قادیان والے کے مرید تھے یا کہ اہل سنت جماعت مین ہی تہے اور کہ مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد انہون نے اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تہا - یا کہ وفات تک اون کا وہی اعتقاد رہا جو وقت تعمیر مسجد کے تہا ثبوت بذمہ فریقین -

(۳) حاجی صاحب نے کسی خاص فرقہ کے نماز کے پڑہنے کے واسطے مسجد کو وقف کیا ثبوت بذمہ فریقین -

(۴) اگر حاجی صاحب نے بعد وقف کر دینے مسجد کے اپنا اعتقاد بدل لیا تو کیا وہ مسجد سے اوس فرقہ کو جسکے واسطے پہلے وقف ہوئی محروم کر کے جدید فرقہ کو استعمال کے واسطے مسجد دے نہین سکتے تہے - ثبوت بذمہ مدعاعلیہم -

(۵) مدعی متولی مسجد کیا ہے اگر ہے تو مدعی کو اس فرقہ کے سوائے جسکی نماز کے واسطے مسجد وقف ہوئی دیگر اعتقاد والے فرقہ کو مسجد کے استعمال و مسجد مین مداخلت کرنے سے روکنے کے حقوق حاصل ہین - ثبوت بذمہ مدعی -

ہر ایک امر کی بابت علیحدہ علیحدہ ظاہر کیا جاتا ہے -

نسبت امر اول شہادت پیش کردہ فریقین کا یہی نتیجہ ہے کہ مسجد متنازعہ وقف ہو چکی ہوئی ہے اور یہ امر مسلمہ قانون ہے کہ وقف شدہ چیز مالک کی ملکیت نہین رہتی -

نسبت امر دویم شہادت پیش کردہ فریقین سے ظاہر ہے کہ وقت تعمیر مسجد حاجی صاحب بانی مسجد اہل سنت جماعت تہے مدعی نے اس امر کے ثبوت مین کہ حاجی صاحب نے مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تہا یعنی مرزا صاحب کے مرید ہو گئے تہے ایک خط تحریر کردہ حاجی صاحب بنام مرزا صاحب مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۵ء پیش کیا - اور اس خط کی جس جس عبارت سے مدعی یہ نتیجہ نکالتا ہے اوس اوس پر پنسل سرخ کے نشانات دیے گئے ہین اوس عبارت کو عدالت نے بغور تمام مدعی کے مختار سے سنا اور پڑہا اوس سے عدالت کو یہ نتیجہ نکالنے مین کہ حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب قادیان کے مرید ہو گئے تہے بالکل تامل ہے عدالت اوس سے صرف اسقدر نتیجہ نکال سکتی ہے کہ وقت تحریر کرنے اوس خط کے حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب کو نہایت نیک پارسا - اور دین اسلام مین عالم متصور کرتے تہے اور مدعی کسی شہادت سے حاجی صاحب مرحوم کا مرزا صاحب کا مرید ہونا ثابت نہین کر سکا - اسلئے عدالت قرار دیتی ہے کہ حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد تبدیل نہین کیا تہا - اور اپنی وفات تک حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد اہل سنت جماعت ہی رکہا تہا -

نسبت امر سویم - شہادت پیش کردہ فریقین سے ظاہر ہے کہ مسجد کو تعمیر ہوئے عرصہ قریباً چالیس سال کا گذرتا ہے یا کہ اس سے دو تین سال کم ہون گے - یہ امر ظاہر ہے اور فریقین کو کسی کو اسمین انکار نہین ہے کہ بوقت مرزا صاحب کا کوئی دعویٰ ظہور مین نہین آیا تہا - اور نہ کوئی کتاب اونکی اسوقت شائع ہوئی تہی - مرزا صاحب کے مریدان اسوقت وجود ہی موجود نہ تہا اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد اہل سنت جماعت کی نماز پڑہنے کیواسطے وقف ہوئی تہی - اور یہی شہادت سے ثابت ہوتا ہے -

نسبت امر چہارم - زیادہ بحث کی ضرورت نہین کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے اپنی وفات تک اپنا اعتقاد بدلا نہین تہا -

نسبت امر پنجم - بموجب شرع محمدی بانی و واقف مسجد خود متولی ہو سکتا ہے اگر وہ بلا متولی بنانے کے فوت ہو جاوے - تو اسکی اولاد متولی ہو سکتی ہے - مقدمہ حال مدعی حاجی صاحب مرحوم کا بہتیجا حقیقی ہے اور حاجی صاحب نے جو اپنی اخیر وصیت مورخہ ۲ اربساکہ ۱۹۴۲ بکرمی حوالہ میجر ... ایف سی صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست ۱۲ اپریل ۱۸۸۹ء کو کی اوسکی نقل مشمولہ مثل کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اسمین نسبت جائداد غیر منقولہ عبارت ذیل مین درج ہے - ع گیا تو معانی

مسجد کبور تہلہ واسطے مصارف مسجد کے بنیب الرحمان (مدعی حال) حسب عمل در آمد حال عمل کر انکا اسمین

در دلم نہ جاوہ تا اگست سیر سے تیار ہوئی ہین - اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حاجی صاحب نے مسجد متنازعہ کا انتظام مدعی کے سپرد کیا - گو لفظ متولی استعمال نہین کیا گیا مگر ... کے متولی مسجد قرار دیئے جانے کی نسبت بخوبی ... اور کہ عبد الغنی مدعاعلیہ کے بیان مورخہ ... مین بہی درج ہے کہ میکو نظامت مدعی کو مسجد کی حالت درست کرنے کیواسطے ملازمت مل چکی ہے اسسے بہی ظاہر ہے کہ حکام بالا دست کی طرف سے بہی مدعی ہی منتظم مسجد تسلیم کیا گیا ہے - اور کثیر التعداد شہادت پیش کردہ مدعی سے بہی یہ ثابت ہے کہ مسجد کے شکست ریخت - ڈول - موٹہ - صف - امام وغیرہ کا انتظام برابر اسوقت تک مدعی ہی کرتا رہا ہے - ایسی صورت مین مدعی کا متولی مسجد متنازعہ ہونا بلاشبہ ثابت ہے جبکہ مدعی متولی مسجد ثابت ہو چکا تو مدعی کو بموجب فیصلہ پریوی کونسل مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء مقدمہ اپیل نفضل کریم وغیرہ اپیلانٹ بنام حاجی مولا بخش وغیرہ اسپاڈنٹ مسجد مین کسی غیر اسلام کے مداخلت کرنے اور افعال خلاف شرع محمدی کے ہونے سے ممانعت کرنے کی حقوق حاصل ہین - مدعی قبول کرتا ہے کہ وہ مرید مرزا صاحب قادیان کا ہے اور مدعاعلیہم کہتے ہین کہ مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہین جنکے واسطے مسجد کا وقف ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے - اب دیکہنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہین یعنی فتویٰ کفر کا اونپر دیا جا سکتا ہے - شرح محمدی مؤلفہ مسٹر امیر علی صاحب سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جو کہ خدا کو ایک جانے اور پیغمبر صاحب یعنی محمد صاحب کو رسول اللہ صدق دل سے تصور کرے اور جو شخص ان دونون کو یا دونون مین سے ایک کو تسلیم نکرے وہ کافر ہے - مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کفر کی اس تعریف مین نہین آسکتے کیونکہ وہ بلاشبہ خدا کو ایک اور محمد صاحب کو رسول اللہ تسلیم کرتے ہین - قرآن پر اونکا پورا ایمان ہے - ایسی صورت مدعاعلیہم کی محض سینہ زوری ہے کہ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کو اہل سنت جماعت سے خارج تصور کرتے ہین - عدالت مدعاعلیہم کے اس خیال کو غلط قرار دیتی ہے - مرزا صاحب کے مریدان کے خیالات اگر کسی قدر مطابق مدعاعلیہم نہ ہون تو محض ایسی اختلافات سے جو فروعات مین ہون جیسے کہ ایک گواہ نے ظاہر کیا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدان کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح فوت ہو چکا ہے اور اہل سنت جماعت والے کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے - مرزا صاحب کے مریدان اہل سنت جماعت سے خارج نہین ہو سکتے ہین - اس سے ثابت ہوا کہ فریقین مقدمہ ہذا ایک ہی فرقہ اہل سنت جماعت کے متعلق ہین - مدعی ہرگز دین اسلام سے باہر نہین ہوا - بدین وجہ مدعی کے اپنے حقوق متولی ہونے کو ہرگز زائل نہین کیا - مدعی مین کوئی ایسا نقص نہین ہوا ہے جسکی وجہ سے وہ مسجد متنازعہ کے متولی ہونے سے علیحدہ کیا جا سکے - جب یہ ثابت ہو گیا کہ فریقین اہل سنت جماعت ہین اب دیکہنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مدعی متولی مسجد مدعاعلیہم کو نماز پڑہنے سے روک سکتا ہے شہادت پیش کردہ مدعی سے ہی بخوبی ثابت ہے کہ مدعی کسی مسلمان کو نماز پڑہنے سے روک نہین سکتا ہے - حسب روئداد بالا نتیجہ تحقیقات یہ ہے - کہ مدعی متولی مسجد ہے اوسکو امام اور موذن کے مقرر کرنیکا ہر طرح سے اختیار ہے - مدعاعلیہم فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جس طرح سے چاہین مسجد متنازعہ مین پڑہ سکتے ہین - مگر علیحدہ امام و موذن مقرر نہین کر سکتے اور نہ جماعت بالمقابل امام مقرر کردہ مدعی متولی کے کہڑے کر سکتے ہین - لہذا

حکم ہوا کہ

ڈگری استقراریہ بحق مدعی نسبت جملہ مدعاعلیہم بلا خرچہ اس امر کی دیجاوے کہ مدعاعلیہم امام و موذن مقرر کردہ مدعی متولی مسجد کے سوائے کسی دیگر موذن سے اس مسجد مین اذان نہین دلا سکینگے اور نہ امام مقرر کردہ مدعی کے جماعۃ کے بالمقابل جماعت کہڑی کر سکین گے - مدعاعلیہم کو اختیار ہے کہ فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جسطرح سے چاہین مسجد متنازعہ مین پڑہ سکتے ہین مدعی اونکو نماز پڑہنے سے روکنے کا مجاز نہین ہوگا - فرداً فرداً کے واسطے لازمی نہین ہے کہ امام کے پیچہے ہی ضرور نماز پڑہین - مثل داخل دفتر ہو۔

سفرنامہ دہلی

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

کرتارپور سے جو احباب سوار ہوئے تھے وہ چھاونی جالندھر تک ساتھ گئے۔ رینگہ کی جماعت سٹیشن پھگواڑہ پر اتر گئی۔

لودہانہ سٹیشن ہرچند کوئی اطلاع کسی جگہ بھی دی نہیں گئی تھی اور حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیویٹ تھی لیکن لدھیانہ کی جماعت جو کئی روز سے متواتر سٹیشن پر آتی رہی تھی آج بھی سٹیشن پر موجود تھی۔ نصف رات گذر چکی تھی اور یہ عاشقان رسول باوجود کئی روز کی متواتر بیداری اور انتظاری کے بھی بدستور چشم براہ تھے میں تو اس نظارہ کو دیکھکر کہہ سکتا ہوں کہ یہ جذب اور کشش ناممکن ہے کہ خدا کے برگزیدہ کے سوا کسی اور میں ہو۔ جو انسان اپنے آرام و آسائش کی پرواہ تک نہ کرے سٹیشن پر انہیں کونسا موقع استفاضہ کا مل سکتا تھا؟ چند منٹ ٹرین کو یہاں ٹھہرنا تھا۔ جس میں ازدحام مخلوق کیوجہ سے بعض کو مصافحہ اور اسلام علیکم تک کے کہنے کی بھی نوبت نہیں آسکتی تھی۔ مگر وہ اندرونی کشش کچھ ایسی ملکی تیز تھی کہ ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی کشان کشان یہ لوگ نصف اللیل کے بعد سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے سٹیشن پر موجود تھے؟

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مگر اسوقت ان طبیعتوں اور دلوں پر کیا اثر ہوا ہوگا جب کہ وہ پورے شوق اور محبت کے نشہ میں سرشار اپنی ساری تکالیف کا معاوضہ اور بہترین بدلہ اتنا ہی سمجھتے تھے ؎

دل بیمار کا سنبھلنا کیا
دیکھ لو پیار کی نگاہوں سے

مگر

انکی تو وہ حالت ہوئی ع

دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

گاڑی سٹیشن میں داخل ہوئی اور لوگ اس کے ساتھ ساتھ شوق اور جوش سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ اس گاڑی کی طرف دوڑے اور لپکے جس میں خدا کا **برگزیدہ مسیح** لیٹا ہوا تھا جونہی لوگ گاڑی کے قریب پہونچے قریب تھا کہ ان کا شور و غل حضرت کو بیدار کر دیتا اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ اپنے عزیز خدام سے ملتے لیکن میرے محترم اور مکرم بھائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنے لودہانوی احباب کو مخاطب کر کے فرمایا

"کہ حضرت نے مجھے فرمایا ہے کہ مجھے نہ جگانا اسلئے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ حضرت کو تکلیف دیں"

اس بات سے ہمارے لودہانوی احباب کی طبیعت پر کیا اثر ہوا اور انکی امیدوں اور آرزوؤں کا کسقدر خون ہوا۔؟ یہہ سوال محض فضول ہے۔ مجھے جس امر نے زیادہ مسرت بخشی وہ ایک خاص **نکتہ معرفت** ہے اور اسوقت بھی میں جبکہ اس مضمون کو لکھ رہا ہوں اسکو یاد کرتے مزے لے رہا ہوں اور وہ ہے

اطاعت رسول

اللہ! اللہ! کیا پاک اسوہ ہے۔ یہہ وہ لفظ ہی جسکو اللہ تعالے نے اپنی اطاعت فرمایا ہے۔

من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ

یہہ وہ اطاعت ہے جو انسان اللہ تعالے کا محبوب بنا دیتی ہے۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یہی وہ اطاعت کا جوش تھا جسنے **ڈاکٹر میرزا** کو ایسے وقت پر جبکہ میرزا اور محترم بھائی پر شوق دل کے ساتھ اپنے محبوب و مولا کو دیکھنے آئے ہیں اور انہیں سب سے پہلا حکم یہہ دیا جاتا ہے کہ **کوئی گاڑی کے پاس نہ جاوے** میں ڈاکٹر صاحب کو بیدرد نہیں سمجھتا بلکہ میری رائے میں وہ ایک قوی الجثہ نوجوان ہے جس میں شفقت اور ہمدردی کے جوہر نمایاں ہیں مگر وہ حضرت کے حکم کی اطاعت پر ان ساری رنجشوں اور ناراضیوں کو قربان کئے دیتا ہے جو محض اسوجہ سے پیدا ہوں۔

پھر میں لودہانہ کی اس جماعت کی **اطاعت** پر اور بھی رشک کرتا ہوں انہوں نے حضرت کے اس حکم کو بالواسطہ **سنا** ہے اس میں احتمال ہو سکتا تھا کہ کسی خاص سٹیشن کے متعلق یہہ حکم نہ ہو۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ حضرت ناراض نہ ہونگے اسلئے کہ **ناراضی** کا مادہ ہی آپ کی فطرت میں نہیں مگر لودہانہ والوں نے بھی **اطاعت رسول** کا اسوقت پورا نمونہ دکھایا۔ اور خاموش

حسرت کے ساتھ

اپنے **محبوب** و آقا کی گاڑی کو دیکھتے تھے۔ یہہ نظارہ حقیقت میں قابل دید تھا۔ چندہی منٹ میں ہم ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر آگے چلدئے۔ آگے انبالہ شہر یا چھاونی تک ہمیں توقع نہ تھی کہ کسی سٹیشن پر اپنی جماعت کا کوئی آدمی ملے گا۔ اور رات بھی زیادہ گذر گئی تھی۔

آہستہ آہستہ نیند نے آنکھوں میں خمار اور حواس میں تعطل سا پیدا کرنا شروع کیا اور میں کچھ عرصہ کے لئے اس عالم سے محض بے خبر ہو گیا پھر مجھے بھی پتا نہیں کہ اس عالم بے خبری کی کیا گت ہوئی۔ انبالہ پہونچکر آنکھ کھلی۔ فجر کی نماز ادا کی اور میری مشتاق نگاہیں سٹیشن پر اپنے معزز بھائی چودہری رستم علی صاحب کو تلاش کرنے لگیں مگر جسقدر میں متجسس نگاہوں سے دیکھتا اسیقدر مجھے مایوسی ہوتی۔ مگر اس مایوسی کے ساتھ کبھی یہ اطمینان ہوتا کہ انہیں چھاونی کے سٹیشن پر پائیں گے اور کبھی یہہ وہم گذرتا کہ جس حال میں انہیں اطلاع ہی نہیں پھر ان کی موجودگی کیوں توقع کی جاوے غرض انبالہ اور چھاونی انبالہ پر ہم اپنے کسی بھائی کو نہ دیکھ سکے اور دہلی تک ہم کو کوئی بھائی نہیں ملا۔

سٹیشنوں کی عام حالت انبالہ سے پرے سٹیشنوں کی حالت پر ریمارک کرنا میں ضروری اور اپنا فرض سمجھتا ہوں مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مسافروں کی عام ضروریات اور انکی آسایش کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ یہانتک کہ بعض سٹیشنوں پر پانی تک بھی نہیں ملتا۔ اور کھانے کے لئے تو کچھ میسر نہیں آتا ایک سٹیشن پر کھانے کے لئے کچھ طلب کیا گیا تو بھینس کے گوشت کے کچے کباب ملے۔

غرض

ان سٹیشنوں پر سوائے چھاونی تک بجز سہارنپور کے انتظام ہر طرح ناقص اور قابل شکایت ہے۔

چھاونی میرٹھ کو مولوی عبدالرحیم صاحب نے بٹالہ سے روانہ ہوتے ہوئے تار دیدیا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب اور جماعت میرٹھ وہاں ملے گی۔ مگر افسوس ہے کہ تار دیر سے پہونچا۔ اور جب تک ہم دہلی نہ پہونچ گئے۔ جماعت کو خبر تک نہ ہوئی۔

دہلی ۳ بجے کے قریب ہم دہلی پہونچے۔ وہاں بھی عجیب حالت ہوئی۔ بٹالہ سے روانہ ہوتے وقت میر اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کو روانگی کا تار دیا گیا تھا مگر وہ یہ خیال کر کے کہ غالباً حضرت اقدس نہیں آئینگے۔ شب گذشتہ کو دہلی سے مع حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد و میر ناصر نواب صاحب قبلہ روانہ ہو چکے تھے۔ انکو تار نہیں مل سکا۔ اور اسی وجہ سے دہلی کی جماعت بھی سٹیشن پر نہ آسکی۔ لیکن ۴ بجے کے بعد تار کور پھرتا پھراتا ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب کو ملا۔ اور وہ اطلاع پاتے ہی سٹیشن کو بھاگے ہوئے آئے اور راستہ میں **باغ** میں ہمیں آکر ملے۔ بقیہ

مختصر کوئی چار بجے کے قریب ہم منزل مقصود پر پہونچے۔ اب **دہلی** کے حالات ناظرین کو پھر سنائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

(باقی دارد)

حیات صافی

مخدوم الملتہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے میں سٹیرئل بہم پہونچا رہا ہوں اس لئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا ہو کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھجوادیں اور یا آپ کی لائف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکھ بھیجیں علاوہ برین اگر کسی اخبار میں صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق۔ چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیجدیا جاوے یا اس کی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو۔ میں اگر زندہ رہا۔ اور اللہ تعالے نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری میں اسکام کو شروع کرونگا۔

(ایڈیٹر الحکم)

خریداران کو خاص اطلاع

حسب معمول۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کا پرچہ وی پی ارسال کیا گیا تھا۔ افسوس ہے۔ کہ جس قدر وی پی واپس آئے ہیں۔ اس قدر وصول نہیں ہوئے۔ حالانکہ روانگی وی پی کی اطلاع پہلے اخبار میں ہی دیگئی تھی جن خریداران نے وی پی واپس کئے ہیں۔ اگر وہ کارخانہ کو اطلاع نہ دینگے کہ کونسا پرچہ انکے نام وی پی ہو۔ تو مطبع کو ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے۔ انکے نام وی پی کرکے قیمت وصول کرے۔ اس لئے یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ جو صاحب کسی وجہ سے وی پی مطبع کا وصول کرنے سے رہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ دفتر میں اطلاع دیں۔ **کہ کونسا پرچہ وی پی کیا جاوے۔**

دیگر۔ خریداران کو ضروری ہے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ریپر کی چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کریں۔ بصورت نہ دینے نمبر تعمیل کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔

محرر دفتر الحکم

ہمارا اپنا قبرستان یا بہشتی مقبرہ

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کل من علیہا فان

> مین مندرجہ ذیل اعلان اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایماء اور اجازت سے شایع کرتا ہون امید کیجاتی ہے کہ احمدی قوم اس ضروری امر پر فوری توجہ کریگی۔

موت ایسی یقینی اور اٹل ہے کہ مذہب کے سوال کو الگ رکھکر بھی اسپر یقین کیا گیا ہے یہانتک کہ بعض بدقسمت اور بیباک لوگون نے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر شکوک ظاہر کئے مگر **موت** کو انہون نے ضروری سمجھا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی عقل سے کچھ بھی کام لیتے تو اسی **موت** کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر زبردست دلیل پاتے!

موت کا ایسا یقینی اور اٹل ہونا ہی ایک امر ہے جو اس کو **بہترین واعظ** بنا دیتا ہے + اور **موت** کا خیال اور اسکو مدنظر رکہنا انسان کی حالت مین ایک ایسی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ ہوسکتا ہے کہ وہ آخر اللہ تعالےٰ کے آستانہ پر گرتا اور یارب یارب کہکر چلا اٹھتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت مین یہہ ایک ضروری امر تہا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موت ایسے واعظ کو مدنظر رکہنے کے لئے اپنی جماعت کے لئے اس شہر کی بنیاد رکہتے جو **شہر خاموشان** کہلاتا ہے اور جسے **قبرستان** بہی کہتے ہین۔ حضرت حجۃ اللہ کو یہ خیال سالہا سال سے رہا ہے۔ لیکن اسوقت سے جبکہ اللہ تعالےٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ ایک **بہشتی مقبرہ** کی آپ کو بشارت دی یہہ عزم آپ کا عزم بالجزم ہوگیا چنانچہ الحکم کے پڑہنے والے جانتے ہین کہ ۱۸- نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کی نماز کے بعد آپ نے ایک رؤیا بیان فرمائی تہی جو ۲۴- نومبر ۱۹۰۲ء کے الحکم مین صفحہ ۸ پر شایع ہوچکی ہے اور وہ یہہ ہے

”صبح کی نماز کے بعد آپ نے حضرت مولانا **مولوی عبدالکریم** صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر مینے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی کہ جماعت کی میتین وہان دفن کی جاوین تو کہا گیا کہ اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ جو اس مین دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔“

اب معلوم ہوا کہ اس رؤیا کے اندر ایک عجیب پیشگوئی موجود تہی۔ **اول** تو مولوی عبدالکریم صاحب کو خصوصیت سے مخاطب کرنے مین یہہ سر تہا کہ سب سے **اول** جو شخص اس **بہشتی مقبرہ** مین دفن ہوگا وہ مولوی عبدالکریم ہوگا **دوم** ایسا ایک قبرستان ضرور ہوگا اور اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہوگا۔

نومبر ۱۹۰۲ء کی بات ہے اور تین سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ پہر اس کی کوئی تحریک یا تجویز نہین ہوی انصاف اور خدا ترسی کو مدنظر رکہکر دیکہا جاوے تو کیا یہہ انسانی تجویز اور منصوبہ کا کام ہوسکتا ہے؟ کون شخص ہے جو اپنی زندگی کا ٹہیکہ لے۔ پہر تین سال پیشتر ایک بات کا باعلام الٰہی شایع کرنا اور پہر اپنی ہی زندگی مین اسکا پورا ہوتے ہوئے دیکہہ لینا۔ یہہ اگر خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا کرشمہ نہین تو پہر اسکی نظیر پیش کرو۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

پہر یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قبرستان مین پہلا دفن ہونے والا وہی **مسلمانون کا لیڈر** ہوگا جسکا نام حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہے + مولوی صاحب مرحوم سے پہلے قادیان مین رہنے والے کئی احمدیون کا انتقال ہوا۔ مگر مشیت ایزدی نے **احمدیون کے قبرستان** کیلئے جو وقت مقدر کیا تہا وہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد شروع ہوا چنانچہ ۸- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو خدام کے سامنے پیش کیا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اس کے متعلق اعلان کرنے اور زمین خریدنے کا حکم دیا لیکن ابہی اس کے متعلق کوئی مزید کارروائی شروع نہ ہوئی تہی کہ ۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو اعلیٰ حضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی جماعت کو لیکر **قبرستان** کے لئے ایک زمین مخصوص اور نامزد کرنے کو نکلے چنانچہ اپنے باغ کے جنوبی طرف ایک قطعہ زمین حضور نے اس **غرض کیلئے مختص** کر دیا اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کو اس مین دفن کرنے کا حکم دیا۔ ڈسمبر کی تعطیلات کرسمس مین **مولوی صاحب مرحوم کا تابوت نکال کر ہم لوگ اس قبرستان مین** دفن کرینگے۔

عجیب بات یہ ہے کہ ۱۸ نومبر کی رؤیا مین اللہ تعالےٰ نے اس قبرستان کا نام **بہشتی مقبرہ** رکہا اور ۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو جب حضور اس زمین کو مخصوص کرنے جارہے تہے فرمایا رات مجہے اسکے متعلق الہام ہوا ہے۔

اُنزل فیھا کل رحمۃ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبرستان رحمت الٰہی کے نزول کا محل ہوگا + غرض خدا تعالےٰ نے جیسا قبل از وقت فرمایا تہا وہ پورا ہوا۔

اب جس غرض کے لئے یہہ اعلان لکہا جاتا ہے اسکا بیان کرنا ضروری ہے +

قبرستان کے لئے اگر پوچھا جاوے کہ قبرستان بنانے کی غرض کیا ہے؟ یہ تو ایک کہلی بات ہے کہ جب انسان قبرستان مین جاتا ہے تو اس کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے لیکن یہ اثر اسیقدر زیادہ قوی اور دیرپا ہوتا ہے جسقدر صاحب قبر کے حالات سے واقفیت ہو خصوصاً جب ایک جماعت متقی۔ خدا ترس اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکہکر اسپر ایمان لانیوالے لوگونکی ہو۔ تو انکی روحانیت اور بہی قوی اثر پیدا کرتی ہے۔ پس اسوقت جو خدا تعالےٰ نے ایک قوم کو مخصوص کیا ہے اور اسکو **وآخرین منھم لما یلحقوا بھم** کا مصداق ٹہرایا ہے تو کچہہ شک نہین کہ جیسے زندگی مین اس جماعت کو یکجائی نظر سے دیکہنا دل پر ایک اثر پیدا کرتا ہے بعد مردن انہین ایک ہی خاک مین سوئے ہوئے دیکہنا جہان انسانی ہستی کی زوال پذیر حالتون پر وعظ کریگا وہان وہ اللہ تعالےٰ کے حی و قیوم اور اسکے مرسلین پر ایمان لانے کی کیفیت کے ساتہہ **وحدت** اور **ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین** کا ایک موثر نظارہ ہوگا۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ اور اذن سے ایسے قبرستان کی بنا ہو اور اسکا نام بہی رکہے اور اسے اپنی رحمت کے نزول کا محل قرار دے +

صلحاء اتقیا یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ یہہ آرزو کی ہے کہ وہ اپنی جماعت مین دفن ہون۔ تذکرۃ الاولیاء مین ایسے بہت سے واقعات ملین گے حضرت یوسف علیہ السلام کی وصیت عام طور پر مشہور ہے کہ انہون نے اپنی ہڈیون کو بہی انبیاء علیہم السلام کے قبرستان مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتہون پہونچنا پسند فرمایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مین بہی یہ آرزو اور خواہش پائی جاتی تہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجاورت مین جگہ پانے پر فرمایا **ما بقی لی ھم بعد ذالک** یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار مین جگہ پا لینے کے بعد ابمجہے کوئی ہم وغم نہین رہا۔ اور چونکہ یہ جگہ باغ کے سامنے واقع ہے اور بالکل باغ سے ملی ہوئی ہے جہان حضرت مسیح موعود عموماً آتے ہین اور اسی باغ مین ایک چہوٹی سی مسجد بہی خاص دعاؤن کے لئے آپ نے بنائی ہوئی ہے اسلئے جب وہ وہان آیا کرین گے تو سامنے اپنے خدام کو خاک مین سوئے ہوئے دیکہکر خواہ مخواہ دعا کے لئے تحریک ہوتی رہے گی۔ اسی طرح دیکہا گیا ہے کہ جہان جہان باقی باللہ لوگ آرام کررہے ہین وہان وہان دور دراز سے آآکر لوگ دفن ہوئے ہین۔

غرض

یہہ خیال کرکے کہ اجتماعی حالت سے زیارت کرنیوالون پر ایک قوی اثر ہو۔ اور اس زمین مین سونے والون کی خاک کی ڈہیریان بعد مردن بہی دوسرون کے لئے اعمال صالحہ کی تحریک کا موجب ہون۔ اور علاوہ برین یہہ **مجموعی حالت** اس **زمانہ** کی (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد **خیر القرون** ہے) **یادگار** ہو اس **قبرستان** کو بنایا گیا ہے۔ تاجہ شخص اپنی جماعت مین سے اپنی قضا و قدر سے فوت ہوجاوے وہ یہان دفن کیا جاوے۔ اور جو لوگ اکابر ہون انکی قبرون پر ایسے کتبے لگائے جاوین جو ان کے حالات سے مختصر واقفیت کرا سکین۔ اسطرح پر یہہ قبرستان ایک **قومی تاریخ** ہوگی۔

حضرت اقدس نے یہہ بہی پسند فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو قادیان سے باہر ہین انمین سے اگر کوئی شخص اس قبرستان مین دفن ہونے کی آرزو کرے تو وہ **وصیت** کرسکتا ہے کہ مرنے کے بعد اسکو صندوق مین بند کرکے یہان پہونچا دیا جاوے اسکو جگہ دیجاوے گی۔ اور آجکل جبکہ **والنفوس زوجت** کا زمانہ ہے اور ہر طرح سے سفر کی سہولتین پیدا ہوگئی ہین یہ امر کچہہ مشکل نہین۔ اس مطلب کے لئے بہت بڑے احاطہ زمین کی ضرورت ہوگی جس مین ایک بڑا حصہ جو وہان حضرت حجۃ اللہ کی ملکیت تہا آپنے دیدیا ہے لیکن اسکے اردگرد کئی اور **قطع** لینے ضروری ہین اور پہر اس سارے قبرستان کے گرد ایک احاطہ بنانا ہوگا اور اس زمین کو درست کرکے اس مین روشین نکال مختلف قسم کے پودے جو **بہشتی مقبرہ** کے حسب حال ہون لگائے جائین گے۔ اور ایک مستقل تنخواہ دار ملازم اسکی حفاظت اور درستی کے لئے رکہا جاویگا۔

ان سب باتون کے علاوہ بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ باغ اور احمدی محلہ کے درمیان ڈہاب حائل ہے اور برسات مین گذر محال ہوتا ہے مگر موت کے لئے تو کوئی وقت معلوم نہین کہ برسات مین ہو یا جاڑے مین اسلئے ابہی اسپر ایک **مضبوط پل** طیار کیا جاویگا۔ تا کہ کسی موسم اور حالت مین وقت واقع نہ ہو۔ ان ساری ضرورتون کو مدنظر رکہہ کر احمدی قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ بہت جلد سر دست کم از کم **تین ہزار روپیہ** اس کام کے لئے جمع کرکے بہیجدین۔ **یہہ سب روپیہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام آنا چاہیئے۔** اور کوپن پر لکہدیا جاوے۔ بعد قبرستان یہ رقم بہت بڑی رقم نہین الحکم کا ہر خریدار اس ضرورت پر غور کرے اور توجہ کرے تو کچہہ بڑی بات نہین۔

اس معاملہ مین سستی اور توقف معصیت ہوگی۔ اور اس کے جلد تر طیار ہوجانے پر ایک عظیم الشان **نشان** کا نمونہ نظر آئیگا۔

حضرت اقدس نے اپنی ایک تصنیف مین لکہا ہے کہ ہر شخص کو قادیان ہجرت کرنے کا خیال رکہنا چاہیئے۔ اور یا کم از کم یہ آرزو ہو پس مبارک ہون گے وہ لوگ جو اس بہشتی مقبرہ مین دفن ہون گے اور جنپر خدا تعالیٰ کا **مسیح و مرسل** جنازہ پڑہیگا۔ اور وہ اپنی آمد و رفت مین انکے لئے دعا کرے گا +

آخر مین دعا ہے کہ اے اللہ تو نے جیسے زندگی مین اپنے مرسل اور اسکے آثار صحابہ کی مجاورت کا ہمین موقع دیا ہے خاتمہ بہی پس ہمارا **قبرستان** مین ہمین جگہ دیجیو۔ اور پہر حشر مین بہی پاک زمرہ مین **اٹھائیو۔ آمین۔**

+ [illegible]

کھلی چٹھی

مگر کیا یہ الٰہی قدرت نہیں کہ اپنا پاک نبی اپنی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھے جو پہلے نہ دیکھا تھا اور عین بیداری میں آنکھ سے یہ پردہ ہٹا کر روحانیات کا عالم دکھایا جائے اور پھر وہ دکھانا محض بطور سیر و تفریح نہ ہو بلکہ اسمیں کئی پیشگوئیاں ہوں چنانچہ اس دکھانے میں یہ اشارہ تھا کہ بیت المقدس اور یہود و نصاریٰ کے معابد تمہارے اور تمہاری امت کے قبضے میں آئینگے - اب اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک یتیم و بیکس (صلعم) باواز بلند پکار رہا ہے کہ اے نحن ابناء اللہ واحباءہ کے مدعیو دیکھو ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے مقامات پر میں اور میرے متبعین حکومت کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا ... انہیں مقاصد کے لئے سبحٰن الذی فرمایا نیز سبحان اسلئے فرمایا

تنزیہ | کہ اسبات کی تنزیہ ہو کہ خدا تعالےٰ کوئی مکان یا جسم رکھتا ہے - اسپر آپ بولے کیا معراج خواب تھا میں نے کہا کون کہتا ہے کہ خواب تھا وہ تو عین بیداری کا معاملہ ہے ایسی بیداری کہ اس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب ہے اب سمجھے؟ آپ نے کہا پھر اسریٰ کیوں فرمایا ہے - عرض کیا کیوں؟ - کشف میں سیر نہیں ہوتا جیسے کہ خواب میں آپ دیکھتے ہیں - کہ آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا - نیز اسریٰ اسی لئے فرمایا تا اشارہ ہو کہ یہ سب کشفی معاملہ ہے کیونکہ ان باتوں کے ... اثرات کا وقت مخصوص ہے ورنہ دن آرام ... کے لئے بہتر تھا وراسی لئے خدا نے معراج کو ... فرمایا

لقولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک

اسپر شاہ عبد القادر ... و ... القرآن میں دیکھئے ... زدہ ہی ایک بزرگ کامل ہے ... مراد ... رہے ہیں پھر آپ نے ... شروع کی - اور ارأیت الذی ینہیٰ عبداً اذا صلی پیش کیا میں نے کہا کہ جب آپ کشفی ... میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سیر ... تھے تو واقعی روح مع جسم تھا کون کہتا ہے کہ صرف روح تھا - نیز یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر جگہ مراد روح مع جسد ہی ہو دیکھئے قُتِلَ الانسان سے یہ مراد نہیں کہ روح بھی ساتھ ہی قتل ہو گئی - اور کیا ہی فرمایا ثم اماتہ فاقبرہ اب کیا ... انسان روح مع جسم قبر ... ہوتا ہے؟ ... جواب میں آپ نے حتیٰ اور الیٰ کو پیش کیا کہ یہ ابتداء و انتہاء کے لئے ہیں جو سیر قدمی کے لئے خاص ہیں میں نے کہا سیر نظری کے لئے کیوں ابتداء انتہا نہیں ہوتی - اسپر آپ سورۃ والنجم کیطرف مشغول ہوئے کہ وہاں آیا ہے :- ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ اور پھر مازاغ البصر وما طغیٰ میں نے کہا اس رؤیت کے لئے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس جسم کے ساتھ پہنچنا کہاں سے ثابت ہوتا ہے - نظر کشفی کے ساتھ یہیں سے بیٹھے بیٹھے دیکھا جا سکتا ہے - نیز اگر جبرئیل آپ کو معراج کی رات لینے آئے تھے بر این ایکر تو اسی وقت ... دیکھا یا تھا خاص سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھنے کی کیا خصوصیت ہے - اور مازاغ البصر ما کہہ کر کیا حجت ہو سکتا ہے میں بھی تو کہتا ہوں کہ اسی آنکھ سے دیکھا اور کشف میں جو کچھ انسان دیکھتا ہے اس میں اس آنکھ کی مدد بھی ہوتی ہے بلکہ ظاہر میں یہی آنکھ دیکھتی معلوم ہوتی ہے اور مازاغ کا لفظ روشنی ڈال رہا ہے اس بات پر کہ وہ کشفی دیکھنا تھا کیونکہ اسمیں زیغ کا احتمال ہے کہ بعض کشوف غلط بھی ہوتے ہیں سو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ نبی کریم صلعم کا کشفی نظارہ بالکل حق تھا - اور زیغ و طغیان سے برخلاف تھا - اور پھر اس سے پہلے ماکذب الفؤاد ما راٰی سے ظاہر ہے کہ دیکھنے کا سرچشمہ دل تھا - اب فرمائیے؟ اسپر آپنے دیر ہو جانے اور جلدی واپسی کا عذر کیا - میں نے عرض کیا ذرا ٹھہرئیے ابھی رفعہ اللہ الیہ کے سننے باقی ہیں - یہ " ما قتلوہ یقیناً " کے مقابل واقع ہوا ہے اور یہودی جو ان کے مقتول بالصلیب ہو جانے کے مدعی تھے اس سے مراد ان کی " ملعون " ثابت کرنے کی تھی اس لئے خدا نے فرمایا وہ تو ملعون نہیں ہوئے بلکہ مرفوع ہوئے اور ملعون اسلئے نہیں ہوئے کہ قتل بالصلیب واقع ہی نہیں ہوا - آپنے کہا صلیب پر مرنے سے لعنت کیونکر لازم آتی ہے - میں نے کہا توارات دیکھئے جہاں لکھا ہے جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے آپنے کہا میں نے وہ مقام دیکھا ہے وہاں تو مجرم کا ذکر ہے اور آپ مجرم نہیں تھے - میں نے کہا بیشک مگر یہود کے نزدیک تو مجرم ہی تھے اور اسی جرم کے اثبات کے لئے انہوں نے صلیب چڑھایا تا کہ سب ... ہو کر (معاذ اللہ) وہ ملعون تھا - اگر خدا کا نبی ہوتا تو کبھی مقتول بالصلیب نہ ہوتا سو خدا تعالےٰ نے فرمایا یقیناً مقتول نہیں ہوا - ہاں جو اصل بات ہے وہ صرف یہ بات ہے " وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لہم " (اور یہودیوں نے اس مسیح کو نہ قتل کیا کسی طرح سے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا) آپ نے کہا وما قتلوہ ہی سے انا قتلنا کا جواب ہو گیا - وما صلبوہ کیوں فرمایا میں نے کہا یہ اسلئے کہ یہ خاص سبب قتل تھا جسپر ان کے ملعون بنانے کا دار و مدار تھا اس لئے پہلے عام نفی کی اور پھر خاص کی خصوصیت سے نفی بطور تاکید کی تا کہ اچھی طرح اسپر اصلیت کھل جائے اور نیز اصل واقعہ بھی معلوم ہو جائے کہ صورت صلیب پیش آئی تھی - چنانچہ جب وما صلبوہ سے صلیب پر چڑھایا جانے کی نفی کا وہم بھی ہوتا تھا اس کا استدراک ولٰکن شبہ لہم سے فرمایا - کہ وہ مسیح ان کے لئے مشابہ بمقتول بالصلیب بنایا گیا - آپ نے کہا اس کے تو یہ معنے ہیں کہ وہ مقتول مزعوم یہود مسیح کے مشابہ بنایا گیا ہے - میں نے عرض کیا اس کا تو پچھلی آیات میں ذکر ہی نہیں پس اسکو مرجع کیونکر بناتے ہو آپنے کہا اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ میں ھو ضمیر راجع طرف عدل کی - ایسا ہی انا قتلنا سے مقتول مزعومی سمجھا جاتا ہے میں نے کہا اس حساب سے تو قتل کیطرف ضمیر پھرے گی نہ کہ مقتول کیطرف نیز مسیح ابن مریم رسول اللہ جب اظہر اور مذکور ہے ہم اسے چھوڑ کر کیوں ایک ایسے کو مرجع بنائیں جو مقدر ہے بہر حال ترجیح تو اسی مذکور کو چاہیئے پھر آپنے کہا مشبہ بہ کس کو بناتے ہو میں نے کہا مطلق مقتول بالصلیب کو اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں - کہ جیسے یہود مقتول سمجھے ہے تھے بحالیکہ وہ دراصل غشی خوردہ تھا آپ نے کہا مشبہ مشبہ بہ ایک ہو گیا - میں نے کہا تغایر اعتباری ہے لولا الاعتبارات ... لبطلت الحکمۃ - اسکے بعد آپ نے کہا پھر خدا تعالےٰ وقولہم انا قتلنا نہ کہتا بلکہ وصلبہم المسیح فرماتا - میں نے کہا ایذا تو ہر نبی کو دیگئی پس اس کے لئے یہود ملعون نہیں ہوئے بلکہ وہ ملعون تو اسلئے ہوئے کہ انہوں نے ایک مرفوع الی اللہ کو خواہ مخواہ بلا ثبوت ملعون کہا - نیز صلبہم کے معنے صلیب پر چڑھانے کے نہیں بلکہ صلیب پر مارنے کے ہیں ورنہ لازم آئیگا - کہ اللہ و رسول سے محاربہ کرنے والے مفسدوں کو صرف صلیب پر چڑھا کر اتار لیا جائے اور حکم اتنے سے ہی ادا ہو جائے کیونکہ فرمایا ان یقتلوا او یصلبوا (قتل کئے جائیں یا صلیب پر چڑھائے جائیں نہ کہ صلیب پر چڑھا کر مارے بھی جائیں -

پھر آپنے سوال کیا کہ صلیب سے بچ کر کس رستہ سے کہاں گئے - اور ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے جواب میں عرض ہے کہ خود قرآن مجید میں ہے و اٰوینٰہما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین - (کہ ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایک ربوہ پر مصیبت کے بعد پہنچایا ہے جو چشمے والا ہے اور ان کے لئے موجب قرار ہے) یعنی وہاں گئے ایک سخت مصیبت کے بعد اور پھر وہاں قرار پایا آپ فرمائے وہ کونسا مقام ہے - مفسرین کا اختلاف بتا رہا ہے کہ انہیں اسکے متعلق کوئی یقین نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی چشموں والی اونچی جگہ بتا سکتے ہیں جہاں آپ نے ہمیشہ کے لئے قرار پکڑا ہو - اور پھر وہاں سے موت تک بلکہ موت کے بعد بھی نہ نکلے ہوں - یقیناً وہ کشمیر ہے - جہاں کے باشندوں کی عادات رسم و رواج لباس سب یہودیوں سے ملتا ہے اور مقاموں کے نام بھی وہی ہیں جیسے لدّ - اخ - گلگت (گلگوتھا) کوہ سلیمان - وغیرہ ذالک - باقی رہا کہ کس راہ سے سو اسکی کیا ضرورت ہے - مگر مختصراً سنئیے کہ افغانستان ... سے ہوتے ہوئے پنجاب سے گذر کر کشمیر گئے - روضۃ الصفا میں لکھا ہے در زمان عیسےٰ بادشاہے بود در ولایت یقبین بغایت متکبر و جبار حضرت نبوی بدعوت او مامور شدہ متوجہ ... گشت اور انجیل میں کئی بار فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں اور یہ کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ میں نہیں ضرور ہے کہ میں انہیں بھی ملوں جس سے معلوم ہوا کہ وہ ضرور ان بنی اسرائیل کے دس گم شدہ فرقوں میں جانا اپنا فرض خیال کرتے تھے - جو بخت نصر وغیرہ کے وقت ہجرت کر آئے تھے - اور پھر "مسیح" نام بھی آپ کا صرف اس لئے پڑا - کہ آپ زمین پر بہت سیر کرتے رہے اور سیر سے یہ خطاب حاصل کرنے کیلئے بہت سی عمر اور بہت لمبا عرصہ چاہیئے - دیکھو عمدۃ القاری مسیح لانہ یمسح الارض - اور انجیل میں ہے نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں - اور حدیث شریف میں ہے اوحی اللہ تعالےٰ الیٰ عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکان الیٰ مکان لئلا تعرف فتؤذیٰ (یعنی یہاں سے کہیں اور چلا جا تاکہ تجھے نہ پہچانیں نہ ایذا دیا جائے) (رواہ ابن عساکر) اور آپ کی والدہ مکرمہ صدیقہ بھی بعد میں آگئی اور کچھ حواری بھی آ گئے - خود کشمیر میں اس قبر کو شہزادہ نبی کی قبر کہتے ہیں - جس سے یقیناً اس کا نبی اسرائیل سے نبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی تو کوئی کہلایا نہیں جسکے پاس کتاب بھی ہو اور اکمال الدین ایک پرانی کتاب میں ہے کہ ایک کتاب تھی بشریٰ اور انجیل کے بھی یہی معنے ہیں - یعنی بشارت) اس کے بعد آپ نے رستہ میں مجھ سے حضرت اقدس کے صادق ہونے کی دلیل پوچھی - میں نے کہا یہی آیت کافی ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ - (اگر ہم پر افترا کرتا تو پوری قوت سے پکڑ کر رگ جان کاٹ ڈالتے) آپ بولے یہ تو نبی کریم علیہ السلام کے حق میں فرمایا - مین نے کہا مین کب کہتا ہون کہ یہ آیت کسی اور پر نازل ہوئی - سوال تو یہ ہے کہ جب ایک مدعی نبوت کے لئے یہ بات صدق کا ثبوت ہو سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے کے لئے نہ ہو - اسی لئے تو وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ فرمایا - یعنی یہ نشان متقیون کے لئے تذکرہ ہے اور وہ اسی کسوٹی پر کسی کے صدق وکذب کو پرکھ سکتے ہین آپ نے کہا حضرت محمد صلعم تو نبی صادق تھے پس خدا فرماتا ہے کہ نبی صادق اگر کچھ ہم پر افترا کرے اور جھوٹ بولے تو اسکی سزا موت ہے اور یہ (مرزا صاحب) تو نبی کاذب ہے - مین نے کہا یا سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے کہ اگر نبی صادق ہم پر جھوٹ بولے - وہ صادق ہی کیا ہوا جو جھوٹ بولے نیز جب صادق کو ایک جھوٹ خدا پر بولنے سے سزا موت ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکو موت کی سزا نہ ملے جو اول سے آخر تک خدا تعالےٰ پر جھوٹ افترا باندھ رہا ہے - اسپر آپ نے کہا کئی جھوٹے نبی زندہ رہے ہین نے کہا آپ ہرگز کوئی مثال نہین پیدا کر سکتے کہ کوئی مدعی وحی ونبوت جھوٹا ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہا ہو - اگر کوئی ایسا گذرا تو اس کا نام لیجئے آپ لگے فرعون وغیرہ کا ذکر کرتے - مینے کہا خدائی کا دعوےٰ الگ شئے ہے - اسکی سزا جہنم ہے یہ اسلئے کہ خدائی کا دعوے - ایک انسان محتاج سے خود اپنی تردید آپ ہے دیکھئے کوئی شخص اگر فلان بادشاہ ہونے کا بازارون مین دعویٰ کرتا پھرے تو سب اسے پاگل ٹھیرائینگے اور نہ حکومت سے مؤاخذہ ہوگا لیکن اگر کہے کہ مین فرستادہ شاہ ہون اور وہ اس دعوے مین جھوٹا ہو تو ضرور گرفتار کیا جائیگا -

اسپر آپ نے کہا کہ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ اور تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے ظاہر ہے کہ یہ آیت مدعی وحی کے لئے ہے اور مرزا صاحب کا دعوے تو الہام کا ہے - مین نے کہا وہ تو صاف کہرہے ہین کہ ہمین وحی ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ مجھ سے ایسا ہی ہمکلام ہوتا ہے جیسے انبیاء سلف حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ - حضرت عیسےٰ ع - حضرت داؤد ع - علیہم السلام سے ہوا - آپ نے تعجب سے پوچھا کیا ان کے پاس جبرئیل آتا ہے مین نے کہا اگر آنے سے آپ کا یہ منشاء ہے کہ آسمان سے چلکر جبرئیل پاس آبیٹھے تو یہ ٹھیک نہین کیونکہ نزول ملائک کے یہ معنے نہین - خدا فرماتا ہے بزبان ملائکہ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ یعنی ہر فرشتہ کا ایک جائے قیام وقرار مقرر ہے لیس وہ وہان سے ہلتا ہٹتا نہین - اور وہ وہین سے اپنی تاثیرات کے ذریعے کام کرتے ہین جیسا کہ سورج - چاند - ستارے - اور اگر فرشتہ ہر کام کے لئے نیچے اوپر جانے لگے تو ایک ہی وقت مین کئی کامون کا کرنا دشوار ہو جائیگا - مثلاً ملک الموت اگر ایک کی جان لینے کے لئے نیچے اترے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اسی وقت مین کئی ہزار اشخاص کی جان لیلے - پس حضرت جبرئیل تو بواسطہ ہے خدا کا کلام نازل ہونے کا جو سننے کے لئے وہی کام دیتا ہے جو ہوا آواز کے لئے یا روشنی دیکھنے کے لئے آپ اسپر بول اٹھے کہ پھر خدا وسیلے کا محتاج ہوا مین نے کہا حضرت ! اول یہ تو اعتراض آپ پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ بھی خدا تعالےٰ کا کلام بذریعہ جبرئیل نازل ہونے کے قائل ہین دوم اس وسیلہ کی ضرورت ہم کو ہے نہ خدا کو اور یہ خدا تعالےٰ کا قانون قدرت ہے کہ انسان اپنے حواس کے لئے کسی مدد کا محتاج ہے جیسے کہ وہ آنکھون سے دیکھ نہین سکتا جب تک روشنی سورج کی یا سورج کی مثل نہ ہو - پھر آپ نے پوچھا کہ جبرئیل جو آتے ہے وہ کیا تھا - مین نے کہا اسی طرح جس طرح مریم سے ہمکلام ہؤا اور وہان صاف آیا - فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا - غرض کلام تو وہی خود کرتے ہین مرئی بشر اپنی استعداد وعقید کے مطابق ان کی شکل دیکھ لیتا ہے مفصل تو ضیح مرام مین دیکھئے - اسپر آپ نے کہا کیونکر معلوم ہو کہ آپ پر سچی وحی ہوتی ہے مین نے کہا درخت اپنے پھلون سے پہچانا جاتا ہے پیشگوئیان جو تحدی سے ان الہامون کی بنا پر کی جاتی ہین وہ ان کے سچا ہونے کا ثبوت مین آپ نے کہا سب پیشگوئیان جھوٹی نکلین مین نے کہا ایک کا علم ہو آپ نے مواہب الرحمٰن کا ذکر کیا کہ وہان لڑکے کی پیشگوئی ہے اور ہوئی لڑکی - مین نے کہا وہان تو لکھا ہے فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ کوئی خاص وقت مقرر نہین آپ پچھلی باتون کو نہ مانین تو حال کی پیشگوئیان کیا تھوڑی ہین کیا آپ نے طاعون کو خود اپنی آنکھون سے نہین دیکھا - کیا اس کے متعلق خدا کے فرستادے نے قبل از وقت اطلاع نہ دی طاعون کا نام ونشان نہ تھا کہ اس نے کہا بیماری کے پودے لگائے جا رہے ہین پھر یہ زلزلہ آپ بھول گئے جس کی نسبت وحی الٰہی نے مدت پہلے خبر دی - کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت کہ یاد آ جائیگی جس سے قیامت اور عفت الدیار محلها ومقامها اور زلزلہ کا دھکا - وغیرہ - جس سے پچیس ہزار کے قریب انسان ہلاک ہوئے - اسکے ساتھ ہی مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پڑھ لیجئے - یہ عذاب ہے ثبوت ہین اسبات کے کہ رسول آ چکا ہے -

پھر ایک اور آنے والی آفت کی خبر دے رکھی ہے اس کا انتظار کیجئے - پھر مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ہمین دی اسی نے بہت پہلے ہ کفن مین لپیٹا گیا - اور ۴۷ برس کی عمر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ه سال کی عمر اناللہ وانا الیہ راجعون سے دی - کون ہے جو اس طرح قطعی طور سے خبر دے - کیا فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ بھول گئے کہ خدا مرسلان حق کے سوا کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا اگر کہو کہ نجومی بھی نجومی پیشگوئی کرتے ہین - تو یہ اعتراض بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ پر بھی ہے کہ اگلے انبیاء کس طرح پہچانے گئے -

اسپر الوداعی سلام ہؤا - مین نے اب ان باتون کو لکھ کر پھر مولوی صاحب کے پیش کیا تا کہ وہ مکرر غور کرین اور ان کے پاس اس کا کچھ جواب ہے تو دے اپنا پورا زور علمی دکھا کر لکھین تا کہ لوگون پر حقیقت علم آنجناب ظاہر ہو -

ہان ایک بات رہ گئی - آپ نے کہا تھا قطع سے مراد فصاحت کم ہونا ہے مین نے کہا چلو یہ ہی سہی اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی کتاب کی مثل پیش کیجئے - آپ نے کہا مین چاہون تو لکھ سکتا ہون مین نے کہا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ کہنے والے تو بہتیرے ہین لکھ کر دکھائیے - وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا الآیۃ -

راقم

محمد ظہور الدین اکمل احمدی گجراتی گولیکے ضلع گجرات - مورخہ یکم دسمبر ۱۹۰۵ء -

آریہ مہاشے غور سے پڑہین

خاکسار نے عرصہ تک آریہ سماج مین رہنے کے بعد اس دہرم مین ساری پول ہی پول دیکھکر اسے ترک کر دیا اور ایک رسالہ ترک ویدہرم عرف ۴۲ صفحون کا فی الحال شائع کر دیا ہے جس مین دس غیرشا ستیارتہ پرکاش کی تحریرات پر کیے تھام آریون کو چیلنج کر دیا ہے کہ اس کی تردید اگر کوئی صاحب کر سکتے ہون تو کرکے مجھے مطلع کرین اور اخبار مین مجھ پر کسی قسم کی گفتگو بذریعہ تحریر اردو ہندی خواہ انگریزی مین ہی کر سکتے ہین مگر ایسے اعتراضات کی تو کوئی کیا تردید کر سکتا اپنی ہمیشہ کی عادت کے موافق گالی گفتار پر آ گئے ہین اور جہان ۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کے اخبار ستیا دہرم پرچارک مین چند شریر آریون نے کوئی جعلی تحریر بنا کر مجھے دہرم نیلام کرنے والا مشہور کیا وہان آریہ گزٹ کے چند پرچہ جات مین سنا گیا ہے کہ خوب خوب صلواتین سنا رہے ہین لیکن مجھے تعجب ہے کہ آریہ سماج کے ممبران جو کہ یہ ڈنکا بجاتے ہین کہ ہم ہر وقت ستیہ کو گرہن کرنے اور استہیہ کو تیاگ کرنے کے لئے مستعد رہا کرتے ہین - اس رسالہ کے پیش کردہ اعتراضات پر کیون دھیان نہین دیتے مین پھر کہتا ہون کہ اے آریہ بہائیو ! گالی گفتار چھوڑ کر اگر آپ معقول پسند ہین تو شائستگی کے ساتھ مجھے اُن اعتراضات کا جواب دیجئے جو مین نے رسالہ ہذا مین درج کیے ہین - اور اس طرح کتاب - آریہ سماج کی پول جو ۷۰۰ صفحون کی ضخیم کتاب جوابی شائع ہوری ہے اوس مین پیش کئے گئے اعتراضات کی معقولیت سے یا تو تردید کیجئے یا اپنی غلطیون کو تسلیم کر لیجئے تا کہ ستیہ کو گرہن (سچائی کو قبول) اور استیہ کو تیاگ (غلطیون کو ترک) کرنے کے اصول پر آپ کا سچ مچ عملی طور پر پابند رہنا عوام کو بھی معلوم ہو جاوے -

پبلک کو یاد رہے کہ جو آریہ سماج جیدالشی مسلمانون اور عیسائیون کو شدہ کرنے کی فکر مین حیران و پریشان رہتے ہین وہ اب یہ بھی یاد رکھے کہ اپنے ایک سابق اپدیشک کے معقول اعتراضات کو کہانتک متہذبانہ طور سے رد کر سکتا ہے -

ناظرین ! ادنیٰ مسلمانون عیسائیون کو آریہ سماج مین داخل کر لینا آسان ہے جو سنسکرت علم سے ناواقف ہونیکے باعث یہ جانتے ہی نہین کہ آیا سوامی دیانند سرستی مہاراج کی باتین کہانتک خود انہین کے تسلیم کردہ مستند کتابون سے ٹکر کہاتی ہین - لیکن آریہ سماج کے لئے معقول پسندی کا کام لیتے ہوئے یہ امر مشکل ہے کہ وہ کسی سنسکرت دان معترض کو لاجواب کر سکین اور اب اُن کے پاس یہ کیر بارہ مین جو آریہ سماج کا نیک نیت - وفادار (مترجم) سنسکرت لٹریچر معزز اخبار آریادت کا اسسٹنٹ اڈیٹر اور اپدیشک رہا ہے سوا اسکے اور کوئی علاج موجود نہین ہے کہ وہ عوام مین یہ مشہور کرتے پھرین کہ وہ دہرم نیلام کر نیوالا اور روپیون کا محتاج ہے وغیرہ وغیرہ - اے آریہ مہاشے گن ! ان باتون سے کیا فائدہ ہے - اب اعتراضات کو لیجئے یہ رسالہ ترک ویدہرم اگرچہ ارزنیمت کا جلیکن ممبران آریہ

(حاشیہ میں دستی تحریر، ناخواندہ)

مراسلت

ایک مکاشفہ کی حقیقت

پنجاب کے ایک بزرگ نے ہفتہ وار پیسہ اخبار مجریہ ۹ دسمبر ۱۹۰۵ء مین اپنا ایک مکاشفہ درج کرایا ہے جس مین حافظ شیرازیؒ کے ساتھ انکی ملاقات ہوئی - اور حافظ صاحب موصوف نے انہین فرمایا "کہ میرے جن اشعار کے ظاہر معانی کی بنا پر بعض لوگ مجھ سے بدظن ہین - ان الفاظ سے میری کچھ اور مراد ہے جو کسی طرح مذموم نہین "۔ غرض حافظ صاحبؒ نے انہین یہ ہدایت کی ہے کہ اپنے خیال اور رائے سے کبھی کسی پہ بدگمانی نہ کرنا چاہئے - ایسے کشوف کے امکان سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا - کیونکہ نعمت کشف و الہام امت محمدیہ مین حسب مدارج اتقا متوارث چلی آئی ہے اور چلی جائیگی - لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس مراسلت کے ابتدائی حصہ مین بزرگ موصوف نے اپنے خیال ناقص سے یا ملامت خلق اللہ کے ڈر سے بعض ایسے فقرات درج کر دئیے ہین - جن سے انکار دے سخن حضرت مسیح موعودؑ کی طرف معلوم ہوتا ہے - اور کہ میرزا صاحب انکی خیال مین ایک دام تزویر پھیلانے والے دوکاندار ہین - اور کہ انہون نے کشف و الہام کو بدنام کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ "۔

ایسے ہزلیات کا جواب سوائے لعنة اللہ علی الکاذبین کے کیا دیا جاوے۔

قبل اسکے کہ امر زیر بحث کا جواب دیا جاوے مین بزرگ موصوف کو یہہ بتلانا چاہتا ہون - کہ جس چیز کے متعلق انہون نے بڑے فخر سے بیان کیا ہے - کہ ایک عرصہ دراز کے بعد انہین نصیب ہوئی ہے - اس نعمت سے حضرت مرزا صاحب کے ہزارہا خدام خدا کے فضل اور مامور من اللہ کی برکت صحبت سے شب و روز مستفیض ہو رہی ہین - اور یہ بات صرف تحدیث بالنعمة کے طور پر ذکر کیگئی ہے - والحمد للہ علی ذالک۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بزرگ موصوف ایسے معمولی مسلمان اپنے کشف و الہام (صرف اپنی شہادت سے) لوگون کو منوانا چاہتے ہین جو ممکنات سے ہے اور جس پر از روے اسلام حسن ظن چاہئیے - تو کیا وہ شخص جو تیرہ سو برس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق مامور ہوکر تائید اسلام کے لیئے آیا ہے - اور جس کے اعلیٰ درجہ کے تقوے اور طہارت مین اسکے منصف مزاج مخالفین کو بھی کلام نہین - اتنا حق ہی نہین رکھتا کہ اپنا کشف یا الہام حقانیت اسلام کے ثبوت مین پیش کر سکے - خصوصًا جب اسکے ساتھ ہزارہا آسمانی تائیدین اور نقلی شواہد موجود ہون - اور کیا اس کے ہزارون متقی خادمون کو (جنکو علاوہ دیگر ثبوتون کے خود رسول اللہ صلعم یا دیگر انبیائے صالحینؑ کی زبان مبارک سے عالم کشف و رویا مین اسکے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق ہوئی ہو) اتنا بھی حق حاصل نہین کہ وہ اسے صادق سمجھ کر اوس کی طاعت کرین۔

دوسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس مراسلت مین " دکاندار وغیرہ " کا لفظ جو حضرت مرزا صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے - کیا وہ کسی کشف و الہام کی بنا پر ہے یا صرف خیالی ہے - اگر خیالی ہے تو یہ بزرگ موصوف کے اوس القا کے قطعًا مخالف ہے - جسکو وہ اخبار چودھوین صدی ماہ نومبر ۹۷ء مین اوس خط کے ضمن مین شائع کرا چکے ہین - جو کہ انہون نے نہایت الحاح اور تذلل سے حضرت مرزا صاحب کی طرف لکھکر اپنی خطا کی معافی چاہی تھی - اور علانیہ طور پر مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم کیا تھا - غرض الہام ربانی کے مقابلہ مین ایک خیال نفسانی کیا حقیقت رکھتا ہے لیکن اگر موجودہ لفظ دوکاندار وغیرہ بھی الہامی ہے تو خیال کرنا چاہئیے - کہ دو متضاد الہام ایک خدا کیطرف کیونکر منسوب ہو سکتے ہین۔

مین حیران ہون کہ یہ لوگ کونسی خانہ ساز دلیل سے ایک ایسے عاشق رسول اللہ کو جو اسلام کا غیور حامی ہے - دکاندار ٹھہراتے ہین - کیا وہ از روے ایمان بنا سکتے ہین مرزا صاحب نے اسلام کا فلان حکم منسوخ کر دیا ہے - البتہ جن باتون پر شور و غوغا کیا جاتا ہے وہ صرف دو باتین ہین - اول دعوے وفات ابن مریم - دوسرا اون کا اپنا دعوی مثیل مسیح و مہدی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان دو امور مین متقدمین مین سے بھی کوئی ان کا ہم خیال ہے یا نہین - سو واضح ہو کہ وفات مسیح مین کئی پہلے اکابر بھی ان کے ساتھ متفق ہین - مثلاً امام مالکؒ - امام ابن حزمؒ - وغیرہم - باقی رہا ان کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت - سو بعض بزرگان سابق کے دعاوی مرزا صاحب کی نسبت بدرجہا بڑھکر ہین - مثلاً انا الحق - انا احمدؐ - انا موسےٰؑ انا ابراہیمؑ - وغیرہ کہنے والے بزرگان دین کو دیکھئے بلکہ مولوی محمد اسمٰعیل شہیدؒ (جنکا ذکر خیر آپنے بھی اپنے مکاشفہ مین کیا ہے) یہانتک فرماتے ہین

"ع کہ اگر از کسے آوازۂ انا الحق بشنوی - زنہار بہ انکار پیش نہ آئی" - اور یہی مولانا موصوف نے اپنے مرشد حضرت سید احمدؒ بریلوی کی تعریف اس شعر مین کی ہے - ؎

سید احمد با ہمہ اصحاب خود در روز رسید
با صحابہ گوئی آمد باز ختم المرسلینؐ

کاش بزرگ موصوف نے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا مضمون مندرجہ اخبار وطن ۱۷ - نومبر ۱۹۰۵ء ہی ملاحظہ فرمایا ہوتا - جس مین انہون نے باوجود غیر احمدی ہونے کے ایک حد تک انصاف سے کام لیا ہے - جس کے بعض فقرات یا ان خلاصہ درج ذیل ہے :-

(۱) امت محمدیہ خیر الامم ہے - انبیاء سابقین کے صفات اس امت کے ایک فرد مین جمع ہو سکتے ہین - چنانچہ صوفیائے کرام کے مقامات باطنی مین مقام ابراہیمؑ - موسیٰؑ - عیسیٰؑ کا تذکرہ اس امر کی شہادت دے سکتا ہے - پس اگر مرزا صاحب قادیانی مین نسبت عیسےٰ یا کرشن کا ظہور ہوگیا تو کیا تعجب ہے - اور اس نسبت کے سبب سے انکو کشف و الہام کا ہونا بھی عجیب نہین

(۲) اسکے بعد ہم کو مرزا صاحب کے افعال اور ان کے مریدون کے اوضاع و اطوار کو دیکھنا چاہئے - بظاہر ان کی صورتین نیک اور متقی مسلمانون کی سی ہین نمازون کے پابند ہین اور ان نمازین بھی ہماری نماز سے کوئی اصولی تفاوت نہین ہوتا ان کے مریدون مین انگریزی خوان بھی ہین - مگر اون پر مذہبی رنگ زیادہ ہوتا ہے - بجائے اس کے دوسرے طبقہ کے مسلمانون مین اس قسم کی بہت تھوڑی مثالین ہین۔

(۳) سب سے اہم مجھکو اس گروہ مین اسلامی حمایت کا جوش نظر آتا ہے - مسلمانون کے اصولی دشمنون کو سمجھنا اور ان کے حملون کا جواب دینا اس جماعت کا پسندیدہ شعار ہے - (دیکھو وطن ۱۷ نومبر ۵ء)

قطع نظر دیگر دلائل کے خود بزرگ موصوف کے اپنے مکاشفہ مین حضرت مرزا صاحب اور انکی امثال پر بدگمانی کرنے کی تردید موجود ہے - چنانچہ بزرگ موصوف اپنے کشف کے اظہار کی وجہ اسطرح لکھتے ہین - "تاکہ میرے بھائی جو میری طرح ایک اسلامی بزرگ کی نسبت بدظنی مین مبتلا ہون - اس سے بچ جائین" اور سب سے بڑھکر قرآن شریف کی آیتہ اجتنبوا کثیرا من الظن اور وہ احادیث نبویؐ جن مین اہل اسلام پر بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے - ان باتون کا کافی جواب ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -

قدرت اللہ احمدی
از لاہور

چند استفسارات

توفی | کوئی شخص ثابت نہین کر سکتا کہ جب سے دنیا مین زبان عربی کا وجود ہے عربی مین خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو تو توفی باب تفعل سے سوائے قبض روح کے قبض جسم کے معنی مین بھی کبھی استعمال ہوا ہو - نہ قرآن شریف مین نہ احادیث مین نہ دواوین جاہلیت مین کہین اس کے خلاف مثال نہین مل سکتی - یہ دعوی اگر غلط ہے تو ثابت کرو؟

بھرنا | اکثر اردو کے ترجمون مین جہان حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لفظ توفی یا اس کے مشتقات آئے ہین تو اوس کے معنے بھر نا کئے گئے ہین - تعجب ہے کہ بہرنا کیا چیز ہے آیا گھڑے مین پانی بھرنا یا کنوے سے پانی بھرنا یا کیچڑ مین کپڑے بھرنا یا فٹبال مین ہوا بھرنا یا پیٹ بھرنا یا بندوق بھرنا یا نقشہ مین رنگ بھرنا یا نظر بھر کے دیکھنا یا یکلخت غصہ مین بھر جانا یا کیا ؟ -

دو زرد چادرین | مسیح علیہ السلام جب آسمان پر اٹھائے گئے تھے اوس وقت تو وہ دو زرد چادرین لے نہین گئے تھے - اب جو آسمان سے زرد چادرین لیکر آئینگے تو وہ یہان کے جولاہون یا کسی کارخانہ کی بنی ہوئی تو ہونگی نہین اس بات کے معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ آیا وہ کس چیز کی ہونگی - یقینًا ریشم کی ہونگی جو جنت کے شہتوت کے درختون مین ریشم کے کیڑے پرورش کر کے حاصل کیا گیا ہوگا - خیر کچھ ہی ہو - مگر وہ جنتی یا آسمانی چادرین پرانی ہوکر پھٹ بھی جائینگی یا ہمیشہ نئی ہی رہینگی اور مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد ان آسمانی چادرون کا کیا ہوگا ؟

طاعون | ہندوستان کے اس مرض طاعون کی نسبت تمام اہل اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے پیرؤون کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ وبا غضب الٰہی ہے جو ہندؤن کی معصیت و شرارت سے نازل ہوئی ہے - وبائے طاعون سے کسقدر عظیم الشان ہلاکت واقع ہو رہی ہے اسکا اندازہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ جنوری ۱۹۰۵ء سے ۵ اپریل ۵ء تک صرف ساڑھے تین مہینے مین پونے چھہ لاکھ سے بھی زیادہ انسان ہندوستان مین مرے اور خدا تعالےٰ کلام پاک مین فرماتا ہے وما کان ربك مهلك القری حتی یبعث فی امها رسولا - اب بتاؤ کہ اس مرض طاعون (جو باعث ہلاکت اور بستیان ویران کرنیوالا ہے) بھیجنے سے پہلے ہندوستان مین خدا تعالےٰ نے سوائے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے کس رسول کو بھیجا ہے؟

آمدنی ماہ نومبر ۱۹۰۵ء

۱۰- نومبر

جماعت شملہ معرفت الٰہی بخش صاحب مدرس
بابو عبد الرحمٰن صاحب دفتر پرنسپل میڈیکل شملہ ۱۲ر مساکین للعہ
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب سہر مساکین سہر
حافظ غلام رسول صاحب تاجر وزیر آباد سہ

۱۱- نومبر

جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی لعہ ۸ر
مرزا عباس علی گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ماسٹر عبد الرؤف صاحب بھیرہ حال قادیان ۴ر
نامعلوم الاسم ۴ر

۱۴- نومبر

جماعت سمبڑیال معرفت سراج الدین عہ
[illegible] جعفر صاحب منڈلہ ممالک متوسط عہ
جماعت لاہور معرفت مہر دین صاحب خانساماں للعہ
[illegible] رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور عہ
جماعت وزیر آباد معرفت نیاز احمد سوداگر چرم عیہ مساکین ۵ر للعہ
جماعت نویری والہ ” صہ
[illegible] جلال صاحب بربرہ افریقہ سے

۱۵- نومبر ۱۹۰۵ء

[illegible] دتا صاحب نمبردار میانوالی خوانکی تحصیل ریعیہ للعہ
[illegible] صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا عا
[illegible] الدین صاحب ” ۴ر
[illegible] لاہور سے

۱۶- نومبر ۱۹۰۵ء

[illegible] پھلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور سہر
[illegible] صاحب ملازم پورٹ ملک ہوس [illegible] ۲ر
[illegible] سیکنڈ کلرک میگزین ار

۱۸- نومبر

[illegible] پنجابی نا ملیادر ۸ر
[illegible] صاحب [illegible] ماسٹر [illegible] ملہ
[illegible] الٰہی صاحب اسسٹنٹ [illegible]
[illegible] حافظ [illegible] للعہ
[illegible] عبد الرؤف صاحب قادیان مساکین ار
[illegible] مولوی غلام حسن صاحب [illegible]
[illegible] پشاور مساکین عا

۱۹- نومبر

[illegible] علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر [illegible] عہ
سہر

۲۰- نومبر

[illegible] والہ کیمبو والہ [illegible] عہ
[illegible] جکروند تیامی سے

۲۲- نومبر

جماعت بمبئی از طرف زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی صہ
جماعت ڈیرہ غازیخان معرفت مولوی عزیز بخش صاحب

۲۳- نومبر

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی گھیپ صہ
سید اسد اللہ صاحب گرداور ” عہ
مفتی گلزار محمد صاحب ” ۲ر

۲۴- نومبر

محمد عثمان صاحب ٹورانسپکٹر [illegible] آباد عہ
عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور عہ
مرزا اکبر بیگ صاحب کرسانی ضلع میانوالی عہ
ڈاکٹر محمد علی صاحب مباسہ ایسٹ افریقہ ملے
” ” ” ” للعہ

۲۵- نومبر

بابو فقیر علی صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جھٹ پٹ عا

۲۶- نومبر

سید محمد شاہ صاحب لیس دفعدار رسالہ ۱۰ نوشہرہ ۴ر
سید حسین شاہ صاحب ” ۴ر

۲۷- نومبر

شیخ خدا بخش صاحب منصف مردان للعہ
محمد یوسف صاحب اپیل نویس ” عا
بابو روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر ” عا
بابو ہدایت اللہ خانصاحب ” ۹ر
میر احمد صاحب ” ۸ر
مہر دل خان صاحب اپیل نویس ” عہ
مرزا رمضان بیگ صاحب ” ۸ر
محمود خانصاحب ” عہ
محمد حسین صاحب پنجابی مدراس للعہ

۲۷- نومبر

ملک میر محمد صاحب عرضی نویس صوابی پشاور مساکین تیامی
میاں گلاب دین صاحب رہتاس ۴ر مساکین ۴ر تیامی ار

۲۸- نومبر

چندہ عید الفطر جماعت قادیان عید فنڈ عید الفطر ۱۵ر ۹ پا
عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور صدقہ ملے
چودہری الہ داد صاحب ہیڈ کلرک میگزین عید فنڈ عہ
جماعت کھیوال معرفت جمال الدین عید فنڈ صدقہ عہ ار

۲۹- نومبر

جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عید فنڈ فطرہ
جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی عید فنڈ
جماعت بمبئی معرفت زین الدین صاحب ملے
ماسٹر [illegible] بخش صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول لنگر مخدوم تیامی
جماعت بمبئی معرفت زین الدین عید فنڈ [illegible]
[illegible] ملازم نواب صاحب [illegible] عید فطرانہ
[illegible] شیخ اسمٰعیل صاحب [illegible] تیامی ار
چودہری علی بخش صاحب لاری منڈی [illegible] عہ
عبد الصمد خان نمبردار چک [illegible] عہ

گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس سہر
جماعت مردان معرفت محمد یوسف صاحب اپیل نویس ۹ر
مولوی اکبر علی صاحب داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ ۸ر
عبد الرحمٰن صاحب احمدی راولپنڈی ۴ر
عبد العزیز صاحب ایمن آباد ۲ر
جماعت شملہ للعہ ۵ر
شیخ نور احمد صاحب چنیوٹ عا ۲ر
عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور ۱۴ر
الٰہی بخش ورحیم بخش کتب فروش گجرات سے
طلباء مدرسہ واستادان مدرسہ مہ ۲ر
عنایت اللہ صاحب حجام سندھواں ۴ر
مستورات بنگہ عا ار
چوہدری فتح محمد صاحب سٹوڈنٹ ایف۔ اے کلاس لاہور عہ
جماعت احمدیہ کریام صہ
فضل احمد صاحب ولد غلام محمد صاحب چنگا بنگیال عہ
نور الدین صاحب نانگ نگوئی برہما ۴ر
پسران الدین صاحب ” ” ۸ر
الٰہی بخش صاحب سلوتری ” ” ار
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب ” ” ار
عبد الحکیم صاحب ” ” ار
نواب خان صاحب ۸ر
بابو غلام حیدر کلرک ڈاکخانہ مری عہ
سراج الدین احمدی سمبڑیال ار ۹ پا
سجاول خانصاحب جگراؤں عہ
سکندر علی صاحب عہ
الہ دتا نمبردار میانوالی رعیہ ۱۴ر
عبد اللہ خان بہلول پور عہ
مولوی صالح محمد صاحب ” ۸ر
منشی قاسم علی صاحب ” ۸ر
جماعت ڈیرہ غازیخان صاحب معرفت مولوی عزیز بخش صاحب ملے ۹ر
غلام محمد صاحب امرتسری حال قادیان ۴ر
میاں گلاب دین صاحب مدرس رہتاس ۲ر
[illegible] تیمور صاحب طالب العلم ایف۔ اے کلاس لاہور عہ
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۴ر

کیا آپ چاہتے ہیں کہ کا مال واسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال واسباب محفوظ رہے۔ حفاظت مال واسباب کے لئے آپ بیرسہ کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے۔ اور جو اپنی عمدگی مضبوطی۔ اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلفات اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے۔ جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کیجائے گی۔

تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں۔

احمدی سپورٹس یا احمدی سامان ورزش

السلام علیکم۔ آپ کے احمدی کارخانہ میں ہر قسم کا سامان ورزش اعلےٰ قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیاء بھی موجود ہیں گو پہلے آپ کو معلوم نہیں تھا۔ مگر اب آپ کو کہیں جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ خدا کو حاضر کر کے باواز بلند کہتے ہیں کہ ہم سے ارزاں اور بہتر عمدہ مال کہیں نہیں ملیگا۔ صفائی معاملہ اور ایمانداری کے واسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے۔ ایریس۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش ہو۔

مختصر فہرست اشیا حسب ذیل ہیں جو درخواست پر مل سکتی ہیں

کرکٹ بیٹ	فٹ بال ۵ء مکمل سے
لین ٹینس دو درجہ ۹ عہ	” عہ ” للعہ
کاک ” ایک ربڑ ملے	” عہ ” ” سہر
صرف ایک ربڑ معہ	آنکھیں چمڑے والی للعہ
درجہ دوم سے	ڈورے والی سہر
” سوم للعہ	” مادہ اول عا
اکٹھ پہلے کالس سہر	” درجہ دوم فلینہ عہ
دوم درجہ سے	ٹمین سفید لکڑی عا
سوم ” عیہ	” ہیلجا ” عہ
بال درجہ اول فی درجن عیہ	بیڈمنٹن سفید ” عہ
دوم بیچ لعہ	” ہیلے ” مہر
ہر بلیٹس معہ	سٹنل کارک [illegible]
بینگ کارڈ چھڑہ صہر	دوم درجہ [illegible]
” زیچ للعہ	والی بال فی درجن للعہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

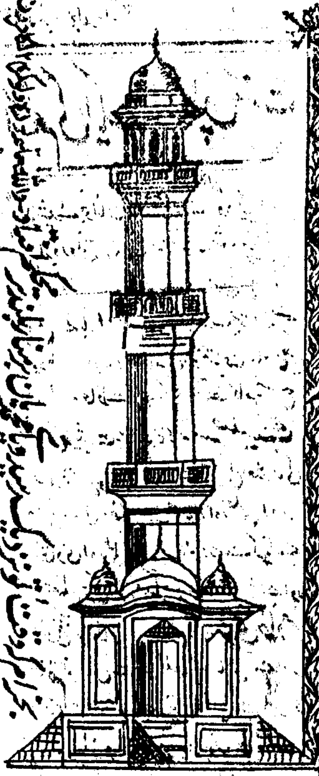

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ ۸ ۱۲

نمبر (۱) | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹ

...ایک ہزار کاپی مفت ... صـ۲

...طبیات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ...

...قطعہ تاریخ وفات حضرت مولینا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ... ۶

... تا ۱۱

...حق کی قسم ...ادہ محترم ... ۱۱

...اور احمدی مسلمان ۱۲

(۷) اشتہارات صـ۱۳ تا ۱۶

ایڈیٹوریل نوٹ

ناظرین الحکم کو نیا سال مبارک ہو

اللہ تعالےٰ کے محض فضل و کرم سے الحکم کا یہ نمبر دسویں جلد کا پہلا نمبر ہے۔ خدا کرے کہ یہ سال الحکم اور اسکے سرپرستوں اور معاونین کیلئے خیر و برکت کا سال ہو اور اسکے کارپردازوں اور خاکسار ایڈیٹر کو توفیق ملے کہ وہ اسکو زیادہ مفید اور دلچسپ بنا سکیں۔

ان معاونین کا شکریہ جنہوں نے اپنے واجب الادا مطالبہ کو بروقت ادا کیا اور توسیع اشاعت میں سعی کی اور ان حضرات کو توجہ دلائی جاتی ہے جنہوں نے اوسکے فرض میں تساہل کیا ہے۔ ایسے ہی بزرگواروں کی عدم توجہی کا اثر ہوتا ہے جو بعض اوقات اخبار کے بدیر شائع ہونے کی نوبت آجاتی ہے۔ کاش! وہ قومی کاموں میں ...تولی فرائض کی نگہداشت کو ضروری سمجھیں۔

توسیع اشاعت کے متعلق بار بار کیا کہوں اور کیونکر کہوں ناظرین یا سمجھ لیں کہ جب تک اشاعت ایک وسیع پیمانہ پر نہ ہوگی۔ اسکے اثر کا دائرہ محدود اور تنگ ہوگا۔ اسلئے ضرورت ہے غیر احمدیوں میں زیادہ اشاعت کی اسکے لئے آپ دوسرے صفحہ پر ایک مضمون پڑھیں گے۔

سال رواں کے متعلق الحکم کی ترتیب میں کوئی تجدید ہوگی یا بحالت سابق ہی چلے گا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ امور منحصر ہیں وقتی ضرورتوں پر۔ صرف اتنا کہہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسی کی توفیق سے سعی کیجاوے گی کہ پہلے سے زیادہ مفید ہو۔ وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم۔

ناظرین الحکم میری ذمہ داریوں سے بہت بڑی حد تک آگاہ ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ میں آخر آدم زاد ہوں اور میری کمزوریوں اور ناتوانیوں کے لئے آدم زاد ہونا ہی کافی ہے کیونکہ خلق الانسان ضعیفا ارشاد خداوندی ہے۔ پس وہ میرے لئے اخلاص اور ہمت کی ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ جب تک اللہ تعالےٰ کے علم میں مقدر ہے کہ میں اس قومی خدمت میں حصہ لوں وہ مجھے سچا اخلاص اور پوری طاقت عطا فرماوے۔ آمین۔

سال نو کے خطابات کی فہرست شائع ہوگئی ہے اور میں نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس فہرست میں الحکم کے دو سرپرستوں کو بھی پاتا ہوں جن میں سردار محراب خان صاحب (بلوچستان) کو سردار بہادر کا اور جناب قاضی فقیر احمد صاحب بیٹو ناڑی (بلوچستان) کو خانصاحب کا **خطاب** دیا گیا ہے میں اس عطائے خطاب پر اپنے دونو مخدوم کرمفرماؤں کو سچے دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس خوشی کی تقریب پر الحکم کی ایکہزار کاپی مفت اشاعت کے سلسلہ میں کم از کم دس دس اخبار جاری کرادیں۔

تازہ الہامات و رؤیا

۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ یا قمر یا شمس انت منی و انا منک

ترجمہ۔ اے چاند۔ اے سورج۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں

فرمایا اس الہام میں خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ آپنے آپکو سورج فرمایا ہے اور مجھے چاند۔ اور دوسری دفعہ مجھے سورج فرمایا ہے اور اپنے آپکو چاند۔ یہ ایک لطیف اشارہ ہے جسکے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ ظاہر فرمایا ہے کہ میں ایک زمانہ میں پوشیدہ تھا اور اس کی روشنی کے انعکاس سے میں ظاہر ہوا اور پھر فرمایا کہ ایک زمانہ میں وہ خود پوشیدہ تھا۔ پھر وہ روشنی جو مجھے دیگئی۔ اس روشنی نے اسکو ظاہر کیا۔ یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس یعنی چاند کا نور سورج کے نور سے فیض حاصل کرنیوالا ہے۔ پس اس الہام میں اوّل خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں سورج قرار دیا اور اس کے انوار اور فیوض کے ذریعہ سے مجھ میں نور پیدا ہونا بیان فرمایا۔ اس لئے میں قمر کہلایا۔ پھر چونکہ میری روشنی سے جو مجھے دیگئی اسکا نام روشن ہوا۔ اس لئے اس بنا پر مجھے سورج قرار دیا گیا اور خدا تعالےٰ نے آپ کو قمر قرار دیا۔ کیونکہ وہ میرے ذریعہ سے ظاہر ہوا اور اس نے اپنا زندہ وجود میرے وسیلہ سے لوگوں پر نمایاں کیا۔ شمس و قمر مخاطب الہام کے ذولطرفے تعلقات کی تشریح ہے کہ انت منی و انا منک یہ ایک ایسی نظیر ہے جو انسان کے وہم و گمان میں نہیں آسکتی تھی۔

الہام دوم۔ انا نبشرک بغلام۔ نافلۃ لک۔ نافلۃ من عندی

ترجمہ۔ ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

۳۱ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ **رؤیا**۔ دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی قبر کے پاس تین اور قبریں ہیں اور ایک قبر پر لال کپڑا ڈالا ہے۔

یکم جنوری ۱۹۰۶ء۔ تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔

فرمایا۔ ظاہر یہ چل کرکے آج ہم نے تین بکرے ذبح کرادیئے ہیں۔

۲ جنوری ۱۹۰۶ء۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ حرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون۔ و ضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک۔ ترجمہ میں فوجوں ...

خبردار! ایک شعر ... احمن ...

الحکم کی ایک ہزار کاپی مفت

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

میں نے بارہا ظاہر کیا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو مختلف شانیں ہیں اور ان کے لحاظ سے آپ کے دو مختلف کام مسیح موعود کی حیثیت سے آپکا کام **کسر صلیب ہے** اور مہدی معہود کی نسبت سے آپ کی بعثت کی غرض اندرونی مفاسد کی اصلاح اور علمی اور اعتقادی اور عملی کمزوریوں کو درست کرنا ہے۔ **کسر صلیب کے لئے میگزین** کام کر رہا ہے اور اندرونی اصلاح کے لئے آپنا یہ **قومی خادم** الحکم نو سال سے حتی المقدور ساعی ہے اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ تین سال سے اس کا ایک اور **بازو بدر** بھی پیدا ہو گیا ہے۔ **کسر صلیب** کے لئے میگزین کے لئے میگزین کے معاونین کا پیدا ہونا یوں تو اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے مگر جب تک اندرونی اصلاح کا دائرہ وسیع نہ ہو ان معاونین کا حلقہ وسیع نہیں ہو سکتا اس حیثیت سے ایک لطیف استعارہ کے طور پر میں کہہ سکتا ہوں کہ مسیح موعود کی راہ صاف کرنے کے لئے یہہ اردو پرچے ایلیا کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ باوصفیکہ قوم ان **مفاد** اور منافع کو جو الحکم کے ذریعہ اسے **نو سال** میں اور بدر کے ذریعہ تین سال میں پہونچے ہیں محسوس کر چکی ہے لیکن ابھی تک تین لاکھ کی جماعت اردو کے دو اخباروں کی کافی اشاعت کا انتظام نہیں کر سکی جن میں سے ایک **نو سال** سے جاری ہے۔ یہہ حق واجب قوم پر ہے اور قوم ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔

مجھے بعض اوقات یہہ دیکھ کر افسوس ہوا کرتا ہے جب ایک شخص الحکم خرید کرتا ہے تو لکھتا ہے کہ بدر بند کر دو اسکی بجائے الحکم جاری کر دیا الحکم بند کر دو اسکی بجائے میگزین جاری کر دو۔ یہہ کوئی خوبی کی بات نہیں بلکہ افسوسناک امر ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسہ کا چندہ بند کر کے لنگر میں دیا جاوے یا لنگر کا بند کر دیا جاوے اور مدرسہ میں دیا جاوے۔ ایک نیکی کے کام کو چھوڑ کر اگر دوسرا اختیار کیا تو کیا کمال کیا۔ کمال یہ ہے۔ کہ سارے شعبوں کی تکمیل ہو۔ پس آیندہ کے لئے دفتر الحکم اس امر کی انشاء اللہ پابندی کریگا کہ کوئی ایسی درخواست آوے کہ قادیان کے کسی دوسرے اخبار کو بند کر کے وہ الحکم خریدے تو اس کے نام ہرگز ہرگز پرچہ جاری نہیں کیا جاویگا۔ اور اسی اصول کی پابندی کے لئے میں اپنے عزیز اور محترم معاصرین بدر و میگزین کو توجہ دلاتا ہوں۔ یہ ایک الگ امر ہے کہ ایک شخص پہلے سے کسی اخبار کا خریدار نہیں اور وہ اپنے لئے کوئی ایک اخبار خریدے لیکن ایک کو بند کر کے دوسرا خریدنا یہ مستحسن امر نہیں ہے۔

اس کے بعد میں ایک ضروری امر کیطرف **قوم** کو توجہ دلاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ۱۹۰۶ء کی پہلی سہ ماہی میں اسکا پورا انتظام قوم کے اہل دل افراد کر سکیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور اشاعت کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے **الحکم کی ایک ہزار کاپیاں مفت تقسیم کردن** اور یہ سلسلہ کم از کم دو سال کے لئے جاری رکھا جاوے۔ اور سال بھر میں ۴ مرتبہ اسکی تجدید ہو۔ یعنی پہلی سہ ماہی میں جن لوگوں کے نام اخبار جاری رہے دوسری سہ ماہی میں انکے نام بند کر دیا جاوے۔ اور پھر اور نئے اصحاب کو سلسلہ کی اطلاع دی جاوے گویا دو سال کے اندر ۸ ہزار آدمیوں میں یہ تبلیغ پہونچے اور اگر بالاوسط دس آدمی ہی ایک اخبار کو پڑھیں گے تو یقیناً ۸۰ ہزار آدمیوں میں یہ پیغام پہونچ جائیگا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید کیجاتی ہے کہ اگر ۲۵ فیصدی لوگوں نے اس طریق پر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول کو شناخت کر لیا تو بیس ہزار روحیں انکار کی لعنت سے بچ سکتی ہیں اور پھر ان کے ذریعہ سلسلہ کی اعانت اور اشاعت کے دائرہ میں اور بھی وسعت کی توقع کیجاتی ہے۔ اسوقت یہ ایک خیالی تخمینہ اور تجویزی بات کہی جائے گی۔ مگر میرے دوستو! آخر یہ ساری جماعت باہر ہی سے آئی ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں ان تک تبلیغ پہونچی ہے۔ اوائل کسکو خیال ہو سکتا تھا کہ اتنی جماعت ہو جائے گی۔

بہرحال بات کچھ بھی نہیں **اگر ہمت کرو اور اس کار خیر میں سعی کرو** یقیناً یاد رکھو کہ اگر تمہاری متفقہ سعی اور توجہ سے دو سال کے اندر بیس ہزار نہیں **بلکہ بیس روحیں** بھی بچ جاویں تو بڑی بھاری کامیابی ہے

یہہ کام قوم کی متفقہ سعی اور ہمت کو چاہتا ہے ان ایک ہزار مفت تقسیم ہونے والے اخبارات کی قیمت صرف **عہ** سالانہ لی جاویگی۔ جو سب سے ادنےٰ شرح ہے۔ چونکہ اس شرح پر محض اسلئے اخبار دیا جاتا ہے کہ اکثر احباب زیادہ قیمت دیتے ہیں اور وہ بیشی ادہر مجرا ہو کر گرم و سرد کو سمو کر اعتدال کو قایم رکھتی ہے اسلئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ جدید خریدار پانچ روپیہ سالانہ شرح کے ہی بہم پہونچائے جاویں۔

عرض

میں ایک ہزار مفت الحکم شائع کرنے کے لئے قوم کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۶ء تک **ایک ہزار خریدار** کی قیمت دفتر الحکم میں بھیجدیں تاکہ یہہ سلسلہ جاری کیا جاوے۔ میں یہہ التزام بھی رکھونگا کہ ہر ایک ہفتہ جسقدر قیمتیں اس مد میں وصول ہونگی اسیقدر مفت اخبار جاری کر دیا کرونگا اور الحکم میں ان **اسماء** کی فہرست بھی شایع ہوتی رہیگی جنکے نام اخبار مفت جاری ہوگا۔ اس طریق سے الحکم کی اشاعت پر بھی ایک غیر معمولی اثر ہوگا۔ پس آپ اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی تبلیغ اور اشاعت کے دائرہ کو وسیع کرنے کے خواہشمند ہیں تو آپ اس مفت اشاعت کے سلسلے میں جس قدر اخبار آپ مفت جاری کرا سکتے ہیں۔ ان کا چندہ بھیجدیجئے۔ تین لاکھ کی جماعت میں ایک ہزار اخبار مفت کی اپیل بہت ہی کم ہے اور یہ ایسی قلیل تعداد ہے کہ اگر خریداران الحکم ہی ایک ایک اخبار کی قیمت بھیجدیں تو ایک ہزار جاری ہو سکتا ہے **تا بدیگران چہ رسد** بہرحال امید کیجاتی ہے کہ اس سلسلہ میں عالی ہمت اصحاب مجھے خاص طور پر مدد دیں گے۔

یہہ یاد رہے کہ یہ ایک ہزار اخبار بالکل غیر احمدیوں میں بھیجے جاویں گے جن میں طلباء مدارس اور ایسے لوگ انتخاب کئے جاویں گے جو خیالات کی آزادی کا مذاق رکھتے ہیں۔ اور نئی روشنی کے اثر سے متاثر ہیں اور ایسا ہی بعض لائبریریاں اور ریڈنگ روم بھی منتخب ہوں گے۔ یہ کام ہر شخص کیلئے ایک صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے اور اس غرض کے لئے سال بھر میں **عہ** کوئی بڑی رقم نہیں جو روزانہ حیثیت میں ایک **دھیلا** بھی نہیں ہو سکتا لیں

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

دار الامان میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ

(۱) دار الامان میں یوں تو ڈسمبر کا آخری ہفتہ ہمیشہ خاص رونق کا ہفتہ ہوتا ہے مگر امسال یہہ ہفتہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک عجیب شاندار اور یادگار ہفتہ ہوگا اسلئے کہ اسی ہفتہ میں دار الامان میں **اشاعت اسلام** کے متعلق ایک لانظیر اور ابدی طریق کی تجویز ہوئی جسکا کسی قدر بیتہ الحکم کے ناظرین کو اشتہار **الوصیۃ** کے پڑھنے سے لگ جائیگا۔ اس کے متعلق تفصیلی حالات آیندہ وقتاً فوقتاً شایع ہونگے۔

(۲) - اسی ہفتہ میں ایک اور قابل قدر تجویز ہوئی جو بجائے خود سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک زرین صفحہ ہوگی وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی **اصلاح** کی تجویز ہے۔ ناظرین الحکم گذشتہ اشاعتوں میں پڑھ چکے تھے کہ حضرت اقدس کی توجہ مدرسہ کی اصلاح کی طرف ہو رہی ہے آپ چاہتے تھے اور چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام ہو کہ ایسے نوجوان اس سکول سے نکلیں جو اپنی زندگیاں خدمت و اشاعت اسلام کے لئے وقف کریں۔ احباب نے اس کے متعلق اپنی اپنی رائیں پیش کیں اور خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تقریر فرمائی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ کیساتھ ایک دینیات کی جماعت علیحدہ کھولنے کی تجویز کی گئی۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو طالب علم غلام حسین اور عبد الرحمن نے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کیں انکی درخواستیں جو انہوں نے حضرت اقدس کے حضور پیش کیں آیندہ شایع ہونگی۔

مدرسہ کے اخراجات اور لنگر خانہ کی ضرورتوں کو قوم کے سامنے پیش کیا گیا۔

(۳) یہہ ہفتہ اسوجہ سے بھی سلسلہ کی تاریخ میں نمایاں یادگار ہوگا کہ بہشتی مقبرہ کا باقاعدہ افتتاح ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ جبکہ مسلمانوں کے لیڈر مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کو اس مقبرہ میں منتقل کیا گیا۔

(۴) یہہ ہفتہ اس لحاظ سے بھی اپنا نظیر سلسلہ کی تاریخ میں ہوگا کہ اس میں سلسلہ کے متعلق باقاعدہ ضلعوار کمیٹیاں بنانے کی تجویز حضرت حجۃ اللہ کے بالمواجہ قوم کے سامنے پیش کی گئی [illegible] اس تجویز سے بیان خوشی الحکم کو ہے کہ وہ عرصہ سے [illegible] کمیٹیاں بنائی جاویں [illegible] وقت آگیا۔ [illegible] باقاعدہ تحریک [illegible] کمیٹی [illegible] خاص میں اسو قرار دیگئی۔

خلاصہ یہ کہ یہ ہفتہ مبارک ہفتہ ہے [illegible] سلسلہ عالیہ کی اشاعت اور ترقی کے لئے [illegible] اور امید کیجاتی ہے کہ آیندہ سال [illegible] مفید [illegible]

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر آپ نے مہمان خانہ جدید میں بیان فرمائی۔)

میں نے یہ امر پیش کیا تھا کہ ہماری جماعت میں سے ایسے لوگ طیار ہونے چاہئیں جو واقعی طور پر دین سے واقف ہوں اور اس لائق بھی ہوں کہ وہ ان حملوں کا جو بیرونی اور اندرونی طور پر اسلام پر ہو رہے ہیں۔ پورا پورا جواب دے سکیں۔

ہماری جماعت کی حالت اور مخالفت

اسلام کی اندرونی بدعات اس حد تک پہونچ گئی ہیں کہ ان کی وجہ اور جہالت سے ہم کافر ٹھیرائے گئے ہیں اور ہم ایسی کراہت کی نظر سے دیکھے گئے ہیں۔ کہ حال کے مخالف علماء کے فتووں کے موافق ہماری جماعت مسلمانوں کے قبرستان میں بھی داخل ہونے کے قابل نہیں۔

اندرونی طور پر یہ حالت ہے اور بیرونی دشمن اور مخالف ہمارے فرقے سے اس درجہ مخالفت اور عداوت رکھتے ہیں اور اس حد تک ہم کو اور ہماری جماعت کو برا کہتے ہیں کہ گویا ہم سے ذاتی عداوت ہے اور کسی فرقہ سے ایسی عداوت نہیں عیسائی پادریوں کے سینہ پر بھاری پتھر یہی جماعت ہے۔ آریوں کی نظر کے سامنے سخت دشمن ہم ہی معلوم ہوتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟ اسکے دو وجوہ معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ ان لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ کمر بستہ ہو کر کفر اور مخالفوں کے طریق کو دور کرنا ہمارا ہی کام ہے۔ ہم میں نفاق کا شعبہ نہیں پایا جاتا۔ اور حقیقت میں جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے اور اسکی طرف سے آکر تبلیغ کرتا ہے اس میں نفاق ہوتا ہی نہیں۔ پس ہم چونکہ ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے اور اظہار حق سے نہیں رکتے اور نہیں دبتے اسلئے طبعاً ہم انہیں برے معلوم ہوتے ہیں اور ان کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا عکس دوسروں کے دل پر ضرور پڑتا ہے اور انسان تو انسان حیوانات میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ مثلاً اگر ایک بکری کو جسنے ساری عمر میں کبھی بھیڑیے کو نہ دیکھا ہو۔ اور ایسا ہی بھیڑیے نے بھی نہ دیکھا ہو۔ تاہم جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے کے دل پر وہ اثر جو ان کے تعلقات کا ہو سکتا ہے ضرور پڑیگا۔ اسی طرح یہ ہمارے مخالف فطرتاً پاتے ہیں۔ کہ ہمارے غلط عقائد کا استیصال اس فرقہ کے ذریعہ ہوگا۔ اور اسلئے وہ فطرتاً ہمارے دشمن ہیں۔ اور فی الحقیقت یہ سچی بات ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اسکا اثر سب پر پڑتا ہے۔ نیک دل اور کافر بھی اس اثر کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی نیک طینت اور سعید الفطرت بھی اس اثر سے متاثر ہوتے ہیں۔ چونکہ اس کی غرض ہر بدی کی اصلاح ہوتی ہے اسلئے ان بدیوں کے حامی اسکی مخالفت کو ضرور اٹھتے ہیں۔ پھر ہم مخالفت سے کیونکر بچ سکتے تھے۔

آنحضرت صلعم کی مخالفت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے اور آپ نے دعوت کی تو جسقدر مخالفت آپ کی کی گئی اور جسقدر دکھ آپ کو دیئے گئے۔ کسی جھوٹے پیغمبر کو نہیں دیئے گئے۔ خود آپ ہی کے زمانہ میں جھوٹے پیغمبر بھی اوٹھے مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو بھی اس قسم کے دکھ دیئے گئے۔ اور انکی بھی ویسی ہی مخالفت کی گئی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ دکھ دیا گیا کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ بیان کریں اور نہ الفاظ مل سکتے ہیں کہ انکی تفصیل پیش کریں۔ اور آپ کے بالمقابل جھوٹے نبیوں کو کوئی دکھ نہیں دیا گیا اسکی وجہ کیا تھی؟ یہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فطرتاً دلوں پر اثر پڑ گیا تھا کہ یہی شخص ہے جو اس کفر اور بدعت کو جو اسوقت پھیل رہی ہے، دور کر دیگا۔ اور آخر وہ ہو کر رہا۔

اسیطرح پر آج ہماری مخالفت کی جاتی ہے۔ ہمارے مخالف طبعاً یقین کرتے ہیں کہ ان کے غلط عقائد کا **استیصال ہمارے ہی ہاتھ سے ہوگا** رایدک اللہ بنصرہ الکبیر) اسلئے وہ فطرتاً ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہمکو دکھ دینے میں کوئی کمی نہیں کرتے مگر ان کے یہ دکھ اور ایذائیں **ہمیں اپنے کام سے نہیں روک سکتی ہیں**۔ یہ سچ ہے کہ آجکل ہم بہت ہی غریب ہیں اور اللہ تعالےٰ کے سوا ہمارا کوئی بھی نہیں اور وہی ہمیں بس ہے۔ ہمیشہ ہمارے خلاف یہ کوشش کی جاتی ہے کہ جب اور جسطرح کسی کا بس چلے اس تھوڑی سی قوم کو نابود کر دیا جاوے یہ تو اللہ ہی کا فضل ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرتا ہے ورنہ مخالفت کی تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی بیرونی مخالف مقدمہ کرے تو اندرونی مخالف اس سے سازش کرتے ہیں اور اسکو ہر قسم کی مدد دیتے ہیں اور اگر کوئی اندرونی مخالف حملہ کرے تو بیرونی دشمن اس سے آملتے ہیں اور پھر سب ایک ہو کر مخالفت میں اٹھتے ہیں۔ ان ساری مخالفتوں اور عداوتوں کو میں دیکھتا ہوں اور پرواہ نہیں کرتا ... مجھے یہ سب بے حقیقت نظر ... کے وعدوں پر نظر کرتا ہوں چنانچہ اس کا ایک وعدہ یہ ہے جو پچیس برس ہوئے اشاعت پا چکا ہے۔ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے۔

یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

یہ وعدہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے منکروں کو میرے متبعین پر غالب نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ مغلوب ہی رہیں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر لوگ اس فرقہ حقہ کے مخالف ہیں خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی۔ مغلوب رہیں گے۔

پس اس وعدہ الٰہی کو دیکھکر ساری مخالفتیں اور عداوتیں ہیچ نظر آتی ہیں۔ اگرچہ ہم مطمئن ہیں کہ یہ وعدے پورے ہوں گے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے وعدے سچے ہیں۔ وہ پورے ہو کر رہتے ہیں۔ کوئی انسان ان کو روک نہیں سکتا تاہم

اسباب کا استعمال

دنیا جائے اسباب ہے۔ اسلئے اسباب سے کام لینا چاہیئے۔ دنیا میں لوگ حصول مقاصد کے لئے سعی کرتے ہیں اور اپنے اپنے رنگ پر ہر شخص کوشش کرتا ہے۔ دیکھو ایک کسان کی خواہ کیسی ہی عمدہ زمین ہو۔ آب پاشی کے لئے کنواں بھی ہو۔ لیکن پھر بھی وہ تردد کرتا ہے زمین کو جوتتا ہے قلبہ رانی کرکے اس میں بیج ڈالتا ہے پھر اسکی آب پاشی کرتا ہے حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے اور بہت کوشش اور محنت کے بعد وہ اپنا ماحصل حاصل کرتا ہے اسی طرح پر ہر قسم کے معاملات میں دنیا کے ہوں یا دین کے محنت مجاہدہ اور سعی کی حاجت اور ضرورت ہے۔

آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور آپ کی جماعت کا اعلیٰ درجہ

اوائل صدر اسلام میں جب کہ اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کو وہ قوت قدسی عطا ہوئی۔ کہ جس کے قوی اثر سے ہزاروں باخلاص اور جان نثار مسلمان پیدا ہو گئے۔ آپ کی جماعت ایک ایسی قابل قدر اور قابل رشک جماعت تھی۔ کہ ایسی جماعت کسی نبی کو نصیب نہیں ہوئی نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی اور نہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو۔ میں نے اس امر کے بیان کرنے میں ہرگز ہرگز مبالغہ نہیں کیا بلکہ میں جانتا ہوں کہ وہ جماعت جس مقام اور درجہ پر پہونچی ہوئی تھی اسکو پورے طور پر بیان ہی نہیں کر سکتے۔ ہمارے مخالف علماء اور دوسرے فرقے اگرچہ ہمارے مخالف ہیں تاہم ... کہہ سکتے کہ اس بیان میں ہم نے مبالغہ کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت ... شریر۔ کج فہم تھی۔ کہ وہ حضرت موسیٰ کو سنگسار کرنا چاہتی تھی۔ بات بات میں سرکشی اور ضد پر بیٹھتے تھے۔ توریت کو پڑھو تو معلوم ہو جائیگا کہ ان کی حالت کیسی تھی۔ وہ ایک سنگدل قوم تھی۔ کیا توریت میں انکو رضی اللہ عنہم کہا گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہاں تو سرکش۔ ٹیڑھی۔ شریر وغیرہ ہی لکھا ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جماعت وہ اس سے بدتر تھی جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے خود حضرت عیسیٰ اپنی جماعت کو لالچی۔ بے ایمان کہتے رہے۔ بلکہ یہاں تک بھی کہا کہ اگر تم میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو تو تم میں یہ برکات ہوں وہ برکات ہوں غرض وہ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اپنی جماعت سے ناراض ہی گئے۔ اور انہیں ایک وفادار جماعت کے میسر نہ آنے کا افسوس ہی رہا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نہ توریت میں اور نہ انجیل میں کہیں بھی ان کو رضی اللہ عنہم نہیں کہا گیا۔ مگر برخلاف اسکے جو جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو میسر آئی تھی۔ اور جس نے آپ کی قوت قدسی سے اثر پایا تھا۔ اس کے لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اسکا سبب کیا ہے؟ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منجملہ وجوہ فضیلت میں سے یہ بھی ایک وجہ ہے کہ آپ نے ایسی اعلےٰ درجہ کی جماعت طیار کی۔ میرا دعویٰ ہے کہ ایسی جماعت آدم سے لیکر آخر تک کسی کو نہیں ملی۔

اپنی جماعت کی موجودہ حالت

میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ہم کو بھی ایسی جماعت نہیں ملی۔ جب ہم کسی امر میں فیصلہ کر دیں تو تھوڑے ہیں جو اسکو شرح صدر سے منظور کر لیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تو وہ ایسے فدائی اور جان نثار تھے کہ جانیں دیدیں۔ اب اگر اتنا ہی کہا جاوے کہ سو دو سو کوس پر جاؤ اور وہاں دو چار برس تک بیٹھے رہو۔ تو پھر گننے منے لگ جاویں۔ زبان سے تو کہنے کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ جو کریں ہم کو منظور ہے لیکن جب کہا جاوے تو پھر ناراضگی کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ نفاق ہوتا ہے میں منافقوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ منافقوں کی نسبت فرماتا ہے۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار

یقیناً یاد رکھو منافق کافر سے بھی بدتر اسلئے کہ کافر میں شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے وہ دلیری کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کر دیتا ہے۔ مگر منافق میں شجاعت اور قوت فیصلہ نہیں ہوتی وہ چھپاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جماعت میں وفا اور عقیدت ...

جو ہونی چاہیئے تہی تو اب تک یہہ جماعت بہت کچہہ ترقی کر لیتی۔ مگر مین دیکہتا ہون کہ بہت سے لوگ ابہی تک کمزور ہین مین یہ نہین کہتا کہ وہ میرا کہا نہین مانتے۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ برداشت نہین کر سکتے اگر کوئی ابتلا آجاوے تو موت آجاوے۔ جماعت کی ایسی حالت دیکہکر دل مین درد پیدا ہوتا ہے

قرب اجلک المقدر

اب جو بار بار اللہ تعالے نے مجہے فرمایا کہ تیری اجل کے دن قریب ہین۔ جیسا کہ یہ الہام ہے قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکراً۔ ایسا ہی اردو زبان مین بہی فرمایا

بہت تہوڑے دن رہ گئے ہین اسدن سب پر اداسی چہا جائے گی۔

غرض جب خدا تعالے نے مجہہ پر یہ ظاہر کر دیا کہ اب تہوڑے دن باقی ہین تو اسی لئے مینے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے اور یہ تجویز مینے محض اللہ تعالے کے امر اور وحی سے کی ہے اور اسی کے امر سے اسکی بنا ڈالی گئی ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق عرصہ سے مجہے خبر دی گئی تہی۔ مین جانتا ہون۔ کہ یہ تجویز بہی بہت سے لوگون کے لئے ابتلا کا موجب ہوگی۔ لیکن اس بنا سے غرض یہی ہے کہ تا آنیوالی نسلون کے لئے ایک ایسی قوم کا نمونہ ہو جیسے صحابہ کا تہا اور تا لوگ جانین کہ وہ اسلام اور اس کی اشاعت کے لئے فدا شدہ تہے ابتلاؤن کا آنا ضروری ہے اس سے کوئی بچ نہین سکتا۔ خدا تعالے فرماتا ہے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔

یعنے کیا لوگ گمان کر بیٹہے ہین کہ اللہ تعالے ان سے اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے کہ وہ کہدین کہ ہم ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ابہی امتحان مین نہین ڈالے گئے۔ اور پہر دوسری جگہ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتٰی تنفقوا مما تحبون یعنے اسوقت تک تم حقیقی نیکی کو حاصل ہی نہین کر سکتے جب تک تم اس چیز کو خرچ نکرو گے جو تم کو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

اب غور کرو۔ جبکہ حقیقی نیکی اور رضائے الٰہی کا حصول ان باتون کے بغیر ممکن ہی نہین تو پہر نری لاف گذاف سے کیا ہو سکتا ہے؟ صحابہ کا یہہ حال تہا کہ انمین سے مثلاً ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ قدم اور صدق تہا کہ سارا مال ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اسکی وجہ کیا تہی؟ یہہ کہ خدا تعالے کے لئے زندگی وقف کر چکے تہے پہر انہون نے اپنا کچہہ بہی نہ رکہا تہا۔ مومن کی بہلائی کے دن بہلے آتے ہین تو ایسے موقعون پر جبکہ اسکو کچہہ خرچ کرنا پڑے خوش ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ جوہر صدق و صفا کے جو اب تک چہپے ہوئے تہے ظاہر ہونگے برخلاف اس کے منافق ڈرتا ہے اسلئے کہ وہ جانتا ہے اب اس کا نفاق ظاہر ہو جائیگا۔ یہہ قبرستان کا امر بہی اسی قسم کا ہے مومن اس سے خوش ہون گے۔

قبرستان کا اعلان کیون ہوا؟

اور منافقون کا نفاق ظاہر ہو جائیگا۔ مینے اس امر کو جب تک تواتر سے مجہہ پر نہ کہلا پیش نہین کیا۔ اس مین تو کچہہ شک ہی نہین کہ آخر ہم سب مرنے والے ہین اب غور کرو کہ جو لوگ اپنے بعد اموال چہوڑ جاتے ہین وہ اموال ان کی اولاد کے قبضہ مین آتے ہین مرنے کے بعد انہین کیا معلوم اولاد کیسی ہو؟ بعض اوقات اولاد ایسی شریر اور فاسق فاجر نکلتی ہے کہ وہ سارا مال شراب خانون اور زناکاری مین اور ہر قسم کے فسق و فجور مین تباہ کیا جاتا ہے اور اسطرح پر وہ مال بجائے مفید ہونیکے مضر ہوتا اور چہوڑنے والے پر عذاب کا موجب ہو جاتا ہے جبکہ یہ حالت ہے تو پہر کیون تم اپنے اموال کو ایسے موقع پر خرچ نکرو جو تمہارے لئے ثواب اور فائدہ کا باعث ہو۔ اور وہ یہی صورت ہے کہ تمہارا مال دین کا بہی حصہ ہو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر تمہارے مال مین دین کا بہی حصہ ہے تو اس بدی کا تدارک ہو جائیگا جو اس مال کیوجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ یعنی جو بدی اولاد کرتی ہے۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ تم اس بات کو خوب یاد رکہو کہ جیسا کہ قرآن مجید مین بیان فرمایا ہے۔ اور ایسا ہی دوسرے نبیون نے بہی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولتمند کا بہشت مین داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے مین سے داخل ہونا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ اسکا مال اسکے لئے بہت سی روکون کا موجب ہو جاتا ہے۔ اسلئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹہوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کرو۔ اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو۔

سچا مومن کون ہے؟

یقیناً یاد رکہو کہ خدا تعالے کے نزدیک وہی مومن اور بیعت مین داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرلے جیسا کہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا ہے اور خدا تعالے کے نزدیک وہ مجرم ٹہیرتا ہے۔ پس اسی غرض سے یہہ اشتہار (الوصیۃ) مینے خدا تعالے کے اذن سے دیا ہے۔ سچی بات یہی ہے سال دیگر را کہ مے داند حساب لیکن جب کہ خدا تعالے کی متواتر وحی نے مجہہ پر کہولا کہ وقت قریب ہے اور اجل مقدر کا الہام ہوا۔ تو مینے اللہ تعالے ہی کے اشارہ سے یہہ اشتہار دیا کہ تا آیندہ کے لئے اشاعت دین کا سامان ہو۔ اور تا لوگون کو معلوم ہو کہ اٰمنا و صدقنا کہنے والون کی عملی حالت کیا ہے؟ یقیناً سمجہو کہ جب تک انسان کی عملی حالت درست نہو۔ زبان کچہہ چیز نہین یہ نری لاف گزاف ہے زبان تک جو ایمان رہتا ہے اور دل مین داخل ہوکر اپنا اثر عملی حالت پر نہین ڈالتا وہ منافق کا ایمان ہے سچا ایمان وہی ہے جو دل مین داخل ہو اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے۔ سچا ایمان ابوبکر اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تہا۔ کیونکہ جنہون نے اللہ تعالے کی راہ مین مال تو مال جان تک کو دیدیا اور اسکی پرواہ نہ کی جان سے بڑہکر اور کوئی چیز نہین ہوتی مگر صحابہ نے اسے بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا انہون نے کبہی اس بات کی پرواہی نہین کی کہ بیوی بیوہ ہو جائے گی یا بچے یتیم رہ جائین گے بلکہ وہ ہمیشہ اسی آرزو مین رہتے کہ خدا کی راہ مین ہماری زندگیان قربان ہون۔

مجہے ہمیشہ خیال آتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش دل پر ہو جاتا ہے اور کیسی بابرکت وہ قوم تہی اور آپ کے قوت قدسیہ کا کیسا قوی اثر تہا کہ اس قوم کو اس مقام تک پہونچا دیا۔ غور کر کے دیکہو کہ آپ نے انکو کہان سے کہان پہونچا دیا۔ ایک حالت اور وقت ان پر ایسا تہا کہ تمام محرمات انکے لئے شیر مادر کی طرح تہین۔ چوری۔ شراب خوری۔ زنا۔ فسق و فجور سب کچہہ تہا غرض کونسا گناہ تہا جو انمین نہ تہا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور تربیت سے انپر وہ اثر ہوا اور ان کی حالت مین وہ تبدیلی پیدا ہوئی

صحابہ کا نمونہ اور اسوہ

کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی شہادت دی اور کہا اللہ اللہ فی اصحابی گویا وہ بشریت کا چولہ اتار کر مظہر اللہ ہو گئے تہے اور ان کی حالت فرشتون کی سی ہو گئی تہی جو یفعلون ما یؤمرون کے مصداق ہین ٹہیک ایسی ہی حالت صحابہ کی ہو گئی تہی۔ ان کے دلی ارادے اور نفسانی جذبات بالکل دور ہو گئے تہے انکا اپنا کچہہ رہا ہی نہین تہا نہ کوئی خواہش تہی نہ آرزو بجز اس کے کہ اللہ تعالے راضی ہو۔ اور اس لئے وہ خدا کی راہ مین بکریون کی طرح ذبح ہو گئے۔ قرآن شریف انکی اس حالت کے متعلق فرماتا ہے۔

منھم من قضٰی نحبہ و منھم من ینتظر وما بدّلوا تبدیلا۔

یہہ حالت انسان کے اندر پیدا ہو جانا آسان بات نہین کہ وہ خدا کی راہ مین جان دینے کو امادہ ہو جاوے۔ مگر صحابہ کی حالت بتاتی ہے کہ انہون نے اس فرض کو ادا کیا جب انہین حکم ہوا کہ اس راہ مین جان دیدو پہر وہ دنیا کی طرف نہین جہکے۔ پس یہہ ضروری امر ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کر لو۔

جماعت مین داخل اور شامل کون ہین

یاد رکہو

اب جسکا اصول دنیا ہے اور پہر وہ اس جماعت مین شامل ہے خدا تعالی کے نزدیک وہ اس جماعت مین نہین ہے اللہ تعالے کے نزدیک وہی اس جماعت مین داخل اور شامل ہے جو دنیا سے دست بردار ہے یہہ کوئی مت خیال کرے کہ مین ایسے خیال سے تباہ ہو جاؤن گا۔ یہہ خدا شناسی کی راہ سے دور لے جانیوالا خیال ہے۔ خدا تعالے کبہی اس شخص کو جو محض اسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہین کرتا۔ بلکہ وہ خود اسکا متکفل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالے کریم ہے جو شخص اسکی راہ مین کچہہ کہوتا ہے وہی کچہہ پاتا ہے مین سچ کہتا ہون کہ اللہ تعالے انہین کو پیار کرتا ہے اور انہین کی اولاد بابرکت ہوتی ہے جو خدا کے حکمون کی تعمیل کرتا ہے اور یہہ کبہی نہین ہوا اور نہ ہوگا۔ کہ خدا تعالے کا سچا فرمانبردار ہو وہ یا اسکی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے دنیا ان لوگون ہی کی برباد ہوتی ہے جو خدا تعالی کو چہوڑتے ہین اور دنیا پر جہکتے ہین کیا یہہ سچ نہین ہے؟ کہ ہر امر کی طناب اللہ تعالے ہی کے ہاتہہ مین ہے اسکے بغیر کوئی مقدمہ فتح نہین ہو سکتا کوئی کامیابی حاصل نہین ہو سکتی اور کسی قسم کی آسایش اور راحت میسر نہین آسکتی۔ دولت ہو سکتی ہے مگر یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد یہہ بیوی یا بچون کے ضرور کام آئیگی؟ ان باتون پر غور کرو۔ اور اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرو

غرض

مجہے افسوس ہوتا ہے جب مین جماعت کو دیکہتا ہون

کہ یہہ ابھی تہوڑے سے ابتلا کے بھی لائق نہیں وجہ یہ ہے کہ ابھی تک وہ **قوت ایمانی** پیدا نہیں ہوئی جو ہونی چاہیئے - ابھی تک جو تعریف کی جاتی ہے وہ خدا کی ستاری کرا رہی ہے - لیکن جب کوئی ابتلا اور آزمایش آتی ہے تو وہ انسان کو ننگا کرکے دکہا دیتی ہے - اوسوقت وہ مرض جو دل میں ہوتی ہے اپنا پورا اثر کرکے انسان کو ہلاک کر دیتی ہے -

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

یہہ مرض ابتلا ہی کے وقت بڑہتی اور اپنا پورا زور دکہاتی ہے خدا تعالے کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ دلوں کی مخفی قوتوں کو ظاہر کر دیتا ہی جو شخص اپنے دل میں ایک نور رکھتا ہے اللہ تعالے اس کا صدق اور اخلاص ظاہر کر دیتا ہے اور جو دل میں خبث اور شرارت رکھتا ہی اوسکو بھی کہول کر دکہا دیتا ہے اور کوئی بات چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی -

یقیناً سمجھو! کہ اللہ تعالے کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہیں ہیں جنکی پوشاکیں عمدہ ہوں اور وہ بڑے دولتمند اور خوش خور ہوں بلکہ خدا تعالے کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اور خالص خدا ہی کے لئے ہو جاتے ہیں - پس تم اس امر کی طرف توجہ کرو - نہ پہلے امر کیطرف اگر میں جماعت کی موجودہ حالت پر نظر کروں تو مجھے بہت غم ہوتا ہے کہ ابھی بہت ہی کمزور حالت ہے - اور بہت سے مراحل باقی ہیں - جو اس نے طے کرنے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر نظر کرتا ہوں جو اس نے مجہہ سے کئے ہیں تو میرا غم امید سے بدل جاتا ہے - منجملہ اسکے وعدوں کے ایک یہی ہے جو فرمایا

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

یہہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو قیامت تک میرے منکروں اور مخالفوں پر غلبہ دیگا - لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں ہر شخص محض میرے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہو سکتا - جب تک اپنے اندر وہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا - متبعین میں داخل نہیں ہو سکتا - پوری پوری پیروی جب تک نہیں کرتا - ایسی پیروی کہ گویا **اطاعت** میں فنا ہو جاوے - اور نقش قدم پر چلے اسوقت تک اتباع کا لفظ صادق نہیں آتا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے نے ایسی جماعت میرے لئے مقدر کی ہے جو میری اطاعت میں **فنا** ہو اور پورے طور پر میری اتباع کرنے والے ہو -

اس سے مجھے تسلی ملتی اور میرا غم امید سے بدل جاتا ہے - مجھے اسبات کا غم نہیں کہ ایسی جماعت نہ ہوگی؟ نہیں جماعت تو ضرور ہوگی اسلئے کہ خدا تعالیٰ کا یہہ وعدہ ہے ایسے لوگ ضرور ہونگے مگر غم اسبات کا ہے کہ ابھی جماعت کچی ہے اور پیغام موت آ رہا ہے گویا جماعت کی حالت اس بچہ کی سی ہے جسنے ابھی دو چار روز دودھ پیا ہو اور اس کی ماں مر جاوے -

"حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے جسوقت یہ جملے نکلے - انمیں کچہہ ایسا درد اور رقت تہی کہ اسنے سامعین کو بیقرار کر دیا - اور کئی آدمی جو آخر ضبط نکر سکے پہوٹ پہوٹ کر رو پڑے - ایڈیٹر"

بہرحال خدا تعالے کے وعدوں پر میری نظر ہے اور وہ خدا ہی ہے جو میری **تسکین اور تسلی** کا باعث ہے - ایسی حالت میں کہ جماعت کمزور اور بہت کچھ تربیت کی محتاج ہے یہہ ضروری امر ہے کہ میں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم خدا تعالے کے ساتہہ سچا تعلق پیدا کرو - اور اسی کو مقدم کر لو - اور اپنے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک جماعت کو نمونہ سمجھو - ان کے نقش قدم پر چلو - میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ وہ ...... ایک ایسی **صادق** جماعت تہی جو اپنے ایمان قوی کے لحاظ سے جان فدا کرنے میں بھی دریغ نکرتی تہی - بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ اسکی **نظیر** مل سکتی ہی نہیں - جب ہم دوسری قوموں کا ان سے مقابلہ کرتے ہیں تو ان کی عظمت اور شوکت کا اور بھی دل پر اثر ہوتا ہے -

(باقی آئندہ)

سفر نامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

داخلہ دہلی اور دروازے بند میں پیچھے ذکر کر آیا ہوں کہ دہلی میں خدام علی حضرت کو یقین ہو چکا تہا کہ حضرت اقدسؑ کی آمد ملتوی ہوگئی ہے اسکے لئے کوئی قرائن قویہ نہ تہے صرف ایک قیاسی امر تہا اور اسی وجہ سے ریلوی سٹیشن پر کسی خادم کو آنے کیضرورت ہی محسوس نہ ہوئی - اور آج تو کسی صورت میں بھی گمان نتہا کہ آپ تشریف لے آئیں گے - برخلاف اسکے ہم سب اسی تار کی امید پر جو روانہ ہونے سے پہلے بٹالہ سے دیا تہا - بخیال خویش چشم براہ تہے کہ ریلوے سٹیشن پر اپنے احباب سے ملیں گے مگر سٹیشن پر جب کسی کو نہ پایا تو سخت تحیر ہوا - خصوصاً اس وجہ سے کہ ہم سب محض ناواقف تہے اور نہیں جانتے تہے کہاں جانا ہے؟ اور کہاں اترنا ہے - حضرت حجۃ اللہ نے سٹیشن پر اترکر صرف اتنا پوچہا کہ میر صاحب سٹیشن پر نہیں آئے جب جواب نفی میں دیا گیا تو آپ کو ذرا بھی خیال نہیں گذرا فرمایا اچہا اسباب نکلوا اور ذرا انتظار کرو - اسباب نکلوایا گیا - اور پلیٹ فارم ہی کے ایک حصہ پر حضرت اقدس اور آپ کے اہل بیت بڑے اطمینان کے ساتہہ تہوڑی دیر کے لئے ٹہرے - اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو شہر کے جانے کیواسطے گاڑیوں پر اسباب لدوانے کا حکم دیا گیا چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی اور **متصل مسجد سید رفائی** کے پتہ سے ہم سب شہر کو چل پڑے راستہ میں ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب انچارج ریفارمیٹری سکول دہلی آملے جنکو اسیوقت اطلاع ہوئی تہی قصہ مختصر جامع مسجد کی مشرقی سڑک پر سے ہوتے ہوئے ہم سید رفائی کی مسجد کے پاس پہونچے جہاں حضرت اقدسؑ کے قیام کے لئے ایک بڑا مکان **الفخان سیاہی** والے کا کرایہ پر لیا گیا تہا - جب منزل مقصود پر پہونچے تو دیکہا کہ

دروازے بند ہیں

میرے دل میں معاً ہی آیا کہ وہ رویا جو جناب نے دہلی کو روانہ ہوتے وقت دیکہی تہی اور دہلی کے دروازے بند پائے تہے ایک رنگ میں پوری ہوگئی اسلئے کہ جب مکان کو کہولا گیا تو اس میں جدہر دیکہو دروازے بند -

فی الجملہ

وہاں قیام کیا - جن احباب نے ظہر و عصر کی نماز نہ پڑہی تہی انہوں نے نماز ادا کی اور بیچارے اکیلے ڈاکٹر صاحب اسوقت ان مہمانوں کی ضروریات کا سامان کرنے لگے - کیونکہ مکان میں تو بجز دروازہ بندی کے کچہہ تہا ہی نہیں - روشنی - چارپائیوں - پانی کے لئے برتنوں - اور پہر کہانے پکانے کا سارا انتظام بڑی جانفشانی اور مستعدی سے انہوں نے کیا - پہر میر قاسم علی صاحب بھی آملے اور جوں جوں خبر ہوتی گئی احباب حاضر ہوتے گئے - مسافرین دہلی نے اپنے اپنے ٹہکانے اس مکان میں کر لئے - اور شہر دہلی کے پیش آنے والے حالات کے نقشے سرسری طور پر دماغ میں آنے لگے - مسجد رفائی کا ذکر آگیا ہے اسلئے نامناسب نہوگا اگر اس مقام پر اسکا مختصر سا ذکر میں کر جاؤں -

مسجد سید رفائی یہہ مسجد بہت قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہے - کوئی بہت بڑی مسجد نہیں بلکہ نہایت ہی مختصر سی مسجد ہے - ٹہیک طور پر نہیں کہہ سکتے کہ دراصل اس مسجد کا بنانے والا کون تہا لیکن چونکہ سید رفائی صاحب غدر سے پہلے یہاں رہتے تہے اس لئے یہ مسجد انہیں کے نام سے مشہور ہوگئی ہے آثار الصنادید میں اس مسجد کے متعلق یہہ بھی لکہا ہے کہ ان سید صاحب کے ہاں ایک مجلس بنام حضرہ ہوا کرتی تہی اور اسی مجلس میں خاص خاص مریدوں کے ہاتہہ میں چہرے ہوتے تہے اور وہ حالت وجد میں ایک دوسرے کو چہرے مارتے تہے مگر کوئی زخمی نہ ہوتا تہا اور اگر ہوتا بھی تہا تو سید صاحب لب لگا کر اسکو اوسیوقت اچہا کر دیتے تہے مجلس کی بڑی شرط یہہ تہی کہ اسکے گرد و پیش میں کوئی عورت نہو -

اللھم صل علی محمد و بارک و سلم یہہ قصہ اجو سید صاحب اور آپ کے مریدوں کے متعلق میں نے لکہا ہے) پڑہکر بے اختیار میری زبان سے اللھم صل علی محمد و بارک و سلم نکلا - میں سید صاحب اور آپ کی اس مجلس کے متعلق کوئی ریمارک پاس کرنے کا حق نہیں رکہتا اس لئے کہ **تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت** مگر اتنا تو بہرحال کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو سلوک کی منزلیں طے کرانے کے لئے کیا کیا حیلے تجویز کئے - ایک دن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بعض فقرا کے اذکار و معمولات کا ذکر تہا مثلاً ایک ایک ٹانگ پر کہڑے ہو کر ذکر کرتے تہے یا اسی قسم کے اور مشکلات میں اپنے آپ کو ڈالتے تہے - آپ نے اسپر جو کچہہ فرمایا اسکا خلاصہ مطلب یہہ تہا کہ اصل بات یہہ ہے سالکوں پر بعض اوقات ایک زمانہ قبض کا آجاتا ہے اسکے دور کرنے کے واسطے وہ اس قسم کے حیلے کرتے ہیں جیسے جسمانی طور پر اگر قبض واقع ہو جائے تو اس کے دور کرنے کیواسطے بھی مختلف تجاویز اور تدابیر پر عمل کرنے کی حاجت پڑتی ہے اسیطرح پر روحانی قبض کے وقت یہہ لوگ اپنے نفس کو مختلف قسم کے شدائد میں ڈالتے ہیں اس سے غرض انکی اس قبض کا دور کرنا ہی ہوتا ہے اور یہ بھی کہ اپنے نفس پر حکومت اور غلبہ حاصل کر سکیں - حضرت حجۃ اللہ کے اس ارشاد کو سن کر آپ کی سچائی پر بے اختیار ہو کر صدقت کہنا پڑتا ہے اور آپ کے حسن ظن کی بڑی ہوئی قوت کی بے اختیار تعریف کرنی پڑتی ہے - اسیطرح پر ممکن ہے سید رفائی صاحب نے اپنے مریدوں کی تربیت کے لئے یہہ ایک حیلہ تجویز کیا ہو اور اس سے انہوں نے کوئی فائدہ محسوس کیا ہو -

انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کے سلسلہ اور طریق تربیت میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے وہ اس قسم کی مشکل راہوں کو اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ ایک ایسی سہل اور آسان راہ پر قوم کو لے جاتے ہیں جو اس قسم کی مشکلات سے بچی ہوئی ہوتی ہے اسکی وجہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے خاص شاگرد اور اسی کے دست تربیت سے طیار شدہ ہوتے ہیں اسلئے طریقہ تربیت سے بھی خوب واقف ہوتے ہیں ولنعم ما قیل

چون حاجتے بود بہ ادیبے دگر مرا
من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک ٹرینڈ ٹیچر ہو جو طریقہ تعلیم سے خوب واقف اور سند یافتہ ہوتا ہے اور ایک ایسا جو واقف نہ ہو۔ جیسے دونو کے مدارج میں فرق ہے ویسے ہی انکے طریقہ تعلیم میں بھی فرق ہے ٹھیک اسی طرح پیران پیروں اور مشائخوں کے طریق اصلاح اور ماموروں کے طریق اصلاح میں ایک فرق نمایاں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت کے لئے وہ وہ اصلاح کے طریقے کبھی پسند نہ فرمائے جو یہود و نصاریٰ کے احبار اور رہبانوں میں اسوقت مروج تھے۔ اور ایسا ہی آپ کے بروز احمد قادیانی علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی قوم کے لئے ان اوراد و اشغال کی طرف لیجانا نہیں چاہا جو آج مختلف گدیوں اور سجادہ نشینوں کے ہاں مروج ہیں بلکہ آپ اس طریق پر اصلاح کرنا چاہتے ہیں جو آپ کے جلیل القدر معلم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے منشاء اور ایما سے مقرر کیا تھا۔ جسکو دوسرے الفاظ میں آج ہم

سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کہتے ہیں آپ یہی فرماتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی روحانی ترقی اور فیض و برکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے بدون اس کے کچھ بھی نہیں ملتا۔ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

میری اپنی رائے ہے کہ آجکل جو سجادہ نشینوں اور مختلف گدیوں اور طریقوں اور سلسلوں میں ہم برکات اور فیوض ربانی کے آثار اور علامات کو بہت ہی کم بلکہ قریب قریب نہیں پاتے تو اسکی یہی وجہ ہے کہ اسکو جو ترقیات روحانی کا سرچشمہ ہے دور لے جا رہے ہیں اور وہ اوراد و اشغال جو بعض پاکباز لوگوں نے اپنی اصلاح حالت اور رفع قبض یا بسط حالی کی خاطر بطریق علاج وقتی اختیار کئے تھے۔ مستقل طور پر انہیں ہر مرض کے لئے سپیسیفک سمجھ لیا گیا ہے جو کسی حال میں درست نہیں۔

غرض

مبارک اور سعادت بخش وہی طریق ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام اختیار کرتے ہیں اور جو اس زمانے میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے اور وہ نیا نہیں بلکہ وہ وہی طریق ہے جسکے لئے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو سید رفائی صاحب کے طریقہ اصلاح کے سلسلہ میں مجھے کہنی پڑی اسی مسجد رفائی کے متصل ہاں بالکل متصل ہماری فرودگاہ تھی اور خصوصاً میں تو بہت ہی قریب تھا۔ میں جب جب اس مسجد رفائی کو دیکھتا اور سید صاحب کے اس طریقہ مجلس حضرہ کو خیال کرتا تو بے اختیار اپنے سید و مولا مسیح موعود پر بھی درود پڑھتا کہ اس کے زمرہ خدام میں آکر ہمیں اس قسم کے اشغال کی حاجت نہیں پڑی۔ اللھم صل علے محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

اس سے پیشتر کہ دہلی کے زمانہ قیام کے حالات لکھیں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے متعلق ضروری واقفیت ناظرین الحکم کے لئے بہم پہونچائیں۔ ہر چند بعض ناظرین اس سے واقف ہوں گے مگر اکثر ناواقف ہونگے علاوہ بریں سفرنامہ کی تکمیل بدون اس کے ہو نہیں سکتی۔ پس میں اپنے ناظرین کے لئے دوربین کا کام دونگا اور اپنی آنکھ سے انہیں دہلی دکھاؤنگا

(باقی آئندہ)

سنگ مزار

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا تابوت ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر و عصر نکالا گیا اور احباب با دیدۂ گریان اپنے کاندھوں پر اٹھا کر باغ میں لے گئے خود حضرت مسیح موعود بھی جنازہ کے ہمراہ تھے ۲۷ تاریخ کی صبح کو ۱۰ بجے کے قریب اعلیٰ حضرت نے اپنی جماعت کو لیکر پھر جنازہ پڑھا۔ عرصہ تک آپ کے مدارج کی ترقیات کے لئے دعا فرماتے رہے ۲۶ دسمبر کو جبکہ حضرت بہشتی مقبرہ یعنی جدید قبرستان میں مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی قبر کو دیکھکر بیٹھ گئے تھے۔ میرے محترم بھائی منشی نوبخان صاحب ثاقب نے مرحوم کی وفات پر ایک ترجیع بند پڑھا تھا۔ حضرتؑ نے اسکو بہت پسند فرمایا اور ایک قطعہ تاریخ لکھنے کی انہیں ہدایت کی وہی قطعہ تاریخ اب مرحوم کا سنگ مزار ہے۔ حضرت کا ارادہ آپ کچھ لکھنے کا تھا مگر ثاقب صاحب کی نسبت فرمایا:

"ہمارا لکھنے کا ارادہ تھا انہوں نے ہمارا منشاء پورا کر دیا۔" اسلئے یہ شعر لکھوا دیئے جاوین۔ سنگ مزار کو تو وہی لوگ پڑھیں گے جو یہاں آکر اپنے مخدوم کو بہشتی مقبرہ کی خاک میں آرام کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ مگر اسکا مثنیٰ وہ بھی پڑھ لیں۔ جو بظاہر قادیان سے دور ہیں۔ اس سنگ مزار کو پڑھیں اور اپنے مخدوم کے مراتب کی ترقی کے لئے دعا کریں۔

اس سے پہلے کہ میں اس قطعہ تاریخ کو درج کروں۔ میں ثاقب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو پورا کرنے والے ٹھیرے اور اس امر میں کلام امام زبان ثاقب پر جاری ہوا۔ (ایڈیٹر)

قطعہ تاریخ وفات حضرت مولینا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم

یہ ہے اس باصفا مرد خدا کا مرقد روشن
بحکم وحی روشن جو مسلمانوں کا لیڈر تھا
پڑا رہتا تھا سایہ کی طرح عیسےٰ کے در پر وہ
اطاعت اور وفا میں سایۂ ظل پیمبر تھا
مسیحا سے ہوا زندہ مسیحا میں مٹا آخر
الگ عیسےٰ سے مرنا اور جینا اسپہ دوبھر تھا
دم عیسےٰ کی جنبش تھا ید بیضا کی تھا تابش
شعاع مہر روشن تھا ضیائے بدر انور تھا
خدا کے گھر سدھارا اور بہشتی مقبرہ پایا
مزین جسکے دم سے مسجد و محراب و منبر تھا
سخن کی داد دیتا تھا سخن کا قدردان تھا وہ
سخن سنج و سخن گو سخن فہم و سخنور تھا
مسیحا کے محامد سے تھا پر ہر وعظ اور خطبہ
مناقب کا مرقع اسکا ہر اسپیچ و لیکچر تھا
نئی طرز ادا اسکا نیا حسن بیان ہر دم
ہر اک وعظ اسکا شہد اور ہر بیان قند مکرر تھا
جو دل کا سخت آجاتا وہ دم میں موم ہو جاتا
پگھل کر بہنے لگتا تھا کلیجہ جس کا پتھر تھا
مسیحا کو جو مانے اسکو وہ مومن سمجھتا تھا
مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اُسکے کافر تھا
نہ کچھ پیری چلی آکر یہاں افسوس نیچر کی
ہوا آخر مسلمان جو مرید پیر نیچر تھا
وہ تھا اصحاب صفہ کے مبارک پاک لوگوں میں
مسیحا کا در و دیوار اس کا بام اور گھر تھا
کئے معصومیت میں پورے سینتالیس سال اُسکے
رہا جتبک وہ دنیا میں مطیع حکم داور تھا
زبان و دل موافق تھا مخالف تھا دورنگی کا
جو دل میں تھا نہاں اُسکے وہی اُسکی زبان پر تھا
وفات اوسکی ہوئی تیرہ سو اور تیئیس ہجری میں
یہ وہ دن تھا کہ ہر چھوٹا بڑا با دیدۂ تر تھا
یہ بدھ کا روز گیارہ ماہ شعبان المعظم کی
بلا کا دن قیامت کا سمان یا روز محشر تھا
یہ وہ دن تھا کہ چشم مہر و مہ بھی ڈبڈبا آئی
زمین و آسمان اس نوحہ خوانی میں برابر تھا
اُمڈ کر آیا بادل جبکہ مطلع صاف تھا سارا
سمان رونے کا بام آسمانی پر سراسر تھا
وہ قطرے مینہ کے تھے یا بندھ گیا تھا جہاں آنسو کا
یہ اشک غم بھی گویا موتیوں کا اک نچھاور تھا
تڑپ کر بجلیاں کوندیں بہائے اشک کچھ ہنسی
یہ کہہ سکتے ہیں بجلی کا بھی انگاروں پہ بستر تھا
کلیجہ پھٹ گیا بادل کا رویا پھوٹ پھوٹ ایسا
دھواں غم کا ہی تھا آخر نہ وہ لوہا نہ پتھر تھا
ہو روح مولوی عبد الکریم آرام و راحت میں
وہ روحانی فرشتہ تھا دم اوسکا روح پرور تھا
دعا کرتے رہو ثاقب کہ بیڑا پار ہو اسکا
وہ علم و معرفت کے بحر کا کامل شناور تھا

اطلاع

میں نے بارہا یہ لکھا ہے۔ کہ خریداران الحکم خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر مطبوعہ ہوتا ہے۔ دیا کریں مگر بعض خریدار ابھی تک اس طرف متوجہ نہیں ہوئے جس سے نمبر تلاش کرنے میں بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ اگر احباب توجہ کریں۔ اور نمبر خریداری دیا کریں۔ تو تضیع اوقات کے علاوہ کمال سہولت ہو جائے۔ آئندہ ضرور ضرور خیال رکھیں۔

الوصیّة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین - امابعد چونکہ خدائے عزّوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ مین اوس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا اس لئے مین نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستون اور اون تمام لوگون کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہین چند نصائح لکھون۔ سو پہلے مین اوس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہون جس نے مجھے میری موت کی خبر دیکر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی اور وہ یہ ہے جو عربی زبان مین ہوئی۔ اور بعد مین اردو کی وحی بھی لکھی جائیگی۔

قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک ونبقی لک الآیات۔ قرب ما توعدون۔ واما بنعمت ربک فحدث۔ انہ من یتق اللہ ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

ترجمہ:- تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتون کا نام و نشان نہین چھوڑین گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دین گے اور کچھ بھی ان مین سے باقی نہین رہین گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔ اور ہم اس بات پر قادر ہین کہ جو کچھ مخالفون کی نسبت ہماری پیشگوئیان ہین ان مین سے تجھے کچھ دکھا دین یا تجھے وفات دیدین تو اس حالت مین فوت ہوگا جو مین تجھ سے راضی ہونگا۔ اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھین گے جو وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے۔ اپنے رب کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی لوگون کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو خدا ایسے نیکوکارون کا اجر ضائع نہین کرتا۔

اس جگہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہین چھوڑین گے جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کا موجب ہون اس فقرہ کے دو معنے ہین (۱) اول یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہین ہم دور کر دینگے اور اون اعتراضات کا نام و نشان نہ رہیگا۔ (۲) دوسرے یہ کہ ایسے شکایت کرنے والون کو جو اپنی شرارتون کو نہین چھوڑتے اور بدذکر سے باز نہین آتے دنیا سے اوٹھالین گے اور صفحۂ ہستی سے معدوم کر دینگے تب اون کے نابود ہونے کی وجہ سے اون کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائینگے۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اردو زبان مین مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مخاطب کر کے فرمایا۔

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہین اوس دن سب پر اداسی چھا جائیگی یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا۔

حوادث کے بیان مین جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا مین موت اپنا دامن پھیلائیگی اور زلزلے آئین گے اور شدت سے آئین گے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین کو تہ و بالا کر دینگے اور بہتون کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔ پھر وہ جو توبہ کرینگے اور گناہون سے دستکش ہو جائینگے خدا اون پر رحم کریگا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو۔ لیکن وہ جو اپنے دلون کو درست کرلین گے اور اون راہون کو اختیار کرینگے جو خدا کو پسند ہین اون کو کچھ خوف نہین اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو میری طرف سے نذیر ہے مین نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکارون سے الگ کئے جائین اور فرمایا

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ * مین تجھے اسقدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈین گے۔

* اگر دنیا کی آنکھ کھلتی تو وہ دیکھتے کہ مین صدی کے سر پر ظاہر ہوا اور چہارم حصہ کے قریب اب تک چودھوین صدی بھی گذر گئی اور احادیث کے مطابق عین میرے دعوے کے وقت رمضان کے مہینے مین چاند گرہن اور سورج گرہن بھی ہوا۔ اور طاعون بھی ملک مین ظاہر ہوئی اور زلزلے بھی آئے اور آئینگے مگر افسوس اون پر جنہون نے دنیا سے پیار کیا اور مجھے قبول نہ کیا۔ منہ

اور آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا مجھے خبر دی اور فرمایا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اسلئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضرور ہے۔ لیکن راستباز اس سے امن مین ہین سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اوس دن کے ڈر سے امن مین رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائینگے۔

خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتین زمین پر اوترین گی کچھ تو اون مین سے میری زندگی مین ظہور مین آجائینگی اور کچھ میرے بعد ظہور مین آئینگی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اوس نے انسان کو زمین مین پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیون اور رسولون کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی* اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولون اور نبیون کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اوسکا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانون کے ساتھ اون کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا مین پھیلانا چاہتے ہین اوس کی تخم ریزی اونہین کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اوس کی پوری تکمیل اون کے ہاتھ سے نہین کرتا بلکہ ایسے وقت مین اون کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفون کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہین تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہین غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیون کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت مین جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور مین آجاتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہین کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد مین پڑ جاتے ہین اور اون کی کمرین ٹوٹ جاتی ہین اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہین اختیار کر لیتے ہین تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت مین ہوا جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اوس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعنی خوف کے بعد پھر ہم انکے پیر جما دین گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین ہوا۔ جب کہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ مین پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہونچا دین فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل مین اون کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت مین لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک اون مین سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتین دکھلاتا ہے تا مخالفون کی دو جھوٹی خوشیون کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہین ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اسلئے تم میری اس بات سے جو مین نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جاوین کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اوس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہین ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہین آسکتی جب تک مین نہ جاؤن لیکن مین جب جاؤنگا تو پھر خدا اوس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ مین وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہین ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مین اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہین قیامت تک دوسرون پر غلبہ دونگا سو ضرور ہے کہ تم پر

ترجمہ* - خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اوس کے نبی غالب رہین گے۔ منہ

میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدے کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جسکا اوس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جنکے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قایم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جنکی خدا نے خبر دی - مین خدا کیطرف سے ایک قدرت کے رنگ مین ظاہر ہوا اور مین خدا کی ایک مجسم قدرت ہون اور میرے بعد بعض وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار مین اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو - اور چاہئیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک مین اکٹھی ہو کر دعا مین لگے رہین تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہین دکہا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے - اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہین جانتے کہ کسوقت وہ گہڑی آجائیگی -

اور چاہئیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہین میرے نام پر میرے بعد لوگون سے بیعت لین؎ خدا تعالے چاہتا ہے کہ اُن تمام روحون کو جو زمین کی متفرق آبادیون مین آباد ہین کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہین توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندون کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالے کا مقصد ہے جسکے لئے مین دنیا مین بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤن پر زور دینے سے - اور جبتک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد ملکر کام کرو -

اور چاہئیے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسون کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصّہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہین ہو سکتا اور نفسانی جذبات کو بکلی چہوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو - دنیا کی لذّتون پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہین اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو - درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے - اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو - اُس محبت کو چہوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے - اگر تم صاف دل ہو کر اُسکی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ مین وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہین نقصان نہین پہنچا سکیگا - خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہین سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزّت چہوڑ کر اپنا مال چہوڑ کر اپنی جان چہوڑ کر اس کی راہ مین وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے - لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچّے کی طرح خدا کی گود مین آجاؤ گے - اور تم اُن راستبازون کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہین اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائین گے - لیکن تھوڑے ہین جو ایسے ہین - خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جسکو دل مین لگانا چاہئیے - وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے - تقویٰ ایک ایسی جڑھ ہے کہ اگر وہ نہین تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے - انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہین رکھتا - دیکھو مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھہ دنیا کی کچھہ ملونی رکھتا ہے اور اُس نفس سے جہنّم بہت قریب ہے جسکے تمام ارادے خدا کے لئے نہین ہین بلکہ کچھہ خدا کے لئے اور کچھہ دنیا کے لئے - پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض مین رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتین عبث ہین - اس صورت مین تم خدا کی پیروی نہین کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو - تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت مین خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت مین زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنون تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہین

اور تم مین خدا نہین ہوگا - بلکہ تمہین ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا مین ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھہ ہوگا اور وہ گہر بابرکت ہوگا جس مین تم رہتے ہوگے اور اون دیوارون پر خدا کی رحمت نازل ہوگی - جو تمہارے گہر کی دیوارین ہین - اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہان ایسا آدمی رہتا ہوگا - اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی - اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہین کرو گے اور تعلق کو نہین توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مین سچ سچ کہتا ہون کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے تم بھی انسان ہو جیسا کہ مین انسان ہون اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے پس اپنی پاک قوتون کو ضائع مت کرو - اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جہکو گے تو دیکھو مین خدا کی منشاء کے موافق تمہین کہتا ہون کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے خدا کی عظمت اپنے دلون مین بٹھاؤ اور اوس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھہ پیش آؤ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ -

تمہین خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے - ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اوس کی طرف دنیا کو توجہ نہین - وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ مین داخل ہونا چاہتے ہین اون کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکہلائین اور خدا سے خاص انعام پاوین یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہین ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھہ کا ایک بیج ہو جو زمین مین بویا گیا - خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پہولیگا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخین نکلین گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا - پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھتے اور درمیان مین آنے والے ابتلاؤن سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤن کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمایش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت مین صادق اور کون کاذب ہے - وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کہائیگا وہ کچھہ بھی خدا کا نقصان نہین کرے گا - اور بدبختی اوسکو جہنم تک پہونچائیگی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اوس کے لئے اچہا تہا - مگر

وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرین گے اور اون پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیان چلین گی - اور قومین ہنسی اور ٹھٹھا کرین گی اور دنیا اون سے سخت کراہت کے ساتھہ پیش آئیگی وہ آخر فتح یاب ہونگے اور برکتون کے دروازے اون پر کھولے جائین گے - خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مین اپنی جماعت کو اطلاع دون کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اوس کے ساتھہ دنیا کی ملونی نہین اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہین اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہین ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہین اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہین جنکا قدم صدق کا قدم ہے -

اے سننے والو سنو!! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اوسی کے ہو جاؤ اوس کے ساتھہ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان مین نہ زمین مین ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تہا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تہا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تہا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ مین وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہین - بلکہ وہ سنتا ہی اور بولتا بھی ہے - اوس کی تمام صفات ازلی ابدی ہین - کوئی صفت بھی معطل نہین اور نہ کبھی ہوگی - وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہین اور جس کی کوئی بیوی نہین - وہ وہی بے مثل ہے جسکا کوئی ثانی نہین اور جسکی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہین اور جس کا کوئی ہمتا نہین - جسکا کوئی ہم صفات نہین اور جس کی کوئی طاقت کم نہین وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے - اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے - وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئین ظاہر کر سکتا ہے - مگر اوس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے وہ سب سے اوپر ہے مگر نہین کہہ سکتے کہ اوس کے نیچے کوئی اور بھی ہے - اور وہ عرش پر ہے مگر نہین کہہ سکتے کہ زمین پر نہین - وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقّہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیون کا - اور جامع ہے تمام طاقتون کا - اور مبدء ہے تمام فیضون کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا - اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر مین کہ زمین والے اور آسمان والے اوسی کی عبادت کرین اور اوس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہین - اور تمام روح اور

؎ ایسے لوگون کا انتخاب مومنون کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگون سے بیعت لیوے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا - اور چاہئیے کہ وہ اپنے تئین دوسرون کیلئے نمونہ بناوے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مین تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قایم کرون گا اور اوسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرون گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرین گے سو اُن دنون کے منتظر رہو - اور تمہین یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت مین ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دہوکا دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ مین صرف ایک

ی طاقتین اور تمام ذرات اور اون کی طاقتین اُسی کی پیدائش ہین۔ اوس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہین ہوتی۔ وہ اپنی طاقتون اور اپنی قدرتون اور اپنے نشانون سے اپنے تئین آپ ظاہر کرتا ہے اور اوسکو اسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہین اور وہ راستبازون پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتین اُن کو دکہلاتا ہے اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اُسی سے اسکی پسندیدہ راہ شناخت کیجاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھون کے۔ وہ سُنتا ہے بغیر جسمانی کانون کے۔ اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اُسکا کام ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ مین بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے۔ اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکہلا دیتا ہے۔ پس اسی طرح اسکی تمام قدرتین ہین۔ نادان ہے وہ جو اوس کی قدرتون سے انکار کرے۔ اندہا ہے وہ جو اوسکی عمیق طاقتون سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر اون امور کے جو اوس کی شان کے مخالف ہین یا اوس کے مواعید کے برخلاف ہین۔ اور وہ واحد ہے اپنی ذات مین اور صفات مین اور افعال مین اور قدرتون مین۔ اور اوس تک پہونچنے کے لئے تمام دروازے بند ہین مگر ایک دروازہ جو قرآن مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتین اور تمام کتابین جو پہلے گذر چکین اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہین رہی کیونکہ نبوت محمدیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اسکے سب راہین بند ہین۔ تمام سچائیان جو خدا تک پہنچاتی ہین اسی کے اندر ہین نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تہی جو اسمین موجود نہین اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتون کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیے تہا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بہی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہین بلکہ سب نبوتون سے زیادہ اس مین فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اسکی پیروی سے خدا تعالے کی محبت اور اوس کے مکالمہ مخاطبہ کا اوس سے بڑہکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تہا مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہین کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اسمین ہتک ہے۔

ہان اُمتی اور نبی دونون لفظ اجتماعی حالت مین اُس پر صادق آ سکتے ہین کیونکہ اس مین نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہین بلکہ اوس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے + اور جب وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہونچ جائے اور اس مین کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کُہلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظون مین نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیون کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تہا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ

كنتم خير امة اخرجت للناس

اور جن کے لئے یہ دعا سکہائی گئی کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم اُنکے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بہی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت مین صرف یہی خرابی نہین تہی کہ اُمت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندہون کی طرح رہتے بلکہ یہ بہی نقص تہا . . . . . کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تہا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹہرتی تہی۔ اور ساتھ اسکے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز مین پڑہنا تعلیم کیا گیا تہا۔ اوس کا سکہلانا بہی عبث ٹہرتا تہا مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بہی تہی کہ اگر یہ کمال کسی فرد اُمت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا ہے تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تہے پس ان دونون خرابیون سے محفوظ رکہنے کے لئے خدا تعالے نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نرہا اور اُمتی ہونیکا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان مین پائے گئے ایسے طور پر کہ اُنکا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ اُنکے محویت کے آئینہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیون کی طرح اُنکو نصیب ہوا۔

پس اسطرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونیکا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہین بلکہ اگر غور سے دیکہو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید مین جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنے اس فقرہ کے ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق مین فرمایا کہ نبی اللّٰہ۔ و امامکم منکم یعنی وہ نبی بہی ہے اور اُمتی بہی ہے ورنہ غیر کو اسجگہ قدم رکہنے کی جگہ نہین مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجہے تا ہلاک ہونیسے بچ جائے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دیدی جیسا کہ خدا تعالے کی صاف اور صریح آیت فلما توفیتنی كنت انت الرقيب عليهم اس پر شاہد ہے جس کے معنے آیات متعلقہ کے ساتھ یہ ہین کہ خدا قیامت کو عیسیٰ سے پوچہے گا کہ کیا تو نے ہی اپنی اُمت کو یہ تعلیم دی تہی کہ مجہے اور میری مان کو خدا کر کے مانو تو وہ جواب دینگے کہ جب تک مین ان مین تہا تو اونپر شاہد تہا اور انکا نگہبان تہا اور جب تو نے مجہے وفات دیدی تو پہر مجہے کیا علم تہا کہ میرے بعد وہ کس ضلالت مین مبتلا ہوئے۔ اب اگر کوئی چاہے تو آیت فلما توفیتنی کے یہ معنے کرے کہ جب تو نے مجہے وفات دیدی۔ اور چاہے تو اپنی ناحق کی ضد سے باز نہ آ کر یہ معنے کرے کہ جب تو نے مع جسم عنصری مجہے آسمان پر اٹہا لیا۔ بہرحال اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا مین نہین آئین گے کیونکہ اگر وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا مین آئے ہوتے اور صلیب توڑی ہوتی تو اس صورت مین ممکن نہین کہ عیسیٰ جو خدا کا نبی تہا ایسا صریح جہوٹ خدا تعالے کے روبرو قیامت کے دن بولے گا کہ مجہے کچہ بہی خبر نہین کہ میرے بعد میری اُمت نے یہ فاسد عقیدہ اختیار کیا کہ مجہے اور میری مان کو خدا قرار دیدیا۔ کیا وہ شخص جو دوبارہ دنیا مین آوے اور چالیس برس دنیا مین رہے اور عیسائیون سے لڑائیان لڑے۔ وہ نبی کہلا کر ایسا مکروہ جہوٹ بول سکتا ہے کہ مجہے کچہ بہی خبر نہین پس جبکہ یہ آیت حضرت عیسیٰ کو دوبارہ آنے سے روکتی ہے ورنہ وہ دروغ گو ٹہرتے ہین۔ تو اگر وہ مع جسم عنصری آسمان پر ہین اور بموجب تصریح اس آیت کے قیامت کے دن تک زمین پر نہین اترینگے تو کیا وہ آسمان پر ہی مرینگے اور آسمان مین ہی اُن کی قبر ہوگی لیکن آسمان پر مرنا آیت فيها

تموتون کے برخلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ آسمان پر نہ گئے بلکہ مر گئے اور جس حالت نے کمال تصریح سے یہ فیصلہ کر دیا تو . . . کی مخالفت کرنا اگر معصیت نہین تو اور کیا ہے۔ اگر مین نہ آیا ہوتا تو محض اجتہادی غلطی قابل عفو تہی لیکن جب مین خدا کی طرف سے آ گیا اور صریح اور سچے معنے قرآن شریف کے کہل گئے تو پہر بہی غلطی کو نہ چہوڑنا ایمانداری کا شیوہ نہین۔ میرے لئے خدا کے نشان آسمان پر بہی ظاہر ہوئے اور زمین پر بہی اور صدی کا بہی قریباً چوتہا حصہ گذر گیا اور ہزارہا نشان ظہور مین آ گئے اور دنیا کی عمر سے ساتوان ہزار شروع ہو گیا تو پہر اب بہی حق کو قبول نکرنا یہ کس قسم کی سخت دلی ہے دیکہو مین بلند آواز سے کہتا ہون کہ خدا کے نشان ابہی ختم نہین ہوئے اوس پہلے زلزلے کے نشان کے بعد جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء مین ظہور مین آیا جسکی ایک مدت پہلے خبر دیگئی تہی پہر خدا نے مجہے خبر دی کہ بہار کے زمانہ مین ایک اور سخت زلزلہ آنیوالا ہے وہ بہار کے دن ہونگے نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جبکہ درختون مین پتا نکلتا ہے یا درمیان اُس کا یا اخیر کے دن۔ جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہین۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پہر پوری ہوئی۔ چونکہ پہلا زلزلہ بہی بہار کے ایام مین تہا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بہی بہار مین ہی آئیگا اور چونکہ آخر جنوری مین بعض درختون کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہین گے۔ + اور خدا نے فرمایا زلزلة الساعة یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اور پہر فرمایا لك نری آيات و نهدم ما يعمرون + یعنے تیرے لئے ہم نشان دکہلائین گے اور جو عمارتین بناتے جائینگے ہم اُن کو گراتے جائین گے۔ اور پہر فرمایا بہونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی۔ یعنی ایک سخت زلزلہ آئیگا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصون کو

+ باوجود اسکے یہ خوب یاد رکہنا چاہیے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہین جو نئے احکام سکہائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اسکا عمل قیامت تک ہے۔ منہ

+ مجہے معلوم نہین کہ بہار کے دنون سے مراد یہی بہار کے دن ہین جو اس جاڑے کے گذرنے کے بعد آنیوالے ہین یا کسی اور وقت پر اس پیشگوئی کا ظہور موقوف ہے جو بہار کا وقت ہوگا بہرحال خدا تعالے کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہار کے دن ہونگے خواہ کوئی بہار ہو مگر خدا ایک ایسے شخص کیطرح آئیگا جو رات کو پوشیدہ طور پر آتا ہے یہی خدا نے مجہے فرمایا ہے منہ

+ ایک خدا کی وحی اس بارہ مین یہ بہی ہے تیرے لئے میرا نام چمکا منہ

[illegible] گا جیسا کہ لوطؑ کے زمانہ میں ہوا۔
[illegible] لا فراح اتیك بغتةً
[illegible] فوجوں کے ساتھ آؤنگا
[illegible] خبر نہیں ہوگی جیسا کہ لوطؑ کی
[illegible] نہیں کی گئی کسی کو خبر نہ تھی
[illegible] عیش کرتے تھے کہ ناگہانی طور
[illegible] ہے کہ اس جگہ بھی ایسا۔
[illegible] حد سے بڑھ گیا اور انسان حد
[illegible] سے پیار کرتے ہیں اور خدا کی راہ
[illegible] دیکھی جاتی ہے اور پھر فرمایا زندگیوں
[illegible] اور پھر مجھے مخاطب کرکے فرمایا
[illegible] نازل من السماء ما یرضیك
[illegible] امرًا مقضیا یعنی تیرا
[illegible] ایک امر آسمان سے اتریگا جس سے
[illegible] یہ ہماری طرف سے رحمت ہے
[illegible] بات ہے جو ابتداء سے مقدر
[illegible] ہے کہ آسمان اوس امر کے نازل
[illegible] رہے جبتک یہ پیشگوئی قوموں
[illegible] جائے۔ کون ہے جو ہماری باتوں پر
[illegible] بجز اوس کے کہ خوش قسمت

[illegible] کہ یہ اعلان تشویش کے پہلانے
[illegible] بلکہ آیندہ تشویش کی پیش بندی
[illegible] بے خبری میں ہلاک نہ ہو۔
[illegible] سے وابستہ ہے پس ہماری
[illegible] نہیں بلکہ دکھ سے بچانے
[illegible] وہ لوگ جو توبہ کرتے ہیں خدا
[illegible] سے بچائے جائیں گے۔ مگر وہ بد
[illegible] توبہ نہیں کرتا اور ٹھٹھے کی مجلسوں
[illegible] نہیں چھوڑتا اور بدکاری اور گناہ سے باز
[illegible] آتا۔ اسکی ہلاکت کے دن نزدیک ہیں۔
کیونکہ اوس کی شوخی خدا کی نظر میں قابل غضب
[illegible]

اسجگہ ایک امر اور قابل تذکرہ ہے کہ جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں۔ کہ خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کرکے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اور فرمایا کہ تمام حوادث عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا۔ یہ اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لئے تیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو اور مجھے ایک جگہ دکھلادی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اوس نے پہونچکر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اوسکی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اوس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن چونکہ موقع کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا میں رہی اب اخویم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ مینے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے مینے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جسکی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بناوے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کیطرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یارب العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اسجگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی* اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جنکو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمة۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں۔ اور سب کو بجالانا ہوگا۔

(۱) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے مینے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جسکی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اسلئے وہاں ایک پل تیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض انہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔

بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہئے لیکن اگر خداتعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے۔ جو اوس کی موت کے بعد دسواں حصہ اوس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے۔ اور خداتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دیگا اسلئے امید کیجاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہوجائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جسکی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہونگے اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو اون کے جانشین ہوں گے اون کا بھی یہی فرض ہوگا کہ اُن تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجالاویں ان اموال میں سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں اور جائز ہوگا کہ ان اموال کو بطور تجارت کے ترقی دیجائے یہ مت خیال کرو کہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں

---

* بدظنی ایک سخت بلا ہے جو ایمان کو ایسی جلدی جلا دیتی ہے جیسا کہ آتش سوزان خس و خاشاک کو اور وہ جو خدا کے مرسلوں پر بدظنی کرتا ہے خدا اسکا خود دشمن ہو جاتا ہے اور اسکی جنگ کیلئے کھڑا ہوتا ہے اور وہ اپنے برگزیدوں کے لئے اسقدر غیرت رکھتا ہے جو کسی میں اسکی نظیر نہیں پائی جاتی میرے پر جب طرح طرح کے حملے ہوئے تو وہی خدا کی غیرت تھی [illegible] لئے افروختہ ہوئی جیسا کہ اوس نے فرمایا انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم۔ واعطیك ما یدوم۔ لك درجة فی السماء وفی الذین ھم یبصرون ولك نری [illegible] ایات ونھدم ما یعمرون۔ وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ انی مھین من اراد اھانتك۔ لا تخف انی لا یخاف لدیّ المرسلون [illegible] انی امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ بشارة تلقاھا النبیون۔ یا احمدی انت مرادی ومعی۔ انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی وانت منی بمنزلة لا یعلمھا الخلق [illegible] بی حرتی اخترتك لنفسی۔ اذا غضبت غضبت وکلما احببت احببت۔ انزل اللہ علی الکاشف الحمد للہ الذی جعلك المسیح ابن مریم لا یسئل عما یفعل وھم [illegible] یسئلون۔ وکان وعدا مفعولا۔ یعصمك اللہ من العدا ویسطوا بکل من سطا۔ ذالك بما عصوا وکانوا یعتدون۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ یا جبال اوّبی معہ والطیر [illegible] کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ ان الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم [illegible]

...دیکھکر ٹھوکر نہ کہاوین - اور دنیا کی بیارنہ رہین - سو مین دعا کرتا ہون کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہین جو خدا کیلئے کام کرین - ہان جائز ہوگا کہ جن کا کچھہ گذارہ نہ ہو اون کو بطور مدد خرچ اس مین سے دیا جائے -

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان مین دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نکرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو -

(۴) ہر ایک صالح جو اوسکی کوئی بہی جائداد نہین اور کوئی مالی خدمت نہین کرسکتا - اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکہتا اور صالح تہا تو وہ اس قبرستان مین دفن ہوسکتا ہے -

ہدایت

(۱) ہر ایک صاحب جو حسب شرایط متذکرہ بالا کوئی وصیت کرنا چاہین تو اون کی وصیت پر عملدرآمد اون کی موت کے بعد ہوگا - لیکن وصیت کو لکہکر اس سلسلہ کے امین مفوض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہوگا اور ایسا ہی چہاپ کر شایع کرنا بہی کیونکہ موت کے وقت اکثر وصایا کا لکہنا مشکل ہو جاتا ہے اور چونکہ آسمانی نشانون اور بلاؤن کے دن قریب ہین - اس لئے خداتعالے کے نزدیک ایسے وقت مین وصیت لکہنے والا بہت درجہ رکہتا ہے جو امن کی حالت مین وصیت لکہتا ہے اور اس وصیت کے لکہنے مین جسکا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اوسکو دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم مین ہوگا -

(۲) ہر ایک صاحب جو کسی دوسری جگہ مین ہون جو قادیان سے دور اس ملک کے کسی اور حصہ مین ہون - اور وہ ان شرائط کے پابند ہون جو درج ہوچکی ہین تو اون کے وارثون کو چاہئے کہ اون کی موت کے بعد ایک صندوق مین اون کی میت کو رکہکر قادیان پہونچا دین اور اگر اس قبرستان کی تکمیل سے پہلے یعنی پل وغیرہ کی تیاری سے پہلے کوئی صاحب فوت ہوجائین جو حسب شرائط اس قبرستان مین دفن ہونگے تو چاہئے کہ بطور امانت صندوق مین رکہکر اپنی جگہ دفن کئے جائین پہر تمام لوازم کی تیاری کے بعد جو قبرستان کے متعلق ہین قادیان مین اون کی میت لائی جائے - لیکن وہ صاحب جو بغیر صندوق کے دفن کئے جائینگے اون کا قبر مین سے نکالنا مناسب نہوگا ✦✦

واضح ہو کہ خداتعالے کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہون تا آیندہ کی نسلین ایک ہی جگہ اون کو دیکہکر اپنا ایمان تازہ کرین اور تا اون کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے اونہون نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہون -

بالآخر ہم دعا کرتے ہین کہ خداتعالے اس کام مین ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان مین پیدا کرے اور اون کا خاتمہ بالخیر کرے آمین -

مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت مین سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستون مین اسکو مشتہر کرین اور جہانتک ممکن ہو اس کی اشاعت کرین اور اپنی آیندہ نسل کے لئے اسکو محفوظ رکہین - اور مخالفون کو بہی مہذب طریق پر اس سے اطلاع دین اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کرین - اور دعا مین لگے رہین -

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللہ الصمد غلام احمد

عافاہ اللہ واید - ۲۰ - دسمبر ۱۹۰۵ء

الا اے کہ ہشیاری وپاک زاد
پئے حرص دنیا مدہ دین بباد
بدین دار فانی دل خود مبند
کہ دارد نہان راحتش صد گزند
اگر باز باشد ترا گوش ہوش
زگورت ندائے درآید بگوش
کہ اے طعمۂ من پس از چند روز
پئے فکر دنیائے دون کم بسوز
ہر آن کو بدنیائے دون مبتلاست
گرفتار رنج و عذاب و عناست
پرست آنکہ بر موت دارد نگاہ
بریدہ ز دنیا - و دیدہ براہ
سفر کردہ پیش از سفر ہوشیار
کشیدہ ز دنیا ہمہ رخت و بار
پئے دار عقبےٰ کمر بستہ چست
رہا کردہ سامان این خانہ سست
چہ کار حیات است کاری نہان
نہان بہ کہ دل بگسلی زین مکان
جہنم کزو داد فرقان خبر
ہمین حرص دنیا است جان پدر
چو آخر ز دنیا سفر کردن است
چو روزے ازین رہ گذر کردن است
چرا عاقلے دل بہ بندد درآن
کہ ناگہ وزد بر گل او خزان
بدین قحبہ بستن دل خود خطاست
کہ این دشمن دین و صدق و صفاست
چہ حاصل ازین دلستان دورنگ
کہ گاہے بصلحت کشد گہ بجنگ
چرا دل نہ بندی بدان دلستان
کہ مہرش رہاند ز بند گران
بہ و فکر انجام کن اے غوی
ز سعدی شنو گر ز من نشنوی
عروسی بود نوبت ماتمت
اگر بر نکوئی بود خاتمت

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

قبل ازین جو کہ مین نے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۳۱ - اگست مین ایک مضمون بعنوان "مصالحات تصلیب مسیح و شمعون" طبع کرایا تہا - اس سے مجہے امید تہی - کہ انصاف پسند حضرات کو اس مسئلہ پر اپنی تسکین کا موقع ملیگا - یہ امید اس حد تک تو پوری ہوئی - کہ پادری صاحب نے تو خاموشی اختیار فرمائی مگر فریق ثانی یعنی حاجی عبدالواحد صاحب اپنے خیال سے باز نہ آئے - سمجہہ مین نہین آتا کہ مسیح کی بجائے شمعون کو کیون صلیب دیگئی - آخر اس کی وجہ کیا تہی - اور کیا کسی زمانہ مین ایسا دہوکا کسی ایسے شخص کی نسبت کارگر ہوسکتا ہے جس کی ساری قوم دشمن ہو - تعجب ہے کہ ایک طرف تو عیسائی مذہب کے ناپاک عقیدہ کفارہ پر اعتراض کیا جاتا ہے - اور دوسری طرف ہمارے حاجی صاحب خود بہی اسی عقیدہ مین مبتلا ہو رہے ہین - اب اگر وہ یہ کہین کہ جملہ ولکن شبہ سے ثابت ہے - کہ مسیح سے ایک دوسرا شخص متشکل ہوگیا تہا - تو یہ ان کی غلط فہمی ہے - جو روزمرہ کے مشاہدہ اور آیت واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لایات للعلمین کے بہی صریح مخالف ہے بلکہ اس سنت اللہ اور خلقت کو بہان تک لاتبدیل دکہا گیا ہے ... ہی پیدائش بہی ... سے باہر نہین ... اگر اس قسم کا تشکل ... تو دنیا کا ایک کام بہی نہ چل سکتا - اس تجربہ مین حاجی صاحب کے ... مضمون ... اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ ان کو ... عاملہ و ... کی بہی اطلاع نہین ... ہر ایک مضمون کا یہی ... تا ہے کہ مسیح صلیبی واقعہ سے پہلے ہی آسمان پر اٹہالئے گئے تہے مگر حاجی صاحب جبتک آسمان پر اٹہائے جانے کی کوئی معقول وجہ نہ بتلائینگے - اس دعوی بے دلیل کو کون مان سکتا ہے -

کیا وہ ... کا کہین ثبوت دے سکتے ہین کہ یہودی جس اعتراض کو مد نظر رکہکر مسیح کے قتل کا ارادہ کر رہے تہے - وہ جسمانی رفع کے متعلق تہا نہین نہین بلکہ مین تجربہ سے کہتا ہون - کہ جسمانی رفع کا قرآن کریم مین کہین بہی ذکر نہین - ہان جس روحانی رفع پر وہ معترض تہے اسکی تصریح و تفہیم آیات مندرجہ ذیل مین موجود ہے -

اول تو اس عقدہ کی اصلیت اور حقیقت معلوم کرنیکے لئے آیت فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یامریم لقد جئت شیئا فریا کے مضمون پر مطلع ہونا ضروری ہے - تا کہ ہم معلوم کرسکین - کہ حضرت عیسے ع کی ... تا تقوا اللہ واطیعون ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم کہنے پر ... یہودیون نے کیون انکار کردیا محض اس وجہ سے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی پاک ولادت کی حقیقت نہ سمجہ سکے جو "امرا مقضیا" کے ماتحت واقع ہوئی تہی - اور اس رائے کو زیادہ تقویت دینے کے لئے کتب سابقہ کے قائم کردہ معیارون کے مطابق ... پایا جاتا ہے - وہ خدا کا ملعون ہوتا ہے" اور جہوٹا نبی قتل کیا ... کی ایک ایسی تدبیر سوچی جو آیت ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین مین مصرح ہے - ادہر جب حضرت عیسے علیہ السلام کو یہودیون کے اس مکر عظیم کی اطلاع ہوئی - تو نہایت غمگین ہوئے - اس پر خداتعالے نے اپنے صادق نبی کو ان الفاظ مین تسلی دیکر ... وعدے فرمائے کہ یاعیسی انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ - ترجمہ اے عیسی تحقیق مین ہی تجہے ... والا ہون - اور اٹہانے والا ہون اپنی طرف یعنے یہ ہرگز نہین ہوگا کہ تو یہودیون کی تجویز کردہ موت سے مر کر ... رفع نہو - اور ان الزامات ... سے جو یہودی تیری طرف منسوب کرتے ہین تجہے پاک کرنیوالا ہون - اور تیری تابعین کو تیرے منکرین پر فوقیت بخشونگا - افسوس کہ حاجی صاحب نے ... تجویز کردہ ... کے مقابلہ مین متوفیک جیسے مبارک وعدہ اور اطمینان کہنے مین ... ایسی طرح ٹہوکر کہائی ہے کہ مطہرک کے مفہوم کو بہی ... نہین سمجہے مذکورہ بالا وعدون کی جو مطہرک کا وعدہ تہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ مین اس طرح پورا ہوا کہ جب آپ کے زمانہ مین حضرت عیسے علیہ السلام پر ... نے انہین ... الزامات کو پیش کیا - تو آنحضرت ... بہی مشروحی کو پاکر ان کی ... کردی - اس کے علاوہ خداتعالی نے یہودیون کی بیباکی اور وجہ عدم تسلیم کو ... وقولہم علی مریم بہتانا عظیما وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ مین بیان فرما کر وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم سے ان کی پیش کردہ یعنی صلیبی موت کی ... ہیجان ملعونیت ... چڑہائے جانے ... ہی ... یہودیون ہی حضرت عیسی علیہ السلام کے ... حقیقی موت پر محمول کر لیا ... پہر وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما ... کو یقینی ... مسیح ... ہرگز ... تجویز کردہ موت ... اسکو ... حاجی صاحب ... کہنا

سودیشی تحریک اور احمدی مسلمان

… ناظرین کے لئے یہ پہلا موقع ہے کہ … الحکم میں سودیشی تحریک کا ذکر پڑھتے ہیں۔ … اس ناگوار اور بصورت موجودہ نہایت ہی بیہودہ … کے ذریعہ سے بھی الحکم کے کالموں کو پاک رکھنا … تھا لیکن جب یہ خطرہ متعدی بیماری کی طرح … نظر آیا تو ضروری سمجھا کہ اپنے ناظرین کو اس … سودیشی تحریک سے متنبہ کر دوں۔ میں یقیناً … معصیت کا مرتکب ہوتا اگر اب بھی خاموشی سے کام لیتا۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ الحکم میں سودیشی تحریک کے خلاف مضامین کا سلسلہ ہمارے خلاف اس جوش میں ایک اور اُبال پیدا کر دیگا جو پہلے ہی سے بھارت … ہو رہا ہے۔ کانگرس کے سوامیوں اور بڑے کاشٹ … کے پتا پرشوں کو ہمارے نیست و نابود کرنے … متعلق ہے۔ لیکن محض اس خیال مخالف سے اس زہر کو پھیلنے دینا دانشمندی نہیں ہے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس زہر کو تریاق کی … میں پیش کر کے غریب مسلمانوں کو خطرناک مغالطہ دیا جاتا ہے۔

سودیشی تحریک کو نظر فریب بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور بھولے بھالے اور سیدھے سادے مسلمان یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اس کی غرض تو صرف ملکی اشیاء کا استعمال اور ان کی قدر ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ اس منافقانہ کارروائی میں ایک نیش زنی ہو رہی ہے جو مسلمانوں اور ان کی ذریت کو ہمیشہ کے لئے ذلیل اور تباہ کرنے پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس امر سے تو کوئی ناواقف نہیں ہے کہ ہماری قوم (جو اپنی شامت اعمال اور ترک قرآن کریم کی وجہ سے ہر پہلو اور ہر صورت سے گر رہی ہے) اگر ان آریہ مہاشوں کے پہلو بہ پہلو چلنے کی سعی کرے تو یہ دہرم آتما اور اہنسا پرمو دہرم کے شبد سنانے والے پتا پرش کہنیاں مار مار کر غریب مسلمانوں کو نکال دینے کی سعی کرتے ہیں۔ . . .

. . . .

اور انکو چین نہیں آتا جب تک وہ اس نکبت زدہ قوم کے ان افراد کو جو ان کے دوش بدوش چلنا چاہیں اپنے پاؤں میں کچل نہ لیں۔ ممکن ہے وہ لوگ جو ان کی اندرونی ریشہ دوانیوں اور نیش زنیوں سے ناواقف ہیں۔ ان حالات سے پورے باخبر نہ ہوں۔ لیکن جو لوگ سلسلہ ملازمت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت میں ان کے ساتھ چلے ہیں انہوں نے دیکھا ہے کہ ان برادران یوسف نے کیا سلوک کیا ہے؟ میں اپنے ذاتی علم اور عام واقفیت کی بناء پر کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے اپنا موٹو یہ قرار دے رکھا ہے

آریہ ورت آریہ مہاشاؤں کیلئے ہے
نہ مسلمان ملیچھوں کے واسطے

دشٹ اور ملیچھ ہمارا نام رکھتے ہیں۔ اور جہانتک انسے ممکن ہو سکتا ہے وہ ملازمت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت کا ہر عرصہ اور حلقہ ہمارے لئے تنگ کرنا اپنی زندگی کا پرم دہرم سمجھتے ہیں یہ تو ہماری دنیوی حالت ان یاران طریقت کے سامنے ہے۔ اس سے بھی بدتر **مذہبی حالت** ہو رہی ہے۔ مذہب ایک ایسی شے ہے جس پر انسان جان اور مال سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ مگر شومی اعمال نے سو محتاج کا ایک محتاج ہمیں اسوقت بنا رکھا ہے اسلئے ان مہا پرشوں نے موقع پا کر **اسلام** پر حملے کرنے اور اس پاک اور مصفا چشمہ ہدایت کو مکدر اور گدلا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہادی اسلام اور بزرگان ملت کی ستودہ صفات ذات پر محض ہوا سے ناروا اتہام باندھے جاتے ہیں کہ کسی طرح سے ہمارے دل دکھیں۔ مسلمان بادشاہوں کے عہد حکومت پر ریمارک کرتے ہوئے ایسی رنگ آمیزی کی جاتی ہے کہ دیکھنے والا انہیں معاذ اللہ ظالم۔ سفاک اور سنگدل تسلیم کرے۔ اور اسطرح پر انکی قوم کے خلاف اپنے ہم چشموں اور بھائیوں میں جوش مخالفت پیدا کیا جاوے تاکہ اگر ان کا بس چلے تو وہ ان کو کچے ہی چبا ڈالیں یہ ہے ہماری عام حالت ان تعلقات کی جو اس آریہ قوم کے ہمارے ساتھ ہیں۔ ایسی صورت میں یقیناً یاد رکھو کہ محض اللہ ہی کا آسرا ہے اور **گورنمنٹ انگلشیہ** کی معدلت گستری اور رعایا پروری کا سہارا ہے جو ہم برائے نام باقی ہیں ورنہ اگر انکا بس چلے تو آج ہمارا خاتمہ کر ڈالیں۔

ایسی صورت اور ایسی حالت کے ہوتے ہوئے مسلمانو تم ہی بتاؤ کیا سودیشی تحریک ہمارے لئے مفید بابرکت اور سود مند ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ قوم جو مسلمان نام کی دشمن ہے اور جس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس نام کو دنیا کے تختہ سے مٹا دیا جاوے۔ (اگرچہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوگی انشاء اللہ العزیز) کیا وہ ہماری دوست اور بہی خواہ ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

پھر کیسی بدنصیبی اور بدبختی ہوگی ان لوگوں کی جو مسلمان کہلا کر اس تحریک میں ان آریوں کے ساتھ ہوں۔ اگر تم ایسے ہی بے غیرت اور اپنے مذہب اور ہادی کی توہین سُن کر خاموش ہو رہنے والے ہو تو پھر تو کوئی شکوہ اور شکایت نہیں لیکن اگر تمہاری رگوں میں کچھ بھی اسلامی غیرت اور حمیت کا خون باقی ہے تو بس آج ہی ان سے قطع تعلق کر دو۔

میرا اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ حسن اخلاق اور ہمدردی چھوڑ دو نہیں نوع انسان کیساتھ سلوک کرنا اور جہانتک ممکن ہو شفقت علی خلق اللہ کے اصول کو مدنظر رکھنا یہ تو اسلام کا عین شعار ہے لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایسے امور میں ہم ان لوگوں کے ساتھ شریک ہوں جو سراسر **اسلام** اور اہل اسلام کے لئے مضر ہوں۔ مذہبی تنفر اور عداوت جو اس قوم کو ہمارے ساتھ ہے اسکی داستان طویل اور پُر درد ہے اور میں جانتا ہوں بہت تھوڑے مسلمان ہونگے جو اس سے ناواقف ہونگے۔ دنیوی طور پر جسقدر ہم سے بیر کیا جاتا ہے اور ہمارے مفاد کو کچلا جاتا ہے۔ وہ اب چھپی ہوئی بات نہیں ایک چپراسی بھی اگر مسلمان ہے تو اس کے لئے لاہور سے لیکر کلکتہ تک کے ہندو اخبار شور مچاتے ہیں۔ اور احمدیوں کے ساتھ تو انکی مخالفت کا سٹیم اور بھی تیز ہو چکا ہے اسکی اصل وجہ یہی ہے کہ احمدی قوم انکے نفاق کا بھانڈا بیچ بازار پھوڑ دیتی ہے۔ اس سودیشی تحریک کے متعلق بھی جب ہمارے سید و مولیٰ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لالہ شرمپت رائے نے پوچھا اور خواہش کی کہ وہ اپنی جماعت کو انکے ساتھ جلسہ میں شریک ہونے کی اجازت دیں تو انہیں صاف جواب ملا کہ ہم اس میں **شریک نہیں ہو سکتے** تمہارا ہمارا ملاپ ہی کیا تم ہمارے مذہب کے دشمن ہمارے دشمن علاوہ بریں یہ تحریک محض تقسیم بنگال کے سوال کے اور کچھ نہیں ہرگز ہرگز یہ نیک نیتی اور ملکی خیر سگالی پر مبنی نہیں بلکہ اس میں **بغاوت** کی ملونی ہے اس قسم کا جواب جب انہیں دیا گیا تو اپنا سا منہ لیکر چلے گئے۔ اور انہوں نے وہ جلسہ جسکے لئے تحریک کرتے تھے آجتک نہیں کیا اس تحریر کے بعد اگر کوئی جلسہ ہو تو وہ اس کا نتیجہ سمجھا جاویگا۔ ہاں اب کے سالانہ جلسہ پر جو دسمبر کی آخری تاریخوں میں ہوا **پنڈت پورنا نند** نے ایک لیکچر سودیشی تحریک پر دیا تھا اور اس میں دیہات کے جمع شدہ سکھوں اور زمینداروں اور دوکانداروں کو اکسایا اور ابھارا تھا کہ تم ملکی اشیاء کی قدر کرو۔ اور ولائتی چیزوں کے استعمال کو ترک کرو اور حلف اٹھاؤ لیکن وہ خالص سودیشی جلسہ نہ تھا۔ میری غرض اس امر کے اظہار سے کہ قادیان کی سماج نے جلسہ علانیہ نہیں کیا اور ان کی تجویزیں اور منصوبے تک ہی محدود رہیں یہ ہے کہ انہوں نے دراصل ایک چال چلی تھی۔ اور احمدی جماعت کو بدنام کرنے کی ایک تدبیر سوچی تھی۔ لیکن احمدی جماعت محض خدا کے فضل سے انکی اس چال میں نہیں پھنسی تو انکو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ علانیہ جلسہ کریں اگر انکی غرض محض نیک نیتی اور ملکی اور قومی بھلائی تھی تو اسی امر کی کیا حاجت تھی کہ احمدی قوم ضرور ان کے ساتھ شریک ہو اگر وہ نہیں ہوتی تھی تب بھی وہ اس جلسہ کو کر لیتے کیا وہ اپنا مذہبی جلسہ ہم سے پوچھ کر کرتے ہیں؟ کبھی نہیں بلکہ جیسے اس جلسہ میں ہمارا دل دکھانا اور ہم کو نقصان پہنچانے کی تجاویز کو ملحوظ رکھنا ان کا کام ہے اسیطرح یہ سودیشی تحریک کا جلسہ تھا۔ سودیشی تحریک کو یہ ملک کی بہتری اور بھلائی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں تو بہتر ہے پہلے اپنے گھروں سے تمام ولائتی بنی ہوئی چیزوں کو باہر پھینک دیں۔ اور اسباب کو جلا دیں یہ تماشا ہم بھی دیکھ لیں گے مگر نہیں یہ کبھی نہیں کریں گے اسلئے کہ غرض یہ نہیں ہے۔ اصل مطلب مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے۔ اسلئے مسلمان عموماً اور احمدی خصوصاً یاد رکھیں کہ وہ کبھی ایسی تحریکوں میں **شامل نہ ہوں**۔ انکو ضرورت نہیں کہ وہ ایسی بیجا حرکتوں میں حصہ لیں۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے جبکہ انکا امام **گورنمنٹ انگلشیہ** کے عہد میں پیدا ہونے پر ناز اور فخر کرتا ہے تو ہمیں کسی اور کیساتھ کیا واسطہ؟ میں مفصل اور مدلل طور پر مختلف نمبروں میں اس تحریک کی برائیوں سے قوم کو آگاہ کرونگا۔ بالفعل یاد رکھو ہمارے حضرت اس تحریک سے **سخت بیزار اور اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں** اور میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی بھی احمدی پسند نہیں کر سکتا کہ اس کام میں حصہ لے جو اسکے آقا و مولیٰ امام کے منشاء کے خلاف ہو۔ مسلمانوں کیلئے اس تحریک میں شریک ہونا سخت مضر اور منحوس ہے پس ہر شخص جو اس مضمون کو پڑھے اسکا فرض ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو آگاہ کرے۔ یہ تحریک پولیٹیکل تحریک ہے جسکے نتائج خطرناک ہیں۔ اگلے نمبر میں میں اسے اور بھی کھول کر بحث کرونگا کہ اس تحریک میں شامل ہو کر مسلمانوں پر کیا برے اثر پڑیں گے۔ انکے مذہب ان کی زبان ان کے اخلاق اور انکی تجارت پر اس کا برا اور مہلک اثر ہوتا ہے اسلئے اس سے پرہیز کرو۔ مسلمان اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اسوقت اپنے بھائیوں کو اس منحوس تحریک کی ضرروں سے آگاہ کریں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

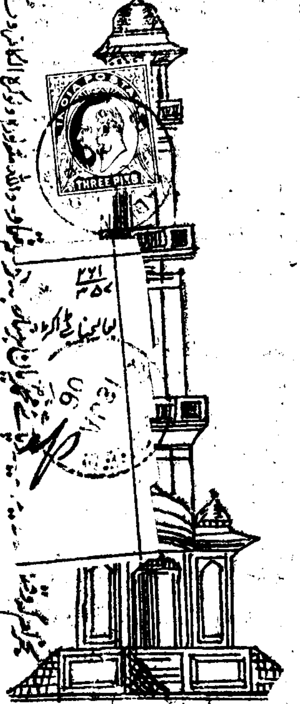

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی بہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

نمبر دوم | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

(۱) سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہوگیا } صفحہ اول
" الحکم کے جدید خریدار بہم پہونچانے والے والنٹیر
" .... ریمارک ....
(۲) ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت صفحہ ۲-۳
...نیہ اور الہامات صفحہ ۴
...ن حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان صفحہ ۴-۵
...لی صفحہ ۶
...شدہ (یعنی ایک آزاد نار کے خط کا ...نہ) صفحہ ۷ تا ۱۱
...باہ خان اکبر نجیب آبادی
...ن کا سالانہ جلسہ ...... } صفحہ ۱۲
....
(۸) اشتہارات صفحہ ۱۳-۱۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷
...صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب
ضلع راولپنڈی
از دفتر الحکم قادیان

سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہوگیا

الحکم کے ناظرین عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف اور اشاعت کے لئے مجھے مجبور کر رہے تھے۔ مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کہوں یا سستی کی وجہ سے اب تک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہ ہو سکا تھا لیکن اب توفیق ملنے پر میں نے اس کو مکمل کر کے شائع کر دیا ہے۔ میں اس کے مضامین کے لحاظ سے بہ جرأت کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ انشاء اللہ اپنے پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہوگا۔ نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا گیا ہے اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ ہر گھر میں ہونا چاہیئے۔ اسکا مطالعہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کے لئے بھی بہت مفید ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴/ علاوہ محصول ڈاک۔ دفتر الحکم قادیان سے ملے گی۔

اس کتاب کو کثرت سے شائع کرنا چاہیئے۔

الحکم کے جدید خریدار بہم پہونچانے والے والنٹیر

یہ امر مسلم ہے کہ اخبار کی اشاعت کا دائرہ جتنا وسیع ہوگا اسی قدر یہ زیادہ مفید اور کارآمد ہوسکیگا۔ اسکے لئے مختلف اوقات میں متعدد مرتبہ ناظرین الحکم کو متوجہ کیا گیا اور ایسی تحریکوں پر کچھ نہ کچھ فائدہ بھی ہوا لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ ہر شخص اپنا فرض نہیں سمجھتا کہ توسیع اشاعت کے لئے کام کرے۔ اسلئے اگر الحکم کے ایک ہزار خریداروں میں سے ایک سو آدمی توسیع اشاعت کے لئے اپنا یہ عزم کر لیں کہ وہ دس دس خریدار ضرور مہیا کرینگے تو بہت جلد ایک ہزار اشاعت میں ترقی ہوسکتی ہے پس میں ان سو والنٹیروں کی آواز سننے کا خواہشمند ہوں جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہوں۔ میں ڈاکٹر علاء الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کا نام بطور نظیر پیش کرتا ہوں جنہوں نے میری تحریک کے بدوں چھ خریدار الحکم کے لئے اور پانچ بدر کے لئے اور دو ریگر... کے لئے بھیجے ہیں اور لطف یہ کہ وہ سب غیر احمدی ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر با رسوخ اور اہل اثر لوگ سعی کریں تو کچھ بات نہیں ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کو باقی خریدار بہم پہونچانے کی تحریک کرتا ہوں اور دوسرے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ اگر ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء تک یہ ایک ہزار جدید خریدار الحکم کے لئے پیدا ہو گئے تو انشاء اللہ العزیز اپریل ۱۹۰۶ء سے الحکم ہفتہ میں دوبار کر دیا جاوے گا۔ (ایڈیٹر)

ریمارک

تائید اسلام بجواب ترک اسلام - اس نام کی ایک عجیب کتاب مولوی محمد خالق صاحب ساکن ہنسوا ضلع فتح پور نے شائع کی ہے جس میں خلاصۃً دہرم پال کے ترک اسلام کا جواب دیا گیا ہے قیمت ۴/ اور مصنف سے بمقام میرٹھ لال کرتی کوٹھی میاں عزیز بخش صاحب رئیس سے مل سکتی ہے۔

الفرقان (مرحوم مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی آخری تحریر شیعہ مذہب کے ابطال و تردید میں) مجھے اس کتاب کے متعلق کچھ بھی کہنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ مخدوم الملۃ کا نام ہی اس کتاب کی عمدگی اور قابل ہونے کے لئے کافی ہے۔ میری رائے میں اس کتاب کی بہت بڑی اشاعت ہونی چاہیئے۔ قیمت ۴/ - حکیم فضل دین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے ملیگی۔

تعلیم الاسلام - ماسٹر عبد الرحمان صاحب مصنف اختیار الاسلام کی تصنیف جو دہرم پال کی کتاب تہذیب الاسلام کے جواب میں انہوں نے حال میں لکھکر شائع کی ہے۔ قیمت ۸/ علاوہ محصول میری رائے میں کسیقدر زیادہ ہے۔ ایسی کتابوں کی اشاعت عام ہونی چاہیئے۔

رسالہ طبیب حاذق - یہ ماہواری طبی رسالہ ہے جسکو مفتی فضل الرحمان صاحب احمدی قادیان نے ستمبر ۱۹۰۵ء سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ رسالہ ۳۲ صفحوں پر چھپتا ہے۔ اسکے دو حصے ہیں پہلے ۱۶ صفحوں پر تو حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب کی بیاض شائع ہوتی ہے جس میں ہر ایک مرض کا سلسلہ وار مفصل حال ہوتا ہے یعنی اسکے اسباب علامات۔ علاج۔ وغیرہ۔ اور دوسرے حصہ میں طبی استفسارات کے جواب اور متفرق طبی مضامین۔ یہ رسالہ بہرحال ایک مفید اور قابل قدر پرچہ ہے۔ قیمت سالانہ عہ ہے۔

ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت

رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہین جو ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

(۱) اوّل یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نکرے کہ قبرستان باغبا آلوازمہ ضروری کے من کل الوجوہ طیار ہوگیا ہے اسوقت تک جایز نہ ہوگا کہ اسکی میت جسنے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان مین دفن کرنیکے لئے لائی جائے بلکہ تپ وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہوجانا ضروری ہوگا اور اسوقت تک میت ایک صندوق مین امانت کے طور پر کسی اور قبرستان مین رکہی جائیگی۔

(۲) ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کرین ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہون کی ثبت شہادت کے ساتہہ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس مین انجمن کے حوالہ کرین اور تصریح سے لکہین کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسوان حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے بطور وصیت یا وقف دیتے ہین۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار مین اسکو شائع کرادین۔

(۳) انجمن کا یہہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی دیکہہ کر وصیت کنندہ کو ایک سارٹیفکٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتہہ دیدین اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان مین لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سارٹیفکٹ انجمن کو دکہلایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے اوس کی وہ میت اس موقع مین دفن کیجائے جو انجمن نے اُس کے لئے تجویز کیا ہے۔

(۴) اس قبرستان مین بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے نابالغ بچے دفن نہین ہونگے کیونکہ وہ بہشتی ہین اور نہ اُس قبرستان مین اُس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

(۵) ہر ایک میت جو قادیان کی زمین مین فوت نہین ہوئی انکو بجز صندوق قادیان مین لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دین تا کہ انجمن کو اگر اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آگئے ہون۔ اُن کو دور کرکے اجازت دے۔

(۶) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہون جنہون نے رسالہ الوصیت کی تمام شرائط پورے کردیئے ہون اونکی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق مین رکہہ کر کسی علیحدہ مکان مین امانت کے طور پر دفن کئے جائیں۔ اور دو برس کے بعد بہی موسم مین لائے جائین کہ اس فوت ہونیکے مقام اور قادیان مین طاعون نہ ہو۔

(۷) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسوان حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہانتک اسکے لئے ممکن ہے پابند احکام الٰہی اور تقوے طہارت کے امور مین کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اوس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(۸) اگر کوئی صاحب دسوین حصہ جائداد کی وصیت کرین اور اتفاقاً انکی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا مین غرق ہو کر اُن کا انتقال ہو یا کسی اور ملک مین وفات پاوین جہان سے میت کو لانا متعذر ہو تو انکی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالےٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان مین دفن ہوئے ہین اور جائز ہوگا کہ انکی یادگار مین اسی قبرستان مین ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکہہ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکہے جائین۔

(۹) انجمن جس کے ہاتہہ مین ایسا روپیہ ہوگا اوسکو اختیار نہین ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض مین سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اوس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

(۱۰) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ مین داخل ہون اور پارسا طبع اور دیانت دار ہون اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہین ہے یا یہ کہ وہ دیانتدار نہین یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکہتا ہے۔ تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے۔ اور اسکی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(۱۱) اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جہگڑا پیش آوے تو اوس جہگڑے کی پیروی مین جو اخراجات ہون وہ عام وصیتی مالون مین سے دیئے جائینگے۔

(۱۲) اگر کوئی شخص وصیت کرکے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کیوجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہوجائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہوجائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پہر بہی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ مین رکہے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہین۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنیکے لائق ہے۔

(۱۳) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اسلئے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگون سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اسکے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئین۔

(۱۴) جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دور دراز ملکون مین اور انجمنین ہون جو اسکی ہدایت کی تابع ہون اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک مین ہون کہ وہان سے میت کو لانا متعذر ہے تو اُسی جگہ میت کو دفن کردین اور ثواب سے حصہ پانیکی غرض سے غرض ایسی میت قبل از وفات اپنے مال کے دسوین حصہ کی وصیت کرے۔ اور اوس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اوس انجمن کا کام ہوگا جو اوس ملک مین ہی ہے۔ اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لئے خرچ ہو۔ اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کرکے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنے مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

(۱۵) یہہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آیندہ ضرورتین محسوس کرکے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان طیار کرین۔

(۱۶) انجمن مین کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر ہونے چاہئین جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہون اور تحصیل علم عربی رکہتے ہون اور سلسلہ احمدیہ کی کتابون کو یاد رکہتے ہون۔

(۱۷) اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے۔ مجذوم ہو جسکی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان مین لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہین ہے کہ اس قبرستان مین لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اُسکو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(۱۸) اگر کوئی کچہہ بہی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نرکہتا ہو اور باین ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اسکے اندر نہ ہو تو وہ بہی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ مین دفن ہوسکتا ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیتی مال بہی پیش کرے تاہم اس قبرستان مین داخل نہین ہوگا۔

(۲۰) میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکہا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت انکو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

یہہ وہ شرائط ضروریہ ہین جو اوپر لکہی گئین۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی مین وہ دفن کیا جائیگا۔ جو ان شرائط کو پورا کرے گا ممکن ہے کہ بعض آدمی جنپر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ ہمین اس کارروائی مین اعتراضون کا نشانہ بناوین اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجہین یا اوسکو بدعت قرار دین۔ لیکن یاد رہے کہ یہ خدا تعالےٰ کے کام ہین وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن مین تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہین کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقف اس فکر مین پڑتے ہین کہ دسوان حصہ جائداد کا خدا کی راہ مین دین بلکہ اس سے بہی زیادہ اپنا جوش دکہلاتے ہین وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

الٓمّٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ مین ایسے قدر پر راضی ہوجاؤن۔ کہ وہ کہدین کہ ہم ایمان لائے اور ابہی ان کا امتحان نکیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچہہ بہی چیز نہین۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا امتحان جانون کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہون نے اپنے سر خدا کی راہ مین دیئے۔ پہر ایسا گمان کہ کیون یون ہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دیجائے کہ وہ اس قبرستان مین دفن کیا جائے۔ کسقدر دور از حقیقت ہے اگر یہی روا ہو تو خدا تعالےٰ نے ایک زمانہ مین امتحان کی کیون بنیاد ڈالی وہ ہر ایک زمانہ مین چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیب مین فرق کرکے دکہلا وے۔ اسلئے اب بہی اوس نے ایسا ہی کیا۔ خدا تعالیٰ

نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بعض خفیف خفیف امتحان بھی رکھے ہوئے تھے جیساکہ یہ بھی دستور تھا کہ کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا مشورہ نہ لے جب تک پہلے نذرانہ داخل نہ کرے۔ پس اسمین بھی منافقوں کے لئے ابتلا تھا۔ ہم خود محسوس کرتے ہین کہ اسوقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممیز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کرکے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گران گذرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان مین ہرگز دفن نہیں ہوں گے۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ لیکن اس کام مین سبقت دکھلانیوالے راستبازوں مین شمار کئے جائینگے۔ اور ابد تک خدا کی انپر رحمتیں ہونگی بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤن کے دن نزدیک ہین اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کرائینگے اور نیز یہ بھی ثابت کردین گے کہ کسطرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہین اور اسکے دفتر مین سابقین اولین لکھے جائینگے اور مین سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جسنے دنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹالدیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مین تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ مین دیتا۔ اور اس عذاب سے بچ جاتا یاد رکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو مین بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو۔ کہ کام آوے مین یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ مین کرلوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کروگے اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے ہین کہ وہ دنیا سے محبت کرکے میرے حکم کو ٹالدینگے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائینگے تب آخری وقت مین کہیں گے ھذا ما وعد الرحمان وصدق المرسلون۔
والسلام علی من اتبع الھدیٰ

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد
خدا تعالیٰ کیطرف سے مسیح موعود
۶-جنوری ۱۹۰۶ء

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۰-جنوری ۱۹۰۶ء (۱) اللہ غالبٌ علیٰ کلِّ شیءٍ۔ (۲) ینجیک من کربک۔
ترجمہ۔ خدا ہر شئے پر غالب ہے (۲) تجھے تیرے کرب سے نجات دیگا۔
ایک رؤیا مین دیکھا کہ بہت سے ہندو آئے ہین اور ایک کاغذ پیش کیا کہ اسپر دستخط کردو۔ مین نے کہا کہ مین نہیں کرتا انہوں نے کہا کہ پبلک نے کر دیئے ہین مین نے کہا کہ مین پبلک مین نہیں یا کہا کہ پبلک سے باہر ہوں۔ ایک اور بات بھی کہنے کو تھا کہ کیا خدا نے اسپر دستخط کر دیئے ہین مگر یہ بات نہیں کی تھی کہ بیداری ہوگئی۔
۱۳-جنوری ۱۹۰۶ء۔ قل اللہ ثمّ ذرھم۔ کلشئ۔ ان اللہ مع الذین ھم یتقون۔
مولوی محمد حسن کہتا ہے کہ قطع دابر القوم فکر ہوا کہ یہ دشمن ہے یہہ کیا کہتا ہے۔
الہام ہوا۔ قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون۔
الہام۔ دہلی گئے ہین اور خیریت سے واپس آئے ہین اور الہاماً کہا ہے کہ (الحمد للہ الذی ۲ و صلنے صحیحًا)
الہام ۱۴-جنوری ۱۹۰۶ء۔ ہم مکہ مین مرینگے یا مدینہ مین۔

مقدمات

ناظرین الحکم معلوم کر چکے ہین۔ کہ ۱۴-دسمبر ۱۹۰۵ء کو میاں نور احمد غریب مہاجر پر یہان کے سکھوں نے متفق ہوکر اپنے قدیم طریق کے موافق بلوہ کرکے حملہ کیا اور اس بیچارے کو مجروح کر دیا۔ اگر مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور نظام دفعدار قادیان موقع پر نہ پہونچ جاتے تو سخت اندیشہ اس امر کا لاحق ہوگیا تھا کہ احمد نور کے مکان کو توڑ کر عورتوں اور بچوں کو سخت ضرر پہونچایا جاتا۔ پولیس نے موقع پر پہونچکر ۱۶-آدمیوں کا بلوہ مین چالان کیا۔ جس کے لئے ۹-جنوری ۱۹۰۶ء مقرر تھا۔ فریق ثانی نے بھی آجکل کے دستور کے موافق ایک بالمقابل دعویٰ کیا تھا۔ اس کی تاریخ پیشی بھی ۹-جنوری ۱۹۰۶ء ہی تھی۔ چنانچہ ہر دو مقدمات بمقام بٹالہ بعدالت سردار غلام حیدر خان صاحب۔ اے۔ ای۔ سی۔ پیش ہوئے۔ فریق ثانی نے جو مقدمہ کیا تھا۔ اس مین حکیم الامتہ اور مولوی محمد علی صاحب کو بھی ملزم گردانا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے راستی کا بول بالا کیا اور عدالت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا۔ مستغیث کے اپنے بیان اور اس کے گواہوں کے بیان سے یہ مقدمہ سراسر بے بنیاد پایا گیا اور اس لئے خارج ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔
دوسرا مقدمہ جو پولیس نے چالان کیا تھا۔ اس مین کل ملزموں پر فرد جرم لگ چکا ہے آئندہ تاریخ ۲۲-جنوری مقرر ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ آمین۔

دو رشید لڑکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور فیض گنجور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کی کل تقریر سنکر مین نے پختہ عہد کیا ہے کہ مین آئندہ دنیا کے واسطے ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ بلکہ آج سے مین اپنی زندگی کو دین کے واسطے وقف کرتا ہوں اور حضور کے منشاء کے مطابق دینی تعلیم اور صرف انگریزی زبان اور سنسکرت پڑھوں گا اور اس کے بعد اگر زندگی نے وفا کی۔ تو محض للہ دین کی خدمت مین زندگی بسر کرونگا۔ پر چونکہ انسان کمزور ہے اور پھر بچپن اور بھی کمزور کرتا ہے۔ لہذا اس تحریر کے ذریعہ مین حضور سے اس عہد اور ارادہ پر قایم رہنے اور اس کی توفیق ملنے کے لئے دعا کی استدعا کرتا ہوں۔
حضور کا غلام۔ خاکسار غلام حسین ولد میاں محمد یوسف اپیل نویس دان پشاور۔ طالب علم جماعت فورتھ ہائی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۲۷-دسمبر ۱۹۰۵ء

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مفصلہ ذیل جواب عنایت فرمایا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مین مطلع ہوا جزاکم اللہ خیرا۔ خدا تعالےٰ اس راہ مین برکت دے اور آخر تک اس راہ پر استقامت بخشے آمین۔
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنا یہ ارادہ پرچہ الحکم و بدر مین شائع کرادین اور خدا سے ارادہ پر قائم رہنے کے لئے دعا کرتے رہین والسلام۔
مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔
بحضور فیض گنجور جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ نہایت ہی عاجزانہ عرض ہے کہ بندہ اس جگہ نوین جماعت مین پڑھتا ہے لیکن حضور کی متواتر اور برکت والی دو روزہ تقریر سے بندہ کو بہت ہی اثر ہوا اسواسطے حضور کی خدمت مین عرض ہے کہ بندہ اپنے والدین کی رضامندی سے اپنی زندگی اللہ کی راہ مین بڑی خوشی سے وقف کرتا ہے۔
الا ماشاء اللہ۔ اور جو جو علم حضور میرے لئے تجویز فرمادین وہی بندہ کو صدق دل سے منظور ہین۔ والسلام درخواست دعا۔ حضور کا تابعدار خاکسار عبدالرحمان ولد مستری قمر الدین احمدی بھیروی۔

جواب حضرت اقدس

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ بہت عمدہ اور مبارک راہ ہے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ خدا اسمین برکت دے۔ یہ ارادہ معرفت الحکم و بدر شائع کردین۔ والسلام۔
مرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچھی ہے ایسا ہی آپ کے متعلقین بھی خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اچھے ہین۔
۲- بزرگان ملت کی صحت بھی جماعت کے لئے خوشی کا موجب ہے۔ حضرت فاضل امروہی قادیان مین مقیم ہین اور قرآن شریف کی بعض سورتوں کی تفسیر لکھہ رہے ہین۔
۳- مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی توسیع عمارت کی ضرورت درپیش ہے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔
۴- موسم خشک حالت مین جا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے

تازہ الہامات

۱۴-جنوری ۱۹۰۶ء (۱) کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔
(۲) سلامٌ قولاً من ربٍّ رحیم
(۳) ہم مکہ مین مرینگے یا مدینہ مین۔
ترجمہ۔ (۱) خدا نے ابتداء سے مقدر کر چھوڑا ہے کہ وہ اور (۲) خدا رحیم کہتا ہے کہ سلامتی ہے۔ یعنی خائب وخاسر کی طرح تو نہیں ہے۔
(۳) ایک یہ معنے ہین کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی دشمنوں کو جیسے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائینگے۔ دوسرے معنے یہ ہین۔ کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔

[illegible]

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور جسقدر غور کرتے جاوین آپ کے مراتب اور مدارج پر حیرت ہوتی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی قوت قدسی عنایت فرمائی تہی اور اس مین ایسی تاثیر اور طاقت رکہی تہی کہ صحابہ جیسی جان نثار قوم آپ نے طیار کی۔ آپ ایسی قوم چہوڑ گئے تہے جو خالص خدا ہی کے لئے قدم اٹہانے والی تہی وہ خدا تعالےٰ کی راہ مین ایسے سرگرم اور طیار تہے اور اس راہ مین انہین جان دیکر ایسی خوشی ہوتی تہی کہ آجکل کے دنیاداروں کو کسی مقدمہ کی فتح سے بہی وہ خوشی نہین ہوسکتی۔ وہ بالکل خدا ہی کے لئے ہوگئے تہے ایسی زبردست اور بے مثل تبدیلی کوئی نبی اپنی قوم مین پیدا نہین کرسکا۔ لکہا ہے کہ ایک صحابی جنگ کر رہا تہا اس نے دشمن پر تلوار ماری لیکن وہ تلوار دشمن کے تو نہ لگی۔ الٹ کر اسی کے آلگی۔ بعض نے کہا کہ وہ شہید نہین ہوا۔ اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ کیا مین شہید نہین ہوا۔ اسلئے کہ اسے اسبات کا سخت غم تہا آپ نے فرمایا کہ تجہکو دو شہیدون کا ثواب ملیگا۔ اسلئے کہ ایک تو تو نے دشمن پر حملہ کیا دوسرے خود اسی راہ مین مارا گیا۔ بات کیا تہی؟ صرف یہ کہ وہ نہ چاہتے تہے کہ یہ مرتبہ شہادت ہم سے رہ جاوے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انکے دلون کو اپنی محبت سے بہردیا تہا۔ اور اتنا ہی نہین تہا بلکہ وہ خدا تعالےٰ کی محبت اور معرفت الٰہی مین اعلےٰ درجہ تک پہونچ گئے تہے اور اسی وجہ سے انکی عقل۔ فہم اور فراست مین بہت بڑی ترقی ہوگئی تہی۔ ایک انگریز جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح کا مقابلہ کرتا ہے تو وہ لکہتا ہے کہ صحابہ مین علاوہ اسکے کہ ان مین صدق اور ایمان کی وہ طاقت موجود تہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے سر دینے کو طیار ہوجاتے تہے اور ایسی جگہ کہڑے ہوتے تہے جہان بجز جان دینے کے اور کوئی چارہ ہی نہ ہوتا تہا۔ لیکن برخلاف اسکے مسیح کے حواریون کی یہہ حالت تہی کہ خود انہین مین سے ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور دوسرے اسکے پاس سے بہاگ گئے۔ اور دو گہڑی بہی اسکے ساتہہ نہ ٹہیر سکے سامنے کہڑے ہوکر ایک نے لعنت کی۔ ایسے حواریون کو صحابہ کے ساتہہ کیا نسبت اور کیا مقابلہ۔ پہر عقلی طور پر مقابلہ کرکے لکہا ہے کہ حواریون کی تو یہ حالت تہی کہ وہ ایک گاؤن کا انتظام کرنے کی بہی قابلیت نہ رکہتے تہے برخلاف ان کے صحابہ نے علوم سیاست اور حکمرانی مین وہ کمال دکہایا اور ایسی اعلےٰ قابلیت کا ثبوت دیا کہ آج اسکی نظیر نہین مل سکتی انہون نے ایک عظیم الشان سلطنت کا انتظام کیا۔ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کا نمونہ موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت مین ایسا خطرناک فتنہ پیدا ہوا تہا اگر اللہ تعالےٰ کا فضل نہ ہوتا تو سخت مشکلات کا سامنا تہا مگر حضرت ابوبکرؓ نے خدا تعالےٰ سے تائید پاکر اس فتنہ کو اور جو جنگلی بادیہ نشین مرتد ہوگئے تہے انکو سیدہا اور درست کیا۔

غرض

باوجود اسبات کے کہ وہ طیار شدہ تہی اور صدق اور نور سے بہرے ہوئے تہے تاہم اللہ تعالےٰ انکو فرماتا ہے۔

لولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ۔

یعنے ایسے لوگ ہونے چاہئین جو تفقہ فی الدین کرین یعنے جو دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سکہایا ہے اس مین تفقہ کرسکین۔ یہ نہین کہ طوطے کی طرح یاد ہو۔ اور اس مین غور وفکر کی مطلق عادت اور مذاق ہی نہ ہو اس سے وہ غرض حاصل نہین ہوسکتی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے تہے اور وہی غرض ہماری ہے یعنی محل اور موقع کے حسب حال جواب دے سکین مناظرہ کرسکین۔ لیکن چونکہ سب کے سب ایسے نہین ہوسکتے اسلئے یہہ نہین فرمایا کہ سب کے سب ایسے ہوجائین بلکہ یہ فرمایا کہ ہر جماعت اور گروہ مین سے ایک ایک آدمی ہو۔ اور گویا ایک جماعت ایسے لوگون کی ہونی چاہیئے۔ جو تبلیغ اور اشاعت کا کام کرسکین۔ اسلئے بہی کہ ہر شخص ایسی طبیعت اور مذاق کا نہین ہوتا خود اللہ تعالےٰ نے انسانون کی تقسیم تین طرح پر کی ہے۔

منھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات۔

یعنے تین قسم کے لوگ ہوتے ہین جو ظالم لنفسہ کہلاتے ہین ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ خواہش نفس ان پر غالب ہوتی ہے اور وہ گویا پنجہ نفس مین گرفتار ہوتے ہین دوئم وہ لوگ ہین جو مقتصد یعنے میانہ رو کہلاتے ہین یعنے کبہی نفس ان پر غالب ہوجاتا ہے اور کبہی وہ نفس پر غالب ہوجاتے ہین اور پہلی حالت سے نکل چکے ہوتے ہین۔ لیکن تیسرا گروہ ان لوگون کا ہوتا ہے جو پنجہ نفس سے بکلی رہائی پالیتے ہین اور وہ سابق بالخیرات کہلاتے ہین یعنے نیکی کرنے مین سب سے سبقت لے جاتے ہین۔ اور وہ محض خدا ہی کے لئے ہوجاتے ہین انہین علمی اور عملی قوت آجاتی ہے ایسے لوگ خدمت دین کے لئے مفید اور کار آمد ہوتے ہین اس قانون کو مدنظر رکہکر اللہ تعالےٰ نے بعض کا حکم دیا کیونکہ کل کے کل تو اس مقصد کے لئے طیار نہین ہوسکتے تہے۔ اور یہی اللہ تعالےٰ کا قانون قدرت ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے چاہئیں جو تجارت زراعت یا ملازمت کرین اور ایسے بہی ہونے چاہئین جو دین کی تبلیغ کرنے والے ہون تاکہ قوم آئندہ ٹہوکرون سے بچ جاوے۔ یہہ یاد رکہو کہ جب کوئی قوم تباہ ہونے کو آتی ہے تو پہلے اس مین جہالت پیدا ہوتی ہے اور وہ دین جو انہین سکہایا گیا تہا اسے بہول جاتے ہین جب جہالت پیدا ہوتی ہے تو اس کے بعد یہہ مصیبت اور بلا آتی ہے کہ اس قوم مین تقویٰ نہین رہتا۔ اور اسمین فسق وفجور اور ہر قسم کی بدکرداری شروع ہوجاتی ہے اور آخر اللہ تعالےٰ کا غضب اس قوم کو ہلاک کردیتا ہے۔ کیونکہ تقویٰ اور خدا ترسی علم سے پیدا ہوتی ہے جیساکہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

یعنے اللہ تعالےٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہین جو عالم ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم خشیت اللہ کو پیدا کردیتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے علم کو تقویٰ سے وابستہ کیا ہے۔ کہ جو شخص پورے طور پر عالم ہوگا اس مین ضرور خشیتہ اللہ پیدا ہوگی۔ علم سے مراد میری دانست مین علم القرآن ہے اس سے فلسفہ سائنس یا اور علوم مروجہ مراد نہین کیونکہ انکے حصول کے لئے تقویٰ اور نیکی کی شرط نہین بلکہ جیسے ایک فاسق فاجر انکو سیکہہ سکتا ہے ویسے ہی ایک دیندار بہی۔ لیکن علم القرآن بجز متقی اور دیندار کے کسی دوسرے کو دیا ہی نہین جاتا۔ پس اسجگہ علم سے مراد علم القرآن ہی ہے جس سے تقوےٰ اور خشیتہ پیدا ہوتی ہے۔ ہان یہہ سچ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جس قوم سے تمہین مقابلہ پیش آوے اس مقابلہ مین تم بہی ویسے ہی ہتیار استعمال کرو جیسے ہتیار وہ مقابلہ والی قوم استعمال کرتی ہے۔ اور چونکہ آجکل مذہبی مناظرہ کرنے والے لوگ ایسے امور پیش کردیتے ہین جنکا سائنس اور موجودہ علوم سے تعلق ہے اسلئے اس حد تک ان علوم مین واقفیت اور دخل کی ضرورت ہے جیسے مثلاً اعتراض کردیتے ہین کہ جن ممالک مین چہہ ماہ تک آفتاب طلوع یا غروب نہین ہوتا وہان نماز یا روزہ کے احکام کی تعمیل کس طرح پر ہوگی؟ اب جو شخص ان ممالک سے واقف نہین یا ان باتون پر اطلاع نہین رکہتا وہ سنتے ہی گہبرا جاویگا اور حیران ہوکر رہ جائے گا۔ ایسا اعتراض کرنے والون کا منشاء یہہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کی تکمیل کو ناقص قرار دین کہ ایسے ممالک کے لئے کوئی اور حکم ہونا چاہیئے تہا۔ غرض ایسے اعتراضات چونکہ آجکل ہوتے ہین اس لئے ضروری امر ہے کہ ان علوم مین کچہہ نہ کچہہ دسترس ضرور ہو۔

ایسا ہی بعض لوگ یہہ بہی اعتراض کرتے ہین کہ قرآن شریف گردش آسمان کا قایل ہے جیسے فرمایا

والسماء ذات الرجع۔

حالانکہ آجکل کے بچے بہی جانتے ہین کہ زمین گردش کرتی ہے غرض اسی قسم کے بیسیون اعتراض کردیتے ہین۔ اور تا وقتیکہ ان علوم مین کچہہ مہارت اور واقفیت نہو جواب دینے مین مشکل پیدا ہوتی ہے یہہ امر یاد رکہنا چاہیئے کہ زمین یا آسمان کی گردش ظنی امور ہین انکو یقینیات مین داخل نہین کرسکتے ایک زمانہ تک گردش آسمان کے قایل رہے پہر زمین کی گردش کے قایل ہوگئے۔ سب سے زیادہ ان لوگون کی طبابت پر مشق ہے لیکن اس مین بہی دیکہہ لو کہ آئے دن تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً پہلے ذیابیطس کے لئے یہہ کہتے تہے کہ اس کے مریض کو میٹہی چیز نہین کہانی چاہیئے۔ مگر اب جو تحقیقات ہوئی ہے تو کہتے ہین کچہہ حرج نہین اگر سنگترہ بہی مریض کہالے یا چاء پی لے۔

غرض

یہہ سب علوم ظنی ہین۔ اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ والسماء ذات الرجع کے معنے بتا دیئے جاوین۔ کیونکہ اس کا ذکر آگیا ہے۔ سو یاد رکہنا چاہیئے کہ سماء کے معنے آسمان ہی کے نہین ہین بلکہ سماء مینہہ کو بہی کہتے ہین۔ گویا اس آیت مین اس مینہہ کی جو زمین کی طرف رجوع کرتا ہے قسم کہائی ہے اور پہر وہ زمین جس سے شگوفے نکلتے ہین۔ اکیلی زمین اور اکیلا آسمان کچہہ نہین کرسکتا۔ اس آیت کو اللہ تعالےٰ ضرورت وحی پر بطور مثال پیش کرتا ہے۔ کہ ہر چند زمین مین جوہر قابل ہون اور اس کی فطرت مین نشوونما کا مادہ ہے لیکن وہ مادہ نشوونما نہین پاسکتا اور وہ فطرت بار آور نہین ہوسکتی جب تک آسمان سے مینہہ نہ برسے۔

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست + در باغ لالہ روید ودر شورہ بوم خس

اس غرض کے لئے کہ عمدہ عمدہ پہل اور پھول پیدا ہون عمدہ زمین اور اسکے لئے بارش کیضرورت ہے جب تک یہہ بات نہ ہو کچھہ نہین ہوسکتا - اب اس نظارہ فطرت کو اللہ تعالےٰ ضرورت وحی کے لئے پیش کرتا ہے اور توجہ دلاتا ہے کہ دیکھو جب مینہ نہ برسے تو قحط کا اندیشہ ہوتا ہے یہانتک کہ زمینی پانی جو کنوؤن اور چشمون مین ہوتا ہے وہ بہی کم ہونے لگتا ہے پھر جبکہ دنیوی اور جسمانی ضرورتون کے لئے آسمانی بارش کیضرورت ہے تو کیا روحانی اور ابدی ضرورتون کے لئے روحانی بارش کیضرورت نہین ؟ اور وہ

وحی الٰہی ہے

جیسے مینہ کے نہ برسنے سے قحط پڑتا اور کنوئین اور چشمے خشک ہو جاتے ہین اسیطرح پر اگر انبیاء و رسل دنیا مین نہ آئین تو فلسفیون کا وجود بہی نہ ہو - کیونکہ قوائے عقلیہ کا نشوونما وحی الٰہی ہی سے ہوتا ہے - اور زمینی عقلین اسی سے پرورش پاتی ہین -

پس

اس آیت والسماء ذات الرجع اور والارض ذات الصدع مین وحی الٰہی کیضرورت پر عقلی اور فطرتی دلائل پیش کئے ہین جو شخص اس امر کو سمجھیگا وہ بول اٹھے گا کہ بے شک وحی الٰہی کیضرورت ہے اور یہ وہ طریق ہے جو آدم سے چلا آتا ہے اور ہر شخص نے اپنی استعداد اور فطرت کے موافق اس سے فائدہ اٹھایا ہے ہان جو جاہل اور ناقص تھے یا جن مین تکبر اور خودسری تہی وہ محروم رہ گئے - اور انہون نے کچھہ بہی حصہ نہ لیا - یہی اصل اور سچی بات ہے - اور تم یقیناً یاد رکھو کہ آسمانی بارش کی سخت ضرورت ہے اسلئے کہ عملی قوت بجز اس بارش کے پیدا ہی نہین ہوسکتی -

غرض

اللہ تعالےٰ نے فرمایا تقویٰ بہی تب ہی پورا ہوتا ہے جب علم الٰہی اسکے ساتھہ ہو اور وہ وہ علم ہے جو کتاب اللہ مین مندرج ہے -

یہہ سچی بات ہے کہ کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہین کرسکتا جب تک تقویٰ کی باریک راہون کی پروا نکرے اور تقویٰ کا مدار علم پر ہے - یہہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مجید کے شروع ہی مین بیان فرمایا ہے -

"یہان حضرت اقدس نے سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع کے کچھہ حصہ کی تفسیر بیان فرمائی - جسکو مین ذیل مین درج کرتا ہون - لیکن سہولت اور اس تفسیر کی ترتیب ابلغ کے لحاظ سے پہلے وہ حصہ یکجائی طور پر درج کرتا ہون اور پہر اسکا ترجمہ دیتا ہون زان بعد تفسیر"

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ....

....

....

....

ترجمہ - مین اللہ بہت جاننے والا ہون - یہہ کتاب جس مین کسی قسم کا شک و شبہ نہین ہے متقیون کے لئے ہدایت نامہ ہے (متقی کون ہوتے ہین ؟) جو غیب پر ایمان لاتے ہین اور نماز کو کہڑی کرتے ہین اور جو کچھہ انہین عطا کیا گیا ہے اس مین سے خرچ کرتے ہین + اور متقی وہ لوگ ہوتے ہین جو اس وحی پر ایمان لاتے ہین جو تجھہ پر نازل کی گئی ہے اور اس وحی پر بہی جو تجھہ سے پہلے نازل ہوئی - اور آخرۃ پر بہی یقین رکھتے ہین یہی وہ لوگ ہین جو اپنے رب سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی فلاح پانے والے ہین -

تفسیر

الٓمّٓ - ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ - مین اللہ جو بہت جاننے والا ہون یہہ کتاب جو شک و شبہ اور ہر عیب و نقص سے پاک ہے متقیون کی ہدایت کے لئے بہیجی گئی ہے -

قرآن کریم کی علل اربعہ ہر شے کی چار علتین ہوتی ہین یہان بہی ان علل اربعہ کو بیان کیا ہے اور وہ علل اربعہ یہ ہوتی ہین علت فاعلی - علت صوری - علت مادی - علت غائی - اس مقام پر قرآن شریف کی چار علتون کا ذکر کیا -

علت فاعلی تو اس کتاب کی الٓمّٓ ہے اور الٓمّٓ کے معنے میرے نزدیک انا اللہ اعلم یعنے مین اللہ وہ ہون جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہون - اور علت مادی ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ہے - یعنے یہ کتاب اس خدا کیطرف سے آئی ہے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہے - اور علت صوری لَا رَيْبَ فِيْهِ ہے یعنے اس کتاب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس مین کسی قسم کا شک و شبہ ہی نہین جو بات ہے مستحکم اور جو دعوے ہے وہ مدلل اور روشن اور علت غائی اس کتاب کی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے یعنے اس کتاب کے نزول کی غرض و غایت یہہ ہے - کہ متقیون کو ہدایت کرتی ہے - یہہ چارون علتین بیان کرنے کے بعد پہر اللہ تعالےٰ نے متقیون کے عام صفات بتائے ہین کہ وہ متقی کون ہوتے ہین جو ہدایت پاتے ہین

الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون - والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون -

یعنے وہ متقی ہوتے ہین جو خدا پر جو ہنوز پردہ غیب مین ہوتا ہے ایمان لاتے ہین اور نماز کو کہڑا کرتے ہین اور جو کچھہ ہم نے انکو دیا ہے اس مین سے خرچ کرتے ہین اور وہ ایمان لاتے ہین اس کتاب پر جو تجھہ پر نازل کی ہے اور جو کچھہ تجھہ سے پہلے نازل ہوا - اور آخرۃ پر یقین رکھتے ہین - یہہ صفات متقی کے بیان فرمائے اب یہان بالطبع ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب کی غرض و غایت تو یہ بتائی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اور پہر متقیون کے صفات بہی وہ بیان کئے جو کہ سب ایک بااخلاق انسان مین ہوتے ہین یعنے خدا پر ایمان لاتا ہو - نماز پڑہتا ہو - صدقہ دیتا ہو کتاب اللہ کو مانتا ہو - قیامت پر یقین رکھتا ہو پہر جو شخص پہلے ہی سے ان صفات سے متصف اور وہ متقی کہلاتا ہے اور ان امور کا پابند ہے تو پہر وہ ہدایت کیا ہوئی ؟ جو اس کتاب کے ذریعہ اس نے حاصل کی ہے مین وہ امر زائد کیا ہے جسکے لئے یہہ کتاب نازل ہوئی ہے ؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور امر ہے جو اس ہدایت مین رکھا گیا ہے - کیونکہ یہ امور جو بطور صفات متقین بیان فرمائے ہین یہہ تو اس ہدایت کیلئے جو اس کتاب کا اصل مقصد اور غرض ہے بطور شرائط ہین - ورنہ وہ ہدایت اور چیز ہے اور وہ ایک اعلےٰ امر ہے جو خدا تعالےٰ نے مجھہ پر ظاہر کیا ہے اور جسکو مین بیان کرتا ہون پس یاد رکھو کہ متقی کے صفات مین سے پہلی صفت یہ بیان کی یؤمنون بالغیب یعنے غیب پر ایمان لاتے ہین - یہہ مومن کی ایک ابتدائی حالت کا اظہار ہے کہ جن چیزون کو اس نے نہین دیکھا انکو مان لیا ہے - غیب اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اس غیب مین بہشت - دوزخ حشر اجساد اور وہ تمام امور جو ابہی تک پردہ غیب مین ہین شامل ہین - اب ابتدائی حالت مین تو مومن انپر ایمان لاتا ہے + لیکن ہدایت یہ ہے کہ اس حالت پر اسے ایک انعام عطا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا علم غیب سے انتقال کرکے شہود کیطرف آجاتا ہے اور اسپر پہر ایسا زمانہ آجاتا ہے کہ جن باتون پر وہ پہلے غائب کے طور پر ایمان لاتا تہا وہ انکا عارف ہوجاتا ہے اور وہ امور جو ابہی تک مخفی تہے اسکے سامنے آجاتے ہین اور حالت شہود مین انہیں دیکھتا ہے پہر وہ خدا کو غیب نہین مانتا بلکہ اسے دیکھتا ہے اور اسکی تجلی سامنے رہتی ہے غرض اس غیب کے بعد شہود کا درجہ اسے عطا کیا جاتا ہے جیسے ایمان کے بعد عرفان کا مرتبہ ملتا ہے -

وہ خدا تعالےٰ کو اسی عالم مین دیکھہ لیتا ہے اور اگر اسکو یہہ مرتبہ عطا نہوتا تو پہر یؤمنون بالغیب کے مصداق کو کوئی ہدایت اور انعام عطا نہوتا - اسکے لئے قرآن شریف گویا موجب ہدایت نہ ہوتا مگر ایسا نہین ہوتا اور اسکے لئے ہدایت یہی ہے کہ اسکے ایمان کو حالت غیب سے منتقل کرکے حالت شہود مین لے آتا ہے - اور اسپر دلیل یہہ ہے -

من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ

یعنے جو اس دنیا مین اندھا ہے وہ دوسرے عالم مین بہی اندھا اٹہایا جاویگا - اس نابینائی سے یہی مراد ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی تجلی اور ان امور کو جو حالت غیب مین ہین اسی عالم مین مشاہدہ نکرے اور یہ نابینائی کا کچھہ حصہ غیب لیں میں پایا جاتا ہے لیکن هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کے موافق جو شخص ہدایت پا لیتا ہے اسکی وہ نابینائی دور ہوجاتی ہے اور وہ اس حالت سے ترقی کر جاتا ہے اور وہ ترقی اس کلام کے ذریعہ ہے کہ ایمان بالغیب کے درجہ سے شہود کے درجہ پر پہونچ جاویگا - اور اسکے لئے یہی ہدایت ہے -

متقی کی دوسری صفت متقی کی دوسری صفت یہ ہے یقیمون الصلوٰۃ یعنے وہ نماز کو کہڑی کرتے ہین - متقی سے جیسے ہوسکتا ہے نماز کہڑی کرتا ہے - یعنی کبہی اسکی نماز گر پڑتی ہے پہر اسے کہڑا کرتا ہے - یعنی متقی خدا سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز کو قائم کرتا ہے اس حالت مین مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بہی ہوتے ہین جو پیدا ہو کر اسکے حضور مین حارج ہوتے ہین اور نماز کو گرا دیتے ہین لیکن یہہ نفس کی اس کشاکش مین بہی نماز کو کہڑا کرتا ہے کبہی نماز گرتی ہے مگر یہ پہر اسے کہڑا کرتا ہے - اور یہی حالت اسکی

سفر نامۂ دہلی

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

دہلی اور اسکی تاریخ

(دہلی جسے ایک دردرسیدہ شاعر اجڑا دیار کہتا ہے)

دل کی کسی ایک کہنہ درد اور صاحب تاثیر واعظ ... ہو گا۔

از نقش و نگارے در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنادید عجم را

دہلی اسلامی سلطنت کے عروج اور زوال بلکہ ... کی مجسم یادگار ہے۔ ایک درد دل رکھنے والا مسلمان ناممکن ہے دہلی میں آئے اور اس کے ان کہنڈروں کی سیر کرے جو اسلامی تاریخ کے اوراق پریشاں ہیں اور دل پر خاص اثر لئے ہوئے بغیر وہاں سے نکل سکے۔ ان کہنڈرات اور مقامات کو دیکھکر جہاں ہر ایک مقام ہے بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے۔

اللّٰھم مالك الملك تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علیٰ كل شیءٍ قدیر۔

میں ناظرین کو ان کہنڈرات اور ویرانوں میں ضرور لے جاؤنگا اسلئے کہ وہاں عبرت اور غضب الٰہی کے آثار ایک سبق دے رہے ہیں اور وہاں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ سنگلاخ پر لکھا ہوا موجود ہے جو ہر آنے والے کو پکار کر کہتا ہے۔

من نکردم شما حذر بکنید

واقفیت عامہ کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے تاریخ سے ایک حد تک الحکم کے ناظرین واقف ہو جائیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ حصہ ہر چند مختصر ہوگا لیکن ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اور انہیں یہ دیکھکر حیرت ہوگی کہ دہلی ہمیشہ سے **عروس الامصار** چلی آئی ہے۔ اور ساتھ ہی کوئی صدی اور زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں اسپر کوئی آفت نہ آئی ہو۔ اس سے کم از کم ایک سبق ہمیں ضرور ملتا ہے کہ جب مادی ترقی کا زور ہوتا ہے اور دنیوی آسائشوں اور راحتوں کی طرف کوئی قوم جھکتی ہے تو وہی زمانہ بدقسمتی سے اسکے زوال اور انحطاط کا ہوتا ہے کیونکہ ایسی ترقی میں اندر ہی اندر وہ اسباب زوال اور استیصال کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو ظاہر میں آسائش کے مدارج اعلےٰ تصور کئے جاتے ہیں لیکن دراصل وہ قوم کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں اور وہ فسق و فجور ہے

دنیا بھر کے تمام عظیم الشان شہروں کی تاریخ پڑھو تو اس کے اوراق پریشاں میں آپ جلی قلم سے اس کلیہ کو لکھا ہوا پاؤ گے جو خدا کی مجید کتاب نے بتا دیا ہے۔ جسکا مفہوم یہ ہے کہ **جب ہم کسی شہر کے ہلاک کرنیکا ارادہ کرتے ہیں تو اس شہر کے رؤسا فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔**

بابل۔ و نینوہ۔ صور و صیدا۔ پامپائی۔ عروس مشرق کے حالات پڑھو تو عبرت انگیز نظارے تمہارے سامنے آجائیں گے اور ان کے کہنڈرات میں جاکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے جلیل الشان لوگ انہیں سوئے ہوئے ہیں۔ غرض **دہلی** بھی خدا تعالےٰ کے انہیں عجائبات کا ایک نمونہ ہے۔

دہلی کب آباد ہوئی اور کسطرح آباد ہوئی اس بات کی پوری تاریخ ملنی کسی قدر مشکل معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جہاں تک قدیم ہندوستان کی تاریخ ملتی ہے اسکے مطالعہ سے اس امر کا کہوج لگتا ہے کہ دہلی اور اسکے مضافات میں ایک **عظیم الشان** دارالسلطنت آباد تھا۔ جو اپنے زمانہ میں فی الحقیقت عروس الملک کہلاتا ہوگا۔ موجودہ دہلی سے ذرا باہر نکلو تو معلوم ہوگا کہ بارہا شہر پر شہر آباد ہوتے چلے گئے اور برباد ہوتے رہے۔ کہنڈرات کی مختلف صورتیں اور حالتیں اپنے اپنے زمانہ کا پتہ دیتی ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نہ ایک دفعہ نہ دو مرتبہ بلکہ کئی مرتبہ مختلف اوقات میں شہر آباد ہوتے رہے ہیں اور پھر کس طریقہ سے برباد ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے کسی اور شہر کی قسمت میں یہ نظارہ نہیں لکھا گیا تھا اور کسی اور جگہ قدرت کے زبردست ہاتھوں ایسا ثبوت موجود نہیں ہے کہ بعض اور شہر بھی کئی مرتبہ آباد اور برباد ہوئے ہوں لیکن **دہلی** کی قسمت میں جو عروج اور ادبار کی مساوی تاریخ درج ہے اسکا نظارہ بہت ہی کم دوسری جگہ ہوگا۔

سب سے پہلا دارالسلطنت یا راجدہانی جو آباد ہو کر آباد ہوئی۔ وہ اندرپت یا اندرپرست کہلاتا تھا۔ ممکن ہے اس سے پہلے بھی یہاں کوئی عظیم الشان سلطنت پیدا ہو کر مٹی ہو۔ یہ شہر جو اندرپت یا اندرپرست کے نام سے مشہور ہو کر آباد ہوا اسکا زمانہ تاریخ میں مسیح سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے بتایا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں **اندرپت** کے دیکھنے کے لئے ہمیں آج سے قریباً ۳۴۰۰ سو سال پہلے جانا چاہئے۔ مہابھارت جو قدیم انڈیا کی ایک زبردست تاریخ ہے بتاتی ہے کہ راجہ یدہشٹر نے کیونکر اس شہر کی بنا ڈالی اور اسکے پانچوں بھائیوں نے جو پانڈو کہلاتے تھے اسکی مدد کی یہ شہر دریائے جمنا کے کنارے اس مقام کے قریب آباد تھا جہاں آج **سلطان ہمایوں** کا مقبرہ ہے۔ یا یوں کہو کر **ہمایوں** مرحوم یودہشٹر کے بنائے ہوئے اندرپت میں سو رہا ہے۔ اور یہ مقام شہر کے جنوبی طرف دو میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ اسوقت تک بھی پرانے کلکتی دروازہ کے قریب نگمبود گہاٹ اس زمانے کی ایک یادگار موجود ہے۔ غرض پانڈو نے اس شہر کو خوب رونق دی اور پھر قریباً چودہ صدی تک یہ شہر آباد رہا اور ہر طرح سے ترقی اور عروج کے زمانہ اس پر آئے لیکن پھر کچھ ایسی صورتیں پیدا ہوئیں کہ وہ اندرپت ہمیشہ کے لئے مفقود ہوا۔ اور ایک اور جلیل القدر راجہ نے جسکا نام دہلو بتایا جاتا ہے ایک نئے شہر کی بنیاد رکھی۔ اور اسکا نام اپنے نام پر دلی یا دہلی رکھا۔ دہلی کے وجوہ تسمیہ میں بعض اور روائتیں اور باتیں بھی بیان کیجاتی ہیں مگر میں ان سب کو چھوڑ دونگا اس لئے کہ مجھے کوئی دہلی کی مکمل تاریخ لکھنا مقصود نہیں بلکہ سرسری طور پر عام واقفیت کی غرض سے کچھ حالات بتا دینے ضروری ہیں غرض راجہ **دہلو** نے ایک نئے شہر کی بنیاد رکھی اور یہ شہر جنوب کی سمت بڑھتا اور آباد ہوتا چلا گیا یہانتک کہ قطب صاحب کی لاٹ اس شہر کا مرکز کہنی چاہئے۔ یہ دور بھی آخر گذر گیا۔ اور تیسری اور چوتھی صدی عیسوی میں جدید شہر آباد اور برباد ہوتے رہے ان کی شان اور عظمت کے مٹے ہوئے نشانات اب بھی کہنڈرات میں دبے پڑے ہیں اور بعض نمایاں طور پر بھی نظر آتے ہیں جیسے لوہے کی لاٹ اس زمانہ کی بہت بڑی یادگار بتائی جاتی ہے اس لاٹ کا محیط دائرہ سولہ انچہ سے زیادہ ہے اور اسکا طول پچاس فیٹ سے زیادہ بتایا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ ۲۸ فیٹ زمین میں ہے اور ۲۲ فیٹ زمین سے اوپر ہے اس لاٹ پر ایک سنسکرت زبان قدیم کا ایک کتبہ بھی ۶ سطروں میں کندہ ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ لاٹ اسی راجہ **دہلو** کی بنائی ہوئی ہے۔ اس لاٹ کے اردگرد ایک عظیم الشان اور وسیع بت خانہ بنایا گیا تھا جسکے آثار اب تک باقی ہیں۔

راجہ **دہلو** نے جس شہر کی بنیاد رکھی تھی وہ مسیح سے قریباً تیسری صدی پیشتر کا ذکر ہے اور تیسری چوتھی صدی عیسوی تک یہ جدید شہر آباد ہوتے رہے اور برباد ہوتے رہے۔ اور پھر یہ سلسلہ ساتویں صدی مسیحی میں ایک نئے شہر **دہلی** کی بنیاد پر جا ختم ہوا۔ اس جدید شہر کا بنیادی پتھر راجہ **اننگ پال** نے رکھا اور دہلی ایک نئی صورت پر آباد ہوئی۔ اس راجہ کا خاندان عرصہ دراز تک دہلی میں حکمران رہا۔ بلکہ ان کی حکومت کا دائرہ قنوج تک بھی وسیع ہوا۔ اپنے وقت میں یہ حکمران خاندان ایک زبردست خاندان تھا۔ آخر اس کے اقبال کے زوال کا وقت آیا اور گیارہویں صدی مسیحی میں اجمیر کے چوہان راجپوتوں نے اس خاندان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

حسن اتفاق سے فاتح خاندان کے ایک لڑکے نے مفتوح خاندان کی ایک شہزادی سے شادی کرلی اور پھر یہ دونو خاندان اسطرح پر باہم ملے اور ان دونو کے خونی اختلاط سے وہ مشہور و معروف راجہ **پرتھوی راج** پیدا ہوا جسپر آکر دہلی کی ہندو سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور جو اسلامی سلطنت کا گویا پیش خیمہ تھا۔ اسی طرح پر جیسے **مسیح** اسرائیلی نبوت کے خاتمہ کا نشان تھا۔

سلطان محمد غوری نے ۱۱۹۱ء میں پرتھوی راج پر حملہ کیا مگر پرتھوی راج اس حملہ میں کامیاب ہوا اور محمد غوری کو شکست کھاکر واپس جانا پڑا۔ ہمت و استقلال نے محمد غوری کو اس شکست سے مایوس اور بے دست و پا نہ کیا تھا۔ اس لئے وہ دوسرے سال پھر حملہ آور ہوا۔ اور پھر پرتھوی راج کی حکومت کا دور ختم کر دیا۔ پرتھوی راج خود میدان جنگ میں ہی کام آیا اور اس کی موت ہندو سلطنت کی ہمیشہ کے لئے **موت** کا باعث ہوئی۔ اور محمد غوری ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا باپ ٹھیرا یہ پہلا دن تھا جو ہندوستان کے قدیم پایہ تخت **دہلی** میں اسلامی سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ قطب صاحب کی لاٹ کے پاس اس مقام جنگ کا پتہ ملتا ہے جہاں محمد غوری اور پرتھوی راج کی جنگ ہوئی تھی۔ بلکہ وہ بڑا معبد جو قطب صاحب کی لاٹ کے پاس واقعہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بڑا بھاری بت خانہ پرتھوی راج کی یادگار ہے۔

باقی آیندہ

خلافت راشدہ

(ایک شیعہ کی حضرت حکیم الامت سے خط وکتابت)

ذیل مین مین ایک خط وکتابت شائع کرتا ہون جو ایک **فرقہ آزاد نار** اور حضرت حکیم الامتہ کے مابین ہوئی ہے - مجھے راقم کا نام **ایک از فرقہ آزاد نار** پڑھکر قرآن شریف کی یہہ آیت بے اختیار زبان پر جاری ہوگئی -
وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون -

قرآن شریف نے جن لوگون کا ذکر اس آیت مین کیا ہے اور جو جواب انکو دیا گیا وہ آزاد نار فرقہ کا ممبر امید ہے غور سے پڑہیگا - شاید عام ناظرین اس معما کو پورے طور پر سمجھ نہ سکین - اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک شیعہ کا خط ہے جو اسنے دراصل حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود مہدی مسعود کے نام لکہا ہے - حضرت حکیم الامتہ نے سرسری طور پر اپنے کسی دوست کو اس خط کا جواب زبانی بتا دیا جسنے اپنے الفاظ مین اس جواب کو قلمبند کر دیا - اس خط مین شیعہ صاحب نے علامات خلافت وغیرہ پر خود ہی خامہ فرسائی کی تہی ور اصل غرض اس کی یہ تہی - - - - کہ اپنے خیال کے موافق خلافت راشدہ حقہ پر اعتراض کرے - مگر حکیم الامتہ نے وہ اہلِ کُش حربہ اختیار کیا ہے - جو تیرہ سو برس کی شکستہ اور دربارہ نیابت کو قیامت تک پھر سر اٹھانے نہ دیگا اور یقیناً سُرمن رائی کا خوف زدہ مہدی آیندہ کبہی باہر نکلنے کا نام تک نہ لیگا - ممکن ہے اس آزاد نار کو اللہ تعالیٰ سمجھ اور ہدایت عطا کرے مگر بظاہر نظر جیسا کہ اس فرقہ کا عام معمول ہے بہت کم امید ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائین - لیکن یہہ خط وکتابت بہت سی سعید اور رشید روحون کیلئے انشاءاللہ مفید اور بابرکت ہوگی، اسی لئے مینے اس کو اخبار مین چہاپدینا پسند کیا مین ان لوگون کو جو اپنے دل مین تلاش حق کی گدگدی رکہتے ہین خاص طور پر توجہ دلاتا ہون کہ وہ اسی خط کو کئی مرتبہ پڑہین اسلئے کہ اس مین انکے لئے نور اور حق اور ہدایت ہے چونکہ یہہ مضمون خلافت راشدہ حقہ کے متعلق ہے مینے پسند کیا کہ اسکا عنوان خلافت راشدہ ہی رکھون -

(ایڈیٹر)

آزاد نار کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مرزا صاحب خدا آپ کو نیک ہدایت نصیب کرے -

جناب رسول خدا صلعم کی وفات کے بعد ہر طالب حق کے لئے وہ پیچیدہ اور گمراہ کرنے والی راہین بنائی گئی ہین کہ طالب حق کو بڑی دشواری ہوتی ہے - کہ وہ نائب حق کو کس ذریعہ سے تشخیص کرے - علماء فریقین تو اپنے اپنے اقوال کے تائید کرتے ہین - اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی مقیاس ہونی چاہیئے کہ نائب رسول ایسی صفات سے متصف ہو کہ دوسرے مین بجز منجانب اللہ ہونیکے ممکن نہ ہون - جب ایسے صفات وعلامات کی مقیاس ہمارے ہاتھ آجاوے - اسوقت کتابون سے ہر مدعی نیابت کے حالات کی انصافانہ تصدیق وتطبیق کیجاوے - اور تشخیص کر لیا جاوے - کہ جملہ صفات نیابت کس شخص مین ہین - اور کچھ خیال کیا جاوے کہ امت نے اسطرف رجوع کیا ہے یا نہین - کیونکہ صفات نائب رسول بالکل ہم پلہ رسول ہونگے - اور یہ ممکن نہ ہوگا کہ صفات مذکورہ عوام الناس مین پائے جائین بلکہ جس شخص کو تقدیراً صفات مذکورہ منجانب اللہ عطا ہونے ہونگے - اسمین پائے جاوینگے - نہ کہ ایسے صفات اتفاقیہ کسی شخص مین پیدا ہو سکتے ہین؛ ورنہ خود کوئی ازرہ تصنع ایسے صفات سے متصف ہو سکتا ہے - پس یہ طریقہ تشخیص ایسا بے نظیر اور لاثانی ہے کہ ہر طالب حق منزل مقصود پر پہونچ جائیگا - اور پہنچ گیا ہے -

وهو هذا

صفت اوّل

(۱) نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جس طرح مرسلین کی رسالت اور انبیاؑ کی نبوت کی تصدیق کے لئے صدور معجزات وخوارق عادات دلیل کافی اور شہادت مین سمجھے جاتے ہین ویسی ہی نیابت رسول اللہ اور امامت کی تصدیق کے لئے اعجاز وخوارق عادات کا ظاہر ہونا ضروری ہے کیونکہ انبیاء تابعین رسالت سلف سے بہی اصدار معجزات ہوا ہے پس جس شخص مین یہ صفت پائی جاوے وہ نائب برحق سمجہا جاوے اور جس مین یہ صفت نہ ہوگی - اسکو مدعی باطل تصور کیا جاوے -

صفت دوم

(۲) نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جسطرح انبیاء مرسلین معصوم ہین - ویسے ہی نائب رسول بہی معصوم ہونا چاہیئے کیونکہ کام نائب نبی دونو کا یکسان ہے - گنہگار کی ہدایت موثر نہین ہوا کرتی اور یہ صفت ضرور محتاج بہ نص ہے - کیونکہ معجزہ اور خرق عادت تو ہر شخص بچشم معائنہ کر سکتا ہے - اور یہہ صفت بغیر شہادت خدا ورسول کے ثابت نہین ہو سکتی -

صفت سوم

(۳) نائب نبی کی یہ ہے کہ جس طرح انبیاء مرسلین روز پیدائش سے شرک وکفر سے مبرا ہین - ایسی ہی اونکا نایب بہی آلایش شرک کفر سے پاک ہونا چاہیئے کبہی سجدہ اصنام کو سر نہ جہکایا ہووے بلکہ اون کے نائب کا بہی ایسا ہی حال ہونا چاہیئے - کیونکہ علماء شیعہ تو اس صفت کو ضرور صفات انبیاء مین داخل کرتے ہین -

صفت چہارم

نائب برحق کی یہ ہے - کہ باتفاق علماء ومجتہدین اہل سنت یہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلعم کی مخصوص بطبقہ انسان ہی نہین ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات ومخلوقات پر مبعوث ہوئے ہین جنمین ملائک - جن جان حیوانات - نباتات - جمادات - آسمان - ستارے - عناصر وغیرہ سب شامل ہین پس جسطرح پر کہ ان جملہ طبقات موجودات نے جناب رسول خدا کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہے ویسے ہی انکے نائب کی کرنا ثابت ہووے اگر کسی مدعی خلافت کی صرف طبقہ انسان نے اطاعت کی ہو - اور دیگر طبقات ملائکہ اور جن اور حیوانات وغیرہ نے مطلق تعلق اور سروکار نہ رکہا ہو تو ہم اوسکو ہرگز نائب برحق نہ کہینگے کیونکہ یہ امر ممکن نہین کہ جسنے اطاعت رسول اللہ کی ہو - اوس نے اون کے نائب کی نہ کی ہو - پس ہم کو تحقیق کرنا چاہیئے کہ سوا انسان کے اور طبقات نے کس کس دعویدار نیابت وامامت کی اطاعت کی ہے -

صفت پنجم

نائب نبی کی یہ ہے کہ علم لدنی جیسا کہ انبیاء ومرسلین کو حاصل ہوتا ہے ویسا ہی مرسل نائب کو حاصل ہونا چاہیئے اور جن جن طریقون سے پہلے انبیاء تابعین رسالت کو یہہ علم حاصل ہوا انہین طریقون سے اس رسالت کے نائب کو حاصل ہوا ہو -

صفت ششم یہہ ہے کہ علم قرآن وسنت اور حل مسائل وقضایا مین بدرجہ اتم کمال رکہتا ہو - کبہی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو -

صفت ہفتم

یہہ کہ نائب رسول وہ شخص ہے جو خداوند کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل ہو اور سب سے زیادہ محبوب خدا ورسول ہو اور سب سے زیادہ خدا رسول کو وہ دوست رکہتا ہو - اور بنظر ضمیمہ سلطنت وہ شخص اشجع الناس اور اعدل الناس ہو اور قربت قریبہ بہی نبی سے اوروں کی نسبت زیادہ رکہتا ہو -

صفت ہشتم

یہہ ہے کہ کوئی حکم خدا ورسول کا نسبت امامت اور خلافت کے اُس کے صادر ہوا ہو یا بعین حیات نبی کوئی معاملہ استخلاف اُسکا وقوع مین آیا ہو یا بعض اختیارات رسالت مین شارکت ہو یا نبی نے اسکے بارہ مین مشعر اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو -

صفت نہم

یہہ ہے کہ از روئے حدیث صحیح اثنا عشر خلیفہ کلہم قریش سے ہون یہ حدیث فریقین کی مسلم ہے - اہل سنت جماعت کہ جسقدر خلفاء ہین قریش سے ہین ان اوصاف متذکرہ بالا میں پانچ علامات اول الذکر ایسے ہین کہ جو انبیاء کے لئے مخصوص اور بنظر تعہد کار تبلیغ رسالت یہ اوصاف نائب نبی سے بہی متعلق ہین اور باقی صفات خاص نایب نبی کے متعلق ہین ان صفات سے وہی فرقہ اور گروہ انکار کریگا جو اپنے خلفاء اور آئمہ مین ایسے صفات کا ہونا تعجب سمجہے ورنہ غور کا مقام ہے کہ جب ایسے صفات کے لوگون کا وجود ثابت ہو جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ نایب برحق رسول اللہ کے ہین - کیونکہ خداتعالیٰ نے انکو یہ اوصاف بیوجہ فضول نہین عطا فرمائے - ہان اگر بعد رسول خدا ایسے صفات سے کوئی متصف نہ ہو سکے تو کہہ سکتے ہین کہ یہ صفات نایب نبی کے نہین ہین - اور جبکہ ایک شخص مین انبیاء کی صفات پائے جائین اور پھر نایب نبی تک بہی اوسکو نہ کہا جاوے تو بڑے ظلم کی بات ہے - ہم اسبات کے قائل نہین ہین کہ جس شخص پر ہمارا گمان نبی ہونیکا ہے اوس مین یہ اوصاف موجود نہ ہون تو ہم کہنے لگین کہ ان اوصاف کا نایب کے لئے ہونا لازمی نہین - بس اب غور سے ملاحظہ فرما کر خدا ورسول کو حاضر وناظر جانکر ہر ایک صفات اور علامات مین مطابقت کی جاوے - پھر جس مین

یہ صفات ثابت ہوجاوین اور پہر بمقابلہ اسکے کوئی شخص ایسے لوگون کو نائب رسول مانین جنمین یہ اوصاف نہین تو صاف پایا جائیگا کہ وہ بجائے خداوند تعالےٰ کے شیطان کی پرستش کرتاہے ۔ اور صاف طور پر بیدین ہے ۔ منفعت کے لئے یہ ڈہچر بنا رکہا ہے۔

ایک از فرقہ آزادینار

جواب از حکیم الامتہ

سنو ۔ مین اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر جانکر جواب لکہتا ہون اور آپ بہی رسم وعادت اور تقلید جاہد کے سیاہ ترین پردون سے باہر ہوکر انصاف اور خداترسی کی آنکہہ اور کتاب اللہ الاکمل کے ضیاء عاتم سے پڑہین اور بغور پڑہین اور خداوند کریم سے مدد چاہین +

مین نہایت افسوس سے لکہتا ہون کہ ہمارے مدعیان اسلام کے بڑے مسلّم دو دعوے ہین ۔ لیکن عمل درآمد اون کے بیسا برعکس ہے گویا ہاتہی کے کہانیکے دانت اور ہین اور دکہانیکے اور ۔ اسی کے واسطے کہا گیا ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ القرآن کامل بلکہ اکمل کتاب ہے ۔ اور یہ ایک ہی کتاب ہے جو ڈنکے کی چوٹ سے پکار رہی ہے ۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۔ اور الیوم اکملت لکم دینکم اور ھدی للناس ۔ اور دوم یہ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین اور آپ کی شریعت کے بعد کوئی اور شریعت نہین آئیگی ۔ لیکن جہان کہین بات چلیگی اس کتاب کو نسیاً منسیا کرکے وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مہجورا کی تیز وتند بجلی کے نیچے آجاتے ہین ۔ اور دوسرے دعوے کو پس پشت ڈالکر از خود ایک نئی شریعت ایجاد کر دیتے ہین اور پہر اسی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ساتہہ ہی یہہ وعید بہی سنا دیتے ہین کہ جو اسکو نہ مانے وہ بے دین اور ملحد وزندیق اور خارج از دائرہ اسلام ہے ۔

مین بڑے افسوس سے لکہتا ہون کہ آپنے بہی اس خط مین ایسا ہی کیا ۔ بلکہ یہانتک حد سے بڑہے کہ اگر کوئی بات قرآن مجید مین موجود بہی تہی تو نقل مین اس کا عنوان بدل دیا ہے ۔

اب مین اس کے مطابق آپکے قایم کردہ صفات پر بحث کرتا ہون اور آپ کے فتویٰ اور وعید کی کچہہ پروا نہین کرتا اور پہر اخیر مین بتاؤنگا کہ کتاب اللہ نے خلفا کے لئے کیا صفات بیان فرمائے ہین ۔

آپنے یہ صفات نائب حق اور نائب نبی اور نائب رسول کیلئے قایم کئے ہین ۔ لیکن جہان تک مین نے قرآن مجید کو پڑہا ہے مین نے ان تینون نامون سے ایک بہی نہین پڑہا پس جب یہہ نام ہی نہین تو ان کے صفات یا ان کی معرفت یا بعثت کا کیا ذکر ہوگا ۔ پس کیا عمدہ بات ہوتی اگر آپ ذرہ فرقان حمید پر غور کر لیتے ۔

پہر صفت نمبر ایک مین آپنے لکہا ہے کہ نیابت رسول اللہ اور امامت کی تصدیق کیلئے اعجاز وخوارق عادات کا ظاہر ہونا ضروری ہے ۔ آپ قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک غور سے پڑہو نہ خوارق عادات اور نہ اعجاز ومعجزات پاؤگے اور نہ یہہ عبارت کہین پاؤگے کہ المعجزات وخوارق العادات ضرودیۃ لرسالۃ المرسلین ولنیابۃ نوابہم ہان قرآن مجید مین وما انتم لہ بمعجزین آیا ہے ۔ لاکن اس کے معنی آپ کے معجزہ کے ہرگز نہیں ہین ۔

صفت نمبر ۲ مین آپنے لکہا ہے کہ صفت دوم نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جس طرح انبیاء مرسلین معصوم ہین ویسے ہی نائب رسول بہی معصوم ہونا چاہیئے کیونکہ کام نائب منیب دونون کا یکسان ہے گنہگار کی ہدایت موثر نہین ہوا کرتی ۔ یہان پر بہی آپنے ایسا ہی کیا قرآن مجید مین معصوم کا لفظ بے گناہ کے معنون مین کہین نہین آیا البتہ واللہ یعصمک من الناس آیا ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اللہ تجہے لوگون سے بچائیگا گناہ کا یہان پر ذکر تک نہین ۔

لیکن اس غلطی کی جڑ یہہ ہے کہ نامراد شیعہ علی علیہ السلام یا نامراد شیعہ حسین علیہ السلام نے جب دیکہا کہ اس آیت کریمہ کے رو سے جو عصمت آنحضرت کی ہوئی ہے اوسکا ہمارے اماموں مین تو نام ونشان بہی نہین اور یہہ ایسی زد تہی جو کہ شیعہ مذہب کے سب بخیئے ادہیڑ دیتی تہی تو انہون نے اہل اسلام کو دہوکا دینے کے واسطے معصوم بمعنے بیگناہ کہنا شروع کر دیا ۔

۳ ۔ مین آپ نے لکہا ہے کہ کبہی سجدہ اصنام کو سر نہ جہکایا ہو یہان پر مین اسواسطے کچہہ زیادہ نہین لکہتا کہ اوّل یہہ نمبر ۲ مین داخل ہین اور دوم یہ کہ آپکے اصل قایم کردہ کے خلاف ہے کیونکہ آپنے لکہا ہے کہ وہ صفات عوام الناس مین بہی پائی جاتی ہے ۔

۴ ۔ آپنے لکہا ہے باتفاق علماء ومجتہدین اہل سنت یہہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلعم مخصوص بطبقہ انسان ہی نہین ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات ومخلوقات پر مبعوث ہوئے ہین جنمین ملائک نبی جان حیوانات نباتات جمادات آسمان ستارے عناصر وغیرہ سب شامل ہین ۔ اور جس نائب کی یہہ سب طبقات اطاعت نہ کرین وہ ہرگز نائب برحق نہین ہے ۔

مین علماء اور مجتہدین پر بہتان لگانا بدترین گناہ جانتا ہون آپ اگر سچے ہین تو حضرت امام مالک حضرت امام ابو حنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل امام بخاری امام قاضی یوسف کی تصریح اونکی کتابون سے پیش کرین ورنہ اس گندی شیعانہ عادت سے توبہ کرین علاوہ برین یہہ کیسی نئی شریعت آپ نے بنائی ہے اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کامل کتاب مین انس کیطرف آنحضرت کو ارسال فرمایا ہے البتہ یہ بہی آیا ہے کہ بعض جنون نے قرآن کو سنا اور ایمان لائے اور بس ۔ ہان اگر آپ اس تیس پارہ والے قرآن مجید سے کہ جسکا جامع اور حافظ خود اللہ علیم وقدیر ہے اپنے دعوے کے مطابق نکال دین تو ہم ماننے کے واسطے تیار ہین مگر ایسا ہرگز نہین اسی وجہ سے آپنے قرآن مجید کا نام تک نہین لیا یاد رکہو علماء اور مجتہدین نئے شارع نہین ہوتے ۔

۵ ۔ مین آپ نے لکہا ہے کہ علم لدنی حاصل ہونا چاہیئے مین نے قرآن مجید کو بہی پڑہا ہے اور اس لفظ پر بہی بہت دفعہ غور کیا ہے نہ یہ قرآن مجید مین ہے اور نہ اس کے کوئی صحیح معنے ہین کیونکہ علم لدنی کی یا اگر متکلم کی ہے تو اس کے معنے ہوئے میرے پاس کا علم تو کیا آپ کے پاس کا علم سب رسولون اور نائبون کے لئے ضروری ہے وہی بس ہے اور اگر یاء نسبت ہے تو معنے ہوئے لدن والا علم اور لدن کے معنے ہین کسی کے پاس والا علم تو کیا کسی پاس والا علم ہر ایک انسان کے پاس نہین ہوا کرتا ہان قرآن مجید مین ایک بندہ کی نسبت آیا ہے جسکو حضرت موسیٰ ملے تہے علمناہ من لدنا علما پس اگر حضرت موسیٰ کو وہ علم حاصل تہا تو ملاقات بے فائدہ اور ان کے سوال جو قرآن مجید مین مذکور ہین اسکی تکذیب کرتے ہین اور اگر نہ تہا تو پہر بقول آپکے حضرت موسیٰ رسول کیا نائب رسول بہی نہ ہوئے ۔

۶ ۔ آپنے لکہا ہے کہ علم قرآن وسنت اور حل مسائل وقضایا مین بدرجۂ اتم کمال رکہتا ہو کبہی کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو ۔ اس نمبر مین + گاہ باشد کہ کودکے نادان + بغلط بر ہدف زند تیرے ۔ صادق آنے لگا تہا لیکن اسقدر کو بہی آپ نے ہاتہہ سے ضائع کر دیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ بیشک علم قرآن وسنت امام کو سب سے زیادہ ہونا چاہیئے ۔ لاکن رہا یہ کہ کسی سوال کے جواب مین قاصر نہو یہ نہ رسول کا کام ہے ۔ اور نہ اسکے (بقول آپکے) نائب کا ہان البتہ اس زمانہ کے ملاؤن کی تعریف مین کسی خوش مذاق نے فرمایا ہے کہ ۔ ملا آن باشد کہ بند نہ شود ۔ ورنہ اور سب کو بعض وقت اللہ اعلم کہنا پڑتا ہے ہان اگر وہ امر ایسا ہو کہ ان کی راہ مین آگیا ہے ۔ تو پہر ضرور اسکا انکشاف ہوجاتا ہے ۔

۷ ۔ مین آپنے لکہا ہے کہ نائب رسول خداوند کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل اور محبوب ہو اور سب سے زیادہ خدا اور رسول کو وہ دوست رکہتا ہو ۔ اور بنظر ضمیمۂ سلطنت وہ اشجع الناس اور اعدل الناس ہو اور قربت قریبہ بہی نبی سے اور دن کی نسبت زیادہ رکہتا ہو ۔

یہان پر بہی آپ نے حق وباطل مین خلط کیا ہے ۔ بیشک وہ مجتبیٰ اور افضل اور محبوب ترین اور محب ترین اور اشجع الناس اور اعدل الناس ہونا چاہیئے لاکن قربت قریبہ کا ذکر کیا آپ قرآن مین بتا سکتے ہین ۔

دیکہو یہہ شیعۂ نامراد کے خیالی پلاؤ ہین وہ ایسی نادان قوم ہے جسنے ایسے اصول قایم کئے ہین جنسے انبیاء رسل اور کتاب اللہ اور دین اسلام پر حرف آتا ہے مثلاً اون کا یہ اصل ہے کہ سب انبیاء اور ائمہ کے لئے مارا جانا ضروری ہے حالانکہ اللہ علیم فرماتا ہے واللہ یعصمک من الناس اور فرماتا ہے لاغلبن انا ورسلی پہر دیکہو مسیح کو مقتول کہنے والون کی کیا خبر لی ہے ۔

کیا شیعہ نے اپنی عقل کو بہی جواب دیدیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کو بیاض عثمانی کہکر بالائے طاق رکہدیا تہا ۔ کیا وہ غور نہین کرتے جو بادشاہ مارا جائے اور اس کے جانشین اور لوگ ہو جائین تو کیا اوس جیسا مردود مخذول کوئی اور ہے مثلاً بقول اون نادان دشمنان اسلام کے آنحضرت تو زہر سے شہید ہوگئے جو کہ یہودی عورت نے دی تہی اور (نعوذ باللہ من ذالک) ابوبکر عمر عثمان رؤساء منافقین آپکی خلافت پر بیٹھ گئے اور

قربت قریبہ والے حضرات آہین مارتے حسرتین بھرتے رہ گئے اور پہر یہ سلسلہ دین ممتد ہوا کہ چودہوین صدی جاتی ہے۔

پر اتنک قربت قریبہ والے مخذول چلے آتے ہین اور سرمن رائے کے ایک مفقود الخبر شیرخوار کی امید پر عجل فرجا جپ رہے ہین کیا اگر یہی حقیقت ہے تو پھر نعوذ باللہ آنحضرت سے جو کہ سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہین کون مردود اور مخذول زیادہ ٹھہریگا کہ جنکے آگے اور پیچھے اور دائین بائین عمر بہر مین رؤسا منافقین ہون اور پہر وہ اسقدر غالب ہون کہ کوئی امر آنحضرت کو اپنے منشار کے مطابق نہ ہونے دین حتی کہ وصی برحق کے حق مین وصیت بہی نہ لکھنے دین اور پہر قبر مین بہی پیچہا نہ چھوڑین اور قربت قریبہ والون کو چودہوین صدی تک پا بجانہ ہونے دین کیا اگر اس سے بہی کوئی زیادہ مخذول و مردود متصور ہو سکتا ہے تو آپ مجھے ضرور بتائین۔

پھر دیکھو انکا یہہ اعتقاد ہے کہ قرآن مجید کو عثمان منافق (نعوذ باللہ) نے جمع کیا ہے اور اپنی طرف سے اوس نے بہت کچھہ کمی بیشی کر دی ہے جسکی وجہ سے یہہ اب قابل اعتبار نہین رہا اب آپ غور فرمائین خداوندکریم تو فرماتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اور پہر فرماتا ہے ان علینا جمعہ و قرآنہ پر یہ دشمنان اسلام کہتے ہین عثمان نے جمع کیا اور بہت کچھہ تغیر تبدل کیا۔ اور پھر یہہ بہی نہین کرتے کہ اپنے پاس سے کوئی اور قرآن نکالین بلکہ اس محفوظ مکتوب کو چھوڑ کر انسانی بنائے ہوئے مجموعہ پر اتر آئے جو کہ لا یغنی من الحق شیئاً ہے اور یہی وجہ ہے کہ آریہ کیطرح انسانیت کو خیرباد کہکر انعام کی طرح شہوت رانی مین ایک نے نیوگ جیسا غیرت کش طریق نکالا اور دوسرے نے متعہ جیسے انسانیت کے غارت کن طریقہ کے ایجاد سے محبات حسین سے شہرون کے چکلون کو پر کر دیا اور پھر بہت سی انسانی نسل کو زندہ در گور کر دیا۔

اب آپ سنین اور غور و انصاف سے سنین کہ قربت قریبہ کا اصل بھی اسی دشمن اسلام فرقہ نے ایجاد کیا ہے اور یہہ بہی ایسا ہی گندہ اصل ہے جس نے اسلام کی بیخ کنی کی بلکہ یہود کے حق مین آنحضرت اور قرآن کے برخلاف ڈگری دیجاتی ہے کیونکہ موسوی سلسلہ کیساتہہ قربت قریبہ رکھنے والے یہود ہین یا کہ آنحضرت صلعم جو کہ بنی اسحاق سے نہین بلکہ بنی اسمٰعیل سے ہین۔

اور یہود کا اعتراض بھی یہی تہا کہ وہ نبی بموجب حکم تورات ہم سے ہونا چاہئیے جو کہ سلسلہ موسوی کی قربت قریبہ رکہنے والے ہین نہ بنی اسمٰعیل سے پس اگر قربت قریبہ شرط ہے تو یقیناً ڈگری یہود کے حق مین ہے۔ ہان یہان پر آپ ایک کہہ سکتے ہین کہ رسالت کیواسطے قربت قریبہ شرط نہین البتہ نیابت کیواسطے شرط ہے جیساکہ آپ نے لکہا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ جب غیر قربت قریبہ والیکو اکمل چیز ملسکتی ہے تو ادنی چیز کیون نہین ملسکتی حالانکہ نہ رسالت موروثی چیز ہے اور نہ نیابت موروثی ہے رسالت کیواسطے یہی ان ینزل اللہ من فضلہ علی من یشاء من عبادہ۔ اور نائب کے واسطے بھی فرمایا ہے لیستخلفنہم فی الارض اور یہہ کنکو کہا ہے عام مومنون کو نہ کہ خاص قربت قریبہ والون کو پس یہہ شرط قرآن کے مخالف ہے اور خدا کے فعل کے بہی برخلاف ہے کیونکہ فرمایا تو یہ کہ مین خلیفہ بناؤن گا۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ آنحضرت کے بعد کسکو بنایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمانؓ کو پس جس امر کو خدا کی کتاب اور فعل رد کر دین وہ ہرگز قابل اعتبار نہین ٹھہر سکتا۔

عـ۸ مین آپنے لکہا ہے کہ کوئی حکم خدا و رسول کا نسبت امامت اور خلافت اسل کے صادر ہوا ہو یا بحین حیات نبی معاملہ استخلاف اسکا وقوع مین آیا ہو بعض اختیارات رسالت مین مشارکت ہو۔ یا نبی نے اوسکے بارہ مشعر اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔

سنئے اگر اس کے معنے یہ ہین کہ تعین شخصی کر کے حکم خدا یا حکم رسول اوس کی نسبت پہلے صادر ہو چکا ہو۔ تب تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ کسی رسول کے واسطے ایسا نہین ہوا ورنہ اس کے موقع پر کبہی نزاع نہ ہوتا مثلاً اگر آنحضرت صؐ کی نسبت لکہا ہوا ہوتا کہ ان کا نام فلان ہوگا اور فلان قوم سے اور فلان بستی اور فلان محلہ فلان مکان مین فلان وقت مین فلان مرد سے فلان عورت کے پیٹ سے پیدا ہونگے وغیرہ وغیرہ تو پہر کب نزاع واقع ہو سکتا تہا مگر ہرگز ایسا نہین ہوا بلکہ کبھی کسی کیواسطے ایسا نہین ہوا۔ کیونکہ ایمان کی حد سے عیان کے حیز مین آجاتا ہے اور وہ محل ثواب نہین رہتا ہے۔

اور اگر اس کے یہ معنے ہین کہ بعض صفات بیان کر کے محض رنگ مین اوسکی بعثت کی خبر دیجائے۔ اور پہر خداوندکریم خود اپنے فعل سے اور تائید سے اوسکی شہادۃ دیدے تو یہ امر مسلم ہے لاکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے شیعہ کے ائمہ اثنا عشر مین یہ امر معدوم یا کالعدم ہے اور ایسا کسی امام مین نہین ہوا اور غالباً اسکی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح عیسائیون نے مسیح کو خدا بنانا تہا تو خداوندکریم نے اسقدر کمزوریان اوسمین رکہدین جو کہ اوسکی خدائی کو پاش پاش کر دیتی ہین اسیطرح چونکہ شیعہ نے اپنے ائمہ اثنا عشر کو بڑا بنانا تہا اسوجہ سے عدم تائید کا سیاہ داغ اونکی پیشانی پر لگا دیا تاکہ یہہ بت اپنا پول خود ظاہر کر دے۔

باقی رہا بحین حیات استخلاف ہونا یا بعض اختیارات رسالت مین شریک ہونا مشعر اطاعت وغیرہ یہہ سب ایسے امور ہین جو کہ قرآن مجید مین ہرگز نہین ہین۔

عـ۹ مین اپنے لکہا ہے کہ از روئے حدیث صحیح اثنا عشر خلیفہ کلہم قریش سے ہون یہہ حدیث فریقین کی مسلم ہے سنت جماعت کے جسقدر خلیفہ ہین قریش سے ہین۔

سنئے قرآن مجید نے ہرگز یہ نہین فرمایا کہ وہ قریش سے ہون گے اور نہ یہ فرمایا کہ وہ اثنا عشر ہون گے ہان اس مین شک نہین کہ حدیث مین آیا ہے لاکن حدیث مین قریش آیا ہے سادات یا علوی یا حسنی ہرگز نہین آیا پس اگر یہ حدیث آنحضرتؐ کی مانی جاتی ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ ائمہ اثنا عشر سادات سے تسلیم کئے جاتے ہین اور باقی قریش اور خصوصاً بنی عباس کو نہ انمین شمار کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک طرف تو ائمہ اثنا عشر کی قریش سے ہونیکی خبر دی ہے، اور ایک طرف فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر اللہ تعالے ایک مجدد مبعوث فرمائیگا جو کہ دین کی تجدید کرے گا۔

پس اگر انسان تہوڑی سی غور کرے تو وہ ائمہ اثنا عشر کا پتہ ان دو حدیثون سے لگا سکتا ہے کیونکہ اب چودہوین صدی ہے۔ پہلی صدی تو آنحضرتؐ کی ہوئی اور بموجب تشابہ سلسلہ محمدیّہ اور سلسلہ موسویّہ چودہوین صدی مسیح موعود کی ہوئی اور باران صدیون کے بارہ امام مجدد ہوئے۔ اور وہ عموماً قریش ہی تہے نیز آنحضرت صلعم نے ہرگز یہہ نہین فرمایا کہ میرے بعد کل امام اثنا عشر ہونگے اور وہ قریش ہونگے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ قریش سے اثنا عشر ہونگے اور اونکی نفی یہان سے ہرگز نہین مفہوم ہوتی اور یہہ حدیث بہی اس کی تائید کرتی ہے کہ

لیسلب الملک من قریش بلکہ تشابہ سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے چاہتا ہے کہ آخری خلیفہ امہات کیطرف اگرچہ قریش یا خصوصاً سادات سے ہو۔ لاکن آبا کیطرف سے قریش اور سادات سے ہرگز نہ ہو جیساکہ سلسلہ موسویّہ کا آخری خلیفہ اگرچہ والدہ کیطرف سے وہ کچھہ ہو لیکن باپ کیطرف سے جو کہ منشار نسب ہوتا ہے ہرگز اسرائیلی نہ تہا اور اگر ان سب امور کو ہم پس پشت ڈالدین تو پہر یہہ بہی تو حدیث ہے کہ سلمان منا اہل البیت۔

اب مین آپ کو بتاتا ہون کہ نبوۃ اور خلافت راشدہ کیواسطے قرآن مجید نے کیا کچھہ لکہا ہے۔

رسول اور امام یا خلیفہ وہ ہوتا ہے کہ جسکی قبل از بعثت زندگی لوگون کی نزدیک ازکی و اطہر اور بالفاظ دیگر بے عیب زندگی ہوتی ہے تاکہ بعثت کے بعد اون کے لئے وہ حجت ٹہیرے جیسا کہ قرآن مجید مین آیا ہے فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون اور صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے قریش وغیرہ کو بلا کر دریافت کیا تہا کہ اگر مین کہون کہ دشمن تمہاری گہات مین ہے اور صبح کیوقت تم پر شبخون کریگا تو کیا تم تسلیم کروگے تو سب نے بالاتفاق کہا کہ ماجربنا علیک الکذب۔

دوئم یہہ کہ اسپر خدا کی وحی نازل ہو اللہ کریم نے فرمایا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی الذین من قبلک اور پہر فرمایا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ۔

سوئم یہہ کہ بعض غیبوں پر اوسکو اطلاع دیجائے تاکہ ثابت ہوجائے کہ بیشک یہ عالم الغیب سے اور راز رکہتا ہے۔ اللہ علیم نے فرمایا ہے لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول لیکن سب غیبون کا جاننا اللہ تعالے سے خاص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے قل لو اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔

(۴) چہارم یہہ کہ نصرۃ الٰہی اور تائید الٰہی اوس کے اور اسکے اتباع کے شامل حال رہے تاکہ ثابت ہوجاوے کہ بیشک اللہ قدیر اوس کے مددیر ہے خداوندکریم نے فرمایا ہے

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا وغیرہ جیساکہ ہم دیکھتے ہین کہ آنحضرت صلعم

کی نصرۃ اوسکی تائید کی۔ پھر ابوبکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی کی۔

پنجم۔ یہہ کہ اوس نصرۃ کی پیشگوئی قبل از وقت بحالت ضعف کیجاتی ہے تاکہ اللہ کا علم اور فعل اوسکی صداقت . . . . کے دو شاہد ہون۔ وکفی باللّٰہ شہیدا۔ جیساکہ آنحضرت صلعم کے لئے پہلے سے فرما دیا تھا کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی۔ اور سیھزم الجمع ویولون الدبر اور اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون۔

ششم۔ یہہ کہ اوسکے مکذبین پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے جیساکہ فرمایا کذبوا الرسل فحق عقاب۔

ہفتم۔ یہہ کہ وہ ضرورت حقہ کیوقت مبعوث ہوتے ہین آنحضرت صلعم کی بعثت کی ضرورت حقہ کا نقشہ قرآن مجید نے ظھر الفساد فی البر والبحر کیساتھہ بیان فرمایا ہے۔

ہشتم۔ یہہ کہ اسوقت کے مطابق اونکو آیات دیئے جاتے ہین جیسا حضرت موسیٰ کیلئے تسع آیات بینات فرمایا۔

نہم۔ کہ اون کو فرقان دیاجاتا ہے جیساکہ آنحضرت صلعم کیواسطے آیا ہے یوم الفرقان الخ۔

دہم۔ یہہ کہ جس غرض کے لئے وہ مبعوث ہوتے ہین خداوند کریم اوس کے لئے پہلے سے ایک ہوا چلا دیتا ہے جیساکہ ھو الذی یرسل الریاح بشرًا بین یدی رحمتہ مین اشارہ کیا گیا اور حضرت کے وقت مین ایسا ہوا تھا کہ آپ کی بعثت سی پہلے عرب مین ایک کمیٹی قایم ہوئی تھی کہ شرک بری چیز ہے اور توحید عمدہ چیز ہے اور اس کمیٹی کے اعلے افسر کا نام ابی کبشہ تھا چنانچہ اسیوجہ سے مشرک لوگ آنحضرت فداہ ابی وامی وروحی کو ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ قبل از شرف باسلام ہرقل کو آنحضرت سے لرزان ترسان دیکھہ کر کہا تھا لقد امر امر ابن ابی کبشۃ

یازدہم۔ یہہ کہ اس مین اللہ علیم حکیم قدیر اپنے خاص فضل سے قوۃ تطہیر اور قوۃ تزکیہ رکھہ دیتا ہے تاکہ اوس کے متبعین اور ماننے والے مطہر اور مزکی ہوجائین جیساکہ فرمایا ہے یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم اور فرمایا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔

دوازدہم۔ اوسکو علم کتاب اللہ سب سے زیادہ دیا جاتا ہے فرمایا ہے ویعلمھم الکتاب۔ اور فرمایا لایمسہ الا المطھرون۔

سیزدہم۔ یہہ کہ وہ پہلے انبیا کیطرح ہوتا ہے فرمایا ماکنا معذبین حتٰے نبعث رسولا۔

چہاردہم۔ وہ جس سے مباہلہ کرے یا تو فریق ثانی ڈر جاتا ہے یا تباہ ہوجاتا ہے یا ذلیل وخوار ہوتا ہے اور اسکو عزت اور ترقی نصیب ہوتی ہے فرمایا قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم ثم نبتھل الخ

پانزدہم۔ یہہ کہ خداوند باوجود اسکی ضعف اور کثرۃ اور قوۃ مخالفین کے اسکی عصمت کی پیشینگوئی کر دیتا ہے اور پھر ثابت کر دکھاتا ہی کہ وہ لوگون کی تباہ کن تدابیر اور حملون سے معصوم اور محفوظ رہتا ہے جیسا فرمایا

واللّٰہ یعصمک من الناس

شانزدہم۔ یہہ کہ اونکے اور اونکے خلفا کے لئے تمکین دین عنایت فرماتا ہے۔

ہفتدہم۔ یہہ کہ بعد از خوف امن عنایت فرماتا ہے۔

ہشتدہم۔ یہہ کہ بعد از امن وہ لذات مین مستغرق نہیں ہوتے بلکہ اللہ کی عبادت کرتے اور اللہ کے ساتھہ کسی کو شریک نہین بناتے۔

نوزدہم۔ یہہ کہ ان کے مقابلہ پر ضرور کوئی نہ کوئی کھڑا ہوتا ہے لیکن اگر سعادت مند ہوا تو وہ بچ جاتا ہے۔ ورنہ ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے جیساکہ فرمایا ہے وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔

بستم۔ یہہ کہ وہ حکم بین الناس ہوتے ہین کسی ایک فرقہ کیطرف وہ نہین جھکتے جیسا فرمایا لیحکم بین الناس۔

اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتین ہین لیکن مین اسپر اکتفا کرکے اب آپکو یہہ بتاتا ہون کہ یہہ سب صفات ہمارے آقا اور مطاع حضرت مہدی اور مسیح موعود مین موجود ہین فالحمد للّٰہ علےٰ ذالک

عـ۱ ثبوت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے تو ایک شہر کے چند لوگون کو بلا کر حجت پوری فرمائی۔ پر اون کے آخری خلیفہ مہدی نے اشتہار دیا کہ اگر میرا کوئی چھوٹا سا گناہ بھی بعثت سی پہلے عمر کا بیان کرے تو مین جھوٹا ہون۔ پر اللہ کے فضل سے ابتک کسی نے نہین ثابت کیا۔ حالانکہ آپکے مخالفین قادیان مین بکثرت موجود ہین۔

عـ۲ ہمارے آقا اور مطاع پر اللہ کی تازہ وحی نازل ہوتی اور ہزارون لوگ ہزارون دفعہ اوسکی صداقت کو مشاہدہ کرچکے ہین۔ لاکن ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

عـ۳ ہمارے آقا اور مطاع کو بہت سی غیبون پر قبل از وقت اطلاع دیگئی اور پھر ایسا ہی ظہور مین آیا مثلاً براہین احمدیہ مین اسوقت آپنے لکھا ہے جبکہ آپ بالکل عالم گمنامی مین تھے یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ لا تصعر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس یعنے دور دراز رستون سے لوگ تیرے پاس آئینگے اور تحفے بھی آئینگے اور چونکہ لوگ بہت کثرت سے آئینگے اسواسطے اون سے مونہہ نہ پھیرنا اور نہ تھکنا پس کوئی قادیان آئے اور مشاہدہ کرے کہ کس کثرت سے لوگ دور دراز ملکون سے آتے اور تحفے لاتے اور بھیجتے ہین۔

پہر آپکو دشمن خدا اور دشمن رسول لیکھرام کی خبر دی کہ یہہ قتل کیا جائیگا اور فلان وقت قتل ہوگا اور اس کا قاتل نہ پکڑا جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پس اگر آپکو ان پیشگوئیون کی تفصیل دیکھنے کا شوق ہے تو تریاق القلوب کو پڑہین۔

عـ۴ نصرت الٰہیہ کا پتہ اسطور پر لگ سکتا ہے کہ ہمارے آقا و مطاع نے جب مہدی اور مسیح موعود ہونیکا دعوی شایع کیا تو سوائے چند اشخاص کے جو کہ انگلیون پر گنے جاتے تھے اور کوئی بھی ساتھہ نہ تھا اور ہندوستان وپنجاب وغیرہ کے سب طبقات الناس اور خصوصاً ان مولویون نے جو کہ اشر الناس تحت ادیم السماء تھے اور پہر ان گدی نشینون نے جو کہ بدقسمتی سے مدعیان اسلام کے سبت تھے آپ کی سخت مخالفت شروع کی اور اپنی سب تدابیر اور اسلحہ کو لیکر بڑے زور شور سے مقابلہ پر نکلے ڈہیرون کے ڈہیر کتابین اور رسالجات آپکی مخالفت پر شایع کردیئے جابجا واعظ پہرے قتل کے منصوبے گانٹھے گئے خون کے مقدمات قایم کئے گئے گورنمنٹ کی بغاوت کی مخبریان اون کے لیڈرون نے کین پر ان سب کا نتیجہ کیا ہوا کہ ہمارا آقا و مطاع میرے جدامجد حسین علیہ السلام کیطرح کبھی ان یزیدیون کے تیرون اور خنجرون کا نشانہ بنا بلکہ آنحضرت صلعم کیطرح ہر ایک میدان مین مظفر اور منصور ہوا۔ اور باوجود ان رکون کے اب حضور کی جماعت تین لاکہہ سے متجاوز ہے۔

عـ۵ ہمارے آقا و مطاع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوے سے پہلے براہین احمدیہ مین خدا کی وحی شایع کی تہی جو اس نصرۃ کی پیشگوئی تہی اور وہ یہ ہے۔

"دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اوسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔"

اور فرمایا ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء وغیرہا۔

پس کیا آپ اسکی نظیر مین کوئی کاذب شخص پیش کرسکتے ہین کہ جسنے گمنامی اور کس مپرسی کی حالت مین شایع کیا ہو کہ اللہ علیم قدیر نے اپنی تازہ وحی مجھہ پر نازل کی ہے کہ مین تیری نصرۃ کرون گا۔ اور پھر اسی طرح اوسکی نصرت کی ہو مفتری اور تقول علے اللہ کرنیوالے کو اللہ ناکام اور ہلاک کرتا ہے جیساکہ اوس نے فرمایا ہے وقد خاب من افتری۔ اور فرمایا ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔

اور اگر یہ کہے کہ ابھی پورا غلبہ نہین ہوا۔ تو اسکا جواب مین وہی دون گا جو کہ آنحضرت صلعم (فداہ ابی وامی وروحی) کی نصرت اور غلبہ پر اعتراض کرنیوالونکو خداوند علیم وحکیم نے دیا تھا اور وہ یہ ہے اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون یعنے جب اس ضعف اور بیکسی اور بے بسی کیحالت مین کفر کی زمین کم ہوتی جاتی ہی اور اسلام کی زمین بڑہتی جاتی ہے تو کیا معترضین پھر بھی خیال کرتے ہین کہ وہ غالب آجائینگے۔

عـ۶ اس نمبر مین زیادہ نہین لکھتا عیان را چہ بیان۔ ہان اگر مخالفین دہلی کے ناصح کے اس مصرعہ پر عمل کرتے ع

چشم عبرت برکشا قدرۃ حق را ببین

تو یقیناً یقیناً وہ ضرور یہ مصرعہ دہراتے ؎

شامت اعمال ما این صورت نادر گرفت

مگر کیا ہیلونکو کبھی یہ عبرۃ نصیب ہوئی ہی کہ ان کو بھی ہو۔

عـ۷ اس نمبر مین آپ لکچرار دہلی کے اون لکچرونپر ذرہ نظر غور کرین کہ جنمین انہون نے اسلام و اہل اسلام کیحالت زار اور اپنے علماء و سجادہ نشین و امراء کی نازک حالت پر خونکے آنسوؤن سے رویا ہے

الغرض کہ اگر کوئی اہل اسلام کی اندرونی حالت پر بہی نظر کرے اور بیرونی حملو نپر بہی غور کرے تو وہ یقین کر سکتا ہے کہ اس سے بڑہ کر اور کوئی ضرورت حقہ ہو سکتی ہے۔

عـ۸ یہہ نمبر ایسا وسیع ہے کہ اگر سب آیات مسیح موعود علیہ السلام درج کرون تو ایک ضخیم کتاب چاہیئے اور حضرت اقدس اور انکے خدام کی تصانیف مین بہت کچھہ درج ہین۔ البتہ یہان پر خصوصیت کیساتہہ تین آیتین درج کرتا ہون کہ انمین سے ایک تو آنحضرت م ارواحی فداہ کے سواء نہ کسی نبی کو ملی تہی اور نہ کسی رسول کو اور بقول آپ کے کسی نائب برحق کو دیگئی تہی اور دوسری دو ایسی ہین کہ حضرت آدم سے لیکر قیامت تک سوائے حضور مسیح موعود علیہ السلام کے کسی کو نہین ملی ہی اور نہ ملیگی۔

اوّل تو یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو اللہ علیم حکیم نے افصح العرب والعجم بنایا تہا اور پہر ایسا کلام اونکو دیا کہ جسنے علی رؤس الاشہاد یہہ کہکر و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین وان لم تفعلوا۔ الخ مخالفین کی ناک کو خاک پر رگڑ دیا۔

اسیطرح اوس نے اپنی پنجاب کی ایک گاؤن کے رہنے والے آنحضرت کے خلیفہ کو افصح العرب والعجم بنایا اور بہت سی کتابون مین تحدی کرکے عرب و عجم کو اونکی مثل بنانے پر بلایا اور علی رؤس الاشہاد یہہ شایع کرکے مخالفین کی قیامت تک ناک کاٹ دی آپ خدا کیلئے ذرا غور تو کرین بہلا یہ کسی انسان کا کام ہے۔

اور باقی دو کی تفصیل یہہ ہے کہ میرے جد امجد حضرت محمد باقر سے ایک حدیث مروی ہے جو کہ کتاب دارقطنی مین صدیون سے درج چلی آتی ہے اور اوسکی عبارت یہ ہے۔

ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔

اور اسکو خداوند کریم نے پرانی اور نئی دنیا دونون مین پورا کر دکہایا جسکو سب دنیا نے دیکہا اور سنا ہے پس جسطرح کسی نے ثابت نہین کیا اور نہ کر سکتا ہے کہ پہلے زمانہ مین کبہی ایسا ہوا اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ آئندہ بہی کبہی نہ ہوگا۔

یہان پر ایک بات کیطرف تو مین آپکو توجہ دلاؤنگا اور پہر عام طور پر سب مدعیان محبت اہل بیت اور ائمہ اثنا عشر اور خصوصًا اون کی اولاد کو نصیحت کرونگا شاید کوئی سعید الفطرۃ فائدہ اٹہائے آپکو اس بات کیطرف توجہ دلاتا ہون۔ کہ جسقدر دنیا مین سادات ہین بجز اسکے اونکی سیادۃ کی کوئی سند نہین ہوتی کہ ایک شجرۂ نسب لکہا ہوا رکھا ہوتا ہے یا قبرون اور مریدون پر حوالہ کیا جاتا ہے اور مین نے بچشم خود سادات بنتے دیکہے ہین اور شیعہ کے خمس نے تو اور بہی غضب مچا دیا ہے۔

پر ہمارے امام مہدی اور مسیح موعود کی قربت قریبہ کو سیدنا زین العابدین علیہ السلام کی حدیث کیا ثابت کرتی ہے۔ دیکھو وہ یہہ نہین فرماتے ان للمھدی آیتین بلکہ وہ فرماتے ہین ان لمھدینا آیتین اور سورج چاند کے ایک رمضان مین گرہن لگنے نے جو کہ خدائی فعل ہے ثابت کر دیا کہ اہل بیت کا مہدی کون ہے۔ وہ ہمارا آقا اور مطاع حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام جسکے مہدی اہلبیت ہونے کی شہادت خدا کے علم اور فعل نے پرانی اور نئی دنیا مین دی ہے وکفی باللہ شہیدا۔

اب مین دوسرے گروہ کو نصیحت کرتا ہون کہ اے محبان اثنا عشریۃ اور ان کے اتباع کا دم بہرنے والو اور اے آل فاطمۃ الزہرا وآل الحسن والحسین اور اے آل زین العابدین علیہم السلام ھل فیکم رجل رشید۔ کیا تم کبہی خواب غفلت سے بیدار ہوگے کیا کوئی تم مین سے ایسا بہادر اور سچا محب اہل بیت ہے۔ جو کہ اپنے امام زین العابدین کی اس بات کو ماننے اور اہلبیت کے مہدی کی اتباع سے مشرف ہو۔

خدا کے لئے ذرہ بہر غور تو کرو کہ حضرت امام زین العابدین نے کیسے دو یکتا نشان اپنے مہدی کے بتائے ہین جو کہ اور کسی مین نہ کبہی ہوئے اور نہ ہونگے اور پہر تمہاری آنکہون کے سامنے یہہ دونون نشان ہمارے آقا اور مطاع کیلئے علی رؤس الاشہاد پورے ہوئے کیا اب بہی کوئی کسر باقی رہی ہے۔

عـ۹ ہمارے آقا اور مطاع کو قریبًا ہر ایک قوم کے مقابل پر ایک بین فرقان دیا گیا ہے مثلًا دیکھو کہ مسئلہ وفات مسیح اور تائیدات مین ایسے زائد ہونیکی اثبات اور آتہم کے ہاویہ مین گرنے نے عیسائیون کو کیسا دم بخود کیا اور اون پر کیسی حجت پوری ہوئی یہانتک کہ مسیح موعود کے خدام سے آگے بہاگتے ہین۔ جیسا گمان ہے کو آیا لاحول سے شیطان۔

پہر دیکھو لیکہرام کے قتل کی پیشگوئی کے سچا ہونے اور مسئلہ نیوگ کے نقائص طشت از بام کرنیسے آریہ مذہب پر کیسی ہلاکت آئی پہر دیکھو بابا نانک کے اثبات اسلام سے سکہونکو کیسا لاجواب کیا پہر حسین ع پر اپنی فضیلت ثابت کرکے شیعہ کو کن آنسوؤن سے رولایا یہانتک کہ اپنے مخذول اور خائب آبا و اجداد کیطرح تبرا بازی سے اپنے لاجوابی اور ضعف کا انہون نے ثبوت دیا پہر سب عرب و عجم کو دعا کے مقابلہ مین اور معارف قرآن مجید بیان کرنے مین اور عربی کتابون کے مثل لانےمین کیسا نیچا دکہایا وغیرہ ذالک۔

عـ۱۰ ۔حضرت مسیح موعود کسر صلیب یا یون کہو قتل خنازیر کیواسطے اور وضع حرب کیلئے مبعوث ہوئے ہین پس دیکھو کہ وفات مسیح کا مسئلہ جو کہ کسر صلیب کا حربہ ہے کسطرح اسکی پہلے سے ہیں گیا اور عیسائی کسطرح بائبل اور کفارہ کو خیر باد کہنے لگے۔

عـ۱۱ قوۃ تطہیر کا پتہ آپکی جماعت صحبت یافتہ با اخلاص افراد کے مشاہدہ سے لگ سکتا ہے کہ انمین کیا تبدیلی پیدا ہوئی جس سے ابدال بنے۔

عـ۱۲ علم قرآن کے مقابلہ کیواسطے سب علماء و صوفیا اور عرب و عجم کو بلایا پر کوئی بہی اس مقابلہ کیلئے نہ نکلا۔

عـ۱۳ جیسا کہ پہلے انبیاء کے لئے آیا ہے وَما ارسلنا من قبلک الا رجالًا نوحی الیھم اور وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین اور فرمایا رسولًا منھم یہہ سب باتین ہمارے آقا و مولا مین موجود ہین نہ یہہ سر من رائے کے گم گشتہ طفل کیطرح کئی صدیون کے بعد کسی غار سے نکلا اور نہ مسیح کے پوجاریون کے فرضی مسیح کیطرح آسمان پر زندہ بجسد عنصری رہ کر پہون یا بیت المقدس یا کسی پہاڑ یا مسجد پر اتر کر کسی سیڑہی اور زینہ کا محتاج ہو کر بدعًا من الرسل ٹہرا ہے اور نہ کسی اسرائیلی شریعت کی اتباع سے نبی بنکر آنحضرت کی ختم نبوۃ کا توڑنے والا قرار پایا بلکہ آنحضرت کی سچی اتباع سے اوس نے حاصل کیا جو کیا فتبارک من علم وتعلم

عـ۱۴ بہت سے مولویونکو مثل مولوی محمد حسین وغیرہ کو مباہلہ کیواسطے بلایا پر مقابل پر نہ آئے اور غلام دستگیر قصوری نے کیا ہلاک ہوا اور عبدالحق نے کیا وہ ذلیل ہوا اور ہمارے آقا و مطاع و مولا کو اسکے بعد وہ عزت اور ترقی ملی جو کہ مباہلہ کے بعد کسی کاذب کو ہرگز نہین ملسکتی بلکہ وہ خواص کا خاصہ ہے۔

عـ۱۵ یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس یعصمک اللہ اور باوجود اسقدر ممتد زمانہ گزرنے اور کثرت اور قوت مخالفین کے انکی سب تدابیر ناکام گئین اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے انکی شرارتون سے معصوم اور محفوظ رکہا ہے اور آئندہ بہی ضرور رکہیگا۔

عـ۱۶ عـ۱۷ عـ۱۸ عـ۱۹ دیکھو خداوند کریم نے ایک با امن گورنمنٹ قائم کرکے کسطرح آنحضرت صلعم کے خلیفہ کیلئے تمکین دین کی اور جو اتبدا مین خوف پیدا ہوئے وہ رفتہ رفتہ کسطرح خوف ہوتے جاتے ہین۔ اور آپ اللہ کی عبادت کرتے اور شرک نہین کرتے۔

اور جسقدر بڑے بڑے مکفرین تہے قریبًا سب تباہ ہو گئے جو چند باقی ہین اونکا انجام بہی دیکہنے والے دیکھہ لینگے۔

عـ۲۰ جو شخص آپکے مشن سے واقف ہوگا وہ یقین کریگا کہ آپ کسی پہلے ایک فرقہ کیطرف نہین جہکے بلکہ ہر ایک فرقہ مین جو حق تہا لے لیا اور جو باطل تہا وہ پہینک دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک فرقہ آپسے مل بہی سکتا ہے اور نیز ہر ایک آپ سے راضی بہی نہین ہے۔

اب مین اس مضمون کو ختم کرتا ہون ہان اسقدر لکھنا ضروری سمجھتا ہون کہ اگر آپ کو قربت قریبہ والے مہدی کا بہت خیال ہے تو پہر ابن خلدون کو ذرہ غور سے پڑہین یا سنین تا کہ آپکو معلوم ہو کہ یہ روایت اور درایت کسقدر کمزور بلکہ مردود ہے۔

درخواست نکاح

میان محمد صاحب احمدی سکنہ موضع کریم پور ڈاکخانہ نواشہر ضلع جالندہر اپنی جماعت مین ہی شادی کرنا چاہتے ہین عمر ان کی ۲۵ سال ہے ناخواندہ ہین پیشہ زمینداری ہے جملہ خط وکتابت چودہری جیوے خان احمدی ساکن لنگڑوعہ تحصیل نوانشہر ضلع جالندہر کے نام ہو۔

غزل از کج مج زبان ژولیدہ بیان خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

امام وقت کے مجھسے بطرز نغز گفتاری
بیان اوصاف ہون کیسے کہ ہے میری زبان عاری
غلام احمد مرسل ہو اور ہم سب کے آقا ہو
بلاشک کل جہان کی آپ کو زیبا ہے سرداری
ہے واقف کل جہان اس سے مقابل آپکے ہوکر
ہوئی ہے دشمنون کو کیسی کیسی ذلت وخواری
ہوا حضرت ہی کی تعلیم سے ظاہر یہ دنیا کو
کہ ہین یہ آشتی کے دن نہین ہے وقت خونخواری
مین ہجر و نحون قادیان کیسے پھنسا ہون سخت مشکل مین
پڑی ہین پاؤن مین میرے بہت ہی بیڑیان بھاری
اقارب بنگئے ہین اب عقارب کیا کہون آخر
جو تھے غمخوار میرے آجکل کرتے ہین خونخواری
ہمیشہ شامت اعمال سے رہتا ہون مین غمگین
کبھی مجروح بیماری کبھی مذبوح ناداری
مجھے ماں باپ کیخدمت سے فرصت ہی نہین ملتی
نجیب آباد مین اب تک پڑا ہون مین بناچاری
نہین آتی ہے شب کو نیند اکثر یاد حضرت مین
رہا کرتے ہین اکثر اشک میری چشم سے جاری
مرے مرشد مرے آقا مرے مہدی مرے عیسیٰ
دعا کیجے کہ آسان ہو مری ہر ایک دشواری
کر دنگا فخر اپنی شاعری پر اب مین اے اکبر
کہ حضرت نظم ہینی جھوٹے ہے یہ غزل عاری

ایضاً

کیے جلتے ہو کیون کیسے تو آخر کیا یہ قصا ہے
ابہی خاک کا اڑاؤ دنگا مجھے کیا تم نے سمجھا ہے
وہ رحمت حق کی جو ہر احمدی کو آج حاصل ہے
نظر آئیگی کیا اوسکو بھلا جو خود ہی اندھا ہے
جسے ہو دیکھنا دیکھے سمجھنا ہو جسے سمجھے
کہ اپنے وقت پر یہہ مہدی موعود آیا ہے
یہی تو وقت ہے دنیا بہت محتاج ہے اوسکی
بلالو اپنے عیسیٰ کو فلک پر کیون وہ بیٹھا ہے
یقین جانو کہ دنیا مین نہ آئیگا کبھی عیسےٰ
مجدد اس صدی کا جو ہے وہ موعود عیسیٰ ہے
سور کا مارنا ہی گر نشان ابن مریم ہے
ہمارے ملک کا ہر ایک کنجر پیر تو عیسیٰ ہے
خدا ہے خود مدد پر مجھکو اکبر خوف دشمن کیا
مقابل میرے ہو اوسکی حقیقت ہی بھلا کیا ہے

آریہ سماج قادیان کا سالانہ جلسہ

اس سے پیشتر قادیان کی آریہ سماج کے جلسہ پر مفصل ریمارک کرنیکے لئے الحکم کے کالمون مین بوجوہات گنجایش نہین نکالی گئی اور نہ اب ضرورت ہے۔ صرف مختصر طور پر لوکل واقعہ کیوجہ سے کچھہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور خصوصاً اسوجہ سے بھی کہ اس جلسہ کی **غرض** کا ایک راز خود سکرٹری آریہ سماج قادیان کی ایک تحریر کے ذریعہ سے ہوا ہے اور اس کا حکام ضلع کے نوٹس مین آجانا ضروری ہے اس لئے مین نہایت مختصر طور پر اسپر چند ریمارک کرونگا۔

آریہ سماج کا جلسہ جو صرف گذشتہ دو سال سے شروع ہوا ہے ہمیشہ سال کی پہلی سہ ماہی مین ہوا کرتا تھا۔ لیکن امسال اس جلسہ کو ڈسمبر کے ایام کرسمس مین رکھا گیا اسکی وجہ خواہ آریہ صاحبان زبانی کچھہ ہی بیان کرین لیکن وہ چٹھی جو لالہ اچھر چند ورما سکرٹری آریہ سماج قادیان کی امرتسر کے اخبار ستکاری مین طبع ہوئی ہے وہ صاف بتا رہی ہے کہ اس جلسہ کی غرض و غایت کیا تھی؟ اور یہہ جلسہ کب تجویز ہوا؟ اسکے لئے اس چٹھی کا چھاپ دینا ہی کافی ہے۔

اور وہ یہہ ہے

شریمان مانیہ ”ماسٹر آتمارام جی۔ نمستے

قادیان آریہ سماج کا سالانہ جلسہ اشتہار دواہ ودت ہو گیا ہوگا کہ ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ - دسمبر کو ہوگا چونکہ اس لئے جلسہ بہت تھوڑے دن **ہوئے نیت کیا گیا تھا کہ مرزا غلام احمد کا سالانہ جلسہ انہین دنون مین تھا۔** اور باقی کام کی معروفیت کے سبب خط و کتابت کا کام شروع نہ ہو سکا۔ اب دن بہت تھوڑے رہ گئے ہین اور سبھا سے بھی کوئی ابھی تک اچھا جواب نہین پہونچا۔ اس لئے بذریعہ پتر نویدن ہے کہ آپ ضرور ہی ۲۹ - دسمبر کو قادیان پہونچ جاوین۔ انینت کر یا ہوگی۔ تاکید ہے۔ امید ہے بار بار لکھنے کیضرورت نہین پڑے گی۔ اگر آپ کا جواب نہ آیا تو ۲۶ دسمبر کو ہمارا آدمی امرتسر پہونچے گا۔ امید ہے کہ آپ ہمین آدمی کے خرچ اور ہرج سے بچاوینگے۔ کیونکہ آدمی تھوڑے ہین اور کام بہت اور ساتھہ ہی پنڈت جگن ناتھہ جی نرلکت رتن کو بھی ضرور ساتھہ لیتے آوین مہربانی ہوگی۔

چونکہ ہم کو پنڈت جی کا پتہ نہین ہے اس لئے علیحدہ پتر نہین لکھہ سکا آپ اون کی سیوا مین ضرور نویدن کردین۔ امید ہے کہ آپ اکیلے ہی نہین آئینگے۔ اور بہت سے بھدر پرشون کو بھی ساتھہ لائینگے۔

آپکا اچھر چند ورما منتری آریہ سماج قادیان

اس تحریر مین جس فقرہ کو ہمنے جلی کر دیا ہے وہ کافی روشنی ڈال رہا ہے اس امر پر کہ جلسہ کی اگر کوئی خاص غرض ہو سکتی ہے تو وہ صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ صاف ظاہر ہے کہا جاتا ہے کہ پلیگ کیوجہ سے جلسہ ڈسمبر مین مقرر کیا گیا مگر سکرٹری کی تحریر اس امر کی ایسی تردید کرتی ہے جسکا جواب نہین ہو سکتا۔

آریہ سماج قادیان کو مین خیر خواہی سے مشورہ دیتا ہون کہ اسکے لئے یہ طریق نہایت نامناسب اور ناموزون ہے وہ آئیندہ ایسی باتون کا پورا لحاظ رکھے۔

۲۹ - ڈسمبر کی شام کو نگر کیرتن ہوا جس مین بھجنون کے علاوہ یوگندر پال سادھو کی مختصر تقریرین بھی ہو رہی تہین اس حصہ مین جہان ہندوؤن کی عورتین کوٹھون پر اور مرد دوکانون پر اس جلوس کو دیکھہ رہے تھے سادھو جی استری سکھشا کے متعلق تقریرین کرتے آئے مگر چوک مین آکر جہان مسلمانون کی دوکانین ہین وہ رہ نہ سکے اور انبیاء علیہم السلام کی شان پر ایک خطرناک حملہ انہون نے کیا۔ اور کہا کہ وہ **لوگ جو پیغمبر بنے ہوئے ہین اور خدا کے چچا اور بھائی بنے ہوئے ہین۔ ہم کل انکو بھی دیکھہ لینگے اور ان کی حقیقت کھولدینگے۔“**

معقول رنگ مین کلی تہذیب اور متانت کے ساتھہ کسی سے اختلاف رائے رکھنا یا اسکا اظہار کرنا برا نہین لیکن دل دکھانے والے الفاظ استعمال کرنا میری سمجھہ مین نہین آتا اسکے کیا معنی ہین سادھو یوگندر پال کے متعلق حالنیہ جو کچھہ کارروائی ہوئی۔ اور دینا نگر کے مقام پر ضلع گورداسپور کے اعلےٰ حکام کو انکی تقریر روکنے کے لئے جو نوٹس لینا پڑا وہ چھپا ہوا امر نہین۔ پھر خصوصیت کے ساتھہ قادیان جیسے مقام پر آریہ سماج قادیان کا سادھو یوگندر پال کو بار بار لیکچر دینے کے لئے بلایا جاتا ہے اور گذشتہ سالانہ جلسون پر اس نے جو کچھہ کہا اور جسطرح سے مسلمانون کو دکھہ دیا ہے اس سے مین سمجھتا ہون ذمہ وار حکام ناواقف نہین۔

ٹھاکر پردین سنگھ جنکے اشتعال وہ بھجن کسی گذشتہ جلسہ پر بھی یہان گائے گئے تھے اور جنکو قادیان کے بعض ذمہ وار لوگون نے رکوقت روکدیا تھا۔ اس جلسہ پر آئے ہوئے تھے۔ انہون نے بھی مسلمان بادشاہون اورنگزیب محمود غزنوی وغیرہ کے نام سے بعض فرضی مظالم کو پر جوش بھجنون مین بیان کیا اس سے کیا غرض ہو سکتی تھے۔ ظاہر ہے۔ دعا پر نگر کیرتن ختم ہوا

جلسہ مین کس قسم کی تقریرین ہوئین اور کیا کارروائی ہوئی۔ وہ اگلی اشاعت مین سناؤنگا۔

ریمارک

تکذیب وید و تصدیق قرآن - اس نام کی ایک کتاب مولوی محمد حضور الحسنین صاحب بی بی اے رئیس بدایون نے لکھی ہے جو دوسری مرتبہ چھپی ہے۔ جیسا اس کتاب کے نام سے دو حصہ ہین ایسا ہی اس کا مضمون دو حصون پر منقسم ہے حصہ اول مین وید منترون کے حوالہ سے ویدون کا غیر الہامی ہونا ثابت کیا ہے دوسرے حصہ مین مضمون آریہ دھرم پال کے رسالہ کا جواب لکھا ہے اور آخر مین ویدک مت کے احکام کا خلاصہ پیش کیا ہے کتاب ۱۷۲ صفحہ پر خوشخط چھپی ہے اور حافظ محمد فضل اکرم صاحب وکیل بولی ضلع بدایون سے ملسکتی ہے۔

الاخلاق - جے پور سے ایک جیبی تقطیع کا ماہواری رسالہ نکلتا ہے اسکے مقاصد اتفاق - اتحاد - تہذیب اخلاق بتائے گئے ہین اور انہین مقاصد پر اس مین مضامین ہوتے ہین قیمت سالانہ مع محصولڈاک صرف ۱۰ / ہے۔

کلیات طالب ملتانی - منشی خدا بخش صاحب طالب ملتانی کی تصنیف ہے ۲۲۴ صفحہ کی کتاب ہے سفید رنگی کاغذ پر چھپی ہے اور ایک روپیہ قیمت سے مصنف ملسکتی ہے۔

رسالہ سائینس و تعلیم - لاہور سے یہ ماہواری رسالہ انگریزی اردو مین شایع ہوتا ہے علمی مذاق پیدا کرنے کیلئے ایک مفید اور کارآمد پرچہ ہے جس مین بڑے بڑے قابل آدمی مضامین لکھتے تھے قیمت صرف ایکروپیہ سالانہ ہے ایسے رسالون کو مفید سمجھتا ہون۔

لسان الحق - شیخ عبد الحق صاحب بی۔ اے مصنف برہان الحق کی تصنیف لطیف ہے مسیح کی آمد ثانی پر لطیف اور مدلل بحث کی ہے چھوٹی تقطیع کے ۸۴ صفحون پر ہے رکو فروخت ہوتا ہے سید عبد الحی عرب قادیان سے منگوا سکتے ہین۔

مباحثہ - پادری احمد مسیح واعظ دہلی اور مولوی [illegible] الدین صاحب واعظ رونق اسلام کے درمیان جو مباحثہ دہلی میں ہوا تھا وہ چھپکر شایع ہو گیا ہے۔ اس سالہ مین مولفین اناجیل مروجہ حال کی فرضی نبوت اور پیغمبری کا ابطال بڑی صفائی سے کیا ہے ایسے رسالہ ہزارون ہزار شایع ہونے ضروری ہین قیمت ۔ از قاسمی پریس دہلی سے منگواؤ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

عرب اللہ کلا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انا الحامی القریۃ

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی بہار در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر احباب [illegible] اون سے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ر

نمبر ۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ ذیقعد ۱۳۲۳ | جلد ۱۰

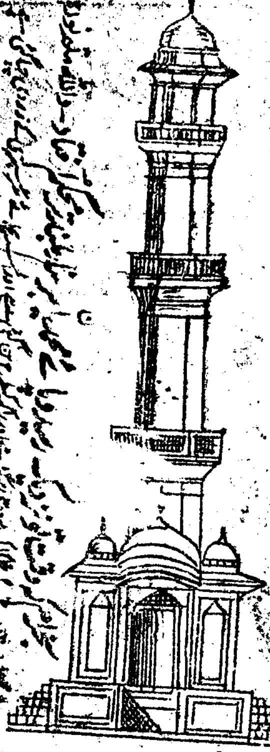

فہرست مضامین

(۱) سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہو گیا۔
" الحکم کے جدید خریدار بہم پہنچانے والے والنظیر کی اول
دار الامان [illegible] تہ - تازہ الہامات و رؤیا
[illegible] - صہ ۲
[illegible] یعقوب - صہ ۳
[illegible] بیانات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان صہ ۴-۵
[illegible] متعلق نئی تجاویز صہ ۶-۷
[illegible] ت - صہ ۸-۹
[illegible] تحریک اور مسلمان صہ ۱۰
[illegible] نئی آ رہی ہے
[illegible] الملیح پر ریویو - صہ ۱۱-۱۲
مراسلت ......
[illegible] نگار ایمی "
تہارت صہ ۱۳-۱۴

سلک مروارید کا دوسرا حصہ طبع ہو کر شائع ہو گیا

الحکم کے ناظرین عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف اور اشاعت کے لیے طلب کر رہے تھے مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کہوں یا سستی کہہ سکتے ہیں اب تک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہ ہو سکا تھا۔ لیکن اب توفیق ملنے پر میں نے اسکو مکمل کر کے شائع کر دیا ہے میں اس کے مضامین کے لحاظ سے یہ جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ انشاء اللہ اپنے پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہو گا۔ نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے آگاہ کیا گیا ہے اور دیگر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھلایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ ہر گھر میں ہونا چاہیئے اس کا مطالعہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کیلئے بھی بہت مفید ہو گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول [illegible]

(غلام)

[illegible] دفتر الحکم قادیان سے مل سکتی ہے۔
اس کو ایک بار [illegible] کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔

الحکم کی توسیع اشاعت خریدار بہم پہنچانے والے [illegible]

یہ امر مسلم ہے کہ اخبار کی اشاعت کا دائرہ جس قدر وسیع ہو گا اسی قدر یہ زیادہ مفید ہو گا [illegible] کا [illegible] کے لئے مختلف اوقات میں متفرق [illegible] الحکم کو متوجہ کیا گیا اور ان تحریکوں پر [illegible] ہوا لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ [illegible] خریدار [illegible] سمجھتا کہ توسیع اشاعت کے لئے کام [illegible] الحکم کے ایک ہزار خریدار [illegible] کی توسیع اشاعت کے لئے اپنا [illegible] دس [illegible] بہت جلد ایک ہزار اشاعت میں ترقی ہو سکتی ہے بس میں ان سو والنٹیروں کی آواز سننے کا خواہشمند ہوں جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہوں میں ڈاکٹر علم الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کا نام بطور نظیر پیش کرتا ہوں جنہوں نے میری تحریک کے بروں جبکہ خریدار الحکم کے لئے اور پانچ ہر کے لئے اور [illegible]

[illegible] اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر [illegible] ذرا بھی [illegible] تو کچھ بات نہیں میں ڈاکٹر صاحب کو بانی خریدار بہم پہنچانے کی تحریک کرتا ہوں اور دوسرے احباب کو توجہ دلاتا ہوں - اگر ۱۸ - مارچ ۱۹۰۶ء تک یہ ایک ہزار خریدار الحکم کے لئے پیدا ہو گئے تو انشاء اللہ العزیز [illegible] اپریل ۱۹۰۶ء سے الحکم ہفتہ میں دوبار کر دیا جاویگا۔

(ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

۱. اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں [illegible] ناساز رہی دوران سر کی شکایت رہی الحمد للہ کا شکر ہے طبیعت اچھی ہے اور آپ ایسے کے قریب صبح کو باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں آپکے اہل بیت اور متعلقین بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل سے قابل شکرگذاری ہے۔

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ امتحان ہو چکے ہیں مڈل کا امتحان ہو رہا ہے سکول کا سال یکم فروری ۱۹۰۶ء سے شروع ہو گا - باہر سے طلباء آ رہے ہیں۔

تازہ الہامات

۱۵ - جنوری ۱۹۰۶ء - تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

۲۰ - جنوری ۱۹۰۶ء کی سیر میں سنایا - یوم تاتی السماء بدخان مبین وتری الارض یومئذ خامدۃ مصفرۃ

نماز جنازہ غائب پڑہی جاوے

منشی امام الدین صاحب گارڈ جہلمی کا انتقال ہو گیا احباب جنازہ غائب پڑہیں مرحوم ایک مخلص احمدی تھے الحکم کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم رہ گئے ہیں جنکو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس انتظامیہ نے مدرسہ میں داخل کر لینا منظور کر لیا ہے۔

درخواست دعا

بابو عبد الحی صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام جو کچھ عرصہ سے ایک مقدمہ کی لپیٹ میں آئے ہوئے ہیں جسکا ہنوز تصفیہ نہیں ہوا۔ ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست [illegible]

(مطبع [illegible] قادیان)

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

سلطان محمد غوری خود تو واپس چلا گیا مگر اپنے سپہ سالار قطب الدین کو دہلی چھوڑ گیا - اور یہی خاندان دہلی کا حکمران خاندان ٹھیرا - اور خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہوا - اس خاندان کے دوران عہد مین دہلی کا [illegible] اور پہلے سے دہلی نے ترقی [illegible] یہانتک کہ قطب صاحب کی لاٹ یا [illegible] کی یادگار اب تک موجود ہے -

قطب مینار ایک عظیم الشان نمونہ اس زمانہ [illegible] ہے - جس کا اوپر ذکر کر آیا ہون کہ جہان قطب مینار واقع ہے وہان دراصل ایک بہت بڑا بت خانہ تہا جس کے نشانات اب تک موجود ہین قطب الدین نے اسجگہ ایک عالیشان مسجد تعمیر کرنا چاہتا تہا - چنانچہ آج بہی اس مسجد کے دروازے اور محراب قطب الدین کے اس ارادہ کو ظاہر کر رہے ہین مگر بعض وجوہ اور اسباب ایسے ہی پیش آ گئے کہ وہ اس مینار کے سوا اسے مکمل نہ کر سکا - اگر یہ مسجد اس طرز اور نہج پر جو قطب الدین نے تجویز کیا تہا طیار ہوجاتی تو روئے زمین پر اپنی قسم کی یہہ ایک ہی عمارت ہوتی - اس مسجد کے دروازے پر کہود کر

اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس والارکع

ایسی عجیب شان سے لکہا ہوا ہے - کہ دیکہکر حیرت ہوتی ہے ایسا ہی سورۃ فاتحہ اور اسماء الٰہی بہی عجیب شان ظاہر کرتے ہین غرض قطب الدین کا خاندان خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہوکر دہلی کا حکمران ہوا - اور ۱۲۸۸ء تک یہ خاندان حکمران رہا - مگر جب حکمران خاندان کی حالت اندر ہی اندر اس رنگ سے رنگین ہوچکی جو بالطبع انقلاب چاہتی ہے تو جلال الدین خلجی نے اس خاندان کا چراغ گل کر دیا - اس خاندان مین علاؤ الدین ایک زبردست اور مشہور بادشاہ گذرا ہے - علاء الدین کے عہد مین دہلی پر دوبارہ حملہ ہوا جس مین حملہ آور فریق کو شکست ہوئی - لیکن اس نے دہلی کا محاصرہ کرلیا اور دو مہینے تک محاصرہ رہا - آخر خود ہی چہوڑ دیا مگر ۱۳۲۱ء مین اس خاندان کا بہی خاتمہ ہوا اور پہر تغلق نام خاندان حکمران ہوا - یہہ پٹہانون کا خاندان تہا اسنے کسی دوسرے شہر کی بنیاد تو نرکہی اور ہندؤن کے آباد کردہ پرانے شہر کو اپنے مذاق پر بنالیا - لیکن غیاث الدین تغلق نے مشرق کی طرف چار میل کے فاصلے پر ایک نیا دار السلطنت تغلق آباد نام آباد کیا - جو قطب صاحب کو جاتے ہوئے مشرقی جانب واقع ہے اور تغلق آباد کا محل اور قلعہ اب تک اسی مٹی ہوئی سلطنت کی مٹی ہوئی یادگار ہے - یہہ بڑی مضبوط اور عالیشان عمارت ہے جس مین اسی خاندان کے لوگ رہتے ہین اور کہیتی باڑی کرکے اپنا پیٹ پالتے اور انقلاب روزگار کی جیتی جاگتی اور بولتی چالتی نشانیان ہین - تغلق آباد کی شان و شوکت ابہی تک اسکے کہنڈرون سے نمودار ہے - غیاث الدین کے بعد محمد تغلق حکمران ہوا جو ۱۳۵۱ء تک حکمران رہا اسکے عہد حکومت مین اس شہر کو خوب ترقی اور رونق نصیب ہوئی - اور شہر اس مقام تک پہونچ گیا جہان سے پہر زوال شروع ہونا چاہیے تہا بقول ہر کمالے را زوالے - محمد تغلق فوت ہوا - اس کے ساتہہ ہی تغلق آباد کی قسمت کا ستارہ ڈوب گیا - کیونکہ اس کے جانشین فیروز شاہ نے بقول شاعر

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

ایک نیا شہر اپنے نام پر فیروز آباد نام قطب مینار سے شمال کی جانب آباد کرنا شروع کردیا - محمود کے زمانہ مین تیمور نے دہلی پر حملہ کیا محمود گجرات کو بہاگ گیا - شہر مین تیمور داخل ہوگیا اور ایک قتل عام ہوا - یہہ شہر مفتوح ہوکر برباد ہوگیا اور صاحبقران صاحب تشریف لے گئے - انکی واپسی پر نہ کوئی شہر تہا نہ کوئی حکمران کہنڈرات ہی کہنڈرات باقی تہے جو اس زوال کے اسباب اور تباہی کے وجوہ کو زبان حال سے بیان کر رہے تہے محمود تیمور کی واپسی کی خبر پاکر واپس آیا اور پہر شہر کو آباد کیا اور حیات مستعار کا باقی حصہ گذار کر اپنے ساتہہ ہی خاندان تغلق کا خاتمہ کر گیا - اب خاندان سادات کو حسن اتفاق سے حکومت ملی - مگر مشیت ایزدی مین یہی مقدر تہا کہ وہ نصف صدی بہی حکمران نہ رہین یہ خاندان بہی مٹا دیا گیا اور ان کا جانشین لودہی خاندان ہوا - انہون نے اپنا پایہ تخت دہلی کے بجائے آگرہ قرار دیا اسلئے اس خاندان کی دوران حکومت مین دہلی کس مپرسی کیحالت مین رہی ۱۵۲۶ء مین صاحبقران امیر تیمور کی نسل کا چہٹا با اقبال اور بہت مجسم حملہ آور بابر پانی پت کے مقام پر ابراہیم لودہی سے لڑا اور کامیاب ہوا اور نہایت تزک و احتشام سے دہلی مین داخل ہوا اور افغانی خاندان کا خاتمہ کرکے آگرہ ہی کو دار السلطنت بنالیا مگر بابر کے بیٹے ہمایون نے باپ کے بعد دہلی کو دار الخلافہ بنایا اور ایک عظیم الشان قلعہ کی بنیاد رکہی - ابہی پورا ہو چکا تہا کہ شیر شاہ لودہی نے ہمایون کو نکال دیا اور خود قابض ہوکر اسکی تکمیل کی - اوسوقت دہلی ہمایون کے مقبرہ سے لیکر جنوبی دروازہ دہلی تک آباد تہی شیر شاہ کا قلعہ اب بہی موجود ہے اسپر ہمایون پہر واپس آکر قابض ہوگیا تہا اور اب پرانا قلعہ کہلاتا ہے ۱۵۵۵ء مین ہمایون نے دہلی کو دوبارہ فتح کیا مگر چند ماہ بعد اسکی وفات کا حادثہ ہوا - اور اسکا جلیل القدر بیٹا **جلال الدین محمد اکبر** تخت نشین ہوا - جلال الدین محمد اکبر اور اس کے فرزند نور الدین جہانگیر کو آگرہ اور لاہور سے زیادہ تعلق رہا اور اسوجہ سے دہلی پہر بے رونق ہوگئی مگر جہانگیر کے بعد شاہجہان نے تخت نشین ہوتے ہی دہلی کی کایا پلٹ دی اور موجودہ دہلی اسی شاہجہان کے آثار باقیہ کی یادگار ہے - شاہجہان کو عمارتون کا بہت بڑا شوق تہا چنانچہ دہلی مین **لال قلعہ** اور جامع مسجد وغیرہ اسکی عظیم الشان یادگارین موجود ہین - اورنگ زیب کے عہد حکومت تک خاندان مغلیہ کی حکومت خوب زورون پر رہی اس کے مرتے ہی سلطنت مین زوال شروع ہوگیا عیاشی اور اوباشی نے سلطنت کی بنیادون کو کہوکہلا کر دیا - سکہون اور مرہٹون کے فتنے پیدا ہوگئے اور اسلامی عہد حکومت کے مٹانے کی دہمکیان دینے لگے یہانتک کہ فرمانروائون کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ بجائے خود کوئی قوت و طاقت نرکہتے تہے امرا جسکو چاہتے بادشاہ بنلتے جسے چاہتے تخت سے اتار دیتے - اورنگ زیب کے پوتے جہاندار شاہ کے قتل کے بعد محمد شاہ تخت نشین ہوئے جو اپنی رنگین مزاجی کی وجہ سے محمد شاہ رنگیلے مشہور ہوئے - مین تاریخ لکہنے نہین بیٹہا اسلئے ضرورت نہین کہ تفصیلی حالات بتاؤن صرف ناظرین کو موٹے موٹے واقعات سے آگاہ کرنا ضروری ہے ۱۷۳۹ء مین ہندوستان کی حکومت کی ضعف و ناتوانی کی خبر پاکر نادر شاہ صاحب حملہ آور ہوئے - اور محمد شاہ رنگیلے - نادر شاہ کے حملے کی خبرون کے پرچے اور صوبہ دارون کی عرضداشتون کو حوض مے مین غرق کردیتے اور کہتے

این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ

آخر اسوقت آنکہہ کہلی جب نادر شاہ آہی پہونچے کرنال کے قریب مغل فوج نے سخت شکست کہائی - اور نادر شاہ بڑی آن بان سے شہر مین داخل ہوا لیکن دہلی کی قسمت مین ابہی کچہہ اور بہی باقی تہا اسلئے عذاب الٰہی نے نادر شاہ کے قتل کی صورت اختیار کی اور دہلی کی گلیون اور بازارون مین خون کی ندیان بہ گئین - اور کشتون کے پشتے لگ گئے - تاریخ مین جس سنہری مسجد کا ذکر ہے مینے اسے دیکہا ہے جہان نادر شاہ آ بیٹہا تہا - غرض قتل عام ہوا - اور دہلی پر تباہی آئی - شہر لوٹا گیا - دو مہینے بعد نادر شاہ واپس ہوا - اور شہر کو ہر طرح سے مفلس و ویران کر گیا - خلاصہ یہ کہ ۱۷۳۹ء سے دہلی کی سلطنت مین ایسا زوال شروع ہوا - جسکی نظیر کم ملے گی اور ۱۷۷۱ء تک ایسی نوبت آگئی کہ عالمگیر ثانی کا بیٹا شاہ عالم مرہٹون کا پنشن خوار ہوکر گذارہ کرنے لگا - اور سلطنت گویا مرہٹون مین منتقل ہوگئی ۱۷۸۸ء مین شاہ عالم نے پرپرزے نکالنے چاہے مگر نتیجہ خلاف امید ہوا اور مرہٹون نے ایک مستقل فوج دہلی بہیجدی اور آخر ہوتے ہوتے ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک نے دہلی سے مرہٹون کو اور شاہ عالم کو اپنی پناہ مین لیا - اسکے بعد دوسرے سال مہاراجہ ہلکر نے حملہ کردیا - مگر کرنیل اکٹرلونی نے اسے سخت شکست دی - اور اسے بہگا دیا - اس لڑائی کے بعد دہلی کی تاریخ مین ایک نیا دور شروع ہوا یعنے وہ **مبارک زمانہ** شروع ہوا جسپر ہم ناز کرتے ہین اور ہمارا امام و پیشوا جس عہد حکومت مین پیدا ہونے پر جائز فخر کرتا ہے یعنے سلطنت انگلشیہ کا دور -

ہرچند انگریزی سلطنت پورے طور پر دہلی پر حکمران نہ تہی - مگر اسمین بہی کوئی کلام نہین کہ دہلی کے حکمران **خاندان مغلیہ** کی حکومت کا بہی خاتمہ ہوچکا تہا - یہہ **سلطنت انگلشیہ** کی کامل فیاضی اور اولوالعزمی تہی کہ باوصفیکہ وہ دہلی کے فاتح تہے اور انہین ہر طرح سے اختیار تہا کہ وہ دہلی پر پوری حکومت کر لیتے اور اپنے نام کا سکہ خطبہ جاری کرتے مگر انگریز حکام نے **بادشاہ دہلی** کی عزت و تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - اس مین تو شک نہین کہ بادشاہ صرف وظیفہ خور رہ گیا تہا - مگر اس کے دربار مین وہ شاہی اداب برتے جاتے تہے - اور اس کے معاملات مین کوئی دست اندازی نہ ہوتی تہی - ۵۳ سال تک یہی صورت رہی - اس عرصہ مین انگریزون کے اختیار و اقتدار کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور سلطنت کا رنگ اس مین آتا گیا - بہادر شاہ آخری بادشاہ اس عہد حکومت سے ہر طرح خوش و خرم تہا - لیکن **دہلی کی قسمت** مین امن کہان؟ ۱۸۵۷ء مین ہندوستان کے بعض شورہ پشت لوگون نے بغاوت کی اور باغی فوج نے دہلی کا رخ کیا - اور پہر وہ خونی پردہ اٹہا اور دہلی اور اہل دہلی کی قسمت نے تاریخ کو دوہرایا اور ہمیشہ کیلئے دہلی کا شاہی خاندان مٹ گیا - اور نیا **دور** شروع ہوا یعنے مستقل طور پر

سلطنت انگلشیہ

کا پرچم دہلی کے قلعہ پر لہرایا - غدر فرو ہونے کے بعد ضرورت زمانہ کے لحاظ سے دہلی کی ترقی کا پہر سلسلہ شروع ہوا - یہان تک کہ ہم ۱۹۰۵ء کے اکتوبر مین دہلی کی حالت کو بچشم خود دیکہتے ہین +

{باقی آیندہ}

وصیّتِ یعقوبؑ

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اللّٰھم احینی مسلمًا وامتنی مسلمًا والحقنی بالصالحین واحشرنی فی زمرۃ المسلمین الذین رضیت عنہم ورضوا عنك (آمین)
ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لك وارنا مناسکنا وتب علینا انك انت التواب الرحیم۔
ربنا وابعث فیہم رسولًا منہم یتلوا علیہم آیاتك ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انك انت العزیز الحکیم (آمین)

چونکہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **الوصیّۃ** کے ذریعہ اتمام حجت کردی ہے اور آخری وصیّت شایع کردی ہے۔ اسلئے مین اسوقت بقائمی ہوش وحواس ضروری سمجھتا ہون کہ اسی اعلان الوصیّت کے ماتحت اپنی وصیّت شایع کردون کیونکہ حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہین۔ نہین معلوم پیام اجل کسوقت آجائے اور اس حالت مین کچھ کہنے یا لکھنے کی توفیق ملے یا نہ ملے۔ بناءً علیہ مین اپنے تمام ناظرین الحکم کو اپنی اس **وصیّت** پر گواہ ٹھیراتا ہون۔ کہ مین بحمد للہ اسوقت صدق نیت سے اس وصیّت کو لکھتا ہون۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔
آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالٰی والبعث بعد الموت۔

مین بحمد اللہ اسبات پر بھی ایمان رکھتا ہون کہ حضرت اقدس **جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر اتم اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہین۔ وہ خاتم الخلفاء ہین اور ان تمام تعریفون کے مستحق ہین جو میرے قلم سے الحکم مین آپ کے متعلق لکھی گئی ہین بلکہ مین یقینًا ظاہر کرتا ہون کہ وہ الفاظ آپ کے مقام اور رتبہ کے اظہار کے لئے محض ناکافی ہین۔ اصل یہی ہے۔ واللہ یعلم شانہ ورتبۃ العلیا۔ مینے اس حق کی اشاعت مین نہ اپنے نفس کو دہوکا دیا ہے اور نہ کسی اور کو والحمد للہ علٰی ذالک۔

مین ایمان رکھتا ہون کہ **اسلام ایک زندہ مذہب** اور قرآن مجید **ایک زندہ کتاب**۔ اور سید ولد آدم فخر اولین وآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہین اور فی الحقیقت **زندہ رسول** ہین۔ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا قطعًا نہین آسکتا۔ ہان آپ کی ہی تربیت کے ماتحت اور ردائے مصطفائی کے نیچے آپ ہی کی مہر نبوت کے ساتھ خادمان دین آتے رہین گے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نبی ناصری یقینًا فوت ہوچکے ہین۔ اور آنیوالا موعود وہی خاتم الخلفاء ہے جو **حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** کے رنگ مین آیا ہے + اور اس طرح پر خدا اور اسکے رسولؐ کا وعدہ پورا ہوچکا۔
وکان وعد اللہ مفعولا۔

(۲) میری یہ وصیّت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اس شخص یا مجلس کی معرفت زیر عمل آئے گی جسکو آپ نے مقرر کیا ہو اس مین کسی شخص کو تغیر وتبدیل کرنے کا کوئی حق نہوگا ہان حضرت حجۃ اللہ یا جسکو آپ اس کام کے لئے امین قرار دین وہ اس مین زیر ارشاد الٰہی فمن خاف من موصٍ جنفًا او اثمًا فاصلح بینہم فلا اثم علیہ ان اللہ غفور الرحیم کوئی تبدیلی یا ترمیم کرے تو وہ مجاز ہوگا اور وہ ترمیم یا اصلاح جائز متصور ہوگی۔

۳۔ میری کل جائداد (جو میری اپنی ہی پیدا کردہ ہے اس مین کسی شخص کی کوئی شراکت نہین خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ) اس مین سے اولًا وہ قرض ادا کیا جاوے جو میری تحریری دستاویزات یا رقعون سے ثابت ہو اور میری کتاب القرض سے اس کی تصدیق ہو۔

۴۔ بعد دین (قرض) جو باقی رہے اس جائداد کا ⅓ حصّہ حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے مقرر کردہ امین کے منشاء کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ یعنی اشاعت اسلام مین صرف کردیا جاوے۔

۵۔ باقی ماندہ جائداد کو جائز ورثاء پر تقسیم کردیا جاوے بشرطیکہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین داخل ہون ورنہ حضرت اقدسؑ یا آپ کے مقرر کردہ امین کو اختیار ہوگا کہ انہین محروم الارث ٹہراکر وہ حصّہ بھی **اشاعتِ اسلام** مین صرف کرین۔

۶۔ الحکم اور اسکا متعلقہ کارخانہ کو مین اشاعت سلسلہ کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہون اور اسوقت تک وہ میری جائداد سے ایک الگ حصّہ ہے۔ جس مین سے مین **پچاس روپیہ** ماہوار اپنے اور اپنے اہل کے گذارہ کے لئے لیتا ہون اور باقی اسکی آمدنی اسکی بہتری اور ترقی پر صرف کرتا ہون۔ اسلئے کارخانہ مذکور کو میرے بعد اسی نہج پر قایم رکھا جاوے اور اخبار کو ضرورت وقت کے موافق جاری رکہین میری اولاد مین سے جو صالح اور امین ہو (خدا کرے سب ہون آمین) وہ اس کا مالک اور مہتمم ہو اور حالت وقت کے لحاظ سے وہ اس کی آمدنی مین سے ایک معیّن رقم اپنے اخراجات کے لئے لے۔ اور ایسا ہی اس کے دوسرے بہائی جو صالح اور امین ہون وہ اس مین ملکر کام کرین اور اپنے کام کا معاوضہ لین۔ اور علاوہ اس وصیّت کردہ حصّہ جائداد کے اس حصہ مین سے کم از کم عـہ ماہوار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض ومقاصد کی اشاعت کے دوسرے سلسلون مین مستقل طور پر دین + لیکن اگر خدانخواستہ امین سے کوئی اس کام کا اہل نہ ہو تو اس سلسلہ کو کلیۃً حضرت اقدسؑ یا آپ کی قایم کردہ مجلس اپنے اہتمام مین لیکر چلاوے۔

۷۔ میرے بچّون کو علوم عربیہ اور دینیات کی اعلےٰ تعلیم دی جاوے اور انکو خدمت دین کے لئے طیار کیا جاوے اس تعلیم کے ضمن مین یورپ کی کوئی ایک زبان جو ضروری سمجھی جاوے انہین پڑہائی جاوے اسکے لئے جو مصارف تعلیم ہون وہ کارخانہ الحکم ادا کرے۔ لیکن اگر کوئی بچہ اپنے قویٰ کی کمزوری یا اور اسباب کیوجہ سے جو جائز ہون اس قابل نہو۔ مگر صالح۔ امین اور سچّا احمدی ہو تو اسے اور کسی مناسب طریق پر خدمت دین مین لگایا جاوے۔

۸۔ جو زیورات یا ... پارچات پوشیدنی میری بیوی کے قبضہ مین میری موت کے وقت ہون وہ اسکا ذاتی مال متصور ہوگا۔ اسے میری جائداد مین نہ سمجہا جاوے۔

۹۔ میری وفات کے وقت میری جسقدر اولاد مذکور یا اناث نا کتخدا باقی ہو انکے رشتہ اور ناطے غیر احمدیون مین قطعًا حرام سمجہے جاوین اور انکے ولی اس امر مین حضرت اقدسؑ یا آپکی مقرر کردہ مجلس ہوگی۔ اسے کلی اختیار ہوگا کہ جس احمدی سے چاہے کرے + اور اگر کوئی میرا جائز وارث اسکے خلاف کرنا چاہے تو اسے محروم الارث کرکے اسکا حصّہ اشاعت اسلام مین صرف کردیا جاوے۔

۱۰۔ میری میّت کو **الوصیّت** کے قواعد کے ماتحت جبتک میرے مرنے کے وقت عملدرآمد ہو رہا ہو ایک چوبی صندوق مین بند کرکے دفن کیا جاوے۔ **المرسل خاکسار یعقوب علی**
تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء

سُنو اُسُننے والو! یہ سُننے کی بات

تعلیم الاسلام سکول کے بورڈنگ ہوس مین رہنے والے طلباء کے لئے کہانا کہانے کے واسطے ایک لمبا منبر بنوانے کی ضرورت ہے اور اسپر تقریبًا ساٹھہ روپے خرچ ہونگے اسکا انتظام آخیر جنوری ۱۹۰۶ء تک ہوجانا ضروری ہے یہ رقم کوئی بڑی رقم نہین دس بارہ آدمی ہی ملکر پوری کرسکتے ہین۔

مین لاہور۔ امرتسر۔ کپورتہلہ۔ سیالکوٹ وغیرہ مقامات کے خاص احباب کے نام لکھہ کر تحریک کرتا اگر رقم کثیر کا سوال ہوتا۔ بہت ہی خفیف سی رقم ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا مقامات کے وہ احباب جو قومی ضرورتون مین سابق بالخیرات ہین اسے ۳۱۔ جنوری ۱۹۰۶ء تک پورا کردین یہہ رقم امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدی جاوے + امید ہے دوبارہ یاددہانی کی حاجت نہ ہوگی۔ اسکے علاوہ بعض غریب اور قابل امداد طلباء کو آنیوالے امتحان انٹرنیس مین شامل ہونے کے واسطے فیس داخلہ اور بعض دوسری ضروریات کی حاجت ہے اسکے لئے **چالیس روپیہ** مطلوب ہین گویا کل ایکسو روپیہ آخیر جنوری تک دونون ضرورتون کے لئے بہیجدینا چاہیئے۔

ایڈیٹر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت بجائے یقیمون الصلوٰۃ کے انکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وہ اس کش مکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اس کتاب کے ذریعہ انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جسکی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے کامل ہوجاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہوجاتی ہے اور نماز میں انکو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہوکر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جسکو کھاکر وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہوجاتی ہے۔ وہ نماز اسکے لئے ایک قسم کا نشہ ہوجاتی ہے جسکے بغیر وہ سخت کرب و اضطراب محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز کے ادا کرنے سے اسکے دل میں ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جسکو ہر شخص نہیں پا سکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذت بیان ہوسکتی ہے اور انسان ترقی کرکے ایسی حالت میں پہونچ جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے اسے ذاتی محبت ہوجاتی ہے۔ اور اسکو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اسلئے کہ وہ نماز اسکی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی ہی رہتی ہے اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالےٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ انسان پر ایسی حالت آتی ہے کہ اسکی محبت اللہ تعالےٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے اس میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ جسطرح پر حیوانات اور دوسرے انسان اپنے ماکولات و مشروبات اور دوسری شہوات میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے۔ اسلئے نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ

نماز مومن کا معراج ہے

اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ۔ راستباز۔ ابدال۔ قطب۔ گذرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعہ سے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے۔ اور یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہیں۔ پس کشاکش نفس سے انسان نجات پاکر اعلےٰ مقام پر پہونچ جاتا ہے۔

غرض یاد رکھو کہ یقیمون الصلوٰۃ وہ ابتدائی درجہ اور مرحلہ ہے جہاں نماز بے ذوقی اور کشاکش سے ادا کرتا ہے لیکن اس کتاب کی ہدایت ایسے آدمی کے لئے یہہ ہے کہ اس مرحلہ سے نجات پاکر اس مقام پر جا پہونچتا ہے جہاں نماز اسکے لئے قرۃ العین ہوجاوے یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس مقام پر متقی سے مراد وہ شخص ہے جو نفس لوامہ کی حالت میں ہے۔

نفس کے تین درجہ

نفس کے تین درجہ ہیں۔ نفس امّارہ۔ لوّامہ۔ مطمئنہ۔ نفس امارہ وہ ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہے اور نافرمانی کا غلام ہے۔ ایسی حالت میں انسان نیکی کی طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ اس کے اندر ایک سرکشی اور بغاوت پائی جاتی ہے لیکن جب اس سے کچھہ ترقی کرتا اور نکلتا ہے تو وہ وہ حالت ہے جو نفس لوامہ کہلاتی ہے۔ اسلئے کہ وہ اگر بدی کرتا ہے تو اس سے شرمندہ بھی ہوتا ہے اور اپنے نفس کو ملامت بھی کرتا ہے اور اسطرح پر نیکی کی طرف بھی توجہ کرتا ہے۔ لیکن اس حالت میں وہ کامل طور پر اپنے نفس پر غالب نہیں آتا بلکہ اس کے اور نفس کے درمیان ایک جنگ جاری رہتی ہے جس میں کبھی وہ غالب آجاتا ہے اور کبھی نفس اسے مغلوب کر لیتا ہے یہ سلسلہ لڑائی کا بدستور جاری رہتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اسکی دستگیری کرتا ہے اور آخر اسے کامیاب اور بامراد کرتا ہے اور وہ اپنے نفس پر فتح پالیتا ہے پھر تیسری حالت میں پہونچ جاتا ہے جسکا نام نفس مطمئنہ ہے۔ اسوقت اسکے نفس کے تمام گند دور ہوجاتے ہیں اور ہر قسم کے فساد مٹ جاتے ہیں۔ نفس مطمئنہ کی آخری حالت ایسی حالت ہوتی ہے جیسے دو سلطنتوں کے درمیان ایک جنگ ہوکر ایک فتح پالے۔ اور وہ تمام مفسدہ دور کرکے امن قائم کرے۔ اور پہلا سارا نقشہ ہی بدل جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ

یعنی جب بادشاہ کسی گاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو پہلا تانا بانا سب تباہ کردیتے ہیں بڑے بڑے نمبردار رئیس نواب ہی پہلے پکڑے جاتے ہیں اور بڑے بڑے نامور ذلیل کئے جاتے ہیں اور اس طرح پر ایک تغیر عظیم واقع ہوتا ہے یہی ملوک کا خاصہ ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے اسی طرح پر جب روحانی سلطنت بدلتی ہے تو پہلی سلطنت پر تباہی آتی ہے۔ شیطان کے غلاموں کو قابو کیا جاتا ہے۔ وہ جذبات اور شہوات جو انسان کی روحانی سلطنت میں مفسدہ پردازی کرتے ہیں انکو کچل دیا جاتا ہے اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ اور روحانی طور پر ایک نیا سکہ بیٹھ جاتا ہے اور بالکل امن وامان کی حالت پیدا ہوجاتی ہے۔

یہی وہ حالت اور درجہ ہے جو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے اسلئے کہ اسوقت کسی قسم کی کش مکش اور کوئی فساد پایا نہیں جاتا بلکہ نفس ایک کامل سکون اور اطمینان کی حالت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ جنگ کا خاتمہ ہوکر نئی سلطنت قائم ہوجاتی ہے اور کوئی فساد اور مفسد باقی نہیں رہتا۔ بلکہ دل پر خدا کی فتح کامل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ خود اسکے عرش دل پر نزول فرماتا ہے۔ اسی کو کمال درجہ کی حالت بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ

یعنے بے شک اللہ تعالےٰ عدل کا حکم دیتا ہے اور پھر اس سے ترقی کرو تو احسان کا حکم دیتا ہے اور پھر اس سے بھی ترقی کرو تو ایتاء ذی القربیٰ کا حکم ہے۔

حالت عدل

عدل کی حالت یہ ہے جو متقی کی حالت نفس امّارہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس حالت کی اصلاح کے لئے عدل کا حکم ہے۔ اس میں نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس میں یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اسکو دبا لوں۔ اور اتفاق سے اس کی میعاد بھی گذر جاوے اس صورت میں نفس اور بھی دلیر اور بے باک ہوگا کہ اب تو قانونی طور پر بھی کوئی مواخذہ نہیں ہوسکتا مگر یہ ٹھیک نہیں۔ عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اسکا دین واجب ادا کیا جاوے اور کسی حیلے اور عذر سے اسکو دبایا نہ جاوے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور کسی قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئے۔ کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے جو اس نے اس آیت میں دیا ہے۔

حالت احسان

اسکے بعد احسان کا درجہ ہے جو شخص عدل کی رعایت کرتا ہے اور اسکی حد بندی کو نہیں توڑتا اللہ تعالیٰ اسے توفیق اور قوت دیدیتا ہے اور وہ نیکی میں اور ترقی کرتا ہے یہانتک کہ عدل ہی نہیں کرتا بلکہ تھوڑی سی نیکی کے بدلے بہت بڑی نیکی کرتا ہے لیکن احسان کی حالت میں بھی ایک کمزوری ابھی باقی ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کبھی کبھی وہ اس نیکی کو جتا بھی دیتا ہے مثلاً ایک شخص دس برس تک کسی کو روٹی کھلاتا ہے۔ اور وہ کبھی ایک بات اسکی نہیں مانتا تو اسے کہدیتا ہے کہ دس برس کا ہمارے ٹکڑوں کا غلام ہے۔ اور اسطرح پر اس نیکی کو بے اثر کردیتا ہے۔ دراصل احسان والے کے اندر بھی ایک قسم کی مخفی ریا ہوتی ہے لیکن تیسرا مرتبہ ہر قسم کی آلائش اور آلودگی سے پاک ہے اور وہ ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے

ایتاء ذی القربیٰ کی حالت

ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ طبعی حالت کا درجہ ہے۔ یعنے جس مقام پر انسان سے نیکیوں کا صدور ایسے طور پر ہو جیسے طبعی تقاضا ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسی ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی اور اسکی پرورش کرتی ہے۔ کبھی اسکو خیال بھی نہیں آتا کہ بڑا ہوکر کمائی کریگا اور اسکی خدمت کرے گا۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ اسے یہ حکم دے کہ تو اگر اپنے بچے کو دودھ دیگی اور اس سے وہ مر جاوے تو بھی تجھ سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اس حکم پر بھی اسکو دودھ دینا وہ نہیں چھوڑ سکتی بلکہ ایسے بادشاہ کو دو چار گالیاں ہی سناویگی۔ اسلئے کہ وہ پرورش اسکا ایک طبعی تقاضا ہے وہ کسی امید یا خوف پر مبنی نہیں۔ اسی طرح پر جب انسان نیکی میں ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہونچتا ہے کہ وہ نیکیاں اس سے ایسے طور پر صادر ہوتی ہیں گویا ایک طبعی تقاضا ہے۔ تو یہی وہ حالت ہے جو مطمئنہ کہلاتی ہے۔

غرض

یقیمون الصلوٰۃ کے یہ معنے ہیں کہ جب تک نفس مطمئنہ نہو اسی کشاکش میں لگا رہتا ہے کبھی نفس غالب آجاتا ہے اور کبھی آپ غالب آجاتا ہے صبح کو اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ٹھنڈا پانی ہے اسکو نہانے کی حاجت ہے پس اگر نفس کی بات مان لیتا ہے تو نماز کو کھو لیتا ہے اور اگر ہمت سے کام لیتا ہے تو اسپر فتح پالیتا ہے۔

تحدیث بالنعمۃ

شکر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خود مجھے ایسی حالت پیش آئی

سردی کا موسم تھا مجھے غسل کی حاجت ہوگئی۔ پانی گرم کرنے کے لئے کوئی سامان میسر نہ تھا۔ ایک پادری کی لکھی ہوئی کتاب **میزان الحق** میرے پاس تھی۔ اسوقت وہ کام آئی میں نے اسکو جلا کر پانی گرم کر لیا۔ اور خدا کا شکر کیا۔ اسوقت میری سمجھ میں آیا کہ بعض وقت **شیطان** بھی کام آجاتا ہے۔

پھر میں اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ **یقیمون الصلوٰۃ** کے یہی معنے ہیں اور اسپر ترقی یہی ہے کہ ایسی حالت سے نجات پا کر مطمئنہ کیحالت میں پہونچ جاوے۔

خوب یاد رکھو کہ نرا غیب پر ایمان لانے کا انجام خطرناک ہوتا رہا ہے افلاطون جب مرنے لگا تو کہنے لگا کہ میرے لئے بت پر ایک مرغا ہی ذبح کرو۔ جالینوس نے کہا میری قبر میں خچر کے پیشاب گاہ کے برابر ایک سوراخ رکھدینا تاکہ ہوا آتی رہے۔ اب غور کرو کہ کیا ایسے لوگ ہادی ہو سکتے ہیں جو ایسی مذبذب اور مضطرب حالت میں ہوتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ جب تک اندر روشنی پیدا نہ ہو کیا فائدہ؟ لیکن یہ روشنی خدا تعالے کے فضل ہی سے ملتی ہے۔ یہہ بالکل سچ ہے کہ سب طبائع یکسان نہیں ہوتی ہیں اور خدا تعالے نے سب کو نبی پیدا نہیں کیا۔

اثر صحبت

لیکن صحبت میں بڑا اشرف ہے اسکی تاثیر کچھہ نہ کچھہ فائدہ پہونچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہونچ ہی جاتی ہے۔ اسیطرح صادقوں کی صحبت ایک روح **صدق** کی نفخ کر دیتی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں **کونوا مع الصادقین** فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے **صادق** موجود رہتے ہیں لیکن آریہ سماجی یا عیسائی اس طریق سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جبکہ ان کے ہاں یہ مسلم امر ہے کہ اب کوئی شخص **خدا رسیدہ** ایسا ہو نہیں سکتا جسپر خدا تعالے کی تازہ بتازہ وحی نازل ہو اور وہ اس سے توفیق پا کر ان لوگوں کو صاف کرے جو گناہ آلود زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ آریہ سماج کے اندر ایک نیش ہے وہ بیجا طور سے مسلمانوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور اعتراض کرنا ہی اپنے مذہب کی خوبی اور کمال پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اسلام کے مقابلہ میں روحانیت پیش کرو۔ تو کچھہ نہیں۔ نکتہ چینی کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں ہو سکتی۔ وہ شخص بڑا بدنصیب اور نادان ہے جو بغیر اس کے کہ کسی منزل پر پہونچا ہو دوسروں پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ ایک بچہ جو اقلیدس کے اصولوں سے ناواقف ہے اور ان نتائج سے بے خبر ہے جو اسکی اشکال سے پیدا ہوتے ہیں وہ ان ٹیڑھی لکیروں کو دیکھکر کب خوش ہو سکتا ہے۔ وہ تو اعتراض کرے گا لیکن عقلمندوں کے نزدیک اس اعتراض کی کیا وقعت اور حقیقت ہو سکتی ہے۔ ایسا ہی حال ان آریوں کا ہے۔ وہ اعتراض کرتے ہیں مگر خود **حق** اور **حقیقت** سے بے خبر اور محروم ہیں۔ وہ اللہ تعالے کی قدرتوں سے آگاہ نہیں اور اسکی طاقتوں کا انہیں علم نہیں ہے۔ اور نہ انہیں وہ حواس ملے ہیں جو وہ اس عالم میں بہشتی نظاروں کو دیکھہ سکیں اور اللہ تعالے کی طاقتوں اور قدرتوں کے نمونے مشاہدہ کریں ایسے مذہب کی بنیاد بالکل ریت پر ہے وہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالے کسی نابینا مذہب کی تائید نہیں کرتا۔ اور کوئی نصرت اسے نہیں دیجاتی۔ اسلام کی سچائی کی یہی بڑی زبردست دلیل ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالے اسکی نصرت فرماتا ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی **خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے** تا میں **اسکی تازہ بتازہ نصرتوں کا ثبوت دوں**۔ چنانچہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے خدا تعالے کے نشانات نہ دیکھے ہوں؟ (بے شک ایڈیٹر) اسکے بالمقابل ہمیں کوئی بتائے کہ وید کیا لایا؟ وہ تو بالکل ادھورا ہے دوسرے لوگوں کو تو خواب بھی آجاتی ہے مگر وید والوں کے نزدیک خواب بھی بے حقیقت چیز ہے اور وہ بھی نہیں آسکتی۔ جبکہ وہ دروازہ جو اللہ تعالے کیطرف جانے کے لئے یقینی دروازہ ہی بند ہے تو اور وسایل خدارسی کے کیا ہو سکتے ہیں! میں سچ کہتا ہوں کہ جہانتک میں نے اس فرقہ کی حالات دیکھے ہیں۔ انمیں شوخیوں کے سوا کچھہ نہیں دیکھا؟ یا بعض ایسے لوگ اس میں داخل ہوتے ہیں کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ مذہب کی اصل غرض کیا ہے؟

غرض اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے جو ساری نیکیوں کا حقیقی سرچشمہ اور منبع ہے اسلئے کہ نیکیوں کی جڑھ ہے۔ اللہ تعالے پر **کامل ایمان** اور وہ بدوں اس کے پیدا نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات اور نشانات تازہ بتازہ دیکھتا رہے۔ اور یہہ بجز اسلام کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں اگر ہے تو کوئی پیش کرے؟

علاوہ بریں اسلام کی یہہ بھی ایک خوبی ہے کہ بعض فطرتی نیکیاں جو انسان کرتا ہے یہہ انپر از دیاد کرتا اور انہیں کامل کرتا ہے اسلئے ہی **ھدی للمتقین** فرمایا **ھدی للظالمین** یا **للکافرین** نہیں کہا۔ عرصہ کی بات ہے ایک برہمو اگنی ہوتری نے کہا تھا کہ لا الہ الا اللہ تو ہم بھی کہتے ہیں تم **محمد رسول اللہ** کیوں کہتے ہو؟ ہم نے کہا تھا کہ اسکا فائدہ یہ ہے کہ انسان دہریہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اب وہ کہلا دہریہ ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پورا ایمان ہوتا تو کیوں دہریہ بنتا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف ایسی کامل اور جامع کتاب ہے کہ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیا وید میں کوئی ایسی شرتی ہے جو **ھدی للمتقین** کا مقابلہ کرے؟ اگر زبانی اقرار کوئی چیز ہے یعنے اسکے ثمرات اور نتائج کی حاجت نہیں تو پھر تو ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کا اقرار کرتی ہے۔ اور بھگتی عبادت۔ صدقہ خیرات کو بھی اچھا سمجھتی ہے اور کسی نہ کسی صورت میں ان باتوں پر عمل بھی کرتی ہے پھر ویدوں نے اگر دنیا کو کیا بخشا؟ یا تو یہہ ثابت کرو کہ جو قومیں وید کو نہیں مانتی ہیں انمیں نیکیاں بالکل مفقود ہیں اور یا کوئی امتیازی **نشان** بتاؤ؟

قرآن شریف کو جہاں سے شروع کیا ہے ان ترقیوں کا وعدہ کر لیا ہے جو بالطبع روح تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ میں **اھدنا الصراط المستقیم** کی تعلیم کی۔ اور فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت فرما وہ صراط مستقیم جو ان لوگوں کی راہ ہے جنپر تیرے انعام و اکرام ہوئے۔ اس دعا کے ساتھہ ہی سورۃ البقر کی پہلی ہی آیت میں یہہ بشارت دیدی **ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین** گویا روحیں دعا کرتی ہیں اور ساتھہ ہی قبولیت اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور وہ وعدہ دعا کی قبولیت کا قرآن مجید کے نزول کی صورت میں پورا ہوتا ہے۔ ایک طرف **دعا** ہے اور دوسری طرف اسکا نتیجہ موجود ہے۔ یہہ خدا تعالے کا فضل اور کرم ہے جو اسنے فرمایا مگر افسوس دنیا اس سے بے خبر اور غافل ہے اور اس سے دور رہ کر ہلاک ہو رہی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالے نے جو ابتدائے قرآن مجید میں متقیوں کے صفات بیان فرمائے ہیں انکو معمولی صفات میں رکھا ہے۔ لیکن جب انسان قرآن مجید پر ایمان لا کر اسے اپنی ہدایت کے لئے دستور العمل بناتا ہے تو وہ ہدایت کے ان اعلےٰ مدارج اور مراتب کو پا لیتا ہے جو **ھدی للمتقین** میں مقصود رکھے ہیں قرآن شریف کی اس علت غائی کے تصور سے ایسی لذت اور سرور آتا ہے کہ الفاظ میں ہم اسکو بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قرآن مجید کے کمال کا پتہ لگتا ہے۔

پھر متقی کی ایک اور علامت بیان فرمائی **ومما رزقناھم ینفقون** یعنے جو کچھہ ہم نے انکو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہہ ابتدائی حالت ہوتی ہے اور اسمیں سبھی سب شریک ہیں کیونکہ عام طور پر یہہ فطرت انسانی کا ایک تقاضا ہے کہ اگر کوئی سایل اس کے پاس آجاوے تو کچھہ نہ کچھہ اسے ضرور دیدیتا ہے گھر میں دس روٹیاں موجود ہوں اور کسی سایل نے آکر صدا کی تو ایک روٹی اسکو بھی دیدے گا یہہ امر زیر ہدایت نہیں ہے بلکہ فطرت کا ایک طبعی خاصہ ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں **مما رزقناھم ینفقون** عام ہے اس سے کوئی خاص شے روپیہ پیسہ یا روٹی کپڑا مراد نہیں ہے بلکہ جو کچھہ اللہ تعالے نے عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھہ نہ کچھہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔

انفاق کی دو صورتیں

غرض یہ انفاق علم انفاق ہے اور اسکے لئے مسلمان یا غیر مسلمان کی بھی شرط نہیں۔ اور اس لئے یہ انفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک **فطرتی** دوسرا زیر اثر نبوت۔ فطرتی تو وہی ہے جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ تم میں سے کون ہے اگر کوئی قیدی یا بھوکا آدمی جو کئی روز سے بھوکا ہو یا ننگا ہو آکر سوال کرے اور تم اسے کچھہ نہ کچھہ دے نہ دو۔ کیونکہ یہ امر فطرت میں داخل ہے۔ اور یہ بھی میں نے بتا دیا ہے کہ **مما رزقناھم** روپیہ پیسہ سے مخصوص نہیں خواہ جسمانی ہو یا علمی سب اس میں داخل ہے جو علم سے دیتا ہے وہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ مال سے دیتا ہے وہ بھی داخل ہے طبیب ہے وہ بھی داخل ہے مگر بموجب منشاء **ھدی للمتقین** ابھی تک اس مقام تک نہیں پہونچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خدا تعالے کے لئے وقف کردے اور یہ **للّٰہی وقف** کہلاتا ہے۔

للّٰہی وقف

اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہونچتا ہے تو اسمیں **مما** رہتا ہی نہیں کیونکہ جب تک وہ مما کی حد کے اندر ہے اسوقت تک وہ ناقص ہے اور اس علت غائی تک نہیں پہونچا جو قرآن مجید کی ہے لیکن کامل اسوقت ہوتا ہے جبکہ حد نہ رہے اور اسکا وجود اسکا ہر فعل ہر حرکت و سکون محض اللہ تعالے کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع کی بھلائی کے لئے وقف ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو۔ کہ **مما رزقناھم ینفقون** کا کمال یہی ہے جو **ھدی للمتقین** کے منشاء کے موافق ہے۔ (باقی آیندہ)

مدرسہ کے متعلق نئی تجاویز

اس سال کے اخیر مین مدرسہ کیحالت خاص طور پر زیر بحث آچکی تہی پہلا سوال یہ درپیش تہا کہ آیا جس صورت مین ہمارے سلسلہ کی اصل غرض اشاعت و تبلیغ الاسلام و اظہار دین ہے موجودہ مدرسہ کا قیام جس مین مروّجہ تعلیم انٹرنس تک دیجاتی ہے کہانتک اس سلسلہ کے مقاصد کی تکمیل کا موئد ہے - اور دوسرا سوال یہ تہا کہ آیا اسی مدرسہ کے ذریعہ سلسلہ کی اصل غرض بہی پوری ہوسکتی ہے یا نہین - یعنی یہ کہ یہان سے ایسے اشخاص نکلین جو اعلےٰ درجہ کے علوم عربیہ و دینیہ سے واقفیت رکہتے ہون اور دوسری طرف یوروپ کی کوئی سی زبان مثلاً انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ جانتے ہون تاکہ ان کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام نہ صرف ہندوستان مین ہے بلکہ ہندوستان سے باہر بہی ہوسکے ان دونون سوالون پر جماعت احمدیہ قادیان مین خوب بحث ہوچکی تہی مگر اخیر فیصلہ بموجب منشائے حضرت امام علیہ السلام ایام تعطیلات دسمبر تک ملتوی رکہا گیا تہا تاکہ اسوقت جب مختلف احباب مختلف احمدی جماعتون کے جمع ہوئے تو ان مین بہی ان ہردو سوالون کو پیش کرکے ان کی رائے لیجاوے اور ان سوالون کے ہر ایک پہلو پر غور کرنیکے بعد کوئی فیصلہ کیا جاوے - چنانچہ یہ امر تین دن برابر جلسہ مین پیش ہوتا رہا - اور بہت سے احباب نے اسپر بحث کرنے مین حصہ لیا - سوال اوّل کے متعلق یہ امر قرار پایا کہ اگرچہ مروجہ تعلیم اس سلسلہ کی خاص اور ممتاز اغراض مین سے ایک غرض نہ ہو مگر اس مین شک نہین کہ اس سلسلہ کے چہوٹے بچّون کو ایسے طور پر تیار کرنا کہ وہ زمانہ کی طرح طرح کی زہریلی اثرون سے محفوظ اور اصول اسلام پر مضبوط اور قرآن شریف اور مسائل دینیہ سے واقف اور مخالفین کے اعتراضون کے جواب دینے کے قابل اور باطل اصولون کی تردید پر قادر ہون - اور پہر ساتہہ ہی اسکے عملی زندگی انکی ایک سچّے مسلمان کی ہو - یہ اس سلسلہ کی ایک خاص غرض ہے کیونکہ یہ بچّے جب یہان سے تعلیم پاکر نکلین گے - توخواہ وہ واعظ نہ ہون اور نہ زبان عربی مین کامل مہارت نہ رکہتے ہون لیکن اس مین شک نہین کہ وہ ایسے مسلمان ہونگے جو دوسرے مسلمانون کیلئے اور غیر مسلمانون کے لئے نمونہ ہونگے - احمدی جماعت کا اندر خود ان کا وجود ہی دوسرون کیلئے وعظ ہوگا - علاوہ ازین جماعت احمدی کی یہ ایک بڑی اور عظیم الشان ضرورت ہے کہ جس صورت مین یہ سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور خدا تعالےٰ نے اسکو بڑی بڑی ترقیات دینے کا وعدہ ہے تو اس صورت مین اس سلسلہ کا اپنا ایک مدرسہ بہی ہونا چاہئے بلکہ کالج بہی ہونا چاہئے کیونکہ جس صورت مین دین کے لئے ایک جماعت کی ہی ضرورت ہے اور کل کی کل جماعت ایک ہی کام مین نہین لگ سکتی - تو اس صورت مین اپنے مدرسہ کے نہ ہونیکی حالت مین جماعت مجبور ہوگی کہ اپنے بچّون کو دوسرے مدرسون مین بہیجے جیسے مشن کے مدرسہ یا سرکاری مدرسہ جہان نہ وہ تعلیم دین کی حاصل کرسکتے ہین اور نہ ہی زہریلی ہواؤن کے اثر سے محفوظ رہ سکتے ہین اور یہ امر ایک اتنی عظیم الشان جماعت مین سخت قابل افسوس ہوگا بلکہ اس جماعت کو تو ابہی اس کام کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ جیسے جیسے اسکی تعداد مین ترقی ہونی چاہئے جا بجا مدرسے تعلیم کے لئے قایم ہوتے چلے جاوین اور مرکزی مقام مین ایک کالج یا یونیورسٹی ہو - پس ساری جماعت مین ایک مدرسہ کا بہی نہ ہونا ایک ایسا امر ہوگا جو اس جماعت کیلئے سخت افسوس کا موجب ہوگا - لہذا باتفاق رائے جلسہ یہ امر قرار پایا کہ ضروری ہے کہ دارالامان مین ایک مدرسہ سرکاری تعلیم دینے کے لئے اور سرکاری قواعد کے موجب چلنے والا ہو تا مروجہ تعلیم دینے کے ساتہہ ساتہہ احمدی جماعت کے بچّے یہان رہ کر سچے احمدی بنکر دکہاوین اور دنیا کے ساتہہ دین مین بہی ترقی کرین - چنانچہ اسکی عملی نظیرین اسوقت بہی موجود ہین کہ جو طالب علم یہان سے انٹرنس پاس کرکے نکلے ہین وہ اپنی عملی زندگی مین اور اپنے دینی ترقی مین کالجون مین ایک ایسا نیک نمونہ دکہا رہے ہین جو واعظ سے بڑہکر کام دے رہا ہے - مگر اس ضرورت کو تسلیم کرنیکے ساتہہ ہی منتظمین مدرسہ کے توجہ دلانے پر کہ باوجودیکہ پانچ سال کے عرصہ مین جماعت چند ہزار سے دو تین لاکہہ تک پہونچ گئی ہے - مگر تعداد طلبا مین ایسی ترقی نہین ہوئی جسکی وجہ کسیقدر جماعت کی بے توجہی ہے - ان امور کے پیش کرنے پر

کل جماعت نے بالاتفاق اس ضرورت کو بہی تسلیم کیا کہ کل کی کل احمدی جماعت کا اور ہر فرد واحد کا جو اپنے آپ کو اس جماعت مین سمجہتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچّون کو کسی دوسرے مدرسہ مین تعلیم ندین بلکہ کل کے کل اسی جگہ تعلیم کے لئے بہیجین - کیونکہ جس صورت مین ضرورت قیام اس مدرسہ کی بہی ہے کہ احمدی جماعت کا اپنا مدرسہ ہو تو پہر اگر احمدی جماعت کل کی کل اپنے بچّون کو اس جگہ بہیجنے کے لئے تیار نہین تو اصل غرض ہی مفقود ہوجاتی ہے چنانچہ جسقدر حاضرین اس جلسہ مین موجود تہے انہون نے سب نے اس ضرورت کو تسلیم کرکے یہ عہد کیا کہ وہ اپنے بچون کو اسی مدرسہ مین تعلیم کے لئے بہیجنے کا انتظام کرین گے اور اپنے دوسرے بہائیون کو بہی ترغیب دینگے - اور مجبور کرینگے کہ وہ اپنے بچون کو انٹرنس تک تعلیم کے لئے اسی جگہ بہیجین -

قبل اسکے جو مین دوسری تجاویز کو بیان کرون مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ ہر قسم کے بچّون کے لئے جو یہان آئین گے - کیا انتظام سوچا گیا ہے - جو بچے بارہ سال کی عمر تک پہونچ گئے ہین وہ تو بورڈنگ ہوس مین زیر نگرانی دو سپرنڈنٹون کے رہین گے جیسا کہ آج کل انتظام ہے - ہان لڑکون کی تعداد مین زیادتی کے ساتہہ سپرنٹنڈنٹ اور رکہے جاسکتے ہین چہوٹے بچّے جو زیادہ خبرگیری اور زیادہ نگرانی کے محتاج ہین اونکے متعلق حسب حیثیت دو قسم کا انتظام کیا جاوے گا - اول وہ جن کے والدین اپنے بچّون کی پوری اور عمدہ نگرانی کے لئے کافی روپیہ دے سکتے ہین - انکے متعلق یہ تجویز کیگئی ہے کہ مدرسہ مین پڑہائی کے علاوہ ایک پرائکٹر یعنی الگ نگران انکا رکہا جاوے گا ہر پانچ یا چہہ بچّون پر ایک ایسا پرائکٹر موجود ہوگا جسکا یہ فرض ہوگا کہ وہ ہر وقت ان بچون کے ساتہہ رہے اور ہر طرح پر اسکی خبرگیری اعلےٰ تعلیم کے لحاظ سے - صحبت کے لحاظ سے - کہانے کے لحاظ سے - ورزش وغیرہ کے لحاظ سے - وہ انکے لئے بطور ایک شفیق باپ کے ہوگا اور انکو بار بار موزون اوقات مین سیر کے لئے بہی لیجائیگا اور پہر پڑہائی مین بہی انکو مدد دے گا - یہ صورت ایسی ہوگی جسپر والدین کو انشاءاللہ پورا اطمینان ہوگا اور ہم امید کرتے ہین کہ ایسے آدمی جو اسطرح بچون کو اچھے بچے سمجھکر

انکی تعلیم اور تربیت کا پورا پورا خیال رکہین - اور عمدہ طور پر شروع سے ان کی تربیت کرین ہمین میسّر آجائین گے - چونکہ ایسا آدمی صرف ایک معقول تنخواہ پر مل سکتا ہے اسلئے شروع مین کم از کم تین ایسے طالب علم ہونگے تو یہہ انتظام بہی الگ ہوگا - اور تین روپیہ فی بورڈر کے حساب سے معمولی اخراجات کے علاوہ فیس لیجاوے گی مگر اس کی نگرانی کا انتظام خاص کیا جاوے گا یعنی ہر دس یا بارہ لڑکون کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ ہوگا - جو انکی صحت اور تربیت کا خیال رکہیگا مگر ان کی تعلیم وہ معمولی مدرسہ کی تعلیم ہوگی - بڑی عمر کے بچون کے لئے ایک وسیع بورڈنگ ہوس موجود ہے جس کے قواعد پہلے شایع ہوچکے ہین - البتہ اسقدر اور بیان کردینے کے قابل ہے کہ بعض احباب نے یہ کہا تہا کہ غربا اور عموماً زمیندار اسقدر بوجہہ نہین اٹہا سکتے - سو اسکا علاج یہ ہے کہ اوّل تو بورڈنگ ہوس مین دو یا تین قسم کا کہانا پکتا ہے اور ہر ایک بورڈر کے لئے یہ امر اختیاری ہے کہ وہ جسقدر خرچ دے سکتا ہے اوسی قسم کا کہانا کہاوے - علاوہ ازین ہم یہ انتظام بہی کرسکتے ہین جیسا کہ بعض احباب کی خواہش تہی کہ زمیندارون کے لئے بجائے نقدی کے بچّون کا خرچ آٹے دال اور گہی کی صورت مین دینا آسان ہوتا ہے - سو جو احباب پسند کرین وہ یہ انتظام کرسکتے ہین کہ اپنے بچّون کا خرچ مثلاً چہہ ماہ یا سال کا آٹے یا دانون اور گہی وغیرہ کی صورت مین یہان بہیج دیا کرین اس صورت مین ان کو خرچ خوراک کچہہ نہ دینا پڑے گا - صرف زائد اخراجات مثل بالن وغیرہ اخراجات باورچی خانہ اور دہوبی وغیرہ کے خرچ یا فیس باقی رہ جائیگی - یہہ تجویز عموماً زراعت پیشہ احباب کے لئے بہت مفید ہوسکتی ہے - مین یہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ یہ ابتدائی سال ہے اور یہی وقت بچّون کے بہیجنے کا ہے - جن احباب کے بچے کسی مدرسہ مین تعلیم پاتے ہون یا اگر تعلیم نہ پاتے ہون اور وہ انہین تعلیم دینا چاہتے ہون تو انہین چاہئے کہ فی الفور ماہ جنوری کے ختم ہونے سے پہلے انکو اس جگہ تعلیم کے لئے بہیجدین - ہمارے ملک مین ایک عجیب غلط خیال پہیلا ہوا ہے کہ بچّون کی تعلیم کے لئے خرچ دینے مین والدین اکثر تنگدلی سے کام لیتے ہین اور ان کی شادیون وغیرہ کے وقت اسراف سے زیر بار ہوتے ہین سچ بات یہ ہے کہ وہ وقت انکی اپنی نمود کا ہوتا ہے ورنہ اگر صرف اولاد

کی بہتری منظور ہو تو بیاہ کا فکر کریں نکریں اوّل فکر مدرسہ تعلیم کا ہونا چاہیئے - یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ تعلیم کی غرض محض یہی نہیں کہ انٹرنس پاس کرکے نوکری کی تلاش میں لگ جائیں بلکہ ہر ایک انسان کے لئے کسیقدر تعلیم کا حاصل کرنا ضروری ہے - اور اسی لئے اس سال مدرسہ میں دوسری شاخ ایسی کہولی گئی ہے جس میں مروجہ تعلیم کو کم کرکے عربی اور دینیات کی تعلیم پر زور دیا جاوے گا اور اسکے ساتھہ طب سکہائی جاوے گی یا کوئی اور پیشہ - مگر اس کے لئے ابہی کوئی انتظام نہیں اگر جماعت کو اسطرف توجہ ہوئی تو انشاء اللہ ایک دو سال میں سب انتظام خود بخود ہو جائیگا - جب ضرورت والے پیدا ہوتے ہیں تو سامان بہی اللہ تعالےٰ انکے لئے پیدا کر دیتا ہے - اگر قوم اس امر پر اتفاق کرلے کہ کل کے کل بچے قوم کے اسی جگہ تعلیم پاویں خواہ وہ مروجہ سرکاری تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں اور خواہ اردو کی تعلیم کے ساتھہ عربی اور دینیات کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں تو مدرسہ انشاء اللہ چندہی دنوں میں ایک حیرت انگیز ترقی دکہائیگا - ایام جلسہ میں تو اکثر احباب نے اسقدر زور اس تجویز پر دیا تہا کہ قوم کے کل بچے اسی جگہ تعلیم پاویں . . . . کہ جو لوگ اپنے بچوں کے لئے یہاں نہ بہیجنے کی کوئی مجبوری ہی ثابت کریں - انپر بہی لازم ہوگا کہ جسقدر فیس مدرسہ کی کسی دوسری جگہ وہ دیتے ہیں اُسیقدر فیس اس مدرسہ میں بہی ادا کریں - چنانچہ ہمارے ایک معزز دوست نے اسیوقت اسپر عمل بہی کر دیا اور اپنے بچوں کی فیس ماہوار اس سکول میں داخل کرنیکا وعدہ کیا - مگر میں سمجھتا ہوں کہ سوائے شاذ و نادر حالات کے کوئی امر اس راہ میں روک نہیں ہونا چاہیئے - کہ ہمارے احباب اپنے بچوں کو اسی جگہ تعلیم کے لئے بہیجیں -

یہ امر بہی قابل تذکرہ ہے کہ پچھلے سال کے اخراجات مدرسہ کے آٹھہ ہزار روپیہ کے قریب ہیں مگر اس سال کئی قسم کے زائد اخراجات کو مدنظر رکہکر جو طلبا کے بڑہ جانے کیوجہ سے پیش آویں گے اور نیز دیگر وجوہات کے سبب پندرہ ہزار روپیہ کا بجٹ ہمارے معزز احباب نے جو اسجگہ جمع ہوئے تہے - تجویز کیا ہے - خرچ کے اسقدر بڑہ جانیکے کئی وجوہات ہیں اوّل یہہ کہ مدرسہ کے سٹاف کو ضرورت زمانہ کے مطابق کرنیکے لئے انکا ٹرین کرانا اور بعض ٹرینڈ مدرسین کو لینا ضروری سمجہا گیا ہے جو ایک بڑی وجہ بجٹ خرچ کے بڑہ جانیکی ہوئی ہے - پہر دوسری وجہ عمارت ہے کیونکہ جس صورت میں کل جماعت کے بچوں نے اسی جگہ تعلیم حاصل کرنی ہے تو ضرور ہے کہ اس مطابق بورڈنگ ہوس کو بہی وسیع کیا جاوے - اور مدرسہ کی عمارت میں بہی توسیع کی ضرورت پیش آئیگی - تیسری ضرورت نئی شاخ دینیات کا کہلنا ہے - اور بہی بعض وجوہات ہیں جنکی تفصیل کی اسجگہ ضرورت نہیں -

اب میں ساری جماعت کو متوجہ کرتا ہوں اور ہر ایک شہر کی جماعت میں اسکے اعلےٰ ارکان اور کارکن ممبروں کی خدمت میں خاص طور پر عرض کرتا ہوں کہ جس صورت میں اس مدرسہ کا قیام محض اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جماعت کے بچے اس جگہ تعلیم حاصل کریں - اور اس مدرسہ کو جماعت احمدی کی اہم ضروریات میں سے ایک ضرورت قرار دیا گیا ہے تو اس ضرورت کو اب عملی طور پر تسلیم کرنا چاہیئے زبان سے صرف اتنی بات کہدینے سے کہ اس مدرسہ کا قیام جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کچھہ نہیں بنتا اب عمل کا وقت ہے - اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے سچے مخلص احمدی اور عملی زندگی میں دنیا کے لئے نمونہ بنیں - تو ان کی عمروں کو ضائع نہ کریں اسوقت آپ کے اہم فرائض میں سے جو اولاد کے متعلق ہیں یہ ہے کہ آپ ان کی تعلیم و تربیت کے اس پہلو کو اختیار کریں جس سے وہ آئندہ نسلوں کے لئے ہادی بنیں - اگر آپنے ان فرائض کو اسی حد تک محدود سمجہ لیا ہے کہ آپ ان سے اسقدر محبت کریں کہ وہ آپ سے جدا نہ ہوں تو آپنے سخت غلطی کہائی ہے - ایک قوم جو اسوقت ہمہ تن دنیا میں مصروف اور دنیا پر جہکی ہوئی ہے وہ بہی اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت کو اسقدر مقدم سمجہے ہوئے ہیں کہ ایک ماں کا اپنے چھوٹے سے پیارے بچہ کو تعلیم کی خاطر جدا کرنا کچھہ بہی اسکو دشوار معلوم نہیں ہوتا - میں پہر کہتا ہوں کہ اولاد سے ایسی محبت کرو جس سے انکی آئندہ زندگی سنورے اور ایسی محبت نہ کرو جو ہمیشہ کے لئے انکو تباہ کرنے والی ہو - یہ تو وہ وقت تہا کہ اگر یہاں دنیوی تعلیم کا کوئی انتظام نہ بہی ہوتا لوگ اپنے بچوں کو اسجگہ بہیجتے - ان دنوں کو غنیمت سمجہو کہ خدا کا برگزیدہ مسیح ابہی تمہارے اندر ہے - وہ تمہارے بچے کیسے خوش قسمت ہوں گے - جو آئندہ یہہ کہہ سکینگے کہ ہمنے مسیح کے زیر سایہ رہکر تعلیم پائی ہوئی ہے اور اس کی مجلسوں میں اکثر بیٹھے ہیں اور اسکی پُر حکمت گفتگوؤں کو سُنا اور اس کے کامل نمونہ کو دیکہا ہے - دوستو میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے صدق دل سے کہتا ہوں کہ یہ وقت پہر ہاتہہ نہیں آئیگا - پہر اس وقت قادیان میں وہ عجیب انسان موجود ہے جسکے درس قرآن کے سننے پر آئندہ نسلوں کو فخر ہوگا - پس خدا کی ان نعمتوں کی قدر کرو اور سستی اور کاہلی اور جہوٹی محبتوں سے اپنی اولاد کی عمر کو ضائع مت کرو - اگر تم نے اولاد کے بارے میں یہ فرض ادا کر دیا تو وہ اولاد تمہارے لئے ابدی خوشی کا موجب ہوگی - ورنہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد کیسی نکلے اور کیا کام کرے اپنی طرف سے کوشش کرو - اور پوری سعی کرو کہ تمہاری اولاد نیک بنے نیک صحبت میں رہے پہر دل خدا کے ہاتہہ میں ہے - وہ جسطرح پر چاہے انکو چلاوے -

اخیر میں میں یہ بہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ابتدائے سال ہے اور یہی وقت ہے جو لڑکوں کو یہاں بہیجنا زیادہ مفید ہے تاکہ شروع سال سے ان کی تعلیم ہمارے کورس کے موافق ہو اور تاکہ انکی دینی تعلیم کی کمی پورا کرنیکے لئے کافی وقت ملے - نیز صاحب انسپکٹر کا معائینہ مدرسہ بہی ۱۴ فروری کو ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسوقت تک احمدی جماعت کے تین چار سو لڑکے یہاں موجود ہوں - اس سے جماعت کی عمدہ حالت کا اثر ہر دل پر پڑتا ہے -

دوسرے سوال کا جواب میں ایک حد تک تو دے آیا ہوں یعنی واعظین اور مبلغین کی ایک جماعت پیدا کرنیکے لئے یہ مدرسہ کہانتک کام دیسکتا ہے - اس کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ پنجم پرائمری تک تو تعلیم مشترک ہے - اسکے بعد دو شاخیں مدرسہ کی ہوں ایک مروجہ تعلیم کی شاخ جسکے ساتھہ لڑکوں کی برداشت کے موافق عربی اور دینیات کی تعلیم لازم ہوگی اور دوسری دینیات کی شاخ اس دینیات کی شاخ کو ہم بہت ترقی دینا چاہتے ہیں - اور اس کے متعلق یہ تجویز ہے کہ یہاں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو علم دینیات کو پورے طور پر حاصل کریں اصول علم کلام سے پورے واقف ہوں اور عربی زبان میں اسقدر مہارت رکہتے ہوں کہ اس زبان میں لکچر دے سکیں - اور مضمون لکہہ سکیں پہر اس کے ساتھہ دو صورتیں ہوں جو لوگ صرف اس ملک کے لئے بطور واعظ تیار کئے جاویں انکو اسقدر عربی اور دینیات کی تعلیم کے ساتھہ طب سکہائی جاوے یا بعض اور پیشے اور سنسکرت وغیرہ زبانیں بہی سکہائی جاویں - اور جو لوگ بیرونی ممالک کے لئے تیار کئے جاتے ہوں - انکو کوئی ایک یورپ کی زبان جیسے انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ یا جو لوگ جاپان کے لئے تیار کئے جاتے ہوں - انکو جاپانی - علےٰ ہٰذ القیاس -

لیکن ان سب تجویزوں کی تکمیل کے لئے بہت سا وقت اور روپیہ اور کارکن آدمی درکار ہیں جنکی ہم خدا کے فضل سے یہ امید رکہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ ہمیں میسر آجاویں گے - اگر جماعت نے اسطرف پوری توجہ کی تو یہ امور چنداں مشکل نہیں . . . بالفعل کام کو ہم نے شروع کر دیا ہے - یعنے اول جماعت دینیات کی کہول دی ہے - اگر خدائے تعالیٰ قوم کے دلوں میں ڈالے اور وہ ہمہ تن اس مدرسہ کی اعانت میں مصروف ہو جائیں - کیا مالی امداد سے اور کیا بچوں کے بہیجنے سے - تو امید کی جاتی ہے کہ ان سب تجاویز کی تکمیل چندہی سال میں ہو جاوے -

وماتوفیقنآ الّا باللہ

میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر ضائع نہ جاوے گی - اور نیز وہ احباب جو جلسہ پر پر وعدے کر گئے ہیں - اپنے وعدوں کو پورا فرماویں گے - اور دوسرے احباب کو پورے زور سے تحریک کریں گے - اگر کوئی صاحب ایسے ہوں جنکو کوئی خاص قسم کی روک بچوں کے یہاں بہیجنے میں ہو تو وہ بذریعہ خط و کتابت ایسے امور کو طے کر سکتے ہیں -

اس معاملہ میں کل خط و کتابت بنام ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ہونی چاہیئے -

(والسلام)

محمد علی

۱۴ - جنوری ۱۹۰۶ء

مراسلت

بدھ مذہب ایک دیانندی کی نظر سے

الحکم نمبر ۴۴ جلد ۹ مین ہمارے ایک محترم بھائی اکبرشاہ خان صاحب نجیب آبادی نے واقعات کی بنا پر اسلامی نکتہ خیال سے بدھ کی تعلیم کو نیکی پر مبنی پاکر اسکی واجبی تعریف کی تھی - اسپر لاہور کے آریہ گزٹ نے (جو گوشت خور پارٹی کا آرگن ہے) ۲۸ ڈسمبر ۱۹۰۵ء - کی اشاعت مین ایک نوٹ لکھا ہے جس مین اصل واقعات کو چھپانے کی بے سود سعی کی گئی ہے ہمین افسوس ہے ست کو گرہن کرنیکے لئے سرد وارد رہنے والے مہاشہ کو اس چال چلنے کی کیا حاجت پیش آئی - اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً انکی اس کارستانی کی حقیقت کو طشت از بام کردیا جاوے -

قولہ - مسلمانون کی تواریخ مین یہہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین -

اقول - آریہ گزٹ کے واقف کار اور باخبر ایڈیٹر کی نسبت (جو کہا جاتا ہے کہ ایم - اے ہین) ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہون نے ایک ایسا دعوی کیا ہے جو اپنی کمزوری اور بیہودگی کا خود ہی شاہد ہے - ہم خوب جانتے ہین کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ **الحکم** کو باقاعدہ پڑھتے ہین پس اگر وہ اسلامی تصنیفات کا مطالعہ نہین کرسکتے تھے تو یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ **الحکم** ہی مین انہون نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ مضامین پڑھے ہونگے - جن مین حضرت کرشن - جناب سری رام چندر جی مہاراج کی بڑی تعریف کی گئی تھی اور انہین واجب الاحترام بزرگ تسلیم کیا گیا ہے - الحکم نمبر ۳۷ جلد ۸ مطبوعہ ۳۱ - اکتوبر ۱۹۰۴ء مین ایک تفصیلی مضمون مولوی عبدالعزیز لکھنوی کی کتاب بشارات احمدی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے - کاش آپ ان مضامین کو مدنظر رکھتے تو آپ کو حق پوشی کا جواب دہ ہونا نہ پڑتا - آپ اپنے جوتھے اصول کو مدنظر رکھکر اپنے اس جملہ پر غور کرکے بتائین کہ کیا آپ نے مسلمانون پر اتہام لگایا ہے یا محض ناواقف تھے ؟ اور اگر ناواقف تھے تو آپ کو یہ حق کیونکر پیدا ہوا - کہ بلا سوچے سمجھے نکتہ چینی کرین -

آریہ گزٹ کے مطالعہ سے ہمین ایک اور امر بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ **ہندو** لفظ جسپر پنڈت دیانند جی صاحب چڑتے ہین اور مسلمانون سے نفرت پھیلانے کی پالیسی کو اسی لفظ کی تہ مین انہون نے چھپایا تھا آریہ گزٹ کا ایڈیٹر بڑے شوق سے اس لفظ کو ہمیشہ استعمال کیا کرتا ہے اس کی تہ مین کیا راز ہے ؟

اصل یہہ ہے کہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ہندوؤن کو مسلمانون سے ہمیشہ بدظن کرنے کی پالیسی کو مدنظر رکھتا ہوا یہہ نوٹ لکھتا ہے - اور اس نوٹ کے ذریعہ اصل مقصد اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوؤن پر ظاہر کرے کہ گویا مسلمان ہمیشہ ہندوؤن کے بزرگون کی ہتک کرتے آئے ہین کیونکہ اس کا یہ جملہ کہ

" مسلمانون کی تواریخ مین یہہ **پہلا موقعہ** ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین "

حالانکہ یہ ایسا سیاہ **جھوٹ** ہے کہ اسکی نجاست سے دل و دماغ متعفن ہوجاتا ہے مگر ہمارا عالی دماغ ایڈیٹر آریہ گزٹ اس کی پروا نہین کرتا -

اچھا صاحب ! مسلمانون نے اگر تعظیم نہین کی - تو شاید آریہ سماج کے بانی رشی **دیانند** نے (جو اپنی **تہذیب** نہین ویدک تہذیب کے خاص نمونہ ہین) ان ہندو بزرگون کی خوب تعریف کی ہے کیا آپ اس سے بھی واقف ہین یا نہین ؟ تمہین ست و دیاؤن کی پینگ کی قسم اور آریہ سماج کے جوتھے اصول کی قسم سچ بتانا ؟ اور اگر آپ کو خبر نہین تو ہم آپ کو رشی کا واک خود سنا دیتے ہین - ذرا آریہ گزٹ مین چھاپ دو تاکہ بھولے بھالے ہندوؤن کو معلوم ہوجاوے کہ انکے بزرگون کی ہجو ہی **کا شاگرد** رشی دیانند کیسے کرتا ہے - ملاحظہ فرمائیے -

بھاگوت کے مصنف کی نسبت یون گوہر افشانی کرتے ہین دیکھو ستیارتھ پرکاش دوسرا اڈیشن صفحہ ۲۳۳

واہ رے واہ بھاگوت کے بنانیوالے لال بوجھکڑ کیا کہنا تجھکو ایسی ایسی متھیا باتین لکھنے مین ذرا بھی شرم و حیا نہ آئی - پنڈت اندھا ہی بنگیا - پھر ستیارتھ صفحہ ۳۳۲ مین درگا پاٹھہ کو جسے ہندو متبرک سمجھتے ہین اسطرح لتاڑا ہے دیکھئے کیا ہی اسبھو کتھا کا گھوڑا بھنگ کی لہر مین اڑایا جسکا ٹھور نہ ٹھکانا -

اب ہم خاص مہاتما بدھ کی نسبت رشی بچن سناتے ہین آپنے ایڈیشن سنجری صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے کہ " غازی پور شہر مین راجا کا لڑکا پیدا ہوا جو آخرکار بدھ بنا آسنے ویدون کی مذمت شروع کرکے براہمنون کے ظلم سے دیگر کل ورنون کو نجات دلانے کا راستہ نکالا "

ناظرین اب سمجھ گئے ہونگے کہ بدھ ویدک دہرم کا دشمن اور وحدانیت کا حامی تھا جیساکہ ہمارے بھائی اکبرشاہ نے بیان کیا ہے - ایسی صورت مین جبکہ بدھ ویدون کی مذمت کرنے والا تھا اسے ہندوؤن یا دیانندیون کا بزرگ کہکر پکارنا آریہ گزٹ کی بے علمی کی دلیل ہے چونکہ ہمارے بھائی اکبرشاہ نے بدھ کو مذہب کا مصلح و ریفارمر ثابت کیا ہے اور خدا کیطرف سے اسکا مرسل ہونا بیان کیا ہے جس سے کہ آریہ گزٹ کو بھی جائے انکار نہین اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آریہ گزٹ کے اپنے بیان سے ہی اسکا سچا مرسل ہونا ثابت کرین - تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ جس کتاب کی وہ بقول دیانند مذمت کرتا تھا - وہ سچی پاکیزگی اور وحدانیت و روحانیت سے گری ہوئی تھی جبھی تو وہ ایسے وقت مین بھیجا گیا - تاکہ ایسی بداخلاقی کے منبع کو درست کرے - اسی لئے اسکا بدھ شاستر مین یہ قول پایا جاتا ہے - کہ چونکہ ان کے (ویدون کے) وقت کی میعاد غلط ہے اور آن مین پرمیشور کے نشان نہین ہین اور وہ خلاف عقل ہین اسلئے وید پرمیشور بانی نہین ہوسکتے (بدھ شاستر ادھیائے ۲ سوترا) بدھ کی اس تعلیم اور لالہ دیانند کے اس عقیدہ کے خلاف آب آریہ گزٹ بدھ کو ویدک دہرم کا پیرو ثابت کرکے اسکی تعلیم کو ویدون کے مطابق ثابت کرنا چاہتا ہے جو بالکل جنونی خیالات ہین - بھلا ویدون کی مذمت کرنے والا اور ان کو پرمیشور کے نشانات سے خالی ماننے والا کیسے ویدک دہرم کا پیرو کہا جاسکتا ہے مگر نہین دیانندی صاحبان کے نزدیک ایسے ایسے ہتھکنڈے کوئی نئی بات نہین چنانچہ آریہ گزٹ ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۸ پر بدھ کو ویدون کا پیرو ماننگر عجیب عجیب بے تکی ہانکین لگاتا ہے - چنانچہ وہ لکھتا ہے - کہ گوتم بدھ بھی ویدک خیالات کا مخالف نہ تھا - وہ اپنے آپکو آریہ اور اپنے طریق کو آریہ دہرم کہتا تھا جہانتک روایتون سے تعلق ہے اسنے کسی موقع پر بھی ویدک تعلیم کی تردید نہین کی (چہ خوب اگر بقول رشی دیانند وید کے مذمت کرنے والے سچے آریہ ہوتے ہین تو ہم آریہ گزٹ کو مبارکباد دیتے ہین کہ ہم سب سے پہلے اس خیال کے آریہ ہین - اور ویدون کی تعلیم سے نفور ہین - اگر آریہ دہرم کی یہی تعریف ہے تو سناتن دہرمی سچے ہین جو کہتے ہین کہ دیانندی بجائے ویدون کی حمایت کے ان کی تردید کرتے ہین - ممکن ہے کہ ان کی یہ بات درست ہو اور کئی دیانندیون کے دل مین سچے آریہ پن (مذمت وید) کا بیج موجود ہو) پھر وہ لکھتا ہے کہ ہم اپنے طور پر بدھ کو ویدک طریق سے منحرف نہین پاتے اس آریہ پورش کے غیر آریہ شاگرد پیرو کار بعد کو برہمنون کی مخالفت سے تنگ آکر ظاہر ظہور ویدون کا کھنڈن کرنے لگے - (یہان تو آریہ گزٹ نے پنڈت دیانند کو بالکل دروغگو ہی ثابت کردیا) اس سے آگے آریہ گزٹ نے صاف الفاظ مین مان لیا ہے کہ بدھ صرف آریہ قوم کی اخلاقی اصلاح اور طرز معاشرت کے سدھار کے لئے آیا تھا - (جو ویدون کی بداخلاقی کی تعلیم کے باعث بہت بُری حالت مین تھے)

چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ بدھ مذہب ایک قسم کا ایسا فرقہ یا آرڈر کی حیثیت مین نکلا تھا - جسنے سوسائٹی کی اخلاقی اصلاح اور آریہ قوم کی طرز معاشرت کے سدھار کا بیڑا اٹھایا تھا اور اس نے اپنا کام اس حدتک ضرور کیا - جو لوگ بدھ سے پہلے زمانہ کی تواریخ سے واقف ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ وہ زمانہ انسانی تہذیب کے ہر پہلو سے بالکل گرا ہوا تھا - انسان کے سفلی جذبات نشو و نما پاکر اسقدر مضبوط بن گئے تھے - کہ آن کا مقابلہ کرنا مشکل کام تھا عیاشی تن پروری - بدکاری کا بازار گرم تھا - مذہب جس کا فرض تھا کہ اسکی مزاحمت کرتا ریاکاری - سے تبدیل ہوکر تائید کا دم بھرنے لگا - پوجاری ناعاقبت اندیش خودنفسی اور خودغرضی کے نشہ مین بدمست ہوکر شراب خواری اور عیاشی کی مکروہ زندگی کو تقدس و اتقا کا جامہ پہنانے لگے - حق و باطل کی تمیز جاتی رہی - سچ جھوٹ کے درمیان کا امتیازی پردہ اٹھہ گیا - عالم جاہل ایک منچ پر آگئے اور اگر گوتم بدھ کے ایسے زوردار چمک کا سورج آریہ ورت کے کثیف آسمان پر آکر نہ چمکتا تو ہم نہین کہہ سکتے - اس تاریکی اور جہالت کا نتیجہ (جو ویدکی پیروی کے باعث پھیل رہی تھی ناقل) اورکسقدر روسیع مضر اور دنیا مین بربادی پھیلانے والا ہوتا - انسان خودغرضی کے ہاتہون غلام بنے ہوئے تھے - شرم حیا کا ان

مین تام ونشان بہی نہین تہا (نیوگی تعلیم کا نتیجہ۔منظور) سب لوگ ظلم وبدعت سے پناہ مانگ رہے تہے۔ مگر پناہ نہین ملتی تہی ایشور کے بندے اس ناپاکی (وید کی تعلیم کی۔منظور) وتعفن سے نجات چاہتے تہے مگر نجات کا ذریعہ پیدا نہین ہوا تہا حق پرستون نے دعا کا ہاتہہ اٹہایا۔ (یہ حق پرست ضرور موحد ہونگے کیونکہ دیانندی عقیدے مین دعا باطل ہے۔ اسلئے کہ گذشتہ کرمون کا پہل مانا جاتا ہے جس مین ایشور کا دخل نہین منظور) پرماتما نے ان کی دعا سنی (موحدون کی کیون نہ سنتا۔اس زمانہ کا حال بہی ایسا ہی ہوگیا ہوگا۔ جیساکہ اب ہے جسمین ویدک نیوگ وباپ بیٹی کی مجامعت کے استعارات کا زور شور سے پرچار ہورہا ہے اور حد درجہ کی بداخلاقی کی تعلیم۔ دی جارہی ہے۔ عورتون اور مردون کو کھلم کھلا بیحیائی کی تعلیم پر فریفتہ کیا جارہا ہے کہ نکاح کی مانند اس حرامکاری سے بہی شرم وحیا نہ کی جاوے ایسے وقت مین خدا نے حق پرستون کی دعا سن لی اور ایک مرسل خدا کیطرف سے ایسی برائیون سے دنیا کو رہائی دینے کے لئے آگیا جو گوتم بدھ کی مانند زور شور سے دعوت دے رہا ہے کہ ویدون کی میعاد غلط ہے ان مین ایشور کے نشانات ہرگز نہین پائے جاتے اور وہ بالکل خلاف عقل ہین ہم دیکہنا چاہتے ہین کہ دیانندیون مین سے کتنے اس حق پرست کے پیرو بنتے ہین۔منظور) اسنے (یعنی گوتم بدھ نے) ثابت کردکہایا کہ سلطنت عصا وشاہی۔ خنجر بران وزبردستی مین نہین ہے بلکہ انسانی محبت حلم اور بردباری شیرین بیانی اور اخلاق سے انسان۔ انسان کے دل کو تسخیر کرکے اسپر حکومت کرسکتا ہے (یہی تعلیم موجودہ زمانہ کے ہادی حضرت اقدس جناب مسیح موعودؑ کی ہے) گوتم بدھ کا نمونہ بلا کا نمونہ تہا ایک نور کا لمعہ تہا جسنے بجلی کے کوندے کی طرح چمک کر دنیا کو نور علیٰ نور کردیا (یہی موجودہ زمانہ کے مرسل کی نسبت دیکہ لین)

مندرجہ بالا آریہ گزٹ کے اقتباس ظاہر کررہے ہین کہ درحقیقت بدھ ہند کا مرسل تہا جس نے وید کی بداخلاقی کی تعلیم کے مقابلہ پر حسن اخلاق ومحبت کی تعلیم پہیلائی پہر ایسے نیک انسان کو دیانند کی مانند جبرا بہلا کہنا نیک انسانون کا کام نہین ہوسکتا

بدھ مذہب پر ہندؤن کا ظلم

اس عنوان کے تحت مین آریہ گزٹ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بدھ مذہب والے مسلمانون کی سختیون کے باعث جلاوطن ہوئے نہ کہ ہندؤن خصوصًا شنکر اچاریہ کے ظلم کے باعث۔ مگر ہم اسپر اپنی طرف سے کچہہ ایزادی نامناسب سمجہتے ہین صرف ہندؤن (آریون) اور بدھون کے باہمی تعلقات کو آریہ گزٹ کے مسلمہ رشی دیانند کے الفاظ مین بیان کرکے اس سے دریافت کرتے ہین کہ وہ اپنی تحریر کہ "انہون نے (ہندؤن نے) ایک معصوم فرقہ پر اسقدر ظلم کیا ہوگا" کو پنڈت دیانند کی تعلیم سے معصوم ثابت کردکہائے۔ چنانچہ پنڈت دیانند ستیارتہہ پرکاش ص۴۲۵ پر لکہا ہے۔

کہ وہ ویدون کی بہی مذمت کرنے لگے اوس کے پڑہنے پڑہانے یگیوپویت وغیرہ اور برہمچریہ وغیرہ اصولون کو بہی تباہ کیا جہان جتنی کتابیں وید وغیرہ کی پائین ان کو تلف کیا آریون پر بہت سا حکومت کا زور بہی چلایا تکلیفیں دیں۔ وید کے پیرؤن کی بے عزتی کرنے اور دلفگاری سے سزا بہی دینے لگے۔

یہہ حال تو بدہون کے ظلمون کا تہا جو یہ معصوم فرقہ ہندؤن (آریون) پر کرتا اب دوسری طرف ملاحظہ کیجئے کہ ہندؤن نے زور پاکر بدھون کی کیسے خبر لی۔ گو ہندؤن کی زیادتی کے واقعات دیانند نے بہت کچہہ چہپانے کی کوشش کی ہے مگر اس کی تحریر سے منصف مزاج ٹہیک نتیجہ اخذ کرسکتا ہے وہ ستیارتہہ پرکاش ص۴۲۶ پر لکہتا ہے کہ بعد مباحثہ کے ان کے پنڈت اور سودہنو راجہ نے ویدمت کو قبول کرلیا پھر بڑا شور وشر ہوا۔ پہر اس سے آگے چلکر لکہتا ہے کہ اب جتنے بت جینیون کے نکلتے ہین وہ شنکر اچاریہ کے وقت مین ٹوٹے تہے۔ اور جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہین وہ جینیون نے زمین مین گاڑ دیئے تہے کہ توڑے نہ جائین۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت جینیون پر سلطنت کی طرف سے دباؤ ان بتون کے توڑنے پر دیا جاتا تہا جبہی تو وہ چہپانے پر مجبور ہوگئے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی دباؤ کیوجہ سے کئی جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے۔

پھر دیانند لکہتا ہے کہ

جینیون کے مندر شنکر اچاریہ اور سودہنو راجہ نے نہین تڑوائے تہے کیونکہ ان مین وید وغیرہ کی پاٹ شالائین بنانے کا ارادہ تہا

اس حوالہ نے آریہ گزٹ کی بالکل پول ہی کہول دی۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ جینیون کے مندرون پر قبضہ کرلیا گیا تہا تاکہ ان کو پاٹہہ شالائین بنایا جاوے مگر وہ تڑوائے نہ گئے تہے۔ اب اس سے زیادہ ظلم ایک قوم پر کیا ہوسکتا ہے کہ ان کے معبدون پر قبضہ کرلیا۔ جاکران کو بیدخل کردیا جاوے انہی بواعث سے جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے جو آریہ گزٹ کا بےخبر ایڈیٹر مسلمانون کے ذمہ لگا رہا ہے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات دیانندیون کی مسلمہ کتب سے ہین اب ہم ایک ہندو کی بنائی ہوئی تواریخ آئینہ تاریخ نما سے حوالہ دیکر ثابت کرنا چاہتے ہین کہ آریہ گزٹ کا یہ لکہنا کہ بدھون کی جلاوطنی کا باعث مسلمانون کا ظلم تہا بالکل خلاف واقعہ اور جہوٹ سے پُر ہے۔

(آئینہ تاریخ نما حصہ تیسرا ص۹۱) راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند نے لکہا ہے کہ شنکر اچاریہ نے تمام ہندوستان کے راجاؤن کے دربارون مین بحث علمی کرکے غیر مذہب والونکو خوب درست کرلیا تمام راجہ لوگ سوامی جی کے دین مین داخل ہوگئے مثل مشہور ہے کہ الناس علیٰ دین ملوکھم پس بدہ پرست جو رہ گئے تہے سب تمام ہندوستان سے نکالے گئے یا وید کے پیرو بنا لیئے گئے۔ بدھ کے بہار اور ستوپ اور مندر سب توڑے اور پہونکے گئے۔

اب ایسے حوالون کے ہوتے ہوئے مسلمانون پر جلاوطنی کا الزام لگانا سراسر تحکم ہے۔ مسٹر دہرم پال نے صاف طور پر مسلمانونکا نام نہین لکہا جس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ اپنی بزور شمشیر پہیلانے کا الزام ویدک مت پر قایم کیا ہے نہ کہ اسلام پر۔ جیساکہ مندرجہ بالا حوالون سے ظاہر ہے۔ امید ہے سچائی کا شائق آریہ گزٹ اپنی گریبان مین منہ ڈالکر اپنے بزرگون کے اعمال سے ضرور شرمندہ ہوگا۔ اگر اوسنے واقعات کی بنا پر لکہنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ہم بہی اسپر مزید لکہنے کو طیار ہین۔

مین مندرجہ بالا مضمون لکہہ چکا تہا کہ مجہے الحکم ۱۰-اگست ۱۹۰۳ء ۲۹ جلد ۷ ص۱۷ پر ایک نہایت عمدہ مضمون بدھ کے بارہ مین نظر پڑا جو اسی بہائی مہاشہ آریہ گزٹ کے ایک نوٹ جسے ہم آریہ گزٹ کے اصل نوٹ اور الحکم کے ریمارک کے ہدیہ ناظرین کرتے ہین کیونکہ اسسے بہت نیک دل آدمیون کو فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ وہ مضمون یہ ہے۔

وید۔ بدھ وام مارگ اور نیوگ

لاہور کی کلچرڈ آریہ سماج کا آرگن آریہ گزٹ اپنے ایک ریمارک مین لکہتا ہے کہ "آریہ ورت کے زمانہ تنزل کے مشہور ریفارمرون مین سے مہاتما بدھ ایک مشہور ریفارمر ہوئے ہین جنہون نے وام مارگ کی مہان اندھیاری راتری (شب تار) مین جنم لیکر ایک غیر معمولی تپ کی تشیجات اپنے خیالات کے پرچار کا کام آرنبہہ کیا اور وام مارگ کی نہایت درجہ کی فحش اور غلط تعلیم کے اثر سے بہارت نواسیون کو بچاکر ان کو نفس کشی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی۔ اور چونکہ اس سمے وام مارگ کی ناپاک تعلیم کو ویدون سے منسوب کیا جاتا تہا اسلئے مہاتما بدھ نے مصلحت وقت دیکہہ کر یہ مناسب سمجہا کہ جب تک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا۔ اور نہ ہی یہ لوگ ویدون کو اپنا پستک مانتے ہوئے میری تعلیم پر عمل کرنیکے لئے آمادہ ہونگے۔" (کاش انیسوین صدی کا لنگوٹ بند ریفارمر بہی اسی اصول کو مدنظر رکہتا ہوا لوگون کو ویدون سے علیحدہ ہونے کی تعلیم دیتا تو راہ مستقیم پر آگئی ہوتی اور اتنے جہگڑے برپا نہ ہوتے۔ منظور)

الحکم کا اسپر ریمارک

آریہ گزٹ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح وید کے ماتہے سے اس کلنک کے ٹیکہ کو دور کرے جو وام مارگ کی ناپاک تعلیم کا لگا ہوا ہے مگر یہ کوشش بے سود اور محض بیہودہ ہے دراصل بودھ کو اس امر کی پڑتال اور تحقیقات کا خوب موقع حاصل تہا کہ وہ دریافت کرے کہ آیا یہ ناپاک اور فحش تعلیم ویدون سے نکلی ہے یا نہین؟ اور اسنے تحقیق کرلیا تہا کہ یہ گندی تعلیم فی الحقیقت ویدون ہی کی تعلیم کا کرشمہ ہے ورنہ وہ کبہی یہ نہ کہتا "کہ جبتک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جائیگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا۔" آریہ گزٹ وام مارگ کی تعلیم کو تو کہتا ہے کہ ویدون مین حالانکہ مہاتما بدھ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوا تہا مگر ہم آریہ گزٹ سے پوچہتے ہین کہ کیا نیوگ کی تعلیم بہی ویدون مین نہین ہے؟ اور اگر خدانخواستہ اس تعلیم پر عملدرآمد شروع ہوگیا تو وہ زمانہ وام مارگ کی ہنت یا تریسے بہی بڑہکر خطرناک تاریک ہوگا۔ اسوقت معلوم ہوگا کہ کیا اس تاریکی سے نجات بجز ویدون کے چہوڑنے کے ممکن ہوسکتی ہے؟ حقیقت مین نیوگ جیسے حیاسوز اور غیرت کش مسئلہ کے ہوتے ہوئے آریہ سماج اخلاقی تعلیم دینے سے بالکل قاصر رہتا ہے اور جب لوگ ویدون کو پڑہنے لگینگے تو وہ خود بخود انہین نتائج پر پہنچینگے جن پر مہاتما بدھ پہونچا تہا اور یہ آریہ سماج

سودیشی تحریک اور مسلمان

میں عرصہ سے دیکھ رہا ہون کہ تمام کانگریسی و آریہ اخبارات نیز وہ اخبارات جو ہندوؤن کے ہاتھ میں ہیں ہمیشہ یہی زور دیتے رہتے ہیں کہ سودیشی تحریک میں اہل اسلام بھی شریک ہو جاویں۔ اس مضمون میں جو الفاظ مسلمانوں کے جوش دلانے اور شامل کرنیکے واسطے استعمال ہوئے ہیں۔ وہ ایسے ہیں کہ ہر مسلمان کو جو ذرا بھی فہم رکھتا ہے سخت صدمہ پہنچاتے ہیں۔ ہر تحریر کے دیکھنے سے مسلمانون کے کل زخم از سر نو تازہ ہو جاتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی کارتوس کاٹنے کی بغاوت کے بانی کون ہوئے اور وبال کسپر پڑا۔ اسوقت اگر اہل ہنود یا اہل بنگال یہ کہدیتے کہ اس کی نیو ہم نے ڈالی۔ کاٹکران پر جوشون کو اپنا شریک کر لیا تہا۔ تو آج پہر خواہان امداد ہوتے۔ جس وقت اردو اور ناگری کا مسئلہ زیر بحث تہا آپ لوگ کس کونے میں تہے۔ جو آپ نے یہ نہ کہا کہ ہندوستان کی زبان اردو ہے۔ جسے غیر لوگ بھی مانتے ہیں۔ اور جس سے کوئی غیر متعصب ہندوستانی انکار نہیں کر سکتا۔ دیسی تجارت اور ترقی صنعت و حرفت کیواسطے خود لارڈ کرزن نے توجہ دلائی تہی۔ تقسیم بنگال سے اور اس سے کیا سروکار تہا۔ جو تقسیم بنگال کی ناراضی پر یہ تحریک قایم کی گئی۔ ہر ایک بادشاہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ملک کے جس قدر صوبے یا ضلعے چاہے قرار دے۔ اگر لارڈ کرزن نے ایسا کیا۔ تو مسلمانون کے نزدیک کچھہ بیجا نہ کیا کچھہ انہون نے ہندوستان کی زمین کو اٹہا کر ولایت نہ بہیجدیا۔ جسپر یہہ غروفش کیجاتی ہے۔ جسوقت آگرہ و اودھ کا الحاق کر کے ممالک متحدہ نام قرار دیا گیا تہا۔ اُس وقت بنگالیون نے کیون مزاحمت نہ کی۔ جواب اسقدر جامے سے باہر ہو رہے ہین۔ اور تمام ہندوستان کو اور اہل اسلام کو اپنا شریک کرنا چاہتے ہین۔ مسلمان تقسیم بنگال کی ناراضی پر سودیشی تحریک کے پابند ہونے کو بغاوت سے کم نہیں خیال کرتے۔ اور نہ کوئی ذی فہم اس سے منکر ہو سکتا ہے مسلمانون کے مذہب مین بادشاہ ظل خدا ہے اور حکام علی قدر مراتب واجب تعظیم۔ وہ بادشاہ کے جایز حکم سے انحراف کرنا پسند نہیں کرتے۔ اگر ہمیشہ دشمن اسلام شور مچایا کرینگے۔ کوئی سمجھدار مسلمان اس مین شریک نہ ہوگا۔ سودیشی تحریک کی جو اس قدر حسن سوزی دکہائی جا رہی ہے یہ بھی قابل غور ہے جس وقت ہندوستان مین بھی مثل دیگر اقالیم کے کارخانے قایم ہو جائینگے۔ تو جتنا روپیہ کارخانون مین صرف ہوگا۔ وہ وصول بھی نہ ہونے پائیگا کہ مال ہندوستان کے خرچ سے فاضل بچ رہے گا جیسا کہ اور ممالک کا حال ہے پہر خیال کرنا چاہئے کہ وہ مال اور روپیہ کہان جائیگا۔ جب ہم سوائے ہند کے دیگر ممالک کا مال خرید نکرینگے۔ تو ہمارا مال کون خریدے گا۔ مین خود تجارت کا حامی ہون لیکن نہ اس طرح۔

ہم خود اس بات کو قبول کرتے ہین کہ اکثر اہل اسلام مفلس قلاش ہو رہے ہین۔ لیکن اون کی ترقی کے واسطے صرف یہی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ سودیشی تحریک مین شامل ہو جائین۔ بلکہ دیگر ذرائع بھی ہین۔ مسلمانون کی یہ حالت جس قوم کی وجہ سے پہنچی ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ مسلمانون سے جس نے سود کہایا۔ مسلمانون کی جائدادون پر جس نے نظر بد ڈالی مسلمانون کے تنزل کے جو بانی ہوئے۔ مسلمانون کی تجارت کو جس نے نقصان پہونچایا۔ مسلمانون کی ترقی سے جس کو رشک پیدا ہوا۔ اُسے اہل اسلام کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ خواہ اُن کو کوئی لاکہہ سبز باغ دکہلائے ہم اس تحریر کے اوسوقت قائل ہوتے کہ جب اس سے پیشتر کسی عمدہ اور مفید کام مین مسلمانون کو برابر حصہ دیا گیا ہوتا۔ یا اُن کو ہمارے ہمدرد بننے والے اخبارون نے اپنا شریک کیا ہوتا۔ مسلمان بیشک کثیر تعداد سے غیر ممالک مین تعلیم کی غرض سے جا کر صنعتی تعلیم حاصل کر سکتے ہین۔ لیکن اس سے قبل یا آج تک کتنے مسلمانون کو ہندوؤن نے دیگر ممالک مین تعلیم کی غرض سے بہیجا۔ جواب بہیجین گے۔ یہ بھی ایک سبز باغ ہے جو مسلمانون کو اپنا بنانے یا اپنی رائے مین شریک کرنے کے لئے دکہلایا جاتا ہے کہ دیگر ممالک مین تم ہی تعلیم کو جا سکتے ہو۔ مسلمانون کی قوم جسوقت تجارت کی جانب متوجہ ہوگی۔ اُس وقت وہ اس کام کو اچہی طرح پر کر سکتی ہے اور جسوقت وہ کارخانے قایم کرنا چاہین گے کر سکتے ہین۔ سودیشی تحریک مین شرکت کی اہل اسلام کو ضرورت نہیں۔ ہندوستانیون کو انگلینڈ کا شکرگذار ہونا چاہئے۔ کہ جسقدر ترقی کے راستے ہین وہ سب انگریزون نے بتائے اور وہ ہر وقت ہندوستانیون کو تعلیم دینے کے لئے طیار ہین۔ اہل انگلینڈ سے انحراف کرنا ناشکری ہے۔ ہندوستان کو ہر وقت وہر ساعت انگلینڈ کا مداح وحامی رہنا چاہئے اور اپنی ضروریات کو اُس سے پورا کرنا چاہئے اور ہر ایک تعلیم و پیشہ اُس سے حاصل کرنا چاہئے جس کے لئے وہ ہر ساعت و ہر لحظہ تیار ہے۔ دنیا کی اقوام مین مسلمانون کے اگر دوست ہین تو عیسائی۔ عیسائیون اور مسلمانون کی طرز معاشرت مین سوائے ایک پردہ کے بہت کم فرق ہے۔ اور یہ فرق باہمی میل جول مین کسی وقت حارج نہیں ہو سکتا۔

اس مضمون مین ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ بنگال مین جو ہندو اور مسلمانون کے باہمی تنازعات ہوئے ہین۔ اون کو دہقانیون فسادات سے تعبیر کر کے آپ کچھہ خیال نکرنے کی جانب توجہ دلائی ہے۔ مین افسوس کرتا ہون۔ کہ جسوقت وہ باہمی تنازعات ہوئے یا ہو رہے تہے۔ آپ کہان تہے آپ نے کیون تہ اون کا انسداد کیا جو آج آپ درگذر کرنے کو تحریر کرتے ہین۔ آپ کو اگر ملکی خیالات تہے۔ تو اُسوقت درمیان مین آ کر اون کا فیصلہ کرا دینا تہا تاکہ یا تو یہ نوبت ہی نہ پہونچتی۔ اور اگر پہونچتی بھی۔ تو مفت روپیہ مقدمہ بازی مین نہ ضایع ہوتا۔ بنگال یا تو بنگال ہے کل ہندوستان مین بہتا نہ روز یہی کاروائیان نظر آیا کرتی ہین۔ جس کے بانی یہی ہمدرد ہوتے ہین۔ جو آج مسلمانون کو اپنے ساتھہ شامل کرنا چاہتے ہین۔ یہی سودیشی تحریک ہے۔ جو مسلمانون کے زمانہ مین چلی تہی۔ اور جسکے آجتک اہل اسلام کے مقابلہ مین ہنود پابند ہین ہندو اور مسلمان ایک دوسری کی ضد اقوام ہین۔ جس کے باعث انہون نے یہ کر لیا تہا۔ لیکن عیسائی اور اہل اسلام ضد اقوام نہیں۔ ان کا تفاوت بہت ہی کم ہے۔ یہہ کبھی اس قسم کی خام خیالی نہیں کر سکتے کیونکہ ان کا کہانا۔ پینا۔ شادی۔ بیاہ ایک ہے۔ اور ان کے پیغمبر حضرت عیسٰیؑ تک ایک ہی چلے آئے ہین۔ برخلاف ازین ہندوؤن نے آجتک مسلمانون کو اپنے کسی جلسہ یا اپنی کسی سوسائٹی مین حصہ ندیا۔ گو مسلمان ہر وقت اس کے لئے آمادہ رہے۔ امید ہے کہ مسلمان کبھی ان جہانسون مین نہ آئین گے اور کسیوقت بادشاہ وقت کی مخالفت پر آمادہ نہ ہونگے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی۔ یا ہندو۔

راقم

سیّد وصی حیدر سندیلوی

(از پیسہ)

عید اضحی آ رہی ہے

عید الضحی کی تقریب قریب ہے۔ احمدی جماعتین جہان جہان ہین مستعد ہو جائین تاکہ عید فنڈ جمع کرین اور قربانی کی کہالون کو بیچ جا کر کے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساکین فنڈ مین بہیجین جیسے پچہلے موقع پر بھی عرض کیا تہا اب پہر گذارش کرتا ہون کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے۔ اگر پوری مستعدی کے ساتھہ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل بھی وصول ہو تو بھی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہو سکتا ہے۔ کیا ہمارے احباب کوشش نکرینگے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے۔ مین امید کرتا ہون کہ خدا تعالے کے فضل سے تائید پا کر ہماری جماعت اس عید پر وہ چودہ ہزار روپیہ پورا کر دیگی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کے لئے تجویز ہوا ہے۔ اور اگر عید فنڈ مین اس قدر روپیہ جمع کر کے انہون نے نہیجا تو پہر مدرسہ کی مینجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتون پر اس رقم کو تقسیم کر کے یکدم وصول کر لے۔ مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار۔ جماعت ضلع لاہور دو ہزار۔ جماعت ضلع لودہانہ ایک ہزار۔ جماعت ضلع جہلم ایک ہزار۔ جماعت ضلع گجرات پانچسو جماعت ضلع جالندہر و ہوشیارپور پانچسو جماعت ضلع گوجرانوالہ پانچسو۔ جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو۔ جماعت ضلع امرتسر ایک ہزار۔ جماعت ریاست کپورتہلہ پانچسو۔ جماعت ڈیرہ جات اڑہائی سو۔ جماعت ضلع ملتان اڑہائی سو ضلع منٹگمری اڑہائی سو۔ ضلع لائل پور اڑہائی سو۔ ریاست حیدر آباد دکن دو ہزار میرٹھہ۔ مظفر نگر۔ دہلی وغیرہ پانچسو۔ متفرقات ایک ہزار ضلع گورداسپور پانچسو۔ اس فہرست مین حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے چونکہ مدرسہ کی ضرورتون کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑیگی اور شاخ دینیات کیلئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا۔ وہ بھی اسیطرح تقسیم کر کے وصول کر لیا جاوے گا۔ آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلین گے اور جب ایک خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پہر جسطرح بھی چاہین اس سے وصول کیا جاوے۔ ساتہہ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانے کی تجویز بھی درپیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے۔ اسلئے مناسب سمجہا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنائی جاوے جسکے واسطے ہزارہا ہی روپیہ کی ضرورت پڑے گی اور ہمین اپنے رب کریم پر بہروسہ ہے کہ وہ اس کام مین ہماری مدد کریگا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہٗ خزائن السموات والارض

الخطاب الملیح پر ریویو

کل شام مخدومنا مولانا حکیم احمد اللہ خان صاحب نے مجکو دو جزو کا ایک رسالہ مطالعہ کے لئے دیا جو مولوی اشرف علی صاحب تہانوی نے کرم خان نامی ایک شخص کی تحریک پر ترتیب دیا ہے اور نام اوس کا **الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح** رکہا ہے بیٹھے بالاستیعاب اس رسالہ کو مطالعہ کیا اور محرک و مصنّف کی حالت پر افسوس ہوا۔ یہ رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ ہمارے بزرگانِ دین مین سے کوئی صاحب اپنے اوقات گرامی کو اس کے جواب لکھنے مین صرف فرمائین اور نہ اس رسالہ کا زہریلا اثر کچھہ زیادہ قوی اور موثر معلوم ہوتا ہے تاہم چند ناواقفون اور سادہ لوحون کو دہوکہ مین ڈالدینے کی قابل ہے مجکو نہ تو اتنی لیاقت نہ اسقدر فرصت کہ اس کے ایک ایک لفظ کا جواب **قولہ** اور **اقول** کی سرخیون سے تحریر کرون۔ جی چاہا کہ جسطرح ایک کتاب کا مختصر محققانہ ریویو کسی منصف مزاج کی طرف سے لکہا جاسکتا ہے اسطرح مختصراً اس رسالہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کر کے مولانا حکیم صاحب قبلہ کیخدمت مین پیش کردون۔ وھو ھذا

اس رسالہ کی تصنیف کا محرک ایک شخص کرم خان ہے جو نہایت گستاخ شخص معلوم ہوتا ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بیچارے بہت ہی معمولی لیاقت کے نیم ملّا معلوم ہوتے ہین اسلئے کہ نصوص قرآنیہ کی تاویل اور تاویل اور احادیث نبوی سے استدلال کرنے مین وہ جسطرح عقل و علم سے کام نہین لے سکے اسیطرح منطق اور فلسفہ سے بالکل معرّا معلوم ہوتے ہین۔ لفظ ربوہ کے متعلق فرماتے ہین کہ اسکی تفسیر دمشق یا فلسطین غرض ملک شام کے سوا کشمیر سے کرنے کی کوئی دلیل نہین (دلیل خیر سے اپنے اثبات مدعا مین آپ نے بہی نہین لکہی) اس عبارت کو پڑہکر اور حضرت اقدس علیہ السلام کی توجیہات کو دیکہکر جو دوسری اپنی تصانیف مین حضرت ؑ نے تحریر فرمائی ہین۔ بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی سادہ لوحی پر رحم آتا ہے ایک جگہ مجبور ہو کر فرماتے ہین کہ "اگر ترتیب ذکری کی ساتہہ ترتیب وقوعی بہی مان لیجائے تب بہی منکر رفع کو مفید نہین کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تہوڑی دیر کے لئے آپ کو وفات دیگئی ہو اور پہر زندہ کر کے آسمان پر اُٹہا لئے گئے ہون" صفحہ ۹ مین مولویصاحب فرماتے ہین "آسمان پر اس جسم خاکی کے ساتہہ بلاشک جا سکتے ہین اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اوس سے پوچہنا چاہئے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی ہے یا عادی ہے اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہئے۔ کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے کونسی دلیل شرعی اسکا انکار کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہ ہوسکیگی" مولوی اشرف علی صاحب کی یہ بہادری قابل توجہ ہے کہ قیامت تک کوئی دلیل قایم نہ ہوسکے گی۔ خیر سے خود ہیئت و طبعی وغیرہ سے قطعی نابلد ہین ورنہ ایک اسکول کا معمولی طالب علم جو علم طبعیات کی ابتدائی کتاب پڑہتا ہے وہ بہی اس کو محال عقلی ثابت کر سکتا ہے مگر ہمارے ناواقف مولانا فرماتے ہین کہ قیامت تک دلیل قایم نہ ہوسکیگی۔ ایسے ہی ایسے شخصون کو دین کا پیشوا بنا کر ہمنے اسلام کو ضعیف کیا۔ مولوی اشرف علی صاحب نے اصلاح الرسوم حق السماع۔ اصلاح ترجمۂ نذیریہ۔ فتاوائے اشرفیہ وغیرہ بیسیون کتابین تصنیف کر ڈالین۔ مگر کوئی یہ تو پوچہے کہ تکفیر بازی اور آپسمین ایک دوسرے پر غرّانے کے سوا مولویصاحب نے آریون عیسائیون وغیرہ کے مقابلہ مین کون کون سے کارنامے دکھلائے ہین۔ کفر کے فتوے دینا تو مولویون کو خوب آتا ہے۔ مگر علم و عقل سے کام لینا نہین جانتے۔ بھلا غیر مذاہب والے مولانا کے اس بیان کو دیکہکر کیا کہتے ہین اور اسلام کے علماء کی کیا وقعت اون کے دلون مین پیدا ہوتی ہوگی۔ مولوی صاحب پہلے چند طبعیات کے رسالے پڑہ لیتے اور علم الہوا اور علم الحرارت اور ہیئت کے ابتدائی اصولون اور سیارگان کے مجمل حالات سے اوّل واقفیت بہم پہونچا لیتے تو اون کو محال عقلی ہونے کی دلیل قیامت سے پہلے خود ہی ملجاتی۔ صفحہ ۱۰ پر جو مولویصاحب نے جواب ۸ؔ لکہا ہے اوس سے وہ اپنے مطلب کو تو ثابت نہ کر سکے مگر ہان یہ امر بخوبی ثابت فرما دیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آنا ممکن ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو اور یہ ہمارے مفید مدعا ہے۔ مولویصاحب نے اسباب کے جواب مین کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کرتے ہونگے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت سے میوے بھجوا دیتا ہے۔

صفحہ ۱۲ پر ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے متعلق مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ قیامت مین مُردون کو زندہ کرنا تو سب سے بڑہکر سنّت اللہ کی تبدیل ہے اور پہر تمام صفحہ مین اس کے متعلق جو کچھہ لکہا ہے نہایت ہی رکیک اور لچر ہے۔ حدیث **لا مھدی الا عیسیٰ** کے متعلق فرماتے ہین کہ یہ کمال تشابہ کے لئے ہے اور ثبوت مین یہ شعر جو شاید خسرو کا ہے لکہتے ہین ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مگر لطف یہ ہے کہ یہ شعر بالکل ہمارے مدعا کو ثابت کرتا ہے۔ حضرت الیاس ؑ کے نزول کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے تو مولویصاحب فرماتے ہین کہ چونکہ ہمارا مدار استدلال نہین اسلئے کچھہ حاجت بیان نہین **سبحان اللہ**۔ کیا دین کے علماء ایسے ہی دیانتدار ہوتے ہین جو یہ چاہتے ہین کہ کسی طرح اپنے حریف کو ساکت کر دین چاہے احقاق حق نہ ہوسکے۔ دارقطنی والی۔ کسوف و خسوف کی حدیث کا جب کوئی جواب مولویصاحب سے نہ بن پڑا تو فرمانے لگے کہ یہ کسوف و خسوف جو واقع ہوچکا قاعدۂ ہیئت کے موافق ہوا اور وہ کسوف و خسوف جسکی خبر دیگئی ہے قاعدۂ ہیئت کے خلاف ہوگا۔ مولوی صاحب محال عقلی کو تو کچھہ چیز ہی نہین سمجھتے چنانچہ یہان محال عقلی کا ذکر تک بھی نہین کیا۔ مگر مین کہتا ہون کہ پہر اس خلاف قاعدہ ہیئت کسوف و خسوف کے بعد ایمان بالغیب بھی رہے گا یا نہین؟ احادیث متعلق اعمال مین بمقابلہ احادیث متعلق عقائد کے احتمالات کو کیون زیادہ دخل نہین دے سکتے اس موٹی سی بات سے بہی مولوی صاحب ناواقف ہین حالانکہ اس کو ایک جاہل آدمی بہی سمجہنا چاہے تو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ مولویصاحب فرماتے ہین کہ کوئی شخص اگر نبوۃ (مامور من اللہ ہونے) کا دعوےٰ کرے اور وہ اس دعویٰ مین جہوٹا ہو تو اسوقت وہ ہلاک کیا جائیگا جبکہ خلق کے گمراہ ہونے کا احتمال ہو ورنہ نہین۔ مگر مولوی صاحب کو یہ خبر نہین کہ چار لاکہہ خدا کے نیک بندے۔ جنمین بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ محدث۔ مفسر۔ متکلم۔ صوفی وغیرہ شامل ہین حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کو تسلیم کر چکے ہین اور آئندہ اس سلسلہ کو روز افزون ترقی ہے۔ مولویصاحب کے خیال مین ابھی تک لوگون کے گمراہ (بزعم مولویصاحب) ہونے کا اندیشہ ہی نہین۔ اگر مثال مین حضرت اقدس علیہ السلام کی مانند کوئی دوسرا مدعی بتا دیتے کہ اوس نے اسیقدر عرصہ تک کامیابی کے ساتہہ اپنے مشن کو ترقی دی ہو تو اچہا تہا۔ مگر ایک مولوی صاحب کیا اگر ساری دنیا کے آدمی بہی ملکر کوئی ایسی مثال تلاش کرنا چاہینگے تو نہ ملے گی۔ سب سے زیادہ توجہ کی قابل بات اس رسالہ مین یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے سوائے چند مجروح و موضوع احادیث کے اپنے مدعا کے اثبات مین صحیح بخاری یعنی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کی ایک حدیث بھی قسم کھانے کو بیان نہین فرمائی اور مولویصاحب کیا کسی دوسرے کو بہی صحیح بخاری سے ایسے لغو عقیدہ کے متعلق کوئی ثبوت دستیاب نہین ہوسکتا کیونکہ امام بخاری تو ہمارے امام علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور آپ کو اپنے دعاوی مین صادق سمجہنے والے ہین۔

فالحمد للہ

راقم

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی ۱۶ ؍ دسمبر ۱۹۰۵ء

مراسلت

جناب مولوی صاحب! والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ کا جواب میری جانب سے بہی والسلام علی من اتبع الہدیٰ عرض ہے مجکو سفر سے واپس آئے ہوئے بہی کئی روز گذر گئے مگر ایک عرصہ کے بعد آج ابہی تہوڑی دیر ہوئی کہ آپ کی وہ تحریر جو آپ نے میرے ریویو پر لکہی ہے میری نظر سے گذری اور مین فوراً مودبانہ یہ عریضہ لکہہ رہا ہون۔ جناب نے ارقام فرمایا ہے کہ **مجھکو ایسی تحریر دکہانا سخت ناانصافی اور ظلم ہے** مین حیران ہون کہ جناب کو کوئی محققانہ تحریر بغرض احقاق حق دکہانا ظلم کیون ہے (درانحالیکہ جناب مولوی اور دین کے عالم بہی مشہور ہین) تعجب ہے اور حیرت! پہر آپ مجہہ کو کوسنے دیتے ہین اور فرماتے ہین۔ **میرے دل کو تمنے بلاوجہ ستایا اللہ تعالےٰ تمکو اس کا بدلہ دیوے** اگر جناب کا دل اسقدر جلد دکہنے والا ہے کہ کسی کی حق بات کو بہی آپ نہین سن سکتے تو وہ گستاخانہ کتاب غریب خانہ پر خود تشریف لاکر مجھکو اوسکے بغور مطالعہ کا کیون ارشاد ہُوا تہا مینے تو صرف جناب کے ارشاد کے موافق اوسکو بغور دیکہا اور بغور دیکہنے کے بعد اپنی محققانہ رائے نہایت ادب اور کمال تہذیب کے ساتہہ لکہکر جناب کی خدمت مین پیش کی تہی کہ جناب کو اطمینان حاصل ہوجائے کہ مینے اوسکو حسب الارشاد بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے باقی وہ کتاب تو اسکی مستحق ہے کہ مین اوس کے محرک و مصنف کو اونہین سونپ دیتا

وعامیانہ الفاظ مین یاد کرتا جن الفاظ مین آپ نے میرے مقتدا و پیشوا کو یاد کیا ہے مگر چونکہ میرا ریویو اور آپکی یہ تحریر انشاء اللہ تعالے شائع ہوکر آپکی اور سب کی نظر سے گذرے گی اس لئے ناظرین خود اندازہ کر لینگے کہ میتے کیا عرض کیا تہا اور آپ نے جواباً کیا فرمایا - آگے آپ فرماتے ہین مین اب آپ کے اوس پیر مغان کو کچہہ کہنے کا ضرور مستحق ہو گیا بیشک وہ عقلاً و نقلاً ہر طرح سے قابل تکفیر اور قابل لعنت ہے - مجہکو شرم آتی ہے کہ مین ایسے رندانہ اور اوباشانہ الفاظ کا کیا جواب دون - آپکی شان کو لوگ اس سے بہت اعلے وارفع سمجہتے کہ آپ کے منہ سے ایسی الفاظ نکلین مگر سچ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

خدا کی قسم مین آپ کی نقل وعقل کے اُن دلائل کو سننے کا بڑا اشتاق ہون - مولانا ! کوسنا اور گالیان دینا عالمون کے لئے کوئی فخر کی بات نہین بلکہ قابل شرم بات ہے - ذرا اپنے علم وفضل کے بہی تو کچہہ جوہر دکہائیے - کیا اچہا شعر ہے کہ ؎

مزا بہ طرفہ ہے مضمون تو دستیاب نہین
مقابلہ پہ چڑہا سکتے ہین آستینون کو

آگے آپ نے اس سے بہی زیادہ جوش مین آکر اوس خدا کے برگزیدہ کو کافر بے پیر اور نعوذ باللہ کیا کیا کچہہ کہہ ڈالا ہے - مجہکو ضرورت نہین کہ ایسے ہفوات کا جواب لکہون آپ کو معلوم ہے کہ جناب مرزا صاحبؑ میرے مرشد ہین اور مرشد کا رتبہ باپ سے بہی بڑہکر ہوتا ہے لہذا آپ اگر یہ گالیان میرے باپ کو دیتے تو شاید اتنا زیادہ ناگوار نہ ہوتا خیال تو کیجئے اگر کوئی آپ کے مرشد کو نہین بلکہ صرف آپ کے والد بزرگوار ہی کو کافر بے پیر وغیرہ الفاظ سے یاد کرے اور قابل لعنت کہے تو آپ کا دل کیا کہے - بیٹے تو نہ آپکی ذات پر پہلے حملہ کیا تہا نہ اب جائز سمجہتا ہون ایک قول جو پیش نظر تہا اوسی کے متعلق منصفانہ تنقید تہی - حیرت ہے کہ آپ اسقدر گالی اور کوسنے پر اتر پڑے جاننے والے بان لینگے اور سمجہنے والے سمجہہ لینگے کہ آجکل ہمارے دین کے ہادیون یعنی مولویون کے اخلاق کس درجہ پر ہین اور وہ اپنے جذبات نفسانی پر قابو پاکر کہانتک ضبط وتحمل سے کام لے سکتے ہین پہر آپ تحریر فرماتے ہین کہ بیٹے تو وہ رسالہ بنظر ہمدردی

دیا تہا نہ ایسے لغویات تحریر کرنیکے لئے وہ مولوی اشرف علی میرے چشم دید ہر علم مروجہ کا سند یافتہ آپ اپنی زبان سے بوجہ ناواقفیت نیم ملا تحریر فرماتے ہین بقول شخصے چہوٹا منہ بڑی بات اجی جناب مولویصاحب آپ نے واقعی وہ رسالہ بنظر ہمدردی دیا تہا یعنی یہ کہ مین اوسکو دیکہکر اپنے عقائد سے رجوع کر لون مگر جب اوس رسالہ کی تحریر اور طریق استدلال مین مجہکو چند خامیان نظر آئین اور بیتے وہ آپ کی خدمت مین نہایت مودبانہ طور سے پیش کین تو آپ کی ہمدردی کے تو یہ معنی تہے کہ آپ میرے شکوک رفع کرتے اور مجہکو میری غلطیون سے آگاہ کرتے نہ یہ کہ آپ مجہکو اور میرے امام کو گالیان اور کوسنے دینے لگے ذرا آپ ہی دل مین غور کیجئے کہ کیا یہ بات آپ کی ہمدردی اور آپ کی مولویانہ شان کے شایان تہی ؟ - چونکہ وہ تقریر لذا مجہہ خاکسار کی لکہی ہوئی تہی اسلئے اوسکو لغویات کا خطاب دینا مجہکو گران نہین گذرتا مگر مین حیران ہون کہ آپ کی اس تحریر کو منصف مزاج لوگ دیکہکر کیا خطاب عطا کرینگے - رہے مولوی اشرف علی آپ اونکی تعریف و توصیف مین کیون اسقدر رطب اللسانی فرماتے ہین مین اون کی تصانیف کے ذریعہ سے آپ سے زیادہ اون سے واقف ہون اور آپ کا اون کی لیاقتون کو چشم دید بیان کرنا یا سند یافتہ ہونے سے اون کی شان بڑہانا کچہہ غیر ضروری سی بات ہے - سورۂ جمعہ مین خدا تعالے نے گمراہ عالمون یعنی جاہلان اسفار کو جس نام سے یاد کیا ہے آپ جانتے ہین - بہت سی کتابین پڑہنا اور بہت سی زبانین جاننا اور بات ہے اور دین کی سمجہہ اچہی ہونا اور بات ہے سب سے آخری فقرہ آپ کا یہ ہے

"وہ جو کچہہ ہم نے لکہا فقط تمہاری گستاخانہ تحریر کا نتیجہ ہے"

بہت اچہا آپ نے خوب لکہا اور بیتے اس سے بہت سے سبق حاصل کر لئے - اب میری ایک خاص گذارش ہے اور وہ یہ کہ آپ میرے بزرگ ہین - آپ عالم ہین - آپ کو مجہہ سے ہمدردی ہے اور ہونی چاہئے - لہذا اب آپ میرے شکوک واعتراضات کو رفع فرما دیجئے مین آپ کو خدا کی عظمت وجلال کی قسم دیتا ہون کہ آپ ایسا کرنے ہوئے کو (نہ ہم اپنے) سنبہال لیجئے اور ہرگز دریغ نہ فرمائیے ورنہ یہ آپ کا علم وفضل کام کسدن آئیگا - اگر مین بالمواجہ اپنے اعتراضات پیش کرون اور آپ سے جواب سنون تو یہ ڈر ہے کہ آپ کو جب

آپ کا طیش روزانہ ہر کہہ ومہ کے سامنے اور اکثر اہل محلہ وہم نشینون کے روبرو مجہکو کیا میرے مقتدا و پیشوا کو گالیان دلاتا رہتا ہے تو میرے روبرو تو وہ طیش شاید اور بہی کسیقدر بڑہہ ہی جائیگا - مین چونکہ انسان ہون اور انسانی ہون اور انسانی کمزوریان مجہہ مین موجود ہین لہذا مین یہ عرض کرتا ہون کہ آپ اپنے اس تبرہ بازی کے شغل کو بجائے خود جاری رکہین مجہکو اس سے کچہہ غرض نہین (بلکہ آپکی اس قسم کی درشت گوئی کا نتیجہ بہت مفید پیدا ہوتا جاتا ہے) اب وفات مسیح یا رفع الی اللہ (رفع الی السماء نہین) یا جہاد (جس کی منسوخیت سے آپ کو سخت صدمہ ہے اور اکثر لوگون کی اسکے متعلق آپ نے فرمایا ہے) یا اور جس متنازعہ مسئلہ کے متعلق آپ مناسب سمجہین ہم دونو افہام تفہیم بذریعہ تحریر کر لین اور یہ تحریری مباحثہ جب تک خدا کو منظور ہو جاری رہے یہانتک کہ ہم مین کوئی ایک اپنی غلطی سے آگاہ ہو جائے - میری طرف سے یہ رعایت آپکی نذر ہے کہ آپ جواب دینے کے لئے اپنے مولوی اشرف علی اور دیگر مولویون سے بہی بذریعہ خطوط مدد لے لیا کیجئے اور اس لئے میری تحریر کا جواب زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ تک آپ کے پاس سے میرے پاس آنا چاہئے - اور آپ کی تحریر کا جواب مین زیادہ سے زیادہ دس روز بلکہ اس سے بہی کم یعنی ایک ہفتہ مین آپ کے پاس بہیجا دیا کرونگا حالانکہ آپ آزاد اور مین بوجہ ملازمت پابند اور عدیم الفرصت ہون - طرفین کی تحریرون کو بلا تحریف وتبدیل بجنسہ کسی اخبار مین سلسلہ وار چہپوانے کے آپ بہی مجاز ہین اور مین بہی - مین اسبات کا وعدہ کرتا ہون کہ میری جانب سے کوئی ہٹ دہرمی یا ضد یا کج بحثی یا بدتہذیبی انشاء اللہ آپ نہ دیکہین گے - اور اسیطرح آپ کو بہی خیال ہونا چاہئے - اس مباحثہ سے آپ کے علم وفضل اور اعلیٰ قابلیتون سے بہی بہت سے لوگون کو واقفیت ہو جائیگی اور آپ کو ثواب کی بہی امید ہوگی کیونکہ آپ اپنے ایک بہائی کو اپنا ہمخیال بنانے کی کوشش کرینگے - مین سوائے مذہبی معاملہ کے دنیوی تعلقات ومراسم کے اعتبار سے آپکو اپنا بزرگ سمجہتا ہون اور آئندہ بہی انشاء اللہ تعالے آپ مجہکو نہایت مودب پائینگے - لیکن جبکہ مذہبی معاملہ یا مذہبی تذکرہ ہو تو بذریعہ تحریر آپ کو اپنی تحقیق ظاہر کرتے ہوئے

خیالات سے مطلع ہو نیکے لئے میرے نزدیک کوئی امر مانع نہین ہے اگر منظور ہو تو مجہکو مطلع فرمائیے کہ ابتدائی چند ضروری اصول مباحثہ مقرر کرکے خدمت مین حاضر کرون - فقط

الملتمس
اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی
۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء

یادگار کریمی

یادگار کریمی کے لئے احمدی کب تک یہ پسند کرینگے کہ اس وظیفہ کو رٹا جاوے شاید انکے نزدیک یادگار کریمی کا یہی بہترین ذریعہ ہوگا کہ کم وبیش ہر اخبار مین یادگار کریمی کے لئے تحریک کرتے رہین یہ دن کام کرنے کے ہین -

ع شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

ایک ہی مطلب اور مقصد کے لئے بار بار کہلوانا شاید نامناسب ہوگا اس قوم کے لئے جو اپنے جان و مال خدا کے حضور دے چکی ہو - مولانا مرحوم کی وفات پر مہینہ سے زیادہ گذر گیا اور ابہی تک یادگار کریمی کا سوال جہان تہا وہین موجود ہے - آپ خوب یاد رکہین کہ زندہ جاوید شخص مر نہین سکتا - اسکی یادگار مٹ نہین سکتی - وہ سلسلہ کی تاریخ مین اپنی زندگی کے وقت اور ایثار کا سنہری صفحہ چہوڑ کر گیا ہے - قوم کی خدمت مین وہ مرگیا ہے کیا قوم کے لئے یہی سزاوار ہے کہ اپنی موت سے کوئی سبق نہ لے - آج بے شک چندون کی بہرمار اور بوجہ سے تم دبے جاتے ہو لیکن کیا یہ نہین معلوم نہین کہ اگر آج ایک پیسہ خرچ کروگے تو وہ بعد کے کئی لاکہہ سے بہی گران قیمت ہوگا - اسلئے کہ خدا کا موعود اور مرسل تم مین موجود ہے - یہہ یقینی امر ہے کہ قومون کا رجوع اسکی طرف ہوگا - اور زمین اپنے خزانے اگل دیگی - اور خدا کا سلسلہ ہماری مالی نصرتون سے بے نیاز ہو جاویگا - اسوقت نہین موقع ہی نہ ملیگا کہ خرچ کر سکو - ہین زمانہ کے مرفی الفاظ سے تم مین کوئی تحریک پیدا کرکے جاہتے ہین سمجہا تم اسے خود مخدوم الملتہ سمجہتے تہے - خدا تعالے نے اسے مسلمانون کا لیڈر رکہا - زندہ قوم کا نشان ہے کہ وہ اپنے محسن ومخدوم کی یاد تازہ رکہنے کی سعی کرے - تا آئندہ نسلون کے لئے وہ ایک سبق ہو - پس اس سوال کو سرسری نظر سے مت دیکہو اور دل کہولکر اس یادگار کے قیام کے لئے ہاتہہ بڑہاؤ - یہہ یادگار مدرسہ کریمیہ کیصورت مین تجویز ہوئی ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کو پختہ کر دیا جاوے اور اس کے ساتہہ مدرسہ کریمیہ یا اور مناسب نام سے موسوم کرکے خاص شاخ دینیات کہولی جاوے - عمارت مدرسہ کیلئے سردست بیس ہزار سے کم کیضرورت نہین ہے اور شاخ دینیات کے

تبدیلی مطلوب ہے کمشنری ملتان کے ایک نائب تحصیلدار درجہ سوئم جو عنقریب دوئم مین ترقی یاب ہونے والے ہین صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ دوئم سے تبدیلی کے خواہشمند ہین اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

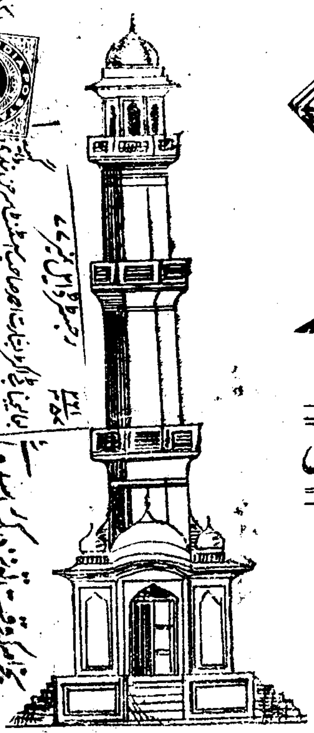

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

فہرست مضامین

(۱) زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس ص اوّل
ضرورت
(۲) ... حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان کے ص ۲-۳
... ان کا ہفتہ تازہ الہامات و رؤیا
(۳) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رضی اللہ ... حسن خاتمہ - اور اس سے احمدی قوم ... اصحاب کے لئے مفید سبق - ص ۳-۵
(۴) ... دہلی - ص ۶
(۵) میری کھلی چٹھی کا جواب آ گیا - اور نظم
" سنو سننے والو ہے سننے کی بات } ص ۷
" عید الضحیٰ آ رہی ہے -
(۶) چند سوالوں کا جواب ص ۸ تا ۱۱
(۷) وصیت -
" آریہ سماج قادیان کے سالانہ جلسہ پر ... ۱۲
(۸) استہارات - ص ۱۳-۱۴

نمبر ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس

جناب مولوی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ میں انکی کا اعلان الحکم میں شائع کروں۔ الحکم ہر چند یہ تو ہی پرچہ ہے لیکن میں بیان ہوں کرا سکے پڑھنے والوں اور اسکے احمدی بھائیوں میں کثرت سے زمیندار ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اپنے امام کے حارث ہونے پر ناز ہے اسلئے کہ حدیث میں اسکی خبر دی گئی تھی - بہرحال میری رائے میں اخبار زمیندار اور زمیندار کانفرنس کے مقاصد تمام زمینداروں کیلئے من حیث القوم نہایت مفید اور مبارک ہیں اسلئے میں نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنے محترم ہمعصر کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور اپنے احمدی زمینداروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کانفرنس کو مفید اور موثر بنانے کیواسطے اپنی نمایاں حصہ لیں -

(ایڈیٹر)

انگریزی حکومت کی برکتوں اور نعمتوں سے مستفید ہونیکے لئے ہر ایک قوم اور ہر ایک فرقہ نے اپنی اپنی مجلس سبھا انجمن وغیرہ وغیرہ قایم کی ہوئی ہیں - جن میں قومی اغراض و مطالب پر متفقہ بحث اور متحدہ کوشش کی جاتی ہے انڈین نیشنل کانگریس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس آریہ سماج - کائستھ سبھا - انجمن حمایت اسلام - ندوۃ العلما اور ہزاروں اسی قسم کی انجمنیں اسی خیال اور اسی بنیاد پر قایم ہیں - جو اپنے اپنے مفاد و مصالح پر مشترکہ طور پر غور کرتی ہیں اور عہد آسائش عہد انگریزی میں سرسبز اور کامیاب ہو رہی ہیں - صرف زمینداروں کا ایک فرقہ تھا جسکی نہ کوئی انجمن تھی نہ مجلس نہ کانگریس تھی نہ کانفرنس اور اسی لئے یہ فرقہ عرصہ دراز تک کس مپرسی کی حالت میں رہا -

چند ہمدردان قوم نے گذشتہ جون کو موضع کرم آباد میں جو اخبار زمیندار کا ہیڈ کوارٹر ہے ایک زمیندار کانفرنس کی بنیاد ڈالی اور اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ۲۵ جون کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوا - مگر جون کا موسم نہایت گرم اور اسلئے ایسے مجمع کے قابل نہیں - نظر بران مجلس منتظمہ نے زمیندار کانفرنس کا آیندہ اجلاس ہولیوں کی تعطیلوں میں کیا جانا قرار دیا ہے - بارہ مارچ کو اتوار ہے اور ۱۲-۱۳-اور ۱۴ اسکو ہولی کی تعطیل ہے ان دنوں زمینداروں کو علی العموم فرصت ہوتی ہے اور موسم بھی خوشگوار ہے - پہلا دن آمد کے لئے اور پچھلا دن روانگی کے لئے چھوڑ کر درمیانی دو دن جلسہ کے لئے مختص کئے گئے ہیں -

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام ہندوستان کے زمیندار جو اردو زبان سمجھ سکتے ہیں اپنی شرکت سے جلسہ کی رونق بڑھائینگے - جن صاحبوں نے شریک جلسہ ہونا ہو وہ اپنی تشریف آوری کی نسبت تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ پہلے اطلاع بخشیں تاکہ سواری اور رہایش کا انتظام کیا جا سکے جن صاحبوں نے کوئی رزولیوشن پیش کرنا ہو یا کوئی مضمون نظم یا نثر پڑھنا ہو وہ ۲۸ - فروری ۱۹۰۶ء تک بذریعہ تحریر پاس جنرل سیکرٹری زمیندار کانفرنس زمیندار لاہور کے ارسال فرمائیں -

مجلس منتظمہ کی یہ بھی تجویز ہے کہ آیندہ اجلاس زمیندار کانفرنس کے ساتھ ایک مختصر سی نمایش عمدہ زراعتی پیداوار اور نو ایجاد آلات کشاورزی کی جائے - جن صاحبوں کو کوئی چیز واسطے نمایش کے اس جلسہ میں بھیجنی ہو - وہ ۲۸ - فروری تک اطلاع دیں اور اوّل ہفتہ مارچ تک لاہور میں پہنچا دینے کا انتظام کریں -

محکمہ ریلوی کو لکھا گیا ہے کہ کرایہ آمد و رفت کے لئے حسب معمول کانسشن عطا کرے - منظوری آنے پر ہر ایک درخواست کنندہ کو سارٹیفکٹ کانسشن بھیجا جائیگا -

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام زمیندار اس جلسہ کو پر رونق اور بارعب بنانے پر پوری توجہ فرمائیں گے -

تمام معاصرین سے امید ہے کہ مندرجہ بالا انتہار کو ۴ مارچ تک اپنے اپنے معزز اخبارات میں درج فرما کر مجلس منتظمہ کو مشکور فرمائیں گے -

المرقوم ۱۱ - جنوری ۱۹۰۶ء

سراج الدین احمد جنرل سکرٹری زمیندار کانفرنس لاہور

ضرورت

بورڈنگ ہوس کے لئے ایک پراکٹر کی ضرورت ہے جسکے سپرد چھ سات چھوٹے چھوٹے بچوں کی نگرانی اور تعلیم ہوگی - عمر چالیس سال کے قریب ہو علوم مروجہ سے اسقدر واقفیت ہو کہ دوسری مڈل تک کے بچوں کو کل مضامین میں مع عربی و دینیات کے تعلیم میں مدد دے سکے - سوائے ان اوقات کے جب بچے مدرسے میں ہونگے ہر وقت انکے پاس رہنا ہوگا تنخواہ دس سے پندرہ تک حسب لیاقت ہوگی - درخواستیں بمعہ سندات راقم کے نام بھیجیں -

جناب منشی ذوالفقار علیخان صاحب نے اپنے بچوں کو زیر نگرانی پراکٹر تعلیم حاصل کرنیکے لئے یہاں بھیجنا چاہا ہے - دیگر احباب سے درخواست ہے کہ جو صاحب

(کتبخانہ ...)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسکے بعد ایک اور صفت متقین کی بیان کی یعنے وہ والذین یؤمنون بما انزل الیک کے موافق ایمان لاتے ہین اور ایسا ہی جو کچہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اسپر بہی ایمان رکہتے ہین - لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتنا ہی ایمان ہے تو پہر ہدایت کیا ہے ؟ وہ ہدایت یہہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسپر وحی اور الہام کا دروازہ کہولا جاتا ہے - اور وہ وحی الٰہی اسپر بہی اترتی ہے جس سے اس کا ایمان ترقی کرکے کامل یقین اور معرفت کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے - اور وہ اس ترقی کو پالیتا ہے جو ہدایت کا اصل مقصود تہا - اسپر وہ انعام واکرام ہونے لگتے ہین - جو مکالمہ الٰہیہ سے ملتے ہین - یہہ یاد رکہو کہ اللہ تعالےٰ نے وحی اور الہام کے دروازہ کو بند نہین کیا جو لوگ اس اُمت کو الہام ووحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹہیراتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہون نے سمجہا ہی نہین - انکے نزدیک یہہ امت وحشیون کی طرح ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہو چکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے - اب اس زمانہ مین آکر خاموش ہو گیا - وہ نہین جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہین تو ھدی للمتقین کا مطلب ہی کیا ہوا - بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اسکی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہین ہو سکتی ؟

اور پہر قرآن شریف مین یہ کیون کہا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا یعنے جن لوگون نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پہر انہون نے استقامت دکہائی انپر فرشتون کا نزول ہوتا ہے - اب یہ تو نہین ہو سکتا کہ فرشتون کا نزول ہو اور مخاطبہ نہو - نہین بلکہ وہ انہین بشارتین دیتے ہین - یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہین ہے -

استقامت بہت مشکل چیز ہے - یعنے خواہ انپر زلزلے آئین فتنے آئین وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکہہ مین ڈالے جاوین مگر ان کی استقامت مین فرق نہین آتا - انکا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہین کہ انپر خدا کے فرشتے اترین اور انہین بشارت دین کہ تم کوئی غم نہ کرو - یہہ یقیناً یاد رکہو کہ وحی اور الہام کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالےٰ نے قرآن شریف مین اکثر جگہ وعدے کئیے ہین اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے - ورنہ عیسائیون کے ہان بہی مہر لگ چکی ہے وہ اب کوئی شخص ایسا نہین بتا سکتے جو اللہ تعالیٰ کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو - اور ویدون پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے انکا تو مذہب ہی یہی ہے - کہ ویدون کے الہام کے بعد پہر ہمیشہ کیلئے یہہ سلسلہ بند ہو گیا گویا خدا پہلے کبہی بولا تہا مگر اب وہ گونگا ہے مین کہتا ہون کہ اگر وہ اسوقت کلام نہین کرتا اور کوئی اسکے اس فیض سے بہرہ ور نہین تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تہا اور یا اب وہ سنتا اور دیکہتا بہی ہے -؟ - مجہے افسوس ہوتا ہے جب مین مسلمانون کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہون - کہ اب مخاطبہ مکالمہ کی نعمت کسی کو نہین مل سکتی - یہہ کیون عیسائیون یا آریون کی طرح مہر لگاتے ہین - اگر اسلام مین یہہ کمال اور خوبی نہو تو پہر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہوگا -

نری توحید سے تو نہین ہو سکتا کیونکہ **برہمو** بہی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے وہ بہی صدقہ دیتا ہے خدا کو اپنے طور پر یاد بہی کرتا ہے اور بہی اخلاقی صفات اسمین پائے جاتے ہین تو پہر ایک مسلمان مین اور اس برہمو مین کیا فرق ہوا ؟ یہہ امور تو نقل سے بہی ہو سکتے ہین - اسکا کیا جواب ہے ؟

کچہہ بہی نہین بجز اسکے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان **امتیازی نشانون** کے ذریعہ دکہایا جاوے جو خدا تعالےٰ کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہین - یقیناً سمجہو کہ اصل فضل جو آسمان سے آتا ہے اسکی کوئی چوری اور نقل نہین کر سکتا اگر اسلام مین مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہوتے - تو اسلام کچہہ بہی چیز نہوتا ! اسکا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات واکرام کا وارث بنا دیتا ہے اور وہ فی الحقیقت

خدا نما مذہب ہے

اسی دنیا مین اللہ تعالےٰ کو دکہا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہو کر اسے پاک صاف بنا دیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اسپر کہلتا ہے - کیونکہ جب تک خدا تعالےٰ پر کامل یقین نہو گناہ سے کبہی نجات مل سکتی ہی نہین - جیسے یہہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہوگا - یا زہر کے کہانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کہانے سے بچاتا ہے - پہر اگر خدا تعالےٰ پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور **گناہ** سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکہہ کر انسان کیسے جرأت کر سکتا ہے سچی بات یہہ ہے کہ

اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے،

کہ اللہ تعالےٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے انعام واکرام ملتے ہین - جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتا ہے اولٰئک علےٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون -

یعنے یہی وہ لوگ ہین جو کامل ترقی پاکر اپنے رب کیطرف سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی وہ لوگ ہین جنہون نے نجات پائی ہے -

غرض جماعت سے خطاب

جبکہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا مین آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اسکے متحقق نہین ہوتی تو ہماری جماعت کو کسقدر فکر کرنا چاہئیے کہ وہ ان باتون کو جب تک حاصل نکرلین اسوقت تک بے فکر اور مطمئن نہوجاوین - مین جانتا ہون کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پہل جو شیرین ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہین آیا - جیسے درخت کو پہلے پہول اور پتے نکلتے ہین پہر اس کو پہل لگتا ہے جو پہر وہ پہل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے پہر ایک اور پہل آتا ہے اس مین سے کچہہ جانور کہا جاتے ہین اور کچہہ تیز آندھیون سے گر جاتے ہین - آخر جو بچ رہتے ہین اور آخر تک پک کر کہانے کے قابل ہوتے ہین وہ تہوڑے ہوتے ہین - اسی طرح سے مین دیکہتا ہون کہ یہہ جماعت تو ابہی بہت ہی ابتدائی حالت مین ہے - اور پتے بہی نہین نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پہل کہائین ابہی تو سبزہ ہی نکلا ہے جسکو ایک کتا بہی پامال کر سکتا ہے ایسی حالت مین حفاظت کی کسقدر ضرورت ہے - پس تم **استقامت** اور اپنے نمونے سے اس درخت کی **حفاظت** کرو - کیونکہ تم مین سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے - اور وہ درخت **اسلام کا شجر ہے** یہی وجہ ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے -

اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانون کا نمونہ بنکر دکہاؤ اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ اسکی خوبیون اور کمالات کو دنیا مین پہیلاؤ - اس پہلو مین **مالی ضرورتون** اور **امداد** کی حاجت ہے - اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی ایسی ضرورتین پیش آئی تہین اور صحابہ کی یہ حالت تہی کہ ایسے وقتون پر بعض انمین سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیتے اور بعض نے آدہا دیدیا اور اسی طرح جہانتک کسی سے ہو سکتا فرق نکرتا مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتہہ مین بجز خشک باتون کے اور کچہہ بہی نہین رکہتے اور جنہین نفسانیت اور خود غرضی سے کوئی نجات نہین ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ انپر ظاہر نہین ہوا - وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزارون لاکہون روپیہ دیدیتے ہین اور بعض اپنی زندگیان وقف کر دیتے ہین - عیسائیون مین دیکہا ہے کہ بعض عورتون نے دس دس لاکہہ کی وصیت کر دی ہے پہر مسلمانون کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچہہ بہی کرنا نہین چاہتے یا نہین کرتے - مگر خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کر دے اور اسی غرض کے لئے اسنے مجہے بہیجا ہے -

یقیناً یاد رکہو کہ خدا ہے اور مرکر اسکے حضور ہی جانا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ سال آئندہ کے انہین دنون مین ہم مین سے یہان کون ہوگا - اور کون آگے چلا جائیگا - جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پہر کسقدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی مین قدرت اور طاقت رکہتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کرین - اسلام تو ضرور پہیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالےٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت مین حصہ لین گے یہہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جو اسنے تمہین موقع دیا ہے یہہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی ہان یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہو جاتی ہے اور اسکی طیاری بہی یہان ہی ہوتی ہے -

عرصہ ہوا کہ خدا تعالےٰ نے مجہہ پر ظاہر کیا تہا کہ ایک **بہشتی مقبرہ** ہوگا گویا اس مین وہ لوگ داخل ہونگے جو اللہ تعالےٰ کے علم وارادہ مین جنتی ہین پہر اس کے متعلق الہام ہوا - انزل فیھا کل رحمۃ اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہین رہتی - اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ مین دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرلے - اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے - یہہ صدی جسکے سہ سال

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسکے بعد ایک اور صفت متقین کی بیانکی یعنے وہ والذین یؤمنون بما انزل الیک کے موافق ایمان لاتے ہین اور ایساہی جوکچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالے نے نازل فرمایا اسپر بہی ایمان رکہتے ہین - لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتناہی ایمان ہے توپہر ہدایت کیاہے ؟ وہ ہدایت یہہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالے کی طرف سے اسپر وحی اور الہام کا دروازہ کہولا جاتاہے - اور وہ وحی الہٰی اسپر بہی اترتی ہے جس سے اس کا ایمان ترقی کرکے کامل یقین اور معرفت کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے - اور وہ اس ترقی کو پالیتاہے جو ہدایت کا اصل مقصود تہا - اسپر وہ انعام واکرام ہونے لگتے ہین - جو مکالمہ الہٰیہ سے ملتے ہین - یہہ یاد رکہو کہ اللہ تعالے نے وحی اور الہام کے دروازہ کو بند نہین کیا جو لوگ اس اُمت کو الہام و وحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹہیراتے ہین وہ سخت غلطی پرہین اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہون نے سمجہاہی نہین - انکے نزدیک یہہ امت وحشیون کی طرح ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہوچکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے - اب اس زمانہ مین آکر خاموش ہوگیا - وہ نہین جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہین تو هدی للمتقین کا مطلب ہی کیا ہوا - بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اسکی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی ؟

اور پہر قرآن شریف مین یہ کیون کہا والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا یعنے جن لوگون نے اپنے قول اور فعل سے بتادیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پہر انہون نے استقامت دکہائی اپر فرشتون کا نزول ہوتا ہے - اب یہ تو نہین ہوسکتا کہ فرشتون کا نزول ہو اور مخاطبہ نہو - نہین بلکہ وہ انہین بشارتین دیتے ہین - یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہین ہے -

استقامت بہت مشکل چیز ہے - یعنے خواہ انپر زلزلے آئین فتنے آئین وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکہہ مین ڈالے جاوین مگر ان کی استقامت مین فرق نہین آتا - انکا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہین کہ انپر خدا کے فرشتے اترین اور انہین بشارت دین کہ تم کوئی غم نہ کرو - یہہ یقیناً یاد رکہو کہ وحی اور الہام کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالے نے قرآن شریف مین اکثر جگہ وعدے کئے ہین اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے - ورنہ عیسائیون کے ہان بہی مہر لگ چکی ہے وہ اب کوئی شخص ایسا نہین بتا سکتے جو اللہ تعالٰی کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو - اور ویدون پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے انکا تو مذہب ہی یہی ہے - کہ ویدون کے الہام کے بعد پہر ہمیشہ کیلئے یہہ سلسلہ بند ہوگیا گویا خدا پہلے کبہی بولتا تہا مگر اب وہ گونگا ہے مین کہتا ہون کہ اگر وہ اسوقت کلام نہین کرتا اور کوئی اسکے اس فیض سے بہرہ ور نہین تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تہا اور یا اب وہ سنتا اور دیکہتا بہی ہے - ؟ - مجہے افسوس ہوتا ہے جب مین مسلمانون کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہون - کہ اب مخاطبہ مکالمہ کی نعمت کسی کو نہین مل سکتی - یہہ کیون عیسائیون یا آریون کی طرح مہر لگاتے ہین - اگر اسلام مین یہہ کمال اور خوبی نہو تو پہر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہوگا -

نری توحید سے تو نہین ہوسکتا کیونکہ برہمو بہی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے وہ بہی صدقہ دیتا ہے خدا کو اپنے طور پر یاد بہی کرتا ہے اور بہی اخلاقی صفات اسمین پائے جاتے ہین تو پہر ایک مسلمان مین اور اس برہمو مین کیا فرق ہوا ؟ یہہ امور تو نقل سے بہی ہوسکتے ہین - اسکا کیا جواب ہے ؟

کچھہ بہی نہین بجز اسکے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان **امتیازی نشانون** کے ذریعہ دکہایا جاوے جو خدا تعالے کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہین - یقیناً سمجہو کہ اصل فضل جو آسمان سے آتا ہے اسکی کوئی چوری اور نقل نہین کرسکتا اگر اسلام مین مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہوتے - تو اسلام کچھہ بہی چیز نہوتا ! اسکا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات واکرام کا وارث بنا دیتا ہے اور وہ فی الحقیقت

خدا نما مذہب ہے

اسی دنیا مین اللہ تعالے کو دکہا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوکر اسے پاک صاف بنا دیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اسپر کہلتا ہے - کیونکہ جب تک خدا تعالے پر کامل یقین نہو گناہ سے کبہی نجات مل سکتی ہی نہین - جیسے یہہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہوگا - یا زہر کے کہانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کہانے سے بچاتا ہے - پہر اگر خدا تعالے پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور **گناہ** سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکہہ کر انسان کیسے جرأت کرسکتا ہے سچی بات یہہ ہے کہ

اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے،

کہ اللہ تعالے سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے خدا تعالے نے یہ وعدہ کیاہے کہ آسمان سے انعام واکرام ملتے ہین - جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتاہے اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون -

یعنے یہی وہ لوگ ہین جو کامل ترقی پاکر اپنے رب کیطرف سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی وہ لوگ ہین جنہون نے نجات پائی ہے -

غرض جماعت سے خطاب

جبکہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا مین آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اسکے متحقق نہین ہوتی تو ہماری جماعت کو کسقدر فکر کرنا چاہئے کہ وہ ان باتون کو جب تک حاصل نکرلین اسوقت تک بے فکر اور مطمئن نہوجاوین - مین جانتا ہون کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پہل جو شیرین ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہین آیا - جیسے درخت کو پہلے پہول اور پتے نکلتے ہین پہر اس کو پہل لگتا ہے جو پہر وہ پہل کہلاتا ہے وہ گرجاتا ہے پہر ایک اور پہل آتا ہے اس مین سے کچھہ جانور کہا جاتے ہین اور کچھہ تیز آندہیون سے گرجاتے ہین آخر جو بچ رہتے ہین اور آخر تک پک کر کہانے کے قابل ہوتے ہین وہ تہوڑے ہوتے ہین - اسی طرح سے مین دیکہتا ہون کہ یہہ جماعت تو ابہی بہت ہی ابتدائی حالت مین ہے - اور پتے بہی نہین نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پہل کہائین ابہی تو سبزہ ہی نکلا ہے جسکو ایک کتا بہی پامال کرسکتا ہے ایسی حالت مین حفاظت کی کسقدر ضرورت ہے - پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو - کیونکہ تم مین سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے - اور وہ درخت **اسلام کا شجر ہے** یہی وجہ ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے -

اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانون کا نمونہ بنکر دکہاؤ اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ اسکی خوبیون اور کمالات کو دنیا مین پہیلاؤ اس پہلو مین **مالی ضرورتون** اور **امداد کی حاجت** ہے - اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی ایسی ضرورتین پیش آئی تہین اور صحابہ کی یہ حالت تہی کہ ایسے وقتون پر بعض انمین سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیتے اور بعض نے آدہا دیدیا اور اسی طرح جہانتک کسی سے ہوسکتا فرق نکرتا مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتہہ مین بجز خشک باتون کے اور کچھہ بہی نہین رکہتے اور جنہین نفسانیت اور خودغرضی سے کوئی نجات نہین ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ انپر ظاہر نہین ہوا - وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزارون لاکہون روپیہ دیدیتے ہین اور بعض اپنی زندگیان وقف کردیتے ہین - عیسائیون مین دیکہا ہے کہ بعض عورتون نے دس دس لاکہہ کی وصیت کردی ہے پہر مسلمانون کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچھہ بہی کرنا نہین چاہتے یا نہین کرتے - مگر خدا تعالے نے ارادہ کیاہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کردے اور اسی غرض کے لئے اسنے مجہے بہیجا ہے -

یقیناً یاد رکہو کہ خدا ہے اور مرکر اسکے حضور ہی جانا ہے کون کہ سکتا ہے کہ سال آیندہ کے انہین دنون مین ہم مین سے یہان کون ہوگا - اور کون آگے چلا جائیگا - جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پہر کسقدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی مین قدرت اور طاقت رکہتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کرین - اسلام تو ضرور پہیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالے نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت مین حصہ لینگے یہہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جو اسنے تمہین موقع دیا ہے یہہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی ہان یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہوجاتی ہے اور اسکی طیاری بہی یہان ہی ہوتی ہے -

عرصہ ہوا کہ خدا تعالے نے مجہہ پر ظاہر کیا تہا کہ ایک **بہشتی مقبرہ** ہوگا گویا اس مین وہ لوگ داخل ہونگے جو اللہ تعالے کے علم و ارادہ مین جنتی ہین پہر اس کے متعلق الہام ہوا - انزل فيها كل رحمة اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہین رہتی - اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ مین دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے - اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے - یہہ صدی جسکے سہہ سال

گذرنے کو ہین گذر جائیگی اور اسکے آخر تک موجودہ نسل مین سے کوئی نرہیگا اور اگر نکما ہوکر رہا تو کیا فائدہ؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم **اپنا صدقہ پہلے بہیجو** یہہ لفظ صدقہ کا صدق سے لیا گیا ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کی راہ مین کوئی کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہین دکہاتا لاف زنی سے کچہہ بن نہین سکتا۔ **الوصیّۃ** اشتہار مین جو مینے حصہ جائداد کی اشاعت اسلام کے لئے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے۔ مینے دیکہا کہ کل بعض نے پلی کر دی ہے یہہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہین کہلا سکتا۔

تم اسبات کو کبہی مت بہولو کہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم کے بغیر جی ہی نہین سکتے چہ جائیکہ تو سر سبز ہو۔ طاعون کا موسم پہر آرہا ہے۔ زلزلہ کا خوف الگ دامنگیر ہے وہ تو بڑا ہی بیوقوف ہے جو اپنے آپ کو اس مین سمجہتا ہے **امن** مین تو وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا سچا فرمانبردار اور اسکی رضا کا جویان ہے۔ ایسی حالت مین بے بنیاد زندگی کے ساتہہ دل لگانا کیا فائدہ؟ دوسری طرف اسلام سست اور خطرناک ضعف کیحالت مین کہ اسپر یہی آفت اور مصیبت نہین کہ باہر والے اسپر حملے کر رہے ہین اگرچہ یہہ بالکل سچ ہے کہ مخالف سب کے سب ملکر ایک ہی کمان سے تیر مار رہے ہین اور جہانتک ان سے ہو سکتا ہے وہ اسکے مٹا دینے کی سعی اور فکر کرتے ہین لیکن اس مصیبت کے علاوہ بڑی بہاری مصیبت یہہ ہے کہ اندرونی غلطیون نے اسلام کے **درخشان چہرہ** پر ایک نہایت ہی تاریک حجاب ڈالدیا ہے اور سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اسمین **روحانیت** نہین رہی۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان لوگون مین جو مسلمان کہلاتے ہین اور اسلام کے مدعی ہین **روحانیت** موجود نہین ہے اور اسپر دوسری بدقسمتی یہہ کہ وہ انکار کر بیٹہے ہین کہ اب کوئی ہو ہی نہین سکتا جس سے خدا تعالےٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہو اور وہ خدا تعالےٰ پر زندہ اور تازہ یقین پیدا کرا سکے۔

ایسی حالت اور صورت مین اسنے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے چہرہ پر سے وہ تاریک حجاب ہٹا دے۔ اور اسکی روشنی سے دلون کو منور کرے۔ اور ان بیجا اتہامات اور حملون سے جو آئے دن مخالف اسپر لگاتے اور کرتے ہین اسکو محفوظ کیا جاوے اسی غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قایم کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکہاوین یہی وجہ ہے جو مینے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کا جوش دل مین رکہتے ہین اور جو اپنے صدق واخلاص کا نمونہ دکہا کر فوت ہون۔ اور اس مقبرہ مین دفن ہون انکی قبرون پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جسمین اسکے مختصر سوانح ہون اور اس اخلاص ووفا کا بہی کچہہ ذکر ہو جو اسنے اپنی زندگی مین دکہایا تا جو لوگ اس قبرستان مین آوین اور ان کتبون کو پڑہین انپر ایک اثر ہو۔ اور مخالف قومون پر بہی ایسے صادقون اور راستبازون کے نمونے دیکہہ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔ اگر یہہ بہی اسیقدر کرتے ہین جسقدر مخالف قومین کر رہی ہین اور وہ لوگ کر رہے ہین جنکے پاس **حق درحقیقت** نہین تو انہون نے کیا کیا۔ پہر انہین تو ایسی حالت مین شرمندہ ہونا چاہیئے۔

لعنت ہے ایسے بیعت مین داخل ہونیپر جو کافر جتنی بہی غیرت نرکہتا ہو۔

اسلام اسوقت **یتیم** ہوگیا ہے اور کوئی اس کا سرپرست نہین رہا۔ خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پسند فرمایا کہ وہ اسکی سرپرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کرے دکہائے کہ اسلام کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہی قوم ہوگی جو بعد مین آنیوالون کے لئے نمونہ ٹہیر یگی اسکے ثمرات برکات آنیوالون کیلئے ہونگے اور زمانہ پر محیط ہو جائینگے۔ مین سچ کہتا ہون کہ یہ جماعت بڑہیگی لیکن وہ لوگ جو بعد مین آئینگے وہ ان مراتب اور مدارج کو نہ پائینگے جو اسوقت والون کو ملینگے خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑہائے اور وہ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔ میری سلسلہ جنبانی کی بہی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے اسی لئے مینے کہا تہا کہ اسکے متعلق غور کیا جاوے کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنیوالے لڑکے نکلین جو دنیا کی نوکریون اور مقاصد کو چہوڑ کر **خدمت دین** کو اختیار کرین۔

ایسا ہی اس قبرستان کی ذریعہ بہی اشاعت اسلام کا ایک مستقل انتظام سوچا گیا ہے۔ مدرسہ کے متعلق میری روح ابہی فیصلہ نہین کر سکی کہ کیا راہ اختیار کیا جاوے ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگونکی جو عربی اور دینیات مین توغل رکہتے ہون اور دوسری طرف ایسے لوگون کی بہی ضرورت ہے جو آجکل کے طرز مناظرات مین پکے ہون۔ علوم جدیدہ سے بہی واقف ہون کسی مجلس مین کوئی سوال پیش آجاوے تو جواب دیسکین اور کبہی ضرورت کے وقت عیسائیون سے یا کسی اور مذہب والون سے انہین اسلام کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہون بلکہ وہ اسلام کی خوبیون اور کمالات کو پرزور اور پرشوکت الفاظ مین ظاہر کر سکین۔ میرے پاس اکثر ایسے خطوط آئے ہین جنمین ظاہر کیا گیا تہا کہ آریون سے گفتگو ہوئی یا عیسائیون نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہین دے سکے۔ ایسے لوگ اسلام کی ہتک اور بے عزتی کا موجب ہوجاتے ہین۔ اپنے زمانہ مین اسلام پر ہر رنگ اور ہر قسم کے اعتراض کئے جاتے ہین۔ مینے ایک مرتبہ اس قسم کے اعتراضون کا اندازہ کیا تہا تو مینے دیکہا کہ اسلام پر **تین ہزار** اعتراض مخالفون کی طرف سے ہوا ہے۔

پس کسقدر ضروری امر ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگون کی ہو جو ان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔ آجکل کے مناظرون اور مباحثون کیحالت اور بہی بُری ہوگئی ہے کہ اصول کو چہوڑ کر فروع مین جہگڑتے ہین حالانکہ ہر اصل کو کبہی ہاتہہ سے نہین دینا چاہئے کہ جب کسی سے گفتگو ہو تو وہ ہمیشہ اصول مین محدود ہو۔ لیکن یاوہ گو اس طریق کو پسند نہین کرتے وہ جہانتک ان سے ہو سکتا ہے اس سے نکلتے ہین اور فروعات مین آکر الجہہ جاتے ہین ایسے لوگ اس امر کی بہی پابندی نہین کرتے کہ پہلے اپنے گہر کو دیکہہ لین کہ دوسرے مذہب پر جو اعتراض کرتا ہون وہ میرے گہر مین تو کسی تعلیم پر وارد نہین ہوتا بلکہ اون کی غرض محض اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ حق کو لینا نہین ہوتا۔

ایک آریہ پر اگر **نیوگ** کا اعتراض کرو۔ تو وہ قبل اسکے کہ **نیوگ** کی حقیقت اور خوبی بیان کرے بلا سوچے سمجہے جہٹ اعتراض کر دیگا کہ تم مین **متعہ** ہے۔ حالانکہ اول تو متعہ ہے ہی نہین اور علاوہ برین متعہ کی حقیقت تو اتنی ہے کہ وہ میعادی طلاق ہے۔ طلاق کو نیوگ سے کیا نسبت اور کیا تعلق۔ جو شخص محض حصول اولاد کیلئے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہمبستر کرواتا ہے وہ طلاق پر اعتراض کرے تو تعجب نہین تو کیا ہے؟

غرض اعتراض کرنیوالون کی یہہ حالت ہے اور نہایت شوخی اور بیباکی کے ساتہہ یہہ سلسلہ جاری ہے مین جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہون **تو میرے دل پہ چوٹ لگتی ہے**۔ اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی مین طیار ہو جاوین جو اسلام کی خدمت کر سکین۔ ہم تو پابگور ہین اور اگر ادہر طیار نہون تو بہہ مشکل پیش آتی ہے۔ میرا مدعا اسقدر ہے کہ آپ لوگ تدبیر کرین۔ خواہ کسی پہلو پر **صاد** کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال مین ایسے نوجوان نکل آوین جن مین علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت بہی رکہتے ہون اور پورے طور پر تقریر کرکے اسلام کی خوبیان دوسرون کے ذہن نشین کر سکین۔ میرے نزدیک غیر زبانون سے اتنی ہی مراد نہین کہ صرف انگریزی پڑہ لین نہین اور زبانین بہی پڑہین اور **سنسکرت** بہی پڑہین تاکہ ویدون کو پڑہ کر ان کی **اصلیت** ظاہر کر سکین۔ اسوقت تک وید گویا مخفی پڑے ہوئے ہین کوئی انکا مستند ترجمہ نہین اگر کوئی کمیٹی ترجمہ کرکے **صاد** کر دے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اسلام کو ان لوگون اور قومون مین پہونچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہین اور اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ جن قومون مین تم اسے پہونچانا چاہو انکی زبانون کی پوری واقفیت ہو۔ انکی زبانون کی واقفیت نہ ہو اور انکی کتابون کو پڑہ نلیا جاوے تب تک مخالف پورے طور پر عاجز نہین ہوسکتا۔

مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم نے **تحفۃ الہند** نام ایک کتاب لکہی۔ اندرمن نے اس کا جواب دیا اور بڑی گالیان دین۔ اسلام پر اعتراض کردیئے۔ اگرچہ اسکی بعض کتابین جلادیگئی تہین۔ مگر انہین اعتراضون کو لیکر پنڈت دیانند صاحب نے پیش کردیا۔ اگر مولوی عبید اللہ صاحب نے وید پڑہے ہوتے تو وہ ویدون سے انکا جواب دیتے۔ غرض زبان کا سیکہنا ضروری ہے۔

(باقی آیندہ)

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچہی ہے آپ نے ارادہ فرمایا ہے کہ براہین احمدیہ جلد پنجم اور نزول المسیح کو پورا کر دیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ یہ کام جلد شروع ہو جائیگا۔

۲- بزرگان ملت کی صحت تسلی بخش اور رب العزت کی حمد وستایش کا موجب ہو رہی ہے۔

۳- حضرت حکیم الامۃ نے قوم مین **علوم عربیہ** اور **دینیات** کی تعلیم کو عام اور سہل کرنے کیلئے ایک سلسلہ تالیفات کا شروع فرمایا ہے جسمین سے پہلا رسالہ ایڈیٹر الحکم کو چہاپنے کے لئے دیدیا ہے۔ جو امید ہے انشاء اللہ العزیز جلد شایع ہو سکے گا۔

۴- ہفتہ زیر اشاعت مین آسمان ابر آلود رہا۔ کسی قدر تقاطر بہی ۲۷ر جنوری کو ہوا۔ نرخ غلہ گران ہو گیا ہے۔ جس وجہ سے **لنگرخانہ** کی ضروریات اور اخراجات پر قوم کی توجہ زیادہ بکار ہے۔

۵- سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب جو چیف کورٹ پنجاب لاہور مین کام کرتے ہین بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے آئے تہے وہان سے قادیان آگئے الوصیّۃ کے ماتحت کمیٹیون کے قواعد طیار کر رہے ہین۔

۶- مدرسہ تعلیم الاسلام کا سالانہ معائنہ انسپکٹر صاحب ۱۴ اور ۱۵- فروری ۱۹۰۶ء کو کرینگے۔

تازہ الہامات ورؤیاء

۲۵- جنوری ۱۹۰۶ء - ۱- تاتی السماء بدخان مبین۔

۲- یوم تاتی السماء بدخان مبین۔

۲۶- جنوری ۱۹۰۶ء - **سفینۃٌ وسکینۃٌ**

۲۷- جنوری ۱۹۰۶ء - رؤیا مین سنا کہ کوئی شخص انگریزی زبان مین پرزور اور پرجوش الفاظ مین تقریر کر رہا ہے- اسکی تقریر مین سے یہہ الفاظ سنے

a word and two girls

اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز

پہر مینے دیکہا تو وہ مولوی محمد علی صاحب تہے وہ تقریر بالکل ایسی تہی جیسے کوئی انگریز اہل زبان بولتا تہا یہی الفاظ پہر بطور الہام نازل ہوئے۔

a word and two girls

انکی زبانون کی واقفیت سے یہی فائدہ ہوگا کہ انکی مذہبی کتابون کی حقیقت ہمپر کہل جاویگی ۔۔۔ تک۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ۔ اور اس سے احمدی قوم اور اہل التقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(قم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۴۴۔ جلد ۹ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء

مولوی صاحب کی علالت

میں قادیان میں۔ ۲۲۔ اگست ۱۹۰۵ء کو پہنچا۔ اسوقت تین چار روز سے ایک پہنسی جو مٹر کے دانہ کے برابر تھی۔ مولویصاحب مرحوم کی پشت پر دونو شانوں کی ہڈیوں کے درمیان گردن کے قریب ۲۔ انچ نیچے جلد پر نمودار تھی۔ اسوقت ابھی کاربنکل کے علامات پورے پورے نہ پائی جاتے تھے۔ مگر دو چار روز کے بعد پورا کاربنکل بن گیا۔ چنانچہ اسکو چیرا دیا گیا۔ مگر یہ کبھی اوپر کو بڑھتا تھا کبھی نیچے کو کبھی دائیں کبھی بائیں۔ غرضیکہ جسطرف بڑھتا اُسی طرف چیرا دیا جاتا۔ یہانتک کہ اس ایک کاربنکل کو سات دفعہ چیرنا پڑا۔ ایک دفعہ کلوروفارم سنگھا کر۔ اور چھ دفعہ بغیر کلوروفارم کے۔ اور یہ نہیں کہ چیرا ناکافی طور پر دیا جاتا تھا۔ یا علاج میں کسی قسم کی کمی تھی مگر ذیابیطس کا غلبہ زور سے تھا۔ اس لئے کاربنکل بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ گردن کی پچھلی طرف سب کی سب جگہ مرگ گئی۔ اور سر کے بالوں کے اندر بھی سوجن چلی گئی۔ اور گردن کے اطراف میں بھی قریب ڈیڑھ ڈیڑھ انچ سوجن آگے کو بڑھ گئی۔ اس کاربنکل کے علاوہ اور چار کاربنکل نمودار ہوئے۔ دو پشت پر۔ ایک دائیں شانہ پر۔ ایک دائیں زانو سے اوپر۔ اسکے علاوہ ۷ پھوڑے جسم کے مختلف مقامات بازو و ٹانگوں پر تھے۔ اصل تکلیف کا موجب مولویصاحب کے لئے پہلا کاربنکل تھا۔ جو ایک پہنسی سے اسقدر بڑھا۔ کہ دونو شانوں کے درمیانی حصہ کمر کو اور گردن کو اس نے روک لیا اور چیرا جو دیا گیا۔ قریباً ۸۔ انچ طول میں اور ۶۔ انچ عرض تھا۔ اور قریب ۱½۔ انچ گہرا تھا۔ یہانتک کہ شروع ایام میں جبکہ اچھی طرح سے زخم بھرا نہ تھا۔ اسکی طرف دیکھکر اکثر لوگوں کو ہیبت معلوم ہوتی تھی۔ اور اتنے بڑے زخم کا بھرنا ایک اچنبہ بات معلوم ہوتی تھی۔ مگر خدا کے فضل سے اور مسیح موعود کی دعاؤں سے گردن کیطرف کا ربنکل کا بڑھنا بالکل رُک گیا اور زخم سب کا سب بھر گیا۔ اور صرف دو سطحی لکیریں زخم کی جگہ پر معلوم ہوتی تھیں اور کچھ نہیں۔

چار نئے کاربنکل جو تھے۔ انمیں دوائی کی پچکاری کی گئی وہ سبکے سب بیٹھ گئے۔ بازوؤں پر اور ٹانگ پر جو پھوڑے تھے ان سے ہی بہت تکلیف ہوئی۔ ان سب کو یکے بعد دیگرے چیرے دیئے گئے۔ علالت کے آخر ایام میں ان سب کو قریباً آرام ہو گیا۔ اور مواد کبھی کسی زخم میں سے کبھی تھوڑا نکلتا تھا۔ ورنہ وہ اچھے ہی ہو گئے تھے۔

اس بیماری کے دوران میں کئی روز تک سخت پیچش رہی پاخانہ کے راستہ خون اور پیپ آتا رہا۔ مگر اس سے بھی خدا نے نجات دی۔

خدا کا فضل و استجابت دُعا

مولویصاحب کی بیماری بہت سخت اور خطرناک تھی۔ اس شدت سے اس کا دورہ ہوا۔ کہ میں ایمان سے کہہ سکتا ہوں کہ مولوی صاحب کا اتنی لمبی میعاد یعنی ۱۱۰ دن تک زندہ رہنا ایک معجزہ تھا۔ اور یہ محض حضرت اقدس کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ ورنہ میں خدا کو حاضر ناظر کر کے کہتا ہوں کہ ہم بہت سے ڈاکٹر مولویصاحب معالجہ کے لئے جمع تھے۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی موجود تھے۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ مولویصاحب کی ایسی نازک حالت ہوتی تھی کہ ہماری طبی نگاہ میں انکا چند گھنٹے بھی زندہ رہنا ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ جب کبھی کہ ہم گھبرا کر حضرت اقدس کی خدمت میں ان کی نازک حالت کا ذکر کرتے۔ آپ کبھی کوئی کلمہ یاس یا ناامیدی کا زبان پر نہ لاتے۔ بلکہ ہم سب کو بہت تسلی دیتے۔ اور ہمیشہ یہی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ بہت قدرتوں کا مالک ہے اس کے فضل کا ہر دم امیدوار رہنا چاہیئے۔ ہمارا بھروسہ تو اسی ذات پر ہے اور آپ دعا میں مشغول ہو جاتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ قضاء و قدر جب نازل ہو جاوے۔ تو اوسے کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ مگر حضرت اقدس کی دُعا کا اثر بیّن ہوتا تھا۔ اور فوراً ردی علامات میں ایک غیر معمولی تبدیلی ہو کر آرام کی صورت ہو جاتی تھی۔ حقیقت میں قضاء و قدر کے ساتھ ایک لڑائی ہی تھی۔ بالقصہ دعاؤں نے اپنا اثر دکھایا کہ اصل عارضہ کاربنکل کا بالکل اچھا ہو گیا۔ اور درمیانی عوارض بھی اچھے ہو گئے۔ یہانتک کہ خود مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب مجھے اصل بیماری سے بالکل صحت ہو گئی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ دو تین روز تک چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤنگا۔ مگر بموجب الہام الٰہی ان المنایا لا تطیش سہامہا۔ یعنی موت کے تیر خطا نہیں جاتے۔ قضاء و قدر نے اپنا کام دوسرے رنگ میں کیا۔ یعنی مولوی صاحب کو ذات الجنب ہو گیا۔ جس سے تپ ۱۰۴ درجہ کا ہوا اور الہام الٰہی ۴۷ سال عمر۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کے مصداق ہوئے۔

میں بعض درمیانی امور پیش کرتا ہوں کہ جن سے میں امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحب مرحوم کے لئے جو خدا تعالیٰ نے اس مہلک مرض میں اس قدر تاخیر کی۔ یہ محض ایک خوارق عادت امر تھا۔ اور حضرت اقدس کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ کو مولوی صاحب مرحوم پر کلوروفارم سونگھا کر اوپریشن کیا تھا۔ اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر سرجری آگرہ میڈیکل کالج نے ان کو کلوروفارم دیا تھا۔ اور اپریشن قریب گیارہ بجے دن کے ختم ہوا تھا۔ اوپریشن کے بعد قریب شام تک میں مولوی صاحب کے پاس بیٹھا رہا۔ ہاتھ پاؤں بالکل سرد ہو گئے نبض بالکل کمزور تھی۔ اور باقاعدہ نہ چلتی تھی۔ کسی وقت ایک دو حرکتیں دل کی بالکل ساقط ہو جاتی تھیں گویا کہ دل حرکت کرتا کرتا رُک جاتا تھا۔ ہوش نہ تھا اور اس کے علاوہ پیٹ میں نفخ بہت تھا۔ اصل میں مولویصاحب کو ذیابیطس کیوجہ سے عام کمزوری بہت تھی۔ اس کے علاوہ شدت درد و کرب کیوجہ سے کئی دن سے غذا اندر نہ گئی تھی۔ اسپر اپریشن بڑا بھاری کا ہوا۔ بہت سا خون گیا۔ کلوروفارم بہت سی مقدار میں سونگھانا پڑا۔ اس لئے انکی حالت نہایت نازک ہو گئی تھی۔ ہم نے ہر ایک قسم کا علاج کیا۔ کہ دل اپنی اصلی حالت پر آوے اور ہوش آئے۔ مگر کوئی بات کارگر نہ ہوئی۔ اور ان کی عام حالت نیچے ہی نیچے جاتی تھی۔ ہمارے عزیز بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن و اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور بھی قریب چار بجے دن کے لاہور سے تشریف لائے۔ وہ بھی ان کی حالت دیکھکر سخت پریشان و حیران ہوئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ بظاہر ان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں معلوم ہوتی۔

حضرت اقدس گھڑی گھڑی مولوی صاحب کا حال دریافت کرتے تھے۔ آپ کی خدمت میں ان کی نازک حالت کی اطلاع دی گئی۔ اس خبر کو سننے سے جیسے کہ ایک حقیقی غمگسار اور سچے مشفق کو صدمہ ہوتا ہے۔ آپ کو صدمہ محسوس ہوا۔ اور جیسے کہ والدین کو اپنے عزیز بیٹے کے لئے ایک تڑپ اور اضطراب ہوتا ہے۔ واللہ کہ ہم اس سے زیادہ اس مسیح میں اپنے روحانی فرزند کے لئے پایا۔ آپ پھر اندر تشریف لے گئے۔ کچھ مشک لائے۔ فرمایا کہ مولویصاحب کو دو۔ پھر آپ دُعا میں مشغول ہو گئے۔ کہا کہ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی ہے۔ اور فرمایا کہ خدا کے فضل سے ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ وہ چاہے تو مردہ میں جان ڈالدے۔ اس کو سب قدرت ہے۔ مشک بھی دیا گیا۔ پیشتر اس کے اس سے بہت زیادہ طاقتور ادویہ دی جا چکی تھیں بلکہ جلد میں بذریعہ ہائی پوڈرمک سرنج (یعنی باریک پچکاری) دی جا چکی تھی۔ کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ مگر میں اس بات کا شاہد ہوں۔ اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب گواہ ہیں۔ کہ ادھر حضرت مسیح نے دعا کے لئے سجدہ میں سر رکھا۔ اور ادھر مولوی صاحب کی حالت جو نہایت خطرناک تھی۔ اصلاح پکڑنے لگی۔ اور ابھی حضرت دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ نبض بالکل درست اور طاقتور ہو گئی۔ جیسے کہ کبھی کوئی ضعف نہ تھا۔ اسوقت ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے مونھ سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا۔ کہ "ان کی نبض کا درست ہونا ایک معجزہ ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس حالت کے بعد اس ضعف کی حالت میں اور دل کے بالکل رہ چکنے کے بعد پھر کسی کا دل قوی ہو گیا ہو اور حالت درست ہو گئی ہو"

ایسے شخص کے لئے جو تعصب نہ رکھتا ہو حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے اور ان کو ایک باخدا انسان ماننے کے لئے اس ایک ہی نشان میں کافی ثبوت ہے۔ یعنی ہم دنیا میں یہ عام نظارہ دیکھتے ہیں۔ کہ جس شخص کو کسی سے سچی محبت اور اخلاص ہوتا ہے وہ اس کے لئے رد بلا کرنے کے لئے وہ وسائل استعمال کرتا ہے۔ جن پر اسے سب سے زیادہ بھروسہ ہوتا ہے۔ اب ہم ایک طرف تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جب مولوی صاحب کی اس نازک حالت کی خبر پائی۔ تو ان کو اس سے ایسا صدمہ ہوا کہ بلا مبالغہ ان کے والدین کو (جو اسوقت وہاں موجود تھے۔ ایسا صدمہ نہ ہوا تھا۔ دوسری طرف جو معالج ہیں۔ وہ سب قسم کے حیلے استعمال کر چکے ہیں۔ اور وہ برابر سات گھنٹے اسی تدبیر میں لگے رہے کہ ان کا دل طاقت پکڑے اور جسم میں حرارت غریزی قائم ہو۔ اور ہوش آوے۔ آخر ناچار ہو کر انہوں نے اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔ اس روحانی باپ کے سامنے کیا جس کا ایک کارکن اور لائق فرزند جو دینی خدمات میں اول نمبر پر تھا اور خدا کیطرف سے مسلمانوں کا لیڈر ہونے کا خطاب بھی پا چکا تھا۔ ایسی حالت اضطرار میں جو کچھ حضرت اقدس سے ظہور میں آیا۔ وہ ان کی اصلی قلب کی حالت ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں ان کا عظیم الشان نشان ماننا ضروری ہے ہم نے بحیثیت طبیب صدہا بلکہ ہزارہا ایسے عزیز ایسی نازک حالت میں دیکھے ہیں اور ان کے لواحقین جب اپنے مریض کی آخری حالت

کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ (جیسے کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی حالت تہی) اور اگر ڈاکٹر یا معالج طبیب چہرہ پر بہی مایوسی کے آثار دیکہتے ہیں۔ تو اون کی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں اون کو کچہہ نہ سوجہتا۔ اور اکثر مریض کے مرنے سے پہلے گویا کہ خود مر جاتے ہیں۔ مولوی صاحب کی اس نازک حالت کی خبر سے مولوی صاحب سے ہر ایک محبت رکہنے والے کہ جو اس وقت قادیان میں موجود تہے۔ (جو بلحاظ بشریت کے ضروری تہا) وہ گویا کہ دم واپسین کی گھڑی تہی۔ دنیاوی رشتہ داروں کے لحاظ سے ان کے سب سے زیادہ قریبی ان کے بوڑہے والدین تہے۔ اور ان کی دونوں بیویاں تہیں۔ ان کی اسوقت حالت وہی تہی۔ جو ہم عام طور پر لوگوں میں دیکہتے ہیں کہ ان کے رونے اور چلانے کی آواز آتی تہی۔ اور وہ ایسے اس غم میں مبتلا تہے کہ گویا کہ اپنی طرف سے اس عزیز کے لئے سب وسائل علاج کے منقطع کر بیٹہے ہیں۔ مگر ادہر ہم نے اس خدا کے فرستادہ کا حال دیکہا کہ جیسے کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سب سے زیادہ صدمہ آپ کو محسوس ہوا۔ ہم اون کے چہرہ کو دیکہ رہے تہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم میں سے کوئی ہوتا۔ اور اس کے دل میں وہ محبت ہوتی جو حضرت [illegible] اور ان کو اس مرحوم سے تہی۔ تو وہ اس حادثہ کو [illegible] [illegible]

آپ نے اپنے [illegible] [illegible] جس کی [illegible] دنیا میں [illegible] سال سے [illegible] تہی [illegible] کوئی لفظ حسرت یا یاس کا زبان پر نہ لائے اور اس پیارے کی دم واپسین کی گھڑی میں انہوں نے اپنے ایمان اور خدا تعالیٰ سے سچی محبت اور اوسکی رحمتوں اور اوس کے فضل سے ایک کامل امید کا وہ نمونہ دکہایا کہ اس سے سب شکستہ دلوں کی ایک ڈہارس بندہ گئی۔ عام طور پر تو طبیب بیمار و بیمار کے متعلقین کی تشفی کا موجب ہوتے ہیں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ قریب تہا کہ صدمہ سے ہماری کمر ٹوٹ جاتی مگر حضرت اقدس نے اپنی قوت قدسیہ سے ہماری کمروں کو سیدہا کیا اور ہم کو پہر پیارے کے عزم میں مضبوط کیا اور خود اس منعم حقیقی کی جناب میں دعا میں مصروف ہوئے۔ یہ گویا کہ آپ پر ایک بہاری ابتلا کا امتحان تہا۔ مگر آپ کی ثابت قدمی اور استقلال کو دیکہکر رحمت الٰہی نے اس جوش سے نزول کیا۔ کہ ایک آن کی آن میں اس مردہ میں کہ جس نے قریباً سات گہنٹے سے ہاتہہ پاؤں نہ ہلایا تہا۔ اور جس کے ہاتہہ اور پاؤں برف کی طرح ٹھنڈے ہو چکے تہے

اور نبض بہی الوداع کہتی جاتی تہی۔ نئے سرے سے جان ڈالدی۔

میں ایمان سے کہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کے دوران علالت میں ہم نے بے اندازہ نشانات دیکہے جن سے کہ اس خدا کے مسیح پر ہمارا ایمان پہلے سے کئی سو گنا زیادہ مضبوط ہوا۔ اور ہم نے اس ایمانی حلاوت کو اپنے اندر اس طرح سے محسوس کیا۔ کہ گویا ہمارے جسم کے ہر ایک ذرہ میں انوار سماوی اور برکات الٰہی کی ایک نہر چلی جس سے ہمارے ہر رگ و ریشہ نے ایک لذت اٹہائی۔ گویا کہ ہم نے اس زندہ خدا کو اپنی آنکہوں سے دیکہ لیا۔ جس کی طرف اس کا مسیح کل اہل دنیا کو بلا رہا ہے (الحمد للہ ثم الحمد للہ)

برمن او جلوہ نمود است گر اہلی بہ پذیر

اور واقعات کو تو میں بعد میں پیش کروں گا مگر یہاں اس ایک واقعہ کیطرف ان لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ جو چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اندر کے گند اور آلائش کو دور کرے۔ اور وہ اس نور معرفت کو حاصل کریں۔ جس سے ان کے اندر کی سب تاریکیاں دور ہو جاویں اور وہ اس خدا کو پالیں۔ جسکے لئے ابتدا سے آفرینش سے لیکر اب تک ہر ایک اہل ہدایت کی تڑپ رہی ہے۔ اور جس کا [illegible] نے ہم کو بہی بتایا ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پاکر پہر اور کسی بات کی آرزو نہیں رہتی۔ اور یہ وہ شربت ہے کہ اسکو پینے کے بعد پہر کبہی پیاس نہیں لگتی۔ اور یہ وہ خوان ہے کہ جس سے بہرہ ور ہونے کے بعد پہر اور کسی چیز کی بہوک ہی نہیں رہتی اور یہ وہ وصال ہے کہ اس کے بعد کوئی اور تمنا باقی نہیں رہتی۔

چشم دل اندکے چو گردد باز
سرد گردد برآدمی ہمہ آز

اب اگر اس خدا کو ہی پانا مقصود ہے۔ تو ہمکو قرآن سے اور تاریخ سے بہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمیشہ سے یہی سنت اللہ چلی آئی ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ہمیشہ بشر رسول ہی آتے ہیں۔ اب غور کرو۔ جیسے کہ روحانی ظلمت اسوقت دنیا میں چہائی ہوئی ہے۔ کیا پہلے بہی کبہی ایسی تاریکی جہان میں تہی۔ آج بہ کروڑہا انسان دنیا میں موجود ہیں جو ایک عاجز انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس فرد اکمل اور افضل البشر اور خیر الرسل محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس زمانہ میں وہ وہ توہین آمیز الفاظ مخالفین مذہب استعمال کر رہے ہیں۔ کہ ان کو سننے سے ایک مومن

کے رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اوس اُمت میں سے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیر الامت کہا تہا۔ کئی لاکہہ انسان مرتد ہو چکے ہیں اور بجائے اسکے کہ وہ کوئی خدمت اسلام کرتے۔ مخرب اسلام بنے ہوئے ہیں۔ اب اے خدا کو چاہنے والے لوگو اور اس محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکہنے والو کیا اب بہی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ تعالےٰ اُمت میں سے کسی کو منتخب کرے۔ کہ وہ اعلائے کلمۂ اسلام کرے۔ اور جو اپنی طہارت باطنی اور تعلق باللہ سے اسلام کے ایک مذہب ہونے کا ثبوت اور دلیل اپنے اندر رکہتا ہو۔ بہائیو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا۔ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کریگا۔ اور ایسا ہی قرآن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس دین کی رسول اللہ کے بعد سچے خلفاء رسول سے تائید ہوتی رہے گی۔ تو اب صدی کے سر پر بہی ۲۳ سال گذر گئے ہیں۔ کیا اگر اب بہی وہ مصلح نہ آئیگا۔ تو پہر کسوقت آئیگا؟ اسلام تو مخالفین کے نرغے میں اسطرح پہنسا ہوا ہے۔ کہ اب بہی اگر خدا کی طرف سے نصرت نہ ہو۔ تو اسلام کا کچہہ باقی نہیں رہتا۔

پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اب اگر ہمارے جیسے بشر نے ہی رسول ہوکر آنا تہا۔ اور اس اُمت سے ہی ہونا تہا۔ جیسے کہ حدیث اما مکم منکم سے ثابت ہے۔ تو پہر دیا دائیں بائیں آگے پیچہے نظر مارو۔ کہ کون ہے جو وہ تعلق محبت اور قرب الٰہی کا رکہتا ہے۔ جو اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارہ پر لگا دے۔ اپنے قرب و جوار میں نہیں تو اپنے شہر میں نظر مارو۔ اپنے شہر میں نہیں تو اپنے صوبہ میں نظر مارو اپنے صوبہ میں نہیں تو اپنے ملک میں نظر مارو۔ اپنے ملک میں نہیں تو کل جہان پر نظر مارو۔ اور اگر آپ کو اب بہی وہ مبارک وجود نظر نہیں آتا تو ادہر آؤ میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ اور خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ وہی ہے خدا کا برگزیدہ اور سچا خلیفہ و نائب رسول وہی ہے جو اپنے سینہ میں اس اُمت محمدیہ کے لئے ایک جوش رکہتا ہے۔ کہ جسکی نظیر دنیا بہر میں نہیں۔

وہی ہے

کہ جو اس دین کے لئے اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اپنے اندر ایک ایسی حرارت رکہتا ہے کہ وہ قریب ہے کہ باطل کو اُڑا جاوے وہی ہے۔ کہ اسلام کے روشن چہرہ سے جہاد کا داغ مٹانے کے لئے آیا ہے۔ جو نادان دشمنوں نے لگانے کی کوشش کی ہے۔ اور وہی ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے ایک قطرہ خون کو گرانا بہی ضروری نہیں سمجہتا۔ وہی ہے۔ کہ جو اپنے دلایل اور براہین سے جو قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اوسکو ملے ہیں۔ تمام دنیا میں پہر اسلام پہیلائیگا۔ اور اسلام اور قرآن اور محمد عربی کے چہرہ کو دنیا پر ایسا روشن کرے گا۔ کہ وہ اس آخری زمانہ میں ایک آفتاب کی طرح چمکے گا۔ تا کہ ہر کوئی اسکا منہ دیکہ لے۔

بہشت این اجر نصرت را دہندای اخی ورنہ
قضائے آسمان ست این بہر حالت شود پیدا

یہ وہی ہے کہ جو مردوں کو زندہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ جیسے قرآن شریف میں ہے۔ کہ

یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ و رسولہ اذا دعاکم لما یحییکم۔ اور میں خدا کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں مردہ تہا اسنے مجہے زندہ کیا ہے اور میرے ساتہہ اور سینکڑوں مردہ تہے۔ جو کہ اس کے ہاتہہ پر زندہ ہوئے ہیں۔ وہ اپنے نفوس پر آپ شاہد ہیں۔ اس لئے اے ہمارے دوستو اور بہائیو! اگر تم واقعی اپنی روحانی موت کو محسوس کر چکے ہو تو اس کے پاس آؤ۔ وہ تم کو زندہ کریگا اور تم اس زندہ خدا کا منہ دیکہو گے۔ کہ جسکو نہ پہچاننے کے لئے یہ مردنی تم پر چہائی ہوئی ہے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

مجرّبات کمالی

مندرجہ بالا نام کی ایک مبسوط طبی کتاب مرزا کمال الدین صاحب نے تالیف کرکے میرے مطبع میں چہپوائی ہے۔ اس کتاب میں عام امراض کے معالجات عام فہم عبارت میں لکہے گئے ہیں۔ مصنف صاحب ظاہر کرتے ہیں کہ اس کتاب میں انہوں نے اس طریق علاج کو درج کیا ہے جو عالیجناب حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب غفر اللہ لہ۔ استعمال کیا کرتے تہے۔ اور جنکو خود مرزا کمال الدین صاحب نے بہی سالہا سال کے آزمایا ہے عالی جناب حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم فن طبابت میں حاذق طبیب مسلّم تہے اس بنا پر یہ کتاب بڑی مفید کتاب ہوگی۔ قیمت عہ علاوہ [illegible]

سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پیشتر اس کے کہ موجودہ سفر دہلی کے ضمن میں تمام دہلی کے حالات لکھے جاویں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں جو سفر اعلیٰ حضرت نے دہلی کا کیا تھا اس کا مختصر سا تذکرہ کر دیا جاوے۔ تاکہ جب اس سفر کے واقعات کو پیش کریں تو سفر سابقہ کے واقعات سے مقابلہ کرنے کا عمدہ موقع مل سکے۔

میں اُس سفر میں خود ساتھ نہ تھا۔ اسلئے چشمدید واقعات اور حالات جو اسوقت شائع کئے گئے تھے انکا اندراج خالی از لطف نہ ہوگا۔

۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء کی صبح کو حضرت اقدس مسیح موعود دہلی میں رونق افروز ہوئے اور نواب لوہارو کی کوٹھی بازار بلی ماراں میں فروکش ہوئے۔ جونہی حضرت کی تشریف آوری کی خبر دہلی میں مشتہر ہوئی جوق جوق لوگ حضرت کے پاس آنے شروع ہوئے بیچارے پشتا پشت سے قہر الٰہی کے مقہور اور غضب الٰہی سے مغضوب لوگوں میں نیکی کے قبول کرنے کا مادہ ہی کہاں باقی رہا تھا کہ آدمیت کے ساتھ حضرت کا کلام سنتے اور اسپر غور و فکر کے بعد اس سے دین و دنیا کا فائدہ حاصل کرتے۔ جہانتک انکی سمجھ تھی جیسی کہ انہیں مدت مدید کی مشقوں سے عادت پڑ گئی ہوئی تھی اسطرح کہ بیچارے ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم کے زیر کے نیچے آئے ہوئے تھے۔ اسی حد تک [illegible] اور اسیطرح انہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کیا اور انکے کلام کو سنا۔ کلام سننا تو درکنار اگر مجلس میں آکر صرف آدمیت اور اہلیت ہی سے بیٹھتے تو غنیمت تھا۔ سارے اوصاف حمیدہ کے عوض میں بیچارے دیکھو ایک زبان درازی ہوئی تھی وہ کب انہیں دم لینے دیتی تھی۔ آئے ہیں تو اسطرح کہ خون آنکھوں میں بھرا ہوا ہے۔ چہرہ مارے غضب اور غصہ کے کالا ہو رہا ہے گویا ان کے باپ کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے اور اس کا بدلہ لینے آئے ہیں۔ اور بیٹھتے ہی نہیں سلام علیک تک نہیں لی۔ آتے ہی دو چار پھبتیاں حضرت پر جا کی ہیں۔ دو چار گالیاں دی ہیں۔ اور دو چار دھمکیاں دی ہیں۔ اور یوں بھاگے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور [illegible] بیٹھ گئے ہیں۔ وہ کلام سننے کی غرض سے نہیں یا احقاق حق کی نیت سے نہیں۔ بلکہ اس کسر کو پورا کرنے کے لئے جو اس کے بیان سے غصہ میں جلد چلے جانے کی وجہ سے باقی رہ گئی تھی۔ غرض ایک نے دوسرے کا خوب ہی ہاتھ بٹایا۔ ایک ہجوم جہلا اور سفہا کا حضرت کے آس پاس ہے۔ اور آئین مہمانداری اور طرز اسلام ایسی خوبی اور عمدگی کے ساتھ بجا لا رہے ہیں کہ انکی نذیر دنیا کے مسلمانوں میں نہ پائی جاتی ہو۔ حضرت انکی تو تو سن رہے ہیں۔ انکی زہرآلود آنکھیں اور خون بھرے چہرے دیکھ رہے ہیں اور چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ کوئی بہت ہی سر چڑھ گیا ہے۔ تو نہایت نرمی اور ملایمت سے سمجھانا شروع کیا ہے۔ مگر سمجھنے کی کس کو غرض تھی۔ وہ تو گالی دیکر ثواب حاصل کرنے آئے تھے۔ انہیں تو یہ مسئلہ سکھایا گیا تھا۔ کہ تبرے پر ہی انکی نجات منحصر ہے۔ سو سال کی بندگی سے ایک تبرا بہتر ہے۔ یوں تو دہلی کے بچے اور لچے اور [illegible] مشہور ہی تھے اور ہم نے اکثر ایسا سنا تھا مگر دیکھا نہیں تھا اور دیکھا تو جیسا سنا تھا اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر پایا۔ بیشک زباندرازی دہلی والوں کا حق ہے آجکل ان کے پاس ایک ہی زبان رہ گئی ہے اور جو کچھ ہے ان کے پاس یہی ہے۔ یوں چپڑ چپڑ کرتے چلے جاتے ہیں۔ جیسے مویشی اپنے دہن میں جگالی کر رہا ہو۔ زبان گویا ان کے قابو میں ہی [illegible] اور انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ انکی زبان بے لگام ہو کر کہیں کی کہیں جا پہونچی ہے۔ ابھی نہیں جناب [illegible] تو انہیں ہوش رہتا ہے مگر آگے کچھ خبر نہیں [illegible] تاریخ میں کبھی پڑھا کرتے تھے کہ دہلی والوں نے بے سر و پا بکواس کرکے قتل عام کرا دیا [illegible] بچہ کو تہ تیغ بیدریغ کرا دیا۔ مگر باور نہیں آتا تھا کہ ایسا کس طرح ہوا ہوگا۔ آخر دہلی میں انسان ہی تھے اور کیا وہ ایسے ہی گئے گذرے تھے کہ انہیں اپنے نفع و ضرر کی بھی خبر نہ تھی مگر اب تجربہ سے معلوم ہو گیا کہ وہ اس سے بڑھ چڑھ کر ہیں اور ایسے ایسے واقعات انکی بے پر کی اڑانے کی بدولت [illegible] ہوں تو تعجب کی بات ہے۔ وہ مسیح موعود کے مسئلہ کو بھی ایک کھیل سمجھے اور انہیں اپنی زبان کے چٹخارے لینے کا ایک دل پسند مشغلہ بن گیا۔ انکی طبیعتیں ٹھٹھا اور تمسخر کی پہلے سے عادی ہیں ضد اور ہٹ دھرمی گویا انکی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور "رسی جل گئی لیکن بل نہ گیا" کے پورے مصداق تھے انہوں نے حضرت کی کلام معجز نظام کو ٹھیک یہودیوں کی طرح جو اصیل مسیح کی باتوں کو ٹھٹھے میں اڑاتے رہے تمسخر میں اڑانا شروع کیا اور ٹھیک اس زمانہ کے یہودیوں کی طرح حضرت اقدس مسیح موعود پر طرح طرح کے بہتان باندھنے لگے۔ اور الحاد و کفر کے نعرے بلند کرنے لگے حضرت مسیح موعود پر بھی وہی الزام لگایا گیا [illegible] یہودیوں نے حضرت مسیح [illegible] کہ یہ توریت کے حکموں کو [illegible] معانی کو بدلتا ہے۔ یہ کفر بکتا ہے"۔ اور حالانکہ حضرت مسیح نے پکار پکار کر کہا۔ کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ اسے پورا کرنے آیا ہوں اور اسکی صداقت ظاہر کرنے آیا ہوں۔ مگر یہودیوں نے ایک نہ سنی۔ ایسے ہی حضرت اقدس نے پکار پکار کر اشتہار دی دیکر بلند آواز سے فرمایا کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو اہل اسلام کا ہونا چاہئے۔ میں مسلمان ہوں محمدی ہوں مگر اہل دہلی نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ دہلی والو! تمہیں اگر اپنی اس ضد اور ہٹ دھرمی پر اور اس حق پوشی اور یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم کے مصداق ہونے پر فخر اور ناز ہے۔ تو تمہیں مبارک ہو۔ مگر سچ پوچھو تو ہمیں تمہارے حال پر رحم آتا ہے کیونکہ اس فخر اور ناز کا انجام رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ دلی والو! ہم پر مخفی نہ ہونا تمہاری تہذیب اور شائستگی اور تمہاری علمیت اور فضیلت کے ثبوت میں خود تمہارے ایک ہموطن نے جو تم ہی میں سے ہے ۱۲۔ اکتوبر کے اشتہار میں جہاں اور خرافات بکا ہے (جنکی ہم انشاء اللہ معہ دیگر مفتریانہ اشتہارات کے اسی ضمیمہ میں صحیح واقعات سے دھجیاں اڑاتے ہیں) تمہارے چند فقرات بھی نقل کئے ہیں جنپر تمہارے اپنے ہی ہموطن سر پیٹ پیٹ کر کہہ رہے تھے "ہائے انہوں نے دلی کی آبرو خاک میں ملا دی ہائے یہ دلی والوں کی تہذیب اور شائستگی!!!"

غرض یہ تو دلی کے عوام الناس کا مختصر حال ہے جو فحش اور بدزبانی کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں اور جنکی نسبت انکی بعض اپنے ہموطن بتاتی ہیں اور ان کے حالات سنکر شرم اور حیا سے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔

اب وہاں کے رؤسا اور علماء کا حال سنئے رؤسا کی نسبت تو ہم اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ جہاں عوام الناس لوگ علما کے اشتعال دلانے والی تقریروں سے برانگیختہ ہو رہے تھے۔ وہاں رؤسا بھی انکی مفتریانہ تقریروں سے متاثر تھے اور وہ بجائے اس کے کہ ایک ثالث بالخیر بنیں ایک فریق بن گئے تھے اور اس لئے ان سے بھی انصاف کی امید نہیں ہو سکتی تھی اور ان پر ہمیں صرف اتنا ہی افسوس کا حق ہے کہ انہوں نے انصاف سے جو ہر ایک شہر کی معزز اور معتمد پارٹی کا خاصہ ہوا کرتا ہے کام نہ لیا اور اپنے علماء کی یکطرفہ تقریریں سے متاثر ہو کر پارٹی فیلنگ کا اظہار کیا اور انصاف کے موقع پر پارٹی سپرٹ کو استعمال کیا۔ اور سب سے زیادہ افسوس ہمیں انپر ہے جو محض ہمدردی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایک اہل اللہ مسیحا دم کے فیض سے محروم رہے فیض کا دریا ایک ان کے گھر چل کر آیا تھا۔ مگر انہوں نے بند باندھکر اسے روکدیا اور "گویا تے ہیں مراہ تو چہ آتے ہیں نا ہے" کے بموجب۔ یہ فیض کا پانی ادہر ادہر بہہ نکلا مگر بیچارے دلی کے رؤسا تو محروم رہ کر جب عوام الناس کی تو تو حد سے گذر گئی اور ایک ایک کے بہانے سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور سوائے اپنا مغز خالی کرنے اور اس کے معاوضہ میں گالیاں سننے کے اور کچھ مفاد نہ نکلا اور دہلی کے مولویوں کی افترا اور بہتان جو وہ لوگوں کو سکھا سکھا کر حضرت کے پاس سنانے بھیجتے تھے حد سے زیادہ گذر گئے تو حضرت اقدس نے ۲۔ اکتوبر کو ایک اشتہار بعنوان "ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علماء نامدار" دیا۔ اور اسمیں بڑے زور کے ساتھ ان جھوٹے بہتانوں اور افترا پردازیوں کی جو دہلی کے ملاؤں نے انپر لگائے تھے اور بوساطت جہلا آپ تک پہونچائے تھے تردید کی۔ اور ساتھ ہی ان ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے ملاؤں کو میدان میں آنیکی دعوت دی۔ یہ اشتہار ایسے دل اور قلم سے نکلا ہے اور اسمیں اسقدر تاثیر بھری ہوئی ہے۔ کہ پتھر دل کو سنایا جاوے تو وہ بھی موم کیطرح پگھل جائیں مگر بقول حضرت اقدس ؎

بر سنگ سکینہ اثر ایں منطقم نگر
بے بہرہ ایں کساں ز کلام موثرم

دہلی کی سنگلاخ زمین پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ دلی کے ملاں بجائے اس کے کہ اس اشتہار کے فقرے فقرے پر غور کرتے اور اگر واقعی انکی غرض حق بینی اور احقاق حق کی تھی تو خوف خدا سے ڈرتے اور نہایت مودبانہ اور مہذبانہ طور پر ایک متنازعہ فیہ امر کا تصفیہ کرتے اور حضرت اقدس کے اقرار صالح پر جو اس اشتہار میں کیا گیا اپنے بہتانوں اور افترا پردازیوں کو واپس لیکر سعادت دارین حاصل کر لیتے وہ اور ضد پر آئے۔ اور کیوں نہ آتے انکی غرض احقاق حق کی نہیں تھی وہ تو عوام الناس کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے میں اپنا فائدہ سمجھ رہے تھے انہیں دنیاوی نام آوری کا لالچ تھا۔ گو انہیں کبھی انہیں سوائے اندوہ و یاس و حرمان اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ وہ اور جوش میں آئے اور انہوں نے حضرت اقدس کے اشتہار کی تاثیر کو روکنے کے لئے مخالفانہ وعظ شروع کئے اور کلمۃ اللہ کی اشاعت کو روکنے کیلئے جہانتک کوشش کی کہ جہانتک قابو چل سکتا تھا۔ (باقی آئندہ)

میری کھلی چٹھی کا جواب آگیا

معزز ناظرین الحکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحکم مطبوعہ مورخہ ۱۷ و ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء میں میری طرف سے جو کھلی چٹھی بنام مولوی کلیم اللہ صاحب مچھیانہ چھپی ہے۔ اسے پڑھکر آپ میں سے بعض نے جو قدردانی کے خطوط اس عاجز کو بھیجے ان کے جواب میں شکریہ کے ساتھ عرض ہے کہ وہ تعریفی کلمات حقیقت میں میرے سید و مولیٰ خاتم الخلفاء و بروز الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے سزاوار ہیں جن کی قوت قدسیہ و فیضان ملکیہ نے ہم سے ہیچمدانوں کو کسی قابل بنادیا۔ ذاتی طور سے ناچیز میں کوئی لیاقت نہیں۔ یہ سب کچھ اللہ جل شانہ کی [illegible] خاص ہے۔

[illegible] آپ اس امر کے بھی منتظر ہونگے کہ مکتوبہ [illegible] اس کا کیا جواب ملا ہے جو عوام الناس میں [illegible] مشہور ہے۔ سو وہ جواب [illegible] درج ذیل کرتا ہوں۔ [illegible] [illegible] علیہ السلام [illegible] کا ثبوت [illegible] اور [illegible] (ضرورت [illegible] کے وقت حق کے ساتھ اس کا نزول ہوا ہے) سب سے بڑا ثبوت ہے۔ دیکھئے یہ آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے بعض علماء و مشائخ کی اخلاقی حالت کا نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت بخشے سوائے دعا کے ہم کچھ اور نہیں کر سکتے اور بجز صبر کے کچھ نہیں کر سکتے۔ الا ماشاء اللہ۔ واقعی اگر ظہر الفساد فی البر والبحر (جاہل اور عالم دونو کے اخلاق میں فساد ظہور پذیر ہو گیا ہے) کا وقت نہ ہوتا تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی کیا ضرورت تھی۔

نقل خط حضرت مولوی کلیم اللہ صاحب اعجاز ساکن مچھیانہ

مولوی امام الدین دوروئیہ متصف باوصاف دور ویگان کو اللہ تعالےٰ اس کار میں محکم رکھے۔ کلیم اللہ یکرو بعد السلام کے واضح ہو کہ امروز یک کاتٹ جہلم سے مولوی فقیر محمد و مولوی کرم دین صاحب نے بھیجا کہ ظہور فرزند سامی نکشتہ (یعنی حرامزادہ)*

یہ ان لوگوں کے تقوے کی حالت ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا۔ ان الذین یرمون المحصنت الآیۃ

نے دو تین ورق در مذلت و اہانت و فوقیت این کرگوش کریم نے اسکو سنن نہیں سکتے۔ لکھا ہے جو پانی پیروں سے باہر جاتا ہے۔ غرض جو اس نکشتہ نے درجہ اہانت سے نہیں چھوڑا۔ حالانکہ [illegible] ان میں وہ [illegible] ہوا۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) یہ مولوی صاحب [illegible] کہتا الجاہل محکم کہا ہے [illegible] ظاہر ہے اور [illegible] کا [illegible] ذات پر نہیں بلکہ [illegible] جا سکتا ہے) اگر میں نہ رکھتا تمہارا [illegible] مراد [illegible]

[illegible]

[illegible] انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] زادہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر مہلت زندگانی کی ہوئی۔ تم جانتا لوکہ [illegible] عزت کی اہانت میں کیا یاد رکھنی ملیگا۔ فقط

(حضرات! خدارا انصاف۔ کیا اس کھلی چٹھی میں کوئی کلمہ یا لفظ بھی ایسا ہو جسمیں اہانت یا بدتہذیبی پائی جاتی ہو۔ بخلاف اس کے دیکھئے یہ تحریر دھمکی و ننگ سے لبریز)

احمدی گجراتی از گولیکی ضلع گجرات

نظم

از ناصحہ [illegible]

بنا ہے مرکز امید و خواہش قادیان اپنا
وہ سنگ آستان میرا ہے سنگ قادیان اپنا
مسیح و مہدیٔ احمد ہوا ہے پاسبان اپنا
نکالا ظلمتوں سے بنکے رہبر کاروان اپنا
ہمائے اوج ہستی ہوں فلک پہ آشیان اپنا
گلے ہوں نودمیدہ وہ اگر ہے بوستان اپنا
ہے ویرانہ دل میرا بہشت جاودان اپنا
بنایا اس دل افگار نے ہے لہلہاتا گلستان اپنا
زمانہ ہم سے پھر جائے محبت سے پھرے کب دل
ازل سے درد الفت کا یہی تو ہے مکان اپنا
نہ دل پہلو میں ہے نہ ہے ہمراز جان کوئی
سنائیں کس کو ہم یارب بیان ناتوان اپنا
ہماری پونجی دل ہے رہیں بادہ الفت
اسی کے ایک جلوہ پر ہے قربان مال و جان اپنا
فنا ہے آشیان سے نہ ہمیں ہے خبر گلشن کچھ
ہے اوڑا ہم صفیر وہ جو تھا اک باغبان اپنا
ہماری بیکسی پہ بیکسی خود رحم کرتی ہے
الٰہی کوئی بنکے دے تسلی مہربان اپنا
[illegible] روح و روح جان ہماری یاد تیری
[illegible] الٰہی اک جہان ہو رازدان اپنا
[illegible] گر الٰہی مرہم تسکین بھی ہو
[illegible] دل اتنا بھی بار گران اپنا
[illegible] آنسو بہاتی ہے
[illegible] جو ہے نام و نشان اپنا
[illegible] ہمنشین یہ زندگی اپنی
[illegible] ہے یہ مرغ نیم جان اپنا
[illegible] نور احمد کا [illegible] عکس پڑ جائے
[illegible] ہماری انکہ لڑجائے

[illegible] ضروری بات

[illegible] تعلیم الاسلام سکول کے بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والے طلباء کے لئے کھانا کھانے کے واسطے ایک لمبا چھپر بنوانے کی ضرورت ہے اور اوسپر تقریباً ساٹھ روپیہ خرچ ہونگے اس کا انتظام آخیر جنوری ۱۹۰۶ء تک ہو جانا ضروری ہے رقم کوئی بڑی رقم نہیں دس بارہ آدمی ہی ملکر پورا کر سکتے ہیں۔

میں لاہور۔ امرتسر۔ کپورتھلہ۔ سیالکوٹ وغیرہ مقامات کے خاص احباب کے نام لکھکر تحریک کرتا اگر رقم کثیر کا سوال ہوتا۔ بہت ہی خفیف سی رقم ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا مقامات کے وہ احباب جو قومی ضرورتوں میں سابق الخیرات ہیں اسے ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء تک پورا کر دیں یہ رقم امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بھیجدی جاوے۔ امید ہے کہ دوبارہ یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی۔ اسکے علاوہ بعض غریب اور قابل امداد طلبا کو آنیوالے امتحان انٹرینس میں شامل ہونے کے واسطے فیس داخلہ و بعض دوسری ضروریات کی حاجت ہے اس کیلئے چالیس روپیہ مطلوب ہیں گویا کل ایکسو روپیہ آخر جنوری تک دو تو ضرورتوں کے لئے بھیجدینا چاہئے۔ ایڈیٹر

عید الضحیٰ آرہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب قریب ہے۔ احمدی جماعتیں جہاں جہاں ہیں مستعد ہو جائیں تاکہ عید فنڈ جمع کریں اور قربانی کی کھالوں کو یک جا کر کے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین فنڈ میں بھیجدیں میں نے پچھلے موقع پر بھی عرض کیا تھا اب پھر گذارش کرتا ہوں کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے۔ اگر پوری مستعدی کے ساتھ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل بھی وصول ہو تو بھی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہو سکتا ہے۔ کیا ہمارے احباب کوشش کرینگے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تائید پاکر ہماری جماعت اس عید پر وہ چودہ ہزار روپیہ پورا کر دے گی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کے لئے تجویز ہوا ہے۔ اور اگر عید فنڈ میں بقدر روپیہ جمع کر کے انہوں نے نہ بھیجا تو پھر مدرسہ کی مینجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتوں پر اس رقم کو تقسیم کر کے یکدم وصول کرے۔ مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار جماعت ضلع لاہور دو ہزار۔ جماعت ضلع لودھیانہ ایکہزار جماعت ضلع جہلم ایکہزار۔ جماعت ضلع گجرات پانچسو۔ جماعت ضلع جالندھر و ہشیارپور پانچسو۔ جماعت ضلع گجرانوالہ پانچسو جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو۔ جماعت ضلع امرتسر ایکہزار جماعت ریاست کپورتھلہ پانچسو۔ جماعت ڈیرہ جات ۲۵۰۔ جماعت ضلع ملتان ۲۵۰۔ ضلع منٹگمری ۲۵۰۔ ضلع لائلپور ۲۵۰۔ ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار۔ میرٹھ مظفرنگر دہلی وغیرہ پانچسو۔ متفرقات ایکہزار۔ ضلع گورداسپور پانچسو اس فہرست میں حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے چونکہ مدرسہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑے گی۔ اور شاخ دینیات کے لئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا وہ بھی اسی طرح پر تقسیم کر کے وصول کر لیا جاویگا۔ آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلیں گے جب اک خاص قوم ہی اپنی اخراجات کی کفیل ہے تو پھر جسطرح بھی چاہیں اس سے وصول کیا جاوے۔ ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانے کی تجویز بھی درپیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے اسلئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنائی جاوے جسکے واسطے ہزاروں ہی روپیہ کی ضرورت پڑیگی اور ہمیں اپنے رب کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ اس کام میں ہماری مدد کرے گا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہ خزائن السموات والارض اسی کی شان ہے وہ کوئی ایسی راہ نکالدیگا جو یہ سب کام آسان ہو جائیں گے۔ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں ہو نعم المولیٰ و نعم النصیر

---

* مولوی صاحب اگر حنیف نہ ہوتے تو دنیا دی عزت پر لات مار کر احمدی کیوں ہوتے ۱۲۔ ع ـ انکو تکلیف فرمانیکی [illegible] ضرورت نہیں [illegible] ہر دو پرچے بھیجدئے تھے۔

چند سوالون کا جواب

جے پور سے حضرت حکیم الامتہ کے نام ایک خط چند سوالون پر مشتمل آیا تہا - حضرت حکیم الامتہ کے ارشاد سے جناب حافظ حکیم فضل دین صاحب نے اُن سوالون کا جواب لکہا ہے - جسکو فائدہ عام کی غرض سے ذیل مین درج کیا جاتا ہے - سائل کے خط کے مطالعہ سے ناظرین کو یہہ بہی معلوم ہوگا کہ انکا اپنا اخبار الحکم کس طرح پر سلسلہ کی اشاعت کا مفید ذریعہ اندرون ملک مین ثابت ہو رہا ہے -

اس خط و کتابت کے درج کرنیسے پہلے اس امر کا ظاہر کرنا بہی ضروری ہے کہ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین جو شیعہ کا جواب خط چہاپا گیا ہے وہ مولوی سید سرور شاہ صاحب احمدی نے لکہا تہا - اور خوشی کی بات ہے کہ انہون نے نہایت قابلیت کے ساتھہ اپنے مطلب کو ادا کیا ہے -

(ایڈیٹر)

سائل کا خط

مخدوم و مکرم بندہ جناب حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب زاد لطفہ - السلام علیکم - ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

سنہ ۱۹۰۱ء کا ذکر ہے جبکہ مین بریلی مین تہا تو اخبار الحکم دفتر روہیلکہنڈ گزٹ مین ایک دن اتفاقاً نظر سے گذرا - یہہ پہلا ہی موقعہ تہا کہ مرزا صاحب قبلہ کے حالات معلوم ہوے اور آپ کے مسیح و مہدی موعود ہونے کی بابت آگاہی ہوئی - اسوقت تو مین نے آپ کی تعلیمات کو نہایت سرسری طور پر دیکہا بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ آپکے دعوون کو لایعنی خیال کیا - اس کے بعد مین جے پور چلا آیا اور پہر اس کی بابت کچہہ توجہ بہی نہ ہوئی -

دو سال کا ذکر ہے کہ میرے مکان کے ایک دوسرے حصہ مین ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب اخبار الحکم و ریویو آف ریلیجنز کے خریدار بن کر رہنے لگے - چونکہ ڈاکٹر صاحب مرزا صاحب کے بہت سے خیالات کے مؤید ہیں - اسلئے اون سے اکثر گفتگو ہوتی رہی - اور اون کے اخبارات پڑہا رہا ... کا یہ نتیجہ ہؤا کہ مین وفات مسیح کا قائل ہوگیا اور اب مین پورے طور پر مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ مانتا ہون اور علاوہ اس کے مسیح کی بابت میرے عام مسلمانون کی طرح خیالات نہین ہین - لیکن ایک دوسرا مسئلہ نہین حل ہؤا جسکو آپ کے سامنے پیش کرتا ہون - اور مجہے آپ کی ذات سے قطعی امید ہے کہ آپ ازراہ اخوت اسلامی اس ناچیز کی ضرور تشفی فرمائینگے - اور وہ مسئلہ **مرزا صاحب کے مسیح و مہدی موعود ہونیکی** بابت ہے اور اس مین مجہے حسب ذیل شبہات ہین

(۱) جبکہ قرآن شریف مین صاف طور پر الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی آچکا ہے تو اب اسلام کی تقویت کے لئے کسی مسیح یا مہدی کی کیا ضرورت -

(۲) ایک آدمی تین شخصون کا بروز کیسے ہو سکتا ہے - اور کرشن کے لئے کوئی حدیث بہی نہین اور کرشن کی اسلام کو کیا ضرورت - اور پہر ہنود کرشن کے آنے کے قائل نہین وہ تو کہتے ہین کہ سنبل ضلع مراد آباد مین کلیا اوتار لیگا -

(۳) مرزا صاحب کی اکثر پیشین گوئیان غلط ثابت ہوئین - عبداللہ آتہم پیشین گوئی کے موافق تباہ نہ ہؤا - مقتول مکذب پیشین گوئی کے بعد مرا - قادیان مین طاعون آگیا - حسب وعدہ اب تک دوسرا زلزلہ نہ آیا -

(۴) مرزا صاحب نے حکم دیا ہے کہ اون کے مرید عام عقیدہ کے مسلمانون سے سلام علیک نکرین اون کے پیچہے نماز نہ پڑہین - ایک تو پہلے ہی سے ہزارون فرقے ہو گئے ہین - اور ہر فرقہ ایک دوسر کا دشمن - پہر مرے کو مارین شاہ مدار - اسوقت تو قوم کا شیرازہ ہموار کرنا چاہیئے اور اتحاد کا خیال پیدا کرنا چاہیئے -

(۵) ابہی کسی حال کے اخبار وکیل امرتسر مین یہہ خبر پڑہی کہ مرزا صاحب نے بزمانہ قیام امرتسر باوجود رمضان کے اثناء لکچر مین چائے نوشی شروع کی اور جب اعتراض کیا گیا تو آپ لوگون کیطرف سے یہ عذر پیش ہؤا کہ سفر مین روزہ ضروری نہین - تو بندہ پرور یہہ حکم ہے اون سفرون کے لئے جو پیدل یا اونٹ گہوڑے کی سواری مین کئے جائین - مرزا صاحب کو (جو غالباً دوسرے یا پہلے درجہ مین سفر کرتے ہونگے) ایسے سفرون سے کیا نقصان پہونچ سکتا ہے اور پہر ایسے سفرون مین روزہ رکہنے کی فضیلت ہے -

غرضیکہ اسی قسم کے اور چند اعتراضات ہین جنکو مین بشرط فرصت انکے جواب وصول ہونے پر پیش کرون گا - لیکن یہ خیال نہ کیجیگا کہ مین مجادلہ کرنا چاہتا ہون حاشا و کلا مجہے ہمیشہ یہ ڈر رہتا ہے اگر مرزا صاحب سچے ہوئے تو خدا کے یہان بڑی خرابی آئیگی - مین مرزا صاحب کا دل سے مداح ہون اور اون کو اسلام کا بہت بڑا خیر خواہ خیال کرتا ہون - یہہ ہی سبب ہے کہ میرے بہت سے دوست مجہکو مرزائی احمدی قادیانی وغیرہ نامون سے یاد کرتے ہین -

یہہ اعتراض مرزا صاحب کی تصنیفات و اخبارات الحکم و البدر و ریویو آف ریلیجنز سے بخوبی حل ہو سکتے ہین لیکن مجہے افسوس ہے کہ مین اسقدر وسعت نہین رکہتا کہ اخبارات و تصنیفات کو خرید سکون اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور آپ سے عرض کرتا ہون - کہ میری طرف سے مرزا صاحب قبلہ کی خدمت مین سلام علیک عرض کر دیجیگا - اسکے علاوہ مولوی یعقوب علی صاحب (تراب) ایڈیٹر الحکم اور کل احمدی جماعت کے بزرگون کی خدمت مین سلام علیک عرض کر دیجئے - مین آپ کا بہت ممنون ہون گا - فقط -

مین ہون آپکے جواب کا منتظر - اور آپکا خادم
محمد عثمان باڈنی

الجواب

چونکہ ایک سوال کئی سوالون پر مشتمل ہے - اسلئے اصل خط پر نمبر لگا دیئے گئے اور ہر ایک نمبر کا لفظ ضمن کے ساتہہ جواب دیا گیا -

(۱) بیشک قرآن کریم کامل کتاب ہے - مگر حضرت مرزا صاحب کا ہرگز ہرگز یہ دعوے نہین کہ تکمیل قرآن کے لئے مبعوث ہوئے - بلکہ جیسا اللہ تعالےٰ نے ولکل قوم ھاد اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث علی کل مایة من یجدد لھا امر دینھا مین ہر صدی پر مجدد کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے - آپ کی بعثت بہی اسی وعدہ الٰہی کے مطابق ہوئی - اور ضرورت حقہ اور سخت ضرورت کے وقت ہوئی -

قرآن کریم تو کامل کتاب ہے - مگر اس کا دنیا مین پہونچانے والا چاہیئے یا نہین - اور پہر اس کا سمجہانے والا چاہیئے یا نہین - آخر اس قرآن کے ذریعہ کوئی مزکی مطہر کرنے والا ضرور ہے یا نہین - توریت یہود کے پاس ہے مگر انکا مطہر و مزکی کوئی نہین رہا اسلام مین اللہ تعالےٰ کا فضل ہؤا کہ اسمین ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنکے باعث ایک جماعت مخلص دینداروں کی پیدا ہوتی رہی یہی بات مرزا صاحب مین ہے -

(ب) انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا -

ترجمہ - بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک عظیم الشان رسول بہیجا ہے مثل اوس رسول کے جو فرعون کی طرف بہیجا تہا - اس آیت شریفہ مین اللہ تعالےٰ نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مثل موسیٰ قرار دیا - پس جیسے حضرت موسیٰ کے بعد سلسلہ خلافت تجدید شریعت موسوی کے لئے جاری رہا اسیطرح سلسلہ خلافت محمدی بہی رہنا ضروری تہا -

(ج) بلحاظ مثلیت مذکور جیسے حضرت موسیٰ کا سلسلہ خلافت چودہوین صدی مین ایک مسیح پر ختم ہؤا اسیطرح سلسلہ خلافت محمدی کے لئے بہی ایک مسیح کا آنا چودہوین صدی کے سر پر ضرور تہا - جس کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ نے آیت استخلاف مین فرمائی تہی - وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم - ترجمہ - اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ تم مین سے (امتہ محمدی) مومنین صالحین کو خلیفہ بنایا کریگا - مثل اس سلسلہ خلافت کے جو تم سے پہلے سلسلہ موسوی مین بناتا رہا -

(د) اگر کسی کتاب کے نزول کے بعد کسی مجدد کی ضرورت نہین تو سلسلہ انبیائے بنی اسرائیل (جو تابع شریعت موسوی تہے - اور اون کی کتاب اوس زمانہ کی کامل کتاب تہی جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ثم آتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن و تفصیلا لکل شیء و ھدی و رحمة - انا انزلنا التورٰة فیھا ھدی و نور) باطل ٹہرتا ہے -

(ہ) اگر آیت اکملت لکم دینکم کے یہہ معنے ہین کہ آیندہ کسی مصلح - مجدد کی ضرورت نہین تو پہر حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی - وہابی - شیعہ - خارجی - معتزلہ - جہمیہ - معطلہ - قدریہ - یہود - عیسائی - ہنود وغیرہ وغیرہ باوجود سخت اختلاف کے سب حق پر ماننے چاہئین - اگر حق پر نہین تو انکی اصلاح کے لئے آپ کے نزدیک کسی مصلح کی ضرورت ہے یا نہین - اگر نہین تو

(و) آیت وما اھلکنا من قریة الا لھا منذرون - (ترجمہ) ہم کسی بستی کو ہلاک نہین کرتے جب تک اوس کو کوی منذر پہلے نہ بہیجین وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا - جبتک ہم کوئی رسول نہ بہیجین کسی قوم کو عذاب نہین دیتے - قیامت کے دن مجرمون پر الزام دیتے ہوئے - اللہ تعالےٰ پہلے سنت اللہ کو پیش

کرتا ہے -

یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی وینذرونکم لقاء یومکم ھذا قالوا شھدنا علےٰ انفسھم وغرتھم الحیٰوۃ الدنیا و شھدوا علےٰ انفسھم انھم کانوا کافرین ذالک بان لم یکن ربک مھلک القریٰ بظلم واھلھا غافلون -

ترجمہ - اے جن وانس کے گروہ کیا بیچ تم مین سے تمہارے پاس کوئی رسول نہین بہیجا تہا جنہنے میرے احکام تمپر بیان کئے ہون اور تم کو قیامت سے ڈراوین - وہ اقرار کرینگے کہ ان کو دنیوی زندگی نے دہوکہ دیا تہا - اور یہ بہی اقرار کرینگے کہ وہ رسولون اور انکی تعلیم سے منکر تہے - یہہ الزام اس سبب سے انپر قایم ہوگا کہ تیرے رب کی یہ عادت ہی نہین کہ بستیون کو ہلاک کرے - جبکہ انکو رسولون اور انکی تعلیم اور انذار کی خبر بہی نہ ہو -

اور آیت ولکل قوم ھاد ہر ایک قوم کے لئے کوئی ہادی ہوگا - اور وما کان ربک مھلک القریٰ حتے یبعث فی امھا رسولاً - ترجمہ - اللہ تعالے بستیون کو ہلاک نہین کیا کرتا یہانتک کہ پہلے بہیج لیتا ہے اون کے ام القریٰ مین کوئی رسول و آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم - ترجمہ پہلے لکہا گیا - آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ترجمہ - اور کچھ اور لوگ بہی مسلمانون مین سے جو ابہی انکا الحاق ان صحابہ کے ساتہہ نہین ہوا - صحابہ نے عرض کیا وہ کون ہین - تو سلمان فارسی کی ران یا کاندہون پر ہاتہہ رکہکر فرمایا وہ ان مین سے ہونگے الیٰ آخر الحدیث وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ایکزمانہ مین تم (اہل اسلام) اپنے مذہب کے پابند نہ ہوگے تو ایک اور قوم سوائے تمہارے اللہ تعالے لے بدلاویگا اور اس کے ساتہہ ہی اوسی مضمون کی حدیث ہے - وآیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہمنے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے - آیت یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین - ترجمہ - اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ تب حاصل کر سکوگے کہ صادقین کی معیت اختیار کرو -

آیت ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون - اگر ہم چاہین گے تو تم سے جو جو ملائک سیرۃ ہونگے اونکو ملک مین خلیفہ بنادیا کرینگے -

ودیگر آیات متعلقہ پیشگوئی بعثت ماموریں و مرسلین وآیات متعلقہ زمانہ مسیح واحادیث متعلقہ آمد مہدی ومسیح وعلامات جو بعض وقوع مین آچکے اور بعض آرہے ہین - لغو اور باطل ٹہیرتے ہین نعوذ باللہ منہا -

(۲) سوال - ایک آدمی تین کا بروز کیسے ہوسکتا ہے - ضمن اوّل -

جواب (الف) اگر آپ اپنے نام پر ہی غور فرماتے تو یہ سوال پیدا ہی نہ ہوتا -

کیا سچ فرمایا ہے اللہ تعالے نے وکاین من اٰیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون - ترجمہ - کئی نشان ہین آسمان وزمین مین کہ لوگ اسپر بلا غور وتامل بے پروائی کرکر گذر جاتے ہین - یہہ آپکے گہر مین ہی جواب موجود تہا - آپکے نام مین آپکے والدین نے بروز محمدؐ وبروز عثمان ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور آپ نے تسلیم کر لیا - کیا دعویٰ غلط ہے یا صحیح اور لطف کی بات یہ ہے کہ محمدؐ کے اوپر ص لکہہ کر صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کر دیا ہے -

(ب) قرآن مجید نے تہوڑون کو بہتون کا بروز قرار دیا ہے - جیسے ۷ گائین اور ۷ سنبل خشک کو سات سات سال کی کروڑ در کروڑ گائین اور سنبلات خشک کا مظہر قرار دیا اور اسی طرح گائین فربہ اور سنبل تازہ کا ۔ دوسرا بنی اسرائیل موجودہ زمانہ نبوی کو بروز اون تمام بنی اسرائیل کا قرار دیا جو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے چلکر زمانہ نبویؐ تک دو ہزار سال تک کروڑون در کروڑون گذر چکے تہے جیسے فرمایا واذ نجینٰکم من اٰل فرعون ہمنے تم کو فرعونیون سے چہوڑایا - یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم تمہارے بیٹون کو قتل کرتے اور تمہاری بیٹیون کو زندہ رکہتے - واذ فرقنا بکم البحر جبکہ ہم نے اوس دریا کو تمہاری خاطر جدا کیا ثم اتخذتم العجل تمنے بچہڑے کی پرستش شروع کردی واذ قلتم یاموسیٰ لن نومن لک حتےٰ نری اللہ جھرۃ جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تو خدا کو کہلا کہلا دیکہے بغیر ہرگز نہین مانینگے - فاخذتکم الصاعقۃ - تمکو عذاب نے پکڑ لیا - وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلویٰ - ہمنے تمپر اوس ابر کا سایہ کیا اور وہ من اور وہ سلویٰ تمپر نازل کیا واذ اخذنا میثاقکم جب ہم نے تمسے پختہ عہد لیا پہر فرمایا تمکو بادشاہ بنایا تم مین انبیا بنائے - تمکو خنزیر بنایا بندر بنایا وغیرہ وغیرہ -

تیسرا بنی اسرائیل کو سور اور بندر کا بروز فرمایا اور پہر انہین کو عبد الطاغوت بہی فرمایا -

چوتہا بہتون کو تہوڑون کا بروز بہی فرمایا جیسے واذا خلوا الیٰ شیاطینھم - ترجمہ - جب منافق اپنے سردارون کے پاس گئے جو بروز شیطان تہے - اور ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون ترجمہ سوال اوّل جواب حرف واؤ مین گذرا - چنانچہ ملایک خلیفہ بنائے گئے - اور اب تک بنائے جارہے ہین دیکہو آیت استخلاف -

پانچوان آپ کم سے کم کسی طب کی کتاب مطبوعہ کو دیکہو اس کے ٹائیٹل پیج پر لکہا ہوگا - من تصنیف بقراط زمان سقراط دوران افلاطون آوان وغیرہ وغیرہ کیا یہ بہی بہتون کا بروز ہے یا نہین - معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بروز کی اصلیت آپ کو معلوم نہین ورنہ آپ کو اسقدر یہ لفظ گران نگذرتا - بروزی نام ایک شخص کا لقب یا خطاب ہوتا ہے جو اوس کے بعض اوصاف کے سبب دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص پہلوان بہی ہے سخی بہی ہے - تو اوسکو شیر بہی کہین گے اور [illegible] بہی - اگر آپ نامون مین غور کرین تو دو دو تین تین بزرگون کے نام ایک ایک نام مین پائینگے - جیسے آپکا نام آپکے والدین نے بطور تفاؤل اس مین دو نام جمع کئے -

یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح نیک دیندار وہرا مے قوم خادم اسلام ہو اور عثمان کیطرح سخی اور - یا جیسے مرزا صاحب کا نام بحیثیت تردید مذہب نصاریٰ وکسر صلیب مسیح اور بحیثیت رفع فسادات اندرونی مہدی - اور بلحاظ ہدایت اہل ہنود کرشن اللہ تعالے نے رکہہ دیا -

ضمن دوم - کرشن کے لئے کوئی حدیث بہی نہین -

جواب (الف) کیا آپ نے کل احادیث نبوی کا احاطہ کر لیا ہے

(ب) کیا آپ کو کل احادیث کے معنی بذریعہ الہام حل ہو چکے ہین -

(ج) کیا جو معنے پیشگوئیون کے قبل وقوع پیشگوئیون کے کئے جاتے ہین - اللہ تعالے بہی اون معانی کا پابند ہوتا ہے -

(د) پیشگوئیوں کے الفاظ کئی پہلو نیز سچائی رکہتے ہین - کیا کسی کو قبل از وقوع خود بخود علم ہوسکتا ہے کہ کس وجہ پر اللہ تعالے اسکو واقع کرے گا -

(ہ) اللہ تعالے تو فرماتا ہے کہ سیریکم اٰیاتہ فتعرفونھا اللہ تعالے جب تم کو نشان دکہلاوے گا - اسکے بعد تم اونکو سمجہہ سکوگے -

(و) یہود نے نزول ایلیا کے معنے بجسدہ العنصری کیا اور مسیح کو نہ مانا -

(ز) اس زمانہ کے مولویون نے مسیح اسرائیلی کو بجسدہ العنصری نازل کرنا چاہا حالانکہ وہ فوت ہو چکے ہین -

(ح) کیا احادیث مین دوسرے تمام ہادیو کے نام درج ہین کہ کرشن کا نام درج احادیث ہونے سے رہ گیا -

(ط) کیا گذشتہ مہدیون مجددون کو آپ نے اسی شرط سے مانا ہے کہ اون کے نام احادیث مین درج تہے -

(ی) احادیث مین صرف لفظ مہدی آتا ہے جسکے معنے ہین ہدایت والا - سو جسقدر مہدی آجتک گذر چکے ہین کسید کا نام احمد اور کسی کا محمد کسی کا کچھ اور کسی کا کچھ تہا -

یا - وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ترجمہ - کوئی بہی امت یا گروہ نہین جس مین کوئی نذیر [illegible] ودیگر آیات مندرجہ جواب اول حرف واؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنود کے اندر بہی ہادی گذرے ہین اور حضرت مجدد صاحب اور حضرت مظہر جان جانان صاحب نے کرشن جی کی نسبت تصریح بہی کی ہے -

ضمن سوم سوال دوم - ہندو کرشن کے آنے کے قائل نہین -

جواب

(الف) کیا آپ نے کل فرقہ ہائے ہنود سے کامل تحقیق کر لیا ہے -

(ب) یا آپنے کل مذہبی کتب کل فرقہ ہائے ہنود کو اچہی طرح پڑہ لیا ہے -

(ج) کیا ممکن نہین کہ ہنود بسبب دعوے مرزا صاحب بابت بروز کرشن جی تعصب کے سبب انکار کرتے ہون -

(د) اگر کوئی فرقہ فی الواقع کرشن کے آنے کا انکاری ہو تو اس سے اوس پیشگوئی کا ابطال کسطرح لازم آتا ہے - کیونکہ اہل اسلام مین فرقہ نیچری ومعتزلہ کے [illegible]

قائل نہین مگر واقعات ہمیشہ انکی تکذیب کرتے رہے۔

ضمن نہم سوال دوم۔ وہ (ہندو) تو کہتے ہین کہ سنبل ضلع مرادآباد مین کلکیا اوتار ہوے گا۔

جواب (الف) دیکھو سوال دوم ضمن دوم کہ پیشگوئی کے معنے قبل از وقت نہین ہوسکتے

سیریکم ایاتہ فتعرفونہا۔

(ب) پیشگوئی کے معنے قبل از وقت کا نہ سمجھنا جو یہود کو پہونچا اوس کی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا افکلما جاءکم رسول بما لا تہوی انفسکم استکبرتم۔ جب کبھی تمہار پاس رسول آیا اور وہ تمہارے معنے کردہ علامات کے خلاف علامات رکہتا تہا تو تم نے بسبب تکبر کے نہ مانا اور اپنے معانی پر ہی اڑے رہے اسکی تشریح اس آیت سے اور بہی زیادہ ہوتی ہے فلما جاءتہم رسلہم بالبینات فرحوا بما عندہم من العلم۔ جب ان کے پاس رسول آئے تو ان کو اسواسطے نہ مانا کہ اپنے ہی علم پر نازان و فرحان رہے یعنے پیشگوئیون کے جو معنے کر چکے تہے اسکے خلاف معانی کو منظور نہ کیا جو واقعات سے ظاہر ہوے۔

(ج) ہنود نے تعین شہر سنبل مین ویسے ہی غلطی کہائی جیسے مسلمانون نے شہر دمشق کے شرقی منارہ کے مسجد کے مقرر کرنے مین غلطی کہائی۔ مگر واقعات نے دونون کو غلط قرار دیا۔ جیسے مسلمان مسیح اسرائیلی کو بعینہ اتارنا مانتے تہے مگر آیت استخلاف و دیگر آیات سے اور واقعات سے۔ اسکے خلاف

(۳) **سوال سوم ضمن اول** مرزا صاحب کی اکثر پیشگوئیان غلط ثابت ہوئین۔

جواب (الف)

عجیب فیصلہ ہے کہ ایک پیشگوئی کی غلط فہمی کے سبب اکثر سے انکار کر دیا۔

(ب) اگر اکثر غلط ثابت ہوئین تو معلوم ہوا کچھہ تو پوری بہی ہوئین۔ تو آپ نے پوری شدہ پیشگوئیون سے فائدہ اوٹہایا ہوتا اور اکثر کا علم حسن ظن کر کر حوالہ بخدا کرتے اور تحقیق کرتے مگر فیصلہ کرنے مین ایسی جلدی نہ کرتے۔

(ج) مومن کو چاہئے کہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایمان لاوے یا ایک حصہ کے پورا ہونے پر۔ جیسے اللہ تعالے نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو پیشگوئی فرمائی۔ انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ ترجمہ۔ ہم اس (بچہ) کو (دریا مین سے نکال کر) پھر تیرے ہی پاس پہونچا دینگے اور اسکو رسل بہی بنا دینگے

پھر فرمایا کہ فرددناہ الی امہ کے تقر عینہا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق و لکن اکثرہم لا یعلمون۔ ہم نے موسیٰ ع کو اسکی مان کی طرف واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکہین ٹہنڈی ہون اور سمجہے کہ جو وعدہ اللہ تعالے کا بابت رسالت باقی ہے وہ بہی سچا ہی ہے۔ مگر ایسی باتون کو اکثر یعنے بہلا نہین سمجہا کرتی۔

ضمن دوم عبد اللہ آتہم پیشگوئی کے موافق تباہ نہ ہوا۔

جواب عبد اللہ آتہم ٹہیک پیشگوئی کے موافق مرا اور وہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

اگر عبد اللہ آتہم پندرہ ماہ کے اندر مرتا تو پیشگوئی کا ایک حصہ فضول اور ردی ٹہر جاتا۔ کیونکہ الفاظ پیشگوئی کے یہ ہین

جو فریق عمدا جہوٹ کو اختیار کر رہا ہے ... پندرہ ماہ تک ہاویہ مین گرایا جاویگا ... بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے

اس پیشگوئی کے دو حصے ہین ہاویہ مین گرایا جانا رجوع کرنا اگر وہ پندرہ ماہ کے اندر مر جاتا تو دوسرا حصہ دوم فضول ٹہرتی۔ جو قادر حکیم کے کلام پر خود نقص ہے۔ دوسرا یہ کلام علام الغیوب تہا کا لازم نہ مانا جاتا۔ پس یہ الفاظ الہام ہی پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اول وہ رجوع کریگا۔ اور اوسکو بسبب رجوع مہلت ملے۔ اور اس کے بعد وہ ہاویہ مین گرایا جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اول اوس نے سچی شہادت کو چہپایا اور عمدا جہوٹ کو اختیار کیا تو لق اداشتہارون کے مطابق ۷ ماہ مین مر گیا سو اول اوس کے رجوع کرنے سے ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہوا اور اسکو بسبب رجوع کے موافق الفاظ الہام کے شرط کا پورا ہونے سے مہلت ملے۔ پہر عملا جہوٹ اختیار کرنے سے سزا ہو۔

اب رجوع کے سبب مہلت کیون ملی۔ سو یہ سنت اللہ ہے۔ کہ اللہ تعالے کسی کا عمل ذرہ بھر بہی ضائع نہین کرتا۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ترجمہ۔ جو ذرہ بہر بہی خوبی کرے اوسکا عوض دیکھ لیگا۔ ولا یظلمون نقیرا۔ اللہ تعالے کسی کا نقصان اتنا بہی نہین کرتا ہے جتنا کہجور کی گٹہلی کے پیٹہ پر گڑہا ہوتا ہے۔ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا اللہ تعالے کسی کا ذرہ بہر بہی نقصان نہین کرتا بلکہ اگر کسی کی خوبی ہو تو اوس کو بڑہاتا ہے۔

دوسرا حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو حسب الہام الہی ہلاکت کی پیشگوئی کی تہی۔ باوجودیکہ وہ پیشگوئی بلا شرط تہی مگر انکے رجوع پر اللہ تعالی نے اونکو صرف مہلت ہی نہین دی بلکہ عذاب کو اون کے سر سے بالکل ٹلا دیا۔ غرض اللہ تعالے بعض وعدون مین بہی کسی حکمت سے مہلت ڈال دیا کرتا ہے چہ جائیکہ وعید (وعدہ عذاب) مین جیسے وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ و اتممناہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ۔ اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور چالیس راتون مین اوسکو پورا کیا۔

اب رہی یہ بات کہ کیا ثبوت ہے کہ عبد اللہ نے رجوع کیا سو اس کا جواب یہ ہے کہ

(الف) الہام الہی سے اسکا رجوع معلوم ہوا جو حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالے نے الہام کیا۔

(ب) عبد اللہ آتہم کے افعال سے کیونکہ آتہم ایک بڑا سخت دشمن اسلام تہا جسنے بغیر اسکے کہ کوئی اہل اسلام مین سے اسکے ساتہ مقابلہ کرے قریب پچاس کتاب تردید مذہب اسلام اور حضرت سید دو عالم ... تہا جیسے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تصنیف کرکے شائع کی تہین مگر اس پیشگوئی کے ایک لفظ بہی ... حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا اوسنے شائع نہین کیا حالانکہ پہلے کی نسبت اسکو نہایت ہی خطرناک حملہ اور بے ادبی کرنیکا موقعہ ہوتا اگر دل مین رجوع نکرتا۔ اول اس لئے کہ اسلام کیطرف سے اسکا مقابلہ ہوا جب بلا مقابلہ ایسا سخت بے ادب تہا تو اسنے کیون از دست خاموشی اختیار کی۔ دوم اسلئے کہ وہ سخت دشمن اسلام تہا اب باوجود دشمنی بڑہ جانے کے اولٹا خاموش ہو گیا۔

تیسرا اسلئے کہ اسلام کیطرف سے اوس کی جان پر سخت حملہ ہوا کہ اوس کی موت کی پیشگوئی کی گئی۔

چوتہا اسلئے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوی کیا اور بذریعہ اشتہارات و رسائل شائع کر دیا کہ اسنے حق کی طرف رجوع کیا اگر رجوع نہین کیا کہ تو قسم اوٹہاوے کہ اس نے رجوع نہین کیا تو ایک ہزار روپیہ لے لے مگر اس نے جواب تک نہین دیا۔

پانچوان اگر اسنے رجوع نہین کیا تہا تو جب حضرت مرزا صاحب نے اشتہارات انعامی ایک ہزار دو ہزار تین ہزار چار ہزار۔ اور تین رسائل اسی مضمون کے شائع کئے تہے۔ کم سے کم اپنا انکار از رجوع تو شائع کر دیتا۔

چہٹا۔ جب کہ وہ دشمن اسلام تہا اور مرزا صاحب حامی اسلام اور مدعی الہام۔ پہر اس لئے بہی اسکو بنا بر تکذیب مرزا صاحب و الہام مرزا صاحب ضرور تہا کہ اپنا انکار شائع کرے حالانکہ اس نے جواب تک بہی نہین دیا۔

ساتوان۔ جبکہ مرزا صاحب کا دعوی اسکے نزدیک غلط تہا تو کسقدر جرأت کے ساتہہ اسکو در میدان نکل انکار از رجوع کو شائع کرنا ضروری تہا جو ایک لفظ بہی شائع نہین کیا۔

ضمن سوم۔ منقول تکذیب پیشگوئی کے بعد مرا ہو ہے۔ اگر منقول تکذیب سے آپکی مراد لیکہرام ہے تو اس کی موت چہہ سال کے اندر ہوئی۔ جیسے کہ پیشگوئی کے الفاظ ظاہری تہے اور اسکے گواہ مسلمان۔ عیسائی ہنود۔ خصوصا آریہ بہی ہین۔ لیکہرام عید کے اندر قتل ہوا اور کوئی غدر سرکاری تہی ... ہے کہ اسکی ہلاکت پر آریہ نے شور مچایا۔

ضمن چہارم۔ قادیان مین طاعون آگیا۔

جواب (الف) تعجب کہ آپنے اپنے کسی سوال مین بہی مرزا صاحب کی کسی تصنیف کا بہی حوالہ نہین دیا اور نہ اس سوال مین۔

(ب) مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز کسی کتاب مین بہی یہ نہین لکہا کہ مجہے الہام ہوا ہے کہ قادیان مین طاعون نہین آئیگا۔

(ج) الفاظ الہامات سے تو اسکے عکس ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قادیان مین ضرور ضرور طاعون ہوگا۔

الہام اول لولا الاکرام لہلک المقام یعنے اگر مرزا صاحب کی عزت کا پاس نہوتا تو یہان کے مخالفین باشندے اس قابل تہے کہ سارے کے سارے ہلاک کئے جاتے بسبب شامت اعمال کے۔ بلکہ ان پر ایسا سخت عذاب آتا کہ ان کے رہنے کی جگہ بہی تباہ اور ویران کی جاتی۔

الہام دوم۔ انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار۔ جو لوگ مرزا صاحب کے دار مین رہتے ہین۔ مین اون کی حفاظت کرون گا۔ ہان تکبر والے اس سے مستثنے ہین۔ اگر شہر مین طاعون ہی نہین آنا تہا تو اس الہام کی ضرورت ہی کیا تہی۔ اور اس حفاظت کے کیا معنی۔

تیسرا الہام جو اصل مین پہلا الہام ہے اور طاعون کے متعلق سب سے پہلے یہی الہام ہوا ہے۔ انہ اوی القریۃ یعنے اللہ تعالے نے اس بستی کو پناہ دی ہے۔ پیشگوئیون کا قاعدہ ہے۔

کہ انکے معنے لعید وقوع ہی ہوسکتے ۔ بخام کار جب طاعون ختم ہوجاویگا اسوقت تک اس کا انتظار کرنا چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کی مراد اس پناہ دینے سے کیا ہے ۔ انسان عالم الغیب نہین کہ خود بخود اپنے اجتہادی معنے کر کے انکی صحت پر یقین کرے کیونکہ پیشگوئیون کے الفاظ عموماً محتمل ہوتے ہین ۔ چنانچہ اسکے تفصیل سوالات صدر میں لکھی جاچکی ہے لہذا اس الفاظ الہام سے جو معانے بلحاظ حالات موجودہ اسوقت تک ہوسکتے ہین یہہ ہین ۔

اوّل اللہ تعالےٰ اس شہر کو اوس افراتفری سے بچاویگا جو اور شہرون مین بسبب طاعون لوگون کو گہرون سے نکلنے مین اور باہر سردیون بارشون مین رہنے سے واقع ہوئی ۔

دوسرا اوس تباہی سے جو اور شہرون مین بسبب طاعون کے شہر سے نکلنے نہ نکلنے اور حکم سرکار نہ ماننے سے واقع ہوئی ۔

تیسرا اوس مصیبت سے جو بعض شہرون کو منتظمین طاعون کی مخالفت اور مقابلہ کے سبب سزایاب ہونے سے ہوئی ۔

چوتہا اس تباہی سے جو بسبب ٹیکہ لگانیکے بعض شہرون مین وقوع مین آئے یہانتک کہ بعض مکانات مین ٹیکہ والے کل کے کل ہلاک ہوگئے ۔

پانچوان طاعون جارف سے بچاوے جو شہر کو ایسا آدمیون سے بسبب موت طاعون خالی کردیتا ہے جیساکہ جہاڑو دینے سے مکان خس وخاشاک سے خالی ہوجاتا ہے چنانچہ کی بستیان ایسی بہی ہین کہ جن کے کل باشندے مرگئے اور کوئی بہی باقی نہ رہا ۔ الا ماشاء اللہ ۔

چہٹا الہام عا وعہ کو ملانے سے یہہ معنے بہی ہوسکتے ہین کہ طاعون شروع ہوکر پہر ہمیشہ کے لئے موقوف ہوجاوے کیونکہ آوی کے معنے ہین کہ سختی کے بعد کسی کو پناہ دیجاوے ۔ جیسے حضرت لوط علیہ السلام نے (جبکہ اہل قریہ نے مہمانون کے معاملہ مین اون کو سخت تنگ کیا) فرمایا

او اوی الی رکن شدید ۔ ترجمہ ۔ مین کسی مضبوط رکن کی پناہ لون ۔

ساتوان چونکہ اللہ تعالےٰ قادر علام الغیوب کا کلام ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی غرض ان تمام امور سے حفاظت کی ہو اور اون حفاظتون کی بہی جو آیندہ وقتاً فوقتاً واقع ہون ۔

ضمن پنجم ۔ زلزلہ کی پیشگوئی تہی اتبک نہین آیا ۔

جواب

اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ ۔ ترجمہ اللہ تعالےٰ کا حکم آگیا اسکی جلدی نہ مانگو ۔ اللہ تعالےٰ اپنے افعال کا آپ مالک مختار ہے وہ تو بعض وقت اوقات معینہ مین بہی توقف کردیتا ہے ۔ جیسے وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ ۔ تیس رات کا وعدہ چالیس مین پورا ہوا ۔ بعض وقت بالکل ہی ٹلا دیتا ہے ۔ جیسے یونس علیہ السلام کی پیشگوئی چالیس روز کے لئے وہ بالکل موقوف ہوگئی مگر تعجب کہ اس زلزلہ کی پیشگوئی مین کوئی وقت مقرر نہین پہر اسکا پورا نہ ہونا چہ معنے دارد ۔

اگر آپ زلزلہ کی پیشگوئی کو انصاف اور غور سے پڑہتے تو آپ زلزلہ پر ضرور ایمان لاتے کیونکہ زلزلہ سے پہلے سیلاب کی پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے سے بہت سا ملک ہلاک وویران ہوا ۔ اب زلزلہ کا آنا باقی ہے وہ پیشگوئی بہی ضرور ضرور پوری ہوگی اور بعد وقوع شناخت کی جاوے گی ۔ عذاب ہمیشہ بغتۃً آیا کرتے ہین جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حتےٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃً ۔ یعنے جب مخالف لوگ خوب فرح اور غفلت مین آگئے اپنے مال اولاد دولت علم وغیرہ کے سبب ۔ تو ہم نے اچانک پکڑ لیا ۔ اور فرمایا

حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا ۔ رسول اپنی قوم کی ہدایت سے ناامید ہوگئے ۔ اور دوسری طرف قوم نے بہی تکذیب مین وہ ترقی کی کہ پیشگوئیون کی نسبت بہی کہنے لگے کہ یہ پیشگوئی بہی آخر جہوٹی ہی نکلی تو ہماری مدد آگئی ۔

(۴) **سوال** ضمن اول ۔ مرزا صاحب نے منع کیا ہے کہ ان کے مرید عام عقیدہ کے مسلمانون سے سلام علیک نہ کرین ۔

جواب ۔ یہہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے ۔ سلام تو کافر سے بہی منع نہین ۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ۔ جب اون کے ساتہہ جاہل اپنی جہالت کے ساتہہ پیش آتے ہین تو وہ سلام کہہ کر چلے جاتے ہین ۔ فاصفح عنھم وقل سلام ۔ اون سے موںہہ پہیر لے اور سلام کہدے ۔

ضمن دوم ۔ انکے پیچہے نماز پڑہنا منع ہے ۔

جواب ۔ یہہ سچ ہے اور ضرور ایسا ہونا ضروری ہے ۔

(الف) جو مرزا صاحب کو ان کے دعوے مین جہوٹا سمجہتا ہے ......

وہ انکو کافر بلکہ اکفر سمجہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ ۔ ترجمہ ۔ جو شخص اللہ تعالےٰ پر جہوٹہ بولے اور جبکہ وحی نہ ہوتی ہو وہ وحی کا دعویٰ کرے اوس سے بڑہکر کوئی کافر نہین ۔ سو مومن کا مکفر کافر ہے اسکے پیچہے نماز جائز نہین ۔

(ب) جس مسیح کی نسبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی ہے اوسکو نبی اللہ فرمایا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی نبی اللہ ہین ۔ سو نبی کا مکذب کافر ہوتا ہے ۔

ضمن ۳ ۔ پہلے فرقے بہت تہے مرزا صاحب نے اور اختلاف ڈالدیا ۔

جواب

یہہ عجب سوال ہے بلکہ اعجب تمام انبیا اور مصلحین کی ضرورتون پر پانی پہیر دینے والا سوال ہے ۔ اگر نبی اور مصلح ہر ایک کے فعل کو جائز رکہے ۔ تو فرمائیے اسکی بعثت کی کیا ضرورت ۔

بعثت مامورین تو خاص رفع فسادات وعقاید کے و اعمال باطلہ کے لئے ہوتی ہے پس اگر وہ بہی ست بچنی ہے تو اسکے آنی کا کیا فائدہ ۔ "نیز سارے لوگ ہدایت نہین پایا کرتے بلکہ بعض لوگ ۔ دنیا مین سدا اختلاف رہیگا"

دوسرا آپ سوال اول کے جوابات پر دوبارہ غور کرین ۔

تیسرا ذرا آپ ہی انصاف اور غور سے فرمائین کہ جو مصلح آوے ۔ شیعہ کے ساتہہ باوجود تبرا بازی کے ۔ خوارج کے ساتہہ باوجود بے ادبی صحابہ کے ۔ عیسائیون کے ساتہہ باوجود عاجز انسان کو خدا بنانے اور مردہ کی پرستش کرنے اور خاندان رسالت پر سخت سے سخت الفاظ بے ادبانہ نکالنے اور اسلام کی تردید کرنے کے ۔ اور اسی طرح دیگر مذاہب کے ساتہہ باوجود قسم قسم کے اختلافون کے اگر صلح کرے تو کس طرح کرے ۔

چوتہا جسکو آپ اختلاف سمجہہ رہے ہین وہ تو عین اتفاق ہے مثلاً مقلد غیر مقلد شیعہ خارجی عیسائی سکہہ ۔ آریہ ۔ ہندو ۔ جو اس جماعت مین داخل ہون گے ۔ وہ اتحاد ہوگا یا اختلاف وہ اختلاف سے نکالکر اتحاد مین داخل کرکر ایک جماعت تیار کی ہے ۔ جو اسوقت تین لاکہہ سے زاید مختلف فرقون سے نکلکر ہوچکی ہے ۔

(۵) **سوال** ۔ مرزا صاحب نے باوجود رمضان کے اثنائے لکچر مین چاء نوشی کی ...... حکم ہے اون سفرون کا جو پیدل یا ...... گہوڑے پر ہون ۔

جواب ۔ قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے سفر اور مرض کی کوئی تخصیص نہین فرمائی ۔ پہر انسان کو اختیار نہین کہ اللہ تعالےٰ کے کسی حکم عام کی تخصیص کرے ۔

(ب) اپنی طرف سے کوئی شریعت بنانا یہہ تو علامات دجّال مین سے ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریگا ۔

(ج) اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین مطلق مسافر ومریض کے لئے فرمایا ہے

فمن کان منکم مریضًا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر ۔ جو مریض یا سفر پر ہووے اتنے دن گنتی کے روزہ رکہدے سو اس سے یہہ تو معلوم ہوتا ہے کہ مسافر اور مریض کو روزہ رکہنا ہی جائز نہین ۔ کیونکہ یہ علام الغیوب یعلم السر واخفٰی کا کلام ہے اور وہ جانتا تہا کہ ریل کا زمانہ بہی آنے والا ہے بلکہ علامات زمانہ مسیح مین ریل کی پیشگوئی بہی کردی تہی باوجود علم کے اوسنے کوئی قید نہین لگائی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مریض یا مسافر روزہ اثناء سفر و مرض مین رکہے تو پہر بہی اتنے دنون کے روزے رکہدے اور وہ روزے اسکے جرمانہ مین گئے ۔

حاجی حکیم **فضل الدین از قادیان**
۲۳ ۔ جنوری ۱۹۰۶ء

وصیت (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ نورالدین احمدی ولد میان اللہ بخش صاحب مرحوم ۔ ساکن لاہور ۔ حال کلرک ڈاکخانہ ڈلہوزی کا ہون ۔ مین بقائمی ہوش وہواس وصیت کرتا ہون اور لکہہ دیتا ہون کہ میری وفات کے بعد میری کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا نوان حصہ بغرض اشاعت اسلام کمیٹی متعلقہ بہشتی مقبرہ قادیان دار الامان کے حوالہ کردیا جائے ۔ اور میرے کسی رشتہ دار یا غیر کو ہرگز ہرگز حق نہ ہوگا کہ میری اس وصیت کے خلاف کرے +

یہہ اسلئے لکہدیا جاتا ہے کہ سند رہے +

گواہ شد ۔ العبد ۔ نورالدین احمدی کلرک ڈاکخانہ ڈلہوزی
کلرک سالگرام کمپنی ڈلہوزی ۔ ۲۲ ۔ جنوری ۱۹۰۶ء
۲۲ ۔ جنوری ۱۹۰۶ء

وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور امامنا و مرشدنا

الصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مین چاہتا ہون - کہ حسب حکم آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وصیّت لکھکر پیش کرون لہذا عرض ہے - کہ

(۱) میرے پاس قریبًا پانچ گہماؤن زمین ہے مین اسکا پانچوین حصّہ کے حساب سے جو یہہ زمین ہے جسکا نمبر خسرہ ۱۰۸ نمبر بندوبست ۸۷ رقبہ ۴ کنال - ۹ مرلے - دوسرا نمبر خسرہ ۲۱۷ نمبر بندوبست ۱۹۸ رقبہ ۲ کنال دس مرلے آج سے وقف کرتا ہون - یہہ زمین موضع اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور مین واقع ہے -

(۲) مین اپنے مکان کو جو مینے یہان آکر مبلغ ایک صد روپیہ کو خریدا تہا - آج سے وقف کرتا ہون - شرط یہ ہے کہ جبتک مین زندہ رہون - اسمین رہایش رکہون اور اس عرصہ کے لئے اسکی مرمت وغیرہ مین خود اپنے خرچ سے کرواتا رہونگا - اور ۴ روپیہ ماہوار بطور کرایہ ارسال خدمت کرتا رہون گا -

(۳) میرے پاس اسوقت ۲۰ روپیہ ہین - انکا دسوان حصہ انشاءاللہ تعالے یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو پیش خدمت کرونگا -

(۴) میری تنخواہ مبلغ ۱۵ ہے - جسمین سے حسب دستور سابق مبلغ ۲ ماہوار ارسال خدمت کرتا رہون گا -

حضور دعا فرماوین - کہ خداتعالے توفیق دے کہ مین اس عہد پر قایم رہ سکون -

عرضی

میان محمد حسن ملازم دفتر میگزین قادیان دارالامان

محمد حسن احمدی بقلم خود

۲۶ - ڈسمبر ۱۹۰۵ء

گواہ شد

بقلم خود عبدالرحیم سیکنڈ کلرک دفتر میگزین قادیان دارالامان

گواہ شد

الہ داد ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان

*

وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین - والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد چونکہ زندگی کا کچھہ اعتبار نہین ہے - اسلئے مین مفصلہ ذیل وصیّت لکھہ کر اپنے لواحقون کے حوالہ کرتا ہون - کہ میری موت کے بعد اس پر عمل درآمد کرین - اسکی نقل اخبار بدر اور الحکم مین بہی شایع کی جاوے -

اول - یہہ وصیت ہے - کہ میری موت کے بعد خمس یعنی پانچوان حصّہ میرے تمام ترکہ کا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو برائے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن شریف دیا جاوے -

دوم - میری میت کو ایک صندوق مین بند کرکے بمقام قادیان بخدمت حضرت اقدس علیہ السلام یا انکے جانشین کے - برائے دفن در قبرستان موسومہ بہ بہشتی مقبرہ پہونچایا جاوے + اگر میری میّت پیشتر قبرستان کی تکمیل کے واقع ہوجاوے - تو میرے وارثون کو چاہیئے کہ میری میّت کو ایک صندوق مین امانت کرکے دفن کردیوین - اور جسوقت قادیان کا قبرستان تیار ہوجاوے - میرے صندوق کو قادیان مین پہونچایا جاوے -

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللہ الصمد جمال الدین ولد شیخ سلطان عافاہ اللہ وایدہ ساکن گوجرانوالہ - ٹریفک کنٹرولر ملتان ڈسٹرکٹ ۴ ارجنوری ۱۹۰۶ء

آریہ سماج قادیان کے سالانہ جلسہ پر سرسری نظر

قادیان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر کسیقدر ریمارک الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین کرچکا ہون - اور اب مجہے نہایت ہی مختصر طور پر دو تین امور کا ذکر کرنا ہے انمین سے ایک تو پنڈت پورنانند صاحب ایڈیٹنگ آریہ پرتی ندہی کا لیکچر ہے جو انہون نے **سودیشی تحریک** کے متعلق دیا + قادیان کی آریہ سماج کے لئے فی الحقیقت سودیشی تحریک پر لیکچر دلوانے کیواسطے یہ عمدہ موقع تہا - دیہات کے سکہہ زمیندار بہی **جلسہ** مین آئے ہوئے تہے - یہہ لوگ جس مذاق پر آتے ہین وہ تو پوشیدہ امر نہین تاہم ایک معقول حاضری مین پنڈت جی نے دیسی کہانڈ اور دوسری اشیاء کے استعمال کے لئے پرزور الفاظ مین لوگون کو توجہ دلائی - اور اسی ایک ذریعہ کو قوم اور ملک کے اودہار اور سدہار کا ذریعہ بتایا (چلو آریہ سماج کے دوسرے مقاصد سے چھٹی ہوئی - ایڈیٹر) بلکہ یہانتک بہی بیان کیا کہ اگر تم ایسا نکروگے تو نہین معلوم تم اور تمہارا ملک کس حد تک گر جائیگا - اور کہان جا گرے + اور کہا کہ دنون دن تمہاری ابتری اور غلامی کی یہی وجہ ہے - یہ لیکچر قادیان کی پبلک کے لئے بالکل نرالا تہا - اسلئے کہ سودیشی موومنٹ یہان اندر ہی اندر آریہ سماج کے چند ممبرون تک محدود تہی اور پہوڑے کی طرح پکتی تہی جو اس جلسہ پر نامور بنکر بہ نکلی - مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے - کہ بعض لوگ جو گالیان دے کر اپنا دل ٹہنڈا کرنا جانتے ہین اور اسی کو اخبار نویسی کا فخر خیال کرتے ہین - (لعنت ہے ایسے طریق پر) وہ صاف گوئی سے بیزار ہوکر مجہے کوستے ہین - اور چاہتے ہین کہ کسی طرح انکو مخاطب کیا جاوے - وہ خوب یاد رکہین کہ مین انہین صرف اتنا ہی کہونگا -

ع - آنچہ در گفتار فخر تست آن ننگ من است

اسلئے کچھہ ضرور نہین کہ ایسی بازاری تحریرون پر نوٹس لیا جاوے انکے ناز بردار خود ہی انہین پڑھکر انپر **تہوک** دین گے - جبکہ معقولیت کو چہوڑکر اس مین نری زبان درازی سے کام لیا گیا ہو -

مثلاً کہا جاتا ہے کہ آریہ ہندوٴن کے دیگر متبانِ مترود کی نسبت مسلمانون سے زیادہ پیار کرتے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہین - کیونکہ پورانک لوگ مسلمانون کے ساتہہ چہونا تک بہی پسند نہین کرتے اور آریہ انکو دیگر بہائی ہندون کی طرح چہاتی سے لگا لیتے ہین " جس صورت مین ان دو تین سطرون مین قدیم اور صلح پسند ہندوٴن کو جو **آریہ سماج** کے جدا ہو چکے ہین کوسا گیا ہے اور مسلمانون کا **دشمن** ظاہر کیا گیا ہے - تو مسلمان ایسے آریون سے کیا امید رکہہ سکتے ہین؟ مینے نہین دیکہا کہ آریون نے کوئی عملی نمونہ **مسلمانون کو چہاتی سے لگانے کا** دکہایا ہو -

بات اصل مقصد سے دور چلی جاتی ہے مین قادیانی بازاری تحریرون کی کچھہ بہی پروا نہین کرتا اسلئے کہ مین جانتا ہون انکا دائرہ اثر کہانتک وسیع ہے اور وہ کس طرز اور طریق کی ہین - انکی شوخی اور بے باکی اپنا اثر دکہائے بغیر نہ رہے گی - خلاصہ یہ کہ پنڈت پورنانند جی نے سودیشی تحریک کی چنگاری قادیان کے جلسہ آریہ سماج مین تماشا دکہانیکے لئے چہوڑ دی -

انکے لیکچر کے ذکر کے بعد دوسرا قابل ذکر واقعہ **لڑکیون** کے بہجن اور ایک استری کا لیکچر ہے قادیان کی غالبًا ایک لڑکی نے دو باہر سے آئی ہوئی لڑکیون کے ساتہہ ملکر بہجن گائے - ویدمنتر سنانے پر **ایک روپیہ انعام** ملا - یہہ لڑکیان قادیان کے پتری پاٹھ شالا کی کارگذاری اور تعلیم نسوان کے نمونے کے طور پر پیش ہوئی تہین - امرتسر سے آئی ہوئی ایک استری کا لیکچر واقعی عمدہ اور قابل تعریف تہا - اور مجہے امید ہے کہ قادیان کی پتری پاٹھ شالہ سے بہی ایسی لڑکیان نکل سکین چنانچہ ایک لڑکی کے متعلق پنڈت سومراج نے بیان کیا تہا کہ وہ بہت اچہے بہجن بنالیتی ہے گویا اس نے شاعرانہ طبیعت پائی ہے لڑکیون کے بہجنون کے بعد مشہور و معروف **سوامی** یوگندرپال صاحب کا لیکچر بہی کچھہ کم قابل ذکر نہین -

یوگندرپال جسقدر اسلام اور مسلمانون کے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے بزرگون پر حملہ کرنے کا عادی ہے وہ کوئی غیر معروف امر تو ہے ہی نہین - چنانچہ گذشتہ دو جلسون پر انکی لیکچر سننے والے جانتے ہین اور بارہا آپکی یہ خوبیان طشت ازبام ہین - اس مرتبہ اگرچہ بڑی کوشش کی گئی کہ آپ کو ایسا موقع ندیا جاوے مگر جب موقع ملا تو آپ کے لیکچر کا یہی موضوع تہا - آپ نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ کل مذاہب وید سے نکالے گئے ہین - اسکے ضمن مین **اسلامی تعلیم** کو پیش کرتے ہوئے اپنی عادت کے موافق چٹکیان لیتے رہے - اور آخر انہین اپنا لیکچر بہت جلد ختم کرنا پڑا اسلئے کہ گالیون کے لئے موقع نہ تہا - اس کسر کو پورا کرنے کی انہون نے ہرچند کوشش کی مگر اس دفعہ کامیاب نہوسکے پہر جلسہ کے بعد بہی ٹہیرے کہ شاید پہر کوئی موقع ملے مگر بدقسمتی سے نملا - کوٹ ٹوڈرمل جاکر کچھہ دل ٹہنڈا کرنا چاہا تہا مگر سنا گیا ہے کہ وہان سے بہی آپ خیروعافیت ہی سے تشریف لے آئے اور چلے گئے -

اس جلسہ کی خصوصیتون مین سے سوامی درشنانند جی گراؤ بہی ہین جنہونے ویدون کی فضیلت پر لیکچر دیا - اور فرمایا کہ ویدون کی عظمت کی اس سے بڑہ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ پہلے ہی منتر کے سات الفاظ مین پانچ **دیوتا** رکہی گئی ہین - ان دیوتاؤن کی آپ نے تصریح کی اگر مین تصریح کرون تو ناظرین ہنسنے لگین اسلئے مین ان لوگون کے لئے چہوڑ دیتا ہون جو ویددان ہین - وہ خود ہی تصریح شائع کردین - درشنانند جی نے ایک نیا **گروکل** بدایون مین کہولا ہوا ہے اور ایک اخبار **مباحثہ** جاری کیا ہوا ہے جسکی غرض مسلمانون اور عیسائیون سے مباحثہ کرنا ہے - ایسے لوگون کو بلانے کی غرض کیا ہوگی؟ میری سمجہہ مین نہین آتی - کیونکہ احقاق حق تو آدہ پانچ پانچ منٹ کی مذہبی قماربازی فائدہ نہین دے سکتی + **دہرم چرچا** کا بہی ذکر ہوجانا چاہیئے - پہلے ہی پنڈت سومراج صاحب نے کہدیا تہا کہ پانچ پانچ منٹ سے زیادہ نہین بولنا ہوگا - اور احمدی آدہ گہنٹہ - دوسرے مسلمان پندرہ منٹ ہندو ۱۵ منٹ سکہہ + ۱۵ منٹ مین آریہ سماج سے فیصلہ کرلین - **کیا خوب!** یہہ زور صداقت اور یہہ مسلمان روح مادہ کی قدامت سے باہر سوال نکرین - ہندو مورتی پوجا اور شرادہ سے باہر نہ جاوین سکہون کے لئے تخصیص نہین - اسکا جو لطف سماجی صاحبان اٹہا سکتے ہین مجہے افسوس ہے کہ مین اس سے قاصر ہون -

بس جلسہ ختم ہوا - کہا جائیگا کہ مینے مفصل نہین لکہا - اسے آریہ کے لئے چہوڑ دیا ہے ہان اتنا بے شک قابل ذکر امر ہے کہ جب **دہرم چرچا** کا اعلان کیا گیا تو بیشک پنڈت سومراج صاحب نے کہدیا تہا کہ مسلمان کہین گے - ہم نے **نیوگ** کا مسئلہ کیون بحث کیلئے نہین رکہا؟ ہم نیوگ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم بانگ آرائی چہا درقادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صر (۲) خاص معاونین سے عـ (۳) ہندوستان باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

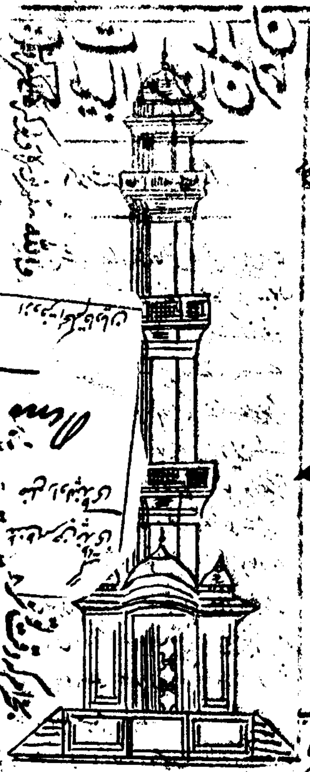

الحکم کی ماہوار رپورٹ	صفحہ اول
(۲) کلامِ طیبات	صـ۲
سفرنامہ دہلی	صفحہ ۳
حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم	صـ۳ و ۵
قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیاں	صـ۶ و ۷
...ری خبردار ہوں	صـ۷ و ۸
...م وصیت	صـ۸
...ت برائے وصیت کنندگان	صـ۹
...لم اور قومی تحریکیں	صـ۹
...لیم الاسلام قادیاں	//
(۱۱) زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس	صـ۱۰
(۱۲) عید الضحٰی آرہی ہے	//
(۱۳) متفرق مضامین	صـ۱۱
(۱۴) مدرسہ تعلیم الاسلام ٹورنمنٹ میں	صـ۱۲
(۱۵) اشتہارات	صـ۱۳ و ۱۴

نمبر ۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ذالحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

الحکم کی ماہوار رپورٹ

الحکم کے سرپرستوں اور بہی خواہوں کے لئے الحکم کی ماہوار رپورٹ کا سننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اس سے پیشتر کہ میں رپورٹ پیش کروں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ الحکم کے ناظرین اور سرپرستوں کو خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اپنے اخبار کے ساتھ خواہ کتنی ہی محبت کیوں نہ رکھتے ہوں لیکن اس محبت کا کوئی ثبوت بجز اس کے نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے پیارے الحکم کے اثر کے دائرہ کو وسیع کریں اور اسطرح پر یا تو من احدلکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ پر عمل کرنے والے ٹھہریں۔ اور نافع الناس ثابت ہوں ۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ الحکم کو مفید قوم سمجھیں اور قومی ترقی کا ذریعہ یقین کریں اور دوسرے مسلمانوں تک اسے نہ پہونچائیں۔ میں اس عذر کو قبول کرنے کیلئے طیار نہیں جو بعض آدمی کر دیتے ہیں کہ یہاں کوئی دوسرا خریدار نہیں ملسکتا۔ اسلئے کہ ڈاکٹر علم الدین ہاسپٹل اسسٹنٹ نے اپنی سعی اور ہمت سے ثابت کر دیا ہے کہ جسقدر خریدار بہی ایک بااثر آدمی چاہے ہم پہنچا سکتا ہے مطبع اور کارخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور سودیشی تحریک کیوجہ سے کاغذ کے گراں اور کمیاب ہو جانے نے اور بھی ستم ڈہایا ہے سفید کاغذ اخبار کیلئے مل نہیں سکا آیندہ حنائی کاغذ پر اخبار چھپے گا جب تک سفید کاغذ آنہ جاوے۔ ہندوستانی کاغذ کی اس کمیابی نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ کسی ولایتی کارخانہ سے اکٹھا کاغذ منگوایا جاوے لیکن اسکیلئے ضرور ہے کہ کئی ہزار کا کاغذ منگوایا جاوے اور یہاں یہ مشکلات ہیں۔ اسلئے میں نے سوچا ہے کہ اگر کم از کم الحکم کے پچاس اہل اثر سرپرست دس دس خریداروں کا بہم پہونچانا اپنے ذمہ کریں تو ایک معقوم رقم ان جدید خریداروں کی اسکتی ہے جو کسی ولایتی کارخانہ سے کاغذ منگوانے کیلئے مدد دے سکتی ہے۔ میں اس خصوصی شیخی کی ضرورت نہیں سمجھتا جو کہ بدو کریوں انتظام ہو سکتا ہے اور دوں ہو سکتا ہے روپیہ کا کام روپیہ سے ہوگا۔

اسلئے میں ڈاکٹر علم الدین صاحب کیطرح مستعد کام کرنیوالوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ انہیں اور دس دس خریدار بہم پہونچائیں میں جانتا ہوں کہ الحکم کے سرپرستوں میں پچاس کیا سو سے زیادہ ایسے بااثر اور خدا کے فضل سے اہل ہمت موجود ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو دس دس خریدار کی قیمت اپنی جیب سے دے سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ بہت جلد مجھے اس قابل کر سکیں گے کہ میں الحکم کو پیش آنیوالی مشکلات کاغذ سے خدا کے فضل سے نکال لوں۔

اس کے بعد میں ان سرپرستوں کا نام شکر گذاری سے ظاہر کرتا ہوں جنہوں نے جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں الحکم کی ترقی اشاعت میں مدد دی اور اس مد میں سب سے اول میں ڈاکٹر علم الدین صاحب کا نام پیش کرنے کیلئے بڑی دلی خوشی پاتا ہوں ڈاکٹر صاحب نے **دس** خریدار دئے ہیں اور لطف یہ کہ وہ احمدی ہی نہیں ان سب کی قیمت بھی وصول ہوگئی ہے (۲) بابو عبدالرزاق صاحب لودہانہ ایک خریدار (۳) منشی ہاشم علی صاحب سرو دل گڑھ ایک خریدار (۴) ابو عبداللہ غلام محمد سیالکوٹی ایک خریدار (۵) منشی عبدالرحیم صاحب مدرس قادیاں ۲ خریدار (۶) منشی دل محمد ڈیرہ غازیخاں ایک خریدار (۷) منشی برکت علی محرر الحکم ایک خریدار (۸) چودہری غلام سرور صاحب ڈیرہ اسمعیلخاں ایک خریدار۔ چودہری غلام سرور صاحب ایک رشید اور سعید نوجوان ہیں الحکم کے ساتھ انہیں خاص محبت ہے اور ہمیشہ اسکی توسیع اشاعت میں لگے رہتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزا (۹) بابو نورالدین صاحب ڈلہوزی دو خریدار (دو خریدار پہلے بھی دے چکے ہیں) (۱۰) میاں فضل الہی صاحب جہلم ایک خریدار (۱۱) سید عبدالواحد صاحب (بنگال) دو خریدار (۱۲) منشی محمد صدیق صاحب مانا چھے ایک خریدار (۱۳) منشی محمد سلیمان صاحب رائے کوٹ ایک خریدار (۱۴) منشی نواب خانصاحب گوجرانوالہ ایک خریدار (۱۵) میاں فضل الدین صاحب ایک خریدار (۱۶) مولوی محمد دین صاحب دالوی ایک خریدار (۱۷) جناب سید محمد اشرف صاحب دفتر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم لاہور ایک خریدار سید محمد اشرف صاحب ایک مستعد اور باخبر نوجوان ہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ان کے احباب کا حلقہ بہت وسیع ہے اور ایسے کاموں میں خاص مذاق خدا تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ اگر وہ توجہ کریں تو بہت سے خریدار الحکم کیلئے بہم پہونچا سکتے ہیں اور انشاء اللہ کریں گے۔ (۱۸) سید سعید الدین صاحب ایک خریدار (۱۹) مولوی محمد فضل خاں صاحب چنگوی ایک خریدار۔

اس کے علاوہ **بیس** خریدار اپنی درخواست پر سرپرستان الحکم میں شامل ہوئے ۔ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو الحکم کا آخری نمبر خریداری ۱۶۳۲ ہے۔

یہ رپورٹ ہر طرح سے قابل اطمینان ہے۔ ازاں بعد مجھے اس ایک ہزار مفت اشاعت کے متعلق کچھ کہنا ہے جیسے دسویں جلد کے پہلے ہی نمبر میں ظاہر کیا تھا کہ اگر ہمارے سرپرست توجہ کریں تو الحکم کی ایک ہزار کاپی مفت غیر احمدیوں میں شائع کیجاوے اسپر ابھی پوری توجہ نہیں ہوئی ۔ سب سے اول منشی **مولا داد** صاحب سب انسپکٹر ریلوے نے اس کار خیر میں **حصہ** لیکر اسے شروع کیا پھر منشی عبداللہ صاحب پٹواری ۱۲ ضلع شاہ پور نے اس مد میں ایک سال کی قیمت بھیجدی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسرے احباب کو اس ضروری امر کیطرف متوجہ ہونیکی توفیق دے۔ میں امید کرتا ہوں کہ فروری میں یہ رپورٹ انشاء اللہ زیادہ قابل اطمینان ہوگی۔ اور ناظرین الحکم اپنے **فرض** کو خصوصیت سے محسوس کریں گے۔

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ دماغی حالتیں کچھ اچھی نہیں ہیں بہت ہی کم ایسے لڑکے ہوتے ہیں جن کے قویٰ اعلیٰ درجہ کے ہوں ورنہ اکثروں کو سل یا دق ہو جاتی ہے پس ایسے کمزور قویٰ کے لڑکے بہت محنت برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اور ہی فکر دامنگیر ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو ہم ایسے لڑکے طیار کرنا چاہتے ہیں جو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کریں اور وہ فارغ التحصیل ہو کر خدمتِ دین کریں مگر دوسری طرف اس قسم کے مشکلات ہیں اسلئے ضروری ہے کہ اس **سوال** پر بہت فکر کیا جاوے ہاں میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جو بچے ہمارے اس مدرسہ میں آتے ہیں اُن کا آنا بھی بے سود نہیں ہے انمیں اخلاص اور محبت پائی جاتی ہے۔ اسلئے اس موجودہ صورت اور انتظام کو بدلنا بھی مناسب نہیں ہے۔

میرے نزدیک یہ قاعدہ ہونا چاہئے تھا کہ ان بچوں کو تعطیل کے دن مولوی سید محمد حسن صاحب یا مولوی حکیم نورالدین صاحب زبانی تقریروں کے ذریعہ ان کو قرآن شریف اور علم حدیث اور مناظرہ کا ڈھنگ سکھاتے اور کم از کم دو گھنٹہ ہی اس کام کیلئے رکھے جاتے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ زبانی تعلیم ہی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور طب کی تعلیم بھی زبانی ہوتی آئی زبانی تعلیم سے طالبعلموں کو خود بھی بولنے اور کلام کرنے کا طریق آ جاتا ہے خصوصاً جبکہ معلم فصیح و بلیغ ہو۔ زبانی تعلیم سے بعض اوقات ایسے فاید ے ہوتے ہیں کہ اگر ہزار کتاب بھی تصنیف ہوتی تو وہ فایدہ نہ ہوتا۔ اسلئے اس کا **التزام** ضروری ہے تعطیل کے دن ضرور ان کو سکھایا جاوے پھر باقاعدہ ان کو قرآن شریف سنایا جاوے اسکے حقایق و معارف بیان کئے جاویں اور انکی تائید میں **احادیث** کو پیش کیا جاوے۔ عیسائی جو اعتراض اسلام پر کرتے ہیں ان کے جواب ان کو بتائے جاویں اور اس کے بالمقابل عیسائیوں کے مذہب کی حقیقت کھولکر انکو بتائی جاوے تاکہ وہ اس سے خوب واقف ہو جاویں۔ ایسا ہی دہریوں اور آریوں کے اعتراضات اور انکے جوابات سے انکو آگاہ کیا جاوے۔ اور یہ سب کچھ سلسلہ وار ہو یعنی کسی ہفتہ کچھ اور کسی ہفتہ کچھ۔ اگر یہ التزام کر لیا گیا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ بہت کچھ طیاری کریں گے۔

نری **عربی** زبان کی واقفیت کچھ فایدہ نہیں پہونچا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا نہیں ہوئے تھے تو اس زبان نے عربوں کے اخلاق عادات اور مذہب پر کیا اثر ڈالا؟ اور اب شام و مصر میں کیا فایدہ پہونچایا؟ ہاں یہ سچ ہے کہ عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہوگی اور انسان قرآن کریم کے حقایق و معارف خوب سمجھ سکیگا۔ چونکہ قرآن اور احادیث عربی میں ہیں اسلئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھیگا۔ ایسی حالت میں تو پتہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا اس سے کہدیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے **لولاک لما** پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔

سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے اتنا فایدہ نہیں ہوتا ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے اسطرح پر قرآن شریف پڑھایا جاوے اور پھر حدیث اور اسیطرح پر انکو اس سلسلہ کی سچائی سے آگاہ کیا جاوے اور ایسی کتابیں طیار کیجاویں جو اس تقسیم کے ساتھ ان کیلئے مفید ہوں اگر یہ سلسلہ اسطرح پر جاری ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقاصد کا بہت بڑا مرحلہ طے ہو جاویگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ بیان کرنیوالے تقسیم اوقات کے ساتھ بیان کریں اور پھر وہ ان بچوں سے امتحان لیں **غرض** میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ تم نے سن لیا ہے اور میری اصل غرض اور منشاء کو تم نے سمجھ لیا ہے اس کے پورا کرنے کیلئے جو جو تجاویز اور پھر ان تجاویز پر جو اعتراض ہوتے ہیں وہ بھی تم نے بیان کر دیئے ہیں لیکن میں سن چکا ہوں میں مدرسہ کی موجودہ صورت کو بھی پسند کرتا ہوں اس سے نیک طبع بچے کچھ نہ کچھ اثر ضرور لے جاتے ہیں۔ اسلئے یہ نہیں چاہئے کہ **ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ**

تجربہ کے طور پر سردست ایک سال کیلئے ہی ایسا انتظام کرکے دیکھو کہ ہفتہ وار جلسوں کے ذریعہ انکو دینی ضروریات سے آگاہ کیا جاوے۔ ہاں عربی زبان کیلئے معقول انتظام ہونا چاہئے اگر اس کے لئے کچھ نہ ہوا تو پھر ہاں آش در کاسہ والی بات ہوگی گویا زبانی تو سب کچھ ہوا مگر عملی در حقیقی طور پر کچھ بھی نہ ہوا۔ اس بات کو بھی زیر نظر رکھ لو کہ اگر ان بچوں پر اور بوجھ ڈالا گیا تو وہ پاس ہونے کے خیالات میں دو طرفہ محنت نہیں کر سکیں گے۔ ایک ہی طرف کوشش کریں گے۔ اور اگر علیحدہ تعلیم ہوگی تو اس کیلئے وقت دیں ہے وہ بڑھ نہیں سکتا۔ اسلئے ایک وہی صورت ہو سکتی ہے جو زبانی تعلیم کی میں نے بتائی ہے اور ایک اور یہ صورت ہے کہ وہ بچے جو پاس اور فیل کی پروا نہ رکھیں بلکہ انکی غرض خدمت دین کیلئے طیار ہونا ہو۔ اور محض دین کے لئے تعلیم حاصل کریں۔ ایسے بچوں کیلئے خاص انتظام کر دیا جاوے مگر ان کیلئے بھی یہ ضروری امر ہے کہ علوم جدیدہ سے انہیں واقفیت ہو ایسا نہ ہو کہ اگر علوم جدیدہ کے موافق کسی نے اعتراض کر دیا تو وہ خاموش ہو جاویں اور کہدیں کہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ اسلئے موجودہ علوم سے انہیں کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے تاکہ وہ کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ اور انکی تقریر کا اثر زایل نہ ہو جاوے محض اسوجہ سے کہ وہ بچہ ہیں۔

ہاں ایک جماعت یہ ہو کہ وہ دونو علوم حاصل کر سکیں اور بجائے خود انہیں وقت کی پروا نہ ہو پھر اسمیں مشکل یہ ہوگی کہ اوستاد متعدد اور معقول نہیں غرض ہر پہلو کو سوچکر یہ انتظام کرنیکی بات ہے۔ اسلئے میں جب ان تمام امور کو مد نظر رکھکر سوچتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں اور سمجھ نہیں سکتا کہ ہمارا جو مطلب ہے وہ کیونکر پورا ہو سکتا ہے؟

اگر موجودہ صورت ہی کو قایم رہنے دیا اور کوئی انتظام نہ کیا گیا تو پھر ان ساری تقریروں سے فایدہ کیا ہوا؟ اور اگر اسپر مضامین بڑھا دیں تو اوستاد واویلا کرتے ہیں کہ وقت تھوڑا ہے۔ اور ساتھ ہی لڑکوں کی صحت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس نکتہ کو مد نظر رکھو کہ ایسے لوگ طیار ہو جاویں گے۔ اسلئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے سامنے طیار ہوں خدا تعالیٰ نے جو نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ **واصنع الفلک باعیننا** تو کشتی ہمارے سامنے بنا اسیطرح پر میں اس جماعت کو اپنے سامنے تیار کرانا چاہتا ہوں۔ فایدہ اسی سے ہوگا۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک ہفتہ ہماری صحبت میں رہے اور اسے ہماری تقریریں سننے کا موقع ملجاوے کہ وہ مشرق و مغرب کے مولوی سے بڑھ جاویگا۔ اسلئے جو کچھ ہو میرے سامنے ہو۔ آپ لوگ اسکی فکر کریں میں اس امر میں تمہارے ساتھ اتفاق رائے کرتا ہوں کہ مدرسہ کو توڑا نہ جاوے۔ انکے لئے تو تعطیل کا دن مناظرات اور دینیات کیواسطے قرار دیا جاوے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سارے کے سب مولوی ہی ہو جاویں اور نہ ایسا ہو سکتا ہے ہاں اگر انمیں سے ایک بھی نکل آوے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔ اور باقیوں کو کم از کم اپنے دین ہی کی خبر ہو جاویگی اور وہ غیر قوموں کے فتنہ میں نہ پڑ سکیں گے

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مخالف مذہب کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں بلکہ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں لیکن کیا کریں ہمارا ملک اس جراح کیطرح ہے جسکو ایک پھوڑے کو چیرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اس پر مرہم لگاتا ہے۔ بے وقوف مریض پھوڑے کے چیرنے کے وقت شور مچاتا ہے حالانکہ اگر وہ سمجھے تو اس پھوڑے کو چیرنے کی **اصل غرض** اسی کے مفید مطلب ہے کیونکہ جب وہ چیرا نہ جاویگا اور اسکی الائش دور نہ کیجاویگی وہ اپنا فساد اور بڑھائیگا۔ اور زیادہ مفر اور مہلک ہوگا۔ اسیطرح پر ہم مجبور ہیں کہ انکی غلطیاں ان پر ظاہر کریں اور صراط مستقیم ان کے سامنے پیش کریں جب تک وہ صراط مستقیم اختیار نہ کریں تو کیا بن سکتے ہیں؟

ایکطرف ایسے لوگ موجود ہیں جو خدا تعالیٰ کے وجود ہی کے منکر ہیں اور دوسری طرف ایسے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے وجود کا بظاہر اقرار کیا ہے مگر وہ مانتے ہیں کہ اس نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا گویا ذرہ ذرہ خود خدا ہے مجھے تعجب ہے کہ اسپر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشر سرشٹکرتا ہے۔ یہ کیسا سرشٹکرتا ہے کہ کچھ پیدا نہیں کر سکتا۔ ذرہ ذرہ انادی ہے اور روحیں انادی ہیں انکی خواص اور قوی انادی ہیں پھر جوڑنا جاڑنا بھی کوئی کام ہو، دہریت ایسی عقیدہ میں اور دہریوں کے عقیدہ میں ۱۹-۲۰ کا فرق ہے یہ لوگ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اسکی قدرت پر ایمان نہیں لاتے۔ ہم تو اس کو خدا سمجھتے ہیں جو **علی کل شئی قدیر** ہے

پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ یہ بیہودہ اور غلط اصول ہے کہ اسکے لئے کسی بڑی دلیل کی حاجت نہیں ہے۔ خواب کے نظارے کس نے نہیں دیکھے؟ یہانتک کہ خواب میں مردوں سے باتیں کرتا اور کھانے پینے کی چیزوں سے فایدہ اٹھاتا اب کوئی بتائے کہ وہ ہستی کہاں سے ہوتی ہے؟ کیا نیستی سے نہیں ہوتی اگر عقل ہوتی اور باپ دادا میں روحانیت کا اثر ہوتا تو ایسی باتیں نہ کرتے۔ یہ باتیں یونانیوں کے اندھے فلاسفروں سے لی ہیں۔ اور علم دین سے محض بے خبر ہیں۔ علم دین کچھ اور حواس عطا کرتا ہے جسکو فلسفی اور طبعی نہیں پہونچ سکتے۔ رؤیا میں سب امور ست ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات روحانی امور جسمانی رنگ بھی اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ میری وہ رؤیا ہے جو سرمہ چشم آریہ میں درج ہے جسمیں سیاہی کے چھینٹے گرتے پڑے تھے اور وہ کرتا اب تک موجود ہے۔ یہ عجیب در عجیب اسرار ہیں جنکا انپر ایمان نہیں وہ ایمان ہی کیا ہے؟ دین وہی ہے جو روحانیت سکھاتا ہے اور آگے قدم رکھواتا ہے۔ میں افسوس نہیں کرتا کہ ایسی بری حالت کیوں ہوئی ہے؟ جو اسوقت نظر آ رہی ہے۔ یہ سب اسلام کے کمالات کے ظہور کی خاطر ہو ادیت پرستی سے دست برداری کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم پیدا کر دی یہ لوگ اسلام کی ڈیوڑھی پر ہیں **ایک عیب کا دھکا لگیگا تو تمہارے بھائی ہو جائیں گے**

مقدمہ بلوہ

مقدمہ بلوہ کے متعلق تازہ خبر یہ ہے کہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۶ء آخری تاریخ پیشی تھی۔ ملزمان میں ایکنے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور اپنے خارج شدہ مقدمہ کی نگرانی کی جو صاحب بہادر نے منظور کر لی اور مقدمہ جناب تحصیلدار صاحب بٹالہ کے پاس بھیجدیا تاکہ موقعہ پر مزید تحقیقات ہو۔ اور ساتھ ہی مقدمہ بلوہ (جسمیں پولیس نے ملزمان کا چالان کیا ہوا ہے اور فرد لگ چکا ہے اور صفائی کے بہت سے گواہ گذر چکے ہیں) بھی منتقل کر دیا۔ اگرچہ انتقال کی درخواست ملزمان کیطرف سے غالباً نہیں گذری۔ ایسی صورت میں اس مقدمہ کا انتقال خاص طور پر تعجب سے دیکھا جاتا ہے مگر ہم سردست اسپر کوئی رائے زنی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ضرورت پڑی تو بعد میں دیکھا جائیگا۔

ضرورت۔ ضرورت

ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار و دیانتدار منشی کی ضرورت ہے کم از کم انگریزی انٹرنس پاس شدہ ہو اور کام پٹوار سے بھی واقف ہو جاوے اور غیر منقولہ یعنی اراضیات کا انتظام دوسرے

تبدیلی مطلوب ہے کمشنری ملتان کا ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب دوم میں ترقی پانیوالا ہے۔ صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ سوم سے تبدیلی کا خواہشمند ہے اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہوں تو ایڈیٹر الحکم کے ساتھ خط و کتابت کریں۔

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مطبع والوں کو حضرت کا اشتہار چھاپنے کی ممانعت کردی اور طرح طرح کی افترا پردازیوں سے کام لیکر دہلی کے کل مسلمان باشندوں مقلد غیر مقلد شیعہ و سنی وغیرہ کو ایک حضرت اقدس کی مخالفت پر کھڑا کر دیا اور مور و ملخ کا سا لشکر لیکر ایک تنہا مسافر کے مقابلہ پر مستعد ہو گئے۔ اسوقت مقلد غیر مقلد سب ایک ہو گئے اور کمیٹیاں کر کے حضرت کے اثر کو روکنے کی تجاویز سوچنے لگے۔ ہم اپنے صحیح تجربہ کے وثوق پر کہہ سکتے ہیں کہ دلی کے ملاؤں نے جو کچھ کارروائیاں کیں ان سے ہرگز انکی غرض احقاق حق کی نہیں تھی انکی کارروائیوں کی بنا ضدیت اور نفسانیت پر تھی وہ حق کو لوگوں پر کھلنے نہیں دیتے تھے وہ چاہتے نہیں تھے کہ لوگوں کو اصل بات کا پتہ لگ جائے نہیں تو کیا وجہ ہے کہ گو کہ یکطرفہ وعظوں میں تو وہ ان پڑھ اور جاہل لوگوں کو بڑے زور شور کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات قرآن شریف سے نکال نکال کر بتاتے تھے اور اپنے گھڑے معنوں سے کام لیکر اپنے دعوی کو زور شور سے ثابت کرتے تھے اور جب حضرت مباحثہ کیلئے بلاتے تھے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے سے گریز کر جانے تھے اور خواہ مخواہ بحث کی غرض سے کبھی کسی خفیف مسئلہ پر اڑ بیٹھتے تھے کبھی کوئی بہتان پیش کر دیتے تھے اور اسکی تصدیق انکے اپنے اشتہاروں سے بخوبی ہوتی رہی ہے جہاں وہ حضرت پر الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے فلاں عقیدہ کے متعلق ہم سے بحث نہیں کی۔ وہاں یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے کہ حضرت مسیح کی وفات پر بحث کرنے سے انہیں خود انکار ہے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ ان کے دل میں چور ہے ؟ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں! ہم دعوی کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اسقدر اشتہار دہلی والوں نے افترا سے بھرے ہوئے دیئے اور جھوٹے واقعات قلمبند کئے۔ مگر اس مسئلہ میں انکی کمزوری اس درجہ تک پہنچائی تھی کہ اشتہارات میں جہاں اور افترا پردازیاں انہوں نے دل بھر کے کی ہیں وہاں اس مسئلہ کی نسبت جھوٹے طور پر ہی لکھدینے کی انہیں جرات نہیں پڑی کہ ہم اس مسئلہ پر جیسا کہ حضرت اقدس پیش کرتے تھے بحث کرنے کیلئے تیار تھے اور اتنے اشتہار انہوں نے دیئے ہیں کوئی شخص ہمیں بتا دے کہ کسی دفعہ بھی انہوں نے حضرت اقدس کے اشتہار کے جواب میں صاف طور پر یہ لکھا ہو کہ ہم اس خاص امر میں بحث

خلاف بحث کرنے کے بحث کرتے ہیں وہ کیوں کرتے انہیں خوب معلوم تھا کہ اگر انہوں نے اس مسئلہ میں بحث کی تو انہیں خفت اور ندامت اٹھانی پڑیگی اور جب ایکدفعہ لوگوں کی آنکھوں سے حجاب اٹھ گیا اور حضرت اقدس کی بنا دعوی قایم ہو گئی تو پھر جوق جوق لوگ ایکطرف رجوع کریں گے وہ خوب جانتے تھے کہ جب لوگوں پر ثابت ہو گیا کہ وہ مسیح جسے انہوں نے خدا سا مان رکھا ہے جسے حی قدیر خالق اور غیب داں انہوں نے قرار دے رکھا ہے جب ایکدفعہ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ عاجز بندہ خدا کا تھا اور وہ وفات پا چکا ہے تو بڑی بھاری سد جو انہوں نے حضرت اقدس اور مسلمانوں میں اپنی چالاکی سے قایم کر رکھی ہے پاش پاش ہو جاویگی اور لوگوں کیلئے حضرت اقدس کو قبول کرنا آسان ہو گا پھر انہیں بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ حضرت خاتم الانبیار صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام اور انکی کامل مطابعت کرنیوالے یا یوں کہو کہ ان کے ظل کے لئے حضرت موسی صلوات اللہ علیہ کے ظل یعنے عاجز بندے حضرت مسیح علیہ السلام کی ہمسری کا دعوی کرنا کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے اور انہیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف علمار امتی کا نبیا بنی اسرائیل کی حقیقت کھل جائیگی تعجب تو اسی بات کا ہے اور لوگوں کی عقلوں پر پردہ تو اسی بات نے ڈال رکھا ہے کہ اس مسیح کا جو مردے زندہ کیا کرتا تھا پرندے پیدا کیا کرتا تھا جو ابتک آسمانوں پر زندہ ہے یا یوں کہو کہ جو خامسہ خدا کا شریک انہوں نے مان رکھا ہے جو نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد پرند وغیرہ بنانے میں خدا کا ہاتھ بٹاتا تھا جو ابتک اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر بیٹھا ہوا ہے ایسے مسیح کی ہمسری کا حامی۔ ایسے مسیح کی برابری کا ایک خادم ختم المرسلین ایک امتی دعوی کرتا ہے ؟ اور جب یہ فاسد اعتقادات ان کے ذہن سے دور ہو جائینگے تو پھر انہیں اس مسیح کے ماننے میں جو اسی طاقت اور خاصیت کے ساتھ اسی قسم کے زمانہ میں اسی قسم کے نبی کے ظل کے طور پر آیا ہے چنداں تامل نہیں رہیگا اور مولویوں کے اس الزام کی جو وہ حضرت اقدس پر لگاتے ہیں کہ وہ خدا کی قدرت کے قایل نہیں اور کہتے ہیں کہ انسان خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا نہیں جا سکتا اور خدا کی قدرت سے بعید ہے کہ انسان کو آسمان پر اسقدر عرصہ دراز تک اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ رکھے حقیقت کھل جائیگی پھر انہیں معلوم ہو جائیگا کہ خدا کی وسیع قدرت کے حضرت اقدس قایل ہیں یا یہ ملا۔ پھر وہ مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ خدا کی قدرت کی شان اسبات میں پائی جاتی ہے

کہ ایک بندہ کو دوبارہ بھیجنے کیلئے ہزاروں سال زندہ رکھ چھوڑے یا اس بات میں اسکی قدرت کی شان بلند پائی جاتی ہے کہ ایسے ایسے بندے ہزاروں پیدا کر دے اور چاہے تو ساری زمین ایسے ہی آدمیوں سے بھر دے پھر انپر واضح ہو جائیگا کہ ان کے ملاہی دراصل خدا کی قدرت کی وسعت کے قایل نہیں انکی کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالی مسیح کے برابر دوسرا انسان پیدا نہیں کر سکتا اور اپنے وعدہ کے پورا کرنے کیلئے جو اس نے مسیح کو دوبارہ دنیا میں بھیجنے کے متعلق کیا ہوا ہے اسی مسیح کو زندہ اپنے پاس اسی جسم خاکی کے ساتھ رکھ چھوڑا ہے اور درحقیقت انکے ملاہی ان لوگوں کا سا اعتقاد رکھتے ہیں جن کے جواب میں اللہ تعالی نے افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید فرمایا ہے۔ ورنہ حضرت اقدس مرزا صاحب اس خدا کے قایل ہیں جسکی قدرت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں۔ وہو علی کل شی قدیر حضرت اقدس سے بڑھکر اور پھر ان کے ماننے والوں سے بڑھکر آج خدا تعالی کی وسیع قدرت کا کون قایل ہو سکتا ہے جس نے آج انکی آنکھوں کے سامنے ایک دہقان کو ایک حارث کو ایک زمیندار کو ایک ایسی سرزمین سے جہاں نہ کوئی لائبریری ہے نہ درس ہے۔ نہ علم کا شوق ہے نہ تعلیم کا ذوق ہے بلکہ ان ساری باتوں سے کسی بات کا نام و نشان تک نہیں اٹھایا اور اسے وہ علم بخشا کہ آجکل کے بڑے بڑے دستار فضیلت باندھنے والے جنکی عمریں تعلیم و تعلم میں ہی صرف ہوئیں اسکی مقابلہ سے عاجز آگئے اسے وہ باتیں سوجھائیں کہ ملا مولوی ٹکریں مارنے پھرتے ہیں اور انہیں سمجھ نہیں آتی اور اس پر ایسا فضل کیا کہ علم آدم الاسمآء کلہا کے واقعہ کو پھر ایکدفعہ تازہ کر کے دکھایا بیشک یہ سچائی ظاہر ہو جاتی کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اس خدا پر ایمان لائے ہیں جسکی وسعت قدرت کی کوئی حد نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسپر چاہتا ہے فضل کرتا ہے۔ پھر ملانوں کی اس طعن کہ "مرزا ایک معلم شخص ہے وہ کیونکر مسیح موعود ہو سکتا ہے" کی بھی اصلیت معلوم ہو جاتی۔ مولویوں کا یہ گھمنڈ ٹوٹ جاتا کہ قرآن کی تفسیر کرنا ان کا ہی حق ہے جو کچھ وہ سمجھتے ہیں وہی ٹھیک ہے اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ معانی ہمیں کیوں نہیں کھلتے" انہیں معلوم ہو جاتا کہ اس قسم کے اعتراضات اللہ کی جناب میں گستاخی

کرنا ہے اور خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کے مکالمہ کا مصداق بنتا ہے۔

غرض دہلی کے ملانوں کی خوب ہی قلعی کھلی اگر وہ حضرت اقدس کے ساتھ مسئلہ وفات حیات مسیح پر بحث کرتے اور یہی فکر تھی جو انہیں اس امر پر بحث کرنے سے منع کرتی تھی ان کے پاس اگر صداقت ہوتی اور اگر انہیں اپنے دعوی کی سچائی پر پورا وثوق ہوتا تو وہ خلط مبحث کیوں کرتے اور کیوں حق کو چھپاتے اور اوسے ظاہر ہونے سے روکتے پہلے پہل حضرت اقدس کے ۲۲ اکتوبر کے اشتہار پر مولوی عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی نے جن کے مقدمات امام فن مناظرہ مولوی ابوالمنصور صاحب کے ساتھ ہوتے رہے ہیں اور جن مقدمات کا خاکہ اخبارات میں بھی کچھ دن اڑتا رہا ہے حضرت اقدس کے ساتھ مباحثہ کی ٹھانی اور کچھ خط و کتابت کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے آپ کو عدیم الفرصت اور گوشہ گزین قرار دیکر مباحثہ سے کنارہ کشی اختیار کی اب حضرت کا روئے سخن مولوی سید نذیر حسین صاحب کیطرف ہوا جنہیں انکے شاگرد ہمیشہ شیخ الکل کے لقب سے ملقب کرتے ہیں واقعی یہ نہایت عمدہ بات تھی کہ میاں صاحب کے ساتھ اس مسئلہ کا تصفیہ کیا جاتا کیونکہ ان کے ساتھ جو کچھ فیصلہ ہوتا اسکا اثر دور دور تک پہنچ سکتا تھا اور دلی کے ملانوں کو بقول ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں چون وچرا کی گنجایش نہ رہتی اور حضرت اقدس بھی میاں صاحب کے ساتھ مباحثہ کرنے میں ہی فایدہ اور بہتری ملحوظ رکھتے تھے کہ اس سے بہت سے علما پر خصوصاً انپر جو میاں صاحب کے شاگرد ہیں اور جنمیں شیخ بٹالوی اور عبدالمجید واعظ وغیرہ سب شامل ہیں اثر پڑیگا اور فرداً فرداً کچھ بحث کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اسی بنا پر حضرت اقدس نے ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار بعنوان "اشتہار بمقابل مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ المحدثین" شایع کیا اور اسمیں میاں صاحب کو مباحثہ کیلئے طلب کیا اور صاف لکھدیا کہ "بحث میں امر تنقیح طلب یہ ہوگا کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جسکو انجیل ملی تھی ابتک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانہ میں آئیگا یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اسکے نام پر کوئی دوسرا اسی امت میں سے آئیگا اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہی مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوے سے خود دست بردار ہو جائیگا ورنہ بحالت ثانی بعد اس اقرار کے لکھانے کے کہ درحقیقت اسی امت میں سے

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم - (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ - اور اوس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

۲ - دوسرا واقعہ قریب یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رات کو قریباً دس بجے مولوی صاحب کو دیکھنے گیا - اسوقت ان کو سخت ضعف تھا - قریباً غشی کی صورت تھی - کئی روز سے پیچش تھی - کچھہ کھایا نہ تھا نبض بہت کمزور اور بے معلوم تھی - مینے اسوقت حضرت اقدس کی خدمت مین کہلا بھیجا فوراً تشریف لائے سب کیفیت عرض کی - اسیوقت دعا مین مصروف ہوگئے دوا بھی دی - ابھی دوا اندر نہ گئی تھی - کہ مین نے نبض پر ہاتھہ رکھا - نبض فوراً طاقتور ہوگئی اور ہوش مین آگئے یعنی دعا کے لئے ہاتھہ اٹھانے ہی کی دیر تھی - کہ اللہ تعالیٰ نے اوسی قبولیت کا شرف بخشا - اور جس خطرناک حالت مین مولوی صاحب کو چھوڑ آیا تھا - اوس کی طبیعت فوراً اصلاح پر آگئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کہ یہ ضعف ہوا ہی نہ تھا -

۳ - اپریشن کے بعد زخم کی حالت کئی روز تک خراب رہی اور انگور کا نام و نشان نظر نہ آتا تھا - حضرت نے دعا کی صبح کو رویا مین دیکھا کہ مولوی صاحب مرحوم کو حضرت اقدس نے سفید کرتا پہنے ہوئے دیکھا یہہ ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے یعنی پانچ روز بعد از اپریشن - اوسی روز قریب دس بجے مین جب پٹی لگانے کے لئے گیا - تو یہہ دیکھہ کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی - کہ قریباً تمام زخم پر انگور آگیا تھا - اس سے پہلے روز انگور کا نام و نشان نہ تھا - اور سڑا ہوا مواد اوس کے اندر سے نکلتا تھا یہ بالکل عجوبہ اور خارق عادت بات تھی - کہ اتنے بڑے زخم پر جو اسوقت قریب ۸ - انچ لمبا اور ۶ - انچ چوڑا تھا - ایک دن مین انگور آجائے - میرے اور ڈاکٹر رشید الدین صاحب کے خیال مین یہہ قریباً آٹھہ دس روز کا کام تھا جو ایک دن مین ظہور پذیر ہوا تھا - اور یہ دعا کا نتیجہ تھا مولوی محمد علی صاحب ایم - اے شیخ یعقوب علی صاحب ودیگر احباب جو زخم کی حالت کو روز دیکھتے تھے اس حیرت انگیز تبدیلی کے شاہد ہین -

اور جو خواب حضرت اقدس نے بیان فرمائی تھی - وہ اس درمیانی صلاحیت طبیعت کی طرف اشارہ کرتی تھی - مگر اس خواب کے آخر مین حضرت صاحب نے تین بار فاتحہ پڑہی جس سے بعد مین اشارہ مولوی صاحب کے حسن خاتمہ کیطرف معلوم ہوا -

۴ - ایسا ہی ۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کو یعنی جس روز کہ بڑا اپریشن کیا گیا - حضرت کو الہام ہوا - ردّ بلا - اس کا اور مفہوم بھی خاص حضرت اقدس کی ذات کے متعلق ہوگا - جو خدا انشاء اللہ بعد مین ظاہر کریگا - مگر اس الہام کو مولوی صاحب کی طرف منسوب کیا جاوے تو اس مین اس کاربنکل کی صحت کیطرف اشارہ تھا - جو بعد مین اچھا ہوگیا تھا - اور یہ ایک بلا تھی - جو خدا کے فضل سے بالکل رد ہوگئی تھی - اسمین کچھہ شک نہین کہ موت ہر ایک کے لئے مقدر ہے - اس سے کوئی شخص باہر نہین - وہ دوسرے رنگ مین آگئی - مگر اصل مرض جسکا سب کو خیال تھا وہ دور ہوگئی -

۵ - مولوی صاحب کو اس دوران مرض مین بڑا سخت پیچش کا دورہ ہوا - جو کئی روز تک رہا - کچھہ کھا پی نہ سکتے تھے - کوئی دوائی کارگر نہ ہوتی تھی - خون اور پیپ پاخانہ کے ساتھہ آتا تھا - اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی یہ رائے تھی کہ انتڑیوں مین زخم ہوگئے تہے اور دوائیون سے انکی طبیعت اسقدر متنفر ہوگئی تھی کہ پینے سے انکار کرتے تہے - آخرکار حضرت اقدس کی دعا سے اس سے بکلّی نجات ہوگئی تھی کہ پھر آخیر وقت تک تندرستوں کیطرح سے پاخانہ آتا رہا -

۶ - پیشاب کی وہ کثرت تھی کہ اوسے دیکھکر ڈر لگتا تھا دو بڑے بڑے برتن ایک رات دن مین بہرتے تھے - قریباً ۱۴ - ۱۵ سیر پختہ پیشاب ۲۴ - گھنٹہ مین آتا تھا - جس سے بہت خطرہ تھا مگر سرد مزاجی کی اور یہ ذیابیطس کی گنجیوں کوئی معتد بہ فائدہ نہ ہوتا تھا - مگر حضرت کی دعا اور توجہ سے - اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے پیشاب کی مقدار بہت کم ہوگئی - یہانتک کہ مشکل سے ایک دو دفعہ انکو پیشاب آتا تھا - اور پیشاب کی مقدار قریباً دس حصہ کم ہوگئی تھی اور بہت سے حالات ہین کہ بعض تکلیف دہ عوارض کو اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا اور توجہ سے دور کیا - اور اپنی رحمت اور فضل کا اظہار اس مسیح موعود کے طفیل کیا - اور بعض دفعہ ایک کرب اور اضطراب کیحالت کو ایک سکون اور راحت کی حالت مین بدل دیا - اور یہ اتنے امور ہین کہ بلحاظ اختصار کے مین ان کا ذکر نہین کرتا - مگر اس مین کچھہ شک نہین - کہ پاس رہنے والون نے خدا کے فضل سے ان علالت کے ایام مین بہت سے نشان اس مسیح کے ہاتھہ سے دیکھے جن سے انکا ازدیاد ایمان ہوا - ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان - ان امنوا بربکم - فامنا ربنا فاکتبنا مع الشاھدین -

مولوی صاحب کی علالت مین حضرت اقدس مرزا صاحب کا سلوک

جس روز سے کہ مولوی صاحب علیل ہوئے اس گھڑی تک کہ انہون نے اس جہان سے اپنے تعلقات کا انقطاع کیا - مجھے مولوی صاحب مرحوم ومغفور کی خدمت مین رہ کر سعادت حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے موقعہ دیا - اور چونکہ حضرت اقدس اپنے خاص کرم اور مہربانی سے مولوی صاحب مرحوم کے متعلق ہر ایک علاج مین اور ان کے کھانے پینے کی ہر ایک چیز کے متعلق خاکسار سے مشورہ لیتے تہے - اور مولوی صاحب کی طبیعت بعض اوقات رات کو بگڑ جاتی تھی - اس لئے مجھے اس وقت حضرت صاحب کیخدمت مین اطلاع دینے کیضرورت ہوتی تھی - اور دن مین بھی کئی دفعہ ایسا موقع ہوا - کہ جب مولوی محمد علی صاحب یا ایک دو اور احباب کے سوائے کوئی نہ ہوتا تھا - حضرت اقدس کو مولوی صاحب کی بیماری مین جو تبدیلیان ہوتی تہین ان کو اس سے اطلاع دیجاتی تھی ہر ایک دفعہ جب ہم اطلاع دیتے - حضرت اقدس خود تشریف لاتے - اور حال دریافت کرتے - اور بعض اوقات خود بخود تشریف لاتے - اور مولوی صاحب کا حال معلوم کرتے - اس لئے خاکسار کو خدا کے فضل سے مولوی صاحب کی اس علالت مین حضرت اقدس کے اخلاق اور ان کی محبت - اور ایثار جو ان کو اپنے خدام کے لئے ہے اسکے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے - بعض اوقات ہم نے حضرت اقدس کو سخت کرب اور گھبراہٹ اور ابتلاء کی گھڑیون مین مولوی صاحب کی نازک حالت کی اطلاع دی - جبکہ ایسا معلوم ہوتا تھا - کہ ہمارا وہ پیارا رفیق جس نے اپنی ہر ایک خواہش پر اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خدمت دین کو مقدم کیا ہوا تھا اور ہمارا وہ حبیب جس نے کہ اپنے وجود کے ایک ایک ذرہ کو امام معصوم اور ہادی برحق کی راہ مین ایک بار نہین بلکہ صد ہزار بار نثار کیا ہوا تھا - اور جو اپنے دل سے ہر ایک دوست کا قدر دان تھا - جس کو کہ وہ دیکھتا کہ اسے اعلائے کلمۃ اللہ واشاعت دین کے لئے ادنیٰ سا بھی جوش ہے اسوقت ہم دیکھتے تہے - کہ وہ نوجوان جو اپنے شہر کا اور اپنے ملک کا اور اپنی قوم کا اور اسلام کا فخر تھا - کہ اس کی کشتی عمر ایسی سخت بیماری کے طوفانی تلاطم مین پڑی ہے - اصل مین یہ وقت ہوتا ہے - کسی کی سچی محبت اور اخلاص کو پرکھنے کا - نیز اس بات کا کہ اسے خدا تعالیٰ کی قوت پر کیسا ایمان ہے - اور اسکا تعلق خدا کے ساتھہ کیسا ہے کیونکہ ایسی نازک حالتون مین خصوصاً جبکہ معالج ڈاکٹر اور طبیب بھی یاس کے عالم مین ہون - سوائے ایسے لوگون کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھہ سے صاف کیا ہو - کوئی ثابت قدم نہین رہ سکتا اور حضرت اقدس نے مولوی صاحب کی بیماری مین جو اپنی کمال محبت اور ایثار کا اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور توکل کا نمونہ دکھایا - وہ ایک اہل بصیرت کے لئے کافی ثبوت ہے حضرت اقدس کے سچا نبی اللہ ہونے کا اور خدا تعالیٰ کے ساتھہ ان کا سچا تعلق ہونیکا اور اس بات کا کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ آج امت مین دیکھنا چاہے - تو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بڑھکر اور کوئی نہین - چاہے کوئی تمام دنیا مین ڈھونڈے اور مین بعض اوقات کو پیش کرتا ہون - اگرچہ جو کچھہ کہ مینے حضرت اقدس ع کے کمال اخلاق اور محبت اور مہربانی کا نمونہ اپنی آنکھون سے دیکھا ہے - میرے پاس وہ الفاظ نہین کہ مین بیان کرسکون اور حضرت اقدس نے اپنے ایک عزیز مخلص دوست کو بے آرامی مین پاکر جو اپنے نفس پر باوجود اس قدر ضعف اور بڑھاپے اور کمزوری کے ہر ایک قسم کا آرام حرام کردیا تھا اور ان کو اس عزیز کے لئے جو تڑپ اور دلی توجہ اور اضطراب تھا - مین نہین جانتا کہ مین اس کو کسطرح سے بیان کرون اور کن الفاظ مین ظاہر کرون - البتہ ہمارے دلون پر اس کا ایک نقشہ ہے - اور ہماری روح اور ایمان کو اس سے ایک تروتازگی پہنچی ہے - جو خدا کے فضل سے قیامت تک مٹنے والی نہین - اور اگر آپ دل دلون پر نظر ڈالکر حقائق معلوم کرسکتا ہے - تو ہم حاضر ہین - اگر باور نہ ہو - تو ہمارا سینہ چاک کرکے دیکھہ لے - ماسوا اس کے حضرت اقدس کو خدا تعالیٰ کی جناب مین تضرع اور نیاز اور خشوع وخضوع نہایت درجہ کا تھا دن اور رات مین حضرت صاحب کا بہت کم حصہ ایسا گذرتا ہوگا - جو حضرت احدیت کے حضور مین دعا سے خالی ہو - اور بعض دفعہ کئی کئی گھنٹے دعا مین مصروف رہتے اور سجدہ سے سر نہ اٹھاتے - مین نہین جانتا - کہ یہ نقشہ مین کس طرح سے پبلک کے سامنے پیش کرون کہ وہ حضرت اقدس کے حقیقی تبتل الی اللہ اور ان کے خدا تعالیٰ کے ساتھہ تعلقات کو سمجھہ سکین - اس مین شک نہین - کہ جیسے کہ آسمانی عالم کے ایک دربار کے اسرار اور حقائق قدرت کو دیکھنے کے لئے ایک دوربین یا خوردبین کی ضرورت ہوتی ہے - اور اسکے سوائے ہماری آنکھین بے کار ہین - ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے اسرار قدرت کو دیکھنے کے لئے جو کہ ایک وراء الورا ہستی ہے - یہ آنکھین بے کار ہین - جبتک کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک دوربین آنکھہ عطا نہ ہو - ایسے ہی جو لوگ خدا کیطرف سے مامور ہوکر آتے ہین ان کی معرفت کا بھی حاصل کرنا خدا کے فضل کے سوائے ناممکن ہے ہر زمانہ مین ہر ایک رسول اور مجدد کے وقت مین لوگون نے اپنی عدم معرفت کے سبب ٹھوکر کھائی ہے - اور قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے - کہ قدیم سے یہی سنت اللہ ہے - اسلئے مین دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ اس امت محمدیہ کو پہلون کے نمونہ سے سبق حاصل کرنے کی توفیق دے - تاکہ وہ اس امام برحق کی مخالفت سے خدا کے عذاب کے نیچے نہ آوین - آمین ثم آمین -

اور وہ مستہزئین مین سے نہ بنین - اور خدا کے خوف اور خشیت کو اپنے دلون مین جگہ دین - آمین -

(۱) سامان جو مہیا کیا گیا - جن لوگون نے قادیان دیکھا ہے وہ جانتے ہین کہ یہ ایک چھوٹا سا گاؤن ہے جسکی آبادی قریباً چار پانچ ہزار ہے - وہان پر معمولی ضروریات

کا مہیا ہونا بھی مشکل ہے۔ چہ جائیکہ ایسے سخت بیمار کے لئے ہر ایک ضروری چیز بہم پہنچ سکے۔ مگر حضرت اقدس مرزا صاحب نے اس عزیز بیمار کی بیمارداری میں کوئی دقیقہ کوشش کا فروگذاشت نہ کیا۔ مولوی صاحب جس چیز کے کھانے کی خواہش ظاہر کرتے۔ حضرت اقدس فوراً آدمی بھیجکر لاہور یا امرتسر سے منگوا دیتے یا اگر یہ خاکسار یا خلیفہ صاحب یا مولوی نورالدین صاحب کسی دوائی یا خاص غذا کے لئے عرض کرتے یا خود حضرت اقدس ان کے لئے کوئی چیز تجویز کرتے تو فوراً امرتسر یا لاہور سے منگوا لیتے۔

مولوی صاحب کیلئے انگور سردے۔ انار وغیرہ ہر ایک قسم کا پھل ہر وقت موجود رہتا۔ مولوی صاحب کو صحت میں بھی ہمیشہ ٹھنڈے پانی سے بڑی محبت رہی ہے۔ یہانتک کہ موسم سرما میں بھی چھت کے اوپر پانی رکھوا چھوڑتے تھے۔ اور وہی یخ کی طرح کا پانی جاڑوں میں پیتے تھے۔

اس بیماری میں چونکہ شروع سے ہی تپ کی شکایت ساتھ ساتھ رہی۔ بعض اوقات حرارت زیادہ ہوجاتی تھی۔ مولوی صاحب کو برف کی بہت ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ اسلئے حضرت اقدس نے ان کے لئے یہ التزام کیا ہوا تھا۔ کہ اکٹھی دو تین من برف منگوا لیتے۔ اور پھر جب وہ قریب ختم کے ہوتی۔ تو اور آدمی لاہور یا امرتسر بھیجکر اتنی ہی برف منگواتے۔ اور اس ذخیرہ کو کم نہ ہونے دیتے۔ جس وقت کہ مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ ایک من کے قریب برف موجود تھی۔ اور مولوی یار محمد صاحب اور برف لانے کے لئے حضرت کے حکم سے لاہور جانیکو طیار تھے کہ یہ حادثہ ہو گیا۔ مولوی صاحب کو چونکہ بہت ضعف ہو گیا تھا۔ کوئی بوجھل غذا ہضم نہ کرسکتے تھے۔ سلئے ایک مہینہ سے زائد عرصہ سے رات کیلئے حضرت اقدس تین چار مرغ کی یخنی ہر روز تیار کروالتے اور بکرے کے گوشت کا چنگ سوپ اس سے علاوہ اکثر تیار کروا دیتے۔ بعد میں حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی گئی۔ کہ یہ یخنی وغیرہ جو دیجاتی ہے۔ اسمیں مقدار بہت ہوتی ہے۔ مگر اصل طاقت کا جزو کم ہوتا ہے۔ انگلینڈ سے تیار ہوکر ایک قسم کا گوشت کا ست آتا ہے۔ (ت اسینس صاحب برانڈ بیف جوس)

وہ مدت تک مولوی صاحب مرحوم کو دیا گیا۔ ایک شیشی جسمیں قریب دو اونس (ایک چھٹانک) کی غذا ہوتی تھی۔ تین روپیہ میں آتی ہے۔ حضرت اقدس نے بہت سی شیشیاں انکے لئے خریدیں۔ بلکہ جسوقت مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ برادرم شیخ رحمت اللہ نے تین شیشیاں اسی غذا کی مولوی صاحب کیلئے بھیجی تھیں جو خاکسار کو بھیجنے سے شیخ صاحب کو مولوی صاحب مرحوم سے خاص محبت اور اخلاص رہا ہے۔ چونکہ پہلی شیشیاں اس غذا کی قریب اختتام کے تھیں میں نے شیخ صاحب کو لکھا تھا۔ کہ جلدی بھیجدیں انہوں نے فوراً ہی اس کی تعمیل کی۔ اور اس رفیق کی رفاقت اور آخری خدمت میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ انکو جزا خیر دے۔ آمین۔

۲۔ **علاج** مولوی صاحب کے علاج کے لئے دو اسسٹنٹ سرجن یعنی خاکسار اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب جو خدا کے فضل سے اپنے علم اور تجربہ کی رو سے یکتائے دہر ہیں ہر وقت موجود رہتے تھے۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن و اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور اور ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر سے مشورے کے لئے تشریف لائے اور مولوی صاحب کے لئے ہر ایک قسم کی دوائی اور عمل جراحی کیلئے اوزار قادیان جیسی جگہ میں بہم پہنچائے۔ یہانتک کہ ایک منگوایا تاکہ مولوی صاحب کو کلوروفارم کے سنگھانے کی ضرورت نہ رہے اور اس جگہ بے حس کرکے اپریشن کئے جاویں۔ چنانچہ بعد میں دو دفعہ کاربنکل (دونبل وغیرہ) پر اپریشن کرنے میں اس سے بہت مدد ملی۔ یہ ایسا اوزار ہے۔ کہ اکثر ہسپتالوں میں بھی موجود نہیں ہوتا۔

حضرت اقدس نے مولوی صاحب کے علاج میں کثرت سے روپیہ خرچ کیا۔ اور کوئی ایسی چیز باقی نہ رہ گئی تھی کہ جسکی نسبت خیال بھی ہوسکے۔ کہ مولوی صاحب کے علاج کیلئے مفید ہوگی اور ان کے لئے بہم نہ پہنچائی گئی ہو۔ اور مولوی صاحب کی کیسی خوش قسمتی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے ہر ایک سامان بہم پہنچایا۔ اور انکے لئے جو کوشش کیگئی کسی راجہ یا نواب کے نصیب ہو تو ہو ورنہ عام امرا کے لئے بھی اس قدر کوشش ہونی محالات سے ہے۔ اور یہ سب کچھ حضرت مسیح کی برکت ہی تھا۔ ورنہ مجھے خوب یاد ہے کہ اُن کی والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں۔ اگر ہم اپنی تمام جائداد بھی نیلام کردیں اور چاہیں کہ ہمارے بیٹے کا اسقدر ڈاکٹر اور حکیم علاج کرتے رہیں اور انکی خدمت میں دن رات حاضر رہیں تو بالکل ناممکن تھا۔ کیونکہ ایک دفعہ دو دن بھی کسی لائق ڈاکٹر کو دکھانا مشکل تھا۔ مگر مولوی صاحب نے چونکہ اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ جو سلوک کیا اس دنیا میں بھی کوئی کمی نہیں کی۔ اور انکے دلکو کسقدر ٹھنڈک پہنچی۔ اور خدا کی دستگیری اور رحمت سے ان کا دل کسقدر خوش اور پُر حلاوت تھا۔ کہ وہ خود خدا کے اس فضل پر تعجب کرتے اور بار بار کہتے تھے۔ کہ ابھی میں بیمار نہیں ہوا تھا۔ کہ دو ڈاکٹر جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی وقت میں دو مختلف سمتوں سے بھیجدیا۔ اور دو تو تین تین ماہ کی رخصت لیکر آئے۔ تاکہ ان کے علاج میں کوئی کمی نہ رہ جاوے۔ اور اس میں بھی ایک بڑا بھاری نشان تھا۔ ورنہ ضرورت پر یکایک رخصت ملنی اور اتنی لمبی رخصت ملنی محال بلکہ ناممکن ہوتی ہے اور میرا ارادہ کسی پہاڑ پر جانے کا تھا۔ مولوی صاحب نے خود مجھے قادیان میں بلایا۔ انکا وہ خط میں دوسرے موقعہ پر درج کرونگا۔ گویا یہ ایک منجانب اللہ تحریک تھی جس روز میں قادیان پہنچا۔ وہی دن ان کی بیماری کے آغاز کے تھے۔ جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اور وہ بارہا یہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور خلیفہ صاحب کو میرے علاج کے لئے بھیجا ہے۔ ماسوا اسکے مولوی نورالدین صاحب کی موجودگی ان کیواسطے بڑی بھاری تسکین کا موجب تھی۔ یہ تو دنیاوی سامان علاج تھا جو اللہ تعالیٰ نے انکو میسر کیا اور ان کے سب معالج اُن سے خاص دلی محبت اور اخلاص رکھنے والے تھے جس سے بڑھکر بیمار کی تشفی کا موجب اور کوئی امر نہیں ہوتا۔

۳۔ حضرت اقدس کا خاص فضل

ان سب کے علاوہ ان کے لئے روحانی اور جسمانی طبیب خود حضرت مسیح موعود تھے ان یہ ایسی تسلی تھی اور ایسا خدا کا فضل تھا کہ کسی بڑے سے بڑے دنیاوی بادشاہ اور شاہنشاہ کو نصیب ہونا محالات سے ہے کیونکہ دعا کا اثر تب ہی ہوتا ہے جب خاص دلی اضطرار اور تڑپ اسکے شامل حال ہو۔ اور یہ کیفیت بغیر دلی تعلق کے پیدا نہیں ہوسکتی۔ جیسے کہ والدین کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں اکثر قبول ہوتی ہے اسی طرح سے ایک خدا کے برگزیدہ انسان کے دل میں اکثر اپنا گھر کرتا اور اس کے دل میں اپنے والدین سے بھی بڑھکر سوز و گداز پیدا کرتا۔ تب تک نہیں ہوسکتا۔ کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے رستہ میں نثار نہ کردے۔ اور خدا کے رستہ میں جان دینے تک بھی دریغ نہ کرے۔ کیونکہ یہ مامور اور خدا کے پیارے لوگ اسی شخص سے پیار اور محبت کرتے ہیں جو خدا سے دنیا اور مافیہا کی سب اشیاء سے زیادہ پیار کرے۔ اور وہی لوگ ان کی حقیقی اولاد اور بیٹوں کے زمرہ میں سمجھے جاتے ہیں جو ان کی روحانی علوم کے وارث ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قایم کرتے ہیں۔ جس کے مقابل دنیا کے اور سب تعلقات ہیچ ہیں۔ الحمد للہ کہ مولوی صاحب ایک جان نثار اور فدائی مرید کے نمونہ تھے اور ان کے سینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور صرف خدا کو راضی کرنے کیلئے انہوں نے اپنا سب گھر بار چھوڑ دیا۔ اور ان کی یہی آرزو تھی۔ کہ اس مسیح کے قدموں میں۔ اور دین کی خدمت میں جان نکلے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور اس مبارک اخلاص مند انسان نے اپنی مراد کو پایا۔ اور خدا ہی کے راستہ میں اپنی جان دی۔ اس سے بڑھکر خوشی اور حمد کا موقعہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرحوم کو (اور ہم سب کو) آقا اور مرشد اور امام ایسا دیا کہ اس محب مخلص اور مرید صادق کے اخلاص کے مقابلہ میں وہ محبوب آقا اپنی توجہ اور بذل اور احسان اور ہمدردی اور خاص دلی تعلق اور لگاؤ میں اس محب سے کسی طرح کم نہ رہا۔ حضرت اقدس نے مولوی کی خاطر اپنا ہر ایک قسم کا آرام ترک کر دیا۔

مولوی صاحب کی علالت سے دو چار روز پہلے حضرت اقدس کے سر میں چوٹ لگنے کے سبب قریب دو سیر کے خون جاچکا تھا۔ جس سے سخت درجہ کی نقاہت تھی۔ کئی روز تک مسجد تک بھی نہ جاسکے اور کئی دن کی بے خوابی تھی۔ ادھر مولوی صاحب کی علالت کیوجہ سے حضرت اقدس بہت سی راتیں نہ سوتے۔ اور ان کی بے چینی کی وہی کیفیت تھی کہ جو والدین کی اپنے عزیز سے عزیز بچہ کی سخت بیماری پر ہوتی ہے۔ بلکہ حضرت اقدس کی محبت مولوی صاحب کے والدین بھی بوجہ اپنے ضعف کے بعض وقت سو جاتے تھے۔ اور مولوی صاحب کے کرب و اضطراب کی ان کو خبر نہ ہوتی تھی۔ مگر حضرت اقدس کو مولوی صاحب کی ایسی حالت میں نیند آنی ناممکنات سے معلوم ہوتی تھی۔ حالانکہ حضور کی عمر بھی قریب ستر سال کے ہے۔ علاوہ دوران سر وغیرہ امراض کے بوجہ بہت سے خون کے نکل جانے کے آپ اور بھی بہت کمزور ہو گئے تھے۔ مگر پھر بھی اپنے آرام پر مرحوم کو آرام پہونچانا مقدم سمجھتے تھے۔ میں نے ایک دن عرض کی کہ حضور خود بہت کمزور ہیں۔ اور حضور کی طبیعت بیمار ہے رات کو کسی وقت آرام فرمالیا کریں۔ تو مجھے جواب میں فرمایا کہ یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ ایسا عزیز اور مخلص رفیق ایسی تکلیف اور کرب میں ہو۔ اور بے چین ہو۔ اور میں سو رہوں۔ مجھ سے ایسا نہیں ہوسکتا۔

۴۔ اپنی اولاد سے زیادہ عزیز

حضرت اقدس نے مولوی صاحب کیلئے یہاں تک دعا کی کہ کئی دفعہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے ایسی دعا کبھی نہیں کی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر تقدیر مبرم نہ ہوئی تو ٹل جائے گی۔

مجھے حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوئے قریباً ۱۳-۱۴ سال کا عرصہ ہوا ہے اس اثنا میں مجھے کئی دفعہ بہت عرصہ حضرت اقدس کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ہے اور بارہا میں نے حضرت اقدس کے بچوں کو بہت سخت بیماری کی حالت میں دیکھا ہے بلکہ ایک لڑکی جسکا نام امۃ النصیر تھا۔ وہ شیرخواری کی عمر میں ہی بہت سے دن سخت بیمار رہکر دو تین سال کا عرصہ ہوا ہے کہ فوت ہوگئی تھی اکثر دفعہ ان بچوں کی سخت بیماری میں حضرت اقدس اپنی اس خاص مہربانی سے جو اس عاجز پر ہے۔ خاکسار کو علاج کے لئے لاہور سے بلوالیا کرتے تھے اور بعض دفعہ میں خود قادیان موجود ہوتا تھا۔ مگر جہاں تک مجھے علم ہے میں یہ بات حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ حضرت اقدس کو کبھی بھی اسقدر تڑپ اور اضطراب اور خدا تعالیٰ کی جناب میں تضرع اور ابتہال نہیں ہوا جتنا کہ مولوی صاحب کی علالت پر ہوا۔ ایک دفعہ مجھے خوب یاد ہے کہ صاحبزادہ میاں مبارک احمد کا بخار ۱۰۷ درجہ کا ہوگیا اور اوسے تشنج شروع ہوگئی اور بیہوش ہوگیا اسوقت میں قادیان میں موجود تھا۔ اور اس پیارے بچے کے علاج میں مصروف تھا (اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر عطا فرماوے اور حضرت مسیح کا نمونہ بناوے آمین) حضرت اقدس کو اس عزیز فرزند کی یکایک کی ایسی سخت علالت سے بے شک بڑا اضطراب تھا اور اسکے لئے دعا میں مشغول تھے مگر مولوی صاحب کیلئے حضرت صاحب کے دل میں جو سوز و گداز اور تڑپ

قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

منظور کردہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام

اغراض

(۱) انجمن ہذا کی غرض اشاعت اسلام اور ان تجاویز کو سوچنا اور عمل میں لانا ہے کہ جنکے ذریعہ اشاعت اسلام ہو سکے اور ایسے افراد پیدا کرنا ہے کہ جن سے تبلیغ اسلام ہو

اراکین انجمن ہذا

(۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ایک ایسا فرد جو کسی طرح اس سلسلہ کی امداد کرتا ہو وہ اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

انجمن ہذا کی شاخیں

(۳) ہر ایک انجمن احمدیہ جو ممبران سلسلہ احمدیہ کسی جگہ قایم کریں وہ اس انجمن کی شاخیں ہونگی

انجمن کا انتظام

(۴) اس انجمن کا نظم و نسق ایک مجلس معتمدین کے ماتحت ہوگا جس کا نام مجلس معتمدین ۔ ۔ ۔ صدر انجمن احمدیہ ہوگا۔

مجلس معتمدین

(۵) مجلس معتمدین کے عہدیدار بصدر انجمن احمدیہ عہدیدار مجوزہ جا ئینگے

(۶) مجلس معتمدین کے ماتحت انتظام کرنے کیلئے بالفعل چار مجالس انتظامیہ ہونگی

(الف) مجلس اشاعت اسلام۔

(ب) مجلس کاربرداران مصالح قبرستان۔

(ج) مجلس تعلیم۔

(د) مجلس انتظام امور متفرقہ۔

نوٹ مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ حسب ضرورت و مصلحت خود ان مجالس میں سے کسی مجلس کو بجائے صرف ایک یا دو یا زیادہ منتظم مقرر کرے اور مجلسیں بنائے

اراکین مجلس معتمدین

(۷) مجلس معتمدین کے اراکین کی تعداد چودہ سے کم ہوگی اور یہ سب احمدی ہوں گے لیکن یہ ضروری ہوگا کہ ان چودہ اراکین میں سے دو ممبر ایسے ہونگے جو قران و حدیث بخوبی واقف ہوں تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں

اراکین مجلس معتمدین کا تقرر

(۸) اراکین مجلس کا تقرر حسب ضرورت جدید انتخاب یا ان کا اخراج یا تعداد اراکین میں کمی بیشی کل اعلیحضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ اپنی زندگی میں خود کریں گے۔

(۹) عالی حضرت جناب مسیح موعود علیہ السلام کے بعد یا انکی زندگی میں انکی اجازت سے کمی بیشی تعداد ممبران تقرر ممبران۔ یا اخراج۔ یا انتخاب جدید حسب ذیل ہوگا

(الف) جسقدر اراکین مجلس معتمدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مقرر ہو چکے ہیں اور وہ آخری وقت تک خارج نہیں ہوئے وہ بدستور ممبر سمجھے جائینگے۔

(ب) اراکین مجلس معتمدین لائف ممبر ہوں گے۔

(ج) جدید تقرر یا اخراج باتفاق رائے ۳/۴ ممبران موجود کے ہوگا ممبران کے ۳/۴ لینے میں جو کسر ہوگی وہ پورا ممبر گنا جائیگا

(د) ممبران کی تعداد میں کمی بیشی باتفاق رائے کل ممبران موجودہ ہوگی۔

(ہ) نئے تقرر کیوقت انتخاب سے چھ ہفتہ پہلے ہر ایک مقامی انجمن احمدیہ کو مجلس معتمدین کیطرف سے جدید تقرر کی اطلاع دیجاویگی اور وہ انجمنیں تاریخ اطلاع سے چار ہفتہ کے اندر امیدواران اپنی طرف سے تجویز کرکے اسکی اطلاع سکرٹری کو دیں گے اور سکرٹری ان کا علم پانچویں ہفتہ میں کل موجودہ اراکین مجلس معتمدین کو دیگا اور وہ چھ ہفتہ گذرنے کے بعد مقامی انجمنوں کے تجویز کردہ امیدواران میں سے حسب ضرورت انتخاب کریں گے۔

نوٹ۔ ایسے تقرر کیلئے امیدوار تجویز کرنیکا حق صرف اسی مقامی انجمن احمدیہ کو حاصل ہوگا جسکو مجلس معتمدین پہلے سے بذریعہ سارٹیفکٹ ایسی اجازت دیگی۔

عہدیداران مجلس معتمدین

(۱۰) پریزیڈنٹ۔ ایک

جنرل سکرٹری۔ ایک

قانونی مشیر۔ ایک

نوٹ۔ ان عہدیداران کے علاوہ مجلس کو اختیار ہوگا کہ وہ ایک محاسب مقرر کرے جو کل حسابات کی وقتاً فوقتاً پڑتال کرے یہ محاسب ضروری نہیں کہ ممبران مجلس ہی سے ہو۔

فرائض عہدیداران مجلس معتمدین

(۱۱) فرائض عہدیداران حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) پریزیڈنٹ مجلس معتمدین کا ہر ایک جلسہ بصدارت پریزیڈنٹ ہوگا۔ اور اسکی غیر حاضری میں حاضر جلسہ ممبران میں سے باتفاق رائے دیگر کوئی ممبر بطور پریزیڈنٹ کام کریگا اور کل روئداد جلسہ گذشتہ ان کے دستخط سے منظور ہوگی۔

(ب) سکرٹری۔ ہر ایک قسم کی خط و کتابت سکرٹری کریگا۔ جسمیں دیگر مجالس کے سکرٹری اسے مدد دیں گے۔ جلسہ کا انعقاد۔ جلسہ کی روئداد کا لکھنا وغیرہ وغیرہ۔ اور دیگر ان تمام خدمات کا بجالانا جنکا ذکر ان قواعد میں انکی ذات کے متعلق کیا گیا ہے۔

(ج) قانونی مشیر۔ ہر ایک معاملہ قانونی میں رائے دینا۔ منتقال یا حصول جائداد یا اجارہ وغیرہ کے متعلق مسودات بنانا۔ ہر قسم کے مقدمات جو صدر انجمن احمدیہ کو کرنے ہوں ان میں پیروی کرنا یا کرانا وغیرہ۔

مجلس معتمدین کے حقوق اور فرائض

(۱۲) مجلس معتمدین کے حقوق و فرائض حسب ذیل ہونگے۔

(الف) کل جائداد جو صدر انجمن احمدیہ یا اسکی کوئی شاخ کسی اور جگہ حاصل کرے اسپر مالکانہ اختیار مجلس ہذا کا ہوگا اور جو جائداد آئندہ حاصل کیجاویگی یا فروخت یا اجارہ پر دیجاویگی وہ مجلس ہذا کیطرف سے سکرٹری مجلس کے نام پر ہوگی۔ اسی طرح آئندہ جسقدر وصیتیں یا ہبہ یا زکواۃ۔ یا مختلف مدات سلسلہ احمدیہ کی آمدنیاں ہونگی ... وہ سب مجلس معتمدین کے نام پر ہونگی۔

(ب) مجلس ہذا کا اختیار ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے امور بالا مندرجہ ضمن الف فقرہ ۱۲ کے انتظام کیلئے اس کام کو کسی ماتحت مجلس کے سپرد کرے یا اس کا کوئی اور انتظام کرے۔

(ج) مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ وہ ان فرائض کے سرانجام دینے کیلئے کام کے بڑھ جانے پر اپنے عہدیدار آنریری یا باشاہرہ رکھے۔ مشاہرہ سے کسی ممبر یا عہدیدار مجلس ہذا کی حیثیت میں فرق نہ آئیگا۔

(د) کل مقامی انجمنہائے احمدیہ کی نگرانی جہاں کہیں وہ انجمنیں ہوں مجلس ہذا کے ماتحت ہوگی۔ اور ان کے معاملات میں دخل دینے کا حق اسے حاصل ہوگا۔ مجلس ہذا کے فیصلہ جات کی کل انجمنیں پابند ہونگی۔

(ہ) صدر انجمن احمدیہ کیلئے نئے قواعد مرتب کرنا یا موجودہ قواعد متعلقہ انجمن ہذا کی ترمیم و تنسیخ اسی مجلس کے ہاتھ ہوگی۔

(و) ماتحت مجالس کے عملدرآمد کیلئے قواعد بنانا اور ان کیلئے عہدیدار تجویز کرنا۔ یا موجودہ عہدیداران کو برطرف کرنا۔

(ز) مقامی انجمنہائے احمدیہ کے مرتبہ قواعد کو منظور کرنا۔ اور ان کو انتخاب ممبران مجلس معتمدین کیلئے سفارش کرنیکا حق دینا۔

(ح) ماتحت مجلسوں کے پیش کردہ بجٹ کو منظور کرنا یا اسمیں تغیر و تبدل کرنا۔

(ط) مجلس معتمدین کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ جائداد انجمن کو بجز اغراض انجمن کسی اور غرض میں خرچ کرے لیکن وہ اس امر کی مجاز ہوگی کہ سرمایہ انجمن کی افزائش کیلئے ان اموال کو بذریعہ تجارت یا کسی اور طرح ترقی دے

قواعد عامہ متعلق مجلس معتمدین

(۱۳) اس مجلس کا اجلاس لازماً سال میں ایک دفعہ ایام تعطیلات ماہ دسمبر میں ہوگا جسمیں اراکین مجلس معتمدین کو حتی الوسع اصالتاً حاضر ہونا ہوگا۔ اسکے علاوہ حسب ضرورت سکرٹری مجلس جب چاہے اس مجلس کا انعقاد کر سکتا ہے لیکن انعقاد کی اطلاع اور اسیطرح ہر ایسے امر کی اطلاع جو آئندہ اجلاس میں پیش ہونا ہوگا سکرٹری مجلس ہذا ہر ایک ممبر کو تاریخ اجلاس سے دو ہفتہ پہلے دیگا۔ اور ممبران مجلس کا حق ہوگا کہ وہ اپنی رائے تحریر کرکے سکرٹری کے پاس انعقاد جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے بھیجدیں۔ اگر وہ خود نہ آسکیں تو یہ تحریری رائے بمنزلہ انکی ایک رائے کے سمجھی جاوے گی۔

نوٹ۔ سکرٹری مجلس معتمدین باتفاق رائے پریزیڈنٹ و باجازت حضرت مسیح موعود اشد ضرورت کیوقت انعقاد جلسہ بلا اطلاع ممبران بیرونجات کر سکتا ہے بشرطیکہ قورم پورا ہو اور ایسے جلسہ کے فیصلے اگر حضرت اقدس منظور فرما دیں تو قطعی ہونگے۔

(۱۴) بصورت اختلاف رائے۔ پریزیڈنٹ مجلس کی رائے بمنزلہ دو راؤں کے ہوگی۔

(۱۵) مجلس معتمدین کا اختیار ہوگا کہ اپنی طرف سے کوئی کارکن مجلس ضروری امور کے فیصلہ کیلئے اراکین مجلس میں سے بنا دے انکی تعداد پانچ سے کم نہوگی اور یہی تعداد مجلس معتمدین کی بطور قورم کے کام دیگی۔ ہاں اس کارکن مجلس کے فیصلے بلا منظوری مجلس معتمدین قطعی ہونگے۔

نوٹ۔ اس کارکن مجلس کے ممبر مجلس معتمدین سال بسال تجویز کریگی۔

(۱۶) مجلس معتمدین ہر سال اسقدر رقم تجویز کریگی جس سے زیادہ کوئی فنانشل سکرٹری یا امین اپنے پاس نہ رکھ سکے گا۔

دیگر قواعد متعلق صدر انجمن احمدیہ

(۱۷) صدر انجمن احمدیہ کا کل روپیہ بنک بنگال میں جمع کیا جاویگا جو سکرٹری مجلس معتمدین کے نام جمع کرائیگا۔ اور کوئی روپیہ بنک ہذا سے نکالا نہ جاویگا جبتک چیک پر صاحب پریزیڈنٹ اور سکرٹری کے علاوہ دو اور ممبروں کے دستخط نہ ہونگے۔ ان دو ممبروں کو مجلس معتمدین سال بسال آیندہ کیلئے نامزد کردیگی۔

(۱۸) ہر ایک ماتحت مجلس کے فنانشل سکرٹری یا امین کا فرض ہوگا کہ وہ ہر ایک رقم جو رقم مقرر کردہ زیر قاعدہ ۱۶ سے زائد ہو وہ جنرل سکرٹری کے پاس جمع کرا دے۔

(۱۹) جنرل سکرٹری ہر ماہ کے اخیر میں وہ روپیہ بنک بنگال میں جمع کرا دیگا جو اس کے پاس فنانشل سکرٹری یا امین زیر قاعدہ ۱۸ بھیجدیں گے البتہ اس کے پاس اسقدر رقم بطور سائر خرچ مستقل طور پر رہیگی جو مجلس معتمدین تجویز کریگی۔

(۲۰) جسقدر روپیہ مجلس معتمدین بطور بجٹ سالانہ کسی مد کا منظور کر دیگی اس سے زیادہ کوئی روپیہ سکرٹری یا پریزیڈنٹ بنک سے نکالنے کا مجاز نہ ہوگا بصورت سخت ضرورت جنرل سکرٹری

کارکن مجلس معتمدین سے اجازت تابع منظوری مجلس معتمدین حاصل کرسکتا ہے

(۲۱) انجمن کی جائداد انجمن یا کسی مجلس ماتحت کے ممبر کے ذاتی اغراض کیلئے استعمال ہونا سخت ممنوع ہوگی۔

مجلس کارپرداز ان مصالح قبرستان

(۲۲) اس مجلس کا پریزیڈنٹ سکرٹری مشیر قانونی وہی اصحاب ہونگے جو مجلس معتمدین کے پریزیڈنٹ جنرل سکرٹری۔ اور مشیر قانونی ہونگے۔ البتہ اور عہدہ داران ہونگے جنکو مجلس معتمدین ہر سال آئندہ سال کیلئے تجویز کریگی۔ لیکن فنانشل سکرٹری مجلس معتمدین کے اراکین میں سے ایک رکن ہوگا

(۲۳) مجلس معتمدین کے کل اراکین اس مجلس کے ممبر استحقاقاً ہوں گے۔ البتہ ان کے علاوہ دس کی تعداد تک اور ممبر مجلس معتمدین مقرر کرسکتی ہے جو حتی الوسع مقیم قادیان ہونگے۔ یہ تقرر سالانہ ہوگا۔

(۲۴) یہ مجلس معاملات قبرستان میں ان تمام ہدایات پر کاربند ہوگی جو رسالہ الوصیت ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء و ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے شائع ہوئی ہیں۔ ایسا ہی مجلس ان تمام قواعد اور ضوابط اور ہدایات کی پابند ہوگی جو حضرت اقدس کیطرف سے یا مجلس معتمدین کیطرف سے وقتاً فوقتاً جاری ہونگی۔

(۲۵) مجلس معتمدین کو مقبرہ بہشتی کے متعلق نئے قواعد بنانے یا گذشتہ قواعد کی ترمیم کرنیکا ہر وقت اختیار ہوگا۔

مجلس انتظام اشاعت اسلام

(۲۶) اس مجلس کے فرائض حسب ذیل ہونگے۔

(الف) ایسی تجاویز سوچنا اور عمل میں لانا جن سے اسلام کی حمایت اور اشاعت میں ایک سلسلہ تصانیف کا انگریزی اردو اور دیگر زبانوں میں جاری ہو اور انہیں غیر اسلامی بلاد اور غیر اسلامی اقوام میں قیمتاً یا مفت حسب مصلحت شائع کیا جاوے۔ ایسی تصانیف میعادی رسالوں کی ضرورت میں زیادہ تر قابل ترجیح سمجھے جاویں گے۔

(ب) تبلیغ اسلام کیلئے مختلف بلاد میں مبلغین کا بھیجنا (ایسے مبلغین لازماً سلسلہ احمدیہ کے ممبر ہونگے)

(۲۷) یہ مجلس ان قواعد و ضوابط کے ماتحت ہوگی جو مجلس معتمدین تجویز کریگی۔ ایسا ہی ہر ایک معاملہ میں مجلس ہذا مجلس معتمدین کے ماتحت ہوگی۔

مجلس انتظام تعلیم

(۲۸) یہ مجلس مجلس معتمدین کے ماتحت ایسی تجاویز سوچیگی جس سے علاوہ تعلیم مروجہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق مبلغین اسلام پیدا ہوسکیں۔

مجلس انتظام متفرقہ

(۲۹) اس مجلس کے متعلق ان امور کا انتظام ہوگا جو مجلس معتمدین ان کے سپرد کریگی۔

(غلام)

(۳۰) ہر ایک معاملہ میں صدر انجمن احمدیہ اور اس کے ماتحت مجالس اور اسکی کل شاخہا کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا۔

نوٹ۔ اگر حسب ضرورت مجلس معتمدین بجائے کسی مجلس ماتحت کے اس کے فرائض کسی ایک یا دو یا زیادہ ناظموں کے سپرد کردے تو ایسے ناظم بھی اسی مجلس کے ماتحت ہونگے۔

اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب ذیل کو مجلس معتمدین کے اراکین اور عہدیدار مقرر فرماتے ہیں۔

مجلس معتمدین

۱۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی۔ پریزیڈنٹ

۲۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ سکرٹری

۳۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب) قانونی مشیر

(اراکین)

۴۔ صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب

۵۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔

۶۔ خانصاحب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔

۷۔ سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس۔

۸۔ مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور

۹۔ میر حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ عدالت ضلع سیالکوٹ

۱۰۔ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر مالک انگلش ویرہوس لاہور

۱۱۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن [illegible]

۱۲۔ ڈاکٹر [illegible] صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۳۔ ڈاکٹر سید [illegible] صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۴۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن

المشتہر

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان [illegible]

۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء

ایک بار ضرور پڑھیں

۱۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہے وہ وی پی مطبع کے وصول کریں یا اطلاع دیں۔ کہ کب وی پی کیا جاوے۔

۲۔ اخبار دفتر سے سب خریداروں کے نام برابر وقت پر ارسال کیا جاتا ہے جس صاحب کو نہ ملے ان کو ضروری ہے کہ جس ہفتہ کا اخبار نہیں ملا اسی ہفتہ میں طلب کریں۔ ورنہ بعد میں عدم رسی اخبار کی شکایت نہیں سنی جاویگی۔ اگر کئی دفعہ پرچہ نہ پہنچے تو براہ راست اپنے ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسر کو اطلاع دیں۔

۳۔ ضروری ہے کہ خریدار خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

احمدی خبردار ہوں

صوفی عبدالرحمن حنفی المذہب قادری کون ہیں

نامبردہ کے نام سے ہمارے احمدی اور سلسلہ احمدیہ کے وہ بزرگ واقف ہونگے (گو پورے واقف نہیں) جن کے نام صراط مستقیم اور خلاصہ وید کے رسالہ وی پی پہونچے ہوں گے اور اس کے پیچیدہ اور ٹیڑھے متضاد مضامین نے سخت رنج اور درد پہونچایا ہوگا اور بہت سے بے خبروں کی ٹھوکر کا سبب ہوکر شکوک پیدا کئے ہونگے۔ میں صرف اس خیال سے نامبردہ کے اصلی حالات ظاہر کرنے کیلئے دلیں جوش پاتا ہوں کہ میں کوٹلہ کا رہنے والا ہوں اور انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ کا خادم اور سکرٹری ہوں اور مجھ سے چند احباب نے نامبردہ کے مضامین ملعونہ سے رنج اٹھاکر دریافت کیا ہے کہ یہ سلسلہ کتب فروشی انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ کیطرف سے ہے یا نہیں انہیں سے ایک ہمارے محترم بھائی مولوی اکبر شاہ خانصاحب احمدی نجیب آبادی ہیں جنہوں نے افسوس سے ظاہر کیا کہ مالیر کوٹلہ سے وی پی آیا تھا اور بغیر میرے ارشاد کے کیوں آیا۔ میں نے جواب دیا کہ جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ نے نہیں بھیجا آخر معلوم ہوا کہ یہ وی پی صراط مستقیم کا صوفی عبدالرحمن کی کوشش کا نتیجہ ہے دوسرے برادر مکرم بابو عبدالرزاق صاحب احمدی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لدھیانہ ہیں جنہوں نے وی پی وصول کیا اور صرف یہی پڑھ کر کہ ابھی مولف کو مرزا صاحب کی صداقت پر شک اور تذبذب ہے، کتابیں واپس نامبردہ کے پاس بھیجدیں قیمت کی واپسی کا حال ہے کہ زر زر گشتہ درجہاں گنج گنج۔ واپس ہوگی آہ آہ آہ!!! تیسرے ہمارے سلسلے کے سرگرم اور مخلص جناب اخویم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب احمدی ہیں جنکا محبت نامہ دردآمیز میرے پاس پہونچا اور پڑھکر سخت غم ہوا۔ وہ لکھتے ہیں۔

برادرم خانصاحب۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ آج ۲۶ جولائی ۱۹۰۵ء کو ایک کارڈ قلمی صوفی غلام احمد مقیم بر مکان نواب سکندر علیخان صاحب مالیر کوٹلہ سے میرے نام آیا ہے جسمیں وہ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرکے کہتا ہے کہ حضرت امام کی تحریروں کا خلاصہ در خلاصہ ایک مختصر سا رسالہ خلاصہ وید میں قلمبند کیا گیا ہے اور بارادہ تبلیغ جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ کی طرف سے شائع ہوتا ہے آپ کے پاس تین عدد کا وی پی آتا ہے اسکو واپس نہ کریں ابھی وہ رسالہ مجھے ملا ہے اس کی ٹائٹل کے اندرون صفحہ پر ایک نہایت گندہ اور قابل نفرین اعلان اس کے مصنف صوفی عبدالرحمن کیطرف سے لکھا ہے جسکو پڑھکر مجھے سخت افسوس ہوا آپ مجھے بواپسی اطلاع دیں کہ اصل کیا واقع ہے۔ والسلام

مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن میڈیکل شاہ پور

ان شکایتوں سے پہلے میرا اور جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ کا خیال تھا کہ یہ شخص ناتجربہ کار نوعمر جاہ طلب ناسمجھ طالبعلم ہے بیچارے کو ہمارے ذریعہ سے کیوں ابتلا آئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ان جذبات جوانی اور جوش نوعمری کے فرو ہونے کے بعد شاید صبر اور سکون عنایت کرے مگر نامبردہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں حد ادب اور انسانیت سے گذر کر ایسی حرکات کرنے لگ گیا جو شائستگی اور تہذیب سے بہت دور ہیں۔ اسپر بھی جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ نے صبر و استقلال سے درگذر ہی کیا اور نامبردہ سے نشست و برخاست و بات چیت بند کردی۔

میں یہاں ان واقعات کو نظرانداز کرتا ہوں جو نامبردہ اور احمدیہ برادران مالیر کوٹلہ کی باہمی مکالمہ و محاورہ سے خطرناک صورت میں پیش آئے۔ اگر ہمارے بھائیوں میں احمدیت کا سکون نہ ہوتا تو یہ آتش مزاج جنگ و جدل کا شعلہ بھڑکا دیتا اور اپنے بوڑھے بزرگ نیک باپ صوفی عبدالرحیم صاحب کا نام روشن کرتا اور سے

اگر از ہر دو جانب جاہلا نند۔ اگر زنجیر باشد بگسلانند

کا ثبوت ملتا۔ مگر الحمدللہ حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کی تعلیم نے امن پسندی اور صبر سے بہشتی نظارہ دکھایا اور دوزخ کی دہکتی آگ کی لپیٹ سے بچایا۔

اب جو چاروں طرف نامبردہ کی اس کارروائی سے شورش کیا ہے اصل حقیقت ظاہر کرنی پڑی وہ یہ ہے کہ ابتدا میں جب نامبردہ قادیان تعلیم الاسلام سکول سے خارج ہوکر اور ایک بے ادب اور گستاخ لڑکا ثابت ہوکر مالیر کوٹلہ آیا تو تھوڑے دنوں بعد ہمارے سلسلہ کے فخر جناب خانصاحب محمد علیخانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے ایک طولانی خط کے ذریعہ ان حضرت کے کارنامے لکھے۔ اور ہمیں ازراہ کرم مطلع کیا کہ یہ شخص احمدیت سے بہت دور ہے مگر ہم سے کہتا رہا کہ ہم تو قادیان میں حضرت صاحب کیلئے جاتے ہیں اور باقی لوگوں کے چال چلن پر ہمیں خیال نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اس فقرہ پر کھٹکا ہوا کہ یہ شخص بیہودہ گفتگو کیوں کرتا ہے۔ ایسی حالتمیں یہ ہمارے ساتھ نماز میں گاہ گاہ شریک ہوتا رہا اور مخالف جگہ کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتا رہا اور اپنے لقب حنفی المذہب کیطرح کبھی حنفیت کا رنگ ظاہر نہ کیا۔ (یہ حنفیت اور قادریت کا جامہ بھی احمدیت کے خلوت کے پورا نہ ہونے کے بعد ابھی زیب تن کیا ہے)

آخر کار نامبردہ نے مجھے ایک مسودہ دکھلایا اور چاہا کہ میں اس کو دیکھوں اور اصلاح کروں میں نے اس مسودہ کو پورا نہیں پڑھا اور الٹ پلٹ کر جستہ جستہ پڑھا میری نظر ایک فقرہ پر پڑی جس کا خلاصہ یہ ہے

کہ کسوف و خسوف بھی ہو چکا اور آنے والے مسیح و مہدی کے نشان بھی پورے ہو گئے اور مسیح موعود اسی امت میں ہونا چاہئے تھا مگر مجھے مرزا صاحب کے سچا اور جھوٹا ہونے میں شک ہے اور میں تذبذب اور سکوت میں ہوں مگا طبیعت میں انقباض پیدا ہوا اور نامبردہ سے کہا کہ یہ بات جھوٹ ہے اور تم احمدی ہو خلاف واقعہ بات کہنا مناسب نہیں اسپر خاموش ہو گیا۔ جب کتاب طبع ہو کر آئی وہ الفاظ جو میں نے کاٹے تھے موجود تھے۔ اسپر خود بخود مجھ سے کشیدہ ہوا اور کنترا تا رہا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ پھر کاوش کریں میں نے بھی بہتر مناسب نہ سمجھا کہ کچھ کہوں اس کے بعد غائبانہ لن ترانیاں کرتا رہا اور درود درد کچھ کہنے سے رکتا اور بد گفتار رہا۔ یہانتک کہ احمدیوں کے امتیازی رنگ پر اور قادیاں کے چندہ لنگر و سکول پر اعتراض کرنے لگا۔ صلح کل کی تعریف اور با مسلمان اللہ اللہ یا ہنود داں رام رام کے دل خوش کن مسایل پر تقریریں کیں اور پھر ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہونا بھی چھوڑ دیا اور بالکل علیحدگی اختیار کر لی اور ظاہر کیا کہ میں کبھی احمدی نہیں ہوا۔ اس کے بعد ایک اشتہار دیا جسمیں جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ کو بہت کچھ کہنا۔ اب یہ رسالہ خلاصہ ویدنی آب و تاب سے شائع کیا جسمیں حضرت اقدس کی شان مبارک میں لکھا کہ مرزا صاحب ایک لائق آدمی ہیں (جو انکی شان سے نہایت ہی کم درجہ کا لفظ ہے) اور ان کے مریدوں رفقامیں گندہ نمونہ پایا با ستثنا چند با خدا لوگوں کے۔

یہ ہے خلاصہ ان چال بازیوں کا جو نامبردہ نے بذریعہ ایک فرضی رفیق احمدی مقیم بڑنگان نواب سکندر علیخانصاحب کرنی شروع کی ہیں۔ حالانکہ یہاں نہ کوئی احمدی کسی نام کا ایسا ہے جو صوفی عبد الرحمن کیطرف سے انکی کتابونکی خرید و فروخت کرتا ہے اور نہ جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ کی طرف سے یہ کتابیں شایع ہوتی ہیں۔

ناظرین الحکم و بدر و برادران طریقت کی خدمت میں بنظر آگاہی التماس ہے کہ وہ اس قسم کے دہوکے وی پی وصول کرنے سے قطعاً انکار کر دیں اور ایسی کتابوں کے مولف سے دل سے بیزار ہوں جو علانیہ احمدی نہیں اور ایک شخص کو فرضی طور پر احمدی بنا کر اس کو اپنی کتابوں کے لگانے کا سفارشی بناتا ہے اور یہ چال اسلئے کرنی پڑی کہ احمدی تو ایسے تذبذب کو نفرت سے دیکھیں گے اور دیکھتے ہیں اور ادہر مخالف سلسلہ احمدیہ وفات مسیح کے مسئلہ سے ہی احمدیت کا یقین کر لیتے ہیں۔ اس تذبذب اور اضطراب میں بیچارے کو ت

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادہر کے رہے نہ ودہر کے ہو رہے۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ احمدی ہے یا نہیں ہیں صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ ایک طرف تو یہ کہتا اور دل کہتا ہے کہ آنے والا مسیح خدا کی طرف سے آ نت کا دعوے کریگا مگر مدعی امامت حضرت مرزا صاحب کی صدق و کذب کا فیصلہ کرنے میں اور باوجود نشانات ظاہر ہو جانے اور ان لیہدینا کی پیشگوئی پورا ہو جانے کے ساکت ہے۔ اور ان کی جماعت کو گندہ نمونہ کہتا ہے جن کے زیر تعلیم ہے اور راقم سے متعدد جگہ حضرت مرزا صاحب کو امام الزمان بھی کہتا جاتا ہے اور اپنے خطوط میں جماعت احمدیہ کو احباب اور بھائی سمجھکر السلام علیکم لکھتا رہا ہے جو ہمارے پاس موجود ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے ہم نیک نیتی سے تمام جماعت ہائے احمدیہ کو اس دہوکہ سے بچنے کی تحریک کرتے ہیں کہ اپنے مال خداداد کو ان لغو کتابوں کی خریداری میں خرچ نہ کریں اور انجمن احمدیہ مالیرکوٹلہ کو زیر بار احسان نہ کریں۔ اور ظاہر کرتے ہیں کہ صراط مستقیم تحفہ مالیرکوٹلہ ۱ و خلاصہ ویدی تحفہ مالیرکوٹلہ ۲ سے جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ بری اور اسکی اشاعت سے سخت متنفر ہے بلکہ جو ان کتابوں کو قادیاں میں ناواقفیت کے سبب کمیشن کے لالچ سے فروخت کرتے ہیں وہ بھی احتیاط کریں اور ایسے فائدہ کو مکروہ جانکر سچے احمدیوں کی تالیفات اور کھلے احمدیوں کی تصنیفات اور خود حضرت اقدس ؑ کے ارشادات اور کتب کے بیع و شرا سے فائدہ اٹھائیں۔ والسلام۔

خاکسار۔ محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی۔
سکرٹری انجمن احمدیہ مالیرکوٹلہ ریاست۔

یادگار کریم

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے حالات و خدمات دین سے بھرا ہوا اردو نظم (ترکیب بند) طبع ہو گیا ہے۔ اسکی خوبی بیان اور دلنشینی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کو پسندیدگی کی عزت دی اور کسا کو وہ داد دی جو شاعروں کو کسی امیر یا بادشاہ سے نہ ملی ہو گی۔ اس کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام نے کمال خورسندی سے فرمایا کہ ہمارا ارادہ لکھنے کا تھا انہوں نے ہمارے منشا کو پورا کر دیا و گنی بہ نجزا یہ ترکیب بند۔ قیمت ۲ محمد اسماعیل و عبد اللہ احمدی تاجران کتب مالیرکوٹلہ سے طلب فرما کر اسکی اشاعت میں حصہ لیں اور خاکسار کو دعائے خیر سے یاد کریں۔
خاکسار محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیرکوٹلہ

فارم وصیت

ان قواعد کے ماتحت جو اخبار ہذا کے صفحہ ۶ و ۷ پر شائع ہوئے ہیں مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو ہوا اسکی کارروائی کے حسب ذیل حصے تمام احمدی انجمنوں اور احمدی احباب کی اطلاع کیلئے شائع کئے جاتے ہیں۔

(۱) وصیت کا مسودہ حسب ذیل ہونا چاہئے۔

میں مسمی - ولد - قوم - سکنہ - تحصیل - ضلع بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ، اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ - ماہ - سنہ - حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیاں ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ مینے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا یا سن لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیاں کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیاں کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط قواعد شرایط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اسوقت حسب ذیل ہے ✱ اور جس پر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جائداد کے حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائداد جو اس وقت جسکی قیمت مبلغ ⚹ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیاں یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیاں کے سپرد کیجاوے انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اسمیں شامل رہنے دے اسکو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک تصور ہو میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میرے اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑہجاوے۔ تو اسکی مالک بھی انجمن ہے

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوا جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہو جسکا مفصل ذکر مینے فقرہ ماسبق ۴ میں وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑہے اور اگر میں قادیاں میں فوت ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہونگے۔ دار الامان قادیاں میں پہونچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کیجاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیاں شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کو متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالہ کر دونگا جسکا اعلان انجمن مذکور کیطرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جسمیں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکو ذمہ دار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جایز ضرورت شرعی سمجھیں گے

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ مینے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو مینے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قایم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جبتک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں میری لاش کہیں اور دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کہیں اور دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کرائے ہونگے یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تو اسکو واپس کرانے اور خرچ کرنیکا اختیار میری ورثا کو نہوگا۔ بلکہ انجمن کو

✱ اسجگہ جایداد کی تفصیل لکھو۔ ⚹ اس جگہ قیمت حصہ وصیت کردہ درج کرو۔

ہدایات برائے وصیت کنندگان

وصیت کنندگاں کو ذیل کی ہدایات مد نظر رکھنی چاہئیں

(۱) وصیت کنندگاں وصیت کا مسودہ اگر ضرورت ہو تو مولوی محمد علی صاحب سے طلب کریں اور اسکی نقل سادہ کاغذ پر از سر نو کریں اور جہاں جہاں جگہ چھوڑی گئی ہے وہاں حسب حالات خود خانہ پوری کریں۔ وصیت کیلئے کاغذ مضبوط لگائیں۔

(۲) جہانتک ممکن ہو۔ وصیت کی رجسٹری کرائی جاوے اور وصیت نامہ پر بطور گواہ ورثاء وصیت کنندہ کے دستخط ہوں اور ساتھ ہی شہر یا گاؤں کے دو معزز گواہ ہوں

(۳) وصیت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ اپنے دستخط یا مواہیر کے علاوہ نشان انگوٹھا ضرور لگاویں اور جو خواندہ ہیں وہ دستخط بھی کریں۔ مرد اپنے بائیں ہاتھ اور عورت دائیں ہاتھ کا انگوٹھا لگائے۔

(۴) اگر وصیت کنندہ لکھ سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے وصیت لکھنی چاہئے

(۵) وصیت پر اسٹامپ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۶) وصیت کنندہ کو اگر کوئی خاص حالات ہوں اور انمیں کسی قانونی مشورہ کی ضرورت ہو۔ تو وہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے جو انجمن کے مشیر قانونی ہیں خط وکتابت کریں۔

(۷) پنجاب میں جو مالکان اراضی ہیں۔ اور انکی راہ میں وصیت کرنیمیں کوئی دقتیں ہیں تو ان کیلئے مناسب ہے کہ وہ جسقدر جائداد کو وصیت کرنا چاہتے تھے اسے بجائے وصیت کے اپنی زندگی میں ہبہ کر دیں۔ اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثاء بازگشت کے اگر کوئی ہوں دستخط کرالیں جن سے ایسے ورثاء کی رضامندی پائی جاوے اور جائداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین کے نام کرادیں لیکن ایسی صورت میں نئی پیدا کردہ جائداد کے متعلق ایسا ہی وقتاً فوقتاً کرنا ہوگا۔

(۸) اگر مذکورہ بالا ریزولیوشن عمل میں بھی دقت ہو تو جسقدر جائداد کی وہ وصیت یا ہبہ کرنا چاہتے ہیں اسکی قیمت بازاری مقرر کرکے یا اسکو فروخت کرکے زرثمن کو یا قیمت مقرر کردہ کو مجلس کارپردازان قبرستان کے حوالہ کردیں۔ لیکن ایسی صورت میں جب وہ نئی جائداد پیدا کریں تو اس کے متعلق بھی انہیں وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہوگا

(۹) جو احباب کوئی جائداد نہیں رکھتے۔ مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں یا تو اپنی آمد کا کم ازکم ۱/۱۰ حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں۔ یہ ان کا اختیار ہے کہ جو چندہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امداد میں اسوقت دیتے ہیں۔ ان کو اس ۱/۱۰ حصہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ تو جسطرح وہ چندہ بھیج رہے ہیں وہ بھیجتے رہیں البتہ ان چندوں کو منہا کرکے جو بچے وہ بقیہ رقم فنانشل سیکرٹری مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے نام بھیجیں اور خط وکتابت اس مجلس کے سکرٹری سے کریں۔ لیکن انکو وصیت کرنی ہوگی کہ مرنے کے بعد ان کے متروکہ میں سے کم ازکم ۱/۱۰ کی مالک انجمن ہو۔

جو صاحب مزید واقفیت قانونی دربارہ وصیت یا ہبہ بتعلق مجلس کارپردازان مصالح قبرستان حاصل کرنا چاہیں وہ وصیت یا ہبہ لکھنے سے پہلے خط وکتابت خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور سے کرسکتے ہیں۔

(۱۰) کل روپیہ چندہ جو قبرستان کے متعلق ہو یا جو زیر اشتہار الوصیت صورتہائے مذکورہ بالا میں بھیجا جاوے وہ صرف اس پتہ پر آنا چاہئے۔ فنانشل سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح مقبرہ بہشتی قادیان" اور کسی شخص کے نام یا پتہ پر نہیں آنا چاہئے۔

(۱۱) وصیتیں اور ہبہ نامے بعد تکمیل کے سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے نام آنے چاہئیں۔ اور جو احباب اپنی آمدنیوں کے حصے حسب قاعدہ ۹ دینا چاہیں انکی اطلاع بنام سکرٹری اور روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مذکور آنا چاہئے۔

نوٹ۔ یہ وصیت اور ہدایات باجازت حضرت امام علیہ السلام صدر انجمن احمدیہ نے شایع کئے ہیں۔
خاکسار محمد علی از قادیان۔

قومی کالم اور قومی تحریکیں

چونکہ خدا تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے الحکم قومی اخبار کی حیثیت حاصل کرچکا ہے اسلئے آیندہ مستقل طور پر اسمیں "قومی کالم اور قومی تحریکیں" کے عنوان سے چند خاص مضمون میں وہ مضامین درج ہوا کریں گے جو قومی ضروریات سے متعلق ہوں۔ اور قوم کی اہم ضروریات کے سرانجام دینے کیلئے جس مد کے متعلق کوئی مضمون درج ہوگا اسی کا عنوان اس پر درج کیا جاویگا - ایڈیٹر

الوصیت

وصیت کی فارم اور ضروری ہدائتیں شایع ہوچکی ہیں تمام دوست انکو بغور مطالعہ فرمادیں اور وہ کل احباب جو آجتک وصیتیں بھیج چکے ہیں ان ہدایات کے مطابق از سر نو وصیتیں لکھیں یا اگر وہ مالکان اراضی ہیں تو بہتر ہے کہ وہ اس حصہ کو وقف کرکے اسی مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کا اسپر قبضہ کرادیں۔ وصیت ضروری ہے کہ اس صورت میں ہو جو چھاپی گئی ہے۔ اور جسقدر حصہ جائداد کا وصیت کیا جاتا ہے اسکی قیمت کا اندازہ لگا کر مطلع کیا جاوے اور پھر جیسی جیسی جائداد میں کمی بیشی ہوتی رہے اسکی اطلاع سکرٹری مجلس مذکور کو دیجاتی رہے۔ وصیت کو جہانتک ممکن ہو رجسٹری کرانیکی بھی ضرور کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اگرچہ اسمیں تھوڑا سا خرچ اور تکلیف وصیت کنندہ کو ہے مگر اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس مجلس کو بہت سی مقدمات کی زیرباری اور تکلیف سے نجات مل جائیگی۔

اگرچہ سب دوستوں نے وصیتوں کو شائع کرنے کیلئے لکھا ہے مگر اب صرف وہی وصیتیں شائع کیجاویگی جو فارم مجوزہ کے مطابق ہونگی اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کاغذ مضبوط وصیت کو لگانا چاہئے جو دیرپا ہو۔

جن دوستوں نے یہ تجویز کی ہے کہ جس حصہ کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتے ہیں اسکی قیمت ڈالکر اسی قیمت مجلس ہذا کو بھیجدیں وہ بہت عمدہ تجویز ہے۔ مگر اسمیں مقدور وصیت ساتھ ہونی چاہئے کہ اگر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد انکی موت کیوقت ہو تو اسکا بھی وہی حصہ مجلس ہذا کو غرض مذکور کیلئے دیا جاویگا۔

جو احباب کوئی جائداد نہیں رکھتے انکے لئے بھی ایک تجویز ہدایات میں دیگئی ہے۔ جو صاحب چاہیں اسی پر تم اس کے مطابق عملدرآمد کرسکتے ہیں۔

وصیت کے مسودے ابھی الگ تیار نہیں ہوئے لیکن چونکہ ہر ایک وصیت کنندہ کو اپنے ہاتھ سے وصیت لکھنی ہوگی اور جیسی ہوئی فارم کی خانہ پری نہیں کرنی ہوگی اسلئے جن احباب کے پاس اخبار الحکم یا بدر پہونچ گیا ہے انہیں مسودے الگ طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان اخبار وںمیں فارم وصیت چھپ چکی ہے۔ خاکسار محمد علی

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

احباب کی توجہ

دو ہفتے ہوئے میں مدرسہ کے متعلق وہ چند تجاویز قوم کے سامنے پیش کی ہیں جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کیگئی تھیں بہت سے احباب نے ان پر توجہ کی ہے چنانچہ ان تجاویز کو پڑھتے ہی سب سے اول میرے مکرم دوست حکیم محمد حسین قریشی اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور نے اپنے بچوں کو پڑھنے کیلئے بھیجا ہے اور منشی ذوالفقار علی خاں صاحب نے بھی اپنے بچوں کو بھیجنے کیلئے بعض ضروری امور کے متعلق دریافت کیا ہے ایسا ہی اور بھی احباب نے توجہ فرمائی ہے مگر انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایک بات کیلئے تیار ہو کر کوئی تھوڑا سا بھی مانع پیش آجاوے تو اسمیں سستی اور تاخیر واقع ہوتے ہوتے آخر اس کار خیر سے محروم رہ جاتا ہے سو میں اپنے ان احباب کی خدمت میں جو اپنے بچے یہاں بھیج سکتے ہیں یا وہ ان دلوں میں تحریک نے کچھ اثر کیا ہے یہ عرض کرتا ہوں کہ فوراً اسپر کوئی عملدرآمد کرنا چاہئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے اندر ایک نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ اسکو آجکل پر ٹالتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکا اثر نکل زائل ہوجاتا ہے۔ سو جو احباب ان تجاویز پر سوچ رہے ہیں انکو یہ امر مد نظر رکھنا چاہئے کہ انہیں تجاویز کے سوچنے سوچنے ہی سال نہ گذر جائے۔ اگر وہ اپنے دلوں میں کچھ بھی تبدیلی پاتے ہیں تو اسپر فی الفور عمل کرکے اسی کے شروع سال سے اپنے بچوں کو بھیج دیں میں نے سہولت کی تمام تجاویز کا ذکر کردیا ہے۔ کسی کو مجبور تو ہم نہیں کرسکتے کہ وہ ضرور ایسا ہی کریں مگر اسمیں انکی ہی بھلائی ہے۔ اگر وہ اس مدرسہ کی قدر نہیں کریں گے تو اسمیں انکا اپنا نقصان ہے۔ دو چار دن کی ہی بات ہے کہ گورنمنٹ میں جب ہمارے مدرسے کا طالبعلم شریک ہوئے تو انہوں نے اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کا وہ نمونہ دکھایا ہے جسکو دیکھکر سب لوگ حیران رہگئے ہیں کہ بمقابلہ دوسرے تمام مدرسوں کے ان بچوں کی اخلاقی اور روحانی حالتیں عجیب رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہیں ہر ایک کامیابی پر وہ میں اسی میدان میں سجدات شکر بجالاتے ہیں اور یہ فعل انکا اسوقت ایک فطری فعل معلوم ہوتا تھا اور تکلف اور بناوٹ سے تو انسان کو اسقدر جرات بھی نہیں ہوتی اور وہ لوگوں کے استہزا سے خوف کرتا ہے۔ جہاں دوسرے طلبا ایسے موقعہ پر شوخی سے کام لیتے ہیں ہمارے مدرسہ کے بچے سجدہ میں گرجاتے تھے اور انکی اس حالت کو دیکھکر بعض عیسائی صاحبان نے بھی اقرار کیا کہ ہم ان بچوں کی اخلاقی اور روحانی حالتوں کو دیکھکر حیران ہیں۔

سو میرے دوستو! اگر یہ مدرسہ طلبا کو صرف اسی حد تک پہونچا سکتا جہانتک وہ دوسرے مدرسوں میں پہونچتے ہیں تو میں آپ کو اپنے بچوں کو یہاں بھیجنے کیلئے تحریک نہ کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اکثر بچوں کی زندگیاں یہاں آکر سنور جاتی ہیں۔ اور اگر خدا نے ہمیں کالج بنانیکی توفیق دی تو دنیا دیکھیگی کہ اسمیں سے وہ گریجوایٹ نکلیں گے جو اخلاق اور روحانیت میں دنیا کیلئے نمونہ ہونگے اور اس سلسلہ کی صداقت کی مجسم شہادت ہونگے۔ مگر ان کامیابیوں کا حصول تب ہی میسر ہوسکتا ہے کہ قوم کی متفقہ کوشش ہو کیونکہ خدا کے بعض انعامات جماعت کی متفقہ کوششوں پر ہی ملتے ہیں۔ زیادہ لکھنا فضول ہے اگر در خانہ کس است یک حرف بس است والا معاملہ ہی۔ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو توفیق دے کہ اپنے امام کی مقاصد کی تکمیل کیلئے اسکے معاون ہوں۔ آمین - خاکسار محمد علی۔

چندوں اور خط وکتابت کے متعلق ضروری ہدایات

(۱) بارہا لکھا گیا ہے کہ حضرت اقدس کے نام کسی قسم کا روپیہ بجز لنگر خانہ کے یا اس روپیہ کے جو آپکی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرنا منظور ہو نہ بھیجا جاوے مگر پھر بھی بعض دوست کم توجہی سے کام لیتے ہیں۔ اسطرح دوسری مدات کا روپیہ تقسیم کرنیمیں حضرت اقدس کے اوقات گرامی کی تضیع ہوتی ہے۔ (۲) مدرسہ کا کل روپیہ اس پتہ پر آنا چاہئے امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ (۳) میگزین کا کل روپیہ اس پتہ پر آنا چاہئے منیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

(۴) مقبرہ بہشتی کے چندہ کا روپیہ یا وہ روپیہ جو زیر اشتہار الوصیت

زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس

انگریزی حکومت کی برکتوں و نعمتوں سے مستفید ہونے کیلئے ہر ایک قوم اور ہر ایک فرقہ نے اپنی اپنی مجلس یا انجمن وغیرہ وغیرہ قایم کی ہوئی ہیں جنمیں قومی اغراض و مطالب پر متفقہ بحث اور متحدہ کوشش کیجاتی ہے۔ انڈین نیشنل کانگریس۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس۔ آریہ سماج۔ کایستھ سبھا۔ انجمن حمایت اسلام۔ ندوۃ العلماء اور ہزاروں اسی قسم کی انجمنیں اسی خیال و رائے کی بنا پر قایم ہیں۔ جو اپنے اپنے مفاد و منشا پر مشترکہ طور پر غور کرتی ہیں اور عہد آسائش عہد انگریزی میں سرسبز اور کامیاب ہو رہی ہیں۔ صرف زمینداروں کا ایک فرقہ تھا جسکی نہ کوئی انجمن تھی نہ مجلس نہ کانگریس تھی نہ کانفرنس اور اسی لیئے یہ فرقہ عرصہ دراز تک کسمپرسی کی حالت میں رہا۔

چند ہمدردان قوم نے گذشتہ جون کو موضع کرم آباد میں جو اخبار زمیندار کا ہیڈ کوارٹر ہے ایک زمیندار کانفرنس کی بنیاد ڈالی اور اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ۲۵ جون کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوا۔ مگر جون کا موسم نہایت گرم اور جلسے اور ایسے مجمع کا انعقاد بہت دشوار ہوتا ہے۔ مجلس منتظمہ نے زمیندار کانفرنس کا آیندہ اجلاس ہولی کی تعطیلوں میں کیا جانا قرار دیا ہے۔ یعنی بارہ مارچ و اتوار سے اور ۱۲-۱۳-۱۴ اور ۱۵ کو ہولی کی تعطیلیں ہیں۔ ان دنوں زمینداروں کو علی العموم فرصت ہوتی ہے اور موسم بھی خوشگوار ہے۔ پہلا دن آمد کیلیئے اور پچھلا دن روانگی کے لیئے چھوڑ کر درمیانی دو دن جلسہ کے لیئے مختص کیئے گئے ہیں۔

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام ہندوستان کے زمیندار جو اردو زبان سمجھ سکتے ہیں اپنی شراکت سے جلسہ کی رونق بڑھائینگے جن صاحبوں نے شریک جلسہ ہونا ہو وہ اپنی تشریف آوری کی نسبت تاریخ مقررہ سے اطلاع بخشیں تاکہ سواری اور رہائش کا انتظام کیا جاسکے جن صاحبوں نے کوئی رزولیوشن پیش کرنا ہو یا کوئی مضمون نظم یا نثر پڑھنا ہو وہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء تک بذریعہ تحریر پاس جنرل سکریٹری زمیندار کانفرنس زمیندار لاہور کے ارسال فرمائیں مجلس منتظمہ کی یہ بھی تجویز ہے کہ آیندہ اجلاس زمیندار کانفرنس کے ساتھ ایک مختصر سی نمائش عمدہ زراعتی پیداوار اور نوایجاد آلات کشاورزی کیجائے جن صاحبوں کو کوئی چیز واسطے نمائش کے اس جلسہ میں بھیجنی ہو وہ ۲۸ فروری تک اطلاع دیں اور اول ہفتہ مارچ تک لاہور میں پہنچا دیں کا انتظام کریں۔ محکمہ ریلوے کو لکھا گیا ہے کہ کرایہ آمد و رفت کیلئے حسب معمول کانسشن عطا کرے منظوری آنے پر [illegible]

عید الضحیٰ آرہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب آگئی ہے احمدی جماعتیں جہاں جہاں ہیں مستعد ہو جائیں تاکہ عید فنڈ جمع کریں۔ اور قربانی کی کھالوں کو یکجا کرکے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سائین فنڈ میں بھیجدیں میں نے پچھلے موقع پر بھی عرض کیا تھا اب پھر گذارش کرتا ہوں کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے۔ اگر پوری مستعدی کیساتھ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل وصول ہو تو بھی عیدین کی تقریب پر کم از کم **بیس ہزار** ہو سکتا ہے کیا ہمارے احباب کوشش نکریں گے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تائید پاکر ہماری جماعت اس عید پر **چودہ ہزار** روپیہ پورا کردیگی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کیلئے تجویز ہوا ہے۔ اور اگر عید فنڈ میں اسقدر روپیہ جمع کرکے انہوں نے نہ بھیجا تو پھر مدرسہ کی منیجنگ کمیٹی مجبور ہوئی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتوں پر اس رقم کو تقسیم کرکے یکدم وصول کرے مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار جماعت ضلع لاہور دو ہزار جماعت ضلع لودہیانہ ایکہزار جماعت ضلع جہلم ایکہزار جماعت ضلع گجرات پانچسو جماعت ضلع جالندھر و ہشیارپور پانچسو۔ جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو جماعت ضلع امرتسر ایکہزار۔ جماعت ریاست کپورتھلہ پانچسو جماعت ڈیرہ جات ۲۵۰ جماعت ضلع ملتان ۲۵۰ ضلع منٹگمری ۲۵۰ ضلع لائل پور ۲۵۰ ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار میرٹھ مظفرنگر دہلی وغیرہ پانچسو متفرقات ایکہزار ضلع گورداسپور پانچسو۔ اس فہرست میں حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ چونکہ مدرسہ کی ضرورت کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلیئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑیگی۔ اور **شاخ دینیات** کیلیئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا وہ بھی اسیطرح پر تقسیم کرکے وصول کیا جاویگا آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلیں گے اور جب تک خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پھر جسطرح بھی ہو اسے وصول کیا جاوے۔ ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانیکی تجویز بھی در پیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے اسلیئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنائی جاوے جسکے واسطے ہزاروں ہی روپیہ کی ضرورت پڑیگی اور ہمیں اپنے رب کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ اس کام میں ہماری مدد کریگا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہ خزائن السموات والارض اسی کی شان ہے وہ کوئی ایسی راہ نکالدیگا جو یہ سب کام آسان ہو جائیں گے۔ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

مفصلہ ذیل کتب مدرسہ تعلیم الاسلام کے بک ڈپو سے ملسکتی ہیں

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	قرآن شریف جلی قلم ترجمہ اردو و تفسیر حسینی	[illegible]
۲	قرآن شریف با ترجمہ نقل مجتبائی	[illegible]
۳	قرآن شریف بلا ترجمہ خوشخط	[illegible]
۴	ایضاً 〃 مجلد موٹا کاغذ	[illegible]
۵	مشکوٰۃ المصابیح الاکمال فی اسماء الرجال مطبع مجتبائی	[illegible]
۶	تفسیر جلالین مع کمالین مطبع ہاشمی	[illegible]
۷	نشان آسمانی (حضرت صاحب) بار اول	۳ر
۸	نسیم دعوت	۴ر
۹	مواہب الرحمن	۶ر
۱۰	سلک العارف (۱۰ر) رعایتی	۱۰ر
۱۱	رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب (عہ) 〃	۸ر
۱۲	اصول فلاسفی (۸ر) 〃	۲ر
۱۳	سیرت مسیح موعود	۸ر
۱۴	شرح ترمذی دو جلد (صہ) 〃	[illegible]
۱۵	تفسیر نور الکبیر	۶ر
۱۶	تقویۃ الایمان	۹ر
۱۷	پارہ الم مقول یکجا بلطرز قاعدہ یسرنا القرآن	۲ر
۱۸	اسل مصفیٰ	[illegible]
۱۹	بلوغ المرام	۷ر
۲۰	〃 با ترجمہ	[illegible]
۲۱	طریق النجاۃ ترجمہ مشکوٰۃ اردو حصہ اول	۸ر
۲۲	〃 حصہ دوم	۷ر
۲۳	〃 حصہ سوم	۸ر
۲۴	〃 حصہ چہارم	۱۵ر
۲۵	ہدیۃ الثاقب (کشتی نوح بہ نظم)	۲ر
۲۶	جام شہادت۔ (واقعہ مولوی عبد اللطیف شہید نظم)	۱ر
۲۷	واقعات صحیحہ مع ضمیمہ	۲ر
۲۸	سفر السعادت عربی	۷ر
۲۹	ریاض الصالحین۔ دو جلد	[illegible]
۳۰	قاعدہ یسرنا القرآن کمل	[illegible]
۳۱	قاعدہ اردو و عربی نواب محمد علی خاں	۱ر
۳۲	مد و جزر اسلام (حالی)	۲ر
۳۳	ایامی	۸ر
۳۴	اردو معلےٰ	[illegible]
۳۵	بنات النعش	۶ر
۳۶	توبۃ النصوح	۶ر
۳۷	ابن الوقت	۱۲ر
۳۸	محصنات	۱ر
۳۹	بیوہ کی مناجات	۲ر
۴۰	دیوان ذوق	۲ر
۴۱	مرآۃ العروس	۳ر
۴۲	لغات فیروزی۔ فارسی	[illegible]
۴۳	انوار اللہ	۶ر
۴۴	اجرومیہ (صرف و نحو) عربی	۱ر
۴۵	پنج ارکان اسلام (نظم)	۱ر
۴۶	دروس النحویہ ہر چہار حصہ	[illegible]

ان کتب کے علاوہ وہ کتابیں بھی ملسکتی ہیں جو مدارس سرکاری میں پڑہائی جاتی ہیں۔

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہو سکتی ہے اور درخواستیں بنام مہتمم بک ڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام آنی چاہئیں۔ زیادہ خریداری پر کمیشن مل سکتا ہے جسکا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہوگیا

ناظرین الحکم کے عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف و اشاعت کیلیئے مجبور کر رہے تھے مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کہوں۔ یا سستی کی وجہ سے اب تک اس رسالہ کو شایع کرنے کے قابل نہوسکا تھا لیکن اب توفیق ملنے پر میں نے اس کو مکمل کرکے شایع کر دیا ہے۔ میں اس کے مضامین کے لحاظ سے جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ انشاء اللہ اپنے پہلے حصہ کیطرح مفید اور موثر ہوگا نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا گیا ہے اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ ہر گھر میں ہونا چاہیئے۔ اس کا مطالعہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کے لیئے بھی بہت مفید ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴ر علاوہ محصولڈاک دفتر الحکم قادیان سے ملیگی۔ اس کتاب کو کثرت کے ساتھ شائع کرنا چاہیئے۔

بقایا داراں کیطرف وی پی آتے ہیں وصول کریں۔

سنگ مزار کریم

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی سنگ مزار کو ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں۔ جو اسوقت ایک میناریان کے سرہانے لگا ہوا ہے لیکن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایما منشا ہی تھا کہ پتھر پر کندہ کرنے کے لئے خود ایک تاریخ لکھدیں چنانچہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تاریخی مادہ نکالا ہے وہ مخدوم الملۃ کی سیرت کو پورے طور پر ظاہر کرتا ہے۔

اس کتبہ کو پڑھ کر جو مخدوم الملۃ کی مزار پر لگایا جاویگا ہر شخص سمجھ لیگا کہ حضرت مخدوم الملۃ کس پایہ اور مرتبہ کے انسان تھے خدا کرے کہ ہم سب میں وہی روح پیدا ہو۔ آمین

ایڈیٹر

کے تواں کردن شمار خوبئ عبدالکریم۔
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراط مستقیم
حامئ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارف اسرار حق گنجینۂ دین قویم
صدق ورزید و بصدق کامل و اخلاص خویش
مورد رحمت شد اندر درگہ رب علیم
گرچہ جنس نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با ایں صفا دُرّ یتیم
مدتے در آتش تپ فرو افتادہ بود
ایں کرامت بیں کہ از آتش برون آمد سلیم
زیں عجب تر آنکہ او در روز صحت در چند روز
مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم
گوہرش چوں آب و تابے داشت از فہم رسا
ہرچہ ما گفتیم داخل شد دراں طبع فہیم
دل بدرد آمد ز ہجر ایں چنیں یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعل خداوند کریم
آہ روز چار شنبہ بود بر ما سخت تر
ز آتش سوزاں چو از ما شد جدا یار صمیم
داغ ہجراں داد در ہفت و چہل از عمر خویش
ماہ شعباں بود چوں پیش آمد ایں رنج الیم
ایں صدی کو بدر را ماند با وصاف کمال
بود زو بست و سوم در وقت ایں حزن عظیم
مشربش چوں بود اخلاص و وفا و اتقا
شد وصالش ہم ازیں تاریخ از فضل حکیم
اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم
نیز یارانش ز بلاہائے زماں محفوظ دار
تکیہ گاہ ما توئی اے قادر و رب رحیم

آمین

عید من عید

۵ فروری ۱۹۰۶ء کا مبارک دن ہمارے لئے دوہری خوشی کا موجب ہوا کیونکہ اس دن عید الضحیٰ تھی ہی مگر اس عید میں عید ہوگئی یعنے میرے مکرم و مخدوم زادہ جناب میر **محمد اسحاق** صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب کی شادی صاحبزادہ **پیر منظور محمد صاحب** کی دختر نیک اختر **صالحہ خاتون** سے قرار پائی اور اسی مبارک دن میں بعد نماز ظہر و عصر جو جمع کی گئی تھیں مسجد اقصیٰ میں حضرت امام حجۃ الاسلام کے حضور نکاح پڑھا گیا۔ خطبہ نکاح حسب معمول حضرت حکیم الامۃ نے بڑے جوش اور اخلاص سے پڑھا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کے متعلق تو کچھ کہنے کی حاجت نہیں اس لئے کہ کوئی احمدی شاذ ہی ایسا ہوگا جسکو یہ علم نہ ہو کہ میر صاحب قبلہ حضرت ام المومنین علیہا السلام کے والد ماجد ہونیکا شرف رکھتے ہیں اور آپکی سیادت اور نجابت پر اللہ تعالیٰ کی وحی نے شہادت دی ہے۔

علاوہ اس تعلق کے جو حضرت مسیح موعود سے میر صاحب ممدوح کو ہے آپ جناب خواجہ **میر درد** صاحب علیہ الرحمۃ مشہور ولی اللہ کے نبیرہ ہیں۔ ایسا ہی صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب لودہانہ کے مشہور و معروف سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا صوفی **احمد جان** صاحب مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں۔ اور صالحہ **خاتون** ان کیطرف سے اپنے جسم میں حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا خون رکھتی ہے۔ حضرت آدم بنوری مشہور اکابر گذرے ہیں جن کے خدام کا سلسلہ ہند و پنجاب سے نکل کر عرب تک پہونچا ہوا ہے ان تمام امور کو مدنظر رکھکر یہ تعلق نہایت ہی مسعود اور مبارک تعلق ہے اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اسی دن بعد نکاح دفتر الحکم کیطرف سے حسب معمول مندرجہ ذیل تہنیت نامہ شایع کیا گیا جو گویا کل قوم کیطرف سے مبارکباد تھی جو قوم کے ریپریزنٹیٹو نے پیش کی۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ نے اپنے **ماموں** میر محمد اسحق صاحب کی اس تقریب پر چند شعر بھی فی البدیہہ کہے ہیں جو ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے درج ذیل ہیں۔ مجھے اسقدر اور کہنا ہے کہ یہ شادی **چٹ منگنی اور پٹ بیاہ** کی پوری مصداق اور نظیر ہے اور اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ عید کے دن سے پیشتر کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ یہ تعلق ہوگا نہ کوئی تحریک ہوئی نہ کچھ۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ایک رؤیا میں اس تعلق کو دیکھا۔ ازاں بعد حضرت اقدس کو بھی رؤیا میں یہ معلوم ہوا جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحبزادہ منظور محمد صاحب کو تحریک کی جنہوں نے نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اسے منظور فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے کہ ہم حضرت امام کے حکم کی تعمیل میں ایسا ہی رنگ اختیار کریں (آمین)
اب میں اس غیر معمولی پرچہ الحکم اور صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نظم پر اسکو ختم کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

الحکم کا خاص پرچہ جو یوم العید ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو بعد ظہر شایع ہوا

مبارکباد

بتقریب سعید شادی عزیز القدر میر محمد اسحق خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہما اللہ تعالےٰ۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے کہ آج ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو جو عید الضحیٰ کا مبارک دن ہے میر محمد اسحق صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب کا نکاح صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب کی دختر نیک اختر کے ساتھ ہو گیا۔ میں اس **تقریب** پر خاندان رسالت کو **مبارکباد** دیتا ہوں۔ میر محمد اسحق صاحب حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب مشہور و معروف صوفی منشی احمد جان صاحب مرحوم لودہانوی کے خلف الرشید ہیں اس اعتبار سے یہ تعلق گویا **قران السعدین** ہے اللہ تعالیٰ اس قران السعدین کو فریقین کیلئے مبارک کرے اور ہر طرح کے دینی اور دنیوی برکات کا موجب ہو۔ آمین

صاحبزادہ صاحب کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ انہیں اپنی دختر نیک اختر کیلئے ایسا **شوہر** ملا ہے جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہایت ہی قریب ہے ہاں جسے اس عظیم الشان خاتون کا بھائی ہونیکا فخر ہے جو **ام المومنین** کہلاتی۔

آخر میں میر محمد اسحق صاحب کے واجب الاحترام والدین اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور میں مبارکباد عرض کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلق لا انتہا برکتوں کا موجب ہو۔

ع۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

گذارندہ احقر العباد خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

نظم میاں محمود احمد صاحب

میاں اسحق کی شادی ہوئی ہے آج اے لوگو
ہر اک منہ سے یہی آواز آتی ہے مبارک ہو
دعا کرتا ہوں میں بھی ہاتھ اٹھا کر حق تعالیٰ سے
کہ اپنی خاص رحمت سے وہ اس شادی میں برکت دے
خدایا اس نئے جوڑے پہ اپنا فضل کر ہر دم
اور ان کے دل میں پیدا جوش کر دے دیں کی خدمت کا
کلام پاک کی الفت کو ان کے دل میں گھر کر دے
نبی کی محبت اور تعشق انکو ہو تجھ سے
ہر اک دشمن کے شر سے تو بچاتا رہے خدا انکو
ہمیشہ کیلئے رحمت کا تیری ان پہ سایہ ہو
ہمیشہ کیلئے اسیر ہوں یارب یہ گیسو تیری
دعا کرتا ہوں یہ تجھ سے خدایا سن دعا میری
انہیں صبح و مسا دین اور دنیا میں ترقی دے
نہ ان کو کوئی چھوٹا سا بھی آزار اور دکھ پہنچے
عطا کر ان کو اپنے فضل سے صحت بھی اے مولیٰ
ہمیشہ ان پہ برسا ابر اپنے فضل و رحمت کا
میں اگلے شعر پر کرتا ہوں ختم اس نظم کو یارو
اب ان کے واسطے تم بھی خدا سے کچھ دعا مانگو
بہت بہایا ہے اے محمود یہ شعر و سخن دل کو
مبارک ہو یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت نسبتاً اچھی رہی الحمد للہ بزرگوں لت حضرت اقدس کے فضل و کرم کی صحت بہت اچھی ہے۔

۲۔ آسمان ابر آلود رہا۔ کسیقدر تقاطر اور ترشح ہوا۔ غلہ گراں ہوگیا ہے اللہ رحم کرے

۳۔ ۵ فروری ۱۹۰۶ء کو عید الضحیٰ کی نماز مسجد اقصیٰ میں پڑہی گئی اور حسب معمول حضرت حکیم الامۃ نے پڑہائی۔ اجتماع عیدین کی فلاسفی خطبہ میں بیان کی۔ کپورتھلہ۔ لاہور۔ امرتسر۔ سرسیا۔ کوفی رعیہ ضلع سیالکوٹ۔ بہوڑوال ضلع ہوشیارپور اور اور کئی جگہ سے احباب اس تقریب پر دارالامان حاضر ہوئے۔

۴۔ تازہ الہامات و کشوف آنحضرت درج ذیل ہیں۔
یکم فروری ۱۹۰۶ء۔ ۱۔ **تتبعها الرادفة**
ترجمہ۔ اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنیوالی یعنی ایک زلزلہ آیا۔ اس کے بعد ایک اور آنیوالا ہے۔
۲۔ پھر بہار آئی۔ خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔
۳۔ **واما ما ينفع الناس فيمكث في الارض**
ترجمہ اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔ وہی زمین میں ٹھہر گی۔ یعنی جو انسان خلقت کو فایدہ پہونچانے والے ہیں ان کو زندگی عطا کیجاوے گی۔

۴۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ رات کے ۲ بجے کے قریب جبکہ بادل نہایت زور سے گرج رہا تھا۔ الہام ہوا۔
اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں
فرمایا۔ اسوقت ہمارا شغل یہی ہوگا۔ کہ نمازیں پڑھیں اور خدا کی قدرت کا نظارہ دیکھیں۔

۸۔ فروری ۱۹۰۶ء (۱) زمین کہتی ہے **یا نبی اللہ کنت لا اعرفک** (۲) اک دانہ کس کس نے کہایا۔
ترجمہ۔ اے اللہ کے نبی میں تجھے نہیں پہچانتی تھی۔
یخرج همه وغمه دوحة اسمٰعيل فاخفها حتى تخرج
ترجمہ۔ اس کا ہم اور غم باہر نکالا جاویگا اسماعیل کے درخت کو بس اسکو پوشیدہ رکھ یہانتک کہ وہ ظاہر ہو جاوے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور سپورٹس ٹورنمنٹ

یہ پہلا موقع تھا جو ہمارا قومی سکول تعلیم الاسلام سالانہ کھیلوں کے مقابلہ میں شامل ہوا۔

یہ معرکہ بمقام بٹالہ زیر اہتمام ریورنڈ ... صاحب پرنسپل برجمن سکول وغیرہ منعقد ہوا۔ ضلع گورداسپور کے تمام ہائی اور مڈل سکولوں کی چیدہ ٹیمیں کھیلنے اور مقابلہ کے لئے آئی ہوئی تھیں۔ مقابلہ کی تاریخیں پہلے سے یکم دوم اور سوم فروری مقرر تھیں۔ ہمارے قومی سکول کے طلباء کو اس سے پہلے کبھی کسی مقابلہ کھیل میں شمولیت کا موقعہ ہی نہ ملا تھا اور علاوہ بریں جو لوگ اس امر سے واقف ہیں کہ تعلیم الاسلام سکول کے اجراء کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ خوب جانتے ہیں کہ تعلیم الاسلام سکول کے طلباء کیلئے کھیل کود کے واسطے کافی وقت میسر نہیں آ سکتا بلکہ ان کا بہت بڑا حصہ وقت جو سکول ٹائم کے بعد بچتا ہے دینیات کی علمی اور عملی تعلیم میں گذرتا ہے۔ تاہم سکول کے مہتمم ورزش کی استدعا پر کمیٹی نے طالبعلموں کا اس معرکہ میں شریک ہونا منظور کر لیا اور ٹیم شمولیت کیلئے ۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو یہاں سے چلی گئی۔ بٹالہ میں رہائش کیلئے ہمارے طالبعلموں کو ٹیم ہی سکول بٹالہ کا ایک کمرہ دیا گیا جہاں ہر طرح سے آرام ملا گو پانی کا پورا اہتمام نہ تھا مدرسہ میں کنواں تو ہے مگر مسلمانوں کا ڈول کوئی نہیں۔ اسوجہ سے ہمارے طلباء کو جنہیں طہارت اور وضو کیلئے ضرورتاً حاجت ہوتی عموماً تکلیف اٹھانی پڑتی لیکن دوسرے سکولوں کے آئے ہوئے طلباء خصوصاً کلانور مڈل سکول کے طلباء کے ہم شکر گذار ہیں جنہوں نے اس خدمت میں مدد دی۔

میں خود بھی اپنے طالبعلموں کو شریک کھیل ہوتے ہوئے دیکھنے کیواسطے حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے ہمراہ یکم فروری کو چلا گیا تھا۔ یہ مقابلہ کا معرکہ برجمن سکول کے گراؤنڈ میں تجویز ہوا تھا جسوقت میں وہاں پہونچا ہمارا سکول گورداسپور کی ٹیم کے ساتھ کرکٹ کھیل رہا تھا۔ مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ ہمارے بچے جو کبھی قادیان میں کرکٹ کھیلنے کے عادی ہی نہیں۔ اسوقت بڑی صفائی اور عمدگی سے کھیل رہے تھے میری خوشی کی انتہا نہ رہی تھی جبکہ میں بٹالہ کے طالبعلموں سے ایک امر واقعی کا اظہار سنتا تھا یعنے وہ سب اس امر پر حیران تھے اور وہ تعجب کرتے تھے کہ قادیاں والوں کے سامان کرکٹ کی بلٹی تو ابھی پندرہ دن ہوئے آئی تھی وہ ہفتہ کے اندر ایسی قابلیت اور مستعدی سے کھیلنا واقعی عجیب بات ہے اس مقابلہ میں ہمارے طالبعلموں نے پوری مستعدی اور ہوشیاری کا نمونہ دکھایا اور کرکٹ کی کھیل میں جو انعام رکھے گئے تھے ان میں وہ انہوں نے کو کہا ہے یعنے عمدہ بیٹنگ گیند کو کیچ ونگرفت کرنا۔ عمدہ گیند پھینکنا وغیرہ وغیرہ۔

کرکٹ کے بعد فٹ بال کا مقابلہ اسی گورداسپور والی ٹیم سے ہوا۔ ہر چند لڑکے تھکے ہوئے تھے مگر فٹ بال کھیلنے میں خدا کے محض فضل سے جو کمال دکھایا اس نے بٹالہ بھر کو حیرت میں ڈالدیا۔

گورداسپور والی ٹیم کو پانچ گول کر کے شکست دی اور وہ بالمقابل ایک بھی نہ کر سکے اس کھیل کو دیکھنے کے لئے شہر کے بعض رئیس اور تحصیلدار صاحب اور کئی انگریز اور لیڈیاں موجود تھیں وہ عش عش کرتی تھیں آخر اس کا میاب پارٹی کا فٹ بال میچ بٹالہ کے مشن سکول سے قرار پایا جو ۲ر فروری کی شام کو ہوا۔ مجھے اعتراف ہے کہ بٹالہ مشن سکول کی ٹیم فٹ بال کھیلنے میں بے شک زبردست ہے لیکن قادیاں کے مقابلہ میں اسے قدر عافیت معلوم ہوگی شام تک دونو ٹیمیں برابر رہیں۔ مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہماری ٹیم بڑھی ہوئی تھی۔ کھیل کے لئے جو امپائر مقرر کیا گیا تھا۔ وہ پورے طور پر ان بے ضابطگیوں کا نوٹس نہ لے سکے جو مخالف ٹیم کیطرف سے ہو رہی تھیں یا وہ بعض باتیں ان کے نوٹس میں نہ لائی گئی ہوں۔ مگر میں نے اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنجیدہ پبلک کو سنا کہ دراصل قادیاں کی ٹیم بہت زبردست ہے۔ اور مشن سکول کی خوش قسمتی ہے جو برابر رہا۔ آج اتفاق سے ہمارے حلقہ کے انسپکٹر صاحب مسٹر گاڈلی ہی کھیلوں کو دیکھنے آئے ہوئے تھے قادیاں سکول کے طالبعلموں کی کھیل نے انہیں از بس محظوظ کیا اور انہوں نے ریورنڈ ڈ... کو مشورہ دیا کہ مشن سکول اور قادیاں کی ٹیم کل پھر کھیلے۔ ہمارے طالبعلم تو اس امر کو دل سے چاہتے تھے مگر مشن سکول کھیلنا نہیں چاہتا تھا چنانچہ میری موجودگی میں ریونڈ ڈ... سے مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس امر پر بحث کی کہ ہمارے لڑکے کھیلنے کو طیار نہیں اور وہ نہیں کھیل سکتے۔ اور انہیں نہیں کھیلنا چاہیئے۔ لیکن آخری فیصلہ یہی ہوا کہ وہ کھیلیں۔ چنانچہ دوسرے دن یعنے ۳ر فروری کو دونو پارٹیاں کھیلیں اور برابر رہیں۔

۳ر فروری کو مختلف کھیلیں اور دوڑیں ہوئیں جنمیں ہمارے طالبعلم شریک تھے اور جنمیں شریک ہوئے بجز دو کے سب میں انہوں نے انعام حاصل کیا گیند پھینکنے میں ہمارا طالبعلم اول تھا لیکن محض رعایت سے ایک اور موقعہ گیند پھینکنے کا دیا گیا جسمیں وہ اول سے تیسرا ہوگیا۔ میں آخر میں ان بے ضابطگیوں کو نوٹس میں لاؤنگا اور ایسا ہی رسا کھینچنے میں تھا۔ رسا کھینچنے میں ضلع بھر کی کامیاب پارٹیاں وہی مشن سکول اور قادیاں سکول تھیں اور انہوں نے رسا کھینچا لیکن اگر قابل افسوس بے ضابطگی ریورنڈ ڈ... نہ کرتے تو یقیناً قادیاں سکول ضلع بھر میں اول رہتا مگر انہیں مشن سکول کا پاس تھا اسلئے کہ وہ ان کے زیر اہتمام ہے۔ خلاصہ یہ کہ قادیاں سکول اس معرکہ کھیل ہائے میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے واپس آیا۔

میری غرض اس مقابلہ کھیل ہائے کے حالات درج کرنے سے یہ نہیں کہ ہمارے طالبعلم اچھے کھیلے اور انہوں نے اچھی شہرت حاصل کی بلکہ میرا مطلب کچھ اور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا نہ صرف میں نے بلکہ سینکڑوں نے دیکھا کہ ہمارے طالبعلم عین میدان معرکہ میں بھی خدا تعالیٰ کو نہیں بھولے اور اسلئے مجھے بیحد خوشی ہوئی کہ قادیاں سکول کے قائم کرنے کی جو غرض ہے وہ پوری ہو رہی ہے بیشک قادیاں میں رہکر ہم اپنے طالبعلموں اور مدرسہ کی کامیابی اور کسی کام کا اندازہ نہ کر سکیں لیکن باہر نکل کر معلوم ہوتا ہے کہ قادیاں سکول نے طالبعلموں کی حالت کیسے بدلا دیا ہے وہ بچے جو کھیل کود کے لئے فطرتاً شوقین ہوتے ہیں اور ان کا تقاضا سن ہوتا ہے کہ ہنسی اور کھیل میں وقت گذاریں۔ وہ عین کھیل میں ہی جب اللہ اکبر اور الحمد للہ کے نعرے مارتے تھے اور اپنی ذرا سی ہی کامیابی پر اسی کھیلے میدان میں ہاں کھیلتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے تھے تو لوگوں پر ایک وجد کا سا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ جہاں جاؤ اور جہاں سنو وہاں قادیاں کے طالب علموں کی نیکی خوش اخلاقی۔ خدا پرستی۔ اور دینداری کا تذکرہ تھا۔ میں نے خود سنا ہاں بالمشافہ سنا عیسائیوں ہندوؤں اور مسلمانوں کو کہتے ہوئے کہ ان بچوں کی اخلاقی حالت بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ہے اور انکی روحانی تربیت قابل رشک ہے کوئی کہتا اللہ تعالیٰ اور دعاؤں پر ان کو بہت بھروسہ ہے۔ کھیلتے ہوئے جب ذرا فرصت ملتی اور دوسرے لڑکے کھانے پینے اور تفریح کیلئے بے قرار ہو کر دوڑتے یہ اسوقت میں اپنے معبود کے حضور نماز ظہر کیلئے اسی گراؤنڈ میں حاضر ہوتے۔ میرے اور صاحبزادہ صاحب کے دل پر عجیب اثر ہوتا کہ یہ زمین جہاں اللہ تعالیٰ کے عرش پر ناچیز انسان اور کمزور عورت کو دھا دیا گیا ہے) اللہ تعالیٰ کی عظمت اور تسبیح سے پاک ہو رہی ہے گرجے کے سامنے اللہ اکبر کی صدائیں اٹھتی تھیں اور اذان اور تکبیر کے نعروں سے میدان گونج اٹھا۔ غرض ہمارے طالبعلموں کی اصول مذہب کی پابندی اور دینداری اور خوش اخلاقی کے نمونہ نے بہت ہی عمدہ اثر پیدا کیا۔ قادیاں سکول خاص عزت اور ادب سے اس گراؤنڈ میں دیکھا جاتا تھا۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بڑے بوڑھے اور تعلیم یافتہ لوگ نہایت عزت کی نظر سے دیکھتے تھے والحمد للہ۔

ایسی حالت اور صورت میں وہ والدین اپنی اولاد پر ظلم کر رہے ہیں جو اپنے بچوں کو یہاں نہیں بھیجتے۔ اسطرح کھیلوں کے معرکہ کا خاتمہ ہوا اور ۳ر فروری کی شام کو انعام تقسیم ہوا۔ جو تحصیلدار صاحب بٹالہ نے اپنے ہاتھ سے تقسیم کیا اور اس میں تحصیلدار صاحب اور ریورنڈ ڈ... صاحب کے شکریہ کے بعد جلسہ برخاست ہونے کو تھا کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم اٹھ کھڑا ہوا تقسیم انعامات کے وقت میرزا احمد حسین صاحب رئیس بٹالہ ہنوز کرکٹ کے مقابلہ کے وقت ایمپائر تھے اور جنہوں نے قادیان سکول کے بچوں کو کھیلتے ہوئے خوب دیکھا اور جنہیں ان کے اخلاق اور حالات کے معائنہ کرنیکا اچھا موقع ملا تھا تعلیم الاسلام سکول کے عمدہ کھیلنے والوں کو اپنی جیب سے انعام دیا تھا۔ اور یہ ناممکن تھا کہ وہ قوم جو خدا کے برگزیدہ موعود نے طیار کی ہے اور جس میں اس نے شکر گزاری کی روح نفخ کی ہے اس موقع پر اظہار امتنان نہ کرتی یہی وجہ تھی کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے بولنے کا موقع دیا گیا میں نے کھڑا ہو کر مندرجہ ذیل الفاظ کہے

حاضرین ہمارے مذہب میں ہمارے ہادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنے جس نے اپنے محسن انسان کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری بھی نہیں کی۔ اسلئے میں اس ارشاد عالی پر عمل کرنے کیلئے میرزا احمد حسین صاحب کا قادیاں سکول کی طرف سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بغیر کسی قسم کی طرفداری کے خیال کے ہمارے لڑکوں کی قابلیت کو مدنظر رکھ کر انکی حوصلہ افزائی کیلئے خاص طور پر انعام دیا ہے۔ اسپر میں قادیاں سکول کے طالبعلموں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں جس نے ان کو اس معرکہ میں کامیابی کا نمایاں حصہ عطا فرمایا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میرزا احمد حسین صاحب کیلئے اپنے دلمیں خاص محبت کا اثر لیکر جائیں گے جنہوں نے انکی قدردانی فرمائی ہے۔ والحمد للہ۔

میری اس تقریر کا کیا اثر ہوا؟ ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں جبکہ مختلف مذہب و ملت کے لوگ موجود ہوں خصوصاً عیسائی مردوں اور عورتوں کا اچھا مجمع ہو۔ اور اس سارے مجمع میں تقریر کرنیوالا ایک پادری ہو اور اسکے موہنہ سے خدا تعالیٰ کا نام بھی نہ نکلا ہو۔ ایسے موقع پر اسلام کی عملی تعلیم کو پیش کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کو مختصر الفاظ میں پیش کر دینا بے اثر نہیں ہو سکتا مجھے اسوقت بڑا ہی مزا آیا جب کہ میں نے دیکھا کہ سچے مذہب اور اسلام میں کیسا نمایاں فرق ہے باوجود اسوقت دونوں مذاہب کے پیرو ویسے ہی بیانات میں مجھے معلوم ہوا۔

غرض جلسہ برخاست ہوا اب میں ختم کرنے سے پہلے چند خاص ریمارک کرنا چاہتا ہوں۔

اول انتظام کے متعلق مجھے اعتراف ہے کہ ریونڈ ڈ... صاحب نے جو انتظام قائم رکھا وہ ہر طرح سے انکی قابلیت کو ظاہر کرتا ہے اور ریونڈ ڈ... صاحب جیسا کہ پادری کی ... لوگ

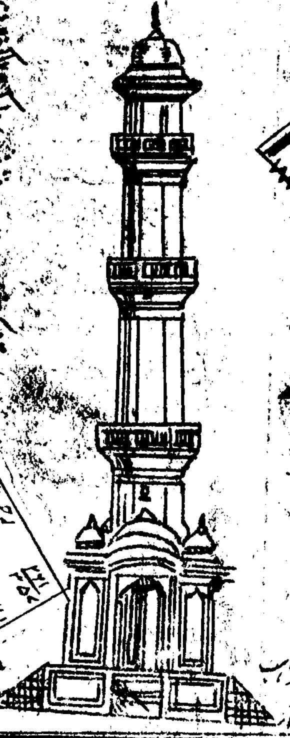

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه آوی القریة

الحکم

چہ گویم باتو گرانی چہ از قادیاں مبنی	وہ مبنی شفا بخش غرض ما دار الامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

فہرست مضامین

تازہ الہامات و کشوف — صہ ۱

(۲) دار الامان کا ہفتہ — ״

(۳) تعلیم الاسلام سکول کیلئے جدید عمارت کی ضرورت — ״

(۴) کلمات طیبات حضرت امام الزمان — صہ ۲ و ۳

(۵) مشاہیر اسلام — صہ ۳ و ۵

صہ ۶

صہ ۷ و ۸

صہ ۸ و ۹

صہ ۱۰

صہ ۱۱

صہ ۱۲

״

״

صہ ۱۳ و ۱۴

نمبر ۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و کشوف

۸۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ خواب میں دیکھا گیا تھا کہ ہمارے باغ کے قریب ایک نہر رواں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب باغ جلد چند روز میں پرورش پا جائے گا اور اگر پانی بھی نہ ملے گا تب بھی سرسبز ہو جاویگا میرے نزدیک اسکی تعبیر یہ ہے کہ باغ سے مراد اپنی جماعت ہے اور نہر سے مراد نصرت اور تائید الہٰی ہے جو شاخوں کے رنگ میں ظاہر ہوگی۔

۱۰۔ فروری ۱۹۰۶ء کو دیکھا کہ ایک جماعت کثیر میرے پاس کھڑی ہے۔ ایک حاکم آیا اور اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیوں اس جماعت کو منتشر نہ کیا جاوے میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالفت نہیں۔ صرف تعلیم پاتے ہیں پھر اس حاکم نے کہ گویا وہ ایک فرشتہ تھا۔ آسمان کی طرف مونہہ کرکے ایک دو باتیں کیں۔ جو سمجھ میں نہیں آئیں۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کرکے کہا کہ اسلام اور چلا گیا

بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی

۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ الہام ہوا۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب انکی دلجوئی ہوگی۔

ایک پوشیدہ خبر شایع ہونیکی پیشگوئی

۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ ایک کسی نے کہا۔ کرنسی نوٹ پھر ایک کتاب مجھے دیگئی۔ گویا وہ کرنسی نوٹ تھے۔ اور پھر الہام میری زبان پر جاری ہوا۔

دیکھو میرے دوستو! اخبار شایع ہوگیا

(فرمایا اخبار سے مراد خبر ہے۔)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے اور حضور کا خاندان بھی اچھی طرح ہے۔ صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

۲۔ ہفتہ زیر اشاعت میں کپورتھلہ۔ کریام ضلع جالندھر۔ سڑوعہ ضلع ہوشیارپور اور بعض دیگر مقامات سے احباب حاضر ہوئے۔ لاہور سے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بھی آئے ڈاکٹر صاحب کی طبیعت پچھلے چند روز سے اچھی نہ رہی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب رو بہ صحت ہیں۔

۳۔ ۱۴ فروری سے بارش کا سلسلہ و بتش شروع تھا گر ۱۵۔ اور ۱۶ کی شام تک جبکہ میں نوٹ لکھ رہا ہوں بارش ہو رہی ہے فصلوں کی حالت امید ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اچھی ہو جائے۔ نرخ غلہ میں کسیقدر ارزانی پیدا ہوئی ہے ۱۶ کو ۱۴ اثار گندم کا بھاؤ ہو گیا۔

۴۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ معائنہ کیلئے بابو جگل کشور صاحب سینئر اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب تشریف لائے اور ۱۴۔ اور ۱۵ کو انہوں نے سکول کا معائنہ کیا اور حصہ پرائمری کا بھی امتحان لیا۔ نتائج اچھے ہیں مفصل حالات پھر۔ آج ۱۷ کو مسٹر گاڈلے صاحب انسپکٹر آف سکولز کی آمد ہے جو تعلیم الاسلام سکول کے حصہ مڈل اور ہائی کا معائنہ کریں گے۔ بابو جگل کشور صاحب پرانے زمانہ کی طرز کے خوش خلق اور شریف ہوئی طبیعت کے آفیسر ہیں۔

تعلیم الاسلام سکول کیلئے جدید عمارت کی ضرورت

مدرسہ کی ضروریات جو یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں کارکنان مدرسہ کو مجبور کر چکی ہیں کہ وہ اس کیلئے ایک وسیع قطعہ زمین پر عمارت بنائیں چنانچہ ایک بہت بڑا قطعہ زمین اس مطلب کیلئے پسند کیا گیا ہے عنقریب اسے خرید لیا جاویگا اس قطعہ زمین اور عمارت کے اخراجات پچیس ہزار روپیہ سے کم نظر نہیں آتے اب سوال یہ ہے کہ یہ روپیہ کہاں سے آئیگا؟ اس کا جواب احمدی دیں گے جنہوں محض خدا کے فضل سے آجتک مدرسہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے سعی کی ہے اجتک مدرسہ پر تقریباً پچاس ساٹھ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے جسمیں کسی غیر احمدی کا غالباً ایک پیسہ بھی نہیں۔ اسلئے اب اس ضرورت کو احمدی ہی پورا کریں گے اور خدا فضل سے کریں گے ہاں سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام اور علم دوست ڈائرکٹر مسٹر بیل صاحب بالقابہ کو توجہ دلانا بے شک ضروری ہے کہ جنہوں نے ہر قوم کے مدرسوں اور کالجوں کیلئے بڑی فیاضی سے گورنمنٹ سے مدد دلائی ہے۔ اسلئے اگر اس موقعہ پر اگر وہ احمدی قوم کے سکول کی بلڈنگ کیلئے کوئی خاص مدد دیں تو وہ کئی لاکھ کی قوم کو خصوصاً شکر گزاری کا موقعہ دیں گے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس قوم نے آجتک اپنے مدرسہ کیلئے ایک پائی کی بھی گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم کو تکلیف نہیں دی حالانکہ دوسری وفادار رعایا اور دوسرے سکولوں کیطرح ہر وقت ایسا حق حاصل تھا اور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم حتی الوسع اپنی تعلیمی ضروریات کا بوجھ گورنمنٹ کے سر ڈالنا نہیں چاہتے لیکن ایسے وقت کہ مدرسہ کی عمارت ایک کثیر رقم کو چاہتی ہے میرا ڈائرکٹر صاحب کو ایسے ضروری امر پر توجہ دلانا ہرگز بے موقع اور نامناسب نہیں۔ میں اپنے سکول کی مینجنگ کمیٹی کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس امر کو مناسب سمجھے تو ڈائرکٹر صاحب کو متوجہ کرے میرا خیال ہے کہ ہمارا علم دوست اور انصاف پسند ڈائرکٹر اس امر پر خاص توجہ کر سکیگا مفصل پھر کبھی

کلماتِ طیبات حضرتِ امام الزمان سلمہ الرحمان

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں فرمائی۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو مہمان خانہ جدید کے بڑے ہال میں احباب کا ایک بڑا جلسہ اس غرض کیلئے منعقد ہوا تھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصلاح کے سوال پر غور کریں اسمیں بہت سے بھائیوں نے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں۔ جو اگر ممکن اور مناسب ہوا تو خلاصہ کسیوقت درج کردیا جاویگا ورنہ نہیں۔

ان تقریروں کے ضمن میں ایک بھائی نے اپنی تقریر کے ضمن میں کہا کہ "جہانتک میں جانتا ہوں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اسیقدر فرق ہے کہ وہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ وفات پا چکے ہیں اس کے سوا اور کوئی نیا امر ایسا نہیں جو ہمارے اور ان کے درمیان اصولی طور پر قابل نزاع ہو" اس سے چونکہ کامل طور پر سلسلہ کی بعثت کی غرض کا پتہ نہ لگ سکتا تھا بلکہ ایک امر مشتبہ اور کمزور معلوم ہوتا تھا اسلئے ضروری امر تھا کہ آپ اسکی اصلاح فرماتے۔ چونکہ اسوقت کافی وقت نہ تھا اسلئے ۲۷ دسمبر کو بعد ظہر و عصر آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنی بعثت کی اصل **غرض** پر کچھ تقریر فرمائیں۔ آپکی طبیعت بھی ناساز تھی تاہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

فرمایا

افسوس ہے اسوقت میری طبیعت بیمار ہے اور میں کچھ زیادہ بول نہیں سکتا لیکن ایک ضروری امر کیوجہ سے چند کلمے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کل میں نے سنا تھا کہ کسی صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ گویا ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان فرق موت و حیات مسیح علیہ السلام کا ہے ورنہ ایک ہی ہیں اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں کا قدم بھی حق پر ہے یعنے نماز روزہ اور دوسرے اعمال مسلمانوں کے ہیں اور وہ سب اعمال بجالاتے ہیں۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بارہ میں ایک غلطی پڑ گئی تھی جس کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ پیدا کیا۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات صحیح نہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ مسلمانوں میں یہ غلطی بہت بری طرح پر پیدا ہوئی ہے لیکن اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ **میرا دنیا میں آنا** صرف اتنی ہی غلطی کے ازالہ کیلئے ہے اور اور کوئی خرابی مسلمانوں میں ایسی نہ تھی جسکی اصلاح کیجاتی بلکہ وہ صراط مستقیم پر ہیں تو یہ خیال غلط ہے۔ میرے نزدیک وفات یا حیات مسیح ایسی بات نہیں کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ اتنا بڑا سلسلہ قایم کرتا اور ایک خاص شخص کو دنیا میں بھیجا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے طور پر اس کو ظاہر کرتا جس سے اسکی بہت بڑی عظمت پائیجاتی ہے یعنے یہ کہ دنیا میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ اور زمین لعنتی ہوگئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی غلطی کچھ آج پیدا نہیں ہوگئی بلکہ یہ غلطی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پیدا ہوگئی تھی اور خواص اولیاء اللہ صلحی اور اہل اللہ بھی آتے رہے اور لوگ اس غلطی میں گرفتار رہے اگر اس غلطی ہی کا ازالہ مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسوقت ہی کردیتا مگر نہیں ہوا۔ اور یہ غلطی چلی آئی۔ اور ہمارا زمانہ آگیا اسوقت بھی اگر نری اتنی ہی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک سلسلہ پیدا نہ کرتا کیونکہ **وفات مسیح** ایسی بات تو تھی ہی نہیں جو پہلے کسی نے تسلیم نہ کی ہو پہلے سے بھی اکثر خواص جنپر اللہ تعالیٰ نے کھولدیا یہی مانتے چلے آئے مگر بات کچھ اور ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا یہ سچ ہے کہ **مسیح** کی وفات کی غلطی کو دور کرنا بھی اس سلسلہ کی بہت بڑی غرض تھی لیکن صرف اتنی ہی بات کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھکو **کھڑا** نہیں کیا بلکہ بہت سی باتیں ایسی پیدا ہو چکی تھیں اگر انکی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ ایک سلسلہ قایم کرکے کسی کو **مامور** نہ کرتا تو دنیا تباہ ہوجاتی اور **اسلام** کا نام و نشان مٹ جاتا!!

اس لئے اسی مقصد کو دوسرے پیرایہ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہماری بعثت کی غرض کیا ہے؟

وفات عیسیٰ اور حیات اسلام

یہ دونو مقاصد باہم بہت بڑا تعلق رکھتے ہیں اور **وفات مسیح** کا مسئلہ اس زمانہ میں **حیات اسلام** کیلئے ضروری ہوگیا ہے اسلئے کہ حیات مسیح سے جو فتنہ پیدا ہوا ہے وہ بہت بڑھ گیا ہے۔ حیات مسیح کیلئے یہ کہنا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ انکو زندہ آسمان پر اٹھا لے جاتا؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسکی سنت سے ناواقفی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہم تو سب سے پہلے اس بات پر ایمان لاتے اور یقین کرتے ہیں۔

ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر

اللہ تعالیٰ بیشک ہر بات پر قادر ہے اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ بیشک وہ جو کچھ چاہے کرسکتا ہے لیکن وہ ایسے امور سے پاک اور منزہ ہے جو اسکی صفات کاملہ کے خلاف ہوں اور وہ ان باتوں کا دشمن ہے جو اس کے دین کے مخالف ہوں۔ حضرت عیسیٰ کی حیات اوایل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگر آج یہ غلطی ایک **اژدہا** بن گئی ہے جو اسلام کو نگلنا چاہتی ہے۔ ابتدائی زمانہ میں۔ اس غلطی سے کسی گزند کا اندیشہ نہ تھا اور وہ غلطی ہی کے رنگ میں تھی مگر جب سے عیسائیت کا **خروج** ہوا۔ اور انہوں نے مسیح کی **زندگی** کو انکی خدائی کی ایک بڑی زبردست دلیل قرار دیا تو یہ خطرناک امر ہوگیا۔ انہوں نے بار بار اور بڑے زور سے اس امر کو پیش کیا کہ اگر مسیح خدا نہیں تو وہ **عرش** پر کیسے بیٹھا ہے؟ اور اگر انسان ہوکر کوئی ایسا کرسکتا ہے کہ **زندہ آسمان** پر چلا جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی بھی آسمان پر نہیں گیا؟ اس قسم کے دلایل پیش کرکے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنانا چاہتے ہیں اور انہوں نے بنایا اور دنیا کے ایک حصہ کو گمراہ کردیا اور بہت سے مسلمان جو تیس لاکھ سے زیادہ بتائے جاتے ہیں اس غلطی کو صحیح عقیدہ تسلیم کرنے کیوجہ سے اس فتنہ کا شکار ہوگئے۔ اب اگر یہ بات صحیح ہوتی اور درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے جاتے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں اور مسلمان اپنی غلطی اور ناواقفی سے انکی تائید کرتے ہیں تو پھر اسلام کیلئے تو

ایک ماتم کا دن ہوتا

کیونکہ اسلام تو دنیا میں اسلئے آیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دنیا کو ایک ایمان اور یقین پیدا ہو اور اسکی توحید پھیلے۔ وہ ایسا مذہب ہے کہ کوئی کمزوری اسمیں پائی نہیں جاتی۔ اور نہیں ہے وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو وحدہٗ لاشریک قرار دیتا ہے کسی دوسرے میں خصوصیت تسلیم کیجاوے تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی کسر شان ہے اور اسلام اس کو روا نہیں رکھتا مگر عیسائیوں نے مسیح کی اس خصوصیت کو پیش کرکے دنیا کو گمراہ کردیا ہے اور مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے انکی اس ہاں میں ہاں ملادی اور اس ضرر کی پروا نہ کی جو اس سے اسلام کو پہونچا۔

اس بات سے کبھی دھوکا نہیں کھانا چاہئے جو لوگ کہدیتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھا لیجاوے؟ بے شک وہ **قادر** ہے مگر وہ ایسی باتوں کو کبھی روا نہیں رکھتا جو مبدء شرک ہوکر کسی کو شریک الباری ٹھیراتی ہوں۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک شخص کو بعض وجوہ کی خصوصیت دینا صریح مبدء شرک ہے۔ پس مسیح علیہ السلام میں یہ خصوصیت تسلیم کرنا کہ وہ تمام انسانوں کے برخلاف اتبک زندہ ہیں اور خواص بشری سے الگ ہیں یہ ایسی خصوصیت ہے جس سے عیسائیوں کو موقع دیا کہ وہ انکی **خدائی** پر اس کو بطور دلیل پیش کریں۔ اگر کوئی عیسائی مسلمانوں پر یہ اعتراض کرے کہ تم ہی بتاؤ کہ ایسی خصوصیت اسوقت کسی اور شخص کو بھی ملی ہے تو اسکا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ یقین کرتے ہیں کہ سب انبیاء علیہم السلام مرگئے ہیں مگر مسیح کی موت بقول ان مخالف مسلمانوں کے ثابت نہیں کیونکہ **توفی** کے معنے تو آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے کرتے ہو۔ اسلئے **فلما توفیتنی** میں بھی یہی معنے کرنے پڑیں گے کہ جب تو نے مجھے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اور کوئی آیت ثابت نہیں کرتی کہ اسکی موت بھی ہوگی پھر بتاؤ کہ ان کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور وہ اپنی غلطی کو سمجھیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو لوگ مسلمان کہلا کر اس عقیدہ کی کمزوری اور شناعت کے کھل جانے پر بھی اس کو نہیں چھوڑتے وہ دشمن اسلام اور اسکیلئے مار **آستین** ہیں۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ بار بار قرآن شریف میں مسیح کی **موت** کا ذکر کرکے ثابت کرتا ہے کہ وہ دوسرے نبیوں اور انسانوں کی طرح وفات پاچکے کوئی امر نیا ایسا نہ تھا جو دوسرے نبیوں اور انسانوں میں نہ ہو۔ یہ بالکل سچ ہے کہ **توفی** کے موت ہی معنے ہیں کسی لغت سے یہ ثابت نہیں کہ توفی کے معنے کبھی آسمان پر مع جسم اٹھانے کے بھی ہوتے ہیں زبان کی خوبی لغات کی توسیع پر ہے دنیا میں کوئی لغت ایسی نہیں ہے جو صرف ایک شے کیلئے ہو اور دوسرے کیلئے نہ ہو۔ ہاں خدا تعالیٰ کیلئے یہ خصوصیت ضرور ہے اسلئے کہ وہ وحدہٗ لاشریک خدا ہے۔ لغت کی کوئی کتاب پیش کرو جسمیں **توفی** کے یہ معنے خصوصیت سے حضرت عیسیٰ کیلئے کیے ہوئے ہوں کہ زندہ آسمان پر مع جسم اٹھا لے اور سارے جہان کیلئے جب یہ لفظ استعمال ہو تو اس کے معنے موت کے ہوں گے اس قسم کی خصوصیت لغت کی کسی کتاب میں دکھاؤ؟ اور اگر نہ دکھا سکو اور نہیں ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے ڈرو کہ یہ مبدء شرک ہے اس غلطی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان عیسائیوں کے مدیون ٹھیرتے ہیں اگر عیسائی کہیں کہ جس حال میں تم مسیح کو زندہ تسلیم کرتے ہو کہ وہ آسمان پر ہے اور پھر اس کا آنا بھی مانتے ہو اور یہ بھی کہ وہ حَکَم ہوکر آئیگا۔ اب بتاؤ کہ اس کے خدا ہونے میں کیا شبہ رہا جب کہ یہ بھی ثابت نہ ہو کہ اس کی موت ہوگی۔ یہ کہنا بڑا معصیت کا امر ہو کہ **عیسائی سوال کرے اور اس کا جواب نہو؟**

غرض

اس غلطی کا اثر بد اب یہاں تک بڑھ گیا یہ تو سچ ہے کہ مدار اصل مسیح کی موت کا مسئلہ ایسا عظیم الشان نہ تھا کہ اس کے لئے ایک عظیم الشان مامور کی ضرورت ہوتی! مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت بہت ہی نازک ہوگئی ہے انہوں نے قرآن کریم پر تدبر چھوڑ دیا اور انکی عملی حالت خراب ہوگئی اگر انکی عملی حالت درست ہوتی

اور وہ قرآن کریم اور اس کے لغات پر توجہ کرتے تو ایسے معنے ہرگز نہ کرتے۔ انہوں نے اسی لئے اپنی طرف سے یہ معنے کر لئے **توفی** کا لفظ کوئی نرالا اور نیا لفظ نہ تھا اس کے معنے تمام لغت عرب میں خواہ وہ کسی نے لکھی ہوں **موت** کے کئے ہیں پھر انہوں نے مع جسم آسمان پر اٹھانے کے معنے آپ ہی کیوں بنا لئے۔ ہمکو افسوس نہ ہوتا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی اس لفظ کے یہی معنے کر لیتے۔ کیونکہ یہ لفظ آپ کیلئے بھی تو قرآن شریف میں آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے

واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

اب بتاؤ کہ اگر اس لفظ کے معنے مع جسم آسمان پر اٹھانا ہی ہیں تو کیا ہمارا حق نہیں کہ آپ کے لئے بھی یہی معنے کریں بکبار جبکہ وہ نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزارہا درجہ کم تر ہے اسکے لئے جب یہ لفظ بولا جاوے تو اس کے من گھڑت معنے کر کے زندہ آسمان پر لیجاویں لیکن جب سید الاولین والآخرین کیلئے یہ لفظ آوے تو اس کے معنے بجز موت کے کچھ نہ کریں حالانکہ آپکی **زندگی** ایسی ثابت ہے کہ کسی اور نبی کی ثابت نہیں اور اس لئے ہم زور اور دعوی سے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ اگر کوئی نبی زندہ ہے تو وہ

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ہی ہیں۔ اکثر اکابر نے **حیات النبی** پر کتابیں لکھی ہیں اور ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایسے زبردست ثبوت موجود ہیں کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ منجملہ ان کے ایک یہ بات ہے کہ زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے۔ جسکے **برکات** اور **فیوض** ہمیشہ کیلئے جاری ہوں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک کبھی بھی مسلمانوں کو ضائع نہیں کیا۔ ہر **صدی** کے سر پر اس نے کوئی آدمی بھیجدیا۔ جو زمانہ کے مناسب حال اصلاح کرتا رہا یہانتک کہ اس صدی پر اس نے

مجھے بھیجا ہے

تاکہ میں **حیات النبی** کا ثبوت دوں۔ یہ امر قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کرتا رہا ہے اور کریگا۔ جیسا کہ فرمایا ہے **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون**۔ یعنے بیشک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔ **انا لہ لحافظون** کا لفظ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ صدی کے سر پر ایسے آدمی آتے رہیں گے جو گم شدہ متاع کو پھر لائیں اور لوگوں کو یاد دلائیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب پہلی صدی گذر جاتی ہے تو پہلی نسل بھی اٹھ جاتی ہے اور اس نسل میں جو عالم۔ حافظ قرآن۔ اولیاء اللہ ابدال ہوتے ہیں وہ فوت ہو جاتے ہیں اور اسلئے ضرورت ہوتی ہے کہ احیائے ملت کیلئے کوئی شخص پیدا ہو کیونکہ اگر

دوسری صدی میں نیا بندوبست اسلام کے تازہ رکھنے کیلئے نہ کرے تو یہ **مذہب** مر جاوے اسلئے وہ ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مامور کرتا ہے جو اسلام کو مرنے سے بچا لیتا ہے اور اسکو نئی زندگی عطا کرتا ہے اور دنیا کو ان غلطیوں بدعات اور غفلتوں اور سستیوں سے بچا لیتا ہے جو انمیں پیدا ہوتی ہیں۔

یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے اور یہ آپ کی **حیات** کی ایسی زبردست دلیل ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسطرح پر آپ کے **برکات و فیوض** کا سلسلہ لا انتہا اور غیر منقطع ہے۔ اور ہر زمانہ میں گویا **امت** آپ کا ہی **فیض** پاتی ہے اور آپ ہی سے تعلیم حاصل کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محب بنتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

پس خدا تعالیٰ کا پیار ظاہر ہے کہ اس امت کو کسی صدی میں خالی نہیں چھوڑتا اور یہی ایک امر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **حیات** پر روشن دلیل ہے۔ بالمقابل حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت نہیں انکی زندگی ہی میں ایسا فتنہ برپا ہوا کہ کسی اور نبی کی زندگی میں وہ فتنہ نہیں ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ سے مطالبہ کرنا پڑا کہ

ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین

یعنے کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنالو۔ جو جماعت حضرت عیسیٰ نے تیار کی وہ ایسی کمزور اور ناقابل اعتبار تھی کہ خود یہی عیسائی بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ انجیل سے ثابت ہے کہ وہ بارہ شاگرد جو انکی خاص قوت قدسی اور تاثیر کا نمونہ تھے انہیں سے ایک نے جسکا نام **یہودا اسکریوطی** تھا اس نے تیس روپیہ پر اپنے آقا و مرشد کو بیچدیا اور دوسرے نے جو سب سے اول نمبر پر ہے اور شاگرد رشید کہلاتا تھا اور جس کے ہاتھ میں بہشت کی کنجیاں تھیں یعنے پطرس اس نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ **لعنت** کی جب خود حضرت مسیح کی موجودگی میں انکا اثر اور فیض اسقدر تھا اور اب انیس سو سال گذرنے کے بعد خود اندازہ کرلو کہ کیا باقی رہا ہو گا۔ اس کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت طیار کی تھی وہ ایسی **صادق** اور **وفادار** جماعت تھی کہ انہوں نے آپ کیلئے جانیں دیدیں۔ وطن چھوڑ دیئے۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ دیا۔ غرض آپ کیلئے کسی چیز کی پرواہ نہ کی۔ یہ کیسی زبردست تاثیر تھی اس تاثیر کا بھی مخالفوں نے اقرار کیا ہے اور پھر آپ کی تاثیرات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ ابتک وہ چلی جاتی ہیں قرآن شریف کی تعلیم میں وہی اثر وہی برکات اب بھی موجود ہیں۔ اور پھر تاثیر کا ایک اور بھی نمونہ قابل ذکر ہے کہ انجیل کا کہیں پتہ ہی نہیں لگتا خود عیسائیوں کو اس امر میں مشکلات ہیں کہ اصل انجیل کونسی ہے اور وہ کس زبان میں تھی اور کہاں ہے مگر قرآن شریف کی برابر حفاظت ہوتی چلی آئی ہے ایک لفظ

اور نقطہ تک اس کا ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ اسقدر حفاظت ہوئی ہے کہ ہزاروں لاکھوں حافظ قرآن شریف کے ہر ملک اور ہر قوم میں موجود ہیں جنمیں باہم اتفاق ہے ہمیشہ یاد کرتے اور سناتے ہیں۔

اب بتاؤ کہ کیا یہ آپ کے برکات اور زندہ برکات نہیں ہیں؟ اور کیا ان سے آپکی **حیات** ثابت نہیں ہوتی؟

غرض

کیا قرآن شریف کی حفاظت کے رو سے اور کیا تجدید دین کیلئے ہر صدی پر مجدد کے آنے کی حدیث سے اور کیا آپکی برکات اور تاثیرات سے جو ابتک جاری ہیں آپکی **حیات** ثابت ہوتی ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی **حیات** کے عقیدہ نے دنیا کو کیا فائدہ پہونچایا ہے؟ کیا اخلاقی اور عملی طور پر دنیا کی اصلاح ہوئی ہے یا فساد پیدا ہوا ہے؟ اس امر پر جسقدر غور کریں گے اسیقدر اسکی خرابیاں ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام نے اس عقیدہ سے بہت بڑا ضرر اٹھایا ہے یہانتک کہ ۲۹ کروڑ کے قریب لوگ عیسائی ہو چکے جو سچے خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور عیسائیت نے دنیا کو جو نفع پہنچایا ہے وہ ظاہر امر ہے خود عیسائیوں نے اس امر کو قبول کیا ہے کہ عیسائیت کے ذریعہ بہت سی بد اخلاقیاں دنیا میں پھیلی ہیں۔ کیونکہ جب انسان کو تعلیم ملے کہ اسکے گناہ کسی دوسرے کے ذمہ ہو چکے تو وہ گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔ اور گناہ نوع انسان کیلئے ایک خطرناک زہر ہے جو عیسائیت نے پھیلائی ہے۔ اس صورت میں اس عقیدہ کا ضرر اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ حیات **مسیح** کے متعلق اس زمانہ کے لوگوں پر الزام ہے۔ نہیں بعض پہلوں نے غلطی کھائی ہے مگر وہ تو اس غلطی میں بھی ثواب ہی پا گئے کیونکہ مجتہد کے متعلق لکھا ہے **قد یخطی و یصیب** کبھی مجتہد غلطی بھی کرتا ہے اور کبھی ثواب مگر دونوں طرح پر اسے ثواب ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ مشیت ایزدی نے یہی چاہا تھا کہ ان سے یہ معاملہ مخفی رہے پس وہ غفلت میں رہے اور اصحاب کہف کیطرح یہ حقیقت ان پر مخفی رہی۔ جیسا کہ مجھے بھی الہام ہوا تھا۔ ام حسبت

ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا

اسیطرح مسیح کی حیات کا مسئلہ بھی ایک عجیب سر ہے باوجودیکہ قرآن شریف کھول کھول کر مسیح کی وفات ثابت کرتا ہے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو آیت استدلال کے طور پر پڑھی گئی وہ بھی اسی کو ثابت کرتی ہے مگر باوجود اسقدر آشکار ہونے کے خدا تعالیٰ نے اسکو مخفی کر دیا۔ اور آنیوالے موعود کیلئے اسکو مخفی رکھا چنانچہ جب وہ آیا تو **اسنے اس راز کو ظاہر کیا**

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ وہ جب چاہتا ہے کسی بھید کو مخفی کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے ظاہر کر دیتا ہے اسی طرح اس نے اس بھید کو اپنے **وقت تک** مخفی رکھا اب جبکہ وہ زمانہ آگیا اور اس کے ہاتھ میں اس سر کی کلید تھی اس نے اسے کھول کر دکھا دیا اب اگر کوئی نہیں مانتا اور ضد کرتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے

غرض

وفات مسیح کا مسئلہ اب ایسا مسئلہ ہو گیا ہے کہ اسمیں کسی قسم کا اخفا نہیں رہا بلکہ ہر پہلو سے صاف ہو گیا ہے قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے احادیث وفات کی تائید کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ معراج بھی حضرت عیسیٰ کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ اور پھر آیت قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا مسیح کو زندہ آسمان پر جانے سے روکتی ہے۔ کیونکہ جب کفار نے آپ سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ مانگا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی جواب دیا کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنے میرا رب اس وعدہ خلافی سے پاک ہے جو ایک بشر تو وہ انسان کیلئے یہ قرار دے کہ وہ اسی زمین میں پیدا ہوا اور یہاں ہی مریگا۔ **فیھا تحیون وفیھا تموتون**۔

میں تو ایک بشر رسول ہوں یعنے وہ بشریت میرے ساتھ موجود ہے جو آسمان پر نہیں جا سکتی۔ اور اصل کفار کی غرض اس سوال سے یہی تھی جو نعوذ باللہ پہلے پیش کر چکے تھے کہ انسان اس دنیا میں جیتا اور مرتا ہے اسلئے انہوں نے موقع پاکر یہ سوال کیا۔ جسکا جواب [illegible] دیا گیا کہ انکا منصوبہ خاک میں ملگیا۔ پس یہ [illegible] مسئلہ ہے کہ مسیح وفات پا چکے ہاں یہ ایک معجزہ [illegible] ہے کہ انہیں غفلت میں رکھا۔ اور سو برس [illegible] بنا دیا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جن لوگوں نے یہ زمانہ نہیں پایا وہ معذور ہیں۔ ان پر کوئی حجت پوری نہیں ہوئی۔ اور اسوقت اپنے اجتہاد سے جو کچھ وہ سمجھے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ سے اجر اور ثواب پائیں گے۔

مگر

اب وقت نہیں رہا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے اس [illegible] اور اس مخفی راز کو ظاہر کر دیا ہے۔ اور اس مسئلہ [illegible] خوفناک اثروں کو تم دیکھ رہے ہو کہ اسلام تنزل کی حالت میں ہے اور عیسائیت کا یہی **ہتھیار حیات مسیح** ہے جسکو لیکر وہ اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی ذریت [illegible] کا شکار ہو رہی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ [illegible] مسائل وہ لوگ انکو سنا کر گمراہ کر رہے ہیں [illegible] جو اول سے مسلمان تھے لیکن [illegible] [illegible] اسلام سے بیزار ہو رہے ہیں اسلئے [illegible] چاہا کہ اب مسلمانوں کو متنبہ کرے [illegible]

(باقی آئندہ)

مشاہیر اسلام

امام بخاری

صحیح بخاری کو مسلمانوں میں جو عام مقبولیت حاصل ہے اسکا اندازہ صرف اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ صحت کے لحاظ سے کتاب اللہ کے بعد اسکو جگہ دی گئی لیکن افسوس ہے کہ بہت کم لوگ اس کے نامور جامع کے حالات سے واقف ہوں گے۔ اسلئے اس مضمون میں ہم امام موصوف کے حالات جمع کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ "میں نے ایک مستقل کتاب امام بخاری مسلم اور ابو داؤد کے حالات میں لکھی ہے"۔ لیکن افسوس کہ آج اس کا پتہ نہیں اسلئے مقدمہ فتح باری۔ کشف الظنون۔ کلمات طیبات شاہ ولی اللہ سے جسقدر حالات معلوم ہو سکے مجبوراً انہیں پر اکتفا کیا بعض باتیں دوسری کتابوں سے بھی لی گئیں گو اس مضمون کا بڑا حصہ انہیں کتابوں کا ممنون ہے۔

نام و نسب اور ابتدائی حالات سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ۔ ان کا اصلی نام محمد۔ اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ان کے جد اعلیٰ بردزبہ فارس کے رہنے والے۔ اور مذہباً مجوسی تھے۔

امام صاحب کے جد امجد مغیرہ پہلے شخص ہیں۔ جو اس خاندان میں مشرف باسلام ہوئے۔ اس زمانہ کا قاعدہ تھا۔ کہ جس شخص کے ہاتھ پر اسلام لاتے تھے۔ اسی کی نسبت سے نومسلم مشہور ہو جاتے تھے۔ مغیرہ چونکہ امیر بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ اسلئے جعفی مشہور ہو گئے۔ اور یہ لقب نسل بعد نسل منتقل ہوتا ہوا امام صاحب تک پہنچا اس بنا پر امام صاحب جعفی کے لقب سے بھی مشہور ہیں امام صاحب کے دادا ابراہیم کا حال کچھ نہیں معلوم ہوتا لیکن ان کے والد اسمٰعیل چوتھے طبقہ کے معتبر محدثین شمار کئے جاتے ہیں۔ اسمٰعیل کی ثقاہت اور مرتبہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ امام مالک اور حماد جیسے محدثین کی انہوں نے شاگردی کی۔ اور ابن مبارک جیسے شیوخ کی صحبت میں مدتوں رہے۔ اہل عراق نے اکثر حدیثیں انسے روایت کی ہیں خود امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کے حالات لکھے ہیں۔ اور اپنے بزرگ والد کے فضل و کمال پر فخر کیا ہے۔

امام صاحب کے نام سے زیادہ انکی وطنیت مشہور ہے۔ اسلئے اسقدر ہر شخص جانتا ہے کہ ان کا اصلی وطن بخارا ہے۔

بخارا قدیم جغرافیہ میں۔ اقلیم پنجم کے صوبہ ماوراء النہر کا ایک جلیل القدر شہر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جدید جغرافیہ کی رو سے ایشیائی ترکستان میں واقع ہے۔ اسکی پشت پر سمرقند۔ دہنی طرف تاشقند۔ بائیں طرف صحرائے کراکورم۔ اور سامنے صحرائے قزل خورم ہے۔ دوسری صدی کے اواخر میں (جب بخارا کو امام صاحب کی پیدایش کا شرف حاصل ہوا) خلفائے عباسیہ کے زیر حکومت تھا۔ اور مقامی انتظام کے لئے دربار خلافت کی طرف سے ایک گورنر رہا کرتا تھا۔

شوال کی تیسری تاریخ تھی۔ اور جمعہ کا دن تھا۔ جب سنہ ۱۹۴ ہجری میں امام بخاری پیدا ہوئے۔ ابھی تکمیل کو کے دن پورے نہیں ہوئے تھے۔ کہ ان کے والد اسماعیل یتیمی کا داغ۔ اپنی یادگار چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے ان سے رخصت ہو گئے۔ انکی والدہ جنکی سرپرستی اور توجہ پر انکی آیندہ ترقی کا دارومدار تھا۔ ان کو اور ان کے بڑے بھائی احمد کو لیکر بخارا سے مکہ معظمہ چلی آئیں۔ وہیں انہوں نے نشو و نما پائی۔ اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

امام صاحب کی تحصیل کا زمانہ بچپن ہی سے شروع ہوتا ہے۔ ابتدا میں علم فقہ پر توجہ کی۔ اور امام وکیع اور ابن مبارک جیسے اساتذۂ فن کی تصنیفات کا مطالعہ کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں فقہ کی تعلیم سے فارغ ہو گئے تو اس مقدس فن پر متوجہ ہوئے۔ جسکی پریشان اور نامرتب حالت۔ انکی آیندہ توجہ اور سرپرستی کا انتظار کر رہی تھی۔

اگرچہ اس امر کا تفصیلی حال نہیں معلوم ہوتا کہ امام صاحب نے ابتدا میں کن مشایخ سے فن حدیث کو حاصل کیا۔ لیکن اسقدر مسلم ہے۔ کہ ان کا فضل و کمال۔ اسحق بن راہویہ اور علی بن المدینی کے فیضان تعلیم کا زیادہ ممنون ہے۔

ان بزرگوں کے علاوہ۔ اور جن مشایخ کا تاریخوں میں پتہ چلتا ہے ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے شیوخ میں مختلف درجہ اور مختلف طبقہ کی جماعتیں شامل تھیں۔ مثلاً

(۱) تبع تابعین۔ جیسے محمد بن عبد اللہ انصاری۔ ابو عاصم النبیل۔

(۲) تابعین کے معاصر۔ مگر کسی ثقہ تابعی سے انہوں نے حدیث کی روایت نہیں کی۔ جیسے آدم ابن ایاس

(۳) تبع تابعین سے جن لوگوں کو اخذ حدیث کا موقع ملا جیسے قتیبہ ابن سعید۔ احمد بن حنبل۔ اسحق بن راہویہ

(۴) ہم درس طلبا جیسے محمد بن یحییٰ ذہلی۔ ابو حاتم رازی۔ محمد بن ابراہیم

(۵) امام صاحب کے معاصرین جیسے عبد اللہ بن حماد آملی۔ عبد اللہ بن العاص۔

ہلے امام مسلم نیشاپوری نے بھی ان لوگوں سے سماعت کی ہے

امام صاحب کے شوق علم کا یہ حال تھا کہ بغداد۔ بصرہ۔ خراسان۔ کوفہ۔ خوارزم۔ حجاز اور شام میں اسوقت کوئی محدث ایسا نہ تھا جس سے امام صاحب نے کچھ نہ کچھ اخذ نہ کیا ہو ان کے تمام شیوخ کی مجموعی تعداد ایک ہزار اسّی ہے جسمیں پہلی قسم کے محدثین کا حصہ زیادہ ہے۔

امام صاحب فطرتاً نہایت قوی الحافظہ تھے۔ فطرت کی اس فیاضی سے انہوں نے فن حدیث کی تحصیل میں بہت فایدہ اٹھایا۔ استاد سے جو حدیث سنتے۔ فوراً زبانی یاد کر لیتے۔ ابتدا میں کتابت حدیث کے سخت مخالف تھے۔ ان کا قول تھا کہ "کتابت سے انسان کی فطری قابلیت کم ہو جاتی ہے۔ اور محض کتابوں پر اعتماد کرنے کا عادی ہو جاتا ہے"۔ لیکن آگے چلکر جب ضروریات زمانہ متقاضی ہوئے۔ تو اپنی قدیم رائے بدلنی پڑی۔

امام صاحب کی شہرت امام صاحب کے فضل و کمال کی شہرت اس سے پہلے کہ وہ فارغ التحصیل ہوں۔ دور دور تک پہونچ چکی تھی۔ حفظ حدیث میں انکا پایہ اسقدر بلند تھا۔ کہ بڑے بڑے محدثین مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اسلئے انکی تیزی ذہن اور قوت حافظہ کا عام طور پر اعتراف کیا جاتا تھا۔ ان کے زمانہ کے وہ علما جن کے گرد و پیش۔ ایک بڑی جماعت تلامذہ کی رہتی تھی۔ اور فضل و کمال کے لحاظ سے خود امام فن ہونے کی حیثیت رکھتے تھے ان کے کسی مجموعہ حدیث کو امام صاحب صحیح تسلیم کرتے۔ تو فخریہ لہجہ میں کہتے کہ "ہماری ان حدیثوں کو محمد بن اسمٰعیل بخاری نے صحیح تسلیم کیا"۔ یعنے ان احادیث کی صحت میں اب کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ جب امام بخاری جیسے نقاد نے صحیح قرار دیا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد اس شہرت نے وہ ترقی کی کہ دور دور سے لوگ سمع حدیث کی غرض سے حاضر ہونے لگے۔ ائمہ حدیث درس دیتے ہوئے امام صاحب کو اپنی مسند خاص پر جگہ دیتے۔ اور امام احمد ابن حنبل جیسے بزرگ کہتے کہ خراسان کی سرزمین نے محمد بن اسماعیل جیسا کوئی شخص نہیں پیدا کیا۔

یوسف بن موسے نے بصرہ میں امام صاحب کی وسعت علم اور شہرت کا ایک پر اثر منظر دیکھا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن کسی شخص کو گلیوں میں پکارتے ہوئے سنا۔ کہ "اے قدردانان علم! ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری بصرہ میں تشریف فرما ہیں۔ جو شخص انکی زیارت کا مشتاق ہو۔ جامع مسجد میں حاضر ہو"۔ یہ آواز سنتے ہی میں جامع مسجد میں حاضر ہوا۔ مسجد میں اسوقت بہت سے علما جمع تھے۔ اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص ستون کی آڑ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ امام محمد بن اسمعیل بخاری یہی ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر علما کی طرف متوجہ ہوئے۔ حاضرین نے درخواست کی کہ آج حدیث کے متعلق آپ خطبہ دیں امام صاحب نے منظور فرمایا۔ شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ فلاں وقت امام صاحب بیان فرمائیں گے۔ لوگ جوق جوق مسجد میں جمع ہونے لگے۔ جب حاضرین کی تعداد ایک ہزار تک پہونچ گئی تو امام صاحب کھڑے ہوئے اور یوں بیان کرنا شروع کیا کہ "اے اہل بصرہ آج میں تمہارے سامنے وہ حدیثیں پیش کرونگا جن کے راوی تمہارے شہر بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ مگر تم کو انکی خبر نہیں"۔ اس کے بعد انہوں نے جتنی حدیثیں بیان کیں۔ سب کے رواۃ اہل بصرہ تھے۔

امام صاحب کی اس وسعت معلومات اور معرفت حدیث کو دیکھ کر اکثر علما کہا کرتے تھے کہ

انما هو آية من آيات الله تمشي على وجه الارض۔ ما خلق الا للحديث

امام بخاری خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو زمین پر چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔ خدا نے ان کو صرف حدیث ہی کیلئے پیدا کیا۔

تحصیل علم کے لئے مختلف مقامات کا سفر امام صاحب نے تحصیل علم اور زیارت علما کے لئے دور دراز مقامات کے سفر کئے۔ مصر و شام میں استفادۂ حدیث کی غرض سے دو بار گئے۔ حجاز میں متواتر چھ سال تک قیام کیا۔ کوفہ و بغداد میں جو علما کا مسکن تھا بار بار آیا کئے۔ بصرہ میں چار بار گئے۔ اور بعض مرتبہ پانچ پانچ برس تک قیام کیا۔ ایام حج میں مکہ معظمہ چلے جاتے۔ اور فراغت کے بعد پھر بصرہ چلے آتے۔ ان تمام سفروں میں نیشاپور کا سفر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

نیشاپور کا سفر نیشاپور اس زمانے میں علم حدیث کا مرکز تھا۔ مسلم بن حجاج صاحب صحیح مسلم اور ان کے استاد امام محمد بن یحییٰ ذہلی جیسے محدث اسی خاک سے اٹھے تھے۔ ان کے علم اور فضل نے نیشاپور کو دور دور تک مشہور کر دیا تھا۔ ایسی حالت میں امام صاحب کا نیشاپور جانا اور بڑے بڑے اساتذہ کی موجودگی میں اپنے فضل و کمال کا سکہ بٹھانا ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔

امام صاحب جس شان سے نیشاپور میں داخل ہوئے اور جس جوش سے ان کا خیر مقدم کیا گیا اسکی تصویر خود امام مسلم نے ان مختصر لفظوں میں کھینچی ہے کہ جب امام بخاری نیشاپور میں تشریف لائے۔ تو اہل نیشاپور نے اس دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا کہ والیان ملک اور سلاطین کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔

امام صاحب نیشاپور میں بیٹھکر درس و تدریس حدیث میں مشغول ہو گئے۔ علما نے اکثر اور [illegible] حاضر ہوا کرتے۔ اور امام صاحب کی معلومات حدیث سے مستفیض ہوتے۔ خود امام مسلم کا یہ حال تھا کہ امام صاحب کی مجلس درس سے کبھی خالی نہیں رہتے تھے۔ ایک دن امام صاحب کی [illegible] اور تبحر علمی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بے اختیار پیشانی کو بوسہ لیا۔ اور جوش میں آکر کہا کہ "دعنی اقبل [illegible]

رحلیك یا امیر المومنین فی الحدیث

اے ملک حدیث کے بادشاہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں قدمبوسی کا شرف حاصل کروں۔

امام محمد بن یحییٰ ذہلی اس باب کے شخص تھے کہ امام مسلم کے استاذ اور نیشاپور کے مسلم محدث تھے انہوں نے اپنے تمام شاگردوں کو حکم دیدیا تھا کہ امام صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا کریں خود امام صاحب کی شہرت اور فضل و کمال نے اسطرح گرویدہ کر لیا کہ امام ذہلی جیسے بزرگوں کی مجلسیں بے رونق ہو گئیں

ایک دن امام ذہلی نے اپنی مجلس میں فرمایا کہ میں کل محمد بن اسمعیل بخاری کی ملاقات کو جاؤں گا جس شخص کا جی چاہے میرے ساتھ چلے۔ ساتھ ہی امام ذہلی کو یہ خیال ہوا کہ امام بخاری کی بدولت میری درسگاہ میں جو بے رونقی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا اثر میرے طلبا پر بھی پڑا ہے۔ اسلئے میرے ساتھیوں میں سے کوئی طالب علم ایسی بات نہ پوچھ بیٹھے۔ جسکی بدولت مجھ میں اور محمد بن اسمعیل میں رنجش ہو جائے۔ اور غیر اقوام کو اہل سنت کے اختلاف پر ہنسی اڑانے کا موقع ہاتھ آ جائے۔ اسلئے اپنے ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ امام بخاری سے اختلافی مسایل کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جاوے

دوسرے دن امام ذہلی اپنی جماعت کے ساتھ امام صاحب کے یہاں پہونچے۔ اتفاقاً وہی صورت پیش آ گئی جس کا انہیں خوف تھا۔ ایک شخص نے اٹھکر امام صاحب سے سوال کیا کہ یا ابا عبد اللہ قرآن کے جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں کیا وہ مخلوق ہیں؟ اس کے اصلی الفاظ یہ تھے

لفظی بالقرآن مخلوق؟

امام صاحب ساکت رہے۔ پھر اس شخص نے دوبارہ سوال کیا امام صاحب نے مجبور ہو کر جواب دیا کہ

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔ ولفظی بالقرآن الفاظنا۔ والفاظنا من افعالنا۔ وافعالنا مخلوقۃ۔

"قرآن کلام الٰہی اور غیر مخلوق ہے۔ اور جو الفاظ ہماری باتوں سے نکلتے ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں اور ہمارے الفاظ ہماری زبان کی ایک حرکت ہے اسلئے ہمارا ایک فعل ہے اور ہمارے افعال مخلوق ہیں۔"

امام صاحب نے ان مختصر لفظوں میں درحقیقت اس بحث کا فیصلہ کر دیا تھا ظاہر ہے کہ اگر قرآن کا مفہوم نفس کلام ہے۔ تو کلام خدا کی ایک صفت ہے اور خدا کی صفت کیونکر مخلوق ہو سکتی ہے؟ اگر وہ الفاظ مراد ہیں جو ہماری حادث زبانوں سے نکلتے ہیں۔ تو چونکہ وہ مخلوق کا ایک فعل ہے۔ لہذا ان کے مخلوق ہونے میں کلام نہیں

لیکن ایسا نہیں تھا کہ امام ذہلی [illegible] اس واقعہ کو اسقدر [illegible] دی کہ امام صاحب کی عام ہر دلعزیزی میں فرق آ گیا۔ مگر جو لوگ وقیقہ رس اور نقطہ سنج تھے وہ اس جواب کی تہ کو پہونچ گئے۔ اور پیشتر سے زیادہ وقعت کرنے لگے انہیں لوگوں میں ایک شخص امام مسلم بھی تھے۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ امام ذہلی اس جواب کی بدولت امام صاحب کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اپنی مجلس میں منادی کرا دی کہ جو شخص **لفظی بالقرآن مخلوق** کا قایل ہو وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو تو سخت برآشفتہ ہوئے اور وہ تمام نوشتے اونٹ پر لدوا کر واپس کر دیے جن میں امام ذہلی کی تقریریں قلمبند کی تھیں۔

جب یہ اختلاف ایک نازک حد تک پہونچ گیا تو امام صاحب نے **نیشاپور** کو خیرباد کہا اور اپنے وطن مالوف **بخارا** کو روانہ ہوئے۔ اہل بخارا کو جب اطلاع ہوئی کہ ان کا ہم وطن کمال اور شہرت کے خلعت سے آراستہ ہو کر پھر اپنے وطن کیطرف آ رہا ہے تو جوش مسرت میں استقبال کیلئے بڑے شہر سے دور کوس کے فاصلہ پر [illegible] خیر مقدم کیا اور درہم و دینار نثار کرتے ہوئے شہر میں لائے اللہ اکبر! ایک وہ زمانہ تھا جب کہ باپ کا ایک یتیم بچہ حسرت و یاس کی گود میں بخارا سے نکلا تھا اور ایک یہ زمانہ ہے جب وہی یتیم بچہ امام حدیث ہو کر امرائے شہر کے غول میں خراماں خراماں بخارا میں داخل ہو رہا ہے!

جلاوطنی اور انتقال	بخارا میں امام صاحب نے ایک مدت تک آرام و راحت سے

زندگی بسر کی لیکن آخر میں اپنی بے پرواہ اور خوددار طبیعت کی بدولت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ **شاہ بخارا** نے حکم دیا کہ بخارا سے فوراً نکل جائیں

امام صاحب کے بعض رشتہ دار سمرقند کے ایک چھوٹے سے قریہ خرتنگ میں رہتے تھے۔ امام صاحب بخارا سے نکل کر وہیں چلے آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے۔ جلاوطنی کا انہیں سخت افسوس تھا۔ دورِ غم میں بے اختیار زبان سے نکل جاتا الٰہی! باوجود وسعت کے زمین میرے لئے تنگ ہو گئی ہے۔ اسلئے اب مجھکو اٹھالے۔

عجیب اتفاق ہے کہ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں خدا نے دنیا سے اٹھا لیا۔ ۲۵۶ ہجری میں شب کو نماز عشا کے بعد انتقال ہوا شوال کے مہینہ میں تیسری تاریخ کو پیدا ہوئے اور شوال ہی کی دسویں کو وفات پائی ۱۹۴ ہجری سال پیدائش اور ۲۵۶ ہجری سال وفات ہے اس حساب سے تیرہ دن کم باسٹھ برس کی عمر پائی

دوسرے دن جب یہ خبر مشہور ہوئی تو سمرقند میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اس دھوم دھام سے جنازہ اٹھایا گیا کہ سارا سمرقند ساتھ ساتھ تھا۔ اور بڑے بڑے علما اور امرا [illegible] نماز میں شریک تھے۔ نماز ظہر کے بعد جنازہ دفن کیا گیا اور آسمانِ حدیث کا یہ منور آفتاب سرزمین سمرقند میں ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

ایک شاعر نے دلچسپ اختصار کے ساتھ امام صاحب کا سال ولادت سال وفات اور تعداد سن عمر کو ذیل کے دو شعروں میں یوں نظم کیا ہے

كان البخاری حافظاً ومحدثاً
جمع الصحیح مكمل التحریر
میلاده صدق ومدة عمره
فیها حمید وانقضى فی نور

امام صاحب کا حلیہ یہ تھا۔ جسم دبلا پتلا۔ قد میانہ رنگ گندمی۔

عام اخلاق و عادات۔ ذریعہ معاش تلامذہ اور تصنیفات

امام صاحب کی مقدس زندگی میں بعض ایسی شایستہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جن سے بڑے بڑے نامور لوگوں کا اخلاقی دامن خالی ہے۔ انکی طبیعت سخت درجہ غیور خوددار اور بے تکلف تھی۔ ان کے واقعات زندگی کے آخری حصہ پر نظر پڑتے ہی آ جاتی ہے کہ امیر بخارا نے جلاوطن کر دیا تھا۔ مگر کس لئے؟ صرف اسلئے۔ کہ انہوں نے علم کی عظمت کے آگے ایک دنیادار کی عزت کا لحاظ نہیں کیا۔ امیر بخارا کی خواہش تھی کہ امام صاحب اس کے دربار میں حاضر ہو کر صحیح بخاری اور تاریخ کبیر سنائیں۔ امام صاحب نے اس خواہش کو رد کر دیا کہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا کہ سلاطین کے آستانہ پر لیجا کر پیش کروں اگر امیر کو سچا شوق ہے تو میری مجلس میں آ کر شریک ہو! امیر بخارا کی درخواست تھی کہ وہ قصر شاہی میں آ کر شہزادوں کو تعلیم دیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ امیر کے لڑکوں کو کوئی خصوصیت نہیں دے سکتا۔ میری مجلس عام ہے۔ جس کا جی چاہے آ کر شریک ہو۔ امیر بخارا کو یہ استغنا ناگوار گذرا حکم دیدیا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ امام صاحب نے اپنے وطن سے نکلنا منظور کر لیا۔ مگر علم کی ذلت گوارا نہ کی۔ خودداری کا خیال اس قدر تھا کہ خود ان کا قول ہے "میں نے اپنے استاد علی بن مدینی کے سوا اور کسی کے مقابلہ میں اپنے کو چھوٹا نہ سمجھا"

امام صاحب نے عمر بھر کبھی اس امر کی کوشش نہ کی کہ عام علما کی طرح امیر یا بادشاہ کی دنیا سے فایدہ اٹھائیں کئی مرتبہ اس قسم کے موقع ملتے تھے۔ مگر انہوں نے وظیفہ قبول نہیں کیا

اپنے پیر [illegible] کی وراثت [illegible] اس پر آخری عمر تک [illegible] اس زمانہ میں تجارت کی اس خاص صورت کو کہ ایک شخص روپیہ صرف کرے اور دوسرا اپنی محنت اور دستکاری سے تجارت میں جاوے۔ مضاربت کہتے تھے۔ امام صاحب اسی طریقہ کی تجارت میں اپنے روپے لگا دیتے اور اسی کی قلیل آمدنی سے ضروریات زندگی پوری کرتے بہت کم لوگ ہونگے جنکو زندگی میں ایسی بے اعتنائی پیش آئی ہوگی جسکا نمونہ انکی آنکھوں نے دیکھا تھا یا جو ان کی استقلال سے معمولی شخص سے بھی کسی نامعلوم امر کو دریافت کریں عار نہیں آتا تھا اکثر ساتذہ کی طول طویل فہرست میں بعض ان لوگوں کے نام نظر آتے ہیں جو انکے ہم عمر یا ہم سبق تھے۔ امام صاحب کا ایک [illegible] وصف ذکی تفقہی ہے جب ہم انکی مجموعۂ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو بہت سی حدیثیں ایسی پاتے ہیں جنکے راوی مذہب اہل سنت کے خلاف تھے۔ امام صاحب نے ان سے حدیث لینے میں تامل نہیں کیا۔ اگرچہ خود انکے مذہبی اختلاف رکھتے تھے

امام صاحب کو جسمانی ورزش کا بہت شوق تھا۔ سواری اور تیراندازی میں اس درجہ مہارت تھی کہ انکا نشانہ بہت کم غلط ہوتا تھا۔ امام صاحب کوئی دنیادار آدمی نہیں تھے۔ انکی زندگی بالکل سیدھی سادی اور خالص علمی زندگی تھی لیکن اسکے ساتھ ہی صفائی کا اسقدر خیال رہتا تھا کہ فرش پر ایک تنکے کا پڑا رہنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ ایک [illegible] میں ایک شخص نے اپنی داڑھی سے ایک تنکا نکال کر فرش پر ڈالدیا۔ امام صاحب کی جب نظر پڑی تو چپکے سے اٹھا اور تنکے کو اٹھا کر باہر صحن میں ڈالدیا۔ امام صاحب کا حلقۂ درس نہایت وسیع تھا۔ اسلامی دنیا کے ہر حصہ سے طلبا کی جماعت جوق جوق آ کر شریک ہوتی۔ اور بڑے بڑے پایہ کے اشخاص حلقۂ تلامیذ میں شامل ہوتے۔ انکی مجلس درس کبھی مسجد میں اور کبھی انکے خاص مکان پر منعقد ہوتی تھی ان شاگردوں میں حافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ابو عبدالرحمن نسائی۔ مسلم بن حجاج جیسے جید محدث نظر آتے ہیں۔ جو حدیث کے ارکان ستہ کے تین جلیل القدر رکن ہیں۔ ابن خزیمہ محمد بن نصر مروزی صالح بن محمد جزرہ جیسے حافظ اور بڑے پایہ کے مصنف بھی امام صاحب کے عام شاگردوں میں داخل ہیں

امام صاحب کو زمانہ تحصیل ہی میں تصنیف و تالیف کا شوق ہوا۔ اور آخر عمر تک قایم رہا۔ انکی ۱۸ برس کی عمر تھی جب ایک کتاب قضایا الصحابہ والتابعین لکھی اسنے بڑے بڑے مشایخ کو متحیر کر دیا تھا تاریخ کبیر مدینہ منورہ کی چاندنی راتوں میں لکھی جب آسمان کی منور اور دلفریب قندیلیں دنیا کے مصنوعی چراغوں سے مستغنی کر دیا۔ صحیح بخاری کا مفصل ذکر مستقل عنوان سے آگے آئیگا لیکن انکے علاوہ دیگر تصنیفات کی مکمل فہرست یہ ہے [illegible]

تاریخ کبیر۔ تاریخ اوسط۔ تاریخ صغیر۔ خلق افعال العباد [illegible]

تمہیں اب کیا کرنا ہوگا؟

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

میں اپنے دل میں احمدی قوم کو خصوصیت سے مبارکباد دینے کیلئے ایک جوش پاتا ہوں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان انعام اسے عطا ہوا ہے وہ اس نعمت پر جسقدر سجدات شکر بجا لائے کم ہیں۔ وہ نعمت یہ ہے کہ احمدی قوم کے وجود نے آج دنیا ئے اسلام پر ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک قوم ہے جو اشاعت اسلام کے لئے اپنے دلمیں جوش اور اسلام کی موجودہ حالت پر دلمیں درد رکھتی ہے۔

یہ خلاصہ اور لب لباب ہے ان کثیر تحریروں کا جو اردو اخبارات میں آج اشاعت اسلام کے مضمون کے ضمن میں نکل رہی ہیں۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا امام اور پیشوا یقین کر چکے ہیں خوب جانتے ہیں کہ اس موعود کی دنیا میں آنے کی غرض وغایت کیا ہے؟ قرآن شریف نے پرزور الفاظ میں فرمایا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ مسیح موعود کی زندگی کا مقصد لیظھرہ علی الدین کلہ کے جامع الفاظ میں بتا دیا گیا ہے کہ وہ ملت بیضا کو ادیان عالم پر غالب کر دکھائیگا۔ پس اگر دنیا اس کو شناخت نہ کر سکے تو تو بھی اس کا کام اس کو منوائیگا اسوقت جبکہ بالاتفاق یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ خدمت اسلام میں ہمارے میگزین ریویو آف ریلیجنز نے ماشاءاللہ وہ کام کیا ہے کہ کوئی انجمن اور مجلس باوجود حمایت اسلام کے ادعا کے نہیں کر سکی تو پھر غور کن طبیعتیں بتائیں کہ کیا بالواسطہ یہ تسلیم نہیں ہوا کہ خدا کا مسیح موعود سچا ہے

فی الحقیقت حضرت مسیح موعود کی سچائی پر یہ ایک لطیف دلیل ہے جس نے مجھے اور میرے ان عزیز بھائیوں کو جو میگزین کے کام میں مصروف ہیں ذوق سے سرشار کر دیا ہے اور ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے جس امام کو امام یقین کیا ہے اس کے ہاتھ میں خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔

میرے عزیز دوستو! اور بھائیو! تمہارے چند پیسے جو اس ابتدائی زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے تم نے دیئے وہ اب بارور ہوئے تمہارے اخلاص کا درخت نشوونما پاکر اطراف عالم کو اپنے سایہ میں لیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے غیب سے میگزین کی اشاعت کے وسیع پیمانہ پر شائع کرنے کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اب جسقدر یہ دائرہ وسیع ہوگا اسیقدر اس کا اثر وسیع ہوگا اور جسقدر روحیں اس چشمہ سے فیض پائینگی اور جسقدر نیکیاں اس ذریعہ سے ہونگی یقیناً یقیناً تم ہی ان کے حصہ دار ہوگے کیونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ۔ پس تم ہی بتاؤ کہ یہ انعام کیسا عظیم الشان ہے۔

میں اس موقع پر ان کثیر رایوں کا خلاصہ شائع کرتا جو ان لوگوں نے جو غیر احمدی ہیں دی ہیں اور انہوں نے میگزین کی خدمات اشاعت اسلام کے متعلق تسلیم کی ہیں مگر محض اسوجہ سے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ میرے اس بیان پر حسن ظن رکھتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ میں ایک فیکٹ (امر واقعی) اور ٹروتھ (صداقت) پیش کرتا ہوں) ان کو چھوڑتا ہوں۔ ممکن ہے کہ کسی دوسرے وقت میں ہم ان سب رایوں کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شایع کر دیں۔

میں اس مضمون کو زیادہ لمبا کرنا نہیں چاہتا اور بہت جلد آپ کو اصل مقصد پر لیجانا چاہتا ہوں پس آپ کو معلوم ہو کہ جب آپ نے میگزین کی خدمات کا شہرہ عام ہو گیا تو ان لوگوں نے جن کے دلمیں اسلام کا درد ہے اور وہ اب تک کسی وجہ سے اس سلسلہ میں شامل نہیں جوش اسلام سے بے قرار اور بے اختیار ہو کر چاہا کہ اس اشاعت کے دائرہ کو وسیع کریں۔ انہوں نے اپنی اپنی جگہ مسلمانوں کو متوجہ کیا۔ خصوصیت سے میرے محترم دوست مولوی محمد انشاءاللہ خاں صاحب ایڈیٹر وطن اور منشی رحیم الدین صاحب دہلوی اور مولوی غلام محی الدین صاحب قابل ذکر ہیں جنہوں نے اس تحریک کو پرزور الفاظ میں اٹھایا اور بلا خوف لومۃ لائم میگزین کی خدمات کی شکر گذاری ظاہر کی۔

مولوی محمد انشاءاللہ خانصاحب اور ان دوسرے بزرگوں کی نیک نیتی اور اسلام کیلئے ایک سچا جوش رکھنے کا میں دل سے معترف ہوں اسلئے کہ اگر وہ اس درد سے بیقرار نہ ہوتے تو یہ ناممکن تھا کہ وہ ہمارے سلسلہ میں داخل نہ ہو کر اور اختلاف رکھتے ہوئے بھی اس جوش سے لکھتے۔ اسلئے کہ ہندوستان و پنجاب میں صدہا اخبار نویس اور قوم قوم پکار نے والے موجود ہیں مگر انہیں سے کسی کو اتنی بھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ میگزین کا ریویو ہی اپنے اخبارات میں کر دیں۔ بلکہ بعض نے جوش نفسانیت میں اندھے ہو کر اس رسالہ کی کامیابی کو غیر ممکن بتایا اور لوگوں کو اس سے بدظن کرنا چاہا۔

لیکن دوستو! خدا تعالیٰ بڑا قادر ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

غرض

مولوی محمد انشاءاللہ خانصاحب نے محض اخلاص اور دلی جوش سے میگزین کی وسعت اشاعت کے وسایل پر غور کی اور تیاریاں میں انہوں نے خط وکتابت شروع کی جس کا نتیجہ خود انہوں نے اپنے اخبار میں شائع کیا ہے۔ میں اس ساری خط وکتابت کو انشاءاللہ سلسلہ وار درج کرونگا لیکن اس مقام پر میں تمہیں ایک خاص امر پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری قوم کے لئے یہ امر کس قدر نہایت نازش ہے کہ میگزین کا کام اس واجب الاحترام شخص کے ہاتھ میں ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے اس قدر غیرت اور جوش اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ کسی غیر کا پیسہ لینا بھی ایسی صورت میں حرام سمجھتا ہے جبکہ اسے سلسلہ کے ذکر سے روکا جاوے۔ میرے واجب الاحترام مخدوم حضرت مولوی محمد علی صاحب کا نوٹ میگزین کے اس سال کے پہلے نمبر میں آپ پڑھ چکے ہیں اور یہ اشاعت اسلام اور خدمت اسلام کا جو جوش اسے حق نے دیا ہے وہ آپ اس خط میں پائیں گے جو مولوی محمد انشاءاللہ خان صاحب کے نام انہوں نے لکھا ہے۔ وہ اسوقت موت کو پسند کرتا ہے جب اسے اسلام کے لئے لکھنے کی توفیق نہ ہو۔ اے خدا تعالیٰ کی عظمت اور اسلام کی حمایت کے لئے سینہ سپر ہونے والے نبرد آزما! تجھ پر خدا کی رحمت ہو! تیری عمر میں وہ برکت ہو کہ تجھے عمر نوح ملے تیرے دل پر انوار و برکات الٰہیہ کا نزول ہوتا تو مقدس اسلام کی پوری خدمت کر سکے۔ دعا کر کہ تیرا ایسا جوش صدق اور اخلاص ہمیں بھی ملے۔ آمین۔

مولوی محمد علی صاحب کو میری کسی تحریک یا تعریف یا کسی اور کی تحسین و آفرین کی کوئی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ نے ہم سب میں سے اس کو اس مقصد کے لئے چنا لیکن ہم بھی اس درجہ اور مرتبہ کو بے شک پا سکتے ہیں اور اس کی صورت یہی ہے کہ اس کے انصار ہوں

اے احمدی قوم! یاد رکھو تیری اخلاص سے بھری ہوئی خدمات خدا نے قبول کی ہیں اور خدا کا پیام مغربی اور مشرقی قوموں میں پہنچایا جاتا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ اسلام میں داخل ہوں اور جو وقت بھی قریب ہے کہ تیرے چندوں اور پیسوں کی کوئی احتیاج نہ رہے لیکن ابھی وقت ہے کہ تجھے خیر و برکت کا ورثہ مل سکے پس

اٹھو اور قدم بڑھاؤ

غیر احمدیوں نے جس جوش اور اخلاص سے میگزین کا خیر مقدم کیا ہے وہ اس خط وکتابت سے معلوم کرینگے پس تم جو اس کی بانی اور مجوز ہو اب پہلے سے زیادہ قدم بڑھاؤ اور دکھا دو کہ تو شکر گذاری کیلئے اپنے اندر کیسی روح رکھتی ہے ہم تم سے کچھ زیادہ نہیں چاہتے مولوی محمد انشاءاللہ خان صاحب نے اپنے اخبار کے ناظرین سے دو سو رسالوں کے چندہ کی درخواست کی ہے تم اولین میں داخل ہو

کیا تم اور پانچسو رسالوں کا انتظام کروگی؟

اس کا جواب میں نہیں دوں گا۔ قوم احمدیہ جوش افزا دکیطرف سے اس جواب کا انتظار کرتا ہوں۔ یہ وہ رسالے ہوں گے جو ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لئے جاویں گے۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔

وہ خط وکتابت جو وطن نے شائع کی ہے میں اگلی اشاعت میں انشاءاللہ شائع کرونگا۔

آخر میں پھر اتنا یاد دلاتا ہوں کہ وطن کے سرپرستوں میں بڑے اولوالعزم مسلمان داخل ہیں جنہوں نے ۲۵ ہزار کے قریب حجاز ریلوے میں دیا ہے اور ابھی دو ہزار روپیہ وطن کی معرفت اشاعت کا وہ انتظام کر رہے ہیں اور آپنے دین کی کوئی ذکر کی قومی چندہ ان کے مد نظر ہے مگر ہیں وہ چندے دینے میں تم سے پیچھے نہیں اسلئے ایسا نہ ہو کہ تم اپنے قومی چندوں کی کثرت سے گھبرا کر میں انشاءاللہ ان پانچسو چندوں کے لئے بہت جلد یہ شائع کرنے کے قابل ہونگا کہ پورے ہوگئے کم از کم وطن کے دو سو چندوں کے پورا ہونے سے پہلے ہو جانے چاہیں تاکہ تمہاری اولیت اور حمیت قومی میں فرق نہ آنے پاوے اور میں خود اس کام کو اپنے چار رسالوں کے چندہ سے شروع کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین

تبدیلی مطلوب ہے

کمشنری ملتان کے ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب درجہ دوم میں ترقی یاب ہونیوالے ہیں صوبہ سرحدی کمشنری کی نائب تحصیلداری درجہ سوم سے تبدیلی کے خواہشمند ہیں اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہوں تو ایڈیٹر الحکم کے ساتھ خط وکتابت کریں۔

خط و کتابت

میرے مکرم معظم والدین سے زیادہ مہربان جناب حضرت حکیم صاحب ادام اللہ فیوضکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ .... آخر وہ وحدت وجودی نکلا جس کے ثبوت کیلئے اس نے ایک رسالہ .... دیا اوس کے ثبوت میں چند آیات قرآن شریف اور احادیث رسول مقبول ... بطور نمونہ درج کرتا ہوں

۱ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ۲ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ۳ وھو معکم اینما کنتم۔ ۴ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ ۵ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ ۶ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم۔ ۷ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ ۸ وکان اللہ بکل شیٔ محیطا۔ لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الی اخرہ۔

التماس ہے کہ جناب ان آیات و احادیث کا صحیح ترجمہ مع تفسیر واضح تحریر فرماویں جناب کا مشکور ہونگا

کمترین محمد الدین احمدی از ہوشیارپور۔

جواب۔ نقل خط میں جو بطور خلاصہ کے کل آیات و احادیث آپکے محولہ پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ بنا بر سہولت

ع۱ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ترجمہ۔ خاص اللہ تعالیٰ کا ہی ملک ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس تمکو چاہیے کہ جہاں تم مونہہ پھیرو تمہارا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا ہی مونہہ ہو یعنے ہر ایک کام میں قبلہ مقصود تمہارا رضائے الٰہی ہو

(الف) اب آپ وجودیوں سے دریافت فرماویں کہ اس آیت شریف سے کہاں وحدت وجود کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

(ب) اگر وجودیوں کے مذاق پر ہی معنے لئے جاویں یعنے جہاں مونہہ کرو وہیں خدا کا مونہہ ہے تو پھر بھی وحدت وجود ثابت نہیں ہوتا۔

اول اسلئے کہ مجاہد کا قول ہے کہ معنے اس آیت کریمہ کے یہ ہیں کہ جہاں تم ہو قبلہ تمہارا وجہ اللہ یعنے کعبہ ہی ہو (یعنے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے) یعنے یہ مذہب چونکہ عام لوگوں کیلئے ایک وسیع قانون قبلہ کے متعلق بیان فرمایا کہ مشرق والے مغرب کو اور مغرب والے مشرق کو وعلیٰ ہذا القیاس جنوب و شمال والے بھی کعبہ کو ہی مونہہ کیا کریں۔ ابن کثیر جلد اول ص۲۷۲ – **دوم**۔ ابن جریر کہتا ہے کہ نماز سفر نوافل کیلئے یہ اذن عام ہے مسافر سوار کیلئے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تو یہی آیت پڑھا کرتے تھے ابن کثیر ص۲۷۳ جلد اول

تیسرا۔ ابن جریر کہتا ہے کہ یہ آیت اس کے حق میں ہے جسکا قبلہ گم ہو جاوے ص۲۷۵ ابن کثیر

چوتھا۔ ابن جریر کہتا ہے کہ یہ دعا کیلئے ہے کہ عند الدعا جس طرف مونہہ ہو جاوے۔ ابن کثیر ص۲۷۶ جلد اول

(ج) کیا سارا خدا مونہہ ہی مونہہ ہے اور کچھ نہیں اور لوگوں کے بول و براز والی جگہ بھی خدا کا ہی مونہہ ہے کہ اس سے وحدت وجود ثابت ہو۔ نعوذ باللہ۔

(د) وجہ کے معنے میں توجہ۔ یہ آیت پیشگوئی ہے فتوحات صحابہ کے لئے کہ جہاں تمہاری توجہ ہوگی اللہ تعالیٰ کی بھی وہیں توجہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ہ) وجودیوں کے مذاق پر بھی اس آیت شریف میں بجائے وحدت کے کثرت موجود ہے اللہ ایک مشرق دو مغرب تین وجہ چار تمہارے مونہہ پانچ جو خود ہی جمع ہیں وہ طرف تمہارے مونہہ والا یہ چھ چیزیں ہیں

ع۲ نحن اقرب الیہ من حبل الورید

ترجمہ۔ ہم نزدیک تر ہوں اسکی طرف اس رگ (رستہ) سے جس کا نام ورید ہے۔

بدن میں خون کیلئے دو رستے ہیں ایک کا نام شریان ہے، یہ وہ ہے جو حرکت کرتا ہے۔ ایک کا نام ورید ہے یہ وہ ہے جو حرکت نہیں کرتا۔ قلب میں ورید کا خون داخل ہو کر صاف ہو کر بذریعہ شریان کے تمام بدن میں پہونچتا ہے۔ کیا معنے۔ میں ایسے موقع پر بھی اپنی قدرت کاملہ سے کام کرتا ہوں جسجگہ تمہاری کسیطرح کوئی رسائی نہیں۔ اب یہاں کوئی ثبوت وحدت وجود کا ہے

(الف) اگر سارے لوگ خدا ہیں تو ہر ایک ذی روح کا ہر ایک ذی روح کے قلب میں موجود ہونا ضرور ہے بموجب اس آیت کے۔

(ب) اگر وجودیوں کے مذاق پر حبل الورید کے معنے شاہ رگ ہی کریں تو کیا تمام لوگ ہر ایک کی شاہ رگ سے نزدیک تر ہوتے ہیں۔

(ج) نحن کا لفظ ضمیر تو چاہتا ہے کہ تمام لوگ ہر ایک کے قلب میں یا شاہ رگ سے نزدیک تر ہوں۔

(د) باوجود اس کے یہاں بھی کثرت موجود ہے نحن کا لفظ جو جمع متکلم کا ضمیر ہے بجائے خود مستقل طور پر ایک جمع ہے۔ دوسرا وہ جسکے وہ سارے نزدیک ہیں۔ تیسرا خود حبل الورید بھی علیحدہ چیز ہے تین کو ایک کہنا کسی مسلمان موحد کا کام نہیں۔ ہاں عیسائی تین کو ایک کہتے ہیں جسکو ابتک خود بھی اسکی سمجھ نہیں آئی

ع۳ وھو معکم اینما کنتم۔ ترجمہ۔ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ یہ آیت سورہ حدید رکوع اول میں ہے۔ یہاں ان لوگوں نے لا تقربوا الصلوٰۃ والی کانٹ چھانٹ کی ہے اللہ تعالیٰ کے وسعت علم کا اس موقع پر ذکر ہے اس کے اول و آخر کو دیکھنے سے صاف پتہ لگتا ہے چنانچہ پوری آیت یہ ہے یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا اس سے نکلے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا اور پھر چڑھے وہ سب کو جانتا ہے جبکہ وہ ایسا وسیع علم والا ہے تو پھر تو وہ تمہارے ساتھ ہی ہوا جہاں تم ہو پھر اسی آیت کے معنے زیادہ واضح کرنے کیلئے فرمایا کہ واللہ بما تعملون بصیر۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔ دوسرا اگر حسب مذاق وجودیوں کے اسکے معنے کئے جاویں پھر بھی کثرت بلکہ کثرت در کثرت ہے وحدت کہاں ایک وہ دوسرا تم جو بجائے خود ایک مستقل کثرت ہے ایک وہ مکان تمہاری موجودگی کا اگر زیادہ نہیں تو تثلیث یا ثالوث تو ضرور ہی ہے۔

ع۴ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

یہاں بھی وجودیوں کے وہی لا تقربوا الصلوٰۃ والی کانٹ چھانٹ ہے پوری آیت اسطرح ہے فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ پھر جب جان گلے پر پہونچ جاتی ہے وہ قریب المرگ ہوتا ہے تو تم اسکی جان کو کیوں نہیں واپس کر لیتے حالانکہ تم اس کا حال اسوقت سامنے دیکھ رہے ہوا گرچہ اسوقت تم بہت ہی قریب ہوتے ہو مگر ہم تم سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ یعنے ملایک قابض روح۔

قرآن مجید میں یہ قاعدہ ہے کہ جو افعال اللہ تعالیٰ بتوسط دوسری مخلوق کے ظاہر فرماتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو صیغہ جمع سے بیان فرماتا ہے جیسے انزلنا من السماء ماءً۔ ترجمہ۔ ہم ہی بادلوں سے پانی اتارتے ہیں یا جیسے انا نحن نحی الموتی۔ ترجمہ۔ ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں یعنے کفار کو بتوسل انبیاء و رسل و مامورین و مومنین وغیرہ ہدایت کرتے ہیں۔ یا جیسے نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے معرفت ملایک جو دوران خون اور تصفیہ خون پر موکل ہیں یا جیسے یہی آیت یعنے ہمارے ملایک قابض روح تم سے بہت نزدیک ہوتے ہیں۔

دوسرا باوجود کانٹ چھانٹ کے پھر بھی کسقدر کثرت موجود ہے اور وحدت کا نام و نشان ہی نہیں ایک ہم ایک تم یہ دونوں بجائے خود مستقل جمع ہیں ایک وہ قریب المرگ اگر زیادہ نہ مانو تو تین تو بہرحال ماننے پڑیں گے جو تثلیث ہے یا ثالوث۔

ع۵ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ ترجمہ۔ تو نے (یا محمد) نہیں پھینکا جبکہ پھینکا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ اسمیں وحدت وجود کہاں ہے ایسے الفاظ تو اس ملک میں ہی احد خانگی کے موقع پر عموماً بولے جاتے ہیں چونکہ انبیاء و رسل و اولیا کے سارے کام محض اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہو جاتے ہیں اسواسطے ان کا اپنا کچھ بھی درمیان نہیں رہتا چنانچہ اس حدیث قرب نوافل میں اللہ تعالیٰ آدمی کا ہاتھ پاؤں ایک کان بن جانا اور پھر شیشہ ہو ہے جسکی تفصیل عنقریب آتی ہے۔ دوسرا یہاں بھی وہی کثرت موجود ہے۔ پھینکنے والا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا اللہ تعالیٰ تیسرا جس چیز کو پھینکا افسوس یہ لوگ کس غلط مسئلے کے سبب کس قوم کی مشابہت حاصل کر رہے ہیں جسکو دجال کہا گیا ہے۔

ع۶ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم۔ اس کے صرف وہی معنے لکھدینے کافی ہیں جو حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔ اگر اس کو بھی وجودی نہ مانیں تو فبای حدیث بعدہ یومنون تو پھر کسکی حدیث پر ایمان لائیں گے ھو الاول فلیس قبلہ شیٔ ھو الاخر فلیس بعدہ شیٔ ھو الظاھر فلیس فوقہ شیٔ ھو الباطن فلیس دونہ شیٔ۔ کیا کوئی وجودی اپنی نسبت کہہ سکتا ہے کہ اس کے اول کچھ نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا۔ کیا کوئی وجودی کہہ سکتا ہے کہ اس کے بعد کچھ نہ ہوگا مگر قرآن مجید تو فرماتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت کل شیٔ ھالک

ہاں شاید وجودیوں کا خدا عیسائیوں کے خدا کیطرح مرتا بھی ہو بلکہ عیسائیوں کا خدا تو ایک دفعہ مرا مگر یہاں تو ہر ایک ان میں وجودی کا خدا کروڑ در کروڑ بلکہ اس سے اضعاف مضاعف مرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک کیڑے مکوڑے وغیرہ سبکے سب خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ عطا فرماوے۔

دوسرا وہ ساری آیت کے مجموعہ سے وحدت وجود ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر اصل میں معاملہ ایسا برعکس ہے کہ ہر ایک فقرہ میں کثرت موجود ہے۔ مثلاً ھو الاول اب ایک تو وہ ہوا جو اول ہے اور دوسری وہ اشیاء جن سے وہ اول ہے والظاھر وہ غالب ہے۔ یہاں بھی ایک غالب ہونیوالا اور ایک جن پر غالب ہوا علیٰ ہذا القیاس باقی بھی۔

وھو بکل شیٔ علیم۔ ترجمہ۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ دیکھو یہاں بھی وہی کثرت ہے بلکہ یہاں تو کثرت کیلئے صرف لفظ کل ہی کافی ہے۔ باوجود اسقدر کثرت غیر محدود و غیر محصور کے پھر وحدت وجود میں خلل نہیں وحدت وجود کیا ہوئی بی بی تمیزہ خالدار کا دفو ہوا۔

ع۷ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اسمیں بھی وجودیوں نے وہی کمال دکھایا جو کسی نے ولا تقربوا الصلوٰۃ میں دکھایا۔

ساری آیت یہ ہے وفی الارض ایات للموقنین۔ وفی انفسکم افلا تبصرون

تمام زمین میں یقین کرنیوالوں کیلئے نشان موجود ہیں بلکہ دور جانے کی ضرورت نہیں خود تمہارے نفسوں میں ہی نشان موجود ہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔ باوجود اس کے کسقدر کثرت موجود ہے ضمیر تبصرون کا صیغہ جمع ہے پھر نشانات بھی جمع ہیں پھر زمین۔ کیا وجودی صاحب

نزدیک سب بھی وحدت ہی ہے

خشہ وکان اللہ بکل شیء محیطا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر احاطہ ہے۔ کیا اس سے وحدت وجود ثابت ہوگیا۔ کیا گھیر ہوا۔ جب کسی چیز کو گھیر لیتا ہے وہ عین شئے کا ہو جاتا ہے۔ کیا وجودی لباس نہیں پہنا کرتے۔ پاخانہ میں نہیں جاتے کیا اون کا احاطہ بول و براز پر نہیں۔ کیا اس سے ثابت ہوگیا کہ وجودی اسوقت عین لباس عین پاخانہ ہو جاتے ہیں۔ کیا عین بول یا عین براز ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص سفید زمین کو دیوار سے گھیر لیتا ہے ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ یا اس کے قلعہ کو یا فوج کو گھیر لیا وہ گھیر نیوالا اور گھیرا ہوا شئے واحد ہو جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی عیسائیوں کے کفارہ کیطرح شاید بپتسمہ لینے اور عیسائیوں کے روح القدس داخل ہونے کے بعد سمجھ میں آسکے تو آسکے۔ باوجود اس کے پھر بھی کثرت موجود ہے۔ یہاں بھی کل کا لفظ اور اللہ دو شئے تین ہیں۔ اس تثلیث یا ثنائیت کو وجودی لوگ ہی کچھ سمجھتے ہوں گے ہمیں تو ایک کہنا تو عیسائیوں کا کام ہے نہ مسلمان کا۔

عہ۹ لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الی آخرہ

ہمیشہ مومن بسبب ان اعمال کے جو فرضوں کے علاوہ ہیں میرا بہت نزدیک ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے اور اس کا اور میرا معاملہ واحد خانگی سا ہو جاتا ہے اور ہم دونوں کا ایسا درمیان میں کچھ نہیں رہتا اسکے تمام افعال اقوال محض میرے ہی لئے ہو جاتے ہیں یہانتک کہ میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہوں یعنے جو سنتا ہے خاص میرے ہی لئے سنتا ہے اور میں ہی اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں وعلی ہذا القیاس تمام اعضا و افعال۔

دوسرا یہاں اللہ تعالیٰ کی دوسری بعض صفات مثلاً وجہ اور ساق وغیرہ کا ذکر نہیں ہے کیا جب آدمی اسطرح خدا بن جاتا ہے تو اسوقت اس کے مونہہ اور ساق وغیرہ اوصاف اس سے علیحدہ رہجاتے ہیں۔ تیسرا جب قسم چہارم میں انسان کو خدا بنایا تو وہاں ہاتھ پاؤں کان آنکھ ساق وغیرہ صفات الٰہی کو بھول گئے اور یہاں وجہ اور ساق وغیرہ کو۔

یہ عجیب فلسفہ ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی جیسے مثنوی میں ہے شیر بے گوش و سر و شکم کردید۔ ایچنیں شیرے خدا خود نافرید۔ یعنے کبھی تو وجودی لوگ ایسے خدا تجویز کرلیتے ہیں کہ جو سوائے وجہ کے دیگر صفات ساق ید رجل بصر سمع وغیرہ سے عاری ہو اور کبھی وجہ اور ساق سے عاری۔ معاذ اللہ۔

دوسرا تقرب بالنوافل سے تو صاف صاف غیریت ثابت ہوتی ہے یعنے پہلے وہ دور ہوتا ہے پھر بسبب اعمال کے اسکو تقرب حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا وجودیوں کی مذاق پر بھی اس حدیث سے وحدت وجود ثابت نہیں ہوتا بلکہ کروڑ در کروڑ انسان جو تقرب حاصل نہیں کرتے خدا نہیں بن سکتے۔ چوتھا اگر بعد تقرب کے انسان اسطرح خود خدا بن جاتا ہے اور وحدت وجود میں داخل ہو جاتا ہے تو قبل از تقرب اس کو کیا کہا جاویگا۔ انسان یا خدا۔ اگر انسان تھا تو یہ حدیث وحدت وجود کا ثبوت نہ ہوئی بلکہ یہ تو وہی بات ہوئی جیسے بعض عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع قبل از نزول روح القدس خدا نہ تھا۔ مگر بعد نزول روح القدس ازلی ابدی خدا خالق السموات والارض ہوگیا اگر خدا تھا تو بھی یہ حدیث نعوذ باللہ فضول ٹھہری اور اسکی شرط تقرب بالاعمال بھی فضول ماننی پڑیگی

اگر وحدت وجود کا مسئلہ صحیح فرض کرلیا جاوے تو وجودی لوگ اپنے اس مسئلہ میں عملی حصہ میں کیا نمونہ دکھائیں گے کیونکہ ساری شریعت عمل درآمد کیلئے ہی ہے۔ مثلاً شریعت اسلام میں ایک نکاح کا مسئلہ ہے دو اجنبی لڑکا لڑکی میں جب نکاح ہو جاتا ہے تو بعد نکاح ان کے باہمی میل ملاپ پر کوئی اعتراض نہیں رہتا نہ شرعاً نہ قانوناً نہ اخلاقاً بلکہ اس میل ملاپ کیلئے خویش واقارب دوست خوش ہوتے ہیں۔ اب جبکہ وجودیوں کے نزدیک ہر چیز ہی خدا ہے تو اگر انکی بی بی کے ساتھ اس کا کوئی دوست مونہہ کالا کرے تو یہ کسقدر مبارک دیتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ صرف دو خداؤں کا باہم ملاپ ہوا ہے یا کم سے کم اگر کوئی شخص ان کو گالی دے تو کیا وجودی لوگ اس کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر آمنا و صدقنا کہہ اٹھتے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کے احکام کے لئے ضروری ہے۔ ایکدفعہ مولانا مولوی نورالدین صاحب ایک جگہ ایک وجودی کے ساتھ ملکر کھانا کھا رہے تھے مولوی صاحب نے ایک کتے کیطرف جو وہاں موجود تھا ہڈی پھینکدی۔ وجودی بولا یہ بھی آپ ہی ہیں۔ وہ وجودی حضرت موضع سیال والوں کا مرید تھا۔ مولوی صاحب نے کہا پھر تو آپ کو موضع سیال میں جانیکی حاجت ہی نہ رہی۔ وجودی بولا واہ مولوی صاحب تم نے کیا غضب کیا ہمارے مرشد کو گالی دیدی۔ مولوی صاحب نے کہا تم نے اس سے بڑھکر کیا کہ ہمارے خدا کو گالی دیدی فبہت الذی کفر۔

غرض ان لوگوں کی وحدت وجود اور ان کے اسپر ایمان لانے اور رکھنیکا یہی حال ہے۔ والسلام

حکیم فضل الدین از قادیاں

دوسرا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک صاحب جو اہل شیعہ ہیں مفصلہ ذیل سوالات کا جواب مانگتے ہیں۔ براہ مہربانی الحکم میں اشاعت فرماویں

(۱) اگر مرزا صاحب امام مہدی ہیں تو پہلے اماموں کی فہرست جو گذر چکے ہیں ہمارے مطلع فرماویں اور وہ امام کس قوم سے ہوئے ہیں۔

(۲) باغ فدک کے تنازعہ کی اصل حقیقت کیا ہے۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کس غرض کے لئے اٹھائی آیا اشاعت اسلام کیلئے یا اپنے بچاؤ کیلئے

عاجز اللہ بخش تخلص بہ روی از ظفروال ضلع سیالکوٹ

الجواب (۱) حضرت مرزا صاحب امام مہدی ہیں ان کے ثبوت امامت کیلئے دوسرے ائمہ کے نام اور قوم دریافت کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اگر کوئی جھوٹا مدعی امامت پہلے ائمہ کے نام اور قومیت بیان کردے تو کیا وہ سچا امام مہدی مانا جاویگا؟ ہرگز نہیں۔ دوسرا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔ اسیواسطے باوجودیکہ یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے۔ حالانکہ بموجب اس آیت کے نہ کوئی فہرست اسم وار پہلے نبیوں کی اپنے دعویٰ نہ دے سکتے تھے۔ تیسرا قرآن کریم میں ہے کہ رسول اللہ کی شناخت علامات سے کرنی چاہیئے وماکان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ سو میں علامات خلافت و امامت الحکم عہ۲ جلد ۱۰ المطبوعہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء میں مفصل درج ہیں ملاحظہ فرماویں چوتھا آیت استخلاف میں خلافت کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں کیگئی۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم جو مومن ہوں اور سنوار کے کام بھی کریں ان کو وعدہ خلافت دیا گیا ہے + گزشتہ بارہ صدیوں میں بہرحال بارہ امام مجدد ضرور گذر چکے اب آخری خلیفہ جو اثنا عشری زاید ہے اسکا قریشی یا اہلبیت ہونا ضرور نہیں۔

اثنا عشریہ والی حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اثنا عشریہ کے کوئی اور امام کسی اور قوم سے نہ ہوگا

بموجب آیت۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں اور بموجب آیت استخلاف کے سلسلہ خلافت مثل سلسلہ خلافت موسوی ہے لہذا جیسے آخری خلیفہ سلسلہ خلافت موسوی بنی اسرائیل سے نہ تھا اسیطرح آخری خلیفہ محمدی کا قریشی یا سادات سے ہونا ضروری نہیں بموجب حدیث یسلب الملک من قریش کے بھی آخری خلیفہ قریش سے نہیں ہونا چاہیئے۔

بموجب حدیث سلمان منا اہلبیت کے یہ خلیفہ آخری یعنے مولانا و مرشدنا مرزا صاحب بھی اہل بیت سے ہی ہے۔ ولکل قوم ہاد اور حدیث علی کل مائۃ سنۃ یجدد لہا امر دینہا میں کوئی قوم معین نہیں کیگئی۔

فتلک عشرۃ کاملہ

(۲) باتفاق اہلبیت و اہل تشیع باغ فدک کے متعلق سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ موجود ہے

ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل۔ الی قولہ تعالیٰ للفقراء المہاجرین الی آخرہ والذین تبوؤا الدار یعنی انصار والذین جاؤ من بعدہم مگر شرط یہ ہے کہ شیعہ نہ ہو کیونکہ لاتجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا کی شرط اللہ تعالیٰ نے ساتھ لگادی ہے۔ پس ہم ہرگز ہرگز یقین نہیں کرسکتے کہ حضرت بتول رضی اللہ عنہا نے خلاف قرآن دعویٰ کیا ہو۔ ہاں ممکن ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا امتحان کیا ہو کہ کیا یہ خلاف قرآن کریم فیصلہ کرتے ہیں یا نہیں مگر حضرت صدیق امتحان میں پاس ہوگئے۔

(۳) حضرت علی کی تلوار کچھ تو حسب الحکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل خوارج کے لئے تھی جو ایک قسم کی بغاوت میں مبتلا تھے۔ اور نہروان میں قتل ہوئے۔ آخر حضرت علی ابن ملجم باغی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ دوسرے اپنے بچاؤ کیلئے اور انتظام کیلئے تھی۔

حکیم فضل الدین

مراسلات

چونکہ بہت سی مراسلتیں دفتر میں کتنے ہی دنوں سے آکر پڑی ہیں اور ان کا جلد تر شائع ہو جانا از بس ضروری ہے اس لئے کچھ مراسلے اس اشاعت میں اور کچھ اگلی اشاعت میں نکال دیئے جائیں گے مضمون نویس صاحبان اس دیر کیلئے ہمیں معذور سمجھیں۔ ایڈیٹر

اطلاع

منشی محمد سعید صاحب بی۔ اے معرفت منشی غلام سرور صاحب بی۔ اے کلاس مشن لاہور کے سوالات کا مسلسل اور مفصل جواب الحکم کی اگلی اشاعت میں شروع ہوگا انشاء اللہ العزیز مطمئن رہیں۔ ایڈیٹر

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

بیچارے پیسہ اخبار سلسلہ عالیہ احمدیہ کی معاندانہ مخالفت میں کچھ ایسا ازخود رفتہ ہوگیا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے متعلق قلم اٹھاتے وقت وہ اپنے ایمان تک کی بھی پروا نہ کرکے ہمیشہ جھوٹ کی نجاست پر مونہہ مارتا ہے اور اس وصف حمیدہ سے اس کا اعتبار یہانتک گر گیا ہے کہ خواص تو درکنار عوام بھی اسکی ایسی تمام تحریروں کو جو مرزا صاحب کے مخالفت میں ہوں اس کے عناد کا نتیجہ قرار دیکر

[illegible] بلکہ خلل ہے ہرگز وقعت نہیں دیتے۔ اگرچہ بعض دفعہ اسکی حامی بسبب ناواقفیت کے بہانہ تراشتے ہیں کہ درحقیقت اڈیٹر پیسہ اخبار کو سلسلہ احمدیہ کے ساتھ کچھ دلی عداوت نہیں۔ مگر چونکہ اس کے اخبار کے خریدار و ناظرین زیادہ حصہ میرزا صاحب کے مخالفین کا ہے۔ اسلئے وہ ان کی خوشنودی کو مقدم رکھنے میں معذور اور مجبور ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ بالفرض اگر یہی وجہ مخالفت کی ہے۔ تو کیا یہ امر قابل تحسین ہے؟ کیونکہ جس شخص کا گذر کوچۂ دین سے ہو۔ وہ کبھی ایسی منافقانہ روش اختیار کر سکے دراہم معدودہ کی خاطر اپنے خدا کو ہرگز ناراض نہیں کر سکتا۔

اسکی بے مثل انصاف پسندی کا ایک ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر قوم اور فرقہ کی ہر قسم کی اچھی بری مذہبی تحریروں کو اپنے اخبار میں خوشی سے درج کر لیتا ہے لیکن سلسلہ احمدیہ کی تائید میں خواہ کیسا ہی مدلل اور معقول مضمون اُسے بھیجا جاوے وہ بہت ہی کم شائع کرتا ہے کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ کسی مضمون کی معقولیت اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ کاش وہ اس امر میں عیسائی اخباروں سے ہی سبق لیتا۔ جو باوجود سخت مذہبی مخالفت کے بھی فریق مخالف کی مراسلت کو بخوشی درج کر لیتے ہیں۔

اس کے بغض و عناد کا تازہ ثبوت اس نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے جو اُسنے ۱۸ دسمبر ۱۹۰۷ء کے روزانہ پرچہ میں لکھا ہے۔ اور جسمیں ایک نہ دو بلکہ تین جھوٹ بولے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) مولوی برہان الدین جہلمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

(۲) مرزا صاحب کی وہ پیشگوئی غلط نکلی کہ انکی جماعت کا کوئی فرد طاعون سے نہیں مریگا۔

(۳) مرزا صاحب کے کئی جید مرید اس مرض سے مر چکے ہیں۔

ان سب باتوں کا جواب سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے کیا دیا جاوے لیکن جو شخص خوف خدا کو بالائے طاق رکھ دے وہ جو کچھ چاہے سو کہے۔ سب کو معلوم ہے کہ مولوی صاحب مرحوم ایک عمر رسیدہ بزرگ تھے جنہوں نے مرض تپ سے انتقال فرمایا۔ باقی رہی مرزا صاحب کی پیشگوئی سو اسکی نسبت بارہا پہلے جواب دیا جا چکا ہے لیکن اب پیسہ اخبار اور اس کے ہم جنس خوش فہموں کیلئے ہم مکرر بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی یہ پیشگوئی نہیں کی کہ انکی جماعت کا ہر ایک فرد طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ انکی سب تحریروں کا لب لباب یہ ہے کہ مستقی مومن بچے رہیں گے اور کہ جماعت احمدیہ نسبتاً محفوظ رہیگی۔ امر سوم کی حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا کوئی جید مرید اس مرض سے آج تک فوت نہیں ہوا۔ یہ محض اڈیٹر صاحب کا منافقانہ سوء ظن ہے۔ پیسہ اخبار ایک سچی بات سچ بھی ہو سے کچھ فائدہ اٹھا سکے جو اپنے نکالے لوگوں کو مذہب گری کی کوشش کرتا ہے اور اس فن میں وہ خود ہی اپنی نظیر ہے۔ اُسے خوب معلوم ہے کہ پہلے دو تین حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے دو شخص کی نسبت الہام مشتہر فرمایا تھا جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور مولانا برہان الدین صاحب کی وفات کی نسبت پورا ہو گیا۔ افسوس ہے پیسہ اخبار پر کہ وہ ہر بات کو تعصب کی عینک لگا کر دیکھتا ہے اور اپنے ہم خیالوں کا دل خوش کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پیسہ اخبار ہوش کے کانوں سے سُن رکھے کہ وہ یا اس کے ہم خیال اس مبارک سلسلہ کی مخالفت میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہونگے۔ اور آخر ایک دن تھک کر رہ جائیں گے۔

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ پیسہ اخبار کو دوسری پیشگوئی کے پورا ہونے یا نہ ہونے سے کیا غرض ہے۔ وہ اپنے گھر کی اس پیشگوئی پر نظر کرے۔ جو بموجب وعدہ "انی مہین من اراد اہانتک" پوری ہو کر اس کے صدمہ کا باعث ہوئی اور جو کہ ایک عاقبت اندیش کیلئے کوئی کم تازیانہ نہیں۔

ہاں اگر پیسہ اخبار اُسے اتفاق یا ناکافی خیال کرتا ہے۔ تو یہ اسکی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ کبھی نہیں نکل سکتا کہ خدا کے پاس تنبیہ کے سب سامان ختم ہو چکے ہیں گو اتنا تو اس کے بعض دوستوں کی زبان سے بھی اکثر سنا گیا ہے کہ پیسہ اخبار کی وہ ذلت کسی بیجا تکبر یا **انجمن حمایت اسلام کی تشنیع** یا (مرزا صاحب کی مخالفت کا ذکر۔ دلیں کسلئے ہونگی) کا نتیجہ تھی۔

بہرحال پیسہ اخبار کیلئے یہ وقت توبہ کا ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے سب اڈیٹروں، دوستوں، نامہ نگاروں یا گاہکوں کی خاطر ہر ناجائز بات کو مقدم نہ رکھے۔ بلکہ خدا کے خوف کو دلمیں رکھکر قلم اٹھایا کرے۔ ہاں اگر وہ مرزا صاحب کے مخالفانہ مراسلات کے درج کرنے میں مجبور ہے۔ تو اسے مناسب ہے کہ کم سے کم تائیدی مضامین کو بھی اسی کشادہ دلی کے ساتھ شائع کیا کرے۔ تاکہ اسے ایک حد تک معذور سمجھا جاوے ورنہ اگر وہ اس سے باز نہ آئیگا۔ تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں ہمارے لیئے تو اسکی مخالفت تقریباً ایک شہد کا کام دیتی ہیں جو لوگوں کو اس مبارک سلسلہ کی طرف کشاں کشاں لارہی ہیں۔

سید دلاور شاہ بخاری احمدی

یاجوج ماجوج

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کا مطالعہ کر رہا تھا جو یاجوج ماجوج کا ذکر آ گیا چونکہ ہمارے علما انکی نسبت کچھ اور ہی اعتقاد رکھتے ہیں اسلئے میں نے اس پر غور کی کہ حدیث میں اس نام خیال کا کیا ثبوت ہے اور شرح حدیث کہاں تک اسکی مؤید ہے پہلے میں حدیث کو مع شرح لکھتا ہوں اور پھر اپنے غور کا نتیجہ ظاہر کرونگا تاکہ ہر ایک غور کرنیوالی طبیعت اس سے فائدہ اٹھاوے اور ہمارے مخالفین جو ہمکو کافر سمجھنے میں سوچیں کہ وہ اس کفر میں اپنے متقدمین اور اکابرین کو بھی شامل کر رہے ہیں اسواسطے حدیث ذیل کو لکھا جاتا ہے کہ شاید کوئی روح اس غلطی سے بچکر ہمارے لئے ثواب کا موجب ہو وہ حدیث یہ ہے۔ عن زینب بنت جحش ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا فزعاً یقول لا الٰہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ھذہ وحلق باصبعیہ الابھام والتی تلیھا الخ

ترجمہ۔ درآمد آنحضرت برام المومنین زینب ترساں بحالیکہ مے فرمود نیست الٰہ الا اللہ وائے مرعرب را از شرے کہ بتحقیق نزدیک رسیدہ است گفتہ اند مراد ازاں فتنہا و قتالہاست کہ در عرب واقع شدہ کہ اول آن قتل عثمان است رضی اللہ عنہ بعد ازاں دائم و مستمر ماند تا آنکہ واقع شود فتنۂ یاجوج ماجوج یا مراد نفس خروج یاجوج و ماجوج است و تخصیص ویل بعرب شاید باعتبار شرف ایشان ست در اسلام و احتمال اخیر مناسب ست بقول شریف کشادہ در رخنہ کردہ شد امروز از سد یاجوج و ماجوج ابتدای حلقہ و حلقہ بست آنحضرت برائے تصویر مقدار رخنہ بدو انگشت خود انگشت نر و انگشتے کہ متصل است ازاں کہ مسبحہ باشد ذکر کشادن رخنہ بیان حقیقت حال است کہ کشف کردہ شد از آنحضرت و آنرو یا تمثیل نسبت و قوع شر قریب را بفتنۂ یاجوج و ماجوج بنسبت کشادن رخنہ و روزن از سد مذکور گویا این شر نمونہ و جزوے از فتنۂ معہودہ است بریں تقدیر مراد از الیوم روز وقوع شر قریب باشد و تواند کہ مراد ازیں شر خروج اتراک چنگیزیہ باشد الخ شیخ الاسلام کتاب الاعتبار۔

اب ناظرین کو چاہیے کہ متن حدیث کے اس جملہ پر زور نگا بیقول لا الٰہ الا اللہ) تھوڑی دیر پڑ کر غور اور فکر کریں کہ آنجناب سرور انبیاء افضل الرسل والاتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جب فتنۂ یاجوج ماجوج کا حال بذریعہ کشف معلوم ہوا تو خوف کھا کر زبان مبارک سے لا الٰہ الا اللہ کا ورد شروع کر دیا اس نبی امی فداہ ابی و امی صلعم کا اس موقع پر لا الٰہ الا اللہ پڑھنا یاجوج ماجوج کے فتنہ کو کھلے طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فتنہ توحید کا سخت دشمن ہوگا۔ سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہی پاک اور قابل انسان تھے اور آپکا سینہ الٰہی علوم کا ایک ایسا خزینہ تھا جسکی نظیر اولین اور آخرین میں نہیں ملتی کس دور دراز مدت کی بتائی ہوئی باتیں آج ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں کاشکے ہمارے دشمنان بیرونی و مخالفان اندرونی ان پیشگوئیوں پر غور کرتے۔ ہمیں زیادہ تر افسوس تو اپنے مخالفین علماء پر ہے کہ یہ لوگ باوجودیکہ نائب رسول ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں قرآنی نکات اور حدیث کے اشارات کی واقفیت کا دم بھرتے ہیں لیکن پھر بھی ان سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ جو بات سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کی ذات بابرکات کی عزت کا موجب اور آنجناب رسالت مآب کی فضیلت کا باعث ہے اس کو قبول کریں تاکہ ہمارا صحیح صداقت سے اظہار اور کفر کے فتوے دینے میں تامل ہو۔

افسوس اے علماء اسلام و فضلائے ملت خیر الانام تعصب اور عناد کو چھوڑ دو خدا کیواسطے اس فساد کو موقوف کرو اور اپنی موت کو یاد کرو ملک اسلام ویران ہوا جاتا ہے ذرا دیکھو جب فتنۂ دجال سے محفوظ رہنے کیلئے رسول خدا افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الکہف پڑھنے کا حکم فرمایا اور فتنۂ یاجوج و ماجوج کو دیکھکر نہایت خوف سے لا الٰہ الا اللہ پڑھکر سنایا تو پھر بتاؤ کہ بجز عیسائیوں کے کس قوم نے آفتاب توحید کو آسمان دنیا سے اتار لیا ہے جسکی طرف سورۃ کہف کی آخری آیات اور اس حدیث کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں اشارہ ہے سوچو اور غور کرو کیونکہ یہ سوچ اور غور کا مقام ہے اب تمہارے سامنے اللہ اور اس کے رسول کا کلام ہے اس کو چھوڑ کر کہاں بھاگے ہو بچو اس فتنہ سے اگر تم جاگتے ہو آج تمہاری حفاظت کے لئے مسیح علیہ السلام نے نزول کیا مبارک وہ جس نے اس کو قبول کیا اور مخالفت سے باز آ گئے کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو اور مخلوق خدا کو گمراہ۔

شرح حدیث جو شارح علیہ الرحمۃ سے رخنہ سد کی نسبت بیان ہے اس سے صاف روشن و عیاں ہے کہ علمائے متقدمین و فضلائے سلف صالحین ہی بعض پیشگوئیوں کے ظاہر الفاظ کو چھوڑ معنے مراد اختیار کرتے رہے بلکہ مضمون پیشگوئی سے جس امر کا ایک خفیف سا تعلق دیکھتے وہ بھی اظہار کرتے رہے مگر آج کل بعض علماء کا یہ دستور ہے کہ اگر کوئی ان سے معنے اختیار کرے تو پھر وہ بچارا کفر سے چھوڑا جاتا ہے پیشگوئیوں کو حرف بحرف پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں لیکن ابھی ان کے دل میں خیال نہیں کتنے لاکھ مسلمان عیسائی ہو گئے پھر بھی یہ دجال میں ہر ملک و شہر میں ان کے گلے کسند میں مگر ہمارے بھائیوں کے نزدیک ابھی وہ بند ہیں یا الٰہی تو دلوں کو آلائش بغض سے پاک کر اور دشمنان مسیح کا روپ کر تاکہ تیرے فرستادہ کی قدر کریں اور اس زمانہ کے فتنہ سے خوف و حذر کریں۔ آمین یا رب العالمین۔

احقر العباد خاکسار کرم داد از دولمیال

ضرورت۔ ضرورت

ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار دیانت دار منشی کی ضرورت ہے کم از کم انگریزی انٹرمیڈیٹ پاس شدہ ہو اور کام سے اچھی طرح واقف ہو۔ جائداد غیر منقولہ یعنی اراضیات کا انتظام اس کے ذمہ ہوگا بلکہ اس کو مختار عام بنایا جاویگا۔ منشی مذکور کا قوی دیانتدار ہو۔ اول ہی بار اضیات کا کام کیا ہو۔ درخواستیں انگریزی میں مع سرٹیفکیٹ راقم کے نام آنی چاہئیں تنخواہ عہ علاوہ خوراک و مکان دیجاویگی۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ درخواست کنندہ احمدی ہو۔

[illegible]

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ناظرین ان فقرات کو یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کیونکہ ہم نے یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ کہاں تک دہلی والوں نے اس چیلنج کو تسلیم کر کے صفائی اور نیک نیتی سے کام لیا۔ یہاں اسباب کا ذکر بھی خالی از لطف نہ ہوگا کہ بٹالوی شیخ بھی دہلی میں آپہونچا۔ ہمارے فاضل اجل اور عالم بے بدل دوست مولوی عبد الکریم صاحب رسالہ الحق کے انٹروڈکشن میں تو شیخ بٹالوی کو روح میں مردہ قرار دے چکے ہیں مگر شاید ان مردوں کیطرح جنکی نسبت بٹالوی اور اس کے دیگر ہم مشربوں کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح انہیں زندہ کرتے تھے لیکن تھوڑی دیر زندہ رہکر پھر مرجاتے تھے بٹالوی شیخ بھی پھر تھوڑی دیر کیلئے زندہ ہوگیا مگر کچھ منٹ ہی جیا۔ اور نمونہ کے طور پر کچھ بڑبڑا کر پھر مردوں میں داخل ہوگیا۔ ہمیں افسوس ہے بیچارے شیخ کو جان کندن کا عذاب دو دفعہ جھیلنا پڑا اور اسکی روح غالب کے اس مصرعہ کا ع۔ مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا۔ ورد کرتی ہوئی جسم سے نکلی۔

غرض حضرت اقدس کے ۲۔ اکتوبر کے اشتہار پر میاں صاحب تو دم نخود رہے اور بٹالوی شیخ نے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس کا جواب دیا۔ جسمیں اس نے حضرت اقدس کو للکارا اور اپنے آپ کو للکاری قرار دیا۔ اسکی اس تعلّی کی بابت ہم سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ ذرا آپ کا مونہہ تو دیکھا چاہیئے۔

ناظرین نے حضرت اقدس کے فقرات کو تو پڑھ لیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت کی دو شرطیں لکھی تھیں اول یہ کہ امن قایم رکھنے کے تم ذمہ دار ہوگے اور کوئی فریق بیجا اور بد تہذیب کلمہ ایک دوسرے کے حقمیں نہیں کہیگا۔ دوسری بحث تحریری ہوگی اب بٹالوی نے اپنے اشتہار میں اور یہ تو دہوکا دینے کیلئے یہ لکھدیا کہ ہمیں مرزا صاحب کی کل شرطیں منظور ہیں آگے چلکر شرائط میں ترمیم شروع کر دی چنانچہ امن قایم رکھنے اور خلاف تہذیب کلمات سے زبان کو روک رکھنے کی شرط میں یہ ترمیم کی۔

"اس سے وہ کلمات حقہ اور احکام نفس الامر مستثنیٰ رہینگے جو علم اور دین کے رو سے ایک فریق دوسرے فریق کے حقمیں استعمال کر سکے۔ مثلاً اس کے کسی عقیدہ کو کفر یا بدعت یا ضلالت قرار دے یا اسکو کسی مسئلہ میں مخالفت علوم و علماء اعلام کے سبب اس کے مناسب لفظ نا واقف یا بے علمی وغیرہ کا زبان پر لاوے"

ناظرین ذرا غور کیجئے بٹالوی نے اس ترمیم میں اپنی بدزبانی کیلئے گنجایش رکھ لی ہے۔ فرمایئے یہ ایک ترمیم ہے یا شرط ہی توڑ دی گئی ہے اور اس سے بٹالوی کا اندرون بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ مہذب طور پر بحث کر ہی نہیں سکتا اور بدوں کلمات خلاف تہذیب استعمال کرنے کے رہ نہیں سکتا اور چالاکی دیکھیئے کہ اس بدزبانی کا نام کلمات حقہ اور احکام نفس الامر رکھا ہے۔

اب دوسری شرط کو دیکھیئے اسمیں آپنے یہ ترمیم کی کہ "جو تحریری بیان کوئی فریق پیش کرے وہ پہلے حاضرین مجلس کے سامنے پڑہا جاوے۔ حاضرین مجلس اس کو مطابق مدعا سمجھیں تو وہ جواب کیلئے فریق ثانی کو دیا جاوے اور اگر وہ غیر متعلق اور فضول اور خارج از بحث قرار دیں تو اوس کو غیر معتبر سمجھکر واپس کیا جاوے اور صاحب تحریر کو دوسرے بیان تحریری پر مجبور کیا جاوے۔"

ناظرین ذرا غور کرنا بہائیو انصاف کرنا۔ ذرا اس حکمت عملی کو ملاحظہ کرنا کس بھولے مونہہ سے یہ الفاظ نکالدیئے ہیں۔ حاضرین مجلس کون ہیں جو تحریروں کا فیصلہ کرنیوالے ہیں؟ انمیں سے بہت بڑا حصہ تو ان عوام الناس کا ہے جنکی تعریف و توصیف میں پہلا صفحہ خرچ ہوا ہے اور کچھ روسا ہیں جنکی تعریف اوپر گذری اور کچھ ملا ہیں جنکا ذکر خیر ہم اوپر کر چکے ہیں یہ لوگ بٹالوی اور مرزا صاحب کی تحریروں کا فیصلہ کرنیوالے ہیں ناظرین ذرا انصاف کرنا اور دیکھنا کہ بٹالوی اور اس کے دیگر ہم مشربوں نے احقاق حق کی کیسی عجیب راہ نکالی ہے اس سے پہلوں دکھو بیٹھے ہی فتحمندی کا نقارا بجا لیا۔ مگر ہم یہ کیوں کہہ رہے ہیں انہوں نے تو یہ ہی کر دکھایا تشابہ با این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ تیسری شرط جسپر سارا دار و مدار تہا اس کے متعلق بٹالوی نے یوں در افشانی کی ہے

"اور ہرگز مناسب نہیں ہے کہ پہلے اس مسئلہ وفات مسیح میں بحث ہو"

اور میاں صاحب کے متعلق یہ لکہا۔

"یہ قرار پایا ہے کہ پہلے یہ خاکسار آپ سے گفتگو کرے پس اگر آپ کو ساکت ولاجواب کردے تو حضرت شیخنا کو کسی تکلیف کی ضرورت نہ رہے اور اگر خاکسار آپکے خطاب وجواب سے ساکت ہو جائے تو پہر حضرت شیخ الکل سے آپکے استفادہ کی نوبت پہنچے اور یہی امر بحکم عقل و انصاف و ادب مناسب ہے شاگردوں کے ہوتے ایک شیخ عام امام وقت کو زیبا نہیں ہے کہ وہ آپ جیسوں کو اپنا مخاطب و مناظر بنا دیں۔"

غرض بہت سے ہذیان کے بعد اور اپنے آپ ہی اسبات کا فیصلہ کرکے کہ جو کچھ لکہا گیا ہے مرزا صاحب کو منظور رہیگا اور مرزا صاحب کی رضامندی حاصل کرنیکی ضرورت نہ سمجھکر یہ بھی ساتھ ہی لکھدیا کہ گیارہ اکتوبر کو چاندنی محل میں آجاؤ۔ اور بحث کر لو ناظرین۔ آپنے مرزا صاحب کا چیلنج بھی پڑھ لیا ہے اور پہر جسطرح اسے منظور کیا گیا ہے وہ بھی آپنے ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اب تم ہی خدا کے واسطے انصاف کرو کہ کیا اسی کا نام سب شرطوں کو منظور کرنا ہے اور کیا وہ جلسہ جایز سمجھا جا سکتا ہے اور کیا امید کیجا سکتی ہے کہ اس جلسہ کا نتیجہ اچھا نکلیگا! کیا بتراضی فریقین کوئی امر قرار پا گیا ہے؟ ناظرین یہ وہی گیارہ اکتوبر والا جلسہ ہے جسمیں شامل نہ ہونیکا مرزا صاحب پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کیا انصاف جہان سے معدوم ہو گیا ہے؟ دہلی کے ملانو شرم کرو۔ اسکا نام تم نے گریز رکہا ہے؟ کیا مرزا صاحب کے چیلنج کو تم نے صاف طور پر منظور کر لیا تہا کہ اس جلسہ میں آنا ان پر فرض ہوتا؟ افسوس تمہاری ان چالاکیوں پر اور حیف ہی تمہاری ان افترا پردازیوں پر؟ شرم کرو کون اس سے واقف نہیں کہ حضرت اقدس محض اس غرض کیلئے دہلی تشریف لے گئے؟ کون نہیں جانتا کہ محض اسی مدعا کیلئے حضرت اقدس کامل ایک ماہ تک غربت کی تکالیف برداشت کرتے رہے؟ پہر دلی والو تمہیں حضرت اقدس پر گریز کرنیکا الزام لگاتے ہوئے کچھ شرم نہیں آئی؟ تم نے صاف طور پر شرائط کو کب منظور کیا یہی اشتہار ہے نہ جس کے فقرے ہم نے اوپر نقل کئے ہیں جسمیں تم نے حضرت اقدس کو بلایا تھا؟ یہ درست ہے کہ حضرت اقدس نے اشتہار میں لکھدیا تہا کہ ہماری شرائط منظور ہوں تو ہمیں مباحثہ کیلئے بلالو۔ مگر کیا تم نے بلاکم وکاست شرائط منظور کر لیں؟ اور اگر اسمیں ترمیمیں کی تہیں تو کیا تم نے حضرت اقدس کی ان ترمیموں کے متعلق جو بجائے خود تمہاری طرف سے شرائط میں تھیں رضامندی حاصل کرلی تھی؟ اور سنو ہم تمہارے اشتہار ہی پر اس امر کا فیصلہ نہیں کرتے اس جلسہ کی کیفیت بھی بیان کئے دیتے ہیں ناظرین ذرا غور سے سنیں گیارہ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ۲ بجے قبل دوپہر ہم دہلی میں پہونچے۔ اور اسی وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت کے مکان میں عوام الناس کا اسقدر ہجوم تہا کہ ہمیں بڑی مشکل کے ساتھ حضرت تک پہونچنے اور قدمبوسی حاصل کرنیکا موقعہ ملا۔ حضرت اسوقت ایک رقعہ کا جواب لکھ رہے تھے جو دہلی کے ملانوں نے اپنے اسی اشتہار کے بموجب یکطرفہ جلسہ کرکے حضرت کو بلانے کیلئے بھیجا تہا جب رقعہ کی نقل ہو چکی تو حضرت نے ہمیں مقرر کرکے جلسہ میں بھیجا جو کچھ ہم نے وہاں دیکھا اور سنا وہ یہ تہا کہ دروازے کے اندر ایک شخص کو کھڑا کر دیا تہا جو چند کتابیں لئے ہوئے بلند آواز سے پکار رہا تہا حیات مسیح کی تردید میں رسالہ ایک پیسہ کو۔ گویا ہر ایک شخص کو جو اس جلسہ میں شریک ہونیکو جاتا تہا پہلے اس کے کان میں مرزا صاحب کی مخالفت کی آواز سنائی جاتی تھی جب ہم جلسہ میں تو اسوقت عبد المجید صاحب واعظ رسالہ توضیح مرام ہاتھ میں لئے اس کے فقرات لوگوں کو سنا سنا کر فتوے حاصل کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کیوں بہائیو جس شخص کے اعتقادات ایسے ہوں اسکے حقمیں تم کیا کہتے ہو۔ جو کچھ لوگ اسکے جواب میں کہتے تھے وہ ظاہر ہی ہے اور سنئے جسوقت رقعہ ہم نے بلند آواز سے پڑہا اور شرائط کی منظوری کی سند طلب کی تو عبد المجید صاحب نے انکار کیا اور وہی اشتہار جس کے فقرے ہم اوپر نقل کر چکے ہیں پیش کیا اور اسمیں سے یہ لفظ پڑہکر سنا دیا کہ ہمیں سب شرطیں منظور ہیں مگر اپنی ترمیموں کو چھپائے رکھا۔ ایک عرصہ تک باہم تکرار رہی اس تکرار کے عرصہ میں جلسہ کی یہ کیفیت تہی کہ جب اسطرف سے دلیل پیش ہوتی تو حاضرین جلسہ استہزا میں اڑا رہے تھے۔ اور جب عبد المجید کیطرف سے جواب دیا جاتا تو مرحبا اور تحسین کے نعرے بلند ہوتے کوئی تو پسین کا آدھ اپنی وردی میں عملی و کہالی نہ دیا۔ ہماری موجودگی کے عرصہ میں صاحب انسپکٹر پولیس بہی وہاں موجود نہ تہے۔ یہ ہمیں انکی زبان سے معلوم ہوا کہ وہ ہمارے چلے جانے کے بعد گئے تھے اور اپنے طور پر گئے تھے کسی فریق نے باضابطہ طور پر انہیں اطلاع نہیں دی تہی۔ اور جلسہ کے عوام ہم پر طرح طرح کے بہتان لگا رہے تھے۔ غرض یہ اس جلسہ کی کیفیت تہی۔ مباحثہ تو ابہی ہوا ہی نہیں فریق ثانی کا جواب سنا ہی نہیں گیا وہ تشریف لائے ہی نہیں اور دہلی کے ملانوں نے عوام الناس کو اپنے یکطرفہ بیانات سنا کر پہلے سے ہی بہڑکا دیا اور مرزا صاحب کی مخالفت پر انہیں مستعد کر دیا۔ کوئی ثالث بالخیر وہاں موجود نہ تہا ایک ہی پارٹی کے آدمی وہاں موجود تہے اور یہی پبلک تہی جس سے بٹالوی شیخ نے فریقین کی تحریریں پاس کرانے کی ترمیم پیش کی تہی۔

ناظرین ذرا غور کرنا یہ اس جلسہ کی کیفیت تہی کیا اس سے سمجہا جا سکتا ہے کہ دہلی کے ملانوں کی نیت نیک تہی؟

خیر بہت سی رد و قدح کے بعد ہمیں سند نہ ملی اس عرصہ میں بارہ بج گئے۔ گویا اسدن بارہ بجے شرائط کا تصفیہ ہوا۔ (باقی آئندہ)

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقوی اصحاب کے لئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جماعت پر لطف | مولوی صاحب مرحوم کی علالت کے ایام میں مولوی مبارک علی صاحب کے ایک لڑکے کے ہیضہ سے فوت ہو جانیکی خبر آئی۔ اسپر حضور نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ ہم تو ہر وقت اپنی جماعت کے مخلص احباب کے رنج و راحت میں حصہ لینے کو تیار ہیں اور جیسے کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے دعا میں مصروف ہیں، ایسے ہی ہم ہر ایک دوست کیلئے دعا کرنے کو تیار ہیں۔ سب احباب کو اطلاع کر دینی چاہیئے۔ کہ ہر سخت بیماری میں ہمکو اطلاع دیا کریں اور خط سے دیری کا احتمال ہو تو بذریعہ تار اطلاع دیدیا کریں ہم دعا کرینگے خدا قادر ہے وہ اپنے فضل سے دعا کے ذریعہ سے پہاڑوں کو بھی ٹلا سکتا ہے یہ پیغام حضرت اقدس کا بغرض اندراج اخبار شیخ یعقوب علی صاحب تراب کو پہنچا دیا تھا۔ غالباً انہوں نے درج اخبار کیا ہوگا۔

یہ تو حضرت اقدس کا ارشاد اس خاص موقع پر تھا۔ مگر ہم نے اپنے سالہا سال کے تجربہ سے دیکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس ہر ایک مخلص مرید سے اسکی اخلاص اور محبت کے مقابل پر غایت درجہ کا لطف اور مہربانی کرتے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ کسی پر کوئی مصیبت آجاوے۔ تو اسقدر اسمیں ہمدردی اور مروت اور خاص توجہ دلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کہ گویا خود اس کے درد اور غم سے حصہ لیتے ہیں۔ اور ان کے لئے اسقدر دعائیں کرتے ہیں کہ بہت کم والدین ہیں۔ جو اپنی اولاد کیلئے اسقدر سوز و گداز رکھتے ہوں۔ جو حضرت اقدس کو اپنے خدام سے ہے۔ بلکہ بارہا حضور نے یہ فرمایا ہے کہ دعا ہو ہی نہیں سکتی جبتک دوسروں کے دکھ اور درد میں اپنے اوپر نہ لے لوں۔ چنانچہ ہم نے یہ خود دیکھا۔ کہ واقعی حضرت اقدس کی وہی حالت ہوتی ہے۔ ایک سچے مونس و غمگسار اور سچے طور پر بنی نوع انسان سے محبت کرنیوالے انسان میں ہونی چاہیئے جیسے کہ انبیاء اور مرسل ہوتے ہیں۔

یہ خدا کا فضل ہے کہ آج ہم اپنے درمیان اس محبت اور خلق محمدی کا نمونہ اس شخص میں خود دیکھتے ہیں کہ جو خلق خدا کے لئے اپنی جان فدا کرنی اور ان کیلئے بھی ہمدردی کرنی اپنا عین مقصد سمجھتا ہے۔ ہر رسول اللہ کا عشق جسکی جان ہے اور جو اس امت محمدیہ کی بہبودی کیلئے اپنے سینہ میں ایک خاص محبت اور جوش رکھتا ہو اور کیسے ظالم ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے دل کو دکھ دیتے ہیں جسکے ہر ایک گوشہ میں خدا اور اس کے رسول کی محبت رچی ہوئی ہے۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیری منہ ہی کی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

۶۔ دہلی کا سفر | مولویصاحب مرحوم کی علالت سے کئی روز پہلے حضرت ام المومنین صاحبہ کا ارادہ دہلی جانیکا تھا۔ چنانچہ جس روز میں قادیان پہونچا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس دو چار روز کے بعد دہلی تشریف لے جانیوالے ہیں۔ مگر جب مولویصاحب کی علالت نے طول پکڑا۔ اور مرض دن بدن ترقی کرنے لگی۔ تو حضرت اقدس نے دہلی جانیکا ارادہ بالکل فسخ کر دیا۔ اور حضرت ام المومنین صاحبہ نے بھی (جو الہی کا مونین کی قسم کی مدد سے دریغ نہیں فرماتیں اور ہر ایک مخلص مرید کو اپنے بچوں کے برابر سمجھتی ہیں) یہ مناسب نہ سمجھا کہ مولویصاحب کی علالت کے ایام میں دہلی جاویں۔ اگرچہ ان کو بعض خانگی امور کیوجہ سے جلدی جانا ضروری تھا مگر انہوں نے مولویصاحب کی تیمارداری کو مقدم سمجھا۔ ایک روز میں نے حضرت اقدس سے پوچھا۔ کہ حضور کا دہلی تشریف لیجانے کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ فرمایا مولویصاحب کی بیماری کیوجہ سے میں نے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا ہے۔ یہ شرط مروت کے خلاف ہے کہ مولویصاحب کو ایسی بیماری میں چھوڑ کر میں دہلی چلا جاؤں۔

۷۔ خدام کو نصیحت | فرمایا کہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ مولویصاحب کیلئے دعا کریں اور یہ بھی فرمایا تم اپنے بھائی کیلئے دعا کرو اور اسطرح سے اپنے بھائی کی مدد کرو۔

۸۔ خداتعالیٰ پر بھروسہ | حضرت اقدس نے اخیر دم تک مولویصاحب کیلئے دوا اور دعا سے کام لیا۔ اور ایک لمحہ کیلئے بھی خداتعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہوئے

اگرچہ بعض[1] الہامات صاف موت کیطرف دلالت کرتے ہیں اور بعض خوابوں[2] سے بھی یہی پایا جاتا ہے مگر چونکہ الہاموں میں مولویصاحب کا نام نہ تھا اگرچہ بظاہر انہی کی بیماری کیطرف اشارہ معلوم ہوتا تھا پھر بھی اپنی نیک فال لینے والی طبیعت سے جبتک کہ خداتعالیٰ کیطرف سے تصریح نہ آئی۔ عقل نے جانا کہ ان الہامات کو خود اس عزیز کیطرف منسوب کریں۔ اور اخیر تک خدا کی جناب سے مایوس نہ ہوئے۔ کہ وہ موت میں تاخیر ڈالدے چنانچہ جب کبھی مولویصاحب کی نازک سے نازک حالت کی ہم نے اطلاع دی۔ یہی فرماتے کہ خدا سے مایوس مت ہو۔ وہ شخص بہت بدقسمت ہے جو اسباب پر بھروسہ کرتا ہے۔ میں تو اسکے فضل پر بھروسہ کرتا ہوں۔

ایک دفعہ علاج کے متعلق ذکر ہو رہا تھا مجھے اور ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ اس ملک کے اکثر ڈاکٹر یورپ کی آواز کے منتظر رہتے ہیں اور اس کے متبع ہوتے ہیں۔ مگر ہم ہر وقت خدا کی آواز کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اسی کے اتباع کو اپنے لئے فرض سمجھتے ہیں۔

ایک دن فرمایا مصیبت کے زخم کیلئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں جیسے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چنانچہ ہم اس بات کو حضرت اقدس کی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جیسے ان کو خداتعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے۔ موجودہ زمانہ میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ بالخصوص مولویصاحب کی بیماری میں تو ہم نے خدا کے عجائبات پر ایمان کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دیکھا یعنی ایک طرف تو مولویصاحب کیحالت ایسی نازک ہو بظاہر بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ اور دوسری طرف الہام ہو رہے ہیں کہ جن سے موت ہی کی خبر ملتی ہے۔ مگر پھر بھی خدا کے فضل سے اپنی امید کو نہیں توڑتے اور دعا میں اس درجہ تک کوشش کرتے تھے کہ گویا اس پیارے اور عزیز کیلئے اپنے آپ کو فنا کر دیگا۔ تاکہ اگر کسیطرح سے ممکن ہو تو اللہ تعالیٰ اس خادم دین کی موت معلق کر دے گھر میں تو دن رات دعا میں ہی گذرتا تھا۔ ۲۸ ستمبر کو فرمایا کہ ہم جنگل میں جاکر دعا کریں گے۔ اور سب جماعت کو حکم دیا کہ وہ ایسا کریں اور علیحدہ علیحدہ ہو کر مسجد وغیرہ پر دعا میں مانگیں ممکن ہے کہ خداتعالیٰ کسی کی دعا میں اثر ڈالدے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ خلق جدید پر قادر ہے۔ وہ ایسے اسباب مہیا کردے۔ جو اس مرض کیلئے مفید اور ممد ہوں صحت عطا کرنا اس کے اختیار میں ہے۔

اسقدر دعائیں کرنا۔ گویا کہ رات دن دعا میں مصروف رہنا ہر ایک کا کام نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو خاص خدا سے تعلق اور پیار ہوتا ہے۔ ورنہ جس کا دل خدا کے ساتھ نہیں ہوتا اسے دعا کیلئے توفیق ہی نہیں ملتی اور اگر ہاتھ اٹھاتا بھی ہے تو مرے ہوئے دل سے۔ الحمد پھر تھک کر اس سے رہ جاتا ہے دعا ؤ نہیں کمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حصہ تھا یا اب ہم اس کے کامل بروز اور مظہر حقیقی امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ جسکو باور نہ ہو وہ خود کچھ عرصہ صحبت میں رہکر دیکھ لے اور اگر طلب حق مقصود ہو تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ضرور ہے کہ ہر ایک سعید الفطرت اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ جسپر ہم پہنچے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ۔

۹۔ حضرت کا پیغام مولوی صاحب کو | یہ ایک عجیب واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ مولوی صاحب پر جب عمل جراحی کیا گیا۔ تو اس روز سے جیسے کہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں حالت نہایت ردی ہوگئی تھی۔ اور بظاہر کوئی بچنے کی امید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب ستائیس گھنٹے کی بے ہوشی کے بعد حضرت اقدس کی دعا سے پھر مولویصاحب کو ہوش آگئی۔ اور ضعف کی حالت کو جو سخت کمزور اور خطرناک ہو گئی تھی، درست ہوئی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے نئے سرے جان عنایت فرمائی۔ اس سے اگلے دن مولویصاحب کی حالت بہت اچھی تھی۔ اور کاربنکل کا تمام ردی مواد کاٹ کر پھینک دیا گیا۔ مولوی صاحب اور ان کے تمام احباب اور عزیز اس تبدیلی کو دیکھکر خداتعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجا لائے۔ اس روز جو میں مولویصاحب کو پٹی لگانے کیلئے جانے لگا۔ تو حضرت اقدس حسب معمول مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مولویصاحب کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مولویصاحب کو خطرناک حالت سے نجات دی ہے الحمد اس تکلیف وہ عارضہ سے مخلصی بخشی ہے ہم نے ان کے لئے بہت دعا کی ہے حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے وہ فرشتوں سے جا ملتا ہے سو آپ مولوی صاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میرے جو مقاصد ہیں اللہ تعالیٰ مجھے ان میں کامیاب کرے۔

(باقی آئندہ)

[1] مثلاً ۵ ستمبر ۱۹۰۵ء اذا جاء افواج و سمع من السماء یعنی آسمان سے فوجیں اور زہر اترتا ۔ ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء سینتالیس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء اکعش میں ہیبت پیدا ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء انا الساعیا لا انظیش مہاسا۔ موتعمن گا تیرا م خطا نہیں جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس سے بہت عرصہ پہلے کا الہام تھا دو شہتیر ٹوٹ گئی ۳۔ ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ماکان النفس ان تموت الا باذن اللہ۔ نیز از بدر مورخہ ۶۔ اپریل ۱۹۰۵ء کوئی کہتی ہے ”ہم سے وہ جہان چھوڑ دیا ہے“ (حضرت اقدس نے فرمایا) اس سے معلوم ہوا کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائیگا۔

[2] مثلاً خواب میں تین بار سورہ فاتحہ پڑھی۔ اور خوابوں کے حصے جنمیں مولویصاحب کو صحت میں دیکھا۔ اس سے روحانی صحت مراد تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کاربنکل سے بالکل نجات دیدی۔ بہت عرصہ پہلے یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ جس چوبارہ میں مولوی صاحب رہتے ہیں وہ چوبارہ دھڑ گیا۔

سلک مروارید کی عام قبولیت

سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی اشاعت کو ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا بلکہ پورا مہینہ بھی نہیں ہوا لیکن اس عرصہ میں اسکی غیر معمولی قبولیت اور تاثیر نے مجھے جرات دلائی ہے کہ اس سلسلہ کو بدستور جاری رکھا جائے اور وقتاً فوقتاً ایسے رسالے شایع ہوتے رہیں۔ اکثر احباب نے مجھے اس امر پر خصوصاً توجہ دلائی ہے کہ میں اس سلسلہ میں کئی رسالے لکھوں۔ بیسیوں خطوط اس رسالہ کو مفید اور باثر ہونے کے متعلق میرے پاس آئے ہیں۔ میں ان میں سے صرف تین کا خلاصہ یہاں ضرور دینا چاہتا ہوں۔ اور میری غرض ان خطوط کے اندراج سے یہ ہے کہ تاجن لوگوں کو ابھی تک علم نہیں وہ اس رسالہ کو ضرور پڑھیں اور کثرت کے ساتھ اسکو رواج دیں۔ سلک مروارید کے دوسرے حصہ کا پہلا ایڈیشن ۱۲۰۰ چھاپا گیا تھا جن میں سے ۶۰۰ جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ جو اگر احباب ہمت بھی کریں تو اسی فروری میں نکل جاویں۔ پس اگر بخیر و خوبی فروری تک یہ باقی ماندہ ۶۰۰ جلدوں کی اشاعت ہو گئی تو میں انشاء اللہ اپریل تک سلک مروارید کا تیسرا حصہ شایع کر دونگا۔ جو امید ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس دوسرے حصہ سے بھی زیادہ مفید ہوگا۔ اور جس میں تربیت اولاد اور امور خانہ داری کے متعلق مضامین خصوصاً عجیب ہونگے۔ وہ خطوط یہ ہیں۔

برادرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکی کتاب سلک مروارید کو شروع سے لیکر آخیر تک نہایت دلچسپی سے پڑھا۔ میں آپ کو اس حسن بیان اور خوبی مضمون اور موثر تقریر پر مبارکباد دیتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی قبولیت کا شرف بخشیگا۔ اور یہ کتاب بہت سے طالب حق لوگوں کو سیدھے رستہ کیطرف راہ نمائی کرنے گی۔ میں آپ مجھکو اس کتاب کی اور نسخے علاوہ بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں۔ مشکور ہونگا۔ خاکسار یعقوب بیگ از شاہ پور

بخدمت اقدس جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ چار جلد سلک مروارید حصہ دوم پہونچی ہیں۔ حسب ارشاد والا اشاعت میں کوشش کروں گا۔ کمترین نے حصہ دوم کو اول سے آخر تک دیکھا اور سلسلہ کیلئے پہلا حصہ بھی اچھی طرح پڑھا۔ میرے خیال میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کیلئے اور مخالفین پر حجت حق قطع کرنے کیواسطے اس سے زیادہ عمدہ اور دلچسپ طریقہ نظر نہیں آتا کہ لڑکیوں اور عورتوں کی زبانی سلیس زبان و صاف دلچسپ میں ہوئے بیانے طور پر عقلی و براہین عقلیہ و نقلیہ سے وفات مسیح ناصری و نزول مسیح اور بہیودہ رسوم وغیرہ وغیرہ مسائل پر گفتگو کرکے معترضین کے دم بند کئے جاویں۔ اور ان باتوں ہی باتوں میں عیسائیوں وغیرہ کی خوب خبر لیجاوے یہ طرز آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ قسم کی سمجھائی ہے۔ مگر اب سلسلہ سلک مروارید منقطع نہونے پاوے انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی اشاعت احمدیہ جماعت میں بہت کچھ نتیجے کی امید ہے کہ ہر وضیں لڑکیوں کی تعلیم کا رواج تھوڑا بہت ہوتا جاتا ہے اگر کسیقدر روانگی کے بعد یہ کتابیں انکو پڑھائی جاویں تو انکو علاوہ زباندانی کے اعلیٰ اعلیٰ مسایل دینیہ سے بھی واقفیت تام پیدا ہو جاویگی میری چھوٹی لڑکی نے جو ابھی پرائمری پاس شدہ ہے سر ورق سے دو تین دن میں خود بخود نہایت ہی دلچسپی سے پڑھکر کئی ایک عورتوں کو سنائے ہیں۔ میرے ایک دوست جو غیر احمدی ہیں ان دونوں حصوں کو مطالعہ کرکے کہنے لگے۔ کہ بس صاحب آج میرے سارے شکوک اور شبہات جاتے رہے ہیں آپ جو کچھ بھی حضرت مرزا صاحب کی دعاوی کی بابت یا وفات مسیح اور جہاد اور دجال وغیرہ کی نسبت فرمایا کرتے ہیں مجھے بخوبی سمجھ میں آگیا ہے اور ایسا ذہن نشین ہو گیا ہے کہ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہوں اور ہم ردیکر ایک کتاب خرید بھی لی ہے۔ گلاب الدین از رہتاس

کتاب سلک مروارید حصہ دوم ہر دو نسخہ بمع سرفرازنامہ شرف صدور لاکر باعث افتخار ہوئی۔ ۔ اور لوگ بھی اس کتاب کو پڑھ و سنکر بیوں خوش ہوئے ہونگے امید ہے کہ بہت سے خطوط کتاب کی تعریف کے خدمت عالی میں پہونچے ہونگے مگر میں تو نہایت ہی خوش و خورم ہوا کتاب کو شروع کرکے چھوڑنیکو دل نہیں چاہتا تھا اور جبتک میں نے اول سے آخر تک دیکھ نہیں لیا کل نہیں پڑی پھر مسجد میں جماعت کے پاس کر کیا۔ سب سننے کو مشتاق ہوئے مگر مشکل یہ کہ اردو کو وہ لوگ بالکل نہیں سمجھ سکتے تھے پہلے عبارت پڑھنی پھر پنجابی میں ترجمہ سمجھانا شروع کیا عشاء کے پہلے ہی لوگ آ موجود ہوتے تھے کبھی دس کبھی گیارہ بجکر عشاء کی نماز پڑھی جاتی۔ بڑی دلچسپی سے لوگ سنتے ہیں ابھی دو تین روز کی منزل باقی رہتی ہے۔ الغرض کتاب بہت ہی عجیب ہے جزاکم اللہ خیراً۔ اب تیسرے حصہ کا بہت جلد نکلنا چاہئے۔ اسمٰعیل از ترگڑی

درخواست دعا

۱۔ منشی ظفر حسین صاحب طالب العلم میڈیکل کالج سکول لاہور نے آخری امتحان دیا ہے احباب انکی کامیابی کیلئے دعا کریں۔ ایسا ہی منشی عبد الحق صاحب کیلئے جنکا مقدمہ سیالکوٹ میں ہو چکا ہے صرف حکم سنانا باقی ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ احباب دعا کریں۔

۲۔ منشی عبد المجید صاحب ایک مخلص احمدی تھے قضاء الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں احباب ضرور جنازہ غایب پڑھیں

تحفہ احمدیہ ۔ منشی منظور الٰہی صاحب سوداگر نے مندرجہ بالا عنوان کے نام سے ایک سلسلہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کا شروع کیا ہے جس میں اسلام اور احمدیہ سماج اور دوسرے مذاہب کے اصولوں کا مقابلہ وہ کرنا چاہتے ہیں پہلا رسالہ شایع ہو گیا ہے قیمت ۱ر بعض مخلص اور سرگرم احباب کو بھیجا گیا ہے صرف نیم جلد طبع ہوا ہے جلد منگا لیں۔ دفتر الحکم قادیان سے ملیگا۔

اصلاح معاشرت

ذیل میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک گرامی نامہ درج کیا جاتا ہے جو حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے نام ہے اس خط کے اندراج کی غرض و غایت خود خط ہی سے معلوم ہو جاویگی۔ مگر کسیقدر حالات اس کے متعلق لکھنے ضروری ہیں حکیم صاحب کی تیسری بیوی جسکا اس خط میں ذکر ہے پچھلے دنوں حکیم صاحب سے ناراض ہو کر حضرت اقدس کے حضور استغاثہ لیکر گئی جس پر آنحضرت نے حکیم صاحب کو رفق و اخلاق اور حسن معاشرت کی ہدایت کی اور بیوی مذکور کو حکیم صاحب کی اطاعت و فرمانبرداری کرنیکا حکم دیا جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ مگر پھر کوئی امر پیش آیا جس پر آنحضرت نے حکیم صاحب کو یہ خط لکھا اور اس کے اخبار میں درج کر دینے کا مشورہ دیا۔

تعمیلاً لارشاد عالی اسکو شایع کیا جاتا ہے امید ہے یہ خط بہت سے مردوں اور عورتوں کیلئے مفید ہوگا اور بیہودہ گو اس پر کئی قسم کی نکتہ چینیاں کرینگے۔ یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس خط میں دو ہفتہ کی مہلت کیلئے آپ نے لکھا تھا مگر پھر بنظر ترحم زبانی حکم دیا کہ ایک ماہ کیلئے مہلت دو۔ ایسا ہی خط میں حکم دیا تھا کہ انکی گھر میں سونا بھی چھوڑ دیں مگر پھر آپ نے فرمایا کہ سونا چاہئے تا کہ انکی اصلاح کا موقع ملتا رہے۔ ایڈیٹر۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مجھے یقیناً معلوم ہو گیا ہے کہ مریم کی ہی زیادتی ہے اور جو کچھ عورتوں کیلئے خدا و رسول کا حکم اپنے خاوندوں کی ادب اور تعظیم اور ہمدردی اور خیر خواہی کا ہے اب اسمیں باقی نہیں ہے اور میں نے اسکو اس بارے میں بہت سمجھایا تھا مگر افسوس اس نے اس پر عمل نہیں کیا اسلئے میری رائے تو اس بارہ میں یہ ہے کہ آپ دو ہفتہ تک ایک تحریر کے ساتھ اس کو مہلت دیدیں کہ اگر وہ اس مدت تک توبہ کرکے اپنی تبدیلی کرے تو بہتر ہے ورنہ اسکو اس نشوز اور سرکشی سے سمجھا جائیگا کہ وہ خود طلاق مانگتی ہے تو اس صورت میں تمہارا اختیار ہوگا کہ اس کو طلاق دیدیں اور بہتر ہے کہ یہی مضمون کسی اخبار میں چھپوا دیا جائے کیونکہ ایسے معاملے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اسکے دل پر رعب پیدا ہوگا۔ اور یہ بہترین مصلحت ہے کہ اس مقررکردہ مدت میں انکے گھر سے کھانا کھایا جائے اور نہ وہاں سویا جاوے اور یہ بھی شرط لکھدیں کہ وہ بلا توقف اپنے بھائی اور ماں کو رخصت کر دے ورنہ نافرمان متصور ہوگی پھر اسقدر کوشش کے بعد اگر باز نہ آوے تو اسکو طلاق دیدیں تا اسکی شر سے نجات ہو۔

والسلام۔ مرزا غلام احمد

حضرت مسیح کے مخلصین میں سے ایک کا خط اور اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب مرشدنا و مولانا امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعد از السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ہم تین شخص جماعت احمدیہ سکنہ موگلمش ضلع گجرات سے تین روز سے حاضر حضور ہوئے ہیں۔ ہمارا عرض حال کیواسطے کوئی موقعہ اور وقت ایسا ہاتھ نہیں آیا جو اپنے حالات بانی حضور میں عرض کیجاتی۔ اسلئے یہ عریضہ خدمت حضور میں پیش کرتے ہیں۔ اول میں مسمی عبد اللہ موچی اپنا عرض حال کرتا ہوں کہ مجھکو حضور سے بیعت ہوئے عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال کا گذرا ہے اس عرصہ میں مخالفین نے اکثر تکالیف پہنچائی ہیں۔ اور اب بھی پہنچا رہے ہیں۔ کاروبار دنیوی میں بھی ہر طرح سے روک ڈال رہے ہیں بغرضیکہ ہر طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں کوشش بلیغ کرتے ہیں۔ بلکہ خاص رشتہ دار بھی میرے دشمن ہو گئے ہیں مجھکو وہاں رہنا بہت مشکل ہو گیا ہے کسی صورت مجھکو وہاں گذارہ کرنا نظر نہیں آتا ہے ہر طور وہاں سے مجبور ہو گیا ہوں اور میری طبیعت بھی خود ان لوگوں سے بیزار ہے میں خود انمیں رہنا نہیں چاہتا۔ مگر مجبور پڑا ہوا ہوں۔ اب میری بات جیسا کچھ حضور انور مناسب سمجھیں حکم فرما دیں۔ اب مجھکو کیا کرنا چاہئے۔ جیسا حکم ہو عمل میں لاؤں۔ دوسرا میرا بھائی احمد الدین ہے اسکی بھی ایسی ہی حالت ہے وہ بھی وہاں پر رہنا نہیں چاہتا۔ اور تیسرا امام الدین نامی کشمیری ہے اسکو وہاں پر ہماری جیسی تکلیف تو نہیں ہے مگر علیحدہ رہنا وہ بھی پسند کرتا ہے کیونکہ مخالف زیادہ ہیں۔ اور ہم صرف تین شخص احمدی ہیں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں نے تمام خط پڑھ لیا ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہجرت نہ کریں بلکہ اپنی صبر اور استقامت اور نرمی اور اخلاق کے ساتھ دشمن کو شرمندہ کریں اور نیک سلوک سے پیش آویں اور نرمی کیساتھ اپنے عقاید کی خوبی اور سچائی انکے ذہن نشین کریں اور اپنا نیک نمونہ انکو دکھلاویں۔ ممکن ہے کہ وہ ایذا دہی کی خصلت سے باز آجاویں۔ بہرحال بے صبری نہیں کرنی چاہئے اور صبر اور استقامت سے کام لینا چاہئے۔ اور اپنے دشمنوں کے حق میں ہدایت کی بھی دعا کرتے رہیں۔ کیونکہ ہمیں خدا نے اخلاق کی تعلیم دی ہے اور وہ لوگ اندھے اور دیوانہ ہیں۔ ممکن ہے کہ آنکھ کھلے تب حقیقت کو پہچان لیں علاوہ اسکے خدا تعالیٰ نے مجھے ایک بڑے نشان کا وعدہ دیا ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک سخت زلزلہ ہوگا جو دنیا کے دلوں کو ہلا دیگا اور وہ بہت سخت ہوگا بہتیرے اسکی وجہ سے دنیا سے گذر جائیں گے۔ بہتیرے ایمان پائیں گے ۔۔۔ زندہ ہونگے۔ اور زندہ مر جائینگے اور ضرور ہے کہ جاہل لوگ اپنی ضد پر قائم رہیں جبتک خدا تعالیٰ کا وہ دن آوے اور ہر ایک دنیا کو زیر و زبر کر دے سو اس وقت تک اپنے صبر اور نیک چلنی کا لوگوں کو نمونہ دکھاؤ اور بدی کی جگہ نیکی کرو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر ہو۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ ... نَزِّلُوا الْحَقَّ

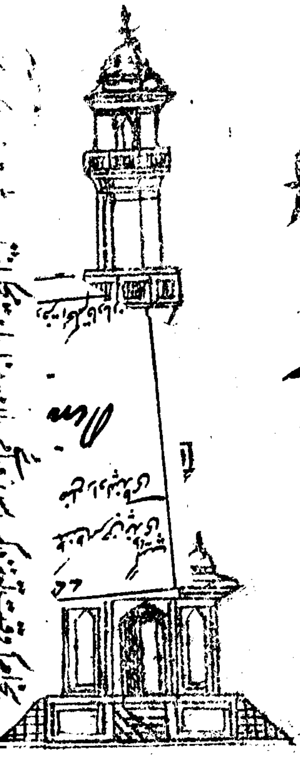

الحکم

چھوکوہم باتو گرائی جہاد رقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) قادیان ... (۲) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں

... کہ جو آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۷ | قادیان دارالامان یوم ۲۴ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ذی الحجہ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

(۱) دارالامان کا ہفتہ - تازہ الہامات ورؤیا ... صفحہ اول

(۲) نظم (حرم محترم) صفحہ ۲

(۳) علمائے ... الخلفاء الراشدین ... صفحہ

ضروریات ... قادیان ... صفحہ

ضرورت ... صفحہ

مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

حالات حسن خاتمہ اور اس ... صفحہ

تقوی الصحابہ ... سبق

(اشاعت ... آگے)

... صفحہ ۹

... صفحہ ۱۰-۱۱

... صاحب ... تجویزات

(۱۱) اشتہارات صفحہ ۱۱

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان بہ برکت خوش و خرم ... الٰہی ہو رہا ہے - صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور تشریف لے گئے تھے مع الخیر دارالامان آ پہنچے

۲- بزرگان ملت کی صحت کی خبر قیم ... مسیح بخش ... حضرت ... اور ... کے لئے وطن تشریف لے گئے۔

۳- ہفتہ ... بارش ہوتی رہی ... اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں پر رحم فرمائے۔

۴- پنڈی چیری ضلع منٹگمری ... کریام ضلع جالندھر - زیرہ ضلع فیروزپور سے بہت سے خدام حاضر ہوئے - لاہور سے آج جناب شیخ ... صاحب ... انگلش ... مع ڈاکٹر نور محمد صاحب حضرت حجۃ اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔

۵-۱۷- فروری ... تعلیم الاسلام ہائی سکول ... کے معائنہ کیلئے تشریف لائے ... ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب ضلع گورداسپور ... [illegible]

... مدرسہ تعلیم الاسلام ... اور ... ہیں - لیکڈ ... نے ... ساتھ ... اور بہت سے ... ہیں ... کو اپنی امید اور توقع سے ... صاحب مسیح ... قطعہ اراضی کو بھی دیکھا جو ... کی جدید عمارت کیلئے خرید لی گئی ہے - اور بہت ہی محظوظ ہوئے - صاحب ... کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی کہ چونکہ عمارت کثیر اخراجات کو چاہتی ہے اور آج تک ہم نے کبھی ایک پائی بھی گورنمنٹ سے بطور امداد نہیں لی مگر عمارت کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ... انہوں نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ میں بڑی خوشی سے اس کی سفارش کروں گا - آپ اسی دن واپس ... چلے گئے - ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے بعض جماعتوں کا امتحان لیا مگر نہایت اخلاق اور ملاطفت کا برتاؤ طلباء سے کیا ان کا امتحان لینا ایسا تھا جیسے کوئی شفیق استاد بچوں سے سبق سنتا ہے - ایسے نیک دل افسر جس ضلع میں ہوں پبلک کی شکرگذاری کے قابل ہوتے ہیں۔

۶- یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو کارخانہ الحکم کے مطبع سے ایک جدید رسالہ تشحیذ الاذہان نام شائع ہوگا جسکے ایڈیٹر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔

یہ رسالہ ہمارے چند باہمت نوجوانوں کی سعی اور محنت کا نتیجہ ہے - غرض اس سے یہ ہوگی کہ وہ سلسلہ کی قلمی خدمت کے لئے طیار ہوں لیکن سہ ماہی وار شائع ہوگا - قیمت ۱۲ رسالانہ ہوگی - خدا کرے کہ یہ رسالہ بہت سے نوجوانوں اور بڈھوں کی بہتری کا باعث ہو - اور ہر طرح سے اسے کامیابی ہو - مجھے ہمیشہ شکایت رہتی تھی کہ ہمارے نوجوان قلمی مذاق کی طرف توجہ نہیں کرتے - الحمدللہ توجہ ہو چلی ہے - اور اسکے بہترین نتیجہ پیدا ہونے کی توقع ہے - دفتر الحکم سے اس رسالہ کو بظاہر بجز اسکے کوئی تعلق نہیں کہ وہ اسکے مطبع میں چھپے گا - اسکے لئے درخواستہائے خریداری بنام رسالہ تشحیذ الاذہان آنی چاہئیں۔

تازہ الہامات ورؤیاء

۱۱- فروری ۱۹۰۶ء - الہام ہوا - پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا - اب انکی دلجوئی ہوگی۔

۱۲- فروری ۱۹۰۶ء - رَبِّ اَشْفِ زَوْجَتِیْ ھٰذِہٖ وَاجْعَلْ لَھَا بَرَکَاتٍ فِی السَّمَآءِ وَبَرَکَاتٍ فِی الْاَرْضِ۔

۱۹- فروری ۱۹۰۶ء عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی - بری تیما ... کففنا عن بنی اسرائیل - یہ خیال گذرتا ہے واللہ اعلم کہ کوئی شخص زنانہ طور پر مکر کرے - یعنی مردمیدان بنکر کارروائی نہ کرے - بلکہ چھپ کر عورتوں کی طرح کوئی نقصان پہنچانا چاہے - جس کا نتیجہ آخر بریت ہو مگر یہ صرف اجتہادی رائے ہے - اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کے کیا معنے ہیں - ایک مرد کی چال ہوتی ہے اور ایک زنانہ چال ہوتی ہے جو گمنام ہوکر کوئی بدی کرتا ہے - یا عورت کی طرح چھپکر کوئی حملہ کرتا ہے اور آخری فقرہ کے یہ معنے ہیں کہ فرعون کے شر سے ہمنے بنی اسرائیل کو بچا لیا۔

۱۹- فروری ۱۹۰۶ء - دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے - تب خواب سے حالت الہام کیطرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا

"بشیر الدولہ"

فرمایا کئی آدمیوں کیواسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کیطرف اشارہ ہے - ممکن ہے کہ بشیر الدولہ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہوگا جسکا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولتمندی ہو جائے - اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبالمند اور صاحب دولت ہو

حرم محترم

ذیل مین ایک عجیب نظم درج کیجاتی ہے جو میرے واجب الاحترام مخدوم حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہ اللہ الوہاب نے اپنے دلی جوش کے اظہار سے لکھی ہے۔ اگرچہ اس نظم کا تعلق ایک واجب العزۃ عصمت مآب خاتون کی ذات خاص تک ہے لیکن اخبار کے کالمون مین اس نظم کے آنے کی غرض کیا ہو سکتی ہے ۔؟ ۔ اس کا اظہار میرا فرض ہے مین اس نظم کو محض اس غرض سے شائع کرتا ہون تا ہماری مستورات کو ایک اعلےٰ نمونہ اپنے خاوندون کی **فرمانبرداری** کا معلوم ہو اور وہ اس **پاک نمونہ** سے اپنے شوہرون کیلئے اطاعت و وفاداری کا خاص سبق سیکھین حقیقت مین جس محترم خاتون کا اس نظم مین ذکر کیا ہے وہ کوئی معمولی عورت نہین بلکہ اس معززہ **خاتون کی والدہ ماجدہ** ہین جسکو اللہ تعالےٰ نے کل انبیاء علیہم السلام کے موعود اور برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کیلئے برگزیدہ کیا اور اسے **ام المومنین** ٹھیرایا اس حیثیت سے ام المومنین کی واجب الاحترام **والدہ ماجدہ** ایک عالم کی نانی ٹھیرتی ہین ۔ اس پاک نمونہ سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایسی محترم اور پاکباز خاتون اور اس کے واجب العزۃ شوہر کے کیسے نیک اور پاک ارادے اپنی اولاد کے متعلق ہونگے ۔ یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اس خاندان کو اللہ تعالےٰ نے دوہرا شرف عطا فرمایا ہے ۔ پہلے **آل رسول** ہونے کا شرف تھا ہی اسپر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے دوسرا فضل کیا ۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔ خدا کرے کہ ہمارے گھرون مین ایسے ہی پاک نمونے ہون ۔ آمین ۔ اگر عورتون مین اس قسم کی وفاداری محبت اور اطاعت اپنے خاوندون کیلئے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ معاشرت اعلےٰ درجہ کی نہو

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے میرے دل کی راحت مین ہون ترا فدائی
صورت سے تیری بڑھ کر سیرت مین دلربائی
مجھکو نہین تجھ بن ہے میرے شکر نہ تجھ کو
شرمندہ ہون مین تجھ سے مجھسے نہین خجل تو
تو نے کرم کیا ہے میرے ستم کے بدلے
تو لعل بے بہا ہے ۔ انمول ہے تو موتی
مین نے نہ قدر تیری پہچانی ایک ذرہ
خاطر سے تو نے میری کنبہ کو اپنے چھوڑا
تھی نانا کی پلی تو اور مین غریب گھر کا
نعمت کا تیری ثمرہ اللہ تجھ کو بخشے ۔
دکھ سکھ مین ساتھ میرا تو نے کبھی نہ چھوڑا
دنیا کے رنج وغم کو ہنس ہنس کے تو نے کاٹا
بچون کو تو سلاتی اور آپ جاگتی تھی
بچون کے پالنے مین لاکھون اٹھائے صدمے
ہوتا تھا ایک پیدا اور دوسرا گذرتا
صدمہ کو اپنے دل کے لاتی نہ تو زبان پر
تنگی مین عمر کاٹی بچون کو خوب پالا
دکھ درد اپنے دل کا تو نے کیا نہ افشا
جو شئے تجھ کو بخشا تو نے لیا خوشی سے
جھگڑا کیا نہ ہرگز بولی نہ جھوٹ گھر مے
تھی جتنی تجھ مین طاقت کی تو نے میری خدمت
جو عیب تھا کہ تو نے میرے اغیار سے چھپایا
صدمہ ہے میرے صدمہ تجھ کو ہوا ہمیشہ
تھے جو میرے دشمنون کی تو جان و دل سے دشمن
جو کچھ تھا میرا مذہب تھا وہ ہی تیرا مشرب
تجھ پہ کیا تصدق جو تیسرے پاس تھا زر
کرتا ہون شکر حق کا جس نے تجھے ملایا
ہے تجھ پہ حق کی رحمت تجھ کو عطا ہو جنت
آرام تجھ کو دنیا سے فضل و کرم سے مولیٰ

تکلیف مینے ہرگز تجھ سے کبھی نہ پائی
مین ہون شکستہ خاطر اور تو ہے مومیائی
مین تیرے غم کی دارو تو میری ہے دوائی
مجھ مین رہی کدورت تجھ مین رہی صفائی
دیکھی نہ مینے تجھ سے اک ذرہ بے وفائی
ہے نقش میرے دل پر بس تیری پارسائی
میرے کو میتہ سے تھا افسوس ایک پائی
جنگل مین سا تھ میرے پیارے وطن کو آئی
تو نے ہر اک مصیبت گھر مین مرے اٹھائی
چولہے مین سر کھپایا بچون پہ جان کھپائی
خود ہوگئی مقابل جب غم کی فوج آئی
اللہ رے تیری ہمت بل بے تیری سمائی
سو بار موت گو مین تو رات کو نہائی
جب تک یہ سلسلہ تھا راحت نہ تو نے پائی
تھی صابرہ تو ایسی ہرگز نہ تلملائی
جہال کی طرح سے دیتی نہ تو دھائی
شکوہ نہ سختیون کا لب پر کبھی تو لائی
غیرون سے تو چھپاتی ہوتی اگر لڑائی
مانگی نہ تو نے مجھسے ساری کبھی کمائی
مجھ سے نہ بات کوئی تو نے کبھی چھپائی
خود کھایا روکھا سوکھا نعمت مجھے کھلائی
تھا تیرے بس مین جتنا عزت میری بنائی
جب شاد مجھ کو پایا تو نے خوشی منائی
اور میرے دوستون سے تیری رہی صفائی
تھی تیرے دل مین الفت ایسی میری سمائی
یان تک کہ پاس تیرے باقی رہی نہ پائی
اور میری تیری قسمت آپس مین یون ملائی
اور میری تیری الفت ہووے نہ دیان جدائی
ہر رنج و غم سے بخشے مالک تجھے رہائی

ہرگز نہ تو دکھی ہو ہر وقت تو سکھی ہو
فضل خدا کی بارش دن رات تجھ پہ برسے
دولت ہو تجھسے ہمدم عزت ہو ساتھ تیرے
تیرا نہین ہے ثانی لاکھون کی ہے تو نانی
اسلام پر جئین ہم ایمان سے مرین ہم
جب وقت موت آوے بیخوف ہم سدھارین
مہدی کے مقبرہ مین ہم پاس پاس سوئین
اک اور ہی دعا ہے اب میرے دل مین آئی
ہو قوم کو ہدایت اللہ کی آئے نصرت
مثل مدینہ ہووے اسلام کا یہ مرکز
مہدی کو لوگ مانین عیسیٰ کے معتقد ہون
دنیا سے دور ہووے ہر طور کی کدورت
اسلام مین ہو داخل بس فوج فوج دنیا
آنکھون سے اپنی ہمکو وہ دن خدا دکھائے
آنکھین کھلین ہماری روشن دماغ ہووین
دنیا سے دور ہو دین جتنے ہین بت جہانمین
قرآن کی حکومت دنیا مین ہووے قایم
روشن ہو دین احمد فضل خدا سے ہر دم
دین محمدی کا اقبال خوب چمکے
توحید کا ہو دورہ تثلیث ہو شکستہ
قرآن کا نور چمکے کندن کی طرح دمکے
شر اور فساد جاوے دنیا مین امن آوے
بچے ہون نیک بچے اور ہون جوان صالح
ہر شے دور ہووے سچا سرور ہووے
جھوٹے طبیب جائین سچے امین آئین
ہو صدق و راستی کا دنیا مین بول بالا
آپس مین ہو محبت جائے یہ بغض و نفرت

بچون کا عیش دیکھے تو اور تیری جائی
پانی مین مغفرت کے ہر دم رہے نہائی
اولاد مین ہو برکت ۔ کہلائے سب کی مائی
عیسیٰ سے کر کے رشتہ دولت یہ تو نے پائی
ہر دم خدا کے در کی حاصل ہو جبہ سائی
دلبر نہ ہو ہمارے اندوہ ایک رائی
دنیا کی کشمکش سے ہم کو ملے ... رہائی
ہے جوشش کا یہ عالم جاتی نہین چھپائی
آقا کرے ہمارا دنیا کی ... رہنمائی
قصبہ مین قادیان کے آئے نظر خدائی
پھر جائے چار جانب اسلام کی دہائی
جس سمت آنکھ اٹھے آئے نظر صفائی
اعدا گلے سے ملکر بن جائین بھائی بھائی
جب قوم سے ہماری کل دور ہو برائی
ہووے شعار اپنا تقوےٰ و پارسائی
اللہ کی ہو عبادت جس کی ہے کل خدائی
ہو کفر پارہ پارہ اور شرک رائی کائی
جو ہین جہنم کے اندھے اونکو بھی دے دکھائی
باطل پرست جو ہین اون کی ہو جگ ہنسائی
حق کی ہو بادشاہی باطل ندے دکھائی
سورج کی روشنی سے ہو بڑھ کے روشنائی
ظاہر مین خیر و خوبی باطن مین ہو بھلائی
ہون لائق زیارت دنیا مین باپ مائی
جو سود خوار ہین یان انکو ملے نہ پائی
دھوکہ سے جو نہ بیچین مخلوق مین دوائی
ہو جھوٹ کی تباہی پھیلے یہان سچائی
جو دلشکن ہین ان مین آجائے دلربائی

اب یہ دعا ہے میری دن رات صدق دل سے
ناصر کی اس دعا کو حق تک ملے رسائی

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ

اے دل تو نیز خاطر اینان نگهدار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

اسلامیہ کالج میں جمعرات کے دن وعظ کے بعد ایک اشتہار تقسیم کیا گیا اور اسکا ایک نسخہ کالج کے نوٹس بورڈ پر چسپان کیا گیا ہے اسکا ہیڈنگ **المهدی من عترتی ومن ولد فاطمہ** ہے۔ اس اشتہار میں کئی باتین قابل غور ہیں۔

اوّل ہمارے مخالف علماء کا یہ سب سے بڑا ہتھیار ہے کہ احادیث سے غلط استدلال کرکے لوگوں کو غلطی میں ڈالتے ہیں۔ قرآن شریف سے اور دیگر ثبوتوں سے جن کو میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام اپنا معیار صداقت ٹھیراتے ہیں۔ بلکہ اعراض کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان آپ کے خلاف قرآن کریم سے کوئی استدلال نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی مقرر کردہ معیاروں کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں جن سے میرزا صاحب کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے اختلافی مسایل میں مسلمانوں کو خاص احتیاط کرنی چاہئے تھی اور قرآن مجید سے استدلال کرنا چاہئے تھا جسکا دعویٰ ہے کہ وہ اختلافی مسایل میں فیصلہ کرنیوالا ہے۔ **لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ**۔

دوم مولوی صاحب نے احادیث کو عجیب طرح سے گڈمڈ کر دیا ہے اور تمام احادیث کو جن سے مختلف اشخاص مراد ہیں صرف ایک ہی شخص پر لگانے کی کوشش کی ہے۔ اس خیال نے مولوی صاحب کو بڑی خطرناک غلطی میں ڈال دیا ہے۔ اور بہت سی حدیثوں کا کذب لازم آتا ہے۔ کیونکہ کسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی حضرت عباس کی اولاد سے ہوگا جیسا کہ مولوی صاحب کے ۲۲ سے ظاہر ہے اور کسی حدیث سے مہدی کا حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب کے اشتہار کا ہیڈنگ ہے کسی حدیث میں لکھا ہے کہ **لا مهدی الا عیسیٰ** یعنے عیسیٰ ہی مہدی ہونگے اور مہدی کوئی علیحدہ شخص نہیں ہے۔ اور کسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ فارسی الاصل ہونگے۔ اب غور فرمائیے کہ اگر مہدی ایک ہی شخص ہے تو لامحالہ مولوی صاحب کے مذہب کے مطابق ایک حدیث کو سچا اور باقی سب کو جھوٹا ماننا پڑے گا۔ حالانکہ یہ تمام حدیثیں سچی ہیں۔ اسلئے مختلف اوقات میں مختلف مہدی ہونگے اور لا مهدی الا عیسیٰ کا مصداق اسوقت موجود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے اور جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہے اللہ تعالےٰ کے وعید کے موافق اوسکو سخت سزا دی جاویگی۔ اسواسطے اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ کے لوگون کو ملزم کرنے کے لئے ہمارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ہر زمانہ کی نسبت پیشگوئیاں کرائیں اور جیسی آپ کی نبوت آپکی زندگی میں ثابت تھی ویسے ہی ہر زمانہ میں ثابت ہوتی رہی ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔ مولوی صاحب کے اس غلط استدلال سے ایک بڑا خطرہ آیندہ اسلام کو بھی ہے کیونکہ ایسا مہدی جو ان سب خلفاء الراشدین المهدیین کا مجموعہ ہو نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا یہ بات حدیث کے مطلب کے بالکل خلاف ہے۔ اور اسطرح مسلمان یہودیوں کی طرح ایک جھوٹے انتظار میں تباہ ہونگے۔ **سوم** مولوی کے مسلک کے مطابق یہ تمام احادیث مجروح اور ضعیف ہے اور جسکو زیادہ تحقیق کی ضرورت ہو وہ ابن خلدون کو دیکھے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان تمام احادیث کو جن میں مہدی کا ذکر ہے ضعیف و مجروح ثابت کرکے گورنمنٹ سے مربعے انعام میں بھی حاصل کر چکے ہیں۔

جواب اصل اشتہار (۱) حدیث مندرجہ نمبر اول کے کسی لفظ سے مہدی کا حسنی ہونا ثابت نہیں ہوتا اور یہ دو جملے علیحدہ علیحدہ حدیثوں کے ہیں مولوی صاحب نے کسی مخفی تدبیر کو دل میں رکھکر دونوں کو ایک جا جمع کر دیا ہے۔ حدیث کے حصہ اول میں مولوی صاحب لفظ مِنّی پر زور دیتے ہیں۔ لیکن مِنّی کے معنے مِن اُمَّتِی ہوتے ہیں نہ ابن اولادی جیسا کہ مولوی صاحب نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ایک مشہور حدیث ہے مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں ہے یعنی میری امت سے نہیں ہے۔ ولد فاطمہ سے مراد مذکر و مونث دونوں اولادیں ہیں نہ کہ صرف مذکر سیدونکی شرافت تو اسبات پر منحصر ہے کہ مونث کا لحاظ کیا جاوے۔ نہیں تو دنیا نے سیدوں کو علویوں پر کیوں عزت دی ہے اور مامور ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی دادیوں میں سے کئی سیدانیاں تھیں آپ بھی ولد فاطمہ ہیں رسول کریم نے بھی فاطمہؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی مونث کا نہ حضرت علیؓ کا لو وہ مہدی کا اس حدیث سے حسنی ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ نہ معلوم مولوی صاحب نے کہاں سے لیا ہے۔ ہم تو یہی مانتے ہیں کہ سید تھے جن سے بہت سے امام و مهدی ہو چکے ہیں اسلامی تاریخ بھی گواہ ہے۔ عمر بن عبدالعزیز سے ایک ہی شخص محمد مہدی فاتح قسطنطنیہ مراد ہے۔ اگر مولوی صاحب کو علم ہو تو اپنے کسی شاگرد سے پوچھ لیں کہ قسطنطنیہ پندرھوین صدی کے اخیر میں فتح ہو چکا ہے اور اب مسلمانوں کے قبضے میں ہے اور اسکو دوبارہ فتح کرنیکی کچھ ضرورت نہیں۔ تاریخ کے پڑھنے والے یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ اس شہر کی فتح کے بعد ہی یورپین اقوام نے سطحی علوم میں ترقی شروع کی۔ اور اسکے بعد ہی یہ لوگ ہندوستان میں آئے اور اپنی تجارت اور جہازرانی کے ذریعہ تمام دنیا میں پھیل گئے اور اسلام کے ظاہر و باطن پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور یہ دجالی فتنہ اب اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ نمبر ۳ میں مولوی صاحب نے حدیث کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ نمبر ۵ کی علامات میرزا صاحب میں پائی جاتی ہیں آپ کی زبان میں لکنت کا اثر ناک اونچی پیشانی کھلی اور روشن ہے آپ آدم اللون ہیں اور آپکے بال سیاہ ہیں پیچ نافی احمر لون تھے اور آپکے بال گھنگرالے تھے۔ بخاری احمدی پرسیت ترجمہ صفحہ ۹۸ و ۳۴۴ و ۸۷۴ و ۱۰۲۶ و ۱۰۴۰ و ۱۰۵۵) شعر

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است
زانساں کہ آمدست در اخبار سرور
این مقدمم نہ جائے شکوک است والتباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

اور ہم مولوی صاحب سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے کس جگہ سے استدلال کیا ہے کہ مہدی کبھی شعر نہیں کہیگا دوم تمام شعار مذموم نہیں ہوتے اگر یہ بات تھی تو قرآن کریم نے إلا الذين آمنوا الخ کہکر استثنا کیوں کیا ہے سورۃ شعراء رکوع ۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حسان شعر کہتے تھے آپنے انکو منع نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ حسان کی تائید روح القدس کرتا ہے۔ حضرت داؤد کی زبور الٰہی عشق کی غزلیات سے بھری پڑی ہے۔ اور نبی کریم بھی بڑے فصیح اللسان تھے اسواسطے کافر آپکو شاعر کہتے تھے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔ نمبر ۲ عربی میں اسلئے الہام ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی زبان عربی ہے اور آپ قرآن شریف و نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان ہیں انگریزی میں اسلئے شاذ و نادر الہام ہوتا ہے کیونکہ قوم انگریزی بھی خاصکر مخاطب ہے۔ مولوی صاحب نے یہ بات کہاں سے نکال لی ہے کہ تمام مہدے عرب ہی میں ہونگے مسلمانوں کا رب رب العالمین ہے نہ رب العربیین۔ اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں نہ رحمۃ للعربیین آپ کے فیض تمام جہان پر حاوی ہیں۔ نمبر ۸ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مہدی مدینہ میں پیدا ہونگے اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ مشرق کی طرف کدعہ بستی میں پیدا ہونگے ان دونوں حدیثوں کو اگر صحیح مانا جاوے تو مختلف مہدی ماننے پڑتے ہیں اور یہ بات کہ کئی مہدی ہونگے ہمارے اشتہار کے ہیڈنگ کی حدیث سے بھی ظاہر ہے۔ اور مولوی صاحب کے صرف ایک ہی مہدی ہوگا کے خلاف ہے۔ مگر میرزا صاحب مشرق کی بستی کدعہ (قادیان) میں پیدا ہو گئے اور رسول اللہ کی پیشگوئی پوری ہو گئی تو آپ کا اس سے کیا حرج ہو گیا۔ نمبر ۹ ۱۳۳ کا مصداق ایک ہی شخص ہے اور یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے جب معاویہ فوت ہو گئے انکے بعد خلافت کا جھگڑا ہوا۔ مدینہ کے اکثر لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی۔ امام حسین اور عبداللہ بن زبیرؓ کو چھوڑ کر مکہ چلے گئے اس کے بعد امام حسین کے ساتھ کربلا میں جو کچھ ہوا سو ہوا۔ مکہ والوں نے عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ بنا لیا اور رکن و المقام کے درمیان آپ نے بیعت لی۔ اس کے بعد سفیانی نے یعنی یزید نے جو ابو سفیان کی اولاد سے تھا مکہ پر فوجیں بھیجیں۔ نمبر ۱۰ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مہدی کے بعد دو غلطیں ہونگی۔ آپ نے کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا جس سے معلوم ہو کہ کس حدیث سے آپ نے استدلال کیا ہے شاید آپ کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہوگا جو کہ مامور ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق میں پوری ہو چکی ہے۔ وعن ابی جعفر الباقر علیہ السلام قال اذا کان الصوت فی شهر رمضان فی لیلۃ الجمعۃ فاسمعوا واطیعوا وفی آخر النهار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما لیشکک الناس ویفتنهم فکم فی الیوم من شاکٍ متحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنی الاول فلا تشکوا انه صوت جبرائیل وعلامۃ ذلک انه ینادی باسم المهدی واسم ابیه (رواہ نعیم بن حماد) ترجمہ۔ حضرت ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ جب ہوئے آواز رمضان مبارک میں شب جمعہ میں پس سنو اسکو اور اطاعت کرو اور آخر دن میں ابلیس لعین کی آواز ہوگی ندا کریگا آگاہ ہو جاؤ کہ فلان شخص ظلم سے قتل کیا گیا ہے یعنی شہید ہوا یہ آواز تمام آدمیوں کو اشکال میں ڈالنے کی اور ان پر فتنہ ڈالے گی پس بہت سے لوگ اسدن شک کرنیوالے حیرت میں پڑینگے پس جبکہ تم سن چکے ہو آواز رمضان میں اول تو شک میں مت پڑ یہ وہ آواز جبرئیل کی ہے اور اسکی نشانی یہ ہے کہ وہ جبرئیل مہدی کے نام کے ساتھ اور اون کے باپ کے نام کے ساتھ ندا کریگا۔ روایت کیا اسکو نعیم بیٹے حماد کے نے آسمانی جبرئیلی آواز سے مراد وحی ہے جو میرزا صاحب کو رمضان میں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی بابت ہوئی۔ دیکھو برکات الدعا صفحہ ۱۔ اور یہ آواز تمام دنیا لیکھرام کے قتل سے پہلے سن چکی تھی۔ ابلیس لعین سے ایک قوم مراد ہے اسکے قتل کے وقت شہید قوم کے نعرے مارے گئے اور مقتول مظلوم ٹھیرایا گیا۔ بڑے بڑے اشکال واقع ہوئے۔ لوگ فتنہ میں پڑے بہت سے مسلمانوں کو زہر دیگئی اس سے خلیفہ وقت اور محمد مصطفیٰ کی صداقت ظاہر ہوئی۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

المشتہران احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور

ایڈیٹر۔ مندرجہ بالا اشتہار کی ضرورت ہمارے احمدی طالب علمان اسلامیہ کالج لاہور کو کیوں پڑی اسکا کسی قدر تذکرہ اس اشتہار میں آگیا ہے لیکن اس نوٹس کے متعلق بعض اہم امور پر ہمیں ضرور آیندہ بحث کرنی پڑیگی جو نہ صرف اہل اسلام ہی کی توجہ کے قابل ہوگی بلکہ کالج کی ناظم کمیٹی اور پنجاب یونیورسٹی تک کو بھی متوجہ کرنا پڑیگا۔

نوٹ۔ مولوی صاحب کے باقی سوالوں کا جواب انشاء اللہ دوسرے اشتہار میں دیا جائیگا۔

* حضرت ابو بکر حضرت علی باوجودیکہ وہ مہدی تھے پھر بھی شعر کہتے تھے چنانچہ حضرت علی کا دیوان مشہور ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کے متعلق قادیان سے جو خطوط ایڈیٹر وطن کی تحریرات کے جواب میں بھیجے گئے ہیں وہ بجنسہٖ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔ (پہلا خط)

آمر دوم کے متعلق دوسرے کاغذ پر میں نے نہایت مختصر جواب اس خوف سے دیا ہے کہ مبادا آپ اس کو بحث سمجھیں اور بجائے فائدہ کے نقصان ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اس جواب کے متعلق کچھ اظہار اخبار میں کرنا ہو جیسا کہ آپ کے ۱۲ جنوری کے اخبار سے پایا جاتا ہے تو میرے اس مختصر سے جواب کو بعینہٖ شائع فرما کر مشکور فرما دیں۔ اگر کوئی وجہ جناب کو اس تحریر کی اشاعت سے روکنے والی ہو۔ تو اسکو واپس کرکے ممنون فرمائیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں تفصیل کے ساتھ اپنی پوزیشن کو ظاہر کر سکتا ہوں۔ میرا ارادہ مفصل لکھنے کا تھا۔ مگر آپ کے دوسرے کارڈ سے یہ خیال ہو گیا ہے کہ شاید اس تفصیل کو آپ مباحثہ نہ سمجھ لیں۔ وانما الاعمال بالنیات

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار وطن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے خطوط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آپ خود دس روپے ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی جاپان میں اشاعت کیلئے دینے کے واسطے تیار ہیں۔ اور ایسا ہی ۱۲ جنوری کے آپ کے اخبار سے بھی یہ پایا جاتا ہے۔ کہ آپ دوسرے مسلمانوں میں بھی اسکی اعانت کیلئے تحریک فرمانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ایڈیٹر رسالہ مذکور یعنی یہ خاکسار انگریزی رسالہ میں حضرت مرزا صاحب کے مشن کا قطعًا کوئی ذکر نہ کرے۔ میں آپکی اس ہمدردی کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ مگر میں حیران ہوں کہ اگر غرض اشاعت اسلام ہے تو اس رسالہ میں وہ کونسی بات پائی جاتی ہے جو اشاعت اسلام کے مفہوم کے خلاف ہے؟ گذشتہ چار جلدیں رسالہ کی اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپکی خدمت میں بھیج دیتا ہوں۔ اور آپ انکو مطالعہ فرما کر مجھے اسقدر اطلاع دیں۔ کہ اس رسالہ میں فلاں مضمون سے ہتک اسلام پائی جاتی ہے۔ یا اسلام کے کسی اصل کی تردید ہوتی ہے۔ اسقدر تو میں وعدہ کرتا ہوں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر میں اس وعدہ کی خلاف ورزی کروں تو وہ مجھے ایک حرف بھی لکھنے کی توفیق نہ دے اور میں اس وعدہ کو خدا کی قسم کے ساتھ مؤکد کرتا ہوں کہ اس رسالہ میں ایک حرف بھی ایسا نہ لکھوں گا جس سے اسلام کی ہتک ہو یا جس سے اسلام کے ان اصول پر جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے ہمارا حملہ۔ یا کسی نیا زور پیدا ہو یا جس سے قرآن شریف یا صحیح احادیث یا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہو یا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت کے خلاف کوئی امر ظاہر ہوتا ہو اگر اہل اسلام کو صرف یہ غرض ہے کہ اسلام کی صداقت

اور اس کے اصول حقہ دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاویں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منجانب اللہ اور خدا کا برگزیدہ ہونا ثابت کیا جاوے۔ اور اس مقدس مذہب کو تمام داغوں سے پاک کرکے اس کا چمکدار چہرہ بیرونی دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے تو یہ رسالہ خدمت ادا کر رہا ہے۔ اور مسٹر کوئیلیم اور مسٹر ویب دونوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اگر انکو خواہ مخواہ کی یہ ضرورت ہے کہ فلاں شخص کا اسمیں نام نہ ہو۔ یا فلاں سلسلہ کا ذکر نہ ہو تو میں اس قسم کی کسی خواہش کو پورا کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اسطرح سے تو کل کو پھر ایک سوال یہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس رسالہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی ذکر نہ ہو۔ کیونکہ اسلام کا ایک گروہ ان دو خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہیں کرتا۔ پس جس شخص کو اسلام کے کسی بزرگ سے عناد ہے اسکی خواہش قابل پیروی نہیں۔ جو لوگ ہمارے امام سے حسن ظن رکھتے ہیں خواہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔ وہ شاید اس بات کے خواہاں نہ ہوں گے کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر بھی ان کی آنکھوں کے سامنے نہ آئے۔ لیکن جنکو اس درجہ تک عناد ہے میں انکا ایک پیسہ بھی اعانت کے رنگ میں حرام سمجھتا ہوں۔ چہ جائیکہ ایسی درخواست کروں کہ وہ اس رسالہ کی مدد کریں۔ وجہ یہ کہ یہی شخص ہے جس نے اس زمانہ میں اسلام کی عزت قائم کی۔ اور اس کو زندہ مذہب ثابت کیا اور یہ دکھایا کہ اسلام کے کمالات اور اسکی برکتیں کسی ایک زمانہ تک محدود نہیں اگر ایسا ہوتا تو یہ مذہب بھی دوسرے مذہب کیطرح ایک مردہ مذہب ہوتا۔ مگر اسلام کی برکات کا چشمہ ہمیشہ جاری ہے۔ اور اسی واسطے اللہ نے اس امت کو خیر الامم کہا کہ وہ ہمیشہ کیلئے برکات کی وارث قرار دیگئی۔ اور اسی واسطے یہ عجیب دعا سورہ فاتحہ میں ہر مسلمان کو سکھائی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کا مطلب یہ ہے کہ پہلی قوموں پر تو تیرے انعام کے راہ بند ہو گئے۔ اے خدا ہم پر تو اپنے انعام کا راہ کبھی بند کیجیو۔ پس اول وہ بات جس کی حضرت مرزا صاحب تعلیم دیتے ہیں یہی ہے اور آن کا وجود اس کا عملی ثبوت اس زمانہ میں ہے۔ اسکو نہ میں اور نہ کوئی اور احمدی جو اس رسالہ کا ایڈیٹر ہوگا کبھی چھوڑ سکتا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے سلسلہ کا ذکر ہم لوگ کیوں کرتے ہیں۔ صرف اسلئے کہ اس سے اسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اسکی صداقت مثل شمس نصف النہار کے چمک اٹھتی ہے۔ ورنہ اگر روپیہ کا کمانا ہی ہمارے اغراض میں سے کوئی غرض ہوتی۔ تو اس سے بہتر کوئی موقع نہ تھا جب آپ جیسے بارسوخ انسان نے بذریعہ اخبار ہر طرح سے مدد کا وعدہ کیا تھا۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اگر آپ کی شرط مان لیجاوے

تو آج ہزار ہا روپے اس رسالہ کی اشاعت کیلئے جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر میں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ یہ ایک فوری جوش لوگوں کا ہوگا۔ اسلام کیلئے سچی ہمدردی کا ہونا کہ انسان اپنی سب آسائشوں پر مذہب کو مقدم کرے نہایت مشکل امر ہے۔ کاش اگر اور نہیں تو کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کی وصیت کو ہی پڑھ لے تو اسپر یہ ثابت ہو جاوے کہ اشاعت اسلام کا جوش کسقدر کوٹ کوٹ کر اس شخص کے دل میں بھرا ہوا ہے میں خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت دیتا ہوں کہ جوش مذہب اسلام کی اشاعت کا اس ایک شخص کے دل میں ہے اسکی نظیر آپ کہیں نہ پاویں گے۔ اشاعت اسلام کی ایک ایسی تدبیر آپ نے اپنی وصیت میں بیان فرمائی ہے کہ چند ہی سال میں انشاء اللہ یہ سلسلہ اشاعت کا دنیا کو حیران کر دیگا۔ بڑی سے بڑی بات جو حضرت مرزا صاحب کے خلاف کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح کی موت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ نہیں سوچا جاتا کہ اس سے تو اسلام کو مدد پہنچتی ہے اور عیسائی مذہب کا سارا تانا بانا بگڑتا ہے۔ اور یہ شہتیر عیسائی مذہب کا ٹوٹ گیا تو یقینًا جان لو کہ پھر اسلام کل دنیا پر غالب آگیا۔ پس اس عقیدہ موت مسیح سے مسلمانوں کا بیزاری ظاہر کرنا انکی بدقسمتی ہے۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس خوف سے کہ مبادا طوالت میں آپ بحث کا رنگ سمجھیں یہیں ختم کرتا ہوں۔

(خاکسار محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان)

(خط نمبر ۲) مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خدا تعالیٰ کسی کے سچے جوش کو ضائع نہیں کرتا۔ آپ نے چونکہ محض نیک نیتی سے اس امر کو چاہا کہ اشاعت اسلام کے کام میں جو ہماری جماعت کر رہی ہے دوسرے لوگ بھی شریک ہوں اور جس چیز کو وہ ایک روک سمجھ بیٹھے ہیں (اگرچہ میرے نزدیک اسمیں وہ غلطی پر ہی ہیں) اس کو دور کر دیا جاوے۔ اسلئے خدا نے بھی ایک ایسی صورت پیدا کر دی ہے جس روز آپ کا کارڈ پہنچا اس دن اتفاقًا میرے مکرم دوست خواجہ کمال الدین وکیل لاہور بھی اس جگہ موجود تھے۔ ان کے ذہن میں ایک ایسی تجویز آگئی جسمیں اور یہاں کے دوسرے دوست راضی ہو گئے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اشاعت اسلام میں کسی قسم کی روک رہے۔ اسی غرض سے یہ رسالہ جاری کیا گیا تھا۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ہم ہر طرح تیار ہیں۔ وہ تجویز خواجہ صاحب خود ہی آپکی خدمت میں پیش کریں گے جسکو امید ہے کہ آپ اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے اللہ تعالیٰ اس مصالحت کو مبارک نتیجہ پیدا کرے۔ والسلام

(خادم محمد علی از قادیان)

غیر اسلامی بلاد میں اشاعت اسلام

میرے پیارے مکرم سلامت رہو۔ خدا تعالیٰ آپ کے نیک ارادوں کو پورا کرے

میں نے آپ کا والا نامہ جو اخی المکرم مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے نام آیا ہے دیکھا۔ مجھے یہ دیکھکر نہایت ہی خوشی ہوئی کہ آپ میں سچا جوش اسلام کیلئے ہے۔ جس کا میں تہ دل سے قدردان ہوں اور یہ اس قدردانی ہی کا نتیجہ ہے کہ میں آپکو نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے دوستوں کو آپ کی تجاویز پر ایک طرح راضی کر لیا ہے جسکو میں تفصیل کے ساتھ آگے چلکر بیان کرونگا۔ چند ماہ میں مختلف اردو اخبارات میں جاپان اور اشاعت اسلام کے عنوان سے مضامین لکھے جا رہے ہیں بعض بزرگان قوم کے دلوں میں ایک غیر معمولی جوش اسوقت پیدا ہو رہا ہے جو اس امر کا مشتاق [illegible] کہ ممالک مغربیہ اور بلاد مشرقیہ میں اشاعت اسلام [illegible] کیا جاوے۔ یہ خیال اگرچہ ایک پرانا خیال ہے [illegible] گذشتہ جنگ روس و جاپان نے اس خیال کو [illegible] زندہ کر دیا ہے۔ اور خصوصًا طبائع کا رجحان [illegible] کیطرف کسیقدر زیادہ ہے۔ ہمارے [illegible] نوجوان محمد اسحاق صاحب مقیم جاپان کی تحریرات بھی اسوقت بہت کچھ تشفی بخش ہیں [illegible] والی ہیں۔ ان تمام تحریرات میں خدا کا احسان ہے کہ بزرگان قوم نے بے تعصبی سے کام لیا ہے اور اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر کام [illegible] ریویو آف ریلیجنز نے کیا اسے قابل تذکرہ سمجھا گیا بعض احباب کے نزدیک یہی رسالہ اس اہتمام بالشان کام کیلئے اسوقت موزوں ہے۔ ہاں ان کے نزدیک اسمیں کوئی کمی ہے تو یہ کہ اسکی بعض مضامین جو [illegible] رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں نہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر [illegible] اہل الرائے دوست ریویو آف ریلیجنز کو اسلام کا [illegible] ماننے کو تیار ہیں اگر ہم آئندہ اسمیں سے اپنے مقدس مشن احمدیہ کے متعلق مضامین خارج کر لیں۔ میں نے نہایت دلچسپی اور شوق سے ان تمام تحریرات کو پڑھا۔ اور میری ذاتی رائے خواہ کتنی ہی ان کے مخالف کیوں نہ ہو لیکن بقول اسے کلام حضرت آقا صاحب جناب مرزا صاحب ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوے حب پیمبرم

مجھے ان بزرگ لکھنے والوں سے سچا انس و پیار ہے اور میں اسلئے ان کی آراء کا قدردان ہوں کہ آخر یہ اپنے خیال میں اسمیں اسلام کا بول بالا سمجھتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون [illegible]

کیونکہ آپ کا والا نامہ محولا ایک تحریک ہو گیا میں چاہتا ہوں کہ وطن کے کالموں کے ذریعہ اسلامی پبلک کو ان تجارب سے اطلاع دوں جو ہمیں چار سال گذشتہ میں بعد از اشاعت ریویو آف ریلیجنز اس امر میں حاصل ہوئے کہ ہم کہاں تک غیر اقوام اور غیر اسلامی ممالک میں اشاعت اسلام کے متعلق کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس کا اصل طریق کیا ہے

اس رسالہ کی اشاعت کی غرض بہت حد تک غیر اسلامی اقوام میں اسلام کے حقیقی نور کی چہرہ نمائی تھی۔ اس لیئے شروع سے ہی منافع کے خیال کو سر سے نکال کر ہم نے چاہا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو اس رسالہ کی اشاعت غیر اسلامی دنیا میں مفت کیجائے۔ کیونکہ آجکل لوگ کچھ دنیوی معاملات میں اسقدر منہمک ہو رہے ہیں کہ مذہبی معاملات کیلئے اور پھر ایک غیر مذہب کے لئے جس سے انہیں کوئی مناسبت نہ ہو کوئی کوڑی خرچنا بہت ہی مشکل سمجھتے ہیں۔ اس لیئے ہم نے اپنے دوستوں سے استدعا کی کہ وہ دو دو چار چار یا زیادہ پرچوں کی خریداری کر کے ہمیں اجازت دیں کہ ہم انکی طرف سے ریویو کے پرچے مفت بلاد غیر میں بھیجیں۔ ہمارے دوستوں نے ہماری اس صدا کو سنا اور ہم بہت تھوڑے عرصہ میں ہی قابل ہو گئے کہ آسانی کے ساتھ کئی سو پرچہ مفت یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر بحر ہند اور آخر کار جاپان میں بھیج سکیں۔ غربی ممالک کے مشہور شہروں کے مشہور باشندوں کی فہرستیں بہیا کی گئیں۔ اور ان لوگوں کے نام مفت پرچے بھیجے گئے

بعض وقت ہمارے منشاء کو معلوم کرنے پر خود بخود ان لوگوں نے ایسے اصحاب کی ہمیں اطلاع دی جو ہماری ان عند اللہ خدمات کی قدر کریں۔

چنانچہ پہلے سال کی خاتمہ پر ہی ایک دلچسپ سلسلہ خط و کتابت کا مختلف بلاد کے مشاہیر سے شروع ہو گیا۔ جس سے ہمکو ایک طرف تو یہ معلوم ہونے لگا کہ ہر ایک جگہ حقیقی صداقت کو لینے کیلئے بڑی تڑپ کے ساتھ ہزارہا روحیں بیقرار ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف ہم کو یہ بھی نظر آنے لگا کہ کسقدر غلط فہمیاں ہمارے پیارے مذہب کے متعلق دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ بڑی خوشی جو ہمیں ان خطوط کے پڑھنے سے ہوئی وہ یہ ہے کہ مشاہیر ممالک غربیہ نے اعتراف کیا۔ کہ اسلامی حقایق سے بالکل ناواقف تھے۔ اور ان کے نزدیک اسلام ایک جھوٹا مذہب تھا۔ اور وہ خوش ہوئے کہ اسلام کی تعلیم انسانی معاشرت اور تمدن اور انسانی ترقی کے مدنظر ثابت ہوئی ہے۔

کونٹ ٹالسٹائے روسی فلاسفر سے آپ کے ناظرین خصوصاً واقف ہوں گے۔ اس کے پاس یہ رسالہ گیا اور پڑھا۔ آخر کار وہ فلاسفر اس رسالہ کی زبردست تحریروں کا قایل ہوا۔ اس نے ہم کو ہدایت کی کہ ہم الوہیت مسیح کے غلط مسئلہ کے تعاقب کو چھوڑ دیں اور اپنا قیمتی وقت اور لیاقتیں ایسے عقیدہ کے استیصال میں خرچ نہ کریں۔ اور اس کو اور بہتر کاموں میں لگاویں۔ پھر اس نے ذیل کے ریمارک ہمارے مضمون "زندگی بعد الموت" اور "گناہ سے کسطرح نجات ہو سکتی ہے" پہ لکھے۔ اور جو خیالات ان مضامین میں ظاہر کیئے ہیں نہایت فاضلانہ اور صحیح ہیں۔

شیخ عبد اللہ کوئیلم نے اس رسالہ کے بعض مضامین کریسنٹ میں نقل کیئے۔ اور لکھا کہ وہ اعلیٰ درجہ کے فاضلانہ مضامین ہیں "نہایت ہی فاضلانہ مضمون جس سے عمدہ مضمون آجتک ہماری نظر سے نہیں گذرا" یہ شیخ ممدوح کے الفاظ ہیں خیر وہ تو مسلمان تھے ہی اور اُن کا فرض تھا کہ وہ حقیقی قدر دانی کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس رسالہ کو پڑھکر بعض فاضل عیسائی مسلمان ہوئے جنمیں سے ایک حسن اینڈرسن ہیں۔ جن کے نام رسالہ جاری ہے اور جنکی خط و کتابت آجتک ہم سے ہے۔

الغرض ہم اس نتیجہ پر گئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا سب سے اعلیٰ فرض ہے کہ اول خود اسلام کو سمجھیں اور پھر اس کو سمجھکر دنیا کو سمجھاویں۔ خدا جانتا ہے اور ہمارا چھوٹا سا تجربہ چار سال کا شاہد ہے کہ کل دنیا اوہام پرستی میں پڑی ہوئی اور راستی اور سچے نور کیلئے سخت بیچین ہو رہی ہے۔ اور نعم البدل کی تلاش میں ہے۔ ایک لاتعداد مخلوق اس وقت غربی بلاد میں ہے اور جس کا مفہوم مذہب اور مفہوم خدا چونکہ صرف مفہوم عیسائیت تھا۔ اس لئے انہوں نے مذہب اور خدا کو غیر ضروری سمجھ رکھا ہے لیکن وہ اسلام اور اس کے خدا کو دیکھکر ایک منٹ اس سے جدا نہیں رہ سکتے ہاں اگر ضرورت ہے تو حقیقی تعلیم اسلام کو سمجھنے اور سمجھانے کی۔ وہ جانتے ہیں۔ اور انہوں نے سن رکھا ہے کہ اسلام ایک مذہب ہے لیکن ان کے نزدیک یہ ہندوستان کا ایک مذہب ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے جہاں اور دیوتاؤں اور بتوں کے سوا محمد ایک دیوتا اور اللہ ایک اور دیوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ عیسائیت ایک انسان پرستی ہے لیکن انکے نزدیک ہندو مذہب سے جسکی شاخ اسلام ہے عیسائیت اچھی ہے۔

اب ایسے وقت میں ایک مرد خدا یا بہت سے مردان خدا کی مجموعی اور متفقہ کوششوں کی ضرورت ہے جو ان لوگوں کو غلط فہمیوں سے نکالیں اور اسلام کا حقیقی چہرا دکھلا دیں۔ اور یہ سمجھا دیں کہ وہ حقیقی معبود حی قیوم سمیع بصیر مجیب الدعوات خدا ہے۔ وہ قرآن کا خدا ہے۔ اور اسی کتاب پر عمل کرنے سے وہ خدا ملتا ہے۔ اور اس خدا کے پانیوالوں کی طاقتیں ان تمام جھوٹے کسبی فریقوں کے مقابل ارفع و اعلیٰ ہیں۔

تو کیا امریکن لوگ جو معاشرت کے کاموں میں اسقدر منجی سوئی مخلص رکھتے ہیں۔ وہ اسلام لینے کو تیار نہیں ہونگے؟ وہ ضرور تیار ہیں۔ لیکن بست ہمتی ہے تو ہماری کہ ہم ٹھیک طریق نہیں جانتے کہ ہم کسطرح خدا اور رسول کی خدمت کر سکیں۔

اب اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم مشنری بھیجیں یا تصنیف سے کام لیں اور اگر تصنیف سے کام لیں تو مصنف کہاں سے اور کس دل و دماغ کے پیدا کریں۔ یا یہ کہ ہم مسلمان شدہ باشندگان ممالک غیر کی مدد کریں۔ اور وہاں مشن قایم کریں۔ مجھے میاں رحیم الدین صاحب رئیس دہلی سے جنکا پیارا مضمون اگر وطن پیسہ اخبار کے کالموں میں چھپا ہے یہ کہنے میں جہاں حرفاً حرفاً اتفاق ہے کہ ہم اس قابل نہیں کہ مشنری بھیج سکیں۔ وہاں میں اس بات کو بھی کہنے کیلئے علی وجہ البصیرت تیار ہوں کہ مسلمان شدہ باشندگان غیر ممالک پر اشاعت اسلام کیلئے بھروسہ کرنا ٹھیک نہیں۔ بڑی وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں کو اصل کتب مذہب میں کوئی دسترس نہیں ہوتی۔ شیخ الاسلام انگلستان ایک نہایت مسلمان ہیں لیکن میں کئی سال سے ان کے پرچے ہلال کے مضامین میں دیکھتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ یہ پرچے کیوں اشاعت اسلام کا آرگن سمجھا گیا ہے اور اس کے لکھنے والے کیوں اسلامی معاملات سے کافی واقفیت رکھنے کی عزت دیئے جاویں تاریخی مضامین لکھ لینا یا عیسائی مذہب پر حملہ کر لینا تو اس بھاری فرض سے انسان کو سبکدوش نہیں کر سکتا۔ جو تبلیغ اسلام کی گردن پر ہے۔

خیر وہ تو بیچارے انگلستان نژاد ہیں۔ مجھے تو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوئے علماء پر شبہ ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے معنوں کو کہاں تک سمجھ سکتے ہیں۔ اور کہاں تک اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں۔ اشاعت اسلام کیلئے گھر سے باہر قدم رکھنے کیلئے نہ صرف ہمیں زبان انگریزی اور نہ فلسفہ جدیدہ اور علوم مروجہ سے کافی و وافی واقفیت ہونی چاہیئے بلکہ ہم تمام مذاہب کو تمام فرقوں کے عقاید کو ان کے خیالات کو اور ان کے مذاق اور ان کے حالات کو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہوں۔ ہم ان اسالیب کلام سے واقف ہوں۔ جو آج کل ایک بات کو موثر کرنے کیلئے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ موجودہ نسل انسانی کی کمزوریوں اور ان کے تعصبات اور ملازمات کا ہمیں کامل علم ہونا چاہیئے۔ تاکہ ہم بوقت گفتگو ان کو زیر نظر رکھیں۔ بعض اوقات بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ حقایق کا اثر مخاطبین پر اسلئے نہیں ہوتا کہ ہم اپنے مخاطبین کے تعصبات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہی حال آجکل کے علماء دین کا ہے خصوصاً جب ان کے مخاطب انگریزی خواں نوجوان ہوں یہ علماء بلا تامل ان باتوں پر اول ہی حملہ کر دیتے ہیں جس سے ان نوجوانوں کو خاص تعصب ہوتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بعد میں انکی سب تقریریں نوجوانوں کیلئے بالکل بیفایدہ ہو جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ بعض ہمارے دوست مذہب کے جوش سے مسعود ہو کر جاپان یا امریکہ کا رخ کر رہے ہیں لیکن وہ وہاں جاکر کریں گے تو کیا کریں گے۔ ہمارے ہاں آخر وہ انتظام بھی نہیں جیسے عیسائیوں کے ہاں ہے۔ کہ ہم ممالک غیر میں جاکر مشن قایم کریں۔ سکول بنا دیں۔ عمارتیں بنا دیں پھر گھر سے ہم ایک جماعت کی جماعت نکلیں۔ اسقدر ہمارے پاس کافی روپیہ ہو کہ ہم اس ملک کے اہل بیچ اور پبلک لوگوں کو کھینچنے کے اسباب مہیا کرکے اپنے جلسوں کی ابتدائی رونق پیدا کریں۔ ہمارے ہاں پردہ کی بھی سخت قیود ہیں۔ اور نہ ہماری غیرت ہی تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے ہمراہ فرقہ اناث میں سے خوش شکل اور خوش وضع رفیق اپنے ہمراہ رکھیں۔ جن کا پہلے جلسے میں بیٹھنا ہی اس ملک کے باشندگان کو ہماری طرف کھینچ لائے۔ اور اسطرح ہم ان کو اپنے خدا کا کلام سنا سکیں۔ اس ناداری اور اجنبیت کے عالم میں اور اس غیرت کے ماتحت ہمارے لئے غیر ممالک میں بہ حیثیت مشنری نکلنا بجز تضییع اوقات و تضییع مال ہے۔

علاوہ ازیں جو ممالک ہمارے زیر عزم ہیں انکی مالی حالت۔ ان کا تمدن۔ ہم سے لاکھ درجہ زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ ہم اپنے کلام کو انہیں اسی صورت میں موثر کر سکتے ہیں۔ جب ان لوگوں میں کچھ دیر رہکر اپنی دنیوی وجاہت اور مالی حالت سے ان میں اعزاز حاصل کر کے اس قابل ہو سکیں کہ وہ ہماری طرف مخاطب ہوں۔ والا صدائے طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں۔

راقم الحروف سخت مخالف اس بات کا ہے کہ ہم مشنری بھیجیں یا غیر ممالک کے مسلمان باشندگان کی اشاعت دین کے لئے مدد کریں۔ میرے نزدیک سہل طریق اور حالات موجودہ کے ماتحت قابل عمل طریق یہی ہے۔ جو ریویو آف ریلیجنز نے اختیار کیا۔ اس کے علاوہ ضرورت ہے کہ اسلامی تصانیف تیار کریں قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی زبان میں کریں۔ اور پھر جہانتک ممکن ہو مفت اسے شایع کریں۔ لیکن یہ کام بھی کوئی آسان کام نہیں۔ موجودہ حالات کے ماتحت یہی ایک راہ ہے جس کے لئے سب سے اول تو خدا کرے کہ ایسے انگریزی خوان مسلمان پیدا ہوں۔ جو اعلیٰ تعلیم جدیدہ کی ڈگریاں حاصل کرکے میرے محترم بھائی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کیطرح دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ زبان عربی اور علم دین سے کافی واقفیت حاصل کریں۔ اور پھر قوم ان کو کئی ہزار روپیہ کا کتب خانہ جمع کر دے اور اسکے ساتھ ملکر کام کرنے کے لئے کئی ایک فاضل اور عالم واقف قرآن و حدیث ہوں۔ ان کے ہمراہ کام کرنے کے لئے کئی ایک انگریزی خوان نوجوان ہوں جن کا کام مغربی مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر کو دیکھنا اور اس سے اعتراض اخذ کر کے اس مجمع علماء و فضلاء میں پیش کرنا ہو پھر ایک ایک مسئلہ کی تحقیق پر بزرگ غور کریں۔ اور اس تحقیق کے بعد کوئی مضمون دنیا میں نکل آئے۔

ریویو آف ریلیجنز جسکی خدمات کو آج قوم نے باوجود مخالفت کے قبول کیا حتیٰ کہ اسکی بعض علمی تحقیقات پہ اہل نظر نے ناز کر دیا۔ چنانچہ مسئلہ طلاق پر جو کچھ اس رسالہ میں نکلا۔ اسپر البیان کے ایڈیٹر نے یہ رائے قایم کی کہ جس تحقیق سے مسئلہ طلاق کے متعلق بحث کیگئی ہے۔ وہ تحقیقات کی آخری حد ہے" اسکی کامیابی کی وجوہ کا بیان کرنا میں ضروریات سے سمجھتا ہوں۔ تاکہ ہماری قوم کے لئے ترغیب کا

اندازہ کرلیں کہ جہاں اشاعت اسلام کی راہیں خدا تعالیٰ نے چاروں طرف کھول دی ہیں وہاں اس کام کو حاصل کرنے کے لئے کیا سامان ضروری ہیں۔

اس رسالہ کے ایڈیٹر جیسے کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انہوں نے ایم۔ اے اور اس کے بعد متواتر تین سال قانون پڑھکر امتحان ایل ایل بی پاس کیا۔ آپ مقابلہ کا امتحان اکسٹرا اسسٹنٹی کے منظور شدہ امیدوار تھے۔ ریاضی میں یہ ایک مسلمان ہیں جو امتحان بی۔ اے میں اول رہے۔ اور پھر یونیورسٹی نے انہیں ریاضی کا ریڈر مقرر کیا۔ آخرکار جب ان کیلئے وکالت کے دروازہ کھلا یا تو انہوں نے اس پیشہ پر لات ماری اور قادیان میں علم دین سیکھنے کیلئے آئے۔ جہاں آپنے حضرت خلیفہ نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے قرآن کریم، تفسیر، حدیث اور اور کتب دینیہ پڑھیں۔ بعد اس رسالہ کا خیال کیا گیا۔ اس کیلئے کئی ہزار روپیہ خرچ کرکے ایک بڑا ذخیرہ کتب کا مہیا کیا گیا۔ تمام قسم کی عربی اور انگریزی لغت منگائی گئیں۔ علاوہ ازیں لاکھ روپیہ سے زیادہ قیمت کا کتب خانہ قادیاں میں حضرت خلیفہ نورالدین صاحب کا تھا۔ اور اس کے علاوہ قادیان میں خود حکیم صاحب موصوف اور ان کے ہمراہ ایک کافی تعداد علماء گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ کی ہے جن سب کا پہلا کام تحقیق دین ہے۔ ان سب سے بڑھکر ہندوستان کے سلطان القلم خود حضرت مرزا صاحب ہیں۔ جنکی قلم اور تحریر کا زمانہ قائل ہے چنانچہ ان بزرگوں کی متفقہ کوشش اور تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان گذشتہ چار سالوں میں ایک عالیشان سلسلہ مضامین کا نکلا جس نے اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کو حیرت اور استعجاب میں ڈالدیا عصمت انبیاء کے متعلق ایک ناپاک سلسلہ مضامین کئی سال سے عیسائی مجاہد نے شروع کررکھا تھا جسمیں کل انبیاء علیہم السلام کو معاذاللہ گنہگار فاسق اور فاجر ٹھہرا کر مسیح کی معصومیت پر زور دیا گیا تھا آخرکار ریویو آف ریلیجنز نے ایک سلسلہ مضامین کا نکالا۔ اور اس مضمون کا خاتمہ کیا۔ چنانچہ عیسائی پادری اس سے ساکت ہوگئے۔ پھر پادری حسین احمد نے خطرناک آرٹیکل ایک زرد اخبار میں شائع کئے اور مسلمان ہوکر اسلام پر حملہ کئے۔ ان کے آرٹیکل کا جواب تھا۔ پہلے سال نجات، ناسخ منسوخ، طلاق، غلامی، پردہ وغیرہ پر نکلے۔ اور اس نے سینکڑوں انگریزی خوان مسلمانوں کو پھر اسلام پر یقین کیا۔ آیندہ کیلئے بڑے بڑے ضروری مضمون اس رسالہ کے زیر نظر ہیں اور سب سے بڑا فکر جو ہم کو اسوقت ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری لکھی جاوے جس کیلئے مٹیریل جمع ہوچکا یا جارہا ہے۔ اور میری سمجھ میں قرآن کریم کے ترجمہ سے کچھ کم ضروری یہ کام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا تحریر کو پڑھکر ہمارے وہ احباب جو اشاعت اسلام کے دلدادہ ہیں۔ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھ سکیں گے اور اس کی قدر و منزلت کو سمجھ کر ہی ہونگے۔ میں ان دوستوں کی عقلمندی کی داد دیتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بہت درست ہے کہ اشاعت اسلام کے کام کیلئے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کو وسیع کیا جاوے اور اسی ہی مضبوط کیا جاوے۔ البتہ ان احباب کی رائے ہے کہ اس رسالہ کو ان مضامین سے الگ کیا جاوے جنمیں حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعاوی یا ان کے مشن کے متعلق تذکرہ ہوں یا بالفاظ دیگر ریویو آف ریلیجنز ان مسائل کی بحث سے خالی ہوجاوے جو ہم میں اور ہمارے مخالفین میں متنازعہ فیہ ہیں۔

یہ مطالبہ ایک اس قسم کا مطالبہ ہے کہ اگر ایک طرف تو مجھے ان مطالبہ کنندہ احباب کی صحت نیت اور دلی وسعت کی علو شان، اور دوسری طرف اپنے مقدس مشن کی کامل صداقت پر یقین اور ایمان نہ ہو تو میں ایک منٹ کے لئے اس تجویز کو سننے اور غور کرنے کیلئے تیار نہ ہوں خدا تعالیٰ نے میرے آقا اور مولا کو ایک مطیع اور منقاد جماعت عطا فرمائی ہے جو بروقت ضرورت ہر قسم کی مالی امداد دینے کو تیار ہے، دوسری طرف علماء فضلاء اور علوم جدیدہ سے واقف لوگوں کی ایک کافی تعداد ان کے حکم کی بجا آوری میں حاضر ہے۔ پھر ریویو جیسے میگزین کی اشاعت میں ہم کو کیا حاجت ہے کہ ہم غیروں کی طرف رخ کریں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں ہمارے احباب مجوزہ ریویو آف ریلیجنز کو قطعاً نون سیکٹیرین نہ اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی ذاتی طور پر اعتراض ہے۔ بلکہ ہزارہا ناواقف مسلمان ہیں جو اشاعت اسلام کیلئے تو ہر طرح کی قربانی کو تیار ہیں لیکن وہ متعصب علماء کے دھوکہ میں آکر اس بات کو سمجھنے کے ناقابل ہیں کہ ریویو آف ریلیجنز باوجود ایک حد تک احمدی مشن کا ارگن ہونے کے بہت ہی قابل قدر دانی ہے۔ اس لئے وہ احمدی مشن سے اسے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال بیان کا خیال بہت حد تک قابل عزت ہے۔ دوسری طرف میرا ایمان ہے کہ اگر جناب مرزا صاحب خدا کی طرف سے مبعوث ہیں اور ایک سچا مشن لائے ہیں جیسا کہ میرا ایمان ہے۔ تو یہ مشن

ریویو آف ریلیجنز کا محتاج نہیں ہو سکتا۔

اپنی صداقت خود بخود قائم کریگا۔ ہاں ریویو آف ریلیجنز اور اس کے کارپردازوں کیلئے یہ قابل نازامر ضرور ہے کہ انہیں اس سلسلہ کی خدمت کا موقع ملا اس لئے میں آپ سے اور آپکے ہم رائے دوستوں سے اس حد تک متفق ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کو بلالحاظ فرقہ شائع کیا جاوے اور کل مسلمان جو احمدی یا غیر احمدی ہوں اسے اپنا ارگن سمجھ کر اشاعت دین اسلام میں کوشش کریں۔ ایڈیٹر اور دیگر مدبران رسالہ ہذا کا فرض ہو کہ وہ آیندہ اس کے صفحات کو خاص دعاوی حضرت مرزا صاحب سے خالی رکھیں۔ اور ان مضامین سے اسے آراستہ کریں جو اسلام کے مجموعہ ... کو دنیا کی نگاہ میں محبوب کرکے دکھا دیں۔

اب رہے ہمارے احمدی احباب جو اس بات پر مصر ہیں کہ رسالہ موجودہ صورت میں رہے۔ اور ان کا حق ہے کہ ہم ان کے اصرار کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ سو ان کے لئے میں نے یہ تجویز سوچی ہے اور دیگر کارکنان رسالہ وایڈیٹر صاحب کو بھی ایک حد تک میں نے متفق کرلیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے علاوہ ایک ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز کا شائع کیا جاوے جو الگ سرورق کے ساتھ شائع ہو۔ اسکی قیمت بھی الگ ہو۔ اوسمیں جو مضامین احمدیہ مذاق کے مطابق ہوں وہ شائع ہوا کریں۔ یہ ضمیمہ صرف احمدی احباب کیلئے شائع ہوگا یا ان لوگوں کیلئے جو خود دعاوی حضرت مرزا صاحب سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپکے ناظرین میری اس تحریر کو غور کے ساتھ دیکھیں گے۔ اور تعصب سے الگ ہوکر ایک مشترک غرض کو مدنظر رکھکر اسکی تکمیل کی فکر کریں گے۔ والسلام۔

(خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب) از قادیان

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا کہ مدرسہ کی موجودہ عمارت ناکافی سمجھکر مدرسہ کے لئے ایک قطعہ زمین پسند کرلیا گیا ہے۔ میں بڑی خوشی کے ساتھ آج ظاہر کرتا ہوں کہ ۴۰ گھماؤں اراضی قادیان کے شمالی جانب خرید کرلی گئی ہے یہ اراضی جناب افضل بیگ صاحب رئیس لاہور کی ملکیت ہے۔ جناب ممدوح نے مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کرکے اور اسے مسلمانوں کی متفقہ اور مشترکہ اغراض سمجھکر ۵ گھماؤں اراضی مفت مدرسہ کو **عنایت** کی ہے اور ۳۵ گھماؤں قیمتاً اور وہ بھی نہایت ہی مناسب قیمت پر یعنی چار ہزار تین سو پچہتر روپیہ کے بالعوض میں مرزا **صاحب** موصوف کی اس مہربانی اور ہمدردی کیلئے انکا شکر گذار ہوں جو انہوں نے مدرسہ کے ساتھ ظاہر کی ہے بغرض مدرسہ کیلئے زمین لے لی گئی ہے لیکن اب عمارت کا سوال ہے اور اس اراضی کی قیمت کا بہم پہونچانا ہے۔ یہ زمین مدرسہ اور کالج کیلئے انشاءاللہ کافی ہوگی اور اگر ضرورت پڑی تو ہم مرزا **افضل بیگ** صاحب کو مزید توجہ دلاکر اسے اور بھی ایک قطعہ حاصل کرسکتے ہیں گویا کالج اور مدرسہ کیلئے جسقدر بھی اراضی کی ضرورت سمجھی جاوے۔ اسکی طرف سے گونہ اطمینان ہے لیکن سوال روپیہ کا ہے میں نہیں جانتا کہ کن الفاظ میں قوم کو متوجہ کیا جاوے یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ وہ افراد قوم کے دل میں القا کرے اور مدرسہ کی ضروریات کیلئے انہیں مردانہ وار قدم اٹھانے کی تحریک کرے۔ اس عمارت پر صرف سکول کیلئے زیادہ ہو تو تیس پینتیس ہزار روپے سے کم خرچ نہیں ہوگا۔ بات تو کچھ بھی نہیں صرف ہمارے احباب کو ہمت اور حوصلہ سے کام لینا ہے اگر تیس پینتیس آدمی بھی یہ عزم کرلیں کہ وہ ہزار ہزار روپیہ جمع کرکے بھیجدینگے تو معمولی بات ہے قسمت قوم کے سربرآوردہ اور حضرت صاحب کو دست کرم بڑھانا چاہئے کہ وہ اپنی آیندہ نسلوں کے تعلیمی انتظام کا بنیادی پتھر رکھنے کو ہیں جو ذی مقدرت ہیں وہ اس قومی سکول میں اپنے نام سے کمرے طیار کرائیں خود چندہ دیں دوسروں سے دلائیں۔ میں تمہیں ایک عجیب بات سناتا ہوں کہ جس روز اس زمین کا بیعانہ دینے کی تجویز کی تو حضرت حکیم الامۃ کے مشورہ سے میں اور مخدومی مولوی محمد علی صاحب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس امر کو عرض کرنے اور آپ سے اجازت لینے کیلئے گئے تو آپنے جہاں اس اراضی کا خرید لینا پسند فرمایا اور اجازت دی وہاں یہ بھی فرمایا کہ کیوں کالج نہیں بنایا جاتا؟ ہماری جماعت کی تعداد اسوقت بہت بڑھ رہی ہے اگر کوئی شخص ایک لاکھ تک شمار کرے اور ہر شخص سے ایک روپیہ بھی وصول کرے تو ایک لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے اور یہ کچھ بات نہیں۔ حضرت اقدس کے اس فقرہ پر غور کرو۔ اور آپ کی آرزو کو سوچو۔ آپ چاہتے ہیں کہ کالج بناؤ۔ اور قوم کے افراد سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اگر ایک ایک روپیہ بھی جمع کریں تو کالج بن جاوے۔ یہ قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے محبوب آقا کی خواہش کو پورا کرے۔ ورنہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ خدا کے مامور کے منہ سے آجتک کوئی بات ایسی نہیں نکلی جو پوری نہ ہوئی ہو اور نہ آیندہ کوئی بات ایسی ہوسکتی ہے جو پوری نہ ہو۔ پس **کالج** تو بنے گا اور ضرور بنیگا لیکن **مبارک** ہونگے وہ شخص جو خدا کے موعود کے ارادہ کی تکمیل کیلئے سعی کریں۔ دوستو! آج خدا کا موعود ہم میں ہے اور سلسلہ ابتدائی حالت میں ہے وقت آتا ہے کہ

بادشاہ اسکے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ اسوقت تمہارے چند پیسوں کی حاجت ہو؟ یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم آج **مشت جوین** کو احد پہاڑ کے برابر سونے سے بڑھکر قابل قدر بنانا چاہتے ہو تو اٹھو اور قدم بڑھاؤ۔ ایک روپیہ کی کسی کو کچھ چیز نہیں۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو کے پورا کرنے میں مدد دو۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے وارث بنو۔ مدرسہ کی عمارت کے سوال کو سرسری نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ بہت جلد اس کو پورا کرو۔ پھر ایک اور بات بھی میں سوگوار دل سے یاد دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ **پیارے عبدالکریم** (رضی اللہ عنہ) کی یادگار کے لئے ارادہ کیا گیا۔ لیکن ابھی تک اسپر بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ اب موقع ہے کہ اس یادگار کو اس مدرسہ کی صورت میں قائم کرو۔ زبانی باتوں کو چھوڑو اگر کچھ کرنا ہے تو کرکے دکھاؤ مختلف شہروں کی جماعتیں خود کام کریں وہ اس امید میں نہ رہیں کہ قادیان سے کوئی ڈپوٹیشن ان کے پاس جاوے تو وہ تب ہی روپیہ دینگے یا حکیم الامت کی تحریر نکلے یا مولوی محمد علی صاحب یا فلاں لکھے۔ آج ہم **عبدالکریم** مرحوم کی زبان اور قلم کہاں سے لائیں؟ ماوشما کے خیال کو چھوڑو۔ اور قومی ضروریات کیلئے دل کھول کر قدم بڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ان ضروریات کی اہمیت کو نفخ کرے۔ آمین۔

حضرت مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت و حسن خاتمہ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)
(گزشتہ اشاعت سے آگے)

مینے یہ پیغام برادرم مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب کو سنایا اسوقت اخویم مولوی محمد علی صاحب و شیخ یعقوب علی و خلیفہ رشید الدین صاحب اور چند اور دوست موجود تھے۔ مولویصاحب مرحوم یہ سنتے ہی چشم پرآب ہوگئے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنے اخلاص اور خادمانہ محبت کے جوش کو روک نہ سکے یہانتک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اور چند منٹ کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا کہ اسکی سچائی کا کیا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے ہی اندر سوچا کرتا تہا کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے ہنوز نہیں ہے۔ لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین فضل ہے۔ لیکن ہمارا اس کیلئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو ہمارا فرض ہے میں آپکی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس جب ظہر کی نماز کے وقت تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کا پیغام خاکسار نے مولوی صاحب کو پہنچا دیا تہا۔ اور جو جواب مولویصاحب نے دیا وہ بہی عرض کر دیا۔

اسپر فرمایا اصل میں مولویصاحب سے دعا کرانیمیں میرا ایک بڑا بہاری مقصد یہ بہی تہا کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالےٰ شفا دے۔ اسلئے ہماری یہ مراد تہی۔ کہ اس رنگ میں بہی وہ اپنی شفا کیلئے دعا کریں۔

اللہ اکبر۔ اس پاک امام کو اللہ تعالےٰ نے کیسا پاک دل دیا ہے اور اسکی شفقت اور مہربانی اور ہمدردی اپنے خدام سے کیسی ہے۔ گویا کہ انہیں جزو جان سمجھتا ہے انسانیت رحم اور فضل اسکی فطرت میں مرکوز ہے۔ یہ نباہ اور وفاداری ان لوگوں کے سوا کسی میں نہ پاؤگے۔ جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم آپکو کہاں تک دل سے عزیز تہے۔ اور جیسے کہ والدین اپنے پیارے بچوں کا ہم و غم دیکہنے کی برداشت نہیں کر سکتے ایسے ہی حضرت اقدس کی قلب کی کیفیت تہی کہ مولوی صاحب مرحوم کو اس کرب و قلق کی حالت میں دیکھ سکتے تہے۔ ماسوائے اس کے حضرت صاحب نچلی منزل میں رہتے تہے اور مولوی صاحب مرحوم اوپر بالاخانہ میں رہا کرتے تہے حضرت اقدس سر پر چوٹ لگنے کے سبب سے بہت کمزور ہو گئے تہے۔ اسکے علاوہ کئی راتوں کی بیخوابی اور بے چینی سے اور بہی ضعف زیادہ ہو گیا تہا۔ آپ نے مجہسے اور دیگر احباب سے بارہا فرمایا۔ کہ میں نے کئی دفعہ شام کی نماز کیلئے وضو اس نیت سے کیا ہے۔ کہ اوپر جاکر نماز پڑھونگا (موسم گرما میں مسجد کی سقف پر مغرب کی نماز پڑہی جاتی ہے۔ جو مولویصاحب کے کمرہ سے بالکل ملحق ہے) اور نیز مولویصاحب کو دیکہوں گا مگر میں ضعف دل کیوجہ سے سیڑہیاں نہیں چڑھ سکا۔

مجہے اس موقع پر اپنے چھوٹے بہائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی بیماری اور حضرت اقدس کی محبت اور درد دل کی کیفیت یاد آگئی ہے۔ مرحوم ایوب کو بہی مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک برادرانہ بلکہ خادمانہ تعلق تہا اور مرحوم مولویصاحب سے نہایت درجہ کی محبت رکہتا تہا اور جیسے کہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا عاشق و شیدا تہا۔ ایسے ہی اپنے ہر رنگ عشاق (مثلاً مولویصاحب مرحوم) کا بہی فدائی اور جان نثار رفیق تہا۔ اس لئے اس ضمن میں اس مرحوم سے حضرت اقدس کے رحم اور فضل کا کچھ تذکرہ بہی بیجا نہ ہوگا۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم اپنی علالت کی آخری ایام میں خاکسار کے پاس فاضلکا ضلع فیروزپور میں تہا۔ اور اس کو حضرت اقدس کے ملنے کا اس قدر خیال تہا کہ ہر وقت اس کا ان کیطرف دہیان لگا رہتا تہا۔ اور ان کے قدم بوس ہونے کا اسے از حد شوق تہا اور خود اس قابل نہ تہا۔ کہ اتنا لمبا ریل کا سفر برداشت کرکے حضرت اقدس تک پہونچ سکے۔ اس نے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکہا۔ کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر ملجاویں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ میں حضور کی زیارت کروں۔ پہر اسی مضمون کا ایک تار بہی دیا حضرت اقدس نے جو جواب اس مرحوم کی طرف لکہا۔ میں اسے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اس سے کوئی دل ہدایت پاوے۔ اور وہ سمجہے کہ ایسا دل خدا کی خاص لطف پیاروں اور ماموروں کے سوا اور کسی کو عطا نہیں ہوتا تاکہ وہ اس نور کو حاصل کرے جو کہ اس منبع فیوض سے ہر وقت جوش مارکر نکلتا ہے۔ شاید ہے کہ کسی سعید فطرت پر اس کا پرتو پڑے۔ اور اپنی آلائشوں اور کدورتوں سے پاک و صاف ہو کر خدا کی رحمت سے

حصہ لے اور شماتت کرنیوالے اور جہٹلانے والے گروہ سے دور ہو۔ آمین۔ خط مفصلہ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اسوقت جو میں درد سر اور موسمی تپ سے یکدفعہ بیمار ہو گیا ہوں۔ مجہکو تار ملی۔ جسقدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کیلئے دعا میں مشغول ہوں اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہونا چاہئے میں تو سخت بیماری میں بہی انسے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں اس تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل چاہتا ہے صدقہ قبول کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہانتک انسانی طاقت ہے اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا۔ مجہے پاس الفاظ نہیں سمجہو نہ درد میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔

خدا کی رحمت سے ہرگز نا امید مت ہو۔ خدا بڑے فضل اور کرم کا مالک ہے۔ اسکی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجہکو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے میرے گہر میں بہی ایوب بیگ کیلئے سخت بیقرار ہیں۔ اسوقت ان کو بہی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کئی دنسے وہ بہی مبتلا ہیں۔ اور ایک جانب رخنہ حلق میں ہو گیا ہے مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بہی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے لائق نہ تہی لیکن تار کے دردانگیز اثر نے مجہے اسوقت اٹہا کر بٹھا دیا آپ کا ہمیں کیا حرج ہے۔ کہ اسکی ہر روز مجہکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابہی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تہی۔ وہ پہنچی ہے یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کیگئی تہی۔ اور معلوم نہیں۔ کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجہے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا بینے بچے خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ والسلام۔ ۲۵ ۔ اپریل ۱۹۰۰ء

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

یہ وہ خط ہے کہ جو مرحوم ایوب کی عین نزع کیحالت میں پہنچا اور اس خط کو سننے کے بعد فوراً جان دیدی گویا کہ اسے اس خط کا انتظار تہا۔

میں مرحوم ایوب کا واقعہ مختصراً پیش کرتا ہوں کہ اسکو سخت قسم کا تپ دق تہا۔ دو سال تک برابر اسکو سخت تکلیف رہی۔ مہینوں ہر دو رات کو نہیں سویا۔ اور اتنا دبلا ہو گیا تہا کہ مجہکو کہا کرتا تہا کہ بہائی جی اگر کسی میڈیکل کالج کے طالب العلم نے ہڈیوں کا علم تشریح پڑھنا ہو تو مجہے پڑھ سکتا ہے۔ آخر میں خون کے اسہال جاری ہوگئے۔ گو ...

جب کسی نے طبیعت کا حال پوچہا تو یہی جواب تہا۔ کہ الحمد للہ خدا کا شکر ہے مجہے فضل ہے۔ میں خوش ہوں اور ایسا کبھی کوئی ادعا و تصنع نہ ہوتا تہا واقعی اس کا چہرہ ہمیشہ بشاش اور خوش رہتا تہا اور آخری دم تک کوئی ملال یا شکوہ شکایت لب پر نہ لایا۔ ما لقائے اپنی والدہ اور ضعیفہ دادی کو اس تسلی دیا کرتا تہا کہ جس خدا نے مجہے پچیس سال تک بہت صحت و تندرستی میں رکہا۔ اب میں تہوڑے روز کی بیماری میں شکایت کروں یہ ہرگز واجب نہیں کہ اسکی شکایت کی جاوے۔ ہرگز شکوہ کرو۔ اور اس سے فضل کا شکر مرحوم نے اپنی تمام بیماری میں کوئی نماز فوت نہ کی۔ بیماری کے ایام میں قرآن مجید حفظ کرتا تہا صبح کی نماز پڑھکر فوت ہوا۔ اور اس کا چہرہ اسوقت تبسم کر رہا تہا۔ اور مرنے سے پہلے بالکل ہوش میں تہا۔ اور خود ہی اپنے ایمان و اسلام و حضرت اقدس کی فرمانبرداری اور ان کے فضائل کا تذکرہ اور شکر کیا۔ اور اپنے منہ سے کلمہ شہادت پڑھکر قبلہ کیطرف منہ کرکے سوگیا۔ اور اپنے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کا اسے کمال عشق تہا۔ اور ہر ایک بات میں ایکی تابعداری سنت اور سرور پاتا تہا۔ وہ تہوڑے عرصہ میں کامل ذوق کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو پچیس سال عمر میں پہنچ کے واصل الی اللہ ہوا۔ اور ہم ابہی اس کے نقش قدم کے جستجو میں ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اس مرحوم کے متعلق حضرت اقدس نے بارہا فرمایا۔ کہ ایوب بیگ دنیا بزرگ صفات مجسمہ رکہتا تہا۔ اور وہ ایک شیشہ تہا جو لبالب عطر سے بہرا تہا۔

اب میں نہایت سچے دل سے ان اصحاب سے پوچہتا ہوں جو اندر تعصب بغض رکہتے اور دل میں خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ میں نے تمہارے سامنے بلا کم و کاست ایک پچیس سالہ نوجوان کا نمونہ پیش کیا ہے جو اپنی اتنی تہوڑی سی عمر میں صرف چند سال تعلق حضرت اقدس سے ایسے اعلیٰ و ملکی مدارج پر پہنچ گیا۔ کہ کوئی بدن کا اور جان کا دکھ اسے خدا کی رضا سے غافل نہ کر سکا اور اس کا دل ایک لمحہ کیلئے متزلزل نہ ہوا اور وہ اپنی ... ایسے اخلاق اور عادات کا مجموعہ رکہتا تہا کہ ہر ... ہم مذہب اور غیر مذہب جنکا کبہی اس سے واسطہ پڑا اسکے دلدادہ اور ثنا خوان تہے۔ آپ ذرا خدا کیلئے اپنی ... غور کرکے دیکہیں کیا آپ ... وہ روحانی تبدیلی کی ہے جو اس نوجوان میں ... آپ کو خدا اور رسول ایسا ہی پیارا ہے جیسے اس نوجوان کو تہا اگر نہیں تو ... اور نعمت اس جہان میں ... کیلئے ... ہے۔ اور اگر تم اس نعمت کے بالا مال ہونا چاہتے ہو تو آؤ اور اس مسیح آخر الزمان غلام احمد کا دامن پکڑو۔ جو کہ آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا سکتا ہے اور اس زمانہ میں اس کو اللہ تعالیٰ نے کامل ... میں سے امام زمان منتخب کیا ہے ... اور ان ... سے حضور جو ... لایا ہے ... میں خدا کی قسم ... کر ... ایک ... اس ... جو ... ہو ... ایسے ...

۱؎ مفصل حالات کیلئے دیکہو سیرت ایوب مولفہ خاکسار جو الحکم میں زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ جلد شایع ہوگی۔

۱؎ حضرت اقدس کی محبت اور رقت قلب

جو کچھ کہ میں ابہی بیان کر چکا ہوں اس سے حضرت اقدس کی محبت کا

مراسلات

پہلا خط جو مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور واپس نہیں آیا

نحمدہ و نصلی۔ جناب مولنا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکی مختلف تصانیف یعنے سوانح احمدی تائید آسمانی۔ برکات اسلام۔ تواریخ و تاریخ عجیب وغیرہ اسوقت میرے سامنے ہیں اگرچہ ان کو پہلے ہی بینے پڑھا تہا لیکن اسوقت پھر بطور نظر ثانی بہت غور اور خوض سے پڑھ چکا ہوں۔ مجھے ان کتب کے مختلف مضامین کے متعلق جناب سے کچھ استفسار کرنا ہے لیکن فی الحال میں کلام کو بہت ہی مختصر کرکے اور اپنے مقاصد کا لب لباب آپکی خدمت میں پیش کرکے ملتجی ہوں کہ جناب اس کا مختصر لیکن صاف طور پر جواب عنایت فرماویں تاکہ مجھے مزید تحقیق کی ضرورت نہ رہے اور میرا اصل مقصد حاصل ہو جاوے غرض یہ ہے کہ آنجناب نے سوانح احمدی کی ابتدائی صفحات میں عادت اللہ کو اسطرح ظاہر فرمایا ہے کہ "جب کسی ملک میں رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے تو اس ملک میں سے کسی شخص کو پسند کرکے ہادی مقرر کرتا ہے سعید اسکی اطاعت کرتے اور شقی ازلی اس سے انکار کرکے ذلت و عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں"۔ اس کے بعد جناب نے یہ بحث کی ہے کہ "وہ ایسے لوگوں سے کام ضرورت زمانہ کے موافق ہوتے ہیں" جس کے ثبوت میں اپنے انبیاء سابقہ کے نظائر پیش کئے ہیں اور لکہا ہے کہ "جب سحر کا زور تہا اسوقت اسی قسم کے معجزات مصلح کو عنایت کئے اور جب طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا زور تہا اسوقت ویسے معجزات عنایت ہوئے جنکے ذریعہ کوڑہی اور لاعلاج بغیر دوا آرام پاتے" وغیرہ وغیرہ۔

اب میں دیکہتا ہوں کہ اس زمانہ میں بہی جب اس ملک کیلئے رحمت الٰہی جوش میں آئی تو اس نے حسب عادت قدیمہ ایک شخص کو پسند کرکے ہادی مقرر کیا جس نے اسی سنت اللہ کے موافق اپنے تئیں مصلح اور ہادی ثابت کر دیا ہے۔ زمانہ کے فتنوں اور خرابیوں کو ظاہر طور پر دکہلا کر (جسکی شاہد آپکی کتاب برکات اسلام کے بعض مضامین بہی ہیں) مصلح کی ضرورت ثابت کی اور پہر اپنے کاموں سے دکہلا دیا کہ وہ ضرورت زمانہ کے موافق ہیں یعنے یہ تمام فتنے جس قسم کے تہے اور دجل جو ایک جہاں پر چہا رہا تہا ان کی کثرت کے سبب جن کے ذریعوں سے اور جسطرح سے یہ فتنے پیدا ہوئے تہے انکی دفعیہ کیلئے اسی قسم کا حربہ استعمال کیا۔ نیز جسطرح جناب نے سوانح احمدی کے مذکورہ بالا مضمون کے آخیر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے استدلال کرکے لکہا ہے کہ "مصلحان کا سلسلہ بہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بذریعہ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا" وغیرہ وغیرہ۔ اس مصلح نے اپنی تئیں ہی اس کا مصداق ثابت کر دیا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں رسالہ تائید آسمانی کے صفحہ ۴۳ پر آپنے لکہا ہے کہ "جب تک مرزا صاحب مجدد الوقت تہے گو میں انکی مجددی کا قایل نہ تہا مگر دوسرے قائلوں سے معترض بہی نہ تہا اور جب مرزا صاحب مسیحیت کے دعویدار ہوئے تو میں گو اس دعوے کو جہوٹہ جانتا تہا مگر لوگوں سے یہی کہتا تہا کہ تہوڑی انتظار کرو اگر مرزا صاحب سچا مسیح ہے تو اس کے نشان جلد ظاہر ہو جاوینگے ورنہ مثل دوسرے کاذب دعویداروں کی جلد ہلاک ہو کر مر جائیگا"۔

اب گذارش یہ ہے کہ جناب نے یہ خیالات اپنی تحریر مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۹۲ء میں ظاہر کئے تہے جسکو اب ۱۳½ برس کا عرصہ ہو چکا ہے اور آپکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے یہ اقوال اس تحریر سے بہی بہت پہلے کے ہیں۔ لیکن وہ مدعی ابتک جبکہ ہرگز نہیں مرا ہے وہ صرف زندہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کے نشانات صداقت بہی موافق اخبار و ضرورت زمانہ (جنکی تشریح کی اس مختصر خط میں چنداں ضرورت نہیں ہے) بخوبی ظاہر ہو کر سعادت مندوں کی ہدایت کا باعث ہو چکے ہیں اور خود مرزا صاحب کا بہی یہی دعوی تہا اور ہے کہ حسب الارشاد الٰہی ولو تقول علینا اگر میں کاذب ہونگا تو ضرور تباہ ہونگا اور اگر کاذب ہوتا تو ضرور ابتک تباہ اور برباد ہو جاتا۔ اس لئے اب میں جناب سے بکمال ادب دریافت کرتا ہوں کہ اسقدر دراز مدت جو مرزا صاحب کو ملی ہے اور جسمیں وہ اسقدر کامیاب ہوئے ہیں کہ جماعت کثیر ہدایت یافتہ ہو کر انکی جان نثار حلقہ بگوش ہے۔ اور تقریباً تمام مکذب خصوصاً وہ جو تکذیب و تذلیل پر اڑے رہے ہیں ذلیل و تباہ ہو گئے۔ آیا یہ اسقدر دراز مدت آپ کے بیان کے موافق کافی نہیں ہے اگر نہیں تو کیوں کس دلیل سے؟ اور اگر ہے تو جناب نے اس سے کیا فایدہ اٹہایا ہے اور آیا ایسے کوئی اور بہی مثال موجود ہے اگر ہے تو کونسی ہے اور یہ بہی اس مثال کے ساتہ بتاویں کہ اسمیں اور لو تقول علینا والی استدلال میں کیا امتیازی فرق ہے لیکن اگر ایسی کوئی نظیر آپ کے نزدیک موجود نہیں ہے تو کیوں یہ صداقت خود آپ پر حجت نہیں ہے اور کیوں ابتک آپنے اس سے فایدہ نہیں اٹہایا ہے میں نے جناب کی تمام کتب پر بڑی عمیق نظر ڈالکر ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اول وہ جو بہت غور اور خوض اور محنت کے ساتہ لکہی گئی ہیں دوم وہ جو محض سرسری طور پر گہسیٹ دی گئی ہیں چنانچہ حصہ اول میں سوانح احمدی یا تواریخ عجیبہ وغیرہ ہیں جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۶ کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے اور حصہ دوم میں برکات اسلام ہے جس کے صفحہ ۲۰ پر آپنے لکہا ہے کہ "جو مضامین مدت سے میرے حافظہ تہے صرف مہینہ ڈیڑہ مہینہ کے عرصہ میں انکو گہسیٹ دیا ہے"۔ آپکی تائید آسمانی بہی اس حصہ دوم میں شامل ہے اس لئے کہ اس کے صفحہ ۴۳ پر آپ نے لکہا ہے کہ "یہ مختصر رسالہ سفر میں سے چلتے ہوئے کہینچ دیا ہے"۔ مجھے اس بات کا بہت ہی افسوس ہے کہ جناب نے مجددیت اور مہدویت نیز مسیحیت کے دعاوی کو ایسا معمولی سمجہا کہ اسپر بغیر غور و خوض کئے ایک رسالہ سفر میں کہینچ دیا اور اسمیں اسقدر گالیاں دیں کہ الامان والحفیظ ورنہ اگر آپ سوانح احمدی کے ہی مضامین کو پیش نظر رکہتے اور بجائے سفر کے حضر میں اس رسالہ کو بجائے کہینچ دینے کے حضوری قلب اور غور سے لکہتے تو شاید یہ آپ کیلئے اچہا ہوتا بہت سی گالیوں کے ارتکاب سے آپ بچ جاتے۔ اور اگر یہ رسالہ آپ اس کے ساتہ لکہتے جس میں کہ سوانح احمدی لکہی ہے تو بہت سی نکتہ چینیاں کرتے ہوئے آپ رکتے۔ میں نے آپ کی تمام کتب کا خلاصہ بطور لب لباب اور ریویو قلمبند کیا ہے لیکن اب صرف اس عریضہ کے جواب کا انتظار ہے قبل اس کے کہ عام طور پر اس کا اظہار کروں مناسب معلوم ہوا کہ یہ عریضہ مختصراً ارسال خدمت شریف کرکے آپ کے موجودہ خیالات کو معلوم کر لوں امید ہے کہ جلد جواب سے سرافراز فرما دیں گے۔ راقم عبد العزیز احمدی دہلوی ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء

دوسرا خط جو مولوی صاحب کو ۹ جنوری کو بذریعہ رجسٹری بہیجا گیا اور ان کے ۲۲ دسمبر کو فوت ہونے کی وجہ سے واپس آیا

نحمدہ و نصلی۔ جناب مولنا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اپنے سابقہ خط کی جواب کا جو بذریعہ رجسٹری ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء کو خدمت عالی میں بہیجا تہا مجہے ابتک انتظار ہے کچہ عجب نہیں کہ جناب کسی خاص سوچ میں ہوں گے ورنہ قوی امید ہے کہ آپ جواب ضرور دیں گے۔ آپ پر مجہے بڑا حسن ظن ہے اسلئے میں ایک اور عریضہ ارسال خدمت کرنا مناسب سمجہتا ہوں اور اسمیں سابقہ خط کے مضامین کی چند باتیں اور اضافہ کرتا ہوں یقین ہے کہ آنجناب میرے دونوں خطوں کو بغور پڑہ کر جلد مناسب جواب عنایت فرماویں گے۔ عرض یہ ہے کہ والد بزرگوار کو آپ سے بہت تعلق تہا اور مدت تک آپکے حالات ہی ان کے واسطے اس حجاب کا باعث ہوئے تہے اسلئے مودبانہ التماس ہے کہ آپ میرے معروضات پر پوری توجہ کریں میں اسی قدیمی تعلق کیوجہ سے جو میرے والد بزرگوار کو آپ سے تہا یہ عریضہ لکہ رہا ہوں۔ سابقہ خط پر مجہے صرف پیشوائی اس تحریر میں کرنی ہے کہ آپ اس معاملہ میں اسی دل کیساتہ غور کریں جس کے ساتہ سوانح عمری تحریر کی ہے۔ میں مناسب سمجہتا ہوں کہ چند نظائر سوانح احمدی کے آپکے سامنے پیش کرکے آپ پر یہ ظاہر کردوں کہ مرزا صاحب کے معاملہ میں آپنے منصفانہ طرز اختیار نہیں کیا ہے۔ اور وہ نظائر حسب ذیل ہیں۔

اولاً آپ نے تائید آسمانی صفحہ ۷ پر لکہا ہے۔ "باوجودیکہ گہر میں دو بیویاں موجود ہیں پہر ایک تیسری کی سخت طلب ہے"۔ پہر صفحہ ۱۸ پر آپ نے لکہا ہے "باوجود پیری اور بے باکی باکرہ خواتین کے حریص"۔ مولنا صاحب اگر یہ تحریر کرتے ہوئے آپ کا دل حاضر ہوتا جیسا کہ سوانح احمدی کی تحریروں کے وقت تو آپکو یہ خیال رہتا کہ آپنے سوانح احمدی صفحہ ۴۳ پر لکہا ہے کہ باوجودیکہ ایک بیوی سید احمد صاحب کی بکمال حسن و جمال و عصمت موجود تہی لیکن دوسری شادی اور کی تہی جو سید صاحب کے جنگ و جدل کے وقت شادی شدہ میں موجود تہی جیسا کہ اسی کتاب کی صفحہ ۱۷۱ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور صفحہ ۲۷۳ کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تیسری موقعہ جنگ پر بہی موجود تہی جو بیاہی گئی رہنے والی تہی اور بعد واقعہ بالاکوٹ ٹونک میں فوت ہوئی۔ اب مولنا صاحب اسمیں شک نہیں ہے کہ حسن عقیدت کیوجہ سے وہی الفاظ جو مرزا صاحب کی بابت آپ نے استعمال کئے ہیں سید صاحب کی بابت استعمال کرتے آپ ہرگز گوارا نہ کریں گے بلکہ آپ اس کیلئے وجوہات بیان کریں گے۔ سو آپ کو معلوم رہے کہ اگر آپ غور کرتے یا اب غور کریں گے تو اس قسم کے وجوہات آپ کو مرزا صاحب کے معاملہ میں بہی ضرور ملیں گے۔

دوم۔ آپنے مرزا صاحب کے متعلق لکہا ہے "وہ طرح طرح کے حیلوں سے دنیا کے طالب خوش پوش ہے خوراک عمدہ ہے لذیذ کہانے کہاتا ہے جسپر ہزارہا روپیہ مریدوں کا خرچ ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔ مولنا صاحب آپ سوانح احمدی صفحہ ۲۹ ملاحظہ فرماویں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپکے نزدیک یہ مسلم بات ہے کہ "وہ محبوبان بارگاہ الٰہی دنیا میں بہی لباس فاخرہ اور طعمہ لذیذہ اور خدم اور حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں ان سے زیادہ پائیں گے"۔ اور اس کے ساتہ ہی جبکہ آپ اس کتاب کا صفحہ ۱۳۹ ہی پڑہیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ میدان جنگ میں سید صاحب کے باورچیخانہ کا جاہ و حشم اور عام لوگوں سے کہانے کا انتظام علیحدہ دیکہکر جن لوگوں نے اعتراض کئے تہے انکی بابت آپ نے لکہا ہے کہ انہوں نے نفس و شیطان کی تحریک اور ترغیب سے دلوانہ پن کے ساتہ یہ اعتراض کئے ہیں براہ مہربانی آپ دونوں موقعوں پر پوری غور کریں۔

سوم۔ آپنے مرزا صاحب کو بے پیر اور بے مرشد کے لکہکر ہدایت کی ہے کہ وہ سید صاحب کے کسی خلیفہ کا مرید

(نامکمل)

یا بیعت کرنیکو کسی سلسلہ میں داخل ہوں لیکن آپکو سوانح احمدی صفحہ ۹۷ کا خیال نہ رہا جہاں آپنے لکھا ہے کہ سید صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چند سوال کئے تھے اور وہاں کہ جواب ملا تہا کہ موجودہ طریقوں میں سے کوئی بھی میرے طریقہ پر نہیں ہے وہ ایجاد کردہ ہیں اسلئے ہمارے طور اور طریقہ سے بیعت درمیں اور اسی سبب سے سید صاحب نے اسی وقت براہ راست حضرت علیؓ سے بیعت کی تہی۔ سو مولویصاحب آپ اپنے اس بیان کو پڑھکر موجودہ حالات پر غور کریں العاقل تکفیہ الاشارت۔

چہارم۔ آپ نے چند نظائر دیکر مرزا صاحب کو عیار پر دغا۔ چالاک۔ شعبدہ باز۔ حیلہ بازی اور روباہ بازی سے جھوٹ کو سچ کر دکھا دینے والا ظاہر کرکے لکہا ہے کہ یہ شخص بڑا خود ستا ہے۔ آپ اس کے مقابلہ میں زیادہ نظائر نہیں صرف سوانح احمدی کا صفحہ ۸۰ ہی پڑھ لیں اور غور کریں کہ مرزا صاحب کی خود ستائی زیادہ ہے یا سید صاحب کی؟ کیونکہ خود آپ کے ہی بیان کے موافق سید صاحب نے اپنی مسجد کو جنت الماوی کی مسجد بیان کرکے حاضرین کو اصحاب بدر بنا دیا بھی نہیں بلکہ اپنی بابت انہوں نے بیان کیا کہ "میں تمامی اولیا مقبولین سابق سے ممتاز ہوں وغیرہ وغیرہ"

براہ مہربانی اس اصل موقع کتاب کو نظر کے سامنے رکھکر اپنی پیش کردہ نظائر پر غور کریں جو مرزا صاحب کی بابت آپ نے لکھے ہیں۔

میں نے یہ چند نظائر محض اشارات کے طور پر آپ کو لکھ دیا ہیں ورنہ آپ کے تمام اعتراضات کے جوابات میرے اسطرح سے لکھے ہیں اگر آپ فرما دیں گے۔ اور مجھے آپ کے جواب سے کچھہ صلاحیت معلوم ہوگی تو ان کو آپکی خدمت میں بھیجدینے سے ہرگز دریغ نہ ہوگا اسلئے التجا ہے کہ براہ مہربانی پورے طور پر اس معاملہ میں غور کرکے مطلع فرما دیں کہ اب اس بارے میں آپکے کیا خیالات ہیں۔ والسلام۔ عبدالعزیز احمدی دہلوی از گجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

نقل اس خط کی جو مولوی عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی کنیتہ تہیں ۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور آجتک اسکا جواب نہیں آیا

جناب مولانا۔ السلام علیکم

میں نے آپکی کتب جو آپنے مرزا صاحب کی بابت لکھی ہیں بغور دیکھی ہیں۔ انہیں سے ایک بیان الناس ہے جو آپکے مطبع انصاری میں سنہ ۱۳۰۹ھ میں چھپی تہی اس کے صفحہ ۹۶ پر آپنے لکھا ہے "عاجز نہایت زور سے اپنے کو اپنے خدا کا بہت کمزور اور ادنی درجہ کا ذلیل بندہ گندہ جانکر اور اللہ تعالی نے جو احقر کو خبر دی ہے اسکا اللہ تعالی پر ہی بہروسہ کرکے اور اپنے مولا کی خبر پر

یقین کامل کرکے آپ کو بشارت سناتا ہے کہ آپکے فرضی مسیح کو مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب مدظلہم کے سب و شتم اور حضرت عیسیٰ کی گستاخی کا عوض بہت جلد ملنے والا ہے اور جہانتک اس عاجز کو اس مولا نے علم دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی سخت بلائے جسمی میں مبتلا ہوئے اور جلد ہونے" اب میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ مولی کریم کو حاضر و ناظر جانکر اور اس بات پر غور کرکے کہ اسی نے اپنی کلام پاک میں لعنت اللہ علی الکاذبین فرمایا ہے یہ لکہیں کہ

(۱) مذکورہ بالا عبارت کا القا آپ پر کسطرح سے ہوا تہا آیا خواب میں کچھہ دکہا یا گیا تہا یا الہام یا کسی اور طرح سے اگر خواب تہا تو وہ کس صورت سے دیکہا تہا اور اگر الہام تہا تو الہام کے اصل الفاظ کیا تہے (۲) آپکی اس عبارت میں الفاظ "بہت جلد" سے کیا مراد ہے۔ (۳) آپ کے نزدیک اسوقت تک آپکی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو جس کو آپ نے فرضی مسیح لکہا تہا وہ اصلی مسیح ہوا یا نہیں اور یہ پیشگوئی آپکی آپ پر حجت ہوئی ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو کب کس سنہ میں اور کسطرح پر اور تا یا اسکے پورا ہونے پر آپنے اپنی کسی آیندہ تحریر میں اس کا اظہار بھی کیا ہے یا نہیں اگر کیا ہے تو کسجگہ؟ اسکی ایک کاپی مجھے بھی بھیجیں اسلئے کہ ایسی آپ کی کوئی تحریر میری نظر سے نہیں گذری اور اگر کسی تحریر میں آپنے اس کا اظہار نہیں کیا ہے تو جسحالت میں اس خبر پر آپ کو بڑا بہروسہ تہا اس کا آپ کی طرف سے اظہار نہ کئے جانیکا کیا سبب ہوا۔

(۴) مرزا صاحب نے مدت دراز سے اپنا یہ الہام مشتہر کر رکہا ہے انی مهین من اراد اهانتک ان کا یہ بھی دعوے ہے کہ جو شخص جس طرز سے اہانت یا ذلت پہونچانے کی کوشش کریگا اسی رنگ میں اللہ تعالے اس مخالفت کی اہانت اور تذلیل کریگا۔ آپ نے دو طرح سے مرزا صاحب کا مقابلہ کیا تہا۔ اولاً آپ نے مذکورہ بالا پیش گوئی میں لکہا تہا کہ مرزا صاحب کو میاں نذیر حسین صاحب کی گستاخی کا عوض ملیگا لیکن دیکہا جاتا ہے کہ قبل اس کے کہ مرزا صاحب پر آپکی پیشگوئی صادق آکر ہے میاں نذیر حسین خود ہی فوت ہوگئے اور ان کو یہ دیکہنا نصیب نہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب کی کسی قسم کی گت آپ کے مخبر کے بیان کے موافق دیکہتے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ جس نے مرزا صاحب کو یہ الہام کا شرف بخشتا ہے بڑا قوی اور سمیع و بصیر ہے۔ دوسرا مقابلہ آپنے یہ کیا تہا کہ سنہ ۹۱ء میں حضرت صاحب کے دہلی تشریف لیجانے پر آپنے ایک صاحبزادہ سے بہت اشتہار دلوائے تہے جس کا نتیجہ حسب الہام مرزا صاحب یہ ہوا تہا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس صاحبزادہ کا نام و نشان بھی دنیا میں باقی نہ رہا جس کا اظہار

مرحوم عزیز صاحب نے اس واقعہ کے تہوڑے ہی عرصہ بعد ہی باالفاظ کہا تہا۔

کسطرف ہے تاتہ وہ عبدالمجید
ساتھہ لا دے اپنا فرزند رشید
نام سے دیتا تہا جس کے اشتہار
قدرت حق کی پڑ گئی اسپہ مار

مجھے آپ سے بہت کچھہ ابہی دریافت کرنا ہے لیکن اپنے مطالب کو بہت مختصر کرکے صرف چند امور آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ واقعات آپ پر حجت ہیں یا نہیں ہیں۔ امید ہے کہ ان کا جواب مفصل طور پر عنایت فرماکر مشکور فرماویں گے۔

عبدالعزیز از گجرانوالہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء

قابل توجہ گذارش

اسلام کے معنے ہیں اپنی جان۔ اپنے مال۔ اپنی آبرو سفلی زندگی اور تمام نفسانی خواہشات کو معبود حقیقی پر قربان کر دینا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اسلام کے ان معانی کو اچہی طرح سمجہا تہا تب ہی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنی رگوں میں گردش کرتے ہوئے قیمتی خون کو زمین پر اسطرح بہا دیا تہا کہ جسطرح ہم آج وضو کا پانی بہاتے ہیں زبان سے یہ کہنا کہ جان کوئی چیز نہیں اور ہم جان کی اصلیت ہی نہیں سمجہتے بہت آسان ہے مگر جان کو قربان کرنا بہت مشکل ہے۔ جراح جب ایک پہوڑے میں شگاف دیتا ہے تو ہم اپنی بہبودی کا نتیجہ سمجہتے ہوئے بہی اسکی نشتر کو تہام لیتے ہیں اور ڈاکٹر کو ایک دردرساں دانت بہی نکالنے نہیں دیتے۔ اس مضمون کو خوب سوچو اور اپنے بستر پر غور کرو کہ جان کا قربان کرنا کسقدر مشکل ہے اور پہر اصحاب کرام کی جانفشانیوں اور کارناموں کو خوب غور سے سوچو۔ پہر غور کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اصحاب کرام کا اپنی جانیں قربان کرنا محض حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان قربان کرنا تہا یا خدا پر۔ میرے نزدیک یہی جواب ملے گا کہ خدا پر تب ہی تو خدا تعالی نے فرمایا

ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا كانهم بنيان مرصوص. پس اسیطرح آج کل ایک مامور من اللہ ہم میں موجود ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے۔ ہمنے اس بات کو بہی خوب تحقیق کر لیا ہے کہ واقعی یہ مامور من اللہ ہے۔ احمدی لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم صحابہ کا نمونہ ہیں۔ اور کما استخلف الذين من قبلهم کے مصداق ہم ہیں لیکن اسطرف توجہ نہیں کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرين۔ بڑے شکر کا مقام تہا کہ خدا نے

بار بار وہ سخت امتحان نہیں لیا جو صحابہ کا لیا تہا کیونکہ میں اسپر بڑی آسانی کیگئی کہ امام زمان نے صرف ہی نفع کے لئے واسطے نفع کیلئے نہیں ایک انجمن کی اور رسالہ الوصیة اور الحکم و بدر کی اکثر اشاعتوں کے ذریعہ سے ہمارے مال کا جو جان کے ایک ذلیل ترین چیز ہے نہایت ہی قلیل حصہ اپنے قبضہ سے علیحدہ کرکے خدا کی راہ میں ایک جگہ جمع کرنیکی تحریک تاکی میرے نزدیک دنیا کے کتے ہیں وہ لوگ جنکو اس وجہ سے ابتلا پیش آیا اور نجاست کے کیڑے ہیں وہ لوگ جو اتنی ذرا سی بات پر استقامت نہیں دکہا سکتے اور بڑے ہی نامرد اور سخت بزدل ہیں وہ لوگ جنکے دلمیں کچھ بہی پیدا ہوگئی ہے میرے نزدیک ایسے نامردوں اور ایسی بزدلوں کی ہماری جماعت اور ہمارے امام کو مطلق ضرورت نہیں بلکہ امام کو ان لوگوں کی ضرورت ہے جو زبان حال سے نحن انصار اللہ کہہ رہے ہیں۔ پس برادران! خدا کے اس حکم کو پیش نظر رکھو کہ تجاہدون في سبيل الله باموالكم وانفسكم۔ اور اے میرے مخالف عزیز و اقارب! خدا تعالے کا یہ فرمان میرے پیش نظر ہے۔ لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم اولئك كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه

راقم خاکسار اکبر شاہ خاں احمدی نجیب آبادی

میں نے مہدی کو کیسے پایا

ڈیر ایڈیٹر

میں ملازم پوسٹ آفس ہوں میری سروس قریباً تیرہ برس کی ہے اور اس اثنا میں مجھے اس قسم کی سرکاری جوابدہی میں مبتلا ہونا نہیں پڑا۔ اتفاقاً میری تبدیلی ترقی کے ساتھہ ضلع مظفر پور میں ہوئی اور میں وہاں گیا اور چارج لیکر دو تین دن کام کیا مگر عجب اتفاق و تقدیر کہ میں بحرارت کام ایک روز بیمار ہوگیا اور واسطے ملاحظہ ڈاکٹر کے پوسٹماسٹر مظفر پور نے مجھکو حکم کیا میں بموجب حکم اس کے ڈاکٹر مذکور کے پاس گیا مگر ڈاکٹر نے مجھکو قابل کام ٹھیرایا اور کہا کہ کوئی بیماری نہیں ہے تاہم اسپر بہی میں واپس مکان چلا آیا اور آکر ایک درخواست بہر واسطے رخصت کے بہیجا۔ جس کے جواب میں افسر ڈاک نے مجھکو باین جرم کہ بغیر اجازت میں اپنا کام چہوڑ کر چلا آیا معطل کر دیا ایک روز ہمارے بہائی منشی حاجی بخش صاحب ہمارے پاس آئے اور مجھکو ملول پاکر مسیح موعود کی شان میں کچھہ اوصاف بیان کیا جس سے مجھکو اعتقاد کامل ہوا اور اسیوقت ایک خط لکہا اور دوسرے روز خود میں بہائی منشی محبوب علی صاحب کے پاس آیا اور وہاں سے خط بحضور حضرت اقدس روانہ کیا۔ بہائی موصوف نے مجھکو واسطے پڑہنے نماز تہجد کہا اور دعا وغیرہ بتلایا۔ میں نے اسی روز سے یہ سب پڑہنا شروع کیا اس درمیان میں مجھے عمدہ عمدہ خواب ہونے لگا اور رقت طاری ہوتی گئی مختصر حال یہ کہ تاریخ ۲۵ جنوری ۱۹۰۶ء کو قبل نماز تہجد کے ایک خواب دیکہا کہ میرے نہال کا مکان جو کہ گرا ہوا تہا وہ طیار ہو گیا ہے

میں نے ڈاک کے افسر کا حکم پایا کہ جسمیں اس نے مجھکو واسطے جانے مظفر پور کے اپنے کام پر بلا کسی عذر و توقف کے حکم دیا۔ اور جس روز منظوری ...

سفرنامہ دہلی

(از نستعلیق)

جب ہم حضرت کے پاس پہنچے تو جواب انکی خدمت میں پیش کیا اور ساتھ ہی کل چشم دید حالات عرض کئے تو ابہی وہ اس رقعہ کا جواب ہی لکھ رہے تہے کہ چار پانچ سو آدمیوں کا مکان میں ہجوم ہوگیا اور جہلائے علاوہ بدزبانی کے سیڑہیوں کے دروازے توڑ دئے اور اوپر کے مکان کے صحن تک جا پہونچے بڑی مشکل سے انہیں روکا گیا اور فریق ثانی کے حامیین رقعہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ واقعی اسوقت مرزا صاحب کے مکان میں امن نہ تہا۔ شام تک ہجوم کی یہی کیفیت رہی اور اتنی بہی گنجائش نہ تہی کہ ہم اوپر کے مکان سے نیچے کے مکان تک آسکتے عجیب قسم کا طوفان بے تمیزی اُٹہا ہوا تہا ایسی حالتمیں جو کچھ مناسب تہا مرزا صاحب نے جواب لکھ بہیجا۔ اور بحث کیلئے بدستور مستعدی ظاہر کی۔ اس جلسہ میں جسے دلی والوں کا ایک خاص اور اپنا جلسہ کہنا چاہئے مرزا صاحب کا جانا لازمی نہیں تہا جلسہ کا وقت ۹ بجے کا تہا اور ۱۲ بجے تک بمشکل شرائط قرار پائیں اور اسپر بہی امن وغیرہ کا بہی کوئی انتظام نہیں کیا گیا تہا جس سے امید ہوسکتی کہ مرزا صاحب کی گفتگو امن کے ساتھ سنی جاویگی اسلئے مرزا صاحب نے صاف لکھدیا کہ شرائط کا تو تصفیہ ہو ہی گیا ہے میں اپنے طور پر بہی امن کا کچھ انتظام کرکے آپکو اطلاع دونگا اور بتراضی فریقین ایک تاریخ مقرر ہوکر جلسہ کیا جائے اور بحث شروع ہو۔ چنانچہ دوسرے دن ہی ۱۲ اکتوبر کو اسطرف سے اپنا اطمینان کرکے مرزا صاحب نے میاں صاحب کو رقعہ لکھدیا اور انہیں شرائط تصفیہ یافتہ کے بموجب تاریخ ۱۸ اکتوبر مقرر کردی اور ساتھ ہی لکھدیا کہ اگر آپکو یہ تاریخ منظور ہو تو رقعہ پر دستخط کرکے بہیجدیجئے تاکہ اسے شایع کردیا جائے۔ میاں صاحب نے رقعہ تو لیلیا۔ اور جواب کو دوسرے دن پر ٹالا جواب دوسرے دن رات کے دس گیارہ بجے مرزا صاحب کے پاس پہونچا جسمیں میاں صاحب نے مرزا صاحب سے خود گفتگو کرنے سے صاف انکار کیا اور اپنے دو شاگردوں کو بحث کیلئے پیش کیا ایک شیخ بٹالوی صاحب کو اور دوسرے عبدالمجید صاحب واعظ کو۔ ناظرین ذرا میاں صاحب کی اس حرکت کو ملاحظہ فرمانا۔ ہر روز قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں اور احقاق حق کا موقع آپڑے تو شاگردوں کو پیش کردیتے ہیں۔ خیر مرزا صاحب نے اس بات کو بہی منظور کرلیا کہ اگر میاں صاحب یہ تحریر لکھدیں کہ میرے شاگردوں کا ساختہ پرداختہ مجہے منظور ہوگا اور بحث گویا میرے نام سے ہی میرے شاگرد کریں گے اور ہر پرچہ پر میرے ہی دستخط ہونگے۔ تو ہمیں ان کے شاگردوں کے ساتھ ہی مباحثہ منظور ہے۔ غرض مدعا صرف یہ تہا کہ بحث کا اثر عام ہو یہ پیغام دلی کے ایک پلیڈر کی معرفت بہیجا گیا اسپر فریق ثانی نے پہلا ساختہ پرداختہ کالعدم کردیا اور شرائط کا جو تصفیہ ہوا تہا سب باطل کردیا۔ اور از سر نو شرائط پیش کرنے کی یہ تجویز پیش کی کہ ایک مجلس منعقد کیجاوے اور کثرت رائے پر شرائط کا تصفیہ کیا جائے امر تنقیح طلب بہی پبلک کی کثرت رائے پر قرار پائے۔ ناظرین ذرا غور کرنا ۱۱ اکتوبر کو ۳ بجے جن شرائط کا تصفیہ ہوا تہا اب فریق ثانی نے انہیں توڑ دیا اور یہ ایک نئی حجت نکالی۔ مرزا صاحب نے اس تجویز کو بہی اسطرح منظور کرلیا کہ دو آدمی اسطرف سے اور دو دوسریطرف سے مقرر ہوں کیونکہ اگر عام مجلس منعقد کیجاتی تو لامحالہ کثرت فریق ثانی کیطرف ہی ہونی تہی اور وہ باہم شرائط کا تصفیہ کریں۔ چنانچہ اسطرف سے دو آدمی بہیجے گئے۔ مگر بٹالوی صاحب نے اس بات پر انکار کردیا کہ مرزا صاحب کی دستخطی تحریر اس مجلس کی منظوری کے متعلق پیش کیجائے۔ ہم نے ہرچند کہا لاؤ کہ علم وفات مسیح مرزا صاحب کیطرف سے ابہی منظوری لکہہ دیتے ہیں مگر وہاں تو اصل غرض ہی اور تہی۔ انہوں نے منظور نہ کیا اور مرزا صاحب کی تحریر پر ہی زور دیا جس کا جواب انہیں یہ دیا گیا۔ کہ آپ بہی اس مجلس کے انعقاد کی درخواست تحریری بہیجیں۔ یہ کل کارروائی زبانی ہوئی اور نتیجہ کچھ نہ نکلا شیخ الکل صاحب میدان میں تو نہ نکلے اور اپنی جہوٹی فتحمندی کے اشتہار شایع کرتے رہے۔ آخرکار جب کسیطرح سے بہی شیخ الکل صاحب میدان میں نہ آئے اور چند دن گپ و نعل میں ضایع کئے تو حضرت اقدس مرزا صاحب نے ایک غیرت دلانیوالا اشتہار ۱۷ اکتوبر کو شایع کیا۔ اور اس کے آخر میں یہ لکہا

"بالآخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسیطرح بحث کرنا نہیں چاہتے تو ایک مجلس میں میرے تمام دلائل وفات مسیح سنکر اللہ جلشانہ کی تین مرتبہ قسم کہا کر کہہ دیجئے کہ یہ دلائل صحیح نہیں ہیں اور صحیح اور یقینی امر یہی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان کیطرف اٹہائے گئے ہیں۔ اور آیات قرآنیہ اپنی صریح دلالت سے اور احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ اپنے کہلے کہلے منطوق سے اسپر شہادت دیتی ہیں اور میرا عقیدہ یہی ہے۔ تب میں آپکی گستاخی اور حق پوشی اور بیدیانتی اور جہوٹی گواہی کے فیصلہ کیلئے جناب الٰہی میں تضرع اور ابتہال کرونگا۔ اور میری توجہ پر مجہے ارشاد ہوچکا ہے کہ ادعونی استجب لکم اور مجہے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ تقویٰ کا طریق چہوڑ کر ایسی گستاخی کریں گے اور آیت ولا تقف مالیس لک بہ علم کو نظر انداز کردیں گے تو ایک سال تک اس گستاخی کا آپ پر ایسا کہلا کہلا اثر پڑیگا جو دوسروں کیلئے بطور نشان کے ہوجائیگا۔ تا وہ لوگ جو نشان نشان کرتے ہیں ان کو بہی خداتعالیٰ کوئی نشان دکہا دیوے۔"

اس اشتہار کو پڑہ کر شیخ الکل صاحب دو دن تو خاموش رہے۔ اور ہم نے سمجہا کہ پی گئے۔ مگر آخر ۱۹ اکتوبر کی رات کو ایک رقعہ پہونچا جسمیں لکہا تہا کہ ۱۷ تاریخ کا اشتہار دیکہکر ہم نے آپ کو امر فرمانے کہ آزمایش کرنیکا ارادہ کرلیا ہے کل ۲۰ تاریخ کو ۳ بجے جامع مسجد کو جاؤ اور ہم قسم کہائیں گے۔ مگر اب بہی صفائی اور نیک نیتی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اصل مطلب کو تو کہیں چہوڑ دیا اور بارہ تیرہ دفعات عقاید کے متعلق لکہدیں کہ انپر قسم کہائی جائیگی۔ اور شرط یہ کہ قسم کہانے پر مرزا صاحب کو اسی وقت توبہ کرنی ہوگی۔

اب یہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے آخری طور پر جبکہ شیخ الکل صاحب کسیطرح بہی امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرنا نہیں چاہتے تہے انہیں آسمانی فیصلہ کی دعوت دی تاکہ حق لوگوں پر ظاہر ہوجاوے مگر دیکہو میاں صاحب کو غیرت بہی آئی تو انہوں نے کس حکمت عملی سے اسے ٹالدیا۔ ناظرین ذرا انصاف کیجئے کہ جو شرط شیخ الکل صاحب نے لگائی ہے اسمیں اللہ تعالیٰ کا کچھ تعلق رکہا گیا ہے؟ آسمانی فیصلہ تو اسی حالتمیں سمجہا جائیگا جب آسمان سے اسکے متعلق کسی فریق کو ڈگری عطا ہو اور اس ڈگری کے صادر ہونے کیلئے مرزا صاحب نے ایک سال کی مہلت رکہدی تہی پہر ڈگری بہی کیسی جسمیں کسی قسم کا گمان اور شک نہ ہو۔ بلکہ کہلا کہلا نشان جسے نشان مانگنے والے بہی مان جائیں۔ شیخ الکل صاحب کو اپنی صداقت پر پورا یقین تہا تو اسیطرح فیصلہ کرلیتے وہ کیوں ہچکچا گئے۔ آسمانی فیصلہ کا انہوں نے کیوں نہ انتظار کیا۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا دل انہیں ڈرا رہا تہا؟ پہر انہوں نے یہ شرط کیوں لگائی کہ انکے قسم کہانے پر اور قسم بہی حیات مسیح کے متعلق نہیں بلکہ دیگر عقائد کے متعلق جنکا فیصلہ حضرت اقدس نے پہلے ہی اور خاص جلسہ میں ہی کردیا۔ حضرت اقدس اسی وقت توبہ کریں؟ مرزا صاحب کے الہٰی کا مقابلہ کا دارومدار شیخ الکل کی قسم پر تو نہیں ان کا دارومدار تائید ربانی پر ہے اور بدوں اس تائید کے سچے جہوٹے کی شناخت کیسی ہوسکتی ہے کسطرح اس امر کی تصدیق ہوسکتی تہی کہ شیخ الکل صاحب نے قسم سچی کہائی ہے یا جہوٹی؟ انکی قسم پر کیا کیسے جا سکتا تہا سوائے اس کے کہ آسمانی فیصلہ کا انتظار کیا جاتا مدعا اصل چالاکی تہی کہ شیخ الکل صاحب اور ان کے شاگرد رشید نے اس دفعہ بہی عوام الناس کو دہوکہ دینے کا ارادہ کیا تہا مگر اس دفعہ وہ سخت مایوس ہوئے کیونکہ انکے رقعہ کا جواب تو صبح ہی بیس تاریخ کو لکہدیا گیا اور انہیں اشتہار ۱۷ اکتوبر کی عبارت کی نقل بہیج دی گئی اور انہیں پہر توجہ دلائی گئی کہ جلسہ میں انہیں کس امر کے متعلق قسم کہانی ہے۔ جب یہ رقعہ پہونچا تو وہ ایک اور چال چلے اور وہ یہ کہ حامیین رقعہ کو واپس بہیجدیا اور جواب ڈیڑہ بجے کے قریب لکہا جسمیں پہلے رقعہ کا اعادہ کیا گیا تہا۔ ادہر سے بہی حجت تمام کرنیکی غرض سے اسیوقت جوابی رقعہ لکہا گیا اور ساتھ ہی یہ لکہدیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس معہ چند خادموں کے دو بجے ہی مسجد جامع میں جا پہونچے۔ فریق ثانی نے اسقدر حضرت اقدس کو جلسہ میں جانیسے روکنے میں جسقدر بالائی کوششیں کیں اور جسطرح انتظام کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں ان کے بیان کی ہم کچھ ضرورت نہیں سمجہتے کیونکہ فریق ثانی کی ساری کوششیں ناکام رہیں اور انتظام نہایت معقول ہو۔ ذرا یہ بہی خیال کرلینا چاہئے کہ اس بڑے بہاری مجمع کا انتظام جسمیں پانچ چہ ہزار آدمی موجود تہا ایک مسافر کے ذمہ تہا جسکی مخالفت پر دلی کی کل مسلمان دنیا تلی ہوئی تہی۔ فریق ثانی سخت مایوس ہوگئے جب انہوں نے انتظام کی معقولیت دیکہی اور حضرت اقدس کو معہ خدام مسجد میں تیار و مستعد بیٹہے پایا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الکل صاحب کا جلسہ میں آنے کا دراصل کوئی ارادہ نہ تہا انہوں نے صرف ایک حیلہ کیا تہا جو انکی بدقسمتی سے کارگر نہ ہوا۔ چنانچہ انہیں جب خبر ملی کہ مرزا صاحب تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکہتے ہیں تو وہ بہی وقت مقررہ سے آدہ گہنٹہ بعد بصد جبر و اکراہ آئے ٹہیک ساڑہے تین بجے تہے جب انہوں نے مسجد میں قدم رکہا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کرکے باجماعت ہی پڑہ آئے تہے چنانچہ جب جماعت کہڑی ہوئی تو فریق ثانی میں سے ایک شخص نے آکر کہا جماعت تیار ہے۔ اُسے کہدیا گیا کہ ہم باجماعت نماز پڑہ آئے ہیں۔ افسوس یہ سنکر بہی مخالفوں نے مرزا صاحب پر بہتان اور افترا باندہنے میں کوتاہی نہ کی! جب چار بج گئے تو شیخ الکل صاحب کی جو مرزا صاحب کے مقابل درمیانی درے میں پہلے بچہائی گئی تہی مسند اٹہالی گئی۔ گویا شیخ الکل صاحب جلسہ میں آکر بہی مقابلہ پر بیٹہنے سے تامل میں تہے۔ اور ایک الگ درے میں جا بیٹہے!!

ہم انکی اس حرکت پر حیران ہی تہے کہ عبدالمجید صاحب واعظ وہی اپنا رقعہ لئے ہوئے آئے۔ اسوقت ہم معہ شیخ رحمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر گجرات پنجاب جو حضرت کے مخلص خادموں میں شامل ہونے کا فخر رکہتے ہیں صاحب سٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس کہڑے تہے۔ عبدالمجید صاحب نے آتے ہی صاحب بہادر کو مخاطب کیا اور ہمیں سنا سنا کر غصے سے کہا کہ

فریق ثانی اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کرتا رہا اسی وقت فریقین کے درمیان [illegible] جواب میں بھیجے گئے [illegible] کر آپ کو اس فقرہ کے بموجب قسم کھانی منظور ہے کہ نہیں غرض بہت سی تقریریں ہوتی رہیں آخر جب [illegible] کر دیا گیا کہ یہ سوال کرنے کا حق ہمارا ہے کہ آپ کو پابندی الفاظ اشتہار کے جس کے بموجب آپ نے بحث کا اقرار کیا ہے اور جس کی بنا پر اس جلسہ میں بلایا ہے قسم کھانی منظور ہے کہ نہیں اور آخری نقرہ ہی ہمارا ہی تھا جس کے بموجب ہم یہاں آئے تھے تو عبدالمجید صاحب گھبرا کر شیخ الکل صاحب کی پرائیویٹ چیمبر میں چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر کو آکر کہا کہ ہم اس کو منظور نہیں کرتے ہمارا سوال یہ ہے کہ آیا آپ مسیح موعود ہیں یا نہیں؟

ناظرین ذرا غور کریں کہ اس جلسہ میں اگر یہ دوسری بات پیدا کی گئی ہے اور ہم نے جواب دیا کہ پہلے حیات و وفات مسیح کا تصفیہ ہو جس کے لئے یہ جلسہ منعقد کیا گیا بعد ازاں مسیح موعود [illegible] لگاتے ہیں انہوں نے لوگوں کو سنانا شروع کیا کہ گویا حضرت اقدس مسیح موعود پر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں اور دیگر عقائد پر بحث نہیں کرتے [illegible] زور کے ساتھ حاضرین کے ذہن نشین کر دیا گیا کہ مغالطہ دینے میں [illegible] شیخ الکل صاحب کا اختیار ہے خواہ قسم کھائیں خواہ بحث کریں اور ملتوی کر دیں [illegible] بحث شروع ہو۔ پہلے حیات و وفات مسیح کا فیصلہ ہو پھر مسیح موعود پر بحث ہو۔ پھر عقائد کے [illegible] اپنے مخالفوں سے بہتا نوں کی تردید کریں گے اور [illegible] بہادر یہ ہی عبدالمجید صاحب کی مغالطہ دہی کی قلعی کھل گئی جب انہیں [illegible] سے سمجھا دیا گیا کہ جبتک عہدہ خالی نہ ہو تب تک کوئی شخص اس کا جانشین کیونکر ہو سکتا ہے پہلے یہ تو فیصلہ ہو جائے کہ عہدہ بھی خالی ہے یا نہیں جب یہ ثابت ہو جائیگا کہ عہدہ خالی ہے تو پھر مرزا صاحب اپنے استحقاق کی خصوصیت بیان فرماوینگے اور معزز حاضرین جلسہ نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی یہ بات معقول ہے کہ پہلے مسیح کے حیات و وفات پر بحث ہو پہلے اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ پھر عبدالمجید صاحب نے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا کہ ہم نے فوراً اس مغالطہ کو دور کیا۔ غرض شام کے قریب تک یہ جھگڑا وکلا میں ہوتا رہا اور اس طرف سے کوئی قرار نہ پایا جب اس بات سے چند معزز حاضرین نے بھی زور دیا کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو تو عبدالمجید صاحب پھر کونسل چیمبر میں گئے اور بٹالوی صاحب کو [illegible] کہ اس مسئلہ پر بحث میں کرتا ہوں۔ ہم نے صاف کہدیا کہ اس وقت آپ مخاطب نہیں ہو سکتے شیخ الکل صاحب بحث کریں۔ چنانچہ وہ [illegible] صاحب [illegible] جواب [illegible] نہایت [illegible] فیصلہ ہو جائے۔ [illegible] کر دیا [illegible] کر مجبوب بحث تمام کرنیکی غرض سے [illegible] گیا۔ مگر انہوں نے نہ مانا تھا نہ مانا۔ آخر مسٹر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ دیکھکر کہ بحث نہیں ہو سکتی۔ لوگوں کو رخصت کر دیا۔ غرض یہ اصلی واقعات اس بڑے جلسہ کے ہیں جو جامع مسجد میں ہوا تھا۔ اسی سے قیاس کر لینا چاہئے کہ دلی کے ملا اس امر کے تصفیہ کے لئے کہانتک نیک نیتی اور صفائی پر ہیں۔ افسوس انہوں نے حق کو چھپا لیا۔ اور لوگوں پر ظاہر ہونے دیا۔ یہ دلی کی کل کارروائی ہے جسے ہم نے مختصر طور پر بیان کر دیا ہے جسقدر [illegible] اس [illegible] اور مغضوب سرزمین [illegible] اس سے بڑھکر کسی اور جگہ نکلنا [illegible] دلی والوں کا ہی حصہ تھا

دلی والوں نے جب اپنے علماء کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے مولوی محمد بشیر صاحب کو [illegible] اور ۲۳ تاریخ سے ان کا مباحثہ حضرت اقدس کے ساتھ شروع ہوا۔ اور ۲۷ کو ختم ہوا۔ ناظرین اس بحث پر لکھنا ہمارا کام نہیں۔ یہ کام ہمارے عالم و فاضل معزز اور پرجوش مولوی عبدالکریم صاحب کا ہے جنہوں نے خدمت دین اور اشاعت کلمۃ اللہ میں اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اور جنکی تقریر اور تحریر میں اللہ تعالیٰ نے فصاحت اور تاثیر بخش رکھی ہے وہ بڑے شوق کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے اور حق کو لوگوں پر ظاہر کرنے کی نیت سے مولوی محمد بشیر صاحب والے مباحثہ کو رسالہ الحق سیالکوٹ میں چھاپنے کے لئے مرتب کر رہے ہیں۔ اور اس پر اپنا انٹروڈکشن بھی لکھ رہے ہیں جو واقعی حق پسند ناظرین کے دیکھنے اور غور کرنے کے قابل ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

نوٹ۔ یہ مضمون ۱۸۹۱ء کا ہے وہ مباحثہ چھپ چکا۔ مگر افسوس آج مخدوم الملت اس دوسرے سفر نامہ کے حالات دیکھنے کیلئے ہم میں موجود نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایڈیٹر۔ (باقی آیندہ)

ضرورت۔ ضرورت

ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار اور دیانت دار منشی کی ضرورت ہے کم از کم انگریزی انٹرنس پاس شدہ ہو اور کام پٹواری سے بھی واقف ہو جائداد غیر منقولہ یعنی اراضیات کا انتظام اسکے ذمہ ہوگا بلکہ اس کو مختار عام بنایا جاویگا منشی مذکور قانونی واقفیت بھی رکھتا ہو۔ اول ہی اراضیات کا کام کیا ہو۔ درخواستیں انگریزی میں معہ سرٹیفکیٹ راقم کے نام آنی چاہئیں

زمینداروں کو جہ سی بہن

پنجاب کے محکمہ زراعت کے ڈائرکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل ہدایات الحکم میں شایع ہونے کے لئے بھیجی ہیں جنہیں مفید سمجھکر شایع کر دیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

ہدایات دربارہ ہلاک کرنے سونڈیوں کے جو فصل کپاس کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔

(۱) ماہ دسمبر میں دفتر ہذا سے دربارہ جلانے کپاس کی بوٹیوں کو اور ہل چلانے ان کھیتوں میں جہاں کہ فصل کپاس بوئی گئی تھی جاری ہوئیں تھیں ان ہدایات کے جاری کرنیکی یہ غرض تھی کہ اس سے تمام سونڈیاں جن کے باعث سال ۱۹۰۵ء میں فصل کپاس کو سخت نقصان پہونچا تھا۔ ہلاک ہو جاویں جبتک ان ہدایات پر عمل ہوا ہے دیمک سونڈیاں ضرور ہی اچھی تعداد میں ہلاک ہو گئی ہونگی۔ مگر یہ بھی یقین ضروری ہے کہ سونڈیوں کی اچھی تعداد بچ گئی ہوگی جو ماہ مارچ میں موسم گرما کے شروع ہوتے ہی نکل پڑینگی۔ ہر ایک جوڑا ایک مہینہ کے عرصہ میں ساٹھ بچہ پیدا کر سکتا ہے پس اسوقت تک جبکہ آیندہ فصل کپاس کو پھل اور پھول لگیں۔ سونڈیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاویگی اور اسیقدر فصل کپاس کو نقصان پہونچا دیگی جتنا کہ پچھلے سال پہونچایا تھا۔ جسکا کہ روکنے کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی جاوے

(۲) تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کپاس کی سونڈیوں کی خوراک جبکہ بھنڈی پودہ بھی ہے مگر کپاس سے زیادہ بھنڈی کو چاہتی ہیں۔ ماہ مارچ سے لیکر ماہ جولائی کے اخیر تک جبکہ کپاس کو پھول لگنے شروع ہوتے ہیں سونڈیاں کپاس کے پودوں پر گذارہ کرینگی۔ اور اسکی پہلیوں میں گھس جائینگی۔ اور اسوقت کپاس کو بالکل نہیں چھوڑینگی مگر جونہی کپاس کو پھل اور پھول لگنے شروع ہونگے سونڈیاں پچھلے سال کی مانند کپاس پر حملہ آور ہونگی اور سخت نقصان پہنچائینگی

(۳) اس نقصان سے بچنے کیلئے جو تدبیر اب بتلائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ماہ مارچ یا اپریل میں ہر کپاس کے کھیت کے نزدیک بھنڈی پودوں کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا چھینٹ بویا جاوے اور یہ چھینٹ ہر ایک ایکڑ کپاس کے پیچھے قریباً ۱۰ یا ۵ بھنڈی کے پودوں کا لگانا چاہئے۔ تب ماہ جولائی کے اخیر میں جبکہ سونڈیاں بھنڈی میں موجود ہیں۔ ہر ایک بھنڈی کا پودہ بغیر کسی لحاظ کے خواہ وہ سونڈیوں کے پہنسانے کیلئے یا سبزی ترکاری کیلئے بویا گیا ہے کاٹ کر جلا دیا جاوے مذکورہ بالا طریقہ سے ملک امریکہ کو جہاں کہ کپاس بہ نسبت اور ملکوں کے بکثرت پیدا ہوتی ہے ان سونڈیوں کو ہلاک کرنے میں پوری پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لہذا امید کیجاتی ہے کہ تمام کاشتکاران و زمینداران ملک حتی الوسع کوشش کریں گے اس تدبیر پر عمل کرینگے اور اچھی طرح اس علاج کو آزماویں گے۔

(۴) بھنڈی البتہ ماہ جولائی کے اخیر تک بطور سبزی ترکاری کے استعمال ہو سکتی ہے مگر فصل کپاس کی خاطر یہ ضروری ہے کہ تمام بھنڈی کے پودوں کو کم از کم ماہ جولائی کے اخیر تک یعنے ماہ ساون کے درمیان تک اکھیڑ کر ان کا ملیا میٹ کر دینا چاہئے۔ ان کو کاٹ دینا ہی صرف کافی نہیں ہے بلکہ ان کو آگ سے جلا کر بالکل نیست و نابود کر دینے چاہئیں۔

(۵) مناسب ہوگا کہ اس سال بہت زیادہ رقبہ کپاس کا نہ بویا جاوے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے کپاس کی بجائے دیگر زیادہ نفع دینے والی فصلیں بوئی جاویں۔

بقیہ مضمون متعلق ٹورنمنٹ

ریورنڈ وڈ بے شک ایک مستعد اور محنتی آدمی ہیں مگر بعض موقع پر انہوں نے صریح طرفداری سے کام لیا ہے جس کے لئے میں اعلیٰ افسران کو توجہ دلاتا ہوں کہ آیندہ ایسے امور کا جنمیں کسی قسم کا تنازعہ یا غلبہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو پہلے سے فیصلہ کر لینا چاہئے۔ اور انتظامی کمیٹی میں کم از کم سرکاری سکول کا ہیڈ ماسٹر [illegible] چاہئے۔ اور جو کچھ بھی اس کمیٹی میں پاس ہو وہ کھیلوں کے مقابلہ کی معرکہ سے پہلے شایع کر دینا چاہئے۔ اس نقص کا نتیجہ امسال یہ ہوا کہ قادیان سکول گورداسپور ہائی سکول کے ساتھ کرکٹ میچ کر رہا تھا اور عام طور پر یہ معلوم ہوا تھا کہ کودو انگ ہونگی مگر ریورنڈ وڈ نے اپنے قاعدہ کے موافق ایک ہی انگ پر فیصلہ کیا۔ ہر چند انہیں کہا گیا کہ ہمیں پہلے سے ہمیں علم نہ تھا اسلئے دوسرا موقع دینا چاہئے مگر انہوں نے تسلیم نہیں کیا یہاں تک کہ مسٹر مرزا احمد حسین صاحب ایسا تجربہ کار بھی اس فیصلہ کا علم نہ تھا کہ ایک ہی انگ میں فیصلہ کر دیا جاویگا۔

پھر فٹ بال کے مقابلہ میں یہ بے ضابطگی ہوئی کہ گو بٹالہ سے ایل او ای سکول برابر رہا۔ لیکن پہلے ہی روز ریفری نے یہ بتا دیا تھا کہ گیند زیادہ تر بٹالہ مشن سکول کے فیلڈ میں رہا۔ اور پہلے نیلٹی کک قادیان سکول نے لگائی۔ ایسی صورت میں فٹ بال کے قواعد کے ماتحت فیصلہ کرنا چاہیے تھا کہ قادیان کی ٹیم کو جیتنے والی ٹیم قرار دیا جاتا مگر اس کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ پھر گیند پھینکنے کے مقابلہ میں ریورنڈ وڈ نے خود میرے سامنے کہا کہ تین دفعہ گیند پھینکنا ہوگا اور اس مقابلہ میں پہلے طالب علم قادیان سکول کا اول تھا۔ مگر ریورنڈ وڈ نے پھر چوتھی مرتبہ گیند پھینکنے کا موقع دیا جو ان کے سابق حکم کے صریح خلاف تھا۔

پھر رسہ کھینچنے کے وقت آخری کامیاب پارٹی قادیان سکول اور دوسری بٹالہ کا مشن سکول تھا۔ جس مقام پر رسہ کھینچا جاتا تھا۔ اس کا ایک حصہ کسیقدر نشیبی تھا اور علاوہ بریں لڑکوں سے اس طرف کے جانے سے وہ پھسلنا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس امر کو معلوم کرکے ہر پارٹی اسی نشیبی حصہ کو لینا چاہتی تھی اور جو پارٹی اسی طرف ہوتی وہ

مقام اشاعت قادیان — [illegible] درخواست کنندہ احمدی ہو۔ راقم سید غلام محمد زمیندار از موضع لمبوٹ ضلع سیالکوٹ ڈاکخانہ سیالکوٹ

دوسری طرف والوں کو کھینچ لے جاتی۔
اس کھیل میں ریورنڈ وڈ نے ٹاس کا سلسلہ جاری کیا لیکن جب آخری فیصلہ کا وقت آیا اور قادیان کے بٹالہ مشن سکول کھینچے گئے اسی ریورنڈ وڈ نے فیصلہ کیا کہ جو دو دفعہ کھینچے جائینگے وہ کامیاب سمجھا جاویگا۔ [illegible] ٹاس بٹالہ والوں کو وہ طرف [illegible] اور وہ قادیان والوں کو کھینچ لیگئے دوسری مرتبہ قادیان والے بٹالہ والوں کو کھینچ لے گئے اب آخری چانس باقی تھا۔ [illegible] [illegible] سنگھ صاحب [illegible] [illegible] نامناسب اور غیر موزون [illegible] اس طرح ہو سکتا ہے کہ آیندہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے ان سب امور کا فیصلہ قبل از وقت ہو کر اس کو شائع کر دیا جایا کرے۔ ورنہ اخلاقی طور پر اس کا [illegible] عمدہ خیالات سے جانے [illegible] متعلق ہیں سے خیالات دل میں پیدا کرتے ہیں۔

میں [illegible] مرتکب ہونگا اگر اس موقع پر بمبرنگ سکول کے طلباء کا ذکر نہ کروں۔ [illegible] لڑکے عیسائی ہیں [illegible] جانتے ہیں کہ قادیان میں تمام ہم سو الاعظیم الشان [illegible] مسلمان جنہوں تعلیمیوں سے نجات [illegible] آیا ہے جو عیسائیت کی تبلیغ [illegible] دیکھائی ہیں تاہم وہ ہمارے ساتھ بڑی خوش اخلاقی سے پیش آتے رہے میں دیکھتا تھا کہ ہمارے طلباء کے ساتھ وہ خصوصاً مہربانی سے پیش آتے۔ انکی کامیابی پر خوش ہوتے اور ان کے ساتھ اگر کوئی بے انصافی ہوتی تو انہیں رنج ہوتا۔ ان کے اس حسن اخلاق کی وجہ سے ہمارے طالب علم بھی خصوصیت کے ساتھ حسن اخلاق کر پیش آتے رہتے اور ان کے شریک راحت رہتے [illegible] اخلاق میں دل کی تورنے منٹ کے متعلق [illegible] دو چار اور باتیں جو اس مقام پر [illegible] [illegible] اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ [illegible] کے [illegible] ایک رات میجک لینٹرن [illegible] دکھایا گیا اس میں تمام طلبا کو جو شریک کھیل [illegible] تھے۔

[illegible] بہائیوں نے اولاً یہی سمجھا تھا کہ غالباً کسرلس کا زکے متعلق تصاویر ہونگی۔ لیکن [illegible] مسیحی [illegible] کی اشاعت کا کوئی پہلو [illegible]

نہیں دیتے ممکن تھا مطلب ہے کہ وہ مسیحی مذہب کے متعلق تصاویر دکھائیں گے چنانچہ وہاں پہونچے تو یہی نقشہ تھا۔ دیہات کے آئے ہوئے طالبعلم جنہوں نے میجک لینٹرن کا تماشا دیکھا کیا سنا بھی نہ ہوگا۔ ان تصاویر کو دیکھکر خوش ہوتے مگر جب مسیح کے صعود آسمان کی تصویریں آئیں اور ریڈوا اسکریٹی کے گرفتار کرنے کا موقع دکھایا گیا تو بعض کو تعجب ہوا کہ [illegible] جو اپنے آقا کو پکڑوا تا ہی وہ [illegible] فطرتی طور پر اس قوت قدسی [illegible] کو تسلیم کرتے تھے جو [illegible] نظارہ میں پیش ہوئی۔ بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود [illegible] جسکی قوت قدسی کا یہ اثر تھا کہ تلواروں [illegible] میں بھی آپ کی جماعت نے [illegible] [illegible] عذر اری کی [illegible] ہی صعود کے وقت شاگردوں کی [illegible] ہو رہی تھیں۔ تصویریں دکھایا گیا کہ مسیح ایک [illegible] طرح آسمان کی طرف اڑتا ہے اور شاگرد [illegible] دیکھ رہے ہیں تعجب ہے کہ کیوں انہوں نے مسیح کا دامن نہ پکڑ لیا تاکہ وہ بھی ساتھ ہی آسمان پر اڑ جاتے اور سب سے تعجب انگیز امر اس [illegible] وقت مسیح پکڑا گیا۔ اور یہودیوں نے [illegible] تو اسوقت تو کوئی کرشمہ نہ دکھایا اور [illegible] اڑتا ہی تھا تو یہ نظارہ سب کے سامنے [illegible] تھا نہ کہ مخفی طور پر [illegible] آسمان کو [illegible] پہاڑوں کے راستہ سے کشمیر کی طرف [illegible] شاگردوں سے رخصت ہوا [illegible] کہانی کو کسی نے تسلیم کرایا تھا شاگردوں نے [illegible] کیا تاکہ لوگوں کے خیالات منتشر رہیں اور وہ [illegible] ذکر ہیں۔ غرض یہ تماشا ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی لوگ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے [illegible] کر رہے ہیں پھر ایسے دجل کے مقابلہ کے لئے کس قدر ہمت اور سعی اور دعا کی حاجت ہے؟۔

دوسرے دن اسی سکول کے طالبعلموں نے شکسپیر کا ایک مشہور ڈرامہ کامڈی آف ایرارز بھول بھلیاں دکھایا۔ جو انہوں نے نہایت کامیابی سے کیا۔ مگر بعض نظارے پیش کرنے کے قابل تھے۔
ایک چھوٹا بچہ جو ہیڈ ماسٹر صاحب کا بھائی بنایا گیا تھا بڑی قابلیت کے ساتھ اپنے ایکٹ کو سمجھتا تھا۔ یہ بچہ بہت ہی چھوٹا تھا جس سے اسکی ذہانت اور زیرکی کا اندازہ ہو سکتا تھا کیا اچھا ہو اگر ہیڈ ماسٹر صاحب اسے کسی عمدہ شغل میں لگاتے۔ اور اس طرف اسکی توجہ نہ ہونے دیتے۔ اس ڈرامے کا اثر کیا ہوا؟ بیچارے دیہاتی طالب علم گاتے پھرتے تھے۔ بھولوں بھولوں کے [illegible] پیسے کے چار

اور اسی طرح سے شکستہ تھے یہ نظارہ میں نے اسی بورڈ سکول میں دیکھا تھا جہاں ہم اترے ہوئے تھے۔ اس طریق سے طلباء کو دراصل سکول میں آنے کے لئے متوجہ کیا جاتا ہے۔ مگر یہ طریق مفید نہیں اثمھا اکبر من نفعھما اس کا ضرر اسکے فائدہ سے بڑا ہے۔

بٹالہ کی میونسپلٹی کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے بٹالہ کے بورڈ سکول کا محل وقوع نہایت ہی بری جگہ ہے اسکے ساتھ ہی بد وضع عورتوں کا رنڈی پول کا اڈا ہے اور ساتھ ہی پولیس لائن ہے سکول کو اس جگہ سے اٹھا دینا چاہئے یا [illegible] اور پولیس لائن کو اٹھانا چاہئے۔ [illegible] [illegible] آزادی [illegible]

طبیب حاذق

[illegible] رسالہ [illegible] ایک بار شائع ہوتا ہے اسکے دو حصے ہوتے ہیں [illegible] مشہور و معروف شاہی طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی کا بیاض ہوتا ہے جس میں مولوی صاحب موصوف نے تمام امراض کو مسلسل لکھا ہے اور اس میں ہر ایک مرض کی علامات اسباب پر مفصل بحث کرکے تشخیص کی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ پھر ہر مرض کے مختلف قسم کے علاج۔ ڈاکٹری۔ یونانی۔ ویدک۔ وغیرہ نہایت بسط سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اس طرح ہر ایک شخص بلا مدد استاد علم طب سے واقف ہو سکتا ہے دوسرے حصہ میں عام طبی مضامین ہوتے ہیں۔
اس رسالہ کی عمدگی اور خوبی کیلئے یہی کہہ دینا کافی ہے کہ وہ مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی کی طبی تحقیقاتوں اور مجربات کو شائع کر رہا ہے اور اس طرح بے حد بیش قیمت نسخے اسکے ذریعہ شائع ہو رہے ہیں [illegible]

[illegible] [illegible] ہیں قیمت سالانہ عہ [illegible] شائع ہو چکے ہیں درخواست کرو بنام منیجر طبیب حاذق قادیان ضلع گورداسپور۔

شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی کے مجربات

شفاخانہ [illegible] میں وہی نسخہ جات بنائے جاتے ہیں جو شاہی حکیم مولوی نورالدین صاحب سابق طبیب ریاست جموں و کشمیر کے سالہا سال کے تجربہ میں آ چکے ہیں مریض کی صحت اور شفا کی گارنٹی کا دعویٰ بیباکی اور جرأت ہے شفا دینا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہاں ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جو [illegible] کا جو علاج مولوی صاحب موصوف کے تجربہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

> حکیم مولوی نورالدین صاحب کی رائے
> [illegible]
> [illegible]
> [illegible]
> [illegible] نورالدین

[illegible] نورالدین صاحب [illegible] [illegible] تجربہ کرکے دیکھ لیں۔

مندرجہ ذیل ادویات موجود ہیں

سرمہ زنگاری۔ آنکھوں کی بہت سی امراض کیلئے مفید ثابت ہوا۔ جالا۔ دھند۔ [illegible] وغیرہ قیمت فی تولہ عـ
سرمہ نورالعین۔ آنکھوں کی اکثر امراض کے لئے مجرب ہے [illegible] قیمت فی تولہ [illegible]۔
آتشک کی گولیاں قیمت فی ڈبیا [illegible]۔ آتشک کی ٹکیاں۔ فی [illegible] مصفون جریان [illegible] ہو یا مرد کو [illegible] استعمال سے انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ [illegible] سفوف [illegible] قیمت [illegible] خوراک [illegible] حب [illegible]۔ یہ گولیاں امراض [illegible] (بادگولا) میں [illegible] قیمت فی [illegible]
حب الحال۔ قیمت فی ڈبیا [illegible]۔ کھانسی کی گولیاں قیمت فی ڈبیا [illegible]۔ حب ضیق النفس فی ڈبیا [illegible]
مرض اٹھرا کی مجرب دوائی۔ یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی کثرت تجربہ میں آئی ہے [illegible] [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

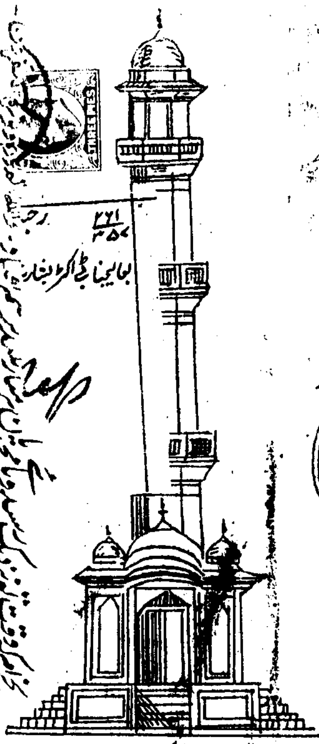

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ز دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

تاریخ اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ بقیمت نہیں ملیگا

نمبر ۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ماہ محرم ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

(۱) زلزلہ - اور - یادگار کریم - ایک اور پیشگوئی پوری ہو گئی - دار الامان کا ہفتہ - تازہ الہامات - صفحہ اول
(۷) استفسار اور انکے جواب - صفحہ ۱۰-۱۱
(۸) خط و کتابت (اور) سودیشی تحریک اور مسلمان صفحہ ۱۲
(۹) اشتہارات صفحہ ۱۳-۱۴

زلزلہ

۲۷ اور ۲۸ - فروری کی درمیانی شب کو ایک بجے کے بعد جو شدید زلزلہ محسوس ہوا اس نے اہل دنیا کی آنکھون کو کہولدیا خدا تعالیٰ کی باتین پوری ہو کر رہتی ہین اور یہی اسکی برتر ہستی کا زبردست ثبوت ہے وہ لوگ جو پروفیسر **اموری** کی اس رائے پر کہ اب دو سو سال تک کوئی زلزلہ نہین آئیگا اگرچہ اموری کی موجودگی ہی مین متواتر زلزلون کے دہکون سے شرمندہ ہو چکے تہے لیکن یہ زلزلہ انہین اور بہی شرمندہ کریگا - وہ ایک سطحی خیال کے انسان پر تو بہروسہ کرتے تہے مگر قادر اور عالم الغیب خدائی باتون پر ہنستے تہے - یہ زلزلہ اس عظیم الشان نمونہ قیامتہ زلزلہ کا نمونہ ہے جسکا خدا تعالیٰ نے قبل از وقت اپنے مامور کو علم دیا ہے چنانچہ اسکا اشتہار شایع ہو چکا اور اسی اخبار مین دوسری جگہ درج ہے جو لوگ پبلک سے کچہہ بہی ہمدردی رکہتے ہین وہ اسکو **کثرت** سے شایع کر کے لوگون کو آگاہ کرین تا وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کر کے خدا تعالیٰ سے صلح کر لین - اور خدا سے ڈر جائین اسکی باتون کی تکذیب کی عادت سے باز آئین اور اس کے فرستادہ پر ہنسی سے توبہ کرین تا خدا تعالےٰ اپنی مخلوق پر رحم کرے - ہنسی اور ٹہٹہا کرنا سہل ہے لیکن خدا کے جلال اور اسکی قہری تجلی سے لرزان ہو کر اپنی اصلاح کرنا سرخ موت ہے مبارک وہ جو اس موت کو قبول کرتا ہے کیونکہ اسی مین **زندگی** ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق دے - آمین

یادگار کریم

منشی نواب خان صاحب ثاقب نے مندرجہ بالا عنوان سے حضرت کریم الملۃ مرحوم کی شہادت پر ایک لطیف نظم لکہی ہے جو گویا مولانا ممدوح کی لایف کا فوٹو ہے - اعلیٰ حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض نے اس نظم کو بہت ہی پسند فرمایا تہا - کثرت اشاعت کے خیال سے اسکی قیمت کچہہ نہین - ان باہمت دوستون کو جو ہمیشہ اشاعت سلسلہ مین حصہ لیتے ہین توجہ دلاتا ہون کہ وہ سو سو جلدین خرید کر مفت تقسیم کر دین -

منشی نواب خانصاحب ثاقب احمدی مالیر کوٹلہ سے ملے گی - دفتر الحکم بہی بہم پہونچا دیگا -

ایک اور پیشگوئی پوری ہو گئی

۲۲ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اشتہار بعنوان ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار شایع ہوا تہا اسکی صفحہ ۲ مین ۲۰ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کی ایک رؤیاء - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج فرمائی ہے اور وہ یہ ہے -

”مجہے یہہ دکہایا گیا کہ جسکا نام **عزیز** ہے اور اسکے باپ کا نام کے سر پر **سلطان** کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹہایا گیا“

یہہ رؤیاء ہے اسوقت آپ نے اسکی تعبیر یون فرمائی کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا بین الثبوت نشان ظاہر ہوگا - جس سے لوگون کی دلون پر تسلط ہو اور وہ مجہے لوگون کے دلونمین عزیز بنا دے - یہ تعبیر بطور خود بجائے خود نہایت معقول اور مقبول ہے مگر کیسی خوشی کی بات ہے کہ یہ رؤیاء اپنے لفظونمین بہی بالکل پوری ہو گئی - اسکی تفصیل یہ ہے - اس رؤیاء مین جو بچہ دکہایا گیا تہا وہ **عزیز احمد** تہا جو جناب مرزا **سلطان احمد** صاحب افسر مال میانوالی کا بیٹا اور حضرت مسیح موعود کا **پوتا** ہے - رؤیاء مذکور اشتہار مین درج ہوئی تہی ورنہ صاف طور پر آپنے فرمایا تہا کہ عزیز احمد خلف مرزا **سلطان احمد** کو مینے دیکہا ہے - اس جمعہ کو مرزا عزیز احمد نے اپنے برگزیدہ **دادا صاحب** کے ہاتہہ پر انہین مسیح موعود تسلیم کر کے بیعت کر لی - والحمد للہ علیٰ ذالک - اور اسطرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہو گئی - بعض لوگ جو حقایق سے ناواقف ہین اور ایسے نشانات پر غور کرنے کے عادی نہین شاید اسکو سرسری نظر سے دیکہیں لیکن جو لوگ حالات سے واقف ہین وہ اسکو ایک عظیم الشان نشان سمجہتے ہین - جسوقت اعلیٰ حضرت نے یہ رؤیا دیکہا ہے اسوقت عزیز احمد کی عمر نو سال سے کچہہ زیادہ تہی - اور ادہر حضرت اقدس کے ساتہہ کوئی تعلقات باقی نہ تہے - عزیز احمد ایک مخالف خاندان مین پرورش پا رہا تہا ایسی صورت مین یہ کب ممکن تہا کہ ایسی امید ہو سکے اور پہر اپنے بلوغ تک عزیز احمد زندہ بہی رہے یا خود اعلیٰ حضرت زندہ رہین لیکن اب جبکہ اپنے خاندان مین مرزا عزیز احمد پہلا بچہ ہے جو حضرت اقدس کے ہاتہہ پر بیعت توبہ کرتا ہے - بحالیکہ ابہی مرزا **سلطان احمد صاحب** کو جو مرزا عزیز احمد کے والد ماجد ہین یہہ موقع نہین ملا - تو پہر اس پیشگوئی کے پورا ہونے مین کیا شک رہا بلکہ یہ ایک نہین تین نشان ہین - **اوّل** مرزا عزیز احمد صاحب کا اسوقت تک زندہ رہنا (خدا اسکی عمر مین اور برکت دے آمین) خود اعلیٰ حضرت کا زندہ رہنا - پہر عزیز احمد کا بیعت کرنا - غرض یہ کئی نشانون کا مجموعہ ہے - جو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمین دکہایا - خدا کرے کہ عزیز عزیز احمد کی بیعت اسکے باقی گہرانے پر نیک اثر ڈالنے والی ہو - آمین -

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچہی ہے -

۲ - ہفتہ زیر اشاعت مین لاہور - پٹیالہ - سہارنپور اور بعض دیگر مقامات سے احباب حاضر ہوئے -

۳ - مدرسہ کے لئے زمین خرید لی گئی - رجسٹری ہو چکی تعمیر عمارت کا فکر درپیش ہے -

تازہ الہامات

یکم مارچ ۱۹۰۶ء - زلزلہ آنے کو ہے -

فرمایا - اسکے معنے یہ ہین - کہ اسی زلزلہ کو جو ہوا اصل زلزلہ نہ سمجہو بلکہ سخت زلزلہ آنے کو ہے -

۷ - مارچ ۱۹۰۶ء - ہَا اِنِّیْ آنَرْتُکَ -

ترجمہ - خبردار ہو مین نے تجہے چن لیا -

... رنگ کا دفتر الحکم کی معرفت مل سکتا ہے اور ایسا سستا کہ اسکی نظیر نہ ملے گی جسقدر مطلوب ہو منگوالو ایک تولہ سے کم نہ بہیجا جاویگا قیمت فی تولہ ...

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلاصہ یہ کہ جب پہلی مرتبہ حضرت اقدس دہلی تشریف لے گئے تھے اوسوقت اور اس سفر کے وقت دہلی کی حالت مین زمین آسمان کا فرق تھا۔ اسوقت مولوی سید نذیر حسین صاحب زندہ تھے جو اول الکافرین تھے۔ لیکن آج وہ کسی قبر مین پڑے ہوئے خدا کے راستباز اور جری اللہ کی پیشگوئی (تخرج الصدور الی القبور) کی صداقت دکھا رہے تھے اور ان کی قبر اہالیان دہلی کو زبان حال سے کہہ رہی تھی۔

من نکردم شما حذر بکنید

مگر اس صدائے حال کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے تھے اور سن سکتے تھے جو دل مین خوف الٰہی رکھتے ہون۔ سچ مچ کیا یہہ عظیم الشان معجزہ اور کرامت حضرت مسیح موعود کی نہین کہ وہ دہلی مین داخل ہوتے ہین اور اپنے اول الکافرین کو مردہ پاتے ہین۔ یہ سچ ہے کہ فنا اور موت کا ہاتہہ سب پر یکسان حکمران ہے لیکن صادق کے سامنے صادق کے مکذب اور مکفر کا ہلاک ہو جانا کوئی معمولی امر نہین۔

مولوی محمد بشیر صاحب جو ۱۸۹۱ء مین وفات مسیح پر بحث کرنے کے لئے بہوپال سے عارضی طور پر آئے تھے اب دہلی مین مستقل طور پر مقیم تہے لیکن انہین جرأت اور حوصلہ نہین ہو سکا کہ آپ سے آکر ملین اور چودہ سال گذشتہ کے واقعات کو دہرائین۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو اسوقت دہلی مین شیخ الکل کی باگ ہاتھ مین لئے ہوئے تہے جو چاہتا تہا کراتا تہا حضرت اقدس کے اس سفر دہلی مین دہلی تو پہونچا لیکن وہ چند گہنٹون کے سوا زیادہ قیام نہین کر سکا۔

مولوی عبد المجید صاحب جو اسوقت آپ کی مخالفت مین نمایان حصہ لیتے تہے آج دہلی مین زندہ تو موجود ہین۔ مگر اس سے پہلے کہ حضرت اقدس دہلی مین رونق افروز ہون مولوی عبد المجید صاحب وہان کے ایک حافظ عیسائی سے وفات مسیح کے مسئلہ مین ایسی شکست فاش کہا چکا ہے کہ اب بجز خاموشی کے اور اسے چارہ ہی نہین ہے۔

مرزا حیرت جو دہلی کا خاص تحفہ ہین ۱۸۹۱ء مین اصل مسیح بن کر فتح پوری پر نزول فرماتے تہے۔ اور مسلمانوں کے عقیدہ نزول مسیح کی گویا پہبتیان اڑاتے تہے وہ اب بہی زندہ سلامت موجود تو ہین مگر بعالم دیگر و برنگ ثانی جلوہ گر ہین وہ جوش اور خروش تو ہے نہین لیکن پہر بہی البتہ چپکے نہین رہے اور ساری دہلی کا کفارہ ہو کر اشتہار نکال ہی بیٹھے۔ اسکا مفصل ذکر اپنے موقع پر آئیگا۔

غرض

وہ جوش اور سرگرمی جو مخالفت مین چودہ برس پیشتر تہی آج نہین اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل اور اسکا خاص فعل ہے جسکے اسرار سے ہر شخص آگاہ اور واقف نہین ہو سکتا۔ یہہ انقلاب تہا جو دہلی کی حالت مین واقع ہو چکا تہا۔ دہلی پہلی سی دہلی ہی نہ تہی گویا اسکی مخالفت اور عداوت کا سٹیم سرد ہو چکا تہا۔ وہ دہلی جہان حضرت اقدس اور آپ کے کسی خادم کو نکلنا ایکوقت دشوار اور خطرہ جان نظر آتا تہا اب وہان حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بے خوف و خطر امن وچین سے پہرتے اور باہر چلتے تہے اور گہر پر صد ہا اشخاص جن مین ہر طبقہ اور ہر مذاق کے لوگ ہوتے آتے۔ سوالات پوچہتے اعتراض کرتے مگر ان کے کلام مین نرمی رعایت ادب ہوتی اور دلون مین ایک خاص جوش قبولیت اور اصل حال معلوم کرنے کا پایا جاتا مین خود اپنا عجائب پسند دل لیکر شہر کے مختلف حصون مین گیا۔ مختلف آدمیون سے ملا۔ مگر مین حیران ہوتا تہا جب ۱۸۹۱ء کے سنے ہوئے حالات ہین اور ۱۹۰۵ء کے چشم دید حالات مین انقلاب عظیم پاتا تہا۔ دوسرے الفاظ مین ان واقعات اور حالات کی وہی صورت تہی جو

پرانی اور نئی دہلی

کی ہے۔ اب مین ضروری سمجہتا ہون کہ دہلی کے قیام کے حالات بیان کرکے ناظرین الحکم کو محظوظ کرون۔

دوسرے احباب ہر چند دہلی جانے کی عام اطلاع مشتہر نہوئی تہی اور حضرت نے منع کر دیا تہا کہ کسی کو اطلاع ندی جاوے وجہ یہہ تہی کہ ممکن ہے ارادہ فسخ ہو جاوے تو دوسرے احباب کو تکلیف ہو تاہم پہلے سفر کے متعلق جو ملتوی ہو گیا تہا جہان جہان اطلاع پہونچی احباب وہان سے کئی روز پیشتر سے آپہونچے تہے چنانچہ مظفر نگر سے میان عبد الخالق صاحب جو دہلی کی جماعت مین ایک سرگرم اور باہمت نوجوان ہین مع بعض دوسرے احباب کے آئے ہوئے تہے ایسا ہی خانصاحب مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی بہی پہلے سے دہلی پہونچے ہوئے تہے۔ شام کو وہ بہی خبر سن کر حضرت اقدس کی فرودگاہ پر آپہونچے اور احباب سے ملکر از بس محظوظ ہوئے۔ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب اور حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب دہلی سے چلے آئے تہے لیکن سٹیشن امرتسر پر آکر انہین اطلاع ملی کہ حضرت دہلی کو چلے گئے ہین وہ واپسی ڈاک رات کو دہلی آپہونچے۔

تازہ رؤیا ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ آج رات مینے خواب مین دیکہا ہے کہ تہوڑے چنے بہونے ہوئے سفید ہین اور ان کے ساتہ منقہ بہی ہے فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ چنے مولی۔ بینگن یا پیاز خواب مین دیکہین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن چونکہ ساتہہ منقہ بہی ہے جو دل کو تقویت دینے والی شے ہے۔ اور اسکا دیکہنا اچہا ہے فرمایا اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر مکروہ چہوٹا یا بڑا در پیش ہے مگر جیسا کہ رؤیا مین دکہایا گیا ہے کہ چنون کے ساتہہ منقہ بہی ہے اس سے یہ بشارت ملتی ہے کہ وہ کراہیت اسکی انشاء اللہ جاتی رہیگی فرمایا انسان کے ساتہہ مکروہات عالم کا سلسلہ تو لگا ہی ہوا ہے اس سے یہ الگ نہین ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے تو یہہ نہین ہو سکتا۔ ہان یہ سچ ہے اگر مکروہات کا سلسلہ پیش آجاتا ہے تو اسکے بعد آسایش اور آرام کا سلسلہ بہی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے ان مع العسر یسرا یہہ زندگی کا چکر ہے جب تنگی کا زمانہ آوے تو سمجہنا چاہئے کہ اسکے بعد فراخی بہی ضرور آئے گی۔ اور اصل بات یہ ہے کہ تنگیون اور تکلیفون کا زمانہ ہی انسان کو انسان اور بندہ بناتا ہے ورنہ اگر کوئی غم ہم نہ ہو تو انسان خدا سے بالکل دور چلا جاوے۔ مومن کی شان اس سے نرالی ہے وہ جس جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکہتا اور اسکے انعامات کو پاتا ہے اسیقدر وہ اسکے قریب ہوتا ہے اور اپنی وفاداری اور اخلاق و اخلاص مین زیادہ ترقی کرتا ہے۔

سیر دہلی اور زیارت قبور مکرمی مفتی صاحب نے سیر دہلی کے لئے بعض احباب کی خواہش پاکر اجازت چاہی اسپر آپ نے فرمایا کہ مین خود آتا ہون۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے مردانہ مکان مین تشریف لائے اور سیر دہلی کے تذکرہ پر فرمایا لہو و لعب کے طور پر پہرنا درست نہین یہہ فضول بات ہے مین اسکو پسند نہین کرتا۔ ہان یہان اکثر اولیاء اللہ اور اکابران امت کے مزار ہین ان پر جانے کا ہمارا بہی ارادہ ہے وہان ہو آئین۔ ایک فہرست ان مزارون کی طیار کرو۔ جہان جانا ہے چنانچہ اسی وقت مندرجہ ذیل بزرگون کے نام لکہائے کہ ان قبور پر چلنا چاہئے۔ ۱۔ خواجہ باقی باللہ صاحب۔ ۲۔ خواجہ میر درد صاحب۔ ۳۔ شاہ ولی اللہ صاحب۔ ۴۔ خواجہ نظام الدین صاحب ۵۔ جناب خواجہ قطب الدین صاحب ۶۔ نصیر الدین صاحب چراغ دہلی رحمہم اللہ اجمعین اس فہرست کے طیار ہو جانے پر گاڑیان منگوائی گئین اور حضرت اقدس اپنے خدام کے ہمراہ جناب میر ناصر نواب صاحب کی رہبری سے زیارت قبور کے لئے چلے۔ اور یہہ قرار پایا تہا کہ سب سے اول خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر جائینگے وہان سے خواجہ میر درد صاحب کے مزار پر۔ اسلئے قیصری باغ مین سے ہوتے ہوئے خواجہ باقی باللہ صاحب کے مزار پر پہونچے۔ راستہ مین زیارت قبور کے متعلق حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچہہ فرمایا وہ مکرمی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے جو حضرت کے ہمراہ گاڑی مین اندر بیٹھے ہوئے تہے نوٹ کیا۔

فرمایا۔ قبرستان مین ایک روحانیت ہوتی ہے اور صبح کا وقت زیارت قبور کیلئے ایک سنت ہے یہہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے اور اسی واسطے دلپر عمدہ اثر ہے انسان اس دنیا مین ایک مسافر ہے آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب انسان قبر پر جاوے تو کہے

السلام علیکم اہل القبور من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون

انسان قبر پر جاکر ان کی مغفرت اور ترقی درجات کیلئے دعا کرے درود شریف بہی ایک دعا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دنیا مین بہت سے ہادی اور رہبر تسلیم کئے گئے ہین اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ تو ایک مسلم سلسلہ ہے لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم پر نظر کرتے ہین تو بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ

کامل آپ افضل الرسل ہین

کوئی موقعہ اور مرحلہ انسانی زندگی کا ایسا نظر نہین آسکتا جس مرحلہ پر آپ نے انسان کو روحانیت کا سبق ندیا ہو اور کوئی نہ کوئی عمدہ اور پاک تعلیم آپ کی وہان موجود نہو۔ رنج مین راحت مین عسر مین یسر مین۔ گہر مین بازار مین مسجد مین مسجد سے باہر ہر کام کے شروع کرتے وقت یہانتک کہ ان اوقات مین بہی جو انسان کی انتہائی درجہ کی بے تکلفی اور علیحدگی کے ہوتے ہین وہان بہی اسوقت کے حسب حال سبق دے اور دعا تعلیم کی۔ یہ امر کسی نبی اور راستباز کی زندگی مین نہین ملیگا۔ یہ فخر اور بجا فخر اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔

مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف (سیرۃ) کو جب اس پہلو سے دیکہتا ہون تو بے اختیار ہو کر کہنا پڑتا ہے

اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد وبارک وسلم

بہت کم لوگ ہین جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کو اس نظر سے دیکہا ہو اور آپ کی تعلیم کردہ دعاؤن کو آپ کی سیرۃ کا ایک ورق سمجہ کر مطالعہ کیا ہو۔ یہہ مضمون بڑا لذیذ اور پر ذوق ہے مگر افسوس ہے اس محل پر اسکے لئے بہی بحث کی گنجایش نہین ہے یہہ مینے محض اس سلسلہ مین ذکر کیا کہ قبر پر جاکر بہی آپ انسان کو ایک سبق دیتے ہین۔ جو دعا اوپر بتائی گئی ہے اگر انسان اسکو سچ مچ مدنظر رکہے اور اسکے ذہن سے یہہ بات ایک لحظہ کے لئے بہی محو نہو کہ وہ ان شہر خاموشان کے رہنے والون مین ایک دن ملنے والا ہے اور ایکدن زمین کی پشت پر چلتا پہرتا بطن زمین مین جانے والا ہے تو اس سے بہتر واعظ انسان کی اصلاح کے لئے نہین ملسکتا۔ مگر ہم مین تہوڑے ہین جو اس امر کو مدنظر اور ملحوظ خاطر رکہتے ہین۔

غرض حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر سب لوگ جا پہونچے مزار پر تو تہوڑا ہی عرصہ ٹہیرنے کا موقعہ ملا لیکن ان کے ناظرین مین شاید بہت سے لوگ ہونگے … حالات بیان کرون۔ (باقی آئندہ)

چہاونی انبالہ پر خوفناک عذاب

یونتو خدا کے سچے رسول حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کے ناپاک سمندر مین ہر ایک ممالک کے مخالف غوطے کہا رہے ہین اسی طرح انبالہ توپخانہ بازار بہی اسی مہلک مرض مین گرفتار ہے مگر یہان مخالفت جہالت تعصب ہر سہ نے اپنا دخل کر رکہا ہے۔ تعصب کا یہ حال ہے کہ چند احمدی جو نووارد تہے مسجد مین نماز پڑہنے گئے اور ملا سے دریافت کیا کہ محمد یوسف احمدی کا مکان کونسا ہے مگر بجائے اس کے کہ وہ مکان بتادے کہنے لگا تم ہرگز اسکے پاس نہ جانا اور نہ اس سے ملنا وہ تو مرزائی ہے اگر تم ملوگے تو تم بہی مرزائی ہوجاؤ گے جہالت کا یہ حال ہے کہ دلہیون تک کی پرستش کرتے ہین۔ مخالفت کا یہ حال ہے کہ اگر کسی دس برس کے بچے کے روبرو حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا جاوے تو وہ گالیان دینے لگتا ہے اور بڑون کا تو کیا کہنا اول تو لوگ اس قابل نہین کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب کو سمجہ سکین اور اگر دو چار ایسے بہی ہین تو عوام کو بہکاتے ہین۔ کہ مرزا صاحب کی کتابین مت پڑہو زہر جادو کہا ہوا ہے۔ اور حضرت اقدس کی شان پاک مین بیہودہ الفاظ نکالتے رہتے ہین۔ ۴۔ اپریل ۰۵ء کے عظیم الشان زلزلہ نے ان لوگون کی زبانین بندکر دی تہین مگر جب زلزلہ کو ایک عرصہ گذرنے لگا تو انکی خباثت کا تہرمامیٹر بہی ۱۲۰ درجہ پر ترقی کر گیا۔ اور یہ مخالفین جب مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کے پرزور دندان شکن لیکچرون سے بہی جب اپنی خباثت سے باز نہ آئے [illegible] کے سچے وعدے کا ظہور ہوا اور اس پاک معبود نے ایک قہری نشان ظاہر کیا۔ یعنے تاریخ ۲۲ فروری ۰۶ء کو بوقت ۸ بجے شام پلیگ کارنٹین کے پاس سے دہوان نکلنا شروع ہوا اور آسمان کی جانب روانہ ہوا اس عرصہ مین اسقدر روشنی تہی جیسے کہ بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور ایسی گڑگڑاہٹ تہی کہ جیسے توپین سر ہوتی ہین یہ دہوان شمال سے اٹہکر جانب جنوب روانہ ہوا اسکے رستہ مین ایک پختہ عمارت تہی جہان چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا تہا۔ اسکی چہت کو صاف اڑا دیا بس اسی پر خیر نہین ہوئی بلکہ وہان سے یہ خدا کا زبردست نشان گورنمنٹ پولیس کی چوکی پر جا پڑا جو اس جگہ سے قریباً ۲ فرلانگ تہی اور اس پختہ عمارت کی چہت کو بالکل اڑا دیا۔ اور احاطہ کی ایک دیوار کو گرا دیا۔ اور دو ٹین آدمیون کو جو خیمہ مین تہے پڑے ہوئے تہی آٹہین یہان پر ایک بیل گاڑی کہڑی تہی جسمین بیل جتے تہے الٹ دیا اور ایک عظیم الشان پیکر کو جڑ سے اکہیڑ کر پہینک دیا اور ۷۔۸ سلیپر دور کے تہے اوپر دیئے۔ ترازو جو اس جگہ گڑا ہوا تہا اسکا ایک پلڑا قریب ایک فرلانگ باہر کہیت مین گرا۔ اسکے بعد پولیس کی چوکی کے برآمدہ کو گرا کر یہ دہوان غایب ہوگیا۔ مخالفین کے دلون مین اس قہری نشان نے ایک بڑی گہبراہٹ پیدا کر رکہی ہے مین دعا کرتا ہون کہ خداوند کریم اپنے مامور کے طفیل سے ان آسمانی عذابون سے محفوظ رکہے۔ آمین۔

۲۴۔ فروری ۱۹۰۶ء

راقم عاجز نیاز مند

احقر نصیر احمد ولد شیخ محمد یوسف احمدی کمسریٹ ایجنٹ توپخانہ بازار کیمپ انبالہ۔

پٹیالہ کا سر رشتہ تعلیم توجہ کرے

مجہے پٹیالہ کے غریب اور کمزور فرقہ مدرسین کی حالت زار پر توجہ دلائی گئی ہے جو اس قحط سالی اور گرانی کے زمانہ مین تین تین مہینے تک تنخواہ کو روتے رہتے ہین اور انہین ایک پائی نہین ملتی۔ تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ وہ فرقہ جو نہایت ہی قدر سے دیکہے جانے کے قابل ہے جو گویا تہذیب اور تربیت کا روح رواں سمجہا جاتا ہے وہی نہایت لاپرواہی سے دیکہا جاتا ہے ہم نے پچہلے دنون اخبارات مین پڑہا تہا کہ پٹیالہ کی ریاست اپنے سر رشتہ تعلیم کی تکمیل کی خاطر لاکہہ روپیہ خرچ کرنے والی ہے۔ مگر یہ عجیب تکمیل اور اصلاح ہے کہ غریب مدرسون کو تین تین ماہ تک تنخواہ ہی نہ ملے۔ مجہے امید کرنی چاہیئے کہ ڈائرکٹر صاحب سر رشتہ تعلیم پٹیالہ اس نقص کو جلد رفع کر دینگے اور کل مدرسون کو باقاعدہ تنخواہ ادا کرنے کے احکام نافذ کرکے شکر گذاری کا موقع دینگے ورنہ ضرورتاً مجہے اس بدنظمی کے مفصل حالات اور اسباب بیان کرنے پڑینگے اور شاید وہ بعض اہلکارون اور ذمہ وار لوگون کے لئے ناگوار ہون میری غرض محض اس غریب فرقہ کی حمایت ہے کسی کی دل آزاری مقصود نہین اسلئے مین اسی نوٹ پر اکتفا کرتا ہون۔

درخواست نماز جنازہ غائب

گذارش یہ کہ بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۰۶ء میری اہلیہ مسماۃ امتیاز النساء کا انتقال ہوگیا۔ لہذا احمدی جماعت سے نماز جنازہ اور دعاء مغفرت کا خواستگار ہون۔ فقط

مرسلہ عبد المجید احمدی از اٹاوہ محلہ چوکر کنوان۔

درخواست دعا: منشی محمد منظور الہی صاحب کے بہائی کے دو بچے دو ماہ کے عرصہ مین فوت ہو چکے ہین تیسرا بڑا لڑکا بہی علیل ہے۔ ناظرین الحکم سے صاحب موصوف دعائے صحت کی درخواست کرتے ہین۔

اپیل

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب حبیب الرحمان رئیس حاجی پورہ کے اس اپیل کو جو منسلک ہذا ہے۔ شائع فرمادین کیونکہ شاید بہت سے دلون مین ایسے خیالات ہون۔ میرا جواب صرف یہ ہے کہ جو کچہہ مینے کہا اپنی رائے سے نہین کیا۔ والسلام

محمد علی

اپیل بحضور حضرت مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان سلمہ الرحمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہہ عریضہ بغرض توجہ حضور ارسال ہے اگرچہ چہوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن امید ہے کہ اسکو پڑہکر جواب سے معزز فرمایا جائیگا۔ گذشتہ تلخیص کے الحکم مین خاکساران خاکپائے حضور کو ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مبارکباد دیکر۔ ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اوس خط و کتابت کا تذکرہ کیا ہے جو مابین منشی انشاء اللہ خان ایڈیٹر اخبار وطن۔ اور مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب ہوئی ہے۔ وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کا کچہہ اس قسم کا تہا جو اصل حال سے دور تہا جسکا مطلب خاکسار نے یہ سمجہا کہ منشی انشاء اللہ خان نے ریویو کو پسند کیا ہے اور وطن کے خریداران کو اسکی خریداری کے لئے توجہ دلائی ہے اور دو سو خریدار بہم پہونچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑہکر یہہ عاجز نہایت خوش ہوا اور اخبار وطن کی خریداری کا مصمم ارادہ کیا لیکن خاکسار کی یہ خوشی اوسیوقت رنج سے بدلگئی جبکہ اس خط و کتابت کو سنا اور وہ معاہدہ معلوم ہوا جو اون کے درمیان ہوا ہے کہ گویا ریویو کو ہمارے امام صادق اور رسول برحق کی پاک تعلیم۔ الفاظ۔ خیالات۔ اعتقادات۔ الہامات سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور ہم کو جو خدائے مسیح موعود ہین خوش کرنے یا بالفاظ دیگر آنسو پونچہنے کیواسطے ایک ضمیمہ شامل کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے جسکی اشاعت ہم خادمان ہی تک محدود رہیگی۔ اسقدر معلوم ہونیکے بعد مجہہ خاکسار کیلئے ماتم تہا اور ہم مین اپنی اس حالت کو ظاہر نہین کر سکتا جو یہ خبر سنکر ہوئی خدا تعالےٰ جو دلون کے راز سے واقف ہے خوب جانتا ہے۔ میری سمجہہ مین نہین آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ کے رسول کی خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوتا ہی چہوڑ دینگے تو وہ اور کونسی باتین ہین جنکی اشاعت کرنا چاہتے ہین۔ کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہوکر بہی مل سکتا ہی کیا احمد سے علیحدہ ہوکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مل سکتا ہے۔ کیا احمد اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین کچہہ فرق ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجہہ کو پیدا کیا کہ جس نے محمد اور احمد [illegible] اوس نے ہرگز حضور کو نہین پہچانا اور سکا زبان کی اقرار محض للزد ہے جس نے احمد کو چہوڑا اوس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی چہوڑا وہ ہرگز ہرگز آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق نہین۔ وہی احمد ہے اور وہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو اسوقت ہم مین موجود ہے پہر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی اشاعت نہین کر سکتا کیونکہ دراصل وہ ایک ہے۔ پہر کیا ایسا معاہدہ کرنے والے اپنی طرح ضرار کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتے ہین۔ یا منشی انشاء اللہ خان کی دو سو خریدار بہم پہونچانے پر ریجہ گئے ہین۔ کیا اس خدائی سلسلہ کی اشاعت انشاء اللہ خان کی امداد پر منحصر ہے ریویو پہلے کیا تہا اور اب کیا ہے یہہ ترقی اور قبولیت منشی انشاء اللہ خان کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہرگز نہین خدا تعالیٰ ہی سب کچہہ کر رہا ہے اور حضور کی دعائین ہین اور بس۔

ریویو صرف اسواسطے ہے کہ یورپ اور امریکہ مین عیسائیون کے بناوٹی خدا کو انسان بنادے جسنے باتکلف ذات باری کیا یہ عقیدہ ظاہر کرنے کے واسطے اون لئے کوئی راہ ہے جبکہ وہ مسیح موعود کی پاک تعلیم کو ریویو سے علیحدہ کر لینگے اگر ایسا نہ کیا تو پہر منشی انشاء اللہ خان کے بہم پہونچائے ہوئے خریدار قائم رہینگے۔ ہرگز نہین۔ کیا ریویو کے مضامین کی قبولیت اور قابل تعریف ہونا جناب ایڈیٹر صاحب وغیرہ نے اپنی ذات ہی تک محدود سمجہ لیا ہے۔ اگر اون کا ایسا خیال ہے تو غلط ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ یہ سب کچہہ حضور ہی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ یہ لوگ اونکو اختیار ہے کہ وہ علیحدہ رسالہ جاری کر دین لیکن وہ بہی دوسرے اسلامی رسالون کی طرح بے مغز اور بے برکت ہوگا۔ منشی انشاء اللہ خان کو اگر ضرورت ہے تو وہ ریویو کے مضامین جو اون کو پسند ہون اپنے طور پر طبع کرا کر شائع کر دیا کرین احمدی فرقہ کا رسالہ اوسیوقت تک احمدی ہے جبتک احمد مسیح موعود کی پاک تعلیم اپنے ساتہہ رکہتا ہی۔ ریویو کے زیادہ خریدار پیدا کرنیکا یہ منشا ہے کہ اسلام یعنی مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت ہو اگر یہ نہین تو پہر کچہہ بہی نہین۔ خدا کے لئے میگزین ریویو آف ریلیجنز کو حکم دیدیوین کہ وہ اپنے ان خیالات کو چہوڑ دین۔ ورنہ جو رسالہ کتاب یا اخبار ہمارے سردار حضرت مسیح موعود کے ذکر اور تعلیم سے خالی ہے وہ ہمارا نہین۔ ہمکو اوسکی ضرورت ہے جسمین حضور کا ذکر ہو اور تعلیم ہو جو ہمکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ تک پہونچاتا ہے۔

یہہ بہی عرض کرنا ضروری ہے کہ خاکسار کو کسی پر [illegible] بدگمانی نہین ہے بلکہ جو ایمان حضور پر خدا تعالےٰ نے مجہکو بخشا ہے جسکی تصدیق میرا حال بیان کر رہا ہے وہ مجہے انہین کو تلاش [illegible] اسلام کا طریقہ ہمارے بہائیون کیطرف سے ایسا کیا جاوے۔ فقط برخوردار محب الرحمان سلمہ کو نیا [illegible] ہے قادیان ہی تپ [illegible] ہوگیا تہا اب تک برابر آتا ہے اوسکے واسطے دعا کی [illegible] خاکسار کے واسطے بہی دعا کی جاوے۔

بخدمت جمیع احباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [illegible]

خاکسار حبیب الرحمان از موضع حاجی پورہ [illegible]

مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء

مشاہیر اسلام

(بقیہ امام بخاری)

جامع صحیح بخاری

مضمون علم الحدیث کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہجرت کی پہلی صدی تک احادیث کی تدوین نہیں ہوئی۔ صحابہ کا خیال تہا۔ کہ اگر آثار نبوی مرتب کئے جائیں۔ تو ممکن ہے کہ آگے چلکر ایک زمانہ ایسا آئے کہ کلام الہی اور کلام نبوی میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ اور لوگ غلطی میں پڑ جائیں۔ علاوہ اس کے ابہی اہل عرب اس قدر متمدن نہیں ہوئے تھے۔ کہ کتابت اور جمع تصنیف کا عام رواج ہوتا۔ دوسری صدی میں جب علوم وفنون کی اشاعت اور تدوین کی بنیادیں پڑیں اور کتابت کا عام رواج ہوا۔ تو جمع حدیث پر بہی لوگوں کو توجہ ہوئی امام مالک نے موطا میں اہل حجاز کی حدیثیں جمع کیں۔ ابن جریج نے مکہ معظمہ میں امام اوزاعی نے شام میں۔ سفیان ثوری نے کوفہ میں۔ اور ابو سلمہ حماد نے بصرہ میں۔ احادیث کے مجموعے ترتیب دیئے۔ عبید اللہ بن موسی کوفی اور نعیم ابن حماد وغیرہ نے مسندیں مرتب کیں۔ بعد اور دوسری صدی کے اختتام تک بیسوں مجموعے طیار ہوگئے۔

تیسری صدی میں امام بخاری کو جمع حدیث پر توجہ ہوئی۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت تک احادیث کے بیشمار مجموعے مرتب ہو چکے تہے۔ اس لئے امام صاحب نے اگر ان سے چہانٹ کر ایک مجموعہ تیار کیا تو یہ کوئی اہم کام نہ تہا۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں۔ دیکہنا یہ ہے کہ امام صاحب سے پیشتر اگرچہ متعدد مجموعے مرتب ہو چکے تہے۔ مگر انکی حالت کیا تہی؟ اور امام صاحب نے جو مجموعہ تیار کیا۔ اسکی حالت کیا ہے؟ اس پہلو سے اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو کہ صحیح بخاری کی اصلی خصوصیت کیا ہے؟ اور امام صاحب کا یہ کام کس قدر اہم۔ اور کس درجہ دشوار تہا؟ ہم اس مضمون میں اسی حیثیت سے صحیح بخاری پر نظر ڈالنی چاہتے ہیں۔

صحیح بخاری کا اصلی نام اور احادیث وابواب وغیرہ کی تعداد

صحیح بخاری کا اصلی نام یہ ہے:۔

الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ وسنۃ وایامہ حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث کے مجموعہ کے لئے اس سے زیادہ مناسب۔ جامع اور واقعی نام نہیں ہو سکتا۔

صحیح بخاری میں تقریباً دس ہزار حدیثیں ہیں۔ جو چھہ لاکہہ حدیثوں سے منتخب کر کے درج کی گئیں۔ ایک سو ساٹہہ کتابیں ہیں۔ اور تین ہزار چار سو پچاس باب ہیں۔ اُن تمام شیوخ کی تعداد جن سے صحیح بخاری میں حدیثیں لی گئی ہیں۔ دو سو نواسی ہے تیرہ سو چالیس مشایخ ایسے ہیں۔ جن سے مسلم نے روایت نہیں کی۔ صرف امام بخاری نے روایت کی ہے۔

ثلاثیات اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جو صرف تین راویوں کے واسطے سے امام صاحب تک پہونچی ہے۔ صحیح بخاری میں اس قسم کی بائیس حدیثیں ہیں جن پر امام صاحب کو فخر ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بجا فخر ہے۔

صحیح بخاری کی خصوصیات امام صاحب جب حدیث پر متوجہ ہوئے تو بے انتہا مشکلات کا سامنا ہوا۔ انہوں نے دیکہا کہ جس قدر کتابیں مرتب ہوئی ہیں۔ وہ محض احادیث کا ایک مجموعہ ہیں۔ جن میں نہ صحت کا التزام کیا گیا ہے۔ نہ علت وضعف سے بحث کی گئی ہے۔ اس قسم کے مجموعوں کا طیار کر لینا کوئی مشکل اور اہم کام نہ تہا۔ مشکل یہ تہا کہ ایک صحیح اور ساتھ مجموعہ طیار کیا جائے۔ صحت کے علاوہ ترتیب کے لحاظ سے بہی منتظم۔ اور مرتب ہو۔ صحیح آثار کی غیر صحیح سے تمیز کی جانے کا التزام ہو۔ کہ حتی المقدور اعلیٰ اقسام کی حدیثیں درج کی جائیں۔

امام بخاری پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس التزام اور صحت سے حدیث کا ایک مجموعہ طیار کیا اس لحاظ سے یہ کام جس قدر اہم تہا۔ اسی قدر دشوار تہا۔ امام صاحب نے نہایت کوشش اور جانکاہی سے اول لاکہوں حدیثیں جمع کیں۔ پہر نہایت دقت نظر سے ان پر نقادانہ نظر ڈالی۔ اصول وقواعد کے ساتہہ ان سے دس ہزار حدیثیں منتخب کیں۔ اور ترتیب وار ایک جلد میں جمع کیا۔

امام بخاری نے اس مہم کو سر کرنے کے لئے پہلا کام یہ کیا۔ کہ حدیث کے درجے مقرر کئے۔ اور ان کو مختلف قسموں میں منقسم کیا۔ صحت اور سند کے لحاظ سے کوشش کی کہ مستفیض۔[1] متواتر۔ حسن حدیثیں جمع کی جائیں۔ ان سے دوسرے درجہ پر صحیح حدیثوں کو لیا جائے مگر صحیح سے نیچے درجہ کی حدیثیں جیسے مطلق حسن وغیرہ کو صحیح بخاری میں جگہ نہ دی جائے۔ اگرچہ یہ التزام مسلم اور صحاح اربعہ میں بہی پایا جاتا۔

اور کہا جاتا ہے کہ موطا امام مالک بہی اس خصوصیت میں شریک ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس خوبی اور عمدگی سے امام صاحب نے اس التزام کو نبہایا ہے۔ اسکی نظیر کوئی مجموعہ نہیں پیش کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اصح الکتب کے خطاب سے یہی کتاب سرافراز ہوئی۔

بخاری اور مسلم حدیث کی چہہ صحیح کتابوں میں خصوصیت کے ساتہہ دو کتابیں زیادہ صحیح۔ مستند۔ اور قابل اعتماد تسلیم کی گئی ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ ان دونوں کتابوں کی نسبتاً زیادہ صحت میں کسی کو کلام نہیں لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ صحیحین میں اصح کون صحیح ہے۔ عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ ان دونوں میں صحیح ترین کتاب جامع بخاری ہے۔ لیکن بعض اہل مغرب کو اسمیں کلام ہے ان کا خیال ہے۔ کہ مسلم بخاری سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اس لئے یہاں ہم دکہانا چاہتے ہیں کہ یہ خیال کسی صورت صحیح نہیں ہو سکتا۔ بخاری کو مسلم پر فضیلت ہے اور اکثر حیثیتوں سے ترجیح حاصل ہے سب سے پہلے یہ دیکہنا چاہیئے۔ کہ وجوہ ترجیح کیا کیا ہو سکتی ہیں؟ صحیح بخاری اور مسلم کا مقابلہ چند حیثیتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ حسن ترتیب۔ احادیث اور ترجمہ باب کا تناسب۔ عدم شذوذ اعلال۔ قوت رواۃ۔ استنباط مسائل اتصال اسناد۔ زبان صحت حدیث پہلی دو حیثیتوں کو چہوڑ کر باقی ہر حیثیت سے بخاری کو مسلم پر فضیلت حاصل ہے۔ بخاری میں سوء ترتیب اور بعض موقعوں میں عدم مناسبت حدیث و ترجمہ باب کا عیب ضرور ہے مگر اس سے کتاب کی حقیقی خوبیوں پر پردہ نہیں پڑ سکتا صحیح بخاری اس رنگ اور التزام کی پہلی تصنیف ہے۔ امام صاحب کے سامنے اس قسم کا کوئی نمونہ نہیں تہا۔ مسلم نقش ثانی ہے صحیح بخاری نے اس کے لئے راستہ صاف کر دیا تہا۔ ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش نظر تہا۔ اسلئے اگر ترتیب وغیرہ میں نسبتاً چند نقص پائے جاتے ہیں۔ تو انکی بنا پر امام صاحب پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اس قسم کی فروگذاشتوں کا ایک ایسی کتاب میں رہجانا ضروری لازمی امر ہے اور امام صاحب کی معذوری ظاہر ہے۔

مسلم کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی خوبیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ بیشمار ہیں۔ لیکن جن حیثیتوں کو ہم نے پیش کیا ہے ان کو پیش نظر رکہ کر اگر دیکہا جائے۔ تو سات خصوصیتیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جو صرف بخاری کا حصہ ہیں۔ مسلم کو ان میں شرکت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔

(۱) امام بخاری کا اصلی مقصود اگرچہ احادیث صحیحہ کی تدوین ہے مگر ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ترتیب احادیث میں فقہی فوائد کو بہی ملحوظ رکہا۔ اس لئے ہم دیکہتے ہیں۔ کہ صحیح بخاری کی ترتیب فقہی ابواب اور مسایل کے موافق رکہی گئی ہے۔ اور بعض ایسے باب پائے جاتے ہیں۔ جن کو مسایل قرار دیکر ان کے جواز یا عدم جواز میں قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں۔ کہیں کہیں معلقات اور مرفوعات سے حلت اور حرمت پر استدلال کیا ہے اور ان کے متعلق اگر حدیثیں ملی ہیں۔ تو ان کو بہی پیش کر دیا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی ابتدا میں الایمان یزداد وینقص کو ایک مستقل مسئلہ فرض کر کے لیزدادوا ایمانا اور لیطمئن قلبی وغیرہ آیات اور اقوال صحابہ سے زیادت ونقص ایمان کو ثابت کیا ہے۔ اس خصوصیت کی بدولت صحیح بخاری تحقیق مسایل کا بہی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ بخلاف مسلم کے کہ اسکی اصلی غرض صرف احادیث صحیح کو ابواب فقہیہ کی حیثیت سے مرتب کرنا ہے۔ اس لئے مسایل کی تحقیقات کے حصہ سے بالکل خالی ہے۔

(۲) ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امام بخاری حادثات سے اس زمانہ کی طرز معاشرت کا پتہ لگاتے ہیں۔ اور معمولی واقعات سے نہایت مفید نتائج نکالکر ان کو الگ الگ بابوں میں درج کرتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے کہ بریرہ کو جو حضرت عائشہ کی لونڈی تہی کسی نے کچہہ گوشت صدقہ کے طور پر دیا۔ حضرت عائشہ نے وہ گوشت آنحضرت کو یہ کہکر نہیں دیا۔ کہ

"وہ یہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ صدقہ نہیں کہاتے"،

آنحضرت نے فرمایا کہ

"بریرہ کے لئے بیشک صدقہ ہے۔ لیکن اگر بریرہ مجہہ دے۔ تو میرے لئے ہدیہ ہے"

امام مسلم نے اس حدیث کو باب الصدقہ میں درج کیا ہے۔ مگر امام بخاری نے اس ایک حدیث سے متعدد نتائج پیدا کئے ہیں۔ اور مختلف بابوں میں نقل کیا ہے ایک موقع پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جن لوگوں پر صدقہ حرام ہے انکی لونڈیوں کو صدقہ دینا جائز ہے۔ کیونکہ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈیوں نے صدقہ لیا اور آنحضرت مانع نہیں ہوئے۔ ایک اور موقع پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی کو صدقہ دیا جائے

---

[1] جس حدیث کو کم از کم تین جلیل القدر صحابیوں نے الگ الگ طریقوں سے روایت کیا ہو اور اس کے رواۃ میں روز بروز ترقی ہوتی گئی ہو۔ تو اس حدیث کو مستفیض کہتے ہیں۔ حدیث کی یہ اعلیٰ قسم ہے۔ اگر تین سے کم مگر مشہور اصحاب سے مروی ہو تو اس کو متواتر کہتے ہیں جیسے انما الاعمال بالنیات ایک مشہور حدیث ہے جس کے اصل راوی صرف حضرت عمرؓ ہیں م

[2] ان سے صرف علقمہؓ نے روایت کی اور علقمہ سے صرف محمد بن ابراہیم نے محمد سے فقط یحیی بن سعید نے اور یحیی سے بیشمار لوگوں نے روایتیں کیں۔ لہذا یہ حدیث متواتر ہے۔ متواتر کے بعد تیسرے درجہ پر حدیث حسن ہے۔ حسن۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جو مختلف طریقوں سے مروی ہو اور ہر طریق کی حدیث کا مضمون دوسرے طریق کی حدیث کی تائید کرتا ہو۔ اگر ایک ہی طریق سے مروی ہو تو اس کو غریب مطلق کہتے ہیں حسن کی دو قسمیں ہیں۔ صحیح اور مطلق حسن۔ صحیح وہ حدیث ہے جس کے بعض یا کل طریقوں کے تمام راوی ثقہ۔ عادل۔ غیر مجروح۔ غیر منکر۔ اور نیز راوی اول کوئی مشہور صحابی ہو۔ ساتہہ ہی سلسلۂ روایت میں اتصال ہو۔ مطلق حسن وہ حدیث ہے جسمیں بعض شرایط نہ پائی جائیں۔ م

اور وہ کسی ایسے شخص کو وہ چیز ہدیہ کے طور پر دے جس پر صدقہ حرام ہے۔ تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔

(۳) ایک باریک فرق صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں یہ ہے۔ کہ جب کسی ایک شیخ کے شاگردوں سے یہ دونوں بزرگ روایت کرتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کے شروط کے مطابق ان میں عدل۔ ثقاہت۔ قوت حافظہ۔ سلامتی ذہن۔ تقوی۔ یہ تمام شرطیں ضروری پائی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ تمام شرطیں ہر راوی میں برابر درجہ کی نہیں ہو سکتیں۔ کوئی عادل ہے۔ کوئی زیادہ عادل ہے۔ کوئی بہت زیادہ عادل ہے۔ اس لئے امام بخاری جس احتیاط اور دقت نظر کے ساتھ ان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ امام مسلم میں نہیں پائی جاتی۔ امام زہری کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں۔ اگرچہ سب کے سب معتبر رواۃ میں سے ہیں۔ لیکن اوصاف کی کمی اور زیادتی کے لحاظ سے ان کے مدارج باہم متفاوت ہیں۔ امام بخاری اول طبقے سے اصولاً اور دوسرے طبقے سے ضمناً روایت کرتے ہیں۔ مگر امام مسلم دوسرے طبقہ سے اصولاً۔ اور تیسرے سے ضمناً۔ اور پہلے طبقے سے کبھی کبھی روایت کرتے ہیں اسماء الرجال کے ماہرین کو اس کا پتہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔

(۴) بخاری کی قدر و منزلت کا اندازہ مسلم کے مقابلہ میں اس حیثیت سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی رواۃ کی تعداد جن سے امام صاحب نے صحیح میں روایت کی ہے۔ چار سو تیس سے کچھ زائد ہے۔ اس تعداد میں سے صرف اسی راوی ایسے ہیں جنہیں علما نے کلام کیا ہے لیکن مسلم کے خاص راوی چھ سو بیس ہیں۔ ان میں ایک سو ساٹھ راویوں کو علما نے ضعیف قرار دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام صاحب کے کمزور راویوں سے مسلم کے ضعیف رواۃ کی تعداد بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ بخاری کے ضعیف رواۃ زیادہ تر بخاری کے شیوخ ہیں جن سے امام صاحب کی مدتوں صحبت رہی ان کے حالات اور خیالات سے اطلاع رہی۔ اس لئے قیاس اس امر کو تسلیم نہیں کرتا کہ بخاری جیسے نقاد مدتوں کی صحبت پر ان کے ضعف سے واقف نہ ہوئے ہوں۔ اور روایت میں تامل نہ کیا ہو۔ اس بنا پر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جن راویوں کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں۔ برخلاف امام مسلم کے۔ کہ ان کے ضعیف راوی زیادہ تر قدما میں سے ہیں جنکی تنقید کا ان کو موقع نہ مل سکتا تھا۔ نہ ان کے حالات کی کافی اطلاع تھی۔ اس لئے اس صورت میں ان کے ضعف سے بے خبر رہنا زیادہ قرین قیاس ہے۔

(۵) علما نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام حدیثوں میں سے دو سو دس حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ان میں سے صرف اسی بلکہ اسی سے بھی کم ضعیف حدیثیں بخاری کی ہیں اور ایک سو تیس حدیثیں صحیح مسلم کی۔

(۶) بخاری اور مسلم میں ایک بڑا نازک اور باریک فرق۔ ادبی حیثیت کا بھی ہے۔ ایک ہی حدیث کے مضمون کو دونوں کتابوں میں دیکھیے۔ بخاری کی طرز ادا۔ نشست الفاظ۔ سلاست بیان جس قدر پسندیدہ اور اعلیٰ ہوگی۔ اسکی نظیر مسلم میں کم ملے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس زبان کو پیش نظر رکھا۔ جو عہد رسالت۔ یا اس سے قریب تر زمانے میں مستعمل تھی۔ یعنے امام صاحب نے معانی حدیث کے ساتھ الفاظ حدیث کی حفاظت کا بھی اوروں سے زیادہ خیال رکھا۔

(۷) امام مسلم حدیث معنعن[1] کے اتصال اسناد کے لئے راوی[2] اور مروی عنہ کی صرف معاصرت کافی سمجھتے ہیں۔ بشرطیکہ راوی مدلس[3] مشہور نہ ہو چنانچہ صحیح کے مقدمہ میں انہوں نے خود تصریح کر دی ہے مگر امام بخاری سلسلہ روایت کے اتصال کے لئے صرف معاصرت کو کافی نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک مدلس نہ مشہور ہونے کے ساتھ دونوں کی ملاقات بھی ضروری ہے۔ چنانچہ امام صاحب نے تاریخ کبیر میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے ہم اس موقع پر اس اختلاف کے نتیجہ کو دکھانا کافی سمجھتے ہیں۔

امام صاحب چونکہ ملاقات کو شرط قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ایسی حدیث معنعن کو جس کے راوی اور مروی عنہ کی باہم ملاقات ثابت نہ ہوئی ہو۔ اگرچہ راوی مدلس مشہور نہ ہو۔ متصل الاسناد تسلیم نہیں کرتے اور اس بنا پر اس کو صحیح ہی نہیں قرار دیتے کیونکہ صحیح ہونے کے لئے بالاجماع اتصال اسناد کی ضرورت ہے۔ مگر امام مسلم متصل مانکر صحیح احادیث میں درج کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ صحت اور احتیاط کے لحاظ سے جس قدر صحیح بخاری کا اصول تنقید موافق عقل ہے۔ اسی قدر مسلم کا اصول قوانین صحیح اور قواعد احتیاط سے دور ہے۔

امام صاحب اس پہلو پر غور کرتے ہیں کہ صرف معاصرت کیونکر روایت حدیث کے لئے ہم کو اطمینان دلا سکتی ہے۔ جبکہ ممکن ہے کہ ایک ہی زمانے میں دو شخص ہوں۔ مگر انکی باہمی ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اور ایک دوسرے شخص کی وساطت سے کوئی حدیث ایک شخص تک پہنچ گئی ہو۔ یہ سچ ہے۔ کہ راوی مدلس مشہور نہیں ہے لیکن مدلس نہ ہونا اس امر کے لئے کافی دلیل نہیں ہو سکتی کہ بغیر کسی واسطہ کے بناتر راوی نے مروی عنہ سے سماعت حدیث کی ہے۔ صرف ایک یہی اختلاف اس امر کے لئے کافی ہے کہ مسلم کے مقابلہ میں امام بخاری جمع حدیث میں کسقدر احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور جو اصول تنقید قائم کئے ہیں۔ وہ کس درجہ مطابق عقل اور قیاس صحیح کے موید ہیں۔

ہم نے یہاں صحیح بخاری کی سات خصوصیتیں دکھائیں ہیں۔ جو صحیح مسلم کے مقابلہ میں قابل توجہ ہیں صحیح اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے خطاب سے تمام کتابیں محروم رہیں۔ مگر صحیح بخاری کی صحت۔ احتیاط۔ قوت رواۃ۔ اتصال اسناد اور اس قسم کی اور بے نظیر خوبیوں نے خود کو اس معزز خطاب کا مستحق ثابت کیا۔ علما نے اس استحقاق کو بجا تسلیم کیا اور کلام اللہ کے بعد جگہ دی۔

امام صاحب نے اس کا بڑا حصہ مدینہ منورہ میں لکھا ہے ترتیب سے پہلے تمام ضروری عنوان لکھ لئے تھے۔ ہر عنوان کے نیچے حدیثیں درج کرتے جاتے تھے جس عنوان کے متعلق کوئی حدیث نہ ملتی تو اس کو چھوڑ کر دوسرے بابوں کی ترتیب پر متوجہ ہو جاتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں بعض عنوان ایسے پائے جاتے ہیں جنکے متعلق کوئی حدیث درج نہیں ہوئی۔

صحیح بخاری جب مرتب ہو گئی تو امام صاحب نے اپنے استاد علی بن المدینی اور امام احمد بن حنبل جیسے اکابر محدثین کی خدمت میں اس غرض سے پیش کیا۔ کہ ان بزرگوں کی نظر ثانی سے مزین ہو جائے۔ لیکن امام صاحب کی احتیاط اور تنقید نے صحیح کو اس درجہ اصح مرتب کیا تھا کہ صرف چار حدیثوں کو انہوں نے قابل بتایا کہ صحیح سے خارج کر دیجائیں۔ اگرچہ وہ چار حدیثیں بھی دراصل صحیح ہیں۔

صحیح بخاری کی شرحیں

صحیح بخاری کو جو حسن قبول حاصل ہوا اسکی ایک اعلیٰ دلیل یہ ہے۔ کہ شارحین کی جتنی بڑی اور جس درجہ کی جماعت اسکو نصیب ہوئی شاید ہی کسی کتاب کو ملی ہو۔ نہ معلوم شرحوں کو چھوڑ کر کشف الظنون سے ان ترپن ۵۳ شرحوں کا پتہ لگتا ہے جو امام ابو سلیمان خطابی صاحب اعلام السنن۔ علامہ ابن حجر عسقلانی۔ علامہ بدرالدین بن احمد عینی۔ امام فخرالدین یحییٰ نووی۔ اور حافظ جلال الدین سیوطی جیسے اکابر علما اور محدثین کے قلموں سے نکلی ہیں۔

(الندوہ)

[1] معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں۔ جسکی اسناد عن فلان عن فلان کے ساتھ بیان کیگئی ہو ۱۲

[2] یعنے جس سے روایت کیجائے۔ ۱۲

[3] مدلس اس راوی کو کہتے ہیں جو روایت میں اپنے شیخ کا نام درمیان سے چھوڑ دے ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

زلزلہ کی پیشگوئی

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنیکو ہے پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانیکو ہے
یہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ تم یقیناً سمجھو کہ یہ اک تجربہ ہے انیکو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اسکا علاج آسماں اے غافلو! اب آگ برسانیکو ہے

اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا یہ وہی زلزلہ تھا جسکی نسبت خدا تعالیٰ اپنی وحی میں خبر دیا تھا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی چنانچہ یہ پیشگوئی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ و ۴ میں اور نیز اپنے اشتہارات اور اخبار الحکم اور بدر میں شائع کر دی تھی۔ سو الحمد سو الحمد کہ اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا کی وحی میرے پر نازل کی جسکے یہ الفاظ ہیں۔ زلزلہ آنیکو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنیکو ہے اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا کیونکہ جیسا کہ میں نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ و ۴ میں قبل از وقت لکھا تھا صرف ایک زلزلہ کی پیشگوئی نہیں بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا نے مجھے اطلاع دی تھی سو یہ وہ زلزلہ تھا جسکا موسم بہار میں آنا خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق ضروری تھا سو آگیا۔ ورنہ ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ قیامت کا نمونہ بہار موسم سرما میں آوے اسلئے میں پکار پکار کر کہتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ جہانتک میرا خیال ہے وہ دن نزدیک ہیں ہر تو بہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرو اور پھر بیٹھ کر دیکھو کہ ... تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک جو بچایا جائیگا اپنے کامل ایمان سے بچایا جائیگا کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے؟ اسیطرح ناقص ایمان تمہاری روح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ آسمان پر وہی مومن لکھے جاتے ہیں جو وفاداری سے اور صدق سے اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیزوں پر مقدم رکھ ... میں سخت دردمند ہوں کہ میں کیا کروں اور کسطرح ان باتوں کو تمہارے دلوں میں داخل کر دوں اور کسطرح تمہارے دلوں کے ہاتھ ڈال کر گند نکال دوں۔ ہمارا خدا نہایت کریم و رحیم اور غفار اور ستار ہے لیکن ... جسکا دل ناپاک ہے اور جو ... تو وہ خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتا سو تم اگر ہوشیار ہو تو ... تمہاری ... عبث ہے اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے نفسانی کام کرتے ہیں بلکہ خود پہلے تمہیں ہلاک کریگا اور بعد میں انکو تمہیں آرام کی زندگی ... ان ... خدا تعالیٰ کے پاک نبی کی ... ان دنوں میں پورا ہوگا۔ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو میری بات پر ایمان لا کر ... تبدیلی پیدا کرے اور کیا بد نصیب وہ شخص ہے جو ... دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس جماعت میں داخل ہوں مگر خدا اس کے دل کو ناپاک اور دنیا سے آلودہ اور خباثتوں سے پُر دیکھتا ہے اور ... لوگو! ... توبہ کرو اور دعا میں مشغول رہو ... اور ... کرو ... جبکہ ... خوفناک دن جس کا وعدہ دیا گیا ہے تمہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس خوفناک دن سے پہلے کسی اخبار یا اشتہار کا جو اس پیشگوئی کی تکذیب کے بارے میں لکھا گیا ہو ... کیونکہ اب خدا ان تکذیبوں کا آپ جواب دیگا ...

[illegible]

[illegible] ... راتوں کو اٹھ کر اپنے یگانہ خدا کو یاد کرو۔ اور گنگاریوں کا ... تو ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو۔ خدا کے غضب کے دن سے ... [illegible]

میگزین کا آنیوالا رنگ

جب سے الحکم میں وہ خط وکتابت شائع ہوئی ہے جو مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن اور حضرت مولوی محمد علیصاحب ایڈیٹر میگزین کی مابین ریویو کے مضامین کی ترمیم کے متعلق ہو چکی ہے اسوقت سے کوئی دن اور ڈاک خالی نہیں جاتی جسمیں اس ترمیم کے متعلق مختلف خطوط اعتراضوں کے مختلف پہلو لئے ہوئے نہ آتے ہوں۔ قوم میں ایک عام کھلبلی اس امر کے متعلق پیدا ہو گئی ہے کہ گویا انکا میگزین انکے ہاتھ سے جاتا ہے۔ ان تمام خطوط اور اس تمام حرکت کو دیکھ کر میں اور میرے محترم بھائی مولوی محمد علیصاحب اور دوسرے بزرگ جو اس رسالہ کی بہتری اور ترقی کیلئے دن رات فکرمند رہتے ہیں اس نتیجہ پر پہونچے گئے ہیں کہ قوم اپنے رسالہ کو نہایت قدرت کی نظر سے دیکھتی اور ریلیجس کیلئے بھی وہ گوارا نہیں کر سکتی کہ اسکی موجودہ طرز ترتیب کو بدلا جاوے۔ یہ امر ہم سب کے لئے نہایت ہی خوش کن اور ہمت افزا ہے میں نے کسی دوسری جگہ ایک خط درج کیا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ قوم کے اندر کس قسم کا جوش رسالہ کے متعلق ہے یہ نمونہ ہے متعدد اور مختلف مقامات سے آئے ہوئے خطوط میں سے ایک کا۔ میں ان دوستوں کو جنہوں نے براہ راست مجھے یا مولوی محمد علی صاحب یا دوسرے بزرگوں اور خود اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ایسے خطوط لکھے ہیں یقین دلاتا ہوں کہ مولوی محمد علیصاحب یا ہم میں سے کوئی شخص آن واحد اور طرفۃ العین کیلئے بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ ان معتقدات کو جنپر بفضلہ تعالیٰ ہم علیٰ وجہ البصیرۃ قایم ہیں زبان قلم اور قلم زبان سے بیان کرنے میں کوتاہی کرے۔ جیسا کہ مولوی محمد علیصاحب کے اس خط سے جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں معلوم ہو جائیگا۔ ہماری غرض وغایت اگر اس سمجھوتہ سے جو مولوی انشاء اللہ خان صاحب سے ہوا تھا یہ تھی کہ چونکہ وہ نیک نیتی اور اسلام کی حمایت و اشاعت کے خیال سے ایک ایسی بات پیش کرتے ہیں جس سے ہمارے اصل مقاصد میں ہرج واقع نہیں ہوتا اور ہم (جو اپنے امام علیہ الصلوۃ والسلام کے ماتحت اسلام کی ترقی اور اشاعت کے بھوکے پیاسے ہیں) چاہتے ہیں کہ اسلام کا مقدس اور مصفا چہرہ دنیا کو نظر آئے اس جوش میں اپنی قوم پر یہ اعتبار اور بھروسہ کرکے کہ وہ ہماری کارروائی کو بحمد اللہ نیک نیتی پر محمول کرلیگی ہے اس تجویز سے اتفاق کیا تھا لیکن یہ کبھی خیال نہیں کیا گیا کہ ہم ان مسایل کی بیان میں معاذ اللہ نفاق سے کام لیں گے جو اسلام کی جان ہیں اسلئے قوم کو ہر طرح سے مطمئن رہنا چاہیئے۔

ذیل کا خط جو ایڈیٹر صاحب میگزین نے مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب کو لکھا ہے واضح طور پر ان امور کی حقیقت کھولدیگا جو بعض دوستوں کے دل میں خلجان کرتے ہیں۔ مجھے اس خط کے درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا ہے کہ اگرچہ اتنیک جس ہمت اور مستعدی سے قوم نے رسالہ کی سرپرستی کی ہے وہ میری کسی تعریف یا تحسین کی محتاج نہیں اور نہ ہمارے کام بحمد اللہ اس غرض کیلئے ہیں لیکن یہ امر واقعی ہے کہ انہوں نے بتا دیا ہے کہ وہ جس امام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ چکے ہیں اسکی قوت قدسی نے ان کے دلوں پر خاص اثر ڈالا ہے اس رسالہ کی اشاعت کی غرض یورپ امریکہ اور دیگر بلاد میں اسلام کا پیغام پہونچانا ہے اور یہ بھی ہے بے شمار روپیہ پر جو ہمیں ہمارا امام انشاء اللہ ضرور دیگا۔ لیکن قوم کا فرض ہے کہ وہ ایک مرتبہ متفق ہو کر اس کام کو اور دوسری قوموں کو دکھادے کہ خداتعالیٰ کیلئے کام کرنیوالوں کے قویٰ پر یہ اثر ہوا کرتا ہے میں نے پانچسو سیلون کیلئے جو اپیل کیا تھا اسکے متعلق خطوط آرہے ہیں اور میں جلد اسکا نتیجہ شائع کرونگا۔ صرف ایک شخص چودھری رستم علی صاحب نے ۵۰ رسالوں کی چندہ کا وعدہ فرمایا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اب میں وہ خط درج کر دیتا ہوں۔

وَھُوَ ھٰذا

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہونچا۔ آپ کو معلوم ہی کہ ہم عرصہ پبلک میں جو علماء کے زیر اثر ہے۔ اس سلسلہ کی کس قدر مخالفت ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر سخت سے سخت حملے کئے جاتی ہیں اور شب و روز یہی کوشش ہے کہ اس سلسلہ کو بدنام کیا جاوے اگر سلسلہ کیطرف بدظنی میں صرف آپ سے ہی تعلق ہو۔ تو اور صورت ہے مگر یہاں بدظنی انتہا تک پہونچی ہوئی ہے سو ان بعد کی پیش زنیوں کے تدارک کیلئے پہلے معاہدہ کو صاف کر لینا۔ اور کہولکر بتا دینا زیادہ مفید ہے۔ سو اول امر تو وہی ہے جسکو میں گذشتہ خط میں بھی لکھ چکا ہوں کہ جس صورت میں ضمیمہ یا الگ رسالہ نکالنے کیلئے کثیر اخراجات درپیش ہیں تو اس کام کو اتنی جلدی کیونکر شروع کیا جا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ضمیمہ ابھی نہ نکالا جاوے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک قوم جو پانچ سال رسالہ کی ابتدائی اخراجات کی متحمل ہوئی۔ اور سینکڑوں میں ہزاروں کا نقصان برداشت کرکے اس رسالہ کو جاری رکھا نہیں آج اس کل قوم کو الگ کرکے اس رسالہ کو اس مشن سے قطعاً بے تعلق کر دیا جائے اور ان کو انکا معاوضہ بھی کچھ نہ دیا جاوے۔ اگر آپکو صرف اس تجویز کی خاطر کہ آپنے ریویو آف ریلیجنز کو جو احمدی مشن کا آرگن تھا۔ اس مشن سے الگ کرنا چاہا۔ زبانی کہا جاتا ہے تو آپ میری پوزیشن پر بھی غور فرماویں۔ کہ جس مشن کے آرگن کو اس مشن سے الگ کیا جاویگا اسکے خیالات اس الگ کرنے والے کے متعلق کیا ہونگے اسمیں شک نہیں۔ کہ میرے اکثر احباب نے بہت بدظنی کا کام لیا ہے۔ مگر کثرت سے ایسے خطوط میرے پاس آئے ہیں کہ لوگ حیرانی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ تجویز کیونکر کی گئی ہے۔ ابتدائی تجویز میں یہ عرض کیا گیا تھا کہ یہ صدمہ جو سلسلہ احمدیہ کو ریویو آف ریلیجنز کے الگ کر لینے سے پہونچیگا۔ اس کا ایک چھوٹا سا معاوضہ یہ تجویز کیا گیا کہ سلسلہ کے متعلق ہم ایک الگ رسالہ جاری کر دیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کام کچھ بھی معاوضہ نہیں۔ اخباروں کے قائم کرنے اور چلانے میں جو دقتیں پیش آتی ہیں ان کا اندازہ آپ تو کر سکتے ہیں۔ پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ تجویز جو منظور کی گئی تھی اسمیں سلسلہ کو کسقدر بڑی قربانی کرنی پڑی تھی۔ پس اگر یہ چھوٹی سی بات جو پیش کیگئی تھی سکہ چونکہ نئے رسالہ کا اجرا کثیر اخراجات کو چاہتا ہے اسلئے جب تک اس رسالہ کی امداد کا وعدہ نہو اسوقت تک نئی ترتیب کو شروع نہیں کیا جا سکتا۔ اسپر بھی بدظنی پیدا ہو سکتی ہے تو میں نہیں جانتا کہ کام کیونکر چلیگا۔ جن لوگوں کے دلوں میں ہماری طرف سے ایسی بدظنی ہی ان کے ساتھ معاملہ کرنا بہت مشکل ہے۔ میں احمدی قوم پر یہ ظلم گوارا نہیں کر سکتا کہ ایک تو ان کا رسالہ ان کے سلسلہ سے الگ کیا جاوے اور دوسرا ان کو اسکا معاوضہ بھی کوئی نہ دیا جاوے اور نہ ہی قوم اس تجویز کے ساتھ ایک لمحہ کیلئے بھی اتفاق کر سکتی ہے۔ پس اگر آپ پسند کریں تو اس امر کا اعلان کر دیں اور اس تحریر کو چھاپ کر شائع کر دیں کہ جب تک ایک ہزار رسالہ کی اعانت کا وعدہ نہ ہوگا جسمیں سے پانچسو کی قیمت پیشگی وصول ہو جاوے اسوقت تک نئی تجویز عمل میں نہیں آسکتی۔ افسوس ہے کہ آپ ایک ہی پہلو پر زور دیتے ہیں کہ احمدی قوم کل نقصان برداشت کرے اور دوسرے پہلو پر غور نہیں فرماتے۔

امر دوم۔ جو آپکے اس خط نے میرے دل میں سوال اٹھایا ہے۔ یہ ہے کہ جس صورت میں میری اس چھوٹی سی استدعا کو بدظنی پر محمول کیا گیا ہے تو آیندہ خدا جانے اس کام میں کیسی کیسی بدظنیاں پیدا ہونگی اور کیسی کیسی مشکلات پیش آئیں گی۔ اسلئے قبل اس کے جو میں کسی دوسرے کا ایک پیسہ بھی اعانت میں لوں کہولکر بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ بعد میں کوئی دقت اور جھگڑا نہ ہو کہ ہماری طرف سے صرف یہ وعدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے دلائل کو اس رسالہ میں پیش نکرینگے اور ان کو ضمیمہ میں پیش کرینگے لیکن اسبات کو چھوڑ کر میں جو کچھ اس رسالہ میں لکھونگا۔ اسمیں اپنے عقاید کا پابند ہونگا اور منافقانہ کارروائی مجھ سے ہرگز نہ ہو سکیگی کہ اپنے عقائد کو چھپاؤں۔ مثلاً میرا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور یہی ایک خصوصیت ہے جو اسکو تمام دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے اور کہ اللہ تعالیٰ جس طرح سے قدیم زمانہ میں اپنی برگزیدہ بندوں کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا تھا اسی طرح اب بھی کرتا ہے۔ میں چونکہ علیٰ وجہ البصیرت اس عقیدہ پر قایم ہوں اسلئے یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اسلام کے فضائل اور اسکی خصوصیات کو بیان کرتے وقت میں اس بات کو چھپالوں اور اسکا ذکر نہ کروں۔ ایسا کرنا میرے نزدیک ہی نفاق ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ ایسا ہی میں اس عقیدہ پر قایم ہوں اور علیٰ البصیرت قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور کسی نبی کو کسی قسم کی فضیلت آپ پر نہیں دیگئی اور آپکے معجزات بھی سب نبیوں سے بڑھکر اور سب سے زیادہ ہیں اور کہ ایسے معجزات جو حضرت عیسیٰ کیطرف منسوب کئے جاتے ہیں مثلاً مردوں کا زندہ کرنا یہ واقعی اور حقیقی معنوں میں صحیح نہیں ہیں۔ اور نص صریح فیمسک التی قضی علیہا الموت کے خلاف ہیں ہاں اس رنگ میں وہ صحیح ہیں کہ آپ روحانی مردوں کو زندہ کرتے تھے یا یہ کہ ایک مریض جسکی حالت بالکل موتی کی طرح ہوئی ہو وہ آپکی دعا سے اچھا ہو گیا ہو اور ایسا ہی میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے عقیدہ پر قایم ہوں کہ کسی بشر کو خداتعالیٰ نے اپنی صفات میں شریک نہیں کیا پس یہ صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی پرندوں کے خالق تھے۔ جیسا کہ عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے یا یہ کہ ایک ایسا دجال آئیگا جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مالک بن بیٹھیگا اور مردوں کو زندہ کریگا۔ اور جہاں چاہیگا بارش برسائیگا ایسے اعتقاد میرے نزدیک شرک ہیں اور انکی بیخ کنی ہر ایک مسلمان کا فرض ہے نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ یہ امت محمدیہ خیر الامم ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ اس امت کے ساتھ سچا وعدہ ہے کہ آنحضرت کے خلفاء اسی امت سے ہونگے باہر سے کوئی نہیں آئیگا۔ اور نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا ایسا نہیں آسکتا کہ اسکو بدون وساطت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت ملی ہو۔ اور خداتعالیٰ کا وہ انعام جسکا دروازہ اسنے اس امت کیلئے کہلا رکھا ہے یعنی مکالمہ مخاطبہ کے انعام وہ بدون وساطت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اب دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے اور نیز میں اس عقیدہ پر قایم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ بزور شمشیر دین پہیلانیکے نہ تھے۔ اور نہ ہی آپکے کسی سچے جانشین کے جنگ اس غرض کیلئے تھے کہ جو لوگ اسلام کو قبول نکریں انکو تہ تیغ کیا جاوے اور نہ کوئی ایسا شخص آپکے بعد آنیوالا ہے۔ جو بزور شمشیر دین کو پہیلائے۔ اور جسقدر حدیثوں سے یہ معلوم ہو وہ دشمنوں میں خدا کا دین اس کے نشانوں اور دلائل اور براہین سے ہی پہیلیگا اور میں اس عقیدہ پر بھی قایم ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں جیسا کہ دوسرے تمام نبی ان سے پہلے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بعد فوت ہو گئے ہیں اور جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر زور نہ دیا جاوے۔ اسوقت تک عیسائی مذہب کی ترقی نہیں رک سکتی۔ حضرت عیسیٰ کی زندگی عیسائی مذہب کا بڑا شہتیر ہے۔ میرے نزدیک حضرت عیسیٰ کو زندہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا عیسائی مذہب کی تائید کرنا ہے اور اسلام کی عظمت کبھی قایم نہیں ہو سکتی جب تک کہ غلط عقائد کے خلاف پورے زور سے جہاد نہ کیا جاوے۔

میں نے یہ باتیں اسلئے نہیں لکھیں کہ ان سب کا ذکر بار بار رسالہ میں کیا جائیگا۔ بلکہ اس لئے کہ کسی موقع پر بحث کرتے کرتے اگر ان سوالوں میں سے کوئی سوال میرے سامنے آئیگا۔ تو اسے میں اپنے عقیدہ کے مطابق لکھونگا اور کہولکر لکھونگا جس چیز کو الگ کرنا ممکن ہے وہ صرف حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے اور اس دعویٰ کی تائید میں پیشگوئیاں اور نشانات وغیرہ اور اگر آپ غور کرینگے تو آپ آسانی سے سمجھ لینگے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسالہ کی کوئی ایسی صورت بن سکے جسمیں ان باتوں کا ذکر ہی نہ آئے خواہ مخواہ انکو درمیان میں لانا میرا مطلب نہیں ہے مثلاً جہاں انکی ضرورت نہ ہتی جیسے پردہ۔ تعدد ازدواج۔ طلاق۔ غلامی وغیرہ کے مضامین میں جو لکھے جا چکے ہیں انمیں کہیں ان باتوں کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ کوئی شخص مانع نہ تھا مگر ان چند زوری مسایل پر اسلام محدود نہیں ہزاروں بحثیں ایسی کرنی پڑینگی جنمیں ان باتوں کا ذکر آئیگا پس بجائے اسکے کہ بعد میں کوئی عہد شکنی کا الزام ہمپر لگایا جاوے میں پسند کرتا ہوں کہ یہ باتیں پہلے ہی پیش کر دی جاویں۔ اس کے بعد آپکے ناظرین میں سے اور دیگر مسلمانوں میں سے جو لوگ مدد دینا چاہیں دیں اور جب انکی تعداد ایک ہزار تک پہونچ جاوے۔ تو نئی ترتیب کو شروع کر دیا جاوے میں نے اوپر جو کچھ بیان کیا ہے وہ صرف مثال کیطور پر ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس تحریر کو چھاپکر اپنے ناظرین کی رائیں اسکے متعلق معلوم کر لینگے۔ اسوقت جلدی کرنا مناسب نہیں بلکہ جسقدر دیر سے اور پوری بحث ہو چکنے کے بعد یہ تجویز عمل میں آئیگی۔ اسیقدر درست ہوگی عجلت میں پیچھے نقصان ہوتا ہے والسلام۔

خاکسار محمد علی۔ از قادیان

نوٹ۔ میں تو اسبات سے ہی حیران ہوں کہ ان باتوں کو الگ کیونکر کیا گیا ہے کہ اسلام غیر قوموں کے سامنے پیش کیا جاوے ایک ہی امتیازی نشان مذہب اسلام کا کہ اسمیں خداتعالیٰ کی ہمکلامی کا دروازہ ابد تک کھلا ہے ورنہ خالی قصے کسی مذہب کی ...

مولوی محمد حسین بٹالوی اور ایک احمدی

مین اپنے سید و مولیٰ حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود سے تجدید بیعت کرکے شملے کو واپس آرہا تھا جسوقت بٹالہ اسٹیشن پہ پہونچا تو اتفاقیہ میری نظر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر جا پڑی۔ چونکہ مجھے مولوی صاحب سے تعارف تھا مین فوراً مولوی صاحب کے پاس گیا اور سلام علیکم کہا جسکے جواب مین مولوی صاحب نے بھی وعلیکم السلام کہا اور پوچھا کہ آپ کدھر سے آئے ہین مین نے کہا کہ مین قادیان سے آرہا ہون۔

مولوی صاحب۔ کیا تم بھی مرزا کے مرید ہوگئے۔

احمدی۔ الحمدللہ کہ خدا نے مجھے امام الوقت حضرت جناب مرزا صاحب کی پہچان بخشی۔

مولوی صاحب ہا! ہا!! ہا!!! قسمت ؟

احمدی۔ کیون مولوی صاحب آپ آہین کیون بھرنے لگ گئے یہ تو شکر کا مقام ہے کہ ہم نے امام الوقت کو پہچانکر اسکی بیعت کرلی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ بابو عبدالرحمان نے بھی بیعت کرلی ہے (بابو عبدالرحمان مولوی صاحب کے شاگرد بھی ہین۔

مولوی صاحب۔ قسمت کی بات ہے تم لوگ فقط انگریزی پڑھے ہوئے ہو۔ ایک طرفہ کتابین دیکھکر ایک طرف ہو جاتے ہو۔

احمدی۔ مولوی صاحب! مین نے آپکے اشاعۃ السنہ کا مطالعہ کیا ہے لیکن مین اسی نتیجہ پر پہونچا ہون کہ مرزا صاحب راستی پر ہین۔

مولوی صاحب۔ تم انگریزی پڑھے ہو تم کیا سمجھ سکتے ہو۔

احمدی۔ تو کیا سمجھ اور پہچان فقط مولویون کے لئے ہی رہ گئی ہے۔ یا گیا مذہب فقط آپ لوگون کے لئے ہی ہے۔ مجھے تو سمجھ مین نہین آتا کہ ایک شخص دنیا کی اصلاح کے لئے آئے اور دنیا مین سے فقط مولوی ہی اسے پہچان سکین ولس اگر واقعی یہی بات ہے تو تمام ناخواندہ لوگ مسلمان بھی نہ ہونگے اور نہ وہ کسی طرح مجرم ٹہیرائے جاسکتے ہین۔ کیونکہ جو بات ان کی سمجھ سے ہی بالاتر ہے وہ اس کے لئے ذمہ دار کیون ہونگے اور وہ آیۃ کریمہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کے تحت مین اگر بری ہوگئے۔ حالانکہ آپ اسے مانتے ہین اور مین نے تو مرزا صاحب کو بڑی جد و جہد سے پہچان کر بیعت کی ہے آپ جانتے ہی ہین کہ مین کیسا مخالف تھا مگر اب تو مین یون کہتا ہون کہ ضرور ضرور مرزا صاحب سچے ہین اور انکی بیعت کرنا فرض ہے۔

مولوی صاحب۔ تم جھوٹے ہو اور مرزا صاحب بھی (معاذ اللہ) اور ان کی بیعت کرنا گمراہی ہے۔

احمدی۔ یون تو دنیا کے فرزند ہمیشہ سے ایسا کہتے آئے ہین مگر یہ ثابت کرنا بڑا مشکل ہے آپ نے یونہی ایسا کہدیا سنئے مین آپ کو ایک بڑے مشہور و معروف عالم یعنی شمس العلماء جناب مولانا شبلی صاحب کی رائے بتاتا ہون۔

پچھلے سال جولائی (۱۹۰۵) مین شمس العلماء مولانا شبلی و جناب مولانا قاری شاہ سلیمان صاحب ندوۃ العلماء کی طرف سے شملے آئے اور مختلف موقعون پر لیکچر اور وعظ ہوئے۔ جنمین مولوی شبلی صاحب نے دو باتون پر زور دیا اول یہ کہ اس زمانہ کی حالت بڑی خراب ہوگئی حتیٰ کہ تیرہ سو برس کے اندر کبھی ایسی حالت نہین ہوئی۔ دوم یہ کہ اصلاح کی بڑی اشد ضرورت ہے۔ مجھے ان باتون کو سنکر یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مولوی صاحب سے چلکر دریافت تو کرو کہ جب یہ ردی حالت اصلاح کی محتاج ہے تو مصلح بھی کوئی ہے یا نہین۔ اور مجھے خیال بھی تھا کہ مولوی صاحب ضرور مرزا صاحب کو مجدد وقت تسلیم کرلینگے کیونکہ وہ یہ بھی تو لیکچر مین کہہ چکے تھے کہ ایک دفعہ جب اسلام کو سائنس اور فلسفہ سے مقابلہ پڑا تو امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اس فلسفہ کو پڑھا اور اس کی تردید کی۔ پس جبکہ اسوقت امام غزالی کی ضرورت تھی تو مین کہتا ہون کہ اسوقت بھی کسی اور امام کی ضرورت ہے بڑا عظیم الشان امام ہو کیونکہ اسوقت امام غزالی کے زمانہ سے زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے الغرض مین اسی بات کو مدنظر رکھکر مولانا موصوف کے پاس گیا اور ان سے مین نے فقط اتنا پوچھا کہ جب آپ ضرورت مصلح کے خود قائل ہین اور اس سے پہلے ضرورت کے وقت امام غزالی کے امام ہونے کو تسلیم کرتے ہین تو اسوقت کیون مرزا صاحب کو امام نہین مان لیا جاتا جس پر مولانا موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب کو امام مان لینے مین تو کوئی ہرج نہین ہے بلکہ نہایت مستحسن امر ہے اور مین تو کہتا ہون کہ تم اورون کو بھی اپنے ساتھ ملالو جہانتک ہوسکے کوشش کرو لیکن مجھے زبردستی سے بیعت کے لئے نہ کہو۔ مین نے کہا کہ یہ تو وہ قصہ ہے خود را فضیحت و دیگران را نصیحت خیر مجھے تو یہی پوچھنا تھا کہ مرزا صاحب کو کیون امام نہ مانا جاوے جبکہ زمانہ پکار پکار کر انکی ضرورت کو تسلیم کر رہا ہے۔ مولانا موصوف نے کہا کہ مرزا صاحب کو امام مان لو بہت اچھی بات ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مرزا صاحب کی بیعت کرنے والے عوام الناس کی نسبت شریعت کی بہت عزت کرتے ہین لیکن ہان لوگ کہتے ہین کہ وہ نبی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہین جو کسی طرح صحیح نہین ہے۔ جسپر مینے کہا کہ مرزا صاحب کا مین ایک شعر سناتا ہون اس سے آپ نتیجہ نکال لینا کہ انکا کیا دعویٰ ہے اور لوگون کے کہنے کا کیا ہے وہ تو کہتے ہین کہ خدا کی عورت اور لڑکے لڑکیان بھی ہین اس سے ہم خدا کو تو نہین چھوڑ سکتے سو سنئے شعر یہ ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہان ملہم ہستم و زخداوند منذرم

اسپر مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس طرح تو انکا دعوے ٹھیک ہے۔ اور اسکے ماننے مین کوئی ہرج نہین ہے مینے پوچھا کہ آپ مسیح علیہ السلام کی حیات کے بارہ مین کیا کہتے ہین تو آپنے فرمایا وہ فوت ہوگئے۔ اور دلیل آیت فلما توفیتنی کہتے ہے کیونکہ اسمین حضرت عیسیٰ ؑ کہتے ہین کہ جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی انکا نگہبان تھا پس اگر ہم انہین زندہ مانین تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ اب اپنی امت کے رقیب ہون حالانکہ وہ اسکی نفی کرتے ہین پس قرآن مجید مین تو یہی لکھا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہوگیا۔ اسپر مینے پوچھا کہ علماء تو اسوقت کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین تو آپنے فرمایا کہ وہ بے وقوف ہین عالم نہین ہین مینے پوچھا کہ متقدمین مین سے بھی تو اکثر علماء حیات کے قائل رہے ہین آپنے فرمایا ہان یہ سچ ہے۔ لیکن اس مین ان کا کوئی قصور نہین۔ قرآن مجید ایک بحر بے کنار ہے اسکی بہت سی باتین آئندہ جاکر کھلین گی لیکن اسوقت وفات مسیح کا مسئلہ تو صاف ہوگیا۔ اب جو انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے۔ اور یہہ سب جھوٹے ہین سلہ

مولوی صاحب۔ اس قصہ کو چھوڑو وہ تو نیچری ہے اسکا کیا اعتبار ہے مجھے اسکے کہنے سے کیا وہ کچھ کہے۔

اتنے مین گاڑی آگئی اور مین اور مولوی صاحب اور میرے ایک اور دوست تینون اکٹھے ہی بیٹھ گئے اور سلسلہ کلام پھر شروع ہوا۔

احمدی۔ اچھا مولوی جی وہ تو نیچری ہوئے اسلئے انکا اعتبار نہین پھر آپ تو بتائیے کہ آپ مرزا صاحب کو کیون نہین مانتے۔

مولوی صاحب۔ وہ تو سراسر جھوٹا ہے پھر مین کیون مانون۔

احمدی۔ مولوی صاحب قرآن مجید مین سے کوئی ایسا طریق بتائیے کہ ہم صادق اور کاذب مین فرق کرسکین اور یہ آپ کی مہربانی ہوگی کیونکہ ہم انگریزی پڑھے ہوئے ہین ہمین اتنی سمجھ کہان کہ اسمین سے کوئی اصول نکال لین۔ اور مینے یہ سوال مولوی شبلی سے بھی پوچھا تھا تو انہون نے کہا تھا کہ ایسا کوئی اصول نہین اور ہمارا یہ ایمان نہین کہ قول الفصل مین کوئی ایسا اصول نہ ہو۔

مولوی صاحب۔ دیکھو نجاشی کے پاس جب ابوسفیان نے جاکر مسلمانون کو وہان سے نکلوانا چاہا تو نجاشی نے آنحضرتؐ کی بابت پوچھا کہ کیا وہ جھوٹ بھی بولا کرتا ہے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ نہین تو نجاشی نے کہا کہ پھر وہ سچا ہے اور ہم اسپر ایمان لائے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین بھی یہ موجود ہے۔ جیسے کہ فرمایا وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا دیکھو میری سچائی کی یہ دلیل ہے کہ مین تم مین کتنی عمر بسر کرچکا ہون یعنی میری پہلی زندگی کا چال چلن میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے اور یہ نہایت اعلےٰ اصول ہے ٭

احمدی۔ سبحان اللہ کیا پاک اصول ہے اور میرا اس اصول پر ایمان ہے۔ مگر مولوی صاحب کہین آپ پھسل نہ جانا۔

مولوی صاحب۔ مین اس اصول کو بسر و چشم قبول کرتا ہون اور کسی شخص کے صادق یا کاذب ٹھیرانے کے لئے یہ کافی معیار ہے۔

احمدی۔ مولوی صاحب آپ تو مرزا صاحب کو مان ہی لیجئے۔

مولوی صاحب۔ کیون

احمدی۔ مولانا آپنے اشاعۃ السنہ مین مرزا صاحب کی بابت لکھا تھا کہ ہم اس مرزا صاحب کے حالات سے بہت واقف ہین اور وہ شخص سلامت روی ہے۔ چونکہ اسبات کو آپنے مرزا صاحب کے حق مین اسوقت کہا جبکہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھی ہے اور جسوقت آپ کی عمر غالباً ۴۵ برس کے قریب تھی اور یہ عمر رسول اللہؐ کی اس عمر کے قریب ہے جبکہ آپ نے دعوے کیا اور دونون مین سے آنحضرت صلعم کیلئے۔ تو اسوقت ابوسفیان نے

سلہ جسوقت یہ تمام کلام ہوئی تھی اسوقت مولانا قاری شاہ سلیمان بھی موجود تھے انہون نے بھی اسکی تردید نہین کی تھی گویا الخاموشی نیم رضا۔ اور ہمارے مخالفون مین سے بھی چار او شخص موجود تھے اور بابو عبدالرحمان احمدی بھی تھے۔ منہ

٭ یہہ سوال و جواب نجاشی کے ساتھ نہین ہوئے بلکہ ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ محمدؐ اپنے دعوے سے پہلے جھوٹ کا عادی تھا یا نہین۔ جسکے جواب مین ابوسفیان نے کہا کہ اس شخص کو ہم ہمیشہ راست گو اور سچا یقین کرتے تھے۔ شاید مولوی صاحب جلدی مین بھول گئے ہون۔ منہ

لہٰذا ہم اسے راست باز یقین کرتے تھے اور اب اس کے بعد مرزا احمد کے لئے آپنے ذی گواہی دیدی اور آپ خود رسول اللہؐ کا اسوجہ سے راست باز مان گئے اور ان کے نبی ہونے کے دعوے کو تسلیم کرلیا اسی طرح اب اس کے بعد مرزا احمد کو بھی مانلو وہ آپ کی ہی گواہی کے بموجب راست باز ہے۔ اور قرآن مجید کے اصول مقررہ سے بھی انکی تصدیق ہوگئی۔ پھر اب بھی نہ مانو تو پرلے درجہ کی بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی صاحب - ہم نے یہ بات اسوقت امکانی طور پر لکھی تھی کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے ممکن ہے سچ ہو۔

احمدی - آپ کے پاس اب کونسی یقینی دلیل انکی تکذیب کے لئے ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ آپ اسوقت کیوں [illegible] اصل بات پر پانی پھیرنے کی کوشش [illegible] کہ حضرت اقدس دہلی [illegible] آپ نے [illegible] اسی کے متعلق گفتگو [illegible] تب تو مرزا صاحب ایسے ہی [illegible] نہیں - اب آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے [illegible] لکھا تھا امکانی طور پر لکھا تھا [illegible] غلط بیانی کی ہے یا آپکو [illegible] اشاعۃ السنۃ کے پرچے پڑھے تو [illegible] گفتگو [illegible] آپ نے ایڈیٹر الحکم [illegible] آپ مرزا صاحب کو راست باز یقین کرتے تھے اور نہ امکانی طور پر [illegible]۔

مولوی صاحب - تب تو مرزا صاحب ایسے ہی تھے لیکن اب [illegible]۔

احمدی - لیجئے مولوی صاحب آپ پر ڈگری ہوگئی۔ اور الحمد للہ کہ آخر ابو سفیان کیطرح آپ کے منہ سے وہ لفظ نکل آیا جسپر صداقت دعوے مبنی ہے کیونکہ اب آپکو کوئی عذر نہ ہے۔

مولوی صاحب - میں تو کہتا ہوں کہ اب وہ جھوٹا ہے۔

احمدی - اس دعوے میں آپ جھوٹے ہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر وہ پہلے راست باز تھا تو اب بھی ہے اگر پہلے کاذب تھا تو اب بھی ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ دیکھو میں نے تم میں اتنی عمر بسر کی ہے یا گزر چکا ہوں گویا رسول مقبولؐ اپنی پہلی عمر کو آیندہ کی زندگی کے لئے بطور گواہ پیش کرتے ہیں مگر آپ اب کہتے ہو کہ مانا کہ پہلے وہ راست باز تھے لیکن اب کاذب ہیں استغفر اللہ۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ مولوی صاحب ! یہاں پر تو لبثت ماضی کا صیغہ ہے نہ مضارع - ماضی سے مستقبل کی تصدیق کی گئی ہے - پس چونکہ آپ خود قائل ہیں کہ

مرزا صاحب پہلے تو راست باز تھے - اسلئے اب بھی مان لیجئے کہ وہ خدا پر افترا نہیں کرتے۔

مولوی صاحب - کیا جو شخص چالیس برس تک راست باز رہے پھر وہ کاذب نہیں ہوسکتا ہے۔

احمدی - آپکے خیال میں ایسا ہو تو ہو میرا تو یہ یقین نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ جو علیم کل ہے وہ یہ خبر دیتا ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا - کیونکہ اگر یہ ممکن ہے تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ولقد لبثت فیکم عمرا - کوئی دلیل نہ ہوئی معاذ اللہ - خدا کی پناہ اولیاء الرحمان کی دشمنی کیسی بری ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر بھی بدظنی پیدا ہوجاتی ہے + مولوی صاحب سوائے تسلیم کے ہمیں تو کوئی چارہ نہیں کیونکہ مسلمان کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ قرآن مجید اسکی تصدیق ہے لہٰذا اسے تسلیم کرلیا - اب آپ مانیں یا نہ مانیں ورنہ اصول مقررہ سے تو یہ ثابت ہوگیا ہے کہ وہ صادق ہے - اور آگے قرآن مجید کا حکم موجود ہے کہ کونوا مع الصادقین + جو نہ مانیں انکی نسبت آپ ہی مفتی سہی۔

مولوی صاحب - میں نے ایسی ایسی بحثیں اشاعۃ السنۃ میں درج کردی ہیں وہاں سے دیکھ لینا اب مجھے وظیفہ کرنے دو تم تو مانتے ہی نہیں جو کچھ اس کی کتابوں میں پڑھا ہے وہی کہتے جاتے ہو۔

احمدی - اشاعۃ السنۃ کی بجائے اسوقت آپ جو ہیں آپ سے ہی تصفیہ ہوجانا [illegible] باقی ہم آپکی بات کو قرآن مجید کے مقابل [illegible] اور وظیفہ پھر کرلینا اسوقت ایک شخص کو جو آپ کے خیال کے موافق گمراہ ہوگیا ہے سیدھا کرلو۔

مولوی صاحب - میں تو مرزا صاحب کو مفتری ہی جانتا ہوں تم جاؤ تمہارا کام جانے۔

احمدی - یہ تو وہی بات ہوئی جو کہا کرتے ہیں ساری رات زلیخا پڑھتے رہے اور صبح کو اٹھے تو پوچھنے لگے زلیخا کون تھا۔ میں تو دلیل مانگتا ہوں اور مولوی صاحب باوجود اپنے ہی مقرر کردہ اصول سے جھوٹا ہونے پر پھر جھوٹا جھوٹا کہے جاتے ہیں۔

مولوی صاحب - بس چپ رہو زیادہ کلام نکرو میں نے اشاعۃ السنۃ میں مرزا کی خوب خبر لی ہے اور ثابت کردیا ہے کہ وہ سراسر جھوٹا ہے۔

احمدی - . . . .

مولوی جی دعویٰ بلا دلیل کو کون مانتا ہے کوئی دلیل بیان فرمائیے۔

مولوی صاحب - دلیل کیا بتاؤں وہ تو سراسر جھوٹا ہے - کوئی بات ہو جھٹ کہدیتا ہے ہماری براہین میں درج ہے حالانکہ وہاں نہیں ہوتا - اس سے بڑھکر دلیل کیا بتاؤں۔

احمدی - میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ میلنے براہین پڑھی ہی نہیں - ورنہ ابھی ترکی تمام کردیتا - خیر آپ منجملہ تمام افتراؤں کے ایک افترا پیش کیجئے تاکہ دیکھیں کہ آپ سچے ہیں یا مرزا صاحب سچے ہیں۔

مولوی صاحب - ایک کا ذکر کیا سب ہی افترا ہے۔

احمدی - معلوم ہوا کہ آپ فیصلہ کرنا ہی نہیں چاہتے خواہ مخواہ دل آزاری کرتے ہو - خیر میں بھی اب رخ بدلتا ہوں - مانا کہ بقول آپ کے مرزا صاحب سراسر مفتری ہیں - مگر آپ اسبات کے فیصلہ کیلئے کوئی قرآن مجید سے اصول بیان فرمائیے تاہم کو بھی حق حاصل ہو کہ انکی تصدیق کریں یا تکذیب۔

مولوی صاحب - ایک اصول کو تو سمجھ لو پھر اور پوچھنا۔

احمدی - میں خوب سمجھا ہوا ہوں اب دوسرے کی خواہش ہے۔

مولوی صاحب - نہیں اسکو یاد رکھو۔

احمدی - تو لو میں خود ہی بتاتا ہوں قرآن مجید میں رسول اللہؐ کی نسبت آیا ہے کہ اگر وہ خدا پر ایک بھی افترا کرتا تو ہم اسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور رگ جان کاٹ دیتے مجھے اسوقت قرآن کے الفاظ تو یاد نہیں ہیں۔

مولوی صاحب - میں بتاتا ہوں لو تقول . . . .

احمدی - بس مولوی صاحب مجھے یاد آگئے - ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین - فما منکم من احد عنہ حاجزین - (سورہ الحاقہ)

پس بموجب اس دلیل کے ضروری ہے کہ مفتری جو اللہ تعالےٰ پر بہتان باندھتا ہو جلد پکڑا جاوے اور ہلاک کیا جاوے تا یہ دلیل قائم رہے لیکن مرزا صاحب تو ۲۰ برس سے زیادہ عرصہ سے دعوے الہام کرتے ہیں - پس وہ صادق ہیں۔

مولوی صاحب - میں تو پہلے کہہ چکا ہوں کہ تم وہی کہو گے جو تمہیں اس نے پڑھایا ہے مگر خود کچھ بھی غور نہیں کرتے ہو - یہ آیت تو خاص محمدؐ کے لئے ہی ہے - اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی میرا دوست ہو تو میں اسے کہوں کہ اگر تم نے مجھ پر بہتان باندھا تو میں تم کو تو ضرور سزا ہی دونگا کیونکہ تم دوست ہوکر ایسا کرو تو بڑے ظلم کی بات ہے۔ گویا رسول مقبولؐ کو خاص طور پر اس آیت میں مخاطب کیا گیا ہے کیونکہ آپ محبوب الٰہی ہیں۔

احمدی - آپنے مثال تو خوب بیان فرمائی مگر آپکی مثال سے یہ ٹھیک ملتا ہے کہ جو شخص محبوب الٰہی ہو اگر وہ جھوٹ بولے تو پکڑا جاتا ہے - مگر یہ سراسر غلط ہے محبوب الٰہی اور اللہ پر ہی افترا یہ تو ہے ہی ناممکن - بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مفتری ہو اور لوگوں کو دھوکہ دے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے تو غیرت الٰہی اس مفتری کو پکڑ لیتی ہے اور جلد خاتمہ کردیتی ہے اور لو تقول . . . . الخ سے یہی مراد ہے - ورنہ وہ دلیل ہی کوئی نہیں - اور نہ اس آیت کو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تصدیق دعویٰ میں پیش کرسکتے ہیں۔

مولوی صاحب - آیت لو تقول علینا خاص رسول اللہؐ کے لئے ہی ہے - پھر بھی اس آیت کا مقصد عام نہیں ہوسکتا - کیونکہ اول تو مخاطب ہی آپ کی ذات ہے - دوم اگر اس کو عام کہا جاوے تو یہ واقعہ کے خلاف ہے - کیونکہ بہت سے مفتری ایسے گذرے ہیں جو ۲۳ برس سے زیادہ زندہ رہے ہیں۔

احمدی - مولوی صاحب - آپکی دلیل اول تو غلط محض ہے کیونکہ پہلا معیار جو آپنے فرمایا تھا اسکی مخاطب بھی تو آپ ہی کی ذات بابرکت ہی تھی - لیکن آپنے اسے خود صادق اور کاذب کے پرکھنے کا معیار قرار دے چکے ہیں پس ثابت ہوا کہ گو مخاطب رسول اللہؐ ہی ہیں مگر اصول عام ہے - اور اسلئے آپکے دعوے کی تصدیق اس سے ہوتی ہے ورنہ خاص دلیل تو ہو نہیں سکتی فرض کیجئے آپ کہیں کہ میں سچا ہوں دلیل یہ ہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر بجلی پڑے اور یہ دلیل خاص ہے [illegible] نہیں ہونگا کہ میں کیونکر اسکا یقین کروں - دوسرا یہ ہونی چاہئیں تو یہ کہ یہ دلیل عام ہو یعنی جو جھوٹ بولے وہ بجلی سے ہلاک کیا جاوے تا آپکا بجلی سے محفوظ رہنا میرے لئے حجت ہو یا یہ ہو کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہو اور میرے سامنے آپ پر بجلی پڑی ہو تب میں یہ قیاس کروں کہ واقعی آپکے ساتھ یہ حالت ہے یعنی آپ اسوقت راستی پر ہیں کیونکہ اگر ناراستی پر ہوتے تو ابھی پہلے کی طرح آپ پر بجلی پڑتی کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ آپکے ساتھ اللہ تعالےٰ کا معاملہ اسی طرح پر ہے - پس اسیطرح جناب اس دلیل لو تقول کو ثابت کرنا ہوگا اور یاد رہے کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہؐ نے کبھی خدا پر بات بنائی اور ان پر عذاب نازل ہوا - لہٰذا دلیل خاص کا تو فیصلہ ہوا ہاں دوسری صورت یعنی اس دلیل کی عمومیت ماننی پڑی - اور کہنا پڑا کہ واقعی اگر کوئی شخص بھی خدا پر افترا کرے تو وہ پکڑا جاوے اور ہلاک ہو - اور جو شخص مامور و ملہم من اللہ ہونے کا مدعی ہو اور وہ ہلاک نہ ہو - اور اسکے دعوے الہام کو رسول اللہؐ کے زمانہ نبوت سے زیادہ زمانہ گذر جاوے تو وہ شخص راست باز ہے + پس اب آپ بتائیے کہ آپ کس بات کو مانتے ہیں اگر دلیل خاص ہے تو دوسروں کے لئے کیسے حجت ہے اگر دلیل عام ہے تو مرزا صاحب سچے نکلے اور انکو نبی ماننا ہی پڑے گا۔

مولویصاحب ... دلیل ... اور رسول ... علیہ السلام کا قتل نہ ہونا آپکی صداقت پر مہر ہے

احمدی - اسوقت مرزا صاحب کو بقول آپکے جہوٹے دعوے کرتے ہوئے ۲۵ برس ہو گئے مگر وہ تو پکڑے نہ گئے - اور نہ قتل ہوئے - پہر رسول اللہ کو کیون آپ نے سچا مان لیا جس طرح یہ باوجود مفتری ہونے کے بچ رہے - اسی طرح وہان بہی قیاس کرلو (استغفر اللہ. خداوندا تو معاف کیجیو) مولویصاحب یاد رکہئے کہ یہ دلیل عام ہے اور ناممکن ہے کہ مفتری ۲۳ - برس سے زیادہ برابر مہلت پائے - کیونکہ اسی سے اس ہادی برحق محمد مصطفےٰ ص کی توہین ہوتی ہے اور خدا کی غیرت یہ تقاضا نہیں کرتی کہ اس کے پیارے کی کسی طرح بہی ہتک ہو -

دیکہئے ایک طرف تو آپ کہتے ہین کہ رسول اللہ ص اگر ایک بہی افترا کرتے تو پکڑے جاتے - دوسری طرف آپ کہتے ہین کہ مرزا صاحب کا سارا سلسلہ ہی افترا ہی ہے مگر اسے کچہ نہیں کہا جاتا کیا یہ آنحضرت کی بے ادبی نہیں؟ ضرور ہے پس مین تو اسکو کبہی نہیں مانتا - کیا آنحضرت سے خاص بغض ہے کہ وہ تو ایک بہی افترا کرین تو پکڑے جائین اور دوسرے دن رات افترا کرین مگر انہیں ... جاوے - کیا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ جو دن رات افترا کرتے ہین خدا کے ... ہین کیونکہ ... نہیں جانتے ورنہ کیون خدا ان سے ایسا ... کا سلوک کرتا (معاذ اللہ)

مولویصاحب حقیقت تو یہ ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرتا ہے پکڑا جاتا ہے اور آنحضرت کا ۲۳ برس تک زندہ رہنا اور مقتول نہ ہونا ایک معیار ہے جس سے ہم ہر ایک مدعی الہام کو پرکہ سکتے ہین - اور مرزا صاحب کے صادق ہونے پر یہ ایک بڑی مہر ہے

مولویصاحب - تم فضول بہت بولتے ہو جس سے کوئی فائدہ نہیں ہے - اب چپ رہو رسالہ قطع الوتین پڑہ لینا اسمین یہ ساری بحث ہے اور اسمین کئی ایک مفتریون کا ذکر ہے جنہون نے بڑی لمبی لمبی مہلت پائی ہے -

احمدی - مولوی صاحب اگر آپ چپ رہتے تو بہتر تہا خیر اب آپنے قطع الوتین کا ذکر کیا ہے تو اب مین کب چپ رہ سکتا ہون - اول تو اس کا مصنف حافظ محمد یوسف ہے جو بالکل ناقابل اعتبار شخص ہے - مین اس کے ذاتی حالات سے خوب واقف ہون اور آپ کو بہی معلوم ہے کہ جب وہ شملے انجمن حمایت نومسلمان امرتسر کے لئے چندہ اکٹہا کرنے گئے تہے تو مین بہی ان کے ساتہ ہو گیا تہا - اور انہیں کے ساتہ رہتا تہا - خیر مجھے انکے ذاتی معاملات سے

کیا غرض مین آپکی قطع الوتین کا ذکر ہی سناتا ہون اول تو اس کتاب مین قرآن مجید کی نص صریح کا مقابلہ کیا گیا ہے جو مومن کی شان سے بعید ہے دوم اسمین بالکل جہوٹ سے کام لیا گیا ہے اور ایسا ہونا ضروری تہا کیونکہ قرآن مجید کے مخالف ہون اور پہر راستی پر بہی ہون ایک امر محال ہے دیکہئے اس مین اکبر کو بہی مفتری کہا ہے - حالانکہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے کب اس نے دعوے کیا کہ مین خدا کا فرستادہ ہون اور مجھے یہ الہام ہوا ہے

مولویصاحب - اسنے دین الٰہی جو نکالا تہا -

احمدی یہہ واقعہ غلط ہے کیونکہ جب شاہ ایران نے اکبر کیطرف خط لکہا کہ تم نے کوئی نیا دین تراشا ہے پس اگر یہ سچ ہے تو ہماری تمہاری اب کوئی صلح نہیں - جسکے جواب مین اکبر کیطرف سے فیضی نے یہ قطعہ لکہا -

قِیْلَ اِنَّ الْاِلٰہَ ذُوْ وَلَدٍ
قِیْلَ اِنَّ الرَّسُوْلَ قَدْ کَہِنَا
مَا نَجَا اللّٰہُ وَالرَّسُوْلُ مَعًا
مِنْ لِسَانِ الْوَرٰی فَکَیْفَ اَنَا

یعنی لوگ تو کہتے ہین کہ خدا صاحب اولاد ہے اور ... کے رسول کو جادوگر ... یا ... جب کہ اللہ اور رسول دونون ... خلقت کی زبان سے ... نہیں ... تو اگر مجھ پر یہ الزام لگایا گیا تو کونسی نئی بات ہے -

مولوی صاحب - یہ قطع الوتین کی حقیقت!!

مولویصاحب - دیکہو حسن بن صباح نے بہی تو ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور جنت دوزخ بنائی اور بڑا اپنا دین پہیلایا پہر وہ کیون مہلت پاگیا -

احمدی - مولویصاحب مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ قرآن مجید کے خلاف خواہ مخواہ یہودیون اور عیسائیون کی طرح قصے کہانیان گہڑے - مین کہتا ہون کہ حسن بن صباح اپنے دعوے پر قایم نہیں رہا ورنہ آپ اسکی لائف مین بتائیے کہ وہ اپنے دعوے پر ہی قایم رہا ہو - جسے وہ سارا ناول پڑہا ہے لیکن اس بیچارے نے تو کہین نام ہی نہیں لیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے مگر اب آپ اسے خواہ مخواہ ملہم من اللہ بتاتے ہین - کیا ملہم ایسی ہی کہتے ہین کہ جہاز ڈوبنے لگا تو ایک دفعہ بات بنائی کہ مجھے خدا نے کہا کہ یہ جہاز نہیں ڈوبے گا اور پہر سب سلسلہ مخفی رکہا اور ظاہراً نام بہی نہ لیا کہ مجھے بہی الہام ہوتا ہے - اور پہر وہ ناول ایک ناولسٹ کا بیان ہے جس مین ہزارہا قسم کی ملاوٹیں ہین - اور پہر اس ناول مین بہی تو کہین ذکر نہین کہ اسنے پہر بہی کبہی کہا ہو کہ مجھے الہام ہوتا ہے جس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ خود اس دعوے سے دستکش تہا - اور اسکی تعلیم میں یہ ... تہی کہ اسے ملہم من اللہ مانا جاوے اور یہ عجیب الہامی ہین کہ ماننے نہ ماننے کی ضرورت ہی نہیں -

مولویصاحب - ... ایک ... وظیفہ ... یہ بحث ... ہو تو میرا اشاعۃ السنہ پڑہا کرو -

احمدی - مولویصاحب وظیفہ پہر پڑہ ہو جاویگا پہلے یہ بات تو فیصلہ کرلو - اب تو امرتسر کا سٹیشن بہی قریب ہے پہر آپ اکیلے بیٹہے وظیفہ پڑہتے رہنا -

مولویصاحب - تم اشاعۃ السنہ منگا کر پڑہا کرو -

احمدی - اچہا تو آپ میرے نام جاری کر دیا مین پڑہکر جواب بہی لکہ دیا کرونگا کیونکہ جو کچہ آپ نے اب کہا ہے وہی اوسمین ہوگا -

مولویصاحب - مین تین روپے کا وی پی تمہارے نام کر دونگا -

احمدی - اشاعت السنہ کی قیمت بہت ہے مین اسکی بجائے کسی کے نام ریویو آف ریلیجنز ہی کیون نہ جاری کرادونگا جس سے فائدہ بہی ہو - ہان اگر آپ نصف قیمت پر دینا چاہین تو میرے نام جاری کردین مگر قیمت چہ مہینہ بعد دونگا -

مولویصاحب - مجھے مرزائیون کا اعتبار نہیں فلان مرزائی میری قیمت مار کر لیگیا تہا حکیم نورالدین کی معرفت بمشکل سے ملی تہی - اور یہ سارا معاملہ مرزا صاحب کی برکت ہے -

احمدی - مولویصاحب خدا سے ڈرنا اچہا ہے اور خدا کے بندون پر بدظنی اچہی نہیں - کہئے مرزا صاحب کے مریدون کے علاوہ تو کبہی کسی نے آپکا نقصان نہیں کیا -

مولویصاحب - بہت مار کرلے گئے -

احمدی - مولویصاحب خدا کے بندے اور محمد کے پیرو آپکے روپیہ مار کر لیگئے -!!! مجھے تو بڑا افسوس ہے کیا آپ کو خدا اور اسکے رسول پر تو کوئی اعتراض نہیں -

مولویصاحب - تم شریر ہو چپ ہو مجھے وظیفہ کرنے دو -

احمدی - وظیفہ کس کام آئیگا جبکہ امام الوقت کو تسلیم نہیں کیا - خدا کے فرستادہ کا انکار کرکے یہی کبہی وظیفہ وغیرہ کام آتے ہین - بہتر ہے آپ مرزا صاحب کو مان لیجئے -

مولویصاحب (خاموش ہین گویا سوئے ہوئے ہین مین بلا رہا ہون نہیں بولتے -)

اب امرتسر کا سٹیشن قریب آگیا ہے مین نے مولویصاحب کو ذرا ہلایا اور کہا کہ اب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہین اور رسالہ آپ میرے نام جاری کر دینا -

مولویصاحب - بہت اچہا -

میرا ہمراہی - مولویصاحب یہ تو آپکے پیچہے پڑگیا ہے آپ چپ ہو کیسے وظیفہ کرتے جاتے -

احمدی - بس اب تو سٹیشن آہی گیا اب کیا ہے - ایلو مولوی صاحب السلام علیکم

الراقم عمر الدین احمدی از شملہ ۲۴ فروری

(نوٹ) مولویصاحب سے التماس ہے کہ اگر وہ مجھے پہچان ...

... جب کہ حافظ محمد یوسف صاحب ... ہین ... مسجد مین ٹہہرے ہوئے تہے تو مین اپنے آپکو انجمن کی خدمت کیلئے وقف کر چکا تہا اور انہین کے ساتہ رہا کرتا تہا مولوی محمد حسین صاحب بہی انکے پاس آیا کرتے تہے - ان ہی دنون مین ... حضرت اقدس کا اشتہار انعامی پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب رجسٹری شدہ میرے سامنے آیا اسوقت مولوی محمد حسین بہی موجود تہے اور ایک اور شخص تہا جسکا نام مجھے معلوم نہیں - اور اسیوقت وہ اشتہار پڑہا گیا جو سنکر مولویصاحب اور حافظ صاحب باتین بنانے لگ گئے - اور پہر حافظ صاحب اور مولوی محمد حسین اور وہی تیسرا شخص ملکر اس اشتہار کے جواب کی فکر مین پڑے رہے - اور مین ہر مشورہ مین ساتہ ہی ہوتا تہا - جو جو کارروائیان ہوئین وہ مجھے ہی معلوم ہین سب کو یکجا لکہون تو بہت لمبا مضمون ہو جاوے اسلئے ایک ہی بات لکہتا ہون تا مولوی صاحب اور حافظ صاحب کی اندرونی شہادت خاش ہو جاوے اسکے جواب مین ایک اشتہار کا مضمون اس تیسرے شخص نے حافظ صاحب کے اشارے سے بنایا جسکا مطلب یہ تہا کہ مرزا صاحب کی اب مالی حالت اچہی ہوگئی ہے اسلئے وہ اسطرح پر انعامی اشتہار دیتے ہین لیکن مین یہ جواب دیتا ہون کہ وہ مجھ سے امرتسر مین ندوۃ العلماء کے جلسے مین آکر اسی بات پر بحث کرلین کہ مفتری کو مہلت ملتی ہے یا نہیں (مرزا صاحب کا نہ اشتہار تہا کہ مفتری کو زیادہ مہلت نہیں ملتی) پس اگر مین نے ثابت کر دیا کہ واقعی مفتری کو مہلت مل جاتی ہے تو مرزا صاحب میری وہین بیعت کرلین - اس مضمون کو مینے اپنے الفاظ مین ادا کیا ہے اور جہانتک مجھے یاد ہے یہی الفاظ تہے گو عبارت آرائی زیادہ تہی اور اس اشتہار کو مولویصاحب نے بہی پسند فرمایا تہا اور اسی تیسرے شخص نے اس اشتہار پر یہ کہا کہ اسکے فقرے مرزا صاحب کو خوب چبہین گے اور دوسرے اسنے بحث تو اب کرنی ہی نہیں پس ہم ہی فتحیاب ہونگے - جب مولوی صاحب اور حافظ صاحب خوب راضی ہوئے اور حافظ صاحب نے خوشی خوشی وہ اشتہار بستر مین چہپا دیا ... مین ان دنون حضرت اقدس کا بیعت نہ تہا مگر اس واقعہ سے ایک قسم کی تلاش لگ گئی اور آخر خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے امام الوقت کی پہچان بخشی - اور مین حافظ صاحب کی فتح پر جو شکست سے بہی بدتر ہے ہزار دفعہ لعنت

استفسارات اور ان کے جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بہائی کو پیمانہ کی تہمت کیوں لگائی .... مفصل جواب عنایت ہو

جواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی تہمت نہین لگائی اللہ تعالٰے حضرت یوسف کو صدیق (بڑا سچا) کا خطاب دیتا ہے کیا بڑے سچے بہی کسیکو جہوٹی تہمت لگاتے ہین۔ جیسے فرمایا یوسف ایھا الصدیق سورہ یوسف رکوع ۶ ۔

قرآن کریم کی تفسیر کرتے کے وقت انسان کو چاہیئے کہ جس قسم کے لوگون کا ذکر قرآن مجید مین پڑہے اوسی پایہ کے لوگون کی رسم ورواج و عادات کو پیش نظر رکہے مثلاً اگر ذکر کسی امیر کا ہے جیسے کہ یہان ہے تو اوسوقت امرا کا طرز معاشرت ملحوظ رکہے۔ آپ لوگون کے سامنے تحصیلدار اور منصف ہین ہی جو بڑے اعلٰے امراء مین بہی داخل نہین مگر کیا وہ اپنے برتن آپ سنبہاتے پہرتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ یہ اونکے باورچی یا دوسرے نوکرون کا کام ہے۔ چہ جائے کہ یوسف علیہ السلام جو محکمہ مال کے وزیر اعظم تہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بہائیون کی روانگی کے وقت انکے رخصت کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے حقیقی بہائی کے پاس جو ان کو بہت پیارا تہا۔ وقفہ کیا وہان پانی پیا اور پیالہ حسب عادت امرا وہین رکہہ دیا نوکر اوٹہانا یاد نہ رہا۔ اور مزدورون نے اسباب مین ہی باندہ دیا یا کسیطرح اسباب مین بندہ گیا۔ جب داروغہ سامان سرکاری نے اتفاقاً سامان کو دیکہا تو پیالہ موجود نہ تہا۔ انہون نے چونکہ وہان پانی پایا تہا اور وہان سے پیالہ کا واپس جانا ثابت نہ ہوا تو ان کو یقین ہوگیا کہ ان لوگون نے ہی چرا لیا۔ اسیواسطے انہون نے یقینی طور پر کہدیا کہ بے شک تم لوگ چور ہو۔ حضرت یوسف کے بہائی چونکہ اس معاملہ مین فی الواقعہ راستی پر تہے انہون نے چور کی سزا بڑی جرأت کے ساتہہ بیان کردی اور منظور کرلی جسکا خمیازہ بالآخر انکو بہگتنا پڑا۔ اس تمام واقعہ کے بعد اللہ تعالٰے جو علام الغیوب ہے اور کسی راستباز کو ہدف طعن رکہنا پسند نہین کرتا فرماتا ہے کذالک کدنا لیوسف یہ ہماری تدابیر تہے یوسف کے فائدہ کے لئے کی تہین۔

کیونکہ یوسف علیہ السلام کو خاندان نبوت سے جدا ہوئے مدت گذر چکی تہی اور اسرار و معارفت و نکات نبوت و دیگر ضروریات سے آگاہ ہونا ایک دو روز کا کام نہ تہا اس لئے ہم نے اس تدبیر سے یوسف کے فائدہ کے لئے اسکا بہائی اس کے پاس رکہلیا۔ بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہی کوشش کی تہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکا بہائی تخلیہ مین ملسکے چنانچہ انہون نے کہا تہا کہ الگ الگ دروازون سے داخل ہونا ایک ہی دروازہ سے داخل نہ ہونا۔ چنانچہ اللہ تعالٰے نے بہی اس جگہ اشارہ فرمایا

مَاكَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ۱۳

یعنے ابواب متفرقہ مین سے داخل ہونے مین اور توکوئی فائدہ نہ تہا صرف حضرت یعقوب کے دل مین ایک خواہش تہی جسکو اوسنے پورا کرنا چاہا تہا۔ ہان یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب کو کب اور کس طرح علم تہا کہ یوسف زندہ ہے یا وہان تقسیم غلہ مین دخیل ہین سو اس کا جواب یہ ہے کہ انکو بوحی الٰہی علم تہا۔ اور یقینی علم تہا۔

الف۔ اسی آیت کے بعد اللہ تعالٰے نے فرمایا وانہ لذو علم لما علمناہ یعنے ہم نے یعقوب علیہ السلام کو یوسف کے مصر مین موجود ہونیکا بلکہ محکمہ تقسیم غلہ مین موجود ہونیکا علم دیدیا تہا۔

ب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو روز اول سے کبہی بہی شک نہین ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو فی الواقعہ بہیڑیا نے کہالیا ہے۔

اول جب یوسف ؑ کے بہائیون نے باپ کو کہا کہ یوسف کو بہیڑیا کہا گیا تو انہون نے انا للہ تک نہین پڑہا بلکہ اس معاملہ مین اللہ تعالٰے سے مدد مانگی اور فرمایا واللہ المستعان علٰی ماتصفون سورہ یوسف رکوع ۲ یعنے تمہارے اس بہانہ بازی اور حیلہ سازی پر مین اللہ تعالٰے سے مدد مانگتا ہون حالانکہ وہ نبی تہے اور قانون قدرت کو خوب جانتے تہے کہ کوئی مر کر اس جہان مین زندہ ہو کر نہین آتا پہر اوسکے زندہ کرکر واپس لانیکے مدد اللہ تعالٰے سے مانگنا دعامین اعتدا ہے جو شان انبیاء کے خلاف ہے۔

دوسرا اسی آیت کے ماقبل حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون کو انکے جواب مین کہا بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا تمہارے نفس امارہ نے یہ بہانہ کرنا تمکو خوشنما کرکے دکہایا ہے۔

تیسرا یوسف ؑ کے بہائیون کے بیان سے ہی انکا جہوٹا ہونا ثابت ہوتا تہا جبکہ انہون نے کہا وما انت بمومن لنا ولوکنا صادقین رکوع ۲ یعنے تجہے تو ہماری بات پر اعتبار نہین آئیگا اگرچہ ہم سچے ہی ہون۔

چوتہا۔ خواب حضرت یوسف ؑ کا وہ سن چکے تہے اور اسکی سچائی پر یقین تہا اسلئے حضرت یوسف ؑ کو اظہار رؤیاء سے منع فرمایا یا کہ فرمایا کہ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ سورہ یوسف رکوع اول کہ ہلاک ہونے والے خدا سے دور خبیث روحین ہمیشہ راستبازانسان کے دشمن ہوا ہی کرتے ہین۔

پانچوان۔ جب حضرت یعقوب ؑ نے بیٹون سے حضرت یوسف کا خاص سلوک اور بہائی کے بلانے کا سخت تشدد دیہانتک کہ ہمراہ نہ لائے تو غلہ نہ ملیگا کی سخت تنبیہ سنی۔ تو انکو صاف پتہ لگ گیا کہ وہی مہتمم تقسیم غلہ ہے۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ ہین۔

فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقربون۔ یعنے اگر تم اس (بہائی) کو ہمراہ نہ لاؤ تو تمکو کچہہ بہی غلہ نہین ملیگا بلکہ تم میرے نزدیک بہی نہ آنا۔ اور اسکو اللہ تعالٰی نے منع منا الکیل کے ذریعہ یوسف ؑ کے بہائیون کی زبان پر مختصر الفاظ مین مکرر بیان فرمایا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جو شخص اسقدر تاکید کررہا ہے وہی یوسف ہے۔

چہٹا۔ جب بہائیون نے اپنے باپ سے یوسف ؑ کا بہائی مانگا تو انہون نے واپس لانے کی تاکید کی اگر حضرت یوسف کے قتل ہونیکا انکو شک ہوتا تو غفلت نکرنے کے تاکید کرتے جیسے پہلے ان کی غفلت سے یوسف قتل ہوگیا۔

ساتوان۔ وہ اسی موقع پر انکے وعدہ حفاظت پر فرماتے ہین۔ فاللہ خیر حافظاً خدا تعالٰی کی سابقہ حفاظت کو یاد کرکے اللہ تعالٰے سے آیندہ اسکی بہی حفاظت مانگتے ہین۔

اٹہوان جب حضرت یوسف ؑ کے بہائی کو مصر مین چہوڑکر باپ کے پاس جاکر انہون نے کہا کہ تیرے بیٹے نے چوری کی اسلئے حسب حکم شریعت وہ رکہا گیا تو فرمایا کہ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ اللہ تعالٰے مجہے یوسف اور اس کا بہائی اور تیسرا جو مصر سے آیا ہی نہین تینون ملادیگا۔

نوان۔ جب بیٹون نے یوسف علیہ السلام کا یاد کرنا ناپسند کیا اور باپ کو ملامت کیا تو حضرت یعقوب نے جواب مین کہا اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۱۳ مین وحی الٰہی سے جو کچہہ جانتا ہون تمکو اسکی خبر نہین۔

دسوان۔ پہر بیٹون کو حکم دیا کہ اِذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ ۱۳ یعنے جاؤ اور جاکر یوسف اور اسکے بہائی کی جستجو کرو۔

گیارہوان۔ جب بشیر نے قمیص حضرت یعقوب کے سامنے لا رکہی تو حضرت یعقوب نے فرمایا الم اقل لکم انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون ۱۳ یعنے کیا مین تم کو نہین کہا کرتا تہا کہ جو کچہہ مجہے وحی الٰہی سے اس معاملہ کی خبر ہے تمہین نہین۔

غرض حضرت یعقوب کو بوحی الٰہی خوب یقینی علم ہوگیا تہا کہ وہان حضرت یوسف تقسیم غلہ کے مہتمم یا کم سے کم دخیل تو ضرور ہین۔ اب مین آپ کو وہ آیات مع ترجمہ بہی لکہہ دیتا ہون تاکہ آپکو واقعات کے سمجہنے مین زیادہ سہولت ہو۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۝ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ ۱۳

ترجمہ۔ جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اس کے بہائی اپنے پاس رکہہ لیا یوسف ؑ نے اپنے بہائی کو اور اوسکو خبر بہی کردی کہ بے شک مین ہی تیرا بہائی ہون۔ سو تو غمگین نہ ہو ان کی گذشتہ کرتوتون سے۔ پہر جب تیار کروا رہا تہا اونکا اسباب رکہدیا پیالہ (پانی پیکر) اپنے بہائی کے بوجہہ مین پہر (جب چلا گیا قافلہ) پکارا ایک پکارنے والے نے۔ اے قافلہ والو تم تو بے شک چور رہو۔ کہنے لگے انکے طرف منہ کرکر تمہاری کیا چیز گم ہوگئی۔ بولے ہم کو سرکاری پیالہ نہین ملتا اور جو کوئی اوسے لادے اوسکو بوجہہ (غلہ) ایک اونٹ کا (انعام) ملے گا۔ اور مین اسکا ضامن ہون کہنے لگے (یوسف ؑ کے بہائی) قسم اللہ کی تمکو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے کو نہین آتے (کیونکہ یہہ پہلے بہی ایکدفعہ آئے تہے) اس ملک مین اور نہ کبہی ہم چور تہے۔ بولے پہر کیا سزا ہے اسکی اگر تم جہوٹے ہو کہنے لگے۔ اسکی سزا یہ ہے کہ جسکے بوجہہ مین سے ملے وہی جائے اوسکے بدلے مین (چور مالک مال کے پاس قید رہے) ہم بہی سزا دیا کرتے ہین ایسے نقصان کرنے والون (چورون) کو

پہر شروع کی (تلاشی اوس موذن نے) ان کی خرجیون کی بجز تلاشی یوسف کے بہائی کی سو پیچہے (تلاشی سے) نکالا (پیالہ) اوس (یوسف) کے بہائی کی خرجی سے۔ اسیطرح تدبیر کی ہمنے (اللہ تعالےٰ نے) واسطے فائدہ یوسف کے۔ وہ ہرگز نہ لے سکتا تہا اپنے بہائی کو اوس بادشاہ کے قانون مین مگر اللہ تعالےٰ نے جو چاہا (کر دیا) ہم جسکے درجے بلند کرنا چاہین کر دیتے ہین (جیسے اب یوسف علیہ السلام کا درجہ بلند کر دیا) اور ہر ایک علم والے پر ایک عظیم الشان علیم کی ذات ہے (وہ جو لائق رفع درجات کے ہو اوسی کے درجات بلند کرتا ہے)

اب اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے بہی تہمت نہین لگائی اتفاقاً پیالہ گم ہوگیا اور اسوجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا بہائی انکے پاس رہ گیا دوسرا یہہ رہنا تو انکے لئے موجب عین راحت اور سرور کا تہا وہ بہائی کو مدت کے بعد ملے تہے اگر وہ جانتے کہ یہہ میرے رکہنے کے لئے تدبیر ہے تو وہ ہزار جان سے خود پیشکش کرتے۔

تیسرا کسی آیت سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ حسب قانون حوالات یا جیلخانہ مین بہیجے گئے تہے۔ پس انکا وہان رہنا الٰہی منشاء کے موافق انکے باپ کے منشاء کے موافق انکے بہائی اور انکے اپنے عین خوشی اور راحت کا موجب تہا۔

سوال اگر اسکو قصص مانے لیسے قصص قرآن مین نہ ہونے چاہئین۔

جواب

یہہ قصہ نہین ہے اور قرآن مین ہرگز ہرگز کوئی قصہ بہی نہین شاید قصص کے معنے آپنے قصہ کئے ہونگے۔ قصص کے معنے ہین بیان کرنا۔ کیونکہ یہ لفظ قاف کی زبر (فتحہ) سے ہے۔ اور قصص جسکے معنے قصون کے ہین وہ قاف کی زیر (کسرہ) سے ہے۔

مثلاً شراب کے معنے عربی زبان مین ہین کوئی پینے کی چیز۔ مثلاً آپ کتب طب مین دیکہہ لین کہ شراب البنفسج شراب النیلوفر وغیرہ کے معنے ہین۔ شربت بنفشہ شربت نیلوفر وغیرہ۔ مگر ہندی مین شراب کے معنے وہ شراب ہین جس سے مستی ہوتی ہے۔

اسیطرح مکر کے معنے ہین تدبیر مگر ہندی مین مکر کے معنے ہین دہوکہ فریب۔

دوسرا قصہ کہانی ہین جسکا حال بیان کیا جاتا ہے اذکا بیان اوس کے تمام و کمال حالات کا مفصل ... پورا پورا بیان کیا جاتا ہے۔ مگر قرآن مجید مین جن لوگون کے واقعات بیان ہوئے ہین اُن مین یہ امر نہین پایا جاتا یہی واقعہ یوسف کا دیکہو اور اسکے مقابل قصہ یوسف زلیخا پنجابی اور فارسی کو دیکہو تو فرق نظر آجاوے۔

لوگون کو لفظ قصص سے جسکے معنے ہندی مین قصہ رواج پاگئے ہین غلطی لگی ہے اصل مین احسن القصص کے معنے ہین عمدہ بیان عمدہ بات۔

یہہ عقیدہ رکہنا کہ قرآن مجید مین قصص یعنے قصہ کہانی بہی ہین کسی مومن کو جائز نہین کیونکہ یہ عقیدہ کفار مکذبین قرآن مجید کا ہے جیسے قرآن مجید مین ہے وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ پ۹ ع۱۸

جب ہماری آیات ان پر پڑہی جاتی ہین تو کہتے ہین یہہ (کہانیان تو ہمنے پہلے ہی سنی ہوئی ہین اگر ہم چاہین تو اسی طرح بیان کر سکتے ہین ان مین کوئی سوائے گذشتہ لوگون کی کہانیون کے اور تو کچہہ بہی نہین۔ وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا سورہ فرقان رکوع اول منکر کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کے قصے ہین جنکو اس (رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) نے خود بخود لکہہ دیا ہے اور وہ کہانیان وہی ہین جو یہود و عیسائی وغیرہ لوگ اس رسول اکرم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو شب و روز سنایا کرتے ہین۔

اصل بات یہ ہے کہ جسقدر واقعات گذشتہ کا ذکر قرآن کریم مین ہوتا ہے وہ تمام پیشگوئیان ہین جو دوسری طرز پر حضور رحمۃ للعالمین نبی الامی کو قبل از وقت بیان کئے گئے ہین تاکہ ایمان والون کو موجب زیادت ایمان اور منکرین پر اتمام حجت ہو کر موجب پورے خسران کا ہون۔

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

چنانچہ یہ سورہ یوسف بہی حضرت سرور عالم کے پیش آیندہ واقعات کے لئے پیشگوئی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مین بتلائی گئی ہے اور یہہ پیشگوئی اور بہی عظیم الشان ہو جاتی ہے جبکہ یہ دیکہا جاوے کہ کس زمانہ مین یہ پیشگوئی کی گئی۔ یہہ سورہ شریف مکہ مین نازل ہوئی جبکہ حضور رحمۃ للعالمین اور آپ کے اتباع کو سر رکہنے کی جگہ بہی نہ ملتی۔ اور بعض صحابہ باجازت حضور بڑی بڑی تکالیف برداشت کرنے کے بعد حبشہ مین ہجرت کر گئے اور بعض انواع اقسام کی تکالیف کفار کے ہاتہ سے دیکہہ رہے تہے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ ابتدائی سورہ مین ہی اس کا پیشگوئی ہونا بیان فرماتا ہے اور اخیر مین بہی مکرر فرماتا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۱ - یعنے ہم تمپر عمدہ بات بیان کرتے ہین یعنے تمہاری آیندہ ترقی کے لئے اطلاع دیتے ہین اسلئے کہ ہمنے تمپر یہہ قرآن وحی کیا یعنے یہ مشکلات تمکو تو دلیل نبوت و قرآن کے سبب پیش آئی۔ کیونکہ قبل اظہار دعوےٰ نبوت اس قسم کی کوئی تکلیف نہ تہی۔ اگرچہ تو قبل نازل ہونے اس بیان کے آنیوالے حالات سے بیخبر تہا۔ اگر اس بیخبری کے معنے لئے جاوین۔ قصہ یوسف علیہ السلام کا۔ تو وہ تو علم مشہور تہا۔ اوس سے کیسے بیخبری ہو سکتی تہی بلکہ کفار بہی قرآن مجید سنکر یہی کہتے تہے کہ گذشتہ لوگون کی کہانیان سنکر بیان کر دیتا ہے سو ہم بہی بیان کر سکتے ہین۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیطرف اشارہ ہے لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۲۔ یعنے یوسف ع اور اسکے بہائیون کے حالات بیان کرنے مین نشان ہین اُن صحابہ کے لئے جو تکالیف کفار سے تنگ آکر اپنی مخلصی کے زمانہ سے سوال کرتے ہین۔ پہر اخیر اسی سورۃ کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ع ۱۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ یہہ واقعات چہپی ہوئی پیشگوئیون مین سے ہین جسکی ہم نے تمپر وحی کر دی ہے۔ پہر فرمایا لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ پ ۱۳ یعنے ان واقعات کے بیان کرنے مین عقل والون کو ہی بیان سے آگے گذر جانا چاہئے یعنے دانا کو چاہئے کہ اسکو قصہ کہانی نہ سمجہے یہ بات بناوٹی نہین بلکہ یہ واقعات اون واقعات کی تصدیق مین جو آیندہ پیش آنے والے ہین۔

یہہ آیات بتلا رہی ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آئیندہ پیشگوئیان اس سورہ مین ہین۔

اب آپ واقعات پر غور فرماوین مین چند واقعات بطور نمونہ لکہدیتا ہون۔ اول لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰیٰتٌ جیسے یوسف کے بہائیون نے اسکے تکلیف دینے مین کوئی حیلہ و تدبیر اٹہا نہین رکہی اسیطرح تیری برادری بہی تیرے ساتہہ معاملہ کریگی

دوسرا۔ اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا ...... وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲۔ بہائیون نے مشورہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل کر ڈالو یا کسی دور ملک مین پہونچا دو ...... اور اسکو کسی کنوئین کے طاق مین رکہدو۔

اسیطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بہی برادری کے لوگون نے دار الندوہ مین مشورہ کیا جسکا ذکر وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ پ ۹ ع ۱۸ یعنے کفار نے تیری برخلاف تدابیر تیری قید یا قتل یا نکالدینے کی کین۔

تیسرا۔ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ سورہ یوسف رکوع ۲۔ اتفاق رائے اسپر ہوا کہ یوسف کو ایک طاق مین جو کنوئین مین کر دیا۔ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہی وقت ہجرت غار ثور مین رہے۔

چوتہا۔ جسطرح یوسف علیہ السلام کو وطن چہوڑنا پڑا

اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی ہجرت کی۔

پانچوان۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی ترقی بعد ہجرت ہوئی اسیطرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی بعد ہجرت شروع ہوئی۔

چہٹا۔ جیسے حضرت یوسف ع کے بہائی قحط کے وقت انکے پاس غلہ کے لئے گئے۔ اسیطرح قریش نے بہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قحط کی فریاد کی مگر یوسف ع نے محدود غلہ دیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے قحط سالی دور ہو گئی۔

ساتوان۔ جیسے یوسف علیہ السلام کا بعد ہجرت مصر ہی وطن ہو گیا اسیطرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بہی ہمیشہ کے لئے مدینہ طیبہ ہی وطن ہو گیا

آٹہوان۔ جیسے یوسف ع کو اپنے بہائیون پر ان دکہہ دینے والون پر آخر فتح ہوئی اس سے بڑہ چڑہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخالفین مکہ پر فتح ہوئی بلکہ اونکو صرف بہائیون پر اور آپ کو تمام شہر پر فتح ہوئی۔

نوان۔ جیسے یوسف ع کے بہائیون نے عذر داری کی اور اسکے جواب مین انہون نے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ فرمایا اسیطرح اہل مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عذر کیا اور حضور نے بہی وہی لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ فرمایا یعنے آج تم پر کوئی [illegible] نہین۔

الراقم

حکیم فضل الدین از قادیان

خط و کتابت

مولانا حکیم الامۃ صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ ... پہلے بھی نسبت زکوٰۃ دو قسم اراضیات ایک وہ جو لوگون نے کنوون کے انہار تیار کرکے آبپاشی کرتے ہین اور سرکاری مالیہ اداکرنے کے ذمہ دار ہین ۔ دوم شاہ نہری اراضیات جو پہلے بارانی تہی اور اب سرکار نے نہر بعد ڈالکر آبیانہ اور مالیہ بہی وصول کرتا ہے اور علاوہ ازان اگر کسیقدر پانی کا نقصان ہوا تو آبضائع لگاتا ہے اور مرمت پل وغیرہ بہی زمیندار کے ذمہ ہے قسم اول کا دسوان حصہ زکوٰۃ ہے بلا اختلاف ہے اور قسم دوم کی کوئی ½ اور کوئی ¼ بتاتے ہین جناب نے پہلے مختصراً قسم آخری کی نسبت لاعلمی ارشاد فرمائی تہی ۔ مگر جسمین ذرا تفصیل بالنصوص ضروری ہے اسلئے عرض ہے کہ الحکم کے ذریعہ بعد سوال این سائل تحریر فرماکر ممنون فرماوین مدت سے انتظاری جملہ احباب احمدی کو سلام علیکم پہونچے

الراقم ملک عادل شاہ احمدی ترنگ زئی ۔
تحصیل چارسدہ ضلع پشاور

جواب ۔ اراضیات خراجی پر جنپر سرکار نے معاملہ لگایا ہے کوئی زکوٰۃ عشر وغیرہ نہین کیونکہ خراج اور عشر جمع نہین ہوسکتے لا یجتمع العشر والخراج ۔ رد المحتار شرح در المختار باب العشر خواہ زمین بارانی ہو خواہ چاہی خواہ نہری ۔

(۲) جن اراضیات پر معاملہ سرکار نہین جیسے معافیات وغیرہ اسپر عشر ہے ان المانع من وجوبہ (العشر) کون الارض خراجیۃ رد المحتار باب العشر یعنی کوئی زمین وجوب عشر سے تب ہی مستثنیٰ ہوسکتی ہے جبکہ خراجی ہو ۔

(۳) جن اراضیات پر محنت کرکر پانی ڈالا جاوے جیسے چاہی یا نیچے نہر یا جہلار کہودکر یا کسی اور تکلیف سے اوسپر زکوٰۃ نصف العشر یعنی بیسوان حصہ ہے ۔ بشرطیکہ تعداد غلہ بعد وضع خرچ ساڑہے بائیس من سے کم نہو ۔

(۴) جن اراضیات کی آبپاشی بلا محنت ہوتی ہے جیسے بارانی یا جابہ (جو محتاج آبپاشی نہین) اوسپر زکوٰۃ عشر یعنے دسوان حصہ ہے بشرطیکہ بعد وضع خرچ تعداد غلہ عجب من ساڑہے بائیس من سے کم نہو

عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر رواہ البخاری ۔ ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو بادل یا چشمہ سیراب کرین یا جو زمین خود نمناک (جابہ) ہو اوسپر دسوان حصہ ہے اور جو زمین پانی کسی جگہ سے نکال کر مشقت کے ساتھ سیراب کی جاوے اوسپر بیسوان حصہ زکوٰۃ ہے ۔ وعن سہل بن ابی حثمۃ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرصتم فخذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فدعوا الربع رواہ الخمسۃ الا ابن ماجہ وصححہ ابن حبان والحاکم ۔ یعنے کل پیداوار سے تیسرا حصہ یا چوتہا حصہ وضع کرکر باقی پر زکوٰۃ لینی چاہئے ۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق من التمر صدقۃ ولہ من حدیث ابی سعید لیس فیما دون خمسۃ اوساق من تمر ولا حب صدقۃ یعنے اگر تمر یا غلہ پانچ وسق سے کم ہو تو اوس مین زکوٰۃ نہین ۔

عن ابی موسی الاشعری ومعاذ رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہما لا تاخذا فی الصدقۃ الا من ہذہ الاصناف الاربعۃ الشعیر والحنطۃ والزبیب والتمر رواہ الطبرانی والحاکم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ زمین مین سوائے جو ۔ گیہون ۔ میوہ ۔ کہجور کے صدقہ نہین ہے یہہ کل احادیث بلوغ المرام کتاب الزکوٰۃ سے نقل کی گئین ۔

فضل الدین حکیم

سودیشی تحریک اور مسلمان

اس عنوان سے ایک پرانے باخبر وقائع نگار نے ایک آرٹیکل لکہکر الحکم مین شایع ہونے کیلئے بہیجا ہے جو امید ہے نہایت دلچسپی سے پڑہا جائیگا ۔ اس مضمون کے لکہنے والے ایک معزز رئیس اور نہایت سمجہدار آدمی ہین بلکہ اگر مین غلطی نہین کرتا اور میرا قیاس صحیح ہے تو یہ وہی بزرگ ہین جنکے بعض پرانے مضامین کا کوہ نور مین چہپنے کا آجکل ان اخبارات مین حوالہ دیا جاتا ہے جو ہمارے مخالف ہین ۔ مسلمان خصوصیت سے اسپر توجہ کرین اور فائدہ اٹہائین ۔ ایڈیٹر

سودیشی تحریک کا ملک ہندوستان مین عجیب شور برپا ہو رہا ہے اسکے بانی مبانی ہندو قوم (بنگالی ۔ آریا وغیرہ) ہین ۔ مسلمان لوگ اس غوغا مین پیچہے ہٹے ہوئے ہین ۔ مگر ہمارے ہندو بہائی اس سیاپے مین انکو بہی شامل کرنیکی کوشش کر رہے ہین اور کہین کہین مسلمانون کے خاص خاص آدمیون کی شمولیت سنی بہی گئی ہے اسلئے مین اس مضمون مین اس امر پر بحث کرنا چاہتا ہون کہ اس تحریک مین شامل ہونا ہمکو کہانتک مفید ہے

پہلے اس امر کی تحقیق مناسب ہے کہ یہ تحریک ہمارے ملک کیلئے کیسی ضروری ہے ؟ اسمین تو کچہہ شک نہین ہے کہ کوئی قوم اور ملک مرفہ الحال نہین ہوسکتا جب تک وہ اپنی ضروریات زندگی اور حسن معاشرت کے سامان خود ہی مہیا نہ کرسکے ۔ اور ہمارا ملک ابہی اس قابل نہین ہوا کہ وہ یہہ سب اشیاء بہم پہنچا سکے اور صدہا سال سے غیر ملکون کی اشیاء کے استعمال کے عادی ہوچکے ہین ۔ اسواسطے یہ شور قبل از وقت ہے ۔ اور انگلش قوم یہ کیسی ناراضگی کا باعث ۔ اگر یہ غوغا ملکی خیرخواہی کے خیال سے ہوتا تو ضرور تہا کہ ہم اپنے استعمال کی اشیاء اپنے ہی ملک کی ساختہ موجود پاتے ۔ پہر ہم پر یہ تقاضا مناسب تہا کہ ہم اپنے ہی ملک کی ساختہ اشیاء کا استعمال کرین اور یا یہ کوشش ہوتی کہ ہمارا ملک اپنی ضروریات کے بہم پہونچانیکے قابل ہو جاتا ۔ اب جب ہم عادی تو ہوچکے اس امر کے کہ مشین کا سلا ہوا کپڑا پہنین اور وہ ملتی ہے لندن کے بازار سے اور ہم خود ایک سوئی تک نہین بنا سکتے پہر ہمکو کہنا چاہئے کہ ولایت کی بنی ہوئی چیز کا استعمال نہ کرو پہہ تو دہینگا دہینگی ہوئی ۔ اس تجویز کا اجرا بہت محال ہے ۔

دوسرا امر جو اس مضمون کا اصل مقصد ہے یہ ہے کہ مسلمان اس تجویز پر کہانتک عمل کرسکتے ہین اور اسپر عمل کرنیسے کیا فائدہ ہوسکتا ہے واقعات پر غور کرنیسے ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک مین تجارت صرف ہندوؤن کے ہاتہہ مین ہے مسلمانونکا اسمین کوئی حصہ نہین ہے مسلمان اشیاء کے خریدار ہین نہ کہ بائع ۔ اسلئے ہم کو جو چیز جس دوکان سے ارزان ملے اسی سے خریدنی چاہئے ۔ کسی غریب مسلمان کو ایک روپیہ کی شکر تری خریدنے کی ضرورت ہوئی ۔ اور بازار مین گیا تو معلوم ہوا کہ دیسی کہانڈ ۴ ثار روپیہ کی ملتی ہے ۔ پہر ولایتی دوکان پر گیا تو اس سے سفید اور عمدہ خوبصورت کہانڈ کا نرخ ۵ ثار معلوم ہوا ۔ پہر فرمایئے وہ ۵ ثار خریدیگا یا ۴ ثار ۔ ہان البتہ یہان یہہ کہہ سکتے ہین کہ وہ پہلی دوکان ہمارے ملکی بہائی کی ہے اور دوسری غیر ملک کے آدمی کی ۔ مگر پہر ہمکو یہ دیکہنا ہوگا کہ ہمارے ان بہائی کا ہمارے ساتہہ کیسا سلوک ہے سوان کے برتاؤ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوامی دیانند صاحب کے ظہور کے وقت سے ہمارے بہائی ہندو آریہ ہماری جان کے دشمن ہمارے مال کے دشمن ہمارے مذہب کے دشمن ہین اور یہ عداوت گذشتہ مسلمان بادشاہون کے عہد سلطنت کی ناراضگی کا نتیجہ ہے جسکا ہم سے بدلا لیا جاتا ہے اور یہ ضد سوامی صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوئی ہے اور آج ہمکو بہائی بہائی کہکر اپنے ساتہہ شامل کرنیکی کوشش کی جارہی ہے مگر کیا ہم ابہی تک ایسے ہی بے وقوف ہین جیساکہ غدر ۵۷ء مین تہے کہ ہندوؤن نے جہوٹی افواہین اڑاکر ان کو بہی شامل کرلیا ۔ اور جو کچہہ بگڑا انہین کا بگڑا ۔ اور کیا ہم اتنا بہی نہین سمجہتے کہ یہہ ساری کوشش ہندو اپنے لئے کر رہے ہین نہ کہ ہمارے لئے اور ستیارتہہ پرکاش کے تیسرے سمولاس کی باونویں دفعہ کی عبارت ہماری نظر سے نہین گذری کہ وید وغیرہ کی تحقیر کرنیوالے کو جلاوطن کردینا چاہئے اور آریہ صاحبان کے یہہ مقولے (کہ انکو سپین کیطرح انڈیا سے نکال دینا چاہئے) یاد نہین رہے ۔ اور ہندو اخبارات کہین حقیقت رائے کا اور کہین کرشنا کنواری کا قصہ درج کرکے ہندوؤنکو مسلمانون پر بہڑکا رہے ہین یہ کوئی پرانا واقعہ ہے ۔ اور ہندو ڈپٹی کمشنر سے چپراسی تک مسلمانون کو اسی نظر سے دیکہتے ہین جیساکہ بہیڑیا بکرے کو ۔ پہر ایسی جلدی ہم ان کی زبانی اخوت پر کسطرح اعتماد کرسکتے ہین ؟ خیر شاید ہم اپنی سادہ لوحی سے اسپر اعتبار بہی کرلیتے ۔ مگر اسمین ایک امر کی تحقیقات ضروری ہے کہ اسمین کوئی پولیٹیکل تنازعہ تو نہین ہے تو یہ امر اختفاد بداہتاً ثابت ہے کہ بنگالیون نے لارڈ کرزن کی بعض کارروائیون پر خصوصاً تقسیم بنگالہ کی تقسیم سے ناراض ہوکر یہ شور اٹہایا ہے ۔

ہندوستان مین حکومت کرنیوالون مین سے ایسا بادشاہ ہوا ہے جسنے اپنی غلط پالیسی کے باعث مغلیہ سلطنت کی جڑون کو کہوکہلا کردیا تہا اور عالمگیر اورنگ زیب ایسا بادشاہ گذرا ہے جو اس بنیاد کو پہر محکم کرنا چاہتا تہا مگر وہ اکیلا کیا کرسکتا تہا جبکہ پہلے ہی نقشہ بگڑ چکا تہا اور اوسکے بعد پہر کوئی اسکی پالیسی کا معاون اور قابل بادشاہ پیدا نہوا خیر انکو جانے دو ہمکو اپنی موجودہ سلطنت کی پالیسی کو دیکہنا چاہئے کیونکہ انگلش قوم اپنی دانائی اور حسن تدبیر اور شایستگی دنیا کی مسلّم قومون پر فوقیت رکہتی ہے ۔ سو اس قوم مین سے بہی ایک غلط مدبر مگر نیک نیت (لارڈ رپن) ہندوستان کے حاکم ہوکر آئے جنکی غلط پالیسی نے اسملک کی رعایا کو بہت کچہہ دلیر کردیا تہا ۔ کیونکہ یہہ ملک ہندوستان مختلف قومون اور مذہبون کی آبادی کا مجموعہ ہے اسپر حکومت کرنیکے لئے ایسے قواعد مفید نہین ہوسکتے جو ویسے ملک کے لئے جسمین ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے لوگ آباد ہون ضروری ہے اور لارڈ رپن لبرل خیال کے آدمی تہے اسلئے انڈیا مین حکومت کا وہی طریقہ جاری کرنا چاہا ۔ اور اسی سبب سے رعایا اور تعلیم یافتہ ہندوستانیون کو یہ جرأت پیدا ہوگئی کہ گورنمنٹ کے مقابلہ کیلئے نیشنل کانگریس وغیرہ سوسائٹیان قایم ہوگئین ۔ اب لارڈ کرزن جو ہندوستان کے حاکم ہوکر آئے تو انہون نے ہندوستان کے مناسب حال حکومت کا ڈہنگ جاری کرنا چاہا اسلئے انکو وہی حالت پیش آئی جو اکبر کے بعد عالمگیر کو پیش آئی تہی اور عالمگیر کا بدلہ تو ہندو بہائی ہم سے لے رہے تہے اور لارڈ کرزن کا بخار انگلش قوم پر نکالنے لگے ۔ بہلا ان حضرات سے کوئی پوچہے کہ اگر بنگال کے دو صوبے ہوگئے تو تمہارا کیا نقصان ہوا ۔ پنجاب مین سے سرحدی صوبہ جدا ہوگیا تو ہمارا کیا بگڑا ۔ گورنمنٹ نے اپنے ملک کا جسطرح چاہا انتظام کیا ۔ جہان گورنمنٹ دو حاکمون کے ذریعہ انتظام کرسکتی ہے ۔ وہان ہم کسطرح کہہ سکتے ہین کہ دونون ایک ہی رہے اور اخبارات سے بیک گری وجہ اس شورش کی یہہ بہی معلوم ہوتی ہے کہ جدید صوبہ مین مسلمانون کی آبادی زیادہ ہے اور اس اشتراک سے مسلمانون کے حقوق کو ہندو پامال کر رہے تہے اور عادل گورنمنٹ کا یہہ ضروری فرض ہے کہ رعایا کی کل قومون کے حقوق کی حفاظت کرے ۔ سو یہی پالیسی یہان بہی ملحوظ رکہی گئی تہی جسپر یہہ شور اور واویلا مچا ۔ پہر ہم بڑے بیوقوف ہونگے اگر ہم اپنے ان بہائیونکے اغوا سے جو ہمارے لئے زہر در حلوا کی مثال ہین ۔ اپنے ایسے مہربان بادشاہ کی قوم سے مخالفت کرین ۔ اور مخالفت بہی وہ جسمین ہمارا ذرہ برابر بہی نفع نہین بلکہ سراسر نقصان ہے ۔ کیونکہ دولت سے تو ان کے پاس تجارت انکی ہمارے پاس کیا ہے کہ ہم سودیشی تحریک کا شور مچاتے پہرین ۔ پنجاب مین ہمارے پاس بڑا پیشہ زمینداری تہا وہ بہی انہین حضرات نے سود کی تلوار سے چہین لیا اگر کچہہ باقی رہگئی ہے تو انہین لارڈ کرزن کی مہربانی سے بذریعہ ایکٹ انتقال اراضی بچگئے ۔ ورنہ آجتک وہ بہی تمام ہوجاتی ۔ یا اگر ملازمت سے ہم کو بصد مشکل کہین حصہ ملتا ہے تو اسکو چہین لینے سے دریغ نہین کرتے اب ہمارے پاس چہوٹے چہوٹے پیشہ نائی دہوبی ۔ درزی سقہ خانسامان وغیرہ باقی ہین اسلئے سودیشی تحریک ہمارے کس کام آئیگی ۔ ہمارے مسلمان بہائیونکو خوب خیال رکہنا چاہئے کہ ملک ہندوستان مین انگریزی گورنمنٹ کا سایہ ابر رحمت سے کم نہین ۔ مین یقین نہین کرسکتا کہ کسی اسلامی سلطنت مین بہی مسلمانونکو یہ مذہبی آزادی اور امن و آسایش سے زندگی بسر کرنا نصیب ہو ۔ پہلے تو مغلیہ سلطنت کیے ضعف پر یہہ ہندو بہائی مسلمان بادشاہون ...

اپنے قومی بہائیون کی خدمت مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ ہرگز ہرگز کوئی مسلمان بہائی اس تحریک مین شامل نہو ... ایک مسلمان ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم ۔ انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

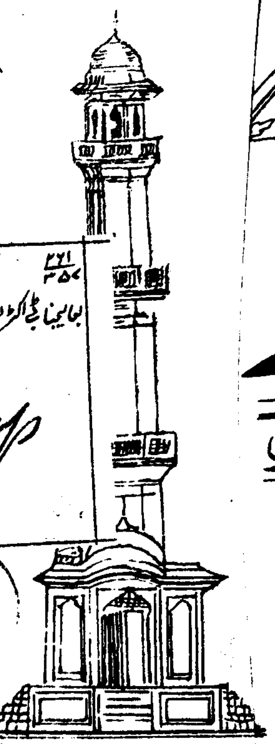

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے ؎ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

فہرست مضامین

چشمہ مسیحی ۔ قبول اسلام ۔ تجلیات الٰہیہ ۔ دار الامان کا ہفتہ } ۱
(۲) الحکم کی ماہوار رپورٹ ۔ ریویو اور وطن } ۲
... ماراور اون کے جواب
... بھی ۴ تا ۶
محمد بشیر صاحب اہل حدیث } ۷
جلوت کا راز
... ۸ تا ۱۱
اسلام کے لئے توجہ بکار ہے
بک ڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام
رسیدات .. .. } ۱۲
... جدید انتظام ۔ .. ..
میان احمد نور کا مقدمہ بلوہ ..
(ا) کیا قوم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے ۔
" اہل سنت و جماعت توجہ سے پڑھیں } ۱۲
" اشتہارات ۔ ۱۳ تا ۱۴

رو ایل نمبر ۷
... احمد صاحب اسٹنٹ سرجن پنڈی ...
ضلع راولپنڈی

از دفتر الحکم قادیان

نمبر ۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ ماہ محرم ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و کشوف

۱۱ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند

۱۲ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ

ترجمہ ۔ مین اپنی فوجون کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا ۔

(۲) ولنجعل لک سھولۃ فی کل امر ۔

ترجمہ ۔ اور تاکہ ہر بات مین تیرے واسطے ہم آسانی کر دین ۔

(۳) ان ربک فعال لما یرید ۔

ترجمہ ۔ تحقیق تیرا رب کرنے والا ہے جو کچھ کہ چاہے ۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ (۱) مردون کو جتنے چاہو ساتھ لے جاؤ ۔ مگر عورتین نہ جاوین ۔

(۲) انا اعطینک الکوثر ۔ فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر ۔

ترجمہ ۔ تحقیق ہم نے تجھے کو ثر عطا کیا ۔ پس نماز پڑھ اپنے رب کے لئے ۔ اور قربانی کر تحقیق تیرا دشمن بے نسل ہے ۔

(۳) ان احد من المشرکین استجارک فاجرہ

ترجمہ ۔ اگر مشرکین مین سے کوئی تیری پناہ چاہے تو اسکو پناہ دے ۔

(۴) سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون

ترجمہ ۔ انکے لئے برابر ہے کہ تو انہین ڈرائے یا نہ ڈرائے ۔ وہ نہین ایمان لائین گے ۔

(۵) رؤیاء ۔ خواب مین دیکھا کہ میر ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھہ پر ایک درخت رکھکر لائے ہین ۔ جو پہلدار ہے اور جب مجھہ کو دیا ۔ تو وہ ایک بڑا درخت ہو گیا ۔ جو بیدانہ توت کے درخت کے مشابہ تہا ۔ اور نہایت سبز تہا ۔ اور پہلون اور پہولون سے بھرا ہوا تہا ۔ اور پہل اسکے نہایت شیرین تھے ۔ اور عجیب تر یہ کہ پہول بہی شیرین تھے ۔ مگر معمولی درختون مین سے نہین تہا ۔ ایک ایسا درخت تہا کہ کبھی دنیا مین دیکھا نہین گیا ۔ مین اس درخت کے پھل اور پہول کہا رہا تہا کہ آنکھہ کہل گئی ۔ میری دانست مین میر ناصر سے مراد خدا ہے ناصر ہے ۔ کہ وہ ایک ایسی عجیب طور سے مدد کریگا ۔ جو فوق العادت ہو گی ۔

۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) انت سلمان منی یا ذالبرکات

ترجمہ ۔ تو سلمان ہے اور مجھہ سے ہے اے صاحب برکات ۔

فرمایا ۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے ۔ جو کہ آپ نے اصحاب مین سے ایک فارسی شخص سلمان کے کندہے پر ہاتھہ رکھکر فرمایا تہا ۔

نوٹ ۔ پہلے حضرت کو الہام ہو چکا ہے (سلمان منا اھل البیت) ایڈیٹر ۔

(۲) چمک دکھلاؤنگا ۔ تم کو اس نشان کی پنج بار ۔

یعنی زلزلہ کا نشان پانچ مرتبہ ظاہر ہو گا ۔

(۳) مقام او مبین از راہ تحقیر
بدوران رسولان ناز کردند

۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء (۱) خدا نکلنے کو ہے ۔

(۲) انت منی بمنزلۃ بروزی ۔ (۳) وعد اللہ ان وعد اللہ لا یبدل ۔

ترجمہ ۔ (۱) یعنی خدا ان پنج زلزلون کے ذریعے اپنا چہرہ ظاہر کریگا اور اپنے وجود کو دکھلا دیگا ۔

(۲) اور تو مجھہ سے ایسا ہے جیسا کہ مین ہی ظاہر ہو گیا یعنے تیرا ظہور میرا ظہور ہو گا ۔

(۳) یہ خدا کا وعدہ ہے کہ پنج زلزلون کے ساتھہ خدا اپنے تئین ظاہر کریگا ۔ اور خدا کا وعدہ نہین ٹلیگا اور وہ ضرور ہو کر رہے گا ۔

چشمہ مسیحی

یہہ حضرت اقدس کی تازہ تصنیف لطیف ہے جسکا کچھہ حصہ الحکم کی اس اشاعت مین چہاپا گیا ہے ۔ اس کتاب مین ینابیع الاسلام نام عیسائیون کی ایک نامعقول کتاب کا جواب دیا گیا ہے اور نجات کی حقیقت پر لطیف بحث کی ہے جس سے اسلام کی حقیقت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے ۔ اس کتاب کی تہوڑی جلدین باقی ہین ۳ قیمت پر میر مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے ملے گی ۔ احباب جلد منگوا کر اور متعدد جلدین منگوا کر تقسیم کرین ۔

قبول اسلام

ہفتہ رواں کے عجیب واقعات مین سے خاندان بگا کے دوسرے چشم و چراغ سردار اقبال سنگہ برادر سردار فضل حق صاحب کا قبول اسلام ہے ۔ سردار اقبال سنگہ جو ایک نوجوان بالغ ہے اپنی رضا و رغبت سے پولیس مین اطلاع دیکر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتہہ پر مشرف بہ اسلام ہوا ۔ محمد اقبال نام رکہا گیا ۔ اللہ تعالےٰ استقامت نصیب کرے ۔ آمین ۔

تجلیات الٰہیہ

یہہ دوسرا مختصر سا پفلٹ ہے جو مطبع مین چہپنے کیلئے چلا گیا حضرت اقدس نے لکہا ہے حضور کا منشاء ہے ۔ کہ کئی ہزار تقسیم ہو ۔ احباب توجہ کرین ۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت اقدس علیہ السلام اور آپکے اہل بیت اور متعلقین بحمد اللہ صحت و عافیت سے ہین ۔

(۲) اس ہفتہ حاجی ریاض الدین احمد بریلوی دار الامان آئے ۔ اور مولوی الٰہی بخش گجراتی حج بیت اللہ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت سے واپس ہوتے ہوئے قادیان آئے ۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب دہلی سے تین ماہ کی رخصت لیکر سعادت اندوز ہوئے ۔ ضلع جہلم ۔ گجرات ۔ اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب حاضر ہوئے ۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

درخواست دعا ۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان اور بعض دیگر سکولون اور کالجون سے احمدی نوجوان انٹرنس اور ایف ۔ اے کے امتحانون مین شریک ہونے والون کے لئے کامیابی کی دعا کی جاوے ۔

الحکم کی ماہوار رپورٹ

الحکم کی جنوری کی رپورٹ شایع ہوچکی ہے فرد رپورٹ درج کرنیسے پہلے اتنا کہنا ضروری ہے ہر خریدار الحکم خصوصًا صاحبان اہل اثر اور رسہ اپنا فرض سمجھہ لین کہ الحکم کے لئے ضروری خریدار بہم پہونچاتے ہین تو ناممکن ہے کہ انہین اس مقصد کا میابی نہو۔ یہہ امر نہایت تعجب اور افسوس کا ہوگا بس سال سے خدمت کرنے والے قومی اور دینی اخبار کی اشاعت دو ہزار تک بھی نہ پہونچے۔ اگر ہر شخص قائم اتہا سے تو کوئی بڑی بات نہین ایک ہزار غیر احمدیون مین اشاعت الحکم کے لئے جو اپیل کی تھی اس کا نتیجہ ابھی قابل اشاعت نہین - مین پہر لکہونگا۔ سردست ماہوار رپورٹ درج کرتا ہون -

مندرجہ ذیل احباب نے جدید خریدار بہم پہونچائے (۱) ڈاکٹر غلام غوث صاحب ایک خریدار (۲) چوہدری غلام احمد صاحب کریام ۲ خریدار (۳) چودہری غلام محمد صاحب بی اے انسپکٹر ڈاکخانجات ایک خریدار (۴) بابو برکت علیصاحب کلارک ۲ خریدار (۵) حکیم عبدالغنی صاحب بہلول پور ایک خریدار (۶) منشی نایم علیصاحب مدرس ایک خریدار اپنی جیب خاص سے (۷) شیخ غلام حسین صاحب ایک خریدار (۸) سید سعید الدین صاحب صاحب ... ایک خریدار (۹) ... ... الدین صاحب دالو ایک خریدار (پہلے دس خریدار دے چکے ہین) (۱۰) منشی محمد صدیق صاحب پٹواری ایک خریدار - انکے علاوہ ۱۸ خریدار اپنی درخواست پر حلقہ سر پرستان الحکم مین شامل ہوئے۔ فروری کے آخر خریدار کا نمبر ۱۷۶۵ ہے - امید کیجاتی ہے کہ سرپرستان الحکم اپنے قومی اخبار کی ترقی کی فکر کرینگے اور مارچ کی رپورٹ خاطر خواہ ہوگی - انشاء اللہ العزیز -

ریویو اور وطن

ریویو آف ریلیجنز کو ممالک غیر مین اشاعت اسلام کے لئے مخصوص رسالہ قرار دینے کے متعلق جو خط و کتابت مولوی انشاء اللہ خان اور مدیران رسالہ مین ہوئی اس مین وہ خطوط درج ہوچکے ہین جو مولوی محمد علیصاحب یا خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھے تھے - مولوی انشاء اللہ خان کے خطوط کا خلاصہ ہر چند درج کردیا گیا تہا مگر ان کی خواہش ہے کہ اصل خطوط درج کردیئے جاوین جنکو مین ذیل مین درج کردیتا ہون - احمدی قوم کے اندر رسالہ کے جدید انتظام کی تجویز کے متعلق جسقدر جوش اور حرکت پیدا ہوئی وہ ایک مبارک فال ہے اور قوم کی بیداری اور زندگی پر دلالت کرتا ہے - اکثر احباب نے رسالہ کی اشاعت مین معقول حصہ لیا ہے یہہ رپورٹین اگلی اشاعت مین انشاء اللہ دونگا - قوم ہرگز پسند نہین کرتی کہ رسالہ کی موجودہ حالت مین سرمو بھی ترمیم ہو اور وہ بڑی خوشی کے ساتھہ اس کار خیر مین ہر ممکن مدد دینے کو آمادہ ہے - غالبًا یہہ سنکر وہ خوش ہوگی کہ رسالہ کے انتظام و ترتیب مین کوئی فرق نہ اب تک آیا ہے نہ آئندہ آئیگا - مولوی انشاء اللہ خانصاحب نے اپنا چندہ بند کردیا ہے - اب احمدی قوم کا فرض ہوگا کہ وہ پہلے سے کئی چند زیادہ سعی کریگی اور دکھادیگی کہ دنیا مین اکیلی قوم ہی جو دل مین اشاعت اسلام کے لئے خالص جوش رکھتی ہے۔ مولوی محمد علیصاحب ایڈیٹر رسالہ تو ایک لحظہ کے لئے بھی ایسی تجویزون کو منظور کرنے پر آمادہ نہ تھے ، مگر حمایت اسلام حمیت اسلام کا خیال ان کی پہلو کو چھوڑنے کی اجازت نہ دے سکتا تہا - جو ... ... پیدا ہوسکتا ہو - مگر جب اعتقادی امور کا سوال پیدا ہوا تو انہون نے کھول کر بتادیا کہ ہم کیا کرینگے پہر چال وہ سوال طے ہوگیا - اور رسالہ اسی صورت اور نہج پر جاری رہیگا جو اسکی ہے اور قوم چاہتی ہے - اب مین وہ خطوط درج کرتا ہون

(۱) مکرمی - سلام مسنون - بوجہ علالت تاخیر جواب معاف فرمایئے - اب اجرت پہلے سے ہی بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ اسوقت وطن کی اشاعت بفضلہ پانچہزار ہے - چوتھائی کالم کی اجرت ریڈنگ میٹر مین ایک ماہی کے لئے ۵۲ سے کم نہین ہوسکتا - اگر آپ انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو مرزا صاحب کی مشن سے بالکل جدا کردین اور صرف اسلام کی خوبیون اور اسلامی عقائد کی وضاحت وغیرہ جنرل ٹاپکس تک قلم کو محدود رکھین تو مین ممالک غیر خاصکر جاپان و امریکہ مین اوسکی مفت اشاعت کیلئے فنڈ مین دس روپیہ ماہوار اپنے پاس سے دینے کو تیار ہون - اور وطن کے ذریعہ بھی اسکی خدمت کرنا فرض سمجھونگا - اور آپ اپنی خاص مشن کے متعلق جو چاہین لکھین اوس سے مجھے کچھہ تعرض نہین -

والسلام مخلص بندہ انشاء اللہ خان

(۲) مکرمی - سلام مسنون - سہ ماہی غلطی سے لکھا گیا - چہارم کالم کی ریڈنگ میٹر مین ششماہی اجرت ہے اور ساتوین حصہ کالم کی اجرت ششماہی ۲۰ منظور کرتا ہون - والسلام -

خدا کرے دوسرے امر کی نسبت جواب حسب مراد ہو - بخدمت جناب مرزا صاحب قبلہ میری طرف سے مودبانہ عرض کردیجے - کہ اسلام اور مسلمان پہلے ہی کچھہ کم پراگندہ و کمزور نہین ہورہے - خدارا فرقہ بندی کا خیال چھوڑ دین اور ہر احمدی کو پیار و محبت سے غیر احمدیون کے دلون کو مسخر کرنیکی تاکیدی ہدایت فرمائین - جو غصہ و شدت غیر مسلمون پر ظاہر ہونی چاہیئے تھی - وہ احمدی بھائی بعض احمدیون پر نکالتے ہین - اور اس ایک کمزوری نے قوم کے ایک ایسے حصہ کو جو بلحاظ ذہنی قابلیت اور وجاہت قوم کا بہت کچھہ سنوار سکتا - اور اغیار کے حملون کی مدافعت کرسکتا تہا خود اسلام کی ہی بیخکنی مین لگادیا ہے - مین جب کبھی کسی احمدی بھائی کی گفتگو تحریر اور سلوک کو دیکھتا ہون تو مسلمانون کو ہی انکا آماجگاہ پاتا ہون - اور اوسوقت کلیجہ شق ہوجاتا ہے ہمین رحماء بینھم اشداء علی الکفار کی شان کا مظہر ہونا چاہیئے - رحم و شفقت کا انداز اختیار فرمائیے - دیکھیئے جو خاص اعتقادات و دعاوی کے قایل نہون - وہ بھی مرزا صاحب کو کم از کم ادب کی نگاہ سے دیکھنا شروع کردینگے اور ہماری مجموعی قوت اسلامی خدمات مین صرف ہونے لگین گی - اور موجودہ رنجش و کج بحثیون اور کدورتون اور رنجشون کا قلع و قمع ہوجائیگا - اگر اس مخلصانہ عرض داشت پر توجہ نہ ہوئی تو انا للہ

خادم بندہ محمد انشاء اللہ خان -

میرے اس عریضہ کو احمدی بھائیون کی عام رائے معلوم کرنیکے لئے رسالہ یا اخبار مین بھی شایع کردیجیئے لیکن مجادلہ کی نیت سے نہین مین بے مباحثہ تک نہین چاہتا - ورنہ اصل غرض فوت ہے - ایک نیا شاخسانہ کھڑا ہوجاویگا ہمین کچھہ اپنے خیالات اور دلون پر ضبط بھی حاصل کرنا واجب ہے کج بحثی تو ایک معقول بھی کرسکتا ہے -

(۳) میرے مکرم - سلام مسنون - بے ادبی معاف - آپنے مباحثہ نہین تو ادہر لگ بہگ ایک جھوٹ ضرور پیدا کردیئے ہین ... بھی کوئی چیز ہے - ... ھن کی آیت نہ پیش کردیجیئے گا - وہان مسترشدین کا معاملہ تہا - اور یہان ... کہا ... جمعیت قایم کرنیکے ذریعہ مین چاہتا ہون کہ جمعیت عظمی کی شیرازہ بندی بحال کی جائے - آپکی خاص مشن کیلئے اور کئی آرگن موجود ہین کیا آپ کل قوم کی اغراض کی خاطر ایک خفیف سی مشکل پر بھی غالب نہین آنا چاہتے - مین یہ نہین کہتا کہ احمدی مشن کو انگریزی رسالہ مین کوسا جائے - بلکہ یہ اس مشن سے اوسکو واسطہ نہو بلکہ اسلامی مشن کا آرگن ہو - یہ آپ مانینگے کہ آخر جمعیت عامہ بھی اس مشن کو کچھہ اختلاف ہو - ورنہ یہ جدا فرقہ کیون بنتا ناحیات و ممات مسیح وغیرہ مسایل - اس سے نفس اسلام کو کیا فائدہ - صرف اسلام کی سیدھی سادی اور بلانزاع تعلیم کے فوائد و حقایق بتانے کیلئے رسالہ ... درکار ہونگی - انکے بعد ان فلسفیانہ لیاقت کی باری آنی چاہیئے آپ بیشک مخلص احمدی ہین - رسالہ کو احمدی نہ کہیئے بلکہ محض اسلامی - بہتر ہو کہ آپ الحکم مین اور مین وطن مین اس معاملہ پر کمال محبت کے پیرایہ مین اپنی اپنی رائے قوم پر ستصوب کرنیکی غرض سے شایع کردین - آپ میرے خطوط پر اپنا ریمارک کرین مین آپکی تحریر پر اپنی رائے ناقص کا اظہار دو چار ہفتون مین ہم دونون معلوم کرلینگے کہ احمدی بھائیون اور اور عام مسلمانون مین سے اکثر کا فتویٰ کیا ہے - والسلام مخلص بندہ محمد انشاء اللہ خان - استفسار ۲۷ جنوری کے اخبار مین دیا گیا ہے -

(۴) مکرمی سلام مسنون - انگریزی رسالہ رسلہ ہونچ ستمبر والی نامہ دوبارہ نہین - قیمت آپکو اختیار ہے میرا مدعا یہ تہا کہ اگر للہ مین کمی کی گنجایش ہوسکتی ہو - تو تعین تعداد رسالجات مین اسی ملحوظ رکھہ لیاجائے تاکہ زیادہ رسالے باہر جاوین گنجایش نہو تو خیر - جیسے خود آپکی تحریک سے پہلی ۶ فروری کے وطن مین ناظرین سے استدعا کردی ہے کہ دوسو کی تعداد انتہائی بھی جاکر لیکن تبدیلی ہالرمین توقف ہو تاقرین مصلحت نہین - جو توجہ مجھہ پر ہورہی ہے - خدا ہی تدبیر جانتا ہے - چونکہ نیت صالح ہے کسی لوم لائم کی پرواہ نہین - لیکن تعویق سے مخالفین کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائیگا

استفسار اور انکے جواب

مکرم معظم بندہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب زاد فیضکم بعد آداب و تسلیمات کے مدعا نگار ہون کہ چند مسایل ... کے جوابات سے حتی الوسع جلد سرفراز فرمادین -

راقم مرزا عاشور بیگ ادآنٹ در مسجد پختہ کلان تحصیل مصرکہ ضلع سیتاپور ملک اودہ -

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ -

مولویصاحب نے مجھے آپکا خط بنابر جواب لکھنے کو دیا ہے لہذا جوابًا عرض ہے کہ مینے آپکے سوالات کو آپکے خط کی نقل مین درج نہین کیا بلکہ ایک ایک سوال کو س کے ساتھہ اور جواب ج کے ساتھہ لکھکر اوسپر نمبر لگادیا اور اس کا جواب لکھکر دوسرا سوال جواب لکھا ہے تاکہ سوال و جواب یکجائی ہونے سے مضمون کا سمجھنا آسان ہو - دوئم مینے آپکے سوالات کو جو بہت طویل تھے بطور خلاصہ کے درج کیا ہے -

س ۱ - عورت کافرہ کو مسلمان کرکر اسکے ساتھ اسی روز نکاح و جماع جایز ہے یا نہین -

ج ۱ اگر حاملہ ہو تو بعد وضع حمل اگر حاملہ نہو تو ایک حیض گذرنے کے بعد جماع جایز ہے اور قبل اسکے نہین - بلوغ المرام باب العدۃ -

س ۲ لونڈی جو زرخرید ہو اسکے ساتھ جماع کرنا بلا نکاح جائز ہے یا نہین -

ج ۲ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے - مگر اس ملک مین زرخرید لونڈی کی کوئی صورت ہی نہین -

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ پ ۱۰ یعنے جب تک اہل اسلام اور کفار مین حسب ہدایت شریعت جنگ واقع نہو اوسوقت تک کوئی قیدی بنانا جو غلام ہوکر فروخت ہوتے ہین جایز ہے یا نہین -

س ۳ جلق والیکو قبر اور قیامت مین کس کس کے عذاب ہونگے -

ج ۳ شارع نے اسکی تفصیل نہین کی ہان دنیا مین مجلوق کا دل و دماغ کمزور ہوجاتا - دیگر انواع اقسام کی بیماریون مین مبتلا ہوتا ہے -

س ۴ مجلوق اگر عادت جلق چھوڑنے کی کوشش کرے مگر اوس سے چھوٹ نہ سکے تو اوسکی نماز روزہ منظور ہین یا نہین -

ج ۴ - إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ پ ۶ یعنے بات یہی ہے اور کوئی نہین کہ اللہ تعالے متقین سے ہر قسم کی عبادات قبول فرماتا ہے -

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۔ متقی کو اللہ تعالیٰ ہر ایک مشکل اور تنگی و مصیبت سے نکال دیتا ہے لیس ایسی گندی بات کا چھوڑنا کوئی بڑی بات نہیں۔

س ۵ کافرہ کو مسلمان کر کے نکاح کرنا زیادہ ثواب ہے یا مسلمان عورت سے نکاح کرنے میں۔

ج ۵ نکاح میں دونوں مساوی ہیں۔ ہاں مسلمان کرنیکا ثواب الگ ہے۔

س ۶ زانی کو قبر اور قیامت میں کیا کیا عذاب ہونگے۔

ج ۶ عن سمرة بن جندب رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ... فانطلقنا الی ثقب مثل التنور اعلاہ ضیق واسفلہ واسع یتوقد تحتہ نارًا فاذا ارتفعت ارتفعوا حتی کادوا ان یخرجوا واذا خمدت رجعوا فیہا وفیہا رجال ونساء عراة ... فانہم الزناة والزوانی ترغیب ترہیب منذری صفحہ ۴۴۴ ہم پہونچے تنور جیسے سوراخ پر انکے مونہہ اوپر سے تنگ نیچے سے فراخ تھے انمین آگ جل رہی تھی جب شعلہ اٹھتا وہ لوگ اوپر آجاتے جب شعلہ نیچے ہوتا وہ بھی نیچے کو چلے جاتے وہ عورتیں اور مرد جو ننگے تھے وہ زناکار تھے۔ اسکے سوا اور عذابوں کا ذکر بھی حدیث میں زناکاروں کے لئے آیا ہے۔ جیسے مردار کیطرح سخت پھولے ہوئے اور سخت بدبودار تھے وغیرہ وغیرہ۔

س ۷ اگر سخت ضرورت ہو تو سود دینا جائز ہے۔

ج ۷ حَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اقسام سود کو حرام کردیا ہے۔ سود لینا دینا دلانا سب برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ ہے۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا تمکو اعلان جنگ ہے۔ اگر تم نہ باز آئے۔ ہاں مضطر کو جائز ہے جیسے سور حالت اضطرار میں جائز ہے اضطرار اپنا اپنا ہر کوئی خود سمجھ سکتا ہے اگر ایسا ہی اضطرار ہے کہ اسوقت سور کھانا جائز سمجھتا ہے تو سود بھی۔

س ۸ استنجا بعد فراغت پہلے بڑا کرے یا چھوٹا۔

ج ۸ استنجا دو طرح کا ہوتا ہے ایک پانی سے ایک مٹی سے اگر دونوں میں جمع کرے استنجا تو جسکو چاہے مقدم کرے چھوٹا یا بڑا شریعت نے اسپر کوئی پابندی نہیں کی۔ خواہ استنجا پانی کا ہو خواہ مٹی کا۔

(س ۹ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۴ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶ ۔ ۱۷) تعین رکعات نماز پنجگانہ کیوں ہے فجر ۲ ظہر ۴ عصر ۴ مغرب ۳ عشا ۴ رکعت کیوں ہیں مگر اور قبل العصر سنت موکدہ کیوں نہیں

ج ۔ حکم شریعت کا اسیطرح ہے اور احادیث میں موجود ہے بعض روز اور فرائض کے نقص تو انکے موکدہ سنن سے پورے کئے جائینگے مگر عصر میں اگر نقص ہوا اور نوافل غیر موکدہ نہ پڑھی جاوین تو انکا تدارک نقص کا کہاں سے کیا جاویگا۔

ج ۱۰ کل فرائض مع واجب کے تعداد موکدہ کے ساتھ مساوی ہے۔ فرائض فجر (۲) ظہر ۴ عصر ۴ مغرب ۳ عشا ۴ وتر

سنن فجر ۲ ظہر ۴ مغرب ۲ عشا ۲ تہجد یا بجائے تہجد عشاء میں فرض کے بعد چار ظہر کے بعد چار اور قبل عصر چار پڑھ لے اب ہر رکعت فرض و واجب کے مقابل ایک رکعت سنن موکدہ بھی موجود ہے۔

س ۱۱ ۔ واجب نماز کس کے حکم سے ہوئی۔

ج ۱۱ ۔ فرض واجب سنت سب اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ پ ۲۷ یعنے کوئی شریعت کی بات (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے نہیں کہتا بلکہ جو کچھ کہتا ہے وحی سے ہی کہتا ہے۔

س ۱۸ مستحب ۔ نزاکت ۔ زغال کے کیا معنے ہیں۔

ج ۱۸ مستحب پسندیدہ ۔ نزاکت لطافت ۔ زغال چیل ۔ یہ سوال عجیب بے جوڑ ہے اس بے میل سوال کی کیا وجہ ہے۔

س ۱۹ کچھ دنیا کی میعاد بھی رکھی گئی ہے۔

ج ۱۹ عِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۔ إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ پ ۲۱ خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کے خزانے کوئی نہیں جانتا انکو سوائے اسکے اور اس گھڑی کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔

س ۲۰ ۔ کوئی یہ بھی شناخت کرسکتا ہے کہ یہ شخص قطعی جنتی ہے۔

ج ۲۰ ۔ بہت نشان ہیں ۔ الہام الٰہی جیسے عشرہ مبشرہ کی نسبت وغیرہ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ پ ۱۱ آگے بڑھ جانے والے مدینہ والے ہجرت میں اول اول اور وہ مدد دینے والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و مہاجرین کو اور جو لوگ انکی پیروی کریں ۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر اللہ تعالیٰ ان پر راضی اور وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور سچے وعدے حاصل کر کے اللہ تعالیٰ پر راضی ۔ اور علاوہ ان کے لئے باغات دنیا ہی میں طیار ہیں ۔ اور جسکے لئے بہت لوگ اچھی گواہی نیکی کی دیں وہ بھی جنتی ہے۔

س ۲۱ ۔ وہ کونسی نماز اور دعا ہے جو حضرت امام زین العابدین نے یزید کو سکھائی تھی جس سے اوسکی نجات ہوسکتی تھی۔

ج ۲۱ ۔ یہ جھوٹ ہے۔ یہ کسی یزیدی کی تجویز ہے اسکی کوئی اصلیت نہیں۔

س ۲۲ ۔ اگر کوئی نماز قضا ہو جاوے ۔ تو اوسکے ادا کرنے کے بعد بھی عذاب ہوگا بسبب قضا کرنے کے۔

ج ۲۲ ۔ قضا نماز کے ادا کرنے میں اختلاف ہے کہ بعد ادا کرنے سے وہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں ۔ بعض کے نزدیک ادا نہیں ہوتی إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا پ ۵ بے شک نماز مومنوں پر اوقات مقررہ پر فرض کی گئی ہے اب وہ وقت گزر گیا پھر واپس نہیں آتا نہ وہ نماز ادا ہوتی ہے ۔ بہرحال اسکا علاج سچی توبہ و استغفار ہے ۔ نماز قضا کو ادا کرنے میں انسان کے سست ہو جانیکا بھی احتمال ہے۔

س ۲۳ ۔ وہ کون عورتیں ہیں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے

ج ۲۳ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ ... وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ حرام ہیں تم پر تمہاری مائیں بیٹیاں ۔ بہنیں پھوپھیاں خالائیں ۔ بھتیجیاں ۔ بھانجیاں ۔ تمہاری دودھ کے سبب مائیں بہنیں ۔ تمہاری بی بیوں کی مائیں ۔ پچھلگ عورتیں (تمہاری بی بی کی لڑکی پہلے خاوند کی) بشرطیکہ تم ان بی بیوں سے مباشرت کرچکے ہو ۔ ورنہ نہیں ۔ اور جو تمہارے بیٹوں پر حلال ہوچکی ہیں جو بیٹے تمہاری صلب سے ہیں ۔ اور دو بہنوں کا جمع کرنا بھی حرام ہے اور کسی کی نکاح شدہ زوجہ بھی حرام ہے اور امام ابوحنیفہ صاحب کے نزدیک زنا کی بیٹی بھی بنات میں داخل ہے صحیحین میں ہے ان الرضاعة تحرم ما يحرم الولادة یعنی محرمات ولادت کی طرح محرمات رضاعت بھی ہیں ماسی پھوپھی وغیرہ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ لا يجمع بين المرأة وعمتها ولا بين المرأة وخالتها ۔ بخاری ۔ درمیان عورت اور اسکی پھوپی یا خالہ میں نکاح کے معاملہ میں اجتماع نہیں کرنا چاہئے۔

عن ابن عمر ان غيلان بن سلمة الثقفي اسلم وله عشر نسوة في الجاهلية فاسلمن معه فقال النبي صلى الله عليه وسلم امسك اربعا وفارق سائرهن رواه احمد وغیرہ غیلان جب مسلمان ہوا تو اسکے ساتھ اسکی دس عورتیں بھی مسلمان ہوئیں سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ چار رکھ لے اور باقی چھوڑ دے ۔ مشکوٰة باب المحرمات۔

س ۲۴ ۔ پنجوقت نماز میں کیا مصلحت الٰہی اور ہمارے فوائد ہیں۔

ج ۲۴ ۔ غفلت سے جو کسی نیکی کے لئے اللہ تعالیٰ انسان کو غافل رکھنا نہیں چاہتا ۔ اور یہ اوقات غفلت کے اوقات ہیں بعض بسبب نیند بعض بسبب دلسلف تجارت حرفت صنعت اور بعض بسبب شغل اہل و عیال کے ۔ وغیرہ وغیرہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ پ ۲۷ ترجمہ ۔ جن وانس کو صرف عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

س ۲۵ ۔ کیا انسان کے ساتھ اسکا ہمزاد مرجاتا ہے۔

ج ۲۵ ۔ ہمزاد لفظ شرعی نہیں ہے شیطان کا لفظ آیا ہے سو وہ ساتھی نہیں مرجاتا ہے۔

س ۲۶ کیا عمل ہمزاد کرنے سے اسکو تابع کرنا گناہ ہے۔

ج ۲۶ ۔ شیاطین ۔ اور گندے دوست جو وہی مظاہر اور ظل شیاطین ہوتے ہیں جب انسان اپنے اندر تبدیلی کرتا ہے تو اسکے شیاطین بھی بدل جاتے ہیں ۔ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ پ ۵ ہم بھی اسکے دیسے دوست بنا دیتے ہیں جسکو وہ خود دوست بنانا چاہتا ہے ۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ پ ۱۳ بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جبتک وہ اپنی ...

کیا اپنی کیمی بھیا ہے جو زانی ہو اور تیرہ کسی پہلا شقی اور دوست ہو یا نہیں۔

س ۔ کیا سمر نرم سکنا گناہ ہے۔

ج ۔ گناہ نہیں مگر اخلاق پر اسکا بڑی چلک ہے نہیں ہوتا مومن کا کام وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ پ ۱۸ مومن لغو سے پرہیز کرتے ہیں۔

س ۔ پیر فقیر کا بکرا تکبیر کیساتھ ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے یا نہیں۔

ج ۔ شرک ہے جن انکی شیء بے جو سو قربانی کی ہو بہتر وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ پ ۲ اور جو پیر سوائے اللہ کے کسیکا نام پکارا جاوے وہ بھی حرام ہے اس آیت کی وسعت کی نسبت بعض صوفیانہ سفر نعرہ لکھکر جو شعر محبوب مجازی پر بولا جاوے اگرچہ اسکا مضمون اللہ تعالیٰ پر بھی صادق آسکتا ہو اسکو بھی اللہ تعالیٰ پر بولنا حرام ہے۔

س ۲۹ ۔ زانی جو توبہ کرے کس سزا کے سبب عذاب سے بچ سکتے ہیں۔

ج ۲۹ ۔ سزائیں دینا سلطنت کا کام ہے سچی توبہ و استغفار سبب نجات ہیں إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ پ ۵ ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو سوائے شرک کے تمام گناہ بلا توبہ بھی بخشدے ۔ اگر انسان سچی توبہ کرے تو بطریق اولیٰ مستحق معافی کا ہے۔

س ۳۰ منکرین کا حساب قبر میں روح سے ہے یا جسم سے ۔

ج ۳۰ ۔ روح کا ایک قسم کا تعلق جسم کے ساتھ ہو جاتا ہے مگر وہ جسم یہ جسم نہیں بلکہ علاوہ ...

س ۳۱ ۔ لیلة القدر سال میں کب کب اور کتنی دفعہ ہوتی ہے۔

ج ۳۱ ۔ غالبًا آخری عشرہ رمضان میں ہوتی ہے ۔ اور کبھی سوائے رمضان کے کسی دوسرے چاند میں بھی آجاتی ہے۔

س ۳۲ ۔ ظاہری حالت کسی مسلمان فوت شدہ کی اگر ایسی ہو کہ وہ بلا توبہ کبائر صغائر کے ارتکاب میں مرگیا ہے تو اسکی مغفرت کے لئے کیا پڑھنا چاہئے۔

ج ۳۲ ۔ اوسکے لئے دعائے مغفرت بکثرت کیجاوے اور صدقات دی جاوین اگر حقوق العباد اوس کے ذمہ ہوں تو ان کا بھی ادا کرنا ضروری ہے۔

س ۳۳ مرتکب کبائر اگر مرگیا اور ہمیشہ انکی چھوڑنے کی کوشش کرتا تھا مگر مجبور اچھوڑ نہیں سکتا تھا کیا اسکو بھی عذاب ہوگا۔

ج ۔ اب اسکا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے ۔ اوسکا وعدہ ہے کہ سوائے شرک کو بلا توبہ بھی اگر چاہے معاف کرے وہ علیم بذات الصدور دل کے تعلقات اور ارادوں کو بھی جانتا ہے۔ ونیز وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا اسکا وعدہ ہے کہ متقی کو ہر ایک تنگی سے نکال دیتا ہے پس ممکن نہیں کہ متقی باوجود تقویٰ کبائر سے نہ بچ سکے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا ۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ پ ۳ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کی بات زیادہ سچی ہوسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے فضل سے کئے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔

س ۳۴ کیا معراج جسمانی ہے یا روحانی ۔ (ج ۳۴) جسمانی (دیکھو صفحہ ...)

س ۳۵ ۔ سیدانی کے ساتھ نکاح جائز ہے کسی دوسری قوم کا۔

ج ۳۵ ۔ شریعت میں کوئی حرمت بیان نہیں ہوئی اسلئے سیدانی کو نکاح جائز ہے۔

س ۳۶ ۔ اگر کسی مسلمان کی میت بلا جنازہ و بلا کفن بعملی گڑھے میں گاڑ دی جاوے ۔ تو اسکی بخشش ہوگی یا نہیں ۔ (ج ۳۶) مغفرت کی مدار ان باتوں پر نہیں بلکہ حسن خاتمہ و اعمال صالحہ ایسی بڑھ کر فضل الٰہی پر ہے۔

س ۳۷ ۔ دوسری تیسری جماعتیں کرانا جائز ہیں یا نہیں (ج ۳۷) حدیث سے اتنا ثابت ہے کہ ایک شخص بعد جماعت کے آیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو اسکے ساتھ شامل ہونیکا حکم دیا دوسری جماعت کرنی احادیث سے ثابت ہے لیکن اوسطرح کرنے سے ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

چشمۂ مسیحیؔ

وہ کتاب جس کا میں نے عنوان میں چشمۂ مسیحی نام رکھا ہے درحقیقت وہ یہی کتاب ہے جس کو ہم ذیل میں لکھیں گے۔ ہمیں کچھ ضرورت نہ تھا کہ حضرات پادری صاحبوں کی عقائد کی نسبت کچھ تحریر کرتے کیونکہ ان دنوں میں اون کے اکابر یورپ اور امریکہ کے محققوں نے وہ کام خود اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے جو ہمیں کرنا چاہئے تھا۔ اور وہ لوگ اس خدمت کو بہت خوبی سے ادا کر رہے ہیں کہ عیسائی مذہب کیا چیز ہے اور اس کی اصلیت کیا ہے مگر ان دنوں میں ایک ناواقف مسلمان کا بانس بریلی سے مجھکو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینابیع الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی تالیف ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کیوجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے اور وہ برکات جو خداتعالےٰ نے ہم پر نازل کئے ہیں یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکر و فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوگی اور یہ روشنی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ* ہے جس میں روشنی مظفر و منصور ہو جائے گی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرورت نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا۔ لیکن ایک شخص کے اصرار سے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خداتعالےٰ اسمیں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین۔

اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں۔ اور اون کو خداتعالےٰ کا نبی سمجھتے ہیں اور ہم ان یہودیوں کے ان اعتراضات کے مخالف ہیں جو آج کل شائع ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس طرح یہود محض تعصب سے حضرت عیسےٰ اور ان کی انجیل پر حملے کرتے ہیں اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں عیسائیوں کو مناسب نہ تھا کہ اس بدطریق میں یہودیوں کی پیروی کرتے لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان سچائی اور انصاف کے رُو سے کسی مذہب پر حملہ نہیں کر سکتا تو بہتر سے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ناحق کی تہمتوں کے ذریعہ سے حملہ کرنا شروع کر دیتے ہیں سو اسی قسم کے صاحب ینابیع الاسلام کے حملے ہیں دنیا کی محبت سے یہ خراب عادتیں پیدا ہوتی ہیں ورنہ اس زمانہ میں آسمانی دین اور آسمانی مذہب صرف اسلام ہی ہے جس کی برکات تازہ بتازہ موجود ہیں اور یہ اسلام کے پاک چشمہ کی ہی برکت ہے کہ وہ زندہ خداتعالےٰ تک پہنچاتا ہے ورنہ وہ مصنوعی خدا جو سری نگر (محلہ خان یار) کشمیر میں مدفون ہے وہ کسی کی دستگیری نہیں کر سکتا۔

اب ہم بریلی کے صاحب راقم کی طرف متوجہ ہو کر اپنے مختصر رسالہ کو تحریر کرتے ہیں۔ واللہ الموفق

الراقم
میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی
یکم مارچ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
و نبیہ العظیم

السلام علیکم۔ بعد ہذا واضح ہو کہ میں نے آپ کا خط بڑے افسوس سے پڑھا جسکو آپ نے ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام نام کو پڑھنے کے بعد لکھا تعجب ہے کہ وہ قوم جنکا خدا مُردہ جنکا مذہب مُردہ جنکی کتاب مردہ اور جو روحانی آنکھ کے نہ ہونے سے خود مردے ہیں اُن کی دروغ اور پُر افترا باتوں سے اسلام کی نسبت آپ تردد میں پڑ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپکو یاد رہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف خدا کی کتابوں کی تحریف نہیں کی بلکہ اپنے مذہب کو ترقی دینے کیلئے افترا اور مفتریانہ تحریروں میں ہر ایک قوم سے سبقت لے گئے چونکہ ان لوگوں کے پاس وہ نور نہیں جو سچائی کی تائید میں آسمان سے اُترتا اور سچے مذہب کو اپنی متواتر شہادتوں سے دنیا میں ایک صریح امتیاز بخشتا ہے اسلئے یہ لوگ ان باتوں کے لئے مجبور ہیں کہ لوگوں کو ایک زندہ مذہب یعنی اسلام سے بیزار کرنے کے لئے طرح طرح کے افتراؤں اور مکروں اور فریبوں اور دھوکہ دہی اور محض جعل اور بناوٹی باتوں سے کام لیا جاوے۔ اے عزیز! یہ لوگ سیاہ دل لوگ ہیں جنکو خدا کا خوف نہیں اور جن کے منصوبے دن رات اسی کوشش میں ہیں کہ کسی طرح لوگ تاریکی سے پیار کریں اور روشنی کو چھوڑ دیں۔ میں سخت تعجب میں ہوں کہ آپ ایسے شخص کی تحریروں سے کیوں متاثر ہوئے۔ یہ لوگ اُن ساحروں سے بڑھکر ہیں جنہوں نے موسٰی نبی کے سامنے رسّیوں کے سانپ بنا کر دکھا دیئے تھے۔ مگر چونکہ موسٰیؑ خدا کا نبی تھا اس لئے اوس کا عصا اون تمام سانپوں کو نگل گیا۔ اسی طرح قرآن شریف خداتعالےٰ کا عصا ہے وہ دن بدن رسّیوں کے سانپوں کو نگلتا جاتا ہے۔ اور وہ دن آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ان رسّیوں کے سانپوں کا نام و نشان نہیں رہیگا۔ صاحب ینابیع الاسلام نے اگرچہ کوشش کی ہے کہ قرآن شریف فلان فلان قصّوں یا باتوں سے بنایا گیا ہے یہ کوشش اوسکی اوس کوشش کے ہزارم حصّہ پر بھی نہیں جو ایک فاضل یہودی نے انجیل کی اصلیت دریافت کرنے کے لئے کی ہے اس فاضل نے اپنے خیال میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ انجیل کی اخلاقی تعلیم یہودیوں کی کتاب طالمود اور بعض اور چند بنی اسرائیل کی کتابوں سے لی گئی ہے اور یہ چوری اسقدر صریح طور پر عمل میں آئی ہے کہ عبارتوں کی عبارتیں بعینہ نقل کر دی گئی ہیں۔ اور اس فاضل نے دکھلا دیا ہے کہ درحقیقت انجیل مجموعہ مال مسروقہ ہے درحقیقت اس نے حد کر دی اور خاص کر پہاڑی تعلیم کو جس پر عیسائیوں کا بہت کچھ ناز ہے طالمود سے اخذ کرنا لفظ بلفظ ثابت کر دیا ہے اور دکھلا دیا ہے کہ یہ طالمود کی عبارتیں نقل کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈالدیا ہے چنانچہ خود یورپ کے محقق بھی اس طرف دلچسپی سے متوجہ ہو گئے ہیں۔ اور ان دنوں میں میں نے ایک ہندو کا رسالہ دیکھا ہے جس نے یہ کوشش کی ہے کہ انجیل بدھ کی تعلیم کا سرقہ ہے اور بدھ کی اخلاقی تعلیم کو پیش کر کے اس کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بُدھ لوگوں میں وہی قصہ شیطان کا مشہور ہے جو اوس کو آزمانے کے لئے کئی جگہ لئے پھرا۔ پس ہر ایک کو یہ خیال دل میں لانے کا حق ہے کہ تھوڑے سے تغیر سے وہی قصہ انجیل میں بھی بطور سرقہ داخل کر دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ ضرور حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہندوستان میں آئے تھے اور حضرت عیسٰیؑ کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے جس کو ہم نے دلایل سے ثابت کیا ہے اس صورت میں ایسے معترضین کو اور بھی حق پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایسا خیال کریں کہ اناجیل موجودہ درحقیقت بدھ مذہب کا ایک خاکہ ہے یہ شہادتیں اسقدر گذر چکی ہیں کہ اب مخفی نہیں رہ سکتیں۔ ایک اور امر تعجب انگیز ہے کہ یوز آسف کی قدیم کتاب جسکی نسبت اکثر محقق انگریزوں کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے بھی پہلے شائع ہو چکی ہے (جسکے ترجمے تمام ممالک یورپ میں ہو چکے ہیں۔) انجیل کو اس کے اکثر مقامات سے ایسا توارد ہے کہ بہت سی عبارتیں باہم ملتی ہیں۔ اور جو انجیلوں میں بعض مثالیں موجود ہیں وہی مثالیں انہیں الفاظ کے ساتھ اس کتاب میں بھی موجود ہیں اگر ایک شخص ایسا جاہل ہو کہ گویا اوس نے وہ کبھی اس کتاب کو دیکھکر یقین کرے گا کہ انجیل اوسی میں سے چورائی گئی ہے بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ یہ کتاب گوتم بدھ کی ہے اور اول سنسکرت میں لکھی اور پھر دوسری زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ چنانچہ بعض محقق انگریز بھی اسبات کے قایل ہیں مگر اس بات کے ماننے سے انجیل کا کچھ باقی نہیں رہتا اور نعوذ باللہ حضرت عیسےٰؑ اپنی تمام تعلیم میں چور ثابت ہوتے ہیں کتاب موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ مگر ہماری رائے تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسےٰ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر میں لکھی گئی اور ہم نے بہت سے دلائل سے اس بات کو ثابت بھی کر دیا ہے کہ یہ درحقیقت حضرت عیسےٰ کی انجیل ہے اور دوسری انجیلوں سے زیادہ پاک و صاف ہے۔ مگر وہ بعض محقق انگریز جو اس کتاب کو بدھ کی کتاب ٹھیراتے ہیں وہ اپنے پاؤں پر آپ تبر مارتے ہیں اور حضرت عیسےٰ کو سارق قرار دیتے ہیں۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ پادریوں کا مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ہے جو نہایت قابل شرم ہے وہ لوگ صرف اپنی ہی اٹکل سے بعض کتابوں کو آسمانی ٹھیراتے ہیں اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی اناجیل جو چھپن کے قریب ہیں جعلی ہیں مگر محض گمان اور شک کے رو سے نہ کسی مستحکم دلیل پر۔ اس خیال کی بنا ہے چونکہ مروجہ انجیلوں اور دوسری انجیلوں میں بہت تناقض ہے اسلئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں اسی لئے شاہ ایڈورڈ قیصر کے تخت نشینی کی تقریب پر لنڈن کے پادریوں نے

ؔ اس نام کے یہ معنے نہیں ہیں کہ مسیحؑ کا یہ چشمہ ہے کیونکہ مسیحؑ کی تعلیم جو دنیا سے گم ہو گئی وہ موجودہ عقاید نہیں سکھلاتی تھی۔ بلکہ یہ مسیحی لوگوں کی خود ایجاد تعلیم ہے اسلئے اسکا نام چشمۂ مسیحی رکھا گیا۔ منہ

* اس جنگ کے لفظ سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ تلوار یا بندوق سے یہ جنگ ہوگا وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خداتعالےٰ نے منع کر دیئے ہیں۔ کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منع کئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور صحیح بخاری میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب۔ منہ

ؔ ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان انکے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس اگر حضرات پادری صاحبان تہذیب اور خداترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی اُن سے بیس حصّہ زیادہ ادب کا خیال رہے۔ منہ

وہ تمام کتابیں جنکو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلد کر کے مبارکباد کے طور پر بطور نذر پیش کی تھیں اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے پس غور کا مقام ہے کہ اگر درحقیقت وہ کتابیں گندی اور جعلی اور ناپاک ہیں تو پھر پاک اور ناپاک دونوں کو ایک جلد میں مجلد کرنا کس قدر گناہ کی بات تھی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ دلی اطمینان سے نہ کسی کتاب کو جعلی کہہ سکتے ہیں نہ اصلی ٹھہرا سکتے ہیں اپنی اپنی رائیں ہیں اور سخت تعصب کی وجہ سے وہ انجیلیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں انکو یہ لوگ جعلی قرار دیتے ہیں برنباس کی انجیل جس میں نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی ہے وہ اسی وجہ سے جعلی قرار دی گئی ہے کہ اس میں کھلے کھلے طور پر آنحضرت کی پیشگوئی موجود ہے۔ چنانچہ سیل صاحب نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو بھی لکھا ہے کہ ایک عیسائی راہب اسی انجیل کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ غرض یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ یہ لوگ جس کتاب کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ جعلی ہے یا جھوٹا قصہ ہے ایسی باتیں صرف دو خیال سے ہوتی ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب اناجیل مروجہ کے مخالف ہوتی ہے۔ (۲) دوسری یہ کہ وہ قصہ یا وہ کتاب قرآن شریف سے کسیقدر مطابق ہوتی ہے اور بعض شریر اور سیاہ دل انسان ایسی کوشش کرتے ہیں کہ اول اصول مسلمہ کے طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جعلی کتابیں ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن میں انکا قصہ درج ہے اور اس طرح پر نادان لوگوں کو دھوکہ دیکر ڈالتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ کی نوشتوں کا جعلی یا اصلی ثابت کرنا بجز خدا کی وحی کے اور کسی کا کام نہ تھا پس خدا کی وحی کا جس کسی قصہ سے توارد ہوا وہ سچا ہے گو بعض نادان انسان اسکو جھوٹا قصہ قرار دیتے ہوں اور جس واقعہ کی خدا کی وحی نے تکذیب کی وہ جھوٹا ہے اگرچہ بعض انسان اوسکو سچا قرار دیتے ہوں اور قرآن شریف کی نسبت یہ گمان کرنا کہ ان مشہور قصوں یا افسانوں یا کتبوں یا اناجیل سے بنایا گیا ہے نہایت قابل شرم جہالت ہے کیا ممکن نہیں کہ خدا کی کتاب کا کسی گذشتہ مضمون سے توارد ہو جائے چنانچہ ہند وؤں کے وید جو اس زمانہ میں مخفی تھے انکی کئی عبارتیں قرآن شریف میں پائی جاتی ہیں پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وید بھی پڑھا تھا۔ اناجیل وغیرہ کا ذخیرہ جو چھاپہ خانہ کے ذریعہ سے اب ملا ہے عرب میں انکو کوئی جانتا بھی نہیں تھا اور عرب کے لوگ محض اُمّی تھے اور اگر اوس ملک میں شاذ و نادر کے طور پر کوئی عیسائی بھی تھا وہ بھی اپنے مذہب کی کوئی وسیع واقفیت نہیں رکھتا تھا٭۔ تو پھر یہ الزام کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرقہ کے طور پر ان کتابوں سے وہ مضمون لئے تھے ایک لغو خیال ہے آنحضرت محض اُمّی تھے آپ عربی بھی نہیں پڑھ سکتے تھے چہ جائیکہ یونانی یا عبرانی۔ یہ بار ثبوت ہمارے مخالفوں کے ذمہ ہے کہ اس زمانہ کی کوئی پرانی کتاب پیش کریں جس سے مطالب اخذ کئے گئے۔ اگر فرض محال کے طور پر قرآن شریف میں سرقہ کے ذریعہ سے کوئی مضمون ہوتا تو عرب کے عیسائی لوگ جو اسلام کے سخت دشمن تھے فی الفور شور مچاتے کہ ہم سے سنکر ایسا مضمون لکھا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی عبارت سے معجزہ ہونے کا دعویٰ پیش ہوا اور بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اسکی خبریں اور اوس کے قصے سب غیب گوئی ہے اور آئیندہ کی خبریں بھی قیامت تک اس میں درج ہیں اور وہ اپنی فصاحت بلاغت کے رو سے بھی معجزہ ہے پس [illegible] عیسائیوں کے [illegible] یہ بات نہایت سہل تھی کہ وہ بعض قصوں کا [illegible] کر کے ان کتابوں سے قرآن شریف کے [illegible] اسی صورت میں اسلام کا تمام کاروبار [illegible] ہو جاتا مگر اب تو بعد از مرگ واویلا ہے [illegible] ہرگز قبول نہیں کر سکتی کہ اگر عرب کے عیسائیوں کے پاس درحقیقت ایسی کتابیں موجود تھیں جنکی نسبت گمان ہو سکتا تھا کہ ان کتابوں سے قرآن شریف نے قصے لئے ہیں۔ خواہ وہ کتابیں اصلی تھیں یا فرضی تھیں تو عیسائی اس پردہ دری سے چپ رہتے پس بلاشبہ قرآن شریف کا سارا مضمون وحی الٰہی سے ہے اور وہ وحی ایسا عظیم الشان معجزہ تھا کہ اسکی نظیر کوئی شخص پیش نہ کر سکا اور سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص دوسری کتابوں کا چور ہو اور چند مضمون بنا دے اور جانتا ہو کہ فلاں فلاں کتاب سے یہ مضمون لیا ہے اور غیب کی باتیں نہیں ہیں وہ کب جرأت اور حوصلہ کر سکتا ہے کہ تمام جہان کو مقابلہ کے لئے بلاوے اور پھر کوئی اس کی پردہ دری پر قادر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پروبال عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص اور نکما ہونا اسکا بپایۂ ثبوت پہونچا دیا پھر عیسائیوں کا جوش ضرور نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہئے تھا۔ پس جو کچھ وہ افترا کریں تھوڑا ہے۔ جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔ اور وہی نطفہ بنجائے جو پہلے تھا۔ مجھے تعجب ہے کہ عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے اگر اون کا خدا ہے تو وہ وہی ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا اور سری نگر محلہ خان یار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔ اور اگر اس کے معجزات ہیں تو وہ دوسرے نبیوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ بلکہ الیاس نبی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں اور بموجب بیان یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا٭ محض فریب اور مکر تھا اور پیشگوئیوں کا یہ حال ہے جو اکثر جھوٹی نکلی ہیں کیا بارہ تخت بہشت میں نصیب ہوگئے کوئی پادری صاحب تو جواب دیں؟ کیا دنیا کی بادشاہت حضرت عیسیٰ کو انکی اپنی پیشگوئی کے موافق مل گئی۔ جس کے لئے ہتھیار بھی خریدے گئے تھے کوئی تو بولے؟ اور کیا اوسی زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنے دعوے کے موافق آسمان سے اُترے؟ میں کہتا ہوں اُترنا کیا اون کو تو آسمان پر جانا بھی نصیب نہیں ہوا یہی رائے یورپ کے محقق علماء کی بھی ہے۔ .... بلکہ وہ صلیب پر سے نیم مردہ ہو کر بچ گئے اور پھر پوشیدہ طور پر بھاگ کر ہندوستان کی راہ سے کشمیر میں پہنچے۔ اور وہیں فوت ہوئے٭

پھر تعلیم کا یہ حال ہے کہ قطع نظر اس کے کہ اسپر چوری کا الزام لگایا گیا ہے۔ انسانی قوی کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ حلم اور درگذر پر انجیل کی تعلیم زور دیتی ہے اور باقی شاخوں کا خون کیا ہے حالانکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ انسان کو قدرت قادر نے عطا کیا ہے کوئی چیز اوس میں سے بیکار نہیں ہے اور ہر ایک انسانی قوت اپنی اپنی جگہ پر عین مصلحت سے پیدا کی گئی ہے اور جیسے کسی وقت اور کسی محل پر حلم اور درگذر عمدہ اخلاق میں سے سمجھے جاتے ہیں ایسا ہی کسیوقت غیرت اور انتقام اور مجرم کو سزا دینا اخلاق فاضلہ میں سے شمار کیا جاتا ہے نہ ہمیشہ درگذر اور عفو قرین مصلحت ہے اور نہ ہمیشہ سزا اور انتقام مصلحت کے مطابق ہے یہی قرآنی تعلیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی و اصلح فاجره علی الله یعنے بدی کی جزا اسیقدر ہے جسقدر بدی کی گئی مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اوس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگذر کی ترغیب دیگئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو

٭ عیسائی مذہب میں دین کی حمایت کیلئے ہر ایک قسم کا افترا کرنا اور جھوٹ جائز بلکہ موجب ثواب ہے دیکھو پولوس کا قول۔ منہ

٭ پادری فنڈل صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق میں اس بات کو قبول کر لیا ہے کہ عرب کے عیسائی بھی وحشیوں کی طرح تھے اور بے خبر تھے۔ منہ

٭ قرآن شریف نے تو اپنی نسبت معجزہ اور بے مثل ہونیکا دعویٰ کر کے اپنی بریت اس طرح پر ثابت کر دی کہ بلند آواز سے کہدیا کہ اگر کوئی اسکو انسانی کلام سمجھتا ہے تو وہ جواب دے لیکن تمام مخالف خاموش رہے۔ مگر انجیل کو تو اوسی زمانہ میں یہودیوں نے مسروقہ قرار دیا تھا اور نہ انجیل نے دعوےٰ کیا کہ انسان ایسی انجیل بنانے پر قادر نہیں [illegible] ہیں۔ قرآن شریف بے شک قرآن شریف کا تو دعویٰ ہے کہ انسان ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں اور تمام مخالفین نے چپ ہو کر اس دعویٰ کو سچا ہونا ثابت کر دیا۔ منہ

٭ یہودیوں کے اس بیان کی خود حضرت مسیح کے قول میں تائید پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت مسیح انجیل میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں انکو کوئی نشان نہیں دکھلایا جائیگا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھلایا ہوتا تو ضرور وہ یہودیوں کی اس درخواست کے وقت ان معجزات کا حوالہ دیتے۔ منہ

٭ جو لوگ مسلمان کہلا کر حضرت عیسیٰ کو مع جسم عنصری آسمان پر پہنچاتے ہیں وہ قرآن شریف کے برخلاف ایک لغو بات منہ پر لاتے ہیں قرآن شریف تو آیت فلما توفیتنی میں حضرت عیسیٰ کی موت ظاہر کرتا ہے اور آیت قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا۔ میں انسان کا مع جسم عنصری آسمان پر جانا ممتنع قرار دیتا ہے پھر یہ کیسی جہالت ہے کہ کلام الٰہی کے مخالف عقیدہ رکھتے ہیں توفی کے یہ معنے کرنا کہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانا اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی اول تو کسی کتاب لغت میں توفی کے یہ معنی نہیں لکھے کہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ہے [illegible] آیت فلما توفیتنی قیامت کے متعلق [illegible] کو حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کو یہ جواب [illegible] لازم آتا ہے کہ قیامت تو آجائیگی مگر حضرت عیسیٰ [illegible] نہیں مرینگے اور مرنے سے پہلے ہی مع جسم عنصری [illegible] پیش ہو جائینگے قرآن شریف کی یہ تحریف کرنا یہودیوں سے بڑھ کر قدم ہے۔ منہ

٭ قرآن شریف نے [illegible] عفو اور درگذر کو [illegible] کیونکہ اس سے انسانی اخلاق [illegible]

غیر معلوم سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے پامال کردیا ہے۔ اخلاق قوی کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کردی گئی ہے پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اسقدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہدیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے انکے نام رکھے۔ اخلاقی تعلیم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالے کی طرف سے ہوسکتی ہے۔ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگذر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرین مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالے کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالے کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالے کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے نہ یہ کہ فعل سے کچھ اور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اور ظاہر ہو۔ خدا تعالے کے فعل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ درگذر نہیں بلکہ وہ مجرموں کو طرح طرح کے عذابوں سے سزا یاب بھی کرتا ہے ایسے عذابوں کا پہلی کتابوں میں بھی ذکر ہے ہمارا خدا صرف حلیم نہیں بلکہ وہ حکیم بھی ہے اور اس کا قہر بھی عظیم ہے سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اس کے قانون قدرت کے مطابق ہے اور سچا قول الٰہی وہ ہے جو اس کے فعل کے مخالف نہیں ہم نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا کہ خدا نے اپنی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ حلم اور درگذر کا معاملہ کیا ہو اور کوئی عذاب نہ آیا ہو۔ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لئے خدا تعالے نے میرے ذریعہ سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے جو انکو ہلاک کریگا اور طاعون بھی ابھی دور نہیں ہوئی۔ پہلے اس سے نوح کی قوم کا کیا حال ہوا۔ لوط کی قوم کو کیا پیش آیا۔ سو یقیناً سمجھو کہ شریعت کا اصل تخلق باخلاق اللہ ہے یعنے خدائے عز و جل کے اخلاق اپنے اندر حاصل کرنا یہی کمال نفس ہے اگر ہم یہ چاہیں کہ خدا سے بھی بڑھکر کوئی نیک خلق ہم میں پیدا ہو تو یہ بے ایمانی اور پلید رنگ کی گستاخی ہے اور خدا کے اخلاق پر ایک اعتراض ہے۔

اور پھر ایک اور بات بھی غور کرو کہ خدا کا قدیم سے قانون قدرت ہے کہ وہ توبہ اور استغفار سے گناہ معاف کرتا ہے اور نیک لوگوں کی شفاعت کے طور پر دعا بھی قبول کرتا ہے مگر یہ ہم نے خدا کے قانون قدرت میں کبھی نہیں دیکھا کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور اس سے بکر کی درد سر جاتی رہے۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خودکشی سے دوسروں کی اندرونی بیماری کا دور ہونا کس قانون پر مبنی ہے اور وہ کونسا فلسفہ ہے جس سے ہم معلوم کرسکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دور کرسکتا ہے بلکہ مشاہدہ اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ جب تک مسیح نے خودکشی کا ارادہ نہیں کیا تھا تب تک عیسائیوں میں نیک چلنی اور خدا پرستی کا مادہ تھا مگر صلیب کے بعد تو جیسے ایک بند ٹوٹ کر ہر ایک طرف دریا کا پانی پھیل جاتا ہے یہی عیسائیوں کے نفسانی جوشوں کا حال ہوا۔ کچھ شک نہیں کہ اگر یہ خودکشی مسیح سے بارادہ ظہور میں آئی ہے تو بہت بیجا کام کیا اگر وہی زندگی وعظ و نصیحت میں صرف کرتا تو مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا۔ اس بیجا حرکت سے دوسروں کو کیا فائدہ ہوا۔ ہاں اگر مسیح خودکشی کے بعد زندہ ہوکر یہودیوں کے روبرو آسمان پر چڑھ جاتا تو اس سے یہودی ایمان لے آتے مگر اب تو یہودیوں اور تمام عقلمندوں کے نزدیک مسیح کا آسمان پر چڑھنا محض ایک فسانہ اور گپ ہے۔

اور پھر تثلیث کا عقیدہ بھی ایک عجیب عقیدہ ہے کیا کسی نے سنا ہے کہ مستقل طور پر اور کامل طور پر تین بھی ہوں اور ایک بھی ہو اور ایک بھی کامل خدا اور تین بھی کامل خدا ہو۔ عیسائی مذہب بھی عجیب مذہب ہے کہ ہر ایک بات میں غلطی اور ایک علم میں لغزش ہے۔ اور پھر باوجود ان تمام تاریکیوں کے آئندہ زمانہ کیلئے وحی اور الہام پر مہر لگ گئی ہے اور اب ان تمام انجیل کی غلطیوں کا فیصلہ حسب اعتقاد عیسائیوں کی وحی جدید کی رو سے تو غیر ممکن ہے کیونکہ ان کے عقیدہ کے موافق اب وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اب تمام مدار صرف اپنی اپنی رائے پر ہے جو جہالت اور تاریکی سے مبرا نہیں۔ اور ان کی انجیلیں اسقدر بیہودگیوں کا مجموعہ ہیں جو ان کا شمار کرنا غیر ممکن ہے مثلاً ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور دوسروں کے گناہوں کی سزا میں اس کے لئے صلیب تجویز کرنا اور تین دن تک اسکو دوزخ میں بھیجنا۔ اور پھر ایک طرف خدا بنانا اور ایک طرف کمزوری اور دروغگوئی کی عادت کو اسکی طرف منسوب کرنا چنانچہ انجیلوں میں بہت سے ایسے کلمات پائے جاتے ہیں جن سے نعوذ باللہ حضرت مسیح کا دروغگو ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً وہ ایک چور کو وعدہ دیتے ہیں کہ آج بہشت میں تو میرے ساتھ روزہ کھولے گا اور ایک طرف وہ خلاف وعدہ اسی دن دوزخ میں جاتا ہے اور تین دن دوزخ میں ہی رہتے ہیں۔

ایسا ہی انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان آزمائش کے لئے مسیح کو کئی جگہ لئے پھرا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسیح خدا بنکر بھی شیطان کی آزمائش سے بچ نہ سکا اور شیطان کو خدا کی آزمائش کی جرأت ہوگئی۔ یہ انجیل کا فلسفہ تمام دنیا سے نرالا ہے۔ اگر درحقیقت شیطان مسیح کے پاس آیا تھا تو مسیح کے لئے بڑا عمدہ موقع تھا کہ یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتا کیونکہ یہودی حضرت مسیح کی نبوت کے سخت انکاری تھے وجہ یہ کہ ملاکی نبی کی کتاب میں سچے مسیح کی یہ علامت لکھی تھی کہ اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آئیگا۔* پس چونکہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا اسلئے یہودی ابتک حضرت عیسیٰ کو مفتری اور مکار کہتے ہیں۔ یہ یہودیوں کی ایسی حجت ہے کہ عیسائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور شیطان کا مسیح کے پاس آنا یہ بھی یہودیوں کے نزدیک مجنونانہ خیال ہے اکثر مجانین ایسی ایسی خوابیں دیکھا کرتے ہیں یہ مرض کابوس کی ایک قسم ہے اس جگہ ایک محقق انگریز نے یہ تاویل کی ہے کہ شیطان کے آنے سے مراد یہ ہے کہ مسیح کو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا تھا مگر مسیح شیطانی الہام سے متاثر نہیں ہوا۔ ایک شیطانی الہام یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کے دل میں شیطان کی طرف سے یہ ڈالا گیا کہ وہ خدا کو چھوڑ دے اور محض شیطان کے تابع ہوجائے۔ مگر تعجب کہ شیطان خدا کے بیٹے پر مسلط ہوا اور دنیا کی طرف اس کو رجوع دیا حالانکہ وہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور پھر خدا ہونے کے برخلاف وہ مر بھی گیا حالانکہ خدا بھی مرا کرتا ہے۔ اور اگر محض انسان مرا ہے تو پھر کیوں یہ دعوے ہے کہ ابن اللہ نے انسانوں کے لئے جان دی۔ اور پھر وہ ابن اللہ کہلا کر قیامت کے وقت سے بھی بے خبر ہے جیسا کہ مسیح کا اقرار انجیل میں موجود ہے کہ وہ باوجود ابن اللہ ہونے کے نہیں جانتا کہ قیامت کب آوے گی۔ باوجود خدا کہلانے کے قیامت کے علم سے بے خبر ہونا کسقدر بیہودہ بات ہے۔ بلکہ قیامت تو دور ہے اوس کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ جس درخت انجیر کی طرف چلا اس پر کوئی پھل نہیں۔

اب ہم اصل امر کی طرف رجوع کرکے مختصر طور پر بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالے کی ایک وحی اگر کسی گذشتہ قصہ یا کتاب کے مطابق آجائے یا پوری مطابق نہ ہو یا فرض کرو کہ وہ قصہ یا وہ کتاب لوگوں کی نظر میں ایک فرضی کتاب یا فرضی قصہ ہے تو اس سے خدا تعالے کی وحی پر کوئی حملہ نہیں کرسکتا جن کتابوں کا نام عیسائی لوگ تاریخی کتابیں رکھتے یا آسمانی وحی کہتے ہیں یہ تمام بے بنیاد باتیں ہیں جنکا کوئی ثبوت نہیں اور کوئی کتاب ان کی شکوک و شبہات کے گند سے خالی نہیں۔ اور جن کتابوں کو وہ جعلی اور فرضی کہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی نہ ہوں اور جن کتابوں کو وہ صحیح مانتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی ہوں۔ خدا تعالے کی کتاب ان کی مطابقت یا مخالفت کی محتاج نہیں۔ خدا تعالے کی سچی کتاب کا یہ معیار نہیں ہے کہ ایسی کتابوں کی مطابقت یا مخالفت دیکھی جائے عیسائیوں کا کسی کتاب کو جعلی کہنا ایسا امر نہیں ہے کہ جو پوری تسلی بخش تحقیقات سے ثابت ہوچکا ہے۔ اور نہ انکا کسی کتاب کو صحیح کہنا کسی باضابطہ ثبوت پر مبنی ہے نری اٹکلیں اور خیالات ہیں۔ لہذا انکے یہ بیہودہ خیالات خدا کی کتاب کے معیار نہیں ہوسکتے بلکہ معیار یہ ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کتاب خدا کے قانون قدرت اور تازہ معجزات سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرتی ہے یا نہیں۔ (باقی)

---

* اس زمانہ میں یہودی لوگ الیاس نبی کے دنیا میں دوبارہ آنے اور آسمان سے اترنے کے ایسے ہی منتظر تھے جیسے کہ آجکل ہمارے سادہ طبع مولوی حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کے منتظر ہیں مگر حضرت عیسیٰ کو ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کی تاویل کرنی پڑی اسی وجہ سے یہودی ابتک انکو سچا نبی نہیں جانتے کہ الیاس آسمان سے نہیں اترا اس عقیدہ کی وجہ سے یہودی تو واصل جہنم ہوئے۔ اب اسی طمع خام میں مسلمان گرفتار ہیں سراسر یہودیوں کا رنگ ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہوگئی۔ منہ

* دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانون قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فعل سے دنیا میں پایا جاتا ہے اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر میں منقوش ہے عیسائی صاحبوں کا خدا تو انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی وہ اس خدا سے بیخبر ہے لیکن جس خدا کو قرآن پیش کرتا ہے اس سے کوئی شخص ذوی العقول میں سے بیخبر نہیں۔ اسلئے سچا خدا وہی خدا ہے جسکو قرآن نے پیش کیا ہے جسکی شہادت

مولوی محمد بشیر صاحب اہل حدیث کی خلوت اور جلوت کا راز

واعظان کین جلوه بر محراب ممبر مے کنند
چون بخلوت مے روند آن کار دیگر مے کنند

ناظرین عنوان مندرجہ بالا سے آپ حیران ہونگے کہ یہ کیسا راز ہے جسکا افشاء کیا جاتا ہے اور خلوت جلوت سے کیا مراد ہے مگر تھوڑا صبر کریں یہ معمّا آگے چل کر خود بخود سمجھ میں آجاویگا اب ذرا متوجہ ہو کر سنیں۔ ایک پرچہ مورخہ ۲۹۔ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ بدست محمد عمر سرمہ فروش بر مکان اخویم مستری قادر بخش صاحب بر فخانہ والے کے منجانب مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی مقیم دہلی نے مجھکو ملا۔ جو میری اوس تحریر کے جواب میں لکھہ کر بھیجا ہے جس کو محمد عمر مذکور کی درخواست زبانی پر مبنی بدیں مضمون لکھدیا تھا کہ "اگر مولوی محمد بشیر صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو معاذ اللہ کاذب سمجھتے ہیں تو انہیں الفاظ میں جسمیں مبنی حلفیہ علے وجہ البصیرۃ انکی تصدیق کی ہے تکذیب کریں" اور یہ دریافت کرنا مولوی صاحب سے محض اس خیال پر تھا کہ مولوی صاحب کے زہد و تقویٰ علم و فضل کے حضرات اہل حدیث بہت ہی مداح تھے نیز یہ بھی سبب تھا کہ اب شاید مولوی صاحب کفر و دجل سے باز آگئے ہونگے کیونکہ اونکی مشین تکفیر و تکذیب کے تمام پرزے زنگ خوردہ ڈھیلے اور ردی ہو چکے ہیں۔ ہاں ایک یہ بھی گمان تھا کہ قبل ازین تھوڑے دن ہوئے جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مع خدام ذی احترام بماہ شعبان ۱۳۲۳ھ دہلی میں رونق افروز رہے تھے تو جناب مولوی صاحب کے ہمعصر احسن المناظرین عمدۃ المتکلمین جناب مولٰنا مولوی سید محمد احسن صاحب احمدی امروہوی دامت برکاتہم نے ایک خط معہ تین نسخہ جات مندرجہ ذیل کے (مواہب الرحمان مصنفہ مسیح الزمان علیہ السلام تبلیغ الحق مصنفہ امام الزمان علیہ السلام الفرقان بجواب البرہان مصنفہ احسن المناظرین سلمہ) خدمت فیض الامین ارسال کر کے اشتیاق ملاقات بھی ظاہر فرمایا تھا اور اس ملاقات سے غرض یہی تھی کہ شاید حجاب لاعلمی جو دربارہ صداقت دعوائے مسیح موعود علیہ السلام عارض خاطر عالی ہو رہا ہے وہ اٹھہ جاوے۔ مگر بقول مشہور ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

آپنے (مولوی محمد بشیر صاحب نے) چند موانعات و مصالح دنیوی کے بنا پر جیسا کہ مضمون جواب مرسلہ آنجناب سے ظاہر اور حامل خط کی زبانی باہر ہوا محروم رہنا پسند فرمایا) چونکہ جواب خط مرسلہ احسن المناظرین مدظلہم سے آپکا کفر و دجل سے رجوع ثابت ہوتا تھا اسلئے امید تھی کہ شاید یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہونے سے اب باز آگئے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ؎

ترا من باوفا دانستہ بودم غلط کردم خطا دانستہ بودم

اور ؎

مہربان جسکو سمجھتا تھا ستمگر نکلا
لعل کا جسپہ گمان کرتا تھا پتھر نکلا

میرا خیال آپکی نسبت غلط نکلا۔ اب میں آپ کا وہ جواب بجنسہٖ جو ہمارے پاس موجود ہے اور اخبار بدر اور رسالہ المنصور میں شائع بھی ہو چکا ہے نقل کر کے بعد ازان پرچہ مورخہ ۲۵۔ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ نقل کرونگا جواب خط کو خلوت کے راز اور پرچہ ثانی کو جلوت کے اظہار سے ناظرین مضمون کے سمجھانیکے واسطے موسوم کیا گیا ہے۔ بعد ازان چند امور استفسار اً عرض کر کے طالب جواب ہونگا جنکے مفصل جواب آنے پر انشاء اللہ پھر اور کچھہ کہونگا۔ فانتظر۔

جواب مولوی محمد بشیر صاحب بنام احسن المناظرین مولوی محمد احسن صاحب احمدی امروہی وہو الموسوم براز خلوت

"مکرم بندہ جناب مولوی محمد احسن صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ معہ ہدایا مرسلہ وصول ہوا ممنون فرمایا مجھکو آپکی ملاقات کا شوق زاید از حد ہے۔ اور ارادہ مصمم ملاقات کا تھا مگر چند موانع اور مصالح کیوجہ سے قاصر رہا معاف فرماوین۔ ان بعض مصالح کا حال حامل پرچہ ہذا کی زبانی ظاہر ہوگا۔ والسلام خیر ختام" خاکسار محمد بشیر عفی عنہ از کوچہ چڑیوارہ (۲۵۔ شعبان ۱۳۲۳ھ۔

اس مراسلت موسومہ راز خلوت کے اون جملوں کو جو زیر خط ہیں مولوی صاحب حضوصاً خلوت میں اور ناظرین عموماً ہر ایک جلوت میں ملاحظہ فرما کر خود ہی انصاف کرلیں کہ آیا کفار اور دجالین کذابین کو انہیں خطابات السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جیسے دعائیہ کلمات سے مخاطب کرنا اور ایسی کتابوں کو جنمیں معاذ اللہ حسب زعم مولانا کفر اور دجل اور کذب کا اظہار اور اشتہار ہے ہدایا کے پاک زنبہ عطا فرمانا اور محض ہدایا ہی نہیں بلکہ ہمکو قبول کر کے ممنونیت کا اظہار کرنا اور ایسے لوگوں سے جو دجالین کذابین کفار میں سے ہیں ملاقات کا از حد شوق رکھکر ارادہ ہی مصمم کر لینا جو بوجہ کسی مصالح اور موانع کی جس کا حال زبانی حامل جواب کہلا بھیجا تھا پورا نہ ہو سکا۔ دیندار باوقار علماء ربانی مومن باللہ کی شان ہے۔ کیا ایسے عالم جو کسی کو زبان سے دجال اور کذاب اور کافر کہیں پھر اسی شخص کو یا اسکے متبعین کو رحمۃ اللہ اور برکاتہ کی دعائیں اسی زبان سے دیں افسوس لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق ہیں۔

یہ ہے ناظرین مولوی صاحب کا راز خلوت یا کھانیکے دانت۔ اب اگے جلوہ ممبر کا نقشہ دکھاتا ہوں جو دکھانیکے دانت ہیں۔

مولوی محمد بشیر صاحب کا جلوہ محراب و ممبر یا دکھانیکے دانت الموسوم بہ

خاکسار کو مرزا صاحب کی تصدیق و تصدیق سے کچھہ غرض نہیں ہے اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنا عقیدہ مرزا صاحب کے بارہ میں لکھوں تو سنیئے میرا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کافر و دجالین کذابین میں سے ہیں۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْل۔ کتبہ محمد بشیر عفی عنہ ۲۹۔ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ روز پنجشنبہ۔

وہ پہلا خط آخیر شعبان ۱۳۲۳ھ کا ہے جسمیں آپ مرزا صاحب علیہ السلام کی مخلص تبع اپنے ہمقابل مولوی سید محمد احسن صاحب سلمہٗ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے پاک اور مبارک دعائیہ خطاب سے مخاطب کر فرماتے ہیں۔ جو کہ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند کا مصداق اور دکھانیکے دانتوں کا نمونہ ہے اور یہ دوسرا پرچہ آخیر ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کا ہے جو بعد سہ ماہ خط سابق کی بطن مادر سے جلوہ افگن ہوا ہے اور مصداق (واعظان کین جلوه بر محراب و ممبر مے کنند) اور دکھانیکے دانتوں کا نمونہ ہے ذرا مولوی صاحب ان ہر دو تحریروں کو جو ایک ہی زبان و قلم سے صرف بہ تفاوت سہ ماہ صادر ہوئی ہیں تطبیق تو فرماوین۔ مولٰنا ذرا کلام الہٰی کے ان آیات مبارکہ کو خلوت میں پڑھکر خشیۃ اللہ سے کام لیں۔ ارأیتم ان کان من عند اللّٰہ ثم کفرتم بہ من اضل ممن ھو فی شقاق بعید سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق۔ اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شھید۔ الجزو ۲۵۔ رکوع ۱۔ اور ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا یعنی جو تیرے سلام علیک کرے اوسکو مت کافر کہو۔

چون نسیم صبح محشر پردہ کار دگار
یک تکفیر مسلمانی کنی از بخل و کین
کلمہ گویان را چرا اسگوئی کافر مولوی
سہل باشد از زبان خویش تکفیر امام
گر کنی تکفیر ہم خود چہ کار کردہ
چند بر تکفیر بازی چند استہزا اکنی
پیرشتی خلق پیران را امید انی مگو

کیست من کافر خود بگردد آشکار
چون نترسی از خدائی راند او حجر دہبار
شرمت آید از خدا عادل و ذی اختیار
مشکل افتد آن زبان چو بلند ہو گا
رو اگر مردی جہتجوی ای اسلام انکار
گر تو داری خوف حق ادریغ کفر خود برآر
لاف ایمان خود چہ حیرت نو ایمان را بیار

اور پھر براہ مہربانی مندرجہ ذیل سوالات کو پیش نظر رکھہ کر جواب ارقام فرماوین۔

(۱) مرزا صاحب علیہ السلام کی وجوہ کفر و کذب و دجل کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب لکھنے سے پہلے رسالہ تحذیر المؤمنین علامہ زمن مولوی سید محمد احسن صاحب احمدی مدظلہ العالی کا جو بجواب کفرنامہ بٹالوی کے چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور نیز اعلام الناس حصہ سوم جو جناب الا کی مدد سے بغرض ستی تصنیف ...... ہو کر طبع ہوا تہا ملاحظہ فرمالیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ اوسی پیٹی پٹائی لکیر پر چلنے لگیں جسکا قلع قمع مدت سے ہو چکا ہے۔ (۲) (کتاب ہدایت انساب الہامات و امام مصنفہ مہدی الزمان علیہ السلام کا جواب جسکا وعدہ آپنے رسالہ حق الصریح کے صفحہ ۱۲۲ و ۱۴۳ میں بدیں حساب تین بار فرمایا تہا اور لکھا تہا کہ ہمکا جواب عنقریب شائع ہوگا (بعدہٗ) کو آج تک ہے اس کے سات سال کا عرصہ گذر چکا اونکا ایفاء آج تک کیوں نہیں ہوا؟ اور اگر جواب شائع ہو چکا ہے تو اوس کے پتہ نشان وغیرہ سے مطلع فرماوین؟ ایسا ہی اعلام الناس حصہ سوم کے بہی جواب کا مطالبہ ہے۔

یہ شکر رہے (۳) اشتہار مباہلہ مندرجہ رسالہ انجام آتھم و اشتہار مشمولہ تحفہ گولڑویہ انعامی پانصد روپیہ کا جنمیں آپ بہی مخاطب ہیں آپنے کیا جواب دیا کیا آپنے باوجود یقین کفر مرزا صاحب کے مباہلہ کے واسطے مستعدی دکھلائی؟ یا باوجود تحقیق کذب مرزا صاحب کے آپنے کسی ایسی کاذب کی نظیر بجائے اشتہار انعامی ۵۰۰ روپیہ پیشکی؟ یہ تمام اشتہارات آپکے پاس بھیجے جا چکے ہیں جو اب بہی آپ انکا جواب دیں اگر دے سکتے ہیں؟ (۴) آیت مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ "نہیں قتل کیا اوسکو اور نہیں مصلوب کیا اوسکو ولکن مشابہ کیا گیا واسطے اون کیلئے" میں شُبِّہَ از باب تفعیل تشبیہ مصدر سے فعل ماضی مجہول ہیں ضمیر واحد غائب مستتر مفعول مالم یسم فاعلہ ہے جسکا ترجمہ مانند کیا گیا وہ ہے پس اس ضمیر غائب یعنی وہ کا مرجع ماتحت بحث میں یا تمام قرآن شریف میں کہاں مذکور ہے؟ اگر مذکور نہیں تو اضمار قبل الذکر کی کوئی مثال تمام قرآن شریف سے مخلوق کے بارہ میں ہو تو بیان فرماوین نیز حرف لٰکن جو استدراک کے واسطے (جس سے دفعیہ وہم سامع مقصود ہو کر اس حرف لٰکن کے جملہ مابعد سے اوسکا دفعیہ کیا جاتا ہے) آتا ہے۔ اس آیت کے جملہ ماقبل سے کون سا وہم سامع کو پیدا ہوتا تہا جس کا دفعیہ حرف لٰکن کو لا کر کیا گیا؟ اور کس جملہ سے دفعیہ وہم ہوا۔ اور کیونکر ہوا؟ نیز اسمیں مشبہ اور مشبہ بہ کون ہے اور وجہ تشبیہ کیا ہے (۵) عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کیطرف رسول کر کے بھیجے گئے تھے اور اون کو ایک کتاب انجیل اور ایک امت نصاریٰ دیگئی تہی) کس حیثیت سے زمین پر نازل ہونگے آیا آپنے اسی اصلی حیثیت سے جو بوقت صعود انکی تہی مع الرسالت والنبوت والکتاب للامت نازل ہونگے؟ یا اوس سے تنزل ہو کر؟ غور سے جواب دیں (۶) نبوت و رسالت میں کیا فرق؟ امتی اور نبی و رسول میں کیا فرق ہے؟ کوئی فرد امت محمدیہ کا کسی نبی ہو سوائے آنحضرت صلعم کے نفضل بہی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے تو یہ فضیلت کلی ہے یا جزئی؟ لوازمات نبوت و رسالت جنسے تحقیق نبوت و رسالت ہو کیا کیا ہیں؟۔ اور یہ لوازمات کسی حالت میں انبیاء و رسل سے منفک بہی ہو سکتی ہیں اگر ہو سکتی ہیں تو کس حالتیں؟ (۷) لفظ توفی جو باب تفعل سے ہے جبکہ اسکا مفعول ایک انسان ہو تو کن کن معنوں میں آتا ہے؟ مطلق توفی سے بحث نہیں ہے بلکہ اوس توفی سے سوال ہے جو ذی روح انسان کے واسطے بولا جاوے؟ سو اگر یہ سوائے قبض روح کی کسی قبض جسم یا قبض روح مع الجسم کے معنوں میں بہی آیا ہو تو اوس کی تین مثالیں قرآن و حدیث و لغت عرب سے نقل فرماوین زبانی دعویٰ بغیر اسناد کے مسموع نہوگا مصادرہ علی المطلوب کے مرتکب نہ ہو جاویں نیند یا موت توفی کے معنی نہیں ہیں بلکہ یہ دو مختلف نتیجے باعتبار اس فعل کے ہیں جو بعد صدور فعل توفی مترتب ہوتے ہیں انکو معنی میں کچھہ دخل نہیں ہے؟ اگر لفظ متوفی کے معنی جو متنازعہ فیہ ہے سوائے قبض روح کے قبض جسم یا قبض روح مع الجسم یا کچھہ اور آپ ثابت کردیں تو مبلغ ایکسو روپیہ انعام آپکو دیا جاویگا یہ اقرار صحیح شرعی ہے بذریعہ عدالت بہی آپ اس اقرار کے ذریعہ روپیہ وصول کر سکتے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

ملے کیا دیکھا تم نے اگر یہ ہو اللہ کیطرف سے پھر انکار کیا تم نے اوسکا اوس سے زیادہ

... نشانیاں ... اور اون کے نفسوں میں حتیٰ ظاہر ہو جاویگا ... اون کے واسطے کیا کافی نہیں ...

مراسلت

یالیت قومی یعلمون

جن حضرات نے ۲۴- جنوری سنہ۶ء کے الحکم مین میرے ریویو اور مراسلت اور اوسکے بعد کے خط کو دیکہا ہے وہ واقف ہین کہ حکیم احمد اللہ خانصاحب نجیب آبادی نے کسطرح مجہکو متوجہ کیا اور میری متعدی پر کسقدر بزدلی کے ساتہہ گریز اختیار کی۔ آج روزانہ پیسہ اخبار ۱۵ و ۱۶- فروری سنہ۶ء کے دیکہنے سے معلوم ہؤا۔ کہ حکیم صاحب نے "**مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی**" کے ہیڈنگ سے ایک مضمون شایع کرایا ہے۔ مجہکو معتبر ذریعون سے معلوم ہے کہ یہ مضمون اہینون کی کوشش اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے مین اسکے مطالعہ کا بڑا مشتاق تہا خدا کا شکر ہے کہ آج پیسہ اخبار مین اسکو دیکہا اور بالاستیعاب مطالعہ کرنیکے بعد بے اختیار زبان سے یہ شعر نکلا ؎

بڑا شور سنتے تہے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

روزانہ پیسہ اخبار کی بڑی تقطیع کا تقریبًا ایک کالم صرف اس اعتراض مین سیاہ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کے مرید اونکے نام کے ساتہہ "**علیہ السلام**" کیون لکہتے ہین۔ بادشاہ وزیر کی کہانی اور نواب صاحب لوہارو کی داستان اور ان کی ہزار روپیہ تنخواہ کی عجیب و غریب غیر مانوس حکایت لکہی گئی ہے۔ مین حیران ہون کہ مولوی ہونے کا دعوے۔ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق نکتہ چینی۔ علیہ السلام کے خطاب پر اعتراض۔ اور ثبوت مین ایسی ایسی بے سر و پا باتین لکہنا سوائے اس کے اور کیا کہون کہ ؎

محبت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

قرآن شریف سے مومنین پر خدا کا سلام بہیجنا ثابت۔ امام حسن علیہ السلام سے بلکہ شیعون کے اول سے بارہوین امام تک سب کے لئے آپکے نزدیک علیہ السلام لکہنا جائز مگر مسیح موعود علیہ السلام کیلئے علیہ السلام ناجائز۔ اور پہر یہی گویا تمام اعتراضات کا سنگ بنیاد! آپ کے پیشوا نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب **تشریف البشر بذکر الائمۃ الاثنی عشر** مین اپنی کتاب کے ایک مضمون کی پیشانی صاف "مہدی علیہ السلام" لکہین اور جا بجا علی رضا رضی اللہ عنہ اور محمد جواد رضی اللہ عنہ تحریر فرمائین اور آپ مسیح موعود اور اون کے مقدس دوستون کے لئے (جو کما استخلف الذین من قبلہم کے مصداق ہین) علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ لکہنے سے باغی اور نافرمان قرار دیتے ہین۔ سچ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

کہئے حضرت! آپ تو لکہتے ہین کہ "ایسا لکہنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اونکے دوستون کی حقارت اور بے عزتی کی ہے اسلئے کہ یہ خطاب علیہ السلام مرسلین کا جو صاحب کتاب و شریعت تہے ہے"۔ یہ تو بتائیے کہ آپ کے مقتدا و پیشوا نے تو ہم سے بہی پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اون کے دوستون کی بیعزتی کی اور اگر آپ نواب صدیق حسن خانصاحب کو بہی اس خطا مین مبتلا اور باغی و نافرمان نہ سمجہتے ہین۔ تو ذرا مہربانی فرما کر کچہہ شان مولویت دکہائیے۔ اور کتاب و سنت سے اس خطاب کی رسول صاحب شریعت کے لئے خصوصیت تو ثابت کیجئے۔ یہ دلیری قابل داد ہے کہ مولوی کہلا کر مذہبی اعتراض کے لئے نہ قرآن شریف کی کوئی آیت نہ کوئی حدیث بلکہ ثبوت مین نواب صاحب لوہارو کی کہانی خطاب وزارت اور شاہی غلامون کی کتہا! استغفر اللہ۔ دیکہو اس خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت نے آپ کو کسقدر ذلیل کیا اور کسقدر آپکی عقل پر پردے پڑ گئے کہ آپ نے اپنی طرف سے اِمامکم منکم کے معنے یا تفسیر لکہی ہے کہ "وہ کوئی نئی شریعت لیکر نہین آئینگے صرف ہماری شریعت مین ایک مسئلہ مین تبدیلی کرینگے یعنی جزیہ موقوف کر دینگے۔ لوکان موسیٰ و عیسیٰ والی حدیث اور دیگر صدہا احادیث اور آیات سے اس بات کے ثابت ہوتے ہوئے بہی کہ اس شریعت مین قیامت تک ترمیم تنسیخ نہین ہو سکتی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بہی آپنے امامکم منکم جیسی تصریح کے ایسے غلط معنی کئے کہ جس سے ایک ایسے نبی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ جو ہماری اس اکمل شریعت مین تبدیل تنسیخ کریگا۔ کسی نے آپ کے حسب حال اچہا کہا ہے ؎

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل
ہم کوچۂ رقیب مین بہی سر کے بل گئے

آگے آپ فرماتے ہین "**اس دعوے کا انکے پاس کوئی ثبوت نہین ہے نہ قرآن سے نہ حدیث سے صرف انجیل متی سے یہ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری یوحنا کی نسبت یہ فرمایا کہ الیاس یہی ہے**"۔ سچ ہے کہ تعصب انسان کو اندہا کر دیتا ہے تمام قرآن شریف ہمارے امام علیہ السلام کی تائید کر رہا ہے صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث اور اجماع صحابہ اور اکثر بزرگان دین سب ہمارے امام علیہ السلام کے دعاوی کے موید ہین۔ زمانہ علیحدہ پکار پکار کر تصدیق کر رہا ہے۔ نشانات اور خوارق علیحدہ گواہی دے رہے ہین منجملہ انکے بطور تائیدی ثبوت کے توریت و انجیل وغیرہ سے بہی شہادتین لیجاتی ہین آپ لکہتے ہین کہ ایک یہی ثبوت ہے۔ خیر اگر آپ ایسا نہ لکہتے تو آپ کا مبلغ علم اور مایۂ لیاقت کیسے ظاہر ہوتا۔ آپ اگر تعصب اور ہٹ دہرمی کو علیحدہ رکہکر مجہسے افہام و تفہیم پر رضامند ہو جاتے تو آج آپکو قرآن و حدیث کے ثبوت معلوم ہوتے اور آپ سے ایسی قابل مضحکہ فاش غلطی نہ ہوتی۔ پہر آپ نے انجیل یوحنا کے باب اول آیت ۱۹ کی طرف توجہ دلائی ہے اور لکہا ہے کہ "جسوقت لاویون نے دریافت کیا ہے کہ کیا تو الیاس ہے تو کس شد و مد سے انکار کیا ہے"۔ حضرت مجہسے سنئے۔ ملاکی نبی کی کتاب کے چوتہے باب کی پانچوین آیت ہے کہ "دیکہو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنیسے پیشتر مین ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بہیجونگا"۔ پہر انجیل متی کے باب ۱۱ کی تیرہوین و چودہوین آیت مین اس وعدہ کے پورا ہونے کا ذکر اسطرح ہے۔ "کیونکہ سب نبی اور توریت نے یوحنا کیوقت تک آگے کی خبر دی اور الیاس جو آنیوالا تہا یہی ہے چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہون سنے"۔ اسیطرح اور چند موقعون پر یوحنا کو الیاس بیان کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اُن کند ذہن بلید الطبع لوگون کو جو نزول عیسیٰ کے معنی نہین سمجہ سکے تہے جہان اور مختلف قسم کے دلائل و براہین سے سمجہایا ہے وہان ایک یہ بات بہی بیان فرمائی ہے کہ جو دہوکا اب تمکو ہؤا ہے اس دہوکہ مین مسیح موسوی کے زمانہ مین بہی لوگ مبتلا ہو چکے ہین اور وہ الیاس کے دوبارہ نزول کے مطلب کو نہین سمجہ سکے تہے۔ مگر مسیح موسوی کے زمانہ مین اگر لوگ اس دہوکہ مین مبتلا ہوئے تہے تو کسیقدر معذور بہی تہے لیکن تمہارے لئے تو اون کی پہلی ایک نظیر بہی موجود ہے۔ معترض صاحب کو یہ بہی خبر نہین کہ یہ ثبوت کس قسم کا ہے اور کس دعوے کی صداقت مین پیش کیا جاتا ہے۔ اچہا جناب! اب آپ اپنی آیت ۱۹ پر غور کیجئے۔ انجیل مین ۱۹- آیت باب اول یوحنا مین لکہا ہے "اور یوحنا کی گواہی یہ تہی۔ جبکہ یہودیون نے یروشلم سے کاہنون اور لاویون کو بہیجا کہ اوس سے پوچہین کہ تو کون ہے"۔ پہر آگے آیت ۲۱ مین ہے "تب انہون نے اوس سے پوچہا کیا تو الیاس ہے اوس نے کہا مین نہین ہون"۔ یعنی یوحنا اس بات کی گواہی دیتا ہے یا اسواقع کو روایت کرتا ہے۔ کہ کاہنون اور لاویون کے سوال پر مسیح نے کہا کہ مین الیاس نہین ہون۔ اب یہ تو فرمائیے کہ امام علیہ السلام نے یہ کب کہا ہے کہ مسیح ہی در اصل الیاس تہا۔ آپ کو جب اردو کی ضمائر سمجہنے مین غلطی ہوتی ہے کہ اوسکی ضمیر مسیح کیطرف راجع ہے یا یوحنا کیطرف۔ تو بہلا آپ سے کیا امید رکہی جائے۔ کہ آپ عربی کے معانی صاف سچے سمجہ سکتے ہین۔ باقی یہ کہ ہم ان کتابون کو یہ کب کہتے ہین کہ ان مین تحریف و تبدیل نہین ہوئی مگر تحریف و تبدیل مین یہ بہی تو ممکن ہے کہ بعض باتین اصلی بہی رہگئی ہون انہی بنا پر تو آپ کے علماء (حق) مفید مطلب موقعون پر ان کتابون سے ثبوت پیش کرتے آئے ہین اور بالخصوص آپ کے مفسرین نے تو ان کتابون ہی سے نہین بلکہ یہود و نصاریٰ کی بالکل غلط اور من گہڑت کہانیون سے اسقدر کام لیا ہے کہ تفاسیر کا ایک معقول حصہ انہی اسرائیلی کہانیون سے لبریز ہے۔ آپکے پیشوا نواب صدیق حسن خانصاحب نے بہی اکثر موقعون پر دق ہو ہو کر اپنی تفسیر ترجمان القرآن مین مفسرین کو اس حرکت پر ستایا ہے۔ ہمارے امام نے تو اس واقعہ کو محض تائیدی گواہ کے طور پر پیش کیا ہے نہ یہ کہ بس اسی پر دار و مدار ہے۔ آگے آپنے خدا جانے کیون یہ آیت لکہی ہے۔ **یحرفون الکلم عن مواضعہ** مگر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ حق بات حق کی مخالفت کرنیوالون کی زبان سے بہی نکل جاتی ہے دیکہئے آپنے اپنے حق مین خود اس آیت کو پیش کیا کیونکہ آپکے مشہور مولویون کا یہ مذہب ہے **انی متوفیک و رافعک الی** مین تقدیم و تاخیر ہے معنی یہ ہوئے کہ مین تجہکو اٹہانیوالا ہون اور کافرون سے صاف و پاک کرنیوالا ہون اور مارنیوالا ہون تجہکو آسمان سے اتار کر جیسا کہ الفتح الربانی مین لکہا ہے تحت قولہ **متوفیک قال الفراء فی الکلام تقدیم و تاخیر تقدیرہ انی رافعک و مطہرک من الذین کفروا و متوفیک بعد انزالک من السماء**۔ اب ذرا ایمان سے کہئے مذکورہ بالا اعتقاد رکہنے والے **یحرفون الکلم عن مواضعہ** کے مصداق ہوئے یا نہین۔ اسی صفحہ کے دوسرے نصف کالم تک آپ نے مسئلہ **بروز** کا ذکر کیا ہے اور کہین فرمایا ہے "خدا یاد رکہنا بہول گیا خدا کو ہمارے زمانہ کے آدمیون کو دہوکہ دینا منظور تہا وغیرہ"۔ اگر مسئلہ بروز کی حقیقت سے آپ قطعی نابلد اور محض ناواقف ہین تو صوفیائے کرام کی تصانیف اور علماء دین کی کتابون مین اسکی تلاش کیجئے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی **تفسیر القرآن۔ اقتباس الانوار** اور **کشف المحجوب** کو دیکہئے کہ بزرگان دین نے نزول مسیح کو بروزی مانا ہے آپ کو بوجہ اپنی ناواقفیت کے صرف اس لئے دہوکہ لگا ہے کہ آپ لفظ نزول کی حقیقت سے بہی ناآشنا ہین۔ آپکے مولوی ثناء اللہ صاحب تو بمقابلہ مولوی نظام الدین صاحب مباحثہ امرتسر مین یہ کہہ چکے ہین منزل من اللہ مسیح کا قرآن و حدیث مین ہرگز ذکر نہین اگر آپ چاہین گے تو مین انشاء اللہ تعالے نزول و بروز کے مسئلہ کو اچہی طرح آپکو سمجہا دونگا باقی یہ کہ خدا نے دہوکہ دیا اور خدا ایسے سمجہاتا ویسی سمجہاتا تو دہوکہ نہ لگتا۔ وغیرہ باتین بالکل ویسی ہین جیسے ہمارے نبی محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہود و نصاریٰ نے کی ہین۔ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام آپکی والدہ اور والد اور شہر وغیرہ سب پتے خدا پہلی کتابون مین بیان فرما دیتا تو یہود و نصاریٰ کیون گمراہ نہ ہوتے مگر خدا کو

کی قدیمی سنّت ہے کہ وہ اخبار آئندہ ہمیشہ استعارات کے رنگ میں اسطور سے بیان فرماتا ہے کہ ایک شک کا پہلو بھی ضرور شامل ہے ۔ یہ تو نہایت صاف اور صریح باتیں تھیں افسوس آپ نے عجلت اور تعصب سے کام لیا کشمیر کے دارالسلطنت سری نگر کے محلہ خان یار میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر ہونے کا ثبوت اگر دیکھنا ہو تو حضرت امام زمان علیہ السلام کی کتاب راز حقیقت وغیرہ ملاحظہ فرمایئے اور اگر پھر بھی کچھ شک رہے تو زبانی بلائے قرآن ۔ حدیث اور تاریخ سب قسم کے ثبوت کافی طور سے آپ کو ملینگے ۔ میں اسبات سے خوب واقف ہوں کہ آپنے حضرت اقدس علیہ السلام کی اپنی دعاوی کے متعلق کوئی کتاب نہیں دیکھی اور آپ کا مضمون میرے قول کا شاہد ہے ۔ یہ بڑی بے انصافی اور کج فہمی کی بات ہے ۔ کہ کسی مخالف کے عقیدہ اور مذہب کو اوس کی تصنیفات کے ذریعہ سے پورے طور پر معلوم نہ کیا جائے ۔ اور سُنی سُنائی باتوں پر اعتراض شروع کر دیئے جائیں ۔

آپ شہادت القرآن ۔ تذکرۃ الشہادتین ۔ آئینہ کمالات اسلام ۔ ازالہ اوہام وغیرہ اول ملاحظہ فرمائیں اور پھر لب ہلائیں ورنہ اسی طرح آپ کو ٹھوکریں کھانی پڑینگی اور ایک مامور من اللہ امام وقت کی شناخت سے محروم رہکر آپ حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ کے مصداق ہو جائینگے ۔

پھر آپ نے لفظ ابن مریم کے متعلق لکھا ہے ۔ اور یہانتک جوش دکھایا ہے کہ آپ لکھتے ہیں وہ اگر اسپر بھی کوئی شبہ و شک کرے تو قیامت کے دن کی جواب دہی کو سمجھ لے اللہ و رسول ایکطرف ہونگے کہ ہمنے اور ہمارے رسول نے تو ابن مریم بتلایا ہے .... اسوقت ہم بھی آپ کو سو سلام کرینگے کہ مرزائی صاحبان جواب دیجئے گا ۔ مجھکو اسوقت یہود کا قول یاد آگیا کہ وہ کہتے ہیں کہ جب مسیح کے نہ ماننے پر قیامت میں سوال ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھولکر اللہ تعالےٰ کے سامنے رکھدینگے کہ تو نے تو بتایا تھا کہ اول الیاس آئیگا اوسکے بعد مسیح آئیگا مگر الیاس کے آنے سے پہلے مسیح آیا اسلئے ہمنے اسکو نہیں مانا پس اگر قیامت کے دن وہ یہودی اسطرح بچ جائیں گے تو بیشک آپ بھی بچ جائینگے ۔ ورنہ مامور من اللہ کی شناخت نہ کرنے اور مدعی کے دعوے کی طرف توجہ نہ کرنیکی سزا جو رسول پاک نے بتائی ہے اوس کے موافق آپ کی جو حالت ہوگی غور کر لیجئے ۔

ایحضرت ! یہ تو بڑی بیوقوفی کی بات ہے کہ حدیثوں میں ابن مریم نام دیکھکر آپ کو دھوکا ہؤا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے ۔ کہ توریت میں میرا نام احید ہے اور زبور میں میرا نام ماحی ہے اور انجیل میں میرا نام احمد لکھا ہے ۔ حالانکہ حضرت کا نام جو ماں باپ نے رکھا تھا وہ محمد تھا ۔ ان تینوں ناموں میں سے ایک نام بھی قبل نبوت آپکا نہیں تھا ۔ پیشگوئیوں میں جو نام بتائے جاتے ہیں وہ آسمانی نام ہوتے ہیں جو خدا اپنی حکمت سے خود رکھتا ہے ۔ اون کو زمینی ناموں یعنی ماں باپ کے رکھے ہوئے ناموں سے تعلق لازمی نہیں ہوتا پھر یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی عورت کا نام مریم ہو اور اوسکے بیٹے کا نام عیسےٰ رکھا جائے تو کیا اوسکو عیسےٰ بن مریم نہیں کہا جا سکتا علاوہ ازیں ابن مریم کے حقیقی معنی بیٹے پر آپ کیوں زور دیتے ہیں قرآن شریف کے محاورہ کو دیکھئے ابن السبیل مسافر کو کہا جاتا ہے حالانکہ لغوی معنی ابن السبیل کے راستہ کا بیٹا ہیں تو کیا آپ ہر ایک مسافر کو راستہ کا حقیقی بیٹا سمجھتے ہیں ؟ ۔ یا یوں سمجھیئے کہ ہمارے رسول اکرم کو کفار ابن ابی کبشہ کے نام سے پکارتے تھے تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ کفار ہمارے حضرت صلعم کو ابی کبشہ کا حقیقی بیٹا سمجھتے تھے ؟ نہیں بلکہ صرف اسوجہ سے کہتے تھے کہ ابی کبشہ عرب میں ایک موحد شخص گذرا تھا اور ہمارے حضرت صلعم بھی توحید ہی کا وعظ کہتے تھے اسلئے کفار نے ابی کبشہ سے آپ کو نسبت دی ۔ حکیم صاحب ! یہی تو مسئلہ بروز کی حقیقت ہے پھر آگے آپ دجال کا ذکر کرتے ہیں اسکے لئے صرف عمران بن حصین کی حدیث کافی ہے ۔ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال رواہ مسلم ایضا قال اللہ تعالےٰ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس قال البغوی فی تفسیرہ الناس ای الدجال ۔

ظاہر ہے کہ اسلام کیلئے زمانہ موجودہ کا دجالی فتنہ اسقدر عظیم الشان ہے کہ کوئی تاریخ کسی زمانہ میں اسکی نظیر نہیں بتا سکتی اور الناس الدجال سے وحدت شخصی بھی دجال کی رد ہوگئی ۔ پھر آپ فضول دو چار جملے لکھکر آیت قد خلت من قبلہ الرسل کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ آیۃ عام ہے مگر بل رفعہ اللہ نے اونکو خاص کر لیا یعنی عام میں سے خاص کئے گئے ۔ سبحان اللہ ! آپکے خاص اور عام کا کیا کہنا ! بل رفعہ اللہ کو آیت قد خلت من قبلہ الرسل سے تعلق کیا ؟ دراصل بات یہ ہے کہ یہود نامسعود کی حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر دو بڑی تہمتیں تھیں ایک یہ کہ اون کی پیدائش نعوذ باللہ لعنتی ہے دوسری یہ کہ اون کی موت بھی لعنتی ہوئی کیونکہ توریت کی شریعت کی موافق جو شخص سولی دیا جاتا ہے اوس کی لعنتی موت ہوتی ہے اور اوسکو خدا کیطرف رفع حاصل نہیں ہوتا (دیکھو استثنا باب ۲۲ ۔ آیت ۲۲ و ۲۳) اور ظاہر ہے کہ ملعون کی ضد مرفوع ہے پس خدا تعالیٰ نے ان دونوں تہمتوں کا ایک ہی جگہ جواب دیا ہے وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما ہ وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ الخ ۔ خلاصہ مطلب یہ کہ نہ تو عیسےٰ کی ناجائز پیدائش ہے اور نہ وہ صلیب پر مرے یعنی وہ ملعون نہیں بلکہ اپنی موت سے مرکر مرفوع ہوئے خدا تعالےٰ نے بطور وعدہ کے فرمایا کہ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور وفات کے بعد تجھکو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں ۔ ان دونوں وعدوں میں پہلے وعدے یعنی وفات کے وعدہ کو تو آیۃ فلما توفیتنی میں پورا کیا اور دوسرے وعدہ کو اس تیسری آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں پورا کیا اور اگر آیت بل رفعہ اللہ الیہ واقعی آیت قد خلت کی خاص کرنیوالی ہے تو خدا تو فرماتا ہے یرفع اللہ الذین امنوا منکم اور اسی طرح بہت سے مقامات پر رفع کا لفظ استعمال ہوا ہے ہر جگہ زندہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جانے کے معنی تو آپ بھی نہیں لیتے چنانچہ آپ کے مولوی اشرف علی جو آپکے پیش رو ہیں اور جنکے علم و فضل کی آپنے پچھلے خط میں (جسکا جواب شائع ہو چکا ہے) بڑی مدح سرائی کی ہے اپنی اوسی کتاب الخطاب الملیح کے صفحہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں "اور لفظ رفع بمعنی رفع درجہ کے بھی مستعمل ہے اور بمعنی رفع روح جسکا حاصل موت ہے نیز مستعمل ہے ۔" دوسری جگہ اسی صفحہ میں لکھتے ہیں "وہ ہم یہ کب کہتے ہیں کہ رفع روحانی میں اسکا استعمال نہیں آتا" اب مہربانی فرماکر یہ تو بتا دیجئے کہ کہیں کسی ایک جگہ بھی رفع کے معنی زندہ مع جسم آسمان پر اٹھانے کے لئے گئے ہیں اگر ایک مثال بھی آپ نہ دے سکیں تو پھر آپ کو شرم کرنی چاہیئے ۔ پھر آپ تحریر کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ مار کر اٹھاتا تو حضرت عیسےٰ کو اطمینان کیسے ہوتا یہودی بھی تو مارنا ہی چاہتے تھے اور اللہ بھی مارے ہے تو خدا بھی نعوذ باللہ یہودیوں کے ایک یہودی سمجھا گیا ۔ یہودیوں کا منشاء بھی مار ڈالنے ہی کا تھا اور خدا بھی مارتا ہی ہے تو فرق کیا ہوا جس سے عیسےٰ کو اطمینان ہوتا خدا سے ڈرو قیامت کے دن کی حساب کا خوف کرو ۔" میں نہیں خیال کر سکتا کہ اس مجنونانہ کلام کا کیا مطلب ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حضرت عیسیٰ کا اطمینان کیا چیز ہے ۔ جس کے لئے خدا کو بھی یہودی بنایا جاتا ہے اور قیامت کے دن سے ڈرایا جاتا ہے خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت اور یہاں نہایت شوخ چشمی دلیری اور گستاخی سے خدا کو یہودی بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا ۔ اے جاہل بے وقوف اور بے علم معترضین کو نیک توفیق دے ۔ آمین ۔

افسوس یہ نہ سمجھا کہ یہودی حضرت عیسےٰ کو صلیب سے مارنا چاہتے تھے خدا نے اون کو صلیبی موت سے بچایا اور وہ اپنی موت سے مرے ۔ اس ذرا سی صاف بات کو بھی جو بیہودہ دماغ نہ سمجھ سکا اوس سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ حقائق و معارف قرآنیہ کو اچھی طرح سمجھ کر دوسروں کو سمجھائیگا ۔ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تو خدا تعالےٰ کا یہ فرمان کہ واللہ یعصمک من الناس اور ضرورت کے وقت آپکو غار میں پناہ دی گئی اور پھر ۶۳ سال کی عمر میں آپکو وفات دی گئی ۔ حضرت عیسٰی کی نسبت تو ایسا وعدہ بھی نہ تھا اور تھا تو یہ تھا انی متوفیک ورافعک الی یعنے میں تجھے وفات دیکر مرفوع کرنے والا ہوں تو قتل یا مصلوب ہو کر ملعون نہیں ہوگا ۔ پھر اگر خدا نے اون کو صلیب سے بچا کر اور ۱۲۰ برس کی عمر عطا کر کے بعد وفات دیدی تو محال کیا لازم آیا ۔ اور تو رفع مستقیماً بھی سے بلند کیوں ہوئے ۔ خدا تعالےٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ واوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار و معین اس آیت میں خدا تعالےٰ نے گویا کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ بعد صلیب کے واقعہ کے اونکو کشمیر میں پناہ دیگئی مگر سمجھے وہ جسکو عقل سے بھی کچھ حصہ ملا ہو سیا لمدعم کو اون لوگوں سے بچا جو یہ کہینگے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر ۔ معترض صاحب لکھتے ہیں کہ "وفات کا لفظ قرآن شریف میں تین معنوں پر آیا ہے موت اور نیند اور بھرلینا" نیند یعنی نوم چونکہ اخت الموت ہے اسلئے موت اور نیند تو سمجھ میں آگیا کہ ایک ہی چیز ہے اور جہاں نیند کیلئے وفات کا لفظ آیا ہے وہاں قرائن بھی موجود ہیں لہذا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہؤا کہ جہاں توفی کا لفظ باب تفعل سے آئے اور فاعل اس کا ذی روح مفعول ہو تو قبض روح کے سوا اور کوئی معنے ہرگز نہیں ہو سکتے اور اس کے خلاف آپ سر پٹک کر مر جائیں تو کوئی مثال ہرگز ہرگز پیش ہی نہیں کر سکتے ۔ چنانچہ نیند میں بھی محدود مدت کے واسطے قبض روح ہوتا ہے نہ قبض جسم ۔ ذرا یہ تو فرمائیے کہ یہ بھرنا کیا چیز ہے ؟ مٹکے میں چیل بھرنا اور کیچڑ میں کپڑے بھرنا وغیرہ جملوں میں لفظ بھرنا کا استعمال تو آپ لوگوں سے بھی سنا گیا ہے مگر کسی آدمی کے چھت پر چڑھنے یا چڑھانے کے لئے تو آجتک کبھی کسی سے یہ نہیں سنا گیا کہ فلاں آدمی بالاخانہ پر بھر گیا یا فلاں آدمی کو بالاخانہ پر بھر لیا وغیرہ ۔ مہربانی فرماکر یہ ضرور بتا دیجئے کہ یہ آپ کے تیسرے معنی یعنی بھرنا کسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھانے کے لئے جاتے ہیں اور یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ زبان کس ملک میں بولی جاتی ہے ۔ اور اس بھرنا والی زبان کے دو چار فقرے بھی کسی الہی زبان کی کتاب سے نقل فرما دیجئے جن میں لفظ بھرنا مستعمل ہوا ہو ۔ کیوں صاحب ! یہ تو فرمایئے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے توفی کے معنی بھی یہی کیوں نہ کئے جائیں جیسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فالینا مرجعھم ... دیکھئے اور روز قیامت سے ڈریئے جو شخص سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوا اوسکو آپ آسمان پر زندہ مع جسم عنصری بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں نسبت تو اللہ تعالےٰ یوں فرماتا ہے یعیسی ابن مریم ءانت ... وامی الٰھین من دون

پہلے ائمہ حدیث کو تو پیش نہ کیجے ذرا موجودہ مولویان اہلحدیث اور مخالفین امام علیہ السلام کی تو خبر لیجئے آپ لوگون کے مشہور لیڈر یعنی اخبار اہلحدیث کے اڈیٹر نے مقام موضع نجیہ مین جو راست گوئی ظاہر کی تھی اوس کا حال مین ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء کے الحکم مین دیکھ چکا ہون آگے آپ لکھتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت

"اوّل مین اور درمیان مین مہدی اور آخر حضرت عیسٰی پھر یہ امت کسطرح خراب ہے آپ مہدی مسعود اور مسیح موعود بنے نکے"

مین حیرت مین ہون کہ ایسے ناواقف صون کو اعتراض کرنے کا حوصلہ کسطرح ہوتا ہے کہ جن کو یہ بھی خبر نہین کہ اسلام مین بہت سے مہدی ہوئے ہین اور بہت سے مہدیون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبرین دی ہین۔ اسی طرح اس حدیث مین بھی مہدی عثمانی فاتح قسطنطنیہ مراد ہے حدیث لا مہدی الا عیسٰی کو معترض نے قطعی نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ اسوجہ سے ہے کہ معترض صاحب کی معلومات کا دائرہ اسقدر تنگ ہے جیسے غنچہ یا دہن معشوق۔ جہان کوئی بات ذہن مین آئی ہے بے سوچے سمجھے لکھدیتے ہین اور لطف یہ کہ امام زمان کو روز حساب کی دھمکیان دیتے ہین اپنی خبر نہین لیتے ؎

تو مردانِ میدان کجا دیدۂ
کہ بارِ پئے اسپ نشنیدۂ

پھر آپ لکھتے ہین "اس مسئلہ بروزی کی نسبت آپ **امتحان و آزمائش بھی تحریر کرتے ہین"** مین حیران ہون کہ معترض صاحب کا اس فقرہ سے مطلب کیا ہے۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام یا انکے کسی مرید کی کوئی کتاب لیکر اوس پر اعتراض کرتے تو مین اب اوس کتاب ہی مین دیکھ لیتا کہ یہ فقرہ کہان لکھا ہے اور کسطرح لکھا ہے مگر معترض صاحب کی سنی سنائی باتون کی کہانتک ذمہ داری کیجائے۔ اس سے اگلا فقرہ ہے "**اللہ تعالٰے اپنے بندون کا امتحان لیتا ہے یہ سراسر غلط ہے اللہ تعالٰی تو بعد ایمان کے امتحان لیتا ہے**" اس فقرہ کے ذیل مین اسی کی تائید مین بڑی لمبی چوڑی داستان لکھی گئی ہے بھلا کوئی پوچھے کہ اس سے ہم کو تعلق کیا اور آپ کی اس تکلیف فرمائی کا نتیجہ کیا؟ پھر آپ لکھتے ہین کہ "ہم کو اپنی **مولویت ظاہر کرنی نہین ہے**" ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو مگر میرا جہانتک خیال ہے مولویت کے اظہار مین تو کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا نہین گیا حتی کہ تاحتمین خود ہی اپنے نام کے ساتھ مولوی وغیرہ کے خطابات لکھے ہین اور اپنے منہ میان مٹھو بنتے ہین سچ یہ ہے کہ مولویت ظاہر کرنے کی کوشش تو بہت کی گئی مگر مولویت ثابت نہ ہو سکی۔ افسوس۔ اپنے مضمون کو آپ نے مسیلمہ کذاب کے ذکر پر ختم کیا ہے اوس کے دعوی نبوت کا ذکر کرنے اور اوس کے متعلق ایسی اٹکل پچو باتین لکھی ہین کہ امیر خسرو کے ڈھکوسلے بھی مات کر دیئے ہین۔ مین کہتا ہون کہ حضرت اقدس کے رسالہ اربعین کو دیکھئے اور آیت لو تقول کی تفسیر کو ان مین ملاحظہ کیجے آپ کو تمام جوابات نہایت معقول اور تسکین بخش اوس سے مل جائینگے حضرت! ضد اور ہٹ دھرمی اچھی نہین ہوتی بلکہ سکون قلب کے ساتھ تمام تعصبانہ خیالات سے خالی ہو کر تحقیق کیجے اور اپنے دل سے خود ہی اول یہ سوال کیجے کہ اے شخص تو جو سنی سنائی باتون یا مرزا صاحب کے کسی مخالف مولوی کے ایک آدھ رسالہ کے دیکھ لینے پر اعتراض کرتا ہے تو نے خاص مرزا صاحب کی اپنی تصنیف کی ہوئی کسقدر کتابین دیکھی ہین؟ آیا تو نے آئینہ کمالات اسلام اول سے آخر تک بغور پڑھی ہے یا دوسری کوئی اسی قسم کی کتاب دیکھی ہے یا نہین۔ جب آپ کا قلب اسکا جواب نفی مین دے تو پھر آپ غیرت کو کام فرما کر مرزا صاحب کی تصانیف کے مطالعہ کے لئے تیار ہو جائین اور بعد مطالعہ اگر آپ اون کو غلطی پر پائین تو پھر اعتراض کرین اوس وقت آپ یقیناً ایسی فاحش غلطیان ہرگز سرزد نہ ہونگی اور آپ کے اعتراضات اسقدر قابل مضحکہ بھی نہ ہونگے۔ دیکھئے اپنی اتمام حجت کر چکا مسیح موعود دنیا مین موجود ہے جسکو ماننا ہو مان لے ورنہ سوا حسرت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ طاعون ملک مین موجود ہے اور زلزلون نے تمام دنیا کو ہلا رکھا ہے جنکے کان سننے کے ہون سنے اور جنکی آنکھین دیکھنے کی ہون دیکھے۔ والسلام

راقم
عاجز ناتوان اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے توجہ بکار ہے

مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے ایک کثیر رقم کی حاجت ہے یہ روپیہ آخر قوم ہی نے ادا کرنا ہے پھر وہ کس موقع کی منتظر ہے **یادگار کرمی** کیلئے تجویز ہوا تھا کہ مدرسہ کی عمارت پختہ ہو جاوے اگر یادگار کرمی کے فنڈ مین کہین کوئی رقم جمع ہو چکی ہے تو وہ اب بلا توقف قادیان آجانی چاہئے۔ حضرت امام حجۃ الاسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ اگر ہماری جماعت کا ہر فرد ایک ایک روپیہ بھی دے تو لاکھون جمع ہو سکتے ہین۔ پس کیا تم کر کے نہ دکھاؤ گے؟ بعض احباب نے مدرسہ کی خرید زمین کے متعلق بھی اپنی حیثیت کے موافق حصہ لیا ہے۔ منشی ہاشم علی صاحب سروال گروہ سے مجھے لکھتے ہین کہ وہ بیس روپیہ بھیجین گے۔ اگر ایک ہزار آدمی بھی ایسا عزم کر لین کہ وہ دوستون اور احباب سے بیس بیس روپیہ جمع کر کے بھیجدین تو بیس ہزار آجاوے مگر یہہ نری خوش کن باتین اور تجویزین ہین وقت کچھ کر کے دکھلانے کا ہے مدرسہ کا تمام روپیہ ہمیشہ **امین مدرسہ** کے نام آنا چاہئے۔

زکوٰۃ فنڈ

زکوٰۃ کی ایک ایسی مد اسلام مین ہے کہ اگر اسکا باقاعدہ انتظام ہو تو اس مد سے بہت سے قومی کام پورے ہو سکتے ہین۔ چنانچہ پچھلے دنون جو تحریک مخدومی مولوی محمد علی صاحب نے زکوٰۃ کے متعلق کی تو اسکے ذریعہ کچھ رقم اس مد مین وصول ہوئی [illegible] مسلمون اور [illegible] مدرسہ کے متعلق اشخاص کو اس قابل قدر مدد دی گئی ہے۔ وہ بھائی جو صاحب نصاب ہین زکوٰۃ کا کل روپیہ ہمیشہ امین زکوٰۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجین اور [illegible] زکوٰۃ یہان [illegible] [illegible] نام [illegible]

بک ڈپو مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ایک بک ڈپو کھولا گیا ہے جس مین تمام تعلیمی [illegible] درسی و مذہبی کتابین مل سکتی ہین [illegible] فہرست [illegible] اشاعت مین چھاپ دی گئی ہے [illegible] بک ڈپو قادیان کے نام ہونی

آمدنی مدرسہ کی رسیدات

مدرسہ کی آمدنی کی رسیدات [illegible] انتظام [illegible] کہ وہ الحکم مین چھپ جایا کرین مگر یہ انتظام باقاعدہ نہ ہو سکا۔ اگرچہ جو لوگ روپیہ بھیجتے ہین انکی غرض کوئی نمود اور نمائش نہین ہوتی بلکہ وہ خالصتاً للہ بھیجتے ہین اور انہین اس سے کوئی بحث نہین کہ وہ رسید الحکم مین چھپے یا نہ چھپے تاہم معاملات کے لحاظ سے رسیدات کا دیا جانا ضروری ہے انہین [illegible] یہہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہر رقم کی رسید بذریعہ [illegible] دی جایا کریگی۔ آج تک کی بہوچی ہوئی رقوم جو اب شائع نہین ہو سکین وہ برابر پہونچ گئیں ہین اور باقاعدہ مدرسہ کے خزانہ مین داخل ہو چکی ہین۔ آئیندہ ہر شخص کو جدا رسید ملے گی اور ضرورت نہوگی کہ وہ الحکم مین چھپے یہہ جدید عمل درآمد ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کے بعد ہو گا اس سے پہلے کی رقوم رسید آجاری ہوگی

ڈاک کا جدید انتظام

خدا تعالٰی کے فضل و احسان کی قدر کرنے والی قوم ڈاکخانہ کے اجرا کو اپنے پیشوا اور امام کی سچائی کا ایک نشان سمجھتی ہے اور قادیان کے ڈاکخانہ سے اسے خاص تعلق اور محبت ہے اسلئے کہ قادیان کے تعلقات کا بہت بڑا ذریعہ قادیان کا ڈاکخانہ ہی ہے جو سلسلہ عالیہ کی خدمت کیلئے ہر وقت آمادہ ہے۔ مین امر تسر ڈویژن کے نیک دل سپرنٹنڈنٹ اور دوسرے ذمہ دار افسرون کا ازبس ممنون ہون کہ وہ الحکم کی ان معروضات پر جو **قادیان** کے ڈاکخانہ کے متعلق وقتاً فوقتاً پیش کرتا ہے ہمیشہ نوٹس لیتے ہین اور اسکی تجویزون [illegible] درآمد مین لا کر پبلک کو فائدہ پہونچاتے ہین [illegible] خلیفہ فضل حسین صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ صاحب اس ڈاکخانہ کی ترقی اور کثرت کام سے خوب واقف ہو چکے تھے اور ایسی ہی امید موجودہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور [illegible] عملہ سے بھی ہے پہر سال گذشتہ مین [illegible] تجویز پیش کی تھی کہ قادیان سے بٹالہ تک ڈاک آمد و رفت بذریعہ یکہ ہوتی چاہئے۔ [illegible] ایک تو ڈاک [illegible] دوسرے زائد ڈاکون کے زاید [illegible] خانہ کو ایک معقول بچت ہوگی [illegible] تجویز پر صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات [illegible] [illegible] اس لائن پر یکہ کی تجویز [illegible] [illegible] پاس پہونچی تھی اور مین [illegible] خوشی سے ظاہر کرتا ہون کہ وہ تجویز پاس ہو گئی ہے اور یکم اپریل ۱۹۰۷ء سے قادیان اور [illegible] کے درمیان ڈاک یکہ کے ذریعہ آیا جایا کریگی اس سے نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ ڈاک وقت پر [illegible] [illegible] ہماری جماعت کو ایک [illegible] [illegible] قادیان آتے وقت یکہ والون کی [illegible] [illegible] سے نجات ملے گی چونکہ اس [illegible] لائن کا انتظام اور اہتمام افسران ڈاک [illegible] کہ اڈیٹر الحکم کو دیا ہے۔ اسطرح پر ایسے موقع [illegible] ہے کہ وہ اپنے بھائیون کو اس پہلو سے فائدہ پہونچائے۔ اسکے متعلق مفصل [illegible] آگے انشاء اللہ شائع ہونگے انشاء اللہ العزیز اور یہہ انتظام یکم اپریل سے عمل مین آئے گا۔

میاں احمد نور کا مقدمہ

میان احمد نور کے مقدمہ کے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ اسسٹنٹ ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے فریق ثانی کی نگرانی انکے خارج شدہ مقدمہ کے متعلق منظور کر کے مقدمہ کو جو انکے برخلاف تھا منتقل کر دیا تھا چونکہ برٹش مین حصول انصاف کیلئے ہر شخص کو کافی موقع دیا گیا ہے میان نور احمد کو چیف کورٹ پنجاب مین رجوع کرنا کہ انتقال بدون کسی درخواست کے ہوا تھا۔ فیصلہ ارجح ۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء تاریخ تاریخی [illegible] تھی مگر چیف کورٹ نے اٹھا لیا بذریعہ تار [illegible] تلافی کارروائی کر دیگے [illegible]

کیا قوم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے؟

ـــ سے سخت مجھے افسوس کہنا پڑتا ہے کہ قوم وہ توجہ نہیں کرتی جو اسے کرنی چاہیئے۔ گزشتہ دسمبر میں جب احباب جمع ہوئے تو وقت ساری قوم نے متفق ہو کر اس مدرسہ کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اس جگہ اپنا کالج ہونا چاہیئے۔ اور جب قوم کے سامنے یہ تجویز پیش کیا گیا کہ بہت لوگ اپنے بچوں کو دیگر تعلیم کے لئے بھیجتے ہیں تو سب دوستوں نے عہد کیا کہ وہ اس بارے میں آیندہ پوری کوشش کرینگے اور جسقدر بچے تعلیم پا سکیں تا آن میں انکو یہاں بھیجیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ان ارادوں نے اکثر حالتون میں عملی رنگ ٹھیک نہیں پکڑا۔ ناظران مدرسہ کو جن باتون کیطرف اسوقت توجہ دلائی گئی تھی بحمد اللہ وہ قریباً سب کی سب پوری ہو گئی ہیں۔ بعض احباب نے کہا کہ چھوٹے بچون کے لئے آسمانی پر اکثر موجود ہونے چاہئیں۔ اسکا انتظام بھی کر دیا گیا۔ اور اسوقت پانچ بچے ایسے آگئے ہیں جو کہ ہیڈ ماسٹر کی زیر نگرانی بورڈنگ ہوس میں رہتے ہیں۔ یعنی منشی ذوالفقار علی خان صاحب کے دو بچے۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی کا ایک لڑکا۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کا ایک لڑکا اور ملک مولا بخش صاحب رئیس گوجرانوالہ کا ایک لڑکا۔ بیشک ان احباب نے بہت ہمت سے کام لیا ہے مگر یہ قوم کا تعداد حصہ ہیں۔ بعض احباب نے کہا کہ اس مدرسہ میں وظیفے نہیں ملتے اور یہ وجہ بھی طلباء کے یہاں شامل ہونے میں روک ہو رہی ہے سو وہ بھی انتظام ہو گیا۔ اور اب یہاں اسی طرح طلباء کو وظایف ملیں گے جسطرح دوسرے سرکاری مدارس میں سو جنکو یہ روک پہلے تھی انہیں چاہیئے کہ اب وہ شامل ہو جاویں۔ بعض نے کہا کہ یہاں غرباء اور زمینداروں کے بچون کے لئے ٹھیک انتظام نہیں کیونکہ وہ لوگ نقدی نہیں دے سکتے اسکا انتظام یہ کیا گیا تھا کہ وہ اگر چاہیں تو غلہ بھیجدیں یا اسکو وہان فروخت کر کے اسکی قیمت بھیجدیں۔ کیونکہ یہ محض ایک خیال ہے کہ گھرون میں لڑکے رہیں تو انکا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ آخر گھرون میں بھی تو کھاتے پیتے ہیں۔ ہان صرف جنس کا فرق ہوگا مگر جنس جسطرح انکو دوسرے مدرسہ میں پڑھ کر دینی پڑتی ہے۔ ایسے ہی یہاں دینی پڑیگی۔ غرضیکہ ہر طرح سے انتظام کیا گیا ہے مگر قوم نے ابھی تک عملی طور پر وہ توجہ نہیں کی جسکی امید تھی اور جسکے وعدے کئے گئے تھے۔ نسقدر قابل افسوس امر ہے کہ جماعت تو دن بدن بڑھ رہی ہے اور بہت ترقی کر رہی ہے مگر تعداد طلبا میں جو مدرسہ میں تعلیم پانے میں ترقی نظر نہیں آتی بلکہ صاحب انسپکٹر نے جہان اس مرتبہ میں مدرسہ کی بہت امور میں تعریف کی ہے اسبات پر افسوس کیا ہے کہ سال گزشتہ کی نسبت تعداد طلبا میں بیس کی کمی آگئی ہے۔ اگرچہ اسکی وجہ شاخ دینیات کا کھلنا بھی ہے مگر احمدی جماعت کے لئے یہ غیرت کا مقام ہے کہ جماعت کی ترقی کے ساتھ تعداد طلباء میں کوئی ترقی نہیں ہوئی جسقدر تعداد طلبا کی ۱۹۰۱ء میں تھی۔ آج پانچ سال بعد وہی تعداد یا اس سے بھی کچھ کم موجود ہے۔ اسکی وجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ ہماری قوم نے ابھی تک اس مدرسہ کے فوائد کو نہیں سمجھا۔ اور اسبات کا انکو فکر نہیں کہ اسکے بعد انکے بچون کو دنیا میں کیسے نمونے بننا چاہئیں۔ وعظ اور تعلیم کا اثر اسوقت تک کچھ نہیں جبتک قوم کے افراد اسکا عمدہ نمونہ نہ دکھائیں گے سوا اسکے لئے یہی راہ ہے کہ اپنے بچون کو شروع سے اس مدرسہ میں بھیجیں تاکہ ان کی تعلیم اور تربیت شروع سے ہی ایسے رنگ میں ہو۔

مین مدرسہ کے متعلق بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ عمارت کا بھی فکر ہے اور اور بھی بہت سے فکر ہیں۔ مگر جبتک پہلے قوم کو اس مدرسہ کے ساتھ ایسی دلچسپی اور تعلق پیدا نہ ہوئے کہ وہ اپنے بچون کو اس مدرسہ کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ تعلیم دلانا گوارا نہ کر سکیں اسوقت تک کوئی تحریک کرنا فضول ہے۔ جس قوم نے ابھی تک عملی رنگ میں مدرسہ کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا اور اس سے تعلق پیدا نہیں کیا اس سے تیس ہزار روپیہ عمارت کا خرچ کس طرح طلب کیا جائے۔ ہان پہلے ضرورت کو محسوس کر لینگے تو پھر تیس ہزار نہیں تیس لاکھ بھی جمع ہو جانا کچھ مشکل امر نہیں۔ اے خدا تو ہی ہمارے بھائیون کے دل مین اسبات کو ڈال اور ان کے دلون میں پورا جوش اسکے متعلق پیدا کر۔ آمین۔

افسوس کہ تین لاکھ کی قوم مین پانچ چھ سو بورڈر بھی نظر نہیں آتے بلکہ پچاس ساٹھ تک پہونچنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ مین تو لکھتا لکھتا نہ تھکون گا آخر کبھی تو قوم اسطرف توجہ کرے گی کہ ان کے بچون کے لئے ان کے مسیح کے زیر سایہ رہ کر تعلیم حاصل کرنا کسقدر ضروری ہے۔ اگر یہی ضرورت ہے کہ کوئی شخص بار بار لکھتا جائے تو مین لکھتا جاؤنگا اور منتظر ہونگا کہ وہ وقت خدا کب لاتا ہے جب قوم میں اس مدرسہ کے متعلق پورا پورا جوش پیدا ہو۔

نوٹ۔ یاد رہے کہ مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کے پتہ پر ہونی چاہیئے۔ نہ کسی اور پتہ پر۔ (محمد علی)

اہل سنت و جماعت توجہ سے پڑھیں

"احمدی ۔ غیر احمدی میں فرق"

آج کل اکثر مسلمان یہ سوال کرتے ہیں کہ سوا مسئلہ وفات مسیح کے ہم مین اور تم مین کیا ہے اور حضرت امام الزمان علیہ السلام نے تمہارے عقائد کی کیا اصلاح کی۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دسمبر کی تقریر مین فرما دیا اور مکرمی معظمی مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بروح القدس نے اپنے خط مین (جو ایڈیٹر صاحب وطن کے نام ہے) بہت سا حصہ بیان کر دیا۔ اب نیاز مند اہل سنت و جماعت کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی سے ان کا عقیدہ نقل کر کے شرم دلاتا ہے کہ خدا را ایسی کتابون کو طالبعلمون کے نصاب مین رکھکر ستم نہ کیجئے:۔ کیونکہ اس کتاب مین اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ایسے بودے دلائل دیئے ہین کہ خواہ مخواہ انسان کو دہریہ بناتی ہین۔ اور اگر یہ والا عقیدہ تسلیم کرنا پڑتا ہے مین اس بات کا ثبوت کسی دوسری اشاعت مین دونگا۔ فی الحال مجھے انبیاء علیہ السلام کی عصمت کی نسبت کچھ عرض کرنا ہے دیکھیئے شرح عقائد نسفی والا لکھتا ہے کہ:۔ وفی عصمتهم عن سائر الذنوب تفصیلٌ وهو انهم معصومون من الكفر قبل الوحي وبعده بالاجماع وكذا عن تعمد الكبائر عند الجمهور (کہ وہ وحی سے قبل جھوٹ کے سوا باقی تمام گناہون سے بچے رہتے ہین مگر یاد رہے کہ کفر سے تو وحی کے قبل و بعد معصوم رہینگے بالاجماع اور کبیرہ گناہون کے جان بوجھکر کرنے سے) (اما الصغائر فیجوز عمداً عند الجمهور۔ (مگر صغیرے گناہ تو جان بوجھ کر کر لینے عند الجمہور جائز ہین) پھر آگے چلکر لکھتا ہے هذا كله بعد الوحي یعنے یہ سب حکم وحی کے بعد ہے یعنی انبیاء وحی کے نزول سے بعد کبیرہ گناہ عمداً نہیں کرتے ہان سہواً کر سکتے ہین (چنانچہ لکھتا ہے اما سهواً فجوزه الاكثرون) اور صغیر گناہ تو انبیاء نزول وحی کے بعد عمداً بھی کر سکتے ہین (اس عقیدہ سے خدا کی پناہ) اے ناظرین یہ اہل سنت و جماعت فرقہ ناجیہ کا عقیدہ ہے اب قبل وحی کی نسبت سنئے و اما قبله فلا دليل على امتناع صدور الكبيرة۔ کہ وحی سے پہلے انبیاء سے کبیرہ گناہ کا صادر ہونا ممنوع نہیں اور نہ اسپر کوئی دلیل ہے گویا رسالت و نبوت جیسا معزز عہدہ کبیرے گناہ کرنے والون کو بھی مل سکتا ہے۔ اور سنو۔ اور پھر وحی ایسی معمولی بات ہے کہ وہ جب نازل ہوتی ہے اس سے صغیرے گناہ عمداً اور کبیرے سہواً صادر ہو جاتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ پیارے بھائیو! یہ عبارت پڑھکر مین تو خاموش سا ہو گیا۔ ایک معتبر کتاب اور پھر ایسی جسے انجمن نعمانیہ نے بھی اپنے نصاب مین شامل کر رکھا ہے اور اسمین اس قسم کے عقیدے۔ ہم غیر مسلمون کو کیا مونہہ دکھائیں۔ جبکہ وہ شرح مواقف (عقائد کی مشہور کتاب) سے ہی یہ عبارت دکھا دین لا دلالة على امتناع الكبيرة قبل البعثة ولا حكم للعقل بامتناعها ولا دلالة سمعية عليه (بعثت سے پہلے کبیرہ کے امتناع پر کوئی دلالت نہیں اور نہ اسکے امتناع کا عقل حکم کرتی ہے (اس عقل پر خدا کی مار) اور نہ کوئی اسپر سمعی دلیل ہے (قرآن مجید پر عدم تدبر کا نتیجہ) اور کفایہ والے حضرت کہتے ہین عند عامة اصحابنا رحمهم الله يجوز منهم الكبيرة نادراً (پیغمبرون سے کبیرہ گناہ کبھی کبھار جائز ہے)۔

مین حیران ہون کہ ایک نبی اور امتی مین کیا وجہ فضیلت اور فرق رہ گیا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہین کئی ایسے امتی ہیں جنہوں نے عمر بھر کبیرہ گناہ نہیں کیا۔ اور صغیرہ سے بھی۔ عقائد کی تردید کرنے کی مین ضرورت نہیں دیکھتا عصمت انبیاء پر ریویو مین کافی بحث ہو چکی ہے اور ذر... سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ خدا کے فرستادے روز ... سے تا دم آخرین گناہون سے بچے رہتے ہین اور انہیں گناہ پر غالب آنیکی قوت دیجاتی ہے وہ عمداً صغیری گناہ بھی نہین کرتے۔

پھر افسوس تو یہ ہے کہ اسی عقاید کی کتاب پر بھی ان مسلمانون کا عمل نہیں اسمین تو لکھا ہے۔ افضل البشر بعد نبينا ابو بكر الصديق (کہ ہمارے نبی کے بعد سب لوگون مین سے افضل ابوبکر صدیق رض ہین۔ پھر لکھتا ہے لا بد من تخصيص عيسى عم (یعنی آنے والے عیسیٰ کی تخصیص ضروری ہے) (یعنی وہ مسیح موعود ابوبکر سے بھی افضل ہے۔ اور ابوبکر رض تو بالاتفاق امام حسین علیہ السلام سے افضل ہین پس مسیح موعود۔ تمام سے اور بالخصوص امام حسین رض سے افضل ہوئے۔ باقی یہ ثابت کرنا رہ گیا کہ حضرۃ مرزا صاحب مکرم وہی مسیح موعود ہین۔ میرا مطلب اس عبارۃ کی نقل کرنے سے یہی کہ اہل سنت جماعت کا یہ اعتراض کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل بنتے ہین۔ ہو الغلط ہے:۔ پھر دیکھئے۔ ثم الاجماع على ان نصب الامام واجب (اس بات پر اجماع ہے کہ امام کا مقرر کرنا واجب ہے) لقوله عم من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة جاهلية (جو مر جائے بحالیکہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل نکر کے تو وہ جاہلیت کی موت مرا) یہ دلیل اس بات پر تو ہو نہیں سکتی کہ امام کو لوگ خود مقرر کر لین بلکہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امام مقرر کر دیتا ہے ضرور ہر زمانے مین۔ خلقت پر اسکو پہچاننا واجب ہے۔ افسوس کہ اس زمانہ کے لوگ مطلق امام کی تلاش نہیں کرتے وہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے مین تمہارا امام ہون اور یہ "ایسے غفلت کے لحافون مین پڑے سوتے ہین" بحالیکہ اسی کتاب مین ہے:۔ عند فساد الزمان واختلاف الاراء واستيلاء الظلمة احتياج الناس الى الامام اشد۔ (زمانہ کے فساد اور راؤن کے اختلاف اور ظلمت کے استیلاء کے وقت امام کی سخت ضرورت ہوتی ہے) اے حضرات کیا یہ ایسا ہی زمانہ نہیں اگر ہے تو پھر باوجود ضرورت حقہ کے کوئی امام کیون مبعوث نہ ہوا؟ پیارے بھائیو!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَی الْقَرْیَة

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳ — (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲/ عــه

نمبر ۱۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیا۔ ملفوظات میں سے کچھ
فاعتبروا یا اولی الابصار ص ۱
(۲) اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک ثبوت (اور) اسکے ایک تازہ احسان کا ذکر۔ بیعت کا خطوط۔ ص ۲
(۳) ندوۃ العلماء کا نیا دور اور اس کا جلسہ سالانہ
مجربات نور الدین جلد اول } ص ۳
(۴) چشمہ مسیحی۔ وطن کی تجاویز کا انجام ص ۴-۵-۶
(۵) حضرت مسیح موعود کی تازہ نظم پیشگوئی زلزلہ ص ۶
(۶) ایک شریف لڑکی کا خط۔ ضروری اطلاع ص ۷
(۷) استفسار اور انکے جواب ص ۸ تا ۱۰
(۸) سلسلہ ص ۱۰ تا ۱۲
(۹) ریویو اور۔ انتظام ڈاک در قادیان مسافرون کو آرام + ٹالہ سے بلٹیان منگوانے کی شرح۔ اعلان
(۱۰) ص ۱۲

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء۔ آج بروز یکشنبہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مین اپنے گھر کے مکان مین بیٹھا ہون۔ اور ایک خربزہ کی شکل پر کوئی پھل میرے ہاتھ مین ہے اسکو چھیل کر کھانا چاہتا ہون اتنے مین مینے محمود احمد کو دیکھا اُس کے ساتھ ایک انگریز ہے۔ وہ ہمارے گھر مین داخل ہو گیا پہلے اسجگہ کھڑا ہوا جہان پانی کے گھڑے رکھے جاتے ہین۔ پھر اس چوبارہ کیطرف آگے بڑھا جہان بیٹھ کر مین کام کرتا ہون۔ گویا اُس کے اندر جا کر تلاشی کرنا چاہتا ہے۔ اُسوقت مینے دیکھا کہ میر ناصر نواب کی شکل پر ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے اُس نے بطور اشارہ کے مجھ کو کہا کہ آپ بھی اُس چوبارہ مین جائین۔ انگریز تلاشی کرے گا۔ اور میرے دل مین گذرا کہ اُس مین وہ کاغذات پڑے ہین جو نو تالیف کتاب کا مسودہ ہے وہی دیکھیگا اتنے مین آنکھ کھل گئی۔ معلوم نہین اس واقعہ کی کیا تعبیر ہے۔ اس سے پہلے تھوڑے دن ہوئے ہین یہہ دیکھا تھا۔ یعنی یہ الہام ہوا تھا کہ

عورت کی چال۔ اِنِّی مَعَ الرَّسُوْلِ لِمَا سَبَقْتَنِیْ۔ بریّت۔ اِذْ کَفَفْتُ عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔

مین نے اپنے اجتہاد سے اس کے یہ معنے سمجھے تھے کہ کوئی شخص عورتون کی طرح پوشیدہ مکر کرے گا۔ جس سے ممکن ہے کہ ہم پر اس کی وجہ کرے ہی ہم کہ کی مقدمہ ہو۔ مگر آخر بریت ہوگی۔ مگر یہ میرے اجتہادی معنے ہین اور ممکن ہے کہ جو کچھ مینے پہلے دیکھا اور جو مینے اب دیکھا اسکے کوئی اور معنی ہون لیکن ظاہر معنے یہی ہین۔ واللّٰہ اعلم۔

اس خواب مین محمود کا دیکھنا اور پھر میر ناصر نواب کا دیکھنا نیک انجام پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ محمود کا لفظ خاتمہ محمود کیطرف اشارہ ہے یعنی اس ابتلا کا خاتمہ اچھا ہوگا اور ناصر نواب کا دیکھنا اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ ناصر ہوگا اور اپنی نصرت سے ابتلاء سے رہائی دیگا۔ اور آخر یہ ابتلا نشان کی صورت مین ہو جائیگا۔

تازہ الہام۔ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء۔ (۱) رفیقون کو کہدین کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آ گیا ہے۔

(۲) قَالَ رَبُّكَ اِنَّهٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْكَ

ترجمہ۔ کہا تیرے رب نے کہ وہ تقدیر آسمان سے اترنے والی ہے جس سے تو راضی ہو جائیگا۔

فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی عجائب کام اللہ تعالیٰ دکھلانے والا ہے۔

ملفوظات مین سے کچھہ

۱۹۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء۔ فرمایا۔ اس فکر مین ہون اور توجہ کرتا ہون کہ اگر پتہ لگ جاوے کہ کس تاریخ مین آیندہ زلزلہ آنیوالا ہے تو یہ پھر ایک بڑا نشان ہو جاتا ہے۔ متعصب آدمی کا تو کیا ذکر ہے لیکن غور کرنیوالے کے واسطے یہ ایک بڑا نشان ہے۔

فرمایا۔ عیسائیون کے خدا سے تو آدم ہی اچھا رہا کیونکہ آدم کے سامنے تو فرشتون نے سجدہ کیا تھا اور ایک شیطان جس نے سجدہ نہیں کیا تھا وہ ذلیل کیا گیا اور نکالا گیا۔ برخلاف اسکے عیسائیون کا خدا شیطان کے پیچھے پیچھے لگتا پھرا شیطان کہہ سکتا ہے کہ چونکہ اس نے مجھے سجدہ نہین کیا تھا اسواسطے ذلیل ہوا اور پھانسی دیا گیا۔

فرمایا عیسائی لوگ یسوع کی تعریف مین کہا کرتے ہین کہ وہ بے گناہ تھا۔ حالانکہ بے گناہ ہونا کوئی خوبی نہیں خوبی تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ ...... اعلےٰ درجہ کے تعلقات ہون اور انسان قرب الٰہی کو حاصل کرے۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ یسوع کی لوگ حد سے زیادہ ناجائز عزت کرینگے اسواسطے پہلے ہی سے اسکا وہ حال ہوا جس سے ہر بات مین اسکا عجز اور کمزور انسان ہونا ثابت ہوتا ہے۔

فرمایا۔ ہمارے مخالف کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کا یہ قول کہ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اسکے یہ معنی ہین کہ جب تو نے مجھے آسمان پر اُٹھا لیا۔ اگر قیامت کے دن حضرت عیسیٰ یہ کلمہ کہے گا تو گویا وہ کبھی فوت ہی نہین ہوگا کیونکہ قیامت کے دن بھی آسمان پر ہی جانیکا ذکر ہوگا مرنے کا تو کوئی ذکر ہی نہین۔ اور اگر اس آیت کے یہ معنے لئے جائین کہ جب مین فوت ہو گیا یعنی مر گیا۔ لیکن موت قیامت سے پہلے وارد ہوگی تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ عیسائی آج تک نہین بگڑے اور انکا مذہب راستی پر ہے۔

ایک شخص نے ذکر کیا کہ مخالف کہتے ہین کہ یہ لوگ نمازین تو پڑھتے ہین لیکن تسبیحین نہین رکھتے۔ فرمایا صحابہ کے درمیان کہان تسبیحین ہوتی تھین۔ یہ تو ان لوگون نے بعد مین باتین بنائی ہین فرمایا ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ لمبی تسبیح ہاتھ مین لئے کہا کرتا تھا اور کوچہ مین سے گذر رہا تھا۔ رستہ مین ایک کنجر ملا جس نے دیکھا کہ حضرت کا نام تسبیح پر گن رہا ہے اس نے کہا کیا کوئی دوست کا نام گن کر لیتا ہے اس نے اُسی جگہ تسبیح پھینکدی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتین بیحساب ہین ان کو کون گن سکتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

سیالکوٹ سے منشی کریم بخش صاحب مالک رسالہ انوار الاسلام کی وفات کی خبر پہنچی ہے جو مکرمی سید حامد شاہ صاحب کے الفاظ مین ذیل مین چھاپ دیا ہے۔ یہ واقعہ ایک سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی تھوڑی دیر کے لئے سنسنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرے۔

افسوس تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّی مختلف صور تو مین جلوہ گر ہو کر اپنے مامور کی سچائی کو ثابت کر رہی ہے مگر بد نہاد بار باطن مخالف اپنی جانون پر ظلم کرتے ہوئے بھی ایسے واقعات سے عبرت نہین پکڑتے اور بڑی دیدہ دلیری سے خدا کی نشان کو جھٹلاتے ہین۔ افسوس۔ پس اس واقعہ کے اندراج سے ایسے قسی القلب لوگون کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ اس سے وہی فائدہ اٹھائینگے جو دیدہ و دل رکھتے ہین + انوار الاسلام کے خریدار مرحوم کے یتیم بچون کے ساتھ خاص ہمدردی کرین۔ وہ خط یہ ہے۔ ایڈیٹر۔

ایک عبرت ناک اور سخت دلون کو ہلا دینے والی کارروائی طاعون نے ایک محلہ مین ایک خاص گھر انہ سے کی ہے اللہ اللہ کل وہ گھر بڑے بڑے جوان مردون سے بھرا ہوا تھا آج سوائے چند عورتون اور یتیم بچون کے کوئی وہان نظر نہین آتا۔ یہہ گھرانہ منشی کریم بخش ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام کا ہے۔ جنازہ پر جنازہ نکلا اور ہر جگہ زبان پر الامان الامان کی پکار ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ایک ثبوت
اور
اسکے ایک تازہ احسان کا ذکر

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

۶- مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت مین سویا ہوا تہا۔ کہ میری زبان پر مندرجہ ذیل انگریزی فقرہ جاری کیا گیا۔ A sad accident in a coal mine last night جسکے معنے ہین- کوئلہ کی کان کا ایک حادثہ- گذشتہ راتکو:- دو تین دفعہ یہ کلمہ میری زبان پر جاری ہوا- جسکے بعد مین بیدار ہو گیا- مین نے اس کا ذکر اسی روز بعض صاحبون سے کیا- مثلاً صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد- چوہدری فتح محمد الیف اے کلاس اسلامیہ کالج لاہور- اور نیز انٹرنس کی دونون جماعتون مین مین نے اس کا ذکر اسی روز کر دیا کہ ایسا فقرہ آج صبح میری زبان پر جاری کیا گیا- حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور میان محمد شریف صاحب بی- اے- سیکنڈ ماسٹر قادیان کو بھی اس کی خبر تہی- سو خدا تعالےٰ نے اس بات کو عجیب طور سے پورا کیا- ۱۳ مارچ کے سول اینڈ ملٹری گزٹ مین یہ وحشت ناک خبر شائع کی گئی- کہ فرانس کے ملک مین کوئلہ کی کانون کے پھٹنے سے ایک خوفناک مصیبت نازل ہوئی- اور اندازہ کیا گیا ہے- کہ ۱۱۵۰- آدمی اس حادثہ سے ہلاک ہوئے- لندن کا ۱۰ مارچ کا تار ہے جو اخبارون مین شائع کیا گیا- مگر ابھی مین یہ تحقیق نہین کر سکا کہ یہ ہیبت ناک واقعہ جس کی مجھہ کو قادیان مین خدا تعالےٰ کی طرف سے ۶- مارچ کو اطلاع دی گئی کس تاریخ کو واقعہ ہوا- دہریہ خدا تعالےٰ کی ہستی سے انکار کرتا ہے- مگر ہم دہریہ کے قول کو کس طرح مانین جبکہ خدا تعالےٰ براہ راست اپنی ہستی کا ثبوت ہمین دیتا ہے- دنیا خدا کو مانتی ہے- مگر رسمی طور پر- مگر خدا تعالےٰ کا کس قدر فضل ہے کہ وہ اپنی ہستی کا بلا واسطہ ہمین ثبوت دیتا ہے جس سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ اور لذیذ ایمان حاصل ہوتا ہے مین خدا تعالےٰ کے اس احسان کا شکر بھی کرتا ہون- مگر جب اپنی عملی حالت کو دیکھتا ہون- تو بہت شرمندگی بھی حاصل ہوتی ہے

جب خدا تعالےٰ ایسے صریح ثبوت اپنی ہستی کے دیتا ہے- تو چاہئے کہ ہماری عملی حالت دوسرون سے ممتاز ہو نہایت افسوس کی بات ہوگی- کہ باوجود خدا تعالیٰ کے ان احسانون کے اور ان نشانون کے پھر بھی ہم اپنی عملی حالت مین کوئی تبدیلی نہ دکھلادین- سو جبکہ مجھے خدا تعالےٰ کے اس انعام کو دیکھکر نہایت خوشی ہوتی ہے- ساتھہ ہی خوف بھی ہوتا ہے کیونکہ ہم پر دوسرے لوگون سے زیادہ اتمام حجت ہو چکی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کے لاکہون نشان ہم دیکھہ چکے ہین اور اگر ہم اپنی حالتون مین کوئی تغیر پیدا نہ کرین تو ہماری حالت بہت ہی قابل افسوس ہوگی- مگر اس کے لئے بھی ہمین خدا تعالےٰ سے ہی مدد مانگنی چاہئے- اور اسی کا فضل مانگنا چاہئے- اسلئے مین اپنے سارے بہائیون سے درخواست کرتا ہون کہ وہ اس عاجز کے لئے بھی دعا کرین کہ خدا تعالےٰ مجھے عملی حالت درست کرنے کی توفیق بخشے اور ظالمون کے لئے مجھے ٹھوکر کا موجب نہ بنائے پھر مین درخواست کرتا ہون کہ میرے بہائی میرے لئے دعا فرما کر مجھہ پر احسان کرین- خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے-

میرے اس خواب کے گواہون مین سے ایک ہندو طالب علم برکتی چند نام بھی ہے جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی انٹرنس کلاس مین- پڑہتا ہے- وہ ایک بڑا پکا آریہ ہے- قادیان کے آریون کو چاہئے کہ اس سے پوچہین کہ آیا فی الواقعہ اسنے یہ خواب مجھسے قبل از وقت سنا تہا یا نہ- اور پھر غور کرنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ ان کا پرمیشور بے زبان اور مردہ ہے- اور مسلمانون کا خدا زندہ ہے اور بولتا ہے

خاکسار شیر علی عفی اللہ عنہ

بیعت کے خطوط

حضرت حجۃ اللہ کے ارشاد کے موافق مندرجہ ذیل خطوط چھاپے جاتے ہین کیونکہ خود بیعت کنندگان نے بھی یہی خواہش ہے- (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعلےٰ حضرت جناب والا شان امام زمان مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود فداہ روحی- الحمد للہ رب العالمین و نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم- بعد از سلام سنت اسلام واضح رائے عالی باد کہ یہ خاکسار چند ایام سے حضور کی قدمبوسی کا از حد مشتاق ہے- اور حضور کے مامور من اللہ ہونے پر یقین واثق رکہتا ہے بلکہ دیگر الفاظ مین خادم ہونے کا مدعی ہے- مگر اپنے گناہون کے باعث بقول ع

زان کہ نسبت بسگ کوئی تو شد بے ادبی

یہہ بھی گستاخی خیال کرتا ہون- گو بشرط زندگی انشاء اللہ الرحمٰن خاکسار عنقریب خدمت بابرکت مین حاضر ہونیکا ارادہ رکہتا ہے- تاہم چونکہ زندگی کا کچھہ اعتبار نہین- خاکسار کی دلی خواہش ہے کہ بذریعہ عریضہ ہذا اپنے عقائد کا اظہار کرکے اللہ جل شانہ کے روبرو آنجناب کو گواہ ٹھیراؤن تاکہ آخرت مین منکرون سے علیحدہ رکہا جاؤن- اول یہ کہ مین اس امر پر ایمان رکہتا ہون- کہ حضرت عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہین جیسے کہ دیگر انبیا علیہم السلام-

دوم یہ کہ اس امر پر ایمان رکہتا ہون کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ دجّال آئیگا پوری ہو چکی ہے اور کوئی دجّال آنا باقی نہین رہا-

سوم یہ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی بابت جو احادیث آئی ہین وہ بھی پوری ہو چکین- اور حضور ہی کو یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے- اور دیگر کوئی خونی مہدی نہین آئیگا-

چہارم یہ کہ اسلام اپنی خوبصورتی سے پہیلا ہے اور بزور شمشیر نہین پھیلا-

آخر مین گذارش ہے- کہ بموجب احکام خدا و رسول و حضور اسوقت تک کہ قبر مین جاؤن حتی الامکان دین کو دنیا پر مقدم رکہونگا- نہایت عجز سے آرزو ہے کہ حضور اس خاکسار کے واسطے دعا فرمادین کہ دین و دنیا مین مسلمانون کی مقبول جماعت مین داخل ہون- آمین- نیز بیعت مین داخل کرنیکا شرف اس غریب کو بخشین ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف- زیادہ آداب-

اگر حضور پسند فرماوین تو میری یہی عین آرزو ہے کہ میرا یہ عریضہ لفظ بلفظ درج اخبار الحکم و بدر ہونیکا حکم صادر فرمایا جاوے- تاکہ شاید کسی دوسرے کیواسطے بھی موجب ہدایت ہو کیونکہ آخر کار با خدا وندا است- تابعدار

بندہ اللہ بخش کوارٹر ماسٹر کلرک ملیشہ وانون و لدمولوی مراد بخش ساکن ضلع بنون خاص- مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم- نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ باللہ ثم تاللہ

بخدمت جمیع کافہ اہل اسلام التماس ہے کہ مجھکو عرصہ ۱۳۱۵ ہجری سے بوقت طالب العلمی جناب ذی لا مراتب حضرت مرزا صاحب سلمہ ربہ حسن اعتقاد تہا اور نیز مین باشرہ صحبت رسانیکے یقین [illegible] دیدار زیادہ ہوا- مگر بباعث کمی زادراہ زیارت فیض [illegible] سے مشرف نہو سکا- اور اب فوری [illegible] واسطے طلب [illegible]

استخارہ [illegible] مجھکو کا [illegible] ہدایت [illegible] تمام توہمات ناقصہ رفع فرما کر راہ راست مجھے دکہا اور قایم فرمایا- جوئندہ یابندہ- ایک صاحب جو مرید خاص جناب مرزا صاحب موصوف کا ہے جنکا نام مولوی امام الدین صاحب سب اوورسیر چہاونی وانا میں ہین- ان صاحب نے مجھے استخارہ کی ترکیب فرمائی جسکے ذریعہ سے آج تیسری رات کو استخارے کرکے منزل مقصود کو پہونچا ہوں تمام ناقص خیالات سابقہ سے باز آیا ہے- اسوقت بندہ خوش ہو کر بخدمت اکثر صاحبان اہل اسلام موجودہ چہاونی کی خدمت مین اپنے مصمم ارادے سے آگاہ کرتا ہون کہ مین نے تصدیق بذریعہ استخارات کر لی ہے کہ جناب مرزا صاحب ممدوح بلاشبہ امام زمان ہین- انکے فرمان پر چلنا صراط مستقیم کا باعث ہے- اسوقت جمیع صاحبان معترضان کو اپنا صدق بیان کرتا ہون کہ ہمنے تصدیق کر لیا ہے کہ دعویٰ مرزا صاحب موصوف کا صحیح- اگر کوئی صاحب مجھکو دنیدار سمجھکے ہین کچھہ اور دلنشین ہو- مجھکو کسی فر[illegible] ہے کہ تو کیون مرزا صاحب کو امام حق سمجھتا ہے-

جواب- مینے استخارہ سے اپنی تسلی کر لی ہے- اور اگر کسی صاحب کو تصدیق کرنی مطلوب ہو- تو وہ بھی استخارہ کرکے اپنی تسلی کرنیمین کوشش کرے امید ہے کہ کامیاب ضرور ہو جاویگا- اس تسلی ہی کے عوض مین جو مجھکو بذریعہ استخارہ حاصل ہوئی ہے- ایک ضیافت نان جوین طیار کرنا چاہتا ہون کہ جو صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلواۃ والسلام کو امام حق دل سے مانین- وہ صاحب شریک ضیافت ہو کر میرے حق مین دعاء خیر فرماوین کہ اللہ تبارک و تعالےٰ عصیان گذشتہ معاف فرماوے- اور آئندہ ہر فرد بشر کو راہ ہدایت پر مستقیم رکھے آمین ثم آمین-

بخدمت مخلصان دین- السلام علیکم

صوبیدار میجر گلستان خان- صوبیدار شاہ داد خان
جمعدار احسن اللہ خان- جمعدار حکیم شاہ کاکڑ
حاجی صاحب ٹیلر ماسٹر- حافظ دین محمد صاحب اوورسیر
مجی ام سیر منشی علی بہادر خان- محلفی ام عطا محمد حال
حوالدار اسٹور- بابو کرم الدین صاحب کلرک
و مرزا جان بیگ خانسامہ- و بابو کریم بخش
و ماہی خان- و تحصیلدار صاحب شیامان خان
و منشی کرم الٰہی محرر جوڈیشل- میان فضل رحیم
صاحب حوالدار- و سلطان اکبر شاہ
قریشی- و مستری نور محمد

براہ مہربانی ضیافت نامہ پر دستخط فرماوین-

العبد

میان قادر بخش احمدی بقلم خود

ایک شریف لڑکی کا خط

ذیل مین مین اپنی ایک محترم بہن بنت ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی کی چٹھی درج کرتا ہون جو اس نے میرے نام اندراج اخبار کے لئے لکھی ہے۔ اس مضمون مین مستورات کی تعلیم کے لئے کسی نصاب کے نہ ہونے اور ایسی تالیفات کے میسر نہ آنیکا ذکر کرکے ان لوگون کو توجہ دلائی ہے جو اہل قلم ہین فی الحقیقت تعلیم نسوان کا سوال جیسا اہم ہے اس سے زیادہ اہم اور ضروری سوال مستورات کی تعلیم کیلئے ایسی تالیفات کا طیار ہونا ہے جو ہر پہلو سے انکے لئے مفید ہون ۔ راقمہ مضمون نے ان دو مختصر سے رسالون کو بہت پسند کیا ہے جو سلک مروارید کے نام سے شائع ہو چکی ہین۔ مین اس حسن ظن کے لئے شکر گذار ہون میرے سر مین مستورات کی تعلیم کے لئے ایک مکمل کورس کا سرمایہ بفضلہ موجود ہے لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے توفیق ملی تو سلک مروارید کا تیسرا نمبر مین ایسی طرز پر لکھنا چاہتا ہون جو ہر درجہ کی مستورات کے لئے یکسان مفید ہو وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

بہرحال جن لوگون کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے اور وہ مستورات کی تعلیم کے لئے دل مین درد اور دماغ میں فکر رکھتے ہین وہ آسان اور مفید تالیفات کا ایک سلسلہ طیار کرین۔ اور پہلے ایک مکمل نصاب کی فکر کرین اسے خواہ چند ذی علم اصحاب ملکر سرانجام دین تو قوم اور ملک کی بڑی ضرورت پوری ہو سکتی ہے ۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

قومی مخدوم مکرم محسن جناب ایڈیٹر صاحب جناب شیخ یعقوب علی صاحب اخبار الحکم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی دنون سے میرے دل مین یہ خیال جاگزین ہو رہا ہے۔ کہ مین اس مضمون پر قلم اٹھاؤن۔ مگر اسواسطے چپ رہی ہون کہ شاید میری تعلیم یافتہ بہنین اس طرف دھیان کرین مگر آجتک کوئی مضمون اس قسم کا میری نظر سے نہین گذرا۔ لہذا اب مین اپنے دلی خیالات کا اظہار ٹوٹے پھوٹے لفظون مین کرتی ہون۔ برائے مہربانی ان چند سطور کو اپنی اخبار صداقت آثار مین جگہ دیکر مشکور فرماوین۔ جب مین اخبارون مین دیکھتی ہون کہ تعلیم نسوان کے حامیون نے ہر طرف دہوم مچا رکھی ہے مگر عملی کارروائی ذرہ بھر ہی نہین ہوئی۔ کوئی علیگڈہ مین عورتون کے واسطے کالج قایم کرنے کو کہتا ہے کوئی کچھ صلاح دیتا ہے کوئی کچھ تدبیرین کرتا ہے۔ مگر کوئی ہونہار ابتک اسطرف متوجہ نہین ہوا۔ کہ اس بے زبان فرقہ کیواسطے سلسلہ تالیفات کا شروع کرین۔ اے نئی روشنی کے دلدادو! اے تعلیم نسوان کے حامیو! اے ملک کو مہذب اور شائستہ بنانے والو! خدارا ذرا بتلاؤ تو سہی کہ آپ نے کہانتک اس امر کی کوشش کی ہے۔ کہ عورتون کے واسطے عمدہ کتابین تالیف ہون۔ اے مصنفو! مولفو! گریجوئٹو! لکچرارو! قومی ریفارمرو! آپ نے اپنی ساری لیاقت صرف ترچھی نظر اور بانکی ادا (ناولون کے نام) کے ہی نذر کردی۔ اور باقی جو بچی وہ حسن وعشق کی شاعری کے کام آئی۔ مین آپ سے پوچھتی ہون کہ آپ کی اعلیٰ تعلیم نے آپکے ملک اور آپ کی بہنون کو کیا فائدہ پہونچایا؟ جو آپ کی مخرب اخلاق ناولون نے زہریلا اثر ملک پر ڈالا ہے آپ سے مخفی نہین۔ مولانا حالی صاحب فرماتے ہین ؎

وہ شعر و قصائد کا ناپاک دفتر
عفونت مین سنڈاس سے جو ہے بدتر

اوّل تو تعلیم یافتہ عورتین بہت ہی کم ہین۔ مگر جو تھوڑا بہت پڑھ جاتی ہین وہ ناول بینی کی مہلک مرض کا شکار بن جاتی ہین۔ اور عام طور پر زیادہ تر عورتین ہی اس مہلک مرض مین مبتلا ہین۔ اور یہ مرض ان کے اخلاق اور طرز معاشرت کیواسطے سم قاتل ہے۔ اس کے دو بڑے بھاری سبب ہین۔ اول تو عورتون کو تعلیم ہی اوسط درجہ کی دیجاتی ہے جس سے ان کے دماغون مین اعلےٰ خیالات آ ہی نہین سکتے۔ اور نہ ہی انکو مشکل اور پیچیدہ کتابون کی سمجھ آسکتی ہے۔ اور چونکہ ناول عام فہم ہین اسی واسطے ان کی طبیعت کا میلان اسطرف ہو جاتا ہے اور وہ یہ نہین سمجھ سکتین کہ انکا زہریلا اثر ہمین تباہ و برباد کر دیگا۔ مگر اس مین ان بیچاریون کا کیا قصور ہے۔ یہ سب خرابیان صرف ہمارے تعلیم یافتہ بھائیون کی بے توجہی کے باعث ہین۔ جنہون نے ایک لحمہ کے واسطے بھی اپنے مبارک خیالات اور خداداد ذہانت کو اس طرف مبذول نہین فرمایا کہ مستورات کیواسطے عام فہم علم ادب اور اخلاق کی کتابین لکھی جاوین۔ مگر ان کو اتنی فرصت کہان سے مل سکتی ہے وہ تو ابھی گل رعنا اور گل بکاولی کے ڈراما پر ہی لٹو ہو رہے ہین۔ اور اس ضرورت سے بالکل بےخبر ہین کہ تصویر کا دوسرا رخ ابھی بہت ہی کالا ہے

صاحبان آپ نے جبتک اس طرف توجہ نہ کی آپ ہرگز ترقی نہین کر سکتے ۔ آپ یہ ہرگز نہین محسوس کرتے کہ ہم تحت الثریٰ مین پہنچ چکے ہین۔ شاید آپ مین احساس کا مادہ رہا ہی نہین۔ دن بدن ناولسٹون اور ڈرامانویسون کی حیرت انگیز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ کاش کہ ان مخرب اخلاق ناولون اور ڈرامون کی بجائے علم ادب اور اخلاق کی کتابین انگریزی ۔ فارسی ۔ عربی سے ترجمہ کی ہوتین۔ اگر کوئی بندہ خدا اپنی خداداد قابلیت کو اسطرف لگاتا۔ تو اسکی قومی بہنون کو بہت ہی فائدہ پہونچتا۔ صاحبان اب خدا کے واسطے ناول نویسی اور ڈرامانویسی کو ترک کیجئے۔ اس نے ملک پر بہتیرا زہریلا اثر ڈال لیا ہے اب اس کمزور فرقہ کے واسطے کتابین لکھنے کی کوشش کیجئے۔ اور اپنی خداداد لیاقت کو اس طرف لگائیے۔

خیال فرمائیے کہ مولوی نذیر احمد صاحب کی دو تین کتابین بھلا کہانتک مفید ہو سکتی ہین۔ چودہری خوشی محمد صاحب کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب ہو۔ جنہون نے اس ضرورت سے باخبر ہوکر مستورات کے واسطے بڑی محنت اور قابلیت سے لاثانی استانی تالیف کی ہے۔ جو عورتون کے واسطے ایک نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔ ہم فرقہ اناث تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہین ۔ اور حال مین ہی ہمارے قومی مخدوم شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم نے بڑی جانفشانی سے دو جلدین سلک مروارید کی تالیف کرکے شائع کی ہین۔ میری نظر سے آجتک کوئی اس قسم کی اسلامی کتاب نہین گذری۔ یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ مین نے شروع سے آخر تک دیکھی ہے۔ واقعی موئلف نے گوہر ہی پرو دیئے ہین۔ اور نہایت ہی قابلیت سے اسلام اور توحید پر بحث کی ہے۔ یہہ اپنی طرز کی پہلی ہی کتاب ہے۔ خاصکر عورتون کے واسطے تو کوئی ایسی عام فہم اسلامی کتاب آجتک نہین شایع ہوئی۔ اور ان لڑکیون کے واسطے بہت ہی مفید ہے۔ جو مشن اسکولون مین تعلیم پاتی ہین اور جن پر مشنری لیڈیون کا زہریلا اثر سرایت کر جاتا ہے اور وہ اپنے پاک دین سے بد اعتقاد ہو جاتی ہین ان کے واسطے آب حیات سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور ان سے زہر دور کرنے کے واسطے تریاق ہے۔ اور ان پر اسلام کی وحدانیت اور حقانیت قایم کرنے کا یہ کتاب ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

پبلک کو چاہیئے کہ ضرور اس کی قدر دانی کرے۔ اے نوجوانو! اس بے زبان فرقہ کی بلدی خبر لو جن کے احسانات سے تم گردن نہین اٹھا سکتے۔ جنہون نے تمہین پالا۔ پوسا۔ ان کے واسطے کتابین تصنیف کرو۔ ترجمے کرو شایع کرو۔ ورنہ آپ صاحبان کا ہونا یا نہ ہونا ہمارے واسطے یکسان ہے۔ اگر آپ ذرا بھی عنان عاطفت اس طرف پھیرین تو کئی عمدہ سے عمدہ کتابین فراہم ہو سکتی ہین۔ اور ہم بھی خوش اخلاق اور باسلیقہ۔ شائستہ کہلانے لگین۔

اے خداوند دوعالم میری باتون مین تاثیر دے کہ میرے قومی بھائی خواب غفلت سے بیدار ہون۔ اور ان مین احساس کا مادہ پیدا ہو۔

آمین

(باقی آیندہ)

راقمہ بنت ملک مولا بخش از گورالی ضلع گجرات

ضروری اطلاع

قادیان مین چندہ بھیجنے والے احباب ہمیشہ ان ہدایات کو مد نظر رکھین۔

(۱) لنگر خانہ کا چندہ حضرت اقدس کے نام بھیجین۔ اور دوسری مدات کا روپیہ آپ کے نام ہرگز نہ بھیجین۔

(۲) مدرسہ کا چندہ بنام امین مدرسہ تعلیم الاسلام میگزین کی خریداری کا اور اشاعت اسلام کا روپیہ بنام مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ۔ بہشتی مقبرہ کے متعلق کل روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان۔ آنا چاہیئے۔ اور کسی شخص کے نام پر نہ آنا چاہیئے۔

(۳) خط و کتابت مدرسہ کے متعلق کل بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ اور بہشتی مقبرہ یا دفینوں یا ... وصیتون کا بھیجنا بنام سکرٹری ... مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ہونی چاہیئے۔

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہین پہونچا وہ پرچہ اخبار کی تاریخ اشاعت تک طلب کرین ورنہ بعد مین وہ پرچہ مطلوبہ نہین ملے گا۔

استفسار اور انکے جواب

السلام علیکم

احادیث ذیل کا کیا مطلب ہے مفصل جواب تحریر فرماوین

کرمداد خان سکنہ دوالمیال

ضلع جہلم براہ کہوڑہ

الجواب وعلیکم السلام آپکا خط مجہے مولوی نصاب حسب نے بنا بر جواب دیا ہے اور اسکی تقریر مجہے زبانی بیان فرمائی ہے مینے اسکو اپنے طور پر اپنے لفظون مین بیان کیا ہے۔

مین آپکے سوالات کو اول لکہکر پہر جواب اسکا لکہون گا۔ بعون اللہ وحولہ وقوتہ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ تاکہ سوال کے ساتہہ جواب ہونیکے سبب سمجہنے مین سہولت ہو سوال جواب کے لئے س۔ ج۔ لکہا گیا۔

س ۱۔ آفتاب عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ فانہا تذہب حتی تسجد تحت العرش۔ بخاری حالانکہ آفتاب کہین بہی غروب نہین ہوتا۔

ج۔ لفظ سجدہ اور لفظ عرش کے معنے نہ سمجہنے اور عدم موقع شناسی کے سبب یہہ سوال کیا گیا ہے۔ اسلئے مین ان دونون لفظون کے معنے پہلے بیان کردیتا ہون۔ سجدہ کے معنے ہین فرمانبرداری اور یہ سجدہ متعارف یعنی زمین پر سر رکہنا وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْہًا ۱۳

اللہ تعالے کو ہی سجدہ کر رہے ہین ہر آن مین جو کچہہ آسمانون اور زمین مین ہین۔ بعض پسند کر کر اور بعض ناپسند کر کر۔ جیسہ . . . . اب اگر سجدہ کے معنے اہی متعارف سجدہ مین ہی محدود کئے جاوین۔ تو کوئی مکان اپنے پانون پر کہڑا نہ رہے اور تمام درختون کے سر زمین کے ساتہہ لگے ہوئے کسی وقت ہمکو بہی نظر آوین۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کے معنے زمین پر سر رکہنے کے لئے ہے مخصوص نہین۔

عرش کے معنے ہین سلطنت اور دربار شاہی۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ ہمارے قیصر ایڈورڈ تخت نشین ہین تو اسکے معنے یہہ تو نہین کہ وہ اسوقت کسی لکڑی یا چاندی یا سونے کے تخت پر بیٹہے ہوئے بہی ہین جیسے وَرَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ ۱۳ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے مان باپ کو دربار شاہی تک پہونچا دینے کی عزت دی۔ اب اسکے معنے یہہ تو نہین ہو سکتے کہ اسکے مان اور باپ دونون بادشاہ کے ساتہہ اوسکی کرسی یا تخت پر بیٹہہ گئے۔ یعنے ایک ہی کرسی یا تخت مین تینون بیٹہہ گئے۔ حالانکہ یہہ بات غلط ہے۔ کہ حضرت یعقوبؑ کی بی بی بہی بادشاہ کے پاس بلا لحاظ پردہ و بلا لحاظ مس نامحرم بیٹہہ گئے ہون۔ بلکہ اتنے بڑے دربار مین جہان علاوہ بادشاہ کے درباری و اہلکار و اہل حوائج مختلف قسم کے موجود ہین۔ بلا لحاظ شرم و حیا کے (شریف اور معزز اور پاکدامن عورتون کا فطرتی تقاضا ہے) بی بی صاحبہ چلی گئی ہون بلکہ غرض یہ ہے کہ مردون کی ملاقات عزیز مصر سے اور مستورات کی شاہی محلون مین ہو گئی۔

اسی طرح وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ ۱۲ اللہ تعالے کی سلطنت تمام پانیون پر بہی ہے کیا اسکے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ خدا کا تخت پانی پر بچہا ہوا تہا۔ غرض عرش کو ایک معنی مین محدود کرنا غلطی ہے۔

موقع شناسی۔ ہر ایک لفظ کے لئے موقع شناسی ہی ضروری ہے کیونکہ الفاظ اپنے معنے مین وسیع ہوتے ہین مثلاً اگر کوئی ماسی (ماس خور پارٹی کا) آریہ نوکر کو کہدے کہ گوشت لاؤ تو نوکر اوس کو یہ عذر ہرگز نہین کر سکتا کہ ابہی بوچڑ خانہ (گائے کے گوشت کی جگہ) مین گوشت نہین آیا۔

پس اب معنے اس حدیث کے یہ ہوئے کہ آفتاب بہی اللہ تعالے کی سلطنت اور حکومت کی فرمانبرداری مین چل رہا ہے ذرہ بہر بہی اوسکی فرمانبرداری سے الگ نہین ہوتا۔

س ۲۔ وہان قرن شیطان ہے کیونکہ بموجب حدیث کے طلوع آفتاب قرن شیطان سے ہوتا ہے۔

ج ۲۔ یہان بہی معانی کے محدود کرنے مین غلطی واقع ہوئی۔ قرن کے معنے طاقت بہی ہین جیسے اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَہْلَکْنَا قَبْلَہُمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰہُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ ۷ کیا یہ منکر لوگ اتنا بہی نہین سوچتے کہ ان سے پہلے ہم نے کسقدر قرن (طاقتین) ہلاک کین۔ (آگے خود اللہ تعالے قرن کے معنے سمجہانیکے لئے فرماتا ہے کہ) ہمنے اون قرنون کو تمسے بڑہ چڑہ کر طاقت دی تہی۔ چونکہ مشرکین آفتاب پرستی کرتے ہین۔ چنانچہ عموماً ہنود کو تو آپنے کہلا کہلا صبح کو بعد نہانے کے پرستش کرتے دیکہا ہی ہوگا مگر آریہ لوگ بہی عبادت کے وقت اپنا مونہہ مشرق کو ہی کرتے ہین اگرچہ بظاہر مدعی توحید ہین۔ اور عیسائی بہی آفتاب کو ہی متبرک سمجہتے ہین۔ کیونکہ انہین بہی یکشنبہ کی ہی عظمت مانی جاتی ہے اصل مین سبت یک ایسا عظیم الشان قابل عظمت دن ہے کہ بموجب تورات کے اوس روز کوئی کام کرنا جائز نہین۔ چنانچہ آجتک یہود کا اسی پر عملدرآمد ہے۔ اور یہود لوگ تمام سامان ضروری خورد و نوش جمعہ کے روز سبت کے لئے طیار کر رکہتے ہین تاکہ شنبہ کے روز (سبت کو) کسی چیز کی ضرورت کے وقت حرج واقع نہ ہو اسی واسطے یہود جمعہ کے دن کو تیاری کا دن کہتے ہین۔ پس بموجب احکام توریت کے ہفتہ کا روز انکا سبت اور تعظیم کا دن تہا مگر عیسائی بجائے روز شنبہ کے اتوار کی تعظیم کرتے ہین جسکو سنسکرت مین آدت وار (اتوار) یعنے سورج کا دن اور انگریزی مین سنڈے سورج کا دن کہتے ہین آدت کے معنے آفتاب ہین اور سن کے معنے بہی آفتاب اور ڈے کے معنے ہین دن یعنے سورج کا دن۔ چونکہ آفتاب کے ساتہہ مشرکین کا تعلق ہے اسلئے فرمایا کہ آپ لوگ (موحدین) اس سے پرہیز کرین کہ اس کے طلوع کے وقت شیطان کی طاقت یعنے شرک ہوتا ہے یعنے مشرک اسوقت شرک کیا کرتے ہین اسیواسطے نماز فجر و عصر اوسوقت جائز نہین۔

س ۳ فتسترق الشیاطین السمع فتسمعہ فتوصیلہ الی الکہان۔ اس حدیث مین شیاطین کا استراق ملائکہ سے ثابت ہے جو نہایت سخت اعتراض ہے کہ اللہ تعالے جن جن امور کا اخفا چاہتا ہے۔ شیاطین اطلاع پاکر نجومیون کو بتا دیتے ہین۔

ج ۳۔ یہان شیاطین۔ ملائکہ اور ال کے الفاظ قابل غور ہین۔

شیطان نام ہے خبیث روح خدا تعالے سے دور ہلاک ہونے والے کا اور یہہ لفظ شریر انسان پر بہی بولا جاتا ہے جیسے وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِہِمْ ۱ جب وہ منافق اپنے سردارون پاس جاتے ہین جو بڑے مفسد اور شریر ہین۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ۹ اور اسی طرح ہمنے ہر ایک نبی کے دشمن بنائے وہ لوگ جو پہلے ہی خدا سے دور اور ہلاک ہونیکے لئے تیار تہے انس اور جن اسیطرح اسکے بالمقابل پاک ارواح ملائکہ اور اون کے اظلال نیک لوگون پر بہی لفظ ملک مستعمل ہوتا ہے جیسے اِنْ ہٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ ۱۲ یہ (یوسف) تو ایک ملک ہے جو قابل تعظیم و تکریم ہے۔ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْکُمْ مَّلٰٓئِکَۃً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ۲۵ ۱۲ اگر ہم چاہین گے تو تمہین مین سے ملائک کو اس ملک کا خلیفہ (بادشاہ) بنا دین گے۔

لفظ ال استغراق کے لئے ہوتا ہے جیسے الحمد للہ تمام تعریف اللہ تعالے کے لئے ہے یا تعریف تخصیص کیلئے۔ جیسے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ۱۱ اے داؤد ہم نے تجہے اس ملک کا بادشاہ بنادیا پس اب معنے صاف ہو گئے یعنے شریر لوگ دربار نبوی سے باتین سنکر اور لوگون کو جاکر بتلاتے ہین اور وہ امر ہین اپنا تصرف کر کر بات کو اُلٹا دیتے ہین اس مضمون کو اللہ تعالے نے قرآن مجید مین بہی بارہا بیان فرمایا ہے سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْکَ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِہٖ ۶ ۱۰ جہوٹ بنانے کیلئے یہ جاسوس ہین۔ بلکہ جو لوگ تیرے پاس نہین آیا کرتے یہ اون کے بہی جاسوس ہین۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُہُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۸ اور اسی طرح ہمنے ہر ایک نبی کے لئے دشمن بنائے ہین وہ لوگ جو پہلے ہی شریر تہے اور خدا سے دور تہے۔ امرا اور معمولی آدمی وہ ایک دوسرے کو دہوکہ دہی کے لئے باتین جہوٹی بنا کر پہونچاتے ہین۔

س ۴ حدیث کا یہ جملہ ان الملائکۃ تنزل فی العنان ثابت کرتا ہے کہ نزول ملائکہ ابر مین ہوتا ہے۔ حالانکہ فرشتے ہر روز اترتے ہین مگر ابر ہر روز موجود نہین ہوتا۔

ج ۴ یہان بہی کچہہ تو غلط فہمی لفظ ال کے معنے سے ہوئی اور کچہہ اس لئے کہ اقسام ملائک کا لحاظ نہین کیا گیا۔ ملائک بہت قسم ہین۔ بعض زمینی ہین بعض عالین ہین جیسے اللہ تعالے نے فرمایا

اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ۲۳ ۱۴ تونے تکبر کیا ہے۔ یا

تو ملائک عالین مین سے ہے پہر بعض انسان کے ساتہہ پہر بعض بارش کے ساتہہ نازل ہوتے ہین بعض خاص خاص ابرون کے ساتہہ آتے ہین جیسے ہَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَہُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ ۲ اب تو ان کو کوئی بہی انتظار نہین صرف یہی انتظار ہے کہ اللہ تعالے مع ملائک ابر کے سایون مین آجاوے۔ بعض ملائک کلام الہی کے ساتہہ اُترتے ہین جیسے فرمایا

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ ۱۴۔ اللہ تعالے فرشتون کو کلام اپنا دیکر نازل کرتا ہے۔ بعض قبض روح کے لئے اترتے ہین رحمت کے یا عذاب کے جیسے فرمایا تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا ۱۴ ہمارے بہیجے ہوئے

ملائکہ اسکا قبض روح کرتے ہیں غرض ملائکہ انسام ہیں اور ہر ایک کام کے لئے علیحدہ علیحدہ ہے پس جو بادلوں کے اترنے والے ہیں وہ ابر کے ساتھ اترتے ہیں۔ اب عبارت مذکور کے معنے ہوئے کہ ملائک جو موکل ہیں بارش پر وہ بارش کے ساتھ اترتے ہیں۔

س۵ امر بقتل الاوذاغ روایت،
جب حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو وزغ پھونکیں مارتا تھا۔ اسواسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے مار ڈالنے کا حکم فرمایا کیا ابراھیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تھے۔ اور وزغ کی پھونکوں سے آگ بھڑک سکتی تھی کیا وزغ میں مخالفت انبیاء کا مادہ ہے۔

ج ۵۔ حضرت ابراہیم آگ میں نہیں ڈالے گئے بلکہ آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا گیا۔ جیسے قرآن مجید میں ہے قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ
کافروں نے کہا اس (ابراہیمؑ) کو جلا دو یہی تمہارے ٹھاکروں کا (جو توڑے گئے) بدلہ ہے اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو ہم نے کہا۔ اے (جنگ کی) آگ ٹھنڈی ہو جا ابراہیم کی سلامتی کے لئے (نتیجہ یہ ہوا) انہوں (کافروں) نے حضرت ابراہیم کے ساتھ ارادہ جنگ کرنیکا لیا تھا مگر ہم نے اون کو اس ارادہ جنگ میں نامراد اور ناکام کر دیا۔ یعنے وہ حضرت ابراہیم کے ساتھ اس جنگ (ارادہ) میں ناکام رہے نار کے معنے جنگ کے بھی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ‎۱ جب کبھی یہود لوگ جنگ کی آگ سلگاتے اللہ تعالیٰ اسکو بجھا دیتا تھا۔

وزغ کے معنے ہیں گرگٹ جو رنگ بدلتا ہے اور ایک حال پر قائم نہیں رہتا یہی حال ہے منافق کا۔ پس وزغ یعنے منافق ایک ہی نبی کا دشمن نہیں تھا۔ بلکہ اس قسم کے لوگ ہمیشہ انبیاء کے دشمن رہے ہیں اور ہمیشہ انبیاء کی ایذا اور قتل کے درپے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ انبیاء کے خلاف جنگوں کی تیاریاں کراتے اور پھونکوں سے جنگ کی آگ سلگاتے رہے اور رہے ہیں يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ‎۱ وہ چاہتے ہیں کہ خدا کا نور پھونکوں سے بجھا دیں۔ اور ان لوگوں میں عداوت انبیاء کا مادہ نفاق موجود ہے۔ لہذا یہ قابل قتل ہی ہیں۔ جیسے فرمایا
لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا ‎۱
اگر منافق لوگ غزوہ تبوک میں) تمہارے ساتھ نکلتے تو تمکو ضرور ضرور نقصان پہونچاتے۔
إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ‎۱
اگر تم کو کوئی خوبی پہونچے تو انکو بہت بری لگتی ہے
هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ‎۱ وہ (تمہارے) دشمن ہیں۔ ان سے اپنا بچاؤ کرتا رہ انکو خدا کی مار۔ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ‎۱
جب کبھی اون کو موقع ملے کہ تم سے الگ ہو جاویں اور تمہارے دشمنوں کے ساتھ ملکر تم سے لڑائی کریں تو ضرور اس میں الٹے پڑینگے۔
فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ ‎۱ سو انکو پکڑو اور قتل کرو۔

س۶ عن قتل جنان البیوت
گھر کے سانپوں کو جن سمجھکر قتل نہ کرنا نسخ کی ایک شاخ ہے اور مسلم کی روایت میں تین مرتبہ تنگ کرنے کے بعد مارنے کا حکم ہے کیونکہ وہ کافر ہے سانپ موذی لا یعقل کو کفر ایمان سے کیا کام۔ اگر جنات ہیں۔ تو ہمارے مارنے سے مریگا ہی نہیں کیونکہ شیطان بموجب نص قیامت تک نہیں مریگا۔

ج ۶۔ گھر کے سانپ جسکو جن کہا گیا ہے وہ باریک زہریلا سانپ ہے جسکو سنگ کہتے ہیں۔ اسکو یک لخت جلدی کے ساتھ مارنا منع فرمایا۔ اسلئے کہ بعض سانپ سخت زہر دار ہوتے ہیں اون کے مارنے سے اپنی جان کا خوف ہوتا ہے اگرچہ وہ مر بھی جاویں چنانچہ ایک صحابی کا ذکر ہے کہ جب وہ گھر میں گیا تو اوسکی عورت دروازہ کے باہر کھڑی تھی اوسکو عورت کی بے پردگی سے غیرت آئی اوسکو نیزہ سے قتل کرنے لگا تو اوس نے عذر کیا کہ اندر سانپ ہے اس نے نیزہ سے سانپ کو مار ڈالا۔ راوی کہتا ہے کہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ پہلے مر گیا یا سانپ دوسرا گھروں میں عموماً جگہ تنگ ہوتی ہے ممکن ہے کہ مارتے مارتے سانپ کو اسکے کاٹنے کا موقع لگ جاوے۔ تیسرا گھر میں عورتیں بچے بھی ہوتے ہیں ایسی افراتفری میں ممکن ہے۔ کہ سانپ کسی کو کاٹے۔ لہذا اس کے نکالنے کے لئے تین روز دوائی اور الہوام۔ جیسے گوگل وغیرہ اور دعا سے کام لے اگر پھر بھی نہ نکلے تو اسکے قتل کی کوشش کرے کیونکہ اتنے عرصہ میں یہ اپنے عیال وغیرہ کا انتظام بھی کر لیگا اور سامان بھی نکال سکیگا۔ جس کے پیچھے سانپ کے چھپ جانیکا احتمال ہوتا ہے۔

جن کا لفظ بہت وسیع ہے جس جس جگہ اسکا استعمال ہوا اس جگہ کسی قسم کا کوئی اخفا ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً جنین بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں مجنون پاگل جس کی عقل پر پردہ آگیا جنت باغ جسکے اردگرد دیوار لگائی گئی جنۃ ڈھال جسکے پیچھے انسان اپنے آپ کو تلوار وغیرہ سے بچانیکے لئے چھپاتا ہے۔ جن بڑے بڑے امرا اور رؤسا جنکو عوام لوگونکے ملنیکا اتفاق کم ہو سکتا ہے۔ اور کوہستانی لوگ اسیطرح سانپ چینو نٹے بچھو وغیرہ اشیا کو بھی جن بولتے ہیں جو اشیاء زیر زمین یا دیواروں میں اپنے گھونسلے یا سوراخ بنا کر رہتے ہیں۔

شیطان ہر ایک انسان کا اس کے ساتھ ہی مر جاتا ہے۔ قیامت تک زندہ نہیں رہتا۔ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ تو شیطان کی خواہش ہے مگر اللہ تعالے کا جواب تو یہ ہے کہ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ یعنے وقت مقرر تک جو ہر ذی روح کے لئے اپنا اپنا وقت مقرر ہے جسکو اجل مسمیٰ بھی فرمایا ہے۔

دوسرا یبعثون کے معنے قیامت کے نہیں بلکہ ایک بعثت انسان کے تزکیہ تام کے ساتھ بھی ہوتی ہے یعنے جب تک وہ کامل متقی نہیں بن جاتا شیطان بھی اس کے پیچھے پڑا رہتا ہے بعد متقی ہو جانے کے اسکا شیطان بھی بدل جاتا ہے۔ اور اسکا تسلط متقی پر نہیں رہتا۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ‎۱ میرے بندوں پر تیرا غلبہ ہرگز نہ ہو سکیگا۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا شیطان مسلمان ہو گیا یہ نظارہ عام طور پر نظر آرہا ہے کہ بدمعاشوں کے دوست بدمعاش ہوتے ہیں اور نیکوں کے نیک۔ کبھی کسی متقی کا دوست کوئی چور یا زانی شرابی وغیرہ نہیں ہوا کرتا و بالعکس پس نص قرآنی شیطان کی دوام زندگی کے لئے نہیں ہے

س۷۔ فان شدۃ الحر من فیح جہنم دنیا میں سردی گرمی کا بڑھنا گھٹنا موافق اس حدیث کے دوزخ کو سرد و گرم ہونے پر موقوف ہے جیسے لفظ بنفسین سے ظاہر ہے مگر یہ خلاف مشاہدہ ہے پھر تمام دنیا پر اثر اسکا یکساں نہیں۔ آگ بغیر ایندھن کے تیز نہیں ہوتی اور دوزخ کا ایندھن آدمی ہیں وقودھا الناس والحجارۃ اور آدمی بعد حساب داخل دوزخ ہوں گے۔

ج۔ لفظ من اسجگہ تبعیض یا علت کے لئے نہیں بلکہ اسکے معنے ہیں سخت گرمی دوزخ کی گرمی کی جنس سے ہے۔ جیسے دوزخ کی آگ سے تکلیف ہوتی ہے اسکی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا ‎۱
اللہ تعالے کے نشانوں میں سے ہے کہ تمہاری بی بیاں تمہاری ہی جنس سے پیدا کیں اس کے معنے یہ تو نہیں ہو سکتے کہ تمہاری بیویاں تم میں سے ہی پیدا کی گئیں۔ کیونکہ اس طرح تو وہ بیٹیاں ہونی چاہئیں جو حرام ہیں۔ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ کے یہ تو معنے نہیں کہ دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ یعنے جب یہ ڈالے جائینگے تو آگ اوسوقت بھڑکے گی۔ بلکہ اس کے معنے ہیں کہ دوزخ کے بھڑکنے اور تیز ہونے کا سبب وہ تعلق ہے جو مشرک لوگوں کا اون پتھروں یعنے بتوں کے ساتھ ہے یعنی لفظ ال الناس اور الحجارۃ میں موجود ہے یعنے آدمی مشرک اور پتھر بت خلاصہ یہ ہے کہ دوزخ کے بھڑکنیکا موجب شرک ہے جو ظلم عظیم ہے۔

س۸۔ اشتکت النار الیٰ ربہا
ج۸۔ ہر ایک چیز کی شکایت کا رنگ الگ ہوتا ہے۔ مثلاً کاشتکار کو شکایت عدم بارش کی ہوتی ہے اور کمہار کو شکایت بارش کی۔ اسی طرح غلہ فروش کو شکایت ارزانی کی۔ اور دوسرے لوگوں کو شکایت گرانی کی۔ ہر ایک جنس کی شکایت اسکے مناسب حال ہی ہوا کرتی ہے پس دوزخ کی شکایت بھی اوسکے حسب حال ہوگی۔

حکیم فضل دین از قادیان

مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مجھکو ایک شخص ہندو نے جواب پوچھا ہے کہ اپنے آقا سے انکا جواب منگوا دو سو التماس ہے کہ جواب بذریعہ الحکم تحریر فرماویں۔
(۱) قادر مطلق کے کیا معنے (۲) روح ازلی ہے یا فانی اور ازلی کے کیا معنے۔ (۳) رحم و عدل کے کیا معنے۔
خادم نصیر بیگ جمعدار ۱۹ نمبر از جہال۔

السلام علیکم۔ مولویصاحب نے مجھے آپکا خط

مطلب کے نئے دیا ہے اسکا جواب حسب ذیل ہے۔
یہ - تعلق اللہ تعالےٰ کا نام نہیں قرآن مجید اور کسی صحیح حدیث مین یہ کہین نہین بولا گیا ؟ ان الفاظ سے اللہ تعالےٰ کو قادر کہا گیا ہے جو اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ اسکے معنے ہین وہ کل ایسی اشیاء پر قادر ہے - جو اسکے صفات کاملہ اور اسماء حسنیٰ اور کمالات کے خلاف نہون۔

اور یاد رہے کہ قدرت اور چیز ہے اور تعلق قدرت اور چیز ہے مثلاً ایک خاوند والی عورت کو قدرت ہے کہ اگر اسکی تسلی اپنے خاوند سے نہ ہوسکے - یا خواہش ہو اور خاوند موجود نہ ہو یا خاوند سفر پر ہو یا اپنے خاوند سے اولاد نہ ہوتی ہو تو کسی غیر آدمی سے مُنہ کالا کرے۔

یا مثلاً ایک مرد کو قدرت ہے کہ اپنی بی بی کو کسی غیر مرد کے ساتھہ اولاد کے لئے اپنے گھر مین بلا کر ہمبستر کرادے جیسے آریہ مت مین اسکی اجازت ہے۔ دیکھو قدرت ہے - مگر ایسے امور مین تعلق قدرت ایک شریف باغیرت مسلمان نہین کرسکتا - بلکہ اپنے متعلقین کی نسبت سُننا بھی پسند نہین کرتا۔

(۲) ازلی منسوب ہے طرف لم یزل کے اس معنے سے ہم تمام مخلوق کو ازلی کہہ سکتے ہین - جو موجود ہو چکی ہے یا آیندہ پیدا ہوگی۔

مگر ازلی کے معنے ہین کہ کسی کی بنائی ہوئی نہین تو اس معنی کرکے روح ازلی نہین کیونکہ روح اللہ تعالےٰ کی بنائی ہوئی چیز ہے - بلکہ کل عالم سوا اللہ کے اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے - اور وہ رب العالمین پیدا کرنے والا اور ترقی دینے والا تمام جہانون کا ہر حقیقت جب جس جس کو چاہا پیدا کیا اگرچہ تمام مخلوق ازل کیطرف منسوب ہے - مگر اس کا ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے۔

فانی کے معنے ہین فنا کیطرف منسوب - اور فنا تغیر کا نام ہے - ہر چیز متغیر مخلوق ہے اور ہر مخلوق ہر وقت فنا کیطرف چل رہی ہے جیسے فرمایا کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۵ ۲۷

اور اگر ازلی کے معنے کسی کے نزدیک غیر مخلوق چیز کے ہون تو ہمارے نزدیک بلکہ کل عقلمندون کے نزدیک وہ ذات بابرکات مستجمع جمیع صفات کاملہ کا نام ہے زمانہ کا ہر جزو پیدا ہوتا اور فنا ہی ہوتا ہے۔

روح ہر ایک ذی روح کی اسکے بدن کی ایک حد تک تیار ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے نہ خود بخود پیدا ہوتی ہے کہ اسوقت کسی گیان بوٹی کے ذریعہ ماں کے پیٹ مین کسی بچہ کے لئے داخل ہو جاوے

اور نہ ازلی بمعنی غیر مخلوق ہے - اگر ازلی بمعنی غیر مخلوق ہے یا ازلی بمعنی قدیمی مانی جاوے - تو بعض اشیاء اللہ تعالےٰ کی صفت قدم اور غیر مخلوق ہونے مین شریک بھی ماننی پڑینگی - اور اللہ تعالےٰ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ہے وَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ - اور بعض اشیاء خدا تعالےٰ کے مانند ماننی پڑینگی۔ صفت قدم اور غیر مخلوق ہونے مین اور اللہ تعالےٰ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ - ۲۵ ہے یعنے اوس جیسے صفت مین بھی کوئی شے نہین یعنے اگر بفرض محال کوئی شے اللہ تعالےٰ کی مثل بھی فرض کرلی جاوے تو اوس مثل کی مثل بھی کسی صفت مین کوئی شے نہین - اور بعض اشیاء اگر غیر مخلوق فرض کی جاوین تو اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیت ناقص ماننی پڑیگی اور اللہ تعالےٰ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۲۴ ہر چیز کا خالق ہے اور عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱ اور سرب شکتیمان ہے - غرض اللہ تعالےٰ کی بہت سی صفات ناقص اور ادہوری یا بیکار ماننی پڑینگی - بلکہ سب سے بڑھکر یہ مشکل پیش آویگی کہ اگر تمام ارواح نیکی مین ایسی ترقی کرجاوین کہ کوئی گناہ بھی نکرین تو پھر پرمیشر صاحب کا معا دیوالا نکل جاوے اور تمام اشیاء جنپر جبراً قبضہ جماکر تناسخ کے چکر مین دیکر اپنی رونق اور شغل یا خدائی بنائے بیٹھا تھا - وہ سب کے سب اوس کے تصرف سے باہر ہوجاوین وَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَصِفُونَ غرض اللہ تعالےٰ ہمیشہ ارواح کو پیدا کرتا رہتا ہے اور ارواح انسانی کو اللہ تعالےٰ نے ابد کے لئے بنایا ہے جیسے اللہ تعالےٰ اہل جنت کی نسبت فرماتا ہے وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ۱۲

یعنے نیک لوگ ہمیشہ ہمیشہ ابدالآباد اُس جنت مین رہینگے (پھر دوام غیر متناہی کے بیان کیلئے فرمایا) جب تک اوس جنت کے آسمان و زمین (یعنی خود وہ جنت جو وہ بھی دائمی غیر فانی ہے) رہینگے - مگر جو چاہا تیرے رب نے (یعنے جو قبل دخول جنت زمانہ گزر گیا وہ مستثنےٰ ہے) یہ اللہ تعالےٰ کی عطا (جنت کا ملنا) کبھی بھی منقطع اور ختم اور موقوف نہین ہوگا - اور ایک جگہ فرمایا - مَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۱۴ یعنے وہ جنت ایسا ہے کہ جو اوس مین داخل ہوگا وہ اوس سے کبھی بھی نہین نکالا جاویگا جیسے مکتی خانہ سے نکالے جانے کا اعتقاد آریہ کا ہے - ایک اور جگہ فرمایا ہے -

اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۱۰ (اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ تعالےٰ سے زیادہ کسی کی سچی بات نہین اور اللہ تعالےٰ انعام کے وعدہ مین کبھی بھی خلاف نہین کرتا) یعنے یہ بڑی پختہ بات ہے - کہ اللہ تعالےٰ کسی نعمت کو جو کسی قوم کو انعام کرتا ہے خود بخود بلا وجہ نہین بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے - اور جنّتیون کے اعمال کی نسبت فرمایا ہے کہ لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ۲۷ یعنے جنّت مین جنّتی لوگ کوئی لغو بیفائدہ کام نہین کرینگے - اور گناہ جو نقصان والی چیز ہے وہ تو بطریق اولےٰ نہین کرینگے یہہ تو آریہ کے مکتی خانہ کا ہی خاصہ ہے کہ باوجود کروڑون اربون سال تناسخ کے چکر کہا کر جب ارواح قابل مکتی خانہ کے ہو جاوین پھر انکا پرمیشر ایسا شرکینہ ہے کہ اون کے نکالنے کے لئے ایک بہانہ رکھہ لیتا ہے یعنے انکر ماتر انکا گناہ انکے نکالنے کے لئے باقی رکھہ لیتا ہے برخلاف اس کے اللہ تعالےٰ جنتیون کی نسبت انعامات بڑہاتے اور جنت مین اور اور ترقیات دینے کا وعدہ فرماتا ہے - اور ساتھہ ہی جنّتیون کے دوام غیر منقطع کے ثبوت کیلئے دلیل بیان فرماتا ہے - دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۱ جنّتیون کی دعائین یہ ہونگی کہ وہ اللہ تعالےٰ کی تنزیہ اور تسبیح کرتے رہین گے اور باہمی ملاقات مین ایک دوسرے کو سلامتی کی خوشخبری دینگے اور جب انکو انکی تسبیح تنزیہ الٰہی کرنے پر اور اور انعامات اور ترقیات ملینگے تو اسپر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف اور شکریہ بجالاوینگے جس نے انکو ادنےٰ درجہ سے ترقی دیتے دیتے وہان تک پہونچایا جسکو وہ رای العین دیکھہ رہین اور رب العالمین کہنے سے آیندہ ترقیات و انعامات کی بھی درخواست کرینگے - و نیز اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۱۳ اگر میرے پہلے انعامات کی قدر کروگے تو مین انعامات اور ترقیات کو بڑہاتا رہون گا - غرض اس قسم کی آیات قرآن مجید مین بہت ہین جن سے جنّتیون کا دوام غیر منتہی پایا جاتا ہے اگرچہ دوام روح انسانی کے آریہ بھی قایل ہین مگر وہ ارواح کو چکر کے عذاب مین دیکر دوام کے قایل ہین۔

(۳) رحیم و عدل - جب کوئی راستی اور سچائی سے قانون قدرت اور شریعت کے مطابق کام کرتا ہے اسکو وہ انعام دیتا ہے اور کسی محنت کو ضائع نہین کرتا - یہی معنے ہین رحیم اور عدل کے -

حکیم فضل دین از قادیان

مراسلت

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ (پ ۱۷)

ایک نادان اور متعصب آریہ اپنی نادانی کیوجہ سے آیت ممدوحہ بالا پر اعتراض کرتا ہے - کہ داؤد کے ساتھہ پہاڑون اور پرندون کو خدا نے مسخر کیا کہ اس کی پاکی بیان کرین تسبیح کیلئے انسانون کو اس کے ساتھہ مسخر کیون نہ کیا جو اسکی جنس اور جنکی تبلیغ کیلئے اسے مامور بنایا اور اگر اس کے لئے ایسی تسخیر ہی منظور تھی تو پھر پہاڑ اور پرندون کی تخصیص کی کیا وجہ ہے کیون بحار اور اشجار اور سباع اور وحوش کی تسخیر کو مستثنےٰ رکھا گیا یہ چیزین بہ نسبت پہاڑ اور پرندون کی ابکم اور غیر ناطق نہین جو وہ قابل تسخیر نہ ہوتین۔

تعصب کا خدا ستیاناس کرے یہ ایک ایسی بلا ہے جس سے انسان باوجود بینا ہونے کے نہین دیکھتا اور شنوا ہونے کے نہین سُنتا اور دانا ہونے کے نہین سمجھتا تعجب ہے کہ قرآن کریم جس کا ہر ایک شعشعہ صداقت سے پر اور جس کے ہر ایک بیان صداقت پر قانون قدرت کے بیّن ثبوت اور خدا تعالےٰ کی روشن اور کھلی کتاب کی سینکڑون شہادتین موجود ہین متعصب اور نادان معترض کو انکے صداقت بھرے بیان پر کیسے کیسے اعتراض سوجھتے ہین۔ لیکن یاد رہے کہ ہر ایک اعتراض جو قرآن کریم کے کسی بیان پر کیا جاتا ہے گو سچائی کے بے محل اور بے وجہ مقابلہ سے من وجہ مذموم ہے مگر من وجہ مذموم نہین بھی کیونکہ قدرت نے اس زمانہ کو قرآن مجید اور فرقان حمید کی صداقتین اور دقیق در دقیق صداقتین ظاہر کرنے کیلئے مقدر فرمایا ہے اور ان باریک صداقتون کے ظاہر ہونے کا ذریعہ اور واسطہ معترضین کا وجود اور ان کے اعتراضات ہی ہین معترض لوگ قرآنی آیات پر کوئی ایسا اعتراض یا جرح نہین کرتے جسکے نیچے سے عجیب اسرار اور علمی صداقتون کا ذخیرہ برآمد نہین ہوتا - اس لئے معترضین کے وجود کو بھی ہم اچھا ہی خیال کرتے ہین اب ہم آیت ممدوحہ پر جو اعتراض کیا گیا ہے

(۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کم بگردد تابش خورشید اگر
در بدخشان لعل سازد سنگ را

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا - گاہے بنگاہے

بحضور فیض حضور کرامت ظہور موفور السرور درۃ التاج الیتیم النور حضرت اقدس جناب معلی القاب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام -

بعد از آداب تسلیمات و السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ التماس ہے کہ خادم کو عرصہ گیارہ سال سے مشرف ہونے زیارت فیض بشارت کا عزم بالجزم ہے اور اسوقت بذریعہ نیاز نامہ کے التجا ہے۔ کہ براہ توجہ مربیانہ نام این گمنام مسمی قادر بخش ولد منشی غلام حیدر مرحوم و پسرم محمد علی بعمر ... سالہ بیعت میں منسلک فرماکر از اوراد و وظائف مرحمت فرماوین تاکہ مداومت کرکے رضامندی رب الرحیم کی حاصل ہو جاوے اور شر مفسدان سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین ثم آمین - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ نیاز مند قادر بخش ولد منشی غلام حیدر مرحوم قوم قریشی معروف جھنڈا ساکن لسکانبوالہ تحصیل لیہ ضلع میانوالی حال ملازم

ملتمسہ بقلم خود - یہہ عریضہ ..... پرچہ الحکم و بدر مین درج فرمایا جاوے - تو عین مہربانی ہوگی -
۱۳ - مارچ ۱۹۰۶ء

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعلیٰحضرت جناب والا شان امام زمان مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود فداہ روحی

الحمد للہ رب العالمین و نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم - بعد از سلام سنت الاسلام واضح رائے عالی یاد کہ یہ خاکسار چند ایام سے حضور کی قدمبوسی کا از حد مشتاق ہے - اور حضور کے مامور من اللہ ہونے پر یقین واثق رکھتا ہے - بلکہ دیگر الفاظ مین خادم ہونے کا مدعی ہے - مگر اپنے گناہوں کے باعث بقول ع

زان کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

یہہ بھی کہنا گستاخی خیال کرتا ہوں - گو بشرط زندگی انشاء اللہ الرحمن خاکسار عنقریب خدمت بابرکت مین حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے - تاہم چونکہ زندگی کا کچھہ اعتبار نہیں - خاکسار کی دلی خواہش ہے کہ بذریعہ عریضہ ہذا اپنے عقائد کا اظہار کرکے اللہ جل شانہ کے روبرو آنجناب گواہ گذرانون تاکہ آخرت مین منکرون سے علیحدہ رکھا جاؤن

اول یہ کہ مین اس امر پر ایمان رکھتا ہون - کہ حضرت عیسےٰ ابن مریم فوت ہو چکے ہین - جیسے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام -

دوم یہ کہ اس امر پر ایمان رکھتا ہون - کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہہ حدیث کہ دجال آئیگا - پوری ہو چکی ہے - اور کوئی دجال آنا باقی نہین رہا - جسکے پیشانی پر کفر لکھا ہوگا -

سوم یہ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی بابت جو احادیث آئی ہین - وہ بھی پوری ہو چکین - اور حضور کو یہی مرتبہ اللہ تعالےٰ نے دیا - اور کوئی مہدی نہین آئیگا -

چہارم یہہ کہ اسلام اپنی خوبصورتی سے پھیلا ہے اور بزور شمشیر نہین پھیلا -

آخر مین گذارش ہے - کہ بموجب احکام حضور اسوقت تک کہ قبر مین جاؤن - حتی الامکان دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا -

آرزو ہے کہ حضور اس خاکسار کے واسطے دعا فرماوین - کہ دین و دنیا مین مسلمانون کی مقبول جماعت مین داخل رہون - آمین -

اور بیعت مین داخل کرنے کا شرف اس احقر کو بھی بخشین - ع - گر قبول افتد زہے عز و شرف - زیادہ آداب -

اگر حضور پسند فرماوین - تو میری عین آرزو ہے - کہ میرا یہ عریضہ لفظ بہ لفظ درج اخبار الحکم و بدر ہونیکا حکم دیا جاوے - تاکہ شاید کسی دوسرے کے واسطے موجب ہدایت ہو - کیونکہ آخرت سخت ہے -

عارض
خاکسار محمد افضل ساکن بٹالہ ولد شیخ میر محمد قوم ککے زئی - حال کلرک خزانہ وانون جنوبی وزیرستان

ندوۃ العلماء کا نیا دور اور اسکا جلسہ سالانہ

ندوۃ العلماء پر اس تھوڑی سی مدت مین تین دور گذرے ہین ایک ابتدائی دور جو بہ زور و شور کا تہا جسکے غلغلہ سے دفعتاً تمام ہندوستان گونج اٹھا - دوسرا تنزل (عہد ظلمت) یہ دور اسوقت سے شروع ہوتا ہے جب جناب مولوی سید محمد علی صاحب (سکرٹری ندوہ) اپنے ضعف و ناتوانی کی وجہ سے ندوہ کی خدمات سے علیحدہ ہونے لگے اور یہانتک نوبت پہنچی کہ باوجود عام اصرار کے اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے - تیسرا دور ۱۹۰۵ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ اراکین کو یہ حالت دیکھکر سخت بے چینی پیدا ہوئی - معتمد دار العلوم نے ترک تعلقات کرکے خود ندوہ مین سکونت اختیار کی دفتر شاہجہان پور سے اٹھہ آیا مصارف جو آمدنی سے بہت زیادہ بڑھے ہوئے تھا کم داخل کے قریب قریب کر دئیے گئے نصاب مجوزہ جس پر اسوقت تک عمل نہین کیا گیا تہا جاری کر دیا گیا - انگریزی زبان بطور سکنڈ لینگویج کے لازمی کر دی گئی مقامی ارکان مین مولوی محمد نسیم صاحب وکیل اور مولوی ظہور احمد صاحب کا اضافہ ہوا - شملہ اور لکھنؤ ڈیپوٹیشن گیا - اور کامیاب آیا - اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جناب معلی القاب سرکار عالیہ ریاست بھوپال نے سرپرستی فرماکر چہ سو سالانہ کی مستقل رقم منظور کر دی -

ان حالات سے یہہ وہ عام افسردگی جو تمام ملک مین پیدا ہو گئی تہی کسیقدر کم ہونی شروع ہوئی - یاس پاس کے مقامات کو ندوہ کی دوبارہ زندگی کا کچھہ احساس ہونے لگا - اور اسکی طرف امید کی نگاہین اٹھنے لگین یہانتک کہ گورکھپور اور بنارس مین جلسہ سالانہ کی تحریک شروع ہوئی اور بالآخر قرعہ فال بنارس کے نام پر نکلا جو ایک مشہور تاریخی مقام ہے - بنارس کی مقامی کمیٹی کے صدر انجمن مولوی محمد عمر صاحب وکیل اور سکرٹری مولوی مقبول عالم صاحب قرار پائے ہین - اول الذکر صاحب ندوہ کے ارکان انتظامی مین ہین - اور مولوی مقبول عالم صاحب ایک نہایت نیک طینت اور دیندار آدمی ہین اور جس سرگرمی اور ذوق سے وہ جلسہ کی تیاریان کر رہے ہین اس سے بڑی بڑی امیدین پائی جاتی ہین -

اس جلسہ مین ندوہ کی تعلیم و تربیت کا نمونہ پیش کیا جائیگا ندوہ کی تعلیم کے جو انتہائی مقاصد ہین ان کے ظہور کا تو ابھی وقت نہین آیا - اس کے لئے کم از کم ابھی آٹھہ دس سال درکار ہین لیکن اس جلسہ مین اس بات کا تجربہ ہو سکیگا - کہ ندوہ کی تعلیم کو اور تمام مدارس پر کیا ترجیح ہے - ندوہ کے طلباء عام مجالس مین علمی اور اخلاقی مضامین پر عمدگی سے تقریر کر سکتے ہین - فلسفہ جدیدہ سے انکو کسی حد تک واقفیت ہے - علوم قدیمہ و جدیدہ کا وہ کچھہ کچھہ موازنہ کر سکتے ہین انمین عموماً وسعت نظر اور روشن خیالی پائی جاتی ہے - عربی زبان مین وہ مستعدانہ طور پر مضمون نگاری کر سکتے ہین -

ہم کو تمام بہی خواہان قوم اور خصوصاً ان لوگون سے جن کے دل مین ذرہ بہی مذہب کا درد ہے امید ہے کہ ضرور اس جلسہ مین شریک ہون گے - کیونکہ تمام ہندوستان مین یہی ایک تعلیمگاہ ہے جو اپنے اصول کے لحاظ سے بالکل ایک جدید چیز ہے - اور اگر اسکو وسعت اور ترقی دیجائے - تو وہ مسلمانون کے ہر درد کی دوا ہو سکتا ہے - جلسہ ۱۴ اپریل سے ۱۶ - اپریل تک رہیگا - ندوۃ العلماء کے دوستون اور ہمدردون کو اس سال معمول سے زیادہ انتظار کی برداشت کرنی پڑی ہے - مگر خدا کا کام حکمت سے خالی نہین انشاء اللہ تعالےٰ یہ انتظار بہی دیر آید درست آید کا مصداق ہوگا - امید ہے کہ دور دور سے علماء کرام اور مشائخ عظام اس جلسہ مین رونق افروز ہونگے - اور یہ جلسہ گذشتہ جلسون سے بہی باعتبار عظمت و شان کے فائق ہوگا -

مہینون کے بعد سال مین صرف ایک ہی ایسا موقع آتا ہے جسمین بکثرت علماء اور روساء ایک جگہ مجتمع ہون - اور ایکدوسرے کی ملاقات اور مبادلہ خیالات سے محظوظ و مستفید ہون اور اپنی تجویزون سے مدد دین -

اس جلسہ مین ایک خاص بات یہ ہوگی کہ دار العلوم کی تعلیم و تربیت کا نمونہ پیش کیا جائیگا اور شرکاء جلسہ کو اسبات کے جانچنے کا موقع ملیگا - کہ طلباء دار العلوم کو دیگر مدارس کے طلباء پر کن چیزون مین فوقیت حاصل ہے -

دوسری چیز جو تمام جلسون سے خاص مزید ہوگی وہ یہ ہے کہ کتب قدیمہ فرامین شاہی اور قطعات وغیرہ کی نمائش اس جلسہ کے ساتھہ کہولی جائیگی - روساء بنارس نے اپنی مہربانی سے ہماری راحت کے سامان مہیا کر لئے ہین اور ریلوے نے دور دور کی مسافتین نزدیک کر دی ہین کسی قسم کی روکاوٹ نہین صرف توجہ درکار ہے - تا سال دیگر کہ خورد و زندہ کہ ماند - اس جلسہ کی ظاہری عظمت اور باطنی اثر و حلاوت کا اندازہ کچھہ وہی خوب کر سکتے ہین جو اسمین شریک ہو چکے ہین اور انہون نے بزرگون کی زیارت کو کفارہ گناہ خیال کیا ہے - لہذا تمام مسلمانون سے التماس ہے کہ وہ اس جلسہ مین ضرور شریک ہون اور اس موقع کو غنیمت سمجہین ؎

صائبا عمر عزیز است غنیمت دانش
گوئے خیر کہ توانی ببر از میدانش

جن حضرات کو تشریف لانا ہو ایک ہفتہ پیشتر اپنی روانگی کی اطلاع دین - جناب مولوی مقبول عالم صاحب - بی - اے - ایل ایل بی - وکیل بنارس کی خدمتمین تاکہ استقبال و قیام کا پہلے سے مناسب انتظام کیا جائے امید ہے کہ سالہائے گذشتہ کی طرح اس سال بہی افسران ریلوے کرایہ آمد و رفت مین تخفیف فرمائینگے ہمارے پاس جسوقت اسکی اطلاع موصول ہوگی ہم اسیوقت اسکا اعلان کر دینگے -

(راقم ارکان ندوۃ العلماء)

مجربات نور الدین (جلد اول)

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی طبیب ریاست جمون و کشمیر کے نام نامی اور آپکی طبی قابلیت سے کون واقف نہین صاحب ممدوح کے کل مجربات کو سلسلہ وار چھاپنے کا انتظام کیا گیا ہے چنانچہ پہلی جلد چھپ کر طیار ہو گئی ہے صرف ٹائیٹل پیج باقی ہے - اس کتاب مین امراض کا سلسلہ سر سے شروع کیا گیا ہے اوّل ہر مرض کا نام پہر اسکے اسباب - (...) علامات - پہر اسکے ہر قسم کے مجرب علاج بتلائے گئے ہین اور طرز ایسا رکہا گیا ہے کہ معمولی سمجہ کا آدمی بہی فائدہ اٹہا سکتا ہے - اس قسم کی کتاب ہر گہر مین ہونی چاہئے اور چند آنون کے خرچ سے ہر وقت ایک طبیب آپکے پاس مشورہ کے لئے رہیگا جو لوگ طبی مذاق ... رکہتے وہ بہی اس کتاب کو حکیم الامۃ کی قابل ... تصنیف سمجہ کر اپنے پاس رکہین قیمت جلد اول ... محصولڈاک ۱۲ / - الحکم کے خریدارون سے مع محصول ڈاک ...

خط و کتابت ... فضل الرحمن ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان کو طلب کرو

چشمۂ مسیحی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار سے زیادہ معجزات ہوئے ہیں اور پیشگوئیوں کا تو شمار نہیں مگر ہمیں ضرورت نہیں کہ ان گذشتہ معجزات کو پیش کریں۔ بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور ان کی اُمت خالی اور تہیدست ہے صرف قصے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین اُمت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندہ حضرت عزت موجود ہے اور اب تک میرے ہاتھ پر ہزارہا نشان تصدیق رسول اللہ اور کتاب اللہ کے بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرف ہوتا ہوں اب ہوشیار ہو جاؤ اور سوچ کر دیکھو کہ جس حالت میں دنیا میں ہزارہا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو کیونکر ثابت ہو کہ وہ درحقیقت منجانب اللہ ہیں آخر سچے مذہب کے لئے کوئی تو بالامتیاز چاہئے اور صرف معقولیت کا دعوے کسی مذہب کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ معقول باتیں انسان بھی بیان کر سکتا ہے اور جو خدا محض انسانی دلائل سے پیدا ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہے بلکہ خدا وہ ہے جو اپنے تئیں قوی نشانوں کے ساتھ آپ ظاہر کرتا ہے۔ وہ مذہب جو محض خدا کی طرف سے ہے اس کے ثبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ منجانب اللہ ہونے کے نشان اور خدائی مہر اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ تا معلوم ہو کہ وہ خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہے سو یہ مذہب اسلام ہے۔ وہ خدا جو پوشیدہ در پوشیدہ اور نہان در نہان ہے اسی مذہب کے ذریعہ سے اس کا پتہ لگتا ہے اور اسی مذہب کے حقیقی پیرو پر وہ ظاہر ہوتا ہے۔ جو درحقیقت سچا مذہب ہے۔ سچے مذہب پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے کہ میں موجود ہوں جن مذاہب کی محض قصوں پر بنا ہے وہ بت پرستی سے کم نہیں ان مذہب میں سچائی کی روح نہیں ہے اگر خدا اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اگر وہ اب بھی بولتا اور سنتا ہے جیسا کہ پہلے تھا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ اس زمانہ میں ایسا چپ ہو جائے کہ گویا موجود نہیں اگر وہ اس زمانہ میں بولتا نہیں تو یقیناً وہ اب سنتا بھی نہیں گویا اب کچھ بھی نہیں سو سچا وہی مذہب ہے کہ جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے غرض سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ خداشناسی ایک نہایت مشکل کام ہے دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کا کام نہیں ہے جو خدا کا پتہ لگا دیں کیونکہ زمین و آسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہئے مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے اور ہونا چاہئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے پس اس وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے جو صرف خداشناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔

مذہب سے غرض کیا ہے!! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے دور رہنا اور سچی محبت اس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع و اقسام کے رنگوں میں ظاہر ہوگا اور اصل مقصود اس راہ میں یہ ہے کہ اس خدا کی ہستی پر پورا یقین حاصل ہو اور پھر پوری محبت ہو۔ اب دیکھنا چاہئے کہ کونسا مذہب اور کونسی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے یہ غرض حاصل ہو سکتی ہے انجیل تو صاف جواب دیتی ہے کہ مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے اور یقین کرنے کی راہیں مسدود ہیں اور جو کچھ ہوا وہ پہلے ہو چکا اور آگے کچھ نہیں مگر تعجب کہ وہ خدا جو اب تک اس زمانہ میں بھی سنتا ہے وہ اس زمانہ میں بولنے سے کیوں عاجز ہو گیا ہے کیا ہم اس اعتقاد پر تسلی پکڑ سکتے ہیں کہ پہلے کسی زمانہ میں وہ بولتا بھی تھا اور سنتا بھی مگر اب وہ صرف سنتا ہے مگر بولتا نہیں ایسا خدا کس کام کا جو ایک انسان کی طرح جو بڈھا ہو کر بعض قویٰ اس کے بیکار ہو جاتے ہیں امتداد زمانہ کی وجہ سے بعض قویٰ اسکے بھی بیکار ہو گئے اور نیز ایسا خدا کس کام کا کہ جب تک ٹکٹکی سے باندھ کر اسکو کوڑے دلگیں اور اس کے منہ پر نہ تھوکا جائے اور چند روز اسکو حوالات میں نہ رکھا جائے اور آخر اسکو صلیب پر نہ کھینچا جائے تب تک وہ اپنے بندوں کے گناہ نہیں بخش سکتا۔ ہم تو ایسے خدا سے سخت بیزار ہیں جس پر ایک ذلیل قوم یہودیوں کی جو اپنی حکومت بھی کھو بیٹھی تھی غالب آ گئی۔ ہم اس خدا کو سچا خدا جانتے ہیں جس نے ایک مکہ کے غریب بیکس کو اپنا نبی بنا کر اپنی قدرت اور غلبہ کا جلوہ اسی زمانہ میں تمام جہان کو دکھا دیا یہاں تک کہ جب شاہ ایران نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تو اس قادر خدا نے اپنے رسول کو فرمایا کہ سپاہیوں کو کہدے کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ ایک طرف ایک شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ رومی کا ایک سپاہی اسکو گرفتار کر کے ایکدو گھنٹہ میں جیلخانہ میں ڈالدیتا ہے اور تمام رات کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ اور دوسری طرف وہ مرد ہے کہ صرف رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا اس کے مقابلہ پر بادشاہوں کو ہلاک کرتا ہے۔ یہ مقولہ طالب حق کے لئے نہایت نافع ہے کہ

یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔ ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مردہ مذہب ہے ہم ایسی کتاب سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا کیا فیض پہنچا سکتا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس نے مجھے نہیں چھوڑا اور مسیح علیہ السلام کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا مگر میں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا۔ اور میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے۔ اور ہزارہا نشانوں سے اس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور میں عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو ہر گز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنے جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اسکی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ۔ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جسکو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اسکے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اسی نبی کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا۔ جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

غرض آپ پر لازم ہے کہ اس راہ کی طرف توجہ کرو کہ کیونکر ایک سچا مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے شناخت ہو سکتا ہے پس یاد رہے کہ وہی سچا مذہب ہے جس کے ذریعہ سے خدا کا پتہ لگتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں صرف انسانی کوششیں پیش کیجاتی ہیں گویا انسان کا خدا پر احسان ہے جو اس نے اس کا پتہ دیا۔ مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنی انا الموجود کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ پس اس رسول پر ہزاروں سلام اور برکات جس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو شناخت کیا۔ بالآخر میں دوبارہ افسوس سے لکھتا ہوں کہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مریم کا اخت ہارون ہونا آپ پر بد اثر ڈالتا ہے۔ میری نگاہ میں آپ کی بہت ناواقفیت ظاہر کرتا ہے اس بیہودہ اعتراض پر پہلے علماء نے بھی بہت کچھ لکھا ہے

وطن کی تجاویز کا انجام

میرے مکرم شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مارچ کے ریویو مین ایک مختصر سا نوٹ وطن کی تجاویز اور اسکے انجام کے متعلق لکھکر مینے یہ خیال کیا تہا کہ اب آیندہ کے لئے یہ ورق بالکل الٹ چکا ہے - اور مجھے کچھہ لکھنے کی ضرورت پیش نہ آئیگی مگر اخبار وطن کے ۱۶ مارچ کے پرچہ مین ایڈیٹر صاحب نے بہت کچھہ نیش زنی کی ہے جسکے متعلق مین مختصراً کچھہ لکھتا ہون - سب سے پہلے مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب نے ۹ - مارچ کے پرچہ مین یہ لکھا کہ بہت سے چندے اعانت کے براہ راست قادیان گئے ہین جسکے جواب مین مین نے اخبار پڑھتے ہی ان کو خط لکھا کہ جن چار یا پانچ آدمیون کیطرف سے وطن کی تحریک کے بعد ہمین اعانت کا چندہ پہونچا ہے - انہون نے وطن کی تجویز یا تحریک یا ئی ترتیب کا ہرگز ذکر نہین کیا اور اسلئے یہ بات بالکل غلط ہے کہ وطن کی تحریک پر براہ راست قادیان چندے پہونچنے شروع ہو گئے - اور اگر کسی نے اس خیال سے بہیجا بہی ہو جسکا ذکر انکے خطوط مین نہین پایا جاتا تو ہم ان کی تحریر پر انکا چندہ فی الفور واپس کر دینگے اور مینے تو شروع مین ہی لکھدیا تہا کہ ہم ایسے لوگون کے ایک پیسہ کو بہی حرام سمجھتے ہین جنکو اس سلسلہ سے عناد ہے - ہان بعض غیر احمدی احباب خود بخود یا بعض احمدی احباب کی تحریک سے پہلے ہی اس کار خیر مین حصہ لیا کرتے ہین اور وہ وہ لوگ ہین جنکے دل عناد سے خالی ہین - اور ان کے دلون مین کینہ نہین اور وہ اس رسالہ کو اسکی موجودہ صورت مین باہر بہیجنا باعث ثواب سمجھتے ہین - اس خط کا جواب مجھے یہ ملا کہ اس خط کے پہونچنے سے پہلے مین کچھہ لکھہ چکا ہون اور اب صرف ایک سطر بڑہا دی ہے مفصل پہر لکھونگا -

جب ۱۶ - مارچ کا اخبار آیا تو اس مین بہت کچھہ زہر اگلا ہوا تہا - اور اسبات پر بہی بہت زور دیا ہوا تہا کہ رقوم وصول شدہ واپس کی جاوین اور شرعاً اور انصافاً انکو کسی غیر احمدی کا پیسہ نہین لینا چاہئے حالانکہ مینے مولوی انشاء اللہ خان صاحب سے کبہی ایک پیسہ نہین مانگا - بلکہ خود انہون نے ہی بار بار التجا کی تہی کہ کوئی صورت ایسی نکالی جاوے کہ اس نیک کام مین جو احمدی قوم کر رہی ہے دوسرے لوگ بہی شامل ہو سکین - تعجب ہے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب کو اپنے کسی دوست کے ایک دو چندے یاد آگئے اور اذا فات الشرط فات المشروط لکھکر بہت کچھہ واویلا کیا گویا ہم انکے ہزارون روپے کہا گئے تہے -

یہہ کسقدر افسوسناک امر ہے کہ مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب بحالیکہ اس سے خوب آگاہ تہے کہ ہم ایک منٹ کے لئے بہی اور ایک پیسہ بہی لینا نہین چاہتے تہے اور اگر کوئی ایسی رقم ان شرائط کیساتہہ آئی تو اسکی واپس کرنے کو از خود آمادہ تہے پہر انہین ایسی تحریک کی کیا حاجت - اور ضرورت تہی مجہے زیادہ تر افسوس اسبات پر ہے کہ ۱۶ - مارچ کے اخبار مین خود نیش زنی کر کے مولوی انشاء اللہ صاحب نے میرا خط جوان کو ۱۲ - مارچ کو یا اس سے پہلے پہونچ چکا تہا نہ ۱۶ مارچ کے پرچہ مین درج کیا اور نہ ۲۳ - مارچ کے پرچے مین - کیا چالاکی سے کوئی انسان سچا بن سکتا ہے - باقی رہے ان کے کسی دوست کے چندے میرے خیال اور علم مین کوئی چندہ انکی تحریک پر نہین آیا کیونکہ مینے تو دفتر کے موصولہ خطوط سے ہی نتیجہ نکالنا ہے ہان پرائیویٹ طور پر اگر کسی نے ان کو کچھہ کہا ہو تو اسکا مجھے علم نہین - انہون نے تو یہان تک ہی بس کی ہے مین انکو اجازت دیتا ہون کہ وہ مخالفت مین بہی جو چاہین لکہین کہ یہ رسالہ بالکل خرید کرنے کے قابل نہین اور جن لوگون نے اسے خرید لیا ہے وہ واپس کر دین اور چاہین تو جسطرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ کے ریویو مین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منجانب اللہ مان کر (دیکھو اشاعۃ السنہ) پہر یہ کہدیا تہا کہ ۱۸۸۸ء تک تو آپ منجانب اللہ تہے لیکن بعد مین مفتری بن گئے اسی طرح مولوی انشاء اللہ صاحب بہی لکہدین کہ ۲۸ - فروری تک تو یہ رسالہ ایسا ہی تہا جو رائے اسکے متعلق وہ ۸ فروری کے پرچہ مین دے چکے ہین کہ "یہہ رسالہ بڑے پایہ کا رسالہ ہے اسکی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ مین درکار ہے اسی لئے ہم نے جاپان اور امریکہ مین بہیجنے کے لئے اسکو تجویز کیا ہے" لیکن اب اسکی تحقیقات اسلام کے متعلق فلسفیانہ نہین رہی - اور اس لئے کسی شخص کو اسکے نزدیک نہین جانا چاہئے مین ان کو اجازت ہی نہین دیتا بلکہ ان کو کہتا ہون کہ وہ ضرور ایسا لکہدین اور پورے زور سے اس سلسلہ کی مخالفت کرین اور پہر دیکہین کہ کیا وہ اسکا کچھہ بگاڑ سکتے ہین - مینے تو پہلے ہی لکہدیا تہا - کہ خدا کا سلسلہ کسی کا محتاج نہین - اور نہ ہم کسی سے مدد مانگتے ہین - ہم اس غیور امام کے پیرو ہین جسنے یہ لکہدیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کا کوئی حصہ اس سلسلہ کے لئے وصیت کرے اور بعد مین مرتد ہو جائے تو گو اس کے مال پر قانونی طور پر قبضہ بہی کر لیا گیا ہو تاہم ہماری انجمن کا فرض ہوگا کہ اسکو واپس کر دے - "کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہین - اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لایق ہے" مین بہی اسی غیور امام کا پیرو ہون اور اسیواسطے مینے مولوی انشاء اللہ صاحب کی تحریر کو ۹ - مارچ کے وطن مین پڑہتے ہی لکہدیا تہا .... کہ جس شخص نے وطن کی تحریک پر روپیہ بہیجا ہو وہ اپنا روپیہ واپس منگوالے مگر افسوس کہ ایڈیٹر صاحب وطن نے نہ معلوم کس مصلحت سے اس خط کو ابتک شایع نہین کیا - ہمین ایسے پیسون کے جانیکا ذرہ بہی غم نہین ہو سکتا - بلکہ خوشی ہے - اور ابہی قبل اسکے کہ کوئی شخص ایسا روپیہ ہم سے طلب کرے - میرے پاس یہ خط محمد عجب خانصاحب کی طرف سے پہونچ گیا ہے کہ جسقدر روپیہ اسطرح واپس کیا جاوے اس سب کو وہ پورا کرینگے - کاش یہ لوگ خدا کی ان عجیب نصرتون پر غور کرتے جو اس سلسلہ کے لئے ظاہر ہو رہی ہین - مجھے اس خط کو پڑھکر بہت خوشی ہوئی نہ اسلئے کہ چند پیسون کے چلے جانے کا کوئی فکر تہا - ہرگز نہین بلکہ مین خود ہی ضروری سمجھتا تہا کہ کسی معاند سلسلہ کا ایک پیسہ بہی ہمارے پاس نہ رہے - خوشی مجھے اس بات کی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے دلون مین کیسا عجیب ایمان پیدا کیا ہے اور کسطرح ایک سے ایک بڑھکر قابل رشک نمونہ اعانت اسلام کا دکہاتا ہے - اور یہہ کہ خدائے تعالیٰ یہ نہین چاہتا کہ اس سلسلہ کو کسی رنگ مین بہی کوئی نقصان پہونچے - اب مین وہ خط درج کرتا ہون -

برادرم مکرم جناب مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جو نقد رقم جناب کو حسب تحریک ایڈیٹر صاحب وطن پہونچگئی ہے اور جسکی واپسی کا جناب نے وعدہ کیا ہے - اُس مجموعی رقم کی یادداشت ازراہ مہربانی میرے پاس روانہ فرماکر مشکور فرماوین - تاکہ مین وہ کل یا جزو رقم مذکور روانہ خدمت کرنے کی سعی کرون - اور اسطرح جو رسالہ جات غیر احمدیون کے نام سے جاری ہونیکو تہے - وہ بند ہو جاوین - کیونکہ غیرت وحمیت اسلام صرف ہمارے حضرت مسیح کے ساتہہ وابستہ ہے - غیرون کا ہدیہ خداوندکریم قبول نہین فرماتا - اسلئے خداوندکریم کا شکر ہے - کہ غیرون نے خود اپنی امداد کو واپس لیا - زیادہ نیاز

العبد آپکا تابعدار **محمد عجب**

از ٹوچی میرام شاہ

مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء

یہہ تو ایک تہوڑی سی رقم کا سوال ہے - مین یہ بہی یقین کامل رکہتا ہون کہ جو دو سو پرچے کا وعدہ ایڈیٹر وطن کرتے ہین - خدائے تعالیٰ اسکے عوض مین بہی **دو سو سے بہت بڑھکر پرچون کی اعانت کرنے والے** پیدا کر دے گا - اور مین سال کے اخیر پر مولوی انشاء اللہ صاحب کو بتادونگا کہ انکے دو سو پرچون کا چندہ نہ پہونچنا اشاعت اسلام کے لئے کسقدر مفید ہوا ہے - اس منحوس دو سو کی بجائے مین یقین کرتا ہون کہ ایک ہزار سے کم رسالہ باہر نہ جائیگا اور پہر ان کے بہیجنے والے وہ لوگ ہون گے جو سچے خلوص اور جوش حمایت اسلام سے یہ رسالے بہجوائین گے -

منجملہ مولوی انشاء اللہ صاحب کی نیش زنیون کے یہ ہے کہ وہ خطوط اور اخبار مین لکہتے ہین کہ راقم کے "حیرتناک تلون کیوجہ سے" یہ تجویز کالعدم ہو گئی - مین نہ چاہتا تہا کہ مولوی انشاء اللہ صاحب کی نیت کیطرف کوئی امر منسوب کرون مگر جب بار بار وہ حملہ پر حملہ کرتے ہین تو مین یہی لکہنے پر مجبور ہون - اصل الفاظ خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز کے یہ تہے کہ "ایڈیٹر اور دیگر مدبران رسالہ ہذا کا فرض ہوگا کہ آیندہ اسکے صفحات کو خاص **دعاوی حضرت مرزا صاحب سے خالی** رکہین - اور اُن مضامین سے انہین آراستہ کرین جو اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا کی نگاہ مین محبوب کر دکہلا دین" جو کچھہ مین اس سے سمجھتا ہون وہ تو یہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے خاص دعاوی سے مراد انکا مسیح موعود اور مہدی معہود اور مجدد اور امام زمان اور خاتم الخلفاء اور مامور من اللہ ہونا اور خدا سے غیب کی خبرین پانا - اور دعاؤن کی قبولیت اور نشان اور خوارق کا دکھانا ہے - اب مولوی انشاء اللہ صاحب جیسا اپنے آپ کو حامی دین اسلام اور اتفاق پیدا کرنے والا اور کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہونچانے والا ظاہر کرتے ہین - اگر واقعی ایسے ہی ہین تو وہ مجھے یہہ بتادین کہ پہلی تجویز اور دوسری تحریر مین جسمین تفصیل سے اور کہول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ ہماری مراد دعاوی حضرت مرزا صاحب سے کیا ہے - کونسا فرق پایا جاتا ہے جسکی بنا پر انہون نے اخبار مین اور پرائیویٹ خطوط مین مجھہ پر تلون اور عزم پر قایم نہ رہنے اور غیر استقلالی کے الزام لگائے ہین بلکہ مجھے تو جبتک ان کی طرف سے چندہ وصول نہ کر لیتا ہر وقت یہ اختیار تہا کہ کوئی نئی شرط داخل کرتا - کیونکہ اس کام کو مینے کرنا تہا اور اگر میری راہ مین کوئی دقت ہوتی تو بہرحال اس کے لئے کوئی راہ نکالنا تہا - باقی رہا اسلام کے محبوب چہرہ کو دنیا مین محبوب کر کے دکہلا...

انشاءاللہ صاحب یاد رکہیں کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اسلام کا خوبصورت چہرہ بغیر کسی محبوب کرکے دکہلایا جاسکتا ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے وہ کم از کم احمدی جماعت مین داخل نہین ہوسکتا - ہان اگر خواجہ صاحب یہ الفاظ لکہہ دیتے کہ اسلام کے محبوب چہرے کو بگاڑ کرکے دنیا مین دکہلایا جاوے تو شاید پہر مین مجبور رہتا کہ مولوی انشاءاللہ صاحب کا یہ حق تہا کہ وہ دکہاتے کہ یہ باتین جو مینے لکہی ہین کہ اسلام زندہ مذہب ہے یا یہ امت خیر الامم ہے اور اسکے مجدد اور مصلح سب اسی امت مین سے ہونگے جیسا کہ خدا نے فرمایا وعد اللہ الذین امنو منکم وعملو الصلحت لیستخلفنھم فی الارض - یا قرآن شریف تلوار کے ذریعہ مسلمان کرنے کی ہدایت نہین کرتا اور لا اکراہ فی الدین فرماکر غازی مہدی کے عقیدہ کی بیخکنی کرتا ہے - یا دجال مسیح کا ناخدا نہین ہے اور نہ خدا کی سلطنت مین یہ اندہیر ہوسکتا ہے کہ ایک شخص ساری خدائی صفات کا مالک بن بیٹہے اور جس فتنہ سے قرآن شریف بار بار ڈراتا اور جس کے متعلق تکاد السموت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا فرمایا وہ عیسائیون ہی کا فتنہ ہے - یا اور وہ باتین جو مینے کھول کر پیش کی ہین کہ میرے عقاید ایسے ہین اور انہین کے مطابق لکہون گا - مولوی انشاءاللہ صاحب کا یہ حق تہا کہ وہ ثابت کرتے کہ یہ باتین قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہین یا ان سے اسلام کا چہرہ بگڑا ہوا ہو جاتا ہے - بجائے اسکے کہ وہ کوئی دلیل دیتے ان لوگون کی طرح جو کھسیانے ہوکر جو منہ پر آیا کہدیتے ہین - مولوی انشاءاللہ صاحب نے اپنے اخبار مین یہ لکہا کہ احمدیون کے نزدیک "قرآن و محمد کا اسلام مردہ اسلام ہے" لعنۃ اللہ علی الکاذبین - شاید تم لوگون کے اسلام کو مردہ کہا جاتا تہا - کیونکہ تم قرآن شریف کے خلاف چلتے ہو - قرآن شریف تو پنجوقتہ نماز مین کئی کئی بار یہ دعا پڑہنے کی ہدایت کرتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنے ہمین تو ان لوگون کی راہ پر چلا جن پر تیرے انعام ہوئے اور وہی انعام ہم پر نازل فرما اور تم کہتے ہو کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا جو سب سے بڑی نعمت ہے دروازہ بند ہو چکا ہے - پس کیا ہم قرآن کے اسلام سے انکار کرتے ہین یا تم کرتے ہو - اور قرآن شریف فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ - اور تم اس سے انکار کرتے ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اور تم کہتے ہو کہ ہمین کسی مجدد کی ضرورت نہین - اور قربانی کی پاک رسم کو دور کرکے حجاز ریلوی فنڈ کے لئے روپیہ جمع کر لینا کافی ہے -

مردہ اسلام وہ ہے جو برکات سے خالی ہے پس ہم تو یہ کہتے ہین کہ اسلام برکات سے خالی نہین اور دوسرے تمام مذاہب ان برکات سے خالی ہین - اور تم اسلام کو مثل دوسرے مذاہب کے برکات سے خالی قرار دیتے ہو - کیا یہی اسلام لیکر جاپانیون اور یورپ - امریکہ والون کے سامنے جانا چاہتے ہو - اور پہر یہ افترا آپ سلسلہ احمدیہ پر کرتے ہین کہ یہ لوگ قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اسلام کو مردہ اسلام کہتے ہین - مین ضروری نہین سمجہتا کہ مولوی انشاءاللہ صاحب کی سب باتون کا جواب لکہون - اور اس بحث کو جسے خدا نے اپنے فضل سے ہی بروقت مٹا دیا ہے تازہ کرون - مگر مجہے یہ حق پہونچتا ہے کہ آخر یہ سب کچہہ میرے تلون کی وجہ سے نہین ہوا بلکہ مولوی انشاءاللہ صاحب کی بزدلی سے ہوا - آپ کو اعلان کرتے ہی چارون طرف سے یہ صدائین آئین کہ آپ مرزائی ہوگئے ہین - شاید آپ کو اخبار کی فروخت مین کمی آجانیکا خطرہ بھی لگا ہو - جبکہ آپ نے یہ لکہا کہ ضمیمہ کے خیال کو ابہی چھوڑ دیا جاوے اور اصل رسالہ کی ترتیب ابھی بدل دیجاوے - کیا یہی قرارداد تہی - اس سے مولوی انشاءاللہ صاحب کی اخلاقی جرأت کا اندازہ لگ سکتا ہے اور جب مینے لکہا کہ ضمیمہ کے بغیر تو رسالہ کی صورت نہین بدلی جاسکتی کیونکہ یہی فیصلہ ہوا ہے اور ضمیمہ کے لئے نئے اخراجات کثیر درکار ہین اسلئے جبتک ایک ہزار رسالہ کے چندون کا وعدہ نہ ہو ہم کوئی ترتیب نہین بدل سکتے تو اس کے جواب مین آپ نے لکہدیا کہ لوگ مجہے پہلے ہی مرزائی کہنے لگے ہین اور اب وہ اس تجویز پر یہ بدظنی کرلینگے کہ احمدی جماعت نے روپیہ جمع کرنیکے لئے یہ راہ نکالی ہے - اس سے مولوی انشاءاللہ صاحب کے خیالات کا اندازہ لگ گیا - اور اسی لئے مینے کھول کر سب باتین لکہدین - مولوی انشاءاللہ صاحب نے ایک کارڈ مین مجہے یہ بھی لکہا تہا کہ مینے سنا ہے کہ اس تجویز کے خلاف حضرت مرزا صاحب کے پاس بہت سی شکایتین احمدی جماعت کیطرف سے پہونچین - مین نہین سمجہتا آپ کو سننے کی کیون ضرورت پیش آئی مینے تو نمونہ کے طور پر ان خطوط کو خود ہی الحکم اور بدر مین شائع کردیا تہا اور ان کا جواب بہی لکہدیا تہا - اور پرائیویٹ خطوط مین بہی جواب لکہدیا تہا - آپ نے ۱۰ مارچ کا الحکم تو ضرور پڑہا ہوگا کیونکہ اسپر آپ نے بہت کچہہ نکتہ چینی کی ہے - اور آپ نے دیکہا ہوگا کہ اس مین مینے کیا جواب دیا ہے - بہرحال مینے آپ کی طرح ان خطوط کا اخفا نہین کیا جو قوم کی رائے تہی اسکو پبلک کے سامنے کہول کر پیش کردیا اگر مینے ڈرنا ہوتا تو مین بہی آپ کی طرح ان خطوط کا ذکر تک نہ کرتا - اور اگر آپ کو یقین نہ ہو تو آپ ایڈیٹران اخبار الحکم اور بدر سے دریافت کرلین کہ اپنی مخالفت کے ان خطوط کا شائع کرانیوالا مین ہی ہون یا کوئی اور آپ اپنے خیالات کو میری طرف کیون منسوب کرتے ہین - کیا آپ خیال کرتے ہین کہ جو کچہہ مینے دوسرے خط مین لکہا جو آپنے ۹ مارچ کو شائع کیا ہے اسپر احمدی جماعت خوش ہوگئی ہے ہرگز نہین بلکہ بدر مین وہ میری تحریر چھپنے کے بعد بہی بہت سے خطوط آئے کہ ہم ہرگز پسند ہی نہین کرتے کہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر رسالہ مین نہ ہو - اور ہماری غیرت اور حمیت ہرگز اسکو برداشت نہین کرسکتی کہ ہم اس قسم کی شرط کرکے کسی سے کچہہ مدد لین - اور ہم خود رسالہ کو کافی تعداد تک بہیجنے کے لئے تیار ہین - بہرحال مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ مولوی انشاءاللہ خان صاحب نے خود ہی پہلے استدعا کی اور اصرار کیا اور خود ہی پہلے چندہ کو بند کردینے کا اعلان کیا - اور اسطرح پر اللہ تعالے نے احمدی احباب کو از سر نو حمایت و اشاعت اسلام کا جوش دکہانیکا موقعہ دیا -

مولوی انشاءاللہ صاحب نے یہ بہی اخبار مین لکہا ہے کہ احمدی سلسلہ کے ان عقائد کے ہوتے ہوئے دوسرے مسلمانون کا ان سے ملاپ نہین ہوسکتا - تعجب ہے کہ ۹ مارچ سے پہلے احمدی سلسلہ کے عقائد کیا آپ کو معلوم نہ تھے اور اگر آپ کو علم تہا تو پہر آپ ملاپ کے لئے ملتجی کیون ہوئے کیا کسی احمدی نے آپکی خدمت مین درخواست کی تہی کہ ہمارے رسالہ کو کچہہ مدد دین - مجہے مولوی انشاءاللہ صاحب پر افسوس ہے تو اسیات کا کہ وہ اپنی طبیعت کو جو شاید دوسرے لوگون پر حملہ کرنے کی عادی ہوگئی ہے ہمارے سلسلہ پر اور ذاتی طور پر ایسے حملے کرنے سے روک نہین سکے - جنکے کرنے کی آپکو ضرورت نہ تہی تعجب ہے کہ مولوی صاحب اسلام کے لئے یہہ ضرورت سمجہتے ہین کہ اسے بدمعاشون کی بہی ضرورت ہے - حالانکہ اسلام پاک ہے اس سے کہ اسے کبہی بدمعاشون کی ضرورت ہو - وہ تو ناپاکون کو پاک بنانے کیلئے آیا ہے - نہین مینے غلطی کی - تعجب کی بات نہین بلکہ یہ بالکل سچ ہے کہ جو شخص اسلام کے لئے موچی دروازہ کے گنڈون کی ضرورت سمجہتا ہے وہ خدا کے پاک سلسلہ کی ضرورت کو محسوس نہین کرسکتا - اور یہ لوگ اسلام کے مصلح [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون -

راقم محمد علی

حضرت مسیح موعود کی تازہ نظم

(پیشگوئی زلزلہ - از چشمۂ مسیحی)

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنیکو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
وہ جو ماہِ فروری مین تم نے دیکہا زلزلہ
تم یقین سمجہو کہ وہ اک زجر سمجہانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسمان اے غافلو! اب آگ برسانیکو ہے
کیون نہ آوین زلزلے تقوے کی رہ گم ہوگئی
اک مسلمان بہی مسلمان صرف کہلانیکو ہے
کس نے مانا مجھکو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کین
زندگی اپنی تو اون سے گالیان کہانیکو ہے
کافر و دجال اور فاسق ہمین سب کہتے ہین
کون ایمان صدق اور اخلاص سے لانیکو ہے
جسکو دیکہو بدگمانی مین ہی حد سے بڑھ گیا
گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے
چھوڑتے ہین دینکو اور دنیا سے کرتے ہین پیار
سو کرین وعظ و نصیحت کون پچتانے کو ہے
ہاتھ سے جاتا ہے دل دینکی مصیبت دیکہکر
پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھہرانیکو ہے
اسلئے اب غیرت اوسکی کچھ تمہین دکھلائیگی
ہر طرف یہ آفت جان ہاتھ پھیلانیکو ہے
موت کی رہ سے ملے گی اب تو دین کو کچھ مدد
ورنہ دین اے دوستو! اک روز مر جانیکو ہے
یا تو اک عالم تھا قربان اوسپہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بہی اس دین کو جھٹلانیکو ہے

یادگار کریم مفت منگاؤ

اخویم محبی شیخ محمد یوسف صاحب احمدی جہادفی اخبار نے سو جلد اور برادرم محمد حافظ صاحب ڈپٹی انسپکٹر کوتوالی سرینگر کشمیر نے ۲۰ جلد اور خود انجمن احمدیہ مالیر کوٹلہ نے

اس کا جواب لکہتے ہین اور دکہاتے ہین کہ آیت موصوفہ کا بیان کیسا صحیح اور پر صداقت ہے مگر پہلے ہم اس بات کو بڑے افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ مخالفین جب کبہی اعتراض کرتے ہین انکا اعتراض ہمیشہ نفس مضمون اور نظام لفظی مین تفرقہ اندازی ہوتا ہے تدبر اور تفکر سے انہون نے کبہی کام نہین لیا کوئی آیت شریفہ جب کبہی انکے اعتراض کے نیچے آتی ہے تو اسکا ترجمہ اور مطلب کچہہ ایسے سانچے مین ڈہالتے ہین جس سے اس آیت کا مطلب دوسری آیات کے بالکل مخالف اور منافی ہوتا ہے - حالانکہ قرآن کریم اختلاف اور تناقض تعارض کے عیب اور نقص سے بالکل پاک اور منزہ ہے -

معترض کے بیان جرح کا ماحصل اگر دیکہا جائے تو دو چیزین ہین ایک یہ کہ پہاڑ اور پرندون کی خصوصیت تسخیر کی کیا وجہ ہے دوسرا یہ کہ غیر ناطق چیزون کی تسبیح کا کیا مطلب

سو واضح ہو کہ آیت ممدوحہ کا مطلب دو طرح پر ہے جس کی اصلیت اور اصل حقیقت ظاہر ہو تیسے اعتراض بالکل لغو اور باطل ہو جاتا ہے - آیت ممدوحہ مین سے لفظ الجبال اور الطیر قابل غور ہین جنکی حقیقت کہلنے سے تصفیہ طلب امر عین مطلب اور مراد کو پونہچ جاتا ہے سو جاننا چاہئے کہ جبال جمع جبل کی ہے جسکے معنے کتب لغت مین یہہ لکہے ہین الجبل کل وتد للارض عظم وطال والجبل سید القوم وعالمھم یعنی جبل ہر ایسی میخ کو کہتے ہین - جو علاوہ جسمی بڑائی کے طوالت بہی رکہتی ہو اور زمین کی مضبوطی اور استقامت کیلئے خاص ہو دوسرے یہ کہ جبل قوم کے سردار اور عالم کو بہی کہتے ہین اسی بنا پر عرب مین دستور تہا کہ وہ اپنے لڑکون کا نام جبل بہی رکہدیتے تہے چنانچہ حضرت معاذ بن جبل جو ایک جلیل القدر صحابی تہے - آپکے والد کا نام جبل ہی تہا - اور جیسے زمین کی مضبوطی اور اس کے امن کا ذریعہ زمینی میخین یعنے پہاڑ ہوتے ہین - اسیطرح سکنائے زمین کے دفع شر و فساد اور ان کے امن اور آرام کا ذریعہ امیرون اور بادشاہون کا وجود ہوتا ہے جو سید القوم ہوتے ہین گویا زمین کی دوسری مضبوطی کیلئے یہ دوسرے پہاڑ ہین -

دوسرا لفظ الطیر ہے جسکا اطلاق واحد اور جمع دونون پر ہوتا ہے مگر اسجگہ بر عایت لفظ جبال جو جمع ہے الطیر کا اطلاق بہی جمع پر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے طیر پرندون کو کہتے ہین اور الطیر مین الف لام خصوصیت کا ہے جو ان پرندون کیطرف اشارہ کرتا ہے جنکی نسبت دوسری جگہ والطیر محشورۃ آیا ہے یعنے وہ پرندے جو داؤد کے ساتہہ تسخیر کیلئے اکٹھے کئے گئے - اب ہم بدین لحاظ کہ لفظ جبال سے سردار اور عالم لوگ مراد لین - الطیر محشورۃ سے مراد مناسبت کیوجہ سے جبال کے معنون کے مطابق لینگے اور جیسا کہ وصف جبل کی مشارکت اور مناسبت سے جبل کا اطلاق جبلی وصف لوگون یعنے سردارون اور عالمون پر کیا گیا ایسا ہی طیر کا اطلاق ہم مناسبت کیوجہ سے طیر صفت لوگون پر کرینگے اور اس سے مراد وہ لوگ لینگے جن مین طیر کی صفت پائی جائے - اور چونکہ بادشاہون کے انتظام سلطنت کیلئے اراکین مملکت دو طرح کے ہوتے ہین ایک وہ جو جبال کیطرح ہر وقت بادشاہون کے حضور دربار شاہی مین قایم اور حاضر رہتے ہین دوسرے وہ جو ممالک مین انتظامی امور کو سرانجام دینے کے لئے طیر یعنے پرندون کیطرح ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت مین رہتے ہین اسلئے قسم اول کے سردارون اور عالمون کو الجبال اور قسم دوم کو الطیر کہا گیا - اب آیت کا ترجمہ یہہ ہوا کہ ہمنے داؤد کے ساتہہ ایسے سردار اور عالم لوگ بہی مسخر کئے تہے - جو ہر وقت دربار مین حاضر رہتے تہے اور ایسے ہی جو ملکی انتظام کے لئے افسران لشکر و فوج اور محافظان حدود سلطانیہ کیصورت مین باہر رہتے تہے - اور وے سب کے سب مع داؤد کے ہماری تسبیح بیان کرتے تہے یعنے وہ اپنے کامون سے یہ ظاہر کرتے تہے کہ خدا تعالے ہر ایک عیب اور نقص سے پاک اور منزہ اور اپنی ذات صفات اور افعال مین واحد لاشریک ہے - اب بتلاؤ کہ ایسی صاف صحیح اور سیدہی بات پر جو ایک واقعہ صحیحہ کو ظاہر کرتی ہے - کیا اعتراض آسکتا ہے - افسوس ایسے نادان اور احمق لوگون پر جو اپنی غباوت طبع اور بلادت ذہن کیوجہ سے سیدہی اور صاف بات کو الٹا سمجہہ بیٹہتے ہین اور اپنے توہمات سے کچہہ کا کچہہ ظاہر کرتے ہین - کیا نادان معترض کو اتنا بہی معلوم نہین کہ کلام مین استعارات بہی ہوتے ہین اور قرآن کریم کے طرز بیان مین تو استعارات کا حصہ اکثر پایا جاتا ہے -

کیا جبال اور طیر دو انسانی گروہون کا ہی نام نہ تہا جو داؤد کے ساتہہ جو انکی جنس اور انکا رسول اور بادشاہ تہا الٰہی تسخیر سے مسخر ہو کر خدا کی تسبیح اور تقدیس کرتے تہے - اور اگر لفظ جبال اور طیر کو حقیقت پر بہی حمل کیا جائے تو بہی آیت کا مطلب صاف اور صحیح ہے اور ہمین ہمارے حضرت مسیح موعود کیلئے ایک پیشگوئی ہے جو بلفظہ پوری ہوئی اور وہ اسطرح کہ خدا تعالے کی سنت جاریہ اور عادت مستمرہ مین سے یہ ایک اٹل قانون ہے کہ جب وہ اپنے کسی رسول کو لوگون کی ہدایت اور اصلاح کے لئے بہیجتا ہے تو رسول کے زمانہ رسالت کے دو حصون مین سے پہلے حصہ مین اپنی علمی صفت کے اظہار سے تبلیغ کا کام جمالی رنگ مین ظاہر فرماتا ہے اور جب لوگون پر علمی تبلیغ سے کما حقہ اتمام حجت ہو جاتی ہے اور سعید اور شقی لوگ علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہین تب شریر النفس اور ظالم طبع لوگ حسد اور بغض و عناد کیوجہ سے آگ بگولہ ہو کر بہڑک اٹہتے ہین اور رسولون کو مع انکی جماعت کے سخت سخت تکالیف سے کچلنا چاہتے ہین - اور طرح طرح کی مکاریون اور بد تدبیرون سے انکی ہلاکت کے درپے ہو جاتے ہین اور ان کے پاک سلسلہ کو انواع و اقسام کی کوششون سے نابود کرنے کے لئے ناخنون تک زور لگاتے ہین اور رسولون کا صبر مع جماعت انتہا تک پونہچ جاتا ہے - اسوقت اللہ تعالے اپنے اس وعدہ کو جو اس نے اپنے رسولون کی نسبت اپنی پاک کتاب مین بیان فرمایا ہے یاد فرماتا ہے اور وہ یہہ ہے - ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون اور ایک جگہ فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی - یعنی ہماری یہ بات اپنے مرسل بندون کیلئے پہلے سے ہی ٹہیک طور پر قرار پا چکی ہے کہ وہ منصور اور غالب ہی رہین گے اور ضرور ہی ہمارا گروہ غالب رہے گا - اور پہر فرمایا کہ خدا نے اس امر کو ہمیشہ کے لئے اٹل قانون کیطرح مقرر فرما دیا ہے کہ مین اور میرے رسول ہی غالب رہین گے - اور اسوقت زمانہ رسالت کا دوسرا حصہ جو جلالی رنگ کا ہوتا ہے رسولون کی نصرت کے لئے شروع ہو جاتا ہے جسمین بڑے بڑے جلالی نشان ظاہر ہوتے ہین جن سے مخالفون اور دشمنون کی سرکوبی اور ہلاکت اور مامورون اور رسلون کی شان شوکت اور صداقت ظہور مین آتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جس مین مخالفون کے الزامات تکذیبیہ سے مرسلون کی بوضاحت بریت ظاہر ہوتی ہے اور ان کی وجاہت کا نشان اظہر من الشمس چمک اٹہتا ہے اور یہی وہ زمانہ ہوتا ہے جسمین رسولون کو اس معزز خطاب سے یاد کیا جاتا ہے وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ - فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا فبرأه اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا - جیسا کہ اس زمانہ مین یہ کامل نمونہ اور نقشہ ظہور مین آیا - جبکہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مرسل یزدانی حضرت احمد قادیانی اس زمانہ کی اصلاح کیلئے مامور کئے گئے اور ظاہر ہے کہ پہلے آپنے اپنے زمانہ رسالت کے پہلے حصہ مین علمی تبلیغ سے جمالی رنگ مین اتمام حجت فرمائی اور جمالی نشانون سے اپنی تصدیق کو ظاہر کیا لیکن جب شریر النفس لوگ اپنی شرارتون مین بڑہ گئے اور دیدہ دانستہ حق کو کچلنے لگ گئے - تب خدا تعالے نے آپکی نصرت کیلئے جلالی زمانہ کی بہار کو دکہلایا - اور جلالی نشانون سے دشمنون کو مغلوب کیا اور آپکی نصرت کا یہ سلسلہ اسیطرح اب تک جاری ہے طاعون جو ایک قہری رنگ کا عالمگیر نشان ہے ظاہر ہوئی جیسا کہ پہلے سے کہا گیا تہا کہ مسیح موعود کیوقت مخالفون کی سخت تکذیب اور تکلیف دہی پر طاعون ظاہر ہوگی - ایسا ہی کئی دفعہ خسف الارض کا نشان ظاہر ہوا - اور اسی طرح سلسلہ زلازل بہی ابتک شروع ہے وغیرہ وغیرہ - ہان سب نشانون سے طاعون اور نشان زلازل اظہر من الشمس نشان ہین -

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ جس سے لاکہون مکان گر گئے اور لاکہون آدمی ہلاک ہوئے اور کئی پہاڑ ہل گئے اور پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے یہ جلالیت کا نشان کوئی چہوٹا سا نشان نہ تہا بلکہ یہ وہ نشان ہے جسکے ظہور سے توحید حق کی ایک عظیم الشان تجلی ظاہر ہوئی کیونکہ کانگڑا کا پہاڑ جسکو جوالا مکہی کہتے ہین اور اہل ہنود کا بڑا معبد بلکہ معبود تہا جس کیوجہ سے اہل ہنود کی پرستش اور طرز عبادت کا طریق ایک بہاری اور مضبوط شرک کیصورت مین جو حضرت حق سبحانہ تعالے کی تسبیح اور تقدیس کے بالکل خلاف تہا اس عظیم الشان زلزلہ سے ٹکڑے ہو گیا - جس سے گویا ایک شرک خانہ کی بنیاد بیخ سے اکہڑ گئی جسکے اٹہنے سے توحید کا نور دیا کیونکہ پہاڑ نے الٰہی تجلی اور خشیت سے اپنے باطل پرست عابدون پر خشوع اور تضرع کے ساتہہ خدا کی تسبیح اور تقدیس کو ظاہر کیا اور چونکہ مامور من اللہ کی بعثت کا اصل مقصود توحید کو ظاہر کرنا ہی ہوتا ہے اسلئے مامور من اللہ اور آپ کی صداقت اور نصرت کے نشان بہی سب کے سب توحید نما ہی ہوتے ہین - جیسا کہ حضرت مسیح موعود جو خدا کی وحی مین علاوہ اور نامون کے داؤد کے نام سے

بہی پکارے گئے اور جنکو علاوہ اور الہامات کے یا جبال اوّلی معہ والطیر کی وحی بہی ہوئی آپنے بہی توحید کو روشن کیا اور آپ کے ساتھ پہاڑون نے بہی تسبیح کو ظاہر کیا جنہون نے دینی باطل معبودیت کو الٰہی تجلی اور جلال سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اپنی عبودیت اور خدا کی معبودیت حقہ کا صحیح اقرار دکہایا۔ اب آیت ممدوحہ کا مطلب پیشگوئی کے رنگ مین وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن تک صاف ہوگیا۔ اور الطیر یعنی الطیر محشورۃ کا مطلب یہ ہے۔ کہ الطیر فاتح بادشاہون کے لئے علامات فتح ہے ایک علامت ہے۔ اور جہان کہین یہ لفظ فاتح ملک کے متعلق بیان کیا جاتا ہے ان کی فتح کے لئے نشان کے رنگ مین بیان ہوتا ہے جیساکہ اس کے مطابق نابغہ ذبیانی نے بیان کیا ہے۔ وہو ہذا۔

اذا ما غدا بالجیش حلق فوقہ
عصائب طیر تہتدی بعصائب

یعنی جب وہ لشکر لیکر دشمنون پر چڑہتا تو پرندون کے غول کے غول دشمنون کی لاش کہانیکو جمع ہوجاتے۔ ایسا ہی ایک اور شعر ہے وہو ہذا۔

واین المفر لمن عاداہ من یدہ
والوحش والطیر اتباع لساہیہ

یعنی اس کے ہاتھ سے دشمنون کے لئے گریز کی کوئی جگہ نہین کیونکہ جب وہ چڑہائی کرتا ہے تو دشمنون کی لاش کہانیکو وحشی اور پرندے اسکے پیچہے ہوجاتے ہین۔ ایسا ہی خداتعالے نے نبی کریم کی ان نصرتون کے لئے جو آپ کو مدینہ طیبہ مین حاصل ہوئین انکی نسبت پیشگوئی کے طور پر سورۃ نحل اور سورۃ ملک مین جو مکی سورتین ہین فرماتا ہے۔

الم یروا الی الطیر مسخرات فی جو السماء ما یمسکہن الا اللہ ان فی ذالک لآیات للمؤمنین سورہ نحل

یعنی کیا وہ ان پرندون کے حالات پر غور نہین کرتے جنہین ہمنے آسمان کے جو مین قابو کر رکہا ہے ہم ہی نے توانہین کر رکہا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ انہین نبی کریم کے دشمنون کی لاشون پر چہوڑ دین گے) مومنون کے لئے ان باتون مین نشان ہین۔ ایسا ہی سورۃ ملک کی آیت اولم یروا الی الطیر فوقہم صفت کا یہ مطلب ہے۔ جو پیشگوئی کے رنگ مین ٹہیک وقوع مین آیا۔ اسیطرح یہ پیشگوئی ہمارے مسیح موعود علیہ السلام کیلئے وقوع مین آئی جبکہ حضرت مسیح موعود کے نشانون سے جلالی نشان ظاہر ہوئے۔ اور ہو رہے ہین جنسے دشمنون پر مری پڑی اور ہلاک ہوئے۔ اور ہو رہے ہین اور ہزارون ہزارون ان کی لاشون کو پرندون نے کہایا خصوصاً نشان طاعون جسنے ہر ایک بستی مین دورہ کیا۔ اور کر رہی ہے اور جسکے محل وقوع اور مقام ظہور پر مقامات ماؤفہ اور مکانات موبؤہ کے اوپر چیلون کے جہنڈ کے جہنڈ اور پرے کے پرے چکر لگاتے ہین جو حضرت مسیح کی نصرت اور فتح کا جلالی نشان ہے جس سے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کے مطابق فقرہ الطیر الطیر محشورہ بہی پیشگوئی کیصورت مین صفائی کے ساتھ پورا ہوا والحمد للہ علی ذٰلک ثم لذالک اب اے نادان متعصب نکتہ چین ذرا آنکہ کو کہول اور دیکہہ کہ قرآنی آیات مین علمی اور قدرتی نشانون سے کیسی عجیب صداقتین ہین کیا آپ ایسی صداقتین اپنی الہامی کتب سے دکہا سکتے ہین۔ افسوس کہ آیت زیر نظر مین مین اپنی دماغی کمزوری کیوجہ سے جو مجہی عرصہ تک بیمار رہنے سے لاحق ہے پورا اندبر اور غور نہین کر سکا سوالا مجہے پختہ امید ہے کہ ایک بیدار مغز اور زندہ دل انسان اس آیت کے عجائبات اور صداقتین کئی پہلو پر بیان کرتا۔

وصدق اللہ فاق علمہ فوق کل ذی علم علیم۔

راقم غلام رسول احمدی از راجیکے ضلع گوجرانوالہ پنجاب

ریویو

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول ۔ یہ ضخیم کتاب ۳۲۸ صفحون پر چہاپی گئی ہے وہی کتاب ہے جسکا ذکر سال گذشتہ مین الحکم مین ہوچکا ہے اسکے مصنف مشہور شیخ عبد العزیز المعروف جگدمبا پرشاد سابق آریہ اپدیشک ملک برہما ہین۔ اس کتاب کی خوبی اور زبردست ہونیکا اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ مصنف نے اسکے ساتھ تین ہزار دوسو روپیہ کا انعام رکہا ہے۔ یہہ پہلا حصہ ہے اور ایسی دو جلدین اور شایع ہونگی۔ مصنف نے نہایت محنت اور قابلیت کے ساتھ اس کتاب کو لکہا ہے اور سب سے بڑہ کر جس امر کو قابل ذکر پاتا ہون وہ اسکا طرز تحریر ہے مصنف نے نہایت متانت اور تہذیب سے اسکو لکہا ہے وہ ان کی شائستگی اور تبدیلی مذہب کے بعد کے کمال کو ظاہر کرتا ہے اور اور جگدمبا پرشاد کے اخلاق کا پتہ اس کتاب سے ملسکتا ہے میری رائے مین ہر مسلمان کے ہاتھ مین اس کتاب کا ایک نسخہ ہونا چاہئے قیمت صرف عہ فی جلد ہے جو مصنف سے قاسمی پریس دہلی کی معرفت مل سکتی ہے اور ایسا ہی دفتر الحکم قادیان سے بہی یہ کتاب ملے گی۔

ترک وید ازم حصہ دوم ۔ یہہ رسالہ بہی مصنف مذکور کا ہے ۲ر قیمت پر مصنف یا دفتر الحکم سے ملیگا۔

ورزش جسمانی حصہ اوّل ۔ الحکم کے ناظرین منشی اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی کے نام سے خوب واقف ہین یہہ رسالہ انہون نے لکہا ہے اور ۲ر قیمت پر مصنف سے مل سکتا ہے۔

پنجاب ریویو :۔ ارمان دہلوی نے یہہ ہفتہ وار اخبار لاہور سے شایع کرنا شروع کیا ہے اخبار کی عمدگی کے لئے ارمان دہلوی کا نام اسکے ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے کافی ہے اور پہر جبکہ وہ خود ہی مالک بہی ہون نمونہ کا پرچہ منگواکر دیکہو۔

ضیاء الاسلام مراد آباد ۔ ایک ماہواری رسالہ ہے جو مراد آباد سے شایع ہونے لگا ہے ۴ نمبر نکل چکے ہین۔ مسلمانون کو ایسے رسالون کے متعلق فیاضی سے کام لینا چاہئے۔ سالانہ قیمت عہ ہے۔

فیملی ڈاکٹر پنڈت ٹہاکر دت شرما وید لاہور نے ماہوار رسالہ جاری کیا ہے جس مین بچون اور مستورات کے علاج درج ہوتے ہین۔ اردو اور ہندی کے دو کالمون مین شایع ہوتا ہے قیمت ۸ر سالانہ ہے۔

انتظام ڈاک اور قادیان کے مسافرونکو آرام

جیساکہ گذشتہ اشاعت مین درج کیا گیا ہے قادیان اور بٹالہ کے درمیان ڈاک بذریعہ یکہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۷ء سے چلا کریگی اور چونکہ ڈاک کے یکہ کا اپنے مقررہ وقت پر بٹالہ یا قادیان سے چلنا یقینی امر ہوگا۔ اور اسکو سواریون کا انتظار نہین کرنا ہوگا۔ اسلئے جو لوگ قادیان آتے ہین وہ اس یکہ مین آسانی کے ساتھ بلا انتظار مزید آجایا کرین گے کیونکہ بعض اوقات اکیلا شخص یکہ کرایہ کی وسعت نہین رکہتا۔ اور یکہ والے اسے دیکہہ ایندہہ جانے ہین یا سواریون کے انتظار مین اسے گہنٹون انتظار کرنا پڑتا ہے حالانکہ وہ ایک ساعت بہی قادیان سے دور گذارنا اپنے لئے سخت ناگوار سمجہتا ہے ان صورتون کو مدنظر رکہہ کر اس یکہ ڈاک مین آنے والے مسافر بہت آرام پائینگے۔ نہ انہین کرایہ کے لئے جہگڑنا پڑیگا اور نہ جلدی چلنے چلانے کے لئے کہنا ہوگا۔ بٹالہ سے یکہ صبح کو ۵ اور ۶ بجے کے درمیان چلا کریگا اور قادیان سے شام کو ۴ بجے کے قریب پس جو مسافرات کی گاڑی مین آئین گے وہ صبح کی ڈاک کے ساتھ قادیان آرام سے پہونچین گے اپنے آنے سے پہلے اگر آپ اطلاع دیدیا کرین تو سب سے زیادہ آرام ہوگا۔ کیونکہ اطلاع دہندگان کے لئے پہلے انتظام ہوگا۔

کسی صورت مین تین سے زیادہ سواریان نہ بیٹہہ سکین گی۔ کرایہ حسب ذیل ہوگا۔ مناسب موقعون اور صورتون مین اس نرخ مین کمی بیشی کا اختیار ہوگا لیکن وہ کمی بیشی بذریعہ اشتہار شایع ہوگی۔

فی سواری ٹانگہ راستہ بارش کیوجہ سے خراب نہو تو ۱۰ر خراب ہو تو ۱۲ر — ہر سواری کو ۱۵ سیر پختہ بوجہ کی لیجانے کی اجازت ہوگی۔ زیادہ کے لئے فی من ۲ر چارج ہوگا۔

یکہ مین فی سواری راستہ بارش کیوجہ سے خراب نہو تو ۶ر اور بصورت خراب ۸ر بوجہہ کی وہی شرح ہوگی۔

بٹالہ سے بلٹیان منگوانے کی شرح

بلٹی ۴ سیر پختہ تک ہو تو ۴ر ۔ ۴ سیر سے زیادہ ۱۰ سیر تک ۶ر ۱۰ سیر سے زیادہ ۲۰ سیر تک ۱۱ر ۔ ۲۰ سیر سے زیادہ ایک من تک ۱۲ر دو من سے زیادہ کی بلٹی نہین لیجاوے گی۔

اعلان

قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول مین وظیفے اس سال سے ملنے منظور ہوگئے ہین۔ اسلئے جو طالب علم اب تک اس کمی کیوجہ سے فائدہ نہ اٹہا سکتے تہے وہ اب فائدہ اٹہائین۔ اور چونکہ سال شروع ہی اسلئے جو طالب علم اب آجاوین گے انہین چندان نقصان نہوگا۔

شیر علی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ قادیان

ہندوستانی بچون کو

کمزور کردینے والی آب وہوا کے سبب سے بڑی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے اور اوائل عمر ہی سے انہین اپنی ننہی ننہی ہڈیون اور اعصاب کے بڑہانے مین مدد دینے کے لئے مقوی اور مسمن دواء کی ضرورت ہوتی ہے

اسکاٹس املشن

مین بچون کی ہڈیان اور رگ وپٹہے بڑہانے کی قوت ہے وہ حسب دلخواہ ہے

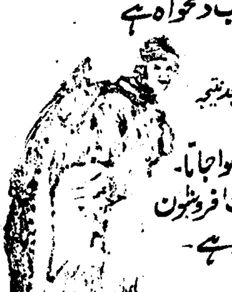

استعمال کے چندہی روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے۔
ہاتھ سے نہین چہوا جاتا۔
فروخت کیلئے سب دوا فروشون کے ہان موجود ہے۔

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر املشن لو جو سکاٹس کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

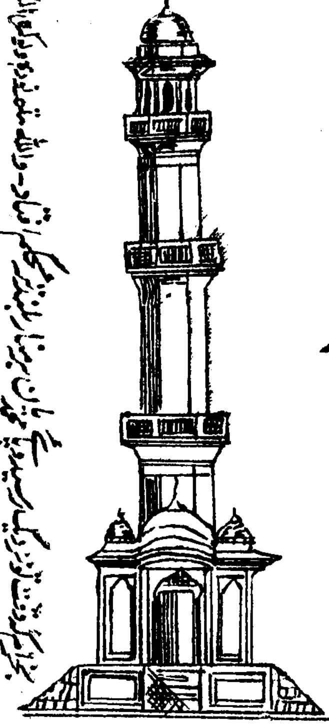

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ؔ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۸ؔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیاء ۔ } صفحہ اوّل
" فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم }
(۲) کھلی چٹھی ۔ ضروری اطلاع صفحہ ۲
(۳) مذہبی دنیا پر سرسری نظر ۔ عیسائی مشن پر ایک انگریز کی رائے ۔ تعلیم الاسلام سکول کی عظمت } صفحہ ۳ تا ۵
(۴) چشمہ مسیحی ۔ گذشتہ اشاعت سے آگے صفحہ ۶ تا ۸
ایک گریجویٹ صاحب کے خطوط پر نظر ۔ صفحہ ۹ تا ۱۱
(۵) صلح کل کی پالیسی کے حامیون کا شیوہ صفحہ ۱۱ تا ۱۲
(۶) اشتہارات ۔ صفحہ ۱۳ - ۱۴

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی نئی اشاعت تک طلب کرین ورنہ بعد مین وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا ۔ مینجر

نمبر ۱۱ | قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء مطابق ۵ صفر ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

۲۷ ۔ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ فرمایا ۔ آج زلزلہ کے وقت کے لئے توجہ کی گئی تھی کہ کب آوے گا ۔ اسی توجہ کی حالت مین زلزلہ کی صورت آنکھون کے آگے آگئی اور پھر الہام ہوا ۔

رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ ھٰذَا

یعنے اے میرے خدا یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے ۔ اس کا وقت کچھ پیچھے ڈالدے ۔ قاعدہ نحو کے مطابق ھٰذَا کی جگہ ھٰذِہٖ چاہیئے تھا ۔ مگر اس جگہ ھٰذَا سے مراد ھٰذَا الْعَذَاب ہے ۔ کیونکہ اصل غرض تو عذاب سے ہے ۔ ورنہ زلزلے تو پہلے بھی آچکے ہین ۔ پھر بعد اسکے ساتھ ہی یہ الہام ہوا

رَبِّ سَلِّطْنِیْ عَلَی النَّارِ

یعنے اے میرے خدا مجھے آگ پر مسلط کردے یعنے ایسا کر کہ عذاب کی آگ میرے حکم مین ہوجاوے ۔ جسکو مین عذاب دینا چاہون وہ عذاب مین گرفتار ہو ۔ اور جسکو مین چھوڑنا چاہون وہ عذاب سے محفوظ رہے ۔

۲۹ ۔ مارچ ۱۹۰۶ء ۔ اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی خداتعالےٰ نے ایک وقت مقررہ تک عذاب کے زلزلہ مین تاخیر ڈالدی ۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ہر دو حصہ ۔ یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس مین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے قیمت عہ ۔

آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حجۃ اللہ نے طشت ازبام کردیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے ہولناک برے نتائج کو کھول دیا ہے اور آریہ کے اون اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہین قیمت ۱ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے ۔ اور وحدت وجود کے اعتقادات کا جواب رد کیا ہے ۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۔ تیسری دفعہ چھپا ہے ۔ قیمت ۲ر

حضرت اقدس کی ابتدائی تحریرین حصہ اوّل

اعلیٰحضرت کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مثلاً تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے ۔ قیمت ۲ر

فیصلہ آسمانی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ر

نور القرآن حصہ دوم ۔ عیسائیون کا عمدہ رد ہے ۳ر

تفسیر سورہ تبت ۔ سورہ تبت یدا پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر ۔ قیمت ۲ر

سواء السبیل نمبر ۱ ۔ ایک مولوی ہندوستانی سے خط و کتابت ۔ قیمت ۱ر

نسخ رد شیعہ ۔ حکیم الامۃ کی اچھوتی تحریر ۲ر

تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے ۔ صدہا خطوط اظہار پسندیدگی پہنچے گئے ہین ۔ یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہوگئی ہے ۔ قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم ۔ قیمت عہ
تفسیر سورہ بقرہ مکمل ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ر

سلک مروارید حصہ اوّل ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انمین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے ۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ر

سلک مروارید حصہ دوم ۔ قیمت ۴ر
رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء ۔ قیمت عہ
الانذار ۔ قیمت ۴ر
اصلاح النظر ۔ قیمت ۲ر
قصیدہ ضوابط الاسرار ۔ قیمت ۱ر

برہان الحق ۔ قیمت ۳ر
دعوت الحق نمبر ۲ ۔ قیمت ۱ر
النصح ۔ قیمت ۲ر
مسلمانونکا خدا اور اوس کے حضور دعا ۔ قیمت ۱ر
نمونہ قرآن مجید ۔ قیمت ۳ر
ست بچن ۔ ۱۰ر محمود کی آمین ۳ پائی
حجت الاسلام ۔ ۱ر ۔ **الموعظۃ الحسنہ** ۳ر
توضیح مرام ۔ ۲ر ۔ **دوسرا جنگ مقدس** حصہ اول و دوم ۔ ۲ر

المشتہر ۔ مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کھلی چٹھی

برادرم مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

زکوٰۃ کے متعلق بارہا تحریک ہو چکی ہے اور بحمد اللہ اسوقت فنڈ میں روپیہ آ بھی رہا ہے - مگر اکثر دوست جن پر یہ امید کی جا سکتی ہے - انہوں نے ابھی توجہ نہیں کی - اسلام کی بڑی خوبیوں میں سے ایک یہ خوبی ہے جو صرف اسی مذہب میں پائی جاتی ہے کہ اس نے خدا کے حقوق اور بندوں کے حقوق ہر دو امور کو فرائض مذہبی میں داخل کر کے اسکے لئے قوانین مقرر کر دیئے ہیں اور عام تعلیم [illegible] ہی نہیں کی کہ یہ کہدیا کہ خدا کو یاد کیا کرو اور اپنے بھائیوں سے نیک سلوک کرو یہ تو معمولی باتیں ہیں جو سب مذاہب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں مگر اسلام کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس نے عام تعلیم نہایت اعلےٰ درجہ کی دیکر پھر وہ راہیں تیار کر دی ہیں جو سست اور غافل طبیعتوں کے لئے ایک تازیانہ کا کام دیتی ہیں اور عملی طور پر انسان کو خدا کی راہ پر چلاتی ہیں - اللہ تعالےٰ کے متعلق جو انسان کے فرائض ہیں ان کو پورا کرنے کیلئے پنجگانہ نماز قائم کر دی ہے کیونکہ جو شخص پانچ وقت اپنے خدا کے حضور جاتا ہے وہ خدا سے غافل نہیں ہو سکتا بشرطیکہ وہ حقیقت نماز پر قائم ہے اور صرف رسمی طور پر ٹکریں نہیں مارتا - ایسا ہی روزے ایک ماہ کے مقرر کر دیئے ہیں حقوق عباد کیلئے یہ اعلےٰ درجہ کی تعلیم دیکر کہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ - کوئی مومن بنتا ہی نہیں جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے اور یہ سبق دینے کے بعد کہ سب مومن بھائی ہیں عملی راہیں اپنے بھائیوں سے نیکی کرنے کی بھی بتا دی ہیں - سود سے روکا زکوٰۃ کو فرض کر دیا - اور اس سے بڑھ کر صدقات کی ترغیب دی - مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں لوگ ان سب باتوں میں سست ہو گئے ہیں اپنے لئے وہ ہر طرح کی آسائش کی فکروں میں لگے رہتے ہیں مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ کسقدر ہمارے بھائی ہیں جنکی مدد کرنا ہمارا فرض ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ڈرانے والے الفاظ میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے - ولیخش الذین لو ترکوا من خلفہم ذریۃ ضعافا خافوا علیہم - اس بات سے ڈرو کہ اب تو تم آسائش میں ہو دوسرے لوگ تمہاری مدد کے محتاج ہیں اگر تمہارے پیچھے تمہاری اولاد ضعیف رہجائے تو پھر کیا حال ہو - چونکہ دنیا میں ہمیشہ ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ ایک شخص اگر آج امیر ہے تو کل اسکی اولاد غریب ہے - اسلئے اسلام نے ہمدردی انسانی کی راہ پر چلانے کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ زکوٰۃ دیا کریں - یاد رکھو کہ کوئی شخص جو اس فرض کو ادا نہ کرے اور باقی سے غافل رہے [illegible] خدا کے نزدیک سرخرو نہیں - خدا کے حکموں میں [illegible] مت ڈالو کہ نمازیں پڑھ لینا کافی ہے اور بس - حضرت ابوبکرؓ نے ان سب لوگوں کو مرتدین میں داخل کیا تھا جنہوں نے زکوٰۃ کے دینے سے انکار کیا - ہمارے ملک میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ روپیہ نقدی کی صورت میں تو نہیں ہوتا مگر بہت سے کھاتے پیتے گھر ایسے ہونگے جن میں زیور کی صورت میں مال موجود نہ ہو - مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا نقد روپیہ پر زکوٰۃ ہے ایسا ہی زیور پر بھی ہے* - ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ زیور خاوند نے عورت کو دیدیا ہوا ہوتا ہے اور اس طرح پر وہ عورت کی ملک ہو جاتا ہے - پس عورتوں کے لئے یہ عمدہ موقعہ ہے کہ وہ خدا کے احکام پر چلکر مستحق ثواب بنیں ورنہ اگر وہ اس زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں تو خدا کے احکام کی صریح نافرمانی کرتی ہیں - اکثر خاوند بھی یہ کہکر پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ یہ بیوی کا مال ہے ہمیں اس سے کچھ تعلق نہیں - مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بادشاہ کی طرح ہے - اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - الرجال قوامون علی النساء - پس اگر عورتیں حقوق اللہ یا حقوق عباد میں جو خدا تعالےٰ نے فرض کر دیئے ہیں کسی طرح کی غفلت کرتی ہیں تو پھر خاوندوں کا فرض ہے کہ وہ ان کو سیدھی راہ پر چلائیں - میں نے اپنے ایک عزیز دوست کو جب یہ توجہ دلائی کہ انکی بی بی کے پاس اسقدر زیور ہے جسکی زکوٰۃ دینی چاہئے تو انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ میں اگر اسے زکوٰۃ کے لئے کہونگا تو وہ سمجھے گی کہ میرے زیور کا حساب لینا چاہتا ہے ایسی بات سے میں تو کانپ اٹھتا ہوں کہ خدا کے احکام کو ایسی باتوں سے ٹالا جاتا ہے - ایسے لوگوں کے مالوں میں کیا برکت ہو سکتی ہے وہ یاد رکھیں کہ مال میں برکت دینا خدا کا کام ہے خدا سے ڈریں اور اپنے گھروں میں خدا کے احکام کی پابندی کرائیں - ہماری جماعت کے لئے یہ امر سخت قابل افسوس ہے - میں نہیں سمجھتا کہ کوئی نیک بی بی جب یہ سمجھ جائے کہ زیور کی زکوٰۃ فرض ہے تو وہ انکار کرے - خاوند اگر عمدہ نمونہ قایم کریں اور گھروں میں وعظ نصیحت کر کے سمجھا دیں تو یہ امر کچھ بھی مشکل نہیں - بلکہ عورتوں کو خوش ہونا چاہئے کہ انکے لئے بھی خدا نے ایسی راہ نکالی ہے کہ وہ خدمت دین میں حصہ لے سکتی ہیں - اس فقرہ کی تشریح میں آگے چل کر کرتا ہوں -

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر زکوٰۃ دینی فرض ہے تو کیوں ہر ایک شخص اپنی جگہ زکوٰۃ نکال کر اسکو جسطرح چاہے تقسیم نہ کر دے - اسکے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر ایک شخص زکوٰۃ کے مصارف کو سمجھتا ہی نہیں - اسی لئے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ زکوٰۃ کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہو کر پھر مناسب طور پر بانٹا جاوے - اور دوسرے بعض لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ جو کچھ وہ صدقات کے طور پر یا کسی غریب بھائی کی مدد کو دیتے ہیں وہی زکوٰۃ ہے - [illegible] کو بالکل الگ کر دینے کا حکم ہے - اور زکوٰۃ کے علاوہ صدقات کی ترغیب قرآن شریف نے دی ہے -

تیسرے یہی بڑی وجہ سستی کی ہے کہ انسان خیال کرتا رہتا ہے کہ آج دیدونگا کل دیدونگا - حالانکہ شریعت اسلام کی رو سے یہ نہایت ضروری ہے کہ جس مال پر ایک سال گذر گیا ہے اسکی زکوٰۃ فی الفور ادا کر دیجاوے -

چہارم ہم سب ایک سلسلہ میں منسلک ہیں اور اس سلسلہ کی بڑی بڑی ضروریات ہیں - جماعت میں سے بعض لوگ فوت ہو جاتے ہیں تو ان کے پیچھے بچے یتیم رہ جاتے ہیں - بعض لوگ مؤلفۃ القلوب ہوتے ہیں - بعض نو مسلم ایسے ہوتے ہیں کہ انکے ماں باپ ان کو گھروں سے نکال دیتے ہیں - اور ضروری ہوتا ہے کہ انکو دینی تعلیم بھی دیجاوے - ان سب باتوں کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے اور یہ سب زکوٰۃ میں سے بآسانی پورے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ کل جماعت بالاتفاق زکوٰۃ کا روپیہ ایک جگہ بھیجے - یاد رکھنا چاہئے کہ جتنے بڑے بڑے کام ہوتے ہیں وہ سب قوم کے اتفاق سے ہوا کرتے ہیں - ایک دو آدمی ان کو پورا نہیں کر سکتے پس اگر قوم چاہتی ہے کہ ہمارا یہ سلسلہ ہر طرح سے ترقی کرے تو اسکا فرض ہے کہ زکوٰۃ کے روپیہ کی ایک جگہ جمع کرنیکا انتظام کرے - پھر وہ انشاء اللہ دیکھیں گے کہ اس سے کیسے کیسے مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں - زکوٰۃ کے مصارف میں اکثر لوگ دھوکہ کھاتے ہیں - وہ خاص مصرف ہیں جو قرآن شریف نے مقرر کر دیئے ہیں - ان کے علاوہ اگر وہ روپیہ دیا جاوے تو جایز نہیں خواہ نیکی کا کام ہو - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ فرمایا تھا کہ بیشک زکوٰۃ کا روپیہ ایک جگہ جمع ہونا ضروری ہے - چنانچہ اسی بنا پر کئی احباب نے زکوٰۃ کا روپیہ اس جگہ بھیجنا شروع بھی کر دیا ہے جو امین زکوٰۃ فنڈ کے پاس جمع ہوتا ہے اور حسب ضرورت خرچ ہوتا ہے اور اسوقت بھی اس سے بہت سے فوائد عظیمہ [illegible] ہیں اور اگر یہ سلسلہ ترقی کرے تو انشاء اللہ نہایت ہی [illegible] ثابت ہوگا -

امر سوم یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ دینا فرض ہے وہ کسقدر ہے سو یاد رکھنا چاہئے کہ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے جس کے پاس اسقدر یا اس سے زیادہ مالیت کا سونا یا چاندی ہو اگر اسپر ایک سال گذر گیا ہو تو اسپر لازم ہے کہ چالیسواں حصہ اسکا زکوٰۃ دیں - جن زمینوں پر خراج دیا جاتا ہے اون کی پیداوار میں کوئی زکوٰۃ نہیں -

زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ قادیان ارسال فرماویں -

(خاکسار محمد علی عفی عنہ از قادیان)
مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء

* زیور کی زکوٰۃ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ پہلے چھپ چکا ہے -

ضروری اطلاع

قادیان میں چندہ بھیجنے والے احباب ہمیشہ ان ہدایات کو مدنظر رکھیں - (۱) لنگرخانہ کا چندہ حضرت اقدس کے نام بھیجیں اور دوسری مدات کا روپیہ آپکے نام ہرگز نہ بھیجیں - (۲) مدرسہ کا چندہ امین مدرسہ تعلیم الاسلام - میگزین کی خریداری کا اور اشاعت اسلام کا روپیہ بنام منیجر ریویو آف ریلیجنز - زکوٰۃ کا روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ - بہشتی مقبرہ کے متعلق کل روپیہ بنام فنانشل سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان - آنا چاہئے - اور کسی شخص کے نام پر نہ آنا چاہئے -
(۳) خط وکتابت مدرسہ کے متعلق کل بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان - اور بہشتی مقبرہ یا وصیتوں کے متعلق یا وصیتوں کا بھیجنا بنام سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ہونی چاہئے -

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک

وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک

اسکاٹس املشن

نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا نتیجہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر کھانسی زکام

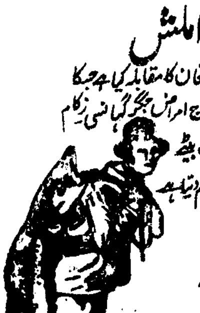

گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کیلئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براون لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا خیال رکھو
جو "اسکاٹ" کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

گل کھلین گے اور بھی گرمئی تہذیبی کا رنگ

عیسائی مذہب کی ناکامی اور نامرادی اب مختلف صورتون مین جلوہ گر ہو رہی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ پوپ آف روم کو ایک خاص اقتدار اور اختیار یورپ پر حاصل تھا لیکن جب ان مظالم اور شرمناک کرتوتون کی انتہا ہو چکی جو مشنری لائیف مین ہوتی ہین تو اللہ تعالیٰ نے اس شرک عظیم کی ہلاکت کے سامان اندر ہی سے پیدا کر دیئے اور لوتھر مارٹین عیسائی مذہب کے ریفارمر نے پوپ ازم کے بخیے ادھیڑ دیئے۔ مگر اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ سرے سے عیسائی مذہب ہی کو نیست و نابود کر دینے کا خیال مختلف رنگون مین پیدا ہو چلا ہے۔ جو لوگ یورپ کی مذہبی دنیا سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ مختلف صورتون سے اس مذہب کو دھتکارا جا رہا ہے۔ مین اسوقت ان طریقون کے اظہار کی حاجت نہین سمجھتا۔ بلکہ صرف اس وقت اس انقلاب عظیم کا ذکر کرنا ہے جو فرانس مین عیسائی مذہب کے متعلق پیدا ہوا ہے۔ الحکم کے اکثر ناظرین اس بات سے آگاہ ہونگے کہ گذشتہ ایک صدی کے عرصہ مین فرانس نے قریباً تیرہ مرتبہ طریق حکومت مین تبدیلی کی ہے اور بعض اوقات اس انقلاب سلطنت مین چند مہینون کا وقفہ ہی ہوا ہے۔ شخصی حکومت کے بعد جمہوری اور جمہوری کے بعد شخصی یہ ایک معمولی امر ہے لیکن اسوقت جو انقلاب عظیم فرانس مین ہونیوالا ہے وہ سخت خطرناک اور ساتھ ہی مسرت افزا ہے خطرناک تو اس لئے ہے کہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ فرانس مین خانہ جنگی شروع نہ ہو جاوے اور گھر ہی مین تلوار نہ چل جاوے اور اسطرح پر فرانس کی زمین خون کے نالون سے سرخ ہو۔ اور مسرت افزا اسلئے ہے کہ یہ انقلاب عیسائی مذہب کا خاتمہ کرنے والا ہے۔ وہ مذہب جسنے ایک عاجز انسان [illegible] ... [illegible] کی بدی اور بدکاری کی ترغیب دلا رکھی ہے!! [illegible] انتظام سلطنت ایک ہی [illegible] سلطنت [illegible] عیسائی مذہب [illegible]

[illegible] فرانسیسی آئیندہ چرچ کا تعلق سلطنت سے الگ کرنے کی تجویز ہے [illegible] پادریون اور مسیح کے بیلون مین سخت تشویش پیدا ہو رہی ہے اور وہ لوگ جو مسیح کا پیارا وعظ سنا سنا کر ڈاڑھیان ہلایا کرتے اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی اخلاقی تعلیم کے کمالات پیش کیا کرتے ہین سخت برافروختہ ہو رہے ہین۔ انکی آنکھون مین خون اتر آیا ہے چنانچہ ایک آدھ مقام پر ہنگامہ اور خونریزی ہو بھی چکی ہے اور اسکا یہانتک اثر پڑا کہ وزارت فرانس کو مستعفی ہونا پڑا۔ آئیندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ قطع نظر اسکے کہ اس مخالفت کا اثر ملکی انتظام پر کیا پڑے۔ اس مین تو کوئی کلام ہی نہین ہو سکتا کہ عیسائی مذہب کی سخت ناکامی اور نامرادی کا عام اعلان ہو جائے گا۔ اور اس سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی پر ایک زبردست دلیل قایم ہوگی کیونکہ وہ آیا ہے اس غرض کے لئے کہ اس شرک عظیم کے بت کو توڑا جاوے اور اس کے انفاس قدسیہ اور عقد ہمت کا یہہ اثر ہو رہا ہے کہ خود یہ مذہب اپنے پرستارون کے ہاتھون ہلاک ہو رہا ہے۔ وللہ الحمد۔

عیسائی مشن پر ایک انگریز کی رائے

عیسائی مشنری خواہ دنیا کی آنکھون مین کتنا ہی دھول ڈالنا چاہین مگر سچائی اپنا اثر دکھلائے بغیر نہین رہ سکتی۔ چنانچہ جیمس صاحب عیسائی مشن کے متعلق اپنی رائے کا مفصلہ ذیل الفاظ مین اظہار کرتے ہین۔ اگر موٹے طور پر عیسائی مشن کے متعلق اظہار رائے کیا جائے تو وہ تین حصص مین تقسیم ہو سکتا ہے۔

(۱) اصولاً یہ مشن کفر کی تلقین کرنیوالے ہین۔

(۲) ان کا میلان طبیعت عیسائی دین کے برخلاف ہے۔

(۳) اپنی مطلب برآری کے لئے جن وسائل کا یہ استعمال کرتے ہین وہ نہایت مکروہ ہین اور جو نتائج حاصل ہوتے ہین وہ قابل نفرت ہین۔

(۱) یہ ماننا کہ خدا سوائے عیسائیون کے دنیا کے کروڑ ہا آدمیون کی روحانی بہتری یا تو کرنا نہین چاہتا یا کر نہین سکتا ایک کلمہ کفر ہے۔ اس بات کو مان کر عیسائی مناد عیسائی مذہب کی اشاعت کا بوجھ اپنے سر پر لیتا ہے۔ جو کام خدا تعالیٰ سے دانستہ یا نادانستہ رہ گیا ہے اسکی تکمیل اپنے ہاتھ مین لیتا ہے۔ اگرچہ [illegible] ہم نہین جانتے کس طرح کہہ سکتے ہین۔ [illegible] واقعات [illegible] ثبوت دیتے رہتے ہین [illegible] کہ وہ باپ جو

کو اپنے سایہ عاطفت مین رکھتا ہے اپنے انسانی بچون کو دل سے بھلا نہین سکتا۔ حسب ضرورت وہ مختلف ممالک مین اور مختلف اوقات مین ایسی آئمہ پیدا کرتا رہتا ہے۔ جو تاریکی کو دور کرنے والی اور علم کی روشنی کو پھیلانے والی ہوتی ہین۔ مگر عیسائی منادون کا یہ شیوہ ہو گیا ہے کہ وہ سوائے اپنے اور کسی کو خدا کا مقبول بندہ تصور نہین کرتے۔

(۲) اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آخر یہ "پرچار کا کام" شروع کس بنا پر کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسےٰ اپنے حوارین مین سے گیارہ کے سامنے نمودار ہوئے اور اون کو حکم دیا کہ دنیا بھر مین جاؤ اور ہر ایک آدمی کو انجیل کی تلقین کرو۔ یہہ الفاظ عیسےٰ نے صرف اپنے حوارین کو مخاطب کر کے کہے۔ گو تاریخی طور پر ان کی چندان وقعت نہین لیکن اگر بفرض محال مان بھی لیا جاوے تو جس طرح شروع سے اسپر عمل ہوتا رہا ہے وہ لطف سے خالی نہین۔ عیسےٰ کی موت کے صرف تیس برس بعد سینٹ پال نے لکھا کہ "انجیل تمام دنیا مین پہنچ گئی" اور "ہر ایک انسان تک جو آسمان کے نیچے ہے اسکی آواز پہنچ گئی ہے" چونکہ مقصد حاصل ہو چکا ہے اسلئے اب عیسائی صاحبان کا کوئی حق نہین کہ جگہ جگہ پھر کر ناحق آدمیون کی سمع خراشی کرین لیکن آج ہمین عیسائی صاحبان کہتے ہین کہ لفظون پر جانے کی ضرورت نہین۔ آسمان کے نیچے رہنے والے اشخاص سے حضرت پال کی مراد ان لوگون سے ہے جو اس سچائی کے حاصل کرنے کے مستحق ہین کیونکہ حقیقت مین ان پر ہی بہشت کا سایہ ہے۔

(۳) لیکن وہ وسایل جن سے مشنری لوگون کو عیسائی مذہب کی طرف کھینچتے ہین نہایت قابل نفرت ہین اگر وہ ادھر ادھر کی باتین اور گناہ کی اصلیت اور کفارہ کے متعلق دور از قیاس مضمون کو بیان کر کے کسی حبشی کو عیسائی کر لیتے ہین تو حقیقت مین وہ ایک دیانت والے آدمی کو بد دیانتی کی طرف لے جاتے ہین اور اگر ہم اوس کشت و خون کا خیال کرین جو عیسائی مذہب نے مذہب کے نام پر پیرو میکسیو اور پیرو وغیرہ مقامات پر اپنے گلا کو بڑھانے مین کیا تو رونگٹے بدن پر کھڑے ہو جاوین کلیجہ مونہہ کو آنے لگے۔

ہمارا صرف اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ مشنری صاحبان کے پیچھے پیچھے تاجر آتے ہین۔ اور تمام مغربی عیوب اور بدکاریون کا پیوند مقامی کمزوریون پر چڑھا دیتے ہین۔

مگر ہندوستان مین عیسائی مشنریون کا موجود ہونا ہی اہل ہندوستان کی ہتک کرتا ہے معمولی نظر کا آدمی بھی یہ معلوم کر سکتا ہے کہ جو آب حیات لینے کیلئے عیسائی اور یہودیون کے متبرک علم ادب مین ہیتا نظر آتا ہے وہ اون چشمون سے بہا گیا ہے جو ہمیشہ سے اس پاک سرزمین مین رہتے رہے ہین اور دور سے حق کے متلاشیون کی پیاس بجھاتے رہے ہین۔ چنانچہ پائی تھوگورس Py thagoras ان چشمون پر آیا اپنی پیاس بجھائی اور اپنی واپسی پر اپنے اہل ملک کے لئے ایک ناخدا ثابت ہوا۔ موجودہ معلومات ہمین اس نتیجہ پر پہونچاتے ہین کہ حضرت عیسےٰ ایک طالب حق کی حیثیت مین ہندوستان مین آئے اور جو کچھ اپنی قابلیت کے مطابق وہ یہان سے لے جاسکے لے گئے۔ اور اپنی واپسی پر ان کی تلقین کی۔ اگر اسوقت ہم کوئی دعا کر سکتے ہین وہ یہ کہ ہندوستان کو ان زہریلی ہواؤن سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے جو اسوقت مغرب مین چل رہی ہین جہان مشنریون کے لئے محل تعمیر کئے جاتے ہین۔ مگر دیانتداری سے روزی کمانے والون کو جن کی تعداد لکھوکہا اور کروڑون ہین سر چھپانے کو مکان تک نصیب نہوتا۔ جہان حضرت عیسےٰ کے جانشین جنکو نہایت تکلیف کی زندگی گذارنا پڑی۔ عالی شان عمارتون مین رہتے ہین اور ریشمی لباس زیب تن کرتے ہین اور بجائے مذہب کے سچے اصولون کی تلقین کرنے کے آپس کی مخالفت اور بیرونی آڈمبرون کی جد و جہد مین رہتے ہین۔"

تعلیم الاسلام سکول کی عظمت

علی گڈھ کالج کے امتحانات دینیات کا نتیجہ شائع کیا گیا ہے جسکو پڑھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی اور یہہ خوشی ہماری قوم کے لئے موجب فخر ہے عزیز غلام محمد جو سال گذشتہ مین تعلیم الاسلام کالج کیطرف بطور پرائیویٹ طالب علم امتحان ایف۔ اے مین پاس ہو کر سال کے آخری حصہ مین علیگڈہ کالج مین جا کر داخل ہوا تھا۔ وہ امتحان دینیات مین نمبر اول رہا ہے اور اس نے پورے پچاس نمبر حاصل کئے ہین ممتحن صاحب نے انکے نتیجے کے ساتھ یہہ ریمارک کیا ہے "اس طالب علم نے پورے پچاس نمبر حاصل کئے کیونکہ جوابات مین احادیث و آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے اسکی علمیت قابل تعریف ہے" یہہ ریمارک میرے لئے اور میری قوم کے لئے جسقدر مسرت افزا ہے اسکا اندازہ کچھ سہل نہین ہے یہ خوشی اور بھی بڑھ جاتی ہے جب مین کالج کے سابق نتیجہ امتحان مین ایسا ریمارک کسی طالب علم کے متعلق نہین پاتا۔ قوم کو معلوم رہے کہ قادیان سکول کی مذہبی اور دینی تعلیم کی عظمت کا یہہ کوئی چھوٹا سا ثبوت نہین کہ علی گڈھ جیسے کالج مین سب سے اول اپنی جماعت مین اور رتبہ اعلیٰ تعریف کے لحاظ سے کل کالج مین اول نمبر رہنے والا ایک قادیانی سکول کا سابق طالب علم ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ

چشمۂ مسیحی کا بقیہ

[illegible] استعارہ کے رنگ میں بیان ہوا اور یہ کہ خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرایا تو اسکی کیوں تعجب ہوا جبکہ قرآن شریف بجائے خود بار بار بیان کر چکا ہے کہ ہارون نبی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا اور یہ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ تھی جو چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی تو پھر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان واقعات سے بے خبر ہے اور نعوذ باللہ اس نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھہرانے میں غلطی کی ہے۔ کس درجہ کے خبیث طبع یہ لوگ ہیں کہ بیہودہ اعتراض کر کے خوش ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہو جس کا نام ہارون ہو۔ عدم علم سے عدم شے تو لازم نہیں آتا مگر یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انجیل کسقدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔ دیکھو یہ کسقدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تھا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے۔ لیکن جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اگر درحقیقت معجزہ کے طور پر یہ حمل تھا تو کیوں وضع حمل تک صبر نہیں کیا گیا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ عہد تو یہ تھا کہ مریم مدت العمر ہیکل کی خدمت میں رہے گی پھر کیوں عہد شکنی کر کے اور اسکو خدمت بیت المقدس سے الگ کر کے یوسف نجار کی بیوی بنایا گیا۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ توریت کے رو سے یہ حرام اور ناجائز تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔ پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح عین حمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا اور اسکی پہلی بیوی بھی موجود تھی وہ لوگ جو تعدد ازدواج سے منکر ہیں شاید ان کو یوسف کے اس نکاح کی اطلاع نہیں۔ غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے اور جیسا کہ اکثر برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت آدم بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی انکی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر [illegible] بعض قویٰ سے محروم ہونے پر [illegible]

دلالت کرتا ہے۔ القصّہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی افسوس اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلق کے شبہات شائع کئے پس اگر کوئی اعتراض قابل حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا ہارون بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔ قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ ہارون نبی کی مریم ہمشیرہ تھی صرف ہارون کا نام ہے نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ نبیوں کے نام تبرک کے طور پر رکھے جاتے تھے سو قرین قیاس ہے کہ مریم کا کوئی بھائی ہوگا جس کا نام ہارون ہوگا اور اس بیان کو محل اعتراض سمجھنا سراسر حماقت ہے۔

اور قصّہ اصحاب کہف وغیرہ اگر یہودیوں اور عیسائیوں کی پہلی کتابوں میں بھی ہو اور اگر فرض کر لیں کہ وہ لوگ ان قصّوں کو ایک فرضی قصّے سمجھتے ہوں تو اس میں کیا حرج ہے آپ کو یاد رہے کہ ان لوگوں کی مذہبی اور تاریخی کتابیں اور خود انکی آسمانی کتابیں تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ یورپ میں ان کتابوں کے بارے میں آج کل کسقدر ماتم ہو رہا ہے اور سلیم طبیعتیں خود بخود اسلام کی طرف آتی جاتی ہیں اور بڑی بڑی کتابیں اسلام کی حمایت میں تالیف ہو رہی ہیں۔ چنانچہ کئی انگریز امریکہ وغیرہ ممالک کے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں آخر جھوٹ کب تک چھپا رہے۔ پھر سوچنے کا مقام ہے کہ وحی الہٰی کو ایسی کتابوں کی اقتباس کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ خوب یاد رکھو کہ یہ لوگ اندھے ہیں اور ان کی تمام کتابیں اندھی ہیں۔ تعجب کہ جس حالت میں قرآن شریف ایسے جزیرہ میں نازل ہوا جس کے لوگ عموماً عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بے خبر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود اُمّی تھے تو پھر یہ تہمتیں آنجناب پر لگانا ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے بالکل بے خوف ہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض ہو سکتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ پر کسقدر اعتراض ہوں گے جنہوں نے ایک اسرائیلی فاضل سے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا اور یہودیوں کی تمام کتابوں طالمود وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اور جنکی انجیل درحقیقت بائبل اور طالمود کی عبارتوں سے ایسی پُر ہے کہ ہم لوگ محض قرآن شریف کے ارشاد کی وجہ سے انپر ایمان لاتے ہیں ورنہ انجیل کی نسبت بڑے شبہات پیدا ہوتے ہیں اور افسوس کہ انجیلوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو [illegible] پہلی کتابوں میں موجود نہیں۔ اور پھر

اگر قرآن نے بائبل کی متفرق سچائیوں اور صداقتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تو اس میں کونسا استبعاد عقلی ہوا اور کیا غضب آ گیا۔ کیا آپ کے نزدیک یہ محال ہے کہ یہ تمام قصّے قرآن شریف کے بذریعہ وحی کے لئے گئے ہیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صاحب وحی ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت ہے اور آپ کی نبوّت حقّہ کے انوار و برکات ابتک ظہور میں آ رہے ہیں۔ تو کیونکر شیطانی وساوس دل میں داخل کئے جاویں کہ نعوذ باللہ قرآن شریف کا کوئی قصّہ کسی پہلی کتاب یا کتبہ سے نقل کیا گیا ہے۔ کیا آپ کو خدا تعالےٰ کے وجود میں کچھ شک ہے یا آپ اوس کو علم غیب پر قادر نہیں جانتے۔ اور میں بیان کر چکا ہوں کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا کسی کتاب کو اصلی قرار دینا اور کسی کو فرضی سمجھنا یہ سب بے بنیاد خیالات ہیں کسی نے اصلی کی اصلیت کا ملاحظہ کیا اور نہ کسی نے کسی جعل ساز کو پکڑا۔ اسکی نسبت خود یورپ کے محققین کی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں ایک اندھی قوم ہے جن میں ایمانی روشنی باقی نہیں رہی اور عیسائیوں پر تو نہایت ہی افسوس ہے جنہوں نے طبعی اور فلسفہ پڑھ کر ڈبو دیا۔ ایک طرف تو آسمانوں کے منکر ہیں اور ایک طرف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھاتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ اگر یہود کی پہلی کتابیں سچی ہیں تو اون کی بنا پر حضرت عیسیٰ کی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی مثلاً سچے مسیح موعود کے لئے جس کا حضرت عیسےٰ کو دعویٰ ہے ملاکی نبی کی کتاب کے رو سے یہ ضروری تھا کہ اوس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آتا مگر الیاس تو اب تک نہ آیا۔ درحقیقت یہودیوں کی طرف سے یہ بڑی حجت ہے جس کا جواب حضرت عیسےٰ صفائی سے نہیں دے سکے۔ یہ قرآن شریف کا حضرت عیسےٰ پر احسان ہے جو اون کی نبوت کا اعلان فرمایا اور کفارہ کا مسئلہ تو حضرت عیسیٰ نے آپ رد کر دیا ہے۔ جبکہ کہا کہ میری یونس نبی کی مثال ہے جو تین دن زندہ مچھلی کے پیٹ میں رہا اب اگر حضرت عیسےٰ درحقیقت صلیب پر مر گئے تھے تو اون کو یونس سے کیا مشابہت اور یونس کو اون سے کیا نسبت۔ اس تمثیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ صلیب پر مرے نہیں۔ صرف یونس کی طرح بیہوش ہو گئے تھے۔ اور نسخہ مرہم عیسیٰ جو قریباً تمام طبّی کتابوں میں پایا جاتا ہے اس کے عنوان میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسےٰ کے لئے طیار کیا گیا تھا یعنی اون کی چوٹوں کے لئے جو صلیب پر آئی تھیں۔ اگر در خانہ کس است ہمین قدر بس است۔

خاتمہ رسالہ نجات حقیقی کے بیان میں

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس رسالہ کے اخیر میں نجات حقیقی کا کچھ ذکر کیا جائے۔ کیونکہ تمام اہل مذاہب کا کسی مذہب کی پیروی سے یہی مدعا اور مقصد ہے کہ نجات حاصل ہو مگر افسوس کہ اکثر لوگ نجات کے حقیقی معنوں سے بیخبر اور غافل ہیں۔ عیسائیوں کے نزدیک نجات کے یہ معنے ہیں کہ گناہ کے مواخذہ سے رہائی ہو جاوے۔ لیکن دراصل نجات کے یہ معنے نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ ایک شخص نہ زنا کرے نہ چوری کرے نہ جھوٹی گواہی نہ خون کرے اور نہ کسی اور گناہ کا جہانتک اسکو علم ہے ارتکاب کرے۔ اور باایں ہمہ نجات کی کیفیت سے بے نصیب اور محروم ہو۔ کیونکہ دراصل نجات اوس دائمی خوشحالی کے حصول کا نام ہے جسکی بھوک اور پیاس انسانی فطرت کو لگا دی گئی ہے جو محض خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت اور اوس کی پوری معرفت اور اوس کے پورے تعلّق کے بعد حاصل ہوتی ہے جس میں شرط ہے کہ دونوں طرف سے محبت جوش مارے لیکن بسا اوقات انسان اپنی غلط کاریوں سے ایسی چیزوں میں اپنی اوس خوشحالی کو طلب کرتا ہے کہ جن سے آخر کار تکلیف اور ناخوشی اور بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ دنیا کی نفسانی عیاشیوں میں اُس خوشحالی کو طلب کرتے ہیں۔ اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھکر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور آخر کار سکتہ۔ فالج۔ رعشہ۔ اور کزاز اور یا انتڑیوں یا جگر کے پھوڑوں میں مبتلا ہو کر اور یا آتشک اور سوزاک کی قابل شرم مرض سے اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں۔ اور بباعث اس کے کہ انکی قوتیں قبل از وقت تحلیل ہو جاتی ہیں اسلئے وہ طبعی عمر سے بھی بے نصیب رہتے ہیں اور انجام کار اونکو اس بات کا پتہ لگ جاتا ہے کہ جن چیزوں کو انہوں نے اپنی خوشحالی کا ذریعہ سمجھا تھا دراصل وہی چیزیں انکی ہلاکت کا موجب تھیں اور بعض لوگ دنیوی عزت اور ناموری کے بڑھانے اور مراتب مناصب کے طلب کرنے میں اپنی خوشحالی دیکھتے ہیں اور اپنی زندگی کے اصل مطلب سے ناآشنا رہتے ہیں لیکن آخر کار وہ بھی حسرت سے مرتے ہیں۔ اور بعض اسی خواہش سے دنیا کا مال اکٹھا کرتے رہتے ہیں کہ شاید اسی میں خوشحالی پیدا ہو مگر انجام یہ ہوتا ہے کہ اس اپنے تمام اندوختہ کو چھوڑ کر بڑے درد اور دکھ کے ساتھ اور بڑی تلخیوں کے ساتھ موت کا پیالہ پیتے ہیں۔ سو طالب حق

کے لئے جو قابل غور سوال ہے وہ یہی سوال ہے کہ سچی خوشحالی کیونکر حاصل ہو جو دائمی مسرت اور خوشی کا موجب ہو اور درحقیقت سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ وہ اس خوشحالی تک پہنچا دے۔ سو ہم قرآن شریف کی ہدایت سے اس دقیق در دقیق نکتہ تک پہنچتے ہیں کہ وہ ابدی خوشحالی خداتعالےٰ کی صحیح معرفت اور پھر اوس یگانہ کی پاک اور کامل اور ذاتی محبت اور کامل ایمان میں ہے جو دل میں عاشقانہ بیقراری پیدا کرے۔ یہ چند لفظ کہنے کو تو بہت تھوڑے ہیں لیکن ان کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔

یاد رہے کہ صحیح معرفت حضرت عزّت جلشانہٗ کی کئی نشانیاں ہیں آنمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکی قدرت اور توحید اور علم اور ہر ایک خوبی اور صفت پر کوئی داغ نقص کا نہ لگایا جائے۔ کیونکہ جس ذات کا ذرّہ ذرّہ پر حکم ہے اور جس کے تصرّف میں تمام فوجیں روحوں کی اور تمام ہیکل زمین و آسمان کی ہے وہ اگر اپنی قدرتوں اور حکمتوں اور قوّتوں میں ناقص ہو تو اس عالم جسمانی اور روحانی کا کام چل ہی نہیں سکتا۔ اگر نعوذ باللہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ذرّات اور اون کی تمام طاقتیں اور ارواح اور انکی تمام قوّتیں خود بخود ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ خداتعالےٰ کا علم اور توحید اور قدرت تینوں ناقص ہیں وجہ یہ کہ اگر تمام ارواح اور ذرّات خداتعالےٰ کے ہاتھ سے پیدا شدہ نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں اس بات کا یقین ہو کہ خداتعالےٰ کو انکے اندرونی حالات کا علم ہے اور جبکہ اس کے علم پر کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ اس کے برخلاف دلیل قائم ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہماری طرح خداتعالےٰ بھی ان چیزوں کی اصل کنہ سے بیخبر ہے اور اسکا علم انکے پوشیدہ در پوشیدہ اسرار پر محیط نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جیسے مثلاً ایک دوا اپنے ہاتھ سے طیار کی جاتی ہے یا اپنی نظر کے سامنے ایک شربت یا گولیاں یا چند دواؤں کا عرق طیار کیا جاتا ہے تو بوجہ اسکے کہ ہم خود اوس نسخہ کے بنانے والے ہیں ہمیں ان تمام دواؤں کا پورا علم ہوتا ہے اور ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ فلان فلان دوا ہے اور فلان فلان وزن کے ساتھ اس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے۔ لیکن اگر کوئی عرق یا گولیاں یا شربت ایسا مجہول الکنہ ہو جسکو ہم نے بنایا نہیں اور نہ ہم ان اجزا کو جدا جدا کر سکتے ہیں تو ہم ضرور ان دواؤں سے بیخبر ہونگے۔ اور یہ بات تو بدیہی ہے کہ اگر خداتعالےٰ کو ذرّات اور ارواح کا بنانے والا مان لیا جائے تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ بالضرور خداتعالےٰ کو ان تمام ذرّات اور ارواح کی پوشیدہ قوّتوں اور طاقتوں کا علم بھی ہے اور اسپر دلیل یہ ہے کہ وہ خود ان قوّتوں اور طاقتوں کا بنانیوالا ہے اور بنانیوالا اپنی بنائی ہوئی چیز سے بیخبر نہیں ہوتا لیکن اگر یہ صورت ہو کہ وہ ان قوّتوں اور طاقتوں کا بنانے والا نہیں ہے تو کوئی برہان اسپر قایم نہیں ہو سکتی کہ اوس کو ان تمام قوّتوں اور طاقتوں کا علم بھی ہے اگر تم بغیر دلیل کے کہو۔ کہ اوس کو علم ہے تو یہ ایک تحکم ہے اور محض ایک دعویٰ ہے لیکن جیسا کہ یہ دلیل ہمارے ہاتھ میں ہے کہ بنانیوالا ضرور اپنی بنائی ہوئی چیز کا علم رکھتا ہے اس کے مقابل پر کونسی دلیل آپکے ہاتھ میں ہے کہ جو چیزیں اپنے ہاتھ سے خداتعالےٰ نے بنائی نہیں اس کو انکی تمام پوشیدہ قوّتوں اور طاقتوں کا علم ہے کیونکہ وہ چیزیں خداتعالےٰ کے وجود کا عین تو نہیں تا جیسا کہ اپنے وجود پر اطلاع ہوتی ہے انپر بھی اطلاع ہو بلکہ وہ تمام چیزیں آریہ سماج کے اعتقاد کے رو سے اپنے اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہیں اور آپ ہی انادی اور قدیم ہیں اور بوجہ غیر مخلوق اور قدیم ہونیکے پرمیشر سے ایسی بے تعلق ہیں کہ اگر انکی پرمیشر کا مرنا بھی فرض کر لیں تو ان چیزوں کا کچھہ بھی حرج نہیں کیونکہ جس حالت میں پرمیشر ان قوّتوں اور طاقتوں کا پیدا کرنیوالا نہیں تو وہ چیزیں اپنی بقا میں بھی پرمیشر کی محتاج نہیں جیسا کہ اپنے پیدا ہونے میں محتاج نہیں۔ اور خداتعالےٰ کے دو نام ہیں ایک حیّ دوسرا قیّوم حیّ کے یہ معنے ہیں کہ خود بخود زندہ اور دوسری چیزوں کو زندگی بخشنے والا۔ اور قیّوم کے یہ معنے ہیں کہ اپنی ذات میں آپ قائم اور اپنی پیدا کردہ چیزوں کو اپنے سہارے سے باقی رکھنے والا۔ پس خداتعالےٰ کے نام قیّوم سے وہ چیز فائدہ اٹھا سکتی ہے جو پہلے اس سے اس کے نام حیّ سے فائدہ اٹھا چکی ہو کیونکہ خداتعالےٰ اپنی پیدا کردہ چیزوں کو سہارا دیتا ہے نہ ایسی چیزوں کو جنکے وجود اور ہستی کو اسکا ہاتھ ہی نہیں چھوا پس جو شخص خداتعالےٰ کو حیّ یعنی پیدا کرنیوالا مانتا ہے اسی کا حق ہے کہ اوسکو قیوم بھی مانے یعنی اپنی پیدا کردہ کو اپنی ذات سے سہارا دینے والا۔ لیکن جو شخص خداتعالیٰ کو حیّ یعنی پیدا کرنے والا نہیں جانتا اس کا حق نہیں ہے کہ اس کی نسبت یہ اعتقاد رکھے کہ وہ اون چیزوں کو انکے رہنے میں سہارا دینے والا ہے۔ کیونکہ سہارا دینے کے یہ معنے ہیں کہ اگر اوس کا سہارا نہ ہو تو وہ چیزیں معدوم ہو جائیں۔ اور ظاہر ہے کہ جن چیزوں کا اسکی طرف سے وجود نہیں وہ چیزیں اپنے بقائے وجود میں اسکی محتاج بھی نہیں ہو سکتیں اور اگر وہ بقائے وجود میں محتاج ہیں تو اس وجود کی پیدائش میں بھی محتاج ہیں غرض خداتعالےٰ کے یہ دونوں اسم حیّ و قیوم اپنی تاثیر میں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں کبھی علیحدہ علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ پس جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا روحوں اور ذرّات کا پیدا کرنے والا نہیں وہ اگر عقل اور سمجھ سے کچھہ کام لیں تو اون کو اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ خداتعالےٰ ان چیزوں کا قیوم بھی نہیں یعنی وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ خداتعالیٰ کے سہارے سے ذرّات یا ارواح پیدا ہوئے ہیں بلکہ خداتعالےٰ کے سہارے کی وہ چیزیں محتاج ہیں جو اوسکی پیدا کردہ ہیں غیر کو جو اپنے وجود میں اس کا محتاج نہیں اوس کے سہارے کی کیوں حاجت پڑ گئی۔ یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ اور ہم ابھی یہ بھی لکھہ چکے ہیں کہ اگر ذرّات اور ارواح کو قدیم سے انادی اور خود بخود مانا جائے تو اس بات پر کوئی دلیل قایم نہیں ہو سکتی کہ خداتعالےٰ کو اون کے پوشیدہ خواص اور دقیق در دقیق طاقتوں اور قوتوں کا علم ہے اور یہ کہنا کہ چونکہ وہ انکا پرمیشر ہے اس لئے اسکو انکے پوشیدہ خواص اور طاقتوں کا علم ہے یہ صرف ایک دعوےٰ ہے جسپر کوئی دلیل نہیں کی گئی اور کوئی برہان پیش نہیں کی گئی اور نہ کوئی رشتہ عبودیت اور الوہیت کا ثابت کیا گیا بلکہ وہ اون کا پرمیشر ہی نہیں بہلا جس کا کوئی رشتہ خالق ہونے کا ذرّات اور روحوں سے نہیں وہ اونکا پرمیشر کاہے کا ہوا اور کن معنوں سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ روحوں اور ذرّات کا پرمیشر ہے۔ اور یہ اضافت کس بنا پر ہو سکتی ہے کہ خدا روحوں اور ذرّات کا پرمیشر ہے یا تو اضافت ملک کی ہوتی ہے جیسے کہا جائے کہ غلام زید۔ یعنی زید کا غلام سو مملوک ہونے کی کوئی وجوہ چاہئیں اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں آزاد چیزوں کو جو اپنے قویٰ قدیم سے آپ رکھتی ہیں پرمیشر کی بلا وجہ ملک قرار دیا جائے۔ اور یا اضافت کسی رشتہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا جائے کہ پسر زید لیکن جبکہ ارواح اور ذرّات کا پرمیشر کے ساتھہ کوئی رشتہ عبودیت اور ربوبیت نہیں۔ تو یہ اضافت بھی ناجائز ہے۔ اور اس حالت میں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایسے بے تعلق روحوں کے لئے نہ تو پرمیشر کا وجود کچھہ مفید ہے اور نہ اوس کا عدم کچھہ مضر ہے بلکہ ایسی حالت میں نجات جس کو آریہ سماج والے مکتی کہتے ہیں بالکل غیر ممکن اور ممتنع امر ہے۔ کیونکہ نجات کا تمام مدار خداتعالےٰ کی محبت ذاتیہ پر ہے اور محبت ذاتیہ اوس محبت کا نام ہے جو روحوں کی فطرت میں خداتعالےٰ کیطرف سے مخلوق ہے۔ پھر جس حالت میں ارواح پرمیشر کی مخلوق ہی نہیں ہیں تو پھر اون کی فطرتی محبت پرمیشر سے کیونکر ہو سکتی ہے اور کب اور کسوقت پرمیشر نے اون کی فطرت کے اندر ہاتھہ ڈالکر یہ محبت اوس میں رکھہ دی۔ یہ تو غیر ممکن ہے وجہ یہ کہ فطرتی محبت اوس محبت کا نام ہے۔ جو فطرت کے ساتھہ ہمیشہ سے لگی ہوئی ہو۔ اور پیچھے سے لاحق نہ ہو۔ جیسا کہ اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ اوسکا یہ قول ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى یعنی میں نے روحوں سے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پیدا کنندہ نہیں ہوں تو روحوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ انسانی روح کی فطرت میں یہ شہادت موجود ہے کہ اوس کا خدا پیدا کنندہ ہے۔ پس روح کو اپنے پیدا کنندہ سے طبعًا و فطرتًا محبت ہے اس لئے کہ وہ اسی کی پیدا کردہ ہے اور اسی کیطرف اس دوسری آیت میں اشارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا۔

یعنی روح کا خدائے واحد لاشریک کا طلبگار ہونا اور بغیر خدا کے وصال کے کسی چیز سے سچی خوشحالی نہ پانا یہ انسانی فطرت میں داخل ہے یعنی خدا نے اس خواہش کو انسانی روح میں پیدا کر رکھا ہے جو انسانی روح کسی چیز سے تسلی اور سکینت بجز وصال الٰہی کے نہیں پا سکتی اگر انسانی روح میں یہ خواہش موجود ہے تو ضرور ماننا پڑتا ہے کہ روح خدا کی پیدا کردہ ہے جس میں اس نے یہ خواہش ڈال دی مگر یہ خواہش تو درحقیقت انسانی روح میں موجود ہے اس سے ثابت ہوا کہ انسانی روح درحقیقت خدا کی پیدا کردہ ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر دو چیزوں میں کوئی ذاتی تعلق درمیان ہو اوسی قدر اون میں اوس تعلق کی وجہ سے محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ماں کو اپنے بچّہ سے محبت ہوتی ہے۔ اور بچّہ کو اپنی ماں سے کیونکہ وہ اوس کے خون سے پیدا ہوا ہے۔ اور اوس کے رحم میں پرورش پائی ہے۔ پس اگر روحوں کو خداتعالےٰ کے ساتھہ کوئی تعلق پیدائش کا درمیان نہیں اور وہ قدیم سے خود بخود ہیں۔ تو عقل قبول نہیں کر سکتی کہ اون کی فطرت میں خداتعالےٰ کی محبت ہو۔ اور جب اون کی فطرت میں پرمیشر کی محبت نہیں تو وہ کسی طرح نجات پا ہی نہیں سکتیں۔

اصل حقیقت اور اصل سرچشمہ نجات کا محبت ذاتی ہے جو وصال الٰہی تک پہنچاتی ہے - وجہ یہ کہ کوئی محبّ اپنے محبوب سے جدا نہیں رہ سکتا اور چونکہ خدا خود نُور ہے اس لئے اوس کی محبّت سے نُور نجات پیدا ہو جاتا ہے - اور وہ محبّت جو انسان کی فطرت میں ہے خداتعالےٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اسی طرح خداتعالےٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبّت ذاتی مین ایک خارق عادت جوش بخشتی ہے اور ان دونوں محبّتون کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نور پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بات کہ دونوں محبّتون کا باہم ملنا ضروری طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہے کہ ایسے انسان کا انجام فنا فی اللہ ہو اور خاکستر کی طرح یہ وجود ہو کر (جو حجاب ہے) سراسر عشق الٰہی مین روح غرق ہو جائے - اسکی مثال وہ حالت ہے کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے تو اوس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یکدفعہ باہر آجاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے پس دراصل یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ اور دونون کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے جسکے بغیر سلوک تمام نہین ہو سکتا یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکون کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اور جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے - اسی فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے - اسی کی طرف اس آیت مین اشارہ ہے صراط الذین انعمت علیھم اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر - اور یہ عشق الٰہی کا آخری نتیجہ ہے جس سے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور موت سے نجات ہوتی ہے - ہمیشہ کی زندگی بجز خداتعالےٰ کے کسی کا حق نہین وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے پس انسانون مین سے اسی انسان کو یہ جاودانی زندگی ملتی ہے جو غیرون کی محبّت سے اپنا تعلق توڑ کر اور اپنی محبت ذاتی کے ساتھ خداتعالےٰ مین فنا ہو کر ظلی طور پر اس سے حیات جاودانی کا حصہ لیتا ہے اور ایسے شخص کو مُردہ کہنا ناروا ہے کیونکہ وہ خدا مین ہو کر زندہ ہو گیا - مردے وہ لوگ ہین جو خدا سے دور رہ کر مر گئے - پس سخت کافر اور بیدین اور مشرک وہ لوگ ہین جو بغیر پانے محبت ذاتی اور وصال الٰہی کے تمام ارواح کی نسبت انادی اور قدیم زندگی کے قائل ہین بلکہ حق تو یہ ہے کہ کسی چیز کی بجز خدا کے کوئی ہستی نہین محض خدا ہے جس کا نام ہست ہے پھر اوس کے زیر سایہ ہو کر اور اوس کی محبت مین محو ہو کر اصفیا کی روحین حقیقی زندگی پاتی ہین اور اوس کے وصال کے بغیر زندگی حاصل نہین ہو سکتی اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ قرآن شریف مین کافرون کا نام مردے رکھتا ہے - اور دوزخیون کی نسبت فرماتا ہے اِنَّہٗ مَن یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَہَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْہَا وَلَا یَحْیٰی - یعنے جو شخص مجرم ہونے کی حالت مین اپنے رب کو ملیگا اوس کے لئے جہنم ہے نہ اوس مین مریگا نہ زندہ رہیگا یعنی اس لئے نہین مریگا کہ دراصل وہ تعبّد ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے - لہذا اسکا وجود ضروری ہے اور اسکو زندہ بھی نہین کہہ سکتے کیونکہ حقیقی زندگی وصال الٰہی سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی زندگی عین نجات ہے اور وہ بجز عشق الٰہی اور وصال حضرت عزّت کے حاصل نہین ہو سکتی اگر غیر قومون کو حقیقی زندگی کی فلاسفی معلوم ہوتی تو وہ کبھی دعویٰ نہ کرتے کہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے اپنا وجود رکھتی ہین اور حقیقی زندگی سے بہرہ ور ہین - اصل بات یہ ہے کہ یہ علوم آسمانی ہین اور آسمان سے ہی نازل ہوتے ہین اور آسمانی لوگ ہی اون کی حقیقت کو جانتے ہین اور دنیا اون سے بے خبر ہے -

اب ہم پھر اصل مضمون کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہین کہ چشمہ نجات ابدی کا وصال الٰہی ہے اور وہی نجات پاتا ہے کہ جو اوس چشمہ سے زندگی کا پانی پیتا ہے اور وہ وصال میسّر نہین آسکتا جبتک کہ کامل معرفت اور کامل محبّت اور کامل صدق اور کامل ایمان نہ ہو اور کمال معرفت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ خداتعالےٰ کے علم کامل پر کوئی داغ نہ لگایا جائے - اور ابھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ جو لوگ روحون اور ذرّات اجسام کو انادی اور قدیم جانتے ہین وہ خداتعالےٰ کو کامل طور پر عالم الغیب نہین سمجھتے اسی وجہ سے فلاسفہ ضالہ یونان کے جو روحون کو انادی اور قدیم سمجھتے تھے یہ عقیدہ رکھتے تھے جو خداتعالےٰ کو جزئیات کا علم نہین کیونکہ جس حالت مین ارواح اور ذرّات عالم قدیم اور انادی اور خود بخود ہین اور اُن کے وجود خداتعالےٰ کیطرف سے نہین ہین تو کوئی دلیل اس پر قایم نہین ہو سکتی کہ اون کی دقیق در دقیق طاقتون اور قوتون اور پوشیدہ اسرار کا خدا کو علم ہو - یہ تو ظاہر ہے کہ وہ علم کامل جو اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزون کے پوشیدہ حالات کی نسبت مع تمام کیفیات اور تفاصیل کے ہو سکتا ہے اس کے برابر ممکن نہین کہ دوسری چیزون کے پوشیدہ حالات بتمام و کمال معلوم ہو سکین بلکہ دوسرے علوم مین خطا اور غلطی کا احتمال رہ سکتا ہے - پس اس جگہ روحون اور ذرّات کے انادی اور قدیم کہنے والون کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ علم ارواح اور ذرّات کا جو خدا کی شان کے مناسب حال ہو - یعنی جیسا کہ خدا کامل ہے وہ علم بھی کامل ہو اس عقیدہ کے رُو سے (جو روحون اور ذرّات کو قدیم اور انادی جاننے کا عقیدہ ہے) اُنکے پرمیشر کو حاصل نہین اور اگر کوئی کہے کہ حاصل ہے تو یہ بار ثبوت اُسکے ذمہ ہے کہ دلیل واضح سے اسکو ثابت کرے نہ محض دعوے سے ظاہر ہے - کہ جس حالت مین روحین قدیم سے خود بخود اور اپنے وجود کی آپ خدا ہین تو اس صورت مین گویا وہ تمام روحین کسی علیحدہ محلہ مین مستقل قبضہ کے ساتھ رہتی ہین اور پرمیشور علیحدہ رہتا ہے کوئی تعلق درمیان نہین اور اس امر کی وجہ کچھ نہین بتلا سکتے کہ تمام روحین اور تمام ذرّات باوجود انادی اور قدیم اور خود بخود ہونیکے پرمیشر کے ماتحت کیونکر ہو گئین کیا کسی لڑائی اور جنگ کے بعد یہ صورت ظہور مین آئی یا خود بخود روحون نے کچھ مصلحت سوچکر اطاعت قبول کر لی اور بموجب اون کے عقیدہ کے پرمیشر دیالو اور دنیا کاری تو ضرور ہے مگر پھر بھی نہ وہ رحم کرتا ہے نہ انصاف کیونکہ وہ محض اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے مکتی یافتہ روحون کو ہمیشہ کے لئے نجات نہین دیتا - وجہ یہ اگر ہمیشہ کے لئے روحون کو نجات دیدے تو اس سے لازم آتا ہے کہ کسی وقت تمام روحین نجات پاکر بار بار دنیا مین آنے سے فراغت پا جائین - اور پرمیشر کی یہ خواہش ہے کہ دنیا کا سلسلہ بھی جاری رہے تا اوس کی حکومت کی رونق بنی رہے اس لئے وہ کسی روح کو ہمیشہ کی نجات دینا ہی نہین چاہتا بلکہ گو کوئی روح اوتار یا رشی یا سدھ کے درجہ تک بھی پہنچ گئی ہو پھر بھی بار بار اوسکو اواگون کے چکر مین ڈالتا ہے - مگر کیا ہم خداوند قادر اور کریم کیطرف ایسے صفات رذیلہ منسوب کر سکتے ہین کہ ہمیشہ وہ اپنے بندون کو دکھ دینے میں خوش ہوتا ہے مگر کبھی ابدی آرام اونکو دینا نہین چاہتا خداے قدوس اور پاک کی نسبت اسقدر بخل منسوب نہین کر سکتا - افسوس ایسے بخل کی تعلیم عیسائیون کی کتابون مین بھی پائی جاتی ہے - وہ اس بات کے قائل ہین کہ جو شخص عیسےٰ کو خدا نہین کہے گا - وہ جاودانی جہنم مین پڑے گا - مگر خداتعالےٰ نے ہمین یہ تعلیم نہین دی بلکہ وہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ کفّار ایک مدت دراز تک عذاب مین رہ کر آخر وہ خداتعالےٰ کے رحم سے کچھ حصّہ لین گے جیسا کہ حدیث مین بھی ہے یاتی علی جہنم زمان لیس فیھا احد ونسیم الصبا تحرک ابوابھا یعنی جہنّم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس مین کوئی بھی نہین ہوگا اور نسیم صبا اوس کے کواڑ ہلائیگی - اسی کے مطابق قرآن شریف مین یہ آیت ہے اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّکَ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ یعنے دوزخی دوزخ مین ہمیشہ رہین گے لیکن جب خدا چاہے گا تو اونہین دوزخ سے مخلصی دیگا کیونکہ تیرا رب جو چاہتا ہے کر سکتا ہے - یہ تعلیم خداتعالےٰ کی صفات کاملہ کی مطابق ہے - کیونکہ اس کی صفات جلالی بھی ہین اور جمالی بھی - اور وہی زخمی کرتا ہے اور وہی مرہم لگاتا ہے * اور یہ بات نہایت نامعقول اور خدائے عزّوجلّ کے صفات کاملہ کے برخلاف ہے کہ دوزخ مین ڈالنے کے بعد ہمیشہ اوس کی صفات قہریہ ہی جلوہ گر ہوتی رہین - اور کبھی صفت رحم اور عفو کی جوش نہ مارے - اور صفات کرم اور رحم کے ہمیشہ کے لئے معطل کی طرح رہین - بلکہ جو کچھ خداتعالےٰ نے اپنی کتاب عزیز مین فرمایا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مدت دراز تک جس کو انسانی کمزوری کے مناسب حال استعارہ کے رنگ مین ابد کے نام سے موسوم کیا گیا ہے - دوزخی دوزخ مین رہین گے اور پھر صفت رحم اور کرم تجلی فرمائیگی اور خدا اپنا ہاتھ دوزخ مین ڈالے گا اور جسقدر خدا کی مٹھی مین آجائین گے سب دوزخ سے نکالے جائینگے + پس اس حدیث مین بھی آخر کار سب کی نجات کیطرف اشارہ ہے کیونکہ خدا کی مٹھی خدا کی طرح غیر محدود ہے جس سے کوئی بھی باہر نہین رہ سکتا -

---

* انسان چونکہ بوجہ اپنی بشریت کی کمزوری کے ایسے اعمال بجا نہین لا سکتا جن سے بے انتہا اور غیر محدود نعمتون کا استحقاق ہو جائے اور بغیر حصول اُن نعمتون کے سچّی اور حقیقی نجات پا ہی نہین سکتا اسلئے انسان جب اپنی قوت اور طاقت کے موافق مجاہدہ اور جب تپ کر لیتا ہے تب عنایت الٰہی اسکی کمزوری پر رحم کر کے محض فضل سے اسکی دستگیری کرتی ہے اور موہبت کے طور پر وصال الٰہی کا وہ انعام اس کو دیتی ہے جو پہلے اس سے راستبازون کو دیا گیا تھا - منہ

* یہ بات نہایت غیر معقول ہے کہ انسان ایسی ابدی سزا دی جائے کہ جیسا خدا ہمیشہ کے لئے ہے ایسا ہی خدا کی ابدیت کے موافق ہمیشہ دوزخی دوزخ مین رہین آخر ان کے قصورون مین خدا کی بھی دخل ہے کیونکہ اسی نے ایسی قوتین پیدا کین جو کمزور تھین پس دوزخیون کا حق ہے جو اوس کمزوری سے فائدہ اٹھاوین - جو اون کی فطرت کو خدا کی طرف سے ملی ہے - منہ

+ نجات سے یہ لازم نہین آتا کہ سب لوگ ایک مرتبہ پر ہو جائینگے بلکہ جن لوگون نے دنیا مین خدا کو اختیار کر لیا اور خدا کی محبت مین محو ہو گئے اور صراط مستقیم پر قایم ہو گئے اون کے خاص مراتب ہین دوسرے لوگ اوس مرتبہ تک ہرگز پہنچ نہین سکتے - منہ

یاد رہے کہ جس طرح ستارے ہمیشہ نوبت بنوبت طلوع کرتے رہتے ہین - اسی طرح خدا کے صفات بھی طلوع کرتے رہتے ہین - کبھی انسان خدا کے صفات جلالیہ اور استغناء ذاتی کی پرتوہ کے نیچے ہوتا ہے اور کبھی صفات جمالیہ کا پرتوہ اوسپر پڑتا ہے - اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

کل یوم ھو فی شان - پس یہ سخت نادانی کا خیال ہے کہ ایسا گمان کیا جائے کہ بعد اسکے کہ مجرم لوگ دوزخ مین ڈالے جائینگے - پھر صفات کرم اور رحم ہمیشہ کے لئے معطل ہو جائینگی - اور کبھی اون کی تجلّی نہین ہوگی - کیونکہ صفات الٰہیہ کا تعطّل ممتنع ہے - بلکہ حقیقی صفت خدا تعالےٰ کی محبّت اور رحم ہے اور وہی امّ الصفات ہے اور وہی کبھی انسانی اصلاح کے لئے صفات جلالیہ اور غضبیہ کے رنگ مین جوش مارتی ہے - اور جب اصلاح ہو جاتی ہے - تو محبت اپنے رنگ مین ظاہر ہو جاتی ہے اور پھر بطور موہبت ہمیشہ کے لئے رہتی ہین - خدا ایک چڑچڑہ انسان کی طرح نہین ہے جو خواہ نخواہ عذاب دینے کا شائق ہو - اور وہ کسی پر ظلم نہین کرتا بلکہ لوگ اپنے پر آپ ظلم کرتے ہین - اوس کی محبّت مین تمام نجات اور اوس کو چھوڑنے مین تمام عذاب ہے -

یہہ تو آریہ سماج والون کی خدادانی کی تعلیم ہے اور اوس تعلیم کے رو سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ ہر ایک جو خدا تعالےٰ کی جناب مین کوئی عزت پاتا ہے خواہ اوتار بن جاتا ہے یا رشی اور خواہ خود ایسا شخص جس پر وید نازل ہون - اوس کی عزت کسی بہرہ کے لائق نہین ہوتی بلکہ وہ ہزارہا مرتبہ عزت کی کرسی سے نیچے ڈالدیا جاتا ہے - اور یا تو وہ پرمیشر کا بڑا پیارا اور مقرب اور اوتار اور رشی اور ایسا ایسا تھا اور یا پھر آواگون کے چکّر مین آکر کوئی کیڑا مکوڑا بن جاتا ہے جاودانی نجات کبھی اس کو نصیب نہین ہوتی اسجگہ بھی مرنے کا دغدغہ پھر مرنے کے بعد دوبارہ آواگون کے عذاب کا دغدغہ - غرض یہ تو خدا تعالےٰ کا حق ادا کیا گیا ایک طرف تمام ارواح اور ذرّات قدیم اور خود بخود ہونے مین اوس کے شریک ٹہرائے گئے - اور دوسری طرف پرمیشر کو ایسا بخیل قرار دیا گیا کہ باوجودیکہ طاقت رکھتا ہے اور سرب شکتی مان ہے - مگر پھر بھی کسی کو نجات ابدی دینا نہیں چاہتا -

پھر انسانون کو پاک ہونے کے بارے مین جو کچھ ہمین [illegible] نے سکھلایا ہے - اوسکی تمام حقیقت [illegible] کی تعلیم سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے - جسکا [illegible]

کی خواہش سے کسی دوسرے مرد سے ہم بستر کرا سکتا ہے - اور جب تک وہ عورت اس [illegible] کام سے گیارہ بچے حاصل نہ کرلے وہ اوس بیگانہ شخص سے ہر روز ہم بستر رہ سکتی ہے - اب ہم اس جملہ معترضہ سے اپنے اصل مطلب کیطرف آتے ہین اور وہ یہ کہ آریون کے اصول کے مطابق اون کا پرمیشر عالم الغیب نہین ہو سکتا اور اون کے پاس پرمیشر کے عالم الغیب ہونے پر کوئی دلیل نہین -

ایسا ہی عیسائی عقیدہ کی رو سے خدا تعالیٰ عالم الغیب نہین ہے - کیونکہ جس حالت مین حضرت عیسےٰ کو خدا قرار دیا گیا ہے اور وہ خود اقرار کرتے ہین کہ مین جو خدا کا بیٹا ہون مجھے قیامت کا علم نہین پس اس سے بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خدا کو قیامت کا علم نہین کہ کب آئے گی -

پھر دوسری شاخ معرفت صحیح کی خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کا شناخت کرنا ہے - لیکن اس شاخ مین بھی آریہ سماج والے اور حضرت پادریان اپنے خدا پر داغ لگا رہے ہین -

آریہ سماج والے اس طرح سے کہ وہ اپنے پرمیشر کو روحون اور ذرّات عالم کے پیدا کرنے پر قادر ہی نہین جانتے اور نہ اس بات پر قادر سمجھتے ہین کہ اون کا پرمیشر کسی روح کو جاودانی مکتی دے سکے -

ایسا ہی حضرات پادری صاحبان بھی اپنے خدا کو قادر نہین سمجھتے - کیونکہ اون کا خدا اپنے مخالفون کے ہاتھ سے مارین کھاتا رہا - زندان مین داخل کیا گیا - کوڑے لگے - صلیب پر کھینچا گیا - اگر وہ قادر ہوتا تو اتنی ذلتین باوجود قادر ہونے کے ہرگز نہ اٹھاتا - اور نیز اگر وہ قادر ہوتا تو اس کے لئے کیا ضرورت تہی کہ اپنے بندون کو نجات دینے کے لئے یہ تجویز سوچتا کہ آپ مرجائے اور اس طریق سے بندے رہائی پاوین - جو شخص خدا ہو کر تین دن تک مرا رہا اسکی قدرت کا نام لینا ہی قابل شرم بات ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو تین دن تک مرا رہا لیکن اوس کے بندے تین دن تک بغیر خدا کے ہی جیتے رہے -

اور پھر ان لوگون کی توحید کا یہ حال ہے کہ آریہ سماج والے تو ذرّہ ذرّہ اور تمام ارواح کو خود بخود موجود ہونے مین اپنے پرمیشر کے شریک ٹھہراتے ہین اور اُن کے وجود اور بقاء کو محض انہین کی طاقت اور قوت کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہ محض شرک ہے -

رہے عیسائی سو اُن کا یہ حال ہے کہ وہ صریح توحید کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہین یعنی وہ تین خدا مانتے ہین یعنی باپ بیٹا روح القدس اور یہ جواب اون کا سراسر فضول ہے کہ ہم تین کو ایک جانتے ہین - ایسے بیہودہ جواب کو کوئی عاقل تسلیم نہین کر سکتا جبکہ یہ تینون خدا مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہین اور علیحدہ علیحدہ پورے خدا ہین تو وہ کونسا حساب ہے جس کے رو سے وہ ایک ہو سکتے ہین اس قسم کا حساب کس سکول یا کالج مین پڑھایا جاتا ہے کیا کوئی منطق یا فلاسفی سمجھا سکتی ہے کہ ایسے مستقل تین ایک کیونکر ہو گئے - اور اگر کہو کہ یہ راز ہے کہ جو انسانی عقل سے برتر ہے تو یہ دہوکہ دہی ہے کیونکہ انسانی عقل خوب جانتی ہے کہ اگر تین کو تین کامل خدا کہا گیا تو تین کامل کو بہرحال تین کہنا پڑیگا نہ ایک - اور اس تثلیث کے عقیدہ کو نہ صرف قرآن شریف رد کرتا ہے بلکہ توریت بھی رد کرتی ہے کیونکہ وہ توریت جو موسیٰ کو دیگئی تہی اس مین اس تثلیث کا کچھہ بہی ذکر نہین اشارہ تک نہین ورنہ ظاہر ہے کہ اگر توریت مین بھی ان خداؤن کی نسبت تعلیم ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تہا کہ یہودی اُس تعلیم کو فراموش کر دیتے کیونکہ اول تو یہودیون کو توحید کی تعلیم یاد رکھنے کے لئے سخت تاکید کی گئی تہی یہانتک کہ حکم تھا کہ ہر ایک یہودی اوس تعلیم کو حفظ کرلے اور اپنے گھر کے چوکٹہون پر اوسکو لکھہ چھوڑین اور اپنے بچون کو سکھا دین اور پھر علاوہ اس کے اُسی توحید کی تعلیم کے یاد دلانے کے لئے متواتر خدا تعالےٰ کے نبی یہودیون مین آتے رہے اور وہی تعلیم سکھلاتے رہے - پس یہ امر بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ یہودی لوگ باوجود اسقدر تاکید اور اسقدر تواتر انبیاء کے تثلیث کی تعلیم کو بھول جاتے اور بجائے اس کے توحید کی تعلیم اپنی کتابون مین لکھہ لیتے اور وہی بچّون کو سکھاتے اور آنیوالے صدہا نبی بھی اُسی توحید کی تعلیم کو دوبارہ تازہ کرتے - ایسا خیال تو سراسر خلاف عقل و قیاس ہے جیتے اس بارے مین خود کوشش کر کے بعض یہودیون سے حلفاً دریافت کیا تہا کہ توریت مین خدا تعالےٰ کے بارے مین آپ لوگون کو کیا تعلیم دی گئی تہی کیا تثلیث کی تعلیم دیگئی تہی - یا کوئی اور تو اون یہودیون نے مجھے خط لکھے جو اب تک میرے پاس موجود ہین اور ان خطوط مین بیان کیا کہ توریت مین تثلیث کی تعلیم کا نام و نشان نہین بلکہ خدا تعالےٰ کے بارہ مین توریت کی وہی تعلیم ہے جو قرآن کی تعلیم ہے - پس افسوس ہے ایسی قوم پر جو ایسے اعتقاد پر اڑی بیٹھی ہے کہ نہ تو وہ تعلیم توریت مین موجود ہے اور نہ قرآن شریف مین ہے - بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تثلیث کی تعلیم انجیل مین بھی جہان جہان تعلیم کا بیان ہے اُن تمام مقامات مین تثلیث کی نسبت اشارہ تک نہین بلکہ خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتی ہے چنانچہ بڑے بڑے معاند پادریون کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ انجیل مین تثلیث کی تعلیم نہین - اب یہ سوال ہوگا کہ عیسائی مذہب مین تثلیث کہان سے آئی اسکا جواب محقق عیسائیون نے یہ دیا ہے کہ یہ تثلیث یونانی عقیدہ سے لی گئی ہے یونانی لوگ تین دیوتاؤن کو مانتے تھے جیطرح ہندو ترے مورتی کے قائل ہین - اور جب پولوس نے یہودیون کی طرف رخ کیا اور چونکہ وہ یہ چاہتا تہا کہ کسی طرح یونانیون کو عیسائی مذہب مین داخل کرے اسلئے اُسنے یونانیون کے خوش کرنے کیلئے

٭ شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا اپنی قدرت کے نمونے ہمین دکھاتا ہے تا ہمیشہ ہمارا ایمان تازہ ہو جیسا کہ اس نے ۴ اپریل ۱۹۰۵ء زلزلہ سے پہلے چار دفعہ متفرق زمانون مین مجھے اپنی وحی کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ پنجاب مین ایک سخت زلزلہ آنیوالا ہے - سو وہ شدید زلزلہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو منگل کی صبح کو آگیا اور وہ موسم بہار تہا اور پھر اوس خدائے قادر نے مجھے اطلاع دی کہ پہر موسم بہار مین شدید زلزلہ آنیوالا ہے ہین سو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو عین موسم بہار مین ایک شدید زلزلہ آیا چنانچہ کوہ منصوری مین اسقدر اسکا صدمہ محسوس ہوا کہ لوگ بے حواس ہو گئے اور انہین ایام مین امریکہ کے بعض حصون مین ہی ایک شدید زلزلہ آیا جس سے کئی شہر ہلاک ہو گئے پس خدا درحقیقت وہی خدا ہے جو اب بھی اپنی وحی کے ذریعہ اپنی زندہ قدرتین ہم پر ظاہر کرتا ہے

٭ وہ اعتقاد جو قرآن شریف نے سکھلایا ہے یہ ہے کہ جیسا خدا نے ارواح کو پیدا کیا ہے ایسا ہی وہ اون کے معدوم کرنے پر بھی قادر ہے اور انسانی روح اسکی موہبت اور فضل سے ابدی حیات پاتی ہے نہ اپنی ذاتی قوت سے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے خدا کی پوری محبت اور پوری اطاعت اختیار کرتے ہین اور پورے صدق اور وفاداری سے اُسکے آستانہ پر جھکتے ہین اونکو خاص طور پر ایک کامل زندگی بخشی جاتی ہے اور اونکی فطرتی حواس مین بھی بہت تیزی عطا کیجاتی ہے اور اُنکی فطرت کو ایک نور بخشا جاتا ہے جس نور کیوجہ سے ایک فوق العادت روحانیت اونمین جوش مارتی ہے اور تمام روحانی طاقتین جو دنیا مین وہ رکھتے تھے موت کے بعد بہت وسیع کیجاتی ہین اور غیر مرنے کے بعد وہ اپنی استعداد اور مناسبت کیوجہ سے جو حضرت عزّت سے رکھتے ہین آسمان پر اُٹھائے جاتے ہین جسکو شریعت کی اصطلاح مین رفع کہتے ہین لیکن جو مومن نہین اور خدا تعالےٰ سے صاف تعلقات نہین رکھتے یہ زندگی اونکو نہین ملتی اور نہ یہ صفتون کو حاصل ہوتے ہین اسلئے وہ [illegible] کے حکم مین ہوتے ہین - پس اگر خدا تعالےٰ ایسے لوگون کا پیدا کرنا [illegible] تو وہ اپنے قادرانہ تصرف سے مومن اور غیر مومن مین یہ فرق [illegible]

بجائے تین دیوتاؤن کے تین اقنوم اس مذہب مین قایم کر دیئے ورنہ حضرت عیسیٰ کی بلا کو بھی معلوم نہ تہا کہ اقنوم کس چیز کا نام اون کی تعلیم خدا تعالیٰ کی نسبت تمام نبیون کی طرح ایک سادہ تعلیم تہی کہ خدا واحد لاشریک ہے پس یاد رکہنا چاہیئے کہ یہ مذہب جو عیسائی مذہب کے نام سے شہرت دیا جاتا ہے دراصل پولوسی مذہب ہے نہ مسیحی۔ کیونکہ حضرت مسیح نے کسی جگہ تثلیث کی تعلیم نہین دی اور وہ جب تک زندہ رہے خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے اور بعد اون کی وفات کے اون کا بہائی یعقوب بہی جو اون کا جانشین تہا اور ایک بزرگ وار انسان تہا توحید کی تعلیم دیتا رہا اور پولوس نے خواہ نخواہ اس بزرگ سے مخالفت شروع کر دی اور اوس کے عقاید صحیحہ کے مخالف تعلیم دینا شروع کیا اور انجام کار پولوس اپنے خیالات مین یہانتک بڑہا کہ ایک نیا مذہب قایم کیا اور توریت کی پیروی سے اپنی جماعت کو بکلی علیحدہ کر دیا۔ اور تعلیم دی کہ مسیحی مذہب مین مسیح کے کفارہ کے بعد شریعت کی ضرورت نہین اور خون مسیح گناہون کے دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ توریت کی پیروی ضروری نہین اور پہر ایک اور گند اس مذہب مین ڈالدیا کہ اون کے لئے سور کہانا حلال کر دیا۔ حالانکہ حضرت مسیح انجیل مین سور کو ناپاک قرار دیتے ہین۔ تب ہی تو انجیل مین اون کا قول ہے کہ اپنے موتی سورون کے آگے مت پہینکو۔ پس جبکہ پاک تعلیم کا نام حضرت مسیح نے موتی رکہا ہے تو اس مقابلہ سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ پلید کا نام انہون نے سور رکہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یونانی سور کو کہایا کرتے تہے جیسا کہ آجکل تمام یورپ کے لوگ سور کہاتے ہین۔ اس لئے پولوس نے یونانیون کے تالیف قلوب کے لئے سور بہی اپنی جماعت کے لئے حلال کر دیا۔ حالانکہ توریت مین لکہا ہے کہ وہ ابدی حرام ہے اور اوس کا چہونا بہی ناجایز ہے۔ غرض اس مذہب مین تمام خرابیان پولوس سے پیدا ہوئین۔ حضرت مسیح تو وہ بے نفس انسان تہے جنہون نے یہ بہی نہ چاہا کہ کوئی انکو نیک انسان کہے۔ مگر پولوس نے اون کو خدا بنا دیا۔ اور انجیل مین لکہا ہے کہ کسی نے حضرت مسیح کو کہا کہ اے نیک اُستاد۔ انہون نے اسکو کہا کہ تو مجھے کیون نیک کہتا ہے انکا وہ کلمہ جو صلیب پر چڑہائے جانے کے وقت انکے منہ سے نکلا کیسا توحید پر دلالت کرتا ہے کہ انہون نے نہایت عاجزی سے کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چہوڑ دیا کیا جو شخص اس عاجزی سے خدا کو پکارتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ خدا میرا رب ہے اوس کی نسبت کوئی عقلمند گمان کر سکتا ہے کہ اوس نے درحقیقت خدائی کا دعوے کیا تہا اصل بات یہ ہے کہ جن لوگون کو خدا تعالیٰ سے محبت ذاتیہ کا تعلق ہوتا ہے بسا اوقات استعارہ کے رنگ مین خدا تعالیٰ ان کے ایسے کلمے اُنکی نسبت کہلا دیتا ہے کہ نادان لوگ اون کی اون کلمون سے خدائی ثابت کرنا چاہتے ہین چنانچہ میری نسبت مسیح سے بہی زیادہ وہ کلمات فرمائے گئے ہین* جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے

یا قمر یا شمس انت منی وانا منک

یعنی اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور مین تجھ سے۔ اب اس فقرہ کو جو شخص چاہے کسی طرف کہینچ لے مگر اصل معنے اس کے یہ ہین کہ اول خدا نے مجھے قمر بنایا کیونکہ مین قمر کی طرح اُس حقیقی شمس سے ظاہر ہوا اور پھر آپ قمر بنا کیونکہ میرے ذریعہ سے اوسکے جلال کی روشنی ظاہر ہوئی اور ہوگی یعقوب حضرت عیسیٰ کا بہائی جو مریم کا بیٹا تہا وہ درحقیقت ایک راستباز آدمی تہا وہ تمام باتون مین توریت پر عمل کرتا تہا اور خدا کو واحد لاشریک جانتا تہا اور سوٗر کو حرام سمجہتا تہا اور یہودیون کی طرح بیت المقدس کی طرف نماز پڑہتا تہا اور جیسا کہ چاہئے تہا وہ اپنے تئین ایک یہودی سمجہتا تہا صرف یہ تہا کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت پر ایمان رکہتا تہا لیکن پولوس نے بیت المقدس سے بہی نفرت دلائی آخر خدا تعالیٰ کی غیرت نے اوسکو پکڑا اور ایک بادشاہ نے اُسکو سولی دیدیا اور اس طرح پولوس کا خاتمہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صادق اور خدا کی طرف سے تہے اس لئے وہ سولی سے نجات پا گئے اور خدا تعالیٰ نے اُنکو سولی پر سے زندہ بچا لیا۔ لیکن چونکہ پولوس نے سچائی کو چہوڑ دیا تہا اسلئے وہ لکڑی پر لٹکایا گیا۔

یاد رہے کہ پولوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین آپ کا جانی دشمن تھا اور پھر آپ کی وفات کے بعد جیسا کہ یہودیون کی تاریخ مین لکہا ہے اُس کے عیسائی ہونیکا موجب اسکے اپنے بعض نفسانی اغراض تہے جو یہودیون سے وہ پورے نہ ہو سکے اس لئے وہ اُنکو خرابی پہنچانے کے لئے عیسائی ہو گیا اور ظاہر کیا کہ مجھے کشف کے طور پر حضرت مسیح ملے ہین اور مین اون پر ایمان لایا ہون اور اوس نے پہلے پہل تثلیث کا خراب پودہ دمشق مین لگایا اور یہ پولوسی تثلیث دمشق سے ہی شروع ہوئی اسی کی طرف احادیث نبویہ مین اشارہ کر کے کہا گیا کہ آنیوالا مسیح دمشق کی مشرقی طرف نازل ہوگا یعنی اوس کے آنے پر تثلیث کا خاتمہ ہوگا اور انسانی دل توحید کیطرف رغبت کرتے جائینگے۔ اور مشرقی طرف سے مسیح کا نازل ہونا اُسکے غلبہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ روشنی جب ظاہر ہوتی ہے تو تاریکی پر غالب آجاتی ہے۔ ‡

صاف ظاہر ہے کہ اگر پولوس حضرت مسیح کے بعد ایک رسول کے رنگ مین ظاہر ہونے والا تہا۔ جیسا کہ خیال کیا گیا ہے تو ضرور حضرت مسیح اُس کی نسبت کچھ خبر دیتے خاص کر کے اسوجہ سے تو خبر دینا نہایت ضروری تہا کہ جبکہ پولوس حضرت عیسیٰ کی حیات کے تمام زمانہ مین حضرت عیسیٰ سے سخت برگشتہ رہا اور اُنکے دُکہہ دینے کے لئے طرح طرح کے منصوبے کرتا رہا تو ایسا شخص اُن کی وفات کے بعد کیونکر امین سمجہا جا سکتا ہے۔ بجز اسکے کہ خود حضرت مسیح کی طرف سے اُسکی نسبت کُہلی کُہلی پیشگوئی پائی جائے۔ اور اسمین صاف طور پر درج ہو کہ اگرچہ پولوس میری حیات مین میرا سخت مخالف رہا ہے اور مجھے دُکہہ دیتا رہا ہے لیکن میرے بعد وہ خدا تعالیٰ کا رسول اور نہایت مقدس آدمی ہو جائیگا بالخصوص جبکہ پولوس ایسا آدمی تہا کہ اوس نے موسیٰ کی توریت کے برخلاف اپنی طرف سے نئی تعلیم دی سوٗر حلال کیا ختنہ کی رسم جو توریت مین ایک مؤکد رسم تہی اور تمام نبیون کا ختنہ ہوا تہا۔ اور خود حضرت مسیح کا بہی ختنہ ہوا تھا وہ قدیم حکم الٰہی منسوخ کر دیا اور توریت کی توحید کی جگہ تثلیث قایم کر دی اور توریت کے احکام پر عمل کرنا غیر ضروری ٹھہرایا اور بیت المقدس سے بھی انحراف کیا تو ایسے آدمی کی نسبت جسنے موسوی شریعت کو زیر و زبر کر دیا ضرور کوئی پیشگوئی چاہئے تہی پس جبکہ انجیل مین پولوس کے رسول ہونے کے بارے مین خبر نہین اور حضرت عیسیٰ سے اوس عداوت ثابت اور توریت کے ابدی احکام کا وہ مخالف تو اوسکو کیون اپنا مذہبی پیشوا بنا لیا گیا کیا اسپر کوئی دلیل ہے؟؟-

پھر معرفت کے بعد بڑی ضروری نجات کے لئے محبت الٰہی ہے۔ یہ بات نہایت واضح اور بدیہی ہے کہ کوئی شخص اپنے محبت کرنیوالے کو عذاب دینا نہین چاہتا بلکہ محبّت محبّت کو جذب کرتی اور اپنی طرف کہینچتی ہے۔ جس شخص سے کوئی سچے دل سے محبّت کرتا ہے اوس کو یقین کرنا چاہیئے کہ وہ دوسرا شخص بہی جس سے محبّت کی گئی ہے اس سے دشمنی نہین کر سکتا بلکہ اگر ایک شخص ایک شخص کو جس سے وہ اپنے دل سے محبّت رکہتا ہے اپنی اوس محبّت سے اطلاع بہی نہ دے تب بہی اسقدر اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ شخص اس سے دشمنی نہین کر سکتا اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے اور خدا کے نبیون اور رسولون مین جو ایک قوت جذب اور کشش پائی جاتی ہے اور ہزارہا لوگ اون کی طرف کہینچے جاتے اور اُن سے محبّت کرتے ہین یہان تک کہ اپنی جان بہی اون پر فدا کرنا چاہتے ہین اسکا سبب یہی ہے کہ بنی نوع کی بہلائی اور ہمدردی اون کے دل مین ہوتی ہے یہان تک کہ وہ ماں سے بہی زیادہ انسانون سے پیار کرتے ہین اور اپنے تئین دُکہہ اور درد مین ڈالکر بہی اون کے آرام کے خواہشمند ہوتے ہین۔ آخر اون کی سچی کشش سعید دلون کو اپنی طرف کہینچنا شروع کر دیتی ہے۔ پھر جبکہ انسان باوجودیکہ وہ عالم الغیب نہین دوسرے شخص کی مخفی محبّت پر اطلاع پا لیتا ہے تو پہر کیونکر خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے کسی کی خالص محبّت سے بیخبر رہ سکتا ہے۔ محبّت عجیب چیز ہے اوس کی آگ گناہون کی آگ کو جلاتی اور معصیت کے شعلہ کو بہسم کر دیتی ہے سچی اور ذاتی اور کامل محبّت کے ساتہہ عذاب جمع ہو ہی نہین سکتا اور سچی محبّت کے علامات مین سے ایک یہ بہی ہے کہ اوس کی فطرت مین یہ بات منقوش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کے قطع تعلق کا اوسکو نہایت خوف ہوتا ہے اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ قصور کے ساتہہ اپنے تئین ہلاک شدہ سمجہتا ہے اور اپنے محبوب کی مخالفت کو اپنے لئے ایک زہر خیال کرتا ہے اور نیز اپنے محبوب کے وصال کے پانے کے لئے نہایت بیتاب رہتا ہے۔

(باقی آیندہ)

* ایک دفعہ کشفی رنگ مین مینے دیکہا کہ مینے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا اور پھر مینے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کرین۔ اسپر نادان مولویون نے شور مچایا کہ دیکہو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا حالانکہ اوس کشف سے یہ مطلب تہا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائینگے اور حقیقی انسان پیدا ہونگے اسی طرح ایک دفعہ مجھے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا۔

انت منی بمنزلۃ اولادی۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق یعنے تو مجہہ سے بمنزلہ اولاد کے ہے اور تجھے مجہہ سے وہ نسبت ہے جسکو دنیا نہین جانتی۔ تب یہودیون نے اپنے کپڑے پہاڑے کہ اب کفر مین کیا شک رہا اور اس آیت کو بہول گئے **فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم**۔ منہ

‡ یاد رہے کہ قادیان جو میری سکونت کی جگہ ہے عین دمشق کی شرقی طرف ہے سو آج وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تہی۔ منہ

ایک گریجویٹ صاحب کے خطوط پر نظر

لاہور میں کوئی منشی محمد سعید صاحب بی۔ اے ہیں ایک عرصہ گذرتا ہے کہ انہوں نے حضرت حکیم الامت سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام بعض خطوط متضمن بہ چند اعتراضات ارسال کئے۔ حضرت حکیم الامت کے حالات سے جو لوگ آگاہ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کو کسقدر فرصت ہوتی ہے۔ حکیم الامت کی زندگی ایسی مبارک زندگی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اسپر رشک کرنا چاہیئے۔ میں بلاخوف تردید اور بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ انکا ایک ایک منٹ خدمت دین اور نوع انسان کی ہمدردی و بہی خواہی میں گذرتا ہے اور اس پیرانہ سالی میں جسقدر محنت اور کام آپ کرتے ہیں اسکی یہ زندہ مثال سست سے سست شخص کو چست اور خود غرض سے خود غرض انسان کو دوسرے لوگوں کیلئے خدمتگذار بننے کی تحریک کے لئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بہت سے لوگ شاید حضرت حکیم الامت کی انضباط اوقات سے واقف نہوں میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ انہیں کیا کرنا پڑتا ہے۔ فجر کی نماز سے بہت پہلے جاگ کر حوائج سے فارغ ہونے کے بعد سب سے پہلا فرض امامت کا ادا کرتے ہیں پھر بعد نماز فجر گھر میں تین درس قرآن مجید کے دیتے ہیں۔ اور اندر آئی ہوئی مریض عورتوں اور بچوں کو دیکھتے انکو نسخے لکھہ کر دیتے۔ اور بعض ادویہ بھی خود دیتے ہیں۔ ۱۰ بجے کے قریب باہر آتے اور بیسیوں سے لیکر صدہا مریضوں کو دیکھتے اور انکو طبی مشورہ دیتے پھر طالب علموں کا درس شروع ہوتا مختلف علوم کے درس دینے میں ظہر تک وقت گذرتا ہے اسی حالت میں کھانا بھی باہر ہی کھا لینے اور آئی ہوئی ڈاک پڑھتے۔ اور باہر سے آئے ہوئے لوگوں کے سوالات کا جواب بھی دیتے جاتے ہیں۔ مختلف طبقہ اور مختلف مذاق کے لوگ آتے ہیں چونکہ مدرسہ کے امین ہیں اسلئے آئے ہوئے روپیہ کے جمع کرنے اور پھر ضروری اخراجات کے لئے روپیہ دینا بعض کاغذات اور رجسٹروں پر دستخط کرنا مختلف لوگوں کی امانتوں کا سنبھالنا کرنا۔ پھر ظہر کی نماز کی امامت کرانا بعد ظہر پھر وہی درس طلبا۔ پھر عصر کی نماز پھر قرآن مجید کا عام درس پھر مغرب کی نماز پھر گھر میں قرآن شریف کا درس پھر عشاء کی نماز۔ ازان بعد اپنے ذاتی مطالعہ میں ہی سو جانا وغیرہ۔ جس شخص کو اسقدر کام کرنے پڑتے ہوں اور پھر اسی عرصہ میں ایک کثیر ڈاک میں روزانہ گذرنا اور سب سے زیادہ ضروری خطوط کا جواب دینا عجیب محنت کا کام ہے جو خدا کے فضل کے بغیر انسان سر انجام نہیں دے سکتا اس کثرت کام اور عدیم الفرصتی کیوجہ سے بعض خطوط کے جواب جنکو آپ بعض سے کم ضروری سمجھتے ہیں دیر تک پڑے رہیں تو تعجب کی بات نہیں۔ اسی سلسلہ میں منشی محمد سعید صاحب کے خطوط بھی پڑے رہے تاہم مجھے انمیں سے ایک خط (اور اس کے جوابات کے اشارات) قریباً ایک مہینہ گذرا ہے چھپنے کے لئے ملا۔ مگر میری سستی اور دراصل بعض وجوہات مصروفیت کیوجہ سے وہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء سے پہلے الحکم میں نہ چھپ سکا۔ اسلئے بابو محمد سعید صاحب سے امید ہے کہ اس دیر اور توقف کے لئے مجھے معذور سمجھیں گے۔

اب میں پہلے ان کا خط مورخہ ۲۵ ستمبر درج کرتا ہوں اور اسکے بعد اسکا جواب امید ہے بابو محمد سعید صاحب غور سے پڑھیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے۔

(اصل خط)

مخدوم مکرم مولانا حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام علیک عرض آنکہ جب میں امتحان انٹرنس کی تیاری میں تھا تو جناب سے اپنی تسلی کے لئے اسبارے میں کہ وہ چارسو نبی جنکی پیشگوئی پوری نہ ہوئی تہی وہ بعل بت کے نبی تھے کچھہ خط و کتابت کی تہی۔ آپنے اسوقت فرمایا تہا کہ لاہور کے ایک ملہم کی کتاب کا جواب عنقریب نکلیگا اوسمین یہہ مسئلہ حل ہوجاویگا۔

بندہ ایف۔ اے امتحان میں مصروف رہا۔ اسکے بعد بی۔ اے میں لگا رہا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مارچ ۱۹۰۴ء میں پاس ہوا۔ الحمد للہ بعد میں بندہ مالاکنڈ و سرحد کیطرف ملازمت پر چلا گیا۔

اب چند روز ہوئے۔ واپس آیا ہوں۔ چونکہ وہ مسئلہ ابھی تک دلمیں کھٹکتا ہے کہ جب نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی ہوئی تو ان کی دوسری ہدایات دینی و اخبار حشر و نشر کا کیونکر اعتبار کیا جاوے؟ مسئلہ تو توارت سے واضح ہے کہ وہ کھیے باغوں والے نبی جو بادشاہ اخی اب اور اسکی جورو ایزبل کے دسترخوان پہ کھانا کھانیوالے تھے وہ بعل بت کے پجاری تھے۔ اور بعل کے نبی کہلاتے تھے۔ اخی اب بادشاہ اور اوس کی جورو جی جنکے پاس وہ رہتے اور انکے دسترخوان پر کھانا کھاتے وہ بھی دونو بادشاہ دیگر پشتوں سے بت پرست چلے آتے تھے اور ایسے بت پرستوں پجاری اور مہنتوں کی اگر پیشگوئی جھوٹی نکلے تو تعجب کی بات نہیں۔ اس مسئلہ میں بندہ نے مرزا صاحب کیطرف سے جو انکو اللہ تعالیٰ کے نبی لکھتے ہیں اب تک کوئی معقول و تسلی بخش جواب نہیں سنا۔ آپ براہ عنایت اگر کوئی ان بعل بت کے پجاری و نبیوں کے اللہ تعالیٰ کے نبی ہونیکا مدلل ثبوت نکل سکے تو مطلع فرما دیں کیونکہ آپکی زبان سے نکلی ہوئی بات معقول و مدلل ہونیکے باعث دلکو لگتی ہے۔

میں نے جناب کی کتاب نورالدین بھی دیکھی ہے ماشاءاللہ اس مرتد آریہ کے جواب میں تو عمدہ ہے سوائے چند مسائل کے جنکی نسبت اگر آپ اجازت دیں تو کچھہ تھوڑا سا استفسار کروں۔

ایک امر تو یہ استفسار طلب ہے کہ مرزا صاحب کو امام و پیشوا مانکر آپنے چند و ذکا بہ سلف و خلف کو بھی بزرگ ہادی و پیشوا مانا ہے جہانتک مجھکو معلوم ہے حیات و ممات مسیح علیہ السلام و دیگر اسلامی مسائل میں ان اکابر سلف کا جنکا آپنے کتاب نورالدین کے صفحہ ۵۶ و ۵۷ پر لکھا ہے مرزا صاحب کے بیان کردہ مسائل سے اتفاق نہیں ہے تو پھر دونوں مختلف رائے والوں کو جناب نے امام و پیشوا کیسا مانا ہے؟ آخر آپ کا اتفاق رائے تو ایکطرف ہی ہوگا نہ کہ ہر دو طرف

دوئم یہہ جناب فرما دیں کہ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتہم میں الہام شاتان تذبحان کے معنی و تشریح فرمائی تہی کہ ایک بکری احمد بیگ ہوشیارپوری ہے اور دوسری اوسکا داماد ہے لیکن اب لاہور والے لکچر ملا ستمبر ۱۹۰۴ء کے صہ پر لکھا ہے کہ وہ دو بکریاں اس سلسلہ کے دو مرید ہیں۔ شیخ عبدالرحمن جو امیر عبدالرحمن والئے کابل کے حکم سے اور مولوی صاحبزادہ عبداللطیف خان جو امیر حبیب اللہ کے ذریعہ سے شہید کئے گئے۔

سوئم اول مرزا صاحب دابۃ الارض مولویان اسلام کو لکھتے رہے۔ اور اب ۲ نومبر ۱۹۰۴ء والے لکچر سیالکوٹ ص۴۹ پر لکھا ہے کہ ” طاعون کی جڑ اصل میں کیڑا ہے جو زمین سے نکلتا ہے اسلئے اسکا اسنے نام دابۃ الارض رکھا یعنی زمین کا کیڑا “ براہ عنایت سمجھا دیں کہ مرزا صاحب کی تحریر میں ایسا اختلاف کیوں ہے اور اس کی کیا وجہ؟

بندہ کو اخبار میں آپکے فرزند کی رحلت کی خبر پڑھکر افسوس ہوا آپکو صبر و شکر کرنیکے لئے عرض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ ہمسے بدرجہا اس امر کو بہتر جاننے والے ہیں۔

براہ عنایت اسکا جواب فورمن مشن کالج لاہور معرفت غلام سرور خان بی۔ اے کلاس (بورڈنگ ہوس نیوٹن ہال) مرحمت فرما دیں جواب کیواسطے آدہ آنہ کا ٹکٹ روانہ خدمت عالی کرتا ہوں۔

لاہور ۲۵ ستمبر ۱۹۰۶ء بروز شنبہ۔ نیازمند محمد سعید

فاما الجواب

بابو محمد سعید صاحب کا یہ اعتراض پہلا اعتراض نہیں ہے بلکہ سب سے اول اسی اعتراض کو سلیمان پھلیالوی نے اپنی کتاب میں لکھا تہا اور اسکی تقلید اور تتبع پر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ منشی الہی بخش صاحب ملہم لاہوری موحلی نے اس اعتراض کو بڑے شد و مد سے لکھا۔

بحالیکہ اگر وہ کم از کم بائیبل ہی کی طرف رجوع کرتے اور قرآن کریم پر وسیع نظر رکھتے تہے اور انبیاء علیہم السلام کے وحدت اور اللہ تعالیٰ سے ان کے تعلقات کا انہیں علم نہ تہا تو بھی یہہ سوال یا اعتراض اٹھ سکتا تہا مگر عداوت کا برا ہو کہ وہ غور اور فکر کی قوتیں سلب کر لیتی اور دل و دماغ کو تیرہ اور مکدر بنا دیتی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ بابو محمد سعید صاحب نے یہ اعتراض اسی لاہوری موحلی صاحب کی کتاب کی بنا پر کیا ہے تاہم اتنا ضرور کہونگا کہ انہوں نے بائیبل کیطرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس سوال کے متعلق پہلو ہیں۔ اور جب تک ان پہلوؤں پر پوری روشنی ڈالنے کی کوشش نہ کی جاوے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ جواب ادھورا اور ناقص ہوگا۔ اگر صرف اتنا ہی ثابت کرنا مقصود ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کے نبی تہے یا نہیں تو یہ امر تو بہت ہی سہل ہے مگر میری اپنی رائے میں اس سوال کے ضمن میں ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ پیشگوئی کی حقیقت اور اسکے وقوع کے متعلق انبیاء علیہم السلام کے اجتہاد کی نوعیت پر بھی بحث ہو اسلئے سب سے اول تو میں بابو محمد سعید صاحب کے اپنے مذاق کے لئے یہ دکہانا چاہتا ہوں کہ

کیا وہ چارسو نبی خدا کے نبی تہے یا بعل کے؟

اسکا مختصر جواب تو یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نبی تہے اسکا ثبوت واضح طور پر سمجھہ میں آجانے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین (باب ۲۲) یہاں درج کردیں۔

بعد اس کے تین برس تک وے رہے اور اسرائیل اور ارام کے درمیان لڑائی نہ ہوئی اور تیسرے سال ایسا ہوا کہ یہوداہ کا بادشاہ یہوسفط شاہ اسرائیل کے یہاں اتر آیا۔ جب شاہ اسرائیل نے اپنے ملازموں سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ رامات جلعاد ہمارا ہے۔ کیا ہم چپکے رہیں اور شاہ ارام کے ہاتھ سے پھر نہ لے لیں۔ پھر اوس نے یہوسفط سے کہا کیا میرے ساتھ لڑنے کو رامات جلعاد پر چڑھ جائیگا۔ سو یہوسفط نے شاہ اسرائیل کو جواب دیا جیسا تو ہے ویسا میں ہوں۔ جیسے تیرے

لوگ ویسے میرے لوگ - جیسے تیرے گھوڑے ویسے میرے گھوڑے - اور یہوسفط نے شاہ اسرائیل سے کہا آج کے دن خداوند کی مرضی الہام سے دریافت کیجئے - تب شاہ اسرائیل نے اُس روز نبیون کو جو قریب چار سو آدمی کے تھے اکٹھا کیا اور اُن سے پوچھا مین رامات جلعاد پر لڑنے چڑھون یا اُس سے باز رہون - وے بولے چڑھ جا کہ خداوند اُسے بادشاہ کے قبضے مین کر دیگا - پھر یہوسفط بولا اُنکے سوا خداوند کا کوئی نبی ہے کہ ہم اوس سے پوچھین تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کہ ایک شخص املہ کا بیٹا میکایاہ تو ہے اوس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہین لیکن مین اوس سے دشمنی رکھتا ہون کیونکہ وہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کرتا ہے - تب یہوسفط بولا بادشاہ ایسا نہ فرماوے - تب شاہ اسرائیل نے ایک خواجہ سرا کو بلا کے حکم کیا کہ املہ کے بیٹے میکایاہ کو تبدنا - اُسوقت شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط سمرون کے پھاٹک کے سامنے اُس مین در آنے کی راہ پر ایک کھلہان مین اپنے اپنے تخت پر شاہانہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے تھے اور سارے نبی اون کے حضور پیشین گوئی کر رہے تھے - اور کنعانہ کے بیٹے صدقیاہ نے اپنے لئے لوہے کی سنگین بنائین اور بولا خداوند یون فرماتا ہے کہ تو ان سے ارامیون کو مارے گا یہانتک کہ انہین نابود کر ڈالے - اور سب نبیون نے یون پیش خبری کی اور کہا کہ رامات جلعاد پر چڑھ جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اوسے شاہ کے قبضے مین کر دیگا - اور اوس قاصد نے جو میکایاہ کو بلانے گیا تھا اُسے کہا کہ اب دیکھ سب نبی ایک زبان ہو کے بادشاہ کو خوشخبری دیتے ہین سو کرم کر کہ تیری بات اُن مین کی باتون کی سی ہووے اور جو نیک ہے وہی کہہ - میکایاہ بولا خداوند حی کی قسم جو خداوند مجھے فرماوے گا مین وہی کہونگا +

سو وہ شاہ پاس آیا تب شاہ نے اوسے فرمایا میکایاہ ہم لڑنے کو رامات جلعات پر چڑھین یا اوس سے باز رہین اوس نے جواب مین کہا جا اور کامیاب ہو کہ خداوند اوسے شاہ کے قبضے مین کر دیگا پھر شاہ نے اوسے کہا مین کتنے مرتبہ تجھے قسم دیکے جتاؤن کہ تو مجھ سے کچھ نہ کہہ - مگر خداوند کے نام سے وہی جو سچ ہے - تب وہ بولا مینے سارے اسرائیل کو اون بھیڑون کی مانند جنکے چوپان نہون پہاڑون پر بھٹکتے ہوئے دیکھا - اور خداوند نے فرمایا کہ ان کا کوئی آقا نہین سو اون مین سے ہر ایک اپنے اپنے گھر سلامت چلا جاوے - تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کیا مینے تجھ سے نہ کہا تہا کہ یہ میرے حق مین نیکی کی نہین بلکہ بدی کی پیش خبری کریگا - پھر اوس نے کہا کہ اس لئے تم خداوند کے سخن کو سنو - مینے خداوند کو اوسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اُس پاس اُس کے داہنے ہاتہ اور اوس کے بائین ہاتہ کھڑا تہا اور خداوند نے فرمایا کہ اخی اب کو کون ترغیب دیگا تا کہ وہ چڑہ جاوے اور رامات جلعاد کے سامنے کھیت آوے تب ایک اس طرح سے بولا اور ایک اُس طرح سے - اُسوقت ایک روح نکلکے خداوند کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور بولی کہ مین اوسے ترغیب دونگی - پھر خداوند نے فرمایا کس طرح سے وہ بولی مین روانہ ہونگی اور جھوٹی روح بنکے اُسکے سارے نبیون کے مُنہہ مین پڑونگی اور وہ بولا تو اوسے ترغیب دیگی اور غالب بھی ہوگی روانہ ہو اور ایسا کر - سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیون کے مُنہ مین جھوٹی روح ڈالی ہے اور خداوند ہی نے تیری بابت بُری خبر دی ہے تب کنعانہ کا بیٹا صدقیاہ نزدیک آیا اور میکایاہ کے گال پر ایک تھپڑ مار کے بولا کہ خداوند کی روح کس راہ مین ہو کے مجھ پاس سے گئی اور تجھ سے بولی - میکایاہ بولا دیکھ کہ تو اُس دن جس دن کہ تو اندر کی کوٹھری مین گھسیگا کہ چھپ رہے دیکھیگا - اور شاہ اسرائیل نے کہا میکایاہ کو پکڑ لو اور شہر کے ناظم امون پاس اور یواس شہزادے پاس لے جاؤ - اور کہو بادشاہ یون فرماتا ہے کہ میرے سلامتی سے پھر آنے تک تنگ حالی کی روٹی اور تنگ حالی کا پانی اوسے دئیے جاوین تب میکایاہ بولا اگر تو کسی طرح سلامتی سے پھر آوے تو خداوند نے میری معرفت کچھ نہین کہا پھر وہ بولا اے لوگو تم سب کے سب سن لو - بعد اوس کے شاہ اسرائیل اور شاہ یہوداہ یہوسفط رامات جلعاد پر چڑہے اور شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا مین اپنا بھیس بدل کے لڑائی مین جاتا ہون - پر تو اپنا لباس پہنے رہ - سو شاہ اسرائیل صورت بدل کے لڑائی مین گیا اور شاہ ارام نے اپنے ۳۲ سردارون کو جو اوس کی گاڑیون کے اوپر مقرر تھے - حکم دیا تھا کہ کسی چھوٹے یا بڑے سے جنگ نہ کیجیو - مگر فقط شاہ اسرائیل سے - اور ایسا ہوا کہ گاڑیون کے سردارون نے یہوسفط کو دیکھکر یون کہا کہ یقیناً شاہ اسرائیل یہی ہے اور اُنہون نے اوسطرف ہو کے چاہا کہ اوس کا سامنا کرین - یہوسفط چلایا - اور جب گاڑیون کے سردارون نے دیکھا کہ وہ شاہ اسرائیل نہین تو وے اوس کا پیچھا کرنے سے باز آئے - اور ایک شخص نے بغیر شست باندھے ایک تیر چلایا سو وہ اتفاقاً شاہ اسرائیل کے جوشن کے بندون کے درمیان لگا تب اوس نے اپنے گاڑی وان کو کہا کہ باگ پھیر اور مجھے لشکر سے نکال لے چل کہ مین زخمی ہوا - پر اوس دن جنگ شدید ہوئی اور بادشاہ ارامیون کے مقابل گاڑی پر ٹھہرا رہا - اور شام ہوتے ہوتے مر گیا - اور لہو اوس کے زخم سے گاڑی کے پائون دان مین بہتا رہا - تب آفتاب غروب ہوتے ہوئے لشکر مین منادی کی گئی کہ ہر ایک آدمی اپنے شہر اور ہر ایک آدمی اپنے ملک کو جاوے -

پس بادشاہ مر گیا اور وے اوسے سمرون مین لے گئے - اور سمرون مین بادشاہ کو گاڑ دیا اور گاڑی کو سمرون کے کنڈ مین دھویا اور کتّون نے اوسکا لہو چاٹا (اور سلاح بھی دھوئی) جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا تہا - اور اخی اب کی باقی باتین اور سب کچھ جو اوس نے کیا تہا - اور ہاتھی دانت کا گھر جو اوس نے بنایا تھا اور اون سب شہرون کا حال جو اوس نے تعمیر کئے - سو کیا وہ اسرائیلی سلاطین کی تواریخ کی کتاب مین لکھا ہوا نہین ہے - اور اخی اب اپنے باپ دادون کے درمیان سو رہا - اور اوس کا بیٹا اخزیاہ اوس کی جگہ بادشاہ ہوا +

یہی مضمون تواریخ ۲ باب ۱۸ مین بھی درج ہے -

بابو محمد سعید صاحب فرماتے ہین کہ "اخی اب اور اسکی جورو بہی پشتون سے بت پرست تھے" اگر بابو صاحب وہی سلاطین اباب ۲۱ کا آخری حصہ پڑھ لیتے تو انہین یقین آجاتا کہ اخی اب نے خدا تعالٰے کے فرستادہ نبی ایلیاہ تسبی کے ذریعہ انذاری پیشگوئی سن کر سچی توبہ کر لی تھی چنانچہ کتاب مذکور کے ۲۱ باب کی آیت ۱۵ سے آخر تک یون لکھا ہے -

اور ایسا ہوا کہ جونہین ایزبل نے یہہ سنا کہ نبات سنگسار ہوا اور مر گیا تو ایزبل نے اخی اب سے کہا کہ اُٹھ اور نبات یزرعیلی کے انگوری باغ کا جسے اوس نے نہ چاہا تہا کہ تیرے ہاتھ بیچے مالک ہو کہ نبات جیتا نہین بلکہ مر گیا - اور یون ہوا کہ جب اخی اب نے سُنا کہ نبات مر گیا تو اخی اب اُٹھا تا کہ یزرعیلی نبات کے انگوری باغ مین جا کے اوس پر قبضہ کرے -

اور خداوند کا کلام ایلیاہ تسبی پر نازل ہوا اور اوس نے کہا کہ - اوٹھ اور جا کہ اخی اب شاہ اسرائیل سے جو سمرون مین ہے ملاقات کر دیکھ کہ وہ نبات کے انگوری باغ مین ہے اور اوس کا مالک ہونے وہان گیا ہے - سو تو اوسے کہ کہ خداوند یون فرماتا ہے تو نے کیا جان بھی ماری اور ملکیت بھی لی اور تو اوسے کہہ خداوند فرماتا ہے جس جگہ پر کتّون نے نبات کا لہو چاٹا اوسی جگہ تیرا ہان تیرا بھی لہو کتے چاٹینگے - اور اخی اب نے ایلیاہ سے کہا اے میرے دشمن تو نے میرا سُراغ لگایا - اوس نے جواب دیا کہ لگایا اسلئے کہ تو نے خداوند کے حضور بدکاری کرنے کے لئے آپ کو بیچا - اب دیکھ کہ مین تجھپر آفت لاؤن گا اور تیری نسل کو نابود کرون گا - بلکہ اخی اب سے ہر ایک کو جو دیوار پر موتے اور اُسے بھی جو بند کیا جاوے اور اسرائیل مین باقی رہے - کاٹ ڈالون گا - اور تیرے گھر کو نبات کے بیٹے یربعام کے گھر - اور اخیاہ کے بیٹے بعشا کے گھر کی مانند کر ڈالون گا - اوس چڑھاؤ کے سبب سے کہ جس سے تو نے مجھکو چڑہایا ہے اور اس لئے بھی کہ تو نے اسرائیل کو گنہگار کیا - اور خداوند ایزبل کے حق مین بھی فرماتا ہے کہ یزرعیل کی دیوار پاس ایزبل کو کتے کہائین گے - اخی اب کا جو کوئی شہر مین مریگا - اوسے کتّے کہائین گے اور جو میدان مین مرے گا اوسے ہوائی پرندے کہائین گے +

بلکہ اخی اب کی مانند کوئی نہ تہا کہ اوس نے خداوند کے حضور بدکاری کرنے کے لئے آپ کو بیچا - اور اوس کی جورو ایزبل نے اوسے اُبھارا - چنانچہ اوس نے اموریون کی مانند جنہین خداوند نے بنی اسرائیل کے آگے سے خارج کیا - ہر ایک بات مین بتون کا پیرو ہو کے نہایت گھونا کام کیا اور ایسا ہوا کہ اخی اب نے یہی باتین سن کے اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے تن پر ٹاٹ ڈالا اور روزہ رکھا اور ٹاٹ پہنے ہوئے دبے پاؤن سے چلتا رہا - تب خدا کا کلام ایلیا تسبی پر نازل ہوا اور اوس نے کہا - تو دیکھتا ہے کہ اخی اب نے آپ کو میرے حضور کیونکر خاکسار بنایا ہے - اسلئے مین اوس کے ایام مین یہ بلا نہ بھیجون گا بلکہ اوس کے بیٹے کے ایام مین اوس کے گھرانے پر وہ بلا نازل کرون گا +

اب ان آیتون کے پڑھ لینے کے بعد یہ امر تو فیصل ہو گیا کہ اخی اب بت پرست نہ تہا بلکہ وہ خدا پرست ہو چکا تہا اور خدا کے فرستادہ پر ایمان لا چکا تہا اب اس کے بعد معاً باب ۲۲ مین وہ مضمون ہے جو مینے اوپر درج کر دیا ہے اسکو پڑھ لینے کے بعد کوئی شبہ اس امر کا نہین رہ جاتا کہ وہ نبی بعل کے نبی . . . . تھے تاہم مزید توضیح کے لئے مین سات دلایل پیش کرتا ہون جو ایک طالب صادق کی تسلّی کا موجب ہو سکتے ہین -

چار سو نبی جن کا ذکر بائیبل کی کتاب سلاطین باب ۲۲ مین ہے - خدا کے نبی تھے نہ کہ بعل کے -

دلیل اوّل - ۱ سلاطین باب ۲۲ - آیت ۵ مین لکہا ہے

اور یہوسیفط نے شاہ اسرائیل سے کہا - آج کے دن خداوند کی مرضی الہام سے دریافت کیجئے -
تب شاہ اسرائیل نے اُن رُوز نبیون کو جو قریب چارسو کے تھے جمع کیا - اس آیت مین الفاظ **خداوند کی مرضی الہام سے دریافت** کرنے کے قابل غور ہیں - وہ چارسو نبی جو جمع کئے گئے تھے اسواسطے اُن کو بلایا گیا تہا - کہ خدا سے الہام پاکر بتاکہ بعل یا کسی اور بت وغیرہ سے الہام پاکر بتائین کہ اس مہم پر جانا مناسب ہے یا نہین - عبرانی لفظ یون ہین -

دراش ناکیوم ایت دبر یہوواہ

یعنے یہوداہ کا لفظ عبرانی زبان مین خدا کے سوائے کسی اور کے واسطے بولا نہین جاتا -

دلیل دوم - جب یہہ نبی جمع ہو چکے تو یہوسیفط نے دریافت کیا کہ ان انبیاء کے سوائے آیا **یہوداہ کا کوئی اور نبی بھی ہے** - عبرانی الفاظ یون ہین - آیت ۷ **ہا این فوہ نابیا لیہوواہ عود** - کیا کوئی اور نبی بھی یہوداہ کا ہے - اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ وہ چارسو نبی یہوداہ کے تھے - ورنہ یہوسفط یون کہتا - کہ کیا کوئی ایسا نبی بھی ہے جو یہوداہ کا ہو - برخلاف اسکے اسنے یہہ کہا کہ کیا یہوداہ کا نبی کوئی اور بھی ہے -

دلیل سوم - بعل کے نبی اور تھے اور اون کی تعداد چارسو پچاس لکھی ہے - یہہ چارسو نبی اور تھے اور وہ چارسو پچاس نبی اور تھے - اسکا ثبوت یہہ ہے بعل کے نبیون کو کبھی کسی نے **یہوداہ کا نبی** نہین کہا - بلکہ وہ سب بعل کے نبی کہلاتے تھے چنانچہ سلاطین باب ۱۸ مین جہان انکا ذکر ہے انکو ہر جگہ بعل کا نبی کہہ کر پکارا گیا ہے اور کہین انکو **یہوداہ** کا نبی کہہ کر نہین پکارا گیا -

دلیل چہارم - بعل کے نبی اپنی دعائین بعل سے مانگتے تھے نہ کہ یہوداہ سے - چنانچہ ایلیا نبی کے ساتھ دعا کی قبولیت مین انکا مقابلہ ہوا - وہ بعل سے دعا مانگتے تھے - اور ایلیا یہوداہ سے مانگتا تھا - آخری ایلیاء کو فتح ہوئی دیکھو سلاطین باب ۱۸ - آیت ۲۰ سے ۴۰ - چونکہ ۴۰۰ انبیاء زیر بحث نے یہوداہ سے دعا کی تھی اسواسطے وہ بعل کے نبی نہ تھے -

دلیل پنجم - جب ایلیا کو قبولیت دعا مین مقابلہ کرنا پڑا تو اوسوقت اس نبی نے شہادت دی کہ بعل کے نبی صرف چارسو پچاس ہین اور وے سب کے سب ایلیا کے مقابلہ مین کہڑے ہوئے تھے اُن ساڑہے چارسو کے سوائے اور کوئی بعل کا نبی نہ تہا - اور جب ایلیاء کو قبولیت دعا مین فتح ہوئی تو بعل کے سب نبیون کو قتل کر دیا گیا تہا - دیکھو آیت ۴۰ ایلیاء نے کہا بعل کے نبیون کو پکڑ لو - کہ اُن مین سے ایک بھی جانے نہ پائے - سو انہون نے انہین پکڑا اور ایلیا ان کو وادی قیسون مین لایا - اور انہین قتل کیا - اس آیت مین **ایک بھی** کا لفظ قابل غور ہے -

دلیل ششم - بعل کے سب نبیون کے قتل ہونے کا واقعہ ۹۰۶ء قبل مسیح مین ہوا اور اسکے ٹہیک نو سال بعد یہوسفط نے یہوداہ کے چارسو انبیاء کو جمع کیا تہا - جب کہ بعل کے سب نبی قتل ہو چکے تھے تو اب یہہ نبی وہی بعل کے کس طرح ہو سکتے تھے -

دلیل ہفتم - بعل کا لفظ یہوداہ کے بالمقابل ایک لفظ تہا - جو بعل کے پجاری اور نبی ہوا کرتے تھے وہ یہوداہ کا نام کبھی زبان پر نہ لاتے تھے - (دیکھو کتاب انسکلو پیڈیا جیواش ریلیجن ردیف بعل و پرافٹ) لیکن ان چارسو انبیاء نے یہوداہ کا نام لیا اور بعل کا نام ہرگز نہ لیا -

صلح کُل کی پالیسی کے مسیح حامیون کا شیوہ

مولوی انشاء اللہ صاحب ان لوگون مین سے ہین جو مسلمانون مین صلح کل کی پالیسی کے پیرو کہلاتے ہین آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ مسلمانون کے مختلف فرقون کی نزاعون کو دور کرکے ان مین اتفاق قایم کرنا چاہتے ہین آپ کی اس صلح کل کی پالیسی کی حقیقت اسوقت معلوم ہو جاتی ہے جب واقعی آپ سے کسی کو معاملہ کرنا پڑے - آپ کے نزدیک صلح کل کی پالیسی کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرون کو جو جی چاہے کہتے ہی جاوین اور ساتھ ساتھ یہ لفظ بڑہاتے جاوین کہ ہم مباحثہ اور مناقشہ سے پرہیز کرتے ہین اور کسیکو کچھہ کہنا نہین چاہتے - چنانچہ اس تجویز کے ذریعہ سے جو پچھلے دنون مین ہوئی* اگر اور کچھہ فائدہ نہین ہوا تو یہ ضرور ہوا ہے کہ آپ کے اصل خیالات ظاہر ہو گئے - میرے جوش مین آنے پر مولویصاحب بہت زور دے رہے ہین - مگر مین تو آپ جیسی صلح کل کی پالیسی کا قایل نہین جو مین اس سے انکار کردن - مجھے اللہ تعالٰے نے انسان بنایا ہے اور مجھے اوسنے حق کے لئے جوش بھی دیا ہے اور حق کے لئے غیرت بھی دی ہے - ہان اگر انکا استعمال غیر محل پر ہو - تو قابل اعتراض ہے - افسوس تو یہ ہے کہ آپ دعوے کرکے اپنی پالیسی کو نباہ نہین سکتے - اور مین بفضل خدا نباہ سکتا ہون - مین اسبات کو مانتا ہون کہ اسلام نے ایک اخوت قایم کی ہے - مگر اسلام کا یہ منشاء ہرگز نہین جیسا آپ کا خیال پایا جاتا ہے کہ دوسرے لوگون پر تو ہم بلاوجہ ہی غیظ و غضب نکال لیا کرین - اور مسلمانون کو کلمہ حق بھی نہ کہین - اصل اسلامی اخوت کی یہ ہے کہ جب انسان صحیح معنون مین مسلم ہوتا ہے - یعنی ان معنون مین جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ اور لایؤمن احدکم حتّٰی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہٖ

تو ایسے مسلمان جو ایک دوسرے کے حقوق کی پوری نگہداشت کرنے والے ہین ان مین خود ہی ایک سچی اخوت اور محبت جو محض للہ ہوتی ہے پیدا ہو جاتی ہے - مگر اس اخوت کے علاوہ اسلام عام انسانی ہمدردی کے لئے بھی ویسی ہی تاکید فرماتا ہے - پس ایک سچے مسلمان کو نفرت غیر لوگون سے نہین کرنی چاہئے بلکہ ان مین جو غلط عقیدے یا بری باتین پائی جاتی ہون ان سے نفرت کرنی چاہئے - جو شخص اس طرح کی نفرت کرتا ہے وہ حق پر ہے - بلکہ جو شخص غلط عقیدے یا برے کام سے نفرت نہین رکہتا وہ خود سخت گنہگار ہے - اس قسم کی صلح کل کی پالیسی تو اسلام سکہاتا ہے مگر جن معنون مین آپ صلح کل کے حامی بننا چاہتے ہین وہ صحیح نہین ہے - کہ مسلمانون کو کچھہ نہ کہا جائے اور غیر مسلمون پر سارا جوش نکالا جاوے خواہ مسلمان ان سے بڑھ کر بدکاریون مین مبتلا اور غلط خیالات مین پھنسے ہوئے ہون - آپ کے نزدیک تو چوہڑا اور ڈاکو مسلمان بھی پھر قابل عزت بھی ہونگے اور ان کو کچھہ کہنا آپ برا جانتے ہونگے اور اس غصہ کو کسی بھلے مانس غیر مسلم پر نکال لیتے ہونگے - آپ کو جوش بھی آیا ہے اور آپ کی قلم ہر اخبار مین کچھہ نہ کچھہ حملہ کرنے سے رک بھی نہین سکتی - اور ساتھہ ہی آپ یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ آپ اس بحث کو لمبا کرنا نہین چاہتے آپ یہ فرمایئے کہ ۹ - مارچ کے پرچہ مین آپ نے دل کھول کر سب کچھہ نہ لکھہ لیا تہا جو آپ نے ۱۶ - مارچ کے پرچے مین تیز قلمی سے پھر حملے کئے - اور بار بار مجھے متلون لکھا - اور پھر آپ نے ناحق یہ واویلا کیا کہ گویا ہم آپ کے ہزار دو روپیے اعانت کے کھا گئے ہین - قبل اسکے جو مینے ایک حرف بھی لکھا ہو - آپ نے یہ سب ذاتی حملے کئے - اور جب مینے ۲۰ مارچ کے پرچہ مین جو آپ کے ۱۶ مارچ کے پرچے سے پہلے لکھا جا چکا تہا - آپ کو یہ توجہ دلائی کہ آپ قربانی کی منسوخی کی تجویز کرکے اور اپنی طرف سے صحیح معنون مین ایک بدعت کو اسلام مین قایم کرکے اور سود کے جواز کے قایل ہو کر بہی حنفی المذہب رہتے ہین اور متفق علیہ عقاید سے خارج نہین ہوتے تو یہ کہنے والا کہ اسلام کے اندر اس زمانہ مین بہی وہی برکات موجود ہین جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تہین - کیونکر کافر ہو گیا - تو آپ اسکو ذاتی حملہ بتاتے ہین - شاید آپ کے نزدیک ذاتی حملے کے معنے کوئی الگ ہین - مولوی صاحب ذاتی حملہ سے مراد ہے کسی کی ذات پر حملہ کرنا جیسا کہ آپ نے مجھہ پر حملہ کیا اور بار بار متلون مزاجی کا فتویٰ دیا - اور یہ جو مینے اعتراض کیا تہا اسکو ذاتی حملہ نہین کہتے بیشک آپ کسی اور ہمعصر سے جو ہمارا مخالف ہو دریافت کر لین اگر اسکو بہی ذاتی حملہ کہنا بجا ہے تو پھر تو ہم کسی کے غلط عقیدہ پر اعتراض ہی نہین کر سکتے - بھلا آپ جو فرماتے ہین کہ مینے جوش سے بہر کر لکہا ہے اور آپکا اپنی تحریر کی نسبت یہ دعویٰ ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے لکہہ رہے ہین اور صلح کل کی پالیسی کو مدنظر رکھکر لکہہ رہے ہین ذرا غور فرمایئے کہ مینے جو کچھہ لکہا تہا یاد دلانے کو لکہا تہا آپ نے اب اخبار مین سقدر باتین لکہین مگر کیا میری کسی بات کا جواب دیا قربانی کے ذکر کو آپ ایسا کہا گئے کہ اعتراض کا ذکر کرکر جواب کا نام تک ہی نہین لیا انصاف یہ ہے کہ اگر قربانی کے متعلق جو نیا خیال آپ پیش کرتے ہین - اور جو میرے نزدیک واقعی بدعت ہے یہی عقیدہ اسلامی ثابت ہو - اور قرآن شریف و حدیث صحیح اور تعامل اسکو صحیح بتائین تو آپ سچے رہے اور اگر اسکے برخلاف ثابت ہو - اور آپکا یہ خیال جسکی تحریک اپنے اخبار مین کر رہے ہین بدعت ثابت ہو تو آپ کو چاہیئے کہ چونکہ آپ ہی متفق علیہ عقاید کے دائرہ سے خارج ہو گئے اسلئے جو مسلمانون کی جیبون سے آپ طالب علمون کو پرچے دینے کے لئے پیسے وصول کر رہے ہین انکو فی الفور واپس کرین - اب مین بہی آپکی ایمانداری کو دیکہون گا کہ آیا متفق علیہ عقاید سے خارج ہونیکا فتویٰ لگانا محض ایک ڈھکوسلہ ہے یا واقعی آپکے نزدیک کچھہ حقیقت بہی رکہتا ہے اور میری بات کو تو آپ نہین مانتے حنفی المذہب علماء سے ہی فتویٰ اس امر مین حاصل کرین اور پھر اسکو اپنے اخبار مین شایع کرین [illegible] فتویٰ طلب کرین - اور پھر مین دیکہونگا کہ یہ پیغام سوالون آپکے ساتھہ ملتا ہے - اور آپکی نیک نیتی کا بہی اندازہ لگ جاویگا کیونکہ آپکو یہ ہرگز جایز نہین اور ایمانداری سے بعید ہے کہ آپ ایسے عقیدون کے پھیلانے کے لئے امدادی روپیہ مسلمانون سے حاصل کرین جو جمہور اہل اسلام کے نزدیک جہوٹے اور خلاف سنت عقاید ہین مجھے اس سے کوئی تعارض نہ ہوتا اور جو عقیدہ چاہتے پہیلاتے اور جسکا جی چاہتا آپکو ان عقاید کے پھیلانے مین مدد دیتا مگر اب تو مین آپکی اس نیک نیتی کو دیکہنا چاہتا ہون جسکا آپکو دعویٰ ہے کیونکہ آپنے اس تجویز کو اسلئے رد کیا کہ آپکے مفروضہ عقاید متفق کے خلاف ہم لکہنا چاہتے تہے - حالانکہ اسپر اتفاق سلف امت

* اس مضمون کے لکھنے کی تحریک وطن کے ماہ نامہ پرچہ ۲۰ - مارچ سے ہوئی ہے -

کبھی نہیں ہوا۔

دوسرا مسئلہ سود کا ہے جسپر مینے اعتراض کیا تھا۔ مولوی انشاء اللہ آپنے شاید یہ سمجھ لیا ہے کہ مینے بلاتحقیق ہی اس مسئلہ پر قلم اٹھائی۔ مینے تو پہلے ہی لکھا تھا یعنی رسالہ مین جس موقعہ کا آپ حوالہ دیتے ہین اسکی عبارت یہ ہے کہ "مینے سُنا ہے کہ آپ سر سید احمد خان کی طرز پر سود کو بھی جایز قرار دیتے ہین۔" آپنے بجائے اسکے کہ اصل اعتراض کی طرف رجوع کرکے اسکا جواب لکھتے یا انکار کرتے کہ مین سر سید احمد خان کی طرز پر سود کو جائز قرار نہین دیتا اور فقہ حنفی کے رنگ مین جایز قرار دیتا ہون میرے مضمون پر ایک فضول اعتراض کیا جو آپ اگر رسالہ ریویو کو پڑھ لیتے تو کبھی نہ کرتے مگر آپکو غرض اعتراض کرنے سے تہی۔ آپ کہتے ہین کہ مینے اردو رسالہ مین یوزری اور انٹرسٹ مین فرق نہین کیا مین آپکو بتاؤن کہ آپ مہربانی کرکے میرے مضمون سود کا پہلا صفحہ جو رسالہ فروری کے شروع مین ہی ہے پڑھ لین تاکہ آپ کو اس فرق کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ آپ مجھے درمختار کا حوالہ دیتے ہین آپ مہربانی کرکے درمختار مین سے وہ موقع نکال کر دکھا دین جہان لکھا ہو کہ ہماری شرح سود ناجائز ہے اور ملکی شرح سود جسکو آپ عیسائیون کے پیچھے چلکر انٹرسٹ سے تعبیر کرکے جائز کرنا چاہتے ہین جایز ہے۔ اور یہ بھی دکھا دیجئے کہ وہان تجارتی اور ملکی سود کے کون کون سے الگ الگ نام لئے ہوئے ہین چونکہ آپنے درمختار کو ضرور پڑھا ہوگا اسلئے امید ہے آپ میری اس مشکل کو حل کر دین گے کیونکہ مجھے فقہ حنفی مین کوئی ایسا باب نہین ملا جہان ہماری شرح سود اور ملکی شرح سود یا یوزری اور انٹرسٹ مین فرق کیا گیا ہو۔ یہ ایجاد ہے عیسائیون کی اور انکے پیچھے چلکر سر سید احمد خان نے بھی اسکو قبول کیا اور اب آپ آنکھین بند کرکے سر سید کے پیچھے چل رہے ہین۔

یہ آپکا متفقہ عقاید سے دوسرا اختلاف ہے جسکا وعظ آپ اپنے اخبار مین کرتے ہین مینے آپکو لکھا تھا کہ آپ سر سید احمد خان کی طرز پر سود کو جایز قرار دیتے ہین۔ آپ ہی فرمائیے کہ سر سید احمد خان نے فقہ حنفی کے پیچھے چلکر سود کو جایز قرار دیا ہے؟ اس پر یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپنے اس مسئلہ مین کسقدر تحقیق کی ہے۔ اور انہین بے بنیاد خیالات پر آپ جواز انٹرسٹ یعنی ملکی سود یا تجارتی اور بنکی سود کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہین۔ آپنے تو فقہ حنفی پڑھی ہوئی ہوگی پھر یہ آپ کو کہان سے خیال پیدا ہوا کہ فقہ حنفی مین ملکی سود کو جایز قرار دیا گیا ہے۔ آپ ذرا غور سے دوبارہ فقہ حنفی کو ملاحظہ فرماوین کیونکہ جہانتک مین سمجھتا ہون وہان تو دارالحرب اور دارالاسلام کی بنا پر جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ پس آپ صاف الفاظ مین یہ کہین کہ آپ سر سید احمد خان کی طرف پر سود کو قرار نہین دیتے یعنی ہماری شرح سود کو ناجائز اور ملکی شرح سود کو جائز بلکہ حنفی رنگ مین ہندوستان مین سود کو جائز قرار دیتے ہین۔ یعنے ہندوستان کو دارالحرب مان کر۔ مگر یہ آپ ہرگز نہ کہین گے۔ کیونکہ اگر آپ کے نزدیک بھی ہندوستان دارالحرب ہے جیسا کہ بعض دوسرے حنفیون کے نزدیک ہے جن مین سے مولوی محمد حسن صاحب جیسی کی کتاب کے دلائل مین نقل بھی کر چکا ہون تو پھر کھلم کھلا اسکا اعلان کیجئے جیسا مولوی محمد حسن نے جو حنفی المذہب مین کیا تہا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیجئے کہ آپ کے نزدیک ہندوستان مین قمار بازی بھی جایز ہے اور غیر مسلمون کا مال چرا لینا یا بد دیانتی سے انکا مال وصول کر لینا بھی جائز ہے۔ یا اگر یہ باتین جایز نہ ہون تو پھر آپ اس امر کی تشریح فرمائیے کہ کیون جائز نہین کیونکہ مولوی محمد حسن اپنی کتاب ردض الربی فی حقیقۃ الربا مین لکھتے ہین کہ فقہ حنفی کے رو سے دارالحرب مین ناجایز طریقون سے کفار کا مال لے لینا جایز ہے۔ بہرحال یہ سب باتین تشریح طلب ہین۔ یعنی یا تو آپ جواز سود کا فتویٰ سر سید احمد خان کی طرز پر دیتے ہین اور اس صورت مین آپ حنفی المذہب نہ رہے بلکہ نیچری بن گئے۔ اور یا فقہ حنفی کی رو سے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر سود جایز قرار دیتے ہین تو اس صورت مین دوسرے حنفی علما کی طرح اپنے اخبار وطن کے ذریعہ جو مدعی اصلاح ہے یہ اعلان کر دیجئے کہ ہندوستان مین قمار بازی بھی جایز ہے۔ یا غیر مسلمون کا مال لے لینا بھی جایز ہے۔ . . . . . . یہ ناراض ہونے کی باتین نہین اور نہ یہ ذاتی حملے ہین بلکہ ایک مسئلہ کے متعلق تحقیق ہے۔ آپ میرے دلائل کو فروری اور مارچ کے رسالون مین ملاحظہ فرماوین اور اپنے دلائل سے بھی مجھے مستفیض فرماوین تاکہ اگر ضرورت ہو تو مین اس مسئلہ پر کچھ اور بحث کرکے اسکو صاف کرون۔ ہان جہان آپ اسقدر تشریح کرین گے اسبات کو بھول نہ جائین کہ حنفی دائرہ عقاید سے خارج ہو کر آپ کو قطعاً یہ حق نہین پہونچتا کہ آپ طلبا مین مفت اشاعت کے لئے لوگون سے امدادی چندے وصول کرین۔ آپ کا اور ہندوستان کا جھگڑا تو الگ رہا اب اسکا بھی فیصلہ کیجئے کہ ایسے باطل عقیدے رکھکر اور پھیلا کر آپ کو کیا حق پہونچتا ہے کہ آپ مفت اشاعت کے لئے امدادی چندے لین۔ اور مسلمانون کے رہے سہے عقاید کو تباہ کرین مجھے آپ پر اگر اتنا افسوس ہے تو یہ ہے کہ آپ ہر پرچہ مین غیر احمدیون کی اعانت کا ذکر کرتے ہین اور میرے خطوط کو چھپا دیتے ہین۔ آپ تو مسلمانون کو بلاوجہ شکایت کا موقع نہین دینا چاہتے اور آپ ایسی بات کر رہے ہین جو اخبار نویسی کے اصول کے خلاف ہے اور اگر کوئی ہندو یا عیسائی اخبار نویس بھی ہوتا تو وہ ایسی تحریر کو شائع کرنے سے انکار نہ کرتا کیونکہ آپنے ایک غلط فہمی پھیلائی۔ اسکے ازالہ کیلئے مینے خط لکھا مگر آپ اسکو اخبار مین درج کرنے سے ڈرتے ہین کہ اس سے آپ کی کسی بات کی حقیقت کھلتی ہے۔ آپ نہ صرف میرے خط کو ہی شائع نہین کرتے بلکہ ہر اخبار مین نیش زنی بھی کر دیتے ہین۔ کیا یہ آپ کی انصاف پسندی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ جیسے آدمیون سے ہمارا معاملہ نہین پڑا۔ ورنہ آپ کی اس طبیعت کے اور اور پہلو بھی دیکھنے پڑتے۔ مولوی انشاء اللہ صاحب ہم آپکے غیر احمدی دوستون کے پیسون کو پہلے ہی براہ راست لینا نہ چاہتے تھے اور شروع مین ہی آپ کو لکھ دیا گیا تھا کہ اعانت کے چندے آپکے پاس ہی جمع ہون اور ہمارے پاس کوئی نہ بھیجے اور وہ خط آپکے اخبار مین چھپ بھی چکا ہے اور آپ نے خود بھی یہی اعلان کیا تھا کہ لوگ چندے آپکے پاس ہی بھیجین پھر آپنے ۹ - مارچ کو اخبار مین لکھ دیا کہ بہت سے چندے براہ راست قادیان پہونچ چکے ہین۔ اسکے جواب مین آپ کو خط لکھا گیا جسکے چھپنے سے غلط فہمی رفع ہو سکتی تہی مگر آپنے اسکو چھاپنے کے بجائے دبا رکھا ہے اور ہر اخبار مین کچھ نہ کچھ نیش زنی کرتے چلے جاتے ہین۔ کیا یہ ایمانداری ہے آپ میرے خط کو چھاپ دین اور مین ان لوگون کو ایک ایک پیسہ دیدون گا جو واپس مانگین گے۔ شیخ عمر بخش صاحب کا ذکر آپنے تو اتنی دفعہ کیا مگر شیخ صاحب موصوف نے اب تک ایک خط بھی نہین لکھا جس مین انہون نے چندہ واپس طلب کیا ہو۔ آپ ان سے ایک . . . لکھوا دین تو مین انکا روپیہ واپس بھیج دونگا یا کم از کم انکی طرف سے وکالت نامہ لیکر آپ خود ہی لکھ دین . . . . آپ لکھتے ہین کہ شیخ عمر بخش صاحب اور شیخ گلاب دین صاحبان وکلاء کے نام "سنکر" مولوی محمد علی صاحب نے جواب تو دیا مگر کھسیانے ہو کر قدرے ترش روئی کے ساتھ۔" آپ مہربانی کرکے وہ میرا خط چھاپ دیوین تاکہ لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ واقعی آپ سچ لکھ رہے ہین یا معمولی اخباری رنگ کی یہ بھی ایک نیش زنی ہے۔ اب آپنے شیخ عمر بخش صاحب کے متعلق تو لکھ دیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک پر انہون نے نہین بھیجا مگر شیخ گلاب دین صاحب کے متعلق کیون نہ لکھا اور ان دوستون کے نام آپ کیون نہین لکھتے جنہون نے اس غلط فہمی کے نیچے قادیان مین اعانت کا روپیہ بھیجا ہے کہ رسالہ کی ترتیب بدل گئی ہے۔ آخر دشمنی مین حد سے بڑھنا نہین چاہئے موہنہ سے تو آپ اب بھی صلح کل ہونا ظاہر کر رہے ہین اور عملی رنگ مین آپ کا عناد حد سے گذرا ہوا ہے۔ آپ غلط فہمیون پر غلط فہمیان پھیلا رہے ہین اور اصل خطوط کو جو مینے بھیجے ہین شائع نہین کرتے تاکہ جس شخص نے آپ کی تحریک پر روپیہ بھیجا ہو وہ واپس لے لیوے۔ معلوم نہین آپکو پیر جو خطوط کا جواب کیا ملا جو آپ نے لکھے تھے۔

مینے ایک وقت تو آپ کے ساتھ معاملہ کو حسن ظن پر محمول کرکے اچھا سمجھا تھا مگر اب آپکے ساتھ معاملہ کرنے سے بہت ڈرتا ہون۔ یہان تک کہ ایک شخص نے جس نے اردو رسالہ منگوایا تھا اسکے لکھنے پر اردو رسالہ کی قیمت بھی واپس کر دی ہے حالانکہ آپ خوب جانتے ہین اور آپ نے خود اپنے ہاتھون سے اپنے خط مین لکھا ہوا ہے کہ اردو رسالہ سے اس تجویز کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مگر جب آپ کی انصاف پسندی اور حق طلبی کے دیکھنے کا وقت آیا تو آپ اس شہادت حقہ کو بھی ادا نہین کر سکتے۔ بہرحال ہم جو کچھ آیا ہے سب کچھ واپس دیدین گے بشرطیکہ وہ صاحب جو لینا چاہتے ہین خود لکھین یا آپ کو اپنا وکیل کر دیں۔ مینے یہ بیشک لکھا تھا کہ آپ دل کھول کر مخالفت کرین آپ اسکو جوش ناحق سمجھتے ہین مگر یہ سچا جوش ہے۔ کیونکہ میرا دل اس ایمان سے بھرا ہوا ہے کہ اگر ساری دنیا بھی ملکر مخالفت کرے تو بھی اس سلسلہ کا بال بیکا نہین ہو سکتا اور کوئی شخص کچھ نہین بگاڑ سکتا ہے۔ اچھا ہو آپ بھی اپنے دل کا ولولہ نکال لین آپ نے میرے خط منارجہ الحکم پر ایک نکتہ چینی بھی کی ہے کہ مینے لکھ دیا ہے کہ سردار محمد عجیب خان صاحب کہتے ہین کہ جسقدر روپیہ واپس دیا گیا ہے اس سب کو وہ پورا کر دین گے۔ حالانکہ خان صاحب کے خط کے یہ لفظ ہین کہ وہ کل یا جزو رقم مذکور روانہ کرنے کی سعی کرینگے۔ اس سے آپ کو یہ حملہ کرنیکا موقعہ ملا ہے کہ مین گویا اسقدر جاہل ہون کہ صاف الفاظ کے معنے بھی نہین سمجھتا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہین کہ "ہمارے فاضل دوست شاید جزو کو بھی کل کا ہی مرادف سمجھے ہوئے ہین اور سعی اور حتمی اور پختہ اقرار مین کچھ فرق نہین سمجھتے جہان روشنی اس کمال کو پہونچ چکی ہو وہان سے غریب دنیادار کب لڑ کر اتر سکتے ہین "۔ کیون صاحب آپ تو جوش مین نہین آئے سبحان اللہ کس بات سے کیا نتیجہ نکالا ہے۔ شاید اگر جوش مین آتے تو کوئی عجیب نتیجہ پر پہونچتے۔ وہ شاید کسی دوسرے موقعہ پر بتا دین گے۔ اسکی بجائے تو اگر آپ یہ لکھ دیتے کہ ایسے جاہلون کے مضامین اسلام پر کس کام کے ہو سکتے ہین تو میری ہی آرزو پوری ہو جاتی۔ مولوی صاحب! اصل بات یہ ہے کہ مین ان لفظون کے معنے تو سمجھتا تھا مگر تجربہ نے بتا دیا ہے کہ جہان آپ جیسے لوگ حتمی وعدہ کرنیوالے بھی ہون تو اسکو وعدہ نہین سمجھنا چاہئے اور جہان سردار عجیب خان صاحب جیسے پُر جوش مخلص سعی کا لفظ بھی لکھین تو اسکو حتمی وعدہ کے برابر سمجھنا چاہئے مین کیا کرون یہ میری سمجھ کا قصور نہین بلکہ تجربہ نے یہ بتا دیا ہے۔ باقی رہا جزو اور کل کا جھگڑا۔ سو آپ کو جزو پر اتنا زور دینے کی کیا ضرورت تھی کل کا لفظ بھی تو موجود ہے۔ مجھے اس جماعت کے پُرجوش مخلصین کا تجربہ ہے اسنے مجھے یہی ہدایت کی کہ یہ لوگ ایسے ہین کہ دو باتون مین سے جو وہ کر سکتے ہین زیادہ نیکی اور ثواب کی بات کو اختیار کرتے ہین۔ اور جوش اور اخلاص تو انکے خط سے ہی ظاہر ہے۔ شاید اگر آپ توجہ فرماتے تو کوئی لفظ اسکے بھی خلاف نکال لیتے۔ لیجئے اب مین آپ کو اس تجربہ کی صداقت مین یہ خوشخبری بھی کسی دن سنا دونگا کہ کل روپیہ جو آپ کی تحریک پر غیر احمدی احباب نے واپس لیا وہ سردار محمد عجیب خان صاحب نے ادا کر دیا۔ بالفعل چونکہ صرف قریباً عہ کی رقم کی واپسی کی درخواست آئی ہے یہ قلیل رقم مجھے سردار صاحب موصوف سے مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے ہان آپ کی تحریک پر جب کوئی معقول رقم آپکے دوست واپس لے لین گے تو پھر مین سردار صاحب کو اطلاع دونگا آپ جو نتیجہ چاہین نکالین اس سے مجھے غرض نہین مگر اسکو میری جہالت کے ثبوت مین پیش کرنا فضول ہے۔ مین عملی طور پر آپ کو دکھا دونگا کہ یہی نتیجہ صحیح ہے۔ آپ بھی سچے ہین کہ آپنے کسی سے ایسا اخلاص اور دین اسلام کا ایسا سچا جوش نہین دیکھا اور مین سچا ہون کہ مینے اپنی آنکھون سے وہ نظیرین دیکھی ہین جو قرون اولی کے مسلمانون مین پائی جاتی ہین۔ اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اگر آپ نے ذاتی بحث کو چھوڑ کر عقاید کی بحث پر قلم اٹھائی تو مین آپکا نہایت مشکور ہونگا کیونکہ کم از کم یہ دو مسایل تو صاف ہو جاوین گے یعنی ایک قربانی کی منسوخی کا مسئلہ اور دوسرا

* وطن کے زیادہ اصرار پر جلد مینے شیخ صاحب کا روپیہ بلا درخواست ہی واپس کر دیا ہے۔ محمد علی

مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید۔

ترجمہ اور جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسےٰ ابن مریم کیا تو نے لوگون کو یہ کہا تہا کہ مجھکو اور میری مان کو اللہ کے سوا معبود بنا لو عیسیٰ نے عرض کیا الٰہی تو پاک ہے جو حق کہ مجھکو نہین پہنچتا مین کب اوسکو اپنے لئے روا رکھ سکتا ہون اگر مینے یہ کہا ہوگا تو الٰہی تجھکو خوب روشن ہے تو میری باتون سے واقف ہے اور مین تیرے اسرار سے واقف نہین تو عالم الغیب ہے مینے تو ان لوگون کو وہی کہا تھا جو تو نے مجھ کو حکم دیا تہا کہ اوس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک مین اونمین رہا اس تعلیم کا نگہبان رہا اور جب الٰہی تو نے مجھکو وفات دیدی تو اوسوقت کی تجھکو خبر ہے اور تو ہر ایک چیز سے واقف اور حاضر ناظر ہے اب اگر یہ مانا جائے کہ یہ واقعہ قیامت کا ہے تو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کا کہنا کہ جب تو نے مجھکو وفات دیدی تو اوسوقت کی تجھکو خبر ہے مجھکو کیا معلوم ہے کہ ان لوگون نے میرے بعد کیا کیا اسحالت مین کہ حضرت عیسےٰ کے دوبارہ آکر چالیس برس دنیا مین رہنے اور نصاریٰ سے جہاد کرنے کا عقیدہ سچ مان لیا جائے یہ اعلےٰ درجہ کا سفید جھوٹ ہوجائیگا کیونکہ سورون کے مارنے دجال کے قتل کرنے شریعت محمدی مین اصلاح کرکے جزیہ قبول نہ کرنے اور نصاریٰ کو تہ تیغ کرنے کے تمام واقعات سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ مجھکو نصاریٰ کے شرک اور اونکی حالت کی خبر ہی نہین اگر جھوٹ نہین تو اور کیا ہے سارے فاسد اعتقاد نے ضدی مزاج لوگون سے کیا کیا یہود و نصاریٰ کے سے کام کرا ڈالے۔ آیت انی متوفیک ورافعک الی مین تقدیم و تاخیر کرائی۔ توفی کے وہ معنے کرائے کہ جن معنون مین کبھی کسی جگہ یہ لفظ مستعمل ہی نہین ہوا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اتنے بڑے برگزیدہ اور خدا کے صادق نبی کو جھوٹا اونہون نے ثابت کیا۔ شریعت محمدی کو قابل ترمیم و تنسیخ اونہون نے ٹہرایا آیت منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم کے خلاف حضرت عیسےٰ کو آسمان پر انہون نے جا بٹھایا آیت قد خلت من قبلہ الرسل پر صحابہ کے اجماع کو انہون نے نہ مانا۔ حضرت ابن عباس جیسے جلیل القدر صحابی کے قول کو انہون نے حقارت سے رد کر دیا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شب معراج کی گواہی کو انہون نے نہ مانا۔ مسیح موعود کی مخالفت مین خدا تعالےٰ کے اس فرمان پر اونہون نے مطلق توجہ نکی لایجرمنکم شنئان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا۔ اب جو شخص خدا اور اوس کے رسول اور صحابہ کسی کے قول کو نہین مانتا اوسکو خدا ہی سمجہائیگا یا اپنی کہو کہ خدا ہی سمجہے گا۔ پہر معترض صاحب سورہ نساء کی آیت وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ الخ کو لکھتے ہین اور خاک نہین سمجھتے حالانکہ خدا تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ یہود کا یہ قول کہ ہم نے اس مسیح کو قتل کر دیا جو رسول بنا پھرتا تھا خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ درحقیقت یہود نے مسیح کو قتل نہین کیا اور نہ پہانسی دیا بلکہ یہ خیال اون کے دلون مین شبہ کے طور پر ہے یقینی نہین اور خدا تعالیٰ نے آپ ہی اون کو شبہ مین ڈالدیا ہے تا اون کی بیوقوفی اور اپنی قادریت اون پر ظاہر کرے اور پہر فرمایا کہ وہ لوگ جو اس خیال مین پڑے ہوئے ہین کہ شاید مسیح پہانسی ہی مر گیا ہو اون کے پاس کوئی قطعی اور یقینی دلیل اثبات پر نہین صرف ایک ظن کی پیروی کر رہے ہین اور وہ خوب جانتے ہین کہ اون مین یقینی طور پر اثبات کا علم نہین کہ مسیح پھانسی دیا گیا بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہوگیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا تعالےٰ نے اوسکو راستبازبندون کی طرح اپنی طرف اٹھا لیا اور خدا عزیز ہے اون کو عزت دیتا ہے جو اوسکے ہو رہتے ہین اور حکیم ہے اپنی حکمتون سے اون کو فائدہ پونہچاتا ہے جو اوسپر توکل کرتے ہین۔ پہر فرمایا کہ کوئی اہل کتاب مین سے ایسا نہین جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو قبل اسکے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔ اگر کوئی ایسی صراحتون پر بہی نہ سمجھے تو اوسکو خدا سمجھے۔ اللہ تعالےٰ نے بڑی وضاحت سے ثابت کیا ہے کہ وہ اپنی موت سے مرے۔ اور اسمین کوئی جگہ شک کی نہین ہے مگر معترض کی سمجھ مین کسی طرح نہین آتا۔ اسکے آگے چند فقرات ایسے ہین کہ اون کا کافی جواب ہم دے چکے ہین۔ پہر آپ لکھتے ہین "اسپر تمام مسلمانون کا چودہ سو برس سے آجتک اتفاق ہے کہ اونکو وفات دنیاوی ہوئی نہ وفات موت" ناظرین ہمارے نجیب آبادی مولویصاحب کے اس ہشت پہلو فقرہ کو تو ملاحظہ فرمائے کہ "اون کو وفات دنیاوی ہوئی نہ وفات موت"۔ وفات دنیاوی اور وفات موت کی انوکھی اصطلاحون کے معنی اگر معترض صاحب نے اپنے ذہن مین کچھ سمجھ بہی رکھے ہون تاہم یہ فقرہ آتش کے اس شعر کا مصداق ہے ؎

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

لہذا مجکو تو بڑی خوشی ہوئی کیونکہ میرے نزدیک زیادہ قریب الفہم یہ مطلب ہے کہ اون کو وفات دنیاوی تو حاصل ہوئی مگر وفات موت حاصل نہین ہوئی سو وفات موت کچھہ ہو اوس سے غرض کیا مگر وفات دنیاوی تو حاصل ہوئی یعنی جس طرح دنیا مین ہر شخص کی وفات ہوتی ہے اسی طرح مسیح کو بہی وفات حاصل ہوئی۔ رہی مسلمانون کے اتفاق کی بات سو سنئے۔ بعد وفات جناب سرور کائنات صلعم کے سب سے پہلا اجماع صحابہ کا اسی وفات مسیح پر ہوا ہے جس مین ہزارون نہین لاکہون اصحاب اور حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت فاروق اعظمؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ جلیل القدر اصحاب اور عشرہ مبشرہ سب شامل ہین۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر موجود ہے جس کے آپ اقراری ہین۔ پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کے قایل ہین۔ امام جبائی رحمۃ اللہ علیہ وفات مسیح کو بڑے شد و مد سے ثابت کرتے ہین۔ حافظ ابن القیم اور تمام معتزلہ وفات مسیح کے قایل۔ ابن حزم اور محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی وغیرہ بزرگان ملت نے بہی وفات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اتفاق بی تمیزہ کے وضو سے بہی زیادہ مضبوط ہے کہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہین یہ چودہ سو برس کا عجیب اتفاق ہے پہر آپ لکھتے ہین کہ "آپ اپنے اس نئے ثبوت کے مسئلہ کو کسی آیت حدیث سے ثابت کیجیے" سبحان اللہ نئے ثبوت کا مسئلہ کیا معقول نقرہ ہے۔ حضرت! آیتین تو پہلے لکھ چکا ہون۔ حدیثین جسقدر چاہئین موجود ہین مگر مضمون کو مختصر کرنے کے لئے صرف اسقدر گذارش ہے کہ ایک معراج کی ہی حدیث کافی ہے۔ زیادہ شوق ہو تو مسک العارف ایک مختصر رسالہ ہے اوسکو ملاحظہ کیجئے جس مین مخدومنا مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی المخاطب فاضل امروہوی نے چالیس حدیثین لکہی ہین پہر آپ لکھتے ہین "آپ اپنے ان سب دعوون کے ثبوت مین ایک حدیث دکہلاتے ہین جسمین رسول اللہ صلعم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا ہے کہ تم مین سے سب سے پہلے اوس کی وفات ہوگی جسکے ہاتھہ لمبے ہین۔ الخ" لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اوّل تو سب دعوون کو اس حدیث کو تعلق کیا اور پہر یہ حدیث یا مثل اوس کے بہت سی احادیث اور آیات قرآنی صرف اثبات کے ثابت کرنے کے لئے بیان کیجاتی ہین کہ پیشگوئیون مین خدا اور اوس کے رسول نے اکثر استعارات سے کام لیا۔ معترض صاحب فرماتے ہین کہ سب دعوون کے ثبوت مین ایک ہی حدیث دکہلاتے ہین۔ پہر آپ گوہر افشانی کرتے ہین۔ کہ "جناب من یہان سے آپنے دیدہ و دانستہ حق کو چھپایا ہے یہ موقع ہی اس قسم کے بیان کا تہا کسی شخص سے کہدینا چاہئے کہ تو دس برس مین مریگا تو اوسکو اوسوقت سے دنیاوی زندگی متعفن ہوجائیگی" سبحان اللہ! آپکے ادائے بیان کو تو دیکھئے زندگی متعفن ہونیکا محاورہ قابل تعریف ہے۔ مین کہتا ہون حدیث مین تو صاف موجود ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنکر تمام ازواج مطہرات نے اپنے اپنے ہاتھہ ناپنے شروع کئے اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے اور جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تب یعنی جسوقت یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو اس کے وقوع کے بعد یہ بات سمجھ مین آئی کہ لمبے ہاتھون سے مراد سخاوت تھی تو اب یہ تو فرمائیے کہ حضرت زینبؓ کے انتقال کے وقت تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی زندگی بقول آپکے متعفن نہین ہوئی ہوگی ظاہر ہے کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لمبے ہاتھون کے معنی بتا دیتے کہ سخاوت ہین تو بجائے حضرت سودہؓ کے حضرت زینبؓ کی وہ حالت ہوتی جو نہ بتلانے سے حضرت سودہؓ کی ہوئی۔ غرض کسی نہ کسی کی زندگی تو متعفن ہوئی ہے۔ پھر آپ کی اس فضول بے مزہ لمبی تقریر کا جو اس اعتراض کے تحت مین آپ نے فرمائی ہے نتیجہ ہی کیا ہوا۔ افسوس ایسی موٹی موٹی باتین بھی آپکی سمجھ مین نہین آتین دیکھا یہ ہے نتیجہ امام وقت کی مخالفت کا۔ آپکے اعتراض کی تردید مین کیا اچھا نکتہ ہے۔ سخاوت ایک ایسی چیز ہے کہ سخی کو دوسرون کے مقابلہ مین اپنا سخی متیقن ہونا ضروری نہین۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بجائے ہاتھون کے صاف سخاوت ہی فرما دیتے تو حضرت زینب کو قطعی طور سے اپنے پہلے مرنے کا پورا پورا یقین کبھی نہ ہوتا کیونکہ سخی کو اپنی سخاوت سب سے بڑہی ہوئی ہونے کا یقین ہونا مشکل ہے اور لمبے ہاتھون کے بیان سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اپنی موت کے سب سے پہلے ہونے کا قطعی یقین ہوگیا تھا کیونکہ اون کے ہاتھون کا دوسری امہات المومنین سے لانبا ہونا مشتبہ امر نہ تہا۔ فتدبر۔ اسکے آگے جو کچھہ دور تک بیان کیا گیا ہے مین اسکو اسجگہ نقل کرتے ہوئے ڈرتا ہون کہ خدا تعالےٰ کی شان مین ایسے گستاخانہ الفاظ کا نقل کرنا کہین گناہ نہ ہو (آجکل چونکہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کے ایام ہین اسلئے میرا ڈر حق بجانب ہی) علاوہ ازین یہ تمام فقرات اس قابل ہی نہین کہ ان کے جواب مین کچھہ لکھا جائے کیونکہ معترض نے ان کلمات مین یہودیون سے کامل مشابہت ہی نہین کی بلکہ کئی نمبر اون سے آگے بڑھ گئے ہین۔ لہذا حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیون کو جو کچھہ جواب دیئے گئے ہین وہی ان کلمات کے جوابات ہو سکتے ہین۔ پہر آپ اس بات سے ناراضی ظاہر کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے فرقہ اہلحدیث کو اور اس زمانہ کے فرقہ اہلحدیث کو کیون برا کہتے ہو اور اپنی راست پسندی اور سچائی پر گھمنڈ ظاہر کیا ہے مگر

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ۔ اِنَّہٗ اَوَی الْقَرْیَۃ

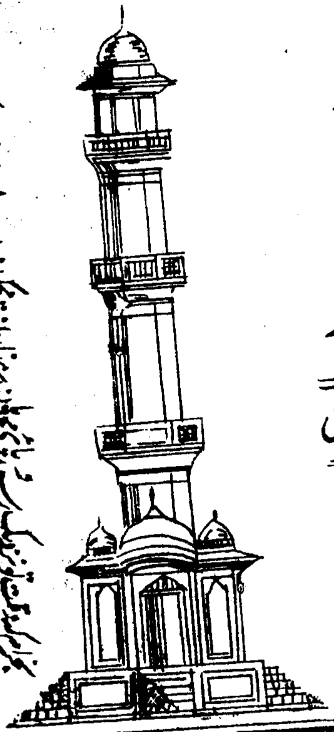

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص وسعاوتین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ - اپریل ۱۹۰۶ء مطابق ۱۵ صفر ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیاء - } صفحہ اول و دوم
" احمدیون کی حمیت یہی چاہئے -
(۲) امر بالسنت .... صفحہ ۴
" تازہ تصنیف حضرت مسیح موعود زلزلہ کی پیشگوئی "
(۳) چشمہ مسیحی - گذشتہ اشاعت سے آگے صفحہ ۵ تا ۹
(۴) کسر صلیب دہلی مین صفحہ ۷ تا ۱۲
(۵) اشتہارات - صفحہ ۱۳ تا ۱۲

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے - جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہئے کہ جو پرچہ نہین پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرین ورنہ بعد مین وہ پرچہ مطلوبہ نہین ملے گا - منیجر -

تازہ الہامات و رؤیاء

قریب ۳۰ - مارچ ۱۹۰۶ء - "مین بپاس سامان تنا اور دکہاؤ نگا" -

۱ - اپریل ۱۹۰۶ء - ھو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

۲ - اِنَّ اللّٰہ قدمٌ عیناً

رؤیاء - کل مولوی عبد الکریم صاحب کو خواب مین دیکہا ایک بڑے کمرے مین پھر رہے ہین مینے کہا کہ آؤ مصافحہ کرلین اور پہر مصافحہ کیا اور مینے کہا کہ تم دعا کرو کہ ہم اپنے دشمنون پر غالب آوین -

رؤیاء - آج پہر مولوی صاحب مرحوم کو دیکہا کہ ایک کمرے مین پہرتے ہین بہت جوش مین ہین اور سخت ناراض ہین اور کہتے ہین کہ کیون لوگ مخالفت کرتے ہین اور کیون اطاعت نہین کرتے -

۷ - اپریل - یاتیک الفرج - ترجمہ - تیری لئے خوشی آتی ہے

۹ - اپریل - رب ارنی زلزلۃ الساعۃ - یریکم اللّٰہ زلزلۃ الساعۃ - اریک زلزلۃ الساعۃ یسئلونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق ولا یرد عن قوم یعرضون -

نصر من اللّٰہ و فتح مبین - اراد اللّٰہ ان یبعثک مقاما محمودا

ھو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ -

اور چندروز ہوئے - مین نے دیکہا تہا کہ ایک انگریز ہمارے گھر مین داخل ہوا ہے ساتہہ محمود ہے - گویا تلاشی لینا چاہتا ہے اور پاس ... میر ناصر نواب صاحب کہڑے ہین وہ اشارہ سے مجہے کہتے ہین کہ یہ انگریز حاکم ہے تلاشی کی غرض سے آیا ہے مین دل مین کہتا ہون کہ اس جگہ تلاشی کے لئے کوئی مشتبہ چیز ہے صرف ہماری تصانیف کے مسودات ہین - معلوم نہین اس خواب کی کیا تعبیر ہے مگر ناصر اور محمود کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ اگر کوئی امر مکروہ بھی ہے تو انجام اچہا ہے - ایسی خوابین تعبیر طلب ہوتی ہین یہ ضروری نہین کہ تلاشی سے مراد تلاشی ہی ہے بلکہ کوئی اور پوشیدہ جستجو اس سے مراد ہو سکتی ہے جس کا انجام ظاہری بریت اور صفائی ہو - واللّٰہ اعلم بالصواب -

چندروز ہوئے یہ الہام ہوا تہا - انا نبشرک بغلام - نافلۃ لک - ممکن ہے کہ اسکی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہان لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بہی کہتے ہین یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو -

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس اور آپکے اہلبیت بحمد اللّٰہ خوش و خرم ہین -

فاضل امروہی واپس تشریف لے آئے -

دو عجیب و غریب پیشگوئیان پوری ہوئی ہین - تفصیل آیندہ ہوگی -

احمدیون کی حمیت یہی چاہئے

عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

مولوی انشاء اللّٰہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کی تجاویز متعلقہ اشاعت ریویو کا حشر جو ہونا تہا ہو چکا - حسن ظنی سے جسکے لئے ہم سب مامور ہین یہہ سمجہا گیا تہا کہ مولوی انشاء اللّٰہ خان کی یہہ تحریک بلا خوف لومۃ لائم محض خدا کے لئے ہے - مگر بہت ہی جلد وہ پردہ نفاق ٹوٹ گیا جو اسکی تہ مین رکہا گیا تہا اور اصلیت کہل گئی جسکا ہمین کچہہ بہی افسوس نہین بلکہ خوشی ہے مین نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ ایڈیٹر صاحب وطن نے ہمارے مخدوم اور جدا ئی اسلام ایڈیٹر میگزین پر نہایت شرمناک حملہ تلون کا کیا ... وہ اخلاص فی الدین تہا جو ہر غیور اور جوشیلے ... اور مسلمان مین ہونا چاہئے +

ایڈیٹر وطن اگر اس لذت اور ذوق سے سرشار ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب کے خط سے بہت بڑا ایمانی فائدہ اٹہاتا مگر جیفۂ دنیا پر مرنے والے کب فائدہ اٹہا سکتے ہین + ایڈیٹر وطن نے اپنے خیال مین چند روپیون کا جمع کر لینا بڑی بہاری کامیابی سمجہا تہا - اور اسے ناز ہوا تہا کہ میگزین کو بہت بڑی مدد اسکے ذریعہ پہونچی ہے مگر وہ

احمدیون کی حمیت و غیرت اسلامیہ سے ناواقف تہا وہ ذیل کے خطوط کو پڑہے کہ جس قوم مین غیرت اسلام کیلئے یہہ جوش ہو وہ اسکے چند پیسون کی کیا پروا کر سکتی ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا انشاء اللّٰہ خان پر احسان تہا کہ آپکی تجویز کو منظور کر لیا گیا تھا - ورنہ یہہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ کسی غیر احمدی کی اعانت و مدد کا محتاج نہین اسلئے کہ خدا اسکا حامی اور اسکے خدام سلسلہ کے فدائی ہین -

اسکے بعد مجہے احمدیون سے کچہہ کہنا ہے - احمدی قوم کے ان بزرگون نے قومی آن اور حمیت کا اچہا نمونہ دکہایا ہے اب غیرت ہی کی مقتضی ہے کہ ہم دو ہزار کاپیون کا چندہ فی الفور جمع کر دین چودہری رستم علی صاحب نے جو تجویزین کی ہین وہ بجائے خود مستحسن ہین انمین سے جس پر عمل کیا جاوے غنیمت ہے مین جانتا ہون ... نکل آئینگے جو سو یا پچاس پچاس اس مد مین دیدینگے مگر آسان طریق یہہ ہے کہ دس ہزار عام چندہ سے جمع کر دیا جاوے - اور جون کا رسالہ دو ہزار زائد چہاپ کر تقسیم ہو - کسی تحریک اور تجویز کا سوال فضول ہے - روپیہ بہیجو اور دنیا کو دکہا دو کہ یہی سلسلہ ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اشاعت و حمایت اسلام کا سچا جوش عطا کیا ہے اور غیرت تقاضے نہین چاہتا کہ اس فضل مین کسی اور کو تہوڑا شریک کرے - مین اب کسی لمبی تمہید کے بغیر ان خ

---

۹ اپریل ۱۹۰۶ء - الامراض تشاع والنفوس تضاع - یعنی بیماریان پہیلین گی اور جانین ضائع ہونگی

کرتا ہون - جو مولوی محمد علی صاحب نے میرے پاس بھیجے ہین - جن لوگون نے اس راہ مین قدم اٹھایا ہے اللہ تعالےٰ انہین جزائے خیر دے اور دوسرون کو ان کی تقلید کی توفیق - چونکہ واپسی روپیہ کا وعدہ خانصاحب سردار محمد عجب خان صاحب کر چکے ہین اسلئے مین اپنے مکرم بھائی شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ایک ہزار روپیہ جو واپسی کے لئے دیا چاہتے ہین اشاعت میگزین مین بھیجدین خواہ یکمشت خواہ بتفاریق اور ایسا ہی منشی نذر علی صاحب بھی بیس روپیہ بھیجدین - چوہدری رستم علی صاحب فوراً سو روپیہ بھیجین جو انہون نے تجویز کیا ہے - پھر اسکا وہ اثر جو قوم پر پڑنے کو ہے وہ خود ظاہر ہو جاویگا -

(۱) از ایبٹ آباد - ۵ - اپریل ۱۹۰۶ء

مکرمی مخدومی مولوی محمد علی صاحب ایم اے زاد قدرہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مینے تو خیال کیا تھا کہ وطن اور ریویو آف ریلیجنز کا آخری فیصلہ ہو کر بات رفت گذشت ہو گئی ہے اور الحمد للہ کہ ریویو آف ریلیجنز مین کسی قسم کی تبدیلی نہین ہوئی - مگر الحکم مین جو آپکی طرف سے چٹھیات شایع ہوتی رہی ہین ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اڈیٹر وطن کو اس بات پر بڑا ناز ہے کہ اسکی تحریک سے لوگون نے ریویو آف ریلیجنز کی خریداری منظور کی - اور اب وہ معاہدہ کی تکمیل نہ پا جانیکی وجہ سے ایسے لوگون کا روپیہ واپس طلب کر رہا ہے - اور اس بارہ مین وقتاً فوقتاً آپ پر نیش زنی بھی کرتا ہے - چنانچہ الحکم مورخہ ۳۱ - مارچ ۱۹۰۶ء مین پھر آپکی چٹھی شائع ہوئی ہے - جس سے تمام حالات اچھی طرح سے ظاہر ہو رہے ہین + اس سے پہلے میرے دوست مخدومی سردار محمد عجب خانصاحب تحصیلدار نوچی نے آپکو اطلاع دی ہے کہ وہ کل یا جزو روپیہ جو غیر احمدیون کیطرف سے وطن کی تحریک پر آپکے پاس پہونچا ہو واپس ادا کر دینے کو تیار ہین - اور مجھے سردار صاحب موصوف کی غیرت سے یہہ امر بعید معلوم نہین ہوتا ہے - بلکہ خداوند تعالےٰ نے اس سلسلہ کی تائید کا انکو خاص جوش عطا فرمایا ہے - اللّٰھم زد فزد -

لیکن اب مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ سردار صاحب موصوف کو اس بارہ مین ہرگز تکلیف نہ دی جاوے - مین کل روپیہ خواہ اسکی تعداد ایک ہزار روپیہ سے بھی زیادہ کیون نہ ہو - ان لوگون کو واپس ادا کر دینے کو طیار ہون - جنہون نے وطن کی تحریک پر غیر جماعتی انگریزی میگزین ریویو آف ریلیجنز کی منظور کی تھی - ایسے خریدارون کو چاہئے کہ براہ راست ساتھ جلد خط و کتابت کرکے روپیہ واپس منگوالین -

بذریعہ آپ کی وساطت سے - آپ مجھے اطلاع دیوین کہ ایسی رقم کتنی ہے - تاکہ مین بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت والا کردون + اشاعت اسلام کا کام خداوند تعالیٰ احمدیون کے ہاتھ سے پورا کروانا چاہتا ہے - پھر خدا کی مشیت کے برخلاف غیر احمدیون سے امید رکھنا گناہ ہے - اور الحمد للہ کہ وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ آپکو بھی مقابلہ کرنا پڑا -

مین اس سے پہلے ۷ انگریزی ریویو آف ریلیجنز کا خریدار تھا - جن مین سے ایک میرے نام آتا تھا اور باقی چھہ آپکے اختیار مین تھے کہ جہان چاہین ارسال کرین - آپ میرے نام پر تین پرچے انگریزی کے اور جاری کرا دیوین - گویا سال حال سے مین دس انگریزی پرچون کی قیمت ادا کرونگا - پچھلے سال کا اگر میرے نام کوئی بقایا ہو تو منیجر صاحب سے کہدین کہ اگلا پرچہ پچھلے سال کی بقایا کا وی پی کر دیوین - اور سال حال کا چندہ دس پرچون کا مین خود بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دونگا - اردو پرچے اسکے علاوہ ہین -

والسلام - نور احمد وکیل

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب کی تحریر کو دیکھکر میرا یہ ارادہ تھا - کہ مین آپ سے دریافت کرون کہ کیا واقعی ہمارے پاس ایسے پتے اون لوگون کے نہین جنکو ہم اس قابل سمجھتے ہین - کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے دیکھنے کے اہل ہین - سو الحمد للہ کہ آج ۲۳ - مارچ ۱۹۰۶ء کا اخبار بدر پہونچا - جس سے معلوم ہوا کہ آپ دو ہزار پرچہ انگریزی ریویو کا تقسیم کر سکتے ہین - اب مین اون احباب کی خدمت مین عرض کرتا ہون جنہون نے تجاویز منظور کردہ خواجہ کمال الدین صاحب وطن کو پڑھکر یہ جوش دکھلایا تھا - کہ غیر احمدیون سے کیون امداد لی جاتی ہے - اب وہ ایسی ہمت اور سچا جوش دکھادین کہ جس سے دو ہزار رسالہ مفت تقسیم ہو سکین - امید ہے کہ بہت احباب نے اس تجویز کے خلاف لکھکر آپ کو اطلاع بھی دی ہوگی اور بعض نے آپ کو اطلاع نہین دی - مگر وہ دل سے اس تجویز کے مخالف تھے - پس ایسے احباب کو اپنے جوش کا عملی ثبوت دینے کے واسطے یہ عمدہ موقع ملا ہے کہ وہ جوش سے خدمت دین مین معروف ہون - اس موقع پر ہماری جماعت کے دو فریق نظر آتے ہین ایک وہ جنہون نے غیر احمدیون کے ساتھ ملکر اس رسالہ کی توسیع اشاعت مین کوشش کرنا چاہا - دوسرا جو غیر احمدیون سے اسکی اشاعت مین امداد لینا پسند نہین کرتا - ایسے وقت مین اور ایسی حالت مین میرے نزدیک دوسرے فریق کو پہلے سے زیادہ ہمت اور کوشش کرکے دو ہزار کاپی کی

قیمت کا انتظام کرنا چاہئے - تاکہ آپ اوسکو مناسب مقامات مین بھیجدین دو ہزار کاپی کے واسطے نو ہزار روپے کی ضرورت ہے - اس روپے کو جمع کرنے کے واسطے مین مفصلہ ذیل تجاویز پیش کرتا ہون اس مین سے جس پر آسانی سے عمل ہو سکتا ہو اوسکو عمل مین لایا جاوے اول - اپنی جماعت سے ایکسو آدمی اگر ہمت کرین اور ایک ایک سو روپیہ خواہ یکمشت خواہ ۴ ماہ یا ۶ ماہ کے اندر ادا کردین اس طرح سے دس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے - دوسرے دو سو آدمی ایسے ہون کہ فی آدمی پچاس روپیہ شرائط مندرجہ صدر پر ..... جمع کرین تیسرے ان دونون صورتون مین اگر ضرورت پیش آوے اور ممکن ہو - تو تعداد مقررہ کے پورا کرنیکے واسطے دوسرے بھائیون سے امداد لی جاوے - جس سے یہ غرض ہے کہ روپیہ تعداد مقررہ تک جمع ہو جاوے - چوتھے - ہر ایک شہر کے احباب جمع ہو کر جسقدر روپیہ اس اشاعت مین دے سکتے ہین اوس سے اطلاع دین مگر ہر ایک صاحب کو یہہ خیال ہونا چاہئے کہ جب تک فراخ حوصلگی اور ہمت سے چندہ نہین دیا جائیگا یہہ تعداد پوری نہین ہوگی - پانچوین ہر ایک اہل ہمت ایک ہفتہ یا ۱۰ یوم کی آمدنی امداد مین دے -

چھٹے آمدنی پر دس روپیہ ماہوار کے حساب سے اہل وسعت مدد دین جب تک یہ ۱۰ ہزار روپیہ پورا نہ ہو جاوے + اگر اس طرح سے ۱۰ ہزار روپیہ جمع ہو جائے - تو دو ہزار کاپی انگریزی رسالہ کی مفت تقسیم ہو سکتی ہے اور ۵ سو کاپی اردو رسالہ کی اگر کہین ضرورت ہو مفت تقسیم کی جاوے مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بعض غیر احمدیون نے رسالہ ترمیم ہو جانے کیصورت مین خرید نا منظور کیا تھا - ایسے اصحاب کو اگر وہ پسند کرین تو یہ رسالہ نصف قیمت پر مفت دیا جاوے تاکہ ایسے اصحاب کو اسی رسالہ کے پڑھنے سے ہمارا حال معلوم ہو جائے اور ہمارے عقائد اور ہمارا اسلام سمجھ مین آجائے جسے وہ قرآن کے اسلام سے علیحدہ اسلام سمجھے بیٹھے ہین - ایسے خریدارونکو اطلاع دینے کے واسطے اخبار وطن مین چھاپ دینا کافی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اپریل کے پرچے اس دو ہزار کی تعداد کے ساتھ ملکر چھاپے جائین اور تقسیم ہون - اسواسطے آپ اگر مناسب سمجھین - تو اخبار بدر و الحکم کے پہلے پرچہ مین اس تحریر کو شائع کرکے ناظرین وناصرین سے اس امر کی درخواست کرین - کہ وہ آپ کو بہت جلد اطلاع دین کہ وہ کس تجویز پر عمل کرنیکو طیار ہین یا کسی اور صورت پر جو آسان اور مناسب ہو - جس سے اس تعداد کا پورا ہونا ممکن ہو - یہہ عاجز خداوند کریم کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے

اس قدر عرض کر دیتا ہے کہ خود ہر ایک تجویز پر عمل کرنیکے واسطے تیار ہے - ۲۵ - مارچ ۱۹۰۶ء

عاجز رستم علی از انبالہ

---

(۳) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

مین خدا تعالےٰ کا بڑا شکر کرتا ہون کہ یہ تجویز نہین ہوئی - مگر ہان ایسی ایسی تحریرون سے بہت سے سعید الفطرت ہم سے حسن ظن ہو گئے ہین آپکے خطون نے اپنا اثر ضرور دکھلایا ہوگا - یہ خدا تعالیٰ کی حکمت تھی جو ایسا ہوا - اب مین وہ بات لکھتا ہون جسکی وجہ سے یہ خط لکھا گیا - میری عقل ناقص مین رسالہ کی اعانت کے متعلق یہ تجویز سوجھی ہے - اگر ٹھیک ہے تو اسپر عمل ہونا چاہئے -

یعنی اُن مخلص احباب کی جو اس سلسلہ مین داخل ہین - اور ساتھہ ہی اُن کی آمدنی بھی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے - ایک فہرست طیار کرلی جاوے - یعنے بذریعہ اخبارات یا اشتہار یا خطوط یا جس طرح مناسب ہو - تمام جگہون کے احمدی احباب سے انکے علیحدہ علیحدہ پتے دریافت کرنے چاہئین - اور دوسرے تمام بھائیون سے اون کے متعلق دریافت کرنا چاہئے - کہ کیا وہ ایک خاص امداد اس سلسلہ کو دینے کے لئے تیار رہینگے - چاہے ایک پیسہ ہی ہو -

پھر جب ایسے احباب بکثرت تیار ہو جاوین - تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خط کے ذریعہ سے یہ دریافت کرنا چاہئے کہ وہ کسقدر یکمشت چندہ دے سکتے ہین اور کسقدر ماہوار دینے کی گنجایش رکھتے ہین - ساتھہ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ چونکہ اس سلسلہ کے تمام احباب پر بڑا بوجھ ہے - اسلئے یکمشت چندہ کے بارہ مین یہ مجبوری نہ ڈالی جاوے - کہ وہ یک لخت ہی چندہ ادا کرے - بلکہ ساتھہ ہی انکو یہ بھی جتلایا جانا چاہئے - کہ یکمشت چندہ ادا کرنے کے لئے بھی تین ماہ کی مہلت ہر ایک کو دی جاتی ہے وہ جسقدر گنجایش کر سکتا ہے - کرے - کیونکہ اب معاملہ ضدی ہو گیا ہے - اسلئے ضروری ہے کہ ہمت دکھلائی جائے - کیا ہم مولوی انشاء اللہ وغیرہ کی مدد کے محتاج ہین؟ ہرگز نہین - ہمارے مال حاضر ہین جان حاضر ہے - اور جو کچھ ہے حاضر ہے - معاف رکھین مین ایک محدود لیاقت کا آدمی ہون - ممکن ہے میری تحریر آگے پیچھے معنون کو ادا کرے - آپ مطلب سمجھکر اگر مناسب ہو - تو چھاپ دیوین - مین یقین رکھتا ہون - کہ جس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل سے شناخت کیا ہوا ہے - وہ اس موقع پر ہرگز بھی نہین چھپا سکتا - بلکہ اس موقع پر جبکہ حضرت اقدس کے دلائل کو مخالف سننا نہین چاہتے - اسقدر جوش دکھلانا چاہئے کہ کثرت اشاعت سے مخالفون کے کانون مین وہ آ

رافع الظلام و دافع الاوہام

آج ہفتہ وار پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۴ مارچ سنہ ۰۶ء میری نظر سے گذرا اور اوسکے صفحہ ۵ پر ایک مضمون جسکی سُرخی "**مرزا صاحب قادیانی اور مسلمانون کے معتقدات**" ہے دیکھا۔ مجھکو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر سخت تعجب آتا ہے کہ وہ ایسے جاہلانہ مضامین کیون درج اخبار فرماکر اپنے اخبار کو منصف مزاجون کی نظر مین حقیر و ذلیل بنانا گوارا فرماتے ہین۔ خیر یہ بجائے خود ایک مستقل بات ہے اور اسوقت میرا یہ منشا نہین کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی غلطیان ظاہر کرون۔ مضمون پڑھتے ہوئے مضمون کے خاتمہ پر کسی کٹھ مُلا کا نام دیکھنے کا انتظار تھا چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا اور مضمون نگار نام مینے اسطرح لکھا ہوا دیکھا "راقم مولوی حکیم احمد جان از نجیب آباد" مین ایک ایسا شخص ہون کہ نجیب آباد کے رہنے والے تقریبًا تمام پڑھے لکھے آدمیون سے واقف ہون اور نہایت ہی غیر مشہور جاہل یا مزدوری پیشہ طبقہ کو چہوڑکر باقی اوسط و اعلےٰ طبقہ کے باشندگان نجیب آباد کے تعلق کوئی شخص دعوےٰ نہین کرسکتا کہ وہ مجھ سے زیادہ واقف ہے۔ مینے ہرچند غور کیا مگر کوئی مولوی حکیم احمد جان ذہن مین نہ آیا لہذا میرا یقین پختہ ہوگیا کہ یا تو پیسہ اخبار کے کاتب کی غلطی ہے یا خود مضمون نگار نے کسی مصلحت سے اپنا نام بدلا ہے ہون نہ ہون یہ وہی خودستا حکیم صاحب اور اپنے منہ میان مٹھو مولوی صاحب ہین جنکے ایک سابقہ مضمون کی دھجیان مین اپنے مضمون مندرجہ الحکم مطبوعہ ۱۷ مارچ مین اڑا چکا ہون ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

خودستا مولوی صاحب کا مضمون اس قابل نہین کہ اسکی طرف کوئی احمدی متوجہ ہوکیونکہ یہ بالکل اوسی قسم کی باتین ہین جیسی اکثر ناواقف جہلا اور گنوار لوگ اپنی چوپال مین بیٹھکر کیا کرتے ہین۔ اسوقت اس کے متعلق لکھنے کی اسوجہ سے ضرورت سمجھی کہ سُنا گیا ہے خودستا مولوی صاحب میرے مضمون مندرجہ الحکم ۱۷ مارچ کو دیکھکر آجکل بڑی کوشش و کاوش سے اوسکا رد لکھنے مین مصروف ہین۔ احتمال ہے کہ شاید وہ پھر کچھ شان مولویت دکھلائین اور اظہار لیاقت فرمائین تو اونکو اپنے اس مضمون کا کوئی حوالہ دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اصل مضمون کی طرف متوجہ ہونے سے پیشتر بطریق تمہید یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالےٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے **لایجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا اعدلوا** یعنے کسی قوم کی عداوت کے سبب سے اون سے بے انصافی مت کرو انصاف کرو۔ مگر ہمارے خودستا مولوی صاحب اسپر عمل نہین کرسکے۔ خداتعالےٰ فرماتا ہے **فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون** ۔ یعنی خدا اور اوسکی آیتون کے بعد کس حدیث پر ایمان لائینگے۔ مگر خودستا مولوی صاحب ہین کہ اسطرف مطلق توجہ نہین کرتے خداتعالےٰ فرماتا ہے **وان الظن لا یغنی من الحق شیئًا** یعنے محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہین۔ مگر خودستا مولوی حدیث کو قرآن شریف پر قاضی سمجھنے کے اعتقاد سے رجوع نہین کرتے اور حدیث احاد سے آیت قرآن شریف کو رد کرنیکے لئے مستعد ہین۔ خداتعالےٰ نے قرآن شریف کی نسبت فرماتا ہے **لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرا** اور عدم اختلاف اوس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہراتا ہے لیکن خودستا مولوی صاحب قرآن شریف کے دو حصّون قصص و ہدایات مین تمیز نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا کرکے اوسکو من عند غیر اللہ ٹھہراتے ہین اور آیات متشابہات سے آیات بینات کو بڑی دلیری کے ساتھ رد کرتے ہین قرآن شریف کا تو یہ دعوےٰ ہے کہ مین اختلافی مسائل مین فیصلہ کرنیوالا ہون جیساکہ آیت **لیبین لہم الذی یختلفون فیہ** سے ظاہر ہے مگر خودستا مولوی صاحب اپنی رطب و یابس روایات کو پیش کرتے ہین اور قرآن شریف کی طرف آنکھ اٹھاکر نہین دیکھتے یا دیکھتے ہین تو **افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض** کے مصداق بنتے ہین چنانچہ قرآن شریف مین تیس کے قریب آیات سے وفات مسیح ثابت ہے مگر وہ اپنے باپ دادون کی تقلید کرنے والون کی نسبت خداتعالےٰ فرماتا ہے **لہم قلوب لا یفقہون بہا و لہم اعین لا یبصرون بہا و لہم اذان لا یسمعون بہا اولٰئک کالانعام بل ہم اضل** ۔ خداتعالےٰ تو قرآن شریف کی تعریف مین فرماتا ہے **الحمد للہ الذی انزل علےٰ عبدہ الکتاب و لم یجعل لہ عوجا** اور خودستا مولوی اوسکو ٹیڑھا بنانے سے مطلق نہین ڈرتے اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے قلت تدبر اور خودستائی کا۔ **افلا یتدبرون القرآن ام علےٰ قلوب اقفالہا** خودستائی کی نسبت خداتعالےٰ فرماتا ہے **ساصرف عن آیتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق** جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ خودستا آیات الٰہی کے سمجھنے مین قاصر ہے۔ اب خودستا مولوی صاحب کے مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔ پہلی بات اس مضمون کی یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی جسقدر تحریرین مضمون نگار نے دیکھی ہین وہ سب کی سب یومنون بالغیب کے خلاف ہین مین کہتا ہون کہ اگر کوئی شخص **ختم اللہ علےٰ قلوبہم** الخ اور **فلما زاغوا** الخ کے تحت مین آکر کسی اظہر من الشمس اور صاف و سیدھی بات کو نہ سمجھے تو اوس کے لئے سوائے اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ؎

گر نہ بینی بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

دوسری بات یہ ہے کہ عام مسلمانون کا سلف سے خلف تک یہ اعتقاد ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کو اللہ تعالےٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ مین کہتا ہون کہ عام مسلمانون سے اگر تمام مسلمان مراد ہین تو مذکورۂ بالا بیان بالکل فریب ہے دہوکہ ہے اور سفید جھوٹ ہے **لعنۃ اللہ علی الکاذبین** مین اپنے مضمون مندرجہ الحکم ۱۷ مارچ مین اس بات کو بوضاحت دکھلا چکا ہون کہ قدیم سے نہایت بزرگ اور رشاندار گروہ وفات عیسی کا قایل چلا آتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہوقت تک یہ اختلافی مسئلہ تہا اور بس۔ خودستا مولوی صاحب نے دمشق کے منارہ شرقی والی حدیث لکھی ہے مین کہتا ہون کہ پیشگوئی کے الفاظ پر تفصیلی یقین کی ضرورت نہین بلکہ یقین بالاجمال چاہئے اور یہی مذہب ہے علما اور ائمہ مجتہدین کا اب دیکھئے صحیح مسلم کے الفاظ ہین **عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق** یعنے نزدیک ایک جگہ نورانی کے جو شرقی جانب ہے دمشق سے۔ معترض خودستا مولوی صاحب تو سمجھ نہین سکتے اون کو چاہئے کہ اسکول کے کسی طالب علم یعنی کسی میرے شاگرد سے دریافت کرلین کہ جس عرض البلد پر دمشق واقع ہے ٹھیک اوسی عرض البلد پر شرق کی جانب قادیان واقع ہے یا نہین حدیث نواس بن سمعان مین ہے **ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارۃ البیضاء شرقی دمشق** رواہ ابن عساکر یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا مینے ابن مریم کو نکلتے ہوئے ایک جگہ نورانی اور سفید کے نیچے سے جو دمشق کے مشرق کی جانب ہے۔ روایت کیا ان الفاظ کو ابن عساکر نے۔ اب غور کیجئے کہ رایت کا لفظ صاف اس بات کو ظاہر کررہا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف مین ایک آیندہ کا واقعہ دیکھا اور اسیطرح سے تقریبًا تمام پیشگوئیون کے متعلق حضرت نے عالم کشف مین ہی دیکھکر ارشاد فرمایا ہے جو شخص قرآن کریم کو تدبر سے پڑھتا ہے اور احادیث پر اوسکو عبور حاصل ہے اور خود بھی عالم کشف اور رؤیا کے عجائبات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ استعارات سے کہانتک کام لیا جاتا ہے ایک جاہل کا دماغ بہلا کہان ان غوامض شرعیہ تک پہونچ سکتا ہے جبتک خاص عنایت خداوندی شامل حال نہو ورنہ یون تو ایک کٹھ ملا حضرت یوسف علیہ السلام کی رؤیا کے متعلق عجیب بے تکی باتین بیان کرسکتا ہے لیکن قصص اور اخبار آیندہ کے متعلق ظاہر الفاظ پر ہی تمسک کرنے سے تو قرآن شریف کی بہت سی آیات سے انکار لازم آتا ہے۔ یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ منارہ ظرف کا صیغہ ہے جسکے معنی محل نور کے ہین۔ اور تخصیص دمشق کی وجہ اگر معلوم کرنی ہو تو ذیل کی عبارت بغور پڑہنی چاہئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دمشق کی طرف ایک توجہ خاص کہتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ احادیث سے ظاہر ہے کہ کسی حدیث مین آپنے اوسکو **خیر منازل المسلمین** فرمایا ہے اور کسی حدیث مین اوسکو **خیر بلاد الشام** فرمایا ہے اور کسی مقام ... یہہ اشتباہ ہوتا کہ شاید دمشق ہی نزول گاہ عیسی بن مریم ہوگا پس اس شبہ کے رفع کرنیکے واسطے ارشاد ہوا کہ محل نزول عیسی خاص دمشق نہین ہے بلکہ دمشق کے شرقی جانب محل نزول عیسیٰؑ ہوگا جوکہ اب قادیان متعین ہوا (ماخوذ از مسک العارف)

پھر مضمون نگار نے جو کچھ لکھا ہے اوسمین یہی تذکرہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی کسی تصنیف مین یہ لکھا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان مین ہوا اور پتھر اور آگ اور برف و پانی وغیرہ وغیرہ ہین جو مانع صعود عیسی ہین۔ مین کہتا ہون کہ مینے آجتک حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی تصنیف مین یہ نہین دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان فضا مین مثل ہوا کے پتھر بھی ہین۔ خودستا مولوی صاحب نے جو بہتان بندی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اگر اوس سے کام نہین لیا ہے تو یہ غلط بیانی غالبًا اون کی کم علمی کیوجہ سے سرزد ہوئی ہے شاید اونہون نے کہین اپتھر لکھا ہوا دیکھا ہوگا۔

...دعویٰ اسکے بعد تمام خیالی مضامین ایک نہایت لطیف و دقیق چیز فلسفیون نے مانی ہے بیچارے خودستا مولوی صاحب کو اتنی فرصت اور اتنا ہوش کہان کہ اصطلاحات علم فلسفہ ہیئت وغیرہ سے واقفیت حاصل کرین مجھکو اونکی اس سادہ لوحی پر رحم آتا ہے کہ انہون نے ایتھر کو پتھر سمجھ لیا۔ پھر خدا تعالےٰ کی ایک صفت علی کل شیءٍ قدیر کو پیش نظر رکھکر تمام محالات کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ اس سے سادہ لوح مولویصاحب نے اپنی جہالت و کم فہمی کا پورا پورا ثبوت دیدیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی کوئی صفت اسطرح مانی کہ جس سے اوسکی کسی دوسری صفت کا انکار ہوتا ہو بالاجماع ضلالت و گمراہی ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ جھوٹ نہین بولتا اور اوس نے فرمایا ہے کہ فوت شدہ لوگ پھر زندہ ہوکر دنیا مین نہین بھیجے جاتے اور یہ مضمون قرآن شریف کی بہت سی آیات مین مختلف مقامات پر مندرج ہے اور احادیث نبوی بھی اسپر شاہد ہین تو کیا یہ ممکن ہے کہ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو فوت شدہ ثابت ہین پھر دوبارہ دنیا مین بھیجے؟ ہرگز نہین۔ باقی رہی حضرت عیسیٰ کی وفات کی بات سو وفات اون کی قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مضمون ہذا اور مضمون سابق ۱۷۔ مارچ الحکم سے ظاہر ہے۔ اگر خودستا مولویصاحب مین کچھ غیرت و حمیت اور انصاف کا مادہ ہے تو قرآن شریف سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زندہ مع جسم آسمان پر جانے اور تاحال بے آب و دانہ زندہ رہنے کا ثبوت کہین سے دین نہ ہٹ دھرمی اور ضد سے باز آئین اور اپنے دل مین شرمائین۔ خودستا مولوی صاحب ناحق ادھر ادھر ہاتھ پاؤن مارتے ہین اونکو چاہیئے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہر وقت تک حیات اور آسمان زندہ مع الجسم جانے کو ثابت فرماوین پھر باقی مسائل جو اسی مسئلہ کی شاخین ہین خود بخود طے ہوجائینگے۔ ناحق اسقدر کوشش فرماتے ہین اور مفت مین ذلیل ہوتے ہین۔

ع بر رسولان بلاغ باشد و بس

پھر مضمون نگار نے چند غیر منتظم اور منتشر باتین کی ہین یعنی معراج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر خدا نے کیسے رکھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا باتین کرنا۔ مردون کو زندہ کرنا وغیرہ باتین بیان کرکے سنت اللہ یعنی قانون قدرت کا کوئی چیز نہ ہونا ثابت کیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ مضمون نگار اگر پہلے اپنے یہان کے مفسرین و علما کے اختلاف سے ہی واقف ہوتے تو ایسی باتین نہ لکھتے۔ جن باتون کا سادہ لوح مولویصاحب نے تذکرہ کیا ہے مضمون کو مختصر کرنیکے لئے مین کہتا ہون کہ اگر یہ باتین قانون قدرت کے خلاف ہین تو خدا نے بیان فرمایا دیا ہے اُن باتون کو جو قانون قدرت کے خلاف ہین اور خدا نے بیان نہین فرمایا بھلا کوئی کیسے مان سکتا ہے ولن تجد لسنة الله تبديلا اور پھر ان باتون کو حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی سے تعلق کیا؟۔ اب کوئی یہ تو بتلائے کہ خدا تعالےٰ نے کہان فرمایا ہے کہ حضرت عیسےٰ کو زندہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھالیا اور خدا نے کہان فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے اگر کوئی کہے کہ خدا قادر ہے ایسا کرسکتا ہے۔ تو مین کہتا ہون کہ اول تو کرسکتا ہے اور کریگا یا کرتا ہے مین بہت فرق ہے دوسرے یہ کہ خدا ایسا نہین کریگا کیونکہ جب کفار نے سید المرسلین صلعم سے کہا کہ ہم جب آپ کو مانینگے کہ آپ آسمان پر چڑھ جائین اسکے جواب مین خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ قل هل كنت الا بشرا رسولا جبکہ سید المرسلین نے ہی حکم خدا سے فرمایا کہ مین بشر رسول ہون اسلئے آسمان پر نہین جاسکتا تو حضرت عیسیٰ بھی اگر بشر رسول تھے تو ہرگز زندہ آسمان پر نہین گئے۔ خدا خود فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ مین تجھے وفات دینے کو ہون اوس کے بعد حضرت عیسیٰ خود فرماتے ہین کہ فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما جعلناهم جسدا لا ياكلون الطعام وما كانوا خالدين اور فرماتا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الخ۔

غضب ہے کہ پھر بھی حضرت عیسےٰ کی وفات مین شک اور آسمان پر زندہ مع جسم پہونچنے کی دلیل بیان کیجاتی ہے کہ خدا قادر ہے۔ پھر سادہ لوح مولویصاحب فرماتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک جسقدر انسان پیدا ہوئے اور ہونگے وہ چاہے تو سب کو آسمان پر زندہ لیجاسکتا ہے اور زندہ رکھ سکتا ہے۔ مین کہتا ہون کہ مین مانتا ہون کہ وہ ایسا کرسکتا ہے مگر اوسنے ہرگز ایسا نہین کیا اور نہ کریگا اور جو اسکو نہین مانتا وہ سخت بیوقوف اور جاہل ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے صاف فرمادیا ہے منها خلقناكم و فيها نعيدكم الخ اور اوسنے فرمادیا ہے۔ كل نفس ذائقة الموت اور اوس نے فرمادیا ہے وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان مت فهم الخالدون۔ آگے سادہ لوح مولویصاحب نے جو فقرہ لکھا ہے مین اوسکو قطعی نہین سمجھ سکا لہذا اوسکو بعینہ نقل کئے دیتا ہون "اور نہ عاجز ہے یا خاص اس کام سے عاجز ہے اور عاجز خدا ہو نہین سکتا اب رہی رسالت اسمین کبھی آپ حضرت اور کبھی رسول اللہ نے بروزی ہوتے ہین" اس سے اگلا فقرہ یہ ہے "اپنے نبی کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ويعلمهم الكتاب والحكمة سو حکمت کو آپ ظنی بتاتے ہین فرشتون کو آپ جمادات اور سورج تارون سے بدتر بتاتے ہین جن مین اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی قوت نہین" مین کہتا ہون مضمون نگار کٹھ ملا کو چاہیئے کہ شہادۃ القرآن اور آئینہ کمالات اسلام مطالعہ کرین۔ پھر کٹھ ملا صاحب لکھتے ہین "اب رہی قیامت تو اوسکی نسبت آپ کا ایسا ہی خیال معلوم ہوتا ہے جیسا فرشتون کی نسبت سے" مین کہتا ہون کہ فرشتون کی بابت تو اوپر کے فقرہ مین جمادات و سورج وغیرہ سے فرشتون کا بدتر ہونا آپ نے ظاہر کیا ہے سمجھ مین نہین آتا کہ قیامت کو اس سے کیا تعلق اور مثل فرشتون کے قیامت کا خیال کیسے ہوسکتا ہے؟ کچھ کتابین پڑھ لیتے تو ایسا نہ کہتے۔ آگے کٹھ ملا صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کی نسبت اپنے دل کا بخار گندی اور زہریلے الفاظ مین نکالا ہے سوائے اسکے اور کیا کہون کہ ہمارے مسیح موعود علیہ السلام پر ... نازل فرمایا ہے انی مهين من اراد اهانتك۔

والسلام علےٰ من اتبع الهدیٰ فقط

راقم
خاکسار اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

تصنیف حضرت مسیح موعود
تازہ زلزلہ کی پیشگوئی

پھر چلے آتے ہین یارو زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیا اس جہان سے کوچ کرجانیکے دن
تم تو ہو آرام مین پر اپنا قصہ کیا کہین
پھرتے ہین آنکھون کے آگے سخت گھبرانیکے دن
کیون غضب بھڑکا خدا کا مجھسے پوچھو غافلو
ہوگئے ہین اس کا موجب میرے جھٹلانیکے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اوسکی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہین وہ یار بتلانے کے دن
وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشان کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہین
اُس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانیکے دن
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسےٰ پکارین گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانیکے دن
اے میرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود مین تیری ہون ہم اُس خون دل کھانیکے دن
کرم خاکی ہون میرے پیارے نہ آدم زاد ہون
فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن
اے میرے یار یگانہ اے میرے جان کی پناہ
کردہ دن اپنے کرم سے دین کے پھیلانیکے دن
پھر بہار دین کو دکھلا اے میرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھین گے ہم لوگون کے بہکانیکے دن
دن چڑھا ہے دشمنان دین کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج دکھا اس دین کے چمکانیکے دن
دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جان بھی ہے زیر و زبر
اک نظر فرما کہ جلد آئین تیرے آنیکے دن
چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائین گے ترسانے کے دن
کچھ خبر لے تیرے کوچہ مین یہ کس کا شور ہے
کیا میرے دلدار تو آئے گا مرجانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمیرے اے ناخدا
آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھون سے میرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دین میت ہے اور یہ دن ہین دفنانیکے دن
اک نشان دکھلا کہ اب دین ہوگیا ہے بے نشان
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آگئے ہین اب زمین پر آگ بھڑکانیکے دن
جب سے میرے ہوش غم سے دین کے ہین جا بجا
طور دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن
چاند اور سورج نے دکھلائے ہین دو داغ کسوف
پھر زمین بھی ہوگئی بیتاب تھرانے کے دن
کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمین پر اُس کے چلانے کے دن
صبر کی طاقت جو تھی وہ اے پیارے اب نہیں
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانیکے دن
دوستو! اوس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
آئین گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دین کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہین سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہین دوستو! اُس یار کے پانے کے دن
دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اَب گیا وقت خزان آئے ہین پھل لانیکے دن
چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسمان گاتا نہین
اب تو ہین اے دل کے اندھو دین کے گن گانیکے دن
خدمت دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کین سے وقت
اب نہ جائین ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

* خدا تعالیٰ کے اصل الفاظ جو مجھ پر نازل ہوئے ہین وہ یہ ہین "چمک دکھلاؤنگا تم کو اس نشان کی پنج بار"

چشمہ مسیحی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور بعد اور دوری کے صدمے سے ایسا گداز ہوتا ہے کہ بس مر ہی جاتا ہے اس لئے وہ صرف ان باتون کو گناہ نہیں سمجھتا کہ جو عوام سمجھتے ہین کہ قتل نکر خون نکر زنانہ کر چوری نکر جھوٹی گواہی ندے۔ بلکہ وہ ایک ادنےٰ غفلت کو اور ادنےٰ التفات کو جو خدا کو چھوڑ کر غیر کیطرف کیجائے ایک کبیرہ گناہ خیال کرتا ہے اسلئے اپنے محبوب ازلی کی جناب مین دوام استغفار اُسکا ورد ہوتا ہے اور چونکہ اس بات پر اُسکی فطرت راضی نہین ہوتی کہ وہ کسی وقت بہی خدا تعالےٰ سے الگ رہے اسلئے بشریت کے تقاضا سے ایک ذرہ غفلت بھی اگر صادر ہو تو اس کو ایک پہاڑ کی طرح گناہ سمجھتا ہے یہی بہید ہے کہ خدا تعالےٰ سے پاک اور کامل تعلق رکہنے والے ہمیشہ استغفار مین مشغول رہتے ہین کیونکہ یہ محبت کا تقاضا ہے کہ ایک محبّ صادق کو ہمیشہ یہ فکر لگی رہتی ہے کہ اُسکا محبوب اُسپر ناراض نہ ہو جائے اور چونکہ اُسکے دل مین ایک پیاس لگا دی جاتی ہے کہ خدا کامل طور پر اُس سے راضی ہو اس لئے اگر خدا تعالےٰ یہہ بہی کہے کہ مین تجہہ سے راضی ہوں تب بھی وہ اسقدر پر صبر نہین کر سکتا کیونکہ جیساکہ شراب کے دور کے وقت ایک شراب پینے والا ہر دم ایک مرتبہ پیکر پھر دوسری مرتبہ مانگتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کے اندر محبت کا چشمہ جوش مارتا ہے تو وہ محبت طبعًا یہ تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالےٰ کی رضا حاصل ہو پس محبت کی کثرت کیوجہ سے استغفار کی بہی کثرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم اور ہر لحظ استغفار کو اپنا ورد رکہتے ہین اور سب سے بڑھکر معصوم کی یہی نشانی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار مین مشغول رہے اور استغفار کے حقیقی معنی یہ ہین کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعف بشریت انسان سے صادر ہو سکتی ہے اوس امکانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خدا سے مدد مانگی جائے تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور مین نہ آوے اور مستور و مخفی رہے۔ پھر بعد اس کے استغفار کے معنے عام لوگون کے لئے وسیع کئے گئے اور یہ امر بھی استغفار مین داخل ہوا جو کچھہ لغزش اور قصور صادر ہو چکا خدا تعالےٰ اوس کے بد نتائج اور زہریلی تاثیرون سے دنیا اور آخرت مین محفوظ رکہے پس نجات حقیقی کا سرچشمہ محبت ذاتی خدائے عزّ و جلّ کی ہے جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی محبت کو اپنی طرف کہینچتی ہے اور جب انسان کمال درجہ تک اپنی محبت کو پہونچاتا ہے اور محبت کی آگ سے اپنے جذبات نفسانیت کو جلا دیتا ہے۔ تب ایک دفعہ ایک شعلہ کی طرح خدا تعالےٰ کی محبت جو خدا تعالےٰ اوس سے کرتا ہے اسکے دل پر گرتی ہے اور اوسکو سفلی زندگی کے گندون سے باہر لے آتی ہے اور خدائے حی و قیوم کی پاکیزگی کا رنگ اوس کے نفس پر چڑھ جاتا ہے بلکہ تمام صفات عالیہ سے ظلّی طور پر اسکو حصہ ملتا ہے تب وہ تجلّیات عالیہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور جو کچھہ ربوبیت کے ازلی خزانہ مین مکتوم و مستور ہے اس کے ذریعہ سے وہ اسرار دنیا مین ظاہر ہوتے ہین۔ چونکہ وہ خدا جس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے بخیل نہین ہے۔ بلکہ اوس کے فیض دائمی ہین۔ اور اوس کے اسماء اور صفات کبہی معطل نہین ہو سکتے اسلئے وہ بشرط تقوےٰ اور مجاہدہ جو کچہہ اولین کو دیا ہے وہ آخرین کو بہی دیتا ہے۔ جیساکہ خود اوس نے قرآن شریف مین یہ دعا سکہلائی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنے اے ہمارے خدا ہمین وہ سیدھی راہ دکہلا جو اون لوگون کی راہ ہے جن پر تیرا فضل اور انعام ہوا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ وہی فضل اور انعام جو تمام نبیون اور صدیقوں پر پہلے ہو چکا ہے وہ ہمپر بہی کر اور کسی فضل سے ہمین محروم نہ رکہہ یہ آیت اس امت کو اسقدر عظیم الشان امید دلاتی ہے جس مین گذشتہ امتین شریک نہین ہین کیونکہ تمام انبیاء کے متفرق کمالات تہے اور متفرق طور پر اون پر فضل اور انعام ہوا۔ اب اس امت کو یہ دعا سکہلائی گئی کہ اون تمام متفرق کمالات کو مجہہ سے طلب کر۔ پس ظاہر ہے کہ جب متفرق کمالات ایک جگہ جمع ہو جائینگے تو وہ مجموعہ متفرق کی نسبت بہت بڑھ جائے گا اسی بنا پر کہا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ یعنی تم اپنے کمالات کے رو سے سب امتون سے بہتر ہو۔

اب یہ بہی جاننا چاہئے کہ یہ کمالات متفرقہ اس امت مین جمع کرنے کا وعدہ کیون دیا گیا۔ اس مین بھید یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جامع کمالات متفرقہ ہیں۔ جیساکہ قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فبھداھم اقتدہ یعنی تمام نبیون کو جو ہدایتین ملی تھین اون سب کا اقتدا کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص اون تمام متفرق ہدایتون کو اپنے اندر جمع کرے گا اوس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائیگا اور تمام نبیون سے وہ افضل ہوگا۔ پھر جو شخص اُس نبی جامع الکمالات کی پیروی کرے گا ضرور ہے کہ ظلّی طور پر وہ بھی جامع الکمالات ہو۔ پس اس دعا کے سکہلانے مین جو سورہ فاتحہ مین ہے یہی راز ہے کہ تا کاملین امت جو نبی جامع الکمالات کے پیرو ہین وہ بھی جامع الکمالات ہو جائین۔ پس افسوس اُن لوگون پر جو اس اُمت کو ایک مردہ خیال کرتے ہین اور خدا تو جامع الکمالات ہونیکے لئے انکو دعا سکہلاتا ہے مگر وہ محض مُردہ رہنا چاہتے ہین انکے نزدیک یہ بڑے گناہ کی بات ہے۔ کہ مثلاً کوئی یہ دعوےٰ کرے کہ میرے پر مسیح ابن مریم کی طرح وحی نازل ہوتی ہے؎ انکے نزدیک ایسا شخص کافر ہے کیونکہ قیامت تک خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے۔ تعجب کہ یہ لوگ اس قدر تو مانتے ہین کہ اب بہی خدا تعالےٰ سنتا ہے جیساکہ پہلے سُنتا تہا مگر یہ نہین مانتے کہ اب بہی وہ بولتا ہے جیساکہ پہلے بولتا تہا۔ حالانکہ اگر وہ اس زمانہ مین بولتا تو نہین تو کچھ سنتے بہی نہین کوئی دلیل نہین خدا تعالےٰ کی صفت کو معطل کرنے والے سخت بد قسمت لوگ ہین اور حقیقت مین یہ لوگ اسلام کے دشمن ہین ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہین جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے کیا ہم ختم نبوت کے یہ معنے کر سکتے ہین کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملنے چاہئین تہے وہ سب بند ہو گئے اور اب خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ کی خواہش کرنا لا حاصل ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ کیا یہ لوگ بتلا سکتے ہین کہ اس صورت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا فائدہ کیا ہوا جن لوگون کے ہاتہہ مین بجز گذشتہ قصّون کے اور کچھہ نہین اُن کا مذہب مردہ ہے اور معرفت آلہی کا اُنپر دروازہ بند ہے۔ مگر اسلام مذہب زندہ ہے اور خدا تعالےٰ قرآن شریف مین مسلمانون کو سورہ فاتحہ مین گذشتہ نبیون کا وارث ٹھہراتا ہے اور دعا سکہلاتا ہے کہ جو پہلے نبیون کو نعمتین دی گئی تہین وہ طلب کرین۔ مگر جس کے ہاتہہ مین صرف قصّے ہین وہ کیونکر وارث کہلا سکتا ہے۔

حاشیہ

؎ یہہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہین ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہین جبکہ کہتے ہین کہ اس اُمت مین عیسیٰ بن مریم کا مثیل کوئی نہین آسکتا تہا اس لئے ختم نبوت کی مُہر کو توڑ کر اُسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا مین لائیگا اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہین بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہین (۱) اول یہ کہ انکو یہ اعتقاد رکہنا پڑتا ہے کہ جیساکہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جسکو عبرانی مین یسوع کہتے ہین تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کرکے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بہی وہ مرتبہ نہین پا سکتا گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہین بخش سکتی اور نہین خیال کرتے کہ اس صورت مین لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دعا سکہلانا کہ صراط الذین انعمت علیھم ایک دہوکہ دینا ہے اور اون کا اعتقاد ہے کہ یہ اعتبار اپنے دوبارہ آمد کے خاتم الانبیاء عیسیٰ ہی ہے اور وہی آخری قاضی اور حکم ہے۔ اور نہین سمجھتے کہ اس پیشگوئی سے خدا کا تو یہ مقصود تہا کہ جیساکہ ابہی امت مین مثیل یہود پیدا ہون گے ایسا ہی اسی امت مین سے مثیل عیسیٰ بہی پیدا کرے جو ایک پہلو سے اُمتی ہو اور ایک پہلو سے نبی مگر عیسیٰ بن مریم تو ان دونون نامون کا جامع نہین ہو سکتا کیونکہ اُمتی وہ ہوتا ہے جو محض نبی متبوع کی پیروی سے کمال پاوے مگر عیسےٰ تو پہلے کمال پا چکا (۲) اور دوسرا گناہ ان لوگون کا یہ ہے کہ قرآن شریف کی نص صریح کے برخلاف حضرت عیسیٰ کو زندہ تصور کرتے ہین صریح یہ آیت موجود ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم اور اس آیت کے معنے یہ لوگ یہ کرتے ہین کہ جب کہ تو نے مع جسم عنصری مجکو آسمان پر اٹھا لیا۔ یہ عجیب لغت ہے جو حضرت عیسےٰ ہی سے خاص ہے۔ افسوس اتنا بہی نہین سوچتے کہ جیسا کہ قرآن شریف مین تصریح ہے۔ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا پس ان معنون سے جو لفظ التوفی کے کئے جاتے ہین لازم آتا ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت ہونے سے پہلے ہی قیامت کے دن اللہ جلشانہ کے سامنے حاضر ہو جائینگے۔ اور اگر کہو کہ آیت فلما توفیتنی کے یہ معنے ہین کہ جب کہ تو نے مجکو وفات دیدی تو پھر مجکو کیا خبر تہی کہ میرے مرنے کے بعد میری اُمت نے کیا طریق اختیار کیا تو یہ معنے بہی اون کے عقیدہ کی رو سے غلط ٹھہرتے ہین اور دونون معنون کی رو سے خدا تعالےٰ عیسےٰ کو ایسے عذر باطل کا یہ جواب دے سکتا ہے کہ تو میرے سامنے جہوٹ کیون بولتا ہے کہ مجھے کچھہ بہی خبر نہین کیونکہ تو دوبارہ دنیا مین گیا تہا اور دنیا مین چالیس برس تک رہتا تہا اور نصاریٰ کے ساتہہ لڑائیان کی تھین اور صلیب کو توڑا تہا۔ ماسوا اس کے ان معنون کی رو سے یہ لازم آتا ہے کہ جب تک حضرت عیسےٰ زندہ رہے عیسائی نہین بگڑے بلکہ اون کی موت کے بعد بگڑے پس اس سے تو اون لوگون کو ماننا پڑتا ہے کہ عیسائی اب تک حق پر ہین کیونکہ اب تک حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہین کیونکہ اب تک حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ افسوس! ان امت …

افسوس ان لوگوں پر کہ ان لوگوں کے آگے تمام برکات کا چشمہ کھولا گیا۔ مگر یہ نہیں چاہتے کہ ایک گھونٹ بھی اس میں سے پئیں۔

اب پھر ہم پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ نجات کا سرچشمہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں محبت اور معرفت ہے اور معرفت ایک ایسی چیز ہے کہ جسقدر معرفت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر محبت بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ محبت کے جوش مارنے کا باعث حسن یا احسان ہے یہ دونوں چیزیں ہیں جنکی وجہ سے محبت جوش مارتی ہے پس جبکہ انسان کو خدا تعالےٰ کے حسن اور احسان کا علم ہوتا ہے اور وہ اس بات کا مشاہدہ کر لیتا ہے کہ وہ ہمارا خدا اپنی نامحدود ذاتی خوبیوں کی وجہ سے کیسا حسین ہے اور پھر کس طرح پر اوسکے نامتناہی احسان ہم پر احاطہ کر رہے ہیں تو اس علم کے بعد بالطبع انسان کی وہ محبت جو ازل سے اُسکی فطرت میں مرکوز ہے جوش مارتی ہے اور جیسا کہ خدا تعالےٰ سب سے زیادہ جمال باکمال سے متصف اور متواتر احسان اور فیضان کی صفت سے موصوف ہے ایسا ہی بندہ جو اُسکا طالب ہے بعد معرفت ان صفات کے اُس سے ایسی محبت کرتا ہے کہ کسی کو اُس کا ثانی نہیں سمجھتا تب نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر اُسکو واحد لاشریک جانتا ہے اور اُسکی خوبیوں اور اخلاق کا عاشق ہو جاتا ہے اور گو محبت الٰہی کا تخم ازل سے انسان کی سرشت میں رکھا گیا تھا مگر اس تخم کی آبپاشی معرفت ہی کرتی ہے کیونکہ کوئی محبوب بجز معرفت کے اور بجز تجلیات حسن اور جمال اور اخلاق اور وصال کے کسی عاشق کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکتا۔ اور جب معرفت تامہ حاصل ہو جاتی ہے تبھی وہ وقت آتا ہے کہ محبت الٰہی کا ایک چمکتا ہوا شعلہ انسان کے دل پر گرتا ہے اور یکدفعہ اُس کو خدا تعالےٰ کی طرف کھینچ لیتا ہے تب انسانی روح محبوب ازلی کے آستانہ پر عاشقانہ انکسار کے ساتھ گرتی ہے اور حضرت احدیت کے دریائے ناپیدا کنار میں غوطہ لگا کر ایسی پاک و صاف ہو جاتی ہے کہ تمام سفلی کثافتیں دُور ہو جاتی ہیں اور ایک نورانی تبدیلی اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے تب وہ روح ناپاک باتوں سے ایسی ہی نفرت کرتی ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ کو نفرت ہے اور خدا کی رضا اُسکی رضا ہو جاتی ہے اور خدا کی خوشنودی اوسکی خوشنودی ہو جاتی ہے لیکن جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں اس اعلےٰ درجہ کی محبت کے جوش مارنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سالک جو خدا تعالیٰ کی طلب میں ہے خدا کے حسن اور احسان پر بخوبی اطلاع پاوے اور درحقیقت اس کے دل میں ذہن نشین ہو جائے کہ خدا تعالےٰ اپنی ذات میں وہ خوبیاں اور حسن اور جمال رکھتا ہے کہ جن کی کوئی انتہا نہیں اور ایسا ہی اسقدر اسکے احسان ہیں اور اسقدر احسان کرنے کے لئے وہ طیار ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس کامل معرفت کا سامان اس اُمت کو کامل طور پر دیا گیا ہے اور ہم خدا تعالیٰ کی خوبیوں کے بیان کرنے میں اسکی جناب میں شرمندہ نہیں ہیں٭ اور جہانتک خوبی تصور میں آسکتی ہے ہم وہ تمام خوبیاں خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات میں مانتے ہیں نہ ہم آریوں کی طرح یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کسی روح یا کسی ذرہ کے پیدا کرنے پر قادر نہیں اور نہ اُنکی طرح ہم یہ کہتے ہیں نعوذ باللہ وہ ایسا بخیل ہے کہ نجات ابدی کسی کو دینا نہیں چاہتا اور نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دینے پر قادر نہیں اور نہ ہم برہمو سماج والوں کی طرح یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے وحی کا دروازہ بند ہے اور نہ ہم اُن کی طرح یہ کہتے ہیں کہ وہ ایسا سخت دل ہے کہ کسی بندہ کی توبہ قبول نہیں کرتا اور ایک گناہ کیلئے کروڑہا جونوں میں ڈالتا رہتا ہے اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ توبہ قبول کرنے پر قادر نہیں۔ اور نہ ہم عیسائیوں کیطرح یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے کہ وہ کسی زمانہ میں مر بھی گیا تھا اور یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار بھی ہوا اور زندان میں بھی داخل کیا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا اور وہ ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اوسکے اور بھائی بھی تھے۔ اور نہ ہم عیسائیوں کی طرح نعوذ باللہ یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ تین دن کے لئے گناہوں کا بھار اتارنے کے لئے دوزخ میں بھی گیا تھا اور وہ اپنے بندوں کو گناہوں سے نجات نہیں دے سکتا تھا جب تک آپ اُنکے عوض نہ مرتا۔ اور تین دن کیلئے دوزخ میں نہ جاتا۔ اور نہ ہم عیسائیوں کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی اور الہام پر مُہر لگ گئی ہے اور اب خدا تعالےٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے کیونکہ خدا تعالےٰ سورۂ فاتحہ میں ہمیں تمام نبیوں کی متفرق نعمتوں کے وارث ٹھہراتا ہے اور اس اُمت کو خیر الامم قرار دیتا ہے۔ پس بلاشبہ خدا تعالےٰ کا حُسن اور احسان جو سرچشمہ محبت کا ہے سب سے زیادہ اوسپر ایمان لانا ہمارے حصہ میں آگیا ہے اور مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو اس کے کمال حسن اور احسان کے انکاری ہیں ایک طرف تو اوسکی مخلوق کو اُسکی صفات خاصہ میں حصہ دار ٹھہرا کر توحید باری پر دھبہ لگاتے٭٭ اور اوس کے حُسن وحدانیت کی چمک کو شراکت غیر سے تاریکی کے ساتھ بدلتے ہیں اور پھر دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں جنکے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی

زندہ چراغ تھا جسکی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے اور مسیح اسی کی پیروی تیس برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر اور موسیٰ کی شریعت کا جوا اپنی گردن پر لیکر نبوت کی انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت **ماکان محمد ابا احد من رجالکم** اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپکو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی۔ اور خدا تعالےٰ کا یہ قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بے معنے رہا۔ ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لکن کا لفظ استدراک کے لیئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا اوسکے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جسکے رُو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی اور آپ نبیوں کے لئے مُہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آیندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مُہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جنکو الٹا کر نبوت کے آیندہ فیض سے انکار کر دیا گیا حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمت اور منقصت ہے کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلّی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اُسکی پوری پرورش کر کے دکھلا دے اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کیطرح حق کے طالبوں کو گود میں لیکر خداشناسی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو

٭ جیسا کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں معرفت تامہ جناب الٰہی کی بجز وحی الٰہی اور مکالمہ اور مخاطبہ حضرت احدیت اور ایسے عظیم الشان نشانوں کے جو وحی الٰہی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں اور خدا تعالےٰ کی اوس قدرت پر دلالت کریں جو اسکی الوہیت اور جبروت کا کھلا کھلا نشان ہو حاصل نہیں ہو سکتی وہی معرفت ہے جس کے حق کے طالب بھوکے اور پیاسے ہوتے ہیں وہی معرفت ہے جس کے پانیکے بغیر وہ مر ہی جاتے ہیں پس کیا وہ معرفت اسلام میں موجود نہیں اور کیا اسلام ایک خشک اور مردہ مذہب ہے لعنت اللہ علی الکاذبین بلکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ ہے اور اپنے پیرو کو زندگی بخشتا ہے وہی ہے جو اسی دنیا میں ہمیں خدا دکھلا دیتا ہے اُسکی برکت سے ہم وحی الٰہی پاتے ہیں اور اُس کی برکت سے بڑے بڑے نشان ہم سے ظاہر ہوتے ہیں دنیا کے تمام مذہب مر گئے انمیں کچھ بھی برکت اور روشنی نہیں نہ انکے ذریعہ سے ہم خدا کے ساتھ گفتگو نہیں کر سکتے انکے ذریعہ سے ہم خدا کے معجزے نہیں دیکھ سکتے۔ کوئی ہے؟ جو ان برکات میں ہمارا مقابلہ کرے۔ منہ

٭ ایک عیسائی یہ بات کہکر کہ اوس کا خدا کسی زمانہ میں تین دن تک مرا رہا تھا کس درجہ اندر ہی اندر اپنے اس قول سے ندامت اُٹھاتا ہے اور کسقدر خود روح اُسے ملزم کرتی ہے کہ کیا خدا بھی مرا کرتا ہے اور جو ایک مرتبہ مر چکا۔ اوسپر کیونکر بھروسہ کیا جائے کہ پھر نہیں مریگا پس ایسے خدا کی زندگی پر کوئی دلیل نہیں بلکہ کیا معلوم کہ شاید مر ہی گیا ہو کہ اب زندوں کے اوس میں آثار نہیں پائے جاتے اور اپنے خدا خدا کرنے والوں کو کوئی جواب نہیں دے سکتا کوئی معجزانہ کام نہیں دکھلا سکتا پس یقیناً سمجھو کہ وہ خدا مر گیا ہے اور سری نگر محلہ خانیار میں اُسکی قبر ہے رہے آریہ سماج والے سو اونکی روحوں کا تو کوئی خدا ہی نہیں وہ خود بخود قدیم سے چلی آتی اور انادی ہیں۔ منہ

٭٭ مسلمانوں کو خاص کر اہل حدیث کو توحید کا تو بڑا دعوی تھا مگر افسوس اُنپر بھی یہ مثل صادق آئی کہ مچھر چھاننا اور اونٹ نگلنا کیا ایسے لوگوں کو ہم موحد کہہ سکتے ہیں کہ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کی طرح وحدہ لاشریک سمجھتے ہیں وہی ہے جو مع جسم عنصری زمین پر آئیگا اور اوسی نے پرندے پیدا کئے۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کافروں نے قسمیں کہا کر بار بار سوال کیا کہ آپ مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ کے دکھلا دیجئے ہم ابھی ایمان لائیں گے اون کو جواب دیا گیا کہ **قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا** یعنی اونکو کہدے کہ میرا خدا عہد شکنی سے پاک ہے اور ہو جب اس کے قول کے مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جا سکتا کیونکہ یہ امر خدا کے وعدے کے برخلاف ہے۔ وجہ یہ کہ وہ فرماتا ہے کہ **فیھا تحیون وفیھا تموتون ولکم فی الارض مستقر** پس کیا ہم سمجھیں کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر پہونچانیکے وقت خدا تعالےٰ کو اپنا یہ وعدہ یاد نہ رہا یا عیسیٰ بشر نہیں تھا اگر عیسیٰ مع جسم عنصری آسمان پر گیا ہے تو قرآن کے بیان کے رو سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ بشر نہیں تھا۔ پھر دوسری طرف ان مدعیان اسلام نے دجّال کے بھی وہ صفات بیان کئے ہیں جن سے اُسکا خدا ہونا لازم آتا ہے یہ توحید اور یہ دعویٰ افسوس۔

اب کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپکا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈالکر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں فیض روحانی نہیں تو پھر دنیا میں آپکا مبعوث ہونا ہی عبث ہوا۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بھی دھوکا دینے والا ٹھہرا جس نے دعا تو یہ سکھلائی کہ تم تمام نبیوں کے کمالات طلب کرو مگر دل میں ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ یہ کمالات دیئے جائیں گے۔ بلکہ یہ ارادہ تھا کہ ہمیشہ کے لئے اندھا رکھا جائے گا۔

لیکن اے مسلمانو ہشیار رہو کہ ایسا خیال سراسر جہالت اور نادانی ہے اگر اسلام ایسا ہی مردہ مذہب ہے تو کس قوم کو تم اسکی طرف دعوت کر سکتے ہو کیا اس مذہب کی لاش جاپان لیجاؤ گے یا یورپ کے سامنے پیش کرو گے اور ایسا کون بیوقوف ہے جو ایسے مردہ مذہب پر فدا ہو جائیگا جو بمقابلہ گذشتہ مذہبوں کے ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے۔ گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا جیسا کہ موسیٰ کی ماں اور مریم کو مگر تم مرد ہو کر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں بلکہ اے نادانو!! اور آنکھوں کے اندھو!!! ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولےٰ (اسپر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کے رو سے تمام انبیاء سے سبقت لیگئے ہیں کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔ اسی لئے باوجود آپ کے اس فیضان کے اس امت کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے بلکہ آپکے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنےٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے جیسا کہ اس نے اس عاجز کو بنایا۔

اب پھر ہم اپنے اصل کلام کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ اسلام نے جو طریق نجات کا پیش کیا ہے۔ اسکی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں قدیم سے ایک طرف تو ایک زہر رکھا گیا ہے جو گناہوں کی طرف رغبت دیتا ہے اور دوسری طرف قدیم سے انسانی فطرت میں اوس زہر کا تریاق رکھا گیا ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت ہے جب سے انسان بنا ہے یہ دونوں قوتیں اسکے ساتھ چلی آتی ہیں۔ زہریلی قوت انسان کے لئے عذاب کا سامان طیار کرتی ہے اور یہ تریاقی قوت جو محبت الٰہی کی قوت ہے۔ گناہ کو یوں جلا دیتی ہے جیسے کہ خس و خاشاک کو آگ جلا دیتی ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ گناہ کی قوت جو عذاب کا سامان تھی وہ تو قدیم سے انسان کی فطرت میں رکھدی گئی ہے لیکن گناہ سے نجات پانیکے لئے جو سامان ہے وہ کچھ تھوڑی مدت سے پیدا ہوا ہے یعنی صرف اسوقت سے جبکہ یسوع مسیح نے صلیب پائی۔ ایسا اعتقاد وہی قبول کریگا جو اپنے دماغ میں ایک ذرہ عقل سلیم نہیں رکھتا بلکہ یہ دونوں سامان قدیم سے ہیں اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا انسانی فطرت کو دیئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ گناہ کے سامان تو پہلے سے خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھدیئے مگر نجات دینے کی دوا اور بچانے کا سامان الٰہی یعنی دنیا کے دل ... ...

دہلی میں کسر صلیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

اخویم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ والانامہ اخویم حکیم الامۃ سلمہ اللہ جس کے نیچے آپ نے بھی تحریر فرمایا تھا معہ جناب کے دوسرے پوسٹ کارڈ کے صادر ہوا۔ قبل اس کے کہ میں حالات مباحثہ ہر دو بدھ عرض کروں اپنا عذر در بارہ تاخیر جواب پیش کروں۔ اور وہ یہ ہے کہ میں بدھ گذشتہ کو جلسہ سے فارغ ہوکر میرٹھ میں بمعیت اخویم ذوالفقار علیخاں صاحب چلا گیا تھا اور وہاں دوسرے بدھ کو یعنی بروز جلسہ مباحثہ واپس دہلی پر آیا اس لیے کوئی خط مفصل حالات کی بابت نہیں لکھ سکا پس معافی چاہتا ہوں کہ اس عدم موجودگی کے باعث آپ کو انتظار شدید کی تکلیف گوارا کرنی پڑی۔ آمدم برسر مطلب پہلے بدھ کو حسب ... احمد مسیح نے میری دلیل کا یہ جواب دیا کہ مسیح نے دعا تو بیشک پیالہ کے ٹلنے کے واسطے مانگی مگر وہ پیالہ موت کا پیالہ نہ تھا بلکہ وہ تکالیف اور جانکنی وغیرہ بوجہ خوف بتقاضاء بشریت مسیح پر قبل اس صلیبی موت کے ہو رہی تھی اس کے ٹلنے کے واسطے دعا تھی اور وہ دعا اس کی قبول ہو گئی کہ اسکو تحمل اور برداشت کی قوت دی گئی۔ صلیبی موت سے اسنے انکار نہیں کیا اور بڑے استقلال سے اسپر جان دی۔

میرا جواب۔ چونکہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح صلیبی لعنتی موت سے بچایا گیا اور اس کی دلیل میری جانب سے یہ پیش ہوئی کہ اس نے اس پیالہ کے ٹلنے کے واسطے نہایت زاری اور بیقراری سے منہ کے بل گر گر کر تین بار رات بھر دعائیں مانگیں اور وہ دعا بموجب انجیل قبول ہو گئی اور اسوقت جو وعدہ الٰہی اسکے سامنے ہوا تھا جسکو کامل کتاب نے بیان کیا ہے کہ یا عیسیٰ

إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ الآیہ۔ اور انجیل نے ان لفظوں سے اقرار کیا ہے کہ ایک فرشتہ اسکو دکھلائی دیا جو اسکو تقویت دیتا تھا۔ اور زبور میں پیشگوئی بھی حسب اقرار نصاریٰ یہ موجود ہے کہ "تو نے میری سن کے بچا لیا ہے میں اپنے بھائیوں میں تیرا نام بیان کروں گا اور مجمع میں تیرا ثنا خواں ہوں گا" زبور ۲۲ — تو اس سے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیبی موت سے ضرور بچایا گیا۔ مگر احمد مسیح کو صلیبی موت کا ہی نشہ چڑھا ہوا ہے اور اس دلیل کو توڑ نہیں سکے بلکہ ایسی رکیک اور بیہودہ تاویل یا تحریف کر رہے ہیں جو بالکل متکلم کے منشا اور عقل سلیم کے خلاف ہے ... آپ کو دعا مانگنے کا اور اس کے قبول ہونے سے انکار

تو اقرار ہے مگر نفس دعا میں انکار ہے کہ وہ کیا دعا تھی آپ کی عقل نے یہ تجویز کیا ہے کہ وہ پیالہ موت کا نہ تھا بلکہ موت سے پہلے جو مصائب تکالیف اور تشدد از دست یہود وغیرہ اسکو پہنچ رہی تھیں یا پہونچنے والی تھیں ان کے برداشت کرنے کے واسطے دعا مانگی تھی اور چونکہ اسکو قوت برداشت وتحمل وصبر دی گئی اسلیے وہ دعا قبول ہو گئی۔ اس بیان احمد مسیح سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ جو دعا اس نے مانگی تھی وہ قبول ہو گئی۔ اب اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ وہ پیالہ لعنتی موت کا پیالہ تھا جس کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تھی تو احمد مسیح کو لامحالہ اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ قبول ہو گئی کیونکہ قبولیت دعا سے انکو انکار نہیں ہے اور نہ دعا مانگنے سے انکار ہے اور نہ پیالہ ٹلنے کی دعا سے انکار ہے۔ صرف نہیں پیالہ میں لیت و لعل ہے۔ اب میں اس کے ثابت کرکے دکھلانے کی کوشش کرتا ہوں کہ وہ پیالہ لعنتی صلیبی موت کا پیالہ تھا نہ کہ جیسا احمد مسیح کہتا ہے کہ دکھ درد مصیبت جانکنی وغیرہ کا پیالہ۔ انجیل متی کی تفسیر مصنفہ پادری آر کلارک اور پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۲۴ پر اس پیالہ کو موت کا پیالہ لکھا ہے۔ چنانچہ عبارت یہ ہے۔ "اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جاوے" یعنی یہ کام جس کے پورا کرنے کو میں آیا ہوں اگر کسی دوسرے طور سے ہو سکے تو مجھ سے گذر جاوے یعنی ایسی سخت موت کا پیالہ"۔ انتہیٰ بلفظہ بقدر الحاجۃ۔

اب احمد مسیح بتلائیں کہ آپ نے جو پیالہ معین فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا آر تھن کلارک اور پادری عماد الدین نے جو معین کیا ہے یعنی موت کا پیالہ وہ درست ہے۔

دوسری دلیل کہ یہ پیالہ لعنتی صلیبی موت کا پیالہ تھا یہ ہے انجیل مرقس ۱۴/۳۵ کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جاوے انتہیٰ بقدر ضرورۃ۔ کیا اس گھڑی سے مراد صلیبی موت کی گھڑی نہیں ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آج یہ گھڑی ٹال دے پھر کسی دوسرے موقعہ پر اس گھڑی کو لے آنا۔ ضرور ماننا پڑے گا کہ گھڑی سے مراد سوائے صلیبی موت کے پیش آنے والی گھڑی کے اور کوئی مراد نہیں ہو سکتی۔

تیسری دلیل کہ یہ پیالہ لعنتی موت کا پیالہ تھا۔ عبرانیوں ۵/۷ میں لکھا ہے کہ مسیح نے اس سے دعا مانگیں جو انکو موت سے بچانے پر قادر تھا۔ یہ جملہ خود شاہد ہے اس امر کا کہ بیشک صلیبی موت سے بچنے کے واسطے اس قادر توانا سے دعا مانگی تھی جو انکو صلیبی موت سے بچا سکتا تھا۔ ورنہ اس قدرت قادر کا دعا کی قبولیت کے بارہ میں ذکر بے محل ہے اگر محض مصیبتوں کی برداشت کے لیے

بقول حافظ صاحب دعا تھی تو یہ کہنا مناسب تھا کہ اس خدا سے دعا مانگی جو اسکو مصیبتوں کی برداشت کی قوت عطا کرنے پر قادر تھا۔ یا جو توفیق صبر عطا فرما سکتا تھا نہ یہ کہ جو مسیح کو موت سے چھڑانے پر قادر تھا۔ اس جملے نے تعین کر دیا کہ وہ موت سے بچنے کے واسطے دعا کرتا تھا اس خدا سے جو اسکو موت سے بچانے پر قادر تھا۔ اسمیں احمد مسیح کو خصوصاً اور سامعین کو عموماً غور کرنا چاہیے کہ کیسا صاف اقرار موجود ہے کہ جو اسکو (یعنی مسیح کو) موت سے صلیب کی لعنت سے چھڑا سکنے پر قادر تھا اس سے مسیح نے اس موت سے بچنے کی لعنتی پیالہ موت کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تھی۔ اسکے بعد احمد مسیح نے دوسرے طور پر تحریف کرکے پیالہ سے مراد یہ بیان کی کہ وہ دراصل مسیح چونکہ اس کے ساتھ عہد کر آیا تھا کہ میں تمام جہان کے گناہ اٹھاؤں گا اور رب کی لعنت اپنے اوپر لیکر کفارہ جہان والوں کا ہو جاؤں گا اسلیے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں خوف اور دہشت صلیب ہی یا گراں ہونے کی سخت گرانباری سے میری جان صلیب پر چڑھنے سے پہلے ہی نہ نکل جاوے اور غرض میرے آنے کی جو کفارہ گناہوں کا ہے وہ پوری نہ ہو۔ دعا مانگی کہ اے باپ اس جانکنی اور خوف ... سے مجھے بچا اور یہ دہشت کا غلبہ اور گناہوں کا بوجھ میری جان پر پڑا ہے اسکو ٹالدے ایسا نہ ہو کہ صلیب کی لعنت سے جو میرا اصلی فرض ہے میں بچکر صلیب پر چڑھنے سے پہلے ہی مر جاؤں اور کفارہ برباد ہو جاوے پس خدا نے اسکو تمام تکلیفوں سے بذریعہ استقلال بچا کر صلیب پر موت دی یہی تو دعا تھی۔ یہ تقریر احمد مسیح کی سنکر جسقدر سامعین کی طرف سے قہقہہ لگا وہ دیکھنے کے قابل تھا جس سے احمد مسیح ندامت کے مارے عرق عرق ہو گیا اس کے جواب میں نیاز مند نے اول یہ نظم پڑھی جو اس کے واسطے مناسب تھی

ابھی سے تار آہوں کا ابھی سے شغل نالوں کا
تماشا دیکھتے جاؤ ذرا تم اس کی چالوں کا
یہ مانا تم بڑے واعظ ہو اور جادو بیانی بھی
جواب آسان نہیں حافظ مرے سوالوں کا
ترے اس وعظ گوئی کی یہ ادنیٰ بات ہے واعظ
کہ ہر ہر بات پر اک قہقہہ ہے دلی والوں کا
کسی کے کہنے سننے پر یہ اترانا نہیں اچھا
ذرا سوچو بگڑتا کیا ہے کہنے سننے والوں کا

+ چند دنیادار مسلمان احمد مسیح کو ڈھارس بندھا کر اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے خلاف کہتا رہے اور لوگوں کو عاجز (قاسم علی) کے برخلاف بھڑکا کر کچھ کامیابی حاصل کرے مگر خدا تعالیٰ کی شان احمد مسیح تمام زور لگا چکا ہر ایک چال ...

... جو اماموں منکر اور نقد برکات پیش کرتا ہے آئندہ اختیار ہے۔ الراقم ...

مصیبت جسقدر آئی تمھاری جان پر آئی
نہ بگڑا کہنے والوں کا نہ بگڑا سننے والوں کا
یہ عیسائی تو کوسوں بھاگتے ہیں نفس مطلب سے
بہت مشکل ہے صاحب رام کرنا ان نفر والوں کا

اور پھر یہ جواب دیا۔ کہ اس تقریر کے باطل ہونے پر یہی تقریر دلیل لطلان ہے کیونکہ پیالہ جس کے ٹلنے کے واسطے مسیح نے دعا کی وہ ایک چیز ہے ممکن نہیں کہ جو اپ شتاب جان چھڑانے کے واسطے یاد آجاوے وہی پیالہ کی مراد اور مطلب سمجھ لیجاوے جبکہ میری مندرجہ بالا دلائل کو جو پیالہ کی تعیین میں مینے کلارک صاحب اور عمادالدین اور مرقس و عبرانیوں سے بیان کی ہیں احمد مسیح نہ توڑ سکے نہ اُس کے ساتھ کسی طریق سے معارضہ پیش کیا۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنی پہلی بات کو چھوڑ کر ایک دوسری بات ایجاد بندہ بیان کردی تو معلوم ہوگیا کہ میرا دعویٰ یعنی پیالہ سے مراد صلیبی موت کا پیالہ تھا ثابت رہا اور ان کی تقریر بالکل لغو ورنہ احمد مسیح اقرار کریں کہ وہ دس پانچ پیالے تھے جنکے ٹلنے کے لیے درخواست تھی اُنہی سے ایک یہ پیالہ تھا جو مینے تعریف نمبر ۲ میں بیان کیا۔ مگر وہ ہرگز نہیں کر سکتے ورنہ میرے تعیّن کو اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ عجیب لغزگوئی ہے کہ پہلے اُس پیالہ کو جانکنی اور مصائب کا پیالہ قرار دیا جب اسکی تردید انھیں کی کتب سے ہوگئی اور ساتھ ہی یہ یہ ثابت کردیا گیا کہ وہ پیالہ صلیبی موت کا پیالہ تھا تو پھر آپ نے بجائے اسکے کہ میری دلائل کو توڑ کر دکھلاتے اور اپنے دعویٰ کو کہ وہ پیالہ مصائب اور جانکنی کا پیالہ تھا براہین معقول و منقول ثابت کرتے آپ نے دم بخود ہوکر اپنا پہلا دعویٰ تو چھوڑ دیا جو صریح اسبات کی دلیل ہے کہ میری پیش کردہ دلائل سے وہ باطل ہوگیا تھا مگر حق کے قبول کی توفیق نہ پاکر بغیر جواب میری دلائل کے اور ایک دعویٰ کردیا کہ وہ پیالہ دراصل خوف اور دہشت سے مرجانے کا تھا یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ بغیر صلیب پر چڑھائے جانے اور صلیبی لعنتی موت پانے کے میں پہلے ہی مرجاؤں۔ جیسا کہ پہلا دعویٰ غلط تھا ایسا ہی بلکہ اُس سے بھی بڑھکر یہ دعویٰ غلط ہے۔ اس کی ضرورت نہ تھی کہ میں اسپر تقریر کرتا کیونکہ سامعین کا قہقہہ اور مخالف صاحب کا اُسپر نادم اور پشیمان ہونا اور پہلے دعوے کو چھوڑ دینا ہی اسکے باطل ہونے کے واسطے کافی تھا مگر تاہم میں تابخانہ پہونچانے کو بھی طیار ہوں۔ سُنیئے آپ کا یہ دعویٰ اسلیے بھی غلط ہے کہ اول تو وہی پچھلی دلیلیں جو مینے اوپر ذکر کی ہیں اس کی تردید کرتی ہیں دوم انجیلیں ہو

سے ہے کہ وہ صلیبی موت کا پیالہ تھا پھر یہ دعویٰ آپ نے کہاں سے کر مارا اسکا ثبوت عقلی یا نقلی آپ کے پاس کیا ہے کہ جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ پیالہ سے مراد وہ غلبۂ دہشت تھا جو صلیبی موت سے پہلے مارے ڈالتا تھا۔ کیا کسی آپکے مفسر نے لکھا ہے یا کسی اور فرقہ عیسائی نے یہ مانا ہوا ہے آخر اس کے منوانے کے لیے کوئی دلیل بھی ہے یا نہیں افسوس ہے کہ ہر بات احمد مسیح کی محض دفع الوقتی کے طور پر ہوتی ہے اور نتیجہ اُسکا صفر۔ دیکھو آپ کے برادر اکبر اور پولوس کے برادر اصغر اکبر مسیح نے رسالہ ضربت عیسوی کے صفحہ ۱۲۰ پر اس دعا کا یعنی جواب دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ "مسیح نے موت کی سختی سے اور جسمانی عذاب کی تلخی سے دعا کی تھی" اب فرمائیے کہاں آپکا بیان کہ صلیبی موت سے پہلے ہی جان نہ نکل جاے مارے خوف کے یہ دعا تھی اور کجا اکبر مسیح کا کہنا جس کے بھروسہ پر آپ بول رہے ہیں کہ "موت کی سختی اور جسمانی عذاب کی تلخی سے امان مانگی تھی"۔ مسٹر پارٹن صاحب فیصلہ کریں اس امر کا کہ مارٹین کلارک اور عمادالدین تو اسکو موت کا پیالہ قرار دیتے ہیں۔ اکبر مسیح "جسمانی عذاب سے اور موت کی سختی سے بچنے کے واسطے دعا تھی" بیان کرتا ہے احمد مسیح کہتا ہے کہ "مسیح کو بوجہ سخت شدت بار گناہوں کی جان کنی تھی اسلیے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں اس خوف سے ہی جان نہ نکل جاے اور صلیب پر معراج پانا نصیب ہی نہ ہو اسلیے دعا کی تھی کہ معراج صلیبی نصیب ہووے پہلے ہی خوف معراج سے دم نہ نکل جاوے" ان میں کس کا بیان سچا انجیل و عقل و واقعات کے مطابق ہے اور کون ان میں جھوٹا ہے۔ مگر پارٹن صاحب کو آپ جانتے ہیں کہ کس دل و دماغ کے منتظم تھے کہ سوائے گھنٹی بجانے کے اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ وہ چپ رہے۔ احمد مسیح نے پھر اس لغو تقریر کو چھوڑ کر ایک تیسری بات پیش کی جو ان ہر دو سے بڑھ چڑھ کر تھی وہ یہ کہ مسیح نے پیالہ ٹالنے کی ہی دعا نہیں کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ اے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ ٹل جاے تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔ یعنی جو تیری مرضی ہے وہ میری مرضی ہے وہی پوری ہونی چاہیے۔ پس باپ کی مرضی یہی تھی کہ وہ جہان کے واسطے کفارہ ہو کر صلیب پر لعنت اُٹھاکر جان دے باپ نے اسکو اطلاع دیدی کہ میری یہی مرضی ہے اسلیے مسیح صلیب پر خوشی سے لٹک کر مرگیا اور باپ کی مرضی کا معلوم ہو جانا اور اسی کی مرضی کے موافق بیٹے کا مرنا ہی قبولیت دعا تھی کہ صلیب سے بچایا جانا۔ اسکے جواب میں

مندرجہ ذیل نظم مینے پڑھی۔ غزل

اے منکر وخدا کے غضب سے ڈرو ذرا
دل ہیں تمھارے کچھ بھی جو خوف الٰہ ہے
انکار یہ بھی باتوں سے اللہ کی سپنہ ماہ
اپنے عمل سے آپ کے سو دینا واہ ہے
سچے نبی کو لعنتی مصلوب تم کہو
بتلا ؤ اس سے بڑھ کے بھی کوئی گناہ ہے
حق نے بچا لیا اُسے قتل صلیب سے
دی دونت اسکو داخل جنت وہ شاہ ہے
انکار سے تمھارے بگڑتا ہے میرا کیا
میری طرف خدا کی کرم کی نگاہ ہے
گر آرزو ہے دلمیں کہ اصلاح عام ہو
کچھ کر دکھائیے کہ یہ وقت رفاہ ہے
جو کچھ کیا ہے مینے وہ مجھ سے نہ پوچھیے
میرے کیے کا سارا یہ مجمع گواہ ہے
تم سے نہ کچھ بنے تو پکارو مسیح کو
وقت مدد ہے آج یہ ہنگامہ گاہ ہے
اب تو نبی نہیں ہیں وہ ہیں آپ ہی خدا
حق کی ہر ایک بات پہ یاں واہ واہ ہے

بعد اس کے مینے یہ جواب دیا کہ مسیح نے باپ کی مرضی دریافت کرنے کے واسطے اگر دعا مانگی تو یہ بالکل انجیل کے اور تمھارے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ بیٹا ازل سے ہی خودکشی کا بیڑا اُٹھائے ہوئے تھا اور اسکو بموجب انجیل یہ معلوم تھا کہ میں دشمنوں کے حوالہ کیا جاؤں گا وہ مجکو قتل کرینگے اور میں پھر تیسرے دن جی اُٹھوں گا باوجود اس امر کے معلوم ہونے کے پھر مرضی کا معلوم کرنا چہ معنی دارد +

دوم مارٹین کلارک اور عمادالدین انجیل متی کی آیت ۳۹ باب ۲۶ کی تفسیر میں صفحہ ۱۴۴ پر یہ لکھتے ہیں "وہ مرنے کو آیا تھا اور اُس نے اپنے باپ سے عہد باندھا تھا" (بقدر حاجۃ) پھر آج مرضی معلوم کرنے بیٹھا تھا یہ بالکل خلاف انجیل اور مسلمات عیسائیوں کے ہے۔ اُسکو تو بقول آپکے پہلے ہی سے باپ کی مرضی معلوم تھی کہ ایسا ظالم باپ بغیر مارے نہیں چھوڑے گا۔

سوم یہ دعا اُسکو یوں مانگنی چاہیے تھی کہ اے باپ مجھے تیری مرضی معلوم نہیں کہ صلیب کی موت میرے واسطے مقدر ہے یا کیا پس مجھے اپنی مرضی سے اطلاع بخش۔ نہ یہ کہ اے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ اور یہ گھڑی ٹلجاے۔

چہارم یہ دعویٰ بھی آپ کا مارٹین کلارک اور عمادالدین اور اکبر مسیح کے خلاف ہے پس یا تم جھوٹے یا وہ سب جھوٹے۔ اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا اور آیندہ بدھ کو جواب دینے کا وعدہ کیا جسکو ذیل میں درج کرتا ہوں +

یہ جلسہ پانچواں جلسہ ہے جو ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء کو بروز بدھ ۵ بجے شام کے بکرسٹہ ہال میں ہوا تھا۔ اس روز جو ہجوم لوگوں کا تھا وہ قابل دید تھا آیتہ مسلمان ہندو و مولوی عبدالمجید مولوی محمد حسین کوٹلے والے طلبار مدرسہ طبیہ و دیگر مدارس عربی و اہلکاران ضلع و طلبار انگریزی سکول اور عوام و خواص مگر تعلیم یافتہ گروہ وغیرہ کا مجمع کثیر یہاں تک کہ کوئی جگہ نہ بیٹھنے کے واسطے نہ کھڑے ہونے کی ہال میں باقی رہی تھی ناچار لوگ سڑک پر جمع ہوکر کھڑے ہوگئے تھے۔

اب احمد مسیح نے پہلے یہ تقریر بیان کی۔ کہ صاحبو پانچ ہفتہ سے یہ مباحثہ درمیان میرے اور سید صاحب کے جاری ہے مینے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مسیح مصلوب ہوا اور صلیب پر ہی مرگیا اور اُسکا صلیب پر مرنا عیسائی مذہب کا بنیادی پتھر ہے تمام عمارت مذہب عیسائی کی اسی پر کھڑی ہے اگر یہ بنیاد اس کی ایسی کمزور ہوتی تو یہ عمارت آجتک نہ قائم رہتی۔ پس صحیح ہے کہ اگر مسیح کا صلیب سے زندہ اُترنا ثابت ہوجاوے تو مسیحی مذہب کا مرجانا بلا دلیل و بحث ثابت ہوجاوے گا۔ اسلیے جسقدر ثبوت مسیح کے صلیب پر مرجانے کے ہیں اسقدر ثبوت کسی دوسرے مذہب میں کسی اصول کی بابت موجود نہیں ہیں سب سے بڑا ثبوت صلیبی موت کا یہودیوں کی جو دشمنان مسیح سے تھے گواہی ہے دوسری گواہی پیلاطوس گورنر کی ہے تیسری گواہی صلیب دینے والوں کی ہے چوتھی گواہی آج تک کے دیندار عیسائیوں کی ہے پانچویں گواہی مسلمانوں کی ہے کہ تمام مسلمان آج تک مانتے آئے ہیں کہ ایک شخص شبیہ عیسیٰ صلیب پر چڑھایا گیا اور وہ صلیب پر مارا گیا مسیح کو خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا۔ چونکہ قاسم علی صاحب صلیب پر مسیح کو ہی چڑھایا جانا مانتے ہیں اس لیے انپر یہ حجت ہے کہ جو صلیب پر چڑھا تھا وہ مارا گیا تھا مسلمان اُسکو شبیہ کہیں یا کچھ مگر اُسکے مارے جانیکے اقراری ہیں اور آپ اُس کو شبیہ نہیں کہتے اصل مسیح کو ہی صلیب پر چڑھائے جانیکے اقراری ہیں اس لیے اُسکا مرنا ضرور ثابت ہوگیا لہذا یہ پانچویں گواہی بھی ایک زبردست دلیل موت صلیبی کے واسطے ہوگئی۔

لعنت سے بچانیکے واسطے موت صلیبی سے انکار کیا جاتا ہے مگر انکار موت سے لعنت سے مسیح نہیں بچایا جا سکتا کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے اور مسیح کا صلیب پر لٹکایا جانا جبکہ مسلّم ہے تو بموجب اس آیۃ کے وہ لعنتی تو

ہوگیا اب موت کے بچنے کے دلائل ڈھونڈنا لاحاصل ہے اگر وہ زندہ بھی اُتر آ دے تو تب بھی لعنتی تو ہو چکا۔

اگر وہ زندہ تھا مگر سب کو وہ مردہ نظر آیا تو ایسی خفیہ زندگی کا ثبوت خدا نے کچھ نہیں بتلایا مردہ ہی دکھلایا مردہ ہی لوگوں نے معلوم کرلیا مردہ ہی سب مانتے چلے آئے ہیں۔ آج تیرہ سو برس اہل اسلام میں اور دو ہزار برس بعد مسیح سے مرزا صاحب کو خلاف توریت خلاف انجیل خلاف یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کے خلاف قرآن شریف کے یہ الہام ہوا کہ وہ مردہ سا تھا کالمقتول تھا اس بیان و الہام مرزا صاحب کو نہ عیسائی قبول کرسکتے ہیں نہ یہودی نہ مسلمان۔ سید صاحب نے جو مسیح کے دعا مانگنے کو دلیل حیات مسیح قرار دیا ہے بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا انبیاء کے واسطے لازمی نہیں ہے بہت سی دعائیں آنحضرت صلعم کی بھی قبول نہیں ہوئیں تو مسیح کی صداقت میں کیا فرق نہیں آسکتا۔

اس دعا کے قبول ہونیکا بھی بیان کسی انجیل میں نہیں ہے بلکہ عبرانیوں ۵ باب ۷ میں صرف یہ لکھا ہے کہ وہ دعا اس کی سنی گئی جس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جب ہم کوئی دعا کرتے ہیں خدا فوراً سن لیتا ہے جب ہم کلام کرتے ہیں خدا اسی وقت اسکو سن لیتا ہے۔ پس ادھر مسیح نے دعا مانگی ادھر خدا نے سن لی یہ نہیں کہ قبول کرلی۔ سن لینا اور قبول کرلینا برابر نہیں ہے۔ انتہی کلامہ

میرا جواب

اول مینے مندرجہ ذیل نظم پڑھی۔ وہ یہ ہے

ہے پھر آج حافظ کو لایا مقدر
تنزل کا، سکے چڑھا سر پہ چکر
بہت سوچ کرتے تھے آٹھ دنیں
گرے منہ کے بل آتے ہی کھا کے ٹھوکر
گئے دن جو اوروں کو للکارتے تھے
مرے سامنے کانپتے اب ہیں تھر تھر
طبیعت بھی کچھ ان کی گھبرا گئی ہے
مزاجوں میں بھی آگیا ہے تکدر
بھگاؤں گا یوں آج احمد مسیح کو
اڑا کر ہوا جیسے لے جائے مچھر
وہ دل مضمحل جسکو سینہ میں اپنے
لیے بیٹھے ہیں یہ بزرگ معمر
ہلا ڈالی ہے جسنے بنیاد اس کی
عجب کشمکش میں ہیں مجبور مضطر
اب ان کی خزاں کے وہ دن آگئے ہیں
جو اس باغ کے جھنڈے تھے مقرر
تم احمد مسیح اپنی ہمت نہ ہارو
ذرا دل کو مضبوط رکھو برادر
جو تم کو حمیت ذرا چھو گئی ہے
اگر تم پہ چلتا ہے غیرت کا منتر
تو اپنی بریت کی کچھ راہ سوچو
اب اکبر مسیح کو بلاؤ یہاں پر
اسے سامنے کرلے ندرطاقت
انکا بہت زور پھر دونوں ملکر
نگہبان لو یہ نہ کچھ کرسکو گے
نہ موت صلیبی کا اٹھے گا چھپّر
وہ پتھر کہ تھی جس پہ بنیاد مذہب
اسے توڑ پھینکا ہے احمد نے باہر
سنبھل جاؤ مذہب کی چھت اب گرگئی
نہ دبکر نکل جائے سب کا کچومر

بعد ازیں یہ تقریر شروع کی۔ آج کا جلسہ احمد مسیح نے میری دلیل دعاء مسیح کے جواب دینے کے لیے مقرر کیا تھا بوجہ گذشتہ کے جلسہ میں چونکہ بار بار مذبذبین کی طرح اناپ شناپ دعوی کرتے رہے جنکا جواب معقول ہونے کی وجہ سے انکو تسلیم کرنا پڑا یعنی ایک دعوی کو چھوڑ کر دوسرے کو لیا اسکی تردید کردی تو تیسرے کو لیا اسکی تردید بھی ہوچکی تھی اس جلسہ میں بقیہ جواب کا وعدہ کیا تھا جس سے مجھے ایک گونہ خوشی تھی کہ ہفتہ بھر تک یہ نہایت کوشش اور جانکاہی سے ضرور کوئی حقانی بات بیان کرینگے اور سامعین کی سمع خراشی اور تضیع اوقات سے باز رہینگے مگر افسوس کہ کولہو کے بیل کیطرح اسی چکر میں باوجود ملنے مہلت کافی کے پڑے رہے آج آپ نے پھر ایک دو سے گنتی شروع کردی جسکو میں پچھلے دو جلسوں میں بڑی وضاحت سے باطل کرچکا تھا۔ چونکہ دلیلیں پرانی ہیں مگر انپر قلعی کرکے پیش کیے جانے سے حافظ احمد مسیح نئی جان بیٹھی ہیں اس لیے میں بھی اس ملمع کی قلعی کھول دیتا ہوں۔ ذرا متوجہ ہوکر سامعین سنیں۔

آپ کی پہلی دلیل صلیبی موت کی یہ ہے کہ اس پر عیسائی مذہب کی عمارت کھڑی ہے اگر یہ کمزور ہوتی تو عمارت کبھی کی گرجاتی۔ اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ بودا ہوتا تو اتنی مدت تک کبھی نہ ٹھہرتا اس قدر زمانہ دراز تک اس کا قائم رہنا اسکی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر یہ کوئی کلیہ قاعدہ ہے کہ کسی غلطی کا مدت تک قائم رہنا اسکے صداقت کی دلیل ہوجاتی ہے تو اول آپ کو مسیح کی صداقت سے دست بردار ہونا چاہیے کیونکہ عیسائیوں سے بھی پہلے تمام یہود بنی اسرائیل مسیح کو اپنا بادشاہ داؤدی تخت پر جلوہ فرمانے والا انکو اقبال مند کرنے والا غلامی سے چھڑانے والا سلطنت والا کر مانتے تھے اور اس عقیدہ کو وہ موسیٰ علیہ السلام سے لے کر آجتک برابر اسی طرح مانتے چلے آئے ہیں اسکا ثبوت ۹ تفسیر انجیل متی مصنفہ کلارک و عماد الدین صفحہ ۱۵ باب ۲ آیت ۱ میں ہے وہ یہودیوں کو اپنے بادشاہ کی سخت انتظاری تھی اور غیر قوموں میں بھی اس کا چرچا اور اشتیاق تھا کہ کوئی بادشاہ دنیا میں آنیوالا ہے انتہی فقط۔

رسالہ ترقی اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے کہ لوگوں کو مسیح کی مسیحائی کا ایک ہی تصور تھا کہ وہ قیصر روم وغیرہ سے تاج و تخت چھین لے اور بادشاہ بن بیٹھے اسپر مسیح نے انکو بتایا کہ تم میری نسبت سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو تم روٹیوں کے بادشاہ کی تلاش کرتے ہو تاکہ وہ تم کو بیکاری کے ساتھ مال کی فراوانی عطا کرے روٹیوں کے انبار اور دودھ کی انہار تمہارے لیے جاری کرے اور تمہیں بے مشقت زندگی کا مزہ لوٹو پر میں وہ بادشاہ نہیں ہوں جو برکت میں عطا کرتا ہوں وہ ہمیشہ کی زندگی کی روٹی ہے۔ اسپر اسکے شاگردوں میں سے بہت سے پھر گئے اور اسکے بعد اسکے ساتھ نہ رہے۔ انتہی ملخصاً بقدر الحاجۃ

اب فرمائیے مسیح کی صداقت کا بنیادی پتھر یہود کے اعتقاد کی بموجب اسکی حکومت و سلطنت ظاہری ہے جبکہ وہ حاصل نہیں ہوئی تو صداقت بزعم یہود باطل ہوگئی۔ کیا بقول آپ کے یہ قاعدہ یہاں جاری نہیں ہوسکتا کہ اگر مسیح صادق ہوتا تو ضرور حاکم ہوتا کیونکہ تمام یہود کے خیال میں اسکی صداقت کا بنیادی پتھر اس کی ظاہری سلطنت تھی اور اگر یہ خیال ایسا بودا ہوتا تو تمام یہود اس قدر عرصہ تک جسکو تین ہزار سال سے زیادہ گذر گیا ہے اپنے عقیدہ کی بنیاد ایسے کمزور پتھر پر کیوں رکھتے اگر یہ بنیاد یہودیوں کی ایسی کمزور ہوتی تو آجتک کبھی قائم نہ رہتی۔

دوم۔ آریہ صاحبان کو لو جو اپنا مذہب سارے جہان سے پہلے کا مانتے ہیں اور روح و پرمیشر تینوں کو انادی مانتے چلے آتے ہیں اور تناسخ پر ہی ان کے مذہب کی بنیاد ہے اگر یہ بنیاد ایسی کمزور ہوتی تو آج تک یہ عمارت ہرگز قائم نہ رہتی۔

سوم مسلمانوں کو دیکھو وہ مسیح کو ایک بشر رسول بنی اسرائیل مانتے ہیں اگر یہ بنیاد ان کے عقیدہ کی ایسی کمزور ہوتی تو اب تک ہرگز قائم نہ رہتی۔ علی ہذا القیاس بیسیوں مثالیں پیش ہوسکتی ہیں۔ اپنا کلیہ آپ جاری کرکے اول دم نقد مسیح کو جھوٹا مان لیجیے ورنہ جو جواب آپ ان امور کا دینگے وہی آپ اس اپنے کلیہ کا سمجھ لیجیے۔

چہارم یہود زمانہ دراز سے آجتک یہی مانتے ہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آسمان سے آکر اسکے لیے راستہ درست کریگا اور ایسا ہی ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ مگر مسیح نے آکر یہ فیصلہ کردیا کہ الیاس جو آنے والا تھا وہ تو آچکا اور وہ یحییٰ بن زکریا ہے۔ کیا یہ تسلی بخش کلام یہود کے لیے موجب تسلی ہوسکتا تھا ہرگز نہیں۔ آپکے قاعدہ مقررہ اور دلیل کو یہاں چسپاں کرنے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یعنی اگر یہ عقیدہ یہود کا جو ملاکی نبی سے بعبارۃ النص ظاہر تھا جسپر مسیح کی صداقت و تسلیم کی بنیاد تھی اگر ایسا ہی کمزور ہوتا تو یہود کے مذہب کی تمام عمارت گرجاتی اور ابتک قائم نہ رہتی۔ کیونکہ مسیح کے سچا ماننے کا بنیادی پتھر الیاس کا آسمان سے آنا تھا اگر یہ بنیاد کمزور ہوتی تو آجتک کیوں قائم رہتی۔ افسوس کہ آپنے ایسا کلیہ قائم کردیا جس سے عیسائی مذہب بیخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے۔ سوچو غور کرو۔ آپکا یہ فرمانا کہ جیسے ثبوت مسیح کی صلیبی موت کے موجود ہیں ایسے ثبوت کسی مذہب میں کسی اصول کے واسطے موجود نہیں ہیں۔ محض ایک کلام ہے جو عوام کالانعام کی طرح آپکی زبان سے سرزد ہوگیا ہے ورنہ بیان تو کرو کہ وہ کون سے ثبوت صلیبی موت کے نادر اور لاثانی آپکے پاس ہیں سوائے یہود کی گواہی اور عیسائیوں کی گواہی اور پلاطوس اور صوبہ دار وغیرہ کی گواہی جو بالکل غلط اور بے سود محض دعوی ہی دعوی ہے جس کا ابھی میں ایسا جواب سناؤنگا کہ آپ پھر اس گواہی اور ان شاہدوں کا نام لینا بھی بھول جاوینگے۔ اور کسی مذہب کا تو میں مدعی نہیں البتہ قرآن اور اسلام کا میں دعویدار ہوں اسلام کے اصول مثلاً توحید۔ رسالۃ۔ قیامۃ۔ ملائکہ۔ بعث بعد الموت وغیرہ ہیں ان کا ثبوت جس قدر اور جس جس طریق سے آسمانی کامل کتاب قرآن مجید نے دیا ہے جو جب دعیانہ ہر ایک مذہب کا مقابلہ میں ایسا پیش کرسکتا ہوں کہ جس سے زائد اور بڑھ کر دنیا کی کوئی کتاب یا کوئی مذہب نہیں بیان کرسکتا آپ اس طریق سے بلا حصر ہی مسیح کی الوہیت۔ انبیت۔ رسالۃ۔ صداقت کفارہ۔ صلیبی موت کا انجیل سے اگر بیان کردو تو آپکی راست بازی اور انجیل کا خوشہ چیں الہام آسمانی ہونے کا ثبوت مل سکتا ہے۔

ورنہ محض زبانی لاف و گزاف اور جیر میں صاحب کے خوش کرنے کو بیہودہ گوئی ہے۔ اے حافظ احمد مسیح کیوں ایسی باتیں زبان سے نکالتے ہو جنکو ثابت نہیں کر سکتے۔ اب آپ اپنے گواہوں اور انکی گواہی کی حقیقت سن لیجیے۔

اگر یہ واقعہ قتل صلیبی ان شہادتوں سے تسلیم کیا جانا لازمی ہے تو سنئے کہ یہودیوں کی اول تو کوئی گواہی انجیل میں درج نہیں ہے کہ انھوں نے مسیح کو صلیب سے مردہ اُترا ہوا پایا تھا نہ یہودی صلیب سے اُتارے جانے تک صلیب کے پاس موجود رہے نہ کسی نے چشم دید گواہی دی کہ وہ مر گیا یا نہیں اور گواہی چشم دید جسکو عینی شہادت کہتے ہیں نہ یہودیوں کی ہے نہ عیسائیوں کی ہے نہ پلاطوس کی ہے نہ مسلمانوں کی ہے جنکو آپ نے اپنے زعم میں پیش کیا ہے۔ از روئے مجموعہ ضابطہ فوجداری و قانون شہادت ہند مروجہ عدالت ہائے سرکاری کوئی جج ان شہادۃ کو خاصکر قتل جیسے مقدمہ میں سماعی سمجھکر ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ ورنہ آپ اُن کا بیان چشم دید جو عین الیقین کی حد کا ہو انجیل سے دکھلایئے۔

دوم۔ از روئے قانون شہادت دشمن کی گواہی جس میں دشمن کی اغراض وابستہ ہوں اور جسپر گواہی دیجاتی ہے اُسکی تخریب اور ذلت منظور ہو باوجود اقرار دشمنی کے ہرگز قبول نہیں ہوگی اسکی نظیر میں آپ مارٹین والا مقدمہ دیکھیے جو اُس نے قتل کا حضرت اقدس مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گورداسپور میں دائر کر دیا تھا اور مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے اُسکو خارج کر کے مسیح موعود کو بری کر دیا تھا اور یہ مقدمہ مسیح موسوی کے مقدمہ صلیب کے ہمشکل تھا اُسمیں [illegible] کر کے عدالت میں کاہنوں نے گواہی [illegible] بغاوت وغیرہ کے دھمکی سنا کر حکم مصلوب [illegible] حاصل کر لیا تھا حالانکہ پلاطوس در پردہ مسیح کو بچانے کا ساعی تھا اور بظاہر بھی اُس نے متعدد دفعہ اُسکی چھوڑنے کے واسطے بار بار کی مگر فریسی اور فقیہ بگڑے ہوئے نہ مانتے تھے تو اُس نے ایسے طریق سے مسیح کو صلیب پر لٹکوا دیا کہ جان سے مارا نہ جاوے اور یہودیوں سے خلاصی ملے۔ چونکہ وہ بوجہ کمزور سلطنت کے اپنی بزدلی سے [illegible] مسیح کو نہ چھوڑ سکا در پردہ اسکو بچایا (جیسا کہ [illegible] دلائل میں مفصل بحث کر کے ثابت کرونگا) مجھے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ دشمن کی گواہی [illegible] دشمنی کے عقلاً و قانوناً قابل پذیرائی نہیں [illegible] گر مسٹر ڈگلس صاحب جیسے بیدار مغز حاکم نے علانیہ فریسی اور فقیہوں اپنے زمانہ کے شکایات کے [illegible] مسیح محمدی کو بری کیا اور صاف بچا لیا۔ مسیح موسوی [illegible] چونکہ ایک کمزور سلطنت [illegible] اور گواہ [illegible]

اس نے اُسکو صلیب کی تکلیف جسمانی تھوڑی دیر تک ضرور اُٹھانی پڑی [illegible] گر [illegible] ہونے سے خدا نے اُسکو بچا لیا۔ اور مسیح محمدی چونکہ تمام انسانی مخلوق موجودہ [illegible] بادشاہ مقرر کیا تھا خدا نے اُسکو صلیب کی جسمانی [illegible] سے بھی بچایا جسقدر اُنکے [illegible] ذوالقرنین [illegible] میں اُسی قدر [illegible] خدا نے فوق کر دیا۔ اُسکی حیثیت [illegible] کے لحاظ سے اُسکی جان تو صلیب سے کسی قدر دکھ اُٹھا کر بچائی گئی۔ مسیح محمدی کی [illegible] بغیر [illegible] اُٹھائے جانے کے بچائی گئی بوجہ عزت [illegible] غرض اس مقدمہ قتل میں مولوی محمد حسین بٹالوی برخلاف مسیح محمدی علیہ السلام ڈگلس صاحب بہادر کی عدالت میں شہادۃ دینے کو آیا ہنوز شہادۃ ختم نہ ہوئی تھی کہ صاحب موصوف نے اُس کی شہادۃ [illegible] کر دی کہ اس گواہ کو ملزم سے سخت عداوت ہے اسلیے یہ شہادۃ قابل سماعت اور پذیرائی نہیں ہے جو [illegible] دیکھنا چاہیے وہ کتاب البریۃ جس میں اس مقدمہ کی [illegible] و کمال [illegible] چھاپی گئی ہے اس عاجز سے لیکر دیکھ سکتا ہے پس یہودیوں کی شہادت بوجہ عداوت و بغض کے کوئی قبول نہیں کر سکتا۔ اور نہ عینی شہادۃ ہے۔ اور نہ حلفیہ بیان ہے۔

سوم دوسری گواہی پلاطوس گورنر کی ہے۔ اس کو گواہی قرار دینا اکبر مسیح جیسے روشن دماغ اور احمد مسیح جیسے واعظ انجیل کا ہی کام ہے۔ اشتباہ موت کو اقرار موت سمجھنا اور اُسپر بنیاد مذہب قائم کرنا اپنی تمام بنیاد کو مشتبہ کرنا ہے۔ اول میں حاضرین کی روبرو وہ گواہی گورنر صاحب کی پیش کرتا ہوں اہل انجیل نے [illegible] پھر حافظ صاحب سے دریافت کروں گا کہ وہ کونسا لفظ ہے جس سے صلیبی موت پر گورنر کی گواہی گذر گئی۔ انجیل مرقس باب ۱۵۔ آیت ۴۴ سے دیکھو۔ یوسف نے جو مسیح کا شاگرد تھا جا کر پلاطوس سے یسوع کی لاش مانگی۔ اور پلاطوس نے متعجب ہو کر شبہ کیا کہ وہ ایسے جلد مر گیا۔ اور صوبہ دار کو بلا کر اُس سے پوچھا کیا اُسکو مرے دیر ہوئی کہ وہ مر گیا۔ اور جب صوبہ دار سے ایسا معلوم کیا تھا تو لاش یوسف کو دلا دی۔ انتہی [illegible] انجیل مطبوعہ سنہ ۱۹[illegible]

بصیرت دیں۔ آپنے گورنر کو گواہ گردانا ہے۔ اس [illegible] پر صلیبی موت کی ڈگری احمد مسیح کو مل سکتی ہے اب احمد مسیح صاحب فرما دیں کہ پلاطوس نے خود تعجب کیا [illegible] ہو گیا کہ برخلاف واقعات مسیح ایسے جلدی مر گیا۔ کیا وہ اس موت پر شبہ اور تعجب کرتا ہے یا گواہی [illegible] ہے کہ بیشک و شبہ وہ ضرور مر گیا حضرت [illegible] گواہی مرنے کی نہیں ہے بلکہ از روئے قانون [illegible] شہادۃ [illegible] اور جسکو گواہی

کیونکہ پلاطوس کو خوب معلوم تھا کہ ایسی جلدی کوئی صلیب پر نہیں مرا کرتا اور نہ دونوں چور جو اُسکے ساتھ صلیب دیے گئے تھے صلیب پر مر چکے تھے جبھی تو انکی ٹانگیں توڑی گئیں۔ مگر مسیح کی ٹانگیں نہیں توڑیں۔ حالانکہ یہودیوں نے پلاطوس سے جا کر یہ درخواست کی تھی کہ سبت کے باعث لاشیں اُتار کر انکی ٹانگیں توڑی جائیں۔ یہ ٹانگوں کے نہ توڑنے کا بیان میں پھر کرونگا یہاں غرض صرف گورنر کی گواہی کی تردید سے ہے اور یہ گواہی بھی عینی شہادۃ نہیں نہ تصدیق موت کی گواہی ہے

چہارم آپنے تیسری گواہی پہرہ والوں کی پیش کی ہے یہ بھی بے معانی بات ہے انجیل میں پہرہ والوں کی کوئی گواہی موت کی نسبت درج نہیں ہے بلکہ یہ گواہی اُسکی زندگی کے بارہ میں ہے۔ یوحنا ۱۹/۳۳ لیکن جب انھوں نے یسوع کی طرف آکے دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اُسکی ٹانگیں نہ توڑیں۔ پر سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے اُسکی پسلی چھیدی اور فی الفور اُس سے لہو اور پانی نکلا۔ اب غور کرو کیا مردہ کے جسم سے خون بھی نکلا کرتا ہے خون کا نکلنا اُس کی زندگی کی دلیل ہے۔ اس دلیل کو بھی میں آگے چلکر بیان کرونگا کہ مردہ سے خون کا نکلنا قطعاً ناممکن ہے بلکہ زندہ جسم سے خون نکلا کرتا ہے اسجگہ صرف اس گواہی کا بیان منظور ہے۔ یہ گواہی از روئے قانون شہادۃ دو طرح سے قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اوّل تو اس لیے کہ وہ سپاہی نہ حکیم نہ ڈاکٹر محض پولیس کے تلنگے تھے وہ سکتہ اور غشی اور موت کی حالتوں میں کچھ تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کوئی جج کسی پھانسی یافتہ کی بابت بھی پہرہ والوں کی گواہی پر اطمینان نہیں کرتا جبتک سول سرجن کا سرٹیفکٹ بعد ملاحظہ نعش ہمراہ وارنٹ کے نہ ہو۔ آجکل جیلخانوں میں بھی لوگ پھانسی دیے جاتے ہیں پھانسی دینے کے وقت ایک مجسٹریٹ درجہ اول اور ایک سول سرجن موجود ہوتا ہے پولیس کی گارڈ صرف محافظت کے واسطے لگائی جاتی ہے۔ جب جسم پھانسی سے اُتارا جاتا ہے تو سول سرجن اُسکا ملاحظہ کر کے سرٹیفکٹ لکھتا ہے کہ میں نے بخوبی امتحان کر لیا۔ یہ پھانسی یافتہ شخص واقعی مر گیا ہے اور وہ سرٹیفکٹ ڈاکٹری اصل وارنٹ مع ہمراہ کے ساتھ شامل ہو کر اُس عدالت میں بعد تعمیل حکم واپس جاتا ہے۔ حاکم عدالت پوری توجہ سے اُس سرٹیفکٹ ڈاکٹر کو ملاحظہ کر کے بعد اطمینان کامل پھر داخل دفتر کرتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پولیس جنوں یا [illegible] کی شہادۃ پر یقین کر لیا جاوے کہ پھانسی یافتہ واقعی پھانسی سے مر گیا ہے۔ یہ معمولی مقدمات قتل کے ملزموں کے لیے قواعد میں اور مسیح کا معاملہ تو ایسا بڑھ چڑھ کر تھا کہ تمام انسانی تحقیقات مناسب وقت ختم ہونے کے بعد یہ امر قرار پاتا کہ مسیح مر گیا ہے مگر ایسا نہیں ہوا۔ نہ دشمنوں نے آکر اُس کے جسم کی حالت دیکھی نہ کسی ڈاکٹر نے ملاحظہ

کیا نہ گورنر نے خود ملاحظہ کیا۔ محض ایک صوبہ دار جو ملازم پولیس تھا اُس کے خیال پر جو دراصل صحیح نہیں کیونکر ایسی اہم موت کا یقین کر لیا جاوے جسکا [illegible] ایک مذہب لعنت اور کذب مصلوب کا مدعی دوسرا مذہب ملعونیت اور کفارہ کا دعویدار۔ ایسی موت جسپر کسی مذہب کی تمام عمارت طیار ہو سکتی ہے ہر قسم کے دلائل اور شہادۃ سے ثابت ہونی ناممکن اور سراسر تخیل اور توہم ہے لہذا یہ شہادۃ نامنظور۔ دوسری وجہ اس گواہی کی از روئے قانون عقل و شہادۃ معقول نہ ہونے کی یہ ہے کہ صوبہ دار اور اُسکے ہمراہی جنکی تعداد صرف معہ صوبہ دار چار کس ہے۔ مسیح کے ہم عقیدہ اور اُسکو راستباز اور ابن اللہ یقین کر چکے تھے اور یہ یقین اُنھوں نے نشان آسمانی کے ذریعہ حاصل کیا تھا۔ پھر باوجود ایسے دلی اطمینان اور ایمان کے وہ کیونکر یہ ظاہر کرتے کہ مسیح زندہ ہے اور اُن کی گواہی کوئی جج بوجہ موافقت مسیح کے کبھی قبول نہیں کرتا اسمیں رعایت اور پاس و لحاظ کا پورا احتمال ہے۔ اب میں یہ بتلاتا ہوں کہ وہ مسیح کو راستباز اور ابن اللہ مان گئے تھے۔ اسکے بعد انکی گواہی قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔

انجیل متی باب ۲۷/۵۴ پس صوبہ دار اور جو اُسکے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے زلزلہ اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈرے اور بولے کہ بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا۔" انجیل مرقس ۱۵/۳۹ اور اس صوبہ دار نے جو اس کے سامنے کھڑا تھا اُسے یوں چلاتے اور دم چھوڑتے دیکھکر کہا کہ یہ شخص سچ مچ خدا کا بیٹا تھا۔"

کیا کوئی عقلمند جج صوبہ دار اور نگہبانوں کی گواہی جو اُسکو خدا کا بیٹا مان چکے ہیں بوجہ دلی تعلق اور زبانی اقرار ابنیت کے تسلیم کر سکتا ہے کہ وہ اُسکے مار ڈالنے کی آیندہ سعی کرتے وہ ہرگز ظاہر نہیں کر سکتے تھے کہ زندہ ہے لیے اخفا سے وہ خدا کے بیٹے کو مارنے والے ٹھہرتے اور جن نشانات آسمانی سے اُنکو یہ یقین حاصل ہوا تھا اب اگر وہ ٹانگیں توڑتے یا بھالے سے اُسکی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتے تو ضرور وہ سمجھتے تھے کہ خدا نازل ہو کر کہیں اُنکو نہ ہلاک کر ڈالے۔ وہ پہلے علامات سخت خوفناک ہو گئی تھے اسلیے ہی تو اُنھوں نے پسلی چھید کر اپنی اطمینان کر لی کہ یہ زندہ ہے مرا نہیں اُس کے مر جانے کو وہ خلاف مرضی خدا خلاف منشا پلاطوس خلاف اپنے خفیہ اعتقاد کے سمجھتے تھے جسکو اپنے موقعہ پر بخوبی بیان کرونگا۔ لہذا یہ شہادۃ بوجہ خوش اعتقادی کے منظور نہیں ہو سکتی اور نہ یہ گواہی ہے۔

پنجم چوتھی گواہی دینہار عیسائیوں کی ہے جو آج تک سب یہی گواہی دیتے آئے ہیں کہ مسیح مر گیا صلیب

اس کا نام گواہی رکھنا احمد مسیح جیسے فاضل اور اکبر مسیح جیسے عالم عیسائی کا ہی کام ہے۔ غالباً آپ کو دعوے اور دلیل کا فرق معلوم نہیں۔ عین دعویٰ کو ہی دلیل یا گواہی بمنزلہ دلیل قرار دینا علم مناظرہ میں مصادرہ علی المطلوب کہلاتا ہے۔ اور ہی احمد مسیح کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ عیسائیوں کا تو یہ دعویٰ ہے کہ مسیح مصلوب ہوگیا اسکو گواہی ٹھہرا کر دلیل میں پیش کرنا اپنی علمی پردہ دری کرانی ہے۔ اسکو آپ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ آجتک کے دیندار عیسائیوں میں سے ایک آپ بھی تو گواہ ہیں اور ایک مسٹر بابرٹ صاحب بھی اور مسٹر اکبر مسیح بھی اب ذرا بتلائے تو سہی کہ ان تینوں میں سے جو حاضر عدالت گواہ ہیں مدعی کون ہے کہ مسیح مصلوب ہوگیا تھا لامحالہ آپکو یہ کہنا پڑے گا کہ تینوں ہی مدعی ہیں کہ مسیح مصلوب ہوگیا تھا اور تینوں ہی گواہ ہیں کہ مرگیا تھا کیا یہ گواہی مدعیان آپکے دعوے کی مثبت ہوسکتی ہے ؟ میں آپکے ہی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لیے آپ فرمائیں تو سہی کہ یہ عین دعویٰ ہے۔ دلیل میں آپنے نہیں پیش کردیا۔ ایسے بیانوں سے آپکو شرم کرنی چاہیے۔ حضرت آپکا وجود نامسعود تو اس واقعہ کے دو ہزار برس بعد دنیا میں ظاہر ہوا ہے پھر گواہی آپ نے کیونکر دیدی یا عالم ارواح میں ہی آپنے واقعہ صلیب کو دیکھا تھا۔ سنو اور خوب غور سے سنو مسیح کے حواری جو واقعہ صلیب کے دنوں میں موجود تھے آپکے خداوند کی گرفتاری کے وقت ہی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صلیب سے اُترنے کے بعد قبر میں سے نکلنے تک نہ کوئی حواری خداوند کے پاس بروے انجیل پھٹکتا نظر آیا اور نہ کسی نے آپ کو مرتے دیکھا نہ کسی نے گواہی دی کہ وہ مرگیا اور تم نے دیکھا جبکہ موجودہ گواہوں کا یہ حال تھا اور ان کی گواہی مرنے کی بابت کوئی نہیں بلکہ جینے کی بابت تو اُنھوں نے گواہی دی کہ وہ مرا نہیں تھا جیسا کہ میں ابھی دکھلا چکا ہوں پھر دیندار عیسائی کونسے ہیں جنکی گواہی کچھ وزن یا وقعت رکھتی ہے۔ دیکھو رسالہ ترقی نمبر ۱ جلد ۳ بابت اکتوبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۵۸ کالم اول میں جو لکھا ہے "کہ مسیح کے حواری اسکے مرنے اور پھر جی اُٹھنے کو ایک تمثیلی مضمون سمجھتے تھے وہ اس کی باتوں کو سُنتے اور آپس میں بحث کرتے تھے۔ پر ان کے مطلب کو ناممکن سمجھتے تھے وہ خیال کرتے تھے کہ وہ استعارہ میں بھی تمثیلی طرز پر کلام کر رہا ہے جیسا کہ دیگر معاملات پر کیا کرتا ہے۔ اور اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ اسکی موجودہ پست حالی تباہ ہو جائے گی اور اسکا کام ایسے جلال اور فتحمندی کے ساتھ نئی صورت اختیار کرے گا کہ گویا مردوں میں سے جی اُٹھا ہے" پس جبکہ اصحاب باصفا اور حواریان باوفا ہی اُسکے مرنے کو حقیقی مرنا اور جینے کو حقیقی مرکر جی اُٹھنا نہیں سمجھتے تھے بلکہ پست حالی سے عروج و اقبال کا زمانہ حاصل ہونا مانتے تھے تو آپ فرمائیے مرنے کی گواہی دینے والے کون سے دیندار عیسائی تھے دیندار عیسائیوں کے اکابر کی گواہی تو اُس کے جینے کی بابت ہے جو میں بیان کر چکا آپ کسی اور کے اکابران مسیح سے گواہی مرنے کی پیش کریں۔ ورنہ یہ شہادۃ نہ تو شہادت ہے بلکہ نرا دعویٰ ہے جو دعویٰ ہے جو محتاج دلیل ہے اور نہ قانوناً باپ کے حق میں بیٹوں کی اور بھائی کے حق میں بھائیوں کی گواہی قابل سند ہے۔

ششم آپنے پانچویں گواہی مسلمانوں کی پیش کی ہے کہ مسلمان مانتے ہیں جو صلیب پر لٹکایا گیا تھا وہ مرگیا تھا مگر وہ ہم شکل مسیح تھا مسیح نہ تھا اور مرزا صاحب مسیح کو ہی صلیب پر چڑھانا مانتے ہیں اسلیے ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ مرگیا کیونکہ صلیب دیا گیا تھا اُس کا مرنا مسلمانوں کو مسلم ہے اور سید صاحب کو مسیح کا ہی صلیب دیا جانا مسلم ہے پس اُسکا مرنا بھی ثابت ہوگیا۔ شبیہ و غیر شبیہ سے ہمیں غرض نہیں اصل مدعا مرگ صلیبی ہے جو ثابت ہوگیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شہادۃ بھی شہادت نہیں نہ تو از روے اسلام نہ قرآن نہ بروے قانون شہادۃ یہ صحیح ہے۔ از روی قرآن و اسلام اسواسطے یہ گواہی نہیں ہوسکتی کہ زمانہ اسلام سے چھ سو برس قبل کا یہ واقعہ ہے اُسوقت مسلمانوں میں سے کوئی موجود نہ تھا بعد چھ سو برس کے قرآن شریف نے اُسکا راز طشت از بام کیا کہ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یعنی مسیح نہ قتل کیا گیا کہ جس سے جھوٹا نبی ٹھہرایا جاوے اور نہ مصلوب ہوا جس سے وہ لعنتی قرار پاوے۔ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ یقیناً اُسکو قتل نہیں کیا ظنی طور پر اُسکو مقتول مانتے ہیں وہ ملعون اور کاذب نہیں ہوسکتا ظن ہے بلکہ وہ مرفوع ہوا اُسکا رفع الی اللہ ہوگیا۔ وَشُبِّهَ لَهُمْ سے واقعہ صلیب کا انکار نہیں کیا قتل کی نفی کردی ہے۔ اور صاف بتا دیا کہ وہ مشابہ کیا گیا اُن کے لیے۔ اب شُبِّهَ میں جو ضمیر واحد مذکر غائب مستتر ہے اُسکا مرجع ماقبل آیت یا تمام قرآن شریف میں کہاں مذکور ہے۔ دیکھو نہ لفظاً نہ معناً بجز مسیح کوئی اُس کا مرجع نہیں ہوسکتا پس صاف ثابت ہے کہ مسیح صلیب پر تو چڑھایا گیا مگر اسکا مقتول ہونا قتل بالصلیب نہیں واقعہ ہوا۔ اگر کسی اور کا صلیب پر چڑھایا جانا مانا جاوے تو بہت بڑی خرابی لازم آتی ہے قانون الٰہی اور بہت آیات قرآن مجید کی تکذیب کرنی پڑے گی یہ مجمل بحث کا نہیں مقام صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ مسلمانوں کی یہ گواہی آپ کو مفید نہیں ہوتی کیونکہ گواہ ہو چکے ہماری جرح ہو چکی ہے دیکھو رسالہ شمس بازغہ مؤلفہ امام المناظرین مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی مدظلہ اور دیگر رسائل سلسلہ اور ان جرحوں سے یہ شہادت مجروح ہوگئی ہے اسلیے یہ قانون اسلام کے بھی خلاف ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث موجود ہے جسمیں یہ فرمایا ہو کہ کوئی شکل غیر ان کے مسیح کی بجائے صلیب پر چڑھائی گئی تھی وہ مصلوب ہوگئی تھی۔ یعنی صلیب پر مرگیا تھا پس جب ایسا نہیں تو پھر کس قاعدہ سے یہ گواہی مفید ہوسکتی ہے۔ چونکہ یہ گواہی خود ہی تنازعہ فیہ ہے اور ہمارے مسلمانوں سے نہیں ہے تو ہم پر کیونکر حجت ہوگی۔ اسلیے یہ شہادۃ صحیح نہیں ہے اور بروے قانون شہادۃ کے بھی قابل پذیرائی نہیں کیونکہ عینی شہادۃ نہیں قصہ گو اہم ان کے وجود سے صدہا سال پیشتر کا ہے اور گواہ صدہا سال بعد کے پیدا شدہ پیش کیے جاتے ہیں کونسا جج ایسی گواہی پر فیصلہ مقدمہ کرسکتا ہے۔ فافہم۔

ہفتم آپنے فرمایا کہ مسیح کو لعنت سے بچانے کے لیے موت سے انکار کیا جاتا ہے مگر اس انکار سے وہ بروے توریت لعنتی ہونے سے بچ نہیں سکتا کیونکہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاتا ہے وہ لعنتی ہے پس مسیح جبکہ صلیب پر لٹک چکا تو لعنتی ہوگیا۔ موت کا انکار غیر مفید ہے اسکا جواب سُنیے توریت میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے۔ مارنے کے واسطے نہیں بلکہ محض ملعون بنانے کے واسطے تو صرف لٹکائے جانے سے ہی وہ لعنتی ہو جاوے گا۔ ورنہ کوئی مثال اور نظیر کسی کتاب موافق یا مخالف سے تاریخ ہو یا مذہبی آپ ایسی پیش کریں کہ کبھی آجتک اہل کتاب نے کسی زندہ انسان کو دو چار دس منٹ یا گھنٹہ دو گھنٹہ کے واسطے صلیب پر یا درخت پر لٹکا کر پھر زندہ اتار لیا ہو اور وہ زندہ پھر اپنے گھر واپس آگیا ہو اور انبیاء ملعون یا لعنتی کا خطاب پا رہا ہو۔ کوئی آیت توریت یا انجیل سے آپ ایسی دکھلا دیں کہ جسکا مطلب ہو کہ لعنتی بنانے کے واسطے کسی مجرم کو تھوڑی دیر کاٹھ پر لٹکا کر زندہ چھوڑ دینا کافی ہوگا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ نہ ایسی کوئی آیت آپ پیش کر سکتے ہیں جو زندہ کو ملعون قرار دے اور نہ کسی زمانہ کا آجتک یہ عملدرآمد دکھلا سکتے ہیں کہ ملعون بنانے کی یہ ترکیب جاری ہوئی ہو۔ پس جبکہ ایسا نہیں تو پھر یہ دھوکا کیوں دیا جاتا ہے۔ توریت میں صاف الفاظ موجود ہیں کہ کاٹھ پر مرنا باعث لعنت ہے نہ محض لٹکنا۔ دیکھو استثناء باب ۲۱ آیت ۲۳ "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" کیا اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے اور زندہ اُتار کر چھوڑ دیا جاوے وہ ملعون ہے ؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جو پھانسی دیا جاوے وہ خدا کا ملعون ہے۔ پھانسی دیا گیا مصلوب کا ترجمہ ہے جس کے معنے غلط فہمی سے عمر مسیح بار بار صلیب پر چڑھانا ہی کر رہے ہیں۔ یہی مصلوب کے یہ معنی نہیں کہ وہ صلیب پر ہی تین لٹکایا گیا بلکہ معنی ہیں وہ مصلوب نہیں ہوا یعنی پھانسی نہیں دیا گیا۔ نہ کہ پھانسی پر لٹکایا ہی نہیں گیا۔ جبکہ توریت سے ظاہر ہوگیا پھانسی پر مرنا باعث لعنت ہے تو پھر ثبات حیات مسیح ضرور اسکو ملعون ہونے سے بچاوے گی اور اگر محض صلیب کو چھو جانا یا تھوڑی سی دیر اُسپر لٹک رہنا ہی ملعون ہونے کے لیے کافی ہے تو آپ مرگ صلیب پر کیوں زور دیتے ہیں اور اسکو عیسائی مذہب کی بنیاد کیوں کہتے ہیں تمھاری غرض تو بغیر موت بھی جو مسیح کا ملعون کرنا ہے حاصل ہوگئی کیونکہ بقول آپکے یہ لعنت مسیح کی اپنے اعمال کا نتیجہ تو تھی نہیں تمھارے اعمال کا باعث تھا سو اُسپر وارد ہوگئی اب بیچارہ کے جان لینے سے بجز اس کے اور کیا فائدہ ہے کہ یہودیوں کو مردود و اور اگر بار لعنت اُٹھانے سے جو صلیب کی بدولت اُسپر پڑ چکا آپکا کفارہ نہیں ہوسکتا جبتک کہ مسیح صاحب برجان نہ دے تو پھر تب بھی ملعون نہیں ہوسکتا محض صلیب پر چڑھنے سے اور پھر جبکہ اُتر کر زندہ رہا نہ حسب توریت مسیح ملعون ہوتا ہے اور نہ آپ کا کفارہ قائم رہ سکتا ہے اسلیے یہ دعویٰ ہی سرے سے باطل ہے کہ صلیب پر لٹکنے سے خواہ وہ زندہ ہی صلیب سے اُتر آوے مسیح ملعون ہو چکا۔

ہشتم آپنے کہا ہے کہ اگر واقعی وہ زندہ تھا تو اس خفیہ زندگی کا ثبوت و اظہار خدا نے کیوں ہزار برس بعد مسیح کے مرزا صاحب کو ہی بتلایا۔ باقی سب لوگوں کو یعنی عیسائیوں یہودیوں وغیرہ کو مردہ ہی دکھلایا مردہ ہی لوگوں نے معلوم کیا۔ تو عیسائیوں اور مسلمانوں یہودیوں وغیرہ کے خلاف اہو الہام کا مقول کا کون قبول کر سکتا ہے۔

اسکا جواب سُنیے۔ اس خفیہ زندگی کا ثبوت خدا نے اُسی وقت سے ظاہر کر دیا تھا اور آج تو اُس پر سے پردہ ہی اُٹھا دیا۔ بجائے خفیہ کے بہت کھول کر دکھلا دیا کہ زندہ ہے مگر خفیہ زندگی۔ تو جیسا کہ یوسف کو زلیخا نے خوشبو سے مل ملا کر معلوم کر لیا خفیہ زندگی تب ہی تو باقاعدہ دفن نہیں کیا نہ غسل دیا نہ تجہیز و تکفین حسب دستور عمل میں آئی تھی صرف کوٹھڑی کے دروازہ پر پتھر ڈھلکا دیا معلوم تھا کہ خفیہ زندگی جیسی تو ہے کو پتہ بھی نہیں ہوتا اور پتھر ہٹا کر اندھیرے ہی اندھیرے طلوع آفتاب سے پہلے کوٹھڑی سے جو قبر کہلاتی ہے باغبان کے لباس میں نکلنا پڑا کیونکہ خفیہ زندگی تھی ورنہ اس پوشیدگی کی ضرورت کیا تھی

[illegible] ص ۳۶

کیا اب بھی یہودی مسیح کو مار سکتے تھے جبکہ جلالی زندگی اور ابدی حیات حاصل کر چکا تھا اور جسم بھی وہ پایا تھا کہ جو تلوار سے کاٹا جاوے نہ پانی میں غرق ہو نہ صلیب پر چڑھایا جا سکے اور جس جسم کے ساتھ باپ کی داہنے کرسی نشین ہونا تھا؟ یہ جسم ڈرنے اور خفیہ رہنے کیواسطے نہیں تھا اور مسیح کو یہ بھی یقین ہوگا کہ انسان ایک ہی موت مرتا ہے دوبارہ موت سے محفوظ ہے پھر کیا مصیبت اور خوف و اندیشہ تھا جو باوجود اس یقین کے کہ اب دوبارہ تو میں مرنے کا نہیں دشمنوں سے چھپتا پھرا۔ بھیس بدلے پاپیادہ ۷۰ کوس تک خفیہ سفر کیا۔ یروشلم میں اپنے حواریوں سے نہ ملا بلکہ دور جا کر گلیل میں ملاقات کی ٹھہرائی۔ دشمنوں میں سے کسی کو کبھی اپنی جلالی زندگی اور دوبارہ جی اٹھنے کا ثبوت نہ دیا۔ بجائے دلی خیرخواہ پلاطوس کو بھی جلوہ جلالی نہ دکھلایا۔ عزیب صوبہ دار کو بھی شرف جلالی نہ بخشا والدہ محترمہ کو بھی حیات ابدی کی صورت دکھلا کر تسلی نہ دلائی۔ فقیہوں اور فریسیوں کے بداور حرامکار لوگوں سے بھی ایفاء وعدہ نہ کیا جنسے نشان یونس والا دکھلانے کا وعدہ اور اقرار کیا تھا؟ آخر کچھ تو کہو کہ یہ باتیں کیوں ہوئیں اور کیوں ایسی پوشیدہ زندگی بسر کی جن سے ملنا ضروری تھا ان سے چھپتے پھرے۔ ان سب باتوں کا یہی راز تھا کہ وہ خفیہ زندگی تھی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے اس خفیہ زندگی کا ثبوت کچھ نہیں دیا۔ [illegible] اس خفیہ زندگی کا [illegible] اَفَلَمْ يَنظُرُوا [illegible] یقیناً کہ کہ خفیہ زندگی کا ثبوت [illegible] پھر بتاؤ کہ یہ خفیہ زندگی قرآن مجید کی کس آیت کے مخالف ہے اور توریت کے کس آیت کے معارض ہے۔ اس کو تو حواریوں نے خفیہ زندگی کا سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا اور پردہ فاش کر دیا [illegible] اور پسلی میں خود مسیح نے ہڈی اور گوشت کا جسم بتلا کر شوربا کا چکھنا اور مچھلی کا کھا کر خفیہ زندگی کو علانیہ زندگی ثابت کر دکھایا۔ بلکہ جسم کا ہی فیصلہ کر دیا۔ اور یہ [illegible] حافظ صاحب [illegible] کہ جس جسم سے مسیح زندہ ہوا وہ ماسوائے روح کے تھا جو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور پھر اتار کر قبر میں رکھا گیا تھا جس کے لوازمات ہی چیخنا چلانا ایلی ایلی پکارنا دعائیں مانگنا سونا کھانا پیتا رونا تکلیف اور غم محسوس کرنا وغیرہ ہے یا وہی جسم تھا؟ اگر وہی جسم تھا تو ماننا پڑے گا کہ وہ مرا نہیں تھا پھر مرے گا کیونکہ مر کر فانی جسم سے زندہ ہونا بالکل غلط اور مسلمات فریقین کے خلاف ہے ورنہ وہ جسم خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھ سکتا ہے نہ [illegible] اور اگر وہ نہیں تھا تو قبر سے اس کو کہاں غائب کر دیا یا کون چرا لیا آخر اس کا تو کچھ پتا بتلاؤ [illegible]

مذہب پر جس کی بات بات میں ایک غیر محدود نامعقولیت بھری پڑی ہے۔ اب نہ کہنا کہ خفیہ زندگی نامعلوم رہی یہ تو معلوم زندگی سے بھی بڑھ کر معلوم ہو گئی رہا اس کا جواب کہ الہام مرزا صاحب کو کئی ہزار برس بعد ہوا کہ مسیح مقتول نہیں کا مقتول تھا۔ تحقیقی تو اس کا جواب ہیں وقت کے لحاظ سے کافی دیکھا ہوں مگر آپ کا دندان شکن بھی ایک جواب دیتا ہوں۔ سنیے اور دل ہی دل میں شرمائیے چودہ سو برس تک بعد موسیٰ علیہ السلام کے جس قدر نبی آئے اور صحیفے نازل ہوئے کسی نے یہ نہ ثابت کیا اور نہ کھول کر بتلایا کہ الیاس جو آنے والا ہے وہ در اصل آسمان سے الیاس ہی نہیں آئے گا بلکہ اسکی خو بو میں اس کی روحانیت لیکر کوئی اور شخص مبعوث ہوگا جو مثیل الیاس ہوگا اور وہ یحییٰ ہوگا مسیح کے نزول تک کل یہودی یہی مانتے رہے کہ الیاس ہی بجسم عنصری آسمان سے آویگا جیسا کہ آجکل مسیح کے نزول کا عقیدہ ہو رہا ہے کہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر مسیح نے آکر اس عقیدہ پر ایسا پانی پھیرا کہ دن سے رات کر کے دکھلا دیا۔ اب میں آپ کے الفاظ سے اسکو پیش کرتا ہوں کہ تمام یہودیوں کے خلاف توریت کے خلاف صحف انبیاء کے خلاف ملاکی نبی کی صریح آیات کے خلاف یسوع کو چودہ سو برس بعد یہ الہام ہوا کہ الیاس جو آنے والا تھا وہ یوحنا ہے [illegible] بیان والہام یسوع صاحب کیونکر یہودی مان سکتے تھے نہ توریت و تعلیم [illegible] کی مطابق تھا افسوس صد افسوس خیش [illegible] عمل میں رہ کر دوسروں کی طرف پتھر پھینکنا عیسائی قوم اور دانا یان مشن ہی کا کام ہے۔ اب میں آپکے اس انکار کا جواب دیتا ہوں جو آپنے آج دعاء مسیح کی عدم قبولیت وغیرہ کی بابت نہایت [illegible] کر [illegible] بیان کیا ہے۔

تم آپنے فرمایا کہ مسیح کی یہ دعاء کہ پیالہ ٹل جاوے قبول نہیں ہوئی کیونکہ انبیاء کی ہر دعاء کا قبول ہونا لازمی نہیں عدم قبولیت بعض ادعیہ سے [illegible] میں فرق نہیں آ سکتا بعض دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اور مرزا صاحب کی بھی قبول نہیں ہوئیں۔ اس بیان میں آپنے علم و عقل کو ہی خیرباد نہیں کیا بلکہ اپنے نوشتوں کو بالائے طاق رکھ کر مجنونانہ [illegible] گئے۔ پادری صاحب! آپ کو پہلے دن ہی جبکہ مینے دعاء مسیح سے زندگی مسیح پر استدلال کیا تھا یہ انکار کرنا ضروری تھا اب تو مشت بعد از جنگ ہے جس کے لیے عیسائی کو نہایت موزون ہے اور سب تعلیم انجیل دوسرا گال دوسری مشت کے واسطے طیار رکھیے جو الہیت لگے گی۔ آپ کو ایسی ہی باتیں پہونچیں [illegible] گھنٹے رہتے ہو اور وہ [illegible] میں تین طرح سے

بتلا چکے ہو۔ دیکھو یہ اعجاز ہے مرزا صاحب کا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے بطور پیشگوئی لکھ کر شائع کر دیا تھا" کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنی میں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر دلائل اور براہین سے غلبہ اور فوقیت بخشوں گا۔ سو حسب وعدہ الٰہی آج مجکو وہ غلبہ آپ پر خدا نے عطا فرمایا ہے جسکا شاہد تمہارا دل اور یہ تمام جلسہ ہے چنانچہ مینے جملہ حاضرین سے خطاب کیا کہ ایحضرات ہندو و مسلمان صاحبان آپ کو اپنے اپنے خدا کی قسم ہے ایمان سے آپ بتلا دیں کہ احمد مسیح مغلوب ہو گیا یا نہیں اور میری دلیل حیات مسیح کو اسنے توڑ دیا اور اپنے دعوی موت صلیبی اسنے ثابت کر دیا ہیں۔ طلب گواہی پر جملہ حاضرین نے نہایت بلند آواز سے کہا کہ احمد مسیح ایسا زچ اور ساکت اور مغلوب اور شکست یافتہ ہو گیا ہے کہ اگر با غیرت ہووے تو منہ کسیکو نہ دکھلاوے۔ اس گواہی کا جو کچھ اثر مسٹر پارٹن صاحب اور احمد مسیح پر ہوا وہ ان کے اس بیان سے جو آخر میں جلسہ کے انھوں نے کیا جسکو میں آگے چلکر بیان کرونگا ظاہر ہوگا۔ اس گواہی کے بعد دوسری بار مینے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلوی کو جو جلسہ میں موجود تھے حلف دیکر پوچھا کہ مینے سنا ہے کہ آپنے یہ فیصلہ دیا ہے کہ قاسم علی کے دلائل کمزور اور احمد مسیح کے دلائل موت صلیبی زبردست ہیں۔ کیا سچ ہے کیونکہ احمد مسیح نے اپنی دوران تقریر میں یہ بیان کیا تھا۔ فہمیدہ عالم یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ سید صاحب ہار گئے اور احمد مسیح جیت گیا اور یہ کہنا ان کا بعض اپنے ہمخیال ناعاقبت اندیش حاشیہ نشین کی زبان بیان پر تھا۔ اسلیے مینے مولوی عبد المجید صاحب کا حلفیہ بیان برسر جلسہ سننا ضروری جانکر ان کو مجبور بحلف کیا گیا۔ مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر سب حاضرین کے سامنے یہ کہا۔ "کہ مینے کوئی فیصلہ نہیں دیا یہ بالکل [illegible] اور اتہام میرے ذمہ لگایا گیا ہے" مولوی صاحب کے اس بیان نے رہی سہی عزت احمد مسیح اور اس کے ہمخیالوں کی ملیامیٹ کر دی۔ اسپر مینے مندرجہ ذیل نظم پڑھی جسپر صدائے مرحبا جزاک اللہ کا ایک شور چاروں طرف سے بلند ہوا اور حسب قاعدہ بگرسٹھ ان نئی تہذیب کے چیئرز سے داد دے گئے۔

خدایا آج تو فطرت تری کچھ اور کہتی ہے
عدو سے خستہ جاں جرأت تری کچھ اور کہتی ہے
نہ تو اسلامیوں میں ہے نہ تو عیسائیوں میں ہے
ترا نام اور یہ صورت تری کچھ اور کہتی ہے
ترا ظاہر ترا باطن مطابق ہو نہیں سکتا
زباں کچھ اور یہ حالت تری کچھ اور کہتی ہے

خدا کو چھوڑ کر تو نے یسوع کو دیا تو نے
یہی اسلامیوں میں شامت تری کچھ اور کہتی ہے
مساجد چھوڑ کر ہیکل کا تو نے طوق پہنا ہے
یہ مذہب تا بہ کے عادت تری کچھ اور کہتی ہے
یہ ظاہر ہے کہ تو نے دین چھوڑا پیٹ کی خاطر
یہ سب کچھ ہے ابھی نیت تری کچھ اور کہتی ہے
شکست فاش پر بھی لب پہ اظہار مسرت ہے
عیاں مجلس پہ ہے رنگت تری کچھ اور کہتی ہے
خدا کی لعنتوں سے تو بچ کے ظالم جا نہیں سکتا
مسیح پاک پر لعنت تری کچھ اور کہتی ہے
ابھی کیا ہے کہ میدان قیامت دیکھنا ہوگا
بھری محفل میں یہ ذلت تری کچھ اور کہتی ہے

نظم ہر کسی قدر مرارت اس وجہ سے ہے کہ ابتدا اسکی احمد مسیح کی طرف سے ہوئی ہے اول اسی نے ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی شان مبارک میں سخت گستاخیاں اور زبان درازیاں شروع کی تھیں اسلیے ذرا اسکو متنبہ کرنیکی غرض سے ہم واقعہ کو نظموں میں بیان کیا گیا۔ اسکو یہ کئی بار سمجھا دیا تھا کہ بحث متنازعہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ذکر بدگوئی اور تمسخرانہ طور پر کرنا چھوڑ دے ورنہ میں بھی کسی تازیانہ سے کام لونگا میں متبع قرآن ہوں جسکی تعمیل مجھے حسب ضرورت و موقعہ لازمی ہے اور اسمیں لکھا ہوا ہے جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ میں دو تین جلسہ تک معاف کرتا رہا ہوں صرف اسی خیال سے کہ شاید مسیح کی اصلاح ہو جاوے گی مگر یا ایسے کہ تھی کہ بغیر ایڑ لگانے سدھرتے نہ تھا دوسرا عمل مثلہا کے مطابق کرنا پڑا۔ اور یہ مثل اس کی بدزبانی کے دسویں حصہ کے برابر نہیں ہے اگر اسپر بھی باز نہ آیا تو پوری پوری تعمیل سیئۃ مثلہا کی کرونگا۔

جب یہ شہادۃ حاضرین جلسہ اور مولوی عبد المجید صاحب کی گذر چکی تو مینے کہا دیکھو یہ گواہی جو فریقین کی موجودگی میں بلا بغیر کسی سعی اور سفارش کے ان لوگوں کی طرف سے گذری ہے جو حسب خیال تمہارے فریقین کے عقائد سے علیحدہ ہیں اور دونوں کے ہم عقیدہ نہیں ہیں اسلیے یہ شہادۃ بڑی وقعت اور وزن کی شہادۃ ہے نیز اسمیں ہندو لوگ بھی گواہ ہیں ہر ایک جج ایسی شہادۃ موقعہ سے بہت جلد فیصلہ میرے حق میں بر خلاف تمہارے دیدیگا۔ تمہاری ان تمام گواہیوں سے جو تم نے یہودیوں اور عیسائیوں اور پلاطوس اور صوبہ دار وغیرہ کے دربارہ موت صلیبی بیان کی تھیں یہ زبردست گواہی ہے کیونکہ عینی شہادۃ ہے پھر اس شہادۃ سے انکار کیا وجوہات آپکے پاس ہیں۔ اور اس تمہاری پیشکردہ شہادۃ میں اس موجودہ گواہی سے بڑھ کر کونسی بات قابل پذیرائی ہے۔ اب جان لو کہ حق کی ڈگری ہمارے مسلمہ گواہوں نے جہر حق میں بر خلاف تمہارے دیدی ہے۔

(باقی آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بجاہ در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

*

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

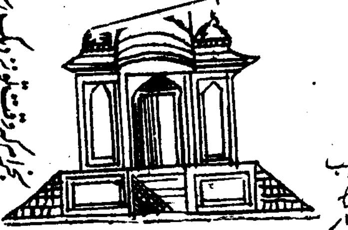

فہرست مضامین

تعالیٰ کی قہری تجلی کا نیا ظہور ... اوّل
لامان کا ہفتہ - اور تازہ الہامات و کشوف
یث امرتسری سے استفسار ص ۲
اسلت - ص ۳
بلی مین کمہ ... آگئے) ص ۴ - ۵
ستفسار اور ا ... ص ۵ تا ۱۰
راسلت
ایک اور نشان ظاہر ہوا - ص ۱۲
اشتہارات ص ۱۳ - ۱۴

اطلاع { اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوکو چاہئے کہ جو پرچہ نہیں پہنچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا - نیجر -

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷- اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲- صفر سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نیا ظہور

کوہ ویسوویس جو ایک خطرناک آتش خیز پہاڑ اٹلی کا ہے اسکی آتش فشانی اور اسپر زلزلہ نے وہاں غضب ڈھایا جس سے اٹلی بہر مین کہرام مچا ہوا ہے - اسپر مفصل آرٹکل اگلی اشاعت مین انشاء اللہ ہوگا - یوم تاتی السماء بدخان مبین و نزیل الارض یومئذ خامدہ مصدق کا پورا نظارہ نظر آرہا ہے - پہاڑ مذکور سے تیس تیس میل کے فاصلہ پر جو شہر اور گاؤں ہیں وہ اسکے پتھروں کی بارش اور کھولتے ہوئے مادے کی طغیانی سے برباد ہو رہے ہیں - آسمان دہوان دہار ہو رہا ہے - استادہ بازار بند ہو چکے ہیں سبزی کا نام و نشان نظر نہیں آتا - رقیق مادہ (لاوا) کی ندی بہی بہ نکلی ہے خود بادشاہ انکی مصیبت زدہ علاقہ مین دورہ کر رہے ہیں مگر سفر دشوار ہو رہا ہے - نیپلز (جسکے لئے انگریزی مثل ہے کہ مرنے سے پہلے نیپلز ضرور دیکھو) کا بازار مانٹ اولیوٹس تباہ و برباد ہوگیا - ایک گرجا کی چھت گر پڑی جسنے پادریوں اور دوسرے لوگوں کو خدا کی گود مین آرام کرنے دیا - ۹۷ آدمیوں کی نعشین گرجے کے ملبہ سے نکل چکی ہین - خطرناک تباہی آرہی ہے - خدا اپنا رحم کرے ✤

دارالامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام خدا کے فضل و کرم سے اچھی طرح ہین -

(۲) حکیم الامۃ کا درس قرآن کریم پھر شروع کر فروع ہوا خدا کرے کہ ہم سب کے شیدون دور ہوں -

(۳) افاضل امروہی نے ایک مفید اور عجیب رسالہ لکھا ہے جو گولڑوی کیلئے خصوصاً مفید ہوگا - انشاء اللہ العزیز -

(۴) ہفتہ زیر اشاعت مین حیدرآباد دکن سے ڈاکٹر ظہور اللہ احمد سول سرجن مع اپنے احباب کے دارالامان حاضر ہوئے اور شرف بیعت سے مشرف ... لاہور سے شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر نور محمد صاحب حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور بابو غلام محمد صاحب حاضر ہوئے - ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب بھی تشریف لائے - ڈاکٹر صاحب شاہ پور سے تبدیل ہوکر لاہور آگئے ہین شاہ پور مین ان کی رخصت پر وہاں کے رؤسا اور حکام نے ڈاکٹر صاحب کو ایک پبلک الوداعی جلسہ دیا جس مین ڈاکٹر صاحب کی خدمات اور حسن اخلاق کا خصوصاً اعتراف کیا ڈاکٹر صاحب ایک معقول ترقی پر لاہور آئے ہین (مبارک ہو)

نارووال ضلع سیالکوٹ - بنگہ ضلع جالندھر - اور کئی مقامات سے احباب حاضر ہوکر سعادت اندوز ہوئے

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ -

(۵) بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر واپس تشریف لیگئے -

تازہ الہامات و رؤیا

۱۳- اپریل ۱۹۰۶ء - تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخَاطِئِیْنَ -

۱۴- اپریل ۱۹۰۶ء - رؤیا میں دیکھا کہ طاعون ترقی کر رہی ہے

الہام - زلزلہ آیا زلزلہ آیا

رؤیا - دیکھا زلزلہ آرہا ہے

الہام - اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا -

۱۵- اپریل ۱۹۰۶ء - رؤیا - عالم رؤیا مین دیکھا کہ ایک سانپ بشکل مگہہ (مرغابی کی قسم کلان) میرا تعاقب کر رہا ہے اسکا میرا کوئی دو تین گز کا فاصلہ ہوگا میں کھڑا ہوگیا وہ بھی کھڑا ہوگیا میںنے کہا خدا قاتل تو باد

مرا از دست تو محفوظ دارد

پھر نظارہ بدل گیا مینے دیکھا کہ گویا مین اسپر سوار ہوں اور مینے اس کی گردن کو پکڑا ہوا ہے - مگر چونکہ گردن لمبی تھی اس واسطے اس نے گردن پھیر کر میرے ہاتھ کو کاٹنا چاہا مگر کاٹ نہ سکا اور مینے احتیاطاً اُس کی گردن سر کے قریب سے پکڑلی -

. . . .

فرمایا کہ کوئی مخالف پوشیدہ منصوبہ ہمارے خلاف کر رہا ہے جسکا ہمیں علم نہیں - پہلے جو رؤیا تلاشی وغیرہ کے متعلق ہوئی ہے - اور الہام عورت کی چال وغیرہ ہوئے ہیں وہ اسی سے متعلق معلوم ہوتے ہین مگر خدا تعالےٰ اپنی نصرت ظاہر کرے گا - اور اسے نامراد اور مخذول کرے گا -

۱۶- اپریل ۱۹۰۶ء - رؤیا مین مولوی عبدالکریم صاحب کو دیکھا گویا زندہ ہوگئے ہین - مینے پوچھا زخموں کا کیا حال ہے تو کہا کہ سب اچھے ہوگئے - اسپر خواب مین بڑا تعجب ہو رہا ہے کہ یہ احیاء موتی ہے پھر خواب ہی مین خیال گذر رہا ہے کہ خواب نہ ہو مگر بہت سے لوگ جمع ہین اور سب جاگتے ہین فرمایا خدا کوئی عجیب کام دکھائیگا - اور کسی مردہ کام کو زندہ کرے گا -

الہام - اِنِّیْ حَفِیْظُکَ - یعنی میں تیری حفاظت کروں گا

اہلحدیث امرتسری سے استفسار

قبل ازین ہم نے ثناء اللہ امرتسری کو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲- جنوری ۱۹۰۶ء کے سوال نمبر ۴ کے جوابات بغرض تحریر جواب بھجوا بھیجدیا تھا- جنکو آجتک فاضل صاحب نے ہضم کرکے ڈکار تک لیا- اب پھر ہم امرتسری ٹھیکہ داری مطالبہ اس مضمون کے جواب کا کرتے ہین- اور دو امور اور استفساراً پیش کرتے ہین- دیکہین کہ ایمانداری سے اسکا بہی کوئی جواب دیتے ہین یا حسب عادت خود دم ساد لیتے ہین-

سنئیے- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۴ پر یہہ تحریر فرمایا تہا کہ " یہنے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر یہنے دیکہی ہے جسمین وہ یہہ درخواست کرتا ہے کہ مین اس طور کے فیصلہ کیلئے بدل خواہشمند ہون کہ فریقین یعنی مین اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونون مین سے جہوٹا ہے وہ سچے کی زندگی مین مرجائے" انتہی بقدر الحاجۃ صفحہ ۱۴ سطر ۸- پہر آگے چلکر تحریر فرمایا ہے " اور چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریر کے رو سے ایسے چیلنج کے لئے طیار بیٹہے ہوئے معلوم ہوتے ہین- پس ہمین اس سے کوئی انکار نہین کہ وہ ایسا چیلنج دین بلکہ ہماری طرف سے اونکو اجازت ہے کیونکہ انکا چیلنج ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے" صفحہ ۱۴ سطر-

" مولوی ثناء اللہ اگر چاہین تو بذات خود آزمالین انکو غلام دستگیر سے کیا کام"

" کیونکہ وہ خود ہی اس کے لئے مستعدی بہی ظاہر کرتے ہین" صفحہ ۱۵ اور صفحہ ۳۷ سطر ۲ مین یہ پیشگوئی بہی درج فرمادی ہے کہ " (۲) اگر اس چیلنج پر وہ (ثناء اللہ) مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلی مرجائے تو ضرور وہ (ثناء اللہ) پہلے مرینگے"

یہہ عبارات صاف طور پر اپنا مدعا و مطلب بیان کررہی ہین کہ- حضرت اقدس نے لوگون کی زبانی بہی سنا ہے کہ ثناء اللہ ایسے مباہلہ کیلئے مستعد ہے- اور خود ثناء اللہ کے دستخطی تحریر بہی ملاحظہ فرمائی ہے کہ وہ ایسے مقابلہ کے واسطے طیار ہے- نیز یہ بہی ان سے صاف عیان ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے بڑی فراخ حوصلگی سے ایسے مقابلہ کو منظور فرمالیا ہے- اور ثناء اللہ کو اجازت بہی دیدی ہے کہ وہ ضرور ایسے میدان مین نکلے- اور یہ بہی علے الاعلان فرمادیا ہے کہ اگر ثناء اللہ اس چیلنج پر آمادہ ہوگیا تو ضرور پہلے مرجائے گا- اب اس کا جواب بصورت اقرار مندرجہ ذیل ہونا چاہئے تہا- کہ بیشک مین (ثناء اللہ) اس مقابلہ کیواسطے طیار ہون اور اشتہار حسب تصریح مندرجہ صفحہ ۱۵- اعجاز احمدی شائع کرتا ہون- اور بصورت انکار یہ جواب ہوتا-

(۱) کہ مینے آجتک کبہی ایسا ارادہ ظاہر نہین کیا نہ کسی کے سامنے یہ ذکر آیا مرزا صاحب نے کس سے سنا ہے اوس کا نام بتلادین ورنہ یہ غلط بیانی تصوّر ہوگی-

(۲) میری کوئی تحریر دستخطی ہرگز نہین ہے جسمین مینے ایسے مقابلہ کے واسطے مستعدی دکہلائی ہو اگر میری ایسی تحریر ہے تو مرزا صاحب پیش کرین- ورنہ یہ بہی جہوٹ سمجہا جاوے گا- مگر آپ کے الہامات مرزا کے دیکہنے سے معلوم ہوا کہ آپ نے ان دو امور مین سے کوئی جواب نہین دیا جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ بیشک اشاعت اعجاز احمدی سے پہلے آپ نے یارون مین یہ ڈینگ بہی ضرور ماری تہی کہ مین مرزا سے مباہلہ کرنے کو طیار ہون اور تحریر بہی کردی تہی کہ مین ایسا مقابلہ کرون گا- مگر جب سر پر آبرسی تو [illegible] دیکہکر دیکہکر فارسی بہولتی" لگے بغلین جہانکنے- اور جواب جو دیا وہ ایسا دیا کہ پورا نمونہ بجزانیون کی چال کا دکہلادیا- اور حق کے رعب سے حواس باختہ ہوکر ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

کا سا جواب دیا-

آپ فرماتے ہین " نمبر دوئم کا جواب اسکے سوا کیا ہے- کہ ماتدری نفس بای ارض تموت- (کسی نفس کو معلوم نہین کہ کونسی زمین مین مرے گا)" الہامات صفحہ ۸۵

سبحان اللہ کیا فہم عالی ہے اور کیا آمد طبیعت ہر اس فضیلت کی پگڑی کے قربان جائیے جسکے نیچے ایسا دماغ دبا ہوا ہے- ذرا فاضل صاحب سمجہا دین تو سہی کہ یہ جواب مرزا صاحب کے کون سے فقرہ کا ہے؟ کیا حضرت اقدس نے کہین یہ لکہا تہا کہ ثناء اللہ آریہ سماج قادیان یا مقام قدمین مریگا- جسکے جواب مین آپ نے یہہ لکہا ماکہ کوئی نفس نہین جانتا کونسی زمین مین مریگا- مرد خدا کیون مولویت اور فضیلت کی بہی مٹی ذلیل کررکہی ہے- کچہہ تو سوچ سمجہکر زبان سے نکالا کرو- اور دیکہہ تو لیا کرو کہ ہم نے کس سوال کا جواب دیا ہے- اوسکو کوئی سوال سے مناسبت بہی ہے یا نہین- مگر سمجہے کون- یہان تو حق کی مخالفت کا ٹہیکہ لیا ہوا ہے- اوسمین کوتاہی ہوئی تو گہاٹا پڑجائے گا-

شیم - شیم - شیم

پہر جبکہ اسکا جواب ماتدری نفس بای ارض تموت کے سوا اور کچہہ تہا ہی نہین تو دوسرے جواب کے لئے کیون کاغذ اور سیاہی کا ناس کرکے اپنا اعمال نامہ سیاہ کرلیا- اور دوسرے جواب کو باعث عزت بہی انکے لئے قرار دے لیا- ؎

رہا ٹہیرا ہا مثال نیش کژدم
کبہی کج فہم کو سیدہا نہ پایا

آپ نے باوجود حصر کے جو لفظ سوا سے ترشح ہوتا ہے- بصورت انکار یہہ جواب دیا ہے- " چونکہ یہہ خاکسار نہ واقع مین اور نہ آپ کی طرح نبی- یا- رسول- یا ابن اللہ- یا الہامی ہے- اسلئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہین کرسکتا...... مین افسوس کرسکتا ہون کہ مجہے ان باتون پر جرأت نہین اور یہہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے ذلت نہین" الہامات صفحہ ۸۵

کیون نہ ہو کاذب کو ایسی جرأت ہو کب سکتی ہے کہ صادق کے مقابلہ مین کہڑا ہوجاوے اوسکو اپنی موت نظر آتی ہے- جسکا خوف اوسکی کمر توڑ دیتا ہے اور اوسکو یقین ہوتا ہے کہ ؎

گر مقابل آیا تو مارا گیا
اور اگر بہاگا تو پہٹکارا گیا

یہہ عدم جرأت معلوم نہین ثناء اللہ کیلئے باعث عزت کن معنون مین ہے- آیا اسوجہ سے کہ مرزا صاحب علیہ السلام معاذ اللہ باوجودیکہ امرتسری کے علم ویقین وایمان کے رو سے کذاب اور دجّال ہین اور خود بدولت ناصر دین اسلام اور صادق- مومن- عامل بالحدیث ہین- اسلئے بہلا ایسے کٹّے مومن اور صادق کی کیا شامت آئی ہے جو ایک کافر اکفر کاذب کے ساتہہ مباہلہ ومقابلہ کی جرأت کرکے جان کو کہو بیٹہے- یہ جرأت تو ہمیشہ اون کافرون کو ہی ہوا کرتی ہے جو مولویون کے بنائے ہوئے کافر ہوتے ہین- نہ بزدل ملانون شکم کے بندون ضعیف الایمانون کو جنکو خدا پر نہ قرآن پر یقین ہوتا ہے کہ باوجود وعدہ ہائے خداوندی-

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد

الجزو ۲۴ ع ۱۱ یعنی ہم ضرور ضرور مدد کرتے ہین اپنے رسولون اور ایمان والون کی دنیا کی زندگی مین بہی اور قیامت کے دن بہی- وحقا علینا نصر المومنین- اور مومنون کی نصرت کرنا ہمپر حق ہے- اور لن یجعل اللہ للکفرین علے المومنین سبیلا- ہرگز ہرگز خدا مومنون پر کافرون کو غالب نہین کرے گا- اون کو ایمان نہین ہوتا اگر ہم صادق ہین اور مومن اور ہمارا رقیب ہمارے خیال سے کاذب اور کافر ہے تو خدا ہمارا ناصر اور مددگار ہوگا- اور رقیب ہمپر غالب نہ ہوسکے گا- ورنہ عدم جرأت کیوجہ کیا ہے- ذرا مولوی فاضل اس عدم جرأت کی معقول وجہ بیان کرکے قرآن وحدیث سے ثابت تو کرین کہ یہ عدم جرأت باعث عزت ہے؟ ورنہ ذلت تو ایسی ہوگی جسکو وہ یاد ہی رکہینگے-

یا یہہ عدم جرأت آپکے لئے باعث عزت اس لئے ہے- کہ آپ کے ہم خیال نصاریٰ نجران نے بہی آنحضرت صلعم کے مقابلہ مین جرأت نہین کی تہی- اون کے قدم بقدم آپ نے بہی ویسا ہی کر دکہایا اون کی قوم مین یہ عدم جرأت شاید باعث عزت ہوتی ہو آپکی قوم مین بہی یہہ عدم جرأت باعث عزت ہوگئی ہو- نہین تو مہربانی فرماکر فاضل امرتسری بتلادیں کہ آپ کی عدم جرأت تو ایک مامور من اللہ کے مقابلہ مین باعث عزت آپ کے لئے ہوجاوے اور بجزانیون کی عدم جرأت ایک مامور من اللہ کے مقابلہ مین موجب ذلت قرار پاوے یہہ ترجیح بلا مرجح کس معیار سے صحیح ودرست ہوسکتی ہے- اور آپ کو نصاریٰ نجران پر کونسی فضیلت حاصل ہے کہ ایک فعل آپکو معزز بنادے اور وہی فعل بجزانیون کو ذلیل کردے؟ اسکا جواب ذرا سوچ سمجہکر اور قلم کو روک تہام کر دل کو ٹہراکر صلاح ومشورہ کرکے تحریر فرمادین- کیونکہ مینے انشاء اللہ تمہارے جواب آنے پر اسپر پوری تسلی بخش اور سیرکن بحث کرنی ہے!

مضمون مندرجہ المنصور کا جواب بہی جلد شائع کروا اور مضمون ہذا کا بہی- اس کے بعد آپ کی اخبار ۶ اپریل ۱۹۰۶ء مین جو دجال نے دجل کیا ہے سہسوانی اور تمہارا دونون کا دجل کہولکر پبلک کے سامنے پیش کیا جائیگا-

فانتظروا-

دفیمہ نیاز عاجز قاسم علی احمدی غلامان غلام مسیح موعود علیہ السلام سکرٹری انجمن احمدیہ از دہلی نزا بیرم خان پرتی منڈی پہون کی- ۱۴- اپریل ۱۹۰۶ء

مراسلت

دفتر الحکم مین اب ایسی کثرت سے مراسلات آنی شروع ہوئی ہین کہ انکا اندراج اخبار مین یکدفعہ ہونا مشکل ہو رہا ہے - اسلئے بعض مراسلات دیر بعد شائع ہوتی ہین مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ ایک وقت تھا کہ کوئی بھی قلم اٹھانے کی جرأت نکرتا تھا (الاماشاء اللہ) مگر اب الحکم اپنے ناظرین اور قوم مین اخبار بینی کے ساتھ اخبار نویسی کا مذاق پیدا کرنے کے قابل ہو گیا اور یہانتک مردون سے گذر کر بعض مستورات تک اعلیٰ خیالات ظاہر کرنے لگی ہین چنانچہ آج کی مراسلت مین بھی پہلا مضمون ایک شریف زادی ہی کا ہے جو جالندھر کے ایک رسالہ پر برنگ ریویو ہے امید ہے کہ اس قسم کا سلسلہ لوگون کو قلم سے کام لینے کی تحریک کرے گا - ایڈیٹر -

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے مکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلّمہ ربّہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جو آپنے میرے ناقابل مضمون کو اپنے اخبار صداقت آثار مین جگہ دیکر ممنون اور مشکور فرمایا ہے مین اپنے آپ کو اس قابل نہین پاتی کہ آپ جیسے مکرم محترم محسن کا شکریہ ادا کرون میری تو یہی دعا ہے کہ خدا آپ کو دین اور دنیا مین عزت دے کچھ اب کچھ تھوڑے سے پراگندہ خیالات کو ظاہر کرنا چاہتی ہون - امید ہے کہ ان چند سطور کو کسی نہ کسی کونے مین جگہ مل جاویگی - آج میرے پاس مفتی سید عبد القیوم صاحب کا رسالہ اسلام پہنچا - دیکھتے دیکھتے میری نظر صفحہ نمبر ۱۴ کی عربی عبارت پر جا پڑی مفتی صاحب تحریر فرماتے ہین " کہ جو شخص قتل اور ایذا رسانی کی دھمکی سے مجبور کیا جاوے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو تو جان بچانے کے لئے کفر کی بات کہہ ڈالی تو کچھ گناہ نہین " کہنے کو تو مفتی صاحب ہین مگر نتیجہ اسلام کے خلاف دیا ہے - مین پوچھتی ہون کہ کتنے اکابران دین نے مفتی صاحب کے قول پر عمل کیا ہے - مگر ہرگز کوئی بھی ایسی نظیر نہین ملیگی کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ انہون نے اپنے پاک دین کو ناٹک بنا رکھا تھا - اور ایذا رسانی کی دھمکی سے اپنے پاک دین سے انکار کر لیا تھا - قرآن کریم بتلاتا ہے کہ جب فرعون نے ساحرون کو کہا کہ تم مجھ سے بے پوچھے ایمان لے آئے ہو - دیکھو مین تمہین کیسی سزا دیتا ہون - تمہارے ہاتھ پاؤن کاٹ کر تمہین سولی چڑھاتا ہون - مگر انہون نے جواب دیا کہ جو تو کرنے والا ہے کر گذر بہت کرے گا - تو جان سے مار دے گا یہہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم نور حق دیکھکر پھر ظلمت مین آجاوین - مگر انہون نے بقول مفتی صاحب یہ تو نہ کہا کہ ہم اسوقت تھوڑی دیر کے واسطے کافر ہو جاتی ہین - پھر ایمان لے آئینگے - مومن تو وہی کہلا سکتا ہے - جو جان کو ایمان کے سامنے ہیچ سمجھے اور امتحان کیوقت ثابت قدمی دکھلائے - خداوند کریم قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ ہم آزماتے ہین تمکو مال اور اولاد اور جان کے نقصان سے پس جو کوئی صبر کرے اور محض للہ مصیبتین جھیلے تو ہم اسکو نعمتین غیر مترقبہ عنایت کرینگے - مفتی صاحب اگر اسلام ایسا بودا اور کمزور ہوتا تو کبھی مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک نہ پھیلتا -

جب رسول خدا کی چارون طرف سے مخالفت ہوتی تھی بلکہ کئی دفعہ جان پر بھی آبنی تھی - مگر آنحضرت کبھی ایک لمحہ کیواسطے ایسے خیالات دل مین نہ لائے کہ اب میری جان جانے کا خطرہ ہے - نہین انہون نے اپنے جان اور مال کو اپنے پاک مذہب پر قربان کیا ہوا تھا اور اسکو اپنے اسلام پاک کے آگے ہیچ سمجھتے تھے - کیا ہمین اپنے ہادی برحق کی پیروی نہین کرنی چاہیئے جن کو سخت سے سخت اذیتیں دی گئین - اور (معاذ اللہ) جھوٹا ساحر اور فریبی کہا گیا - مگر اس بہادر عرب کی ہمت مین سر مو فرق نہ آیا - اور اپنے کام مین ہر وقت کوشان رہا - کیا ہمین اس حبیب خدا کے حکم کی تعمیل نہین کرنی چاہیئے جو فرمایا گیا کہ جتنی تم پر اسلام کی بدولت مصیبتیں پڑیں اٹھاؤ - تو خدا تمہین نیک اجر دیگا - یا کہ مفتی صاحب کے رسالہ اسلام کی جو اپنے پاک دین کو ایک ناٹک بنا رہا ہے - حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کیون نہ مفتی صاحب کے قول پر عمل کیا جب کافر انکو نہایت سخت عذاب دیتے تھے مگر انہون نے کبھی ایک دفعہ بھی نہ کہا کہ مین تمہاری بات مان جاتا ہون نہین مگر ان کے دل مین نور حق چمک رہا تھا وہ کیسے اس طرح کہتے اور کئی بزرگ گذرے جنہون نے اپنی جانین اسلام پر قربان کر دی ہین - ہمارے سید الشہدا پیرزادہ سید عبد اللطیف صاحب کو جسوقت آہنی طوق پہنا کر جیل خانہ مین بند کیا گیا تو کئی دفعہ امیر حبیب اللہ خان نے توجہ کر کہا کہ تم احمدی ہونے سے انکار کر جاؤ مگر انہون نے ایک نہ مانی پھر انکو سنگسار کرنے کا مولویون نے فتوےٰ دیا تو امیر صاحب نے ہر چند چاہا کہ کسی صورت پیر صاحب ایک لمحہ کیواسطے اس بات پر رضامند ہو جاوین اور مولویون کے سامنے احمدی ہونے کا انکار کر دین پھر خواہ اپنا ہی مذہب کہین اور جسوقت لوگ ہاتھون مین پتھر لئے کھڑے تھے تو امیر صاحب ان کے کان مین کہہ رہے تھے کہ خدا را اپنی جان پر رحم کرو اور مولوی صاحبان کے سامنے احمدی ہونے کا انکار کر دو - مگر اس باہمت مومن نے یہ جواب دیا کہ مین منافق ہونا نہین چاہتا - مین کبھی روشنی دیکھکر تاریکی مین نہین جانے کا - یہ ہے مرزا صاحب کے مریدون مین سب سے پہلے مذہب پر جان فدا کرنے والا - اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا - یہ شخص تھا جس نے ایمان کے آگے اپنی جان کی پروا نہ کی - اب سید عبد القیوم صاحب کا مذہب ہے کہ جھٹ کوئی اذیت پہونچی تو مذہب سے انکار کر لیا - یہ ہین جو حامیان اسلام ہونے کا دعوےٰ کرتے ہین - اخیر مین سیّد صاحب لکھتے ہین " کہ ہم نے اس رسالہ کو ہر طرح مکمل کر دیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا پبلک کا کام ہے ہمارا پختہ ارادہ ہے کہ اس رسالہ کا انگریزی مین ترجمہ کر کے جاپان اور امریکہ اور دیگران مشہور مقامات مین جہان آجکل مذہبی تحقیقات کا بازار گرم ہے اور برحق مذہب کے انتظار مین لوگون کی آنکھین بر سر راہ ہین وہان اس رسالہ کو مفت تقسیم کیا جاوے " اب آپ خود خیال فرما سکتے ہین کہ یہی رسالہ اسلام جس نے مذہب کو ایک کھیل بنا رکھا ہے - اور اجازت دیتا ہے کہ جان کا خوف ہو خواہ دھمکی ہو جھٹ اپنے پاک مذہب سے انکار کر لینا کچھ گناہ نہین - جاپان اور امریکہ مین جاکر ان عقل کے پتلون پر جو بال کی کھال کھینچتے ہین اور جنہون نے اپنے جھوٹے مذہب کے پھیلانے کیواسطے ہزارون بلکہ لاکھون جانین قربان کر دی ہین ان پر یہ بودا اور کمزور رسالہ کیا اثر ڈالیگا - ایسے ملکون مین ہمارے ریویو آف ریلیجنز جیسا زبردست اور اسلام کی خوبیان ظاہر کرنیوالا جو سب صفتون سے متصف ہے جانا چاہیئے ہمارے مولوی صاحب اس شعر کا مصداق بن رہے ہین ؎

ایک ہم ہین کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہین جنہین تصویر بنا آتی ہے

مفتی صاحب برائے مہربانی اس رسالہ مین ذرا سوچ سمجھ کر لکھا کیجئے - ورنہ یہ رسالہ تو اسلام کیواسطے باعث ننگ وعار ہے -

دافعہ بنت مولا بخش

مجھے کچھ ضرورت نہ تھی کہ مین اس رسالہ پر کچھ لکھتی - مگر چونکہ اس کا نام رسالہ اسلام رکھا گیا ہے - اور جیسا اسلام کا لگاؤ مردون سے ہے ویسا ہی عورتون سے بھی ہے - تو پھر لازمی ہوا کہ مین اپنے پراگندہ خیالات کو ظاہر کرون +

حضرت مرزا صاحب کی دعا سے ایک مردہ کا زندہ ہونا

مکرمی شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مہربانی کر کے یہ چند سطر درج اخبار کر کے ممنون فرماوین - یہہ احقر ماہ فروری ۱۹۰۶ء مین سخت بیمار ہوا - مجھے جو مرض تھا اسکو ڈاکٹر صاحبان نے نمونیا تجویز کیا تھا ایک اسی پر نہ گذری بلکہ اس کے ساتھ مجھے سرسام ہو گیا ان ہر دو امراض نے مجھے وہ تکلیف دی کہ میرے کل لواحقین اور وہ اشخاص جنکو مجھ سے کچھ محبت تھی میری زیست سے مایوس ہو چکے تھے اور میرے والدین پر میری بیماری کا جو اثر تھا اسکو ایک صاحب اولاد خوب جانتا ہے خیر میرے والد نے حضرت اقدس مرزا صاحب کو ایک خط میری دعائے صحت کے لئے تحریر کیا - اسپر حضور انور نے جواب عنایت فرمایا کہ ہم دعا کرینگے - جسدن یہ خط ملا اسی دن رات کو مجھے قریب دو بجے حضرت اقدس میرے سرہانے رونق افروز نظر آئے - آپ حضور نے فرمایا اللہ تعالےٰ کا فضل ہو گیا - تین یوم بعد میری حالت کسی وجہ سے سخت ابتر ہو گئی اسدن رات کو مین دیکھتا ہون کہ حضرت اقدس اور ایک بزرگ نورانی آپکے برابر نورانی کرسیون پر میرے سرہانے رونق افروز ہین اور ایک شخص سیاہ رنگ یک چشم جسکی ڈراؤنی شکل تھی میری پائنتی پر بیٹھا ہے اور کچھ پڑھ رہا ہے اور مجھے تکلیف دینی چاہتا ہے حضرت اقدس نے اسکو کئی مرتبہ تکلیف دینے سے منع کیا مگر وہ نہ مانا اسپر آپ جوش مین آئے اور اسکو زور کی آواز مین فرمایا - او دجّال تجکو ہم کئی مرتبہ منع کر چکے ہین اور تو باز نہین آتا تو اس مریض کا کیا کر سکتا ہے خدا ہماری دعا ضرور قبول کرے گا اور اس مریض کو ضرور صحت ہوگی - اسکے بعد آپنے دعا فرمائی اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ صدقہ دو - مینے اس خواب کا ذکر اپنے والد سے کیا - یہ سنکر میرے والد نے ایک بکرا قربانی کر دیا - اور اسکے بعد میری حالت درست ہونی شروع ہوئی - اسکے دوسرے دن بعد حضرت اقدس پھر خواب مین نظر آئے اور فرمایا اب صحت ہو گی - تیسرے دن آپ پھر نظر آئے اور فرمایا کہ ان کپڑون کو اتار کر پھینکدو - خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مین گذشتہ جمعہ کو غسل صحت کر چکا ہون اور یہ میرا بیان بالکل صحیح ہے اگر اسپر مخالفین ایمان نہ لاوین تو انپر خدا کی لعنت ہو اور اگر اسمین مینے کچھ افترا کیا ہو تو مجھ پر بھی - اب مین یہ دیکھ رہا ہون کہ جماعت مخالفین تو پخانہ بازار اس نشان سے بھی معجزہ پر جسکو میری بیماری سے تعلق تھا کیا رائے قائم

دہلی مین کسر صلیب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس امر کا جواب کہ ہر ایک دعا کا اظہار کی ضرورت ہو صروری نہین قابل سماعت نہین - اسجگہ نہ تو مینے یہ دعوی کیا تہا کہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا ضروری ہے - نہ اسکی بیان پر گفتگو تہی - یہان پر تو صرف ایک خاص دعا کا بیان تہا - جسکی قبولیت کا اقرار زبور و عبرانیون مین موجود تہا اور آپ ہی قبولیت کا اقرار کرتے رہے - آپکے اکبر مسیح نے رسالہ ترتیب عیسوی مین قبولیت دعا کا اقرار کیا ہے - عماد الدین و مارٹن کلارک نے بہی قبولیت دعا کا تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۳۷۲ مین اقرار کیا ہے پہر ایسے آپ کا اقرار کے بعد انکار سوائے جنون اور خبط الحواسی کے یا ایمان کے بعد کفر کے کسکا مصداق ہوسکتا ہے - براہ مہربانی آپ پہلے اس مطالعہ کریں کہ زبور ۲۲ مین جو لکہا ہے کہ تو نے مجہے بچا لیا ہے اور عبرانیون مین لکہا ہے دعا اوس کی پیالہ والی قبول ہوگئی - اور اکبر مسیح و مارٹن کلارک و عماد الدین بہی لکہتے ہین کہ وہ دعا اوسکی قبول ہوگئی - یہہ سب سچ ہین یا جہوٹ - اگر یہہ سچ ہین تو تمہارے کاذب ہونے مین کسی دلیل کی صرورت نہین - اور اگر تم سچے ہو تو ان کے کذب کا کچہہ علاج نہین -

شادم از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بربا د رفتہ باشد

ہمارا ہزار حرف ہی ایک دلیل یہہ نہین ہے جو ہمکو فخر ہے - کہ نہین ہم اس دلیل کا اقرار انشاء اللہ آپکی زبان سے کر کے چہوڑینگے - اگر انصافاً اب ضرورت باقی نہین رہی کہ ہم آپ کے ساتہ اس دلیل مین مزید گفتگو کرین کیونکہ حاضرین جلسہ نے تمہارے اوپر ہماری ڈگری کر دی ہے - مگر مین پہر آپ سے پوچہتا ہون کہ اس جلسہ مین تمام دعاؤن کا ذکر ہے یا خاص مسیح کی ایک دعا کا جو پیالہ ٹلنے کے واسطے خدا سے مانگی تہی - آپکو ضرور ماننا پڑیگا کہ خاص پیالہ والی دعا کا ذکر ہے - جبکہ ایسا ہے تو پہر بتلایئے عبرانیون مین کسی اور دعا کی قبولیت کا ذکر ہے یا اسی پیالہ ٹلنے والی دعا کی قبولیت کا - یہان آپکو انکار کی گنجایش نہین - کیونکہ عبرانیون مین صاف لکہا ہے کہ جب جسم مین مسیح تہا تو نہایت الحاح و زاری سے روتے اوس سے کہ جو اوسکو بہت سے چہوٹ مرنے پر قادر تہا دعا مانگی [illegible]

یہہ معلوم ہوگیا کہ وہی پیالہ والی دعا کی بابت یہہ لکہا ہے ورنہ اور کوئی دعا تو انجیل مین سے نکالکر بتلاؤ جس مین اوسکا رونا چہنا گڑگڑا کر دعا مانگنا موت سے رہائی کے واسطے لکہا ہو - مہربانی فرماکر دوسری تقریر مین آپ اسکا جواب دین اور ضرور دین دوسرا آپ کا یہہ فرمانا کہ اس دعا کے قبول ہونے کا بیان کسی انجیل مین نہین ہے مگر عبرانیون ۵ مین صرف یہ لکہا ہے کہ وہ دعا اوسکی سنی گئی - اور اسکا مطلب صاف ہے کہ سننا اور چیز ہے قبول ہونا اور چیز - یعنے مسیح نے دعا مانگی خدا نے سن لی - نہ کہ قبول ہی کرلی - ہم جب کوئی کلام یا دعا کرتے ہین اوسی وقت خدا اوسکو سن لیتا ہے -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو دعا کیواسطے جب سن لینا بیان کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ہمیشہ قبولیت دعا سے ہوتی ہے - یہ نہین کہ سنکر داخل دفتر کر دی گئی - جب کوئی شخص کہے گا کہ خدا نے میری سنی تو اسکا مطلب سوائے اسکے اور کچہہ نہین ہوتا کہ خدا نے میری دعا قبول کرلی - اگر محض سننے سے یہ مراد ہے کہ جیسے تم اسوقت یون رہتے ہو اور سب سنتے رہتے ہین تو اس سے مسیح کے لئے کون خصوصیت اور عزت نکلی ایسے تو ہر ایک کا فرو فاسق کی بہی خدا بات سنتا ہے - کیونکہ وہ سمیع ہے ماسوا اسکے مین آپ کو انجیل مین دکہلاتا ہون کہ وہان محض سنی گئی نہین لکہا بلکہ قبول ہوگئی لکہا ہے - آپکو الفاظ پر ہی اگر فیصلہ منظور ہے تو خدا نے الفاظ ہی آپ کے عذر توڑنے کو قبولیت کے لکہوا دئے ہین - دیکہو عہدنامہ جدید مطبوعہ لندن ۱۸۴۷ء زبان فارسی عبرانیون ۵ مین یہہ عبارت درج ہے "او چون در ایامیکہ در جسم بود دعا و نیاز را نزد آنکس کہ بر رہانیدنش از مرگ قادر بود با فریاد شدید و اشکہا می نمود و بسبب عبادت مستجاب شد"

کہئے اے حاضرین اب بہی اعجاز مسیحائی کے ماننے مین کوئی کلام ہے - اب بہی احمد مسیح کے پیالہ ہونے مین کچہہ کسر رہ گئی ہے - اب بہی اگر احمد مسیح نہ مانین تو علاوہ تصور بینائی کے بے ایمانی ہی ہے -

اسجگہ پہہ نکلکر مینے مندرجہ ذیل نظم پڑہی -

نہین گر مانتے ہو تم خدا منوائے گا آخر
خدا اس اپنے بندہ کی مدد فرمائے گا آخر
نہین گر باز آتے تم خلاف حق سے اے واعظ
تمہارا جو غفار ہے وہ تم پر آئے گا آخر
نہ سمجہو نے اگر اسوقت تم شان مسیحائی
تو پہر یہ یاد رکہنا تم سے سمجہا جائیگا آخر
نصیحت دوستانہ ہے سنو عیسائیو میری
نہین مانیگا جو اسکو ہی پچہتائیگا آخر

بہلا کیا بے نتیجہ ہے یہہ میرا گفتگو کرنا
یہہ امر حق ہے سن رکہو نتیجہ لائیگا آخر
دلائل بہر سے دعوے کے تو کچہہ بہی نہین اگرت نہ
اگر کامل تسلی کا بیان بہی آئے گا آخر
نہین ہی گر دلیلین جس سے سلیم الطبع لوگون کی
جواسکو اٹہانا چاہیے وہی ٹل جائے گا آخر
بہت عیسائیون کا کبر - حق اسوقت توڑیگا
کہ جو مان ہیگا وہ ہی بخشا جائے گا آخر
خدا کے فضل سے یہ احمدی میدان مارینگا
اندیشہ خوف سے کانپیگا دشمن اور ہاریگا

اسکے بعد تبلد اہل جلسہ نے یہہ فیصلہ دیا کہ احمد مسیح ہار گیا اور تمہاری دلیل اول یعنی دعا والی کا کچہہ جواب نہین دے سکا - اب دوسری دلیل پیش کی جاوے - مگر احمد مسیح نے اوٹہکر اب اور ذلت اٹہانیکے واسطے مندرجہ ذیل بیان کیا -

صاحبو سید صاحب کا بار بار پیالہ پر زور دینا اور یہہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ پیالہ لعنتی موت کا پیالہ تہا اوس کے ٹلنے کی دعا مسیح نے مانگی اور وہ قبول ہوگئی یہہ صحیح نہین ہے - بلکہ وہ پیالہ کیا تہا وہ صرف صلیب تہی اور اوس کے اندر موت بہری ہوئی تہی - صلیبی موت سے اگر مسیح بچگیا تو کیا ہوا وہ پیالہ تو اوسکو تلچہٹ تک پینا پڑا - یعنی صلیب کی تکلیف اٹہائی - زخم لگے - ساری سختیان جہیلین - پہر وہ پیالہ ٹلا کیا وہ تو اوسکو پینا ہی پڑا - اور سید صاحب بہی اوسکو کالمقتول مانتے ہین تو پہر یہ دعا کیا قبول ہوئی ؟ اور کالمقتول جبکہ ہوگیا تو یہی تو اوسکے مرنے کی دلیل ہے - کہ ایسا مردہ سا ہوا جس کو کوئی بہی نہ پہچان سکا - جبکہ سید صاحب کو صلیب پر چڑہائے جانے کا اقرار ہے کہ مسیح ہی صلیب پر چڑہایا گیا تو ضرور مرنے کا بہی اقرار کرنا چاہئے کیونکہ کالمقتول تو صرف مرزا صاحب کا الہام ہے -

تاریخ ابو الفدا مین مورخ نے لکہا ہے کہ مسیح کی نعش چہہ گہنٹہ تک صلیب پر لٹکتی رہی - اور قبر بہی موجود ہے - جبکہ نہین مرا تہا تو قبر کہان سے آگئی -

یسعیاہ نبی ۵۳ باب مین لکہا ہے کہ وہ زندون کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا اور متی مرقس لوقا یوحنا مین لکہا ہے کہ وہ اپنے قتل ہونے کی پیشگوئی کرتا رہا اور تیسرے دن جی اوٹہنے کی - پہر کونسی دلیل سے ثابت ہوسکتا ہے کہ مردہ نہین تہا مردہ سا تہا - اس تقریر کو معہ حضرت اقدس کی مخالفت کے لمبی چوڑی طور پہ بیان کیا - اور عبد اللہ آتہم کی پیشگوئی اور زلزلہ کی پیشگوئی کی مخالفت کرکے کچہہ دقت پورا کیا -

اسکے جواب مین مین نے اول یہہ نظم پڑہی -

احمد مسیح تم ذرا شرماؤ تو سہی
کچہہ اپنے دل مین خوف خدا لاؤ تو سہی
کہاتے ہو منہ کی بیٹہتے ہو جہوٹے جہان مین
سولی چڑہا کے عیسی کو مرواؤ تو سہی
گر قتل ہوگیا تہا مسیحا صلیب پر
جہوٹا نبی ذرا اوسے ٹہراؤ تو سہی
ورنہ بتاؤ کسطرح سچا نبی ہے وہ
توریت کو ہمارے سے پڑہواؤ تو سہی
اتنی بہی کیا سمجہ نہین عیسائیو! تمہین
ظاہر دلیل دیکہہ کے گہبراؤ تو سہی
انسان کی خدائی پہ قوم یہود سے
ایمان کوئی لایا ہو بتلاؤ تو سہی
آتہم تو پیشگوئی کی موافق تہا مر گیا
کیا سچ نہین یہ بات قسم کہاؤ تو سہی
اوس کے رفیق حال کو کیون چہوڑتے ہو تم
کچہہ ذکر لیکہرام بہی کر جاؤ تو سہی
انجیلی پیشگوئیان سب ہوگئین غلط
گر ہین وہ سچ تو اورون سے منواؤ تو سہی
وعدہ کیا تہا تیرے مسیحا نے چور سے
جنت مین ایک چور کو بہجواؤ تو سہی
یہہ بہی کہا تہا آؤنگا بار دگر ابہی
آیا تہا کس جگہ ہمین سمجہاؤ تو سہی
جنت کی کنجیان ہی تو پطرس کو بخشدین
اوس جنتی کے حال سے شرماؤ تو سہی
انجیل مین ہین مومنون کی جو نشانیان
ایسا ہے کون مومن اوسے لاؤ تو سہی
منہ چڑہ کے بولتے ہو یہ کیون ایسی بولیان
نار غضب مین خود ہی نہ جل جاؤ تو سہی
حافظ سنبہل کے پاؤن رکہہ اس رزمگاہ مین
تیغ زبان سے میری نہ کٹ جاؤ تو سہی
رکہدون گا پردے پہاڑ کے مین سب کے سامنے
میری زبان تم ذرا کہلواؤ تو سہی
عیسائیو یہہ تم کو ہی رسوا کریگا خوب
ورنہ یہ چپ رہے اسے دہمکاؤ تو سہی
دہلی مین آپ واعظ انجیل تو بنے
پہر اک زبور بڑہکے اوسکو گاؤ تو سہی
لکہا ہے جس مین یہ کہ خدا نے بچا لیا
کچہہ شرح اوس کی ہم سے بہی فرماؤ تو سہی
حیران ہوگا آج مصور بہی دیکہہ کر
تصویر اپنے چہرے کی کہچواؤ تو سہی
ان ذلتون پہ بہی نہ اگر باز آؤ گے
اچہا جو پہر کے ٹوٹے گی یہ ناؤ تو سہی
قاسم یہ پوچہتا ہے اب احمد مسیح سے
کیسی کہی ہے اب ادہر لاؤ تو سہی

نظم سنکے بعد مین نے یہ کہا کہ لو حاضرین فیصلہ کیا

اور اقبالی ڈگری احمد مسیح پر ہوگئی اگر پہلے سے ہی آپ یہ بیان کر دیتے تو اتنا وقت نہ میرا ضائع ہوتا نہ سامعین کو تکلیف سننے کی گوارا کرنی پڑتی۔ مگر مقدر کون ٹال سکتا ہے۔ یہہ ساری ذلتیں جو احمد مسیح نے اُٹھائی تہیں اور ایک دوسرا کفارہ ایس۔ پی۔ جی مشن دہلی کا ہونا تہا۔ کون اوٹہاتا۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

انچہ دانا کند کند نادان
لیک بعد از ہزار رسوائی

مجھے امید ہے کہ آپ صاحبان سمجھ گئے ہوں گے کہ اقبالی ڈگری کیونکر ہوگئی۔ مگر میں اوسے کہول کر بتلا دیتا ہوں کہ اقبالی ڈگری کسطرح ہوئی۔

احمد مسیح نے لاچار اور مجبور ہوکر آخر کار مان لیا کہ وہ پیالہ تو صرف صلیب تہی اور اوس میں موت بہری ہوئی تہی۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ جو پیالہ مسیح کو پلایا جانا تہا وہ موت کا بہرا ہوا صلیب کا پیالہ تہا۔ اب اگر اوس میں سے موت نکال لیجاوے تو خالی پیالہ ہی پیالہ رہ جاوے گا۔ اور وہ خالی پیالہ اگر مسیح کے منہ کو لگا دیا جاوے۔ تو اوس سے سوائے اس تکلیف کے کہ کچھ دیر تک خالی پیالہ مسیح منہ سے لگائے رکہے اور کچھ ضرر نہیں ہوسکتا۔ پہر اس کا مطلب نہ معلوم حافظ صاحب نے کیا سمجھا ہے۔ کہ صلیبی موت سے اگر مسیح بچگیا تو وہ پیالہ تو اوسی تلچہٹ تک پینا پڑا۔ یہ جملہ ایسا ہی ہے کہ جسکا نام۔ مجنون کی بڑ۔ کے سوا اور کچھ نہیں رکہا جاتا۔ بہلا یہ تو خیال کرو کہ پیالہ تو صلیب کو آپ نے بتلایا اور اوس کے اندر موت بہری ہوئی تہی جبکہ مسیح اوس موت سے بچایا گیا۔ تو تلچہٹ تک وہ کونسی چیز تہی جو پینی پڑی۔ پینے کی چیز تو صرف موت ہی تہی۔ اسسے آپنے کہدیا کہ بچ گیا۔ پہر تلچہٹ تک کیا پینا پڑا۔ صرف خالی پیالہ (یعنی صلیب پہ لٹکنا) اوسکو منہ سے لگائے رکہنا پڑا۔ مسیح نے دعا بہی تو پیالہ کے ٹلنے کے واسطے کی تہی اور وہ پیالہ موت سے لبریز تہا۔ نہ کہ خالی پیالہ کے ٹلنے کے واسطے دعا مانگی تہی۔ پس وہ دعا قبول ہوگئی۔ اور مسیح کو موت سے بہرا ہوا پیالہ نہیں پینا پڑا۔ خالی پیالہ اوس کے موہنہ سے لگا رہا۔ ابہی میری اقبالی ڈگری ہوگئی اگر سامعین چاہیں تو مباحثہ ختم کر دیا جاوے۔ مگر دلایل ابہی میرے پاس اس موت سے بچے رہنے کے کثیر در کثیر ہیں۔ جملہ حاضرین نے یہہ کہا کہ بیشک احمد مسیح ہار گیا۔ مگر آپ مباحثہ نہ بند کریں اور بہی دلائل ہم کو سنا دیں تا کہ ہم کو فائدہ پہونچے۔ اسپر میں نے یونس نبی کے نشان والی دلیل بیان کی جس کا جواب آیندہ بدھ کو دینے کیواسطے وعدہ ہوا ہے۔

اور آخری تقریر میں احمد مسیح نے خود اقبال کر لیا کہ میں ہار گیا۔ چنانچہ اوس نے یہہ کہا۔ کہ صاحبو اگرچہ آپنے سید صاحب کے حق میں فیصلہ دیدیا ہے جو محض بر بناء تعصب ہے۔ مگر یہ خیال رکہیں کہ اگر میں ہار گیا تو میرے پر دین مسیح کے دلائل ختم نہیں ہوگئے۔ میرا ہارنا قوم کا ہارنا نہ سمجہا جاوے احمدی لوگ مسیحی قوم میں بڑے بڑے فاضل ہیں وہ ہر ایک بحث کو بخوبی طے کر سکتے ہیں۔

اس پر میں نے چیلنج دیا کہ مسٹر پارٹن صاحب کو چاہیئے یا تو خود اس مسئلہ میں بقایا دلائل کا جواب دیں یا اکبر مسیح کو طلب کریں۔ یا کسی اور قابل ترین عیسائی کو جو اس مسئلہ میں مجہہ سے گفتگو کرے۔

احمد مسیح نے تو ہمت ہار دی۔ اور یہہ جہر اوس سے نہیں اوٹہ سکا۔ مسٹر پارٹن صاحب نے فرمایا کہ ہم اور مباحثہ نہیں کرنا چاہتے۔ صرف بدہ آیندہ کو ایک مباحثہ ہوگا۔ اوسکے بعد کوئی مباحثہ تم سے نہ کیا جاوے گا۔ سب لوگ انجیل کو خود پڑہ کر نتیجہ پیدا کر لیں۔ والسلام

اسپر میں نے یہ نظم پڑہکر جلسہ کو برخاست کر دیا۔

پاس تہیں تک تمہیں ہمارا تہا
سب ہمیں یہ ستم گوارا تہا
ہار جانیکا تیری اے حافظ
حال پہلے سے آشکارا تہا
اب تو ہمت ہی ہار دی تو نے
اک اسی کا تجہے سہارا تہا
جو نہ چمکا کبہی کسی صورت
وہ ترے بخت کا ستارا تہا
مجہہ سے تم خود بخود تو کیا اڑتے
یہ تو اغیار نے ابہارا تہا
واعظا تیری ساری باتوں میں
دشمنوں کا ہی کچھ اشارہ تہا
کیوں مقابل ہوئے تہے قاسم کے
کیا تمہیں موت نے پکارا تہا

راقم خاکسار قاسم علی احمدی از دہلی

استفسار اور اونکے جواب

السلام علیکم۔ ایک شیعہ نے اعتراض کیا ہے کہ توراۃ شریف میں شتر خرگوش خنزیر حرام ہیں۔ شتر کو اللہ تعالے نے قرآن شریف میں حلال کیا ہے۔ لیکن خرگوش کا ذکر قرآن شریف میں نہ آیا جس سے ثابت ہے کہ حکم توریت بحال رہا پہر یہ کیوں حلال ہوا۔

(۲) دیگر اس ارنب کو حیض آتا ہے اور شکل بلی کی دہ ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اسکو حلال جانتا ہے۔ ~~~ جبکہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہے۔ اسکے حلال کا حال قرآن شریف میں کیوں نہیں۔ حدیث میں ہدیہ ارنب ثابت ہے۔ مگر تناول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

جسقدر اولاد کو اپنے آبا اجداد کا حال پشت بہ پشت معلوم ہوتا ہے دوسرے کو کم۔

پس جب سارے امام اثنا عشریہ ارسال یدین نماز میں کرتے چلے آئے ہیں۔ تو باقی فرقہ حنفیہ وغیرہ وضع الیدین تحت السرہ وغیرہ کسطرح صحیح سمجہا جاوے۔ تیسرا مرزا صاحب آپ کو حضرت علی سے فضیلت دیتے ہیں ثابت فرماویں کہ اون کو کونسی فضیلت ہے۔ وہ داماد رسول صلے اللہ علیہ وسلم ونفس رسول وزوج بتول شاہ مردان شبیر یزدان وغیرہ۔ مرزا صاحب اس امت میں سے ہیں اگرچہ من عباد اللہ الصالحین ہوں۔ حضرت علی ابن عم النبی واخی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا رتبہ بڑہ نہیں سکتا۔ اون کے حق میں ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ونیز انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الخ

راقم سراج دین

وعلیکم السلام ورحمتہ۔ آپکا خط مولوی صاحب نے مجہے بغرض جواب دیا ہے سو عرض ہے

س سے مراد سوال اور ج سے مراد جواب ہے۔ آپ کے ایک ایک سوال کے کئی کئی ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا (فقرہ) کا علیحدہ علیحدہ جواب دیا ہے۔ تاکہ سمجہنے میں سہولت ہو۔ وما توفیقی الا باللہ۔

س۔ توریت میں شتر خرگوش وغیرہ حرام ہیں۔

ج۔ کیا معترض صاحب تابع شریعت موسوی ہیں مگر الحمد للہ کہ مجیب شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع ہے جو نہ محرف ہے نہ مبدل نہ مختص القوم نہ مختص المکان نہ مختص الزمان ہے نہ منسوخ ہے۔

دوسرا کیا یہ مجموعہ بائیبل قابل اعتبار ہے؟ جسکی نسبت اللہ تعالے کی شہادت ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ پ ۶

یعنے وہ کلمون کو اپنے اصل معانی سے پہیرا دیا کرتے ہیں۔ جب ترجمہ کرتے ہیں۔

تیسرا کیا یہ موجودہ مجموعہ بعینہ وہی منزل من اللہ مجموعہ ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تہا۔ استثناء ۳۴ باب میں لکہا ہے موسیٰ مر آب کی زمین میں مر گیا۔ آجکے دن تک کسی کو اُسکی قبر معلوم نہیں۔ … اور بنی اسرائیل تیس دن تک موسیٰ کے لئے موآب میں روتے رہے وغیرہ وغیرہ۔ کیا معترض کے نزدیک یہ عبارت بہی موسیٰ پر ہی نازل ہوئی۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ پ ۴

یعنے ہر ایک کہانے کی چیز حلال جانوروں سے حلال تہی۔ بنی اسرائیل پر مگر وہ جو حضرت یعقوبؑ نے بوجہ کسی بیماری کے اپنے پر خود حرام کیا تہا یہہ معاملہ نزول توراۃ سے پہلے کا ہے کہدیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سو لاؤ وہ توریت جو منزل من اللہ ہے۔ نہ یہ موجودہ محرف مبدل مجموعہ۔ اور اوسکو پڑہو۔ اگر تم سچے ہو۔

لفظ توریت پر آل ہے جو خاص اصلی توراۃ کی طرف اشارہ ہے۔

چوتہا توراۃ کی شریعت مختص قوم والمکان والزمان تہی اور پہر منسوخ بہی۔ جیسے حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ پ ۳ / ۱۳

یعنے میں تم کو حلال کر دوں گا اون چیزوں کو جو تمپر حرام کی گئیں۔ اور قرآن کریم توریت انجیل دونوں کا مصدق ہے اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض محرمات کو مسیح علیہ السلام نے حلال فرمایا۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مسیح نے ارنب کو بہی حرام رکہا معترض کا سوال وارد ہی نہیں ہو سکتا۔

پانچواں یہہ شریعت عام ہے زماناً ومکاناً جیسے فرمایا یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا پ ۹ یعنے خبردار ہو کر سنو اے لوگو کہ اللہ تعالے نے مجہے تم تمام لوگوں کیطرف بہیجا ہے اور فرمایا

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ پ ۷ میرے پر یہ قرآن اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کو بہی اللہ تعالے کے عذاب سے ڈرا دوں۔ اور اون لوگوں کو بہی جنکو قرآن کی تبلیغ ہو جاتے۔

اس آیت میں عموم زمانہ کیطرف اشارہ ہے یعنے قیامت تک جسکو یہ شریعت پہونچ جاوے۔

اور فرمایا وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا پ ۷

یعنے یہ کتاب ہے جسکو ہم نے نازل کیا مبارک ہے

بیچے ۹۵ تہ - مصدا قتین جو موجودہ کتب محرفہ مبدلہ مین موجود تہین - اس کتاب مین اسطرح تسمع کی گئی ہین جیسے حکام اعلے وقت تصدیق کاغذات پیش شدہ کے سچے کاغذ کو منظور - بجی کو رد کر دیا کرتے ہین اور ضرورت اور فائدہ نزول یہ تہا کہ تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم عذاب الہی سے ڈرا دے - تمام بستیون کی مان (مکہ) کو اور ان تمام لوگون کو جو اسکے اردگرد ہین یعنے تمام روے زمین کو - پس یہ شریعت محمدی چونکہ تمام روئے زمین کے لئے عام شریعت ہے - اسکے احکام بہی عام ہین - مکہ کو ام القری اسلئے فرمایا کہ اب تمام روئے زمین اسکے دودھ (علم) سے روحانی پرورش پائیگی - اس لفظ ام القری مین بہی اشارہ ہے کہ یہ شریعت تمام روے زمین کے لئے عام ہے اس آیت شریف مین عموم مکانی کی طرف اشارہ فرمایا ہے -

چھٹا اللہ تعالے نے فرمایا ہے فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ﴿﴾ یعنے تم ملت ابراہیمی کی پیروی کرو جو بالکل سیدہی ہے اگرچہ اس آیت شریف کا حکم عام ہے مگر اللہ تعالے نے خاص آیت شریف کو خاص یہود کے اعتراض علی ہی قسم کے اعتراض کے جواب مین ہی بیان فرمایا یہود کو سمجہایا کہ یہہ مجموعہ محرف مبدل قابل سند نہین - ملت ابراہیمی کا حوالہ حلت حرمت دیوانا نہین دو - مگر تعجب ہے کہ مومنین صاحب باوصف ایسے سخت انکار کے جو اللہ تعالے کی طرف سے مجموعہ موجودہ کی نسبت کیا گیا - اور اسی قسم کے سوال پر کیا گیا ہے پھر بھی اسی مجموعہ کو پیش کرتا ہے لہذا اب ضرور ہے کہ معترض ملت ابراہیمی سے ارنب کا حرام ہونا ثابت کرے -

س - خرگوش کا ذکر (حلت کا) قرآن شریف مین نہین آیا -

ج - قرآن شریف مین حلت ارنب موجود ہے جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ الی آخر الآیت ﴿﴾ کہدے مین نہین پاتا اس وحی مین جو میرے پر اتری کوئی چیز حرام کسی مہذب سوسائٹی کے کہانے والے پر جسکو عموماً مہذب سوسائٹی کہا کرتی ہے مگر مردار وغیرہ جنکا ذکر اس آیت شریف مین ہے اور فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴿﴾ یعنے ایمان والو خوب خبردار ہوکر سنو کہ تمام طیب اور عمدہ اشیا جو ہمنے تمکو دی ہین بے شک کہالیا کرو اور فرمایا

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ ﴿۹﴾ یعنے یہ رسول تمام طیب اشیا (مفید غیر مضر) مومنون پر انکے فائدہ کے لئے حلال کرتا ہے - اور فرمایا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴿﴾ کہدو کسنے حرام کین اللہ تعالے کی زینتین جو اس نے اپنے بندون کے لئے نکالین اور کس نے حرام کین عمدہ عمدہ کہانے کی اشیاء مفیدہ غیر مضرہ بلکہ کہدو کہ یہہ اشیاء ایمان والون کیخاطر اور انہین کے فائدہ کے لئے تو پیدا کی گئین - اس دنیا مین (باقی لوگ تو انکے طفیلی ہین)

پس معترض کا فرض ہے کہ ارنب کا غیر طیب یعنی خبیث ہونا علم الادیان (قرآن) علم الابدان (طب) سے ثابت کرے -

اب مہذب سوسائٹی مین خرگوش کا استعمال خود معترض مانتا ہے اور اس کی شہادت اور ثبوت اپنے اعتراض مین دیتا ہے - کیونکہ وہ لکہتا ہے کسی نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیا - اگر وہ خود اسکو حلال اور عمدہ قابل ہدیہ نہ سمجہتا تو وہ ہدیہ ندیتا - اور ہرگز ندیتا - کیا کوئی شیعہ اپنے کسی مجتہد کو گوشت خنزیر ہدیہ دیتا ہے - بلکہ گوشت خرگوش جسکی حرمت کا یا کراہت کا کوئی واقعی ثبوت شیعہ کے پاس نہین کسی مجتہد یا دوست کو ہدیہ دیتا ہے ؟

دوسرا جو چیز نہایت ہی عزیز ہو وہی قابل ہدیہ ہوتی ہے - جیسے وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ﴿﴾ مال محبوب دینا چاہئے - اور لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴿﴾ تم کبہی بہی نیک نہین ہو سکتے جبتک محبوب چیز نہ خرچ کرو -

تیسرا اگر اسکو اسکے طیب اور حلال ہونیکا علم نہوتا تو کبہی بہی یہہ ہدیہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور نہ لیجاتا کیونکہ وہ شارع تہے - بلکہ اگر اسکی حلت مین اسکو کچہہ بہی اشتباہ ہوتا جب بہی وہ پیش نکرتا کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ ﴿﴾ خبیث چیز کے خرچ فی سبیل اللہ کرنیکا ارادہ ہی نہ کرو جسکا لینا تم خود پسند نہین کرتے -

چوتہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسکو حلال طیب نہ سمجہتے تو ہرگز اسکو قبول نفرماتے -

پانچوان اگر اس کی حلت مین کچہہ بہی اشتباہ ہوتا تو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز خاموش نہ ... اس کی حرمت کا زور کے

ساتہہ تصریح کردیتے کیونکہ وہ اصلاح بنی آدم بلکہ اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث تہے اور رحمۃ للعالمین اور رؤف رحیم تہے انکو کب گوارا تہا کہ ایک غیر طیب (مضر غیر مفید) چیز کا استعمال انکے پیش ہو اور وہ خاموش رہین وہ تو خاتم النبیین تہے یعنے اب آیندہ کسی شریعت کے آنے کی قطعاً امید نہ تہی پہر کیا ممکن تہا کہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار فرماتے - صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کثیرا کثیرا باوجود اسکے اللہ تعالے کی آپ کو سخت تاکید بہی تہی - يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ﴿۱۴﴾ یعنے اے رسول ضرور ضرور پہونچا دے جو کچہہ تیری طرف اوتارا گیا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے کوئی بہی حق تبلیغ پورا نہ کیا ایسی تاکید کے ہوتے ہوئے پہر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز ہرگز خاموشی اختیار نفرماتے اگر اس کی حلت مین کچہہ بہی اشتباہ ہوتا اس حدیث مین اس ..... مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى صلے اللہ علیہ وسلم نے گویا خرگوش کا نام لیکر اسکی حلت کے لئے نص صریح بیان فرمادی - لیجئے اب تو صاف صریح نام بہی لے دیا - یہہ اللہ تعالے عالم الغیب کی تدبیر ہے جسکو معلوم تہا کہ شیعون کے اعتراض کا علم تہا - اسلئے اس نے معترضین کی زبان سے ہی ارنب کے نام کے ساتہہ اسکی حلت کا ثبوت دیدیا فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى -

چہٹا اگر معترض کے نزدیک خرگوش کی حلت حرمت کا ذکر قرآن کریم نے نہین کیا تو معترض کے نزدیک اسلام کامل دین نہین اور قرآن کامل کتاب نہین حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے آیت اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴿﴾ یعنے تمہارے دین (جزا و سزا کے مسائل) کو کامل طور پر بیان کردیا - اور یہہ نعمت پوری پوری تم کو دیدی اور یعنے تمہارے فائدہ کے لئے اسی کی فرمانبرداری کو پسند کیا جزا و سزا کے لئے اگر کہو کہ اس کا نام خصوصاً قرآن مین نہین آیا تو اسکا ذکر قرآن مجید مین مفصلاً نہ مجملاً آچکا ہے - جسکی تصریح بیان کی گئی ہے - اور حدیث مین تو صاف لفظ ارنب کا لیکر اسکی حلت بیان کردی جسکا حوالہ آپ نے دیا ہے -

ساتوان جب یہود نے محرمات تورات کا اعتراض کیا تو فرمایا کہ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿﴾ جس کا ترجمہ پیشتر لکہا گیا یعنی جن جن جانورون کی حرمت کا تم حوالہ توریت کا دیکر اعتراض کرتے ہو وہ تو بنی اسرائیل پر حلال تہے مگر جس توریت کا تم حوالہ دیتے ہو یہ قابل اعتبار نہین فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ وہ اصلی توریت منزل من اللہ لاؤ اگر تم ان جانورون کی حرمت کی بابت سچا ثبوت دینا چاہتے ہو -

لطیفہ یہ ہے کہ موجودہ محرف مبدل مجموعہ مین ذکر حرمت شتر و خرگوش ایک ہی سطر مین ہے - جس سے صاف اور صریح طور پر ذکر حلت خرگوش کا اس آیت شریف سے سمجہہ مین آتا ہے تو گویا ایکطرح نام سے خصوصاً خرگوش کا لیا گیا -

آٹھوان اگر ہر ایک جانور حلال کا نام لینا ہی ضروری تہا تو معترض کا فرض ہے کہ قرآن مجید سے دوسرے حلال جانورون کے نام مفصل دکہاوے بات یہہ ہے کہ طیبات اور بالمعروف فرماکر تمام فہرست قرآن مجید نے دیدی ہے والا شیعہ ہی حلال اشیا کی فہرست دکہاوین -

نوان کیا جن جانورون کی حلت کا ذکر قرآن مجید مین نام وار نہین کیا شیعہ کے نزدیک وہ تمام جانور حرام ہین ؟

دسوان جن جانورون کی حرمت کا ذکر قرآن مجید مین نہین کیا شیعہ کے نزدیک وہ حلال ہین ؟

س - خرگوش کو حیض آتا ہے -

ج - کیا حیض کو اللہ تعالے نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدار حلت و حرمت قرار دیا ہے اسطرح سارے آدمی (مرد) اور کتا دبلا بہیڑیا شیر چیتا و بکرہ وغیرہ جانور بہی حلال ہون - یہ عجیب اور نرالا قانون نہ اللہ تعالے نے فرمایا نہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ﴿﴾

س - ارنب کی شکل مکروہ ہے -

ج - یہہ دوسرا قانون ہے جو اس پہلے سے بہی نرالا ہے - کیا حلت و حرمت کے مدار خوبصورت بدصورت پر اللہ تعالے نے کہین فرمائی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بیان فرمایا آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱﴾

آیت ...

نہ کہا ہے۔

س- مرزا صاحب کی ...

ج- گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

(۱) مرزا صاحب کی پیشگوئی قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمائی۔ وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۳ یعنے وہ ذات پاک وہ ہے جس نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخرین میں بھی ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہین میں سے ہوگا یعنے باوجود رسول ہونے کے بہت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین سے ہوگا۔ مگر ابھی وہ آخرین لوگ صحابہ کے ساتھ شامل نہین ہوئے بلکہ بعد مین آئینگے۔ اس آیت شریف مین اللہ تعالےٰ نے اسی آیت کے حروف مین بطور ابجد کے زمانہ بھی بتلا دیا جو ۱۲۷۵ ہے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سوال پر حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ وہ ان سے ہوگا۔ اور حضرت مرزا صاحب بھی فارس کے ہین۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے ایک اور طور پر بھی زمانہ کا پتہ دیا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ ۳ یعنے جب تم (مسلمان) لوگ سچے ایمان سے پھر جاؤگے اور تمہارا اسلام برائے نام اور اعمال اسلامی بطور رسم رہ جائینگے اور ان مین حقانیت نہین رہیگی۔ تو ہم سوائے تمہارے قوم بدلین گے مگر وہ تمہاری طرح نہونگے۔ جب نزول اس آیت کے ہی صحابہ کے سوال پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ رکھکر وہی جواب دیا جسکا ذکر تفصیلاً اوّل مین ہوچکا۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت شریف مین بھی زمانہ مسیح موعود کا دو طرح پتہ دیا ایک علمی طور پر یعنے غیرکم کا عدد ۱۲۷۰ ہے دوسرا عملی طور پر کہ اس زمانہ مین اسلامی حالت بہت ہی کمزور ہوجائیگی چنانچہ اس آیت کی تفسیر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس یعنے ایمان ثریا پر چڑھ جاویگا مگر ابنائے فارس مین سے ایک بڑا بہادر عظیم الشان مرد اسکو پھر نیچے اتارے گا وغیرہ ذٰلِكَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ جنکا ذکر ابواب الفتن واشراط الساعۃ مین درج ہے۔

(۳) يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ۳ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ ایک صلح کا شاہزادہ آنے والا ہے جو میرے بعد آوے گا۔ اوس کا نام احمد ہوگا۔ یعنے اس کا کام تلوار چلانیکا نہوگا۔ صرف زبانی تفہیم تبلیغ کا کام کریگا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی صفت احمد کا ظل اور مظہر ہوگا۔

(۵) اسی آیت کے بعد اللہ تعالےٰ نے پھر اس زمانہ کی حالت بیان فرماتا ہے يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۲۸ یعنے وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہینگے۔ یعنے مخالفین اسلام کا حملہ اسلام پر زبانی اور بحث مباحثہ کے رنگ مین ہوگا لہذا اس کا جواب بھی زبانی ہی ہوگا یہ نہین کہ ایک آدمی اسلام پر اعتراض کرے اور میان خونی مہدی صاحب تلوار لے کر اس کا سر کاٹ ڈالین جیسے کہ خونی مہدی کے منتظرین کا اعتقاد ہے (۶) اللہ تعالےٰ نے مرزا صاحب کو رسول فرمایا هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ - وہ ذات پاک وہ ہے جسنے اپنا رسول اس ہدایت اور اوس سچے دین کے لئے بھیجا ہے جس دین کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اُتارا تھا۔ آل جو الہدیٰ اور دین الحق پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیا دین نہین لاویگا بلکہ اسی دین اسلام کا متمم ہوگا (۷) پھر بعد اسی آیت کے اللہ تعالےٰ اپنی تائید و نصرت کا وعدہ اور اسی مسیح کی کامیابی کا وعدہ فرماتا ہے۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۲۸ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مرسل من اللہ مسیح موعود و مہدی معہود تمام ادیان پر غالب آجاویگا۔

(۸) پھر اسی سورۃ کے آخر مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّيْنَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔ ۲۸ یعنے خبردار ہوکر سنو اے مومنو (اس مسیح کے ساتھ) انصار اللہ بن جاؤ جیسے عیسی بن مریم کے حواریوں نے اس کی مدد طلب کرنے پر انصار اللہ ہونے کا وعدہ کیا تھا یعنے اس مسیح کو بھی مشکلات پیش آئینگے مسیح کی طرح مقدمات فوجداری بھی ہونگے اور اور ضرورتین بھی پیش آئین گی تم کو چاہیئے کہ اسوقت اسکے ساتھ انصار اللہ بن جاؤ۔ اس آیت شریف مین صرف پیشگوئی ہی نہین بلکہ اس جری اللہ فی حلل الانبیا حجۃ اللہ فی الارض کے ساتھ امداد کرنیکے سخت تاکید کی گئی ہے۔ باتفاق مفسرین آیت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہی ہے۔

(۹) وَ آخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ ۱۰ یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے قوۃ اور گھوڑوں کے تیاری کی ضرورت ہے۔ اسیطرح ایک اور قوم بھی اسلام کی دشمن ہے ابھی تم انکو نہین جانتے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے مگر ان مخالفون کیلئے قوۃ کی ضرورت نہین نہ گھوڑوں کی بلکہ اسوقت صرف روپیہ کے خرچ کی ضرورت ہے سو تم وہی خرچ کرنا۔ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے صرف پیشگوئی ہی نہین فرمائی بلکہ اس مسیح موعود کی امداد کی بھی تاکید فرمائی۔

يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ - یعنے پوچھتا ہے کب ہوگا وقت اس قیامت (کبریٰ) کا (یعنے اس کی کیا علامت ہے یہہ سوال وقوع قیامت کا نہین کیونکہ جب قیامت آگئی پوچھنے والے کو اس سے کیا فائدہ بلکہ ایسے سائل کا منشاء ہوتا ہے۔ کہ علامت دیکھکر وہ کوئی تدبیر اپنے بچاؤ کی کرسکے) اسکے جواب مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب پتھرا جائینگی وہ آنکھین یعنے آدمی کی آنکھہ روشنی سے عاجز ہوجاوے یعنی مسیح موعود جب اپنا دعوےٰ مع دلائل پیش کریگا لوگ اسکے دعوے کو سنکر اور اس کے بالمقابل آبا اجداد علما فقرا کے سنے سنائے مسائل پر غور کرکر حیران ہوجائینگے۔ کیونکہ ان کا (الف) اعتقاد تھا مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہین مگر مسیح موعود روشن دلائل قرآنی سے اسکی موت کا ثبوت دیگا۔ (ب) وہ مسیح علیہ السلام کے دمشق مین چیل کی طرح آسمان سے گرنے کے منتظر تھے اور وہ روشن دلائل قرآنی سے مردہ کے واپس نہ آنے اور مسیح کے اسی امت سے مبعوث ہونے کا ثبوت دیگا انکار (ج) اعتقاد تھا کہ مسیح اور خونی مہدی آتے ہی تلوار ہاتھہ مین پکڑے گا اور جو کلمہ نہ پڑھے گا اسکو وہین قتل کرڈالیگا مگر یہ صلح کا شاہزادہ انکو لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۳ اور يَضَعُ الْحَرْبَ سے ثابت کردے گا کہ دین کے معاملہ مین جبر نہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ وہ جنگ نہین کرے گا۔ بلکہ جنگ موقوف کردے گا۔ (د) انکا اعتقاد تھا کہ وہ جزیہ موقوف کردیگا یعنے شریعت محمدی کے بعض مسائل کا ناسخ ہی ہوگا مگر اسنے عملی طور پر اس پیشگوئی کے معنے سمجہا دیئے کہ اسپر ٹکس لگیگا اور بذریعہ عدالت ٹکس (جزیہ) موقوف کرادے گا وغیرہ وغیرہ۔

اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے برق البصر فرمایا کہ موجب انکی آنکھین پتھرانیکا یہ ہے کہ وہ سخت ظلمات عقائد مین بسبب فیج اعوج کے پڑے ہون گے اچانک جب یہہ نورانی دلائل سنین گے حیران ہوجائینگے۔ تو اللہ تعالےٰ انکے حیرانی رفع کرنے کے لئے دو عظیم الشان گواہ پیش کریگا۔ یعنے ماہ رمضان مین خسوف کسوف ماہتاب و آفتاب کا ہوگا۔ خسف القمر کے معنے تو صاف ہین کہ ماہتاب کو کسوف لگیگا۔ مگر جمع الشمس وَ القمر کے معنے سمجہنے کے لئے کچھہ تفصیل کی ضرورت ہے۔

زمین اور چاند آفتاب کے گرد گھومتے ہین تو بعض وقت مہتاب و آفتاب کے مابین زمین حائل ہوجاتی ہے پس جتنا حصہ ماہتاب کے مقابل زمین واقع ہو اتنی قدر مین چاند دکھائی نہین دیتا کیونکہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے مطابق چاند آفتاب سے اوسوقت اتنے حصہ مین نور نہین لے سکتا۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چاند حائل ہوجاتا ہے آفتاب اور زمین مین گویا زمین ایک طرف ہوجاتی ہے اور آفتاب و ماہتاب ایک طرف جمع ہوجاتے ہین اور زمین دوسری طرف رہ جاتی ہے۔

فرض کرو کہ دائرہ (الف) آفتاب۔ و دائرہ (ب) ماہتاب ہین۔ اور انکے محاذ پر زید بیٹھا ہے تو جتنا زید کی آنکھون کے سامنے سے ماہتاب آفتاب کو ڈھانکیگا اتنا حصہ آفتاب کا زید کو نظر نہین آویگا دوسری مثال مین ان دونون نورانی ستارون کو لمپ سے مین تشبیہ دیکر سمجہاتا ہون آپ اپنے سامنے دو لمپ ایسی طرح رکھو کہ ایک لمپ دوسرے کا کوئی حصہ ڈھانک لے اسطرح

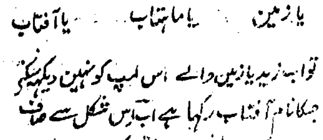

تو اب زید یا زمین والے اس لمپ کو نہین دیکھہ سکتے جسکا نام آفتاب رکھا ہے اب اس شکل سے صاف ثابت ہوگیا کہ جمع الشمس والقمر کے معنے ہین آفتاب کو کسوف لگیگا کیونکہ اسوقت ماہتاب و آفتاب

دوسرا ہر ایک جانور خوبصورت بھی ہوتا ہے اور بدصورت بھی اگر شیعہ کے نزدیک یہی مدار حلت وحرمت ہے۔ تو بھیڑیا گدہا کتا سانپ بچھو۔ بکرا چیتا وغیرہ کل جانوروں مین خوبصورت حلال اور بدشکل حرام ہونے چاہئیں تو اس قانون کے مطابق بہت خوبصورت محرمات حلال ہو جاوینگے اور بدشکل حلال جانور حرام ماننے پڑینگے۔ سا شیعہ کے نزدیک جو خنزیر خوبصورت ہو وہ حلال

تیسرا خرگوش کی بدصورتی صرف شیعہ کے نزدیک ہی ہے یا عام عقلمندون کے نزدیک۔ چوتہا خوبصورتی بدصورتی باختلاف ممالک مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً حبش مین گورا رنگ نہایت ناپسند ہے یہانتک کہ یوروپین لوگون کے ساتھ انکو مبروص سمجھکر چھونا بھی پسند نہیں کرتے اور حبشی جسقدر سیاہ زیادہ ہو اوسکی قدر و منزلت وقیمت زیادہ ہے مگر ہندوستان مین معاملہ بالکل برعکس ہے۔

س ۵ امام جعفر اسکو حرام جانتا ہے۔

ج ۵ اوّل تو قرآن مجید کے مقابلہ مین امام جعفر کا قول پسند نہیں۔

دوسرا قرآن مجید مین کہین بھی ذکر نہیں کہ جس چیز کو امام جعفر حلال کرے وہ حلال ہے اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہے بلکہ کسی آدمی کی نسبت بھی یہہ اجازت نہیں۔

تیسرا یہ افترا علے اللہ ہے جو امام جعفر جیسے پاکباز آدمی کے خلاف شان ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۱۴/۱۴ یعنے تم جھوٹ موٹ اپنی زبان سے کسی چیز کو حلال یا حرام نہ بناؤ یہہ تو افترا علے اللہ ہے۔ چوتہا کسی چیز کے حلال یا حرام کہدینے کا خود بخود مختار مجاز سمجھنا یہود ونصاریٰ کا کام ہے نہ کسی مومن کا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۱۰/۱۱ اپنے مولویوں اور فقیروں کو انہون نے سوائے اللہ تعالے کے رب بنا لیا تھا۔

پانچوان اللہ تعالے نے جب حضرت سرور عالم فخر بنی آدم شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین بالمؤمنین رؤف رحیم فداہ ابی وامی وروحی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کے حلال وحرام کرنے کا اختیار عطا نہیں فرمایا تو امام جعفر صادق کسطرح مجاز حلال حرام کرنے کا ہو سکتا ہے [illegible] اللہ تعالے فرماتا ہے۔ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۵ یعنے شریعت کے متعلق کوئی بات بھی رسولکریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے طرف سے نہین فرمایا کرتے بلکہ جو کچھہ فرماتے ہین وحی الہی سے ہی فرماتے ہین۔ حالانکہ رسولکریم صلے اللہ علیہ وسلم وہ ذات بابرکات ہے جسکی شان مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ۳/۱۲ اگر تم خدا تعالے کے ساتھ محبت رکھنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تو میری پیروی کے سبب تم خدا تعالے کے محبوب بن جاؤگے۔

پھر فرمایا قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا ۲۴ کہدے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اے میرے بندو جنہون نے خطا کاری کی یعنے خدا تعالے کے بندون کو میرے بندے کہنے کی اللہ تعالیٰ خود اجازت دیتا ہے۔ پھر فرمایا يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۱ خدا تعالے کے ساتھہ دہوکہ کرتے ہین اور ایماندارون کے ساتھہ۔ اللہ تعالے کے ساتھہ تو دہوکہ نہین ہو سکتا کہ وہ علیم بذات الصدور ہے مگر اللہ تعالے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ دہوکہ کرنا اپنا دہوکہ فرمایا یہہ مثل تعریف ومحامد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان کا نہین اور نہ کسی انسان کی طاقت ہے کہ آپکے محامد پورے پورے بیان کر سکے۔ محمد حامد حمد خدا بس

خدا مدح آفرین مصطفے بس

محمد از تو میخواہم خدا را ✤ خدایا از تو حب مصطفے را

جب ایسے ذات پاک کو اختیار حلت حرمت کا اپنی طرف سے نہین تو امام جعفر کو کب اختیار ہو سکتا ہے۔

چھوان۔ اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ امام جعفر فی الواقعہ اس کو حرام جانتا ہے کیونکہ جس مذہب مین تقیہ جیسا گند موجود بلکہ ضروری ہو اس مذہب کے کسی آدمی کی بھی کوئی بات قابل اعتبار نہین۔ چہ جائیکہ مذہبی روایت کا اعتبار کیا جاوے۔

س ۶ جسقدر اولاد کو حال اپنے اباء اجداد کا معلوم ہوتا ہے دوسرے کو کم۔

ج ۶ یہہ عجیب فلسفہ ہے جو ساری دنیا سے نرالا ہے بلکہ نہ خدا کے قول کے موافق ہے نہ خدا تعالے کے فعل کے۔ جیسے فرمایا

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۱/۱۵ یعنے حضرت ابراہیم نے دعا کی میری ذریت مین سے بھی امام بنائے جاوین تو اللہ تعالے نے فرمایا میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچا کرتا بھی کے مطابق فعل الہی کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین یہود ونصاریٰ کو دیکھو انکے آبا واجداد مین ہزارون انبیاء گذرے ہین۔ باوجود اس کثرت انبیاء کے فتوی اللہ تعالے کا انکے افعال کی نسبت یہہ ہوا۔ کہ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ۹ انکے بعد نالائق جانشین ہوئے۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام کا فتویٰ فَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ ۱۶/۱۴ کیا تم پر کوئی بہت زمانہ گذر گیا تہا بلکہ بنی اسرائیل کی شرارتون کے ذکر سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔

کیا حضرت نوح کا حال انکے اس بیٹے اور بی بی کو معلوم زیادہ تہا جو غرق ہوئے یا مومنین کو۔ یا دیگر مومنین کو حضرت موسیٰ کا حال قارون کو زیادہ معلوم تہا یا ساحرون اور اوس کو جو فرعون کے ساتھہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے جھگڑا۔ حضرت عیسٰے کا حال انکے بہائیون کو زیادہ معلوم تہا جنہون نے حضرت عیسٰے کو پاگل سمجھکر انکے قید کروانے کی درخواست کی تہی اور یہودا اسکریوطی کو جسنے سات روپیہ لے کر حضرت کو گرفتار کرا دیا تہا۔ یا حواریون کو جنمین کوئی محصول لیا اور کوئی ماہی گیر تہا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال ان کے چچاؤن کو زیادہ معلوم تہا۔ یا بلال باشندہ حبش سلمان فارسی وغیرہ کو۔ اجکل جو سیّد عیسائیون مین شامل ہو گئے۔ کیا انکو بہی اباواجداد کا کچھہ حال معلوم ہے؟

انْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۵ - أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۸/۱ یعنے دیکھو تو کیسے اللہ تعالے پر جھوٹ جوڑتے ہین۔ کیا ناسمجھی سے اللہ تعالے پر جھوٹ بناتے ہو۔

دوسرا اگر فرض کر لیا جاوے کہ حال اباواجداد کا کسی کو معلوم ہے مگر جن کے مذہب مین تقیہ کرنا ضروری ہے اون کی روایت پر کسطرح اعتبار ہو سکتا ہے

تیسرا درمنثور اور تفسیر کبیر مین بروایت حضرت علے کے لکہا کہ جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا کہ وانحر کے کیا معنے ہین تو انہون نے کہا سینہ پر ہاتھہ باندھنا اب یہ خبر تو گھر والون کی ہی ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ کیا کوئی ہے جو مان جاوے۔

چوتہا احادیث مین ہاتھہ باندھنا سینہ پر اور تحت السرہ دونون کا ذکر ہے۔

پانچوان کیا تمام سادات کو جو اولاد علی ہین علوم قرآن ایسے حاصل ہین جنکا انکے قاعدہ سے پتہ لگتا ہے۔

س ۷ مرزا صاحب ابوبکر کو حضرت علی پر فضیلت دیتے ہین

ج ۷ بے شک یہ بہت پرانا جھگڑا ہے۔ اول المعترضین نے کہا أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۸ مین اس آدم سے اچھا ہون۔ بعد اس کے اسکے اظلال مین سے کسی نے کہا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ ۲/۱۶ سلطنت کے تو ہم زیادہ مستحق ہین اس (طالوت) سے۔ کسی نے کہا مَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ ۱۲ یعنے تجھے ہم پر کوئی فضیلت نہین ہے اے نوح جو رسالت کے لئے ضروری ہے۔ کسی نے کہا وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۱۲ یعنے ہم مین تو اے شعیب ضعیف ہے۔ احکم الحاکمین کا مرسل تو ضعیف نہین ہونا چاہئے۔ کسی نے کہا إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ ۹ یعنی ہم تو تم مین اے ہود سفاہت پاتے ہین جو شان نبوت کے خلاف ہے۔

کسی نے کہا نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۸ یعنے ہم کو بھی اسی طرح وحی ہونی چاہئے جیسی اور رسولون کو ہوا کرتی ہے کسی نے کہا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۲۵ یعنے قرآن مجید مکہ یا طائف کے کسی نمبردار یا رئیس پر کیون نہ نازل ہوا۔ اللہ تعالے احکم الحاکمین وخیر الحاکمین کا جواب اس مین یہ ہے۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۲۵

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۸ اللَّهُ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۴ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۲۸/۱۱

یعنے دنیا مین جو مراتب مین فرق ہے کیا اسکی تقسیم بھی یہ خود ہی کر لیا کرتے ہیں۔ یا اللہ تعالے جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے غنی بناتا ہے جسکو چاہتا ہے اپنی حکمت سے فقیر بناتا ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ امانت رسالت کے بوجھہ کو کون اٹھا سکتا ہے۔ وہ خود ہی جسکو چاہتا ہے رسالت کے لئے ہان اسی امانت کے بوجھ کے لئے جس کی برداشت سے زمین آسمان جبال نے اپنا عجز ظاہر کیا۔ منتخب کر لیتا ہے یہ تو اللہ تعالے کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیدیتا ہے۔

ابھی اے معترضو! تمنے کیا دیکھا ہے اللہ تعالے تو بڑے سے بڑے فضل اس رسول محمد مہدی ومسیح جری اللہ فی حلل الانبیاء عطا کرے گا۔ لطف یہ ہے کہ [illegible] فضل اللہ والی آیت کو [illegible]

آیت ... [illegible] ... رکہا ہے۔

ہیں ... مرزا صاحب کی ... [illegible]

ج ... گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۱) مرزا صاحب کی پیشگوئی قرآن مجید میں اللہ تعالے نے فرمائی۔ وَّ آخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ یعنی وہ ذات پاک وہ ہے جس نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخرین میں بہی ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں میں سے ہوگا یعنے باوجود رسول ہونے کے امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہوگا۔ مگر یہی وہ آخرین لوگ صحابہ کے ساتھ شامل نہیں ہوئے بلکہ بعد میں آئینگے۔ اس آیت شریف میں اللہ تعالے نے اسی آیت کے حروف میں بطور ابجد کے زمانہ بہی بتلا دیا جو ۱۲۷۵ ہے اور ... حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سوال پر حضرت سلمان فارسی کے کندہے پر ہاتھ رکہکر فرمایا کہ وہ ان سے ہوگا۔ اور حضرت مرزا صاحب بہی فارس کے ہیں۔

... اللہ تعالے نے ایک اور طور پر بہی زمانہ کا ... دیا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ ... جب تم (مسلمان) لوگ سچے ایمان سے ... جاؤ گے اور تمہارا اسلام برائے نام اور ... اسلامی بطور رسم رہ جاینگے اور ان میں ... نیت نہیں رہیگی۔ تو ہم سوائے تمہارے ... قوم بدلیں گے مگر وہ تمہاری طرح نہ ہونگے۔ ... نزول اس آیت کے بہی صحابہ کے سوال ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان ... کی ران پر ہاتہہ رکہکر وہی جواب دیا جسکا ... فیصلہ اوّل میں ہو چکا۔ اللہ تعالے نے ... آیت شریف میں بہی زمانہ مسیح موعود کا دو طرح پتہ دیا ایک علمی طور پر یعنے غیرکم کا عدد ۱۲۷۰ ہے دوسرا عملی طور پر کہ اس زمانہ میں اسلامی حالت بہت ہی کمزور ہو جائیگی چنانچہ اس آیت کی تفسیر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادی۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ابناء فارس یعنے ایمان ثریا پر چڑہ جاویگا مگر ابنائے فارس میں سے ایک بڑا بہادر عظیم الشان مرد اوسکو پہونچکر اتارے گا وغیرہ ذٰلِکَ مِنَ الْاَحَادِیْث جنکا ذکر ابواب الفتن و اشراط الساعۃ میں درج ہے۔

(۴) یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ ؕ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک صلح کا شاہزادہ آنے والا ہے جو میرے بعد آئے گا۔ اوس کا نام احمد ہوگا۔ یعنے اس کا کام تلوار چلانیکا نہوگا۔ صرف زبانی تفہیم تبلیغ کا کام کریگا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی صفت احمد کا ظل اور مظہر ہوگا۔

(۵) اسی آیت کے بعد اللہ تعالے نے پھر اس زمانہ کی حالت بیان فرمایا ہے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۲۸ یعنے وہ لوگ اللہ تعالے کے نور کو پہونکوں سے بجہانا چاہینگے۔ یعنے مخالفین اسلام کا حملہ اسلام پر زبانی اور بحث مباحثہ کے رنگ میں ہوگا لہذا اس کا جواب بہی زبانی ہی ہوگا یہ نہیں کہ ایک آدمی اسلام پر اعتراض کرے اور میاں خونی مہدی صاحب تلوار لے کر اس کا سر کاٹ ڈالیں جیسے کہ خونی مہدی کے منتظرین کا اعتقاد ہے (۶) اللہ تعالے نے مرزا صاحب کو رسول فرمایا هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ - وہ ذات پاک وہ ہے جسنے اپنا رسول اس ہدایت اور اوس سچے دین کے لئے بہیجا ہے جس دین کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارا تہا۔ ال جو الہدیٰ اور دین الحق پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیا دین نہیں لاویگا بلکہ اسی دین اسلام کا متمم ہوگا (۷) پھر بعد اسی آیت کے اللہ تعالے اپنی تائید و نصرت کا وعدہ اور اسی مسیح کی کامیابی کا وعدہ فرماتا ہے۔ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۲۸ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مرسل من اللہ مسیح موعود و مہدی معہود تمام ادیان پر غالب آجاویگا۔

(۸) پھر اسی سورۃ کے آخر میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۲۸ یعنے خبردار ہوکر سنو اے مومنو (اس مسیح کے ساتہہ) انصار اللہ بن جاؤ جیسے عیسی بن مریم کے حواریوں نے اس کی مدد طلب کرنے پر انصار اللہ ہونے کا وعدہ کیا تہا یعنے اس مسیح کو بہی مشکلات پیش آئینگے۔ مسیح کی طرح مقدمات فوجداری بہی ہونگے اور اور ضرورتیں بہی پیش آئیں گی تم کو چاہئے کہ اسوقت اسکے ساتہہ انصار اللہ بن جاؤ۔ اس آیت شریف میں صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ اس جری اللہ فی حلل الانبیا حجۃ اللہ فی الارض کے ساتہہ امداد کرینگے سخت تاکید کی گئی ہے۔ باتفاق مفسرین آیت لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہی ہے۔ واللہ اعلم

(۹) وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ ۱۴ یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لئے قوۃ اور گہوڑوں کے تیاری کی ضرورت ہے۔ اسیطرح ایک اور قوم بہی اسلام کی دشمن ہے ابہی تم انکو نہیں جانتے اور اللہ تعالے جانتا ہے مگر ان مخالفوں کیلئے قوۃ کی ضرورت نہیں نہ گہوڑوں کی بلکہ اسوقت صرف روپیہ کے خرچ کی ضرورت ہے سو تم وہی خرچ کرنا۔ اس آیت میں اللہ تعالے نے صرف پیشگوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ اس مسیح موعود کی امداد کی بہی تاکید فرمائی۔

یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَىِٕذِ الْمُسْتَقَرُّ ۔ یعنے پوچہتا ہے کب ہوگا وقت اس قیامت (کبریٰ) کا (یعنے اس کی کیا علامت ہے یہہ سوال وقوع قیامت کا نہیں کیونکہ جب قیامت آگئی پوچہنے والے کو اس سے کیا فائدہ بلکہ ایسے سائل کا منشاء ہوتا ہے۔ کہ علامت دیکہکر وہ کوئی تدبیر اپنے بچاؤ کی کرسکے) اسکے جواب میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب پتہرا جائینگی وہ آنکہیں یعنے آدمی کی آنکہہ روشنی سے عاجز ہو جاوے یعنی مسیح موعود جب جب اپنا دعوے مع دلائل پیش کریگا لوگ اسکے دعوے کو سنکر اور اس کے بالمقابل ابا اجداد علما فقرا کے سنے سنائے مسائل پر غور کرکر حیران ہو جائینگے۔ کیونکہ ان کا (الف) اعتقاد تہا مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں مگر مسیح موعود روشن دلائل قرآنی سے اسکی موت کا ثبوت دیگا۔ (ب) وہ مسیح علیہ السلام کے دمشق میں چیل کی طرح آسمان سے گرنے کے منتظر تہے اور وہ روشن دلائل قرآنی سے مردہ کے واپس نہ آنے اور مسیح کے اسی امت سے مبعوث ہونے کا ثبوت دیگا انکار (ج) اعتقاد تہا کہ مسیح اور خونی مہدی آتے ہی تلوار ہاتہہ میں پکڑے گا اور جو کلمہ نہ پڑہے گا اسکو وہیں قتل کر ڈالیگا مگر یہ صلح کا شاہزادہ انکو لَا اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۳ اور یَضَعُ الْحَرْبَ سے ثابت کردے گا کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ وہ جنگ نہیں کرے گا۔ بلکہ جنگ موقوف کردے گا۔ (د) انکا اعتقاد تہا کہ وہ جزیہ موقوف کردیگا یعنے شریعت محمدی کے بعض مسائل کا ناسخ ہی ہوگا مگر اسنے عملی طور پر اس پیشگوئی کے معنے سمجہادیئے کہ اسپر ٹکس لگیگا اور بذریعہ عدالت ٹکس (جزیہ) موقوف کرادے گا وغیرہ وغیرہ۔

اسی واسطے اللہ تعالے نے برق البصر فرمایا کہ موجب انکی آنکہیں پتہرانیکا یہ ہے کہ وہ سخت ظلمات عقائد میں بسبب فیج اعوج کے پڑے ہوں گے اچانک جب یہہ نورانی دلائل سنیں گے حیران ہو جائینگے۔ تو اللہ تعالے انکے حیرانی رفع کرنے کے لئے دو عظیم الشان گواہ پیش کریگا یعنے ماہ رمضان میں خسوف کسوف ماہتاب و آفتاب کا ہوگا۔ خسف القمر کے معنے تو صاف ہیں کہ ماہتاب کو کسوف لگیگا۔ مگر جمع الشمس وَ القمر کے معنے سمجہنے کے لئے کچہہ تفصیل کی ضرورت ہے۔

زمین اور چاند آفتاب کے گرد گہومتے ہیں تو بعض وقت ماہتاب و آفتاب کے مابین زمین حائل ہو جاتی ہے پس جتنا حصہ ماہتاب کے مقابل زمین واقع ہو اتنی قدر میں چاند دکہائی نہیں دیتا کیونکہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کے مطابق چاند آفتاب سے اوسوقت اتنے حصہ میں نور نہیں لے سکتا۔ اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ چاند حائل ہو جاتا ہے آفتاب اور زمین میں گویا زمین ایک طرف ہو جاتی ہے اور آفتاب و ماہتاب ایک طرف جمع ہو جاتے ہیں اور زمین دوسری طرف رہ جاتی ہے۔

فرض کرو کہ دائرہ (الف) آفتاب۔ و دائرہ (ب) ماہتاب ہیں۔ اور انکے محاذ پر زید بیٹہا ہو تو جتنا زید کی آنکہوں کے سامنے سے ماہتاب آفتاب کو ڈہانکیگا اتنا حصہ آفتاب کا زید کو نظر نہیں آویگا دوسری مثال میں ان دونوں نورانی ستاروں کو لمپ سے میں تشبیہ دیکر سمجہاتا ہوں آپ اپنے سامنے دو لمپ ایسی طرح رکہو کہ ایک لمپ دوسرے کا کوئی حصہ ڈہانک لے اسطرح

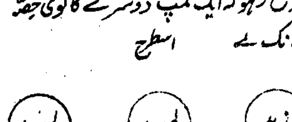

تو اب زید یا زمین والے اس لمپ کو نہیں دیکہہ سکینگے جسکا نام آفتاب رکہا ہے اب اس شکل سے صاف ثابت ہو کہ جمع الشمس والقمر کے معنے ہیں آفتاب کو کسوف لگیگا کیونکہ اسوقت ماہتاب و آفتاب

بمقابلہ زمین جمع ہو گئے ہیں اسکے معنے قیامت کے نہیں اس لئے کہ اول سائل کا سوال علامات قیامت سے ہے۔ دوسرا اگر قیامت کا ہو تو یہ جواب فضول ہے۔ تیسرا۔ سوال دگر جواب دگر ہے چوتھا۔ قیامت کو ماہتاب کے کسوف کے کیا معنے جبکہ ماہتاب و آفتاب ایک جگہ جمع ہو جاوینگے اور آفتاب جس سے ماہتاب نور لیتا ہے وہ خود بے نور ہو جانیکا اسوقت خسوف کسوف کے کیا معنے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب آفتاب بے نور ہو جاوے گا۔

اللہ تعالےٰ علیم خبیر حکیم نے جسکا کوئی کام بھی خالی از حکمت نہیں بجائے تنکسف الشمس کے جو مختصر ہے جمع الشمس و القمر کو جو اس سے اطول ہے اس جگہ پسند فرمایا اسمین یہ حکمت ہے کہ مسیح موعود و مہدی مسعود جری اللہ فے حلل الانبیاء آفتاب یعنے نبی بھی ہوگا اور ماہتاب یعنے امتی بھی ہوگا۔ دوسرا وہ بروز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی ہوگا جو آفتاب ہے یعنے خود منبع انوار و برکات ہیں اور کسی انسان سے استفادہ نہیں فرمایا اور نہ کسی کے مطیع و تابع ہیں بلکہ خود متبوع اور مطاع ہیں۔ اسی لئے اس مسیح کا نام مہدی ہوگا اور بروز حضرت مسیح عم کا بھی ہوگا جو تابع شریعت موسوی تھے اور ماہتاب کی طرح اس آفتاب سے مستفید تھے جسکا نام موسیٰ تھا اور اس لئے انکا نام مسیح بھی ہوگا۔ تیسرا شمس و قمر کا خطاب اللہ تعالےٰ بھی ان کو دیگا اس لئے اس الہام کا اشارہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں پہلے ہی سے کر دیا چنانچہ وہ الہام ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء میں ہوا جو الحکم و بدر اور میگزین میں بھی مفصل درج ہے۔ وہ یہ ہے یا قمر یا شمس انت منی و انا منک اے چاند اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں حضرت اقدس مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس الہام میں خدا تعالےٰ نے ایکدفعہ اپنے آپ کو سورج فرمایا ہے اور مجھے چاند اور دوسری دفعہ مجھے سورج فرمایا ہے اور اپنے آپکو چاند یہ ایک لطیف استعارہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ نے میری نسبت یہ ظاہر فرمایا ہے کہ میں ایک زمانہ میں پوشیدہ تھا اور اسکی روشنی کے انعکاس سے میں ظاہر ہوا اور پھر فرمایا کہ ایک زمانہ میں وہ خود پوشیدہ تھا

پھر وہ روشنی جو مجھے دی گئی اس روشنی نے اسکو ظاہر کیا یہ ایک مشہور مسئلہ ہے۔ نور القمر مستفاد من نور الشمس یعنے چاند کا نور سورج کے نور سے فیض حاصل کرنے والا ہے پس اس الہام میں اول خدا تعالےٰ نے اپنے تئیں سورج قرار دیا اور اسکے انوار اور فیوض کے ذریعہ سے مجھ میں نور پیدا ہونا بیان فرمایا ہے اس لئے میں قمر کہلایا پھر چونکہ میری روشنی سے جو مجھے دیگئی اسکا نام روشن ہوا اس لئے اس بنا پر مجھے سورج قرار دیا گیا اور خدا تعالیٰ نے آپکو قمر قرار دیا کیونکہ وہ میرے ذریعہ سے ظاہر ہوا اور اس نے اپنا زندہ وجود میرے وسیلہ سے لوگوں پر نمایاں کیا یہ شمس و قمر کا خطاب الہام کے دوسرے حصہ کی تشریح ہے کہ انت منی و انا منک یہ ایک ایسی نظیر ہے جو انسان کے وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔ یہی حکمت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بھی قمر کو مقدم بیان فرمایا جیسے الہام میں یعنے پہلے تو گمنام اور پوشیدہ ہوگا اور خسوف میں اور اللہ تعالےٰ کی روشنی کے انعکاس سے تو ظاہر ہوگا پھر ایک زمانہ میں خود کسوف میں ہونگا پھر اس روشنی سے جو تجھے دی جاوے گی یہ روشنی مجھے ظاہر کر دے گی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب یہ نشانات آسمانی ظاہر ہو جاوے گا اسوقت سمجھدار انسان جسکے اندر ضد نہیں وہ تو بول اٹھیگا کہ این المفر یعنے اب تو دلائل اور بحث سے بات گذر گئی اب انکار اور بحث مباحثہ اور بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ كَلَّا لَا وَزَرَ خبردار بھاگنا کیا اب تو شامت انکار کے سبب طاعون و زلازل آجاینگے اور اونکو کوئی جائے پناہ نہ رہے گی۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ اب تو جائے قرار سوائے رب کے اور کوئی نہیں یعنے جو صدقدل سے مسیح موعود کو مان لینگے اللہ تعالےٰ کے فضل سے بچ سکتے ہیں (۱۰) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۱۸/۱۳

اللہ تعالےٰ مومنین صالحین کے ساتھ جو تم میں سے ہوں اس طرح وعدہ کرتا ہے جسطرح تم سے اگلوں یعنے موسوی شریعت والوں کے ساتھ کیا تھا کہ ان کو خلیفہ بناتا رہے گا۔ اور حسب الحکم كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کی آخری خلافت میں یہ مثلیت ہوگی کہ جیسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام چودھویں

صدی پر خدائی خلیفہ ہوئے تھے اسیطرح اس امت میں بھی خاتم الخلفا چودھویں صدی پر ہوگا۔ اس آیت شریف میں صرف پیشگوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ اس کے آخر پر فرمایا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اسکا منکر فاسق ہوگا

(۱۱) يَا بَنِيْ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۸/۱۱ یعنے اے اولاد آدم ضرور ضرور تمہارے پاس رسول آئینگے اور اللہ تعالےٰ کی آیات تم پر پڑھینگے۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ اس سے مراد آیات قرآنی ہیں ابن کثیر نے لکھا ہے سیبعث الیہم رسلا ان کی طرف ضرور ضرور رسول بھیجیگا۔ شاید کوئی مخالف اسجگہ یہ دہوکہ دے کہ بنی آدم سے مراد قبل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لوگ ہیں تو اس دہوکہ میں آنا نہیں چاہئے اوّل جہاں گذشتہ انبیا کا ذکر ہوتا ہے وہاں بطور حکایت ذکر ہوتا ہے بخلاف اس کے یہاں نون موکدہ کے ساتھ اس مضمون کو موکد کر دیا ہے۔

دوسرا یہ سورہ بنو جرہم کے جواب کے لئے نازل ہوئی کہ وہ ننگے طواف کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو فرمایا تم تو آدم کی اولاد ہو وہ ایسا لباس کا پابند تھا کہ جب کسی سبب سے مجبوراً بلا اختیار خود ننگا ہو گیا تو درختوں کے پتوں سے اپنا بدن ڈہانک لیا۔ تم اسکی اولاد کا دعوےٰ کر کر اور پھر یہ دعوےٰ کر کر کہ وجدنا علیہ اباءنا پھر اپنے اس اب کے برخلاف ننگے ہوتے ہو اس قسم کے الفاظ وقت ضرورت قرآن مجید میں خصوصًا استعمال ہوتے ہیں جیسے یا ابن ام اے ماں کے بچے۔ یعنے جب موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو غضبناک ہوکر پکڑا تو انہوں نے زیادہ رحم دلانے کے لئے یا ابن ام کہا اسی طرح یا بنی اسرائیل۔ اللہ تعالےٰ یہود کو شرم دلانے کے لئے اس لفظ سے مخاطب کرتا ہے کہ تم جسکی اولاد ہو وہ تو خدا کا بہادر سپاہی تھا۔ تم کیسے ناخلف پیدا ہوئے۔ غرض یہاں بھی اللہ تعالےٰ نے انکو یا بنی آدم سے مخاطب کیا ہے۔

(۱۲) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۲۸/۳ لکھدیا ہے اللہ نے کہ میں اور میرے رسول ضرور ضرور غالب ہی رہینگے۔

(۱۳) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۲۴/۱۱ ہم ضرور مدد دیتے ہیں

اور مدد دیا کرینگے اپنے رسولوں اور مومنوں کو اسی دنیا میں۔ اگر کہو کہ ان تینوں آیات میں رسل کا لفظ جمع ہے اور مرزا صاحب ایک ہیں۔ اس کا جواب وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کی تفسیر میں یعنی فضیلت نمبر ۱۸ میں مفصل لکھا جاوے گا۔

(۱۴) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ۶/۵ یعنے آج میں نے جو کچھ توحید الٰہی و جزا و سزا و حلال حرام کے متعلق ضروری تھا وہ کامل طور پر بیان کر دیا۔ اور اس نعمت کا اتمام یعنے تمام روئے زمین پر اسکی تبلیغ بھی کر دی یعنے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اب ان کے بعد کسی نبی صاحب شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اس نعمت کی کامل اور پوری تبلیغ تمام روئے زمین پر مسیح موعود کے زمانہ میں تمام ہوگی جو وہ خاتم الخلفاء ہوگا۔ جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اسمیں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کی نہایت ہی عظمت شان بیان فرمائی ہے۔

ایک تو مماثلت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دی گئی۔ ختم نبوت و خلافت میں۔ دوسرا فرض منصبی کے بیان کرنے سے کہ تمام زمین پر اسلام کو پہونچائیگا۔ تیسرا تائید الٰہی کے بیان سے کہ فی الواقع وہ اس منصب کو پورا بھی کر دے گا۔ یعنے تمام روئے زمین پر تبلیغ اسلام کر دیگا جیسے دوسری جگہ فرمایا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۔ چوتھا۔ بلحاظ نفع رسانی کے یعنے اسکے وجود باجود سے تمام روئے زمین کو دینی اور دنیوی منافع حاصل ہونگے۔ پانچواں۔ اس نعمت کو یعنے تمام کیا یعنے اسکے زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے تمام ایسے وسایل اور سہولتیں پیدا کر دیگا جو تبلیغ عام کے لئے اسکے زمانہ میں ضروری ہونگے۔ چنانچہ فرماتا ہے

(۱۵) وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۶/۳۰ جب تمام کتابیں اخبارات اشتہارات اور دوسری خبریں بذریعہ ڈاک مطبع تار کاغذ سازی کی مشینیں ریلوی کے شائع ہونگے۔

(۱۶) وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۴/۳۰ جب اونٹنیاں دس ماہی معطل ہو جاینگی۔ یعنے اونپر سفر نہ کیا جاوے گا کیونکہ انکا نعم البدل ریل موجود ہوگی۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں فرمایا

يتركن القلاص فلا يسعى عليها اونٹنیاں متروک ہو جائینگی یعنے اون پر سفر نہ کیا جاوے گا۔

(۱۷) وَاِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ پ۳۰ دختر کشی کی بابت باز پرس ہوگی کہ بے گناہ کیوں قتل کی گئی۔ یعنے ایسا امن کا زمانہ ہوگا کہ ضعیف سے ضعیف اور بیکس سے بیکس اور کس مپرس سے کس مپرس کی تکلیف اور ظلم کی بابت باز پرس ہوگی۔ کیونکہ ایسے لڑکے سے زیادہ کوئی کس مپرسی کی حالت میں نہیں کیونکہ جو اسکی غمخوار مددگار تکلیفوں کے دور کرنے والے ظالم کے ظلم سے چھڑانے والے ہیں وہی اسکے قاتل ہیں اور ایسے مظالم کی رپوٹ کرنی تھی وہی اس ظلم کے چھپانے کے ساعی ہیں۔ اس لئے اس سے زیادہ کوئی بیکس نہیں جب اسکے متعلق بھی باز پرس ہوگی تو پھر کیسے امن کا زمانہ ہوگا سو یہ بات آج برٹش گورنمنٹ کے عہد مبارک میں ہمکو اللہ تعالے کے فضل سے میسر ہے فالحمد للہ علے ذالک

(۱۸) وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ پ۲۹ جب رسول اپنے وقت مقررہ پر آجائینگے یہاں لفظ رسول جمع ہے یعنے وہ مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء ہوگا۔ یعنے بہت سے انبیاء کا بروز ہوگا جیسے بروز محمدی کے لحاظ سے اسکا نام احمد ہے جیسے حضرت مسیح نے بھی یاتی من بعدی اسمہ احمد میں تصریح فرمائی بروز مسیح کے لحاظ سے مسیح ہوگا بروز کرشن کے لحاظ سے کرشن ہوگا علاوہ اس کے اللہ تعالے نے بذریعہ الہام اور بہت سے انبیاء ابراہیم موسیٰ یوسف داؤد وغیرہ کا بروز بھی فرمایا ہے جنکی تصریح براہین احمدیہ میں مختلف مواقع پر موجود ہے۔

غرض فضائل حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود کہاں تک لکھوں۔ اگر صرف وہی فضائل لکھے جاویں جو قرآن مجید میں ہیں تو یہ خط ایک بڑا رسالہ بلکہ کتاب بن جاتا ہے۔ پھر احادیث اور اقوال اولیاء اللہ اس کے علاوہ ہیں۔

ہاں آپنے فضائل حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ میں ان کا داماد رسول ہونا لکھا ہے۔ اول مرزا دوم۔ اگر دامادی فضیلت ہے تو حضرت ذی النورین زیادہ افضل ہیں۔ کہ جنکے گھر میں دو صاحبزادیاں تیسرا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ پ۲۶ ع۱۴۔ یعنے اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ عزت اسی کی ہوگی جو زیادہ متقی ہوگا۔ اور یہ آیت نسبی رشتہ داری کے موقع پر ہی فرمائی۔ پھر اس کے مطابق امر خلافت میں اللہ تعالی نے حسب وعدہ خود حضرت صدیق فاروق ذی النورین کو الاول فالاول خلافت دیکر اسپر عمل کر کر دکھا دیا۔

چوتھا۔ ایک چور کی سفارش پر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو اسکا ہاتھ بھی کاٹا جاتا اس سے صاف فرمادیا کہ رشتہ داری معاملہ دین میں کوئی چیز نہیں۔

پانچواں۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ پ۲۲ یعنے اے نبی کی بی بیو اگر تم سے کوئی ناجائز کام سرزد ہوگا تو تم کو بہ نسبت اور لوگوں کے سزا زیادہ ہوگی۔

چھٹا۔ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ پ۱۸ یعنے نفخ صور ہونے پر کوئی رشتہ داری کا لحاظ نہ ہوگا۔

ساتواں۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ پ۶ یہود نصاریٰ نے کہا ہم تو خدا کے بیٹے ہیں کہ اولاد انبیاء ہیں اس لئے ہم محبوب بھی ہیں اللہ تعالے نے فرمایا کہ اگر رشتہ داریکا لحاظ ہوتا تو تمکو عذاب نہ ہوتا کیا کسی زانی کو آتشک سوزاک اس سبب سے نہیں ہوتا کہ وہ سید ہے۔

انا مدینۃ العلم و علی بابھا کے تو یہ معنے ہیں کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم لا تعد و لا تحصی دی گئی تھی ان کا ظہور مختلف دروازوں سے ہوگا اور منجملہ اور دروازوں کے حضرت علی بھی ایک دروازہ جیسے ...... بڑے بڑے شہروں کے بہت دروازے ہوتے ہیں۔ ورنہ ایک دروازہ تو چھوٹے سے چھوٹے گاؤں کا بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابہ اَعْلَمُنَا سب سے زیادہ علم والا کہا کرتے تھے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ یہ ایک پیشگوئی ہے جو ٹھیک ٹھیک لفظ بلفظ پوری ہوئی یعنے جیسے خلافت موسیٰ کی حضرت ہارون نہیں سنبھال سکے اور انکی خلافت میں فساد ہوگیا اسی طرح تو بھی خلافت نہ سنبھال سکے گا۔ اور تیرے زمانہ خلافت میں فساد ہوجاوے گا۔ اور جیسے ہارون کو ضعیف سمجھکر قتل کرنے کا ارادہ قوم نے کیا تھا ویسا ہی حضرت علی کو بھی قوم نے ضعیف سمجھکر شہید کر ڈالا قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ پ۹ یعنے اے میری ماں کے بچے قوم نے مجھے ضعیف سمجھکر قتل کرنا چاہا تھا۔

اب غور کرو کہ صرف اسی ایک بات میں مرزا صاحب کی فضیلت کسقدر ثابت ہوتی ہے کہ جو فسادات تیرہ سو سال میں جمع ہوئے ہوئے اور جن فسادات کی عظمت اسقدر تھی کہ تمام انبیاء اپنی اپنی امت کو اس سے ڈراتے رہے ان سب کے ازالہ کے لئے مرزا صاحب مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت قرآن مجید میں انکی کامیابی کی بھی خبر دیدی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ زمانہ ملا جسکی اصلاح اول حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پھر صحابہ کبار علی الترتیب کر چکے تھے۔ اوس زمانہ اصلاح شدہ کو بھی نہ سنبھال سکے۔

علاوہ اسکے مرزا صاحب رفع فسادات اندرونی و بیرونی تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔ اور کامیابی کا تاج اللہ تعالی نے قبل از وقت ہی انکے سر پر رکھدیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ فساد اندرونی جو اسی زمانہ میں صرف جزیرہ نمائے عرب میں پیدا ہوگیا تھا نہ مٹا سکے۔

صرف کسی کا نام شیر یزدان غالب علی کل غالب رکھ لینے سے کوئی شیر اور غالب نہیں بن سکتا کام دکھلانا چاہیئے۔

علاوہ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ الہام نہ قرآن مجید میں ہے نہ احادیث میں اور نہ خود حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ میں مبعوث ہوا ہوں۔ ہاں پیران نمی پرند و مریدان می پرانند والی بات ہے مگر مرزا صاحب نے تو خود دعوے الہام کیا انکی سچائی کی شہادت اللہ تعالے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیگر اولیائ نے آسمان نے زمین نے ستاروں نے طاعون نے منع حج نے زلازل نے وغیرہ وغیرہ نے دی۔

حکیم فضل دین از قادیان

مراسلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اڈیٹر صاحب زاد عنایتہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مندرجہ ذیل چند سطور اپنے اخبار میں درج فرما کر مشکور فرما دیں۔

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ
کا
ایک اور نشان

حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کے الہام بالا کے چند مخالفین یہاں نشانہ ہوئے ہیں۔ اور نہایت کھلے طور پر نشان ظاہر ہوا ہے۔ لیکن ایسے نشانوں سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جن میں سعادت کا کوئی مادہ باقی ہو۔ یہاں ایک پارٹی حضرت اقدس کے مخالف اشخاص کی تھی۔ جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تکذیب اور ان کی تعلیم پر نکتہ چینی اپنا فرض سمجھ رکھا تھا۔ ان مخالفین میں سے قاضی محمد اکبر خان مخالفت اور بدگوئی میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔ اور احمدی جماعت کے افراد کے ساتھ لڑنا۔ جھگڑنا۔ اسی کا کام تھا۔ جب تک وہ یہاں بہ حیثیت سرکاری عہدہ دار کے رہا۔ علاوہ دیگر فرائض کے مرزا صاحب کی بدگوئی اور غیبت کرنا اوس کا بڑا فرض تھا۔ آخر کار اسکی زبانی مناظرات و خرافات کا نتیجہ کتاب مسمی بہ موازنۃ الحقائق میں ظاہر ہوا۔ جو اس نے ہزارہ کے دو تین ملاؤں کی تائید سے زبان فارسی میں لکھی۔ اور اس نے اس کتاب میں یہاں تک غلو کیا۔ کہ یہاں تک لکھ دیا کہ احمدی جماعت کے افراد کا قتل کر دینا گناہ کی بات نہیں۔ اور صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم شہید کے واقعہ شہادت کا ذکر کرتی ہوئی لکھا کہ امیر حبیب اللہ صاحب والی ملک افغانستان کے جملہ گناہوں کی مغفرت کا باعث صرف یہی ایک واقعہ ہو سکتا ہے۔ جو اس نے ایک احمدی کے قتل کرنے میں دلیری سے کام لیا۔ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ کتاب ملک افغانستان میں کسی طرح سے امیر صاحب کی خدمت میں روانہ کی گئی۔ لیکن وہاں سے مصنف کو کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ اور شاید۔ اس غرض سے زبان فارسی میں تحریر کی گئی ہو۔ جو لوگ کہ قاضی موصوف سے ذاتی واقفیت رکھتے ہیں۔ انکو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ اسکی دل میں اس جماعت کی طرف سے کسقدر عناد اور بغض ہے۔ اور میں یہ کہنے کو تیار ہوں۔ کہ وہ حضرت صاحب کے دیگر

دیگر مخالفین دمکفرین سے اگرچہ علم مین بہت کمتر درجہ پر ہے اور علوم دینی سے بالکل نابلد ہے۔ لیکن دشمنی اور حسد مین اُن سے اس کا درجہ کسی طرح سے بہی کم نہین -

مینے مصنف موصوف کی اس اندرونی حالت کی اطلاع اپنے آقا و مولیٰ حضرت امام الوقت کو بہی بذریعہ خط دی - اور بواجہ چند احباب قادیان مین بہی حضرت اقدس کی جناب مین ذکر کرنے کا موقع ملا - کتاب مذکور کو مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہی کیخدمت مین روانہ کرکے التماس بہی راقم نے کی تہی کہ اس کا جواب زبان فارسی مین ہی تحریر فرمایا جاوے تسپر مولانا موصوف نے لکہا کہ مصنف کتاب "موازنۃ الحقایق" اہل علم معلوم نہین ہوتا - اسلئے وہ فاضل امروہی کا مخاطب صحیح نہین اور کہ انہون نے صرف اس عاجز کی تحریک پر کتاب مذکور اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم کو بدین غرض دیدی ہے کہ وہ فارسی مین اسکی لچر و پوچ اعتراضات و خرافات کا جواب لکہین - چنانچہ جن احباب کی خدمت مین اخبار الحکم جاتا ہے وہ اس سے واقف ہین - کہ تہوڑی مدت تک کتاب موصوف کا جواب اخبار الحکم مین بزبان فارسی چہپتا رہا ہے -

اُسی زمانہ سے قبل کہ قاضی موصوف نے حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کا اعلان شروع کیا - حکام بالادست کو اوس کی طرف سے کوئی شکایت نہین تہی - اور وہ آہستہ آہستہ بتدریج ترقی کرتا رہا - لیکن جونہی کہ کتاب "موازنۃ الحقایق" کے مسودات لکہنے اور مرتب ہونے شروع ہوئے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قاضی موصوف پر آفت پر آفت کا سامنا ہوتا رہا - چنانچہ سب سے اول جناب میجر ٹامسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہزارہ کی ناراضگی کا ظہور کئی پہلوؤن مین قاضی موصوف کے برخلاف شروع ہوا جسکو وہ احباب اچھی طرح سے جانتے ہین جو وہان رہتے ہین - چونکہ مصلحت نہین ہے کہ ان تمام ابتدائی واقعات کو درج پبلک اخبار کیا جاوے - اس لئے مین ان کی نسبت سکوت اختیار کرتا ہون اور صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ آخر قاضی موصوف کو اپنی ملازمت ماتحت صاحب بہادر موصوف مشکل نظر آنے لگی اور آپ نے ایک سال سے کچہہ زاید رخصت حاصل کی - اور دوستون مین مشہور کیا - کہ قاضی صاحب نے حج کا ارادہ کیا ہے - اور بیت اللہ تشریف لیجاوین گے - اس عرصہ مین کتاب شایع ہو چکی تہی - اور قاضی موصوف نے کتاب جسکی معمولی طور پر ۶ ریا ۸ ر قیمت ہو سکتی تہی - بہ خیال تجارت یا نفع رسانی خلقت عیصر قیمت مقرر کی - اور دوستون کو خود بخود وی پی کرکے نسخہ جات ارسال کر دئے - شاید یہہ اسلئے ہوگا کہ قاضی صاحب کو حج بیت اللہ مین زاد راہ مین کافی مدد مل جاوے -

لیکن مین بہر حال مشکور ہون کہ مجہے ایک کاپی مفت عنایت کی گئی - جسکو مینے فاضل امروہی کیخدمت مین ارسال کیا تہا -

مجہے ان واقعات کے درج کرنے کی بہی ضرورت نہین ہے - جو درمیان قاضی موصوف و حکام بالادست زبانی طور پر گذری - ہان صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ رخصت حاصل کرکے قاضی صاحب موصوف وطن مالوف تشریف لیگئے - اور تہوڑے عرصہ مین ہی ایک مقدمہ قتل کی وجہ سے جو ان کے کسی نزدیکی رشتہ دار پر ہوا - بہت عرصہ تک متوحش رہے - سُنا گیا ہے کہ وہ رشتہ دار اُس وقت عبور دریائے شور ہو گیا تہا - بہر حال قاضی صاحب موصوف کی اس زمانہ کی زندگی نہایت پریشانی مین گذری - خود اون کے اون خطوط سے ظاہر ہوتی ہے جو انہون نے اس زمانہ مین وقتاً فوقتاً اپنے ان احباب کو لکہے جو اُن کے ہم خیال و ہم زبان تہے - یہہ واقعہ ابہی تازہ ہی تہا کہ ایک دوسرے خون کے مقدمہ مین قاضی صاحب کے برادر حقیقی پر اشتباہ ڈالا گیا - جسمین پہر خلجانی و پریشانی اُن کے لاحق حال رہی - معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ان کا بہائی علاقہ غیر مین چلا گیا تہا - اور قاضی صاحب موصوف کو اس وجہ سے بہی زیادہ حیرانی و سرگردانی تہی - یہہ ہر دو واقعات اسی ایک سال کے اندر اندر کے ہین جب آپ رخصت پر تشریف رکہتے تہے - احباب بڑے شوق سے منتظر تہے کہ اب قاضی صاحب اپنی جگہ پر واپس آکر کرسی عدالت پر رونق افروز ہوتے ہین - کیونکہ رخصت کے ایام گذرنے کے قریب تہے کہ یکایک ایک اڑتی ہوئی خبر کان مین پونچی کہ قاضی صاحب اپنے عہدہ تحصیلداری سے موقوف ہو گئے ہین - اور آخر وہ الہام

"اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ"

کا انکے حق مین نہایت واضح طور پر پورا ہو گیا ہے - سُنا ہے کہ جناب روبیو کمشنر صاحب بہادر صوبہ سرحدی نے جو نہایت ہی بیدار مغز اور منصف مزاج ہین - جو صوبہ سرحدی کے حالات سے نہایت اعلےٰ درجہ کی واقفیت رکہتے ہین ایک بڑے لمبے فیصلے مین یہہ موقوفی کا حکم لکہا ہے - غالباً اس حکم کی نقل سے بہت عمدہ عمدہ امور ظاہر ہون گے - جو اہل بصیرت کے لئے قابل عبرت ہون گے - اور امید ہے کہ پشاور کی جماعت مین سے کوئی احمدی بہائی اس حکم کی نقل اردو انگریزی مین لیکر اور شایع کرواکر لوگون کی دلچسپی کو بڑہا دین گے -

یہہ مختصر حالات ہین اس شخص کے جس نے کتاب "موازنۃ الحقایق" برخلاف حضرت مرزا صاحب امام الوقت لکہی اور خود اسی دنیا مین اپنے ہاتہون سے دو زخ تیار کروایا اور خدا کی وحی کے نیچے آکر خود ذلیل ہو گیا - کیا یہ واقعہ اہل بصیرت کی آنکہین نہین کہولیگا ؟ - اور کیا اہل دل اس سے عبرت نہین حاصل کرینگے ؟ یہہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک دنیا کا کیڑا خدا کے فرستادہ اور مامور کا مقابلہ کرے اور عزت پائے ؟ - اگر ایسا ہو تو دنیا مین اندہیر مچ جاوے - اور خدا کے پرستارون کی بے وقعتی شہرۂ آفاق ہو جاوے -

مسلمانون کو چاہیئے کہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرین اور بتلائین کہ کیون ایک دنیادار اپنی دنیاداری کے رنگ مین ہی پکڑا گیا اور ذلیل ہوا - کیا اس سے بڑہکر بے عزتی ایک شخص کے لئے ہو سکتی ہے کہ تحصیلداری کے عہدہ سے موقوف کر دیا جاوے - جس کی حصول کے لئے اپنی زندگی کا بہترین حصہ خرچ کیا ہو - اور اس طرح مامور کی مخالفت کرکے خود اپنی ذلت اور خواری کا بیج اپنے ہاتہون سے بوئے -

باقی ان کے یاران طریقت کا حال جنہون نے مرزا صاحب کی مخالفت کی پہر کبہی تحریر کرون گا - لیکن اتنا عرض کئے بغیر نہین رہ سکتا کہ ان مین سے ہر ایک پر کوئی نہ کوئی سخت مصیبت اسی قسم کی پڑی جیسی کہ مصنف کتاب پر - وہ بہی عہدہ داران سرکاری تہے - دو موقوف ہو گئے - اور ایک عرصہ تک معطل رہا - انکے حالات دوسری دفعہ ابلاغ خدمت کرونگا - یہہ نشان ہر طرح سے پورا ہوا -

فالحمد للہ علےٰ ذالک

والسلام
عاجز نور احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حاجی علیجان صاحب دہلوی مرحوم کی مسجد اور اوسکی اہلِ حدیث

حضرات اہل حدیث کو خصوصاً اور دیگر اہل اسلام کو عموماً واضح ہو کہ مسلمانان مدعیان عمل بالحدیث کی اخلاق فاضلہ اور تبحر علم کے نمونے اگر دیکہنے منظور ہون تو ہمارے مندرجہ ذیل واقعہ کو سُنکر اس باغ کی بہار کا اندازہ کر لین - اگرچہ مین بہی اہل حدیث ہون اور منشی محمد یعقوب صاحب بہی اہل حدیث ہین جنکا ذکر اس بیان مین آگے چلکر آوے گا مگر خدا کا شکر ہے کہ مین غالی اہل حدیث نہین ہون اور نہ ایسا عامل بالحدیث ہون کہ مقلدون کی بہی کان کاٹون یعنے جس طرح وہ تقلید مین باوجود تحقیق ہو جانے کسی مسئلہ کے پہنسے رہتے ہین اوسیطرح مین بہی حدیث کو قرآن کا قاضی اور حاکم سمجہون اور مستغیث قرآن کو حدیث کی عدالت مین پیش کرون -

اللھم احفظنا من ھذہ العقیدۃ الفاسدۃ -

اب وہ واقعہ بیان کرتا ہون جو عاملان بالحدیث اور وارث انبیا کے علوم اخلاقی کا نمونہ ہے - چند یوم ذکر ہے کہ یہ عاجز ہمراہی اپنے ایک دوست منشی محمد یعقوب صاحب اہل حدیث بغرض ادائے نماز مغرب حاجی علی جان صاحب مرحوم کی مسجد واقعہ کوچہ خانچند مین گیا - جماعت اول ہو چکی تہی - خاکسار نے منشی صاحب سے کہا آپ نماز پڑہا دیجے منشی صاحب نماز پڑہانے لگے اور چند اشخاص دیگر بہی جو بعد مین آئے تہے شامل جماعت ہو گئے بعد ادائے سلام مولوی احمد اللہ صاحب امام مسجد ہذا نے جو کہ اپنے زعم مین بڑے عامل بالحدیث اور مناظرہ میں بہی آپ بے نظیر ہیں ایک طالب علم کو بہیجا کہ جاکر دریافت کرو - منشی صاحب کا مذہب کیا ہے ؟

طالب علم - آپ کون ہین اور آپکا مذہب کیا ہے ؟

منشی صاحب - مین مسلمان ہون محمدی المذہب ہون -

طالب علم - تم قادیانی تو نہین ہو ؟

منشی صاحب - مین پانی پت کا رہنے والا ہون -

یہہ باتین ہو رہی تہین کہ ایک اور مولوی صاحب جو یہہ اپنے تئین بڑا موحد - متقی اور پکا اہل حدیث

سمجھتے مین کہ طالب علم سے کہنے لگے کہ ان سے پوچھو تمہارا عقیدہ کیا ہے "

افسوس ہے آپ کے علم اور عقل پر کہ ایک شخص اقرار کر رہا ہے کہ مین مسلمان ہون۔ اور نماز بھی اہل حدیث کی طرح آمین بالجہر اور رفع یدین کے ساتھ پڑہائی ہے۔ علاوہ ازین یہہ کہ منشی صاحب سے آپ کی ملاقات بھی دیرینہ ہے اور پھر دریافت کرتے ہین کہ عقیدہ تمہارا کیا ہے؟ سبحان اللہ باوجود مولوی اور مدرس ہونے کے بھی آپ کو آجتک خبر نہین کہ اہل اسلام کا عقیدہ کیا ہوتا ہے۔ اسی گفتگو مین ایک اور اہل حدیث فرماتے ہین۔ کہ تم مرزا قادیانی کو کیسا سمجھتے ہو؟ اس عاجز راقم مضمون نے کہا کہ ہم مرزا صاحب کو تمام دنیا کے موجودہ مسلمانون سے افضل جانتے ہین۔ بس اتنا کہنا تھا کہ ؎

چارون طرف سے کفر کا انبار لگ گیا
گویا کہ اون کی جان پہ ہتنیار لگ گیا

اور مکفرین کا گروہ مقابل مین یہ کہہ رہا تھا کہ تم بھی کافر ہو جب تک مرزا کو کافر نہ کہو۔ دیکھئے عاملان بالحدیث یہہ ہے مسجد اہل حدیثون کی جس مین سہسوانی جیسا فاضل درس قرآن وحدیث سنایا کرتا ہے اس روزمرہ کے درس وتدریس سہسوانی کی یہ تاثیر ہوئی کہ کس زور شور سے مسجد مین کفر کی بارش ہو رہی تھی۔ اسی باران کفر مین ایک حنفی صاحب بھی دیو کیطرح برس پڑے یہ ایک بازاری آدمی ہے اور گوٹہ فروشی کا کام کرتا ہے اور ساری عمر اسکی گندم نمائی جو فروشی مین گذر گئی ہے۔ حقیقت مین یہ شخص حنفی المذہب بھی نہین ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا ہے کہ جس شخص مین ننانوین وجوہ کفر کی ہون اور ایک علامت اسلام کی اوسکو بھی کافر مت کہو۔ مگر اس مقلد نے امام اعظم صاحب کے حکم کو بھی قرآن وحدیث کیطرح ایک صادق کی عداوت کے باعث بالائے طاق رکھکر برسون کا کفر جو پیٹ مین بھر گیا تھا ایک دفعہ ہی اُگل دیا اور صحن مسجد مین سب وشتم کا وظیفہ۔ لعن طعن کا ورد ایسا شروع کیا گویا ان کا عمل بالحدیث اور تقلید امام صاحب کا نظر آگیا اسپر اس کمترین نے گروہ مکفرین اسلام سے یہہ سوال کیا کہ مسلمانون کو کافر بنانے کی تمہارے پاس قرآن وحدیث سے کوئی دلیل بھی ہے۔ تو جہٹ سے ایک نیم ملا خطرۂ ایمان بول اُٹھے کہ قرآن سے دلیل سنو۔

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۔ سبحان اللہ کیا دلیل فی البدیہہ اور لاجواب ہے درحقیقت مرزا صاحب نے سچ فرمایا ہے مین ملانون کے حق مین کہ ؎ مردہ اند وفہم شان مردار ہم۔

مجھے ان کی اس قرآن دانی اور قوت بیانی پر ہنسی بھی آئی اور افسوس بھی ہوا۔ اسی خیال مین یہ نظم بھی بنے لکھی ہے۔

یہ قرآن دانی غضب ڈہا رہی ہے ۔۔۔ مجھے پیٹ بھر کر ہنسی آرہی ہے
گھٹا انپہ اب جہل کی چہا رہی ہے ۔۔۔ حدیث انپہ لعنت بھی برسا رہی ہے

پہر ان بیوقوفون کی تقریر دیکھو
اور ان بے تمیزون کی تکفیر دیکھو

نہیں دین مین انکو کچھہ بھی لیاقت ۔۔۔ کہ ظاہر ہے باتون سے انکی حماقت
حدیثون پہ چلنے کی ہے یہ علامت ۔۔۔ مسلمان کو کافر کہین از جہالت

فقط جانتے ہین یہ کہانا کمانا
امامت کا کرنا نمازین پڑہانا

خدا کیلئے کام ان کا نہین ہے ۔۔۔ امامت جماعت یہ سب عارضی ہے
یہہ وعظ ونصیحت بھی اک سرسری ہے ۔۔۔ یہہ بس ایک تنخواہ کی حاضری ہے

کہیں جہاڑو دینے پہ ان کا گذرا
کہین پانی بھرنے پہ ان کا سہارا

نہ ہے علم قرآن نہ قوت بیانی ۔۔۔ یہ ہیں سارے دعوے بس انکی زبانی
حیات مسیح ہے انہون نے جو مانی ۔۔۔ لئے پھرتے ہیں اک پرانی کہانی

نہ قرآن مین ذکر اسکا کہیں ہے
حدیثون میں ملتا نشان تک نہین ہے

نہ قرآن پر انکی مطلق نظر ہے ۔۔۔ احادیث پر بھی نہ انکا گذر ہے
بنے مولوی پر نہ انکو خبر ہے ۔۔۔ خدا ہے کہان اور کعبہ کدہر ہے

کہیں لام تاکید نون ثقیلہ
اسی طرح کرتے ہیں یہ مکر وحیلہ

راقم عبدالقادر عرف مستری قادر بخش برف خانہ کوڑیا پل دہلی اہل حدیث وخریدار اخبار اہل حدیث ۲۰ اپریل

ایک اور نشان ظاہر ہوا

بنگر اے قوم نشانہا خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانے است کبیر

اللہ تعالے کے مرسلین کی تکذیب اور ان سے استہزا کرنا کبھی اچھے اور نیک نتائج پیدا کرنے کا موجب نہین ہوا۔ مرسلین وماموریں کی تاریخ پڑہو اور خدا کے راستباز بندون کے کوائف اور سوانح پر نظر کرو تو اس کتاب کے اوراق کا ایک بڑا حصہ خون سے لکہا ہوا نظر آئیگا۔ یہہ خونی اوراق خدا تعالے کی ان قہری تجلیون کے ظہور کو دکہاتے ہین جو آیات اللہ کے مکذبین پر جلوہ گر ہوئین۔

افسوس ہم جو مسلمان کہلاتے ہین اور قرآن کریم پر ایمان لاتے ہین باوجودیکہ قرآن مجید مین ایسے لوگون کے انجام کو پڑہتے ہین مگر پڑہتے ہوئے نہین سمجھتے اور سنتے ہوئے نہین سوچتے۔ اسلئے کہ جب خدا تعالے کا مامور ہم مین آیا تو اکثرون نے اسی سنت قدیمہ کے موافق استہزا اور تکبر کے ساتھہ اسکا مقابلہ کیا اسنے ہر چند ڈرایا اور خدائے غیور کے عذاب سے متنبہ کیا مگر زمانہ کے امتداد کے ساتھہ طبیعتین کچھہ ایسی سخت اور دل کچھہ ایسے مسخ ہو چکے تھے کہ اسکی انا اول المومنین کی آواز سنتے ہوئے بھی اسے دجّال اور کذاب کہا گیا۔ آہ! اوسکی تخریب اور استیصال کے لئے جہانتک انسانی طاقتیں تجاویز اور مکاید کر سکتی تہین کی گئین۔ کرنے والے باوجودیکہ اپنے منصوبون مین نامراد رہے مگر اس قساوت قلبی کا برا ہو کہ اسنے پھر بھی ماننے ندیا۔ چاہئے تو یہ تہا کہ اپنی ناکامی اور نامرادی کو دیکھہ کر اللہ تعالےٰ کی اس نصرت اور تائید سے حیران ہو جاتے جو اس راستباز کی ہو رہی تہی اور ہو رہی ہے جسے انہون نے کاذب سمجہا مگر نہین اسپر بھی دلیری اور بے باکی اور بڑہی۔ نشان پر نشان دیئے گئے۔ لیکن یہ لوگ اپنے منہ پھیرتے رہے۔ آخر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اپنی قہری تجلیون کا سلسلہ شروع کیا اور قحط۔ طاعون۔ زلزلہ اور دیگر امراض جان ستان نے دنیا کو حیران کیا مگر افسوس ہے نادان انسان تو ان بلاؤن کو بھی اپنے سر لیتا ہوا معرفت کیطرف قدم نہین اُٹھاتا۔ عام نشانات کو چہوڑکر مختلف قومون کو مختلف قہری نشان دیئے گئے لیکن فائدہ اٹھانیوالے بہت ہی کم نکلے۔ پھر عام نشانون مین ایک خصوصیت کا رنگ پیدا ہوا اور اِنِّي مُهِينٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ کے نشان نے مختلف صورتون مین جلوہ نمائی کی۔ نہ ماننے والون نے بے عزتیان سہین تکالیف دیکہین مگر ڈہٹائی کو نہ چہوڑا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پس ایسے لوگ ہر نشان کو دیکھہ کر منہ پھیر لیتے ہین۔ انکے لئے کسی نئے نشان کی تلاوت اور ذکر شفا مفید نہ ہو۔ مگر جیسا کہ تجربہ نے دکہایا ہے کہ سعادتمندون نے ہر نشان کے ظہور پر فایدہ اٹھایا اور خدا تعالے کی طرف ایک قدم اور بڑہایا ہے اسلئے مین اس عظیم الشان نشان کو ظاہر کرتا ہون جو ابھی اسی مہینے مین جمون مین ظاہر ہوا۔ اور جہان خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ ایک مکذب مفتری کو کہا گئی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جمون مین چراغدین نام ایک شخص تہا جسے الہام کا بھی دعوے تہا اور وہ اولاً اس سلسلہ مین شامل ہونیکا مدعی تہا۔ مگر بدقسمتی سے اسنے ایک رسالہ لکہا جس مین خدا تعالے کے قایم کردہ سلسلہ کی سخت ہتک کی اور اسمین بڑی بڑی تعلیان کین خدا تعالے کے مبارک سلسلہ کے اولین اور سابقین انصار کی توہین کی اور خود رسالت کا مدعی ہوا۔ اسپر حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دافع البلاء نام کتاب مین بڑی وضاحت کے ساتھہ اسکی اس رسالت کی اصلیت کہولدی اور اسکو خدا تعالے کے آنیوالے غضب سے ڈرایا مگر اسکے سر پر شامت اعمال کا جن سوار تہا۔

کچھہ دنون بعد عیسائیون کی صحبت اور انکے دام تزویر نے اسپر اور ملمع کیا اور اسنے کہلم کہلا خدا کے برگزیدہ بندہ کی توہین کی اور معاذ اللہ مسیح موعود کو دجّال قرار دیکر آپ اسکی ہلاکت کا مدعی ہوا۔ وہ نہین جانتا تہا کہ پہاڑ سے سر ٹکرا کر سر سلامت رہنے کا خیال ایک بیہودہ خیال ہوتا ہے۔ بس کتاب مین جسکا نام منارۃ المسیح ہے۔ اسنے بہت کچھہ سب وشتم سے کام لیا ہے۔ اور عیسائیون نے اسکی حمایت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا۔ نام کے مسلمان اخبار نویسون نے محض سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عداوت کیوجہ سے اسکی بیہودہ اور مخرب اسلام کتاب کی تعریف کی اور اسکی بیباکی کو بڑہایا۔ اور اس نے ایک اور کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر اسکی شوخیون نے اسکا پیالہ لبریز کردیا تہا آخر خدا تعالے کے قہر اور غضب کی بجلی اسپر گری اور طاعون کے جیسا کہ رسالہ دافع البلاء مین پیشگوئی مذکور کے اندراج کا مفہوم تہا اسے پکڑ لیا اور ایک ہی ہفتہ کے اندر اسکو تباہ وبرباد کردیا اور اسطرح خدا کی باتین پوری ہوئین جو قبل ازوقت شائع ہو چکی تہین۔ چراغدین کا گھر برباد ہوگیا اسکے دو بیٹے اسکے سامنے ہلاک ہوئے اور پہر وہ خود مبتلا ہوا اور خدا تعالے کا شکوہ کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔

یہہ کیسا عبرت کا مقام ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔ وہ شخص جو مدعی رسالت تہا جو مسیح کا رسول بنا اور اسنے حقیقی مسیح موعود کو دجّال ٹہرایا اور اسکے ہلاک کرنے کی رسالت کا مدعی ٹہرا وہ خود ہی ہلاک ہوتا ہے اور اسطرح پر ہلاک ہوتا ہے جسطرح خدا کے مامور نے قبل ازوقت کہا تہا۔ کیا یہ خدا کا نشان نہین؟ سوچو اور غور کرو۔

اس لحاظ سے کہ ہماری جماعت کا ایمان بڑہے اور دوسرے سعادتمندون کو فائدہ پہونچے۔ مین ذیل مین اصل پیشگوئی درج کرتا ہون آپ اسی بار بار پڑہین اور غور کرین۔

دیکھو دافع البلاء (صفحہ ۹ الغایت ۲۴) خصوصاً عبارت ذیل:

"چراغ دین کی نسبت مین یہ مضمون لکہہ رہا تہا کہ تہوڑی سی غنودگی ہوکر مجھکو خدائے عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

" نزل بہ جبیز "

یعنی اسپر جبیز نازل ہوا۔ اور اسی کو اس نے الہام یا رؤیا سمجھہ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہین جس میں کوئی حلاوت نہ ہو۔ اور مشکل سے حلق مین سے اُترے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہین جسکی طبیعت مین کمینگی اور فرمائگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو اور اس جگہ لفظ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہین جن کے ساتھہ آسمانی روشنی نہین "

" رات کو عین خسوف قمر کے وقت مین چراغ الدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا۔ إِنِّي أُذِيبُ مَنْ يُرِيبُ مین فنا کردونگا مین غارت کردونگا مین غضب نازل کرونگا اگر اسنے شک کیا اور اسپر ایمان نلایا۔ اور رسالت اور مامور ہونیکے دعوے سے توبہ نہ کی "

ہمارے مخالف ذرا سوچکر بتائین کہ کیا یہ نشان بھی پورا نہین ہوا؟ مگر وہ اسکی بھی تکذیب کرین گے جو ان کی عادت بنائی ہے تو وہ یاد رکھین کہ خدا تعالیٰ انہین نشان

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو ابینی شہابینی بغرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ

نمبر ۱۴ — قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ صفر سنہ ۱۳۲۴ھ — جلد ۱۰

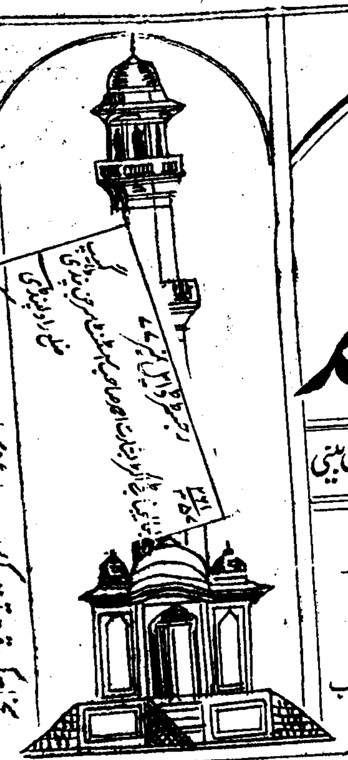

فہرست مضامین

(۱) انجمن حمایت اسلام کا جلسہ - بزرگون کی اطاعت کا فائدہ - شاعرانہ مذاق - مزار مخدوم الملة + تازہ الہامات و کشوف - صہ ۱
(۲) خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نیا ظہور } صہ ۲ - ۳
ثناء اللہ امرتسری کی کرتوت }
استفسار اور ان کے جواب - صہ ۴ تا ۱۱
اشتہارات صہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے - جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرین ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا - منیجر -

انجمن حمایت الاسلام کا جلسہ

(۱) اس جلسہ میں ابو الکلام ایک لائق لکچرار نے "اسلام زمانہ آیندہ میں" پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آجکل بلحاظ علوم و فنون و تمدن و حصول ذرائع اشاعت و تحریکات مذہبی کے عیسائیت ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دین اسلام کے مقابل ہے - اس فقرے سے اتنا ثابت ہوگیا کہ یہ زمانہ صلیبی زور کا زمانہ ہے - پھر کہا کہ یہ مذہب عیسوی ہرگز آیندہ زمانے میں مہذب اقوام کا مذہب نہیں رہ سکتا کیونکہ اسکی بنا اس لغو عقیدہ پر ہے کہ "مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا" حالانکہ اسلام میں ایسے خوارق کا نام و نشان نہیں - آپ کے ایسا کہنے پر تین چار ہزار سے زیادہ مسلمانون سے ایک بھی نہیں بولا - اور نہ اسکی تردید کی - اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مساعی جمیلہ کے مشکور ہو رہے ہیں - بس یہی بات ہے جسے حضور مسلمانون کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں - لیکن تعجب یہ ہے کہ کسی احمدی کی زبانی یہ بات سنیں - تو اس کا تو سن نفس چراغ پا ہو جاتا ہے -

(۲) میان عبد العزیز صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے لکچر کے دوران میں کہا کہ میری آرزو ہے - ایک امام ہو اور کروڑ مسلمان آمین کہنے والے - اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت امام کو سب تسلیم کرتے ہیں - مگر آنکھوں پر کچھ ایسا پردہ پڑا ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے -

(۳) ایک شاعر نے بر سر اجلاس یہ شعر بڑا جوش سے مکرر پڑھوایا اور بڑی خوشی و توجہ سے سنا گیا -

ہے جانتے ہو وقت نزول عیسیٰ ہم - مگر کچھ چارہ نہ رہ دل مجبور ہو جائے
اس سے معلوم ہوا کہ نزول مسیح کا وقت یہی ہے جبھی تو طبائع ایسی بیقراری کیساتھ انتظار کر رہی ہیں - (محمد ظہور الدین - اکمل)

بزرگونکی اطاعت کا فائدہ میں قادیان میں اپنے سید و مولی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت حاصل کر چکا تھا گھر اپنے آنیکے وقت سے اطلاع دیدی تھی - چہ سات اور دوستون کو بھی لکھدیا تھا کہ فلان روز ملونگا - چونکہ مجھے بخار ہو رہا تھا اسلئے طبیعت سخت گھبرائی ہوئی تھی - ان حالات کے ماتحت مینے اپنے محسن مخدوم (از من بر من مہربان تر) حکیم الامة سلمہ اللہ سے اجازت طلب کی - تو آپ نے خدا جانے کس نور کشف سے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کل آپ جائیں - اگرچہ اجازت کا ملنا مجھے سخت ناگوار گذرا - مگر مینے اپنے بزرگ کے ارشاد کی تعمیل طوعًا و کرہًا کر دی - کرنا مینے اسلئے کہا کہ طبیعت گھبرا رہی تھی اور کئی دوستون سے وعدہ خلافی لازم آتی - اب مجھے انعام کیا ملا - کہ صبح ایک جنازہ ہو گیا اسکی تجہیز و تکفین میں مجھے کئی ایک مسائل معلوم ہوئے - حضرت امام الزمان کی امامت میں نماز جنازہ نصیب ہوئی اور یہ فخر باہر رہنے والوں میں سے کسی خاص خوش نصیب ہی کو ملتا ہے - پھر دیکھیے کہ جس یکہ پر مینے جانا تھا اس آٹھ آنے مقرر تھے - ایک برات آگئی اور ہم دو آنے دیکر بٹالہ تک پہونچے - اسکے علاوہ چار اور فوائد ہیں جن کا تعلق میری قلبی ذوق و دلی آرزو سے ہے عام طور سے ظاہر نہیں کر سکتا - ہان یہ بھی سن لیجئے کہ رستے میں کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ میں وقت مقررہ پر ہی گھر پہنچ گیا - رستے میں ایک کام جسکے لئے تین دن تھے - دو دن میں ہو گیا اسطرح وعدہ خلافی بھی نہ ہوئی - (اکمل)

شاعرانہ مذاق بعض لوگون کا خیال ہے کہ قادیان میں ملان خیالات کے لوگ ہی رہتے ہین - لیکن میں انہیں بتاؤنگا کہ انمیں زندہ دلی بھی ہے صرف دینی خیالات کیوجہ سے ان امور کو لغو سمجھکر ان کی طرف توجہ نہیں کرتے -

مکرم و معظم میر ناصر نواب کے ہاتھوں میں پھول تھے - آپ نے ایک شاعر رفیق کو دیکھکر فی البدیہ کہا ؎

گلدستہ بنا کے لائے ہیں ہم | ہاتھوں میں ہمارے ہے یہ تاثیر
احباب کی آنکھ میں ہیں پھول | اور چشم عدو کی واسطے تیر

دوسرے مہربان نے فی البدیہ کہا

چند گل را بدست خود بستہ | کردہ نام آن تو گلدستہ
آن نہ گلدستہ بود بل گل چند | وہ چہ بود انتشا گلدستہ

مزار مخدوم الملة رضی اللہ عنہ اکمل اس پاک مزار پر صبح جیکہ گریبان سحر چاک ہو چکا تھا - اور چشم شفق خون آلود ہی گیا - دیکھا کہ ایک کچی قبر میں وہ شیر نیستان فصاحت سوتا ہے - دیکھتے ہی جی بھر آیا اور یہ چند اشعار زبان ما سف بیان سے نکل گئے - ناظرین مجھے معاف فرمائیں اگر ان میں کوئی غلطی ہے یا خاص ترتیب نہیں کیونکہ یہ بے اختیاری کی کیفیت میں نکلے ہیں کچھ تبدیلی نہیں کی جیسے اسوقت منہ سے نکلے ویسے ہی لکھ دیئے -

انوار حق برستے ہیں تیرے مزار پر | نازل فرشتے ہوتے ہیں اس مرغزار پر
عبد الکریم مرتے ہیں تیرے فراق میں | ہان اک نگاہ لطف ہو اس سوگوار پر
سوتا ہے تو تو خبر نہیں تجھکو کیا خبر کیا ہاں | کیا کیا گذر رہی ہے دل بیقرار پر
بار بار روئے منور دکھا مجھے | کچھ رحم کرکے حال عقیدت شعار پر
قرآن سنا ہمین اودی لحن میں | بجلی گرے دل پر اضطرار پر
ڈوبا ہوا وہ ذوق میں تیرا کلام تھا | تاثیر ڈالتا تھا عجب دل فگار پر
وہ عاشقانہ رنگ لا ویز تھا عجب | یاد آ چلا مجھے اسی طرز خمار پر
ہان یاد آتی ہے مجھے دن رات بار بار | نگہ کرم تھی آپ کی جو خاکسار پر
شیعہ کو کیا دبایا کہ خاموش ہو گئے | صد آفرین طرز کلام نگار پر
کر دینا محو آپ کو حب برکتیں ہیں | یہ ختم ہو چکا ہے جو انگ یار پر
اٹھ دیکھ تیرے چاہنے والی کا کیا حال | لپٹے ہوئے ہیں جو منگ مزار پر
تیرا امام پاک ترقی کی دوڑ میں | سبقت لے پہنچ گیا اعلیٰ منار پر
ایسا کیا ہے زلزلہ نے سب کو مضمحل | بالکل ہو اس باختہ پھرتے ہیں کار پر
یا رب مجھے بھی ایسا ہی اخلاص بخشدے | عبد الکریم سی ہو امامت ہزار پر
جنت میں تجھکو اعلیٰ مدارج نصیب ہوں
اکمل ترا چمن رہے دائم بہار میں

تازہ الہام اور کشوف

۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء - فرمایا آج رات بیماری کی حالت میں الہام ہوا تھا
"اِشْفِنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَارْحَمْنِیْ"
ترجمہ - مجھے اپنی طرف سے شفا بخش اور رحم کر -
فرمایا - چند روز ہوئے - کہ کشفی نظر میں ایک عورت مجھے دکھلائی گئی - اور پھر الہام ہوا -
"وَیْلٌ لَّهَا وَلِبَعْلِهَا" [الامرأة و بعلها]
ترجمہ - اس عورت کے لئے عذاب مقدر ہے اور اس کے خاوند کے لئے بھی -

خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کا نیا ظہور

خدا تعالیٰ کے راستبازوں کی تکذیب اور استہزا کبھی اچھے نتیجے پیدا نہیں کیا کرتا۔ پچھلے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اللہ تعالیٰ کی اس قہری تجلّی کے نئے ظہور کا مختصر سا ذکر کیا ہے جسنے اٹلی میں ماتم برپا کر دیا ہے۔ چونکہ الٰہی سلسلہ کے لوازمات میں سے یہہ امر ہے کہ بعض امور میں ابتلا کا پہلو ساتھ ضرور رکھتے ہیں اسی وجہ سے باوجودیکہ اس تباہ کن زلزلہ کی خبر پر جو کوہ ویسویس کی آتش فشانی کے ساتھ آیا عبرت حاصل ہونی چاہیئے تھی مگر خدا سے دور بیجانے والی روحیں لوگوں کو یہہ کہکر گمراہ کر رہی ہیں کہ اٹلی کے زلزلہ کو قادیانی پیشگوئیوں سے کیا تعلق؟

افسوس یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ الہام الٰہی کل دنیا پر حاوی ہے اور حضرت حجۃ اللہ کی رسالت اپنے متبوع اور مخدوم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خادم ہو نیکی حیثیت سے کل دنیا کے لئے ہے اور وہ الہام جو اِن تعالیٰ کے زور آور حملوں کا ہے اس میں صاف طور پر دنیا کا لفظ ہے جیسا فرمایا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

اب دنیا اگر کل معمورہ عالم سے مراد نہیں تو کیا خاص قطعہ ہے؟ علاوہ بریں ۹ مارچ کو جو پیشگوئی نظم میں زلزلہ کی شائع کی گئی ہے اسمیں صاف طور پر اپنے فرمایا ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھہ کرو اس کا علاج
آسمان اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
اب غیرت آکی کچھہ تمہیں دکھلائے گی
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے
یہ آفت جان ہاتھہ پھیلانے کو ہے

ان دو نون شعرون پر غور کرو کہ عذاب کی نوعیت، اور اسکی وسعت کو پہلے ہی بیان کر دیا ہے گویا اکناف عالم میں یہ عذاب ظاہر ہونے کو ہے۔

اٹلی کی تباہی اور بربادی کی خبریں ابھی تازہ ہی ہیں کہ امریکہ کے ایک اور قطعہ سے زلزلہ کے ذریعہ سے مزید تباہی کی خبریں پہنچی ہیں۔ اس سے پہلے بھی امریکہ کے ایک حصہ کولمبیا میں زلزلہ اپنا قیامت خیز نظارہ دکھا چکا ہے اور فارموسا میں جو تازہ تباہی ہوئی ہے وہ بھولی نہیں۔ اب تازہ ترین خبریں سان فرانسسکو کے تباہ ہونے کی آئی ہیں۔ اسپر کچھہ اضافہ کرنا فضول ہے صرف ان تار برقی کی خبروں کا درج کر دینا ہی اہل دل لوگوں کے لئے کافی ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اپنے مامور و مرسل پر ظاہر کیا ہے پچاس ساٹھہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں۔ میرا دل ڈرتا ہے کہ سب کے سب وہ قہری نشان ہی نہ ہوں (خدا تعالیٰ محفوظ رکھے) لیکن اس سلسلہ میں جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں یہہ قہری تجلیوں کا نمونہ ہیں۔ اسلئے خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے مامور کی تکذیب سے باز آؤ تم کب تک خدا کی باتون کو جھٹلاؤ گے۔ خدا آخر منوا کر چھوڑے گا مگر اُسوقت کیا فائدہ ہوگا جب پوری تباہی اور بربادی ہو چکی ہوگی۔

لاہور کے ایک آریہ اخبار پرکاش نے پچاس ساٹھہ نشانوں کے الہام پر اپنی تازہ اشاعت ۱۷- اپریل میں ہنسی کی تہی کہ "اگر یہ الہام پورا ہو گیا تو سمجھہ لو دنیا کی خیر نہیں کیونکہ جب دو نشانوں نے ہی دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے تو پچاس ساٹھہ نشانوں سے شاید دنیا رہے ہی یا نہ"

اب وہ دیکھے کہ آیا الہام پورا ہو رہا ہے یا نہیں؟ مگر جنکے دل مسخ ہو چکے ہوں انہیں کو سو جھائے۔ ان تار برقیون کا ترجمہ ناظرین کی عبرت کے لئے درج ذیل ہے۔

(۱) لنڈن - ۱۹- اپریل - (بعد کی خبر) جنرل فنسٹن کمانڈر سانفرانسسکو نے کل شام کے وقت رپورٹ کی کہ ایک ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ ایک لاکھہ آدمی بے خانمان ہیں خیموں اور غلّہ کی اشد ضرورت ہے شہر کے اوپر تاریک دہوئیں کے بادل جہوم رہے ہیں۔ جو سمندر سے نظر آتے ہیں۔ گویا آتش فشان پہاڑ پہوٹ پڑا ہے

(۲) غضبناک بربادی:- تمام عالیشان عمارات ہوٹل۔ تھیٹر بیٹھہ گئے۔ اور جلکر خاکسیاہ ہو گئے۔ جاپانیوں اور چینیوں کے محلے بالکل برباد ہو گئے ہیں۔

(۳) زلزلہ کا اثر:- ریاست کیلیفورنیا کے شہر سینٹا کروز مونٹرلی گلرائے۔ اور ہالسٹر برباد ہو گئے۔ اور بیسیوں آدمی مر گئے۔ سینٹا کروز میں دو سو آدمی مر گئے۔ اور دس ہزار بے گہر ہو گئے ہیں۔ سانفرانسسکو میں جہازوں کو نقصان نہیں پہونچا ہے۔ بیلینڈ اور سٹانفرڈ کی یونیورسٹیوں کو بھی بہت نقصان پہونچا۔

(۴) ۱۹- اپریل - امریکہ میں زلزلہ:- جنرل فنسٹن رپورٹ کرتے ہیں کہ سانفرانسسکو عملی طور پر برباد ہو گیا ہے اور آگ بے اختیار ہو رہی ہے اسوقت دو لاکھہ آدمی بے خانمان ہیں۔ اشیاء خوردنی نایاب ہیں کیونکہ ذخائر غلہ سب برباد ہو گئے۔ گورنمنٹ اشیاء خوردنی کا ایک معقول مقدار بہیج رہی ہے۔ ہر شہر سے امداد چلی آرہی ہے سینیٹ نے ۵ لاکھہ ڈالر امداد کیلئے منظور کئے ہیں۔ ہوٹلوں کے رہنے والے بالکل محفوظ ہیں۔ البتہ شہر میں بہت سے آدمی مر گئے ہیں۔

(۵) (بعد کی خبر) شہر سانفرانسسکو کے تین حصوں میں ابتک آگ جل رہی ہے۔ شب گذشتہ کو چند عمارتیں ڈائنامیٹ سے اڑائی گئیں تاکہ آگ رُک جائے لیکن اسمیں کامیابی نہیں ہوئی۔

(۶) گرجوں پیٹیوں کی بربادی اور انکی ہمدردی سانفرانسسکو کے تمام گرجوں پیٹیوں کے مکانات برباد ہو گئے ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر گرجوں پیٹی تباہ حال لوگوں کی دستگیری کیواسطے معقول رقوم بھیج رہے ہیں۔ (۷) (۲۰- اپریل) مُردوں کا شمار اندازہ کیا جاتا ہے کہ سانفرانسسکو میں پانچہزار آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن اس تعداد کی تصدیق نہیں کی گئی ہے۔

ثناء اللہ امرتسری کی کرتوت

نہ پنداری کہ حیثش رسم عیاری نمی داند
نماید آنچناں خودرا کہ پنداری نمے داند

جب الحکم نے امرتسری مولوی فاضل کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے اسوقت سے اسکی شوخی اور بیباکی میں بیش از بیش اضافہ ہوا ہے۔ الحکم کا اسکی تحریروں پر نوٹس نہ لینا اسوجہ سے نہیں کہ وہ لاجواب ہوتی ہیں بلکہ محض اسوجہ سے کہ

آنکس کہ بہ قرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

امرتسری مولوی فاضل کی ساری محنت و مساعی کا خلاصہ چند چلتے ہوئے فقرے اور شعر ہوتے ہیں جو انہیں محل بے محل کہدینا اپنی قابلیت اور فضیلت کا مایہ ناز سمجھتے ہیں۔ دوسروں کی تحریروں میں سے اصل مطلب اور سوال کو چھوڑکر خارج از بحث امور پر گفتگو کرنا انکے لئے معمولی امر ہے۔ میر قاسم علی صاحب جیسی قابلیت کے ساتھہ امرتسری مولوی فاضل اور سہسوانی بزرگ کے کمالات کو برہنہ کر کے رکھہ دیا ہے وہ اہل حدیث فرقہ کیلئے قابل غور ہے۔ سہسوانی صاحب کے پاس فاضل امروہی کا خط لیجانیوالوں میں سے ایک ایڈیٹر الحکم بھی ہے جو گفتگو سہسوانی صاحب نے اسوقت کی اور جسطرح پر اپنی کمزوری کا اظہار صاف لفظوں میں کیا اور جسطرح پیچھا چھڑا کر فاضل امروہی کے پاس پہونچنے کا وعدہ کیا وہ ایک ایسا راز ہے کہ اب غالباً اسے طشت از بام کرنا پڑیگا۔ اُسوقت امرتسری مولوی فاضل کو معلوم ہوگا کہ سہسوانی صاحب نے کیا کہا اور کیا کیا تہا بہر حال میری غرض اسوقت صرف یہ ہے کہ اب امور متنازعہ کا فیصلہ ایک جلسہ خاص سے ہی ہو سکتا ہے جسکا ذکر میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب نے کیا ہے اگر مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی محمد بشیر صاحب کو حلف اٹھانیکے لئے امرتسر میں بلوائیں اور وہ شرعی حلف اٹھائیں (نوٹ) کے ساتھہ میں بھی ایکسو روپیہ انعام دونگا صرف اس حلف کے ساتھہ اتنا اور اضافہ کریں کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر بیان کرتا ہوں کہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر گیا ہے اور پھر وہی اتریگا اور جناب مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعویٰ مسیح موعود میں جھوٹے اور مفتری علی اللہ ہیں۔ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔" اس قسم سے اس امر کا بھی فیصلہ ہو جائیگا کہ جو کچھہ انہوں نے ظاہر کیا ہے وہ انکا دلی عقیدہ ہے۔ کیونکہ میرے ساتھہ جو گفتگو انکی ہوئی جسکا ذکر کیا جاویگا (انشاءاللہ) اس سے انکا یہ مذہب ثابت نہیں ہوتا۔ بہرحال امرتسری مولوی فاضل ساری بحثوں کو چھوڑ کر اسی فیصلہ کرلے۔ اور خود بھی اعجاز احمدی کے اس چیلنج کے موافق فیصلہ کرلے تاکہ آئے دن کے جھگڑوں کا خاتمہ ہو اور جناب صادق کی عزت ظاہر ہو۔ ابھی تمہید کے نمبر میر قاسم علی صاحب

ثناء اللہ امرتسری کا دجل

ہم نے ایک اشتہار جس کا عنوان یہہ تہا "مولوی محمد بشیر صاحب اہلحدیث کی خاوت اور جلوت کا راز" طبع کرا کر دہلی میں تقسیم کیا ہے۔ اور وہ اشتہار الحکم مورخہ ۱۷- مارچ سنہ ۱۹۰۶ء میں بھی درج ہوا تہا چونکہ اس اشتہار کے ذریعہ سہسوانی بزرگ کے اس علم و فضل زہد و تقوی کا اظہار پبلک پر کیا گیا تہا جسپر اہلحدیث کو فخر ہے۔ اسلئے بہت سے ہم ملّان ہمارے اس اشتہار سے کبیدہ خاطر ہو کر جہنجلا اوٹھے۔ جنمیں ثناء اللہ امرتسری بھی ہے۔ جو نہایت از خود رفتہ ہو کر اپنی عادت قدیمہ کے موافق اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۶ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۵ میں بڑی دلیری سے حق پر باطل کا ملمع چڑہا کر گندہ دہانی سے دجّالی چال چلا ہے اور بیہودہ باتیں جو سراسر دجل اور کذب ہیں لکھکر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے اور اپنے دجل کے ثبوت میں مولوی محمد بشیر سہسوانی جامع علوم و فنون کا ایک خط نقل کر کے حق کو ملتبس کرنے کی کوشش کی ہے جس سے نامرادی اور ناکامی کے سوا کچھہ حاصل نہیں کر سکا۔ اور سہسوانی بزرگ نے بھی حسب مقولہ مشہور "دروغگویم برروی تو" سراسر جہوٹ اور مفتریانہ تحریر لکھکر اپنے محسن امرتسری کو تشفی و تسلی دلائی ہے اسلئے ہم دونوں کے دجل کو طشت از بام کر کے امرتسری دجال سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی قول و فعل اہل حدیث کے ہونے ہیں جو تم نے بیان کئے ہیں۔ اور برائے مہربانی وہ حلفیہ ہمارے اس مضمون کی تردید کر کے پبلک کو انتظار کی تکلیف سے مخلصی بخشیں۔

ناظرین ہم نے اشتہار مذکور میں سہسوانی کی دو تحریریں جو بتفاوت تین ماہ کے یکے بعد دیگرے لکھی تہیں شائع کر کے سہسوانی بزرگ سے مع دیگر سوالات کے جواب طلب کیا تہا کہ ان ہر دو تحریروں میں جو ایک ہی قلم و زبان سے سرزد ہوئی ہیں اسقدر اختلاف کیوں ہے؟ سہسوانی نے تو ابتک کوئی جواب نہیں دیا مگر آپ کی نیم بسمل امرتسری نے سیاہ داغ کو مٹانے کے لئے ہاتہہ پاؤں مارے ہیں جس کا ذکر ہم آگے اسی مضمون میں کرینگے۔ اول ہم یہ دکھلاتے ہیں کہ وہ تحریریں سہسوانی کی کیا تہیں۔ سہسوانی معترتے ایک خط المناظر احسن امروہوی دامت برکاتہم کے جواب میں ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ کو لکھا تہا جس سے صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا تہا کہ سہسوانی سید محمد احسن صاحب امروہی کو سچا مومن پکا مسلمان سمجہتا ہے چنانچہ اوسکے خط میں مندرجہ ذیل فقرات اس خیال کو پختہ کرنے والے بلکہ یقین دلانیوالے موجود تہے۔ اوّل - شروع خط میں یہ فقرہ تہا "السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ" دوتین کتابیں مصنفہ امام الزمان علیہ السلام مولوی صاحب نے سہسوانی کو بہیجی تہیں جن کی بابت یہ لکھا "ہدایا مرسلہ وصول ہوا ممنون فرمایا" اور ملاقات کے بارہ میں یہ جواب دیا "مجھکو آپکی ملاقات کا شوق زائد از حد ہے" اور ارادہ مصمم ملاقات

قیامت خیز منظر - کل کا نظارہ قیامت خیز تہا چار حصّوں میں ہولناک آگ لگ رہی تہی - اور بیس ہزار آدمی [illegible] پارک میں تہا۔ گز [illegible] آگ کی تندی اور تیزی کی وجہ سے سمندر میں کودنے پر مجبور ہونے لگے تہے۔ لیکن خیر گذری [illegible] آدمی جمع تہے بیسیوں آدمی جل کر مرگئے۔ [illegible]

کاتہا اگرچہ چند موانع اور مصالح کیوجہ سے قاصر رہا ہے" فرمادیں! اور نہ ہی
سے انکی بابت جو مانع ملاقات ہوئے یہ رقم فرمایا ہے " ان بعض مصالح
کا حال بوجہ ہذا کی زبانی ظاہر ہوگا " اس دعا کے مذ بیان
پانچون جملون کی دیکھہ لینے کے بعد ہر ایک سلیم طبع اور ذکی
وگودن کے ہر شخص یہہ سمجھ سکتا ہے کہ اس خط کا کاتب مکتوب الیہ
کو مومن اور پکا مسلمان جانتا ہے - نہیں تو - کلمات دعائیہ
جو مخصوص باہل اسلام ہیں - السلام علیکم - رحمۃ اللہ - برکاتہ
سے خطاب کرتا ہے - ورنہ کسی دجال - یا عیسائی - یا آریہ - یا ہندو
یا مرتد - یا کافر کو بھی آجتک کسی مولوی نے خصوصاً علماء اہل حدیث
نے یا فاضل امرتسری نے - السلام علیکم - ورحمۃ اللہ - وبرکاتہ
سے مخاطب کیا ہے ؟ یا ایسی دعا لکھنے کی کوئی دلیل ہے ؟
کفار کو بموجب حدیث ہمیشہ تحریر میں " السلام علی من اتبع
الہدیٰ " لکھے جانے کا قاعدہ دستور مروج ہے -

دوم - وہ کتابیں جنمیں حضرت اقدس کے دعوی اور
دلائل صداقت کی اشاعت تہی اونکو ہدایاً رکا یا کہ لقب
دینا صریح دلیل اسبات کی ہے کہ کاتب نے اونکو ہدیہ سمجہا
تہا - ورنہ امرتسری ثابت کرے - کہ اگر میزان الحق - یا
تاریخ محمدی - یا امہات المومنین - یا ترک اسلام - یا
تہذیب اسلام - یا تحفہ اسلام کے مصنفین یہ کتابیں ایڈیٹر
اہلحدیث یا سہسوانی بزرگ کے پاس بہیجیں - جنمیں
عیسائی مذہب کی تائید اور اسلام کی تکذیب وغیرہ کا بیان
ہے - تو وہ انکے جواب میں یہہ جملہ لکہہ سکا ہے کہ آپکا مرسلہ
وصول ہوئی - میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں - ہان امرتسری
سے یہہ بعید تو نہیں مگر بذریعہ اخبار قبول کرے کہ بیشک
ایڈیٹر اہل حدیث اور سہسوانی یا دیگر محدثین یا ادنیٰ
مسلمان ہی کیون نہ ہو ضرور کسی آریہ یا عیسائی کو ایسی
کتابیں بہیجنے پر یہی کلمات شرعاً ورواجاً لکھیگا -
اور اس لکھنے کی کوئی دلیل بہی حدیث سے پیشکرین -
اور سابقہ ہی کوئی نظیر بہی ؟ تو پہر ہم اہل حدیث کے
اسلام اور ایمان پر معترض نہ ہون گے -

سوم - سہسوانی بزرگ نے مولوی محمد احسن صاحب سلمہ سے
ملاقات کا شوق زاید از حد بیان کیا ہے - اور ساتھ ہی
ارادہ بہی ملاقات کا مصمم کر لیا - مگر بعض موانع و
مصالح سے ملاقات سے قاصر رہکر سحافی کے خواستگار بہی
ہوئے - اور پہر ان مصالح کو جو راز سربستہ کی طرح تہے
زبانی حامل خط کے کہلا بہی بہیجا - (ان رازون کا افشا
بہی ہم اگر ضرورت ہوئی تو کسی آیندہ مضمون میں جو اسکے
جواب آنیکے بعد شائع ہوگا ضرور کرینگے) کیا یہ صریح طور
پر معلوم نہیں ہوتا کہ کاتب مکتوب الیہ کو اپنا رفیق اور یار غار
اور دلی دوست اور ہمراز دوبارہ صدق دعاوی حضرت
مسیح موعودؑ سمجہتا ہے نہ کہ کافر دجال دشمن وغیرہ
جیسا کہ امرتسری کا بیان ہے اور سہسوانی کی جلوت
والی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے - اگر امرتسری یہہ ثابت
کر دے کہ ایسے راز و نیاز کی تحریر خلوت میں دجال اور
کفار سے بہی ہم لوگ کر لیا کرتے ہیں - اور میری ہم
مشرب اہل حدیث ناشی نہ رہتے ہیں تو فبہا ہم تسلیم

اور انہی جیسا ذکر برخلاف قرآن و احادیث کی تفسیر ثنائی میں درج ہے

ع شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بربا د رفتہ باشد

اِن وجوہات سہ گانہ سے ایک معمولی استعداد کا انسان بہی
سمجہہ سکتا ہے بشرطیکہ وہ ابوالوفا جیسا مولوی فاضل نہ ہو - کہ
ایسی خط وکتابت ہمیشہ مسلمانون اور دینداروں کے ساتھہ
ہوا کرتی ہے نہ کفار نابکار سے -

اب ہم سہسوانی کی وہ تحریر درج کرتے ہیں جو باعث ہوئی تہی
ہمارے اشتہار مندرجہ الحکم کی اشاعت کی - ۲۹ - ذیقعدہ کو
راقم مضمون ہذا کے نام مولوی محمد بشیر صاحب کی ایک تحریر
پہونچی جسمین یہ جملہ درج تہا کہ " میں مرزا صاحب کو دجال
کذاب کافر جانتا ہون " اس تحریر کے پہونچنے پر خواہ
مخواہ ضرورت پڑی کہ اس عقیدہ کو سہسوانی بزرگ سے
ہی حل کیا جاوے - کیونکہ " تصنیف را مصنف نیکو کند
بیان " وہی اس دورنگی کا مطلب ہمکو سمجہا دیں گے
کہ تین ماہ پیشتر تو آپ ذریات دجال کو ایک مومن مسلمان
قرار دے چکے ہیں جیسا کہ وجوہات سہ گانہ مندرجہ صدر
سے ظاہر ہے - آج کیا مار پڑ گئی کہ اونکے آقا کو کذاب
دجال کافر کہنے لگے - اس کفر کے بعد ایمان کا سبب
کیا ہوا - چنانچہ بذریعہ اشتہار مذکور یہہ دونون پرچے
اون کے درج کر کے مع چند دیگر سوالات کے شائع کئے
گئے تہے - جسکا جواب امرتسری نے ۱۷ اپریل کے اخبار اہل
حدیث میں زیر عنوان " دجاجلہ قادیانی اور مولانا محمد بشیر
صاحب سہسوانی " اسطرح دیا ہے -

(۱) مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مولوی محمد بشیر صاحب کی
خدمت میں ایک عریضہ لکھا " جسکو السلام علیکم سے شروع کیا
جسکے جواب میں مولویصاحب موصوف نے بہی حسب اخلاق
السلام علیکم سے جواب دیا " از روئے اخلاق یہ اچہا
بہی تہا -

(۲) از روئے حدیث یہود و نصاری کو السلام علیکم ابتداء
میں کرنا منع ہے اگر وہ ابتداء بسلام کریں تو بعض علماء
کے نزدیک وعلیکم السلام کہنا درست ہے -

(۴) ایک حدیث متفق علیہ میں حکم موجود ہے کہ جب اہل
کتاب تمکو السلام علیکم کہیں تو تم وعلیکم السلام کہا کرو
مولوی محمد بشیر صاحب کا یہی مذہب ہے -
یہ تین جواب تو آپکے طبع رسا اور اجتہاد سے صادر ہوئے ہیں -
ایک چوتہا جواب نقلی بزرگ معمر سہسوانی صاحب کیطرف سے
درج فرمایا ہے - جسکو اسطرح شروع کیا ہے " چنانچہ مولانا صاحب
(محمد بشیر) سے اصل ماجرا دریافت کیا گیا تو حضرت ممدوح نے
جو جواب لکہا وہ بعینہ درج کیا جاتا ہے "
" مولوی محمد احسن صاحب مرید مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
جب مرزا صاحب کے ساتہہ دہلی میں آئے تہے تو انہون نے ایک خط بدین خلاصہ
مضمون میرے پاس بہیجا تہا - کہ مجہے آپ کی ملاقات کا بہت
شوق ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں حاضر ہون یا آپ کسیوقت
میرے پاس تشریف لائیے - اسکے جواب میں
راقم نے لکہا کہ نہ آپ میری ملاقات کی لائق ہیں

خط میں سلام لکہا ہوا تہا تو اوس کے جواب میں راقم نے بہی
سلام لکہا - اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ میں انکو
مسلمان جانتا ہون - میرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب
اور اون کے سب معتقد کافر ہیں - اور جواب میں سلام
لکہنے کی وجہ یہ ہے کہ کفار کے ساتہہ ابتداء بالسلام ناجائز
ہے اور سلام کا جواب دینا ایک جماعت اہل حدیث کے نزدیک
درست ہے - کما ھو مصرح فی التفاسیر و شروح
الحدیث فقط کتبہ محمد بشیر عفی عنہ "

کیون جی فاضل صاحب - ہمارے اشتہار کا ایماندار ی
سے آپنے جواب دیا ہے اور انہیں جوابوں کا اوسمیں مطالبہ
تہا - اے ناحیا اگر ساری باتون کو چہوڑ کر صرف سہسوانی
پیر ہی احسان کرنا تہا تو کچہہ دین و دیانت سے بہی کام لیا ہوتا -
مناسب تہا کہ اپنے معمر بزرگ سے یہ پوچہتا کہ حضرت قبلہ
اہلحدیث کیا آپ نے خط مندرجہ الحکم مولوی محمد احسن
صاحب کے نام لکہا ہے یا نہیں ؟ - اگر لکہا ہے تو اسمیں
صاف درج ہے کہ " مجہکو آپکی ملاقات کا شوق تام
از حد ہے - اور ارادہ مصمم ملاقات کا تہا " - اور اب آپ
مجہکو لکہتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب نے شوق ملاقات
ظاہر کر کے ملنا چاہا تو میں نے لکہدیا " کہ نہ آپ میری ملاقات
کی لائق ہیں نہ میں آپ کی ملاقات کی لائق " کیا بوجہ
پیرانہ سالی اوسان خطا ہو گئے اور حافظہ درست نہیں رہا
یا خط مندرجہ الحکم جعلی اور بناوٹی ہی افترا کے طور پر آپکو
نام سے شائع ہوا ہے - مگر افسوس اس دغا اور حیا پر کہ
حق کی مخالفت نے تمام عقلیں ماردیں ذرا نہیں سوچا
کہ پیر سہسوانی کیا لکہہ رہا ہے - جس بات کا اپنی پہلی تحریر
میں صاحب اقرار کر چکا ہے اوس سے اب انکار کرتا ہے -
خیر امرتسری اب پہر حلفیہ اپنی جامع فنون اور میان صاحب دہلوی
کے قائمقام سے بذریعہ خط مندرجہ ذیل جوابات لیکر شائع کریں -

الف - خط اسمی فاضل امروہی سلمہ مندرجہ اشتہار -
" جلوت و خلوت کا راز " آپنے لکہا ہے یا نہیں ؟

ب اگر لکہا ہے تو اب اوسکی خلاف آپنے کیون لکہا
کہ مینے ملاقات سے انکار کر دیا -

ج اگر نہیں لکہا تو کیا یہ جعلی اور مصنوعی خط ہے جو
امروہی سلمہ نے یا ایڈیٹر الحکم نے آپ کے نام سے شائع کر دیا
اگر میان صاحب کے خلیفہ خط مندرجہ اشتہار سے
انکار کریں تو پہر طریق فیصلہ آسان ہے - اور وہ یہ ہے کہ ہم
دہلی میں ایک جلسہ کر کے اصل خط کو اور اوسکی ساتہہ اور خطوط بہی
مع دیگر زبردست ثبوتوں کے اوس جلسہ میں پیشکرین گے
اور خلیفہ صاحب سے بحلف شرعی دریافت کرینگے کہ یہ خطوط
آپکے ہیں یا نہیں اگر میان صاحب کے قایم مقام نے خطوط
سے انکار کر دیا اور ہمارے ثبوت بہی رد کر دیئے جو ہم جلسہ
میں ہی اون خطوط کی بابت پیشکرین گے تو مبلغ
۵۰ روپیہ بطور تاوان مولوی صاحب سہسوانی کی حوالہ
فوراً کر دینگے اور اپنے دعوے مفتریانہ خیال کر کے دست
بردار ہو جا دینگے - اور اگر وہ خطوط خلیفہ صاحب کے
ہوئے اور کوئی حیلہ اون کی بابت آپکے جامع فنون بزرگ

جو خط مندرجہ اشتہار میں ہیں تو سہسوانی بزرگ کو اپنی دروغ
بیفروغ کا اقرار کر کے بہ ثبت دستخط حضار جلسہ اوس اقرار کو
اپنی طرف سے طبع کرا کر شائع کرنا ہوگا - یہہ ہے قطعی فیصلہ بلا کسی
حیلے وغیرہ کے - دیکہو ابوالوفا صاحب ! اگر تمکو کچہہ شرم و
غیرت ہے تو اس فیصلہ پر اپنے خلیفہ کو رضامند کرو ع
تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد
ورنہ تمہاری ایمانداری مع تمہارے بزرگ سہسوانی کے اس
سے بہی زیادہ پبلک پر کہولی جاویگی -

دوسری بات خط مندرجہ اہلحدیث میں سہسوانی نے
یہہ لکہی ہے " کہ جواب خط میں سلام لکہنے سے یہ ثابت
نہیں ہوتا کہ میں اونکو (احمدیون) مسلمان جانتا ہون "
اسکے بارہ میں بہی آپ بزرگ کاتب سے یہہ دریافت کر کے
بتلا دیں اور خود بہی اسپر کچہہ اپنی اجتہاد سے فتوی دیں -
کہ جسکو اب کافر کہا جاتا ہے اوسکو محض السلام علیکم پر ہی
اکتفا کر کے از روئے اخلاق کے پہلا جواب نہیں لکہا - بلکہ
رحمۃ اللہ وبرکاتہ بہی اوسکی ساتہہ ہے - اگر کفار کو رحمۃ اللہ
وبرکاتہ کے دعائیں بہی اہلحدیث دیا کرتے ہیں تو مسلمانو
کو کن الفاظ دعائیہ سے خطاب کرتے ہیں ؟ اور یہ دعا اگر
کفار کیواسطے ہے تو زہے نصیب ہمارے کہ دشمن بہی ہمارے
لئے رحمت الٰہی اور برکات الٰہی وسلامتی کی دعائیں مانگتے
ہیں - ہمیں ایسے کفر سے انکار نہیں اور یہ دعوی محض جہالت
سے یا بطور رفع الوقتی کے کیا گیا ہے کہ کفار کے سلام کا جواب
وعلیکم السلام بلکہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ سے دینا ایک جماعت
اہلحدیث کے نزدیک درست ہے - ہاتوا برہانکم ان کنتم
صادقین -

بعد ازین مین آپکے پرچہ جواب کو رد کرتا ہون سنئے اور خوب غور
سے سنئے - آپنے لکہا ہے کہ از روئے اخلاق السلام علیکم
کے جواب میں کفار کو السلام علیکم سے جواب دینا اچہا ہے "
دوم مسلم کی حدیث میں بعض علماء نے اجتہاد کر کے کفار کے
جواب سلام میں وعلیکم السلام کہنے کا جواز ثابت کیا " اور
ایک حدیث متفق علیہ میں جواز سلام کفار کا وعلیکم السلام سے
ثابت ہے " افسوس ہے اس فضیلت اور حدیث دانی اور
اور لغو بیانی پر کیا حدیث میں یہہ لکہا ہے کہ اذا سلم
علیکم اہل الکتاب فقولوا وعلیکم السلام -
علیکم کے آگے السلام کا لفظ آپنے کہان سے تحریف کر کے ملا دیا -
یا رسول اللہ صلعم پر افترا کر کے پورا اجر دجال کا لینا چاہا ہے
پہلے آدمی حدیث میں تو فقط فقولوا وعلیکم کا حکم ہے
نہ سلام کا بہی جو دعا ہے - دیکہو نووی نے اسکی شرح میں لکہا
ہے " علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ اہل کتاب کے سلام کا جواب دیا
جاوے لیکن علیکم السلام نہ کہے اور نہ علیک السلام کہے بلکہ فقط
وعلیکم کہے وہ بہی اوس صورت میں جبکہ وہ شخص سلام بہی
بقدر ضرورۃ - مرقاۃ - اب کہو وہ کون سے علماء ہیں جنہون نے
وعلیکم کے ساتہہ السلام کا جواز بہی ملایا ہے - اور با اخلاق آپ
کو کونسی آیت یا حدیث یا نبی سے حاصل ہوئی کہ کفار کو السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے جواب دینا اچہا ہے اسوقت یہیں تک
اکتفا کر کے مضمون ختم کرتا ہون اور منتظر جواب ہون والسلام علیٰ

استفسار اور اونکے جواب

بخدمت حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب دام اقبالہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ .... جس علاقہ میں ہم نے کارخانہ لگایا ہے وہاں اکثر وہابی رہتے ہیں اور ہر وقت عیب جینی انکا کام ہے .... ایکدفعہ کسوف خسوف رمضان کی بابت تذکرہ ہوا .... تو جواب میں انہوں نے کہا یہ حدیث نہیں یہہ قول ہے .... دہوکا [illegible] ایسا افترا ہرگز نہ کرنا چاہیئے ... [illegible] واقعی یہہ قول ہے یا حدیث۔ [illegible] صاحب نے دافع البلا کے حاشیہ [illegible] عیسے علیہ السلام کیطرف بہت ناجائز [illegible] منسوب کئے۔ کہ کنجریوں سے تیل ملوایا کرتا [illegible] وغیرہ .... جواب سے جلد سرفراز فرماویں۔ محمد الدین احمدی ولد میاں عبدالرحیم کارخانہ روئی شالکوٹ ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان

الجواب

السلام علیکم

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَاءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۲۴

یعنے کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جو خدا تعالے پر جہوٹ بولے اور پہر کون ظالم زیادہ اوس شخص سے ہے جو سچائی کو جہوٹ کہے۔ وہ سچائی جب اسکو پہونچے۔ کیا ایسے کافروں کی جگہ دوزخ نہیں ہے۔ ضرور ہے دنیا میں بہی اور آخرت میں بہی۔ آخرت میں تو عذاب ہوگا جو مخبر صادق خبر دیتا ہے۔ مگر مطابق اس آیت کریمہ کے اس دنیا میں بہی عذاب ہوگا۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ۱۵

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۱۷

یعنے جو اس جہان میں اندہا ہے وہ اوس جہان میں بہی اندہا ہی ہوگا۔ کیونکہ ظاہری آنکہوں کا اندہا ہونا ہماری مراد نہیں بلکہ ہماری مراد تو دل کی آنکہوں کا اندہا ہونا ہے۔

[illegible] کا تنبت دنیا سے ہی شروع ہوتا ہے [illegible] دوزخ یہاں سے ہی [illegible] جیسے فرمایا

[illegible] وَجُوْهُهُمْ مَا كَانُوْا [illegible] عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ [illegible] لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۸

مکذبین کے دل [illegible] کے سبب زنگ آلود ہو جاتے ہیں [illegible] خیال کریں کہ ان کو لقاے الہی اور نعمائے الہی سے [illegible] ملے گا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ چونکہ [illegible] کی آنکہہ خدا بینی کا شیشہ زنگ آلود ہو [illegible] آنکہ بینا وہ ساتہ نہیں لائے اسلئے [illegible] نعمائے الہی سے محجوب و محروم رہیں گے۔ اور اس محجوبیت و محرومیت کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ وہ داخل دوزخ ہوں گے۔

جب [illegible] ماموروں پر اعتراض کرتے ہیں تو [illegible] وہی اعتراض گذشتہ صادقین پر بہی پڑتے ہیں [illegible] کسی ایک راستباز پر بناتے ہیں گذشتہ صادقین پر بہی وہی افترا پڑتا ہے۔ چنانچہ [illegible] کے مطابق اس مفتری مکذب نے حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیا پر جو اتہام افترا کا لگایا ہے اب دیکہو انہوں نے کس کس راستباز کو اس افترا میں شریک کیا ہے۔

وَلَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۱۴ قیامت کے دن ان افترا [illegible]

(۱) دار قطنی۔ بیہقی وغیرہ ایمہ اہل حدیث کو جنہوں نے اس حدیث کا اخراج کیا اور تمام دنیا کو بقول اس مفتری کذاب کے دہوکہ دیا کیونکہ حدثنا سے اسکو روایت کیا کتاب حدیث میں درج کیا کوئی صراحتہ اشارہ کنایہ اس کی طرف نہیں کیا کہ یہ حدیث نہیں بلکہ ایک قول ہے۔

(۲) رواۃ اس حدیث کو جو صادق مانے گئے ہیں۔

(۳) سب سے بڑھکر حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ ائمۃ المجتہدین کو جنہوں نے بقول مفتری معترض باوجود حدیث نہ ہونے کے اسکو سلسلہ حدیث میں بیان کیا اور تمام دنیا کو دہوکہا دیا۔ نعوذ باللہ منہا۔

(۴) اللہ تعالے کے قانون اور سنت اللہ کو جسکو اللہ تعالے نے خود بیان فرمایا

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ۴ اللہ تعالے اپنے غیب پر تم کو اطلاع نہیں دیا کرتا ہاں (جسکو لایق رسالت سمجہتا ہے اوسکو) اپنی رسالت کے لئے منتخب کر لیتا ہے دوسرا فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۲۹/۱۲ سوائے رسول کے جسکو وہ (اللہ تعالے) پسند ہی کرتا ہے اوسکے سوا اپنے غیب پر غالب نہیں کرتا۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۱۴/۱۴ اوس (موعود) گہڑی کا علم صرف اللہ تعالے کو ہی ہے۔

اب اس سنت اللہ کے موافق ہی مفتری معترض کو چاہیئے تہا کہ ایمان لاتا کیونکہ جو پیشگوئی تیرہ سو سال پیشتر کی گئی ہو اور وہ لفظ بلفظ پوری [illegible] ہو جاوے۔ اوسکے ماننے میں تامل کرنا کسی عاقل کا کام ہے نہ مومن کا۔ اب [illegible] حدیث کے حدیث اور سچی حدیث [illegible] پر غور کرو۔

اس حدیث کی صداقت پر سب سے اول اللہ تعالے نے [illegible] مہر لگا دی۔ جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۲۹

منکر [illegible] انسان پوچہتا ہے۔ کہ [illegible] کے آنیکا کونسا وقت ہے (جواب ملا) جب آنکہیں چندہیا جاوینگی یعنے مرزا صاحب کے چمکتے دمکتے بین الاجرا دلائل جو اپنے دعوے پر شکوک و شبہات کی وبائی ہوا کو برق کی طرح جلا دینے والے ہونگے چمکینگے تو ان کی سمجہہ کی آنکہیں جو جہوٹی اور سخت ظلمانی مسائل کی خوگر تہیں اچانک اس روشنی سے بیتصرا جاینگی۔

بطور نمونہ تمثیلاً ان کے چند گندے اور شرک اور بغاوت اور کفر کے بہرے ہوئے مسائل میں یہاں لکہہ دیتا ہوں۔

(۱) وہ مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۴

محمد صلے اللہ علیہ وسلم بہی ایک رسول ہی ہے اور اس کے پہلے تمام رسول مر چکے ہیں۔

(۲) مسیح علیہ السلام اللہ تعالے کی طرح سوائے کہانے پینے کے زندہ ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ ۱۷

یعنے ہم نے انبیا کو ایسا پیدا ہی نہیں کیا کہ وہ کہانا نہ کہایا کریں۔

(۳) مسیح علیہ السلام پر باوجود دور زمانہ کوئی اثر فنا کا نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۱۷

یعنے ہم نے کسی بشر کیلئے جو تجہہ سے پہلے تہے اس عمر سے زیادہ عرصہ تک رہنا نہیں بنایا جو سکے زمانہ کے قانون قدرت کے مطابق تہی۔ (الخلد پر الف لام تخصیص کا ہے)۔ بہلا تو تو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیا و فخر الرسل ہی مر جاوے اور یہ فضیلت تجہے نہ دی جاوے اور وہ (دوسرے نبی) اس قسم کی خلود کی فضیلت حاصل کریں کیونکہ ہر ایک جی ہر آن میں موت کی طرف جا رہا ہے۔

(۴) مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر چڑہ گئے اور ان کا رتبہ معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بدرجہا بڑہ گیا۔ استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ مگر اللہ تعالے اپنے رسول کریم سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کہ کفار نے آپ سے بہی آسمان پر چڑہنے کا معجزہ بااصرار طلب کیا فرمایا کہ تو ان کو کہدے کہ

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۱۵

میں تو بشر رسول ہوں۔

(۵) حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام واقعی مردہ زندہ کرتے تہے۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

هُوَ يُحْيِي الْمَوْتٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۲۵

یعنے وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور کوئی اسکی مانند نہیں ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ کسی اور امر میں۔

(۶) مسیح علیہ السلام خالق بہی تہے۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۱۳

لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۱۷

جنکو یہ مشرک خدا تعالے کا شریک بنا رہے ہیں کیا ان لوگوں نے کوئی ایسی چیز ہی پیدا کی ہے کہ جو خدا تعالے کی پیدا کردہ چیز کے ساتہ مل جل گئی۔ بلکہ اللہ تعالے ہی ہر چیز کا خالق ہے وہ (شرکا) تو ایک مکہی بہی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ ساری جمع ہو کر کوشش کریں بلکہ وہ تو ایسے ضعیف ہیں کہ اگر مکہی ان سے کوئی چیز چہین کرلے جاوے تو وہ اس سے چہڑا بہی نہیں سکتے۔

(۷) انکا منتظر کہ مہدی جب آوے گا آتے ہی تلوار ہاتہ میں لیکر قتل و غارت شروع کردیگا

اور غارت کا رہیا ان مولویوں کو ہاتھ آوے گا اور یہ مولوی باوجود ایسی سخت کنجوسی اور حرص کے کثرت مال سے اسقدر سیر چشم ہو جائینگے کہ پھر مال کو قبول ہی نہیں کرینگے مہدی کیا آویگا ان منتظرین مولویوں کا ایک بڑا بھارا ڈاکو آجاوے گا۔ مگر اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا لَھَا مُنْذِرُوْنَ ذِکْرٰی وَمَا کُنَّا ظَالِمِیْنَ ۱۹/۱۵ لَمْ یَکُنْ رَبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَھْلُھَا غَافِلُوْنَ

یعنے ہمنے کسی بستی کو عذاب سے ہلاک نہیں کیا مگر پہلے اون کو ڈرانے والے بھیجے گئے۔ جو ان کو انکے بداعمال کے بدنتائج سے ڈراوین اور ہم تو ظالم نہیں۔

تیرا رب جسکی ازلی عادت غیر منفک ہے اپنے بندوں کو ادنےٰ درجہ سے اعلےٰ درجہ تک لے جانا اسکو تو لائق نہیں کہ وہ بستیوں کو ہلاک کرے ان کے ظلم کے سبب اور ان کو خبر ہی نہ ہو یعنے پہلے ان کو انکے ظلموں سے خبر کر دیتا ہے اور ان کو اس کے بدنتائج سے ڈرا دیتا ہے۔

غرض ان کے بدنتائج بیان کرنے کا یہہ محل نہیں لہذا اسی پر اکتفا کی گئی ہے

وَ کَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَمْلَیْتُ لَھَا وَھِیَ ظَالِمَۃٌ ثُمَّ اَخَذْتُھَا

تو ان کی رفع حیرانی کے لئے وہ رؤف رحیم ذات الہٰی نے ماہتاب و آفتاب کی شہادت پیش کردے گی یعنے تیرھوین رمضان کو جو ایام مقررہ خسوف قمر سے پہلی رات ہے پہلی ہی رات یعنی رات کے شروع سے ہی خسوف قمر شروع ہو جائیگا۔ اور لفظ اول لیلۃ کو دونوں طور پر پورا کر دے گا اور آفتاب کا کسوف اٹھائیسوین تاریخ رمضان کو یعنی ایام مقررہ کسوف سے ٹھیک نصف پر ہوگا یعنے اٹھائیسوین تاریخ کے نصف روز دوپہر کے وقت کسوف ہوگا۔ اس شہادت کے گذرنے پر جو بالکل بے لوث اور غیر مشتبہ شہادت ہے سمجھدار بے تعصب خدا ترس انسان بے اختیار کہہ اوٹھیگا کہ اب انکار کی کوئی گنجایش نہیں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ایسی شہادت کے گذر لینے پر بھی اگر نہ مانینگے تو ان پر عذاب طاعون بھیجا جاوے گا جس سے کہیں بھی انکو پناہ نہیں ملے گی۔ یعنی جیسی یہ دونوں شہادتیں الہٰی ... ہین کہ ان ... دروازہ

بند ہو جاتا ہے اور معترض یک جحود کرنے والا بھی اب بھاگ نہیں سکتا۔ اگر اسپر بھی نہ مانینگے تو عذاب بھی اسی قسم کا بھیجا جاوے گا جس سے کہین بھی پناہ نہیں ملے گی کیونکہ اس شہادت سے حجت پوری ہو جاوے گی۔ اور فرد جرم لگ جاوے گا۔ چنانچہ فرمایا

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ اَخْرَجْنَا لَھُمْ دَآبَّۃً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُھُمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ۲۰

یعنے جب منکرین پر فرد جرم لگ جاویگا ہم وہ دابۃ الارض (طاعون) انکے فائدہ کے لئے نکالینگے وہ انکو زخمی کریگا اسلئے کہ انہوں نے ہمارے عظیم الشان اور کثیر التعداد نشان دیکھکر بھی ہمارے مرسل کو نہیں مانا۔ منکرین کا فائدہ طاعون سے یہہ ہے کہ تا قہری نشان دیکھکر اللہ تعالے کی طرف رجوع کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لاکھ سے زیادہ آدمی اس قہری نشان کو دیکھکر ایمان لائے۔ دوسرا جو اس نشان میں خود ہلاک ہوے وہ بھی آیندہ ہزاروں میں بڑھنے سے بچ گئے اور قہری نشانوں سے ڈرانا بھی سنت اللہ ہے

وَمَا اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّا اَخَذْنَا اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۹

جب کبھی ہم کسی نبی کو کسی بستی مین بھیجتے ہیں تو اوس بستی پر عذاب بھوک اور بیماریاں بسبب ان کی شامت اعمال و انکار کے بھیجا کرتے ہیں۔ اور اس عذاب کے بھیجنے سے بھی ہماری غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ ان قہری نشانات کو دیکھکر طغیان اور سرکشی سے باز آکر اللہ تعالے کے دربار مین گڑگڑاوین۔

پھر اللہ تعالے نے اس حدیث کی صداقت پر فعلی مُہر بھی اپنے وقت پر یعنے ٹھیک ٹھیک الفاظ حدیث کے مطابق لفظ بلفظ پوری کر کر دکھا دی جسکی تشریح مفصل بیان کی گئی۔

پھر اس حدیث کے الفاظ مین ایک اور عظیم الشان طاقتور بے نظیر تحدی ہے کہ خدا کے منکر دہریہ کے لئے بھی اتمام حجت ہے۔ اور سوائے عالم الغیب والشہادۃ کے کوئی بھی ایسے تحدیانہ دعوے نہیں کر سکتا۔ اگر اس حدیث کا اور کوئی بھی ثبوت نہ ہوتا اور اسکا ابھی وقوع بھی نہ ہو چکا ہوتا تب بھی ایک خدا ترس انسان کو اس کے صرف تحدیانہ الفاظ سے ہی خوف آجاتا

چنانچہ عبارت اصل حدیث یہ ہے۔ ان لمھدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات

والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس منہ ولم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض دارقطنی صفحہ ۱۸۸ باب صلوٰۃ الکسوف۔

یہہ بڑی پختہ بات ہے کہ ہمارے مہدی کے ثبوت دعوے کے لیے (ثبوت دعوے بلکہ انکار دیا جانا ہے یعنے جب اس کے دعوے کا انکار کیا جاوے گا) دو عظیم الشان نشان ہین اور جب سے یہ آسمان و زمین پیدا ہوئے کسی مہدی کے انکار پر اسکے ثبوت دعوے کے لئے یہہ دو نشان ظاہر نہین ہوئے خسوف قمر اور کسوف شمس رمضان مین ہوگا (جسکی تشریح پیشتر کی گئی ہے۔) پھر دوبارہ اس تحدی کو مؤکد کیا گیا ہے کہ جب سے اللہ تعالے نے زمین و آسمان پیدا کئے کسی مہدی کے لئے یہ نشان ظاہر نہین ہوے۔ اب جائے غور ہے کہ سوائے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ کے کسی انسان کی طاقت ہے کہ ایسی سخت تحدی ایسے زور کے ساتھ کرے۔

ذرا غور تو کرو کہ دنیا مین سوائے اسلام دنیا کے کل مذاہب اسلام کے مخالف اسکے استیصال کے درپے ہین۔

اور یہ حدیث قبل وقوع بھی جگا دینے والی اور دل کو ہلا دینے والی تھی تیرہ سو برس میں کسی نے کوئی خسوف کسوف قدیم و جدید جنتریوں یا موجودہ اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق نہیں دکھایا نہ دکھانیکا دعویٰ کیا نہ اسکی مخالفت پر قدم اٹھایا بلکہ صرف جھوٹا دعوے بلا دلیل بھی نہیں کیا کیونکہ یہ حدیث ایک رعب اور ہیبت صداقت اپنے اندر رکھتی ہے۔ باوجود اس کے آج جو اسلام کی مخالفت کی آگ آسمان تک پہونچگئی اور تمام قومیں ناخن تک اسلام کے استیصال کے لئے کوشش کر رہی ہین اور یہ پیشگوئی بعد وقوع بذریعہ اشتہارات و اخبارات و رسایل و کتب لاکھوں انسانوں مخالفوں مین مشتہر بھی ہو چکی اب بھی کسی نے کوئی خسوف کسوف کسی گذشتہ زمانہ کا جنتریوں سے اور تواریخ سے نکالکر نہیں دکھایا بلکہ دکھانے کا دعویٰ بھی نہیں کیا مفتری معترض ساری دنیا کے مکذبین سے اگر بڑا بہادر مکذب ہے تو وہی مرد میدان بنکر کوشش کر کر کسی ایسے خسوف کسوف کا حوالہ دے مگر وہ کبھی بھی نہیں دکھلا سکیگا اگرچہ وہ اسی محنت مین کوشش

کرتا کرتا مر بھی جاوے۔ اور اگر وہ ساری دنیا کو اس کام کے لئے اپنے ساتھ شامل بھی کر لے ہرگز نہیں دکھلا سکیگا۔

پھر اس حدیث کی تحدی مین ایک اور بھی عظمت ہے وہ یہہ کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوے ایسا خسوف کسوف کبھی نہین ہوا۔ کیا آسمان و زمین کی پیدایش کے وقت تک کا دعوے کسی انسان کا کام ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ قول کسی انسان کا نہین بلکہ اللہ تعالے کا کلام ہے بے ریب اللہ تعالے کا کلام ہے جو بذریعہ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی بیان کیا گیا۔

اگر مفتری کے مذاق پر اس حدیث کو معاذ اللہ قول ہی فرض کر لیا جاوے تاہم مفتری کا فرض تھا کہ اگر اس مین رائی کی برابر بھی ایمان ہوتا تو بعد وقوع اس حدیث کو ضرور ہی مان لیتا کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ ۲۳/۱۹ مومن کا کام ہے کہ وہ ہر ایک بات کو سن لیتا ہے اور جو عمدہ بات ہو اسکو مان لیا کرتا ہے۔

اَلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۱

یعنے متقی وہ ہوتے ہین جو ہر ایک چھپی ہوئی چیز مان لیتے یعنی ہر ایک مخفی بات کے ماننے کا مادہ اون مین ہوتا ہے کیونکہ انسانی معلومات متناہی ہین اور دعا و تدبیر جیسا حق ہے دعا کرنیکا اوسی طرح لگے رہتے ہین اور جو جو سامان اسکی تحقیق کے ہمنے اسکو دئے ہین اعضا قوی حواس مال وغیرہ سب کو خرچ کرتے ہین یعنے صرف مان لینا ہی خوبی نہین۔ نہ صرف مان لینے سے کوئی حق اور حقیقت تک پہونچ سکتا ہے بلکہ اس کی تحقیق کے تمام مراحل طے کرتے اور باوجود اسکے دعا بھی کرتے ہین۔

پس ثابت ہوا کہ حدیث کسوف خسوف والی فی الواقع حدیث ہے اور مفتری کا حضرت اقدس مرزا صاحب کی نسبت افترا کا کرنا خود افترا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دوسرا حضرت صاحب نے دافع البلاء مین ہرگز ہرگز حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تحقیر نہین کی مین زیادہ صفائی کے لئے پہلے عبارت دافع البلاء ٹائیٹل پیج صفحہ چہارم

کی لکھتا ہون جسکو مفتری نے مرزا صاحب پر بہتان لگانے کے لئے تحریر کرکے یہود کے بھی کان کاٹے

عبارت یہہ ہے

انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ مین دوسرے راستبازون سے بڑھکر ثابت نہین ہوتی بلکہ یحیٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھون اور اپنے سر کے بالون سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اسکی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن مین یحیٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ انتہی۔ تعصب کا ستیاناس ہو انسان کی آنکھ پر کیسی تعصب کی پٹی باندہ دیتا ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہین دیکھتا۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۹/۱۴ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۹/۱۴

یعنی ان کے دل تو ہیں مگر انکو دینی امور کے سمجھنے مین نہیں لگاتے انکے آنکھیں تو ہیں مگر ان سے سچائی کو دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ ان کے کان تو ہیں مگر حق کے شنوا نہیں ہوتے ہیں لئے اگرچہ وہ تجھے دیکھتے ہیں مگر وہ اس سے بصارت حاصل نہیں کرتے +

اب اس عبارت میں کہان کہا ہے کہ حضرت مسیح فی الواقعہ تیل ملوانے یا نامحرم عورتون سے خود ہی مس کیا کرتے تھے۔ یحیٰ علیہ السلام کی نسبت نفی کی گئی ہے کہ ان کی نسبت کبھی ایسے کلمات سنے نہین گئے مگر یہ نہیں لکھا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے ارادہ سے کسی نامحرم عورت سے مس کرتے تھے۔

دوسرا اگر ان عورتون کا تیل ملنا سچ ہی ہو تو اس کے مجرم حضرت مسیح علیہ السلام نہیں ہو سکتے کیونکہ اس سے انکا ارادہ نہین پایا جاتا اور نہ ارادہ کیطرف حضرت مرزا صاحب نے کوئی اشارہ کیا۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب نے باوجود دیکہ انجیل سے پڑھ چکے تھے پھر بھی ان الفاظ کی نسبت اپنا یقین ظاہر نہین کیا اور صرف ... سنا ہی بات تک ہی رکھا۔ شاید مفتری ... فقرہ ... سے

کہ (اسی لئے حضرت مسیح کا نام حصور نہیں رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔) یہہ حضرت کی عبارت بقین ظاہر کرتی ہے۔ مگر اس میں بھی حضرت مسیح پر کوئی زد نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی حکمت جو احکم الحاکمین ہے اسی کی متقضی ہوئی تاکہ قرآن مجید اس غرض سے محفوظ رہے کہ اناجیل مین حضرت مسیح کی نسبت ایسے الفاظ ہیں پھر باوجود ایسے قصص کے وہ حصور کیونکر ہوسکتا ہے چونکہ اسی زمانہ کی تواریخ بھی ایسے واقعات سے سوائے اناجیل کے ساکت ہے اور اناجیل ہی نادانی سے باوجود عیسائی ہونے کے مصنفین اناجیل نے مسیح کی بیوقوفانہ اطرا اور اڑانے کے لئے ایسے قصے بھر دیئے اور بالمقابل یہود دشمن اور بہی نکتہ چین تھے خدا جانے انہون نے کیا کیا اعتراض کئے ہونگے اسلئے اللہ تعالےٰ نے اس لفظ حصور سے پرہیز کی۔

باوجود اس کے اللہ تعالےٰ جو علیم وخبیر عالم الغیب والشہادۃ رب العلمین رحمٰن الرحیم ہے۔ اِنَّ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ و الا ذوالفضل العظیم جو وہ ہمیشہ اپنے ضعیف بندون کو عذاب سے بچاتے اور نعیم مقیم مین داخل کرنے کے لئے اپنی آیات دکھاتا رہتا ہے۔ اس نے خود ایسے اعتراض ایسے لوگون پر رکھد یئے جنکو بالآخر لوگون نے خدا بنانا تھا تاکہ لوگ شرک کی آگ سے بچیں۔ حضرت مسیح پر جسقدر اعتراضات اناجیل کے مطابق وارد ہوتے ہیں اون مین سے ایک ایک ہی انکی خدائی کا بت توڑنے کے لئے کافی ہے۔

اور یہی حال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حسب مذاق شیعہ بجائے معبود ہونے کے انکا مومن ثابت کرنا ہی قرآن مجید کی رو سے معاذ اللہ مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

تعصب کا ستیاناس ہو ذرا بھی سوچنے نہین دیتا اور خوبی کو بھی بدی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ مرزا صاحب نے اس عبارت میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کسقدر ادب کیا کہ باوجودیکہ یہہ الفاظ حضرت مسیح کی نسبت اناجیل مین موجود تھے مگر مرزا صاحب نے بلحاظ ادب انکو بعینہٖ نقل کرنے سے بھی احتیاط کی اور مرزا صاحب کے ادب نے اجازت نہ دی کہ وہ الفاظ اثبات کے رنگ میں نقل کر دیتے مثل مشہور ہے کہ نقل کفر کفر نہ باشد اگر مرزا صاحب ان عبارات کو بعینہٖ بھی نقل کر دیتے تاہم ان پر کوئی اعتراض نہ تھا کیونکہ وہ بیان واقعہ تھا

اور بیان واقعہ کا نام نہ تحقیر ہے نہ سب و شتم جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۷/۹ ۔

یعنے لوگ جنکو خدا تعالےٰ کے سوا پکارتے ہین انکو گالی نہ نکالو مگر خود قرآن مجید مین ہے کہ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۔

یعنے تم اور تمہارے معبود سوائے اللہ تعالےٰ کے دوزخ کا پتھر ہین کیا اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ گالی ہے ہرگز نہیں باوجود اس کے کہ ان عورتوں کے افعال کا ذکر نقل مین کیا ان افعال کو بھی حضرت مسیح کیطرف منسوب نہین کیا یعنے یہہ نہین لکھا کہ حضرت مسیح ایسا کراتے تھے یا اسپر راضی تھے بلکہ وہ عورتین ایسا کرتی تھین افسوس کہ مفتری بجائے اس کے کہ عبارت سے کمال ادب جو حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیح کا کیا ہے نکالتا از دست بے ادبی کا اعتراض کرنے لگا مگر یہہ اللہ تعالےٰ کا اشتہار جنگ ہے جو ہمیشہ اپنے دوستون کے اعدا کو دیا کرتا ہے

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۹/۲

حد سے بڑھنے والون کے دلوں پر اللہ تعالےٰ اسیطرح مہر کر دیا کرتا ہے۔

اب مفتری اللہ تعالےٰ کا خوف کرکے ان جوابات پر غور کرے اور چشم انصاف سے دیکھے اور اللہ تعالےٰ سے دعائے ہدایت صراط مستقیم کرے تو امید ہے کہ ان دونون افتراؤن سے توبہ کرے گا۔

وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

حکیم فضل دین

---

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قرآن مجید بوسیدہ یا ناقص ہو جاوے تو اسکو کیا کرنا چاہیئے۔ جلانا بہتر ہے یا دفن یا دریا برد کرنا۔

عبدالمجید احمدی از اٹاوہ

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مین ایسے اوراق اور انکے مثل جلا دئیے گئے تھے۔ جیسے بخاری صفحہ ۷۴۶ جلد ۲ باب جمع القرآن سے ظاہر ہوتا ہے۔ ... بہ نسبت دفن و دریا برد کرنے کے جلانا بہتر معلوم ہوتا

ہے کیونکہ علی العموم صحابہ کرام نے اس فعل پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ السابقون الاولون موجود تھے اور اللہ تعالےٰ نے ان لوگون کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنیکا حکم دیا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۱/۱۱

یعنے پہلے پہل آگے بڑھ جانے والے مہاجرین اور انصار اور جن لوگون نے اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر ان کی پیروی کی اللہ تعالےٰ انپر راضی اور یہ اللہ تعالےٰ پر راضی۔ پس ان کی پیروی جلا دینے مین ہی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

حکیم فضل دین

استفسار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ... ایک مخالف مولوی صاحب ... نے چند شکوک پیش کئے ہیں۔ انکے جوابات لکھکر الحکم یا بدر مین شائع کرا دین۔

(۱) جن بزرگان دین کے اقوال سے وفات مسیح کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے سب کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے وفات مین خلاف ہے اور نزول من السما مین اتفاق لہذا ہماری شق زیادہ قوی ہے۔

(۲) احادیث اور اقوال تمام متقدمین سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال ایک شخص ہے۔ مرزا صاحب کی تاویلات زیادہ رکیک اور معتقدات جمہور کے خلاف ہیں۔

(۳) احادیث اور بزرگان دین کے اقوال و معتقدات سے یہ بات بوضاحت ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار سے لڑینگے آپ کے اس دلائل کے تحریری دانی کا معقول ثبوت نہین صرف یضع الحرب وغیرہ حدیث کا ایک دو فقرہ پیش کرنا صدہا احادیث کے مقابل قابل نہین۔

(۴) حضرت عیسیٰؑ و حضرت مہدی دو علیحدہ شخص ہونگے اسکے جواب مین صرف لا مہدی الا عیسیٰ کے سوا صدہا احادیث نظر انداز کردیجاتی ہیں۔

(۵) کسی حدیث کا موضوع ہونا بھی اگرچہ ممکن ہے مگر جن حدیثون کو موضوع کہکر رد کر دیا جاتا ہے وہی بالکل اسی طریقہ سے ہم کو پہنچی ہیں جس طریقہ سے دوسری احادیث جنکو صحیح مانتے

اور پھر لطف یہ کہ جو احادیث آپکے مدعا کے خلاف ہیں وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور آپ کے مفید مدعا بہت کم ہے۔

اکبر شاہ خان از نجیب آباد

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ سوال اول کے دو شق ہیں۔ وفات مسیح مختلف فیہ ہے۔ و نزول من السما متفق علیہ۔

یہ عجیب دھوکہ ہے جس امر کی شہادت اللہ تعالےٰ دے۔ اللہ تعالےٰ کی سنت قدیمہ مستمرہ دے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دے صحابہ بالاتفاق دیں ایمہ اربعہ بالاتفاق دیں۔ بزرگان دین دیں۔ وہ امر مختلف فیہ قرار دیا جاوے۔ مولوی صاحب معترض نے کوئی ثبوت اختلاف کا پیش نہیں کیا کہ ایمہ اربعہ فقہا اور ائمہ حدیث سے کون کون قایل ہے حیات مسیح کا۔ چونکہ معترض وفات مسیح کو مختلف فیہ مانتا ہے تو اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ وفات مسیح کے قایل معترض کے نزدیک بھی بہت سے ائمہ ہیں اب حیات کے جو لوگ قایل ہیں انکا ثبوت دینا معترض کا ذمہ ہے۔

دوسرا جب قرآن مجید میں وفات مسیح کا ثبوت موجود ہے سنت اللہ میں موجود ہے تمام صحابہ کا اتفاق ہے ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ اور وہ ایمہ بھی قایل ہیں جنکا معترض بھی قایل ہے کیونکہ اختلاف کا وہ قایل ہے۔ تو اتفاق کسطرح ہوا۔

تیسرا ہم ذمہ وار ثبوت وفات مسیح نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم تو ایک ایسے امر کے قایل ہیں جس کی سنت اللہ قولاً و فعلاً گواہ ہیں یعنے آدمی پیدا ہونا اور مر جاتا ہے اور ہر آن اس کے اجزا فنا کی طرف برابر چل رہے ہیں۔ اور کوئی انسان بلا پورا ہونے ضروریات انسانی کے زندہ ہی نہیں رہ سکتا اور کہ کوئی اس موجودہ حالت کا انسان آسمان پر جا ہی نہیں سکتا۔ آسمان تو دور ہے صرف کوہ ہمالیہ کی اعلےٰ چوٹی پر بھی ابتک باوجود بڑی بڑی کوششوں کے کوئی انسان نہیں پہونچا۔ جب آسمان پر جانا ہی ثابت نہیں ہوتا پھر نزول کہاں سے ہوگا۔ کیونکہ نزول تابع صعود ہے جبتک صعود ثابت نہ ہو نزول من السماء کی بحث ہی فضول ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ایک حد تک زندہ رہ کر مر جاتے ہیں تو اس کے دعوے کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل طلب نہیں کی جاویگی کیونکہ یہ ایک معمولی اور بدیہی امر ہے یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میرا مکان صرف لکڑیوں سے یا اینٹوں سے بنا ہوا ہے تو اس سے کوئی شخص ثبوت نہیں مانگتا۔ لیکن اگر ایک شخص کہے کہ میرا مکان ایک دانہ موتی کا بنا ہوا ہے تو اس سے ثبوت طلب کیا جاویگا۔ پس اس لحاظ سے معترض ذمہ دار ہے کہ کامل ثبوت حیات مسیح اور اس کے صعود علے السما کا دے اور وہ ثبوت ایسا ہو کہ جسمیں کسیکا اختلاف نہو ورنہ وہ قابل شنوائی نہوگا کیونکہ جب ایک معمولی امر کو معترض بسبب اختلاف کے جو اس کے وہم میں اختلاف ہے قابل قبولیت نہیں سمجھتا تو پھر خلاف فطرت امر کے ثبوت کے لئے تو ثبوت بہرحال نہایت قوی چاہیئے جس میں ذرا بھی شک کرنے کی گنجایش نہو۔

چوتھا اللہ تعالےٰ کا کوئی کام خالی از حکمت نہیں ہوتا مسیح علیہ السلام کو اتنی مدت زندہ رکھنے اور آسمان پر محفوظ رکھنے کی کوئی حکمت بھی ضرور ہونی چاہیئے جسکو مخالف لوگ بیان کرتے ہیں کہ آخری زمانہ میں نازل ہو کر اسلام کو تمام دنیا میں پھیلا دے گا۔ کیا اللہ تعالےٰ مسیح جیسا آدمی دوسرا پیدا نہیں کر سکتا؟ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ اللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ۔ خدا تعالےٰ کی قدر جان حق قدر یہ نہیں کرتے اللہ تعالےٰ بڑا قوی اور غالب ہے ملایک اور آدمیوں سے جسکو چاہے رسالت کے لئے برگزیدہ کر سکتا ہے۔ بہرحال یہ عجیب قول ہے جو کسی عاقل کی سمجھ میں نہیں آسکتا ہمیشہ ہر ایک سلطنت کا قاعدہ ہے کہ جو جنرل بڑا کامیاب مظفر و منصور ہو اسی کو مشکل مہم پر روانہ کیا جاتا ہے سو مسیح علیہ السلام کی کامیابی کا حال جو انجیل میں لکھا ہے یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ۱۲ آدمی تیار کئے تھے جب معیت کا وقت آیا ایک نے ۳۰ درم لے کر اپنے نبی کو دشمنوں کے قبضہ میں کرا دیا دوسرے نے لعنت ہاں تین دفعہ لعنت بھیجی اور اپنی بیزاری ظاہر کی اور باقی تتر بتر ہو گئے جس جنرل سے ایک شہر کے لوگ بھی فتح نہ ہو سکے کیا یہ مقتضائے حکمت الٰہی ہے کہ اس کو تمام دنیا کی عظیم الشان مہم کے لئے ٹھہار رکھے جس زمانہ کے فتنہ سے تمام انبیا حضرت نوح سے چلکر خیر ختم الانبیا اصفی الاصفیا صلے اللہ علیہ وسلم تک اپنی امتوں کو ڈراتے رہے۔

پانچواں وفات مسیح کے متعلق حضرت حجۃ اللہ فی الارض جری اللہ فی حلل الانبیا واسقاہ [illegible]

اپنی تصانیف میں دلایل قرآنیہ حدیثیہ و نقول و فعل صحابہ وغیرہ لکھ چکے ہیں کہ اگر یہ دعوے وفات مسیح کا خارق عادت امر بھی ہوتا تاہم اس سے بڑھکر ثبوت کی ضرورت نہ تھی۔ اور ایک منصف مزاج کے ثلج قلب کے لئے کافی تھا۔

چھٹا۔ حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس مرزا صاحب نے اس قدر رسایل و کتب و اشتہارات وفات مسیح کے متعلق شایع کئے اور لفظ وفات کیساتھ ثبوت وفات مسیح علیہ السلام کا دیا مگر آجتک سوائے گالی اور بد زبانی کے کسی مخالف نے حیات مسیح کا ثبوت لفظ حیات سے قرآن یا حدیث صحیح سے پیش نہیں کیا آج مولوی صاحب ہی مرد میدان بنیں اور حیات مسیح کا ثبوت جو جو انکے پاس ہے قرآن سے یا حدیث سے لفظ حیات کے ساتھ پیش کریں کیونکہ وہ قایل ہیں کہ وفات مسیح مختلف فیہ ہے تو معلوم ہوا کہ باوجود ثبوت وفات کے حیات کا بھی ثبوت (اور اب بھی ثبوت نہیں اور یہ ہرگز نہیں دے سکینگے تو ثابت ہو کہ وفات مسیح)

ساتواں مولویصاحب کا آج بعد بیس سال کے مدعی حیات مسیح ہونا ایسا ہی ہے جیسے بعض عیسائی لوگ مثلیث قرآن کا دعوے کرتے ہیں جسکو تیرہ سو سال میں کوئی مخالف پیش نہیں کر سکا بہرحال ہم تو تیار ہیں کہ وہ دلایل اور ثبوت بھی سنیں جو حیات مسیح کے متعلق معترض کے پاس ہیں۔

آٹھواں وہ قول متزلزل قابل شہادت نہوگا جو قطعی یقینی نہو۔ یا اپنی طرف سے نہ ہو جیسے بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ کوئی کہتا ہے سات روز مر کر زندہ ہو گیا کوئی سات ساعت کوئی کہتا ہے سو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا وغیرہ وغیرہ یہ اقوال متزلزل ہیں جسمیں مفسرین خود حیران ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عدالت میں مقدمہ دائر کرے کہ بینے زید سے سو روپیہ لینا ہے اور شہادت پیش ہو عمر گواہ کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ خالد کہتا تھا کوئی روپیہ نہیں دیا بکر کہتا تھا بینے سنا ہے کہ روپیہ دیا تو ہے مگر واپس لے لیا۔ عابد کہتا تھا کہ بینے سنا ہے کہ دس روپیہ لیا تھا عوف کہتا تھا کہ بینے سنا ہے کہ بینے ۴ میں قابل اعتبار ہے یا قابل ہنسی کے ہے۔ ایسی شہادت کے ہوتے ہوئے کیا مدعا علیہ کو کوئی ضرورت ہے کہ وہ بھی تردید کے لئے کوئی شہادت پیش کرے۔ ہرگز نہیں۔ یہی شہادت ہے مفسرین کی جنپر مخالفین کو بڑا ناز ہے۔

نواں۔ آجکل یہ لوگ تفسیر کبیر کو بڑا معتبر سمجھتے ہیں ذرا اسی کو کھولکر **متوفیک** اور رفعہ اللّٰہ کا مقام دیکھو کہ وہ کیسا خود حیران ہے اور کسقدر اعتراضات اسکو پیدا ہوتے اور ان کے جواب دیئے اور بعد جواب دینے کے آخر جوابات سے مطمئن نہیں ہوا اور عاجز ہو کر سے نزل کے الفاظ پر اپنا ایمان ظاہر کرتا ہے اور اصلی علم حوالہ بخدا کرتا ہے۔ چونکہ وہ کتاب عموماً مل سکتی ہے اور وہ بحث بہت لمبی بحث ہے اسلئے بینے اسکو نقل نہیں کیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ حال ہے مخالفین کی شہادت کا کہ خود گواہ کو اپنی شہادت پر اعتماد نہیں اور نہ کسی دوسرے راوی کی بات پر اعتماد ہے یہ ہیں مخالفین کے ثبوت جس سے یہ مسئلہ مختلف فیہ بتلاتے ہیں۔

وفات کی بحث کو میں اسی پر ختم کرتا ہوں اگر ضرورت پیش آئی تو انشاء اللہ اسمیں مستقل طور پر مفصل لکھا جاوے گا۔

دسواں معمولی مقدمات میں سماعی شہادت کوئی عدالت منظور نہیں کرتی پھر چہ جائے کہ ایسے عظیم الشان دعوے جو خدا کے خلاف انبیا کے خلاف صحابہ کے خلاف تمام دنیا کے عملدرآمد کے خلاف سنت قدیمہ مستمرہ الٰہیہ کے خلاف ہو پھر اس میں روایت کی شہادت ایک بھی پیش نہیں کی جاتی بلکہ از دست ہمسے ثبوت طلب کیا جاتا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ ہمارے مخالف اللہ تعالےٰ کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت الفاظ صریحہ میں پیش کرتے ولیس فلیس گیارھواں مسیح کی نسبت جیسے لفظ نزول کا آیا ہے اسی طرح لفظ خروج و بعثت کا بھی آیا ہے۔

(۱) فَبَیْنَمَا کَذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ اللّٰہُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ احمد نے مسندہ وغیرہ و مسلم و ترمذی کنز العمال ص۱۹۱

اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول کے معنے خود ہی کر دئے ہیں کہ اس سے مراد بعثت ہے۔

(۲) فیصبح فیہم عیسی بن مریم فیہزمہ اللہ و جنودہ کنز العمال ص۲۰۰

از احمد فی مسندہ و ابی یعلی فی مسندہ و ابن خزیمہ والطحاوی و ابن حبان فی صحیحہ و ابن جریر و طبرانی و حاکم و بخاری و مسلم و سعید ابن منصور فی سننہ

شق دوم نزول من السماء ہے

اول۔ نزول تابع صعود ہے جب صعود ثابت نہیں نزول ہی نہیں۔

دوسرا۔ قرآن مجید اور کسی حدیث صحیح ضعیف

...میں اسماء کا لفظ موجود نہیں۔ ...مسیح کی نسبت لفظ نعت اور اَصْبَحَ موجود ہے جو ابھی بیان ہوا۔

...نزول کے لفظ سے آسمان نکالنا ہے تو
(الف) اَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ اَزْوَاجٍ ۲۳/۱۵ یعنے ہمنے اتاری تمہارے لئے آٹھ قسم کی یہہ جانور خانگی پرورش والے۔
(ب) قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا ۸/۹ ہمنے تم پر لباس اتارا۔
(ج) اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ ۲۷/۲۵ ہمنے لوہا اتارا۔
(د) اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُوْلًا ۲۸/۱۹ اللہ تعالےٰ نے تمہاری طرف ذکر اتارا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیا ان اشیا کو...

چوتہا نزول میں یہہ بھی ضرور نہیں کہ نازل ہونے والی چیز اپنی جگہ کو خالی کرکر دوسری جگہ اختیار کرے جیسے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۳۰/۲۱ قرآن کو ہمنے لیلۃ القدر میں اتارا یہہ قرآن علم الٰہی میں تہا کیا اب علم الٰہی میں نہیں رہا۔

دوسرا خدا تعالےٰ ہر آخر ثلث اللیل میں آسمان دنیا پر اترتا ہے کیا ایک جگہ کو چہوڑکر دوسری جگہ لیتا ہے بلکہ دنیا میں ہر وقت آخر ثلث اللیل موجود رہتا ہے پہر ہر رات کو اترنا چہ معنے دارد وہ تو ایک دفعہ اترکر پہر کبہی واپس جا ہی نہیں سکتا۔ نستغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

پانچواں جہاں مسافر رات کو ٹہیر جاتا ہے۔ سوار ہو یا پیادہ اوسکو منزل کہتے ہیں کیا مسافر آسمان سے ہی اترا کرتے ہیں۔

چہٹا قرآن مجید کی سات منزلیں ہیں جن کو فمی بشوق کہتے ہیں وہاں قاری جاکر ٹہیر جاتا ہے کیا قاری ہی وہاں آسمان سے اترکر ہی ٹہیرتا ہے۔

ساتواں۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مشرق کی طرف سے آویگا ارادہ اسکا مدینہ کا ہوگا حتے ینزل دبر اُحُد اُحد پہاڑ کے پیچہے اتریگا۔ مشکوٰۃ۔ کیا یہاں ہی مولوی صاحب نزول سے آسمان نکالینگے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ لتنزلن طائفۃ من امتی ارضا یقال لها البصرۃ کنز العمال ص۱۸۰ حتے ینزلوا علے جسر لهم یقال لها دجلۃ۔ کیا یہہ لوگ بہی آسمان سے ہی اترینگے۔

غرض کہاں تک نظائر لکہی جاویں مومن کے لئے تو صرف قرآن مجید کے ہی نظائر کافی ہیں اگر کسی کو یہ کافی نہیں تو فبای حدیث بعدہ یومنون۔

آٹھواں اگر نزول کے لفظ میں آسمان کے معنے فرض کئے جاویں تو نزول مسیح بار بار مختلف مقامات پر احادیث میں درج ہے (الف) فاذا جاوا الشام خرج فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفوف اذا اقيمت الصلوٰة فينزل عيسى ابن مريم فامهم۔ کنز العمال ص۱۷۳ یہ نزول مسیح ملک شام عساکر المسلمین میں درج ہے۔

(ب) اذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق کنز العمال ص۱۹۱ یہہ نزول دمشق کے منارہ شرقی کے پاس لکہا ہوا ہے۔

(ج) حتے ينتهوا الى جبل الخمر وهو جبل بيت المقدس..... ثم يهبط نبي الله عيسى واصحابه الى الارض کنز العمال ص۱۹۲

یہاں حضرت عیسے مع اپنے اصحاب کے جبل الخمر پر نزول فرمائینگے۔ آگے تو صرف حضرت ہی آسمان پر گئے تہے اب اصحاب کو آسمان پر ساتہ لے گئے تہے۔

(د) ... قليل وجلهم ببيت المقدس ... امامهم رجل صالح فبينما امامهم قد تقدم ليصلي بهم صلوٰة الصبح اذ نزل عليهم عيسى ابن مريم ص۱۹۳ اب یہاں نزول خاص بیت المقدس کی مسجد پر ہے۔

(ه) حتى يأتي الشام مدينة بفلسطين بباب لد فينزل عيسى عليه السلام فيقتله ص۱۹۳ اب یہ نزول شہر شام پر ہے۔ عساکر المسلمین میں۔

(و) انه يطلع من آخر امره على بطن الاردن على ثنية رفيق ..... فلما قاموا يصلون نزل عيسى بن مريم اماهم فصلى بهم ص۱۹۸ اب یہ نزول ہزاروں کے دوا میں ہے۔

(ز) فيفر ون المسلمون الى جبل الدخان بالشام فياتيهم فيحاصرهم فيشتد حصارهم ويجهدهم جهدا شديدا ثم ينزل عيسى فينادى ص۲۰۰ اب یہ نزول جبل دخان پر ہے۔

(ح) فيحصرون حصرا شديدا ويؤزلون ازلا شديدا فيصبح فيهم ... مريم ص۲۰۰ اب یہ ... میں ہے۔

(ط) ينزل عيسى بن ...

کنز العمال ص۲۰۱ اب نزول دروازہ دمشق پر ہوگا۔
اب اگر فی الواقع نزول کے معنے آسمان سے اترنے کے ہیں تو ۹ دفعہ نزول مسیح علیہ الصلوٰۃ مختلف مقامات بلکہ مختلف اوقات میں کیونکر ہوگا کیا وہ بار بار دجال وغیرہ سے ڈرکر آسمان پر بہاگ جائینگے۔ جیسے پہلے دفعہ یہود سے ڈرکر آسمان پر بہاگ گئے تہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ یا جیسے انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مجمع سے حضرت مسیح بقول اناجیل کہسک جاتے تہے اب بہی اسی عادت مستمرہ کے مطابق بہاگتے رہینگے پہر نعوذ باللہ ایسے بہگوڑے جرنیل کو کئی ہزار سال بیٹہا رکہنے کی اللہ تعالےٰ کو کیا مجبوری پیش آئی حالانکہ وہ مسیح کلمۃ اللہ جیسے لاتعد و لاتحصی کلمۃ اللہ پیدا کرسکتا ہے بلکہ کلمات اللہ تو ختم ہونے میں ہی نہیں آتے جیسے فرمایا مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ ۲۱/۱۲ خدا تعالیٰ کے کلمات کبہی ہی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ سچ ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۱/۳ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۱/۳

سوال دوم۔ دجال ایک شخص ہوگا۔ تکثیر کہ یہہ خلاف جمہور ہے۔

عجب کہ معترض نام کے مولوی نہ قرآن کا نام لیتے ہیں نہ حدیث کا نہ کوئی آیت قرآن اپنے اعتراض کے متعلق پیش کرتے ہیں نہ کوئی حدیث بہرحال میں اول حدیث سے پہر لغت سے انشاء اللہ جواب دونگا۔

اوّل حدیث میں ہے یخرج فی آخر الزمان دجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من اللين السنتهم احلى من العسل وقلوبهم قلوب الذئاب يقول الله عز وجل ابي يغترون ام علي يجترون حلفت لابعثن على اولئك منهم فتنة تدع الحليم منهم حيران۔ ابوہریرہ کنز العمال ص۲۲۷ جلد ۷ کتاب القیامۃ۔

حدیث دوم۔ ان تحيي كافر فتعال فاقتله فيهلكهم الله کنز العمال ص۱۷۱
حدیث سیوم۔ ويسلط الله تعالى عليهم المسلمين فيقتلونهم ص۱۹۵

پس احادیث میں بلحاظ لفظ کے ضمیر مفرد کی آئی ہے۔ اور بلحاظ معنے کے کہ وہ کثیر ہیں ضمیر جمع کی بہی آئی ہے۔

اب لغت میں بہی دجال کے معنے فرقہ کے ہیں+

دوسرا الدجال فرقة عظيمة تغطى الارض بكثرة اهلها وقيل هي تحمل المتاع للتجارة تاج العروس شرح قاموس ص۳۱۸ جلد ۷۔ دجال ایک کمپنی ہے جو زمین کو اپنی کثرت سے ڈہانک لے۔

ہر ایک سوال میں کثرت جمہور پبلک پر مولوی صاحب زور دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور سنت اللہ سے یہہ مولوی صاحب محض ناآشنا ہیں۔

میں دکہاتا ہوں کہ اکثر کی نسبت قرآن مجید کا کیا فیصلہ ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۱/۱ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۲/۱ اَكْثَرُكُمْ فَاسِقُوْنَ ۱۴/۱ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۷/۱ اَكْثَرُهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۸/۱ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۹/۴ یہ تو اللہ تعالےٰ کا قول ہے۔

اب ذرا فعل الٰہی پر بہی غور کرو انبیا بہ نسبت دیگر لوگوں کے قلیل ہیں یا کثیر۔ بادشاہ بہ نسبت رعایا قلیل ہیں یا کثیر۔ مولوی بہ نسبت جہلا قلیل ہیں یا کثیر۔ امرا بہ نسبت غربا قلیل ہیں یا کثیر بہرحال دیکہو حیوانات نباتات جمادات ملایک ستارگان کے کیا اب بہی آپ کے نزدیک جمہور کا لفظ ہی معتبر ہے۔

تیسرا مولوی صاحب کو دہوکہ لگا ہے یا دہوکہ دینا چاہتے ہیں۔ لفظ دجال کے لئے مرجع ضمائر بلحاظ لفظ دجال بعض احادیث میں مفرد آیا ہے مگر اس کے مقابل لفظ جمع والی احادیث بہی نقل کی گئی ہیں۔

چوتہا۔ قاعدہ زبان عرب کا ہے کہ کبہی ضمیر بلحاظ لفظ کے لاتے ہیں اور کبہی بلحاظ معانی کے مثلاً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۲/۱ اب یقول بلحاظ مَن کے فرمایا اور اٰمَنَّا اور وَمَا هُمْ اور بِمُؤْمِنِيْنَ بلحاظ معانی جمع فرمایا۔

پانچواں۔ یہہ سلسلہ دجالیہ واحد بہی ہے اور جمع بہی ہے جسطرح تحصیلدار اپنے علاقہ میں ایک ہوتا ہے مگر چند تحصیلداروں کا افسر اعلےٰ ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔ وہ بہی اپنے ضلع میں ایک ہی ہے لیکن چند ڈپٹی کمشنروں پہ کمشنر ہوتا ہے۔ اسیطرح کمشنروں پہ ایک لفٹنٹ چند لفٹنوں پر ایک وایسرائے چند وایسرائیوں پہ ایک سکرٹری آف سٹیٹ۔

اسی طرح بعینہ پادریوں کا بہی سلسلہ ہے مثلاً بپتسمہ دینے والا ایک ہی ہوتا ہے+ پادریوں نے بہی

+نوٹ۔ کل احادیث کنز العمال جنکا حوالہ دیا گیا احادیث سے متعلقہ فقرات لئے گئے ہیں کیونکہ کل احادیث کی نقل کرنے سے بڑی کتاب بن جاتی تہی۔ منہ

. . . .

. . . .

. . . . پادریون

ہی [illegible] سلطنت کی طرح اضلاع اور تحصیلیں اور صوبہ اور گورنریاں وغیرہ بنائی ہوئی ہیں۔ چند پریجردان (مناد ون) پر ایک افسر (بشپ) ہوتا ہے۔ چند بشپوں کا افسر ایک لارڈ بشپ ہوتا ہے چند لارڈ بشپوں پر ایک وایسرائے بشپ ہوتا ہے۔ اسی واسطے احادیث میں ضمیر دجال کی طرف راجع کبھی واحد ہوتی ہے کبھی جمع کیونکہ دجال میں وحدت بھی ہے اور کثرت بھی۔ اسلئے دونوں قسم کے ضمائر احادیث میں موجود ہیں فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۔

چھٹا یہہ الفاظ پیشگوئی کے ہیں اور پیشگوئی کے معنے قبل ازوقت کوئی نہیں سمجھ سکتا اسی واسطے اللہ تعالے فرماتا ہے سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا یعنے اللہ تعالے تمکو اپنے نشان دکھلاویگا سو بعد دیکھنے نشانات کے تمکو انکا اصلی اصلی عرفان ہوگا یعنی قبل از ظہور چاہیئے کہ تم لوگ صرف الفاظ پر ایمان رکھو اور قبل از وقت کسی پیشگوئی کے کسی معنی میں عرفان کا [illegible] عرفان کا وقت بعد از ظہور ہے یہی وجہ ہے کہ [illegible] مخالف قبل از وقت پیشگوئیوں کے معانی کرنے کے سبب ٹھوکر کھا رہے ہیں۔ یہہ مرحلہ [illegible] نازک اور سخت خطرناک ہے جبکہ خود انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی پیشگوئیوں اجتہاد سے معنے بیان کرنے میں غلطی ممکن ہے جو مہبط وحی ہیں۔ اور معصوم عن الخطا ہیں اور جنکے وحی کی تبلیغ تک برابر چوکی پہرہ ملایک کا رہتا ہے تو دوسرے لوگوں کے معانی پر اسقدر اصرار کرنا ناسمجھی اور عدم تدبر فی القرآن اور احادیث ہے یا تعصب ہے۔

ساتواں جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۤءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا ۔ یعنے اللہ تعالے نے جو اپنے رسول کو رؤیا دکھایا وہ رؤیا سچا تھا اور حق و حکمت کا بھرا ہوا تھا وہ یہہ تھا کہ تم لوگ داخل ہوگے اس مسجد حرام میں اور تمہارا اس مسجد [illegible] داخل ہونا پختہ اور یقینی ہے کیونکہ اللہ [illegible] کی مشیت اسمیں ہو چکی ہے تمہارا دخول امن کے ساتھ ہوگا حلق کروگے اور بعض قصر بھی کرینگے کوئی خوف تمکو نہ ہوگا۔ مگر یہ بات کہ کب ہوگا اسی سال یا آیندہ سال یہہ تم کو معلوم نہیں یہہ بات اللہ تعالے ہی جانتا ہے۔ اسلئے فرمایا اللہ تعالے جانتا ہے جو کچھ تم لوگ نہیں جانتے دیکھو اس آیت شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ مخاطب ہیں اور اللہ تعالے پیشگوئی کے متعلق صاف صاف لفظوں میں اپنی اوس نبی کو فرمایا جو علم الاولین والآخرین دیا گیا ہے اور جو افضل الانبیاء والرسل واصفی الاصفیا ہے صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ وابناہم اجمعین کہ یہ پیشگوئی ہے اسکا علم تفصیلی جس سے عرفان حاصل ہو تمکو نہیں۔ چنانچہ بعد صلح حدیبیہ جب وہ صلح بظاہر صورت میں دبکر صلح کرنے کی صورت میں تھے صحابہ کے عرض کرنے پر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے کہا تھا کہ اسی سال یہہ واقعہ ہوگا۔ جبکہ افضل الخلق اور اکرم الخلق اور سید الخلق صلے اللہ علیہ وسلم کو پیشگوئیوں کا کامل تفصیلی علم نہیں جو عرفان کے درجہ کو پہونچ جاوے تو جمہور کیا چیز ہیں کہ جنکے معانی کے جو قبل از وقت کئے گئے ہوں پابندی اور اعتبار اور بہروسہ کیا جاوے۔

آٹھواں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بعض پیشگوئیاں فرمائیں اور ان کے معنے حضور پر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھے۔

(الف) ہجرت کی جگہ حضور کو دکھائی گئی آپ نے فرمایا میں نے اسکو یمامہ سمجھا مگر بعد ہجرت معلوم ہوا کہ وہ یثرب تھا۔

(ب) [illegible] لحوقا بی [illegible] اطولکن یدا یعنے سب سے پہلے وہ بیبی میرے انتقال کے بعد ملیگی جسکے ہاتھ لمبے ہوں گے تو ازواج مطہرات اہل بیت لگی ایک دوسرے سے ہاتھ اپنے اپنے جسکے ہاتھ لمبے تھے یعنے سودہ وہ خوش ہوئیں مگر واقعات نے ثابت کردیا کہ لمبے ہاتھ کے معنے سخی کے ہیں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو ہاتھ ناپنے سے منع نہیں کیا۔

(ج) تقارب الزمان کی حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم کسنۃ ویوم کشہر الحدیث یعنی دجال کے زمانہ میں ایک دن سال کا ہوگا اور ایک دن مہینہ کا اسپر صحابہ نے سوال کیا کہ پہر نماز ون کا کیا حال۔ فرمایا اندازہ کر لینا تو جب اس کے معنے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے جو کئے واقعات کے مطابق نہیں نکلے [illegible] ریل۔ ڈاک۔ مشینوں نے ثابت کردیا کہ بعض کام سال کے ایک دن میں ہوجاتے ہیں جیسے کپڑہ کی مشین۔ تار برقی اور دوسرے کارخانجات مشین ومطابع وغیرہ کے اور بعض کام [illegible] کے ایک دن میں جیسے ریل ڈاک۔ سلائی کپڑہ کی مشین وغیرہ

اس حدیث میں ایک لطیف اشارہ اسبات کی طرف بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اسلام ایسے ایسے ملکوں تک پہونچ جاویگا جہاں مدت تک دن رہتا ہے یا مدت تک رات رہتی ہے۔ اور نیز یہ بھی اشارہ ہے کہ اسوقت گھڑیوں کی اشاعت بکثرت ہوجاوی گی۔

علی ہذا القیاس اور بہت سی احادیث ہیں جنکی تفصیل کے متحمل یہہ خط نہیں ہے۔

نواں۔ الفاظ پیشگوئی محتمل المعانی ہوتے ہیں جو دو دو تین تین معانی کے متضمن ہوتے ہیں۔ جیسے لمبے ہاتھ والی حدیث میں اور نزول مسیح کی حدیث میں اور بعض پیشگوئیوں میں ایک حصہ پیشگوئی کا مخفی رکھا جاتا ہے جیسے لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ میں۔ یہہ نہیں بیان فرمایا کہ دخول مسجد الحرام اس سال ہوگا یا آیندہ بعض پیشگوئیوں میں استعارات ہوتے ہیں جیسے ریل کو بلحاظ اسکی آواز (بھک بھک) کے اور درازی کانوں کے گدھا فرمایا اللہ تعالے نے یہود کو بلحاظ انکی بداعمالیوں وبداخلاقیوں کے خنازیر فرمایا اور بلحاظ مسلوب ہوجانے سلطنت کے اور ہمیشہ کے لئے ذلیل ہوجانے کے قردہ فرمایا جسکی تشریح دوسری آیات میں بھی اللہ تعالے نے خود کردی۔

(الف) فَبَاۤءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۔ [illegible] ایک عظیم الشان غضب میں بسبب انکار حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہہ دوسرا غضب ہے اور پہلے بھی بسبب انکار حضرت مسیح کے ایک بڑے غضب میں گرفتار تھے اور (ب) لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۤءِيْلَ یعنی [illegible] بنی اسرائیل میں سے جو منکر ہوئے وہ خدا تعالے کے فضل اور سلطنت سے دور کر دیئے گئے۔

(ج) ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۔ اور نیز ذلت اور مسکنت ماری گئی۔ یعنے وہ ہمیشہ ذلیل رہیں گے اور کبھی انمیں حرکت پیدا نہوگی جس سے ان کو سلطنت مل سکے یا جیسے اس امت کے متعصب مولویوں کو یہود فرمایا اور سخت یہود فرمایا [illegible] بالنعل اور اسی مناسبت سے انکے ہادی کا نام مسیح رکھا کہ پہلا مسیح بھی یہود کا مصلح تھا۔

پس ایسے حالات میں قبل از وقت کسی پیشگوئی کے معنے کرنا اور پھر اسپر [illegible] کر لینا [illegible] کا باعث [illegible] اسی اللہ [illegible] چارکیطرح تمہیں [illegible] اللہ تعالے [illegible]

قبل از وقت معانی کرنے اور اسپر یقین [illegible] منع کرنے کے لئے امم سابقہ کا حال بیان فرماتا ہے اور اسی آیت کے ضمن میں حضرت [illegible] اللہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی بھی فرماتا ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۔

یعنے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تہی اور اسکے پیچھے اور رسول بھیجتے رہے۔ اور دی ہمنے عیسیٰ بن مریم کو کہلے کہلے نشانات اور اسکی تائید بھیج کلام پاک سے کی یہہ ایک پیشگوئی ہے جو اللہ تعالے نے مسیح موعود کے لئے کی ہے یعنے چونکہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مثل موسیٰ ہیں اور سلسلہ خلافت جسطرح بعد موسیٰ چلا تھا اسیطرح اس امت میں بھی حسب آیت استخلاف چلیگا اور بعینہ اسیطرح آخری خلیفہ چودہویں صدی پر مسیح موعود آویگا۔ اب جو جو اس مسیح موعود کے ساتھ مخالفت پیش آئیگی اسکا نقشہ اللہ تعالیٰ اسطرح کھینچتا ہے کہ

اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ یعنے تم لوگوں کی ہمیشہ سے عادت ہی چلی آئی ہے کہ جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس آیا ہے اور اسنے تمہاری گری ہوئی خواہشوں کے برخلاف بیان کیا ہے تمنے تکبر کیا سو کسیکو جھوٹا کہا اور کسی کو قتل کرنا چاہا جیسے داؤد علیہ السلام کو جسکا ذکر سورہ صٓ میں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو جیسے مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۔ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ سے ثابت ہوتا ہے۔

جنکو اللہ تعالے نے اپنے فضل سے بچالیا اور بعض کی تکذیب کی۔ چنانچہ تم مسیح موعود کے ساتھ بھی ایسا ہی کروگے۔ تکذیب کروگے۔ اور مقدمات قتل دائر کراؤگے جسکا نتیجہ بعد ثبوت پہانسی ہوتا ہے۔ اور وجہ اس مخالفت کی یہہ ہے کہ وہ تمہاری خواہشوں کے اور تمہاری گری ہوئی خواہشوں کے خلاف بیان کرتا ہے۔ تم اپنی نادانی کے سبب پیشگوئی کے معنے قبل از وقت کر لیتے ہو اور اسپر ایسا یقین کر لیتے ہو کہ گویا تم عالم الغیب ہو اور تمہارا [illegible] عالم الغیب کی طرح غلطی سے پاک ہے

غرض دمن کا کام نہیں کہ پیشگوئی کے معنے قبل از وقت خود کر کر اسپر پختہ ہوجاوے بلکہ [illegible]
پھر اسکا علم [illegible]

یہود نے بہی کی کہ ملاکی کتاب سے جسمانی صعود ونزول ایلیا قبل آنے مسیح کے اپنے زعم میں قبل از وقت سمجھ کر اسپر جم گئے اور صرف اسکے ماننے سے محروم ہی نہیں رہے بلکہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ بہی ہو گئے پہر دوسری غلطی انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں کہائی کہ استثنا ۱۸ میں تہا کہ میں ان کے لئے ان کے بہائیوں میں سے تجہہ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے مونہہ میں ڈالونگا بہائی کا لفظ اس پیشگوئی میں محتمل المعانی تہا یعنے توریت میں بہائی کا لفظ بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل دونوں پر بولا جاتا ہے مگر انہوں نے بہائی کے معنے قبل از وقت بنی اسرائیل ہی سمجہے یعنے انہوں نے نہ مانا تو اپر دوسرا غضب وارد ہوا لہذا بَاؤُ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ کا مصداق ہو گئے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت بہی ایسے یہود کے ساتہہ مشابہت پیدا کریگی جیسے ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے ساتہہ مشابہہ ہوتا ہے اسیواسطے اللہ تعالے نے اس امت مرحومہ کو غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کی دعا سکہلائی کہ یہود کے مولویوں پر بسبب انکار مسیح غضب الٰہی رجس من اللہ یعنے طاعون نازل ہوا تم مسیح موعود کا انکار نہ کرنا تاکہ تمہہ بہی بسبب بدلا ڈالنے حکم الٰہی کے جو مسیح موعود کے ماننے کی نسبت بار بار قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہوا ہے وہ عذاب طاعون نازل نہو اور تم پر فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ کا فتویٰ نہ لگ جائے اسیواسطے اللہ تعالے نے سورہ فاتحہ کی قرأت ہر ایک نماز میں فرض کر دی تاکہ مومن کو یہہ بات دن میں کم سے کم ۳۲ دفعہ تو یاد آجایا کرے تاکہ وہ اس غضب سے بچ رہے لہذا مولوی صاحب کو چاہیئے کہ وہ اس امر میں خوب غور کریں اور وقت غور اللہ تعالے کو اور موت کو یاد کریں اور اللہ تعالے سے دعا کریں کہ اللہ تعالے صراط مستقیم جس سے وہ انعام دیتا ہے اور بعد انعام کبہی بہی غضب نہیں کرتا دکہائی -

سوال سوم احادیث اور دیگر بزرگان دین کے اقوال و معتقدات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ کفار سے لڑینگے تحریری لڑائی کا کوئی ثبوت نہیں صرف دیصع الحرب عند الاحادیث [illegible] قابل قبول نہیں -

دوم [illegible] مولوی صاحب کو کیوں [illegible] قرآن حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بد وزوطمع دیدہ ہوشمند والا معاملہ ہے مولوی صاحب کو خونی مہدی کا نام سنکر منہ سے پانی بہہ رہا ہے اور اللہ تعالے کی اس نعمت عظمیٰ امن کو جو بذریعہ سلطنت معدلت مہر سرکار انگلشیہ تمام انڈیا کو حاصل ہے قدر نہیں کرتے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ انکا خونی مہدی آوے اور ۵۷ کی طرح تمام ملک پر بلا وجہ غدر ہو کر انکو لوٹ کا مال ہاتہہ آجاوے -

دوسرا مولوی صاحب نے جسقدر دعاوی پیش کئے کسیکا بہی ثبوت اور حوالہ نہیں دیا - نہ اس سوال میں نہ گذشتہ سوالوں میں -

تیسرا احادیث سے جو بعض بزرگان دین نے معنے سمجہے ہیں وہ حسب التشریح -

جواب سوال ۲ قابل اعتبار نہیں وہ احادیث پیشگوئی کے متعلق ہیں جنکے معنے قبل از وقت سمجہنا یا سمجہنے کا دعوے کرنا دعوے عالم الغیب ہونیکا ہے -

چوتہا جن بزرگان دین نے کوئی معنے اگر کیئے ہیں تو انہوں نے مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ کیطرح متنزل معنے لئے ہیں جو قابل اعتبار نہیں -

پانچواں کسی نے بزرگان دین میں سے دعوے نہیں کیا کہ یہہ میرے معنے صحیح ہیں اسکے سوا کے معنے غلط ہیں -

چہٹا - اگر کوئی شخص ایسا دعوے کر بہی دیتا تو اس کا دعویٰ قابل اعتبار نہ تہا کہ اس کا دعوے خلاف نص صریح کے تہا جو بحوالہ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا اور سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ہے - جو جواب سوال ۱ میں لکہا گیا -

ساتواں وہ معنے حسب نص صریح قرآنی أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوٰى کے موجب اضلال ہیں اسلئے بہی قابل اعتبار نہیں کیونکہ اللہ تعالے نے اسکا نمونہ پیشتر بیان فرما دیا -

آٹہواں تلوار کی لڑائی اللہ تعالے کے حکم صریح کے خلاف ہے اللہ تعالے نے آیت استخلاف میں مسیح موعود کو مثل مسیح بنی اسرائیل کے قرار دیا ہے یعنے جیسے وہ صلح کا شاہزادہ تہا یہہ بہی صلح کا شاہزادہ ہوگا آیت استخلاف یہہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنے اللہ تعالے نے وعدہ کیا ہے کہ مومنین صالحین پر قائم رہے گا جیسے موسوی شریعت پر [illegible] مطابق آیت

مثلیت إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۲۹ یعنے جو ہمنے رسول تمہاری طرف بہیجا ہے یہہ مانند اس رسول کے ہے جو فرعون کیطرف بہیجا تہا) کے آخری خلیفہ صلح کا شاہزادہ تہا یہہ بہی صلح کا شاہزادہ ہی ہوگا - جب قرآن مجید سے لڑائی تلوار کی مسیح موعود کے لئے منع ثابت ہوتی ہے تو بزرگان دین کے اقوال خلاف قرآن مجید کسطرح قابل پذیرائی ہو سکتے ہیں - کیا آپ ان بزرگان دین کو موافق اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ کے رب مانتے ہیں

نواں مولویصاحب نے اپنے اعتراض میں یہہ بہی لکہا ہے کہ احادیث سے ہی لڑائی مسیح موعود کی ثابت ہے انہوں نے احادیث کا حوالہ نہیں دیا تاکہ انکے معانی پر غور کیا جاتا (ب) احادیث کے الفاظ پیشگوئی کے الفاظ ہیں جو کئی کئی معنوں کا احتمال رکہتے ہیں - قرآن مجید کی نسبت دعویٰ ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ - ہمنے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے رہینگے اور کسی حدیث کی نسبت یہ دعویٰ نہیں (ج) روایت حدیث عموماً بالمعنے ہوتی ہے تو الفاظ حدیث بعینہ الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہوتے اور قرآن مجید کے الفاظ بعینہ اللہ تعالے کے الفاظ ہیں (د) الفاظ احادیث کے سمجہنے میں بعض دفعہ صحابہ سے غلطی بہی واقع ہوئی ہے - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جارہے تہے اور کسی یہودی کی میت پر لوگ رو رہے تہے تو فرمایا کہ یہہ تو رو رہے ہیں اور میت کو عذاب ہو رہا ہے - اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجہا کہ يعذب الميت ببكاء اهله عليه میت کو گہر والوں کے رونے کے سبب عذاب ہوتا ہے - جب یہ خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہونچی آپنے فرمایا اللہ تعالے عمر پر رحم کرے یہہ قرآن کے خلاف ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى پ ۲۲ کوئی کسی کا بوجہہ نہیں اٹہاتا -

کیا مولوی صاحب کے نزدیک انکے وہ بزرگان دین حضرت عمرؓ سے بہی بڑہ کر تہے یا معصوم تہے غرض جبکہ روایت حدیث عموماً بالمعنے ہے اور الفاظ حدیث راوی کے اپنے ہوتے ہیں اور احتمال غلط فہمی کا بہی لگا ہوا ہے تو ایسے حالات میں احادیث [illegible] قرآن مجید کا مقابلہ کر سکتے ہیں -

دسواں [illegible] کے معنے [illegible] دور کرنا [illegible]

ب - انکو خدا کی مار اور لعنت اور دوری - حدیث میں جو مصلی کے آگے سے گذرے فَقَاتِلْهُ فرمایا یعنے اس گذرنے والے کو دور کرا سکے یہ معنے تو نہیں کہ قتل کر ڈال مجمع البحار میں لفظ قتل کے معنے میں لکہا ہے کہ لیس کل قتال بمعنے القتل سارے قتال بمعنی مار ڈالنے کے نہیں ہوتے - قتل کے معنے دفع شر کے بہی ہیں جیسے حدیث افک میں ہے قتل اللّٰه سعدا فانه صاحب فتنة وشر ای دفع اللّٰه شره اللہ تعالیٰ اس کا شر دور کرے - اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو مجمع البحار کو دیکہہ لو -

گیارہواں خونی مہدی کا قتل جیسا کہ ہمارے مخالفین سمجہہ رہے ہیں سنت مستمرہ الٰہیہ اور اسکی ربوبیت اور رحم کے خلاف ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ پ ۳ دین یعنے جن کاموں پر جزا وسزا مترتب ہوتی ہے آئین سے کوئی کام بہی جبر سے اور اکراہ سے منوانا جائز نہیں بلکہ طریق ہدایت یہہ ہے کہ رُشد اور غَیّ دونوں کہل جاویں یعنے ایسی تدبیر سے سمجہانا چاہیئے کہ جو کام کسی سے ترک کرانا ہے اسکی بدی مدلل طور پر بیان کی جاوے اور جسکام کے کرنے کا اسکو راہ دکہانا ہے اسکی خوبیاں بیان کی جاویں - اور ہرگز جبر نہ کیا جاوے - اور فرمایا ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ پ ۱۴ اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو دعوت کر نہایت دانائی اور عمدہ عمدہ نصائح سے اور اگر باوجود عمدہ عمدہ نصائح کے مخالف کی طرف سے جدال تک نوبت پہونچ جاوے تو تیری طرف سے وہ جدال ہو جسپر احسن کا اطلاق ہو سکے یعنے احسن طریق اور عمدہ تدابیر سے اس جدال کو دفع کر چنانچہ دوسری جگہ اسکی تصریح بہی موجود ہے ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ پ ۱۸ یعنے اگر بدی پیدا ہو جاوے تو عمدہ عمدہ تدابیر اور خوبیوں کے ساتہہ دور کرنا چاہیئے پہر اور جگہ اس سے بہی بڑہکر تاکید فرمائی وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ پ ۲۴ خدا تعالے کی طرف لوگوں کو دعوت کرنے سے اور کونسا کام قولاً وفعلاً اچہا ہو سکتا ہے [illegible] ہے کہ وہ خود بہی ایسی اصلاح [illegible] کہ وہ قولاً وفعلاً دعوے کر سکے کہ [illegible]

مسلمان ہوں ۔ سو تو دیتا ہر ایک انسان مانتا ہے کہ نیکی اور بدی دونو برابر نہیں لہذا اسکو مناسب ہے کہ جب اسکی مقابل کوئی بدی کرے تو یہہ نیکی کے راستہ کو نہ چھوڑے بلکہ اس بدی کے مقابل ایسی خوبی سے اس بدی کو دور کرے کہ وہی بدی کرنے والا اس کا دوست بلکہ اسکا طرفدار اور حمایتی بن جاوے ۔ غرض میں کہانتک ان آیات کو لکھوں یہہ مختصر خط اس کا متحمل نہیں ہوسکتا ۔

بائیسواں اگر قتل سے مراد مار ڈالنا ہی لیا جاوے تو یہہ ضرور نہیں کہ وہ قتل تلوار کے ساتھہ ہی مخصوص ہو اور یہہ بھی ضرور نہیں کہ مسیح کے اپنے ہاتھہ سے ہی قتل واقع ہو بلکہ بادشاہ کیطرف سے اگر اسکی فوج قتل کرے تو وہ قتل بھی بادشاہ کیطرف ہی منسوب ہوتا ہے سو اس لحاظ سے مسیح موعود کے انکار کے سبب جیسا کہ سنّت اللہ ہے ۔ طاعون اور زلازل سیلاب سے لاکھوں انسان تباہ اور ہلاک ہوگئے اور ہو رہے ہیں اور یہہ طاعون و زلازل اسوقت نمودار ہوئے جبکہ مسیح موعود کی طرف سے بذریعہ رسائل و اشتہارات و ظہور صدہا بلکہ ہزارہا معجزات و نشانات کامل تبلیغ ہو چکے اور یہی سنت اللہ ہے جو قدیم سے مکذبین انبیاء کے ساتھہ پیش آئی اور یہی سنت اللہ قیامت تک رہیگی بلکہ قیامت کو بھی مجرمین کو یہی الزام دیا جاویگا جیسے فرمایا یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۔ اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس میرے رسول نہیں آئے تھے جو میرے احکام تمکو کھول کھول کر بیان کرتے اور اس دن کے عذاب سے تمکو ڈراتے ۔ اسی سنت اللہ کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۔ جب لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا الزام قایم ہو جاویگا اور فرد قرارداد جرم لگ جاویگا ہم انکی سزا اور سرکوبی کے لئے دابة الارض یعنے طاعون نکالینگے اور وہ انکو زخمی کریگا اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نشانات و احکام کو نہیں مانا کرتے تھے ۔ اس قسم کی آیات قرآن مجید میں اسقدر ہیں کہ اگر جمع کی جاویں تو اسی ایک مسئلہ خونی مہدی کی تردید میں ایک بڑی ضخیم کتاب بن جاتی ہے لہذا میں نے اب اسی پر ختم کرنا مناسب سمجھا ۔

سوال چہارم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو علیحدہ شخص ہونگے ۔

جواب ۔ خوے بد را بہانہ بسیار ۔ اصل بات یہہ ہے کہ ہمارے مخالفین کو بڑی بھاری روک ہے اور وہ آج کی نہیں بلکہ بہت پرانی روک ہے جو بعضاهئون قول الذین کفروا من قبل ۔ کا نمونہ ہے وہ لفظ منا اور منکم اور منھم کا جھگڑا ہے جو حضرت نوح سے برابر چلا آتا ہے باقی تو اعتراض بہانے ہیں ۔ چنانچہ نوح اور ہود دونو نے ہی فرمایا اَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ ۔ کیا تمکو تعجب ہے اس بات کا کہ ایک آدمی تمہارے پاس تمہاری تمام اور عذاب الٰہی سے ڈرانیکے لئے آگیا ۔ ثمود نے حضرت صالح کو کہا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا ۔ کیا ایک آدمی کے ہم تابع ہو جاویں تو تو ہم گمراہ ہوئے بلکہ پاگل کیا یہہ بڑا اعظیم الشان قابل تذکرہ بنانے والی بات ہم میں سے اسکو دیگئی ۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہی اعتراض ہوا ۔ وعجبوا ان جاءھم منذر منھم پ ۲۳ انہوں نے تعجب کیا جب انکو انہیں میں سے ڈرانیوالا آگیا حالانکہ استثنا پ ۱۸ میں لکھا تھا کہ تمہارے بھائیوں میں سے آویگا چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی نسبت پیشگوئی فرمائی ہے کہ یہہ بھی بعینہٖ یہود بن جاویں گے طابق النعل بالنعل یعنی جیسے دائیں پاؤں کا جوتا بائیں پاؤں کے جوتے سے بسبب کامل مشابہت یکسان ہوتا ہے اسیطرح یہہ امت بھی ہو جاویگی لہذا ضرور تھا کہ یہ اعتراض بھی باوجود موجود ہونے لفظ منکم و منھم کے پیشگوئیوں میں پیدا ہوتا ۔ اوّل اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ پ ۹ اے اولاد آدم تمہارے پاس رسول تم میں سے ہی آئیں گے ۔ دوسرا مسیح موعود کی نسبت اللہ تعالیٰ نے خصوصًا منکم کا لفظ فرمایا اور اسکے انکار پر فاسق کا خطاب دیا جیسے فرمایا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ پ ۱۸ ترجمہ گذر چکا ۔ تیسرا فرمایا وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ پ ۲۸ یعنے ہم نے آخرین میں بھی انہیں میں سے رسول بھیجا ابھی وہ آخرین تمہارے ساتھہ شامل نہیں ہوئے اسکی تفسیر کی نسبت مفصل الحکم جلد ۱۰ ۔ ۱۷ - اپریل ۱۹۰۶ء میں درج ہو چکا ہے ۔

چوتھا ۔ یہہ قانون الٰہی ہے کہ ہمیشہ ہر ایک قوم کا رسول انہیں میں سے بھیجتا ہے دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ پ ۱ ۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ ۔ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا پ ۱۲ ۔ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا پ ۔ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ پ ۔ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا پ ۔ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ پ ۔ اسیطرح موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ سلسلہ پر غور کرلو لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ پ ۱۱ ۔ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ پ ۱۴ ۔ اللہ تعالیٰ نے مکذبوں پر الزام ہی قایم کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجنبی نہیں بلکہ تم میں سے ہی ہیں ۔

پانچواں ۔ نبی اگر اجنبی ہو تو وہ قابل اعتبار ہی نہیں ہوتا اسی واسطے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ پ ۱۱ میں تمہارے درمیان اپنی عمر کا بہت سا حصہ گذار چکا ہوں اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ پ ۲۷ فرمایا یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہیں ۔ اجنبی نہیں

چھٹا اگر عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا بفرض محال مان بھی لیا جاوے تو پھر بھی وقت نزول تمام دنیا کا موجود ہونا ممکن نہیں تو پھر اسبات کا کیا ثبوت ہوگا کہ یہ آسمان سے اترا ہے یا جھوٹا مدعی ہے پھر باوجود اسکے وہ اس سنت اللہ کے خلاف بھی ہے جو تمام انبیا کے ساتھہ اللہ تعالیٰ کی ہے ۔

اب میں آپکو دکھلاتا ہوں کہ مسیح ہی مہدی ہوگا اور کوئی نہیں ہوگا ۔

اوّل آیت استخلاف سے بلحاظ مثلیت خلفائے امت موسوی آخری خلیفہ ایک ہی ہونا ثابت ہوتا ہے نہ دو جیسے مسیح علیہ السلام ایک ہی تہا ۔

دوسرا وآخرین منھم کا عطف ہے الامیین پر یعنی ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم اسجگہ بھی رسول واحد ہی ہے

تیسرا حدیث لا مھدی الا عیسی بن مریم جسکو معترض خود مانتا ہے ۔

چوتہا ۔ پانچواں ۔ چھٹا ۔ حدیث لن تھلک امة انا فی اولھا وعیسی ابن مریم فی آخرھا والمھدی فی اوسطھا ۔ کنز العمال صفحہ ۱۸۷

اب اس سے تو صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ مہدی گذر گیا اور مسیح اکیلا ہی ہے اسکے ساتھہ کوئی مہدی نہیں اس حدیث کو تین جگہ سے اخذ کیا ہے (۱) ابو نعیم فی اخبار المھدی (۲) حاکم در تاریخ خود (۳) ابن عساکر ۔ یہہ تین تدبیریں ہوئیں ان احادیث میں مسیح اور مہدی کے زمانہ کا بہت فاصلہ معلوم ہوتا ہے ۔

ساتواں ۔ ثم یھبط نبی اللہ عیسی واصحابہ الی الارض

آٹھواں ۔ فبینما کذلک اذ بعث اللہ عیسی بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء کنز العمال صفحہ ۱۹۱

نواں ۔ ثم یاتی عیسی قوم قد عصمھم اللہ صفحہ ۱۹۱

دسواں ۔ ویحصر نبی اللہ عیسی واصحابہ صفحہ ۱۹۲ احمد فی مسندہ ۔

گیارہواں ۔ فیرغب نبی اللہ عیسی واصحابہ الی اللہ عز وجل

بارہواں ۔ ثم یھبط نبی اللہ عیسی واصحابہ الی الارض "

تیرہواں حتی یاتی الشام مدینة بفلسطین فینزل عیسی فیقتلہ احمد فی مسندہ کنز العمال صفحہ ۱۹۴

چودہواں ۔ نزل عیسی بن مریم امامھم فصلی بھم ابن عساکر کنز العمال صفحہ ۱۹۵

اب ان احادیث میں مہدی کہاں ہے اور ان میں تو صاف صاف مسیح کا امام ہونا ثابت ہے ۔

پندرہواں ۔ ثم ینزل عیسی بن مریم مصدقا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ملتہ اماما مھدیا وحکما عدلا فیقتل الدجال طبرانی کنز العمال صفحہ ۱۹۹ یعنے اب بھی کوئی مفر ہے انہو مسیح کو امام ہی صرف نہیں فرمایا بلکہ امام مہدی کہکر آپکا سارا جھگڑا طے کردیا اب بھی اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے ۔

سولہواں ۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم مسلم کنز العمال صفحہ ۲۰۲ امامکم فیکم یعنی وہی مسیح تمہارا امام بھی ہوگا ۔

سترہواں ۔ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم عیسی ابن مریم حکما مقسطا واماما عدلا احمد فی مسندہ وترمذی کنز العمال صفحہ ۲۰۲

اٹھارہواں ۔ کیف بکم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم بخاری کنز العمال صفحہ ۲۱۲

کیا اب بھی اس حدیث کے معنی صاف ہوئے یا اب بھی وہی امام الگ مسیح الگ ہی سمجھو گے ۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۔

انیسواں لا تقوم الساعة حتی ینزل عیسی بن مریم حکما مقسطا واماما عدلا ابن ابی شیبہ فی کتابہ کنز العمال صفحہ ۲۰۳

اب مولویصاحب اسکے مقابل آپ اپنی صدہا احادیث پیش کریں جنمیں مسیح و مہدی علیحدہ پائی جاویں ۔ اور ساتھہ ہی اس کے اور نعوذ باللہ قرآن مجید کی نص صریح کا بھی مقابلہ کرسکیں ۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۔

سوال پنجم کسی حدیث کا موضوع ہونا الی آخرہ

یہہ سوال پہلے سوالوں سے بھی بڑھ چڑھ کر مہمل ہے مولوی صاحب کو چاہیئے کہ ایسی احادیث کی فہرست پیش کریں جنکو موضوع کہا گیا ہو اور جنکو صحیح مانا گیا ہو اور ان کے طرق ایک ہی ہوں ۔ اور وہ مردود احادیث قرآن کریم کے مخالف بھی نہ ہوں بعد آنے ایسی فہرست کے جواب لکھا جاویگا ۔

وصلے اللہ علے سیدنا ومولانا وھادینا محمد واحمد وعلی آلھما واصحابھما وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والحمد للہ رب العالمین ۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ ولا الٰہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ ۔

فضل دین حکیم از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک انکشاف

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا
کئے فضل تو نے ہیں مجھ پر تو لاکھوں
کروں کس طرح شکر پھر تیرا اسولا
قلم جس لئے جیتے اب ہے اٹھائی
مراد ایں ہمیشہ تو بر لانے والا
مراد اس سے ہے جو وہ کر دے تو پوری

تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
زمیں اور سما میں ہے ذرے کا جتنا
ہے چہرہ ہی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
تو واقف ہے اوس سے جو اسمیں بھلائی
جو مانے تجھے اوس کا غم کہانے والا
تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خداتعالےٰ کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ اس نے ہندوستان بھر میں اور اسکے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے - اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کس طرح اپنا گرویدہ بنالیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں ڈھکی نہیں - اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت - رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہنچ چکے ہونگے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اسکا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہو اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتا +

اب مجھے جو کچھ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے :-

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدگدی ہونے لگی - اور بعض نے یہانتک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ بیرونجات کے سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بجنسہ نقل ہی کردی - اور اسطرح نام کے تھوڑے سے تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کردیئے - اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں یہی سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں - اور بعض نے شروع ہی سے یہ بھی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے - حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تھا - خداتعالیٰ اپنے رحم سے انکی حالت کی اصلاح فرمادے - تا یہ لوگ اس بت پرستی سے باز آدیں - اور سمجھیں کہ رزاق صرف وہی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے -

ان اشتہاروں سے یہانتک لوگوں نے دھوکہ کھایا کہ :-

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہنچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلاں جگہ سے یا فلاں اخبار سے ملا ہے لہذا آپ مہربانی کرکے اتنی عطر بیہ بھیجدیں - تب انکو جواب لکھے گئے کہ آپنے دھوکہ کھایا ہے ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا - اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اس کو نصف قیمت پر دے سکیں

خیر! آمدم بر سر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑھنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے - اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا - تو یقیناً آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے - اور اس اشتہار دینے والے کی منشا کیا ہے -

یہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ انکی دوائی نہ خریدیں - یہ آپ کا اختیار ہے - اور خداتعالےٰ سب کا رزّاق ہے - یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونو کی قسمت پر منحصر ہے - جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اسکا معاوضہ ہوگا +

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے - کامیاب ہونا چاہیے ہو تو رزّاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ - اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو - جس سے وہ کامیاب ہوا ورنہ خالی اشتہاری چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھہ نصیب نہوگا - اور عاقبت نا حق برباد ہوگی +

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتا دیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں - (وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ)
دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میا سنگھ نے ممیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہاں تک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تھا - مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں ممیرے کا سرمہ موجود ہے - مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا - اور دوسروں کو کیا ملا - فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد و لجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال ہی بنالیوے تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے - مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو - لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پاسکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے +

اب ناظرین سے میری اک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دھوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھہ کر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو - یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھہ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہہ سمجھیں کہ یہہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے - اور مفرح عنبری کیلئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھیئے

حکیم محمد حسین قریشی
موجد مفرح عنبری
کارخانہ رفیق الصحت
لاہور

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونے والی بفضلہ یہی دوائی ہے - جسکا نام مفرح عنبری ہے - مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۶ء

رجسٹرڈ ایل نمبر

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

رنگِ اوی افریقہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صر (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

نمبر (۱۵) قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۵ - ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ھ جلد (۱۰)

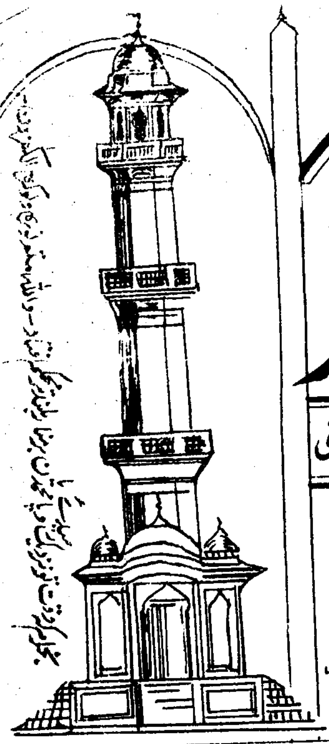

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیا + لغات القرآن - " سرپرستان الحکم اطلاع دیں - وغیرہ } صفحہ اول

(۲) تمام جماعت احمدیہ کیلئے اعلان + اور یکی بشارت + استفسار اور ان کے جواب } صفحہ ۲

(۳) ایک سربستہ راز کھلتا ہے + مولوی اشرف علی صاحب " تہانوی لفظ قہر - صفحہ ۳

(۴) پیام اسلام (اور) پادری احمد مسیح نابینا واعظ ایس پی جی مشن دہلی کا ہار جانے کا اقرار اور میدان مباحثہ سے فرار - صفحہ ۴-۵

(۵) دو حیدرآبادی بزرگوں میں خط و کتابت صفحہ ۵ تا ۹

(۶) مختصر نوٹ - اور ایک تازہ پیشگوئی - صفحہ ۹ تا ۱۱

(۷) ریویو - ضرورت کتاب تحفہ آریا سماج پر ریمارک - گذارش صفحہ ۱۱

(۸) اشتہارات صفحہ ۱۲-۱۳-۱۴

تازہ الہامات و رؤیا

۲۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء - (۱) ربّ لا تضیع عمری وعمرها واحفظنی من کل آفة ترسل الیّ۔

ترجمہ - اے رب میری اور اسکی عمر کو ضائع نہ کیجیو اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرمائیو - جو میری طرف بھیجی جاویں۔

(۲) اِنّہ نازل من السماء ما یغنیک۔

ترجمہ - تحقیق خدا آسمان سے وہ چیز اتارے گا جو تجھے غنی کر دے گی۔

(۳) اریک ما یرضیک۔

ترجمہ - تجھے وہ چیز دکھلاؤں گا جو تجھے خوش کر دیگی

(۴) عندی حسنة هی خیر من جبل۔

ترجمہ - میرے پاس بھلائی ہے جو پہاڑ سے بہتر ہے۔

(۵) الم تعلم ان الله علی کل شیء قدیر۔

ترجمہ - کیا تو نہیں جانتا - کہ اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے -

(۶) "آسمان سے دودھ اترا ہے محفوظ رکھو"۔

۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء - (۱) "تیری خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے"

(۲) الله خیر من کل شیء۔

ترجمہ - اللہ تعالے ہر چیز سے بہتر ہے -

۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء (۱) "دشمن کا بھی ایک وار نکلا"

(۲) وتلک الایام نداولها بین الناس -

ترجمہ - یہ دن (خوشی وغم یا فتح یا شکست کے) ہم (نوبت بہ نوبت) لوگوں میں پھیرا کرتے ہیں۔

لغات القرآن

سید عبد الحی عرب نے مندرجہ بالا نام کی ایک کتاب لکھی ہے جسکا پہلا حصہ چھپکر شائع ہو گیا ہے اسکی قیمت علاوہ محصول ڈاک کے ۸ ہے - قرآن کریم کی خدمت جس رنگ میں ہو کیجاوے وہ ایک پسندیدہ اور قابل قدر چیز ہے - عرب صاحب نے اس کتاب کو عربی زبان میں لکھا ہے اور بالمقابل اردو ترجمہ دوستا سید سرور شاہ صاحب نے کیا ہے - اگر کتاب صرف اردو میں ہوتی تو اتنی ضخیم نہ ہوتی - لیکن قرآن کریم کی عظمت کے لحاظ سے عربی زبان میں لکھا ہونا ہی مفید ہے اس سے طالب علم نہ صرف قرآن کریم کے لغات کے سمجھنے کا ملکہ پیدا کریگا بلکہ عربی زبان کی مہارت بھی حاصل کر سکیگا - بزرگان ملت نے اس کتاب کو پسند فرمایا ہے اور میری اپنی بھی رائے ہے کہ اس قسم کی کتابوں کی بہت قدر کرنی چاہیئے تاکہ قرآن کریم کی اشاعت اور اسکی خدمت کا جوش دلوں میں پیدا ہووے اور اسکی عظمت شان کا اظہار ہو۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ خیریت سے ہیں۔

(۲) سید عظیم الدین صاحب پلیڈر عثمان آباد (دکن) کئی دنوں سے سعادت اندوز ہیں - اپنے اہل و عیال سمیت ایک لمبا سفر کر کے محض ابتغاء لوجہ اللہ حاضر ہوئے ہیں اللہ تعالے انہیں اپنے مقاصد میں بامراد کرے۔

(۳) لاہور سے جناب شیخ رحمت اللہ صاحب - خواجہ کمال الدین صاحب - میاں معراج الدین عمر اور مفتی روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر ... سے مولوی غلام رسول صاحب جیکے ضلع گجرات سے خصوصیت سے آنے والوں میں قابل ذکر ہیں

سرپرستان الحکم اطلاع دیں

عرصہ سے اکثر احباب جنکو الحکم کی بہتری اور ترقی کے ساتھ خاص دلچسپی ہے مجھے الحکم کی موجودہ بڑی تقطیع کو اصل تقطیع فل سکیپ کیصورت میں تبدیل کر دینے کا مشورہ دیتے ہیں - اس لحاظ سے کہ یہ تقطیع بڑی اور مضامین زیادہ سما سکتے ہیں میں پسند کرتا ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ بڑی تقطیع کیوجہ سے چھپائی میں بعض نقص ضرور رہ جاتے ہیں لہذا اگر سرپرستان الحکم کو اعتراض نہ ہو تو یکم جولائی سے اصل تقطیع کیصورت میں تبدیل کر دیا جاوے - صرف وہ احباب اطلاع دیں جنہیں اعتراض ہو۔

وی پی

مطبع کی طرف سے جاری ہو رہے ہیں ۔

درخواست نماز جنازہ غائب

میاں احمد حسن صاحب کاٹھ گڑھ والے چند یوم ہوئے فوت ہو گئے ہیں - لہذا جماعت احمدیہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے - جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کریں ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔ مینیجر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عبد الحکیم خان کے لئے اعلان

ڈاکٹر عبد الحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تہا نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم کو اور بعض باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں منہ پہیر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکہلائی جو وہ گذر سکے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ بیجا تہمتیں لگائیں اور اپنے صریح لفظوں میں مجہکو ایک حرام خور اور بندۂ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کہانے والا قرار دیا اور محض اس غرض سے مجہے پیروں کے نیچے پامال کرنا چاہا اور بہت سی ایسی گالیاں دیں جو ایسے مخالف دیا کرتے ہیں جو پورے جوش عداوت سے ہر طرح سے دوسرے کی ذلت اور توہین چاہتے ہیں اور یہ بہی لکہا کہ پیشگوئیاں جن پر ناز کیا جاتا ہے کچہہ چیز نہیں مجہکو ہزارہا ایسے الہام اور خوابیں آتی ہیں جو پوری ہو جاتی ہیں۔ غرض اس شخص نے محض توہین اور تحقیر اور دل آزاری کے ارادہ سے جو کچہہ اپنے خط میں لکہا ہے اور جسطرح اپنی ناپاک بدگوئی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے اُن تمام تہمتوں اور گالیوں اور عیب گیریوں کے لکہنے کے لئے اس اشتہار میں گنجایش نہیں علاوہ اسکے میری تحقیر کی غرض سے جہوٹ بہی پیٹ بہر کے بولا ہے مگر مجہے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچہہ پروا نہیں کیونکہ اگر جیسا کہ مجہے اسنے دغاباز حرام خور مکار فریبی اور جہوٹہ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے باہر مجہے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لئے مُضر ٹہرایا ہے۔ بلکہ مجہے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اُس کیڑے سے بہی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں **تو میں اُمید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چہوڑے گا جو مرید ہو کر اور پہر مرتد ہو کر اس درجہ تک پہونچ گیا** ہے کہ جو ذلیل سے ذلیل زندگی بسر کرنے والے جیسے چوہڑے اور چمار جو شکم پرور کہلاتے ہیں اور مردار کہانے سے بہی عار نہیں رکہتے انکی مانند مجہے بہی محض شکم پرست اور بندہ نفس اور حرام خور قرار دیتا ہے۔

اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اوسکے ہاتہہ کو دیکہہ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں۔ انما اشکوا بثی و حزنی الی اللّٰہ و اعلم من اللّٰہ ما لا تعلمون۔

اب چونکہ یہ شخص اس درجہ پر میرا دشمن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عمر بن ہشام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جان کا دشمن تہا اسلئے میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اوس سے بکلی قطع تعلق کر لیں اسکے ساتہہ ہرگز واسطہ نہ رکہیں ورنہ ایسا شخص ہرگز میری جماعت میں سے نہیں ہوگا ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین آمین آمین۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود
از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سچّی بشارت

دنیا پر روشن ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے عرب کی کیا حالت تہی اور بعد میں کیا ہوئی اور یہ غیر معمولی تبدیلی اور ترقی محض اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک انفاس کے تزکیہ سے انہوں نے خدا کی کامل اور اتم ہدایت (یعنی قرآن مجید) کی سچّی معرفت حاصل کر کے اسی کی سچّی اتباع کی تہی اور پہر جب وہ اتباع اہل اسلام میں نہ رہی تو خدا کے وعید کے موافق وہ روحانی اور جسمانی عروج بہی تنزل ہو گیا۔ یہانتک موجودہ حالت تک نوبت پہونچی کہ جبکا خاکہ اسلامی جتّہ اور اسلامی لٹریچر آج کل کسی قدر کہینچ رہے ہیں اور باوجود اس کے پہر بہی کتاب اللہ سے اسقدر بے اعتنائی کی گئی کہ رفتہ رفتہ اسکی سچّی معرفت بہی مفقود ہو گئی لیکن چونکہ اسلام وہ مذہب نہیں تہا کہ لوگوں کی بے اعتنائی کے ساتہہ خدائے ذوالجلال بہی اس سے بے اعتنا ہو جائے۔ بلکہ یہ وہ پاک مذہب ہے کہ جسکی حفاظت کا خود اس نے وعدہ فرمایا ہوا ہے اور صاف طور پر یہ بہی وعدہ کیا تہا کہ جب آخری زمانہ میں لوگوں کی بے اعتنائی آخری حد تک پہونچ جائیگی اور اسکی اس حالت کو دیکہکر بہی حملے بہی اس زور سے کئے جائینگے کہ بہت سے لوگ یقین کر لیوینگے کہ اب اس کا خاتمہ ہے تو میں اس وقت اسکی خبرگیری اور دستگیری کرونگا۔ اور اپنے خاص فضل سے مصلح اور علمنا من لدنا علما کا مصداق بنا کر دنیا میں بہیجونگا۔ تاکہ وہ بیرونی حملوں کا دفع اور اندرونی خللوں کی اصلاح کر کے پہر قرآن مجید کی معرفت دنیا میں قایم کرے اور سچّی اتباع کی روح لوگوں میں پہونک دے۔ چنانچہ خداوند کریم کے فضل سے وہ موعود الٰہی آج ہم میں موجود ہے اور خدا کے زبردست نشانوں اور تائیدوں اور نصرتوں سے مؤید ہو کر اپنے مفوضہ خدمات کو بڑی کامیابی کے ساتہہ سر انجام دے رہا ہے۔ آپ کے پاس مخلصین کی ایک جماعت ہے جو کہ رات دن اسی فکر میں رہتی ہے کہ آپ کے پاک مذہب اور کلمات طیبات کو جو کہ عین قرآن ہے۔ یا بالفاظ دیگر قرآن مجید کی وہ اصلی دلربا اور جلالی تصویر ہے جو فیج اعوج کے مہرے ابر سے چہپی ہوئی تہی کہ وہ حضرت خاتم النبیین کے وقت میں سر سے اور سب سے نئی کسی طرح موافقین و مخالفین تک پہونچائے چنانچہ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے بہت سے رسالہ اور اخبارات جاری کئے گئے ہیں اور نئی نسل کو اس فیض سے بہرہ یاب کرنے کے لئے ایک خاص ناظم التعلیم کمیٹی قایم کی گئی ہے کہ جس کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم الاسلام میں قوم کے بچے بال سعید بچے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں اور آپ کے رنگ سے رنگین۔ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس قرآن سے کافی فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ یا یوں کہو کہ خدا کے تازہ فضل اصل سے بہرہ ور ہو کر اس کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ کہ صلح اور امن کے ساتہہ خدا کے پاک دین کی روشنی کو دنیا کے اقطار میں پہونچائیں لیکن باوجود اس کے اسوقت تک اس امر کا کافی انتظام نہ ہوا تہا کہ حضرت مولانا صاحب کے درس قرآن سے باہر کے احباب پورے طور پر متمتع ہو سکیں۔ جو بشارت میں نے عنوان پر لکہی ہے وہ یہ ہے کہ اس ضرورت عظمیٰ اور فائدہ کبریٰ کے پورا کرنے کی طرف اس محسن قوم ناظم التعلیم کمیٹی نے اپنی توجہ مبذول فرما کر یہ تجویز پاس فرمائی ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف سے تعلیم الاسلام نام ماہوار رسالہ جاری کیا جاوے۔ جس میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن بالاستیعاب اور مسلسل درج ہو۔ مخالفین کے اعتراضوں کے جواب اور مذاہب باطلہ کے استدلالوں کی تردید۔ وقتاً فوقتاً مدرسہ کے حالات سے قوم کو خبر دینا بہی ایک ضروری امر ہے۔ اور یہ بہی اس رسالہ کے ذریعہ پورا کیا جائیگا یہ رسالہ چالیس صفحہ کا ہوگا۔ اور بنظر تعمیم فائدہ اس کی قیمت عہ رکہی گئی ہے۔ اس کا پہلا پرچہ یکم جولائی ۱۹۰۶ء کو انشاء اللہ تعالےٰ شائع ہوگا

المشتہر خاکسار شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ ایڈیٹر رسالہ تعلیم الاسلام

استفسار اور اونکے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت شریف حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب ایک دو مسائل بخدمت شریف میں تحریر کئے جاتے ہیں۔ انکا جواب الحکم میں شائع کر کے سرفراز فرماویں تاکہ عام لوگوں کو بہی مفید ہوں۔

(۱) استعمال دانہ کہانڈ کی بابت کیا حکم ہے مشہور ہے کہ اسکی ساخت ناجائز اشیاء سے ہوتی ہے۔

(۲) زمین کا رہن ایکر اوسکی آمدنی سے فائدہ اٹہانا۔ اس پر مفصل بحث ہونی چاہیئے۔ اور اقوال ائمہ سابقہ بہی اسکی بابت درج ہونے چاہئیں۔

(۳) بیاہ شادیوں میں جو زیور وغیرہ سسرال اور والدین لڑکیوں کو دیتے ہیں وہ ملکیت کس کی ہوتا ہے۔ رواج تو یہ ہے کہ لڑکی کے مر جانے سے سب کا سب اوسکے سسرال رکہہ لیتے ہیں۔ اس پر بہی مفصل بحث ہو۔ فقط

میں امید کرتا ہوں کہ ہفتہ آیندہ الحکم میں انکا جواب آپ شائع کر دینگے۔

راقم۔ اسمٰعیل پٹواری کلاس والا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

الجواب

اللہ نے حرام چیزوں کی تفصیل کر دی ہے۔ اور احادیث میں اور بہی واضح کیا گیا ہے۔

(۱) دانہ کہانڈ کی حرمت شرع اسلام میں بالکل ثابت نہیں۔ یہ ہندو کی سودیشی تحریک کی بات معلوم ہوتی ہے جو اون کے اپنے اغراض کے متعلق ہے۔ ہم اہل اسلام کو ایسے خیالی وساوس میں پڑنا مناسب نہیں۔ عیسائیوں کے پانی اور کہانے کو خدا تعالےٰ نے حرام نہیں کیا اور کہانا جائز رکہا ہے۔ ہاں شراب۔ سور اور مردار۔ جو موجودہ عیسائی استعمال کرتے ہیں قرآن کریم نے اسکو جائز نہیں رکہا۔ اور قرآن میں صاف ہے۔ ولقد فصل لکم ما حرم علیکم۔

(۲) زمین یا جانور کا رہن رکہنا جائز ہے۔ اگر اوسپر مرتہن کا کچہہ خرچ ہوتا ہے تو نفع یا نقصان برداشت کر سکتا ہے۔ اور اسپر کئی دفعہ الحکم میں بحث ہو چکی ہے۔

(۳) جو زیور اور مال شادی میں بیوی کے گہر لانے سے پہلے دیا گیا ہے وہ سب بی بی کا مال ہے۔ اور جو گہر لانے کے بعد دیوے تو وہ جسکو دیوے اوسکا مال ہے۔ کیا معنے۔ کہ بیوی کے بہائی یا باپ یا ماں یا رشتہ داروں کو کچہہ دیا جاتا ہے وہ انکا مال ہے۔ اور عمدہ سلوک ہے۔

ایک سربستہ راز کہلتا ہے

عداوت اور بے جا مخالفت ایک تاریک غبار ہے جو دل و دماغ کو مکدر کرکے انسان کو صحیح نتائج پر پہونچنے سے روک دیتا ہے میں اس آئین اور دستور سے ناواقف نہیں جو ہمیشہ سے خدا تعالے کے برگزیدہ بندوں اور راستبازوں کے مقابل ہمیشہ سے چلا آیا ہے انکو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر قسم کے منصوبے کئے جاتے ہیں ان کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا جہاں ایک طرف ان کی ایذا رسانی کی تجویزیں کی جاتی ہیں وہاں دوسری طرف مختلف طریقوں سے لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روکا جاتا اور ان کی مجلسوں سے بدظن کیا جاتا ہے - یہہ کوئی نئی بات نہیں انبیاء و رسل کی تاریخ پڑہو اور ان کے مخالفین کے واقعات پر نظر کرو - لیکن آخر حق الحق ہو کر رہتا ہے اور وہ شریر مخالف اپنی زبان سے خواہ حالی ہو یا قالی کہہ اٹھتے ہیں

انا کنا لخاطئین

اس زمانہ میں بہی جب خدا تعالے نے وعدہ کے موافق اپنے مامور کو بہیجا تو اسی سنت و آئین کے موافق اسکی مخالفت کے لئے بہی تدابیر کی گئیں مگر وہ خدا تعالے کے وعدہ کے موافق کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ہر میدان میں مظفر و منصور ہوا اور مخالفین اپنے منصوبوں میں نامراد اور ناکام رہے - میں اسوقت ان مکاید کی تصریح نکروں گا جو اسکی مخالفت میں بداندیش مخالفوں نے استعمال کئے صرف ایک خاص امر کا تذکرہ کرنا میرا مقصود ہے - اور وہ یہ ہے کہ سال گذشتہ میں میں نے ایک اخبار اہلحدیث نام میں ایک مضمون اس عنوان سے پڑہا "ہم نے مرزائیوں کو کیسا پایا"

اس میں ایک مولوی عبد اللہ نام نے اپنے قیام قادیان کے کچہہ حالات لکہے ہیں مجہے خیال تہا - کہ ایڈیٹر صاحب الحکم اس مضمون پر کچہہ روشنی ڈالیں گے لیکن انہوں نے سکوت اختیار کیا اسوجہ سے نہیں کہ وہ مضمون مسکت اور واقعات غیر معمولی تہے بلکہ محض اسوجہ سے کہ ایسی لایعنی تحریروں پر نوٹس لینا تضیع اوقات ہے - مجہے ایڈیٹر اہلحدیث پر بہی افسوس ہے کہ باوجودیکہ اسماء الرجال پڑہے ہوئے ہونے کے مدعی ہیں اور اہلحدیث کہلاتے ہیں اور ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے انکی تنقیدی قوت اور بہی بڑہ جانی چاہئے تہی مگر نہوں لا یحب علی بل بغض ... [illegible] ... اس سلسلہ کے مضمون پر کسی قسم کا ... [illegible] ...

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کو اس مضمون کے متعلق لکہکر بتاؤنگا کہ وہ کہانتک قابل توجہ ہے لیکن بہر حال میں نے خاموشی کے ساتہہ اس مضمون کو چہپنے دیا اور پڑہتا رہا -

اب جبکہ مضمون مذکور ختم ہو چکا تو ضروری ہوا کہ مضمون نویس صاحب کی حقیقت کو طشت از بام کر دیا جاوے اور ناظرین حیران ہو جائیں گے جب یہہ معما پبلک میں کہلے گا - اگر اہلحدیث کے ایڈیٹر میں کچہہ بہی دیانت و خدا ترسی ہے تو اسے چاہئے کہ اس راز سربستہ کے انکشاف سے اپنے ناظرین کو بہی محظوظ کریں مگر میرا خیال ہے کہ چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتہہ عداوت اور بے جا مخالفت نے انکے دل و دماغ کو پراگندہ کر چہوڑا ہے وہ کبہی یہ جرأت نکریں گے - راقم مضمون مذکور نے بڑے شد و مد سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی اور اہلحدیث میں اس مخالفت کے غبار کو شائع کیا مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جن ایام کے واقعات اسنے اہلحدیث میں شائع کئے ہیں انہیں ایام میں مندرجہ ذیل خط وہ ڈیرہ غازیخان کے ایک محرر جوڈیشل کو لکہتا ہے یہہ کارڈ ۲۱ - مئی ۱۹۰۵ء کو ڈاکخانہ قادیان میں پوسٹ ہوا ہے اور ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء کو ڈیرہ غازیخان میں تقسیم ہوا ہے - اور وہ یہ ہے -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - امابعد جواباً سچ سچ گذارش ہے کہ باقتضائے شرافت و عدم موجودگی کسی ایسی دلیل کے جو معاذ اللہ مرزا صاحب ؑ کی افترا پردازی پر دال ہو بوجوہ آخری جو میں بیان قلمبند کرنے سے معذور رہوں میں مرزا صاحب ؑ کی نسبت یقین کرتا ہوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں یعنی جس مضمون کی نسبت وہ یہ کہتے ہیں کہ مجہے الہام ہوا میرے نزدیک اُسمیں اونکی ہرگز خلاف بیانی نہیں ہوا کرتی بلکہ سچ سچ کہتے ہیں میں اونہیں اون حالات سے جو اب تک مجہے حاصل ہوئے اور نیز اون کے چلن سے اونہیں اشرف جانتا ہوں - اور اسوقت تک کی دیکہہ بہال و گفت و شنید سے ہی میرا خیال ہے کہ اونکی بیعت میں شامل ہونا شاید حسرت کا موجب ہوگا - مرزا صاحب ؑ کا معاملہ میرے نزدیک ایسا نہیں کہ اوسی خفیف سمجہکر اوسکی طرف توجہ نکی جاوے - چونکہ احادیث و قرآن کو وہ ہی بدل و جان مانتے ہیں اور عام دنیا کیطرح قرآن کی بعض آیات یا بعض صریح احادیث کے ظاہر اور متبادر معنی سے تاویل کرنا مجہہ پر شاق ہوتا ہے لہذا میں جب تک کہ اون احادیث و آیات کو کسی مستند احمدی یا خود مرزا صاحب ؑ سے فیصلہ نکرلوں آخری مذہب بیعت بارہ میں نہیں کہہ سکتا اسی لئے میں واپس آیا ہوں اور یقیناً یہاں رہوں گا کو پہلے چلا جانا ہی منا[سب] معلوم ہوتا تہا - میں نے الیف اے کا امتحان نہیں دیا تہا بوجہ پوری تیاری نہ ہو سکنے کے ... [illegible] ... اور ... مولوی ... کے پاس ہیں ... خراب ہو ... [illegible] ... ارادہ ہو تو وہ ... [illegible] ...

گو ڈالنے والا پیچ لینے سے جہجک کئی ہے - جو قیمت مناسب خیال کریں مجہے عذر نہ ہوگا - ڈیڑہ ڈیڑہ روپیہ یا جسقدر آپکی مرضی مجہے منظور ہے - اگر نہیں تو مولوی موصوف وہ بیچکر قیمت آپکے حوالہ کردیگا - جو بیچیگا میں خود خوار دار خدمت کردونگا ذرا تسلی کریں - مولوی ... صاحب کو میں نے لکہدیا ہے - راقم عبد اللہ

اب یہ خط ناظرین کے سامنے ہے وہ اسپر غور کریں اور بتائیں کہ یہ شخص اپنے قیام قادیان میں اپنی تحقیقات اور تفتیش کا نتیجہ کیا پیش کرتا ہے - اس خط کے لکہنے میں اسکو کسی نے مجبور نہیں کیا - پہر یہاں سے جانے کے بعد جسکی وجوہات میں پہر ضرور بتاؤنگا اسنے جو کچہہ اہلحدیث میں لکہا ہے اسکی کیا وقعت رہ سکتی ہے؟ اب دو باتوں میں سے ایک ضرور غلط ہے یا تو اسنے اہلحدیث میں جو کچہہ لکہا ہے وہ بالکل بیہودہ اور لغو ہے اور یا اس خط میں جو کچہہ لکہا ہے محض نفاق سے لکہا ہے - وہ خود اپنے لئے جو نام تجویز کرے اسکا اختیار ہے اہلحدیث میرے اس مضمون کو چہاپ دے اور اس سے اسکا جواب طلب کرے کہ اب وہ کیا کہتا ہے میں اسکے مضامین پر بہی ایک آرٹیکل لکہونگا - اگر توفیق ملی - اور اہلحدیث نے بذریعہ اخبار وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلہ مضامین کو اہلحدیث میں چہاپ دیگا - یہ ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور ان کی کرتوتیں - انا للہ و انا الیہ راجعون -

اگر اس قسم کی مخالفت سے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ کو بدنام کرکے لوگوں کو گمراہ کریں تو وہ یاد رکہیں کہ یہ لعنت الٹ کر انہیں پر پڑیگی اور انکے اندرونی حالات کو طشت از بام کرنیکا ذریعہ ہوگی - وہ خدا سے ڈریں اور ایسی کرتوتوں سے باز آئیں خدا تعالے کے اس سلسلہ کو ایسی بیہودگیوں سے یقیناً کوئی گزند نہیں پہونچ سکتا بلکہ یہ اسکے سرسبز کہیت میں کہاد کا کام دیں گی -

اتقوا اللہ ان کنتم مومنین -

راقم واقعات حقہ پر غور کرنے والا اجزبلسٹ

مولوی اشرف علی صاحب تہانوی اور لفظ قمر

مولوی اشرف علی صاحب کے رسالہ خطاب الملیح پر ایک مجمل ریویو پیشتر ازیں الحکم مطبوعہ ۲۴ جنوری کے ذریعہ سے ہدیہ ناظرین کر چکا ہوں جس کل پہر بجنگ آباد کی نہایت سنجیدہ اور متین مولوی صاحب نے (جنکو میں نیک فطرت اور تمام بجنگ آباد کی مولویوں میں ذی علم اور بزرگ سمجہتا ہوں) وہی کتاب خطاب الملیح پیش کرکے کسوف و خسوف والی حدیث کے متعلق مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت پر توجہ دلائی جسمیں انہوں نے مختصر طور پر قرآن شریف کی دو آیتوں سے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ لفظ قمر کا اطلاق ہلال پر بہی ہو سکتا ہے اور اسلئے دارقطنی کی حدیث متعلق (اونکے نزدیک) مرزا صاحب کی وہ مشہور توجیہ (جسکو ہر ذی علم تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا) غلط ہے - میرے قلب میں تحریک پیدا ہوئی کہ خطاب الملیح پر ایک مفصل ریویو بہی ہونا چاہئے جو مولوی اشرف علی صاحب کے نفیس مغالطوں اور باریک غلطیوں کو پوشیدہ نہ رہنے دے یہ مفصل ریویو جب خدا کو منظور ہوگا ہدیہ ناظرین ہوگا مگر اسوقت میں مذکورہ بالا مغالطہ کے متعلق کچہہ ذیل میں عرض کرتا ہوں - مولویصاحب موصوف نے جو آیتیں پیش کی ہیں انمیں سے ایک آیت تو ...

لکہکر مولوی صاحب فرماتے ہیں " اور ظاہر ہے کہ یقینی طور پر منازل کا آخر اور ... ہلال ... کیا گیا " میں کہتا ہوں اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ لفظ قمر ہلال پر اطلاق ہو سکتا ہے مولویصاحب انصاف کریں کسقدر مستبعد ہے الفاظ آیت میں کہیں اسکا ذکر نہیں جبتک مولویصاحب علیہ اس آیت کے ساتہ شامل نہ کیا جاوے " یقینی ہو گیا منازل کا آخر حساب جانا اول ہی شب سے شروع ہوتا ہے " ہرگز مولویصاحب کا استدلال پورا نہیں ہوتا حساب کرنا ایسا اعتباری امر ہے کہ جسکو بدر پر نسبت ہلال کے زیادہ تعلق ہے یعنی ... آدمی کو ہلال کے متعین کرنے میں غلطی ہو جیسا کہ اکثر ہوتا ہے ... کریں غلطی نہیں ہو سکتی اور بدر قمر کے تحت میں داخل ہے ... اگر قمر ... چاند پر تیرہویں سے پندرہویں تک ہو سکتا ہے تو چودہویں تاریخ ... بدر جو ... ہوا حساب کے لئے ضروری ہے کہ کسی یقینی چیز پر بنیاد رکہی جاوے یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہلال میں کہانتک حاصل ہے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ لوگوں کو قمری مہینوں کی پہلی تاریخ کے متعین کرنے میں کیسی غلطی ہوتی ہے مگر یہ بات ... تعین میں کبہی غلطی نہیں ہوتی اور حساب کرنا اعتباری امر ہے چاند کی کسی تاریخ سے بہی شروع کیا جا سکتا ہے چنانچہ ہندؤں کے یہاں بدر ہی سے مہینہ شروع ہوتا ہے غرض اس آیت شریف کا یہ مطلب قرار دینا کہ بدر ہی بدر کو تمہارے لئے آلہ حساب بنایا زیادہ قرین قیاس ہے - علاوہ اس قاعدہ کے کہ جبتک کوئی تعذر موجود نہ ہو ہمیشہ فرد کامل مراد لیا جاتا ہے پس یہاں قمر کا فرد کامل بدر مراد لینے کے لئے کئی وجوہ متوافر موجود ہیں -

دوسری آیت والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم میں بہی اگر قمر سے وہی بدر مراد لیا جائے تو آیت کے معنی زیادہ صاف اور اللہ تعالی کی قدرت کاملہ پر زیادہ صراحۃً دال ہو جاتے مولویصاحب موصوف فرماتے ہیں حاصل یہ کہ خلاف قاعدہ ... یہ خود مولویصاحب کا استنباط ہے اور صریح الفاظ سے ہرگز یہ مطلب نہیں نکلتا ... دیں گی - نہیں ہوتا تعجب ہے کہ مولویصاحب بلا استنباط (اور وہ بہی اکثر مخالف عقل) ... انہیں توڑتے اور دوسروں پر یہ تاکید کرتے ہیں کہ جسقدر عقلی الفاظ کے صریح معنی ہی لینے چاہئیں - مولویصاحب کا یہ حاصل حدیث کے لفظ آیت کی بناپر ہے حالانکہ خداوند تعالی اکثر جگہ قرآن شریف میں بالکل طبعی باتوں کو مثل ہواؤں کے چلنے وغیرہ کے اپنی آیت سے تعبیر کرتا ہے - دوسرے یہ کسوف و خسوف اگرچہ بقاعدہ ہی بیت ہوا مگر اسمیں آیت ہونیکی صلاحیت اور اس مفہوم کی مطابقت ہی موجود ہے جو مولویصاحب کے ذہن میں ہے کیونکہ اس قسم کا کسوف و خسوف ابتدائے عالم سے نہ تو اب تک ہوا اور نہ آئندہ ہو - اس آیت شریف میں خداوند علیم اپنی قدرت کاملہ پر اسطرح استدلال کرتا ہے کہ ہم نے قمر جیسی چیز کو عرجون القدیم کی مثل بنا دیا اب اگر یہ کہا جائے کہ کالعرجون القدیم پر بہی قمر کا ہی اطلاق ہو سکتا ہے تو گویا یہ لازم آئیگا کہ خدا نے قمر کو قمر بنا دیا میں پوچہتا ہوں اسمیں کمال ہی کونسا ہوا لہذا کالعرجون القدیم یعنی ہلال کے مفہوم کو جہانتک ہو سکے قمر کے مفہوم سے بعید قرار دینا چاہئے اور یہ بات جبہی ممکن ہے جب وہ معنی لئے جائیں جو میں نے بیان کئے ہیں - اسکے جواب میں اگر مولویصاحب یہ کہیں کہ عاد کا فاعل ضمیر مستتر ہے جو راجع ہے قمر کی طرف اور اسلئے قمر ہی کالعرجون القدیم ہے صرف لفظی نزاع ہے - مولویصاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں ہی انکو متعلق تحقیق کرنا چاہئے تہا - راقم اکبر شاہ خاں احمدی نجیب آبادی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ نبیہ الکریم

پیام اسلام
اور
پادری احمد مسیح نابینا واعظ ایس پی جی مشن دہلی کا ہارجانیکا اقرار اور میدان مباحثہ سے فرار

ناظرین آپکو معلوم ہوگا کہ ۲- مارچ لغایت ۴ اپریل ۱۹۰۶ء برابر ہفتہ وار اس راقم قاسم علی احمدی اور پادری احمد مسیح نابینا واعظ مشن دہلی کا مباحثہ اس مسئلہ پر کہ آیا مسیح علیہ السلام واقعی صلیب پر قتل ہوگئے ہوتا رہا۔ جسکا نتیجہ ناکامی اور ذلت واعظ نابینا کو خدا کے فضل سے اس مباحثہ میں میرے مقابل ہوئی وہ ایسی ہے جو عیسائیوں کے دلوں کو عموماً اور احمد مسیح اینڈ کمپنی کے دل کو خصوصاً مٹھا دے۔ اس سے زیادہ ناکامی اور شکست کی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ دشمن اپنی زبان سے ہارجانیکا اقرار کرے۔ جیسا کہ احمد مسیح نے ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں علیٰ رؤس الاشہاد ماں لیا کہ

میں ہار گیا تو کیا ہوا میری قوم تو نہیں ہار گئی " یہہ وہ اقرار ہے جو خدا نے خصم کی زبان سے حسب مقولہ مشہور " حق برزبان جاری گردد " نکلوا دیا ہے کہ اظہار کے بعد بیچارہ نابینا آجتک بچتا رہا ہے اے **حضرات دہلی** آپنے اس سے پہلے بھی کبھی یہ الفاظ اس مشن کے واعظ کی زبان سے کسی دیگر مباحثہ میں سنے تھے؟ کبھی عام جلسہ میں کسی کے مقابل اسنے پہلے بھی اپنی عجز کا اقرار بزبان حال وقال کیا تھا؟ کبھی نہیں! اپنی تمام عیسائی لائف میں اوسکے لئے یہہ پہلا دن ماتم کا تہا کہ جسدن میں اوسکے سارے منصوبے مع اوس کے ممبران پارٹی کے جو نام کے مسلمان اور کام کے کرسٹان ہیں) خدا قادر نے خاک میں ملاکر ایک **فتح نمایاں** اس ناچیز ذرہ بیمقدار کو ایسی عطا فرمائی کہ جملہ حاضرین جلسہ نے ہی (جنمیں معزز اہل علم اصحاب ہر فرقہ کے موجود تھے) یکزبان ہوکر حلفیہ شہادت حقّہ ادا فرما کر ڈگری ہمارے حق میں کردی اور یہ وہ شہادت ہے جسکو نابینا اینڈ کو اگر ذرا بھی بوئے ایمان وحیا رکھتے ہونگے تو رد نہیں کرسکتے۔ اس لئے بدقسمتی سے نابینا صاحب نے تیسرے ہفتہ کے جلسہ میں یہ اظہار بھی کردیا تہا کہ حاضرین جلسہ کو فریقین کے مذہب سے کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں ہے سوائے معدودے چند پانچ دس احمدیوں کے " بلکہ آپ نے ترقی کرکے یہانتک فرما دیا کہ سامعین فریقین کو " چھوٹے اور بڑے عیسائی " کے لقب سے یاد کرتے ہیں احمدیوں کو میدان نہیں سمجھتے " اس بنا پر یہ شہادت حقّہ مسلّمہ خصم ہونیکی وجہ سے نابینا اینڈ کو کے حق میں عمر بہر کو داغ نامرادی وناکامیابی کا دیگئی جسکی تلافی سوائے رجوع بحق اور طرح ناممکن ہے۔ مزید برآں یہہ کہ آپ نے ۴ اپریل والے جلسہ میں جو آپ کی مفروری کا دن تہا اپنی تقریر کی ابتداہی یوں شروع فرمائی۔ کہ حاضرین آپنے جو جلسہ گذشتہ میں میرے برخلاف احمدی کو ڈگری دیدی ہے۔ اس سے مجھے چنداں رنج نہیں بلکہ ایک قسم کی خوشی ہے اور وہ یہ کہ آپ نے بغیر سوچے **جلدی سے سید صاحب کی ڈگری** تو کردی مگر یہ نہ جانا کہ اس ڈگری دینے سے ہم کو سید صاحب کے مذہب اور عقائد کا مان لینا بھی ضروری ہوگیا۔ پس میں بھی سید صاحب کو ڈگری دیتا ہوں کہ آپ نے ایک کثیر جماعت سے عقائد احمدیہ کو منوالیا " اسپر حاضرین نے کہا کہ ہمنے امر متنازعہ یعنی مسیح کا صلیب پر نہ قتل ہونا یقین کرلیا ہے جسکو سید صاحب نے نہایت عمدگی سے ثابت کردیا دیگر عقاید احمدیہ کے متعلق نہ یہ مباحثہ تہا نہ اونکی ثابت کوئی شہادت طلب کی گئی تہی پھر تو نابینا اینڈ کو خاموش ہوگئے **لے بیحیائی کے طالبو** تمنے دیکھا کہ کیا کیا بہروپ اس واعظ نے بدلے ہیں عیسائیوں کی جو منطق ہے نرالی اور چال ہے دجّالی مگر مرتا کیا نہ کرتا! ان سب سے بڑھکر آپ نے ایک اور تقریر فرمائی جو آب زر سے لکہنے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ " صاحبو میرا ہار جانا ایسا نہیں ہے جو میری **لئے کچھہ باعث ندامت ہو کیونکہ میں تو سرے سے اندہا ہوں اور اندہے بیحیا ہوتے ہیں شرم وحیا کے محسوس کرنیکے واسطے آنکھوں کی ضرورت ہے جو ندارد ہیں پھر مجکو ہارجانیکا کیا غم اور ہم اپنا من سمجھو نہ یوں کرلیں گے کہ ہمنے حق اور انجیل کو پیش کیا تھا لوگوں نے نہ مانا چلو فیصلہ شد** " یہہ ہیں حضرات ان گندم نما جو فروشوں کے ایمان اور تقوے کے نمونے۔ یہ ہیں جو نجات یافتہ کہلاتے ہیں اور لوگوں کو نجات دلانے کے ٹہیکہ دار ہیں اور من سمجھوتوں سے دفع الوقتی کرتے ہیں افسوس اوس قوم پر جسکی مذہبی واعظ اپنی عبادت گاہوں میں دنیا کو ستا کر خوش ہوتے ہیں۔ نابینا اینڈ کو کے ممبر بھی اس بیان کو سنکر بہت خوش ہوئے تہے کہ ہمارے پہلوان اور پریسیڈنٹ کمپنی نے بڑا تمسخرانہ اور رندانہ جواب دیا ہے۔ شیم شیم شیم پس اُس خدا در توانا کا ہزار ہزار احسان ہے جسنے مسیح علیہ السلام اپنے نبی اور رسول کو صلیبی موت سے بچا کر طبعی موت دیکر مرفوع کیا اور اوس کے قتل صلیبی سے بچنے کی دلائل آفتاب سے بھی زیادہ روشن توریت اور انجیل وخاتم الکتب قرآن پاک کے ذریعہ ہمپر ظاہر کردئے جنمیں سے صرف دو چار دلیلوں کو پیش کرنیسے نابینا واعظ مشن نے مضطرب الحالی سراسیمگی بیتابی سے پبلک پر کھول دیا کہ وہ حق کے مقابلہ میں مرعوب ہوگیا ہے اور آخرکار ہارجانیکا اقرار بھی کرلیا۔ لہذا اقبالی ڈگری سے بھی اور بروئے دلائل کے بھی اور بروئے شہادت عام کے بھی جو [illegible] دلوں کو حق کیطرف پہیر کر اسلام کی فتح اور [illegible] دہلی میں کرائی فللہ الحمد۔

یہانتک تو احمد مسیح واعظ مشن کے ہارجانے کے اقرار اور شہادت حقہ حاضرین جلسہ کے اظہار کا بیان تہا۔ اب اے حضرات دہلی آپ کو [illegible] پادری مسٹر پارٹن صاحب چیرمین جلسہ نے ۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو [illegible] فریقین آخری [illegible] مقرر فرمائی تہی پہر اس مباحثہ راقم مضمون نے یہ حالت کردیا تہا کہ بڑی بے انصافی کی بات ہے چیرمین صاحب نے دو دلیلوں سے گھبراکر آخری [illegible] ختم کردینے کا ارادہ کرلیا ہے اور میری دلیلیں [illegible] باقی ہیں اور یہ تمام کمال ایک جلسہ میں بیان نہیں ہوسکیں گی اسلئے میں اپنی سب دلائل کو چھوڑکر آخری دلیل ایسی ہی پیش کرونگا جو مسلمہ خصم اور بطور انقطاعی فیصلہ کے اتمام حجت کیواسطے انتہائی ہوگی اور قیامت تک دہلی میں یادگار رہیگی " اسکو سنکر بزدل نابینا تاڑگیا کہ کس قسم کی دلیل ہوگی اسلئے آخری جلسہ کے روز نابینا اینڈ کو نے یہ مشورہ کیا کہ جسطرح ممکن ہو آج قبل پیش ہونے دلیل انقطاعی کے مباحثہ ہی بند ہو جاوے ورنہ خیر نہیں۔ اور ممبران پارٹی نے یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ جس طرح اور نہج پر برابر پانچ ہفتہ سے مباحثہ جاری رہا ہے کہ تمہارا رقیب اپنے وقت میں اوّل کچھہ نظم پڑہکر پھر تقریر شروع کرتا ہے آج اول ہی تمنے نظم پڑہنے سے اوسکو روک دینا حاضرین جلسہ تمہاری بولی سے مانیں گے نہیں کہ نظم نہ پڑہی جاوے تمنے اصرار کرنا اسطرح مباحثہ خواہ مخواہ بند ہو جاویگا اور وہ نظم جسمیں انقطاعی دلیل کا اس کمیٹی کو علم ہوچکا تہا) نہ پڑہی جاویگی "۔ مگر یہ منصوبہ اس کج فہم پارٹی کا بجائے مفید ہونے کے ایسا مضر ہوا کہ نابینا اینڈ کو میدان مباحثہ سے فرار کرنا پڑا۔ واعظ نابینا نے نظم سے ہی روکا حاضرین نے چیرمین صاحب سے عرض کی کہ نابینا کا کیا حق تہا کہ براہ راست دوسرے مناظر کیوقت میں دخل دے اور کسی تقریر نظم یا نثر سے بموجودگی چیرمین کے مانع ہو حالانکہ اسلامی مناظر نے باوجود نابینا کی مذموم حرکات کے جو خلاف داب مناظرہ مرزا صاحب کے متعلق ہتک آمیز الفاظ کی ذریعہ سے سرزد ہوئیں کبہی اوسکو اثنا تقریر میں نہیں روکا اور نہ اوس کے وقت میں دخل دیا اسی قسم کے چند معقول اعتراض حاضرین نے چیرمین صاحب سے بغرض حصول جواب کئے۔ مگر چیرمین صاحب نے بجائے جواب باصواب کے جلسہ کی موقوفی کا حکم صادر فرمادیا۔ تب اس عاجز احمدی نے حاضرین کو کہا کہ میں نظم چھوڑکر جوابی تقریر سناتا ہوں وہ غور سے سن لیں۔ حاضرین نے یہ منظور نہ فرمایا کہ آخری جلسہ بلا وجہ معقول کے محض نابینا اینڈ کو کے منع کرنے سے نظم چھوڑ دی جاوے ورنہ معقولیت سے چیرمین صاحب سمجھا دیں کہ برخلاف تمام جلسہ ہائے گذشتہ کے آج نظم پڑہنے سے کیوں روکا جاتا ہے؟ چیرمین صاحب نے اجازت دیدی کہ نظم پڑھی جاوے مگر نابینا صاحب کرسی سے اوچہلکر بولے " اگر نظم پڑہنے کی اجازت آپ دیتے ہیں تو میں چلا جاؤنگا " اتنے میں بیچارے مسٹر پارٹن لاچار ہوگئے اور دل ہی دل میں ٹہان لی چنانچہ نابینا صاحب کا منہ [illegible] کرکے چلنے پہرنے نظر آئے میدان مباحثہ سے چیرمین صاحب اور نابینا اینڈ کو فراری کا سین قابل دید اور واعظ صاحب کی زبان سے لائق شنید تہا اون کی اس شان سے جانیکے بعد راقم الحروف بھی مکرر سٹھ ہال یعنی میدان مباحثہ سے تاج فتح وظفر پہنے باہر نکلا حصار جلسہ گرد حلقہ کئے ہوئے مستدعی تہے کہ انقطاعی فیصلہ والی نظم سنادیجاوے اس خواہش اور شوق پبلک نے مجھے مجبور کردیا کہ نظم سناؤں اور زیر جامع مسجد سنتے آگر وہ نظم سنی۔

اب ہم اس کیفیت کے مجملاً بیان کے بعد وہ پیالہ (دوا) احمد مسیح صاحب نابینا کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کے ٹالنے کیواسطے انہوں نے حیلہ وفریب سے کام لیا تہا اور یہ پیالہ اون کا اپنا مسلمہ اور تیار کردہ منظور شدہ ہے جس سے انکار کرنا اونکی دارین کی ذلت اور روسیاہی کا باعث ہوگا۔ اور یہ وہ نظم ہے جسکے سننے سے انہوں نے انکار کرکے سخت ذلت کا موہنہ دیکھا تہا مسٹر پارٹن صاحب چیرمین اور پادری ایس۔ ایس النط صاحب سکرٹری ایس پی جی مشن دہلی سے بھی ہماری اسی انقطاعی فیصلہ کی درخواست ہے کہ وہ خود یا اپنے واعظ کو اس میدان کارزار میں نکلنے کے لئے آمادہ کریں اگر مشن مذکور کی جانب سے ایک ہفتہ تک یوم اشاعت اشتہار ہذا سے اس پیام اسلام کا کوئی مطبوعہ جواب نہ آیا تو میں تمام مخلوقات دہلی اور اس اشتہار کے دیکھنے اور سننے والوں کو گواہ کرتا ہوں کہ خدا کی حجت نصاریٰ مشن دہلی پر پوری ہوگئی۔ اور گواہ رہ تو بھی اے آسمان اور اے سرزمین دہلی کہ بیٹے پیام اسلام پہونچاکر عیسائیان مشن مذکور پر اتمام حجت کردی۔

آخری پیام اسلام

ہوا احمد سے تو منکر مسیحیت تجھی بہائی
کہانسی تجھہ کو اے ظالم تری قسمت کہاں لائی
چہ سود از رہبر کامل سیہ کاران قسمت را
تری حالت پہ یہ ضرب المثل کیسی درست آئی
مقابل احمدی کے ہوکے آخر منہ کی کہا بیٹھا
نتیجہ کو شرم کچھ آئی نہ تیری قوم شرمائی

نہ تو اسلام کو سمجھا نہ کچھ اسلام کو برتا
نہ یہ نعمت کبھی چکھی نہ یہ لذت کبھی پائی
اگر اک جام بھی تو کوثر احمد سے پی لیتا
دم معجز نما سے خود کیا کرتا مسیحائی
فقط اسلام ہی اک دین برحق آب حیواں ہے
اسی سے پائی ہے جس نے حیات طیبہ پائی
ز آدم تا بہ عیسیٰ سب اسی تلچھٹ کے واعظ تھے
اسی کا پیش خیمہ تھا مسیحا کی مسیحائی
خلیل اللہ کی ساری دعاؤں کا یہی لب تھا
محمدؐ سے ہو نسل آذری کی عزت افزائی
عصائے موسوی و تخت داؤدی دم عیسیٰ
جلوس احمدی کیواسطے تھی یہ صف آرائی
خدا کا نور چمکا کوہ فاران کوہ سینا پر
بہار بے خزاں گلزار ابراہیم میں آئی
ڈ داؤد و سلیماں کے نوشتے ہو گئے پورے
محمدؐ پہلوان حق نے جب دم شکل دکھلائی
وہی کونیکا پتھر تھا گرا جس پر وہ سے پیسا
نہ قیصر کی خبر آئی نہ کسریٰ نے انگڑائی
جو دولت آل اسرائیل کھو بیٹھے تھی غفلت
خدا کا شکر ہے وہ آل اسمٰعیل نے پائی
مبارکباد [illegible]
غلامی [illegible]
تعجب ہے کہ ابنائے [illegible]
متی نے ایک اک پہچان [illegible]
زلازل قحط و طاعون [illegible]
یہ سب کچھ دیکھ کر انکار [illegible]
عبث ہی انتظار ابن مریم تھا اے نادان
نکرتو آل اسرائیل کے مانند خود رائی
صلیبی موت ابن اللہ پر لعنت خدا کی در
پھر اوس پر رفع جسمانی یہی ہے تیری دانائی
بڑا کر بندۂ ناچیز کو معبود ٹھیرایا
گھٹایا تو گھٹا کر لعنتی زنجیر پہنائی
اوٹھا کر قبر سے مردہ کو پھر زندہ کیا تم نے
خدا کے ساتھ کرسی عرش پر اک اور بچھوائی
اوسی کی آمد ثانی کی تم نے آڑ پکڑی ہے
یہ کیا دیوانگی ہے کیوں بنے جاتے ہو سودائی
کہاں ہے معجزہ وہ حضرت یونس کا اے واعظ
دکھاؤ تو سہی اے باخبر دیندار عیسائی
ستم ہے علم و عقل و ہوش کھو کر تم ہوئے رسوا
تمہارے پیچھے پیچھے ہر جگہ پھرتی ہے رسوائی
کجا قرآن کے حافظ کجا انجیل کے واعظ
کہاں توحید کے شیدا کہاں دنیا کے شیدائی
گئے وہ دن کہ اس گندم نمائی جو فروشی سے
بنا لیتے کام اپنا دکھا کر اپنی رعنائی
ذرا بچ کر نکل اپنی بھیڑیوں میں چھوڑ تا کہ ذکر
مسیحا ہے کہ کھولی تمہاری یہ مسیحائی

جناب ابن مریم کی صلیبی موت کو چھوڑو
یہ کوہ سخت ہے جسکو سمجھ بیٹھے ہو تم رائی
مدد تیری کریں اکہر مسیح و آلنڈ صاحب
کریں اس مسئلہ پہ پارٹن کچھ خامہ فرسائی
تیری کمزوریاں تیری دلیلیں دیکھ لیں سب بھی
مناسب ہے کریں تیری مدد سب ملکی عیسائی
مگر اک راہ آسان اور بھی ہے وہ بتاتا ہوں
قسم کھائی صلیبی موت پر تو اے کلیسائی
چھٹے جھگڑے سے تیر یجان قصہ مختصر ٹھیرے
خوشی سے جائیں اپنے اپنے گھر یہ سب تماشائی
خدا کا ہاتھ آکر میرا تیرا فیصلہ کر دے
کہ حق پر کون ہے کس نے شہادت حق کی جھٹلائی
وہی ہے فیصلہ جسکو پچھلے سال دہلی میں
وفات ابن مریم کہ [illegible]
یہی خنجر [illegible]
[illegible]
ابو القاسم کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] درخواست کرتے
ہیں کہ [illegible] انزاع
موت صلیبی کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ اور جس پیالہ کو
آپ ٹالنا چاہتے تھے وہ ہم آپکے منہ سے لگاتے ہیں اگر تم
میں کچھ غیرت ہے جو اوسکو پینے کیلئے آمادہ ہو جاؤ ورنہ
صورت نہ دکھاؤ۔ اب سنو آپنے یہ پیالہ مولوی صاحب کے سامنے
پیش کیا تھا۔ مولوی صاحب حسب آیت مباہلہ قرآنی مجمع عام
میں اللہ جل شانہ کی روبرو کھڑے ہو کر ان الفاظ میں قسم
کھا دیں کہ میں اپنے یقین دلی اور اطمینان قلبی سے ایمان کے
ساتھ کہتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی وفات قرآن و حدیث سے
ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ قرآن حدیث سے حیات صعود
آسمانی بجسد عنصری خاکی بشری ثابت ہوتا ہے پس اگر میں اپنی
شہادت میں جھوٹا ہوں تو اے خدائے عزیز مجھکو مورد اس
آیت مباہلہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا فرما۔ اسپر جملہ حاضرین آمین
کہیں۔ اے اہل اسلام یہ تھا فیصلہ قطعی کہ ہمنے اپنا مقدمہ
خدا کی عدالت میں پیش کرنا چاہا مگر مولوی صاحب نے خدائی
فیصلہ کو بوجہ خاص منظور نکیا انہی مختصاً پیچھے احمد مسیح
صاحب ہم تمہارا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔
آپ بہت جلد خدا کی عدالت میں حاضر ہونیکے لئے مستعد

ہو کر تعین تاریخ فرما دیں۔ فقط
المشتہر عاجز قاسم علی احمدی خادم مسیح
موعود سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی نزاہا بیرم
خاں پرانی منڈی پھولکی۔ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء

دو حیدر آبادی بزرگوں میں خط و کتابت

{مندرجہ ذیل خط و کتابت محض نصحاً لخلق اللہ
شائع کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر۔}

عالیجناب مخدومی زاد مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عزیزی مولوی سید اکرام علیصاحب نے آپ کا پیام پہونچایا۔ میں اول تو آپ کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے اس یاد فرمائی سے محبت صادقہ کا ثبوت دیا کیونکہ سچا دوست وہی ہے جو اپنے دوست کو اوس چیز کیطرف بلا دے جسکی نسبت وہ یقین کرتا ہے کہ اوس کے خیال میں دنیا میں اوس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے گو یہ اوس کا مفروضہ صحیح ہو یا غلط لیکن وہ بجالت [illegible] مستحق شکریہ ہے کیونکہ وہ [illegible] وجدانی سے جو ایک [illegible] غیر اختیاری امور [illegible] دوسروں کے [illegible] کرتا ہے اور اوسکی طرف [illegible] کو متوجہ کرتا ہے۔ تو یہ اوس کی نیک نفسی اور ہمدردی کے لئے ایک دلیل قوی ہے۔

بعدہٗ میں نفس مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جناب من جب سے میں آپ کی عنایت سے الحکم دیکھ رہا ہوں یا جناب قادیانی صاحب کے بعض تصانیف پر اپنے حسب استعداد غور کرتا ہوں تو اتنا ضرور یقین کرتا ہوں کہ عالیجناب قادیانی صاحب فی الواقع ایک عالم ایسے ہیں جو مجدد ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور اُنہوں نے اسلام کی حقانیت کو غیر مذاہب والوں کے مقابلہ میں حسب موقع عمدہ طور پر ثابت فرمایا اور عند الضرورت اور بھی ثابت کر سکینگے اور یقیناً دین محمدی صلعم کو غیر اقوام کے مقابلہ میں آپ کی ذات بابرکات سے بہت کچھ مدد ملی اور ملنے کی اُمید ہے۔ لیکن آپ کا یہ ارشاد کہ (ایک مرسل کی دید میں عجائبات الٰہی کا دیکھنا ہو گا) اور منکرین سے قرآن مجید مملو ہے" غور و تصفیہ طلب ہے۔

جب ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت رسالتمآب صلعم ختم المرسلین ہیں۔ تو اب جناب قادیانی صاحب کیونکر مرسل من اللہ ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ یہ فرماویں کہ جناب قادیانی صاحب حضرت سرور عالم صلعم کی شان رسالت کے پرتو ہیں۔ اور اس اعتبار کرنے سے مرسل ہیں تو اسمیں قادیانی صاحب قبلہ کی خصوصیت کیا ہے جس مومن کامل کا قلب پر حضور انور صلعم کا پرتو ہوگا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے قلب پر رسالتمآب صلعم کا پرتو ہے بلکہ میں فنا فی الرسول ہوں تو کیا وہ مرسل من اللہ ہو سکتا ہے اور حبیب اللہ تعالےٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ

اِنّی اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ تو اب کیا چیز باقی رہ گئی تھی جسکے لئے پیر اور مرسل کی ضرورت تھی اگر ایسی ہی ضرورت تھی تو پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حق تھا کیونکہ خود حضور انور صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کسی نبی یا رسول کی ضرورت ہوتی تو اس حدیث کے مستحق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ بس اب اگر کوئی شخص ہمکو آفتاب مشرق سے نکلنے کے عوض شمال سے نکلوا کر دکھا دے اور یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ہم اوس سے بھی موافقت [illegible] اور [illegible] کرینگے کہ عجائبات روزگار سے یہہ بھی ایک اعجوبہ انکم تماشا ہے۔ اور بس اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ جناب قادیانی صاحب سے آپ خوش اعتقادی رکھیں لیکن مرسل من اللہ نہ سمجھیں کیونکہ رسالت ختم ہو کر بارہ سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا۔ ہاں مرسل من اللہ رسالت کا دعویٰ باطنی طور پر کیا جاتا تو وہ دوسری بات تھی۔

اب رہی مثیل مسیح و مہدی موعود۔ مثیل مسیح کے متعلق ہمارا یعنی خاصکر میرا یہہ عقیدہ ہے کہ اگر ہم عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت تسلیم کر لیں اور ارباب تصوف کے اصول کے موافق حضرت قادیانی صاحب کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قدم پر ہونیکے دعوے کے متعلق سکوت کریں تو ہمارا کوئی حرج نہیں ہے اور یہ امور ہمارے مذہبی عقائد میں داخل ہیں۔

اب رہے مہدی موعود اسکے متعلق مولوی زمانخاں صاحب شہید مرحوم نے بعد تحقیق و تدقیق جو امور مہدی موعود کے لئے شروط لازم احادیث مستند و بروایات صادقہ و متواترہ سے قرار دی ہیں اوسکو آپ کتاب ہدیہ مہدویہ میں بغور ملاحظہ فرماویں اور اوس کے بعد اس امر کا فیصلہ کیا جاوے۔ کہ آیا مہدی موعود قادیانی صاحب ہو سکتے ہیں۔ اسپر بھی ہم دیکھنے سے ہیں

قادیانی صاحب قبلہ سے ہماری قوم یا اسلام کو کیا فائدہ پہونچتا ہے علاوہ بریں حضرت مہدی موعود کی بیعت بیعت الرشد ہوگی نہ کہ بیعت تلقین مذہب اوسکا حصول موجب مدارج دینی ہوگا۔ اور عدم حصول کیصورت میں کوئی شخص اسلام سے خارج یا گمراہ نہ ہوسکیگا۔

سید محبوب علی عفی عنہ

آپ نے یہ جو فرمایا کہ قرآن منکرین سے مملو ہے تو اس سے آپ کی کیا مراد ہے آیا قادیانی صاحب قبلہ کی مرسلیت کے انکار کے متعلق قرآن نے تہدید فرمایا ہے یا توحید حقہ و حضرت رسالتمآب صلعم کی رسالت کے خاتم کی نسبت اگر امر اول ہے تو براہ کرم اوسکا حوالہ دیجئے پھر ہم بھی آپکے ساتھ ہیں ورنہ یضل بہ کثیرًا و یہدی بہ کثیرًا کا خوف دامنگیر حال ہے۔

امر دوئم کی نسبت تو خود قرآن و خدا ساری خدائی پکار پکار کر ڈنکے کی چوٹ کہہ رہی ہیں۔ اس سے جناب قادیانی صاحب قبلہ کو کیا فائدہ پہونچتا ہے ہم جناب قادیانی صاحب قبلہ کو مقدس و برگزیدہ و عالم متبحر مسلمان مانتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا قلب تجلیات الٰہی سے منور ہو اور الہام بھی ہوتا ہو۔ اور تزکیۂ انفاس میں آپ کے پاک نفس سے کافی مدد ملتی ہو۔ اور کیا عجب ہے کہ اس صدی کے مجدد زبردست ہوں۔

پس آپ بھی اگر بحیثیت ایک مرید صادق اور اعتقاد کے حضرت موصوف سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے مبارک ہے اور خدا صاحب بہ سلامتی ایمان آپ کو اس ارادہ میں کامیاب فرماوے اور خصوصًا میرے لئے بھی دعا کے لئے بوقت حضوری و حصول قدم بوسی عرض کیجئے بلکہ یہہ میری تحریر ہی اگر آپ حضرت ممدوح کی خدمت میں پیش فرماویں اور اس کی نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے مطلع فرماویں تو آپ کی عنایت ہے۔

سردست میری حاضری ناممکن ہے اگر فیضان باطنی کی غرض سے بحیثیت مرشد کامل قدمہائے فوق الذکر مجکو موقع ملے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ میں اوس موقع کو ہاتھ سے ندونگا۔ اس تحریر کو ذیل کے شعر پر ختم کرتا ہوں۔

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

خاکسار ازلی سید محبوب علی عفی عنہ۔

مکرر

تصور معاف میں یہ سمجھا تھا کہ آپ مقبرہ بہشتی کے متعلق چونکیں ہونگے کیونکہ ایسا علی العموم اعلان سنت نبوی و احکام قرآنی کے خلاف ہے

کیا آپکو یہ واقعہ یاد نہیں ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک شب بام کعبہ سے کسی کی آواز سنکر بے چین ہوئے اور جب بحالت بے چینی وہاں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بام کعبہ کی چھت سے لپٹا ہوا یہہ کہہ رہا ہے۔ الٰہی دوزخ کی آگ سے مجکو جلایا جائیگا یا نہ جلایا جاویگا انتڑیاں نار جہنم سے بھری جائینگی یا نہ بھری جائیں گی وغیرہ وغیرہ

تو خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے یہہ سمجہا کہ یہ کوئی گنہگار شخص ہے جو یوں زار و نالے کر رہا ہے۔ اسلئے آپ اوس کے دیکھنے کے منتظر رہے جب صاحب زار و نالہ بام کعبہ سے نیچے تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین حسین علیہ السلام ہیں۔ فورًا آپ قدموں پر گر پڑے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اول تو آپکے لئے آپ کی ذاتی عظمت کافی ہے دوسرے آپ کے جد اکرم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تیسرے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ذریعہ اور حضرت علی علیہ السلام کا وسیلہ کیا نجات کے لئے کم سامان ہے جو آپ ایسے بے چین ہیں تو آپنے فرمایا یہہ سب کچھ صحیح ہے لیکن جس روز آیۂ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ کا نزول ہوا تو خود حضرت رسالتمآب صلعم نے جنابہ فاطمہ علیہا السلام کو بلاکر تنبیہًا فرمایا کہ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یعنے اے فاطمہ پدری محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فردائے قیامت کچہہ کارگر نہوگی عذاب دوزخ کا نظرانداز نکردیا جاوے۔

تو جب پدری حضرت رسالت پناہ صلعم حضرۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کارگر نہوگی تو پدری حضرت علی علیہ السلام میرے لئے کیونکر کارآمد ہوگی پس یہی خوف دامنگیر حال ہے۔ وغیرہ وغیرہ

اب آپ غور فرمائیے کہ ایسے ایسے خلاصہ کائنات کا یہ حال ہے تو آپ ہی انصافًا فیصلہ فرمائیے۔ کہ مقبرۂ سرزمین قادیان کیونکر موجب نجات ہوگا اور جو دعوے کہ خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بالعموم نہیں فرمایا تو حضرت قادیانی صاحب کیونکر کرسکتے ہیں اور ایسے دعوے کی تسلیم سے کیا قادیانی صاحب کی فضیلت معاذ اللہ حضرت سرور عالم صلعم پر ضمنًا مترشح و ثابت نہیں ہوتی اور کیا ایسی فضیلت کے قبول کرنے سے ایمان باقی رہتا ہے۔ یقینًا آپ عقل سلیم سے اسکا تصفیہ کرینگے اور یہہ میری تحریر ضرور جناب قادیانی صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کرکے اسکی نسبت جو کچھہ صاحب موصوف صراحت فرمائینگے اوس سے مجھکو ضرور مطلع کرینگے ورنہ خدا کے پاس آپ ذمہ دار ہونگے۔ فقط

سید محبوب علی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کرمنامہ میرے عریضہ کے جواب میں پہونچا جسکو میں نے نہایت غور اور توجہ سے پڑھا۔ فی الحقیقت میری غرض اور میرا مدعا یہی ہے کہ وہ نور اور روشنی جو مینے پائی ہے اسکی طرف آپ کی رہنمائی کروں اور یہ محض ابتغاء الوجہ اللہ و نصحًا لخلق اللہ ہے۔ میں اس عریضہ کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں سمجہتا صرف چند ضروری امور پر آپ کی نظرثانی کرانی چاہتا ہوں۔

آپ عالیجناب حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس مقام تک پہونچے ہیں کہ وہ مجدد ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہوں نے اسلام کی حقانیت کو غیر مذاہب والوں کے مقابلہ میں حسب موقع عمدہ طور پر ثابت فرمایا وغیرہ کچھہ شک نہیں آپ کی یہ رائے گو اپنے اندر رنگ قابلیت و استحقاق رکھتی ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت اقدس فی الحقیقت مجدد موعود ہیں اور اسلام کی حمایت و نصرت جو آپ کے ذریعہ ہوئی وہ کوئی ایسا مخفی امر نہیں جسکو دوسرے لوگ نہ جانتے ہوں بلکہ سب سے تلخ دشمن مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں آنحضرت کی نسبت مندرجہ ذیل ریمارک کیا۔ جو اس نے براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

"اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرًا اور اسکا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہمکو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتاوے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصًا فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ

پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ نصرت حالی کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جسکو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کرلے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا غیر اقوام کو مزا بھی چکھا دیا ہو"

یہہ رائے اس شخص کی حضرت اقدس مرزا صاحب کی نصرت و حمایت دین کے متعلق ہے جو آپ کا خطرناک دشمن ہے اور الفضل ما شہدت بہ الاعداء امر مسلم ہے خود بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں لہذا اب امر غور طلب یہ ہے کہ جو شخص حمایت دین کے لئے ایسا ممتاز اور مشارٌ الیہ ہوچکا ہو۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کی نصرت اور تائید کے لئے تیار نہ ہو؟ کبھی نہیں۔

پس کم ازکم وہ شخص جو حمایت دین کا ایسا جوش اپنے اندر رکھتا ہے یہہ ناممکن ہے کہ حمایت دین کی بجائے تخریب دین کرے معاذ اللہ منہا۔ اور اس سے بڑھ کر تخریب کیا ہوسکتی ہے کہ وہ مفتری علے اللہ ہو۔ اور پھر ہم جب سنت اللہ میں اس امر کو مشاہدہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کسی مفتری کو مہلت نہیں دیتا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت صادقہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو یہہ امر اور بھی کھل جاتا ہے کہ یہہ شخص اپنے دعاوی میں مفتری اور کذاب نہیں ہوسکتا اور حمایت دین اور نصرت اسلام پر جوش دلی رکھتا ہوا کبھی دنیا کو گمراہ کرنے کا وہم بھی نہیں کرسکتا۔ اسلئے حضرت مرزا صاحب کا حامی دین ہونا ہی انکے تمام دعاوی کی صداقت کو ثابت کردیتا ہے۔ اگرچہ ان کے دعاوی کے بیشمار دلائل ہیں۔ ہاں جو لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں وہ آپ کے دعاوی کی صحت کی پرتال کرتے وقت یہہ غلطی کر بیٹھتے ہیں کہ وہ منہاج نبوۃ کے طریق کو چھوڑ کر اپنی خیالی اور خود تراشیدہ معیار پر آپ کو پرکھتے ہیں اور یہ راہ خطرناک ہے۔ لیکن جب ایک شخص محض صدق نیت سے رضاء الٰہی کا طالب ہوکر اور خشیت اللہ سے لبریز دل لیکر مامورین و مرسلین کے معیار پر آپ کو دیکھے گا تو یقینًا اسکا دل بول اٹھے گا کہ فی الحقیقت جناب مرزا صاحب خدا تعالےٰ کے مامور اور اس صدی کے مجدد اور مریضان امت کے مسیح اور گمرہان ملت کے لئے مہدی ہیں +

میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آپ کو مرسل من اللہ کے لفظ پر اعتراض ہوا ہے

محض اس جہت سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیین ہیں اگرچہ یہہ مسئلہ بہت تفصیل
اور تصریح چاہتا ہے لیکن میں کہاں تک کہ خود اسپر
کچھ لکھوں۔ بالیجناب سیدنا مسیح موعود صاحب کے
اپنے قلم سے نکلے ہوئے ایک مضمون کو یہاں درج
کردیتا ہوں۔ اگر اسکے بعد بھی آپ کے دل میں کوئی
امر تفصیل طلب ہو تو مجھے خوشی ہوگی کہ اسکو صاف
کیا جاوے۔ مجھے آپ کی نسبت [illegible] معلوم ہوتی ہے
[illegible]

اور زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے [illegible]
[illegible] عقیدہ [illegible]
تو معصیت اور [illegible] ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی
بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے
پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقائد
کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور
کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین اور
اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے
مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے
اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے
قیامت تک بند کردیئے گئے اور ممکن نہیں کہ
اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی
مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کرسکے
نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی
سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنے فنا فی الرسول
کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے
پاس آتا ہے اسپر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر
پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔
اسلئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ
اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے
اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اسلئے اس کا

اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے اس کے یہ
معنے ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی گو بروزی
طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ ما کان
محمد ابا احد من رجالکم ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین اس کے
معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال
الدنیا ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ
خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض
اللہ من غیر توسطہ غرض میری نبوت اور
رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے
[illegible]
[illegible]
رسول۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے
تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے
کہ یہ امت مکالمات ومخاطبات الٰہیہ سے بے
نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب
اللہ ظاہر ہونگے بالضرور اسپر مطابق آیت لا
یظھر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئیگا اسی طرح جو خدا تعالے کی طرف سے بھیجا جائے
گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے
کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت
تک ایسا نبی کوئی نہیں جسپر جدید شریعت نازل
ہو یا جسکو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول
کی حالت کے جو آسمان پر اسکا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا
جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے
ومن ادعی فقد کفر۔ اس میں اصل بھید یہی
ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب
تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اسوقت تک اگر
کوئی نبی کہلائیگا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو
خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین
میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت
کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی
چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے
کے نبی کہلائیگا کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر۔
[illegible] دعویٰ نبوت کے جسکا
نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمدؐ

خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمدؐ ثانی اسی محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر
مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اسکی نبوت ایک الگ
نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی
شخص نبی اور رسول نہیں ہوسکتا تو پھر اس کے کیا معنے
ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط
الذین انعمت علیھم[*] سو یاد رکھنا چاہئے
کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے
انکار نہیں ہے اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود
کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالے سے غیب کی خبریں
پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام
سے اسکو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث
رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی
لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت
کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے
جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنے عبرانی میں اسی
لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے
جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا
اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف
موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے
ہیں۔ پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی
کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا
ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت
نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔
اور جب کہ خود خدا تعالے نے یہ نام میرے رکھے
ہیں تو میں کیونکر رد کردوں یا کیونکر اس کے سوا کسی
دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اوس خدا کی قسم ہے
جس نے مجھے بھیجا ہے اور جسپر افترا کرنا لعنتیوں
کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بناکر مجھے بھیجا ہے
اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان
رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی
اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی

جسکی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھپر کھل گئی ہے
اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا
ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے
وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت
عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا
کلام نازل کیا تھا میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی
اور آسمان نے بھی اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی
بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں
کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے
جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے
میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کریگا
جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے
کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا
کی تائید ان کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے
نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں
سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے
والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر
ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے
باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا
نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے
علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی
جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے
میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہیں معنوں سے
خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے سو اب
بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے
انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول ہے کہ
"من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب"
اسکے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت
نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور
ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ میں باوجود نبی اور
رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا
کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض
بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک
پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل
حال ہے یعنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ
کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہوکر اور اس کے نام محمد اور
احمد سے مسمی ہوکر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی
ہوں یعنے بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں
پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی
مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور
پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔
اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ
کیوں خدا تعالے نے میرا نام نبی اور
رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے
کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا

[*] یہہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے
کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق
پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں
ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔
لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں
پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت
لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من
رسول سے ظاہر ہے پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری
ہوا اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی
غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفی غیب حسب منطوق
آیت رسالت اور نبوت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست
بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت
اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ تتمہ [illegible] منہ

کی مہر نہیں ٹوٹتی* - یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے - اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنے یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیّت ٹوٹ جائے گی - مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیّت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیا ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا - کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی یعنے بہرحال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنے جبکہ میں بروزی طور پر . . . . آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا - بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اسکا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنے اسکا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کی اہلبیت میں سے ہوگا+ - اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا - یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا - اسپر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہانتک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو - ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہئے لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وآخرین منھم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے - جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسن کی اولاد بنایا اور کبھی حسین کی اور کبھی عباس کی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا اس کے نام کا وارث اس کے خُلق کا وارث اس کے علم کا وارث اسکی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائیگا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا اس کا خُلق لے گا اس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا - کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہانتک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جیسا [illegible] بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے - اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اس طرح پر تو محمدؐ کے نام کی نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی تمام انبیاء علیہم السلام کا اسپر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ - من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی - تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری - لیکن اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے کیونکر دنیا میں آسکتے ہیں - غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم اور انبیا کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرماوے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آزاری کا موجب ہوگا - غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرتؐ سے اور آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اسلئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی - اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے - ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں - خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیّت کی مہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے وہ ختمیّت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وآخرین منھم سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے - لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا تصریح ذکر نہیں کیا یعنے مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔

---

* - یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے ۶ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے سو گالیاں دیں وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون - منہ

+ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منّا اہل البیت علیٰ مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دور کرے گی دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی - معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی مراد میں ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں - اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے - منہ

اس ترکیب میں یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اس لئے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا اور اسکی عوض میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے اور اسی طرح آیت انّا اعطینٰک الکوثر میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئیگا یعنے دینی برکات کے چشمے بہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے۔ اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصّہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام . . . .

. . . .

میں امید کرتا ہوں کہ یہ مضمون آپ کے وہم کا ازالہ کر دے گا۔ آیت الیوم اکملت لکم دینکم پر جناب نے توجہ نہیں فرمائی۔ یہ آیت بجائے خود حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ اسواسطے کہ تکمیل دو قسم کی تھی ایک تکمیل ہدایت۔ دوم تکمیل تبلیغ ہدایت۔ پس تکمیل ہدایت و شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو چکی آپ کے بعد اگر کوئی شخص جدید ہدایت و شریعت کا مدعی ہے تو وہ کذّاب اور دجّال ہے۔ ہاں تکمیل تبلیغ ہدایت کے لئے اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کے زمانہ کو مخصوص کیا ہوا تھا جیسا کہ آیت هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله کے متعلق تمام مفسرین بالاتفاق کہتے ہیں کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ اور اسوقت اشاعت کی تکمیل کی جو صورتیں موجود ہیں۔ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ایسی سہولتیں اور آرام میسر ہیں کہ جن کی نظیر نہیں۔ پریس کا اجرا۔ اخبار وان۔ تار دن ڈاکخانوں اور دوسرے بے شمار ایجادات نے کل دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کر دیا ہے اور تمام مذاہب دنیا کے میدان میں نکل آئے ہیں یہانتک کہ مخفی در مخفی سوسائٹیوں کے اصول اور معتقدات بھی طشت از بام ہو چکے۔ اب اس دنگل مذاہب میں اسلام کے اظہار کی ضرورت ہے کیونکہ اگر آج اسلام کو غالب کر کے نہ دکھایا جاوے تو آیت مذکور کا مفہوم باطل ٹھیر جائیگا پس ماننا پڑے گا کہ یہی وہ وقت مسیح موعود کا ہے اور جو شخص یہ کام کرتا ہے اور اسکے ساتھ تائیدات الٰہیہ بھی ہیں اور وہ اپنے دعوے کے زبردست ثبوت ساتھ رکھتا ہے وہ قابل تسلیم ہے۔ اور اسکا انکار اللہ تعالےٰ کے ایک مامور و مرسل کا انکار ہے۔ یہ آیت اس امر کی بھی تصریح کرتی ہے کہ مسیح موعود کو رسول کہا گیا ہے۔ پس جناب اگر آیت اکملت لکم دینکم کی حقیقت اور فلسفہ پر غور فرماویں گے تو اور بھی حضرت اقدس کی صداقت کی شہادتیں آئیں گے۔

آخر میں آپ نے مقبرہ بہشتی کے متعلق کچھ رقم فرمایا ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہو جانا ہی نجات کے لئے کافی ہے اور اعمال کی حاجت نہیں وہ سخت غلطی کرتا اور نادان ہے جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ یہ منشاء اور نہ مقصد ہاں یہ یقینی امر ہے کہ مقبرہ بہشتی میں اسے ہی جگہ ملے گی جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک غفور اور مرحوم ہے اور جو شرائط جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقبرہ میں داخل ہونے والوں کے متعلق تحریر فرمائی ہیں وہ بجائے خود جمیع اعمال صالحہ پر حاوی ہیں۔ اگر آپ ان ہدایات کو پڑھ لیں تو . . . . . . آپ کو غالباً اعتراض کی ہرگز گنجائش نہ رہیگی اسلئے وہ ہدایات الگ پیکٹ کے ذریعہ آپ کو بھیجی جاتی ہیں پڑھنے کے بعد آپ کو کوئی اعتراض ہو تو بے شک لکھیں آپکو جواب بھیجا جاوے گی۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مقبرہ بہشتی کا اعلان اور قیام ہی بجائے خود حضرت مسیح موعود کی سچائی کی ایک زبردست دلیل ہے اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ شخص اعلائے کلمۃ اللہ اور نصرت دین قویم کا کیا جوش اپنے اندر رکھتا ہے جو مرنے سے پہلے اسلام کی اشاعت کا ایک مستقل سلسلہ جاری کرنے کی سعی کرتا ہے کیا یہ تڑپ کسی ایسے قلب میں ہو سکتی ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے اس خاص کام کے لئے مخصوص اور مطہر نہ کیا ہو؟

میں فی الحال اس خط کو بند کرتا ہوں۔ آیندہ آپ جو کچھ لکھیں گے اسپر اگر ضرورت پڑی تو اور تصریح کر دی جاوے گی لیکن میں ایک اور امر بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی آسان اور صاف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ خالی الذہن ہو کر حضرت احدیت میں جناب مرزا صاحب کی متعلق دعا کریں کہ اے اللہ مرزا غلام احمد قادیانی دعوے کرتا ہے کہ میں اللہ تعالےٰ کا مرسل اور اس صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی ہوں۔ اگر یہ شخص فی الحقیقت تیری طرف سے ہے اور زمانہ میں تیرے وعدے کے موافق آیا ہے تو مجھ پر اسکی صداقت کی حقیقت کھولدے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ تہجد اور دوسری نمازوں میں التزاماً یہ دعا کرتے رہیں گے تو اللہ تعالےٰ امر حق آپ پر کھولدے گا۔

والسلام

شذرات

عملوں کا پھل ہے یہاں پھر آریہ اخبار پرچارک کی تازہ اشاعت میں ایک طویل اور پرجوش آرٹیکل گروکل آریوں کی تعلیمی انسٹیٹیوشن کی حمایت میں لکھا گیا ہے اس میں معمولی زوردار الفاظ کے ضمن میں مہاتما پارٹی کے لیڈر لالہ منشی رام صاحب کی بیماری میں بھی چند سطریں لکھی ہیں جنکو پڑھ کر مجھے تعجب ہی ہوا وہ یہ ہیں۔

"منشی رام کے بھروسہ پر مت رہو اپنے ادیبہ پر بھروسہ کرو منشی رام سے جتنا کام ہو سکتا تھا اسلئے اس ادھک کر کے پرماتما کے نیم کو توڑا اور اس کا پھل بھوگ رہا ہے۔ . . . . . شاریرک نیموں کی آپ کے گروکل کی خاطر پروا نہ کر کے اسنے شاریرک کشٹ بھی خرید لیا وہ تمہارے ہاتھوں بک چکا ہے . . . . . لیکن خطرہ یہ ہے کہ اسوقت اس کے شریر کو زیادہ کشٹ دیکر کہیں تم ہمیشہ کے لئے اس کو کھو نہ بیٹھو"

لالہ منشی رام صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اسکی وجہ کثرت کار ہو یا ہجوم تفکرات مگر تعجب ہی ہے کہ لالہ منشی رام صاحب اس جنم میں اپنے عمل سابقہ کا پھل بھوگ رہے ہیں تو انکی بیماری پر افسوس کیوں اور ان کی موت پر جو سب کو آنی یقینی ہے ایسا خوف کیوں ہے؟

آریہ پترو! اپنے مذہبی عقاید کو لکھتے وقت مد نظر رکھا کرو جبکہ کرموں کی گتی اٹل ہے اور کئے کا بدلا بدی ہے پھر لالہ منشی رام صاحب کو جو کچھ بھی بھگتنا پڑتا ہے خواہ مختلف قسم کی الزامات کیصورت میں یا بیماریوں اور تفکرات کے رنگ میں یہ سب پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے انہیں بھگتنے دو۔ اور تم دیکھو کہ جزا اعمال کا فلسفہ کیا سبق دیتا ہے۔

پولیٹیکل لٹریچر اگر الحکم ایک خالص مذہبی پرچہ ہے اور اس میں پولیٹیکل امور پر بحث کرنا ایڈیٹر کا مقصد نہیں ٹھیرایا گیا۔ تاہم مذہبی نکتہ خیال سے اس امر کا ظاہر کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ کانگریسی اور اکثر ہندو اخبارات کا (جنہیں زیادہ خیال سے آریہ اخبارات کہنا چاہئے) پولیٹیکل لٹریچر یوماً فیوماً خطرناک رنگ اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اور ہر نیا دن اور انکی نئی اشاعت ایک جدید جوش اور شوریدہ سری کا نظارہ دکھاتا ہے۔ میں اس امر سے انکار نہیں کرتا کہ جائز طور پر مودبانہ طریق سے اپنی عرضداشتوں اور حوائج کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنا کبھی نامناسب نہیں سمجھا گیا لیکن بے جا جوش دکھا کر اپنی وفاداری اور فرمانبرداری کو داغ لگانا سخت خطرناک امر ہے۔ میں عرصہ سے دیکھ رہا ہوں کہ اخبارات میں بڑے پرجوش آرٹیکل نکل رہے ہیں جو ملک میں بدامنی پھیلانے کیلئے کافی مصالحہ اپنے اندر رکھتے ہیں ۱۸۵۷ء کے واقعات کو دوہرایا جاتا ہے اور بعض دوسرے بیہودہ اور حماقت کے امور کو پیش کیا جاتا ہے اور وہ پھوڑا جو بنگال میں پکتا رہا ہے وہ ناسور بن کر پنجاب میں بھی نکلا ہے [illegible] ملک اور قوم کے بے گناہ افراد کو گزند پہنچے۔ اسلئے میں نہایت عاجزی سے اپنے معاصرین کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی رفتار کا اندازہ کریں اور بے وقوفوں کو بھڑکا کر تماشا نہ دیکھیں۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی برکات اور احسانات کا بغور مطالعہ کریں اور ملک میں بد ظنی کی بجائے وفاداری اور احسان پروری کی روح پیدا کریں۔ پھر وہ خود دیکھ لیں گے کہ انہوں نے اپنی شکایات کا اندازہ غلط کیا تھا۔ گورنمنٹ آخر گورنمنٹ ہے وہ تمہاری دہمکیوں سے دب نہیں سکتی۔ اسکی خاموشی اور بردباری سے فائدہ اٹھاؤ بہتر ہے جوش کو دباؤ۔ اور ادب کے طریقے اختیار کرو۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا واجب الاحترام امام ایسی تحریکوں کو جو پولیٹیکل رنگ میں ہو رہی ہیں ہمیشہ سے نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اسلئے کوئی احمدی ان تحریکوں سے ہمدردی نہیں کر سکتا اور نہ اسے ضرورت ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا واجب الاحترام پیشوا دنیا کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کا اہم فرض لیکر آیا ہے وہ ساری آسائشوں اور راحتوں کا اصل الاصول خدا پرستی اور خداترسی کو قرار دیتا ہے۔ مادی ترقیوں کو اصل مقصد سے دور لیجانے والی چیز سمجھتا ہے اسلئے جو امر ہماری نظر میں نوع انسان کے لئے مفید ہے اسے ہم پیش کئے دیتے ہیں۔ یہ تمہارا اختیار ہے ہمیں بزدل کہو یا خوشامدی!

عفاک اللہ نکو گفتی؟ مرزا اخبار مفید عام میں کسی احسان فاروقی تھانوی" نے ایڈیٹر صاحب الحکم کی تراثر خالی کو عنوان سے ایک مضمون مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی موت پر لکھ کر گڑے مردے اکھاڑنے کی کوشش کی ہے جو گویا ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء کے الحکم کے کسی نوٹ کا جواب ہے جس میں نوٹ کو خود [illegible] ایڈیٹر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک تازہ پیشگوئی

۲۹-اپریل ۱۹۰۶ء روز یکشنبہ

الہام الٰہی "دشمن کا بھی ایک وار نکلا-

وتلک الایام نداولہا بین الناس

یعنی کوئی ایسا امر رنج دہ خدا کی طرف سے ہماری نسبت یا ہماری جماعت کے کسی فرد کی نسبت صادر ہوگا- جس سے دشمن خوش ہو جائیگا اور وہ امر رنج دہ خدا کی طرف سے ہوگا- یا دشمن کا اس میں کچھہ دخل ہوگا اور پھر خدا فرماتا ہے کہ یہ دن خوشی اور غم یا فتح اور شکست کے ہم نوبت بہ نوبت لوگوں میں پھیرا کرتے ہیں بعض وقت خوشی اور فتح خدا کی جماعت کو [illegible] ہوا اور [illegible] ذلیل اور شرمسار ہو جاتے ہیں جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بدر کی لڑائی میں ہوا کہ کفار کو سخت شکست آئی اور نامی اشرار اور سرگروہ ان کی فوج کے اسی لڑائی میں مارے گئے جیساکہ ابوجہل- یہ خوشی تو مومنوں کو پہونچی- پھر دوسری مرتبہ کفار کی خوشی کی نوبت آئی اور اُحد کی لڑائی میں دردناک شہادتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور ایک تہلکہ برپا ہوا اسوقت بعض ان لوگوں کے دلوں میں جو سنت اللہ سے ناواقف تھے- یہ خیال بھی آیا کہ جس حالت میں ہم حق پر ہیں اور ہمارے مخالف باطل پر ہیں تو یہ مصیبت ہم پر کیوں آئی- تب ان کا جواب اللہ تعالیٰ نے وہ دیا- جو قرآن شریف میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے

ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولہا بین الناس

یعنی اگر تم کو اُحد کی لڑائی میں دُکھہ اور تکلیف پہونچی ہے تو بدر کی لڑائی میں بھی تو تمہارے مخالفوں کو ایسی ہی تکلیف پہونچی تھی اور ایسا ہی دُکھہ اور نقصان پڑا تھا- یہانتک کہ جس کو امیر فوج بنا کر لائے تھے یعنی ابوجہل وہ بھی کھیت رہا اور بڑے بڑے کافر مارے گئے پھر اگر اس کے مقابل امیر حمزہ شہید ہوئے اور دوسرے بزرگ صحابہ نے شربت شہادت پیا تو اس قدر بالمقابل صدمہ دیکھنا ضروری تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت ہے کہ کبھی کافر فنا کئے جاتے ہیں اور کبھی مومن تکلیف اُٹھاتے ہیں- اُس دن سے جو خدا نے دنیا پیدا کی یہ قانون چلا آیا ہے کہ کبھی کوئی ایسی تائید اور نصرت ظاہر ہوتی ہے- جس سے مومن خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی کوئی ایسا ابتلاء مومنوں کے لئے پیش آجاتا ہے جو کافر مارے خوشی کے اُچھلنے پھرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ اس اپنی وحی مقدس میں بھی جو آج اس عاجز پر نازل ہوئی فرماتا ہے اور اسبات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ کچھہ عرصہ سے متواتر خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید رحمت کے نشانوں کے رنگ میں اس عاجز کی نسبت ظاہر ہو رہی ہے جس سے مخالف لوگ ایک سلسلہ غم میں رہے ہیں اب ضروری ہے کہ بموجب قانون وتلک الایام نداولہا بین الناس ان کو بھی کچھہ خوشی پہنچائی جائے سو اس الہام کی بنا پر کوئی امر ہمارے لئے ناگوار دوران کے لئے موجب خوشی کا ظاہر ہو جائے گا-

اور جو نشان اس تھوڑے عرصہ میں ہماری تائید میں ظاہر ہوئے جو ہماری خوشی کا موجب اور مخالفوں کے رنج کا موجب تھے وہ بہ تفصیل ذیل ہیں اول سب سے پہلے مسمی کرم دین ساکن بھین ضلع جہلم کے مقدمات میں دو رحمت کے نشان خدا تعالیٰ کے ظاہر ہوئے پہلے وہ مقدمہ ہے جو کرم دین مذکور نے جہلم کی عدالت میں بصیغہ فوجداری مجھپر دائر کیا تھا اس میں خدا تعالیٰ نے قبل فیصلہ اس مقدمہ کی مجھے خبر دی کہ کرم دین مذکور ناکام رہے گا اور شکست کھائیگا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا- چنانچہ ابھی مقدمہ زیر تجویز ہی تھا کہ میں نے اپنی کتاب مواہب الرحمان میں اس پیشگوئی کو چھاپ کر شائع کر دیا اور جب میری طلبی جہلم کی عدالت میں ہوئی تو میں کئی نسخے اس کتاب کے ساتھہ لے گیا اور قبل فیصلہ مقدمہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے اور قادیان میں بھی جہلم کے جانے سے پہلے کئی نسخے اس کتاب کے تقسیم کئے اور ایک نسخہ حسب دستور گورنمنٹ میں بھی بھیجدیا- اور آخر پیشگوئی کے مطابق کرم دین کے مقدمہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت جہلم نے خارج کر دیا- یہ پہلا نشان ہے جو ظاہر ہوا- پھر ایک اور مقدمہ کرم دین مذکور نے فوجداری میں میرے پر گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا اور اُس پر بھی ہماری جماعت میں سے ایک شخص کیطرف سے ایک فوجداری مقدمہ دائر ہو گیا- اب مقدمات کے فیصلہ سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ انجام کار میں کرم دین کے مقدمہ سے بری کیا جاؤں گا مگر وہ سزا پا جائیگا چنانچہ وہ پیشگوئی میں نے قبل فیصلہ مقدمہ کے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کرادی اور ایسا ہی ظہور میں آیا کہ کرم دین سزا پا گیا اور میں انجام کار بری کیا گیا اور یہ دو نشان تھے جو ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوئے- اور پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ ایک زلزلہ کا دھکا ظاہر ہوگا جس سے جانوں اور عمارتوں کا نقصان ہوگا یہ خبر بھی میں نے قبل از وقت الحکم اور بدر کے ذریعہ سے شائع کر دی- چنانچہ ۴-اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ زلزلہ آیا- جس کی نقصان رسانی کی تفصیل بیان کرنیکی کچھہ حاجت نہیں- یہ چوتھا نشان تھا- جو ظاہر ہوا پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ موسم بہار میں ایک اور غیر معمولی زلزلہ آئیگا اور ۲۵- فروری ۱۹۰۶ء کے بعد آئیگا- چنانچہ ۲۷- فروری ۱۹۰۶ء کا دن گذرنے کے بعد رات کو بوقت ڈیڑھ بجے وہ زلزلہ آیا- جس سے بہت سے گھر مسمار ہوئے اور بہت سی جانیں ضائع ہوئیں- اور یہ پانچواں نشان تھا جو خدا نے میری تائید میں ظاہر کیا پھر ایسا اتفاق ہو گیا کہ ایک شخص چراغ الدین نام جموں کا رہنے والا جو ابتدا میں میرا مرید تھا مرتد ہو گیا اور یا دریوں کے ساتھہ ایک خطرناک اختلاط اس کا ہو گیا اور اس نے پیغمبری کا دعوے بھی کیا- تب میں نے اس کی نسبت بددعا کی اور مجھے خدا تعالیٰ سے یہ الہام ہوا کہ خدا اس کو فنا کر دے گا اور اُس کو غارت کر دے گا اور اُس پر غضب نازل کرے گا اور اشارہ کیا گیا کہ وہ طاعون سے مرے گا- اسی لئے میں نے طاعون کے رسالہ میں ہی (جو طاعون کے بارے میں میں نے لکھا تھا) جس کا نام دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء ہے- یہہ پیشگوئی درج کی چنانچہ وہ اپنی کتاب منارۃ المسیح کے ایک برس بعد (جس میں مجھے اُس نے دجّال قرار دیا ہے) اس قہر میں گرفتار ہوا- کہ اول دو لڑکے اور ایک لڑکی اسکی طاعون سے مری اور پھر چار اپریل ۱۹۰۶ء کو خود طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان سے گذر گیا- اور یہ چھٹا نشان تہا- جو خدا نے میری تائید میں ظاہر کیا اور اس کے ساتھہ ہی ایک اور نشان ظہور میں آیا کہ اس نے اپنی طرف سے صریح لفظوں میں مباہلہ کیا اور اپنا ذکر کر کے اور میرا نام لے کر خدا سے یہ دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو مفتری اور حق کا دشمن ہے- خدا اس کو فنا کر دے اور حق اور باطل میں فیصلہ کر دے اس کی اس دعا پر صرف دو تین روز اس پر گذرے تھے کہ وہ خدا کے مواخذہ کے نیچے آگیا- اور ایک دردناک عذاب کیساتھہ مرا کیونکہ اس سے زیادہ دردناک کونسا حادثہ ہوگا؟ کہ پہلے اوس نے اپنے عزیز دو بیٹے اور ایک بیٹی اپنی آنکھہ کے سامنے مرتی دیکھی اور اس پر مصیبت حادثہ کو مشاہدہ کر لیا کہ اب اس کی قطع نسل ہو گئی اور کوئی اس کی نسل میں سے باقی نہیں رہا اور پھر بعد اس کے ایسی طاعون سے بصد حسرت آپ موت کا پیالہ پیا اور ایمانی حالت کا یہ نمونہ دکھایا کہ دونوں لڑکوں کے مرنے کے بعد اس کے کلمات یہ تھے کہ اب خدا بھی میرا دشمن ہو گیا- ساتواں نشان تھا جو ظہور میں آیا- پھر بعد اس کے ایک اور نشان ظاہر ہوا کہ ایک شخص ڈوئی نام کا صیہون نام ایک شہر میں رہتا تھا اور پیغمبر ہونے کا دعوے کیا تھا اور الہام کا بھی مدعی تھا میں نے اسکو مباہلہ کے لئے بلایا- اس نے کچھہ جواب نہ دیا اور بہت تکبر دکھلایا اور میں نے اس کی نسبت انگریزی رسالہ میں شائع کیا کہ وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا- چنانچہ امریکہ کے اخباروں میں بھی یہ مضمون شائع ہو گیا- اب وہ کچھہ عرصہ سے فالج کے مہلک مرض میں گرفتار ہو گیا اور ساری پیغمبری اس کی دریا برد ہو گئی اور چراغ دین کی طرح اس نے ثابت کر دیا کہ جھوٹا پیغمبر کس طرح جلد پکڑا جاتا ہے- اور اب امریکہ سے خبر آئی ہے کہ وہ قریب المرگ ہے- یہہ آٹھواں نشان ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے میری تائید میں [illegible] ایسا ہی خدا نے مجھے اپنی پاک وحی سے خبر دیکر فرمایا تھا-

[illegible] دشمن کا بھی ویران کر دیں

[illegible] کہ بہت سے دشمن [illegible] ان کا گھر ویران ہو جائے گا- چنانچہ [illegible] دیکھو سکتے تھے کہ [illegible] آئے ہیں کہ اس [illegible] کے سخت [illegible] اور ناپاک دل دشمن جو سخت متعصب تھے معہ عیال و اطفال اس جہان سے گذر گئے جن کی تفصیل کسی مستقل رسالہ میں انشاء اللہ درج کی جائے گی- یہ نواں نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے اس سال میں میری تائید میں ظاہر فرمایا- پھر پہلے اپنے متواتر اشتہارات میں بار بار شائع کیا تھا کہ دنیا میں سخت سخت زلزلے آئیں گے اور بعض ان میں سے قیامت کا نمونہ ہونگے اور بہت موت ہوگی- چنانچہ ایسے زلزلے فارموسا چین اور سان فرانسسکو ملک امریکہ اور اٹلی میں آگئے اور وہ درحقیقت ایسے خوفناک ہیں کہ جو شخص پہلے میرے اشتہارات کو پڑھیگا اور پھر ان زلزلوں اور عام تباہی کا نقشہ اسکی نظر کے سامنے آجائیگا- اس کو بہرحال اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ وہی پیشگوئیاں ہیں کہ جو پہلے میری طرف سے ہو چکی ہیں- یہ تین نشان ہیں- جن کے ملانے سے بارانؔ نشان ہوتے ہیں جو ان دنوں میں ظہور میں آئے اور پانچ اور زلزلوں کا وعدہ ہے- جن کی انتظار کرنی چاہیئے-

بعض نادان کہتے ہیں کہ اگر یہ زلزلے امریکہ وغیرہ کے اس شخص یعنی اس عاجز کی تائید اور تصدیق کے لئے آئے ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ ان ملکوں کے لوگ تو اس کے نام سے بھی بے خبر ہیں- اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو جھوٹ ہے کہ وہ لوگ میرے نام سے بے خبر ہیں- امریکہ کے مشہور اور نامی اخباروں میں کئی دفعہ میرا اور میرے دعوے کا ذکر آچکا ہے- بلکہ اونہیں اخبار والوں نے لکھا تھا کہ پنجاب سے فلان شخص ڈوئی کو جو پیغمبری کا دعوے کرتا ہے مباہلہ کے لئے بلاتا ہے اور ڈوئی اوس سے بھاگتا ہے- اس صورت میں

+ نوٹ- اسی کے ہمرنگ واقعہ عبداللہ آتھم اور لیکھرام تھا عبداللہ آتھم عین شرطی پیشگوئی کے موافق مرا مگر ناسمجھی سے مخالفوں نے اسبات پر بہت خوشی ظاہر کی کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا یہ معاملہ ایسا تھا جیساکہ حضرت عیسیٰ کی نسبت شبہ لہم کا معاملہ تھا خدا کو منظور تھا کہ بموجب اپنے قانون قدرت وتلک الایام نداولہا بین الناس مخالفوں کو خوشی پہونچائے کیونکہ پہلے نشان نے بہت انکو غمگین کر رکھا تھا اور یہ خوشی بھی قائم نہ رہی کیونکہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی جو منہ بند ہو گئے [illegible]

وہ بے خبر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے چونکہ تمام دنیا کے زلزلوں کی نسبت اُن زلازل سے پہلے جو ابھی ظہور میں آئے میری پیشگوئیاں شائع ہو چکی ہیں۔ اور قبل از واقع ہونے ان پیشگوئیوں کے انگریزی میں وہ رسالے میری جماعت کے لوگوں کو جو انگریز ہیں اور امریکہ کے کئی حصوں میں رہتے ہیں۔ پہونچ چکے ہیں۔ اور اس ملک میں عام طور پر بھی وہ رسالہ شائع ہو چکے ہیں تو اس صورت میں امریکہ کے لوگ ان پیشگوئیوں کی بے خبر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے ان ممالک میں محض شہری طور پر زلزلے آئے ہیں۔ اور چونکہ ان زلازل کی نسبت پیشگوئیاں پہلے ہو چکی ہیں۔ اسلئے وہ لوگ اس نشان سے انکار نہیں کر سکتے۔ [illegible] ان ملکوں میں واقع ہوئی ہیں۔ وہ ان کے گناہوں اور فسق و فجور کی وجہ سے ہیں اور یہ زلزلے میری طرف سے ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ میں نے ہی قبل از وقت ان کو ان آفات کی خبر دی ہے۔ غرض ہلاک ہونے والے اپنے سابق گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور جنہوں نے پیشگوئی کی خبر پائی۔ ان کے لئے وہ نشان ہوا اگر وہ اس نشان کو ٹال دینگے۔ تو پھر کوئی اور عذاب آئیگا۔

[illegible] یہ دونوں نشان تازہ بتازہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہو چکے ہیں اور دشمنوں کو بہت کرنت اور ہم و غم پہنچا ہے۔ تو مذکورہ بالا الہام میں خدا تعالےٰ پیشگوئی کے طور پر فرماتا ہے کہ ایک ناگوار امر ظاہر ہوگا۔ جو کسی قدر دشمنوں کو خوشی کا باعث ہو جائےگا۔ معلوم نہیں کہ وہ کیا امر ہے اور خدا تعالےٰ کی یہ [illegible] ہماری عادت ہے کہ کبھی ہم دشمن دین کو بھی خوش کر دیا کرتے ہیں جیسا کہ خادمان دین کو خوش کرتے ہیں۔ لیکن انجام پرہیزگاروں کے لئے ہوتا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود

ریویو

کاشف الرموز موجز القانون کی فارسی ایک شرح ہے جس کا پہلا حصہ طبع ہو کر شائع ہوا ہے مصنف صاحب کے منشاء اور خود شرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ چار جلدوں میں یہ شرح ہوگی۔

موجز القانون ایک درسی مشہور کتاب ہے۔ یہ ریب طب یونانی کے طالب العلم کو اسکی ضرورت ہے۔ لاہور گلی بازار مکان حکیم [illegible] مصنف شرح خلف الرشید حکیم الہ دین صاحب ایک مشہور اور قدیم طبیب لاہور کے تھے سے ملیگی۔

۴ نور الدین از قادیان

ضرورت

(۱) مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک سینیر ٹرینڈ ٹیچر کی ضرورت ہے تجربہ کار احمدی کو ترجیح ہوگی۔ درخواستیں مع نقول سندات ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام قادیان کے نام ہوں۔

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک ماشکی اور ایک خاکروب کی ضرورت ہے مشاہرہ علاوہ خوراک ۵ روپیہ ماشکی و [illegible] روپیہ خاکروب ہوگا احمدی احباب کوشش کر کے اچھے آدمی بھجوائیں۔

(۳) ان اصحاب کی خدمت میں جنکے صاحبزادگان بورڈنگ [illegible] میں رہتے ہیں التماس ہے کہ خرچ ماہوار کی تاریخ تک ارسال فرمادیا کریں۔ کیونکہ روپیہ [illegible] اور ادھار اشیاء خریدنے سے بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے۔ حساب ماہوار بدستور بھیجتا رہیگا۔ کمی زیادتی کا فیصلہ بعد میں ہو جایا کرے گا۔

(۴) چوہدری فضل محمد رئیس ہیگووال کے صاحبزادہ کے لئے ایک [illegible] مڈل پاس استاد کی ضرورت ہے مشاہرہ علاوہ خوراک [illegible] ہوگا۔

آپکا نیاز مند

عبد الرحیم سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس [illegible]

کتاب تحفہ آریا سماج پر ریمارک

یہ کتاب شیخ عبد العزیز صاحب المعروف [illegible] پہلے [illegible] مسافر اپدیشک آریا سماج نے آریا سماج اور وید کے بانی مبانی سوامی دیانند صاحب سرسوتی اور ان کی کتاب ستیارتھ پرکاش کی غلطیوں کے اظہار میں تالیف کی ہے۔

صاحب موصوف بہت عرصہ آریا سماج کے اپدیشک رہے ہیں اور علم سنسکرت میں عمدہ لیاقت رکھتے ہیں اور اسپر مستزاد یہ کہ خدا نے حق پسند طبیعت عنایت فرمائی ہے۔ آپ عرصہ تک ستیارتھ پرکاش کے اکثر مسائل کو ویدوں کی تحریرات کے برخلاف سمجھکر اپنے شبہات کے تسلی بخش جواب حاصل کرنے کے لئے آریا پنڈتوں سے تقاضا ملتجی رہے مگر وہاں سے کچھ جواب نہ ملنے پر مایوسی کی حالت میں دہلی تشریف لاکر مشرف باسلام ہوئے۔ اور اسلام لانے کے بعد ایک چھوٹا سا رسالہ ترک وید برزم لکھا اور اسمیں مختصر کیفیت اپنے شبہات اور اسلام لانیکی اور مذہب عنوان کتاب کی تحریر کا وعدہ تحریر فرمایا چنانچہ اب وہ کتاب قاسمی پریس دہلی میں چھپکر شائع ہو گئی ہے اور عمدہ قیمت ہے۔

پینہ اس کتاب کو اول سے آخیر تک سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ اس کتاب پر ریویو لکھنا تو بہت بڑا کام ہے اسواسطے میں اسوقت یہ مختصر سا ریمارک ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ میری رائے میں آریا مذہب کی تردید کیلئے اپنی طرز کی یہہ پہلی کتاب ہے۔ جسنے انہیں کی معتمد علیہ کتاب (ستیارتھ پرکاش) کا ویدوں کے برخلاف ہونا ثابت کر دیا ہے گو ہمارے مذہب کے علماء نے بڑی بڑے پُرزور دلائل اور براہین سے ویدمت کو باطل اور اسلام کو سچا مذہب ثابت کرنیں بہت سی تصنیفات کی ہیں۔ اور ادہر آریا صاحبان نے دشنام دہی اور فحش گوئی میں دیگر مذاہب والوں کی خوب خبر لی ہے اور اپنے مذہب کے [illegible] کا پورا نمونہ دکھلایا ہے۔ [illegible] علماء اسلام کی زبان سنسکرت سے عدم واقفیت نے آریہ سماج کی ایسی زبان بندی نہیں کی جیسی کہ اس کتاب نے۔ آریا صاحبان اگر سچ کے طالب ہیں تو جب تک شیخ عبد العزیز صاحب کے اعتراضات کا کافی جواب نہ دیں اور ستیارتھ پرکاش کی ان عبارتوں کو ویدوں کے عبارت کے مطابق کرکے نہ دکھلائیں اسوقت تک کسی غیر مذہب پر حملہ نہ کریں ہے۔

اس کتاب میں اول بڑی خوبی یہ ہے کہ صاحب موصوف نے اس کتاب کی تحریر میں اخلاق محمدی کا پورا نمونہ دکھلایا ہے۔ جہاں ان کے کسی بزرگ کا نام آیا وہاں نہایت ادب اور تعظیم سے یاد کیا ہے اور نہایت ہی شائستہ الفاظ میں گفتگو کی ہے مسٹر دہرم پال صاحب کی طرح نہیں کہ انکا رسول تو کجا ان کے امد کو وہ پھبتیاں سنائیں کہ بہانڈوں کو مات کر دیا۔ مگر ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ مسٹر دہرم پال صاحب۔ اور شیخ عبد العزیز صاحب کے حسب و نسب میں جیسا کہ زمین و آسمان کا فرق ہے ویسا ہی ان دونوں کے مذہب میں بعد المشرقین و المغربین ہے دہرم پال بیچارے ایک غریب مزدور جولاہے کے گھر میں پیدا ہوئے۔ اور شیخ عبد العزیز صاحب معزز اور صاحب جائداد ہندو خاندان میں۔ دہرم پال نے دوسروں کے سہارے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور شیخ عبد العزیز حق کی تلاش میں پہلے آریہ ہوئے اور اس مذہب کی یہاں تک واقفیت پیدا کی کہ مدتوں اس کے اپدیشک (واعظ) رہے اور اسکی خوب چھان بین کی اور آخیر سچے نتیجہ کو پالیا۔ دہرم پال صرف یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرکے مذہب اسلام کی جملہ کتب دینیہ قرآن و حدیث۔ اصول تفسیر پر حاوی ہو گئے۔ اور وید دان کے بھی حافظ بن گئے مگر در اصل آپ کو نہ قرآن کے مطالب سے واقفیت اور نہ ویدوں ہی کے علم سے جب شیخ عبد العزیز صاحب کی تحریر سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ آپ سچائی کے طالب ہیں اور حق متلاشی۔ [illegible] دہرم پال صاحب کی تصنیفات شہادت دیتی ہیں کہ آپکو سچائی کی تلاش نہیں صرف سوسائٹی کی عزت کا خیال ہے سو وہ خوب اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے میری رائے میں ناظرین کتاب تہذیب الاسلام اور تحفہ آریا سماج کے مطالعہ سے بخوبی موازنہ کر سکتے ہیں۔

دوسری خوبی اس کتاب میں یہ ہے کہ مولف نے جو کچھ لکھا ہے اپنی رائے اور قیاس سے نہیں لکھا بلکہ ویدوں اور اپنشدوں اور منوسمرتی اور ستیارتھ پرکاش کی عبارتیں نقل کرکے انکا مستند ترجمہ معتبر مترجمان کے بیان کے بموجب تحریر کیا ہے۔ الحکم الہی ایں قادر مطلق خدا مولف کو فی الکونین نیک نتیجہ عنایت فرماوے۔ یہ کتاب آریا مذہب کے سچائی کے طالب اور پاک فطرت روحوں کو احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے عمدہ ذریعہ ہوگی۔ خداوند تعالےٰ نے تین خدا ماننے والے آریوں میں سے ایک بہادر پہلوان اسلام کی حمایت کیلئے کھڑا کر دیا ہے مسلمانوں کو اس کتاب کی ترقی اشاعت میں کوشش کرنی چاہئے۔ آریا صاحبان اوسوقت ہوش میں آئیں گے جبکہ یہ سچا کا طالب شخص اپنے وعدہ کے مطابق قرآن اور وید کا مقابلہ کرکے دکھلائیگا۔ یہہ ساری بھلائی ہمارے ہادی آنحضرت کے دم کی برکت سے ہے اور اوسی کی تائید کے لئے خداوند تعالےٰ اپنے سچے مذہب کی اعانت کے سامان مہیا کر رہا ہے۔ دیکھو اسلامی نور کس طرح چمک رہا ہے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔

غلام احمد خان کاتھہ گڑھ ضلع ہوشیارپور

گذارش

۲۴ - مارچ کے ہفتہ وار پیسہ اخبار میں حکیم احمد اللہ خان صاحب کا مضمون دیکھکر میں نے اگلے ہی روز اوسکا جواب قلم برداشتہ لکھکر دفتر الحکم کو روانہ کر دیا تھا۔ جو ۳۱ - مارچ کے الحکم میں کسی وجہ سے شائع نہ ہو سکا آج بتاریخ پانچ اپریل ۱۹۰۶ء ۱۹ مارچ کا پیسہ اخبار ایک دوست صادق کا بھیجا ہوا میرے پاس پہنچا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اصل مضمون ۱۹ مارچ کے روزانہ پیسہ اخبار میں شائع ہو چکا تھا اوسی کی نقل ۲۴ مارچ کے ہفتہ وار میں تھی اس اصل اور نقل میں کسیقدر فرق ہے مگر یہ ٹھیک ہے کہ ۲۴ مارچ کے پیسہ اخبار میں اصل مضمون کا کامل خلاصہ تھا اور اوس خلاصہ کا جواب میں پہلے ہی لکھکر روانہ کر چکا ہوں اسلئے ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اس روزانہ پیسہ اخبار کے حوالہ سے مضمون پر علیحدہ کچھ لکھوں حکیم صاحب بالکل اطمینان رکھیں میں اون کی خدمتگذاری کیلئے بالکل مستعد اور تیار ہوں آئیندہ مضمون میں آپکے تمام خدشات ایک ساتھ ہی رفع کر دیئے جائینگے مگر اتنی گذارش ہے کہ جبطرح میں الحکم (جسمیں کوئی مضمون آپکی رد میں ہوتا ہی) فوراً آپکے پاس بھجوا دیتا ہوں۔ اسیطرح ایک نظر دیکھ لینے کے لئے روزانہ پیسہ اخبار میرے پاس ہی بھجوا دیا کیجئے۔ غضب کی بات ہے کہ [illegible] کا اخبار اور آجتک مجھکو اوسکے دیکھنے کا موقع آپکے ذریعہ نہ ملا جو خصوصاً پیسہ اخبار جیسے کثیر الاشاعت اخبار [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک انکشاف

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا | تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا | زمیں اور سما میں ہے ذرے کا جتنا
کئے فضل تو نے مجھ پر تو لاکھوں | ہے چہرہ ہی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
کروں کس طرح شکر پھر تیرا مولا | میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
قلم جس لئے میں نے اب ہے اٹھائی | تو واقف ہے اس سے جو اس میں بھلائی
مرادیں ہمیشہ تو بر لانے والا | جو مانے تجھے اوس کا غم کھانیوالا
مراد اس سے ہے جو وہ کردی تو پوری | تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خداتعالیٰ کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ اس نے ہندوستان بھر میں اور اوس کے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کس طرح اپنا گرویدہ بنالیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں۔ ڈھکی نہیں۔ اور آپ سے پوشیدہ ہی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہونچ چکے ہوں گے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اس کا زود اثر ہونے اور اچھے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہوا اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ کو کچھہ نہیں کہنا چاہتا۔

اب مجھے جو کچھہ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدگدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہانتک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ بیہودہ نجات سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کیلئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصے بعینہ نقل ہی کردی۔ اور اسطرح نام کے تھوڑے سے تغیرو تبدل سے اشتہار جاری کردیئے۔ اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں مغالطہ سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں۔ اور بعض نے شروع ہی سے یہہ ہی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تھا۔ خداتعالیٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرمادے۔ تا یہ لوگ اس مت پرستی سے باز آدین۔ اور سمجھیں کہ رزاق صرف وہی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

ان اشتہاروں سے یہانتک لوگوں نے دھوکہ کھایا کہ :۔

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہونچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلان جگہ سے یا فلاں اخبار سے ملا ہے لہٰذا آپ مہربانی کرکے اتنی ڈبیہ بھیجدیں۔ تب اون کو جواب لکھے گئے کہ آپنے دھوکہ کھایا ہے۔ ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا۔ ورنہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ ومحنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اسکو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم بر سر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑھنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے۔ اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا تو یقیناً آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے۔ اور اس اشتہار دینے والے کی منشا کیا ہے۔

یہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ ان کی دوائی نہ خریدیں۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خداتعالیٰ سب کا رزاق ہے۔ یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اوسکا معاوضہ ہوگا۔

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہتے ہو تو رزاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو جس سے وہ کامیاب ہوا اور نقالی اشتہار چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھہ نصیب نہ ہوگا۔ اور عاقبت نہایت برباد ہوگی۔

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتادیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ (واللہ عزیز ذو انتقام)

دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میا سنگہ نے ممیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہانتک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تھا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں ممیرے کا سرمہ موجود ہے۔ مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا۔ اور دوسروں کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر وحیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد ولجاجت سے کسی کو اپنا خیال ہی بنا لیا ہے تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے۔ مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو۔ لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پاسکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے +

اب ناظرین سے میری اک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دھوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھکر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ یہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کے لئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے۔

حکیم محمد حسین قریشی
موجد مفرح عنبری
کارخانہ رفیق الصحت
لاہور

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونے والی بفضلہ یہی دوائی ہے جسکا نام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

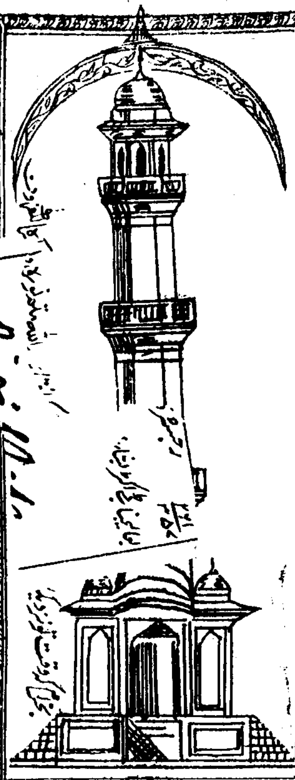

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

جسم با تو گرآئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدیؔ

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عام سے صہ (۲) خواص ومعاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ـــــ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے

فہرست مضامین

(۱) الہامات ورؤیا .... صہ اوّل
(۲) دنیا پر سرسری نظر + تعلیم الاسلام
(۳) یا مہربان کیسے کیسے + بیک کرشمہ دو کار
(۴) کیا ہر شائع کیا جاوے ! کیونکر ؟
(۵) ایڈیٹوریل بریف نوٹس صہ ۳
(۶) بندیوں پر اتمام حجت صہ ۴ تا ۶
(۷) سلسلہ .... صہ ۷ تا ۹
نبی کی ضرورت ـ اور ـ خطبہ بروز جمعہ ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۹ ربیع الاوّل ۱۳۲۴ھ صہ ۹ تا ۱۱
(۸) .... درخواست صہ ۱۱
۱۲
(۹) اشتہارات صہ ۱۳ ـ ۱۴

نمبر ۱۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۲۴ھ یوم پنجشنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء

۴ مئی ۱۹۰۶ء ـ اِنِّیْ مَعَ الْاَکْرَام
لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک

ترجمہ ـ تحقیق میں بزرگوں کے ساتھ ہوں اگر تو نہ ہوتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا ـ

۵ مئی ۱۹۰۶ء ـ رؤیا ـ ایک شخص نے ایک دوائی کولا دائن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے ـ اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں ـ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے ـ مگر جس شخص نے دی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں ـ دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی ـ لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے ـ اسوقت میں کہتا ہوں کہ اسکا وقت آگیا ہے ـ اسکو نوکر رکھا جائے اور میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ہیں ـ پھر الہام ہوا
"یہہ میری کتاب ہے اسکو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمتگار ہیں" ـ پھر الہام ہوا
"اَللّٰہُ یُعْلِیْنَا وَلَا نُعْلٰی"

ترجمہ ـ اللہ تعالےٰ ہمیں اونچا کرے گا ـ ہم نیچے نہیں کئے جائیں گے ـ

فرمایا ـ اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غالب ہونگے اور ان سے مغلوب نہ ہونگے

۵ مئی ۱۹۰۶ء ـ الہام ـ

"پھر بہار آئی ـ تو آئے ثلج کے آنیکے دن"

ثلج کا لفظ عربی ہے ـ اسکے ایک تو یہ معنے ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے ـ اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے ـ اسکو عربی میں ثلج کہتے ہیں ـ

ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالےٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کریگا اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنے اسکے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہیں یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسر آجاویں جن سے اوسکا دل مطمئن ہو جاوے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تقریر موجب ثلج قلب ہوگئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے کلّی اطمینان ہوگئی ـ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے ـ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلّی اور سکینت پا لیتا ہے تو اس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے ـ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے ـ

اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو سوچ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کے نزدیک اتحاد ثلج کے دوسرے معنے ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شبہہ و شک دور کرنا اور پوری تسلّی بخشنا تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہو گی کہ چونکہ گذشتہ دونوں زلزلوں کی نسبت کچھ طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے ـ اور ثلج قلب یعنی کلّی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے مگر بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلّی دور ہو جائینگے اور حجّت پوری ہو جائے گی ـ

اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہ بھی قریب قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائیں گے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اس قدر تواتر نشانوں کی وجہ سے دلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفین کے مونہہ بند ہو جائیں گے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلّی پائیں گے اور یہہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنے تسلّی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہائی ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنے ہوئے تو خدا تعالےٰ کوئی اور سماوی آفت اہل کرے گا سوا اللہ اعلم بالصواب ـ

پھر ۶ مئی ۱۹۰۶ء روز یکشنبہ کو الہام ہوا ـ
وَلَا تُکَلِّمْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُغْرَقُوْن
وَعْدًا عَلَیْنَا حَق ـ یعنی ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتھ بات نہ کر جو ظالم ہیں ـ یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں اور دنیا کے ہم و غموم میں اگر کر دین کے پہلو سے لاپرواہ ہیں ـ میں ان کو ضرور غرق کروں گا ـ اور ناکامی میں مرینگے ـ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا ـ میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے ـ جو دنیا کے ہموم و غموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں ـ اور دین کی فکر اور غم سے لاپرواہ ہیں ـ گویا خدا تعالےٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کر ان کی شفاعت مت کر کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مر گیا ـ ان کی دنیا بھی مرے گی ـ ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ دشمنوں کے لئے ـ پس اسی قرینہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے ـ اور ایک بڑے عذاب سے اون کو ڈرایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو ـ مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر اون کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے مخالف ہے ـ

۷ مئی ۱۹۰۶ء ـ الہام

"کلیسیا کی طاقت کا نسخہ"

کتبہ احقر الزمن محمد حسن بجنوری عفی اللہ عنہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

دہرم پال کی صدائے خون

دہرم پال جب آریہ ہوئے تھے اور انہوں نے دیدک سدہانتوں کا نسخہ علی طور پر حل کیا ہے انکے سر پر خون چڑھ گیا ہے۔ جن لوگون نے انکی ایڈیٹری کے زمانہ مین پرچارک کو پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اسکے صفحات **خونی تحریروں** سے پر ہوتے تھے۔ وہان آپ آریون کو **خون بہا دو** کے مشورے دیتے تھے۔ اور اب لاہور مین صدائے خون سناتے ہیں۔ آریون کو اس خونی فونوگراف سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ انہیں بے جا جوش پیدا کرکے انہیں دیوانہ نہ بنا دین۔ صدائے خون والے لیکچر میں انہون نے جو کچھ کہا وہ وہان کا روزانہ پیسہ اخبار شائع کر چکا ہے اور ایسے پبلک لیکچرون کے روکنے کی صلاح دیتا ہے جو نہایت اذیتناک اور دلشکن ہیں اسوقت دہرم پال کی ایک جار بید درخواست پر غور کر رہا ہون جو اسنے پرچارک کی تازہ اشاعت میں چھپوائی ہے۔ اس درخواست مین وہ ظاہر کرتے ہین کہ دو مسلمان مولوی انہون نے آریہ ہونے کے لئے طیار رکھے ہیں۔ لیکن وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کا پیغام اسوقت دین گے جب کہ ان کے معقول گذارے کا انتظام ہو جاوے گا۔ دہرم پال صاحب یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ جب ان دو کا انتظام ہو جاویگا تو اسکے بعد اور نام پیش کرین گے لیکن گذارہ کا انتظام اول ضروری ہے۔ آریہ سماج کو خوش ہونا چاہئے کہ ان کے گھر ایک **سورما** آگیا ہے جو اب آریہ سماج مین ملیچھوں کو داخل کرکے شدھ کریگا۔ آریہ سماج صرف انکے گذارہ کا انتظام کرتا رہے۔ اگر یہی رنگ ہے تو آج گذارہ کی درخواست ہے کل کو معقول طور پر مہاتما دہرم پال صاحب آرڈر دین گے کہ اگر اسقدر تعداد کی کنواری کنیائیں مل جاوین تو اسقدر نوجوان شدہ ہونے کو آمادہ نہیں۔ بلکہ وہ اشارۃً اس تحریک کو بھی کر چکے ہیں۔ بس اب اور کیا چاہئے آریہ سماج کی ترقی نہو تو اور کس کی ترقی ہو۔ جو لوگ محض پیٹ یا اور اغراض نفسانی کی خاطر اپنا مذہب چھوڑنا چاہتے ہیں وہ کل جلتے آج چلے جاوین۔ لیکن اگر انکے دل مین سچ سچ سچائی کی بھوک پیاس ہے، تو میں انہیں مشورہ دونگا کہ اس سے پہلے جو وہ اسلام چھوڑین قادیان آئین اور اپنے اعتراضات پیش کرین اور انکی حقیقت سنین۔ ہان اگر پیٹ نفس کی مجبوری ہے تو پھر کوئی مشورہ فضول ہے۔ آریہ سماج کو ایسے جنم مبارک ہون۔

ظالمون نے داڑہی مونڈ ڈالی

ہمنے اس خبر کو نہایت ہی افسوس اور رنج کے ساتھ سنا اور پڑہا کہ حاجی مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی کی ساتھ وہان کے بعض سنگدل لوگون نے سخت تشدد کیا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ مولویصاحب موصوف کو دہوکہ دیکر کوچہ چابک سواران مین بلایا کہ آپ ایک نکاح پڑہا دین مگر وہان کسی بدظنی مین مولویصاحب پر دست درازی کی گئی انہیں مارا اور بعض کاغذون پر دہمکا کر دستخط کرا لئے۔ اور پھر یہہ غضب کیا کہ داڑہی کو دیاسلائی دکھا دی اسپر ہی خاتمہ نہ ہوا تو ایک تیز اور زود اثر پوڈر مل کر چار ابرو کا صفایا کر دیا اور پھر انہیں ڈولی میں ڈال کر گھر پہونچا دیا۔ مولویصاحب نے کوتوالی مین رپورٹ کی اور صورت حال بیان کی۔

مسلمانوں کی حالت پر کسقدر افسوس ہے کہ وہ اپنے ایک واجب التکریم عالم کی یہ خدمت کرتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی وجہ رنج قوی ہو۔ لیکن ایسی سنگدلی نہایت ناموزون ہے میرے پاس یہ خبر دیر سے آئی پڑی ہے۔ امید ہے کہ اس وقت تک مولویصاحب کی داڑہی نکل آئی ہوگی اور ظالمون کے دلمین کوئی نئی تحریک کر رہی ہوگی۔ اسلئے اس سے پہلے کہ وہ انپر پھر کوئی حملہ کرین مناسب تدارک ہونا چاہئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس موقع پر مولوی عبدالوہاب صاحب کی خاص ہمدردی کرنی چاہئے اور وہ اپنے اہل حدیث احباب دہلی کو سمجہائین کہ علماء کی توقیر کرنی چاہئے اور وہ اس معاملہ مین مولوی عبدالوہاب صاحب کی مدد کرین تا کہ مولوی عبدالوہاب صاحب اپنے دشمنوں سے شر سے بچ جائین۔ میری غرض اس خبر کی اشاعت سے یہ ہے کہ تا مسلمانون کو بتاؤن کہ جب علماء دین کی حالت اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ ایک ان کی داڑہی صفا چٹ ہو جاتی ہے تو کیا اب بھی تم یقین کرتے ہو کہ کسی امام کی حاجت نہیں؟ سوچو اور غور کرو!

تعلیم الاسلام

میرے لئے کسقدر خوشی کا موجب ہے۔ جب میں یہ دیکھتا ہون کہ جن **قومی** ضرورتون کو میںنے محسوس کیا تہا اور وقتاً فوقتاً انکا اظہار کیا اور حتی الوسع انکے پورا کرنے کے لئے قدم اٹھایا [illegible] زمانہ بتا رہا ہے کہ وہ بہت ضروری ہیں ناظرین الحکم گذشتہ اشاعت مین تعلیم الاسلام نام رسالہ کا اشتہار پڑھ چکے ہیں اور آج کی اشاعت میں بھی پڑہیں گے۔ یہہ رسالہ ایک مفید اور نفع رسان رسالہ ہوگا اور اشاعت وخدمت قرآن کریم کا ایک ذریعہ ہے اس سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ جس **تفسیر القرآن** کا سلسلہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے شروع کیا تہا اور وہ شغل جاری کر دم بند کر دیا جاویگا۔ بلکہ یہہ اسکے سوا ایک ماہواری جدید رسالہ ہے جو مولوی سید سرور شاہ صاحب ایسے عالم کی ایڈیٹری مین نکلے گا۔ اور ایڈیٹر الحکم کی مرتبہ تفسیر بطور خود جیسے شائع ہوتی ہے انشاء اللہ بحولہ وبقوتہ شائع ہوتی رہے گی۔ چنانچہ سورہ **آل عمران** کی تفسیر پریس مین ہے۔ قرآن کریم کی خدمت جن راہون اور طریقون سے ہو وہ ضروری اور از بس ضروری ہے اسلئے اس رسالہ کو کامیاب بنانیکے لئے جماعت مین تحریک کرتا ہون۔ اب ضرورت ہے کہ ایک رسالہ عربی اور فارسی زبان مین بہی شائع ہو۔ ایڈیٹر الحکم اس فکر سے بے فکر نہیں چنانچہ اسکے ناظرین بہی خوب جانتے ہیں اسلئے جیسے بہی اسے موقع ملے اس سلسلہ کی تائید مین

ایسا رسالہ جاری کرنے مین تامل نہیں کریگا خصوصاً ایسی حالت مین کہ حضرت حجۃ اللہ کے حضور سے اجازت بہی حاصل کر چکا ہو۔

ہمارے بہی ہین مہربان کیسے کیسے

جہالت ایک موت ہے مگر کیا افسوس ہے کہ لوگ جہالت چہوڑنا نہیں چاہتے۔ نجم بازغ کوئی اخبار ہے جسکے حوالہ سے پیسہ اخبار نے ۵ مئی کی اشاعت مین مرزا جی اور طاعون کے عنوان سے کچھ سطرین نقل کی ہیں مین ناظرین کو یہ دکہانیکے لئے کہ ہمارے مخالفون کا مبلغ علم کیا ہے اس نوٹ کو بجنسہ درج کر دیتا ہون مجھے سب سے زیادہ افسوس اس لاہوری ہمعصر پر ہے کہ وہ بہی عقل وفکر سے کچھ کام نہین لیتا اور اندہا دہند سلسلہ عالیہ کی مخالفت مین جو کچھ اسے مل جاوے چہاپ دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ وہ ہوش کرے اور اپنے اخبار کی وقعت کو تباہ نکرے۔ وہ نوٹ یہ ہے۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کی عادت ہے کہ وہ واقع کی بعد اسکی پیشگوئی ایسا کرتے ہین جسکو پیشگوئی تو کیا بلکہ یاوہ گوئی کہنا زیادہ تھا ہوگا۔ ہمیں یاد ہے کہ امرتسر کے کسی پادری کی موت کی پیشگوئی جو مرزا صاحب کے مدمقابل تہا اسکی مرنیکے بعد کی گئی تہی اور کہا گیا کہ ہمنے فلاں فلاں کتاب میں الہام کی بعد ازالہ مرزا جی نے حکم لگایا تہا کہ میرے معتقدین میں سے طاعون سے کوئی نہین مریگا۔ جب ایک مسماۃ کا طاعون سے انتقال ہوا تو انہون نے یہہ بہانہ کیا کہ اسکے دل سے میرا اعتقاد اٹھ گیا تہا اسوجہ سے طاعون اسے کہا گیا۔"

[illegible] اسکا جواب کیا دین؟ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

بیک کرشمہ دو کار

کارخانہ الحکم میں کارخانہ کیلئے دریا کیلئے **دو ہزار روپیہ** کی ضرورت ہے اسلئے مطبع کی موجودہ کتب میں اسوقت تک کہ رقم مطلوبہ پوری ہو جاوے خاص رعایت قیمت مین کر دی ہے۔ جو احباب کارخانہ کی بہتری اور بہلائی کے لئے دردمند دل رکھتے ہین انکے لئے یہہ عمدہ موقع ہے کہ وہ مطبع کی موجودہ کتب سے خود فائدہ اٹھائین دوسرونکو مستفید کرین۔ خصوصاً ان فروختنی کتب کے ذخیرہ مین اخبار الحکم کے گذشتہ سالون کے کچھ فائل ہین جو دو چند قیمت پر اس سے پہلے دیئے جاتے رہے ہین مگر اسوقت اصل قیمت پر دیئے جاوینگے جسقدر تعداد ہر کتاب کے سامنے لکہدی ہے اسکی فروخت ہو جانیپر رعایت نہ رہیگی۔ اسلئے آپ جلد خرید لین۔

(۱) الحکم کے پورانے فائل (جنمین نادر اور نایاب مضامین درج ہین) ۱۹۰۲ء ۱۹۰۳ء ۱۹۰۵ء صرف ۵۰ فائل

(۲) تفسیر سورۃ بقرہ۔ اصل قیمت ۸/ رعایتی قیمت ۸/ صرف ۲۰۰ کاپی

(۳) ازالہ اوہام ہر دو جلد رعایتی قیمت عہ صرف ۲۰ جلد

(۴) رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء اصل قیمت عہ رعایتی ۸/ صرف ۱۰۰ جلد

(۵) مراۃ الجہاد ایک ضخیم کتاب مسئلہ جہاد پر رعایتی قیمت عہ صرف ۱۰۰ جلد

(۶) است بچن آریہ دہرم۔ رعایتی قیمت ۱۰/ صرف ۴۰ جلد

(۷) سلک مروارید ہر دو حصے رعایتی قیمت ۶/ صرف ۱۰۰ جلد

(۸) حضرت اقدس کے اشتہارات والہامات ۱۹۰۵ء اصل قیمت ۳/

(۹) حقہ وجوہر خط اور نماز پر تقریر رعایتی قیمت ۱/ ۲۰۰ جلد

(۱۰) برہان الحق۔ رسالہ محبیب رعایتی قیمت ۲/ ۱۰۰ جلد

(۱۱) النجم میر حامد شاہ ۱/ ۱۱۲ جلد

(۱۲) تفسیر سورۃ از فاضل امروہی ۱/ ۲۲۴ جلد

(۱۳) حضرت اقدس کی تقریرین دوسرا اڈیشن قیمت ۴/

پہلے دہ لطیف

(۱) ضرورۃ الامام (حضرت اقدس کی تصنیف) قیمت ۱/ ۴۰ جلد

() سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب۔ قیمت ۱/

() اربعین ۲ .... ۴/ ۱۰۰ جلد

() آسمانی فیصلہ (از حضرت اقدس) قیمت ۲/

اس موقع سے **نذیر کارخانہ کی ضرورتوں** پر نظر رکھکر اور عام فائدہ کے لحاظ سے خود خریدین اور دوسرون کو آمادہ کرین۔ خصوصاً الحکم کے جدید خریدار بہم پہونچائین تمام **درخواستیں** منیجر کارخانہ الحکم قادیان میں آئین۔

الحکم ایک لاکھ شائع کیا جاوے یا کیون؟

اخبار وطن نے اپنا ایک پرچہ ایک لاکھ شائع کیا تہا اسکی تقلید سے ورلڈ کے بعض دوسرے اخبارون نے بہی اپنے اخبار کے کسی کسی پرچہ کے نمبر نکالے فی الحقیقت اشاعت اور اشتہار کا یہ ایک مفید ذریعہ ہے۔ اسپر مولوی محمد یمین صاحب نے ذاتہ سے مجکو بہی اس تجویز کے اختیار کرنے کا مشورہ دیا ایسا ہی میرے محترم بہائی مفتی محمد صادق صاحب کو بہی انہون نے لکہا۔ مفتی صاحب نے ان کی تجویز کو [illegible] احباب دیا۔ مگر میں اسپر غور کرتا رہا جبکہ مولوی محمد یمین صاحب نے پہر یاد دہانی کی۔ مولوی صاحب [illegible] سے ایک لاکھ پرچہ کے چہاپنے اور شائع کرنے کی رائے دیتے ہین مگر مجھے افسوس ہی ہے الحکم کے لئے قوم کی موجودہ حالت مین ایسا چندہ مانگنے سے معذور ہون جسکا کوئی مفید اثر مجھے معلوم نہیں ہوتا علاوہ برین قوم پر ضروری اور بہت ضروری چندون کی بہرمار ہو رہی ہے اور **لنگر خانہ** کی یوماً فیوماً بڑہنے والی ضرورتیں پہلے سے زیادہ منہ پہیلا رہی ہیں اسپر میں ایسی درخواست کرنا مناسب نہیں سمجہتا ہون الحکم کا ایک لاکھ پرچہ چہاپ کر شائع کرنا آسان کام نہیں اسپر کم از کم **پانچہزار** روپیہ خرچ آتا ہے اور اسقدر رقم کا بالوجہ قوم پر ڈالنا میں پسند نہیں کرتا۔ ہان اگر قوم الحکم کی توسیع اشاعت مین سعی کرے اور اس سلسلہ کو جو مینے الحکم کی ایک ہزار **مفت اشاعت** کے متعلق شروع کیا تہا مکمل کردے تو ایک پرچہ کی بجائے ایک سال تک الحکم کی تحریک ہو سکتی ہے اور یہ مشکل کام نہیں میرے خیال مین اگر اس تحریک پر ناظرین و سرپرستان الحکم کاربند ہون اور ایک ہزار اخبار کا چندہ دفتر الحکم مین بہیجدین جو غیر احمدیون مگر مستعد اور سمجہدار لوگون مین مفت بہیجا جاوے اور ہر سہ ماہی کے بعد نام بدل دئے جاوین تو سال مین چار ہزار آدمیون کے پاس الحکم جا سکتا ہے جس سے کم از کم چالیس ہزار آدمی فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ پس اگر سلسلہ کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے مفید کام کرنا چاہو تو میں اپنی یہی رائے رکھتا ہون جو پہلے بہی شائع کر چکا ہون۔ والا خدا تعالے وہ وقت لے آویگا جب ہمارے اخبارات ایک لاکھ کیا لاکھون شائع ہوا کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

ایڈیٹوریل نوٹس

دبنا وقنا عذاب النار خدا کی شان جب سے آسمان لے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے "کی پیشگوئی شائع ہوئی ہے دنیا کے مختلف قطعات میں آتش زدگی کی خوفناک وارداتیں اپنا دامن پہیلا رہی ہیں - گذشتہ ہفتہ ہندوستان کے کئی شہروں میں آتش زدگی نے خطرناک نقصان کیا اور لاکہوں روپے کی جائداد پر پانی پہرنے کے علاوہ جانوں کا بہی نقصان ہوا۔ نہ ماننا اور ضد کرنا اور بات ہے مگر یہ غیر معمولی حادثے اور واقعات انسان کو عبرت بخشتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے قہری نزول سے ڈراتے ہیں لیکن اسپر بہی اگر کوئی خدا کا بندہ مخلوق پر رحم کرکے خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر پاک تبدیلی کی ہدایت کرے تو ملک کے خیرخواہ (بزعم خود) اسکی مخالفت کرتے ہیں اور اسے دہمکانے والا ٹہیراتے ہیں اس سے بدتر ملک اور اہل ملک کی بدقسمتی کیا ہوگی کہ وہ شفیق ناصح کی باتوں پر ہنستے اور اسکی بہلی اور پاک ہدایتوں پر ٹھٹھا مارتے ہیں اے اللہ تو ہی رحم فرما اور اس کور دل مخلوق کو سمجھ عطا کر۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا ۱۹۰۶ء کے پہلے چار مہینوں میں کچھ ایسے غیر معمولی حادثے واقع ہوئے ہیں کہ انسے دنیا بہر کو حیران کر دیا ہے - اور اخبارات اور اہل قلم ان حوادث پر طبع آزمائیاں کرنے لگے ہیں - بلکہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ان چار مہینوں میں سلسلہ حوادثات غیر معمولی سے اسقدر اتلاف جان اور نقصان مال ہو چکا ہے کہ اس کا جبر اور تلافی آیندہ دس سال میں بہی بظاہر ناممکن ہے - اور یہ بہی مان لیا گیا ہے - کہ ان چار مہینے میں قدرت نے دنیا کے ہر حصہ میں اپنی صفت قہاری اور جلالی کا اظہار کیا ہے - اس لحاظ سے کہ اہل نظر اور اہل دل لوگ ان واقعات کے دوہرانے سے فائدہ اٹھا سکیں اور خود اور اپنے دوستوں کو پاک تبدیلی کا مشورہ دے سکیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر ان واقعات پر نظر ثانی کی جاوے جو خدا تعالیٰ کی اس قہری تجلّی کی صورت میں ظاہر ہوئے - اور اسکے برگزیدہ مامور کی تصدیق کا باعث ٹہرے - ان واقعات کو ایک معزز اخبار نے یوں دہرایا ہے -

ان ناگہانی حادثوں کا آغاز سب سے پہلے جزائر غرب الہند کے جزیرہ مارٹنیک میں ہوا کہ جہاں اسقدر زور شور سے زلزلہ آیا کہ ۷۰ برس گذشتہ سے ایسا زلزلہ نہ آیا تہا سنا تہا ہی اس کے آس پاس کے جزائر میں کچھ آتش فشانی ہوئی - اس کے پیچھے سلسلہ متحدہ امریکہ کے دریا مسی سپی کی وادی میں غضب ناک طوفان اور سیلاب آیا - پہر جاپان کے جزیرہ فارموسا میں دو مہینہ میں دو سخت ترین صدمات زلزلہ کے محسوس ہوئے - پہر فرانس کی کوریرز کی کان کوئلہ میں ایسا سخت ترین حادثہ گذرا کہ جس کی نظیر دنیا کی تواریخ کی ورق گردانی کرنے سے بہی نہیں ملتی -

فرانس کی کان کے مہلک حادثہ سے بچے ہوئے کان کن ابہی سطح زمین پر لائے بہی نہیں گئے تہے - کہ جنوبی اٹلی میں کوہ وسووئیس نے اپنی آتش فشانی اور شرر باری سے سینکڑوں جانوں اور لاکہوں روپے کے مال کو پامال کر ڈالا - وسووئیس میں ایسی آتش فشانی اور شرر ریزی کئی صدیوں سے بہی نہیں ہوئی تہی اس آتش باری سے بظاہر نیپلز (کہ جو اٹلی کے خوبصورت ترین شہروں میں سے ہے -) خاک اور راکہ میں بالکل دبتا نظر آتا تہا - یکایک راکہ اور خاک کی بارش بند ہوگئی - اور شہر نیپلز کے باشندوں کو اپنی جانوں کے صحیح سلامت رہنے کی امیدیں بندھ گئیں - بمشکل اٹلی کے اس خوشنما ساحل کے خوبصورت شہر نیپلز کے صحیح سلامت ہونے کا یقین پختہ ہو جاتا کہ یکایک قدرت کے زبردست ہاتہہ نے یورپ سے بہر امریکہ کے مغربی ساحل پر پہنچکر مغربی دنیا کے خوبصورت بندرگاہ شہر سین فرانسسکو کو زلزلہ اور آتش زدگی سے بالکل ویران کر دیا -

ان مسلسل حادثات اور مرگ مفاجات کی کچھہ تشبیہ اگر ہو سکتی ہے تو پہلی صدی عیسوی کی تاریخ کے مطالعہ سے ہو سکتی ہے - اس صدی میں بہی کہ جس کو ۱۸ برس کا زمانہ گذر گیا - یورپ اور ایشیاء کوچک میں زلزلہ اور آتش فشانی کا سلسلہ کچھہ عرصہ تک قائم رہا تہا -

سین فرانسسکو سے روزانہ دلخراش واقعات کے تار آتے رہتے ہیں - زلزلہ کے بعد شہر میں آگ کے نہ پہیلنے کے لئے اکثر درمیانی مکانات کو ڈائینامٹ سے اڑا دیا گیا - لیکن آگ پہر بہی نہ بجہی سینکڑوں آدمی آگ کے شعلوں میں جلکر مر گئے بہت سے قیدی جیلخانہ میں جلکر مر گئے اور قیدخانہ کی مصیبتوں کے سہنے سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گئے -

ساحل کے قریب جزیرہ ٹرمینل آئیلینڈ ایک فرحت افزا مقام تہا - سیر و تماشہ کے لئے سین فرانسسکو کے باشندے وہاں جایا کرتے تہے - سمندر کی ایک موج نے اس جزیرہ کو بہی غرق کر دیا - بہوکا اور پیاسے باشندوں کی گہبراہٹ اور مصیبت کا بیان نہیں ہو سکتا - تین لاکہ آدمی بے گہر اور بے خوراک ہیں - گورنمنٹ امریکہ نے سامان خوراک اور رسد اس پاس کے اضلاع سے خرید کر کے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے بہیجنے کا بندوبست کیا ہے -

سین فرانسسکو کے ڈاکخانہ کے ملبہ کے نیچے گیارہ کلرک بیہوش نکالے گئے - یہ سب کلرک زندہ تہے انکو تین دن تک نہ پانی ملا نہ انہوں نے کہانا کہایا - گہاٹ آگ لگنے سے محفوظ رہا -

۲۴ - اپریل کو بارش خوب برسی جس سے سین فرانسسکو کی آگ بجہی لیکن ہزارہا بے خان و مان جو میدان میں سوتے ہیں - انکو اس بارش سے سخت تکلیف ہوئی - ۱۴ میل عرض اور ۴½ میل کے طول میں شہر بالکل خاکستر ہو گیا - ۲۴ - اپریل کو زلزلہ کے پہر کئی صدمے محسوس ہوئے -

اب ریل سین فرانسسکو تک آنے لگی - اور آگ کے بجہہ جانے سے باشندے بہی واپس آ رہے ہیں - ابتک ۵۰۰ نعشیں نکالی جا چکی ہیں - لایق لایق مبصروں کا بیان ہے کہ نوّے کروڑ روپے کے مال کا نقصان سین فرانسسکو میں ہوا ہے -

نیو یارک کے باشندوں نے نوّے لاکہ روپے سین فرانسسکو کے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے جمع کئے -

گورنمنٹ کناڈا نے تین لاکہ روپے مصیبت زدگان کی امداد میں دینا منظور کیا -

گورنمنٹ امریکہ نے ۴۵ لاکہ روپے مصیبت زدوں کی امداد میں اور دینے منظور کئے - جیسا کہ سخت واقعہ سین فرانسسکو میں گذرا ایسا مہلک آجتک امریکہ میں نہیں گذرا تہا -

جاپان کی رڈ کراس سوسائٹی نے ایک ہسپتال کا جہاز اور بہت سی نرسیں مضروب آدمیوں کی تیمارداری کے لئے سین فرانسسکو روانہ کیں -

فطرتی مذہب کا مقابلہ کیسے ہوگا؟ اسلام کے پاک اور امن بخش اصول تعدد ازدواج پر نکتہ چینی کرنے والے عیسائی غور کریں کہ انگلستان کے فوجداری جرائم کی رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ سال گذشتہ میں وہاں صرف ایک فوجداری جرم میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے یعنے ایک سے زیادہ شادیاں کرنا - سال گذشتہ میں ۱۲۸ ایسی شادیاں ہوئیں جو اس سے پہلے سال میں صرف ۱۱۲ تہیں اب قابل غور یہ بات ہے کہ جس حال میں انگلستان ایسے ملک میں جہاں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا مذہبی اور قانونی جرم ہے اس خطرناک سیلاب کے سوا جو بدکاری اور فسق و فجور کا بہ رہا ہے یہ بند نہیں رک سکتا - تو کیا تجربہ یہ نہیں بتاتا کہ یہ فطرتی مذہب کا اصول صحیح ہے اب اسکا مقابلہ نہیں ہو سکے گا - اور وہ دن قریب ہے جو کلیسیا فیصلہ کر دیگی - کہ ایک سے زیادہ شادیاں جایز ہیں - گذشتہ ہفتہ کے لوافشاں اخبار میں پادری ٹہاکر داس نے بہی اس سوال کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرکے اسے چہیڑا ہے -

لکل قوم ھاد معزز ہم عصر زمیندار نے اپنے اخبار کے کسی گذشتہ نمبر میں لکل قوم ھاد اور ان من امة الا خلا فیہا نذیر کے مواقف یہ رائے ظاہر کی تہی کہ

> ہمارے اعتقاد میں بلکہ قرآن مجید کی رو سے ہر ایک قوم اور ملک میں ایسی ہادی اور مصلح گذرے ہیں جنہیں پیغمبر یا مجدد کا رتبہ دیا جا سکتا ہے - پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم مہاراجہ رامچندر مہاراجہ کرشن اور اسی طرح یونان کے مصلح بقراط یا بدہ کو پیغمبر اور ملہم من اللہ نہ مانیں "

اسپر جہلم کا ایک اخبار اس عقیدہ کو خلاف اسلام قرار دیتا ہے اور خبط ٹہیراتا ہے اسپر معزز ہم عصر وکیل نے اسے قابل قدر جواب دیا ہے کہ

اسکو یہ معلوم نہیں کہ اسلام میں یہ کوئی نیا خیال نہیں ہے - سلف کے محققین اسقدر تنگ خیال نہیں تہے - شیخ الاشراق شہاب الدین مقتول جو فلسفہ اشراق کے سرخیل اور حکماء اسلام میں ایک بے نظیر محقق تسلیم کئے جاتے ہیں زردشت کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں - حضرت مرزا مظہر جان جاناں جس پایہ کے صوفی ہیں اوسکا اندازہ تذکروں کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے - انہوں نے اپنی ایک طول طویل تحریر میں وید کے الہامی ہونے کو تسلیم کیا ہے اور ہندو ازم کے بانیوں کو ملہم من اللہ قرار دیا ہے - قرآن جب مدعی ہے کہ ہر قوم میں انبیاء اور ہادی بہیجے گئے پہر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہند اور ایران کے ہادیوں کو ملہم تسلیم کرنے سے ایڈیٹر سراج الاخبار کو کیوں فتور ہوتا ہے یہ کون کہتا ہے کہ ان ہادیوں نے واقعی آتش پرستی اور شرک و بت پرستی کی تعلیم دی تہی یہ سب توحید کے معلم تہے مگر اپنے مخاطبین کی عقل و فہم کے مطابق اونہوں نے جو پیرایہ تعلیم اختیار کیا تہا - اوس نے ایک زمانہ کے بعد لوگوں کو دہوکہ میں ڈالدیا - مرور زمانہ سے تعلیم میں تحریف ہو گئی - غلط فہمیوں میں لوگ مبتلا ہو گئے - اور شرک و بت پرستی کے خیالات حادی ہو گئے -

شیخ احمد کا مقبول ہے اور وہ میرا مقبول - اور جو میرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود - اور جو شیخ احمد کا مردود وہ میرا مردود ہے - اور میرا مردود خدا کا مردود - دیکھئے پیر نعمان کا مردود و مقبول + خدا کا مردود و مقبول ہے -

سنت نبوی کی متابعت کی تاکید - مفصلہ ذیل فقرات پڑھ کر اپنے اعمال و افعال و وظائف پر غور کرو - اور خود ہی سوال کرو کیا یہ وظائف اس خاتم الرسل صلعم نے اپنے صحابہ کرام کو بتائے کیا یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ - کا وظیفہ بھی بتایا - ... یہ کہ یا محمد رسول اللہ شیئاً للہ ... حضرت شاہ غلام علی صاحب ... پر ... کرتے چنانچہ آپ لکھتے ہیں ایک ... یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ - الہام ہوا - کہو یا ارحم الراحمین شیئاً للہ - اسکی تاویلات باطل کیوں کرتے ہو - اچھا سنئے وہ فقرات -

(۱) - ما اتاکم الرسول فخذوہ پر عمل کرو -

(۲) سنت نبوی کو دانتوں سے پکڑنا چاہیے -

(۳) ... یک حکم از احکام شریعہ در از الہ ... نفسانی بہتر است از ریاضات و مجاہدات ہزار سالہ کہ از نزد خود کردہ شود (خدا تالو سے زبان لگا کر ذکر - وقوف قلبی - تصور پیر - حبس نفس کی سند تو دکھائے کیا نبی کریم نے ایسا کیا یا سکھلایا) بلکہ ایں ریاضات و مجاہدات کہ بمقتضائے شریعت غرا واقع نشدہ اند موید و مقوی ہوائے نفسانی اند (۴) ریاضات جو موافق شریعت نیستند بے اعتبار و خوارند -

(۵) وَالْزَمْ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی - (۶) الطُّرُقُ کُلُّهَا مَسْدُوْدٌ اِلَّا مَنِ اقْتَفٰی اَثَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ - ہمارے بعض بھائی تو زیارت قدم شریف تک کر لیتے ہیں مگر سنو! حضرت شاہ غلام علی صاحب کیا فرماتے ہیں - سنگے بر آں نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر است بت است - ہائے مسلمانی و توحید وائے بادشاہی و متابعت اسلام کجا شد - ایں بت پرستی موقوف نمائید - یہ ان قوموں کے بارے میں ارشاد ہے جو اسلامی بادشاہوں کے عہد میں تھے اور اب تو خورد و کلاں جانتے ہیں کہ نذرانے گزرانتے ہیں - قصہ کوتہ عبادت وہ کرو جو رسول اللہ صلعم نے کی - ذکر کرو مگر واذکروہ کما ھداکم کے موافق جیسا نبی کریم صلعم نے خود کیا - میں خمیہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے ذکر اللہ نماز فرمائی - حضرت مرزا جان جاناں فرماتے ہیں ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے اور جامع کیفیات نماز ہے کہ متضمن انوار

اذکار - تلاوت تسبیح - درود - استغفار ہے اور سب سے صحیح اور اصل حال کہ قرن اول کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ کما حقہ ادب سے ادا کیا جائے + اور اس قسم کے اقوال کہ نماز سے سوا کھڑا ہونے کے اور روزہ سے سوا بھوکا مرنے کے کچھ نہ پایا - جو بایزید بسطامی سے منسوب کئے ہیں ایک افترا ہے جس سے ایمان سلب ہونیکا خوف ہے -

ہمارے حضرت کی مسجد کو مسجد اقصیٰ سے تشبیہ - دیکھئے امام ربانی لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی مسجد میں شریعت کے اثر دیکھے اور قبر کی نسبت سنئے - خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں روضہ متبرک کہ قبر آنحضرت در آن است از ریاض جنت میفرمودند مبشر شدہ ام باآنکہ اگر از یک مشتے خاک آن روضہ متبرہ در قبر شخصے باندازند - امیدوار رہائے عظیم فکیف من دُفِنَ فیها -

اہل اللہ کو دنیا کے فرزندوں سے تکلیف پہنچنا کئی نادان کہتے ہیں مسیح یا مہدی ہے تو پھر اپنے دشمنوں کو فوراً گرفتار کیوں نہیں کروا دیتا - یا ان کے شر سے بچنے کے لئے اسباب ظاہری سے کیوں کام لیتا ہے - میں کہتا ہوں - امام ربانی مجدد الف ثانی کی اب مقبولیت تو اس درجہ ہے کہ ... کا ل زیارت قبر کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر اسوقت کے بادشاہ نے تو آپ کو قیدی ہی کروا دیا تھا غرض کہ اولیاء الرحمن کو دنیا کے فرزندوں نے ہمیشہ سے دکھ دیا ہے اور شپرہ چشم چشمہ آفتاب کے دیکھنے سے معذور رہے ہیں پس ان کی شہادت کی بنا پر کسی کو صادق کاذب نہیں ٹھیرا سکتے - اولیاء اللہ کو جو ابتلا ہوتے ہیں انہیں ان کی شان بڑھتی ہے درجات ملتے ہیں اور جماعت منکرین کی تباہی ہوتی ہے - چنانچہ آپ فرماتے ہیں "درصورت غضب کہ بدوستان عطاے فرمایند خرابی جماعت منکر است" کون کہتا ہے کہ آپ کی خلاصی کے لئے تمام تدابیر سے کام نہیں لیا گیا ضرور لیا گیا مگر اللہ کی مرضی ہی یہی تھی - جو کہ پوری ہو کر رہی -

کرشن وغیرہ کا نبی ہونا - خود امام ربانی نے فرمایا ہے کہ ہندوستان میں بھی انبیاء گذرے ہیں، اگر چاہوں تو ان کا مکان و جگہ و قبر بتا دوں - پھر آپ کا فرمانا کہ امام مہدی کی نظر سے یہ سب کتابیں گذرینگی" اس بات پر دال ہے کہ مہدی علیہ السلام نے ہندوستان ہی میں مبعوث ہونا تھا -

حضرت اقدس امام ابو حنیفہ کے بالکل تابع کیوں نہیں - اجی جناب کلمہ پڑھیں نبی کا اور تابع ہوں کسی اور کے - کیا ان کا معصوم ہونا نص صریح سے ثابت ہے کیا وہ یخطی و یصیب کے زمرے میں نہیں - امام ربانی کو بھی ایک حصہ حق شافعی کی طرف نظر آیا - پھر یہ بھی فرمایا - بعد از رسیدن مرتبہ اجتہاد تقلید ابی حنیفہ خطا است، صواب در متابعت رائے خود است -

غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا - دیکھو شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ کے پیر فرماتے ہیں دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ کر دل خوش نہیں ہوتا اور حقیقت صلوۃ کا فیض نہیں آتا -

چودہویں صدی کے مسیح یعنی مجدد الف آخر کی سب مجددوں پر فضیلت - یہ فضیلت اسی دلیل سے ثابت ہے جس سے مجدد الف ثانی کی فضیلت دیگر مجددان ماسبق پر ہے نیز دو امر میں آپ میں ایسے پاتا ہوں - کہ آج تک کسی ولی کسی مجدد میں پورے طور سے کما حقہ نہیں پائے گئے - ایک تو یہ کہ جس قدر مخالفت آپ کی ہوئی اور پھر نہ صرف اپنے مسلمان بھائیوں سے بلکہ تمام مذاہب سے ایسی کسی مجدد یا ولی کی نہیں ہوئی یہ بھی آپ کی شان کے ارفع و اعلےٰ ہونے کی سب سے بڑی بھاری دلیل ہے - چنانچہ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میں کل نبیوں سے زیادہ دکھ دیا گیا ہوں - ایسا ہی یہ خاتم الاولیاء و الخلفاء کل خلفائے و اولیاء امت محمدی سے زیادہ ستایا گیا اور اسی کا زیادہ مقابلہ کیا گیا پھر آپ کی پیشگوئیوں اور معجزوں کے پورا ہونے میں جتنی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں آپ سے پہلے کسی ولی کی پیشگوئی یا کرامت میں نہیں ڈالی گئیں - آپ جو پیشگوئی کرتے ہیں اسکو قبل از وقت ہزاروں لوگوں میں شائع کرتے ہیں اور للکار کر کہتے ہیں اگر تم سے ہو سکتا ہو تو اس نشان کو پورا ہونے سے روک لو مگر کوئی ہے جو روک سکے ہرگز نہیں - پھر یہ پیشگوئیاں اور معجزات اسلام کی حقیقت ثابت کرنے کی غرض سے ہوتے ہیں نہ ان ولیوں کی طرح اپنے مریدوں کی حاجت برائی کے طور پر بطور معمول - یعنی آپ کا ہر فعل اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہے اور مخالفین پر حجت قایم کرنے کے واسطے نہ کہ صرف بطور پیری مریدی - دوسرا بین فرق یہ دیکھتا ہوں کہ اسوقت تمام طریقوں پر نظر کرو - قادری - سہروردی چشتی وغیرہ وغیرہ سب میں نماز کے سوا کچھ ایسے وظائف ہیں جنکی نسبت یہ ثابت کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے کہ نبی صلعم نے بھی کسی کو بتائے - شیخ سعدی نے کیا اچھا فرمایا ہے -

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزا بر مصطفےٰ

ایک یہی جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے جس نے ایک ذرا بھی کوئی وظیفہ یا طریقہ ذکر اللہ نہیں وضع کیا اور اپنے تئیں متابعت رسول مقبول میں فنا کر دیا ہے - کوئی ہے جو احمدی فرزند میں کسی بدعت کا ثبوت دے سکے باینہمہ جن مطالب کے لئے وہ طریقے وضع کئے گئے ہیں وہ اس فرقہ کو سب سے بڑھکر حاصل ہیں - کتنے ہیں جو الہامات و کشوفات سے مشرف ہیں اور کتنے ہیں جو تقرب الی اللہ کا ثبوت اپنے خیالی پلاؤ سے نہیں بلکہ عمل سے دے رہے ہیں! بے شک، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مجدد صاحب نے اکثر بدعات کا جو سلسلہ نقراء میں تھیں قلع قمع کر دیا یا کم از کم اپنی جماعت کو ان سے بچا لیا - مگر پھر بھی جو کسر رہ گئی تھی اسے مسیح موعود نے پورا کر دیا - وجہ یہ ہے کہ مجدد صاحب پر آفتاب نبوت کا پرتو اتنا ہی پڑا جتنا دسویں کے چاند پر پڑتا ہے - مگر اس چودہویں کے مجدد پر مہر رسالت کا پرتو ٹھیک ایسا پڑ رہا ہے جیسے چودہویں کے چاند پر کامل طور سے پڑا کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ متابعت رسالت پناہ میں فنا ہے - اور اس نے نہ صرف فروعات سے بدعات کو نکالا ہے - بلکہ اصول دین میں جو بدعات تھے مثلاً مسیح کو شریک فی صفات اللہ ٹھہرانا ان کو بھی دور کر دیا - فالحمد للہ علیٰ ذالک - امید ہے میرے واجب التعظیم نقشبندی بھائی غور سے اس تحریر کو پڑھینگے - کیونکہ وہ مجدد الف ثانی کے کلام سے اس کا ثبوت پا سکتے ہیں -

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

(الکل آت گونیکے)

درخواست دعا

چودہری چراغ دین صاحب امیدوار قانونگوئی حلقہ میکہو وال ضلع ہوشیارپور ناظرین الحکم سے درخواست کرتے ہیں - کہ میںنے امتحان قانونگوئی کا دینا ہے - دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجکو کامیاب کرے - آمین ثم آمین -

اطلاع

اب بہت اکثر دیکھا جاتا ہے - کہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری نہیں دیتے - جسکی وجہ سے رجسٹر میں نام تلاش کرنے سے بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے اگر خریداران توجہ کریں اور نمبر خریداری لکھا کریں تو یہ دقت آسانی سے رفع ہو سکتی ہے - امید ہے کہ احباب توجہ کریں گے -

محرر دفتر الحکم -

مراسلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میرا یہ خط جو بنیے ہموطن آریان ڈلوال کو لکھا ہے اپنی اخبار کو ہر بار میں درج فرما کر مشکور فرماویں -

بخدمت جناب ماسٹر ہریچند و لکھیداش وغیرہ آریہ صاحبان ڈلوال تسلیم آپ نے مجھے کتاب ستیارتھ پرکاش مطالعہ کے لئے مرحمت فرمائی میں آپ کی اس خیر خواہی کا احسانمند ہوں سچی دوستی اور رفاقت کی یہی نشانی ہے کہ جہاں انسانکو حق نظر آوے اس کی طرف اپنے دوست اور رفیق کو بھی رہنمائی کرے - جہانتک میری سمجھہ اور لیاقت ہے میں نے کتاب مذکورہ کو غور سے پڑھا اور ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ پر عمل کرکے چند اوراق بطور تحقیق آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کئے جواب جو آپ نے لکھا ذیل میں درج ہے - " مہربان خوش رہو آپ کی کاپی بجواب ستیارتھ پرکاش کو میں نے پڑھا اگر آپ حقیقت میں حق کے متلاشی ہیں اور ضرور سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم میں آپ سے یہہ التجا کرتا ہوں کہ ضرور اس کاپی کو چھپوا دیں تاکہ عام لوگ اس سے لابھ اٹھاویں اگر آپ کی یہ منشا نہ ہو تو آریہ سماج ڈلوال کو تحریری چیلنج دو اور خاص ایک تاریخ مقرر کرو مگر شرط یہہ ہے کہ جو آدمی مباحثہ کیواسطے ہم کسی جگہ سے منگوائینگے اسکے نصف خرچ کے آپ ذمہ وار ہوں گے - آیندہ آپکی جیسی مرضی ہو - دستخط انگریزی میں ماسٹر ہری چند سکرٹری آریہ سماج ڈلوال " اسلئے ان اوراق کا خلاصہ حسب تحریر آپکے اس خط میں درج کرتا ہوں - آپ اخبار الحکم میں جو آپکے مشن سکول میں منشی جیون خان مدرس کے نام جاری ہے ملاحظہ فرما کر جواب سے اطلاع بخشیں - میرے دوستو آجکل اہل اسلام اور آریہ سماج کا باہم قلمی جنگ شروع ہے - ایک دوسرے کی تردید میں سینکڑوں کتب اور رسائل شائع ہو چکے اور ہو رہے ہیں علماء فریقین اپنے اپنے مذہب کی تائید میں بہت کچھہ دلائل بیان کر چکے اور کر رہے ہیں آپ اس موجودہ حالت کو دیکھہ کر اس عاجز کی نسبت یہہ خیال نہ فرماویں کہ شاید تقلیدی طور پر ہماری) دل آزاری کے لئے کسی اپنے ہم مذہب مولویوں کے اعتراضات کو پیش کرنا چاہتا ہے - نہیں مترو میں تحقیقی طور پر محض نیک نیتی سے آپ کی خیر خواہی کرتا ہوں مجھے ہرگز آپ کی دل آزاری منظور نہیں اور نہ آپ کے مذہب کی توہین کرنا میرا مقصد ہے - آپ میرا یہ خط ہارجیت کے خیال سے نہیں بلکہ انصاف اور حق طلبی کی نظر سے بغور پڑھیں - میں آپ سے سنا کرتا تھا کہ ستیارتھ پرکاش ایک بے مثل اور بے نظیر کتاب ہے اور اس کے مؤلف سوامی دیانند جی نہایت اعلےٰ درجہ کے منصف مزاج اور غیر متعصب انسان ہیں وید کے معانی اور مطالب سے خوب واقف اور اسپر عملدرآمد کرنے والے ایک بزرگ آدمی ہیں لیکن " شنیدہ کے بود مانند دیدہ " ستیارتھ کے مطالعہ نے اس شنید کی غلطی کو مجھپر اچھی طرح کھول دیا ہے - سوامی جی کی تصنیف سے صاف ظاہر ہے کہ نہ وہ کسی ایک مذہب کے پابند ہیں نہ تعصب سے خالی نہ وید کے پیرو نہ اسکے باغ معانی کے مالی - بلکہ سوامی جی کا یہ دھرم ہے کہ دشمن کی زد سے بچنا چاہئے خواہ زبان کچھہ بولے اور دل میں کچھہ ہو جناب کے نزدیک انسان کو دو قسم کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک ذاتی دوسرا عارضی نہیں تو دشمن کے مقابلہ میں شکست ہوگی یہی ایک حربہ ہے جسکو لیکر سوامی جی میدان میں نکلے اور ہر قسم کے دشمنوں کو ڈرانا چاہا اس امر کا ثبوت ذیل کے چند نظائر میں ملاحظہ فرماویں -

سوامی جی مخالفین کے اس اعتراض سے (کہ وید اگر ایشور کی کلام ہے تو شودر کو اس کے پڑھنے سے کیوں روکا گیا کیا براہمنوں سے پرماتما کا کوئی رشتہ ہے) اپنے آپ کو اسطرح بچاتے ہیں - " کہ جیسے پرماتما نے آگ پانی ہوا وغیرہ سب کے واسطے بنائی ہیں اسیطرح ویدوں کی روشنی بھی سبکے واسطے ظاہر فرمائی " ستیارتھ ص ۹۷ شودر کے لئے وید پڑھنا جائز ہے - براہمن کی نسبت ستیارتھ ص ۱۷۱ میں یوں تحریر فرماتے ہیں " جو سب ورنوں میں پورا عالم دھرم پر چلنے والا اور سب کی بھلائی چاہنے والا اسکو برہمن کہتے ہیں " یہہ تو ہوا سوامی جی کا ذاتی یا عارضی اعتقاد جو مجبوراً انہیں اختیار کرنا پڑا - بیرونی دشمنوں کے حملہ سے بھاگ کر اس تاویلی قلعہ میں پناہ لی مگر آگے اندرونی دشمن سوامی جی کی اس چال سے ناراض ہو کر جنگ وجدال کو تیار بیٹھے ہیں - پھر ان سے بھی اپنی جان کا چھڑانا ضروری سمجھا کیونکہ وہ لوگ سوامی جی کے برخلاف اس بارہ میں بہت کچھہ دلائل کا ذخیرہ اپنے پاس موجود پاتے ہیں - چنانچہ منوسمرتی (جس کی نسبت سوامی جی ستیارتھ صفحہ ۴۷ میں یہہ تحریر فرماتے ہیں کہ " دھرم کی بنیاد چار چیزیں ہیں - تمام وید - منوسمرتی - اور رشیوں کے تصنیف کئے ہوئے شاستر - نیک آدمیوں کے چلن اور جس کام کرنے میں اپنا آتما خوش رہے -) ستتا ادھیا ۸ شلوک ۲۶۵ میں ہے کہ اگر برہمن کسی شودر کو وید پڑھتا ہوا سن پاوے تو اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سکہ اور جلتی ہوئی موم ڈالی جاوے اگر وہ اس کی عبارت کو پڑھے تو اس کی زبان کاٹ ڈالنی چاہئے اگر وہ اسکو حفظ کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ ان کا جسم چاک کرکے اسکا دل نکالا جائے - اب اگر سوامی جی منوسمرتی سے انکار کریں تو ان کے دھرم کی بنیاد گرتی ہے اسلئے سوچا کہ عیسائی مسلمان وغیرہ تو مجھے منوسمرتی کے جعلی قرار دینے اور شودر کو وید پڑھنے سے ادہری تصور کرینگے مگر کیا ہرج ہے ان کو جواب بھی تو دے چکا اپنے سناتنی بھائیوں کی روک کرنی چاہئے اسواسطے ستیارتھ کے ص ۱۱۷ میں ہر ورن کے فرائض کو بیان کیا کہ کشتری اور ویش کا چوتھا فرض وید وغیرہ شاستروں کا پڑھنا ہے اور شودر کا ایک ہی فرض ہے - خدمت کرنا اور بس ایسا ہی ستیارتھ ص ۲۵۵ میں شودر کا کام میں مصروف رہنا فرض لکھا ہے اور صفحہ ۲۴۳ میں ہے کہ اگر برہمن وغیرہ ورنوں کے عورت مرد کھانا پکانے میں لگے رہیں تو علم وغیرہ کی ترقی نہیں ہو سکتی " ص ۱۱۷ شودر کو چاہئے الخ کہ برہمن کشتری ویش کی خدمت حسب مناسب کرے الخ شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے " اب دیکھئے سوامی جی نے اپنے بھائیوں کو بھی راضی کر لیا اور خاصے سناتنی بن گئے - کیونکہ شودر اگر اپنا فرض چھوڑ کر وید پڑھنے لگے تو پاپی اور گنہگار سمجھا جاوے گا - ادھر برہمن وغیرہ سے کھانا پکانے کے باعث تعلیم وید ہاتھہ سے چلی جاویگی اسلئے سوامی جی نے منوسمرتی کے فتوے کو جائز سمجھا اور یا مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام پر عمل کرکے اپنی خلاصی کرالی لیکن چیلوں کو مشکلات میں پھنسا دیا لہٰذا میرے دوستو آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ جب آگ پانی ہوا وغیرہ کی طرح پرماتما نے وید کی روشنی بھی سبکے واسطے ظاہر فرمائی ہے اور جو سب ورنوں یعنے برہمن کشتری ویش شودر میں پورا پورا عالم ہو وہی برہمن ہے تو پھر شودر کے لئے وید کا پڑھنا کیوں فرض نہیں اور بےتعلیم انسان کیونکر عالم ہو سکتا ہے کیا آپ اتنا نہیں سوچتے کہ شودر کو تو اپنی تمام عمر اسی خدمت میں صرف کرنا فرض ہے اس سے تو سوامی جی کا یہہ قول (کہ جو سب ورنوں میں پورا پورا عالم ہو وہی برہمن ہے) باطل ہو جاتا ہے علاوہ اسکے دیکھو ستیارتھ ص ۲۱۵ طرفین کی گواہوں کی کثرت رائے سے گواہ برابر ہوں تو بموجب گواہی نیک اوصاف کے اور دونوں کے نیک اوصاف گواہ برابر ہوں تو بموجب گواہی اعلےٰ دوج کے انصاف کرے " اس سے صاف ظاہر ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی نیک عالم دھرم پر چلنیوالا ہو پھر بھی وہ اعلےٰ ورن کے آدمی - برابر نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی شہادت اپنے مساوی الاعمال آدمی کی شہادت سے درجہ میں مل سکتی ہے یہاں کیوں نہ شہادت کا مدار نیک اعمال پر رکھا اور کیوں اعلےٰ دوج کو ترجیح دی اور کیوں نہ سوامی جی نے اپنے جعلی معنوں کا لحاظ کیا - اچھا آگے چلو دیکھو ستیارتھ ص ۲۵۷ کھانے اور نہ کھانیکی چیزیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک دھرم شاستر کے مطابق اور دوسری ویدک شاستر (علم طب) کے مطابق مثلاً دھرم شاستر میں لکھا ہے دوج یعنی برہمن کشتری اور ویشوں کو ناپاک یعنے بول و براز وغیرہ کے میل سے پیدا ہوئے ساگ پھل مول وغیرہ نہ کھانے چاہئیں " لو صاحب آپ کے پرماتما کو تو صرف دوج کا خیال ہے شودر بیشک ناپاک اور گندی چیزیں کھا کر ایشور کا شکریہ ادا کریں جو اسپر مضر اور مفید اشیاء کے پہچاننے کا بوجھ نہیں ڈالا ہم حیران ہیں - کہ ہمارے آریہ دوست کیوں ایسے شخص کے پیچھے اپنے قدیمی مذہب کو چھوڑ بیٹھے ہیں - جسکے اعتقاد کا یہہ حال ہے کہ کہیں تو یہہ لکھہ مارا کہ شودر کو وید پڑھنا جائز ہے (دیکھو ص ۹۷) اور پرماتما نے آگ پانی ہوا وغیرہ کی طرح وید کی روشنی بھی سب کے لئے ظاہر فرمائی اور جو پورا پورا عالم دھرم پر چلنے والا ہو وہی برہمن ہے اور کہیں یوں تحریر کر دیا کہ شودر تو صرف خدمت کیواسطے ہے اور وید کا پڑھنا اسکو جائز نہیں اور علم اور دھرم پر چلنے سے کوئی برہمن ہو سکتا ہے بتائے سوامی جی کے کس قول کو جھوٹا اور کس کو سچا مانا جاوے ہمارے دوستو اسجگہ آپکے لئے ایک اور سخت مشکل ہے جس سے آپکو دھرم رکھنا دشوار ہے - وہ یہ کہ ستیارتھ ص ۲۵۵ میں آپکے سوامی جی فرماتے ہیں دوج رسوئی شودر کی ہاتھہ بنائی کھاویں تاکہ برہمن کشتری و ویش ورن والے عورت مرد علم پڑھانے وغیرہ میں مصروف رہیں " اول تو شودر ناپاک اشیاء کا استعمال کرنے والا ہے آپکے دھرم شاستر سے اسکو سند مل چکی ہے دوسرا ستیارتھ ص ۲۱۴ میں ہے کہ جو شخص دھرم کو معدوم کرتا ہے اسی کو عالم لوگ ورشل یعنے شودر اور نیچ جانتے ہیں " اور سوامی جی کی نزدیک رسوئی بنانیوالے اور کھانیکو چھونے والا کا اثر اس رسوئی اور کھانے میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ ص ۲۵۶ میں لکھتے ہیں " کہ مسلمان و عیسائی وغیرہ شراب و گوشت کھانیوالوں کے ہاتھہ کے کھانے میں آریوں کو بھی

شراب اور گوشت وغیرہ کے کہانے کا عیب پیچھے لگ جاتا ہے" پس نیچوں جاہلوں ادہرمیوں کی بنائی ہوئی رسوئی کے کہانے سے برہمن کشتری ویش کو بھی نیچ پنہ۔ جہالت بے ایمانی وغیرہ بری خصائل کا عیب لگ جائیگا اب سوامی جی نے سمجہا کہ اسطرح تو ہمنے اپنے معتقدوں کے دہرم کا خاتمہ کردیا اسلئے اپنی عادت کے موافق غمگین چیلوں کو خوشخبری سناتے ہیں "جسطرح عمدہ چیزوں کے کہانے پینے سے براہمنوں اور براہمنی نے جسم میں بدبو وغیرہ نقصوں سے پاک رج و ویریہ (حیض و منی) پیدا ہوتے ہیں ویسے چنڈال اور چنڈالنی کے جسموں میں نہیں ہوتے الخ اسلئے براہمن وغیرہ اعلی ورنوں کے ہاتہ کا کہانا چاہئے" دیکہو صفحہ ۲۶۱ پہلے تو سوامی جی نے یہہ فرمایا کہ براہمن وغیرہ کو شودر یعنے نیچ کی بنائی ہوئی رسوئی کہانی چاہئے تاکہ تعلیم میں ہرج نہو پہر تو مانتے ہیں نہیں شودر کے ہاتہ کا پکایا ہوا کہانا برہمن کو بھی شودر بنادیگا اسلئے اعلے ورنوں کے ہاتہ کا کہانا چاہئے اسطرح تعلیم میں ہرج تو ہوگی لیکن کیا کریں ایک ہی بات ہوسکتی ہے یا ناپاک کہانا کہائیں یا وید پڑہیں دو دو اور چیڑی یہہ نہیں ہوسکتا اے ہمارے ہموطن آریہ صاحبان اگر آپکو وید کی یہہ تعلیم منظور نہیں کہ ویدنے برہمن کی کیوں رعایت کی یہہ تو الٰہی قانون کے برخلاف ہے تو اس کچہ مذہب کی تلاش کرو جو اس نقص سے پاک ہے۔ جہوٹی تاویلوں اور جہوٹے عذروں سے بجز ندامت اور شرمندگی کے کچہہ حاصل نہیں عذر نامعقول ثابت کنندہ الزام را - آپ جانتے ہو اگر ستیارتہہ پرکاش میں واقعی حق کی روشنی ہوتی تو اسمیں اسقدر اختلاف نہیں ہوتا آپ تو لکہے پڑہے ہیں ان باتوں پر غور کرو آپ کے وید تو فرمادیں کہ برہمن منہ سے کھشتری بازو سے ویش ران سے شودر پاؤں سے پیدا ہوا (دیکہو یجروید کے اکتیسویں ادھیا کا گیارہوان منتر) اس منتر کی آپ خواہ کچہہ تاویل کریں اتنا تو ثابت ہے۔ کہ ذاتیں چار ہیں مگر آپکے سوامی جی ستیارتہہ صفحہ ۲۱۶ میں لکہتے ہیں "کہ ذاتیں دو ہیں ایک آریہ یعنے عالم دوسری دسیو یعنے جاہل" جو عالم دہرم پر چلنے والا ہو وہ برہمن ہے جاہل ادہرمی کو شودر کہتے ہیں ہم پوچہتے ہیں کہ پہر کھشتری ویش کا وجود کہاں سے آگیا اور یہہ چار ورن کیوں ٹھہرا رکہے ہیں برہمن اور شودر کے یہہ معنے کریں تو سوامی جی نے وید شاستر کی پرواہ نہ کی چار کے دو بنادیئے مگر ان پیدایش میں ویدونکی حمایت اور پردہ پوشی کی یوں کوشش کرتے ہیں "مطلب اس منتر کا یہ ہے کہ پرمیشور کی خلقت میں منہ کے مانند سردار افضل ہو وہ براہمن جسمیں توانائی زیادہ ہو وہ کھشتری اور سب ملکوں میں رانوں کی طاقت سے آوے جاوے۔ سفر کرے وہ ویش اور جو پاؤں کے عضو کے مانند بے عقلی وغیرہ اوصاف والا ہو وہ شودر ہے" ماسٹر ہری چند جی آپ اس کا مطلب سمجہائیے کہ مراد سرداری اور فضیلت سے کیا ہے آیا جو مخلوق میں حکومت کے سبب افضل سردار ہے۔ یا علم عمل کے رو سے بصورت اولی دیانندی معنے باطل ہوگئے نیز معلوم ہوا کہ عیسائی بڑے اعلے درجہ کے برہمن ہیں جو تمام آریہ پر حکومت کررہے ہیں (خفا نہ ہونا حکومت نیک عمل کا نتیجہ ہے) جس سے ظاہر ہوا کہ عیسائی ضرور برہمن ہیں کیونکہ برہمن . . . .

ہی ویدوں کے پورے عالم اور عامل ہوتے ہیں جسکا ثمرہ بہوگ رہے ہیں) بصورت ثانی جب کوئی آدمی ویدوں کا پورا عالم ہوا اور اسمیں توانائی اور طاقت بھی ہو تو وہ کون ہوا برہمن یا کھشتری اگر کہو برہمن تو ٹھیک نہیں کیونکہ آپ کے پیشوا کا قول ہے جسمیں توانائی ہو وہ کھشتری ہے اگر کہو کھشتری تو یہہ بھی غلط ہے سوامی جی ویدوں کے عالم کو برہمن کہتے ہیں ایسا ہی ویدوں کا پورا عالم عامل جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں آوے جاوے وہ کون ہوا برہمن یا کھشتری یا ویش یہ تو ظاہر ہے کہ رانوں کی طاقت کے بغیر چلا نہیں جاتا اسلئے اسکو برہمن کھشتری ویش کہنا پڑا برہمن اسلئے کہ وید کا عالم ہے کھشتری اسلئے کہ صاحب طاقت و توانائی ہے ویش اس لئے کہ رانوں کی طاقت سے دوسرے ملک میں پہنچا اس مطلب سے تو شودر کو بھی کھشتری ویش کہہ سکتے ہیں کیونکہ سوامی جی نے خدمت کا کام شودر کے سپرد کیا ہے اگر اسکے بازو ران میں طاقت نہ ہوئی تو وہ خدمت کیا کرے گا لولے لنگڑے تو خود خدمت کے محتاج ہیں پس برہمن کھشتری ویش شودر میں کوئی تمیز نہ رہی ہاں ایک طرح تمیز ہوسکتی ہے فرض کرو چار شخص ہیں ہمکو ان کی ذات پات کی خبر نہیں ہم انکو دیکھ کر جہگڑے میں پڑ گئے کوئی برہمن کو شودر بتاتا ہے اور شودر کو برہمن تنے میں سوامی جی کے اس منتر کا مطلب بطور حکم کے تشریف لاکر فرمانے لگے کہ انمیں جسکا جسم بالکل کمزور ہے نہ بازوؤں میں طاقت نہ ران میں توانائی مگر قوم کا سردار ہے یہہ تو برہمن ہے اور وہ جسکا اوپر کا جسم بازو وغیرہ تو خوب طاقتور ہے مگر ران وغیرہ مفلوج ہیں جنہیں حس و حرکت نہیں اور نہ ملک میں کوئی حکم حاصل ہے یہہ تو کھشتری ہے اور جسکے ران اچہے مضبوط اور تکڑے ہیں اور اوپر کا جسم بازو وغیرہ نکما ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر کرتا رہتا ہے یہہ ویش ہے (معلوم نہیں یہ سفر کسطرح کرسکتا ہے بازو میں طاقت نہ ہو تو چلنا ہی مشکل ہے) اور وہ جو تہا شودر ہے کیونکہ محض بیوقوف اور بے عقل ہے (ایسے پاگلوں اور بیوقوفوں کی بنائی ہوئی رسوئی کے کہانے سے حسب قول دیانند آریوں کی بھی عقل ماری گئی جو ویار جینی مشرکانہ تعلیم کو ایسی کلام سمجہنے لگے) واہ ماسٹر جی آپکے برہم پرماتما کو ایسی نالائق اولاد سے کیا فائدہ وطینو ہمارے وطن کی یہہ مثل بالکل سچ ہے کہ "کوجہہ رونے سے چپ بہلی ہے" اب میں پنڈت جی کے ذاتی و عارضی اعتقاد کی نسبت ستیارتہہ پرکاش سے مسئلہ ویدانت کو آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں آپ غور کریں کہ آپکے سوامی جی نے اس مسئلہ میں کیا کیا رنگ بدلے ہیں۔ (باقی آیندہ)

کرمداد از دولمیال ضلع جہلم

دیکہو ستیارتہہ صفحہ ۳۸۴ "شنکر اچاریہ کا جینیوں کے پنڈتوں کے ساتہ مباحثہ ہوا اسمیں شنکر اچاریہ کا ویدمت اور جینیوں کا ویدمت کے برخلاف مت تہا یعنی شنکر اچاریہ کا پکش (دعوی) ویدمت کی تائید اور جینیوں کی تردید اور جینیوں کا پکش اپنے مت کی تائید اور وید کی تردید تہا مباحثہ کئی روز تک ہوا جینیوں کا مت یہہ تہا کہ عالم کا صانع ازلی پرمیشور کوئی نہیں یہہ دنیا اور جیو آتما ازلی ہے ان دونوں کی پیدائش اور تباہی کبھی نہیں ہوتی اسکے برخلاف شنکر اچاریہ کا مت تہا کہ ازلی شدھ پرماتما ہی دنیا کا صانع ہے۔ یہہ دنیا اور جیو جہوٹا ہے کیونکہ اس پرمیشور نے اپنی مایا سے دنیا بنائی وہی پرورش اور فنا کرنے والا ہے اور یہ جیو اور پرپنچ خواب کے مانند ہے پرمیشور خود ہی سب جگت روپ (بشکل عالم) ہوکر لیلا (کہیل) کر رہا ہے۔ بہت دنوں تک مباحثہ ہوتا رہا لیکن اخیر میں دلیل اور حوالہ سے جینیوں کا مت شکست یاب اور شنکر اچاریہ کا مت فتح یاب رہا تب ان جینیوں کے پنڈت اور سودہنوا راجہ نے ویدمت کو قبول کرلیا جین مت کو چہوڑدیا الخ اسی وقت سے سب کی یگیوپویت ہونے لگی اور ویدوں کی درس تدریس نے رواج پکڑا۔ الخ جو جو انہوں نے (شنکر اچاریہ) شاریرک بہاشیہ وغیرہ بنائے تہے ان کی اشاعت شنکر اچاریہ کے شاگرد کرنے لگے الخ اب اسمیں غور کرنا چاہئے کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دنیا کا جہوٹا ہونا شنکر اچاریہ کا ذاتی اعتقاد تہا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو اختیار کیا تو کچہہ اچہا ہے" یہاں آپکے سوامی جی ناظرین کو غور کرنیکی ترغیب دیتے ہیں ہمارے دوستو آؤ ہم تم بہی تعصب مذہبی سے علیحدہ ہوکر اس مضمون کو انصاف کی نظر سے پڑہیں اور منصف ہوکر اسمیں غور کریں سوامی جی کی اس منقولہ تقریر سے یہہ سات امر ثابت ہیں اول شنکر اچاریہ وید کا پیرو تہا۔ دوم اسکا دعوی ویدوں کا مؤید تہا سوم دعوے اسکا جس نے ویدوں کو فتح اور جینیوں کو شکست دی یہ تہا کہ پرمیشور خود ہی سب جگت روپ ہوکر لیلا کر رہا ہے یہہ دنیا اور جیو جہوٹا ہے چہارم شنکر اچاریہ نے اپنے اس دعوے کو دلیل اور حوالہ سے ثابت کردیا پنجم جینیوں کے پنڈت اور راجہ نے جب شنکر اچاریہ کے ان دلائل اور حوالجات کو جو وید سے پیش کئے گئے حق دیکہا تو ویدمت کو قبول کرلیا ششم شنکر اچاریہ کے اس دعوی سے ویدوں کو اچہی مدد مل گئی اور ان کی درس تدریس نے رواج پکڑا (شنکر اچاریہ کی نسبت سوامی جی صفحہ ۳۸۸ میں بھی تسلیم کرچکے ہیں کہ سچے پرمیشور کا معتقد اور ویدمت کو رواج دینے والا تہا) ہفتم آریہ کو ذاتی اعتقاد کے برخلاف ایک عارضی اعتقاد بھی رکہنا چاہئے جو اشاعت وید کا اصل ذریعہ اور دشمن پر فتح پانیکا عمدہ حربہ ہے اے حق کے طالبو انصاف کرو۔ کیا آپ کی کانشنس یہہ فتوے دے سکتی ہے کہ ایسے پراگندہ خیالات اور متضاد اعتقاد رکہنے والے مذبذب شخص کو پیشوا اور گرو مانا جاوے ایک طرف تو شنکر اچاریہ کو سچے پرمیشور کا معتقد اور وید کا مخلص تبع بتانا اور اسکے دعوے کی صداقت کو دلیل حوالہ سے قائم کرنا بلکہ اشاعت اور غلبہ وید پر اس دعوی کو بطور دلیل پیش کرنا یہہ پنڈت جی بڑے زور شور سے تحریر کریں اور دوسری طرف اسی شنکر اچاریہ کو جہوٹا مخالف وید سمجہکر اسکا دعوے بلادلیل اور وید کی ذلت اور شکست کا موجب قرار دیں۔ یا آن شورہ شوری یا این بے نمکی۔ اول دیکہو اسی جملہ مع اگر شنکر اچاریہ ذاتی اعتقاد تہا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں" پہر دیکہو ستیارتہہ صفحہ ۳۱۱ واہ رے جہوٹے ویدانتیو تم نے صادق وجود صادق شیئت صادق ارادہ والے پرمیشر کو جہوٹا بنادیا کیا یہہ تمہاری ذلت کا باعث نہیں ہے کس اپنشد سوتر یا وید میں لکہا ہے کہ پرمیشور جہوٹا ارادہ کرنے والا اور جہوٹہہ بولنے والا ہے الخ تم جہوٹے ارادے رکہنے والے اور دروغ گو ہوکر وہی اپنا عیب ناحق ہم پر لگاتے ہو" دیکہا صاحب یہ وہی شنکر اچاریہ ویدانتی ہے جسکی نسبت آپ کے سوامی جی صفحہ ۳۸۳ میں لکہتے ہیں کہ تین سو برسوں کے مردہ مذہب کو اسی نے زندہ کیا وہ سچے پرمیشور کا معتقد تہا جسکو اب واہ رے جہوٹے ویدانتی کرکے پکارا جاتا ہے یہہ وہی دعوی ہے جسنے دلائل اور حوالجات کے لشکر جینیوں کو شکست دی اور ویدوں کی ڈوبتی کشتی کو سنبہالا جسکو آج ذلت اور شکست کا باعث سمجہا گیا۔ ہمارے دوستو آپ کو حسب فرمودہ پیشوائے خود اسمیں غور کرنا فرض ہے۔ اگر شنکر اچاریہ اس دعوی میں جہوٹا تہا تو جہوٹوں کا فتح یاب ہونا آپ کے سوامی جی

کس مخرسیہ تلمذ کرتے ہیں اور جب کسی اپ نشد سو تر یا دریہہ اس دعویٰ کا ثبوت نہیں تو اس دیانندی فقرہ کا کیا مطلب ہے کہ شنکراچاریہ کا دعویٰ وید کی تائید میں تہا اور دلیل حوالہ سے وید غالب ہوا بقول دیانندجی ویدون کا تو یہہ دعویٰ ہی نہیں پہر ان کی تائید اور فتح کیسی اسصورت میں شنکراچاریہ مبطل وید ہیں نہ اس کے موید تعجب ہے کہ جینی پنڈتون اور راجہ نے شکست کہا کر وید کو کیون قبول کیا۔ کیا ان میں اتنی سمجہ نہ تہی جو وہ شنکراچاریہ سے پوچہتے کہ تو جو اس دعوے میں ہمارے ساتہہ جہگڑ رہا ہے اور وید کے قبول کرنے پر ہم کو بلاتا ہے ہمیں یہ تو بتا کہ وید میں اس دعویٰ کا ثبوت کہان ہے۔ بہلا یہہ ممکن ہے کہ یوں ہی بن دیکہے بہالے جینی پنڈت وید کے معتقد ہوگئے اور اپنا دعویٰ چہوڑ دیا۔ الغرض کہان وہ اقرار کہ شنکراچاریہ نے دلیل و حوالہ سے غلبہ حاصل کیا اور اس کا دعوے ویدون کی تائید میں تہا اور ویدونکی اس تعلیم یعنے ویدانت کے مسئلہ نے اسی کے طفیل سے تمام ملک جنوب مشرق شمال میں رواج پکڑا اور کہان یہ انکار کہ شنکراچاریہ کا یہہ دعوے دلیل حوالہ سے مردود ہے جس اعتقاد اور دعوے کو جینی پنڈت دلائل سے نہ توڑ سکے اسکو سوامی جی نے دلیلوں اور حوالوں سے توڑا گو اسوقت سچے پرمیشور کے معتقد ویدمت کو رواج دینے والے شنکراچاریہ نے شکست نہ دیکہی مگر اب تو برائے نام ویدمت کے معتقد اور اندر سے منکر پنڈت نے خوب خبر لی۔ اگر جینی پنڈتوں کو دیانندی دلائل کا علم نہ تہا تبہی تو شنکراچاریہ ویدمت کی تائید میں فتح یاب ہوگیا اور ویدکی اس تعلیم نے ملک میں رواج پکڑ لیا پس ستیارتہ پرکاش کی اس حکایت کو جہوٹا اور خلاف واقعہ سمجہو جو آپکے سوامی جی بول گئے اور جہوٹ لکہہ دیا۔ یا اقرار کرنا پڑیگا کہ ویدانتیوں کا جہوٹا دعوے ویدونمیں موجود ہے اور وید اس ویدانت کے مسئلہ کو جو اسکے نام ہی سے ظاہر ہے جائیز رکہہ کر دنیا میں اپنا جہوٹا ہونا ظاہر کر رہے ہیں لہذا آپ کو مناسب ہے کہ جہوٹ کو چہوڑ کر سچائی کی تلاش کریں۔ باقی آیندہ

کرمداد از دوالمیال ضلع جہلم

اوستانی کی ضرورت

ایک تعلیم یافتہ مسلمان اوستانی کی ضرورت ہے

جو سلائی کا کام بہی خوب جانتی ہو اور ہر طرح سے ایک لڑکی کی عمدہ تعلیم و تربیت کر سکے۔ دینی تعلیم سے واقف ہو۔ درخواستین ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں وہ منتخب کرینگے۔

اوستانی کو نوشہرہ رہنا ہوگا۔

خطبہ بروز جمعہ چہارم مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حامدا و مصلیا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بعد تلاوت خطبہ ماثورہ

الحق من ربك فلا تكن من الممترين ٥ فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين ٥ ان هذا لهو القصص الحق وما من اله الا الله وان الله لهو العزيز الحكيم ٥ فان تولوا فان الله عليم بالمفسدين ٥ قل يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله ط فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون ٥

ترجمہ مع تفسیر

پہلے بیان ہوچکا ہے کہ اس سورہ مبارکہ کا نام آل عمران ہے وجہ تسمیہ اوسکی اس نام کے ساتہہ یہی ہے کہ اس سورہ متبرکہ میں آل عمران کا اصطفا قریب اسّی آیتوں میں بیان فرمایا گیا ہے اور جو نزاع اور اختلافات درمیان اہل کتاب یہود اور نصاریٰ کے واقع تہے اون کا فیصلہ مسلمات اہل کتاب سے بدلائل بینہ کیا گیا اور حق الامر کے دلائل دیتے ہوئے استدلال کا وہ اسلوب حسن اختیار کیا گیا ہے کہ آیندہ زمانوں میں قیامت تک جو نزاع دربارہ آل عمران یعنے حضرت عیسے اور اونکی والدہ کے واقع ہو اوسکا فیصلہ بہی اونہیں دلائل مندرجہ آیات سے بخوبی ہوسکتا ہے فالحمد للہ ان آیات سے پہلی آیات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسے کی نسبت یہہ وعدہ فرمایا ہے کہ تمکو صلیب کی موت سے جو بموجب حکم تورات کے لعنتی موت ہے بچایا جاویگا اور تمہاری موت تونی کی موت ہوگی جسمیں تمکو رفع الی اللہ یعنے قرب الٰہی حاصل ہوگا اور منکرین کے الزامات بیجا سے تمکو پاک کیا جاوے گا اور تمہارے مخالفین کافرین کو دنیا میں بہی اور آخرت میں بہی عذاب شدید کے ساتہہ معذب کیا جاویگا اور تمہارے موافقین مومنین اور متبعین کو مانند تمہاری رفع اور فوقیت مخالفین کافرین پر عطا کی جاویگی جبطرح پر کہ حضرت آدم کو یہہ مراتب بشری اصطفا کے ہماری طرف سے عنایت ہوئے تہے اوسیطرح تم کو بہی حاصل ہونگے وغیرہ وغیرہ جو اوپر کی آیات میں مفصلا مذکور ہے۔ اب ان آیات میں فرمایا جاتا ہے کہ یہ سب ادلہ اور جملہ امور جو حضرت عیسےٰ کے بارہ میں مذکور کئے گئے حق اور ثابت شدہ صداقتیں ہیں تیرے رب کی طرف سے جو تیری تربیت کا ذمہ دار اور تعلیم کنندہ اشیاء کا متکفل ہے۔ اسلئے شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ **سوال**۔ انبیا علیہم السلام کو وحی الٰہی میں کب شک ہوا کرتا ہے خصوصا حضرت خاتم النبیین صلعم کو شک کیونکر ہوسکتا ہے جسکی نہی فرمائی گئی۔

الجواب بادشاہ کا جو خطاب سپہ سالار فوج کو امر یا نہی ہوا کرتا ہے مراد اوس خطاب سے غالبا اوس سپہ سالار کی فوج اور لشکر ماتحت اوسکا ہوتا ہے اسیطرح اگرچہ خطاب آنحضرت صلعم و آلہ وسلم کو ہے مگر اس خطاب سے مراد آپ کی امت ہے اور ایسے خطاب میں ایک عجیب نکتہ یہہ بہی ہوتا ہے کہ ان امور مذکورہ میں شک کرنا اسقدر مذموم اور محذور یہ میں اسقدر بڑہا ہوا ہے کہ جس شخص سے اسمیں شک کرنے کا گمان ہی نہیں ہوسکتا ہے اوسکو بہی نہی فرمائی گئی چہ جائے کہ اوس شخص کی جسکو شک کرنے کے لئے شیاطین الجن والانس سامان و اسباب شک کرنیکے مہیا کرتے رہتے ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی نسبت امکان شک کا نہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اناجیل اور طالمود سے طرح طرح کی روایات اپنے اپنے مذہب کی تائید میں حضرت صلعم کے روبرو پیش کرتے تہے۔ مگر آنحضرت صلعم کو امر حق پر اسقدر یقین کامل تہا کہ آپ مباہلہ کے لئے مستعد ہوگئے جیسا کہ اس زمانہ آخری میں بہی مسیح موعود کے مخالف پیچہے پڑے اور تکفیر نامے لکہے اور شور قیامت برپا کر کر اونکے روبرو احادیث موضوعہ اور روایات کاذبہ اپنے مذہب کی تائید میں پیش کی گئی ہیں مگر نہ آنحضرت صلعم کو ایک ذرہ بہر شک پیدا ہوا اور نہ مسیح موعود کو کسیطرح کا شک و شبہ اپنے دعاوی میں پیدا ہوا اور اسی لئے مسیح موعود نے بہی یہ آیت مباہلہ حسب درخواست مخالفین کے پیش کردی ہے اور چونکہ آنحضرت صلعم کے وقت میں بہی ایک عالم پر اس الحق من ربك کی حقیقت منکشف ہوگئی تہی اور اس زمانہ آخری میں بہی حقیقت ان دعاوی مسیح موعود کی جو مضمون آیات ماسبق کی موید اور مبین ہیں ایک عالم پر واضح ہوتی چلی جاتی ہے لہذا یہہ آیت بسبب وقوع اپنے مضمون کے ایک نشان نبوت کا بہی ہوگئی والحمد للہ اور چونکہ

تفسیر کبیر وغیرہ میں اس آیت کی ترکیب میں یہ بہی لکہا ہے وقال آخرون الحق رفع باضمار فعل ای جاءك الحق اندرینصورت یہ آیت ایک صریح پیشین گوئی ہوگئی جو آنحضرت صلعم کے وقت میں بہی واقع ہوئی اور اس زمانہ آخری میں بہی بڑے زور شور سے واقع ہورہی ہے اسلئے یہہ آیت بہر وجوہ آنحضرت صلعم کے نبوت کے اثبات کے لئے ایک بڑا نشان ہے۔

آپ بعد اتمام حجت کے جو دلائل علمیہ سے بیان فرمائے گئے اور دلائل علمیہ کا بیان انتہا درجہ کو پہنچ گیا تب بہی مخالفین نے تسلیم نہ کیا تو فرمایا جاتا ہے کہ جو شخص اس کے بعد عیسیٰ کے بارہ کٹ حجتی کرتا رہے تو آخری فیصلہ یہہ ہے کہ اون سے کہدو کہ آجاؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلا دیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو شریک کریں اور تم اپنے نفسوں کو پہر ہم سب ملکر تضرع اور زاری کے ساتہہ دعا کریں۔ پس جہوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں۔

ف یہہ قصہ مباہلہ کا نصاریٰ نجران کے ساتہہ آنحضرت صلعم کو پیش آیا تہا جسمیں ساٹہہ سواروں کا وفد مع لاٹ پادری سید اور عاقب کے جو بڑے ذی رائے تہے موجود تہا جبکہ آنحضرت صلعم نے مناظرہ فرماکر بخوبی اون پر اتمام حجت فرمایا تب بہی انہوں نے امر حق اور صداقت ثابت شدہ کو تسلیم نکیا تب بالآخر مجبور ہوکر مباہلہ کی آیت پیش کرنے کے لئے آنحضرت صلعم طیار ہوئے اور اپنی اہلبیت یعنے صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا اور ہر دو نواسے حسنین کو اور حضرت علی داماد کو لیکر مباہلہ کے لئے موجود ہوئے کیونکہ نصاریٰ نجران نے حضرت کا بہت پیچہا لیا تہا۔ آغاز سورہ آل عمران کا قریب اسّی آیتوں کے اسی مناظرہ اور مباہلہ کے بیان میں نازل ہوا ہے یہہ مناظرہ آنحضرت صلعم کیطرف سے ایک بڑا عظیم الشان مناظرہ واقع ہوا تہا جسکی نوبت بالآخر مباہلہ تک پہونچی تہی مگر نصاریٰ نجران اس مباہلہ سے ایسے خوف زدہ ہوگئے کہ جو اونمیں بشپ اور لاٹ پادری مسمی عاقب و سید وغیرہ موجود تہے اونہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا جنمیں قریب ساٹہہ سواروں کے بہی تہے کہ یا معشر النصاریٰ یہہ تو وہی سچے نبی معلوم ہوتے ہیں جنکی نبوت کی خبر عہد عتیق اور عہد جدید میں موجود ہے اور جو دلائل انہوں نے پیش کئے ہیں وہ منقوض نہیں ہوسکتے اندرینصورت اگر ہم مباہلہ کرینگے تو بالضرور ہم ہلاک اور تباہ ہوجاوینگے اگر تم کو اپنے ہی دین کی محبت ہے تو لوٹ چلو اور ان سے کچہہ تعرض مت کرو۔ اور اونسے لڑو یہہ دونو پادری بڑے

ذی راے تہے اور آنحضرت صلعم اپنے اہلبیت مذکورین سے فرماتے تہے کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا اوسوقت اون کے بشپ لاٹ پادری نے اپنے ہمراہیون سے یہہ بہی کہا کہ مین ان لوگون کے چہرے ایسے دیکہتا ہون کہ اگر یہ لوگ بیخ تن کسی پہاڑ کا اپنی جگہ سے ٹلا دینا بہ اللہ تعالے یہ چاہیں گے تو وہ پہاڑ بہی ٹل جاویگا فلا تبا ھلوا فتھلکوا غرضکہ ان نصاری نجران نے پہر تو نہ مباہلہ کرنا چاہا اور نہ لڑنا چاہا بلکہ بالآخر جزیہ دینا قبول کیا سال بہر میں دو مرتبہ یعنے ماہ صفر میں ایک ہزار حلہ اور ماہ رجب میں ایک ہزار حلہ اور خالص لوہے کی عمدہ تیس ذرہ اگر چہ اس قوم نصاری نجران سے مباہلہ واقع نہیں ہوا مگر یہ واقعہ جو اس آیت اور احادیث میں مذکور ہے آپکی حقیقت نبوت کیلئے مفسرین ایک بڑی دلیل مثبت لکہتے ہیں - روایات میں یہ بہی واقعہ ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اہل نجران نصاری سے عذاب بہت قریب ہوگیا تہا اگر وہ مباہلہ کرتے تو اونپر عذاب نازل ہو جاتا - ولما حال الحول علی النصاری کلھم حتے یھلکوا - اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود جو حضرت عیسائیون کو مدت دراز سے اسلام کی طرف دعوت کر رہے ہیں - لیکن کوئی عیسائی صاحب خواہ بشپ ہو یا لاٹ پادری اس میدان لق و دق میں قدم رکہنا نہیں چاہتے کیونکہ جانتے ہیں کہ ہم اہل اسلام کے مقابلہ مباہلہ میں ہرگز ہرگز کامیاب نہو وینگے اور اللہ تعالے کیطرف سے ہمارے مذہب کی پردہ دری ہو جاوے گی - مگر اس امتناع کے لئے ایک عذر بار دیہ بنالیا ہے کہ ہمارے مذہب میں مباہلہ جائز نہیں ہے - ہان یہہ فیصلہ الٰہی ہے اور وہ صادق و کاذب کو خوب جانتا ہے - اور خود آپ بڑا زبردست عزیز و حکیم اور علیم بالمفسدین ہے وہ تو فیصلہ صادق ہی کے حق میں کریگا نہ کاذب کے حق میں - جیساکہ اوس نے ان آیات مباہلہ کے آگے ان صفات کا ذکر اسی لئے فرمایا ہے

سوال - اگر کہا جاوے کہ بعض کفار نے تو خود چاہا تہا کہ اگر آنحضرت صلعم اپنے دعاوی میں حق پر ہیں تو ہم مکذبین پر اللہ عذاب نازل فرما تب بہی کوئی عذاب نازل نہیں ہوا تو پہر مباہلہ پر کیونکر عذاب نازل ہوتا - کما قال اللہ تعالے حکایتاً عنہم اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ٥ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون - پس ان دونون آیتون میں توفیق کیا ہوگی -

الجواب - آیات مباہلہ اور ان آیات مندرجہ مین کچہہ بہی منافاہ نہین ہے کیونکہ ان آیات میں ایک خاص عذاب کے نزول کے لئے دعا کی گئی تہی یعنی آسمان سے مثل بارش کے پتھرون کا برسنا جس سے عام ہلاکت بلکہ استیصال عام متصور ہے - دوسرا عذاب اس عذاب سے بہی زیادہ تر مولم مانگا تہا سو قدیم سے اللہ تعالے کی یہ سنت نہیں ہے کہ قبل قیامت ایسے عذاب دنیا میں فوری نازل فرما دیوے کیونکہ ایسے عذابون کے انزال میں خواہ کفار کی درخواست سے ہووین یا کسی نبی یا مامور من اللہ کی دعا سے ہووین ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہین رہ سکتی اور معہذا ایسے عذاب کے انزال سے اجبار اور اکراہ اور الجا لازم آتا ہے جو دین اسلام میں ہرگز موجود نہیں ہے - لا اکراہ فی الدین ہان کسی کاذب پر لعنت کا پڑنا جس سے ذلت یا رسوائی ہو اور ایمان بالغیب کی حکمت تلف نہ ہووے اور اکراہ و الجا بہی لازم نہ آوے ہوا کرتا ہے چنانچہ مخالفین انبیا پر ایسے عذاب ابتلا ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہینگے - حتی کہ کاذب کی موت بہی مباہلہ میں شرط نہیں ہے کیونکہ منشا اہل مباہلہ کا صرف کاذب پر وقوع لعنت کا ہے خواہ کسی طرح سے ہو یہ اوس علیم و خبیر کے اختیار میں ہے کہ بقدر تکذیب و تشدد مخالفین کے وہ لعنت کسی عذاب مہلک سے ہی واقع ہو موت ہو یا قتل وغیرہ پس ایک خاص عذاب کذائی کی نفی اور لعنت الٰہی کے ثبوت میں کوئی منافاہ نہین ہے - کیونکہ ایمان بالغیب کی حکمت کے مانع نہیں اور اجبار بہی اوس میں نہیں ہو سکتا - چنانچہ سرداران مکہ مین سے ایک شخص بہی نضر بن حارث تہا اور نیز ابو جہل جنہے یہی دعا کی تہی کہ اللھم ان کان ھذا ھو الحق الا یہ تو دیکہو جنگ بدر میں ابو جہل تو عذاب قتل میں مبتلا ہوا بسبب اپنے تشدد کے اور نضر بن حارث باوجودیکہ قیدیون میں قید ہو کر آیا تہا - دوسرے قیدی تو فدیہ لیکر چہوڑ دیئے گئے تہے مگر نضر بن حارث باینوجہ قتل کیا گیا کہ قرآن مجید کی شان میں بڑی بڑی گستاخیان کیا کرتا تہا - اور سخت معاند تہا تو یہ دونون منجملہ سب مفتونون کے عذاب قتل میں اسلئے مبتلا ہوئے کہ یہ بہی اہل اسلام کے قتل کے درپے تہے ورنہ مباہلین کاذب کا قتل ہو جانا یا مر جانا شرط نہیں صرف وقوع لعنۃ الٰہی کا ہی ہو خواہ کسی طرح ہو - اور عذاب قتل جو بموجب پیشین گوئی ملہم ربانی کے واقع ہو جسمیں دونون میں سے ہر ایک دوسرے کا قتل کرنا بطور خود چاہتا ہے ایسا عذاب نہیں ہے جس میں ایمان بالغیب کی حکمت باقی نہ رہتی ہو یا اجبار لازم آوے

الحاصل مباہلین کاذب پر لعنت کا وقوع ضروری ہے خواہ کسی رنگ میں ہو - اگر مباہلہ میں ایسا عذاب جسمیں مثل بارش کے آسمان سے پتھر برسنے لگین یا اس سے بہی زیادہ مولم ہو جسمیں کوئی متنفس نہ بچ سکے نازل نہیں ہوتا کہ سنت اللہ کے خلاف ہے - اسی لئے ان دونون آیتون کے آگے ہی دوسرے عذابون کے ثبوت کے لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وما لھم ان لا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام یعنی اور کیا ہے واسطے اون کے کہ نہ عذاب کرے گا اون کو اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے - اور پہر اسی آیت میں اللہ تعالے نے جو یہ قید لگائی کہ وانت فیھم وہ بہی ایسے ہی عذاب کذائی کے عدم نزول کیطرف اشارہ کر رہی ہے یعنے جبکہ ایسا عذاب نازل ہووے گا تو پہر اوس کا اثر تجھکو بہی پہنچے گا - لہذا ایسے عذاب کا نازل کرنا ہماری سنت قدیمہ کے خلاف ہے - اس آیت مباہلہ کی مناسبت ساتہہ زمانہ مسیح موعود کے عجیب و غریب اسلوب سے واقع ہوئی ہے - نبی کریم کے وقت میں بہی یہہ مباہلہ حضرت عیسٰی ہی کے بارہ میں واقع ہوا تہا اور زمانہ مسیح موعود میں بہی حضرت عیسٰی ہی کے بارہ میں واقع ہوا - رسول کریم کے وقت مین بعد اتمام حجت اور اتمام مناظرات کے یہہ مباہلہ واقع ہوا تہا یہان پر بہی اوائل مین شیخ الکل معہ اپنی جماعت کے مباہلہ نکر سکے بلکہ مولوی محمد حسین صاحب بہی مباہلہ کو مستعد نہ ہو سکے اور اگر چہ آیت ہذا مباہلہ کی نصرانیان نجران کے حق میں وارد ہوئی تہی مگر دیگر اقوام قریش مثل ابو جہل وغیرہ سے بہی آپکا مباہلہ واقع ہوا دیکھو کتب سیر کو - ایسا ہی حضرت مسیح موعود کا مباہلہ بہی علاوہ طرفداران عیسٰی کے دیگر اقوام سے بہی حسب درخواست مخالفین کے واقع ہوا ہے - جیسا کہ لیکہرام وغیرہ - اور جنہون نے خود درخواست کر کر مباہلہ کیا وہ بقدر اپنے اپنے تشدد اور سختی کے لعنت الٰہی میں مبتلا ہوئے خواہ ذلت و رسوائی ہو یا ہلاکت ہو

جس طرح پر مفسرین نے اس مباہلہ سے آنحضرت صلعم کی نبوت کا . . . . . اثبات کیا ہے اوسی طرح پر ان مباہلوں سے مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات ہوا کیونکہ نتیجہ ان مباہلون کا حسب دعاوی مسیح موعود کے واقع ہوا والحمد للہ اور اگر کوئی مخالف ان مباہلون کو بعد وقوع نتائج کے بہی نہ مانے تو وہ بتاوے کہ پہر صادق اور کاذب میں کیا مابہ الامتیاز رہے گا اور پہر آنحضرت کے نبوتوں میں سے ایک بڑا ثبوت جسکو قرآن مجید میں بڑی عظمت شان سے بیان فرمایا گیا ہے - ضائع ہو جاویگا بلکہ چند آیات کریمہ قرآن مجید کے متعلق مباہلہ کے نعوذ باللہ لغو ہو جاوینگی و تعالے شان کلامہ تعالے عن ذلک علوا کبیرا

اور ناظرین کو خوب معلوم رہے کہ ان مباہلین کا نتیجہ یا تو آنحضرت صلعم کے وقت مین واقع ہوا تہا یا بعثت مسیح موعود کے زمانہ میں ہوا ہے اس تیرہ سو برس میں کسی مجدد کے وقت میں ایسے مباہلات واقع نہیں ہوئے اور نہ اوس کے نتائج - پس ان آیات کا نشانات واسطے نبوت خاتم النبیین کے ہونا ہی ثابت ہوا ثم الحمد للہ - اب فرمایا جاتا ہے کہ جو دلائل اور مضامین اوپر مذکور ہوئے وہی اخبار اور قصص حقہ ہیں جو پے درپے بیان کئے گئے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک اللہ وہی البتہ زبردست اور حکمت والا ہے - حال میں جو اغرض جہونا پر موجب تبلیغ ان کا ذکر یہ صفت عزیز حکیم کا ہے کہ جو روایا اسرائیلی یا اکاذیب تہا علم الٰہی میں وہ محض غلط ہیں اور عیسٰی میں کوئی صفت صفات مختصہ الٰہیہ میں سے موجود نہیں تہے کیونکہ پہر تو اللہ تعالے کی عزت اور عزیز ہونے میں فرق آجاوے گا اور شان عیسوی حضرت ابو البشر اور خاتم النبیین سے بہی بڑہ جاویگی جو خلاف مقتضائے حکمت اوس حکیم برحق کے ہے

اب باوجود اسقدر اتمام حجت کے جس کی نوبت مباہلہ تک پونہچ گئی ہے اگر اب بہی اس حق کے قبول کرنے سے وہ لوگ اعراض کریں تو سمجھ لو کہ انکی نیت میں فساد ہے دوسرونکے عقائد حقہ کو بہی فاسد کرنا چاہتے ہیں - اللہ منصور اللہ سے بہاگ کر کہان جا سکتے ہیں کیونکہ مفسدون کو اللہ تعالے خوب جانتا ہے یعنی اون کے فسادون کی ضرور سزا دیویگا چنانچہ وہ سزا مفسدین کے لئے دنیا میں بہی واقع ہوئی جو نشان نبوۃ صادقہ کا ہے - اب چونکہ آنحضرت صلعم اون کے ایمان لانے پر کمال درجہ کے حریص تہے باوجودیکہ تمام مدارج تبلیغ اور مناظرات کے مباہلہ تک ختم فرما چکے تہے تو بہی اونکی تبلیغ یا فہمایش و ہدایت نکرنا آپ کا ایسے قلب مبارک گوارا نکر سکتا تہا اسلئے اللہ تعالے نے حسب خواہش جو علیم بسرائر الضمائر ہے ایک دوسرا طریق تبلیغ کا آنحضرت صلعم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم مباہلہ پر بہی آمادہ نہین ہوتے تو اے اہل کتاب آؤ ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہمارے تمہارے درمیان میں برابر مسلم ہے ایک تو یہہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نکرین دوسرے یہہ کہ کسی چیز کو اوسکا شریک نہ ٹہرادین تیسرے یہہ کہ خدا کے

بعض ہمارا بعض کو رب نہ قرار دیوے۔ پس اگر سیدھی سچی بات فریقین کی متفق علیہ سے بھی روگردانی کرو تو اے مسلمانوں تم کہدو کہ تم تو بالضرور اسلام سے جو دین اللہ ہے خارج ہوگئے۔ گواہ رکھ ہم تو مسلمان فرمانبردار ہیں تاکہ یہ گواہی تمہاری ہماری نجات کا اور موجب تمہاری ہلاکت ہو جاوے۔ چنانچہ مسلمان بالآخر کامیاب ہوگئے اور یہ آیت بھی ایک نشان کامل ثبوت کا ہوگئی۔

فائدہ ان آیات میں بتدریج تمام عجیب طرح سے ارشاد و ہدایت میں مبالغہ فرمایا اولاً حضرت عیسیٰ کے حالات اور جو اونپر واردات واقع ہوئی تہی اونکو بیان فرمایا کیونکہ وہ تمام حالات منافی الوہیت کے ہیں اور پہر توحید اسلامی پر دلائل قاطعہ بیان فرمائے گئے لیکن طرف مخالف سے بجز عناد کے تسلیم و انقیاد کا کہیں نشان نہ پایا گیا تب مباہلہ کی نوبت پونہچی لیکن اونہوں نے مباہلہ سے بہی عاجز ہوکر جزیہ دینا قبول کیا پہر بالآخر ایسے تین امور کیطرف دعوت کی گئی کہ وہ تینوں امر متفق علیہ فریقین کے ہیں تاہم ایسے مفید ہیں کہ اگر وہ تینوں امر قبول کر لئے جاویں تو تمام نزاعات مرتفع ہو سکتے ہیں۔ امر اول یہ ہے کہ سوائے اسد [illegible] کسی غیر اللہ کی عبادت نہ کی جاوے [illegible] آجیل اور قرآن مجید بالاتفاق ہدایت فرمارہے ہیں۔ [illegible] ایسا امر ہے کہ اگر [illegible] دل قبول کر لیا جاوے تو تمام اختلافات [illegible] اندر دنی کا اس سے [illegible] جاتا ہے۔

دوسرا امر یہہ ہے کہ اللہ کی ذات [illegible] افعال میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا جاوے یہہ امر دوم بہی ایسا [illegible] ہے کہ تمام جھگڑا اونکا فیصلہ کرتا ہے اور چونکہ یہہ تمام شرکیہ عقاید یا اعمال و اقوال بدعیہ جو دنیا میں جاری ہیں اونکا بڑا سبب یہ ہے کہ اقوال علماء کے جو بدعیہ ہیں یا افعال احبار کے جو شرکیہ ہیں اونکے ساتھہ تمسک کیا جاتا ہے جس سے ایک خلقت گمراہ ہوگئی ہے۔ لہذا تیسرا امر فیصلہ کن یہہ ہے کہ علماء اور احبار کو اپنا رب نہ قرار دیا جاوے اسطرح پر کہ اونکے اقوال اور اعمال اور روایات کاذبہ کے تقلید واجب سمجہی جاوے کیونکہ علماء اور احبار کے اقوال یا اعمال کی تقلید واجب سمجہنا بموجب حدیث ذیل عدی بن حاتم کے اونکو اپنا رب قرار دینا ہی تفسیر ابو السعود وغیرہ تفاسیر اور کتب احادیث میں یہہ حدیث لکہی ہوئی ہے کہ لما نزلت اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ قال عدی بن حاتم ما کنا نعبدھم یا رسول اللہ فقال علیہ السلام الیس کانوا یحلون لکم و یحرمون فتاخذون بقولھم قال نعم قال علیہ السلام ھو ذاک سبحان اللہ یہہ تینوں کلیے جو ان آیات میں مذکور ہوئے ہیں اگر کوئی انسان ان تینو نکو اپنا نصب العین کر کے انکو دستور العمل اپنا قرار دے لیوے تو تمام بدعات اور عقاید باطلہ شرکیہ اور اعمال بدعیہ سے نجات پا کر صراط مستقیم پر لگ جاوے اور مسیح موعود کے جو مخالفین ہیں۔ انہوں نے بہی ان کلیات سے کنارہ پر عمل کرنا چہوڑ دیا ہے اسلئے فی کل واد یھیمون کے مصداق ہو رہے ہیں اور لطف یہہ ہے کہ مسیح موعود کی دعوت اور تبلیغ بہی اسی ترتیب سے واقع ہوئی ہے جو سورہ آل عمران میں واقع ہے اور یہہ بہی ایک ثبوت ہے اوسکے مریم اور عیسیٰ موعود ہونیکا کیونکہ مریم اور عیسیٰ آل عمران سے تہے اونکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تہا کہ وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین [illegible] پیشین گوئی مندرجہ آیت کی [illegible] ان دونوں کا وجود ایک [illegible] زمانہ میں تو واقع نہیں ہوا [illegible] کو یہود نے تہمت [illegible] اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو [illegible] دیا پہر تمام عالم میں اون کے بارہ میں شرک شائع ہوگیا حتےٰ کہ وہی شرک [illegible] اسلام میں بہی سرایت کر گیا پہر وہ دونوں [illegible] نشان کیونکر ہو سکتے [illegible] تمام عالموں کے لئے یہہ ایک [illegible] حسب وعدہ الٰہی اون کے نام کے [illegible] ہو کر امت محمدیہ میں سے ایک ایسا مجدد عظیم الشان آیات و نشانات کے ساتھہ مبعوث فرمایا گیا کہ اون کے نام کو تمام دنیا میں اونکی عظمت اور کرامت کو مع توحید الٰہی اور تکریم حضرت رسالت پناہی کے روشن کر رہا ہے صدق اللہ تعالےٰ وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین اور یہی سبب ہے اس آخر زمانہ پر فتن میں ایک مجدد کے مبعوث ہونیکا بنام عیسے بن مریم ورنہ مخالفین ہمکو اس آیت کے معنی بتادیں کہ حضرت مریم اور عیسے تمام عالموں کے لئے کیونکر آیت اللہ ہو سکتے ہیں۔ [illegible] ملحوظ رہے

احمد مسیح اور مباہلہ کی درخواست

الحکم کے ناظرین آگاہ ہیں کہ دہلی میں احمد مسیح نام ایک عیسائی نے میر قاسم علی صاحب احمدی سے اس امر پر بحث شروع کی تہی کہ مسیح صلیب پر مرا ہے یا نہیں۔ میر قاسم علی صاحب نے پُر زور دلائل کے ساتہہ صلیبی مذہب کے اس کمزور اور بودے شہتیر کو پاش پاش کر دیا اور ثابت کر دکہایا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ وہ صلیب پر سے زندہ سلامت اترا اور اپنی طبعی عمر پاکر کشمیر میں آکر مرا اور وہیں دفن ہوا۔ آخر جب دلائل اور براہین کے ذریعہ حجت پوری ہوگئی تو میر قاسم علی صاحب نے دعا اور مباہلہ کے ذریعہ عیسائیت اور اسلام کا فیصلہ کرنا چاہا مگر افسوس ہے کہ احمد مسیح نے اس تلخ پیالہ کو ٹلا دیا حالانکہ مولوی عبد المجید صاحب دہلوی کو خود مباہلہ کی دعوت کی تہی مگر عجیب حکمت عملی سے گریز کیا۔ اس جلسہ میں تو میر قاسم علی صاحب کی تقریر اور نظم سننے سے بہی انکار کر دیا پہر اشتہار دیدیا کہ میں مباہلہ مرزا صاحب سے کرونگا۔ کیا خوب! دعوت اور درخواست مباہلہ تو میر قاسم علی صاحب کریں اور یہہ احمد مسیح صاحب قادیان سے ورے ٹھہر ہی نہیں سکتے۔ کیا مباحثہ مرزا صاحب سے کیا تہا؟ یہہ ایک چال ہے جو احمد مسیح نے [illegible] اس کا جواب اسے ملا ہے وہ یقیناً [illegible] اور [illegible] لوں کے نزدیک احمد مسیح کو رسوا کرکے چہوڑیگا اور اس کی چالاکی کے راز کو طشت از بام کر دیگا۔ حضرت [illegible] والسلام [illegible] اگرچہ [illegible] الہام الٰہی [illegible] حجت پوری کر چکے ہیں مگر آپ نے از راہ [illegible] احمد مسیح کو مایوس نہیں کیا اور [illegible] کی مہلت دیکر [illegible] ہندوستان [illegible] کے بشپ صاحبان کی درخواست اگر مباہلہ کے لئے ہو تو وہ [illegible] نہ کریں گے۔ چنانچہ وہ اشتہار جو احمد مسیح کے جواب میں شائع کر دیا گیا ہے درج ذیل ہے۔ احمد مسیح اپنی حالت وحیثیت کے لحاظ سے اس قابل نہ تہا کہ اس کے اشتہار پر نوٹس لیا جاتا مگر محض افادہ عام کی خاطر آپ نے اسکی درخواست کو بے جواب نہیں چہوڑا۔ اب دیکہنا چاہیئے بشپ صاحبان احمد مسیح کو کیا انعام دیتے ہیں۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درخواست مباہلہ منظور

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم (آمین)
اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم (آمین)
الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ والصلوٰۃ والسلام علی خیر رسلہ وافضل انبیائہ وسیدنا اصفیائہ محمد المصطفیٰ الذی یصلی علیہ اللہ والملائکۃ والمؤمنون المقربون۔

اما بعد

۲ مئی ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں ۱۰ بجے کے قریب دہلی سے آیا ہوا مجہے ایک پیکٹ ملا جو احمد مسیح واعظ ایس پی جی مشن دہلی نے شائع کیا ہے اور جس میں میرے ساتہہ مباہلہ کی درخواست کی ہے اگرچہ ایک عرصہ گذر چکا ہے کہ میں اللہ کے الہام اور ایما کے موافق اس ذریعہ سے تمام پادریوں اور دوسرے مخالفین اسلام پر حجت پوری کر چکا ہوں اور کوئی شخص مباہلہ کیلئے نہیں آیا۔ پادریوں نے تو ہمیشہ یہ عذر کر کے ہی اس پیالہ کو ٹلا لاکہ ہمارے مذہب میں درست نہیں مگر اب معلوم نہیں کہ احمد مسیح نے اس کے جواز کا فتوےٰ کہاں سے حاصل کیا۔ بہرحال مجہے اس سے کچہہ بحث نہیں میں اس درخواست مباہلہ کو جو احمد مسیح عیسائی نے میری کی درخواست کے بغیر از خود شائع کی ہے غور سے پڑہا۔ دہلی کے سوا دوسری جگہ کے لوگ تو شاید احمد مسیح کے نام سے بہی واقف نہ ہوں پہر میری سمجہہ میں نہیں آتا کہ ایک گمنام آدمی کے مباہلہ کا کیا فائدہ ہوگا۔ وہ اپنے مباحثہ کا اثر صرف اپنی ہی ذات تک مانتا ہے تو مباہلہ کا اثر اسکی قوم پر کیونکر سمجہا جاوے گا اور علاوہ بریں وہ تو پہلے ہی سے اندہا ہے۔ اور احمد مسیح اپنی اس درخواست میں کوئی وجہ نہیں بتاتا کہ وہ میر قاسم علی صاحب سے کیوں مباہلہ نہیں کرتا جبکہ مباحثہ اسی سے کیا ہے۔ ہمارے سید و مولےٰ امام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مباہلہ کیلئے نصاریٰ نجران کو دعوت دی تہی تو وہ مباہلہ ایک قوم کے ساتہہ تہا بلکہ اون میں دو بشپ بہی تہے اسلئے ایک فرد واحد سے مباہلہ کرنا خدا تعالےٰ کے اس آسمانی فیصلہ سے ہنسی کرنا ہے میں جیسا کہ ظاہر کر چکا ہوں اس سے پہلے مباہلہ کے ذریعہ پادریوں پر حجت پوری کر چکا ہوں۔ دیکہو انجام آتہم صفحہ ۵۴ اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۰۔ احمد مسیح کو اگر مباہلہ کرنا ہی ہے تو وہ میرے مرید میر قاسم علی صاحب سے بطور خود کرے۔ جس نے اوسکو دعوت کی ہے لیکن اگر میرے ساتہہ ہی مباہلہ ضروری ہے تو میں اسکی درخواست کو اس صورت میں منظور کر سکتا ہوں جب لاہور۔ کلکتہ مدراس اور بمبئی کے بشپ صاحبان جو اپنے عہدہ۔ وقعت رسوخ اور اثر کی وجہ سے زیادہ قابل قدر ہیں ایسی درخواست کریں کیونکہ اس صورت میں مباہلہ کا اثر تمام قوم پر ہوگا نہ کہ فرد واحد پر جسکا اپنی قوم پر کچہہ بہی اثر نہیں۔ اور ایک ایسے شخص کے ساتہہ (جو ایک کثیر التعداد جماعت کا امام اور مذہبی پیشوا ہو) مباہلہ کرنے والے اسی قسم کے لوگ ہونے چاہئیں۔ پس اگر احمد مسیح میرے ساتہہ ہی مباہلہ کا شائق ہے جیسا کہ اسکی درخواست ظاہر کرتی ہے تو اسکا فرض ہے کہ وہ مذکورہ بالا بشپ صاحبان کی دستخطی درخواست میرے پاس بہیجا دے۔ میں اُن کی درخواست کو انشاء اللہ العزیز رد نہیں کروں گا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ وہ چاروں یکجا جمع نہیں ہو سکتے تو میں یہ بہی ظاہر کر دیتا ہوں کہ ایک جگہ جمع ہونے کی حاجت نہیں تحریری مباہلہ شائع ہو سکتا ہے۔ جب اون کی درخواست میرے پاس پہونچے گی تو پہر اخبارات میں مضمون مباہلہ فریقین کیطرف سے شائع ہو جائیگا اور اسکا انجام فیصلہ کن ہوگا۔ میں محض حق بیانی کے خیال سے یہ بہی منظور کرتا ہوں کہ اگر چاروں بشپ صاحبان انکار کر دیں تو پہر ان چاروں میں سے کسی ایک سے ساتہہ ہی یا تینوں کے وکیل کی حیثیت سے مباہلہ کر لیا جاویگا۔ مگر یہ درخواست

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیمت
فی ڈبیہ صعہ

وزن ۵ تولہ
خوراک ۲ ماشہ

ایک انکشاف

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الٰہی مین کیونکر کرون شکر تیرا — تو واحد یگانہ مین بندہ ہون تیرا
تو خالق مین مخلوق ہے فرق اتنا — زمین اور سما مین ہے ذرّے کا جتنا
کئے فضل تونے ہین بیحد تو لاکہون — ہے چہرہ بہی دیکہا تیرا اپنی آنکہون
کرون کسطرح شکر پھر تیرا مولا — مین عاجز ہون گندہ اور بندہ تیرا
قلم جس لئے مینے اب ہے اٹھائی — تو واقف ہی اس سی جو اس مین بہلائی
مرادین ہمیشہ تو بر لانے والا — جو مانے تجہے اوس کا غم کہانے والا
مراد اس سے ہے جو وہ کر دی تو پوری — تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خداتعالےٰ کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہی کہ اُس نے ہندوستان بہر میں اور اوس کے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتون کو کسطرح اپنا گرویدہ بنا لیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں کھلی نہیں۔ اور آپ سی پوشیدہ بہی نہیں مین امید کرتا ہون کہ اگر آپ نے ابہی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سی بہرے ہوئے الفاظ آپکے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہونچ چکے ہون گے۔ کیونکہ ہندوستان بہر مین کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہان اس کا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہو اسلئے اس کے متعلق مین زیادہ آپ سے کچہہ نہیں کہنا چاہتا۔

اب مجھے جو کچہہ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے

کہ جب بعض نادان بہائیون نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک مین قبولیت دیکہی تو اکثر دن کے پیٹ مین حسد کے مارے گدی گدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہانتک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ بیرونجات سادہ لوح لوگون کو دہوکہ دینے کے لئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بعینہ نقل ہی کردی۔ اور اسیطرح نام کے تہوڑے سی تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کردیئے اور اس طرز سے اشتہار لکہے کہ دیکہنے والا سرسری نظر مین معاً یہی سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں۔ اور بعض نے شروع ہی سے یہہ بہی لکہدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا مین کبہی آیا ہی نہ تہا۔ خداتعالےٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرما دے۔ تا یہ لوگ اس بت پرستی سی باز آوین۔ اور سمجھیں کہ رزاق صرف اوسکی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

ان اشتہارون سی یہان تک لوگون نے دہوکہ کہایا کہ:۔

بعض لوگون کے خطوط ہمارے پاس پہونچے کہ آپ اشتہار نصف قیمت کا فلان جگہ سے یا فلان اخبار سے ملا ہے لہذا آپ مہربانی کرکے اتنی ڈبیہ بہیجدین تب اون کو جواب لکہے گئے کہ آپ نے دہوکہ کہایا ہے ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا۔ اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اوسکو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم برسر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑہنے سے آپکو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہی اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپکی نظر سے گذرے گا تو یقیناً آپکو معلوم ہوجائے گا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے اور اس اشتہار دینے والے کی منشاء کیا ہے۔

یہہ ہم آپکو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ ان کی دوائی نہ خریدین۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خداتعالےٰ سب کا رزّاق ہے۔ یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونون کی قسمت پر منحصر ہے جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اوسکا معاوضہ ہوگا۔

بالآخر مین ایسی لوگون کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہون

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہتے ہو تو رزاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو۔ جس سے وہ کامیاب ہوا ورنہ خالی اشتہار چوری اور ہیر پہیر سے سوائے خسران کے کچہہ نصیب نہوگا۔ اور عاقبت ناحق برباد ہوگی۔

مثال کے طور پر تمہین ایک نظیر بتا دیتا ہون

اس کے بعد بہی اگر نہ سمجہو تو پہر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہون (واللہ عزیز ذو انتقام) دیکہو اور سوچو کہ جب سردار بیا سنگہ نے ہیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہانتک میرا علم ہے دنیا مین اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تہا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکہا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار مین ہیرے کا سرمہ موجود ہے مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا۔ اور دوسرون کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد و لجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال بہی بنا لیا تو مت سمجہو کہ کامیابی اسی مین ہے۔ مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ وہ تو دل کے بہیدون اور نہان در نہان اسرار سے واقف ہے۔

اب ناظرین سے میری اک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دہوکہ میں کبہی نہ آوین کہ کبہی کوئی اشتہار دیکہکر خواہ وہ ہمارے اشتہار سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجہ لین کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ سمجہیں کہ یہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے بہرحال خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کے لئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکہئے۔

حکیم محمد حسین قریشی
موجد مفرح عنبری
کارخانہ رفیق الصحت
لاہور

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان مین کامیاب ہونیوالی بفضلہ یہی دوائی ہے جس کا نام مفرح عنبری ہے +

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ

نمبر ۱۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

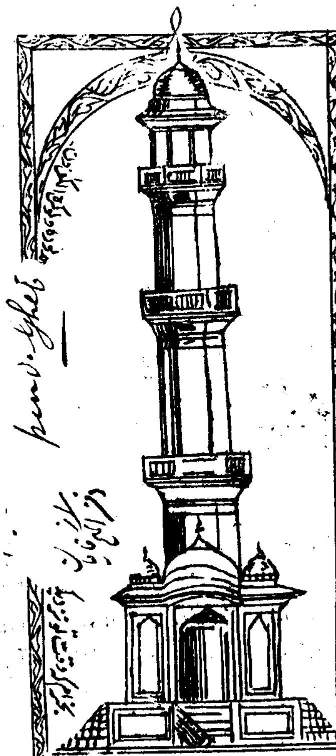

فہرست مضامین

ف - اور مباہلہ منظور } صفحہ اول
ی نوٹس صفحہ ۳
ت حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان صفحہ ۵
صفحہ ۵ - ۶
صفحہ ۷ تا ۸
۲۷ - اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۸ تا ۱۰
دراون کے جواب صفحہ ۱۰ - ۱۱
شتہارات صفحہ ۱۲ تا ۱۴

تازہ الہامات وکشوف

۱۱ مئی ۱۹۰۶ء

"کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

۱۴ - مئی ۱۹۰۶ء

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الزَّلْزَلَةِ - اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا - وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا -

ترجمہ - کیا تجھے زلزلہ کی خبر پہنچی نہیں کہ کسطرح واقع ہوگا - زمین ایک سخت دھکہ دیجائے گی - اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے - باہر پھینک دے گی - یعنی اکثر جگہ ایسا ہوگا تب انسان کہے گا کہ آج زمین کو کیا ہوگیا - وہ تو مقررہ طریقوں سے باہر چلی گئی ہے - یعنی انسانوں پر حیرت طاری ہوجاویگی کہ ان کی علوم اور تجارب کی حد سے باہر ظہور میں آئیگا اوس دن زمین اپنا قصہ - بیان کرے گی کہ اسپر کیا آفت آئی کیونکہ خدا اپنے رسول کو ہر ما فی الضمیر کا ترجمان بنائے گا اور اس رسول کو وحی کریگا کہ کس باعث سے یہ غیر آفت ظہور میں آئی اور پھر خدا تعالیٰ مجھے فرماتا ہے کہ یہ سب نشان تیرے لئے زمین پر ظاہر کئے جائینگے تا زمین کے لوگ تجھ کو شناخت کرلیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمد مسیح کے ساتھ مباہلہ منظور

۲ - مئی ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں مجھے دہلی کے اندھے عیسائی احمد مسیح کا وہ اشتہار ملا تہا جس میں عیسائی مذکور نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کرنے کے واسطے مجھے مباہلہ کے واسطے طلب کیا اس کے جواب میں پانچ مئی کے اشتہار میں میں نے اس دعوت کو قبول کیا بدین شرط کہ لاہور - کلکتہ - مدراس اور بمبئی چار مقامات کے بشپ صاحبان اس مباہلہ میں شامل ہوں - اور اس شمولیت کیواسطے انکے لئے تکلیف سفر برداشت کرنے اور کسی ایک جگہ جمع ہونے کی بہی شرط قرار نہیں دی کیونکہ میرے نزدیک مباہلہ تحریری بہی ہو سکتا ہے چنانچہ یہ اشتہار علاوہ علیحدہ چھپنے کے اخبار بدر مورخہ ۱۰ - مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول پر اور اخبار الحکم مورخہ ۱۰ - مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۱ پر بہی شایع ہو چکا ہے اور اس کے جواب کے واسطے تین ماہ کی لمبی مہلت بھی دیگئی ہے - لیکن آج مجھے خیال آیا ہے کہ اس مباہلہ میں عیسائی صاحبان کو اور بہی سہولت دیجاوے تاکہ ان کا کوئی جھوٹا عذر بہی باقی نہ رہے اس واسطے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں مباہلہ کیواسطے خود احمد مسیح نابینا کے بالمقابل ہی طیار ہوں - بشپ صاحبان اگر پسند نہیں کرتے تو وہ بالمقابل اپنا نام پیش نکریں بلکہ اپنی تحریری سند دیکر بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے اخبار پاینیر یا سول میں صرف یہ شایع کردیں کہ احمد مسیح کا مغلوب ہونا ہر چہار بشپ صاحبان کا مغلوب ہونا سمجھا جاویگا - یہ بات بہی ہم اسواسطے کہتے ہیں - کہ احمد مسیح ایک گمنام آدمی ہے اور جب تک بشپ صاحبان اس کو اپنا قایم مقام نہ بنا دین قوم پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا لیکن اب معاملہ بہت آسان کردیا گیا ہے امید ہے کہ بشپ صاحبان پورے غور و فکر کے بعد اس مباہلہ کو منظور کرلین گے -

مکرراً یہ کہ اگر ہر چہار بشپ منظور نکریں تو صرف لاہور کے بشپ صاحب کی ہی تحریر کافی سمجھی جائے گی -

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیان

۱۱ - مئی ۱۹۰۶ء

دینیات کا پہلا رسالہ

جسکو حضرت حکیم الامۃ نے لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے لکھا ہے اس مین نماز کے مسائل عام فہم الفاظ مین بیان فرمائے ہیں قیمت ار ہے حکیم فضل الدین صاحب مقام قادیان سے درخواست کرنے پر ملیگا - یہ رسالہ عام طور پر شائع ہونا چاہیئے - تاکہ اس سلسلہ مین ورسالے شائع ہوں

جنازہ غائب

بابو نورالدین صاحب کلرک اکسٹرا ڈلہوزی حال رخصتی دار الامان کی ہمشیرہ صاحبہ بتاریخ ۴ - مئی ۱۹۰۶ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہیں - صاحب موصوف ناظرین الحکم سے خاصکر جنازہ غائب پڑہنے کیلئے درخواست کرتے ہیں -

مبارکباد

بہ تقریب واپسی حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد

اللہ تعالیٰ کی حمد ہو جسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت نازل فرمایا جبکہ کل دنیا بگڑ چکی تہی - اور آپکو ایسی روشن اور زندہ کتاب عطا فرمائی جسکے برکات اور فیوض تازہ بتازہ ہر زمانے اور قرن میں پائے جاتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں بہی آپ ہی کی قوت قدسی اور فیض باطنی کے اثر سے ہم ہی میں کا ایک رسول مبعوث ہوا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زندہ ثبوت اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور قرآن کریم کی صداقت کی روشن دلیل ہے اسپر اللہ تعالیٰ کا سلام اور درود ہو (آمین) یہہ وہی خدا کا مامور مرسل ہے جو غلام احمد ہوکر اس زمانہ کے مریضان لٹہ کیلئے مسیح موعودؑ اور گمراہان ملت کے لئے مہدی مسعود ہوکر آیا ہے اسی طرح پر جیسے پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکا تہا - اس کا وجود آیت اللہ اسکے اہل و عیال آیات اللہ اسکا در و دیوار خدا کے وجود کے دلایل ہیں اسلئے ہم اس کے متعلق ہر قسم کے تذکرہ کو آیات اللہ کی تلاوت یقین کرتے ہیں اور دل رکہنے والے اس سے حظ پاتے اور عقل سلیم رکہنے والے فائدہ اٹہاتے ہیں منکر ہنسی اڑاتے ہیں اور نہیں سمجہتے اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون -

اس تمہید کے بعد پہر خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ اس نے ہمکو پہر موقع دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایک اور آیت کی تلاوت کریں -

لہذا

ہم نہایت مسرت اور صدق دل سے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض وجری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے حضور اور بحضور حضرت ام المومنین علیہا السلام و جمیع ممبران خاندان حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مبارک تقریب پر (جو حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب مع الخیر اپنی دلہن کو لیکر دارالامان آپہونچے اھلاً وسھلاً ومرحبا) احمدی قوم کیطرف سے مبارکباد عرض کرتے ہیں - ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

اس سے پیشتر آپ کی تقریب نکاح پر بہی ہم کو عرض مبارکباد کا موقع ملا تہا - اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دوسرا موقع بہی نصیب ہوا اور خدا کرے کہ ایسی بیسیوں تقریبیں دیکہنی نصیب ہوں - آمین - یہ تقریبیں بہی کچہ معمولی نہیں جو ہر روز دنیا میں ہوتی ہیں اسلئے یہ مبارکباد ہی اس قسم کی مبارکباد کا رنگ اپنے اندر نہیں رکہتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی ان تائیدات کا جو ہمارے سید و مولے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال ہیں ایک زندہ نشان ہے - ہلئے احمدی قوم ایسی مبارک تقریبوں پر جسقدر حمد الٰہی کے گیت گائے اور شکریہ کے سجدات بجالائے وہ کم ہے کیونکہ یہ آیات اللہ کی تلاوت کا رنگ اپنے اندر رکہتی ہیں اور اسی نیت اور غرض سے ہم اسکو پیش کرتے ہیں -

پس

یاد رکہو کہ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد (جنکی یہہ تقریب ہمیں اظہار مسرت کا موقع دیتی ہے) اللہ تعالیٰ کے ان نشانات میں سے ایک زندہ نشان ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کی تصدیق کیلئے ظاہر کئے چنانچہ صاحبزادہ صاحب اس پیشگوئی کے موافق جو آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں بالفاظ سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل درج ہے ۲۰ - اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے - اور ۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بعد نماز عصر آپکا نکاح ہمارے واجب الاحترام بہائی مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور کی دختر نیک اختر ...... بی بی سرور سلطان سلمہا الرحمان سے ساعت سعید میں حضرت حکیم الامۃ نے دارالامان ہی میں پڑہا تہا - اور اب اسکے بعد مئی ۱۹۰۶ء میں رخصت عروس کی مبارک تقریب پوری ہوئی والحمد للہ علیٰ ذالک - اس لحاظ سے کہ آپ آیت من آیات اللہ ہیں اور آپکی خوشی کی تمام تقریبیں اس کی وضاحت کرتی ہیں - یہ تقریب سعید ہمارے لئے پہر مسرت افزا موقع مبارکباد اور حمد الٰہی کا پیش کرتی ہے -

پہر حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد ایک اور طرح پر بہی عجیب نشان ہیں آپکی آنکہیں بعض عوارضات چشم کیوجہ سے سخت خراب ہوگئی تہیں اور ڈاکٹروں اور دوسرے معالجین کو افسوس تہا کہ فائدہ کیصورت نظر نہیں آتی اسحالت او رصورتمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی تہی - برق طفلی بشیر چنانچہ اس الہام کے بعد آپ کی آنکہیں بفضلہ تعالیٰ درست ہوگئیں اور یوں ایک اور نشان ظاہر ہوا - ان امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ تقریب دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور اس کے قادرانہ تصرفات کا ایک عجیب اثر پیدا کرتی ہے کیا کاذبوں اور مفتریوں کی اسطرح پر نصرت ہوتی اور ان کے ساتہہ یوں قبل از وقت وعدے ہوکر پورے ہوا کرتے ہیں سوچو ! اگر دل سلیم رکہتے ہو ؟ غرض مندرجہ بالا وجوہات کی بناپر ہم اپنے دل میں اس مبارکباد کے لئے ایک جوش پاتے ہیں اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ احمدی قوم کے ہر ایک فرد کے دل میں خاص جوش ہے - خدا کرے کہ ہم اور ہمارے احباب سید و مولی امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ام المومنین علیہا السلام کے زیر سایہ اس قسم کی بیسیوں تقریبیں خوشی کی دیکہیں اور سجدات شکر بجالاویں - آخر میں اپنے مخدوم مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار اور انکے متعلقین کو اس مبارک تعلق اور تقریب پر بہت ہی مبارکباد دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اس فخر کے لئے برگزیدہ کیا جو ہر شخص کو نہیں مل سکتا - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم + پس وہ اس فضل عظیم پر جسقدر سجدات شکر بجالائیں وہ کم ہیں - وہ سعادت مند لڑکی فی الحقیقت اسم بامسمی ہے جسکو ایسا بلند اقبال شوہر ملا جو خدا تعالیٰ کی آیات میں سے ایک نشان ہے اور جسکا مخدوم قوم باپ خاتم الاولیاء ہے جس سے خدا تعالیٰ براہ راست کلام کرتا ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کیلئے امام منتخب فرمایا - اور قوموں کی رستگاری کا موجب قرار دیا - اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم - آخر میں حضرت حجۃ اللہ اور ام المومنین اور آپکے متعلقین کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہوئے نہایت عجز و انکسار سے التماس کرتے ہیں کہ اے خدا کے جری اور اسکے مقدس متعلقین ! آپکا یہ محض ناکارہ اور نکما خادم جو سخت گنہگار ہے آپکے قدموں پر پڑا ہوا ہے للہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں اسکو اور اسکی کمزور ذریت اور اہل کو بہی یاد رکہنا تا کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے خاتمہ بالخیر کرے اور اسکی ذریت اور اہل کو خادم دین بنادے کیا عجب آپکی یہ دعائیں اسکا بیڑا پار کردیں - اور حشر میں اسی اسطرح آپکے خدام میں اٹہنے کا شرف مل جاوے جیسے دنیا میں آپکی مجاورت کا اسپر فضل ہوا ہے + اے ہمارے سید و مولے امام ! اور اے حریم قدس کے رہنے والو ! اپنے اس پر معصیت غلام کو ان نہائی کی گہڑیوں میں ضرور یاد رکہیو کیونکہ یہی آرزو اور آخری تمنا ہے کہ مرا جینا اور حشر آپکے قدموں پر ہو اور خدا تعالیٰ سے مصفی تعلقات پیدا ہوں اور ذریت میں اہل دل خادمان دین ہوں ع این است کام دل اگر آید میسرم -

۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف اپنے واجب الاحترام نانا صاحب حضرت میر ناصر نواب صاحب اور برادر بزرگ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب و دیگر احباب کے ساتہہ دارالامان سے پشاور کو روانہ ہوئے تہے اور آج بعد دوپہر ۱۶ مئی ۱۹۰۶ء کو واپس دارالامان پہونچے - اللہ تعالیٰ اس مبارک تقریب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے برکات کا موجب بناوے - اور ہمارے سید و مولے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا ذریعہ ٹہیراوے جو حضور کی کثرت نسل اور ذریت

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

گرجا گھر کی مٹی پلید

امریکہ کے ایک شہر سننائے نام میں ایک عجیب تماشا ہوا۔ ایک سرکس کے پندرہ میس ہاتھی فیل خانہ سے نکل کر شہر میں جا گھسے تین گھنٹہ تک لوگوں میں سخت سنسنی رہی پھر ایک گرجا کے احاطہ میں جا گھسے وہاں نماز ہو رہی تھی۔ لوگ کھڑکیوں سے بھاگے اور ہاتھیوں نے عمارت کا ستیاناس کر دیا۔ پاگل جانوروں کے گلہ نے درخت اکھاڑ ڈالے۔ باڑیں اور جنگلے توڑ دیئے۔ بظاہر تو یہ عجیب دل لگی کا تماشا ہو گیا لیکن در اصل اس میں ایک مبارک فال ہے کسر صلیب کی۔

تو براوج فلک چہ دانی چیست / چون ندانی کہ در سرائے تو کیست

شہر سباح پروفیسر دیبری کی قابلیت اور وسعت تعلیمات کا تھوڑا سا نمونہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے جو عجیب و غریب ہے پروفیسر موصوف نے ہند میں عیسائی مذہب کی نسبت اسلام کے بسرعت پھیلنے کی وجہ یہہ بتائی ہے۔ "مذہب عیسوی ایسا مذہب ہے کہ جو یورپین طبائع کے لئے موزون ہے گو ابتداء میں یہہ بھی ایک ایشیائی مذہب ہی تھا مگر مرور زمانہ سے یہہ یورپین روش اختیار کر گیا اور مذہب اسلام چونکہ ایک ایشیائی مذہب ہے اسلئے جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے مگر پھر بھی ایشیائی تو رہتا ہے۔ لیکن عیسائی مذہب ہندوستان میں اسوجہ سے ناکام ہو رہا ہے کہ اس کے نو مریدوں کو انگریزوں کے درمیانہ درجہ کے آدمیوں کی طرح بنانے کی کوشش کی جاتی ہے"

یہہ عجیب غریب رائے ہے جو پروفیسر دلبیری نے عیسویت کی ناکامی کی پیش کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ اصول اسلام سے محض ناواقف ہیں عیسائیت سے بھی کورے کے کورے ہیں اس امر کا ثبوت کہ عیسائی نو مریدوں کو انگلش مڈل کلاس مین کی طرح بنانے کی سعی کی جاتی ہے ان بھنگیوں اور اداني قوموں کی پبلک لایف کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے جو عیسائی ہو کر بھی وہی پاپڑ بیل رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عیسائیت کی ناکامی اسوجہ سے نہیں بلکہ اسکے اصولوں کی کمزوری اور بیہودگی کی وجہ سے ہے۔ اور اسلام کی اشاعت کا باعث ہونا اسکے اصولوں کی عمدگی کی دلیل ہے۔ کیونکہ جبکہ لاکھوں کروڑوں روپیہ بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے اور ہر قسم کے لالچ اور تحریکیں سامنے ہوں پھر بھی اگر معقول و فہیم طبقہ کے لوگ اس مذہب کے قبول کرنے سے ہچکچائیں تو اسکے بیہودہ ہونے کے لئے اور کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایک مردہ مذہب کو مردار خوار لوگ ہی قبول کر سکتے ہیں جن میں زندگی کی روح کام نکرتی ہو۔

رب ارحم! رب ارحم!!

صیغہ حوادث ارضی و سماوی

حضرت اقدس کو مطلع کیا ہے کہ آگے آندھیاں بکثرت چلیں گی۔ قطع نظر اسکے کہ اس قسم کی پیشگوئیوں کی کوئی وقعت کیجاتی چاہئے یا نہ یہہ امر قابل غور ہے کہ حوادث روزگار کا سلسلہ عجیب طرح سے شروع ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور یہ کل حوادث اس حادثہ کی تمہید ہیں۔ جو ایک الہام کی صورت میں شائع ہو چکا ہے آندھیوں کا کثرت سے آنا بھی مخلوق کو سخت مشکلات میں ڈالنے والا امر ہے۔ اس سے آتشزدگیوں کی کثرت ہو سکتی ہے سخت آندھیوں سے درختوں کے گرنے اور مکانوں کی چھتوں کے اُکھڑ جانے سے حادثے واقع ہوتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ نری اٹکل بازیوں پر تو لوگ ایمان لاتے ہیں لیکن جب خدا کا مامور براہ راست وحی سے خبر پاکر ڈراتا ہے تو اسے بیہودگی کے ساتھ رد کر دیتے ہیں مگر اب خدا تعالیٰ نے حوادثات کا کچھ ایسا دور چلایا ہے کہ وہ دنیا کو متنبہ کر چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

عذر نامعقول بدتر از گناہ / تا مبیکند الزام را

روزگار راولپنڈی نے زلزلہ کی تباہی کے عنوان سے ۲۸-اپریل کی اشاعت میں ایک نوٹ سان فرانسسکو کے زلزلہ کے متعلق لکھا ہے۔ اور اس زلزلہ کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان صداقت قرار دینے میں استہزا کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ کوئی معقول بات پیش نہیں کر سکا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"بعض لوگ یہہ کہہ رہے تھے کہ ہندوستان کی مصائب زلزلہ اور طاعون وغیرہ تو مرزا غلام احمد صاحب کی وجہ سے ہیں اٹلی اور امریکہ میں کونسی نبی کی نافرمانی تے یہ غضب الٰہی پیدا کیا مگر قادیان کے ایک تازہ پرچہ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ یہ بات کہتے ہیں وہ بے وقوف ہیں کیونکہ نبی کسی خاص ملک کے واسطے نہیں ہوتا بلکہ تمام دنیا کے واسطے ہوتا ہے اور سچی بات بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ اگر اس زمانہ میں بھی دائرہ نبوت وسیع نہ ہو تو پھر کب ہو گا اور یہہ کوئی حجت نہیں ہو سکتی کہ اہل دنیا کو اس نبی کی خبر یا اطلاع ہے یا نہیں"

اس عذر اور اعتراض کی نامعقولیت خود اسی سے ثابت ہے جس قلم کے جس پرچہ میں سان فرانسسکو کے زلزلہ کے متعلق نوٹ لکھا تھا اس میں کھول کر بحث کر دی تھی کہ آجکل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے ہندو پنجاب میں ایک غیر معمولی خبر کا شائع ہو جانا کل دنیا میں شائع ہو جانا ہے۔ قطع نظر اسکے روزگار کو شاید معلوم نہیں کہ قادیان کا ماہوار انگریزی رسالہ روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے جسکی صدہا کاپیاں اشاعت اسلام کی خاطر مفت بھیجی جاتی ہیں اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ اور آپکے دعاوی کے متعلق امریکہ کے اخبارات میں بیسیوں مضامین شائع ہو چکے ہیں خصوصاً امریکہ کے کاذب مدعی ڈوئی کو جن دنوں چیلنج کیا گیا تھا اس وقت امریکہ کے اخباروں میں حضرت اقدس کی دعوت خوب زور شور سے شائع ہوئی اور وہاں کے معزز اخباروں نے آپکا فوٹو بھی شائع کیا۔ اور پھر روزگار کے ایڈیٹر کو یہہ بھی معلوم نہیں کہ امریکہ میں باقاعدہ احمدی جماعت کے ممبر موجود ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ایسی صورت میں نکلے ہوئے ایسا بیہودہ اعتراض نہیں معلوم کیوں کیا جاتا ہے؟

زمان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را

اخبار اوبزرور کے ایڈیٹر شیخ عبد العزیز صاحب جو شاہی سیاحت میں ساتھ تھے انہوں نے اپنے اس سفر میں مسلمانوں کی حالت کو معائنہ کیا۔ اب وہ حالات اخبار آمیں شائع ہوئے ہیں۔ اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ شیخ صاحب نے مسلمانوں کی مذہبی حالت پر کوئی روشنی نہیں ڈالی اور سرے سے اس سوال کی انہوں نے ضرورت ہی نہیں سمجھی تاہم تعلیمی اور تجارتی حالات کے لحاظ سے جو کچھ انہوں نے مسلمانان ہند کی نسبت دیکھا اور شائع کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ مسلمان ہر پہلو کے لحاظ سے ہر مقام پر گری ہوئی حالت میں ہیں مسلمانوں کی یہ نکبت اور بے سر و سامانی کیا ظاہر نہیں کرتی کہ

ع مردے از غیب برون آید و کارے بکند

شیخ صاحب اس فلاکت کی وجہ مغربی تعلیم سے لاپروائی اور کم توجہی بتاتے ہیں مگر میں ان سے اتفاق نہیں کر سکتا جبکہ خود مغربی ممالک کی حالت اس سے بھی زیادہ قابل رحم و افسوس ہو رہی ہے۔ انسان کا کمال روپیہ کمانا نہیں بلکہ انسانیت کے اعلے جوہر اس میں پیدا ہوں اور وہ عبودیت اور الوہیت کے پاک رشتوں کے تعلق کو سمجھ سکے اسکے لئے مذہب کی حاجت ہے مسلمانوں کی اس بے سر و سامانی پر شیخ صاحب روتے اور رلاتے ہیں انہوں نے مغربی تعلیم اور فلسفہ کی وجہ سے اوج اور عروج حاصل نہ کیا تھا۔ بلکہ انکی کامیابیوں کی اصل جڑ تقویٰ اور پاکیزگی تھی اور جب تک وہی حالت ان میں پیدا نہ ہو ان کی ترقی محال ہے۔ ممکن ہے مغربی تعلیم اور یورپین تقلید و نمایش محرک ادویہ کی طرح ایک عارضی اور نمائشی تحریک پیدا کرے مگر وہ بے اصل اور بے فائدہ ہے جب تک اصلی طاقت پیدا نہ ہو اور پیدا ہو گی قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنے سے جسکے لئے خدا تعالیٰ نے اپنا مامور بھیجا ہے۔ اور زمانہ کی حالت بالطبع تقاضا کیا ہے۔

کہانتک نوبت پہونچ گئی ہے

اس زمانہ میں دہریت اور الحاد کی کچھہ ایسی ہوا چلی ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام لینا ہی گناہ سمجھا گیا ہے مادی اسباب اور زمینی تدابیر پر بھروسہ ہی ہر قسم کی مصیبت اور دکھہ میں تسلّی کا کافی ذریعہ قرار دے لیا گیا ہے۔ ایسی حالت کے ہو جانے پر بھی لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ کا مامور کوئی راہ بتاتا ہے تو اسپر ہنسی کی جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں ذیل میں حال کی آتشزدگی کی وارداتوں پر ایک مبصر کی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ملک کی روحانی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے اور وہ رائے یہ ہے جو پیسہ اخبار ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء میں دی گئی ہے:۔

"آتشزدگیوں کی کثرت۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پچھلے ہفتہ عشرہ میں جو آتشزدگی کی وارداتیں ہندوستان اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ہوئی ہیں یہ نہایت غیر معمولی بات ہے اور ان سے نقصان بھی بہت سخت ہوا ہے سان فرانسسکو کی آگ تو ایک تاریخی واقعہ ہے لیکن ہندوستان کے اندر اس سے کمتر آتش زدگیوں سے بھی بڑا نقصان ہوا ہے اور اگر ان کے مقامات وقوع میں اتنا فاصلہ نہ ہوتا تو نتیجہ نکالا جاتا کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ ہیں۔ ان آتشزدگیوں سے دو ضروری باتیں ذہن نشین ہوتی ہیں۔ ایک تو آگ کے بیمہ کا رواج کثرت سے ہونا چاہئے اور دوسرا فایر انجنوں کا انتظام ہر جگہ بہت عمدہ ہو"

یہہ وہ رائے ہے جو ایک تجربہ کار اور مسلمان کہلانیوالے اخبار نویس نے دی ہے۔ ان آتشزدگیوں کو غیر معمولی واقعہ تسلیم کر لیا گیا ہے اور بجز اسکے چارہ نہ تھا۔ ورنہ کسی گہری سازش کا نتیجہ قرار دینے کو ایڈیٹر صاحب آمادہ تھے۔ علاج بتاتے وقت جس قابلیت سے کام لیا ہے وہ ضرور قابل داد ہے ان ہر دو تجاویز میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع اور درستی اخلاق اور صفائی معاملات کا کوئی ذکر نہیں شاید اسلئے کہ ایڈیٹر صاحب کے نزدیک ان باتوں کو آتشزدگی اور اس کے بچاؤ سے کوئی مناسبت نہیں۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا زبردست ہاتھ سب پر غالب ہے۔ کیا آگ کے بیمہ کے رواج کی کثرت سے آتشزدگیاں کم ہونگی؟ یہہ فلسفہ میری سمجھہ میں تو آیا نہیں شاید دانشمند ایڈیٹر پیسہ اخبار اسے خوب سمجھتا ہو۔ اگر یہہ مراد ہے کہ آتشزدگی کی واردات سے تباہ ہونے والوں کو کوئی خسارہ نرہیگا وہ بیمہ کمپنی سے روپیہ وصول کر لیں گے تو کیا پیسہ اخبار کے فاضل ایڈیٹر صاحب کو اتنا ہی معلوم نہیں کہ وہ بھی ملکی نقصان ہو گا۔ انہوں نے تو غالباً مجھہ سے زیادہ پولٹیکل اکانمی کی کتابیں پڑھی ہونگی پھر بیمہ کمپنی کا نقصان ان کے نزدیک ملکی نقصان نہیں وہ نقصان تو بدستور رہا۔ دوسری فایر انجن کثرت سے ہوں یا انکا عمدہ انتظام ہو گیا جہاں فایر انجن موجود ہیں وہاں آتشزدگیاں نہیں ہوتی ہیں یا نقصان نہیں ہوتے؟

سان فرانسسکو ایسے مہذب شہر میں کس چیز کی کمی تھی؟ پھر وہاں ان انجنوں نے کیوں کام ندیا؟ نادان انسان اپنی تجاویز پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا جو ساری نیکیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے اصلی بات یہی ہے خواہ کوئی اسپر ہنسے یا تعجب کرے کہ جبتک اہل دنیا اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نکریں گے اور خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نکریں گے اپنے اخلاق اور چال چلن میں پاکیزگی اور طہارت کے نمونے نہ دکھائیں گے۔ اسوقت تک خدا تعالیٰ کا قہری ہاتھ مختلف طریقوں سے اپنا عذاب نازل کرتا رہے گا۔ وقت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں اور اوس مالک حقیقی کی طرف رجوع کریں۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

پس اسوقت چاہیئے کہ مسلمان متنبہ ہو جاوین کہ ترقی **اسلام** کے لئے یہہ پہلو نہایت ہی ضروری ہے۔ کہ مسیح کی وفات کے مسئلہ پر زور دیا جاوے اور وہ اس امر کے قایل نہ ہوں کہ **مسیح زندہ آسمان پر گیا ہے**۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالف اپنی بدقسمتی سے اس سر کو نہیں سمجھتے اور خواہ نخواہ شور مچاتے ہیں کاش یہ احمق سمجھتے کہ اگر ہم سب ملکر وفات پر زور دینگے تو پھر یہہ مذہب (عیسائی) نہیں رہ سکتا میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کی زندگی اس **موت** میں ہے خود عیسائیوں سے پوچھ کر دیکھ لو کہ جب یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح زندہ نہیں بلکہ مر گیا ہے تو ان کے مذہب کا کیا باقی رہ جاتا ہے؟ وہ خود اس امر کے قائل ہیں کہ یہی ایک مسئلہ ہے جو انکے مذہب کا استیصال کرتا ہے مگر مسلمان ہیں۔ کہ مسیح کی حیات کے قایل ہو کر انکو تقویت پہونچا رہے ہیں اور اسلام کو نقصان پہونچاتے ہیں انکی وہی مثال ہے

یکے بر شاخ و بن مے برید

عیسائیوں کا جو ہتھیار اسلام کے خلاف تھا اسی کو ان مسلمانوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی ناسمجھی اور کم فہمی سے چلا دیا جس سے اسلام کو اسقدر نقصان پہونچا مگر خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالے نے **عین وقت** پر اس سے انکو آگاہ کر دیا اور ایسا ہتھیار عطا کیا جو صلیب کے توڑنے کے واسطے بے نظیر ہے اور اسکی تائید اور استعمال کے لئے اسنے یہہ سلسلہ قایم کیا چنانچہ اللہ تعالے کے فضل اور تائید سے اس **موت مسیح** کے ہتھیار نے صلیبی مذہب کو جسقدر کمزور اور سست کر دیا ہے وہ اب چھپی ہوئی بات نہیں رہی عیسائی مذہب اور اس کے حامی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی فرقہ اور سلسلہ انکے مذہب کو ہلاک کر سکتا ہے تو وہ یہی **سلسلہ** ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر ایک اہل مذہب سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں مگر اس سلسلہ کے مقابلہ میں نہیں آتے۔ بشپ صاحب کو جب مقابلہ کی دعوت کی گئی تو ہر چند اسکو بعض انگریزی اخباروں نے بھی جوش دلایا مگر پھر بھی وہ میدان میں نہیں نکلا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ہمارے پاس عیسائیت کے استیصال کے لئے وہ ہتھیار ہیں جو دوسروں کو نہیں دیئے گئے۔ اور انمیں سے پہلا ہتھیار یہی موت مسیح کا ہتھیار ہے۔ موت اصلی غرض نہیں یہہ تو اس لئے کہ عیسائیوں کا ہتھیار تھا جس سے اسلام کا نقصان تھا۔ اللہ تعالے نے چاہا کہ اس غلطی کا تدارک کرے چنانچہ بڑے زور کے ساتھ اس کی اصلاح کی گئی اسکے علاوہ ان غلطیوں اور بدعات کو دور کرنا بھی اصل مقصد ہے جو اسلام میں پیدا ہو گئی ہیں۔ یہہ قلت تدبر کا نتیجہ ہے اگر یہ کہا جاوے کہ اس سلسلہ میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے؟ اگر موجودہ مسلمانوں کے معتقدات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور دونو ایک ہی ہیں تو پھر کیا خدا تعالے نے اس سلسلہ کو عبث قایم کیا ایسا خیال کرنا اس سلسلہ کی سخت ہتک اور اللہ تعالے کے حضور ایک جرأت اور گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار ظاہر کیا ہے کہ دنیا میں بہت تاریکی چھا گئی ہے۔ علمی حالت کے لحاظ سے بھی اور اعتقادی حالت کیوجہ سے بھی۔ وہ توحید جسکے لئے بیشمار نبی اور رسول دنیا میں آئے۔ اور انہوں نے بے انتہا محنت اور سعی کی آج اسپر ایک سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے اور لوگ کئی قسم کے شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دنیا کی محبت نکرو مگر اب دنیا کی محبت ہر ایک دل پر غلبہ کر چکی ہے اور جسکو دیکھو اسی محبت میں غرق ہے دین کے لئے ایک تنکا بھی ہٹانیکے واسطے کہا جاوے تو وہ سوچ میں پڑ جاتا ہے اور ہزاروں عذر اور بہانے کرنے لگتا ہے ہر قسم کی بدعملی اور بدکاری کو [illegible] سمجھ لیا گیا ہے اور ہر قسم کے منہیات پر [illegible] کہا [illegible] دیا جاتا ہے۔ دین بالکل بے کس اور یتیم ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں اگر اسلام کی تائید اور نصرت نہ فرمائی جاتی تو اور کونسا وقت اسلام پر آنے والا ہے جو اسوقت مدد کی جاوے۔ اسلام تو صرف نام کو باقی رہ گیا اب بھی اگر حفاظت نہ کی جاتی تو پھر اسکے مٹنے میں کیا شبہ ہو سکتا تھا۔

مین سچ کہتا ہوں کہ یہ صرف قلت تدبر کا نتیجہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ اگر صرف ایک ہی بات ہوتی تو اس قدر محنت اوٹھانے کی کیا حاجت تھی ایک سلسلہ قایم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالے نے بار بار ظاہر کر چکا ہے کہ ایسی تاریکی چھا گئی ہے کہ کچھہ نظر نہیں آتا۔ وہ توحید جسکا ہمیں فخر تھا اور اسلام جسپر ناز کرتا تھا وہ صرف زبانوں پر رہ گئی ہے ورنہ عملی اور اعتقادی طور پر بہت ہی کم ہونگے جو توحید کے قائل ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا دنیا کی محبت نکرنا مگر اب ہر ایک دل اسی میں غرق ہے اور دین ایک بے کس اور یتیم کی طرح رہ گیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا تھا

حب الدنیا راس کل خطیئة

یہہ کیسا پاک اور سچا کلمہ ہے مگر آج دیکھ لو ہر ایک اس غلطی میں مبتلا ہے۔ ہمارے مخالف آریہ اور عیسائی اپنے مذاہب کی حقیقت کو خوب سمجھ چکے ہیں لیکن اب اسے نباہنا چاہتے ہیں عیسائی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے مذہب کے اصول و فروع اچھے نہیں ایک انسان کو خدا بنانا ٹھیک نہیں اس زمانہ میں فلسفہ طبعی اور سائنس کے علوم ترقی کر گئے ہیں اور لوگ خوب سمجھ گئے ہیں کہ مسیح بجز ایک ناتوان اور ضعیف انسان ہونے کے سوا کوئی اقتداری قوت اپنے اندر نہ رکھتا تھا۔ اور یہ ناممکن ہے کہ ان علوم کو پڑھ کر خود اپنی ذات کا تجربہ رکھ کر اور مسیح کی کمزوریوں اور ناتوانیوں کو دیکھ کر یہہ اعتقاد رکھیں کہ وہ خدا تھا؟ ہرگز نہیں۔

شرک عورت سے شروع ہوا ہے اور عورت سے اسکی بنیاد پڑی ہے یعنے حوا سے جسنے خدا تعالے کا حکم چھوڑ کر شیطان کا حکم مانا اور اس شرک عظیم یعنے عیسائی مذہب کی حامی بھی عورتیں ہی ہیں۔ درحقیقت عیسائی مذہب ایسا مذہب ہے کہ انسانی فطرت دور سے اسکو دھکے دیتی ہے اور [illegible] کبھی اسے قبول ہی نہیں کر سکتی اگر درمیان دنیا نہ ہوتی۔ تو عیسائیوں کا اکثر حصہ آج مسلمان ہو جاتا۔ بعض لوگ عیسائیوں میں مخفی مسلمان رہے ہیں اور انہوں نے اپنے اسلام کو چھپایا [illegible] لیکن مرنے کے وقت اپنی وصیت [illegible] اسلام ظاہر کیا ہے ایسے لوگوں میں بڑے بڑے [illegible] تھے۔ انہوں نے حب دنیا کی وجہ سے زندگی میں اسلام کو چھپایا لیکن آخر انہیں ظاہر کرنا پڑا میں دیکھتا ہوں کہ ان دلوں میں اسلام نے راہ بنا لیا ہے اور اب وہ ترقی کر رہا ہے حب دنیا نے لوگوں کو محجوب کر رکھا ہے۔ غرض مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حب دنیا ہی ہوئی ہے کیونکہ اگر محض اللہ تعالے کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا تھا کہ فلان فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔

اب جبکہ حب دنیا کیوجہ سے یہہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں اللہ تعالے نے تو فرمایا تھا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یعنے اگر تم اللہ تعالے سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالے تم کو دوست رکھے گا۔ اب اس **حب اللہ** کی بجائے اور اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بجائے **حب الدنیا** کو مقدم کیا گیا ہے کیا یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے؟ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا دار تھے؟ کیا وہ سود لیا کرتے تھے یا فرائض اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے کیا آپ میں (معاذ اللہ) نفاق تھا۔ مداہنہ تھا دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو۔

اتباع تو یہہ ہے کہ آپ کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالے کیسے کیسے فضل کرتا ہے صحابہ نے وہ چلن اختیار کیا تھا پھر دیکھ لو کہ اللہ تعالے نے انہیں کہاں سے کہاں پہونچایا۔ انہوں نے دنیا پر لات مار دی تھی اور بالکل حب دنیا سے الگ ہو گئے تھے اپنی خواہشوں پر ایک موت وارد کر لی تھی۔ اب تم اپنی حالت کا ان سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ کیا انہیں کے قدموں پر ہو؟ افسوس اسوقت لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا خدا تعالے ان سے کیا چاہتا ہے؟

راس کل خطیئة نے بہت سے بچے دیدیئے ہیں کوئی شخص عدالت میں جاتا ہے تو ۲ لیکر جھوٹی گواہی دیدینے میں ذرا شرم و حیا نہیں کرتا کیا وکلاء قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ سارے کے سارے گواہ سچے بنیں کرتے ہیں۔ آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو۔ جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھہ نہیں۔ جھوٹے اسناد بنا لئے جاتے ہیں۔ کوئی امر بیان کرینگے تو سچ کا پہلو بچا کر بولینگے۔ اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے اللہ تعالے نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔

اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور

بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالے کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق و راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آکر پڑی ہے اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کہ کیونکر چھوڑ دیں اسکے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔

مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے مجھے یاد ہے کہ میںنے ایک مرتبہ امرتسر ایک مضمون بھیجا اسکے

بال پھر عمر بھر نہ اُگیں

نیچے لکھی ہوئی بال اُڑانے کی بے نظیر دوائی سے بال منڈانے کے بعد اس دوائی کو استعمال کرنے سے بال پھر عمر بھر نہیں اُگتے جگہ صاف اور ملائم ہو جاتی ہے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ (عہ) اگر بال پھر اُگ آویں تو قیمت واپس۔

بال اُڑانے کی بے نظیر دوائی

لگاتے ہی ایک منٹ میں ہر جگہ کے بال بہ صفائی کمال بدون تکلیف وغیرہ صفا ہو جاتے ہیں۔ کھونٹی بالکل نہیں رہتی جلن نام و نشان تک نہیں چونہ وہڑتال اسمیں نام کو بھی نہیں قیمت فی ڈبیا (۶ر) نمونہ ڈیڑھ آنہ (۱؎)

شرمندگی دور

جو لوگ سرعت ... سے بیمار ہیں اور خاص وقت پہ شرمندہ ہوتے ہیں باعث مرنے کو ترجیح دیتے ہیں وہ ہماری ایجاد کردہ دوائی مہینہ بھر کھائیں اور شرمندگی دور کریں قیمتی ۴۰ گولی تین روپیہ (للعہ) نمونہ کی ۲۰ گولی قیمت ایک روپیہ (عہ) کو استعمال کریں۔

ہمارا دعوٰے

ہے کہ جس مضمون پر ہم کوئی رسالہ لکھیں اس سے پہلے اس مضمون پر ایسی کوئی کتاب موجود نہ ہوگی۔ مندرجہ ذیل رسالہ جات میں سے کوئی منگوائیے تو دعوٰی کی تصدیق ہو جاوے گی۔

رسالہ سرعت انزال ۳ر رسالہ حفظ ما تقدم طاعون ۲ر رسالہ کیا ہم لڑکا یا لڑکی اپنی مرضی پر پیدا کر سکتے ہیں ۲ر رسالہ گھر کا حکیم ۲ر رسالہ وضع حمل ۲ر رسالہ سوزاک ۲ر رسالہ آتشک ۲ر رسالہ بلیلہ ۱ر رسالہ کیا میں تندرست ہوں تندرستی صحت اور درازی عمر کا راز ۲ر

اب کمزور نہ ہوگے

بعد فراغت ایک دو گولیاں کھا لینے سے سستی سب کافور ہوتی ہے۔ اور دل چلنا چور ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ... کیا ہی نہیں ہے۔ اسکے استعمال سے جریان۔ سرعت وغیرہ امراض دور ہوتی ہیں نیز ممسک ہے قیمت ۴۰ گولی ایک روپیہ (عہ) نمونہ ۲ر

اثر کی دوا

الشربیہ گویا کل امراض کا حکمی علاج ہے۔ بڑے بڑے اور بائت کے ... دار بکس اسکو سامنے ہیچ۔ ... پر خدا کی ... طالب ... قیمت فی شیشی ... نمونہ ۸ر

طبی اخبارات

دلیش اپکارک و فیملی ڈاکٹر نمونہ ایک بھیجے پر مفت بھیجا جاتا ہے۔

دلیش اپکارک

ہفتہ وار ہندوستان بھر کے طبی اخبارات سے زیادہ چھپتا ہے۔ اسمیں امراض کی تشریح علاج و علامات متفرق طبی نوٹ حکمائے ہند کے تجربات و مراسلات کشتہ جات و برگ مجربات ادویہ کے خواص انگریزی ہندی ویدک یونانی حکمت کے راز و مقابلہ قارورہ کا وغیرہ کی شناخت وغیرہ وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے علاوہ ہر خریدار کا سوال لیا جاتا ہے اور جواب دیا جاتا ہے بلا فیس علاج قیمت سالانہ تین روپے (للعہ)

فیملی ڈاکٹر

ماہواری عورتوں کا اخبار ہے ایک صفحہ میں ۲ کالم اردو و ہندی ہر عورت کے جاننے کے لائق طبی باتیں اسمیں ہوتی ہیں قیمت سالانہ عہ

ٹھاکر دت شرما وید مالک دلیش اپکارک اوشدھالیہ و ایڈیٹر اخبار دلیش اپکارک و فیملی ڈاکٹر لاہور

ہم شرطیہ علاج بھی کرتے ہیں

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات اس کا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے۔(۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں۔ ان کے پس ماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قائل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہئے آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کے لئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں۔ ہماری کمپنی کی پراسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قائل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ کر بھیجنے پر پراسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔

گیان چند منیجر و انچارج یا درخواستیں بنام لاچست رائے ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور ہونی چاہئیں

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بہا۔ اسکے استعمال سے کمی قوت باہ۔ دماغ کی کمزوری۔ خون کا کم پیدا ہونا۔ بدن کا کاہل رہنا۔ بھوک کم لگنا۔ دماغی محنت کرنیوالوں کے واسطے حقیقت میں بے بہا ہے۔ قیمت دو درجن عہ۸ر

طلاء طلسمی:۔ یہ طلاء ان شخصوں کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زائل کر چکے ہیں خواہ کسی باعث سے۔ زیادہ لکھنا خلاف تہذیب ہے صرف ۷ یوم کے استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے قیمت ۲ ماشہ (عہ) جو ایک آدمی کے واسطے کافی ہے۔ اس کا نمونہ نہیں جا سکتا۔

نخل مراد۔ یہ وہ اعلےٰ قسم کی مٹھائی ہے جو مشک و عنبر و میوہ جات و مقویات سے مرکب کر کے تیار کی ہے جو چند روز میں اپنا اثر دکھا کر بدن کو قوی کر کے باہ و دماغ و دل کو ازحد قوت بخشکر خون صالح پیدا کرتی ہے بکس خورد عصہ۔ بکس کلاں عللہ۔ تین روپیہ کے خریدار کو محصولڈاک معاف۔

سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے۔ جس کے چند روز کے استعمال سے جالا۔ پھولا۔ دھند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ کمی بصارت ناخنہ وغیرہ کو بہت جلد رفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے۔ قیمت فی شیشی ایک تولہ ۸ر

سفوف دندان۔ درد دندان۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا زرد ہو جانا۔ دانتوں کا سیاہ ہو جانا۔ گندہ دہنی کا ہونا۔ غرض اس کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد دفع ہو کر دانت مثل گوہر آب دار ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمد بلب گڑھ ضلع دہلی۔

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے ہیں۔ بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم

محمد عبد اللہ و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

کارخانہ عطر فرحت افزا النسیم

اگر آپکو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہووے تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت افزا النسیم سے منگوا کر روح خوش ہو جاوے گی تحفہ ہے گلاب ۲ر سے عہ تک مشک عنبر ۸ر سے صہ تک۔ کیوڑہ ۱ر سے صہ تک۔ مکہت ۱ر سے صہ تک موتیا ۱ر سے صہ تک۔ باندی ۲ر سے للہ تک۔ حنا ۲ر سے صہ تک۔ خس ۲ر سے صہ تک چنبیلی ۲ر سے صہ تک۔ ناگر تیل فی شیشی ۸ر۔ مفصل فہرست منگوانے سے بھیجی جاوے گی۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

تندرستی کا بیمہ

یعنے ڈاکٹر گنیش پرشاد بہار گو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کیمیکل اگزامینر اور کمسٹری رائل اسکول لندن کے ممبر اور مشہور ڈاکٹر ڈبلو آر کرپر صاحب ایف سے ایس - اسے - آر ایس - ایم سے نے چالیس سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے

یہ نمک سلیمانی امراض معدہ مثلاً کمی اشتہا پیٹ کا درد نفخ - کھٹی یا جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا - غذا کا پورے طور سے ہضم نہ ہونا یا اس کیوجہ سے جو بیماریاں مثلاً اسہال پیچش سوء ہضمی - بواسیر قبض وغیرہ ہوتی ہیں ان سب شکایتوں کو فوراً فائدہ کرتا ہے - امتلائی - کھانسی یا دمہ درد وغیرہ کو بھی بہت جلد دفع کر دیتا ہے - چونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں اور بیماریوں کو دور کرکے اس کی قوت کا محافظ رہتا ہے اسلئے حالت تندرستی میں اس کے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے اور غذا پورے طور سے ہضم ہوکر معمول سے زیادہ خون صالح پیدا ہوتا ہے -

ہزاروں میں سے تازہ سرٹیفکٹ

جناب [illegible] احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر فیض آباد سے ۲۴ - نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ ہمنے نمک سلیمانی بہت مفید پایا - مہربانی فرماکر ایک شیشی اور بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ فرمادیں -

جناب - حاجی حافظ محمد سلیم اللہ صاحب قاضی امرکوٹ سندھ سے ۱۳ - نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے نمک سلیمانی کا تجربہ بیشتر بندہ نے کیا ہے - برابر مرض پر اکسیر کا حکم رکھتا ہے -

جناب - مولوی عبد العزیز محمود صاحب اتالیق جناب راجہ صاحب بہادر کھلی پور متعلقہ ایجنسی بہوپال تاریخ ۱۲ - نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے اعجاز نما نمک سلیمانی نے عجیب اثر دکھایا چند روز کے استعمال سے شکایات معدہ رفع ہوگئیں خداوند کریم آپکو اجر خیر دے - میں اس کی بھی تصدیق کرونگا کہ آپ کا نمک سلیمانی قوت فزابی بدن و ہاضمہ کے لئے بھی آپ ہی نظیر ہے - مہربانی فرماکر ایک شیشی بہت جلد بذریعہ ویلیو پی ایبل بھیجکر ممنون فرمایئے -

ملنے کا پتہ کنور نونہال سنگھ بہار گو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس -

عمدہ مفید دلچسپ اور نصیحت آموز کتابیں

شادی خانہ آبادی - دو مہینہ میں ہزار کتابیں ختم ہوئیں - یہ دوسرا اڈیشن ہے - قیمت ار انیس خلوت (عورتوں سے کیونکر اور کیسا برتاؤ کیا جاوے) قیمت ار - دوستی ار راستی تعصب ار - پانی (استعمال کا طریقہ اور اوسکی شناخت) ار - نوکری اور اوس کا فرض ار - ماں باپ کا استقلال - ار - وقت اور محنت ار - علاج الطاعون - (مفصل حالات ۳۵ باب میں مندرج ہیں -) ۲ر - گفتگو - ۲۶ طریقوں سے مختلف لوگوں سے بات کرنے کا بیان ۲ر معمہ - نوعمر لوگوں کے لئے مفید نصیحتیں اور ہر معمولی کام کرنے کا اچھا طریقہ - قیمت ۲ر - مقدمہ بازی ار - خانہ داری ار گلزار حقیقت ار

ملنے کا پتہ

منیجر سلیمانی پریس محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

مفت — اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہو گا تو وہ جعلی سمجھنا چاہیئے — ۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت — مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑھا کر ۵۰ ہزار پڑیہ کردی گئی ہے - ہر کالٹ آنے پر روانہ ہوگی - یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ میں اسکے خریدار موجود ہیں - ہزاروں سارٹیفکٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹروں اور حکیموں اور رئیسوں اور [illegible] کے موجود ہیں جنکے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے - مفید ہونے کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا - یکم دسمبر سے صرف ۱۳ دسمبر تک تین ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگوں نے منگوائیں - اسی پر تجربہ [illegible] فیصدی کی فرمایشات آچکی ہیں - اور یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے - آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہیں جس پر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو - ہر مرض میں بیحد مفید ثابت ہوا ہے - ابتدائی نزول الماء میں اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہوگئے ہیں کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں - جالا - پھولا - دھند - غبار - سبل - پانی جانا - پڑبال - شب کوری - ناخونہ وغیرہ کو چند ہی روز کے استعمال سے کھوتا ہے - [illegible] عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی اور حالت مرض ہی لگانا چاہئے [illegible] ایک تولہ سرمہ سال بہر سے زائد کے لئے کافی ہے - ہر حصہ ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے - تاجروں اور دوا فروش ڈاکٹروں کو اسطرف متوجہ ہونا چاہئے - اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائیں گے - دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے - فرمایشات بذریعہ ویلیو پی ایبل منگوانے پر جانبین کا اطمینان ہوگا - محصول وغیرہ ذمہ خریدار - بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ عہ سرمہ سیاہ و بلوری فی تولہ ۸ر

کم خرچ بالا نشین دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے سوتی سنگی اور مشروع اور مختلف الوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بھی انتظام کیا ہے جو مستورات کے واسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی میں یہاں کے چابکدست کاریگروں نے یہ کمال دکھایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہیں اور پائداری میں تو ریشمی کی کوئی حقیقت ہی نہیں ایک دفعہ منگوا کر ملاحظہ فرمایئے - قیمت فی تھان قسم اول طول ۱۴ گز - عرض ۱۴ گرہ عہ + قیمت فی تھان قسم دوم طول ۱۴ گز ۸ گرہ - عرض ۱۰ گرہ عہ

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے

المشتہر - محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری -

ہندوستانی یونہو

[illegible] والی آب و ہوا کے سبب سے بڑی مصیبت [illegible] ہوتا ہے اور [illegible] سے انہیں اپنی ننھی ننھی ہڈیوں اور اعصاب کے بڑھانے میں مدد دینے کے لئے مقوی اور شمن دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے

اسکاٹس املشن

[illegible] بچوں کی ہڈیاں اور رگ اور پٹھے بڑھ جلنے کی قوت ہے

وہ حسب دلخواہ ہے

[illegible] چند ہی روز میں نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے -

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن لو جو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ

مینو فیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

ساتہہ ہی ایک خط بہی تہا - ریارام کے وکیل ہند اخبار کے متعلق تہا + میرے اس خط کو خلاف قانون ڈاکخانہ قرار دیکر مقدمہ بنایا گیا - وکلاء نے یہی کہا کہ اس میں بجز اسکے رہائی نہیں جو اس خط سے انکار کر دیا جاوے - گویا جہوٹ کے سوا بچاؤ نہیں - مگر مینے اسکو ہرگز پسند نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر سچ بولنے سے سزا ہوتی ہے تو ہونے دو - جہوٹ نہیں بولونگا آخر وہ مقدمہ عدالت مین پیش ہوا - ڈاکخانون کا افسر بحیثیت مدعی حاضر ہوا - مجہہ سے جسوقت اسکے متعلق پوچہا گیا تو مینے صاف طور پر کہا کہ یہ میرا خط ہے مگر مینے اسکو جزو مضمون سمجہہ کر اس مین رکہا ہے مجسٹریٹ کی سمجہہ میں یہ بات آگئی اور اللہ تعالے نے اوسکو بصیرت دی - ڈاکخانون کے افسر نے بہت زور دیا مگر اس نے ایک نہ سنی اور مجہے رخصت کر دیا + میں کیونکر کہوں کہ جہوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گذارہ نہیں -

میں ابتک بہی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالے کے پہلو کو اختیار کیا اسنے ہماری رعایت رکہی اور ایسی رعایت رکہی جو بطور ایک نشان کے ہوگئی -

من یتوکل علے اللہ فھو حسبہ

یقیناً یاد رکہو جہوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر میں کیونکر اسکو باور کروں مجہہ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالے کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بہی مجہے جہوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی کوئی بتاوے کہ کسی ایک میں بہی خدا تعالے نے مجہے شکست دی ہو - اللہ تعالے تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے - یہہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے ؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پہر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے [illegible] تعالے پر سے ہی اعتقاد اٹہہ جاوے [illegible] زندہ ہی مرجاویں [illegible] سے جو سزا پاتے ہیں [illegible] وہ سزا انکی [illegible] ہے - اور کسی اور جہوٹ کی سزا ہوتی ہے [illegible] پاس تو انکی بدیون [illegible] ہوتا ہے انکی [illegible] کسی میں وہ سزا پالیتے ہیں مہرت [illegible] استاد گل علی شاہ بٹالے [illegible] کے بیٹے پرتاپ سنگہ [illegible] بیان کیا کہ ایک مرتبہ شیر سنگہ [illegible] محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا تو چونکہ وہ بڑے سادہ مزاج تہے انہوں نے کہا کہ آپ [illegible]

بڑا ظلم کیا - اسپر شیر سنگہ نے کہا مولوی جی کو خبر نہیں اس نے میرا سو بکرا کہایا ہے - اسی طرح پر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ کسی ایک موقع پر پکڑا جاکر سزا پاتا ہے - جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبہی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو اسلئے کہ وہ خدا تعالے کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالے کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں -

لیکن ادہوری بات فائدہ نہیں پہونچا سکتی + کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بہوک کے وقت ایک دانہ یا ایک لقمہ سے سیر ہو جاویگا بالکل نہیں بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیئے یا کہانا نہ کہا ئے تسلی نہ ہوگی اسیطرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں - ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں اللہ تعالے کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کی موافق اعمال کرو پہر میں برکت دوں -

غرض یہ باتیں دنیا دار خود ہی بنا لیتے ہیں کہ جہوٹ اور فریب کے بغیر گذارہ نہیں کوئی کہتا ہے فلاں شخص مقدمہ میں سچ بولا تہا اسلئے چار برس کو دہرا گیا - میں تو یہی کہوں گا کہ یہہ سب خیالی باتیں ہیں جو عدم معرفت سے پیدا ہوتی ہیں -

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی

یہہ نقص کے نتیجے ہیں - کمال ایسے ثمرات پیدا نہیں کرتا - ایک شخص اگر اپنی موٹی سی کہدر کی چادر میں کوئی ٹوٹا پہوڑے تو اس سے وہ درزی نہیں بن جاویگا اور یہ لازم نہ آویگا کہ اعلے درجہ کے [illegible] کپڑے بہی وہ سی لیگا - اگر اسکو ایسے کپڑے دیئے جاویں تو نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ انکو برباد کر دیگا - [illegible] جس میں [illegible] کام کی نہیں [illegible] کچہہ قدر نہیں [illegible] اور انکے ذریعہ نجات پانے [illegible] ذرہ بہی کمی [illegible] تو خبر نہ پاتے [illegible] بہت [illegible] امکا [illegible] کہ اس [illegible] اسکی وجہہ یہی ہے کہ ان میں اخلاص نہیں آیا ہے - اعمال کے لئے اخلاص شرط ہے [illegible]

[illegible] مخلصین لہ الدین

یہہ اخلاص ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہیں

(باقی آیندہ)

مراسلت

النصوص تحمل علی ظواھرھا

جناب ایڈیٹر صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - تہوڑے دنوں کا ذکر ہے ایک دوست نے مجہپر اعتراض کیا کہ جناب مرزا صاحب احادیث کو لفظ ظاہر پر نہیں اٹہاتے مجاز و استعارہ سے کام لیتے ہیں حدیث مین مہدی کی نسبت بملاٹ سبع سنین آیا ہے اور دجال کیوقت دن مثل سال کے ہوگا (یوم کسنۃ) حالانکہ ان میں سے ایک بات بہی ظاہر نہیں ہوئی اسلئے ہم لوگ مرزا صاحب کو نہیں مانتے اور اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے پیرو ہیں -

خاکسار اس اعتراض کے متعلق ایک حدیث پیش کرتا ہے آپ اسکو اپنے اخبار میں شائع کر دیں شاید اس سے کوئی ہمارا مخالف بہائی فائدہ حاصل کرے -

چونکہ ہمارے معترض دوست کی اصل غرض النصوص تحمل علی ظواہرہا ہے اسلئے جواب میں ہم بہی مجاز استعارہ کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ ہمارے مخالف بہائی اس مجاز اور استعارہ کے لفظ سے سخت ناراض ہیں اثنائے گفتگو میں اگر ہماری زبان سے مراد کا لفظ نکل جاوے تو فوراً منہ پہیر لیتے ہیں کہ یہ لوگ حدیث کو نہیں مانتے لہذا حدیث ذیل کو اپنے ظاہر پر اٹہانے سے جو مطلب حاصل ہوتا ہے اسپر اپنے بہائیوں کو توجہ دلاتے ہیں -

عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یتقارب الزمان فتکون السنۃ کالشھر والشھر کالجمعۃ وتکون الجمعۃ کالیوم ویکون الیوم کالساعۃ وتکون الساعۃ کالضرمۃ بالنار - رواہ الترمذی -

ظاہر حدیث میں لکہا ہے کہ یہ ہوگا حضرت عیسٰے اور مہدی کے زمانہ میں " اب ہم احادیث کو ظاہر پر اٹہانے والوں سے پوچہتے ہیں کہ جب تمہارے فرضی عیسٰی اور مہدی کے زمانہ مین سال مثل مہینہ کے ہوگا اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن مثل ساعت کے اور ساعت مثل اٹہتے شعلہ آگ کے ہوگی تو اس حساب سے تمہارے مہدی اور عیسٰی کی ہفت سالہ سلطنت اور حکومت تمہاری خواہش اور دولت کو پورا نہیں کر سکتی کیونکہ اس تہوڑے سے وقت میں نہ وہ روئے زمین کے کفار کو قتل کر سکتے ہیں نہ تم ان کے مدفونہ خزانے نکال کر عیش اڑا سکتے ہو پہر نہیں اپنے حاکم اور حکومت کے انتظار سے کیا فائدہ - صبوت اور زمانہ کے لئے آپ لوگ اپنے خیالی شہاد تیز کر رہے ہیں وہ وقت اور زمانہ تو اسقدر جلدی گذر جاوے گا پہر حج زکوٰۃ صوم وصلاۃ نکاح کرنا یا صاحب اولاد ہونا کفار اشرار کو قتل کر کے ویران گہروں کا آباد ہونا یہہ باتیں اس قلیل وقت میں کیونکر حاصل ہو سکتی ہیں - علاوہ ازیں تمہارے مسیح کا جس سے جنگ وجدال ہوگا اسکا دن تو مثل سال ہوگا ایسے مسیح کا ظہور اسکے مقابلہ میں محض ایک خواب وخیال ہوگا - اے مطلب و مراد سے محروم و نامراد معترض اسوقت تمہارے مسیح کا کیا حال ہوگا کیونکہ اس کا آفتاب تو منہ دکہاتے ہی غائب ہو جاویگا اور دجالی آفتاب روشن وتابان تمہاری رات اسکا دن تم سونے وہ جاگتا اب بتاؤ خفتہ بیدار کا یا غافل ہوشیار کا کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے - النصوص تحمل علی ظواھرھا پر زور دینے والو ذرہ ہمکو بہی الساعۃ کالضرمۃ (ساعت مثل اٹہتے شعلہ آگ کے) یوم کسنۃ (دن مثل سال کے) کی فلاسفی سے مطلع کرنا چاہئے کہ جب آپکے نزدیک ظاہر حدیث کو چہوڑنا کفر ہے تو یہ کامل ایمان کیونکر حاصل ہو کہ مہدی و مسیح ایک طرف ہوں گے اور دجال لعین دوسری طرف - ان کے روز تو جلدی گذر جاویں اور اسکا دن ختم ہونے میں نہ آوے ایک ملک ایک ہی جگہ میں یہہ عجیب تماشا ہے کہ مہدی مسیح کے لشکروں میں کئی رات دن گذر رہے ہیں مگر دجالی لشکروں میں رات کی خبر نہیں -

کیا یہی دلائل ہیں جو آپ لوگوں کو حضرت اقدس کے مسیح موعود یا مہدی معہود ماننے سے روک رہے ہیں کیا آجکل کے تعلیم یافتہ لوگ تمہارے اس اعتقاد سے اسلام پر ہنسی نہیں اڑائینگے - آؤ خدا کا خوف کرو کیوں اسلام کو بدنام کر رہے ہو جب تک آپ لوگ اس امام علیہ الصلاۃ والسلام کے حربہ کو (جو اللہ تعالے نے جناب کو عطا فرمایا) ہاتہہ میں نہیں لینگے دشمنوں کو مغلوب نہیں کر سکتے اگر تمہاری روایات اور حکایات کو مانا جاوے تو اسلام ہاتہہ سے جاتا ہے بعض آیات اور احادیث کے مطالب اور معانی کے سمجہنے میں آپ نے غلطی کہائی ہے یاد رکہو اب ان قصوں سے کام نہیں چلتا جو بعض تفسیروں میں درج ہیں -

ذیل میں ہم چند اشعار تفسیر محمدی سے نقل کرتے ہیں آپ انصاف کریں اس معقولی زمانہ میں ان اقوال سے ہم اسلامی صداقت کو مخالفین اسلام پر ظاہر کر سکتے ہیں - دیکہو تفسیر محمدی آیت وانا لمسنا السماء الخ

تے ایہہ بہی جنان کیہا جو اسمان ٹٹولیا وچ اسمانان
نے پایا اسنوں بہریا چوکیاں سخت جرا وہ نگہبانان
نے ایہہ بہی جنان کیہا جو بیٹہدے سان اسیں کتنی جائیں
وچ اسمان تاں سن آہے اسیں سخن فرشتیاں تائیں
پس جو کوئی کن دہرسی ہن پاوے شعلے آتش تیار -
گہات لگائے کہلے تیار نہ ہوئے ... کنارے
اوہ خبران غیبی جو ... جو لیا و ... سہانان
... یاں پہونچایا نہ سکا ہے نفع دیگا انسانان

نقیر ... ہو گئے تھے جہان ... یاد دیا ہے
... زبان ... دہشت کرینگے
اسوقت ... اسمان ... حضرت ... ہوندیکا
... ہوتا ... ہو ... کیونکہ ... پہنچتا
خیال کرو کہ عقل یہہ بات قبول کر سکتی ہے کہ جن
آپ کی ولادت سے پہلے آسمان پر بلا تعرض چڑہ جاتے
تہے اور وہ شعلے جو آسمانی حفاظت کے لئے مقرر کئے
گئے تہے انپر نہ ٹوٹتے تہے اور بقول تمہارے یہہ
ستارون کا ٹوٹنے کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے زمانہ
سے شروع ہوا تہا یا پہلے آسمان کا انتظام ناقص
تہا کہ جن شیاطین الٰہی دربار کے خاص راز اپنی چالاکی
سے سنکر اپنے دوستوں اور مریدوں کو بتلا دیتے
تہے پہر وہ جن ... اس حکم کے پہونچنے سے
پہلے ہی ٹہیک بند وبست کر لیتے تہے پہر فرشتے
بیچارے ناکام ہوکر واپس آسمان پر جاکر عرض کرتے
کہ اے عالم الغیب اور قادر خدا ہمیں ناحق تکلیف
اٹہانی پڑی کیونکہ جن پلید ہمارے اس راز کو سنتا تہا
جو تو ہماری تہ میں پڑہا اور نہ آپنے معلوم کیا ہم تو
ابہی مشورہ میں رہے وہ فوراً زمین پر جاکر اپنے کام
میں لگ گیا اور اپنے متبعین سے ملکر ایسے اسباب
بہم پہونچائے کہ ہمکو مجبوراً واپس ہونا پڑا۔
اب غور کرو اور ایمان سے کہو یہہ باتین اسلام
کو قوت دیتی ہیں یا جو سلسلہ احمدیہ کے علماء اور
فضلاء نے اپنی تصانیف میں قرآنی نکات اور احادیث
کے رموز و اشارات کو بیان فرمایا۔ ان سے اسلام
نہیں ہلسکتا ہے پس تمکو اللہ تعالےٰ کا شکر کرنا چاہئے
کہ اس نے وقت پر تمہاری دستگیری فرمائی اگر
آج وہ اپنے مامور کو نہ بہیجتا تو اسلام کا کیا حال
ہوتا۔ سو غافلو اٹہو ہوشیار ہو جاؤ کیوں انکار
کی نیند میں مست ہوکر اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہو
اعتراض مذکورہ کے جواب میں یہ ذکر محض اس
غرض سے کیا گیا کہ ہم تفسیر حسینی یا تفسیر محمدی سے
موجودہ زمانہ کے مفاسد کو روک نہیں سکتے
ضرورت کو دیکہو جہٹ کافر کہدینا مناسب نہیں
دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ تمکو امام الوقت کے شناخت
کی توفیق بخشے اور ہم سب بہائی ملکر دین کی
خدمت کرین۔ آمین۔

ہمیں کچہہ کیں نہیں بہائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو نیک دل ہوسے دل و جان اسپہ قربان ہے

راقم

کرم داد از دوالمیال ضلع جہلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتح اسلام

بجواب اشتہار مباہلہ پادری احمد مسیح ناکام

لن یجعل اللہ الکٰفرین علے المؤمنین سبیلا
خدا کفار کو مومنین پر ہرگز غالب نہ کرے گا

جواب شعر نابینا اینڈ کو

قبول حق کو کریں دل جلوں کا کام نہیں
وہ جل کے خاک نہ ہوویں تو میرا نام نہیں

دعوت نابینا اینڈ کمپنی[سلہ]

اے واعظ کور چشم نادان | کیون تجہ میں نہیں ہے نور ایمان
تونے یہ طریق کیا نکالا | ہے تیرا تو سب سے ڈہب نرالا
مکاری سے اشتہار دینا | اور مکر کو دل میں ٹہان لینا
یون مفت میں فتح پہر اڑانا | حق بات کو درمیان نہ لانا
کیا خوف نہیں تجہے خدا کا | کچہہ پاس نہیں رہا حیا کا
سُن مُردہ خدا کے ای پجاری | کیون عقل گئی ہے تیری ماری
چہوڑ و تہ تیرا یہ دام تزویر | ہے تیری یہہ کمپنی کی تحریر
ممبر تری کمپنی کے سارے | جاہل ہیں سبہی خدا کے مارے
ہیں دل سے وہ دشمنان اسلام | اسلام سے اون کو کچہہ نہیں کام
فطرت میں ہے اونکی بغض و کینہ | ہے غیض سے تنگ اونکا سینہ
پیشہ ہے بس اونکا حیلہ سازی | اسلام سے کرتے ہیں وہ بازی
دن رات ہیں تیری پاس جاتے | منصوبے ہیں جہوٹ کے بناتے
اسلام سے ہوکے اب وہ بیزار | بنتے کے پانیکو ہیں طیار
شیعہ ہیں ہیں وہ اہل سنت | ملحد ہیں وہ اور بہو دامّت
چہرون سے عیان ہیں اونکی آثار | اسلام سے کچہہ نہیں سرو کار
اونکو نہ نماز و صوم سے کام | جیتے ہیں مگر بطور گمنام
افسوس ہے اونکی طاقتون پر | اسلام کی ان رفاقتون پر
کورے ہیں وہ از قرآن دانی | اونمین نہیں قوت بیانی
علمی نہیں اونکو کچہہ لیاقت | ہیں سر سے وہ تا بپا حماقت
ہان گالی گلوچ میں ہیں ہشیار | لڑنیکے لئے ہیں خوب طیار
نازان وہ فقط جہاد پر ہیں | آمادہ کسی فساد پر ہیں
کیا اونکو خبر جہاد کیا ہے | قرآن میں کس طرح لکہا ہے
جبار مسیح کو بنا کر | مہدی کو بہی ساتہہ میں ملاکر
مخلوق کو قتل یون کرانا | اسلام کو جبر سے منانا
اس وہمی جہاد پر ہے کیون ناز | عیسےٰ سے سنیں جہاد کا راز
کیون سر میں جہاد ہے سمایا | کیون عقل نے اونکی جیح کہایا
کیون وہمی جہاد پر ہیں مرتے | اسلام کو نام کیون ہیں دہرتے

[سلہ] یہہ تین چار تمام کے مسلمان ہیں جو نابینا کے ہمدم و ہمراز ہیں۔ ۱۲

نابینائی کبھی ذرا اسے | کیو دین مسیح کی ہوئی دشمن
اسلام سے ارتداد کیون ہے | عیسائی سے اتحاد کیون ہے
ہے مکر سے فتح تو اڑا تی | ایمان سے بے شرم ... ذاتی
تزویر و فریب دجل کرکے | ... ہیں یہ توسے چار ورقے
اندہیر میں دور کی ہے سوجہی | اندہی کی پہیلی خوب بوجہی
ع ۔ بہا شوخ آمدی ابد است | از دست تو فتنہ ہر طرف خاست
آنکس کہ رہ بحبت لپسندید | دیگر ... بہ جانب را ...
کہا نہیں فہم کے چال بازی | یہہ کذب ... دروغ ... ساز
ہیں تجہکو تو جانتا تہا ظالم | معلوم ... تجہہ ... کم
ہیں زیادہ ملکر خودسری میں | نکلے ہیں فزون ستمگری میں
ہیں خوب ملائی رب جوڑی | اندہے کو ملے ہیں چند کوڑی
یہہ تجکو ملے ہیں یار ایسے | مفلس کو ہون جیسے چار پیسے
ہیں ٹٹو کرایہ کے یہ سارے | کیا کام کرینگے یہ بچارے
نازی نہیں ہیں جو کام آوین | میدان میں تیرے ساتہہ جاویں
دہکا تجہے راہ میں یہ دینگے | منہ پہیر کے اپنی راہ لینگے
تب ہیگا نہ گہاٹ کا نہ گہر کا | ... کرکے کریگا پہر ... کیا
میں خادم عیسیٰ زمان ہون | اور فضل خدا سے خوش بیان ہون
میرا قلم وہ اژدہا ہے | سانپون کو ترے نگل رہا ہے
یارب ہے دعائے احمدی اب | آجائیں یہ سیدہی راہ پر سب
یارب تو بچا مجہے ستم سے | ہر ایک فریب رنج و غم سے
قاسم کو اے قادر توانا | دوزخ کے عذاب سے بچانا

ہمارے اشتہار پیام اسلام مورخہ ۱۲-اپریل ۱۹۰۶ء کا جواب منجانب واعظ نابینا بصورت چودرقہ اشتہار جسکا نام نابینا اینڈ کو نے "مباہلہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہوگا" رکہا ہے مطبوعہ ۲۹-اپریل ۱۹۰۶ء بذریعہ ڈاک یکم مئی کو ہمارے پاس پہونچا۔ ہم نے اوسکو خود بہی پڑہا اور بعض اون اصحاب کو بہی سنایا جو اس مباحثہ میں شریک جلسہ تہے۔ جسقدر اونکو اس پر مکر و دجل تحریر نابینا اینڈ کمپنی سے افسوس ہوا اوسقدر ہمکو نہیں ہوا۔ کیونکہ ہم ان حضرات کی مذہبی حالت اور رتبہ سے واقف ہیں اور ایسے لوگ ہمیشہ ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں جو اخوان الشیاطین کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ (وکذٰلک جعلنا لکل نبی عدوًا شیٰطین الانس والجن یوحی بعضہم الیٰ بعض زخرف القول غرورا ط یعنے اسی طرح رکہے ہیں ہم

[ل] لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوآدون من حآد اللہ ورسولہٗ ولو کانوٓا اٰبآءہم او ابنآءہم او اخوانہم او عشیرتہم ط پ ۲۸ ع ۳ تو ایسے لوگ نہیں پاویگا جو خدا اور قیامت پر ایمان رکہتے ہوں اور دوستی رکہیں اوس شخص سے جو دشمنی رکہتا ہو اللہ اور اوس کے رسول سے اگرچہ وہ اون کے باپ ہوں یا بیٹے یا بہائی یا رشتہ دار قرابتی ۱۲

نے ہر نبی کے دشمن شیاطین آدمی اور جن جو ایک دوسرے کو ملمع کی باتین فریب کے منصوبے سکہاتے ہیں۔ سورہ انعام ع ۱۴) اس سنت کے مطابق ایسے زمانہ میں بہی جبکہ ایک **مامور من اللہ محمد صلعم** کا غلام اپنے آقا اور محبوب کے اتباع سے مسیح موعود بنکر آیا تو ایسے وجودون کا موجود ہونا اوسکے لئے بہی ضروری تہا تا اوسکی صداقت کی دلیل ایک یہہ بہی ہو ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ چنانچہ یہی ہو رہا ہے۔

اشتہار مذکور میں نابینا اینڈ کو نے پراگندہ بیانات کا اظہار مہمل عبارات میں کرکے اپنے دجل اور فریب لیاقت و ایمانداری کا پورا ثبوت دیا ہے ہم اونکی اغلاط اور لغویات سے تعرض نہیں کرتے کیونکہ لفظی بحث میں پڑکر اصل مطلب سے دور جانا پڑتا ہے جن حضرات کی نظر سے ہمارا اشتہار پیام اسلام اور نابینا کا اشتہار مباہلہ گذریگا وہ فریقین کی ایمانداری اور قابلیت علمی کا بخوبی اندازہ کر لینگے۔ خصوصًا وہ اصحاب جو جلسہ ہائے مباحثہ میں شریک رہے ہیں۔ بہت عمدگی سے صحیح نتیجہ پر اشتہارات فریقین کو ملاحظہ کرکے پہونچ جاوینگے۔ ہم صرف نفس مطلب پر گفتگو کرتے ہیں۔ اور تین امور مندرجہ ذیل کا جو نابینا صاحب نے تحریر کئے ہیں جواب دیتے ہیں۔

ناظرین ہم نے مختصراً واقعات مباحثہ بذریعہ اشتہار پیام اسلام شائع کرکے بطور اتمام حجت ایس۔ پی۔ جی مشن کے نابینا صاحب یا مسٹر بارٹن صاحب یا پادری النٹ صاحب سکرٹری مشن مذکور کو دعوت قسم دی تہی کہ وہ یا اون کا واعظ مسیح علیہ السلام کے صلیب پر قتل ہونیکی قسم کہالین۔ پہر دیکہیں خدا کا فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ سردو یورپین پادری صاحبان کی جانب سے تو کوئی جواب نہیں ملا۔ البتہ نابینا صاحب نے اپنے مسلمہ جواب کے برخلاف (جو بمقابلہ مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہوی سال گذشتہ میں دیا تہا اور بذریعہ اشتہار مورخہ ۲۲-مئی ۱۹۰۵ء شائع بہی کیا تہا) مضطربانہ جواب۔ پُر حیلہ جواب یہ دیا کہ ہم تمہارے مقابلہ میں قسم نہیں کہاتے۔ جناب مرزا صاحب علیہ السلام کے مقابلہ میں قسم کہاوینگے۔

لہذا ہم اونکی تین باتوں کا جواب دیتے ہیں۔ اور وہ باتیں مکارانہ اون کی یہ ہیں۔
(۱) مباہلہ کے لئے ہم طیار ہیں۔
(۲) مباہلہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہوگا۔
(۳) چونکہ فتح ہماری ہے ہم قسم کو منظور کرتے ہیں تاکہ ہماری طرف سے آپ انتہائی حجت پوری ہوجائے اور آپ کا کوئی حیلہ نہ رہے دیکہو اشتہار نابینا ذیل

تحریر جواب امور مذکورہ **نابینا اینڈ کمپنی** کی علمی

لیاقت ... ایک ... اشتہار نابینا میں ...
بسم اللہ کے ایک شعر سے ظاہر ہے۔ ممبران کمپنی نے اشتہار
کے صفحہ ۲ پر اس شعر سے ہمکو مخاطب کیا ہے ؎

فلک کا ... دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

اس شعر میں فلک سے مراد یہہ عاجز احمدی ہے۔ اور **دل جلوں** سے جو بیت ہے ممبران **نابینا اینڈ کمپنی** داغ سے خود بدولت نابینا صاحب۔ مگر ممبر صاحبان یہہ تو بتلادیں کہ دل جلی ہونا یا **داغ** بنکر جلانا بھی کوئی قابل تعریف خطاب ہے۔ اے **نادانون** ــ **داغ** فی نفسہ ایک مکروہ چیز ہے جو دوسرے کو چھو جاوے تو اوس کو بھی مکروہ کردے۔ جیسا کہ نجاست فی نفسہ ناپاک ہے اور جبکہ وہ کسی دیگر چیز پارچہ وغیرہ کو لگ جاوے تو اوسکو بھی اپنے جیسا ناپاک کردیتی ہے بعینہ یہی مثال **داغ** کی ہے دیکھو ان اشعار میں لفظ داغ مقام مدح میں آیا ہے یا مقام ذم میں ؎

لالہ در سینہ داغ چوں دارد
عمر کوتاہ و غم فزوں دارد

؎ اے داغ بر دل از غم خال تو لالہ را

یہہ تو ہے آپ کے **داغ** کی حقیقت جو تمہارے دل پر لگا اور تمکو دل جلا بنایا۔

اب **دل جلوں** کی حالت سنو۔ ایماندار کبھی دل جلا نہیں ہوتا۔ ہمارا زندہ خدا اپنی کامل کتاب قرآن میں جسکو تم چھوڑ کر ایسے خطاب پا رہے ہو ایمانداروں کی بابت فرماتا ہے۔

ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم (الفتح ع ۱)

یعنے خداوند کریم و رحیم ایمانداروں کے دل میں (ٹھنڈک۔ تسلی۔ اطمینان۔ آرام۔ چین) سکینہ نازل کرتا ہے تاکہ وہ ایمانی ترقی پر ترقی کریں۔ کہو اے **دل جلے** بننے والو اگر تمہارا کچھہ بھی تعلق قرآن سے باقی ہے تو سمجھہ لو کہ ایمان سے بے نصیب ہوکر اپنے ہاتھوں تم مصداق اسکے ہوئے۔ ھو خالد فی النار و سقوا ماءً حمیماً فقطع امعاءھم پارہ ۲۶ ع ۷۔ جو ہمیشہ رہتا ہے آگ میں اور کھولتا پانی پیتا ہے جو اوسکی انتڑیاں کاٹ ڈالے۔

اللھم احفظنا من النار ولا تجعلنا منھم آمین۔

اسکے بعد **فلک** کی کیفیت سمجھو۔ بلندی رفعت۔ اونچائی کو فلک کہتے ہیں۔ جسکا مصداق تم نے اس عاجز کو قرار دیکر ہماری بلندی اور رفعت کی گواہی دی۔ اور ... جو مماثلت بیان کی وہ نہایت مکروہ و نازیبا۔ مگر حق بجقدار میرسد کے مطابق ہے۔

الفضل ما شھدت بہ الاعداء اسکو کہتے ہیں۔ یہہ خوب جان لو کہ ہم کو تم نے فلک کہا اور وہ ایسی چیز ہے جسپر نہ کوئی داغ لگا سکتا ہے نہ جلا کر خاک کرسکتا ہے کیونکہ وہ تمہارے دست برد سے بالاتر ہے اسلئے ہم اس مجوزہ خطابات والقاب پر آپکے صاد کرکے تسلیم کرتے ہیں آپکے لئے **دل جلے** اور نابینا صاحب کو **داغ**۔ اور ہمارے لئے آپکا عطیہ **فلک** کا "**ٹائیٹل**" مبارک ہو۔ اور یہ ٹائیٹل آپ کو اس کمپنی میں شامل ہوکر برخلاف اسلام کے اس کارگذاری کے صلہ میں بطور "**امتیازی نشان**" کے ملا ہے جو آپ نے عیسائیت کی حمایت میں کی ہے۔ **داغ** نابینا کی خدمت میں ہماری طرف سے یہہ تحفہ پیشکر کے ذیل کی مبارکباد سنا دیجئے؟

؎ جلا کے خاک کرے گا تو خاک کر داغی
کہ دین احمد مختار سے تو ہے باغی

مبارکباد

ہمیں ہر دم فلک سا مرتبہ پانا مبارک ہو
عدو کو اپنے ہاتھوں داغ کا کھانا مبارک ہو
جلے دل کمپنی کر تیری ہوں ہمسر سبھی واعظ
انہیں آتش میں بلکہ خاک ہو جانا مبارک ہو

قولہ صفحہ ۲ و ۷ "ہم مباہلہ کے لئے طیار ہیں۔ میر صاحب جو مباہلہ کے لئے ہمیں دعوت دیتے ہیں اوسے ہم بڑی جرأت اور ثابت قدمی کے ساتھہ منظور کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بموجب آیت قرآنی ابناءنا و ابناءکم تشریف لاکر ہم سے مباہلہ کریں" "میر صاحب نے ہمیں اپنی ذات سے مدعو کیا ہے سو ہم حاضر ہیں۔ مرزا صاحب جلد تشریف لائیں ایک ہفتہ کی مہلت ہے۔ مرزا صاحب کی موجودگی میں آپ کو حق نہیں پہونچتا۔ الی آخر القول

اقول ــ ہم نے سہولت فہم کے لئے نابینا صاحب کے اقوال متضادہ پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ نمبر ۱ و ۲ و ۴ سے تو یہہ ثابت ہوتا ہے کہ داغ نابینا نے ہمارا پیام اسلام بڑی جرأت اور ثابت قدمی سے منظور فرمایا ہے۔ خصوصاً نمبر ۴ میں تو صاف یہ اقرار ہے "ہمیں اپنی ذات سے مدعو کیا ہے سو ہم حاضر ہیں" مگر برخلاف اس منظوری کے دخل کرکے فقرہ نمبر ۳ و ۵ میں تمام جرأت اور ثابت قدمی غت ربود ہوگئی اور منصفانہ پرحیلہ جواب دیا اور ہمارے پیام اسلام کے اس شعر کو سچ کر دکھایا ؎

الو التقام کا اور بحرانیوں کا یادکر قصہ
نہو انکار سے نابینا خاتم تجہہ کو رسوائی

کیوں نابینا اور اوسکے ممبر و اسکا نام قبول دعوت ہے؟ کیا اسکو حیلہ سازی نہیں کہتے؟ اے بہلے مانس اور نیک نہاد ــ جبکہ مسیح کے قتل صلیبی پر تمکو دل سے ایمان ہے تو ان حیلون اور فریبون سے کیا کام ہے سیدہے ہوکر جس کے ساتہہ مباحثہ

کیا تہا اوسی کے سامنے قسم کہاؤ اور مباہلہ کرو۔ کیا قسم کہانے کی اور مباہلہ کے لئے حضور مسیح الزمان علیہ السلام نے تم کو دعوت دی تہی؟ صرف یہ حجت کرکے مرزا صاحب نابینا کو عزت مقابلہ نہیں دینگے کیونکہ وہ کسی قوم کی طرف سے پیش نہیں ہوا۔ اسلئے ہم کہدینگے کہ دیکہو ہم نے مرزا صاحب کو مباہلہ کے واسطے بلایا تہا وہ نہیں آئے تم نے یہ پرمکر دجل کیا۔ مگر یہہ نہیں معلوم کہ مرزا صاحب کے مقابلہ سے آپ کے لارڈ بشپ صاحب انکار کرچکے ہیں۔ نابینا بیچارہ تو کس شمار میں ہے۔ اگر مرزا صاحب سے مباہلہ کی خواہش ہے تو اپنے خداوند یسوع کو آسمان سے بلاؤ کہ مسیح محمدی کے ساتہہ مقابلہ کرے اگر وہ نہ آوے تو کم ازکم اوسکے جانشین کو جو زمین پر اوس کی طرف سے موجود ہے مقابلہ کے لئے پیش کرو۔ اگر وہ بھی نہ آوے تو بشپ آف پنجاب کو کہو کہ وکالتاً مرزا صاحب سے مباہلہ کرلے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعوے مسیح موعود ہونیکا ہے اور وہ اپنے دعوے میں ازروئے توریت و انجیل و قرآن ایسا ہی صادق ہیں جیسا کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام اپنے اپنے دعاوی نبوت میں صادق تہے۔ پس ایسے مدعی کے مقابلہ میں قوم مخالف سے اس پایہ کا آدمی ہونا چاہیئے جس کا اثر تمام اوسکی قوم پر پڑے۔ نہ کہ ایک نابینا جو نہ کسی قوم کی جانب سے پیش ہوتا ہے نہ قوم اور مذہب اوسپر اپنے صدق دعوے کا مدار رکہتی ہے۔ اوسکا صرف یہی حق ہے کہ جسکے ساتہہ اوسنے مباحثہ کیا ہے جس نے اوسکو دعوت قسم پیشکی ہے۔ جسکی دعوت پر وہ قبولیت کا اظہار کرتا ہے۔ اوسی کے سامنے قسم کہاوے اور مباہلہ کرے۔ ورنہ انکار سے روسیاہی کا داغ کہاکر چپ ہو رہے۔ نابینا صاحب آپکو میں آپکا وہ جواب یاد دلاکر شرم دلاتا ہوں جو آپنے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلی کے سامنے درخواست مباہلہ پیشکرنے کے بعد دیا تہا اور جسکو اشتہار ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء میں تم نے شائع کیا ہے۔ جب تم نے مولویصاحب کو قسم کہانے کے لئے کہا تو مولویصاحب نے یہ جواب دیا تہا۔ "میں مباہلہ کے لئے طیار ہوں مگر اس شرط کے ساتہہ کہ پادری پارٹن صاحب میر مجلس معہ جملہ عیسائیان دہلی آویں" اس جواب مولانا کو تم نے منصفانہ جواب۔ پرحیلہ جواب۔ اور مصداق مثل مشہور کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچیگی کا ہے کہکر جواب الجواب یہہ دیا تہا کہ "مولویصاحب مناظرہ میرے اور آپکے درمیان ہے آپ اہل اسلام کی جانب سے اور میں مشن دہلی کی جانب سے مناظر ہوں اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں۔" اب ایمانداری سے کہو تم نے خود ہمارے مقابلہ میں ایسا ہی جواب نہیں دیا جسکو تمہاری ہی زبان نے منصفانہ اور پرحیلہ جواب کہا تہا۔ اور تمہارا جواب بھی مصداق اس کا کہ "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچیگی" نہیں ہے۔ سو یاد رکہو اور خوب سن لو کہ ہم تمہارا ہی پیش کردہ مسلم جواب تمہارے لفظوں میں دیتے ہیں۔ حافظ صاحب مناظرہ میرے اور آپ کے درمیان تہا آپ مشن کیجانب سے میں جماعت احمدیہ دہلی کیجانب سے مناظر تہا اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں پس آپ آئیں اور میں آؤں پہر قسم کہائیے ورنہ منہ نہ دکہائیے۔ آپ جبتک اُس جواب اپنی کو جو مولوی صاحب کے سامنے پیش کیا تہا اور اشتہار مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۶ میں سطر ۴ سے ۷ تک درج ہے غلط اور نامعقول نہ قرار دیں اسوقت تک مرزا صاحب علیہ السلام کا نام نہ لیں۔ اے نافہم تیرے ممبرون نے تجہکو دہوکہ دیکر کچہہ کا کچہہ چہپوا ڈالا اور پہلے اپنے اشتہار سالگذشتہ کو تو نے کسی سے نہ پڑہوالیا۔ اس سے زیادہ ذلت کس کو کہتے ہیں کہ جس بات کو اپنے حق میں نہایت نامعقول پرحیلہ لکہہ چکا اور مان چکا ہے اوسیکو بعینہ اوسی مقدمہ میں ہمارے مقابلہ میں معقول اور جرأت و ثابت قدمی بتلاتا ہے

شرم! شرم!! شرم!!!

قولہ۔ چونکہ فتح ہماری ہے ہم قسم کو منظور کرتے ہیں الخ۔

اقول۔ نابینا صاحب یہہ قسم کہانے کی منظوری آپ نے انجیل سے حاصل کی ہے یا ممبران کمپنی سے۔ اگر انجیل سے آپکو اجازت ملی ہے تو براہ مہربانی بہت جلد باب و آیت کا حوالہ لکہیں کہ کس انجیل میں جواز قسم ہے؟ اور انکار کرے سچی قسم اور گواہی سے اوسکو لئے انجیلی فتوے کیا ہے؟ اور مہربانی سے اس کی بہی کچہہ تفسیر فرمادیں "پر میں تمہیں کہتا ہوں ہرگز قسم نہ کہانا" متی ۵۔۳۴؟ ۔ اگر ممبران کمپنی نے آپ کو اجازت قسم دی ہے تو اس سے مطلع فرمادیں؟

اسوقت ہمیں عبد اللہ آتہم کا قسم نہ کہانا مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں یاد آیا اوس کو ہم آتہم ثانی کے سامنے پیش کرکے دریافت کرتے ہیں کہ دونوں میں کون سچا ہے؟ جبوقت آتہم کو حضرت مسیح الزمان نے چار ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دیا کہ وہ قسم کہاکر بیان کرے کہ پیشگوئی اسلامی سے اوسنے رجوع بحق نہیں کیا تو چار ہزار روپیہ انعام لے۔ اس کے جواب میں آتہم نے قسم کہانیسے انکار کیا اور اوسکے رفیق حال پادری ڈاکٹر ایچ۔ ایم کلارک ایم۔ ڈی۔ سی۔ ایم نے ایک اشتہار طبع

پنشل پریس امرتسر مرزا صاحب علیہ السلام کی خدمت میں بہیجا جسمیں مندرجہ ذیل قسم نہ کہانے کی دلیل شائع کی تہی۔

"جیسے قرآن کے حکم سے (مسلمان) سور کا گوشت نہیں کہا سکتے اسیطرح آتہم صاحب انجیل کے حکم سے قسم نہیں کہا سکتے۔ عیسائی کو قسم کہانا جائز نہیں ہے۔ اگر آتہم صاحب قسم کہاتے تو ثابت کردیتے کہ میرا عمل انجیل پر نہیں ہے۔" نابینا صاحب براہ مہربانی بتلادیں کہ ہنیری مارٹن کلارک امرتسری اس بیان میں جہوٹے ہیں یا آپ قسم کہانے میں جہوٹے ہیں؟ اور آتہم اول انکار قسم میں کاذب تہا یا آتہم ثانی اقرار قسم میں کاذب؟ اور ممبران کمیٹی جواب دیں کہ ان تینوں میں سے کون سچا عیسائی انجیل پر عمل کرنے والا ہے۔ اور کون جہوٹا عیسائی اور مخالف انجیل؟ آخر میں ہم آپ کو پہر متنبہ کرتے ہیں کہ اپنی مسلمہ پیشکردہ دلیل بمقابلہ مولوی عبدالمجید صاحب سے پہرنا اور جو جواب اونکو دیا تہا اوس کے خلاف ہم کو جواب دینا اور جس جواب مولوی صاحب کو پُر حیلہ سفطریا نہ قرار دیا تہا وہی ہمارے مقابلہ میں پیش کرنا ایمانداری ہے یا بے ایمانی؟ حسب اشتہار پیام اسلام قسم کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور تاریخ مقرر کرکے جلد ہفتہ تک اطلاع دو۔ اگر پہر تم نے حیلہ سے ٹال مٹول کا جواب دیا کہ مرزا صاحب علیہ السلام سے مباہلہ کرینگے تو آیندہ تم قابل خطاب نہ مستحق جواب سمجہے جاؤگے۔ پہر دوسرے طریق سے بذریعہ نار افشان لدہیانہ تمہاری پردہ دری اور عیسائیت کی قلعی کہولی جاویگی۔

فانتظروا۔

اور جو جواب "معدنقہ سکرٹری صاحب ایس پی جی مشن یا مسٹر مارٹن چیرمین جلسہ ہونا چاہئے۔ ورنہ ہم کوئی جواب نہ دینگے۔ مسٹر مارٹن صاحب میر مجلس اور پادری آلنٹ صاحب سکرٹری مشن سے ہماری درخواست ہے کہ اس مذہبی مباحثہ میں آپ بغیر معلوم کئے محض نابینا صاحب کے اشتہارات پر مدار نہ رکہیں ہر ایک جواب جو مشن کی جانب سے شائع ہوتا ہے آپکا مصدقہ ہونا چاہئے کیونکہ مذہبی حیثیت سے بہی اور عہدہ کے لحاظ سے بہی آپ مشن کے ذمہ وار ہیں۔ اور ہمارے اشتہار پیام اسلام کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہہ مناسب نہیں ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدے

الجیب ... علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ ... خادم مسیح موعود علیہ السلام

۶ مئی سنہ ۱۹۰۶ء

بعد خطبہ ماثورہ کے

خطبہ بروز جمعہ ۲۷۔ اپریل سنہ ۶

مطابق ۲۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۝ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ۝ ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وال ابراہیم وال عمران علی العالمین ۝ ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم ۝ اذ قالت امراۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم ۝ فلما وضعتہا قالت رب انی وضعتہا انثی واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ۝ فتقبلہا ربہا بقبول حسن وانبتہا نباتا حسنا وکفلہا زکریا کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ۝

ترجمہ مع تفسیر آویگا

اے سامعین قرآن مجید ایک ایسی زندہ کتاب ہے کہ اوسکے برکات اور فیوض قیامت تک باقی رہیں گے اسلیئے اوسکی نسبت فرمایا گیا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور اوس کی مثال اس طرح پر فرمائی گئی ہے ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا پس سراسر جہوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ دروازہ مکالمات الہیہ والہامات ربانیہ کا امت محمدیہ پر بند کیا گیا ہے خواہ آیات قرآن مجید کی الہام ہوں یا دوسری عبارات ہوں ہرگز یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ وللہ الحمد ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن مجید زندہ کتاب ہے دین اسلام زندہ مذہب ہے نبی کریم زندہ نبی ہیں اور جو قصص قرآن مجید میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ اون کے نظائر وامثال آنحضرت صلعم کے وقت میں بہی موجود ہوتے اور قیامت تک اون کے نظائر اسلامی دنیا میں واقع ہوتے رہیں گے یعنی اللہ تعالے کسیکو اتباع اپنے حبیب سے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ کسیکو آدم صفت نوح صفت ابراہیم صفت اور انبیائے آل ابراہیم کی صفت آل عمران یعنی مریم اور عیسے کی صفت کردیتا ہے اور کسی مثیل ذکریا گردانتا ہے حتی کہ جری اللہ فی حلل الانبیا کا لقب عطا فرما دیتا ہے اور یہ سب امور قرآن مجید کے احکام کی فرمانبرداری اور اتباع کامل نبی کریم سے حاصل ہوتے ہیں۔ والنعم ما قیل ؎

ہر کسے چون مہربانی میکنی
از زمینی آسمانی میکنی

لیکن بغیر اتباع کے کچہہ بہی حاصل نہیں ہوتا فان اللہ لا یحب الکافرین واضح ہو کہ آنحضرت صلعم کے وقت یہود بڑے بڑے دعاوی کرتے تہے حتی کہ کہتے تہے کہ نحن ابناء اللہ واحباءہ اون کے حق میں یہہ آیت زیر تفسیر نازل ہوئی ہے کہ اے پیغمبر صلعم ان یہودیوں سے تم کہدو کہ اگر اللہ تعالے کی محبت کا تم دعوے کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو کہ اللہ بہی تم کو اپنا دوست کر لیویگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیویگا کیونکہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ف۔ اللہ تعالے کی محبت اپنے بندہ متبع کے ساتہہ یہہ ہے کہ جو منافع دین ودنیا کے اوس بندہ کیلئے ضروری ہوں یا اوس کے لئے جو فوائد دارین کے مناسب ہوں اونکو پہونچاتا رہے اور جو لوگ اوسکی اتباع میں مارج ہوکر طرح طرح کے ضرر پہونچانے چاہتے ہیں خود انہیں کو معرض مضار اور مورد ذلت اور رسوائی کا کر دیوے چنانچہ جن صحابہ کرام نے آنحضرت صلعم کا پورا اتباع کیا اون کے مخالفین ذلیل ورسوا ہوکر ہلاک اور تباہ ہو گئے اور متبعین کاملین حسب الحکم آیت مذکورہ دین اور دنیا کے مالک کہلائے گئے چونکہ آیت ہذا میں جو پیشین گوئی مندرج ہے وہ پورے طور پر واقع ہوئی لہذا یہہ آیت ایک نشان نبوت کا ہوگئی۔ اور یہی آیت حضرت مسیح موعود کو الہام ہوئی تہی جسکو مدت تخمیناً ۲۴ سال کی ہوگئی ہے دیکہو اوس وقت کو اور اسوقت کو کیسی کیسی تصرتیں اوس کے شامل حال ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں اور مخالف اوسکے کیسے کیسے ذلیل وخوار ہوتے جاتے ہیں ایک طرف تو نظارہ یحببکم اللہ کا نظر آرہا ہے اور دوسری طرف فان اللہ لا یحب الکافرین کا نظارہ موجود ہے ؎

رحمۃ اللہ این عمل را در وفا
لعنت اللہ آن عمل را در قفا

بعض منافقین نے اس حکم تاکیدی اتباع پر یہہ شبہہ پیدا کیا تہا کہ آنحضرت صلعم تو اپنی اطاعت کو اللہ تعالے کی اطاعت قرار دیتے ہیں اور اپنی محبت کو اللہ تعالے کی محبت کہتے ہیں اس سے تو لازم آتا ہے کہ جسطرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو خدا قرار دے رکہا ہے یہہ بہی اپنے تئیں الٰہ قرار دینا چاہتے ہیں۔ جواب یہ دیا گیا کہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ مگر اوس کی اطاعت کیونکر ہو سکتی ہے اوس کا طریق یہہ ہے کہ کوئی ایسا واسطہ موجود ہو کہ ایک لحاظ سے ہم جیسا بشر ہو اور اللہ تعالے کے ساتہہ اوسکو ایسا قرب حاصل ہو کہ رسالت اوسکی احکام کی کر سکے جسکو دوسرے لفظوں میں رسول کہتے ہیں تو اسلیئے ارشاد ہوتا ہے کہ ان سے کہدو کہ میری متابعت بحیثیت رسول ہونے کے تم پر واجب ہے نہ اوس حیثیت سے جسطرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے میں رسول ہوں اسلیئے واسطے اطاعت اللہ تعالے کے میرا اتباع تم پر لازم ہے اگر اس فہمایش اور ہدایت کو بہی نہ مانیں اور روگردانی کریں جو موجب کفر ہے تو بے شک اللہ تعالے ایسے کافروں کو دوست نہیں رکہتا یعنے بغض رکہتا ہے۔ چنانچہ اس عدم محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مکذبین اور کافرین آنحضرت صلعم کے وقت میں ہی یا تو تباہ اور ہلاک ہوگئے یا جنکی قسمت میں تہا اسلام میں داخل ہوگئے۔ علے ہذا القیاس ھلم جرا مسیح موعود کے زمانہ تک کہ بحکم حدیث صحیح مسلم لا یحل لکافر ان یجد ریح نفسہ الا مات کے اوسکے مکذبین اور مکفرین بہی رسوا اور تباہ ہوگئے اور ہورہے ہیں پس بلحاظ اس کے کہ یہہ پیشین گوئی لطیف مندرجہ آیت پوری ہوئی یہ آیت ایک نشان نبوت کا ہوگئی۔ اب آگے اہل کتاب کا وہ استبعاد رفع کیا جاتا ہے جو اونکو حضرت خاتم النبیین صلعم کی نبوت کے بارہ میں تہا کہ بے شک اللہ تعالے نے تمام جہان کے لوگوں پر آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو چن لیا ہے کیونکہ یہہ سب اولاد آدم کی ہیں کہ بعض اون کے بعض کی نسل سے ہیں اور اللہ ہی سب کچہہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فائدہ۔ مراد یہ ہے کہ یہ امر تمہارے نزدیک مسلمات سے ہے کہ حضرت آدم جسطرح ابوالبشر ہیں اسی طرح ابوالانبیاء بہی ہیں یعنے نور اصطفا کا اولاً اون میں اللہ تعالے نے پیدا کیا اور چونکہ ہر اولاد اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے اسلئے ضروری ہوا کہ نور نبوت کا اونکی اولاد لایق کو بہی پہونچے چنانچہ ایسا ہی کچہہ ہوا کہ آدم کی اولاد میں شیث سے لیکر

حضرت ادریس تک وہ نور نبوت منتقل ہوتا لایق اولاد مین چلا آیا۔ اور اصطفا سے ہم نے نور نبوت اس لئے مراد لیا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ

انی اصطفیتک برسالاتی

یا حضرت ابراہیم اور اسحاق و یعقوب کے بارہ میں فرماتا ہے وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار پس مراد اصطفا سے وہی نور نبوت اور رسالت کا ہے جو آدم ثانی حضرت نوح کو بھی حاصل ہوا حتی کہ حضرت نوح سے ابراہیم کو مرحمت ہوا بعدہ حضرت ابراہیم کی اولاد مین حضرت اسمٰعیل و اسحاق کو ملا جو آل ابراہیم ہی ہین حضرت اسحاق کی اولاد مین یعقوب ہوئے یعنے اسرائیل جسکی اولاد مین کثرت سے انبیاء پیدا ہوئے اور حضرت عیص بھی یعقوب کی اولاد میں ہیں۔ جنکی ذریت مین کثرت سے بادشاہ ہوئے۔ بالآخر چونکہ عہد عتیق مین اللہ تعالے نے حضرت اسمٰعیل اور اسحاق دونون سے تورات میں وعدہ کیا تہا لہذا وہ وعدہ پورا ہوتا ہوا بنی اسرائیل میں چلا آیا حتی کہ بالآخر بموجب وعدہائے تورات کے بنی اسمٰعیل میں سے حضرت خاتم النبیین صلعم کو وہ نور نبوت تامہ اور نیز خلافت عامہ کا مرحمت ہوا اور کیونکر نہوتا کہ حضرت اسمٰعیل بھی آل ابراہیم مین داخل ہیں اور آل ابراہیم کے لئے وعدہ ہو چکا ہے پس اس دلیل سے جو مسلمہ اہل کتاب ہے لازم آیا کہ بنی اسمٰعیل میں بھی وہ وعدہ اصطفا اس شان سے پورا ہووے کہ تدارک مافات کا کردیوے اور مافات یہہ ہے کہ جس طرح سے من ابتدائے حضرت یعقوب تا عیسٰی بہ کثرت سے انبیاء بنی اسرائیل میں ہوتے چلے آئے اور بنی اسمٰعیل میں کوئی نبی اولوالعزم پیدا نہیں ہوا تو بنی اسمٰعیل میں ایک ایسا نبی عظیم الشان سید المرسلین و خاتم النبیین پیدا ہووے جو سب انبیاء بنی اسرائیل پر فائق ہو جاوے چنانچہ اس وعدہ کے پورا ہونے سے اون وعدون مندرجہ تورات کے تصدیق ہوگئے جو بڑے زور شور سے تورات میں اب تک موجود ہیں یہ ایک بڑی حجت ہی آنحضرت کی تصدیق نبوت پر جسکا جواب اہل کتاب سے ہرگز نہیں ہوسکتا ہے قال اللہ تعالے ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلو علیہم ایاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم۔

سوال اصطفائے آل عمران کو آخر مین بیان کرنیکے بظاہر کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آل عمران یعنے حضرت عیسٰے اور مریم بنی اسرائیل میں سے ہیں جو آل ابراہیم میں داخل ہو چکے ہیں پہر آل عمران کو مکرر آخر مین کیون بیان کیا گیا۔ ج اس تکرار میں ایک سر یہہ ہے کہ امت محمدیہ میں سے بہی آخر زمانہ مین ایک مثیل عیسٰے اور نیز مثیل مریم علم الٰہی میں پیدا ہونے والے تہے جسکو اللہ تعالے نے بطور مثل کے مومنون کے لئے سورۂ تحریم مین اسطرح پر بیان فرمایا ہے۔

وضرب اللہ مثلا للذین آمنوا الی قولہ تعالے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربہا وکتبہ وکانت من القانتین ﴿۲۰﴾ چنانچہ اس زمانہ آخری مین عیسٰے اور مریم کے نام سے ایک مجدد عظیم الشان پیدا ہوا پس اس لئے آل عمران یعنے عیسٰے اور مریم کو باوجود داخل ہونیکے بنی اسرائیل مین دوبارہ جو آل ابراہیم سے ہین آخر مین ذکر فرمایا گیا اور اسی لئے حضرت مریم اور عیسٰے کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ وجعلنٰہا وابنہا ایۃ للعالمین اس آیت میں اگر بہ تدبر غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ حضرت عیسٰے اور مریم نہ اپنے زمانہ مین آیۃ للعالمین ہوئے اور نہ بعد اپنے زمانہ کے آیۃ للعالمین ہونا اونکا ظاہر ہوا ہان البتہ ان کا آیۃ للعالمین ہونا اللہ تعالے کیطرف سے قرآن مجید میں نازل ہوا تہا اسلئے کلام نبوت مین عیسٰے موعود کے نزول کی پیشگوئی پیشین گوئی آخر زمانہ کے لئے بیان فرمائی گئی اور اس زمانہ آخری مین اپنے وقت پر ایک مجدد بنام عیسٰے و مریم پیدا ہوا جسکے سبب سے حضرت عیسٰے اور مریم کا نام نامی تمام عوالم مین روشن ہوگیا اور جو شرک اور بدعت حضرت عیسٰے یا مریم کے نام سے دنیا جہان مین پیدا ہوگیا تہا جسکے سبب اونکے آیت ہونیمیں بہی شبہات پیدا ہوئے تہے اوس عیسٰے موعود نے اوس سب کا محو کردینا چاہا ہے تاکہ عیسٰے و مریم جو بندگان مقبول الٰہی میں سے تہے آیۃ للعالمین ہو جاوین پس یہہ سر تہا آل عمران کو آخر مین مکرر ذکر فرمانے کا وھذا ما الہمنی ربی والحمد للہ رب العالمین اور یہی معنے ہیں اوس شعر کے جو کہا گیا ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چہوڑو
اوس سے بہتر غلام احمد ہے

مطلب یہ ہے کہ ایک مرد کامل امت محمدیہ کے طفیل سے حضرت عیسٰے کا نام دنیا جہان میں روشن ہوگیا ورنہ اہل کتاب نے جو یہود و نصارے نام کنندہ نکونامے چند ہیں بسبب اپنے کفر و شرک کے اور اپنی بداعمالیون کے سبب حضرت عیسٰے کا نام تو مٹنا ہی چاہا تہا بلکہ مٹا چکے تہے مگر ایک غلام احمدؐ نے اون کے نام کو دنیا جہان مین روشن کردیا پس ایک فرد کامل امت محمدیہ مین سے اونکے نام کے ساتہہ مبعوث ہوا اس سے امت محمدیہ کو کوئی فخر حاصل نہین ہوا بلکہ حضرت عیسٰے کو اس بعثت مسیح موعود سے فخر حاصل ہوا ہے والحمد للہ قال اللہ تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ الآیہ اسی لئے آگے اسکے حضرت مریم کی ولادت اور دیگر قصص متعلق اسکے بیان فرمائے جاتے ہیں اور تاکیداً ارشاد ہوتا ہے کہ ان قصونکو یاد کرتے رہو ایسا نہو کہ بہول جاؤ کہ عمران کی زوجہ نے کہا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ مین جو بچہ ہے تیری نذر کیا دنیا کے کامون سے آزاد کیا گیا۔ پس اے پروردگار میرے تو میری طرف سے یہہ نذر قبول فرما بے شک تو ہے سب کچہہ سنتا سبکی نیتون کو جانتا ہے ف بنی اسرائیل مین یہ دستور تہا کہ ماباپ اپنے بعضے لڑکون کو اپنی خدمتون سے آزاد کر کر اللہ تعالی کی نذر کردیتے تہے اور تمام عمر دنیا کے کامون مین نہیں لگایا کرتے تہے ہمیشہ مسجد میں عبادت کے لئے یا مسجد کی خدمت کرنیکے لئے اور دینیات کے درس کرنیکے لئے چہوڑ دیتے تہے۔ عمران کی زوجہ حنہ کو جب حمل ہوا اون نے حالت حمل ہی میں واسطے خالص رضامندی اللہ تعالے کے اوّل ہی سے حالت حمل مین یہہ نذر کرلی تہی تاکہ حالت حمل سے ہی شریعت اسلام مین یہہ دستور تو نہیں ہے لیکن اللہ تبارک وتعالے خود کسی شخص کو برگزیدہ کر کر خالص خدمت دین ہی کے لئے چن لیتا ہے اور اوسکی فطرت اور جبلت ہی ایسی پیدا کرتا ہے کہ دنیا کے کامون کی طرف اوسکو رغبت ہی نہیں ہوتی جیسا کہ کلام نبوت مین وارد ہوا ہے ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا اور یہی مراد ہے مولانا روم کے اس شعر سے ؎

اولیاء را کار عقبیٰ اختیار
اشقیا را کار دنیا اختیار
انبیا در کار دنیا جبریند
اشقیا در کار عقبیٰ جبریند

حضرت مریم کی والدہ نے حالت حمل ہی مین یہہ نذر کرکے یہہ دعا کی کہ متقبل منی اور مین سر یہہ تہا کہ اون کی تمنا دلی یہہ تہی کہ وہ بچہ پیٹ ہی میں اللہ تعالے کا مقبول اور محبوب ہو جاوے جسکو عرف میں ملک زادہ ولی کہتے ہیں اسی لئے انہوں نے دو صفتون سمیع و علیم کا بیان کیا کہ جس اخلاص سے مینے تیری جناب میں یہہ دعا کی ہے تیرے سوا اور کوئی اوسکا سننے والا نہیں اور جو میری تمنائے دلی ہے اوس کا علیم و خبیر بہی تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے یہہ قصہ حضرت مریم کی والدہ کے نذر کرنے کا اسلئے یاد دلایا گیا کہ وہان تو حضرت حنہ کی دعا سے مریم کو پیدا کیا تہا اور امت محمدیہ مین حسب الحکم آیت سورہ تحریم کے ہم خود ایک ایسا غلام احمد پیدا کرینگے کہ مریم صفت ہو کر دین محمدی کا ایسا خادم ہوگا کہ دنیا کے کامون سے بالکل آزاد اور محرر ہوگا اور اللہ تعالے کا محبوب اور مقبول ہوگا۔ اسلئے الہامات میں اس مسیح موعود کا نام مریم بہی آیا ہے معنے مریم کے کتب لغات میں خادم کے بہی لکہے ہیں یعنے خادم احمد یا غلام احمد یہہ دونون جو قریب المعنے ہیں یہہ فرمایا جاتا ہے کہ پس جبکہ جنا اوسکو کہا۔ اے رب میرے تحقیق مینے جنا اوسکو لڑکی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچہہ جنی اور بیٹا نہیں ہے مانند اوس بیٹی کی اور تحقیق مینے نام رکہا اوسکا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہون اوسکو اور اوس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

ف حنہ والدہ مریم کو یہہ خیال تہا کہ میرے شکم مین لڑکا ہی ہے اور لڑکا ہی محرر کیا جاتا تہا جبکہ اون کے لڑکی پیدا ہوئی۔ تو اون کو یہہ خیال آیا کہ شاید میری نذر قبول نہ ہوئی کیونکہ لڑکی واسطے خدمت بیت المقدس کے یا دیگر خدمات دینیہ کے لئے محرر نہیں ہوسکتی ہے اسلئے جناب باری مین یہہ عذر کیا یا بسبب حسرت کے یہہ مقولہ کہا ہو۔ مگر اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالے اسکی قدر و عزت خوب جانتا ہے اور لڑکا اس لڑکی کی برابری نہیں کرسکتا تفسیر کبیر وغیرہ مین اسکی دو توجیہیں لکہی ہیں اوّل تو یہ کہ تفضیل لڑکے کی لڑکی پر مراد الٰہی ہے۔ دوسرے یہہ کہ تفضیل اس لڑکے کی لڑکی پر مقصود ہے پس کلام الٰہی دونو توجیہون کو محتمل ہے یہہ کلام جو ذوالوجہین فرمایا گیا اوس مین سر یہ ہے کہ امت محمدیہ میں جو خیر الامم ہے ایک مجدد عظیم الشان بنام مریم علم الٰہی مین مذکور تہا جو دین محمدی کو زندہ کریگا لہذا ایسا کلام ذوالوجہین فرمایا گیا کہ دونون وجہیں صادق اسکے ہان اسقدر فرق ہے کہ لڑکی تو والدہ مریم نے ہی لڑکی کا مریم نام رکہا تہا

ہاں پر اللہ تعالیٰ نے خود بذریعہ الہام کے اوس عبد عظیم الشان کا نام مریم رکھا اور چونکہ یہ مولود ایک لڑکی کے ساتھ توام پیدا ہوا اور وہ لڑکی توام ونہیں ایام میں وفات پا گئی لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فعل سے بھی یہہ شہادت دی کہ اب دین عیسوی باقی نہ رہیگا (جسمیں محض مادہ اناث ہے کیونکہ عیسے صرف مریم کے مادہ ہی سے پیدا ہوئے تھے اور مرد کا اوس میں کچھہ دخل نہیں تھا) بلکہ دین محمدی اس لڑکے سے زندہ کیا جاویگا اور مادہ اناث فوت ہو جاویگا کیونکہ لیس الذکر کالانثیٰ اور یہی مراد ہے اوس شعر سے جو حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اوس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن ہاں چونکہ حضرت اقدس بنی اسرائیل میں سے ہیں لہذا دعا حضرت حنا کی اوس لڑکی کے حق میں بھی جسکا نام خود اللہ تعالیٰ نے مریم رکھا ہے قبول فرمائی گئی اور کیونکر قبول نفرمائی جاتی کہ یہاں پر تو خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہی نام اوسکا مریم رکھا ہے معنے مریم کے خادمہ کے ہیں یعنی خادمہ دین اور پھر دیکھو دوسری قدرت اللہ تعالیٰ کی کہ والدین نے جو اوسکا نام اللہ تعالیٰ نے رکھوایا وہ بھی ہم معنے مریم کے رکھوایا یعنے غلام احمد قادیانی جنہیں اوسکے سن بعثت کی تاریخ کا پتہ بھی بتلا دیا گیا اور پھر اس مریم اور اوس مریم میں ایک اور فرق یہ ہے پہلے مریم تو خادمہ مسجد ہی تھیں ... مریم جو غلام احمد ہے خادم دین اللہ الاسلام ... احمد علیہ السلام ہے دشتان ... ولنعم ما قیل ؎

حج زیارت کردن خانہ بود
حج رب البیت مردانہ بود

پہلے مریم تو صرف خانہ خدا کی خدمت کیلئے پیدا کی گئیں اسلئے ... تنی رہی اور دوسرے مریم جو غلام احمد ہے دین اللہ کی خدمت اور تائید اسلام کے لئے مبعوث ہوئے۔ اسلئے وہ مرد ثابت ہوئے پہلے مریم نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد نہیں ڈالی تھی بلکہ صرف خادمہ تھیں لیکن غلام احمد نے قادیان میں مسجد اقصیٰ کی بنیاد ڈالی پہلے مریم نے اپنی ذریتہ کے لئے مخلصا نہ دعا کی ... قبول ہوئی تھی اور غلام احمد کی ذریتہ کے اثبات ہونیکے لئے اللہ تعالیٰ نے خود الہاما اوسکو اطلاع دی چنانچہ فرمایا جاتا ہے پس اوس کے پروردگار نے مریم کو خوشی سے قبول فرمالیا اور اوگایا اوسکو اچھا اوگانا یعنے اوسکی ذریت میں سے ایک فرزند کامل پیدا کیا ف یعنے یہاں پر حضرت عیسے کو پیدا کیا

اور یہاں پر نفخ روح کر کر خود اوسی مریم کی ذات کو عیسے کر دیا وجعلناک مسیح ابن مریم اور پھر علاوہ اوسپر اوسکی اولاد میں سے ایک فرزند کامل مکمل پیدا کیا جسکی نسبت الہامات تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں تنبیک جسطرحپر کہ اولاد صالح سے دنیا میں نام نیک مشہور ہوتا ہے۔ اوسیطرحپر سنت الٰہی یہہ ہے کہ کسی کامل مکمل کے نام پر کسی زمانہ آخری میں کسی شخص کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے تاکہ دوبارہ اوسکو زندگی بخشے اور اوس پہلے شخص کا نام دنیا میں نیک نامی کے ساتھہ مشہور اور روشن ہو جاوے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرد کامل کو امت محمدیہ میں سے بنام مسیح ومریم اس آخر زمانہ میں مبعوث فرمایا تاکہ جسقدر شرک اور بدعات کفر جو اونکی طرف اقوام عیسائیان یا دیگر اقوام منسوب کرتے ہیں اون سے اون کو تطہیر فرما دیا جاوے کما قال اللہ تعالیٰ یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور یہی سر تھا اس آیت کے الہام ہونیکا جو مدت سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے ولنعم ما قیل ؎

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت یادگار

اور اب یہہ الہام قرآنی ذیل کا بھی پورا ہو گیا کہ حضرت مریم اور حضرت عیسے کی نسبت جو فرمایا گیا ہے وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین سبحان اللہ یہہ کلام الٰہی کیسا صادق اور مصدوق ہوا ہے ورنہ کوئی مخالف ہی ہم کو بتا دے کہ حضرت عیسیٰ باوجود اسکے کہ مدتہائے دراز سے اون کے نام کے ساتھہ تمام دنیا میں شرک کیا جا رہا ہے وہ کیونکر تمام عالموں کے لئے آیۃ اللہ ہو سکتی ہیں آگے فرمایا جاتا ہے کہ حضرت زکریا کو مریم کا خبرگیران اور تربیت کنندہ کر دیا جب اونپر زکریا محراب میں داخل ہوتے پاتے اون کے پاس رزق کہتے کہ اے مریم کہاں سے آیا تیرے پاس یہ رزق۔ تو مریم کہتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے تحقیق اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے حساب۔

ف پس وہاں پر حضرت مریم حضرت زکریا کی کفالت میں کی گئیں یہاں پر یہہ مریم یعنے غلام احمد آنحضرت صلعم کی کفالت تربیت میں اللہ تعالیٰ کیطرف سے ... کی گئی ؎

ذرا ... نادرانہ ... بدانم
کہ خانہ در دبستان محمد

فتبارک من علم وتعلم وہاں تو حسب روایات مفسرین کے غیر موسم کے میوہ جات ہی آتے تھے یہاں پر علاوہ ان میوہ جات غیر موسمی کے میوہ جات غذائے روحانی اور ثمرات نورانی و فرقانی جن سے تمام حقایق اور معارف اسلام کے منکشف ہوتے چلے جاتے ہیں متواتر آرہے ہیں وہاں تو اقلام اجاری سے قرعہ ... کر کر یہہ حضرت مریم ہی حضرت زکریا کی کفالت میں کی گئی تہی کہ وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم۔ اور یہاں پر اوس کے اقلام کے ذریعہ سے وہ کلمات اللہ جن کی نسبت وارد ہے کہ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ کل دنیا میں سات سمندروں پار تک پوہنچائے جاتے ہیں وہاں پر مریم کے پاس اگر جسمانی رزق صرف مریم کے لئے بے حساب آتا تہا یہاں پر علاوہ اس رزق جسمانی بیشمار رزق روحانی و قرآنی بے حساب تمام عالم کو پوہنچایا جاتا ہے کہ یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق۔ اب خلاصۃ المقال یہہ ہے کہ اگر یہہ مسیح موعود بنام عیسیٰ و باسم مریم اس آخر زمانہ میں مبعوث بنی اسرائیل میں سے نہوتا تو اصطفا آل عمران کا جو بنی اسرائیل میں سے ہیں کل عالمین پر کیونکر ثابت ہوتا اور پھر اصطفا بنی اسمٰعیل کا جو آل ابراہیم سے ہیں اسوقت کل عالمین پر کیونکر واضح ہوتا پس ثابت ہوا کہ اصطفا آل عمران کا حسب بیان مذکور مستلزم ہے اصطفا بنی اسمٰعیل کو اور اصطفا دونوں کا مستلزم ہے اصطفا آل ابراہیم کو نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جملہ اصطفا مستلزم ہیں اصطفا محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبین رحمۃ للعالمین کو وھو المدعا ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشانست
بیا بنگر ز غلمان محمد

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

کتبہ محمد احسن

استفسار اور انکے جواب

حضرت مولانا حکیم الامۃ دامت برکاتہم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور امام علیہ السلام نے سرمہ چشم آریہ میں روح کے خواص بترتیب جیسی بیس مذکور فرمائے ہیں اور کہتا ہے کہ یہ سب قرآن مجید سے مستنبط ہیں ..... لہذا التماس ہے کہ حضور باس ... مزوری الحل سوال کو مشرح فرماوین۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود ومہدی مسعود نے بیس خواص روح درج فرمائے ہیں جنکے تفصیل سرمہ چشم آریہ طبع دوم صفحہ ۱۵۱ پر ہے۔ قبل اسکے کہ خواص روح کے تفصیل اور ان آیات کا حوالہ دیا جاوے۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن مجید میں روح کا لفظ کلام الٰہی پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ۔ سورہ مومن ع وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا شوریٰ ع ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ نحل ع۔ اور نفس یعنی جان پر بھی مستعمل ہے جیسے ثم سواہ ونفخ فیہ من روحہ ۱۴/۲۱ مگر عام رواج ہو گیا ہے کہ نفس پر روح کا لفظ بولا جاتا ہے چنانچہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بھی اسی لحاظ سے لفظ روح بجائے لفظ نفس استعمال فرمایا ہے کہ مخاطب ایک ہندو تھا تاکہ اثنائے گفتگو میں کوئی غلط فہمی واقع نہو۔

خواص روح (نفس) مندرجہ سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۵۱ طبع بار دوم حسب ذیل ہیں۔

(۱) علوم اور معارف کیطرف شائق ہونیکی ایک قوت (۱) قل رب زدنی علما ۱۶/۱۵ (۲) یاایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ۷/۱۳ (۳) ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا ۵/۲۱

(۲) علوم حاصل کرنے کی ایک قوت۔ (۱) و یعلمھم الکتاب والحکمۃ ۱/۱۵ (۲) و علم ادم الاسماء کلھا ۱/۴ (۳) و علمکم ما لم تکونوا تعلمون ۲/۱۲ (۴) علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی ۵/۲۷

(۳) علوم حاصل کردہ کے محفوظ رکھنے کی ایک قوت (۱) وعلم آدم الاسماء کلھا ... قال یا آدم انبئھم باسمائھم ۴/۱ (۲) ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللہ فلیکتب ۳/۷ (۳) ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخریٰ ۳/۷ (۴) علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی ۵/۲۷

(۴) محبت الٰہی کی ایک قوت (۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ۱۲/۳ (۲) وآتی المال علی حبہ ۲/۱ ۔ (۴) فسوف یاتی اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیمت
فی ڈبیہ صہ

ایک انکشاف

وزن ۵ تولہ
خوراک ۲ ماشہ

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الٰہی میں کیونکر کروں شکر تیرا — تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا — زمین اور سما میں ہے ذرہ کا جتنا
کئے فضل تو نے ہیں مجھ پر تو لاکھوں — ہے چہرہ بھی دیکھا نہ تیرا اپنی آنکھوں
کروں کسطرح شکر پھر تیرا مولا — میں عاجز ہوں گندہ ہوا اور بندہ تیرا
قلم جس لئے میں نے اب ہے اٹھائی — تو واقف ہے اس سے جو ہیں میں بھلائی
مرادیں ہمیشہ تو بر لانے والا — جو مانے تجھے اوس کا غم کھانیوالا
مراد اس سے ہے جو وہ کردی تو پوری — تو قادر توانا ہے بندہ کو حضوری

خدا تعالےٰ کے احسان و کرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ اوس نے ہندوستان بھر میں اور اوسکے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کسطرح اپنا گرویدہ بنا لیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں ڈھکی نہیں۔ اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپ کے کان تک ضرور پہونچ چکے ہوں گے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اس کا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہ ہوا اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

اب مجھے جو کچھ آپ سے کہنا ہے وہ یہہ ہے

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدی گدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہاں تک کوتہ اندیشی سے کام لیا کہ ہیر دیجات سادہ لوح لوگوں کو دہوکہ میں ڈالنے کیلئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بعینہٖ نقل ہی کر دی۔ اور سطح نام کے تہوڑے سے تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کر دیئے۔ اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں معاً یہی سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں علاوہ بعض نے شروع ہی سے یہہ بھی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار انکے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تہا۔ خدا تعالےٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرماوے تا یہ لوگ اس ہٹ پرستی سے باز آویں اور سمجھیں کہ رزاق صرف اوسکی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے

ان اشتہاروں سے یہانتک لوگوں نے دہوکہ کہایا کہ

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہونچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلان جگہ سے یا فلان اخبار سے ملا ہے لہذا آپ مہربانی کرکے اتنی ڈبیہ بہیجدیں۔ تب اون کو جواب لکھے گئے کہ آپنے دہوکہ کہایا ہے ہمارا اشتہار کوئی اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اسکو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم برسر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑہنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے۔ اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا تو یقیناً آپکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے۔ اور اس اشتہار دینے والے کی منشاء کیا ہے۔

یہہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ انکی دوائی نہ خریدیں۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خدا تعالےٰ سب کا رزاق ہے یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اوسکا معاوضہ ہوگا۔

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہتے ہو تو رزاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو جس سے وہ کامیاب ہوا اور نہ خالی اشتہار چوری اور ہیر پہیر سے سوائے خسران کے کچھ نصیب نہ ہوگا اور عاقبت نہایت برباد ہوگی۔

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتا دیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں (واللہ عزیز ذو انتقام) دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میاں سنگھ نے ممیرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہانتک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تہا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریبًا ہر ایک اشتہار میں ممیرے کا سرمہ موجود ہے۔ مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا۔ اور دوسروں کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد و لجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال بھی بنا لیا تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے۔ مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو۔ لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے۔

اب ناظرین سے میری اک عرض یہہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دہوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھکر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں میں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ یہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کے لئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے۔

حکیم محمد حسین قریشی
موجد مفرح عنبری — کارخانہ رفیق الصحت — **لاہور**

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونیوالی بفضلہٖ یہی دوائی ہے جسکا نام **مفرح عنبری** ہے۔

الحکم

چہپہ ہم بانو گرانی پہاد رقادیان بہنی — دوابینی شفا بہنی غرض دارالامان بہنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب (احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے

(۵) بی بی اعانت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و کشوف — (۲) میڈیکل سکول کے خارج شدہ طلباء کو حضرت مسیح موعود کی نصیحت

(۳) اخبار قادیان

(۴) مدارس کی خبریں

(۵) ایک مطالبہ

(۶) استفسار اور ان کے جواب

(۷) وکیل اسلام — احمدی بہائیوں سے ضروری التجاء — زلزلہ

(۸) اشتہار مفرح عنبری

(۹) اشتہارات

نمبر ۱۸ — قادیان دارالامان — مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ — جلد ۱۰

تازہ الہامات و کشوف

ورؤیاء

۱۸ مئی ۱۹۰۶ء — ۱ — رؤیا میں دیکھا کہ کوئی شخص طاعون کے متعلق کہتا ہے۔

" ابتک پیچھا نہیں چھوڑتی "

۲ — الہام ہوا

" زندگی کے آثار "

اس وحی الٰہی کے تھوڑی دیر بعد سیٹھ عبدالرحمان صاحب کا مدراس سے تار آیا جس میں سیٹھ صاحب کی بیماری سے افاقہ کی خبر تھی — فرمایا۔ پہلے تار کا تار بھیجا — اور پیچھے بندوں کا۔ اس الہامی خبر سے صرف یہ سمجھا گیا کہ جس مضمون کا تار روانہ کیا گیا تھا اس مضمون سے خدا تعالیٰ نے اطلاع دیدی۔

۲۰ مئی ۱۹۰۶ء

(۱) اِنّی مع الافواج اٰتیک بغتۃً

ترجمہ — میں فوجوں کے ساتھ تیرے پاس یکایک آؤنگا۔

(۲) اُریک زلزلۃ الساعۃ

اِنّی احافظ کلّ من فی الدّار

ترجمہ — میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤنگا — جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔

میں اون سب کی حفاظت کرونگا جو اس گھر میں ہیں۔

۲۳ مئی ۱۹۰۶ء — تَرُدُّ علیک انوار الشباب

سباتی علیک زمن الشباب — وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بشفاءٍ من مثلہٖ — ترد علیہا روحہا وریحانہا۔

یعنی تیری طرف نورانی جوانی کی قوتیں جوانی کی رونق واپس آئیگی — اور تیرے پر ایک زمانہ جوانی کا آئیگا جوانی کی قوتیں دی جائینگی — تا خدمت دین بہتر طور ہو — اور اگر تم اے لوگو! ہمارے اس نشان کی نسبت شک میں ہو تو اس کی نظیر پیش کرو — اور تیری بیوی کی طرف بھی صحت اور تازگی رد کی جائیگی۔ فقط

ان الہامات کا باعث یہ ہے کہ عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے — بجز دو وقت ظہر اور عصر کے نماز کے لئے بھی نہیں جاسکتا — اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں — اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں — تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے جسم بالکل بیکار ہو رہا ہے اور جسمانی قوی ایسے مضمحل ہو گئے ہیں — کہ خطرناک حالت ہے — گویا مسلوب القوی ہوں اور آخری وقت ہے — ایسا ہی میری بیوی دائم المرض ہے — امراض رحم و جگر دامنگیر ہیں — پس میں نے دعا کی تھی — کہ خدا تعالیٰ وہ مجھے بھی قوت جوانی کے عالم کی عطا کرے تا میں کچھ خدمت دین کر سکوں اور اپنی بیوی کی صحت کے لئے بھی دعا کی تھی — اسی دعا پر یہ الہام ہوئے ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے — خدا تعالیٰ ان کے بہتر معنے جانتا ہے — صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائیگا اور مجھے وہ قوتیں عطا کرے گا جن سے میں خدمت دین کر سکوں — واللہ اعلم بالصواب۔

اور اس میں یہ بھی خوشخبری ہے — کہ اللہ تعالیٰ میری بیوی کو بھی صحت اور تندرستی عطا کرے گا۔

میڈیکل اسکول کے خارج شدہ طلباء کو حضرت مسیح موعود کی نصیحت

لاہور میڈیکل اسکول کے جن طلباء نے اپنے اوستادوں سے ناراض ہو کر اتفاق کرکے مدرسہ جانا بند کر دیا ہے — ان میں سے دو طالب علم (عبدالحکیم صاحب اور ایک اور) قادیان میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ۲۱ مئی کو حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ گذشتہ اور پرنسپل کا — ۳۱ مئی تک داخل ہو جانے کی اجازت دیدینے کا ذکر کیا — آپ نے فرمایا کہ آجکل اس قسم کی کارروائیاں گورنمنٹ کے ساتھ بغاوت کی طرف منسوب کی جاتی ہیں — اور ان سے بچنا چاہئے میرے نزدیک اس معاملہ کو ترقی نہیں دینا چاہئے اور پرنسپل کی اجازت سے فائدہ حاصل کرکے داخل ہو جانا چاہئے — جن اوستادوں کے ساتھ تم نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے ان کو اندر ہی اندر تنبیہہ کی گئی ہوگی — اور امید نہیں کہ وہ آیندہ تمہارے ساتھ برا سلوک کریں — گورنمنٹ ایسے لوگوں کو بغیر بازپرس نہیں چھوڑتی گو عام اظہار اس بات کا نہ کیا جاوے — علاوہ اس کے تمہیں چاہئے کہ اگر انہوں نے بداخلاقی کی ہے — تو تم ان سے اخلاق سیکھو — اور اگر تمہیں کبھی ایسی افسری کا موقعہ ملے تو تم اخلاق کا برتاؤ — اپنے شاگردوں اور ماتحتوں کے ساتھ کرو — اور جو قسمیں تم نے ضد پر کھائی ہیں وہ ناجائز ہیں — ناجائز قسم پر قایم رہنا گناہ ہے — خدا نے اسلامی شریعت میں یہی حکم دیا ہے — کہ ناجائز قسموں اور ناجائز اقراروں کو توڑ دیا جاوے — وقت کو ضائع کرنا اچھا نہیں — اپنے آپ کو پریشانی میں مت ڈالو — اور اپنے مدرسہ میں داخل ہو جاؤ۔

دارالامان کا ہفتہ اور سلسلہ کی خبرین

۱- حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل بیت اور دیگر خدام بخدا اچھی طرح سے ہیں -
(۲) بزرگان ملت کی صحت تسلی بخش ہے - فاضل امروہی ۲۹ مئی کو وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں - آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ الحکم کی ہر اشاعت میں انکا کوئی مضمون شائع ہوا کرے گا - انشاء اللہ -
۳- حیدرآباد دکن سے ہمارے دیرینہ مہربان اور محترم بھائی مولوی محمد سعید صاحب مع دوستوں کے تشریف لائے دو تین ہفتہ قیام کرینگے -
پنڈی گھیپ سے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سعادت اندوز ہوئے - ایک ہفتہ رہ کر واپس چلے گئے -
منشی برکت علی صاحب شملہ سے آئے - اسکے علاوہ اور کئی مہمان مختلف جگہ سے آئے اور چلے گئے -
(۴) آج مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایمپائر ڈے منایا جاویگا جس میں گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور سچی خیر خواہی کے متعلق تقریرین ہونگی - اس جلسہ کے میر مجلس جناب مرزا محمد افضل بیگ صاحب انسپکٹر ٹھگی و ڈکیتی حال رخصتی قادیان ہونگے - مفصل حالات دوسری جگہ دئے جاوینگے -
(۵) ایڈیٹر الحکم کے خلاف جو مقدمہ زیر دفعہ ۴۲۲ یہان کے بعض شورہ پشت لوگون کی تحریک سے ہوا تھا - اس مین فریق مخالف نے دست برداری دیدی اور فتنہ پردازون کو نامراد رکھا - خدا تعالے کا محض فضل ہے -
(۶) ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب اپنی رخصت پوری کرکے دہلی واپس چلے گئے - دہلی کی جماعت خدا کے فضل سے دن بدن بڑھ رہی ہے - ۴ نئے احمدی سلسلہ مین داخل ہوئے اللّٰھم زد فزد - میر قاسم علی صاحب تبلیغ میں ازبس مصروف ہیں - احمد مسیح مباہلہ کی منظوری کے بعد خاموش ہے -
۷- ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لاہور کے الاخوان کلب کی طرف سے جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ عالیہ کے مکان واقع انارکلی میں ٹی پارٹی دی گئی - اور ایک ایڈریس دیا گیا - ڈاکٹر صاحب کا جواب تسلی بخش اور امید افزا تھا -
(۸) مرزا عزیز احمد صاحب نبیرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علی گڈہ کالج میں تعلیم پانے کے لئے آج روانہ ہوئے -

متفرقات

غیر احمدی سے نکاح

حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں ایک شخص نے لکھا ہے کہ ایک شخص جماعت احمدیہ میں سے اپنی لڑکی یا ہمشیرہ کا تعلق شادی اس شخص کے ساتھ کرتا ہے جو ہمارے سلسلہ کا مخالف ہے مگر ... کی ہے - کیا یہ رشتہ اسکو کرنا چاہیئے - ؟
ایک احمدی نے اس سے رشتہ مانگا تھا ... اسکو صاف جواب دیکر غیر احمدی ... کرنا چاہتا ہے ! -
حضرت حکیم الامۃ نے اس سوال کے جواب کے لئے اس اشتہار کا حوالہ دیا ہے جو ۷ - جون ۱۸۹۸ء کو حضرت اقدس نے شائع کیا تھا میں اسکا وہ حصہ جو اس جواب کے متعلق ہے درج کرتا ہوں اور وہ یہ ہے -
" انکے باہمی اتحاد بڑھانے کے لئے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیون اور لڑکون کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے - یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویون کے زیر سایہ ہو کر تعصّب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں - ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہوگئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کرکے اسی جماعت میں داخل نہون ....
کچھ بھی ضرورت نہیں ہے کہ ایسے لوگون سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجّال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگون کے ثنا خوان اور تابع ہیں ....
یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگون کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا - اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں - سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے "
اشتہار مذکور کے اصل الفاظ درج کردیئے ہیں اسپر کسی حاشیہ کی حاجت نہیں -

ضرورت

۱- شیخ محمد صاحب احمدی بنگالہ ضلع ہوشیارپور سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں اخبار ملے وہ خرید نہیں سکتے کوئی بھائی ان سے سلوک کرین -
۲- فصاید قاآنی کی ضرورت سید ضیاء الحق صاحب ہیڈ ماسٹر وکٹوریہ ہائی سکول کٹک ملک اڑیسہ کو ہے اگر کسی کے پاس ہو تو عاریتاً یا قیمتاً انہیں بھیجدے -
۳- مولوی محمد امین صاحب دالوی کے لئے احباب دعا کریں -

۴- میان غلام حسن کشمیری جو بڑا مخلص اور دیندار احمدی ترگڑی ضلع گوجرانوالہ کا تھا فوت ہوچکا ہے جنازہ غائب پڑھا جاوے - ایسا ہی مہاجر الدین صاحب مرحوم ساکن ترگڑی کا جنازہ بھی پڑھا جاوے -

اطلاع

۱- دفتر الحکم میں اب مراسلات اس کثرت سے آتی ہیں کہ کل کی کل درج کرکے بھی اکثر دفعہ کیلئے گنجائش نہیں - نئی اسلئے اگر کسی کا مضمون دیر سے درج ہو تو مجھے معذور رکھیں -
۲- جماعت پشاور کی طرف سے الحکم کے متعلق بعض شورون پر مشتمل ایک چٹھی میرے پاس پہونچی ہے - ایسی بحثیں اگر اخبار مین شروع ہوں تو پھر اخبار اصل مقصد سے دور چلا جاوے - اور اگر ایک خط درج ہو تو پھر سب درج ہوں - اسلئے جماعت مذکور کی خدمت میں ایڈیٹر حکم بطور پرائیویٹ جواب بھیجے گا - جس کو امید ہے جماعت مذکور پسند کرے گی - انشاء اللہ العزیز -

ایک مطالبہ اور اوس کی ادائگی

مکرمی جناب شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں سنتا ہون کہ مولوی غلام دستگیر قصوری کے مباہلہ کا جب کہیں ذکر آتا ہے تو ایڈیٹر مولوی فاضل ہمیشہ یہی کہ دیا کرتا ہے کہ مولوی مذکور کی کتاب میں اس مباہلہ کا کہیں ذکر ہی نہیں ہرچند کہ مجھے اخبار اہلحدیث کے دیکھنے کا بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے - مگر پھر بھی میں اپنے حافظہ پر زور ڈال کر یہ کہہ سکتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہم لوگون سے اس امر کا مطالبہ کیا تھا کہ ہم اگر ان کو مولوی قصوری کی کسی کتاب سے مباہلہ کی اصل عبارت دکھا دین گے تو ایڈیٹر اہلحدیث آئندہ کے لئے پختہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف لکھنا چھوڑ دیگا چونکہ ایڈیٹر صاحب مذکور کا یہ وعدہ مشروط ہے اس لئے میں رسالہ فتح رحمانی مصنفہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مطبوعہ احمدی پریس واقع لدہانہ کے صفحات ۲۶ و ۲۷ کی مطلوبہ و اصل عبارت (اللّٰھم یا ذوا الجلال والاکرام یا مالک الملک - جیسا کہ تونے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دعا اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تھا - ویسا ہی دعا والتجا اس فقیر [illegible]وری کان اللہ لہٗ سے (جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید مین حتی الوسع ساعی ہے) مرزا قادیانی اور اوس کے حواریون کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین - انک علی کل شئ قدیر - وبالاجابت جدیر آمین) پیش کرکے دیکھنا چاہتا ہون - کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے قول کے کہان تک پابند ہیں -
بھلا مباہلہ کا کونسا رنگ ہے جو اس عبارت مین موجود نہیں - کیا حضرت محمد طاہر کی طرح مصنف رسالہ فتح رحمانی کی یہ خواہش نہیں تھی کہ وہ بھی اپنے وقت کے مدعی مہدویت و مسیحیت کو نصیب اعدا فقطع ہوتا دیکھ لیتا مگر افسوس کہ مصنف رسالہ مذکور کی یہ آرزو ہرگز پوری نہ ہوئی بلکہ خود اس کی موت نے ثابت کردیا کہ آیت کا حضرت مرزا صاحب کو آیت فقطع دابر القوم الذین ظلموا کا مورد ٹھیرانا حد درجہ کی معصیت اور ہلاکت ہے - بہرحال مولوی غلام دستگیر صاحب کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہون نے جناب مرزا صاحب کے دعوے پر صحت کی مہر کردی - ہان اگر امرتسری مولوی فاضل صاحب نہ مانیں تو پھر انہیں چاہیئے کہ اپنے انکار کے ساتھ اتنا اور بھی شائع کردیں کہ آیت فقطع دابر القوم الذین ظلموا میں (نعوذ باللہ) اب وہ اثر نہیں رہا جو کبھی پہلے ہوا کرتا تھا - اخیر میں پھر اپنے مضمون بعنوان امرتسری اخبار کی طرف توجہ دلا کر آپ سے اوس آیت و حدیث کا مطالبہ کرتا ہون کہ جس سے آپ غیر صالح انسان کا رفع مانے ہوئے ہیں -
دیگر جب تک آپ مضمون مذکورہ بالا کی آخری دو آیتون کی تطبیق سے اطلاع ندین گے اُس وقت تک ہم بھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑین گے -

راقم ناچیز محمد حسین مسافر

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہ پہونچا ہو تیسرے اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرین - ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا + منیجر -

سنبھل کر چلو ایسا نہو کہ ٹھوکر کھاؤ

ماموریں اور **مرسلین** کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور انکا ساتھ دینا جسقدر مشکل ہے اس سے کہیں زیادہ اس تعلق کو نباہنا اور اسپر ثابت قدم رہنا مشکل ہوتا ہے اسلئے کہ ان لوگوں کے ساتھ قدم قدم پر ابتلا اور ٹھوکریں ہوتی ہیں اور انکی راہ باوجود صراط مستقیم ہونے کے کچھ ایسی نشیب و فراز گھاٹیاں اپنے اندر رکھتی ہے کہ خدا تعالے کے فضل کے سوا بڑے بڑے جوانمرد اور شیر دل انسان ہی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ کوئی ان کے ساتھ نہیں ہوتا پھر دنیا ایک زبردست رو کی طرح انکی طرف جھکتی ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ مختلف ابتلاؤں اور امتحانوں کی چکی چلتی ہے اور کم ہمت غدار اور غیر مستقل مزاجوں کو الگ کر دیتی ہے۔ اسلئے جب اللہ تعالے کے فضل سے کسی کو یہ موقع مل جاوے کہ وہ کسی صادق کو اپنے وقت پر شناخت کر کے اسکے ساتھ ہو جاوے تو اسکو سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالے سے ثبات قدم کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے تا ایسا نہو شیطان اسپر قابو پا کر اسے نیچے گرا دے۔

غرض

یہ عام سنت اللہ ہے کہ ماموریں و مرسلین کا وجود بہت ابتلاء لیکر آتا ہے۔ اور انکے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے آرام دہ اصول یہی ہے کہ انسان **صدیقی فطرت** پیدا کرے اور رضاء اور تسلیم کو اپنا شیوہ قرار دے۔ یہی وجہ ہے جو اللہ تعالے نے کہو کر فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن ہو سکتا ہی نہیں جبتک وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر دل و جان سے رضا مند نہو جاوے اسپر اعتراض چوں و چرا ہو ہی نہیں۔ جس وقت تک یہ فطرت پیدا نہو خطرہ ہی خطرہ ہے اور شیطان کو مختلف رنگوں اور صورتوں میں حملہ کرنے کے لئے موقع مل سکتا ہے۔

مجھے اس مضمون کے لکھنے کی تحریک اس **الہام** سے ہوئی ہے جو ابھی ۶ مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ان الفاظ میں ہوا ہے۔ ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون وعد علینا حق۔

یعنی ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتھ بات نکر جو ظالم ہیں یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں اور دنیا کے ہموم و غموم میں لگ کر دین کے پہلو سے لاپرواہیں میں انکو ضرور غرق کرونگا اور ناکامی میں مرینگے یہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا۔ اس الہام کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے جو دنیا کے ہموم و غموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور جو دین کی فکر اور غم سے لاپرواہیں گویا خدا تعالے مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کر

ان کی شفاعت مت کر کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مر گیا ہے ان کی دنیا بھی مرنی چاہیئے ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ دشمنوں کے لئے پس اس قرینہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو مگر ایسے لوگوں کے لئے یہی ضروری ہے کہ بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر ان کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے مخالف ہے۔

یہ الہام جسقدر انذار جماعت کیلئے اپنے اندر رکھتا ہے اسپر مجھے کسی حاشیہ چڑھانے کی حاجت اور ضرورت مطلق نہیں۔ اس سے بڑھ کر خوفناک امر میں تمہیں یہ سناتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام جہاں ایک طرف اپنی جماعت کے استقلال اور ثبات قدم کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں وہاں دوسری طرف آپ کی دعاؤں کا یہ بھی جزو ہے کہ جو خشک ٹہنیاں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جاویں۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے کسقدر خوف کا مقام ہے۔ ان لوگوں کو تو کسی شخص کی قطعاً کوئی پروا نہیں ہوتی کہ اگر فلاں شخص ہمارے ساتھ نہو گا تو ہم کو نقصان پہونچیگا۔ وہ مخلوق کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں ہاں اس امر کے بیشک حریص ہوتے ہیں کہ خلق اللہ کو ہدایت ہو اور مخلوق تباہ اور ہلاک ہونے سے بچ جاوے۔ مگر خدا تعالے کی عظمت اور جلال کے مقابلہ میں وہ ذلیل دنیا کی ہلاکت کی ذرا پروا نہیں کرتے۔

اسوقت ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب کو ابتلاپیش آیا ہے اور انہوں نے حضرت حجۃ الاسلام امام کے حضور سر تسلیم خم کرنے کی بجائے اپنے علم و عقل اور اپنی راستبازی اور دینداری پر بھروسہ کر کے خدا تعالے کے مامور پر حملہ کیا ایسی حالت میں کہ انہیں اتنا ہی الہام ہوتا ہے یہ خدا تعالے کا غضب ہے جو اس شخص پر بھڑکا ہے اللہ تعالے رحم کرے۔ اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ احباب کو مطلع کروں کہ وہ اسوقت ہوشیار ہو جاویں ایسا نہ ہو کہ شیطان کسی راہ سے انہیں آکر ہلاک کرے اور اپنا قابو پائے۔ جیسا کہ خدا تعالے وعدہ کر چکا ہے بعض افراد ہونگے جو اس سلسلہ سے کاٹے جاویں گے لیکن دعا کرو کہ وہ ہم نہیں اگر اسوقت اس عذاب الہی سے جو نافرمانوں اور سرکشوں پر آیا ہم میں ہمارا امام اور خدا کا برگزیدہ دعا اور شفاعت سے بھی روک دیا گیا ہے بچنے کے لئے استغفار اور دعاؤں میں ہم لگ جاویں تو کیا عجب بیڑا پار ہو جاوے۔ ورنہ معاملہ بہت خطرناک ہے جبتک خاتمہ بالخیر نہو جاوے مت سمجھو کہ ہم فائز المرام ہو گئے۔

ارتداد کی پیشگوئی آج سے نہیں دیر سے ہو چکی ہوئی ہے اور یہ بہت خطرناک ہے اسلئے آؤ ہم اس آگ سے بچنے کی سعی کریں اور خدا کرے کہ وہ وقت ہم پر نہ آئے کہ ہم اپنے مولا امام کی دعاؤں سے الگ کئے

جاویں۔ اسکے لئے میرے اپنے خیال میں جو راہ ہے وہ یہی ہے جس سے ہم کی زندگی بسر کرنے کی سبیل نکل سکتی ہے کہ ہم امام کے حضور اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں اور خیالوں کو یکدم چھوڑ دیں اس کی رضی اور حکم کے ساتھ ہماری اپنی رضی اور غرض کوئی نہو اسکے فیصلہ پر ہمارے دل میں انشراح اور طبیعت میں انبساط پیدا ہو۔ اسکی کوئی حرکت و ادا ہمارے لئے بدنما اور مورد اعتراض نہ ہو۔ ظالم طبع اور کمینہ فطرت مخالف میرے اس فقرے پر کئی قسم کے اعتراض کرنے کو طیار ہونگے لیکن میرا روئے سخن ان لوگوں کیطرف ہے جنہوں نے اس سلسلہ کو قبول کیا ہے اگر انہوں نے سچائی سے قبول کیا ہے اور فی الحقیقت اس سلسلہ کو خدا تعالے کی طرف سے سمجھا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے میں خدا تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہے پھر وہ بتائیں کہ انکی اپنی رائے اپنا منشاء امام کی رائے اور منشاء کے سامنے کیا باقی رہ سکتا ہے۔ چاہتے ہو کہ عافیت کے دن گذریں تو اصل یہی ہے کہ اس دانہ کی طرح ہو جاؤ جو زمین میں دبا دیا جاتا ہے اور جو اپنی زندگی اور ہستی کو کھو دیتا ہے۔ پھر وہ نشو و نما پاتا اور پھل پھول لاتا اور مایہ حیات کا جزو ٹھیرتا ہے جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔

دوستو! یہ راہ بہت خطرناک ہے ہم بڑی بھاری ذمہ داری کے نیچے ہیں۔ مینے جبسے اس الہام کو پڑھا ہے اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے حالات پر اطلاع ہوئی میں بہت ڈر گیا ہوں۔ اللہ تعالے اپنا فضل کرے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر کرے (آمین) یہ خطرناک مرحلہ آیا ہے وہ لوگ جو کشوف و الہامات کے مدعی جو اپنی تحریروں اور تقریروں میں پر زور الفاظ میں تصدیق کر چکے ہیں اور جنہیں اپنی نیک کرداری پر ناز ہے انکی یہ حالت ہے تو میں اور دوسرے کس شمار میں ہیں۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر بیڑا پار ہونا مشکل ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں سے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اور خدا تعالے کے فضل کو مانگیں تا وہ ہمیں ہر قسم کی ٹھوکر سے محفوظ رکھے۔ میں اس مختصر نوٹ کو اس پیشگوئی پر جو آج سے قریباً دس سال پیشتر شائع ہو چکی ہے ختم کر دیتا ہوں تا کہ ہم اسکو پڑھکر فائدہ اٹھائیں اور خدا کے فضل کے امیدوار ہوں۔ (وہ پیشگوئی یہ ہے)

میں ایسے لوگوں کو مطلع کرتا ہوں کہ یہ تو فتح ہے اور کامل فتح اس سے کوئی انکار نہیں کریگا مگر خبیث القلب لیکن صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہو گا اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالے کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر

اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں میں جانتا ہوں کہ خدا تعالے میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرہ سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر **فتحیاب** ہونگا مجھکو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤنگا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھولکر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں میں کسی کی پروا نہیں رکھتا میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا کبھی نہیں چھوڑیگا کیا وہ مجھے ضائع کر دیگا۔ کبھی نہیں ضائع کریگا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندوں کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اسکی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اسکا جلال چمکے اور اسکا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگلوں میں مجھے طاقت دیگئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں جنکو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائینگے اور ان کا پچھلا حال اون کے پہلے سے بدتر ہو گا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالے کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائینگے کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر محض اسکے فضل اور رحمت سے پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں انکو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے ؎

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را + مرشوی کردہ را نبود زیب دختری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

تفسیر فرمودہ حضرت حجۃ اللہ فی حلل الانبیا ونیز حضرت حکیم الامۃ سماعت فرمودہ اند (یہ مضمون) حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو روبرو جلسہ کے سنایا گیا

قال اللہ تعالیٰ واذ استسقی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربھم الآیہ

یعنے اور وہ واقعہ بھی اسوقت یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی درخواست کی تو ہمنے اپنے مقام عظمت سے فرمایا کہ اے موسیٰ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو مارتے ہی عصا کے پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم یا معین کر لیا۔

فائدہ تفسیری۔ حضرت موسیٰ نے جو جناب باری میں استسقا کیا تھا وہ دال ہے اسپر کہ قوم کو پانی کی سخت ضرورت تھی اور واقعات بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ یہہ **استسقائیہ** یعنی اوس بیابان میں واقع ہوا تھا جہیں وے چالیس برس تک حیران و پریشان پھرتے رہے تھے اگرچہ ضرب فی الارض کے معنے زمین میں چلنے کے بھی آتے ہیں لیکن ضرب بالعصا یا ضرب بالید یا ضرب بالسیف کے معنی سنا اور عصا وغیرہ کے ساتھہ مارنیکے ہیں اگر محاورہ ضرب بالعصا وغیرہ کے معنی سوائے معنی مذکور کے اور کچھہ ثابت ہو جاویں تو کلام الٰہی چونکہ لا تنقضی عجائبہ کا مصداق ہے تو اوس میں ہمیں کلام نہیں ہوگا اور آیت فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا چلنے کے معنون میں نص نہیں ہے کیونکہ اوس کے معنی بحکم القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے یہہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اضرب بعصاک لتجعل لھم طریقا فی البحر یبسا علاوہ اس کے حرف جر فی کا یہان پر بھی موجود ہے جو ایک قرینہ ہے چلنے کے معنون پر اور دوسرے لفظ طریق کا بڑا قرینہ ہے چلنے کے معنون کے لئے اسلئے ضرب بالعصا کا قیاس اضرب لھم طریقا فی البحر پر مناسب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ضرب بالعصا میں آلہ ضرب یعنے زدن موجود ہے اور اضرب لھم طریقا فی البحر میں عصا موجود نہیں اور طریق موجود ہے اور فی بھی ہے اور واضربوا مشارق الارض ومغاربھا میں بھی کوئی آلہ ضرب یعنی زدن کا موجود نہیں علاوہ بہ سیاق و سباق آیت کا بھی موید معنی زدن ہی کا ہے کیونکہ فانفجرت میں جو حرف فا ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ نہایت ہی سرعت کے ساتھہ بارہ چشمے بہہ نکلے تھے یعنی ضرب بعصاک الحجر کا فرمانا اور چشمون کا پھوٹنا قریب قریب زمانہ مین واقع ہوا تھا۔ اور اگر مسافت بیابان کی خواہ کسیقدر ہو طے کر کر ایک عرصہ کے بعد کسی پہاڑی میں پونہچنا ہوتا جہیں بطور معتاد کے بارہ چشمے بہ رہے تھے تو اس نظم عبارت سے اوسکا بیان کرنا جلالت شان کلام الٰہی کے مناسب نہیں معلوم ہوتا اور نیز کسی قدر مدت تک بغیر پانی کے بمشقت سفر کرنا ایک فوج کثیر التعداد کا جسکی تعداد قریب چہہ لاکہہ کے ہو استسقائے موسوی کی اجابت سے جو بالفاظ فقلنا اضرب بعصاک الحجر کے ہی مناسب نہیں معلوم ہوتا اور الحجر کے معنے جو مشہور ہیں وہ پتھر کے ہیں جسکو فارسی میں سنگ کہتے ہیں مفردات راغب میں لکھا ہے الحجر الجوھر الصلب المعروف اور وہ صیغہ بھی مفرد کا ہے جو اوس پتھر کے واحد ہونے پر دلالت کرتا ہے خواہ وہ پتھر کوئی خاص پتھر ہو یا اوسی تیہ میں کوئی پتھر غیر مخصوص ہو اگر الف لام جنسی لیا جاوے اور قرآن مجید کے تواتر لفظی کے مناسب بھی یہی ہے کہ معنی الفاظ بھی وہی لئے جاویں جو مشہور و معروف ہوں اور صرف مفردات لغت کے معنے لیکر کسی کلام کے معنے لینے بغیر سند محاورہ کے ہر جگہ پر مناسب نہیں معلوم ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت کتب علیکم الصیام کے معنی بحوالہ مفردات لغت کے یہہ کہے کہ کُتب کے معنے جمع اور صوم کے معنی شترمرغ کی بیٹھ۔ لغات معتبرہ عربیہ میں لکھی ہوئی ہیں تو بموجب مفردات لغت کے اس آیت کا ترجمہ مراد الٰہی سے کسقدر بعید ہو جاویگا۔ کہ شترمرغ کی بیٹھ تمپر جمع کردی گئی۔ ہاں البتہ ان معنوں پر آریہ وغیرہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہہ قصہ مندرجہ قرآن مجید کا سینس کے خلاف ہے اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قصہ توراۃ کے خلاف ہے کیونکہ کتاب خروج ۱۵/۲۷ میں یہ قصہ یوں لکھا ہوا ہے پھر وہ ایلیم کو جہاں پانی کے بارہ چشمے اور ستر درخت کھجور کے تھے آئے اور اونہوں نے پانی پر خیمے کہڑے کئے سو اسکا جواب سینس کے متعلق تو یہ ہے۔ کہ اسباب اولی پانی کے پہوٹ نکلنے کے کچہہ بھی ہوں مگر یہ امر ثابت شدہ ہے کہ پتھروں میں نسبتی مٹی کے ڈیلوں وغیرہ کی برودت اور قوت جذب زیادہ ہوتی ہے ایک ہلکا پتھر جسکو انگریزی مین پومس ہلون کہتے ہیں رطوبات اور پانی کا ایسا جاذب ہوتا ہے کہ پانی کہ قریب کے کہتے ہیں وہ پتھر اپنے جرم کے بحسب پانی کو جذب کر لیتا ہے۔ اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ پہاڑوں میں اکثر بارش ہوتی رہتی ہے اور سردی بھی زیادہ رہتی ہے خواہ اسباب اوس کے کچھہ ہی ہوں جسکا بیان کرنا ہمارے مشاہدہ میں ہی کہ بخارات ارضیہ اور کرہ ہوائیہ کے بخارات پہاڑوں کی طرف منجذب ہوتے رہتے ہیں اور پہر وہ بخارات پانی کے ساتھہ منقلب ہو جاتے ہیں اور اوس میں قوت تبرید اور جذب میں بھی زیادتی کا ہونا بھی کچہہ بعید نہیں کیونکہ ضعف اور قوت ہر ایک شے میں مشاہد ہے۔ دیکھو بعض سنگہائے مقناطیس میں قوت جاذب کی بیشی کے ساتھہ پائی جاتی ہے اور یہہ قوت جاذبہ قوت اتصال کی ایک شاخ ہے جو ہر ایک جسم میں پائی جاتی ہے پس اس امر کو کونسا سینس رد کرتا ہے کہ کسی پتھر میں قوت تبرید بہی زیادہ ہو اور قوت جذب بھی خصوصاً جبکہ اوسمیں ضرب بالعصا سے کوئی صدمہ بھی پہونچ جاوے اور شق ہو جاوے اور پہر ان بخارات کرہ ارضی یا کرہ ہوائی کو جذب کرلے جو مادہ اور خزانہ پانی کا ہیں اور خواہ وہ بخارات سمندر سے ہی آئے ہوں یا اور کہیں سے ہر حال بسبب قوت تبرید اوس پتھر کے وہ بخارات مذکورہ پانی کے ساتھہ منقلب ہو جاویں خصوصاً اوسوقت میں کہ بعض اوضاع فلکی کے حدوث سے کرہ ہوا میں رطوبت بھی پیدا ہوگئی ہو تو اس عالم کون و فساد میں سینس اس امر کو کس دلیل سے نفی کر سکتا ہے ظاہر ہے کہ حوادث ارضیہ بموجب علم طبعیات کی اوضاع فلکیہ کے تابع ہیں پس ایسا کیا بعید ہے کہ اوسوقت موسوی میں کوئی وضع فلکی بھی ایسی پیدا ہوگئی ہو جسکی وجہ سے بخارات کرۂ ہوائی یا بخارات کرہ ارضی اوس تیہ کے نہایت مرطوب ہوگئی ہوں۔ اور بعد جمع ہونے خزانہ پانی کے زمین مین اوس پتھر سے ضرب بالعصا کے سبب پانی بہ نکلا خواہ اسباب اولی اوسکے کچہہ بھی ہوں۔ پہر جبکہ ہم تمام دریاؤں کی اصل چشموں پر نظر کرتے ہیں تو اس قسم کے امور کو مشاہد بھی پاتے ہیں مثلاً دریائے گنگ کے اصل منبع پر نظر کرو کہ وہ صرف بقدر گاؤ کے مونہہ کی ایک چھوٹا سا پتھر ہے جسکو گنگوتری یا گئومکھہ کہتے ہیں اور پہر نظر ثانی کرو دریائے گنگ کے اون مقامات کو جہاں پر اوسکا پہاٹ کوسوں تک پونہچ گیا ہے بلکہ سیکڑوں گھاٹ اوسمیں موجود ہو گئے ہیں اور دریائے برہمپتر سے ملکر تو اوس کا بڑا ہی جوش و خروش ہو گیا ہے اب ہم یہاں پر سنس کی رو سے یہہ بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دریائے گنگ اوسکا ایک پتھر جسکو گئومکھہ کہتے ہیں کیوں نکلا دوسرے پتھر یا دوسری جگہ سے کیوں نہیں نکلا اور ابتدا نکلنے کے اسقدر کثیر المقدار جسکا پہاٹ بعض مقامات پر کوسوں تک پہونچ گیا ہے کیونکر ہو گیا فما ھو جوابکم فھو جوابنا جو سینس یہاں پر جاری کیا جاوے گا اوسی سینس سے یہ بارہ چشمے بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ نظیر اوسکی نبی اسمٰعیل مین وہ چشمۂ چاہ زمزم کا ہے جو ابتک موجود ہے جسکی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ اگر وہ پانی محصور کیا جاتا تو ایک عالم مین وہ چشمہ جاری ہو جاتا اور اس اعجاز موسوی سے بڑھ کر وہ اعجاز محمدی موجود ہے جو متعدد احادیث میں متعدد طرق سے وارد ہوا ہے کہ انگشتان مبارک سے اسقدر پانی جاری ہوا کہ ایک فوج کے حوائج متعلق اکل و شرب کے اوس سے روا ہو گئیں ایسے خوارق انبیا کا انکار کرنا بجز نا واقفی سنس کے اور بجز کوتاہی عقل کے اور کیا کہا جاوے اگر سنس ایک صغیر جسم سے کثیر المقدار شے کا پیدا ہونا کا نفی کرتا ہے تو یہہ مقتضا بھی سنس کا بالکل غلط ہے کیونکہ ہم صدہا جگہ تیہ نظارہ دیکھتے ہیں آجکل کی تحقیقات ڈاکٹری سے ثابت ہو گیا ہے کہ وبائے طاعون کے پیدا ہونے کا سبب کیڑا ہے صغیر ہیں جو بغیر دوربین کے نظر ہی نہیں آ سکتے معہذا اون کی سمیت ایک عالم میں کسقدر پھیل گئی ہے۔ اور نیز ہم نے دیکھا ہے کہ ایک ذرا سا ٹکڑہ بادل کا آیا اور برسنا شروع ہوا پہر اس قدر پانی برسا کہ تمام تالاب اور ندیاں بھر گئیں اور ایک عالم مین وہ ٹکڑا بادل کا پھیل گیا۔ گویا کہ وہاں کا کرہ ہوائی پانی کے ساتھہ منقلب ہو گیا اور تیہ عناصر میں یہہ کون و فساد ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس عالم کون و فساد میں یہہ صنائع بدائع تو اوس صانع مطلق کے ہیں جسکی شان میں بیدہ ملکوت کل شئ ہے ایک انسان ضعیف البنیان کے صنائع میں بھی ہم ایسے عجائب و غرائب دیکھہ رہے ہیں ریل کا انجن بہ نسبت ریل کے کسقدر چھوٹا اور بہ نسبت ریل کے بوجھ کے کسقدر ہلکا ہوتا ہے معہذا لاکھوں من بوجہہ کو کسقدر سرعت کے ساتھہ کہینچ کر لے جاتا ہے توپ کا گولہ جو ایک صغیر جسم ہوتا ہے اپنے سے بڑے بڑے جسموں کو تباہ و ہلاک کر دیتا ہے اور ایسے امور عجیبہ کا انکار کرنا تو ترقی سینس کو روکتا ہے اگر اوائل میں ہی ان فنون جدیدہ عجیبہ کا انکار ہی کیا جاتا تو یہ امور عجیبہ اور فنون عجیبہ کیونکر پیدا ہو سکتے چونکہ معنی سینس کے مشاہدہ اور نظر کرنے کے ہیں اس لئے ہر ایک سینسدان پر واجب ہے کہ بوقت سننے کسی امر عجیب کے یہی کہے کہ آئی سی یعنے میں نظر کرتا ہوں

پس اگر موسیٰ جیسے نبی اولوالعزم نے جناب باری جیسے قادر مطلق میں تضرع اور زاری سے التجا کی اور اوس قادر مطلق کی طرف سے اجابت دعا کی گئی جو بالفاظ فقلنا اضرب مقام عظمت الٰہی سے وہ اجابت ظہور میں آئی اور موسیٰ نے اوس امر الٰہی کی تعمیل بھی کی اور اوس تعمیل موسوی پر ایک ایسے پتھر سے جس کے اوصاف فطریہ اوپر مذکور ہوئے پانی کا نکلنا شروع ہوا خواہ اوس کے اسباب سماوی وارضی اور بھی کچھ ہوں پھر اس میں کیا استبعاد عقلی ہے صدق اللہ تعالےٰ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء اور ہمارے نزدیک یہی ترجمہ متبادر اور مرجح ہے اور جو معنی آریوں نادانوں کے مقابلہ میں اون کی سینس ناقص سے مطابقت دیکر کچھہ اور کئے جاتے ہیں اون کی کچھہ ضرورت نہیں کیونکہ وہ صحۃ تبادر نظم قرآن مجید کے خلاف ہیں اگر بنی اسرائیل ایک بڑی محنت اور مشقت سفر کی اوٹھاکر اوس پہاڑ میں پہونچتے جسمیں وہ بارہ چشمے جاری تھے تو قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب میں اللہ تبارک وتعالےٰ اس قصہ کو ایسے الفاظ کے ساتھہ بیان نفرماتا جو ایک بڑے احسان جتلانے پر دلالت کرتے ہیں کہیں تو اوس پانی کو اضافت تشریفی کے ساتھہ من رزق اللّٰہ فرمایا جاتا ہے اور کہیں اوسکو اپنا انعام خاص جتلاکر ولا تعثوا فی الارض مفسدین ارشاد کیا جاتا ہے - باوجودیکہ وہ انعام اصل میں کچھہ چیز ہی نہیں کیونکہ مشقت سفری کو اوٹھاکر تو ہر ایک شخص پہاڑ میں پہونچ سکتا ہے تو پھر قرآن مجید میں ایسے قصہ کو ذکر فرماکر احسان جتلانا چہ معنی دارد کما قیل ؎

دندان تو جملہ در دہانند
چشمان تو زیر ابروانند

دیگر اس قصہ کے آگے جو بنی اسرائیل کے سوال پر دوسرا قصہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اھبطوا مصراً فان لکم ما سألتم آخر تک دیکھو یہاں پر کوئی احسان نہیں جتلایا گیا کیونکہ اوس میں کسی طرح کا خرق عادت موجود نہیں - اور بعض صاحب جو توراۃ کتاب خروج $\frac{15}{27}$ سے تمسک کرکر کہتے ہیں کہ اوس میں لکھا ہے (۲۷) پھر وہ ایلیم کو آئے جہاں پانی کے بارہ چشمے اور ستر درخت کھجور کے تھے اور انہوں نے پانی پر خیمے کھڑے کئے فقط اس ورس کیوجہ سے بعض صاحب مثل سرسید کہتے ہیں کہ اضرب بعصاک الحجر کے معنی یہ ہیں کہ تو اپنی جماعت کو پہاڑ میں لیچل تو اس کا جواب یہ ہے کہ نظم عبارت قرآن مجید کی کتاب خروج $\frac{15}{27}$ کی عبارت سے بالکل متغائر ہے لہٰذا یہ مضمون مندرجہ قرآن مجید وہ قصہ ایلیم کا نہیں ہوسکتا - بلکہ یہ قصہ وہ ہے جو باب سترہ کتاب خروج میں مذکور ہے وہو ہذا تب سارے بنی اسرائیل کی جماعت نے اپنے سفروں میں خداوند کے فرمان کے مطابق سین کے بیابان سے کوچ کیا اور رفیدیم میں ڈیرہ کیا - وہاں لوگوں کے پینے کو پانی نہ تھا (۲) سو لوگ موسیٰ سے جھگڑنے لگے اور کہا ہمکو پانی دے کہ پیویں موسیٰ نے اونہیں کہا تم مجھہ سے کیوں جھگڑتے ہو اور خداوند کا کیوں امتحان کرتے ہو - (۳) اور وے لوگ وہاں پانی کے پیاسے تھے سو لوگ موسیٰ پر جھنجلائے اور کہا کہ تو ہمیں مصر سے کیوں نکال لایا کہ ہمیں اور ہمارے لڑکوں اور ہمارے مواشی کو پیاس سے ہلاک کرے (۴) موسیٰ نے خداوند سے فریاد کرکے کہا کہ میں ان لوگوں سے کیا کروں وے سب تو ابھی مجھے سنگسار کرنے کو طیار ہیں -
(۵) خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ لوگوں کے آگے جا اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو اپنے ساتھہ لے اور اپنا عصا جو تو دریا پر مارتا تھا اپنے ہاتھہ میں لے اور جا (۶) دیکھہ کہ میں وہاں حورب کی چٹان پر تیرے آگے کھڑا ہونگا تو اوس چٹان کو مار یو اوس سے پانی نکلے گا تا کہ لوگ پیویں چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کے بزرگوں کے سامنے یہی کیا - (۷) اور اوسنے اس لئے کہ بنی اسرائیل نے وہاں جھگڑا کیا تھا اور اسلئے کہ اونہوں نے خداوند کریم کو امتحان کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند ہمارے بیچ میں ہے کہ نہیں اوس جگہ کا نام میسہ اور مریبہ رکھا انتہی سرسید کی بڑی بے خبری ہے کہ باوجود مفسر ہونے توراۃ کے کتاب خروج $\frac{15}{27}$ سے دھوکہ میں آگئے اور کتاب خروج باب $\frac{1}{17}$ کو بالکل نسیاً منسیاً کردیا جسمیں بصراحت تمام وہی قصہ مذکور ہے جو آیت واذ استسقیٰ میں موجود ہے - اور یہ معنے سرسید کے محاورات مشہورہ کے بھی خلاف ہیں کیونکہ ضرب بالید ضرب بالسیف اور ضرب بالعصا کے معنی سوائے زدن کے اور دوسرے معنی متبادر نہیں معلوم ہوتے - اور معنی عصا کے اگرچہ جماعت وغیرہ کے بھی ہوں لیکن عصا کو جو بمعنی مشہور ہی حضرت موسیٰ کے ساتھہ ایک خاص خصوصیت ہے نہ عصا بمعنی جماعت کو نکتہ یہاں پر تو لفظ انفجرت کا ہے جسکے مفہوم میں کثرت سے پانی کا بہنا ہے یہ آخری حالت جریان ماء کا ذکر ہے - اور سورہ اعراف میں لفظ انبجست کا ہے جسکے معنی ہیں تھوڑے پانی کا نکلنا ہے یہہ ذکر حالت اولے پانی کے نکلنے کا ہے اور ایسا ہی واقع ہوا کرتا ہے جیسا کہ دریائے گنگ کی مثال میں مذکور ہوا اب اس قصہ کا بطن یہ ہے کہ جسطرح پر باستسقائی موسوی کی ضرب بالعصا سے اسقدر پانی کثیر منجانب اللہ جاری ہوگیا کہ تمام قوم بنی اسرائیل کی اوس سے سیراب ہوگئی اسیطرح قرآن مجید سے جس کی عظمت کے مقابلہ میں عصائے موسوی کچھہ بھی حقیقت نہیں رکھتا اوسکی ضرب سے یعنی اوسکی تبلیغ سے اسقدر چشمے معارف اور حقائق کے تمام عالم میں جاری ہو جاوینگے جس سے اکثر بنی آدم سیراب وشاداب ہوینگے عصائے موسوی تو موسیٰ کیوقت تک ہی باقی رہا تھا لیکن یہ عصاء محمدی ابد الآباد تک اپنے چشموں معارف اور لطائف سے ایک عالم کو سیراب کرتا رہیگا کیونکہ یہہ چشمہ باستسقائے محمدی جاری ہوا ہے اور سوائے اس چشمہ عالمگیر کے اس دنیا کے تیہ میں اور کوئی چشمہ باقی نہیں رہا اور جو کوئی اپنی بدقسمتی کے سبب اس چشمہ سے محروم رہے گا اوسکو وہی مصائب تیہ موسوی کے پیش آوینگے چونکہ اس قرن میں مخالفین اندرونی اور بیرونی نے اس چشمہ کو گدلا اور فاسد کردینا چاہا تھا بلکہ روایات باطلہ ڈیپٹر کو اوسمیں خلط ملط کردیا تھا لہٰذا بحکم الہام الرحمٰن علم القرآن اور والخیر کلہ فی القرآن کے - اوس کے تجدید کرنے کی ضرورت پڑی جو خاتم الخلفاء جری اللہ فی حلل الانبیاء کو مبعوث فرمایا گیا - ؎

این آتشے کہ در اس آخر زمان بسوخت
از بہر چارہ آتش نجد انہر کوثر م

فقط محمد احسن ۲۵ - جنوری ۱۹۰۶ء

تحقیق اس امر کی کہ عصا بمعنی جماعت یا اتفاق واجماع کے آتا ہے یا نہیں اور آتا ہے تو حقیقتاً یا مجازاً

تنبیہ - اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ عصا بمعنی جماعت یا اتفاق واجماع کے بھی آتا ہے پس اضرب بعصاک الحجر کے معنی یہہ ہوئے کہ لے چل تو اپنی جماعت کو پہاڑ میں کیونکہ لغات عرب میں لکھا ہوا ہے کہ شقوا عصا المسلمین وغیرہ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس قسم کے محاورات استعارات میں داخل ہیں جیسا کہ اسی عصا کی نسبت محاورہ ہے کہ القا عصاہ جبکہ کسی جگہ پر مسافر مقیم ہوجاوے اس محاورہ میں جو مشتمل استعارہ پر ہے یعنے ترک سفر اور اقامت کے ہیں مگر اس محاورہ سے جو مشتمل استعارہ پر ہے معنے لغوی اوس عصا کے اقامت یا ترک سفر کے نہیں ہوسکتے - یا عرب بولتے ہیں کہ انشقت العصا جبکہ خلاف و اختلاف واقع ہوجاوے تو یہاں پر بھی استعارہ مصرحہ ہے اس محاورہ سے یہہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ لغوی معنی عصا کے خلاف یا اختلاف کے ہیں اور نیز عرب کہتے ہیں کہ ھو لین العصا اوس شخص کے لئے جسکی ولایت اور سیاست رعایا پر نرمی اور خوبی کے ساتھہ ہو یہہ بھی استعارہ مصرحہ ہے علے ہٰذا القیاس محاورہ شق العصا بھی استعارہ مصرحہ ہے - اور استعارہ مصرحہ اوسکو کہتے ہیں کہ متکلم اپنے کلام میں مشبہ بہ کا ذکر کرے نہ مشبہ کا اور وجہ جامع شبہ کی دونوں میں پائی جاوے تو اس کلام میں اتفاق اور اجماع مشبہ ہے اور عصا مشبہ بہ ہے وجہ جامع شبہ کی دونوں میں یہ ہے کہ جیسا اجماع اور اتفاق سے قوت اور طاقت ہوتی ہے اوسیطرح پر عصا میں طاقت اور قوت ہوتی ہے پس جبکہ عصا کو شق کردیا گیا تو اوسکی قوت باقی نرہی چونکہ محاورہ شق العصا میں مشبہ یعنی اجماع اور اتفاق مذکور نہیں ہے اور مشبہ بہ عصا مذکور ہے لہٰذا یہ محاورہ استعارہ تصریحیہ ہوا پس اس محاورہ سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ عصا بمعنی جماعت یا اجماع کے لغت میں حقیقتاً آیا ہے یہہ مسئلہ علم معانی اور بیان میں مفصلاً مذکور ہے اوسکی طرف رجوع کیا جاوے کلام عرب میں ایسے استعارات بکثرت مروج ہیں چنانچہ رائیت اسدا یرمی یہاں پر مراد اسد سے مرد شجاع ہے نہ حیوان مفترس مشہور معہذا چونکہ یہہ محاورہ متضمن استعارہ تصریحیہ کو ہے - جسمیں مشبہ بہ مذکور ہے نہ مشبہ اسلئے نہیں کہہ سکتے کہ اسد کے معنی لغوی مرد شجاع کے بھی ہیں الحاصل ایسے استعارات کلام عرب میں اور نیز دوسری زبانوں میں بھی بکثرت مروج ہیں مگر اون سے یہہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ جو معنی اوس استعارہ سے مراد لئے گئے وہ معنی لغوی حقیقی ہیں اور جس کلام میں جا ہو مراد لے لو ہاں اگر کوئی صاحب دعویٰ کریں کہ لغت عرب میں مفرد عصا بغیر ترکیب کلمہ شق وغیرہ کے جماعت یا اجماع کے معنوں میں آیا ہے تو وہ صاحب لغت عرب سے مفرد عصا کے معنی جماعت کے تحقیق سے ثابت کریں اس مطالبہ کو ہمارے بخوبی یاد رکھیں بغیر اس مطالبہ کے پورا ادا کرنے کی ہم معنی عصا کا بمعنے جماعت یا اجماع ہرگز نہیں قبول کرسکتے - اور اس بارہ میں جو صاحب سمجھنا چاہیں وہ اوّلاً علم بیان کوئی کتب علم بلاغت میں اولاً مطالعہ فرمالیویں - کیا سید نام علوم کو باطل یا ضائع کرسکتا ہے سند جاہت کا شگانی ہو - ودونہ خرط القتاد

محمد احسن

قادیان میں ایمپائر ڈے

سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام ڈائرکٹر صاحب کے سرکلر کے موافق ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء کا دن قادیان کی تعلیم الاسلام میں منایا گیا۔ سکول کو جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو جلسہ کی صدارت کے لئے لکھا گیا تھا مگر وہ قادیان سے بہت دور ہونے کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے اسلئے مناسب موقع یہہ سمجھا گیا کہ اس جلسہ کا صدر مجلس جناب مرزا محمد افضل بیگ صاحب انسپکٹر ٹیکس (؟) حال رخصتی قادیان نبیرہ جناب مرزا اعظم بیگ صاحب مرحوم رئیس لاہور کو منتخب کیا گیا۔ ٹھیک ۴ بجے مدرسہ تعلیم الاسلام کے کمپونڈ میں یہہ جلسہ شروع ہوا۔ جناب صدر مجلس صاحب کی افتتاحی تقریر طالب علموں کے لئے ایک قابل قدر سبق ہے جو اس مضمون کے آخر میں درج کی جاتی ہے۔

میر مجلس کی افتتاحی تقریر کے بعد قرآن خوانی سے جلسے کا افتتاح ہوا۔ پھر مولوی سید سرور شاہ صاحب مدرس عربی نے قرآن کریم سے ایک آیت پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور قدرت تامہ کا ذکر کیا اور اس کے ضمن میں حکومت برطانیہ کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کیا اور یہہ بھی ظاہر کیا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس حکومت کے زیر سایہ ہونے کا فخر ہے اور ہم پر حکومت برطانیہ کی اطاعت اور خیر خواہی اور وفاداری فرض ہے۔

اسکے بعد شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل ڈیپارٹمنٹ نے اپنی کتاب **برکات سلطنت برطانیہ** میں سے **مذہبی آزادی** پر ایک مضمون پڑھا۔ یہہ کتاب بہت ہی مفید اور دلچسپ کتاب ہے جو ابھی تک چھپکر شائع نہیں ہوئی میری رائے میں یہ کتاب مدارس پنجاب میں بطور کورس کے داخل ہونی چاہئے اور سررشتہ تعلیم کے واجب الاحترام اور قابل قدر ڈائرکٹر صاحب کی توجہ اگر منعطف ہو تو بعید نہیں۔

پھر حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک دلچسپ نظم اردو زبان میں پڑھی جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومت برطانیہ سے پہلے ملک اور اہل ملک کی کیا حالت تھی اور کسقدر ظلم اور جہالت پھیلی ہوئی تھی پھر حکومت برطانیہ کے مبارک عہد میں کیا کیا ترقیاں ہوئیں۔ اسکے بعد اسی مضمون پر مشہور فاضل فارسی شاعر مولوی عبید اللہ بسمل صاحب نے فارسی میں ایک بے نظیر نظم پڑھی۔ پھر اسی مضمون پر کچھ اور تقریریں ہوئیں۔ آخر میں **ممانعت جہاد** کا فتویٰ پڑھ کر سنایا گیا، وقفہ قرآن شریف کی تلاوت ہوئی۔ اور پھر سلطنت کے اقبال و فتحمندی کیلئے دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اس تقریب پر جناب مرزا افضل بیگ صاحب نے لڑکوں میں مٹھائی تقسیم کی اور ایمپائر ڈے کی عظمت کو بڑھانے کے واسطے تیس روپیہ کے تین انعام تین بہترین مضامین کے لئے تجویز کئے جو **برکات دولت برطانیہ** پر مدرسہ تعلیم الاسلام کیطرف سے لکھے جاوینگے ان مضامین کو پسند کرنیوالی ایک کمیٹی ہوگی جن میں غالباً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور بھی شریک کئے جاوینگے۔ اسکے علاوہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے انٹرنس میں پاس ہونے والے طلباء میں سے بعض شرائط کے ساتھ جو بعد میں مشتہر ہونگی ایک طالب علم کو دو سال کیلئے ۵ کالج میں ۵ روپیہ ماہوار کا وظیفہ بھی دینگے۔

غرض یہ جلسہ بڑی کامیابی اور عمدگی سے ختم ہوا۔ اس جلسہ کے لئے شہر میں تعلیمی نوٹس آویزاں کر دیئے گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ بجز مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور چند مسلمانوں کے اور لوگ شامل نہیں ہوئے۔ اب میں مرزا محمد افضل بیگ صاحب کی تقریر درج کر دیتا ہوں جو امید ہے طالب علموں اور دوسرے لوگوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔

صاحبان! السلام علیکم

میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ محض اسکے فضل سے ہم سب اس جگہ ایک ایسی تقریب پر جمع ہوئے ہیں جو ہر طرح سے ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے۔

پھر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے اراکین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس قابل قدر جلسہ میں مجھے مدعو فرمایا اور مجھے صدر نشینی کی عزت بخشی۔ ہر چند مجھے اس سے بڑھکر فخر ہوتا اگر میں عالی جناب مرزا صاحب قبلہ یا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کی زیر صدارت اس جلسہ میں اس حیثیت سے شریک ہوتا جسطرح آپ لوگ ہیں مگر آپ لوگوں نے مجھے اس حیثیت سے (کہ اس جلسہ کا میر مجلس گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ہونا چاہئے)۔ میر مجلس تجویز کیا ہے میں آپ کی اس عزت افزائی کو اپنے لئے اور بھی خوشی کا باعث سمجھتا ہوں اسلئے کہ ایک **قومی مدرسہ** کے جلسہ میں یہ افتخار مجھے دیا جاتا ہے۔

صاحبان آپ غالباً اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اس جلسہ کی غرض کیا ہے؟ یہہ تقریب **اُس دن** کی یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے ہے۔ جو اس سے پہلے ہماری مادر مہربان قیصرہ ہند آنجہانی کی سالگرہ کے نام سے موسوم تھی۔

ملکہ معظمہ آنجہانی کی سلطنت آپکے عہد معدلت مہد میں جسقدر وسیع ہوئی۔ اور جس قدر ترقی کے راستے اس کے عہد میں کھلے وہ کوئی ایسی باتیں نہیں جو گوشہ گمنامی میں پڑی ہوئی ہوں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے محض فضل سے روز روشن کی طرح نمایاں ہیں۔ اور یہہ بالکل سچ ہے کہ آفتاب اس سلطنت میں غروب نہیں ہوتا۔ پس اس یاد کو تازہ رکھنے کے لئے آیندہ ۲۴ مئی کا دن **یوم السلطنت** قرار پایا۔

میرے معزز دوستو! اور عزیز طالبعلمو! مجھے اس امر پر بھی زیادہ زور دینے کی حاجت نہیں کہ **گورنمنٹ برطانیہ** کی برکات سے متمتع ہوتے ہوئے تمہارے اندر سلطنت کی لئے سچی شکر گذاری اور حقیقی وفاداری اور فرمانبرداری کی روح پیدا ہو اسلئے کہ **اسلام** ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا میں **امن اور سلامتی** کا پیغام لیکر آیا ہے۔ اور حقیقی مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ نافع الناس اور نوع انسان کا حقیقی ہمدرد ہو۔ اور اپنے بادشاہ کے لئے وفادار اور عقیدت مند ہو۔ پھر جس بزرگ کے ماتحت آپ لوگ یہاں رہتے ہیں جن سے میری مراد جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکی عمر میں برکت اور ان کے ارادوں اور مقاصد میں کامیابی عطا کرے (آمین) کون نہیں جانتا وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک واجب العزت وفادار خاندان کی یادگار ہیں۔ میں نے پڑھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں جناب مرزا صاحب کے والد بزرگوار مرحوم نے ۵۰ گھوڑے اور سواروں سے گورنمنٹ کو مدد دی تھی اور ایسا ہی آپ کے بھائی صاحب مرزا غلام قادر مرحوم بھی وفادار رئیس رہے جناب مرزا صاحب باوجود اپنی فقیرانہ زندگی کے جو کام اس پہلو سے کر رہے ہیں وہ ہمیشہ واجب القدر سمجھا جاویگا۔ اسلئے کہ گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو آپ نے ارکان مذہبی میں داخل کر دیا ہے اور اپنی تصنیفات میں بڑے زور سے اس امر کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے کوئی موقعہ سلسلہ تصنیف میں اس امر کی اشاعت کا نہیں چھوڑا بلکہ جہاد کی حرمت کا فتویٰ سب سے پہلے شائع کیا ایسی صورت اور ایسی حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ اس امر کے متعلق میں آپکو کیا ہدایت کروں۔

مجھے اس امر پر ناز ہے کہ میرا اپنا **خاندان گورنمنٹ** انگلشیہ کی مہربانیوں اور قدر دانیوں کا شکرگزار رہا ہے اور میں خود گورنمنٹ کا نمک خوار ہونیکی حیثیت کو چھوڑ کر ان احسانات کو دیکھ کر جو عام طور پر اس سلطنت میں ہوئے ہیں اپنے دل میں خاص قسم کا جوش اظہار مسرت کے لئے پاتا ہوں۔ اور ان مقاصد اور اغراض کو جو گورنمنٹ کی وفاداری کی اشاعت کے متعلق ہیں میں ہر طرح سے آپ لوگوں کو مدد دینے کیلئے اپنے آپکو طیار پاتا ہوں۔ مسلمانوں کی ترقی اور بہتری کی یہی راہ ہے کہ وہ **تاج برطانیہ** کی وفاداری میں اپنا بے نظیر نمونہ پیش کریں۔ اسلئے کہ یہ انکا **مذہبی فرض** ہے۔

تم جو ابھی بچے ہو کل کو ایک قوم بننے والے ہو۔ اور سکول لائف میں جس قسم کے خیالات اوستادوں کے ذریعہ طلباء میں اپنا اثر پیدا کرتے ہیں وہ ان کی آیندہ زندگی میں ایک رہنما ہوتے ہیں پس تمہیں خوش ہونا چاہیے اور شکر کرنا چاہیے کہ تمہارا اسکول تمہارے ماسٹر تمہارے نگران نہایت اخلاص کے ساتھ جہاں حقیقی اور سچے مسلمان بننے کی روح تم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں وہاں مذہبی حیثیت تمہیں **تاج برطانیہ کی سچی وفاداری** کا سبق دیتے ہیں۔

میں یہ دیکھکر خوش ہوں کہ یہہ سکول اس قسم کے ایجیٹیشن سے پاک ہے جو محض بیہودگی کے رنگ میں بنگال وغیرہ میں پایا جاتا ہے اور یہی مبارک راہ ہے۔ طالبعلموں کو ایسی تحریکوں میں اپنے اوقات کا ضایع کرنا میرے نزدیک بہت ہی برا ہے۔ اور تم خدا کا شکر کرو۔ کہ تم ایسے جھگڑوں سے پاک ہو۔

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ طالب علم کی سکول لایف کا یہ ہرگز منشاء نہیں ہوتا کہ وہ بیہودہ طور پر اپنے اوقات کو ضائع کرے اور ان ملکی معاملات میں جنکی تہ تک پہونچنا آسان امر نہیں وہ دخل دیں۔ یہ زمانہ اور لایف ان کے لئے اپنے معلومات کو وسیع کرنے اور اپنے اخلاق اور چال چلن کی اصلاح کے لئے ایک نادر اور نایاب موقع ہوتی ہے اسلئے اسکو نہایت ہی عمدہ طور پر صرف کرنا چاہئے۔ تم میں سے جو لوگ اخبارات پڑھتے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ بنگال کی موجودہ ایجیٹیشن میں طلباء نے بیہودہ حصہ لیکر اپنا کسقدر نقصان کیا۔ اب بنگال کے پولٹیکل لیڈروں کو سمجھ آچلی ہے کہ طلباء کو شریک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک تلخ تجربہ کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچے ہیں لیکن میں تمہیں بار بار یاد دلاتا ہوں کہ تمہاری زندگی کا مقصد **صداقت** اور **وفاداری** ہونا چاہئے۔ تم اس عمر کو غنیمت سمجھو علمی واقفیت پیدا کرنے کے ساتھ گورنمنٹ کے ساتھ اپنے تعلقات وفاداری اور **اطاعت** کو بڑھاؤ۔ تمہارے مدرسہ کے لائق ہیڈ ماسٹر اور تمہارے واجب الاحترام نگران اور ذمہ دار افسر مجھ سے زیادہ اور بہت زیادہ مذہبی اصولوں کی بنا پر شاہ وقت کی اطاعت وفاداری اور ہر قسم کی بغاوت اور غداری سے بچنے کی ہدایتیں دے سکتے ہیں۔ لیکن میں تمہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے ان احسانات کی بنا پر جو اسنے ہمارے ساتھ کئے ہیں کہتا ہوں کہ ہمارا اخلاقی فرض بھی کم از کم یہی ہدایت کرتا ہے کہ ایسے محسن اور مربی حکومت کیلئے ہماری زندگیاں وقف ہوں اور ہر طرح سے ہم اسکی وفادار افراد رعایا ثابت ہوں تم اپنی وفاداری اور اطاعت اور سچی خیر خواہی سے ثابت کر دکھاؤ کہ غیر مذہب کی سلطنت کے ماتحت رہکر بھی ایک مسلمان سچا بہادر اور وفادار سپاہی اپنے **شاہ وقت** کیلئے ہوتا ہے اور یہی اسلام تمہیں سکھاتا ہے۔

عرض

یہہ جلسہ جو آج کل روئے زمین پر یونین جیک کے نیچے منایا جا رہا ہے ہمارے لئے نہایت مسرت افزا اور دل خوش کن ہے میں اب باقاعدہ اس جلسہ کو پروگرام کے موافق افتتاح کرنیکی اجازت دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب پوری توجہ اور دلچسپی کے ساتھ [illegible] سننے کے بعد [illegible] ہوگی۔

استفسار اور اونکے جواب

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

بجناب مستطاب حضرت مولانا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - کچھہ عرصہ سے میرے چچا صاحب ..... مجھے بہی حضرت مرزا صاحب کی تالیفات بہیجکر اسی خیال کے محرک ہوئے ہین (مرزا صاحب کے معاملہ مین) .... بالآخر میری ناچیز غور نے ..... حسب ذیل پہلو قایم کئے ہین - ....

(۱) مرزا صاحب کا علم بہی عام انسانی علوم کیطرح استقرائی نظر آتا ہے - ان کی ابتدائی تالیفات اور موجودہ تصانیف مین ایک بیّن فرق ہے مثلاً حیات ممات مسیح - اور اسلئے قابل تغیر ہے -

(۲) ختم نبوت سے صرف یہی مراد نہیں کہ کوئی نئی شریعت نہ آوے بلکہ کوئی نبی نہ آوے - علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل والی حدیث اس مطلب کے اثبات کے لئے ناکافی ہے -

(۳) پھر مرزا صاحب صرف چند دنون سے نبی کیون کہلاتے ہین -

(۴) امت محمدیہ مین ہزارون علما اور مجدد ہوئے کسی نے اپنے آپ کو نہ کسی نبی کی برابر کہا نہ زیادہ کہا - غیر نبی - نبی کی کسطرح برابری کر سکتا ہے -

(۵) بلکہ ہمیشہ پچہلون نے اپنے پہلون کی برابری نہیں کی اور ان میں ہی اپنا فخر سمجہا -

(۶) عام طور پر مرزا صاحب عامۃ المسلمین کی تعریف فرماچکے ہیں -

(۷) کیا آپ کے فرقہ کو سوائے مخالفوں کے دوسرے مسلمانون سے ملکر نماز پڑہ لینے کی اجازت ہے -

(۸) مرزا صاحب احمد بیگ والے معاملہ مین مخالفون نے جو خطوط مرزا صاحب کے شایع کئے تہے وہ بہت کچھہ ٹہوکر کا باعث ہو سکتے ہیں انکی تردید کیون نہیں کی گئی -

(۹) مرزا صاحب اپنی تالیفات مین ایسے مسیح کی آمد کا بہی امکان مانتے ہیں - کہ جس پر حدیثون کے ظاہری الفاظ مطابق ہون - پس ہم کیون نہ ایسے مسیح موعود مانیں کیونکہ آخر الحیل السیف آخر مین .... اپنے بزرگ کی توجہ کو .... مبذول کرنا چاہتا ہون جو ایک جلد اور مفصل تشریح کے متعلق ہو ....

کمترین غلام مرتضیٰ

الجواب

وعلیکم السلام -

قولہ - مرزا صاحب کا علم استقرائی ہے الی آخرہ -

اقول - مرزا صاحب کا علم وہبی و لدنی ہے - جیسے انبیا کا ہوا کرتا ہے - مگر ترقی ہمیشہ تدریجی ہوا کی ہے جیسے اللہ تعالے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۱۶ یعنے تو دعا کرتا رہ کہ اے میرے ترقی دینے والے میرے علم میں ترقی کرتا رہ دوسرا وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۲۷ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو حکم دیتے اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ وحی الٰہی سے ہی فرماتے اور وحی الٰہی آخیر وقت تک ہوتی رہی یہانتک کہ رفیق اعلےٰ کے ساتھہ ملحق ہو گئے تیسرا کفار نے اعتراض کیا وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۱۹ - اسپر قرآن یکدم کیون نہیں اترتا - جواب مین فرمایا كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۱۹ ہم اسی طرح بتدریج نازل کرتے ہیں تاکہ بتدریج نزول مین قرآن تیرے دل میں محفوظ رہے چوتہا براہین احمدیہ جو حضرت کی پہلی تصنیف ہے کیسی اعلےٰ درجہ کی کتاب ہے - کیا آنجناب حضرت کی کوئی اور کتاب ایسی تصنیف ہوئی ؟ ہرگز نہیں - پھر باوجود اسکے یہہ اعتراض کیسا بے انصافی ہے -

قولہ ختم نبوت سے صرف یہی مراد نہیں الی آخرہ

اقول - آپکی تحقیق کے بموجب پہر مسیح اسرائیلی بہی نہیں آسکتے وہ بہی نبی ہونگے بلکہ وہ نبی ہیں - دوسرا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آدم سے بہی پہلے کے نبی ہیں کنت نبیا و آدم بین الطین والجسد - پہر تو سارے سلسلہ انبیاء سے انکار کرنا چاہئے -

تیسرا قال السدی کانوا اذا مات ذکور الرجال قالوا بتر فلما مات ابناء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالوا بتر محمد فانزل اللہ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ابن کثیر یعنے عرب مین رواج عام تہا کہ جب کسی کی اولاد نرینہ مرجاتی تو کہتے یہہ بتر (اونترا) ہو گیا - جب حضرت اکرم الاکرمین معدن النبیین و منبع المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان رضوان اللہ تعالے علیہم کا انتقال ہوا تو کفار نے یہی بکواس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بہی کیا سو اللہ تعالے نے ان کی تردید مین فرمایا - تیرا دشمن ابتر (اونترا) ہے - اب غور کا مقام ہے کہ کفار لعنت اللہ علیہم نے بہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتر (اونترا) کہا - اور اللہ تعالے نے بہی نرینہ اولاد سے خالی (ابتر) ہی کہدیا اب کوئی سمجہائے کہ اس مین حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کونسی فضیلت اللہ تعالے نے ثابت کی اور إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ کے دعوے کا کونسا ثبوت دیا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ تعالے نے کوئی اولاد ثابت نہیں فرمائی وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ مین جو لکن ہے جسمین ترقی ماقبل سے کرنا ضروری ہے اس لاکن سے اللہ تعالے نے کونسی ترقی کا ثبوت دیا یہہ تو نعوذ باللہ کفار کے دعوے کا صاف صاف لفظون مین قبال دعویٰ ہے اور نعوذ باللہ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ کا دعوے ایسا ہے جیسے نعوذ باللہ کوئی نادان باہم جنگ کے وقت حریف کے کسی اتہام سے لاجواب ہوتا ہے تو کہسیانہ ہوکر اسکو کہدیتا ہے تم ہی ایسے ہو گویا گالی کا جواب گالی سے دیدیتا ہے استغفر اللہ نعوذ باللہ - غرض اللہ تعالے فرماتا ہے وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ - یعنے ظاہری جسمانی اولاد تو کوئی چیز نہیں اور نہ اس جسمانی اولاد سے عموماً کوئی نام چلتا ہے بلکہ اس کی روحانی اولاد ہے جسکی ولادت کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے وجہ یہ ہے کہ یہہ رسول اللہ تعالے کا ہے اور اسکا سلسلہ نبوت اسکے بعد جو چلے گا وہ اسی کی مہر (تابعداری) سے چلیگا النبیین پر الف لام تخصیص کے لئے ہے جیسے وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ جب چیرا ہم نے تمہارے لئے اُس دریا کو - یہاں النبیین کے معنے وہ خاص نبی ہین جو آیندہ زمانہ مین تابع شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم تجدید دین کے لئے آیا کرینگے اور وہ تیری روحانی اولاد ہونگے اور وہ حقیقی اولاد ہونگے - اسیواسطے اللہ تعالے نے فرمایا وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیان مومنون کی امہات (مائیں) ہیں - اور امہات کی تفسیر بہی خود فرمادی کہ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ ۲۸ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارا کسی کا اب نہیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو حقیقی والد ہیں - کیونکہ اب کا لفظ تو چچا پر بہی بولا جاسکتا ہے اس لئے لاکن سے دونون طرح کی ترقی لفظاً و معنےً فرمائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اب نہیں - حقیقی والد ہیں اور حقیقی والدیت آپکی عارضی اور چند روزہ نہیں بلکہ انکی اس روحانی تولید سے نبیین کی ولادت ہوتی رہے گی اور قیامت تک وہ سلسلہ جاری رہے گا اور ان کے دشمنون کا نام و نشان بہی نہیں رہے گا اور بالکل صفحہ زمین سے مٹ جائیگا - لفظ خاتم تا کی زبر سے ہے جسکے معنے ہین مہر کے اور زیر تا سے نہیں جسکے معنے ہین ختم کرنے والا اور اگر اس کے معنے تا کہ زیر سے لئے جاوین تب بہی کچھہ حرج نہیں - اس صورت میں اسکے معنے یہہ ہونگے کہ کوئی نبی صاحب شریعت اب نہیں آوے گا اس قسم کی نبوت اب ختم ہو چکی کیونکہ الیوم اکملت لکم اس کا مانع ہے - مگر دوسری قسم کی نبوت جو تابع نبی ہوکر آیا کرتے ہیں وہ جاری ہے - جیسی بعد موسیٰ علیہ السلام کے جاری رہی -

چوتہا - اللہ تعالے فرماتا ہے إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۱۳ تو تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان انحکم ہے - اور تیرے ماتحت ہمیشہ ہادی آیا کرینگے - جو ہر ایک قوم کو تجدید دین کیا کرینگے - چنانچہ اسکی تفسیر خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ ہر ایک صدی پر مجدد آیا کرینگے

پانچوان إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۲۲ ۱۵ یعنے تجہے اے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمنے بہیجا ہے ایک بڑا عظیم الشان رسول بناکر جو خوشخبری اور ڈر سناوے - مگر تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں بلکہ جیسے امم سابقہ میں ہمنے کوئی گروہ بہی کسی نذیر کے آنے سے خالی نہیں رکہا اسیطرح تیری امّت مین بہی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہیگا -

چہٹا - اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورہ فاتحہ) اللہ تعالے نے اپنے بندون کو یہہ دعا سکہلائی ہے اور اسکے پڑہنے کی اسقدر تاکید فرمائی کہ نماز بغیر اسکے جائز ہی نہیں بلکہ سورۃ فاتحہ کا نام ہی نماز رکہدیا - اسکے معنے ہیں ہمکو سیدہا راہ دکہلا وہ راہ جسپر چلنے سے تونے اور لوگون پر انعام کیا ہے تاکہ وہ انعام ہمکو بہی ملے اور اس انعام کے معنے اللہ تعالے نے خود بیان فرما دیئے -

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۵ ۲

جنپر اللہ تعالے کا انعام ہوا وہ نبی ہیں صدیق شہدا صالحین ہیں - اگر اللہ تعالے نبوّت کسی قسم کی بہی دینا نہیں چاہتا تو لوگون کو نبوت مانگنے کی تاکید کیون کرتا چونکہ اللہ تعالے عالم الغیب جانتا تہا کہ نبوت مسیح موعود مین جہگڑا ہو گا اسلئے اسی سورہ کے پڑہنے کی بہت تاکید کی یہانتک کہ سوائے اسکے نماز ہی نہیں ہوتی تاکہ ہر ایک آدمی سمجہ سکے کہ اگر ہم نبی بن سکتے ہیں تو یہہ موعود خلیفہ جسکو اللہ تعالے نے رسول کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہا وہ تو بطریق اولےٰ نبی کہلانے کے لایق ہے -

قولہ پھر مرزا صاحب صرف چند دنون سے نبی کیون کہلا رہے ہیں - ؟

اقول - مرزا صاحب چند روز سے نبی نہیں کہلاتے چنانچہ جو الہامات متعلق دعوے نبوت براہین احمدیہ مین شایع ہو چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں اور براہین احمدیہ

۱۲۹۷ہجری میں طبع ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الہامات ۲۷ سال سے شائع ہو چکے -

اول جری اللہ فے حلل الانبیاء براہین صفحہ ۵۰۴ یعنی اللہ تعالے کا بہادر بہت سے انبیاء کا بروز یہہ اسی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالے نے آپکی نسبت پیشگوئی قرآن مجید میں بلفظ جمع فرمائی ہے جیسے فرمایا یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی ۸ اے آدم کی اولاد تمہارے پاس ضرور ضرور رسول آئینگے جو میری آیات تمپر بیان کرینگے -

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ۲۴ ہم ضرور ضرور مدد دیتے رہیں گے اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو اس دنیا میں علاوہ اسکے اور بہی بہت سی آیات ہیں جو مفصل تشحیذ الاذہان ... سے پہلے .... درج کی گئی ہیں -

دوسرا الہام - یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶ یعنے اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع ہو اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ -

تیسرا بارکت یا احمد صفحہ ۴۸۶ اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے - یہی لفظ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا ہے - وَجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ ۱۶ اللہ تعالے نے مجہے مبارک کیا ہے جہاں میں ہوں مبارکا معلما للخیر والآمر بالمعروف والناہی عن المنکر ابن کثیر صفحہ ۱۹۵ جلد ۶ ملخصًا -

چوتھا - الہام یا عیسیٰ انی متوفیک صفحہ ۵۵۶ اے عیسے میں تجہے وفات دونگا یعنے حضرت مسیح کی طرح تیرے قتل کے لئے بہی زمانہ کے علما تدبیریں اور منصوبے کرینگے مگر میں تجہے بچا لونگا اور اصلی موت کے ساتہہ وفات دونگا اس الہام نے یہہ بہی بتلا دیا کہ متوفیک کے معنے لوگ غلط کرتے ہیں اصلی معنے قبض روح کے ہیں یعنی موت کے -

پانچواں - آئی - ایم - بائی عیسے صفحہ ۴۸۲ میں عیسے کے ساتہہ ہوں - اس الہام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو نزول وبعثت مسیح موعود کیطرف کی گئی ہے جسکی تفصیل کی حاجت نہیں اسی طرح اور بہی بہت الہام ہیں -

دوئم اگر چند روز والی بات واقعی ہی ہوتی تاہم اسمیں کوئی حرج نہ تہا - آپ سب سے اول سورہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۳۰ کو پڑہ جاؤ کہیں اس سورہ شریف میں ہے کہ آپ نبی ہوگئے رسول ہوگئے کیا اب اس سے نعوذ باللہ لازم آجاوے گا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی نہ تہے اور سچے بناوٹ بنالی - آپ ہی فرماویں کہ اگر یہی اعتراض آپ پر کوئی دوسرے مذہب والا کرے کہ آپ کے مذاق پر تو نبی کا دعوٰی پہلے وحی میں ہی ہونا چاہئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے وحی میں اسکا نام و نشان بہی نہیں تو آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہے -

یہہ بہی ایک علامت صادق کی ہے کہ جو اعتراض اسپر کیا جاوے وہی اعتراض گذشتہ راستبازوں پر بہی عاید ہوتا ہے - بہرحال جو جواب آپ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینگے وہی جواب حضرت اقدس مرزا صاحب کیطرف سے سمجہ لیں - بلکہ جواب دیتے وقت اس آیت شریف کو بہی مد نظر رکہیں مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ ۲۵ تجہے تو خبر بہی نہ تہی کہ یہ کتاب اور یہ ایمان کیا ہے بلکہ اس کے ساتہہ وہ حدیث بہی قابل غور ہے جس میں لکہا ہے کہ جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیفیت نزول وحی و سورہ اقرء حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالے عنہا کو بیان فرمائی تو حضرت ام المومنین حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ بائبل کا بڑا عالم تہا اسنے حالات سنکر کہا کہ یہہ جبریل ہے اور انبیا پر وحی الٰہی لے کر آیا کرتا ہے

قولہ - امت محمدیہ میں ہزاروں علماء اور مجدد ہوئے کسی نے اپنے آپ کو نبی کے برابر نہیں کہا - غیر نبی کس طرح نبی کی برابری کر سکتا ہے -

اقول - کیا آپ نے کل کتب علماء و مجددین و اولیاء اللہ کو دیکہہ لیا ہے ؟

دوسرا کیا کم ہے کہ آپنے قرآن مجید کو بہی نہیں پڑہا جہانتک ایک نبی ایک شخص کی شاگردی اختیار کرتا ہے اور اسکی بار بار منت کر کے اسکے پاس ٹہہرنا چاہتا ہے - پہر نبی بہی کیسا صاحب شریعت نبی یعنے موسیٰ جسکا ذکر ۱۵ پارہ کے آخر اور ابتدائی ۱۶ پارہ میں ہے پہر باوجود اس کے حسب وحی الٰہی وہ شاگردی کے لئے جاتا ہے - پہر اس شاگردی کا اسقدر شوق ہے کہ اپنے ساتہی کو کہا کہ خواہ کتنی ہی مدت ہمکو سفر کرنا پڑے مگر ہم ضرور وہاں جائیں گے اللہ تعالے نے اس شخص کی نسبت عَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۱۵ فرمایا مگر اسکا نبی ہونا نہیں فرمایا -

تیسرا خواجہ معین الدین صاحب چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎ صفحہ ۵۶

دمبدم روح القدس اندر معینی مے دمد
من نمیدانم مگر من عیسئے ثانی شدم

صفحہ ۳۹ روح قدسی گر مدد گردی بنزادی در جہان
ہر دو روز مریم ایام عیسیٰ در بہر

صفحہ ۷۶ من نمیگویم انا الحق یار مے گوید بگو
چون نگویم چون مرا دلدار مے گوید بگو

اب فرمایئے موسیٰ عیسیٰ کہنا تو کجا رہا وہ تو انا الحق بہی کہہ چکے -

مثنوی معنوی میں ہے ؎

اے مرا تو مصطفٰے من چون عمر
از برائے خدمتت بندم کمر

لب لباب صفحہ ۱۳۱

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں فَحِیْنَئِذٍ تَکُوْنُ وَارِثَ کُلِّ رَسُوْلٍ وَّنَبِیٍّ وَّصِدِّیْقٍ - پس اسوقت تو ہو جاویگا وارث ہر ایک رسول نبی صدیق کا ورثہ انبیاء و رسل مال اسباب دنیوی نہیں بلکہ ورثہ انبیاء کا نبوت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوْبَ ۱۶ حضرت ذکریا نے دعا مانگی یا اللہ مجہے کیسا ایک اپنے خاص دربار سے عطا فرما کوئی والی جو میرا بہی وارث ہو اور آل یعقوب کا بہی وارث ہو پہر ان کو وارث ملا تو کیا ملا حضرت یحیٰی نبی اللہ جو وارث نبوت ہوا صفحہ ۲۳ پر فرماتے ہیں قَالَ اللّٰہُ فِیْ بَعْضِ کُتُبِہٖ یَا ابْنَ آدَمَ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ اَجْعَلْکَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ - یعنے اللہ تعالے نے بعض صحف انبیا میں فرمایا ہے کہ اے بنی آدم میں ہوں اللہ کوئی معبود نہیں مگر میں میں کہتا ہوں کسی چیز کو ہو جا وہ ہو جاتی ہے - تو میری اطاعت اختیار کر میں تجہے بہی ایسا ہی کر دونگا کہ تو کسی چیز کو کہے گا ہو جا تو وہ ہو جاوے گی - یہہ حوالجات تو بیشے صرف اسلئے لکہدیئے ہیں کہ آپنے دعوے کیا کہ کسی نے بہی اپنے آپ کو نہ نبی کے برابر کہا نہ زیادہ لیکن جسے اللہ تعالے کسیکو نبی یا رسول بناوے تو وہ بہی کسی نبی کے برابر یا زیادہ ہوتا ہے یا نہیں - ایک نبی کا کسی نبی سے افضل ہونا یہ تو غالبًا آپ کو مسلم ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۳ یہہ رسول ہیں بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی -

دوسرا غالبًا آپکو مسلم ہوگا کہ اور ضرور ہی مسلم ہوگا (کیونکہ فطرتًا و نقلاً و رواجًا و عقلاً اسکے ماننے کے لئے ہر ایک آدمی مجبور ہے - کہ ایک آدمی شاہنشاہ (جو تمام روئے زمین کا بادشاہ ہے اور دیگر تمام بادشاہ اسکے ماتحت ہوں) کا غلام یا خاص غلام افضل ہوتا ہے لفٹنٹوں - وائسرائوں کے نوکروں سے -

تو اس صورت میں ایک مسلمان کو جسکے اندر ذرہ بہر بہی ایمان ہو اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیا سے افضل اور بموجب قرآن کریم (یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۹ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ۷ خبردار ہو کر سنو اے لوگو کہ مجہے اللہ تعالے نے تم سب کیطرف بہیجا ہے - اور یہ بات یقینی ہے اور مجہہ پر بہی وحی ہوئی ہے کہ میں اس قرآن سے تمکو بہی ڈراؤں اور تمام روئے زمین پر جہاں اب آبادی ہے یا آیندہ کبہی قیامت تک ہو اسکو بہی اسی قرآن کے ساتہہ ڈر سناؤں اگر وہ میرا انکار کریں) کے تمام دنیا کا زمانًا و مکانًا نبی مانتا ہو ضرور ماننا پڑیگا کہ یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے کیونکہ یہ افضل کی امت ہے اگر کسی کو شک ہو تو اللہ کی شہادت موجود ہے -

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۴ تم (امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم) تمام امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے - اب جو اس امت کے لئے ہادی مجدد خلیفہ نبی بہیجا جاوے گا وہ دو وجہ سے انبیاء سابق سے افضل ہوگا ایک بلحاظ اپنے متبوع کے جو وہ خیر الرسل ہے دوسرا بلحاظ اپنے تابعین کے جو وہ خیر امت ہیں -

تیسرا - یہ سارا ہیر پہیر اسلئے ہے کہ آپکو اس امت میں کسی نبی کے پیدا ہونے میں شک ہے سو اسلئے ضرور ہے کہ پہلے اس بارہ میں کچہہ بیان کیا جاوے اگرچہ کسی قدر سوال دوم کے جواب میں بہی لکہا جا چکا ہے -

ولیس الہادی الا اللہ وما توفیقی الا باللہ

(۱) غیر المغضوب علیہم اللہ تعالے نے یہ دعا ہمکو سکہلائی ہے کہ مغضوب علیہم ہونے سے یا اللہ ہمکو امان دے اور مغضوب علیہم کے معنے قرآن نے خود کر دیئے وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ۱ وہ یہود ہیں جنہوں نے اول حضرت عیسیٰ کو پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا - اللہ تعالے نے اسپر اسقدر تاکید فرمائی ہے کہ ہر ایک نماز میں پڑہنے کی تاکید کی ہے - بلکہ اس کا نام نماز رکہدیا بلکہ بغیر اسکے پڑہنے کے نماز ہی نہیں ہوتی اوس رحیم و کریم رب العالمین رحمان رحیم نے جسکی رحمت اسکے غضب پر

ہمیشہ سبقت رکھتی ہے اپنی ربوبیت اور رحمانیت سے فرما دیا کہ جیسے ایک مسیح کے انکار سے ایک قوم مغضوب ہو گئی اسی طرح ایک اور مسیح بھی آنیوالا ہر وقت خدا تعالےٰ سے پناہ مانگو کہ مسیح موعود کے انکار سے تم کو بچاوے اسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی جو بالمومنین رؤف رحیم ہیں بار بار مختلف رنگوں میں تاکید فرمائی کہ ایک زمانہ میں میری اُمّت بھی یہود ہو جاویگی اور جیسے پہلے یہود ایلیا کے صعود و نزول عنصری کے قائل ہو کر مسیح علیہ السلام سے منکر ہو گئے تھے اسیطرح یہ بعینہٖ اسیطرح طابق النعل بالنعل وہی یہی دعوے پیش کرینگے اور مسیح موعود کا اسی بنا پر انکار کرینگے چنانچہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ وسلم نے دوسرے طور پر اسکو اور بھی زیادہ صاف کر دیا اور التحیات میں اس دعا کا پڑھنا فرض کر دیا کہ بغیر اسکے نماز جائز ہی نہیں ہوتی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ - یعنی اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذاب جہنم اور عذاب قبر اور مسیح دجّال کے فتنہ سے۔ وہ فتنہ مسیح دجّال کا کیا ہوگا آگے اسکی تشریح بھی خود ہی فرما دی گو یا دجال کے پہچاننے کی علامت بھی بیان فرما دی کہ وہ فتنہ یہہ ہوگا کہ دجال مدعی حیات مسیح ہوگا اور اہل اسلام مدعی وفات مسیح۔ اسیواسطے لفظ محیا کو دجّال کے ساتھہ رکھا ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ دعوے دجّال حیاتِ مسیح کا ہے - و نیز لفظ فتنہ کو محیا کے ساتھہ ملایا کہ موجب فتنہ دعوے حیات مسیح ہے اور لفظ ممات کو دجّال اور فتنہ دونوں سے دور رکھا کہ دجال ممات کے ماننے سے دور رہے گا گو یا اسکے مذہب کی حیات حیاتِ مسیح کے ماننے سے اور اسکے مذہب کی ممات مماتِ مسیح کے ماننے سے ہوگی۔

تیسرا یہاں المغضوب علیھم فرمایا وہ یہود جنپر غضب پر غضب ہوا یعنے پہلے یہود انکار مسیح اور انکار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دوھرے غضب کے بھرے - اسیطرح یہہ امت بھی انکار در سے دوھرے غضب کی مستحق ہوگی مسیح موعود کے انکار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار بلکہ حضورؐ کی تمام پیشگوئیوں کا انکار لازم آوے گا جو آپنے مسیح موعود کے لئے کی ہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا انکار اور قرآن مجید کی تکذیب بھی لازم آوے گی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں حضرت مسیح موعود کی صرف پیشگوئیاں ہی نہیں فرمائیں بلکہ آپکے ماننے کی بابت تاکید اور آپکے انکار پر وعید بھی فرمائے چنانچہ یہ مضمون تفصیل کے ساتھہ الحکم . . . . میں پیشتر چھپ چکا ہے۔

دوسرا - وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَ اسْتَوٰی اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّ عِلْمًا وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ پ ۲۰ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی بلوغت کامل کو پہونچگئے اور جیسے ہونا چاہئے ویسا ہی ٹھیک ٹھاک ہو گئے ہمنے اسکو نبوت اور علم لدنی عطا کیا - یہ امر حضرت موسیٰ کے ساتھہ خاص نہیں بلکہ یہ ہمارا قانون غیر مبدل ہے کہ اسی طرح نبوت ہم دیا کرتے ہیں اور دیا کرینگے - جو کوئی اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھکر عبادت کرے - یہ قانون اپنا اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بطور خوشخبری کی بتلا رہا ہے کہ تیری اُمّت بھی اسطرح نبوت حاصل کر سکتی ہے ورنہ اگر یہ قانون منسوخ تھا تو اسکا ذکر قرآن مجید میں بالکل فضول اور لغو ہے نعوذ باللہ منہا۔

تیسرا - وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّ عِلْمًا وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ پ ۱۲ جب یوسف علیہ السلام اپنی کامل بلوغت کو پہونچ گئے تو ہم نے اسکو نبوت اور علم دیدیا اسلئے کہ وہ محسن تھا اور ہمارا غیر مبدل قانون ہے کہ ہم محسنین کو نبوت دیا کرتے ہیں - اور دیا کرینگے - یہہ کس نبوت کا ذکر ہے۔

چوتھا - یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ پ ۱۴ وہ اللہ تعالےٰ ملائیک کو اپنا کلام جو اللہ تعالےٰ کے عالم الامر سے ہے دیکر نازل کرتا ہے اور نازل کرتا رہے گا جسپر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اور چاہیگا - تاکہ وہ عباد اللہ کو ڈرادیں شرک سے اور توحید کی منادی کریں - یعنے یہ کہدیں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں پس ہر ایک ضرورت کے وقت اور مصیبت سے بچنے کے لئے مجھے ہی سپر بناؤ - اس آیت شریف میں اشارہ ہے کہ کسی زمانہ میں (دجال کیوقت) شرک بڑھ جاویگا اوسوقت کوئی نبی بھیجا جاوے گا کیونکہ اس آیت شریف میں صرف انذار کا ہی ذکر ہے جیسے مسیح موعود کی نسبت یکسر الصلیب یقتل الخنزیر کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں مہدی کا دجّال کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔

اس آیت شریف سے بھی لطیف اشارہ زلازل اور طاعون سیلاب اور قحط وغیرہ اقسام اموات کی طرف بھی پایا جاتا ہے۔

دوسرا اس آیت شریف کے خود مخالف انسان کو قصہ بڑا جھگڑالو فرمایا ہے۔

تیسرا اسی آیت کے بعد ایک لطیف اشارہ ریل کیطرف بھی واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سواریوں کے ذکر میں سب سے اخیر گدہے کا ذکر فرما کر اسکے ساتھہ ہی بلا انفصال فرمایا وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - ایک اور سواری بھی پیدا کرے گا جسکو تم ابھی نہیں جانتے اور جسکو استعارۃً حمار کہا جا سکتا ہے - بسبب مناسبت آواز (بھک بھک) اور درازی گوش کے - اور اس میں باریک اشارہ اسکی طرف بھی ہے واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواری از قسم گدہا ہوگی یعنے گدہا تمام جانوروں میں بیوقوفی میں ضرب المثل ہے یعنے ذی شعوروں سے نہیں ہوگی - اور چونکہ گدہا رکھنے والے سوا جاہل بے وقوف ہوتے ہیں اس لئے اس سے یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مالک جُھَلُوْا اَنْ تَکُوْنُوْا . . . لَمْ یَحْمِلُوْھَا کے مصداق ہونگے - یعنے ایسے بے وقوف کہ اپنے دعوے کے ثبوت میں بھیڑو کے برابر کتاب اٹھائے پھرتے ہونگے - مگر گدہے کی طرح اوس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھائینگے - سوائے بوجھہ اٹھانے کے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ احادیث کے معنے سمجھنے میں غلطی کہا کر اس گدہے کی شناخت نہیں کر سکو گے بلکہ تمہارے خیال میں بعینہٖ وہی ذی روح گدہا اتنے لمبے کان والا جسکے دو کانوں میں فاصلہ ۷۰ باع کا ہوگا آویگا اور اسکی پیشگوئی کو استعارہ نہیں سمجھو گے اور صیغہ جمع لترکبوا و زینۃ سے واللہ اعلم معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواری بہتوں کی سواری کے لئے کافی اور خوبصورت ہوگی کیونکہ جانوروں کی خوبی و خوبصورتی تو پہلے وَلَکُمْ فِیْھَا جَمَالٌ میں بیان ہو چکی ہے

پانچواں - اگر فرض کیا جاوے کہ غیر نبی نبی کی برابری نہیں کر سکتا تو یہ سوال اسوقت ہوتا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اور نبی نہ ہوتے جب وہ نبی ہیں تو اب یہہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا -

قول ۸ - بلکہ ہمیشہ پچھلوں نے اپنے پہلوں کی برابری نہیں کی اور اسی میں اپنا فخر سمجھا -

اقول - یہہ عجیب قانون ہے جو نہ دنیوی طور پر رائج ہے نہ دینی طور پر - کیا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر کی برابری نہ کی - کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں عتبہ شیبہ ابولہب - ابوجہل وغیرہ کی برابری نہ کی -

میں اسکی نسبت صرف قرآن مجید کا فیصلہ کافی سمجھتا ہوں وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَ لَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ پ ۲ جب ان کو کہا جاوے کہ پیروی کرو جو اللہ تعالےٰ نے اُتارا ہے کہتے ہیں ہم تو پیروی کرینگے جسپر اپنے بزرگوں کو پایا ہے اللہ تعالےٰ نے انکے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ قانون بالکل غلط ہے اور کبھی بھی اسپر عملدرآمد نہیں ہوا - اسیواسطے انکو کہا اچھا تم ہی تبلاؤ کہ اگر کسیکا باپ بے وقوف ہو اور بیٹا دانا ہو یا کسی کا باپ بےدین ہو اور بیٹا دیندار ہو کیا یہہ اولاد باپ دادے کی راہ پر ہی چلے گی اور انکو چلنا جائز ہے تم ہی اسکا جواب دو - کیا کسی کا باپ اگر مثلاً چوہڑا ہے اسکے بیٹے کو چوہڑا ہی بننا ضرور رہے بلکہ آپ کے اس قانون سے تمام سلسلہ رسالت و نبوت درہم برہم ہو جاتا ہے کیونکہ ایک ہندو کا فخر ہے کہ وہ ہندو ہی رہے اور عیسائی کا فخر ہے کہ وہ عیسائی ہی رہے بلکہ آپ جو اسلام کو عام مذہب قرار دیتے ہیں جسکو دعوت اسلام آپ کرینگے وہ آپکو اس قانون کا حوالہ دیکر ساکت کر دیگا۔

قول ۸ - عام طور پر مرزا صاحب عامۃ المسلمین کی تعریف فرما چکے ہیں -

اقول - پھر اس میں حرج ہی کیا ہے جو کسی میں تعریف ہو وہ تعریف کرنا مومن منصف کا کام ہے نہ اندھا دھند تعریف جائز ہے نہ اندھا دھند کسی کی بدی کا اظہار بے جا عداوت اندھا دھند تعریف یعنے غلو اور اندھا دھند بدگوئی یہود و نصاریٰ کا کام ہے

جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّ ھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِھِمْ پ ۱ - یہود کہتے ہیں نصاریٰ کسی شئے پر نہیں یعنے ان میں اور ان کے مذہب میں کوئی بھی خوبی نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کسی شئے پر نہیں - یہ تو ذرا پڑھے ہوئے لوگوں کا حال ہے اسطرح تو بے علم یعنی ناسمجھہ لوگ کہا کرتے ہیں - یعنی جس میں کوئی خوبی ہو اسکا ذکر نہ کرنا بے انصافی ہے اگر حضرت

مرزا صاحب نے مسلمانون کی تعریف کی ہوگی تو اس میں کوئی وجہ ہوگی آپکا فرض تہا کہ آپ اس عبارت کا حوالہ دیتے - بہر حال یہ بات قابل اعتراض نہیں ہان اگر آپکا یہہ منشا ہو کہ پہران کے پیچہے نماز کیون جائز نہیں تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے - مرزا صاحب نے تو سرکار انگریزی کے بسبب انکے عدل اور امن کی بہت تعریف کی اور ہمیشہ کرتے ہیں کیا اب اس سے لازم آگیا کہ انکا مذہب بہی پسند کرتے ہیں - بلکہ آپ دیکہو کہ مذہب عیسوی کی رد سے کوئی کتاب و رسالہ و اشتہار مرزا صاحب کے خالی نہ ہونگے - الا ماشاء اللہ - اسی طرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان کے بسبب عدل کی تعریف کی - بلکہ انکے زمانہ مین اپنے ہونے کا فخر کیا - کیا اس سے یہ لازم آگیا کہ انکا مذہب بہی پسند کر لیا تہا -

قولہ - کیا آپ کے فرقہ کو سوائے مخالفون کے دوسرے مسلمانون سے ملکر نماز پڑہ لینے کی اجازت ہے -

اقول - دوسرے مسلمان مخالف ہون یا غیر مخالف انکے ساتہہ ملکر نماز پڑہنا اسطرح جائز ہے کہ ایک جگہ مین اپنی اپنی نماز ہر یک پڑہ لے - یا ہمارے فرقہ کا آدمی امام ہو اور دوسرے پیچہے پڑہیں - اور اگر سوائے اپنے فرقہ کے کوئی اور امام ہو تو ہمارے فرقہ والے کی نماز اسکے پیچہے جائز نہیں - اسلئے کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں اور کافر کے پیچہے نماز جائز نہیں -

(۱) تو وہ حضرت کو نعوذ باللہ کافر سمجہتے ہیں مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے -

(۲) حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق -

(۳) ہمارے مخالفین اسبات کو مانتے ہیں کہ حضرت عیسے ع آئینگے اور انکا منکر کافر ہے اور حضرت مرزا صاحب کا مدلل اور سچا دعوی ہے کہ مین وہی نبی اللہ عیسی ع ہون جنکے آنے کی نسبت اللہ تعالے نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تہی پس انکا منکر بہی بالاتفاق کافر ہے - لہذا ہماری نماز ان کے پیچہے جائز نہیں -

(۴) ہمارے مخالف تمام مانتے ہیں بلکہ ہمارے انکار سے بہت ناراض بہی ہیں کہ جب مہدی ہان انکا خونی مہدی آویگا تو جو انکار کرے گا اسکو بلا فہم و تفہیم قتل کرتا جاوے گا - کیا ان کے منکر کافر ہونگے اسلئے قتل کرے گا - یا وہ ظالم ہوگا کہ بے گناہ قتل کرتا جاویگا -

اب مرزا صاحب وہی مہدی منتظر ہیں صرف

اتنا فرق ہے کہ یہ صلح کے لئے آئے ہیں نہ ڈاکو بنکر پس انکا منکر بہی کافر ہے -

قولہ - مرزا احمد بیگ والے معاملہ مین مخالفون نے جو خطوط مرزا صاحب کے شائع کئے تہے وہ بہت ٹہوکر کا باعث ہو سکتے ہیں ان کی تردید کیون نہیں کی گئی -

اقول - اول تو اپنے اپنے وقت پر ہر ایک امر کا جواب دیا گیا - دوسرا یہہ سلسلہ نبوت کا سلسلہ ہے نبوت میں ٹہوکر ونکا ہونا ضروری ہے - حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسقدر ٹہوکرین ہوئین - ان ٹہوکرون کا نام اللہ تعالے تمیز اور تمحیص رکہتا ہے -

(۱) تمحیص جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوے نبوت کیا بہت لوگ بلکہ کل لوگ علیحدہ ہو گئے سوائے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے -

(۲) تمحیص جب ہجرت ہوئی بہت سے لوگ جنکو اسلام کی رغبت ہو چکی تہی - ہجرت کی تکالیف اور مکہ جیسی مقبول جگہ سے بظاہر دور ہو جانا دیکہہ کر علیحدہ ہو گئے -

(۳) تمحیص تحویل قبلہ کی یہود نماز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ملکر پڑہا کرتے تہے کیونکہ مسلمانون کی طرح ان کا قبلہ بھی بیت المقدس ہی تہا - جب تحویل قبلہ کا حکم دیا وہ علیحدہ ہو گئے -

(۴) تمحیص جنگ احد مین جب ستر صحابہ شہید ہو گئے تو جو اہل کتاب بلحاظ پیشگوئی یسعیا ۲۱ باب کے فتح بدر پر ایمان لائے تہے ان مین بعض کو اشتباہ پڑ گیا -

(۵) تمحیص غزوہ تبوک یہہ سفر دور دراز میوہ کی پختگی کا وقت موسم گرم - اسلئے بہت سے منافق علیحدہ ہو گئے

(۶) تمحیص سفر حدیبیہ - اس سفر مین بہت سے منافق شریک نہوے

(۷) تمحیص صلح حدیبیہ - یہ صلح چونکہ بظاہر دبکر معلوم ہوتی تہی بہتون کو اس سے ٹہوکر ہوئی - غرض اسی طرح تمحیص پر تمحیص ہوتی رہی اب اسکی حکمت اللہ تعالے خود بیان فرماتا ہے -

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ ۝

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۝

یعنے تاکہ علیحدہ کر دے اللہ تعالے مومنون کو اور محو کر دے منکرون کو اسی طرح علیحدہ کرنے کرتی بالآخر مومن خالص جو اعلےٰ درجہ کا گروہ ہوگا وہ الگ ہو جاوے گا تاکہ وہ خالص مخلص گروہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مومنون کی نگرانی اسی طرح کرے - جیسے اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود کر رہے ہیں غرض اگر معجزات متواتر ظاہری طور پر کہلے کہلے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں تو پہر یہ نسبت اصلی اور سچے مومنونکے بدمعاش اور شہد و نکا جم گھٹا بکثرت ہو جاوے مگر اللہ تعالی ہمیشہ انبیاء کے ساتہہ ایک خالص جماعت بنانا چاہتا ہے لہذا جب ایسے امور پیش آتے ہیں تو یہ لوگ جو مطلب پرست بے دین ہوتے ہیں جلد بے اعتقاد ہو کر علیحدہ ہو جاتے ہیں اور یہی مقتضائے حکمت الٰہی ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

وہ لوگ تو سطحی خیال کے آدمی ہوتے ہیں اور دور بینی سے بے خبر -

تیسرا - آپ ہی سمجہا دین اس مین کیا نقص رہ گیا پیشگوئی پوری نہیں ہوئی -

اب مین از سر نو الفاظ پیشگوئی درج کئے دیتا ہون آپ ہی ایمان سے فرما دین کہ اگر کوئی انصاف سے سنت اللہ کے موافق غور کرے تو اسکو ضرور ایمان لانا پڑے کہ پیشگوئی پوری ہوگئی الفاظ یہ ہیں "اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑہائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا .... اور ہر ایک روک دور کرنیکے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح لاویگا -

انتہی اب اس پیشگوئی کے اجزا حسب ذیل ہیں

(۱) حضرت اقدس مرزا صاحب اس لڑکی کیساتہہ نکاح ہونے تک زندہ رہینگے اگر خود حضرت اس زمانہ تک زندہ نہ رہیں تو پیشگوئی غلط ہوگی -

(۲) وہ لڑکی حضرت کے ساتہہ نکاح تک زندہ رہے گی اگر مر جاوے پہر بہی پیشگوئی غلط ہوگی -

(۳) وہ لڑکی دوسرے شخص کے ساتہہ نکاح تک زندہ رہے ورنہ پیشگوئی غلط ٹہیرتی ہے -

(۴) احمد بیگ لڑکی کا باپ لڑکی کے نکاح تک جو دوسری جگہ کرے زندہ رہے ورنہ پیشگوئی غلط ثابت ہوگی -

(۵) احمد بیگ تین سال کے اندر بعد نکاح کے جو دوسری جگہ کرے مر جاوے -

(۶) خاوند پہلا اس لڑکی کا اڑہائی سال کے اندر مر جاوے -

(۷) لڑکی کا نکاح بعد مرنے اسکے خاوند کے حضرت کے ساتہہ ہو جاوے -

اب پیشگوئی کے نمبرہائے اول تا پانچ تمام ہو چکے ہیں اور لفظ بلفظ پورے ہو چکے ہیں اور ۶ و ۷ باقی ہیں جنکا انتظار ہے مومن کا کام ہے کہ پیشگوئی کا ایک حصہ بہی پورا ہو جانے پر ایمان لاوے کیونکہ سوائے اللہ تعالے کے علم غیب کوئی نہیں جانتا - اور یہی سنت اللہ اور اسی پر اللہ تعالے کی رضا ہے - جیسے وہ فرماتا ہے -

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَاۗدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

ہمنے موسی ع کی والدہ کو وحی کی کہ اس بچہ کو دودہ پلاتی رہ جب تجہہ کو اسپر خوف ہو تو اسکو اس دریا میں پہینک دے (کسی تدبیر سے) اور اسبات کا خوف نہ کر کہ غرق ہو جاوے گا اور نہ اسکی جدائی کا غم کر اسکو ہم زندہ تیرے پاس لائینگے بلکہ یہ اپنی پوری عمر پاوے گا - کیونکہ ہم اسکو رسول بہی بنائینگے -

اس آیت شریف مین تین پیشگوئیان ہیں ایک موسی ع کا علیہ السلام کا زندہ لانا دوسرا اسکو پیغمبر بنانا تیسرا اسکو عمر کا

اب اللہ تعالے فرماتا ہے - فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۝ پس ہم نے موسی علیہ السلام کو اسکی ماں کی طرف واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکہیں ٹہنڈی ہون اور بچہ کی جدائی کا جو اسے رنج تہا وہ دور ہو جاوے اور وہ سمجہہ جاوے کہ اللہ تعالے کے وعدے سچے ہیں - دیکہئے پیشگوئی تو صرف ایک پوری ہوئی یعنے موسی ع واپس والدہ کو پہونچ گئے مگر دوسری پیشگوئی کو بہی حق مان لیا - اور تیسری کو بہی -

اب یہان ۷ میں سے پانچ اجزا پورے ہو گئے پہر بہی مسلمانون کا یہ حال ہے کہ اعتراض پر اعتراض کرے جاتے ہیں - یہہ سوال تو اسوقت کرنا چاہئے تہا کہ لڑکی پیشگوئی والی حضرت کے نکاح سے اول مر جاتی یا حضرت اقدس کا انتقال قبل اس نکاح کے ہو جاتا ابہی تو سوال پیدا ہی نہیں ہوا - ہان لڑکی کا خاوند پیشگوئی کے وقت مقررہ کے اندر نہ مرنے کی بابت سوال ہوتا ہے مگر وہ سوال بہی سنت اللہ کی بے علمی کے سبب سے ہے اگر قرآن مجید پر نظر تدبر ہو تو وہ سوال بہی پیدا نہیں ہوتا -

اوّل اللہ تعالے فرماتا ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ ۝ ہمنے حضرت موسی

سے وعدہ کیا تیس رات کا پہر پہنے اس وعدہ ... اور دس راتوں سے کردی اسلئے اسکے ... حاد چالیس رات کو مکمل ہوئی۔ اب ... بجائے تیس کے چالیس راتین ... اس کی حکمت صرف یہی فرمائی۔ ... ربوبیت ہی تہا کیا اس پیشگوئی ... کوئی مومن غلط کہے گا۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

ایسا کیون نہیں کرتے کوئی بستی کہ وہ ایمان لاوے اور اسکا ایمان اسکو نفع دے مگر قوم یونس تو ایمان لائی اور ہمنے انسے وہ ذلت کا عذاب دور کردیا۔

اس آیت شریف مین صرف مہلت ہی نہین دی بلکہ عذاب کو بالکل ٹلا دیا بلکہ اس سے بڑہ کر یہہ کہ آیندہ لوگونکو ترغیب تحریص بہی کی تا ان خاص اپنی ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت و مالکیت کے تقاضا سے سخت ترغیب دی۔ اور ورحمتی وسعت کل شیئ کا ثبوت بہی دیا۔

تیسرا وعدہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ وعدہ رحمت جسکو وعدہ کہتے ہیں اور وعدہ عذاب جسکو وعید کہتے ہیں خوبی کا وعدہ ٹلانا خلاف وعدہ کہلاتا ہے۔ عذاب کا وعدہ ٹلانا خفیف کرنا مہلت دینا اسکو رحمت اور فضل کہتے ہیں جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو کہدے کہ مین تجہے ضرور سخت سزا دونگا مگر وقت سزا تخفیف کرے یا معاف کرے۔ تو کہا جاوے گا کہ بڑا رحم کیا۔

اس پیشگوئی احمد بیگ والی میں حسب حسب پیشگوئی احمد بیگ مرگیا تو ان کے دل دہڑکے اور خایف ہوئے اور وہ خود سلطان محمد اور اسکی عیال کے لوگ بہت ہراسان ہوگئے یہانتک کہ جب ایام پیشگوئی قریب آپہونچے تو ایک طرف تو سلطان محمد کی گہبراہٹ دور کرنے کے لئے اسکو دو آدمی ہمراہ دیکر راولپنڈی وغیرہ مقامات میں بغرض تفرج تفریح و دل بہلانے کے روانہ کیا۔ دوسری طرف معرفت ایک حکیم صاحب لاہوری کے جو اس جماعت کے ایک معزز ممبر ہیں خط و کتابت بنا بر صلح حضرت اقدس کی طرف شروع کردی اور اس کا مین خود ہی گواہ ہون اس لئے کہ ان ایام مین مجہے حضرت کے ڈاک لکہنے کی عزت حاصل تہی اور اس خط و کتابت مین صاف اقرار کیا کہ جس شرط پر حضرت راضی ہون وہی شرط ہم کو منظور ہے اسکا ذکر حضرت نے اپنی تصانیف و اشتہارات میں بہی کردیا ہے جس سے غور کرنے والا انکے گہبراہٹ کا اندازہ ان دونوں کارروائیوں سے کرسکتا ہے کہ کسقدر تہا۔

سو اللہ تعالے جو رؤف رحیم ہے اسکی رحمت کا یہی تقاضا ہے کہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ جو ذرہ کے برابر بہی نیک عمل کرے اللہ تعالے اسکا عمل ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالے نے انکے خوف اور رجوع کے سبب انکو مہلت دیدی۔

چنانچہ اسی کے مطابق اللہ تعالے فرماتا ہے۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۔ یعنے جب آسمان ایک دہوان (قحط) لاویگا اور وہ قحط کہلا کہلا ہوگا جسکو عوام بہی محسوس کرلینگے اور ان لوگون کو وہ عذاب گہیر لے گا۔ یہ عذاب ہے دکہ والا اسوقت ان کی فطرتیں رب العالمین کی ربوبیت کی طرف ملتجی ہونگی اور دعا کرینگی کہ اے ہمارے رب یہہ عذاب (قحط) ہمسے دور کر ہم مان جاوینگے یعنے دل ہی دل میں اس عذاب سے ڈر کر ارادہ کرلیا کہ ہم مان جاوینگے۔ اسیواسطے اللہ تعالے نے قالوا نہیں فرمایا یعنے ان کے اندرونی رجوع کو اللہ تعالے علیم بذات الصدور نے ... معلوم کرلیا۔ ان کے اس اندرونی خائفانہ رجوع اور وعدہ کی اللہ تعالے تکذیب کرتا ہے کہ یہہ رجوع ظہور مین نہیں آوے گا کیونکہ فرماتا ہے اَنّٰی لَهُمُ الذِّكْرٰى ان کو اس عذاب سے کب نصیحت آسکتی ہے حالانکہ بڑا کہول کہول کر سنانے والا رسول انکے پاس آیا اور انہون نے کہدیا کہ کسیکا سکہایا ہوا ہے اور ہٹ والا آدمی ہے بہرحال اِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ہم تہوڑے عرصہ کے لئے اپنا عذاب دور کردیتے ہیں مگر یقیناً تم پہر ویسے کے ویسے ہی ہوجاؤگے یہان اللہ تعالے نے انکے اندرونی رجوع پر جو بیجا ہوئے پر بازیادہ سے زیادہ ایمان لانے وعدہ پر عذاب ٹلا دیا اسیطرح اللہ تعالے نے فرعونیون کا ذکر فرمایا جسکا ذکر پ ۹ میں ہے کہ جب ان پر عذاب آتا وعدہ ایمان لانے کا کرتے بعد ٹلنے عذاب کے وعدہ شکنی کرتے مگر اللہ تعالے باوجود عالم الغیب ہونے کے انکا اتنا جہوٹا رجوع بہی ضائع نہ کرتا۔ مگر بار بار جب وہ اپنی شرارتون مین بڑہ گئے اللہ تعالے نے انکو غرق اور ہلاک کردیا۔ اب یہی حال ہے سلطان محمد والی پیشگوئی کا انہون نے اپنے گہبراہٹ اور خوف سے فائدہ اٹہالیا مگر آپ یاد رکہیں اور خوب یاد رکہیں اور میں اللہ تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہ پیشگوئی ضرور ضرور پوری ہوگی اور کبہی نہیں ٹلے گی۔ زمین آسمان ٹل جائینگے مگر اللہ تعالے کی باتین نہیں ٹلتیں۔

قولہ۔ مرزا صاحب اپنے تالیفات میں ایک مسیح کے آنے کا بہی امکان مانتے ہیں کہ جسپر حدیثوں کے ظاہری الفاظ مطابق ہوں پس کیون نہ اسکو مسیح موعود مانیں کیونکہ آخر الحیل السیف۔

اقول۔ آپکی یہ نرالی سمجہ اور دور بینی قابل تعجب ہے ایک شخص مدعی موجود ہے اسکا وجود اور موعود ہونا اللہ تعالے کے شہادت زمانہ کی موجودہ حالت کی شہادت صدی کا سر ہونے کی شہادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت تائیدات الٰہیہ کی شہادت ہزارہا معجزات و خوارق کی شہادت کسوف خسوف کی شہادت۔ منع حج کی شہادت۔ طاعون کی شہادت۔ زلازل کی شہادت سیلاب کی شہادت۔ اسکے ذوالقرنین ہونیکی شہادت یعنے ہجری و عیسوی دونون صدیونکو اسنے پالیا۔ اسکی اپنی پیشگوئیون کی شہادت۔ اسکے روز افزون ترقی کی شہادت۔ چار لاکہہ مسلمانون کی شہادت۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا ... کی شہادت سے یقینی ثابت ہوچکا ہے اسکو چہوڑ کر موہوم اور امکانی مسیح کا انتظار کرنا جو ابہی موجود ہی نہیں سوائے اسکے اور کیا سمجہا جاوے کہ اب لوگون کو خونریزی اور غدر ۵۷ء والا فساد اور لوٹ مار غارت ڈاکہ مارنیکا نہایت بڑا شوق ہے۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ مرد آدمی آپ ذرا اس سوال پر نظر ثانی توکرو کیا یہ سوال آپکا قابل بیان کرنے کے ہے۔

سچ ہے انبیاء کی مخالفت کرکر کیسے کیسے لغو اعتراضات انسان پیش کرتا ہے جنکو اگر خود ہی غور کرکے دیکہے تو شرمندہ ہوجاوے۔ اگرچہ آپ کے تمام سوالات اس قابل نہ تہے کہ آپکو اس خط میں جواب دیا جاتا بلکہ بہت ہی تفصیل مناسب تہی۔ مگر چونکہ یہ خط اتنی تفاصیل کا متحمل نہیں و نیز میرا ارادہ ہے کہ ان تمام خطوط کو جو مینے بذریعہ الحکم و بدر شائع کئے ہیں تکمیل کرکے بطور کتاب کے شائع کرون یعنے بسبب اختصار جو کچہہ انکی کمی ہے پوری کرکے طبع کرون اسلئے میں اس خط کو ختم کرتا ہون واللہ ولی التوفیق هو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا باللہ اللهم صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولانا و ہادینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم و احمد صلے اللہ علیہ وسلم وعلی آلهما واصحابهما کثیرا کثیرا والحمد للہ رب العالمین۔

حکیم فضل دین از قادیان

وکیل اسلام

حفاظت و اشاعت اسلام کا ایک زبردست ماہوار رسالہ ماہ جولائی سے شائع ہوگا۔ مختصر مقاصد درج ذیل ہیں۔ مخالفین اسلام کے جواب متانت و میانہ روی سے دینا۔ برائے نام مسلمانون کو عملی طور پر مسلمان بنانے کی کوشش کرنا۔ مسلمانون کے باہمی تفرقون کو مٹانا۔ صوفیائے کرام و بزرگان اسلام کی حالت شائع کرنا۔ وکیل اسلام کا دلی منشاء یہ ہے کہ اشاعت اسلام ہی ہو مگر حفاظت اسلام ضروری ہے یعنے جو لوگ نام کے مسلمان ہیں وہ کام کے بہی مسلمان ہون قیمت سالانہ عمہ ۱۸ جنکی خریداری کی درخواستیں اخیر جون سے پہلے پہلے آئینگی۔ انہیں چند اسلامی کتابیں انجمن اپنی بستہ سے مفت نذر کرے گی

المشتہر۔ سکرٹری انجمن وکیل اسلام نیلکہا ...

احمدی بہائیوں سے ایک ضروری التجا

الحکم مطبوعہ ۱۰ مئی جسمیں عاجز کا مضمون نقشبندیان پر اتمام حجت کے عنوان سے ہے میں چاہتا ہون کہ آپ صاحبان ضرور اپنے شہر اور قرب و جوار کے نقشبندیون کو دکہائین اور حتی الامکان اس کی اشاعت کرین۔ شاید کوئی سعید روح فائدہ حاصل کرکے بہی عند اللہ ناجی کرے۔

نیازمند الحق آف گولیکے ضلع گجرات

زلزلہ منشی سردار خان صاحب منصوری سے اطلاع دیتے ہیں کہ آج ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء کو یہان منصوری بر قریب ۴½ بجے سہ پہر کو دو دفعہ کے بعد دیگر زلزلہ آیا۔ جو ۲۸ فروری والے زلزلے سے کچہہ ہی کم تہا۔ اس پہاڑ پر اکثر زلزلون کا سلسلہ شروع ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشکور ہونگا کوئی بھائی اپنی جماعت میں پڑھ کر سنا دیں

کچھ مفرح عنبری کی نسبت

منجانب محمد اسماعیل صاحب احمدی اینڈ برادرس ماسٹر ٹیلر فیسٹ بڈفورڈ شائر رجمنٹ جھانسی حال قلعہ میان سنگھ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۶ء:- مکرمی جناب حکیم صاحب سلمکم اللہ تعالے - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - قبل ازیں مفرح عنبری آپ سے منگائی تھی جس کے استعمال سے توقع سے زیادہ فائدہ ہوا - دہلی سے مفرح یاقوتی ومعجون مروح الارواح وحب مقوی وغیرہ منگا کر استعمال کئے مگر جو فوائد آپکی تیار کردہ مفرح عنبری میں پائے گئے ہیں وہ اور ادویہ میں کالعدم ہیں - لہذا مہربانی فرما کر ایک ڈبیہ مفرح عنبری جلد ارسال فرمادیں -

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشاء حویلی کابلی مل لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

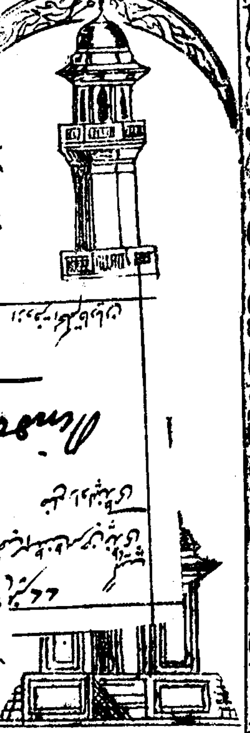

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنہ

نمبر ۱۹ قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و کشوف (اور) چودھری اللہ داد صاحب مرحوم ... ۱
(۲) مولود مسعود کی مبارکباد۔ آورنہ نظم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل ... ایمپائر ... سے قادیان کے جلسہ مین ... ۲
۲۵ مئی ۱۹۰۶ء ... ۵ تا ۵
کی کل احباب جماعت سے ... ۵ تا ۶
... ۶ تا ۸
... نور الدین صاحب کا خط ... حکیم ... خان صاحب ... ۹۔۱۰
... دولت برطانیہ ... ۱۰
(۸) ایک ... ۱۱
(۹) ... ہونا چاہئے ...
(۱۰) اشتہار متفرق ...
(۱۱) ... اشتہارات ... ۱۲

تازہ الہامات وکشوف

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الزَّلْزَلَةِ۔
بَلْ يَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً

اگرچہ ہون تو اوس دن خاتمہ

اس کے بعد ایک علیحدہ الہام ہوا

دو چار ماہ

ترجمہ۔ مذکورہ بالا عربی الہامات کا یہ ہے۔ کیا تجھے زلزلہ کی بات پہنچی ہے بلکہ ان کے پاس اچانک آئے گا۔

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء اُرِيْحُكَ وَلَا اُجِيْحُكَ وَاُخْرِجُ مِنْكَ قَوْمًا۔

ترجمہ میں تجھے راحت دون گا اور تجھے نہ مٹاؤن گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالون گا اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا

جیسا کہ مین نے ابراہیم کو قوم بنایا

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء الہام

"آفتوں اور مصیبتون کے دن ہیں"

ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سی دنیوی مشکلات گر رہے ہیں۔ فرمایا۔ یہ الہام انہی کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔

خدائے عز و جل کی پاک وحی ایک نحر مخالف شدہ کے بارے میں۔ پڑھنے والے سمجھ لیں۔

وحی اللہ

۳ مئی ۱۹۰۶ء۔ (۱) خدا کے مقبولون مین قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادہ کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتون کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا نہ جانا۔
(۲) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔
(۳) رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ
ترجمہ۔ اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے مین فرق دکھلا دے۔
(۴) اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَصَادِقٍ
ترجمہ۔ تو ہر ایک اصلاح کرنے والے اور سچے کو دیکھتا ہے۔

(نوٹ۔ برہمن میں ان نسبت کا ہے یعنی منسوب بہ برہم۔ برہمن اوتار اللہ تعالیٰ کے اسم غالب کا مظہر۔ ایڈیٹر)

چودھری اللہ داد صاحب مرحوم

ہمارے معزز دوست اور بھائی جناب چودھری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز کو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت میں لے اور جنت میں اچھی جگہ نصیب فرما دے۔ آپ نے ۷ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب جبکہ موذن نے اللہ اکبر کہا اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی۔

اللھم اغفرہ وارحمہ

چودھری صاحب موصوف اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اپنی مستقل سرکاری ملازمت اور تمام دنیوی عروج کی خواہشون کو لات مار کر دین کی خاطر قادیان مین ایک قلیل تنخواہ پر راضی ہو کر بیٹھ رہے اور تب سے ایک دن کے واسطے بھی اپنے وطن کو نہین گئے تھے۔ آپ کی عمر قریباً ۴۲ سال کے تھی۔ میگزین کی خدمت جس خوبی اور محنت کے ساتھ وہ بجا لاتے رہے وہ عیان ہے اور اس کے علاوہ مدرسہ کی امانت کی خدمت۔ اور پھر انگریزی کی خدمت بھی بجا لاتے رہے۔ اور کچھ مدت مدرسہ مین آنریری ٹیچری کا کام بھی کرتے رہے۔ مرحوم کے متعلق حضرت مسیح نے فرمایا کہ چودھری اللہ داد صاحب بڑے مخلص تھے۔ ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی۔ لیکن حسب الحکم حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مقبرہ بہشتی مین دفن کیا گیا اور حضرت مسیح کا وہ رؤیا آپ کے حق مین پورا ہوا جس مین آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کے ساتھ دو اور قبرین ہیں (دوسری قبر میان الٰہی بخش صاحب کی ہے) یہ پیارا دوست بہت سی خوبیان اپنے اندر رکھتا تھا جن کا کچھ کسی آئندہ اخبار مین کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وہ ایک اعلیٰ درجہ کا مہمان نواز تھا۔ دوستون کا سچا دوست تھا۔ اس کا دل احمد کی محبت سے پر تھا۔ خدا تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور آپ ہی انکا محافظ ہو (آمین) صاحب موصوف کی جو خدمت ایام علالت مین ان کے دوست ابو سعید عرب صاحب نے اور چودھری فتح محمد صاحب نے کی وہ برادرانہ محبت اور دلی تعلق کا ایک خاص نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولود مسعود کی مبارکباد

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ الامین محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین +

امّا بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۲۶ - مئی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۷ بجے شام جناب صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ الاحد خلف الرشید حضرت حجۃ اللہ علے الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے **مولود مسعود** پیدا ہوا - اس ولادت باسعادت پر ہم خدا تعالےٰ کا شکر کرتے ہوئے بحضور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت اُمّ المومنین و جملہ متعلقین حضرت اقدس **مبارکباد** عرض کرتے ہیں - یہ مولود خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور کئی نشانوں کا مجموعہ ہے - اولاً اس لئے کہ حضرت اقدس کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرتا ہے جو **ترى نسلًا بعيدًا** کے الفاظ میں اس وقت ہوئی تھی جبکہ ابھی آپ کی یہ شادی بھی نہ ہوئی تھی پس تیس (۳۰) بتیس (۳۲) سال پہلے ایک کی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت میں نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ انسان کو اپنی زندگی کے ایک لمحہ کا اعتبار بھی نہو اور پھر جبکہ **نسل** کیلئے کوئی صورت نہ ہو - غرض یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے - جو کئی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے (۱) حضرت اقدس کا زندہ رہنا - (۲) پھر نکاح کرنا (۳) پھر اولاد ہونا - (۴) پھر اس اولاد سے حضرت کی موجودگی میں اولاد کا ہونا -

اسکے علاوہ اس مولود کے متعلق صراحتاً بلا تاویل صاف صاف لفظوں میں پیشگوئی ہو چکی ہے - جو الحکم اور بدر میگزین میں کئی مہینے پہلے شائع ہو چکی ہے اور وہ وحی ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو یوں ہوئی - **اِنّا نبشرك بغلامٍ - نافلةً لك - نافلةً من عندی** - ہم تجھکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں - وہ تیرے لئے نافلہ ہے - وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے - پھر ۱۰ - اپریل ۱۹۰۶ء کے الحکم میں یہ الہام شائع ہوا - **انّا نبشرك بغلامٍ - نافلةً لك** - ایسا ہی ۲۷ - اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا - **اُريك ما يرضيك** -

یہ الہامات خدا تعالےٰ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں جو آج ۷ بجے پوری ہوئیں - اے خدا کے جری تجھپر سلام خدا نے تیری باتیں پوری کی ہیں جیسے قبل از وقت فرمایا تھا -

ہم نے صاحبزادہ صاحب کی تقریب شادی پر مبارکباد دیتے ہوئے دلی آرزو ظاہر کی تھی کہ **ترى نسلًا بعيدًا** کی پیشگوئی پورا ہوتے ہوئے دیکھیں - اور اظہار مبارکباد کا موقع ملے - خدا کا شکر ہے کہ اس نے پھر ہمیں یہ موقع دیا - الحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً -

پھر ایک بار ہم خدا تعالےٰ کی حمد کرتے ہوئے **حضرت مسیح موعود** اور **حضرت ام المومنین** اور ایسا ہی اپنے محترم مخدوم جناب میر ناصر نواب صاحب اور آپ کی زوجہ محترمہ کو اس تقریب پر صدق دل سے **مبارکباد** دیتے ہیں - ایسا ہی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور ان کے متعلقین کو -

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو قوم ملک اور اسلام کے لئے نہایت ہی برومند اور مبارک کرے - وہ والدین اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنین اور آپکے متعلقین اور خوش قسمت ننہال کے زیر سایہ خدمت دین متین میں عمر دراز پاوے - وہ نافع الناس ہو - اور ہر پہلو سے اس کا وجود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو - ع - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد -

طالب دعائے سحری یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

نظم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جو [illegible] جلسہ میں پڑھی گئی

لطف ایزد بیں کہ اندر یک قران کردہ قریں — آفتاب مشرق و مہتاب مغرب بر زمیں
راست شد قولیکہ در قرآن خود فرمودہ بود — جمع گردند مہر و مہ بدور آخریں
فاش گویم تا بدانی کیست ماہ و کیست مہر — قیصر و مہدی کہ ایزد ہر دو را کردہ گزیں
معدلت در جان قیصر شد ز فضل حق خمیر — مکرمت در ذات مہدی شد ز لطف حق عجیں
قیصر و مہدی ہا کردند تسخیر قلوب — آن بعدل و این بفضل و آن بداد و این بدیں
آن بود سائل صولت این بود داؤد شاں — این بود چوں ابن مریم آن چو پور آبتیں
آن مسیحا را غلام و این مسیحا را مثیل — آن شہنشہ این نبی دارا ست آن عیسے ست دیں
آن ظہیر دولت است و این نصیر ملت است — این فراز صدر ثریا آن فراز صدر زیں
قلب اعدا قلب بیچارا بہم بشگافتند — مہدی از تیر دعا و قیصر از شمشیر کیں
تیغ قیصر را و خامہ گشتہ مہدی را عطا — آن سیاست را ضمان و این سلامت را ضمیں
بیگماں گر تیغ قیصر محو کرد آثار ظلم — حک نمودہ خامہ مہدی ضلالت بالیقیں
تیغ قیصر گوہر آگیں است از دُرِّ عدن — خامہ مہدی گہر پیرا است از دُرِّ ثمیں
صد در مکنون اگر مدفون بگنج قیصر است — صد در مضمون [illegible] در مخزن مہدی دفیں
بہر نشر دین و دولت در میان ملک و قوم — ہر دو را اینک [illegible] کرد ایزد میگزیں
از قوانین ملک را گر دادہ قیصر انتظام — از براہیں دادہ مہدی قوم را حبل المتیں
از زمین گر بردہ یا بردہ قیصر علم و فن — علم و دین آرد مہدی از ثریا بر زمیں
قیصر ہندوستان باشد اگر شاہ زمن — مہدی آخر زماں باشد امیر المومنیں
ساخت قیصر کار دنیا راست از رائے قوی — ساخت مہدی کار عقبیٰ راست از رائے رزیں
فتنہ از قیصر بود لرزان چو برگ از مہرگاں — صلح از مہدی بود خنداں چو گل از فرودیں
کرد قیصر گر بدنیا امن را خاطر نشاں — کرد مہدی بہر عالم صلح را خاطر نشیں
قصر قیصر مہد مہدی ہر دو اندر روزگار — آن رعایا را اماں و این برایا را امیں
عہد مہدی بالیقیں از بہر امت ابن یسر — عہد قیصر مملکت را گر یسار است و یمیں
گر سراں بر درگہ قیصر فرود آرند سر — قدسیان سایند بر دروازۂ مہدی جبیں
ملک قیصر رفتہ ہمچوں صیت مہدی تا بروں — صیت مہدی رفتہ ہمچوں ملک قیصر تا بچیں
قیصر ار دارد صلیب عیسوی بر آستاں — مہدی ما دست موسیٰ دارد اندر آستیں
سرکشاں بر سدۂ دیوان قیصر بوسہ زن — سرفرازان بر در ایوان مہدی بوسہ چیں
چوں نیاز و زہرہ حاسد روبہ ساں از بیم شاں — شیر حق مہدی بود قیصر بود شیر عریں
ہست قیصر بہر نشر دین مہدی را نصیر — بہر نشر امن مہدی ہست قیصر را معیں
ملک دنیا سربسر در دست قیصر رہن گشت — ملک دیں در دست مہدی سربسر گشتہ رہیں
خرد بیں گر قیصر از ادراک میدارد بہ پیش — مہدی از الہام اندیش دارد دوربیں
ملک عالم دارد ار قیصر بدولت زیر حکم — ملک معنی ہست مہدی را بدیں زیر نگیں
یادگار عصر قیصر ایں بود بس پائیدار — کہ بعہدش گشتہ عیسیٰ نازل از چرخ بریں
ہست مہدی را سنیاز و ہست قیصر را سنکار — صد تحیت بر مہدی بقیصر آفریں
نظم کردستم بحکم حضرت شیر علی — ورنہ بسمل یک دانی نیستم شہرت گزیں
کفش بردار جناب مہدیستم بیگماں — بے نیازستم ز بذل قیصر و فغفور چیں
آن ستے مصطفےٰ یوسف لقا عیسیٰ مسیح — خاتم ختم خلافت صاحب تاج و نگیں
ناصر الاسلام محی السنہ مصباح الہدےٰ — نائب ختم الرسل مولائے امام المتقیں
کاشف اسرار یوحی عارف رمز دلی — عالم علم انی اہبط [illegible] روح الامیں
کفر را از دین جدا کردہ چو ظلمت را ز نور — کردہ باطل را ز حق یک سو چو موم از انگبیں

صد تحیات و صلوٰتش باد از روح القدس
صد درود و صد سلامش باد از روح الامیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

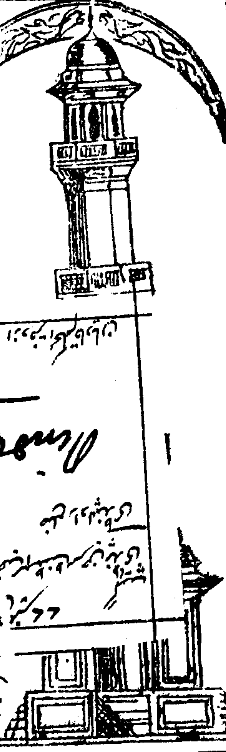

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے ؎ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؎
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ڈیڑھ روپیہ بارہ آنے (عہ)

نمبر ۱۹ قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و کشوف (اور) چودہری الٰہ داد صاحب مرحوم ۔۔۔ اول
(۲) مولود مسعود کی مبارکباد ۔ آنریبل ناظم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل ۔۔۔ ایمپائر ڑے قادیان کے جلسہ میں ۔۔۔ ۲
۲۵ مئی ۱۹۰۶ء ۔۔۔ ۵ تا ۵
کی کل احباب جماعت سے
ملت ۔۔ ۔۔ ۵ تا ۶
برادرانکے جواب ۔۔۔ ۶ تا ۸
نور الدین صاحب کا خط
بد حکیم خان صاحب ۔۔۔ ۹-۱۰
دولت برطانیہ ۔۔۔ ۱۱
(۸) ایک بھجو ستمار ۔۔۔
(۹) ا ہمتیہ ۔۔۔
(۱۰) اشتہار جنرت ۔۔۔
(۱۱) اشتہارات ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۲

تازہ الہامات و کشوف

ھَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الزَّلْزَلَۃِ ۔
بَلْ یَاْتِیْھِمْ بَغْتَۃً

اگر چاہوں تو اوس دن خاتمہ

اس کے بعد ایک علیحدہ الہام ہوا

دو چار ماہ

ترجمہ ۔ مذکورہ بالا عربی الہامات کا یہ ہے ۔ کیا تجھے زلزلہ کی بات پہنچی ہے بلکہ اون کے پاس اچانک آئے گا ۔

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء اُرِیْحُکَ وَلَا اُجِیْحُکَ وَاُخْرِجُ مِنْکَ قَوْمًا ۔

ترجمہ میں تجھے راحت دوں گا اور تجھے نہ مٹاؤں گا ۔ اور تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا اس کے ساتھ ہی دل میں ایک تفہیم ہوئی جس کا یہ مطلب تھا

جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا

۲۷ مئی ۱۹۰۶ء الہام

"آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں"

ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیوی مشکلات گر رہے ہیں ۔ فرمایا ۔ یہ الہام انہی کے متعلق معلوم ہوتا ہے ۔

خدائے عزوجل کی پاک وحی ایک نئی مخالف شدہ کے بارے میں ۔ پڑھنے والے سمجھ لیں ۔

وحی اللہ

۳۰ مئی ۱۹۰۶ء ۔ (۱) خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں ۔ اور وہ سلامتی کے شہزادہ کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا ۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا ۔ نہ دیکھا نہ جانا ۔

(۲) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں ۔

(۳) ربِّ فرِّق بین صادقٍ وکاذبٍ

ترجمہ ۔ اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق دکھلا دے ۔

(۴) انت تری کل مصلح وصادق

ترجمہ ۔ تو ہر ایک اصلاح کرنے والے اور سچے کو دیکھتا ہے ۔

(نوٹ ۔ یہاں میں [illegible] نسبت کا ہے یعنی منسوب بہ برہمہ ۔ برہمن اوتار اللہ تعالیٰ کے اسم غالب کا مظہر ۔ ایڈیٹر)

چودھری الٰہ داد صاحب مرحوم

ہمارے معزز دوست اور بھائی جناب چودہری الٰہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز کو اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت میں لے اور جنت میں اچھی جگہ نصیب فرما دے ۔ آپ نے ۱۷ دن تک بخار میں مبتلا رہ کر ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب جبکہ موذن نے اللہ اکبر کہا اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو سونپ دی ۔

اللّٰھم اغفرہ وارحمہ

چودہری صاحب موصوف اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اپنی مستقل سرکاری ملازمت اور تمام دنیوی عروج کی خواہشوں کو لات مار کر دین کی خاطر قادیان میں ایک قلیل تنخواہ پر راضی ہو کر بیٹھ رہے اور تب سے ایک دن کے واسطے بھی اپنے وطن کو نہیں گئے تھے ۔ آپ کی عمر قریباً ۴۲ سال کے تھی ۔ میگزین کی خدمت جس خوبی اور محنت کے ساتھ وہ بجا لاتے رہے وہ عیان ہے اور اس کے علاوہ مدرسہ کی امانت کی خدمت ۔ اور پھر انگریزی کی خدمت بھی بجا لاتے رہے ۔ اور کچھ مدت مدرسہ میں آنریری ٹیچری کا کام بھی کرتے رہے ۔ مرحوم کے متعلق حضرت مسیح نے فرمایا کہ چودہری الٰہ داد صاحب بڑے مخلص تھے ۔ ایسا آدمی پیدا ہونا مشکل ہوتا ہے ۔ صاحب موصوف نے اپنی وصیت ہنوز تحریر نہ فرمائی تھی ۔ لیکن حسب الحکم حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا اور حضرت مسیح ؑ کا وہ رؤیا آپ کے حق میں پورا ہوا جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (رضی اللہ عنہ) کی قبر کے ساتھ دو اور قبریں ہیں (دوسری قبر میاں الٰہی بخش صاحب کی ہے) یہ پیارا دوست بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتا تھا جن کا کچھ کسی آئندہ اخبار میں کہا جاوے گا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

وہ ایک اعلیٰ درجہ کا مہمان نواز تھا ۔ دوستوں کا سچا دوست تھا ۔ اس کا دل احمد کی محبت سے پُر تھا ۔ خدا تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے ۔ اور آپ ہی انکا محافظ ہو (آمین) صاحب موصوف کی جو خدمت ایام علالت میں ان کے دوست ابو سعید عرب صاحب نے اور چودہری فتح محمد صاحب نے کی وہ برادرانہ محبت اور دلی تعلق کا ایک خاص نمونہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے ۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولود مسعود کی مبارکباد

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الامین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین +

امّا بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۲۶ - مئی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۷ بجے شام جناب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ الاحد خلف الرشید حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے **مولود مسعود** پیدا ہوا - اس ولادت باسعادت پر ہم خدا تعالےٰ کا شکر کرتے ہوئے بحضور حضرت مسیح موعودؑ و حضرت امّ المومنین و جملہ متعلقین حضرت اقدس **مبارکباد** عرض کرتے ہیں - یہ مولود خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور کئی نشانوں کا مجموعہ ہے - اولًا اس لئے کہ حضرت اقدس کی اوس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کرتا ہے جو **نری نسلًا بعیدًا** کے الفاظ میں اوس وقت ہوئی تہی جبکہ ابھی آپکی یہ شادی ہی نہ ہوئی تہی پس تیئس (۲۳) برس سال پہلے ایک کی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت میں نہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ انسان کو اپنی زندگی کے ایک لمحہ کا اعتبار ہی نہو اور پہر جبکہ **نسل** کیلئے کوئی صورت نہ ہو - غرض یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان پیشگوئی ہے - جو کئی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے (۱) حضرت اقدس کا زندہ رہنا - (۲) پھر نکاح کرنا (۳) پھر اولاد ہونا - (۴) پھر اوس اولاد سے حضرت کی موجودگی میں اولاد کا ہونا -

اسکے علاوہ اس مولود کے متعلق صراحتًا بلا تاویل صاف لفظوں میں پیشگوئی ہو چکی ہے - جو الحکم اور بدر میگزین میں کئی مہینے پہلے شائع ہو چکی ہے اور وہ وحی ۲۶ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو یوں ہوئی - **اِنّا نبشّرک بغلامٍ - نافلۃً لک - نافلۃً من عندی** - ہم تجھکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں - وہ تیرے لئے نافلہ ہے - وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے - پھر ۱ - اپریل ۱۹۰۶ء کے الحکم میں یہ الہام شائع ہوا - **انّا نبشّرک بغلامٍ - نافلۃً لک** - ایسا ہی ۲۷ - اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا - **اُریک ما یرضیک** -

یہہ الہامات خدا تعالےٰ کی زبردست پیشگوئیاں ہیں - جو آج ۷ بجے پوری ہوئیں - اے خدا کے جری تجہپر سلام خدا نے تیری باتیں پوری کی ہیں جیسے قبل از وقت فرمایا تہا -

ہم نے صاحبزادہ صاحب کی تقریب شادی پر مبارکباد دیتے ہوئے دلی آرزو ظاہر کی تھی کہ نری نسلًا بعیدًا کی پیشگوئی پورا ہوتے ہوئے دیکھیں - اور اظہار مبارکباد کا موقع ملے - خدا کا شکر ہے کہ اوس نے پھر ہمیں یہہ موقع دیا - الحمد للہ اولًا و آخرًا و ظاہرًا و باطنًا -

پھر ایک بار ہم خدا تعالےٰ کی حمد کرتے ہوئے **حضرت مسیح موعود** اور **حضرت امّ المومنین** اور ایسا ہی اپنے محترم مخدوم جناب میر ناصر نواب صاحب اور آپ کی زوجہ محترمہ کو اس تقریب پر صدق دل سے **مبارکباد** دیتے ہیں - ایسا ہی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور ان کے متعلقین کو -

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو قوم ملک اور اسلام کے لئے نہایت ہی برومند اور مبارک کرے - وہ والدین اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت امّ المومنین اور آپکے متعلقین اور خوش قسمت نہال کے سرمایہ خدمت دین متین میں عمر دراز پاوے - وہ نافع الناس ہو اور ہر پہلو سے اوس کا وجود بود اسلام کے لئے مفید ثابت ہو - ع - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد -

طالب دعائے سحری یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

نظم مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جو عمیا بزرگان کے جلسہ میں پڑھی گئی

لطف ایزد بین کہ اندر یک قران کردہ قرین
راست شد قولیکہ در قرآن خود فرمودہ بود
فاش گویم تا بدانی کیست ماہ و کیست مہر
معدلت در جہان قیصر شد ز فضل حق خمیر
قیصر و مہدی ما کردند تسخیر قلوب
آن بود ساذل صولت این بود داؤ دشان
آن مسیحا را غلام و این مسیحا را مثیل
آن ظہیر دولت است و این نصیر ملت است
قلب اعدا قلب بیجا را بہم بشگافتند
تیغ قیصر را و خامہ گشتہ مہدی را عطا
بیگمان گر تیغ قیصر محو کرد آثار ظلم
تیغ قیصر گوہر آبدار است از دُرِ عدن
صد در مکنون الر مدفون بگنج قیصر است
بہر نشر دین و دولت در میان ملک و قوم
از قوانین ملک را گردادہ قیصر انتظام
از زمین گر بر شتہ تا بہر قیصر علم و فن
قیصر ہندوستان باشد اگر شاہ زمن
ساخت قیصر کار دنیا راست از رائے قوی
فتنہ از قیصر بود لرزان چہ برگ از مہرگان
کرد قیصر گر بدنیا امن را خاطر نشان
قصر قیصر مہد مہدی ہر دو اندر روزگار
عہد مہدی بالیقین از بہر اُمّت یمن لیس
گر سران بر درگہ قیصر فرو آرند سر
ملک قیصر رفتہ ہمچوں صیت مہدی نا بروس
قیصر ار دار د صلیب عیسوی بر آستان
سرکشان بر سدہ دیوان قیصر بوسہ زن
چوں نیاز و زہرہ حاسد روبہ سان از بیم شان
ہست قیصر بہر نشر دین مہدی را نصیر
ملک دنیا سر بسر در دست قیصر رہن گشت
خرد بین گر قیصر از ادراک میدارد بہ پیش
ملک عالم دار د ار قیصر بدولت زیر حکم
یادگار عصر قیصر این بود لیس پائیدار
ہست مہدی راستباز و ہست قیصر راستکار
نظم کردستم بحکم حضرت شیر علی
کفش بردار جناب مہدیستم بیگمان
آن ستّے مصطفےٰ یوسف لقا عیسیٰ مسیح
ناصر الاسلام محی السنۃ مصباح الہدےٰ
کاشف اسرار یوحی عارف رمز دلی
کفر را از دین جدا کردہ چو ظلمت را ز نور

آفتاب مشرق و مہتاب مغرب بر زمین
جمع مے گردید ہر دو مہ بدورِ آخرین
قیصر و مہدی کہ ایزد ہر دو را کردہ گزین
مکرمت در ذات مہدی شد ز لطف حق عجین
آن بعدل و این بفضل و آن بداد و این بدین
این بود چوں ابن مریم آن چو پور آبتین
آن شہنشہ این نبی دار است آن عیسےٰ است دین
این فراز صدر دین آن فراز صدر زمین
مہدی از تیر دعا و قیصر از شمشیر کین
آن سیاست را ضمان و این سلامت را ضمین
حاک نمودہ خامہ مہدی ضلالت بالیقین
خامہ مہدی گوہر ... از در ثمین
صدر مضمون است ... سخن مہدی دفین
ہر دو را اینک ... کردہ ایزد مے گزین
از برائے دادہ مہدی قوم را **حبل المتین**
علم و دین آرد مہدی از ثریا بر زمین
مہدی آخر زمان باشد امیر المومنین
ساخت مہدی کار عقبیٰ راست از رائے رزین
صلح از مہدی بود خندان چو گل از فرد دین
کرد مہدی بہر عالم صلح را خاطر نشین
آن رعایا را امان و این برایا را امین
عصر قیصر مملکت را گر یسار است و یمین
قدسیان سایند بر دروازہ مہدی جبین
صیت مہدی رفتہ ہمچوں ملک قیصر تا بچین
مہدی ما دست موسیٰ دارد اندر آستین
سرفرازان بر در ایوان مہدی بوسہ چین
شیر حق مہدی بود قیصر بود شیر عرین
بہر نشر امن مہدی ہست قیصر را معین
ملک دین در دست مہدی سر بسر گشتہ رہین
مہدی از الہام اندر پیش دار د دور بین
ملک معنی ہست مہدی را بدین زیر نگین
کہ بعہدش گشتہ عیسیٰ نازل از چرخ برین
صد تحیت دبر مہدی بقیصر آفرین
ورنہ بسمل یک دانی نیستم شہرت گزین
بے نیاز ستم ز بذل قیصر و فغفور چین
خاتم ختم خلافت صاحب تاج و نگین
نائب ختم الرسل مولےٰ امام المتقین
عالم علم لدنی مہبط روح الامین
کردہ باطل را ز حق یک سو چو موم از انگبین

صد تحیات و صلوٰتش باد از روح القدس
صد درود و صد سلامش باد از روح الامین

خطبہ روز جمعہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء فاضل امروہی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدًا و مصلیًا

بعد خطبہ ماثورہ کے

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ولقد آتینا موسی الکتاب لعلھم یھتدون ۝ وجعلنا ابن مریم و امہ آیۃ واوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین ۝ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم ۝ وان ھٰذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون فتقطعوا امرھم بینھم زبرا کل حزب بما لدیھم فرحون ۝ فذرھم فی غمرتھم حتی حین ۝ پ ۱۸

واضح ہو کہ قرآن مجید ایسا باغ سدا بہار ہے جسمیں ہزارہا درخت پہلدار ایسے لگے ہوئے ہیں جو ہمیشہ قیامت تک طالبونکو اپنا پہل دیتے رہیں گے اور اونکو شاخ و دیگر ابنائے دنیا کے کبہی اور کسیوقت خزان نہیں آئے گی ؎

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا پ ۱۶ یعنی اے دیکھنے والے کیا تو نے نظر نہیں کی کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک کلمہ طیبہ کی کیسے مثل بیان فرمائی ہے کہ ہر ایک کلمہ طیبہ مانند ایسے ایک پاکیزہ درخت کی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنیاں اوسکی آسمان تک اونچی ہیں اور ہر وقت اپنا پہل دیتا رہتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے۔

ف کلمہ طیبہ سے مراد خواہ کلمہ توحید ہو یا قرآن مجید کا ہر ایک کلام یعنے ہر ایک آیت ہو وہ کلمہ حقہ دلائل قاطعہ سے ایسا حق اور ثابت ہے کہ کسی کے شبہ کرنے سے اوس میں تزلزل پیدا نہیں ہو سکتا اور کیونکر تزلزل ہو سکے کہ اللہ تعالےٰ کے علم میں وہ ثابت اور حق ہے اور نیز اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ ایسا رفیع الدرجات ہے کہ اوسکی شاخیں آسمان تک پونہچی ہوئی ہیں باوجود اس کے حسب ضرورت زمانہ کے اپنے طالبوں کو انعام و اکرام یعنے وحی و الہام کے ثمرات ہر وقت عطا فرماتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اوسکی یہ شان تربیت حسب مقتضائے صفت ربوبیت اللہ تعالےٰ کے اوسی کے ارادہ سے ظاہر

ہوتی رہتی ہے اگرچہ دنیا میں کوئی درخت مثل کلمہ طیبہ کے تو موجود نہیں ہے مگر بطور تشبیہ لوگوں کو سمجہانے کے لئے چھوہارے کا درخت مثال کیلئے کافی ہے کہ اوس میں یہ صفات مگر صرف جسمانی طور پر واسطے مثال دینے کے موجود ہیں چونکہ انسان کے اعمال جو دنیا میں عملدر آمد کرتا ہے آخرت میں اپنی صورتوں مناسب کے ساتہہ متمثل ہو جاوینگے لہذا وہ مومن جس نے دنیا میں کلمات طیبات قرآنی سے فوائد حاصل کئے ہیں آخرت میں اونکا تمثل بصفت جنت اسی طرح پر ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے مثل الجنۃ التی وعد المتقون تجری من تحتھا الانھار اکلھا دائم وظلھا ط تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار پ ۱۳ چونکہ کلمات قرآنی کی تلاوت کے فوائد سے انسان ہر حالت میں یعنے قیاما و قعودا و علی جنوبھم تمتع حاصل کر سکتا ہے اسلئے جنت کے پہلوں کی نسبت بہی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وجنی الجنتین دان یعنے پہل دونوں جنتوں کے انسان کی ہر ایک حالت قیام و قعود وغیرہ کی قریب ہونگی۔ غرضکہ ہر ایک عمل کا تمثل جو آخرت میں ہوگا اوسکو اسی پر قیاس کرو کیونکہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ وارد ہے۔ ایسے درختوں کی تازہ بہار اوسوقت ہر ایک اہل بصیرت کو نظر آجاتی ہے جبکہ کوئی مامور من اللہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے۔ جیسا کہ الحال بوقت مسیح موعود کے وقت میں اہل بصیرت کو وہ بہار مشاہدہ ہو رہی ہے ولنعم ما قیل ؎

پھول ہیں اب بہار باز آمد
موسم لالہ زار باز آمد

الحاصل ان اوپر کی آیات متلوہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تحقیق بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب توریت عنایت فرمائی تہی تاکہ وہ ہدایت پاویں اور مریم کے بیٹے عیسیٰ اور اونکی والدہ مریم کو ایک نشانی بنایا تہا اور اون دونوں کو ایک ایسے بڑے اونچے ٹیلے پر پناہ دی تہی جو اونکے لئے موجب قرار تہے یعنے کہانے کے لئے میوجات اور پینے کے لئے چشمہائے جاری شیریں و خوش گوار موجود ہے۔

ف ان تینوں آیتوں میں غور کرنے سے سلسلہ محمدیہ و سلسلہ احمدیہ کے بہت سے مسائل کی حقیقت ثابت ہو جاتی ہے اول تو یہ کہ جیسا قرآن مجید میں اکثر جگہ پر ان دونوں سلسلوں کی طرف کہیں تو اشارہ ہے اور کسی جگہ پر صراحت ہے جیسا کہ سورۂ جمعہ اور سورہ بینہ وغیرہ میں بیان ہوا ہے ان آیتوں میں کہلا ہوا اشارہ ان دونوں سلسلوں کی طرف ہے جبکہ یہہ کہ حسب الحکم آیت زیر تفسیر اللہ تعالےٰ نے آں حضرت صلعم سے پیشتر ایک سلسلہ دینی موسوی قائم

کیا جسکے اول میں حضرت موسیٰ ہوئے اور آخر میں نہایت نشان سلسلہ موسوی کے لئے حضرت عیسیٰ مقرر ہوئے مفسرین جو یہاں پر آیت سے مراد یہہ لکہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اسلئے نشان تہے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تہے اور حضرت مریم اسلئے نشان تہیں کہ بغیر زوج کے حاملہ ہو گئیں تہیں یا دیگر خوارق اون دونوں سے صادر ہوئی تہی اسلئے اونکو آیت قرار دیا گیا مگر اس توجیہہ سے کچہہ بہی ثلج صدر نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا تو اوذر اہل کتاب کے لئے ٹہوکر کہانے کا باعث ہو گیا ہے چہ جائیکہ نشان ہو جاوے اور باعتبار خوارق کے آیات ہونا سو یہ تخصیص بہی حضرت عیسیٰ اور مریم کے ساتہہ ٹہیک نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ خود موسیٰ اور دیگر انبیاء کو بہی خوارق عادات دی گئی تہی پہر صرف حضرت عیسیٰ ہی کو بلحاظ خوارق کے آیت فرمانا چہ معنی دارد علاوہ یہہ کہ پارہ ۱۷ - رکوع ۶ میں فرمایا گیا ہے کہ وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین غور کرو کہ حضرت عیسیٰ کی حیات تک تو چند حواریوں نے ہی حضرت عیسیٰ کو مانا تہا اور بعد اون کی وفات کے اون کے متبعین نے اسقدر غلو کیا کہ آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے لگے تو پہر کیا چند حواریوں کے ایمان لانے کو یا بعد اون کی وفات کے ایک عالم کے مشرک ہو جانے کو کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ یا اون کی والدہ تمام عالموں کے لئے نشان الٰہی تہیں غرضکہ ان اعتبارات سے تو ہرگز ہرگز حضرت عیسیٰ یا اون کی والدہ تمام دیگر انبیاؤں کو چہوڑ کر نشان الٰہی مخصوص طور پر نہیں ہو سکتے لیس مراد الٰہی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے علم ازلی میں یہہ امر مقرر ہو چکا تہا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین سید المرسلین کا سلسلہ دین اسلام بلحاظ خلافت کے مثل سلسلہ موسوی کے جاری ہوگا مگر جب تک کہ مشبہ بہ کی حد ابتدائی اور حد انتہائی نہ مقرر کی جاوے تب تک مشبہ کو مشبہ کے ساتہہ کیونکر تشبیہہ دے سکتے ہیں اور پہر اس امر کا کہ حضرت موسیٰ سے ہی یہاں اس سلسلہ بنی اسرائیل کا ابتداء کیوں لیا گیا یہہ ہے کہ پہلی قومیں یعنے قوم نوح و قوم ہود و قوم صالح اور قوم لوط وغیرہ پہلے ہلاک ہو چکی تہیں جیسا کہ سورہ قصص میں بہی اسکا بیان ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ ایک جگہ پر فرماتا ہے ولقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے اپنے علم ازلی کے مطابق حد ابتدائی اوس سلسلہ کی حضرت موسیٰ کو قرار دیا جسکی نسبت فرمایا گیا ولقد آتینا موسی الکتاب لعلھم یھتدون اور چونکہ سلسلہ محمدیہ کی نسبت پیشین گوئیاں بہی

کتاب توراۃ میں بہت کثرت سے فرمائی گئی ہیں لہذا لفظ یھتدون کا اشارہ استغراقی ہوا کہ تا اس کتاب توراۃ سے اہل کتاب کو سلسلہ محمدیہ کی طرف اپنے وقت میں ہدایت حاصل ہو جاوے کیونکہ سلسلہ موسوی سلسلہ محمدیہ کے لئے بطور تمہید کے قائم کیا گیا تہا لہذا آخری سلسلہ موسوی کے حد یا نشان کو حضرت عیسیٰ اور مریم کے ساتہہ مقرر فرما دیا کہ جس طرح سلسلہ موسوی کا انتہا حضرت عیسیٰ تک ہوا۔ سلسلہ محمدیہ کا انتہا بہی مسیح موعود تک ہی ہوگا اور پہر اوسی کے آخری زمانہ میں تغیر اوسے شروع ہو جاوے گا جس میں کثرت سے دنیا پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی کیونکہ اس زمانہ آخری میں اتمام حجت اللہ کا ہو چکا ہو چکا اسلئے دیکہو اب اس زمانہ میں دنیا کا رنگ ایسا بدلا ہوا ہے کہ طاعون قحط زلازل اور آتش فشانی وغیرہ وغیرہ سے تمام عالموں پر تباہی اور ہلاکت نازل ہو رہی ہے جو پہلے زمانوں میں ایسی تباہی اور ہلاکت تواریخ سے معلوم نہیں ہوتی اور تمام حکما اور فلاسفر بہی چلا اوٹہے ہیں کہ زمانہ کا رنگ ان ابتلاؤں میں بہ نسبت زمانہ سابق کے بدلا ہوا ہے اور چونکہ وہ مجدد عظیم الشان مظہر رحمۃ للعالمین جو بنام عیسیٰ کے مبعوث ہوا ہے اوس کی تبلیغ تمام عالموں میں اور اقطار بعیدہ عالم میں بذریعہ اشتہار و رسائل و کتب کے پہونچ چکی ہے اور نیز جو شرک و بدعات حضرت عیسیٰ یا حضرت مریم کی نسبت کئے جا رہے ہیں اونکی براءت ان تمام امور غیر بدعتیہ سے اپنے نشانات اور خوارق عادات کے ساتہہ کیا اس مسیح موعود نے تمام دنیا میں شائع کر دی اس اعتبار اور لحاظ سے حضرت عیسیٰ اور مریم کا نام عالموں کے لئے بذریعہ مسیح موعود نشان ہو جانا ظاہر ہے بس اس اعتبار سے آخر زمانہ میں عالم الغیب کا بنام مسیح و عیسیٰ اس امت [illegible] مبعوث ہونے کا سر یہ تہا جسکے [illegible] وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین [illegible] کو پورے طور پر مصداق کر دیا اور یہی نکتہ ہے کہ آیت زیر تفسیر میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے درمیانی انبیاء کو مذکور نہیں فرمایا کیونکہ مقصود تو صرف حد بندی اول و آخر سلسلہ موسوی کی مقصود بالعلم تہی واسطے مشابہت سلسلہ محمدیہ کے کہ وجعلنا ابن مریم و امہ آیۃ بہاتو سے مفسرین پر اللہ تعالےٰ رحم فرماوے کہ باوجود یکہ ظہور حضرت عیسیٰ منجملہ آیات کبریٰ قیامت کے مانتے ہیں مگر جو اس آیت زیر تفسیر میں حضرت عیسیٰ کو اس لحاظ سے آیت ہونا تحریر نہیں فرمایا کسی نے باعتبار ولادت بغیر پدر کے آیت قرار دیا ہے حالانکہ اسی [illegible]

پر زور جب ابتلائی اور کسی نے ظہور خوارق کے اعتبار سے اون کو آیت ٹہیرایا ہے حالانکہ حضرت موسیٰ وغیرہ بہی تو اس لحاظ خوارق سے ایک بڑی آیت تہے اور ظاہر ہے کہ آیت بالشان کا مقرر کرنا بوقت واجت کے ضروری ہی ہوتا ہے۔ دیکہو گورنمنٹ ارضی بلکہ رعایا بہی جب کسی زمین یا زمانہ کی حدبندی کرنا چاہتے ہیں تو اوسکے لئے ایک نشان مقرر کر دیتے ہیں پس اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے سلسلہ موسوی کے آخر زمانہ کی حدبندی کے لئے حضرت عیسیٰ کو ایک نشان قرار دیدیا ہے تاکہ سلسلہ محمدیہ کی تشبیہ اوس سلسلہ موسوی کے ساتہہ دی جاوے آیت استخلاف اور آیات سورہ تحریم بہی اسی طرف ناظر ہیں اونپر غور کرنے سے اس مراد الٰہی کی حقیقت بخوبی ثابت ہو جاتی ہے دیکہو سال و ماہ و ہفتہ جات و ایام و ساعات کی حدبندی بہی کی گئی ہے کما قال اللہ تعالےٰ قل ھی مواقیت للناس والحج اسیطرح میقات دورہ محمدی و احمدی کے تشبیہ کے لئے میقات دورہ موسوی قایم کیا گیا۔ نکتہ قابل یادداشت اس آیت مین حضرت عیسےٰ اور مریم دونوں کا ذکر ہے معہذا دونوں کے لئے بصیغہ مفرد لفظ آیت کا فرمایا گیا اور صیغہ تثنیہ یعنے آیتین ارشاد نفرمایا۔ تاکہ جعلنا کا مفعول اول اور ثانی ہیں موافقت ہو جاتی سر اسمیں یہ ہی تہا کہ اصل مقصود ذکر کرنے پہلے عیسیٰ و مریم سے آخری سلسلہ کا عیسیٰ اور مریم ہے اور وہ تو ایک ہی شخص ہے کما مر بیانہ پس چونکہ آخری عیسےٰ و مریم ایک شخص ہی ہے یعنے وہی عیسےٰ ہے اور وہی مریم ہے اور نفخ روح کے بعد وہی مریم عیسےٰ ہو گیا ہے لہذا اسی آخری عیسیٰ اور مریم کے واحد ہونے کے لحاظ سے لفظ مفرد آیت کا اختیار فرمایا گیا اور یہہ تو سابق مین مذکور ہو چکا ہے کہ پہلے حضرت عیسےٰ اور مریم کا آیت للعالمین ہونا موقوف ہے آخری عیسیٰ و مریم کے وجود پر۔ پس یہی مراد ہے اس شعر سے کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چہوڑو
اوس سے بڑہ کر غلام احمد ہے

چونکہ علم الٰہی میں مسیح موعود کی بعثت ہندوستان ملک پنجاب میں ہونے والی تہی اسلئے پہلے عیسیٰ اور مریم کے قرارگاہ کے لئے بہی ہندوستان ہی سری نگر کشمیر تجویز فرمایا گیا تاکہ یہ امر مسیح موعود کے لئے بطور ایک مقدمۃ البعثت کے واقع ہو۔ مفسرین رحمہم اللہ کا اختلاف ربوہ کے تعین میں اسقدر ہے کہ ؎ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا کا مصداق ہے معہذا پہر بہی کوئی اختلافی قول ایسا نہیں جس سے کلام الٰہی کے یہ معنے ٹہیک معلوم ہو جاوین جیسے ازالۃ الوساوس وغیرہ مین ثابت کر دیا ہے کہ مراد ربوہ سے سری نگر کشمیر ہے وہانپر چشمہائے شیرین اور خوشگوار کا جاری ہونا تو ہر شخص جانتا ہی ہے لیکن ذات قرار اور ربوہ ہونا اوسکا بہی واضح ہے اور آوینا جسکے معنی ہیں مصائب اور تکالیف سے پناہ دینا اور بچانا سو یہ آوینا بعد واقعہ صلیب کے واقع ہوا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ کی وفات بہی وہیں سری نگر میں ہوئی اور قبر بہی وہیں موجود ہے دیکہو ہمارے رسائل کو ربوہ کے معنون پر اسجگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آوینا اگر واقعہ صلیب سے پیشتر ہوا ہے تو پہر نہ آوینا کا مضمون صادق آیا اور نہ اوس ربوہ کا ذات قرار ہونا حضرت عیسےٰ کی نسبت ٹھیک ہوا کیونکہ اوس کے بعد واقعہ صلیب پیش آگیا اور اگر بوقت صلیب یا بعد صلیب یہہ آوینا واقع ہوا تو آسمانپر رفع ہونا حضرت عیسےٰ کا محض غلط ہو گیا کیونکہ آسمان کو ربوہ ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتے فالان حصحص الحق والحق یعلو ولا یعلی تفسیر ابو السعود میں لکہا ہے۔

ذات قرار ای مستقر من ارض منبسطة سهلة يستقر عليها ساكنوها وقيل ذات ثمار وزروع لاجلها يستقر فيها ساكنوها ومعين ای وماء معين ظاهر جار فعيل من معن الماء اذا جرى واصله الابعاد فی المشی او من الماعون وهو النفع لانه نفاع او مفعول من عانه اذا ادركه بالعين فانه لظهوره يدرك بالعيون وصف ماءها بذلك للايذان بكونه جامعا لفنون المنافع الى آخرہ

اب فرمایا جاتا ہے کہ اے مجموعہ پیغمبران ستہری چیزین کہاؤ اور نیک عمل کرو بے شک تم جو کچہہ عمل کرو گے میں اون سب سے خبردار ہوں اور یہ گروہ تمہارا ہی گروہ ہے یعنی اہل دین کے اعتبار سے ایک ہی گروہ ہے اور مین تمہارا سبکا پروردگار ہوں تو مجہسے ہی ڈرتے رہو۔

ت چونکہ آنحضرت صلعم مین وہ تمام فضائل جو پہلے انبیاؑ مین تہے موجود تہے لہذا آنحضرت صلعم کے خطاب میں صیغہ جمع کا لایا گیا ولنعم ماقیل ؎

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور چونکہ اقوام عیسائیان نے رہبانیۃ کو اختیار کر کے اچہی اچہی حلال چیزوں کا کہانا ترک کر دیا تہا لہذا رہبانیہ عیسائیان کو بیانپر رد فرمایا گیا اور بصیغہ امر ارشاد کیا گیا کہ عمدہ اور حلال اشیاء خوردنی لذیذ و مرغوب الطبع کہایا کرو کیونکہ تمام رسولوں کو اپنی اپنی وقت مین ہمارا یہی امر صادر ہوا ہے اور فطرت انسانی کے ساتہہ یہہ امر نہایت درجہ مطابقت رکہتا ہے اور موجب محبت و شکر الٰہی کا بہی یہی امر ہے ہان اس میں افراط منع ہے اس لئے اس امر کے ساتہہ ہی واسطے دور کرنے غفلت کے کہ عبادات الٰہیہ میں واقع ہو ارشاد فرمایا گیا کہ عمدہ اغذیہ حلال و طیبات کا استعمال واسطے حصول قوت کے ہے تاکہ عبادات بجالائے جاوین اس لئے ان عمدہ اغذیہ حلال کا شکریہ یہہ ہی ہے کہ اعمال صالحہ بجالاتے رہو تاکہ بحکم لئن شکرتم لازیدنکم کے ان تمہاری نعمتون میں ہماری طرف سے زیادتی ہوتی رہے ولنعم ماقیل ؎

شکر نعمت نعمتت افزون کند
کفر نعمت نعمتت بیرون کند

اور چونکہ اللہ تعالےٰ کے علم میں یہ بات مقرر ہو چکی تہی کہ آخر زمانہ مسیح موعود مین طیبات اور اغذیہ حلال مستلذات کی ایسی کثرت ہوگی جسکی نظیر تواریخ سنین ماضیہ میں موجود نہیں اور اون مستلذات کے استعمال پر اکثر ایسے لوگ جو عیسائی رہبانیۃ کی طرف میلان طبع رکہتے ہیں معترض ہون گے لہذا حضرت عیسےٰ کے قصہ کے بعد جو امت محمدیہ کے مسیح موعود کا مشبہ بہ ہے اس حکم کا صادر فرمانا نہایت مناسب ہوا تاکہ ایسے زمانہ میں اغذیہ حلال مرغوب الطبائع اور مستلذات کے استعمال کو کوئی شخص بلید الطبع حرام اور ناجائز نہ سمجہے کیونکہ اصل مقصود تو اعمال صالحہ کا بجالانا ہے اور اون اعمال کے بجالانیکی قوت ان اغذیہ مستلذات سے حاصل ہوتی ہے اور صیغہ جمع یعنی یا ایہا الرسل کا ارشاد فرمانا بہی بموجب الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نہایت مناسب ہوا واضح ہو کہ رہبانیہ کا رد دوسری جگہ پر بہی قرآن شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے

قل من حرم زينة الله التی اخرج لعباده والطيبات من الرزق قل هی للذين امنوا فی الحيوة الدنيا خالصة يوم القيامه كذالك نفصل الايات لقوم يعلمون ۖ ولنعم ماقیل ؎

جو کچہہ کہ جہاںمیں ہے سب انسان کیلئے ہے
آراستہ یہ گہر اسی مہمان کے لئے ہے

دیکہو الہام لولاك لما خلقت الافلاك کو اور اسی کے موید ہے الہام یاتیك من كل فج عميق وغیرہ وغیرہ آخر میں جو صفت علیم کا ذکر فرمایا گیا وہ اس لئے کہ تمہارے اون سب اعمال کا علم اور اون سب کی مجہکو خبر ہے جو موجب مزید نعمت کے میرے نزدیک ہیں اور حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت عیسےٰ تک جسقدر انبیا و اولیا گذرے ہیں وہ سب کے سب اے مجموعہ رسل تمہاری ہی امت ہے اور تمہاری امت کے ساتہہ بالکل متحد ہے کیونکہ امت موسوی تو انا تمہاری امت کیلئے بطور تمہید کے ہے۔ جن دو نوب کا خاتمہ مسیح موعود پر ہوا اور اب اس زمانہ مسیح سے زمانہ نفخ اولے کا شروع ہو گیا کیونکہ مسیح محمدی کو آیات کبرے علامات قیامت کبرے سے گردانا گیا تہا پس سلسلہ موسوی اگرچہ مشبہ بہ سلسلہ محمدیہ کا ہے مگر وہ بطور ظل کے تہا اور یہ بطور اصل کے قرار دیا گیا ؎

آنکس ست اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجا است

اگر کہا جاوے کہ تشبیہ تو مقتضی ہے کہ مشبہ بہ افضل ہو اور مشبہ مفضول تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ امر ہر جگہ پر ضروری نہیں جیساکہ صیغہ درود شریف میں وارد ہے

اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد۔ اور ہم دریافت کرتے ہیں کہ زید کالاسد میں کیا زید سے اسد افضل ہے کلا و حاشا دیکہو فرمایا اللہ تعالےٰ نے ولقد كرمنا بنی آدم وحملنا هم فی البر والبحر ورزقناهم من الطيبات وفضلناهم على كثير ممن خلقنا تفضيلا۔ علاوہ اسکے کہ ہر جگہ پر مشبہ میں صفات مشبہ بہ ہی ہون اور اوسکے علاوہ ذاتی صفات بہی ہون۔ اور یہ فضیلت امت محمدیہ کو اوپر امت موسوی کے اسواسطے دی گئی کہ میری صفت ربوبیت کی تمیر ایک خاص طور پر متجلی ہوئی ہے کما قال اللہ تعالےٰ ورحمتی وسعت كل شئ فساكتبها للذين يتقون ويؤتون الزكوة والذين هم بآياتنا يؤمنون الذين يتبعون الرسول النبی الامی الذی يجدونه مكتوبا عندهم فی التوراة والانجيل ۖ پس بلحاظ ان انعامون کے تمکو چاہئے کہ مجہہ سے ہی ڈرو اور کامل تقوے کو اختیار کرو تاکہ باعث مزید انعامات کا ہو۔ نکتہ قابل یادداشت اسجگہ یہہ ہے کہ ان هذه امتكم امة واحدة قرآن مجید مین صرف دو جگہ پر آیا ہے اول تو یہی مقام ہے جسمیں ذکر مریم و عیسےٰ کا ہے۔ دوسری جگہ پ ۱۷ میں ہے وہاں پر بہی مریم اور عیسےٰ ہی کا ذکر ہے اس ہیں سر یہی ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت میں بنام مریم اور عیسیٰ آنیوالا تہا اسلئے ارشاد فرمایا گیا ان هذه امتكم امة واحدة اسی لئے دیگر انبیاؤں کی نسبت یہہ ارشاد نہیں ہوا اگرچہ وہ سب بہی حضرت ہی کی امت ہیں مگر اون کے نام کے ساتہہ اس امت میں کوئی مبعوث نہیں ہوا

اور یہی مراد تھی مریم اور عیسےٰ کی آیۃ للعالمین ہونے سے والحمد للہ پس جو شخص کہ اس عیسےٰ محمدیہ کا منکر ہے وہ بالضرور عیسیٰ موسوی کا بھی مکذب ہے بلکہ اس انکار سے کل سلسلہ موسوی کا انکار لازم آتا ہے اور پھر یہہ انکار اون تمام آیات کے انکار کا مستلزم ہے جنمیں قصّہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ کا بیان فرمایا گیا ہے فنعوذ باللہ منہا۔

اب اسباب ضرورت قرآن مجید اور ضرورت بعثت خاتم النبیین سید المرسلین کو بیان فرمایا جاتا ہے کہ پھر لوگوں نے آپسمیں پھوٹ کرکر اپنی اپنی کتابیں جدا جدا بنالی ہیں ہر ایک فرقہ جو اوسکے پاس رطب و یابس ہے اوس مین خوش ہو رہا ہے۔ اور تم اے پیغمبر ایک وقت تک ان لوگوں کو اون کی غفلت میں چھوڑ دو۔

ف یعنے یہ پھوٹ اور تفرقہ انبیا علیہم السلام کیطرف سے نہیں تھا۔ تقطعوا چونکہ باب تفعل سے ہے اسلئے اوسمیں ایک قسم کا مبالغہ موجود ہے کہ لوگوں نے بڑی شدت کے ساتھ اختلاف پیدا کرلیا حتیٰ کہ مختلف کتابیں بنالیں کیونکہ زبر جمع زبور کی ہے جس سے مراد استعارۃً کتاب ہو سکتی ہے اور اس شدت اختلاف کو اسطرح پر موکد کیا جاتا ہے کہ ہر ایک فرقہ نے جس امر کو اپنے لئے دین قرار دے لیا ہے خواہ کیسا ہی باطل ہو اسی کو حق سمجھتا ہے اور [illegible] باطل اعتقاد کرتا ہے [illegible] ایک ذرہ بہی متوجہ نہیں ہوتا [illegible] کی تسلی اور تشفی کیلئے [illegible] ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ ایک وقت [illegible] اپنی حالت پر [illegible] کہ یہ حدیث [illegible] جاوہ گر ہوگا اور مخالفین ہلاک [illegible]

چنانچہ اس نظارہ کو آنحضرت صلعم نے اپنی حیات میں ملاحظہ فرمالیا تہا۔ اس آیت میں ایک [illegible] پیشگوئی بھی مندرج ہے کہ جس طرح اس شدید اختلاف کے وقت میں ضرورت آپکی بعثت کی واقع ہوئی اسیطرح آخر زمانہ میں بھی نہایت شدت کے ساتھ یہہ اختلاف پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں گویا یہہ کلام نبوت بھی ارشاد فرمایا گیا ہے تفرقت بنواسرائیل علی احدی وسبعین فرقۃ فھلکت سبعون و خلصت فرقۃ وان امتی ستفترق علی اثنین وسبعین فرقۃ فتھلک احدی وسبعون فرقۃ وتخلص فرقۃ واحدۃ الحدیث۔ پس وہی اختلاف شدید اس آخری زمانہ میں بھی موجود ہے اسلئے سخت ضرورت واقع تھی کہ ایک مجدد عظیم الشان الحکم العدل ہو کر مبعوث ہوئے۔ چنانچہ یہ مجدد مہدی معہود و مسیح موعود عین اپنے وقت پر مبعوث ہوگیا والحمد للہ۔

غرضکہ جس طرح پر بوقت بعثت حضرت خاتم النبیین کے مضمون آیت زیر تفسیر کا واقع ہو رہا تہا اس زمانہ آخری میں بھی بعینہ وہی مضمون واقع ہو رہا ہے اور جسطرح فذرھم فی غمرتھم حتی حین اوسوقت میں فرمایا گیا تہا بسبب شدت عناد مخالفین کے اس زمانہ میں بہی الہام الٰہی ہوا کہ یا علی دعھم وانصارھم وزراعتھم او بالآخر حتی حین کی تفسیر فعلی میں آسمانی بلائیں طاعون زلازل آتش فشانی قحط وغیرہ وغیرہ نازل ہونے شروع ہو گئیں اور یہانپر بہی حتی حین کا ارشاد آموجود ہوا لفظ حین مین جو تنوین تنکیر کی ہے وہ اوس حین کے عظیم الشان ہونے پر دال ہے اور فی الحقیقت یہہ زمانہ باعتبار مصائب اور بلاؤن کے ایسا سخت زمانہ ہے جو اخبار والے بہی بلحاظ زمانون سابقہ کے اس کی شدت کی نسبت شہادت دے رہے ہیں۔ اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ

محمد احسن ۲۵ - مئی روز جمعہ ۱۹۰۶ء

درخواست دعا کی کل احباب جماعت سے

جو صاحب اس مضمون کو مطالعہ فرماوین

واضح ہو کہ خاکسار کی طبیعت جب سے کہ اعلام الناس حصہ اوّل و دوم و سوم بمقام بھوپال تصنیف کیا کچھہ ایسی واقع ہوئی ہے کہ قرآن مجید کی جس آیت کو بیان کیا جاتا ہی یا اوسکی تفسیر لکھی جاتی ہے میرا ذہن فوراً حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا کیطرف ایسا منتقل ہو جاتا ہے کہ اوس آیت سے ثبوت کامل حقیت اس سلسلہ احمدیہ کا جلی طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خاکسار کے رسائل وکتب مصنفہ اور خصوصاً تفسیر ناظرین کو یہ امر ظاہر ہوا ہوگا اور اس انتقال ذہن کے لئے بہت کثرت کے ساتھ دلائل بہی علوم آمیہ سے اور نیز سیاق وسباق آیت متلوہ سے و دیگر آیات مفسرہ سے معلوم ہو جاتے ہیں لہٰذا الحکم واما بنعمۃ ربک فحدث کے اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے اور ناظرین سے دعا کی درخواست ہے کہ وہ یہ دعا کرین کہ خاکسار کو اللہ تعالےٰ مصداق حضرت اقدس کے اوس مکاشفہ کا کردیوے جو براھین کے صفحہ ۲۵۳ حاشیہ میں لکھا ہوا ہے۔ وھی ھٰذہ

اب ایک چوتھی رؤیا بھی آپ کی تسلی کامل کے لئے بیان کرتا ہوں تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے جو مینے خواب مین حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح نے اور مین نے ایک جگہ ایک ہی برتن مین کہانا کہایا اور کہانے مین ہم دونون ایسے بے تکلف اور با محبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں۔ اور بعد اوسکے اوسی مکانمین جہان اب یہ عاجز اس حاشیہ کو لکھہ رہا ہے میں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول دالان مین خوشدلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھہ مین ایک کاغذ تہا اوسمیں بعض افراد خاصہ اُمت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے تھے اور حضرت خداوند تعالےٰ کی طرف سے اون کی کچھہ تعریفین لکھی ہوئی تھیں چنانچہ سید صاحب نے اوس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے اون مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ اون کے لئے مقرر ہیں اور اوس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا تعالےٰ کیطرف سے تھی سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھہ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جسمیں خدا تعالےٰ کیطرف سے یہہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی ھو منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فکاد ان یعرف بین الناس یعنے وہ مجھہ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید سو عنقریب لوگون میں مشہور کیا جاویگا یہہ اخیر فقرہ فکاد ان یعرف بین الناس اسی وقت بطور الہام بھی القا ہوا چونکہ مجھکو اس روحانی علم کی اشاعت کا ابتدا سے شوق ہے اسلئے یہ خواب اور یہ القا بھی کئی مسلمانون اور کئی ہندوؤن کو جو ابتک قادیان میں موجود ہیں اوسیوقت بتلایا گیا۔ اب دیکھئے کہ یہہ خواب اور یہ الہام بہی کسقدر عظیم الشان اور انسانی طاقتون سے باہر ہے اور گو ابہی تک (یعنی جلد سوم براہین کے لکھنے تک) یہہ پیشین گوئی کامل طور پر پوری نہیں ہوئی مگر اسکا اس وقت پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کے وعدون میں ممکن نہیں کہ تخلف ہو انتہی صفحہ ۲۵۳ براہین۔

اللھم اجعلنی مصداقا لھٰذا الرجل السید الذی اری اللہ للمسیح الموعود آمین یارب العالمین فآمنوا ایھا الاحباب۔

ف دیکھو تحذیر المومنین وغیرہ کو کہ اوسمیں قریب ساٹھہ اولیاء اللہ کے نام اور اون کے فضائل لکھے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے فضائل بھی اُس میں موجود ہیں۔ ۱۲ منہ

مراسلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم ۰

مخدوم مکرم جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بموجب ریزولیوشن ۲ جو الاخوان کلب لاہور منعقدہ ۶ مئی ۱۹۰۶ء مین باتفاق رائے پاس ہوا۔ مجھے کارروائی ٹی پارٹی جو الاخوان کلب کیطرف سے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کو بتاریخ ۲۲ - اپریل ۱۹۰۶ء بوقت ۷ بجے شام برمکان خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ لاہور دی گئی۔ اخبار الحکم مین شائع کرنے کی غرض سے ارسال خدمت عالی کرنیکی عزت حاصل ہوئی ہے۔ امید ہے آپ آیندہ اشاعت مین درج فرما کر مشکور فرماوینگے۔

(۱) حسب تجویز سید غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری انجمن الاخوان وبتائید جملہ حاضرین اس جلسہ کیلئے ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور میر مجلس مقرر کیئے گئے۔

(۲) سب سے پہلے حسب معمولی باجازت پریزیڈنٹ صاحب چوہدری فتح محمد خانصاحب نے قرآن خوانی سے افتتاح جلسہ کیا۔

(۳) پھر سید غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری نے ایڈریس جو اس موقعہ کیلئے اسسٹنٹ سکرٹری نے طیار کیا تہا۔ پڑھ کر سُنایا۔

(۴) اسکے بعد مولوی احمد حسین صاحب نے فضائل اسلام پر ایک طول طویل لیکچر سُنایا اور اپنی نظم نعتیہ پڑھی۔

(۵) پھر مرزا صاحب موصوف نے صدر جلسہ اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کرنیکے بعد اپنے شستہ خیالات اور قیمتی نصایح سے جملہ حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

(۶) اخیر پر حاضرین کی چاء اور پان سے تواضع کی گئی۔ اور جلسہ دعا کے بعد برخاست ہوا۔

تعداد حاضرین جلسہ کی قریباً پچاس تہی۔

ایڈریس جو صاحب موصوف کیخدمت میں کیا گیا حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

میرے معزز بزرگو۔ بھائیو۔ اور دوستو۔ السلام علیکم۔ غالباً آپ سب صاحبان کو معلوم ہوگا کہ آج کا یہ مجمع کس غرض سے منعقد ہوا ہے۔ یہین مختصراً اتنا عرض کردینا ضروری

سمجھتا ہوں کہ آج ہم ایک معزز بھائی کو جو نہ صرف دنیوی لحاظ سے با وفا سلوبعا جب جا ہیں۔ بلکہ تعلیم اسلام کے بھی درخشندہ نمونہ ہیں دلی ارادت سے خوش آمدید کہنے کو ہیں۔ اس نیک سیرت جوان صورت اور عالی ہمت سے آپ لوگوں کو انٹروڈیوس کرانیکے لئے صرف اتنا کہدینا کافی ہے۔ کہ آپ سیرت ابوبکرؓ مرحوم کے مصنف ہیں۔ اور حضرت کریم الملت مرحوم مغفور نور اللہ مرقدہٗ کے حالات قدسی آیات کے مرتب کرنیوالے ہیں۔ جو لوگ قومی جریدے مطالعہ کرتے ہیں۔ انہیں یہ امر بخوبی معلوم ہے۔ میں انہیں تمہیدی جملات میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ لہٰذا خود اپنی طرف اور آپ سب صاحبان کی طرف سے بالعموم اور ممبران الاخوان کلب کیطرف سے بالخصوص انکو دلی جوش سے خوش آمدید کہتا ہوا عرض حال کی جرأت کرتا ہوں۔

جناب والا۔ اول اظہار ارادت کیلئے ایک رباعی پڑھتا ہوں ؎

للہ الحمد کہ اپنا ہی نصیبہ جاگا
بعد مدت کے وہ بہر ہم چھڑا یار ملا
پھرے آنکی خبر پائی تو یون دل نے کہا
حبذا آمدنت باعث آبادیٔ ما

امابعد میں انجمن الاخوان کیطرف سے ایک دفعہ پھر ارادتمند اور جوش سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم ہم سب کو ابتلاؤں اور جملہ آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے۔ اور ہر ایک آزمائش کے وقت ہمیں فوق العادت استقامت اور حوصلہ بخشے۔ اور اپنے مامور و مرسل کے کامل اتباع کی توفیق دے۔ آپ ایسے درخشندہ نمونے اور قابل تعظیم بزرگون کو ہم میں دیر تک قایم رکھے۔ اور ہمیں شوق اور توفیق دے۔ کہ ہم بھی آپ کی طرح اسلام کے سچے جان نثار اور اللہ تعالےٰ کے پورے فرمانبردار بندے بنیں۔ اور جوش دل سے پکار اٹھیں۔ ؎

سر جبیت تا بطاعت او برزمین نہیم
جان در رہش دریغ نباید نثار کرد

ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

بزرگوارا۔ جب سے آپ تشریف لائے ہیں تاریب ہمارے حوصلے اور ارادے بہت بلند ہوگئے ہیں اور ہم اس وقت سے آپ کے اور جملہ احمدی بزرگون کی سرپرستی میں آکر کچھ فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیا عجب جو آپ کا بزرگانہ سایہ ہماری امیدون کو زیادہ کرتا ہوا ہمارے دل بھی بڑھا دے۔ اور توفیق ایزدی شامل حال ہو تو ہم اپنے ارادون میں بھی کامیاب ہون۔ اس اجمال کی تفصیل یون ہے۔ کہ جس چھوٹی سی جماعت کے اہتمام سے آج جناب کو خوش آمدید کہنے کے لئے جملہ احباب جمع ہیں۔ وہ احمدی طلبا کا الاخوان کلب ہے۔ اسوقت تک اسکی حالت ایک کم عمر بچے کی سی ہے جسے ذراسی بد پرہیزی سے بیماری آچمٹتی ہے۔ اور چونکہ آپ نہ صرف جسمانی کمزوریون کے معالج ہیں۔ بلکہ خدا کے برگزیدہ مسیح (خدا کی بے شمار نصرتیں اور تائیدیں اسکے ساتھ ہون) کے پاک ہاتھون سے ان کے دار الصحت میں رہ کر خود صحت یاب ہوچکے ہیں اور روحانی بیماریون سے واقفیت بھی حاصل کرچکے ہیں۔ اسلئے استدعا ہے کہ اس مختصر سی جماعت کیطرف توجہ فرماوین۔ تاکہ اس کی کوششیں بارآور ہون۔ اور آیندہ کے لئے ہمت زیادہ ہو۔ شاید اس قسم کی باتین ایک مجانہ اور ارادتمندانہ ایڈریس مین زیادہ موزون نہون لیکن اس سے بہتر موقع ملنا آسان نہیں۔ لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانے میں تامل کرنا سخت غلطی ہے۔ پس مین بسبیل ایجاز اس انجمن کی حالت اور اسکے اغراض و مقاصد سے عرض خدمت کرنا چاہتا ہون۔

گرامی قدرا۔ چونکہ آپ ایسے مہربان بزرگ کے آنے پر ہماری امیدین زیادہ خوشگوار ہوگئی ہیں۔ اسلئے دلی جوش مجبور کرتا ہے۔ کہ احوال دل آپ کے سامنے عرض کردین۔ مگر آپ کے ملنے کی خوشی اسقدر ہے۔ کہ وہ سب مضمون اس جلسہ مین آپکی صورت دیکھکر بھول بھول جاتا ہون پھر کچھ ضبط کو کام میں لاکر عرض مدعا کرتا ہون:۔

مین اسوقت جملہ بزرگان قوم سے جو یہان تشریف فرما ہیں۔ اور اس قسم کے کامون سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ استدعا کرتا ہون۔ کہ وہ اس انجمن کی سرپرستی قبول فرماوین۔ میرا روئے سخن صرف جناب میرزا صاحب ممدوح کیطرف ہی نہیں۔ بلکہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر سب کی طرف ہے۔ مدت سے آرزو تھی۔ کہ کسی تقریب پر ہمارے احمدی بزرگ جمع ہون۔ اور ان کی خدمت مین عرض کیا جاوے۔ انکی ہمدردی سے اپیل کیا جاوے۔ کہ وہ ہمارے سرپرست بنکر ہماری حوصلہ افزائی کرین۔ یاد رکھئے گا ؎

یہ تکلف تو اک بہانہ تھا
مدعا حالِ دل سنانا تھا

سو الحمد للہ ہمارے مکرم مہربان میرزا یعقوب بیگ صاحب کی آمد ہمارے لئے برکت کا باعث ہوئی۔ اور کشتِ امید میں ابر بہاری برس گیا۔ اور جس موقعہ کی مدت سے آرزو تھی۔ نصیب ہوا۔ گویا ہمارے گلشن مین ان کی آمد آمد فصل بہار ہے ؎

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

اسوقت میں یہ ظاہر کردینا بھی فرض سمجھتا ہون کہ اسوقت تک اس انجمن کی سرپرستی اخلاق مجسم نیک سیرت۔ پاکیزہ باطن۔ عالیقدر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب فرماتے رہے ہین۔ اور مین انجمن کیطرف سے انکا نہایت جوش سے شکریہ ادا کرتا ہون۔ آپکی ذات سے انجمن میں نئی روح پھونکی گئی ہے۔ اور دعا ہے۔ کہ جسطرح انہون نے ہمارے مقاصد مین کامیابی کے لئے جو فی الحقیقت قوم کے مشترکہ مقاصد ہیں۔ ہمیں مدد دی ہے۔ اور سرپرستی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ ان کا معین و ناصر ہو۔ اور ان کو تمام ارادون مین کامیابی ہو۔ اور خدا ہمین توفیق دے کہ ہم ان کے نیک نمونے کی پیروی کریں۔ ہمارے کلب کے مقاصد حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اس انجمن کا مقصد جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ "کل مومن اخوۃ" کے مفہوم صحیح کو پورا کرنا ہے۔ اور برادران طریقت میں ہمدردی اور اخوت کی روح پھونکنا ہے۔

(۲) ہمارے بھائی جو مختلف کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان کے مل بیٹھنے کی سبیل نکالنا۔ اور نہ صرف تبادلہ خیالات سے فائدہ اٹھانا۔ بلکہ بعض لائق اور قابل بھائیوں کی معلومات دینیہ اور زہد و عبادت سے فائدہ اٹھانا۔

(۳) کتب سلسلہ احمدیہ اور دیگر ضروری کتب مہیا کر کے ایک ریڈنگ روم قایم کرنا۔ جس سے توسیع معلومات میں امداد ملے۔

(۴) شائقین کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے سہولت بہم پہونچانا۔

بالآخر خلوص دل سے پھر آپ کو نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ جملہ حاضرین کیطرف سے بھی خوش آمدید کہتا ہوا بارگاہ رب العزت میں دعا مانگتا ہون۔ کہ مولا کریم ہمیں ہمیشہ اسیطرح مل بیٹھنے کی توفیق دے۔ ہم نیک ہون۔ ہماری مرضی تیری رضا کی تابع ہو۔ تیرے پیارے اور مطہر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہمارا طرز عمل ہو۔ زبان پر تیرا ذکر دلمیں تیرا ہی خیال ہو۔ سر میں تیرا ہی سودا ہو۔ پاؤں تیری راہ میں چلنے سے نہ تھکیں۔ گویا ہم پکے مسلمان اور سچے فرمانبردار بنیں۔ آمین۔ مولیٰ کریم ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے فضل کے وارث بنیں۔ اور رسل کے قدموں میں جان دیں۔ ربنا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین۔ واجعلنا للمتقین اماما۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین ثم آمین۔ ؎

ملداے مطلب دل ہم سے سیکھہ جاوے کوئی
انہیں سنا دیا حالِ اپنا داستان کیطرح

جناب میرزا صاحب نے جواباً بہت کچھ اطمینان دلایا اور انجمن کے مقاصد سے ہمدردی ظاہر کی۔ اور ریڈنگ روم کی ضرورت کو تو خود خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی محسوس کیا۔ امید ہے۔ اس پر سب بھائی توجہ فرماوینگے۔ فقط والسلام۔

خاکسار غلام دستگیر احمدی جنرل سکرٹری الاخوان کلب لاہور

عبد الحکیم — اسسٹنٹ سکرٹری۔

استفسار اور اونکے جواب

بخدمت مکرم معظم جناب حکیم فضل دین صاحب بعد السلام علیکم کے واضح ہو کہ ...... کوئی ایسا وظیفہ یا عمل تحریر فرماوین جس سے مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو۔ راقم بندہ عبد الواحد۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اسمیں شک نہیں کہ زیارت حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم منبع فیوض و برکات دینی و دنیوی و منجملہ انعامات الٰہی ہے۔ مگر اصل اس میں ایمان اور تقوےٰ ہے۔ اگر ایمان اور تقوےٰ نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں چنانچہ اس کے متعلق قرآن مجید کا یہ فیصلہ ہے۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون ہے چنانچہ مکہ مدینہ زادھما اللہ شرفاً وعظماً میں کتنے لوگ تھے جو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے تھے مگر سوائے ایمان کے انکو اس زیارت نے کیا فائدہ پہونچایا۔ بلکہ خود خدا تعالےٰ کا کلام قرآن مجید دنیا مین موجود ہے اور اسکی زیارت لوگ کرتے ہیں عبارت پڑھتے ہیں۔ ترجمہ بھی پڑھتے ہیں۔ بعض تفاسیر بھی پڑھتے ہیں مگر چونکہ

اصل ایمان اور تقوے سے دور ہیں قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے ہی نہیں اُترتا - انکو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور خود قرآن مجید کا بھی یہی فیصلہ ہے ذکری للمومنین ہے یعنے قرآن مجید بڑا معزز معظم مکرم بنا دینے والا ہے مگر اس سے فائدہ اسیکو ہوتا ہے جو سچا مومن ہو - دوسرا مومن جب تقویٰ سے ....

اللہ تعالےٰ کو راضی کرتا ہے تو اللہ پھر اسکو راضی کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے رضی اللّٰہ عنہم و رضوا عنہ ۔ یعنی اللہ تعالےٰ ان پر راضی ہوا اور انکو اسقدر انعامات عطا فرمائے کہ یہ بھی اللہ تعالےٰ سے راضی ہو گئے گویا اللہ تعالےٰ کا راضی کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بھی ایک عمدہ وظیفہ اور عمل ہے جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۔ یعنے جو لوگ زبان سے کہدیں اور علاوہ ازیں عملاً بھی کر کے دکھا دیں کہ ہمارا دینی دنیاوی ہر قسم کی ترقیات روحانی جسمانی دینے والا صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے جو تمام جمیع صفات کاملہ یعنی دوسری صفات کی طرح اسکی ربوبیت بھی اعلےٰ و اکمل ہے - پھر اسپر وہ استقامت بھی اختیار کریں یعنے انکا یہہ قول و فعل عارضی اور غیر مستقل نہ ہو تو ان پر ملایک نازل ہو کر بشارت دیتے ہیں کہ تمکو کسی آیندہ نقصان و احتمال نقصان کا خوف نہ ہوگا اور کسی واقع شدہ نقصان کا غم نہ ہوگا اس بہشت میں داخل ہونیکا تمکو ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ ہم تمہارے والی و کارساز رہیں گے اس دنیا کے کاموں کے بھی اور آخرۃ کے کاموں کے بھی - دوسرا یہ فائدہ ہوگا کہ جس چیز پر تمہارا جی چاہیگا وہ چیز تمکو دی جاوے گی یعنے تمہاری تمام خواہشیں پوری کر دی جائینگی خواہ وہ خواہش زیارت حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہو یا اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو - تیسرا فائدہ یہہ ہوگا کہ جو کچھہ تم مانگو گے وہ بھی دیا جاویگا یعنے تمہاری تمام خواہشیں پوری کی جائینگی بن مانگے اور مانگی ہوئی یہہ تو وہ مہمانی ہے کہ جیسے مہمان کو اسکے آتے ہی دیجاتی ہے جیسے آجکل رواج ہے چاء یا پان یا شربت وغیرہ کا - اور یہہ مہمانی ہوگی غفور کی طرف سے یعنے اگر تم سے کوئی غلطی بھی ہو جائے گی تو وہ بھی معاف کر دیگا اور باوجود اسکے رحیم بھی ہے یعنے سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا یعنی صرف دخول جنت پر ہی حصر نہیں بلکہ آیندہ اپنی رحیمیت سے ترقی غیر متناہی بھی دیتا رہیگا -

تیسرا علاج اور وظیفہ اسکا لاحول ہے - لاحول کے معنے ہیں کہ یا اللہ میں کسی بدی اور نقصان سے بچ نہیں سکتا اور نہ کوئی کسی قسم کی خوبی حاصل کر سکتا ہوں مگر محض تیرے ہی فضل سے -

چوتھا علاج اور وظیفہ اس کے لئے استغفار ہے اور استغفار کے معنے ہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی گذشتہ غلطیوں کو یاد کر کر سچے دل سے پختہ ارادوں کے ترک کرنے کا کرے - اور دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ گذشتہ غلطیوں کے بد نتایج سے اسکی حفاظت کرے اور آیندہ ارتکاب غلطیوں سے اسکی حفاظت کرے -

پانچواں - علاج اسکا درود شریف ہے - اس طرح کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے انعامات اور حضور کی تکالیف کو جو آپ کو اپنی اُمت کو عذاب دنیوی و اخروی سے بچانے اور مقرب الٰہی بنانے کے لئے پیش آئے یاد کر کر سچے دل اور جوش دل سے اللہ تعالےٰ سے ان کے لئے لا نعد و لا تحصیٰ رحمتیں اور ترقی درجات و کامیابیاں طلب کرے -

چھٹا علاج اسکا دعا ہے - دعا بڑی عاجزی سے نمازوں میں خصوصاً سجدوں میں خصوصاً پچھلے رات کی نماز میں رو رو کر کرے اور اس کے اول آخر بہت بہت استغفار اور درود شریف اور لاحول بطریق مذکور ہو - چونکہ دعا کے متعلق میرا ارادہ مستقل رسالہ لکھنے کا ہے - انشاء اللہ تعالےٰ اسلئے اب آپ کے خط کو یہی پر ختم کرتا ہوں و نیز اس لئے کہ یہ خط متحمل متعلقات دعا کی تفاصیل کا بھی نہیں - ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وصلے اللّٰہ علیٰ سیدنا ومولٰنا وھادینا محمد واحمد و اللھم بارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً والحمد للّٰہ رب العالمین -

خط دوم

جناب حکیم صاحب - السلام علیکم - براہ مہربانی مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بذریعہ الحکم اخبار تحریر فرماویں ..... اور قرآنی آیات و احادیث کا ترجمہ بھی کر دیا جاوے -

(۱) سفر میں جو نماز قصر کرنیکا حکم ہے کیا عام سفر ہے یا دس روز پانچ روز تین روز ..... تو وہ نماز پوری پڑھے یا نصف - ایسا ہی سنتیں پڑھے کہ نہیں اور روزہ رکھے کہ نہیں -

(۲) اگر ایک لڑکی ایک لڑکے کے ساتھہ جو دیندار اور صالح ہوئے اپنے عقد پر راضی ہو مگر والدین صرف اس لحاظ سے کہ وہ لڑکا یا لڑکی انکی قوم میں سے نہیں ہیں - لڑکی کو کسی جاہل اور بے شرع کے علاوہ کم سن - مگر قوم کا اور نزدیکی ہے دینا چاہتے ہیں ... . تو ایسی صورت میں خود بخود نکاح کرنے کی ان کے لئے کوئی سبیل ہے ...

(۳) وعید کی پیشگوئی میں خواہ شرط ہو یا نہ ہو چونکہ عذاب میں تاخیر ہو جاتی ہے یا رجوع الی الحق سے عذاب ٹل جاتا ہے اس کے ثبوت میں آیات قرآنی اور احادیث مع ترجمہ نقل کریں -

خاکسار سراج احمد

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - اللہ تعالےٰ نے نماز اور روزہ کے متعلق لفظ سفر عام فرمایا ہے - پس اس میں اپنی طرف سے تخصیص کرنا مومن کا کام نہیں ہر ایک ملک کے لوگ لفظ سفر کے معنے جانتے ہیں جو ان کے ملک میں سفر کے معنے ہوں وہی مراد قصر نماز اور افطار روزہ والے سفر کے ہیں - وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ۔ جب تم چلو (سفر کرو) کسی ملک میں تو تمپر کچھہ مضایقہ نہیں کہ تم نمازیں قصر کرو اگر تم کو فتنہ کفار کا خوف ہو - عن ابن عمر قال صحبت النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم وکان لا یزید فے السفر علیٰ رکعتین وابابکر وعمر وعثمان کذٰلک متفق علیہ نیل الاوطار صفحہ ۷ جلد ۳ - ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں ساتھہ رہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ نہیں پڑہا کرتے تھے سفر میں دو رکعتوں پر اور ابابکر و عمر و عثمان بھی اسیطرح - وعن یعلی بن امیۃ قال قلت لعمر بن الخطاب فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۔ فقد امن الناس قال عجبت مما عجبت منہ فسألت رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ والہ وسلم عن ذٰلک فقال صدقۃ تصدق اللّٰہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ رواہ الجماعۃ الا البخاری نیل الاوطار - یعنے یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیۃ صلوٰۃ السفر میں شرط تھی خوف کی اور اب تو امن ہو گیا ہے - حضرت عمر نے فرمایا مجھے اس بات سے تیری طرح تعجب ہوا تھا تو میں نے حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا یہہ صدقہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر کیا ہے سو تم اس کے صدقہ کو قبول کرو - وعن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم انّ اللّٰہ یحب ان تؤتی رخصہ کما یکرہ ان تؤتی معصیتہ رواہ احمد نیل الاوطار صفحہ ۸ - یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے کہ اسکی رخصتوں پر عمل کیا جاوے جیسے ناپسند فرماتا ہے کہ اسکی نافرمانی کی جاوے - ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں قصر افضل ہے بلکہ قصر نہ کرنا اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہے بلکہ معصیت ہے - کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قصر نہ کرنے کو معصیت سے ہی تشبیہ دی جو احرص الناس تھے تقویٰ اور عبادت الٰہی پر - اگر سفر میں کسی جگہ چار روز یقینی اقامت ہو تو قصر کرے اور اگر یقینی اقامت نہ ہو تو پھر ایام کی کوئی تعداد نہیں -

عن ابی ھریرۃ انہ صلی مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی مکۃ فے السیر والمقام بمکۃ الی ان رجعوا رکعتین رکعتین رواہ ابوداؤد والطیالسی نیل الاوطار صفحہ ۱۲ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑہی سیر میں اور مقام میں مکہ میں واپس آنے تک دو دو رکعتیں .... ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قدم مکۃ صبیحۃ رابعۃ من ذی الحجۃ فاقام بہا الرابع والخامس والسادس والسابع وصلے الصبح فی یوم الثامن ثم خرج الی منی وخرج من مکۃ متوجھًا الی المدینۃ بعد ایام التشریق ومعنے ذٰلک کلہ فے الصحیحین وغیرھما - نیل الاوطار صفحہ ۱۲ ، ، ، ، ، ،

یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح چوتھی ذی الحج کو مکہ میں تشریف لائے اور صبح آٹھویں ذی الحجہ کو منی کی طرف تشریف لے گئے - اور دوگانہ ہی پڑہتے رہے غرض اس چار روز کی یقینی اقامت میں دوگانہ ہی پڑہتے رہے -

عن جابر قال اقام النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم بتبوک عشرین یومًا یقصر الصلوٰۃ رواہ احمد

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس روز ٹھہرے رہے اور قصر نماز فرماتے

... بیواؤں کی آدمی ... اور نکاح کرو بیواؤں کو جو تم میں سے ہیں

عن انس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا خرج مسیرۃ ثلاثۃ امیال او فراسخ صلی رکعتین رواہ مسلم (بلوغ المرام)

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا ۳ فرسخ یعنے ۹ میل کے سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو دوگانہ پڑھتے۔

لفظ فرسخ اور میل میں اختلاف بسبب شک راوی کے ہے۔ احادیث متذکرہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں کی بابت اختیار ہے پڑھے یا نہ پڑھے۔ کیونکہ صرف دوگانہ فرائض کا ہی ذکر ہے اور کسی سنت کا ذکر نہیں۔ روزہ سفری کے متعلق احادیث کا حوالہ تو دی کافی ہے جنمیں اللہ تعالے کے صدقہ نہ لینے اور رخصتوں پر عمل نہ کرنے کے بارہ میں گذر چکا اور قرآن مجید میں اللہ تعالے کی رخصتوں پر عمل نہ کرنے کی بھی صریح ممانعت ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

فمن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ۲ یعنے جو کوئی مریض ہو یا سفر پہ ہو تو وہ گنتی اور دنوں سے پوری کرے یعنے جتنے روز مریض یا سفر پر رہے اتنے روز اور روزہ رکھدے۔ اور اسبات کا ذکر اللہ تعالے نے نہ چھوڑ دیا کہ ایام مرض یا سفر میں اگر روزے رکھے ہوں تو وہ مجرائی ہوں گے گویا جس شخص نے ایسی حالت میں روزے رکھے اسکے روزے بیفرمانیکے جرمانہ میں ضائع گئے۔ جیسے چٹھی پر اگر ایک آنہ کا ٹکٹ لگانا ضروری ہو اور آدہ آنہ کا لگادے تو اسکا آدھا آنہ بھی جرمانہ میں ضائع جاتا ہے اور دوبارہ محصول پورا دینا پڑتا ہے۔

(۳) نکاح بلا ولی و بلا رضائے متعاقدین جائز نہیں جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے

اول۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء ۴ یعنے نکاح کرو جو عورت تمکو پسند ہو

دوم۔ ولا تنکحوا المشرکات ۲ مشرک عورتوں کو نکاح میں نہ لاؤ۔

تیسرا۔ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم ۴ اور نہ نکاح کرو جنکو تمہارے باپوں نے نکاح کیا۔

چوتھا ولی کی بابت فرمایا۔ اول۔ الا ان یعفون او یعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح ۲ وہ خود معاف کریں یا جس کے ہاتھ میں نکاح کا اختیار ہے۔ دوسرا۔ ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ۲ اور مشرکوں کو نکاح نہ کردو یہانتک کہ وہ ایمان لاویں۔ تیسرا۔ وانکحوا الایامی ...

... لڑکی کے اختیار کے متعلق فرمایا ولهن مثل الذی علیهن ۲ یعنی عورتوں کے بھی ویسے حقوق ہیں جیسے عورتوں پر مردوں کے ہیں یعنے نکاح میں بھی جیسے ... مردوں کا حق ہے اسیطرح عورتوں کا بھی حق ہے کہ وہ بھی پسند کریں۔

پس معلوم ہوا کہ سوائے رضامندی تین آدمیوں کے نکاح جائز نہیں ایک مرد ایک عورت ایک عورت کا والی۔

احادیث سے بھی اسی طرح ثابت ہوتا ہے۔

اول۔ لا نکاح الا بولی (بلوغ المرام) سوائے والی کے نکاح جائز نہیں دوم لا ینکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن فقالوا یا رسول اللہ فکیف اذنها قال ان تسکت۔ بلوغ المرام۔

کسی بیوہ کا بلا مشورہ اور کسی باکرہ کا بلا اذن نکاح نہ کیا جاوے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذن کسطرح ہوتا ہے فرمایا وہ نکاح کے استخبارہ کو سنکر صاف خاموش ہوجاوے۔

تیسرا۔ لا تزوج المرأۃ المرأۃ ولا تزوج المرأۃ نفسها۔ بلوغ المرام۔ کوئی عورت کسی عورۃ کے نکاح کی والی نہیں اور نہ اپنے نکاح کی والی ہے۔ کیا دیکھتے نہیں جسقدر دنیا میں رنڈی۔ کسبی۔ خانگی۔ اور دوسری قسم کے زنا اور اغوا ہوتے ہیں یہہ سب عورت کی ولایت کا ہی نتیجہ ہیں۔

چوتھا۔ ان جاریۃ بکرا اتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فذکرت ان اباها زوجها وهی کارهۃ فخیرها رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ بلوغ المرام

ایک لڑکی باکرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کردیا ہے اور وہ اسکو ناپسند ہے سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو اختیار دیدیا۔

(۴) وعید کی پیشگوئی کے متعلق اللہ تعالے کی شہادت قولی اور فعلی دونوں طور پر قرآن مجید میں موجود ہے۔

قولی شہادت۔ وما نرسل بالآیات الا تخویفا۔ ۱۵ یعنے ہم نشانات انذاری صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ عذاب ادنی سے ڈر کر عذاب اکبر سے بچ جاویں۔

دوسرا۔ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اهلها بالبأساء والضراء لعلهم یضرعون ○ ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس اباءنا الضراء والسراء فاخذناهم بغتۃ وهم لا یشعرون ○ ۹ یعنی جب کبھی ہم کسی بستی میں نبی بھیجتے ہیں اس کے انکار پر پہلے عذاب خفیف تکالیف و مصائب کا بھیجتے ہیں۔ اور غرض اس انذاری نشان سے یہہ ہوتی ہے کہ لوگ تکالیف سے تنگ آکر رفع تکالیف کے لئے اللہ تعالے کی طرف گڑگڑائیں اور عذاب اکبر سے بچ جاویں پھر ہم کمال رحمت سے ان تکالیف کو ان سے دور کردیتے ہیں تاکہ اللہ تعالے کے انعامات کو دیکھکر شکر الہی بجا لاویں مگر وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ نافرمانی میں بہت بڑھ جاتے ہیں بلکہ اس عذاب کو عذاب ہی نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہی ایسا ہوا کرتا ہے کبھی قحط کبھی سستی کبھی نرمی کبھی گرمی پھر ہم انکو عذاب اکبر میں گرفتار کرلیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔

تیسرا۔ ولنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون ○ ۲۱ ہم انکو پہلے تھوڑا عذاب دینگے اور ان کے باز نہ آنے پر عذاب اکبر چکھائینگے تاکہ وہ اللہ تعالے کی طرف رجوع کرکر عذاب اکبر سے بچ جاویں۔

چوتھا۔ قال یقوم انی لکم نذیر مبین ان اعبدوا اللہ واتقوه واطیعون یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمی ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر ۲۹ نوح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم میں تمکو تمہاری ہلاکت اور تباہی کی اطلاع قبل از وقت دیتا ہوں اور غرض اس انذاری پیشگوئی سے یہ ہے کہ تاکہ تم اس آنیوالے عذاب سے الگ ہوجاؤ اور وہ جدائی عذاب سے اسطرح ہوسکتی ہے کہ تم اللہ تعالے کے فرمانبردار بنو اور ہر ایک کام میں اسکو اپنا سپر بناؤ اور یہ بات میری چال اختیار کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے اسلئے میری اطاعت کرو اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ جو تم قبل اس کے غلطیاں کرچکے ہو ان کے بد نتائج سے جو عذاب ہلاکت اللہ تعالے تمکو بچالیگا اور تمہاری اجل اللہ (ہلاکت) جو تمہاری اصل زندگی یعنی اجل مسمی کے ختم ہونے سے پہلے آنے والی ہے وہ ٹل جاویگی اور اپنے وقتوں پر تمہاری موت آوے گی۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو وہ ہلاکت کی موت آجاویگی اور جب آگئی تو پھر نہیں ٹلیگی۔

پانچواں۔ لکل امۃ اجل اذا جاء اجلهم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ۱۱ ہر ایک گروہ کے لئے (جو مخالف مامور من اللہ کے ہو) ایک وقت ہلاکت کا مقرر ہوتا ہے جو وہ اپنے وقت سے پہلے نہیں آتا جب آجاتا ہے تو پھر تاخیر بھی نہیں ہوتی یعنی اس کے آنے سے پہلے تاخیر یا موقوفی ہوسکتی ہے۔

غرض اس قولی شہادت سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے اور تھوڑے غور سے بکثرت آیات مل سکتی ہیں اور یہ خط متحمل انکی تفصیل کا نہیں۔ جسقدر انبیاء کا ذکر قرآن مجید میں آیا انکے ساتھ یہ قانون بھی ذکر ہوتا رہا اور اس کے علاوہ بھی بکثرت ہے فعلی شہادت بھی اسیطرح بکثرت ہے مثلاً اول۔ فلولا کانت قریۃ امنت فنفعها ایمانها الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ومتعناهم الی حین ○ یعنی کیوں نہیں اور بستیوں والے ایسا کرتے کہ وہ بھی ایمان لاویں اور انکا ایمان انکو نفع دے۔ جیسے قوم یونس ایمان لائی اور عذاب ذلت جو انپر آنے والا تھا ہمنے ان سے دور کردیا۔ اور انکو اجل مسمی تک مہلت اور فائدہ دیدیا۔ یہ پیشگوئی بلا شرط تھی اور بالکل ٹل گئی۔

دوسرا۔ ولما وقع علیهم الرجز قالوا یموسی ادع لنا ربک بما عهد عندک لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل ○ فلما کشفنا عنهم الرجز الی اجل هم بالغوه اذا هم ینکثون ○ فانتقمنا منهم فاغرقناهم فی الیم ۹ جب کبھی فرعونیوں پر عذاب آیا طوفان قمل ضفادع دم آیا تو موسیٰ علیہ السلام کو دعا کے لئے التجا کرتے اور ایمان لانے کا ہی وعدہ کرتے مگر جب ہم اس انذاری ادنے عذاب کو ان سے ٹلا دیتے تو پھر وہ عہد توڑ دیتے سو ہمنے ان عذاب ہائے ادنے کے بعد انکو عذاب اکبر میں ہلاک کیا اور انکو اس دریا میں غرق کردیا۔

تیسرا۔ سورہ دخان میں اللہ تعالے نے اہل مکہ کا عذاب قحط ٹلا دیا۔ اور پھر بدر میں ہلاک کردیا۔

یہہ سلسلہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے یعنے عذاب کی تاخیر اور عذاب کا قطعاً ٹل جانا۔ بلکہ منشاء الہی انذاری پیشگوئی سے ہوتا ہی یہی ہے کہ عذاب اسکے رجوع سے ٹلجاوے جیسے تخویفا اور یتضرعون اور یرجعون سے ظاہر ہے جنکا ذکر اوپر مفصل ہوچکا ہے۔ فالحمد للہ اولاً وآخراً وصلی اللہ علی سید النبی واحمد وآلہ الطاہرین

حضرت مولوی نورالدین صاحب کا خط

بنام

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہہ ایک ایسی عبارت ہے جو صریحًا ایک جگہ قرآن کریم میں موجود نہیں۔ اور رسلًا اچھے لوگون کو خطاب میں نہیں آیا۔ اسلئے عرض ہے۔

جناب من! آپ کا خط دس صفحہ کا مجھے پہنچا۔ میں نے جواب دینا نہ چاہا [illegible] نے اپنے دل میں بہت سوچا [illegible] اس لئے متامل ہوا۔ [illegible] دن گذر گئے اور یقین ہوگیا۔ کہ [illegible] نہیں۔ تو خط [illegible] اس وقت مجھے [illegible] سا تو کام ہے [illegible] آپ نے [illegible] علیل بہ مجہول [illegible] آپ کے سارے خط کا مضمون [illegible] تقسیم کردیا ہے۔

پہلا حصہ وہ ہے [illegible] آپ نے ایک عقیدہ کی بنا فرمایا ہے اور اس کی بنا [illegible] اور قرآن پر رکھی ہے۔

دوسرا حصہ وہ ہے [illegible] آپ نے مرزا پر اعتراض [illegible]

تیسرا حصہ مرزائیون پر [illegible] آپ کی وہ خط وکتابت نہیں [illegible] جو آپ نے مرزا جی سے کی ہے۔ ہان ایک آپ کا آخری خط مسجد میں ملا۔ جسے میں نے سرسری نظر سے دیکھا چونکہ اس اصل پر بحث مقدم ہے جس کے باعث آپ نے مرزا اور مرزائیون پر مطاعن شروع کئے ہیں اس لئے میں اسی پہلے حصہ کی طرف توجہ کرتا ہون آپ نے مجھ سے فرزندی کا دعوے کیا ہے اور حسن ظن کو کام میں لائے ہیں اگر یہ حسن ظن اب تک کچھ قائم ہے۔ تو یہ خط ہے ایک مخلص انسان کا خط ہے جس کو ذات اللہ تعالےٰ پر ایمان اور شرک سے نفرت ہے اور قدرت نے اس کو ایسے سامان دیئے کہ جون جون وہ ترقی کرتا گیا ساتھ ہی اس کو جناب الٰہی سے محبت اور شرک سے پوری نفرت ہوئی۔ گو مجھے ڈر ہے کہ آپ نے جس جوش سے اخباری دنیا میں پیسہ اخبار سے تعلق پیدا کیا ہے وہ اس میرے مضمون کیطرف متوجہ ہونے سے سدراہ نہ ہو۔ کیونکہ ایک قانون الٰہی لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ بھی قرآن میں نظر آتا ہے پھر اس کی تصدیق نیچر سے ان بیماریون میں نظر آتی ہے جن میں ایک

آپ کے ساتھ امتحان دینے والا مبتلا ہوا۔ اور اس کے لئے اس کی محنت ومشقت نے اپنے نتائج کو اسے محروم کردیا اور اس طرح کے ہزارہا مصدقات نظر آتے ہیں۔ اب میں اصل بات عرض کرتا ہون۔

آپ نے جو قاعدہ نجات کا تجویز کیا ہے وہ آپ کے ان لفظون سے مجھے معلوم ہوا ہے۔

تمام انبیاء ہادی خلائق ہیں نہ مدار نجات۔ پھر آپ کہتے ہیں ربّ العالمین الرحمٰن الرحیم الی آخرہ۔ اس کے علوم پر کون محیط ہو سکتا ہے پھر اس کی رحمت ومغفرت کے لاانتہا قوانین کسی ایک انسان کے ماتحت کیسے ہوسکتے ہیں اور اس سے بڑھکر اور کون سا شرک ہوسکتا ہے۔

اگرچہ آپ کے اس کلام میں مدار نجات کا لفظ گول مول ہے۔ مگر لاانتہا قوانین رحمت ومغفرت کا فقرہ اس کو حل کردیتا ہے ان آپ کے فقرات سے نجات کا دائرہ بہت بڑا وسیع ہے اور تمام الٰہی کتابیں اور تمام رسولون کی تعلیمات آپ ہی کی تحریر سے رد ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ خدا کی رحمت ومغفرت کی لاانتہا قوانین ان محدود کتابون اور محدود انسانون کے ماتحت نہیں ہوسکتے پس ان کی کارروائی بھی آپ کے نزدیک بہت بڑا شرک ہوا۔ پھر آپ نے مرزا اور مرزائیون کو ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم اعرض عنہا انا من المجرمین منتقمون کی آیت سے مجرم اور مجرم کے ساتھ محل انتقام تجویز فرمایا اور اپنے اس اصول کو غیظ وغضب کے باعث بھول گئے کہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم۔ اور اس کی رحمت ومغفرت کے لاانتہا قوانین مرزا اور مرزائیون کو نجات نہیں دے سکتے۔ اس سے بڑھکر ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا کیا شرک ہو سکتا ہے کہ اس کے کہنے کی خلاف ورزی سے مرزا اور مرزائیون پر الزام [illegible] اور وہ مدار نجات نہ ہون۔

پھر آپ نے اس وسیع دائرہ نجات کو تنگ کردیا اور یہ کہا ہے کہ توحید۔ ایمان بالیوم الآخر اور اعمال صالحہ مدار نجات آخرت ہیں۔ رب العالمین کے لاانتہا قوانین مغفرت کو ہم ایک طرف رکھیں تو کیسا تعجب آتا ہے پر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ شاید مسلمانون کو ملزم کرنے کے لئے آپ نے یہ لکھدیا ہے پھر آپ نے آگے چلکر دائرہ نجات کو وسیع بھی کیا ہے اور تنگ بھی کردیا ہے جہان یہ لکھا ہے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ حکیم اور خان اور پھر ڈاکٹر صاحب۔ شرک معاف نہ ہو یہ کیا بات ہے کیا اس کے لاانتہا قوانین نجات میں مشرک کی نجات کا کوئی قانون نہ ہو بلکہ

ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ وہ ربّ العالمین الرحمٰن الرحیم ہے۔ ایک انسان نے اگر ایسا کہا ہے۔ تو آپ کے نزدیک اس کا کہنا چیز ہی کیا ہے اور وہ مدار نجات کب ہے جیسا کہ تم نے کہا۔

پھر خدا کا منکر تو مشرک بھی نہیں اس کے لئے تو نجات کا دروازہ آپ کے نزدیک بند ہو ہی نہیں سکتا۔

پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمان پر رحم فرمایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال میں یہ تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں سب کو نجات حاصل کرنا چاہیئے۔ حکیم و ڈاکٹر صاحب دوارب اللہ کے بندے اس وقت موجود ہیں۔ تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ ؐ کے باعث تیار ہوئے ہیں تو دوارب اللہ کی مخلوق اور ڈارون کے طریق سے لاکھون برس اور معلوم نہیں کہ کب سے وہ تیار ہوئے ہیں ان سب نے اگر نجات نہ پائی تو تیرہ کروڑ چیز ہی کیا ہے۔ اور ایک آیت وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ایسی عجیب آیت ہے کہ قرآن میں موجود ہے اور سر دست بظاہر آپ کو مسلم بھی ہوگی۔ تیرہ کروڑ مسلمانون میں سے اس آیت کے بموجب اکثر مشرک ہون گے اور مشرک نجات نہیں پاسکتا۔ پھر یہ تیرہ سو سال میں تیار ہوئے اور ان میں سے اکثر مشرک نکلے اور مشرک کو نجات نہیں پھر ان انبیاء کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سناتے ہیں۔

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون۔

اس آیت پر غور کرو۔ رسولون کے ارسال کے وقت جہان پکڑا جاتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ اور جزائر کے زلازل اور طاعون اور آتش زدگیان اور لڑائیان مرزا کیطرف منسوب کرنے شرک ہیں۔ حکیم و ڈاکٹر و خان مرسل تو اسوقت مامور ہوتے ہیں جب دنیا علی العموم غفلت کے نیچے دب جاتی ہے اور خدا تعالےٰ سے اعراض کرکے بکلّی دنیا کی طرف لوگ جھک جاتے ہیں۔ خدا کا رحم اور فضل ان مجرمون میں سے بعض کو بچانے کیلئے

مرسل مقرر فرماتا ہے کیا نوح اور موسیٰ کے آئے بغیر فرعون اور قوم نوح ہلاک ہوگئی تھی۔ کیا مکہ والون کو یہ کہنا کہ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم کوئی مجنون کی بڑ تھی نہیں سورہ نوح کا ابتداء پڑھو جہان لکھا ہے۔ فاتقوا اللہ واطیعون۔ اگر وہ کوئی مدار نجات نہ تھا تو اس کی اطاعت چیز ہی کیا تھی۔

پھر آپ نے ایمان بالآخرۃ کو نجات کا مدار تجویز فرمایا ہے اور یہ نہ خیال کیا کہ آپ کا دائرہ نجات تنگ ہوا جاتا ہے۔

سنیئے۔ قرآن شریف نے ایمان بالآخرۃ کے لوازمات بیان کئے ہیں اور ان لوازمات نے مدار نجات کو اور بھی بہت تنگ کردیا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔ والذین یؤمنون بالآخرۃ یؤمنون بہ وھم علی صلوٰتھم یحافظون۔

یہان ایمان بالآخرت کو ملزوم بنایا ہے اور ایمان بالقرآن اور محافظت علی الصلوٰۃ کو لازم قرار دیا ہے۔ . . . . اور یہ تو آپ کی فطرت کہتی ہوگی۔ کہ لازم وملزوم جدا نہیں ہوتے ہونگے۔

آپ نے قتل عمد کی سزا کہیں قرآن شریف میں دیکھی ہوگی اگر یاد نہ ہو تو میں اسی خط میں یاد دلادیتا ہون۔ ومن یقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاءہ جھنم خالدًا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذابًا عظیمًا۔

پھر ایک اور آیت ہے جو چھٹے سیپارہ کے ابتداء میں ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابًا مھینا۔ اسکو آپ ملاحظہ فرماویں۔

آپ تو ابھی میرے روحانی فرزند ہیں اور مسیح کو مسیح ومہدی بھی مانتے ہیں۔ اگر الی ولستکبر کا کوئی مادہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپ میں نہ ہو تو جو قاعدہ نجات کا آپ نے لکھا ہے اسکی غلطی اتنے میرے بیان سے ہی ظاہر ہوسکتی ہے۔ اور اگر ہٹ کے اسباب بہت ہیں۔ اور اب آپ مخالفت کا اظہار کرچکے ہیں اور لا ترکنوا الی الذین الخ کی بھی پروا نہ کی۔ تو زیادہ مباحثات سے بھی کام نہیں نکلتا۔

نجات فضل سے ہے اور وہی مدار نجات ہے اور اس فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور اس تقویٰ کا بیان

لیس البر میں ہے۔ آپ اس پر غور کریں۔ کیونکہ تقوے سے نجات کا ہونا تو آیۃ کریمہ وینجی اللہ الذین اتقوا اور ثم ننجی الذین اتقوا سے ظاہر ہے اور اس یقین کے بعد کہ نجات تقوی سے ہے حکم ہے کہ تقوے ان امور کی پابندی کا نام۔ تو آپ کا وہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ و الیوم الاخر والملائکۃ والکتاب و النبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل و السائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون۔

اس آیت کریمہ کے درمیان تقوے کے چند اصول بیان ہوئے ہیں۔ جن میں شاید مرزا کا ہی کہیں ذکر آیا ہو اور دوسری آیت ثم ننجی الذین اتقوا ظاہر کرتی کہ مدار نجات تقوے ہے۔ نا تنہا قوانین نجات کے لئے نہیں۔ پھر مرکز نجات کا مسئلہ تو صرف انبیاء کے ذریعہ ہی معلوم ہو سکتا تھا اور اس کا دوسرا کوئی راستہ نہیں اور دنیا میں نجات بخلاف آپکے منشاء کے بہت ہی کم لوگوں میں نظر آتی ہے۔ آپ اپنا ہی حال دیکھیں۔ بڑی محنتوں کے بعد تو آپ ڈاکٹر اور مصنف کتب اور صاحب اولاد ہوئے مگر بیوی بچوں اور ریاست والوں سے نجات ملی یا نہ ملی۔ آپکا دل ہی جانتا ہوگا۔

میں اس پہلے حصہ سے ایک حد تک جواب دینے سے سبکدوش ہوا ہوں اگر یہ حصہ آپ کے لئے کچھ بھی مفید ہوا تو اس تفصیل کو بھی طیار ہوں اور باقی حصوں کے جواب دینے کو تیار ہوں گا۔ اور اگر اس حصہ کے متعلق بھی مجھے ہی سُنانا ہو کہ میں دودھ مانگتا ہوں اور مجھے زہر پلایا جاتا ہے میں قریب ہوتا ہوں اور مجھے دور کیا جاتا ہے اور اپنا بنتا ہوں اور مجھے اجنبی کہا جاتا ہے تو میں مصلحت نہیں سمجھتا کہ باقی حصوں کا جواب دیکر آپکو اور زیادہ کروں۔

اگر امام صاحب کے حضور شوخی کرنے سے پہلے مجھے براہ راست آپ خط و کتابت کرتے تو مجھے بہت پیارے الفاظ بولنے کا موقع ملتا مگر محبوب سے سخت کلامی کو ایک محب فطرتاً پسند نہیں کر سکتا اور وہ معذور بھی ہے۔ پھر خدا کے لاانتہا قوانین مغفرت بھی موجود ہیں۔ اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ میرا کوئی لفظ بھی ایسا نہ ہوگا جو میرے لئے نجات سے محروم کرنے والا ہو۔ قرآن کریم سے الگ ہوکر آپ بہت قوانین ایجاد کر سکتے ہیں مگر قرآن کے ماتحت ہوکر ایسا کرنا آپ کے لئے محال ہے۔ قرآن ایک مفصل کتاب ہے۔ اگر ایک شخص کو ایک مقام پر کوئی آیت متشابہ معلوم ہو تو اس کے لئے اور بہت سے محکمات موجود ہیں۔ جو ام الکتاب کا کام دے سکتے ہیں مگر کبریائی سخت مرض ہے۔

برکات دولت برطانیہ

(مندرجہ ذیل نظم صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید حضرت مسیح موعود دام الله برکاتہم نے ایمپائر ڈے کی تقریب پر لکھی۔ ایڈیٹر)

یاد ایام کہ تھے ہند پہ اندھیرے کے سال
ہر گلی کوچہ پہ ہر شہر پہ آیا تھا وبال
روز روشن میں تھا ظالم لئے پھرتے لوگوں کا مال
دل میں اللہ کا تھا خوف نہ حاکم کا خیال
ہر طرف شور و فغاں کی ہی صدا آتی تھی
سخت سی سختی دلوں کو بھی تڑپاتی تھی

رحم کرنا تو گیا بھول وہ تھا دنیا
لوگ بولتے تھے کہ یہ نام مروت کا تھا
چار سو ملک میں تھا ہو رہا شور و غوغا
ملک پنج ہے کہ نمونہ وہ قیامت کا تھا
کبھی آتا نہ کوئی دوست کسی دوست کا کام
دل سے تھا محو ہوا مہر و محبت کا نام

سلطنت میں بھی تزلزل کے نمایاں تھے نشان
صاف ظاہر تھا کہ ہے چند دنوں کی مہمان
قاضی و مفتی بھی کھو بیٹھے تھے اپنا ایمان
رحم و انصاف کے وہ نام سے بھی تھے انجان
ایسے لوگوں سے تھا انصاف کا پانا معلوم
خیال انصاف کا تھا جنکے دلوں سے معدوم

آخر فوج لڑائی کے فنون میں جو پٹ
منہ سے جو بات نکل جائے پھر اس پر تھی ہٹ
رہتی آپس میں ہر وقت تھی ان کی کھٹ پٹ
تھے وہ تیار کہ ہر اک دوسرے کو ڈانٹ ڈپٹ
پھر کوئی موقع لڑائی کا جو آجاتا تھا تو
صاف سر کوئی وہاں آنکھیں چرا جاتا تھا

سلطنت کچھ تو انہیں باتوں سے بیجان ہوئی
کچھ لٹیروں نے غضب کر دیا آفت ڈھائی
اک طرف مرہٹوں کی فوج ہے لڑنے کو کھڑی
دوسری جا پہ ہے سکھوں نے بھی شورش کر دی
چاروں اطراف میں پھیلا تھا غرض اندھیرا
لشکر یاس نے ہر سمت سے تھا آگھیرا

لڑتے بھڑتے رہیں آپس میں امیر اور وزیر
کیوں پسیں گھن کی طرح ساتھ غریب اور فقیر
مدعا انکا تو لڑنے سے ہے بس تاج و سریر
ہاتھ میں یار دگر وہ جائیگی خالی کفگیر
ان غریبوں کو امیروں نے ڈبویا افسوس
بات جو بیت چکی اسپہ کریں کیا افسوس

الغرض چین کلیجے کو نہ دل کو آرام
رات کا فکر لگا رہتا تھا سب کو سر شام
صبح کو خوف کہ ہو آجکا کیسا انجام
رات دن کا قصہ اس طرح سے تھے وہ ناکام
دل سے ان کے یہ نکلتی تھیں دعائیں دن رات
یا الٰہی تیرے فضلوں کی ہو ہم پر برسات

اپنے ڈالی ہی آخر کو تلطف کی نظر
مثل کا نور اڑا دل سے جو تھا خوف و خطر
یک قلم ملک سے تو دفع ہوئے شورش و شر
نہ تو رہزن کا رہا کھٹکا نہ چوروں کا ڈر
بجھائے رکھے گئے وہاں مرہم کافوری کے
دھکے جلتے تھے جہاں زخم جگر کے ہو کے

قوم انگلش نے دیا آکے سہارا ہم کو
بحر ادبار سے ہے پار اتارا ہم کو
ورنہ دشمن نے تو تھا جان سے مارا ہم کو
آگے مشکل تھا بہت کرنا گذارا ہم کو
ہماری ڈوبی ہوئی کشتی ترائی اس نے
ملک کی بگڑی ہوئی بات بنائی اس نے

جتنے ہم پر کئے جتنی نہیں کچھ گنتی
جن میں سے سب سے بڑی مذہبی ہے آزادی
ساتھ لائے یہ ہزاروں نئی ایجادیں بھی
جو نہ کانوں نے تھیں سنی اور نہ آنکھوں نے دیکھی
عدل و انصاف میں وہ نام کیا ہے پیدا
آج ہر ملک میں جسکا کہ بجا ہے ڈنکا

شیر و بکری بھی ہیں اک گھاٹ پہ پانی پیتے
نہیں ممکن کہ کوئی ترچھی نظر سے دیکھے
ایک ہی جا پہ ہیں سب رہتے برے اور بھلے
کیا مجال ان سے کسی کو بھی جو صدمہ پہنچے
سب جو آپس میں ہیں یوں ہو رہے شیر و شکر
اسلئے ہے کہ نظر سب پہ ہے انکی یکسر

ہند میں ریل انہوں نے ہی تو جاری کی ہے
آمد و رفت میں جس سے بہت آسانی ہے
صیغہ ڈاک کو انہوں نے ترقی دی ہے
ملک میں چار طرف تار بھی پھیلائی ہے
تاکہ انصاف کے پانے میں نہ ہو کچھ دقت
منصفوں اور ججوں تک کی بھی کی ہے کثرت

علم کا نام و نشان یاں سے مٹا جاتا تھا
شوق پڑھنے کا دلوں میں سے اٹھا جاتا تھا
کوئی عالم کبھی اس ملک میں آجاتا تھا
دیکھکر اس کا یہ حال اشک بہا جاتا تھا
یہ وہ بیمار تھا جس کو سبھی رو بیٹھے تھے
ناامید سب اسکی شفایابی سے دھو بیٹھے تھے

پر وہ رب جس نے کہ سب کچھ ہی کیا ہے پیدا
نہ تو ہے باپ کسی کا نہ کسی کا بیٹا
سارے گندوں سے ہے پاک اور ہے واحد یکتا
نہ وہ تھکتا ہے نہ سوتا ہے نہ کھاتا نہ پیتا
رحم کرتا ہے ہمیشہ ہی وہ ہم بندوں پر
کرسئ عدل پہ بیٹھے گا جو روز محشر

ہر کہ تو اسکے جیسے کچھ بھی نہیں ہے پروا
ٹھیک کر دے اسے دم میں کہ ہو جو کچھ بگڑا
دیکھکر اپنی یہ حالت اوسے جب رحم آیا
دیکھو انگلینڈ سے اس قوم کو یاں لے آیا
جسنے آتے ہی وہ نقشہ ہی بدل ڈالا ہے
جس جگہ خار تھا اب واں پہ گل لالہ ہے

سلسلے ہر جا پہ تعلیم کے جاری ہیں کئے
شہروں اور گاؤں میں اسکول بکثرت کھولے
کالجوں کے بھی ہیں شہروں میں کھلے دروازے
ہر جگہ ہوتے ہیں اب علم و ہنر کے چرچے
کام وہ کرکے دکھایا کہ جو ناممکن تھا
آئے جب ہند میں وہ کیا ہی مبارک دن تھا

قوم انگلش نری سب فرقوں پہ ہے ایک نظر
اسلئے مجھ پہ یقین نازنہ سب سے بڑھکر
تھا مسیحا بھی تو پیدا اُنش وقت قیصر
زندگی جو لئے رہا سے چین سے کرتے تھے بسر
اب مگر جو ہے ہر وقت مسیحا آیا
قیصر روم کا کیوں ثانی نہ پیدا ہوتا

ابن مریم سے ہے جس طرح یہ عالی رتبہ
قیصر ہند بھی ہے قیصر روما سے بڑا
مصطفےٰ کا یہ غلام اور وہ غلام موسیٰ
دیکھلو کس کا ہے دونوں میں سے درجہ بالا
قیصر روم کے محکوم تھے اک دو صوبے
تاج انگلشیہ پہ ممکن نہیں سورج ڈوبے

حق سے محمود بس اب اتنی دعا ہے میری
جس نے ہمکو کیا خوش رکھے اُسے وہ راضی
فتح و نصرت کی انہیں روز نئی پہنچے خوشی
دور ہو دین میں ہے انکے جو یہ گمراہی
دین اسلام بس اب انکی سمجھ میں آجائے
بات یہ کچھ بھی نہیں رحم اگر وہ فرمائے

درخواست دعا

منشی محمد نصیب صاحب محرر بدر کو ۱۴ مئی سے برابر بخار چڑھا ہوا ہے کسی وقت بھی نہیں اُترتا۔ احباب سے خاص طور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالے جلد صحت کامل عطا فرماوے۔ آمین

دیگر۔ ایسا ہی میاں ثناء اللہ صاحب پھلوری کی والدہ بیمار ہو اس کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے ۔

ایک برنچپوسٹماسٹر کی فریاد

نالہ اس زور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

جہبال ضلع امرتسر کے برنچپوسٹماسٹر کے متعلق ایک دردناک خبر مجھے ملی ہے جسکو میں مسلمان اور پبلک کریں گناہ سمجھتا ہوں کہ اسکو مخفی رکھا جاوے۔ اس لئے کہ اس شکایت اور فریاد کی تہ میں عزت اور آبرو کا سوال ہے جس پر محکمہ ڈاکخانہ کے ایک ذمہ وار آفیسر یعنے انسپکٹر صاحب کیطرف سے حملہ کیا گیا ہے۔ اس انسپکٹر کا نام **بابو کالورام** ہے اور برنچپوسٹماسٹر کا نام میاں **احمد علی** ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ ۹- نومبر ۱۹۰۵ء کو وہاں کے لیٹر بکس سے ایک **بالا** کلٹی برآمد ہوا۔ جسکے متعلق برنچپوسٹماسٹر نے اپنے فرض منصبی کے رو سے بذریعہ چٹھی ۱۱- نومبر ۱۹۰۵ء کو انسپکٹر صاحب سے حکم مناسب کے لئے درخواست کی۔ اسپر ۱۲ نومبر ۱۹۰۵ء کو **کالورام** انسپکٹر نے مندرجہ ذیل حکم لکھکر بھیجا۔

"برنچپوسٹماسٹر جہبال بروقت معاینہ بالا پیش کرو- کان میں سوراخ والی کے کام آئیگا"

یہہ وہ حیا سوز حکم ہے جو انسپکٹر صاحب نے بحیثیت انسپکٹر ڈاکخانہ اپنے ایک ماتحت کو دیا ہے۔ کیا کوئی غیور اور باحمیت انسان بھنگیر خانہ کی گفتگو کو پسند کر سکتا ہے؟ اس فقرہ کے کیا معنے ہیں؟ جو بابو کالورام نے اپنے ماتحت کو لکھا ہے؟ کیا محض اس وجہ سے کہ ایک غریب مسلمان ان کے ماتحت ہے اس سے مذاق اور مخول کیا جاتا ہے۔ انسپکٹری کے اگر یہی فرائض ہیں اور بابو کالورام اس تحریر کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے تو پھر یہہ سوال قابل لحاظ ہے۔ کہ ایسا شخص عہدہ انسپکٹری کے لئے کہاں تک موزوں ہو سکتا ہے؟ اسکے چال چلن اور رویہ کا اسکے ماتحتوں پر کیا اثر پڑے گا؟ پوسٹماسٹر جنرل پنجاب لاہور کو میں بڑے ادب کے ساتھ اس روئداد پر توجہ کرنے کی تکلیف دیتا ہوں۔

ہمارے مہربان ہندو اخبارات کسی مسلمان چپراسی کی بھی خواہ کوئی سی حرکت ہو تو تنکے کا پہاڑ بنا کر سر پر اٹھا لیتے ہیں میں دیکھونگا کہ اس تحریر پر وہ کیا نوٹس لیتے ہیں اور کہاں تک ایسے انسان کو سزا دلانے کے لئے اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ مجھے بار بار حیرت ہوتی ہے کہ سرکاری خط و کتابت میں یہ شخص ایسے فقرات بڑی جرأت سے استعمال کرتا ہے چونکہ یہہ راز افشا ہو گیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اصل کاغذات گم نکر دیئے جاویں اس لئے میں امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ذرا ہوشیار رہیں اور اسکے متعلق تحقیقات کر کے قابل عبرت فیصلہ کریں۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ برنچپوسٹماسٹر مذکور نے قریبًا پانچ مہینے سے اس شرمناک تحریر کو سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کے دفتر میں بھیجدیا ہے اور ابھی تک اسپر کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہوا ہے تو بہت ہی قابل افسوس امر ہے سپرنٹنڈنٹ صاحب کا یہہ پہلا کام ہونا چاہئے کہ اس تحریر کی اشاعت کے بعد وہ اس خط و کتابت کو دیکھیں اور اسپر اپنے دستخط کر کے اسے محفوظ کریں۔ اور پھر باضابطہ اسکی تحقیقات کر کے **بابو کالورام** صاحب کو ایسی تحریر کا مزا چکھائیں۔ آج وہ اس قسم کے مذاق کرتے ہیں کل وہ کچھہ اور لکھیں گے۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔ اور ان کے چال چلن کا اثر دوسرے لوگوں پر پڑتا ہے۔ اور پھر محکمہ ڈاکخانہ ایک ایسا محکمہ ہے جو گویا ہر شخص کا رازدار ہے۔ جو شخص اسطرح پر بے تکلف بیہودہ تحریریں لکھنے سے دریغ نہیں کرتا اس سے بہتری کی کیا امید ہو گی اور اس کے ماتحت کیسے دلیر اور بے باک ہو جائیں گے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پی- ایم- جی کے دفتر میں بھی بابو کالورام کے چال چلن کے متعلق کوئی شکایت ہوئی اگر یہ سچ ہے تو میں اس شکایت کو اسپر اضافہ کر کے پی- ایم- جی کے انصاف سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اسپر نہایت متانت سے نوٹس لیں گے اور اس شخص کو قابل عبرت سزا دیں گے۔ میں اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر اس معاملہ کو سرسری نظر سے دیکھا گیا تو بہت بُرا اثر ہوگا۔ اس صورت میں مجھے یقین ہے کہ بابو کالورام اگر محکمہ کی سزا سے بچ گئے تو انہیں اس **شرمناک تحریر** کے لئے عدالت میں کھڑا ہونا پڑے گا +

میں سردست اس قدر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔ آئندہ کھول کر لکھونگا۔ اور بعض اور واقعات بھی دکھلاؤنگا۔ تاکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب اور پی- ایم- جی صاحب کو مدد مل سکے۔ اس نوٹ کو ختم کرتے ہوئے میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ کیا سپرنٹنڈنٹ صاحب معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ گوجرانوالہ چٹھی رساں نرنتارن سے جو تبدیل ہوا ہے۔ اس نے کوئی شکایت بابو کالورام کے خلاف کی تھی اور وہ شکایت کیسی تھی؟ + +

امرتسر ہیڈ آفس کا پوسٹماسٹر یوروپین ہونا چاہئے

سودیشی تحریک والے تو شاید مجھے قوم اور ملک کا دشمن ہی کہیں گے کہ میں امرتسر کے ہیڈ آفس میں یوروپین پوسٹماسٹر کی تحریک کرتا ہوں۔ اور ہندو اخبارات شاید اس وجہ سے بھی خفا ہوں کہ وہاں آجکل ایک ہندو صاحب پوسٹماسٹر ہیں۔ یعنے **بابو متھرا داس** صاحب۔ مگر وہ مجھے یہہ کہنے میں معذور سمجھیں گے کہ امرتسر تجارتی لحاظ سے پنجاب کا مرکز اور پنجاب کا تجارتی دارالسلطنت ہے اور تجارت کے لئے ڈاکخانہ کا وجود جیسا مفید اور بابرکت ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ اس لحاظ سے امرتسر کی جو وقعت ہو سکتی ہے وہ بھی ایک ظاہر امر ہے۔ ایسے آفس کا چارج قطع نظر اسکے کہ دیسی کے ہاتھہ میں ہو یا یوروپین کے ایک مستعد اور انتظامی قابلیت میں مشہور شخص کے ہاتھہ میں ہونا چاہئے۔ جسکی موجودہ حالت میں بہت ضرورت بتائی جاتی ہے اور جو واقعات میں پیش کرونگا وہ اس ضرورت کی اہمیت کو ثابت کر دکھائیں گے۔

بابو متھرا داس صاحب جہانتک میرا علم ہے سپرنٹنڈنٹ بھی رہ چکے ہیں پس ان کا اس عہدہ سے پوسٹماسٹری پر آنے کے جو وجوہات ہیں اگر ان میں یہ بھی ہے کہ انہیں مزید انتظامی قابلیت مطلوب ہے تو کسی خارجی واقعہ کے پیش کرنے کی حاجت نہیں لیکن اگر ان کی انتظامی قابلیت تسلیم کی گئی ہے اور سپرنٹنڈنٹی سے پوسٹماسٹر ہونے کے اور اسباب ہیں تو میں انشاء اللہ بعض واقعات اس مقصد کے لئے پیش کرونگا +

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے دفتر میں ایک غریب کلرک پیٹا گیا اور پیٹنے والے کلرکوں نے اس امر کی ذرا بھی پروا نہیں کی کہ پوسٹماسٹر صاحب کی موجودگی یا کم از کم ان کا علم انہیں نقصان پہونچائیگا۔ اور دفتر کے اوقات میں ایسا واقعہ سخت افسوسناک ہے میرا خیال ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب کو اسکا علم ہو چکا ہے لیکن اسپر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ کیا پوسٹماسٹر صاحب ظاہر کر سکتے ہیں کہ ایسا واقعہ دفتر میں کیوں ہوا؟۔ یا کیا اگر یہ واقعہ ہوا ہے تو ان کے انتظام پر اثر انداز ہے یا نہیں؟ اور بھی بعض وجوہ ہیں جو بتاتی ہیں کہ امرتسر کے ہیڈ آفس کا چارج یوروپین ہاتھوں میں ہونا چاہئے۔ جب تک یوروپین پوسٹماسٹر رہا کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اسلئے کہ اس قوم کو خداداد رعب حاصل ہے۔ اور انتظام کا خاص ملکہ اور مذاق ان میں ہوتا ہے۔

آئندہ کچھہ واقعات تفصیل سے بتائیں گے جنپر امید ہے افسران اعلے پوری توجہ کر سکیں گے فی الحال یہ نوٹ اسلئے لکھا گیا ہے کہ تا ذمہ دار آفیسر بطور خود اس سوال پر غور کریں +

*

پیارے طالب علمو! پڑھو صنعت حرفت سیکھو

"نظم فریاد میز"

کیا بُری حالت میں اپنی میز ہے — شور اسکا کیا ہی درد انگیز ہے
رچ گئی ہے اسکی رگ رگ میں کہن — بال بال اسکا گرفتار محن
ہاتھہ رکھا اور چلانے لگی — بیٹھنے والوں کا سر کھانے لگی
جوڑ جوڑ اسکا ہوا تن سے جدا — ریشہ ریشہ ہے جدائی میں پھنسا
قوت بازو جو تھی وہ پھٹ گئے — میخ فولادی جو تھی سب ہٹ گئے
تختہ ہائے میز کہدیں اگر — مردہ ہلانے کی رہی باقی کسر
ضعف سے لگتی ہے تھر تھر کانپنے — تھوڑی حرکت سے ہی لگتی ہانپنے
کل ہے رونے اور رُلانے کے لئے — سوز غم میں جلا نیکے لئے
غم کے مارے ہو گئی ہے سبز پوش — درد سے دم بھر نہیں رہتی خموش
اسکے اندر شور و شیون ہے بپا — نالۂ غم زاری و آہ و بکا
کہ رہی ہے یہ زبان حال سے — جیسے جی نجار سب مر گئے
اس شکستہ دل کی اگر لیں خبر — رکھیں درد و رنج کے سر پر تبر
جوڑ دیں اگر میرے ٹھوکے نصیب — سن لیں اگر آہ و فریاد غریب
گر یہی چند رہی حالت مری — جان لو ان کی پھوٹی قسمت جری

پیارے بچو تم ہی نجاری کرو
درد سے در ماں بیماری کرو
صنعت و حرفت کو گر سیکھو تمام
ہم غریبوں کے بہت آئیں گے کام
صنعتوں کی گرم بازاری ہے آج
وقت نجاری و معماری ہے آج
آج نجاری اگر تم جانتے
ہمنشیں کا کچھہ تو حق پہچانتے
سن رہے ہو میری آہ و زاریاں
سیکھتے پھر بھی نہیں نجاریاں
علم میں بھی جوہر قابل بنو
صنعت و حرفت میں بھی کامل بنو
ثاقب گمنام ہیں فاضل مگر
نام کو آتا نہیں آتا نہیں کوئی ہنر

نوٹ:- اس میز پر کہنگی اور بوسیدگی چھپانے کیلئے سبز چادر ڈالی گئی تھی۔

ہیں شیوہ میرا اہر گز کبھی ہرزہ درائی کا | نوائے دلکش تحقیق حق ہر دم بدیگا تا ہوں | خدایا یار ور کر شاخ نخل آرزوئے دل | ہری ہو آبیاری سے جو میں پودا لگاتا ہوں

موسم گرما

کا

خاص تحفہ

تپ و غشی خفقان جدوار سرخ مہر خطائی ... ہر قسم ورق نقرہ کیوڑہ و گلاب سپید صندل

وغیرہ وغیرہ کا

لاجواب مرکب

مفرح دلکشا

یہ اُن قدر دانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے ۱۵۔ اگست کے بعد نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اون کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +

(مفرح دلکشا کا نرخنامہ حسب ذیل ہے)

قیمت — ایک ڈبیہ تین روپے (۳)

قیمت — تین ڈبیہ آٹھ روپے (۸)

چھ ڈبیہ پندرہ روپے (۱۵)

قیمت — ایک درجن ستائیس روپے (۲۷)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ — **خوراک** ۳ ماشہ — **محصولڈاک** بذمہ خریدار۔

مفرح دلکشا میں خدا تعالےٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ لہا سال مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آتے ہیں۔ اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجایش ہے۔ کسیقدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لایق ہے +

مفرح دلکشا جیسا کہ اس نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلےٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ یہ ضعف، بے چینی، دل کا دھڑکنا، گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا، سانس کا پھولنا، پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جسکے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت۔ کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کیلئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے +

مفرح دلکشا وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش و تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں وزیروں نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے +

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے۔ اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن علاقوں میں جہاں طاعون ہیضہ۔ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔

مفرح دلکشا حکما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو۔ اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسی وقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو۔ یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اسکا استعمال کرنا چاہیئے

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا

کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إنّ الله لا يغيّر ما بقوم حتّى يغيّروا ما بأنفسهم

إنّه آوى القرية

الحکم

چہ گویم باتو گرائی جہا در قادیان بینی ‖ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عہ)

نمبر ۲۰ قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات
(۲) تعلیم کا سلسلہ
(۳) ایک شریف لڑکی کا ... صہ ۳-۴
... ۵
... اشر ... ین اور مذہب اسلام صہ ۶ تا ۹
... ان کے نام کھلا خط ... صہ ۹
... صہ ۱۰-۱۱
... دلگشا صہ ۱۲
(۱۰) اشتہارات صہ ۱۳-۱۴

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۴ مئی ۱۹۰۶ء کو فرمایا۔ چند روز ہوئے میں نے دیکھا تھا۔ رؤیاء۔ بہت سے زنبور ہیں اور میں ان کو کپڑے میں پکڑ کر مار رہا ہوں۔

۴ جون ۱۹۰۶ء۔ رؤیاء دیکھا کہ میں ایک جگہ ہوں اور وہاں ایک چادر ایک اونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہے اتنے میں ایک چڑا آیا اور اس چادر پر بیٹھ گیا تب میں نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ جس طرح بنی اسرائیل کے واسطے آسمان سے پرندے اترتے تھے اسی طرح ہمارے واسطے ہیں!

۵ جون ۱۹۰۶ء۔ الہام۔ (۱) مَا اَرْسَلَ نَبِيٌّ اِلَّا اَخْزٰى بِهِ اللّٰهُ قَوْمًا لَا يُؤْمِنُوْنَ۔
ترجمہ۔ کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اسکی وجہ سے ایک قوم کو رسوا کیا جو ایمان نہیں لاتے تھے۔

(۲) يُلْقِى الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
ترجمہ۔ خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کی روح اس پر ڈالتا ہے۔

(۳) الہام۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا

۷ جون ۱۹۰۶ء۔ بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جسکے دو نام ہونگے۔

(۱) بشیر الدولہ
(۲) عالم کباب

یہہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے اور انکی تعبیر اور تفہیم یہ ہے۔

(۱) بشیر الدولہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہوگا۔ اسکے پیدا ہونے کے بعد یا اوسکی ہوش سنبھالنے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی۔ اور گروہ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا۔ اور عظیم الشان فتح ظہور میں آئے گی۔

(۲) عالم کباب سے یہہ مراد ہے کہ اوس کے پیدا ہونیکے بعد چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئیگی۔ گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اسوجہ سے اس لڑکے کا نام عالم کباب رکھا گیا۔ غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت و اقبال کی ترقی کے لئے ایک نشان ہوگا بشیر الدولہ کہلائیگا۔ اور اس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا۔ عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا۔

خدا تعالےٰ کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے سرکش لوگوں کے لئے کچھہ اور مہلت منظور ہے تب بالفعل میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوگی اور لڑکا بعد میں ہوگا۔ مگر ضرور ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے۔ اور اگر دنیا پر جلد عذاب کا وقت آپہنچا ہے یعنی عذاب عظیم کا وقت تب ابھی لڑکا پیدا ہوگا جسکا نام بشیر الدولہ اور عالم کباب ہوگا۔ اور وہ دنیا کے لئے نیکوں کے لئے اور نیز بدوں کے لئے خدا کا نشان ہوگا۔ یہ اسی قسم کا نشان ہے جیسا کہ عزرا نبی نے خرقیاہ بادشاہ کیلئے فرمایا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عنقریب دو نشان ظاہر ہونگے۔ پس اگر دو نشان ظاہر ہونے والے جو عنقریب ہیں وہ اور ہیں تو اس صورت میں بھی ابکی دفعہ ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہوگی نہیں تو ابکی دفعہ ہی لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ خدا کا نشان ہوگا۔ اور اوس کے ساتھہ ایک دوسرا نشان ظاہر ہوگا اور وہ لڑکا نیکوں کیلئے اور اس سلسلہ کیلئے ایک مبارک ستارہ کیطرح مگر بدوں کیلئے اسکے برخلاف ہوگا ......

آج کی تاریخ کے اور الہامات یہ ہیں

(۱) رَبِّ اَرِنِىْ اَنْوَارَكَ الْكُلِّيَّة
ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے اپنے تمام انوار دکھا۔

(۲) اِنِّىْ اَنَرْتُكَ وَاخْتَرْتُكَ
ترجمہ۔ میں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔

(۳) وَاِنَّهٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا يُرْضِيْكَ
ترجمہ۔ اور آسمان سے ایک ایسا امر اترنے والا ہے جو تجھے خوش کر دیگا۔ (۴) دو نشان ظاہر ہونگے۔

(۵) اللہ تعالیٰ اوسکو سلامت کہنا نہیں چاہتا یعنی کسی کی طرف اشارہ ہے

(۶) اِنَّا اَخَذْنٰهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ ہم دردناک عذاب کے ساتھ اوسکو پکڑینگے۔ (۷) خدا تمہیں سلامت رکھے

(۸) يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِىْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ
ترجمہ۔ وہ لوگ تیری مدد کرینگے جنکو ہم آسمان سے وحی کرینگے

(۹) يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ
ترجمہ۔ ہر ایک دور کی راہ سے آئینگے۔ ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے۔

(۱۰) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ۔ تم پر سلام تم پاک ہو۔

(۱۱) وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ
اور جو لوگ تیرے پاس آئیں گے تجھے چاہیے کہ ان سے بدخلقی نکرے اور انکی کثرت کو دیکھکر تھک نہ جاوے ✦

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر اخبار الحکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مندرجہ ذیل نظم بجواب پیشگوئی زلزلہ حضرت اقدس علیہ السلام عبد العزیز خان عزیز شاگرد داغ دہلوی مرحوم نے پیسہ اخبار مورخہ ۲۶ - مئی ۱۹۰۵ء ہفتہ وارین بصفحہ ۹ طبع کرائی ہے اوس کا جواب الجواب راقم نے لکھا ہے براہ مہربانی اپنی اخبار گوہر بار مین درج فرماکر نیازمند کو مرہون منت فرمادین - نظم مکذب پہلے نقل کرکے بعدہ نظم مصدق تحریر کرتا ہوں -

نظم مکذب در تردید پیشگوئی زلزلہ

ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کر جانے کے دن

نظم مصدق بجواب مکذب زلزلہ

اے توانا جلد دکھلا زلزلہ آنے کے دن
اے مکذب کس بنا پر تو نے یہہ مصرع کہا ؟
اور مکذب زلزلہ کے کوچ کر جانے کے دن
ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن

مکذب

خیر اُمت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں
کچھہ نہیں اے اُمتِ مرحوم گھبرانے کے دن

مصدق

کہتا ہے قہر خدا سے ہو کے کیوں بیباک تو
اے مکذب ہے لکھا قرآن میں یہہ جا بجا
خیر اُمت کے عجب آثار ہیں ظاہر ہوئے
اُمتِ موسیٰ سے جب آئیں مسیحِ ناصری

کچھ نہیں اے اُمتِ مرحوم گھبرانے کے دن
ہر گھڑی نزدیک ہیں میرے عذاب آنے کے دن
جسنے پائے ہیں فقط دجّال کہلانے کے دن
خیر اُمت کے لئے ہیں سخت غم کھانیکے دن

مکذب

کب غضب قہر کا ہے یار وانِ خدائے پاک کا
مدعی جھوٹے نبوّت کے بہت پیدا ہوئے

ابر رحمت فرق اُمت پر ہیں اب چھانیکے دن
آگئے بے شبہ اب لوگون کے بہکانیکے دن

مصدق

اک طرف لکھا ترا مرحوم اُمت غم نہ کہا
دوسری جانب خلاف اس قول کے لکھا ہے کیوں
ابر رحمت فرقِ اُمت پر ہے جب چھایا ہوا
ہے غضب قہر کا خدا کا دیکھ لے چاروں طرف
دیکھ سبحان الذی پارہ میں ہے وعدہ ہوا
اور اسی پارہ کے ہے دوئم رکوع میں یہہ لکھا
زلزلہ آتش فشانی - سیل اور طاعون کا

ابر رحمت فرق اُمت پر ہیں اب چھانیکے دن
آگئے بے شبہ اب لوگون کے بہکانے کے دن
پھر کہان سے آگئے اُمت کے بہکانیکے دن
جا بجا موجود ہیں یہہ آگ برسانے کے دن
آئیں گے ہر ایک بستی پر سزا پانے کے دن
ہے عذاب آتا رسولون سے مکر جانیکے دن
ہو گئے باعث غلام احمدؑ کے جھٹلانیکے دن

مکذب

عیسیٰ مریم کے آنے کو ہے اک مدت دراز
آسمان سے حضرت عیسیٰ کو ہی اب بھیجا ہے

اور ابھی ہیں بہت دجّال کے آنے کے دن
دیکھیں ہم دجّال کے نابود ہوجانے کے دن

مصدق

اک جگہ لکھتا ہے مدت بعد عیسیٰ آئیں گے
پھر وہیں لکھتا ہے یارب بھیجدے عیسےٰ ابھی
جبکہ ہے دجّال کے آنے میں اک مدت دراز

اور ابھی آئے نہیں دجّال کے آنے کے دن
دیکھہ لین دجال کے نابود ہوجانے کے دن
قبل اوسکے کیسے پھر عیسےٰ کے ہوں آنے کے دن

مکذب

حضرت مہدی کو پیدا کر دے اے خالق مرے
نص اکملت لکم سے ختم نعمت ہوگئی

مصطفائی دین کے دکھلادے پھیلانیکے دن
دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانے کے دن

مصدق

اک طرف کہتا ہے پیدا جلد مہدی ہو کہین
دوسری جانب خلاف اس کے یہہ داغ کیا لکھا
جبکہ اکملت لکم سے دین کامل ہو چکا

مصطفے کے دین کے تا دیکھیں پھیلانیکے دن
دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانے کے دن
پھر بہلا کس دین کے دیکھیگا پھیلانے کے دن

مکذب

زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادث نہیں
کچھہ نہیں مخلوق کو ہیں اس سے غم کھانیکے دن

مصدق

زلزلہ بیشک قدیمی سنت اللہ ہے عزیز
کافرون کا قتل کرنا بھی قدیمی بات ہے
دیکھ لے تو سورۂ توبہ کو نادان کھول کر
زلزلہ کو ہے خدا قرآن مین کہتا عذاب

یہہ نہیں ہین سنت اللہ کے بدل جانیکے دن
کیون عذاب اس کو کہا تھا قتل ہوجانیکے دن
قتل جنہون سے کیا اون کو عذاب آنیکے دن
اے مکذب کیون نہون پھر اس سے غم کھانیکے دن

مکذب

عیسےٰ مریم سوا جو غیر کو عیسےٰ کہین
وہ گھڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسےٰ کہے

عنقریب آتے ہیں اون کے سخت پچھتانیکے دن
اور بڑھتے جاتے ہیں دجّال کہلانے کے دن

مصدق

عیسےٰ ابن مریم نہیں ہے ایک - سن اے بے خبر
اک محمدؐ کا مسیح ہے دوسرا ہے موسوی
ایک کا ہے رنگ سُرخ اور دوسرے کا گندمی
ایک کے ہیں موئے پیچیدہ دگر کے ہیں دراز
سب سے عیسےٰ کہلوانے کی گھڑی نزدیک ہی
کس زبان سے تو نے اے بدبخت ازلی یہ کہا
ایک ظالم نے تو احمدؐ کو کہا دجّال تھا
اب غلام احمدؑ کو تو دجّال کہتا ہے شقی

کر دیا ظاہر نبی نے حلیہ بتلانے کے دن
فرق بیّن ہوچکا معراج کو جانیکے دن
ہے لکھا اسکو بخاری نے لکھے جانے کے دن
اے سمجھ کمبخت ہیں تیرے سمجھ جانیکے دن
دیکھ اب آتے ہیں اوس کے صدق کُھل جانیکے دن
اور بڑھتے جاتے ہیں دجال کہلانے کے دن
چکھ گیا جس کا مزا وہ اپنے مرجانیکے دن
آگئے تیرے عذاب النّار کے پانیکے دن

مکذب

مصحفِ اقدس میں ہے فوتِ حضرت عیسےٰ نہیں
چل چکے جھونکے ہوائی مکر کے بے انتہا

ماسزدل اوسکین ہیں اون کے زندگی پانیکے دن
گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

مصدق

ہے لکھی قرآن میں کس جا حیات عیسوی
یہہ کہانی ہے پُرانی کوئی اب سنتا نہیں
اعتقاد زندگیٔ ابن مریمؑ سے ضرور
ابن مریم آسمان پر اور محمدؐ خاک میں

اوس کے تو ظاہر کیئے اوسکے گذر جانیکے دن
ہوگئی ظاہر وفات اور اوسکے دفنانے کے دن
گلشن دین نصاریٰ کے ہیں لہرانیکے دن
اس عقیدہ نے دکھائے دین کے مرجھانیکے دن

مکذب

مصطفےٰ کے بعد جسنے دوسرا ڈھونڈا نبی
آگئے اوس کیلئے اب ٹھوکرین کھانیکے دن

مصدق

کیا نبی ناصری آئینگے بعد مصطفےٰ ؟
مصطفےٰ کے بعد جو ڈھونڈے نبی ناصری

ہیں یہ ختم الانبیا سے تیرے پھر جانیکے دن
آگئے اوس کے لئے اب ٹھوکرین کھانیکے دن

مکذب

مدعی ہوکر نبوت کا جو کھنچوائی شبیہ
آگئے اوس کے عذاب النار کے پانیکے دن

مصدق

کیا خبر تجھ کو شبیہہ سے تھی غرض کیا اے سفیہ
بے سر و پا شعر تیرے اور دعوے بیدلیل

آیا تھا حکم خدا تمثیل بنوانے کے دن
ہیں ندامت میں ترے یہ ڈوب مرجانیکے دن

مکذب

التجا ہے داورِ محشر سے یہ میری عزیز
ابر رحمت سر پہ ہو اوس آگ برسانے کے دن

مصدق

واہ کیا کہتا ہے داغ دہلوی کے ناخلف
ہے دعا قاسم علی کی قادر غیور سے

خوب جھٹلائے ہیں تونے زلزلہ آنیکے دن
جلد دکھلا دے مکذب کے سزا پانیکے دن

رقیمہ خاکسار عاجز قاسم علی احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ دہلی ترا ہا بیرم خان پرانی منڈی پھول کی - ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء

… شریف لڑکی کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے مکرم محترم محسن جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں ذیل کی چند سطریں ارسال خدمت کرتی ہوں اگر اخبار فرحت آثار کے کسی گوشہ میں جگہ مل جاوے۔ مجھکو الحکم کی تعریف لکھنے کی تو طاقت نہیں ہاں اتنا ہی عرض کرنا کافی سمجھتی ہوں کہ الحکم میں اسکے کلمات شائع ہوتے ہیں جسکی خدا ہی تعریف کر رہا ہے۔ میں اس خداوند کریم کا کہاں تک شکریہ ادا کروں جسنے مجھکو اور میرے والدین کو امام الزمان کی پہچان بخشی میرے مکرم مجھے بہت سی اُردو اخبارات کے دیکھنے کا موقع ملا ہے اسواسطے کہ میں ملک مولا بخش جیسے روشن دماغ احمدی کی بیٹی ہوں جسنے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہکر مجھے دین اسلام کا رستہ دکھایا ہے جسنے سب اخباروں کی چھان بین کرکے وکیل اور الحکم پسند کیا یہ دونوں اخبارات ایک ہی وقت میرے پاس پہنچتے ہیں اور جب یہ دونوں میرے سامنے میز پر پڑے ہوتے ہیں تو اسوقت میرے دل کی عجیب ہی کیفیت ہوتی ہے۔ کیونکہ وکیل تو یہہ کہہ رہا ہے کہ اسلام نیم مردہ ہے ہر طرف سے اسپر حملے کئے جا رہے ہیں اور سخت مصیبتوں میں مبتلا ہے اور یہ جہاز ڈوبا چاہتا ہے کسی ناخدا کی ضرورت ہے یہ مریض جان بلب ہے کسی حکیم کی ضرورت ہے اور پکار پکار کر مہدی اور عیسیٰ کی ضرورت بتا رہا ہے۔ علی گڈہ میں بھی مذہبی تعلیم خاطر خواہ نہیں ہوتی۔ انجمن حمایت اسلام کی حالت بھی تسلی بخش نہیں۔ ندوۃ العلماء کی کتابوں میں ہزارہا نقائص بھرے پڑے ہیں۔ غرض بڑے جوش اور تپاک کے ساتھ آنے والے مہدی کا منتظر ہے اور مان چکا ہے کہ نزول مہدی کا یہی زمانہ ہے۔

اُدھر الحکم کو اٹھاکر دیکھئے تو وہ یوں مخاطب ہوتا ہے کہ آؤ میں تمہارے دلوں کو جو بسبب نہ ملنے صراط مستقیم کے سخت بے اطمینان ہو رہے ہیں تسلی دوں اس رب العالمین نے اسلام کی نیم مردہ حالت کو دیکھا اور اس کے جلانے کو اپنا برگزیدہ بندہ بھیجدیا مگر حسد کی آگ کے دھوئیں سے تم اندھے ہو رہے ہو دیکھ نہیں سکتے۔ اسلام کو سب حملوں سے بچانے والا اور بزور قلم جواب دینے والا اور مصیبتوں سے چھڑانے والا اس ڈوبتے ہوئے جہاز کا ناخدا اس جان بلب مریض بیمار روحانی طبیب مہدی مسعود مسیح موعود جسکا تیرہ سو برس سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ میرا آقا مرزا غلام احمد صاحب قادیان میں موجود ہے آؤ ہٹ دھرمی کرنے کی پٹی آنکھوں سے کھولکر دیکھو آیا ہوا ہے یا نہیں مگر تمہارے دل سیاہ ہوگئے ہیں تم نیک بد میں تمیز نہیں کر سکتے خدا سے دعا مانگو کہ خدا تمہیں نیک راہ لاوے۔ انجمن حمایت اسلام وغیرہ یہ ایک قالب بے روح کی طرح کام کر رہے ہیں آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ بے روح جسم کہاں تک کام آوے گا ضرور ایک نہ ایک دن خراب ہو جائیگا اور لوگ اسکی متعفن ہوا سے بھاگینگے۔ اب رہا علیگڈھ اگر اسمیں یونیورسٹی قایم ہوجاوے تو کیا اس سے قوم کا روحانی علاج ہو جاویگا۔ یا اس سے بہت لامذہب بی۔ اے۔ ایم۔ اے نکل آئے اور جنہوں نے آتے ہی مذہبی پابندی کو پس پشت ڈالدیا ان سے اس مریض کا علاج ہوگا نہیں ہم لوگوں کو روحانی طبیب کی ضرورت ہے اور جو خدا نے اپنے فضل سے بھیجا ہوا ہے وہی معالج ہوگا۔ اسوقت میری خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور الحکم کے پڑھنے سے مجھے وہ روحانی لذت ملتی ہے جسکو آجتک میں نے کسی اخبار یا رسالے میں نہیں پایا۔ چونکہ مجھکو وکیل سے ایک گونہ الفت ہے کیونکہ وہ مذہبی معاملات میں دلچسپی لینے والا پرچہ ہے اسی واسطے میں اسکو اور اخباروں کے سامنے شرمندہ کرنا نہیں چاہتی تھی جسنے اسکی غلطی اسکی طرف لکھکر بھیجدی جس کو اس نے ابھی تک شائع نہیں کیا جس کا مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ بنتا انصاف پسند مگر کام ایسے کرنے مگر سچ ہے کہ ان لوگوں میں روحانیت نہیں۔ اگر ان لوگوں میں روحانیت ہوتی تو وقت کے مسیح کو پہچان لیتے۔ امید ہے کہ آپ میرے پراگندہ خیالات کو شائع کرکے لوگوں کی غلط فہمی دور کردینگے۔

ایڈیٹر وکیل کے نام کھلا خط

لا یجرمنکم شنان قوم علےٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ یعنی کسی قوم کی عداوت کے سبب سے ان سے بے انصافی نکرو کیونکہ انصاف شیوہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے جو آپنے ریمارک میرے مضمون پر پاس کیا ہے وہ بالکل غیر منصفانہ اور تعصب سے بھرے ہوئے ہیں آپ جیسے اعلیٰ خیالات اور روشن دماغ کو اور ریفارمری کا دعوے کرنے والے کو ایسی تنگ نظری سے کام نہیں لینا چاہئے۔ میں آپ سے ہرگز یہ امید نہیں کرسکتی تھی کہ آپ سلک مروارید کی تمام خوبیوں کو اسواسطے نظرانداز کردینگے کہ وہ ایک احمدی کی تالیف کردہ ہے۔ آپکا یہ فرمانا کہ اس میں تمام باتیں مرزا صاحب کی مشن کی بھری پڑی ہیں۔ کہاں تک بجا اور درست ہے خدا آپکی آنکھوں سے تعصب کی پٹی کو کھولے تو پھر آپ دیکھیں کہ اس میں مرزا صاحب کے مشن کی بجائے عجیب پیرایہ کے ساتھ اسلام کی سچائی بیان کی گئی ہے میں دعوے سے کہتی ہوں کہ جیسا محققانہ عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ سلک مروارید میں کیا گیا ہے آپ مجھے بتلائیں کہ اور کونسی ایسی کتاب عام فہم مستورات کے واسطے شائع کی گئی ہے۔ میں آپکو ذیل کا واقعہ سناتی ہوں جس سے آپکو پتہ لگ جائے گا کہ مس صاحبان کا مہلک اثر کہاں تک نقصان پہنچا رہا ہے اور ملک کو کہاں تک ایسی عام فہم رسالوں کی ضرورت ہے۔

"کچھ دنوں سے دہلی شہر میں مسوں کا یہ کام جاری ہے کہ اکثر مسلمانوں کے گھروں میں جاکر تعلیم صنعت و حرفت کے بہانہ سے اپنی منادی کرتی رہتی ہیں جس کا شدہ شدہ نتیجہ یہ ہوا کہ چند ایک نوعمر لڑکیاں مسلمانوں کی ورغلا کر لے گئیں اس کا بہت شور وغل ہوا۔ مگر مسلمانوں کو ناکامی ہوئی۔ آخری واقعہ ماہ رمضان میں یہ پیش آیا ہے کہ ایک مسلمان معروف بہ نواب برقندہ اللہ جو کوچہ میر عاشق میں رہتا تھا اس کے گھر میں مس صاحبہ اسکی نوجوان ناکتخدا لڑکی کو تعلیم تربیت سکھلانے کے واسطے نہیں عیسائی بنانے کیواسطے آیا کرتی تھیں) اوران ایام میں ان کا جادو دختر ناکتخدا پر پورا اثر کر گیا۔ والدین دختر نے اسکی شادی کی تیاری کرکے تاریخ نکاح مقرر کردی جو بہت تھوڑے دن کی تھی مس صاحبہ کو علم ہوا انہوں نے جانا کہ بعد شادی اس مسحورہ کو لیجانا دشوار ہو جائیگا کیونکہ ایک مستقل دعویدار اس کا خاوند موجود ہو جائیگا۔ مناسب ہے کہ ابھی بے نیل مرام اس کو شوہر کے کافور بنادیں۔ چنانچہ جب شادی میں چند ہی روز باقی رہے تو مسیح کی بھیڑ نے اس دختر کو برضامندی اسکی کے کسی بہانہ سے گاڑی میں سوار کرا مشن ہوس میں جا داخل کیا۔ اور نہایت محبت اور اخلاق سے اسکو رجھایا۔ دین اپنے سے وہ پہلے ہی بے خبر تھی۔ دختر والدین و برادران حقیقی نے مطلع ہوتے پر زنانہ مشن سے دختر کو واپس لینا چاہا۔ مگر مس تہاربرن صاحبہ منتظمہ مشن نے بذریعہ چٹھی انکو حوالہ پولیس کردیا جہاں سے چالان ہوکر عدالت مسٹر کرنی سنگھ صاحب مجسٹریٹ کے آیا صاحب موصوف نے مصلحتاً انکو دلاسا تسلی دیکر بری کردیا اور کہا کہ جاؤ اگر دعوی ہے تو بذریعہ عدالت وصول دختر کا استغاثہ کرو تحریک چند علماء دہلوی یعنی مولوی عبدالمجید صاحب واعظ مولوی شرف الحق صاحب اور والد دختر نے استغاثہ صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اغوا دختر نابالغہ کا دائر کیا۔ صاحب بہادر نے وہ عرضی اسی عدالت میں جس سے پہلے چالان پولیس کا فیصلہ ہوا تھا سپرد کرائی تو عرضی قریب دو ماہ تک زیر تجویز رہی جس سے دختر مفرورہ بخوبی مس صاحبان سے مانوس ہوگئی اور قابل اطمینان مس صاحبہ وہ مذہب عیسائی میں داخل ہوچکی تو استغاثہ مذکور کسی فریق کی درخواست سے عدالت کرنی سنگھ سے منتقل ہوکر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں آگیا۔ اور جہاں پر اس کا آخری فیصلہ ہوا۔ والد دختر کو کسی نامعلوم ذریعہ سے اطمینان دلائی گئی۔ کہ اگر تیری لڑکی تیرے سامنے آجاوے گی۔ تو وہ ضرور تیرے ساتھ چلی آوے گی پس تو یہ کوشش کر کہ میری لڑکی جو عرصہ دراز سے مسوں کے پاس ہے ملوائی جاوے۔ اگر وہ میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہوگئی تو مجھکو مل جاوے۔ اگر وہ مس صاحب کے ساتھ رہنے پر رضامند ہوئی تو ان کے پاس رہے۔ اس دام افتادہ باپ نے یہی بیان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو لکھوا دیا۔ اس بنا پر باطمینان صاحب بہادر روبرو دختر کو مع مس صاحبہ عدالت میں بلوایا اور تھوڑی دیر کے لئے اجازت دی۔ کہ اپنے والد سے علیحدہ گفتگو کرے۔ اس کے بعد بیان ہوگا۔ والد بزرگوار نے نہایت ہی منت۔ خوشامد سے عرض معروض اپنی نامہربان دختر کی خدمت میں کی۔ بہمراہ مولوی شرف الحق صاحب مگر اس نامہربان دختر نے صاف جواب دیا کہ اے بڈھے باپ میں تیرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی خواہ تو قید ہوجا خواہ مرجا یا کچھ کر۔ اس کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے دختر معصومہ کا بیان لکھا جو مخلصانہ یہ ہے۔ کہ میرے باپ اور بھائی مجھ سے بازار میں پیشہ کرانا چاہتے ہیں اور حرامکاری کے ذریعہ مجھکو کہتے ہیں۔ کما کر کھلا۔ اس لئے یہ کام مجھکو منظور نہیں۔ میں برضامندی اور خوشی سے بلا تحریک غیری ایسے ماں باپ کو جو کہ مجھ سے حرامکاری کرانا چاہتے ہیں۔ چھوڑتی ہوں۔ اور اپنی مخدومہ محترمہ ہمدم غمگسار مس ولیم مس تہاربرن صاحبہ کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ میری عمر بائیس سال کی ہے والدین جو پندرہ سالہ بتلاتے ہیں غلط ہے۔ یہ بیان لکھا۔ دعوی ڈسمس۔

دختر حوالہ مس صاحبہ۔ ماں باپ بھائی محروم نامراد بخانہ واپس۔"

اور کئی واقعات ایسے سننے میں آتے رہتے ہیں۔ مگر مستورات کے واسطے اس قسم کی کوئی سہل الفاظ میں عام فہم کتاب اس مہلک اثر سے بچانے کیواسطے نہیں بنائی۔ میرے مکرم اگر آپ نے احمدی اخلاق کا وسیع نمونہ دیکھنا تھا تو آپ میرے مضمون سے جو کہ الحکم میں چھپا تھا معلوم کرسکتے تھے۔ الحکم کے ایڈیٹر نے تو یہ نہ لکھا کہ لاثانی استانی قابل وقعت کتاب نہیں اسمیں زمین آسمان کے قلابے ملائے ہوئے ہیں دین مذہب کی کوئی بات نہیں۔ مگر احمدیوں کو انکے ہادی نے یہ نہیں تعلیم دی کہ وہ تعصبانہ کارروائی کریں۔ ہیں تو بقول ایک جاپانی پروفیسر کے خوبی کے اخذ کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے خواہ وہ یورپ سے

ہو یا ایشیا سے خواہ بہشت سے ہو یا دوزخ سے جب تک عورتوں میں اسلام نہ پھیلے ہم ترقی نہیں کرسکتے یہی فرقہ ہے جو جہالت کی تاریکی کے گڑھے میں پڑا ہوا ہے اور اپنے دین سے بالکل بے خبر ہے اور جس کا اپنے دین سے برگشتہ کر لینا کوئی بڑی بات ہی نہیں - ایک نیک اور دیندار عورت بہ نسبت نیک اور دیندار مرد کے بہت کچھ کرسکتی ہے - کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جس گھر کی مالکہ احکام الٰہی سے باخبر ہے اس کا سارا خاندان ہی صوم وصلوٰۃ کا پابند ہوگا - قدرت نے ننھے معصوم بچوں کی پرورش غور پرداخت اور اتالیقی ماؤں کے ذمہ دیدی ہے جو کچھ وہ ماؤں کو کرتا دیکھتے ہیں ان کے ننھے معصوم دلوں پر وہی اثر پڑتا ہے باپ کی صحبت تو شاید سارے دن میں ایک گھنٹہ ہی میسر ہوتی ہو اس سے وہ کیا سدھر سکتے ہیں اگر مائیں بیدین اور بے علم ہیں تو بچوں کا پھر خدا ہی حافظ ہے - میرے ناقص خیال میں یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مستورات کو اپنے پاک مذہب سے باخبر کیا جاوے اور اسلام کی خوبیاں سمجھائی جاویں - اور یہ کام سلسلہ تالیفات تعلیم نسواں کے چھوٹی چھوٹی کتابوں اور رسالوں سے ہوسکتا ہے - میرا سخت ہی دل جلتا ہے - جب میں دیکھتی ہوں کہ میری اکثر تعلیم یافتہ بہنوں کو اپنے پاک دین کی طرف کچھ رغبت نہیں ہے اور اسی واسطے وہ اسلام کی خوبیوں سے بے بہرہ ہیں - خاصکر قابل رحم حالت مشن کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ہے اگرچہ وہ عیسائی نہ بھی ہوں مگر پھر بھی مس صاحبان کی پاک تعلیم اپنے برحق دین سے برگشتہ کرہی دیتی ہے - کہنے کو مسلمان مگر وہ عیسائیوں سے بدتر ہوجاتی ہیں - مجھے اکثر مشن سکول کی تعلیم یافتہ لڑکیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انہیں دین سے بے بہرہ اور اسلام کی خوبیوں سے ناواقف پایا ہے سوائے انجیل کی کہانیوں کے اور کچھ خبر نہیں - اے میرے بزرگو! خدا کے واسطے ان معصوم بچیوں کو اس مہلک مرض سے بچاؤ اور اسلامی گرل سکول کھلواؤ - میرے تعلیم یافتہ بھائیو! اگر آپ کو اپنے ملک کی بہتری منظور ہے تو سلک مروارید جیسی کتابیں شائع کرو ورنہ ایک دن سخت نقصان اٹھاؤ گے ۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
اُمّت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

جناب ایڈیٹر صاحب میں یہ مضمون اپنا احمدی بھائی سمجھکر بھیجتی ہوں براہ مہربانی جو غلطی ہو اسکو درست کرکے شائع کیجئے اور جلد شائع ہو سازحد مشکور ہونگی - اس مضمون سے میرا کوئی اپنا علم جتانے کا ارادہ نہیں - بلکہ یہ تو محض اپنے دل کا ابال نکالا ہے امید ہے کہ میری احمدی بھائی نکتہ چینی کی نظر سے نہیں دیکھیں گے کیونکہ میں کچھ ٹوٹا پھوٹا اردو جانتی ہوں -

راقمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی بھیرہ

کشف الحجاب

جناب مخدوم الملت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شیعہ مذہب کی نسبت کچھ لکھنا تو گویا سورج کو چراغ دکھلانا ہے - یہ اوسی پاک مرد (رضی اللہ عنہ) کا کام تھا جو اس جدوجہد میں لگا تھا کہ اس غلط کار فریب خوردہ قوم کے آگے جو دھوکے کی موٹی دیوار کھینچی گئی ہے ڈھہ جائے مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب خلافت راشدہ اور ایک شیعہ کے نام خط جو الحکم ۲۲ جلد ۱۰ میں چھپا ہے - جسنے پڑھا ہوگا وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کہاں تک تنزل کی تنگ و تاریک گڑھے میں ہے - ہمنے آج تک کوئی مستقل کتاب شیعہ مذہب کی دیکھی نہیں تھی - البتہ یا حسین اور یا علی اور یا پنجتن کے نعرے سنتے تھے - مگر ابھی چند روز ہوئے جو ایک کتاب بابو شمس الدین صاحب ہیڈ کمپاؤنڈر میڈیکل سٹور ڈیپو میان میر کے ذریعہ دیکھنے میں آئی جو بابو صاحب مذکور کو جناب ڈاکٹر ممتاز حسین صاحب جیرت سے (جو شیعہ مذہب کے ساتھ خاصی دلچسپی رکھتے ہیں) ملی تھی اس کتاب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب بڑی سخت اور منحوس جگہ پر ٹاپک ٹوئیاں مار رہا ہے یہ کتاب جناب مولوی شیخ احمد صاحب ابن جناب مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم عثمانی کی تصنیف ہے اور اس کا نام کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب ہے اس کتاب کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب ثلاثہ خصوصاً اور دیگر اصحاب عموماً قریباً سب کے سب (نعوذ باللہ) بزدل منافق اور کافر اور اسلام کی تخریب کرنے والے تھے اور ایسا ہی جناب علی علیہ السلام باوجود بہادر اور دلیر ہونے کے (نعوذ باللہ) سخت درجے کے کمزور طبیعت کے تھے اور ایسا ہی آنحضرت صلعم کی قوت قدسی کا دائرہ (نعوذ باللہ) حضرت علی رض تک محدود رہا مگر اوپر بھی کمال درجہ کا پرتوہ نہ ڈال سکا یا اگر ڈالا تو خود حضرت علی رض (نعوذ باللہ) اپنے کمزوری فطرت کی وجہ سے اوس بوجھ کو سنبھال نہ سکے نیز یہ کہ دنیا میں کوئی مومن مسلمان آنحضرت کے بعد نہ رہا نہ شیعہ مسلمان ہیں اور نہ سنی اور نہ خارجی نہ ناصبی اور کہ یہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا - بلکہ یہ وہ ہی نہیں ہے جو ابوبکر کے عہد میں قلم بند ہوا تھا جو قرآن آنحضرت پر نازل ہوا تھا وہ پارچہ حریر پر لکھا جاتا تھا - اور ہر وقت آنحضرت کے پاس رہتا تھا اور بوقت وفات آنحضرت نے وہ قرآن حضرت علی رض کو دیدیا تھا اور پھر اوس قرآن کا پتہ نہ لگا کہ کدھر گم ہوگیا - غرض اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے جو کشف الحجاب کے نام سے موسوم ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اوسمیں سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے معہ ریمارکس کے درج اخبار کراؤں تاکہ ناظرین غور کرسکیں کہ جو کچھ "مسلمانوں کے لیڈر (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)" نے فرمایا ہے اور لکھا ہے کہاں تک صداقت سے بھرا ہے -

کتاب کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ پر مومن کی صفت یہ بیان کی ہے کہ "النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم یعنی مومن وہ لوگ ہیں جو نبی کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں - مثلاً نبی صلعم پر کوئی کافر حملہ کرے تو مومن کا فرض ہے کہ اوس حملہ کو اپنے اوپر روکے اور نبیؐ کو بچاوے - نبی کی جان بچانے میں اپنی جان کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرے مگر ہم خلفاء ثلثہ کی کیفیت اسکے برخلاف پاتے ہیں کہ جنگ اُحد میں اور حنین میں اونہوں نے اپنی جان کو نبی کی جان سے پیارا سمجھا اور نبی صلعم کو نرغۂ اعداء میں گھرا ہوا چھوڑکر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ نکلے اور فقط ایک علی رض باقی رہ گئے پس ظاہر ہے کہ جو لوگ نبی کو چھوڑ بھاگے وہ ہرگز **مومن نہ تھے** "

شیعوں کے نزدیک تو **مومن کی صفت** یہی تھی جو نقل کی گئی اب اسکے لئے ہمکو اپنے پاس سے کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں اور نہ حاجت ہے بلکہ ہم ناظرین کے واسطے اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ کی عبارت نقل کردیتے ہیں جو اسکی تردید کے لئے کافی ووافی ہے اور وہ یہ ہے - " جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ **تم لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ کیا اور میں ابوبکر سے مستحق تر تھا** لیکن اس خوف سے کہ لوگ **مرتد** ہوجائیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا پھر ابوبکر نے عمر کو بعد کیا حالانکہ میں **اولیٰ و مستحق تر تھا** عمر سے لیکن اوسی خوف سے کہ لوگ پھر کر کافر ہوجاوینگے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا "

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعوں کے نزدیک جو ایمان کی صفت ہے وہ حضرت امیر علیہ السلام کے قول نے غلط کردی کیونکہ یہ صفت جو مصنف کتاب نے لکھی ہے اگر حضرت علی کے نزدیک درست ہوتی تو پھر حضرت علی کا یہ کہنا کہ لوگ پھر کر **کافر ہو جائنگے** "لوگ مرتد ہوجا[illegible]" [illegible] علی کے نزدیک اصحاب نہ تو مرتد ہی اور نہ اون کے نزدیک مومن کی وہ صفت [illegible] کتاب نے تحریر کی ہے اور اگر تھی تو یہ [illegible] کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جنگ اُحد و حنین وغیرہ سے بھاگے ہوں - پھر صفحہ ۳۴ پر مصنف صاحب یہ دُرفشانی فرماتے ہیں کہ "خلفاء بلا کسی استحقاق کے مدعی خلافت ہوگئے" مگر حضرت علی رض کا قول اسکی بھی تردید کرتا ہے جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا یعنی یہ کہ "میں ابوبکر اور عمر سے اولیٰ اور مستحق تر تھا" اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اگرچہ وہ بھی مستحق تھے مگر میں اولیٰ مستحق یعنی زیادہ مستحق تھا مگر یہاں پر مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ "بلا استحقاق مدعی خلافت ہوگئے" علاوہ بریں جناب امیر علیہ السلام کے قول سے ظاہر ہے کہ لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا - اور مصنف صاحب کہتے ہیں کہ خلفاء خود مدعی خلافت ہوگئے اب ہم حضرت علی کو سچا مانیں یا مصنف کتاب کو بہر حال جناب علی رض ہی سچے ہیں جنکی بیجا حمایت کا ٹھیکہ مصنف صاحب نے لیا ہے - پس وہ تو کہتے ہیں کہ خلفاء کو لوگوں نے خلیفہ بنایا وہ خود بخود خلیفہ نہیں ہوگئے پھر صفحہ ۳۴ پر یہ بھی لکھا ہے کہ "خلفاء ثلثہ اپنے منفعت اور اغراض ذاتی کو مقدم رکھکر درپے تخریب اسلام کے رہے" اور یہ کہ "حضرت علی رض نے بخوف زوال اسلام اپنے حق طلبی سے خاموشی اختیار کی" صفحہ ۳۴ اسپر ریمارکس کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو صفحہ ۳۳ کی سیر کرادیں تاکہ ناظرین معلوم کرلیں کہ حضرت علی کس اسلام کے زوال کے سبب تخریب اسلام کو جائز سمجھ کر خاموش رہے اور حق طلبی کے ولولہ کو دل سے نہ بجھایا اور وہ یہ ہے کہ

" بلکہ خود اونکو (خلفاء ثلثہ کو) پیغمبر [illegible] ہدایت کی تھی کہ میرے بعد تمسک باہل بیت کرنا اور علی کو پیشوا گرداننا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے جیسا کہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر حدیث ولایت و منزلت و امامت وغیرہ سے آشکار ہے پس جن لوگوں نے بموجب ہدایت و وصیت رسول صلعم حضرت علی رض کو اپنا امام و پیشوا نہیں مانا وہ خود گمراہ ہوگئے " صفحہ ۳۳ یہ سب ہی حضرت علی کے قول سے نقیض ہیں اور اگر انکا کچھ اثر بد پڑتا ہے تو وہ جناب علی رض کی ہی ذات مبارک پر پڑتا ہے پھر اگر اونکی تفصیل کریں تو ہمکو کہا جاتا ہے کہ تم حضرت رض سے بغض رکھتے ہو اور اون سے عداوت رکھتے ہو اور [illegible] کرنے ہو و نعوذ باللہ من ھذا الکذب و الافترا

ان جملوں کا علی رضؓ کی ذات مبارک پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تمام عمر درپے تخریب اسلام رہے اور آنحضرت کی وصیت پر نہ چلنے اور حضرت علی رضؓ کو خلیفہ نہ بنانے سے خلفاء گمراہ ہوگئے تھے تو جناب علی نے گمراہوں کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی کیا گمراہوں کو اون کی گمراہی میں مدد دینے کے لئے یا کچھ اور مطلب تھا ؟ بینوا توجرو (اے شیعہ صاحبان) نیز اسلام کی تخریب میں ہاتھ بٹانے کے لئے ؟ یا یہ ہو کہ حضرت علی رضؓ اونکی تخریب اسلام کو تائید سمجھتے ہوں اور اب ایک عرصہ کے بعد شیعوں کو خیال آیا کہ دراصل حضرت علی سے لغزش ہوئی کہ اونہوں نے باوجود مستحق خلافت ہونیکے خاموشی اختیار کی لاؤ اسکو اس ڈھانچہ میں کھینچ دیں کہ بسبب تنزل اسلام کے حضرت علی رضؓ خاموش رہے ورنہ مستحق تو خلافت کے وہی تھے یا یہ ہو کہ جناب علی رضؓ سے زیادہ شیعوں کو عقل اور سوجھ آگئی ہو جو انہوں نے تخریب سمجھا اور حضرت علی رضؓ نے تائید - بہرحال کچھ ہی ہو اگر یہ سچ ہے کہ حضرت علی رضؓ کی خلافت پر آنحضرت صلعم نے تاکید فرمائی تہی اور اوسکو نہ بجالانے سے خلفاء ثلثہ (نعوذ باللہ) گمراہ ہوگئے تو حضرت علی بہی (نعوذ باللہ بقول شیعان) گمراہ تہے جو اتنی موٹی سی بات کو نہ سمجھ سکے کہ تخریب کیا ہوتی ہے اور تائید کیا غضب کہ ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ تخریب اسلام کرتے تہے اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ حضرت علی بوجہ تنزل اسلام خاموش رہے جب تخریب ہوگئی اور اسلام رہا ہی نہیں بلکہ سب کے سب گمراہ ہوگئے تو کیا ابہی اسلام کے تنزل میں کچھ کمی رہ گئی تہی جسکو حضرت علیؓ دیکھنا چاہتے تھے ؟ پس اس کا اثر تو صاف حضرت علیؓ کی ذات والا پر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تخریب کرتے تہے تو کیوں حضرت علی رضؓ نے خاموشی اختیار کی اونکی خاموشی ہی کا تو یہ اثر ہے جو آج خارجی اور ناصبی اور سُنی اور شیعہ نظر آتے ہیں کوئی **مومن مسلمان** نظر نہیں آتا جیسا کہ مصنف نے خود صفحہ ۳۵ پر بیان کیا ہے جسکو ہم آگے بسط سے دکھلائینگے کہ شیعہ دراصل اپنے آپ کو بہی مومن و مسلمان نہیں سمجھتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضؓ اول ہی بموجب وصیت رسول صلعم خلیفہ ہو جاتے تو خارجی اور ناصبی اور سُنی و شیعہ کوئی نظر نہ آتا بلکہ سب کے سب مومن مسلمان ہوتے پس صاف ظاہر ہے کہ جو اپنے آپ کو مومن مسلمان نہیں سمجھتا وہ حضرت علی کا جو بموجب قول شیعان اول المومنین تھے کیونکر حمایتی ہوسکتا ہے - نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کا خواہ مخواہ ویلا کرنا صرف دکھلاوا ہے - (باقی پہر انشاء اللہ تعالےٰ) محمد حسین احمدی

مسیح کی عالمگیر اخوت

آریہ گزٹ رقمطراز ہے کہ مسیح کے شاگردوں کا گلا پھاڑ پھاڑ کر آسمانی بادشاہت انسانی اخوت وغیرہ کی بشارت سُناتے رہنا مصلحت سے خالی نہیں ہے - ان کے ہاتھ میں مذہب اوزار ہے جس سے یہ اپنی غرض پوری کر لیتے ہیں - اس کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں - ان کا کہنا سُننا سب مطلب کا ہے - اس ملک کے کالے عیسائی جو بغیر سوچے سمجھے دام میں پھنس گئے ہیں - دیکھیں اب مسیحیت کیا رنگ و روپ دھارن کر رہی ہے - افریقہ کی تار کی خبریں ظاہر کرتی ہیں کہ " جانسبرگ کی پبلک کی خواہش ہے کہ گورنمنٹ مشنریوں کو منع کردے کہ نیٹوون (کمبخت ہندوستانیوں) کے درمیان انسانی اخوت کا وعظ نہ کریں - کسان اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار مانگ رہے ہیں" بدنصیب کالے نیٹو کیسے برابر ہوسکتے ہیں ہم کو نواون کے انسان ہونے میں ہی شک ہے ! مسیح نے صرف گورے ولائتیوں کے لئے جان دی ہے تاکہ وہ اوس کی قربانی کا مزہ لوٹیں -

ہندوستانی عیسائیو ! یہ تمہارے لئے کسقدر اچھا سبق ہے - تم خود نہیں دیکھتے - مسیحی مذہب نے تمہاری خود کیسی اچھی حیثیت بنا دی ہے - دونوں دین سے گئے پانڈے جلوا ہلانہ مانڈے - ہم کو بعض وقت اپنے مسیحی دوستوں کی بیکسی کی حالت دیکھ کر رحم آتا ہے - خاصکر رومن کیتھلک فرقہ کے دیسی عیسائیوں کی حالت اور بھی بدتر ہے - افسوس ! ہم مسیحیوں کے قول وفعل کا موازنہ کس پیمانہ سے کریں کیا اس مذہب کے منّا دکبھی سچائی کے راستہ تک پہنچ سکتے ہیں -

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

انگلستان میں بائبل کا اثر

عیسویت اور سائنس

دو متضاد چیزیں ہیں جو کبھی ایک ملک اور قوم میں جمع نہیں ہوسکتیں عیسویت سائنس کا جرانا دشمن ہے جس نے نہایت کامیابی سے ازمنہ مظلمہ میں یورپ کو اپنی غلامی میں گرفتار کیا مگر اٹھارویں صدی کا آغاز اسکے حریف کی ترقی کا آغاز تہا جسنے عیسویت کے تمام مقبوضات چھین لئے اور یوروپ میں بائبل کا اثر اس قدر گھٹ گیا کہ آج جرمنی اور فرانس میں بائبل کا معتقد ہونا حمق اور جنون کی علامت سمجھی جاتی ہے - انگلستان میں نسبتہً مذہبی اثر پایا جاتا ہے مگر اب وہاں بہی مذہبی تعلیم سے عام مخالفت پیدا ہوگئی ہے - چنانچہ آجکل تعلیمی بل پارلیمنٹ میں پیش کردیا گیا ہے جو ہفتہ عشرہ میں پاس ہو جائیگا اور مقدس جماعت کو ایک سخت شکست اُٹھانی پڑیگی اس بل کا بڑا منشا یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم ان لوگوں کے ہاتھ میں ہونی چاہئے جو تعلیم کا ٹیکس ادا کرتے ہیں نہ کہ پادریوں کو نٹی کونسل کے قبضہ اقتدار میں پادریوں نے نہایت زور شور سے اس بل کی مخالفت کی ہے -

۱۴ - مئی کو لنڈن کے بشپ کی صدارت میں البرٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور تعلیمی بل کی دل کھول کر مخالفت کی گئی - بڑی وجہ مخالفت یہ ظاہر کی کہ " ابہی تو صرف اس امر پر اکتفا کیا گیا ہے کہ بائبل کے علاوہ مذہبی عقائد کی تعلیم نہ ہو جسکی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی - مگر ممکن ہے کہ آگے چل کر ہماری خاموشی رعایا کو اس امر کا موقع دے کہ سرے سے مذہبی تعلیم ہی اُٹھا دیجائے اور بائبل کی بابرکت تعلیم سے تمام درسگاہیں محروم ہو جائیں "

عام خیال یہ ہے کہ عنقریب بائبل کی تعلیم بھی اختیاری کردی جائے گی اور اسطرح جرمنی کا شریک ہوکر انگلستان بہی نہایت فخر سے اس امر کا دعوے کرسکے گا کہ اس مذہب کی غلامی سے ہم آزاد ہوگئے ہیں جسکی الہامی کتاب میں جن بھوت کے قصّے اور بچوں کی منگھڑت کہانیاں بھری ہوئی ہیں -

نجومی کیا کہتے ہیں ؟

ایک فرانسیسی نجومی نے عجیب ہولناک پیشینگوئیاں سال رواں کے متعلق کی ہیں - تمام دنیا کے لئے یہ سال منحوس بتلایا ہے کہتا ہے کہ ہزارہا آدمی وباؤں کی نذر ہوں گے - ہولناک طوفان سے سمندروں میں سخت نقصان عاید ہونگے - اور سخت تکالیف اُٹھانے کے بعد دُنیا بالکل نئی صورت اختیار کرے گی اور اس میں اخلاقی ترقی پیدا ہوگی - گوونڈ گل علاقہ مدراس کے مشہور نجومی کنڈا سوامی نے تقریبًا اسی قسم کی پیشگوئی کی ہے - کنڈا سوامی نے ملک معظم کے جشن تاجپوشی سے پہلے بتلا دیا تہا کہ تاریخ معینہ پر جشن نہ ہوسکے گا - اور ہز میجسٹی کی طبیعت ناساز ہو جائیگی اس پیشینگوئی کے صحیح ہونے کی وجہ سے اسکو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی

چین اور مذہب اسلام

چین والوں کی آجکل جو حالت دیکھی جاتی ہے - اور ان دنوں جو تحریکیں پیدا ہوئی ہے اوسے دیکھتے ہوئے - نہ صرف یہی خیال ہوتا ہے کہ ان کی قومی اور سیاسی زندگی کی کایا پلٹ جائیگی - بلکہ امید ہے کہ یہ رفتار انکی قدیم مذہبی تقلید دن کو بھی محو کرکے اُسکی جگہہ کسی سچے مذہب وعقیدہ کو اُن میں رواج دیدے - اہل چین کو محسوس ہونے لگا ہے کہ کنفیوشش اور " لاوتزو " کا زمانہ اب نہیں رہا - جس وقت انکے خیالات وعقاید کی دنیا میں اشاعت ہوئی وہ تاریخ اور جہالت کا دور تھا - لیکن یہ زمانہ علم و مدنیت کی روشنی کا ہے اور اس میں وہ خیالات ہرگز باقی نہیں رہ سکتے - غرضکہ وہ دن جس میں اہل چین بُت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے گردنیں جھکا دینگے - کچھ دور نہیں کیونکہ سچے مذہب اور عقیدہ کی چمک چین کے دروازہ پر اپنا نور پھیلا رہی ہے اور جب یہ روشنی اس کے اندر داخل ہوگئی تو خرافات اور وہم پرستی کی تاریکی یقینًا کافور ہو جائیگی - چین میں جس مذہب کا رواج مدتوں سے چلا آتا ہے، وس کے دو حصے ہیں - ایک مذہب کنفیوشش اور دوسرا مذہب " لاوتزو " کے نام سے مشہور ہے - اور یہ دونوں مذہب اس زمانہ کے سوسائٹی وتمدن کے حق میں سم قاتل کا اثر رکھتے ہیں " کنفیوشش " کے عقائد انسانوں کے ایک طبقہ کو تعلیم و تہذیب حاصل کرنیکے لئے خاص کر دیتے ہیں - اور یہی طبقہ حکومت و عزت کی مسند پر بیٹھکر (معاذ اللہ) خدائی اختیارات کے ساتھ تمام انسانوں کی قسمتوں کا مالک بن جاتا ہے - اور ان کو بالکل غلام بنالیتا ہے - کنفیوشش نے تعلیم عام کی جو بنیاد رکہی تھی وہ محض ملک کے چیدہ اور معزز افراد کے لئے جو حکومت و امارت کی باگوں پر قابض ہوں - اسی واسطے جن لوگوں نے فلسفہ کنفیوشش کی تحصیل کی وہ تمام قوم وملک کی نظر میں قابل عزت سمجھے گئے - اور دوسرے علوم و آداب کو سیکھنے والے نفرت وحقارت کے مستحق ہوئے - اب بھی کانٹے چینی لوگ اپنے راستہ سے دور کرنا چاہتے ہیں تاکہ جس مدنیت ترقی اور مساوات کے وہ خواہشمند ہیں - اُسے حاصل کرسکیں -

اسی انداز پر مذہب " لاوتزو " ابتدا میں تمام انسان کو اچھی عادتوں اور قابل تعریف خصلتوں کی زیور سے آراستہ بنانا چاہتا تھا - مگر اس کے طرفداروں اور پھیلانے ... والوں نے صحیح اصول مذہب مٹا کر اسے اسقدر خلط مبحث کردیا - کہ اب عقل و علم اُسکو کسی طرح پسندی نہیں کرسکتے -

بہرحال چین میں اس وقت جو حرکت پھیل رہی ہے وہ قدیم مذاہب کو مٹاویگی - اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ سچا مذہب کون ہے جو آئندہ چین کی وسیع مملکت کا عام مذہب ہوگا ؟ ہم کہتے ہیں کہ ان پچھلے چند برسوں میں جس شخص نے اہل چین کے طرز عمل پر غور کیا ہوگا - اور ان کے حرکات وسکنات کو توجہ کی نظر سے دیکھا ہوگا وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ شریعت بلاشک وشبہ شریعت اسلامی ہوگی - جو مملکت آسمانی کا عام مذہب قرار پائے گی - کیونکہ

چین والوں کو اس بات کا احساس ہوگیا ہے - کہ اگر کوئی چیز اُن کو پستی اور بد اخلاقی سے نکالکر اخلاق و تہذیب معاشرت کی بلند سطح پر لا سکتی ہے تو وہ یہی مذہب اسلام ہے - جو اچھے کام کرنے کا حکم دیتا اور بری باتوں سے منع کرتا ہے اور جو سچی زندگی حاصل کرنے کے لئے دنیا میں سفر کرنے کا حکم دے رہا ہے - ہاں ہم سے اس بات کی دلیل مانگی جائے گی کہ سرزمین چین میں مذہب اسلام ہی کی کامیابی کیوں یقینی ہے - بحالیکہ وہان دوسرے آسمانی مذاہب کے مشنری بھی موجود ہیں ؟ اور ہم بلا تامل اس دلیل کو پیش کردیں گے کہ دوسرے مذاہب کے مشنریوں سے اہل چین کی نفرت و عداوت اور اہل اسلام سے ان کی الفت و محبت ہمارے دعوے کی موید ہے - چنانچہ مشنری پادریوں کا قتل کیا جانا اور اُس کا ہر جگہ سے ذلت کے ساتھ نکالا جانا ہمارے دعوے کی صحت ظاہر کرتا ہے علاوہ اس کے یہ تو تمام دنیا کو معلوم ہے کہ اسلام کی اشاعت چین میں بلا کسی مشنری جماعت کی سرگرم کوششوں اور طمع دلانے کے ہوئی - پھر چین کی حکومت نے مسلمانوں کو انتظامی پولٹیکل اور جنگی صفوں میں خاص طور پر بڑے بڑے اعلےٰ عہدے دے رکھے ہیں - اس لئے اگر چند سال میں تمام چین اسلامی مذہب کا حلقہ بگوش بنجائے تو اسپر تعجب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی - (پیسہ)

مشاہیر اسلام

ابن ابی دواد ابو عبد اللہ[1]

احمد ابن ابی دواد

عہد بنو عباس کے مشہور و ممتاز قاضی تھے - اُنکا علم و فضل تشریح و بیان کا محتاج نہیں اپنے زمانہ میں قبولیت عامہ اور ہر دلعزیزی، جیسی انہیں نصیب ہوئی کسی کو نہ تھی - مامون، معتصم، واثق اور متوکل چار خلیفوں کا زمانہ پایا -

زمانہ شباب میں ان کی جاہ و ثروت روز افزون تھی، لیکن آخر زمانہ نہایت تنگی سے بسر ہوا اوسط عمر کے ایام بمصداق خیر الامور اوسطہا بڑے مزے میں گزرے -

بعض اعزاز انھیں ایسے حاصل تھے کہ اُنکے اقران و امثال میں کسی کو نصیب نہ تھے - ابن خلکان کہتے ہیں کہ " احمد کو جس زمانہ میں خلیفہ کا تقرب حاصل ہوا - اُس کے قبل دربار کے دستور کے موافق کوئی شخص گفتگو میں مبادرت نہیں کرسکتا تھا - حاضرین و مقربین مودب و خاموش منتظر رہتے تھے کہ خلیفہ گفتگو کا سلسلہ شروع کرے تو عرض معروض کیجائے - احمد کا یہ رسوخ ہوا - کہ ان کو اسکی پابندی نہ رہی - جب چاہتے گفتگو کرتے تھے ؛ ابنائے جنس میں یہ خصوصیت انھیں کو حاصل تھی -

شہرستان قنسرین میں ۱۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے جب جوان ہوئے تو اپنے باپ کے ساتھ (جو تجارت کے لئے شام جاتے تھے -) دمشق پہنچے - یہاں ہیاج بن علاء سلمی جو واصل بن عطاء معتزلی کے اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں درس دیا کرتے تھے - ابن ابی دواد نے مقیم ہوکر انھیں کے مدرسہ میں علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل شروع کی - ہر فن کے حصول میں بڑی محنت کرتے تھے خصوصاً فقہ و حدیث کے اخذ میں کوشش کا پورا حق ادا کیا اور وہ کمال حاصل کیا کہ آج تک مشہور ہیں -

کہا جاتا ہے کہ ۲۰۲ھ ہجری میں مامون الرشید نے خراسان سے یحییٰ بن اکثم کو بصرہ کا قاضی مقرر کرکے بھیجا جب وہ وہان پہنچے - تو اپنی کم سنی کے باعث ان کو خیال ہوا کہ کوئی ایسی بات نہ ہو کہ لوگوں کو حرف گیری کا موقع ملے اہل علم و ادب کا ایک گروہ اپنی مصاحبت میں رکھا انھیں میں ایک ابن ابی دواد بھی تھے -

۲۰۴ھ ہجری میں مامون رشید جب دار السلام بغداد میں آیا - یحییٰ بن اکثم کو فرمان بھیجا کہ تمہارے اصحاب و احباب میں جو لوگ صاحب فضل و کمال ہوں اُن کو انتخاب کرکے بھیجدو کہ جب مذاکرۂ علمیہ ہو میری مجلس میں حاضر رہا کریں - یحییٰ نے بیس آدمیوں کو چُنا، پھر بیس میں دس کو انتخاب کیا، پھر دس میں پانچ کو مخصوص کیا، ان سب میں ابن ابی دواد شامل تھے -

جب سے مامون کی مجلس میں داخل ہوئے ہمیشہ علماء کے ساتھ حاضر ہوا کرتے تھے اور ہر مرتبہ ظہور فضل و کمال کیوجہ سے اُن کی قدر بڑھتی جاتی تھی - رفتہ رفتہ سبھوں سے انکا رتبہ بڑھ گیا -

بعض لوگوں نے ان کے رسوخ کی وجہ اور لکھی ہے ' خود ابن ابی دواد سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک دن فقیہوں کی ایک جماعت کے ساتھ میں یحییٰ بن اکثم کی مجلس میں حاضر تھا - ناگاہ ایک شاہی چوبدار آیا - اور اُسنے خلیفہ مامون الرشید کیجانب سے یحییٰ کو پیغام دیا کہ آپ خود اُن علماء کے ساتھ جو موجود ہیں بارگاہ خلافت میں حاضر ہوں یحییٰ فوراً اُٹھے اور باوجودیکہ مجھے ساتھ لیجانے میں وہ خوش نہ تھے لیکن ہمراہ لے گئے ہم لوگ مامون کے سامنے پہنچے اور بیٹھے ایک لحظ کے بعد مامون نے ایک مسئلہ چھیڑ دیا حاضرین مناظرہ و مباحثہ کرنے لگے - جب سب چُپ ہوگئے مینے گفتگو شروع کی - میری تقریر خلیفہ کو بہت پسند آئی - اظہار شفقت کے لئے میری طرف متوجہ ہوکر میرا نام و نسب دریافت کیا مینے بیان کیا - پھر خلیفہ نے پوچھا کہ ابتک اس مجلس میں شریک کیوں نہیں ہوئے تھے ؟ (ابن ابی دواد کہتے ہیں) اصل حال کہتے ہوئے کہ یحییٰ کو میری شرف یابی منظور نہ تھی مجھے لحاظ ہوا مینے معذرۃً کہا حبسہ القدر او بلوغ الکتاب اجلہ (یعنی مقدر نے دیر لگائی) خلیفہ نے فرمایا کہ اب مین بطریق حکم خلافت قاعدہ مقرر کرتا ہون کہ اب سے جہاں اور جب علماء میرے حضور مین حاضر ہوں - تمہیں بھی آنا چاہئے - مینے بسر و چشم قبول کیا -

ابراہیم بن حسن کا بیان ہے کہ لیلۃ العقبہ مین جن انصاریوں نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کی تھی، ایک مرتبہ اُنکا تذکرہ مامون کی مجلس میں ہو رہا تھا ہر شخص اپنی تحقیق کے موافق اُن لوگوں کے نام و تعداد کی تفصیل بیان کرتا تھا اتنے میں احمد بن ابی دواد بھی پہنچگئے اور اس گفتگو کے سُنتے ہی اُن انصاریوں میں سے ایک ایک کا نام اور کنیت بے غور و فکر بیان کردی مامون بہت خوش ہوا اور کہا کہ جو شخص دانشمندوں کے فیض کا خواہان ہو وہ ابن ابی دواد کو اپنی مصاحبت مین رکھے -

ابن ابی دواد نے کہا کہ جس دانشمند کو تقرب سلطانی کی آرزو ہو وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر رہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اُسکو سیکھ جائے اور جو کچھ جانتا ہو وہ اپنے سے زیادہ جاننے والے کے حضور مین عرض کرے -

مشہور ہے کہ مامون الرشید نے اپنے ولی عہد اور بھائی معتصم کو وصیت کی تھی کہ احمد بن ابی دواد کو کبھی اپنے سے جُدا نہ کرنا انجام مہمات مین ان سے مشورہ لیا کرنا اور جو وہ کہیں اُسکو قبول کرنا اگر میری اس وصیت پر عمل کروگے اور اُنکے مشورہ کے خلاف نہ چلوگے تو کبھی خطا نہ ہوگی اور عمر بھر کسی دوسرے امیر یا وزیر کی محتاجی نہ رہے گی -

۲۱۸ھ ہجری مین جب مامون کا انتقال ہوگیا اور معتصم نے مسند خلافت پر جلوس فرمایا تو یحییٰ بن اکثم کو معزول کرکے ان کی جگہ احمد بن ابی دواد کو کو قاضی القضاۃ مقرر کیا اور محمد بن عبد الملک زیات کو صدر اعظم بنایا - کُل انتظامات ملکی و ملّی انھیں دونوں دانشمندون کے سپرد کئے -

ابن ابی دواد کا تقرب معتصم کی بارگاہ میں سبھوں سے بڑھا ہوا تھا ابن خلکان لکھتے ہیں حتی کان لا یفعل فعلا باطنا ولا ظاھرا الا برایہ ؛ یہانتک کہ خلیفہ کوئی کام باطناً و ظاہراً بغیر ان کی رائے کے نہیں کرتا تھا " اسی وجہ سے ابن زیات اور ان مین شکر رنجی تھی ؛ خلیفہ سے دونوں ایک دوسرے کی شکایت کیا کرتے تھے -

کتابوں میں مذکور ہے کہ ابن ابی دواد کی تقریر ایسی جادو بھری ہوتی تھی کہ جس بات کو وہ لوگوں سے کہتے سب بطوع و رغبت قبول کر لیتے تھے - ابن ابی دواد کا مقولہ تھا کہ میں ابن زیات کے سامنے خلیفہ سے کبھی عرض حاجت نہیں کرتا کہ مبادا وہ میرے طریق بیان کو سیکھکر خلیفہ کے قلب کو تسخیر نہ کرے -

ایک دفعہ حسین بن ضحاک شاعر نے ایک متکلم سے کہا کہ احمد بن ابی دواد ہم شاعروں کے نزدیک علم ادب اور لغت سے واقف نہیں، تم متکلموں کے نزدیک وہ اصول عقائد نہیں جانتا اور فقہا اوس کو فقیہوں میں شمار نہیں کرتے - لیکن جب وہ معتصم کی مجلس میں جاتا ہے اپنے کو ایسا دکھاتا ہے کہ گویا ہر علم و فن پر محیط ہو رہا ہے -

لازون بن اسمعیل کا بیان ہے کہ معتصم جیسا ابن ابی دواد کا معتقد تھا مینے کسی کو ایسا اعتقاد کسی سے نہیں دیکھا - معتصم کو ادنےٰ ادنےٰ چیزوں کے دینے مین مضائقہ ہوتا تھا - مگر ابن ابی دواد جس وقت آتے - اپنے یگانوں، متوسلوں، بیت اللہ کے مجاوروں، روضۂ نبویؐ کے خادموں اور مشرق و مغرب کے رہنے والوں کے لئے سفارش کرتے اور معتصم کو ان کے کہنے کے ساتھ ہی ہزاروں کے خرچ میں کبھی تامل نہ ہوتا تھا - ایک دن خراسان مین نہر بنانے کی سفارش کی، اسمیں دس لاکھ کا صرف تھا معتصم نے انکار کیا اور کہا کہ [illegible] دور دراز ملک میں نہر اگر نہ بنے گی تو میرا کیا نقصان ہوگا -

ابن ابی دواد نے کہا " امیر المومنین ! خداوند تعالےٰ جیسا کہ آستان خلافت کے باشندوں کے حقوق کو استفسار فرمائیگا - ویسا ہی تمام رعایائے ممالک محروسہ کی حاجت روائیوں کے بارے میں پوچھیگا، خدا نے اپنی عام مخلوق کو آپکے سپرد کیا ہے ! کالے، گورے، پاس رہنے والوں، دُور افتادوں کا اس مین امتیاز نہیں اگر حضور نہر بنانے کا حکم دے دین تو اس ایک حکم سے کئی فائدے ہونگے - ابد الآباد تک صدقہ جاریہ کا ثواب پہنچا کرے گا ملک کا استحفاظ ہوگا - پیداوار بڑھے گی - خلق اللہ کا نفع ہوگا - اور خلائق میں نیکنامی ہوگی " لازون کا بیان ہے کہ احمد جب کہکر چُپ ہوئے معتصم نے فوراً حکم دیا اور اسقدر مبلغ خطیر کا صرف بے توقف منظور کرلیا -

مسعودی نے مروج الذہب مین لکھا ہے کہ ایک دن صبح کو ایک کوشک میں معتصم نے صحبت عیش و عشرت منعقد کی اور اپنے ندیموں کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے گھر سے کچھ کھانا پکوا کر ساتھ لائے جسکو جو غذا مرغوب تھی خوب عمدہ پکوا کر لایا رنگ برنگ کے کھانے وہان چنے گئے - اس اثنا مین خلیفہ کی نظر ابن ابی دواد کے غلام سلام پر پڑی

[1] ماخوذ از ترجمہ نامہ دانشوران مترجمہ مولوی ریاض حسن صاحب خیال ۱۲

خلیفہ نے کہا میں جانتا ہوں اسوقت قاضی القضاۃ آئینگے۔ اور شفاعتوں اور ضروری حاجات کی کثرت سے میری مجلس کو منغص کر دینگے، فلان ہاشمی کی پریشانی، فلان قریشی کی مصیبت اور فلان انصاری کی گرفتاری کا حال مجھسے کہینگے۔ ہم تم لوگون کو گواہ رکھتے ہیں کہ آج ہم اُن کی ایک سفارش بھی قبول اور ایک حاجت بھی پوری نکرینگے" اتنے میں ایتاخ حاجب آیا اور ابن ابی دواد کے آنے کی اطلاع دیکر باریابی کی اجازت چاہی۔ خلیفہ نے حاضرین سے کہا "کہو میری پیشین گوئی کیسی نکلی" سبھون نے عرض کی بہتر ہے کہ اجازت ندی جائے اور وہ اس وقت رخصت کر دے جائیں۔ معتصم نے کہا "افسوس ہے کہ تم لوگون کا ایسا خیال ہے، اگر ایک برس میں بخارمیں مبتلا رہوں تو وہ مجکو زیادہ گوارا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ اُنکو واپس کر دون" الغرض ابن ابی دواد آئے اور سلام کرکے اپنی جگہہ پر بیٹھ گئے گفتگو شروع ہوئی اور مزہ دار مزہ دار حکایتیں بیان کرنے لگے اپنی شیرین زبانی اور بذلہ سنجی سے تمام مجلس کو شگفتہ کر دیا۔ خلیفہ کا بھی تکدر جاتا رہا اور بکشادہ پیشانی اون کی طرف جاکر کہا کہ قاضی صاحب! آج ان لوگون میں سے ہرشخص کچہہ کہانا پکا کر لایا ہے کہ کونسا مجھے پسند آتا ہے۔ لیکن میں جس طرح قضایا میں آپکی رائے کو مسلّم جانتا ہون اسی طرح کھانے میں بھی آپ کا مذاق صحیح سمجھتا ہون۔ ہر کھانے کا مزہ چکھیئے اور ہرشخص کی اُستادی کو بتائیے قاضی صاحب نے ایک برتن نزدیک کھینچکر کھانا شروع کیا اور پوری ایک آدمی کی خوراک کھا گئے۔ خلیفہ نے کہا قاضی جی! آزمائش کا طریقہ یہ نہیں ہے، ایک ہی کھانے سے آپنے اسقدر پیٹ بھر لیا کہ اور کھانون کی جگہہ نہ رہی ہوگی مجبوراً پہلی ہی ہانڈی کو پاس کیجیے گا۔ قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین! ایسا خیال نفرمائیے میں ہر کھانا اتنی ہی مقدار میں کھاؤنگا معتصم ہنس پڑا اور کہا خیر اپنا کام کیجیے۔ قاضی صاحب کو جب سب کھانون سے فراغت ہو گئی تو تعریف شروع کی کہ فلان دیگ کا پکانے والا نہایت قابل ہے کہ زیرہ تھوڑا ڈالا اور گول مرچ زیادہ دی ہے اور فلان دیگ کے پکانے میں یہ اُستادی خرچ کی گئی کہ سرکہ زیادہ ڈالا گیا ہے اور روغن زیت کمتر ہے گویا اسکی حقیقت اس دیگ میں موجود ہے غرض اسی طرح ہر کہانے کی تعریف اور پکانے والے کی توصیف جدا جدا کرتے گئے کہ جملہ حاضرین خوش ہو گئے۔ جب خلیفہ اور ندما کھانے میں مشغول ہوئے تو قاضی صاحب بھی شریک ہو گئے۔ مگر اس طرح کہ کبھی تو کھانے میں شامل ہوتے اور کبھی اکولون اور بسیار خوارون کا قصہ بیان کرتے۔ معاویہ بن ابی سفیان

عبیداللہ بن زیاد، حجاج بن یوسف، سلیمان بن عبدالملک، حاتم کیا، اسحق حاجی وغیرہ کی نقلیں سناتے رہے۔ جب دستار خوان بڑہایا گیا تو معتصم نے پوچھا قاضی القضاۃ صاحب اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کیجیے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آپکی درخواست قبول ہوگی۔ قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین! سلیمان بن عبداللہ نوفلی آپکے متوسلین میں سے ہے اُسکا زمانہ اندنون موافق نہیں رہا اگر اوس کی پریشانی بے کم و بیش عرض کرون تو کہیں دل افسردہ نہو جائے۔ خلیفہ نے کہا اوسکی پریشانی کی فکر نہ کیجیے اصلاح حال کے لیئے جو کچہہ درکار ہوگا میں دونگا۔ ابن ابی دواد نے کہا پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ درم چاہئیں۔ خلیفہ نے کہا تمہاری خاطر سے منظور کرتا ہوں۔ اب اور کیا مطلب ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ ہارون بن معمر کا لگان معاف کر دیا جائے۔ خلیفہ نے کہا معاف کر دیا اور جو کچہہ کہنا ہو کہیئے۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابن ابی دواد اوسوقت تک اُس مجلس سے نہ اُٹھے جبتک کہ تیرہ باتون کی درخواست نہ کی اور معتصم نے سب کو قبول و منظور نہ کیا۔ پھر ابن ابی دواد نے اسطرح دعا و ثنا کی۔

یا امیرالمومنین عمرک اللّٰہ طویلا
ولعمرک تخصب جنات رعیتک
ویلین عیشہم وتنمو اموالہم ولا
زلت ممتعا بالسلامۃ محبوبا
لکرامتہ مدفوعا عنک نوائب
الایام۔

ترجمہ۔ امیرالمومنین۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے کیونکہ آپکی سلامتی کے بدولت رعایا کے باغ اُمید سرسبز ہیں اور عیش و عشرت روزی، اور انکی دولت کو ترقی ہے آپ ہمیشہ سلامت باکرامت رہیں گردش زمانہ آپکے گرد بھٹکنے نہ پائیں ✠

جب احمد بن ابی دواد اُٹھکر چلے گئے تو معتصم نے کہا خدا کی قسم یہ وہ شخص ہے کہ آدمی بنا دیتا ہے اسکی صحبت دل کو شگفتگی بخشتی ہے کئی ہزار آدمیون کے برابر یہ اکیلا شخص ہے۔ تم لوگون نے دیکھا کیونکر آیا اور کیسی میٹھی میٹھی باتیں کیں۔ کس چرب زبانی سے کھانون کی تعریف کی اور اپنی بذلہ سنجی سے کیسا خوش کیا۔ اسکی حاجتون کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ مگر وہ شخص جسکی فطرت پست واقع ہوئی ہو۔ خدا جانتا ہے کہ اگر وہ اسوقت ایک کروڑ درم کے برابر بھی مجھسے درخواست کرتا تو میں دیدیتا۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہون۔ کہ اُسکی باتون کا قبول کرنا دُنیا میں بڑی نیکنامی اور آخرت میں بھلائی کا باعث ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ لوگون نے معتصم سے محمد بن جہم برمکی کی شکایت کی اور خیانت کی تہمت لگائی۔ معتصم نہایت برہم ہوا اور خفا ہوکر محمد بن جہم کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ جلاد نے دوڑکر نطع بچھایا اور محمد بن جہم کو بٹھاکر سر پکڑا اور تلوار کھینچی۔ ابن ابی دواد موجود تھے۔ یہ بہت گھبرائے کہ فرصت کا موقع نکل گیا نہ الحاح و زاری کے لئے وقت ہے نہ شفاعت کے لئے فوراً کہا کہ امیرالمومنین اگر آپ محمد کو قتل کر دینگے تو اوس کے مال سے بقایا کیونکر وصول ہوگا۔ معتصم نے طیش میں آکر کہا اس خائن نابکار کے اور میرے درمیان میں کونسی چیز حائل ہوگی؟ اُنھون نے کہا خدا کا حکم، رسول اللہ کی شریعت اور امیرالمومنین کا عدل۔ کیونکہ محمد کے قتل ہوتے ہی شرع محمدی کے موافق کل متروکہ وارثون کا حق ہو جائیگا اُسکی خیانت اور دوسرون کا استحقاق ثابت کرنے کے لئے بہتر ہے کہ آپ اوس کے قتل سے درگذر فرمائیں اور اوسکو قید خانہ میں بھیجکر مقدمہ قایم کریں۔ جب گواہان کی عادلانہ شہادت سے خیانت ثابت ہو جائے تو وصول کرلیں۔ معتصم نے اس رائے کو پسند کیا اور اُسکا قتل موقوف رکھا۔ آخرالامر بہ مصادرہ ایک کثیر رقم اوس سے وصول ہوئی اور اوس نے ہلاکت سے نجات پائی۔

جاحظ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ معتصم جزیرۂ فرات کے کسی شخص پر خفا ہوا اور اوس کے قتل کا حکم دیا۔ احمد ابن ابی دواد نے فوراً کہا یا امیرالمومنین سبق السیف العذل (امیرالمومنین ملامت اور نکوہش سے تلوار سبقت لے گئی) تھوڑا صبر کیجیے۔ جلدی نہ فرمائیے یہ آدمی مظلوم ہے معتصم اون کی طرف مخاطب ہو گیا۔ احمد ابن ابی دواد نے اپنی چرب زبانی سے خلیفہ کو بالکل اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اور اُسکی بے جرمی کا حال شرح و بسط کے ساتھہ بیان کرنے لگے جس سے خلیفہ کا غصہ قدرے کم ہو گیا۔ احمد کا خود بیان ہے کہ اُسوقت پیشاب کرنے کی مجھے ایسی سخت ضرورت تھی کہ اوسکا روکنا طاقت بشری سے باہر تہا، مگر ڈرتا تہا کہ اگر میں باہر جاتا ہون تو کہیں وہ بے گناہ قتل نہ ہو جائے۔ آخر میں نے اسی میں بہتری دیکھی کہ وہیں بیٹھا بیٹھا رفع حاجت کر لوں غرض کسی طرح بیٹھے کپڑون کو سمیٹ کر ضرورت رفع کرلی اور اوس مظلوم کی خلاصی کی یہانتک کوشش کی کہ خلیفہ نے جان بخشی فرمائی۔ جب رخصت ہوکر میں چلنے لگا۔ معتصم کی نظر میرے بھیگے

ہوئے کپڑے پر پڑی، پوچھا کہ جہاں تم بیٹھے ہوئے تھے کیا وہان پانی گرا ہوا تھا؟ عرض کی نہیں امیرالمومنین. ضرورت مجھپر اسقدر غالب آئی کہ میں ضبط نہ کر سکا۔ مجھے خوف تھا کہ اگر میں اُٹھا تو کہیں اُس بیچارے کی گردن نہ ماری جائے: اسلئے میں نے اپنے لباس کو گندگی میں آلودہ ہونے دیا معتصم ہنس پڑا اور بولا احسنت بارک اللّٰہ علیک (اچھا کیا خدا تمہیں برکت دے) پھر بیش بہا خلعت ایک لاکھہ درم کے ساتھہ مجھے عنایت فرمایا۔

ابن ابی دواد کے واقعے معتصم کے یون تو بھتیرے ہیں مگر اختصار ترک اور ایک لطف عمل کا واقعہ نہایت عجیب اور دلچسپ ہے ملک زادہ* دانشمند دبیرعلوم نے اخبار متقدمین میں تاریخ بیہقی سے نقل کیا ہے میں بھی تتبعاً اُسی کی عبارت میں لکھتا ہون احمد کا بیان ہے کہ معتصم کے زمانہ میں ایک شب آدہی رات کو میری آنکھہ خود بخود کھل گئی میں نے بہت کوشش کی کہ دوبارہ نیند آجائے مگر نہ آئی۔ جی نہایت گھبرانے لگا، عجب طرح کی دل کو پریشانی معلوم ہوتی تہی جسکا کوئی سبب نظر نہیں آتا تہا۔ سوچ میں تھا کہ کیا کرون کیا نکرون آخر سلام نامے اپنے غلام کو جو ہر وقت میرے پاس رہتا تہا پکار کر گھوڑا طیار کرنے کا حکم دیا۔ اُسنے کہا کہ جناب۔ آدھی رات کا وقت ہے اگر آپ کو خلیفہ کے حضور میں جانا ہے تو کل آپ کی باری نہیں ہے۔ خلیفہ فلان شغل میں مشغول ہوگا۔ باریابی کی اجازت نہ ملیگی۔ اور اگر کسی دوسری جگہہ کا قصد ہے تو اس کا بھی وقت نہیں ہے۔ میں سمجھا کہ سچ کہتا ہے۔ اسلیئے چپ ہو رہا۔ مگر کسی صورت میرے دل کو قرار نہیں آتا تہا اور جی گواہی دیتا تھا کہ ہو نہو کوئی ضروری کام درپیش ہے۔ آخر میں اُٹھا اور خدمتگارون کو بلایا۔ شمع روشن کیگئی۔ حمام میں جاکر اچھی طرح مونہہ دھویا پھر بھی تسکین نہ ہوئی پھر حمام سے باہر آکر کپڑے پہنے اور ایک گدھے پر سوار ہوکر چل نکلا۔ یہ بھی میں نہیں جانتا تہا کہ کہان جانا چاہیئے۔ آخر یہ سوچکر کہ خلیفہ کی درگاہ میں جانا بہتر ہے۔ اگرچہ یہ وقت نہیں مگر کیا مضائقہ، باریابی کی اجازت ہو گئی تو فبہا ورنہ لوٹ آونگا۔ اتنا تو فائدہ ہوگا کہ یہ وسوسہ میرے دل سے نکل جائیگا۔ آستان خلافت پر پہنچا حاجب کو خبر ہوئی اُسنے فوراً آکر پوچھا "کہیئے کیا کام ہے؟ اسوقت خلیفہ عیش و عشرت میں ہیں آپکا یہ وقت بھی نہیں ہے" میں نے کہا تمہارا کہنا درست ہے لیکن تم اطلاع کر دو، اگر اجازت ہوئی تو ہوئی

* یعنی شہزادہ علی قلی میرزا۔ ۱۲

ورنہ واپس چلا جاؤنگا - غرض سینہ پر ہاتھ رکھکر دہ اطلاع کو چلا گیا پھر آکر کہا بسم اللہ اجازت ہے" اندر جاکر دیکھا تو خلیفہ کو نہایت انتشار میں پایا۔ میں نے سلام کیا خلیفہ نے جواب دیکر فرمایا "تم نے بہت توقف کیا، میں بڑی دیر سے تمہارا منتظر تھا۔ میں یہ سنکر متحیر ہوگیا اور عرض کیا بہت خلاف وقت آیا - میں سمجھتا تھا کہ امیر المومنین کسی شغل میں مصروف ہیں، مجھے تو باریابی کی اجازت میں بھی شبہہ تھا - خلیفہ نے کہا "تمہیں خبر نہیں کہ کیا ہوا"؟ عرض کی نہیں، فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون! بیٹھو، سنو، اس مردود نابکار ابوالحسن افشین نے ان دنوں ایک عمدہ خدمت انجام دی کہ بابک خرم دین کو جو مدت سے لڑتا تھا گرفتار کرلیا، اسلئے اسپر مینے اپنی شفقت اور عنایت مبذول کی اور اس کے درجہ میں ترقی دی - افشین کی ہمیشہ سے یہ استدعا تھی کہ ابودلف قاسم بن کرجی العجلی پر اوس کو اختیار دیا جائے کہ اوس کا مال ومتاع چھینکر اوسکو قتل کرڈالے تم جانتے ہی ہو کہ دونوں میں کیسی عداوت ہے - مینے ابودلف کی قدامت کے لحاظ سے اور اس خیال سے بھی کہ تم دونوں میں بڑی دوستی ہے کبھی افشین کی درخواست منظور نہیں کی مگر کل مجھے سہو ہوگیا، افشین نے چندبار استدعا کی اور میں انکار کرتا گیا جب اوس کا اصرار بہت زیادہ بڑھا تو منظور کرلیا - اب میں نہایت متفکر ہوں کہ ابودلف غریب کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہے، صبح ہوتے ہی لوگ اوس کو پکڑ لیجائینگے اور افشین جو نہایت متعجل ہو رہا ہے یقیناً قتل کرڈالے گا" مینے کہا افسوس!! امیر المومنین! یہ ایسا خون ہے جسے اللہ تعالے کبھی پسند نہیں کرے گا؛ اور حدیثیں اور آیتیں پڑھنی شروع کردیں - پھر کہا کہ ابودلف حضور کا غلام ہے اور شہسواران عرب سے ہے، یہ ظاہر ہے کہ اوس نے پہاڑی علاقہ میں کیا کیا اور کیونکر اپنا سکہ بٹھایا - حق تو یہ ہے کہ اسنے اپنی جان لڑادی۔ جب جاکر یہ تسلط ہوا - اگر یہ شخص قتل ہوجائے۔ گا تو اس کے متوسلین اور اقربا بگڑ بیٹھینگے۔ اور بڑی شورش برپا ہوگی - خلیفہ نے فرمایا "ابا عبداللہ! تمہارا کہنا صحیح ہے اور میں سمجھتا ہوں مگر افسوس ہے کہ یہ بات اختیار میں نہ رہی - کل افشین کو مینے زبان دیدی اور قسمیں کھاکر عہد کیا کہ ابودلف کو اس سے نہ چھینونگا۔ اور نہ کسی کو چھینے کا اختیار دونگا" مینے کہا امیر المومنین؛ آخر اس کا کوئی علاج بھی ہے؟ فرمایا "اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں، تم خود ابھی افشین کے پاس چلے جاؤ اور

اگر وہ اندر آنے کی اجازت نہ دے تو زبردستی مکان میں داخل ہوجاؤ اور الحاح وزاری کرو - مگر میری طرف سے کچھہ نہ کہنا، وہ تمہاری عزت اور مرتبے کو جانتا ہے غالباً تمہارا کہنا رد نہ کرے گا - اگر اس نے سفارش سن لی تو ابودلف کی جان بچ جائے گی ورنہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ تقدیر اپنا کام کرچکی"

احمد کہتے ہیں کہ خلیفہ سے یہ سنکر میرے ہوش اڑ گئے - وہاں سے فوراً اٹھا اور وزیر کے محل کی طرف چلا - میرے کچھہ لوگ پہنچ گئے تھے - انھیں اپنے ساتھہ لیا اور دو تین سواروں کو دوڑاکر ابودلف کے گھر بھیجا - مینے خود بھی گھوڑے کو تیز کیا گھوڑا نہایت تیزی سے جارہا تھا کچھہ پتا نہیں ملتا تھا کہ آسمان پر جارہا ہوں یا زمین پر - طیلسان میری پشت سے گر گئی - مگر مجھے خبر بھی نہ ہوئی - صبح قریب ہوگئی تھی - خوف تھا - کہ مبادا میں دیر میں پہنچوں اور ابودلف کا کام تمام ہوجائے - جب میں افشین کے دروازہ پر پہنچا، حجاب اور نواب دوڑتے ہوئے حسب عادت میرے پاس آئے انکی دلی خواہش تھی کہ کسی بہانے سے واپس کردیں کیونکہ ایسے وقت میں میرا آنا افشین کو نہایت ناگوار ہوتا - بہرکیف مجھکو اتار کر مکان میں لیگئے اور پردہ اٹھا دیا - مینے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ دہلیز پر گوش برآواز بیٹھے رہیں - جب میں اندر پہونچا تو افشین کو صدر میں بیٹھا ہوا پایا اسکے سامنے شہ نشین کے نیچے نطع بچھا ہوا تھا جسپر ابودلف کو صرف پائجامہ پہنے ہوئے ننگے بدن آنکھیں بند کرکے بٹھایا گیا تھا ابودلف اور افشین میں گفتگو ہو رہی تھی اور جلاد شمشیر برہنہ لئے سر پر کھڑا ہوا تھا کہ افشین کا ارشاد پاتے ہی ابودلف کا سر اڑادے - افشین کی نظر جب مجھپر پڑی - آپے سے باہر ہوگیا - غصہ سے اسکی رنگت بدلنے لگی - گردن کی رگیں تنگئیں - ہمیشہ اوس کا دستور تھا کہ جب مجھے دیکھتا قریب آکر سر جھکا دیتا - اسقدر کہ اوس کا سر میرے سینہ کے برابر ہوجاتا تھا - مگر آج اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں - یہ میری بڑی توہین ہوئی - لیکن مینے خیال نہ کیا - سوچتا تھا کہ نہایت ضروری اور اہم کام کو آیا ہوں افشین کی پیشانی پر بوسہ دیکر بیٹھ گیا - وہ میری طرف مخاطب ہوا - مینے صبر کیا اور کچھہ تذکرہ شروع کیا کہ وہ ادہر مشغول ہو - جلاد کو حکم قتل کا نہ دے لیکن اوس نے کچھہ بھی توجہ نہ کی اب میں کھڑا ہوگیا اور دوسرا ذکر چھیڑا یعنی عجمیوں کی تعریف کرنے لگا کیونکہ افشین بھی عجمی ہی تھا - عجم کو عرب سے بڑھا دیا - ہرچند میں جانتا تھا کہ یہ بڑی خطا ہے - مگر ابودلف کی جان بچانے کے لئے ہر بات جائز تھی

اُسنے اسپر بھی کان ندیا - پھر مینے کہا کہ اے امیر! میری جان آپ پر فدا ہو - میں قاسم بن عیسیٰ کے لئے آیا ہوں - شان رحیمی دکھلائیے - میری خاطر سے اوس کو بخش دیجئے اسمیں بڑا ثواب ہوگا - افشین نے غصہ ہوکر حقارت کے لہجے میں کہا کہ "نہ مینے بخشا اور نہ بخشونگا کل امیر المومنین اسپر مجھہ کو اختیار کلی دیا ہے - اور قسمیں سخت سخت کھائی ہیں کہ اس بارہ میں مجھہ سے کوئی تعارض نہ کرینگے - مدتوں سے مجھکو اسبات کی آرزو تھی اب کسی سفارش میں قبول نہیں کرسکتا" مینے اپنے دل میں کہا کہ احمد تمہارا حکم شرق سے غرب تک جاری ہے اور یہاں تمہاری یہ توہین اور ذلت ہورہی ہے۔ پھر دل کو سمجھایا کہ نہیں اسوقت سب ذلتیں اٹھالینی چاہئیں - ابودلف کو بچانا چاہیئے - میں اٹھا - افشین کے سر کا بوسہ دیا اور بہت الحاح وزاری کی مگر کوئی اثر نہ ہوا - دوبارہ اوس کے بازو کا بوسہ دیا تب بھی اوس نے منظور نہ کیا - پھر ہاتھ چومے، انداز سے اوس نے سمجھہ لیا کہ اب میں زانو بھی چومونگا خفا ہوکر بولا کہ "اسکا کیا نتیجہ؟ بخدا اگر ہزار بار زمین چومو گے تو کوئی فائدہ نہوگا" مجھہ کو بھی اسقدر غصہ آیا کہ پسینے پسینے ہوگیا - جی میں کہا کہ یہ مردار کا فر سلیمان تا میری اسقدر توہین کررہا ہے اور میں چپ ہوں! یہ کیوں؟ صرف اسلئے کہ ابودلف کی جان عزیز ہے تو اب جسطرح ممکن ہو اسکو بچانا ہی چاہیئے - اگرچہ میں بھی کسی آفت میں پھنسوں یہ سوچکر مینے کہا کہ مجھکو جو لازمہ آدمیت تھا وہ بجالایا اور تم نے میرا کوئی خیال نہیں کیا - حالانکہ تم جانتے ہو کہ خلیفہ اور اسکی بارگاہ کے کل بزرگ - وہ بھی جو تم سے رتبہ میں کم ہیں اور وہ بھی جو تم سے مرتبہ میں زیادہ ہیں - میری عزت وحرمت کرتے ہیں اور مشرق سے مغرب تک میرا سکہ بیٹھا ہوا ہے خدا کا شکر ہے کہ اُسنے تمہارے احسان کی ذلت کے بار سے میری گردن کو بچایا - اب میری باتیں تمام ہوگئیں - تو خلیفہ کا پیغام سنو - امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ قاسم عجلی کو چھوڑ دو اور کوئی تعرض نہ کرو؛ فوراً گھر بھیجدو - اب تمہارا اوسپر چل نہیں سکتا - اگر قتل کروگے تو میں تم سے اوس کا قصاص لونگا" یہ سنتے ہی افشین کے ہاتھہ کے طوطے اُڑ گئے - گھبراکر بولا کہ "کیا فی الحقیقت خلیفہ کا یہ حکم ہے"؟ مینے کہا ہاں، کبھی تم نے خلیفہ کے ارشاد کے خلاف مجھے کہتے سنا ہے؟ یہ کہکر مینے اپنے ساتھیوں کو آواز دی فوراً تیس چالیس آدمی اندر آگئے - مینے کہا تم لوگ ٹھہرو، میں افشین کو امیر المومنین معتصم کا حکم سناتا ہوں کہ ابودلف کو

فوراً گھر بھیجدو، خبردار قتل نہ کرو؛ ورنہ تم سے انتقام لیا جائے گا - یہ کہکر مینے قاسم کو پکارا - اُسنے لبیک کہا - مینے پوچھا صحیح وسالم ہو تم بولا ہاں - کہا کوئی زخم تو نہیں آیا؟ بولا نہیں - مینے اپنے لوگوں سے کہا کہ اسبات کے بھی گواہ رہنا کہ ابودلف ابھی صحیح وسالم ہے - سبھوں نے کہا ہے" بیشک ہم لوگ شاہد ہیں - میں غصہ ہی کی حالت میں سوار ہوکر واپس چلا - اور گھوڑے کو سرپٹ پھینکا - میری کیفیت دیوانوں کی سی ہورہی تھی - اور رستہ بھر یہ خیال ہوتا تھا کہ ابودلف کا قتل اب اور بھی یقینی ہوگیا - افشین بھی ابھی پہنچے گا اس سے خلیفہ انکار کرے گا کہ مینے پیغام بھیجا تم جاکر قاسم کو مار ڈالو، جب آستان خلافت پر میں پہونچا، خادم نے میری حالت غیر دیکھی؛ بدن پسینے پسینے، سانس پھولی ہوئی تھی، فوراً مجھے اندر لے گیا خلیفہ نے ازراہ شفقت خادم کو حکم دیا کہ رومال سے چہرہ پونچھکر پسینہ اٹھالے اور مہربانی آمیز لہجہ میں پوچھا "اے ابا عبداللہ! کہو تمھیں کیا ہوا؟" مینے دم لیکر عرض کی کہ آج جو واقعہ مجھپر گذرا ہے عمر بھر نہیں گذرا تھا - افسوس ہے کہ ان لوگوں کی نامسلمانی کیوجہ سے کیا کیا نوبت نہیں آتی!! فرمایا حال کہو" مینے ابتداء سے کہنا شروع کیا، جب اس ذکر تک پہونچا کہ مینے بازو کا بوسہ کا اور پھر ہاتھہ کا بوسہ دیا، پانوں چومنے کو جھکا - امیر افشین نے کہا کہ ہزار بار زمین بھی چومو تو کوئی نتیجہ ہوگا میں قاسم کو ضرور قتل کرونگا" اثنا ہی میں کہنے پایا تھا کہ افشین بارگاہ میں کلاہ و کمربند لگائے ہوئے آگیا - میں افسردہ ہوکر خاموش ہورہا، دلمیں کہنے لگا سوء اتفاق تو دیکھو میں ابھی اصل حال امیر المومنین سے کہنے بھی نہ پایا تھا (کہ آپ کی طرف سے جعلی پیغام دیکر قاسم کو بچایا ہے) کہ یہ کمبخت آگیا - افشین اسوقت پیغام کا ذکر کرے گا تو خلیفہ کے انکار سے میری رسوائی الگ ہوگی اور قاسم کی گردن الگ ماری جائے گی - میں تو یہ سوچتا تھا اور خدا کو کچھہ اور منظور تھا، میری اتنی کا حال سنکر خلیفہ کا دل بھر آیا تھا - افشین جب بیٹھا، امیر المومنین سے بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا کہ کل حضور نے ابودلف پر مجھے کامل اختیار عطا فرمائے اور احمد نے جاکر حضور کا پیغام دیا کہ اوس کو قتل نکرو، کیا یہ درست ہے؟"

معتصم نے کہا - ہاں میرا ہی پیغام ہے کبھی احمد کو تمنے مجھپر یا میرے بزرگوں پر افترا کرتے دیکھا ہے؟ بے شک تمہاری الحاح وزاری پر کل مینے اختیارات دئے تھے مگر ابودلف میرے خاندان

کا فدائی خادم ہے۔ عقل کا مقتضا یہ تھا کہ اسکو جو تم نے بلایا تو مہربانی سے پیش آتے، خلعت دیکر گھر بھیجتے، نہ کہ اوس کو قتل کرتے! خاصکر ابوعبداللہ نجیدہ کرنا سب سے برا ہے!! مگر ہر شخص اپنی حالت کے موافق کام کرتا ہے اور عجمی عربوں کے ساتھ بھلا کیونکر سلوک کر سکتے ہیں، عرب اون کی تلوار کی آنچ انھیں بھولی نہیں ہے۔ اسی کا بدلہ لیتے ہیں خبردار آئندہ سے ہوشیار رہو"

افشین یہ سنکر نہایت دل شکستہ ہو کر اُٹھا اور چلا گیا۔

اُسکے جانے کے بعد خلیفہ نے مجھسے پوچھا کہ "میری طرف سے جعلی پیغام دینا تم نے کیونکر جائز رکھا" میں نے عرض کی کیا جائز تھا ایک بیگناہ مسلمان کا خون ناحق ہوتا مجھسے دیکھا نہ گیا۔ خداتعالیٰ اسکا اجر دیگا، کوئی پرسش نہ فرمائے گا۔ پھر چند آیتیں اور حدیثیں پڑھیں معتصم ہنس پڑا اور کہا "سچ کہتے ہو۔ یہ کرنا تھا۔ خدا کی قسم دیکھ لینا کہ افشین میرے ہاتھوں سے اب سلامت نہ بچے گا، وہ کمبخت مسلمان نہیں ہے" میں نے بہت دعائیں دیں اور شکر یہ ادا کیا کہ قاسم کی جان بچ گئی پھر رونے لگا معتصم نے ایک حاجب کو بلا کر حکم دیا کہ افشین کے گھر میری خاص سواری کا گھوڑا لیجاؤ اور ابو دلف کو اوسپر سوار کر کے ابو عبداللہ کے مکان میں لے آؤ۔ حاجب تعمیل ارشاد کے لئے چلا گیا اور میں بھی رخصت ہوا، رستے میں توقف کرتا ہوا جاتا تھا کہ حاجب اور [illegible] میرے پہنچنے کے قبل پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا قاسم کو میں نے اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا پایا وہ مجھے دیکھکر شکر کرنے لگا۔ میں نے کہا میرا کیا شکر کرتے ہو، خداتعالیٰ اور خلیفہ کا شکر کرو کہ تمہاری جان بچی۔ پھر حاجب نے نہایت اعزاز کے ساتھ اسکو گھر پہنچا دیا۔

اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد خلیفہ نے احمد کی کوشش سے افشین کو قتل کر دیا۔ قاضی احمد بن ابی دواد، مامون کے عقیدہ کے موافق کلام اللہ کے حدوث کے قائل تھے اور امام احمد بن حنبل قدیم مانتے تھے۔ رمضان کے مہینے سنہ ۲۲۰ ہجری میں خلیفہ کے حکم سے دونوں میں مناظرہ ہوا۔ آخر ابن ابی دواد بحث میں غالب آئے احمد بن حنبل سے اگرچہ جواب نہ بن سکا مگر انھوں نے زبان سے حدوث قرآن کا اقرار نہ لیا، اپنے عقیدہ پر قایم رہے معتصم نے تازیانہ لگانے کا حکم دیا، تیس کوڑے لگائے گئے اور قید خانے میں بھیجے گئے +

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام ایک کھلا خط

خانصاحب! میں نے آپ کے رسالہ الذکر الحکیم ۴ کو جو آپ نے میرے نام بھیجا ہے نہایت غور سے پڑھا ہے۔ اسکو پڑھکر مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ میں اپنے اخبار کے ذریعہ آپ کے نام یہ خط شائع کردوں۔

(۱) آپ نے اپنے پمفلٹ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ سینکڑوں معاملات کی خبر مجھے قبل از وقت ملی اور صحیح ثابت ہوتی ہے اسجگہ پر محض دو خوابات نمونتاً عرض کرتا ہوں۔

اوّل - ایک مولوی محمد حسن بیگ میرے خالہ زاد بھائی تھے **حضور کے سخت مخالف تھے**۔ انکی نسبت خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا۔ تو پلیگ سے ہلاک ہو جائے گا۔ اسکی سکونت بھی شہر سے باہر ایک کشادہ صاف ہوادار مکان میں تھی یہہ خواب میں نے اس کے حقیقی بھائی اور چچا اور دیگر عزیزوں کو سنا دیا تھا ایک سال بعد وہ پلیگ ہی سے فوت ہوا"

یہہ خواب آپ نے درج کی ہے اور اسکو منجانب اللہ صحیح قرار دیا ہے۔ اب جواب طلب امر یہ ہے۔ کہ آپ کی اس رؤیا کے موافق مولوی محمد حسن بیگ کا پلیگ سے مرنا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے جو قبل از وقت آپ کو بتایا گیا تھا۔ اگر وہ شخص پلیگ سے فوت نہ ہوتا تو آپ کی اس رؤیا کے موافق حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے نہ ٹھہرتے یا آپ کی رؤیا شیطانی خواب ہوتی لیکن جبکہ اس کی تصدیق ہوگئی تو آپ فرمائیے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے **مسیح موعود** ہونے میں کیا کلام رہا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہہ حجت پوری کی پھر آخر رسالہ میں اسکو معاذ اللہ مہا **دجّال** لکھنا یہ کس بیان کا نتیجہ ہے؟ دوسرا امر اس خواب کے متعلق یہہ غور طلب ہے کہ جس حال میں یہ خواب آپ کی سچائی کی دلیل ہے پھر کیا سنت اللہ یوں ہی واقع ہوئی ہے کہ کوئی نبی یا مامور کسی وقت کسی قوم کی طرف **مامور** ہوا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو معزول کر دیا ہو؟ کیا قرآن شریف میں اسکی کوئی نظیر آپ پیش کر سکتے ہیں؟ اگر مرزا صاحب آپ کی اس خواب کے وقت اور مولوی محمد حسن بیگ کی وفات تک فی الحقیقت خداتعالیٰ کی طرف سے مسیح الزمان تھے پھر وہ کونسی اسباب پیدا ہوئے جو آپ کو اس عہدہ سے معزول کر دیا جاوے؟ کیا آپ کسی ایسے مسیح کے ہی منتظر ہیں جو کچھ عرصہ تک تو مسیح رہیگا پھر آخر ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی وجہ سے وہ اس عہدہ سے معزول ہو جاوے گا؟ ذرا ہوش کر کے جواب دیں۔

(۲) آپ نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۴ پر اپنی تفاسیر اردو و انگریزی کے متعلق ذکر کیا ہے کہ انپر چھ ہزار کے قریب روپیہ صرف کر کے حضرت مسیح موعود کے متعلق تائیدی مضمون مختلف موقع پر درج کئے بجائیکہ لوگوں نے آپ کو منع کیا مگر آپ لکھتے ہیں کہ میں نے توکل بخدا ان تمام باتوں کو نظر انداز کیا اور **خلاف ایمان** کوئی بات نہیں کی،،

اب سوال یہ ہے کہ جس حال میں ان تفاسیر اردو و انگریزی میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ **خلاف ایمان** نہیں لکھا بلکہ دیانتداری اور خدا ترسی سے لکھا ہے اور محض بے ریا ہو کر لکھا ہے تو جن آیات سے آپ نے حضرت مسیح موعود کی صداقت کا استنباط کیا ہے کیا ان آیات سے اب بھی وہی مضمون نکلتا ہے یا نہیں؟ اور وہ آیات حضرت مسیح موعود کی سچائی کی مثبت ہیں یا نہیں؟ اگر مثبت ہیں تو پھر آپ کی یہ ساری تحریر بے فائدہ اور فضول ہے۔ اور اسکی تہہ میں نفس اور ہوا کی غلامی پائی جاتی ہے اور اگر اب ان آیات سے وہ صداقتیں ثابت نہیں ہوتی ہیں تو پھر جس قدر لوگوں کو آپ نے اس تفسیر کے ذریعہ گمراہ کیا ہے (کیونکہ اب یہی کہا جاویگا) اسکی تلافی کیونکر ممکن ہوگی؟ جب کہ آپ نے **ایمانی** پہلو سے لاکھوں روپیہ کی پروا نہیں کی تو کیا اب آپ ان سب خریداران کو ان کی قیمت واپس دیکر ان کتابوں کو جلا دیں گے یا نہیں؟

یہہ کہنا کہ ان مضامین کو نکالدونگا کافی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ جو لوگ ابتک خرید کر چکے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی۔ اور ابھی تک آپ پیسہ اخبار میں اشتہار دیکر ان کتابوں کو کیوں فروخت کرتے ہیں کیا یہ کارروائی **خلاف ایمان** نہیں؟ جبکہ انکے مضامین کو آپ مشکوک سمجھتے ہیں تو آپ **ایمان** سے بتائیں کہ مشکوک مضامین کے متعلق اشتہار دیکر انکو صحیح اور یقین کے رنگ میں فروخت کرنا کونسی دیانت داری ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہہ حرکت **قانونی نظر** سے بھی قابل مواخذہ ہے۔

فی الحال یہ دو امر قابل استفسار پیش کرتا ہوں اسکے بعد اور بھی لکھونگا +

ایڈیٹر الحکم

ملفوظات میں سے کچھہ

۱۴ مئی ۱۹۰۶ء - فرمایا تین چار روز ہوئے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ بہت سے چھوٹے زنبور ہیں اور میں ان کو مارتا ہوں اس سے مراد یہی مخالف دشمن ہیں۔ جو [illegible] ہیں اور غوغا مچاتے ہیں یہ بھی حکمت الٰہی ہے کہ اک طرف تو خداتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جوش دیا کہ خلقت کو ہدایت دیں اور ان کو راہ راست پر لا دیں، اور دوسری طرف ابوجہل جیسوں کو جوش دیا کہ مخالفت میں شور و غوغا مچائیں [illegible] بالا رؤیا کے متعلق مخالفوں کی تباہی بذریعہ نشانات الٰہی کہ یہ دشمن خود بخود ہلاک ہو رہے ہیں کیونکہ یہ زمانہ تلوار کا نہیں خدا آپ سامان پیدا کرتا ہے۔

حیدر آباد کے مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے ابتلاؤں کا ذکر کیا۔ فرمایا جب تک انسان ابتلا کی برداشت نہ کرے [illegible] کے پاس اس کو درجہ نہیں مل سکتا۔

فرمایا ہم غریب و ضعیف ہیں نہ تلوار ہمارے ہاتھ میں ہے اور نہ ہم اس امر کے واسطے مامور ہیں کہ تلوار چلائیں۔ اور نہ ہمارے پاس جنگ کے سامان ہیں لیکن ہماری تلوار آسمان پر سے دنیا میں جس عظیم الشان انقلاب کو ہم چاہتے ہیں کہ لوگ خدا کی طرف جھکیں اور اس کی ہستی پر ایمان لاویں وہ ہمارے اختیار میں نہیں کتابوں کے لکھنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا ایک ہرے بھرے باغ کی طرح دلائل کا مجموعہ ہم نے اکٹھا کیا ہے لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا خداتعالیٰ اپنے فضل سے کچھ کرے گا میرا قلب محسوس کرتا ہے کہ اوقت دنیا اپنی سخت غفلت میں پڑی ہوئی ہے کہ بغیر الیم اور شدید عذاب کے [illegible] والے نہیں۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ آنے والا مسیح مردوں کو زندہ کریگا بلکہ یہ فرمایا کہ زندوں کو ماریگا (جیسا کہ طاعون وغیرہ نشانات میں ہلاکت ہو رہی ہے۔)

۱۰ مئی ۱۹۰۶ء - فرمایا۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کا بروز ہوتا ہے مسیح موعود میرا ایمان ہے کہ غالب ہونے والے نام کا بروز ہے صوفیوں نے بھی لکھا ہے کہ آنیوالا مسیح ہمیشہ فتح پائیگا اور کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ دشمن ہزار اسکی مخالفت کریں۔ مگر وہ الیاد ہو دہر کہ اسکو ہمیشہ فتح ہی ہوگی۔ شکست تو اوس نے کھانی ہی نہیں۔

فرمایا۔ اگر ہم افترا کرتے ہیں تو خدا خود ہمارا دشمن ہے اور ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی لیکن اگر یہ کاروبار خدا کیطرف سے ہے اور مصائب اسلام کیواسطے اللہ تعالیٰ نے خود ایک سامان بنایا ہے تو اسکا مقابلہ خداتعالیٰ کو کس طرح پسند آسکتا ہے۔ بڑا بدقسمت ہے جو اسکو توڑنا چاہتا ہے۔

فرمایا۔ یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بے ادبی سے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خداتعالیٰ کے جلال کے اظہار کے واسطے ہے اور نادان نہیں جانتے کہ جب تک خدا کے نبی اور اسکے رسول کا جلال نہ ہو۔ خدا کا جلال وہ کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں۔

مراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء)

اب جوٹھے اور ساتھ کھانے کی نسبت سُنئے اور اپنے سوامی جی کے گرگٹی رنگ کا تماشا دیکھیں ستیارتھ صفحہ ۲۷۱ "ایک ساتھ کھانے میں عیب ہے کیونکہ ایک کیساتھ دوسرے کی طبیعت اور مزاج نہیں ملتی الخ اپنا جوٹھا ہینے واسطے بگاڑ پیدا کرنے والا نہیں ہوتا الخ اسلیئے سب انسانوں کو واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ یعنی جوٹھا نہ کھاویں" پھر اس کے برخلاف ستیارتھ صفحہ ۲۷۱ میں اس واجب کی ترک سے خود ہی عیب مذکور کے مرتکب ہوکر یون تحریر فرماتے ہیں "کابل - قندہار - ایران - امریکہ - یورپ - وغیرہ ملکون کے راجاؤن کی لڑکیوں - گاندھاری - مدری - الوپی وغیرہ کے ساتھ آریہ ورت کے ملک کے راجہ لوگ شادی وغیرہ معاملات کرتے تھے شکنی وغیرہ کورو پانڈو کے ساتھ کھاتے پیتے تھے کچھ مخالفت نہیں کرتے تھے" جوٹھے کی نسبت دیکھو ستیارتھ ۲۷۵ "شودر کے چھونے سے عیب لگانا یہہ بات بہت گھڑنت اور جھوٹی ہے کیونکہ جنہوں نے گڑ - چینی - گھی - دودھ - آٹا - ساگ - پھل پھول کھایا انہون نے گویا تمام جہان بھر کے ہاتھ کا بنایا ہوا اور جوٹھا کھالیا" پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۷۹ "یہہ اعتقاد رکھنا جو کھانے پینے میں ہی دہرم رہتا ہے اور جاتا ہے جاہلوں کا اعتقاد ہے"

یہان سوامی جی ایک طرف تو یہہ کہہ کر ایک ساتھ کہانے میں عیب ہے" ہر انسان پر واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ نہ کھاوے - اپنی رکابی مذہب کے ساتھ عام سناتنیون کے سدابرت میں بیٹھ گئے اور اوپر اٹھ جھٹ لیکچر دینا شروع کردیا - کہ ساتھ کھانے میں کچھ عیب نہیں یہہ آریہ ورت کا قدیمی دستور ہے اور نہ جوٹھا کھانے کے بغیر گذارہ ہوسکتا ہے بلکہ کھاتے پینے میں کسی کو دہارمک یا ادہرمی سمجھنا جاہلون کا اعتقاد ہے - خوب - اپنے مُنہ سے اپنے آپ کو جھوٹا - جاہل وغیرہ نامون سے یاد کرنا سوامی کا خاصہ ہے -

ناچ سرود | ستیارتھ صفحہ ۵۹ گانا - ناچنا باجہ بجانا - الخ وغیرہ بدافعال کو ہمیشہ چھوڑدین" اس تحریر کے بعد سوامی جی کو کہیں ناچ سرود کے جلسہ مین شریک ہونیکا اتفاق ہوا - اور حسب شعر

قاضی ار باما نشیند بر فشاند دست را

مست ہوکر ستیارتھ صفحہ ۹۱ میں لکھتے ہیں "ساز بجانا ناچنا - گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہئے" اسمین سوامی جی معذور ہیں مستی میں نیک بد فعل کی تمیز نہیں رہتی -

سبھا سماج } ستیارتھ صفحہ ۲۱۶ دہارمک آدمی کو (جو دہرم کے مطابق زندگی بسر کرے) واجب ہے کہ سبھا میں کبھی شامل نہ ہو" اس جملہ مین لفظ **واجب** اور کبھی دہارمک آدمی کو سبھا مین جانے سے روک رہے ہین گویا یہ منصب ادہرمیون کا ہے پھر سبھا سماج کو قایم کرنے والے اور اس میں شامل ہونے والے ہما تما خصوصاً ہمارے مخالف سکرٹری صاحب غور کرین مگر ایسے گرو کے چیلون کو کوئی مشکل نہیں جھٹ ستیارتھ کھول پیش کر دینگے کہ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۸۲ "سبھامین دہارمک لوگ ہی داخل ہون" ایسے شتر مُرغ کی طرح کبھی ہارتے میں نہیں آئینگے -

دیانندی عدل | ستیارتھ صفحہ ۳۱۵ میں سوامی جی مسلمانون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن جزا سزا میں مہلت دینا تجویز کرتا ہے حالانکہ انصاف کا مقتضی ہے کہ فوراً جزا سزا ملنی چاہئے - یہی اعتراض پنڈت لیکھرام نے تکذیب صفحہ ۷۵ میں درج کیا ہے - "خاصہ حاکم عادل کا یہی ہے کہ جسوقت مقدمہ کے توجہ کی خبر ملے فوراً کارروائی شروع کردے مجرمون کو جزا سزا دیوے" مگر چیلے نے یہہ نہ سوچا کہ گرو جی کا کوئی ایک اعتقاد نہیں اور نہ یہہ کسی خاص مذہب کے پابند ہیں میں کہان تک ان کی پیروی کرون گا مجھے فوری انصاف کی طرف پر چھوڑ آپ کسی اور طرف چل دینگے - چنانچہ سوامی جی اسی مادہ کو (جو اپنے معدہ اعتقاد سے قے اعتراض کے ساتھ خارج کر چکے تھے) مثل شہد شیرین سمجھ کر چاٹنے لگ گئے اور چیلون کی تعلیم یافتہ پارٹی سے کوئی اس مکروہ فعل پر کراہت کا اظہار نہیں کرتا بلکہ ستیارتھ کو پانچوان وید سمجھ لیا ہے لفظ فوراً کے مقابلہ کے لئے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۱۶ "جو آہستگی سے ملتا ہے وہ شنیشچر ہے پرمیشور کی حرکت اسکا فعل ہے چونکہ وہ متانت سے آہستہ آہستہ باقاعدہ جزا سزا دیتا ہے اسلیئے بخلاف انسانون کے جو کہ جلدباز ہیں وہ دھیمہ ہے" پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۳۴ "لیکن جسوقت گناہ کرتا ہے اسوقت نتیجہ بھی نہیں ملتا" پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۳۵ پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ برے کامون سے بیگانے مال لیکر اول بڑھتا ہے" دیکھا ماسٹر جی آپ کا شنیشچر پرماتما بجائے سزا کے مجرم کو بڑھاتا ہے اور ترقی دیتا ہے جس سے انصاف کے روشن چہرہ کو حسب قول سوامی جی کے داغ ظلم سے سیاہ کردیا یہان تو سوامی جی نے بنیاد تناسخ کو بھی اپنے ہاتھ سے اکھیڑ دیا کیونکہ کسی انسان کا بڑھنا اصول آریہ کے مطابق جنم سابقہ کے نیک اعمال پر موقوف ہے لہذا پاپی انسان کی موجودہ ترقی کو پاپ کی طرف منسوب کرنا ابطال تناسخ کا صاف اقرار ہے نیز اس تحریر سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ جسطرح پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ سے اوّل اوّل سکھ اور راحت کو حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ بڑھنا اور آرام پانا چندروزہ ہو اور جنم سابقہ کے نیک اعمال اسکا باعث نہیں اسی طرح خدا کے نیک اور برگزیدہ انسان بھی صدق اور حق کے ظاہر کرنے سے ابتدا میں مصائب اور تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں اور اسکا موجب برے اعمال نہیں اور جیسے پاپی دروغگو فریبی آدمی چند یوم آسائش کے بعد آخر کار ذلت اور رسوائی کے ساتھ ہلاک کیا جاتا ہے ویسے ہی صادق اور راستباز انسان انجام کار مظفر اور منصور ہوکر دنیا سے عزت کے ساتھ اٹھایا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ دیانندی عدل کچھ چیز نہیں اور انبیاء کے مصائب کو گنہ گارون کی مصائب پر قیاس کرنا غلط خیال ہے -

نیوگ | ستیارتھ صفحہ ۱۴۷ "جیسے کنوارے اور کنواری ہی کا بیاہ ہوتا ہے - ویسے جسکی عورت یا مرد مرجاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے" اس عبارت منقولہ سے دو امر ثابت ہیں اول کنوارے کنواری ہی کا بیاہ ہوسکتا ہے - دوم رانڈوے مرد اور بیوہ عورت ہی کا نیوگ ہوتا ہے - اب اگر کوئی رنڈوا مرد یا بیوہ عورت آریون سے بیاہ کرے یا کوئی رنڈوے مرد و بیوہ عورت کے بغیر نیوگ کرے - یا کرنے کا حکم دے تو حسب تحریر سوامی جی کے وہ شخص دہرم سے گرا ہوا سمجھا جاوے گا حالانکہ خود ہی سوامی جی اس حکم کے برخلاف اپنے دہرم کی حقیقت ستیارتھ صفحہ ۱۵۴ میں اسطرح ظاہر فرماتے ہیں "جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی تلاش کر کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہوسکے گی تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے" ہم اپنے لائق سکرٹری سے پوچھتے ہیں کہ جب اس جملہ کے ہوتے ہوئے "ویسے جسکی عورت یا مرد مرجاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے" زندہ خاوند والی عورت کو نیوگ کی خوشخبری دیگئی ہے تو پھر بیوہ عورت کو بھی عقد ثانی جائز ہوا کیونکہ دیانندی قاعدہ کے مطابق ویسے کے ساتھ جیسے کا شامل ہونا ضروری ہے اور سوامی جی کے نزدیک اگر بیوہ عورت کی رنڈوے مرد سے شادی کی جاوے تو یہ ایک عین انصاف کی بات ہے چنانچہ سرسوتی جی مہاراج ستیارتھ صفحہ ۱۵۰ میں ضرورت نیوگ پر یہہ دلیل پیش کرتے ہیں "کنوارے اور کنواری کے بیاہ ہونے میں انصاف اور بیوہ عورت کے ساتھ کنوارے مرد اور کنواری عورت کے رنڈوے مرد کے بیاہ ہونے میں بے انصافی" اسلیئے ماسٹر جی اگر آپکو سوامی جی ہی کی تقلید منظور اور آپ حق کو قبول کرنا نہیں چاہتے تو میرے نزدیک آپ کو مناسب ہے کہ اس بیحیائی اور بے غیرتی کے عوض بیوہ کا رنڈوے سے بیاہ کرنا مان لیں اسمیں بقول سوامی جی انصاف بیجا قایم رہا اور اب شرمندگی سے بھی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی انصاف بھی قایم رہا اور اب شرمندگی سے بھی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی بلکہ ایک دفعہ بیہودہ اعتراض ظاہر کرکے آخر مذہبی حوالہ کو اپنی جائے پناہ سمجھ کر بیٹھ گئے سوامی جی نے ایک جگہ تو فرمایا کہ "جب عورت اپنے خاوند کے مرنے پر یا مرد اپنی عورت کے مرنے کے پیچھے دوسرا بیاہ کرنا چاہیں تب پہلی عورت کے یا پہلے خاوند کی جائداد کو اڑا لیجانا اور انکے کنبہ والون کو ان سے جھگڑا کرنا" پھر ستیارتھ صفحہ ۱۴۶ میں لکھتے ہیں "جس عورت یا مرد کا الخ محض رسومات شادی ادا ہوئی ہون اور میل نہ ہوا ہو ان کا دوسری عورت یا مرد کے ساتھ پنر وداہ (مکرر بیاہ) ہونا چاہیئے" اب دیکھہ لو وہی نقص یہان موجود ہے مگر بیاہ جائز مثلاً ایک سناتنی یا آریہ نے کسی نابالغہ سے شادی کی (جیسا کہ ہم اپنے علاقہ اور گاؤن میں دیکھہ رہے ہیں - کہ شادی کرنیکے بعد کئی سال تک بعض اشخاص کو جماع میسر نہیں ہوتا) یا بالغہ عورت کے ساتھ بیاہ کیا اور اتفاقاً وہ نابالغہ یا بالغہ قبل از جماع مرگئی تو اب ان زیورات یا پارچات کی نسبت (جو عورت خاوند کے گھر لیگئی تھی اس کے دوسری شادی کرنے پر) جھگڑا نہیں اٹھیگا اور کیا وارثان عورت کو یہ امر مانع ہوسکتا ہے کہ اس سے صحبت نہیں کی گئی ہم اپنا مال چھوڑدین - ہرگز نہیں بلکہ ایسی صورت میں وارثوں کو اور بھی رنج اور غم ہوگا کہ بچاری نے شادی کا نہ کچھہ دیکھا نہ بہالا یون ہی اپنا مال چھوڑ مرگئی اب دوسرے اس کے مال سے کیون چین اڑاوے - اسلیئے اسکے کنبہ والون کا اس سے جھگڑا کرنا ثابت ہے - پس ایسے شخص کو بھی حسب ہدایت سوامی جی کے مکرر بیاہ کرنا جائز نہیں مگر کیا ہوا **نیوگ** جو موجود ہے پہلے رنڈی (بیوہ) کو اجازت دی پھر سہاگن اب کنواری کو بھی اشارۃً سمجھا دیا - پنڈت جی چاہتے ہیں کوئی اس نعمت سے

[illegible] اسیواسطے صراحتاً ولنا یتا عیو سے نکاح رفوانہ نیوگ کا تذکرہ جہاڑ رکھا ہے اور جہاں منو دہرم شاستر میں دوسری شادی لکہی ہے وہان بہی آپ نیوگ ہی مراد لیتے ہیں اگر سوامی جی کو عقد ثانی میں [illegible] نفع اٹھانے اور لڑائی جہگڑے کا خوف ہے تو کیا نیوگ میں دنگہ فساد کا احتمال نہیں فرض کرو پردیس گیا ہوا مرد (جسکی اجازت کے بغیر پیچہے سے عورت نے نیوگ کیا) ایام نیوگ میں اگر واپس آکر اپنی عورت کو [illegible] مرد سے [illegible] تو اسکی غیرت ملی کے جوش کا نتیجہ ہوگا وہ موجودہ واردات قتل وغیرہ سے ظاہر ہے یا اپنے مرد نے عورت کو نیوگ کرنیکا اتفاق ہوا کہ جسکی نئی حرارت یا بردوت کے باعث اسکو ہمیشہ کو بیٹہی ہے گو مرد میں ت وخواہش جماع موجود ہے جسکی بنا پر درخواست کی گئی لیکن علت مذکورہ مانع حمل ہے عورت نے اپنا منہ کالا ہی کرایا اور مطلب بہی [illegible] ناچار اس عورت کو کسی اور مرد سے نیوگ [illegible] سوامی جی کا ارشاد ہے کہ جبتک نیوگ [illegible] اولاد پیدا کرنا ہے) پورا نہ ہو نیوگ شدہ [illegible] کا تعلق قطع نہیں ہوتا دیکہو ستیارتہہ [illegible] اولاد پیدا ہو جانے پر دوبارہ وہ نیوگ شدہ آپس میں صحبت کرین تو دہرم سے گرے ہوئے سمجہے جاتے ہیں " اسلئے پہلے مرد کا حق ہے کہ اس عورت سے صحبت کرکے اپنی خواہش پوری کرے دوسرا بھی بذریعہ نیوگ حقدار ہوگیا ہے پس کسی وقت ان دونوں میں ضرور دنگہ فساد ہوگا جیسا کہ چیلوں میں اس قسم کے [illegible] ہوتے رہتے ہیں جن سے آریہ سماج بیخبر نہیں [illegible] سوامی جی کو دوسری شادی کے ناجائز ہونے میں عقلی دلائل [illegible] جواب دیکر مایوس کر دیا تو مجبور ہو کر ستیارتہہ [illegible] میں لکھتے ہیں " اگر کوئی سوال کرے کہ نیوگ کی کیا ضرورت ہے آدمی دوسری شادی کیوں نہ کرے [illegible] کا جواب یہ ہے کہ مرد عورت کا ایک ہی بار بیاہ ہونا ویدادی شاستروں میں لکھا ہے دوسری بار نہیں " لے ہمارے دوست آریہ صاحبان آپکو انصاف کرنا چاہئے کیا یہی کوئی جواب ہے کہ ہمارے [illegible] میں ایسا ہی لکھا ہے سائل کا سوال ہے کہ نیوگ [illegible] آپ لوگ دوسری شادی کیوں نہیں کر لیتے مجیب صاحب فرماتے ہیں بابا کیا کریں ہمیں تو مذہب ہی ایسا ملا ہے جسمیں [illegible] سوامی آپ کو پرماتما نے عقل اور سمجہ عنایت کی تاکہ آپ حق و باطل میں تمیز کر سکیں یاد رکہو جو مذہب ایسی گندی تعلیم دیتا ہے وہ ہرگز سچا مذہب نہیں پس یا تو اپنے دس نیموں میں سے چوتہے نیم " سچائی کو قبول کرنا اور غلطی کو ترک کرنا " [illegible] کہ مطابق سوامی جی کی اس غلطی کو ترک کرکے سچائی کا اقرار کر دیا اس چوتہے نیم سے انکار [illegible] اور جو فروش ہونا اچہا نہیں۔

(سنیاس) ستیارتہہ صفحہ ۱۲۱ [illegible] واجب ہے کہ برہم چریہ اشرم کو پورا کرکے [illegible] میں داخل ہون اور اسکے بعد بان پرستہ [illegible] کرین بعدازان سنیاسی ہوجائین "

یہاں سے حملہ نوع انسانی کیلئے گرہست اشرم وغیرہ کے بعد سنیاس کا لینا واجب اور فرض ثابت ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ سرستی سوامی جی مہاراج بار جود دعوے ہمہ دانی کے اس بات کو بڑی شدومد سے تحریر فرماکر پہر خود ہی اسکی تردید کر دیتے ہیں یہ حق سے دشمنی اور باطل سے پیار کرنیکا نتیجہ ہے۔ چنانچہ ستیارتہہ صفحہ ۱۲۱ میں بحوالہ منوجی لکہتے ہیں۔ " کہ سنیاس لینے کا حق زیادہ تر برہمن کا ہے اور کہشتری وغیرہ کا برہم چریہ اشرم ہے " اگر سنیاس کے مستحق صرف براہمن ہی ہیں تو سوامی جی جملہ انسانوں پر کیوں واجب ٹہراتے ہیں پہر دیکہو ستیارتہہ صفحہ ۱۲۴ " جو شخص نفس پرستی کی خواہش سے آزاد ہو وہ برہم چریہ اشرم ہی سے سنیاس لے لیوے " جب صاف الفاظ اسکو دوسرے اشرموں میں داخل ہونا واجب نہیں اسیطرح کہشتری ویش کو سنیاسی ہونا تو پہلے [illegible] انسانوں کو واجب ہے " [illegible] کی حالت میں [illegible] دیانندی فرقہ ہی عجیب فرقہ ہے۔ کہیں تو نسل انسانی کی [illegible] خیر خواہی کہ نیوگ جیسی گندی رسم سے اسکو بڑہانا چاہتے ہیں اور کہیں سنیاس کی [illegible] کرکے اسکے خاتمہ کے [illegible] سوامی جی کا ذاتی اعتقاد [illegible] [illegible] نفس پرستی [illegible] [illegible] جیسے سنیاسی سب طرف سے آزاد ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچاتا ہے ویسا دوسرا اشرم والا نہیں کر سکتا " اس سے ظاہر ہے کہ پرماتما کے نزدیک سنیاسی سب سے افضل ہے پس اگر انسان تعلیم ویدک کے مطابق صاف الفاظ آخری درجہ میں پہونچکر سنیاسی بن جاوین تو کچہہ عرصہ کے بعد جب نسل انسانی کا خاتمہ ہو جاویگا تو سنیاسی صاحب کہاں سے [illegible] لاوینگے۔ گرہ اشرم کی نسبت سوامی جی [illegible] گرہ اشرم ہی بہشت اولاد [illegible] " الغرض سوامی جی کی تحریر میں [illegible] پایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک شادی کرنا سخت غلطی ہے بال بچے کے [illegible] میں پڑکر انسان اپنی عیش کو تلخ کرتا ہے اسلئے سوچا کہ اسی کی آڑ سے اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہئے چونکہ کہلا انکار کرنے سے مخالفت کا اندیشہ تہا اور بات بہی مشکل [illegible] مگر [illegible] ضمیر کو ظاہر کرنے [illegible] اس طرح روکا کہ اس میں [illegible] سواس کو یون پکارا [illegible] کی خوشنودی اسی میں ہے [illegible] ہوجاوے۔ اور سوامی جی نے [illegible] چیلوں کو یہہ راز سمجہا دیا کہ دیکہو اگر شادی کرنا پرمیشور کا کوئی حکم ہوتا یا [illegible] آتی تو میں تمہارا پیشوا جسکی [illegible] ہرگز اس حکم کی تعمیل یا اس [illegible] حاصل کرنے میں غفلت نہ کرتا جو تم میں سمجہ والے ہیں سمجہ سکتے ہیں کہ شادی کرنا (جسکا منشاء اولاد ہو کر انسانی نسل کو ترقی ہو) اور سنیاسی ہونا خصوصاً برہم چریہ اشرم سے (جسکا منشاء ہے اولاد کے نہ ہونے سے خود سنیاس کا ہی سنیاناس ہو) یہہ دونو آپسمیں ایک دوسرے کی ضد ہیں اگر شادی کرنا پرمیشور کا حکم ہوتا تو سنیاس کی وہ کبہی اجازت نہ دیتا اسلئے اے میرے چیلو اے میرے نقش قدم پر چلنے والے جوانمردو جسطرح تم نے باقی مسائل کو (جنہیں قدیم سے تمہارے آباؤ اجداد مانتے چلے آئے) محض میرے کہنے سے چہوڑ دیا اور میری طبعزاد باتوں پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ عقل اور انصاف سے بہی کام لینا بہول گئے اسی طرح یہ بات بہی یاد رکہنے کے لائق ہے کہ شادی کے بارہ میں جو امر میرے قول و فعل سے ثابت ہے وہ تو میرا ذاتی اعتقاد ہے اور جسکا ثبوت محض میرے قول سے ہے اور اسپر میرے فعل ظاہری کے دستخط نہیں خبردار رہو وہ میرا عارضی اعتقاد ہے جو کسی ضرورت کے سبب مجبوراً اختیار کرنا پڑا۔ چلو شادی کا بہی فیصلہ ہوا [illegible] جنجال کے دہندے سے آزاد ہو کر عیش اڑاؤ۔ یہہ ہے سوامی جی کی چال کا اصل حال جیسے نیوگ کرنے میں اولاد کے بہانہ کو برہم چریہ اشرم سے سنیاس لینے سے رد کر دیا اور جنمیں کچہہ بہی سمجہ ہوگی وہ اس دیانندی عذر پر کبہی اعتبار نہیں کریگا ویسے ہی سنیاس لینے میں دنیا کا فائدہ یا دہرم کی اشاعت سمجہنا [illegible] دکہاوا ہی دکہاوا ہے کیونکہ جو شخص امور خانہ داری اور زن و فرزند کے تعلقات سے ناواقف محض ہے اس سے دنیا کو فائدہ کی کیا امید ہوسکتی ہے بلکہ سخت نقصان [illegible] مجہکو کامل یقین ہے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مجرد آدمی کو (خواہ آریہ سماج اسکو کتنا ہی ضابط الحواس سمجہے) بدچلنی سے محفوظ رہنا مشکل کیا محال ہے خصوصاً اس شخص کے لئے جو عورتوں میں بیٹہکر لکچر دیتا ہے ہمارے علاقہ کے آریہ دوست کٹاس راج کے واقعہ سے اس امر کی تصدیق کر سکتے ہیں میں امید نہیں رکہتا کہ کوئی عقلمند اور سلیم الطبع انسان اس خلاف [illegible] تعلیم کو منجانب خدا سمجہتا ہو [illegible] خواہشات شہوانی [illegible] جذبات کو روکنے کیلئے بیوہ عورت کو (جو خواہ دو شادی کر چکے ہو دوسرے تیسرے روز ہی بیوہ ہوگئی ہو) دوسرے بیاہ کی اجازت نہ دینا اور مرد کے لئے مجرد اور آزاد رہنے کی تعلیم افضل سمجہکر اس قوم کے کوچہ بکوچہ میں (جنمیں پردہ سسٹم کا رواج نہیں) گشت کرانا اپنے ہاتھ سے بنیاد زنا کو قائم کرنا ہے تعصب کا بہلا ہو اچہے اچہے تعلیم یافتہ اور سمجہدار آدمی بہی باوجود دیکہنے ان خرابیوں کے جن سے بڑے بڑے سوامیوں اور شریف گہرانوں کی عزت برباد ہو رہی ہے۔ پہر بہی اس غلط اعتقاد سے باز نہیں آتے اور کورانہ تقلید کی وجہ سے غلطیوں کا چہوڑنا مشکل ہوگیا ہے تعجب ہے کہ ہمارے ویدی دوست کس دلیل سے سنیاسی ہونے میں دنیا کا فائدہ اور دہرم کی اشاعت سمجہ رہے ہیں کیونکہ جوان سنیاسی سے تو سرکاری ...... کیطرح اہل ہنود کی ہیبت ننگ و ناموس کی بربادی کا اندیشہ ہے۔ رہا بوڑہا سنیاسی جسکی نسبت سوامی جی ستیارتہہ صفحہ ۱۲۳ میں لکہتے ہیں " پچہتر برس تک بان پرستہ رہکر عمر کے چوتہے حصہ میں تعلقات کو چہوڑ کر بیری دراگ یعنے سنیاسی ہوجاوے " سو ہمارے آریہ احباب کو غور کرنا چاہئے صرف غور ہی نہیں کچہہ دل میں انصاف بہی ہو کہ اول تو عمر کے چوتہے حصہ میں ممکن نہیں کہ یہ بوڑہا لا یعقل سنیاسی ایک صحیح القوی جوان مخالف کے شکوک و شبہات کو رفع کرکے ویدکے معارف و اسرار ظاہر کر سکے کیونکہ ہر آدمی کو بجائے خود گہر میں ایسے اشخاص کی عقل و فہم کا تجربہ حاصل ہے کہ کسطرح بوڑہے (جنکو پنجابی بڑے ہوئے بولتے ہیں) عمر کے اس حصہ میں بچوں کی طرح لایعنی حرکات کے مرتکب ہوا کرتے ہیں پہر انکو مشکلات مذہبی کے حل کے لئے منتخب کرنا بانی وید کا کام ہے۔ دوم سنیاسی کے لئے کسی ضروری کام کے بغیر قیام کا حکم نہیں ہر روز سفر کرنا اسکا فرض ہے پہر یہہ بوڑہا بیچارا [illegible] خیر ان بعید مشکل نہیں منزل پر پہونچا بہی تو [illegible] کی تکان اور ماندگی سے [illegible] سکیگا [illegible] ناواقف لوگوں میں وعظ نصیحت کی فرصت کہاں سوم تعلقات کے چہوڑنے کیوجہ سے خوراک وغیرہ اشیاء ضروری کے حاصل کرنے میں سنیاسی دوسرون کا محتاج ہو جاتا ہے لہذا جو شخص روٹی تک بہی دوسرے کے دست نگر ہو اسکو لحاظ اور طرفداری چہوڑ کر حق بات کا ظاہر کرنا مشکل ہے خصوصاً سفر کی حالت مصائب سفر کا بوجہہ ڈالنا اس ظلم سے دنیا کو کیا فائدہ اور اسمیں کون سی دہرم کی اشاعت ہے جو ویدی ایشر نے ایسے لغو اور بیہودہ کام کو تمام انسانوں پر واجب ٹہرا رکہا ہے۔ (باقی آئندہ) کرمداد از دولمیال ضلع جہلم

موسم گرما کا خاص تحفہ

یاقوت مروارید مرجان - زہر مہرہ - خطائی یشب کہربا - ورق نقرہ

کیوڑہ و گلاب - سیب و صندل وغیرہ وغیرہ کا

لاجواب مرکب

مفرّح دلکشاء

یہہ اُن قدردان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خداتعالے کے فضل و کرم سے مفرّح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرّح عنبری کا بدل چاہتے ہیں - کیونکہ مفرّح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے اسم اگلہ کے بعد نصف مئی تک ہوتا ہے - البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کرسکتے ہیں اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +

مفرّح دلکشاء کا نرخنامہ حسب ذیل ہے

قیمت	قیمت	قیمت	قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سعہ)	تین ڈبیہ آٹھ روپے (عہ)	چھ ڈبیہ پندرہ روپیہ (عہ ۱۵)	ایک درجن ستائیس روپے (عہ ۲۷)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ - خوراک ۴ ماشہ - محصولڈاک بذمہ خریدار

مفرّح دلکشاء جیساکہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا دلی خاصہ یہ ہے کہ اسکی ایک خوراک مُنہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہوجاتے ہیں - خیالات لطیف دفعیہ سوجنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے - ضعف - خفقان دل کا دھڑکنا - گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا - سانس کا پھولنا - پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک سچا اور قابل اعتبار تریاق ہے -

مفرّح دلکشاء چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و بعض جواہرات کا مرکب ہے - اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون پہیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو - خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھہ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے -

مفرّح دلکشاء وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ - تبخیر معدہ - شلم کی جلن - ہیجان - رفت و سرعت - کثرت احتلام - سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب - تقطیر البول - دیرینہ درد سر - سوزاک - غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک کیمیائی لاجواب مرکب ہے -

مفرّح دلکشاء حکما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا ہی سے ان باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کیس مرض اور موقع پر مفید ہوسکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کیطرح عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو سقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہوجاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردّی حالت ہوگئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگاکر استفادہ حاصل کرنا چاہئے

مفرّح دلکشاء وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو مقصد بنتوں میں آرام دیتا ہے - اسلئے امیروں وزیروں نوابوں - رئیسوں - جاگیرداروں - تاجروں - وکیلوں - تحصیلداروں - منصفوں - مدرسوں - پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلبا اور ممبروں کو - یا جنکو صحت کی قدر ہے اس مونس رفیق کو ہر موسم اپنی جیب میں جان کے ساتھہ رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہوکر اپنے کام میں لگ گئے +

مفرّح دلکشاء سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھہ کسیوقت خون کا آنا ہوگیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قویٰ مضمحل ہوگئی ہو انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل ہونی چاہئے +

مفرّح دلکشاء

میں خداتعالیٰ کی احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرّح عنبری کی استعمال سے دیکھتے چلے آتے ہیں اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے صرف خراشی منظور نہیں ورنہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے - کسی قدر رواجی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرّح عنبری سردیوں میں - اور مفرّح دلکشاء گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرّح عنبری و مفرّح دلکشاء

کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

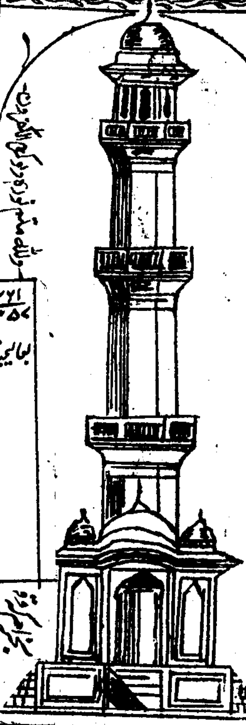

لِلّٰہِ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

(اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃَ)

الحکم

چہ بیم باتو گر آئی چہار قادیاں بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عنہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیا + جنازہ غائب
سبقت کرے گا + اطلاع - زلزلہ } صفحہ اول
رپورٹ جلسہ جماعت احمدیہ ضلع گجرات صفحہ ۲
کلمات طیبات حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمان صفحہ ۳-۴
قرآن کریم کی ایک نئی کرامت ؍؍
العرب قبل الاسلام صفحہ ۵-۶
رکفر کی حمایت صفحہ ۷ تا ۱۰
سید کا پوتا علیگڈہ کالج میں ۔ ہندوستان میں یورپین پوسٹماسٹر ہونا چاہئے } صفحہ ۱۰-۱۱
پیشگوئی زلزلہ کی تردید صفحہ ۱۱
(۸) مفرح دلکشاء صفحہ ۱۲
(۹) اشتہارات صفحہ ۱۳-۱۴

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۱ جون ۱۹۰۶ء ۔ ۱ ۔ رؤیاء ۔ دیکھا کہ پندرہ سولہ نوجوان عورتیں خوبصورت اور نہایت خوشنما لباس پہنے ہوئے میرے سامنے آئی ہیں میں نے اس خیال سے کہ یہ جوان عورتیں ہیں منہ ان سے پھیر لیا اور ان سے پوچھا کہ تم کیسے آئی ہو انہوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے پاس ہی آئی ہیں پھر انہوں نے وہیں ہمارے دالان میں ڈیرے لگا دیئے ۔

فرمایا ۔ رؤیا میں عورت سے مراد اقبال اور فتحمندی اور تائید الٰہی ہوتی ہے ۔ اس رؤیا میں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں عورتوں میں وہ بھی ایک عورت تھی جو پہلے کبھی آئی تھی ۔ فرمایا اسمیں اشارہ ایک پرانے رؤیا کیطرف تھا جو حضرت والد صاحب کی وفات کے چند یوم بعد میں نے دیکھا کہ میں ایک پیڑھی پر بیٹھا ہوں تو ایک عورت نوجوان عمدہ لباس پہنے ہوئے تیس بتیس سال کی میرے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ میرا ارادہ اب اس گھر سے چلے جانے کا تھا ۔ مگر تمہارے لئے رہ گئی ہوں ۔

۲ ۔ ایک زلزلہ کا نظارہ دکھائی دیا اور ساتھ ہی اس کے الہام ہوا ۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

ترجمہ ۔ آج ملک کس کا ہے ۔ اللہ تعالےٰ واحد قہار کا ۔

۳ ۔ مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور ان کی تعظیم ملوک اور ذی الجبروت کرتے ہیں اور ان پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا ۔ اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ۔ انا اخذناک بعذاب الیم پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا ۔

۱۴ ۔ جون ۱۹۰۶ء ۔ اذا قیل لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون ۔

۱۶ ۔ جون ۱۹۰۶ء ۔ زلزلہ آنے کو ہے ۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

منشی نور الدین صاحب کلرک ڈاکخانہ امرتسر کی ہمشیرہ اور لڑکی کا ۔

کون سبقت کریگا

مولوی احمد نور صاحب کابلی مہاجر کا نام احمدی جماعت میں خوب روشن ہے مہاجر صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور جان نثار خدام میں سے ہیں اور صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کے خاص احباب میں سے ۔ یہہ قابل قدر مہاجر نکاح کرنا چاہتا ہے نوجوان ہے عمر تیس سال کے اندر خوبصورت محنتی ۔ جفاکش متقی دیندار عالم آدمی ہے اور تجارت کر کے معقول آمدنی رکھتا ہے قوم کا سید ہے ۔ غرض ہر طرح سے لائق ہے ۔ ایسا موقع کم ملتا ہے ۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آئیں ۔

اطلاع

(۱) کتابوں کی رعائتی قیمت کے اعلان کے متعلق یاد رہے کہ ۱۷ جون ۱۹۰۶ء کے بعد تفسیر القرآن پوری قیمت ؏ ہے ۔ اور مسلک مروارید ۸ ؍ پر ملے گی ۔ ازالہ اوہام کی صرف دوسری جلد باقی ہے ۔

۲ ۔ سال کا نصف حصہ گذر گیا ہے بقایا داران کے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں وہ لوگ مطبع کو نقصان پہونچاتے ہیں جو وی پی واپس کرتے ہیں ۔ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

زلزلہ

جناب شیخ صاحب ۔ سلام علیکم ۔ آج صبح الحکم مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء کا پرچہ ملا دوسرے صفحہ پر یہ شعر لکھا پایا ۔ نظم مکذب

ہے غلط آنے نہیں زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کر جانیکے دن

آج ہی مورخہ ۱۴ جون ۱۹۰۶ء کی راتکو سوا گیارہ اور ساڑھے گیارہ بجے کے درمیان یہاں منصوری پر سخت زلزلہ آیا اسوقت حضور علیہ السلام کے الہام یاد آتے تھے ۔ یہ زلزلہ گو جلد ختم ہو گیا مگر ۴ اپریل ۱۹۰۵ء سے کم نہ تھا ۔ مکانوں کی عجب حالت تھی ۔ آپکو اسلئے اطلاع دیا کرتا ہوں کہ آپ دار الامان میں رہتے ہیں ہمارے لئے دعا کیا کریں اور حضور مسیح علیہ السلام کی خدمت میں ہماری طرف سے دعا کیلئے عرض کر دیا کریں اور احمدی جماعت منصوری کیطرف سے سلام علیکم بھی عرض کر دیں ۔ مشکور ہوں گا ۔ از کوہ منصوری شاتو ہوس سردار خان احمدی

۲ ۔ مکرمی مخدومی جناب ایڈیٹر صاحب ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۱۴ جون ۱۹۰۶ء کو یہاں پر بہت زلزلہ محسوس ہوا یہاں تک کہ سارے شہر میں ایک تہلکہ مچ گیا ۔ اس علاقہ میں جالندھر ۔ کریام ۔ گڑھ شنکر نبگہ میں معلوم ہوا ہے ۔ اور زلزلہ ۱۱ بجے رات کو آیا ۔ پورے طور پر ہم نے تحقیق کیا ہے سب لوگ بالاتفاق یہی گواہی دیتے ہیں کہ زلزلہ آیا ۔ اور سخت آیا ۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے ۔ آمین ۔ خاکسار [illegible] بقلم برکت علی خان محرر ڈاکخانہ [illegible]

(کتبہ مجید حسن مجہوری عفی عنہ)

رپورٹ جلسہ جماعت احمدیہ ضلع گجرات

[illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت کو پڑھ کر یہ تجویز کی کہ ہر دو مہینے کے بعد ایک خاص مقام پر جماعت احمدیہ کا جلسہ منعقد کیا جائے۔ جہاں قرب و جوار کے احباب و اصحاب جمع ہو کر [illegible] کی تجاویز بہبودی کی تدابیر سوچیں اور [illegible] جو جو نقص [illegible] ان کو محسوس کر کے دور کرنے کی کوشش کریں اور آپس میں برادرانہ تعلقات [illegible] رشتہ اخوت کو مستحکم کریں کہ آخر [illegible] [illegible] مراد [illegible] اشاعت اسلام و غیر مذاہب کی خاطر چندہ باقاعدہ تقسیم کیا جائے۔ اور [illegible] کے متعلق پر زور تحریک کی جائے۔

پچھلے دنوں مقام [illegible] میں ایک مختصر سا جلسہ ہوا مگر بوجہ نہ ہونے کسی ناظم و مہتمم کے ابتدائی حالت میں رہا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوسرا جلسہ موضع [illegible] تحصیل پھالیہ میں [illegible] مرحوم ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے بھائی پیر [illegible] علی [illegible] کی سعی جمیلہ سے ہوا۔ چونکہ یہ مقام حضرت [illegible] علیہ الرحمۃ کے مزار کی وجہ سے یوں ہی ایک بت کدہ ہے۔ (بت کدہ میں نے اسلئے کہا کہ بچشم خود بیسیوں آدمیوں کو صفاتیہ گوہر شاہ کی قبر پر یا مست مرحوم کے ناخلفوں کو سجدہ کرتے دیکھا اللہ اللہ [illegible] الثقلین کی امت اور یہ کرتوت؟ بخدا جگر پھٹ گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جب یہ شرک آمیز دل شکن نظارہ دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کوئی زلزلہ آتا ہے اور اس مقام کو جعلنا عالیھا سافلھا کا مصداق بناتا ہے۔ جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں امام کی کیا ضرورت لوگ بدستور قرون اولیٰ کی مانند متقی نیکوکار ہیں وہ اس سین کو دیکھیں اور آہ حسرت بھریں) اسلئے خدا تعالیٰ کی توحید و عظمت جلال کا بالخصوص ذکر کرنے کے لئے ضروریہ جلسہ یہیں ہونا چاہئے تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پیر امام الدین صاحب نے تمام قرب و جوار میں دورہ کر کے اپنے بھائیوں سے شمولیت کے لئے دستخط کرائے اور دفعہ بارہ یاد دہانیاں کیں۔ گو تاریخ مقررہ پر اکثر صاحبان نے اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا کی تعمیل کر کے نہ دکھائی۔ مگر تاہم کافی بلکہ کافی سے بڑھ کر رونق ہو گئی ان نہ آنے والوں میں سے صوفی غلام رسول صاحب کی وعدہ خلافی کو خاص طور سے نوٹ کیا گیا جو سب کے

[illegible] کی [illegible] اپنے پیارے [illegible] حیثیت [illegible] قرآن [illegible] خاص [illegible] اطلاع [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دو دن پہلے پہنچ [illegible] [illegible] آبادی [illegible] اپنی [illegible] کیونکہ ان کے بغیر اس کا [illegible] آپ [illegible] واعظ [illegible] بیان پنجابی میں [illegible] الانسان [illegible] شرک و بدعات کی تردید سے [illegible] سامعین کو خوب [illegible] جماعت کی [illegible] ان کی [illegible] خدا تعالیٰ کے دین کی [illegible] قاضی صاحب کے [illegible] کے سامنے [illegible] سالوں سے الحکم و بدر [illegible] دلوں کرنے کی [illegible]

جمعہ آج [illegible] [illegible] احباب آ گئے۔ خطبہ سے پہلے فاتحہ [illegible] یا ایھا الذین آمنوا [illegible] [illegible] چند منٹ تقریر کی [illegible] [illegible] کی اور ان [illegible] عند اللہ [illegible] الیکم آہ کی [illegible] سمجھائی۔ خطبہ حافظ صاحب نے پڑھایا۔ [illegible] آل عمران کا وعظ وسارعوا الیٰ مغفرۃ سے شروع کیا۔ دنیا [illegible] عاقبت کار با خداوند۔ اس بات کی چند مثالیں دے کر موجودہ نسل کو ان کے خلاف قرار دیتے ہوئے جتایا کہ موت سر پر کھڑی ہے پس دوڑو اور جو کچھ کرنا کر لو۔ ایک مرتبہ نہر پر پانی کے لئے اتنی کوشش اور جنت (جو بکار تبہ آسمان زمین سے بڑھ کر ہے) کے لئے یہ سستی اور دوزن بہتی یہ زمین متقیون کے لئے ہے جن کی یہ صفات ہیں۔ خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں یہاں پر انفاق فی سبیل اللہ کے ثواب اور برکات کے متعلق بہت سی آیات مثل الذین ینفقون اموالھم کے سنائیں اور آخر میں بتایا کہ واعدوا لھم ما استطعتم میں جو آخرین من دونھم ہے وہ اسی زمانہ کی طرف اشارہ ہے پس تم بیعت کے اقرار پر نظر کر کے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم کو پہلے یا [illegible] کر دکھاؤ۔ پھر والکاظمین الغیظ پر کچھ تقریر کی۔ اور آخیر میں لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین پر اسے

ختم کیا لو [illegible] کام لینے کی تاکید [illegible] جمعہ جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی [illegible] افتتاح ہوا۔ بعد ازاں قاضی [illegible] [illegible] سامعین کی رعایت کے [illegible] [illegible] پورے [illegible] [illegible] اسکے تمام پہلوؤں [illegible] [illegible] فی الحال ایک عنوان خلاصہ بتائے جاتے ہیں (۱) جنت الذین ینفقون فی السراء والضراء کے لئے ہے (۲) سونا چاندی دباتے اور فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے ان کے لئے عذاب ہے ترش رو ہونے کے سبب پیشانی پر اور بے رخی کے سبب پہلو پر اور منہ پھیرنے کے سبب پشت پر داغ لگا جائیگا۔ ایسا ہی جو بخل اختیار کرتے اور لوگوں کو بھی بخل کی تحریک کرتے اور خدا تعالیٰ کے انعام چھپاتے ہیں۔ ایسے کافروں کے لئے عذاب و ذلت ہے (۳) قارون کا حال قرآن کریم سے اور اس کا انجام باغ والوں کا قصہ (سورہ ن) (۴) دولتمند بخیلوں کے لئے وبال جان ہے انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا (۵) دولتمند کثیر نخیلوں [illegible] (۶) [illegible] پہلے ارذلنا بادی الرای داخل ہوتے ہیں (۷) [illegible] کے قواعد من۔ اذی۔ ریاء۔ خبیث شئے کے دینے سے خالی ہو۔ فقر سے مت ڈرو۔ کیونکہ یہ [illegible] کا وسوسہ ہے محض ابتغاء وجہ اللہ ہو (۸) خیرات کے مصارف مستحق غیر مستحق کی تمیز سوال کرنا ایک ذلت ہے (۹) تمام بالوں سے بچنے کے لئے اپنے امام موعود کے پاس بھیجے نہ ریا نہ من نہ اذی نہ مستحق اور غیر مستحق کا جھگڑا رہے۔ جب نقود ایمان سپرد کر دئے تو نقود تسلیم کرنے میں کیا تامل ہے؟ (۱۰) نبی کریم صلعم بھی چندہ وصول کرتے اس وصول کرنے کا قرآن میں حکم (۱۱) منافقین کے اس چندہ کی نسبت اعتراضات (۱۲) چندے کو چٹی سمجھنے والے اور موجب قربات جاننے والے دو فریق زمانہ نبوی میں (۱۳) جنگ تبوک کا حال حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم کی مالی جانی امداد ابوعقیل انصاری کا واقعہ غرض یہ تقریر بلحاظ اعلیٰ طرز استدلال و شستگی بیان و جامعیت و بلاغت کے قابل قدر تھی بعد نماز عصر چھ سات ریزولیوشن پاس ہوئے اور سب بھائیوں نے اقرار کیا کہ ہم نماز اول وقت با جماعت سنوار سنوار کر ادا کرنے اور جمعہ کے لئے کاروبار دنیاوی چھوڑ کر بالضرور مسجد میں

حاضر ہو جانے اور اپنے گھر میں مستورات کو نمازی بنانے میں خاص کوشش کریں گے (۲) چندہ خاص اہتمام سے باقاعدہ بھیجا کریں گے۔ چنانچہ قاضی صاحب کی تقریر کے انجام پر [illegible] کے قریب چندہ جمع ہو گیا تھا (۳) ایک دوسرے کی ہمدردی شادی و غمی و تکفین نماز جنازہ کے لئے چار چار پانچ پانچ کوس سے بھی بشرط ضرورت کاروبار چھوڑ کر حاضر ہو جائیں گے یہ اسلئے کہ بعض جگہ ایک دو آدمی ہوتے ہیں اور مخالف ان کی چارپائی اٹھانے کے لئے روادار نہیں ہوتے۔ اتباع رسم و رواج ایسے موقع پر چھوڑ کر محض سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں گے۔ رشتہ و ناطہ اپنی [illegible] کرنا اپنا فرض خیال کریں گے۔

عشاء کے وقت حافظ صاحب کا عام [illegible] وعظ ہوا [illegible] تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ [illegible] شرک و بدعت کی پورے طور سے تردید کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت اور دجال [illegible] علامات قیامت کی حقیقت بیان کی گئی [illegible] امام مہدی [illegible] صبح قاضی صاحب نے [illegible] قل ھو اللہ احد [illegible] لطیف [illegible] اور اسے ثلث القرآن کہنے کی حکمت بتاتے ہوئے ایک نکتہ بیان کیا کہ مخالف ملاں کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات پر یہ ان کے رد میں یہ سورہ ان پر صادق آتی ہے جو بڑی بھاری [illegible] ہے۔ موضع رجوعہ میں خیال بھاری جماعت تھی۔ اور اب بوجہ نہ ہونے کسی اہتمام کنندہ کے کچھ سستی چھا رہی تھی۔ ایک مسجد کی بنا [illegible] کی گئی۔ کیونکہ پہلی مسجد سے مخالفین روکتے ہیں یہ تجویز بہت سی رد و کد کے بعد منظور ہوئی اور آئندہ جلسہ بھی رجوعہ بتاریخ [illegible] قرار پایا۔ پیر صاحب نے دعوت و مہمان نوازی کا انتظام یعنی اپنی میزبانی کے فرائض کو بوجہ احسن ادا کیا۔ اور تمام خرچ [illegible] اٹھایا۔ سامعین میں مستورات بھی پردے کے پورے انتظام کے ساتھ شامل تھیں۔ خانقاہ کا سجادہ نشین بھی مع چند درویش کے قاضی صاحب کے وعظ میں آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام [illegible] میں ایسے جلسے ماہوار ضرور ہوا کریں [illegible] ہے کہ جماعت پوری ترقی کر سکتی۔

سیکرٹری انجمن احمدیہ ضلع گجرات

[illegible]

تجارت العرب قبل الاسلام

اس مضمون سے عربون کی داد ستد کی خوبیون یا برائیون کی بحث مراد نہیں ہے - بلکہ یہ عربون کی قدیم تجارت کی تواریخ ہے جس سے اس امر کی توضیح ہوتی ہے کہ یہ طریقہ ان میں کیسا اور کیونکر مروج ہوا اور انکی حالت میں عہد بعہد کس طرح انقلابات ہوئے اور نیز یہ کہ انکی وسعت کہاں تک تہی اور یہ لوگ کن کن ممالک میں بغرض تجارت آیا جایا کرتے تھے ان کے ملک میں کون کون تجارتگاہیں تھیں - اور کون کون اقوام و قبائل تجارت پیشہ تھے - اور کون کون اشیاء کی تجارت کیا کرتے تھے -

اردو زبان میں یہ مضمون [illegible] پہلا ہے [illegible] کے ساتھہ عربون کی تجارت پر لکھا گیا ہے - اگرچہ اس سے پہلے بھی مجیب احمد صاحب [illegible] اور شمس العلماء سید علی صاحب بلگرامی نے عربون کی تجارت پر مضامین لکھے ہیں لیکن ان میں بیشتر عہد اسلامی کی تجارت کا تذکرہ ہے - اور قدیم تجارت کے حالات صرف چند سطرون میں ختم کر دئے گئے ہیں -

آخر میں اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون عربی - عبرانی - یونانی - فرانسیسی - انگریزی وغیرہ زبانون کی بیس سے زیادہ ضخیم ضخیم کتابون کی ورق گردانی کے بعد مرتب کیا گیا ہے -

نہایت ہی قدیم زمانہ میں جن اقوام نے ایک ملک کی پیداوار کو دوسرے ملک کی پیداوار سے پہلے پہل ادل بدل کیا ہے ان میں خصوصیت کے ساتھہ عربون کا تذکرہ کیا جاتا ہے -

تجارت عرب کی قدامت

اہل عرب حضرت مسیح علیہ السلام سے صدیون پیشتر تجارت میں مشغول تھے توراۃ اور نیز یونان نے نہایت قدیم تصنیفات میں عربون کی تجارت کے بیشمار حالات موجود ہیں جس سے ان کے اس پیشہ کی قدامت بہت ہی واضح ہے -

ایک نہایت قدیم روایت[۱] ہے کہ جن لوگون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے نامہربان اور سنگدل بہائیون سے خرید کر مصر کے فوطیفار کے ہاتہہ بیچا تہا وہ عرب کے قبائل اسماعیل اور مدیان کے تاجر تھے -

تجارت عرب کی وسعت

عربون کی تجارت جیسی کہ قدیم تہی ویسی وسیع اور عالمگیر تہی جیسا کہ ڈاکٹر لی بان نے لکھا ہے کہ انکی انتہا ربع مسکون تک پہونچ گئی تہی[۱] - چین کے مشرقی سواحل اور مجمع الجزائر سے لیکر جبل الطارق تک عربی تجار کے جہازات کا بیڑہ بغرض تجارت پہرا کرتا تہا - افریقہ - ایران - ہندوستان - خطا - ترکستان - روس ایشیائی کوچک وغیرہ ممالک کی سرزمین ان کے قافلون کی جولانگاہ تہی -

غرض اقصائے عالم کی تجارت عربون کے ہاتہہ میں تہی اور دو ہزار برس تک عرب تمام عالم کا مرکز تجارت بنا رہا تہا اور اسی وجہ سے سکندر اعظم نے ارادہ کیا تہا کہ اپنے [illegible] کا مستقر اور صدر مقام عرب کو بنا دے[۲] - بقول ڈاکٹر لی بان کے زمانہ قدیم میں عرب نے تمام دنیا میں وہی کام کیا ہے جو یورپ میں [illegible] کے زمانہ میں کیا تہا[۳] -

عربون کو نہایت قدیم زمانہ سے مصر - یمن - عمان - ایران - [illegible] - یونان - افریقہ - بابل - فینیکیا - شام وغیرہ ممالک سے تجارتی تعلق تہا - عرب ان ممالک میں بحری و بری دونون راہون سے آیا جایا کرتے تھے - بری تجارت کاروانون کے ذریعہ کی جاتی تہی - بحری تجارت کے لئے دور دراز مقامات پر جہازات کے ذریعہ سے آیا جایا کرتے تھے اور [illegible] بیوپاری کشتیون سے کام لیتے عربون کی تجارت بری تجارت سے بڑہی ہوئی تہی -

مصریون و عربون کے تجارتی تعلقات

غرض قدیم میں مصریون کی تجارت عربون کے ہاتہہ میں تہی نیز عربون کا تجارتی تعلق بہ نسبت دیگر ممالک کے مصریون سے نہایت قدیم ہے - عنطف[۵] - رابع نے اپنے زمانہ میں بحر احمر کے سواحل پر ایک تجارتی مشن روانہ کیا تہا جسکے ساتھہ بیش قیمت اشیاء - جواہرات نادر حیوانات تھے - اسی[۱] طرح مصر کی ملکہ ہتشو[۲] نے بہی جہازون کا ایک بیڑہ اس ملک میں بغرض تجارت بہیجا تہا[۳]

عربون کی تجارت ملکہ ہتشو کے زمانہ میں اور نیز اوس کے اخلاف کے ایام حکومت میں نہایت چمکی ہوئی تہی - عرب اکثر بحر احمر سے مصر میں جایا کرتے تھے نیز خلیج سوئس سے رود نیل تک بھی انہون نے ایک گزرگاہ بنائی تہی - اہل یمن کی تجارت مصر میں انیسوین[۴] خاندان کے خاتمہ تک باقی رہی پھر مصریون نے اپنے ملک میں تاجرون کے [illegible] بازار بنا لئے[۵] -

مصری ہندوستانیون سے براہ راست تجارت نہیں کرتے تھے بلکہ ہندوستان کا مال و اسباب عربون سے خرید کرتے تھے - عرب مصر سے - حبوب - مواشی [illegible] وغیرہ ہندوستان میں لاکر بیچتے تھے اور ہندوستان سے [illegible] - یاقوت وغیرہ اشیاء مصر کے بازارون میں لایا کرتے تھے[۶] -

صوریین اور عربون کے تجارتی تعلقات

صور[۷] کے باشندون اور عربون کے درمیان بھی قدیم الایام سے تجارتی تعلقات ہیں اس ملک میں عرب خشکی اور تری کے دونون راستون سے آیا جایا کرتے تھے - اہل یمن کی تجارت صوریین سے کئی راستون سے تہی - خشکی کے راستہ سے حجاز سے ہوتے ہوئے قافلون کے ذریعہ اپنے مال و اسباب لے جایا کرتے تھے - انکا بحری راستہ بحر احمر اور خلیج عقبہ سے تہا کبہی کبہی صور و صیدا کے راستون سے بہی جایا آیا کرتے تھے -

صوریین اگرچہ فن جہازرانی سے خوب ماہر تھے تاہم بحر احمر اور بحر ہند کے خطرات سے خائف تھے اس وجہ سے ان ممالک کی پیداوار عربستان بالخصوص جنوبی عرب (یمن) سے لیا کرتے تھے[۱] -

یمن اور عراق والے صور میں جن اشیاء کی تجارت کرتے تھے وہ ہر قسم کے نفیس اور خوشبودار مصالحے اور ہر طرح کے قیمتی پتھر کمخواب سونا - چوغے ارغوانی منقش پوشاکیں اور سب طرح کے بوٹیدار کپڑے تھے[۲] - اہل حجاز کی تجارت بھیڑ دنبہ اور بکرون کی تہی[۳] - گوہر شب چراغ - ارغوانی اور زردوزی کتان مرجان وغیرہ کو ادوم[۴] کے باشندے صور کے بازارون میں لایا کرتے تھے[۵] -

بنی اسرائیل و عربون کے تجارتی تعلقات

بنی اسرائیل[۶] کو دور دراز ممالک سے تجارتی تعلقات نہیں تھے وہ صرف اپنے ہمسایہ ممالک سے لین دین کیا کرتے تھے رومانی - یونانی اشیاء کی خرید کیلئے فینیکیا تہا - ایرانی اسباب خالدیا سے لیا کرتے تھے - عربی پیداوار - ہند و چین کے سامان عربون سے لیتے تھے -

---

صفحہ ۶ پر ملاحظہ ہو

[۱] تمام علماء یورپ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت مسیح سے سترہ سو سال پیشتر کا ہے -

[۱] ڈاکٹر صاحب موصوف کی فرانسیسی کتاب .... کا صفحہ ۲۸ دیکھئے - [۲] ڈاکٹر لیبان کی فرانسیسی زبان کی کتاب صفحہ ۶۸ [۳] صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۴۸ - [۴] ڈاکٹر لی بان کی فرانسیسی کتاب کا صفحہ ۶۸ دیکھئے - [۵] نخبۃ الدہر فی عجائب البر والبحر کا صفحہ ۱۱۶ - [۶] عنطف رابع مصر کا بادشاہ تہا جو عہد میناین کے بعد گزرا ہے - اور یہ مصر کے گیارہوین شاہی خاندان سے تہا - اس خاندان میں ۹ فرمانروا گزرے ہیں جنمیں پہلے (۶) کا لقب عنطف تہا اور آخر (۳) کا منطوحتپ - یہ خاندان بقول پیٹری ۳۰۰۵ سے ۲۷۷۸ قبل مسیح تک فرمانروائی کرتا رہا -

[۱] امپریل لائبریری بابتہ فروری ۱۹۰۵ء کا صفحہ ۱۲۵ دیکھئے [۲] ملکہ ہتشو جسکا اصلی نام ہتشب ست ہے مصر کے اٹھارہوین شاہی خاندان سے ہے اس خاندان کا پہلا بادشاہ آمس اول ہے جو ۱۵۶۷ سے ۱۵۲۳ تک قسم حکومت کی اسکے بعد آمینوتس - ہتوتمس اول و دوم حکمران ہوئے ہیں جن میں ہتوتمس دوم کی حکمرانی چند ہی یوم کی تہی ہتوتمس دوم کے بعد ملکہ ہتشو کی حکومت کا زمانہ آتا ہے - اٹھارہوین خاندان نے ۱۵۸۷ء سے ۱۳۸۷ قم تک حکمرانی کی ہے - [۳] تاریخ القدیم مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۹۶ [۴] مصر کی انیسوین شاہی خاندان کا آغاز ۱۳۸۷ ق م سے اور خاتمہ ۱۲۸۰ ق م میں ہوا ہے - اسی خاندان کے ایام حکومت مین حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لیگئے - بیسیون خاندان کے زمانہ حکومت مین سے جسکی مدت حکومت ۱۲۰۰ ق م سے ۱۱۰۰ ق م تک ہے مصریون کی تجارت اہل فینیکی کے ہاتہون مین تہی اور یہ لوگ مصر کے تاجرون کو دور و دراز ممالک سے اشیا لاکر دیا کرتے تھے - فینیکیہ کی تباہی کے بعد سے پہر عرب تاجرون کو مصر مین عروج ہوا - [۵] تاریخ قدیم مطبوعہ بیروت کا صفحہ ۱۹۶ دیکھئے - [۶] سیاحۃ المعارف مطبوعہ بیروت کا صفحہ ۷۵ دیکھئے - [۷] صور (Tyre) ساحل شام پر کوہ لبنان اور بحر الابیض کے درمیان واقع ہے اسکا طول ایکسو پچاس میل اور عرض چوبیس میل ہے اس ملک کے بیت السلطنت کا نام صور تہا اسی مناسبت سے تمام ملک کو عبرانی اور عربی صور کہتے ہیں یونانی اسکو فنیکیا (Phoenicia) کہتے ہیں اسی لفظ سے انگریزی کا لفظ نکلا ہے اور صور [illegible] جو لبنان [illegible] تہا -

صور کی تجارت اور اوسکی رونق و خوبصورتی کا نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز تذکرہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان اقصاء عالم کے تجار بغرض لین دین کے آیا کرتے تھے (صحیفہ حزقیل کا باب ۲۷ ملاحظہ کیجئے) صور حضرت مسیح چھہ سو برس قبل تباہ ہوگیا -

[۱] تاریخ القدیم کا صفحہ ۱۹ دیکھئے [۲] کتاب مقدس میں حزقیل علیہ السلام کی کتاب کا باب ۲۷ - آیۃ ۲۲ سے ۲۴ تک دیکھئے - [۳] حزقیل علیہ السلام کی کتاب باب ۲۷ آیۃ ۲۱ - [۴] ادوم کو جسے دومہ بھی کہتے ہیں - حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چھٹے فرزند دومہ نے آباد کیا تہا عرب اسکو دومۃ الجندل کہتے ہیں اور یہ نجد میں واقع ہے - [۵] صحیفہ حزقیل علیہ السلام باب ۲۷ آیۃ ۱۶ [۶] بنی اسرائیل کا ملک وہی ہے جسکو عرب کنعان (صفن) اور یونانی فلسطین (فلسطینیا) کہتے ہیں یہ ملک دان کے بیر شبع کے شمال بحر الابیض کے مشرق اور صحرائے آرام کے جنوب میں واقع ہے -

بنی اسرائیل اور عربوں کے مابین جو تجارت ہوتی تھی اُس کا ذکر توراۃ میں کئی مقام پر آیا ہے - منجملہ اُس کے ایک نہایت مشہور واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا حیرام کی شرکت سے براہ سمندر اوفیر[1] سے سونا منگوانا ہے[2] - بابل کو اہل عرب کاروانوں سے آیا جایا کرتے تھے - اُن کے کاروان وہاں عرصہ دراز تک مقیم

بابل والوں سے عربوں کے تجارتی تعلقات

رہا کرتے تھے خالدین[3] عربوں سے عرب کی پیداوار - جنوبی ہندوستان چین - افریقہ وغیرہ ممالک کے اشیاء خرید کیا کرتے تھے - اور عرب اُن سے شمالی ہند - ایران ترکستان وغیرہ ممالک کی پیداوار تبادلہ میں لیا کرتے تھے عربوں کی تجارت کالدین سے تباہی بابل تک نہایت عروج پر تھی -

قدیم زمانہ میں اہل عرب جنوب کے ایرانیوں سے براہ بحر شہر گیرا سے تجارت کیا کرتے تھے - تباہی

ایرانیوں سے عربوں کے تجارتی تعلقات

بابل کے بعد شمالی ایران میں عربوں کی آمد و رفت کو ترقی ہوئی ہے زمانہ وسطی میں جبکہ عراق عرب دولت عجم کے ماتحت ہو گیا تھا عربوں کو ایرانی تجارت میں نہایت عروج حاصل تھا - چنانچہ ان ایام میں شہر مداین جو عراق عرب میں ہے ایران کی تجارت کا مرکز تھا -

اہل عرب چین کو بحری اور برّی دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تھے انکا بحری راستہ سواحل عرب

چین سے عربوں کے تجارتی تعلقات

یا خلیج فارس کے سواحل سے شروع اور براہ راست چین تک منتہی ہوتا تھا جس کے اثنائے راہ سواحل ہند سیلان سیام مجمع الجزائر وغیرہ پڑتے تھے برّی راستہ ایران دشت قفچاق ترکستان - بلخ وغیرہ ممالک سے ہوتا ہوا جاتا تھا -

عرب مسیح سے صدیوں پیشتر چین میں بغرض تجارت آیا جایا کرتے تھے - مسٹر آرنولڈ لکھتا ہے کہ عربوں کی تجارت کو مسیح سے ایک صدی پیشتر چین میں کمال عروج تھا -

عربوں کی تجارت چین کے اور شہروں کی نسبت زیادہ تر صین الصین میں تھی اس شہر میں اس وقت بھی قدیم عربوں کے لئے ایک آثار موجود ہیں جنکے منجملہ ایک حضرت رسول کریم کے چچا کا مرقد مبارک ہے

چین میں عربوں کی تجارت جواہرات - مرجان فرس - سوتی کپڑے کی تھی اور ان اشیا کے تبادلہ میں وہاں سے اطلس کمخواب ظروف چینی چار کے ادویہ وغیرہ لیتے تھے - اور صین الصین سے چائے افیون سیماب شورہ - ٹین - جواہرات لیا کرتے

تھے -

عرب ہندوستان کو برّی اور بحری دونوں راستوں سے آیا جایا کرتے تھے - برّی راستہ - ایران - سمرقند

ہندوستان اور سیلان سے عربوں کے تجارتی تعلقات

کشمیر سے ہوتا ہوا ہند کو جاتا تھا - بحری راستہ شرف اور عدن سے تھا -

خشکی کے راستہ سے ان لوگوں کی تجارت کشمیر قنوج وغیرہ ممالک میں ہوتی تھی - بحری راستہ سے سندہ ملیبار[3] سیلان وغیرہ ملکوں میں تجارت کیا کرتے تھے -

عرب شمالی - ہند اور کشمیر وغیرہ سے بارود پنبہ - افیون - اون - حریر - مشک - ریوند چینی پشمینہ وغیرہ خرید کیا کرتے تھے[4] - اور جن کو ملیبار سیلان سے خرید کرتے تھے وہ طرح طرح کے گرم مصالحے - لونگ - الاچی مرچ - زیرہ - عطریات دارچینی - جواہرات - نیز دیگر معدنیات حیوانات ناریل وغیرہ اشیاء تھے -

عربوں کا تجارتی تعلق ہندوستان سے نہایت قدیم ہے بقول ڈاکٹر گستاؤ لی بان کے جس کا آغاز ابتدا از زمانہ تاریخی سے ہوتا ہے - عرب ہندوستان کے جن شہروں میں سب سے پہلے تجارت کی غرض سے آئے وہ سندھ ملیبار - سیلان تھے اور یہ ہی مقامات ان کی خاص تجارتگاہیں تھیں -

عرب قدیم الایام سے سواحل افریقہ پر تجارت کیا کرتے تھے یہاں حبشیہ[8] اور کارتھیج[1] ان کی تجارت کے مشہور مقامات تھے -

افریقہ سے عربوں کے تجارتی تعلقات

اہل یمن حبشہ کو عدن سے اور اہل حجاز جدہ سے آیا جایا کرتے تھے کارتھیج کا بحری راستہ بحر الروم سے تھا - مورخ نے لکھا ہے کہ افریقہ میں عربوں کی آمد و رفت سے ہوتی تھی[2] -

عربوں اور یونانیوں کے تجارتی تعلقات

عربوں اور یونانیوں کے مابین جو تجارتی تعلق تھا نہایت قدیم تھا مورخ ہیرودوٹس[7] کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکے زمانہ میں یونان میں عربوں کی تجارت کمال عروج پر تھی -

---

[1] اوفیر کے جائے وقوع میں اکثر علما اختلاف بھی کرتے ہیں لیکن عام طور پر یہ شہر حضرموت میں تسلیم کیا جاتا ہے - [2] دوم تواریخ باب ہشتم آیۃ ۱۷ سے ۱۹ تک۔ [3] بابل جسکو عبرانی کسدیم اور یونانین خالدیا اور آسوریا کہتے ہیں وہ ملک ہے جو سواحل فرات اور دجلہ پر واقع ہے - بابل والوں کے تجارتی تعلقات جو ہندوستانیوں اور ایرانیوں سے تھے وہ قابل بیان ہیں - یہ لوگ ہندوستان کے شمالی ممالک سے براہ بحر و بر تجارت کیا کرتے تھے بحری راستہ خلیج فارس سے تھا جسکے اثنا میں شیراز پڑتا تھا - اس راہ سے سندھ ملتان گجرات وغیرہ ممالک میں آیا جایا کرتے تھے - انکا برّی راستہ ایران اور افغانستان وغیرہ سے ہوتا ہوا جاتا ہے [4] یشعیا علیہ السلام کی کتاب کے باب ۱۳ - آیۃ ۲۰ کو دیکھئے [5] تاریخ قدیم صفحہ ۸۰ - [6] مورخ استرابو کی یونانی زبان کی تاریخ کا صفحہ ۱۱۱۰ دیکھئے - [7] زمانہ وسطی سے حضرت رسول کریم اور مسیح علیہ السلام کے مابین کا زمانہ اور بالخصوص چوتھی اور چھٹی صدی مسیحی کا درمیانی زمانہ مراد ہے - [8] مداین بغداد سے ایک منزل کے فاصلہ پر جانب جنوب آباد تھا زمانہ قدیم میں اسکو طیسفون کہتے تھے - نوشیروان نے اسکو اپنا مستقر قرار دیا تھا - اسی شہر میں ایوان کسریٰ کے کھنڈرات تھے - صناجۃ العرب

[1] مورخ رشید الدین لکھتا ہے کہ ملک چین کے دو حصے تھے - خطا و صین الصین دریائے ہوانگ ہو کے شمال میں جو ایک ملک ہے وہ خطا کہلاتا تھا - اور اسکا بیت السلطنۃ خان بالغ تھا ہوانگ کے جنوبی ملک کو صین الصین کہتے تھے اور اسکا دار السلطنۃ خنسا تھا - ختا میں جو عرب آیا کرتے تھے وہ زیادہ تر ایران ترکستان - منگولیا وغیرہ ہوتے ہوئے خشکی کے راستہ آتے تھے - خان بالغ - ابن بطوطہ (جلد ص) اور صاحب تقویم البلدان (صفحہ) نے اسکا نام خانقو ہی لکھا ہے - حال کے جغرافیہ میں اسکو پیکن کہتے ہیں صین الصین اسکو عرب صین الکبیر ہی کہتے ہیں مار کو پولو نے اسکا نام ماچین لکھا ہے حال کے جغرافیہ میں اسکا نام کینٹن لکھتے ہیں خنسا جسکو اسوقت ہوانگ جو کہتے ہیں چین کا بہت بڑا اور بارونق شہر ہے - پہلی صدی میں جو عربی تاجروں کے جہازات چین میں آتے تھے ان کے قیام کی جگہ یہی شہر تھا - [2] یہ راستہ ڈاکٹر لی بان کی کتاب اور تجلیۃ الدہر سے اخذ کیا گیا ہے - ملاحظہ کیجئے ٹائمز آف انڈیا مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء میں عماد نواز جنگ بہادر کی بیوی جمیلہ بیگم صاحبہ کا مضمون " ایک ترکی سلطانہ کی ملاقات " بیگم صاحبہ نے اس قبر کو بچشم خود دیکھا ہے - نیز ان شہر کے متعلق یہ

[1] ملاحظہ ہو تاریخ چین صفحہ ۱۴ - [2] فریج کتاب صفحہ ۴۲ - [3] لفظ ملیبار کے معنی " پہاڑی ملک " ہیں اسکو قدیم زمانہ میں کراکر کہتے تھے - اس پہاڑی سے گواٹک کا مشرقی ساحل ملیبار کہلاتا ہے - [4] سیلان ہندوستان کے جنوب میں ایک جزیرہ ہے اسکے اور ہندوستان کے درمیان چالیس میل کا فاصلہ ہے - رامچندر جی کی بیوی سیتا کو جو راون چرا کے لے گیا تھا وہ اسی جزیرہ کا بادشاہ تھا - ہندو لوگ اسکو لنکا کہتے ہیں - سراندیپ بھی اسی کا نام ہے [5] سیاحۃ المعارف صفحہ ۱ [6] تحفۃ المجاہدین - [7] فریج کتاب صفحہ ۵۰۶ [8] عرب جسکو حبش کہتے ہیں وہ ملک اسوقت ابی سینا نوبیہ کہلاتا ہے یونانیوں نے اسکا نام ایتھوپیا رکھا ہے - ایتھوپیا دو لفظوں سے مرکب ہے جسکے معنی ہیں - " جلا ہوا چہرہ " یہ نام انہوں نے اسکو اس وجہ سے دیا ہے کہ یہاں کے لوگوں کے چہرے تمازت آفتاب کی وجہ سے سیاہ ہو جایا کرتے ہیں - یہ حبشی اور سیاہ فام مخلوق قدیم زمانہ میں مہذب تھی اور ہندوستان اور عرب سے اسکی بہت تجارت تھی - زمانہ وسطی میں عربوں کو حبشیوں سے خاص تعلق تھا کیونکہ ان لوگوں کی عین عین حکومت

[1] کارتھیج ایک قدیم شہر ہے جو افریقہ کے شمال میں واقع جہاں اب تونس آباد ہے - صوریین نے ۸۵۳ قبل مسیح اسکی بنا ڈالی تھی ۱۴۶ ء میں رومیوں نے اسکو برباد کر دیا - وہ عربی تجار جو یونان کو آیا جایا کرتے تھے [2] تاریخ الاسلام صفحہ (۶) [3] استرابو کا مشہور جغرافیہ دان ہے ۶۴ قبل مسیح پیدا ہوا ۲۴ء میں مرا - [4] دیکھئے استرابو کی یونانی زبان میں تاریخ کا صفحہ (۱۱۱۰) [5] استرابو نے اس کا تلفظ گیرا لکھا ہے جرمنی کے ضمیمہ مراصد الاطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا عربی تلفظ جیرہ ہے اور یہ شہر بحرین میں خلیج فارس کے کنارے واقع تھا - [6] یونانی اپنے ملک کو جسے انگریز گریک بولتے ہیں ہیلس کہتے تھے (دیکھئے یونانی اور فارسی بائبل میں اعمال الرسل باب ۲۰ آیۃ ۲) اور خود کو ہیلینیس کہا کرتے تھے - اور یونان اُن نو آبادیوں کا نام کہا تھا جنکو انہوں نے بحر الاسود اور بحر الروم کے مابین آباد کیا تھا اس کو وہی لوگ بنی منکیر آسیا ہی کہتے تھے عرب اسکو جو آسیا الصغریٰ کہتے ہیں وہ بعینہ آخری جملہ کا ترجمہ کیا ہے - عرب ہیلس کو یونان کہتے ہیں لیکن ہمارے اس مضمون میں یونان سے ہیلس اور ایطالیہ دونوں ملک مراد ہیں - [7] ہیرودوٹس یونان کا مشہور مورخ ہے جسکو ابو المورخین کہتے ہیں ۴۲۵ قبل مسیح میں فوت ہوا -

---

ضرورتِ نکاح

سید بدر الدین شاہ احمدی کریام تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر عمر قریباً پچیس ۲۵ سال اور پیشہ چابک سواری - اپنی جماعت میں نکاح کرنا چاہتا ہے - آمدنی ماہوار اندازاً ۲۵ روپیہ ہے - اگر ذات سید ہو تو مناسب ہے - ورنہ کوئی ہو - خط و کتابت مندرجہ بالا پتہ سے ہونی چاہئے -

کلماتِ طیبات حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمٰن

(تتمہ ۱۳ - مئی ۱۹۰۶ء)

لوگ **ابدال** ہو جاتے ہیں اور وہ اس دنیا کے نہیں رہتے ان کے ہر کام میں ایک خلوص اور اہلیت ہوتی ہے لیکن دنیاداروں کا تو یہ حال ہے کہ وہ خیرات بھی کرتے ہیں تو اسکے لئے تعریف اور تحسین چاہتے ہیں اگر کسی نیک کام میں کوئی چندہ دیتا ہے تو غرض یہ ہے کہ اخبارات میں اسکی تعریف ہو۔ لوگ تعریف کریں۔ اس نیکی کو خدا تعالےٰ سے کیا تعلق بہت لوگ شادیاں کرتے ہیں اسوقت سارے گاؤں میں روٹی دیتے ہیں مگر خدا کے لئے نہیں صرف نمائش اور تعریف کے لئے۔ اگر ریا نہ ہوتی اور محض شفقت علےٰ خلق اللہ کے لحاظ سے یہ فعل ہوتا اور خالص خدا کیلئے تو ولی ہو جاتے۔ لیکن چونکہ ان کاموں کو خدا تعالےٰ سے کوئی تعلق اور غرض نہیں ہوتا اسلئے کوئی نیک اور بابرکت اثر انمیں پیدا نہیں ہوتا۔ یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے ہو جاوے خدا تعالےٰ اسکا ہو جاتا ہے اور خدا کسی کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ ریاکاری اور فریب سے خدا کو ٹھگ لونگا تو یہ حماقت اور نادانی ہے وہ خود ہی دھوکہ کھا رہا ہے۔ دنیا کے زیب۔ دنیا کی محبت ساری خطاکاریوں کی جڑ ہے۔ اس میں اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہئے تھا۔ جس حالت میں عقلمند انسان کسی کے دھوکہ میں نہیں آسکتا تو اللہ تعالےٰ کیونکر کسی کے دھوکہ میں آسکتا ہے مگر ایسے افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جس نے اسوقت مسلمانوں کو تباہ حال کر رکھا ہے اور جس میں وہ مبتلا ہیں وہ یہی دنیا کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت لوگ اسی غم و ہم میں پھنسے ہوئے ہیں اور اُس وقت کا لحاظ اور خیال ہی نہیں کہ جب قبر میں رکھے جاوینگے۔ ایسے لوگ اگر اللہ تعالےٰ سے ڈرتے اور دین کے لئے ذرا بھی ہم و غم رکھتے تو بہت کچھ فائدہ اُٹھا لیتے۔ سعدی کہتا ہے۔

ع گر وزیر از خدا بترسیدے

ملازم لوگ تھوڑی سی نوکری کے لئے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت دل میں نہیں ہوتی اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے اسلئے خدا کی **عظمت** کو دل میں رکھنا چاہئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے۔ اسکی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے یہانتک کہ لا یخاف عقبٰھا

پھر وہ اس امر کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ اسکے پچھلوں کا کیا حال ہوگا۔ برخلاف اسکے جو لوگ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے اور اسکی عظمت کو دل میں جگہ [illegible] انکو عزت دیتا اور خود ان کے لئے ایک [illegible] ہے۔ [illegible] آیا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاوے اللہ تعالےٰ اسکا ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اسطرف توجہ بھی کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی طرف آنا چاہتے ہیں انمیں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ

ہتیلی پر سرسوں جما دی جاوے

وہ نہیں جانتے کہ دین کے کاموں میں کسقدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لئے وہ رات دن مرتے اور ٹکریں مارتے ہیں اسکے کاموں کے لئے تو برسوں انتظار کرتے ہیں۔ کسان بیج بو کر کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے لیکن دین کے کاموں میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھونک **مار کر ولی بنا دو**۔ اور پہلے ہی دن چاہتے ہیں کہ عرش پر پہونچ جاویں حالانکہ نہ اس راہ میں کوئی محنت اور مشقت اُٹھائی۔ اور نہ کسی ابتلا کے نیچے آیا۔ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کا یہ قانون اور آئین نہیں ہے یہاں ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ سرسری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہو سکتا کہ ہم کہدیں ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ یعنے کیا یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اتنے ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہ لوگ چھوڑ دیئے جاویں کہ وہ کہدیں۔ ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہو۔

یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے کہ پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے اگر یہی سنت ہوتی تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے جان نثار صحابہ کو پھونک مار کر ہی ولی بنا دیتے۔ انکو امتحان میں ڈلوا کر انکے سر نہ کٹواتے۔ اور خدا تعالےٰ انکی نسبت یہ نہ فرماتا۔

منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا

پس جب دنیا بغیر مشکلات اور محنت کے ہاتھ نہیں آتی تو عجب بے وقوف ہے وہ انسان جو دین کو حلوائے بے دود سمجھتا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ با این اسلام نے تو ایسی مشقت ہی نہیں رکھی۔ ہندوؤں میں دیکھو کہ انکے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں۔ کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں **رہبانیت** تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا بلکہ اسنے یہ تعلیم دی۔

قد افلح من زکّٰھا

یعنی نجات پا گیا وہ شخص جسنے تزکیہ نفس کیا۔ یعنی جس نے ہر ایک قسم کی بدعت۔ فسق و فجور۔ نفسانی جذبات سے خدا تعالےٰ کے لئے الگ کر لیا۔ اور ہر قسم کے نفسانی لذات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اسکے تکلفات کو چھوڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا۔

قد خاب من دسّٰھا۔

مٹی کے برابر ہو گیا وہ شخص جس نے نفس کو آلودہ کر لیا۔ یعنے جو زمین کی طرف جھک گیا۔ گویا یہ ایک ہی فقرہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس طرح خدا تعالیٰ تک پہونچتا ہے۔ یہ بالکل سچی اور پکی بات ہے کہ جب تک انسان قوائے بشریہ کے برے طریق کو نہیں چھوڑتا اسوقت تک خدا نہیں ملتا۔ دنیا کی گندگیوں سے نکلنا چاہتے ہو اور خدا تعالےٰ کو ملنا چاہتے ہو تو ان لذات کو ترک کرو ورنہ

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
این خیال است و محال است و جنون

انسان کی فطرت میں دراصل بدی نہ تھی اور نہ کوئی چیز بُری ہے لیکن بد استعمالی بُری بنا دیتی ہے۔ مثلاً ریا ہی کو لو۔ یہ بھی دراصل بُری نہیں کیونکہ اگر کوئی کام محض خدا تعالےٰ کے لئے کرتا ہے اور اس لئے کرتا ہے کہ اس نیکی کی تحریک دوسروں کو بھی ہو تو یہ ریا بھی نیکی ہے۔ ریا کی دو قسمیں ہیں ایک دنیا کے لئے مثلاً کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور پیچھے کوئی بڑا آدمی آگیا اسکے خیال اور لحاظ سے نماز کو لمبا کرنا شروع کر دیا۔ ایسے موقعہ پر بعض آدمیوں پر ایسا رعب پڑ جاتا ہے کہ وہ بھول بھول جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم ریا کی ہے۔ جو ہر وقت ظاہر نہیں ہوتی مگر اپنے وقت پر جیسے بھوک کے وقت روٹی کھاتا ہے یا پیاس کے وقت پانی پیتا ہے۔

مگر برخلاف اس کے جو شخص محض اللہ تعالےٰ کیلئے نماز کو سنوار سنوار کر پڑھتا ہے۔ وہ ریا میں داخل نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے غرض ریا کے بھی محل ہوتے ہیں۔

اور انسان ایسا جانور ہے کہ بے محل عیوب پر نظر نہیں کرتا۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپکو بڑا عفیف اور پارسا سمجھتا ہے راستہ میں کیلا جا رہا ہے راستہ میں وہ ایک تھیلی جواہرات کی پڑی پاتا ہے وہ اسے دیکھتا ہے اور سوچتا ہے کہ مداخلت کی کوئی بات نہیں کوئی دیکھتا نہیں اگر یہ اسوقت اسپر گرتا نہیں اور سمجھتا ہے کہ غیر کا حق ہوگا اور روپیہ جو گرا ہوا ہے آخر کسی کا ہے۔ ان باتوں کو سوچکر اگر اسپر نہیں گرتا اور لالچ نہیں کرتا تو فی الحقیقت پوری عفت اور تقوے سے کام لیتا ہے ورنہ اگر نرا دعوے ہی دعوے ہے تو اسوقت اسکی حقیقت کھل جاوے گی اور وہ اسے لے لیگا۔

اسی طرح ایک شخص جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ریا کرتا جبکہ ریا کا وقت ہو اور وہ نہ کرے تو ثابت ہوگا کہ نہیں کرتا۔ لیکن جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا بعض اوقات ان عادتوں کا محل ایسا ہوتا ہے کہ وہ بدل کر نیکی ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ نماز جو باجماعت پڑھتا ہے اسمیں بھی ایک ریا تو ہے لیکن انسان کی غرض اگر نمائش ہی ہو تو بیشک ریا ہے اور اگر اس سے غرض اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری مقصود ہے تو یہ ایک عجیب نعمت ہے پس مسجدوں میں بھی نمازیں پڑھو اور گھروں میں بھی۔

ایسا ہی ایک جگہ کسی کام کے لئے چندہ ہو رہا ہو ایک شخص دیکھتا ہے کہ لوگ بیدار نہیں ہوتے اور خاموش ہیں وہ محض اس خیال سے کہ لوگوں کو تحریک ہو سب سے پہلے چندہ دیتا ہے بظاہر یہ ریا ہوگی لیکن ثواب کا باعث ہوگی۔

اسیطرح خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

لا تمش فی الارض مرحا

زمین پر اکڑ کر نہ چلو

لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ایک جنگ میں ایک شخص اکڑ کر اور چھاتی نکال کر چلتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر فرمایا کہ یہ فعل خدا تعالےٰ کو ناپسند ہے لیکن اسوقت اللہ تعالےٰ اسکو پسند کرتا ہے۔ پس

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

غرض خلق محل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کوئی خلق برا نہیں بلکہ بد استعمالی سے برے ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کے متعلق آیا ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپ بڑے غصہ ور تھے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ غصہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے۔ اسلام ہر ایک قوت کو اپنے محل پر استعمال کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ پس یہ کبھی کوشش مت کرو کہ تمہارے قوے جاتے رہیں بلکہ ان قویٰ کا صحیح استعمال سیکھو۔

یہ سب جھوٹے اور خیالی عقائد ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری تعلیم یہ ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ ممکن ہے یہ تعلیم اسوقت قانون مختص المکان یا مختص الزمان کی طرح ہو۔ ہمیشہ کے لئے یہ قانون نہ کبھی ہو سکتا ہے اور نہ یہ چل سکتا ہے۔ اسلئے کہ انسان ایک ایسے درخت کی طرح ہے جسکی شاخیں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر اس کی ایک ہی شاخ کی پرورش کی جاوے تو باقی شاخیں تباہ اور برباد ہو جائیں گی۔

عیسائی مذہب کی اس تعلیم میں جو نقص ہے وہ بخوبی ظاہر ہے اس سے انسان کے تمام قویٰ کی نشوونما کیونکر ہو سکتی ہے اگر صرف درگذر ہی ایک عمدہ چیز ہوتی تو پھر **انتقامی قوت** اسکی قوتوں میں کیوں رکھی گئی ہے؟

اور کیوں پھر اس درگذر کی تعلیم پر عمل نہیں کیا جاتا۔ مگر برخلاف اسکے کامل تعلیم وہ ہے جو اسلام نے پیش کی اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمکو ملی ہے اور وہ یہ ہے۔

جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔

یعنے بدی کی جزا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخشدے اور ایسے موقعہ پر بخشدے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہوتا ہے تو اسکا اجر اللہ تعالے پر ہے۔

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا ہرگز یہہ منشا نہیں کہ خواہ نخواہ ضرور ہر مقام پر شر کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور انتقام نہ لیا جاوے بلکہ منشاء الٰہی یہہ ہے کہ محل اور موقعہ کو دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ گناہ کے بخشدینے اور معاف کر دینے کا ہے یا سزا دینے کا۔ اگر اسوقت سزا دینا ہی مصلحت ہو۔ تو اسقدر سزا دیجاوے جو سزا وار ہے اور اگر عفو کا محل ہے تو سزا کا خیال چھوڑ دو۔

یہہ خوبی ہے اس تعلیم میں۔ کیونکہ وہ ہر پہلو کا لحاظ رکھتی ہے اگر انجیل پر عمل کر کے ہر شریر اور بدمعاش کو چھوڑ دیا جاوے۔ تو دنیا میں اندھیر مچ جاوے پس تم ہمیشہ یہی خیال رکھو کہ تمام قویٰ کو مردہ مت تصور کرو۔ تمہاری کوشش یہہ ہو کہ محل پر استعمال کرو۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہہ تعلیم ایسی ہے جیسے انسانی قویٰ کے نقشہ کو کھینچ کر دکھا دیا ہے مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو عیسائیوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور اسلام جیسی نعمت کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ صادق ہر حالت میں دوسروں کے واسطے شیرین ظاہر نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ ماں ہر وقت بچے کو کھانے کے واسطے شیرینی نہیں دے سکتی بلکہ وقت ضرورت کڑوی دوائی بھی دیتی ہے۔ ایسا ہی ایک صادق مصلح کا حال ہے۔ یہی تعلیم ہر پہلو پر مبارک تعلیم ہے۔ خدا ایسا ہے۔ کہ سچا خدا ہے۔ ہمارے خدا پر عیسائی بھی ایمان لاتے ہیں جو صفات ہم خدا تعالےٰ کے مانتے ہیں۔ وہ سب کو ماننے پڑتے ہیں۔ پادری فنڈر ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں عیسائیت کا وعظ نہیں پہنچا۔ تو قیامت کے دن ان لوگوں کو کیا سوال ہوگا۔ تب خود ہی جواب دیتا ہے۔ کہ ان سے یہ سوال نہ ہوگا۔ کہ تم یسوع پر اور اس کے کفارہ پر ایمان لائے تھے یا نہ لائے تھے۔ بلکہ ان سے یہی سوال ہوگا کہ کیا تم اس خدا کو مانتے ہو جو اسلام کے صفات لا واحد لا شریک ہے۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے کہ ایک جنگل میں رہنے والا فطرتاً مجبور ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ ہر ایک شخص کا کانشنس اور نور قلب گواہی دیتا ہے۔ کہ وہ اسلامی خدا پر ایمان لائے۔ اس حقیقت اسلام کو اور اصل تعلیم کو جس کی تفصیل کیگئی آج کل کے مسلمان بھول گئے ہیں۔ اور اسی بات کو پھر قایم کر دینا ہمارا کام ہے۔ اور یہی ایک عظیم الشان مقصد ہے۔ جس کو لے کر ہم آئے ہیں۔

ان امور کے علاوہ جو اوپر بیان کئے گئے اور بھی علمی اعتقادی غلطیاں مسلمانوں کے درمیان پھیل رہی ہیں۔ جن کا ادا کرنا ہمارا کام ہے۔ مثلاً ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں اور باقی سب نعوذ باللہ پاک نہیں ہیں یہ ایک صریح غلطی ہے۔ بلکہ کفر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت ہے۔ ان لوگوں میں ذرہ بھی غیرت نہیں۔ جو اس قسم کے مسائل گھڑ لیتے ہیں اور اسلام کو بے عزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ اسلام سے بہت دور ہیں۔ اصل میں یہ مسئلہ اس طرح سے ہے۔ کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدایش دو قسم کی ہوتی ہے ایک مس روح القدس سے اور ایک مس شیطان سے تمام نیک اور راست باز لوگوں کی اولاد مس روح القدس سے ہوتی ہے اور جو اولاد بدی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وہ مس شیطان سے ہوتی ہے تمام انبیاء مس روح القدس سے پیدا ہوئے تھے۔ مگر چونکہ حضرت عیسیٰ کے متعلق یہودیوں نے یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ وہ نعوذ باللہ ولد الزنا ہیں اور مریم کا ایک اور سپاہی پنڈارا نام کے ساتھ تعلق ناجائز کا ذریعہ ہیں۔ اور مس شیطان کا نتیجہ ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے ان کے ذمہ سے یہ الزام دور کرنے کے واسطے ان کے متعلق یہ شہادت دی تھی۔ کہ ان کی پیدائش بھی مس روح القدس سے تھی چونکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا کے متعلق کوئی اس قسم کا اعتراض نہ تھا۔ اس واسطے ان کے متعلق ایسی بات بیان کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑی۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین عبد اللہ اور آمنہ کو تو پہلے ہی سے ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور ان کے متعلق ایسا خیال و گمان بھی کبھی کسی کو نہ ہوا تھا۔ ایک شخص جو مقدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تو اسکے واسطے صفائی کی شہادت کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن جو شخص مقدمہ میں گرفتار ہی نہیں ہوا۔ اس کے واسطے صفائی شہادت کی کچھ ضرورت ہی نہیں۔

ایسا ہی ایک اور غلطی جو مسلمانوں کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ وہ معراج کے متعلق ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تھا۔ مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا سو یہ عقیدہ غلط ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرت اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے سو یہ بھی غلط ہے بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا۔ مگر نورانی اور ایک بیداری تھی۔ مگر کشفی اور نورانی جسکو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو۔ ورنہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری کے ساتھ آسمان پر جانے کے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا جس کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا تھا قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرًا رسولا کہدے میرا رب پاک ہے میں تو ایک انسان رسول ہوں۔ انسان اس طرح اڑ کر کبھی آسمان پر نہیں جاتے۔ یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے

ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے۔ اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہئے۔ حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے۔ کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے۔ اور اسکے مطابق ہو لیکن اگر اس کے مخالف پڑے۔ تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھا دیا اور ایک نمونہ قایم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا۔ تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا لیکن اصل قرآن ہے۔ بعض اہل کشف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوتیں۔ یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں۔ جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں اس واسطے اللہ تعالےٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں اور اس مطلب کے واسطے خدا تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی اسلام پھر دنیا پر قایم کروں۔

یہ فرق ہے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان۔ ان کی حالت وہ نہیں رہی۔ جو اسلامی حالت تھی یہ مثل ایک خراب اور نکمے باغ کے ہو گئے ان کے دل ناپاک ہیں۔ اور خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ایک نئی قوم پیدا کرے جو صدق اور راستی کو اختیار کر کے سچے اسلام کا نمونہ ہو۔ فقط۔

قرآن کریم کی ایک نئی کرامت

جسقدر علم بڑھتا ہے علمی مباحث کو ترقی ہوتی ہے اور معلومات وسیع ہوتے ہیں۔ علما پر کھلتا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم فلاح دینی و دنیوی کے لئے بہترین تعلیم ہے۔ قرآن کریم نے دیکھا کہ مائیں اپنے بچوں کو خود بہت کم دودھ پلاتی ہیں لہذا انھیں ترغیب کے ساتھ ہدایت کی کہ "مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلایا کریں" لیکن اکثر عورتوں نے یہ ہدایت قبول نہیں کی اور بچوں کو بخیال نخوت و خودداری اور لطف صحبت کی خواہش کے دودھ پلانے والیوں پر چھوڑ رکھا تاکہ دودھ کے لئے لڑکوں کے رونے سے رات کو انکی آسائش میں خلل نہ واقع ہو۔ علمای عمران اور طبیبوں نے اس مسالہ کی تحقیقات کرنا شروع کی ہے (ملاحظہ ہو الہلال نمبر ۷) بڑی کاوش کے بعد پتہ چلتا ہے کہ جس قوم کے بچے اپنی ماؤں کے آغوش میں تربیت پاتے ہیں اور انہی کے دودھ سے پلتے ہیں وہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ صحیح البدن و قوی الجسم ہوتے ہیں۔ جرمنی کے ڈاکٹروں نے اپنے ملک میں اس کی اچھی طرح سے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکے جو اپنی ماؤں کے دودھ پر نہیں پلتے ہیں ان کی موتیں بہ نسبت ان لڑکوں کے جو اپنی ماؤں کے دودھ سے پلتے ہیں، بیس گونہ زیادہ ہوتے ہیں ناسدے میں اسکے متعلق جو شمار ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن خاندانوں میں کہ لڑکے اپنی ماؤں کی گود میں پلتے ہیں" مدافعہ و مقابلۂ امراض کی ان میں زیادہ قوت ہوتی ہے۔ یہ قرآن کریم حکیم کی ایک نئی حکمت و کرامت ہے، جسقدر اس کے مباحث میں تدقیق سے نظر کی جائے اسکی ہر شاخ و برگ کی لطافت بڑھتی جائیگی مشرقی اقوام میں۔ جن میں دستور ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں اس فلسفی تعلیم کا بخوبی اثر ظاہر ہوا اسلئے کہ سال اول تمام ہونے کے قبل جسقدر بچوں کی موتیں ہوتی ہیں ان کی اوسط فی ہزار ایک سو ہے، حالانکہ انگلستان میں فی ہزار ۱۵۴ اور جرمنی میں فی ہزار ڈھائی سو بچے مرتے ہیں۔

درخواست جنازہ

چودہری عبد السلام صاحب کانگڑہ کی والدہ صاحبہ چند روز ہوئے فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ کا جنازہ پڑھا جاوے۔ اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی جاوے۔

وکیل اور کفر کی حمایت

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

میں دیکھتا ہوں کہ وہی اخبار وکیل (جو اس سے پہلے مذہبی بحث سے اپنے آپ کو الگ رکھنا چاہتا تھا) اب خصوصیت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں اپنا وقت اور محنت صرف کرنا چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یا تو اسکے خیال میں مسلمانوں کی ترقی اور فلاح کی یہہ تدبیر باقی رہ گئی تھی اور یا اسکی اپنی ترقی کا یہہ زبردست ذریعہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے قایم کردہ سلسلہ سے ٹکر مارے۔ میں اخبار وکیل کے مالک اور خیالی ایڈیٹر منشی غلام محمد صاحب کو اس کام کے لئے مبارکباد نہیں دے سکتا۔ اسلئے کہ اس سے پہلے بہت سے ناعاقبت اندیش اس مشق کو لیکر اٹھے اور انہوں نے سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں رات دن برابر کر دیے۔ مگر آخر وہ تھک کر رہ گئے اور اس سلسلہ کے سرسبز کھیت کی کھاد بن کر بیٹھ گئے۔ اسطرح پر مجھے یقین کامل ہے کہ وکیل کی تحریریں انشاء اللہ العزیز اس سلسلہ کی مخالفت میں ہمارا کچھہ بگاڑ نہیں سکیں گی۔ البتہ ابھی اگر کوئی وقعت ہے تو اسکو دور کر کے رہیں گی۔ میں وکیل کی تحریروں پر انشاء اللہ العزیز سلسلہ وار نوٹس لونگا محض اسلئے کہ وکیل عامیانہ مذاق کا اخبار نہیں ہے۔

۹ - جون کے وکیل میں وفات مسیح کے عنوان سے ایڈیٹر صاحب نے ایک نوٹ لکھا ہے جسکو بجنسہٖ درج کرتا ہوں اور پھر اس پر مناسب ریمارک کرونگا تاکہ ایڈیٹر صاحب کو یہہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ میری تحریر کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسی طرح پر اگر وہ اسپر کچھہ لکھیں تو انکا اخلاقی [illegible] فرض ہے کہ وہ میری اس تحریر کو بالالتزام درج کریں + وہ نوٹ یہہ ہے۔

وفات مسیح

مرزا صاحب قادیانی ڈاکٹر عبد الحکیم کو لکھتے ہیں کہ:۔

"محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی نہیں ہے یہ عقیدہ ایک سخت گمراہ شخص سید احمد خاں کا تھا"

قطع نظر اس بحث کے کہ تمام انبیاء کی بعثت کا اصلی مقصد اشاعت توحید تھا یا اور کچھہ؟ اور یا اہل کتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ جو بانی اسلام کی آواز تھی۔ اسکا کیا مفہوم ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی مرزا صاحب [illegible] سید احمد خان کی گمراہی اور ضلالت پر یقین کامل رکھتے ہیں تو سید احمد خاں؟ وہ ہی سید احمد خان

جو متاخرین اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے وفات مسیح کے مبہم مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ وہ ہی سید احمد خان۔ جو عالم دنیائے اسلام میں پہلا شخص ہے جسنے پہلے پہل یہ بتلایا کہ رفع مسیح کا خیال قرآن مجید سے ماخوذ نہیں ہے۔ ہاں! وہ ہی گمراہ سید احمد خان جسنے اوّل اوّل اسلامی دنیا کو بتلایا کہ تفسیر کشف الاسرار کا مصنف بعض اکابر معتزلہ اور قدماء میں بعض محقق علماء رفع مسیح کے قائل نہیں ہیں۔ وہ ہی سید احمد خان جسکی فطری اجتہادی قوت کے نتائج سے "وضع الشیء علی غیر محلہ" کے اصول پر دمشق کے مشرقی رخ کی بارگی کے مجدد نے فائدہ اٹھایا۔ اور عیسیٰ کی وفات کو ثابت کر کے زید نے دعوےٰ کر دیا کہ عمرو میں ہوں پس کیا اپنے محسن، اپنے معلم، اپنے ہادی کی گمراہی پر یقین رکھنے کے لئے مرزا صاحب آمادہ ہیں؟ کیا انکا [illegible] اجازت دیتا ہے کہ اس شخص کی [illegible] پر زور دیں جسکی تحقیق کی تقلید انکے تمام دعاوی کا سنگ بنیاد۔ اور تمام دلائل میں عروۃ الوثقیٰ ہے؟ ہاں ہم مرزا صاحب سے ایک سوال کرینگے اور ان کا فرض ہے کہ وہ اسکا جواب دیں۔ یہ سوال کمال ادب و شائستگی کیا جائے گا اور جواب کے بھی اسی طرح متوقع رہینگے۔

"مرزا صاحب اپنی تحریروں میں اپنائے [illegible] پر حیرت ظاہر کرتے ہیں کہ [illegible] مسئلہ روز روشن کی طرح [illegible] ہیں وہ اقرار کر [illegible] مسیح [illegible] گویا حضرت کے نزدیک وفات مسیح کا ثابت کرنا اس امر کے لئے مستلزم ہے کہ مرزا غلام احمد مثیل مسیح ہیں۔ اور عیسیٰ کی موت کی تحقیق ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ زید وہی ہے [illegible] آپکے ظہور سے بہت پہلے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو۔ اور بالاعلان وفات مسیح کا دعوےٰ کیا ہو کیا وہ آپ کا محسن نہیں ہے؟ کیا اسنے ایک ایسی بڑی دلیل آپ کی مہدویت کی نہیں پیش کر دی۔ جسکا ثابت ہونا آپ کی مسیحیت کا اقرار کرنا ہے؟ آپ لکھتے ہیں کہ "کسر صلیب" کی پیشینگوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ میں نے مسیحی دنیا کے خدا کو مُردہ ثابت کر دیا۔ پس اس بنا پر جس شخص نے آپ سے پہلے عیسائیوں کے خدا کی موت کا دعوےٰ کیا ہے کیا وہ "کسر صلیب" کی پیشینگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا؟ "کسر صلیب" مہدی موعود کا اصلی مقصد اور عظیم الشان مشن ہے۔ پس کیا آپ سے پہلے کسی مدعی وفات مسیح نے اس غرض کو پورا نہیں کر دیا؟ اور کیا وہ "الفضل للمتقدم" کے اصول پر آپ سے زیادہ تحسین اور تعریف کا مستحق نہیں ہے۔؟"

آہ! سید احمد خان! تجھہ کو گمراہ کہنے کی وہ شخص جرأت کرے جو تیرے خوان تحقیق و اجتہاد کا ایک ادنےٰ ذلہ ربا ہے سوا دعہ کے ذلہ ربادہ ہیں جو آج یوروپ اور مصر و شام میں دعوے اجتہاد کر رہے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب کے اس نوٹ میں مندرجہ ذیل امر قابل بحث ہیں۔

اوّل۔ وکیل کی رائے میں بھی محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے؟

دوم۔ حضرت اقدس مسیح موعود (معاذ اللہ) سید احمد خان صاحب الجہانی کے ذلہ ربا ہیں کیونکہ وفات مسیح کا مسئلہ انہیں کا پیش کیا ہوا ہے؟

اور بھی کئی باتیں ہیں جنپر کافی بحث ہو سکتی ہے مگر میں اسوقت صرف ان دو ہی پر کلام کرونگا۔

ایڈیٹر صاحب نے جیسا کہ ان کے نوٹ سے ظاہر ہے صرف اسی فقرہ پر یہہ نوٹ لکھا ہے۔ "محض اقرار توحید نجات کیلئے کافی نہیں" اور ایڈیٹر صاحب نے اسکو رد کرنا چاہا ہے لیکن قابل غور یہہ امر ہے کہ کیا یہہ عقیدہ فی الحقیقت نجات کے لئے کافی ہے یا نفس الامر میں گمراہی ہے۔ میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ قابل قدر گوہر حکمت جو حضرت مسیح موعود [illegible] پیش کیا تھا اوس کو کرے ہی اخبار وکیل کا ایڈیٹر اور مالک مسلمان اور مسلمانوں کی درماندہ قوم کا ناخدا اور وکیل [illegible] کس قدر اندھیر اور ظلم ہے اور مسلمانوں کی آنکھوں پر کیسی پٹی اور پردہ ہے کہ وہ اپنے دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اگر یہہ عقیدہ صحیح ہے کہ نجات کے لئے محض اقرار توحید کافی ہے تو مسلمانو! خدا لگتی بات کہو پھر نبوت اور رسالت کی کیا حاجت؟ یہہ عقیدہ تمہارے اندر پھیلا کر کیا تمہیں بے دین اور گمراہ نہیں بنایا جاتا؟ اور اسپر بھی اسکو ہدایت اور رشد بتایا ہے؟ تعصب اور عداوت کا برا ہو کہ وہ ہنر کو عیب بتا رہی ہے۔ حضرت اقدس کا یہ ارشاد تو اس قابل تھا کہ آب زر سے لکھا جاتا مگر مسلمانوں کا نادان وکیل انہیں زہر کا پیالہ پلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں آب حیات دیتا ہوں۔ کوئی انصاف پسند دل لیکر سوچے کہ اگر محض توحید کا اقرار جس سے عملی قوت بھی نشو و نما نہیں پا سکتی نجات کے لئے کافی ہے۔ تو پھر کیوں کھلے الفاظ میں نہیں بتا یا جاتا کہ ایک زانی۔ بدکار۔ فاسق۔ فاجر۔ چور۔ ڈاکو۔ غرض ہر قسم کے عیب کرنے والا انسان محض یہہ کہکر کہ خدا ایک ہے نجات پالیگا۔ کیا اس سے عامہ امن انسانی کو خطرناک صدمہ پہونچانے کی سعی نہیں کی۔ میں بحمد اللہ دعوےٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی مسلمان بھی جو قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کی کامل اور آخری کتاب یقین کرتا ہے اخبار وکیل کی اس رائے کو نہیں مان سکتا۔ بلکہ یہ صریح الحاد اور کفر بالرسالت ہے مسئلہ نبوت کے استیصال کی کوشش کر کے اپنے آپ کو مسلمانوں کی حمایت کا مدعی قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وکیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتا۔ ورنہ وہ ایسی [illegible] اور بیباکی کے ساتھہ ایسی بات منہ سے نہ نکالتا۔

اخبار اہلحدیث۔ جو سلسلہ عالیہ کا وکیل سے بڑھکر دشمن اور مخالف ہے۔ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اسے بھی یہی کہنا پڑا کہ اس مسئلہ میں جمہور کا خیال مرزا صاحب کے ساتھہ ہوگا مگر وکیل کے صوفی صافی ایڈیٹر صاحب نے مسلمانوں کو نبوت و رسالت چھوڑ اعمال صالحہ سے بھی نجات دیدی۔ اور اسکے دوسرے الفاظ میں یہہ [illegible] کہ جو چاہو کرو اور عیسائیوں کے کفارہ کی طرح ایک خدا کا اقرار کافی ہے۔ ایسی کھلی گمراہی کے پھیلانے میں جو شخص [illegible] کہ مسلمان [illegible] اور قرآن کریم کی حمایت کے [illegible] کہ ایڈیٹر سے توبہ کرائیں کہ ان کے [illegible] وکالت کا مدعی ہو کر وہ کفر کی بولیاں بولنے لگا ہے اور مسلمانوں کو مسلمان کہلا کر وہ تعلیم دینا چاہتا ہے جو سخت گمراہی ہے۔

اور ایڈیٹر صاحب نے چونکہ سر سید احمد خان [illegible] کے عقیدہ کو گو لیونڈ کیا ہے اور گویا تسلیم کر لیا کہ سید صاحب کا یہہ عقیدہ تھا اس صورت میں [illegible] ایڈیٹر وکیل سے ہی پوچھونگا کہ کیا جس شخص کا [illegible] ہو وہ مسلمان کہلائیگا یا گمراہ۔

وکیل کا فرض ہے کہ وہ اپنی پوزیشن کو صاف کرے اگر اس میں ذرا بھی نور اسلام اور انصاف اور حیا باقی ہے تو وہ صاف الفاظ میں اپنی [illegible] اور سخت غلطی کو تسلیم کر لے گا۔ ورنہ وہ بتائے کہ کیا اسکے نزدیک برہمو۔ آریہ اور دوسرے [illegible] جو اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں۔ وہ بھی نجات کے حقدار ہیں؟

وکیل جب تک اپنی پوزیشن کو صاف نہ کرے مسلمان معاصرین کا فرض ہے کہ وہ [illegible] کو آگاہ کریں کہ وہ ایسے نادان دوست سے [illegible] کریں اور وہ لوگ جو سلسلہ کی مخالفت کے [illegible] بیٹھے ہیں اسوقت اپنے اخلاقی فرض اور [illegible]

سے عام بد ... کو آگاہ کر دیا کہ یہہ کیسا بدبودار ... مسئلہ اخبار وکیل نے مسلمانون میں پھیلانا چاہا ہے۔

مین اس کا جواب پڑھ لینے کے بعد قرآن کریم کی آیات بینات سے ثابت کرونگا بحولہ تعالےٰ کہ محض اقرار توحید کچھہ شے نہیں۔ جبتک کہ اقرار رسالت نہو بلکہ مین یقیناً کہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسکی توحید کا اقرار پیدا ہی ہو نہیں سکتا جب تک **رسالت** پر ایمان نہو۔

اب مین امر دوم پر کچھہ نظر کرنی چاہتا ہون کہ **وفات مسیح** کا مسئلہ پر سر سید ہی نے روشنی ڈالی ہے اس مقام پر بھی مین عام مسلمانون کی خدمت مین یہ اپیل کرنا چاہتا ہون۔ کہ وہ اخبار وکیل کے ایڈیٹر سے اسکی **پوزیشن** اور **اعتقاد** کو صاف کرائین اور صاف الفاظ مین اپنا عقیدہ ظاہر کرے تاکہ اسکو بھی اور اس کے خریدارون کو بھی معلوم ہو کہ کفر و اسلام کی کیا حقیقت ہے۔

ایڈیٹر وکیل اپنا اعتقاد صاف طور پر لکھے کہ **کیا وہ مسیح کو مردہ یقین کرتا ہے؟** جس سے ... سلسلہ عالیہ احمدیہ پیش کرتا ہے یا اس کے اپنے ہی مذاق پر یہہ سہی یا ... زندہ بجسد العنصری آسمان پر ... ہے۔ یا وہ انکو ... **مسیح دوبارہ دنیا میں** آئیگا؟ یہ ... کی بابت تو اس نے لکھدیا ہے کہ مسیح کی موت کے قایل ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کے قایل نہیں۔

مگر لطف تب ہوگا جب ایڈیٹر وکیل بہی کہول کر لکھیگا۔ اس سے مسلمانون کو بڑا فائدہ پہونچیگا۔ اگر یہہ غلط عقیدہ ہے تو مسلمانون پر اسکی غلطی کہل جائے گی اور یا وہ ایڈیٹر صاحب وکیل کو ہوش کی دوا پلائینگے۔ اس سے وکیل کی اخلاقی جرأت کا بہی اندازہ ہوجاوے گا۔

اسکے بعد یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ سر سیّد اور جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ وفات مسیح کے بیان کرنے میں کیا فرق ہے؟

میرا خیال نہین یقین ہے کہ **منشی غلام محمد صاحب مشتہر ایڈیٹر وکیل** نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات کو نہیں پڑہا۔ اور ایسا ہی ان کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے سید کی تصنیفات کو بہی ملاحظہ نہین کیا یہہ صرف سُنی سُنائی بات لکھدی ہے ورنہ وہ ایسی ...... کمزور بات منہ سے نہ نکالتے اور اپنے وقیع اخبار کو ذلیل نکرتے۔

مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ سیّد صاحب نے مسئلہ وفات مسیح پر بحث کی ہے اور وفات مسیح کا اعتراف کیا ہے لیکن یہہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے محض سیّد صاحب کے تتبع سے یہ بات لکہی ... اور بے بنیاد ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہون کہ حضرت اقدسؑ نے سید کی وہ ... دیکہی ہی نہوگی۔ لیکن صرف کسی شخص کے ایک حق امر کے بیان کرنے سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دوسرا جو اسی امر حق کو بیان کرے وہ پہلے کی نقل کرتا ہے۔

منشی فاضل صاحب! مجھے آپ کی اس تحریر پر سخت افسوس اور ہنسی آتی ہے کہ یہہ کیسی طفلانہ بات آپکے منہ سے نکلتی ہے آپ تو **صوفی** کہلاتے ہیں اور صوفی تو بہت ہی باریک بین اور فلسفی ہوتے ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ **صداقت آخر صداقت** ہے۔ وہ اول ہی صداقت اور آخر بہی صداقت ہر صداقت کو اسکے صدق کے لحاظ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ نہ اس لحاظ سے کہ زید نے اول بیان کیا اور بکر نے بعد میں۔

مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے اعتقادات آپکو قرآن کریم کی نسبت شبہ مین نہ ڈالیں کیا آپ نے **ینابیع الاسلام** نام کتاب نہیں دیکھی جس میں ظالم طبع معترض نے قرآن کریم جیسی روشن اور بلیغ کلام کو توریت اور طالمود وغیرہ کتابون کے مضامین کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ اور خود قرآن مجید میں **اساطیر الاولین** کہنے والون کے ... سے قرآن کریم کی **شان** ... لیکن شاید آپ کے نزدیک الفضل ... کے لغو فقرے کے موافق وہ کتابین قرآن کریم سے افضل اور اعلےٰ ہون۔ **آہ!**

نادان وکیل! دیکھو آپ ایک راستباز پر حملہ کرکے اور اس کی طرف لپکتے ہیں مگر نہیں دیکھتے کہ وہ تیر کہان جاکر لگتا ہے!!!

آپ خدا کے برگزیدہ مسیح پر حملہ نہیں کرتے بلکہ پہلے سارے راستبازون اور برگزیدون اور پہر برگزیدون کے برگزیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی **مہیمن وحی** پر **حملہ آور** ہوتے ہیں اور دعویٰ **وکالت اسلام**! شرم

سنو اور خوب کان کہول کر سنو!

والفضل بالخیرات لا بزمان

تقدم زمانی کی وجہ سے ہی فضیلت نہیں ہوا کرتی۔ اور یقیناً نہیں ہوا کرتی۔ اگر یہی بات ہوتی تو پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **افضل الرسل** بہی یقین نہیں کرتے ہونگے۔

سیّد صاحب کا مسئلہ وفات پر کچھہ لکھنا نہ لکھنے کے برابر ہے۔ جن لوگون نے سیّد صاحب کی تصنیفات کو پڑہا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سیّد صاحب کے اس ناکافی اور ناتمام بحث وفات مسیح کو حضرت مسیح موعود کے شافی بیان وفات مسیح سے کچھہ بہی نسبت نہیں۔ سید صاحب کو اگر اس وجہ سے فضیلت ہے کہ انہون نے سب سے پہلے لکھا تو شاید یورپ کے فلاسفرون کو ان پر بہی فضیلت ... ان سے بہت عرصہ پہلے یورپ کے فلاسفرون نے بہی رائے ظاہر کی تہی۔ اور **فضلاء یورپ** کی کتابیں اس بارہ میں موجود ہیں۔ اگر آپ انکار کرینگے تو بعض مسائل کے متعلق میں ان کتابون کے حوالجات ایسے دونگا جنکا بالکل ترجمہ ہی ترجمہ ہے۔

اس مقام پر مین اپنے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر سے کچھہ حصّہ نقل کرنا ضروری سمجھتا ہون جس مین انہون نے اس مسئلہ وفات **مسیح** پر سید اور **حضرت مسیح موعود** کے متعلق بحث کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

سر سیّد نے بھی توفّی کے متعلق بحث کی اور حضرت مرزا صاحب نے بھی۔ مگر اصل اصول کی طرف خیال کیا جائے۔ تو **سر سیّد** کی بحث اور مرزا صاحب کی بحث مین زمین آسمان کا فرق ہے سر سیّد کی بحث صرف اسی حد تک ہے کہ جس طرح ایک **حکیم** فلسفی مزاج بحث کرتا ہے اور عادتاً بلا جوش و اشتعال و جذبۂ مذہبی کے قانون بیان کر دیتا ہے ... زیادہ مسلّم شدہ بات کو چونکہ سر سیّد ... قانون قدرت کے اصول کو اپنے نزدیک مانتے ہوئے تہے جو اون کے نزدیک مشاہد و معائن تہا۔ اس لئے انہون نے ضطراراً وفات مسیح کے متعلق بحث کی نہ بحیثیت قرآن شریف اور اس نیت سے کہ اس اصول کی بنا پر مسیح کی **الوہیت** کے کہکپا دینے والے مسئلہ کی بیخ کنی کیجائے اور پھر کفارہ و صلیب کا قلع و قمع کیا جائے اور سچے تقوے و طہارت کو دنیا میں قایم کیا جائے۔ پہر سر سیّد کی وہ کتاب جس مین انہون نے اس مسئلہ کے متعلّق گفتگو کی۔ ایسی شائع و ذائع بھی نہیں ہوئی۔ خود اُنکا اقرار موجود ہے کہ ہماری کتابیں سو آدمیون میں ہی شائع نہیں ہوئین اور ۱۰۰ آدمیون کے دائرہ سے ہی باہر نہیں گئین۔ اصل یہ ہے کہ **سر سیّد** کے ہم خیالون کا یہہ **شائع شدہ اصول** ہے کہ مذہبی جہگڑون مین پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے قومون مین بغض و کینے اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ سر سیّد میں الٰہی جوش نہ تہا اور نہ مامور من اللہ تہے اور صرف معمولی تحریکات کے نیچے آکر مذہب کے متعلق بحث کیا کرتے۔ اس لئے فطرتاً ان کو ایسی ہمدردی اور ایسا جوش [illegible] نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ایک مامور من اللہ سچے **مجدّد** کے دل مین پیدا ہوتا ہے۔

اصل یہہ ہے کہ **مسیح کی وفات کا مسئلہ** ایک چہوٹا سا مسئلہ نہیں تہا۔ جس کو معمولی طور پر بیان کرکے **چشم پوشی** کیجاتی جس نے غور نہیں کی وہ اسے معمولی سمجھتا ہے۔ مگر سچ یہہ ہے کہ صلیب کی ساری **بنیاد یہی** مسئلہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے قطعی براہین اور حتمی دلائل کے ساتھہ یہہ ثابت کرکے کہ مسیح بھی اور رسولون کی طرح ایک **بشر رسول** تھا اور اسی طرح **مر گیا** جس طرح اور انبیاء مر گئے **صلیبی مذہب کی ٹانگ توڑ دی**۔ اور پھر کیسی توڑی؟ کہ اس مسئلہ کے متعلق کتابون پر کتابیں۔ رسالون پر رسالے لکہتے چلے گئے اور لکھتے چلے جاتے ہیں اور اونکو کوئی خوف اور کوئی دھمکی امر حق کے بیان کرنے سے روک نہیں سکتی۔ ساری دنیا اون کے پیچہے پڑ گئی **لعنت ملامت۔ کفر کے فتوے قتل کی دھمکیاں۔ اقدام قتل کے مقدمے جان و مال اور عزت پر حملے** یہہ سب کچھہ کیا گیا۔ مگر وہ **مرد میدان اور شیر نبرد اپنے کام سے ذرا نہیں ہٹا اور نہ دبا۔** ہوا جو اسکے مامور من اللہ اور منجانب اللہ ہونے کی ایک صریح دلیل ہے الاستقامت فوق الکرامت

سر سیّد میں ایک حد تک اہل اسلام کی ہمدردی کا جوش تو تہا مگر وہ حقانی، انقلابی اور الٰہی جوش جو ماموران الٰہی کا خاصہ ہوتا ہے اور جسکی وجہ سے خدا کے مامور **ناکامی اور یاس** کا لفظ تک زبان پر لانا نہیں جانتے۔ وہ ہرگز نہ تہا۔ دیکہو ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد **سر سیّد** نے رکھّی۔ اس بنا پر کہ مسلمانون کے حق میں اس سے زیادہ اور کوئی مفید تدبیر نہیں۔ کہ انہیں تعلیم اعلےٰ کیطرف مائل کیا جائے اور اس مقصد کے سرانجام کیلئے اُنہون نے اپنی تمام **عقل اور سیاست** و فراست کا نتیجہ یہہ کانفرنس تجویز کی۔ چند سال تک اسکو چلا کر آخر ۹۳ء میں بڑی یاس اور حسرت کے ساتھہ اس کا **جنازہ پڑھ دیا**۔ یہ بات یونہی سرسری نظر سے دیکھے جانے اور استخفاف سے ٹال دینے کے قابل نہیں۔ اس میں بھی ایک رمز مخفی ہے کہ سیّد صاحب میں وہ فطری اور جبّلی اور قدرتی **فاسلخی** سبیل ... والا جوش نہ تھا اور نہ کبھی سنا گیا ہے کہ خدا کا

ماموریت حقیقی مجاہد با وجود قوم کی بے اتفاقی اور کفران نعمت کے اپنے امر مفوض سے دست کش ہو جاتا ہے۔ یعقوب نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا ہے کہ لا تیئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ یاس اور قنوط مجہولوں کی سرسری اور سطحی کوششوں کا آخری نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اسلام اور مسلمانان زندہ اسلام اور زندہ قوم مسلمانان اور ان کی زندہ کتاب اور ان کا زندہ غیر فانی بیت الحرام اور زندہ نمونہ مدینہ طیبہ میں مرقد مبارک رسول خدا کا ہے پھر جو شخص اتنی زندگیوں کے ہوتے ہوئے اس زندہ شے پر جنازہ پڑھ دے۔ اسکی بصارت یا بصیرت کی نسبت ہم کیا کہیں۔ اصل یہ ہے کہ مجاہدات سے کبھی نہ اکتانا اور یاس کے کسی محاورہ کو زبان پر نہ لانا یہ ماموران الٰہی ہی کا خاصہ ہے جس کے کان سننے کے ہوں سنے اور جس میں دل ہو وہ سمجھے۔

اس کے برخلاف حضرت مرزا صاحب کے استقلال۔ استقامت اور عزم کا اور ہی رنگ ہے۔ ان کا حقانی جوش۔ سچا اشتعال۔ فوق العادۃ استقلال۔ انکو یاس اور قنوط کا لفظ زبان پر لانے نہیں دیتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے لئے وہ مامور اور حکم ہو کر آئے ہیں۔ اس فرض کے پورا کرنے میں کوئی مزاحمت و مخالفت انکو دھیما نہیں کر سکتی کسی طرح انکے عزم میں جنبش نہیں ہو سکتی نومیدی اور یاس کا لفظ وہ جانتے ہی نہیں۔ وہ اپنے دھن کے ایسے پکے ہیں کہ جس بات کے پیچھے پڑے۔ جس بات کا بیڑا اٹھایا۔ اس کے اظہار و تکمیل میں انہیں کسی لائم کی ملامت یا کسی لاعن کی لعنت کا ہرگز خوف نہیں۔ نہ کسی قسم کی نومیدی ان کے پاس بھٹک سکتی ہے۔ مسئلہ توفی ہی کی طرف غور کرو۔ اس مسئلہ کے اظہار میں اپنے بیگانے چھوٹے بڑے ان کے دشمن ہو گئے۔ مگر انہوں نے کسقدر استقلال دکھایا اور کیسی استقامت ظاہر کی۔ کہ نہیں ٹلے نہیں جھجکے نہیں دھیمے ہوئے جب تک کہ عیسائیوں کے خدا (یسوع مسیح) کو موت کا مزہ چکھا کر اس دنیائے فانی سے رخصت نہیں کر دیا۔

حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کی انجیل قرآن کریم سے بڑے بیّن دلائل کے ساتھ یہ امر یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح بالکل اور نبیوں کے ہمرنگ تھے اور دیگر نبیوں کی طرح وفات پا گئے۔ بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے نہیں گئے۔ کوئی غیور اور صادق مسلمان کا دل اس امر کو باور کر سکتا ہے۔ اور ایک لحظہ کے لئے بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ جو بات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روا نہ ہو۔ وہ ایک اسرائیلی نبی کے لئے روا ہو جائے۔ ایک مسلمان آدمی کا دل ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس بات کو کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ تمام نبیوں کا سرتاج۔ سارے رسولوں کا فخر رحمۃ للعالمین۔ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام من رب العٰلمین تو قبر کے اندر مدفون ہو۔ اور ایک اسرائیلی نبی جو محض شریعت موسوی کا مجدد اور متبع تھا اور جس کے احکام مختص المقام۔ مختص القوم تھے وہ چڑھتے چڑھتے آسمان پر چڑھ جائے اور رب العالمین کے عرش پر متمکن ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھے۔ ایک رسول اور رسولوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نسبت جب کفار قتل یا قید یا اخراج کا ارادہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ اوس کو گھر کی راہ سے نکال لیجائے اور وہ غار ثور میں جا چھپے۔ اور راستہ کاٹ کاٹ کر جائے۔ اسرائیلی نبی مسیح پر جب اسی قسم کا نازک موقع وارد ہو۔ تو اسکو خداوند تعالیٰ آسمان پر چڑھا لیجائے۔ عرش پر جا بٹھلائے صاحبان! اگر آپ میں سے کوئی شخص اس امر کو روا رکھ سکتا ہے۔ تو اس کو اختیار ہے۔ لیکن میری تو روح کانپ اٹھتی ہے۔ جب اپنے رسول کی نسبت یہ تجویز کروں۔ کہ اوسکو خداوند تعالیٰ نے قبر میں مدفون کرایا۔ اور اسرائیلی نبی کو آسمان پر چڑھایا۔ خاتم النبیین کو اللہ تعالیٰ نے ایک تاریک اور پرخوف غار ثور میں جگہ دی۔ اور مسیح کی ایسی عزت کی۔ کہ اوسے آسمان پر چڑھا کر اپنے داہنے ہاتھ بٹھایا۔ حاشا وکلا۔ کہ میں کبھی کسی اسرائیلی نبی کو اپنے نبی پر کسی امر کسی فضیلت میں ترجیح دوں۔

حضرت محمد رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے صفات کا کامل مظہر ٹھیرایا ہے اور جہاں تک میرا اعتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا کوئی ایسا تقاضا نہیں جس کا مظہر اس نے اپنے پاک اور مقدس محمد رسول اللہ صلعم کو نہ بنایا ہو تو کیسے افسوس کی بات ہے کس قدر شرم کی بات ہے کہ ایسے کامل و مکمل ہادی خدا کی صفات کاملہ کے مظہر اتم کی نسبت کوئی ایسی بات روا رکھی جائے جس میں ان کی کسر شان ہو۔ یا جس میں کسی اسرائیلی نبی کو انپر ترجیح ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی زندگی و موت کو جو خاتم النبیین ہیں۔ تمام نبیوں کی زندگی و موت کے لئے نمونہ ٹھیرایا ہے۔

پس کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی ایسی فضیلت کسی دوسرے نبی میں پائی جائے۔ جس سے حضرت رسول کریمؐ کی ذات والا صفات محروم رہ جائے۔ اگر قبر میں دفن ہونے سے بچا رہنا یا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جا بیٹھنا کسی نبی کے لئے روا ہوتا۔ تو حضرت محمد رسول اللہؐ کی مقدس ذات کے لئے ہوتا۔ نہ حضرت مسیح کے لئے۔ حضرت مسیح کو کیا خصوصیت ہے۔ کہ وہ خاتم النبیینؐ سے اس فضیلت میں بڑھ جائے۔ اور اس نے اپنی پہلی زندگی میں کیا کر کے دکھایا جو اسکو اتنے عرصہ تک کے لئے آسمان پر زندہ رہنے دیا جاتا۔ تا پھر آسمان سے اتر کر ویسی ہی عملی کارروائی کر کے دکھاتا پھر یہ بھی غور کرو۔ کہ حضرت محمد رسول اللہؐ کے دین کے لئے اور اس محمد۔ احمد اور محمود کے مذہب کی خاطر ایک اسرائیلی نبی کی کیا ضرورت ہے۔ احمدؐ کے دین کی غیرت تو کسی ایسے شخص کو ہو سکتی ہے جو احمد ہی کے دین پر۔ احمدی دین ہی کا غمخوار اور ہمدرد۔ اور احمدی کا غلام ہو۔

سچ پوچھو۔ تو حضرت مسیح کو زندہ ماننا عیسائیوں کے عقیدہ کی کیسی تائید ہے۔ اور عیسائیوں کے ہاتھ میں یہ کتنا بڑا حربہ ہے کہ مسیح کو حی قیوم خدا کی طرح حی و قیوم بنایا گیا۔ اور خداوند کے عرش پر بٹھایا گیا۔ حقیقت میں یہ عقیدہ خلقت کے تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے عیسائیوں کے پاس ایک بڑا زبردست حربہ ہے۔

حضرت رسول کریمؐ کی بعثت کے وقت معبودان باطل پوجے جاتے تھے۔ لات و عزےٰ کی پرستش کیجاتی تھی۔ دنیا میں رام چندر مہا دیو وغیرہ کی پوجا ہوتی تھی۔ قرآن کریم نے کسی کی تردید کی نسبت ایسا مباحثہ ایسی ناراضگی ظاہر نہیں فرمائی جیسی مسیح کے ابن اللہ ہونے کی نسبت قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تکاد السمٰوات یتفطرن منہ وتنشق الارض و تخر الجبال ہدا ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ قریب ہے۔ کہ آسمان پھٹ جائیں۔ اور زمین شق اور شگافتہ ہو جائے۔ پہاڑ چور چور ہو جائیں۔ اس بات سے کہ مسیح کو رحمان کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کو اس سختی کی ضرورت کیا تھی؟ قرآن شریف جیسی حکیمانہ کتاب میں ایسے خطرناک الفاظ کیوں استعمال ہوئے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا اور یہ بات اوس کے علم میں تھی کہ اس ابنیت مسیح کے عقیدہ کی بنا پر سخت گندگیاں۔ ناپاکیاں۔ زناکاریاں۔ فسق و فجور پھیلے گا۔ زمین خطرناک بدکاری سے بھر جائے گی۔ جس سے قریب ہے۔ کہ آسمان ٹوٹ جائے۔ زمین پھٹ جائے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اور قیامت برپا ہو جائے۔ اور سچ ہے کہ جس نے یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ وہ راستبازی۔ تقویٰ۔ طہارت سے کوسوں دور جا پڑا۔ اسے تمام راستبازوں کو چور ڈاکو اور رہزن قرار دینا پڑا۔ خدا کے پاک نبیوں میں سے کسی کو زانی کسی کو بدکار کسی کو قاتل وغیرہ بنایا اور کفارہ کی اینٹ [illegible] عقیدہ نے شریعت الٰہی کی پیروی سے محروم رکھا۔ راستبازوں کے چال چلن سے غافل کر دیا۔ وہ خطرناک بدکاری۔ زناکاری۔ وغیرہ اون قوموں میں پھیلی کہ آج تک کسی قوم میں اس کی نظیر پائی نہیں جاتی۔ شریعت باطل۔ توریت تقویم پارینہ ٹھیری۔ بلکہ شریعت کے ماننے والے۔ اور رکھنے والے لعنتی [illegible] کی ناپاکی گندگی پھیلائی گئی۔ رنڈی بازی قمار بازی وغیرہ کو قانوناً جاری رکھا گیا۔ لوگ خفیف نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ ہوا کیا؟ حقیقت میں ان باتوں کا نتیجہ تمام ان سوسائٹیوں اور قوموں پر پہنچا۔ جہاں جہاں ان لوگوں کا قدم پہنچا تقویٰ۔ طہارت۔ خشیت اللہ جاتا رہا۔ سب راستبازی دور ہو گئی اور کفارہ کے مسئلہ نے دلوں میں عجیب بے باکی اور ناپاکی تخم کر دی۔

حضرت مرزا صاحب نے اس معاملہ میں [illegible] سے کارروائی شروع کی۔ انہوں نے اس خصوص میں وہ طریق اختیار کیا۔ کہ آج تک کسی سے نہیں ہو سکا۔ معقولی قوم کے سمجھانے کے لئے مسیح کی وفات کو فلسفیانہ اسلوب اور ڈھنگ پر جدا بیان کیا۔ اور تمام مسلمات

والفاظ قرآنی کو بحال رکھکر اور احادیث صحیحہ ثابتہ کو قایم رکھکر منقولی طرز پر جدا ثابت کیا حضرت مرزا صاحب نے اس بارہ میں ایسی مبسوط بحثیں کی ہیں۔ اور ایسے پے در پے اور متواتر تحریر لکھی ہیں۔ کہ اسوقت لاکھوں اشتہارات شائع و ذائع ہو چکے ہیں۔ گھر کی کنواری لڑکیاں تک واقف ہوگئی ہیں کہ مسیح اسرائیلی نبی اور انبیا کی طرح فوت ہوگیا ہے۔

ان پڑھ دیہات ہیں۔ عالم و فاضل ہیں اور ہر ایک متنفس میں غل مچگیا۔ اور زمین سے آسمان تک شور پڑگیا کہ عیسائیوں کا خدا یسوع مسیح مر گیا۔ مرگیا۔ اور اب کسی کے جلانے سے وہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ یہہ ساری کارروائی کس نے کی؟ یہ سب اصلاح کس ذات سے ہوئی صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد قادیانی کی ذات والا صفات سے۔ جن کی فطرت میں جبلتاً اس ریفارمیشن کا مادہ خدا کی طرف سے ودیعت رکھا گیا تھا۔

یہہ ایک غور طلب بات ہے۔ بہتیرے لوگ ہیں جو شراب نہیں پیتے۔ اس لئے نہیں۔ کہ خدا کی ... لوگ ہیں جو شراب ... بلکہ طبعاً۔ اور بہت بڑی اسپیچیں دیتے۔ تحریروں اور تقریروں سے شراب کی مذمت کیا کرتے ہیں ... کے استیصال کے لئے سچا جوش پیدا نہیں کرسکتے انکی ریفارمیشن بالکل تھوڑے ہی لوگوں تک محدود رہتی اور آخر کار ٹھٹھک کر رہ بھی جاتے ہیں۔ طبعی جذبات کے اظہار کے لئے کبھی سچا جوش پیدا ہو نہیں سکتا۔ جو من اللہ ہوکر ریفارمیشن کا بیڑا اٹھاتے اور ایسا فوق العادت استقلال ظاہر کرتے ہیں۔ کہ نہیں ٹلتے نہیں تھکتے اور کبھی نہیں ہارتے۔ جب تک اُس اصلاح کو دنیا میں قایم نکر جائیں۔ دنیا میں جن لوگوں نے کسی ناپاک عادت کے استیصال کا بیڑا اٹھایا ہے اور آخر کار اس ناجائز حرکت کو اڑایا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی قسم کے راستباز تھے کہ ... بات پر ایسے اڑے ایسا استقلال دکھایا کہ دنیا کے کسی لالچ یا رعب نے اون کے ارادے کو ذرا متزلزل نکیا۔ اور بے شک اسی ریفارمیشن سے پھر ایسے عمدہ نتیجے پاکیزہ چشمے پیدا ہو ... کہ ساری دنیا اُن کے روحانی فیضان سے سیراب ہوگئی۔ اور اہل دنیا کے سامنے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بناکر دکھا دیا۔

میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وکیل کے نوٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے اسکے بعد بھی اگر وہ وہی سبق رٹنے لگا۔ تو اسکی حقیقت کو اور بھی طشت از بام کیا جاویگا۔ بحولہ وبقوتہ تعالیٰ۔

حضرت اقدس کا پوتا علیگڈہ کالج میں

خدا جانے ہمارے ملک کے اخبار نویس اپنے فرائض کو کب سمجھنے لگیں گے اور انہیں کب تنقید کا طریق معلوم ہوگا۔ حال میں عزیزم مرزا عزیز احمد نبیرہ حضرت اقدس علیگڈہ کالج میں تعلیم پانے کے لئے گیا ہے اسپر ہی بعض اخبارات طبع آزمائیاں کرنے لگے ہیں اگر ان کی اخبار نویسی کا یہی اصول کریں سرم ہے تو غالباً وہ دن دور نہ ہوگا جوان کی جودت طبع کل کو حضرت اقدس یا آپ کے خدام کی نسبت یہہ اعتراض کرنے کو طیار ہو کہ فلاں شخص کیوں ٹوپی پہنتا ہے یا فلاں نے کیوں پگڑی باندھی ہے۔ افسوس ہے یہ لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ وہ کون سے امور اور معاملات ہیں جنپر ہمیں بحث کرنے کی حاجت ہے؟

سردست صرف اسیقدر کافی سمجھ لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا نام آجاوے اور کوئی بھی فعل اسپر ... شروع کردیجاتی ہے۔

کا سوال ایسا سوال نہ تھا کہ اسپر بحث ... کالج میں جانے کیٹروں نے اسے چھیڑا ہی چھیڑا۔ اس مسئلہ کے متعلق یہہ اعتراض کئے جاتے ہیں۔

۱۔ علی گڈہ میں مذہبی تعلیم کی ... احتیاط نہیں ... پھر کیوں بھیجا۔

۲۔ اسلامیہ کالج کو جو قریب تھا کیوں چھوڑا۔ کیا وہاں علی گڈہ کی مذہبی تعلیم کی نسبت کمی ہے۔

۳۔ کیا مرزا عزیز احمد ایسے متدین ہیں کہ وہاں کی جنٹلمینی انپر اثر نکرے گی۔

ان سوالات کے جواب نہایت مختصر طور پر دئے جاوینگے۔

امر اوّل کی نسبت تو میں وہی کہوں گا کہ یہہ سوال محض فضول ہے۔ اگر ایسے معترضین سے کوئی پوچھے کہ میاں تم رام لال یا شامداس کی دوکان سے کیوں سودا لیتے ہو؟ تو شاید وہ کہنے کو طیار ہوں کہ یہہ ہمارے پرائیویٹ معاملات ہیں ہم ان کے نشیب و فراز خوب سمجھتے ہیں۔ تاہم مجھے حیرت ہے کہ وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ ہر روز دیکھتے ہیں کہ ہزاروں مسلمان طالب علم مشن سکولوں اور کالجوں میں (جہاں کھلم کھلا عیسائی مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے اور اندہی اندر اسلام سے مخالف کرایا جاتا ہے)

جاتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں لیکن ان خیالی ریفارمروں کی رگ حمیت کبھی جوش میں نہیں آتی۔

علی گڈہ میں مذہبی تعلیم کی احتیاط ہوتی ہے یا نہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علی گڈہ کالج میں دینیات کی باضابطہ تعلیم دیجاتی ہے۔ نمازوں کی پابندی کے لئے مناسب تجویزیں سوچی جاتی ہیں۔ سید صاحب کی کوئی کتاب درس میں داخل نہیں بلکہ مجھے ایک معزز عہدہ دار کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے وہاں کی لائبریری میں بھی ان کتابوں کو نہیں پایا۔

علاوہ بریں ہمارے نزدیک جبکہ مذہبی تعلیم کی وہ احتیاط اور تاکید جو ہونی چاہئے کہیں بھی نہیں ہوتی۔ تو پھر یہہ ہمارا فرض ہے کہ ایسے دو کالجوں میں سے جو تعلیم اور تربیت کے لئے بہترین کالج ہو اسے منتخب کریں۔

اور میں اسکے لئے بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اسلامیہ کالج کو علی گڈہ کالج سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ چونکہ وہاں کی تعلیم اعلےٰ درجہ کی ہے اسلئے ضروری سمجھا گیا کہ مرزا عزیز احمد صاحب وہاں ہی جاویں۔

امر دوم کے متعلق زیادہ کہنے کی اب حاجت نہیں اسلامیہ کالج کو پسند نکرنے کی بڑی وجہ وہاں کی تعلیم ہے۔ اور علاوہ بریں عفو اپنے طالب علموں کو اسلامیہ کالج اور علیگڈہ علی گڈہ کالج میں ایک طالب گذشتہ سال میں میں بھیجا گیا اور چند طالب علم الف اے اور بی۔اے کلاس میں اسلامیہ کالج لاہور میں بھیجے گئے۔ جو سلوک ہمارے ان طالبعلموں سے کیا گیا۔ اور جسطرح پر ان کی مذہبی آزادی چھیننے کی کوشش کی گئی وہ ابھی ہمیں بھولی نہیں برخلاف اس کے علی گڈہ میں جانے والا طالب علم نہایت خوش وہاں کے پروفیسروں کے حسن سلوک کا شکرگذار ہے۔ اسی بنا پر مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ اس سال اور طالب علم وہاں جاویں چنانچہ ایک بی۔اے کلاس میں اور ایک الف اے کلاس میں پھر بھیجا گیا اور جو خطوط ان بچوں کے آتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سے بڑی فراخدلی سے سلوک کیا جاتا ہے۔ حضرت اقدس کے خلاف ان سے کوئی گفتگو نہیں۔ اس سوال کا تذکرہ نہیں۔ یہانتک کہ جب انہوں نے اپنے اصول کے موافق علیحدہ نماز پڑھنے کی خواہش کی تو فوراً اجازت دیگئی۔ ایسی صورت میں اگر علی گڈہ کالج کو اسلامیہ کالج پر ترجیح ندیں تو کیا کریں؟ اور اسلامیہ کالج علی گڈہ کے مقابلہ میں چیز ہی کیا ہے؟

(باقی موجود)

کیا وہ دن بھول گئے۔ جو اسکی انتظامی کل کے پرزے ایک دوسرے کو کاٹنے دوڑتے تھے۔ اور جاپان و روس کی جنگ کے نقشے صحن کالج میں دکھائے جاتے تھے؟

اس ذیل میں شاید یہہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ کیا ایڈیٹر پنجہ فولاد صاحب بتا سکتے ہیں؟ کہ اسلامیہ کالج کے ارکین کے لڑکوں میں سے کوئی مشن کالج میں تعلیم پاتا ہے؟ اور اگر پاتا ہے تو وہ گھر میں اسلامیہ کالج چھوڑکر وہاں کیوں بھیجا گیا؟ اور پچھلے دنوں جب یہ سوال اٹھایا گیا تھا تو اسکی ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔

امر سوم کے متعلق مجھے زیادہ نہیں کہنا۔ خداتعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ ہے اور امید یقین کے رنگ میں بدل چکی ہے کہ انشاءاللہ العزیز ہمارا عزیز بچہ اس زہریلا اثر سے متاثر نہوگا۔ کیا پچھلے دنوں جو رپورٹ وہاں کے نتیجہ امتحان دینیات کی شائع ہوئی تھی اس نے نہیں بتا دیا کہ کل علیگڈہ میں اول رہنے والا طالب علم قادیان کا بھیجا ہوا طالب علم تھا۔ جس نے ایسے سوالات کے عمدہ جواب دئے۔ جو اگر لاہور کے اسلامیہ کالج میں دئے جاویں تو مجھے بہت کم امید ہے وہاں کے طالب علم حل کر سکیں۔ بہرحال ہدایت پانا اور ہدایت پر قایم رہنا۔ یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے ہزاروں لاکھوں مرتد ہونے والے عیسائی کس علیگڈہ کالج میں گئے تھے؟ آب و ہوا اور ... ایک چیز ہے لیکن ہمکو خدا کے فضل پر بھروسہ ہے اور تجربہ نے بتایا ہے کہ ہمارے بچے لاہور جاویں یا علی گڈہ وہاں کی مذہبی ہوائیں انپر اثر نہیں کرتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آیندہ ایسے سوالات پر اخبارات میں بحث کرنا فضول امر ہوگا۔ اور ایڈیٹر صاحبان اپنے غرض کو ... ناحق کرنے کی جرأت نکرینگے۔

امرتسر ہیڈ آفس میں یورپین پوسٹماسٹر ہونا چاہئیے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے اس پر ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا۔ اور وہ پرچہ خصوصیت کے ساتھ بابو متھراداس صاحب پوسٹماسٹر امرتسر کو بھیجا گیا تھا اس خیال سے کہ اگر کوئی امر قابل تردید ہو تو وہ لکھیں میں فوراً اسے مناسب ریمارک کے ساتھ درج کردیتا اسلئے کہ بابو متھراداس صاحب سے مجھے کوئی ذاتی تعارف اور تعلق نہیں اور نہ انکے ماتحت میرا کوئی رشتہ دار ملازم۔ ایسی صورت میں مجھے جو کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے وہ محض عام خیر خواہی ہے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر [illegible] میں [illegible] [illegible] بن چکی ہیں ایک کے سرپرست اور مہربان بابو متھرا داس صاحب ہیں اور دوسرے دو عزیز ہیں جن میں سے ایک بیچارا پٹ گیا۔

اگر یہی حالت چند روز رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ [illegible] نہ نکلیں۔ اسوقت شاید موجودہ حالات کی نسبت زیادہ سختی سے نوٹس لینا چاہیئے اسلئے محکمہ ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسروں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ابھی [illegible] کی [illegible] نکال ڈالیں ورنہ [illegible]

میں حیران ہوتا ہوں جب یہ دیکھتا ہوں کہ ایک ہی [illegible] کے نکلنے پر [illegible] [illegible]

[illegible]

اسلئے اس پنکھا کشی کی ڈیوٹی کو اپنے لئے نامناسب پایا اور چلتا ہوا اور آج ڈاکخانہ میں آتا ہے میرے نزدیک یہ سخت مسلمانوں کو نکالدینے کا ہے عجیب اسلئے کہ قسمتی سے انہیں ایسی ڈیوٹیوں سے عار ہے۔ اور جہاں کوئی امیدوار داخل ہوا اسے یہ کام دینا چاہیئے بلکہ بہتر یہ ہے کہ عام طور پر یہ شایع کردیا جاوے کہ جہاں امیدوار کیلئے قابلیت وغیرہ شرایط ضروری ہیں [illegible] کے لئے ابتداً [illegible] پنکھا [illegible] کرنا ہوگا۔ [illegible] چلا جاوے گا۔

بابو متھرا داس [illegible] [illegible] کرا دینا چاہیئے۔ [illegible]

[illegible]

ہی [illegible] انشاء اللہ [illegible]

پیشگوئی زلزلہ کی تردید

میں گذشتہ اشاعت [illegible] میر قاسم علی صاحب کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی قابل قدر [illegible] ناظرین محظوظ ہونگے [illegible] کر وہ اس نظم کو درج کرے۔

(ایڈیٹر)

پیسہ اخبار میں [illegible] جناب عبدالعزیز خان [illegible] دہلوی نے ایک نظم لکھکر پیشگوئی زلزلہ کی تردید میں فرمائی ہے۔ ہمیں اس امر پر بحث کرنا منظور نہیں کہ یہ کے لحاظ سے کیسی نظم ہے طرز ادا اور [illegible] ہے۔ ہمیں حضرت داغ ایسے نامور استاد شاگرد عزیز کو ان چند متضاد مضامین پر نظر ہے جو وہ اپنی نظم میں لکھ چکے ہیں۔ [illegible] غزل گوئی کا تو ہے کہ ایک شعر دوسرے شعر کے عنوان کو جدا۔ [illegible] چاہیئے

(۱) وہ فرماتے ہیں کہ اب زلزلہ آنے کے دن نہیں ہیں مگر پھر لکھتے ہیں کہ زلزلے آیا کرتے ہیں قدیمی بات ہے اور آئینگے۔ گھبرانے کی بات نہیں ہمیں ڈرنے کا موقع نہیں ہے۔

(۲) لکھتے ہیں کہ نزول عیسیٰ اور خروج دجال ہنوز ابھی مدت دراز ہے اسپر آرزو رکھتے ہیں کہ عیسیٰ اور مہدی کو خدا ابھی بھیجے۔ آپ کے نزدیک ضرورت ہی ہے اور آنے میں دیر بھی بہت ہے۔

(۳) وہ لکھتے ہیں۔ کہ اسلام کے پھیلانے کا کیا ہے۔ [illegible] ہوچکا۔ اکمال دین ہوچکا۔ امت کو مرحوم کا لقب اور خیر امت کا خطاب عنایت ہوچکا اب نہ دین پھیلانے کی ضرورت نہ کسی مصلح اور مہدی کی [illegible]

[illegible]

مگر [illegible] [illegible] اور [illegible] خلاف کچھ کچھ [illegible] ہم ناظرین الحکم کی دلچسپی کیلئے نظم [illegible] میں نظم لکھتے ہیں ممکن ہے کہ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار ہفتہ وار یا روزانہ پیسہ اخبار میں لکھ کر چھاپ دیں اور اسطرح عبدالعزیز خان صاحب کی نظر سے بھی گذر جاوے اور وہ پھر اسپر غور فرمائیں۔

خاکسار محمد نواب خان [illegible] میرزا خانی مالیر کوٹلہ۔

نظم

کانپ اوٹھے اے سنگدل ہیں زلزلہ آنے کے دن
موم ہو جاینگے دل [illegible] دن
اے عزیز داغ ہیں [illegible] گھبرانے کے دن
دل [illegible] دن اور تن کے [illegible] دن
پاؤں پھیلا [illegible] غفلتوں میں تا کجے
اب دعا کے واسطے ہیں ہاتھ پھیلانے کے دن
آرہا ہے زلزلہ پر زلزلہ اور اسپہ آپ
کر رہے [illegible] اب نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن

شاعری کے ناز میں ہے عرش پر تیرا دماغ
کبر کی اونچی عمارت کے ہیں گر جانے کے دن
داغ اوستاد غزل تھے اے عزیز با تمیز
آپکے تھے گنگنانے اور غزل گانے کے دن
زلزلہ کی بات رد کرنا نہ تھا بچوں کا کھیل
آپکے تھے کودنے اور کھیلنے کھانے کے دن
بیجگی تک بندیوں میں سر کھپایا آپ نے
عنقریب آئے وہ آئے سر کے ٹکرانے کے دن
آکے چھائی ہے گھٹا قہر خدا کی اے عزیز
ہیں یہ غم کھانیکے شرمانیکے پچھتانے کے دن
کیا سُلایا ہے تھپک کر غفلتوں میں خلق کو
ناصح ناداں یہ تھے بیدار فرمانے کے دن
خلق کو یہ سُست کر دینے کے دن تھے یا کہ تھے
جوشیاں للہ رگ غیرت کے پھڑکانیکے دن
کیوں نہ کانپ اوٹھے زمیں اور کیوں نہ چکرائے فلک
جب نہ گھبرائیں مسلماں سخت گھبرانے کے دن
امت مرحوم کے اعمال تو دیکھو ذرا
[illegible] مشہور کے ہیں اب سزا پانے کے دن
خیر امت کا لقب [illegible]
[illegible] امت کو [illegible]
[illegible] لقب [illegible] نازش نہیں
[illegible] اترانے کے دن
[illegible] کے بعد
دین [illegible] پھیلانیکے دن
[illegible] نازل ہوچکا
[illegible] دن
[illegible]
چلو بھر پانی میں [illegible] ڈوب مر جانیکے دن
رنگیا اسلام کا [illegible]
آگئے ہیں اب تو عیسائی لقب پانے کے دن
[illegible]
زندہ جاوید ہیں [illegible]
ابن مریم مر چکے [illegible] جلانے کے دن
[illegible]
[illegible] دیکھا کر
[illegible] اب آنے [illegible] اٹھانے
[illegible] دجال کے آنے میں ہے مدت دراز
اور [illegible] حرم کے [illegible]
اسپر عیسیٰ کو بلانا [illegible]
جب نہیں دجال کے اب آنکہ دکھلانے کے دن
آچکا دجال اعور دیکھ لے اے شوخ چشم
اسکی مکاری کے ہیں یہ جال پھیلانے کے دن
پھنس [illegible]
[illegible] دجال کے آنے کے دن

بابو متھرا داس [illegible] جو بیہودہ سوال اپنے ماتحتوں [illegible] ہیں اور اپنے سلوک اور [illegible] دہر [illegible] یہی وجہ ہے [illegible] ہونا چاہیئے۔

پچھلی اشاعت [illegible] مسلمان امیدوار کی داستان [illegible] پڑتا ہے کہ [illegible] ایسی واردات [illegible] کا منشاء [illegible] سراسر قابل اعتراض [illegible] تحقیقات کرے [illegible] معاملات پر زور دیکر کھینچے۔

ان کو ان [illegible] کام سیکھنے کیلئے بھیج گیا ہے [illegible] کہ میں ڈاکخانہ کا کام سیکھونگا۔ مگر اسکی امید یا موسم بدل گئی اور اسکی خوشی حیرانی سے تبدیل ہوئی جب اسے اہل قلم کے زمرہ کی بجائے پنکھا قلیلوں کی [illegible] کام سیکھنا پڑا۔ [illegible] اگر کوئی ہو سکتا ہے تو یہ کہ وہ مسلمان تھا۔ غریب تھا۔ مگر باحمیت و غیور

یاقوت و مروارید و مرجان و زہر مہرہ خطائی و یشب و کہربا و ورق نقرہ
کیوڑہ و گلاب و سیب و صندل وغیرہ وغیرہ کا

موسم گرما کا
لاجواب مرکب
خاص تحفہ

مفرح دلکشا

یہ اُن قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق طیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خداتعالےٰ کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کے ۳۱ اگست کے بعد نصف مئی تک ہوتا ہے البتہ سرد مزاج اشخاص ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی حرج نہیں۔

مفرح دلکشا کا نرخ نامہ حسب ذیل ہے:-

قیمت — ایک ڈبیہ تین روپے (سے)
قیمت — تین ڈبیہ آٹھ روپے (للعہ) — چھ ڈبیہ پندرہ روپے (۱۵ عہ)
قیمت — ایک درجن ستائیس روپے (۲۷ عہ)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ خوراک ۳ ماشہ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

مفرح دلکشا کی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری نو سرد یوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے میں خداتعالےٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آتے ہیں اسلئے مجھے

مفرح دلکشا جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنےٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک کی سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلےٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گو یا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے یہ ضعف۔ بیچینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کا باعث دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے

مفرح دلکشا جو کہ نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلان کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔

مفرح دلکشا حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ نو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقعہ پر مفید ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو استقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو۔ اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون جانے کے سبب ردی حالت ہوگئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت۔ کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے۔

مفرح دلکشا وہ جوہر جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ لائق منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلباء کو یا جنکو صحت کی قدر ہے اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہوکر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح دلکشا وہ دوا ہے کہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ کبھی کبھی خون شروع ہوگیا ہو یا کسی دوسرے صدمے چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوتوں کو ضعف پہنچا ہو انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیئے۔

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

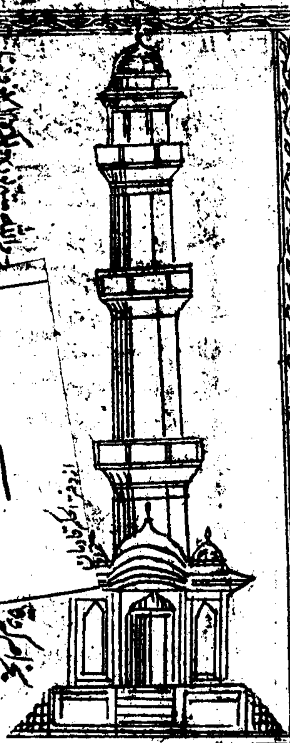

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الیس اللہ بکاف عبدہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ ہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات ۔ دارالامان کا ہفتہ ۔ امرتسر کے ہیڈ آفس میں اندھیر } اول
" نیک تحریک اور اظہار خوشی کا مبارک طریق
(۲) کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ... سے ... ۳
... ۴
... ۵
... ہیڈ میں ... امرتسر کے ... کی زمین
... ملتا ہے ... دہی بابو کا لوام انسپکٹر
... علمی لٹریچر ۷
... قبیل الاسلام ۸ تا ۱۰
... سی حضور سلب ایمان ہو جاتا ہے ۱۱
... ۱۱
(۳) اشتہ...

نمبر ۲۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۶ء مطابق یکم جمادی الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

۱۹ جون سنہ ۱۹۰۶ء

میاں منظور محمد کے اُس بیٹے کے نام جو بطور نشان ہوگا ۔ بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے ۔

(۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خاں
(۳) وارڈ ۔ (۴) بشیر الدولہ ۔
(۵) شادی خاں (۶) عالم کباب ۔
(۷) ناصر الدین ۔ (۸) فاتح الدین
(۹) ھٰذا یوم مبارک

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ گرمی کی شدت موسم میں حبس سخت ہے کسیقدر تقاطر ہوا ہے ۔
۲ ۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کو پاؤں پر ورم کیوجہ سے تکلیف رہی اللہ تعالےٰ شفاء عاجل عطا فرماوے ۔
۳ ۔ حقیقت الوحی حضرت اقدس کی تازہ تصنیف چھپنی شروع ہوگئی ۔

نیک تحریک اور اظہار خوشی کا مبارک طریق

ذیل میں مکرمی خانصاحب عبد المجید خان صاحب کا ایک خط درج کرتا ہوں ۔ جو انہوں نے عزیز نصیر احمد صاحب کی ولادت پر حضرت اقدس کو بھیجا ۔
اگر ہم اسطرح خوشیاں منائیں تو قوم کے لئے مفید ہو ۔ کیا عجیب خانصاحب کی عملی تحریک بابرکت ہو ۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
جناب عالی ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت مرزا میاں محمود احمد صاحب کے گھر میں بموجب پیشگوئی مولود مسعود کے پیدا ہونے کی حضور کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ الحمد للہ ۔ چونکہ عاجز قادیان میں موجود نہیں ۔ اسلئے بجائے مٹھائی کے ۵ حضور کی خدمت میں روانہ ہیں اس مٹھائی کو منظور فرما کر عاجز کو ممنون فرما دیں ۔ یہ خوشی معمولی خوشی نہیں ۔ عاجز نے اسی خوشی میں یہاں پر احباب کو کھانے کی دعوت کی ہے چونکہ اس خوشی میں ایک زندہ خدا کا نشان ہے اسلئے یکم جون ۱۹۰۶ء سے آخیر مئی ۱۹۰۷ء تک کے لئے تھرڈ مڈل کے غریب و ہوشیار طالب علم کے لئے ۲ ماہوار کا وظیفہ سال بھر کے لئے دوں گا ۔ خواہ سال بھر کا وظیفہ ۲۴ پیشگی لے لیا جاوے خواہ ماہ بماہ لینا منظور ہو تو بلاناغہ ماہواری ۲ ماہوار مدرسہ کے پریذیڈنٹ کے نام روانہ کرتا رہوں گا ۔ بصد عرض التجا ہے کہ اس آرزو کو بھی منظور فرما کر فخر بخشا جاوے ۔

حضور کا عاجز غلام
بندہ عبد المجید اسسٹنٹ انچارج محطل سرکاری کپورتھلہ

ایک اور بھی ہے

مندرجہ بالا خط جبکہ میں نے اخبار میں شائع کرنیکے لئے بھیجا تو دوسرے ہی دن میرے عزیز بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ ضلع جالندھر نے جو ایک مخلص اور سرگرم احمدی ہیں مجھے دو روپیہ اسی خوشی کی تقریب میں بھیجے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ نصیر احمد کی پیدائش خدا تعالےٰ کا ایک نشان اور ہمارے امام کی سچائی کا ثبوت ہے ۔ یہ دو روپیہ قبول کئے جاویں اور حضرت حجۃ اللہ کے حضور پیش کر دیئے جاویں جزاء اللہ احسن الجزاء ۔

امرتسر کے ہیڈ آفس میں اندھیر

مجھے تازہ ترین خبر پہونچی ہے کہ امرتسر کے ہیڈ آفس کی وہ کتاب جسپر مہریں لگائی جاتی ہیں گم ہوگئی ہے سپرنٹنڈنٹ امرتسر کو فوراً فوری نوٹس لیں ورنہ اس کتاب کا جلد طیار کر لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے یہ صاحب بابو متھرا داس صاحب کی احتیاط اور ہوشیاری کا ثبوت ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ ایسے ذمہ دار ہیڈ آفس میں انہیں ضرور رکھا جاوے (مفصل پھر)

اطلاع

۳۰ ۔ جون ۱۹۰۶ء کا الحکم بقایا داران کے نام وی پی ہوگا ۔ واپس کرنیکے عذرات اچھے نہیں مطبع کی ضروریات پر نظر کرنی چاہیئے +

(کتبہ محمد حسن بھوری)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کی ایک تقریر

۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو ۹ بجے مہمانخانہ جدید میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک عام مجلس ہوئی۔ جس قدر مہمان مختلف شہروں اور قصبوں سے آئے ہوئے تھے وہ سب کے سب موجود تھے۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا مضمون اور مفہوم یہ تھا کہ چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض اور غایت یہ ہے کہ اسلام کی عام اشاعت اور تبلیغ ہو اور ہمارے یہاں ایک ایسی جماعت پیدا ہو جو اپنی علمی اور عملی قابلیتوں کی وجہ سے ممتاز ہو کر اس خدمت کو سرانجام دے اسلئے تین دن سے مدرسہ کے جدید انتظام کے مسئلہ پر غور کیا جاتا رہا ہے اور آخر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ مدرسہ بصورت موجودہ بھی قایم رہے اور مبلغین اور واعظین کے لئے ایک الگ جماعت کھولی جاوے۔ اسکے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔

خواجہ صاحب نے نہایت شرح و بسط کیساتھ بیان کیا کہ دنیا کی کامیابیاں بھی دین ہی کی ماتحت ہیں اور دین سے الگ ہو کر دنیا کی کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی غرض خواجہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ سلسلہ کی ضروریات اور انکی تکمیل کیلئے قوم کے اپنے فرائض تھا اور اس میں صحابہ کرام کے زمانہ کا اس زمانہ سے مقابلہ کر کے بتایا کہ انہوں نے تو جانیں فدا کر دیں اسوقت جانوں کی ضرورت نہیں اسلئے کہ خدا کے مسیح نے جہاد کی حرمت کا فتویٰ شائع کر دیا ہے اب اگر ضرورت ہے تو مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے اسلئے کوئی مستقل فنڈ ہونا چاہیئے۔ خواجہ صاحب اسپر تقریر کر ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لے آئے۔

خواجہ صاحب نے سلسلہ کی ضروریات کے روز افزوں اخراجات کا ذکر کر کے جماعت کو متوجہ کیا۔ انکے بیٹھ جانے پر خدام نے عرض کی کہ حضور کچھ ارشاد فرما دیں۔ جسپر آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

ایڈیٹر

دیکھو! جو کچھ خواجہ صاحب نے بیان کیا ہے یہ سب کچھ صحیح اور درست ہے۔ لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ اس جماعت کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اپنی عملی حالت سے قوت ایمانی کو درست کر کے دکھاویں۔ کیونکہ جب تک عملی رنگ میں ایمان ثابت نہ ہو صرف زبان سے ایمان اللہ کے نزدیک منظور نہیں اور وہ کچھ نہیں زبان میں تو ایک مخلص اور منافق یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ ہر ایک شخص جو اپنا صادق اور ثبات قدم ثابت کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ عملی طور پر ظاہر کرے جب تک عملی طور پر قدم آگے نہیں رکھتا آسمان پر اس کو مومن نہیں کہا جاتا۔

بعض شخصوں کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آئے دن ہم پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں کہانتک برداشت کریں۔ میں جانتا ہوں کہ ہر شخص ایسا دل نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک طبیعت کے ہی سب نہیں ہوتے بہت سے تنگدل اور کم ظرف ہوتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کر بیٹھتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی پروا کیا ہے۔ ایسے شبہات ہمیشہ دنیاداری کے رنگ میں پیدا ہوا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو توفیق ہی نہیں ملتی۔ لیکن جو لوگ محض خدا تعالیٰ کے لئے قدم اٹھاتے ہیں اور اسکی مرضی کو ہی مقدم کرتے ہیں۔ اور اس بنا پر جو کچھ بھی خدمت دین کرتے ہیں اسکے لئے اللہ تعالیٰ خود انہیں توفیق دیدیتا ہے اور اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے جن اموال کو وہ خرچ کرتے ہیں انہیں برکت رکھدیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور جو لوگ صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ کسطرح پر اندر ہی اندر انہیں توفیق دی جاتی ہے۔ وہ شخص بڑا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ولله خزائن السموات والارض یعنے خدا کے پاس آسمان و زمین کے خزانے ہیں منافق اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن مومن اسپر ایمان لاتا اور یقین کرتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر سب لوگ جو اسوقت موجود ہیں اور اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ سمجھکر کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے وہ دست بردار ہو جائیں اور بخل سے یہ کہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو خدا تعالیٰ ایک اور قوم پیدا کر دے گا جو ان سب اخراجات کا بوجھ خوشی سے اٹھائے اور پھر بھی سلسلہ کا احسان مانے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو بڑھائے پس کون ہے جو اسے روک لے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ بادشاہ سب کچھ کر سکتے ہیں پھر وہ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے کب تنگ ہو سکتا ہے۔ آج سے ۲۵ برس بلکہ اس سے بھی بہت پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ایسے وقت میں کہ ایک شخص بھی میرے پاس آتا تھا اور کبھی سال بھر میں بھی کوئی خط نہ آتا تھا۔ اس گمنامی کی حالت میں جو دعوے کئے ہیں وہ براہین احمدیہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں اور یہ کتاب مخالفوں موافقوں کے پاس موجود ہے۔ بلکہ ہندوؤں۔ عیسائیوں تک کے پاس بھی ہے۔ مکہ۔ مدینہ اور قسطنطنیہ تک بھی پہونچی۔ اسے کھولکر دیکھو کہ اسوقت خدا نے فرمایا

یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق۔

یعنے تیرے پاس دور دراز جگہوں سے لوگ آئینگے اور جن راستوں سے آئینگے وہ راہ عمیق ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ جو کثرت سے آئینگے تو ان سے تھکنا نہیں اور ان سے کسی قسم کی بداخلاقی نکرنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب لوگوں کی کثرت ہوتی ہے تو انسان انکی ملاقات سے گھبرا جاتا ہے اور کبھی بے توجہی کرتا ہے جو ایک قسم کی بداخلاقی ہے۔ پس اس سے منع کیا اور کہا کہ ان سے تھکنا نہیں اور مہمان نوازی کے لوازم بجالانا۔

ایسی حالت میں خبر دی گئی تھی کہ کوئی بھی نہ آتا تھا اور اب تم سب دیکھ لو کہ کسقدر موجود ہو۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے ایسی خبر بغیر عالم الغیب خدا کے کون دے سکتا ہے۔ کوئی منجم نہ کوئی فراست والا کہہ سکتا ہے؟

ان حالات پر جب ایک سعید مومن غور کرتا ہے تو اسے لذت آتی ہے وہ یقین کرتا ہے کہ ایک خدا ہے جو اعجازی خبریں دیتا ہے۔

غرض اس خبر میں اسنے کثرت کے ساتھ مہمانوں کی آمد و رفت کی خبر دی پھر چونکہ انکے کھانے پینے کے لئے کافی سامان چاہیئے تھا اور ان کے فرودگش ہونے کے لئے مکانوں کا انتظام ہونا چاہیئے تھا۔ پس اسکے لئے بھی ساتھ ہی خبر دی

یاتیک من کل فج عمیق

اب غور کرو کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کون ہے جو اس کی راہ میں روک ہو۔ وہ خود ساری ضرورتوں کا تکفل اور تہیہ کرتا ہے۔

یہ بات انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دے کہ ایک بچہ بھی پیدا ہو کر صاحب اولاد ہو سکتا ہے یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا تعالیٰ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صادق کی نشانی پیشگوئی ہے اور یہ بہت بڑا نشان ہے جسپر غور کرنا چاہیئے قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان تدبر اور غور سے بڑھتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نشانوں پر غور نہیں کرتے انکا قدم پھسلنے والی جگہ پر ہوتا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان اپنے ایمان میں ہر وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے اقوال۔ افعال اور قدرتوں کو نہ دیکھے۔

پس یہ سلسلہ اسی غرض کے لئے قایم ہوا ہے تا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے۔ یہ نشان جو میں نے ابھی پیش کیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ایسا زبردست ہے کہ کوئی اسکو روک نہیں سکتا۔ برخلاف اسکے کسی دوسرے مذہب والے کو یہ حوصلہ اور ہمت کہاں ہے کہ وہ ایسے تازہ بتازہ نشان پیش کرے۔ جماعت کے لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کسقدر نشانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں یہ محض خدا کا کاروبار ہے کسی انسان کو اس میں دخل نہیں۔ یقینا سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے ساتھ دکھاتا ہے کہ ایمانی قوت بڑھ جاوے اور جب قوت بغیر ایسے نشانوں کے بڑھ نہیں سکتی۔ کیونکہ انمیں خدا تعالیٰ کا زبردست ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ انسان ایسا جاندار ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے تربیت ایمانی کیلئے فیوض و برکات نہ ہوں وہ خود بخود دیانتدار نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقت میں پاک صاف ہونا اور تقویٰ پر قدم مارنا آسان امر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے یہ نعمت ملتی ہے۔ اور یہی تقویٰ ہے جس سے خدا تعالیٰ راضی ہو اسکے حاصل کرنے کے لئے بار بار اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ

اور پھر یہ بھی کہا

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

یعنے اللہ تعالیٰ انکی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں تقویٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو۔ اور محسنون وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا والذین یحسنون الحسنیٰ یعنے ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔ مجھے یہ وحی بار بار ہوئی

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے

کہ صرف اسمات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ کی محبت اور نصرت اسیوقت ملے گی جب سچی تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔

یہہ فخر کی بات نہیں کہ انسان اتنی ہی بات پر خوش ہو جاوے کہ مثلاً وہ زنا نہیں کرتا۔ یا اس نے خون نہیں کیا چوری نہیں کی۔ یہ کوئی فضیلت ہے کہ بُرے کاموں سے بچنے کا فخر حاصل کرتا ہے۔ دراصل وہ جانتا ہے کہ چوری کرے گا تو ہاتھ کاٹا جاویگا یا موجودہ قانون کے رو سے زندان میں جاوے گا۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسلام ایسی چیز کا نام نہیں ہے کہ بُرے کام سے ہی پرہیز کرے بلکہ جب تک بدیوں کو چھوڑ کر نیکیاں اختیار نکرے وہ اس روحانی زندگی میں زندہ نہیں رہ سکتا نیکیاں بطور غذا کے ہیں جیسے کوئی شخص بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسیطرح جب تک نیکی اختیار نکرے تو کچھہ نہیں۔ قرآن شریف میں ایک جگہ ذکر کیا ہے کہ دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک حالت تو وہ ہوتی ہے۔ یشربون کان مزاجھا کافورا۔ یعنے ایسا شربت پی پیتے ہیں جسکو ملونی کافور ہو۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ دنیا کی محبت سے دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ کافور ٹھنڈی چیز ہے اور زہروں کو دبالیتا ہے۔ ہیضہ اور وبائی امراض کیلئے مفید ہے۔ پس پہلا مرحلہ تقوے کا وہ ہے جسکو استعارہ کے رنگ میں یشربون کاسًا مزاجھا کافورا۔ ایسے لوگ جو کافوری شربت پی لیتے ہیں۔ ان کے دل ہر قسم کی خیانت ظلم ہر نوع کی بدی اور بدنوئی سے دل ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ اور یہ بات انہیں طبعًا اور فطرتًا پیدا ہوتی ہیں نہ کہ تکلف سے وہ ہر قسم کی بدیوں سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ یہہ سچ ہے کہ یہہ معمولی بات نہیں بدیوں کا چھوڑ دینا آسان نہیں۔ انجیل کا اکثر حصہ اسی سے پُر ہے کہ بُرے کام نکرو۔ مگر یہ پہلا زینہ ہے تکمیل ایمان کا۔ اسی پر قانع نہیں ہو جانا چاہیئے۔ ہاں اگر انسان اس پر عمل کرے اور بدیوں کو چھوڑ دے تو دوسرے حصہ کے لیئے اللہ تعالےٰ آپ ہی مدد دیتا ہے۔

یہہ بات انسان منہ سے تو کہ سکتا ہے کہ میں بدیوں سے پرہیز کرتا ہوں۔ لیکن جب مختلف قسم کے بُرے کام سامنے آتے ہیں تو بدن کانپ جاتا ہے۔

بعض گناہ موٹے موٹے ہوتے ہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنا۔ زنا کرنا۔ خیانت۔ جھوٹی گواہی دینا اور اتلاف حقوق۔ شرک کرنا وغیرہ۔ لیکن بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے۔ مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اسکو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے اسکو بہت ہی بُرا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ

خدا تعالےٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اسکے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اسکو حرج پہونچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل و نادان ہونا ثابت ہو یا اسکی عادت کی متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہہ سب بُرے کام ہیں۔ ایسا ہی بخل۔ غضب۔ یہہ سب بُرے کام ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے موافق پہلا درجہ یہہ ہے کہ انسان ان سے پرہیز کرے اور ہر قسم کے گناہوں سے جو خواہ آنکھوں سے متعلق ہوں یا کانوں سے۔ ہاتھوں سے یا پاؤں سے بچتا رہے۔ کیونکہ فرمایا ہے۔

لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر و الفؤاد کل کان عنہ مسئولا

یعنے جس بات کا علم نہیں خواہ مخواہ اسکی پیروی مت کرو۔ کیونکہ کان۔ آنکھہ۔ دل اور ہر ایک عضو سے پوچھا جاویگا۔ بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک بات کسی کی نسبت سنی اور جھٹ یقین کر لیا۔ یہہ بہت بُری بات ہے۔ جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اسکو دل میں جگہ مت دو۔ یہہ اصل بدظنی کو دور کرنے کے لیئے ہے۔ (باقی آیندہ)

ڈائری میں سے کچھہ

(از بدر)

آجکل کے ایک مشہور لیڈر قوم کا ذکر تھا کہ وہ کہتا ہے کہ ان دنوں مسلمان وعظ کی مجلس میں نہیں آتے لیکن اگر رنڈیوں کا راگ ناچ ہو تو وہاں خوب جمع ہو جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ بات درست ہے۔ لیکن اس کا اصل باعث واعظین کیجا نفین ہے۔ آجکل کے وعظ کرنے والے ہی ایسے ہیں کہ وہ خود پرلے درجہ کے دنیا دار اور بے عمل اور بدکار ہیں۔ اور ان کے وعظ میں نہ کوئی تاثیر ہے اور نہ کوئی لذت ہے اور نہ کوئی کشش ہے۔ برخلاف اس کے رنڈیوں کے راگ میں خراب کاروں کے واسطے ایک لذت ہے گو وہ ظاہری ہے اور اور بدی کی طرف ہے۔ مگر لوگ ایک ظاہری لذت کیطرف کھینچے چلے جاتے ہیں۔ اگر واعظین کے وعظ میں کشش اور لذت ہوتی تو وہ سب کو کھینچکر اپنی طرف لے آتے۔ ہر ایک مصلح ریفارمر ولی نبی میں چار باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ اوّل اسمیں ایک بصیرت ہو جس سے وہ علمی مسائل کو ایسے رنگ میں پیش کرے جس سے سننے والوں کو ایک لذت حاصل ہو۔ کیونکہ نامعقول بات سے انسان کے دل میں ایک خلش رہتی ہے اور معقول بات خواہ مخواہ پسندیدہ ہوتی ہے اور اسمیں ایک لذت ہوتی ہے۔ جیسا کہ شربت میں طبعًا ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ اسمیں ایک عملی طاقت ہو۔ خود عالم باعمل ہو۔ صدق و وفا اور شجاعت اسمیں پائی جاتی ہو کیونکہ جو شخص خود عمل کرنے والا نہیں اس کا اثر دوسروں پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ سوم یہ کہ اس میں کشش ہو۔ کوئی نبی نہیں جسمیں قوت جاذبہ نہ ہو۔ ہر ایک مامور کو ایک قوت جاذبہ عطا کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور لوگ اس کی طرف کھنچے ہوئے چلے آتے ہیں۔ چہارم یہ کہ وہ خوارق اور کرامات دکھائے اور نشانات کے ذریعہ لوگوں کے ایمان کو پختہ کرے۔ ان وعظ کرنے والے لوگوں میں ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں پائی جاتی۔

نادان لوگ کہتے ہیں کہ امام کی ضرورت کیا ہے سب لوگ نماز حج وغیرہ فرائض اپنی اپنی جگہ ادا کر رہے ہیں مگر یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ فی زمانہ ان کے درمیان اندرونی خوبیاں اور نہ بیرونی۔ اللہ تعالےٰ نے جو انعمت علیھم میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا۔ وہ انعامات ان کے درمیان کہاں پائیجاتے ہیں یہ لوگ تو خود ہی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اخلاق خراب ہیں۔ اعمال خراب ہیں۔ ایمان نہیں۔ دین صرف ایک رسم رہ گیا ہے جسمیں خالی استخوان ہے اور مغز نہیں۔ بیرونی حملوں کا یہ حال ہے کہ کوئی خاندان ایسا نہیں جس میں کوئی نہ کوئی مرتد نہ ہو گیا ہو۔ وہ جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے اور جن کے کانوں میں لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ کا کلمہ پڑھا گیا تھا۔ اب گرجوں میں بیٹھکر ایک خدا کے ساتھہ دوسرے اور تیسرے خدا بناتے ہیں اور مردوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیتے ہیں اسلامی سلطنتوں کا یہ ہے کہ سب سے زیادہ فخر سلطان روم پر کیا جاتا ہے جو رات دن یورپ سلطنت سے خوف زدہ رہتا ہے اور بمشکل اپنی زندگی کے دن کاٹ رہا ہے وہ کونسی خوش قسمتی کی بات ہے جو اسوقت مسلمانوں کے درمیان پائیجاتی ہے۔ ہر پہلو سے ان کے حالات پر رونا آتا ہے ایک اہل رائے ان کے حالات سے بالکل ناامیدی ظاہر کرتا ہے۔

دشمن بداندیش صرف عداوت کے سبب ہماری ہر بات اور ہر فعل پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ اس کا دل خراب ہے اور جب کسی کا دل خراب ہوتا ہے تو پھر چاروں طرف اندھیرا ہی نظر آتا ہے۔ یہ نادان کہتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔ اور کچھہ کام نہیں کرتے۔ مگر وہ خیال نہیں کرتے کہ مسیح موعود کے متعلق کہیں یہ نہیں لکھا کہ وہ تلوار پکڑے گا اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا۔ بلکہ یہی لکھا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مریں گے یعنی وہ اپنی دعا کے ذریعہ سے تمام کام کرے گا۔ اگر میں جانتا کہ میرے باہر نکلنے سے اور شہروں میں پھرنے سے کچھہ فائدہ ہو سکتا ہے تو میں ایک سیکنڈ بھی یہاں نہ بیٹھتا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ پھرنے میں سوائے پاؤں گھسانے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور یہ مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے۔ دعا میں بڑی قوتیں ہیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑہائی کرنے کے واسطے نکلا۔ راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو۔ ورنہ میں تمہارے ساتھہ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا۔ کہ تو ایک بے سروسامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھہ لڑائی کرے گا۔ فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہکر وہ واپس چلا گیا غرض دعا میں خدا تعالےٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھہ ہوگا۔ دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے۔ اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھہ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں۔ خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ گذشتہ انبیاء کے زمانہ میں بعض مخالفین کو نبیوں کے ذریعہ سے بھی سزا دیجاتی تھی مگر خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں اسواسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھہ میں لے لیا ہے۔ اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے۔ جسکو خشک ملا اور خشک فلسفی نہیں سمجھہ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہونچ جائینگی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ نادان دشمن جو سیاہ دل ہے وہ کہتا ہے کہ انکو سوائے سونے اور کھانے کے اور کچھہ کام ہی نہیں۔ مگر ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالےٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے۔

تبلیغ عام

... و... ہادی اور بعض آیات قرآنی سے ثابت ... کوئی ملک اور کوئی ... زمین یا کوئی قوم اور کوئی ... خداوند کریم نے ایسا نہیں چھوڑا کہ جس کی ہدایت کے واسطے کوئی ہادی نہ بھیجا ہو۔ اگرچہ اب بعض ... بوجہ ... کدورتوں یا کمی معلومات کے اس ... رشد و ہدایت سے انکار کریں یا کسی اور تاویل ... اس سے منحرف ہوں لیکن اسلامی تعلیم اور قرآنی ... سے ثابت ہے کہ خدا نے **کسی قوم اور کسی ملک** کو ہادی سے محروم نہیں رکھا۔

.....

... جیسے ذات صمدی تمام فرقوں ... ملکوں تمام مخلوقات کے واسطے رزاق ہے۔ اسیطرح ... موجودات انسانی کے واسطے ہادی ہی ہے دینیات ... جدا ہو کر بھی اگر اس بحث پر غور ... تو نتیجہ نکل جاوے گا کہ ہر ایک قوم اور ... کے واسطے کسی نہ کسی ہادی کا بھیجا جانا لازمی ... اگر کوئی خدا ہے اور اوس سے سب مخلوق کا خالق ہے یا وہ سب مخلوق کا خدا ہے تو ضرور ... کہ

"وہ سب کا ہادی اور سب کا رہنما بھی ہو"

جس طرح ہم خدا کا وجود مان کر اور اسے رازق قرار دیکر اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ

"وہ سب موجودات کا رازق ہے"

اسی طرح اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ

"وہ سب موجودات اور انسانی گروہوں کا ہادی بھی ہے"۔ اسکی وجہ کچھ نہیں معلوم ہو سکتی کہ

"وہ شامیوں اور عربوں یا عبرانیوں اور بنی اسرائیل کے واسطے تو ہادی ہو لیکن ہندیوں اور ایرانیوں کے واسطے ہادی نہ ہو حالانکہ یہہ سب ملک اور سب قومیں اوسی کی پیدائش ہیں اگر یہہ کہا جاوے کہ جو ہادی شام میں آئے وہی دوسرے ممالک کیواسطے بھی ہادی تھے تو اس کا پورانی تاریخوں سے بمشکل پتہ چلتا ہے یا تو اون ہادیوں کا دوسرے ممالک میں آنا اور ہدایت کرنا ثابت ہونا چاہیئے اور یا یہ مان لینا ہوگا۔ کہ اون ملکوں اور اون قوموں مین یا تو کوئی ہادی دیا ہی نہیں گیا۔ اور یا دیا جاتا رہا ہے پہلی صورت نہیں مانی جا سکتی کیونکہ اوس سے خدا کی حکمت اور عام اصول پر اعتراض اور حرف آتا ہے ایک خاص ملک اور ایک خاص قوم کی تخصیص کی کوئی وجہہ ہونی چاہیئے جو اب تک پیش نہیں کی گئی جو لوگ یہ چند قومیں اس تخصیص کے قائل ہیں اون کا ذمہ ہے کہ اسکے وجوہات پر مدلل بحث کریں۔ اور اس پر روشنی ڈالیں کہ اس میں کیا کچھ حکمت تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی پہلی وعظوں میں کہا ہے کہ میں صرف بنی اسرائیلی فرقوں کیواسطے ہی آیا ہوں اس سے بھی یہ پتہ لگتا ہے کہ اون کی یہ تخصیص صرف اس غرض سے یا ان معنوں میں تھی کہ دوسری قوموں یا دوسری جماعتوں کے واسطے کوئی اور ہادی ہوگا۔ یا اور ہادی ہونا چاہیئے دوسری بحث یہ ہے کہ

"دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں میں ہادی دیا جاتا رہا ہے اور حجت الٰہی پوری ہو چکی ہے" اس کا ثبوت ان زندہ نظائر سے ہو سکتا ہے کہ جو قومیں اور جو ملک یا جو فرقے منکرین کے نزدیک خالی از تبلیغ عام خیال کیئے جاتے ہیں اور اون کی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ اون میں کوئی ہادی نہیں دیا جاتا رہا۔ اون میں بھی ایک مذہب اور ایک ملت پائی جاتی ہے۔ اور ایسی ملتوں یا ایکے مذاہب کی تعلیمات کا بہت سا حصہ اُن مذاہب اور اون ملل سے ملتا جلتا ہے کہ جن میں ہادیوں کی تبلیغ عام تسلیم کی گئی ہے اگر ہم یہہ تسلیم کریں کہ ایران یا فارس میں کوئی ہادی نہیں بھیجا گیا تھا۔ تو ہمیں ژند اوستا کی تعلیم حیرانی میں ضرور ڈالے گی کیونکہ زرتشت کی تعلیم میں بہت سے ایسے مسائل یا ایسے شعبے پائے جاتے ہیں کہ جو سماوی مذاہب کے ساتھہ ملتے جلتے ہیں اسی طرح اور قوموں کی مذہبی تعلیمات کا حال ہے خدا نے انسانی جماعتوں کو دو طرح کی شریعتیں دی ہیں۔

(۱) ایک فطرتی شریعت۔

(۲) اور ایک ظاہری شریعت۔

ہم اس سے کبھی بھی انکار نہیں کر سکتے کہ فطرتی شریعت یا طبعی قانون ہر ایک جماعت اور ہر ایک فرقہ کو دیا گیا ہے۔ ایشیاء یورپ دونوں حصوں میں یہہ قانون دیا گیا ہے جب اس طبعی قانون میں کوئی تفریق اور کوئی کنجوسی نہیں کی گئی تو ظاہری شریعت یا ظاہری قانون کے دینے میں تفریق کی کیا ضرورت تھی۔

دونوں شرائع کا ایک ہی بانی اور ایک شارع ہے۔ کوئی وجہہ نہیں کہ دونوں کی تبلیغ میں کوئی تفریق تسلیم کی جاوے جو فرقہ اور جو مذہب اسپر زور دیتا ہے کہ خدا کی ہدایت اور رشد کا دروازہ ایک ہی جانب سے کھلا ہے۔ اور اوسکے واسطے کوئی دوسری راہ نہیں وہ درحقیقت خداتعالے کے فیضان کو محدود کرتا ہے اور اپنے پر ہی نہیں بلکہ خود خدا پر بھی یہ بار ڈالتا ہے کہ کیوں اوس نے ایسی تفریق کی۔

اس صورت میں یہ کہنا پڑے گا کہ جو فرقہ یا جو مذہب اس تفرقہ کا مصدق یا حامی ہے وہ اپنے اندر صداقت عام نہیں رکھتا جسکی ایک مذہب حقہ کے واسطے سخت ضرورت ہے۔

بے شک یہہ کہا جاوے گا کہ سب مذاہب کا اصول امتیازی ایک ہی تھا اور اون کے موجودہ اختلافات بعض کی دست برد یا اختلاط کا اثر ہیں اور اون کی ایک مائید کا مذہب وقت بوقت اصلاح اور ترمیم کرتا رہا ہے۔ لیکن اس سے کسی صورت میں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ یا کوئی ملک خدا کی وحی اور ہدایت سے محروم نہیں رکھا گیا ہے خدا کی وحی اور ہدایت بارش کی مثال ہے۔ جسطرح ہر ملک یا ہر طبقہ ارض میں کم و بیش بارش ہوتی ہے اسطرح ہر ملک اور ہر قوم میں وحی کا فیضان رہا ہے اور ہر قوم اوس سے اپنے اپنے وقت پر مستفید ہوتی رہی ہے حکومتوں اور بادشاہتوں کا تداول بھی خدا ہی کرتا ہے اور وحی کی حکومت بھی اوسی کے فضل سے ہوتی رہتی ہے۔

جو مذہب اپنی تعلیمات میں صادقوں کی تصدیق کرتا ہے اور خدا کی ہدایتوں کا میدان کسی خاص قوم پر تنگ نہیں کرتا ہے وہ اپنے اندر خالص سچائی رکھتا ہے اور ہر ایک مذہب گذشتہ کے مقابلہ میں ایک انصاف سے رائے زنی کرتا ہے اور جو مذہب اسکے خلاف وعظ کرتا ہے وہ دائرہ ہدایت کو تنگ بناتا اور خدا کی وحی کو محدود کرتا ہے

ایسا مذہب کس طرح اپنے آئین یا اپنے قانون اب ایک وسعت کے ساتھہ دوسروں کے سامنے پیش کر سکتا ہے کیونکہ جب وہ خدا کی وحی کا دائرہ صرف ایک دو تین جا میں ہی محدود کرتا ہے تو اوس تحدید سے اب کیونکر باہر جا سکتا ہے

اسلام کی تعلیمات سے ثابت ہے کہ وہ اسبارہ میں بمقابلہ اور مذاہب کے بالکل یا پوری آزادی سے تعلیم دیتا ہے۔ وہ واجبی اصولوں کی پابندیوں سے اون تمام بزرگوں کی تصدیق اور تائید کرتا ہے جو اوس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ خواہ سرزمین شام اور عرب میں ہوں اور خواہ یروشلم اور ہندوستان و حبش میں وہ پوری وضاحت اور جوش سے خدا کی تبلیغ عام کی تائید اور تصدیق کرتا ہے اسبارہ میں اسلام نے جس بے تعصبی اور جس آزادی سے کام لیا ہے وہ اوس کا حصہ ہے وہ سب سے ما بعد آکر خالص اور صادقوں پر شہادت دیتا ہے اور اون کی دلائل اور براہین سے تصدیق کرتا ہے۔ اگر سب سے پیچھے آنے والا مذہب پہلوں سے انکار کر دیتا تو کر سکتا تھا۔ لیکن اسلام نے یہ مسلک اختیار ہی نہیں کیا اوسے جہاں جہاں حق اور حق کا نظارہ صادق اصولوں کی پابندی سے ملا اوسکی اوس نے پوری تصدیق کی ہے۔ یہودیوں کے ہوتے اگر اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرتا تو یہودیوں سے بہت کچھ منافرت کم ہو سکتی تھی لیکن اسلام نے یہودیوں کی جو بہر بھی پروا نہیں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کا اوسی طرح اقرار اور اثبات کیا کہ جیسے خود عیسائی (سوائے صورت تثلیث) کرتے تھے۔

شامی نبوتوں کی تصدیق پر ہی کفایت نہیں کی ہندی۔ ایرانی۔ اوتاروں۔ نبیوں ریفارمروں کی تائید اور تصدیق سے بھی انکار اور اعراض نہیں کیا۔

عیسائیوں کے ساتھہ صرف یہ مخالفت کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے برگزیدہ معزز رسول ہیں لیکن اکلوتے بیٹے نہیں ہیں۔ ہندی اور ایرانیوں سے بت پرستی پر مناقشہ کیا جو کہ ان میں واقعتاً پائی جاتی تھی اور جس کے دور کرنے کے واسطے خود مذہب والوں نے ہی کوششیں شروع کر رکھی ہیں اور اندرونی مناقشے چھوڑ صرف یہی ایک طریق عمل بانی اسلام کی عظمت پر دلیل واثق اور برہان قاطع ہے۔ اور ایسی حجت سے اسلام ہی اس قابل ہے کہ وہ سب مذاہب کا خالص جوہر قرار پا کر تسلیم کیا جاوے اور بلا تصدیق حضرت رسول اللہ عربی کے مذہب پرستی باطل قرار دی جاوے۔

افسوس باوجود اسکے بھی بعض قومیں اس محترم رسول عربی کا نام نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی سے لینا ایک مذہبی ڈیوٹی سمجھتی ہیں اون کا وطیرہ اونہیں سلامت رہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام دوسری قوموں کے ہادیان کا نام احترام اور عزت سے لیں اور انہیں علیہ السلام کے جملے سے یاد کریں۔

راقم مسلمان

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔ جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرے۔ ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔

منیجر

متکلّم کون ہے ؟

اسلام ایسا عالی ظرف اور وسیع مذہب تھا کہ وہ ہر صداقت اور حکمت کو اپنی ملکیت قرار دیتا تھا اور ہادی اسلام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکمت کو مومن کی گم گشتہ متاع ٹھیرایا تھا۔ آپکی سچائی کا یہہ ایک زبردست ثبوت تھا اور ہے اپنی قوم کو وسیع الحوصلہ اور عالی خیال بنانے کے لئے نہیں بلکہ انمیں صدق وصداقت کی روح نفخ کرنے کے لیئے آپ نے یہہ بھی فرمایا تھا کہ

انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال

مگر اب امتداد زمانہ سے مسلمانوں کی حالت یہانتک گر گئی ہے کہ وہ بجائے اسکے کہ عالی ظرفی سے ہر صداقت اور حکمت کے لینے اور قبول کرنے کو ہر وقت آمادہ رہتے اور نہایت متانت اور سنجیدگی سے متکلم کے منشاء کلام کو سمجھنے کی سعی کرتے وہ قطع نظر اس سے ... کرکے متکلم کی نسبت ایک سُنی سُنائی رائے قایم کر لینے کے بعد اسکی ہر بات کو خواہ وہ کیسی ہی مفید اور بابرکت ہو رد کرنے کی جرأت کرتے ہیں +

جس نے انہیں نہایت تنگ دل اور کم ظرف بنا دیا ہے اور وہ حق و حکمت سے دور جا پڑے ہیں۔ ایک نا معقول اور خلاف کتاب و سنت بات کا رد کرنا تو کچھ عیب نہ تھا اور برا نہ تھا مگر غضب تو یہ ہے کہ کوئی بات ہی اگر کسی ایسے متکلم کے منہ سے نکلے جس کی [illegible] نے اپنی رائے [illegible] قایم کرلی ہے ہم اسکے ماننے یا کم از کم اسپر غور کرنے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔

مثال کے طور پر میں اپنے سید و مولا آقا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

آپ کے منہ سے کوئی بات خواہ [illegible] اور قرآن کریم اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم [illegible] وعظ کے اظہار میں ہو اور خواہ وہ ملکی یا اخلاقی یا مجلسی ہو اور کیسی ہی مفید اور معقول ہو [illegible] اسوجہ سے کہ وہ [illegible] کے منہ سے نکلی ہے —

ہمارے ملکی ریفارمر (بخیال خویش) اخبار نویس اور دوسرے لوگ جنہوں نے [illegible] کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے اسکو سبب بناکر [illegible] کرتے اور اپنی زندگی کا یہی فرض سمجھتے ہیں کہ [illegible] اسکے مساعی اور [illegible] بیان کئے جاویں اور اسکے تمام مفید پہلوؤں پر بھی خاک ڈالدی جاوے۔

آہ ! کیسی تنگدلی اور ناانصافی ہے ؟

مسلمان اگر قرآن کریم کو چھوڑ نہ بیٹھتے اگر وہ نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم کی ہدایتوں کو پس پشت نہ ڈال دیتے تو ان میں یہ کمزوری پیدا نہ ہوتی۔ مگر ضرور تھا کہ وہ اس اوج اور عروج سے گرتے جو انہیں قرآن کریم پر چل کر حاصل ہوا تھا۔ انمیں جھوٹ اور اور گمراہی پھیل جاتی "تاکہ آسمان سے ایک نور نازل ہوتا اور پھر ہدایت کا چشمہ ہر قسم کے خس وخاشاک سے پاک کیا جاتا۔

قرآن کریم کے کس کس کمال کو انسان بیان کرے جوئے اور شراب کے متعلق سوال پر قرآن کریم کہتا ہے

قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس

یہہ کیسی زبردست صداقت اور قرآن کریم کی دلیل ہے کہ اگر [illegible] نفع ان میں تھا تو اس کے اظہار سے نہیں رکا۔

لیکن چونکہ منافع للناس کہنے سے یہ اندیشہ ہوسکتا تھا کہ انسان [illegible] نفع پسند ہستی واقع ہوا ہے شاید ان کی طرف توجہ کرے [illegible] اس لئے فیھما اثم کبیر کہکر [illegible] نفع پر اسکے نقصان اور گناہ کو مقدم کرکے اصول بلاغت و فصاحت کے لحاظ سے برائیوں کو ذہن نشین کر دیا تھا اگر وہ سمجھے جو منافع للناس کے الفاظ سے [illegible] ہو سکتا تھا [illegible] اثمھما اکبر من نفعھما کہکر رد کر دیا۔ مگر ایسے کسی منافع کو خواہ وہ کیسی ہی قلیل و ذلیل مقدار میں تھا چھوڑا نہیں ۔ برخلاف اس طرز کے ہمارے مخالف سوچیں کہ کیا وہ قرآن کریم کو اپنا امام بناتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ جب ہمارے مقابلہ [illegible] [illegible] قرآن کریم [illegible] طرز بیان [illegible] اٹھاتے ہیں۔ اور [illegible] کی مخالفت [illegible] اپنی پوزیشن کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے [illegible] بیسیوں ایسی مثالیں پیش کرسکتا ہوں جو ہمارے حضور نے [illegible] کی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے ایک [illegible] پیش کی اور اسکی مخالفت کے لئے قلم اور زبان سے کام لیا گیا۔

سب سے تازہ مثال یہ ہے۔ لاہور کے [illegible] کالج کے طلباء [illegible] کلاس نے ایکا کرکے [illegible] غیر حاضری کی اور اپنے افسروں کی بغاوت کی۔

وہ لوگ جو امن کے دشمن اور گورنمنٹ کی عالی ظرفی اور رحم سے دلیر ہو چکے ہیں انہوں نے ان نوجوانوں کو سمجھانے اور [illegible] راستے پر لانے کی بجائے ذرا اور اکسایا اور آپ

آگ لگا کر جمالو دور کھڑی

کے مفہوم کے موافق تماشا دیکھنے لگے۔ اس شور و شر کو مٹانے کی بجائے انہوں نے اسپر اور آگ ڈالنی چاہی۔ بعض ناعاقبت اندیش اخبار نویس دنیا کے کیڑے اور شہرت کے خواستگار ان نوجوانوں کے مکانوں پر جاکر لیڈری کی دُھن میں ان سے ہمدردی کرنے لگے ہمدردی کیا تھی دراصل دشمنی تھی۔ بہرحال یہ جوش بڑھتا گیا۔ جلسے ہونے لگے۔ اور اس میں ان لوگوں کو (جو کل تک ان کے لیڈر تھے اور ان کی عزت کی جاتی ہے) محض اسوجہ سے کہ وہ طلباء کی اس طفلانہ حرکت سے خوش نہ تھے اور انہوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور انہیں نہیں اکسایا بہت کچھ بُرا بھلا کہا گیا اور اب تک کہا جاتا ہے۔

ان طالب علموں میں کچھ وہ نوجوان بھی تھے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر تھے۔ انہوں نے بعض حسن اتفاق سے دار الامان میں حاضر ہوئے اور جب انہوں نے حضرت اقدس کے [illegible] اس ہڑتال کا ذکر کیا تو آپ نے ناپسند فرمایا اور انہیں فوراً سب [illegible] اور سکول میں داخل ہوجانے کا حکم دیا۔ ان نوجوانوں نے [illegible] کی وجہ سے اس حکم کی تعمیل کی اور وہ فوراً سکول میں داخل ہو گئے۔ انکا داخل ہونا تھا اور حضرت مسیح موعود کی اس ہدایت کا اشاعت [illegible] تھا کہ ہمارے ملکی ریفارمروں (اخبار نویسوں) کا دماغ پھر گیا۔ وہ ایسا غضب ناک ہوا کہ [illegible] خاموش رہ سکتے تھے۔ جھٹ اپنا ٹھیکہ [illegible] میں حضرت اقدس کے اس حکم پر نکتہ چینی شروع کردی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے بڑی حیرت کہ [illegible] ان آرٹیکلوں کو پڑھا ہے اور میں اب تک اس [illegible] کے قابل نہیں ہوا کہ یہ اقلیم سخن کے [illegible] بادشاہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں ! اور اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ وہ انہیں اپنا رہبر و رہنما سمجھتے ہیں۔

کوئی ان دانشمندوں سے پوچھے کہ صاحبان ! اس حکم دینے میں کونسی اخلاقی - مجلسی اور مذہبی غلطی تھی ؟ جسپر آپ اسقدر بیزار ہو گئے - کیا طلباء میں اطاعت اور فرمانبرداری کی روح نفخ کرنا اور انہیں اپنے افسروں اور استادوں کی شایان شان ادب اور عزت کو ملحوظ رکھنے کی تاکید کرنا کوئی قومی یا مذہبی جرم ہے ؟ آخر وہ بات کیا ہے جسپر آپ ایسا بگڑ [illegible] ؟ اسکا جواب سے کچھ بھی نہیں یہہ بات مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ بنصرہ) نے کہی ہے اسلیئے ہر چند وہ مفید اور بابرکت ہو مگر اسکی مخالفت کرنا ہمارے ملکی اخبار نویسوں کا منصبی فرض ہے

!!! شرم !

اگر اخبار نویسی کا یہی مفہوم ہے اور اسکی غایت اور غرض یہی ہے تو ایسے اخبار نویسوں سے ملک کا نجات پانا اچھا ہے لاہور کے ایک مذہبی اخبار پرکاش کے ایڈیٹر نے جو بَی - اے ہے بڑی غور و فکر کے بعد مرزا صاحب پر یہ اتہام لگایا کہ انہوں نے لڑکوں کو عہد شکنی کی تعلیم دی - مگر اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ مہاتماجی اگر آپ کا بچہ یہ عہد کرلے کہ میں تو لالہ جی کی داڑھی ہی اکھاڑونگا اور کوئی آپ کا خیر خواہ اس بچے کو یہہ سمجھاوے کہ نا بچہ ! باپ کا ادب کرنا چاہیئے - ایسی حرکت احمقانہ حرکت ہے تو کیا آپ یہ پسند کرینگے کہ وہ بچہ عہد کو پورا کرے یا اس دانشمند کے شکر گذار ہونگے جسنے اسکو احمقانہ حرکت سے روکا اور اسے نیک ہدایت کی ؟

اسلام ایسے عہدوں کو لغو ٹھیراتا ہے -

مجھے سخت افسوس ہے کہ پرکاش نے باوجود ایک مذہبی حیثیت رکھنے کے ایسی لغوبات کہی ہے جو اس قابل ہے کہ اسپر بہت نفرین کی جاوے - رعایت عہد اسلام کا زبردست اصول ہے - اور مسلمانوں کو اسکی رعایت کے لئے سخت تاکید ہے لیکن اسلام نے یہ کبھی روا نہیں رکھا کہ وہ ناپاک اور امن عامہ کے مخل اور غداری کے عہدوں کی پابندیوں کی تاکید کرے -

یہی وجہ تھی جو مرزا صاحب نے اپنے خدام طالبعلموں کو یہ ہدایت کی کہ تم ایسے لغو عہد کی پروا نہ کرو - اسکا توڑنا ہی بہتر تھا اور اب زمانہ بتادیگا کہ آیا وہ لڑکے جو داخل ہو گئے وہ اچھے رہے یا وہ جنہوں نے ایسے اور بُری مشیروں کی صلاح سے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کو تباہ کیا اور قیمتی وقت کو ضائع کیا اور اخلاقی طور پر ایک شرمناک غلطی کا ارتکاب کیا - لاہور کے ملکی لیڈروں کا ایسی بغاوت میں شریک ہونا ان کی قابلیت اور فرزانگی کی دلیل ہے اور انپر منہ آنے سے انکی حیثیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا -

بہرحال میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ لوگ واقعات پر غور نہیں کرتے - فراخدلی سے ایک شخص کی باتیں نہیں سنتے اور اسپر کوئی فکر نہیں کرتے صرف یہ دیکھکر کہ بات اسکے منہ سے نکلی ہے مخالفت یا موافقت شروع کردیتے ہیں جو غلط راہ ہے -

مسلمانوں کو جو قرآن کریم کو اپنا امام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے اور انہیں انصاف اور خدا ترسی سے ہماری باتوں کو سننا اور انپر غور کرنا چاہیئے - اور کبھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ

متکلّم کون ہے ؟

ساری بات کو سن کر اور غور کرنے کے بعد بے شک حق ہے کہ انصاف اور خدا ترسی سے اپنی رائے قائم کرو -

من انچہ شرط بلاغ است باتو میگویم
توخواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال -

نظم زلزلہ کی تائید

لاہوری اخبار نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ کی نظم زلزلہ کی جو تردید شائع کی تھی اسکے دو جواب یہاں شائع ہو چکے ہیں مگر آج تیسرا جواب ہیں پہلے سے زیادہ خوشی اور فخر سے شائع کرتا ہوں اسلئے کہ یہ میرے معزز عزیز اور مخدوم زادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد نے لکھا ہے۔ امید ہے ناظرین کو فائدہ دیگا۔ کاش پیسہ بھی اسے شائع کرے۔

ایڈیٹر

جہاں چند آدمی ملکر بیٹھینگے ضروری ہے کہ ان میں کوئی بدروح بھی ہو کیونکہ جیسے نیکی کا اثر خدا کیطرف سے بندہ پر پڑتا ہے ویسا ہی کچھ خبیث اثر بدروحوں کا بھی ہونا ضروری ہے۔ بلکہ یہ زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت کمزور ہے۔ اس لئے جب اسے کچھ سبز باغ دکھائے جائیں تو ظن غالب ہے کہ وہ اپنے جامہ عقل و خرد کو چاک کرکے اوس آواز کی طرف جو کہ اسکو ایک تاریک گڑھے کی طرف بلاتی ہے چلا جائے۔ مگر جسکو خدا توفیق دے۔ اور مشاہدہ ایسا ہی ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں منافق اور فاسق فاجر زیادہ ہوتے ہیں اور خدا کی پرستش کرنے والے اور بری باتوں سے بچنے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ یہانتک کہ ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں بھی جنکی قوت قدسیہ سب سے بڑھی ہوئی ہے صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی ہی ایسے نکلے جنہوں نے کہ خدا کی آواز کو سنا اور قبول کیا۔ ہاں! یہ ضروری امر ہے کہ جب خدائی آواز آئے تو اسکے مقابل میں ایک شیطانی آواز بھی آئے جو کہ انسان کو اس نیک کام کی طرف جسکو وہ اختیار کرنیوالا ہو روکنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسوقت اوسکا تازہ نمونہ ہمارے سامنے پیش ہے کیونکہ جب حضرت مسیح موعود نے ایک عظیم الشان زلزلہ کی خبر خدائے علیم و خبیر سے پاکر دنیا میں شائع کی تاکہ پیشتر اسکے کہ عذاب آئے حجت قائم کردی جائے تاکہ کفار کا قیامت کے دن یہ عذر نہ رہے۔ کہ ہم نے وہ آواز نہیں سنی جس نے ہمکو نیکی کی طرف بلایا ہو اور تاکہ شاید کوئی نیک روح اس سے متاثر ہو کر اس عذاب عظیم سے بچ جائے۔ لیکن اس غمخواری و دلسوزی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روحانی آواز کے مقابلہ میں ایک شیطانی آواز بھی اٹھی جس نے کہ چاند پر غبار ڈالنے کی بہت کچھ کوشش کی لیکن کیا یہ ممکن ہے کیا کبھی اس سے پہلے ایسا ہوا۔ ہاں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس سے پہلے انبیاء کی دنیا میں کوئی نظیر ملتی ہے نہیں ہرگز نہیں۔ وہ جنہوں نے ایسا کیا انہوں نے اپنی سزا پائی اور وہ جو ایسا کرنا چاہتے ہیں یا کرینگے یا جنہوں نے اس زمانہ میں ایسا کیا ہے ضرور ضرور اپنے کئے کو پہونچ گئے۔ اور وہ خدا جسکے ہاتھ میں سب کچھ ہے انکو سزا دیئے بغیر نہیں رہیگا۔ کیونکہ انہوں نے اسکے ماموروں کی مخالفت کی پس وہ غیور خدا اپنے دوستوں کی ہتک گوارا نہیں کریگا۔ میرا مطلب اسوقت اس شخص سے ہے جس نے کہ پچھلے دنوں میں زلزلہ کی پیشگوئی کی مخالفت میں اسی طرح پر کہ جس پر حضرت صاحب نے شعر کہے تھے اور زلزلہ کی پیشگوئی کا اعلان کیا تھا اور لوگوں کو اس عذاب کے دن سے بچنے کے لئے نصیحت کی تھی ایک غزل زلزلہ کی مخالفت میں پیسہ اخبار میں شائع کرائی اور بڑے زور کے ساتھ اس نے چاہا کہ یہ امت جو کہ کبھی بڑے بڑے انعاموں کی مستحق رہ چکی ہے اب اس عذاب کو بھی بھگتے اور ایسا نہ ہو کہ اس دن سے پہلے یہ بیدار ہو جائے خدا اون کے ارادے کو پورا ہونے ندی میرے چند دوستوں نے اوسکا جواب لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔ میں نے بھی چند اشعار اوسکی غزل کی رد میں کہے ہیں اور اس لئے کہ شاید کسی کو ان سے فائدہ پہونچے۔ شائع کرتا ہوں۔ بہتر ہو کہ پیسہ اخبار بھی اسکو اپنے اخبار میں شائع کردے۔

نظم

محمود احمد

مثل ہوش اڑ جائینگے اس زلزلہ آنیکے دن
باغ احمد پر جو آئے ہیں یہ مرجھانے کے دن
یہ نہیں ہیں جھوٹی باتون پر لبول اترانیکے دن
ہوش کر غافل کہ یہ دن تو ہیں گھبرانیکے دن
سختیوں ہی جو جائیگی تو جاگے گی یہ قوم
اے غنی ہرگز نہیں یہ تلوے سہلانے کے دن
مہدی آخر زمان کا ہو چکا ہے اب ظہور
ہیں بہت جلد آنے والے دین کے پھیلانیکے دن
یہ شرارت سب ڈھنکی رہ جائیگی جب وہ خدا
ہوش میں لائیگا تم کو ہوش میں لانیکے دن
طوطے اڑ جائینگے ہاتھوں کے تمہارے غافلو
اس خدائے عزوجل کے [illegible] دکھلانیکے دن
اک جہاں مانیگا [illegible]
اب ہیں تھوڑے [illegible] گئے اس دین کے جھٹلانیکے دن
[illegible] سب عشق یار وا اور فکر دین کرو
آجکل ہرگز نہیں ہیں یاؤں پھیلانیکے دن
کچھ صلاحیت جو رکھتے ہو تو حق کو مان لو
یاد رکھو دوستو یہ پھر نہیں آنے کے دن
کبر و نخوت سے خدارا باز آؤ تم کہ اب
جلد آنے والے ہیں وہ آگ برسانیکے دن
امت مرحوم میں ہونے سے تو خوش ہے عزیز
پر میں سچ کہتا ہوں ہیں یہ خون دل کھانیکے دن
جس لئے یہ نام پایا تھا نہیں باقی وہ کام
اب تو اپنے حال پر ہیں خود ہی شرمانیکے دن
لوگونکو غفلت کی تو ترغیب دیتا ہے مگر
بھولجائیگا یہ سب کچھ اس سزا پانیکے دن
کس لئے خوش ہے یہ تجھکو بات ہاتھ آئی ہے کیا
یہ نہ خوش ہونیکے دن ہیں بلکہ پچھتانیکے دن
مہدی آخر زمان کا کسطرح ہوگا ظہور
جب نہ آئینگے کبھی اس دین کے اٹھ جانیکے دن
بات یہ وہم و گمان میں تیرے گر کچھ بھی ٹھیک
آچکے تب تو مسیح وقت کے آنے کے دن
کچھ بھی گر تو عقل و خرد سے کام تو لیتا تو یہ
دین میں ہیں جو بل پڑے ہیں انکے سلجھانیکے دن
تو تو ہنستا ہے مگر روتا ہوں میں اس فکر میں
وہ ہیں اس دنیا سے اکدنیا کے اٹھ جانیکے دن
جلد کر توبہ کہ پچھتانا ہی پھر ہوگا فضول
ہاتھ سے جاتے رہینگے جبکہ پچھتانیکے دن
اک قیامت کا سماں ہوگا کہ جب آئینگے وہ
مال کی ویرانی کے اور جان کے جانیکے دن
گو کہ اس دن پھیل جائیگی تباہی چارسو
جبکہ پھر آئینگے یارو زلزلہ آنیکے دن
پھر بھی مژدہ ہے انہیں جو دین کے غمخوار ہیں
کیونکہ وہ دن ہیں یقیناً دین کے پھیلانیکے دن
یا مسیح الخلق عدوانا پکار اٹھینگے لوگ
خود ہی منوا لیگا سب سے یار منوانیکے دن
ہے دعا محمود کی تجھ سے مرے پیارے خدا
ہو محافظ تو ہمارا خون دل کھانیکے دن

امرتسر کے ڈاکخانہ میں یورپین پوسٹماسٹر ہونا چاہیئے

میں گذشتہ اشاعت میں بتا چکا ہوں کہ بابو متھرا داس صاحب کو امرتسر کے ہیڈ آفس سے تبدیل کرنا ضروری ہے اگرچہ میں نے افسران بالا دست کی غور کے لئے ضروری امور پیش کئے ہیں اور وہی کافی تھے لیکن جبتک اس معاملہ کا کلی فیصلہ نہ ہو لے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ پر سلسلہ مضامین کا بند نہ کیا جاوے۔ اور اگر صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن اس امر کو پوسٹماسٹر جنرل تک نہ پہونچائینگے تو مجھے غالباً اسپر زیادہ زور دینا پڑے گا۔ چونکہ مسٹر رچرڈسن نئے نئے سپرنٹنڈنٹ آئے ہیں اور کچھ تعجب نہیں کہ بابو متھرا داس صاحب انسے عرض معروض کرکے اس معاملہ کو دبانے کی سعی کریں۔ مگر میں مسٹر رچرڈسن کی انتظامی قابلیت اور معاملہ فہمی کو ایسا نہیں سمجھتا کہ وہ اس کو دبائیں بلکہ وہ امر حق کی تفتیش کرینگے اور ایسا نتیجہ ظاہر کرینگے جو ہر طرح سے قابل اطمینان ہو۔ بابو متھرا داس کی انتظامی قابلیت کے متعلق شاید اس امر کا ظاہر کرنا بے سود نہ ہوگا۔ کہ معمولی دفتر کی صفائی کے متعلق آپ کا یہ حال ہے کہ خاکروب اسوقت آکر خاک اڑاتا ہے جبکہ دفتر کا وقت ہو حالانکہ یہ صفائی ایسے وقت ہو جانی چاہیئے جب کہ دفتر میں کام نہ ہو رہا ہو مگر یہ اصلاح تو تب ہو جب کوئی نگرانی کرے۔ بابو صاحب شاید اپنی ہر بات میں نظر کے لئے اسے مفید سمجھتے ہوں گر گرد دغبار اڑا کر تنفس کے ذریعہ کلرکوں کے شش میں مرض تنفس پیدا کرے اور لوگوں کو اندھا کرے۔ کپڑے تباہ کرے۔ اور بابو صاحب اصلاح پر ہنسی کا تماشا دیکھا۔ یہ تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو معمولی آدمی بھی نظر انداز نہیں ہونے دیتا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بابو صاحب کو ضعف نظر کی بھی غالباً شکایت ہے (خدا کرے یہ ایسا نہو) اگر یہ سچ ہے تو پھر تو اور بھی مشکلات کا سامنا ہے۔

ان ساری باتوں کے علاوہ آپ خدا کے فضل سے تعصب کے بھی پتلے ہیں میں نے ایک مسلمان امیدوار کا حشر بتایا تھا کہ وہ امیدوار ہو کر کام سیکھنے گیا آپنے اسے پنکھا کشی پر لگا دیا۔ اور یوں اسکے منحوس وجود سے آپ نے رہائی پائی۔

ہندو کلرکوں کے ساتھ آپ کی شفقت اور مہربانی کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلرک رخصت کی درخواست کرے خواہ اسکا کوئی عزیز بچہ بھی فوت ہو جاوے تو اسے بمشکل ایک دن کی رخصت ملے لیکن ہندو کلرک ہو تو دس دن کی بھی مل جاتی ہے۔ اب ایک اور ہندو کلرک کو دس دن کی رخصت بدوں کسی قائمقام آدمی کے دیدی گئی ہے اور پوسٹماسٹر صاحب نے خود ہی کام کرنیکا ذمہ لیا ہے۔ اگر امرتسر کے ڈاکخانہ میں ایسا ہی کم کام ہے کہ بدوں قائمقام کے کلرک رخصت لے سکتے ہیں تو پھر کیوں عملہ کو کم نہ کیا جاوے اور پوسٹماسٹر صاحب خود ذمہ لیتے ہیں تو شاید کام ان کے پاس بھی کم ہو۔

میں اس مضمون پر اگلی اشاعت میں کھولکر لکھونگا۔ اور ان کے تعصب کے کارنامے افسران بالا دست کے سامنے رکھدونگا۔ شاید اسکے جواب میں وہ یہ کہیں کہ میں ہندو مسلمانوں کو ایک نظر سے اسلئے نہیں دیکھ سکتا کہ میں کانا ہوں تو بے شک میرے پاس اسکا جواب نہیں اور میں صلاح نہیں دیتا کہ وہ اپنی آنکھ پھوڑ لیں بلکہ میں تو انہیں ضعف بصر کیلئے پہلے ہی سرمہ نورالعین کے استعمال کی صلاح دونگا تاکہ تمام امور پر وہ پوری توجہ کر سکیں۔ (باقی آیندہ)

وہی بابو کالورام انسپکٹر

بابو کالورام انسپکٹر کے شرمناک واقعہ کے اظہار کے بعد میں

منتظر ہوں کہ حکام بالا اسپر کیا نوٹس لیتے ہیں میں نے پی۔ ایم۔ جی۔ اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کو اپنی چٹھیوں کی ساتھ اخبار بھیجدیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ اس معاملہ کو روز روشن میں لائینگے میرے پاس ایک خطرناک شکایتوں کا طومار کالورام انسپکٹر کے متعلق پہونچا ہے جسکو اگلی اشاعت میں درج کرونگا فی الحال بابو کالورام صاحب سے ایک سوال پوچھنا ضروری ہے کیونکہ اس سوال کے جواب سے ایک عجیب معما حل ہونیوالا ہے۔

سوال۔ کیا بابو کالورام صاحب بتا سکتے ہیں کیا انہوں نے رتن سنگھ چٹھی رسان انبالہ کو کبھی اور سیر بنانے کا وعدہ کیا ہوا اور ایفاء وعدہ کی شرط کیا تھی؟

کیا موضع جمیارجی میں دہو بیوی کی کسی لڑکی کے متعلق کوئی معاملہ ایسا پیش آیا جس میں پولیس تک نوبت پہونچی۔ اس معاملہ با نقد میں

مسلمانوں کا قدیم علمی لٹریچر

اخلاق حسنہ کا فقدان قومی تنزل کا لازمی نتیجہ ہے۔ مسلمانوں نے حکومت کھوئی عزت برباد کی۔ اور تمول کو خیرباد کہا۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑی نعمتیں تھیں جو ہماری نااہلیت اور غفلت پر قربان ہوگئیں۔ مگر یہانتک بھی کچھ زیادہ افسوس کا مقام نہ تھا۔ حکومت کس قوم کے پاس ہمیشہ رہی ہے جو ہمارے پاس رہتی۔ بارہ سو برس کی پولٹیکل کمائی ہمارے لئے کچھ کم نہیں ہے۔ لیکن افسوس تو اسپر ہے کہ علم اور علم کے ساتھ غیرت حمیت اور علمی ذوق و شوق کی وہ معنوی دولت بھی ہم نے ضائع کردی جس پر تیرہ سو برس سے مسلمان تنہا قابض تھے۔ اس سے بھی بڑھکر بیغیرتی اور غفلت کا کوئی نمونہ ہو سکتا ہے۔ کہ اسلاف کی مدت العمر کی علمی کمائی اغیار کے دست تصرف میں ہے۔ اور ہم خالی ہاتھ ان کا منہ تک رہے ہیں؟ عربی کی وہ نادر الوجود کتابیں جن پر اسلام کو فخر و ناز ہے مستشرقین فرانس کی اکاڈیمی۔ اور پیرس میوزیم میں ہماری غفلت پر رو رہی ہیں۔ اور ہم بدقسمت ان کے قابل عزت ناموں سے بھی بے خبر ہیں۔ اورینٹل کانفرنس کا قصہ کس کو سنائیں جرمنی اور فرانس کے مستشرقین کی جانفشانیوں کے فسانے کس کے آگے دہرائیں۔ کون ہے جو اسلاف کے کارناموں کی یادکو اپنے دماغوں میں جگہ دیتا ہے؟ اور کون ہے جو اسلامی لٹریچر کی عدیم النظیر خصوصیات کا دلدادہ ہے؟ تاریخ ادب اور فلسفہ و طبعیات کی وہ کتابیں جو بقول "موسیو سیدیو" کے اسلام کے عدیم المثال تمدنی اثر کی حیرت انگیز یادگاریں ہیں" کن کی کوششوں کی بدولت ہم تک پہنچی ہیں اطلبوا العلم کے مخاطبین کی کوشش سے یا الجھال لتہ ام التقوی کے حاملین کی محنت سے آہ! مسلمانوں کی سوئی ہوئی غیرت کو کیونکر جگائیں؟ کہ زمانہ کے انقلاب سے اب آخر الذکر صورت کو تسلیم نہ کرنا محسوسات کا انکار کرنا ہے۔ یورپ نے اسلامی لٹریچر کی جو خدمتیں کی ہیں انکی تفصیلی شرح کیلئے مستقل آرٹیکل کا انتظار کرو۔ اگر صرف جرمن کی علم پرستی کا ایک نظارہ دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ! احمد زکی بک کی زبان سن لو!

"جرمنی کے مستشرقین کو یورپ بھر میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسلامی لٹریچر کی جیسی خدمت انہوں نے کی ہے اسکی نظیر یورپ نہیں پیش کرسکتا۔ اگر سوال کیا جائے کہ علوم عربیہ کا بیسوین صدی میں حقیقی محسن کون ہے۔ تو جواب میں یہی آواز آئے گی کہ جرمنی اور جرمنی کے علم پرست علماء اسلام کا اصلی عنصر قرآن مجید ہے۔ اور اسلام کا اصلی خادم وہی ہے جو اس مقدس کتاب کی خدمت انجام دے۔ نعرہ توحید پر فخر کرنیوالے ابھی خواب غفلت سے چونکے بھی نہیں تھے کہ الوہیت مسیح کا دم بھرنے والے جرمنی مستشرقین نے سب سے پہلے ۱۶۹۴ء میں لیپزگ سے قرآن مجید کا پہلا ایڈیشن شائع کیا۔ پھر ۱۸۳۴ء اور ۱۸۵۸ء تک بانی ... اور چند عربی کے ایڈیشن جرمنی ہی سے چھپکر شائع ہوئے آخری ایڈیشن علامہ فلوگل کی کوششوں اور جانفشانی کا نتیجہ ہے جسکے ساتھ منظر انڈکس نجوم الفرقان شامل ہے۔

قرآن مجید کے بعد اسلامی لٹریچر میں علوم القرآن کا درجہ ہے اور علوم القرآن کی روح و روان علم التفسیر ہے۔ سب سے پہلے جرمنی علماء نے تفسیر بیضاوی کو مختلف تفسیروں میں سے انتخاب کیا۔ نو برس اسکی تصحیح اور انڈیکس کی ترتیب میں صرف کئے۔ اور ۱۸۴۶ء میں معہ مطول فہرست کے لیپزگ سے چھپکر شائع ہوئی۔ بیضاوی کی یہ فہرست ایک عدیم النظیر انڈکس ہے جس میں اصطلاحات اسماء الرجال اسماء النساء۔ اسمائے الکنہ۔ اور احادیث کی الگ الگ باب ہیں۔ اور پوری تفسیر کا مکمل خلاصہ ہے۔

علوم القرآن کے بعد تیسرے درجہ پر علوم الحدیث ہیں اور حدیث میں اصح الکتب جامع صحیح بخاری ہے۔ اسکی اشاعت کا شرف بھی جرمنی کے علماء نے حاصل کیا۔ سب سے پہلے ۱۸۶۳ء میں اس مقدس صحیفہ کا پہلا ایڈیشن جرمنی سے چھپکر دنیا تک پہونچا جسکے ساتھ مطول انڈکس۔ دیباچہ اور مصنف کی لائیف جو مطبوعات یورپ کی خصوصیات میں مستشرقین جرمنی کے علمی جانفشانی کا ثبوت دے رہے ہیں۔[1]

یہ حال تو مذہبی لٹریچر کا ہے جرمنی کے علماء نے مسلمانوں کے علمی ذخیرہ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اب اسکی بھی مختصر سرگذشت سن لو۔

ایک ہزار برس کے مسلسل محنت اور جانفشانی سے مسلمانوں نے جو علمی ذخیرہ مہیا کیا تھا یقیناً برباد ہو جاتا۔ اگر یورپ اور بالخصوص جرمنی کے علماء اسکی حفاظت پر آمادہ نہو جاتے۔ بغداد کا تمام ذخیرہ المقتدر باللہ کے منحوس زمانہ میں منتشر ہوگیا پھر تاتاری دلیو کے حملے نے بیت الحکمہ کا خزانہ برباد کردیا۔ اندلس کا علمی ذخیرہ بھی اسی طرح وحشی یورپ کی دستبرد سے نہ بچ سکا لیکن موجودہ یورپ کی مہالہمی نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ایک ایسا عظیم الشان ذخیرہ لٹریچر جمع کردیا ہے جسکی ان بربادیوں کے بعد دنیا کو توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ تاریخ۔ ادب فلسفہ طبعیات۔ ریاضی کی وہ بے بہا کتابیں۔ جن کے الگ کردینے کے بعد اسلام کا علمی کچکول بھی خالی ہو جاتا ہے۔ صرف یورپ اور بالخصوص جرمنی کی کوششوں سے آج دنیا میں مسلمانوں کے کارناموں کی شہادت دے رہے ہیں۔ علوم کی کسی عربی کتاب کا نام لو۔ اور خاموشی کے ساتھ انتظار کرو کہ غیب کس خطہ کا نام لیتا ہے؟ یہی آواز کانوں میں آئیگی کہ یورپ نے ڈھونڈھ کر شائع کی جرمنی نے تلاش کرکے دنیا تک پہنچائی" جرمنی کی اورینٹل اکاڈمی اور عام مستشرقین اسوقت تک جسقدر عربی کتابیں شائع کرچکے ہیں انکی مختصر فہرست بھی اس لیڈر میں نہیں سماسکتی۔

تاریخ میں الآثار الباقیہ للبیرونی۔ تاریخ کبیر طبری۔ الطوال دینوری یعقوبی تاریخ مکہ فاکہی فتوح البلدان بلاذری۔ التنبیہ و الاشراف مسعودی وہ کتابیں ہیں۔ جنکا ضائع ہونا اسلامی تاریخ کی بڑی کمی تھی مگر جرمن علماء کی کوششوں کی بدولت آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔

جغرافیہ میں احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم مقدسی الجبال و الامکنہ والمیاہ زمخشری۔ مراصد الاطلاع ممالک الممالک اصطخری معجم البلدان حموی الادریسی وہ کتابیں ہیں جو مسلمانوں کی جغرافیہ دانی کا دنیا کو ثبوت دیتی ہیں کس کی کوشش سے شائع ہوئیں؟ جرمنی کی کوشش سے۔ افسوس کہ ہم نے ان کو ضائع کردیا تھا۔

سفرناموں میں رحلۃ ابن جبیر۔ ابن الحائک۔ عجایب الہند الملکیۃ الصقلیہ۔ ابن بطوطہ وہ سفرنامے ہیں جو اس امر کا زندہ ثبوت ہیں کہ گذشتہ زمانہ کے مسلمانوں نے کس طرح دنیا کے مختلف حصوں کی سیاحت کی۔ اور کس طرح علمی ذوق و شوق نے انکو ان مقاموں تک پہنچایا جہاں انسان کی رسائی انیسوین صدی کی خصوصیات میں تسلیم کی جاتی ہے۔

اسی طرح ادب میں اخبار العصر۔ قصیدہ ابن عبدون۔ الاضداد اسرار العربیہ۔ کتاب الاضداد۔ شرح مفصل۔ الاغانی دیوان صریع الغوانی۔ دیوان علقمہ۔ النخل۔ طبقات الشعراء۔ المفضلیات اور اسی قسم کی بیسیوں کتابیں ہیں جو صرف جرمنی علماء کی کوششوں کی بدولت بربادی سے محفوظ رہگئیں۔ علمائے جرمنی کی کوششوں سے اسوقت تک تقریباً ستر کتابیں عربی کی شائع ہوچکی ہیں[2]

یورپ کے بعد اگر کسی دوسرے ملک نے عربی لٹریچر کی خدمت کی ہے تو وہ شام کا مشہور شہر بیروت ہے۔ بیروت کے رومن کیتھولک عیسائیوں کو عربی زبان اور عربی لٹریچر سے عجیب ذوق اور دلچسپی ہے۔ شعرائے جاہلیت اور مسیحی مصنفین کی کتابیں زیادہ تر بیروت ہی کے مسیحی علماء نے شائع کی ہیں جن میں لطافت طبع انڈکس۔ دیباچہ وغیرہ مطبوعات یورپ کی متعدد خصوصیات ایک حد تک جمع کی گئی ہیں۔ غرضکہ عربی لٹریچر کی اگر خدمت کی ہے تو مسیحی دنیا نے۔ نعرۂ توحید کے بلند کرنے والے غفلت کی میٹھی نیند سو رہے ہیں۔

مصر نے بھی جو نکالا ہے اور تفسیر مدارک۔ اور عقائد نسفی کے ساتھ فتوح البلدان اور دلائل الاعجاز بھی ہر ان کبیر کے سائے میں چھپنے لگی ہیں۔ یورپ کی کوششوں سے ہم بیخبر سہی لیکن مصر و شام کو تو دار الطبع ہونے کی حیثیت سے اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ آہ! آج کی بادولت روشناس نہیں۔ مگر بھلا ہو "ہندیہ" کے ٹائیٹل پیج نے تو مصر سے روشناس کردیا ہے پھر مصر و شام ہی کی علمی خدمات سے فایدہ اٹھاتے۔ مگر افسوس کہ علمائے ... مصر کے جدید علمی ذخیرہ سے بھی غافل ہیں۔ فقہ و عقائد کی معدودے چند کتابیں ہیں جن پر علماء کی قوت بصارت صرف ہوتی ہے۔ شب و روز بے نتیجہ قیل و قال اور کفر و تکفیر کا شغل رہتا ہے اور اسی مذاق کو وراثت انبیاء کے استحقاق کی کافی ضمانت سمجھتے ہیں۔ یہ ایک ضروری سوال ہے کہ علماء میں باریک بینی۔ دقیقہ سنجی۔ اور صحیح تحقیقی مذاق کیوں نہیں پیدا ہوتا؟ اسکے جواب میں یہ کہنا ایک حد تک صحیح ہے کہ مغربی مذاق سے بے خبری تصنیف و تالیف کی منزل سے ہمیشہ دور رکھتی ہے۔ مگر ایک بڑی وجہ علمی تصنیفات سے ناواقفیت بھی ہے جو اسلاف کی دقیقہ سنجی۔ وسعت نظر اور علمی مذاق کا ذخیرہ ہیں۔ مختصر المعانی اور مطول کی ورق گردانی کیونکر فن بلاغت کا صحیح مذاق پیدا کرے۔ جبکہ اسرار البلاغت اور دلائل الاعجاز سے ہمارے علماء کی آنکھیں ناآشنا ہیں۔ علماء کی تنگخیالی بہت جلد دور ہو جائے۔ اگر مغربی لٹریچر نہ سہی صرف قدماء کی اون تصنیفات ہی کا مطالعہ کریں۔ جو خوش قسمتی سے مصر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں مگر غفلت اور بیخبری کا تسلط یہانتک بڑھا ہوا ہے کہ ہمارے علماء کو ان کتابوں کے نام بھی نہیں معلوم ..... "درس نظامیہ" کی کڑی منزلوں کو طے کر لینا علمی ترقی کی انتہائی منزل ہے جس کو علماء مدت ہوئی طے کرچکے ہیں۔

باریک بینی۔ دقیقہ سنجی اور صحیح علمی مذاق اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جب تھوڑے سے مغربی مذاق کے ساتھ بہت زیادہ عربی کا صحیح مذاق ہو۔ ہندوستان میں اسوقت تک علمی تصنیفات پر وہی جماعت قابض ہے جو مغربی مذاق سے آشنا اور قدیم تعلیم یافتہ ہے۔ ہندوستان میں عربی مذاق کا چراغ چراغ سحری کی منزل طے کرچکا ہے۔ مگر پھر بھی ان اشخاص کی کمی نہیں ہے جو قدیم تعلیم پر اپنی زندگی قربان کر رہے ہیں پس اگر یہ جماعت یورپ اور مصر و شام کے مطبوعہ لٹریچر کا مطالعہ کرے۔ اور اسلاف کے فراہم کئے ہوئے علمی ذخیرہ سے فایدہ اٹھائے تو آج عمدہ مضامین کا جو کال نظر آرہا ہے وہ بہت کچھ دور ہوجائے۔ لیکن افسوس کہ اس ذخیرہ کے حاصل کرنے کا ہندوستان میں نہ کوئی عمدہ ذریعہ ہے اور نہ قدیم تعلیم یافتہ جماعت کو ذوق ہے۔ ممکن ہے کہ اول الذکر نقص کا علاج اس جماعت میں ذوق و شوق پیدا کردے اور جو مُردنی عام طور پر چھائی ہوئی ہے وہ رفتہ رفتہ دور ہو جائے۔

ہم نے اسی خیال سے عربی کے مطبوعہ ذخیرہ کی ایک ایجنسی قایم کی ہے جسکا پہلا اعلان آیندہ نمبر کے ساتھ شائع ہوگا۔ بلکہ ابھی ہمارے اصلی منصوبوں (جن کو ارادے کی جگہ اسوقت تک منصوبہ ہی کہا جائے۔ جب تک دائرہ علمی میں قدم نہ رکھیں) ناواقف ہے۔ اور ہم اسوقت تک واقف بھی نہیں کرنا چاہتے۔ جب تک اسباب ہمارے ارادوں سے موافقت نکرین عربی لٹریچر کی اشاعت اور ترقی بھی ہمارا ایک قدیم ارادہ تھا۔ جو ایک مدت کے بعد آج پورا ہوا ہے۔ بالفعل ہم نے اس ارادہ کو مطبوعات مصر و شام تک محدود رکھا ہے اگر قوم کی بدمذاقی نے مایوس نہیں کر دیا تو مطبوعات یورپ کی اشاعت بھی اس ایجنسی کا ایک اہم مقصد قرار دیا جائیگا۔ اس ایجنسی کے تفصیلی مقاصد اور خصوصیات اعلان کے ساتھ درج کی جائینگی۔ والسعی منی والاتمام من اللہ تعالے۔ (از وکیل)

[1] الدنیائی باریس (پیرس)! دایای الثلثۃ فی اوروبا۔ احمد زکی بک صفحہ ۲۵۶۔ اور درس العربیہ فی اوروبا فی القرن التاسع عشر کا ضمیمہ ۱۲۔

تجارت العرب قبل الاسلام

بقیہ گذشتہ

یونانیوں کے ہاتھ عرب قسم قسم کے مصالحہ خوشبودار اشیا۔ ملبوسات جواہرات وغیرہ فروخت کیا کرتے تھے جنکو وہ لوگ ہندوستان۔ چین۔ اور اپنے ملک سے لاتے تھے۔ مورخ ہیرودوتس لکھتا ہے کہ صبر اور لوبان کی تجارت یونانیوں سے صرف عرب ہی کرتے تھے اور یہ اشیا ان کو عربوں کے سوا کسی اور سے نہیں ملتے تھے[1]

اسٹربو نے بھی یونانیوں اور عربوں کے تجارتی تعلقات کا ذکر کیا ہے۔ اور ان تمام اشیا کو جو یونان میں تجارت عرب کیا کرتے تھے عربستان کی پیداوار بتلاتا ہے۔

عربستان کی تجارت گاہیں ۔ عربستان کے کئی شہر تجارت کی منڈیاں تھے جہاں اقصائے عالم سے مال و اسباب آیا جایا کرتا تھا

ملک یمن عرب میں یمن کی تجارت نہایت قدیم سے ہے[2] نیز یہاں کے سوداگر جیسے اعلیٰ درجے کی اشیاء فروخت کرتے ویسے اقصائے عالم کے تمام سوداگروں سے بھی میسر نہیں آتے تھے۔

عدن ۔ عدن یمن کا مشہور تجارتگاہ ہے ڈاکٹر گستاولی بان ادریس کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ عدن میں سندھ ہندوستان چین سے طرح طرح کے بیش قیمت اسباب آیا کرتے تھے جوہر دار تلواروں کے پھل۔ چرم دباغت زدہ مشک زین فلفل سیاہ ناریل پوست الائچی دارچینی گلنگہ جوتری ہڑ ہیڑا ابنوس سنگ پشت کی ہڈی کافور جائے فل لونگ کباب چینی انواع و اقسام کے نباتات کے ریشون کا بنا ہوا کپڑا اعلیٰ درجے کا مخمل رانگا بید مختلف اقسام کے گیاہ مسترے۔

جیرہ ۔ یہ شہر بحرین میں تھا اور بہت بڑی تجارتگاہ تھا یہاں ایران۔ شیراز۔ سندھ ہندوستان۔ افریقہ سے سامان آیا جایا کرتا تھا[3]

مخا ۔ یہ شہر قہوہ کی مشہور تجارتی منڈی تھا اور یہاں سے اقصائے عالم میں قہوہ جایا کرتا تھا۔

صنعا ۔ یہ شہر عرب کے مشہور بلاد سے ہے قدیم زمانہ میں شاہان یمن کا بیت السلطنت ہونے کی وجہ سے بہت بڑی تجارت گاہ تھا

احسا ۔ شہر میں خرموں کی تجارت ہوتی تھی

قطیف و کاظمہ ۔ ان دونوں شہروں میں موتی کی تجارت ہوتی ہے

ظفار ۔ یہ شہر بھی مشہور تجارتی مقام ہے اہل یمن یہاں سے ہندوستان سے تجارت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے اس علاقہ میں ہندوستان کے اکثر درخت مثل ناریل پان وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

ملک حجاز ۔ حجاز میں دو شہر تجارت کے لئے مشہور تھے۔ مکہ۔ جدہ

مکہ ۔ شہر مکہ حجاز میں بہت بڑی تجارت گاہ تھا یہاں قریش کے بڑے بڑے تجار رہتے تھے اور نیز یمن۔ شام۔ عراق۔ مصر۔ وغیرہ ممالک سے تجارتی کارواں آیا جایا کرتے تھے

جدہ ۔ اس شہر سے اہل حجاز بحری تجارت کیا کرتے تھے اور یہیں سے ان لوگوں کی تجارت حبشہ مصر۔ صور۔ افریقہ وغیرہ ممالک سے ہوتی تھی

خیبر ۔ میں خرموں کی تجارت ہوا کرتی تھی[4] یہاں خرمے اس کثرت سے ہوتے تھے کہ اُن کی کثرت ضرب المثل ہو گئی تھی۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

فانك واستبضاعك الشعر نحونا
كمستبضع تمراً الى ارض خيبرا

عراق عرب ۔ عراق عرب کے بھی کئی ایک شہر بڑے بڑے تجارت گاہ تھے۔ حیرہ۔ ابلہ وغیرہ۔

حیرۃ[1] ۔ عراق میں تجارت کے لئے یہ شہر سب سے زیادہ مشہور مقام تھا۔ یہاں ہندوستان چین ایران وغیرہ ممالک کے مال و اسباب آیا کرتے تھے

ابلہ ۔ یہ شہر فرات اور دجلہ میں چلنے والے جہازوں کا لنگرگاہ تھا۔ یہاں بھی سندھ۔ ہندوستان شیراز سے مال و اسباب آیا کرتا تھا

مدائن ۔ یہ شہر خاص کر ایرانی اشیا کی تجارت کے لئے نہایت مشہور ہے۔

ارض شام ۔ زمانہ قدیم میں شام کی تجارت گاہ تدمور بعلبک دمشق وغیرہ تھے

تدمور و بعلبک ۔ یہ دونوں شہر شام کے نہایت مشہور تجارت گاہ ہیں۔ ان کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا

ڈاکٹر لی بان لکھتا ہے کہ۔ خالدیں کا ہندوستان سے خشکی کی راہ نیز خلیج فارس کیطرف سے تجارتی تعلق تھا یہ لوگ وہاں سے جو مال و اسباب لاتے تھے شام میں بھیجد یا کرتے تھے اور یہ کارواں قدیم بعلبک تدمور نیز روما کے تجارت گاہوں میں آیا کرتا تھا

تدمور کو حضرت سلیمان نے اس غرض سے تعمیر کیا تھا کہ وہ تجارت گاہ کا کام دے۔ جہاں آرام۔ فرات کے سوداگر مصری تاجروں کے ساتھ اپنے تجارتی مال و اسباب بدلا کریں۔ رومیوں کے زمانہ میں ہندوستان کی پیداوار بھی اسی شہر سے روم میں جایا کرتی تھی

عربستان کے بازار ۔ عرب میں کئی ایک بازار بھی تھے۔ ان میں اگرچیکہ باہمی تفاخر و شعر خوانی وغیرہ کا بھی بازار گرم رہا کرتا تھا۔ لیکن ان کے کھولنے کی اصلی غرض سلسلہ خرید و فروخت تھی۔

سوق دومۃ الجندل ۔ ... ہونگے کہ کی پہلی تاریخ کو دومۃ الجندل ہو رہی ہے

سوق ہجر ۔ یہ بازار ارض حمیر کو کھولا جاتا تھا

سوق عمان ۔ یہ بازار جمادی الاول کے آخر ایام میں ارض حمیر میں کھولا جاتا تھا

سوق مشقر ۔ یہ بازار قلعہ مشقر میں جمادی الثانی کو ہوتا تھا

سوق صحار ۔ صحار میں رجب کو کھولا جاتا اور ۱۵ یوم تک رہتا تھا۔

سوق عدن ۔ یہ بازار اوائل رمضان میں کھلتا تھا

سوق صنعا ۔ یہ بازار اواخر رمضان میں ہوتا تھا

سوق حضرموت ۔ یہ بازار ذیقعدہ میں لگتا تھا یعقوبی نے اسکا نام الرابیتہ لکھا ہے[6]

سوق حباشہ ۔ یہ بازار دیار بارق میں دو مرتبہ ایک موسم حج میں دوسرا رجب میں ہوتا تھا۔

سوق عکاظ ۔ یہ بازار عرب کے تمام بازاروں سے بڑا اور مشہور تھا۔ اس کا افتتاح طائف میں ذیقعدہ کی پہلی تاریخ سے ہوتا تھا۔ اور کامل ایک ماہ بیس روز تک کھلا رہتا تھا جس میں عرب کے تمام قبیلے جمع ہوا کرتے تھے علاوہ اس کے ہفتہ میں ایک دفعہ یکشنبہ کے روز بھی کھلتا تھا۔ جس میں قریب قریب کے لوگ آتے جاتے تھے۔ عکاظ میں سوداگروں سے ایک قسم کا ٹکس بھی لیا جاتا تھا جسکو عرب مکس کہتے تھے

علاوہ ان بازاروں کے اور دو بازار ہیں ایک سوق مجنۃ دوسرا سوق الشحر ان کی تاریخ افتتاح وغیرہ معلوم نہیں لیکن بلوغ الارب سے اتنا معلوم ہوتا ہے پہلا بازار قصبہ مجنۃ میں جو مکہ کے قریب ہے لگتا تھا۔ اور سوق الشحر کے دو مقام تھے ایک شحر جو بحرین میں ہے دوسرا حضرموت

---

(۱) لیسری کنشین ڈس عربس
(۲) تاریخ ہیرودوتس کا فرنچ ترجمہ صفحہ ۲۰۰
(۳) لیسری لیشن عربس
(۴) دوم سفر الایام باب ۹۔ آیتہ
(۱) دیکھئے لیسری لیشن دس عربس۔ صفحہ ۱۲ اور صناجۃ الطرب صفحہ ۱۲۔

(۲) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۱
(۳) " " ۱۲
(۴) " " ۱۲
(۵) یہ شہر حضرموت بحر ہند پر واقع ہے
(۶) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۳ دیکھئے۔
(۷) خیبر نہایت قدیم شہر ہے اس کو عمالقہ نے آباد کیا تھا۔ ایام وسطیٰ میں یہاں یہودی بستی تھی
(۸) صناجۃ الطرب صفحہ ۱۰۔
(۱) حیرہ سواد عراق کے کنارے آباد جسکو بخت نصر کے زمانہ میں آباد کیا تھا۔ نعمان بن منذر کی اولاد سے جتنے بادشاہ لخمیین گزرے ہیں نے جوئین میں عمالقہ کے بعد بادشاہ ہوا ہے ان کا پایہ تخت رہا ہے یہاں کے بادشاہ اردشیر بابکان کے وقت سے دولت عجم کے ماتحت ہوگئے تھے

(۲) دیکھئے سید علی صاحب بلگرامی کا مضمون۔ عربوں کی تجارت پر۔
(۳) ابلہ دریائے فرات اور دجلہ کے مقام اتصال پر واقع تھا۔
(۴) دیکھئے سید علی صاحب کا عربوں کی تجارت
(۵) تدمور عبرانی لفظ ہے جس کے معنے ہیں کھجور یونانی اس شہر کو پالمیرا کہتے یونانیوں نے گویا تدمور کا ترجمہ کر دیا ہے کیونکہ پالمیرا کے معنے مدینۃ النخل ہیں۔ تدمور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے ملکہ زنوبیا کے عہد تک یعنے تیسری صدی عیسوی تک آباد تھا پھر ویران ہو گیا ہے
(۶) بعلبک اسکا قدیم نام بعلت ہے یونانی اسکو ہیلیو پولس کہتے ہیں یہ شہر ویران ہو گیا ہے۔ لیکن اسکے آثار موجود ہیں۔ ۱۲
(۱) دوم کتاب ایام باب ہشتم ۴ - ۶

(۲) لیسری لیشن دیس عربس
(۳) دیکھئے بلاہس بائبل ہسٹری کا باب نہم فصل چہارم فقرہ ۶
(۴) قلعہ مشقر ملک بحرین کا ایک مشہور قلعہ ہے
(۵) صحار یہ شہر عمان کا قصبہ ہے اور بحرین میں واقع ہے۔ تقویم البلدان مطبوعہ یورپ کا صفحہ ۹۹ دیکھئے۔
(۶) تاریخ یعقوبی مطبوعہ یورپ صفحہ ۳۱۴ جلد اول
(۷) دیار بارق قنونا میں واقع ہے اور

کے تجارت پیشہ قبائل - عربون کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت تہا اس لئے کم و بیش تمام عرب تجارت پیشہ پائے جاتے تھے - لیکن خصوصیت کے ساتھ حجاز - یمن - عمان - بحرین کے باشندون کی تجارت بہت بڑی ہوئی تھی [۳]

عرب بائدہ - ہم نہیں بتلا سکتے کہ عرب بائدہ کے کون کون اقوام تجارت پیشہ تھے - کیونکہ انکا زمانہ ہم سے نہایت دور ہو گیا ہے جس سے ان کا کوئی حال معلوم نہیں ہو سکتا - لیکن اس میں شک نہیں کہ عمالقہ - عاد - ثمود - حمیر وغیرہ جو عرب بائدہ کے مشہور متمدن اقوام ہیں ضرور تجارت کرتے ہونگے

بنی قحطان - بنی قحطان (یہ لوگ توراۃ مین یقطان کہلاتے ہیں) جو عرب بائدہ کے بعد آکر نواحی یمن میں آباد ہوئے ان کے بیشتر قبائل تجارت و زراعت پیشہ تھے ان لوگوں کی تجارت نہایت وسیع تھی - اور ایسے اعلی اشیا کی تجارت کیا کرتے تھے - جو اقصائے عالم مین کمیاب ہوتی تھیں [۱][۲]

بنی اسمعیل - بنی اسمعیل بھی تجارت پیشہ تھے - یہ لوگ مسیح سے سترہ سو سال قبل ایک ملک کی پیداوار کو دوسرے ملک کی پیداوار سے تبادلہ کرتے ہوئے پائے گئے ہیں - چنانچہ ایک قدیم روایت کے بموجب جس قافلے نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے سنگدل بھائیون سے خرید کر مصر مین فروخت کیا تہا وہ اسمعیلیون کا تہا جو جلعاد سے گرم مصالحے روغن بلسان لئے کر مصر جا رہا تہا [۳] بنی اسمعیل اپنی تجارت کی بدولت اس قدر مالدار تھے کہ ان دولت و حشمت ضرب المثل ہو گئی تھی [۴]

بنی ادوم - بنی ادوم بھی عرب کے مشہور سوداگر تھے - چنانچہ ان کا شہر دومۃ جس دومۃ الجندل بھی کہتے ہیں زمانہ قدیم سے شمال اور جنوب کے درمیان یعنی ایک طرف آرام - اور بابل دوسری طرف ہند اور مصر کے سلسلہ تجارت جاری رکھنے کے لئے شاہراہ کا کام دیتا رہا [۵]

قبیلہ قریش - ایام وسطی مین تمام عرب مین اسمعیلیون کے قبیلہ قریش کی تجارت نہایت وسیع تھی - جس کی وجہ سے یہ قبیلہ تمام عرب میں نہایت دولتمند اور صاحب ثروت مانا جاتا تہا -

اس قبیلہ کا لقب قریش اس کے تجارت پیشہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے - مورخ ابن خلدون قریش کی وجہ تسمیہ میں لکھتا ہے کہ قرش کے لغوی معنی کسب اور جمع کے ہیں چونکہ یہ لوگ تجارت اور کسب کیا کرتے تھے اس وجہ سے ان کا نام قریش ہوا [۵]

قریشیون کی تجارت کے مرکز **شام - یمن - حبشہ - فارس - مصر** وغیرہ ممالک تھے - قریش شام کو موسم گرما مین جایا کرتے تھے - کیونکہ گرمی کا زمانہ شام میں کس قدر آرام سے گزرتا تہا - اور وہان اس فصل مین آب و ہوا اچھی ہوتی تھی اور موسم سرما میں یمن کا سفر کرتے تھے - کیونکہ عرب کے بہ نسبت یمن کا ملک گرم ہے - اور اسی وجہ سے گرمیون مین وہان کا رہنا دشوار سمجھا جاتا تہا [۱]

مورخ ابن ہشام لکھتا ہے - کہ رسول کریم کے جد امجد ہاشم بن عبد المناف نے پہلے پہل یمن و شام کے سفر مقرر کئے تھے [۲] لیکن ابن خلدون اس قول کی تکذیب کرتا ہے - اُس کا بیان ہے - کہ وہ رسم عرب میں ابتدائے زمانہ آبادی سے چلی آتی ہے [۳]

قبیلہ قریش کے چند مشہور تجار چھٹی صدی مسیحی کے وسطی - ایام میں یا ظہور اسلام سے تہوڑا عرصہ پیشتر قبیلہ قریش کے بڑے بڑے تجار ... ان کے نام یہ ہیں

ہاشم بن عبد المناف - ان کی تجارت کا مرکز ملک شام تہا

عبد الشمس - ان کی تجارت کا مرکز حبشہ تہا -

عبد المطلب - ان کی تجارت کا مرکز یمن تہا -

نوفل - ان کی تجارت کا مرکز فارس تہا [۴]

قبول اسلام سے پیشتر قریش کا مشہور سپہ سالار ابو سفیان ملک شام میں اور مصر کا نامور فاتح عمرو بن عاص مصر کو بغرض تجارت جایا کرتے تھے [۵] حضرت رسول کریم صلعم کو بھی اسی تجارت کی بدولت بعثت سے پیشتر دو مرتبہ ملک شام کے سفر کا اتفاق ہوا ہے [۶]

حضرت ابوبکر صدیق بھی بچپن سے تجارت کا پیشہ کرتے تھے - آپ کی تجارت ایک طرف یمن اور دوسری طرف شام تک پھیلی ہوئی تھی [۱] حضرت عمر بن خطاب کا ذریعہ معاش بھی تجارت کا پیشہ تہا - اور آپنے قبول اسلام سے پیشتر تجارت کی غرض سے دور و دراز ممالک کے سفر بھی کئے تھے - مسعودی لکھتا ہے - کہ آپ نے جاہلیت کے زمانہ مین عراق اور شام کے ممالک کا سفر کیا - اور وہان کے عرب و عجم کے بادشاہون سے بھی ملے تھے [۲]

علاوہ ازین اور کئی ایک صحابہ کرام ایام جاہلیت و زمانہ اسلام مین تجارت پیشہ تھے - حضرت ابوبکر اور حضرت عثمانؓ بزازی کی دوکان کرتے تھے - سعد بن وقاص تیر بنا کر بیچا کرتے تھے - زبیر بن عوام لحم فروش تھے [۳]

وہ اشیا جنکی تجارت اہل عرب کیا کرتے تھے - عربون کی تجارت محض عرب کے پیداوار تک ہی محدود نہ تھی بلکہ وہ ان اجناس کی بھی تجارت کیا کرتے تھے جو **افریقہ ہندوستان چین وغیرہ** ممالک میں پیدا ہوتے تھے - اور ان کی تجارت کے اکثر وہ اشیا ہوا کرتے تھے جو سامان عیش و عشرت سے متعلق ہیں - عاج - مصالحات - خوشبویات - عطریات - جواہرات سونا - لونڈی - غلام وغیرہ

عربوں کے تجارتی اشیا کی مفصل فہرست بیان کرنا محالات سے ہے - تاہم جن اشیا کا ذکر اکثر کتب تواریخ میں آیا ہے - وہ یہ ہیں دارچینی قرنفل - ناریل - گوگل - عنبر - لونگ - جوز بویا الائچی - لوبان - کافور - عود - بید - ریشم ظروف چینی - عاج - اون صوف - بانس - ہندی گھوڑے - گدہے - اونٹ اعلی درجے کے قیمتی کپڑے اور پوشاکین معدنیات یعنی ٹین - سیسہ - سونا - چاندی - قہوہ - بخور - مشک وغیرہ وغیرہ

توراۃ میں بھی عربون کے تجارتی اشیا کا ذکر آیا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں عرب کے مختلف اشیا کی تجارت کیا کرتے تھے - آدمیوں کے تجارتی اشیا گو ہر شب چراغ قرمزی اور زردوزی کتان موتی لعل تھے [۱]

بنو اسمعیل - روغن بلسان گرم مصالحے مر [۲] بکرون بینڈہوں کی تجارت کیا کرتے تھے -

یمن کے سوداگرون کے جو تجارتی اجناس تھے - وہ یہ ہیں - کمخواب [۴] - چوغے - ارغوانی - اور منقش پوشاکیں بوٹیدار نفیس کپڑے - اور خوشبودار مصالحے جواہرات - سونا - چاندی [۶] چندن کے درخت کی لکڑی [۷]

عربون کے وہ تجارتی اجناس جو خاص خاص ممالک کی پیداوار ہیں - عربوں کے تجارتی اجناس سے بعض ایسے تھے - کہ جنہیں وہ ہر ملک سے خرید کرتے تھے مثلاً جواہرات کپڑے وغیرہ - بعض اشیا کی پیداوار اور ساخت مختلف ممالک سے

افتونا مکہ سے یمن کی طرف ہے

(۵) طائف نامی مکہ سے ۷۰ میل پر ایک پر فضا قصبہ ہے

(۱) صناجۃ العرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۹۹

(۲) بلوغ الارب فی احوال العرب مطبوعہ بغداد جلد اول صفحہ ۴۸۳ و ۴۸۶ -

(۳) بلوغ الارب جلد ثالث صفحہ ۴۰۵

(۱) سفر الایام باب ۹ آیتہ ۹ -

---

(۲) سفر تکوین باب ۳۷ - ایتہ -

(۳) سفر یشیاہ علیہ السلام باب ۲۱ - ایتہ ۱۳

(۴) ملاحظہ کیجئے بلیکیس بائبل ہسٹری - باب چہارم فصل دوم فقرہ چہارم

(۵) ابن خلدون مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۳۲۴ -

(۱) صناجۃ الطرب مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۹۸

(۲) سیرۃ ابن ہشام جلد اول مطبوعہ یورپ صفحہ

(۳) ابن خلدون مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ

---

(۴) بلوغ الارب جلد ثالث مطبوعہ بغداد صفحہ

(۵) سید علی صاحب کا مضمون عربوں کی تجارت

(۶) سیرۃ ابن ہشام جلد اول مطبوعہ یورپ صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۹ -

(۱) الصدیق صفحہ ۶ -

(۲) الفاروق مصنفہ شبلی نعمانی جلد اول صفحہ

(۳) فلاح دارین مصنفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب صفحہ

---

(۱) صحیفہ حزقئیل علیہ السلام ۲۷ باب ۱۶ - آیتہ

(۲) سفر تکوین ۳۷ - باب ۲۵ - آیتہ

(۳) صحیفہ حزقئیل علیہ السلام ۲۷ باب - ۲۱ - آیتہ

(۴) اصل عبرانی زبان کی کتاب میں کمخواب کے لئے گلیمم ہے - جس کا مادہ گلم ہے اور جسکے معنی ہیں لپیٹنا چونکہ جمع کا صیغہ ہے - اس لئے اس کے معنی ہیں لپیٹنے کی اشیا - سریانی زبان میں اس کا ترجمہ کملات ہے - اور یونانی نسخوں کے ترجمہ سپتواجنٹ میں جسکو مسیح سے تین سو برس قبل یہودیوں کے ستر علماء اسکندریہ مین ترجمہ کیا تہا - اس کا ترجمہ ماخایلیم - کیا گیا ہے جس کے معنی کمخواب ہیں

(۵) صحیفہ حزقئیل ۲۷ باب ۲۲ سے ۲۴ تک -

(۶) دوم کتاب تواریخ ۹ باب نمبر ۱۳ - آیتہ -

(۷) اول سفر الملوک ۱۰ باب - ۱۱ - آیتہ

(غلام مولا)

مخصوص ہیں

دار چینی - اس کو عربی میں قرفہ کہتے ہیں - فقط ملیبار اور سیلان میں پیدا ہوتی ہے - قدیم الایام میں بھی پیدا ہوتی تھی - مگر اب نہیں -

فلفل - اسکو مرچ کہتے ہیں - بلاد ہند بنگالہ دکن میں پیدا ہوتی ہے - ہند کے دیگر شہروں کے بہ نسبت ملیبار میں اس کی پیدائش بہت ہی زیادہ ہے - اسی وجہ سے عرب اسکی دار الفلفل کہتے ہیں[1] مارکو پولو جو تیرہوین صدی مسیحی کا مشہور سیاح ہے - لکھتا ہے کہ چین میں بہت ہی بڑی گول سفید مرچ پیدا ہوتی ہے[2]

ناریل صرف ملیبار اور سیلان میں پیدا ہوتا ہے - گوگل (مقل عربی - بوے جہودان فارسی) صرف جنوبی ہند میں پیدا ہوتا ہے اس کی خوشبو کو یہودی لوگ استعمال کرتے ہیں یہ رسم ان میں قدیم الایام سے ہے - اس کی وجہ سے ایرانی اس کو بوئے جہوداں کہتے ہیں اہل عرب اسکو یہودیوں کے لئے مخصوص سمجھا کرتے تھے[3]

لوبان کی پیدائش بھی ہندوستان جنوبی سے مخصوص ہے - لوبان ایک قسم کا خوشبودار گوند ہے آگ پر رکھنے سے کافور کی طرح اُڑ جاتا ہے - ابو الفضل لکھتا ہے کہ لوبان یمن میں بھی پیدا ہوتا ہے - جو کندر کہلاتا ہے - لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی ہے[4]

عنبر - جزائر الہند - اور مدغاسقار (میڈگاسکر) میں پیدا ہوتا ہے - اگرچہ یمن میں بھی اسکو پیدائش ہے - لیکن بہت ہی کم عنبر کی ماہیت میں اختلاف ہے - بو علی سینا لکھتا ہے - کہ سمندر کی تہ میں پتھر کی تہ سے کوئی چیز مومیائی یا قیر کی طرح اُبل کر نکلتی ہے اور تلاطم امواج مد و جزر کے باعث سے اُوپر آجاتی ہے - اور بہتے بہتے خشکی پر آجاتی ہے - بعض کہتے ہیں کہ دریا میں ایک گائے ہوتی ہے اُس کے گوبر کو عنبر کہتے ہیں چنانچہ سعدی کہتا ہے -

گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم
کون خرش شمار اگر گاؤ عنبر است

(۱) تقویم البلدان مطبوعہ پیرس صفحہ ۳۵۴ مصنفہ ابو الفدا - (۲) مارکوپولو کا سفرنامہ صفحہ -
(۳) مخزن الادویہ
(۴) آئین اکبری

لونگ - جوز - جوتری - الائچی ملیبار میں پیدا ہوتی ہیں - کافور جزائر الہند اور صین الصین میں ہوتا ہے -

عود کی پیدائش ہندوستان اور سیام سے مخصوص ہے - چونکہ عرب اسکو ہند سے لیتے تھے - اس وجہ سے اسکا نام ہی انہوں نے عود ہندی رکھدیا تھا

ریشم - چین میں ہوتا ہے - یہ چین کی قدیم اور وطنی پیداوار ہے مسیح سے اڑھائی ہزار برس قبل بھی چین میں اس کا رواج پایا گیا ہے - قدیم زمانہ میں ریشمی کپڑے صرف چین ہی میں بنتے تھے -

عاج صرف سیلان - جنوبی ہند افریقہ میں ہوتا ہے - ادتن - ترکستان - تبت مغربی چین میں ہوتا ہے - تمر ہندی کی پیدائش جنوبی ہند سے مخصوص ہے ٹین کی کانین قدیم زمانہ مین مشرقی چین ہندوستان میں نہین -

سیماب چین میں ہوتا ہے

چینی کے برتنوں کی ساخت قدیم الایام سے چین سے مخصوص چلی آتی ہے - ابن بطوطہ لکھتا ہے - کہ صین الصین میں چینی کے قدیم زمانہ سے ہیں اور یہیں ظروف چینی بنتے ہیں[1]

قدیم زمانہ میں شیشہ و آلات یونان و روم میں بنتے تھے - عرب کا بیشتر حصہ پتھریلا

عربستان کے پیداوار اور مثلاً ہے جنوبی اور مغربی کناروں پر کوہستان کا سلسلہ چلا گیا ہے - جس میں کہیں کہیں سر سبز نخلستان ہی ہیں - جو حصے قدرتی زرخیز ہیں وہ زیادہ وسط اور جنوب میں واقع ہیں - عرب میں زیادہ تر یہی قطعات ہیں - جو کثیر النبا تات اور بہتات کی وجہ سے بار آور اور سر سبز ہیں - اور یہاں انسان و حیوان کی نسل ترقی پذیر ہے

قہوہ - خرما - بلسان - عرب کی مخصوص پیداوار ہیں - علاوہ ان کے مختلف قسم

(۱) سفرنامہ ابن بطوطہ مطبوعہ لاہور صفحہ
(۲) ٹین کو عربی میں اُسرب قلعی اور سنسکرت میں رانگہ کہتے ہیں یہ ایک سفید اور نرم دھات ہے
(۳) صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب
(۴) یہ مضمون تورات کے صحیفہ دوم تواریخ کی دوسری جلد تکوین بسر رف دیا گیا ہے

کے درخت خوشبودار بوٹیاں بھی پیدا ہوتی ہیں - نیز قیمتی معدنیات کی کانیں بھی اس سرزمین میں پائی جاتی ہیں

توریت سے معلوم ہوتا ہے - کہ یمن میں جو سونا خوشبودار اشیا جواہرات پیدا ہوتے تھے نہایت عمدہ اور نایاب ہوتے تھے - ان کی مثل عمدہ اشیا اقصائے عالم میں نہیں ملتی تہیں[4]

نباتات - مصنف صناجۃ الطرب نے عرب کے نباتاتی پیداوار کی جو فہرست دی ہے وہ یہ ہے

طرفاء	جھاؤ	دوم	گوگل
صفصاف	بید	حناء	مہندی
زنجبیل	ادرک	یاسمین	چنبیلی
فُل	نیلوفر	تمر ہندی	املی
نخل	خرما	قصب	بانس
حنطہ	گیہوں	شعیر	جو
فوّہ	مجیٹھ	بن	قہوہ
تبغ	تمباکو	دخن	[illegible]
فلفل	مرچ	باذنجان	بینگن
صبر	ایلوا	رمان	انار
لغوز	بادام	فستق	پستہ
مشمش	زرد آلو	تفاح	سیب
سفرجل	بہی	لیمون	لیموں
تین	انجیر	ورد	گلاب
شقائق	لالہ	خزامی	[illegible]
بنفسج	بنفشہ	نرجس	نرگس
نیلہ	-	خروع	ارنڈ
قثاء	کھیرا	بطیخ	ککڑی
موز	مویز	منقی	مشہور
طلح	-	نارجیل	ناریل
لُبان	لوبان	ادیسر	-

(بقیہ حاشیہ) ملکہ سبا نے ایکسوبیس قنطار سونا اور بہت سے خوشبویات - قیمتی جواہرات اپنے مالک کے سلیمان کو بادشاہ کو دی اور پہر ایسی عمدہ خوشبویا جواہرات وغیرہ سلیمان کو کہیں بھی میسر نہوئیں جیسے ملکہ سبا نے دی تہیں

دبدبہ آصفی

صادق کی مخالفت سے ضرور سلب ایمان ہوجاتا ہے

الحکم کی اسی اشاعت میں متکلم کون ہے؟ کے عنوان سے ناظرین ایک چھوٹا سا مضمون پڑھیں گے اور وہ یقیناً میرے ساتھ متفق ہونگے کہ آج کل یہی حالت ہمارے مخالفوں کی ہے مگر میں انہیں اس سے بھی عجیب تر اور خوفناک بات سناتا ہوں کہ جب انسان صادق کے مقابلہ کے لئے اٹھتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کا ایمان بالکل سلب ہوجاتا ہے - ہمارے نئے مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے اپنا پمفلٹ شایع کیا جس پر میں نے ایک کھلا خط ان کے نام الحکم میں چھاپا اس کا جواب ڈاکٹر صاحب اب تک نہیں دے سکے + اس پمفلٹ کی اشاعت کے بعد انہیں اپنے زعم میں توقع تھی کہ شائد وہ سب سے خطرناک دشمن سلسلہ کے ہیں اور بس ان کے رسالہ کی اشاعت کی دیر ہے اور ہزاروں احمدی اور لاکھوں غیر احمدی انہیں اپنا پیشوا اور امام سمجھ لین گے مگر جس نفرت سے ایسے دیکھا گیا ہے ایسے ڈاکٹر صاحب بھی خوب جانتے ہیں اور جیسی ناکامی اور نامرادی انہیں پیش آئی وہ اظہر من الشمس ہے اس ناکامی نے ہارے ہوئے جواری کی طرح ان کے دل میں کچھ اور ظن پیدا کی اور وہ سراوڑی سے چل کر لاہور پہنچے تاکہ وہاں سلسلہ عالیہ کے خلاف لیکچر بازی کریں - چنانچہ لاہور میں انہوں نے دو لیکچر دے ان لیکچروں میں انہیں جو ناکامی ہوئی وہ لاہور کی پبلک سے پوشیدہ نہیں لیکن مسٹر محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار چونکہ صدر مجلس تھے اس لئے اگر وہ ان کے لیکچر کا کامیابی سے ہونا بیان نہ کریں تو گویا اپنی ہتک اپنے قلم سے کریں مگر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی چالاکی قابل تعریف ضرور ہے - کہ آپ نہیں ظاہر کرتے اس جلسہ میں کتنے آدمی تھے - خیر مجھے اس سے بحث نہیں کہ کس قدر آدمیوں کی حاضری میں لیکچر ہوا - میں مختصر طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں - کہ صادق کا بدبخت مخالف اپنی مخالفت کیوجہ سے کیونکر ایمان سے دور چلا جاتا ہے

اور اس کی پروا نہیں کرتا کہ میں جھوٹ بولتا ہوں یا سچ - ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے اپنے پمفلٹ میں ظاہر کیا تھا کہ محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے - تعجب کی بات ہے کہ لاہور کے جلسہ میں کسی نے اس سے نہیں پوچھا کہ بنائے مخالفت پر ہی تو آپ بحث کریں جو بنائے مخالفت ڈاکٹر صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے - اس لیکچر میں جو کچھ بیان کیا ہے - یہ وہ بازاری اعتراضات ہیں جو بارہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوئے اور ڈاکٹر صاحب نے برسوں انہیں سنا اور

غلام مولا

لغو سمجھا۔ براہین یا سراج منیر کی طبع اور ان کی قیمت کے متعلق اگر کوئی اعتراض تھا (جو میری رائے میں نہایت بیہودہ اور کمزور ہے) تو کیا انہون نے پہلے نہ سنا تھا پھر وہ اس اعتراض کو اعتراض اور مسیحیت اور مہدویت کے منصب کے خلاف سمجھتے تھے یا نہیں؟ اگر اسوقت بھی خلاف سمجھتے تھے تو پھر صاف ثابت ہے کہ وہ نفاق سے اس سلسلہ میں داخل تھے اور اگر اس وقت اس اعتراض کو بے حقیقت اور بیہودہ سمجھتے تھے تو اب اسکی اہمیت کیون پیدا ہوئی؟ اسیطرح پر وہ سب اعتراضات ہیں جو انہون نے بیچارے لاہوری ملہم اور دوسرے ذریعہ دہن معترضین سے مانگ کر لئے اور اس جلسہ میں پیش کر دے۔ انکے جوابات بارہا دئے گئے ہیں اسلئے اب انپر بحث کی حاجت نہیں۔ ہان اس سے اس تعلق کی حقیقت کھلتی ہے جو انہیں سلسلہ عالیہ سے رہا ہے۔

ان باتون کے ضمن مین ڈاکٹر صاحب نے ایک ایسا خطرناک جھوٹ بولا ہے جسکو وہ سچ ثابت نہیں کر سکیں گے اور وہ یہ ہے کہ "انہون نے **تین ہزار روپیہ نقد** نذر کیا ہے اور چھ ہزار کتابون پر خرچ کیا ہے جو ان کی تائید میں چھپوائی ہیں۔ غرض ہمیشہ بیس روپیہ ماہوار چندہ دیتا تھا اور بہت سی مواقع پر علیحدہ چندہ دیا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ مجھکو جب کہ میں نے چند تجاویز انکی اصلاح عقائد وغیرہ کے متعلق پیش کین تو مجھے جماعت سے خارج کر دیا"

ناظرین یہ الفاظ مینے پیسہ اخبار سے بجنسہ نقل کئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ مینے تین ہزار نقد دیا اور اسی مضمون میں پہلے مسٹر محبوب عالم نے ڈاکٹر صاحب کو انٹروڈیوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ بیس برس تک مرزا صاحب کے مرید رہے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں بیس روپیہ ماہوار دیتا رہا ہون اگر ڈاکٹر کا بیان صحیح ہے تو اس حساب سے چار ہزار آٹھ سو روپیہ ہونے چاہئیں نہ تین ہزار اور چونکہ وہ بیس روپیہ ماہوار کے سوا بھی اپنے بیان کے موافق دیتے رہے ہیں بیس روپیہ ماہوار دینے والے مرید کی ایسی رقم شاید تین ہزار وہ بھی ہو تو گویا ڈاکٹر صاحب نے قریبًا آٹھ ہزار روپیہ اس سلسلہ کو دیا اور چھ ہزار کتابون پر خرچ کیا جسکی تعداد ۱۴ ہزار ہوتی ہے۔ اسکے ساتھ اگر ڈاکٹر صاحب اپنی آمدنی کا بھی ذکر کر دیتے تو یہ معاملہ صاف ہو جاتا کہ وہ کتنے سال سے ملازم ہیں اور کیا آمدنی ہے اور کس قدر خرچ ماہوار ہے؟ بہرحال یا تو تین ہزار کی رقم کا دینا جھوٹ ہے یا بیس روپیہ ماہوار کا دینا۔ جس شخص کو اتنا حساب معلوم ہے اسکے پاس یقینًا وہ رسیدات ہونگی جو ان اقوام کے متعلق منی آرڈرز کی اسے ملی ہوئی ہونگی۔ بہتر ہے وہ ان کو شائع کرین تاکہ پبلک پر حقیقت کھل جاوے۔ ورنہ مین علی الاعلان کہتا ہون کہ یہ ایسا جھوٹ ہے جسکی کچھ بھی اصل نہیں۔

تین ہزار کی* چھ سو کی رقم بھی ڈاکٹر صاحب ثابت نہ کر سکیں گے اور جب وہ اپنا ثبوت پیش کرین گے تو ہم خود ذاتی بیان کی بنا پر ثابت کر دین گے کہ انہون نے اپنی ناداری اور قرض داری کے عذرات اکثر دفعہ پیش کئے ہیں۔

اور کیا ڈاکٹر صاحب یہ بھی بتا سکین گے کہ انہون نے مولوی حکیم نورالدین صاحب سے جو علمی کتابیں کچھ روپیہ لئے تھے وہ انکو کب واپس کئے تھے؟

بہرحال ان کے چندہ اور روپیہ دینے کا سوال تو بخوبی حل ہو جاویگا لیکن اس کے ضمن میں وہ اصل بحث کو کیون پیش نہیں کرتے اور مسلمانون کی یہ کیسی نادانی ہے کہ وہ اصل سوال کہ **محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے** پہلے ان سے فیصلہ نہیں کر لیتے۔

ڈاکٹر صاحب کو الہام ہوا ہے کہ "دجّالی فتنہ تیرے ہاتھ سے پاش پاش کیا جاوے گا" تجربہ خود اسکی حقیقت کھولدے گا۔

اس لیکچر مین ایک عجیب بات ڈاکٹر صاحب نے بیان کی ہے جو ان کی ڈاکٹری واقفیت کا راز بھی کھولتی ہے وہ کہتے ہیں

"جناب الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی کتاب اب منگا کر دیکھی تو میری آنکھیں کھلیں اور معلوم کیا کہ واقعی مرزا **بالکل پاگل ہے**"

اس تشخیص کی تو داد دینی چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہئے کہ اپنی سنٹیفکیٹ پیڈیا اور مفید عام کو تو جلا دین کیونکہ ان کا مصنّف ہونے کی حیثیت سے تو مرزا صاحب کے (معاذ اللہ) پاگل ہونے کی حقیقت آپ پر نہ کھلی بلکہ یہ حقیقت الٰہی بخش کی کتاب نے کھولی کیا خوب! آپ مرزا صاحب کے پاس بیس سال کے عرصہ سے آتے تھے اس اثنا میں کبھی آپ کو معلوم نہ ہوا کہ مرزا صاحب **پاگل** ہیں؟ آپ تو ڈاکٹر تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ کے دماغ مین کوئی خلل رہا ہے جو آپ مرزا صاحب کو شناخت نہ کر سکے۔ یا آپ کا دماغ اور علم اسوقت تو صحیح تھا۔ اب اس مین فتور ضرور آیا ہے۔ کہ ایک شخص کو دیکھا نہیں اور اسکی نسبت فتویٰ دیدیا مگر ڈاکٹر صاحب آپکا اختیار کچھ نہیں آپ بھی ان کے مثیل ہین جنہون نے کل انبیاء علیہم السلام کو انکے اپنے عہد میں **مجنون** کہا۔

دیکھو اور انتظار کرو خدا تعالیٰ کس کے حق مین فیصلہ کرتا ہے

فانتظروا انی معکم من المنتظرین

* نوٹ: بقول ڈاکٹر کے تعداد؟ قادیان میں صرف چند ... آئے ہیں۔ ایڈیٹر

ہمارے ملکی ریفارمر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ایک نمونہ اپنے ہان کی اخبار نویسی کا دکھایا تھا کہ ہمارے یہہ ملکی ریفارمر کہان تک اپنے فرایض کو سمجھتے ہیں اور اصول تنقید و تحقیق کی کہان تک پروا کرتے ہیں۔

آج ذیل مین ایک لطیف مضمون جس مین معقول ظرافت سے کام لیا گیا درج کرتا ہون اس مضمون مین لاہور کے دو اخبارون کے ایک نوٹ پر ریمارک کیا گیا ہے۔ جس مین ایڈیٹر صاحبان نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لاہوری خدام کے خلاف زہر اگلا تھا۔ اور ان کی گمٹی والی مسجد کے متعلق رائے زنی کی تھی۔

اسپر ہمارے معزز اور مشہور اہل قلم نے جس قابلیت سے تنقید کی ہے وہ قابل غور ہے

تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مخالف اخبار نویس رائے زنی کرتے ہوئے نہیں سوچتے کہ ہم کیا کہتے اور کیا کرتے ہیں وہ اپنی کوششون کو دیکھیں اور پھر سوچیں کہ آجتک سلسلہ کی مخالفت سے انہون نے سلسلہ کو کیا نقصان پہونچایا؟ وہ یاد رکھیں خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو خود قائم کیا ہے اور وہ اسکی راہ مین کسی روک کو رہنے نہ دیگا۔

پچھلے مخالفون نے کیا کیا جو اب یہ کرینگے بہرحال وہ رائے ذیل مین درج کر دی جاتی ہے۔

امید ہے ہمارے مخالف اسکو غور سے پڑھیں گے اور سوچ سمجھ کر جواب دینگے

ایڈیٹر

مسجد گمٹی بازار لاہور اور مرزائی

اخبار وفادار لاہور مورخہ ۵ا جون ۱۹۰۶ء میں بہ ضمن اخبار توکل بحوالہ پیسہ اخبار مورخہ جون ۱۹۰۶ء یہہ نوٹ دیا گیا ہے کہ مسجد گمٹی بازار لاہور مین مرزائی فرقہ کے مسلمان نماز ادا کرتے اور الہام خواب پر بحثتے ہیں سکرٹری انجمن اسلامیہ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ امام مسجد کا جواب لیا جاوے اگر واقعی دونون اخبارون کی رائے درست ہے سنیون کی مسجدون میں دوسرے فرقون کے مسلمانون کا نماز پڑھنے کرنا چہ معنی دارد مسلمان کے ایک خاص فرقہ کی مسجدون میں تابع دوسرے فرقہ کا نماز ادا کرنا اور خدا و رسول کا نام لینا دراصل عبادت الٰہی اور اسلام کی مین خونی اخر کرتا ہے اور مسجد کی تحقیر حد تک ہے تو ہماری رائے مین بہتر ہے کہ

ان مرزائیوں یا احمدیوں کو باہر ہی نکلوا دیا جاوے۔ انہون نے نماز تو چھوڑنی نہیں پڑھیں گے ضرور آخر یہہ کسی نہ کسی مسجد میں جائینگے ہی اسواسطے اگر یہ بدستور لاہور ہی مین رہے تو پھر کسی اور مسجد میں جا اکھٹے ہون گے۔ اور اگر اپنی مسجد بنالی تو پھر بھی لاہور مین ہی رہے۔

لیکن با این ہمہ یہہ لوگ قبلہ رو ہونا بھی نہیں چھوڑین گے اگر ان کے وجود اور نماز خوانی سے مسجدین پلید ہو جاتی ہیں تو قبلہ کب محفوظ اور معصوم رہ سکتا ہے۔ کیونکہ مسجدون میں تو یہ نماز پڑھتے ہیں اور قبلہ کیطرف سجدہ اور منہ کرتے ہیں ہماری رائے مین کوئی ایسی تجویز نکالی جاوے جس سے یہ لوگ قبلہ رو ہوکر نماز پڑھنا چھوڑدیں۔ کیا گورنمنٹ اسمین مداخلت نہین کرتی ہے۔ مسجدین تو مسجدین ہمیں تو اب قبلہ کی بھی فکر پڑ گئی ہے ایک سنی اگر قبلہ رو ہوکر نماز ادا کرتا ہے تو ایک شیعہ کے قبلہ کی تکریم میں ضرور فرق آنا چاہئے اور ایک شیعہ یا احمدی دوسرے لفظون مین مرزائی نماز گذارے تو تقدس قبلہ کہان رہی اور اس سے زیادہ یہہ سوال اٹھیگا کہ ہر ایک فرقہ خدا اور نبی کو مانتا ہے حالانکہ کسی فرقہ کی دوسرے فرقے سے مصالحت نہیں ہے اس صورت میں کیا جس خدا اور جس نبی کو شیعہ مانتے ہیں وہ سنیوں یا مرزائیون کا خدا یا نبی ہو سکتا ہے۔ یا جس خدا اور جس نبی کو مرزائی اور شیعہ مانتے ہیں وہ سنیون کے ماننے کے قابل ہے مسجدون کے ساتھ ہی قبلہ خدا نبی کا فیصلہ بھی ہونا چاہئے۔ علیحدگی اور جدائی ہو تو پوری ہو یہہ جزوی افتراق کیا۔

ہمیشہ مسلمان جو پورے جوش و خروش سے اسلام دوسری قومون کو پیش کرتے ہیں وہ مہربانی کرکے بتائیں تو کہ دوسری قوم والے کس اسلام کو مانیں۔ جب کوئی غیر قوم کا تلاشی مرزائی ہوتا ہے تو شیعہ اور سنی کہتے ہیں یہہ مسلمان نہیں ہوا بدستور کافر ہے۔

جب کوئی شیعہ طریق پر مسلمان کیا جاتا ہے تو سنی اوسے مرتد جانتے ہیں اور جب کوئی سنی طریق پر مسلمان ہوتا ہے۔ تو شیعہ اوس سے خوش نہیں ہوتے کیا تلاشی کے واسطے لازمی نہیں

نہیں شیوہ میرا اگرچہ کبھی ہرزہ درائی کا
نوائے دلکش تحقیق ہر دم دے رہا ہوں

یاقوت مروارید مرجان زہر مہرہ خطائی یشب کہربا ورق نقرہ
کیوڑہ وگلاب سیب وصندل وغیرہ وغیرہ کا

خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل
تیری ہی آبیاری پر یہ بیج بو دیا ہوں

موسم گرما کا

لاجواب مرکب

مفرح دلکشا

خاص تحفہ

یہہ اُن قدر دانانِ ملک کی خواہش کے مطابق تیّار کیا گیا ہے جن کو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح عنبری کے استعمال کا موقع بہ سبب گرم ادویہ مثل مُشک وزعفران وغیرہ کے اسم۔ اگست کے بعد سے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +

مفرح دلکشا کا نرخ نامہ حسب ذیل ہے

قیمت ایک ڈبیہ تین روپے (سے)
قیمت تین ڈبیہ آٹھہ روپے (للعہ)
قیمت چھہ ڈبیہ پندرہ روپے (عہ ۱۵)
قیمت ایک درجن ستائیس روپے (عہ ۲۷)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ خوراک ۳ ماشہ محصولڈاک بذمہ خریدار

مفرح دلکشا میں خدا تعالےٰ کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر ضروری عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں۔ کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔

مفرح دلکشا جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے۔ اسکا ادنے خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک۔ سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ ومفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت وتفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ضعف۔ بیچینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور لاثانی قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ پیشاب کی جلن۔ جریان۔ رقت وسرعت کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول دیرینہ ومزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح دلکشا میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اس لئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں تحصیلداروں منصفوں مدرسوں۔ پولیس فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھہ رکھنا چاہیے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر وتازہ ہوکر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات وسرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کیسا اسکا استعمال ہر زن ومرد خورد وکلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کیطور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا تقریبًا محال ہے۔

مفرح دلکشا حکما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کس کس مرض اور موقع پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کیواسطے عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو استقرار حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردّی حالت ہوگئی ہو انہیں بلا تردد بلا تامل فورًا اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل ودق ہوں۔ یا جن کے دماغ بوا منہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھہ کسیوقت خون کا آنا شروع ہوگیا ہو یا کسی صدمہ چوٹ وغیرہ کی وجہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اشدمی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہوگئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہئے۔

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری ومفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ
اٰنَا اٰوَیْ الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵؎ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۶؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲؎ ۸

نمبر ۲۳ | قادیان دار الامان | مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

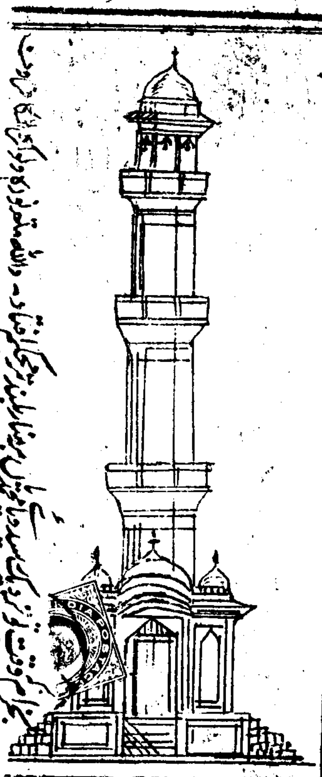

فہرست مضامین

(۱) دارالامان کا ہفتہ - احمد نور کا مقدمہ
امرتسر کے صدر ڈاکخانہ میں اندھیر ... } صفحہ ۱ تا ۲
امرتسر ہیڈ آفس میں میرا ایک گھنٹہ ...
ضرورت نکاح .. .. ''
(۲) جواب الجواب منشی عبدالعزیز خان صاحب عزیز مندرجہ پیسہ اخبار بر دو اشعار حضرت مرزا صاحب از خلیل الدین احمد راشی ٹلہری .. .. .. } صفحہ ۲
(۳) توحید اور نبوت .. .. .. صفحہ ۳ تا ۷
(۴) امرتسر میں علماء سوء کی حالت زار - ریمارک برِ اطلاع ''
(۵) مراسلہ .. .. صفحہ ۹ تا ۱۱
(۶) سوامی جی بلنتی رام .. .. صفحہ ۱۰
(۷) مذہبی دنیا پر سرسری نظر - آریہ سماج کا پول صفحہ ۱۱
(۸) مفرح دلکشا .. .. صفحہ ۱۲
(۹) اشتہارات .. .. .. صفحہ ۱۳ تا ۱۴

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بدستور ناساز رہی - تکلیف درد پا کی ہے - نقرس کا درد بتایا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔ اس تکلیف میں ہی آپ حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں۔

۲- صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب لاہور گئے ہیں۔

۳- موسم برسات کا رنگ شروع ہوگیا ہے ہفتہ زیر اشاعت میں [illegible] ہوتا رہا۔

۴- ہفتہ زیر اشاعت میں خواجہ صاحب اور حکیم محمد حسین قریشی اور بابو غلام محمد صاحب لاہور سے اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹ سے تشریف لائے

احمد نور کا مقدمہ

احمد نور کے مقدمہ کے متعلق عرصہ سے کوئی خبر نہیں دی گئی اسکی وجہ یہ تھی کہ فریق ثانی نے مقدمہ منتقل کرالیا تھا - جس کے متعلق چیف کورٹ میں جانا پڑا جہاں سے مقدمہ ... سردار غلام حیدر خان صاحب ہی کے پاس واپس آیا - ۲۱- جون ۱۹۰۶ء کو بمقام گورداسپور پیش ہوا - فریق ثانی نے لالہ شرمپت کے ذریعہ چونکہ منت سماجت کی اور ہر طرح معافی چاہی اسلئے حضرت اقدس نے ازراہ کرم ولطف احمد نور کو معاف کر دینے کا حکم دیا - جس نے مقدمہ میں پیروی چھوڑ دی - ۳۰- جون کو سردار صاحب نے قادیان آکر موقعہ کا ملاحظہ کیا اور بقیہ شہادت صفائی لی - کچھ گواہ باقی ہیں جنکے لئے ۱۷- جولائی مقرر کی ہے -

امرتسر کے صدر ڈاکخانہ میں اندھیر

گذشتہ اشاعت میں مینے ظاہر کیا تھا کہ ہیڈ آفس کی وہ کتاب جسپر مہریں لگائی جاتی ہیں گم ہوگئی ہے مینے یہہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اس کتاب کا جلد از سر نو طیار ہوجانا اقرین قیاس ہے - چنانچہ خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب نے اپنی غیر معمولی مستعدی اس معاملہ میں دکھائی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ کتاب مذکور طیار ہوچکی ہے لیکن اس کی نوعیت اور ایک خاص امر جسکا مجھے علم ہے ظاہر کردیگا کہ یہ کتاب نئی طیار ہوئی ہے - صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اس پر نوٹس لیں گے تو وہ خاص نکتہ ظاہر کردیا جاوے گا -

آج میں ایک اور خطرناک اندھیر کا ذکر کرتا ہوں جو سرکاری روپیہ کے غبن کی حد تک پہونچا ہے یہہ معاملہ ایسا نہیں کہ کہٹائی میں پڑا رہے - ۲۳ - جون ۱۹۰۶ء کو صدر دفتر سے ۱۵؎ کے ٹکٹ منشی مولا بخش سب پوسٹماسٹر گون ہال کو بھیجے گئے اسنے غلطی سے ۱۵؎ کی بجائے ۵؎ اکناج کر لئے - اور کئی دن تک متواتر یہ غلطی کاغذات میں چلتی رہی + اندر ہی اندر سمجھوتہ کر لینے کی طیاریاں ہورہی تہیں + بہر حال کاغذات اس راز کو کہول دینگے سپرنٹنڈنٹ صاحب فوری نوٹس لیں - میں اس کے بعد اور عجیب عجیب معاملات ظاہر کرونگا -

امرتسر ہیڈ آفس میں میرا ایک گھنٹہ

مجھے ۲۷- جون ۱۹۰۶ء کو اتفاقاً امرتسر ہیڈ آفس میں جانے کا اتفاق ہوا - اور ایک گھنٹہ تک میں نے دفتر کے حالات ادہر اودہر پھر کر معلوم کئے ہیں اگلی اشاعت میں ان معلومات کو ظاہر کرونگا -

درخواست نکاح

ایک احمدی قریشی نوجوان عمر ۲۵ سال برسر روزگار تنخواہ ۲۵ ماہوار - شادی کرنے کا خواہشمند ہے - اسکی نسبت ہوچکی ہے مگر لڑکی کے والدین اس کو احمدیت سے توبہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں وہ اس نسبت کو احمدیت پر قربان کرتا ہے - اور کسی احمدی خاندان میں نکاح کا خواہشمند ہے مفصل حالات کے لئے ایڈیٹر الحکم سے خط وکتابت کرو -

۲- سید احمد نور مہاجر کابلی نوجوان مخلص بہائی ہے صاحبزادہ عبداللطیف شہید مرحوم کا وفادار خادم ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اسکی شادی ہونے پر بہت خوش ہونگے - ہر طرح سے متدین - جفاکش محنتی اور معقول آمدنی رکھتا ہے مستقل طور پر قادیان آبسا ہے - درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے پاس آئیں -

جنازہ غائب پڑھا جاوے

(۱) منشی عبدالواحد خان صاحب احمدی سیالکوٹی کی والدہ فوت ہوگئی ہے -

(۲) بابو عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کالکہ کی اہلیہ ۲۳- جون کو اس جہان سے کوچ کرگئی ہے - اس کا بہی جنازہ غائب پڑہا جاوے -

(کتب بجنون)

جواب الجواب منشی عبدالعزیز خان صاحب عزیز مندرجہ پیسہ اخبار بر رواشتہا حضرت مرزا صاحب
از خلیل الدین احمد راضی تلہری

قولہ { ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کر جانے کے دن

اقول - کچھ بھی غلطی کا ثبوت ہے کچھ بھی دعوے پر دلیل ہے بالکل واہیات نری خرافات۔ ہاں عروضانہ حیثیت سے ایک موزوں کلام ہے اس سے زیادہ نہیں۔ کیا ایسی تک بندیوں سے کسی کی تردید ہو سکتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ گذشتہ سال میں ایک زلزلے کی پیشگوئی جس زور شور سے پوری ہو چکی ہے ملک جانتا ہے پس جس کا زندہ نمونہ موجود ہے اسکی تردید مردود۔

؎ اے سفیہو اب نہیں صادق کو جھٹلانیکے دن
ایک گذری دوسرے آنے ہیں لرزانے کے دن

قولہ { خیر امت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں
کچھ نہیں اے امت مرحوم گھبرانیکے دن

اقول - خیر امت ہی بنے رہتے تو اس دن کو کیوں پہونچتے۔ رسی جل گئی اینٹھن نگئی نہ آپ سنبھلو نہ دوسروں کو سنبھلنے دو ہٹ دھرمی سے الٹی تقریریں الٹی تعلیمیں۔

؎ خیر امت کے نہ آوارے کسو بے کسب خیر
ان خیالوں ہی نے دکھلا کر یہ گر جانیکے دن

قولہ { کیا غضب بھڑکا ہے یار و اس خدائے پاک کا
ابر رحمت فرق امت پر ہیں اب چھانیکے دن

اقول - یاروں سے تصدیق نہ کرائے خود ہی بغلیں بجائیے وہ کیوں جھوٹی باتوں پر مونڈی ہلانے لگے طلوں شریف کو نہ سر مبارک سے ٹپک ماریئگے۔

؎ کیا غضب ہے اب غضب کو بھی غضب گنتے نہیں
اس سے بڑھ کر اور کیا ہونگے غضب ڈھانیکے دن

قولہ { عیسے مریم کے آنیکی ہے اک مدت دراز
اور لمبے ہیں بہت دجّال کے کینیکے دن

اقول - آپ درازی مدت کی گا رہے ہیں اور ادھر سے قیامت تک صدائے الفراق ہے

؎ عیسے مریم خدا کے پاس پہونچے دن ہوئے
آنیوالا مرد میداں آگیا آنے کے دن

قولہ { وہ گھڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسے کہے
اور بڑھتے جاتے ہیں دجّال کہلانیکے دن

اقول - کچھ مضائقہ نہیں دیر آید درست آید

؎ وقت پر ہونا ہے سب کچھ وقت پر کھل جائیگا
کس کے عیسے کسکے ہیں دجّال کہلانیکے دن

قولہ { مدعی جھوٹی نبوت کے بہت پیدا ہوئے
آگئے بے شباب لوگوں کے بہکانیکے دن

اقول - وہ کون ہیں اور کہاں ہیں اور کیتنے ہیں۔ اگر سچوں کے دفتر میں نام لکھانا ہے تو ان جھوٹوں کی فہرست مرتب کرکے پیش کیجئے ورنہ ان سب کا مجموعہ ذات جامع الکمالات کو سمجھا جائیگا۔ اے مسلمانو ہانگی دیکھتے جاؤ یہ اسلام کے سنبھالنے والے لوگ ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

؎ ہو چکی بس جھوٹی باتوں کی اشاعت ہو چکی
یاد رکھو اب چلے یہ گند پھیلانے کے دن

قولہ { زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادث نہیں
کچھ نہیں مخلوق کو ہیں اس سے غم کھانیکے دن

اقول - قدیمی بات تھی تو اسی حد تک رہے ہوتے آپ نے تو پہلے قدم وہ پھاگ کھیلے کہ ہمیشہ کے لئے اس ندامت کا دروازہ بند کر دیا اب خشک تاویلوں کا سوئی تاگا دوڑاؤ اور اس چاک کو سیا کرو۔ اے ناظرین شعر کا نتیجہ نکالئے بہت صاف بات ہے اسکے یہ معنی ہوئے کہ آسمانی تدارک سے نہ ڈرو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

دیکھئے کیسا کھلا کھلا گمراہی کا سبق ہے۔ خدائی تہدید کو خیال میں نہ لانا اور الٰہی تنبیہ سے فائدہ نہ اٹھانا آفات پر آفات آنے کا یہی تو سبب ہے۔

ناصح مشفق سلامت ہیں تو یہ بھی دیکھنا
لاتے ہیں کیا کیا غریبوں پر ستم ڈھانیکے دن

قولہ { عیسے مریم سوا جو غیر کو عیسے کہیں
عنقریب آتے ہیں انکے سخت پچھتانیکے دن

اقول - اچھی طرح سے سمجھا دیا گیا کھول کھول کے بتا دیا گیا اگر اب بھی شرارت سے باز نہ آئیں اور زبردستی استعارہ کو حقیقت پر جبڑے جائیں تو اب خدا کے سمجھانے کی باری ہے۔

عیسے امت جدا ہے عیسے مرسل جدا
اب سمجھ گے تو پھر سمجھو گے سمجھانے کے دن

قولہ { حضرت مہدی کو پیدا کر دے اے خالق مرے
مصطفائی دین کے دکھلا دے پھیلانیکے دن

اقول - جھوٹی دعاؤں سے حضرت مہدی نہیں مل سکتے ہیں سچا دل اور سچی زبان پیدا کرو۔ ذرا اس دعا کو یاد رکھنا آگے فیصلہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

؎ منکران حضرت مہدی کو یارب آنکھ دے
یہ بدل جائیں یقیں سے اسکے شک لانیکے دن

قولہ { آسمان سے حضرت عیسے کو ہی اب بھیجدے
دیکھیں ہم دجّال کے نابود ہو جانیکے دن

اقول - اگر عیسی روح اللہ کا خیال ہے تو یوم حشر پر اٹھا رکھو۔ اور اگر عیسی موعود کی طلب ہے تو سچی دعاؤں میں لگ جاؤ۔

؎ المدد یارب کہ مشکل ہے مسیحا کی شناخت
اس بڑے فتنے کے دن اس ابتلا آنیکے دن

قولہ { مصحف اقدس میں فوت حضرت عیسی نہیں
ما قتلوہ آنمیں ہیں انکی زندگی پانیکے دن

اقول - بھئی تمکو اپنی جان عزیز کی قسم کیا سچ مچ حضرت عیسے کی مقدار عمری مصحف اقدس میں مذکور ہے اللہ اللہ سلف سے خلف تک کیسی کیسی قرآنی طاقتیں دکھائی گئیں مگر اس زندہ معجزے کی کسکے فرشتوں کو خبر تھی توبہ توبہ اب کس مسخرے کی مجال جو اس حی وقیوم نبی کو مردہ کہہ سکے۔ او میاں تمہارا بول بالا اور یہ چاند سا منہ ہمیشہ اوجالا کیا ہم بھی اس آیت مخزن ہدایت کی زیارت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ نہیں نہیں شرمائیے نہیں۔ میدان میں لائیے اور سرکشوں کو نیچا دکھائیے کسی طرح یہ کفر کا جال ٹوٹے تو سہی۔ اسوقت ہم کو حضرت مرزا صاحب کا وہ الہام کہ جو تیری اہانت کرے گا ضرور میں اوسکی اہانت کروں گا یاد آیا ہے سوچ رہے ہیں کہ کبھی سچا نکلا بھی یا نہیں اس خیال میں ہم آپکو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں فرمائیے کیا جواب ہے۔ قصور معاف مانو یا نہ مانو بھانڈا پھوٹ گیا۔

؎ تم کہے جاؤ مگر یہ سارے قصے ہر چہ
دور پہونچے اب گڑے مردے اکھڑ آنیکے دن

قولہ { مصطفےٰ کے بعد جس نے دوسرا ڈھونڈا نبی
آگئے اوسکے لئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن

اقول - چہ خوش خود ایک نبی کے جویا اور دوسرے کو الزام۔ الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ختم نبوت کے بعد پھر بھی کسی نبی کو آسمان سے کھینچنا یہ ٹھوکریں کھانا نہیں تو اور کیا ہے سچ پوچھئے تو یہ ساری خرابیاں ایک خیال پرستی سے ہیں انہیں اصلاحوں کیلئے تو یہ مسیحا نفس مجدد آیا ہے ؎

آنکھ کھولو پیچ وخم صدیوں کے بیاہے ہو گئے
یہ سنبھل جانیکے ہیں یا ٹھوکریں کھانیکے دن

قولہ { چل چکے جھونکے ہوائے مکر کے بے انتہا
گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

اقول - مکاروں کی فہرست

پہلا مکر - گذشتہ زلزلہ کی ثابت شدہ پیشگوئی کا کتمان۔

دوسرا مکر - خیر خواہی کے پردے میں خیر امت کی بدخواہی۔

تیسرا مکر - بھڑکے ہوئے غضب کی نفی۔

چوتھا مکر - مدعیان نبوت کے ظہور کا فرضی اعلان۔

پانچواں مکر - زمین لرزہ کا رسمیات میں شمار۔

چھٹا مکر - امام مہدی اور اشاعت دین کیلئے نمایشی دعا۔

ساتواں مکر - جو سب مکروں کا قبلہ گاہ ہے عمر مسیحی کی اپنے ہاتھوں پیمانہ تراشی اور نام مصحف اقدس کا۔

آٹھواں مکر - ختم نبوت کے بعد خود ایک آسمانی نبی کی تلاش اور طنز دوسرے پر۔

نواں مکر - اتنے مکروں کے بعد بھی موتی کے مگر دوسرا مکروں کی آندھی۔

دسواں مکر - دعائے نبوت کا جھوٹا الزام۔ یہ آگے آئے گا۔

تلک عشرۃ کاملۃ

؎ دن پھرے ہیں باغ دیں کے اے خس و خاشاک دیں
بس ہوا اب تمہارے ہیں ہوا کھانے کے دن

قولہ { مدعی ہوکر نبوت کا جو کھنچوائی شبیہ
اسکے آتے ہیں عذاب النار کی پانیکے دن

اقول - ذرا اوستاد جی کی تو کہئے میاں داغ کا کیا حشر ہوا جنکی شبیہ اخباروں اور جنتریوں میں گشت کر رہی ہے۔ دوزخی ہوئے یا جنتی ہم تو حسن ظن سے جنتی کہیں گے۔ اس اعتراض کا جواب فاضل امروہی نے آیات الرحمٰن میں دیا ہے اسکا ذکر کرکے دکھاؤ۔ حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں اور اب تا قیام قیامت اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے وہ سو جھوٹوں کا جھوٹا اور اوس سے زیادہ وہ جھوٹا بلکہ جھوٹوں کا بادشاہ جو کسی پر خلاف دعوے باندھے ؎

کیا ضرورت تھی شبیہ عیسے موعود کی
اسکو سمجھو گے حسد کی آگ بجھ جانیکے دن

قولہ { نص اکملت لکم سے ختم نعمت ہوگئی
دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانیکے دن

اقول - جی ہاں اس وقت تک کہ حضرت مہدی کو یاد کیا گیا تھا دین کامل نہ تھا اب اتنی سی دیر میں کہ پانچ شعر کہے گئے دین کامل ہوگیا جبھی تو ہم نے کہا تھا کہ حضرت مہدی جھوٹی دعاؤں سے نہیں مل سکتے ہیں۔ زبان بھی ملاؤ اور دل بھی روکر دیکھو تو محرومی کہ حجاب میں ہو اس آفتاب عالمتاب کو باوجود وسط السما پر آجانے کے اب تک نگاہوں سے چھپائے ہوئے ہیں۔ اب ہم اپنے کامل دینداری کی زبان حق ترجمان سے سننا چاہتے ہیں کہ اوس دعا کا کیا نام رکھنا چاہئے مومنانہ یا منافقانہ ؎

پھیلنے کو دین کے جو دیدیا ہے یوں جواب
ان خیالوں ہی سے آئے دین پھیلانیکے دن

قولہ { التجا ہے داور محشر سے یہ میری عزیز
ابر رحمت سر پہ ہو اس آگ برسانیکے دن

اقول - اگر کل کو اس ابر رحمت کا سہارا ڈھونڈھنے ہو تو آج اس ابر رحمت کے سائے میں آجاؤ جس کا وعدہ صدیوں کے بعد ہمارے زمانہ میں پورا ہوا ہے۔ والحمد للہ علے ذالک۔

؎ جو مسیحا کی وہی راضی کی یارب ہو دعا
گودیں تیری ہوں ہم اس خوف دل کھانیکے دن

توحید اور نبوت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اخبار وکیل کے ایک نوٹ کا جواب لکھتے ہوئے میں نے اس خطرناک زہر کا ذکر کیا تھا۔ جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے ذریعہ پھیلنے والی تھی۔ اور جس نے خود ڈاکٹر مذکور کو۔

روحانی طور پر ہلاک کر دیا۔ وہ زہر یہ ہے کہ محض اقرار توحید نجات کے لئے کافی ہے۔ جن لوگوں نے ڈاکٹر مذکور کی اس خط و کتابت کو پڑھا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے کی ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ شروع سے آخر تک یہی امر متنازعہ فیہ رہا ہے حضرت اقدس نے بار بار ڈاکٹر کو اس خطرناک عقیدہ سے ڈرایا ہے مگر۔

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

ڈاکٹر صاحب نے نہ ماننا تھا نہ مانا اور چونکہ بظاہر یہ زہر آب حیات کی صورت میں پیش کی جاتی ہے اور اس سے بعض لوگوں کو دھوکا لگنے کا احتمال اور اندیشہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر اس کے ساتھ اس پر بحث کروں۔ میں باری تعالیٰ کی ہستی اور اسکی توحید پر فلسفیانہ بحث کسی رنگ میں کر سکتا تھا لیکن میرے نزدیک بحالت موجودہ یہ مسئلہ معرض بحث نہیں ہے ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم رائے (اگر کوئی ہوں) وجود باری اور توحید باری کے قائل ہیں اس لئے اس کو مسلم قرار دیکر میں اس امر پر بحث کرونگا کہ کیا نبوت و رسالت کے بدون وجود باری یا توحید باری ممکن بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگرچہ ڈاکٹر صاحب بانی نبوت و رسالت کے قائل ہیں لیکن اس بحث کے چھیڑنے سے انہوں نے بتا دیا ہے۔ کہ فی الحقیقت وہ سلسلہ رسالت کو معاذ اللہ محض لغو قرار دیتے ہیں۔ ورنہ وہ اس پر زور نہ دیتے کہ محض اقرار توحید ہی نجات کے لئے کافی ہے

میں حیران ہوں کہ انہوں نے نجات کو سمجھا کیا ہے اگر یہ نجات یہی نجات ہے۔ تو خیر وہ کسی نفتی موت پر اعتقاد کہنے سے مل سکتی ہے اور بے تمیز کے وضو کی طرح کوئی چیز اس کی ناقص نہیں۔ لیکن اگر نجات کا مفہوم وہی ہے۔ جو قرآن شریعت نے بیان کیا ہے اور فی الحقیقت وہی ہے تو وہ تو رسمی اقرار سے کہ خدا ہے اور ایک ہے نہیں مل سکتی۔

پھر ہندوؤں اور مسلمانوں میں فرق کیا ہوگا ... ہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی عزت پر حملہ کیا ہے اور درپردہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت پر بھی حملہ کیا ہے جسنے سلسلہ رسالت کو قائم کیا اور نوع انسان کی نجات کا اسے ذریعہ ٹھہرایا کیونکہ اگر اتنا ہی اقرار بس ہے تو میں کہتا ہوں کہ ... کیلئے کسی رسالت اور شریعت کی حاجت نہیں کتاب اللہ کا آنا بیکار اور بے سود ہوگا اور اسطرح پر مسلمان اس نعمت عظمیٰ سے محروم کر دے جاویں گے جو انہیں قرآن کریم کے ذریعہ سے ملی ہے

یہ ہے وہ اصلاح جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کرنا چاہتے ہیں اور جسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن نہیں نہیں خدا اور اسکے رسول کے دشمن اصلاح قرار دیتے ہیں

میں اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتا لیکن چونکہ بعض اصولی امور مسلمات فریقین سے ہیں اس لئے میں نے عمداً ان کو چھوڑ دیا ہے ... اس مضمون میں عقلی و نقلی طور پر ... دکھانا چاہونگا ... توحید کیا۔ وجود باری کا ... نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ رسالت نبوت اور نظام ... معلوم نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ کامل ... خدا تعالیٰ کی طرف سے ... تعالیٰ کی ... اور ... شریعت ...

رسالت اور نبوت کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ دنیا کی ... کسی نہ کسی رنگ میں اسکو تسلیم کیا ہے ... اللہ تعالیٰ کی حمید و مجید کتاب جسکی طرف سے غفلت کا الزام ہم پر ڈاکٹر صاحب لگاتے ہیں اور جس کے خادم ہونے کا انہیں بہت بڑا دعویٰ ہے) اس مسئلہ کو خوب کھول کھول کر بیان کرتی ہے

ان من امة الا خلا فيها نذير

پھر ایسی صورت میں حالت میں ایسے تاریخی مسئلہ سے انکار تو حماقت ہے اگر اس کا کوئی تعلق توحید یا وجود باری سے نہ تھا تو پھر خدا تعالیٰ کو اس سلسلہ کے اختیار کرنے کی حاجت ہی کیا تھی؟ یا تو ڈاکٹر صاحب برہموؤں کی طرح اس کو بالکل بے سود قرار دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو مدار نجات اقرار توحید ہی پر ٹھہرانا سراسر نادانی اور قرآن کریم کو پس پشت ڈال دینا ہے۔

نجات کا مدار یقین کامل پر ہے جب تک خدا تعالیٰ کی ہستی پر گناہ سوز ایمان اور یقین پیدا نہ ہو انسان کی فطرت میں وہ رنگ اور صورت پیدا نہیں ہو سکتی جو اسے ہر قسم کے فسق و فجور سے نکالدے اور دنیا اور مافیہا کو وہ اپنا معبود بنانے سے رک جاوے۔ کیونکہ مدار نجات کا اس امر پر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو تمام دنیا اور اس کے تلذذات اس کے ہر قسم کے مال و منال اور اس کے تمام تعلقات یہاں تک کہ اپنے وجود اور ذات پر بھی مقدم کرے اور دنیا کی کوئی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ آوے۔ مگر برخلاف اس کے مشاہدہ بتا رہا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اس سے تعلق شدید پیدا کرنے کی بجائے اس کی محبت اور طاعت میں محو ہونے کی بجائے دنیا اور اسکی لذائذ اور اسکے تعلقات میں ایسا الجھا اور از خود رفتہ ہو رہا ہے جس کا بیان ان الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ اسکا باعث کیا ہے؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی ہستی اس کے صفات پر اسے کامل یقین اور معرفت تام وصل نہیں ورنہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت سے واقف ہوتا ... اسطرح دیکھتا جیسے دنیا اور اسکی چیزوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ میں جو ... اسے اسی طرح محسوس اور مشاہدہ ... کی فانی اور متغیر لذتوں کو پاتا ہے تو ... اور راحت اور اطمینان اللہ تعالیٰ ہی میں پاتا۔ مگر ایسا نہیں ...

اسکی وجہ یہی ہے کہ اسے یقین کامل نہیں جیسا دنیا کی مشہود و محسوس اشیاء پر ہے خدا تعالیٰ کے وجود کو وہمی اور ظنی طور پر تسلیم کرتا ہے

اسلئے اس ظن اور وہم کو یقین کامل کے درجہ تک پہونچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کو قائم کیا ہے

ضرورت نبوت پر بھی کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں اسلئے کہ نظام قدرت میں اس کے نظایر موجود ہونے کے علاوہ انسان کی تمدنی حالت اسپر شہادت دیتی ہے کہ اسکا کوئی امام اور لیڈر یا معلم ہو اگر کوئی شخص اس مشاہدہ صحیحہ کا انکار کرے تو اسکی صریح غلطی ہے اسلئے کہ نظام ظاہری میں حکومت اور سلطنت کا مسئلہ اور فلسفہ اسکا حل کر رہا ہے جبکہ نظام ظاہری میں انسان اس سے بے نیازی نہیں کر سکتا کہ اسکا کوئی خاص حکمران اور سرپرست ہو جو امن عامہ کو قائم رکھے اسیطرح پر نظام روحانی میں بھی ایک فرد کامل کا ہونا ضروری ہے جو ظاہری حکمران کے بالمقابل ... ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رسالت کا فلسفہ اور حکومت کا فلسفہ خود قرآن کریم میں بیان

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين

یعنے اگر اللہ تعالیٰ کا یہ اصول نہ ہوتا کہ سرکش انسانوں کو ان انسانوں کے ذریعہ سے دفع کر دیا جاوے جو ملک کے اندر سطوت اور جبروت رکھتے ہیں تو زمین تباہ اور برباد ہو جاتی۔ تمدن کا سلسلہ اور انتظام تہ و بالا اور درہم برہم ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا فضل اور بڑا رحم ہے کہ اس نے حکومت ظاہری کا سلسلہ بند نہیں کیا جسکی وجہ سے شریر انسانوں کی دست برد سے دنیا کو نجات مل جاتی ہے

پس جب جسم اور جسمانیات کیلئے خدا تعالیٰ نے پسند نہیں کیا کہ شتر بے مہار کی طرح لوگ ہوا و ہوس چلیں کریں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ باطنی سلسلہ کو تباہ اور پریشان کر دیتا؟ کبھی نہیں۔

اس بیان کے بعد اب غور طلب اور قابل بحث یہ امر رہ جاتا ہے کہ اقرار نبوت کی کس حد تک ضرورت ہے اور اس اقرار کی نوعیت کیا ہے یعنے کس وقت کہا جاویگا کہ اقرار نبوت کیا ہے؟ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ اقرار نبوت کیا چیز ہے۔ اور توحید اور نبوت کے اقرار کا باہم کیا رشتہ ہے؟ اس قسم کے سوالات کا جواب دینے کیلئے میں عقلی اور خیالی بحث نہیں کرونگا اور نہ اسکی ضرورت اور حاجت۔ ڈاکٹر صاحب بار بار کہتے ہیں کہ میں قرآن مجید پیش کرتا ہوں اسلئے انکے لئے قرآن مجید کا پیش کرنا ضروری ہے! اور فی الحقیقت قرآن مجید سے بڑھ کر اور کونسی ... اور ... دلیل ہو سکتی ہے

قرآن مجید کا عام طرز بیان صاف طور پر بتا رہا ہے کہ اس نے جہاں ایمان باللہ کا ذکر کیا ہے یا جہاں اطاعت اللہ کی ہدایت فرمائی ہے ... ساتھ ہی ایمان بالرسل اور اطاعت الرسل کا سبق ساتھ دیا ہے گویا ایمان بالرسول لازم و ملزوم امر ہیں

اس مطلب پر قرآن کریم کی کثیر التعداد آیات میں پیش کر سکتا ہوں اور اگر اس مقصد سے ڈاکٹر صاحب یا انکا کوئی اور ہم خیال (اگر ہو) انکار کرے تو سلسلہ وار وہ آیات پیش کر دی جاوینگی تاہم مختصر طور پر کچھ آیات درج کر دینی ضروری معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل

(۱) يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولى الامر منكم الخ (النساء)

(۲) ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم الخ (نساء ع ۹)

(۳) ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى الخ (نساء ع ۱۷)

(۴) ذالك بانهم شاقوا الله و رسوله الخ (انفال)

(۵) ويطيعون الله و رسوله الخ (توبہ ع ۹)

(۶) ومن يطع الله و رسوله ويخش الله ويتقه الخ (نور)

(۷) اطيعوا الله واطيعوا الرسول

(۸) واقيموا الصلوة واتوا الزكوة واطيعوا الرسول لعلكم ترحمون (نور ع ۷)

(۹) ومن يطع الله و رسوله فقد فاز فوزا عظيما

(۱۰) وان تطيعوا الله و رسوله لا يلتكم من اعمالكم شيئا (حجرات ع ۲)

٭ اس آیت پر گسست ۱۹۰۰ء میں میرے محسن و مخدوم قوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ پڑھا تھا جسکا یاد درج کرنا ضروری ہے۔ اسلئے کہ جہاں ہم جا چکے ...

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۵

جو لوگ اللہ اور اوس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اوس کے رسولوں میں تفریق کریں کہتے ہیں کہ بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس کے اندر اندر ایک راہ بنالیں وہ یقیناً کافر ہیں۔

اللہ جلّ شانہ کے ماننے کے بعد **رسولوں پر ایمان لانے کا مسئلہ درحقیقت ایک نازک** مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں اسلئے کہ یہ مسئلہ بھی ایمانیات کی قسم سے ہے اور وہی مشکلات اس کے چاروں طرف محیط ہیں جو مسئلہ الوہیت اور ملائکہ اور کتب پر ایمان لانے کی نسبت ہیں اور علاوہ براں رسولوں کا جنس انسان سے ہونا ان مشکلات کی تاریکی کو اور بھی زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوا رسول کی جامع تعریف کیا ہے؟ اوس شناخت کی علامات کیا ہیں؟ پھر اوس پر کس درجہ کا ایمان چاہئے؟ اسکے اقوال وافعال یعنی اس کی سنت کی اتباع میں کس حد تک رنگین ہونا چاہیئے۔ غرض کیونکر اس اس میں سرتاپا کھوئے جائیں؟ یہ باتیں ہیں جنکا حل کسی زمانہ میں بہت آسانی سے نہیں ہوا اور توقع کے موافق گرد و غبار سے مطلع صاف نہیں ہوا۔ درحقیقت آفتاب صداقت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد عادتاً اس ضروری اور اہم مسئلہ کی راہ میں بیشمار روکیں پیدا ہوئیں اور فیج اعوج نے تو مکڑی کی طرح اس کے اردگرد جالوں کے انبار تن دیئے اور آخر بجز رسم اور عادت کی پیروی اور افراط تفریط کے اور کچھ نہ رہا۔ الاماشاءاللہ۔ مگر خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ان امور کی نسبت نہ تو کوئی اضطراب ہے۔ اور نہ حیرت مذموم لاحق ہے۔ زمانہ کے بیکڑوں چکروں اور صدیوں کے انتظاروں کے بعد خدا تعالےٰ نے ہمارے زمانہ میں نبوت اور رسالت کے منہاج پر ایک سلسلہ کھڑا کیا ہے جس نے رسالت اور نبوّت کو بڑی صفائی سے ہم پر منکشف کردیا ہے اور رسالت کا چہرہ جو صدیوں کے شکوک و ساوس کے بادلوں میں چھپ گیا تھا اصلی روشنی کیساتھ ہم پر جلوہ گر کیا گیا ہے۔ اس مبارک ظل نے نہ صرف ایک اصل کو بلکہ ساری نبوّتوں اور رسالتوں کو نئے سرے سے زندہ کردیا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور خاص فضل ہم پر ہے کہ ہمیں خیالی اور قیاسی باتوں سے دل بہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم میں خاص اوسی رنگ اور اوسی نمونہ پر ایک فرستادہ ربّانی اور مرسل یزدانی موجود ہے اس مبارک انسان کے وجود نے اپنے فعل اور قول اور علامات صدق سے وہ ساری راہیں صاف کردی ہیں جو مدتوں سے دور رہیں اور کسی رہرو کا نقش پا اُن پگڈنڈیوں پر نہ ملتا تھا۔ اور ہم نے اسی شرح صدر اور ذوق سے اُن ہی دلائل اور حجج سے اُن ہی علامات صدق سے اسے پہچانا جن کے وسیلہ سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے نورِ محمدی کو (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) پہچانا قسم اُس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہر وقت اس مصفّا آئینہ میں تمام نبیوں اور رسلوں اور اہل اللہ کا صاف صاف چہرہ دیکھتا ہوں وللہ الحمد۔ الغرض اسوقت خدا کے فضل سے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہمارا بوجھ بہت ہلکا ہوگیا ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے پتہ مل گیا ہے کہ خدا کے فرستادے کیسے ہوتے تھے اور کن علامات سے وہ شناخت کئے جاتے تھے مبارک ہو اس آنے والے کو جس نے تمام اگلے سوؤں کی لاج رکھلی اور دین حق کو جو افسانوں کے رنگ میں سوچکا تھا پھر اپنے انفاس مسیحی سے بحال کیا اور مبارک ہو اُس قوم کو جنکو اس پُرآشوب وقت میں عنایت ازلی کا بدرقہ سیدھا قادیان کے دارالامان میں لے آیا اور اُن کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دیدیا۔ اب بڑی بات جسپر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کس درجہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رکھنا چاہیئے میں صاف صاف کہتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر سے کہتا ہوں کہ اسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت چاہا گیا ہے۔ جبکہ یہ مرسل اللہ اُسی نام اور اُسی منہاج اور اُسی قدم پر ہے۔ اسلئے کہ اُسی ایمان کو اُن ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اُتارنے کے لئے آیا ہے جو قرآن کریم نے دنیا کو بخشا تھا غرض جبکہ چشمہ ایک ہی ہے اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کے پورا کرنے کو یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرسلانِ الٰہی میں تفریق روا رکھی جاوے۔ بخدائے عظیم مجھے تو ذرا بھی تردد نہیں اس بات کے کہنے میں کہ اسوقت متفرّق بھی وہی لوگ ہیں جو بعض کو مانتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اب اس بات کی تشریح اور صفائی کے لئے کہ وہ کیسا ایمان ہونا چاہیئے یا وہ کیسا ایمان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قوم سے طلب کیا گیا میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں اس میں ہماری جماعت کو ہمیشہ غور کرنا چاہیئے اور چاہیئے کہ کبھی اپنے ایمانوں پر مطمئن نہ ہوں اور نہ کید نفس سے امین ہوں۔ اور وساوس کے ورطہ میں مبتلا ہوجانے سے ہرگز نڈر نہ ہوں جب تک دامان دل میں اس جنس کے ایمان کا موتی ڈال نہ لیں جو اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

یعنی تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک تجھے اپنے تمام جھگڑے کی باتوں میں حکم نہ بنائیں۔ پھر اس کے بعد یہ کریں کہ تیرے فیصلہ سے کوئی اٹک اپنے دلوں میں نہ پائیں اور اُس کے آگے سر تسلیم خم کردیں مجھے یاد ہے کہ اس آیہ شریفہ پر پہلے بھی الحکم کے کسی پرچہ میں کچھ لکھ چکا ہوں۔ اب بھی کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں اس آیت میں ایمان بالرسل کے لئے یہ شرط لگادی گئی ہے کہ ہر اختلاف باہمی کے وقت رسول حکم ہو۔ اُسکا فیصلہ ناطق اور قطعی ہو۔ اُس کے فیصلہ پر زبانیں ہی نہیں دل بھی شرح و ذوق سے راضی ہوجائیں۔ اور بالآخر اوس کے موافق عمل درآمد کرکے بھی دکھائیں۔ ایک صاحب دل جو اس تلاش میں لگا رہتا ہے کہ قوم بنانے اور قوم کو سنوارنے کے اصول اور قواعد پیدا کرے وہ اس حکیم آیت کی قدر کرسکتا ہے کہ اس نے قوم بنانے اور پھر اسکی اصلاح کا کیسا اچھا گُر بتایا ہے دنیا میں ایسے افراد ہیں اور عام کاروبار کے ہر ایک شعبہ میں لازماً ہوا کرتے ہیں جنکی رائوں اور امروں کا اتباع ایک کثیر گروہ کو فوراً آنکھ بند کرکے کرنا پڑتا ہے میدان جنگ میں ہزاروں اور لاکھوں دل کٹھ پتلی کی طرح ایک سر لشکر کے اشارہ دلوں پر کھیلتے ہیں اور کھیلنا پڑتا ہے علیٰ ہٰذا القیاس اس سے اور بہت سی مثالیں پیدا کرلو اب یہ بات تو کوئی قابل نزاع نہیں رہی کہ نظام قدرت ہیئت اجتماعی کے قایم رکھنے کے لئے اس امر کو چاہتا ہے کہ ایسے متبوع اور مقتدا ہوں جنکی اطاعت اس درجہ کی ہو۔ مگر نظارۂ قدرت کا تجربہ اور اون افراد کا استقراء کشان کشان اسطرف لاتا ہے کہ تمام افراد اس قابل نہیں ہوتے کہ اُن کی اتباع آخرکار لازماً فلاح اور فوز اور سعادت کا نتیجہ دے اور کبھی بھی ہلاکت اوس سے پیش نہ آوے۔ مثلاً ممکن ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فوج نے سر لشکر کا امر اتباع کے پورے معنوں میں مانا ہے۔ اور کبھی فوج اور کبھی دونو آمر و مامور ہلاک ہوگئے ہیں یہ خوف جو اس تجربہ کا سچا نتیجہ ہے تنبیہ کرتا ہے کہ ہر اتباع میں اطمینان دینا روا نہیں۔ ادھر ایک اور شخص آزادی رائے اور قوت خود اختیاری کی حمایت میں آستینیں کس کر کھڑا ہوتا ہے کہ ایک فرد خاص کی اطاعت و اتباع اس درجہ کی جو یہاں مطلوب ہے فری وِل یعنی قوت اختیار کا خون کرنا ہے علاوہ براں عقل کیونکر تسکین پاجائے اس بات سے کہ ایک ایسے شخص کی اتباع اور تحکیم فرض قرار دیدی جائے ایسی قوموں پر جو ہر قسم کے تجربہ کاروں اور دانشوروں اور فراستوں کے جامع فردوں سے مرکب ہوں۔ ان طرح کا رائوں کی بظاہر سطحی خیال لوگوں پر ہیبت پڑسکتی تھی۔ ان تمام اعتراضوں کے کافی جواب کو مدنظر رکھکر اور بیقرار قلوب کو پوری تسکین دینے کے لئے خدا تعالیٰ حکیم نے اپنا کلام اس طرح پر شروع کیا۔

فَلَا وَرَبِّكَ ۔ وَرَبِّكَ اس امر کی تائید ہے یعنی قانون قدرت اور اصول فطرت کے موافق ہم نے اس انسان کو اپنے دبستان میں تربیت کرکے بھیجا ہے۔ اور کیا کبھی ہوسکتا ہے؟ کہ ہمارا تربیت کردہ جسے ہم نے اصلاح خلق کے مناسب حال قوٰے عنایت کئے ہیں کسی امر میں غلطی کھاجائے اور اوس کے اتباع و تحکیم کا نتیجہ کبھی ہلاکت اور تباہی ہوسکتی ہے؟ حقیقت میں انسان کی بیقرار طبیعت کے اعتراض کی حقیقت اور خدا تعالیٰ کے شافی جواب کی ماہیت ایک سلیم الفطرت کے سوا دوسرا کم سمجھ سکتا ہے۔ لاانتہا دوروں کے لاانتہا سائلوں دنیا کے دانشمندترین فلسفیوں اور عقل وفہم پر نازکرنے والوں کو خواہ کسی ملک و ملت کے ہوں ایک ہی جواب دیا گیا ہے اور حکیم قرآن نے اسے کافی و وافی سمجھا ہے۔ اور ایک قادر مطلق قہار آواز سے حکم دیا ہے کہ ایک انسان کی جو خدا کا شاگرد ہے تحکیم اور اتباع اختیار کرو۔ **عزیزو!** کوئی ہے جو اس جواب کو ناکافی کہے اور اس دلیل کو جو اتباع کے لئے دی گئی ہے کمزور کہے۔ ہاں ممکن تو ہے کہ ناعاقبت اندیش جلدباز کسی طرف سے بول اُٹھے کہ یہ محض تحکم اور زور آوری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ایسے شخص کے پاؤں میں تمام تجربہ کار عقلیں اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں جسنے زمانہ کے نشیب و فراز سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اور عمر کا کثیر حصہ پہاڑ کے غاروں اور گھر کے تاریک گوشوں میں بسر کیا۔ اور زمانہ کی کسی شوخ اور واقف کار سوسائٹی کی دہلیز کے اندر قدم نہیں رکھا۔ کسی ملکی اور سیاسی مدرسہ میں کبھی تعلیم نہیں پائی کسی مذہبی معلم کی شاگردی کا فخر حاصل نہیں کیا۔ اللہ اللہ ایسے شخص کے مقابل

چاہا جاتا ہے کہ صیقل یافتہ اور مہذب عقلیں اور تعلیم و تربیت کی معراج پہونچی ہوئی دانشیں اپنے اندوختوں کو خاکستر کر دیں۔ اس اعتراض کے جواب کے لئے پہلے سے ہی زیادہ صاف راہ کھلی ہوئی ہے۔ یعنی یہ کہ جس قوم نے کامل اتباع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا اور آپ کی پیروی میں سراسر کھوئے گئے۔ اور کوئی اپنا ارادہ اور تجربہ اور علم اور فہم اوس کے امر کے آگے کچھ بھی نہ سمجھا۔ آپ کے اوامر کی پیروی تو ایک طرف آپ کے عادات اور ذاتیات کی پیروی کو بھی اپنا فخر سمجھا۔ اُس قوم کا کیا حال ہوا؟ کیا ایسے اتباع اور تحکیم نے انھیں کوئی نقصان پہونچایا؟ یا تاریکی کے رہنے والوں کو نور کے فرشتے بنا دیا۔ صحابہ کی تہذیب اخلاقی یا دنیا کی اوس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کتاب الٰہی نے دکھایا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ یعنی یہ رسول ایسے وقت میں آیا۔ جبکہ اہل کتاب اور امی سب بگڑ چکے تھے اور اس رسول کا کام ان لفظوں میں بتایا اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اب خدا چاہتا ہے کہ اس رسول کے واسطے سے اُن دلوں کو جو مر چکے تھے [illegible] اور [illegible] رسول کی پیروی کا نتیجہ بتایا [illegible] اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ یعنی میری پیروی [illegible] اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے [illegible] حبیب اللّٰہ ہونا قرآن کریم کی اصطلاح میں جو زندہ [illegible] اور بابرکت کتاب ہے [illegible] انسانی ترقیات اور مدارج عالیہ [illegible] اور بالآخر قدرت اور شوکت تمہارے حصہ میں آئے [illegible] برکات اور [illegible] اور یہ ثبوت [illegible] جو اعرابیوں اور آریوں کے ہاتھ میں [illegible] قرآن کی [illegible] کوئی ایسا دعویٰ نہیں کرتا جس کا ثبوت موت کے بعد دوسرے عالم [illegible] کیونکہ اس طرح تو کوئی مذہب [illegible] اپنے منہ کے [illegible] اور دل خوش کن باتیں بتی ہیں۔

مثلاً وید کی رچائیں یعنی دعائیں جب ساری کی ساری ناکام رہیں تو کیا امید ہو سکتی ہے اُس کے پیرو گروہ اُس کے اتباع کے ساتھ باوجود یہاں کی نامرادی اور ناکامی کے دوسرے جہان میں کامیاب ہو جائیگا۔

اور انجیل نے جبکہ ایک سخت ناکام اور گھاٹا پانے والا آدمی پیش کیا جسکے سامنے یہاں قدم قدم پر نامرادی پیش آئی۔ بلکہ عیسائیوں کے قول کے موافق اُسکی وہ دعا بھی نہ سنی گئی جو شدت اضطرار اور اضطراب کے وقت اُسنے مانگی تھی اور بڑی منت سماجت و زاری کے بعد بھی موت کا پیالہ اُس کے منہ سے ٹل نہ سکا تو کیا اُمید ہو سکتی ہے اور کیا ثبوت اور علمی ثبوت ہے کہ ایسے شخص کی آئیندہ کی زندگی کے وعدے سچے ہو سکتے ہیں اور اُسکا پیرو دوسری زندگی میں کامیاب ہوگا۔ جہان تک میں غور کرتا ہوں اور خدا تعالٰے کے لئے غور کرتا ہوں مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں انجیل کے ناکام اور پورے معنوں میں ناکام اور ضعیف ترین ہیرو اور وید کے موہوم رشیوں کو مانا جاوے۔ تمام نبیوں نے خصوصاً حضرت موسیٰ نے بڑا بھاری نشان من جانب اللہ انسان کا یہ بتایا تھا کہ اوس کے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی۔ اور حقیقت میں ہے بھی یوں ہی۔ یہ دنیا ایک سٹیج ہے جسکا ایکٹر ہیرو جب ایکٹ کے دعووں اور تحدیوں کے بموجب منشاء اسکی دعوت و رسالت کے کامیابی اور مراد کے ساتھ پورا ہو گیا اسی کی نسبت دعوے کیا جا سکتا ہے یا وہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ دوسرے جہان کا شفیع بھی ہوگا۔ اور اسکی ہدایتیں اوس عالم میں فلاح اور سعادت کے موجب ہونگی۔ ورنہ خدا کے لئے بتاؤ کہ ایک ہٹلر فقیر اور درویش اپنے اس دعوے میں کیونکر کاذب کہا جائے گا۔ کہ میری پیروی کرو تم موت کے بعد بڑے آرام پاؤ گے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ انجیل کے ہیرو سے پھر گئے جب انہوں نے دیکھا کہ اس کے دل خوش کن وعدوں پر عزت کی جگہ ذلت اور ادبار ملا۔ بڑی آسان اور معقول بات ہے کہ صریح نامرادیوں کے بعد یہ عذر تراش لیا جائے کہ اس ناکام انسان کی بادشاہت آسمان کی بادشاہت تھی۔ کس نشان پر اوسے خدا مانا جاتا ہے۔ کون سے عملی نمونے اُس سے سرزد ہوئے جو عام انسانوں سے بڑھ کر تھے۔ یا اقلاً انبیائے توریت کی برابری تک پہنچے۔ دعوے محض قول ہیں الفاظ سے بڑائی نکلتی اگر یوں بھی بے ثبوت بات ہے۔ ہزاروں صوفی درویش اور وحدت وجودیے خدا کہلاتے اور کہلاتے ہیں۔ ایک نصرانی اون کی عملی تکذیب کس دلیل سے کر سکتا ہے۔ آج تک پولین کے مقابل کوئی مضبوط دلیل اور عملی دلیل یسوع کی صداقت پر نصرانیوں سے بن نہیں پڑی۔

انصاف کرو ایک شخص جسکا سارا بدن نامرادی اور ناکامی کے گہرے زخموں سے چھلنی ہو گیا ہے اور آخری پیالہ بھی ناکامی کا پی کر دُنیا سے رخصت ہوا وہ کونسا تسلی بخش نمونہ مضطرب ادراعمال میں اور اعمال سے نتائج کو دیکھنے والی طبیعتوں کے لئے چھوڑ گیا ہے کہ طبیعتیں خود بخود اُس کے اتباع کی طرف کھنچی چلی جائیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ عملی نتائج کے دکہانے کے لحاظ سے یسوع میں اور عام بشر اور مٹی کے بتوں میں کچھ بھی فرق نہیں جسکو چاہو پوچھ لو آخر اوس دوسرے جہان میں حسرت اور ناکامی ہوگی اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ دوسری زندگی بھی یسوع کی اس زندگی کا ہی ظل ہو۔

اے یسوع کی پرستار قوم موت کو سامنے رکھکر سوچ اور اس پاک سبق میں غور کر جو میں تجھے دیتا ہوں۔

الغرض ایک ہی انسان کامل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکے منہ کی پاک باتیں اس زندگی میں آپ کے دوستوں اور دشمنوں کے حق میں پوری ہو کر اوس دوسرے عالم کے لئے بطور توطیہ اور تمہید کے بنگئیں۔

اس راز کے سمجہانے کے لئے قرآن حکیم نے تمام وعد و وعید ملا کر بیان کئے۔ آپ کے دشمن آپکے دیکھتے دیکھتے بموجب اُن دعووں اور تحدیوں کے جو قبل از وقت کی گئیں تہیں ہلاک ہو گئے۔ اور اون ہی وعدوں کے بموجب آپ کے پیرو اسی عالم میں پورے کامیاب ہو گئے۔ یہاں کی نار میں آپکے دشمن جلے اور آخرت کی نار کا ثبوت ٹھہر گئے اور آپکے دوست یہاں کی جنات اور ممالک کے مالک ہو کر آخرۃ کی جنات کے وعدوں کے صدق کے نمونے صادق ہو گئے۔ ایک ہی انسان ہے جسنے اپنی زندگی میں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی آواز سن لی اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکھ لیا۔ اور حجۃ الوداع میں لاکھ سے زیادہ آدمیوں کو آخری تبلیغ فرما کر اور اُن سے اپنی تبلیغ کی گواہی لے کر کس کامیابی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اُترا۔ اللّٰہم صل علی محمد وعلی آل محمد۔ آپ کو ابتداء ہی میں یہ دعا سکہائی گئی تہی۔ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم تاریخ اور واقعات عالم گواہ ہیں کہ کامیابیوں کی کیسی صراط مستقیم آپ کو ملی اور وہ ساری کامیابیاں اکمل ہو کر میں آپ کو عطا ہوئیں۔ جو آپ سے پہلے منعم علیہم کو ہوئی تہیں۔ دعا اسکو کہتے ہیں اور دعا کے قبول ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ اس دعا میں شروع ہی میں یہ پیشگوئی اور جلالی پیشگوئی تہی کہ داعی اگلے راستبازوں کی طرح انعامات الٰہی اور کامیابیوں کا مورد ہوگا اور اس کے اعدا جو اس کی مخالفت میں سیدھی راہ سے بہکے ہوئے ہیں خدا کے غضب کے نیچے آئیں گے۔ سو جس ضعف کے وقت سے یہ دعا شروع ہوئی اور کیونکر اسکے الفاظ کا مفہوم حرفاً حرفاً پورا ہوا اس کا نمونہ انجیل اور ویدوں کی دعاؤں میں سے کوئی نکالکر تو بتائے۔ انجیل میں کیسے خوفناک پیرایہ میں دکہایا گیا ہے کہ حضرت یسوع ساری رات دعا مانگتے رہے اور ناک رگڑ رگڑ کر چلاتے رہے کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھسے ٹل جائے پر نہ ٹلا۔ عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق یہ پہلی دعا ہے جو ایک برگزیدہ کے منہ سے نکلی اور نامراد رہی۔ اسلئے ہزاروں تاویلیں یہ لوگ کریں۔ مگر اسبات کے تسلیم کرنے سے تو چارہ نہیں کہ رد کا داغ تو ضرور اسکی پیشانی پر لگا ہوا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالٰے کی خوفناک معصیتوں کو جائز سمجھنے کے باعث اس قوم کے دل اور دماغ کی ترکیب ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ الٰہیات کی پاک اور نازک باتوں سے ان لوگوں کو مناسبت ہی نہیں۔ ان کو کفارہ بنانے کے منصوبے نے اس طرف دھیان کرنے ہی نہیں دیا کہ یہ رد داغ جو یسوع کے ماتھے پر لگاتے تھے اور لگانے میں کہ وہ لعنتی ہوا۔ اور اوس کی دعا رد ہوئی ان کا کس قدر بد مفہوم اور افسوسناک انجام ہوگا۔ کاش اب بھی کوئی سمجھے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالٰے نے اتباع و تحکیم کی خوبی ثابت کرنے کے لئے اس عجیب طور کے ساتھ یہ عملی دلائل لگا دئے ہیں۔

اور لفظ بشر ہزار زبان سے پکار رہا ہے کہ باقی تمام انسانوں سے اس تربیت الٰہی کے سبب سے اس انسان کامل کو امتیاز [illegible] ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مامورین و مرسلین [illegible] قوی لے کر آتے ہیں جنھیں پر علم اور پر قدرت اور پُر حکمت ہاتھ نے پیش بہا دادوں کے [illegible] کے لئے شروع ہی میں خصوصیت اور [illegible] دی ہوتی ہے یعنی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ [illegible] کے اشتراک اور بیرونی مشابہت کے اور [illegible] کی بات عام مخلوق سے ملتی نہیں۔ یہ ممکن [illegible] نہیں یا یوں کہو کہ ایسی کوئی قوت اُن میں رکھی ہی نہیں جاتی جس سے ایسی حرکات لا محالہ سرزد ہوں جو قوم کی تباہی کی موجب ہوں اور عملاً [illegible] کے ثبوت دفوج میں آچکے ہیں ورنہ خدا تعالٰے کی ہم کتاب میں جس نے اخلاق کے علوم کو زندہ کرنے کا ذمہ اُٹھایا ہے یہ بات جو بظاہر بڑے تکلم کی بات ہے کبھی درج نہ ہوتی اور یہ در حقیقت خدا تعالٰے کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مخلوق کو لاانتہا سرگردانیوں اور سر دردیوں سے مخلصی دلا دی اور انہیں ایک انسان کے ماتحت کر دیا۔

اس بڑے بھاری مرحلے کے طے کرنے کے بعد اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ میری اصل غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہیے جیسے قرآن کریم کی اس آیت شریف کا

مفہوم ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائے گی اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ آخر ایسی نفاق کے برص کا داغ ہوگا جو بالآخر دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہو جاوے گا یا اسکا بد نتیجہ آخرۃ کی نابینائی ہوگی۔

اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو۔ جب بھی مامور و مرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی جس سے خدا کا منشاء ہے جو ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے وہی یہاں بھی مطلوب ہے۔ میں اپنی فراست سے دیکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں اور خاص کر یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے منہ میں ڈالا منجملہ اون کے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اوس کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت دغدغے اور وسوسے پڑیں گے اور اون کے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا کام بہت بڑا اور نازک ہوگا مسیح موعود کو ایسی قوموں سے واسطہ پڑے گا جو اپنے زعموں میں علوم و فنون کی اعلیٰ معراج پر پہنچی ہوں گی۔

بات بھی یوں ہی ہے غیر قوموں کو چھوڑو اندرونی قوموں کے حال پر غور کرو جن کی اصلاح کے لئے حضرت مہدی موعود تشریف لائے ہیں اور جن سے چاہا گیا ہے کہ وہ ایسا ایمان آپ پر لائیں۔ اُن میں ہزاروں بڑے بڑے صوفی اور درویش جن کے پاس اُن کے مانے ہوئے بزرگوں کے انبار در انبار تالیفات اور ملفوظات بڑے بڑے بھاری علماء اور مولوی اور مجتہد جو رات دن احادیث اور تفاسیر اور علوم الٰہیہ کی درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں جن کے دماغ میں ان خشک لفظوں کے رات دن پڑھنے سے یہ کبر اپیدا ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ پیدا ہو کہ وہ خود مکتب خداوندی کے یگانہ شاگرد اور مجتہد مطلق ہیں۔ وہ بات بات کے لئے اپنے زعم میں اُن الفاظ کی ایک میزان ہاتھ میں رکھتے ہیں وہ کسی کی بات مان سکتے ہی نہیں جب تک اُس موضوع میزان میں اُسے تول نہ لیں۔ حقیقت میں خوب غور کرو ہمارے امام مسیح موعود کو کن لوگوں سے پالا پڑا ہے اور کتنا بڑا نازک کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔

ان امور کو مدنظر رکھکر (واللہ اعلم بمرادہٖ) وعلمہ اتم واحکم) خدائے علیم حکیم نے یہ الہام اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انباروں کو راکھ کر کے اور اپنے استنباطوں اور اجتہادوں اور دانشوں اور فہموں کو خیرباد کہہ کر اُن سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپ کے پیچھے نہ ہو لیں گے۔ جب تک مومن ہی نہ ہوں گے اور کبھی اُن برکتوں کے وارث نہ ہوں گے جو ایسا ایمان رکھنے والے اصحاب کو ملیں۔

غور کرو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھیرایا گیا تو صحابہ کا سا ایمان اُن سے کیوں مطلوب نہ ہوگا۔ ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال و اعمال و افعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر رکھیں۔ اسلئے کہ وہ برکات جو صحابہ کو ملیں وہی ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ کیا ہم میں اسوقت تنازع نہیں۔ کیا عرب سا بہت سی ساری بد اخلاقیاں اور بے اندامیاں ہم میں نہیں کیا وہی باہمی جنگیں اور فساد اور کینے ہم میں نہیں کیا اسوقت بات بات پر ادنےٰ ادنےٰ اختلاف پر اسی طرح ہم زبان کی تلوار نہیں نکالتے۔ غرض اب کونسی بات رہ گئی ہے جو اُن لوگوں میں تھی اور ہم میں نہیں۔ بد قسمتی سے جو لوگ ہم میں حدیث اور تفسیر پڑھ چکے ہیں اور وہ جو اردو ترجموں کے ذریعہ کتابوں پر واقف ہو چکے ہیں اور کور بختی سے وہ جو دلی کے اُس خشک الفاظ یاد کرا دینے والی مکتب کو چھوکر آئے ہیں وہ اپنی رائے میں۔ فہم میں۔ اجتہاد میں۔ استنباط میں۔ عملاً مستقل شارع اور رسول بن بیٹھے ہیں۔ انکیں تو گویا موت کی برابر ہے کہ کسی کی بات پر سر خم کریں۔ غرض اسوقت بھی اُسی قسم کے ایمان کے دواعی موجود ہیں بلکہ بدرجہا زیادہ ہیں جو عرب میں موجود تھے۔ اگر اس ایمان میں ضعف اور کمی رہ گئی تو وہ برکات کبھی ملنے کے ہی نہیں۔ مگر میں بصیرت سے ایمان رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اپنے مسیح کے لئے بھی ایسی جماعت تیار کرے گا جنکا ایمان صحابہ کے ایمان کے ہم پلہ ہوگا اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ برکتیں پھر نازل ہوں اور اس لئے کہ رسالت محمدیہ (علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) پھر دنیا میں اپنی پہلی آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

مجھے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ بعض خط پہنچے ہیں جن سے ایک قابل افسوس تنازع کی خبر ملی جو بعض ناواقف اور جلد باز اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف سے برپا ہوا۔ بعض غلط کاریوں نے تا واجب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر منہ سے کہدیا کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں۔ ہم خود دیکھیں گے اگر امام کی بات قرآن وحدیث کے موافق ہوگی تو مان لیں گے ورنہ اُس کی طرف التفات نہ کریں گے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ مرض بعض اون لوگوں میں ہے جو بد قسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کے مصفا آئینہ کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے کی توفیق نہیں پا سکے کہ اُن کے علوم و فہم کی بدصورتی اُن پر کھل جاتی۔ افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے کہ اس کے سننے سے عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے کاش وہ حقیقت بیعت میں غور کرتے اور پھر سوچتے کہ انہوں نے باوجود بیع کے پھر اپنا بچا کیا ہے۔ یہ استکبار وانانیت جو ایک ہی بربادی بخش متاع ہے جسکا بیج ڈالنا اور گھر کے صندوق سے جلدی نکال ڈالنا ازبس ضروری تھا یہ تو انہوں نے سنبھال اور اطلس کے غلافوں میں لپیٹ کر اپنے صندوقوں میں رکھ لی پھر میں پوچھتا ہوں اونہوں نے بیعت کیا کی وہ تو آخر کار اپنے اوپر ایمان لانے والے یا یوں کہو کہ اپنے ہی اجتہاد اور حدیث دانی پر ایمان لانے والے نکلے وہ حضرت حکم اللہ پر ایمان کیا لائے وہ تو دوسرے حکم کے ہی حکم بن بیٹھے کیونکہ جب امام حکیم کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن و حدیث سے استنباط ہو کر شائع ہوگا اس کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے علوم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شاید کہیں کہیں چلی گئی ہوں جمع کریں اور خوب غور کریں کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا واہی ہے۔ پھر اگر ان کی استنباط و اجتہاد کی میزان میں پورا اُترا تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر سوچو اور خدا کے لئے غور کرو۔ یہ کتنا بڑا بول ہے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ خدا تعالےٰ کا موعود حکم آہی لیا تو آیا اور ایسے وقت میں آیا کہ تمہارے مغز خدا کی باتوں کے سمجھنے کے لائق نہ رہے تھے۔ اور تمہیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔ ورنہ لفظ حکم کی اور حقیقت کیا ہے۔ جب اوس کے آنے پر بھی وہی سر دردی ہمیں رہی کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی مشینیں بھی ویسی ہی دن رات چلتی رہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اسلئے کہ حضرت امام کے منہ سے آئے دن ایک نئی بات اور اچھوتی بات نکلتی ہے جو بظاہر قرآن و حدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت ایک نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے اور یہیں یہ مصیبت پڑی کہ ہم اپنی اپنی جگہ اسکو پرکھتے رہیں کہ آیا امام کا یہ استنباط صحیح ہے یا نادرست اور تحریف تسویل ہے تو بتاؤ کہ ہم تو اس امام حکم کے آنے پر وبال اور نکال میں پڑ گئے۔ ہمارا کام تو اتنا بڑھ گیا کہ خدا کی پناہ۔ یہ ہمارے لئے رحمت اور فضل کیا آیا ہم پر تو زحمت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

یہی باتیں تو وہ لوگ کہتے ہیں جو اس نور سے مستفید نہ ہو سکے وہ بھی تو یہی کہتے اور اپنے تئیں اس کہنے میں حق پر سمجھتے ہیں کہ ہم اس شخص (مسیح موعود) کی باتوں کو کیونکر قبول کریں جب تک قرآن و حدیث کے موافق نہ پائیں اور درحقیقت یہ وہی شبہ ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا وہ بھی یہی کہتے تھے کہ توریت اور انجیل کے نصوص کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں پھر ہم اوسے کیونکر قبول کریں۔

مامور اور مرسل کی حقیقت پر ان لوگوں کو کبھی غور کرنی نصیب نہیں ہوئی۔ نادانو! اگر تمہارے عقول اور فہم اور تجربوں پر مامور و مرسل کے انتخاب کی بنا ہو تو وہ خدا کا مرسل اور موعود کیوں ہو۔ تم تو نصوص الٰہیہ کے فہم کے لحاظ سے غلطیوں میں پڑ چکے اور ناپاک اور منحرف اعتقادوں پر جمے ہوئے ہو جب وہ مامور موعود آتا ہے اور تمہاری اون ہی غلطیوں اور انحرافوں الٰہیہ میں بیجا دست اندازیوں کا تو وہ حکم بنکر آتا ہے پھر تمہاری بات کیونکر اوسوقت چلے۔ وہ خدائے حکیم علیم کا سکھایا ہوا اسکے قویٰ ازلاً ان کاموں کے سزاوار جن کے پورا کرنے کو وہ آتا ہے۔ وہ سوز۔ وہ آسمانی نشانوں سے اپنے دعووں پر تائید یافتہ۔ وہ تبلیغ اور استنباط میں ملائکۃ الٰہی کے حفظ کے قلعہ میں جاگزیں۔ تم گرے ہوئے۔ پست ہمت۔ اور شہوت کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں بیٹھے ہوئے۔ تنکے کی طرح جھونکوں کے ساتھ ہر طرف کو جھک جانے والے تمہاری کیا بساط اور کیا زہرہ ہے کہ تم اس کے حکم بنو اور اس کا کلام اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے موافق نہ ہو درست ہی نہ ہو۔ اس سے زیادہ میں اسوقت نہیں کہتا اگر خدا نے چاہا تو کسی وقت اسپر مفصل چٹھی لکھوں گا۔ آہ اسوقت مجھے کتنا درد ہے کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہوئے ہیں۔ آہ اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے وعدہ دیا گیا تھا

یہ یقیناً وہی ہے جسپر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام بہیجا۔ اے میری قوم چہوڑ مکذّبوں اور منکروں اور خدا اور سنن انبیاء سے جاہل لوگوں کو چہوڑ دے انہیں کہ انکا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی اپنا رنگ لاوے تو اُٹہہ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتہہ اس کی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکہا جو صحابہ نے دکہائے تو کہ تو اُن تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انہیں ملیں۔

نا عاقبت اندیش جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کہانے والوں سے تیرا کیا کام تجہے وہ ایمان مبارک ہو جو خدا کی حکیم کتاب کی اس آیت سے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور پہر خدا تعالیٰ کے الہام نے اس آیت کے واسطے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تقاضا فرمایا ہے میں اس وقت حضرت امام علیہ السلام کیخدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور ناانصافی کی طرف جاری ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اسوقت کہول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بصیرۃ کے ساتہہ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میری روح امام کے علوم کے نشے سے سرشار ہوکر یہ باگیں ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اسوقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔ اور آخر میں میں حضرت امام سے جسے بیٹے اپنے والدین سے بہی زیادہ رحیم کریم پایا ہے بمنت عرض کرتا ہوں کہ وہ نماز میں رکوع وسجود کے اندر میرے لئے اور میرے مخلص احباب کے لئے خصوصًا اور ہماری جماعت کے لئے عمومًا دعا کریں کہ موت تک ہماری زبان اور ہمارا دل اس ایمان پر متفق رہیں۔ اور ہماری زندگی ہمارا مرنا اور ہمارا جی اُٹھنا آپ کے ساتہہ ہو۔* آمین (باقی آئندہ)

امرتسر میں علماء سوء کی حالت زار

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں آسمان کے نیچے بدترین مخلوق اس زمانہ کے عالم ہونگے۔ وہ پیشگوئی لفظًا لفظًا پوری ہو چکی ہے آج علماء اسلام کی جو حالت ہو رہی ہے وہ کسی بیان یا تشریح کی محتاج نہیں رہی تکفیر بازی کا بازار گرم ہونے کے سوا اب یہانتک نوبت پہونچ گئی ہے کہ ایک دوسرے کے ذاتیات اور شخصیات پر بہت ہی بیہودہ اور سفیہانہ حملے ہو رہے ہیں۔ امرتسر میں یہ معرکہ بہت جوش کے ساتہہ شروع ہو رہا ہے۔ اشتہار بازی کے ذریعہ جو کچہہ حالات ایک دوسرے کے خلاف شائع کئے جاتے ہیں انکو پڑہ کر حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ وارثان علم الرسولؐ اور متبعان سنت کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک مولوی اُٹھتا ہے وہ دوسرے پر الزام لگاتا ہے کہ فلاں نے لواطت کی اور فلاں کے ساتہہ کی اسکے فلاں فلاں زندہ گواہ موجود ہیں۔ دوسرا اُٹھتا ہے وہ کہتا ہے فلاں ولد الحرام ہے غرض گندی سے گندی گالیاں جو الفاظ کے ہیر پہیر میں دی جاسکتی ہیں وہ اس مقدس گروہ میں جاری وساری ہیں اور اپنی ساری منطق اور قابلیت اسی علم میں خرچ کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔

میں نے ان تمام اشتہارات پر ایک مبسوط آرٹیکل لکہنے کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو وہ ایک دلچسپ آرٹیکل ہوگا۔ جو مسلمانوں کے لئے مفید ہوسکے گا۔ (بفضلہٖ تعالیٰ)

جبکہ علماء اسلام کیحالت یہانتک گر گئی ہے اور انکے اخلاق انسانیت کی حد سے نکل گئے ہیں تو پہر اے امرتسر کے باشندو! تم انصاف کرو۔ اور خدا لگتی بات کہو کہ کیا ان علماء سے تم بہتری کی امید رکہتے ہو؟ اور یقین کرسکتے ہو کہ ان کا وجود اسلام کے لئے مفید ہوگا؟ کبہی نہیں بخدائے لایزال میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام پر یہہ نہایت خطرناک وقت ہے جبکہ اسکے خواص کی یہ حالت ہو رہی ہے تو عوام کا ذکر ہی کیا یہ حالت بالطبع تقاضا کرتی ہے

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے اُسنے اپنا امام اور مامور بہیجا ہے کہ وہ ہماری اصلاح کرے۔ اگر آپ ایسے علماء کے شامل حال رہکر ان سے دین حق اور اخلاق سیکہنا چاہتے ہیں تو تمہارا اختیار ورنہ اگر ایمان اور اسلام کا فکر ہے تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اپنے دوست دشمن میں تمیز پیدا کرو۔

اور اے مخالف الرائے علماء امرتسر! خوب یاد رکہو کہ تمہاری پردہ دری تمہارے اپنے ہی ہاتہوں ہوچکی ہے اگر تم میں سے ہر ایک ان بیانات میں جو ایک دوسرے کے خلاف بیان کرتا ہے سچا ہے تو پہر خود فیصلہ دو کہ تمہارا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے کہانتک مفید ہے؟ اور کیا یہ پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تہی یا نہیں جسکا میں نے اس نوٹ کے شروع میں ذکر کیا ہے؟

اور پہر کیا حضرت مسیح موعود نے یہہ پیشگوئی نہ کی تہی کہ ہر ایک جو میری ذلت اور رسوائی کے درپے ہے وہ خود ذلیل اور رسوا ہوکر رہیگا۔

اور اب ان اشتہاروں کو جو تم دے رہے ہو پڑہو اور بتاؤ کہ یہہ تمہیں عزت کے کس مقام پر کہڑا کرتے ہیں آؤ! خدا سے ڈرو! اور خدا کے راستباز بندے کی مخالفت سے باز آؤ! ورنہ یہ مخالفت تمہیں اور بہی نیچے لے جائے گی۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

کتاب النسوان۔ پیر عنایت الدین احمد صاحب رئیس امروہہ نے یہہ مبسوط کتاب مستورات ہند کے لئے بطور دستور العمل لکہی ہے اور اسکو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے حصہ اوّل لڑکپن۔ دوم جوانی۔ سوم معاملات دنیاداری۔ اور ہر حصص میں ان ضروری مضامین پر بحث کی ہے جو ایک لڑکی سے لیکر بوڑہی اماں تک کو ضرورت پڑتی ہے۔ اگرچہ اس کتاب کی چہپائی لکہائی اعلےٰ درجہ کی نہیں ہے لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ کتاب مفید مضامین کا مجموعہ ہے اور اس قابل ہے کہ مستورات میں عام ہو۔ مصنف کے نام درخواست کرنے پر عہ قیمت کو مل سکتی ہے۔

تنبیہ الغافلین۔ اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ ایک مباحثہ کی روئیداد ہے جو مولوی عبد الصمد صاحب مہتمم مدرسہ بنیاد العلوم ڈہک بازار پٹیالہ نے شائع کی ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۲/ ہے مصنف سے ہی ملے گی۔ یہہ مباحثہ ایک غیر احمدی مولوی کیساتہہ ہوا ہے جس میں اسکو فاش شکست ملی ہے۔

خزینۃ المعارف جلد اوّل۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ اور کرامات الصادقین میں لکہی ہے حکیم نعمت دین صاحب نے مولوی محمدؐ فضل چنگوی کے ذریعہ اسکو یکجا کرا لیا ہے اور خزینۃ المعارف جلد اول کے نام سے شائع کیا ہے ٥ قیمت پر ضیاء الاسلام پریس قادیان سے مل سکتی ہے۔

صنعت وحرفت۔ اس نام کا ایک ماہوار رسالہ شیخ محمد شفیع جاپانی تعلیم یافتہ نے لائل پور سے اسی مہینہ سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ ملک کو صنعت وحرفت کی جسقدر ضرورت ہے وہ ظاہر ہے ایسی صورتیں یہ رسالہ بہت مفید ہوگا سودیشی تحریک کے حامی دیکہیں اس رسالہ کو کہانتک مدد دیتے ہیں۔ سالانہ قیمت (۲ روپے) ہے۔

مبادی الصرف والنحو۔ یہ حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا رسالہ ہے۔ اس رسالہ میں صرف ونحو کے مسائل کو نہایت اختصار کے ساتہہ جمع کر دیا ہے۔ ان قواعد کو سمجہہ کر یاد کرلینا بہت مفید ہوسکتا ہے۔ عربی زبان کی اشاعت کے خواہشمند ایسے رسالوں کی اشاعت کثرت سے کریں قیمت ار سیّد عبد الحیی عرب قادیان سے ملیگا۔

الذکر۔ یہہ نہایت ہی مفید اور قابل قدر رسالہ ہے جو میرے محترم بہائی شیخ عبد الرحیم صاحب نومسلم نے لکہہ کر شائع کیا ہے۔ اس رسالہ میں اسماء الٰہیہ کا ترجمہ اور نماز کا ترجمہ ایسے اسلوب پر دیا گیا ہے۔ جو بچّوں اور عورتوں کے لئے بہت مفید ہے ایسے پاک لٹریچر کی اشاعت کی بہت بڑی ضرورت ہے کتاب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر صفائی سے چہاپی گئی ہے اور میری اپنی رائے ہے کہ یہ کتاب ہر گہر میں ہونی چاہئے قیمت ۲/ ہے جو مصنف سے بمقام قادیان درخواست کرنے پر ملے گی۔

ستیارتہہ پرکاش درپن۔ یہہ ۴۷ صفہ کا رسالہ ستیارتہہ پرکاش مصنفہ پنڈت دیانند صاحب کے پہلے کولاس پر تنقیدی رنگ میں لکہا گیا ہے اور لکہنے والے مشہور آریہ مناظر مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹہی ہیں رسالہ نہایت مفید اور آریہ مذہب کی قلعی کہولنے والا ہے قیمت ۳/ النذیر پریس میرٹہہ سے ملیگا۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف بہشت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کرینگے۔ اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاءً لوجہ اللہ اختیار کیا ہے۔ یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جابجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا۔ سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہونچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتہہ لے گئے ہیں جنکو وہ جابجا تقسیم کرینگے اور اسکے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بہی وصول کرینگے۔ اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بہی تکمیل ہو جائیگی۔ جو منشی ذو الفقار علی خانصاحب نے کچہہ عرصہ ہوا کی تہی۔ کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کرکے جابجا اعانت کے لئے تحریک کرکے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بہی حصہ لیں گے اور منشی صاحب موصوف کو بہی مدد دیکر ممنون فرماویں گے۔

الملتمس

محمد علی

از قادیان

* اے مرحوم مخدوم ... [illegible]

مُراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۶ء)

دیانندی رحم

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۱ (جس صفحہ کے نیچے ترجمہ کرتے ہیں) سے ...

ستیارتھ ترجمہ ... میں ... اگر آریوں کا خدا کل جہان کا پروردگار رحمٰن اور رحیم ہوتا تو ... مذہب والوں اور ... ہزاروں مسلمانوں کے ... مروانے کا حکم ... ہمارے دوستوں ... یہ وہم و خیال ہے کہ کتاب ستیارتھ ... بے مثال ہے ذرا چودھویں سمولاس میں سوامی جی کا وہ اعتراض پڑھیں جو مسلمانوں پر درباره جنگ و جدال ہے۔ پھر مقامات مندرجہ ذیل پر نظر کریں اور دیکھیں کہ سوامی جی کے الفاظ کا کیا حال ہے کجا ہر انسان کے لئے دعوے خیر خواہی اور کجا مخالفان وید کی یہ تباہی۔ واہ کیا ہی عجیب ... ہے کہ کہیں عاشق صلح کہیں شیدائے فساد ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۸۱ توپ تفنگ تیر تلوار وغیرہ ... مخالفوں کے مغلوب کرنے اور انکو روکنے کے لئے قابل اور با استحکام ہوں۔" ایضاً صفحہ ۱۸۱ حاکم اعلیٰ تعلیم کرکے روئے زمین کو بری از دشمن کرے" ایضاً صفحہ ۱۸۰ حاکم اعلیٰ تسلیم کرکے روئے زمین کو بری از دشمن کرے" ایضاً صفحہ ۱۸۲ بداعمالوں کو نابود کر دینے کے لئے مثل آتش ہو" ایضاً صفحہ ۱۹۵ جب رعایا پر در راجہ کو ... کے لئے طلب کرے تو ہرگز پہلو تہی نہ کرے" ایضاً انہیں توپوں یا بندوقوں وغیرہ سے دشمنوں کو ہلاک کریں سن رسیدہ لوگوں کو انہیں توپوں کے منہ کے سامنے گھوڑ دنبہ سوار کرکے دوڑا دیں اور ماریں" ایضاً صفحہ ۱۹۶ جو گاڑی گھوڑا الخ گائی وغیرہ جانور نیز عورت اور دیگر سب قسم کا مال الخ فتح کئے ہوں وہی اسکو لیوے" ایضاً صفحہ ۲۱۱ دشمن کو چاروں طرف سے محاصرہ ... روک رکھے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک پانی ہیزم کو تلف و خراب کردے" ایضاً صفحہ ۲۲۴ "بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا الخ تمام انسانوں کو تکلیف دینے والے جابر آدمی کو نہ بوجہ دوستی اور نہ بوجہ زرکثیر کے راجہ ہرگز بلا قید و بلا عضو کاٹے کے چھوڑے" ایضاً بھاگا ہوا ملازم جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اسکو اپنے آقا کے گناہ لگ جاتے ہیں الخ بلکہ اسکے نیک اعمال کا ثمرہ سب نابود ہو جاتا ہے" ستیارتھ صفحہ ۱۹۳ جس طرح بگلا دھیان لگاکر مچھلی پکڑنے کے تاک میں رہتا ہے اسی طرح دولت جمع کرنے کے خیال میں رہے دولت وغیرہ اشیاء اور اپنی طاقت بڑھاکر دشمن پر غالب آنے کے لئے شیر کے مانند زور سے حملہ کرے چیتے کی طرح چھپ کر دشمنوں کو پکڑے زور آور دشمن نزدیک آجائے تو خرگوش کی طرح دور بھاگ جائے اور بعد ازاں دھوکہ دیکر اسے پکڑے۔

یہ چند حوالے ہیں جو ستیارتھ سے نکالے ہیں اب سمجھیں جو سمجھ والے ہیں کہ زبان پر تو وہ رحم والفت ہے کہ کسی جاندار کو دکھ دینا دھرم کے برخلاف ہے لوگ اگر حفاظت جان کے لئے لڑیں تو طاعون کے آریوں کو معاف ہے جب حاکم کے لئے ... اپنے ہتھیاروں کا تیز اور خطرناک کرنا۔ اور اپنے مخالفوں سے روئے زمین کو پاک کرنا۔ بداعمال موذیوں کو مثل آگ ہوکر خاک کرنا۔ سن رسیدہ لوگوں کو توپ بندوق سے ہلاک کرنا چارہ خوراک کو تلف کرکے دشمن کا دم ناک میں کرنا۔ جب کوئی دوسرا راجہ لڑنے کو بلائے تو لشکر کا چست و چالاک کرنا۔ بگلے کی طرح تاک لگاکر یا ہی روٹ کو خوراک کرنا دشمن زور آور ہو تو خرگوش۔ نہیں تو شیر کی طرح دشمن کا سینہ چاک کرنا) یہ سب کچھ جائز لکھتا ہے وہ آپکا روحانی باپ ہے تو پھر ... متر و ایسا کام کرنے میں دوسروں کو کیوں گناہ اور پاپ ہے نیز آپکا تو یہ اعتقاد ہے کہ ہر نیکی و بدی کا ثمرہ ملنا ضرور ہے۔ پھر بھاگے ہوئے ملازم جو دشمنوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ انکے اعمال صالح کیوں ضائع اور ناکارہ گئے۔ یہ گناہ کی معافی پر ایک دلیل ہے جس سے اعتقاد آریہ خوار و ذلیل ہے کیونکہ جس طرح بعض برے اصول سے نیک اعمال کا ثمرہ نابود ہو جاتا ہے اسی طرح نیک اور خالص اعمال سے گناہوں کا بدلہ بھی مردود ہو جاتا ہے بس آپکو مناسب نہیں کہ اعتقاد توبہ سے انکار کریں۔ اور اپنی غلطی پر نیز ... اب تو ماننا پڑا کہ توبہ خدا کے نزدیک مقبول ہے۔ یا کہو سوامی جی کی یہ تحریر لغو اور فضول ہے مگر جو قوم تعصب میں گرفتار ہے اسے تحقیق سے کب محبت اور پیار ہے سمجھنے والوں کے لئے تو بات صاف ہے کہ سوامی جی کی کلام میں اسقدر اختلاف ہے کہ شاید ایک جملہ بھی فساد و تعارض سے خالی نہیں۔ کون سی اعتقادی عمارت ہے جسکی بنیاد نکالی نہیں۔ افسوس ہمارے دوستوں سے دولت انصاف کا کوئی سوالی نہیں۔ ورنہ کتاب ستیارتھ میں تو کوئی بے نظیری و بے مثالی نہیں۔ ہاں نفاق و دورنگی میں بیشک لاثانی ہے۔ یہی اسکی کاملیت کی بڑی نشانی ہے۔ یہاں تکلیف دینے والے کی سوامی جی کے اس قول سے قید کرنا یا عضو کاٹنا سزا ہے۔ پھر انہیں کے نزدیک رہزن کو تنخواہ دینا روا ہے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۹۵ "راجہ الخ بدمعاشوں چوروں۔ ڈاکوؤں کو بھی نوکر رکھے" یہ تو سوامی جی کا رحم درباره جنگ ہے اب دیکھو عہدہ سفارت میں کیا رنگ ہے ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ "سفیر کا خاص کام دشمنوں میں بے اتفاقی پیدا کرنا ہے" یہ مخالف ہے صفحہ ۱۹۱ کے "مکر و فریب سے مبرا ہو وہ سفیر شاہی ہونا چاہئے" ظاہر ہے کہ جسمیں مکر و فریب کی لیاقت نہیں۔ اسمیں بے اتفاقی پیدا کرنے کی بھی حاجت نہیں۔ اسلئے ایک قول سے سفیر نہیں کیونکہ اسمیں مکر و تدبیر نہیں۔ اور ایک قول سے سفارت کے لائق ہے وجہ یہ کہ فریب سے مبرا اور راستی کا شائق ہے۔ اب کس قول پر اعتبار کریں اور کس سے انکار۔

دیانندی تحقیق

پنڈت دیانند نے سملاس چودھویں میں جہاں مسلمانوں پر اعتراض کئے ہیں اپنے آپ کو محقق لکھا ہے ہم محقق صاحب کی تحقیق کا ایک نمونہ آریان ڈلوال کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ کس طرح سنیاسی صاحب نے رنگا رنگ کے بھیس بدلے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۶۸۱ "جو پرہیزگار ہیں وہ تو پہلے ہی سے راستہ پر ہیں اور جو جھوٹے راستہ پر ہیں ان کو یہ قرآن راستہ ہی نہیں دکھلا سکتا پھر کس کام کا رہا" یہ تو سوامی جی کا عارضی اعتقاد ہے جوان کی فتح اور کامیابی کی بنیاد ہے یا وہ بازاری ہوکا اور آواز ہے جسمیں دھوکا اور فریب دینے کا راز ہے اب اسمیں جو انکے ذاتی اعتقاد کا حال ہے یا جو سوامی جی کی گھر والی چال ہے وہ بھی ملاحظہ فرماویں دیکھو ستیارتھ صفحہ ۴۵ "جو آدمی غالب الحواس نہیں ہے اسکو وید دھرم شکشا کہتے ہیں اسکو باوجود کوشش کرنے کے نہ وید کے گیان نہ ترک دنیا نہ یجنہ نہ نیم اور نہ دھرم پر چلنے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے" پھر دیکھو صفحہ ۹۶ "جس شخص کو باوجود پڑھنے پڑھانے کے کچھ بھی حاصل نہ ہو اسکا پڑھنا پڑھانا بے سود ہے" ماسٹر جی ہم کہتے ہیں **غالب الحواس آدمی کو تو پہلے ہی سے کامیابی حاصل ہے جو مغلوب الحواس ہے** ۔ اسکو تو وید کامیابی کا منہ نہیں دکھا سکتے پھر یہ کس کام کے ہیں۔ کیا ان باتوں سے ثابت نہیں ہوگیا کہ آپ کے گرو جی مصنف و محقق محض نام کے ہیں۔ جب غالب الحواس اور دلارنگ آدمی کے سوا پر دشٹ کو وید کی تعلیم دینا بے سود ہے اور آپ سوامی جی کے اس مقولہ کو بالکل حق سمجھتے ہیں تو آپ کو اقرار کرنا چاہئے۔ کہ سرسوتی جی مہاراج نے ہدی للمتقین پر اعتراض کرکے بڑی غلطی کھائی ہے اور اسمیں انہوں نے تحقیق و انصاف کا لحاظ نہیں کیا اور بیشک یہ اعتراض انکا انہیں کے قول سے بیہودہ ثابت ہوتا ہے لہذا حسب اصول پھینک چھوڑنے کے لائق ہے مگر امید نہیں کہ سماجی تعلق آپکو اس اقرار کی اجازت دے اگر آپ تعصب سے الگ ہوکر ستیارتھ کو پڑھیں تو سوامی جی کی تحقیق اور انصاف کی حقیقت معلوم ہو کہ سوامی جی دوسروں پر اعتراض کرنے کے وقت کہاں تک اپنے مقرر کردہ اصولوں کی رعایت رکھتے ہیں مثلاً ایکطرف مسلمانوں پر یہ خفگی ہے کہ انکا خدا کافروں سے دشمنی اور مومنوں سے محبت رکھتا ہے یہ ٹھیک نہیں چنانچہ یہی مضمون صفحہ ۷۲۶ میں ہے "پرمیشور سے کوئی شے الگ یا اچھی نہیں اسلئے اسمیں الفت کا ہونا ممکن نہیں اور جو میسر چیز کو چھوڑ دیوے اسکو ورکت کہتے ہیں ایشور بوجہ محیط کل ہونے کے کسی چیز کو چھوڑ ہی نہیں سکتا اسلئے ورکت بھی نہیں" ایسا ہی ایک جگہ اپنے پوانکوں کو سمجھاتے ہیں "چونکہ ایشور سب جگہ موجود ہے اسلئے سب اس کے نزدیک ہیں پس سامیپیہ مکتی بھی خود بخود حاصل ہے" دیکھو صفحہ ۲۳۱) پھر دوسری طرف وہی خفا ہونے والی مہرشی اپنے چیلوں میں خوش ہوکر فرماتے ہیں۔ "چونکہ وہ سب کو محبت کرتا ہے اسلئے پرمیشور کا نام متر ہے" دیکھو صفحہ ۹ "جو دشٹوں کو چھوڑ دیتا ہے وہ پرمیشور راہو ہے" صفحہ ۱۱ "اپاسنا سے برہم (ذات الٰہی) سے وصل اور اسکا عین یقین ہوتا ہے" دیکھو صفحہ ۲۴۸ "اب برے کاموں اور برے کام والوں پر غضب ناک ہیں مجھکو بھی ویسا ہی کیجئے" صفحہ ۲۲۸۔ ہم پوچھتے ہیں جب پرمیشور میں الفت نہیں تو وہ محبت کیسے کرتا ہے اور جب بوجہ محیط کل ہونے کے کسی کو چھوڑ ہی نہیں سکتا تو دشٹوں کو کیسے چھوڑ دیتا ہے جب ایشور سب کے نزدیک ہے تو پھر اپاسنا سے ذات الٰہی کے ساتھ وصل کیسا کیا سامیپیہ مکتی کی طرح وصل بھی خود بخود حاصل نہیں۔ جب وہ نیک کام والوں پر راضی اور برے کام والوں پر غضبناک ہے تو سب کا محبت کرنیوالا نہ ہوا بلکہ نہ محبت۔ دشمنی وصل کے جو معنے آپ لیتے ہیں وہ دوسروں کے لئے کیوں جائز نہیں۔ ماسٹر صاحب میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آپکے سوامی جی کا ایک اعتقاد نہیں تعصب یا عدم تدبر کی وجہ سے آپ نے اس بات کو نہیں سمجھا زیادہ تر غور اور توجہ آپ لوگوں کی اس حصہ کلام کی طرف ہے جسمیں سرسوتی مہاراج نے مخالفوں کی تردید کی اگر آپ ان کے دعاوی کا اپنی قدیمی کتب سے ثبوت ڈھونڈتے یا ان کی متضاد باتوں میں فکر کرتے تو تب آپ دو باتوں

سے ایک بات ضرور قائل ہو جانے یعنے ایک یہ کہ دروغگو را حافظہ نباشد - دوسری - ہاتھی کے دانت دکہانے کے اور کہانے کے اور - دیکھو کسطرح آپکے مہرشی سے بے ایمان مردہ کی قبر کی طرح اپنے عارضی اعتقاد والی عمارت کو ان الفاظ کے رنگ سے رنگین کر رہے ہیں (قرآن کا خدا رحیم ہوتا تو دوسروں کے مروانے کا حکم نہ دیتا ہمارا ایشور تو منترہے جو سب کو محبت کرتا ہے) اور انکے ذاتی اعتقاد کا خانہ بقول انکے اس بیرحمی سے ویران پڑا ہے اور اندر سے انکے مردہ دل کی عفونت اور بدبو ان الفاظ کی ہوا سے دور دور تک پہیل رہی ہے - "راجہ کو چاہئے جسطرح بگلا تاک لگا کر مچھلی پکڑنے کے دہیان میں رہتا ہے اسیطرح دولت جمع کرنیکے خیال میں رہے" دشمن کو چاروں طرف سے تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک وغیرہ کو تلف کر دے"

الغرض میں نے آپکی خاطر سوامی جی کی اس چال کو خط ہذا میں اچھی طرح کہول کر لکھ دیا ہے کہ شاید آپکو اس امر میں غور کرنا نصیب ہو اور آپ اس دیانندی واک چہل کو سمجھ سکیں اب اپنی توحید کا حال سنئے -

ی توحید | ستیارتہ صفحہ ۲۶۳ "اے انسان جس سے یہہ مختلف قسم کی **موجودات ظاہر ہوئی ہے** الخ وہ پرماتما ہے اسکو تو جان" ایضاً صفحہ ۲۶۲ "جس پرماتما کی **قدرت سے** یہ سب زمین وغیرہ مخلوقات پیدا ہوتی ہیں اور جس میں قائم رہکر آخر کو جس میں فنا ہو جاتی ہیں وہ برہم ہے جاننے کی خواہش کر" ایضاً صفحہ "اے انسان سورج وغیرہ نورانی پدارتہوں (موجودات) کا سہارا اور پیدا شدہ اور آئندہ کو پیدا ہونے والے جہان کا ایک **لاثانی** مالک پرماتما ہی اس عالم کی پیدائش سے پہلے موجود تھا اور جس نے زمین سے لیکر سورج تک ساری **کائنات کو پیدا کیا**" اس عبارت منقولہ میں جہاں لکیر کہینچی گئی ہے نظر کرنے سے ثابت معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی توحید کے مسئلہ میں اہل اسلام سے متفق ہیں ایسا ہی وہ اپنی کتاب رگوید ادی بہاشیہ بہومکا میں صاف اقرار کرتے ہیں کہ پرماتما ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے چنانچہ کتاب مذکورہ کے صفحہ ۱۱۵ میں اس وید منتر (تب ناست اینتی) نہ ناست (ہستی) نہ رج (پرمانو یعنے ذرہ) تہا کی شرح فرماتے ہیں "اس وقت ست (پرکرتی) یعنے کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں - وہ بہی نہ تہی **اور نہ پرمانو تہے**" پہر دیکھو اردو بہومکا صفحہ ۷ "وہ بذاتہ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے وہ ہی اس کائنات کو اپنی **قدرت** سے بناتا ہے"

پہر دیکھو بہومکا صفحہ ۸۲ "اسی طرح اگنی کے اس پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے اور **پرکرتی کو اپنی قدرت** سے پیدا کیا"

دیکھو ماسٹر جی آپکے پیشوا اس جگہ تو بڑے زور سے بہ آواز بلند کہہ رہے ہیں کہ پرماتما ہی اس عالم کی پیدائش سے پہلے موجود تہا اسوقت نہ پرکرتی تہی اور نہ پرمانو بلکہ اسی نے اپنی قدرت سے پرکرتی وغیرہ کو پیدا کیا یہی آواز ہے جسکو سنکر آپ لوگ بزعم خود بت پرستی سے نکل اپنے آپ کو موحدوں کے زمرہ میں شامل سمجھتے ہیں اور دل میں خیال کر لیا کہ سرسوتی جی مہاراج نے توحید کا وہ خزانہ جو وید کی پرانی عمارت کے نیچے مدفون تہا جسکا پتہ بڑے مہا رشیوں کو بہی نہیں لگا نکالکر آج ہمارے سامنے رکہدیا ہے اور اس دولت عظیمہ کی گلی کوچوں میں منادی کر دی اور بہت سے آریہ ورت کے گہروں کو جو شرک اور بت پرستی کے قحط سے ویران ہو چکے تہے آکر آباد کیا ہے - سو مہربان من آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے آپ لوگ سوامی جی کے اس دعوے کو "کہ سب کچھہ پرماتما نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے" مٹھاس سمجھہ کر چیونٹیوں کی طرح چمٹ گئے حالانکہ اس مٹھاس میں نفس توحید کو ہلاک کرنے والی سخت سم قاتل ملائی گئی ہے جس سے لاکہوں انسان تباہ ہو رہے ہیں اور [illegible] پرمیشور کی قدرت اور اس لاثانی ازلی شکتی پرماتما کی ذات وحدانیت کے نابود کرنے میں آپکے اس دہرم کا ایک بڑا پیشوا پنڈت نے کچھہ [illegible] اور ایک جہوٹی اور کہوٹی بناوٹ کو راستی اور سچائی کے ملمع سے آراستہ کرکے نا واقف لوگوں کو دہوکہ دیا ہے جو سنسکرت جانتے ہیں کہ سوامی جی کے اقوال کی پڑتال کر سکیں اور نہ دوسرے مذاہب سے خبر ہے جو سچ جہوٹ معلوم کر [illegible] کی اس مذکورہ اعتقاد دو قسم کا ہونا چاہئے) جنکی ابا قت ہے اسلئے میں محض اس محبت کے جوش سے جو مجہکو آپ لوگوں سے ہے یہہ تکلیف دیتا ہوں کہ اگر آپ کو سنسکرت یا عربی پڑہ کر تحقیق کرنے کی فرصت نہیں تو کیا آپ سے اتنا ہی نہیں ہو سکتا کہ ستیارتہ کو ہی (جسے آپ بے نظیر کتاب سمجھے بیٹھے ہیں) غور اور تدبر سے دیکھنا شروع کریں اور سوچیں کہ یہہ کیا وجہ ہے جو سوامی جی کا کہیں سناتنیوں اور ویدانتیوں سے اتفاق ہے کہیں ناستک مت والوں کے خیالات کا اشتیاق - الغرض ہر بات میں دورنگی و نفاق ہے - توحید کی نسبت سوامی جی کا جو عارضی اعتقاد تہا وہ تو سن چکے اب انکا ذاتی اعتقاد دیکھئے ستیارتہ صفحہ ۲۶۴

"سوال کیا مادہ پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟ جواب نہیں وہ انادی (ازلی) ہے - **سوال** انادی کس کو کہتے ہیں اور کتنی چیزیں ازلی ہیں - **جواب** ایشور جیو - اور عالم کی علت (مادی) یہہ تینوں چیزیں ازلی ہیں الخ مادہ - جیو اور پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں یہی تین ساری کائنات کی علت ہیں - ایضاً صفحہ ۲۶۶ ہی ست روپ مادہ سارے عالم کا بنیادی مسکن اور جائے قیام ہے یہ سارا عالم پیدائش کے پہلے گویا است (نیست) ہی تہا اور جیو آتما - برہم - اور مادہ میں لیس (جذب) ہوکر موجود تہا" لو صاحب آپکے پیشوا تو دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور کسطرح عوام کو گمراہ کرنیکے لئے واک چہل سے کام لے رہے ہیں اس سے بڑہ کر کیا دہوکہ اور فریب ہوگا کہ سوامی جی زبان سے تو یہہ تعلیم دیں کہ "اے انسان جس سے یہ مختلف قسم کی موجودات ظاہر ہوئی اسکو تو جان" اور دلمیں یہہ یقین ہو کہ اس سارے عالم کے تین مظہر ہیں جیو آتما - برہم اور مادہ بلکہ برہم کو دوسرے نمبر پر رکہا ہے - بازار میں تو یہ وعظ سناویں کہ اے لوگو! اس لاثانی ازلی پرماتما کی پرستش کرو جو اس عالم کی پیدائش کے پہلے موجود تہا اور گہر میں یہ ثابت دہرے ہوں کہ ہم خود ازلی ہماری صفات افعال خواص ازلی پہر ازلی وجود اپنے ہمرتبہ وجود کے کیوں تابع ہو سوامی جی کو علم مناظرہ میں اچہی مہارت تہی انہوں نے سوچ لیا کہ یہہ جیو تو بدئیں پرماتما پہر اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے "میں ایشور سب سے پہلے موجود ہوں" سو یہ استدلال آپکا جناب کی فضیلت کا مثبت نہیں اور نہ اس دلیل سے آپ پرستش کے مستحق ہو سکتے ہیں کیونکہ جس طرح تو ازلی پر اسی طرح ہم بہی ازلی ہیں جیسے تیری صفات وغیرہ انادی ہیں ویسے ہی ہماری صفات افعال خواص بہی انادی ہیں پہر آپ کس واسطے ہمارے سامنے ایسی دلیل کو پیش کرتے ہیں جسکا بجز سکوت آپکے پاس کوئی جواب نہیں ہاں ایک عذر ہے کہ آپ ہمپر حکمران ہیں لیکن یہہ عذر بہی قابل سماعت نہیں کیونکہ جب جناب ہمارے خالق نہیں ہم اور ہمارے خواص وغیرہ ازلی ہیں تو پہر بہلا پیچہا نہ چہوڑا - ایشور جی یہ آپ کی زبردستی ہے - لہذا اے ہمارے مترو! میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ مہرشی سرسوتی سوامی جی مہاراج کے ان کلمات کو (پرماتما ازلی ہے اس کے پہلے نہ پرکرتی تہی نہ پرمانو) سنکر جہٹ سنیاسی صاحب کے پیچھے ڈاڑہی مونچھہ منڈا چل پڑنا اچہا نہیں کچھہ سوچ بچار بہی کرنی چاہئے - کہ جس صفت سے پنڈت صاحب ایشور کو موصوف سمجھتے ہیں اور اقرار بہی کرتے ہیں کہ وہ ازلی اور سب کائنات کا (جسمیں جیو مادہ بہی داخل ہے) پیدا کرنے والا ہے تو پہر اسی صفت کے ساتھہ جیو مادہ کو موصوف سمجھہ کر کیوں ان ایشور کی ازلیت میں انکو شریک ٹہیراتے ہیں اور کس منہ سے ایشور کے نام کے ساتھہ لاثانی - ازلی - الفاظ کو ملایا جاتا ہے مگر جس قوم کو نیوگ جیسی گندی اور ناپاک تعلیم سے شرم نہیں آتی انکو ایسی باتوں سے کب حیا ہے پنڈت دیانند نے جابجا ستیارتہ میں جیو اور ایشور کو ایک جیسا مانا ہے - دیکھو ستیارتہ صفحہ ۲۵۱ "جیو اور ایشور دونوں بالذات چیتن (ذی تعقل) ہیں طبیعت دونوں کی پاک غیر فانی اور دہارمک وغیرہ ہے ایضاً صفحہ ۲۵۷ پرمیشور اور جیو دونو ذی شعور اور جنمیں پرورش وغیرہ صفات **یکساں** ہے - ستیارتہ صفحہ ۲۴۲ جیو کبہی پیدا نہیں ہوا ازلی ہے" اب منصف ہوکر بتائیے مولف ستیارتہ نے ایشور اور جیو کو برابر مانا ہے یا نہیں غور کرو الفاظ - **چیتن - پاک - غیر فانی - دہارمک - یکساں ازلی** پر اور لفظ وغیرہ سے یہ سمجہا دیا کہ ایشور میں جو باقی صفتیں ہیں انمیں بہی جیو شریک ہے - اب جیو کے ایشور ہونے میں کچھہ فرق رہگیا اگر ہے تو اور نئے ستیارتہ صفحہ ۲۴۵ "جیو بوجہہ چیتن ہونیکے خود بخود بہ مثل ہمرشتہ ہے اسلئے سایج مکتی بہی حاصل ہے" پورانک لوگ ایشور کے ساتھہ جہوٹے بہائی کیطرح لیہا اوقات کرنے کو سایج مکتی کہتے ہیں - اسپر مولف ستیارتہ فرماتے ہیں کہ جیو بوجہہ چیتن ہونیکے ایشور کا چہوٹا بہائی ہے اسلئے پورانکو نکی مکتی خود بخود حاصل ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جیو چہوٹا بہائی ہے اور ایشور بڑا آفریں اے توحید کے مدعیو تمنے تو عیسائیوں اور پورانکو کے منہ پر ہاتہہ پہیر دیا عیسائی تو صرف ایک خاص مقدس جیو کی نسبت خدا سے رشتہ تسلیم کرتے ہیں (وہ بہی بیٹا ہونے کا بخلاف بہائی کے جو اپنے حقوق جبراً بہی لے سکتا ہے - یعنے باپ بیٹے کو اپنی وراثت سے محروم اور لاوارث ٹہیرا سکتا ہے - لیکن بہائی اپنے حصہ کو نہیں چہوڑ سکتا) اور آپنے تو تمام جیوں کو ایشور کا رشتہ دار بنا دیا - جب آپکے مذہب میں کتے گدہے سب جیو ہیں تو نعوذ باللہ حسب اعتقاد آپکے یہہ سب ایشور کے جہوٹے بہائی ہوئے پہر چوڑہے چماروں سے کیوں نفرت کرتے ہو کیونکہ جس شخص سے محبت ہو

[illegible] غلام بھی پیارے لگتے ہیں پھر چھوٹے بھائیوں [illegible] تو تقاضائے محبت ہے اسکا اندازہ ہر آدمی اپنے تجربہ محبت کی بنا پر لگا سکتا ہے۔ لہٰذا آریوں کو چاہئے کہ برہمن کھتری چوڑہ چمار وغیرہ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک دبرتاؤ رکھیں کیونکہ یہ کل جیو بوجہ چیتن ہونے کے ایشور کے رشتہ دار ہیں اور اس رشتہ داری میں سوامی جی مہاراج کے نزدیک جیو کا نیک یا اعلیٰ خاندان سے ہونا شرط نہیں بلکہ اس امر میں ہر انسان وحیوان برابر ہے پس ایشور کے چھوٹے بھائیوں کو مناسب نہیں کہ کھانے پینے میں بے اتفاقی اور بدسلوکی پیدا کر کے اپنے بڑے بھائی کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ ہے توحید اس قوم کی جسکی نظر میں تمام دنیا بت پرست ہے۔ تعصب بھی کیسی بری بلا ہے اس توحید کے مدعی دوسروں پر اعتراض کریں۔

(باقی آئندہ)

کرمداد از دوالمیال ضلع جہلم

سوامی جی ✱ منشی رام

ذیل میں ایک عجیب مضمون درج کیا جاتا ہے اسکے عنوان میں ضرب کی علامت دی گئی ہے جسکا مفہوم مضمون پڑھ لینے کے بعد معلوم ہو جاویگا۔ فی الحقیقت یہ امر [illegible] کہ دونوں میں سچا کون ہے؟

(ایڈیٹر)

[illegible] میر پریذیڈنٹ [illegible] جالندھر شہر [illegible] بجری [illegible]

[illegible] سال ہوئے ایک معزز کالج [illegible] آریہ سماج [illegible] بحث ہوئی اثنائے گفتگو میں ہمارے [illegible] بھائی نے فرمایا کہ ہم کس طرح سوامی جی کی ہر بات کو صحیح تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ انکی کئی باتیں [illegible] طور پر سائنس کے مسلمہ اصولوں کے برخلاف [illegible] مثال کے طور پر انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی کا [illegible] ہے کہ کئی اجسام فلکی آباد ہیں لیکن سائنس [illegible] تصدیق نہیں ہوتی ہم نے جواب میں عرض [illegible] ابھی تک اس مسئلہ پر سائنس والوں کی کوئی [illegible] رائے نہیں۔ لیکن ہمیں وشواس ہے کہ [illegible] سائنس دان اس پوزیشن میں ہونگے کہ اس [illegible] حل کر سکیں۔ تو ان کا فیصلہ مہرشی دیانند کے [illegible] ہوگا۔ حال ہی میں جب ہم نے اخبار میں پڑھا [illegible] نسٹی ٹیوشن میں لکچر دیتے ہوئے

پروفیسر ٹرنر صاحب نے فرمایا کہ ان کا یقین ہے کہ اجسام فلکی میں آبادی ہے۔ تو رشی کی تعلیم کی بزرگی کے سامنے ہمارا سر جھک گیا اور ہمارے منہ سے بے اختیار یہ شبد نکلے۔ کہ درنیتر درشٹا رشی کا واکیہ نراتھک نہیں ہو سکتا + پروفیسر صاحب نے اپنے لکچر میں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ ایسے پرانی بھی ہیں۔ جو وایو پانی اور گرمی کی سہایتا کے زندہ رہ سکتے ہیں آپنے تجربوں سے ثابت کر کے دکھلا دیا کہ ٹھوس کی ہوئی وایو میں بھی پرانی رہ سکتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندر ما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے۔ جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔ اس وشے پر رشی واکیہ یہ ہے۔ تیتیس دیوار تکھات پرتھوی جل اگنی وایوا کاش چندر ماسوریہ اور نکشتر سب سرشٹی کا نواس تھان ہونے سے آٹھ دسو یہ بات سمرن رکھنے کے یوگیہ ہے۔ کہ سرشٹی شبد کے ارتھ رچنا کے ہیں نہ کہ کسی وشیش پرکار کی رچنا کے ،، ختم شد۔

ہم نے سچائی ظاہر کرنے کی خاطر دیانندی مہاتما کا مضمون حرف بحرف نقل کر دیا ہے کیونکہ ہمارا اصل مدعا یہی ہے کہ دشمن اپنا پورا زور لگا لے تا کہ ہم ایک ہی دفعہ اس کا سر کچل کر رکھ دیں۔ ناظرین مندرجہ بالا مضمون سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ آپ غور سے دلائل سنئے اور ان کو اپنی کانشنس سے پرکھئے۔ اس مضمون میں کئی باتیں ہمارے مفید مطلب ہیں۔

اول تو یہ کہ کالج پارٹی کے نزدیک دیانند کی کئی باتیں سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں آخر پنڈت دیانند صاحب کو اپنی تعلیم کی سچائی پہلے سمجھاؤں پر ہی ثابت کرنی دستور ہے بجائے اسکے کہ انکی تعلیم کو غیر مذاہب کے سامنے رکھ کر اسے سچا کہا جاوے۔ میری دانست میں کالج پارٹی اس معاملہ میں بالکل حق پر ہے کیونکہ سوامی جی کی کئی باتیں نہ صرف سائنس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں بلکہ اخلاق اور تہذیب کے خلاف بھی کئی موجود ہیں جیسے نیوگ وغیرہ۔ خلاف عقل تو اسکے قریباً سارے ہی مسئلے ہیں۔ مگر نمونہ ہم ایک درج ذیل کرتے ہیں۔ پنڈت جی سنسکار ودھی مترجمہ دیوی دیال مطبوعہ سورج پرکاش کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ جن مہاشوں کو لڑکے کی اچھیا ہو وہ ۶-۸-۱۰-۱۲-۱۴-۱۶- ان چھ راتوں میں اور جنکو لڑکی کی اچھیا ہو وہ ۵-۷-۹-۱۵- ان چار راتوں میں عورت سے جماع کریں۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اصول ازسرتاپا خلاف عقل اور بالکل لاینی ہے۔ ورنہ

کئی مہاشے جنکو لگاتار لڑکیاں مل رہی ہیں۔ پنڈت جی کے اس نسخہ کا ضرور ہی استعمال کر کے لڑکے لے لیا کرتے اور لڑکیاں ہونے کی صورت میں نیوگ کا نسخہ استعمال کرنے کی حاجت نہ ہوتی۔

اس سے آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ ہم نے اس مان خور کو جواب دیا کہ اجسام فلکی میں آبادی کے مسئلہ پر سائنس والوں کی کوئی پختہ رائے نہیں لیکن بعد چندے وہ اس نتیجہ پر پہنچینگے جس پر سوامی جی پہونچے ہیں۔

محقق کے نزدیک ایسی صورت کی موجودگی میں دیانندیوں کو کوئی حق نہیں کہ اسلام کے ان روحانی اسرار و الٰہی باتوں پر جو عقل انسانی سے بالاتر ہوں اور جنپر ابھی انسانی تحقیقات حاوی نہ ہو سکی ہو اعتراضات لاطائل کریں۔ جبتک کہ سائنس کا کوئی معیار قایم نہ کر لیں۔ جب خود سائنس دانوں کے نزدیک معیار سائنس مقرر نہیں ہوا تو خواہ مخواہ اعتراض کرنا جہالت ہے ہم آگے چل کر موقع پر بتا دینگے کہ جس سائنس دان کی آڑ میں ہمارے مہاتما نے دیانند جی کے ایک اصول کو سچا بتانے کی کوشش کی ہے اسکی تحقیق دیانندی تعلیم پر کونچی پھیر رہی ہے۔

آگے مہاتما جی لکھتے ہیں کہ پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پرانیوں کے بازو ٹانگیں دل اور پھیپھڑے نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی محقق کے نزدیک یہ تعلیم دیانندی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اگر نہیں تو مہاتما جی کسی ویدک منتر کا حوالہ دیکر ثابت کریں کہ من اور پھیپھڑے کے بغیر ذہانت ہو سکتی ہے۔

نیز پروفیسر صاحب کا یہ خیال کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو ہوا پانی اور گرمی کی سہایتا کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ دیانندی تعلیم کی جڑ کاٹ رہا ہے مہاتما جی کو کوئی وید منتر دے کر اپنی سچائی ظاہر کرنی چاہئے نہ کہ دوسروں کی چھاچھ پر موچھیں منڈانے والی بات کرنی چاہیئے۔

اب ہم اصل گپ لکھتے ہیں جو مہاتما جی نے چلائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں۔

اب میں نہیں سمجھتا یہ تحریر مہاتما جی نے دیدہ دانستہ لغو طور پر لکھی ہے کہ دیانند جی کی یہ تعلیم نہیں یا درحقیقت آپ (مہاتما جی) دیانند جی کی اصل تعلیم کو چھپا کر پروفیسر صاحب کی پیروی میں سوامی جی کی خوبیٔ تعلیم کی نقلی لے رہے ہیں۔ جہانتک ہمیں قرینہ سے معلوم ہوتا ہے مہاتما جی سچائی کا خون کرنے کے لئے لغو تعلیم پر ملمع چڑھا

کی کوشش میں ہیں جیسا [illegible] طرح ناکامیاب ہو رہے ہیں بھلا مہاتما جی کیا آپ نے ستیارتھ پرکاش کبھی کھول کر بھی نہیں دیکھی کہ اتنا جھوٹ بول دیا۔ آیئے اس بارہ میں ہم آپکو سوامی جی کی اور سماج کی جس سے آپ پڑھ رہ چکے ہیں اصل تعلیم بتائیں۔ تاکہ آپکو اور عوام کو سماج کی جھوٹی تعلیم کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

ستیارتھ پرکاش اردو مستند ترجمہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے صفحہ ۲۶۰ پر یوں لکھا ہے۔

(۱) **سوال** سورج چاند اور تارے کیا شے ہیں اور انمیں انسان وغیرہ کی آبادی ہے یا نہیں؟

جواب۔ یہ سب کرۂ زمین ہیں اور ان میں انسان وغیرہ آبادی ہی رہتی ہے کیونکہ زمین پانی آگ ہوا آکاش چاند تارے اور سورج کو اسلئے دسو کہتے ہیں کہ انہیں میں تمام اشیا اور مخلوقات بستی ہے اور یہی سبکا مسکن ہیں اور چونکہ یہ جائے سکونت ہیں اسلئے انکا نام دسو ہے جب سورج چاند اور تارے بھی زمین کی مثال دسو ہیں پھر انمیں اسی طرح آبادی ہونے میں کیا شک (ہے)؟ اور جس طرح پرمیشور کا یہ چھوٹا سا لوک (دنیا) انسان وغیرہ کی آبادی سے بھرا ہوا ہے تو کیا باقی کوکب (کرے) خالی ہونگے؟ پرمیشور کا کوئی کام بھی بے مطلب نہیں ہوتا۔ تو کیا اتنے بیشمار لوکوں (کروں) میں انسان وغیرہ کی آبادی نہ ہونے سے ایشور کا کام بے پھل (بانتیجہ) ہو سکتا ہے؟ اسلئے سب جگہ انسان وغیرہ کی آبادی ہے۔

(۲) **سوال**۔ جیسے اس ملک میں انسان وغیرہ مخلوقات کی صورت (اور) اعضا ہیں ویسے ہی دیگر لوکوں (کروں) میں ہونگے یا اسکے برعکس؟

جواب۔ کچھ کچھ صورت میں اختلاف ہونا ممکن ہے جسطرح اس کرۂ زمین پر چینی حبشی اور آریہ ورت اور یورپ والوں کے اعضاء رنگ روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح دیگر کروں میں بھی فرق ہوتا ہے لیکن جس نوع کی جیسی خلقت اس دنیا میں ہے اسی نوع کی خلقت دیگر لوکوں میں بھی ہے جس جس جسم کے حصہ میں آنکھ وغیرہ اعضا ہیں دیگر کروں میں بھی اسی نوع کے اعضا اسی طرح اور اسی مقام میں ہوتے ہیں۔

اب مندرجہ بالا حوالوں کو پڑھکر ناظرین ذرا سماج کے لیڈر مہاتما جی سے دریافت کریں کہ تمہارا یہ لکھنا کہ ”رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سوریہ چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں“ کہانتک سچائی پر مبنی ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ دونوں میں سچا کون ہے سوامی صاحب یا مہاتما جی۔

محمد منظور الٰہی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مسیو مانتط نامی ایک فرانسیسی پروفیسر نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام مشرق پر ایک نئی نگاہ ہے۔ اس میں ایک باب مشرق کے مذاہب کے متعلق بھی ہے۔ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے مصنف مذکور لکھتا ہے کہ پانچسو برس کی مسلسل غفلت اور جہالت کے بعد یورپ کو اس مستحکم مذہب سے تھوڑی سی واقفیت پیدا ہوئی ہے اور وہ تعصب جو چلا آتا تھا اور متعصب مذہبی اشخاص کی کوششوں کا نتیجہ تھا کسی قدر کم ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ اب تک بھی اسلام کی اصلی صورت سے یورپ اچھی طرح روشناس نہیں ہوا۔ اسلام کو ایک ظالم اور خونخوار مذہب سمجھا بڑے بڑے محققوں کا عام خیال ہے۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ظلم سے کوسوں دور اور اعتدالی رحم کا مرجع ہے۔

مسیو مانتط نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے یورپ اسلام سے ہرگز روشناس نہیں اور نہ اسلام اپنی اصلی اور سچی تصویر میں یورپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسلام کو پیش کرنے والے دشمنان اسلام پادری تھے جنہوں نے اسلام کو ایک بھیانک اور خونخوار تصویر میں دکھایا مسلمانوں کو بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہی نہیں ہوا اور اب تک ہی کہ یورپ بیدار ہو چلا ہے اور مذہبی پیاس سے بے قرار ہونے لگا ہے مسلمان ہیں کہ توجہ ہی نہیں کرتے حقیقت میں یہ فریضہ ازل سے جس مرد خدا کے نام پڑا تھا وہی اس کام کو کر سکتا تھا چنانچہ یورپ اور امریکہ کی اس حالت کو دیکھ کر اس کے دل میں درد اٹھا اور ان لوگوں ہی کی زبان میں میگزین کے ذریعہ اسلام کی حقیقی چہرہ نمائی کی اسی کا اثر ہے کہ یورپ کے خیالات میں انقلاب عظیم واقع ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب یورپ اور امریکہ میں **اسلام** اپنی روحانی طاقت اور زندہ برکات کے اثر سے پھیل جاویگا۔

آریہ سماج کی گتی

اس عنوان سے لاہوری ہمعصر جیون تت رقمطراز ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم آریہ سماج کی کتب میں سے جہاد کی تعلیم کے بارے میں اپنے مضمون کا اگلا حصہ شائع کریں۔ ہم بعض ان تازہ آریہ اخبارات میں سے کچھ حصے ماخوذ کرکے درج کرتے ہیں۔ کہ جو ہمیں اسی ہفتہ کے اندر اندر ملے ہیں اور جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہم نے آریہ سماج کی تعلیم کے اس خوفناک پہلو کو پبلک کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک دن بھی قبل از وقت قلم نہیں اٹھایا۔ اور کیا آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج اور کیا ملک کے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے مناسب ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم کے اس پہلو اور اس کے عملی اثروں پر جلد توجہ کی جائے۔

(۱) جالندھر شہر کے آریہ اخبار ستیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۲۔ ہاڑ سمت ۱۹۸۰ بکرمی کے ایڈیٹوریل کالموں میں "(آریہ) سماجوں کے ہفتہ وار جلسوں میں پورانک محمدی یا عیسائی متوں کا کھنڈن کرنے" کا ذکر کرکے لکھا ہے "یہ نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ آریوں کے جیون میں کوئی بڑی ورتن سماج کے دوارا نہیں ہوتا۔ **وتنڈاواد میں آریہ لوگ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ جھگڑا کرنے اور بیجا نکتہ چینی کی پرورش ان کے اندر نشو و نما پاتی رہتی ہے۔** دوسرے مذاہب کے برخلاف لیکچر سن سن کے ان کی عادتیں اتنی خراب ہو جاتی ہیں۔ کہ جب وہ دوسروں کا کھنڈن نہیں کر سکتے تو نکتہ چینی کا وار اپنوں پر ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ان تمام باتوں کا پرنیام بڑا ہی افسوسناک ہوتا ہے"

(۲) اب اس تحریر کے مقابل میں اسی جالندھر شہر سے نکلا ہوا آریہ مسافر میگزین ایک پر جوش نظم "آریہ ویر کی چتا" کے عنوان سے شائع کرتا ہے۔ جو آج کل لاہور کے آریہ سماج پر کاش کو دو کچھ بتاتی ہے کہ (ہ) اس کے آخری بند کو اپنے ناظرین تک پہنچائے بنا نہیں رہ سکتے "چنانچہ اس میں کے اخیر یہ شعر درج ہیں

"آریہ ویرو! قدم آگے بڑھاؤ تم بھی
دھرم رکھشا کیلئے سیس کٹاؤ تم بھی
جسم فانی کی کرو دل میں نہ ہرگز پرواہ
شوق سے زخم کوئی سینہ پہ کھاؤ تم بھی
ہو رہے چاروں طرف سے ہیں ہزاروں حملے
نکلو میدان میں اب خون بہاؤ تم بھی"

(۳) لاہور کا آریہ اخبار پرکاش گوجرانوالہ کی آریہ انسٹی ٹیوشن گورو کل کی بابت لکھتا ہے۔ کہ "اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی کانسٹی ٹیوشن کی پروا نہ کرتے ہوئے ان لوگوں کا خیال ایک علیحدہ سکول کھڑا کرکے **گورو کل کو نقصان پہنچانے کا ہے**"

اسپر امرتسر کا آریہ اخبار ہنکاری مورخہ ۱۵۔ جون لکھتا ہے۔

"یہ صرف پرکاش یا اس کے بعض ہم خیال لوگوں کی کمزور طبائع کا قصور ہے کہ وہ ایک دوسرے سکول یا گورو کل کو دیکھ نہیں سکتے۔ ایسے نیک خیال لوگوں کی موجودگی میں کب امید ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں عام تعلیم ہو سکے گی۔ افسوس!

ع بریں عقل و دانش ببایدگریست"

(۴) پرکاش مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۲۳ء خبر دیتا ہے کہ دہلی میں "آریہ سماجی پنڈت" ہری سنگھ کو زیر دفعہ ۱۰۷۔ ایک سال کے لئے سو روپیہ کا مچلکہ اور **۵۰۰ کے دو قطعہ ضمانت داخل کرنے کا حکم صادر ہوا**۔ جرم یہ تھا کہ وہ بر سر بازار بعض مسلمانوں سے اسقدر مذہبی بحث مباحثہ کرتا تھا کہ جس سے عام امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا پہلے ایک مرتبہ تنبیہ کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی +

(نوٹ) ان انتخابوں میں بعض توجہ طلب حصوں کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ ان سے ناظرین آریہ سماج کی کشتی کی موجودہ گتی کا کسیقدر اندازہ لگا سکتے ہیں۔

[میں اسپر ایک اور تحریر کا اضافہ کرتا ہوں جو پرکاش مورخہ ۱۹۔ جون ۱۹۲۳ء میں نکلی ہے اور وہ یہ ہے۔ ایڈیٹر]

کلچرڈ سماج میں نفاق اس کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا آخری حصہ یہ ہے۔

اگرچہ ہیں وہ کلچرڈ بھائیوں کی اندرونی ہلچل کا ذکر کرتے ہیں ہمارے دل پر چوٹ لگی گو ہمارے **انکے خیالات میں زمین آسمان کا فرق** ہے۔ تاہم ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ نفاق کے نذر ہوں۔ جو مزے نفاق کے آریہ سماج لے رہا ہے وہ ہم بخوبی جانتے ہیں اسلئے برداشت نہیں کر سکتے کہ کسی بھی **سوسائٹی کی وہ حالت ہو جو آریہ سماج کی ہو رہی ہے لیکن دقت یہ ہے** کہ نفاق کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہر ایک سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جو خاص اغراض لیکر اس سوسائٹی میں شامل ہوتے ہیں۔ انکا مطلب حل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ پھوٹ نہ پڑے لیکن زیادہ تمہید کی کیا ضرورت ہے۔ کلچرڈ مہاشہ کی چٹھی کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

"میں یہ چٹھی غصہ کی حالت میں نہیں بلکہ افسوس کی حالت میں لکھ رہا ہوں۔ ہمارے سماج میں دانا اور معاملہ فہم اصحاب کی رائے کی بے وقعتی ہے۔ سماج کے مشوروں میں میانہ رو آدمیوں کی کوئی سنتا ہی نہیں آریہ سماج کی لیڈری کے لئے جو کوشش ہو رہی ہے اسمیں میانہ رو آدمیوں کا کیا کام۔ نتیجہ یہ ہے کہ تمام انتظام ان اشخاص کے ہاتھ میں ہے جنکے **اوصاف صرف یہ ہیں کہ انہیں دھکا دینے کی بے حد مقدار ہی اور آگے بڑھ جانے کی انہیں لاانتہا شکتی** ہے۔ میرے خیال کے آدمی محسوس کرتے ہیں کہ سماج کے لئے **نازک وقت** (...) ہے اور اب امر تنازعہ فیہ یہ ہے کہ کیا آریہ سماج کا انتظام ان آدمیوں کے ہاتھ میں ہیگا جو معاملہ فہم اور میانہ رو ہیں اور جو اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتے ہیں یا صرف باتوں بنانے والوں کے ہاتھ میں جنکی غیر ذمہ داری اتنی ہی ہے جتنی کہ انکی شوخی اور خود رائی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم جدائی کے کنارے پر ہیں۔

میں اس بات کے خلاف ہوں کہ اپنی پارٹی کی اندرونی کمزوریوں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں لیکن میرا جواب صرف یہ ہے کہ آریہ سماج کی حالت خطرے میں ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہماری طاقت میں ہے اسکی حفاظت کرے"

ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کے حالات ہو رہے ہیں اور ہم خوش ہونگے اگر ہمارے کلچرڈ بھائی اپنے ذاتی تفرقات کو بھلا کر اپنے مشن کی تکمیل کر لینگے۔ ہم جانتے ہیں کہ انکا **مشن سوامی دیانند کا مشن نہیں** تاہم ہم پسند نہیں کرتے کہ ان ذاتی اختلافات کیوجہ سے دیانند کالج کو کوئی نقصان پہنچے جو بلاشبہ ہندوؤں کو سستی تعلیم دے رہا ہے"

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب مصنفہ شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم آریہ اپدیشک برہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اسکا ریویو بھی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تھی میرا خیال تھا کہ کم از کم کئی ہزار کاپیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں۔ جن میں سے ابھی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں میرے اس نوٹ کے بعد اسکی تلافی ہوگی دونو حصے دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ جنکی قیمت عہ فی جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک دیانند حصہ دوم بھی دفتر الحکم سے مل سکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصہ اسی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کار خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی سے مفت ایک حبہ بھی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

نہیں شیوہ میرا ہرگز کبھی ہرزہ درائی کا	نوائے دلکشِ تحقیقِ حق ہردم میں گاتا ہوں	خدایا بارور کر شاخِ نخلِ آرزوئے دل	تیری ہی آبیاری پر نہیں یہ پود الگاتا ہوں

موسم گرما کا خاص تحفہ

یاقوت - مروارید - کہربا - زہر مہرہ خطائی - یشب - کہربا - ورق نقرہ - کیوڑہ - عرق گلاب - بید - صندل وغیرہ کا

لاجواب مرکب

مفرح دلکشا

یہ ان قدردانانِ ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خداتعالے کے فضل وکرم سے مفرح عنبری کے طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بہ سبب گرم ادویہ مثل مشک وزعفران وعنبرہ کے ۱۵ - اگست کے بعد سے نصف مئی تک ہوتا ہے - البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کرسکتے ہیں اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے +

مفرح دلکشا کا نرخنامہ حسب ذیل ہے

قیمت	قیمت	قیمت	قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سے)	تین ڈبیہ آٹھ روپے (عہ)	چھ ڈبیہ پندرہ روپے (عہ۱۵)	ایک درجن ستائیس روپے (معہ۲۷)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ - خوراک ۳ ماشہ - محصول ڈاک بذمہ خریدار -

مفرح دلکشا میں خداتعالے کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے انکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں انکو ختم کرتا ہوں - صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے -

مفرح دلکشا جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنےٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل ودماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک وسرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری وباطنی تیز وروشن ہوجاتے ہیں خیالات اعلےٰ ومفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت وتفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدا نے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے - یہ ضعف - بیچینی - دل کا دھڑکنا - گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا - پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے -

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ - تبخیر معدہ - شکم کی جلن - جریان - رقت وسرعت وکثرت احتلام - سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب - تقطیر البول - ذیابیطس ومزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے -

مفرح دلکشا میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں - نوابوں - رئیسوں - جاگیرداروں - ججوں - وکیلوں - تحصیلداروں - منصفوں - مدرسوں - پولیس وفوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے - اس مونس رفیق کو ہردم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبراتی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر وتازہ ہوکر اپنے کام میں لگ گئے -

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات وسرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو - خدائے کریم کی عنایت سے کیسا نہ اسکا استعمال ہر زن ومرد خورد وکلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا قریباً محال ہے -

مفرح دلکشا حکما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقع پر مفید ہوسکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو - یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہوجاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہوگئی ہو انہیں بلا تردد وبلا تامل فوراً اس کو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے -

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل ودق ہوں - یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسی وقت خون کا آنا شروع ہوگیا ہو یا کسی دوسرے صدمے چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہوگئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہئے -

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری ومفرح دلکشا

کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(کتبہ محمد حسن بجنوری)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

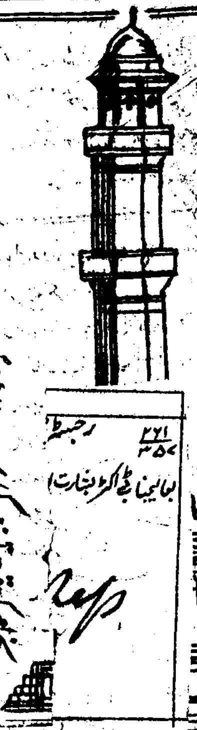

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

(إنه آوى القرية)

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۸/ (۲) خواص و معاونین سے عہ/ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲/ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عہ/ ۱۲)

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات - اور اطلاع - اور مدار الامان کا ہفتہ ص۱
(۲) کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الرحمان ص۲-۳
(۳) روزگار اور سلسلہ عالیہ احمدیہ ص۴ تا ۶
(۴) احمدی خواتین کے مضامین ص۶
... اور مختصر نوٹ ص۷
... نمبر ۱ ص۸-۹
استفسار کا جواب ص۹
تہالوی اور محال عقلی ص۱۰-۱۱
... صاحب ص۱۱
(۱۰) اشتہارات ص۱۲ تا ۱۴

نمبر ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ یوم سہ شنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

(۱) ادعونی استجب لکم - ترجمہ - مجھ سے دعا مانگ میں قبول کرونگا

(۲) اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً - ترجمہ - میں فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤنگا۔ شب ما قبل ۸ جون ۱۹۰۶ء میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی شدت عوارض کیوجہ سے سخت تکلیف میں تھا اور شدت خارش سے اپنے بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا اور نیند نہیں آتی تھی اور سخت اضطراب و گھبراہٹ تھی۔ اسوقت میں نے اسکے لئے دعا کی۔ ابھی میں دعا میں مشغول ہی تھا کہ کشفی حالت مجھ پر طاری ہو گئی اور دیکھا کہ مبارک احمد کے بستر پر چھوٹے چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور ہیں اور اس کو کاٹ رہے ہیں تب ایک شخص نے وہ سب جانور بستر پر سے اٹھا کر ایک چادر میں باندھ دئے اور کہا کہ ان کو پھینک دو۔ پھر کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا آرام میں آ گیا اور تکلیف کا نام و نشان نہ رہا اور آرام سے سو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف حیرت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کریں گے اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاء لوجہ اللہ اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جا بجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہنچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھ لے گئے ہیں جنکو وہ جا بجا تقسیم کرینگے اور اس کے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بھی وصول کرینگے۔ اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بھی تکمیل ہو جائیگی۔ جو منشی ذو الفقار علی خانصاحب نے کچھ عرصہ ہوا کی تھی کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کر کے جا بجا اعانت کے لئے تحریک کر کے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بھی حصہ لیں گے۔ اور منشی صاحب موصوف کو بھی مدد دیکر ممنون فرمائینگے۔

الملتمس - محمد علی

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس کی طبیعت اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے تین چار روز سے نماز ظہر و عصر کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لاتے ہیں آپ کی خدمت میں ایک پادری صاحب کا خط آیا ہے جو ظاہر کرتے ہیں کہ محض حضور کی تعلیم کے ذریعہ ان پر عیسوی مذہب کا بطلان ثابت ہو گیا ہے۔

(۲) الحمد للہ - اب حقیقۃ الوحی قریب الختم ہے۔

(۳) حضرت مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن شریف حسب معمول مسجد اقصیٰ میں روزانہ ہوتا ہے۔

(۴) مدرسہ تعلیم الاسلام بتقریب موسمی تعطیلات ۱۱ جولائی کو اکیس یوم کیواسطے بند کیا جاوے گا۔

گذارش

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خریداران بکم خط و کتابت میں نمبر خریداری نہیں دیتے ہیں جس سے بہت فضول ضائع ہو جاتا ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ جملہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو پتہ کی چٹ پر مطبوعہ یا دستی ہوتا ہے ضرور دیا کریں۔

احباب کی ایک تھوڑی سی توجہ سے کلرک کو بہت سہولت ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے احباب آیندہ خط و کتابت میں نمبر خریداری کو یاد کر کے دیا کریں۔ فقط والسلام

مینیجر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ بدظنی دور کرنے کے لئے ہے کہ جب تک مشاہدہ اور فیہ لم صحیح نکرے نہ دل میں جگہ دے اور نہ ایسی بات زبان پر لائے۔ یہہ کیسی محکم اور مضبوط بات ہے بہت سے انسان ہیں جو زبان کے ذریعہ پکڑے جائیں گے یہاں دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے آدمی محض زبان کیوجہ سے پکڑے جاتے ہیں اور انہیں بہت کچھہ ندامت اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

دل میں جو خطرات اور سرسری خیال گذر جاتے ہیں انکے لئے کوئی مواخذہ نہیں مثلاً کسی کے دل میں گذرے کہ فلاں مال مجھے مل جاوے تو اچھا ہے یہہ ایک قسم کا لالچ تو ہے لیکن محض اتنے ہی خیال پر جو طبعی طور پر دل میں آئے اور گذر جاوے کوئی مواخذہ نہیں لیکن جب ایسے خیال کو دل میں جگہ دیتا ہے اور پھر عزم کرتا ہے کہ کسی نہ کسی حیلے سے وہ مال ضرور لینا چاہیئے تو پھر یہ گناہ قابل مواخذہ ہے۔ غرض جب دل عزم کر لیتا ہے اور اسکے لئے شرارتیں اور فریب کرتا ہے تو یہہ گناہ قابل مواخذہ لکھا جاتا ہے۔ پس یہہ اس قسم کے گناہ ہیں جو بہت ہی کم توجہی کے ساتھہ دیکھے جاتے ہیں اور یہ انسان کی ہلاکت کا موجب ہوجاتے ہیں۔ بڑے بڑے اور کھلے کھلے گناہوں سے تو اکثر پرہیز کرتے ہیں۔ بہت سے آدمی ایسے ہونگے جنہوں نے کبھی خون نہیں کیا یا نقب زنی نہیں کی۔ یا اور اسی قسم کے بڑے بڑے گناہ نہیں کئے لیکن سوال یہہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ہیں؟ جنہوں نے کسی کا گلہ نہیں کیا یا کسی اپنے بھائی کی ہتک کرکے اسکو رنج نہیں پہونچایا۔ یا جھوٹ بول کر خطا نہیں کی۔ یا کم از کم دل کے خطرات پر استقلال نہیں کیا؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہونگے جو ان باتوں کی رعایت رکھتے ہوں اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوں۔ ورنہ کثرت سے ایسے لوگ ملیں گے جو تفریحاً جھوٹ بولتے ہیں اور ہر وقت ان کی مجلسوں میں دوسروں کا شکوہ و شکایت ہوتا رہتا ہے اور وہ طرح طرح سے اپنے کمزور اور ضعیف بھائیوں کو دکھہ دیتے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلا مرحلہ یہ ہے **کہ انسان تقویٰ اختیار کرے** میں اسوقت بُرے کاموں کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔ خلاصۃً یہہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو ہرگز منظور نہیں کہ زمین پر فساد کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا پر وحدت پھیلانا چاہتا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے بھائی کو رنج پہونچاتا ہے۔ ظلم اور خیانت کرتا ہے وہ وحدت کا دشمن ہے۔ جب تک یہ بدخیال دل سے دور نہ ہوں کبھی ممکن نہیں کہ سچی وحدت پھیلے۔ اسلئے اس مرحلہ کو سب سے اول رکھا۔ تقویٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرار کے لئے پہلا انعام **شربت کافوری** ہے۔ اس شربت کے پینے سے دل بُرے کاموں سے ٹھنڈا ہوجاتے ہیں اسکے بعد انکے دلوں میں برائیوں اور بدیوں کے لئے تحریک اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔ ایک شخص کے دل میں یہ خیال تو آجاتا ہے کہ یہ کام اچھا نہیں یہاں تک کہ چور کے دل میں بھی یہ خیال آہی جاتا ہے مگر جذبۂ دل سے وہ چوری ہی کر ہی لیتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو شربت کافوری پلا دیا جاتا ہے انکی یہہ حالت ہوجاتی ہے کہ انکے دل میں بدی کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دل بُرے کاموں سے بیزار اور متنفر ہوجاتا ہے۔ گناہ کی تمام تحریکوں کے مواد دبا دیئے جاتے ہیں۔ یہہ بات خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا میسر نہیں آتی۔ جب انسان دعا اور عقد ہمت سے خدا تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتا ہے اور اپنے نفس کو جذبات پر غالب آنے کی سعی کرتا ہے تو پھر یہ سب باتیں فضل الٰہی کو کھینچ لیتی ہیں اور اسے **کافوری جام** پلایا جاتا ہے جو لوگ اس قسم کی تبدیلی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں **زمرۂ ابدال** میں داخل فرماتا ہے۔ اور یہی تبدیلی ہے جو ابدال کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔

یہہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے جب اس قسم کی باتوں کو سنتے ہیں تو ان کے دل متاثر ہوجاتے ہیں اور وہ اچھا بھی سمجھتے ہیں لیکن جب اس مجلس سے الگ ہوتے ہیں اور اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں تو پھر وہی رنگ ان میں آجاتا ہے اور ان سنی ہوئی باتوں کو یکدم بھول جاتے ہیں۔ اور وہی پہلا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیئے جن صحبتوں اور مجلسوں میں ایسی باتیں پیدا ہوں ان سے الگ ہوجانا ضروری ہے اور ساتھہ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ان تمام بُری باتوں کے اجزا کا علم ہو کیونکہ طلب شئے کے لئے علم کا ہونا سب سے اول ضروری ہے۔ جب تک کسی چیز کا علم نہو اسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں؟ قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے۔ پس

بار بار قرآن شریف کو پڑھو

اور تمہیں چاہیئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہہ تقوے کا پہلا مرحلہ ہوگا۔ جب تم ایسی سعی کروگے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاویگا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہوجائیں گے۔ اسکے بعد نیکیاں ہی سرزد ہونگی۔ جب تک انسان **متقی** نہیں بنتا یہ **جام** اسے نہیں دیا جاتا۔ اور نہ اسکی عبادات اور دعاؤں میں **قبولیت** کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انما یتقبل اللہ من المتقین

یعنے بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے۔ ان عبادات کی **قبولیت** کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہوگئی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ نماز کے اثر اور برکات نماز پڑھنے والے میں پیدا ہوگئے ہیں جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہوں اسوقت تک نری ٹکریں ہی ہیں۔

اس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا؟ جبکہ اسی مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا۔ یا رات کو چوری کر دی۔ کسی کے مال یا امانت میں خیانت کر لی کسی کی شان پر جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بخل اور حسد کیوجہ سے حملہ کر دیا کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا غرض اس قسم کے عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس نماز نے اسکو کیا فائدہ پہونچایا؟ چاہیئے تو یہ تھا کہ نماز کے ساتھہ اسکی بدیاں اور وہ برائیاں جن میں وہ مبتلا تھا کم ہوجاتیں اور نماز اسکے لئے ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ پس پہلی منزل اور مشکل اس انسان کے لئے جو **مومن** بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ بُرے کاموں سے پرہیز کرے اسی کا نام **تقوےٰ** ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ تقویٰ اسکا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹھٹھے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹھنا یا ایسی مجلسوں میں بیٹھنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی ہتک ہو یا اسکے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو۔ اگرچہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہہ بھی بُرا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں؟ یہہ ان لوگوں کا کام ہے جنکے دلوں میں مرض ہے کیونکہ اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ان مجلسوں میں جاکر ایسی باتیں سنتے؟ یہہ بھی یاد رکھو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والا ہی ہوتا ہے۔ جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مواخذہ کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کا کیا ہے لیکن جو چپکے ہوکر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کا شکار ہونگے۔ **اس حصہ کو بڑی توجہ سے یاد رکھو** اور قرآن شریف کو بار بار پڑھکر سوچو۔

یہہ تو وہ پہلا حصہ ہے نیکی کا۔ مگر نیکی اسی پر ختم نہیں بعض لوگ ہندوؤں۔ عیسائیوں اور دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں جو بعض گناہ نہیں کرتے مثلاً بعض جھوٹ نہیں بولتے کسی کا مال ناحق نہیں کھاتے۔ قرضہ دبا نہیں لیتے۔ بلکہ واپس کرتے ہیں۔ معاملات معاشرت میں بھی پکے ہوتے ہیں۔ مگر خدا نے فرمایا ہے کہ اتنی ہی بات نہیں جس سے وہ راضی ہوجاوے۔ بدیوں سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کے بالمقابل نیکی کرنی چاہیئے۔ اسکے بغیر مخلصی نہیں جو اسی پر مغرور ہے کہ وہ بدی نہیں کرتا وہ نادان ہے اسلام انسان کو اسی حد تک نہیں پہونچاتا اور چھوڑتا۔ بلکہ وہ دونو شقیں پوری کرانی چاہتا ہے یعنے بدیوں کو تمام و کمال چھوڑ دو۔ اور نیکیوں کو پورے اخلاص سے کرو۔ جبتک یہ دونوں باتیں نہوں نجات نہیں ہوسکتی۔ مجھے ایک مثال کسی نے بتائی تھی اور وہ صحیح ہے۔

کہتے ہیں ایک شخص نے کسی کی دعوت کی اور بڑے تکلف سے اسکی تواضع کی جب وہ کھانے سے فراغت پا چکا تو اس سے نہایت عجز اور انکسار سے میزبان نے کہا کہ میں آپکی شان کے موافق حق دعوت ادا نہیں کر سکا۔ آپ مجھے معاف فرمائیں۔ مہمان نے سمجھا کہ گویا اسطرح یہ احسان جتاتا ہے۔ اسے کہا کہ میں نے بھی آپ کے ساتھہ بڑی نیکی کی ہے۔ اسے تم یاد نہیں رکھتے۔ اس نے کہا وہ کونسی نیکی ہے تو کہا کہ جب تم مہمان داری میں مصروف تھے تو میں تمہارے گھر کو آگ لگا سکتا تھا مگر میں نے کسقدر احسان کیا ہے کہ آگ نہیں لگائی۔ یہ بدی کی مثال ہے گویا آگ لگا کر خطرناک نقصان نہیں کیا۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدی نکرنے کا احسان جتاتے ہیں ایسے لوگ حیوانات کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر وہی لوگ ہیں جو بدی سے پرہیز کرکے ناز نہیں کرتے بلکہ نیکی کرکے بھی کچھہ نہیں سمجھتے۔ غرض پہلی حالت تو وہ **کافوری شربت** کی تھی اور دوسرا مرحلہ **زنجبیلی شربت** کا ہے چنانچہ فرمایا

یُسقون فیہا کأساً کان مزاجہا زنجبیلا

اور ایسے جام انہیں پلائے جاتے ہیں جو زنجبیلی شربت کے ہوتے ہیں۔

انسان کو یہہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ ایسا مرتبہ حاصل ہونا ناممکن ہے۔ یہہ سب کچھہ مل سکتا ہے۔ اور ملتا ہے جن لوگوں نے یہہ مراتب اور مدارج حاصل کئے وہ بھی تو آخر انسان ہی تھے؟

اصل بات یہ ہے کہ جب انسان کے سامنے اس کے جرائم کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے تو وہ اسے دیکھکر گھبرا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان سے بچنا مشکل ہے۔ مگر یہ اسکی انسانی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ بہت سے لوگ یورپ میں بھی اس خیال کے موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا منشا اتنا ہی

...نشاء ہے کہ انسان سے یہ اقرار کرایا جاوے کہ وہ انکی تعلیم پر عمل کرنے کے ناقابل ہے یا اسپر قادر نہیں ایسے لوگ اللہ تعالے کی قدرت اور طاقت سے محض ناواقف ہیں۔

اور انہوں نے خدا تعالے کی قدرتوں پر غور نہیں کیا اگر وہ خود انسان کی اپنی حالت اور ان انقلابات پر ہی غور کرتے جن کے اندر سے وہ گذرا ہے تو اس قسم کا کلمہ منہ سے نہ نکالتے مگر ان کے علم اور معرفت کی کمزوری نے انہیں ایسا خیال کرنے کا موقع دیا۔

دیکھو انسان پر کسقدر انقلاب آئے ہیں ایک زمانہ انسان پر وہ گذرا ہے کہ وہ صرف نطفہ کی حالت میں تہا۔ اور وہ وہ حالت تہی کہ کچھہ بھی چیز نہ تہا اگر زمین یا کپڑے پر گرتا تو چند منٹ کے اندر خشک ہو جاتا پہر علقہ بنا۔ اس میں ذرا بستگی پیدا ہوئی اسوقت بہی اسکی کچھہ ہستی نہ تہی۔ پہر مضغہ ہوا۔ پہر ایک اور زمانہ آیا کہ جنین کی صورت میں اس میں جان آئی۔ بعد اس کے پیدا ہوا۔ پہر شیر خوار رہے بلوغ تک پہونچا وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کرو کہ جس قادر خدا نے انسان کو ایسے ایسے انقلابات میں سے گذار کر انسان بنا دیا ہے اور اب ایسا انسان ہے کہ گویا عقل حیران ہے کہ کیا سے کیا بن گیا۔ ناک منہ اور دوسرے اعضا پر غور کرو۔ کہ خدا تعالے نے اسے کیا بنایا ہے پہر اندرونی قوا ل [illegible] دیئے۔ اور دوسرے قوا اور طاقتیں اکو عطا کیں اسطرح جس خدائے قادر نے اس زمانہ سے جو یہہ نطفہ تہا عجیب تصرفات سے انسان بنا دیا کیا اس کے لئے مشکل ہے کہ اسکو ایک حالت میں لے جاوے اور جذبات سے الگ کر دے جو شخص ان باتوں پر غور کرے گا وہ بے اختیار ہو کر کہہ اٹھیگا

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اللہ تعالے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ جب گنہگار لوگ جہنم میں ڈالے جاویں گے تو اللہ تعالے فرمائیگا کہ تمہارا ایک ہی گناہ بہت بڑا ہے کہ تم نے خدا پر بدظنی کی۔ اگر بدظنی نکرتے تو کامل اور مومن بن کر آتے حقیقت میں یہہ بہت بڑا گناہ ہے جو انسان اللہ تعالے پر بدظن ہو جاوے۔ باقی جسقدر گناہ ہیں وہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اگر اللہ تعالے کو حقیقی رازق یقین کرے تو پہر چوری۔ بد دیانتی اور فریب سے لوگوں کا مال کیوں مارے؟ افسوس نادان انسان سمجہتا ہے۔

کے جہاں میٹھا اگلا کس نے دیکھا

یہہ بہی خدا تعالے پر بدظنی ہے اگر اسے **صادق** یقین کرتے تو یہہ نہ کہتے بلکہ یہہ کہتے کہ

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

دنیا کو چند روزہ یقین کر کے اسکی عمارتوں اور آسائشو

اور ہر قسم کی دولتوں سے دل نہ لگاتے بلکہ ہر وقت موت کے فکر میں لرزان ترسان رہ کر عاقبت کا خیال کرتے۔ اور اسکا بندوبست کرتے کہ آخر مر کر اللہ تعالے کے حضور جانا ہے مگر اب تو یہ حالت ہے کہ عام طور پر ایک غفلت چہائی ہوئی ہے اور لوگ اس طرح پر مصروف اور دلدادہ دنیا ہیں گویا انہوں نے کبہی یہاں سے جانا ہی نہیں اور موت کوئی چیز ہی نہیں یا کم از کم اسکا اثر انپر کچھہ ہی ہونیوالا نہیں یہہ بدخیالی یہہ غفلت اور خود رفتگی کیوں پیدا ہوئی ہے؟ اسکی جڑ بہی وہی خدا پر بدظنی ہے اسکو **صادق** یقین نہیں کیا۔ انسان کی عادت ہے کہ جس کام پر اسکی آنکھہ کہل جاوے اور کسی امر کو یہہ اپنے لئے مفید سمجہہ لے وہی کرتا ہے۔ ایک تاجر کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں ملک میں اگر اس کا مال جاوے تو اسے اسقدر فائدہ ہوگا تو ضرور اپنا مال وہیں لے جائیگا ایسا ہی ایک زمیندار اور دوسرے اہل حرفہ کرتے ہیں۔

اسیطرح پر اگر انسان کی آنکہہ کہل جاوے اور عاقبت کا فکر اسے دامنگیر ہو۔ اور وہ ایک یقین اپنے اندر پیدا کرے کہ خدا تعالے کے حضور جوابدہ ہونا ہے تو اسکی اصلاح ہو سکتی ہے اللہ تعالے نے قرآن شریف میں ظاہر فرمایا ہے کہ اگر مجھہ پر نیک ظن ہوتا تو مشکل کیا تہا کیا پانچ وقت نماز پڑہنا مشکل تہا؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالے کا خوف جب غالب ہو تو آدمی کیسا ہی مصروف ہو اسے چہوڑ کر بہی ادا کر سکتا ہے اسوقت ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ایک کام میں مصروف ہیں لیکن اگر خدانخواستہ اسوقت زلزلہ آجاوے تو کیا ہم میں سے کوئی یہاں رہ سکتا ہے؟ سب کے سب بہاگ جاویں۔ یہانتک کہ مریض اور ضعیف بہی دوڑ پڑیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خوف کے ساتہہ ایک قوت آتی ہے اگر خدا تعالے پر بدظنی نہ ہوتی تو طاقت آجاتی اور اسکے احکام کی تعمیل کے لئے ایک جوش اور اضطراب پیدا ہو جاتا۔

غرض

بدظنی تمام برائیوں کی جڑ ہے جو نیک ظنی سے خدا تعالے کی کتاب پر ایمان لاویں تو سب کچھہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالے کی قدرتوں پر ایمان ہو تو پہر کیا ہے جو نہیں ہو سکتا۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں گناہ کیونکر چہوٹ سکتا ہے یہہ باتیں اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو اللہ تعالے کی قدرتوں اور طاقتوں پر کامل ایمان نہیں ہوتا۔ چونکہ اس کوچہ سے نامحرم ہوتے ہیں اسلئے ایسے اوہام طبیعت میں پیدا ہوتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جسنے نطفہ سے **انسان** کو بنا دیا ہے وہ اس انسان کو ہر قسم کے پاک تغیرات کی توفیق عطا کر سکتا ہے اور کرتا ہے تان ضرورت ہے۔

طلبگار دل کی

میں پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ انسان کا اتنا ہی کمال نہیں ہے کہ بدیاں چہوڑ دے۔ کیونکہ اس میں اور بہی شریک ہیں یہانتک کہ حیوانات بہی بعض امور میں شریک ہو سکتے ہیں۔ بلکہ انسان کامل نیک تب ہی ہوتا ہے کہ نہ صرف بدیوں کو ترک کرے بلکہ اس کے ساتہہ نیکیوں کو بہی کامل درجہ تک پہونچاوے پس جب ترک شر کرتا ہے تو اللہ تعالے اسے

کافوری شربت

پلاتا ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ وہ **جوش** اور تحریکیں جو بدی کے لئے پیدا ہوتی تہیں سرد ہو جاتی ہیں اور بدی کے مواد دب جاتے ہیں۔ اسکے بعد اسکو دوسرا شربت پلایا جاتا ہے جو قرآن کریم کی اصطلاح میں **شربت زنجبیلی** ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

يُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا

زنجبیل مرکب ہے زنہ اور جبل سے **زنہ الجبل** کے یہہ معنے ہیں کہ ایسی حرارت اور گرمی پیدا ہو جاوے کہ پہاڑ پر چڑہ جاوے۔ زنجبیل میں حرارت غریزی رکہی گئی ہے اور اسکے ساتہہ انسان کی حرارت غریزی کو فائدہ پہونچتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ بڑے بڑے کام جو میری راہ میں کئے جاتے ہیں جیسے صحابہ نے کئے یہانتک کہ انہوں نے اپنی جانوں سے دریغ نہیں کیا۔ خدا کی راہ میں سر کٹوا دینا آسان امر نہیں ہے جسکے بچے چہوٹے چہوٹے اور بیوی جوان ہو۔ جبتک کوئی خاص گرمی اسکی روح میں پیدا نہ ہو کیونکر انہیں یتیم اور بیوہ چہوڑ کر سر کٹوا لے۔ میں صحابہ سے بڑہ کر کوئی نمونہ پیش نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اعلے درجہ کی **قوت قدسی** اور تزکیہ نفس کی طاقت کا ہے اور صحابہ کا نمونہ اعلے درجہ کی تبدیلی اور فرمانبرداری کا ہے پس ایسی طاقت اور یہہ قوت ایسی **زنجبیلی شربت** کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں کافوری شربت کے بعد طاقت کو نشو و نما دینے کے لئے اس **زنجبیلی شربت** کی ضرورت بہی تہی۔ اولیاء اور ابدال جو خدا تعالے کی راہ میں سرگرمی اور جوش دکہاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ **زنجبیلی جام** پیتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعوے کیا تو غور کرو کس قدر مخالفت کا بازار گرم تہا ایک طرف مشرک تہے دوسری طرف عیسائی بے حد جوش دکہا رہے تہے جنہوں نے ایک عاجز انسان کو خدا بنا رکہا تہا۔ اور ایک طرف یہودی سیاہ دل تہے یہہ بہی اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں کرتے اور مخالفوں کو اکساتے اور ابہارتے تہے۔ غرض جس طرف دیکہو مخالف ہی مخالف نظر آتے تہے۔ قوم دشمن۔ پرائے دشمن جدہر نظر اٹہاؤ دشمن ہی دشمن تہے۔ ایسی حالت اور صورت میں وہ **زنجبیلی شربت** ہی تہا

جو آپ کو اپنے **پیغام رسالت** کی تبلیغ کے لئے آگے ہی آگے لئے جاتا تہا کسی قسم کی مخالفت کا ڈر آپ کو باقی نہ رہا تہا۔ اس راہ میں مرنا سہل اور آسان معلوم ہوتا تہا۔ چنانچہ صحابہ اگر موت کو اس راہ میں آسان اور آرام دہ چیز سمجہہ لیتے تو کیوں جانیں دیتے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہہ شربت نہیں پیتا ایمان کا ٹہکانا نہیں۔ قصور میں ایک شخص قادر بخش تہا بڑا موحد کہلاتا تہا۔ گورنمنٹ کی اسوقت اس فرقہ پر ذرا نظر تہی۔ ڈپٹی کمشنر نے اسکو ذرا دہمکایا۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ گہر آکر اسنے رنڈیوں کا ناچ کرا دیا اور اپنے تمام طریق بدل دیئے۔ اس غرض سے کہ تا ظاہر ہو جاوے کہ میں اس فرقہ سے الگ ہوں اب بتاؤ کہ ایسا ایمان کیا کام دے سکتا ہے؟ وہ انسان بہی کچھہ انسان ہوتا ہے جو خدا سے انسان کو مقدم کر لیتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسکا ایمان ایک کوڑی قیمت نہیں رکہتا۔ یہی وجہ ہے جو ایمان کے برکات اور ثمرات نہیں ملتے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز روزہ کیوجہ سے برکات حاصل نہیں ہوتے۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ نماز روزہ کے برکات اور ثمرات ملتے ہیں۔ اور اسی دنیا میں ملتے ہیں۔ لیکن نماز روزہ اور دوسری عبادات کو اس مقام اور جگہ تک پہونچانا چاہیئے جہاں وہ برکات دیتے ہیں۔ صحابہ کا سا رنگ پیدا کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کرو۔ پہر معلوم ہوگا کہ کیا کیا برکات ملتے ہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ صحابہ میں ایسا ایمان تہا جو تم میں نہیں۔ انہوں نے خدا کے لئے اپنا فیصلہ کر لیا تہا۔ ایسے لوگ **قبل از موت** مر جاتے ہیں۔ اور قبل اسکے کہ **قربانی دیں** وہ سمجہتے ہیں کہ دے چکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا درجہ نماز۔ روزہ صدقات اور خیرات کیوجہ سے ہے؟ نہیں بلکہ اس چیز کے ساتہہ اسکا درجہ بڑہا ہے جو اس کے **دل میں ہے**۔ حقیقت میں وہی بات ہے جو ان اعمال کا بہی موجب اور باعث ہوتی ہے جسقدر لوگ اہل اللہ گذرے ہیں انکے مدارج ترقی ان اعمال کیوجہ سے نہیں ہیں۔ ان اعمال میں تو شریک ہیں مسجدیں بہری پڑی ہیں۔ (باقی آئندہ)

خط

بخدمت ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم براہ مہربانی مضمون ذیل درج اخبار فرما کر ممنون فرماویں۔ ۵ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ شب شنبہ یہاں ایک عجیب واقعہ گذرا جسکو یہاں ایک عام پر چند لوگوں نے دیکہکر ایک مولوی صاحب کو بہی بتلایا ماسوا ریلوے سٹیشن کے ایک ہندو کانسٹبل نے شہر کے باہر ایک ہندو نے بہی اور اطراف کے چند لوگوں نے بہی اسکو دیکہا جسکے کئی گواہ گذر چکے ہیں۔ مولانا شب کو رات اسد ... تخمیناً سوا دس کے قریب جب چاند بہی غروب کے قریب تہا یکایک چاند دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا زیادہ بیکہا تہہ شہر کے سوا ...

روزگار اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دیگا تمام عقل کے بخیئے ادھیڑ تو

منشی سراج الدین احمد صاحب کو یہہ مرض ہے کہ وہ اخبار جاری کرکے بند کیا کرتے ہیں اور پہر نئے قالب اور نئے نام سے ہمیشہ جاری کرتے رہتے ہیں اور ایسے اخبار کے ہر دوسرے جنم میں انکی غرض و غایت اشاعت اسلام ہی ہوا کرتی ہے۔ جسکا مفہوم دوسرے الفاظ میں یہہ ہوا کرتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کریں چنانچہ پہر مور گزٹ کے بعد جب سیالکوٹ سے انہوں نے محمڈن نیشنل میگزین جاری کیا اسوقت بہی یہی وطیرہ اختیار کیا تہا اور اب چودھویں صدی کے بعد جب روزگار شروع کیا تو پہر وہی رنگ پکڑا۔

اگر روزگار کی غرض روزگار نہیں تو منشی سراج الدین صاحب کو اشاعت اسلام کا نام لینے سے پہلے اسلام اور اسکی حقیقت سے پوری آگاہی حاصل کرلینی چاہیئے تہی مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہوکر جو کام کررہے ہیں وہ اشاعت اسلام کا کام نہیں۔

ہاں اشاعت اسلام کا مفہوم انکی سمجھ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام کی بے جا مخالفت کرنا ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ اسے پورا کررہے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ - جون ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں انہوں نے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی شادی پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض کی نوعیت اور اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے میں انکے نوٹ کو بجنسہ درج کرتا ہوں۔ اور مجہے ایسی ہی امید منشی سراج الدین صاحب سے رکہنی چاہیئے کہ وہ میرے جواب کے ساتہہ بہی ایسا ہی سلوک کرینگے۔ (وہ یہہ ہے)

ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے مرزا غلام احمد صاحب کی جماعت سے علیحدہ ہونیکی وجوہات پر جو تقریر لاہور میں کی ہے اسکی بہت ہی مختصر رپورٹ پیسہ اخبار کے رپورٹر نے لکہی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اس مضمون کو بہت تفصیل سے بیان کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے اور ان کی ننگی تلواروں سے جو ان پر کہینچی گئی ہیں ڈر نہیں جائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کا بہی ذکر کیا ہے کہ قادیان میں جو چندہ مریدان مرزا صاحب نے مختلف مدات میں بہیجا ہے اس کا کوئی حساب نہیں کہا گیا۔ ہم اس کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کچہہ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے ایک فرزند [illegible] کی شادی [illegible] کے [illegible] مسلمان کی لڑکی سے ہوا [illegible] بہت [illegible] تہا [illegible] زیور [illegible] لڑکی [illegible] بہت [illegible] قیمتی [illegible] پارچات [illegible] کو [illegible] نے [illegible] مرزا صاحب [illegible] سے [illegible] زیورات اور پارچات [illegible] گئے [illegible] اور شادی [illegible] ایک [illegible] مرصع زیور [illegible] جوڑے [illegible] چاندی کی جوتی جب [illegible] اعتراض ہوا [illegible] نہیں ہے [illegible] موتی [illegible] لگی ہوئی تہیں اور دوسرے پارچات [illegible] قیمت بہی اسی حیثیت کی ہو اور کل سامان [illegible] پانچ چہہ ہزار سے کم کا نہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی جماعت میں صرف پیشوائے دین ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی جماعت کے درمیان امور اور رسوم دنیوی میں بہی ایک عمدہ مثیل قایم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ برات کے ممبروں نے ریزرو گاڑیوں میں سفر کیا اور جو کچہہ ہوا ایک بڑے امیرانہ ٹہاٹہہ کے ساتہہ ہوا۔ یہ تمام روپیہ جو زیورات وغیرہ میں صرف کیا گیا یہہ کہاں سے آیا اسکا جواب ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب دینگے کیونکہ ضرور ہے کہ وہ مرزا صاحب کے وسائل آمدنی سے واقف ہوں۔

مرزا صاحب سید احمد خاں کو دنیا دار اور کافر ومرتد بتاتے ہیں لیکن وہ دنیا دار کافر اس قسم کا تہا کہ باوجود اس کے کہ مستقل ذاتی آمدنی ڈیڑہ ہزار روپیہ ماہوار کی رکہتا تہا مرنے کے بعد ایک دوست نے اپنی گرہ سے کفن خرید کر اس کے برہنہ جسم کو ڈہانکا۔ اس کے مقابلہ میں یہ ایک دیندار مسلمان نبی ہے۔ جو سونے اور چاندی کے ساتہہ کہیل رہا ہے جسکی مستورات سونے چاندی سے اس حد تک لدی ہوئی ہیں کہ ان کے پاؤں میں بہی سونے کی پازیبیں ہیں۔ جن وسائل سے یہ روپیہ پیدا ہوتا ہے۔ ان کے قیاس اور دریافت کرنے کی نسبت بہی کوئی غلطی نہیں کرسکتا۔ مرزا صاحب نے جو گر سیکہا اور سمجہا ہے۔ اور جس پر ان کا عمل ہے وہ وہی ہے۔ جو جناب حالی نے موزوں کردیا ہوا ہے۔ ؎

انساں کو چاہیئے کہ وہ ابلہ فریب ہو
دنیا پہ جب تلک کہ مسلط ہے ابلہی

اس نوٹ میں منشی صاحب نے اس امر کو نہایت کراہت کی نظر سے دیکہا ہے کہ اس تقریب پر کیوں حضرت مسیح موعود یا مولوی غلام حسن صاحب نے قیمتی زیورات یا پارچات دیئے۔

اگرچہ اس میں بہت کچہہ بالغہ سے کام لیا گیا ہے لیکن [illegible] مبالغہ کو نا مرواشی تسلیم کرلینے کے بعد یہہ کہنا چاہتا ہوں [illegible] قابل بحث یہہ امر ٹہیرتا ہے۔ کہ

کیا امارت نبوت یا خداشناسی کی منافی ہے

یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ کیا یہہ ضروری ہے کہ ایک شخص جو خدا تعالےٰ سے ایسا تعلق رکہتا ہو کہ وہ اس کے پاک کلام سے مشرف ہو اور نوع انسان کی روحانی [illegible] کے لئے مبعوث اور مامور ہو ایسے ٹکڑوں کا محتاج ہو۔ منشی سراج الدین صاحب کا نوٹ انکا یہی مذہب ظاہر کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کہلائے تو اسکے لئے لازمی امر ہے کہ وہ خانہ بدوش ہو اسکے گہر کا یہہ حال ہو کہ اس کے گہر میں پانی ہو نہ چولہے میں آگ۔ اور پوری ذلت ونکبت کا نمونہ ہو (معاذاللہ) [illegible] سے محتاج ہو اور دلق مرقعہ سے ملبوس ہو۔ مختصر یہہ کہ تمام نحوستیں معاذاللہ اس میں جمع ہوں۔

پس اگر روزگار کے ایڈیٹر صاحب کی رائے میں ایسا آدمی صاحب الہام ووحی ہونا چاہیئے اور [illegible] امر اور مصلح قوم کی حالت دنیوی حیثیت سے بہت ہی گری ہوئی ہو تو بے شک میں مان لینے کو طیار ہوں کہ حضرت مسیح موعود میں یہہ نشان نہیں۔ خدا تعالےٰ نے کبہی پسند نہیں فرمایا کہ اس کے محبوب اور وفادار بندے دنیا میں ذلیل ہوں بحالیکہ وہ دنیا میں خدا تعالےٰ سے تعلقات صافیہ کے نتائج اور ثمرات کا ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ایک مامور من اللہ جو لوگوں کو اس امر کی دعوت کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرو۔ اور ان تعلقات میں اخلاص ہونا چاہیئے تو تم پر فضل کیا جاوے گا اور تمہیں ایسے برکات اور فضل ملیں گے اگر یہہ باتیں خود اسکی ذات پر وارد نہیں وہ اللہ تعالےٰ کے انعامات اور برکات کا کوئی نمونہ نہیں دکہا سکتا تو وہ کونسی بات ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے کشش کا موجب ہوگی؟

مجہے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ یہہ لوگ جو بجائے خود ریفارمر بنتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں یہہ ایسی باتیں کیوں کہتے ہیں جن سے اسلام کی ہتک ہو۔ اور قرآن کریم کی مخالفت !!!

میں نے قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ میں اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کی ہے۔ اور میں دیکہتا ہوں کہ روزگار کے ایڈیٹر کا اعتراض ایسا بودا اور بیہودہ ہے جو منہاج نبوت کے معیار پر پورا نہیں اتر سکتا۔

قرآن مجید عام طور پر متقیوں کے لئے فرماتا ہے ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ یعنی متقی کو ایسے طور پر رزق دیا جاتا ہے اور ایسی جگہ سے دیا جاتا ہے کہ اسکو وہم وگمان بہی نہیں ہوسکتا پس جبکہ عام متقی کے لئے اللہ تعالےٰ کی یہہ خصوصیت اور سنت ہے تو وہ لوگ جو مظہر اللہ ہوتے ہیں اور جن کے حالات میں شمائل الٰہیہ کے تقاضاؤں کو ہم مطالعہ کرتے ہیں کیا انکے حسب حال یہی امر ہوسکتا ہے کہ وہ بہوکے مریں اور ٹکڑے مانگیں؟

اے ناخدا ترس انسان! خدا تعالےٰ کی تجہے اسی قدر معرفت اور اسکے صفات کا اسی قدر علم ہے؟ کیا تیرے پیمانہ اور ناپ سے وہ خدا کے راستباز بندے جو مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ بنصرہ) سے پہلے ہو گذرے ہیں پورے راستباز ثابت ہوسکتے ہیں؟ کیا یہہ ثابت ہوجائیگا کہ وہ دربدر بہیک مانگا کرتے تہے یا وہ سلاطین عہد سے بہی بڑہ کر آسائش اور راحت اور عزت رکہتے تہے؟

پہر قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لہم مغفرۃ ورزق کریم۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالےٰ کو مانتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان کیواسطے مغفرۃ اور معزز رزق ہے۔

مغفرۃ کا لفظ قرآن کریم میں جن اعلیٰ درجہ کے مفہوم اور معنوں میں آیا ہے اسکی تفسیر کے لئے ایک مستقل رسالہ کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ لیکن یہاں جس لفظ پر میں اپنے ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ رزق کریم ہے۔ ایڈیٹر صاحب روزگار اس لفظ کی تفسیر تو کریں کہ اس سے کیا مراد ہے؟ اور کیا وہ لوگ جو خدا کی طرف سے مامور ہوکر آتے ہیں اور اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں بدرجہ اولےٰ اس امر کے مستحق نہیں ہیں کہ انہیں رزق کریم عطا ہو؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ کوئی دانشمند مسلمان اس سے انکار نہ کریگا۔ کہ سب سے اول رزق کریم کے وارث اور حق دار خدا کے مرسلین و مامورین ہیں۔

اور پہر قرآن مجید فرماتا ہے اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور اللہ تعالےٰ مومنوں کا ولی ہے انکو ہر قسم کی تاریکیوں سے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ہر قسم کی ذلت اور رسوائی تیرہ حالی کا نام ایڈیٹر روزگار کی اصطلاح میں نور ہے تو امر دیگر ہے ورنہ نور اگر متمیز کرتا ہے تو کچہہ شک نہیں خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندے ہر پہلو سے متمیز ہوتے ہیں۔

پہر اگر اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ اپنے کسی اتقیٰ بندے کو مامور کرے اور اسپر ہر قسم کے فضل کرے تو اسے اعتراض کی نظر سے دیکہا جاتا ہے شاید اسلئے کہ کہیں قرآن کریم کی سچائی کا زندہ ثبوت قائم نہ ہوجاوے؟

افسوس!

...شادی اور اس کے اخراجات پر نظر کرنا ہے - کاش نا عاقبت اندیش معترض اسکے محاسن پر غور کرتا -

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کی گئی تھی - اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں - جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم ورواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکھ کر پوچھ لیں - مگر یہاں وہ ساری رسمیں مفقود ہیں - یہانتک کہ خود حضرت اقدس بھی باوجودیکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تھی - برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تھے اور یا دو چار بچے ساتھ تھے - زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق - بلکہ یہ تو عورت کی گمشدہ عزت کو پھر قایم کرنا ہے عورت کے ساتھ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں -

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا برا کیا ؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر تبہال رنڈیوں کا ناچ - اور آتشبازی اور ... اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے ؟ یہہ صورت تو ایسی تھی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تھا - مگر بات یہ ہے -

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر و کسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالباً روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت برا ہوا ہوگا -

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بھی اور اپنے گھر میں بھی ہدایت کرتے ہونگے کہ پھٹے سے پھٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پھرتی نظر آئیں - اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے - وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکھیں ؟ اور پھر اپنے اعتراض کا وزن کریں - آخر وہ بھی تو مسلمان ہیں ؟ کچھ اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکھائیں ورنہ اس سے ڈریں -

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیادار کافر سید مرحوم کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑے مردے اکھاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے - اگر وہ ڈیڑہ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکھتے ہوئے بھی آخر کفن سے بھی نکلے تو پھر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے - کیا ان کو اپنے گھر سے کفن نملنا ناداری کیوجہ سے تھا یا اسکا باعث بخل اور تہا ؟ ذرا سوچکر جواب دینا -

اور اگر بہرحال ناداری اور فلاکت ہی اسکا موجب تھا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بناپر نہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتھ اللہ تعالے کی یہ سنت نہیں -

سید کا اسوہ آپ کو مبارک ہو - آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخیر عمر میں شراب کے نشہ میں سرشار ہوکر آپ کو گھر سے نکالدے اور آخر آپ بھی کسی دوست کے گھر پر وفات پائیں - اور گھر سے کفن نصیب نہو -

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولے آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوہ حسنہ کافی ہے - خدا کے مامور و مرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بھی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں - اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکھو کہ مسجد نبوی کی کیا شان ہے ؟ پھر آپ کے نزدیک تو یہ بھی فضول خرچی اور اسراف ہوگا ؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چھاپنے کیلئے گنجائش نکالی جاوے - الحکم کی غرض وغایت اپنی قوم کو نفع پہنچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہرحال مستورات بھی داخل ہیں - اگرچہ اس سے پہلے بھی الحکم نے کبھی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا - اور اگر یہہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبہہ نہ سکا - تو اس کیلئے کوئی اور صورت سوچی جاوے گی بہرحال میں ہر وقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چھاپنے کو آمادہ ہوں - ایڈیٹر -

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہ -

السلام علیکم

مضمون ذیل جلدی درج اخبار فرماکے ممنون فرمائیں

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر جو عورتیں بیعت کرتی تھیں وہ ان باتوں کے نہ کرنے کا خدا نعالے سے عہد باندھتیں کہ (۱) اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ملائیگی نہ چوری کریگی نہ زنا ! نہ اپنی اولاد کو ہلاک کریگی نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائیگی - نہ نیک کاموں میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کریگی - اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے - اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں اسکی بیعت سے مشرف ہوگئی ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدوں پر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں - سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے -

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجھنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بھی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچھ انتظام ہے - بعض نادان لوگوں نے ایسا ہی سمجھا ہے جبھی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبروں پر منہ ماتھا رگڑتے ہیں - فرقان حمید میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیتا ہے - پھر تمہیں مارتا ہے اور پھر زندہ کریگا ! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرسکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شرک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چہارم - گویا یہ چار کام محض اللہ تعالے سے ہی خاص ہیں کسی چیز کا پیدا کرنا - مارنا جلانا اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ عیسیٰ علیہ السلام سچ مچ ایسے جانور بناتے تھے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اڑتے یا اپنی نسل بڑہاتے تھے یا یہ اعتقاد رکھے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بھی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکھتا ہے یا مردہ زندہ کرسکتا ہے - جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے - اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے اللہ تعالے نہیں بخشتا یہ گناہ اکہ شرک کیا جائے ساتھ اسکے - آریہ کہتے ہیں کہ روح اور مادہ خداتعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں " اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بھی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹھہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب خداتعالے بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے کانوں کے سنتا ہے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کرسکتا - ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنالیتا ہے اور خدا میں فرق بھی کچھ ہونا چاہیئے یا نہیں ! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسکو علم کیا ہوگا - اور ان سے عبادت کرانے کا کیا حق ہے ! عیسائی کہتے ہیں کہ باپ - بیٹا - روح القدس ، تین ہیں خدا پھر تینوں ملکر ایک کے تین کچھ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے ماننے کیونکر ہیں قرآن شریف میں بھی رب العالمین آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بھی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکھا ہے پھر دیکھو کہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے - باوجود یہ ایسی آیتوں کے یونہی خیالات کے تابع ہیں اگر مسیح خدا تھے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ " اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا "

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتی ہیں ایاک نعبد و ایاک نستعین تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بھی سمجھیں تو مشرک ٹھیریں یہی خیال یہودیوں کا تھا کہ خدا کے کلام کو چھوڑ کر اپنے ملانوں اور پیروں جنہیں (احبار ورہبان کہتے تھے) کے ہاتھوں پر بک چکے تھے جو وہ کہتے وہی بجالاتے خواہ فرمودۂ الٰہی کے خلاف ہی کیوں نہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ " پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سناؤ احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چھوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو بھی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی - ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو پھر خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی وسیلہ ہی سے پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرمایا ہے کہ نہ بناؤ اللہ کیلئے مثالیں ؟ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں ہر کسی کے بھی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجھ سے دعا مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں پس کیا ضرورت ہے بلانے کی اتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بھی نہیں بلکہ قبر میں ہے بجائیکہ ہماری آواز ایک میل تک بھی نہیں پہنچ سکتی - اور پھر انکو جبکہ اختیار میں کچھ بھی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر اور کسی کو کیا حق پہنچا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر - اگر تو پکارے تو بڑے ظالموں سے ہے - اسی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی نذر بھی مان لیتے ہیں اسکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بھی حرام ہے - ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پیر کی دمڑی دونگی جو یہ کام ہوگیا یا فلاں کا توشہ پکاؤنگی - اگرچہ خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جایز ہے - غرض ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے - پھر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس سے بچیں گھر کی تمام اشیاء ذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کچھ ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکھے کہ غیر کا خیال تک دل میں آنے پاوے اور اپنی اولاد کو اچھی طرح پرورش کرنا چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت کریں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندھنا چاہیئے بعض بہنوں میں

یہہ چند مقامات جو قرآن کریم کے بیٹے پیش کئے ہیں معصومیت کا رنگ ہے۔ اب ضروری معلوم ہوتا ہے انبیاء و رسل اور ماموریں سے جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ اور ان پر جو جو فضل ہوتے ہیں انکا بھی ذکر کیا جاوے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم

یعنی اسے رسولو! پاکیزہ چیزیں کہاؤ۔ اور نیک کام کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں جانتا ہوں

یہہ آیت جو قرآن مجید کی سورہ مومنوں کے تیسرے رکوع کے شروع میں واقع ہے انبیاء و رسل کی حالت کا آئینہ ہے۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ گروہ مرسلین کو اللہ کریم نے خطاب کر کے حکم دیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کہاؤ۔ یہاں حلال طیبًا نہیں فرمایا اس میں ستر یہ ہے کہ یہہ مقدس گروہ حرام کہا سکتا ہی نہیں یہہ احتمال ہی ان کی نسبت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی شخص حرام خوری کا الزام لگاتے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے اور طیبات کا کہانا انکو حکم الٰہی ہے۔ پس ایسی صورت میں ایک نادان معترض جو قرآن کریم سے محض ناواقف اور نابلد ہو۔ وہ ایک مامور کے خورد و نوش پر بہی اعتراض کرتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خورد و نوش پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور ہمارا نیا مرتد مخالف ڈاکٹر عبد الحکیم خان باوجود مفسر قرآن کریم کا مدعی ہونے کے اس آیت سے ناواقف ہے۔ اسی آیت میں ایک اور حصہ انی بما تعملون علیم بہی نہایت ہی قابل غور ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی طرز زندگی ایسی واقع ہوسکتی ہے جو دوسرے لوگ ایسے اعتراض یا مخالفت کی نظر سے دیکھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا انی بما تعملون علیم بتاتا ہے کہ ان کے اعمال افعال انکے حرکات و سکنات اسی اشارہ و اذن الٰہی کے ماتحت ہیں جو اعملوا صالحًا میں ہے۔

اسلئے یہہ گو یا تسلّی اور اطمینان ہے اس پاک گروہ کو کہ مخالفین کی مخالفت اور اعتراض سے گہبرانا نہیں چاہئے۔ میں جو علیم ہوں تمہارے اعمال کا۔ اس سارے رکوع کو ناظرین پڑہیں اور اسپر غور کریں تو انہیں عجیب عجیب نکات معلوم ہونگے۔

پہر میں انبیاء علیہم السلام میں سے مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک دعا جو قرآن کریم میں مرقوم ہے درج کرتا ہوں جو پارہ ۲۳ سورہ ص رکوع میں یوں آئی ہے

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝

یعنے اس نے کہا کہ اے میرے رب مجہے بخش اور مجہے ایسی وسیع سلطنت عطا فرما کہ میرے پیچہے کسی اور کو سزاوار نہو بے شک تو بڑا فیاض ہے۔ اس دعا کے بعد اسکی قبولیت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور آخر فرمایا

ھٰذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب

یعنی یہ ہماری عطا ہے پس تم جس پر چاہو احسان کر دیا اس بے حساب مال و دولت کو روک رکہو۔

اب غور کی جا ہے کہ حضرت سلیمان نے اس قدر مال و دولت پایا اور اسکے جمع رکہنے کا بہی اختیار اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا۔ کیا وہ مال و دولت اور وہ ملک و سلطنت انکی نبوت اور رسالت میں کسی قسم کی حارج اور روک تہی؟ اور پہر لطف یہ کہ لیے ...

اس کا جواب خود قرآن مجید ہی نے دیا ہے

وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب

اور بے شک یقینًا ہمارے ہاں سلیمان کے لئے قرب اور عمدہ جگہ ہے۔ اگر نفس مال و دولت برا ہوتا تو پہر سلیمان کو یہہ مال و متاع کیوں دیا جاتا۔

اور توراۃ کے مطالعہ سے تو اور بہی اسکی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ پہر کل قرآن مجید کو پڑہ جاؤ کسی نبی یا رسول کے ذکر میں یہ نہیں آئیگا کہ وہ ... یا اور دنیوی مشکلات ... اور ... داروں نے انکی مخالفت کی اور انہیں سخت مشکلات میں ڈالا لیکن آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان مشکلات سے صحیح سلامت نکال کر دکہا دیا کہ ہمارا کام ... کے ساتھ کام کرتا ہوا دکہائی دے۔ پہر قرآن مجید کا ایک اور مقام قابل غور ہے۔

... وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لا یعلمون

کہدو بے شک ہر قسم کی عزتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہیں جب اس قسم کی صریح آیات قرآن مجید میں موجود ہیں تو پہر اسپر اعتراض کرنا میری سمجہ میں نہیں آتا کن لوگوں کا کام ہے۔

غرض

سب سے اول یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ دولت و ثروت کا ہونا نبوت یا رسالت کے لئے منافی نہیں۔ اور میں نے اسکو قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ثابت کیا ہے اسکے بعد اس سوال کا ایک اور پہلو بہی قابل غور ہے اور وہ یہہ ہے۔

کہ کیا عام طور پر مریدین و متبعین اپنے امام اور مرشد کو نذرانے دیتے ہیں یا نہیں؟

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ کوئی شخص بہی اس امر کا انکار نہیں کر سکتا کہ یہ طریق چلا آتا ہے ہر قوم اور ہر فرقہ میں یہ دستور موجود ہے کہ ارادت مند مرید اپنے مرشد و آقا کو نذرانے دیتے ہیں اور اولیاء اور صلحا میں یہ طریق ہمیشہ مروج رہا ہے۔

اگر کسی کو شبہ ہو تو موجودہ زمانہ میں ہی دیکہ لو کہ جسقدر گدیاں اور گدی نشین اور سجادہ نشین ہیں کیا وہ اپنے عقیدت مندوں سے نذرانے نہیں لیتے بلکہ میں جانتا ہوں کہ راولپنڈی کے متصل ہی گولڑہ کی ایک گدی ہے اسکا حال تو ایڈیٹر بدر روزگار کو بہی معلوم ہوگا اور پچہلے دنوں جو وہاں کوئی چوری ہوئی تہی اس مال و زر کی تفصیل بہی قاضی سراج الدین صاحب کو معلوم ہونی چاہئے پہر وہ انصاف سے بتائیں کہ کیا کبہی انہوں نے پیر صاحب سے پوچہا کہ اس روپیہ کا باقاعدہ حساب کتاب دو۔ یا انپر کبہی اعتراض کیا کہ وہ اس قدر قیمتی کپڑے خود یا اپنے گہر میں نہ پہننے دیں؟ اگر نہیں تو پہر میری سمجہ میں نہیں آتا۔ قادیان کے لئے انہیں کیوں اعتراض کی ضرورت محسوس ہوئی؟ محض عداوت اور تعصب!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے اذن اور ارشاد سے بیعت لیتے ہیں اور آپ کے خدام کا ایک وسیع سلسلہ ہے وہ بہی اسی دستور کے موافق جو انبیاء علیہم السلام اور تمام صلحا کی سنت چلا آتا ہے۔ اپنے مریدین سے نذرانے قبول کرتے ہیں۔ اور انکا اختیار ہے جہاں چاہیں ... تو وہ شخص جسنے ایک حبہ بہی نہیں دیا کیا حق رکہتا ہے کہ اسپر اعتراض کرے؟

کاش! اسلسلہ عالیہ کا یہ شتاب کار مخالف قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوہ حسنہ کو دیکہتا۔ وہاں سورۃ توبہ کے ۱۳ رکوع میں ایک آیت ہے۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم واللہ سمیع علیم

یعنی اے نبی ان لوگوں کے مالوں سے صدقہ لو جس کے ذریعہ ان کو پاک صاف کرو۔ اور انکا تزکیہ نفس کرو۔ اور ان کے لئے دعائے خیر کرو۔ بے شک تمہارا ان کے لئے دعا مانگنا انکے لئے تسکین کا موجب ہے۔

اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اموال مومنین سے لینے کا صاف حکم ہے اب بتاؤ یہاں کیا کہوگے؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد یہہ سوال بالکل حل ہو جاتا ہے کہ اپنے مریدوں سے چندہ کر لینا اور اسکو خرچ کرنا کوئی معیوب امر نہیں۔ اور انبیاء و رسل اور صلحا اور اولیاء امت ایسا کرتے آئے ہیں اور اب بہی کرتے ہیں۔ پہر مرزا صاحب نے اگر چندہ لیا تو انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کی۔

اب میں ایک اور امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں جسکا ہمارے کم فہم مخالفوں کو کچہہ بہی علم نہیں اور وہ یہہ ہے کہ قادیان میں دو قسم کے چندے آتے ہیں ایک وہ جنکا تعلق براہ راست حضرت اقدس کی ذات خاص سے ہے یعنے مریدین محض اپنے اخلاص سے بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس نذرانہ میں ہر قسم کی چیز آپ کو خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق آتی ہیں خوردنی اشیاء۔ پارچات ہر قسم۔ برتن۔ سونا چاندی نقد و جنس غرض ہر قسم کی اشیاء آتی ہیں اور پیش کرنے والے کا منشاء ہوتا ہے کہ حضرت اقدس جسطرح پر چاہیں اسے ذاتی استعمال میں لائیں۔

دوسری قسم کے وہ چندے ہیں جو قومی ضروریات اور اشاعت اسلام کیلئے آتے ہیں۔ میں قادیان میں ۹ سال سے رہتا ہوں اور قریبًا اوسی وقت سے یہاں مختلف سلسلے اور مدّات قایم ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مدرسہ ہے جسکا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے اور جب سے کمیٹی اور مدرسہ قایم ہوا ہے مجہہ اس کے انتظام میں دخل رہا ہے اور ذاتی واقفیت اور علم اسکے فنڈ کے متعلق ہے میں یقینًا اور دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کو مدرسہ۔ اسکی ضروریات اسکی آمدنی اسکے اخراجات کا کچہہ بہی علم نہیں آپ نے اس میں کوئی دخل اسکے فنڈ کے متعلق نہیں دیا۔ پہر میگزین ہے۔ جو قومی سرمایہ اور قومی روپیہ سے اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔ اسکے روپیہ آمد و خرچ کا بہی حضرت کی ذات سے تعلق اور واسطہ نہیں اور نہ آپ کو اس کا علم اور نہ کبہی آپنے اس کا حساب پوچہا۔ ان مدات کے باقاعدہ حساب کتاب کے رجسٹر موجود ہیں۔ اور ہر چندہ دہندہ کو ہر وقت اسکی پڑتال کی اجازت ہے۔

اور اب کچہہ عرصہ سے ایک صدر انجمن احمدیہ قایم کی گئی ہے۔ جو حضرت ہی کے حکم اور ارشاد سے ہوئی ہے لیکن خود اعلیٰ حضرت اس میں نہ خزانچی ہیں نہ سکرٹری ہیں نہ کوئی اور عہدہ دار وہ آپ کے خدام کے سپرد ہے اور اس کے رجسٹرڈ کرانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

قبرستان کا حساب کتاب اسی طرح باقاعدہ اور باضابطہ رکہا گیا ہے۔ حضرت اقدس کو بجز اس کے کہ کئی ہزار روپیہ کی زمین بطور چندہ دیدی اس کمیٹی کے ساتھ بہی تعلق نہیں اور نہ اس کے روپیہ کے ساتھ۔ پہر میں نہیں سمجہتا جب کہ ایسی حالت ہے تو اس روپیہ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟

یہہ اعتراض سراسر ناواقفی کی بنا پر ہے۔

ان سب امور کے بیان کے بعد ایک اور پہلو بہی

جو ان نظر شادی اور اس کے اخراجات پر نظر کرتا ہے۔ کاش نا عاقبت اندیش معترض اسکے محاسن پر غور کرتا۔

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کی گئی تہی۔ اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم ورواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکہ کر پوچہ لیں۔ مگر یہاں وہ ساری رسمیں مفقود ہیں۔ یہانتک کہ خود حضرت اقدسؑ بہی باوجودیکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تہی۔ برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تہے اور یا دو چار بچے ساتہہ تہے۔ زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق۔ بلکہ یہ تو عورت کی گمشدہ عزت کو پہر قایم کرنا ہے عورت کے ساتہہ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا برا کیا؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر جہاں رنڈیوں کا ناچ۔ آتشبازی اور بے نوشی اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے؟ یہہ صورت تو ایسی نہی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تہا۔ مگر بات یہ ہے

ہنر بچشم عداوت بزرگ عیب است

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر وکسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالباً روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت برا ہوا ہوگا۔

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بہی اور اپنے گہر میں بہی ہدایت کرتے ہونگے کہ پہٹے سے پہٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پہرتی نظر آئیں۔ اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے۔ وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکہیں؟ اور پہر اپنے اعتراض کا وزن کریں۔ آخر وہ بہی تو مسلمان ہیں! کچہہ اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکہائیں ورنہ اس سے ڈریں۔

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیادار کافر سید مرحوم کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑے مردے اکہاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے۔ اگر وہ ڈیڑہ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکہتے ہوئے بہی آخر کفن سے بے نصیب نکلے تو پہر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے۔

کیا ان کو اپنے گہر سے کفن نصیب نہ ملنا ناداری کیوجہ سے تہا یا اسکا باعث کچہ اور تہا؟ ذرا سوچکر جواب دینا۔

اور اگر بہرحال ناداری اور فلاکت ہی اسکا موجب تہا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بنا پر نہیں تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتہہ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت نہیں۔

سید کا اسوہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخیر عمر میں شراب کے نشہ میں سرشار ہوکر آپ کو گہر سے نکالدے اور آخر آپ بہی کسی دوست کے گہر پر وفات پائیں۔ اور گہر سے کفن نصیب نہو۔

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولےٰ آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **اسوہ حسنہ** کافی ہے۔ خدا کے مامور ومرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بہی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکہے جاتے ہیں۔ اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکہو کہ **مسجد نبوی** کی کیا شان ہے؟ پہر آپ کے نزدیک تو یہہ بہی فضول خرچی اور اسراف ہوگا؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چہاپنے کیلئے گنجایش نکالی جاوے الحکم کی غرض وغایت اپنی قوم کو نفع پہونچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہرحال مستورات بہی داخل ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بہی الحکم نے کبہی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئیندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا۔ اور اگر یہہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبہہ نہ سکا۔ تو اس لئے کوئی اور صورت سوچی جاوے گی بہرحال میں ہروقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چہاپنے کو آمادہ ہوں۔ ایڈیٹر۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہ۔

السلام علیکم

مضمون ذیل جلدی درج اخبار فرما کے ممنون فرمائیں

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتہہ پر جو عورتیں بیعت کرتی تہیں وہ ان باتوں کے نکرنے کا خداوند تعالےٰ سے پکا عہد باندھتیں کہ (۱) اللہ کے ساتہہ کوئی شریک نہ ملائینگی نہ چوری کرینگی نہ زنا! نہ اپنی اولاد کو ہلاک کرینگی نہ اپنے ہاتہہ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائینگی۔ نیز نیک کاموں میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کرینگی اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے۔ اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں انکی بیعت سے مشرف ہوئی ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدوں پر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں۔ سب سے پہلے یہ سمجہنا چاہئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے۔

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجہنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بہی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچہہ انتظام ہے۔ بعض نادان لوگوں نے ایسا ہی سمجہا ہے جبہی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبروں پر منہ ماتہا رگڑتے ہیں۔ فرقان حمید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیتا ہے۔ پھر تمہیں مارتا ہے اور پہر زندہ کرے گا! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرسکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شریک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چہارم۔ گویا یہ چار کام محض اللہ تعالےٰ سے ہی خاص ہیں کسی چیز کا پیدا کرنا۔ مارنا۔ جلانا اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سچ مچ ایسے جانور بناتے تہے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اڑتے یا اپنی نسل بڑہاتے تہے یا یہ اعتقاد رکہے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بہی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکہتا ہے یا مردہ زندہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ نہیں بخشتا یہ گناہ! کہ شرک کیا جائے ساتہہ اسکے۔ آریہ کہتے ہیں کہ روح اور مادہ خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نہیں" اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بہی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجہے سمجہہ نہیں آتی کہ جب خدا تعالےٰ بغیر آنکہوں کے دیکہتا ہے کانوں کے سنتا بے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کرسکتا۔ ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنالیتا ہے اور خدا میں فرق بہی کچہہ ہونا چاہیئے یا نہیں! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسے علم کیا ہوگا۔ اور ان سے عبادت کرانے کا کیا حق ہے! عیسائی کہتے ہیں کہ **باپ۔ بیٹا۔ روح القدس** تین سے خدا پھر تینوں ملکر ایک کے تین کچہہ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے مانتے کیونکر ہیں قرآن شریف میں بہی ربّ العالمین آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمتہ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بہی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکہا ہے پھر دیکہو کہ انجیل میں صاف لکہا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے۔ باوجودیہ ایسی آیتوں کے پولوسی خیالات کے تابع ہیں اگر مسیح خدا تہے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجہے کیوں چہوڑ دیا"

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتی ہیں ایاک نعبد وایاک نستعین تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجہہ سے ہی مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بہی سمجہیں تو مشرک ٹہریں یہی خیال یہودیوں کا تہا کہ خدا کے کلام کو چہوڑ کر اپنے ملاؤں اور پیروں جنہیں (احبار ورہبان کہتے تہے) کے ہاتہوں پر بک چکے تہے جو وہ کہتے وہی بجالاتے خواہ فرمودہ الہٰی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ "پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بہی دیکہا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سناؤ احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چہوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو بہی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی۔ ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو بجائے خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی کے وسیلہ ہی پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرمادیا ہے کہ نہ بناو اللہ کیلئے مثالیں؟ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں شاہرگ سے بہی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجہہ سے مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں پس کیا ضرورت ہے بلانے کی اتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بہی نہیں بلکہ قبر میں ہے بجائیکہ ہماری آواز ایک میل تک بہی نہیں پہنچ سکتی۔ اور پہر اسکو جسکو اختیار میں کچہہ بہی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰت کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکہتا تو پہر اور کسی کو کیا حق پہنچتا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر۔ اگر تو پکارے تو بڑے ظالموں سے ہے۔ اسی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی نذر بہی مان لیتی ہیں اسکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بہی حرام ہے۔ ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور وہی زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پیر کی دمڑی دونگی جو یہ کام ہوگیا یا فلاں کا توشہ پکاؤنگی۔ اگر چیز خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جایز ہے۔ غرض ان سب باتوں کا خیال رکہنا چاہیئے۔ پھر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس سے یہی غرض ہے کہ گہر کی تمام اشیاء ذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کچہہ ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکہے کہ غیر کا خیال تک دل میں نہ آنے پاوے اور اپنی اولاد کو اچہی طرح پرورش کریں چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت کریں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندہنا چاہیئے بعض بہنوں میں

متفرق اور مختصر نوٹ

کانگو کی غلامی

اس عنوان سے ۵-جولائی کے آریہ گزٹ نے ایک نوٹ شائع کیا ہے جس میں اسلام پر اعتراض کیا ہے - اس نوٹ پر کسی مزید ریمارک کی حاجت نہیں مسئلہ غلامی پر سیرکن اور فیصلہ کن بحث میرے محترم مخدوم ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے کردی ہے - اور اسپر کسی اندرونی یا بیرونی مخالف کو قلم اٹھانے کی توفیق نہیں مل سکتی اسکے بعد اسلام پر ایسا الزام لگانا پرلے درجہ کی بےحیائی ہے - خیر یہاں میں ایک عجیب لطیفہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسی اشاعت کے آریہ گزٹ میں **ہماری ماتائیں** کے عنوان سے راجہ ہریشچندر کی استری کی داستان شائع کی ہے جس میں نہایت جوش سے دکھایا گیا ہے کہ آخر خود راجہ اسکی استری دونو کاشی کے بازار میں فروخت ہوئے - اگر آریہ ورت میں غلامی کا رواج نہ تھا تو پھر تعجب ہے کہ رانی اور راجہ فروخت کیونکر ہوئے؟ اگر رواج تھا اور ضرور تھا تو پھر دیگر قوموں پر اس کا اعتراض کیوں؟ اے ربا کار پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ!

زلزلہ آیا

ناخداترس خداتعالےٰ کی باتوں کو ہنسی میں اڑانے کے ہمیشہ سے عادی ہیں اور دنیا کی تاریخ بتا رہی ہے کہ ایسے شتاب کار منکر اپنی کرتوتوں کی سزا پاکر رہے ہیں زلزلہ کی پیشگوئی پر ہنسی کی جاتی ہے - مگر وقت آتا ہے کہ خداتعالےٰ منوا کر چھوڑیگا - اقطاع عالم میں خطرناک زلزلوں کا آنا ایسی بات نہیں جسکی طرف ہم توجہ نہ کریں اور دور کی بلاؤں سے کوئی سبق نہ لیں ۲۷-جون کو حیدر آباد دکن میں ایک شدید زلزلہ آیا موتیں بھی ہوئیں اور جایدادوں کو بھی نقصان پہونچا - یہہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ بدستور غافل ہیں -

ربنا ارحم! ربنا ارحم!

وجود ہی بدلدو

۸-جولائی ۱۹۰۶ء کی صبح ایک مبارک صبح تھی ہمارے سید و مولےٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خدام کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے - میں نے ایک دوست نہایت معزز اور محترم دوست کی صحت کیلئے دعا اور دوا کے واسطے عرض کیا - اسپر آپ نے ایک عجیب تقریر فرمائی جو بعد میں انشاءاللہ درج ہوگی - اس میں کا ایک فقرہ اس ساری تقریر کی جان ہے جو بطور خلاصہ میرے اپنے لفظوں میں درج ذیل ہے -

فرمایا خداتعالےٰ کا عذاب جب آتا ہے تو انسان کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو ڈرنا چاہیے اور سچی تبدیلی کرنی چاہیے - اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا -

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ - حقیقت میں جب تک انسان سچی تبدیلی نہیں کرتا خداتعالےٰ اسکی پروا نہیں کرتا لیکن جب انسان نزول عذاب سے پہلے تبدیلی کرلیتا ہے تو خداتعالےٰ اسکو محفوظ کرلیتا ہے - اور وہ تبدیلی ایسی ہو کہ **گویا پہلا وجود ہی نہیں رہا** جب تک ایسی تبدیلی نہ ہو بچ ہی نہیں سکتا - لیکن جب ایسی تبدیلی ہو تو پھر اسپر عذاب نازل نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ وجود جس پر بلا آنے کو تھی نہ رہا تو بلا کس پر آئے؟"

یہہ خلاصہ ہے اس ارشاد کا - ہم سب سخت تبدیلی کے محتاج ہیں اور میں جو حضرت امام کی باتیں آپ تک پہونچاتا ہوں سب سے زیادہ محتاج اور ذمہ وار ہوں کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے ایک کمزور بھائی کی دعا سے مدد کریں؟

اللہ رے پاکیزہ فطرت

ہم میں بدظنی کا مرض عموماً پھیلا ہوا ہے خدا کرے ہم سب اس سے بچ جاویں (آمین) حضرت امام کی ایک پاکیزہ فطرت کی ایک مثال سناتا ہوں ایک بھائی نے اپنے کاروبار کے متعلق ایک اور بھائی کی کسی چالاکی کا ذکر کیا اور اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے ایک شخص کو جو اس کارستانی میں شریک تھا بطور شہادت پیش کیا حضرت نے سارے قصہ کو سنکر فرمایا کہ مجھے تو اس شہادت پر یقین نہیں جب کہ یہ شخص خود ملزم اور پہلے ہی اس قسم کے جرائم کا عادی ہے اصل میں یہہ پاکیزہ فطرتی کی دلیل ہے - آپ میں بدظنی کا مادہ فطرتاً مفقود ہے - میں اس سے بھی بڑھکر ایک اور واقعہ سناتا ہوں - حضرت اقدس سے ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت یوسفؑ کے متعلق سوال کیا کہ ما ابرئ نفسی سے کیا پایا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ "ہم تو کوئی وجہ نہیں پاتے کسی شخص کی نیت پر حملہ کریں"

اللہ اللہ! کس بلند مقام پر ہمارا امام کھڑا ہوا ہے - اور ایک ہم ہیں کہ ذرا ذراسی بات پر بدظنی کا شکار ہوتے ہیں - مولیٰ کریم تو ہی رحم فرما اور ہماری کمزوریوں کو دور کر - (آمین)

زلزلہ آنیکے دن

ذیل میں ایک اور نظم درج کیجاتی ہے میری غرض ان نظموں کے اندراج سے صرف یہہ ہے کہ تاکہ کسی نہ کسی نوع سے ہم اُن خطرناک دن کو یاد رکھ سکیں اور تبدیلی کے لئے سعی کریں - (ایڈیٹر)

نظم

آئے دن اسلام والوں کو ہیں شرمانیکے دن
تھے مقدر اِن کے بھی حق سے تو پھر جانیکے دن
حق کو ناحق اور ناحق کو حق اب کہنے لگے
فضل حق سے آئے حق پھر ان کو سمجھانیکے دن
مہدیٔ موعود کا ہے یہ زمانہ دوستو!
گر نہ پاؤ اسکو پچھتاؤ گے پچھتانے کے دن
باز ہٹ دہرمی سے آؤ جستجوئے حق کرو
ورنہ تم پر آہی جائیں گے بلا آنیکے دن
تم نے گر دیکھا نہیں لیکن سنا تو ہے ضرور
سرکشوں نے پائے دنیا میں سزا پانیکے دن
بہر انذار خلائق آگئے ہی اللہ نے
زلزلے دکھلا دیئے اور زلزلے آنیکے دن
خیر اُمت کی بشارت پر تم اتراؤ نہیں
بےعمل بیکار ہو جائینگے اترانے کے دن
صرف اقرار زبانی کا نہیں اسلام نام
کام ہی ایسے کرو کام آئیں کام آنے کے دن
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ کی آیت کو پڑھو
طاعت حق کو بجا لاؤ بجا لانے کے دن
دیکھتے ہو تم زمانہ کا یہ سارا انقلاب
سچ بتاؤ کیا نہیں ہیں آج گھبرانیکے دن
شرک و بدعت میں مسلمان پھنس گئے ہیں آجکل
آئے ہیں دیکھ اپنی حالت آپ شرمانیکے دن
بال کی پوجا کہیں ہے شدّے جھنڈے کہیں
ہیں سراسر دین و ایماں ہاتھ سے جانیکے دن
بندے بندوں کے نظر آتے ہیں ہر یکجائی پر
کھو گیئے اللہ والے تھے جو کہلانیکے دن
حملے غیر اقوام کے اسلام پر ہوتے ہیں آج
کیا نہیں [illegible] ہیں مہدی کے آنیکے دن
اے عزیز اب مرثیہ کچھ دین کا گایا کرو
یہ نہیں دنیا کے دھندوں کی غزل گانیکے دن
کافر و دجّال کہتے ہو تم اہل اللہ کو
آگئے شاید تمہارے ٹھوکریں کھانیکے دن
یوں تو اچھوں کو بُرا کہتے ہی آئے ہیں بُرے
رنج اٹھائے اہل حق نے حق دکھلانیکے دن
خواب غفلت سے اٹھو آؤ چلو تم قادیاں
ہیں مسیح و مہدیٔ موعود کے پانیکے دن
دیکھنے کا وقت ہے تحقیق سے دیکھو ابھی
ورنہ ان آنکھوں سے تم دیکھو گے پچھتانیکے دن
عیسیٔ مریم کے آنے کا عبث ہے انتظار
آنیوالا آگیا ہے - ہیں یہی آنے کے دن
بس اسی اُمت میں ہی مبعوث ہوگا وہ مسیح
جو نبی بھی اُمتی بھی پائے کہلانے کے دن
ہے اگر ختم نبوت پر تمہارا اعتقاد
سمجھے ہو کیونکر عیسیٰ مریم کے پھر آنیکے دن
خالدین تک ماجعلنٰھم کی آیت کو پڑھو
تاکہ ہو معلوم عیسےٰ کے بھی مرجانے کے دن
آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے کبھی
ہوں نہ ثابت آسماں پر جانے اور آنیکے دن
بلکہ اس سے موت ہی ہوتی ہے ثابت اے عزیز
جیسے ثابت ہوتے ہیں اگلوں کے مرجانیکے دن
يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ سے عیسیٰ فوت ہو
ورنہ احمدؐ کے نہوں یہ جلوہ فرمانے کے دن
مرگ عیسےٰؑ ہے دلیل آمد احمد نبیؐ
آئے ان کی موت کے بعد آپکے آنیکے دن
لفظ بَعْدِيْ صاف بتلاتا ہے معنی موت کا
اس سے ثابت کس طرح ہوں چرخ پر جانیکے دن
واہ ری عقل! آسماں پر کیوں رہے کوئی بشر
کیوں گذارے اپنے جینے پینے اور کھانیکے دن
مستقر فی الارض ہو مخلوق ارضی موت تک
کیوں ہوں حاصل آسمانی اسکو کہلانے کے دن
فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ
حق نے ارضی خلق کو فرمایا فرمانے کے دن
موت نے خیر الرسلؐ ہی کو نہ چھوڑا زندہ پھر
پائے کیوں عیسےٰ نے اتنی زندگی پانے کے دن
آکے عیسیٰ حنفی اس امت میں کہلائیں اگر
آگئے بے شبہ اُنپر درد و غم کھانے کے دن
وہ نبی اور امتی ہوں کسطرح بر عکس نقل
گر یہ سچ ہو تو وہ آئیں اُنپہ پھر آنیکے دن
خوب سمجھو یہ سمجھ رکھنے کے قابل بات ہے
گر نہ سمجھو تو خدا سمجھائے سمجھانے کے دن
کیا ہوا گر دور کوئی اس جماعت سے ہوا
تھے منافق بھی بہت اسلام پھیلانے کے دن
گر کوئی ہوجائے مرتد اس امام الوقت سے
آگئے اوس پر عذاب النار کے پانے کے دن
اُسنے کیا بگڑا اجاب ان سے بگڑنے کا نہ خوف
اہل باطل دیکھ لیں گے خود بگڑ جانے کے دن
لکھتے تھے تکفیر کے فتوے جنہوں نے زور کے
ہمنے خود دیکھے ہیں اُنکے توبہ کروانے کے دن
ایک مرتا ہے مگر آتے ہیں لاکھ انسان کے
آپ نے دیکھے ہیں اپنے دین پر آنیکے دن
اہل حق کو فتح و نصرت حق سے ملتی ہے ضرور
اہل باطل پہ ضرور آتے ہیں مٹ جانیکے دن
مٹ گئے اور مٹتے جاتے ہیں بہت ناحق پرست
آئے جب گلزار مہدیّت کے لہرانے کے دن
حکم حق سے اہل حق پر عبد حق یہ حق رہا
انکو سلجھائے کہ جنکے دیکھے الجھانے کے دن

یکم جولائی ۱۹۰۶ء

راقم ابوالخیر محمد عبدالحق احمدی ترچناپلوی
مقیم بنگلور کمبار اسٹریٹ A نمبر -

مسلمانوں میں پردہ سسٹم نمبر ۱

چند روز گذرے کہ آپ کے اخبار میں ایک نوٹ دیکھا کہ مارننگ پوسٹ بحوالہ اخبار سٹینڈرڈ ایک مضمون پردہ کی مخالفت میں شائع کرتا ہے اور جس کے کچھ مختصر خلاصہ کے بعد لکھا ہے کہ ہماری رائے میں کسی مسلمان صاحب کو اسپر طبع آزمائی کرنا چاہیئے اس لئے میں نہایت ہی مختصر طور پر اسکی بابت لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ اپنے اخبار میں درج کر کے مشکور فرماوینگے اور ضرور کسی کونہ میں اس کو جگہ دینگے۔

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان۔

اخبار مارننگ پوسٹ اپنے پرچہ میں پردہ کی مخالفت کے بعد جو ہم مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ پردہ ایک روک ہے جس نے ترقی میں نہایت دشوار گذار دقتیں پیدا کر دی ہیں بیشک ہم اس نصیحت کی بہت قدر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ کیسی ہی کیوں ہو ہماری خیر خواہی کے لئے لکھی گئی ہے لیکن ہم بعض وجوہات سے اسکو ماننے کے لئے طیار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک بات کے قبول کرنے یا اوسپر عمل کرنے سے پیشتر ضروری ہوتا ہے کہ اوس کے حسن و قبح کو دیکھا جاوے اگر اوس بات کا پہلے تجربہ کیا گیا ہے تو وہ نتائج جو کہ خاص اوس بات سے پیدا ہوئے۔ مشاہدہ کرنے چاہئیں۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کا اثر اس ملک یا قوم پر یا ایک خاص شخص کی ذات پر جس پر اسکا تجربہ کیا گیا ہو کیا ہوا آیا وہ بالکل غلطیوں سے اور نقصانوں سے مبرا پایا گیا ہے۔ یا اوس میں کوئی صریح نقص یا ضرر ایسا ہے جس سے کہ خطرہ ہے کہ ہم بھی آفتوں اور مصیبتوں کے شکار نہو جائیں یا یہ کہ اوس میں کچھ نقص ہیں اور کچھ فوائد اس صورت میں تو یہ ہے کہ دونوں بات کا وزن کر کے جو بات زیادہ مستحکم معلوم ہو اوس کے مطابق عمل کریں اگر زیادتی نفع ہے تو کوئی حرج نہیں کہ ہم اوسکو اپنی ذات کیلئے بھی قبول کریں اور اگر نقصان کا پلہ بھاری ہے تو اس سے ہر صورت میں بچنا لازم ہے اور پہلی دو صورتوں میں تو صاف ہی بات ہے کہ ہم کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے لیکن نفع نقصان بھی کئی قسم کے ہیں کوئی روحانی ہے کوئی جسمانی ہے اور کوئی اخلاقی ہے اور اسصورت میں ہم کو لازمی ہے کہ ہم اپنا برا بھلا خوب سوچ سمجھکر اس معاملہ میں جو کہ ہمارے سامنے برخلاف ہماری رسم و آئین کے پیش کیا جاتا ہے۔

قدم رکھیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی پہلی عادت کو یا اپنے خیال کو چھوڑیں لیکن بعد اس کے کہ ہم ایک دوسرا پہلو اختیار کریں ہم پر یہ ثابت ہو کہ ہم نے غلطی کھائی اور پیچھے اس بات کا افسوس ہو۔ اور بے فائدہ ندامت ہمکو گھیر لے اور یہ مثال ہم پر صادق آئے کہ کوا ہنس کی چال چلا تھا نہ وہ رہی نہ وہ۔ اب ہمارے سامنے یہ پردہ کا معاملہ پیش ہے۔ ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کا تجربہ پہلے بھی کیا گیا ہے یا نہیں اگر کیا تو کس کس نے کیا۔ اور اوس کا نتیجہ کیا نکلا۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ امریکا میں اس کا تجربہ خوب کیا گیا ہے اُنکی دیکھا دیکھی۔ اور اُنکی شہ پر بعض ہندوستانیوں نے بھی کچھ کچھ قدم مارنا شروع کیا ہے۔ اب ہم پہلے یورپ امریکا کو لیتے ہیں کہ انپر اس عمدہ اور قابل تقلید مسئلہ کا جسکی تعلیم دینا اونہوں نے ہمارے لئے بھی ضروری سمجھا۔ کیا ہوا۔ سو ایک ہی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخہ کے استعمال سے جو ان کی حالت ہوئی وہ ناگفتہ بہ ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ادن سے پوچھا جائے کہ یہ باتیں کیسی آپ کی نسبت بتائی جاتی ہیں تو شاید بعض جو حیا رکھتے ہیں جن کو کچھ بھی شرم کا پاس ہو عرق عرق ہو جائیں یہ شراب خواری اور زناکاری جو یورپ میں اسقدر رائج ہو رہی ہے کیوں اور کس لئے۔ صرف اسی پردہ کی مخالفت کی وجہ سے آج جو یورپ اور امریکہ میں شراب پی جاتی ہے اس کا خود وہیں کے امرشناس لوگوں نے اندازہ لگایا ہے کہ قریباً ان تمام ممالک کی ایک چہارم تہائی آمدنی شراب خواری میں ضائع ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اس نہایت ہی عمدہ اور ترقی کے راہ صاف کرنے والے مسئلہ کی ترویج خرچ ہوتی ہے۔ یہ بات کہ شراب خوری کا بے پردگی سے کیا تعلق اس طرح ہے کہ ہندوستان میں بھی کئی لوگ اپنی گاڑھی کمائی کا روپیہ اوس میں خرچ کرتے ہیں لیکن چونکہ اُن کی عورتیں پردہ دار ہوتی ہیں یہ مرض اون میں نہیں پھیل سکتی جسکا کہ نتیجہ یہ ہے کہ ایک تو ملک اُس تباہی سے بچ رہتا ہے جو کہ شراب کی کثرت سے پیدا ہونی ضروری ہے اور دوسرے خود وہ شخص زیادہ تباہی سے بچ جاتا ہے کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ اب مجھے گھر جانا ہے اوسوقت میرے بھیدی مجھ سے پوچھیں گے کہ تم یوں بدمست کیوں ہو۔ اسلئے وہ بچتا ہے کہ ایسا نہو کہ میں حد سے زیادہ بڑھ جاؤں اور پھر اگر بیوی بھی شریک ہوگی تو اُسکا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ گل کھلیں گے اور ہر طرح سے اپنی جائداد اور اندوختہ کو تباہ کر دینگے اور جو کچھ نقصان اون کی اولاد کو یا ان کے اخلاق کو صحت کو دولت کو ہوگا وہ گھاتے میں رہا۔

یہ یقینی بات ہے کہ یورپ میں یہ شراب کی کثرت صرف بے پردگی کی وجہ سے ہے اگر ایک سوسائٹی میں کسی عورت نے دوسری کا جام صحت تجویز کیا تو نہایت ہی ہتک کی بات ہے اگر کوئی صاحب اُس میں شریک نہوں۔ بیشک ان لوگوں کا عمل تو اس مصرع پر ہے کہ ؎

ع گر یار سے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے۔

خیر یہ تو شراب کا رواج تھا جو کہ بے پردگی کی وجہ سے پھیلا۔ اب میں اُس بدکاری اور زناشوی کا ذکر کرتا ہوں جو کہ اسی وجہ سے پھیلی۔ اسی بے پردگی کیوجہ سے ہے کہ آج انگلستان ہی کے لوگ چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ انگلستان میں ولد الحرام اس کثرت سے پھیلتے جاتے ہیں کہ اندیشہ ہے کہ اس کا نتیجہ نہایت ہی خوفناک نہ نکلے۔ رینالڈس کہتا ہے کہ مجھکو جو ایسے ناول لکھنے کی ضرورت پڑی تو صرف اسی لئے کہ شاید ان کو پڑھکر ملک میں کچھ جوش پیدا ہو اور وہ اُس تاریک گڑھے سے بچنے کی کوشش کرے جسمیں کہ عنقریب وہ گرنے والا ہے۔ وہ لکھتا ہے اور اُس نے پوسٹ ماسٹر ہونے کی حالت میں لوگوں کے خطوں سے خوب اندازہ لگا کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انگلستان میں پچھتر فی صدی ولد الحرام ہیں۔ مانا کہ اس میں مبالغہ ہونے کا احتمال ہے لیکن کہاں تک آخر کوئی حد بھی۔ تمام مصنف جس بات کی یک زبان ہو کر گواہی دیتے ہیں۔ تاریخ جسکا ثبوت دیتی ہے اُسکا انکار کرنا کوئی آسان امر نہیں۔ ابھی چند ہی سال ہوئے کہ ایک چرچ کی زمین کھودنے پر معلوم ہوا کہ سینکڑوں حرامی بچے اسکے نیچے زندہ دبائے گئے۔ اور اس بات پر تمام انگلستان میں ایک شور مچ گیا تھا۔ اب ایسی صریح باتوں سے انکار ہو تو کیونکر ہو۔ سیدھی بات ہے کہ جب ایک خوبصورت عورت کے ساتھ جسوقت چاہو خلوت کا موقعہ ملسکتا ہے تو شیطان کے اثر سے وہ کسطرح سے بچ سکتے ہیں خصوصاً جس مذہب میں کفارہ ہے یعنے جب ہم نے مسیح کو مان لیا تو تمام گناہوں سے پاک ہوگئے اور وہ ہمارے تمام گناہوں کو اپنے سر پر لے کر سولی پر چڑھ گیا۔ اب اُس شخص کو جسکا یہ عقیدہ ہو گناہ کا کیا خیال ہوسکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مجھکو گناہ کا تو بدلہ ملنا ہی نہیں پھر کیوں نہ عشق اڑاؤں اور خواہ مخواہ اپنے آپکو کسی قید میں رکھوں۔ کیونکہ وہ شخص پھر خوب دل کھولکر تمام بدیوں کا مرتکب نہ ہوگا۔ ہاں اُسکے لئے کل اسباب موجود ہے پردہ کے نہ ہونے نے اُسکی تمام روکیں اُٹھا دیں۔ اب اُسکے لئے

کسی اتنی بڑی کوشش کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک دل پر قبضہ پانا ہے جو خود ایسے ہی خیالات کے پہلے سے ہی مستعد تھا۔ اُس کے تو گویا کہ بھوں کے بھاویں چھینکا ٹوٹا۔ اگر یہ مسئلہ مذہب میں نہ بھی ہوتا تو بھی یہ بے پردگی ہی انسان کو مذہب سے دُور پھینکدیتی۔ کیونکہ جو شخص کہ بغیر کسی روک کے ہر ایک عورت سے ملسکتا ہے وہ اُنکی دعوتوں میں شریک ہونا بے تکلف اون کے ساتھ سیر کو جاسکتا بغیر کسی محرم کے جو ایک عورت کے ساتھ اکیلا سفر کرسکتا ہے اُسکی وہی مثال ہے کہ ایک شخص جنگل میں رہتا ہے جسمیں شیروں۔ چیتوں۔ بھیڑیوں اور ریچھوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ تو خواہ وہ کتنا ہی اپنا بچاؤ کرے۔ آخر کار کسی دن کسی نہ کسی کا شکار ہو جائیگا۔ اسیطرح اس انسان کا بھی ضروری ہے کہ وہ کسی پھندہ میں پھنس جائے ۔ حُسن ایک جادو ہے۔ اور سب جادوؤں سے زبردست جادو بڑے بڑے سخت دلوں والے اسکی زد سے نہیں نہیں بچ سکے مگر جنکو خدا نے توفیق دی ۔ پس جبکہ ایک شخص پر ہر وقت یہی جادو چلتا ہو وہ کہانتک خیر منائیگا۔ وہی معاملہ ہے کہ

"بکرے کی ماں کبتک خیر منائے گی"۔

آخر رفتہ رفتہ انسان کا دل سرد ہو جائیگا اور وہ تمام مذہب کا جوا اپنی گردن پر سے اوتار دے گا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ وہ کثرت بدکاری ہوگی کہ جسکا کوئی ٹھکانا یورپ میں نہیں گناہوں کی کثرت اور مذہب سے بیزاری کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان دہریہ ہو جاتا ہے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یورپ میں باوجود اسقدر مذہب کے زور کے اور باوجود اس کے کہ غریب اپنی جائداد کا ایک وقت کا میٹھا چھوڑ کر لاکھوں روپیہ بچاتے ہیں کہ تا اُس سے غیر مذاہب والوں کو اُن کے مذہب سے برگشتہ کر کے عیسائیت میں داخل کیا جائے۔ پھر بھی بہت کی وہ کثرت ہے کہ اگر پادری ہی جو کہ مذہبی امام ہوتے ہیں اپنے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد کتابیں شائع کرتے ہیں کہ مذہب کچھ بھی نہیں اور سب ڈھکوسلہ ہے۔ یہ سب جیسا کہ میں پیچھے کہہ چکا ہوں اس پردہ کی مخالفت کا اثر ہے۔

پچھلے دنوں میں فرانس کے دار الخلافہ کی عورتوں نے گورنمنٹ کو عرضی دی تھی کہ نکاح بیفائدہ ہے اور اس لغو رسم کو اُڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نیچر کے برخلاف ہے۔ نیچر نے تو یہ اصول نہیں باندھا کیونکہ تمام جانوروں میں یہ کہیں نہیں پایا جاتا۔ سوائے انسان کے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیچر کا اصول نہیں ہے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ فرانس نے اس عرضداشت کا قبول کرنا کیوں بُرا سمجھا۔ کیونکہ یہ پردہ پر ایک نمبر ترقی کا بڑھا ہوا تھا۔ پھر جو امریکہ میں آجکل

یہ گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ نکاح نہیں کرتے اور یہ تجویز کر رہے ہیں کہ ایسے لوگوں پر جو شادی نہ کریں ٹیکس لگایا جائے یہ کس وجہ سے ہے، سو جب سے کہ پردہ کے نہ ہونے سے لوگوں کو اپنی ہوس پرستی میں کوئی دقت پیش نہ آوے اونہوں نے کہا کہ چلو خواہ مخواہ نکاح کا جُوا اپنی گردن پر کیوں رکھیں۔ پچھلے ہی دنوں میں جو وزیر اعظم کا گھر انگلستان کی عورتوں نے گھیر لیا تھا۔ اور کچھ آزادیاں چاہتی تہیں وہ اسیکا نتیجہ نہیں تہا تو اور کیا تہا۔ جس وقت پولیس نے اُنکو ڈنڈی مار کر منتشر کیا۔ اُس وقت اون کے خاوند تو بہت خوش ہوتے ہونگے۔ کہ واہ وا پردہ کے نہ ہونے سے جو قوم نے ترقی کی ہے یہ اس کا ثمرہ مل رہا ہے پھر ابھی دو مہینے بھی نہ گذرے ہونگے جو غورو منسا د عورتوں نے پارلیمنٹ میں مچایا تھا اور جو عمدہ سلوک اُنکے ساتھ کیا گیا تھا وہ بھی شاید مارننگ پوسٹ کے خیال میں ایک بیّن دلیل اسکی ہوگی کہ قوم نے اس رسم کے اُڑا دینے کی بدولت کسقدر ترقی کی ہے۔ پھر یہ اسی کی بدولت ہوا۔ کہ گورنمنٹ روس کو یہ قاعدہ جاری کرنا پڑا تھا کہ جو عورت راہ چلتے انسان کا بازار میں یا گلی میں بوسہ لے لے اُسکو یہ سزا دی جائے (شاید قریبًا ایک گنی کے برابر جرمانہ دینا پڑتا ہے) اور یہ اس لئے کرنا پڑا کہ راہ چلتے انسانوں کو راستہ چلنا مشکل ہوگیا تہا جہاں کسی عورت نے کسی حسین مرد کو دیکھا اور وہیں بڑھ کر اُسکا بوسہ لیا۔ پھر اس تہذیب کا ایک تازہ کرشمہ فرانس کا ایک مشہور واقعہ ہے جہانکہ ایک پولیس انسپکٹر کو بیس پچیس عورتوں نے پکڑ لیا اور کسی نے اوس کی ٹوپی اتار دی کسی نے کوٹ کسی نے طمانچہ مارا ایک نے بڑھکر اوس کا بوسہ لے لیا بڑی مشکل سے وہ وہاں سے جان چھوڑا کر بھاگا۔ یہ ہیں نتائج اُس تجربہ کے۔ جو یورپ نے پردہ کے ترک کرنے سے کیا۔ کیا عورتیں جب پردہ کرینگی تو کہاں وہ ایسی باتیں کر سکتی ہیں۔ شرم و حیا اُنمیں پائی جائیگی جس عورت نے سوائے اپنے چند قریبی رشتہ داروں کے اور خاوند کے اور مرد کو دیکھا تک نہیں یا کلام تک نہیں کیا اُس سے وہ بدکاریوں اور شراب خواریوں کے جُرم کہاں سرزد ہو سکتے ہیں۔ جو اُس عورت سے جو مردوں میں بلا محابا پھرتی ہے۔ وہ محبت اُس عورت کو خاوند سے کہاں ہو سکتی ہے جو کہ ایک پردہ دار عورت کو اپنے خاوند سے ہوتی ہے کیونکہ اسپر تو اپنے خاوند کے بیکراں احسان ہیں لیکن یہ سینکڑوں دوسرے ایسے شخص پاتی ہے جو کہ اسکو قسم قسم کے تحفے دیتے اور ہر طرح سے اسکی ناز برداری کرتے ہیں۔ اور مارننگ پوسٹ کا یہ لکھنا کہ یہ عورتوں کے لئے قید ہے بالکل غلط ہے۔ تجربہ ہمکو ثابت کرتا۔ اور ہمکو یقین ہے کہ اگر عورتوں کو جو عفیفہ اور پاکدامن ہیں اون بازاری عورتوں کا ذکر نہیں جو پیشہ کرتی ہیں اور پہلے ہی اپنی عصمت کو کھو چکی ہوئی ہیں کہا جائے کہ وہ باہر مردوں میں بے پردہ چلی جائیں تو ان میں سے بہت ہوں کہ آخر نا امید ہو کر خودکشی کر لیں اسجگہ تھوڑا سا ذکر لوگوں کا ہونا ہی لازمی ہے کیونکہ ہم اون کا پہلے نام لے آئے ہیں اُن کے لئے تو ہمیں زیادہ ثبوت کی ہی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُس نے پردہ کو اُڑاتی ہی برخلاف اپنے جدی خدمت کے نیوگ کا مسئلہ جاری کر دیا کیونکہ نئے نئے جوش اُنکو اس بات پر مجبور کرتے تھے۔ کہ صاحب بہادر بنکے بگھیوں میں بمعہ اپنی عورتوں کے ہواخوری کو جایا کریں لیکن یہ دیکھکر کہ اس سے تو پھر وہی یورپ والا حال ہوتا ہے۔ کیا چال چلیں کہ مذہب کا رنگ چڑھا کر ایک سلسلہ نیوگ کا نکالدیا جس سے عورتیں بھی خوش ہوگئیں کیونکہ مذہب کے پردہ میں عیش پرستی کی آزادی ملگئی۔ اور چاہئے کیا تہا۔ سچ ہے کہ دنیا نیکوں کے لئے ہیں اور بدکاروں کے لئے۔ یہ مصرعہ اُنپر صادق آتا ہے

ع کر گئے ہم سے چال پردہ میں"

بات یہ ہے کہ بغیر پردہ کے شرافت عفت اور عصمت رہ ہی نہیں سکتی۔ مارننگ پوسٹ ایک خاندان کی عورتوں کی نسبت کہتا ہے کہ وہ پردہ ترک کر بیٹھی ہیں اور وہ اسبات پر خوش ہوتا ہے۔ لیکن کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپکا پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

شاید کسی شخص کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو اور کوئی ایسا کر بیٹھا ہو اور شاید کوئی فاحشہ عورت اُس نے گھر میں ڈال رکھی ہو جس سے مارننگ پوسٹ کو دھوکا تھا پچھلے دنوں میں ایک اخبار کی تحریک پر کہ پردہ کو خیر باد کرو۔ ایک عورت نے نہایت ہی تیز ہو کر ایک اخبار میں مضمون دیا تہا کہ پہلے اپنی ماں بہن کو باہر نکالو اور بیوی اور لڑکی کو۔ تب دوسرے کو کہنا اور اسیطرح اور کئی عورتوں نے اُس ایڈیٹر کی خوب خبر لی اس سے بہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کی عورتیں اور ہمارے مذہب کی عورتیں کس زور سے پردہ کی حامی ہیں اور جو شخص اسکے برخلاف انکو کچھ کہے وہ سخت ناپسند کرتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ مثل وہی ہے کہ مدعی سست اور گواہ چست۔ یورپ امریکا ہی کو یہ تہذیب مُبارک ہو۔ یہ ترقی اُنہیں کے ہی مناسب حال ہے۔ اور یہ دہریت جو اسکا نتیجہ اُن کے ہی لئے ہو۔ ہمکو ہماری شرافت۔ عفت۔ عصمت ہی پسند ہے نہیں بلکہ ہم اُسپر فخر کرتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ اسکو یورپ والوں نے تریاق سمجھکر استعمال کیا تھا۔ لیکن اب ان کو معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ایک زہر تھا۔ اُنھوں نے اُس کو مچھلی سمجھکر کھانا چاہا۔ لیکن وہ ایک کانٹا نکلا جو کہ حلق میں پھنس رہا ہے۔ اُنہوں نے رسّی سمجھکر اسکو پکڑا۔ لیکن وہ سانپ بنکر چمٹ گئی۔ اب وہ کبڑی عورت کی طرح جس نے کہا تہا کہ بجائے اس کے کہ میں اچھی ہو جاؤں"۔ چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بہی اس آزار میں مبتلا کریں۔ لیکن نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے +

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان
قادیان ضلع گورداسپور

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم سابق آریہ اپدیشک برہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اس کا ریویو بھی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تہی میرا خیال تہا کہ کم از کم کئی ہزار کاپیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں جن میں سے ابھی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے میں امید کرتا ہوں۔ میرے اس نوٹ کے بعد اسکی تلافی ہوگی دونو حصّے دفتر الحکم میں موجود ہیں جنکی قیمت عہ فی جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک دید ازم حصّہ دوم بہی دفتر الحکم سے ملسکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہئیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصّہ اسی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کار خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بجائیکہ وہ کسی سی مفت ایک حبّہ بہی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

استفسار کا جواب

عمومًا مجھسے سوال کیا جاتا ہے کہ ہر احمدی مرزا صاحب کی تصویر رکھتا ہے اور اوس سے غرض اوسکی پرستش کی ہوتی ہے۔

میں بآواز بلند پکار کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص مرزا صاحب کی تصویر پوجتا ہے وہ یقینًا مشرک ہے۔ اور شرک کرتا ہے۔ اور تصویروں کے بنانیکو مرزا صاحب سخت اور گندی بدعت سمجھتے ہیں چنانچہ یہاں کچھ ایسے کارڈ آئے تھے جنپر آپ کی تصویر تہی تو آپ نے فرمایا کہ ان سب کو جلا دو۔

نیز یہ بات بہی بالکل جھوٹ ہے کہ ہر ایک مرزائی کے پاس مرزا صاحب کی تصویر ہوتی ہے۔ میرے پاس ہی کوئی نہیں۔ جو احمدی تصویر رکھتا ہے وہ مرزا صاحب کے بالکل خلاف کرتا ہے۔

مرزا تصویر کی پرستش کرانیکو دنیا میں نہیں آیا۔ فقط

نور الدین

حق برزبان جاری

مجھے عمومًا شکایت ہے کہ ہمارے مخالف مخالفت اور عداوت کے تاریک غار سے کچھ ایسی شوریدہ سر ہو جاتے ہیں کہ وہ سلسلہ عالیہ کی خوبیوں کا اظہار کرنا گناہ سمجھتے ہیں اور جہانتک ان سے ہو سکتا ہے وہ اسے غلط معنوں میں پیش کرتے ہیں۔ تاہم خوشی کی بات ہے کہ دنیا حق گو لوگوں سے خالی نہیں۔ المصباح کا ایک عمدہ علمی رسالہ ہے جو ریاست جاوہ ملک مالوہ سے شائع ہوتا ہے۔ اسکے ناظرین میں سے کوئی ایک ایڈیٹر رسالہ مذکور سے سوال کرتا ہے کہ

کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید ہیں

اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب نے نہایت صاف گوئی سے کام لیا ہے یعنے جو کچھ انکا عقیدہ تہا اسکے ظاہر کرنے میں کسی ملامت کی پروا نہیں کی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

" نہ صرف اسوجہ سے کہ میں مسلمان والدین کے یہاں پیدا ہوا بلکہ اس وجہ سے بہی کہ مجھے اپنے مذہب سے محبت بہت ہے میں مسلمان ہوں۔ مگر میں مذہب کو ایک بحر ذخار سمجھتا ہوں جس میں غلاظت بہی پڑ کر پاک ہو جاتی ہے جس اسلام کا میں پیرو ہوں وہ ایک تنگ اور پایاب پانی کا گڑہا نہیں۔ جو نہ طاہر ہو نہ مطہر ہر شخص خود کو راستی پر سمجھتا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بہی خود کو راستی پر سمجھتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ وہ خود اور ان کے بہت سے مریدین اسلام پر جو حملے ہوتے ہیں انکا بہت کامیابی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ میں ان سب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مگر نہ ان کی جماعت میں شامل ہوں نہ انکے دعاوی پر ایمان لایا ہوں"

اس رائے پر مزید ریمارک کی حاجت نہیں میری غرض اس اقتباس سے صرف اتنی ہے کہ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں شامل نہیں لیکن انصاف پسند طبیعت رکھتے ہیں صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ کیا کر رہا ہے۔ باایں ہمہ تنگ دل مخالف ہمیں کہتے ہیں کہ ہم اسلام کو بدنام کرتے ہیں؟

اگر خدمت اسلام کا نام مخالفت اسلام اور کفر ہے تو بہر سخن بگو۔
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور محال عقلی

رسالہ خطاب الملیح میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال عقلی نہیں۔

محال عادی کو تو اونھوں نے خود تسلیم کیا ہے۔ محال شرعی اور محال عقلی کے لئے فرماتے ہیں کہ دلیل لانا چاہئے۔ ایسا لکھنا اونکی قلت تدبر اور ناواقفیت پر دال ہے۔ اگر اونھوں نے ہمارے سلسلہ کی کتابیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تصانیف کا اکثر حصہ دیکھا ہوتا تو شاید دلیل نہ مانگتے رہیں ناظرین الحکم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ خطاب الملیح پر ایک مفصل ریویو لکھکر پیش کرونگا چنانچہ **لفظ قمر** کی بحث ۳۰۔ اپریل کے الحکم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اسیطرح اسوقت محال عقلی کی نسبت کچھہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اور ایسے ہی انشاء اللہ تعالےٰ ایک ایک کرکے مولوی اشرف علی صاحب کے مغالطوں کی تمام حقیقت کہول دی جائے گی وہ فرماتے ہیں ”کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے؟ کونسی دلیل شرعی اس کا انکار کررہی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہ ہوسکیگی“

افسوس ہے کہ آجکل ایسے ایسے محدود قابلیت کے شخصوں کو ہی ہمارے ہموطن بھائیوں نے اپنا مقتدا و پیشوا اور عالم متبحر سمجھہ رکھا ہے۔ اگر قرآن پاک کی صرف ایک آیت **قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا** کے معنی اور شان نزول سے واقفیت ہوتی تو ایسی دلیری کے ساتھہ دلیل شرعی کا مطالبہ نہ کیا جاتا ہماری جماعت کے بچے بھی اس جسم خاکی کے رفع الی السماء کا شرعاً محال ہونا ثابت کرسکتے ہیں اسوقت یہی جی چاہتا ہے کہ محال عقلی کے متعلق کچھہ عرض کیا جائے کیونکہ مولویصاحب نے کسی نیز چیز مثل آگ کے اندر سے بار بار انگلی نکالنے اور صدمہ نہ پہونچنے کی قابل مضحکہ دلیل بڑے ناز کے ساتھہ تصنیف فرماکر تحریر کی ہے اور لکھا ہے کہ ”فلسفہ میں یہ طے ہوچکا ہے کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں“ مجھکو مولوی اشرف علی صاحب کی قابلیت پر رحم آتا ہے کہ وہ خود تو فلسفہ سے قطعی ناآشنا معلوم ہوتے ہیں اور دیدہ دلیری کے ساتھہ لکھتے ہیں کہ فلسفہ میں سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں جس سے وہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ مجسمات کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت نہیں اگر حرکت مجسمات کے لئے زمانہ کا لزوم مانا جائے تو مولویصاحب کے استدلال کا شیرازہ پریشان ہوا جاتا ہے۔ خیر یہ تو نہایت سطحی خیال لوگوں کی سی باتیں ہیں اور جو لوگ علم حرکت سے واقفیت رکھتے ہیں وہ سمجھہ سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کی بات ہے۔ کیونکہ کسی جسم کی حرکت خالی فضا میں فرض نہیں کی جاسکتی جبکہ خالی فضا کا ہی وجود نہیں بلکہ حرکت کے معنے (بحیثیت وقوع نہ بحیثیت فرض) ہیں ایک جسم کا دوسرے جسم کو ہٹاکر اوسکی جگہ لینا نہ یہ کہ ایک جسم کا دوسری خالی جگہ لینا اور اسکے لئے وقت کا لزوم ثابت کرنا آسان بلکہ ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں بفرض محال مولوی صاحب کے اس استدلال کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو اون کا کام تب بھی نہیں چلتا اور عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری پھر بھی آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اب کسیقدر ضروری تفصیل کے ساتھہ جسم عنصری کے آسمان پر جانے کا محال عقلی ہونا بیان کیا جاتا ہے مولوی اشرف علی صاحب کے لئے بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ اس مضمون کی تردید اور اپنے **خطاب الملیح** کے فقرات کی تائید میں اپنی فلسفہ دانی کا اظہار فرمائیں۔ اے مغرور مخالفو! ادھر دیکھو!! خدا تعالےٰ فرماتا ہے **ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین**۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے زمین میں ایک ایسی کشش رکھدی ہے کہ وہ مجسمات کو اپنی ہی طرف کھینچتی ہے کشش زمین جسکے تحقیق و معلوم کرنے کا فخر علماء یورپ نیوٹن کو دے رہے ہیں میں کہتا ہوں قرآن شریف میں نہایت کامل اور جامع طریقہ سے مذکور ہے مگر اسوقت میرا منشاء صرف اسی قدر ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق مخالفین کی فلسفہ دانی کا اندازہ کیا جائے قرآن فہمی و تفسیر دانی دوسرے وقت دیکھی جائے گی۔ (اور ان حاملان اسفار کی قرآن فہمی تو عرصہ سے ہماری جماعت دیکھہ رہی ہے)۔ کشش زمین جس سے زمین اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے اوس کے مرکز پر منتہی ہوتی ہے مکانوں اور دیواروں کا قایم رہنا۔ پانی کا نشیب کی طرف بہنا لوہے کا پانی میں ڈوب جانا اور لکڑی کا پانی پر تیرنا۔ ہوا میں طبقات کا ہونا اور ہر زیرین طبقہ کا بالائی طبقہ سے زیادہ کثیف ہونا۔ بیلون میں بیٹھکر آدمی کا ہوا میں اڑنا اور پھر اتر آنا (اس موقع پر جاہل اور جامد طبع لوگ کہینگے اسیطرح حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا ممکن ہے مگر ایسے سخت جاہل کو میں اپنا مخاطب نہیں بناتا) زلزلہ سے مکانات کا گرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب کشش زمین کے کرشمے ہیں فرض کرو مثلاً میرے جسم کا وزن ڈیڑھ من اور مولوی اشرف علی کے جسم کا وزن دو من ہے۔ یہ بھی کشش زمین ہی کا نتیجہ ہے اگر کشش زمین نہ ہوتی تو میرے اور مولویصاحب کے وزن میں فرق نہ ہوتا۔ کشش زمین ہی کے باعث ہوا میں طبقات پیدا ہوئے ہیں اور انسان ہوا کے زیرین طبقہ میں (جو سطح زمین سے متصل ہے) پیدا ہوا ہے اور زندگی بسر کرنے کے لئے ہے۔ اسواسطے ہوا کے لطیف طبقہ میں پہونچکر (جہاں ہوا کا دباؤ بہت کم ہوجاتا ہے) وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہوا کا دباؤ کم ہوجانے کے باعث صرف چند ہزار فٹ بلندی پر جانے سے ہی پھیپھڑہ پر مضر اثر پڑتا ہے چنانچہ جسقدر عرصہ میں ہم سطح زمین پر ایکمرتبہ سانس لیتے ہیں اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) فٹ بلندی پر پہونچکر اوتنی دیر میں دوبار سانس لینا پڑتا ہے اسکے بعد اسیطرح دماغ پھر دل بیکار ہوجاتا ہے نہ عقل قایم رہ سکتی ہے نہ ہوش۔ اسوقت تک پہاڑوں پر کوئی شخص چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر نہیں چڑھ سکا اور بیلون میں بیٹھکر سینتیس ہزار (۳۷۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر کوئی نہیں جاسکا حرارت آفتاب بوجہ ہوا کی کثافت کے قایم رہتی ہے جسقدر ہوا میں اجزائے کثیفہ کم ہونگے حرارت کم ظاہر ہوگی۔ ہوا کے اجزائے کثیفہ طبقات زیرین میں بتدریج زیادہ اور بالائی طبقات میں اسیطرح کم ہوتے گئے ہیں۔ چنانچہ زمین کے [illegible] پر بھی صرف پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) فٹ بلندی پر پانی برف بن جاتا ہے جسکو طبقہ زمہریر کہا جاتا ہے اور اس طبقہ کی سردی اوپر کو بتدریج زیادہ ہوتی گئی ہے۔ اسی طبقہ یعنی طبقہ زمہریر کے سب سے زیرین خط (اسجگہ خط سے مراد سطح ہے) یا سب سے گرم خط کو خط دائم الثلج کہتے ہیں۔ اجزائے مائیہ یعنی بخارات کا اس خط سے اوپر پہونچنا غیر ممکن ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ تیزی سے طبقہ زمہریر کو طے کرنا چاہے گا تو اسی قدر زیادہ عجلت اور سختی سے اوسپر ہلاکت کا اثر ہوگا۔ اگر کوئی جسم مثلاً لکڑی یا پتھر وغیرہ زمین سے جدا ہوکر آسمان کیطرف جانا چاہے یا یوں سمجھئے کہ بیلون میں صرف ایک پتھر باندھکر یا خالی بیلون کو آسمان کیطرف جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے تو جب تک اوس کے اندر کی ہوا گرم اور بیرونی ہوا سے ہلکی ہے اوسوقت تک بیلون اونچا ہوتا جائیگا مگر پھر ایک خاص بلندی تک پہونچکر ہوا کا وہ طبقہ آئیگا کہ جہاں کی ہوا خود اسقدر ہلکی ہے کہ اوس سے زیادہ ہوا کا ہلکا کرنا یا کوئی ایسا ہی ہلکا جسم (جو زمین پر دستیاب ہوسکے) فرض کرنا غیر ممکن ہے۔ اوس طبقہ تک نہ بیلون جاسکتا ہے نہ لکڑی نہ اور کچھہ بلکہ لکڑی کرچ وغیرہ اجسام ریزہ ریزہ ہوکر غبار کی شکل میں زمین کیطرف آئینگے۔ اب اگر لکڑی پتھر وغیرہ کو چھوڑ کر حضرت انسان کے صعود کو دیکھیں تو یہ بیچارے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) فٹ بلندی تک بھی نہیں جاسکتے اول تو تنفس ہی دشوار ہوگا۔ آگے چلکر دماغ بیکار۔ اوس سے آگے چلکر جسم کی کھال شق ہونی شروع ہوگی اور جسم مشک یا کپے کیطرح پھول کر پاش پاش ہوجائیگا۔ پھر گوشت۔ پوست اور ہڈی وغیرہ سب غبار ہوکر اڑ جائینگے یا کم سے کم کوئی چیز ہی حالت اصلی پر تو ہرگز نہ رہیگی اور یہ سارے مراحل زمین سے ہزار دو ہزار کوس بلند ہونے پر نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ کوس یا اسی کے قریب کسیقدر کم یا زیادہ بلندی پر طے ہوجائینگے اور ان سب واقعات کے لئے وقت یا زمانہ کی بس اوسی قدر ضرورت ہے جسقدر کہ جس طرح مولوی اشرف علی صاحب اجسام کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت تسلیم کریں۔ ابھی یہ سوال بھی باقی ہے کہ کشش زمین کا مضبوط رسا جو ہر جسم کی گردن میں پڑا ہے یا ٹانگ سے بندھا ہے وہ کسطرح کسی جسم یا کسی انسان یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر جانے دیگا۔ اور پھر کشش زمین ہی نہیں نیر اعظم کی کشش (جسنے زمین جیسے بڑے سیارے کو بھی اپنی طرف کھینچ رکھا ہے) کا بھی مقابلہ کرنا پڑیگا کیونکہ اس نظام شمسی کا مرکز آفتاب ہے۔ حضرت عیسیٰ اگر کشش زمین کی حدود سے باہر چلے بھی گئے تو راستہ میں اگر کوئی دوسرا سیارہ قریب ہوا تو وہ فوراً کھینچ لے گا ورنہ آفتاب اپنی طرف کشش کریگا اور ظاہر ہے کہ آفتاب پر روئے زمین کا کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا۔ آفتاب تو آفتاب زہرہ اور عطارد میں بھی بوجہ قرب آفتاب اسقدر حرارت ہے کہ یہاں کے ذی روح کا ان سیاروں میں زندہ رہنا غیر ممکن ہے۔ علاوہ ازیں زمین گول ہے اور اس کا متحرک بہ حرکت محوری و دولابی ہونا خود اسکے نام **ارض** سے ثابت ہے (کیونکہ زبان عرب میں **ارض** اوس کیڑے کو کہتے ہیں جس کا نام [illegible] گھن ہے اور جو لکڑی کے کاٹنے کی حرکت سے ایک دم کے لئے بھی ساکن نہیں ہوتا اسیطرح زمین کی حرکت میں بھی کبھی سکون نہیں) پس جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کو اپنے جانب تحت چھوڑکر آسمان کی طرف یعنی اپنے جانب فوق صعود فرما ہوئے ہونگے تو بارہ گھنٹے کے بعد ملک شام (جہاں سے اونکا آسمان پر اٹھایا جانا ہے) کے آدمیوں کے جانب تحت یعنی نیچے ہونگے۔ سر کے جانب کی سمت فوق اور قدم کے جانب کا تحت کہلاتی ہے اور زمین مدور و متحرک ہی اسلئے زمین والے فوق و تحت کی کوئی حقیقی سمت قایم ہی نہیں کرسکتے اور آسمان کے کسی مقام یا کسی سیارے وغیرہ کو اوپر یا نیچے کہہ ہی نہیں سکتے۔ اگر فلسفہ قدیم کی موافق آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن مانا جاتے تب بھی بجنسہ یہی اعتراض وارد ہوتا ہے اس موقع پر یہ بیان کردینا بھی ضروری ہے کہ بحث جسم ہی ہے اور جسم کے لئے ہی اس قسم کی فوق و تحت وغیرہ جوانب کی ضرورت ہے باقی امور روحانیات یعنی رفع روحانی وغیرہ کے لئے فوق و تحت وغیرہ جوانب کا تعلق

اور قرآن کریم کے تمام اس قسم کے الفاظ بالکل ثابت شدہ حقیقتیں ہیں اسجگہ چونکہ صرف زمینی جسم سے بحث ہے۔ اسلئے زمینی جوانب کا تذکرہ کیا گیا نہ کہ فوق و تحت سے قطعی انکار۔ جواب الجواب میں اگر ضرورت پڑی تو تشریح کر دیجائیگی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت عیسیٰ کا آسمان پر پہنچ جانا بھی مان لیں (حالانکہ محال ثابت ہو چکا ہے) تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہاں **کاربن۔ ہائیڈروجن نائیٹروجن** اور آکسیجن سے مرکب جسم کی پرورش کے لئے ضروری غذائیں اون کو پہنچائی جاتی ہوں اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کی ضرورتیں وہ رفع کرتے ہوں اور بڑھاپے کی روک کے لئے **فاسفورس** البسٹر محلل یا اسی قسم کی دوائیاں استعمال کرتے ہوں بلکہ پھر بھی بڑھاپا ضرور آ گیا ہو اور عرصہ دراز سے وہ الیٰ اذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا کے درجہ میں پہنچے ہوئے ہوں وغیرہ وغیرہ اور اگر اون کے اس جسم کو ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے تو ضرور کوئی دوسری قسم کا دوسرا جسم ہے جسکو عنصری خاکی جسم کیطرح نہیں کہا جا سکتا اور جب عنصری خاکی جسم ہیں تو مقصود اصلی جسکو ثابت کرنا تھا حاصل ہو گیا۔ علاوہ ازیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر پہنچا ہوا خیال کر لیں تو بموجب توجیہ مولوی اشرف علی صاحب یہ ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو طبقہ زمہریر وغیرہ میں سے اسقدر سرعت کے ساتھ لیگئے ہیں کہ جس سرعت کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسقدر عظیم الشان فاصلہ چشم زدن میں طے ہوا ہے تب ہی تو بقول مولوی اشرف علی تاثیرات طبقہ زمہریر وغیرہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں لیکن یہاں بھی اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ یکایک تغیر ٹمپریچر موجب امراض شدیدہ ہوتا ہے چنانچہ حمام کے گرم درجہ سے یکلخت سردی میں آنا باعث بیماری اور موجب ہلاکت ہو جاتا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یکلخت اسقدر عظیم الشان تغیر ٹمپریچر نے کیسے زندہ رہنے دیا۔ پھر یہ کہ جن لوگوں کو برسات میں جھولا جھولنے اور پینگ بڑھانے کا اتفاق ہوا ہے وہ باسانی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ نیچے سے اوپر کو جانا اسقدر ناگوار نہیں معلوم ہوتا مگر اوپر سے نیچے کی جانب آنے میں دوران خون میں ایک عجیب انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے اور اوس تنزل کی رفتار ذرا تیز ہونے سے آدمی اسطرح مر جاتا ہے جسطرح برقی قوت سے امریکہ میں اکثر واجب القتل مجرم ہلاک کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسی مثالیں بکثرت دستیاب ہو سکتی ہیں کہ بلند مکانوں اور درختوں پر سے گرنے والے آدمی بعض اوقات زمین تک پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں مر جاتے ہیں اور زمین پر مردہ گرتے ہیں۔ (اسکا تفصیلی بیان اور ایسا ہونے کے وجوہات آئندہ ظاہر کر دیئے جائینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ) حضرت عیسیٰ جو آسمان سے زمین تک اسقدر دور دراز فاصلہ اوپر سے نیچے کیجانب آنے میں نہایت سرعت کیساتھ طے کرینگے تو اون کا کیا حال ہوگا؟ میں نہایت خوش ہونگا کہ مولوی اشرف علی صاحب کے طرفداروں میں سے کوئی صاحب (جو ہیئت و طبقات و علم الہوا و علم الحرارت وغیرہ سے واقف اور قدیم و جدید فلسفہ کے اختلافات سے آگاہ ہوں) اس محال عقلی کے متعلق کوئی مضمون لکھیں اور بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی بات رکھ لیں جنہوں نے یہہ تحدی کی ہے کہ قیامت تک اس کے خلاف دلیل قایم نہ ہو سکیگی اور پھر مجھکو بھی موقع دیں (یعنی جس اخبار میں اونکا مضمون شائع ہو وہ اخبار میرے پاس بھی بھجوا دیں) کہ میں ان علوم عقلی سے اوس محال عقلی کو جانچوں۔ مگر شرط یہی ہے کہ اس جسم عنصری خاکی سے بحث ہو اور خلط مبحث نہ کیا جائے۔

والسلام

راقم

خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

جناب مرزا غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب

جن لوگوں نے ذکر الحکیم ۴ کو پڑھا ہے۔ وہ ضرور ان تین نتایج پر پہنچ گئے ہوں گے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب (۱) نجات اُخروی کو نبوت محمدی کی اتباع میں محدود نہیں سمجھتے (۲) وہ اپنے آپکو اپنے چند تازہ الہامات کے رُو سے مصلح و امام وقت خیال کرتے ہیں۔ اور (۳) ہر دو امور متذکرہ بالا کی بنا پر اون کے دل میں حضرت مرزا صاحب کی مخالفت بھی پیدا ہو گئی ہے۔

امر اوّل سے اون کی مراد یہ ہے کہ نجات کے لئے اتباع اسلام میں کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر ایک مذہب کا پیرو اپنی نیکیوں کے ذریعہ سے اوسی طرح نجات پا سکتا ہے جس طرح اہل اسلام یعنے کسی نبی کی اطاعت پر نجات منحصر نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال علاوہ صریح مخالفت قرآن کے عقلی دلائل کے رُو سے جیسا بیہودہ اور کمزور ہے۔ اوس کے بیان کی ضرورت نہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ مرزا صاحب کا کوئی سخت مخالف مسلمان بھی اس لغو عقیدہ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اتفاق کرے گا۔ مرزا صاحب کے ایک سخت مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو صاف لکھدیا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب ہی حق پر ہیں۔

امر دوم کے متعلق بھی ڈاکٹر صاحب کو سخت ٹھوکر لگی ہے کیونکہ جب ان کی امامت کے علامات موجود ہیں تو ایسا عقلمند کون ہے کہ انہیں مصلح اسلام تسلیم کر لے۔ اس امر میں ڈاکٹر صاحب کی عبرت کے لئے چراغ الدین ساکن جموں اور اسکے بیٹوں کی ہلاکت کا تازہ واقعہ کچھ کم نہ تھا جس نے ڈاکٹر صاحب کی طرح اپنے خوابوں یا الہاموں سے دھوکہ کھا کر اسی قسم کی رسالت کا دعوےٰ کیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہم مذہبی مصالحت اور اتحاد کی کوشش کی۔ اور اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کی نسبت اپنی تصانیف میں نہایت مکروہ اور ہتک آمیز کلمات درج کئے اور پھر خود بخود اپنی صداقت پر بھروسہ کر کے مرزا صاحب کے خلاف مباہلہ کے رنگ میں دعا بھی کی جس کا نتیجہ ۴ - اپریل ۱۹۰۶ء تک جو کچھ ہوا وہ ناظرین اخبارات سے مخفی نہ ہوگا۔ اور اس واقعہ کا ظہور بعینہ اوسی طرح ہوا۔ جسطرح حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر بہت عرصہ پہلے دافع البلاء میں مشتہر کیا تھا۔

امر سوم جو ہر دو پہلے عقائد کی تبعیت سے پیدا ہوا ہے۔ یہ ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نجات کے لئے نبوت محمدیؐ کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتے۔ اور اپنے آپ کو خدا کی طرف سے بشیر و نذیر خیال کرتے ہیں۔ اور اسی کے ضمن میں مجھے بھی (مرزا صاحب کو) کاذب خیال کرنے پر مجبور ہیں۔ تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ ایک اعلان مندرجہ الحکم و بدر کے اپنی جماعت سے خارج کر دیا جس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں۔

" اگر یہ باتیں سچ ہیں (یعنے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے خیال کیا ہے) تو میں اوس کیڑے سے بھی بدتر ہوں۔ جو نجاست سے پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں کرتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا ..... اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا۔ اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں۔ اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں۔ اھ "

ہاں اگر کوئی ناواقف ڈاکٹر صاحب کے ارتداد سے کذب سلسلہ احمدیہ کا استدلال کرے تو یہ اس کی عدم واقفیت کا قصور ہے۔ کیونکہ قرآن شریف اور کتب حدیث وغیرہ سے صاف عیاں ہے کہ ایک قدیم سنت اللہ ہے جس سے کوئی سلسلہ حقہ مستثنےٰ نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے واقعات سے کسی مذہب کا کذب لازم آتا ہے قرآن مجید کی کئی آیات میں سے ایک یہ غور کے لایق ہے یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ اھ" جس کا ماحصل یہ ہے کہ کئی بدقسمت لوگ آنحضرتؐ پر ایمان لا کر مرتد ہو گئے تھے حضرت ابوبکرؓ کا پہلا مقابلہ مرتدین اسلام کے ساتھ ہوا تھا مسیلمہ وغیرہ بھی ایمان لا کر دست بردار ہوئے تھے کئی لاکھ مسلمان آجتک مرتد ہو کر عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ جیکل دہرم پال اور اس کے کئی امثال نے خلعت ارتداد پہنا۔ پطرس وغیرہ نے حضرت مسیح کے مقابلہ میں کیا کیا تھا۔ بلعم نے حضرت موسیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا غرض جب ایسی لوگوں کے ہونے سے نہ تو اسلام جھوٹا ٹھیرا۔ اور نہ اسکا کچھ بگڑا۔ تو اب ایک ڈاکٹر صاحب کے ایک دن میں بگڑ جانے سے اسلام عموماً یا سلسلہ احمدیہ خصوصاً کس طرح تباہ ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ڈاکٹر صاحب کے تغیر خیالات کے پہلے یا بعد ایک دو اور شخص بھی سلسلہ احمدیہ سے دست کش ہوئے ہیں سو واضح ہو کہ ایسے لوگ عوام کالانعام میں داخل ہیں۔ جن کا مرید یا مرتد ہونا برابر ہے۔ مثلاً ان میں سے ایک شخص قادر بخش جسکے نام کے ساتھ دانستہ یا نادانستہ مولوی کا لقب بڑھایا گیا تھا۔ چنانچہ ان کی مولویت ان کے بیان مندرجہ پیسہ اخبار سے آشکارا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "میں نے فلاں احمدی کی ترغیب سے مرزا صاحب کی بیعت کی تھی اگویا انہیں باوجود مولوی ہونے کے خود حق و باطل کی شناخت نہ تھی۔ ورنہ آخر کار وہ ایک غیر احمدی کی تحریک سے فسخ بیعت نہ کرتے) بعینہ اسی رنگ کا واقعہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا تھا یعنی ایک شخص نے جو آنحضرتؐ پر ایمان لا چکا تھا۔ بعض نادان دوستوں کی تحریک سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کر کے اپنی بیعت واپس لی تھی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ عوام تو درکنار خواص کا ارتداد بھی کسی سلسلہ حقہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا علاوہ بریں ڈاکٹر صاحب کی تحریرات کے متعلق چند باتیں دریافت طلب بھی ہیں۔ جنہیں امید ہے وہ حل کر دیں گے۔

ا - ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریر میں کسی جگہ تو مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی کہا ہے اور کہیں سخت مخالفانہ رنگ میں ذکر کیا ہے۔ اس تناقض سے کیا مراد ہے۔

ب - جن غیر احمدی لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی سابقہ معقول اور مدلل تحریروں کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے موجودہ الو کھے عقائد کی صداقت کا انہیں کیونکر یقین دلا سکتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ شاید ڈاکٹر صاحب کل ان خیالات پر بھی قایم نہ رہیں۔

ج - مرزا صاحب کی تائید میں قبل ازیں جو کچھ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے۔ قرآنی عقلی اور الہامی دلائل کی بنا پر لکھا ہے۔ اب مرزا صاحب کی مخالفت میں بھی وہ آیات یا الہامات سے ہی استدلال کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آجکل ان آیات کے معانی کیونکر بدل گئے ہیں یا ان کا پہلا الہام کرنیوالا خدا کوئی اور تھا۔ اور اسوقت کوئی اور ہے اور اگر ڈاکٹر صاحب فرما دیں کہ پہلے ہم غلطی پر تھے تو اب انکو حق پر ہونیکا کیا ثبوت ہے۔

د - اسی رسالہ میں ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک پرانا خواب درج کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ انہیں بتلایا گیا کہ اگر فلاں شخص حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیگا۔ تو وہ طاعون سے ہلاک ہو جائیگا۔ پھر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ خواب شخص مذکور کے کسی رشتہ دار کو بھی سنا دیا۔ اور آخر کار وہ شخص جسکی ہلاکت کے متعلق انہیں خبر دیگئی تھی کچھ عرصہ بعد طاعون سے مر گیا۔ باوجودیکہ وہ ایک کشادہ ہوادار

نہیں شیوہ میرا ہرگز کبھی ہرزہ درائی کا | نوائے دلکش تحقیق حق ہر دم میں گاتا ہوں | خدایا بارور کر شاخِ نخلِ آرزوئے دل | تیری ہی آس پر میں یہ پیڑ لگاتا ہوں

موسم گرما کا خاص تحفہ

لاجواب مرکب مفرح دلکشا

یاقوت مروارید ... ورق نقرہ کہربا ... عنبر ... وغیرہ وغیرہ کا

یہ اُن قدردانان مُلک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک وزعفران وغیرہ کے ۱۳ اگست کے بعد سے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اُن کے لئے کوئی حرج نہیں،

مفرح دلکشا کا نسخہ حسب ذیل ہے

قیمت

ایک ڈبیہ تین روپے (۳) ۔ تین ڈبیہ آٹھ روپے (۸) ۔ چھ ڈبیہ پندرہ روپے (۱۵) ۔ ایک درجن ستائیس روپے (۲۷)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ۔ خوراک ۳ ماشہ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

مفرح دلکشا میں خدا تعالےٰ کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں۔ جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ ہو سکے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد اُسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اپنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے

مفرح دلکشا جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع الاثر تحریک ٹھنڈک۔ سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ یہ ضعف بیچینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کی باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتبار نسخہ ہے

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیرہ معدہ۔ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت سرعت وکثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کی باعث پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ درد سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دیتی والا بے نظیر مرکب ہے

مفرح دلکشا یوں وہ تو ہر ... تو دماغی۔ سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ حاکموں۔ ... ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس وفوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء جنکو صحت کی قدر ہے اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی تب ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر پھر کام میں لگ گئے

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کیساتھ اس کا استعمال ہر زن ومرد خورد وکلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور اس سے بڑھکر دوسری دوائی ہونا قریبًا محال ہے

مفرح دلکشا حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقع پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو۔ یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ نکل جانے سے ... حالت ہو گئی ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو مبتلائے سل ودق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسیوقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قویٰ مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اس کے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہئے

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إنه آوى القرية

الحکم

چہ گو یم باتو کرائی چہار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے - ۴

نمبر ۲۵ قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الاول جلد ۱۰

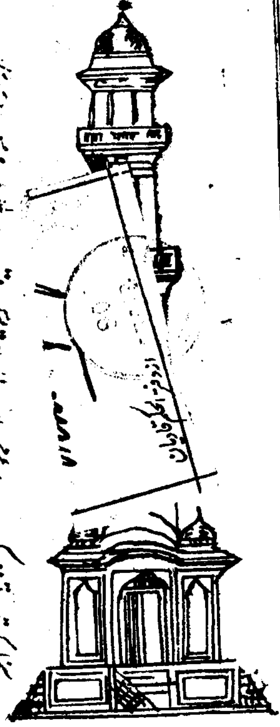

فہرست مضامین

(۱) قابل توجہ گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ (و) مجسٹریٹ بہادر ضلع بجنور ... ص ۲
حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان ... ص ۳
... ص ۴-۵
زندہ ہو گیا ... ص ۵
لیکچر ... ص ۶
... ص ۷
... ص ۸
(۹) اشتہارات ... ص ۹-۱۰

قابل توجہ گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

(و) قابل توجہ صاحب جنٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع بجنور

نجیب آباد والوں نے ہم مٹھی بھر احمدیوں کی مخالفت میں جو جو زیادتیاں کی ہیں افسوس کہ ہم صبر وسکون کے ساتھ برداشت کرتے ہیں مگر تعجب ہے کہ گورنمنٹ کے ہندوستانی منتظم اہلکار بھی جنکو اپنی وجاہت وعزت پر ناز ہے ہم ضعیف احمدیوں کی نقصان رسانی اور تکلیف دہی میں عجیب عجیب قابل شرم پہلو بین ظاہر کر رہے ہیں اور دو نلین سلیم الطبع نادار - بے یار و مددگار - عیالدار شخصوں کو نقصان پہونچا پہونچا کر اپنی ہمتی اور بہادری پر نازاں ہیں حالانکہ کسی مجبور اور کمزور کے سامنے لاف مردانگی جتانا سراسر بزدلی اور نامردی ہے - وہ اہلکار جنسے کہ ہمکو مدد اور انصاف کی توقع تھی اور جنکا فرض تھا کہ ہماری حفاظت کرتے بجائے کار منصبی کے اپنے رعب اہلکاری کو کام میں لا کر مذہبی مخالفوں کو نقصان پہونچانے کی کوشش کرتے ہیں اور خود علانیہ فرماتے ہیں کہ فلاں احمدی کو قادیان سے اسقدر رقم ماہوار ملتی ہے اسلئے وہ فلاں نقصان برداشت کر سکیگا وغیرہ وغیرہ اور اسطرح شہر والوں کو چند غریب احمدیوں کی مخالفت میں قابل شرم طریقہ سے آمادہ کرتے ہیں اور مطلق اپنی شان اور منصب کے خلاف نہیں سمجھتے - ہمنے مانا کہ جماعت احمدیہ عیسائیوں کی مذہبی غلطیاں ظاہر کرنے والی اور مذہب عیسائی کی مسلمانوں میں سب سے زیادہ مخالف جماعت ہے مگر اہل اسلام کی تمام فرقوں میں سب سے زیادہ گورنمنٹ کی خیرخواہ ہمدرد و مطیع و فرمانبردار صرف ایک ہماری ہی جماعت یعنی جماعت احمدیہ ہے - خونی مہدی کے منتظر اور عیسائیوں کے مال و اسباب کو بجبر لوٹکر بلا استحقاق اپنے گھروں میں بھر لینے کے آرزومند گویا گورنمنٹ کو دھوکہ دیتے ہیں کہ اپنے آپکو گورنمنٹ کا خیرخواہ ظاہر کرتے ہیں - یہ بڑے بڑے عالیجناب اہلکار تو مہدی کے متعلق اپنے عقائد گورنمنٹ کے سامنے پیش بھی نہیں کر سکتے - کیا اچھا ہو کہ گورنمنٹ ان کے عقائد معلوم کرنے کے لئے ہم لوگوں میں سے کسی احمدی سے سوالات لکھا کر اون سوالات کے جوابات ان اہلکاروں سے لکھوائے اور پھر اونکو شائع کر دے - یقیناً یہ لوگ گورنمنٹ سے ڈر کر اپنے اصلی عقائد کے خلاف وہ وہ باتیں بیان کرینگے کہ جنکو دیکھکر انکے جبہ پوش مولوی ضرور انپر کفر کے فتوے لگا دینگے - اخیر میں نہایت ادب کیساتھ گذارش ہے کہ نجیب آباد کے چند احمدی اسقدر ضعیف و کمزور ہیں کہ اپنی فریاد گورنمنٹ تک بھی آسانی سے نہیں پہنچا سکتے تمام بااختیار ہیں اسلئے ہم کو نہ کوئی گواہ دستیاب ہو سکتا ہے نہ اون مظالم کا جو ہمپر کئے گئے ہیں ہم دعوے پیش کر سکتے ہیں ہم لوگوں کی ایذا رسانی کے جو جو منصوبے رؤسا اور اعلے حکام میں ہو رہے ہیں اونکا بھی ہم کوئی انسداد نہیں کر سکتے + راقم مظلوم نجیب آبادی احمدی +

نوٹ از ایڈیٹر میں بجنور کے کلکٹر صاحب کو خصوصیت سے توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ان غریبوں کی حالت زار پر توجہ فرما کر مناسب انتظام کریں + احمدی جماعت جس غربت اور مسکینی سے گذارہ کر رہی ہے اس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں جہاں یہہ فرقہ نہایت زور سے ترقی کر رہا ہے ہر ضلع میں نہایت سکینت سے یہہ لوگ آباد ہیں - اور حکام انکی دیانت داری اور حق گوئی اور وفاداری کے شاہد ہیں -

پچھلے دنوں بریلی کے ظالم طبع مخالفوں نے وہاں کے غریب احمدیوں کو دکھ دیا تھا تو ہمنے الحکم کے ذریعہ ایک نوٹ لکھکر وہاں کے کلکٹر صاحب کو بھیجدیا تھا - جسپر انہوں نے نہایت فرزانگی اور شفقت سے توجہ فرمائی - اور بیچارے مظلوموں کو امن ملا - اگر انگریزی گورنمنٹ نہ ہوتی تو یہہ لوگ بیکس احمدیوں کے خون کی نہر چلا دیتے مگر شاہی سطوت اور جبروت ان بد ارادوں سے انہیں باز رکھتی ہے اور صرف تھوڑے ہتھیاروں سے دکھ دیتے ہیں دیسی مسلمان مقامی حکام (پنجاب میں نہیں) چونکہ ان مولویوں کے فتووں سے ڈرتے ہیں اسلئے وہ لوگ بھی ایذا رسانی میں فرق نہیں کرتے ورنہ کافر قرار دیئے جاویں اسلئے بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب خود توجہ فرمائیں - اور اپنے مظلوم وفادار رعایا کے افراد کے جان و مال کی حفاظت اپنے ہاتھ میں لیں اور انہیں تسلی دیں -

مجھے امید ہے کہ میری یہ تحریر بے اثر نہ رہے گی اور ضرور بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بنفس نفیس نجیب آباد کے غریب احمدیوں کی فریاد کو سنیں گے اور وہاں کی مخالف پارٹی کو مناسب تنبیہ فرمائیں گے - اگر ضرورت ہوئی تو اس معاملہ پر میں مزید قلم اٹھانے کو بھی طیار ہوں - صاحب ضلع بجنور یہہ بھی خیال فرما سکتے ہیں کہ نجیب آبادی احمدیوں کی جماعت بہت ہی کم ہے جو چند آدمیوں سے زیادہ نہیں اور وہاں کے مخالف مسلمان کثیر التعداد ہیں جو انہیں ہر طرح تکلیف و دکھ پہونچا سکتے ہیں پس اسکے لئے صاحب ضلع مقامی حکام کو مناسب ہدایات دیں گے تو اصلاح ہو سکتی ہے - اور وہ طوفان بے تمیزی جو غریب احمدیوں کے خلاف برپا کیا گیا ہے دب سکتا ہے -

نجیب آباد کے مخالف مسلمانو! یاد رکھو تمہاری یہ سختیاں اور دکھ اس جماعت کو پست ہمت نہ بنا سکیں گی - وہ مومن ہیں ان باتوں سے گھبرائیں گے نہیں - آخر تمہیں خود تھک کر رہ جانا پڑیگا کیا تمہارے پاس دلائل کی بجائے اب ایذا رسانی ہی رہ گئی ہے؟

مضطر صاحب کا قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں

جناب منشی نعمت اللہ خاں صاحب مضطر بدایوانی احمدی کو اخبار بدر کا کوئی گذشتہ نمبر جماعت احمدیہ میں انٹروڈیوس کرا چکا ہے۔ اونہوں نے نہایت عجلت اور پریشانی کی حالت میں آجکل ایک نظم لکھی وہ میری نظر سے بھی گذری میرا جی چاہا کہ دوسرے احمدی بھائی بھی اس سے لطف اٹھائیں جو لوگ فن سخن سے مذاق رکھتے ہیں دیکھیں کہ شاعری کے کمالات گل و بلبل اور وصل و ہجر ہی کی داستانوں تک محدود نہیں ہیں بلکہ کوئی شخص جو فن شعر میں کچھ دستگاہ رکھتا ہو ضرور اخلاقی و مذہبی مضامین لکھ سکتا ہے اور دینی خدمات بآسانی بجا لا سکتا ہے باقی مضطر صاحب کی قادر الکلامی۔ خوبی بیان۔ سلاست زبان کی تعریف کی ضرورت نہیں ذیل کی نظم سب کچھ بتا دے گی۔

ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

ہم لوگوں کو یہاں کی بورشوں اور یہاں کے طوفان بے تمیزی نے اس قابل بھی نہیں رکھا۔ کہ اطمینان سے بیٹھکر کچھ لکھ ہی سکیں۔ مگر تا کجے! انشاء اللہ تعالےٰ کامیابی و کامرانی ہمارا حصہ ہے۔ سب بھائی ہمارے لئے دعا کریں خدا ہمارا مددگار ہو اور ہمکو احمدیت کا کامل نمونہ بنائے۔ آمین۔ مضطر کی وہ نظم یعنی قصیدہ ذیل میں درج ہے۔

راقم

عبد العلیم خاں احمدی از نجیب آباد

قصیدہ

...ہل ہے مجھکو اوس شہ والا سے بیعت کا
...افلاک پر پڑھتے ہیں خطبہ جس کی نصرت کا
...گئے زمانہ ہے زمانہ اس کا شاہد ہے
...نظر آیا نہیں بعد نبی اس شان و شوکت کا
...مہدی برحق ہے مثیل ابن مریم ہے
رسول اللہ سے مژدہ سُنا تھا جسکی بعثت کا
یہ وہ ہے رہبر کامل یہ وہ ہے ہادیٔ مطلق
کہ اس سے راستہ ملتا ہے بھولوں کو ہدایت کا
جسے ہو حق کی ادس سے مژدہ وہاں آئے
تماشا دیکھیے آکر ظہور حق کی قدرت کا
بیاں ہیں خوبیاں اسلام کی اوس ذات اقدس سے
کوئی دن میں جہاں سے کوچ ہے اب شرک و بدعت کا
مٹاتا ہے دلوں سے کفر و ظلمت کی سیاہی کو
چکھاتا ہے مزا لوگوں کو ایمانی حلاوت کا
شریعت کا نبی پاک کی وہ ہی مجدد ہے
خدا نے سر پہ اُسکے تاج رکھا ہے امامت کا
نشان تائید میں دکھلاتے ہیں ارض و سما کیا کیا
کلام پاک سے اثبات ہے اوسکی صداقت کا
اوسے بھیجا ہے خالق نے کہ تا مخلوق کو اوس کی
چلن سکھلائے وحدت کا طریقہ اوسکی طاعت کا
وہ طاعت میں خدا کی رات دن معروف رہتا ہے
مجھے ہے ناز دم بھرتا ہوں میں اوسکی اطاعت کا
مگر حیران ہوں جہّال کی ایذا رسانی سے
کچھہ حد سے بڑھ گیا ہے شور و شر انکی بغاوت کا

کوئی کافر سمجھتا ہے کوئی گمراہ کہتا ہے
سُنا ہے حال جب سے منکروں نے میری بیعت کا
سُنائیں گالیاں صدہا لگائیں تہمتیں کیا کیا
اُٹھا رکھا نہ کوئی بھی دقیقہ میری ذلت کا
بُرا کہنے میں مفسد رات دن مصروف رہتے ہیں
انھیں ہاتھ آگیا ہے مشغلہ میری مذمت کا
مجھے دیں گالیاں مجھکو کہیں تحقیر کے کلمے
مجھے منظور جو ہو مقتضا اون کی شرافت کا
بُرا کمبخت کیوں یہ حضرت اقدس کو کہتے ہیں
نہیں پہچانتے کیوں مرتبہ اون کی فضیلت کا
یہود دینی میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ ایک دن آخر
خدا کے سامنے پھل پائینگے اپنی شرارت کا
خدا کے نیک بندوں کو بُرا کہتے ہیں یہ ظالم
نہ انکو خوف محشر کا نہ ہے خطرہ قیامت کا
جسے بھیجا گیا انپر انہوں نے اوسکو جھٹلایا
ہمیشہ سے یہی ہے خاصہ انکی طبیعت کا
بروز احمد مرسل ہے گویا خود ہی احمد ہے
مثیل مصطفےٰ کو ہے لقب زیبا نبوت کا
اگر احمدؐ کو جھٹلایا تو جھٹلایا محمدؐ کو
جو ہے منکر امامت کا وہ ہے منکر رسالت کا
سمجھتے ... موذی یا در کھیں بچ نہیں سکتے
جواب ان سے خدا لے گا ضرور ان کی حماقت کا
مجھے رہ رہ کے انکے حال پر افسوس آتا ہے
بھریں دم مولویت کا عقیدہ رکھیں بدعت کا
مزا اک ایک کو اس بدزبانی کا چکھا دیتا
اگر ہوتا نہ مجھکو پاس حضرت کی نصیحت کا
وگرنہ یہ مخالف چیز کیا ان کی حقیقت کیا
ابھی شیرازہ انکی توڑ دیتا مولویت کا
مجھے سردار لشکر دین کا حق نے بنایا ہے
میں اک مرد بہادر فرد ہوں اوسکی جماعت کا
مری ہمت کے آگے زال و رستم چیز ہی کیا ہیں
فزوں تر مرتبہ ان سے کہیں ہے میری طاقت کا
ٹھہر جائے مرے آگے کہاں یہ تاب دشمن کو
نمونہ کوئی دیکھے ساتھ دیکھے میری جرأت کا
مری دہشت سے تھر تھر کانپتے ہیں مدعی میرے
یہ اونپر رعب چھایا ہے مری تیغ شجاعت کا
ہے دیکھا بدر میں چیلنج سبھی بھائی ... کا
نہ آیا جوش میں کیوں مادہ کچھ انکی غیرت کا
جھجکتے کیوں ہیں منکر مرد بنکر سامنے آئیں
اگر کچھ حوصلہ رکھتے ہوں دل میں قابلیت کا
کسی کو پیٹھ پیچھے یوں بُرا کہنا جہالت ہے
نہیں شیوہ شرافت کا طریقہ ہے رزالت کا
خدایا تجھکو روشن ہے جو کچھ مجھپر گذرتی ہے
سُناؤں حال کیا جہّال کے بغض و عداوت کا
خدایا تو نگہباں ہے خدایا تو محافظ ہے
خدایا آسرا ہے ہمکو بس تیری حمایت کا
خدایا باز یہ آتے نہیں بیہودہ گوئی سے
لحاظ انکو شرافت کا نہ انکو پاس عزت کا
خداوندا کہاں تک سختیاں جھیلوں مصائب کی
دکھا دے منتظر ہوں فیصلہ اپنی عدالت کا
امام پاک کے در پر تو اب مضطر کو پہنچا دے
خداوندا بہت مشتاق ہوں اسکی زیارت کا

سوال کیا ابن مریم مراد مثیل ابن مریم ہے اور یہ کس طرح۔

جواب ہاں ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم ہی ہے اسطرح کہ احادیث میں جیسے ابن مریم کی نسبت پیشگوئی کی ہے ایسے ہی مہدی کی نسبت بھی۔ اور جیسا ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے ایسا ہی مہدی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کا اب مہدی کی آمد کی نسبت تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مہدی سے مراد مثیل مہدی ہے نہ اصل مہدی جو بروز محمدؐ اور مظہر احمدؐ ہونے کیوجہ سے مہدی ہوگا اب تعجب ہے کہ مہدی سے تو خود بخود مثیل مہدی سمجھ لیا ہے مگر ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا۔

اگر در خانہ کس است ہمیں نکتہ بس است

غلام رسول احمدی راجیکے ضلع گوجرانوالہ

پیسہ اخبار کی اخبار نویسی کا معراج

پیسہ اخبار جھوٹی اور نمائشی شیخی میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور اپنے ایڈیٹوریل سٹاف کی تعریفیں کرتے ہوئے اسے سانس چڑھ آیا کرتا ہے ہمنے کئی مرتبہ اسکے ایڈیٹوریل سٹاف کی قابل شرم غلطیوں کو ظاہر کیا ہے۔ آج ایک اور مکروہ غلطی دکھاتا ہوں جس سے یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ پیسہ اخبار کے دفتر میں خبریں کس محنت اور قابلیت سے لکھی جاتی ہیں۔ ۱۶۔ جولائی ۱۹۰۶ء کے نمبر ۷ کے دوسرے کالم کی آخری خبر یہ ہے۔

"مرزا صاحب کادیانی کے دو فرزند بشیر الدین محمود آجکل لاہور آئے ہوئے ہیں مرزا صاحب کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جسکی والدہ علیل اور زیر علاج ہے مرزا جی کے دونوں لڑکے خوب چست و چالاک ہیں بڑا لڑکا باوجود یکہ صاحب اولاد ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ مڈل میں فیل ہو چکا ہے اگر مرزا جی کے بعد یہی لڑکے ان کے گدی کے وارث بنے تو خوب مذہب چلائیں گے"

ناظرین ذرا منشی محبوب عالم صاحب کی صحت معلومات اور قابلیت کی بیسے داد دیں۔ وہ لاہور میں موجود ہیں انکے دفتر میں حضرت اقدس کا ایک خادم موجود ہے پاس ہی خواجہ صاحب کا دفتر ہے۔ الحکم اور بدر انکے دفتر میں جاتے ہیں لیکن وہ ایک معمولی واقعہ کو صحت سے نہیں لکھ سکتے۔ اور اسپر ولایت کے اخباروں پر جو سندہ یا انڈیا کے متعلق غلطی کریں ہنسی اڑایا کرتے ہیں۔ حالانکہ خاص لاہور کا واقعہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر خود ایڈیٹر پیسہ اخبار کے گھر میں تراشی گئی ہے اور پیسہ اخبار آئندہ رپوٹر کی ہی ایجنسی ہی قایم کرلے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ بچہ قادیان میں پیدا ہوا تھا۔ اور بشیر الدین محمود احمد حضرت کے بڑے صاحبزادے کا پورا نام ہے۔ جسکو پیسہ اخبار اپنی معمولی قابلیت سے دو نام جداگانہ سمجھتا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ یہ ظاہر کرکے کہ دونو لڑکے خوب چست و چالاک ہیں" بتاتا ہے کہ اسنے گویا دونو کو دیکھا ہے جو صاحب ہوتے ہیں نہیں سمجھتا کہ ایسی جھوٹی خبریں تراشنے سے مسٹر محبوب عالم کو فائدہ کیا ہے؟ آخر میں جو ریمارک صاحبزادہ صاحب کی قابلیت پر دیا ہے وہ اور بھی بیہودہ ہے۔ اگر ملک و قوم کی اصلاح کے لئے مڈل پاس کی شرط ہے تو ہیڈ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک انبیاء و رسل کا سلسلہ محض ناقابل ا... مطمئن ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے پیسہ اخبار کی مجوزہ یونیورسٹی کا سارٹیفکیٹ حاصل نہیں کیا تھا۔ اور اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے مڈل پاس کیا ہوا ہے تو بہت خوب میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ مگر وہ اپنی اولاد کی فکر کریں کیونکہ انکے قایم کردہ کارخانہ کے لئے شاید بہت بڑی قابلیت کی حاجت ہے۔

صاحبزادہ صاحب یا حضرت اقدس کا کوئی اور بچہ جو موعود ہوگا اسکے لئے خدا تعالےٰ نے مڈل پاس کی شرط نہیں رکھی اور نہ انکے لئے یہ ڈگریاں ہوتی ہیں۔ وہاں تو ایمان اور اعمال صالحہ اور معرفت حقہ کی حاجت ہے وہ خدا کے فضل سے صاحبزادہ صاحب کو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے اتنی بڑھ کر ہے کہ وہ اسکو چلا سکتے ہیں ورنہ تجربہ کرکے دیکھ لو۔ خدا تعالیٰ کی ہستی مسئلہ نبوت تقدیر۔ دوزخ بہشت پر پیسہ اخبار کا ایڈیٹر بھی مضمون لکھے اور صاحبزادہ صاحب بھی لکھیں پبلک انداز کرلے گی؟ اور اگر مڈل یا انٹرنس ہی کا مقابلہ ہے تو میں مان لیتا ہوں کہ وہ تو مسٹر محبوب عالم جتنا بھی نہیں پڑھے۔ اور نہ انکی انہیں ضرورت۔ بہرحال آئندہ مسٹر محبوب عالم ایسے بیہودہ فقرے لکھکر اپنے اخبار کی وقعت کم نہ کیا کریں گے؟

ہشیار باش

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان لوگوں کی زندگی سفلی ہوتی ہے یہہ دنیا اور اسکی گندگیوں کو چھوڑ کر الگ نہیں ہوتے انکے اعمال میں زندگی کی روح نہیں ہوتی۔ لیکن جب انسان اس سفلی زندگی سے نکل آتا ہے تو اس کے اعمال میں اخلاص ہوتا ہے وہ ہر قسم کی ناپاکیوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے وہ قوت اور طاقت ملتی ہے کہ وہ شے اور امانت اللہ جسکو اٹھانا مشکل ہے وہ اُٹھا لیتا ہے جسکی اطلاع فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ وہ بھی یہی نماز روزہ کرتے ہیں اور دنیا بھی یہی کرتی ہے مگر انکی نماز اور دنیا داروں کی نماز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بڑے مخلص اور شان کے لائق تھے۔ کیا ان کے عہد میں لوگ نماز روزہ نکرتے تھے؟ پھر ان کو سب پر سبقت اور فضیلت کیوں ہے؟ اس لئے کہ دوسروں میں وہ بات نہ تھی جو انمیں تھی یہہ ایک روح ہوتی ہے جب پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدوں میں شامل کر لیتا ہے لیکن وہ ملعونی زندگی خدا کو منظور نہیں جو نماز روزہ کی حالت اور صورت میں ریاکاری اور تصنع سے آدمی بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگوں میں زبان کی چالاکیاں اور نطق بڑھ جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو لاف گزاف پسند نہیں وہ ناراض ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ وصدقات کسی وقعت اور توقیر کے لائق نہیں جن میں اخلاص نہو بلکہ وہ لعنت ہیں یہہ اسی وقت بابرکت ہوتے ہیں جب دل اور زبان میں پوری صلح ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ وہ دل کے نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے۔ انسان جو محدود العلم ہے اور جس کی نظر وسیع نہیں ہے دھوکا کھا سکتا ہے۔ ہمارے دوست سیٹھ عبد الرحمان صاحب جو بڑے مخلص اور نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ ایک ہیرے کے متعلق دھوکہ کھایا سیٹھ صاحب یہاں قادیان ہی میں میرے پاس موجود تھے ایک شخص کابل کی طرف کا رہنے والا چند ٹکڑے پتھر کے یہاں لایا اور ظاہر کیا کہ وہ ہیرے کے ٹکڑے ہیں۔ وہ پتھر بہت چمکیلے اور آبدار تھے سیٹھ صاحب کو وہ پسند آگئے اور وہ ان کی قیمت میں پانسو روپیہ دینے کو طیار ہو گئے اور پچیس روپیہ یا کچھہ کم و بیش ان کو دے بھی دئے۔ پھر اتفاقاً مجھہ سے مشورہ کیا کہ میں نے یہ سودا کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے میں اگرچہ ان ہیروں کی ماہیت اور اصلیت سے ناواقف تھا۔ لیکن روحانی ہیرے دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنے پاک حالت کے لوگ جن کے نام پر کئی جھوٹے پتھر یعنی مزور لوگ چمک دمک دکھا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ جوہر شناسی میں مجھے دخل تھا اسلئے مینے اس جگہ پر بتا اور سیٹھ صاحب کو کہا جو کچھہ آپنے دیا وہ تو واپس لینا مشکل ہے لیکن میری رائے ہے کہ پانسو روپیہ دینے سے پہلے کسی اچھے اور ماہر جوہری کو یہہ پتھر دکھلا لینے چاہئیں۔ اگر درحقیقت ہیرے ہوئے تو روپیہ دیدینا چنانچہ وہ پتھر مدراس کسی قابل جوہری کے شناخت کرنے کے لئے بھیجے گئے اور دریافت کیا گیا کہ ان کی کیا قیمت ہے وہاں سے جواب آیا کہ یہ نرے پتھر ہیں ہیرے نہیں ہیں اور اس طرح پر اس دہوکہ سے سیٹھ صاحب بچ گئے۔

غرض

بات یہ ہے کہ جس طرح دنیوی امور میں دہوکے لگ جاتے ہیں اسی طرح پیران گدی نشینوں اور علماء کے دہوکے ہیں خود اس سلسلہ کی مخالفت میں مختلف قسم کی روکیں پیدا کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو سادہ دل ہوتے ہیں اور ان کو پوری واقفیت اس سلسلہ کی نہیں ہوتی انکو دہوکہ لگ جاتا ہے اور وہ راستی کے دوست ہو جاتے ہیں۔ یہہ خدا تعالےٰ کا فضل ہی تو ہے کہ انسان روحانی طور پر جوہر شناس ہو جائیں بہت ہی کم

[illegible]

بہرحال

میرا مقصد اس سے یہہ ہے کہ نرا بدیوں سے بچنا کوئی کمال نہیں ہماری جماعت کو چاہئے کہ اسی پر بس نکرے نہیں بلکہ انہیں دو نو کمال حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے جسکے لئے مجاہدہ اور دعا سے کام لیں یعنے بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ خدا کو سادہ نہ سمجھہ لے کہ وہ مکر و فریب میں آجائے گا۔ جو شخص سفلہ طبع ہو کر خدا تعالےٰ کو دہوکہ دینا چاہتا ہے اور نیکی اور راستبازی کی چادر کے نیچے فریب کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ خدا تعالےٰ اسے اور بھی رسوا کرے گا۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے نفاق اور ریاکاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے یہہ چھپ نہیں سکتی۔ آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے اور پہر سخت ذلیل کرتی ہے۔

خدا تعالےٰ کسی چیز کو چھپاتا نہیں نہ نیکی کو نہ بدی کو۔ سچے نکوکار اپنی نیکیوں کو چھپاتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ انہیں ظاہر کر دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب حکم ہوا کہ تو پیغمبر ہو کر فرعون کے پاس جا تو انہوں نے عذر ہی کیا اس میں سر یہ تھا کہ جو لوگ خدا کے لئے پورا اخلاص رکھتے ہیں وہ نمود اور ریا سے بالکل پاک ہوتے ہیں سچے اخلاص کی یہی نشانی ہے کہ کبھی خیال نہ آوے کہ دنیا ہمیں کیا کہتی ہے۔ جو شخص اپنے دل میں اس امر کا ذرا بھی شائبہ رکھتا ہے وہ بھی شرک کرتا ہے سچا مخلص اس امر کی پرواہی نہیں کرتا کہ دنیا اسے نیک کہتی ہے یا بد۔

مینے تذکرۃ الاولیا میں دیکھا ہے کہ ایک نیک آدمی جب چُھپ کر مناجات کرتا ہے تو اسکی عجیب حالت ہوتی ہے وہ اپنے ان تعلقات کو جو خدا تعالےٰ سے رکھتا ہے کبھی ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اگر اس مناجات کے وقت اتفاق سے کوئی آدمی آجاوے تو وہ ایسا شرمندہ ہوتا ہے جیسے کوئی زناکار عین حالت زنا میں پکڑا جاوے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ ہر نیک آدمی جسکے دل میں اخلاص بھرا ہوا ہے وہ طبعًا اپنے آپ کو پردہ میں رکھنا چاہتا ہے ایسا کہ کوئی پاکدامن عورت بھی ایسا نہیں رکھتی یہہ امر ان کی فطرت ہی میں ہوتا ہے۔

یہہ مت سمجھو کہ انبیاء و رسل اپنے مبعوث ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں ہرگز نہیں وہ تو ایسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں کہ بالکل گمنام رہیں اور کوئی ان کو نہ جانے مگر خدا تعالےٰ زور سے انکو انکے حجروں سے باہر نکالتا ہے۔ ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تھے یہی وجہ تھی جو وہ غار حرا میں چھپکر رہتے اور عبادت کرتے رہتے + انکو کبھی وہم بھی نہ آتا تھا۔ کہ وہ وہاں سے نکل کر کہیں

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

آپ کا منشاء یہی تھا کہ پوشیدہ زندگی بسر کریں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے یہ نہ چاہا اور آپ کو مبعوث فرماکر باہر نکالا۔ اور یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھہ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چھپنا چاہتے ہیں انکو باہر نکالتا اور سب کچھہ بنا دیتا ہے۔

پس

یقیناً سمجھو کہ میں بھی تنہائی کی زندگی کو پسند کرتا ہوں وہ زمانہ جو مجھہ پر گذرا ہے اسکا خیال کرکے مجھے اب بھی لذت آتی ہے میں طبعًا خلوت پسند تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے مجھے باہر نکالا۔ پہر اس حکم کو میں کیونکر رد کر سکتا تھا؟ میں اس نمود اور نمائش کا ہمیشہ دشمن رہا لیکن کیا کروں۔ جب اللہ تعالےٰ نے یہی پسند کیا تو میں اس میں راضی ہوں۔ اور اسکے حکم سے منحرف ہونا کبھی پسند نہیں کر سکتا اسپر دنیا کے جو جی میں آئے کہے میں اسکی پرواہ نہیں کرتا۔

یہہ خوب سمجھہ رکھو کہ سچے موحد وہی ہیں جو ذرہ بھر نیکی ظاہر نہیں کرتے اور نہ سچائی کے قبول کرنے میں دنیا سے ڈرتے ہیں اگر دنیا ان کے کسی فعل سے بدکتی ہے تو انہیں پرواہ نہیں ہوتی بعض کہتے ہیں کہ صحابہ بمقدر مجاہدات کرتے تھے یا روزہ رکھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت نہیں صحابہ میں سے بعض بعض قریب قریب رہبانیت کی زندگی کو پہونچ جاتے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے (نعوذ باللہ) بڑھے ہوئے تھے بلکہ اصل بات یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالےٰ نے جبراً امر کرکے باہر نکالا تھا۔ آپ کی وہ عادت جو اخفا کی تھی دور نہ ہوئی تھی کسی کو کیا معلوم ہو کہ آپ پوشیدہ طور پر کس قدر مجاہدات اور عبادات میں مصروف رہتے تھے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میرے گھر میں باری تھی رات کو جب میری آنکھہ کھلی تو مینے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں میں بہت حیران ہوئی اور آپ کو تلاش کیا جب کہیں پتہ نہ لگا تو آپ کو ایک قبرستان میں پایا کہ نہایت الحاح کیساتھہ مناجات کر رہے تھے کہ اے میرے خدا میری روح میری جان میری ہڈیاں میرے بال بال نے تجھے سجدہ کیا۔

اب اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس معاملہ کی خبر نہ ہوتی تو کسکو معلوم ہوتا کہ آپ اپنے رب کے ساتھہ کیا معاملہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپکے مجاہدات اور عبادات کا حال تھا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی عادت میں رکھہ دیتا ہے کہ وہ اخفا کرتے ہیں اسلئے دنیا کو پورے حالات کی خبر بھی نہیں ہوتی وہ دنیا کے لئے توجہہ کرتے ہی نہیں جس سے معاملہ اور تعلق ہوتا ہے وہ ہر جگہ جانتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ پس مومنوں کو بھی دو ہی قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کیجاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ تا اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں۔ جماعت نماز علانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی پڑہیں۔ اور سِرًّا اسلئے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے۔ یہاں تک بھی سِرًّا نیکی کرنے والے ہوتے ہیں کہ ایک ہاتھہ سے خیرات کرے۔ اور دوسرے کو علم نہ ہو۔ اس سے بڑھ کر اخلاص مند ملنا مشکل ہے۔ انسان میں یہ بھی ایک مرض ہے کہ وہ جو کچھہ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے سمجھیں مگر میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں جو بہت کچھہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے بعض آدمیوں نے مجھے کئی مرتبہ پارسل بھیجا ہے اور جب اسے کھولا ہے تو اندر سے سونے کا ٹکڑا نکلا ہے یا کوئی انگشتری نکلی ہے اور بھیجنے والے کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چھوٹی سی بات نہیں اور نہ ہر شخص کو یہہ مقام میسر آتا ہے یہ حالت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالےٰ کے وجود اور اس کے صفات پر ایمان لاتا ہے اور اسکے ساتھہ اسے ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے دنیا اور اسکی چیزیں اسکی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا اس مقام پر جب انسان پہونچتا ہے تو وہ فنا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکھتا ہے +

باقی آئندہ

اخلاقی وعظ

اسلام میں یہہ خصوصیت ہے کہ اوس کے وعظ [illegible] کے نہیں ہوتے ہر شخص جو اسلام کی نسبت کچھہ جانتا ہے بیان کرسکتا ہے یا یوں کہئے کہ ہر مسلمان اپنی اپنی معلومات اسلامی کے موافق واعظ ہے - لوگ علماء کا فرقہ ایک جداگانہ فرقہ [illegible] رسوم کے نزدیک جو شخص مذہب کی بابت کچھہ جانتا ہے وہی اپنی معلومات کی موافق ایک [illegible] ہے -

[illegible] تعصب ہی مذہبی واعظوں میں پیدا [illegible] واعظوں کی وعظ ہی ایک [illegible] کے ہونیکی وجہ سی بے اثر اور بے نتیجہ ہوتی [illegible] یا یہ کہا جائے کہ اسلامی وعظوں یا [illegible] کلام میں کوئی اثر نہیں اور یا یہ کہ اسلامی [illegible] کی زبان میں کیوں اثر باقی نہیں رہا -

[illegible] میں دو قسم کے وعظ ہیں -

" متعلق بہ عبادت

" متعلق بہ اخلاق یا حقوق عباد -

[illegible] موجودہ میں ہمارے واعظوں کا اکثر حصہ [illegible] متعلق ہی رہتا ہے - نعوذ باللہ - میرا [illegible] نہیں کہ پہلا حصہ لاحاصل اور غیر ضروری [illegible] جو شخص ایسا خیال رکھتا ہے وہ اسلام کی [illegible] ہے میرا مدعا یہ ہے کہ پہلے حصہ کے متعلق [illegible] کی سفد رشوق ہیں - یہ کہ دوسرا حصہ بالکل

[illegible] انداز ہوتا جاتا ہے - عبادت یا فرائض عبادت اور دوزخ و بہشت کی نسبت ہر ایک وعظ میں کثیر حصہ ہوتا ہے وہ مسائل جو لوگوں یا مسلمانوں کو مدتوں سے ازبر ہو چکے ہیں پھر وعظ میں انہیں کا بالخصوص ذکر اور اعادہ ہوتا ہے نماز روزہ زکوۃ اسلام اور زینت ایمان ہے جو شخص ان سے انکاری ہو یا جو فرد مسلمان ان سے کافرانہ اعراض کرے وہ ننگ اسلام ہے - لیکن ہر وعظ میں صرف انہیں کے بیان پر وعظ کا ختم کردینا دوسرے ضروری مسائل کا خون کرنا ہے

نماز اور روزہ کا یہ مدعا نہیں ہے کہ اون کے ہوتے دوسرے عیبوں یا دوسرے نقص ثواب ہو جاتے ہیں یا اون پر غور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں باقی رہتی بلکہ نماز اور روزہ تو اسی عبادت میں جو مانع فواحش اور منکرات ہیں اون کی غرض ہی یہ ہے کہ لوگ فواحش اور عیوب سے بالخصوص بچیں جب عبادت کا وعظ کیا جاتا ہے تو اوس کا یہ کبھی بھی منشاء نہیں ہوتا کہ عبادت کے سوا جو اور محاسن ہیں اون سے منہ پھیر لیا جاوے - ایک واعظ کا مجلس وغیرہ میں یہ کہنا کہ خدا حاضر و ناظر اور سمیع و بصیر ہے وہ ذرہ بھر نیکی ضائع نہیں جانے دیتا اور ہر بدی کا وزن کرتا ہے یہ ثابت کرتا ہے کہ خداوند کریم معاد کے سوائے امور معاشیہ کا بھی نگران اور محاسب ہے جو ذرہ اور بہت ذرہ بھر نیکی اور ذرہ بھر بدی کا اجر دیتا اور حساب لیتا ہے اوسکی نسبت یہہ قیاس کرلینا کہ سوائے امور معاش کے اسے کوئی

سروکار نہیں ایک بزدلانہ خیال خدائی مذہب میں عبادتی یا معاشی یا اخلاقی ضرورتوں کے بعد رہی گو بزرگان مذاہب اور ارکان ملت نے روشنی ڈالی ہے کہ حقوق عباد کا سوال کہیں پہلے ہوگا حقوق عباد میں اخلاق کے مسائل اور سب ضرورتیں داخل ہیں یا یوں کہو حقوق عباد کے الفاظ اور تکمیل کا نام ہی اخلاق - عباد کی رضامندی دراصل خدا کی رضامندی ہے -

من لا یشکر الناس لم یشکر اللہ

جب تک ہم حقوق عباد کی حفاظت نہیں کرتے تب تک حقوق اللہ کی تکمیل کیونکر ہو سکتی ہے جو شخص خدا کے بندوں سے برائی کرتا اور اون کا خون چوستا ہے - وہ خدا کیا درست حساب رکھے گا -

بمصداق ؎

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

چونکہ مسلمان واعظوں کے وعظ عموماً ایک ہی حصہ یوسف و زلیخا کے مضمون سے بھرپور ہیں اسواسطے مسلمان امت کی اخلاقی حالت دن بدن گرتی جاتی ہے اور ان میں سے وہ اخلاقی جرأت وہ اخلاقی ہمدردی گھٹتی جاتی ہے جس سے ایک گروہ انسانی عزت کے ساتھہ دنیا کے صفحہ پر موجود یا قایم رہ سکتا ہے مدتیں گذر گئی ہیں کہ اون کے کانوں میں احاطہ مسجدوں کے اندر یہ آواز نہیں پڑی

مثلاً باہمی ہمدردی " " باہمی اخوت "

" باہمی خلوص " " باہمی مروت "

" باہمی شفقت " " باہمی اتفاق "

" باہمی سخا وجود "

کہ اخلاق بھی کوئی طاقت یا کوئی قضیہ ہے جس مسجد میں جاؤ اور جس وعظ گھر میں دیکھو ہاروت ماروت اور یوسف و زلیخا کے قصے سنا سنا لوگوں کو رلایا جاتا ہے یا بڑے بڑے بہشتی دوزخی نقشے بنا بنا لوگوں کو امید اور خوف دلایا جاتا ہے بیشک ایسے مواعظ اور ایسے قصص سے سامعین کے دلوں پر ایک اثر اور ایک خوف ہوتا ہے اور اونہیں رقت آتی ہے لیکن یہ سب ولولہ مسجد کے اندر ہی رہ جاتا ہے کیونکہ باہر کی دنیا میں اسکا کوئی نمونہ نہیں دکھایا جاتا لوگ نمازیں پڑہتے اور روزے رکھتے ہیں لیکن جب سچ بولنا ہوتا ہے تو بزدلی سی رہ جاتے ہیں ہمدردی کا باہمی کی وقت دشمنی اور

خدا لگتی عداوت کرتے ہیں مروت کے بدلے میں عناد برتتے ہیں - اتفاق کے بجائے تخم فساد بوتے ہیں - الفت اور محبت کے بجائے بغض اور حسد [illegible] غیرت اور حمیت کی جگہ اون سے بے شرمی [illegible] سرزد ہوتے ہیں ہم بوجہ اس کے کہ اپنے گروہ کے علماء پر بہت کچھہ بھروسہ رکھتے اور اون کی تعظیم تکریم کرتے ہیں یہ کہنے کو تیار ہیں کہ علماء وقت کی بے توجہی کی وجہ سے مسلمانوں کی اخلاقی حالت دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے ہوتی ہی نہیں جاتی بلکہ اوس کا بہت سا حصہ خراب ہو بھی چکا ہے جیل خانوں عدالتوں - وکیلوں کی کمروں - قرض گاہوں میں جاکر بہ نظر عبرت دیکھو کہ ہندوستان کی قوموں میں سے شومی طالع سے کس قوم کے افراد بکثرت گرفتار بلا و آفت ہیں کس قوم میں نام کو بھی غیرت نہیں رہی کس کی حمیت دھوئیں کی طرح اڑ گئی ہے کس قوم کے افراد نکبت اور ذلت میں مبتلا ہیں کس قوم کی جگہ میں ہر جگہ رو ہنسی ہو رہی ہے کس قوم کا ہر ایک کام معرض خرابی اور گرداب ادبار میں آرہا ہے کس میں افلاس اور تنگدستی کی گرم بازاری ہے اور کس کی املاک اور جائدادیں خطرے میں پڑ کر برباد ہو رہی اور ہو چکی ہیں کس قوم کی عورتوں سے نا بھرے پڑے ہیں کن میں شہوانی خواہشات [illegible] فواحش کا آئے دن زور ہے کس میں باوجود مذہبی ممانعت اور تحریم کے بھی شب و روز بوتلیں بیر و برانڈی کی لنڈھائی جاتی ہیں کس میں بے کم بیکاروں کی اور ننگ دختر ننگ مسٹنڈوں اور شہدوں یا فقیروں اور گداگروں کی کثرت ہے کس قوم کے گداگر اور فقیر بے شرم و بے حیا ہیں کہ غیر قوم کے آگے بلکتے اور غیر قوم کی دوکانوں میں شب و روز جا جا اللہ و رسول کا نام لے لے کوڑی کوڑی مانگتے ہیں - کس قوم کے لوگ اون گھروں سے آٹے کی چٹکی پھر لی کھڑے ہو کر لاتے ہیں جو مسلمانوں کے اللہ و رسول کو (نعوذ باللہ) اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے کس قوم کے بھوکے قلاش اون افراد ہمسایہ کے جھوٹ کھانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور تم غذا

[illegible] سمجھتے ہیں کہ مذہب اور اخلاق میں کیا نسبت اور کیا کچھہ واسطہ ہے بہت لوگ ایسے ہی ہوں گے جو مذہب [illegible] اخلاق میں کوئی نسبت نہیں سمجھتے یا ان دونوں کو جداگانہ قرار دیتے ہوں گے اور بعض ایسے ہی ہیں جو ان میں ایک [illegible] سمجھتے ہیں مذہب اور اخلاق میں صرف ایک نسبت ہی نہیں بلکہ اخلاق مذہب کا ایک دوسرا حصہ ہے یہ کہ دوسرا [illegible] ہے اگر عبادتی تعلیم نکال دی جاوے تو باقی ساری تعلیم یا سارا مجموعہ اخلاق کا ہی رہ جاتا ہے اور اگر با معاملہ [illegible] عبادت و اخلاق عبادتی حصوں کو اپنے دائرہ میں سے الگ جدا کرتا ہے جس مذہب میں حسن اخلاق کی لازمی طور پر تعلیم نہیں [illegible] مذہب ہی کیا ہے کون خدا کا اعتقاد نہیں رکھتا اور کس مذہب میں خدا کے وجود کی تعلیم نہیں جانور بھی ستایش اور [illegible] کرتے ہیں حیوان بھی طبعی طور پر اوسکے پابند ہیں تعلیم اخلاق کیوجہ سی ہی انسانی عقاید کی قدر و منزلت کیجاتی [illegible] مذہب صرف یہی نہیں سکھاتا کہ خدا اور صرف ذات بھی کوئی بلکہ یہ بھی کہ اوس ذات صمدی کے ماننے کے ساتھہ بندگان [illegible] سی اس طور اور یوں برتنا لازمی ہے - ورنہ انسان کی خلقت کی علت غائی ان مراتب خاصہ سی پوری ہوتی ہے مذہب [illegible] خدا کو حاضر ناظر سمجھہ کر جھوٹ نہ بولو - دوسرے کی غیبت نکرو دوسرے سے حسد نہ رکھو دوسرے کا مال نہ کھاؤ جو شخص [illegible] نصیحت سی رکتا نہیں اوسکی کون کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب کا پابند یا مذہب کا حامی ہے فرض کرو ایک فرد بشر خدا [illegible] ہے لیکن جھوٹ بولتا اور ظلم کرتا ہے بھلا ایسے کون مذہبی پابند کہے گا یوں عرفاً کہہ لو تو یہ دوسری بات ہے حقیقتاً [illegible] شخص خدا کا کیا خدا کی ہر ایک تعلیم سی انکار اور اعتراض کرتا ہے اوس میں وہ بات ہی نہیں جو ایک مذہبی آدمی [illegible] ہونی چاہیئے جو شخص اخلاق کا پابند اور عامل ہے وہ گو خدا کو نہیں مانتا ہو مگر دنیا کے کاموں میں ایک بڑے [illegible] مذہبی حصہ کا عامل اور پابند ہے وہ حقوق عباد میں قاصر نہیں گو خدائی حصے میں قاصر اور غاصب ہو اوس پر [illegible] اللہ کریم کا غضب ہوگا کہ وہ اوسکی ذات صمدی سے بشومی طالع منکر ہے اور بیشک وہ اس عقیدہ [illegible] قابل نفرت ہے لیکن دنیا اور خدا کے مقابلہ میں اوسکا جو دستور اور جو رویہ رہا ہے وہ مساوات کی کیا زندہ دلیل [illegible] قانون الٰہی کے دوسرے حصے سی قاصر نہیں رہا اوس نے اوس جز کو بوجوہ احسن پورا کیا ہے جو معاش [illegible] رکھتا ہے کیا اوس کا یہ طریق عمل گو سرخروئی اور معافی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا اور زیادہ خداوند کی درگاہ میں التجا [illegible] نہیں کر سکتا - اے رب العالمین میں اپنے قصور فہم سی تیری ذات سی منکر رہا مجھے بخش اسوجہ سے کہ میں نے تیرے دوسرے حصہ احکام

ے دیگر مذاہب میں بھی اس قسم کے فواحش ہوں گے اور ہیں لیکن ہماری قوم میں جس جرأت سے یہ نقص یا خرابی پائی جاتی ہے وہ قابل رحم ہے ۔ ۹۰ کا اکثر حصہ ۳۳ کے اکثر مقدمات ہمارے ہی گروہ سے وابستہ ہیں اور لا حقوقات عیرت کیش میں مدتوں لڑے جاتا عموماً ہمارا ہی حصہ ہوتا ہے - غصہ نکرو نظر عبرت سے یہ تماشا دیکھو اور پھر کہو کہ میں جھوٹ کہہ رہا ہوں

- ۲ -

اور جہاں پرشاد ہمارے سایہ سے بھی بھرشٹ اور ناقابل کہانیکے ہو جاتا ہے ہم انکے منہ کا نوالہ بھی نہیں چھوڑتے اور وہ غیرت مند ہمارا سایہ بھی پڑ جاوے تو موتیوں کا کھانا بھی نہیں کہاتے۔

غیروں میں سے کوئی بھی ہماری شہادت اور گواہی بھی دینا حتی الامکان پسند نہیں کرتا لیکن ہم ہیں کہ قرآن اٹھا اٹھا کلمہ رٹ رٹ رات دن عدالتوں میں جا جا بہر رہ گواہیاں دے رہے ہیں۔ ہماری ایسی حالت کیوں ہو گئی ہے ہم ایسے کمزور اور ایسے بے غیرت کیوں ہو گئے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ

ٹ یہ بات تذکرۃً آگئی ہے اس سے دوسرے فریق کی دل آزاری حاشاوکلا مراد نہیں جسطرح ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیوں دوسرا فریق ہم سے اسقدر پرہیز کرتا ہے اسی طرح دوسرا فریق بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم کیوں اپنے تئیں ملیا کرنے سے باز نہیں رکھتے ہیں مذہبی خیالات جُدا رکھکر اگر مساوات معاشرتی کے اعتبار سے دیکھا جاوے تو جب ایک فریق ہم سے اسقدر بیزار ہے کہ ہمارا سایہ بھی اونکی ادنےٰ سی غذا کو خراب اور ناپاک کر دیتا ہے تو کیوں ہم اوس پر افسوس نکریں کہ ہم ان کے منہ کا نوالا اور جھوٹا لقمہ بھی نہیں چھوڑتے اونکی وہ حمیت اور ہماری یہ غیرت اونکا وہ حوصلہ اور ہمارا یہ لالچ۔ اونکی وہ ... ہماری ... بزدلانہ آزادی۔ انکی وہ سیر چشمی اور ہماری یہ ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... سے فقط ایک مسلمان فقیر ہی غیر قوموں کا دروازہ خالی نہیں چھوڑتا مسکین فقیر دن میں بھی دیگر قوموں کے گدا اگر غیرت کے مارے مسلمانوں کے گھروں پر نہیں آتے۔ اس سال کے ابتدائی فروری کا ذکر ہے کہ میرے مکان پر ایک ہندو لڑکا آیا اور یہ سوال کیا کہ "پرمیشور کے نام کا کچھ بھوجن دلاؤ" میں نے اپنے نوکر سے کہا کہ اسے کچھ پیسے دو واقعی اسے کچھ ضرورت ہو گی کیونکہ اس قوم کے فقیر ہمارے گھروں پر بہت ہی کم آتے ہیں۔

واہ رے ہندو گدا گرتیری غیرت۔ نوکر سے پوچھا کہ یہ کسکا گھر ہے ہندو کا ہے یا مسلمان کا۔ یہ دریافت ہونے پر کہ یہ ایک مسلمان کا گھر ہے ہندو سادہو نے کہا کہ میں یہ خیرات نہیں لینے کا میرے دہرم کو بٹہ لگتا ہے جس قوم کے فقیروں اور گداگروں میں اتنی غیرت آگئی ہو وہ کیوں ترقی نکرے۔ عیب کردن بلاہم ہنرے باید۔ انکے یہاں مانگنا اور سوال کرنا بھی غیرت اور حمیت کے ساتھ ہے اور ہمارے یہاں مانگنا بھی بے حمیتی اور بے عزتی سے۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ ۱۲

سے اخلاقی جرأت اخلاقی قوت جاتی رہی ہے اخلاق کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی اور نہ ہی اوس برکت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے علماء کا وقت یہ سوال ہوگا اور واعظین مذہب سے پوچھا جاویگا کہ ان بندگان خدا کے اخلاق کی اصلاح کیوں نکی انہیں کیوں اسقدر بے غیرت اور بے حمیت بنا دیا انہیں کیوں وہ باتیں ہونے دیں جن سے دین و دنیا کے کاموں سے گئے گذرے انہیں کیوں نیکی راہیں نہ دکھائیں اور کیوں ان کی اخلاقی اصلاح نہ کی ہماری امت کے علماء یاد رکھیں ان سوالات کا اُس دن سے کوئی بھی نہ بچ سکیگا یہ سب بوجھ اونکی گردن پر ہے اُسدن یہ نہیں پوچھا جاویگا کہ کتنے مسلمانوں کو تمنے کافر بنایا اور کتنوں کے کفر پر مہر ثبت کی یا کفر کے فتوے لکھے اور کتنوں کے واسطے بہشت و دوزخ کی کنجیاں دفن کیں اور کتنوں کو خارج از اسلام کیا۔

اے حامیان اسلام اور اے علماء امت خیر الانام وقت آگیا ہے کہ آپ کے طریق وعظ بدل دیئے جاویں انکا رخ اوسطرف ہو جدہر اسکی ضرورت ہے نماز روزہ کے وعظ کرو بہشت کی امید اور دوزخ کا خوف دلاؤ لیکن مسلمانوں کے اخلاق بھی درست کرو۔ فروعات میں اختلاف رکھو اور ایک فرقہ دوسرے پر بیشک فضیلت کا اظہار کرے لیکن ان مشترکہ مواعظ میں ایک دوسرے کی اعانت کرو۔ یاد رکھو اختلاف امم کبھی نہیں دور ہوسکتا ایک فرقہ کی کوشش سے دوسرا فرقہ نہ ہی معدوم نہیں ہو سکتا نہ تو شیعہ سنی کا استیصال کر سکتا ہے اور نہ سنی شیعہ پر کامیاب ہو سکتا ہے جس فرقہ میں ذرا بھی صداقت ہے وہ ضرور قایم رہیگا۔

جس فرقہ میں قرآن۔ رسولؐ۔ خدا کی عزت کی جاتی ہے اور ان ارکان ثلاثہ پر دیگر مذہبیات کا مدار کہا جاتا ہے وہ میں نہیں جانتا کیونکر معدوم ہو سکتا ہے اور کسطرح اسلام اسے اپنے دائرہ میں سے باہر نکال سکتا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ مشترکہ خلوص اور مشترکہ اعتبار اور عقیدہ کی جہت سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مشترکہ اصول کیوجہ اصول کی وجہ سے عزت اور احترام کرے۔ تہذیب اور اخلاص سے ہر فرقہ اپنے بڑھنے کی کوشش کر سکتا ہے اور ہر مشرب کا فرض ہے کہ اپنے مشرب کا اعلان عام کرے۔

برودت حرارت کو نہیں سہ سکتی اور نہ حرارت برایسا زور ڈال سکتی ہے ایک ہی جسم کے اندر اربعہ اخلاط صفرا۔ سودا۔ بلغم اور خون تولید پاتے ہیں۔ ایک خلط سے دوسرے خلط کی نفی نہیں ہوتی۔

مساوات سے چلو اور مساوات سے کام لو دنیا ایک میدان ہے اوس میں ہر قوت چلنے اور مشق کرنے کا حق رکھتی ہے۔

تعجب ہے کہ لوگ اربعہ اخلاط سے اپنا جسم تو قایم رکھتے ہیں لیکن چند فرقوں سے مذہبی جسم قایم نہیں رکھ سکتے۔ مسلمانوں میں تفریقی مادوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے خواہ مخواہ کا بغض و حسد ترقی کر رہا ہے۔

حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں جسکی قسمت میں بڑھنا اور ترقی پانا ہے وہ ہماری کوششوں سے رک نہیں سکتا اور اگر اوسے ضائع ہو جانا ہے تو اوس کے حق میں کوئی کوشش مفید نہیں ہو سکتی۔

جب ہمیں دوسرے اور غیر فرقوں کے مقابلہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ ان سے بہ نرمی مباحثہ اور مکالمہ کرو تو کیا باہمی مباحثت اور مکالمت کی نسبت آلہی منشا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم پورے عناد اور بغض سے کام لیں ہرگز نہیں۔ ع این خیال است و محال است و جنوں۔

مباحثہ بُرا نہیں مکابرہ اور مجادلہ بُرا ہے۔

ہر فرقہ کے بزرگ کا نام ادب اور تہذیب سے لو اور اوسکی عزت کرو صرف اسوجہ سے نہیں کہ وہ ایک فرقہ کا لیڈر ہے بلکہ اسوجہ سے بھی کہ اوسکی ذات میں کچھ نہ کچھ امتیاز اور خصوصیت ہے اور ایک گروہ اوسکی عزت اور اوس کا احترام کرتا ہے۔

اختلاف یہ بُرا نہیں ہو سکتا لیکن نفاق بُرا ہے حسن ظنی ایک عجیب نعمت ہے اس عمل سے اکثر خرخشے اور تنازعات خود بخود اُٹھ جاتے ہیں۔

(مرزا سلطان احمد)

شکر للہ میں زندہ ہو گیا

موت ایک ایسی شاہراہ ہے کہ جس پر امیر و فقیر عالم و جاہل جوان بڈھے سب کو گذرنا ضروری ہے اور فی الحقیقت اگر دنیا میں موت نہ ہوتی تو بہی موت کی ضرورت محسوس کیجاتی کیونکہ دنیا میں ہر ایک شخص بجائے خود پھیلنا چاہتی ہے۔ اور دوسروں کو معدوم کرنا چاہتی ہے۔ پس اس نظام کو قایم رکھنے کیلئے اللہ تعالی نے اپنی کامل حکمت سے موت کا نظام قایم فرمایا۔ پھر اگر موت نہوتی تو شاید دینداروں اور خدا پرستوں کی امیدوں پر پانی پھر جاتا وہ روحانی ترقیاں جو انسان مرنے کے بعد کرتا ہے اسکے لئے وہ مشکلات میں پڑ جاتا بہر حال موت ایک خوفناک اور ڈراونی چیز نہیں جیسی کہ وہ سمجھی گئی ہے سعیدوں کیلئے موت ایک خوشکن چیز ہے وہ ایک مرکب ہے جو یار کو یار کے پاس پہنچاتا ہے۔

میں اپنی بعض غلطیوں کی وجہ سے ۱۱۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو سخت بیمار ہو گیا اور تپ محرقہ کی شکل میں مجھ پر حملہ آور ہوا۔ حدت تپ کا اضطراب کرب اور بے کلی مجھے دکھ دینے لگی۔ میرے متعلقین اور احباب پریشان و خوفزدہ ہوئے میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس حالت کرب و قلق میں مجھے مرنے کا کوئی بھی غم نہ تھا اور اس یقین پر کہ آخر ایک دن اس شاہراہ سے گذرنا ضروری ہے میں اپنے اندر آمادگی پاتا تھا۔ میری بیماری پھر اسکی صحت کی خبر و متعلقہ ہر چند معمولی بات ہے لیکن میں چونکہ خدا تعالی کی قدرت کا ایک کرشمہ دیکھا ہے اسی کے اظہار کیلئے میرے دل میں ایک جوش ہے۔ دن کے ۱۲۔ بجے کے قریب میرے ایک مخلص بھائی میاں احمد نور کابلی میرے پاس گئے اور مجھے بیمار اور بیکل دیکھ کر انہیں صدمہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ سے فقط دعا کیلئے عرض کر دیں اور صرف یہ دعا کہ اگر میری موت اس وقت مقدر ہے تو وہ اسلام پر ہو اور حضرت کے قدموں میں ہو اور قیامت کو آپ کی زمرہ میں حشر ہو۔ اور اگر ابھی میری زندگی مقدر ہے تو پھر مجھے خاص تبدیلی کی توفیق ملے اور خدمت اسلام کا خاص جوش دیا جاوے پس اس کے سوا اب کوئی آرزو نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تحریک تھی جسنے میرے محسن اور شفیق مخدوم حضرت حکیم الامۃ کو اٹھایا وہ سخت دھوپ میں تنہا میرے پاس آئے اسوقت مجھے سخت کرب تہا اور بخار بہت شدید تہا میں نے زبانی بھی انسے یہی کہا حکیم الامۃ دیر تک گردن جھکا کر بیٹھے اور میں نے دیکھا کہ نہ مجھے بخار تہا نہ کرب۔ نہ بخت در دسر۔ میں فرق نہیں کر سکتا کہ میرے اپنی حالت کے بیان کرنے اور اس حالت کے جاتے رہنے میں کسقدر وقفہ لگا۔ میرا دل حمد الٰہی سے بہر گیا اور مجھ پر شفاعت کا مسئلہ کھل گیا۔ مسیح تو مردے زندہ کرتا ہے لو اب اس کے ایک غلام کی توجہ اور اثر نظر نے مجھے زندہ کر دیا۔ اسوقت میرا بدن بالکل سرد تھا۔ اس حالت کو دیکھکر میرے دل میں عجیب عجیب خیالات پیدا ہوئے اور کچھ ایسا سرور آیا کہ میں بے اختیار ہو کر حمد الٰہی کرنے لگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بروز پر درود پڑھتا تھا جو لوگ میرے گرد و پیش تھے وہ میری حالت کا اندازہ کر سکتے تھے یہانتک کہ شہر میں میرے مر جانے کی خبر بھی مشہور ہو چکی تھی اور مختلف طبقوں میں میری موت کے تذکرے ہونے لگے۔ لیکن خدا کا فضل ہے کہ میں کر زندہ ہو گیا جسکی آنکھیں تھیں انہوں نے دیکھا اور جنکے سننے کے کان تھے انہوں نے سنا شہر کے وہ لوگ جنہوں نے میری بیماری کی کیفیت سنی وہ شہادت دے سکتے ہیں بلکہ انہوں نے کہا ہے تعجب کی بات ہے کہ مجھے کبھی جلاب نہیں آیا حضرت حکیم الامۃ نے دو دن کی دافعہ شدہ قبض کیلئے فروٹ سالٹ شام کو تجویز کیا جسکی بہت ہی تہوڑی مقدار میں نے پی اور میرے دوستوں نے عرض کیا کہ ہکو جلاب نہیں آیا کرتا حکیم الامۃ نے فرمایا تم دے تو دو۔ بہر حال مجھے فروٹ سالٹ دیا گیا اور عشا سے پہلے مجھے پانچ چھ اجابتیں آگئیں اور ساری رات میں آرام سے سویا اور آج ۱۴ کی صبح کو میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں۔ آخر میں میں ان تمام بھائیوں کا شکر گذار ہوں اللہ تعالے انہیں بہت بہت جزا دے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جیسے یہ بیماری میرے لئے ایمانی حالت کے بڑہنے کا موجب ہوئی ہے اور میں نے خدا تعالی کی عجیب قدرتوں کا معائنہ کیا ویسے ہی ان لوگوں نے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی انہوں نے اس موقع پر دیکھا کہ دعائیں کسطرح قبول ہوتی ہیں وہ بیمار جسکے لئے حاذق طبیب اسکی حالت کے لحاظ کر کے یہ رائے ہو کہ وہ رات نہیں نکل سکتا سو صبح کو محض خدا ہی کے فضل کے ان دعاؤں کے طفیل جو اسکے لئے اسکے محسن و آقا امام اور آپکے خدام نے کیں

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - ... (ایڈیٹر)

ایک نومسلم کا لیکچر

[۹ - جون ۱۹۱۶ء کو بعد عصر شیخ محمد یوسف صاحب نومسلم نے مندرجہ ذیل لیکچر بدر اتعلیم میں پڑھا ۔ ایڈیٹر]

معزز حاضرین ! اس میں کوئی کلام نہیں کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے مگر جو فطرتی کمزوری انسان کے گلے کا ہار ہو گئی ہے وہ ذرا بھی آگے نہیں بڑھنے دیتی ۔ انسان تو چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھوں یہانتک کہ الٰہی قرب حاصل کر سکوں ۔ اسلئے انسان کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہئے کہ ایسی کمزوریوں سے ہر وقت بچتا رہے ۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اور انسانیت کا جامہ پہنا ہے ۔ مجھے یہی دھن رہی ہے کہ کسی طرح سے ست مارگ یعنی صراط مستقیم کا پتہ ملے ۔ چنانچہ میری اس جستجو کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سے گڑھوں سے نکلکر باہر آیا ۔ اور گڑھے بھی اسقدر عمیق تھے کہ جن سے نکلنا محال تھا مگر فضل الٰہی میرے شامل حال تھا ۔ مجھکو ان گڑھوں سے ایسا نکالا جیسے چاہ سے یوسفؑ ۔ خدا کی قدرت شاید اسی وجہ سے میرا نام بھی یوسف ہی رکھا گیا ۔ پہلا گڑھا آریوں کا تھا اور خوب غور و خوض کیا گیا ۔ لیکن انکی تعلیم اسقدر بے ہودہ مذہب سے گری ہوئی تھی جیسے میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی خاندانی اور مہذب آدمی اسے ہرگز ہرگز قبول نہیں کریگا ۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھکر کوسوں دور بھاگیگا ۔ اول ان کی ویدک تعلیم میں سے ایک مسئلہ نیوگ کا ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اس کے بانی نے آریوں کو انتہا بے نکاحی کا سبق دیا ۔ اور رنڈوا اور کنوروں کی شانتی مہاتموں اور رشیوں کیلئے ایک سیدھی سڑک بنا دی جس سے انکی خواہش تھی کہ کوئی شخص بھی اس دنیا سے پاک اور بے اولاد نہ جاوے مختصر یہ کہ ایک چکلے کی بنا ڈالدی ساری ہی تعلیم تھی جس نے کھتریوں اور برہمنوں اور اروڑوں وغیرہ کی خانگی زندگی پر اپنا اثر ڈالا ۔ اور ایسی بے شرم زندگی کو پاک اور پوتر سمجھا گیا ۔ مگر باقاعدہ شادی یا ویواہ کی ضرورت نہیں اور اس میں یہ بھی کوئی قید نہیں کہ مرد کا بیاہی عورت اور عورت کا بیاہا مرد ہونا ضروری ہے ۔ بلکہ جب کبھی عشق جوش مارے اور قوت شہوانی غالب ہو ۔ تو مرد یا عورت اور عورت یا مرد بلا تمیز ہم بستر ہو سکتے ہیں ۔ واہ رے دیانند تیرا برہم چرج ہ

جستجو ہے تیری وحشت کا چلن ثابت ہوا
بیہودہ باتوں سے تیرا دیوانہ پن ثابت ہوا
آج تک وعدہ پہ جسکے تھا مدارِ زندگی
دل نے محرومی وہی پیماں شکن ثابت ہوا
نیوگ کا دلدادہ نکلا زاہد صورت پرست
شیخ جسے سمجھے ہوئے تھے برہمن ثابت ہوا

اب ذرا صاحبان وید کی حقیقت کیطرف توجہ مبذول فرماویں ۔ سری گنیش آئے نمہ یہ منتر سام وید و کمپوریہ پر بس کا نفی کو منعوا ۔ میں جہان کوا تمنا شروع ہوتا ہے ۔ [illegible] کے ہر ایک سیونے آنکھ پلا سنواں پیدا کیا یعنی [illegible] آتا ہے ۔ ترجمہ ۔ اسکا یہ ہے کہ گنیش دیوتا کو سلام گویا بسم اللہ یہی ہے ۔ اے ستر جیو اگر آریہ دھرم سچا ہوتا ۔ اور وید ایشور کا کلام ہوتا ۔ تو یہ پر میشور کے نام سے شروع کرتا ۔ نہ گنیش دیوتا کے نام سے ۔ اگر وہ پر میشور کا نام ہے تو وہ کس نے رکھا ہے ۔ اور معلوم ہوا ۔ کہ اس شرد شکتی ان سے دیوتا افضل ہے ۔ کہ وہ اسکے نام سے ویدوں کو شروع کرتا ہے ۔ اور خلقت بھی پر میشور کے نام و نشان کو ابتدا میں اسکو یاد کرتی ہے ۔ دوئم ۔ اوم پرماتما آتمہ یعنی پرماتما کو سلام ۔ اگر پرماتما ایشور کا نام ہے ۔ اور تمام آتما اسی سے نکلی ہیں تو معلوم ہوا کہ پر میشور روحوں کا چشمہ ہے ۔ اسی وجہ سے اسکو جگت آتما کہتے ہیں ۔ پھر کہاں رہی ایشور کی فضیلت اور پرماتما سے اگر کوئی بڑی ارواح مراد ہے تو ایشور ہے (۳) یہہ سام وید کا پہلا منتر ہے سوامی دیانند نے ترجمہ کیا ہے کہ ۔ اگنی تم گیان سروپ ہو میں تمہاری تعریف کرتا ہوں ۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید کا کرتا کوئی پر دہست ہے یہ میشور نہیں ۔ کیونکہ یہ اگر خدا کا کلام ہوتا کہ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں ایسا ہوتا ۔ بلکہ اگنی وغیرہ پر میشور کے یہ سب تعریفیں ہیں ایسا ہوتا ۔ پھر رگ وید کی پہلی منڈلی ہومکا سناسیک تیرہواں منتر ہے ۔ دھرم سبھا والوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ بڑے دیوتاؤں کو سلام چھوٹے دیوتاؤں کو سلام بڈھے دیوتوں کو سلام ۔ [illegible] یہ پر میشور کا کلام نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ وہ بھول چوک سے پاک ہے ۔ اور اس کی ذات کے سوا کوئی پوجا جانیکے لائق نہیں وہ خود معبود ہے دیوتاؤں وغیرہ کا پجاری نہیں ہو سکتا ۔ یہ وید کے کرتا کی لیاقت کا سراسر نقصان ہے کہ وہ بڑے اور چھوٹے اور سب کو سلام ہی کر گذرا ۔ مگر یہ نہ بتلایا ۔ کہ جسکو میں سلام کرتا ہوں ۔ کہ وہ دیوتا ہیں یا پر میشور ۔ یا حیوان یا بندر ہے ۔ اور حسب منشاء سوامی دیانند سرستی ۔ اسکے معنے یہ ہوئے ۔ بڑے پر میشوروں کو سلام چھوٹے پر میشوروں کو سلام نوجوان پر میشوروں کو سلام اور ہم سب پر میشوروں کو حتی المقدور سلام کرتے ہیں واہ رے دیانند تیری پھرتی اس اندھیر نگری سے تنگ ہو کر جب میں نے پھر حق کے لئے جستجو کی تو سکھوں کے گڑھے میں پھنس گیا ۔ اور آدگرنتھ صاحب کو اول تا آخر خوب غور اور خوض کے ساتھ پڑھا ۔ تو اسکو اسلامی تعلیم سے بھرپور پایا سو چند شلوک باوا نانک صاحب کے بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

شلوک ۶ ۴ ۳ صفو آدگرنتھ ہ

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

پہلے خدا تعالےٰ نے ایک نور پیدا کر کے اس نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا پس پیدائش کی رو سے تمام اصلاح [illegible] ضروری ہیں جس سے صاف ظاہر ہو تا ہے کہ باوا صاحب آدگرنتھ (تلا سنگ) کے ہر گز ہر گز تھے ۔ دوئم صفحہ ۶۲۵ آدگرنتھ وید پڑھت ہوئے چاروں وید کہانی ۔ سادھو کی مہما وید نہ جانیے ہر سجا ہی وید پڑھ کر مر گیا اور حیات جاودانی نہ کر سکا ۔ چاروں وید سراسر کہانی اور یاوہ ہیں ۔ پھر باوا نانک صاحب فرماتے ہیں ۔ " یہ صفحہ ۴۵۵ کے ہندو اندھا اور مسلمان کانا دونہوں جوگی سیانا " اس سے یہ مقصود نہیں کہ مسلمان درحقیقت شناخت سے کانے تھے نہیں نہیں ہرگز ہرگز نہیں کیونکہ ان دنوں میں باوا صاحب پیدا ہوئے تھے وہ فیج اعوج کا زمانہ تھا اس سے مقصود یہ ہے کہ اس گئے گذرے وقت میں بھی جبکہ مسلمان رسم عادت کے طور پر مسلمان تھے ۔ اور اسلام کی حقیقت ان میں پائی جاتی تھی تاہم اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمانوں کیطرح خدا کی شناخت سے بالکل اندھے نہ تھے ۔ اور یہاں لاگی سے مسلمان صوفی فقیر مراد ہیں ۔ آہا ۔ اس جگہ باوا صاحب کیسی صاف لفظوں میں اسلام کی شہادت دیتے ہیں ۔ اور فرماتے ہیں ہ

اک کلمہ یاد کر اور دیا کہو بات + نفس ہوائی رکھو دیں تس سے ہوئیں مات
(لام) لعنت بر سر تہانہ جو ترک نماز کریں + تھوڑا بہت کھٹ متھوں ہتھ گویں

یعنی ان لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کریں جنہوں نے تھوڑا بہت عمل کیا ہے اسکو دست بدست ضائع کیا ہائے افسوس مگر معلوم نہیں کہ سکھ صاحبان باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتے اور باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے اور باوجود سننے کے نہیں سنتے مگر اس میں بیچارے بھولے بھالے کہاں کب تصور ہے ۔ چنانچہ نبی پاس بہوئے نہ بس لائی گلیں ادسی نال اٹھ چلے " سو ہمارے سکھ بھائیوں کا حال ہے کیونکہ ۔ بعد میں باوا گوبند سنگھ صاحب نے اس تعلیم کو دوسرے پہلو میں بدل دیا ۔ اور میں ایک شلوک باوا نانک جی کا اور ایک باوا گوبند سنگھ جی کا بر مقابلہ بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ۔ اور آدگرنتھ میں صفحہ ۴۵۵ باوا نانک جی توحید کی کیا خوشبا دیتے ہیں ۔ شلوک ۔ " دوہ کا ہے سمرے جمے تے مر جا اک سمبر دنانکا جو جل تھل رہیا سما + مگر ساتھ ہی آدگرنتھ میں اسی صفحہ پر گورو گوبند سنگھ صاحب کس دشمنی سے باوا نانک جی کی توحید کی مخالفت کرتے ہیں سنو اتے ہیں ۔ شلوک ۔ اکال پرکھ کی حکم سے تبھی چلاؤ سے پنتھ + سب سکھیں کو حکم ہے گرو مانیو گرنتھ ۔ اور پھر باوا نانک جی آدگرنتھ ص ۹۷۲ میں فرماتے ہیں ۔ ایک بھگت بھگوان جہیں ۔ پرانی کی نا ہیں من جیسے سوکر سوان نانک جانو تاہیں تن + یعنے جس انسان کے دل میں خدا کی محبت نہیں وہ انسان سور اور کتے سے بھی بدتر ہے مگر ہائے تعصب تیرا ستیاناس ہو ۔ یہہ اس گورو کا حکم ہے جسکے چیلوں کا یہ من بہاتا کہا جاتا ہے جسکو باوا صاحب نے تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکمی شمار کیا ہے ۔ ابھی سکھ صاحبان انصاف سے کچھ ہی اوپر چھوڑتے ہیں اور صرف دس منٹ کیلئے بلا تعصب ہو کر اور خدا کو حاضر ناظر جانکر برے انصاف خود ہی نتیجہ نکالیں کہ جو باوا گوبند سنگھ جی نے آپ لوگوں کے دلوں میں ایک مخالفانہ اور منافقانہ جوش پیدا کر دیا ہے وہ کہانتک تمہاری نجات پانے کا موجب ہو سکتا ہے ہ

سو چکے خوب بابا اے میرے عزیزو جاگو + قافلے والے گئے دور تو جاگو
ہمکا افسوس نہیں چلتا جو تھک کر رہ جاؤ + حیف اسپر کہ ذرا چل کے جو تھک جاؤ
تاب ٹہرنے کی تواں تم میں نہیں باقی + ہائے کیا ہے کہ ڈالکے دیر رکو
اٹھکے بیٹھو کہ نہیں دور بہت جاتا ہے + رات تھوڑی ہے

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت باوا نانک جی نے اسلام کی شہادت دی تو اس میں کوئی کلام نہیں ۔ کہ اگر کوئی سچا مذہب دنیا میں ہے ۔ تو اسلام ہے پس میں نے خاص دھرم کو ہی سلام کیا ۔ آج فقط اسلام ہی صفحہ ہستی پر اندرونی اور بیرونی خوبیوں کے ایک ایسا مستقل اور زندہ مذہب ہے جو اپنے صادق من اللہ ہونے پر بڑے بڑے واضح اور قاطع دلائل پیش کر کے متلاشی حق کو معقول طور پر تسلی اور اطمینان کرا سکتا ہے ۔ اور ذات باری تعالیٰ کو واجب الوجود اور مراتب الالوہیت و الا مخلوقات کرکے اس سے قرابت پیدا کرنیکے ڈھنگ اور اسکے نتائج سے طالب صادق کو پورے طور پر تسلی دیتا ہے ۔ بالخصوص اس حالت میں جبکہ نادان آریہ کا ویدک ایشور جو بزعم انکے نہ خالق نہ مخلوق (نعوذ باللہ) انکے درمیان کو تخت پر میشور ہی میں امید کرتا ہوں ۔ کہ اگر یہ مسیح سے روٹی مانگنے والے در ہمارے قوم کی بجائے جو صبح و شام مردہ انسانوں سے بہاتا چاہنے والے صرف دس منٹ کیلئے یکش پاتی (بے تعصب ہو کر) اور خدا کو حاضر ناظر جانکر اسلامی نماز کے ساتھ ہی جو اللہ کے نام سے شروع ہو کر اللہ کے نام پر ہی ختم ہوتی ہے ۔ اور موحد کو کم از کم فی یوم پانچ وقت دربار باری تعالیٰ میں حاضر کر کے عرض معروض پیش کرنیکا موقع دیتی ہے ۔ اپنی عبادت کا مقابلہ کریں تو میں گمان نہیں کر سکتا کہ وہ حقائق پسند اور انصاف پرست دل جسمیں روز ازل سے توحید کا تخم بویا گیا ہے بعد کبھی بھی قرآنی تعلیم سے استغنا اختیار کر سکیں ۔

معزز ناظرین ! ہر ایک سو حد دل اسبات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذہب کا تبدیل کرنا کچھ آسان بات نہیں ۔ اسکے ثبوت میں یہ کہدینا ہی کافی ہوگا کہ اپنے پیارے مہربان والدین بھائیوں اور بہنوں اور دیگر رشتہ داروں سے کس چیز نے چھڑایا گھر سے نکالکر غیروں کے دربدر کس چیز نے پھرایا والدین کی ناز و نعمت کو ترک کرنا اور غیروں کے جور و ستم کس نے سکھائے ۔ وہ کونسے بے بہا جواہرات تھے جنکی طمع میں والدین کی دردانگیز آہوں کی کچھ پرواہ نہ کی گئی ۔ وہ کونسا پیارا خزانہ تھا جسکے عوض غیروں کی گالیاں اور طعن بسر و چشم منظور کئے گئے ۔ وہ کونسا امول رتن تھا جسکی خاطر جو نہایت پیارے تھے وہ نہایت خطرناک دشمن بن گئے صرف صراط مستقیم یعنی (کیول ست مارگ کی خاطر) مگر معلوم ہمکو ہوتا ہے جسکے دل میں گذرتی ہے اوروں کے لئے تو کہانی ہوتی ہے ۔ نیز ہم نے پہلے تمام نفع نقصان کا تخمینہ لگا لیا تھا اور بعد میں حلقہ اسلام میں پاؤں رکھا تھا اب تو یہ حالت ہے ہ

بیٹھے ہیں تیرے در پہ تو کچھ کر کے اٹھینگے
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھینگے

آخر الذکر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ویسے تو باوا صاحب کی تعلیم سے میری پوری پوری تشفی ہو گئی تھی مگر ماسٹر عبد الرحمان صاحب نومسلم کی کتاب ختیار الاسلام ٹھیک میرے لئے سونے پر سہاگے کا کام دیا ۔ اور بہت سے نازک وقتوں میں جو کہ گڑھے کا کام سکھوں اور آریوں نے کیا پیش کئے تھے ہیں میرے لئے ایک پورے پورے رہبر کا کام دیا ۔ کیونکہ ماسٹر صاحب نے اس کتاب میں سکے تانے بانے کو ادھیڑ کر ایک ایسی آگ بھڑکا دی ہے

متفرق نوٹ

معذرت

ناظرین الحکم کسی دوسری جگہ میری بیماری اور اس سے بفضل الٰہی بچ جانے کا ذکر پڑھیں گے ایسے بعد مجھے حاجت نہیں کہ اس امر کا ذکر کروں کہ کیوں اس ہفتہ کا اخبار صفحہ کا شائع ہوتا ہے۔

بیماری کا سبق

انسان جہاں اپنی بیماری سے اپنی کمزوری اور بیکسی کو محسوس کرتا ہے وہاں اسے اللہ تعالیٰ کی حی لا یموت ہستی پر ہی ایک لذیذ اور جدید ایمان پیدا ہوسکتا ہے بشرطیکہ سعید ہو وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پر ایک صحت چست و چالاک تنومند انسان ایسی آب ... میں رہتا ہوا جہاں وہ ہر روز رہتا ہے اور انہیں خورانی و نوشیدنی اشیاء کو استعمال کرتا ہوا جو ہر ... رہتا ہے یکدم گر جاتا ہے اور وہی اشیاء اسکے ... زہر کا کام دینے لگتی ہیں۔ جن چیزوں کو لذیذ سمجھتا ... تازہ انسے ایسا نفور ہوتا ہے کہ نام تک لینا نہیں ...

اللہ اللہ!! عجیب انقلاب ہے۔ پھر خدا کا فضل دستگیری کرتا ہے تو گم شدہ صحت کو واپس پا لیتا ہے۔ ... ضروری ہے کہ بیمار کو راستہ جہاں تک ... جانے دیا جاوے ... اور وقت ... جہاں تک ممکن ہو تعلقات عامہ کا سلسلہ کم ہو تاکہ ... کے وقت مختلف حسرتوں کا شکار رہنا پڑے ... سب سے ضروری اور اہم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات صافی ہوں وہی ہر وقت کام آسکتا ہے ... وہی ہے جسکا حکم آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ ... اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ ناظرین سے التماس ہے ... وہ میرے لئے دعا کریں کہ میں اس نتیجہ کو دل میں ... دیگر عمل کی توفیق پانے والا ٹھہروں۔

ناظرین الحکم کی مجھ سے ہمدردی

باوجودیکہ میں نے کسی دوست کو اطلاع نہیں دی اور نہ گذشتہ اخبار میں اس کا ذکر ہوا۔ بعض احباب کو میری بیماری کی اطلاع ہو گئی جنہوں نے خطوط سے گذر کر ہمدردی سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ سب کا جواب یہی ہے میں الحمد للہ اب اچھا ہوں گو طبیعت پوری صاف نہیں ہوئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

اسی بیماری کے اثناء میں مجھے اپنے ایک محترم اور مکرم دوست کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر پہونچی ہے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

یہ واجب الاحترام دوست خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات گجرات ڈویژن ہیں جو عرصہ تک امرتسر میں سپرنٹنڈنٹ رہ چکے ہیں اور جن کے عہد میں امرتسر ڈویژن کا نہایت ہی بگڑا ہوا انتظام درست ہوا۔ اور جنکی مہربانیوں کے لئے قادیانی پبلک خصوصیت سے شکرگذار ہے اگرچہ ڈویژن بھر میں انکی قابل قدر اصلاحوں کا شور پڑا ہوا تھا۔ مگر چشم حسد نے انہیں امرتسر سے لائل پور اور وہاں سے گجرات لا ڈالا۔ گجرات والے خوش نصیب ہیں۔

خلیفہ فضل حسین صاحب احمدی نہیں مگر میں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ کبھی ایک لفظ بھی سلسلہ عالیہ کے خلاف میں نے ان کے منہ سے نہیں سنا۔ وہ ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کا ادب کرتے ہیں۔ اسلام کی حمیت اور حمایت کا انہیں بہ حیثیت مسلمان ہونے کے جوش ہے اور اسی وجہ سے حمایت اسلام کے کالج میں معقول چندہ دیتے رہے ہیں اشاعت اسلام کا بھی جوش ہے۔ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے معقول رقم دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ہمارا انگریزی رسالہ ہمیشہ شوق سے پڑھتے ہیں۔ بہرحال ایک نیک دل اور سلیم مزاج مسلمان ہیں ان کی اہلیہ عرصہ سے بیمار رہتی تھیں ... اور ... آخر وہ محترم خاتون اس دنیا سے رخصت ہوئی۔ میں تنہا ہی خلیفہ صاحب کے اس غم میں انکا شریک نہیں بلکہ خلیفہ صاحب کی ذاتی خوبیوں اور حسن اخلاق کی وجہ سے ایک کثیر التعداد مخلوق انکے ساتھ شریک درد ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت

جب انسان حیاء و شرم کا جامہ چاک کر لیتا ہے تو پھر اسے کچھ محسوس نہیں ہوتا کہ میں کیا کہتا ہوں اور کیا کرتا ہوں۔ یہی حال ہمارے مخالف آریہ اخبار پرکاش کا ہے وہ ۱۰ جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے "کہ ۲۰ جون کے الحکم سے پتہ لگتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس ہفتہ میں کوئی الہام نہیں ہوا۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بیمار رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی بیماری میں مرزا صاحب کا اللہ میاں بھی ان کی تیمارداری میں ہی مصروف رہتا ہے"

یہ ہنسی اور مذاق خدا تعالیٰ سے مجبوری کے سبب سے ہے۔ ایک آریہ جو ساری عمر گتے ... بننے سے ... ہی نہیں پا سکتا خدا تعالیٰ اور اسکی تیمارداری کی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتا ہے وہ تو ہنسی سے یہ بات کہتا ہے لیکن ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا جو تعلق اپنے مرسلین سے ہوتا ہے وہ کسی حالت میں انہیں نہیں چھوڑتا۔ وہ شخص جو معرفت کے اس کوچہ سے نابلد اور ابدی محروم ہیں اس راز کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اسلئے خدا کا برگزیدہ کہتا ہے ؎

راز محبت من اد فاش گر شد کہ
ہر عالم و فقیہہ شدے ہم چو چاکرم

جاپان میں اشاعت اسلام

حضرت اقدس کو جب سے ایک مشرقی قطعات والا الہام ہوا ہے جاپان پر ہماری نظر ہے جاپان میں اشاعت اسلام کا سوال اسلامی دنیا میں بڑی دلچسپی حاصل کر چکا ہے اس صورت میں مندرجہ ذیل چٹھی جو ایک فاضل جاپانی صاموکورا ایڈیٹر "جے جو بان" اور انجمن مباحث دینیہ کے ہیڈ منشی کی ہے نہایت دلچسپی سے پڑھی جاوے گی جو اسنے پروفیسر اسماعیل بک عصبرنسکی نامور روسی اسلامی اخبار "ترجمان" کے ایڈیٹر و مہتمم کو ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں دو روسی عالموں کو اُس جاپانی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ جو ان دنوں ٹوکیو میں ...

از دفتر اخبار جے جو بان۔ ٹوکیو ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۶ء

میرے محترم ہمعصر اور معظم دوست مہتمم اخبار ترجمان سلمہ میں نے رسالہ مطبوعات الزمان فرانسیسی میں اس بات کو دیکھا ہے کہ آپ چوبیس سال سے شہر باغچہ سرائے میں ایک دینی اسلامی اخبار نکال رہے ہیں۔ اس لئے مجھکو خیال ہوا کہ یہ نیاز نامہ آپ کی خدمت عالی میں پیش کروں۔ اور میں آپ کی تضیع اوقات کی معافی مانگتا ہوں۔

والعذر عند کرام الناس مقبول

میں آپ کو یہ خط اسلئے لکھتا ہوں کہ آپ کو جاپانی قوم کا موجودہ اقوام عالم میں بحیثیت مدنیت۔ حضارت اور ترقی کے ... ماندہ ہونا معلوم ہوگا۔ اور اسی لئے ہم اپنے ملک کی ہر ایک خرابی دور کرنے اور اوس میں زندگی کی روح پھونکنے کی ہر طرح کوشش کر رہے ہیں آپ پر یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اس غرض سے جو کوششیں کی گئیں اُنھوں نے قوم کو ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیا ہے۔ لیکن ابھی اس کو انتظام ملک کے اصول۔ اشاعت تجارت و دستکاری کی ترقی اور ترتیب فوج وغیرہ سے بہت کم حصہ ملا ہے۔ اور ہم اس مادی ترقی ہی پہ بس کرنا نہیں چاہتے۔ جو ہم کو حاصل ہو چکی ہے۔ اگرچہ وہ بھی کم ہے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اوس پہ ایک روحانی ترقی کا بھی اضافہ کریں۔ اور یہ بات بجز اس کے کسی اور طریق سے حاصل نہیں ہوسکتی کہ حقیقی معلم اخلاق یعنی مذہب کی تعلیم پر عمل کیا جائے جو عمدہ عادتوں کا سرچشمہ اور فلسفہ عقلی کی خرابیاں دور کرنیکا ذریعہ ہے چنانچہ اسی وجہ سے ہماری جاپانی قوم اس مسئلہ پر بہت توجہ رکھتی ہے۔ ہم نے ٹوکیو میں ایک عظیم الشان مجلس تحقیق مذاہب اور اُن کی جانچ اور تفتیش کے لئے کئی سال ہوئے قایم کی تھی۔ اب وہ انجمن نشو و نما پاکر بڑی ہو گئی ہے اور اوس کے ممبروں میں ہمارے بڑے بڑے فاضل علماء اور اہل الرائے اشخاص شامل ہو گئے ہیں۔ اور قوم نے اس انجمن کو ذمہ وار بنایا ہے کہ وہ فلسفہ عقلی کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مذاہب کی جانچ پڑتال کر کے اُنکو ایک علمی طریقے پر قوم کے روبرو پیش کرے۔

ہم نے اس کانفرنس میں رومن کیتھولک پروٹسٹنٹ اور یہودیوں کے نامور علماء کو دعوت شرکت دی ہے اور دنیا کے تمام ملکوں سے مذاہب کے قایم مقام ہمارے یہاں آرہے ہیں +

اور چونکہ دین اسلام روئے زمین کا ایک بڑا دین ہے اور اوس کی تاریخ ترقی کے حالات سے بھری پڑی ہے۔ اس لئے ہمارا مقصد ہے کہ مسلمان علماء بھی اس کانفرنس میں شریک ہو کر اُسے حقائق و فلسفہ قرآن کریم سے مطلع کریں اور وطنی زبان سے اپنے ... اعلان اپنے اخبار میں مسلمان علماء کی دعوت کے لئے شائع فرما دیں گے۔

"ہمیں اُمید ہے کہ روس کے معزز عالموں میں سے ایک یا دو فاضل شخص جاپانی کانفرنس مذاہب منعقدہ ٹوکیو دار السلطنت جاپان کو اپنی شرکت سے عزت بخشیں گے۔ تاکہ وہ کانفرنس کے سامنے اسلام کی حقیقت ظاہر کریں۔ انجمن اُن عالموں کو درجہ اول کے مصارف سفر دیگی۔ اور پندرہ روبل (تقریباً ۴۰ روپے) روزانہ مصارف خوراک وغیرہ کے لئے۔ البتہ یہ شرط کی جاتی ہے کہ ادھر آنے والے علماء حسب ذیل علوم میں مہارت رکھتے ہوں :-

علوم دینیہ۔ عربی زبان دانی۔ فلسفہ قدیم و جدید کے ماہر ہونے کے علاوہ اُن کو نصاریٰ۔ یہود اور بدھ مذہب کے علماء سے بحث و مناظرہ کرنے پر پوری قدرت ہونی چاہئے اور فرانسیسی یا انگریزی زبانوں سے کوئی ایک زبان بھی اُن کو آتی ہو۔ اگر علمائے کرام ہماری دعوت قبول کریں۔ تو اُن کو لازم ہے کہ پہلے اخبار ترجمان کے دفتر سے خط و کتابت کریں جس کے بعد بذریعہ جاپانی سفیر مقیم سینٹ پیٹرزبرگ اُن کے ساتھ معاملات طے ہونگے۔ صاموکورا"

تیری ہی آبیاری پر یہ پودا لگا ہوا ہوں | الٰہی بارور ہو شاخ نخل آرزوئے دل | بنے دلکش شگفتہ جوہر مرکب کا ہوں | [illegible]

موسم گرما کا خاص تحفہ

یاقوت، مروارید، جدوار، جاں، بہمن، سرخ خطائی، پیشب، کہربا، سونا، چاندی، ورق نقرہ، کیوڑہ، گلاب، بید، صندل وغیرہ وغیرہ کا

لاجواب مرکب

مفرح دلکشا

[illegible] قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خداتعالےٰ کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کے طفیل واپس [illegible] موسم گرما میں مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بہ سبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کی ۱۴ اگست کے بعد [illegible] ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت لوگ ہمیشہ استعمال کرسکتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

قیمت مفرح دلکشا حسب ذیل ہے

قیمت فی ڈبیہ ۵ تولہ ... روپے ... ۲/- (منی) — خوراک چھ ماشہ — پندرہ روز — ۱۵ (عـــہ) ۴۷

میں خداتعالےٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرنے کی [illegible] نظیر نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسیقدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔

مفرح دلکشا جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنےٰ خاصہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک [illegible] تحریک ٹھنڈک سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز [illegible] عقل [illegible] خیالات [illegible] سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے [illegible] ضعف [illegible] دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا۔ [illegible] وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت [illegible] کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح دلکشا میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے۔ کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھ کر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔

مفرح دلکشا حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقع پر مفید ہوسکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو۔ یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہوجاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے زردی حالت ہوگئی ہو۔ انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اس کو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسیوقت خون کا آنا شروع ہوگیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہوگئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیئے۔

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی

مفرح عنبری و مفرح دلکشا — کارخانہ رفیق الصحت — لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

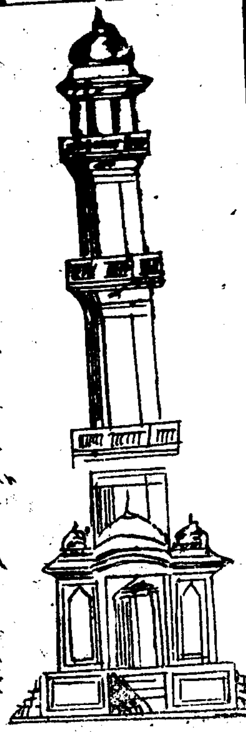

انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر کیلئے ... (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ/ ۱۲

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق یکم جمادی الثانی | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

(۱) کچھ اپنی نسبت - اور - اطلاع - صفحہ اوّل
(۲) ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کے نام کھلا خط - صہ ۲
(۳) انّی مُہینٌ مَن اَرادَ اِہانَتکَ صہ ۳
(۴) فرضیت جمعہ اور چھیانوی مولوی ... صہ ۴ تا ۵
(۵) مخدوم الملة کی ایک تحریر ...... صہ ۶
(۶) متفرق نوٹ .... صہ ۷
(۷) مشاہیر اسلام .... صہ ۸-۹
(۸) سچے مذہب کی پہچان - حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط بنام قاضی مدد سین صاحب ایڈیٹر اخبار ذلفل (بجنور) - روہیلکھنڈ صہ ۹
(۹) مفرح دلکشاء صہ ۱۰
(۱۰) اشتہارات صہ ۱۱-۱۲

کچھ اپنی نسبت

... ہے کہ سرپرستان الحکم کو یہ عادت ہو گئی ہے کہ جب تک میں انہیں اخبار کی بہتری اور توسیع اشاعت کیطرف توجہ نہ دلاؤں وہ متوجہ نہیں ہوتے اور سال میں ایک دو مرتبہ اس فریاد و پکار کی بھی ضرورت پڑتی ہے اخبار کی عمدگی اسکی بر وقت اشاعت اسکی کتابت - چھپوائی کاغذ اور دوسرے مراتب کا انحصار ہے - کارخانہ کی مالی حالت کے اطمینان بخش ہونے پر - اور یہ منحصر ہے اخبار کی کثرت اشاعت اور اس کے خریداروں کے بر وقت چندہ ادا کرنے پر - جب تک یہ باتیں نہ ہوں اسوقت تک ... مہتمم اخبار کے ضروری اخراجات کی فکر میں سرگرداں رہے یا اسکی خوبیوں کے بڑھانے کی فکر میں۔

مذہبی اور قومی اخباروں کے لئے اور بھی مشکلات ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ ایک خاص دائرہ اور حلقہ کے اندر محدود ہوتے ہیں انکا موضوع خاص اور انکا مقصد مقرر - ایسی حالت میں اگر وہ قوم یا فرقہ جسکا کہ وہ اخبار ہے اسکی طرف پوری توجہ نہ کرے تو اس کی زندگی اور ... کا سوال ہمیشہ آجاتا ہے۔

خدمت قوم کی اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ جو کرتا آیا ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کرتا رہیگا مگر میں بہ افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی سال الحکم پر ایسا نہیں گذرا کہ اسکے بقایا داروں کی فہرست میں ایک معقول رقم درج نہ ہو - اگر بقایا داران کی شکایت کی جاوے تو مجھ پر الزام قائم کیا جاتا ہے کہ قوم کو بدنام کرتا ہے - اور اگر اپنے آپ کو بقایا داران کے رحم پر چھوڑ دوں تو وہ پروا نہیں کرتے - زبانی اگر پوچھا جاوے تو اخبار اور اسکے ایڈیٹر کی اسقدر تعریفیں کریں گے کہ حد نہیں لیکن جب ادائے قیمت کا سوال آتا ہے تو ...

سخن درین است

سمجھکر خاموش ہو رہنا پڑا اسوقت تک ابتدائے اخبار کی تاریخ سے لیکر کوئی تین ہزار روپیہ سے زاید کارخانہ کا بقایا ہے - اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کن مشکلات میں سے مجھے گذرنا پڑتا ہے - اگر خدا تعالیٰ کا فضل دستگیری اور پردہ پوشی نہ کرے تو کئی مرتبہ اخبار بند ہو گیا ہوتا۔

اس لمبے عرصہ کے تجربہ نے مجھے اس نتیجہ پر پہونچایا ہے کہ آیندہ بلا وجہ معقول کبھی کسی کے نام اخبار بدوں وصول قیمت پیشگی جاری نہ کیا جاوے - اسلئے سرپرستان الحکم ...

مشکلات سرپرستان الحکم کی توجہ کو خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتے ہیں - وہ الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچائیں کارخانہ الحکم کی کتابوں کے نکلوانے کی سعی کریں - اپنی واجب الادا قیمت بھیجیں - اور دوسروں سے بھجوائیں سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ گراں ہو گیا ہے اور گراں ہی نہیں کمیاب ہو گیا ہے میں نے پچھلے دنوں چند احباب کو خاص طور پر متوجہ کیا تھا کہ اگر وہ اس وقت مدد دیں تو ایک معقول ذخیرہ کاغذ کا کسی ولایتی کارخانہ سے خرید لیا جاوے مگر چند کے سوا متوجہ ہی نہ ہوئے اسوقت ۲۲×۲۹ کا سفید کاغذ بہت ہی کمیاب ہے اسلئے جس طرح سے ہو گا کام چلایا جائیگا - اور اگر کسی قسم کا کاغذ بھی اس سائز کا نہ ملا - تو میں تبدیل تقطیع پر مجبور ہوں گا - بہر حال میری اس سرگذشت کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ

وہ احباب اپنے فرض کو سوچیں جنکے ذمہ مطبع کا بقایا چلا آتا ہے اور پھر وہ اسپر مزید ظلم یہ کرتے ہیں کہ قیمت طلب پیکٹ واپس کرکے دوہرا نقصان پہونچاتے ہیں وہ ...

... ہے - ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء کا پرچہ ایسے بقایا داران کے نام وی پی کیا جاویگا - اگر اس مرتبہ بھی واپس کیا تو پھر پرچہ بند کرکے بزرگان ملت کیما اسطے بقایا وصول کر لیا جاویگا۔

والسلام
خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان

اطلاع

اکثر بھائی ایڈیٹر الحکم کو خرید مکانات کے متعلق لکھتے ہیں انہیں واضح رہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان کے ارد گرد کوئی مکان سر دست فروختنی موجود نہیں - البتہ یہ تجویز ہے کہ باہر زمین کا ایک وسیع قطعہ خرید کر مکانات بنائے جاویں - پس جو بھائی ایسا کرنا چاہیں وہ اطلاع دیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام کھلا خط

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ

جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصّٰلحین

آپ کی عجیب در عجیب تصنیفات سے آپ کی تلون مزاجی ظاہر ہے آپ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ ذکر الحکیم علے د عے اور تفسیر القرآن میں کچھ لکھا ہے۔ اور ذکر الحکیم ۲ آجکل کے اخبارات میں کچھ لکھ رہے ہیں۔

ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی تصدیق میں آپ نے وہ وہ زور لگایا ہے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف اور اقوال اولیاء کرام سے آپ کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا پورا پورا ثبوت دیدیا۔ اور اپنی تفسیر القرآن بالقرآن کو جناب ممدوح کے انفاس مبارکہ کا طفیل قرار دیا۔ اسوقت دین محمدی کا قیام اور تمام دینوں پر اسلام کے فتح اسی امام آخر الزمان علیہ السلام کے ہاتھ سے ہونا قبول کیا۔ اور آپنے سچے دل اور پورے اطمینان سے قبول کیا کہ یہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کو نیک اور ثُلّۃ صحابہ۔ اور لما یلحقوا بہم کا مصداق قرار دیا اور یہہ بھی لکھا کہ مرزا صاحب کے مریدان کثرت سے صاحب الہام ہیں اور مسیح موعود کا حلیہ جو حدیث شریف میں ہے۔ آپ نے مان لیا کہ یہی حلیہ حضرت مرزا صاحب کا ہے ضمیمہ انجام آتھم میں جو فہرست مریدان حضرت مرزا صاحب ... حدیث شریف ایک زبردست پیشگوئی کا پورا ہونا تسلیم کیا۔ مہمانوں ... خدمات اور خیرات میں ہزاروں روپیہ کا صرف ہونا اور اسکا کوئی حساب کتاب نہ ہونا مطابق حدیث مان کر آپنے تصدیق کی اس صدی کے مجدد اور امام آخر الزمان کو آپنے گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددوں اور اولیاء کرام سے فضیلت دی اور اس فضیلت کو آپ نے قرآن اور حدیث سے ثابت کردیا۔ اس امام آخر الزمان کی تدابیر اشاعت اسلام کو تدابیر حسنہ لکھا اور پھر آپ نے لکھا کہ (مرزا صاحب کو دعوی الہام کرتے ہوئے پچیس سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا جو زمانہ نبوت محمدی سے زیادہ ہے آیات قرآنی و توراتی کے مطابق چاہیئے تہا کہ اگر آپ جہوٹے ہوتے تو ابتک آپ اور آپکے مرید برباد ہو جاتے آپکی کوئی پیشین گوئی سچی ثابت نہ ہوتی آپ پر ذلت اور مصیبت روز بروز زیادہ ہوتی اور انسان آپ کو بچا نہ سکتا مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آپکی عزت اور قبولیت روز بروز زیادہ ہے آپکے مخالف برباد ہو رہے ہیں پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور اونکے مخالف ذلت و مصیبت اٹھاتے ہیں قریب ہے کہ عالم کا عالم آپکی طرف جہک جائے چاندگرہن اور سورج گرہن مطابق پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں ... دیکھ لیا اور مان لیا کہ یہ آسمانی شہادت ... کی سچائی کی ہے قادیان کو جائے نزول مسیح موعود آپنے مانا اور حدیث شریف سے اسکا ثبوت پیش کیا۔ ایک جگہ آپنے لکھا کہ چنانچہ اس زمانہ میں ہوا کہ مسیح و مہدی موعود عین اپنے وقت پر حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ثبوت کے مطابق ظہور پذیر ہوا جسنے اسلام کے ہزارہا روایتی اور رواجی غلطیوں کی اصلاح کی جسکی ساتھ ایک نور ہدایت ہے جس کو ہزارہا قابل لوگ شب و روز فیضان حاصل کر رہے ہیں اوسکی مدد پر اللہ تعالے ہے۔ الہی انعامات بارش کیطرح اوسپر برستے رہتے ہیں رؤیائے صادقہ مکاشفات۔ الہامات قبولیت دعا اور بہشتی زندگی کے آثار اپنے ساتھ رکھتا ہے جو روز روشن کیطرح نمایاں ہیں ..... وہ کون ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا سلام اور اوسکے فرشتوں کا سلام اسپر سو یہہ اپنے وقت کا عیسیٰ اور مہدی ہے وہی عیسےٰ اور مہدی جسکی نسبت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تہی جسقدر شریروں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوتی گئی اوسیقدر اوسکی عزت زیادہ ہوتی گئی اور قریب ہے کہ ایک عالم کا عالم بڑی زور اور خلوص کے ساتھ اوسکی طرف جہک جائے کیونکہ اللہ تعالے اوسکا والی اور حامی ہے ہر وقت غیبی تائیدات اور بشارات اوسکے شامل حال ہیں)

دوسری طرف آپ اس زمانہ کے مولویوں کو بدکار۔ بے دین اور بے راہ محض اسواسطے قرار دیتے ہیں کہ اونہوں نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب اور تکفیر کی اور جناب ممدوح کے نہ ماننے والوں کو اور آپ کے تکذیب کرنیوالوں کو مغضوب علیہم اور الضالین قرار دیا۔ کہیں اون کو ... کسی جگہ بے ایمان۔ کہیں یہودی۔ کہیں متکبر اور ایک جگہ آپنے لکھا ہے (مولویو کاش تم میں کوئی ذرہ ایمان یا عمل کا ہوتا جسکی وجہ سے اللہ کی محبت رحمت اور ہدایت تمہاری شامل حال ہوتی تمکو وہ نور باطنی مل جاتا جسکا مومن کے واسطے وعدہ دیا گیا ہے تمہیں وہ کان اور آنکھ مل جاتی جو اہل اللہ کے واسطے مخصوص اور جس سے شریر و بدکار لوگ محروم ہیں۔ تب تم اس مہدی اور مسیح کو پہچان کر اوسکی غلامی کو غنیمت سمجھتے) کہیں آپ نے اس زمانہ کے مولویوں کو قیاسات کے بندے اور شیطان کے ہم قرین تحریر کیا ہے ایک جگہ آپنے لکھا ہے (اگر کسی برگزیدہ بندہ کو مورد انعامات دیکھیں مثلاً صاحب الہامات مکاشفات رؤیائے صادقہ۔ تائید غیبی وغیرہ تو اوس پر تمسخر کرتے یا اوسکی تکذیب و تکفیر کرتے ہیں یا اون انعامات کو ہی ایک تصنع یا جہوٹ سمجھتے ہیں اور وہ لوگ پورثابت شدہ خیالات اور اعتقادات کے خلاف حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے خادمان کی نسبت ایسے ایسے الفاظ لکھتے ہیں کہ نقل سے بھی دل ... ہے۔ اوس امام آخر الزمان علیہ السلام کو جسکی مخالفت کو آپ ... ثابت کر چکے ہیں آج آپ کے خیال میں اوس میں اسقدر عیب ہیں کہ شاید کسی انسان میں مجموعی طور پر اسقدر عیب ہوں گے۔ اون لوگوں نے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب سے وحدانیت کا سبق سیکھا اور جو آپکے سابقہ خیال اور اعتقادات کے مطابق صاحب الہام تہے اور پیشین گوئیاں اونسے ظہور میں آتی تہیں اب آپ کے موجودہ خیال کے مطابق اونسے بڑھکر کوئی مشرک نہیں۔ یہ مظلوم فرقہ جسپر اندرونی اور بیرونی حملے ہوتے ہیں اور طرح طرح سے اونکو تکلیف دی جاتی ہے اونکی تکفیر و تکذیب کیجاتی ہے طرح طرح کے ناموں سے اون کو بدنام کیا جاتا ہے۔ بڑی سے بڑی تہمت اونپر لگانا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ اون کی مخالفت میں جہوٹ بولنا جائز رکھا گیا ہے اون کے مالوں کو لوٹنا شیر مادر سمجھا گیا ہے اور اون کو واجب القتل ٹھہرایا گیا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ اون کو اس دنیا سے معدوم کر دیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ انسان کی طاقت سے بڑھکر ایک اور طاقت ہے جو اون کو ہر ایک مصیبت اور ذلت سے بچاتی ہے۔ اور عزت دیتی ہے اور مخالفوں کو ذلیل اور رسوا کرتی ہے خدا تعالے اون کا حامی اور مددگار ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب کی کیوں تعظیم اور عزت کرتے ہیں اور کیوں ہر وقت آپکا ذکر خیر کرتے ہیں؟ اسواسطے کہ وہ خدا تعالے کے مرسل اور مامور ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور آپکے جانشین اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اون کا نزول۔ آپنے یہہ سب کچھہ پہلے ہی کہا اور مان لیا ہے مگر اب آپ حضرت مرزا صاحب سے وہ منوانا چاہتے ہیں جسکا اسلام میں نام نہیں اور یہہ ہی باعث مخالفت ہوا اور پھر اسقدر مخالفت کہ کوئی تہمت جو انسان کے خیال میں بھی آسکتی ہے اوسکا متہم مرزا صاحب کو قرار دیا اور بدگوئی اور بدنامی سے ذرا پروا نکی۔ اسپر ہم اپنی طرف سے کچھ کہنا پسند نہیں کرتے بلکہ آپ کا فتوے جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مخالفین اور مکفرین پر دیا ہے آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالے آپکو آنکھیں دیوے اور راہ ہدایت بخشے اور اوس حجاب کو دور کرے جو اس زمانہ میں آپ کے آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔

مرزا صاحب مامور اور مرسل من اللہ ہیں اور اس زمانہ کے مجدد اور امام ہیں خدا تعالے کی طرف سے اشاعت اسلام کے واسطے مقرر ہیں جو شخص خدا تعالے سے اشاعت اسلام کرتا ہے اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری رائے اور مشورہ بھی لیا جاوے اور جو کچھ ہم رائے دیں اوسکی تعمیل ہو۔ وہ انسان جو خدا تعالے کے ساتھ ہم کلامی کا فخر رکھتا ہے جسکو خدا تعالے مشورہ دیتا ہے وہ اس دنیا کے لوگوں کے مشورہ اور رائے کی کیا پروا کر سکتا ہے۔ گورنمنٹ کے ججوں کو کوئی کسی مقدمہ میں مشورہ نہیں دے سکتا۔ فریقین اثبات دعوے اور جواب دعوے میں ہر طرح کوشش کرتے ہیں۔ اور دلائل پیش کرتے ہیں قانون اور فیصلہ جات پیش کرتے ہیں مگر جج جب فیصلہ کرتا ہے کوئی چون نہیں کر سکتا۔ قانون کا جو مطلب جج نے سمجھا وہ فریقین کو قبول اور منظور کرنا پڑتا ہے۔ پہر خدا تعالے کے مقرر کردہ حَکَم کو کون مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ خدا تعالے کی طرف سے اس زمانہ کے لوگوں کے درمیان حَکَم ہے۔ پس اب جو حکم وہ دیتا ہے وہ قابل تسلیم ہے یہہ بات صاف ہے۔ کہ اوسکا حکم خدا تعالے کے قرآن کے مخالف نہیں ہو سکتا کہ وہ اوسکی طرف سے مامور ہے وہ ہرگز خدا تعالے کے قانون سے باہر نہیں جا سکتا۔

ایسی حالت میں میں آپ کی تصنیفات اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا اسلئے کتب ذیل جو اسوقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپسے خریدی تہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں۔ تفسیر القرآن مجلد ؎ ذکر الحکیم ۲ رسالہ اعضائے مخصوصہ

کل قیمت ان کتابوں کی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا نہ چاہیں اور واپس نکرنا دیانتداری سمجھیں تو آپکو اختیار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ براہین احمدیہ کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ جناب موصوف نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تہا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکھنا چاہتا یا اوسکو کسی قسم کا اعتراض ہو تو قیمت واپس لے سکتا ہے چنانچہ میں نے اور میرے کپورتھلہ کے کئی دوستوں نے بہت سے نسخے براہین احمدیہ کے ایسے لوگوں سے آن کی قیمت دیکر واپس لئے اگرچہ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے اور نہ مخالفین اسوقت یہ اعتراض کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اعتراض اوسوقت سے بھی پہلے کا ہے جبکہ آپ نے تفسیر لکھی اور حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی تصدیق کی اور مخالفین اور معترضین کو گمراہ اور بے دین قرار دیا۔ فقط

عاجز حبیب الرحمان از موضع حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ

۱۴ جولائی ۱۹۰۶ء

اِنّی مُہِینٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ

خدا تعالیٰ کے وعدے سچے اور اسکی باتیں ہمیشہ پوری ہو کر رہتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ الہام ہوا ہے اسکی سچائی اور صداقت کو بیسیوں مرتبہ ہم نے دیکھا ہے اور ہماری آنکھوں کے سامنے وہ لوگ اسی رنگ میں ذلیل ہوئے ہیں جس رنگ میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اہانت اور ذلت کا ارادہ کیا ہے۔

الحکم نے اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان مرتد کے متعلق بعض تحریریں شائع کی تھیں جن میں سے کسی ایک کا جواب بھی ڈاکٹر صاحب یا انکے مخلص دوست نہیں دے سکے۔

پہلے دورہ میں جو ڈاکٹر صاحب نے لاہور اور امرتسر کا کیا انہیں جو کامیابی ہوئی ہے وہ خود اور انکا دل جانتا ہے۔ دوبارہ پھر اسی مہینہ میں انہوں نے لاہور اور امرتسر کا دورہ کیا اور اس دفعہ **المسیح الدجال** نام ایک رسالہ بھی چھاپ کر فروخت کیا۔ اور لاہور اور امرتسر میں لیکچر بھی دیئے۔ لیکچر کا مضمون کیا تھا؟ وہی جو انکے پیش رو اور امام عرصہ سے سناتے چلے آئے ہیں اور جن اعتراضوں میں سے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک اعتراض بھی کیا تھا۔ کوئی نئی بات اور نیا اعتراض وہ پبلک کے سامنے پیش نہیں کر سکے البتہ امرتسر کے جلسہ کی تقریب پر انکے پیر و مرشد مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو تقریر کی وہ اس قابل ہے کہ اسپر رائے زنی کی جاوے۔ اس تقریر کو پڑھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی **قابلیت** اور **حدیث دانی** کا راز بالکل فاش ہو جاتا ہے اور انکی مولویت کی حقیقت طشت از بام۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ کچھ یا لب لباب انکے ایڈیکانگ منشی محمد دین صاحب سیکرٹری انجمن نے اہل حدیث میں یوں بیان کیا ہے۔

"آپ نے لیکچر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ میری نبوت کو منہاج نبوۃ پر جانچو۔ لیجئے ہم جانچتے ہیں۔ بخاری کی حدیث ہے کہ ہرقل شاہ روم نے کفار مکہ سے سوال کیا تھا کہ

ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ

یعنی کوئی شخص اس نبی (علیہ السلام) پر ایمان لا کر اسکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد بھی ہوتا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہی سنت نبیوں کی تھی کہ انکے اصحاب میں سے ایمان لانے کے بعد انکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد کوئی نہیں ہوتا تھا۔ پس جب ڈاکٹر صاحب مرزائی نبوت پر ایمان لا کر الگ ہوئے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے الخ"

اس تقریر پر ناظرین غور کریں مولوی ثناء اللہ صاحب فضیلت کی دم کا اظہار کرنے کے جسقدر حریص ہیں اسکے اظہار کی تو حاجت نہیں ... اہل حدیث تو وہ خود اور انکا اخبار اسی نام کا موسوم ہے لیکن جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اور جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے کیا وہ صحیح ہے؟

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کا مذہب صحیح ہے کہ کبھی کوئی مرتد نہیں ہوا اور نبیوں کے سلسلہ میں ایسا نہیں ہوا تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان کے موافق ماننا پڑیگا کہ معاذ اللہ کوئی نبی **راستباز** نہیں تھا اور سب کے سب جھوٹے تھے (العیاذ باللہ) کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جسکے متبعین اور مریدین میں سے کوئی مرتد نہ ہوا ہو۔ ہاں اگر تاریخ صحیح کو مولوی ثناء اللہ دنیا سے گم کر دے۔ تو شاید اسے یہ کہنے کا موقع مل سکے مگر میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس صورت میں بھی وہ **ارتداد** کے سلسلے کی صحت کو نابود نہیں کر سکتا!

کیا آج جو لوگ **مرتد** ہوتے ہیں اور جن کو خود ثناء اللہ اپنی تحریروں میں مرتد ٹھہرا چکا ہے جن میں بعض مولوی بھی اپنے آپ کو کہلاتے ہیں انکا ارتداد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مبطل ہے؟ دھرم پال۔ عماد الدین۔ صفدر علی وغیرہ کے ارتداد کا کوئی اثر اسلام پر پڑ سکتا ہے؟ اگر نہیں پڑ سکتا اور یقیناً نہیں پڑ سکتا تو پھر یہ کیسی جہالت اور سفاہت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک شخص کے قطع تعلق کرنے پر (جسکو خود اعلیٰ حضرت نے **خارج از جماعت** کیا ہے؟) اعتراض ہو۔ کیا ڈاکٹر الحکیم علیٰ بار بار اسے رونا نہیں رو رہا کہ مجھے خارج کیا جاتا ہے میں قریب آنا چاہتا ہوں مجھے دور پھینکا جاتا ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود کی سچائی پر اور بھی زبردست دلیل قائم ہوتی ہے۔ اور آپکا بالکل صاف اور دنیا کے مال و منال سے بے پروا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور خود ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا بیان انکی تکذیب کر رہا ہے۔

ایک طرف وہ اور انکے حامی حضرت اقدس کو لالچی اور مال مردم خور بتاتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کو تین سو روپیہ سالانہ چندہ دینے والا ظاہر کرتے ہیں دوسری طرف ڈاکٹر صاحب نالاں ہیں کہ مجھے **جماعت سے خارج کیا جاتا ہے** اس لالچ کا کیا کہنا ہے؟ اگر مرزا صاحب ایسے ہی لالچی اور حب دنیا میں گرفتار تھے تو انہیں تو ڈاکٹر صاحب کی تین سو روپیہ لینا چاہئے تھا نہ کہ انہیں عضو ماؤف کیطرح کاٹ دینا۔ یہ ہے وہ سچائی کا زور جو مخالفوں کے منہ سے ہی کلمات حق کہلوا رہا ہے۔ اور ثابت کر رہا ہے کہ ایک آن اور لحظہ کے لئے بھی انہیں اسبات کی پروا نہیں ہوتی کہ دنیا اور اسکی دولت کیا ہستی رکھتی ہے۔ اس صاف اور روشن دلیل کا جواب ڈاکٹر اور اسکے حامیوں کے پاس کچھ نہیں۔ **بہرحال**

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ عجیب دعویٰ بیان کیا ہے جسکی دلیل بھی وہ کبھی بھی پیش نہیں کر سکے گا۔ اور بایں ہمہ گا کہ وہ **اسلام ہی سے دست بردار ہو جائے**۔ اسلئے کہ **ارتداد** کا سلسلہ کبھی کسی نبی کے زمانہ میں بند نہیں ہوا۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ کیا مولوی ثناء اللہ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ عبد اللہ بن ابی سرح جو کاتب الوحی تھا آخر مرتد ہو گیا تھا اور اس خبیث نے یہ خیال کیا تھا کہ وحی الٰہی کچھ چیز ہی نہیں معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے خیالات ہیں ایسا ہی ابن خطل۔ عبد اللہ بن جحش وغیرہ کیا مرتد نہ ہوئے تھے؟

اور موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے خدام میں سے بعض کا مرتد ہونا تو ایک ثابت شدہ بات ہے۔ پھر میں نہیں سمجھتا اس امرتسری فاضل نے یہ فضول بات کہاں سے بنائی کہ سنت انبیاء ہی ہے کہ انکے اتباع میں سے کوئی مرتد نہ ہوا اگر ارتداد کا کبھی کوئی سلسلہ نہیں ہوا تو پھر امرتسری فاضل کا فرض ہے کہ مندرجہ بالا لوگوں کے متعلق ظاہر کرے آیا وہ مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور کیا یہودا اسکریوطی نے مسیح کو گرفتار کرایا نہیں اور پطرس نے لعنت بھیجی یا نہیں اور ایسا ہی حضرت موسیٰ کی جماعت میں ارتداد ہوا یا نہیں؟

اور پھر وہ یہ بھی بتائے کہ قرآن مجید میں **مرتدین** کے متعلق احکام کیوں آئے ہیں؟ ذرا اسکی بھی کوئی وجہ موجہ بیان فرمائے۔ ثناء اللہ نے یہ ایسی بات کہی ہے جس ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی **نبوت** اعتراض پر سوار دہوتا ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی ہاتھ سے جاتی ہے کیونکہ اگر یہ قضیہ صحیح ہے کہ مرتد ہونے سے نبوت باطل ہو جاتی ہے تو پھر یہ سلسلہ ارتداد تو آجتک بھی قائم ہے آئے دن کوئی نہ کوئی عیسائی اور آریہ ہو جاتا ہے ابھی پچھلے دنوں دھرم پال مرتد آریہ نے بعض جبہ پوش مولویوں کے ارتداد کا اعلان دیا تھا۔

رہی ہرقل والی **حدیث** معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو حدیث دانی سے بالکل مس ہی نہیں اور وہ حدیث کے مفہوم اور صحیح معنوں سے محض ناواقف ہے اگر وہ اس حدیث کی اصل معنوں سے واقف ہوتا تو ایسی حماقت کا اعتراض نہ کرتا جس سے معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض ہوتا میں اس مقام پر پہونچا تھا کہ میں نے ریویو آف ریلیجنز کا تازہ نمبر جولائی ۱۹۱۰ء کا پڑھا اسکے صفحہ ۲۷۲ پر فاضل اور واجب الاحترام ایڈیٹر نے اسی حدیث پر بحث کی ہے میں اس سے بہتر بحث نہیں کر سکتا اسلئے اس مقام پر وہ حصہ بطور ... ہرقل والی حدیث پر بھی اگر ... جاتا تو ہمارے علماء یہ کبھی نہ کہلاتے کہ ایک شخص کے ارتداد کو سلسلہ کے باطل ہونے کی دلیل بیان کرتے جس کو اگر دلیل مان لیا جائے تو نعوذ باللہ کل انبیاء علیہم السلام کا بطلان لازم آتا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ قال **فھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ قلت لا** یعنی ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ کیا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرووں میں سے کوئی پورے طور پر دین میں داخل ہو کر پھر اس دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ سوال صرف یہ نہیں کہ کوئی مرتد ہوتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اہل کتاب میں سے ہو کر ہرقل خوب جانتا تھا کہ ارتداد بھی ہر ایک الٰہی سلسلہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ باوجود اس علم کے جو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے حال تھا اس بات کی وہ خبر نہ رکھتا ہو کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے پیرووں میں سے بھی بہت لوگ مرتد ہو گئے تھے پس ایسے علم کے ہوتے ہوئے ایسا سوال لغو تھا کہ وہ صرف یہ پوچھتا کہ کوئی شخص مرتد بھی ہوتا ہے کہ نہیں۔ اور حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اتنا سوال کیا بھی نہیں بلکہ اسکا سوال یہ تھا۔ **ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ**۔ یعنی کوئی شخص کامل طور پر اس دین میں داخل ہو کر اس کے بعد پھر اس دین سے بیزار ہو کر مرتد ہوتا ہے یا نہیں۔ جسکا جواب ابوسفیان نے دیا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اب اس سوال میں دو باتیں غور طلب ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک شخص پورے طور پر دین اسلام میں داخل ہو چکا ہو جس کے لئے الفاظ **بعد ان یدخل فیہ** آئے ہیں۔ اس کے معنے صرف داخل ہونے کے نہیں اور اگر ہمارے مولوی صاحبان نہ مانیں تو میں ہرقل کے الفاظ ہی جن میں اس نے ان الفاظ کی تشریح کی ہے پیش کروں گا۔ کیونکہ سوال و جواب کے بعد جب ہرقل نے استدلال شروع کیا تو اس سوال کے موقع پر پہنچکر وہ کہتا ہے۔ **وسالتک ایرتد احد سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ فذکرت ان لا وکذلک الایمان حین یخالط بشاشۃ القلوب**۔ اب یہاں بعد ان **یدخل فیہ** کی ہرقل نے یہ تشریح کی ہے کہ **کذلک الایمان حین یخالط بشاشۃ القلوب**۔ یعنی ایمان جب بشاشت قلب کے ساتھ اختلاط پیدا کرے یا بالفاظ دیگر انسان کو شرح صدر عطا ہو جاوے۔ اور ایمان دل میں داخل ہو جائے تو پھر ارتداد نہیں ہوتا۔ اب خالی مان لینا تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا۔ **قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا** ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ... یعنی بادیہ نشین عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ ان کو کہو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا پس ایمان جب تک دل میں داخل نہ ہو اور شرح صدر عطا نہ ہو وہ کسی کام نہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے **یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ**۔ پس اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ کوئی شخص بھی مرتد نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص جس کے دل میں نور ایمان داخل ہو چکا ہے اور دل سے تمام تاریکیوں کو دور کر چکا ہے اور اسے نبی کے متعلق انشراح صدر عطا ہو چکا ہے۔ وہ مرتد نہیں ہوتا۔"

یہ اس حدیث کا صحیح مفہوم ہے لیکن اسپر غور کرنے کی تکلیف کون برداشت کرے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اعتراض کرنا جانتے ہیں انہیں اس محنت سے کیا غرض کہ وہ زد دیکھتے کہاں ہے؟

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ مولوی ثناء اللہ کی یہ تقریر کیسی لغو اور بیہودہ ہے اور مولوی کہلا کر اس شخص کو شرم نہیں آتی کہ ... کہتا ہوں میں کیونکر ان واقعات کی تردید امرتسری کیونکر کرتا ہے؟ اور پھر اگر ضرورت پڑی تو اسپر اور بھی کچھ لکھکر لکھا جاوے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ راقم

فضیلت جمعہ اور مولوی مچھیانوی

.... سرکار - عالم جہان کے لوگوں اور نبیوں کے سردار - حضرت پیغمبر بلکہ پیغمبر گر جس کے غلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل و برگزیدہ ہیں (کی پیشگوئی لتتبعن سنن من قبلکم اور اعتدوا فی السبت میں پوشیدہ تھی - اسے پورا کرنے کے تو ہیں ہمارے خاندان کے فیض یافتہ - نمک خوار - دست پرورده فاضل اجل مولوی مچھیانوی نے (جس نے بدقسمتی سے اس خاندان کو مرتد - ابن الاستاد کو منافق - اسکے بیٹے کو نکمّا کہکر سعادت دارین حاصل کی) ابھی بہت کچھ حصّہ لیا ہے - چنانچہ اس صدی کے چڑھنے میں ابھی ایک سال باقی تھا کہ مجدد اعظم کی ضرورت کے اثبات کے لئے آپ نے یہ فتویٰ دیا -

"شخصے کہ حنفی بود جمعہ در دیہات صغیرہ و کبیرہ - بدون سلطان مسلم فرض گوید مخالفت کتاب مجید و حدیث حمید و اجماع مدید کند بعید از رحمت رب شقی و سعید خواہد شد"

اس فتوے پر کہاں تک عمل کیا گیا اور یہ کتاب کس نظر اور کس وقعت سے دیکھی گئی - اس کا جواب خود امت محمدیہ بلکہ امت حنفیہ کا اکثر حصہ ہی بتلا رہا ہے کہ وہ جمعہ پڑھتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ مولوی صاحب موصوف کے فتوے کے برخلاف احتیاطی بھی نہیں چھوڑتے بس مجھ کو کسی ضرورت نہ تھی کہ میں اس رسالہ کی تنقید کرتا جس پر موقعہ کو بڑا ناز ہے گویا عمر بھر کا اندوختہ اسی میں جمع کر دیا لیکن پھر بھی میرا فرض ہے کہ میں اپنی ... کے موافق اپنے خاندان کے تلمیذ کو اسکی غلطی پر متنبہ کر دوں ... غنی - اور نیز پبلک کو الٹ آمیز تقاریر کو لا جواب نہ سمجھیں - کیونکہ غیر متعلق امر کی نسبت باتیں کرنا کسی علمیت کی دلیل نہیں - رسالہ ہر جمعہ کا اور سنانے لگ جاتے یا شرف نحو کے نئے اور ان حروف کی بحث جن کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں - اہل علم کے نزدیک تو ایسی بے اصول تحریریں قابل جواب ہی نہیں ہوتیں - مگر

العلم الحجاب الاکبر کے مضمون کو واضح کرنے کے لئے نہایت نیک نیتی اور دلی خلوص کیساتھ ایک مضمون لکھتے ہیں - جو اس رسالہ کے مضمون سے قطع نظر کر کے بھی مفید عام ہو سکتا ہے - ہاں ہم یہ مضمون شروع کرنے سے پہلے مولوی مذکور کو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ بے شک بلا تامل اپنا پورا زور علمی دکھا کر اس کا جواب لکھیں - مگر انشاء اللہ میں محض خدا تعالےٰ کے فضل پر امید رکھکر کہہ سکتا ہوں کہ جیسے کھلی ... کی دندان شکن تحریر کا جواب تا حال اس سے سوائے دو چار سطر دشنام آمیز کے (جو الحکم کے کالموں میں چھپ چکی ہیں) نہیں ہو سکا - ایسا ہی اسکا جواب بھی نہیں ہوگا - اور کیونکر ہو سکے -

"ان الباطل کان زھوقا"

دیہات کے جہال کو ایسا کر مفسدہ انگیزی اور تکلیف پہنچانا ایک ... ہے اور علم کے رو سے جواب دینا دوسری شان دیکھئے مولوی مچھیانوی کونسی شق کو اختیار کرتا ہے - ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ -

علماء حنفیہ نے وجوب جمعہ اور روزے جمعہ کی بارہ شرطیں لکھائی ہیں جو یہ ہیں -

شرائط برائے وجوب جمعہ - حرّیت - اقامت ذکورت - صحت - قدرت - بینائی -

اذن عام - خطبہ - حاکم - مصر - ظہر - جماعت

فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام مجید میں

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ - ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(۱) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا - اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو ایک عام خطاب ہے - دیہاتی مصری سب مسلمان شامل ہیں -

(۲) نُوْدِیَ سے اذن عام - باشارۃ نص ثابت ہے - اذان کا سننا ضروری نہیں - کیونکہ دن ڈھلنے پر یوں ہی ندائے ربانی ہو جاتی ہے - کہ جمعہ کا وقت ہو گیا -

(۳) فَاسْعَوْا سے "بعبارۃ نص - جماعت کی شرط نکلتی ہے - اور اسمیں امر بالسعی دلالت کرتا ہے کو سعی کی قدرت ... کیونکہ ... عام ہے - پس ... جمعہ پڑھنے جائے مصری ہو یا قروی سلطنت اسلامی ہو یا غیر اسلامی - ہاں عورت - غلام - مسافر - لڑکا - مجنون سعی سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں - پس عقل نے اس سے وہی مخصوص کئے جو بہ عذر ستر - رق - صغر - جنون - مرض - سفر سعی الی الجمعہ و خطبہ نہیں کر سکتے - دیہاتی کو معذور جاننا اور مصری ہی کو مخصوص بہ خطاب کرنا بے عقلی ہے نہ کہ عقل - یہ آیت مجمل نہیں بن سکتی بانوجہ کہ مجمل وہ ہے جس کی مراد مخفی ہو بسبب غرابت و عدم علم معنے مراد "بدون معنی لغوی" و اشتراک لفظ در معانی چند - یہاں سعی کے معنے میں جانا نہ کہ دوڑنا - جو حدیث سے ثابت ہے اور مامور بالسعی یہی الذین اٰمنوا مذکور ہیں جن کی تخصیص بحکم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ہو چکی ہے - یعنی مریض - عورت - مسافر - غلام - صبی وا... نہیں جاتا کیونکہ ... اس پر بھی جمعہ فرض ہے نیز آیات قرآن کریم کے حق میں "کتابا مفصلا" - "فصلت آیاتہ" - آ چکا ہے - مجمل کہنا خلاف قرآن ہے - ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ - کتاب مبین تبیانا لکل شیء - اجمال سے خالی ہونے پر نص ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی - تو ساتھ ہی ایک مشاہدہ بھی ہوتا جس سے ما یوحی کے معنی خوب کھل جاتے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کے یہی معنے ہیں پھر حضور انور صلعم اس کیفیت کو صحابہ کے سامنے بذریعہ عمل واضح کر دیتے تھے - چنانچہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ کے معنے بذریعہ تعامل آج تک متواتر چلے آتے ہیں ان میں کوئی خفا نہیں رہا جمعہ کی کیفیت ادا ... بھی حضور صلعم سے بذریعہ تعامل آج تک تواتر سے واضح اور مبین ہے اجمال کیسا؟ بس بحکم اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ جیسے قرآن کریم الی یوم القیمہ محفوظ ہے ایسے ہی قرآن کا بیان سنت رسول بھی الی یوم الآخر قائم دائم ہے یعنی بذریعہ تعامل خیر الامم سنت النبی ظاہر و باہر ہے - حتیٰ کہ کتب الحدیث بھی صرف معین السنتہ ہیں نہ کہ عین السنتہ جس زمانے میں یہ کتابیں تصنیف نہ ہوئی تھیں - تب بھی احکام قرآنی پر عمل ہوا کرتا تھا - یعنی روایات قولی مرویات کے اصول ... اور معتمد علیہا بھی وہی ہیں - تعامل الخلفاء والناس کے برخلاف ... روایات کا کوئی اعتبار نہیں -

غرض شرائط جمعہ وہی معتبر ہیں جنپر تعامل ہے - اگر ... اور سلطان کی ... کا ... ہوتا - تو عیدین و جمعہ کی اقامت کفار کے ملک میں جائز ہوتی - حالانکہ آج تک مسلمان پڑھتے ہیں اور دیہات کے اہل اسلام گو جاہل و غافل ہیں پھر بھی عیدین تو ضرور پڑھتے ہیں اور جمعہ کا پڑھنا بھی افضل عمل جانتے ہیں - شرائط کا ذکر صرف زبانی اور ملاؤں کی کتابوں میں ہے -

(۴) ذکر اللہ سے مراد نماز ہے (ولذکر اللہ اکبر) اور خطبہ کی شرط بدلالت نص ثابت ہے اور ذکر اللہ سے ذاکر گویا تقتضاءً سمجھا جاتا ہے لیکن ذاکر کی تخصیص ولایت عامہ اور سلطنت سے ہرگز اقتضاءً نہیں سمجھی جاتی - کیونکہ اگر جماعت کے لئے ولایت عامہ شرط ہوتی تو وارکعوا مع الراکعین کے ساتھ بھی سلطان کا ہونا لازم ہوتا[عہ] - فالذکر لا یفتقر الی الذاکر السلطان[عہ] او النائب لا شرعا ولا عقلا ولا عرفا +

عہ - یعنی ہر ذکر کے لئے ذاکر کی ضرورت ہے ۱۲

عہ - ... کا جواب دیتے ہیں - خوف فساد نہیں تو جنب من ... سب خوف فساد کیا بھی ... جماعت ... ذرہ ... اگر ... ہوتا تو ... کیا ... ... جھوڑ دوگے؟ ۱۲

غایت ما فی الباب خوف تو آن فتنہ و فساد جہاں غالب ہو وہاں عذر ترک سعی بن سکتا ہے اگر یہ خوف بفضلہ تعالےٰ اس ملک میں کہیں نہیں جیسا مشاہدہ و تجربہ شاہد ہے - نیز یہ آیت مطلق وجوب جمعہ کی مقتضی ہے اور ذکر اللہ سے اقتضاءً "قید سلطان مسلم" ثابت ہونا مان لیں تو ہم سلطان مسلم کی عدم موجودگی کی صورت میں "موجب عبارۃ نص" پر عمل کرینگے کیونکہ علم الاصول میں مقرر ہے کہ معارضہ کے وقت عبارۃ نص اقتضاء نص سے اقویٰ ہے اور یہاں نسخ نہیں بلکہ حسب اقتضاء وقت ایسی کارروائی کرنے کی اجازت ہے پھر اس حدیث پر غور کرنا چاہئے جو ابن ماجہ نے روایت کی حدثنا محمد بن عبداللہ ... ان اللہ افترض علیکم الجمعۃ فی مقامی ھذا فی یومی ھذا فی شہری ھذا من عامی ھذا - فمن ترکھا فی حیاتی او بعد مماتی ولہ امام عادل او جائر استخفافا او جحودا لھا فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک فی امرہ الا ولا صلوۃ لہ ولا زکوۃ لہ -

اللہ اکبر کتنے پرزور الفاظ میں نبی کریم صلعم نے جمعہ کی تاکید فرمائی کہ جس شخص نے جمعہ ترک کیا اسکے کاروبار میں کبھی برکت نہ ہوگی - اور اس کی نماز و زکوۃ بھی منظور نہیں استغفر اللہ امت مرحومہ کا کیا حال ہوگا؟ -

صرف ولہ امام عادل کا حکم عذر رہ گیا تھا - وہ بھی جاتا رہا کیونکہ اب تو امام الحکم العادل بھی نزول فرما چکا اچھی طرح سوچو اس حدیث سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام عادل یا جائر جو منتظم یا رافع فساد ہے - نہ ہو اور خوف فساد ہو تو عذر ترک جمعہ بن سکتا ہے لیکن اگر کوئی خوف نہ ہو تو جمعہ کے چھوڑنے پر وعید لازم ہے - اور اگر امام سے مراد پیش نماز ہو (اور یہی ہے) تو مطلب صاف ہے یعنی اگر کوئی جمعہ کو باوجود ہونے کسی امام کے نیک یا بد (صرف مومن اور پیشوائی نماز کا مستحق ہو) ترک کرے تو وہ بھی سزا کا مستحق ہے اور باوجود ماننے اس شرط کے اکثر فقہاء نے لکھا ہے کہ جس ملک میں کفار کی حکومت ہو اسمیں لوگوں کا اجتماع ایک شخص پر واسطے امامت جمعہ کے جائز ہے چنانچہ عالمگیریہ میں ہے -

بلاد علیھا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ الخ

ور ان مطبوعات میں جعلی قیدیں بڑھانا صرف خودغرضی ہے ذکر مسئلہ فقہ - اور روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو جمعہ پڑھایا بحالیکہ عثمان علیہ السلام محصور تھے - اس سے بھی ثابت ہے کہ سلطان کی شرط کوئی نہیں ورنہ بلا حضور یا بغیر اذن عثمانی کے جمعہ جائز نہ ہوتا - اور یہ جو لکھتے ہیں - اذن سے لیا ہوگا - یہ جملہ شکیہ ایک خیالی بات ہے - اور حدیث ابن عباس مرفوعا اربع الی الولاۃ ذکر منھا الجمعۃ ... کا جواب سنئے -

شرح وقایہ اوردہ میں ابن عباس ابن زبیر ابن مسعود سے مروی ہے کہ حدود - صدقات - جمعات - غنیمت حاکموں کے سپرد ہیں اسکی غرض یہی ہے کہ ان چاروں کو حاکم کرے یہ نہیں کہ بغیر والی شہر ادا کرنے ممکن ہوں تو غیر مشروع ہیں بھلا یہ درست ہے تو صدقات یعنی زکوٰۃ - عشر - صدقہ فطر وغیرہ بھی نامشروع ہوجاتے پس والی کوئی نہ ہو تو لوگ جمع ہوکر بطور اجماع عید - جمعہ قایم کریں اسمیں کیا حرج ہے اس حدیث کی غرض صرف یہ ہے کہ یہ چاروں امر ولاۃ پر فرض ہیں یہ نہیں کہ بدون ان کے ناجائز ہیں ہاں چونکہ حدود قایم کرنے اور غنیمت کرنے سے بغیر بادشاہ مسلم کے فساد ہوتا ہے بلکہ ایسا کرنا ناممکن ہے اس لئے واللہ لا یحب الفساد کے واسطے منع ہیں نہ کہ اس حدیث کے واسطے۔

(۵) اور ذروا البیع[عــه۱] کے لفظ سے جبکہ مطلق تور عمل مراد ہوں - تو پھر اس سے "مصر" اشارۃً کیسے سمجھا جاتا ہے فرض کیا کہ بیع جو منہی عنہ ہے وہ امصار ہی میں پائی جاتی ہے ... ہی یہ سمجھا گیا کہ مصر کے ساکنین بیع کو ضرور چھوڑ کر حاضر جمعہ ہوں - مگر تمام لوگ فاسعوا کے امر سے کس طرح باہر نکل سکتے ہیں - یعنی امر "بذر و منع" جب بیع سے مختص ہوا اور وہ مصر کی مقتضی ہو - تو امر فاسعوا الی ذکر اللہ اور جمعہ کا ادا کرنا صرف مصریوں سے کس طرح خاص ہوگیا!

چونکہ یہ حکم جمعہ کا عام ہے اور سب لوگوں کو اس پر عمل کرنا ضروری ہے مگر عورت غلام - مریض مسافر کے مستثنے ہونے سے احتمال تھا کہ بازار کے لوگ بھی شاید بیع و شرا کے ضروری کام کو عذر نہ بنا بیٹھیں - اسلئے فرمایا گیا کہ بیع کو چھوڑ دو - اول تو اقتضاء عرف ذ محال بیع ذ ثابت ہوتا ہے جو اکثر بعض ایسے قریات میں ہی ہوتا ہے جہاں کسی خاص شئے کی تجارت ہوتی ہے جیسے نیل - اشجار - صابون - چونہ وغیرہ (اور یوں بھی کونسا گاؤں بیع و شراء سے خالی ہے) اور محل بیع قید ہے ذروا کی - پس یہ معنے ہوئے کہ جب جمعہ کا وقت آجائے تو محل بیع کو چھوڑ دو - اور طاعت کے واسطے ثابت ہوا کہ بیع چھوڑنے کا امر صرف محال بیع سے مختص ہے نہ یہ کہ جمعہ کا ادا مشروط بمقامات بیع ہے - الغرض مصر قید اقتضائی وذروا البیع ہے - نہ کہ ادا جمعہ کی - ورنہ لازم آئیگا کہ مصر میں بھی وہی جمعہ پڑھیں جو بیع کر رہے ہوں اور حدیث لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع کی نسبت امام نووی رحمہ نے فرمایا ہے - متفق علیہ ضعفہ (اسکے ضعف پر

سب کا اتفاق ہے) بیہقی نے کہا کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث صحیح نہیں آئی - اور ابن حزم نے محلی میں اس حدیث کو صحیح کیا مگر موقوف مروی عن علی نہ مسنداً مرفوعاً جو مسند مرفوع بتائی گئی ہے وہ ضعیف ہے - پس اگر یہ قول علی یقیناً ثابت ہوجائے تو بھی مخل مقصود نہیں - کیونکہ اجتہادیات میں قول صحابی حجت نہیں ہوتا خصوصاً جبکہ اور صحابہ اسکے خلاف ہوں بیہقی نے - لیث بن سعد سے روایت کیا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے حکم کے مطابق عامۃ مصر میں وہ لوگ جو دریائے نیل کے کنارے چھوٹے چھوٹے قریات میں سکونت رکھتے تھے جمعہ پڑھتے تھے اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے - کہ وہ حرمین شریفین کے درمیان لوگوں کو دیکھتے کہ اپنے اپنے پانی کے چبوتروں پر جمعہ پڑھتے ہیں تو وہ منع نہ کرتے تھے - ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ بحرین والوں کو آپ نے حکم بھیجا تھا کہ تم جہاں ہو جمعہ پڑھ لیا کرو - پس قول علی رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل ہے کہ جمعہ و عید کامل نہیں ہوتے جب تک مصر جامع نہ ہو - اور یہ ظاہر ہے کہ وہاں جماعت کثیر ہوتی ہے جس کا ثواب اور اشاعت احکام مبینہ فی الخطبہ زیادہ ہوتی ہے - اور اگر بالفرض یہی حدیث مسند مرفوع ہے - جب بھی تاویل ہوسکتی ہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ حالانکہ امانت رکن ایمان نہیں - ایسے الفاظ فضائل میں بھی آئے ہیں - اور اگر اس شرط مصر جامع کا استنباط آیت سے حضرت علیؓ نے کیا تو اور بھی بہتر ہے بالخصوص جبکہ بعض علماء نے بھی یہی کہا ہے کہ مصر کی شرط وذروا البیع سے مستفاد ہوتی ہے پس یہ مسئلہ اجتہادی ہوا - ابن عباس سے مروی ہے کہ پہلا جمعہ جو بعد اس جمعہ کے جو مسجد ... گیا - وہ جواثا گاؤں ہے چنانچہ قسطلانی کا قول ہے کہ پہلے گاؤں تھا بعد اس کے مصر بنا اور یہی حق ہے - اور ابن ماجہ میں ہے کہ عبدالرحمن بن کعب سے روایت ہے کہ اس کے باپ کعب بن مالک نے کہا کہ حرہ بنی بیاضہ میں سعد بن زرارہ نے پہلا جمعہ پڑھایا - اس سے سلطان مسلم اور مصر کی شرطیں غیر واجب معلوم ہوتی ہیں کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اول یہ جمعہ قایم ہوا تھا - نہ وہاں سلطنت اسلامی تھی نہ حرہ بنی بیاضہ مصر تھا - وہاں صرف چالیس آدمی تھے جو جمعہ میں حاضر ہوئے اور قسطلانی بخاری میں قول عطاء تابعی اذا کنت فی قریۃ جامعۃ آہ شرطیت مصر کو ثابت نہیں کرتا - کیونکہ اول تو یہ قول ہے حدیث نہیں بلکہ تفسیر اجتہادی ہو تو ہو - دوم اس سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر آدمی جمعہ والی بستی میں حاضر

ہو تو جمعہ ادا کرنا واجب ہے یہ نہیں کہ قریہ جامعہ نہ ہو تو نہیں فرض - یہ مفہوم دلیل ما تا حنفیہ کے اصول کے خلاف ہے اور نیز قریہ جامعہ سے اصل مطلب یہی ہے کہ جسمیں جماعت مشروطہ موجود ہو - چنانچہ سب تعاریف مصر پر یکجائی نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے اور نیز قسطلانی میں حدیث آئی ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ عوالی سے نوبت بنوبت جمعہ مدینہ میں پڑھنے آتے تھے - اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کو فرض جانتے تھے مگر مدینہ میں زیارت شریفہ رسالت پناہ صلعم کو باری باری آتے تھے کسی اور دن بھی تو زیارت ہوسکتی تھی - یوں اس لئے کرتے کہ فرض جمعہ بھی ادا ہوجائے اور ثواب زیارت بھی پالیں - جمعہ نہ آتے تھے ان کا وہاں جمعہ نہ پڑھنا ثابت نہیں - بلکہ بوجود جماعت مفروضہ پڑھ لیتے تھے - اور انس کا کبھی جمعہ پڑھنا کبھی نہ پڑھنا (جب وہ اپنے قصر میں بصرہ سے دور رہتے تھے) اسلئے تھا کہ جماعت مل گئی تو پڑھ لیا ورنہ نہ پڑھتے - کیونکہ اکیلے پر تو جمعہ واجب نہیں اور موطا محمد میں جو روایت ہے کہ ابی عبید نے کہا کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ عید میں حاضر ہوا انہوں نے نماز عید پڑھ کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ اس دن دو عیدیں (عید و جمعہ) ہیں پس اہل عالیہ میں سے جو چاہے انتظار کرے اور جو چاہے لوٹ جائے اس سے جمعہ کا فرض نہ ہونا (گاؤں والوں پر) ثابت نہیں ہوتا - صرف جانے کی اجازت ہے کہ خواہ گھر جاکر پڑھیں خواہ یہاں ہی پڑھ لیں اور اس رخصت سے یہ سمجھنا کہ ان پر جمعہ فرض نہیں تھا شخصی رائے ہے - نیز جمعہ عید والے دن جمعہ تو سب پر (مصری ہوں یا دیہاتی) فرض نہیں رہتا - جیساکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے - اور صحیح بخاری باب القریٰ والمدن میں ہے ... عــه ... وادی القری (مدینہ کے اعمال میں ایک گاؤں) میں کیا آپ جائز سمجھتے ہیں کہ میں جمعہ پڑھ لیا کروں - اور یہ رزیق اس زمین پر زراعت کرتا تھا جسمیں ایک جماعت سوڈان وغیرہ کی تھی - اس کا جواب ابن شہاب نے لکھا - اور اسکے پڑھنے سے میں سن رہا تھا - کہ وہ اس رقعہ میں اسے فرمان کرتا ہے کہ جمعہ پڑھ لیا کرے - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے - کہ شہر سے باہر جمعہ جائز ہے کیونکہ وہ زمین زراعت ایلہ سے باہر تھی جسمیں صرف حبشی زمیندار رہتے تھے - یعنی وہ گاؤں تھا - اگر فقہاء حنفیہ

کی یہ شرط مصر مان لی جائے - تو ... ہے جیسا اکثر فقہاء کا فتویٰ ہے - کہ ما لا ... مساجدہ اہلہ المکلفین بہا ... یعنی جس موضع کی ایسی حیثیت ہو کہ اسکی بڑے سے بڑی مسجد میں اسکے وہ باشندے نہ سما سکیں جن پر جمعہ فرض ہے - شامی میں ہے کہ ابو شجاع نے اسے احسن فرمایا اور الولوجیہ میں ہے کہ یہ صحیح ہے اور تجرید - ذخایہ - متن درمختار اور اسکی شرح میں اسے دوسرے قول پر مقدم کیا گیا ہے جس سے اسکی ترجیح ظاہر ہے - اور صدر الشریعۃ نے دوسری تعریف[عــه] کے منصف کی دلیل یہ فرمائی ہے کہ احکام شرع خصوصاً اقامت حدود میں سستی پڑگئی ہے اور طحطاوی میں ہے کہ یہ احسن ہے اور اسپر برہان الشریعہ نے اعتماد کیا اور رازی نے فرمایا ہے کہ مراد اکبر مساجد سے یہ ہے کہ جو مسجدیں صلوات خمسہ کے لئے بنائی جاتی ہیں - ان سے وہ بڑی ہو اور عادت وہ ایسی مسجد ہو نہ کہ عیدگاہ اور مسجدیں پانچ - دس - گیارہ ہوں - اور وہ ان سے بڑی ہو - غرض حیثیت قریہ ہے ورنہ یوں تو قری صغیرہ ایسی مسجد کے بنانے سے مصر بن جاتے ہیں اور بلاد عظیمہ ایسی مسجد کے نہ ہونے سے قری نہ تصور کئے جاسکتے ہیں - اور ما لا یسع اکبر مساجدہ میں سکک اور اسواق کی قید بڑی خلل ہے اس پر کسی نے تصریح نہیں کی اور جامع الرموز میں قہستانی نے فرمایا ہے " ما لا یسع من موضع " اور صدر شریعت نے دوسری تعریف کی تزییف کردی ہے کہ یہ جامع نہیں ان امصار کو جو بالاتفاق ... مصر ہیں اسلئے یہی تعریف (ما لا ...) ... ہے لیکن جا ... اور فصلیں مختلف مگر بازار و تجارت والے موضع کو جنس ٹھہرانا ان کا من گھڑت مسئلہ ہے اسکی تصریح کسی مجتہد یا محقق نے نہیں فرمائی ایسے لوگوں کی غرض صرف یہی ہے کہ جمعہ دیہات میں قایم نہ کیا جائے کبھی مانتے ہیں کہ قریہ کا لفظ بڑے بڑے شہروں پر بھی بولا گیا ہے - چنانچہ اصحاب القریہ سے انطاکیہ اور من القریتین عظیم سے مکہ و طائف مراد ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ مصر کی تعریف میں قریہ کیونکر آسکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار ہے کہ یہ تعریفیں لفظی ہیں بھلا صاحب! جب تعریفیں لفظی ہیں تو ہر فقیہ کا اپنا اپنا معرف کیوں جدا ہے پس ثابت ہوا کہ مصر یعنی قریہ جامعہ کی تعریفیں حقیقی بحسب الاسم ہیں پھر امور اصطلاحیہ میں کیا ... (باقی)

عــه۱ بیع کا لفظ صرف ... اختیار کیا گیا ہے کہ دنیا میں جو کام انسان کرتا ہے اسمیں کچھ نہ کچھ لیتا ہے اور کچھ دیتا ہے - اسی کا نام بیع ہے ۱۲

عــه حاکم ایلہ منجانب عمر بن عبدالعزیز ۱۲ - عــه امام زہری -

عــه ظاہر ہے کہ امیر رزیق حضرت ابن شہاب سے زمین زراعت میں جمعہ قایم کرنے کی بابت مسئلہ پوچھتا تھا اسکی بابت سوال کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ ایلہ تھا ۱۲

عــه - جس میں امیر - قاضی - اور تنفیذ احکام و اقامت حدود کی شرط ہے ۱۲

کسی نے اپنی تحقیق سے مصر کی تعریف کچھ کی اور کسی نے کچھ۔ اگر ایک کی تعریف دوسرے کے نزدیک جامع مانع نہیں تو کیا مضائقہ ہے نظر بریں وجوہات موضع سب کے نزدیک جنس متحد بنایا جاوے۔ اور باقی قیود کو فصل ٹھیرا یا جائے۔ تو بہتر ہے مخفی نرہے کہ وذروا البیع میں اشارہ ہے جمعہ کے لئے وقت ظہر کا۔ کیونکہ اسوقت بیع کا زور ہوتا ہے خصوصاً قافلے سوداگروں کے بھی اسی وقت آیا کرتے۔

(۶) فانتشروا میں احتیاطی کا رد ہے کیونکہ امر انتشار وقت ادا و نماز جمعہ نص ہے اس بات پر۔ نیز احتیاطی کی روایت امام اعظم اور صاحبین سے مروی ہے نہیں۔ صرف بعض متاخرین نے فتویٰ دیا ہے وہ بھی مرجوح کیونکہ درمختار میں ہے

قد افتیت مرارا [illegible]

یعنی میں نے ... کئی دفعہ لوجہ خوف اعتقاد عدم فرضیت کا الزام مذہب [illegible] پر لگاتے ہیں۔ بے شک۔ فلک ملاد اشتباہ کا رد کرنا جائز ہے بلکہ بعض صور میں ضروری بھی ہے بشرطیکہ [illegible] بالصواب نہ ہو اور یہاں [illegible] کے لئے) پڑھی جائے [illegible] عام لوگوں میں شائع ہو [illegible] نہیں رہتا — یعنی احتیاطی [illegible] کا فرض فرض ہے نہ [illegible] احتیاطی کے ادا کرنے میں ایک بڑا سوء ظن [illegible] شریف پر ہوتا ہے

قال اللہ تعالے تبیانا لکل شئ۔ کتاب مبین۔ ثم ان علینا بیانہ۔ یعنی ہم پر ضروری ہے [illegible] کا۔ اور تبیان میں مبالغہ ہے کہ قرآن ہر سے [illegible] مگر احتیاطی کی بنا امر مبہم ہی رہا۔ ساتھ صاف نہیں ملا۔ کہ جمعہ کس کس مقام میں فرض ہے اور سلطان مسلم کے حضور یا اذن سے مشروط ہے۔ یا نہیں۔ اسلئے ظہر احتیاطی کا پڑھنا اور پھر جماعات میں پڑھنا ایک ایمانی حصہ کو ضائع کرنا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک واللہ یھدینا الی سواء السبیل وھو نعم المولیٰ ونعم الوکیل

اخیر میں۔ مکرر چیلنج کیا جاتا ہے کہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر اور جس سے مدد لینی ہو۔ لیکر جواب لکھو۔

محمد ظہور الدین اکمل

گولیکی ضلع گجرات پنجاب

مخدوم الملۃ کی ایک تحریر

حضرت مخدوم الملۃ [illegible] شہید مرحوم کی سیرۃ اور تالیف لکھنے کے کام سے میں فارغ یا بے فکر نہیں ہوا اسکے لئے مٹیریل کی تلاش کر رہا ہوں اور جسوقت میں اسے اس قابل پاتا ہوں شروع کروں گا اس **پاک سیرۃ** کے مقدسہ میں جن امور پر میں بحث کرنی چاہتا ہوں انکا مواد بحمد اللہ میں نے جمع کر لیا ہے۔ یا کم ازکم اس کے نوٹ ترتیب دیئے ہیں۔ اسی خیال سے میں آپ کی بعض تحریروں پر نظر کر رہا تھا کہ ان میں ایک مختصر سا نوٹ اس مضمون پر کہ صحابہ کے **چال چلن سے ہم کیا سبق لے سکتے ہیں؟** ملا میں نے مناسب سمجھا کہ الحکم کے ذریعہ اپنے بھائیوں کو پہونچا دوں۔ اس تقریب سے مولانا ممدوح کی یاد تازہ ہو جائیگی اور ہمیں موقع ملیگا کہ اپنے محسن مخدوم کے لئے ترقی مدارج کی دعا کریں۔ یہہ مضمون اچھوتا اور نیا ہے۔ اور اس سے پہلے کبھی شائع نہیں ہوا۔ برادرم محمد اسمٰعیل صاحب مولوی صاحب ممدوح کے بھوپی زاد بھائی خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنکی سعی سے مجھے یہہ بیش قیمت نوٹ ملا جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (ایڈیٹر)

صحابہ کی چال چلن سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

خدا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ واقعی یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید اسکی صفت ہے اور اوس کا دعوے کہ وما کان اللہ لیعجزہ من شئ فی السمٰوات ولا فی الارض انہ کان علیما قدیرا۔ جو کچھ اوس نے ازل سے ارادہ کیا اسے کریں اور جو کچھ قرآن میں اوس نے وعدے کئے۔ اور جن لوگوں کے حق میں کئے اور اون وعدوں کے مصداقوں کے جو جو نشان قایم کئے ان لوگوں کے حق میں عین وقتوں پر بالکم و کاست پورے کئے اور جو وعید اور تہدیدات شدیدہ جو اسکی قاہریت اور قدرت اور علم پر دلالت کرتی تھیں۔ وہ اون کے حق میں پوری کیں جو اُن کے مستوجب تھے منافق۔ فاسق۔ کافر۔ مشرک۔ ظالم۔ معتدی۔ فاسد اُسی طرح ذلیل اور تباہ اور بے نام و بے نشان۔ بے ننگ اور سر نگوں ہوئے۔ اُن کی کاروائیاں باطل ہوئیں۔ اون کے اعمال حبط ہوئے۔ اُن کی کوئی کوشش بہی کارگر نہ ہوئی۔ اور وہ ہزار حسرت وار مان دل ہی لیکر اس جہان سے ناپید ہو گئے۔ کچھ آنحضرت کے وقت میں بموجب وعید کے نابود ہو گئے۔ اور کچھ بعد میں اور خدا تعالے کے علم اور قدرت نے ایک بہی نہ چھوڑا جو وعید کے وقت علم الٰہی میں موجود تھے۔ اور یہ سبق ملتا ہے کہ خدا کا ایک نظام ہے جسکے اصول وقواعد منضبط اور مقرر ہیں۔ اور اسباب وسبب اور علت ومعلول کا سلسلہ درست ہے۔ اور ان میں حکیمانہ ربط اور نظام ہے۔ جیسے قانون قدرت میں ایک نظام ہے ... ... جسکی وجہ سے کوششیں نتیجہ دیتیں اور اعمال مناسب نتائج سے بہرہ ور ہوتے ہیں اُسی طرح قرآن میں بہی ایک نظام ہے جیسے **کذلک نجزی المحسنین** اور **کذلک نجزی کل کفور** نے ایک دائمی اور غیر متبدل قانون کی شکل میں پیش کیا ہے۔ جو شخص ویسے اعمال خیر کرے وہ بحسب استعداد فطرت ان انعامات کا مورد ہوتا اور جو ویسے اعمال شر کرے۔ وہ وعید الٰہی کا مستوجب ہوتا ہے۔ اس سے ہمیشہ کے لئے ایک واقعی امید وبیم کی راہ کہلتی ہے۔ اور خدا کے وعدو وعید کا ایک ہیئت اور نظام اور منضبط قاعدہ نظر آتا ہے۔ **اور صحابہ کے چال چلن** سے ہمیں سبق ملتا ہے۔ کہ ہمیں خدا کی ہستی پر ایمان اور اوس کے صفات کاملہ پر ایمان۔ [illegible] رئیس اور اُن اعمال خیر کی اقتداء اور دعا کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے اس نے وعدے کئے تھے مومنوں کے حق میں اُن کی مساعی جمیلہ اور دعاؤں کے بعد اُسنے پورے کئے ہمیں بھی یہ جوش دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ایسے وعدے پورے اور اونپر کئے اور کبھی پر کبھی پشیمان نہ ہونے والے خدا سے اعمال اور دعا سے ہم بھی حصہ لیں۔ یہی وجہ ہے کہ صراط **الذین انعمت علیھم** پڑھتے اُن کا منیا صحابہ ابوبکر و عمر و عثمان اور علی کا (ہمارے مذاق پر نہ شیعوں کے مذاق پر) تصور دل میں پیدا ہوتا اور جوش آتا ہے۔

اور صحابہ کی چال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم ایک علمی کتاب ہے۔ جو اُسنے دعوے کئے ہیں اُن کا ثبوت بہی آیا ہے۔ اسنے دعویٰ کیا ہے کہ مبارک کتاب ہوں ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجرا کبیرا وان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ اعتدنا لھم عذابا الیما۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا۔ قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدا۔ اس دعوے میں وعدہ اور وعید دونوں شامل ہیں [illegible] دونوں کا ثبوت پوری طرح اس عالم میں دیا۔ اجر حسن اور اجر کبیر۔ یہوں کہ اون بے نام نشان گمنام کس مپرس خانہ بدوش عربوں کو ابوبکر و عمر و عثمان کے رنگ میں کامیاب روحانی اور جسمانی بادشاہ بنایا اور **آخرۃ** یعنی اعمال کے نتائج حقہ پر (اور درحقیقت اس بشری آخرت کا ثبوت ہیں) ایمان لانے والوں کو اولاً وبالذات جو جو اسوقت اُن راست بازوں کے مقابل ہوا اُن کا استیصال کیا۔ اور ان باتوں کی کلی یقین دلایا۔ کہ یہ ایک علمی مضبوط اور حکیم کتاب ہے اسکے قواعد اور اصول بڑے پختہ نتیجہ خیز ہیں۔ وہ وید اور انجیل کی طرح بے سر کتاب نہیں اور نری خیال اور افسانہ کی کتاب نہیں۔

صحابہ کے چال [illegible] سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کی قوت قدسیہ تمام انبیاء سے بڑھکر تھی آپکی تعلیم اور عقد ہمت سب سے زیادہ بارور اور کامیاب ہوئی۔ لاکھوں آدمی آپکے ہاتھ پر [illegible] آپکے قوت قدسیہ کی تاثیر سے اور آپکی تعلیم کے فیضان سے ان پڑھ قریش ابوبکر و عمر و عثمان خدا کے مقرر کئے سارے نشانوں کے مصداق ہوئے۔ مومن ہوئے متقی ہوئے۔ صالح ہوئے محسن ہوئے مفلح ہوئے اور فائز ہوئے۔ کیا تھے اور کیا ہو گئے [illegible] قیصر اور قاہر بادشاہ ہوئے۔ اور اُن کی اتباع ورنگ میں [illegible] لاکھوں آدمی سلک خدام نبوت میں داخل ہوئے۔ اور الیوم اکملت لکم دینکم اور یدخلون فی دین اللہ افواجا یہ دونو عظیم الشان وعدے جو آدمی ایکر آپ تک کسی مصلح اور نبی ورسول کے حق میں نہیں ہوئے اور ظاہر ہوئے آپکے حق میں بوجہ کمال ثابت ہوئے۔ اور آپ کی قوت قدسیہ کی یہ تاثیر تہی کہ رات دن آپکے پاس بیٹھنے والے آپ کی خلا ملا کی مجلسوں میں شریک تھے اور جن کے ساتھ ہو کر آپنے عرب کو فتح کیا وہ باوجود شناخت حال سب کے سب آپ کے سچے مخلص وفادار خدام تھے زندگی میں بھی اور آپ کی موت کے بعد بھی۔

اور صحابہ کی چال سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ آنحضرت بڑے قوی دلیل۔ بڑے دلیر۔ مبلغ رسالات رب تھے اور آنحضرت سدا خوش وخرم رہتے تھے۔ وہ تب سمجھتے تھے کہ جو دانہ آپنے بویا تھا کہ [illegible] بارور ہوا کزرع اخرج شطئہ اور آپ کی لگائی نخلی کیسا عظیم الشان درخت ہوا۔ اور جاں نثار جان نثاروں اور سچے مخلصوں کا ایک عظیم الشان گروہ دیکھتے تھے باغ باغ ہو جاتے تھے۔ دنیا میں بڑی کامیابی کیا ہے ساری من مانی مرادوں کا پورا ہونا اور بد اندیش دشمنوں کا ہلاک ہونا۔ آنحضرت ان دونوں معنوں میں پورے بامراد ہوئے۔

صحابہ کے چال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم سب سے عمدہ الٰہی محفوظ کتاب ہے اگرچہ قرآن کریم اس بات کا محتاج نہیں کہ کوئی بیرونی دلیل اسکے ثبوت کے لئے ضروری ہو یا کوئی بیرونی دلیل کی بنا پر نکتہ چینی اسکی راہ میں کوئی نقص پیدا کر سکے۔ مگر بہرحال اس گروہ کو ہم کرتے ہیں اس خطرناک بے ادبی اور ناقابل تسلیم شکست قرآن کو بچانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ شمالی ترتیب اور بگاڑی ہوئی کتاب ہے۔ جیسے جابجا انار قابضہ والے نے شکایت کی ہے اور روافض کو ایک فضول بات کے ثابت کرنے کے لئے جسکا وجود نہ تو قرآن میں تھا اور نہ خدا کے کام میں خواہ مخواہ ایک بات بنانے اور آخر خیال ہوتے ہوتے

نو ہزار نو سو روپیہ کا انعام

ممبران آریہ سماج کو خاصکر اور دیگر حق کے طالبوں کو عموماً اطلاع دیجاتی ہے کہ شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم سابق جگدمبا پرشاد آریہ اوپدیشک ملک برہما کی کتاب تحفہ آریہ سماج دو جلدوں میں طیار ہے۔ قیمت ہر ایک جلد کی ۸ہ ہے جو کہ مصنف سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب پر آریوں کا ہر ایک جواب باحوالہ وید و اپنشد وغیرہ انکی کتب مسلمہ کے دینے پر ایک ایک انعام مقرر کیا ہے کہ جس انعام کی کل تعداد نو ہزار نو سو روپیہ ہے اور اس انعام کی ادائگی کا ایک لکھپتی آدمی ذمہ وار ہے۔ باوجود اس کے آریہ مہاشوں سے اس کا جواب نہیں ہو سکا اور نہ آگے کو جواب ہو سکنے کی اُمید ہے اور مصنّف کا یہہ دعوٰے ہے کہ جو شخص اس کتاب کو سمجھکر اوّل سے آخر تک نیک نیتی سے بنظر تحقیق دیکھ لے گا وہ ہرگز ہرگز آریہ سماج میں داخل نہیں ہو سکتا ہر ایسے شخص کو جنکو اپنی قوم اور اپنی پیاری اولاد کو آریہ ہونے سے بچانے کا خیال ہو وہ اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھے خصوصاً مسلمانوں کو اس کتاب کا خریدنا ایک ضروری بات ہے جس کے جواب سے آریہ سماج یقیناً عاجز ہے اور جس کو اسکے مضامین کے سُننے کا شوق ہو وہ شیخ صاحب کا لکچر ضرور سنیں۔ اور ہر مذہب کے عالموں نے اس کتاب پر جو ریویو کئے ہیں اون سے اس کتاب کی بے انتہا خوبی معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کو دیکھو اور سرور دیکھو۔

المشتہر

عبد المجید سیکرٹری انجمن اشاعت الاسلام

دہلی زینت محل

مُتفرق نوٹ

میں ان تمام احباب اور کرمفرماؤں کا شکر گذار ہوں جنہوں نے میری علالت پر دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ چونکہ فرداً فرداً ہر شخص کے خط کا جواب دینا مشکل ہے میں مختصراً ایسے تمام خطوط کے جواب میں جو میری صحت و مرض کے متعلق ابتک آرہے ہیں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے محض فضل و کرم سے میں اب تندرست ہوں بہت ہی کم شکایت نقاہت کی باقی ہے۔

اس موقعہ پر جو ہمدردی احباب نے میرے ساتھ [illegible] کی ہے اسنے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک جدید اور لذیذ ایمان بخشا ہے۔ میرے جیسے ایک کس مپرس اور ناکارہ انسان کے لئے بڑی گرم جوشی کے ساتھ دعائیں کی گئیں۔ اور میری ہمیز خدمات کا اعتراف کیا گیا یہہ باتیں کسی قوم میں پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک اس کا تزکیہ نہو اور شکر گذاری کی روح اس میں نفخ نہ ہو۔ پس میں اپنے ان احباب سے جنہوں نے دعاؤں سے میری مدد کی پھر دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری ذمہ واریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے میرے لئے **خاص طور پر دعا کریں۔**

نکاحوں کے متعلق

میں دیکھتا ہوں کہ احمدی قوم میں یہہ تحریک اب عام ہو رہی ہے کہ وہ اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں کہ رشتے اور ناطے احمدیوں ہی میں ہوں۔ میں ان خطوط کی بنا پر جو وقتاً فوقتاً دفتر الحکم میں آتے ہیں۔ پڑھکر اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ پہلے تو صرف مردوں کی درخواستیں آتی تھیں۔ اور اب بعض لڑکیوں کے متعلق بھی مجھے لکھا گیا ہے کہ انکے لئے لائق بر تلاش کیا جاوے۔ مجھے ان خطوط کو پڑھکر خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی۔ خوشی تو اس لحاظ سے کہ آخر جماعت میں اس ضرورت کو محسوس کیا گیا اور افسوس اس وجہ سے کہ جبکہ خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مُبارک کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہا تھا اوسوقت عدم توجہی میں یہہ موقع کھودیا گیا۔ اب بجز اس کے چارہ نہیں کہ جو لوگ ایسی درخواستیں کرتے ہیں وہ کلیتہً اس امر کو بزرگان ملت کے ہاتھ میں دیں اور ان کے وسیع تجربہ اور ایمانی نور فراست سے فائدہ اُٹھائیں ورنہ نرے اشتہاروں سے بعض اوقات مغالطہ کا پیدا ہو جانا بھی ممکن ہے اسلئے میری یہ [illegible] ہے کہ جو لوگ [illegible] ہوں اور پوری طور پر بزرگان ملت کو اس کام میں امین یقین کرکے مختار کریں وہی ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیا کریں۔ میں دیانت اور امانت کے موافق حضرت حکیم الامتہ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے مشورہ کے بعد انکو اطلاع دیا کروں گا۔

بہتر اور مبارک تو یہی امر تھا کہ خود حضرت حجۃ اللہ تجویز فرماتے مگر آپ دخل نہیں دیتے تو بزرگان ملت کے مشورہ سے [illegible] رہتے ہو۔

رہے اشتہارات جو الحکم میں شائع ہوتے ہیں جس شخص کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی علم اور واقفیت ہوگی اسکے متعلق لکھدیا جاویگا۔ کہ ایڈیٹر فلاں حد تک اس سے واقف ہے۔

یہ اشتہارات [illegible]

[illegible] متعلق جو میاں احمد نور

کابلی مہاجر اور ایک قریشی نوجوان کے متعلق دئے گئے ہیں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ میاں احمد نور کے متعلق ایک دو جگہ خط و کتابت ہو رہی ہے۔ **قریشی نوجوان** کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی کوئی علم نہیں بجز اس کے کہ ایک احمدی نے وہ اشتہار دینے کو کہا اور دیدیا گیا ہے ایسی خط و کتابت کیلئے مشتہرین اخراجات خط و کتابت کے ذمہ وار ہونگے

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بھائی میاں محمد حسن نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہے اور زمیندار ارائیں ہے اسکی اپنی زمین بھی ہے لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کی خدمت کیوجہ سے آٹھہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے پہلی بیوی سے جو فوت ہو چکی ہے ایک بچہ بھی ہے وہ شادی کرنی چاہتا ہے۔ جہانتک میرا علم ہے وہ ایک نہایت مخلص اور دیندار بھائی ہے۔ جہانتک جلد ممکن ہو احباب اس کے لئے سعی کریں۔

دو شریف لڑکیوں کے لئے متقی احمدی لڑکوں کی تلاش ہے ایک راجپوت خاندان سے ہے۔ اسکا باپ اسبات کی پروا نہیں کرتا کہ لڑکا ضرور راجپوت ہو ہاں راجپوت ہو تو اچھا ہے۔ **احمدی** ہو۔ نوجوان ہو۔ صحت اچھی ہو۔ تعلیم یافتہ ہو یا برسرکار ہو۔

دوسری لڑکی مغل برلاس خاندان کی ہے لڑکی کا باپ احمدی نہیں البتہ بھائی احمدی ہے۔ اور وہی محرک ہے کہ احمدی سلسلہ میں اسکا نکاح ہو۔ کوئی مغل برلاس احمدی درخواست کرے۔

درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجی جاویں وہ لڑکیوں کے ورثا کے پاس بھیجدیگا۔ ٹکٹ خط و کتابت کے [illegible]

نسبت ہو گئی

ماسٹر عبد الرحیم صاحب کے متعلق ایک دو جگہ خط و کتابت ہو رہی تھی آخر منشی عزیز الرحمٰن صاحب احمدی ملازم مہاراجہ کپورتھلہ نے انکے ساتھ اپنی دختر نیک اختر کو منسوب کر دیا ہے اسلئے انکے متعلق اور کوئی خط و کتابت نکرے۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ پہلے کی نسبت اچھی ہے حقیقت الوحی آپ لکھ رہے ہیں جو آٹھہ جزو تک پریس میں جا چکی ہے

(۲) بزرگان ملت کی صحت قوم [illegible] کا باعث ہے۔

(۳) حضرت [illegible]

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی شادی خانہ آبادی کی تقریب ہمارے لئے مسرت کا موجب ہے اللہ تعالےٰ خیر و برکت کا موجب بنادے۔ آمین۔

(۴) موسم میں حبس ہے۔ کبھی کبھی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں بادل آتے ہیں اور اُڑ جاتے ہیں۔ ۱۲۔ جولائی کی شب کو ڈیڑہ بجے زلزلہ کا سخت دھکا لگا۔ پہلا دھکا بہت سخت اور دوسرا زیادہ دیر تک رہا گو ہلکا تھا۔ ہفتہ زیر اشاعت میں خطرناک سیاہ و سرخ آندھیاں آئیں بہت سے درخت اکھڑ گئے۔ اللہ رحم کرے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ طلب

میں نہایت ادب سے ملک بسنت لال صاحب تحصیلدار بٹالہ کو انکے فرض منصبی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ قادیان کی آبادی اور اس کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں لالہ موتی لال صاحب ہمیشہ قادیان کی صفائی کی طرف توجہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے قادیان کے **ٹونیفایڈ ایریا** قرار دئے جانے پر زور دیا۔ ملک صاحب کو بھی غالباً اس امر کی طرف توجہ ہوگی۔ اسوقت موسم کی حالت اچھی نہیں وبائی امراض کے دن ہیں اور قادیان کے گرداگرد سخت متعفن **روڑیوں** کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ قصبہ کی صحت پر بُرا اثر پڑے اسلئے میں انہیں متوجہ کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد ان روڑیوں کے اٹھوائے جانے کے متعلق سالہائے گذشتہ کی طرح احکام صادر کریں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس نوٹ پر بہت جلد توجہ کرکے پبلک کو شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

[illegible] ہیں؟

[illegible] کا کیا کہنا ہے وہابیوں کی شان ہے نرالی اور جو ادا ہے انوکھی حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں کچھہ ایسی اندہے بہرے ہوئے ہیں کہ اب انہیں کچھہ سوجھائی نہیں دیتا کوئی شخص مرزا صاحب کو دو چار گالیاں دیدے پھر انکی اپنی داڑہی کا خواہ صفایا ہی کردے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے اپنے تازہ الہامات میں یہہ بھی ظاہر کیا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِین

اب علماء اسلام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کے موافق ہیں خصوصاً ثناء اللہ امرتسری وغیرہ [illegible] کہ کیا اس الہام کے رو سے عبد الحکیم نے **دعوی رسالت** کیا ہے؟ یا نہیں؟ اور کیا وہ تمہارے مسلّمات کے رو سے **کافر ہوا یا ابھی** دائرہ اسلام میں داخل ہے؟ بینوا توجروا۔

اس فتویٰ کا جواب ملنے پر انشاء اللہ ان علماء کے عجائبات [illegible] گے۔

مشاہیرِ اسلام

قاضی ابو یوسف

ہر ایک ملک کی تاریخ میں دو ایک ایسی مثالیں ضرور ملیں گی جن سے یہ ثابت ہو رہے گا کہ فلاں شخص جو اسوقت اپنے ملک کا فخر۔ اپنے وطن کا سرتاج۔ اپنی برادری میں واجب الاحترام سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی پیدائش اُس کے والدین کے لئے قیامت تھی بلکہ بعض وقت تو اوس کے باپ نے اس افلاس کیوجہ سے اس جگر گوشہ کو نورجہاں کی طرح سینہ پر پتھر رکھ کر لق و دق جنگل میں پھینکنا ہی غنیمت سمجھا ہوگا اور جسوقت وہ اُسے چھوڑتے ہونگے تقدیر ہنستی ہوگی کہ جس چیز کو تم مادۂ فساد سمجھ کے الگ کرتے ہو۔ وہی مایۂ ناز ہے۔ اسی زمرہ میں امام ابو یوسف رح یعقوب بن ابراہیم بھی تھے۔ جو ایک حسرت نصیب کے گھر کے چراغ تھے مگر قسمت نے اونھیں ہارون رشید کا قاضی القضاۃ بنا دیا۔ اور اجتہاد کے باعث فقہ اسلام میں یہ رتبہ دیا کہ جہاں کہیں صاحبین کا ذکر ہوتا ہے اُن میں سے ایک یہی ابو یوسف رح اور دوسرے امام محمدؒ مراد ہوتے ہیں اور جہاں شیخین کا لفظ ہوتا ہے اُس سے یہ اور اُن کے اُستاد سمجھے جاتے ہیں۔

ابو یوسف رح کی پیدائش ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔ ابھی بچے ہی تھے کہ باپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ غریب ماں نے چرخہ کات کے پیٹ پالنا [illegible] دھوبی [illegible] نے ذرا ہوش سنبھالا تو ایک سگر اس کام میں دل نہ لگتا تھا گاہے ماہے جانے لگے ہوئی کہ امام اعظم رح کی درسگاہ میں پہونچے۔ وعظ و نصائح نے کچھ ایسا اثر کیا۔ کہ دوسرے دن پھر سُورج چڑھتے کے ساتھ وہاں ہی پہونچے۔ دھوبی نے اُن کی والدہ سے عدم حاضری کی شکائیت کی۔ وہ سُننے کے ساتھ آگ بگولا ہوگئی اور عین اسوقت جب یہ امام صاحب سے سبق لے رہا تھا۔ جلی بُھنی آکر کہنے لگی "کیوں میں نے اس ناشدنی کو اسلئے چرخہ کات کات کے پالا تھا کہ تمہارے حوالہ کر دی جائے؟ تم تو اسے دو پیسے کما کے لانے کے بھی قابل نہ رکھوگے"۔ اُنہوں نے کہا "بڑھیا! جا اپنا کام کر! سُن! یوں تو یہ سبق پڑھتا ہے۔ مگر اصل میں روغن پستہ اور فالودہ ملا ملا کے کھا رہا ہے"! اس وقت وہ بڑبڑاتی چلی گئی۔ مگر اس دن سے اُنہوں نے اپنے سبق میں ناغہ نہ کیا۔ اس طالبعلمی کے زمانہ میں اُنہیں دو دو دن اکثر فاقہ بھی کرنا پڑا بلکہ افلاس کا یہ عالم تھا کہ ایک پیسہ کا کاغذ املا کو نہ ملتا تھا۔ بکریوں کی چپٹی چپٹی ہڈیاں کہیں سے لا کے جمع کرتا اور اُنہیں پر کچھ ضروری نوٹ کر لیتا۔ مصیبت پر مصیبت یہ ہوئی کہ بڑھیا نے اپنی خوشی کے لئے اُن کو بیاہ بھی دیا جو غریب ان کے لڑ لگی اُسے بھی فاقہ کشی کرنی پڑی۔ ایک دن مدرسے سے بھوکے بھوکے کرتے جو گھر پہونچے وہاں بھی روزہ ہی تھا اُس نے جو کچھ کھانے کے واسطے لانے کو کہا تو اُس نے وہی ہڈیوں کا ڈھیر سامنے رکھ کے کہا "کھائیے! شوق سے کھائیے۔ میرے پاس تو آپ کی کمائی سے یہی کچھ موجود ہے"۔ یہ بات سُنکر اون کو معاش کی فکر ہوئی۔ امام اعظم صاحب نے دوسرے شاگردوں سے اُن کا حال سُنکر افسوس کیا۔ اور پھر اپنے پاس سے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ پھر کتب تاریخ اور حدیث کے شوق نے کوفے پہونچایا جہاں مغازی بھی پڑھی۔ پھر شیبانی۔ سلیمان تیمی۔ یحیٰی انصاری۔ اعمش ہشام۔ عطا۔ محمد بن اسحٰق کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ اب قسمت رنگ دکھانے لگی۔ ہارون رشید زبیدہ کی ایک خوش جمال لونڈی کو دیکھکر فریفتہ ہوگئے پھر دفعتہً خیال آیا کہ یہ تو میری بیوی کی لونڈی ہے۔ دل میں کٹے۔ اتنے میں زبیدہ کو بھی خبر ہوئی غصہ میں بھری ہوئی آئی۔ اور کہنے لگی "جہنمی! میرے سامنے سے دُور ہو۔ ہارون بولا "میں جہنمی ہوں تو مجھے تمہارے بہشتی چہرے سے کیا واسطہ! چلو طلاق ہے۔ کہنے کو تو غصے میں دونوں کہہ گئے پھر جب سنبھلے تو افسوس کرنے لگے کہ یہ طلاق کی بہت بُری ہوئی۔ علماء وقت سے پوچھا کسی نے مناسب جواب نہ دیا۔ آخر ہارون نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح کے شاگردوں میں سے اگر کوئی ہو تو اُسے لاؤ۔ لوگوں نے ابو یوسف رح کا نام لیا۔ فوراً طلبی ہوئی۔ یہ جوتیوں میں بیٹھ گئے۔ حاضر ہوئے۔ سب کو سلام کرکے [illegible] ہارون [illegible] "مسئلے کی کیفیت آپ نے سُنی ہوگی۔ کہو! اس بلا سے نجات بھی ممکن ہے۔ یا نہیں"۔ یہ بولے جواب تو کافی ہے۔ مگر اس ذلت کے مقام سے میں عرض کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے اسکا کچھ خیال نہیں۔ یہاں بیٹھے کیا اور وہاں بیٹھے کیا۔ مگر علم خدا کی نعمت ہے۔ اس کی قدر ضروری ہے"۔ یہ سُنکے ہارون نے صدر پر بٹھلا کے کہا "اب کہئے۔ اونہوں نے کہا۔ ہاں! آپ صورت مسئلہ بیان فرمائیے"۔ خلیفہ کے دوبارہ بیان کرنے پر کہا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ جب آپ نے کسی ممنوع بات کا قصد کیا آپ کے دل میں خدا کا خوف طاری ہوگیا۔ رشید نے کہا "بیشک! بلکہ واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں"۔ یہ بولے "مجھے یقین آگیا کہ آپ جہنمی ہیں نہ طلاق ہوئی۔ کیونکہ طلاق کی جہنمی ہونے کے ساتھ شرط ہے"۔

علماء نے مخالفت کی اور کہا "آپ ایسا قطعی حکم نہیں لگا سکتے"۔ یہ بولے "یہ میری کوئی گھڑنت نہیں بلکہ خود قرآن شریف میں ہے۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

(جس نے خدا کے خوف سے اپنے نفس کو خواہش نفسانی سے بچایا درحقیقت جنتی ہوگیا)

یہ فتوے سب نے پسند کیا اور ہارون نے اُسی دن سے ابو یوسف رح کو امام ابوحنیفہ رح کا قایم مقام کر دیا۔ پھر اونہوں نے بہت نازک مسئلے اکثر حل کئے مثلاً۔

بغداد میں کسی امیر نے ایک امر نہ کرنے کی قسم کھائی اتفاق سے وہی بات اُس سے سرزد ہوئی جس سے شک ہوا کہ قسم ٹوٹ گئی ہے۔ جب ابو یوسف رح سے کل کیفیت بیان کی تو اُنہوں نے کہا "شک میں قسم نہیں ٹوٹتی"۔

ایک دفعہ ہارون نے پوچھا۔ اگر امام وقت کسیکو خود زنا کی حالت میں دیکھے تو کیا صرف رویت کیوجہ سے امام پر فرض ہے کہ اُس پر حد شرع قایم کرے"۔ اُنہوں نے کہا۔ نہیں"۔ وجہ پوچھی تو کہا "مانا! کہ اوس نے خود دیکھا ہے مگر یہ صرف ذاتی علم پر مبنی ہے۔ اور حدود الٰہی ذاتی علم پر محدود نہیں۔ بلکہ شہادت بھی چاہئے۔

ایک لونڈی پر ہارون فریفتہ ہوئے اُس نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ "مجھے تمہارے ..... سے ملنے کا فخر حاصل ہو چکا ہے"۔ ہارون نے ابو یوسف رح سے ذکر کیا یہ بولے "نہ عورت کی شہادت مستند ہے نہ کوئی گواہ ہے۔ [illegible] وہ آپ پر [illegible]"

عیسٰے بن جعفر کے پاس ایک لونڈی تھی۔ جس نے اوس سے وعدہ لے رکھا تھا۔ کہ اگر اُسے فروخت کریں یا ہبہ کریں تو اوس کی سب بیویوں پر طلاق۔ سب لونڈیاں آزاد۔ کل جائداد وقف غربا۔ ہارون اُس لونڈی پر بھی ریجھے اور عیسٰے سے بضد ہوئے۔ وہ غریب سٹ پٹائے کہ کریں تو کیا کریں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ اتنے میں ہارون نے ابو یوسف رح کو بلانے کے واسطے ہرثمہ بن اعین کو بھیجکر تاکید کی کہ جس حالت میں بیٹھے ہوں فوراً لے آؤ۔ یہ قریباً سو رہے تھے۔ جب دروازے پر دستک ہوئی۔ ان کے غلام نے دروازہ کھولا اور ہرثمہ سے خلیفہ کا تاکیدی حکم سُنکر فوراً قاضی القضات سے کہا۔ وہ گھبرائے ہوئے اُٹھے کپڑے پہنے مگر ساتھ ہو لئے۔ ڈیوڑھی پر مسرور ملا۔ اُس سے پوچھا کہ بھئی یہ ایسی کیا بات ہے جو اسوقت بلوایا گیا۔ وہ خود لا علم تھا کیا کہتا۔ خیر! خلیفہ کی حضوری میں پہونچے عیسٰے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ابو یوسف رح نے کہا۔ "مجھے اسوقت حضور نے کیوں یاد کیا ہے"۔ خلیفہ نے کل واقعہ بیان کرکے کہا "اب آپ ان سے پوچھئے"۔ عیسٰے نے بھی وہی وجہ بیان کی۔ یہ سُنکے قاضی صاحب سے ہارون نے کہا "اب معاملہ آپ کے ہاتھ ہے" فرمائیے کیا کیا جائے۔ سچ تو یہ ہے۔ میرا دل اوس لونڈی پر آ چکا ہے"۔ ابو یوسف رح نے کہا "کوئی بات نہیں اچھی لیجئے۔ (عیسٰے سے) آپ آدھی لونڈی تو ہبہ کریں اور آدھی کریں فروخت۔ اس مصالحت میں نہ قسم ٹوٹیگی۔ نہ بات بگڑے گی"۔ یہ سُنکر عیسٰے نے اسی وقت وہ لونڈی ہارون کی نذر کی۔

ایک دفعہ زبیدہ نے بہت سی چیزیں بھیجیں۔ قاضی صاحب ایک عام مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا "بندہ نواز! حدیث شریف کا مضمون یاد ہے۔

من اهديت له هدية فجلسائه شركائه فيها۔ (جب کوئی شخص ایک مجلس میں بیٹھا ہوا ور اسوقت اُس کے پاس کوئی ہدیہ یا تحفہ آئے تو جو لوگ شریک صحبت ہوں اُن کا بھی اس میں حصہ ہے)

قاضی صاحب بات کو تاڑ گئے اور فوراً بولے۔ "تم اوسوقت کی باتیں کہتے ہو۔ جب تحفے میں چھوہارے۔ دودھ اور کھجوریں آیا کرتی تھیں۔ [illegible] چیزیں آنے لگی ہیں تو اس [illegible] نہیں ہوسکتا"۔

ایک دفعہ خلیفہ [illegible] اس کی بیوی میں [illegible] فالودہ اچھا ہے یا لوزینہ"۔ فیصلہ کے لئے [illegible] دونوں میں سے ایک کو ایک پر ترجیح دینا چاہتے تھے کہا۔ جب تک دونوں سامنے نہ ہوں کیا کہا جائے"۔ فوراً لوزینہ اور فالودہ سامنے رکھے گئے۔ اُنہوں نے کبھی اسکو کھانا شروع کیا اور کبھی اُسکو۔ جب ساری کی ساری اُڑا گئے تو بولے "دونوں کی صورتیں کچھ ایسی بھلی معلوم دیتی ہیں کہ ایک کو ایک پر ترجیح نہیں دیجا سکتی"۔

اس کے دوسرے دن ہارون نے دربار سے جاتے وقت قاضی صاحب کو ٹھہرا کے کہا "آج آپ یہاں ہی ٹھیریں اور یہاں ہی کھانا کھائیں"۔ بولے "یوں بھی آپ کا ہی کھاتے ہیں۔ مگر یہ ایسی کیا بات ہے۔ جسپر ضد ہو رہی ہے"۔ خلیفہ نے کہا "یہ ہے ہی ایسی چیز۔ فالودہ جو روغن پستہ سے ملا کر کھایا جائیگا"۔ یہ سنتے ہی ہنس پڑے۔ خلیفہ نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو اُنہوں نے وہ طالبعلمی کا سارا واقعہ بیان کیا جسکو

سُنکر سب کہنے لگے "واقعی امام ابوحنیفہ کی دل کی آنکھیں کھُلی تھیں۔

[illegible]ن سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسف رح [illegible]وں میں نہ تھے جو شرع کے بے انتہا شکنجوں میں دُنیا کو کسنا چاہتے تھے۔ بلکہ کسی نہ کسی طرح شرعی حجت سے آزادی کا دروازہ کھولدیا کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک اہل دنیا کی تین قسمیں تھیں۔

(۱) جو بدکاری میں مشہور ہیں۔

(۲) جو اعلےٰ درجہ کے پاک باز ہیں۔

(۳) بدمعاش ہیں مگر ظاہری صورت نیکوں کی سی رکھتے ہیں۔ پہلے دو اپنی شہرت اور دنیا داروں سے [illegible] کرنے کے باعث الگ رہتے ہیں۔ مگر تیسری قسم کے لوگ چاہیے قرآن کا جامہ ہی کیوں نہ پہن کے آئیں۔ اپنی دغابازی سے نہ چوکیں گے۔ یہی لوگ اکثر فساد کی جڑھ ہوتے ہیں۔

حسن بن سماعہ کہتے ہیں سنہ ۱۸۲ھ ہجری کے ربیع الثانی کے شروع ہوتے ہی آپ علیل ہوگئے۔ اور جس روز انتقال کرتا تھا۔ بار بار یہی کہتے تھے "اے پاک پروردگار! تجھ سے کوئی بات چھپی نہیں۔ میں نے کبھی تیرے دو بندوں میں جان بوجھ کے ناجائز فیصلہ نہیں دیا۔ میرے ہر ایک فیصلہ کی بنا قرآن مجید اور حدیث شریف پر ہوتی تھی۔ اور جو امر بھی کوئی دقت آپڑی تو ابو حنیفہ رح صاحب کیطرف توجہ کی کیونکہ یہ وہ پاک بندے تھے جو تیرے احکام خوب سمجھتے تھے۔ اور دیدہ و دانستہ راہِ حق سے تجاوز نہ کرتے تھے۔ کہتے ہیں ربیع الثانی کے پہلے پنجشنبہ کے دن آپکا انتقال ہوا۔ ابو یوسف رح کے [illegible] زد ہے آپ کی حیات ہی میں غربی بغداد کے قاضی ہوگئے تھے اور اسی عُہدے پر باپ کے بعد دس۱۰ سال تک رہ کے دُنیا سے کوچ کیا۔

ابو یوسف رح کی تصانیف میں اٰمالی والنوادر فقہ حنفیہ میں ایک مستند کتاب ہے قاضی القضاۃ اور [illegible] خاص لوگ ہارون رشید نے ان کی نفرت سے رواج دی ان کے مقولے یہ تھے۔

(۱) اگر علو عزت چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔

(۲) صحت کے بغیر زندگی بدمزہ ہے۔

(۳) روپیہ پیسہ خرچنے سے کم ہوتا۔ مگر علم بڑھتا ہے۔

(۴) جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں وہ آدمی نہیں۔

زہر الربیع میں ہے کہ ابتداء میں ابو یوسف رح کا کوئی پتہ نہ تھا۔ سلیمان صفوی کے زمانے میں کاظمین میں کسی ضرورت سے جو زمین کھودی گئی تو ایک پتھر پر "قاضی ابو یوسف" کا نشان کندہ تھا بادشاہ کے حکم سے اُسپر ایک عمارت بنادیگئی جو اب تک موجود ہے۔ میر کرامت اللہ۔

(از روزنگار)

سچّے مذہب کی پہچان

ایک ہندو نے حضرت اقدس کیخدمت میں عرض کی کہ سچّے مذہب کی کیا شناخت ہے۔ دنیا میں اسقدر مذاہب پھیلے ہوئے ہیں انمیں سے کسطرح شناخت کریں کہ سب سے افضل اور اعلےٰ مذہب قابل قبول کون سا مذہب ہے حضرت نے فرمایا۔

جس مذہب میں سب سے زیادہ تعظیم الٰہی اور سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا سامان ہو وہی سب سے اعلےٰ مذہب ہے۔

انسان اسی چیز کی قدر زیادہ کرتا ہے جسکا علم اسکو زیادہ حاصل ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کو معلوم ہو کہ فلاں مکان میں ایک سانپ پھرتا ہے اور دو آدمیوں کو کاٹ چکا ہے تو وہ شخص کبھی جرأت نہ کریگا۔ کہ رات کو ایسے مکان میں جاکر سوئے اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اس کھانے میں جو میرے آگے رکھا ہے زہر ہے تو وہ ہرگز کبھی ایک لقمہ بھی اس کھانے میں سے نہ اُٹھائیگا۔ اگر کسی گاؤں میں طاعون ہو اور لوگ مر رہے ہوں تو کوئی شخص اس گاؤں میں جانے کا حوصلہ نہیں کرتا جسکو معلوم ہو کہ جنگل میں شیر رہتا ہے وہ اس جنگل میں ہرگز داخل نہیں ہوتا ان سب کا اصل علم اور معرفت ہے جس چیز کا علم انسان کو خوب ہو جاوے اور اس کے متعلق معرفت تام پیدا ہو جاوے انسان اسکے برخلاف بالکل نہیں کرسکتا پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ گناہ کو ترک نہیں کرتے اسکا سبب یہی ہے کہ خدا کی ہستی کا کامل علم اور معرفت تام ان کو حاصل نہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے اور اقرار کیا جاتا ہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں یہ صرف ایک رسمی ایمان ہے۔ ورنہ دراصل گناہ سوز معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ حاصل ہو تو ممکن ہی نہیں کہ انسان پھر گناہ کر سکے ہر شے کی قدر اسکی پہچان اور معرفت سے ہوتی ہے۔ دیکھو ایک جاہل گنوار کو ایک قیمتی پتھر لعل یا موتی مل جاوے۔ تو وہ در در جاکر اسکو دو چار پیسہ میں فروخت کردیگا۔ یہی مثال ان نادانوں کی ہے۔ جنہوں نے خدا کو نہیں پہچانا وہ الٰہی احکام کے بالمقابل دو چار پیسوں کی زیادہ قدر [illegible] وہاں اپنا ایمان فروخت کردیتے ہیں۔ جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں جاکر دو آنہ یا چار آنہ کے بدلے دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا تعالےٰ کے اس پاک حکم کی قدر کہ جھوٹ نہ بولو اور سچی گواہی [illegible] بڑھکر نہیں کہ دو چار آنہ کی خاطر اس کو چھوڑ دیں اور بیچ ڈالیں۔ خدا کی آیتوں کو تھوڑے مول پر بیچنے کے یہی معنے ہیں کہ انسان تھوڑے سے ظاہری فائدہ کی خاطر احکام الٰہی کی بے قدری کرتا ہے۔ آج کل جو مذاہب لوگوں میں رائج ہیں وہ سب قومی مذاہب ہیں یعنی ایک قومیت کی پچ کی جاتی ہے۔ ورنہ سچا مذہب وہ ہے جو خدا کے خوف سے شروع ہوتا ہے۔ اور خوف اور محبت کی جڑھ معرفت ہے پس مذہب وہ اختیار کرنا چاہیے جس سے خدا کی معرفت اور گیان بڑھ جائے۔ اور خدا تعالےٰ کی تعظیم دلوں میں بیٹھ جائے جس مذہب میں صرف پرانے قصے ہوں وہ ایک مردہ مذہب ہے دیکھو خدا وہی ہے جو پہلے تھا۔ اسکی عبادت سے جو پھل پہلے لوگ پاسکتے تھے وہی پھل اب بھی پاسکتے ہیں خدا تعالےٰ نے اپنے اخلاق بدل نہیں ڈالے پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ صرف ایک خشک لکڑی کی طرح ہیں جس کے ساتھ کوئی پھل نہیں وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا کو پہچانا ہی نہیں اگر پہچانتے تو انپر ضرور برکات نازل ہوتے مگر اس راہ میں بہت مشکلات ہیں۔ اور یہ بڑی قوت والوں کا کام ہے اور خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہے قوت عطا فرماوے اگر انسان تلاش میں لگا رہے تو ہوسکتا ہے کہ کسی وقت اسکو قوت عطا ہو جائے۔ استقامت شرط ہے۔ ہمت کے ساتھ خدا کو تلاش کرو۔ تو اُسے پالوگے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط بنام قاضی نذر حسین صاحب ایڈیٹر اخبار قلقل

(بجنور - روہیلکھنڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے پرچہ اخبار قلقل میں میرے دعوے کی نسبت جو مضمون شائع ہوا ہے میں افسوس کرتا ہوں کہ اس کے جواب میں مجھے مفصل تحریر کی فرصت نہیں ہے میں چند ماہ سے بیمار ہوں اور ابھی بہت کمزور ہوں یہ سچ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونیکا ہے میں اپنی کتابوں میں ثابت کرچکا ہوں کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اُنیس سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور کسی زمانہ میں واپس آکر دنیا کی عدالت کرینگے بلکہ قرآن شریف تصریح سے فرماتا ہے کہ وہ فوت ہوچکے ہیں۔ جیسا کہ آیت فلمّا توفیتنی سے ظاہر ہے یہ تو خدا تعالےٰ کا قول ہے اور اسکی تائیدیں [illegible] آن جناب نے حضرت عیسیٰ کو معراج کی رات [illegible] پاچکے تھے اور پھر میں دیکھا ہے جو اُن [illegible] قرآن شریف میں سورہ نور میں فرماتا ہے کہ کل خلیفے اس اُمت کے اسی اُمت میں پیدا ہونگے اس صورت میں ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے اور وہ زندہ نہیں ہیں بلکہ مر گئے ہیں اور انکی آمد ثانی کا خیال سراسر باطل اور طمع خام ہے اور میری طرف سے یہ صرف دعوے نہیں بلکہ صدہا نشانوں سے جو خدا کی طرف سے ظہور میں آچکے ہیں میری سچّائی ثابت ہے اگر میں خدا کی گواہی کے بغیر دعویٰ کرتا ہوں۔ تو میں جھوٹا ہوں اور اگر خدا کے کلام سے حضرت عیسےٰ کا زندہ ہونا ثابت ہے تو میں جھوٹا ہوں اور اگر میں ضرورت کے وقت نہیں آیا تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن یہ سب میری سچّائی کی علامتیں ثابت ہوچکی ہیں اسلام ایک نہایت تنزّل کی حالت میں ہے کیا باعتبار ظاہر اور کیا باعتبار باطن اور خدا نہیں چاہتا کہ اسکو اسی حالت میں چھوڑ دے۔ اسلئے اُسنے ارادہ فرمایا ہے کہ دوبارہ اسلام میں زندگی کی رُوح پھونکے جو لوگ خدا تعالےٰ کیطرف سے آتے ہیں۔ اُن کی سچّائی پر صدہا علامتیں ہوتی ہیں۔ ان کی تعلیم ایک کامل بصیرت پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ اپنی طاقت عملی کیوجہ سے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں ان میں ایک خارق عادت کشش پائی جاتی ہے اس لئے ان کی قوت جاذبہ ہزارہا سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ان کے لئے خدا تعالےٰ آسمانی نشانوں کو ظاہر کرتا ہے تا ان کی سچّائی پر گواہ ہوں اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ اپنے مبعوث ہونیکی علّت غائی کو پالیتے ہیں۔ اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے۔ پس اگرچہ یہی چار علامتیں میرے دعوے کے متعلق ثابت ہوچکی ہیں۔ لہٰذا میری تعلیم علیٰ وجہ البصیرت ہے اور اسلام کا پاک اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرتی ہے اور میری طاقت عملی میری استقامت سے ظاہر ہے کہ میں پچیس برس سے لعن طعن مخالفوں کا نشانہ ہو رہا ہوں۔ میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور گورنمنٹ کو اُکسایا گیا اور کفر کا فتوےٰ دیا گیا اور مجھے سخت ڈرایا گیا۔ پھر وہ کون سی چیز تھی جس نے میری استقامت کو بحال رکھا کیا وہ خدا کے ساتھ پاک تعلق نہ تھا؟

اور جو مجھ میں قوت کشش وغیرہ بھی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب میں نے خدا کی طرف دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گذرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کی طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ [illegible] جس کے لئے میں اس [illegible] ہوں۔ اور بجائے ہے کہ [illegible] توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا۔ تو پھر سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہوا۔ اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

والسلام

فقط

غلام احمد

بیشتر پیا ہر گز کبھی ہرزہ درائی کا | نوائے دلکش تحقیق حق سے ہم بیگانہ ہوں | خدایا بار ور کر شاخ نخل آرزوئے دل | تیری ہی آبیاری پہ یقین پیدا کیا ہوں

یاقوت مروارید مرجان۔ زہر مہرہ۔ خوطائی یشب۔ کہربا۔ ورق نقرہ کیوڑہ وگلاب سیب صندل وغیرہ وغیرہ کا لاجواب مرکب

موسم گرما کا — **مفرح دلکشا** — خاص تحفہ

یہ ادویہ قدردانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالے کے فضل وکرم سے مفرح عنبری کے طفیل واپس ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک زعفران وغیرہ کے اہلہ۔ اگست کے بعد سے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

مفرح دلکشا کا نرخ نامہ حسب ذیل ہے

قیمت	قیمت	قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سہ)	تین ڈبیہ آٹھ روپے (عہ)	چھ ڈبیہ پندرہ روپے (عہ۱۵) ایک درجن ستائیس روپے (عہ۲۷)

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ خوراک ۳ ماشہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

مفرح دلکشا میں خدا تعالے کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرنے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔

مفرح دلکشا جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا اولی خاصہ یہ ہے کہ پہلی ہی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل ودماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک۔ سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری خالق نے ایلان ... خیالات اعلےٰ ومفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت وتفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائی پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک سچا اور رحمانی حضر۔ دل کا دھڑکنا گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا

مفرح دلکشا وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ ... جریان۔ رقت وسرعت وکثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ ومرس ... غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح دلکشا میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں پولیس وفوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تروتازہ ہوکر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح دلکشا چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات وسرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ہر زن ومرد خورد وکلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔

مفرح دلکشا ... تو اسکے انہا کی ضرورت نہیں۔ وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ کس مرض در موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاری کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو انہیں بلاتردد وبلاتامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے

مفرح دلکشا سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل ودق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسی وقت خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمے چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیئے۔

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری ومفرح دلکشا

کارخانہ رفیق الصحت لاہور

عصائے پیر اور جوانوں کی سچی دستگیر

مہت باجی کرن اوشدھ — مقوی بہی و مفرح ہے۔ اس کے استعمال سے منی کی تمام امراض مثل کثرت احتلام جریان رقت انزال وغیرہ دور ہوتے ہیں۔ دماغی کمزوری و لاغری ہمیشہ کی تکان سستی و دماغ کی نسیان و چہرے کی خشکی کھانسی نزلہ زکام۔ دردکمر ذیابیطس ہمیشہ کی بے لطفی وغیرہ سب کو مفید ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں یا چھوٹی عمر کی شادی وغیرہ سے جب جوان بوڑھے اور بوڑھے زندہ درگور ہوتے ہیں۔ اس وقت جبکہ آدمی خاص وقت پر شرمندہ ہونے کی وجہ سے مرنے کو ترجیح دیتا ہے۔ ... یہ دوائی اسکی سچی ہمدرد اور غمخوار ہوتی ہے کرتے کو اٹھانا ... اس کو اس دوا نابڑا لکر جوانمرد بوڑھے کو جوان سست کو چست اور ویران کو آباد کرنا۔ اس کا کام ہے۔ غرضیکہ مہت باجی کرن اوشدھ ان تمام امراض کا جانی دشمن ہے جو منی کے پتلا یا خراب یا کم ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ قیمت صرف ... فی ڈبیہ۔ نمونہ ...

طلاء یا قوسین

طلا ... کامل بخشتا ہے بیسواں ... کے جو صحتیاب نہیں ہوئے تو اسکو آزما کر دیکھیں خود لطف ہے ... اسکو بہت ہی مفید پایا ہے سستی کے رفع کے لئے اس سے بڑھکر اور طلا نہ ہوگا۔ وہ لوگ جو اپنے ہاتھوں اپنی رگیں پٹھے کمزور کرچکے ہیں مہت باجی کرن اوشدھ کے ساتھ اسکا استعمال کریں۔ قیمت تین روپے فی شیشی ... نمونہ ... طلا مہت ... جو طلا یا قوسین کے ہیں ... قیمت ... فی شیشی

جریان کی لاثانی دوائی

معمولی جریان ۱۱ دن کے اندر اور سخت ۲۸ دن کے اندر جاتا رہتا ہے۔ ... کی طرح لکھائے گئے ہیں ... مریض ہمارے لکھے بعد اعتبار کے ضرور اس دوائی کو منگواویں اس سے ضرور ان کو فایدہ ہوگا۔ قیمت ... (...) ۲۸ خوراک۔ نمونہ ...

اب ہم زور نہ ہو گئے

جھوٹ اقبال ... گولی ... سب کا فرہو۔ ادا ... معلوم ہوگا ... کیا ہی نہیں علاوہ ازیں ... رقت جریان اور احتلام کو نافع ہیں قیمت ... گولی ... نمونہ ...

امرت کی پوٹلی المعروف گھر کا وید

تقریباً کل امراض کا حکمی علاج ہے ... مفصل حالات کے واسطے فہرست طلب کریں قیمت ...

صحت جی ...

بالخصوص ان لڑکوں کو ... کے شکل میں چندوں کے کھانے سے فسق پیدا ہوتا ہے ... احتلام ... ایک یا دو گولیاں کھانے سے حسب خواہش ... ہوتا ہے مقوی مفرح ... کھانسی نزلہ زکام ... ملیں ... آزما چکے ہیں اس سے فایدہ اٹھایا ہے۔ قیمت ۲۰ گولی ... تین روپے۔

بال اڑانے کی بےنظیر دوائی

لگاتے ہی ایک منٹ میں ... کمال یہی ... بالکل نہیں رہتی ... قیمت ... فی ڈبیہ۔ نمونہ ...

مہاراج کردت شرما لوید مالک دیش اپکارک اوشدھالیہ ایڈیٹر دیش اپکارک و فیملی ڈاکٹر مصنف رسالہ جات طبی - لاہور

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا معلوم نہیں کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات (۱) انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے۔ (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے اس سے اس ملک کی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے اس پر خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت اعلیٰ بنیاد پر قایم ہے۔ (۴) جتنے ممبر کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں ان کے پس ماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی بخندہ پیشانی ... اگر آپ ... وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جاویگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں کرانا چاہیئے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کی پراسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھکر ہونچا دیں پراسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔ ان چند منیجر و ایکواری یا درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بے بہا — اسکے استعمال سے کمی قوت باہ۔ دماغ کی کمزوری خون کم پیدا ہونا۔ بدن کا ہل رہنا۔ پٹھوں کی کمزوری بھوک کا کم لگنا۔ دماغی محنت کرنے والوں کے واسطے حقیقت میں بے بہا ہے قیمت ۲ درجن ...

طلاء طلسمی۔ یہ طلا ان شخصوں کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زایل کر چکے ہیں خواہ کسی بات سے زیادہ کہنا خلاف تہذیب ہے۔ صرف ۷ یوم کے استعمال سے انشاءاللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے قیمت ... ماشہ (...) جو کہ ایک آدمی کے واسطے کافی ہے۔ اس کا نمونہ نہیں جا سکتا

نخل مراد۔ یہ وہ اعلیٰ قسم کی مٹھائی ہے جو مشک و عنبر میوہ جات و مقویات ... پیدا کرتی ہے ... جس کے چند روز کے استعمال سے ...

سرمہ سلیمانی۔ یہ سب امراض چشم ... آنکھوں سے پانی بہنا۔ کمی بصارت۔ ناخنہ۔ وغیرہ کو بہت جلد پھولا۔ دھند۔ آشوب چشم ... رفع کرتا ہے۔ آزمایش ضرور کیجئے۔ قیمت فی شیشی ایک تولہ ...

منجن ... دانتوں کا ... دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں کا پھولنا ... سوزش ... درد دندان۔ مسوڑوں کا پھولنا ... گندہ دہنی کا ہونا۔ غرض اس کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد دفع ہو کر دانت مثل ... ہو جانا۔

اگر آپ کو عمدہ و تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت نسیم سے منگوائیے۔ عطر ... خوش ہو جائیگی گلاب ۱ر سے ... تک۔ مشک عنبر ۸ر سے ... تک۔ کیوڑہ ۱ر سے ... تک۔ بیلا ۱ر سے ... تک۔ موتیا ۱ر سے ... تک۔ پانڑی ۳ر سے ... تک۔ نارگی تیل فی شیشی ... تک۔ چنبیلی ۱ر سے ... تک۔ حنا ۱ر سے ... تک۔ خس ۱ر سے ... تک۔ مفصل فہرست منگوانے سے بھیجی جاوے گی

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ... بلحاظ قدامت ... ترقی ... عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم۔ محمد عبداللہ و سعداللہ تاجران عطر قنوج

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین

سرمۂ نور

بےمثل استاد وادہ ہے ہوئیں بکسی قسم کی سیاہی ہیں یہ نہیں لگتا۔ اور آنکھیں صاف ہو جاتی ہیں سرمہ کا اثر آنکھون میں نہیں ہوتا۔ یہ وہ سرمہ ہے جس کے نزول مارنگ ہیں فایدہ کیا۔ اور باقی امراض چشم جالا پہولا دہند۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند ابتدائی۔ سرخی چشم وغیرہ چند ہی دنون کے استعمال سے جڑ سے کہو دیتا ہے بیکرون سارٹیفکٹ معززین۔ وڈاکٹرون وحکیمون ومیسون وعہدہ دارون کے موجود ہیں ایک تولہ سرمہ سال بہر سے زاید کو کافی ہے یعنون کیمفورٹ ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جواب آنا چاہیئے (سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ۔ سرمہ نور سیاہ بصری فی تولہ ۸ ر)

کم خرچ بالانشیں

سوتی سنگی مشجر چارخانہ پختہ رنگ خوشنما ایسے کہ ریشمی معلوم ہون مستورات کے واسطے غرارہ تحفہ جبا اور لحاف کے واسطے پایدار و خوبصورت کپڑا ہے۔ فی تہان طول ۱۲ گز، اگرہ۔ عرض، اگرہ قیمت صرف عہ۔ فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان۔ محصول پارواند ذمہ خریدار جملہ خط کتابت وارسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمۂ نور۔ کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیے۔ المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ کاکوری

صرف تین روپیہ میں

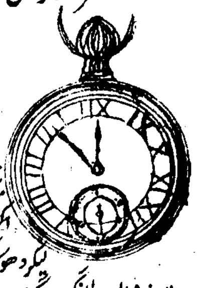

لیور واچ معہ چین کوک ۳۰ گھنٹہ گارنٹی ۵ سال

غضب ہوگیا کیونکہ ایسی مضبوط ٹھیک ٹایم دینے والی خوبصورت جیبی گہڑی تین روپیہ میں بکنے لگی اب بھی اگر کوئی شخص گھڑی سے محروم رہے تو افسوس ہے اکثر خریدار بعض سوداگرون کی رنگین باتون وکمی قیمت کے لالچ میں ناقص گہڑیان لیکر دھوکا کھاتے ہیں اُنکے اطمینان کے واسطے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ناپسند ہونے پر بلاعذر واپس لینگے۔ یہ گہڑیان ولایت کو آرڈر دیکر بہت بڑی تعداد میں منگائی ہیں اسیوجہ سے اسقدر ارزان دے سکتے ہیں۔ اسپر ہمارے کارخانہ کا نام ثبت ہے پتہ (برج باسی لال ویش کمپنی - نمبر ۹۴ سیان گلی شہر جہانسی)

J hansi

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک

اسکاٹ ایمولشن نے امتحان سینتیس سال سے زیادہ فاضل طبیبون کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر کہانسی۔ زکام۔ گوشت اور بہوک کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہان موجود ہے

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا مثل لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

رعایتی فہرست کتب موجود دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوٰے کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضات کو ہمبردار توڑا ہے۔ قیمت ۱۰ ر ست بچن رعایتی ۷ ر

آریہ دہرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجت اللہ نے طشت از بام کردیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں۔ قیمت رعایتی ۳ ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود کے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ تیسری دفعہ چہپا ہے۔ قیمت ۲ ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چہپا ہے۔ قیمت ۲ ر

فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ ر

نورالقرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد۔ قیمت ۴ ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن۔ پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے۔ صدہا خطوط پسندیدگی بہیجے گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی کے ہاں اعلیٰ قبولیت ہوگئی ہے قیمت ۱۲

سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکہا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۴ ر

سلک مروارید۔ حصہ دوم۔ جو جنوری ۱۹۰۱ء میں چہپکر شایع ہوگیا ہے۔ یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہے۔ نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت وصداقت سے واقف کیا ہے۔ اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کہول کر دکہایا گیا ہے یا وزارش دجال سے آگاہ کیا گیا ہے۔ جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بہولی بہالی عورتون کو اسلام سے بدظن کیا ہے۔ ۸۸ صفحہ کی کتاب ہے۔ قیمت ۴ ر علاوہ محصولڈاک۔

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دارالامان میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تہا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں قیمت رعایتی ۸ ر

الانذار۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تہا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بہی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تہا۔ اس جلسہ کی مطبوعہ تقریریں۔ تفسیر سورۃ تبت ۱ ر۔ ہوالرسیل ۸ ر۔ قیمت ار۔ نسخ ونشیعہ قیمت ۲ ر۔ ضوابط الاسرار قیمت ۲ ر۔ برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہولی گئی ہے) قیمت ۲ ر۔ دعوت الحق قیمت نور النصح قیمت ا ر۔ مسلمانون کا خدا اور اسکی خوبیاں ا ر۔ نمونہ قران مجید۔ قیمت ۳ ر۔ محمود کی آمین ۲ پائی۔ دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۲ ر۔ تفسیر القرآن پارہ دوم ۱۲۔ تفسیر سورہ بقرہ مکمل ۳ ر۔ مرآۃ الجہاد عسم۔ ضرورت امام ا ر۔ تحفہ احمدیہ ا ر۔

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان - میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ کرم بالتو گرآئی چہار تا قادیان مینی | خواہمی شفا ہمی عرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے عہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا و گورداسپور میں ایک نو مشق مجسٹریٹ و دارالامان کا ہفتہ — ۱
... — ۲
ملفوظات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن صفحہ ۳ و ۴ — ۳
... الموت والحیات — ۵
ڈائری — ۶
... الکبریٰ للامام مالک — ۷
... پر ایک اجمالی نظر — ۸
... دنیا کی خبریں — ۹
مسیح موعود کا ایک پرانا خط — ۱۰
... نے حد کر دی و غزل — ۱۱
اشتہار — ۱۲

نمبر | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء فرمایا آج مجھے ایک الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے اور وہ یہ ہے

ایک دم میں دم رخصت ہوا

یہ الہام ایک منذر نمونہ عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا ہے۔

گورداسپور میں ایک نو مشق آنریری مجسٹریٹ

گورداسپور میں آجکل ایک سردار سنت سنگھ صاحب نام آنریری مجسٹریٹ ہیں جنکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہوگی۔ انکی عدالت میں بعض ضمانت دینے والوں کو جو مشکلات پیش آئی ہیں انکے متعلق ایک خطرناک شکایت میرے پاس پہونچی ہے میں نہیں سمجھتا کہ ایک نوآموز اور ناتجربہ کار نوجوان کے ہاتھ میں رعایا کی عزت و آبرو کا اختیار دینا کہاں تک مناسب ہو سکتا ہے یہ عہدہ نہایت ذمہ داری کا عہدہ ہے۔ اس لئے ایسے عہدوں کے لئے صرف خاندانی ہونا ہی ضروری نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے لئے قابلیت اور تجربہ کاری کے علاوہ معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی بھی ضروری ہے سردار صاحب موصوف کی علمی قابلیت ان کی شکلوں سے معلوم ہو سکے گی اور میں نہیں کہہ سکتا کہ انکا تجربہ کہانتک وسیع ہے جب کہ ابھی انکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہے۔ میں سردار صاحب کی نیک نیتی ملحوظ رکھیں اور اپنے اختیارات کو زیر نظر ... سنا ہے گورداسپور کے ایک نانبائی کے ساتھ انکی عدالت میں دفعہ ۳۴۲ کا مقدمہ دائر ہے جس میں مجھے مستغیث ایک اور آنریری مجسٹریٹ کا اردلی ہے اس مقدمہ پر لوگوں کی خاص نظر ہے اور وہ بے چینی سے نتیجہ کا انتظار کر رہے ہیں امید ہے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر خصوصیت سے آنریری مجسٹریٹوں کے کام کی نگرانی رکھیں گے بلکہ ان نوآموز مجسٹریٹوں کو تجربہ کار مجسٹریٹوں کے ماتحت کم از کم دو تین سال کام کرنا چاہئے یا قبل سنانے فیصلہ کوئی مجسٹریٹ صاحب بہادر کے حکم سے اسے دیکھ لیا کرے اگر ایسے نوجوانوں کا آنریری مجسٹریٹ بنایا جانا ضروری ہی ہو تاکہ انصاف کے لئے غریب اور مظلوم رعایا کو مشکلات میں نہ پڑنا پڑے۔ میں مفصل اس مضمون پر لکھنا چاہتا ہوں۔

ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ اچھے ہیں۔

۱۔ حضرت اقدس **حقیقت الوحی** لکھ رہے ہیں ۱۰ جزو تک کاتب لکھ چکا ہے۔ یہ کتاب فی الحقیقت ایک عجیب کتاب ہوگی۔

۲۔ موسم برسات شروع ہو گیا ہے۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام گرمی کی تعطیلات کے بعد ۴۔ اگست کو کھل جائے گا۔

درخواست دعا

منشی محمد اکرام صاحب احمدی ... ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ ... عرصہ دو یوم سے بخار میں مبتلا ہے۔ اسکی صحت کے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

مختصر نوٹ

لیکچر بند جن لوگوں نے سادہو گنیدر وپال دینا نگری کی تقریریں سنی ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ اس کی تقریریں عموماً خلاف تہذیب دل آزار اور فتنہ انگیز ہوتی ہیں۔ حکام ضلع گورداسپور نے نہایت نیک نیتی اور دور اندیشی کی بنا پر ضلع گورداسپور میں اس کے لیکچر آیندہ کے لئے بند کر دئے ہیں۔ ۱۷ جولائی کو بٹالہ میں عملی طور پر اس حکم کی پابندی کی گئی۔ اس پر لاہور کا آریہ اخبار پرکاش بہت جھنجلایا ہے۔ اور اب انسپکٹر پولیس بٹالہ پر نالش کا مشورہ دیتا ہے۔ سادہو مذکور کو جبراً لیکچر دینے کی تحریک کرتا ہے۔ تا وہ گرفتار ہو کر مقدمہ چلے۔ یہ کیسی بیہودہ اور الٹی راہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آریہ سماج کے لیڈر ایسے بے وقوف نہیں۔ جو اپنے نادان دوست کے مشورہ پر جلد کاربند ہوں۔ ہاں اگر کوئی سپرٹ جو آریہ سماج میں کام کر رہی ہے۔ اسکے ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے۔ تو دیکھا جاویگا۔ میں سادہو گنیدر وپال کو اسکے وہ الفاظ یاد دلانا چاہتا [illegible] کوئی کرامت دکھا سکتا ہے۔ تو میری زبان بند کر دے۔ کیا سادہو مذکور تھوڑی دیر کے لئے اپنے جوشئے اصول کو مد نظر رکھکر کہہ سکتا ہے۔ کہ یہہ کرامت ظاہر ہو گئی۔ ہمارے سماجی فلاسفر بھی کریں گے۔ مگر وہ یاد رکھیں

اَللّٰہُ یَسْتَہْزِئُ بِہِمْ وَیَمُدُّہُمْ فِیْ طُغْیَانِہِمْ یَعْمَہُوْنَ

چکڑالوی استفتا چکڑالوی کے مرید خاص میاں شیخ محمد چٹو صاحب نے ایک استفتا علماء کرام کی خدمت میں بھیجا ہے۔ جسکا خلاصہ یہہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نماز عام مسلمان پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ نماز کی موجودہ صورت ہے۔ اس میں چونکہ چکڑالوی نے تبدیلی کر دی ہے۔ اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنا جدید طریق اختراع کیا ہے۔ اسلئے اس کی حمایت کی جاوے۔ استفتا کا جواب تو عالم اور مفتی دیں گے۔ میں اپنی سمجھ اور فکر کے متعلق چکڑالوی اور اس کے خدام و مریدین سے فقط اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے قرآن مجید میں وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ الآخر نہیں پڑھا۔ اور جب عملی طور پر انکا مروجہ طریق نماز سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ کے خلاف ہے۔ تو اس کے متعلق قرآن کریم کا فتوے خود قرآن مجید میں پڑھ لیں۔ زیادہ استفساروں کی حاجت کیا ہے +

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام پر آج کل خوب اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ایک عزیز بھائی نے اپنے خط میں جو حضرت حکیم الامۃ کے نام تھا۔ اس پر کچھ لکھا ہے میں فائدہ عام کے لئے اسے ذیل میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں +

۱۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید میں اس امر کے متعلق کھلی کھلی شہادتیں جا بجا موجود ہیں۔ کہ موجودات عالم میں انسان کو اوس نے مخدوم بنایا ہے۔ اور سارے کائنات کو اس کا خادم قرار دیا ہے۔ اور یہ حقیقت عقل اور نقل دونوں سے ثابت شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکر اس سلسلہ کائنات کو چونکہ کسی حکیم علیم قادر مطلق کا فعل نہیں جانتے اسواسطے وہ اس راز کے انکشاف سے محروم ہیں۔ کہ ایسا کیوں ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ انکو اس سوال کی ضرورت ہی نہ آتی ہو۔ کیونکہ وہ اس عالم کو ایک طبعی سلسلہ سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ [illegible] کہ ہستی کے قائل ہیں۔ اور اس [illegible] یقین کرتے ہیں۔ انکو یہ کیوں کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے جواب کے بھی ذمہ دار ہیں۔ اس گروہ نے جو یہہ کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پتہ ہم نے خود لگایا ہے اپنے طور پر اسی قسم کا کوئی جواب دیا ہو۔ مگر ہمیں۔ اپنے قدوس رحمٰن خدا کی کتاب میں یہہ جواب ملتا ہے۔ کہ اس مخلوق کے پیدا ہونے کے متعلق جو الٰہی ارادہ ہوا اس میں سب سے پہلے انسان کے متعلق اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کا فرض مقدر ہو چکا ہے انسان کے بقا اور مفوضہ خدمت کی تکمیل کے واسطے اس نے اس سلسلہ کائنات کو ارادہ ازلی کے مطابق خلق کیا ہے۔ ایجاد اور تکوین کونات کا حقیقی باعث یہی منشاء ایزدی ہے۔ جس وقت تک اس کا بقا اور وجود عالم میں پایا جائیگا۔ اس وقت تک یہہ سلسلہ باقی رہیگا۔ اس حق کی اشاعت جو لِیَعْبُدُوْنِ میں ہے۔ جس مقدس گروہ کے پاک وجود کے ذریعہ ہوئی یا ہوتی رہیگی وہ لاریب اس تمام مربوط نظام کائنات کے قیوم ہیں۔ جو لوگ اس جادہ مستقیم سے منحرف ہیں۔ وہ صرف طفیلی طور پر فائدہ اوٹھاتے ہیں۔ بنی آدم کی مراوات بلکہ زندگی کا مدار وہی مقبول ہیں۔ بنی آدم کیا ہر ایک مخلوق کے ثبات اور قیام کا مدار اور مناط وہی ہیں۔ ان کے وجود نوعی کے خاتمہ کے ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا تمام امور مقبولوں کے ہی اثر وجود سے ہوتے ہیں۔ اور ان کے انفاس پاک اور ان کی برکات سے یہہ جہان آباد ہو رہا ہے انہیں کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ اور انہیں کی برکت سے دنیا میں امن قائم ہوتا ہے اور وبائیں دور ہوتی ہیں۔ انہیں کی برکت سے چاند نکلتا ہے۔ اور سورج چمکتا ہے۔ وہ دنیا کے نور ہیں۔ اور جب تک وہ دنیا میں اپنی وجود نوعی کے لحاظ سے دنیا میں ہیں۔ دنیا منور ہے۔ یہی رمز الہام لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ میں معلوم ہوتی ہے۔ البتہ کَ کو نوعیت کے معنی میں استعمال کرنا ہو گا اس فعل میں اگر یہہ خاصہ پایا جاتا ہے۔ تو لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ مخلوق کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ جسکا مفہوم یہہ ہوگا کہ اگر اس زمانہ میں مامور نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اس دنیا کو تباہ کر دیتا۔ اور یہہ مخلوق معدوم ہو جاتی +

۲۔ یہہ حضور علیہ السلام نے ابھی تک [illegible] کے متعلق ہے۔ الہامات میں نقل کا بھی امکان ہے،

۳۔ اَلْاَفْلَاکَ سے مراد ممکن ہے۔ کہ ظاہری افلاک نہ ہوں۔ بلکہ اون افلاک کی خلق مراد ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود باجود کی برکت سے طیار فرمائے۔ یا آیندہ فرمائیگا۔ لغت عرب میں مدار النجوم کا نام فلک ہے۔ حدیث میں بھی اصحابی کالنجوم آیا ہے۔ ان معنی میں یہہ الہام ایک عظیم الشان بشارت ہے +

۴۔ لولا کے بعد چونکہ ضمیر متصل کا استعمال غیر فصیح ہے۔ اسواسطے کَ کا مضاف مثل اگر مقدر مانا جاوے۔ تو لَوْلَاکَ بمنزلہ لَوْلَا مِثْلُکَ ہو سکتا ہے +

۵۔ اَلْاَفْلَاکَ سے مراد وہ روحانی تبدیلی ہے۔ جسکی طرف حضور علیہ السلام کا ایک کشف اشارہ کرتا ہے۔ اوس کشف میں آپنے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان بنایا ہے +

والسلام

شیخ عبدالرحمٰن نومسلم کا دورہ لیکچر مکرم بھائی شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم مؤلف اختیار الاسلام نے امسال [illegible] موسم گرما میں ضلع جالندھر کے بعض مقامات نگہ۔ کریام نواںشہر۔ راہوں اور پھلواں میں لیے قبول اسلام پر لیکچر دئیے۔ جو بڑے کامیابی سے ہوئے۔ نگہ صاحب سب انسپکٹر پولیس نے انتظام میں قابل تعریف کام کیا۔ باوجود وہ خود سکھ ہیں۔ مگر نہایت بے تعصبی سے سارا لیکچر سنا۔ ایسے افسر جہاں کہیں بھی ہوں ملک اور اہل ملک کے لئے ایک برکت ہوتے ہیں۔ اور حقیقت میں گورنمنٹ کے لئے موجب فخر ہیں باوا صاحب موصوف کی اس مہربانی کا خصوصاً شکر گذار ہوں۔ اگرچہ انہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے لیکن جس عالی ظرفی اور بے تعصبی کا ثبوت انہوں نے دیا۔ وہ بہت قابل قدر ہے۔ لودھیانہ کے جلسہ کی رپورٹ منشی محمد شفیع صاحب نے بھیجی ہے۔ جو پھر درج ہو گی +

تعلیم الاسلام رسالہ تعلیم الاسلام جاری ہو گیا۔ اور جولائی کا نمبر شایع ہو چکا۔ اس رسالہ میں سورۃ [illegible] متانت قابلیت اور محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور ابھی باقی [illegible] کے چندہ کی رسید زر بھی درج ہے۔ رسالہ کی خاص تعریف کر کے قوم کو ابھارنا بے سود ہے۔ اس لئے کہ قوم کو اپنے قومی اخبارات اور رسالوں کی قدر قومی پہلو سے کرنی چاہئیے۔

الذکر میں اس مفید رسالہ کے متعلق پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ مجھے یہہ سن کر افسوس ہوا۔ کہ ایسے قابل قدر رسالہ کی ابھی تک دو سو کاپیاں ہی نہیں نکل سکیں۔ حالانکہ ۸۰۰ کاپیاں نو سو آدمی ہی خرید سکتے تھے۔ توجہ ہونی چاہئیے +

انکار ارادات ایک معزز اور مشہور اہل علم نے ثالث بالخیر کے نام سے اس عنوان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ جو الحکم کی پرسی اشاعت میں درج ہے۔ امید ہے کہ دوست جو اس سلسلہ میں ابھی داخل نہیں خاص توجہ سے پڑھیں گے +

معذرت۔ کاتب کی غلطی سے صفحہ ۳۔ ۲ اور صفحہ ۷۔ ۱۰ غلط چھپ گئے ہیں۔ ناظرین احتیاط سے پڑھیں۔

ڈائری

(مرقومہ ایڈیٹر صاحب بدر)

گنہگاروں کی فلسفی ایک شخص نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ دنیا میں لوگ بہت گنہگار ہوں گے۔ مگر میرے جیسا گنہگار تو کوئی نہ ہوگا۔ میں نے بڑے بڑے سخت گناہ کئے ہیں۔ میری بخشش کس طرح ہوگی حضرت نے فرمایا۔ دیکھو خدا جیسا غفور رحیم کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ پر یقین کامل رکھو۔ کہ وہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے۔ تو میں ایک اور امت پیدا کرونگا۔ جو گناہ کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے۔ مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں خدا تعالےٰ نے ہر ایک شے میں ایک حکمت رکھی ہے۔ اگر آدم گناہ کر کے توبہ نہ کرتا اور خدا کی طرف نہ جھکتا۔ تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا۔ اگر کوئی انسان ایسا اپنے آپ کو دیکھتا۔ کہ جیسا ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا۔ تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا۔ جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے گھمنڈ کیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے۔ اور اپنے عجز کو یقین کر کے خدا تعالےٰ کی طرف جھکتا ہے جس طرح مکھی کے دو پر ہیں۔ کہ ایک میں زہر ہے۔ اور دوسرے میں تریاق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اگر تمہارے کھانے پینے کی چیز میں مکھی پڑے۔ تو وہ اپنا صرف ایک پر اس کے اندر ڈبوتی ہے جس میں زہر ہے۔ پر تم اس کو نکالنے سے پہلے اس کا دوسرا پر بھی ڈبو لو۔ کہ وہ اس کے بالمقابل تریاق ہے۔ یہ مثال انسان کے گناہ اور توبہ کی ہے۔ اگر گناہ صادر ہو جاوے۔ تو توبہ کرو کہ وہ اسکے واسطے تریاق ہے۔ اور گناہ کے زہر کو دور کر دیتی ہے۔ عاجزی اور تضرع سے خدا تعالےٰ کے حضور میں جھکو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اگر گناہ نہ ہوتا۔ تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے۔ کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو ملزم دیکھتا ہے۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ تب اس پر رحم کیا جاتا ہے۔ اور وہ ترقی کرتا ہے۔ لکھا ہے۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اور نیت صادق کے ساتھ چاہئے۔ کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا۔ گو بعد میں بہ سبب کمزوری کے ہو جاوے۔ لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے یہ پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئیندہ یہ گناہ نہ کرے گا۔ نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ بلکہ پختہ ارادہ ہو۔ کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئے گا تب توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو امتحان میں ڈالتا ہے۔ تاکہ ان کو انعام دیوے۔ انعام حاصل کرنے کے واسطے امتحانوں کا پاس کرنا ضروری ہے۔

نماز کے اندر دعا فرمایا۔ نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرو سجدہ میں بیٹھ کر رکوع میں کھڑے ہو کر ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے ان کے واسطے ضروری ہے۔ کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگیں اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہئے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو۔ بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالےٰ سے دعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں۔ اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ آج کل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ جس نماز میں تضرع نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں خدا تعالےٰ سے رقت کے ساتھ دعا نہیں۔ وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے۔ جس میں دعا کا مزا آ جاوے۔ خدا کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہو جاؤ کہ رقت طاری ہو جائے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتویٰ لگنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے۔ ایسے ہی خوف زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہئے جس نماز میں دل کہیں ہے۔ اور خیال کسی طرف ہے۔ اور منہ سے کچھ نکلتا ہے۔ وہ ایک لعنت ہے۔ جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے۔ اور قبول نہیں ہوتی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

ویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون

لعنت ہے۔ ان پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز وہی اصل ہے۔ جس میں مزہ آ جاوے۔ ایسی ہی نماز کے ذریعہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے۔

ان الحسنات یذہبن السیأت

نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ دیکھو۔ بخیل مانگتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی کسی نہ کسی وقت کچھ دیدیتا ہے۔ اور رحم کھاتا ہے خدا تعالےٰ تو خود حکم دیتا ہے۔ کہ مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دونگا۔ جب کبھی کسی امر کے واسطے دعا کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔ کہ آپ وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے اور نماز کے اندر دعا کرتے۔

دعا کے معاملہ میں حضرت عیسےٰ نے خوب مثال بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک قاضی تھا۔ جو کسی کا انصاف نہ کرتا تھا۔ اور رات دن اپنی عیش میں معروف رہتا تھا ایک عورت جس کا ایک مقدمہ تھا وہ ہر وقت اس کے دروازے پر آ پڑتی اور اس سے انصاف چاہتی وہ برابر ایسا کرتی رہتی یہاں تک کہ قاضی تنگ آ گیا اور اس نے بالآخر اس کا مقدمہ فیصلہ کیا اور اس کا انصاف اسے دیا۔ دیکھو کیا تمہارا خدا قاضی جیسا بھی نہیں۔ کہ وہ تمہاری دعا سنے اور تمہیں تمہاری مراد عطا کرے۔ ثابت قدمی کے ساتھ دعا میں مصروف رہنا چاہئے۔ قبولیت کا وقت بھی ضرور آ ہی جائیگا استقامت شرط ہے۔

۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کا ذکر تھا فرمایا۔ وہ ہم سے ہی کیا پھرا ہے۔ وہ تو خود اسلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پھر گیا ہے۔ جو اسلام کا دعوےٰ کر کے ایک ایسے آدمی کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی ضروری نہیں جانتا۔ اور اسکے نزدیک گویا آنحضرت کے وجود کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہمارے بغض کے سبب یہ لوگ ایسے کام کرتے ہیں کہ خود ہی اسلام کی مخالفت کرتے ہیں

فرمایا۔ چراغ الدین مسیح بنتا تھا۔ عیسائیوں نے اسکی امداد کی۔ مگر خدا کے مسیح کے بالمقابل وہ ناکام رہا۔ ہمارا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا ہے لیکن ہمارے ساتھ عیسائی لوگ سخت عداوت رکھتے ہیں۔ اور چراغ دین کا دعوےٰ بھی مسیح ہونے کا تھا۔ مگر اسکی امداد اور نصرت میں کھڑے ہو گئے وجہ یہ ہے کہ وہ جھوٹا تھا۔ اور یہ بھی جھوٹے ہیں جو انسان کو خدا بناتے ہیں۔ جھوٹا جھوٹے کا حامی اور ناصر بن جاتا ہے۔ لیکن صادق کا ساتھ صرف وہی لوگ دے سکتے ہیں۔ جو راستباز ہوں اور ایسے لوگ ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ وہ خط وکتابت میں نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ لیکن نہ معلوم اس طرف کیوں توجہ نہیں کی جاتی۔ بعض احباب نمبر خریداری تو ایک طرف بلکہ اپنا پتہ بھی نہیں لکھتے۔ اور صرف اپنے دستخط کرتے ہیں۔ جن کو پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض خطوط کی تعمیل نہیں ہو سکتی ہے۔ عام اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ خریدار خط وکتابت میں نمبر خریداری درج کیا کریں۔ ورنہ تعمیل کی شکایت معاف۔

محرر دفتر الحکم

دشمن، بداندیش اور مریض قلب والوں کے لئے بہت سی باتیں ہوتی ہیں اور انبیاء و رسل کی تو قسمت ہی میں اعتراض ہوتے ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جسقدر اعتراض ہوئے اور بات بات کھینچتے ہیں کیا کسی معمولی زندگی کے نماز پر بھی کئے جاتے ہیں؟ کبھی نہیں صد ہا انسان ایسے ہونگے جو عمومی زندگی کے انسان کی تعریف کریں گے مگر جب انبیاء و رسل کا ذکر آئے گا تو وہاں اعتراض کے لئے زبان کھولیں گے۔ بات کیا ہے کہ انبیاء و رسل پر اسقدر اعتراض ہوئے ہیں؟ اصل یہ ہے کہ جیسے دولت پر نف ہوتا ہے تاکہ نامحرم پاس نہ جاوے اسی طرح پر انبیاء و رسل بھی ایک بے نظیر دولت ہوتے ہیں خدا تعالٰے چاہتا ہے کہ سعید اور رشید ہی ان تک پہونچیں اس لئے ان پر قسم قسم کے اعتراض ہوتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اہل نہیں ہیں دور رہیں ورنہ اگر اللہ تعالٰے چاہتا تو وہ نہ جہاد کرتے نہ سوبان کرتے۔ نہ اعتراض ہوتے۔ مگر وہ نبی جس کی تعلیم اتم اور اکمل تھی اس کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ ایسے نااہل قبول کریں اسلئے چند باتیں ایسی رکھدیں جو **نظر بد دور** کا کام دیتی ہیں اور ان پر اعتراض ہوا اور نااہل الگ رہے مگر جو لوگ اہل تھے انہوں نے حقیقت کو پالیا۔

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک نکتہ چیں اور معترض یہ ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو خدا تعالٰی کی تائید اور نصرت اور نبی کے صدق و وفا کو دیکھتے ہیں وہ اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور پھر خدا تعالٰی کی قدرتوں کے عجائبات مشاہدہ کرتے ہیں وہ اسکے حالات [illegible] تمیں اور انہیں حاجت نہیں ہوتی کہ کچھ اور دیکھیں۔ بدبخت نااہل وہ باتیں دیکھتے ہیں جن سے شقاوت بڑہے میں نے تذکرۃ الاولیاء میں ایک لطیفہ دیکھا کہ ایک شخص ایک بزرگ کی نسبت بدگمانی رکھتا تھا کہ یہ مکار ہے اور فاسق ہے ایک دن انکے پاس آیا اور کہا کہ حضرت کوئی کرامت تو دکھاؤ۔ فرمایا میری کرامت تو ظاہر ہے باوجودیکہ تم تمام دنیا کے معاصی مجھ میں پاتے ہو مگر پھر دیکھتے ہو کہ خدا تعالٰی مجھے غرق نہیں کرتا۔ لوط کی بستی تباہ ہوئی عاد و ثمود وغیرہ تباہ ہوئے۔ مگر مجھ پر غضب نہیں آتا کیا یہ تیرے لئے کرامت نہیں ہے؟

بات بڑی لطیف ہے یعنی عیوب پیدا کرنیوالے لوگوں کو یہ بھی تو چاہئے کہ وہ دیکھیں کہ وہ شخص جو منجانب اللہ ہونے کا دعوے کرتا ہے اور جسپر اسقدر اعتراض اور نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں وہ جو ہلاک نہیں ہوتا کیا خدا بھی اس سے دہوکہ میں ہی رہا۔ عیسائیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حقیقت سمجھی کہ معاذ اللہ آپ افترا کرتے تھے مگر خدا تعالٰی نے آپ کو وہ نصرت دی اور وہ فضیلت دی کہ آدم سے اخیر تک کسی کو وہ کامیابی کبھی نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کے متعلق ایک ایسا نکتہ ہے جو آپ کی عظمت کو اور بھی بڑہا دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ ایسے وقت تشریف لائے جب کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا وقت تھا۔ یعنے اہل کتاب بھی بگڑ چکے تھے اور غیر اہل کتاب بھی بگڑے ہوئے تھے اور یہ بات مخالفوں کی تصدیق سے بھی ثابت ہے پنڈت دیانند صاحب کہتے ہیں کہ آریہ ورت میں بت پرستی ہو رہی تھی اور اسطرف عرب میں بھی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ عیسائیوں کے مذہب کا خلاصہ یہ رہ گیا تھا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا تھا۔ غرض جس طرف دیکھو ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور خدا تعالٰی سے بالکل غفلت اور لاپروائی ہو چکی تھی۔ اور وہ وقت پکار پکار کر رہا تھا کہ ایک عظیم الشان **مصلح** کی ضرورت ہے اور یہ مسلّم بات ہے کہ **ضرورت علوم کی ماں ہوتی ہے۔** ہر قسم کا علم ضرورت سے پیدا ہوا ہے طب۔ طبعی ہیئت۔ جغرافیہ وغیرہ تمام علوم کی ماں ضرورت ہی ہے۔ پس اگر سمجھدار ہو تو سمجھ لے کہ اس **دقیقہ معرفت** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایڈیٹر) کی ماں بھی کوئی عظیم الشان ضرورت ہے بہت سے صحابہ آپ پر ایمان لائے یہ دیکھکر کہ آپ ایسے وقت آئے ہیں جو سخت ضرورت کا وقت ہے، اگر آپ نہ آتے تو شاید نوح کی طرح ایک طوفان آکر دنیا کو ہلاک کر دیتا میں یقیناً جانتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آپکے لئے ایسا اجلٰی اور اصفٰی نظارہ ضرورتوں کا ہے کہ کسی دوسرے کے لئے وہ میسر نہیں اور حضرت عیسے کے لئے تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ فقیہ اور فریسی موجود تھے جو موسٰی علیہ السلام کی گدی پر بیٹھتے تھے اس لئے انہوں نے کسی نئی شریعت کا دعوے ہی نہیں کیا۔ اور پھر جبکہ یہودیوں کے اسقدر گروہ موجود تھے تو نہیں کہہ سکتے کہ سب منحرف تھے بعض عامل بھی تھے اور وحی اور الہام کا بھی دعوے کرتے تھے کیا ان میں کوئی ایسا تھا جو انسان کو خدا بناتا ہو۔ وہ تو موجودہ عیسائی مذہب سے بھی اچھے تھے موحد تھے بینے زین الدین ابراہیم کی معرفت بمبئی میں ایک یہودی عالم سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ انسان خدا ہوگا اس نے قسماً کہا کہ ہرگز نہیں ہم تو اسی خدا کو مانتے ہیں جو قرآن میں بیان ہوا ہے ہم انسان کو خدا کہنا کفر سمجھتے ہیں جو تمام لوازم ضعف ناتوانی بیماری کے رکھتا ہے یہ **لعنتی مذہب ہے** جو انسان کو خدا بناتا ہے۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ایسی واضح اور روشن ہے کہ کسی دوسرے نبی کا زمانہ ایسی نظیر نہیں رکھتا اب دوسرا حصہ دیکھو کہ آپ فوت نہیں ہوئے جب تک اليوم اكملت لكم دينكم کی آواز نہیں سن لی اور اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون في دين الله افواجا کا نظارہ آپ نے نہیں دیکھ لیا یہ آیت نہ توریت میں نہ انجیل میں۔ توریت کا تو یہ حال ہے کہ موسٰی علیہ السلام راستہ ہی میں فوت ہوگئے اور قوم کو وعدہ کی سرزمین میں داخل نہ کر سکے۔ حضرت عیسے علیہ السلام خود کہتے ہیں کہ بہت ہی باتیں بیان کرنے کی ہیں کیا قرآن شریف میں بھی ایسا لکھا ہے؟ وہاں تو اکملت لکم ہے۔ رہی انکی تکمیل صحابہ کی جو تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالٰی خود ان کی نسبت فرماتا ہے۔

منهم من قضى نحبه الاية

اور پھر ان کی نسبت رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا۔ لیکن انجیل میں مسیح کے حواریوں کی جو تعریف کی گئی ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ جا بجا انکو لالچی اور کم ایمان کہا گیا ہے اور عملی رنگ ان کا یہ ہے کہ ان میں سے ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور پھر اس نے سامنے لعنت کی۔ انصاف کرکے کہو کہ یہ کیسی تکمیل ہے۔ اسکے بالمقابل قرآن شریف صحابہ کی تعریف سے بھرا پڑا ہے۔ اور ان کی ایسی تکمیل ہوئی کہ دوسری کوئی قوم ان کی نظیر نہیں رکھتی پھر انکے لئے اللہ تعالٰے نے جزا بھی بڑی دی یہانتک کہ اگر باہم کوئی رنجش بھی ہوگئی تو اسکے لئے فرمایا ونزعنا ما في صدورهم من غل الاية۔ حضرت عیسٰے نے بھی حواریوں کو تختوں کا وعدہ دیا تھا مگر وہ ٹوٹ گیا کیونکہ بارہ تختوں کا وعدہ تھا۔ مگر یہودا اسکریوطی کا ٹوٹ گیا جب وہ قائم نہ رہا تو اوروں کا کیا بھروسہ کریں۔ مگر صحابہ کے تخت قائم رہے دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی۔

غرض

یہ آیت اليوم اكملت لكم مسلمانوں کے لئے کیسے فخر کی بات ہے۔ اب ان باتوں کو ملا کر غور کرو کہ آپ ایسے وقت آئے جب کہ بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جیساکہ فرمایا انا انزلناه في ليلة القدر ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات میں ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالٰے تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنیوالا ہے جو میں اسکو قبول کروں لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی خدا تعالٰے نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جب کہ اسنے فرمایا۔

ماخلقت الجن والانس الا ليعبدون

پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ پس انا انزلناه في ليلة القدر اس زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دلیل ہے اور انجام اليوم اكملت لكم میں فرما دیا۔ گویا یہ باب نبوت کی دوسری فصل ہے۔ اکمال سے یہی مطلب نہیں کہ سورتیں اتار دیں بلکہ تکمیل نفس اور **تطہیر قلب** کی وحشیوں سے انسان پھر اسکے بعد عقلمند اور بااخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنا دیا۔ اور تطہیر نفس تکمیل اور تہذیب نفس کے مدارج طے کرا دئے۔ اور اسی طرح پر کتاب اللہ کو بھی پورا اور کامل کر دیا یہانتک کہ کوئی سچائی اور صداقت نہیں جو قرآن شریف میں نہ ہو۔ میں نے اگنی ہوتری کو بارہا کہا کہ کوئی ایسی

ان بتاؤ جو قرآن شریف میں نہو مگر وہ نہ بتاسکا۔ یہ ہی ایک زمانہ مجھ پر گذرا ہے کہ مینے بائیبل کو سامنے رکھکر دیکھا جن باتوں پر عیسائی ناز کرتے ہین وہ تمام سچائیاں مستقل طور پر اور نہایت ہی اکمل طور پر قرآن مجید مین موجود ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کو اسطرف توجہ نہین وہ قرآن شریف پر تدبر ہی نہین کرتے اور نہ انکے دل میں کچھ عظمت ہے ورنہ یہہ تو ایسا فخر کا مقام ہے کہ اسکی نظیر دوسرے دین میں ہی نہین

غرض

الیوم اکملت لکم کی آیت دو پہلو رکھتی ہے ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کرچکا دوم کتاب مکمل کرچکا کہتے ہین جب یہہ آیت اُتری وہ جمعہ کا دن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کر لیتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے۔

مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں دوسری عید دن کو کپڑے بدلتے ہین لیکن اس عید کی پرواہ نہین کرتے اور میلے کچیلے کپڑون کے ساتھ آتے ہیں میرے نزدیک یہہ عید دوسری عیدون سے افضل ہے اسی عید کے لئے سورہ جمعہ ہے اور اسی کے لئے قصر نماز کر اور جمعہ وہ ہے جس مین عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے اور یہ عید اس زمانہ پر بھی دلالت کرتی ہے کہ پہلا انسان اس عید کو پیدا ہوا۔ قرآن شریف کا خاتمہ اس پر ہوا۔ کہتے ہین جب یہہ آیت اُتری تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے کسی نے کہا اے بڈھے کیون روتا ہے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے کیونکہ یہہ مقرر شدہ بات ہے کہ جب کام ہو چکتا ہے تو اسکا پورا ہونا ہی وفات پر دلالت کرتا ہے جیسے دنیا میں بندوبست ہوتے ہیں اور جب وہ ختم ہوجاتا ہے تو عملہ وہان سے رخصت ہوتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر والا قصہ سُنا تو فرمایا سب سے زیادہ سمجھدار ابوبکر ہے اور یہہ فرمایا کہ اگر دنیا میں کسی کو دوست رکھتا تو ابوبکر کو رکھتا اور فرمایا ابوبکر کی کھڑکی مسجد میں کھلی رہے باقی سب بند کردو کوئی پوچھے کہ اس مین مناسبت کیا ہوئی۔ تو یاد رکھو کہ مسجد خانہ خدا ہے جو سرچشمہ ہے تمام حقائق معارف کا۔ اسلئے فرمایا کہ ابوبکر کی اندرونی کھڑکی اسطرف ہے تو اسکے لئے یہہ بھی کھڑکی رکھی جاوے یہ بات نہین کہ اور صحابہ محروم تھے نہیں بلکہ ابوبکر کی فضیلت وہ خاص فراست تھی۔ جس نے ابتداءمیں بھی اپنا نمونہ دکھایا اور انتہا میں بھی۔ گویا حضرت ابوبکر کا وجود مجموعۃ الفراستین تھا۔

اب مین پھر یہہ ذکر کرکے اسکو ختم کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ نے جہان میری وفات کی خبر دی ہے یہہ بھی فرمایا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا جو مامور ہوکر آتا ہے بڑا اعتراض عقلمندون کا یہہ ہوتا ہے کہ وہ مر گیا کام کیا کیا؟ یہ مہذب لوگ کہتے ہین کہ اتنا بڑا دعویٰ کیا تھا کہ صلیب ہوگا اور یہہ ہوگا اور وہ ہوگا مگر اب خامی کی حالت میں چلے گئے اس مین اللہ تعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ اور سچے آدمی کو غم یہی ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیرے بوجھ کو جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اٹھا دیا۔ وہ یہی علت غائی کا بوجھ ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس وحی مین بشارت دی ہے گویا اسکو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سنو! جب کہ خدا تعالیٰ کا یہہ وعدہ ہے تو یہہ ہو کر رہیگا تمہین مفت کا ثواب ہے۔ پس تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جسنے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادین دے دیگا۔

مراسلات

الموت والحیات

یہ دونون الفاظ اگرچہ روزمرہ سننے میں آتے ہین اور خیال ہوتا ہے کہ ایک بچہ بھی ان کے معنون سے واقف ہوگا۔ مگر حقیقت مین نہ یہ معنے ایسے آسان اور عام فہم نہین۔ دنیا مین یہی موت اور حیات کا مسئلہ سب مسائل سے زیادہ پیچیدہ اور پُراسرار ہے۔ جتنے مذاہب دنیا میں موجود مین۔ یا ہو گذرے ہین۔ سب اسی مسئلہ کے حل کرنیکی کوشش کرتے رہے اور جہانتک ہو سکا اس کو آسان اور عام فہم بنانے میں نہ صرف کسی واحد شخص کی عقل اور سمجھ بلکہ الہام الٰہی اور وحی آسمانی سے بھی مدد لیتے یا مدد پانے کا دعویٰ کرتے رہے سب نیک اور برگزیدہ اولیاء اللہ حیات ابدی کے متمنی اور فنا کے شائق رہے اور خیال ہوتا ہے کہ موت سے عام انسان اسطرح بھاگیں۔ اور جو شخص جتنا بزرگ اور نیک ہو اُتنا ہی فنا کا طالب اور موت کا خواہشمند ہو۔ ایں چہ بو العجبی ہے۔ اور موت اور حیات کے وہی عام معنے مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ضرور یہہ دو الفاظ کسی خاص معنی میں استعمال ہوتے ہونگے یعنے انکی اصطلاح میں انکے اور معانی ہونگے۔ اس بات کے معلوم کرنیکے لئے ہمین ان بزرگوں کے اقوال پر غور کرنا چاہیئے۔

اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت مرقوم ہے۔ کہ انھون نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ تم ابدی زندگی پاؤگے۔ کیونکہ زندگی مین ہون جو میرے پاس نہ آئیگا ابدی ہلاکت کا مستوجب ہوگا۔ اسی دستاویز کو سند گردان کر زمانہ حال کے پادری خواہ مرد ہون یا عورت۔ نجات نجات پکارتے پھرتے ہیں اور صاف الفاظ مین کہتے ہیں کہ جو کوئی مسیح کو قبول کرچکا وہ کبھی نہین مریگا۔ لیکن جب انسے پوچھا جائے کہ اسکا ذرا مطلب تو سمجھا دیجئے۔ سبق تو واقعی بڑا روحانی ہے۔ لیکن آپ اس سے کیا مطلب سمجھے ہیں تو جواب ندارد۔ اگر اس سے جسمانی موت یا حیات مراد لیجائے جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے تو یہ صریح باطل ہے۔ بُرے اچھے سبھی قسم کے لوگ مرتے رہے ہین اور مرتے رہینگے۔ اور اگر بقول بعض ہوشیار پادری صاحبان کے یہ کہا جائے کہ گنہ گار۔ و یقول الکفر یلیتنی کنت ترابا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔ پس ابدی زندگی یا ابدی ہلاکت سے نہ ظاہری حیات اور موت اور نہ روحانی حیات اور موت مراد ہے۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ اس جسم کو فنا ہے اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ اس مرنیکے بعد جینا ہے جسمیں نیک اور بد سب شریک ہیں پس ابدی زندگی کو نیک اشخاص یا بقول پادری صاحبان یا انکے بلیغ علم اناجیل مروجہ سے امید رکھنا عبث ہے۔ ان باتوں کو اہل دل جانین۔ نہ کہ اہل دول۔ اسی غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے کلام ربانی میں ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا۔ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ اور اے محمدؐ نہ خیال کرنا انکو جو مارے گئے۔ اللہ کی راہ میں مرا ہوا۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انکو روزی ملتی ہے۔ اگر موت سے صرف جسم اور روح کی جدائی متصور ہوتی تو اُن شہدائے احد کیلئے جنکو اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں زمین میں گاڑا کیونکہ ارشاد ہوتا کہ انکو مردہ مت سمجھو۔ اگر حیات سے صرف زندہ ہونا یعنے کسی قسم کے جسم اور روح کا تعلق مراد ہوتا تو انکی نسبت حیات کا لفظ بھی عجیب المعنے ہوتا۔ کیونکہ اس دنیاوی جسم کو تو وہ سب کے مشاہدے میں چھوڑ چکے۔ اور جسم آخروی اگر کوئی واقعی جسم ہوتا تو انکو قیامت کے دن عطا ہونا چاہیئے تھا۔ پھر اس حیات سے کیا مراد ہے یقیناً کوئی ایسی حیات جسمین اس جسم کو کوئی تعلق نہین۔ اور روح تو بعد مرگ سرتاج فرعون اور قارون وغیرہ کی بھی زندہ ہے۔ اور زندہ رہیگی۔ پھر حیات شہدائے احد مین کیا خصوصیت ہے۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ موت سے مراد خداوند تعالیٰ سے قطع تعلق ہے جس شخص کے دل مین نور ایمان نہین وہ شخص مردہ ہے۔ اگرچہ دیکھنے مین کیسا ہی توانا اور تندرست چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا ہو خداوند تعالیٰ سے دوری اور جدائی ہی اصلی موت ہے اور اسی لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہین کہ بدکار لوگ اس دنیا مین بھی مردہ ہیں اور عاقبت میں بھی بعد حشر کیا مردہ ہی رہینگے۔ موت احساس ظاہری کے باطل ہونے کا نام نہین بلکہ معرفت الٰہی اور رضائے الٰہی کے فقدان کا نام موت ہے۔ اسی طرح حیات سے یہ ظاہری زندگی یا آخرت کی زندگی ہی مراد نہین۔ بلکہ بقا باللہ اور وصل الی اللہ یا دوسرے الفاظ مین رضائے الٰہی اور اسکی حضوری کا نام حیات ہے۔ چنانچہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسکا موید ہے۔ اس ظاہری موت کو قرب الی اللہ اور اسکی حضوری مین ممد اور معاون سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ روحانی تعلق اور خلع جسم زیادہ قوی ہو جاتا ہے اور اسی بارے مین جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوصِلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ لیکن اولیائے کرام جنہین عشاق خدا کہنا زیادہ موزون ہوگا ہمیشہ اسی دھن میں لگے رہتے ہین کہ کسی طرح اس جسمانی تعلق مین بھی وہی لطف حاصل کرین جو بوجہ موت ظاہری میسر آسکتا۔ اسلئے وہ اپنے جسم ظاہری کو فی الحقیقت ایسا ہی سمجھنے لگ جاتے ہین کہ گویا وہ ہے ہی نہین۔ دنیا اور اسکے تعلقات جو جسم کے ساتھ وابستہ ہیں انکی نظرون میں ہیچ ہو جاتے ہین اور وہاں ظاہری تعلقات میں بھی اسی ہستی واحد کا ید قدرت مشاہدہ کرتے ہیں۔ رضائے الٰہی انکی حرکات و سکنات پر غالب آجاتی ہے گویا ظاہری موت سے پہلے اپنے جسم اور اسکی خواہشات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ موتوا قبل ان تموتوا کا مشہور مقولہ اسی حالت کا ارشاد کرتا۔ وہ چلتے ہیں۔ پھرتے ہین۔ کھاتے ہیں۔ پیتے ہیں۔ کسب حلال کرتے ہیں سوتے ہیں جاگتے ہیں۔ لیکن اپنے لئے نہین بلکہ خداوند تعالیٰ کیلئے اور اسکی اس رضا کیلئے۔ مخلوق خدا کی بہتری کیلئے وہ اپنے کو کھو دیتے ہیں اور نفسانیت کو وداع کرتے یا یوں کہو کہ اس بحر زندگی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ تب انکو خلعت بقا حاصل ہوتا ہے پھر وہ قطرہ نہین بلکہ دریا کہلاتے ہیں۔ انکی روانی دریا کی روانی انکا وجود دریا کا وجود اور انکے افعال مظہر اسمائے الٰہی ہوتے ہین وہ حقیقی معنوں مین منشائے خلقت کو پورا کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ الی

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض بدیوں کے ترک پر اسقدر ناز نکرو جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نکرو گے اور نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریا کی ملونی نہو۔ اسوقت تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی۔ یہ بات یاد رکھو کہ ریا حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو۔ ہم تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر **مرد خدا** نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو۔

ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ اسے کچھ ضرورت تھی اسنے وعظ کہا اور دوران وعظ میں یہہ بھی کہا کہ مجھے ایک دینی ضرورت پیش آگئی ہے مگر اسکے واسطے روپیہ نہیں ہے ایک بندہ خدا نے یہ سُن کر دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اس بزرگ نے اٹھ کر اسکی بڑی **تعریف** کی اور کہا کہ یہ شخص بڑا ثواب پائیگا جب اس شخص نے ان باتوں کو سُنا تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ یا حضرت مجھے اس روپیہ کے دینے میں بڑی غلطی ہوئی وہ میرا مال نہ تھا بلکہ میری ماں کا مال ہے اسلئے وہ واپس دیدو۔ اس بزرگ نے تو اسے روپیہ دیدیا مگر لوگوں نے بڑی لعن طعن کی اور کہا کہ یہ اسکی اپنی بدنیتی ہے معلوم ہوتا ہے پہلے وعظ سُن کر جوش میں آگیا اور روپیہ دیدیا اور اب اس روپیہ کی محبت نے مجبور کیا تو یہہ عذر بنا لیا ہے۔ غرض وہ روپیہ لیکر چلا گیا اور لوگ اسے بُرا بھلا کہتے رہے اور وہ مجلس برخاست ہوئی۔ جب آدھی رات گذری تو وہی شخص روپیہ لئے ہوئے اس بزرگ کے گھر پہونچا اور آکر انہیں آواز دی وہ سوئے ہوئے تھے انہیں جگایا اور وہی دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اور کہا حضرت میں نے یہہ اسوقت اسلئے نہیں دیا تھا کہ آپ میری تعریف کریں میری نیت تو اور تھی اب میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مرنے تک اس کا ذکر نکریں۔ یہ سُن کر وہ بزرگ رو پڑے اس نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟ تو انہوں جواب دیا کہ مجھے رونا اسلئے آیا کہ تو نے ایسا اخفا کیا ہے کہ جب تک یہہ لوگ رہیں گے تجھے لعن طعن کریں گے۔ غرض وہ چلا گیا اور آخر خدا تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کر دیا۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کرتا ہے خدا تعالیٰ اسے عزت دیتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چھپ کر خدا کے لئے کرو گے وہ مخفی رہے گا ریا سے بڑھکر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں ریاکار کے دل میں کبھی ٹھنڈ نہیں پڑتی ہے۔ جب تک کہ پورا حصہ نہ لے۔ مگر ریا سب مال کو جلا دیتی ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

خوش قسمت وہ ہے انسان جو ریا سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا کے لئے کرے۔ ریاکاروں کی حالت عجیب ہوتی ہے خدا کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے لیکن جب ریا کا موقع ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے۔ اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے۔ اسلئے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔

جو لوگ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور **بصیر** ہے وہ ان باتوں کی پروا نہیں کرتے۔ انہیں اس بات کی غرض ہی نہیں ہوتی کہ کوئی انکے دئے ہوئے مال کا ذکر بھی کرے دنیا **مزرعۂ آخرت** ہے یعنی آخرت کی کھیتی ہے جو کچھ بنانا ہے اسی دنیا میں بناؤ۔ جو شخص سعادت مال و دولت اور جائیداد یہاں جمع کرے گا وہ خوشحال ہوگا ورنہ یہاں سے خالی ہاتھ جانا ہوگا اور بڑے عذاب میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ اُسوقت نہ مال کام آئیگا نہ اولاد اور نہ دوسرے عزیز جنکے لئے دین کے پہلو کو چھوڑا تھا۔ اب یاد رکھو وہی خدا جس نے **تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ کی خبر دی** تھی وہی خبر دیتا ہے کہ **زمانہ قریب** آگیا ہے اور بڑے بڑے حوادث ظاہر ہونگے اگر ان نشانوں کا انتظار ہے اور انکے بعد جوش پیدا ہوا تو اس کا ثواب ایسا نہوگا جیسا آج ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ اسوقت اگر کوئی ایمان پیش کریگا تو ذرہ برابر اسکی قدر نہوگی کیونکہ اُسوقت تو کافر کا فر بھی سمجھ لیگا کہ دنیا **فانی** ہے میں نے سُنا ہے کہ طاعون کے زور کے دنوں میں ایک جگہ ایک بڑا متمول ہندو مرگیا مرتے وقت اس نے اپنے مال و دولت کی کنجیاں اپنے بھائی کو دیں وہ بھی مرگیا اور اسطرح پیران کا سارا خاندان تباہ ہوگیا اور آخری شخص نے مرتے وقت وہاں کے ایک زمیندار کو کنجیاں پیش کیں اس نے انکار کر دیا کہ میں کیا کرونگا۔ بالآخر وہ مال داخل خزانہ سرکار ہوا۔ یہہ سچی بات ہے کہ جب خوف کے دن آتے ہیں تو بڑے بڑے پاجی اور خبیث لوگ بھی صدقات اور خیرات کی طرف مائل ہوجاتے ہیں اُسوقت یہہ باتیں کام نہیں آتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک چکا ہوتا ہے لیکن جو شخص عذاب کے آنیسے پہلے خدا تعالیٰ سے ڈرتا اور اس سے صلح کرتا ہے وہ بچا لیا جاتا ہے۔

پس

خدا تعالیٰ کو راضی کرنیکے یہی دن ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جسقدر اپنی ہستی کا ثبوت مجھے دیا ہے میرے پاس الفاظ نہیں جنمیں میں اسے ظاہر کر سکوں۔ وہی خدا ہے جس نے براہین کے زمانہ میں ان تمام امور کی جو آج تم دیکھ رہے ہو خبر دی۔ ان ہندوؤں سے جو ہمارے جدی دشمن ہیں پوچھ لو کہ اس زمانہ میں اس جلوۂ قدرت کا کہاں نشان تھا پھر جب وہ ساری باتیں پوری ہو چکی ہیں پھر جو باتیں آج وہ بتاتا ہے وہ کیونکر پوری نہونگی؟ اس خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب خطرناک وقت آنے والا ہے زلازل آئیں گے اور موتوں کے دروازے کھل جاوینگے۔ پس اس سے پہلے کہ وہ خطرناک گھڑی آجاوے اور موت اپنا منہ کھول کر حملہ شروع کر دے تم نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کو خوش کر لو۔ میں یہہ بھی تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس زمانہ کی تمام **نبیوں** نے خبر دی ہے یہہ آخری ہزار کا زمانہ آگیا ہے اور دیکھو یہہ وہ وقت ہے جسکے لئے گیارہ سو برس پہلے کی کتابوں میں لکھا تھا کہ مہدی کے وقت رمضان میں کسوف خسوف ہوگا اور آدم سے لیکر اسوقت تک کبھی یہہ نشان ظاہر نہیں ہوا۔ وہ نشان تم نے دیکھ لیا پھر یہہ کیسی قابل غور بات ہے۔ بعض جاہل اعتراض کرتے اور بہانہ بناتے ہیں کہ یہہ حدیث ضعیف ہے احمق اتنا نہیں جانتے کہ جس حدیث نے اپنے آپ کو سچا کر دیا ہے وہ کیسے جھوٹ ہو سکتی ہے۔ محدثین کے اصول پر بھی اور صحیح حدیث تو وہی ہے جو اپنی سچائی آپ ظاہر کر دے۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہوتی تو پھر پوری کیوں ہوتی؟ دو مرتبہ کسوف خسوف ہوا۔ اس ملک میں بھی اور امریکہ میں بھی۔ اگر یہہ حدیث **ضعیف** ہے تو پھر اس کی مثال پیش کریں کہ کسی اور کے زمانہ میں بھی ہوا ہو؟ یہہ حدیث اہل سُنت اور شیعہ دونوں کے ہاں کتابوں میں موجود ہے پھر اس سے انکار کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟ یہہ آسمان کا نشان تھا۔ اور زمین کا نشان وہ ہے جو **طاعون** کی صورت میں نمودار ہوا قرآن شریف میں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (سورۂ بنی اسرائیل)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب قیامت قریب آجائیگی تو عام طور پر **موت** کا دروازہ کھولا جاویگا اور یہہ حدیث کسوف خسوف کی قرآن شریف سے بھی صحیح ثابت ہو چکی ہے۔ طاعون کے متعلق شیعہ کی کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ ایسی طاعون ہوگی کہ جہاں دس آدمی ہوں گے انمیں سے سات مرجاوینگے اور حقیقت میں یہ ایسی بلا ہے کہ خاندانوں کے خاندان اس سے مٹ گئے اور بے نام و نشان ہوگئے۔ کون جانتا ہے کل کیا ہوگا اسقدر سردی کی شدت میں طاعون ترقی کر رہی ہے (دسمبر کا ذکر ہے ایڈیٹر) امرتسر میں زور شور ہے ایسی حالت میں کوئی کیا امید کر سکتا ہے۔

جبکہ موت کا بازار گرم ہے تو کیا **املاک** اور جائیدادیں سر پر اٹھا کر لے جاؤ گے؟ ہرگز نہیں پھر اگر ان نشانات کو دیکھ کر بھی تبدیلی نہیں کرتے تو کیونکر کہ سکتے ہو کہ خدا پر **ایمان** ہے

ہم اپنے نفس کیلئے کچھ نہیں چاہتے بارہا یہہ خیال کیا ہے کہ اپنے گذارہ کے لئے تو پانچ سات روپیہ ماہوار کافی ہیں اور جائیداد اس سے زیادہ ہے

پھر میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں **خرچ** کرو یہہ خدا کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اسوقت تنزل کی حالت میں ہے بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہوجاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا **شکار** بن رہا ہے پہلے تو صرف عیسائیوں ہی کا شکار ہو رہا تھا مگر اب آریوں نے اسپر دانت تیز کئے ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ جب یہہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس اسکی ترقی کے لئے سعی کرنا یہہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے اس لئے اس راہ میں جو کچھ بھی خرچ کروگے وہ سمیع و **بصیر** ہے۔ یہہ وعدے بھی اس اللہ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا کیلئے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دونگا۔ دنیا ہی میں اسکو بہت کچھ ملیگا۔ اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کسقدر آرام میسر آتا ہے۔

غرض اسوقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو اسی مطلب کیلئے یہہ گفتگو ہے۔ اسوقت جیسا کہ میں شایع کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تیری وفات کا وقت قریب ہے جیسا کہ اسنے فرمایا قَرُبَ اَجَلُكَ الْمُقَدَّرُ وَلَا نُبْقِيْ لَكَ مِنَ الْمُخْزِيَاتِ ذِكْرًا۔

اس وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا ذکر باقی نرہنے دیگا جو کسی قسم کی نکتہ چینی اور خزی کا باعث ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پرانا خط

مخدومی اخویم چودہری اللہ داد صاحب مرحوم جب شاہ پور امیں رہتے تھے۔ تو انہوں نے اپنے بعض ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے مفصلہ ذیل جواب دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی اللہ داد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلا کا ہونا ضروری ہے انکو صدق دل سے برداشت کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرنا چاہئے جو شخص اس بات پر یقین لاتا ہے کہ میرا خدا ہے۔ جو قادر اور کریم و رحیم اور علیم ہے۔ اسکو اپنے ایمان کے موافق استقامت اور استقلال دکھلانا چاہئے وہ خدا تو قادر ہے کہ ایک دم میں مشکلات آمدہ حل کر دے مگر بندہ کی ترتیب کے لئے جو دوسرے مصالح کسی بناپر کسی حد تک اس کا ابتلا چاہتے ہیں۔ ان مصالح کو ترک کرنا حقیقی رحمت کے برخلاف ہے۔ سو یقین رکھو کہ وہ خدا موجود ہے۔ جو ہر ایک مصیبت کو ایک دم میں دور کر سکتا ہے اور وہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ مگر اس کی مصلحت اور حقیقی رحمت یہ کام کر رہی ہے۔ اپنی ہی نمازوں میں ایسے مشکلات کے لئے دعا کرتے رہو۔ قیام میں رکوع سجود میں التحیات میں ہر ایک موقع دعا کرو۔ کوئی نیا طریق نہیں ہے جس مومن سے خدا پیار کرتا ہے۔ اس کو کسیقدر ابتلا کا مزا چکھاتا ہے۔ تا اس کی آنکھ کھلے اور وہ سمجھے کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس قدر تلخیوں کی جگہ ہے۔ سو ضرور ہے کہ کسی قدر یہ دکھ پہونچیں اور درحقیقت کوئی دکھ نہیں صرف ایمان کا تصور دکھ ہے صدق دل سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ کرو اور یقین سے سمجھو کہ وہ ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جو اس کے ہو جاتے ہیں۔ سچی توبہ کرو اور گناہوں سے اپنی ہی زبان میں خدا سے معافی چاہو تا وہ رحم کرے یہ کوئی نئی بات نہیں کوئی اس دروازے کے راہ سے نہیں آتا جس کو یہ سب کچھ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس سے زیادہ خدا طاقت بخشے۔ چند روز دنیا، مخلوق طاعون سے مر رہی ہے۔ ہمت میں اپنا صدق دکھلاؤ۔ امتحان کے وقت اس بات میں خوبی نہیں کہ بہت جزع فزع کر کے مخلصی چاہیں بلکہ اس میں خوبی ہے کہ ایسے موقعہ پر استقلال دکھلانا چاہئے والسلام

خاکسار میرزا غلام احمدؐ از قادیان

۳۰۔ جنوری ۱۹۰۰ء

انکار ارادت

ارادت ہر شخص سے ہو سکتی ہے چاہئے پیر دینی ہو یا دنیاوی۔ اگر ہم بعض دنیوی امور میں کسی کی ارادت کرتے ہیں تو وہ بھی ایک ارادت ہے۔ جیسے کہ دینی امور کی ارادت آج کل یہ بحث ہے۔ کہ ایک یا چند مریدوں کے انکار سے پیر کے دعوای یا رتبہ میں فرق آجاتا ہے یہ درست نہیں اگر ایک شخص رعایا میں سے گورنمنٹ کا باغی ہو جاوے۔ یا ایک شخص بعض وجود سے دوسرے شخص کا ارادت مند نہ رہے تو گورنمنٹ یا اس دوسرے شخص کی وقت میں کیا فرق آجائیگا؟ ہرگز نہیں۔

بقول استاد ؎

نہوے وقر ترک سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

پیری اور مریدی کی فہرستیں ہمیں بتاتی ہیں کہ بہت سے مریدوں نے انکی زندگی یا وفات پر اپنے مشہور پیروں کی پیری سے انکار کیا لیکن اسکا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ خدانخواستہ ان پیروں کی وقعت اور بزرگی میں کوئی کمی آگئی۔ کتنے اہل حدیث ایسے ہیں جنہوں نے امام عظیم الشان حضرت ابوحنیفہؒ کی تقلید سے منہ پھیر رہے؟ تو کیا انکے ایسے عمل سے نعوذ باللہ حضرت ابوحنیفہ کی وقعت اور عظمت میں کوئی شک لا سکتا ہے۔ ہزاروں اہل شیعہ صحابہ کبار سے روگردان ہیں۔ تو کیا انکا انکار صحابہ کبار کے منافی ہے۔ ہرگز نہیں۔ صدہا کیا ہزاروں مسلمان عیسائی ہو گئے۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جاویگا۔ کہ نعوذ باللہ اسلام سچا نہیں ہے۔ صدہا خارجی العیاذ باللہ حضرت علی اور دیگر ائمہ مطہرین سے بقصد انکاری ہیں۔ کیا اُن کا انکار ان بزرگان اسلام کی عظمت و احترام میں کوئی فرق لا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

لوگ قادیانی مسئلہ کی عداوت میں اس کلیہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور وہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ جو الٹے اور مسلم سلسلوں کو بھی لے بیٹھتے ہیں۔ یہ اصول بہت ہی بُرا ہے کہ جوبات قادیان سے نکلے۔ اس کی ضرور ممانعت کی جاوے۔ قادیان والے ہمیشہ قبلہ رو نماز پڑھتے ہیں۔ اب قبلہ چھوڑے بغیر کس طرح درگذر ہو سکتی ہے۔

ہم اس بحث پر ایک قول فیصل رسالہ منتہلی علی گذٹ سے نقل کرتے ہیں۔ یہ بحث میانہ غورث کے سلسلے میں اس نے کی ہے۔ مگر اس موجودہ سوال سے بھی اسکو وہی نسبت ہے۔ جو اپنے اصل سے ہے۔

(منقول از رسالہ منتہلی بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء)

بڑے بڑے لوگوں کے سوانحات عمری پر غور کرنے سے یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جہاں کسی اہل کمال کے سینکڑوں ہزاروں معتقد ہوتے ہیں۔ دو ایک اس کے منکر بھی ضرور ہوتے ہیں۔ اور انکو اس کے ساتھ صرف انکار ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اسکے جانی دشمن ہوتے ہیں۔ منکرین میں اکثر دنیاوی جاہ و ثروت کے دلدادہ ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جنکو شرافت روحانی اور محامد روحانی سے مطلق مس نہیں ہوتا اور وجہ ان کی خباثت اور نفسانیت کی صرف بغض وحسد ہوتا ہے۔ جو انکے تنگ اور کم ظرف دلوں میں اسی صاحب کمال کی عظمت و عزت کے سبب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صاحبان کمال اپنی روحانی قوتوں سے ایک مقناطیسی اثر جمہور خلائق کی طبیعتوں پر ڈالتے ہیں۔ جس سے ایک عام رجحان خاص و عام کا انکی طرف ہوتا ہے۔ اس قبولیت عام کو وہ جاہ طلب لوگ تنگ دلی اور کم ظرفی سے اپنی کسادبازاری کا باعث سمجھتے ہیں۔ اور انتہا بدکرداری پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میانہ غورث بھی اس کلیے سے مستثنےٰ نہ تھا اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جیسا اس کے متقدمین معاصرین اور متاخرین کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور آیا کرتا ہے۔ (مولوی محمد اسلم جراج پوری) وہ لوگ جو محض ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے پھر جانے سے سلسلہ قادیانی کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور انکے ہاتھ میں آجکل سب سے اعلیٰ دلیل یہی ہے۔ وہ اس کلیہ کی بابت انصاف سے کیا کہتے ہیں۔

راقم ثالث بالخیر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے

ایک فرزند نے انتقال کیا۔ آپ نہایت مغموم ہوئے۔ دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر ان کے پاس آگئے۔ ایک نے اظہار کیا۔ کہ میں نے زمین میں بیج بویا تھا۔ اس دوسرے نے کہا۔ اس نے شاہراہ میں بیج بویا تھا۔ چونکہ دہنے بائیں راہ نہ تھی۔ میں نے روند ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا۔ کہ تونے نہ جانا۔ کہ راہ چلنے والوں سے راہ خالی نہیں رہتی۔ شاہراہ میں کیوں بیج بویا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ آپ نہ سمجھے۔ کہ آدمی موت کی شاہراہ ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپ نے لباس غم ماتمی کیوں پہنا ہے۔ خدا تعالیٰ کو آپ کے صبر کا یاد دلانا مقصود تھا۔ یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی۔ اور استغفار کیا۔ اور لباس ماتمی اتار ڈالا اور صبر و شکر بجا لائے پس ہر آدمی کو لازم ہے۔ کہ ہر حال میں شکر الہیٰ کرتا رہے اور خوف و رجا کو ہاتھ سے نہ دے۔

بقایا دار توجہ کریں کہ نصف سال سے

زائد سال رواں گذر چکا ہے۔ لیکن تا حال بہت سے ایسے خریدار ہیں۔ جن کی طرف سے سال رواں کا چندہ وصول نہیں ہوا ہے۔ مطبع کی طرف سے ان کے نام کئی دفعہ وی۔ پی روانہ کئے گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے وی۔ پی۔ واپس کئے ہیں۔ وہ احباب ذرا تھوڑی دیر کے لئے غور کریں۔ کہ انکی واپسی وی۔ پی کا ہرجانہ کس پر پڑا۔ حالانکہ ان کو وی۔ پی کے ارسال کرنے سے قبل بذریعہ کارڈ کے اطلاع دی گئی تھی۔ وی۔ پی۔ فلاں پرچہ آتا ہے۔ لیکن انہوں نے اسپر کوئی توجہ نہیں کی۔ انکو چاہئے۔ کہ بقایا ارسال کرکے کارخانہ کو مشکور فرماویں۔ منیجر الحکم

سحنون کے نسخہ سے مقابلہ کر و۔ اگر کہیں اختلاف پاؤ تو سحنون کے نسخے کو اصح سمجھ کر اس کے مطابق اپنا نسخہ صحیح کرلو،،

اسدالدین شیخ کا خط دیکھ کر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ مگر چند دوستون نے اس کام سے باز رکھنا چاہا۔ انہون نے سمجھایا۔ کہ ایسا کرنے سے تمہارا نسخہ غلط ثابت ہوگا اور سحنون کے نسخے پر لوگ عمل کرینگے۔ ساتھ ہی یہ بھی مشہور ہوجائے گا۔ کہ اسدالدین نے مدونہ سحنون سے حاصل کی ہے،،

امام ابن قاسم کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو بہت افروختہ ہوئے اور بے اختیار پکار اٹھے کہ اے خدا یا اسدالدین کی ذات سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اور نہ اسکی کتاب سے لوگ مستفیض ہون،،

قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں[1] کہ یہ دعا کچھ اسطرح قبول ہوئی کہ واقعی اسدالدین کا نسخہ شرف قبولیت سے محروم رہا یہان تک کہ آج اسکو کوئی جانتا بھی نہیں اور اہل قیرواں سحنون کے ہی نسخے پر عمل کرتے ہیں[2]

امام سحنون کا پورا نام یہ ہے۔ **ابو سعید عبدالسلام بن سعید التنوخی الملقب بہ سحنون**

امام ابن قاسم کے علاوہ اشہب اور ابن وہب سے بھی انہون نے فقہ مالکی اور حدیث کی تحصیل کی ابھی تحصیل سے فارغ ہی ہوئے تھے۔ کہ قیروان کے قاضی مقرر ہوگئے مسلم ہے۔ کہ ان کا فضل و کمال۔ اور سلسلہ درس و تدریس مذہب مالکی کی اشاعت کا ایک قوی باعث ہوا

سال ولادت سنہ ۱۶۰ھ اور سال وفات سنہ ۲۴۰ھ ہے۔ اسدالدین ابن فرات کے بخل نے جب انکو مصر پہنچایا۔ تو وہ سنہ ۱۸۸ھ کا زمانہ تھا۔ چار سال تک امام ابن قاسم کی خدمت میں رہے اور المدونہ کا صحیح نسخہ لیکر سنہ ۱۹۱ء میں قیروان واپس آئے قیروان پہنچ کر انہوں نے المدونہ کی ترتیب و تہذیب شروع کی۔ مسودہ متفرق اور بے ترتیب مسایل کا ایک پریشان مجموعہ تھا انہون نے نظم و ترتیب کے ساتھ تمام مسایل کو ابواب و فصول میں مرتب کیا۔ ارکان اسلام کی ترتیب فقہی ترتیب پر قایم کی اور بڑا کام یہ کیا کہ بعض مسایل کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی آیات اور موطا کی احادیث بھی درج کر دیں۔ تاکہ مستخرج مسایل کا ماخذ بھی پیش نظر رہے

❖

المدونہ پچھلے دو سو سالوں میں گمنامی کا ایسا پردہ پڑ گیا۔ کہ چند ناقص اور غلط نسخون کے سوا مکمل اور صحیح نسخے سے خالی نظر آنے لگی **جرمنی** کی اوریئنٹل لائبریری اور مصر کے **کتبخانہ خدیوی** میں دو نسخے موجود ہیں۔ مگر اول الذکر نسخہ میں صرف دو حصے اور آخری نسخہ میں دو حصے اور تیسرے حصہ کا کچھ ٹکڑا ہے۔ ساتھ ہی بیحد غلط اور باہم مختلف ہیں۔

پچھلے دنون مصر کے مشہور پبلشر اور کتب فروش حاجی **محمد ساسی تونسی** کو اس کتاب کی اشاعت کا خیال ہوا۔ یہ معلوم تھا۔ کہ یورپ کے کتب خانے اس انمول موتی سے خالی ہیں اور جرمنی اور مصر کے نسخے قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اسلئے حاجی موصوف نے پرائیویٹ کتبخانون اور غیر مشہور مخازن کا سراغ لگانا شروع کیا۔ کیونکہ بسا اوقات بعض نادر الوجود کتابیں جن سے مغرب کے مشہور مخازن کتب خالی ہیں تیونس اور دمشق کے کہنہ مدرسون اور خانقاہون میں سے دستیاب ہوئی ہیں۔

سنہ ۱۹۰۴ء میں محمد ساسی کی سعی بارآور ہوئی اور المدونہ کا صحیح مکمل اور خوشخط نسخہ ہاتھ آگیا۔ . .

(۱) نہایت قدیم زمانے کا لکھا ہوا ہے یعنے آٹھویں صدی ہجری کے طرز تحریر و طریق کتابت اور فن خطاطی کا نمونہ ہے

(۲) نہایت قیمتی ہرن کے چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ جو آٹھ سو برس گذر جانے پر بھی اب تک محفوظ ہے۔

(۳) کتاب کے حواشی پر جابجا تشریح و ترمیم اور مختلف عنوانوں کی عبارتیں مختلف قلمون سے لکھی ہوئی ہیں۔ اصل کتاب کے متعلق بھی بہت سی قیمتی معلومات بطور نوٹ کے جابجا درج ہیں اور تحریر کے نیچے محرر کا نام بھی ثبت ہے۔ ان نامون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نسخہ بڑے بڑے ایمہ مذاہب اور اکابر علماء کے مطالعہ میں رہ چکا ہے جنمیں **قاضی عیاض صاحب شفا** کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے

ظاہر ہے۔ کہ جب اتنے بزرگوں کی نقادنظریں اس پر پڑ چکی ہیں۔ تو اسکی صحت میں پھر کس کو شک ہوسکتا ہے ۱۹۰۵ء کے اوائل میں محمد ساسی نے یہ نسخہ اکابر علمائے مصر کے سپرد کیا جنمیں علامہ شیخ محمد عبدہ قدس اللہ سرہ بھی شامل تھے۔ نسخہ خدیوی سے بھی مقابلہ کیا گیا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ اس نسخہ کو صحیح کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسلئے بجنسہٖ پریس میں دے دیا گیا۔

قاہرہ کے اول درجہ کے پریسوں میں **السعادۃ** ایک مشہور پریس ہے اسلئے یہ کام اسی کے سپرد ہوا۔

المدونہ پر ایک اجمالی نظر،،

قلمی نسخہ کو ان حواشی اور نوٹوں سے جو اکثر اکابر علماء کے قلموں سے نکلے ہیں نفس کتاب کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوتی ہیں

(۱) پوری کتاب میں ۔ ۳۶ ہزار مسئلے ہیں۔ (۲) چار ہزار حدیثیں ہیں۔ (۳) آثار صحابہ و تابعین ۳۶ ہزار ہیں

❖ ❖

اس کتاب کی ترتیب میں اور ان فقہی تصنیفات کی ترتیب میں جو اسلامی تمدن کے عروج کے زمانہ میں لکھی گئیں کچھ زیادہ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ **کتاب - باب** - اور فصل کی ترتیب اسمیں موجود ہے۔ مگر فصل کی جگہ صرف مسائل کا عنوان لکھدیا گیا ہے۔ مسایل کے بیان اور ترتیب کے مختلف طریقے ہیں

(۱) امام سحنون امام ابن قاسم سے خاص مسائل کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جو جواب ملتا ہے درج کردیتے ہیں۔ اس صورت میں مسئلے کے بیان کو **قلت لعبدالرحمن** بن القاسم کے جملے شروع کرتے ہیں۔ اور **قال** کا اشارہ بتلا دیتا ہے۔ کہ ابن **قاسم** کا جواب ہے۔ سوال کا عام انداز یہ ہے کہ صرف امام مالک کا **قول یا طرز** عمل نفس مسئلہ کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ اور **قال** جواب میں امام صاحب کا قول پیش کر دیتے ہیں یا واقعہ بیان کر دیتے ہیں۔

(۲) اکثر موقعوں پر مسایل کو صرف **قال** کے لفظ سے شروع کرتے ہیں۔ یعنے سوال جواب کی صورت نہیں ہوتی۔ صرف ابن قاسم کے اقوال درج کردیتے ہیں۔

(۳) کہیں کہیں امام ابن قاسم کا واسطہ بھی حذف کردیتے ہیں اور یوں بیان کرتے ہیں **سئل امام مالک**

اکثر ابواب میں مسایل کے بیان کر دینے کے بعد احادیث اور آثار بھی پیش کر دیئے ہیں اور بتلا دیا ہے۔ کہ یہ مسئلہ فلان حدیث سے ماخوذ ہے۔

❖

المدونہ کے چار حصے چھپ کر آچکے ہیں جنمیں کتاب الوضو سے لیکر کتاب النکاح تک کے ابواب مکمل موجود ہیں۔ کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے۔ اور اصلاح یافتہ ٹائیپ برجستہ ہے۔ ہر حصہ کے ساتھ **تفصیلی فہرست** بھی موجود ہے۔ پانچوان حصہ پریس سے نکل چکا ہے۔ اور عنقریب پہنچ جائیگا۔ چھٹا حصہ پریس میں جا چکا ہے۔ ہم نے دو دو حصون کو ایک ایک جلد میں مجلد کرالیا ہے۔ جلد عمدہ پائدار بنی ہے پشتہ پر کتاب اور مصنف کا نام کندہ کرا دیا گیا ہے **کتاب کی مجموعی قیمت** ۲۵ روپے ہے درخواست آنے پر تیار شدہ حصص پوری قیمت پر روانہ کئے جائینگے اور جسقدر حصے آنے رہینگے خریدار کی خدمت میں روانہ ہوتے رہینگے

مددعا

(۱) چودہری برکت علی خان احمدی ساکن شروعہ ضلع ہوشیارپور عرصہ سے بیمار ہے ناظرین الحکم سے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اللہ تعالی صحت کامل عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

(۲) شیخ برکت علی صاحب عرضی نویس گڑہ شنکر کا بڑا لڑکا بھی عرصہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ بہت علاج کیا گیا ہے۔ لیکن پوری صحت نہیں ہوئی ہے اسکے لئے بھی دعا کی جاوے اللہ تعالی ہر دو کو صحت کامل عطا فرماوے (آمین ثم آمین)

(۱) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۵۲۳
عہ وفیات الاعیان جلد اول ۵۲۲

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکا کے شہر بوسٹن میں ۵۰۰ کے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اس لئے عبدالحکیم آفندی مصری نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کردی ہے تاکہ مسلمانوں کو ادائے عبادت میں آسانی ہو (العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان روسی اور دوسرے سرحدی علاقوں سے بکثرت مسلمان تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعہ سے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو سرد لعزیزی حاصل ہورہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش ہی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کردے گی (")

خان خیوا - اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قایم کریں اور لایق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (")

ایک نومسلم

مباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک یوروپین صاحب جو بریڈ فورڈ پارک شایر کے ایک معزز عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں مباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کرلیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب کے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہوگئے - اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت کے جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی بنے کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کرلیا - صاحب موصوف تحصیل دینیات وعلم عربی کے لئے بمبئی آئے ہیں مباسہ سے روانہ ہونیسے پہلے انہوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپکے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمد دین کریبٹری ہے۔ خداتعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالا قلعہ میں ایک قرآن شریف عجائبات روزگار سے ہے ہاںکی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے - ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں ہر جلد کا حجم ۴ انچ طول - ۵ فیٹ ۲ انچ - وزن ایک من ۱۴ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچ اور وزن ۹ من ۲۴ سیر ہوا ایک ہی جلد دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے! پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا۔

جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے - ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں فن کاغذ سازی نے بہت ترقی کی تھی - یہ قرآن مجید جس کاغذ پہ لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریباً ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا - لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے نہ کہیں سے بوسیدگی ہویدا ہے - افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا - میں نے بہت کوشش کی - مگر دریافت نہ ہوسکا - نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن شریف دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کے حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں۔

اس قرآن مجید کی مشابہت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے - اسکی جسامت دو انچ طول - ۷ فیٹ ۶ انچ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے - (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر - اس قرآن مجید کی تحریری جدت میں کوئی کلام نہیں یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے۔

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کرنا بہت کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح وبہبود اور عازمان حج وزیارت کی راحت وآسائش کا جو مقصد سترگ ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرمارہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجراء پر اکتفا نہ کرکے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے - جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے - یہ نہر جس کے نام سے زایرین بیت اللہ یقیناً اور دوسرے مسلمان غالباً گوش آشنا ہوں گے - تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور ومحترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصاً زایرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی - بعد میں گو وقتاً فوقتاً اس کی مرمت ہوتی رہی - لیکن چونکہ امتداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی - اس لئے اب اسکی محرابیں جابجا سے گر گئی ہیں اور پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے - جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اس کا خیال کرکے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بہ نفس نفیس اسکی ممبری قبول فرماکر دو ہزار ترکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ پھر جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے - قلمے - قدمے شریک ہوکر ثواب دارین حاصل کریں جسکا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا - اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعائیں لیگا - اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں تاکہ تکمیل حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہوسکے +

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی - خدا آپکو طاقت وقوت عنایت فرمائے - یہ اشعار ایک تازہ نوایہ لکھی میں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کر ملازم ہیں حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتی ہیں ریویو ریلجنز کے خریدار ہیں - پیسہ اخبار نظم تردید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا لہذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور مجھے مشکور فرمائیں - خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آرہے ہیں آرہے وہ زلزلہ آنیکے دن
خوف چھا جانیکے دن دل کے دہل جانیکے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ اسمیں ہیں بھرے
زلزلہ سے جب زمین پھٹ جائیگی جانیکے دن
ہوکے حیران جب کہے انسان کیا اسکو ہؤا
ہوش اڑ جانیکے دن حیران ہو جانیکے دن
زمین کو ہے حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنادیگی وہ باتیں منہ کے کھل جانیکے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جانیکے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پانیکے دن
خلد میں داخل ہوں جبکہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پانیکے دن
سر کئے جائینگے نیچے منکہ پا اوپر کو ہوں
لشکر ابلیس کے الٹے کئے جانیکے دن
پھر کہلائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کہ رہتے تھے جنکی عبادت دل کو جھٹلانیکے دن
استطاعت انکی ان میں کہاں لاؤ ذرا
اب مددگاروں کو ہاں بدلاؤ کجا جانیکے دن
کچھ مدد کو کرسکیں معبود ان کے زینہار
ڈر کے دن وحشت کے دن دل کے گھبرانیکے دن
ڈالکر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جانیکے دن
گر ذرا پڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہوسوا نیزے پہ سورج سخت گھبرانیکے دن
سوچ لو پھر دی خبر تمکو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسانیکے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلانیکے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پانیکے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کرو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترانیکے دن
گیسوئے پر خم سیاہ چشمیں ہیں جنکی سرگیں
چشمۂ آگئے ہیں غزالوں کے بھی شرمانیکے دن
دن نہیں سونے کا اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلانیکے دن
ہے یہ ہر عاقل توحید سب چاروں طرف
آگئے بس کفر کے کافور ہو جانے کے دن
ہے یہ سحر کل حق وہ بس تمہارے ہی لئے
آشفا پاؤ مریضو ہیں شفا پانیکے دن
داغ ہی تو دے گیا ہے داغ دلکو ای دریغ
مرگیا تو آگئے اب داغ لگ جانیکے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آسمجھ تیرے عزیزا ہیں سمجھ جانیکے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھ کو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے اب ڈوب مرجانیکے دن
کررہا استاد کو بدنام کیوں انکے خلف
آگئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہوجانیکے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہے تو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھانیکے دن
لے رہا ہے ڈبکیاں چاہ ضلالت میں پڑا
آسنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آنیکے دن
کانپ اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیز اب پگھل جانیکے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے پہچانتا ہؤا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آنیکے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پانیکے دن
روز محشر کو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں (لکھا قرآن میں) جسکے عنقریب آنیکے دن
آرہے ہیں آرہے بس انتظاری میں رہو
نیند کے دن تعفر دوزخ میں وہ گھر جانیکے دن
رائگاں کھوتی ہو کیوں ای دوستو عمر عزیز
دن جوانی کے کہ نہیں ہیں دلکے بہلانیکے دن

المدونۃ الکبری للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نو سو برس تک امام مالک کے پیرو ون میں مابہ العمل رہی۔ استناد کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابو طاہر مغربی: دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آیمۂ اربعہ میں فلان امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ ائمہ اربعہ میں امام مالک آخر الذکر حیثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلاف کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیون مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منتظم مجموعہ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبد الرحمن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

ما بقی علی وجہ الارض اٰمن علی حدیث رسول اللہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد — روے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھکر فن حدیث کا محافظ نہیں ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں ان سے اوکو [illegible] ہے۔

یحیی بن معین کا قول تھا کہ

مالک امیر المومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔

کتب رجال نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سیکڑوں اقوال محدثین اور ماکابرفن کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہاں تک کامیاب ہوسکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بھی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر ائمہ کی تحقیقات و اجتہاد سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے [illegible] جیسی کتابوں کا کثا دہ دلی سے مطالعہ

کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور ہیرو امام **عبد الرحمن ابن القاسم** نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تھی۔ امام عبد الرحمن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) روایت امام سحنون

(۲) روایت اسد الدین بن الفرات۔

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فرات ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہوگئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی مخزن استفتون بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املاء (لیکچرز) کا مجموعہ تھا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہوگیا تھا۔ پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہوچکے تھے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تھا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تھے۔ بعض موقعہ پر ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا! ورجواب طلبا نے مسکمل کر لیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتاء بھی آتے تھے! ور ان کے جوابات لکھکر روانہ کئے جاتے تھے قلمبند لیکچر اور استفتاء کے جوابات طلبا اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تھے۔ اسلئے ان کو بہ حفاظت سے رکھتے تھے بعض اوقات کوئی [illegible] تحریک پیدا ہوجاتی تھی۔ تو یہ ذخیرہ جمع بھی کردیا جاتا تھا[1] المدونۃ الکبری کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور استفتے ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تھے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اسلئے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہروں سے سوالات بھی آتے رہتے تھے[1] المدونۃ کا بڑا حصہ اسی قسم کے جوابات ہی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبد اللہ عبد الرحمن **بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی** فقہ مالکی کے مسلم فقیہ اور مالک کے اشہر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی[2] عتقی بضم العین و فتح التا عتقا سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلون کی ایک جماعت تھی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ آنحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنائی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقا کہتے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہوگیا۔ اور اسی لقب سے پکارے جاتے لگے۔[3]

امام ابن قاسم بھی عتقی تھے۔

امام مالک کی صحبت میں سیکڑون شایقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی بگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اسکی نظیر تمام شاگردون میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک مدینہ منورہ کی گلیون میں نظر آتے رہے! ور دیکھنے والے سمجھتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالامال ہورہے ہیں۔ بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے سیکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال و جواب میں طے ہو گئے۔ ہزارون مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا! ور دوسرے لوگوں نے سوال کئے تو خود نوٹ کرلیا عام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجھتی ہیں مگر حقیقتاً یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونۃ الکبرے کی تدوین کا خیال بھی دماغ میں پوشیدہ تھا۔ حدیث اور فقہ۔ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تھا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن ان کے متعلق ان لفظون میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے

> ابن القاسم رجل صالح ثقۃ سبحان اللہ ما احسن حدیثہ و اصحہ عن مالک لیس یختلف فی کلمۃ ولم یرو احد الموطا عن مالک اثبت من ابن القاسم ولیس احد من اصحاب مالک عندی مثلہ

(ابن قاسم [illegible] ثقہ تھے سبحان اللہ اسکی)

احادیث کس قدر مستحق تحسین اور اصح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بھی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتون نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہ اور شاگرد رشید موجود تھے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس تمام شاگرد محروم رہے۔

امام سحنون ان دونوں شاگردوں نے الگ الگ مدونہ کی نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر بعض الفقہا کے لفظ سے لکھا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے۔[6]

اسد الدین اور امام سحنون امام ابن قاسم کے شاگرد ہیں۔ اسد الدین مغرب سے مصر پہنچکر ابن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن مین واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسد الدین سے درخواست کی کہ مجھکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسد الدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کردیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کرکے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسد الدین کے نام اس مضمون کا ایک خط بھی لکھکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

---

[2] بستان المحدثین شاہ عبد العزیز

[3] وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ [illegible]

[4] وفیات الاعیان جلد اول صفحہ [illegible]

[5] وفیات الاعیان جلد اول

[1] تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دایرۃ المعارف جلد اول

[6] مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں (۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون فی فرات سے

[1] دیرۃ المعارف

[1] تذکرۃ الحفاظ جلد [illegible]

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکا کے شہر بوسٹن میں ...۵ کے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اس لئے عبد الحکیم آفندی عربی نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کردی ہے تاکہ مسلمانوں کو ادائے عبادت میں آسانی ہو

(العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان سوبی اور دوسرے سرحدی علاقوں سے بکثرت مسلمان تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعہ سے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو ہر دلعزیزی حاصل ہو رہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش بھی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کردے گی (〃)

خان خیوا - اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قایم کریں اور لایق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (〃)

ایک نومسلم

ممباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک نے یوروپین صاحب جو بریڈفورڈ پارک شایر کے ایک معزز عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں ممباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کرلیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب کے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہوگئے - اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت کے جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی بنے کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کرلیا - صاحب موصوف تحصیل دینیات و علم عربی کے لئے بمبئی آتے ہیں ممباسہ سے روانہ ہونیسے پہلے انہوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپکے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمد دین کریسٹری ہے - خداتعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالا قلعہ میں ایک قرآن شریف عجائبات روزگار سے ہے جسکی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے - ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں ہر جلد کا حجم ۳ انچ طول - ۵ فیٹ ۲ انچ - وزن ایک من ۱۴ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچ اور وزن ۹ من ۲۳ سیر ہوا ایک ہی جلد دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے! پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا -

جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے - ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا -

معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں فن کاغذ سازی نے بہت ترقی کی تھی - یہ قرآن مجید جس کاغذ پہ لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریباً ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا - لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے نہ کہیں سے بوسیدگی ہویدا ہے - افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا - میں نے بہت کوشش کی - مگر دریافت نہ ہوسکا - نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن شریف دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کے حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں -

اس قرآن مجید کی مشابہت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے - اسکی جسامت دو انچ طول - ۷ فیٹ ۷ انچ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے - (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر - اس قرآن مجید کی تحریر کی جدت میں کوئی کلام نہیں یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے -

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کرنا بہت کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح و بہبود اور رعایان حج و زیارت کی راحت و آسایش کا جو مقصد سترگ ایک عرصہ سے اعلی حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اُس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرما رہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجراء پر اکتفا نہ کرکے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے - جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے - یہ نہر جس کے نام سے زایرین بیت اللہ یقیناً اور دوسرے مسلمان غالباً گوش آشنا ہوں گے - تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور و محترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصاً زایرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی - بعد میں گو وقتاً فوقتاً اس کی مرمت ہوتی رہی لیکن چونکہ امتداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی - اس لئے اب اسکی محرابیں جابجا سے گر گئی ہیں اور پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے - جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اس کا خیال کرکے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بہ نفس نفیس اسکی ممبری قبول فرما کر دس ہزار ترکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ پھر جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے - قلمے - قدمے شریک ہوکر ثواب دارین حاصل کریں جسکا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا - اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعا میں لیگا - اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں تاکہ تکمیل حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہوسکے +

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی - خدا آپکو طاقت و قوت عنایت فرماوے - یہ اشعار ایک تازہ بولنے لکھے ہیں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کے ملازم ہیں - حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتے ہیں یہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار ہیں - پیسہ اخبار نظم تردید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا لہذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور مجھے مشکور فرمائیں - خاکسار محمد نواب خان نائب تحصیلدار مالیر کوٹلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آرہے ہیں آرہے وہ زلزلہ آنیکے دن
خوف چھا جانیکے دن دل کے دہل جانیکے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ اسمیں ہیں بھرے
زلزلے سے جب زمین پھٹ جائیگی جانیکے دن
ہوکے حیران جب کہیگا انسان کیا اسکو ہوا
ہوش اُڑ جانیکے دن حیران ہوجانیکے دن
زمین کو تب حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنادیگی وہ باتیں منہ کے کھل جانیکے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جانیکے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پانیکے دن
خلد میں داخل ہوں جبکہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پانیکے دن
سر کٹے جائینگے نیچے جسکہ پا اوپر کو ہوں
لشکر ابلیس کے الٹے کے جانیکے دن
پھر کہلجائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کہہ رہے تھے جنکی عبادت دل کو بہلانیکے دن
استطاعت نصر کی ان میں کہاں لاؤ فوراً
اب مددگاروں کو ہاں بدلا دکھ جانیکے دن
کچھ مدد کرسکیں معبودان کے زینہار
ڈر کے دن وحشت کے دن دل کے دہل جانیکے دن
ڈال کر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جانیکے دن
گر ذرا پڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہو سوا نیزے پہ سورج سخت گھبرانیکے دن
سوچ لو پھر دی خبر تکو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسانیکے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلانیکے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پانیکے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترانیکے دن
گیسوئے پر خم سیاہ چشمیں ہیں جنکی سرمگیں
چلا آگئے ہیں غزالوں کے بھی شرمانیکے دن
دن نہیں سونیکا اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلانیکے دن
ہے یہ ہر جا شور توحید سب چاروں طرف
آگئے بس کفر کے کافور ہوجانے کے دن
ہے مسیحا رسل حق وہ بس تمہارے ہی لئے
آ شفا پاؤ مریضو ہیں شفا پانیکے دن
داغ ہی تو دے گیا ہے داغ دکھوا کی دیغ
مر گیا تو آگئے اب داغ لگ جانیکے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آ سمجھ تیرے عزیز اب ہیں سمجھ جانیکے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھ کو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے بس ڈوب مرجانیکے دن
کر رہا استاد کو بدنام کیوں انکے خلف
آگئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہوجانیکے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہے سو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھانیکے دن
لے رہا ہے ڈبکیاں چاہ ضلالت میں پڑا
آسنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آنیکے دن
کانپ اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیز اب پگھل جانیکے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے سچا ہوا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آنیکے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پانیکے دن
روز محشر کو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں لکھا قرآن میں جسکے عنقریب آنیکے دن
آرہے ہیں آرہے بس انتظاری میں رہو
قید کے دن قعر دوزخ میں وہ گر جانیکے دن
رائگاں کھوتی ہو کیوں اے دوست عمر عزیز
دن جوانی کے کہ نہیں ہیں دلکی بہلانیکے دن

المدونۃ الکبری للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نو سو برس تک امام مالک کے پیروؤں میں معمول بہا رہی۔ استناد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابو طاہر مغربی "دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔"

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ ایمۂ اربعہ میں فلاں امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ ائمۂ اربعہ میں امام مالک آخر الذکر حیثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلام کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیوں مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منتظم مجموعۂ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبدالرحمن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

ما بقی علی وجہ الارض احد امن علی حدیث رسول اللّٰہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد

روے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھکر اور فن حدیث کا کوئی نہیں ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں ان سے آگے کوئی بڑھا ہے۔ یحیی بن معین کا قول تھا کہ

مالک امیر المومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔

کتب رجال نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سیکڑوں اقوال محدثین اور اکابر فن کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بھی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر ائمہ کی تحقیقات و اجتہاد سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے علما اس مدونہ جیسی کتابوں کا کشادہ دلی سے مطالعہ کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور ہیرو امام عبد الرحمن ابن القاسم نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تھی۔ امام عبد الرحمن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) روایت امام سحنون

(۲) روایت اسد الدین بن الفرات۔

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فرات ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہوگئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی مخزن ان استفتوں بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املا (لیکچرز) کا مجموعہ تھا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہوگیا تھا پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہو چکے تھے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تھا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تھے۔ بعض موقعوں پر ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا۔ اور جواب طلبا نے قلمبند کر لیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتا بھی آتے تھے۔ اور ان کے جوابات لکھ کر روانہ کئے جاتے تھے قلمبند لیکچر اور استفتا کے جوابات طلبا اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تھے۔ اسلئے ان کو بہت حفاظت سے رکھتے تھے بعض اوقات کوئی اس تحریک پیدا ہو جاتی تھی۔ تو یہ ذخیرہ جمع بھی کر دیا جاتا تھا۔ المدونۃ الکبری کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور استفتے ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تھے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اسلئے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہروں سے سوالات بھی آتے رہتے تھے [۱] المدونہ کا بڑا حصہ اسی قسم کے جوابات ہی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی فقہ مالکی کے مسلم فقیہہ اور مالک کے اشہر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی [۲] عتقی بضم العین و فتح التاء عتقاء سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلوں کی ایک جماعت تھی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ آنحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنائی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقاء کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہوگیا اور اسی لقب سے پکارے جانے لگے۔ [۳]

امام ابن قاسم بھی عتقی تھے۔

امام مالک کی صحبت میں سیکڑوں شایقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی مگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اسکی نظیر تمام شاگردوں میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک مدینہ منورہ کی گلیوں میں نظر آتے رہے اور دیکھنے والے سمجھتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالا مال ہو رہے ہیں بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے سیکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال و جواب میں الجھ گئے۔ ہزاروں مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا اور دوسرے لوگوں نے سوال کیا تو خود نوٹ کر لیا عام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجھتی ہیں مگر حقیقتاً یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونہ الکبری کی تدوین کا خیال بھی دماغ میں پوشیدہ تھا۔

حدیث اور فقہ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تھا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن ان کے متعلق ان لفظوں میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے

ابن القاسم رجل صالح ثقۃ سبحان اللّٰہ ما احسن حدیثہ و اصحہ عن مالک لیس یختلف فی کلمۃ ولم یرو احد الموطا عن مالک اثبت من ابن القاسم ولیس احد من اصحاب مالک عندی مثلہ [۴]

ابن قاسم ثقہ شخص ہیں سبحان اللہ اسکی احادیث کس قدر مستحق تحسین اور واضح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بھی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتوں نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہ اور شاگرد رشید موجود تھے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس سے تمام شاگرد محروم رہے۔

ان دونوں شاگردوں **امام سحنون** نے الگ الگ مدونہ کی نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر بعض الفقہا کے لفظ سے لکھا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے۔ [۶]

اسد الدین اور **امام سحنون** امام ابن قاسم کے شاگرد ہیں۔ اسد الدین مغرب سے مصر پہنچکر ابن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن میں واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسد الدین سے درخواست کی کہ مجھکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسد الدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کر دیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کر کے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسد الدین کے نام اس مضمون کا ایک خط بھی لکھکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

---

(۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون نے ابن فرات سے

(۱) مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں

(۱) تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دایرۃ المعارف جلد اول

(۲) بستان المحدثین شاہ عبد العزیز

(۳) وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴۹۰

(۴) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۴۹۱

(۵) وفیات الاعیان جلد اول

۵ دایرۃ المعارف

سلے تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ...

ظالموں نے حد کر دی

الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۶ء میں دہلی کے ایک مولوی صاحب کی ڈاڑھی مونڈ ڈالنے کی خبر میں شایع کر چکا ہوں۔ اب کہیں جا کر مولوی صاحب موصوف باہر نکلنے کے قابل ہوئے تھے۔ کہ ایک فوجداری مقدمے کی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ یہہ مقدمہ کوئی مذہبی یا دینی مقدمہ نہیں۔ بلکہ حمل ناجایز کا مقدمہ ہے جس میں مولوی صاحب موصوف کے خلاف وارنٹ جاری ہوا ہے۔ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں ایک شخص اور بھی ملزم ہے۔ جو اس فعل ناجایز کا مرتکب ہوا ہے مولوی صاحب جو آپ حاجی بھی ہیں تجھیلے بتلائے جاتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ یہہ ہیں علمائے دین متین۔

غزل

از نتیجہ طبع خاکسار ڈاکٹر عبد المجید خاں دانش نجیب آبادی احمدی المتشاد من اکبر بروزن (مفعول مفاعلات مفعول مفاعلات) ؎

کچھہ غم نہیں ان سب کا دشمن میں یہ گو جانی
ہیں ہمیں ان سب کی میری دل میری کیا جانی
ہاں اور ہوئی دولی خود قوت ایمانی
ظاہر ہوئی دشمن کی جب یہ تخش پنہانی
ہوں الیو مصطفیٰ کے دشمن ہوئے کیا جانی
ہم سمجھے سودائی اور یہ بھی نادانی
ارتی میں کبھی اپنی کرنا نہ مخالف تو
جب ہوگا غضب نازل یاد آئیگی تب نانی
اترانہ لیاقت پر اپنی تو ذرا نادان
معلوم ہے تجھکو تو سب تیری سخندانی
ہے یہہ اثر بیعت خاموش ہیں ہم ورنہ
کیا ہمسے سوا کرنا باتیں کوئی رندانی
ان دنیا کے کتوں سے کتوں ہیں فاحشی
ہم دوست جسے سمجھے دشمن بنا دی جانی
ہم احمدی ہو ان نظروں میں کھٹکتے ہیں
جو دوست ہمارے تھے دشمن ہیں وہی جانی
آئینہ حیرت پر حیرت ہے ہر ایک دشمن
جھوٹے دیکھی ہر۔ دانش کی گل افشانی

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بھائی میاں محمد حسن نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہے۔ اور زمیندار ارائیں ہے۔ اس کی اپنی زمین بھی ہے۔ لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کی خدمت کی وجہ سے آٹھہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے۔ پہلی بیوی کا ہے جو فوت ہو چکی ہے۔ ایک بچہ ہے۔ اور وہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے۔ وہ ایک مخلص اور دیندار بھائی ہے۔ جہاں تک ہو سکے احباب اس کے لئے سعی کریں +

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب الحکم سلمہ

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میری ایک عرض ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کو پرچہ الحکم میں ضرور ہی جگہ دیکر ممنون اور مشکور فرما دینگے۔ عرض یہہ ہے۔ کہ فدوی کی عمر اس وقت ۳۲ سال اور ساکن سپاہی بیند اور سکونت ٹبیالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ہے۔ پولیس ضلع سیالکوٹ میں بعہدہ سارجنٹ دویم ملازم ہے۔ سابقہ عورت فوت ہو چکی ہے۔ میرا مصمم ارادہ ہے۔ کہ اب اپنی جماعت احمدیہ میں نکاح کیا جاوے۔ مومن عورت کی ضرورت ہے۔

شاہ محمد
فدوی شاہ محمد احمدی

درخواستیں۔ ایڈیٹر الحکم کے پاس آکر خط و کتابت کیلئے ٹکٹ ہمراہ ارسال کئے جاویں۔

ایک خط

آج کے بہرہ مراسلات میں حضرت اقدس کے ایک خادم منشی محمد حسین مسافر کا ایک مختصر سا خط جو انہوں نے اخبار صحیفہ میں شایع کرایا ہے۔ درج کیا جاتا ہے امید ہے۔ کہ مخالفین خاصکر امرتسری مولوی فاضل اس خط کو غور سے پڑھینگے۔

اڈیٹر

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

جناب مولوی فیض الحسن صاحب سلمہ اللہ الاحد

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کے معزز اخبار صحیفہ مطبوعہ ۱۹ + ۲۲ اپریل کے بہرہ مراسلات میں کسی مضمون نگار موسوم بہ باقی آیندہ کا ایک مضمون چھپا ہے۔ جس کو پڑھکر میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مضمون نگار صاحب کو سوائے بیجا اعتراض کرنے کے کچھہ بھی نہیں آتا۔ ورنہ جس حالت میں وہ خود ہی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اور خدا کے پاک کلام میں اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ + یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ وغیرہ آیات کو پڑھتے ہیں۔ تو پھر اونکا رضی اللہ و علیہم السلام پر اعتراض کرنا عدم تدبر کا نتیجہ نہیں۔ تو اور کیا ہے سمجھہ میں نہیں آتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی اس غیر محدود نعمت کو باقی آیندہ مضمون نگار صاحب کیوں اور کس دلیل سے محدود فرما رہے ہیں۔ ایسا ہی مجھے اونکے بروزی اعتراض پر حیرت ہوئی ہے۔ کہ معترض مضمون نگار صاحب باوجود ادعائے قرآن دانی کے اس مسئلہ سے ناواقف ہی نظر آتے ہیں۔ بحالیکہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کے پڑھنے سے انکی اپنی بھی یہی غرض ہوتی ہے کہ ہم بھی انعمت علیہم میں داخل کئے جائیں ایسا ہی اگر زیادہ اطمینان کی ضرورت ہو تو نجیب آباد کے حکیم احمد اللہ خان صاحب سے ہی دریافت کر لیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس رنگ سے خالی نہیں ہیں۔ بھلا اگر انہیں کوئی مناسبت و مشابہت منظور نہیں تو کیا اونکا ایسا نام عبث نہیں سمجھا جائیگا دیگر چونکہ توفی اور رافع کی دقیق بحث مضمون نگار صاحب کی سمجھہ سے بالا تر ہے اسلئے میں انکو ایک آسان طریق سے بتا دونگا۔ کہ واقعی حضرت عیسیٰ م مر چکے ہیں۔ چنانچہ آیت وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ میں صاف اور واضح طور پر سمجھا دیا ہے۔ کہ جن غیر اللہ کی پرستش کی جاتی ہے۔ وہ مر چکے ہیں۔ اب ہم یہہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں ان من دون اللہ کو کہیں ظاہر بھی کیا ہے یا نہیں۔ ہاں کیا ہے اور ضرور کیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔ یعنے انہوں نے خدائے واحد کو چھوڑکر اپنے عالموں۔ درویشوں۔ اور مریم کے بیٹے مسیح کو معبود ٹھہرا رکھا ہے۔ اب جب خدا ہی نے خود ہی مصنوعی معبودوں کو بیان کرکے ان کی موت کو بھی واضح کر دیا ہے۔ تو پھر ایسی صریح نص کا انکار خدا سے مقابلہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے + فقط

محمد حسین مسافر احمدی از موزنگ ڈاکخانہ لاہور

صرف تین روپیہ میں

لیور واچ معہ چین کوک ۳۶ گھنٹہ گارنٹی ۵ سال

غضب ہوگیا۔ کیونکہ ایسی
مضبوط ٹھیک ٹائم دینے
والی خوبصورت جیبی گھڑی
تین روپیہ میں بکنے لگی۔ اب بھی اگر کوئی شخص گھڑی سے محروم رہے۔ تو افسوس ہے۔ اگر خریدار بعض سوداگروں کی رنگین باتوں و کمی قیمت کے لالچ میں ناقص گھڑیاں لیکر دھوکا کھا چکے ہیں ان کے اطمینان کے واسطے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ناپسند ہونے پر بلا عذر واپس لینگے۔ یہہ گھڑیاں ولایت کو آرڈر دیکر بہت بڑی تعداد میں منگائی ہیں۔ اسی وجہ سے اسقدر ارزاں دے سکتے ہیں اسپر ہمارے کارخانہ کا نام ثبت ہے۔ ملنے کا پتہ (برج باسی لال ولیش کمپنی نمبر ۹۴۔ سیتارام گلی) (شہر جھانسی)

۱۸۶۹ء سے ... تک

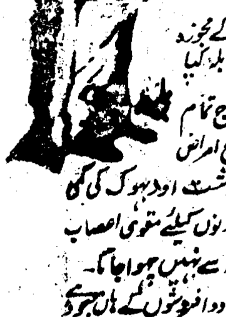

وقت کا امتحان
تک

اسکاٹس ایمولشن۔ نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا یہہ ہے۔ کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر کھانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے۔ اور باپ بیٹے دونوں کیلئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔ ہاتھہ سے نہیں چھوا جاتا۔ فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن [ہمیشہ اس نشان یعنی ماہی گیر کا مخصوص اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے +]

میں جلد ضائع کر چکا ہوں ... ہوں نہیں قسم ... خدا

... کرچکے تھے کام نہیں کیونکہ مجرب ہے اپنی خوبیوں ...

یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ کا مرکب

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپے (عہ) — قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (سما) — قیمت ایک درجن پچاس روپے (صہ)

خان بہادر

عالیجناب ... سید ... خان صاحب رئیس اعظم بدرشی ضلع پشاور

... مفرح عنبری کی ... آپ کی ... سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ ... دوائی ... آپ کی دوائی بہت خوب ہے +

خان بہادر

عالیجناب مولوی محمد سید حبیب صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ ضلع ...

عنایت فرمائے حکیم صاحب ۔ سلام مسنون ! ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حبیب صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڑھ نے منگائی تھی انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آپ کو لکھوں کہ ان کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی ہے آپ بذریعہ ... کے ... ڈبیہ اور خان بہادر صاحب موصوف کے جس قدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیں

(دستخط) سید بخش محمد

پرائیویٹ سکرٹری وزیر صاحب

خان بہادر

عالیجناب سید علیخان صاحب

گورنمنٹ پنشنر کوٹھی حسن منزل

رئیس جونپور تحریر فرماتے ہیں مکرمی حکیم صاحب زاد عنایتہ ۔ میں نے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی پہلے منگایا تھا۔ اس کا پورا استعمال ہی میں نے خود کیا جس غرض سے میں نے استعمال کیا تھا اسکو نہایت مفید پایا تب تین ڈبیہ ایک ساتھ اور منگایا تھا۔ ان میں سے دو ڈبیہ میرے دوستوں کے لئے تھیں انکو دیا ۔ اپنی ایک ڈبیہ میں سے نصف ڈبیہ ایک عورت کو بغرض دفع سیلان کھلائی گئی اس کو بھی فائدہ ہوا واقعی یہ مفرح نہایت عمدہ چیز اور بہت قابل تعریف ہے۔ اب ایک ڈبیہ مجھکو مطلوب ہے اور تین ڈبیہ میرے دوستوں کی فرمائش سے +

مفرح عنبری

وہ جوہر ہے جسکے استعمال سے تمام قوائے دماغی میں ایک سریع التاثیر تحریک پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلےٰ و مفید سوجھتے ہیں دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خداوند تعالےٰ نے نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل ۔ بے چینی ۔ پراگندہ خیالی وغیرہ دور کرنے کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے +

مفرح عنبری

کے استعمال سے ضعف دماغ ۔ جریان ۔ رقت و سرعت ۔ کثرت احتلام ۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے ۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا ۔ کثرت مباشرت سے جو دماغ ۔ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے +

مفرح عنبری

جن کے اعصاب بسبب کوتہ اندیشی ۔ غلط کاری ۔ عیاشی ۔ کثرت محنت دماغی ۔ رنج و فکر وغیرہ سے ضعیف ہو جاتے اور جسم میں کمزوری و ... ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دیتی ہے ... +

مفرح عنبری

خون پیدا کرتی اور مادہ تولید بڑھاتی ہیں

ایک عجیب الاثر ... امیروں ۔ وزیروں ۔ نوابوں ۔ رئیسوں ۔ جاگیرداروں ۔ ججوں ۔ وکیلوں نیز کل دماغی محنت سے کام لینے والوں کو جو اپنی صحت کی قدر کرنا چاہتے ہوں اس مونس رفیق کو ہر دم اپنے جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے

مفرح عنبری

اُن مستورات کے لئے جنکے بچے کمزور لاغر پیدا ہو کر طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتے اور بعض کے ضائع ہو جاتے ہیں یا جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو انہیں بلا تامل اس جوہر اکسیر کو استعمال کرنا چاہئے تاکہ بفضل خداوند کریم ان موذی امراض سے نجات پا کر گوہر مقصود حاصل ہو

مفرح عنبری

کمزور ۔ نحیف البدن بچوں کے لئے ایک خوش مزہ ۔ خوش رنگ ۔ خوشبودار مٹھائی کی مٹھائی ۔ دوائی کی دوائی اور غذا کی غذا ہے +

مفرح عنبری

نزلہ زکام ۔ دردسر ۔ ہسٹیریا (بادِ گولہ) کو دور کرنے کے لئے اپنی آپ نظیر اور دماغی طاقت کے لئے اکسیر ہے

پتہ :- حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چھ گوہم بانو گرامی چہار قادیان بنی | دوا بینی شفا بینی عرض دارالامان بی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس پرچے منگانے والے لوگوں سے

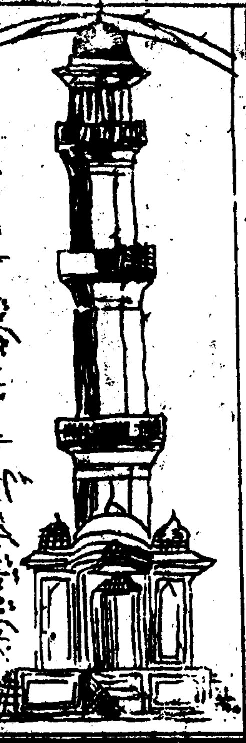

مضامین

(۱) تازہ الہامات و رویا۔ آریوں کی زبان درازی روک دیجائیگی۔ دارالامان کا ہفتہ۔ صلہ

(۲) موجودہ تنگی روزگار۔ نوٹ از ایڈیٹر صلہ

(۳) حکیم مرزا محمود بابلی کی دہلی میں کامیابی صفحہ ۸

۹

جلد | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۴ ہجری | نمبر ۲۸

تازہ الہامات و رویا

یکم اگست سنہ ۱۹۰۶ء۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے پھر الہام ہوا۔

(۱) اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

ترجمہ۔ میں حفاظت کرنیوالا ہوں۔ اُن سب کی جو دار میں ہیں۔

(۲) اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

ترجمہ۔ میں نے چاہا کہ خلیفہ بناؤں۔ پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔

۵۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء۔ دن کے وقت یکدفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا حرکت سے معطل ہو گیا۔ اور ایک قدم اٹھانا مشکل تھا۔ اور سخت درد ہوتی تھی۔ خیال گذرا کہ یہ فالج کی قسم نہ ہو۔ تب دعا کی گئی تو الہام ہوا۔

(۱) اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(۲) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْزِی الْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ۔ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کرتا۔ اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی۔ کہ خارق عادت طور پر صحت کلی ہو گئی۔

فالحمد للّٰہ علٰے ذٰلک۔

آریوں کی زبان درازی روک دیجائیگی

پرکاش ۸ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ کیا آریوں کی آزادی روک دیجائے گی؟ اور اس ضمن میں دینانگر آریہ سماج کے جلسہ کے نگر کیرتن کے متعلق پولیس و صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی موزون اور اقرب الامن کارروائی کا ذکر کر کے لکھتا ہے۔ کہ ”اس حکم کے برخلاف صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں اپیل کی گئی۔ باوجودیکہ بڑے مضبوط دلائل پیش کئے گئے۔ مگر شنوائی نہ ہوئی ہمارا یقین ہے۔ کہ اس سلوک بد کا ... کوئی متعصب مسلمان پولیس انسپکٹر ہوگا۔“

اس نوٹ میں نہ صرف صاحب ضلع گورداسپور کے قابل قدر اور لائق انسپکٹر پولیس بابو غلام محمد صاحب کی ذات پر ... کیا گیا ہے۔ بلکہ صاحب ضلع کی انتظامی کارروائی پر بھی سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس جملہ کے جو پرکاش نے لکھا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ معنے ہیں۔ کہ صاحب ضلع کو کوئی خیال انصاف اور معقولیت کا نہیں۔ بلکہ وہ جو کچھ انسپکٹر صاحب لکھدیں کرتے ہیں۔ یہ لیکن بیہودگی ہے۔ پرکاش اپنے قلم اور زبان کو سنبھالے آریوں کی جائز آزادی روکنا کسی کا منشاء نہیں۔ البتہ یہ زبان درازی روکنی ضروری ہے اور اس معاملہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے جو مناسب کارروائی کی ہے وہ بہت ہی درست اور مبنی بر انصاف ہے پرکاش کے ایڈیٹر کو معلوم نہیں کہ دینانگر کے آریہ سماج کے ایک پہلے جلسہ پر کسی پہلے صاحب ضلع نے بھی نوٹس لیا تھا۔ اگر وہ چاہیگا تو میں پورا پتہ بتا دونگا۔ بجائے اسکے کہ حکام کی مناسب احکام پر بے جا نکتہ چینی کی جاوے کیوں پرکاش آریہ سماج کے لیکچراروں کو اعتدال کی تعلیم اور ہدایت نہیں دیتا۔ بابو غلام محمد صاحب کی قابلیت اور بے تعصبی ایسی مشہور ہے۔ کہ میں آریوں کی تحریروں سے پرکاش کے اس مضمون کو عمداً غلط ثابت کر سکتا ہوں۔ اور انہوں نے ضلع گورداسپور میں آ کر جو قابل قدر کام کئے ہیں انہوں نے ہی انہیں ایک کورٹ انسپکٹر کی حیثیت سے اسی ضلع میں انسپکٹر پولیس بنا دیا ہے۔ آئندہ اگر پرکاش فضول نکتہ چینی سے باز نہ آیا۔ تو میں تفصیل سے لکھونگا۔

انشاء اللّٰہ

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس کی طبیعت اس ہفتہ میں علیل رہی۔ مگر اب اللّٰہ تعالٰے کے فضل سے بہت آرام ہے۔ اس ہفتہ میں ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب۔ بابو محبوب عالم صاحب۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی و میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے اور بعض دیگر احباب مختلف مقامات سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

میر حامد شاہ صاحب کتبہ سیالکوٹ سے لائے۔ جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی قبر پر نصب کیا جائیگا۔ اس پر حضرت مسیح موعود کی تصنیف کردہ نظم درج ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ۶ اگست سنہ ۱۹۰۶ء بروز شنبہ کھل گیا مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب وغیرہ دیگر استاد صاحبان و اکثر طلباء جو ایام رخصت میں باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس آ گئے۔ بعض طلباء تا حال واپس نہیں آئے۔ ایکے والدین کو چاہئے کہ بہت جلد ان کو قادیان روانہ کر دیں

[illegible]

جب ... [illegible] ... ز جہاڑ
... [illegible] ... حقائق
... [illegible] ... سکے۔
جواب بجواب ... [illegible] ... اٹھانی
پڑتی ہے۔ اور ... [illegible] ... وپڑتی
ہے۔ روزگار ... [illegible] ... اعتراض کیا
تہا۔"

"مرزا صاحب قادیانی کے ایک لڑکے کی شادی پر جو ہزاروں روپیہ خرچ کیا گیا ہے یہہ کہاں سے کیا گیا۔ اور وہ کہاں سے آیا۔ الحکم قادیان نے اس کی ... ایک مفصل اور تحقیقی جواب دیا۔ یہہ ... صحیح صحیح واقعات اور عملی امور ... تہا روزگار بندی اس کے جواب ... میں ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں رقم طراز ہے"

"الحکم نے ہمارے مضمون ... جواب میں ایک لمبی تحریر شایع کی ... جس کا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ دولت اور ثروت کا ہونا نبوت یا رسالت کے منافی نہیں اور یہہ کہ عام طور پر مرید اپنے پیرزادوں مرشدوں کو نذرانے دیتے ہیں اسپر روزگار اپنی جانب سے یہہ حاشیہ چڑہاتے ہیں۔"

"ہماری اس جواب سے بالکل تشفی ہو گئی ہے۔ ہمارا یہہ خیال تہا کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو دوسری گدیوں کے گدی نشینوں سے ایک مختلف چیز ثابت بلکہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہہ بہی ... دوکانداروں کی طرح ایک دوکان ہے تو ہم اپنے اعتراض کو واپس لیتے ہیں۔ اگر یہہ جواب بجواب ان آنکہوں دیکہا اور ان کانوں سنا جاوے۔ کہ یہہ قادیانی مشن کے خلاف دیا گیا ہے۔ تو زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آج کل کے فن مناظرہ کے مطابق فریق مخالف کے موہنہ سے اگر کوئی صادق بات بہی نکلے تب بہی اوس کی تکذیب لازم ہے۔ اور اگر حقیقتاً دیکہا جاوے۔ تو روزگار سے جواب بجواب نہیں ہو سکا۔ ... لفظ ... رہا ہے۔ اس سے تو بہتر ...

ہی اختیار کی جاتی۔

ہمارے پاس اس وقت بڑے بڑے صوفیائے کرام اور انبیائے عظام کے اقوال اور عمل کا اس بحث کے متعلق ایک قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ نہ گذشتہ اور موجودہ بلکہ موجودہ بہی ہم اوس ذخیرہ سے انشاء اللہ باقوال چیدہ اور اعمال بزرگان سلف ثابت کر دیں گے کہ استدلال الحکم کا درست تہا۔ قبل اسکے کہ ہم اس بحث پر مزید روشنی ڈالیں۔ روزگار کی خدمت میں چند امور ابتدائے کا اظہار ضروری خیال کرتے ہیں۔ اون کے جواب آنے پر انشاء اللہ موقعہ باند اور بہی کچہہ عرض کرنے کی جراٗت کی جاوے گی۔

۱۔ مندرجہ ذیل سلسلے مسلمانوں میں مقدس شمار ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔

(۱) چشتی۔
(۲) نقشبندی۔
(۳) سہروردی۔
(۴) صابری۔

ان سلاسل مقدسہ کے بزرگان سلف امت اور جمہور اسلام کے نزدیک متقدا اور پاک باطن اور اہل اللہ تھے۔ یا نہیں

(۱) حضرت شاہ قطب الدین بختیار کاکی
(۲) حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ
(۳) حضرت نظام الدین اولیاء " "
(۴) حضرت مجدد الدین نقشبندی "
(۵) بابا فرید صاحب شکر گنج وغیرہم

نے سلسلہ بیعت جاری کیا ہے۔ یا نہیں ہر ایک سلسلہ کے مرید اپنے اپنے سلسلہ کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ یا نہیں۔ کس کس اولیائے کرام نے فتوحات مریدہ سے صاف الفاظ میں انکار کیا ہے۔ اور کس کس نے فتوحات مریدہ کا استعمال اپنے حوائج ذاتی میں نہیں کیا۔

موجودہ گدیوں میں سے کون کون سی گدی ہندوستان اور صوبہ پنجاب میں روزگار کے خیال میں دوکانداری ہے۔

(۱) کیا حضرت تونسہ شریف۔
(۲) چاچڑان شریف۔
(۳) گولڑہ شریف۔
(۴) مہاران شریف۔ کی پنجابی گدیاں

دوکانداری میں یہہ بہی تشریح کر دیں۔ کہ کیا ان گدیوں میں مریدی فتوحات سے انکار ہے۔ کیا جو کچہہ ان کی عمارات

گذشتہ

کی کمائی ... املاک موجود ہیں۔ وہ کیا

"کیا مریدانہ فتوحات سے ہے۔ میں انکار کیا جاتا ہے۔ اور وہ انکے نزدیک مال حرام یا مال مشتبہ ہے۔

"کیا ان گدیوں میں جو کچہہ اون کے مریدان صادق دیتے اور نذر کرتے ہیں اوسپر گدی نشینوں کو کوئی اختیار نہیں ہے اور کیا اونکے ارادات مند جو کچہہ دیتے ہیں وہ صرف اس واسطے دیا کرتے ہیں۔ کہ پیر اونہیں زمین میں دبائے رکہے۔ کسی اپنے کام پر خرچ نہ کرے۔ کیا ان گدیوں کے گہر دن فتوحات مریدیہ کا بہت سا حصہ بصورت ہزاروں روپیہ کے زیورات کی نہیں ہے۔

"جب روزگار انصاف سے ان سوالوں کا جواب دے گا۔ تو ہم بڑے بڑے بزرگان قوم کے فرامین اور اقوال کی نقل پیش کرینگے جن سے یہہ ثابت ہو کر رہیگا۔ کہ

"مریدی فتوحات پیر کے واسطے مباح ہیں۔

"جو نذرانہ پیر کو دیا جاتا ہے۔ وہ خالص اوس کا ہوتا ہے۔

"مرید کا فرض ہے۔ کہ ہر ایک طرح سے پیر کی خدمت کرے۔

"مرشد وہدایت کے واسطے لازمی نہیں۔ کہ پیر کے بدن پر چیتھڑا ہی نہ ہو۔

"اعمال انبیا بہی اسکے مخالف نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزگار کی کسی بزرگ سے بیعت نہیں اگر کسی صاحب حال سے بیعت ہو۔ تب وہ ایسی نکتہ چینی نکرتے اب بہی اگر وہ کسی صاحب حال سے اس کی بابت دریافت کریں گے۔ تو میدان الحکم کے ہاتہہ میں رہے گا۔ مگر قادیان کا نام لیکر سوال نہ اٹہا دیں۔ کیونکہ اس صورت میں خواہ مخواہ ہی مخالفت ہوگی۔

بقول شخصیکہ قادیان میں جا کر کسی ہندو یا مسلمان کا مسلمان ہونا آریہ اور عیسائی ہونے سے بہی بدتر ہے۔ یہہ ایک مسلمان کا قول ہے۔ افسوس تعصب کہاں تک بڑہتی جاتی ہے۔ اور حق کی تلاش میں کیا کچہہ صعوبتیں حائل ہو رہی ہیں۔

راقم
ایک مجسٹریٹ

نوٹ از ایڈیٹر

مندرجہ بالا تحریر ایک معزز اور محترم شخص کے دماغ اور قلم کا نتیجہ ہے۔ اور یہہ بزرگ سٹیٹسمین کے خریدار اور ادب دوست ہیں۔ میں نے روزگار کے اس نوٹ پر کچہہ لکہنے کی ضرورت نہیں سمجہی تہی۔ مگر میرے محترم دوست نے جس طریق پر بحث اٹہائی ہے۔ اگر روزگار میں کچہہ بہی جرأت اور تعلق حق ہوگا۔ تو وہ ان تحریرات کا جواب دیگا۔ یا اپنے اعتراض کی غلطی اور کمزوری کو تسلیم کریگا۔

میں یہہ بہی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ میں نے روزگار کا جواب دیتے وقت اس کی ساری تحریر اور پورا اعتراض نقل کر دیا تہا۔ اور خواہش کی تہی۔ کہ اگر وہ اس پر کچہہ لکہیں تو میرا سارا مضمون درج کریں۔ مگر ایڈیٹر روزگار کی بے انصافی اسی سے ظاہر ہے۔ کہ میرے جواب کو اپنے اخبار میں شایع نہیں کیا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ انکے حوصلے نہیں جو شایع کرے۔ ورنہ اس کے ناظرین پر حقیقت کہل جاوے۔ کم از کم وہ اس تحریر کو شایع کرے۔ اور اس کا فرض ہے۔ کہ جواب دینے سے پہلے پورا اعتراض نقل کرے۔

افسوس بیجا مخالفت نے باوجود دعویٰ تہذیب و شایستگی وادعائے بے تعصبی ان کو از خود رفتہ بنا دیا ہے۔ ورنہ وہ ایسے اعتراض سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ہرگز نکرتے جو پہلے اکابران امت اور انبیاء علیہم السلام پر عاید ہو سکتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی ذات پر یا آپ کے سلسلے پر کوئی ایسا اعتراض کرو۔ جو پہلے کسی راستباز پر نہ کیا گیا ہو۔ یا اس پر زد نہ پڑتی ہو۔ بہرحال امید ہے۔ کہ ہمارے واجب الاحترام مضمون نگار اس مضمون کو مکمل کر دینگے۔ اور ناظرین اس سے فائدہ اٹہائیں گے۔

ایڈیٹر الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حکیم مرزا محمود بابی کی دہلی میں ناکامیابی

ناظرین ذیل میں آپ کے ملاحظہ کے لئے وہ خط و کتابت درج کی جاتی ہے۔ جو مابین احقر العباد عاجز قاسم علی احمدی و مرزا محمود ایرانی بابی درباره مباحثہ عقاید بہائیہ ہوکر ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو ختم ہوئی۔ قبل از تحریر نقل خطوط مرزا محمود ایرانی سے ناظرین کو انٹروڈیوس کرانا ضروری ہے۔ یہہ شخص ایران سے بغرض تبلیغ عقاید بابیہ و بہائیہ عرصہ دو سال سے ہندوستان میں آیا ہوا ہے۔ لاہور۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ رنگون۔ راولپنڈی۔ سیالکوٹ وغیرہ شہروں میں کئی کئی ماہ تک مقیم رہکر اپنی مقاصد کو بذریعہ تقریر بعض بعض لوگوں سے اظہار کرتا رہا ہے۔ سال گذشتہ میں قریباً دو ماہ تک دہلی میں بھی رہا۔ گر بے نیل مرام یہاں سے لاہور کو روانہ ہو گیا دہلی میں کوئی عام جلسہ کرکے اس شخص نے اپنے عقاید کا اظہار نہیں کیا۔ البتہ ایک قلمی اشتہار ایک روز جامع مسجد میں بدیں مضمون تقسیم کرایا۔ کہ آفتاب صداقت جو سرزمین ایران میں طلوع ہوا تھا۔ اس کی روشنی ظاہر کرنے کو مرزا محمود ایرانی وارد دہلی ہیں۔ جو شخص اس کے متعلق کچھ سننا چاہیں۔ حکیم صاحب کے مکان پر محلہ بلی ماراں میں تشریف لاکر سن لیں،، اتفاق سے یہہ اشتہار میری نظر سے بھی گذرا۔ اور یہہ عاجز آپ کے در دولت پر اوس آفتاب کی روشنی اور شعاعیں دیکھنے گیا۔ متواتر تین روز تک غیر مسلسل فضول ولغو تمہیدات سنتا سنتا اوکتا گیا۔ تو عرض کی۔ کہ حضرت بڑے مہربانی ان غیر منتہی تقریروں کو ختم کیجئے۔ اور نفس مطلب پر آئیے۔ یعنی اپنے عقاید و دعاوی معہ چند نصوص و دلائل کے فرمائیے۔ آپ نے باوجود بار بار کے عرض معروضات کے ہرگز جرأت سے اپنے عقاید کا اظہار نہ کیا۔ مجبور ہوکر میں نے آپ کو ایک روز اپنے غریب خانہ پر بذریعہ عریضہ تشریف لانے کی تکلیف دی۔ آپ تشریف لے آئے۔ تھوڑی سی گفتگو کے بعد عاجز راقم نے آپ سے مرقف دعوے ہی دعوے بہاء اللہ صاحب

کا دریافت کیا۔ تو آپ نے دبی زبان سے فرمایا۔ کہ وہ مسیح موعود تھا۔ اس پر میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے سے معارضہ کرکے عرض کی۔ کہ جن دلائل سے آپ بہاء اللہ کا مسیح ہونا ثابت کرینگے اونہیں دلائل سے بلکہ اون سے بڑھکر عقلی و نقلی ثبوت سے ہیں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا مسیح موعود ہونا ثابت کر دکہاؤنگا۔ پہر ایسی صورت میں ہم کو کیا ضرورت پڑی۔ کہ حضرت مسیح موعود کو چھوڑ کر جس کی اندرونی بیرونی حالات سے شبانہ روزی ہمکو اطلاع ہے جسکی تقریریں اور تحریریں ہم نے اپنے کانوں سے سنیں۔ آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ جس کی زیارت سے ہم مشرف ہیں۔ کسی مردہ مسیح موعود کو جس کا نہ دعویٰ معلوم نہ دلائل نہ تقریر سنی نہ تحریر دیکھی۔ نہ زیارت سے باریاب ہوئے یہہ سنکر حکیم صاحب سب حکمت بھول گئے اور فرمانے لگے۔ کہ میں اب لاہور جاؤنگا۔ وہاں پہونچ کر شاید مرزا صاحب قادیانی سے بھی ضرور ملوں گا۔ اور خود انکی مجلس میں گفتگو کروں گا۔ پس آپ لاہور کو چلا دیئے۔ اتفاق حسنہ سے اونہیں ایام میں حضور مسیح الزمان علیہ السلام بھی گورداسپور سے حسب درخواست مخلصین بغرض تبلیغ لاہور تشریف لے گئے۔ ایرانی صاحب کو یاروں نے اکسایا۔ کہ مرزا صاحب سے گفتگو بحث مباحثہ کیجئے۔ مگر آپ ایسے کاہیکو تھے۔ کہ سامنے آتے۔ یا تحقیق حق مد نظر رکھتے۔ تاب مقابلہ۔ لاکر پیسہ اخبار کے قالب میں نمودار ہوئے۔ اور ایسے وقت میں آپ نے درخواست مباحثہ پیش کی جبکہ حضرت اقدس نے واپس برائے پیروی مقدمہ گورداسپور جانا تھا۔ اس لئے بوجہ عدیم الفرصتی کے یہہ موقعہ ایرانی صاحب کو خوش قسمتی سے نہ ملا۔ پہر بذریعہ اوسی پیسہ اخبار کے سورہ کہف میں جو ذوالقرنین کا قصہ ہے۔ اونس کی تفسیر چاہی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اوسکی تفسیر باعلام الٰہی لکھکر لیکچر لاہور کے صفحہ ۴۳ میں درج کر دی،، امید ہے۔ کہ ناظرین ایرانی کے حالات سے معلوم کر گئے ہوں گے۔ کہ یہہ صاحب کون ہیں۔ اب پہر آپ آوارہ ممالک بعیدہ ہوتے ہوتے دہلی میں پہونچے اور [illegible] پادری احمد مسیح نابینا واعظ ایس۔ پی

جی مشن دہلی کے رفیق بنے۔ احمد مسیح مذکور کے مکان واقعہ مشن میں دو بار آپ کو قریباً بیس یا پچیس آدمیوں میں جو حسب دعوت احمد مسیح جمع ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو خطاب کا موقعہ ملا۔ بار اوّل کی مجلس میں راقم حاضر نہ تھا۔ مگر بار دوم حسب درخواست احمد مسیح یہہ نیاز مند بھی شامل جلسہ ہوا۔ اس مجلس کی بنائے انعقاد یہہ ہے۔ کہ احمد مسیح نے چند مسلمانان دہلی کو یہہ اطلاع دی۔ کہ مرزا محمود صاحب ایرانی بابی وارد دہلی ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء یوم شنبہ میرے مکان پر آکر اپنے عقاید و دعاوی و دلائل بیان کرینگے۔ اور بشرط اجازت سامعین میں سے مولوی عبدالمجید صاحب واعظ دہلی یا قاسم علی احمدی یا جہانگیر خان سار سٹر ڈاک خانہ سقری اون سے کوئی گفتگو کرینگے۔ اور یہی پیغام احمد مسیح نے بغرض شمولیت جلسہ مجھکو دیا۔ میں صبح سات بجے کے بعد احمد مسیح کے مکان واقعہ مشن مذکور میں جا پہونچا۔ وہاں جاکر دیکھا۔ کہ دس بیس آدمی اور مولوی محمد عبدالمجید صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ مگر بابی صاحب کا انتظار ہے۔ متواتر دو تین آدمی بابی صاحب کو جو سرائے احمد پائی متصل مشن مذکور میں مقیم تھے۔ بلانے گئے۔ تو ساڑھے آٹھ بجے خود بدولت نازل ہوئے۔ اور آتے ہی کرسی نشین ہوکر احمد مسیح سے ہم کلام ہوئے در کہ میرا ارادہ ہے بقیہ مجلس کے گفتگو جو میری اور مولوی عبدالمجید صاحب کی ناتمام رہی تھی۔ اسکو آج پورا کروں،، مولوی عبدالمجید صاحب نے فرمایا۔ کہ میں تین روز سے علیل ہوں۔ کھانا بھی بوجہ علالت نہ کھا سکا اس لئے ضعف زیادہ ہے۔ میں گفتگو کرنے کے واسطے اسوقت طیار نہیں ہوں،، نیز مجھکو احمد مسیح کی جانب سے آج اس کام کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ کہ مرزا محمود صاحب ایرانی اپنے دعوے و دلائل بیان کرینگے۔ اور تمام علماء اس پر جرح قدح کرینگے،، پس میں مثل دیگر سامعین کے آپ ہر دو صاحبوں کی گفتگو سننے کیواسطے آیا ہوں۔ ناظرین یہہ احمد مسیح نابینا اور اس کی کمپنی کی چال تھی۔ کہ ایرانی اور احمدی سے گفتگو ہو جاویگی۔ ایرانی ایک بڑا فاضل جید ہے۔ قاسم علی کو شکست دیگا۔ میرا مدعا بر آجائیگا۔ گرافسوس کہ احمد مسیح اپنے اس ارادہ میں بھی ناکام ہوا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ایرانی نے میرے ساتھہ گفتگو کرنا منظور نہ کیا۔ اور کہا۔ کہ مولوی عبدالمجید سے گفتگو کرونگا،، آخر بہت سے قیل و قال کے بعد یہہ فیصلہ ہوا کہ ایرانی بقیہ گفتگو ہی کرے۔ مگر اوس کے ضمن میں اپنے مقصد و دعاوی کا اظہار کرتا جاوے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کے تمام دعاوی اور دلائل علی الاعلان بذریعہ کتب و اشتہارات و اخبارات و تقریرات ہر جگہ شایع و مشتہر ہو چکے ہیں۔ مگر بہاء اللہ کا نام ہم نے آج ہی سنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کے دعاوی و عقاید کو معلوم کرکے پہر غور کریں۔ کہ ہر دو مدعیان مسیحیت میں کس کا دعوے اس قابل ہے۔ جس پر غور کی جاوے،، یہہ تقریر مولوی عبدالمجید صاحب نے فرمائی۔ تو ایرانی نے اپنی تقریر لا یعنی [illegible] یعنی ایسی شروع کر دی۔ کہ جس کا نہ سر نہ پیر اور ساڑھے دس بج گئے۔ مولوی عبدالمجید صاحب نے فرمایا۔ کہ تمام تقریر آپ کی بے سود رہی۔ اور قابل جواب و غور کوئی امر آپ نے نہیں فرمایا۔ نہ اپنے و عودہ عقاید و دلائل و دعاوی کا کچھہ ذکر کیا،، اس کے بعد عاجز نے عرض کی کہ ایرانی صاحب وقت ضائع کرتے ہیں۔ نتیجہ اس گفتگو اور مجلس کا کچھہ نہیں ہوگا۔ پس آپ براہ مہربانی واضح الفاظ میں اس کا جواب دیں۔ کہ بہاء اللہ کا دعوے کیا تھا۔ جو خود اس نے اپنی زبان یا قلم سے بیان کیا ہے۔

ایرانی۔ بہاء اللہ کا دعوے نہ نبوت کا نہ رسالت کا نہ خلافت کا بلکہ ولایت کا ہے،،

احمدی۔ ولایت کا دعوے ماننے کے لئے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ آپ نے ناحق اوا گی ممالک بعیدہ کی [illegible] اختیار فرمائی،

ایرانی۔ وہ صاحب وحی تھا۔ نہ نبی۔ کیونکہ خلفائے محمدیہ کے لئے نبوت لازمی نہیں ہے۔ صرف وعدہ خلافت ہے،،

احمدی۔ اس کو آپ موعود سمجھتے ہیں یا نہیں

ایرانی۔ بیشک وہ موعود تھا۔

احمدی۔ کونسا وعدہ ہے۔ جس کا مصداق بہاء اللہ ہے۔ مسلمانوں کو احادیث صحیحہ میں مسیح ابن مریم کے نزول کا وعدہ ہے۔ نہ کسی دیگر کا

ایرانی۔ وہ اسی وعدہ مسیح ابن مریم کا مصداق ہے۔ اور مسیح موعود ہے۔ مگر مرزا صاحب کا دعوے غلط ہے۔ یہانتک سلسلہ کلام پونہچا تھا۔ کہ سامعین میں سے بابو [illegible] کرامت علی

صاحب محمدی نقشبندی امرتسری نے کہا۔ کہ مرزا محمود صاحب یہہ گفتگو فریقین کی بے سود ہے ہماری خواہش یہہ ہے۔ کہ آپ باہمی تحریری گفتگو کریں۔ اور اس تحریری مباحثہ کی اشاعت کا میں ذمہ وار ہوں۔

احمدی۔ مجھکو بسروچشم تحریری گفتگو منظور ہے ایرانی صاحب اپنی دعاوی پیش کریں سنونگا۔ اور تردید کرونگا۔ کیونکہ مجھکو علم الیقین اور عین الیقین ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں۔ اس لئے اس امر کی یاد رکھنے میں مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔ کہ ہر ایک دیگر مدعی مسیحیت باطل ہے۔ وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَال۔

ایرانی مجھے بھی مباحثہ منظور ہے۔ اگر آپ کو منظور ہے۔ اور میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ کہ ادعاء بہاء اللہ کے سوا دیگر مدعیان مسیحیت کے دعوے باطل ہیں۔

مولوی محمد عبدالمجید صاحب۔ میں اس گفتگو کے واسطے مکان زینت محل دیتا ہوں۔ اور فریقین کی حفظ ابرو و امن جلسہ قایم رکھنے کا ذمہ وار ہوتا ہوں۔ لیکن شرایط مباحثہ باہمی فریقین میں طے ہو جانی ضروری ہیں۔ جن کی پابندی ہر دو مناظروں کو ضروری ہو۔ بعد تصفیہ شرائط مناظرہ آپ مجھکو اطلاع دیں۔ میں بذریعہ اشتہار مطبوعہ اس جلسہ کا اعلان اپنی جانب سے کرونگا۔

ایرانی۔ تعین یوم و مکان میری رائے پر منحصر ہے۔ باقی شرائط مناظرہ لکھکر مجھکو دکھلائی جاویں۔ میں اپنی مرضی سے اُن کو منظور یا نامنظور کرونگا۔

احمدی۔ آپ کو اوّل تو کوئی حق نہیں کہ تعین یوم و مکان کے آپ مختار ہوں۔ اور نہ شرائط کے متعلق آپ یہہ اختیار رکھتے ہیں۔ کہ اپنی پسندیدہ شرائط سے گفتگو کریں۔ فریقین کو اسمیں مساوی حقوق حاصل ہیں۔ نیز آپ غریب الوطن مسافر سرائے میں مسافرانہ آپ کا قیام ہے۔ دہلی میں آپ ایسا محفوظ مکان جس میں یہہ جلسہ ہو سکے نیز مالک مکان یا بانی جلسہ حفظ امن کا بھی ذمہ وار بنے۔ کیسی تجویز کر سکتے ہیں۔ آپ زینت محل کو بذمہ داری مولوی عبدالمجید صاحب منظور کریں۔ آپ کے واسطے زینت محل اور کوئی دیگر مکان وغیرہ کا سب برابر ہیں۔ مگر ایرانی صاحب نے اس کو منظور نہیں کیا جس میں ایک چال اور منصوبہ انسانی تہا۔ جو کہ بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ اور انشاء اللہ موقعہ پر اوسکا اظہار کرونگا) اس لئے یہہ عاجز رضامند ہو گیا۔ کہ ایرانی صاحب کو ہی اختیار تعین مکان و یوم دیا جاوے۔

قریب بارہ بجے دوپہر کے یہہ جلسہ برخاست ہوا سب لوگ رخصت فریقین اپنے اپنے مکان پر چلے گئے۔ اور ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو حسب قرار داد باہمی راقم الحروف احمدی نے مندرجہ ذیل رقعہ متضمن بشرائط مباحثہ لکھکر بعد مغرب سرائے میں ایرانی کے پاس بہیجا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز امیدوار مغفرت گناہاں خفی و جلی۔ قاسم علی احمدی بخدمت جناب والا مرزا محمود صاحب ایرانی بابی دل صحیح باد۔ کہ کل تاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ قبل دوپہر بمکان پادری احمد مسیح صاحب واعظ سالیبر بی۔ جی۔ مشن جو مجلس بغرض اظہار دعوٰی و عقاید و دلائل حضرت بہاء اللہ صاحب منعقد ہوئے تہے۔ آپ نے باوجود درخواست بار بار حضار مجلس کے اون عقاید و دعاوی کا کچھہ اظہار نہ فرمایا۔ اور سامعین کا وقت عزیز ضائع کرایا۔ بالآخر جناب سے بابو شیخ کرامت علی صاحب مجددی نقشبندی نے یہہ التجا کی۔ کہ آنجناب اس عاجز راقم الحروف احمدی سے اپنی دعاوی و دلائل میں تحریری گفتگو ایک جلسہ میں کریں۔ اور اس مباحثہ کی اشاعت کا ذمہ بھی باوصاف موصوف نے خود اٹھایا تہا۔ اس پر جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب نے یہہ فرمایا۔ کہ اس گفتگو کے واسطے مکان زینت محل بذمہ داری خود یعنی فریقین کی حفظ آبرو کا ذمہ وار ہو کر میں دیتا ہوں مگر قبل از انعقاد جلسہ شرائط و ضوابط مناظرہ باہمی فریقین میں طے ہو جاویں۔ تا کہ گفتگو کے وقت کوئی دقت واقع نہ ہو۔ آنجناب نے جواباً فرمایا تہا۔ کہ گفتگو کرنی منظور ہے۔ الّا تعین مکان و یوم میری مرضی پر منحصر ہوگا۔ باقی شرائط مناظرہ کو دیکھکر انکا تسلیم یا انکار کرونگا۔ چونکہ درخواست شیخ کرامت علی صاحب آپ نے منظور فرمائی کہ اس لئے شرائط و قواعد مناظرہ بذریعہ عریضہ ہذا بغرض ملاحظہ و منظوری ارسال ہیں۔

(۱) فریقین ہر ایک سوال و جواب تحریری پیش کرینگے زبانی تقریر قابل جواب نہ سمجھی جاویگی۔

(۲) ان تحریروں کو خواہ اپنی قلم سے لکھیں خواہ آپ دوسرے سے لکھوالیں۔ مگر میں خود اپنے ہاتھہ سے لکھوں گا۔ ہر ایک تحریر پر فریقین کے دستخط معہ دو دیگر شہادتوں کے (جو بطور تصدیق ہونگی)

(۳) ہر ایک فریق اپنی تحریر سوالی ہو۔ یا جوابی۔ بعد ثبت دستخط خود حاضرین جلسہ کو سنا دیگا۔ اور بعد سنانے کے تصدیقی دستخط ہو کر حوالہ فریق مقابل بغرض تحریر جواب کیجاویگی۔

(۴) ہر ایک تحریر کے واسطے زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ ہوگا۔ اگر کوئی فریق اپنی تحریر سے نصف گھنٹہ کے اندر فارغ ہو جاوے۔ تو باقیماندہ وقت اس کو دوسری تحریر کے وقت اگر ضرورت ہوگی۔ تو جواب دیا جاویگا۔ یعنے جب چاہے اپنا باقیماندہ وقت تحریر کرنیکے لئے نہ کہ کسی زبانی تقریر کے لئے لے سکیگا۔

(۵) دو میر مجلس اور ایک صدر جلسہ ہوگا۔ فریقین اپنی اپنی جانب سے میر مجلس نامزد کرینگے۔ اور صدر جلسہ اوس کو ماننا ہوگا۔ جو بانئے جلسہ ہو۔ مثلاً اگر زینت محل میں یہہ جلسہ قرار پاوے۔ تو اوس کے بانی مولوی عبدالمجید صاحب سمجھے جا کر صدر قرار دئے جاوینگے۔ اگر کوئی مکان آپ تجویز کریں۔ تو اوس مکان کے متولی یا مالک بانی جلسہ اور صدر ہونگے۔ میر مجلس صاحبان اور صدر جلسہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔ اس سے زاید اونکو کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

الف۔ صرف انتظام جلسہ قایم رکھنا اونکا فرض ہوگا۔ فریقین کی گفتگو میں مداخلت کرنیکا کسی کو حق نہ ہوگا۔ اور حفظ امن کی ذمہ داری۔

ب۔ جو شخص باوجود مہری رضا جملہ شرایط مناظرہ کے گفتگو کو درمیان میں چھوڑ کر چلا جاوے۔ اس کو گریز یافتہ قرار دیکر فیصلہ تحریری بوجوہات گریز لکھدینگے۔

ج۔ جو فریق کسی شرط کی خلاف ورزی کریگا۔ بصورت عدم طلب معافی اس کو گریز یافتہ قرار دینگے۔

د۔ ہر ایک تحریر پر میر مجلس صاحبان صدر جلسہ کو دستخط بطور تصدیق کرنے ہونگے۔ اور بعد اختتام مباحثہ فریقین کی تحریریں جمع کر کے بصورت کتاب نقل کرا کر اپنی شہادت سے معہ چند دیگر حضار جلسہ کے دستخط سے مزین کر کے ایک ایک نقل فریقین کو دینگے۔ اور اصل تحریریں اپنے پاس رکھینگے۔

ھ۔ فقرہ حرف الف کی پابندی صرف صدر جلسہ کے ذمہ ہے۔ اور باقی ہر سہ فقرہ جات کے پابند ہر سہ صاحبان یعنی میر مجلس و صدر ہونگے۔

و۔ قبل از انعقاد جلسہ بذریعہ ایک اشتہار مطبوعہ کے صدر جلسہ کی جانب سے یہہ مشتہر ہوگا۔ کہ مباحثہ تحریری فلان مقام میں فلان یوم و وقت مابین مرزا محمود صاحب ایرانی بابی و قاسم علی احمدی ہوگا۔

(۶) جب تک ایک مسئلہ طے نہ ہو جاوے۔ کوئی دوسرا مسئلہ بطریق خلط مبحث نہ شروع کیا جائیگا۔

(۷) سوائے فریقین کے کسی شخص کو خواہ میر مجلس ہوں۔ یا صدر جلسہ یا دیگر حضار مجلس بغیر اجازت فریقین مسائل متنازعہ میں داخل دینے کا بذریعہ تقریر یا تحریر کوئی حق نہ ہوگا۔

(۸) اوّلاً دعاوی حضرت بہاء اللہ صاحب کے آپ کو واضح الفاظ میں پیش کرنے ہونگے۔ تعین دعوے کے بعد دلائل نقلی مسلمہ فصم کر ثبوت دینا ہوگا۔

(۹) میرا حق ہوگا۔ کہ جو چاہوں حضرت بہاء اللہ صاحب کے دعاوی وغیرہ کے متعلق تحریری سوال کے ذریعہ دریافت کروں۔ اور تحریری جواب پاؤں۔

(۱۰) دلائل کتب مندرجہ ذیل کے حسب مراتب کتب دینے ہونگے اوّلاً قرآن کریم سے استدلال کرنا ثانیاً احادیث صحیحہ سے ثالثاً آثار صحابہ سے۔ ان استدلالوں میں امورات ذیل کا لحاظ رہیگا کہ قرآن کریم کے اگر کسی لفظ میں معانی میں اختلاف ہو۔ تو اسکے رفع کے واسطے۔ اوّل۔ قرآن کریم سے ہی شواہدات پیش کئے جاویں۔ دوم محاورات عرب سے۔ سوئم لغت عرب سے۔ جب کوئی تفسیر پیش کی جاوے۔ تو وہ آنحضرت صلعم کی حدیث صحیح مرفوع سے ہووے۔

ثانیاً کسی معتبر صحابی سے بسند صحیح ـ
کوئی روایت جو خلاف قرآن ہو ہرگز قبول نہ کی جاوے گی ـ خواہ کسی کتاب میں ہو ـ
خلاف و معارض کسی آیت قرآن
ـ ہرگز ہرگز قبول نہ ہوگی ـ
اثر صحابی ـ اگر صحیح احادیث یا آیات ن کے خلاف و معارض ہو ـ تو قابل قبول
نہ ـ
کی تفسیر کا قول ـ اگر پیش کیا جاوے ـ تو بصورت عدم معارضہ کتاب و سنت و حدیث و اثر صحابی و محاورات عرب قابل قبول ہوگا ورنہ نہیں ـ
اوّل مرتبہ ـ کتب احادیث میں بخاری و مسلم کا ہوگا ـ اس کے بعد صحاح اربعہ کا اسکے بعد دیگر کتب احادیث کا ـ

(۱۱) کوئی فریق اشارۃً یا کنایۃً یا صراحتاً کوئی کلمہ دل آزار خلاف تہذیب بغرض توہین فریق ثانی زبان یا قلم سے نہ نکالے

(۱۲) توریت و انجیل سے اگر کوئی استدلال کیا جاوے ـ تو بشرط مطابقت قرآن کریم قابل قبول و بصورت مخالفت مردود ہوگا ـ اور اگر نہ مخالف ہو نہ مطابق تو اس میں روایتاً و درایتاً گفتگو ہو کر قبول یا عدم قبول ہوگا ـ

(۱۳) آپ جو دعوے حضرت بہاء اللہ صاحب کا پیش کریں ـ یعنی رسالت کا یا نبوت کا یا محدثیت کا یا ولایت کا اوس کی معیار تصدیق و تکذیب بھی قرآن و حدیث سے پیش کریں ـ

(۱۴) بعد دلائل نقلی کے دلائل عقلی و مشاہدات و نظائر بھی پیش کرنے ہونگے ـ

(۱۵) ہر ایک دعوے کا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہوگا ـ کیونکہ مدعی آپ ہونگے ـ اس لئے کہ حضرت بہاء اللہ صاحب کا دعوے مقدم ہے ـ دعوے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام سے ـ

(۱۶) اگر آپ کا دعوے ثابت ہو گیا ـ تو میں بغیر مزید گفتگو کے مرزا صاحب کے دعوے سے منکر ہو کر حضرت بہاء اللہ صاحب کے دعوے کو تسلیم کر لونگا ـ بصورت ثانی آپ کو اعتقاد بہائیہ سے دست بردار ہونا ہوگا ـ

(۱۷) جو دعوے آپ حضرت بہاء اللہ صاحب کی طرف سے پیش کریں ـ اوس کی ادعا کا ثبوت حضرت بہاء اللہ صاحب کی زبان یا قلم سے بیان کریں ـ نہ کہ اپنی جانب سے ورد و دلائل بھی وہی ہوں جو خود حضرت بہاء اللہ صاحب نے اپنی دعاوی پر پیش کئے ہیں ـ

(۱۸) اگر آپ اردو میں تحریر نہ کر سکیں ـ تو فارسی میں خود تحریر کریں ـ یا کسی دوسرے سے کرادیں ـ لیکن اوس کا ترجمہ حاضرین کو سنا دینا آپ کے ذمہ ہوگا ـ

(۱۹) بعد اختتام مباحثہ فریقین کی تحریرات کی نقل جو مصدقہ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ ہوگی ـ طبع کرا کر شائع کی جاوینگی ـ اور کوئی حکم بغرض فیصلہ مسائل متنازعہ نہیں قرار دیا جاویگا ـ خود تحریرات فریقین سے ہر شخص نتیجہ نکال لیگا ـ

(۲۰) تعین مکان و یوم و وقت آپ کی مرضی پر منحصر رکھا گیا ہے جس کی اطلاع آپ بہت جلد بعد قبولیت شرائط مندرجہ صدر اس عاجز کو دینگے ـ

یہہ شرائط ہیں ـ جو میں نے حتی الوسع نہایت انصاف کی نظر سے لکھی ہیں ـ اور فریقین پر اس کا اثر مساوی ہوگا ـ اگر کسی شرط میں ترمیم یا تنسیخ یا ایزادی آپ فرماویں ـ تو بعد غور کے میں بشرطیکہ وہ معقول ہووے ـ بلا عذر قبول کرونگا ـ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

راقم عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دھلی
معروضہ ۲۲ جولائی سنہ یوم یکشنبہ

اس کے جواب میں ایک پر تعلّی مضمون کا مندرجہ ذیل رقعہ ایرانی صاحب کا موصول ہوا ـ جو بڑے مشورہ کے ساتھ ایک کمیٹی نے شخص خاص سے مسودہ لکھوا کر ایرانی زبان میں ادا کرایا جس میں سراسر بیدلیل کا تحکمانہ اظہار ہے ـ اور ایرانی تہذیب کا بھی نمونہ معیار

ھو اللہ تعالیٰ

مخدومی! خط شما رسید ـ درخصوص تعیین مجلس آنچہ نوشتہ بود ـ باعث طول و ہمہ تکرارت بود ـ من از برائے ہمین مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک بعید شدہ ام ـ اگر واقعاً شما ہم برائے ثبوت مقاصد و مدعاے خویش حاضرید من ہم حاضرم و خیلے خوشحال ـ فردا بعد از مغرب در منزل جناب مولوی عبد الحق صاحب مفسر حقانی در محلہ بلی ماران مجلس برقرار خواہد شد ـ و ہر کسے را من بتوانم خبر میدہم ـ و شما ہم امروز و فردا بذریعہ اشتہار یا نیم دیگر مردم را اطلاع دہید ـ بغرضا ہمہ دہلی را ہم بخواہید جمع کنید ـ مختارید ولے برائے من اگر دہ نفر ہشیار عالم ہم کہ باشد کافی است ـ مضایقہ ندارد ـ آنچہ از شرائط لازم است ـ این است کہ اوّل

(۱) میر مجلس و صدر جلسہ معین باید شود کہ آنہا برائے تصدیق و شہادت و انتظام جلسہ و منع عموم از مداخلہ در صحبت و گفتگو و منع طرفین از گریز و غلط مبحث مختار مطلق باشند ـ

(۲) تقریر و سوال و جواب طرفین تحریر شود ـ

(۳) طرفین ہر یک نسخۂ خود تحریر خود را بمیر مجلس و صدر جلسہ دادہ نقل نزد خود بدارد ـ و دستخط از ایشان بگیرند ـ و اگر چنانچہ شما شرائط دیگر ہم دارید در شروع جلسہ پیش کنید ـ ہرگاہ میر مجلس و صدر انجمن منظور نمودند ـ البتہ من ہم قبول خواہم نمود ـ الاہذا خط گذشتہ شما دوم شب بوقت ہشت رسید تا دو روز من منتظر ماندہ بودم ـ دیگر این جواب را تاخیر ننمائید ـ اگر حاضرید خبر امشب برسانید ـ والا من معذور خواہم بود ـ کہ زیادہ بر این اوقات خود را معطل نکنم

حرّرہ حکیم میرزا محمود بہائی ایلانی

یہہ ہے ـ ناظرین حضرت بہاء اللہ صاحب کے وکیل اور فرقہ بہائیہ کے فاضل بیعدیل اور پیسہ اخبار کے عالم جلیل کا مضطربانہ جواب اور آپ کے پر تعلّی فقرات دو کہ من از برائے ہمین مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک بعیدہ شدہ ام ـ و فرضاً ہمہ دہلی را ہم بخواہید جمع کنید ـ مختارید " ولے برائے من دہ نفر ہشیار عالم ہم کہ باشد ـ کافی است " اور آپ کی ایرانی تہذیب کا نمونہ کہ " خط شما رسید ..... آنچہ نوشتہ بودید ـ باعث طول و ہمہ تکرارت بود " جو محض دعوے بے دلیل ہے ـ کوئی ثبوت طوالت و تکرارت کا نہیں دیا ـ اور آپ کا تحکم کہ " اگر واقعاً شما ہم برائے ثبوت مقاصد و مدعاے خویش حاضرید من ہم حاضرم ـ خیلے خوشحال " یعنی اگر یہہ عاجز احمدی اپنے مقاصد و مدعا کے اثبات کے لئے حاضر ہے ـ تو آپ بھی حاضر ہیں ـ ورنہ نہیں ـ اگرچہ ایسی مجالس و گفتگو کے واسطے آوارگی منظور فرمائی ہے ـ تمام دہلی کو بھی جمع کرلو ـ تو آپ کی طرف سے اجازت عام ہے ـ گو منزل مولوی عبد الحق صاحب دو صد نفر سے بھی زاید کے لئے کافی نہیں ہے ـ اور نہ اسقدر وقت کہ اشتہار لکھکر طبع بھی ہو جاوے ـ اور قبل از وقت " ہمہ دہلی را " اطلاع بھی ہو سکے ـ اور شرائط کا فیصلہ میر مجلس و صدر جلسہ فرما دینگے ـ گویا جن شرائط کو صدر جلسہ و میر مجلس آپ کے لئے مناسب سمجھیں ـ اُن کو منظور فرما کر آپ گفتگو کرینگے ـ ورنہ نہیں " آوارہ ممالک بعیدہ ہونے " اپنے علم و فضل کے زعم پر اب آسرا تلاش کرتے

ہیں ـ صدر جلسہ و میر مجلس کا تو ایسا کبھی نہیں سنا گیا ـ کہ بحث تو ہو ـ زید و عمر کے باہمی اور شرائط بحث مقرر کریں ـ خالد و بکر ـ یہہ آپ کی قابلیت و مناظرہ دانی ہے ـ مگر خیر میں نے ..... تا بخانہ باید رسانید کے وجہ سے آپ کے ہی خط کو منظور کر کے مندرجہ ذیل جواب الجواب عرض کیا ہے ـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از جانب عاجز قاسم علی احمدی بخدمت جناب مرزا محمود صاحب بابی ـ گذارش ہووے ـ کہ آپ کا نوازشنامہ ـ بلا تاریخ و یوم بجواب عریضہ میرے مورخہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۰۶ع ـ آج بعد بارہ بجے دوپہر کے پہنچا ـ کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی ـ میرے عریضہ کو آپ نے باعث طول و تکرارات ... مجھکو ممنون فرمایا ـ اس کا فیصلہ اذہان سامعین پر رہیگا ـ وطن مالوف سے ایسی ہی جلسوں کے واسطے جناب کا آوارہ ممالک بعیدہ ہونا بغیر فرمانے آنجناب کے ہی اون مجلسوں کا انعقاد دیار مختلف سے ظاہر ہے ـ جو آپ نے بڑے بڑے شہروں میں ہندوستان کے کی ہیں جن کا اوّلی ثبوت مقام دہلی کی مجالس ہیں ـ کیا جو شخص کسی خاص کام کے واسطے آوارہ ممالک بعیدہ ہوا کرتا ہے ـ وہ اس اہم ضرورت کے حاصل کرنے میں اپنے فرائض اسی طور سے ادا کرتا ہوگا ـ جیسا کہ آنجناب عرصہ دو سال سے ہندوستان کے مختلف بڑے بڑے شہروں میں ادا کر رہے ہیں ـ لاہور ـ راولپنڈی کلکتہ ـ سیالکوٹ وغیرہ میں آپ نے کس قدر جلسے کر کے کتنی لاکھ مخلوق خدا کو امر نو کے صداقت کی شعاعیں پہونچائیں ـ جو سرزمین ایران پر طلوع ہوا تھا ـ اور جسکی خاطر آپ نے آوارگی ممالک بعیدہ کی قبول کی ـ قبل ازیں دہلی میں قریباً دو ماہ بلی ماران میں آپ نے قیام فرمایا ـ اوس عرصہ میں کتنی بار حصول مقصد کے لئے اس آوارگی کے کام کو بذریعہ مجالس انجام دیا ـ میں نہیں سمجھتا ـ کہ اس دو سالہ آوارگی کا سوائے سیر و سیاحت و بلدیہ پیمائی کے کونسا کارنامہ آپ کے پاس بطور ثبوت و مشاہدہ کے موجود ہے ـ کیا کوئی نظیر آپ مخالف کے سامنے ایسی پیش کر سکتے ہیں جس سے ادعاء سامی کہ " من از برائے ہمین مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارۂ ممالک

...ہو جاوے ۔ ہرگز نہیں
...فرمایا ہے ۔ کہ "خود گذشتہ
...ب وقت ہشت رسید ۔ تا دو روز من
...ماندہ بودم" اسکا جواب یہہ ہے ۔ کہ روز
شنبہ بارہ بجے کے قریب یہہ عاجز اس مجلس
سے جو پادری احمد مسیح صاحب کے مکان پر
منعقد ہوئی تھی ۔ واپس آیا ۔ یکشنبہ کو آپ
کی خدمت میں بوقت ۸ بجے شب کے عریضہ
ارسال کر دیا ۔ یہہ اس قدر وقت نہیں گذرا
جسمیں آپ کو انتظار کی تکلیف گوارا کرنی
پڑتی ۔ اور اگر واقعی آپ نے زحمت انتظار
اٹھائی ہے ۔ تو اس کی معافی چاہتا ہوں ۔
بعد ازین سر مطلب آکر عرض کرتا ہوں ۔ کہ
آپ نے جناب مولوی عبد الحق صاحب
کا مکان اور یوم فردا بعد مغرب گفتگو
تعیین فرما کر تعین دیگر امور رقم فرمائے ہیں جن
کو لازمی سمجھا ہے ۔

(۱) میر مجلس و صدر جلسہ معین ہونا چاہیئے ۔
جو تصدیق و شہادت و انتظام جلسہ و اخلت
... در گفتگو مع طرفین انگیز و غلط ... وغیرہ
میں مختار مطلق ہوں ۔

(۲) تقریر و سوال و جواب طرفین تحریری ہوں
(۳) فریقین خود تحریر کر کے نقل اپنی پاس محفوظ
... میر مجلس صاحبان رکھکر اصل انکو دیدیں ۔
سو جو ایک التماس ہے ۔ کہ مکان مولوی
عبد الحق صاحب میں انعقاد جلسہ مجھکو منظور
ہے ۔ مگر اس شرط سے جو دہلی کے واسطے از
روئے قانون و انصاف و مصلحت نہایت
ضروری ہے ۔ کہ مولوی عبد الحق صاحب اپنا
دستخطی رقعہ اس مضمون کا میرے نام کل ۸
بجے قبل دوپہر تک بھیجدین ۔ کہ "حسب درخواست
مرزا محمود صاحب بابی میں اپنا مکان اس
جلسہ بحث کے واسطے جو درمیان مرزا صاحب
ممدوح و قاسم علی ہو گا ۔ خاص کرتا ہوں ۔ اور
انتظام جلسہ و حفظ امن فریقین (یا آپ کو
اگر اطمینان ہے تو) صرف حفظ آبرو قاسم علی
معہ اُن کے ہمراہیاں کا ذمہ وار ہوں ۔ قاسم
علی معہ احباب خود وقت مقررہ مکان جناب مرزا
محمود صاحب پر آ جاویں " بعد آنے اس تحریری
دستخطی رقعہ مولوی صاحب کے بعد مغرب میں
حاضر ہو جاؤنگا ۔

شرط اوّل کی بابت میں اپنی جانب سے
جو میر مجلس مقرر کرتا ہوں ۔ اُن کا نام ڈاکٹر
محمد اسمٰعیل خان صاحب ہے ۔ آپ اپنی جانب
[illegible]

بجے تک مطلع فرما دین ۔ اور صدر جلسہ مولوی
عبد الحق صاحب ہونگے ۔ جو بانی مجلس و صاحب
مکان ہیں ۔ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ
کے اختیارات کا فیصلہ بھی حسب تحریر سابق
شروع جلسہ میں ہو جاویگا ۔
شرط دویم ۔ تو میری پیش کردہ ہی ہے ۔ جو
مسلم ہے ۔
شرط سویم ۔ کی بابت بھی مناسب تجویز حسب
قرارداد باہمی اوس وقت ہو جاویگی ۔
رہا ۔ دیگر شرایط کا فیصلہ بشرط منظوری صدر
انجمن و میر مجلس آپ کو قبول ہو گا ۔ ورنہ نہیں
اس کا بھی تصفیہ حسب الارشاد آپ کے
شروع جلسہ میں ہو جاویگا ۔ آیندہ جو تحریر بھیجیں ۔
بہ ثبت تاریخ و یوم لکھا کریں ۔ والسّلام
علیٰ من اتبع الھدیٰ

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
۲۳ ۔ جولائی ۱۹۱۰ء دو شنبہ

حضرات ۔ ناظرین دیکھئے ۔ عاجز نے
کس قدر ایرانی صاحب کی مہمان نوازی و
مسافر پروری کی ہے ۔ کہ جہاں تک ممکن تھا
اُن کی رضامندی ہر امر کے متعلق ملحوظ رکھی
ہے ۔ کہ کسی طرح وہ اپنی میزبان سے ناراض
ہو کر ایران کو نہ سدھارین ۔ مگر دلائے برحال ایرانی
کہ کسی بات پر بھی قایم نہ ہوا ۔ اور بجواب اس
عریضہ کے مندرجہ ذیل رقعہ میرے نام بھیجا ۔
ھو اللہ ۔ دوست من ۔ نامہ شما کہ بدایتاً
شرحی از سفر دہلی و مسافرت دو سالہ پنجاب
فانی داشت رسید ۔ جناب اسفر دہلی من کمتر
از مسافرت شما منتج و مؤثر بود ۔ کہ آنقدر
عریدہ ہا در شہر انداختید ۔ و از پنجاب تا ہندوستان
کوس نحن الموعود کوبیدید ۔ آخر الامر خروج و دخول
دہلی نتیجہ نہ بخشید مردمان مشہود و معلوم نہ گردید
دیگر از سفر دہلی من چہ توقع دارید ۔ عنقریب
نتیجہ و اثر این سفر دو سالہ پنجاب من چون ثعبان
مبین شود ۔ و خیال اوہام بیست سالہ شمارا
بیلعد ۔ ھذا وعد غیر مکذوب ۔
دیگر در خصوص شرائط مجلس بدانست ۔ کہ
یوم دوشنبہ مجملاً و مختصراً نگاشتم ۔ لدی الحضور
میر مجلس و صدر جلسہ انتخاب خواہند شد و شرائط
غیر از آنچہ قبلاً نوشتم ۔ معلق بقبول میر مجلس و صدر
جلسہ است ۔ باقی مطالب کہ قابل تحریر باشد
نیز والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔ در
خصوص اجازہ زمان و مکان جناب مولوی
عبد الحق صاحب در صفحہ آخری ملاحظہ نمائید توم
تا ... مانع عذر شما شود و نیز ...

بعد مغرب حاضر شود ۔ حررہ حکیم میرزا محمود
ایرانی بہائی ۔ دو شنبہ ۲۴ جولائی ۱۹۱۰ء
نقل تحریر مولوی عبد الحق صاحب دہلوی مفسر تفسیر
حقانی ظہری رقعہ میرزا محمود ایرانی
جناب من ۔ میں بخوشی خاطر اجازت دیتا
ہوں ۔ کہ بعد نماز مغرب روز چہار شنبہ
۲۵ ۔ جولائی کو غریب خانے پر مناظرہ کے لیے
تشریف رکھیں ۔ مگر وہ اشخاص جن سے اندیشہ
فساد ہو گا ۔ اوٹھا دئے جائیں گے ۔ آج شب
کو انجمن ہدایت الاسلام کا جلسہ ہے اس
لئے کل پر محول کیا گیا ۔ ابو محمد عبد الحق ۲۴ ۔
جولائی دو شنبہ ۔

اَیُّھَا النَّاظِرِیْن ۔ آپ نے ایرانی تحریر
معہ اجازت نامہ مولوی صاحب کے ملاحظہ
فرمائے ۔ آپ فرما دین تو سہی ۔ کہ کیا یہہ میرے
خط کا باصواب جواب ہے ۔ اور اجازت نامہ
میری منشاء کے مطابق تحریر فرمایا ہے ۔ ہرگز
نہیں ۔

ایرانی صاحب سے میں عملی ثبوت اس
دعوٰے بیدلیل کا کہ "من از برائے ہمین
مجالس و گفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک
بعیدہ شدہ ام" مانگتا ہوں ۔ آپ اوس کے
جواب میں فرماتے ہیں "عنقریب نتیجہ و
اثر این سفر دو سالہ پنجاب من چون ثعبان
مبین شود" سبحان اللہ کیا بدیہی ثبوت
آپ نے پیش کیا ہے ۔ جیسا کہ بعض علماء
اہل حدیث مسیح علیہ السلام کے آسمان سے
آنیکے ثبوت میں لکھتے ہیں ۔ وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ
یعنی قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ مسیح
کا نزول قیامت کی نشانی ہے ۔ اور یہہ جواب
خدا تعالیٰ کا منکرین قیامت موجودہ زمانہ
محمد صلعم کو دیا گیا ہے ۔ کہ تم جو انکار قیامت
کرتے ہو ۔ اوس کے آنیکی دلیل کو مسیح ابن مریم
ہے ۔ کیا تعجب نامہ ہے ۔ کہ منکرین قیامت
تو آج انکار کر رہے ہیں ۔ اور دلیل اون کو
وجود قیامت کی ایسی دیجاتی ہے ۔ کہ جو خود
ہنوز محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے ۔ اور بالفرض
اگر صحیح بھی ہو ۔ تو اوس دلیل کا وجود خدا جانے
کس زمانہ میں ہو گا ۔ مگر منکر آج ہی مان لیوے
کہ بیشک وجود قیامت کی یہہ زبردست دلیل ہے ۔
کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اتریگا ۔ خواہ
کسے زمانہ میں ہو ۔ ایسا ہی ایرانی صاحب
کا جواب ہے ۔ کہ "عنقریب میرے دو سالہ
سفر کا نتیجہ" "چون ثعبان مبین شود" میں آپ
سے اون جلسوں اور مناظروں کی تفصیل پوچھتا

ہوں ۔ جو آپ نے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں
میں اس دو سال میں کئے ہیں جس سے آپکا
یہہ دعوٰے عملاً ثابت ہوتا کہ بیشک آپ ایسے
جلسوں اور گفتگوؤں کے واسطے آوارہ پھرے
ہیں ۔ آپ اثر و نتائج سفر کا بیان کرتے ہیں ۔
اور وہ بھی محض خیالی جس کا وعدہ آیندہ
پورا ہو کر دلیل کہلانے کا مستحق ہو گا ۔ یہیں تک
آپ کی سخن فہمی ختم نہیں ہوئی ۔ بلکہ آپ نے ہماری
سفروں کو جو غالباً حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ السّلام کے سفر دہلی سے مراد ہے ۔
ورنہ میں نے تو کوئی سفر اس غرض کے واسطے
جس کے آپ مدعی ہیں ۔ آجتک کیا نہیں ۔ پیش
کر کے فرماتے ہیں "سفر دہلی من کمتر از مسافرت
شما منتج و مؤثر نبود" مسافرت مسیح الزمان کے
نتائج آپ کو سرائے احمد پاسی میں اور مشن عیسائی
میں کیسے معلوم ہوتے ۔ لاہور کا سفر تو آپ نے
خود ملاحظہ فرمایا تھا ۔ کہ کس قدر منتج و مؤثر رہا ۔
کس قدر لوگ بیعت امام الزمان میں داخل
ہوئے ۔ پھر سیالکوٹ و جہلم کے سفر آپ اخبارات
میں پڑھیں ۔ صدہا لوگوں نے آپ کو مسیح موعود
تسلیم کر کے بیعت کر لی ۔ اس کے مقابلہ میں ہنوز
دو سالہ آوارگی میں جن لوگوں نے بہاء اللہ جیسا
کو مسیح یا مہدی یا جو کچھ بھی آپ اُن کو کہتے ہیں
مان کر اظہار کیا ہو ۔ اُنکا کچھ پتہ دیا ہوتا ۔ رہا
حضرت اقدس کا سفر دہلی وہ دو بار ہوا ہے ۔
اوّل اس زمانہ میں جب کہ آپ نے مہدی کا نام
نہیں لیا تھا ۔ اوس کی حالات محض نابینا ایڈ
کیپنی کے زبانی سنکر آپ نے صحیح جان لئے ۔
تو اپنے نفس پر ظلم کیا ۔ اور اگر آپ نے پوری
تحقیق کے بعد معلوم کر کے لکھا ہے ۔ تو سراسر
کذب ہے ۔ جو لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ سے
ڈرنا چاہئیے تھا ۔ سفر دوم دہلی کا بغرض تبلیغ
نہ تھا ۔ اور نہ کوئی جلسہ دہلی میں ہوا ۔ مگر تاہم اس
سفر میں جو قریباً دس بارہ یوم کا تھا ۔ چالیس
آدمیوں تک بیعت میں داخل ہوئے ۔ اور اب
ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ۔ بڑی مہربانی آپ
نے بہاء اللہ صاحب کے سفر ہا کا کچھ تذکرہ
فرمایا تھا ۔ کہ کیسے منتج و مؤثر ہوئے ۔ الغرض میں
پوچھتا کچھ ہوں ۔ اور آپ جواب کچھ دیتے
ہیں ۔ بقول مشہور ؎ من چہ میگویم ۔ و طنبورہ
من چہ می سراید ۔ پھر میں نے جو رقعہ مولوی
عبد الحق کا طلب کیا تھا ۔ اوس کی عبارت
لکھدی تھی ۔ چاہئیے تھا ۔ کہ وہ عبارت اگر نہ
لکھتے ۔ تو اوس کا تمام مفہوم اپنے الفاظ میں ادا
کر دیتے ۔ مگر ایسا نہیں کیا ۔ نہ اوس میں حفاظت

کا ذمہ نہ یہہ کہ کسی کی درخواست پر آپ نے مکان مناظرہ کے واسطے دیاہے نہ اُس میں کسی کا نام لکھا ہے۔ کہ کس کو آپ مناظرہ کے لیئے آپکی اجازت دیتے ہیں۔ الغرض باوجود اِن تمام بے عنوانیوں کے اس عاجز نے طول نہیں دیا۔ اور وہاں جانا منظور کرکے ذیل کا اطلاعی اور آخری رقعہ اِن کے جواب میں بھیجدیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

از احقر العباد قاسم علی احمدی بخدمت جناب مرزا محمود صاحب بابی بہائی۔ والسّلام علیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصّالحین۔ نوازشنامہ سامی معہ اجازت نامہ مولوی عبدالحق صاحب بتقرر یوم مباحثہ ۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء بوقت شب بعد مغرب۔ آج موصول ہُوا۔ انشاء اللہ یہہ عاجز وقت مقررہ پر حاضر ہوجاویگا۔ شرائط مباحثہ جو بحیثیت عریضہ اوّل مورخہ ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء میں تحریر کرچکا ہوں۔ اوّل اُون میں گفتگو ہوگی۔ بعد تصفیہ شرائط مباحثہ شروع کیا جائیگا۔ باقی امور مندرجہ خط سامی کا فیصلہ بھی قبل از مباحثہ ہو رہیگا۔ میر مجلس لامحالہ فریقین کے اپنے اپنے انتخاب سے ہونگے اور صدر جلسہ بانی جلسہ و مالک مکان سمجھے جاوینگے۔ میری جانب سے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب میر مجلس ہیں۔ آپ اپنے میر مجلس صاحب کو سرجلسہ منتخب کرسکتے ہیں۔ آپنے شرائط کا از سرِنو تجویز کرنا چاہا اس کی بابت بھی بر سر موقعہ مباحثہ عرض کرونگا۔ والسّلام

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی۔
۲۴۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء سہ شنبہ

بعد اس قرار داد باہمی کے یہہ عاجز معہ اخویم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب و مستری قادربخش صاحب و چوہدری فتح محمد خان صاحب کنٹرکٹر و مستری عظیم بخش صاحب و عبداللہ خان صاحب بعد مغرب مولوی عبدالحق صاحب کے مکان پر پہونچا۔ وہاں تخمیناً تیس چالیس آدمیوں کے جمع تھے۔ اور مسٹر محمود ایرانی مع مسٹر احمد مسیح پادری اپنے رفیق و نابینا اینڈ کمپنی کے بھی اون میں موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد مولوی عبدالحق صاحب کھانا تناول فرما کر تشریف لائے۔ اور ذیل کی گفتگو فرمائی

مولوی عبدالحق صاحب۔ سب آگئے ہیں۔

حاضرین۔ جناب سب موجود ہیں۔

مولوی صاحب۔ کون کون صاحب مناظر ہیں۔

ایک شخص۔ مرزا محمود صاحب ایرانی۔ اور قاسم علی صاحب قادیانی۔ (گویا مولوی صاحب کو اس سے پہلے مطلق اس کا علم نہیں تھا۔ حالانکہ پورا علم تہا)

مولوی صاحب۔ قبل از گفتگو میں یہہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کس مسئلہ میں نزاع ہے جس میں مناظرہ ہوگا۔

عاجز احمدی۔ تمام گذشتہ بیان جس کی بناء پر یہہ جلسہ قرار پایا تہا۔ ظاہر کرکے احمد مسیح کی شہادت دلواکر کہ ہاں یہہ واقعات صحیح ہیں۔ عرض کیا۔ کہ مرزا محمود ایرانی اپنے عقاید و دعاوی معہ دلائل بیان کرینگے۔ اُن میں جرح قدح میں کرونگا۔ کیونکہ آپ مدعی ہیں۔ ماموریت بہاء اللہ صاحب کے

ایرانی۔ میں مدعی نہیں ہوں۔ بلکہ یہہ خود مدعی مسیحیت مرزا صاحب قادیانی کے ہیں یہہ اپنا دعوے بیان کرینگے۔ میں جرح کرونگا۔ کیونکہ یہہ بر مکان احمد مسیح کہہ چکے ہیں کہ میں تمہارا مدمقابل ہوں۔ مجھہ سے گفتگو کرو۔ اور بڑے جوش سے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا تہا۔

احمدی۔ مدمقابل ہونا شے دیگر ہے۔ اور مدعی بننا کچھہ۔ اور مدمقابل ہونے سے مجھ اب بھی انکار نہیں۔ مدمقابل اوس کو کہتے ہیں۔ جو فریق ثانی مناظرہ و مباحثہ کرتا ہے مقابلہ کرتا ہے۔ نہ کہ مدعی کو خصوصیت کے ساتھہ۔

مولوی صاحب۔ فریقین گریز کرتے ہیں اور مدعی بننے سے انکار فیصلہ کیونکر ہو۔

احمدی۔ واقعات گذشتہ جس کی بناء پر یہہ جلسہ قرار پایا۔ بشہادت پادری احمد مسیح آپ سُن چکے۔ کہ محض بغرض سماعت دعوے ایرانی یہہ نوبت آپ تک پہنچی۔ اور فریقین کا گریز محض عدم تدبر واقعات سے آپنے سمجھا۔ اس کا فیصلہ آسان اور باقاعدہ اصلح ہوگا۔ کہ اوّل آپ میرا وہ خط پڑہیں۔ جو بابت شرائط باہمی لکھکر بھیجا گیا ہے۔ بعد فیصلہ شرائط اور کوئی گفتگو ہوگی۔ اور یہہ جملہ امور شرائط میں اوّل لکھہ چکا ہوں۔ اس پر خط مورخہ ۲۲۔ جولائی جو متضمن بشرائط مناظرہ تہا۔ پڑہکر سنایا گیا۔ جس وقت فرایض صدر جلسہ و میر مجلس صاحبان کے

پڑہے گئے۔ تو مولوی صاحب نے اعتراض ذیل کیا۔

مولوی صاحب۔ کیا صدر انجمن بعض لوگوں کو شور و غل سے منع کرتا رہیگا۔ اور اُس کا کچھہ اختیار نہیں۔ جیسے دیگر عوام الناس ہونگے ویسا ہے۔ وہ بھی ایک عامی سامعین میں سے ہوگا۔ تو بحث فضول۔ نتیجہ ہیچ۔ تضیع اوقات ہے۔

ایرانی۔ مجھکو منظور نہیں ہے۔ کہ صدر انجمن صرف اتنے ہی اختیار کا ہو۔ کہ انتظام جلسہ رکھے۔ بلکہ ہر ایک منازعت کا فیصلہ کرے خلط بحث نہ ہونے دے۔ غرض میری جانب سے بجمیع امور آپ یعنی صدر جلسہ مختار مطلق ہیں۔ جیسا کہ میں اپنے جوابی خط میں لکھہ چکا ہوں۔ اب جوابی خط پڑہا گیا۔ جو بلا تاریخ و یوم ایرانی نے بھیجا تہا۔

مولوی صاحب۔ خط ایرانی سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ بیشک یہہ جملہ اختیارات خلط بحث و فیصلہ معانی مختلفہ و بحث حقیقت و مجاز و استعارہ میں صدر جلسہ کو پورا اختیار حاصل ہو۔ کہ جس فریق کو مطابق کتب مسلمہ کے پاوے ڈگری دے۔

احمد مسیح نابینا۔ بیشک ایسا ہونا ضروری ہے۔ بغیر کل اختیارات صدر جلسہ کے بے نتیجہ بحث ہوگی۔

احمدی۔ (مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر) یہہ ظاہر ہے۔ کہ فریقین اپنے دلائل نقلی مسلمات خصم سے دینگے۔ اور جو لفظ از روے معانی مشترکہ ہوگا۔ یا مجاز و استعارہ بتلایا جاویگا محض اپنی تخیل سے یہہ بیان نہ ہوگا۔ بلکہ شواہدات و نظائر و لغت و محاورات عرب سے ہی ثبوت دیا جاویگا۔ جس کا ثبوت اس کے خلاف ہوگا۔ وہ مردود ہوگا۔ ایسی صورت میں اختلاف معانی کا فیصلہ صدر جلسہ کیا بذریعہ الہام کے کرینگے۔ یا انہیں ذرائع سے؟ ظاہر ہے۔ کہ صدر جلسہ آپ ہوں۔ یا کوئی دیگر صاحب۔ وہ بھی ایسے ثبوت بتلا کر فیصلہ دینگے۔ پھر کسواسطے صدر جلسہ اختلاف معانی کا فیصلہ کرنے میں مختار مطلق کیا جاوے۔

مولوی صاحب۔ بیشک یہہ درست ہے کہ صدر جلسہ جو فیصلہ خلط بحث و اختلاف معانی کا دیگا۔ بدلائل سمجھا کر کتب مسلمہ سے دکھلا کر کہدیگا۔ کہ فلاں کا دعوے معانی الفاظ میں صحیح ہے۔ نہ کہ وہ محض تحکماً بے دلیل فیصلہ کرے۔ غرضیکہ بڑی لمبی بحث کے بعد یہہ ہی منظور کرلیا گیا۔ کہ خلط بحث و اختلاف معانی کا فیصلہ بدلائل لکھکر دینے کا اختیار بھی۔ صدر جلسہ کو دیدیا جاوے۔

احمدی۔ گو اگرچہ اس اختیار کی ضرورت نہ تہی۔ مگر قطع بحث کے واسطے میں منظور کر لیتا ہوں۔ کہ جو فیصلہ آپ یا کوئی صدر جلسہ خلط بحث و اختلاف معانی میں بدلائل دینگے۔ منظور کرلیا جاویگا۔ الّا مسائل متنازعہ فیہ میں کوئی فیصلہ دینے کا اونکو اختیار نہ ہوگا۔

۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو بعد مغرب

یہاں تک گفتگو ہو کر جس میں دس بجے سے زاید وقت شب گذر چکا تہا۔ دوسرا مسئلہ تعین میر مجلس کا قرار پایا۔ چونکہ قبل ازیں۔ ناظرین ملاحظہ کرچکے ہیں۔ کہ اخویم ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب میری جانب سے میر مجلس تھے۔ اب میر مجلس کا تعین صرف فریق ثانی کی جانب سے ہونا چاہیئے تہا۔ پھر یہہ مسئلہ کیوں پیش ہُوا۔ یہہ اسلئے کہ اختیارات صدر جلسہ زاید ہوگئے۔ کچھہ مداخلت بحث میں بھی انکو کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اس لئے ضرورت سمجھی گئی۔ کہ میر مجلس بھی عربی دان ہوں۔ اور ہر سہ میر مجلس و صدر جلسہ کا متفقہ فیصلہ ایسے منازعت میں جو خلط بحث و اختلاف معانی کے بابت ہُوا۔ واجب القبول ہوگا۔ پس جلسہ امروزہ اس پر قایم ہُوا۔ کہ فریقین صدر جلسہ بھی جسکو چاہیں مقرر کریں۔ اور میر مجلس بھی۔ سیح بچار کرنا مزد کرکے کل آکر بتلاویں۔ اور شرایط مباحثہ بھی بمواجہ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ طے ہونگے۔

جلسہ دوم ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

بعد مغرب نیازمند بھی بمراہی اخویم مستری عظیم بخش صاحب و چوہدری فتح محمد خان صاحب مکان جلسہ میں پہنچے۔ تو وہاں مرزا صاحب ایرانی کو مع چند دیگر صاحبان کے موجود پایا۔ جو تقاویر بہائی ساخت لائیٹ دکھلا رہے تھے۔ بعد انفراغ از تماشا ے تصاویر مولوی عبدالحق صاحب نے فرمایا۔ آنکو صاحب کون میر مجلس تجویز کئے۔

احمدی۔ میری جانب سے میر مجلس مرٹھ سے آوینگے۔ اور بوجہ ملازمت وہ اتوار سے قبل نہیں آسکتے

مولوی صاحب - اچھی بات کچھ حرج نہیں - ایرانی سے مخاطب ہوکر کہا دو روز بعد ان کے میر مجلس آوینگے - آپ کو دو روز انتظار کرنا پڑیگا

ایرانی - خیر میں تو اس کام کے واسطے ماہ و سال ٹھیر سکتا ہوں - مگر میرا مریض بیمار ہے - اوس کو دہلی کی آب و ہوا موافق نہیں - اس لئے تعجیل کر و میری جانب سے میر مجلس مولوی کفایت اللہ صاحب ہیں -

احمدی - میر مجلس جو میرٹھ سے آوینگے - وہ بوجہ ملازمت بار بار نہیں آسکتے - اون کو اوس جلسہ پر آنا ضروری ہوگا جس میں اصل گفتگو شروع ہو جاوے - میں مناسب سمجھتا ہوں - کہ شرائط کا فیصلہ تو اسسے پہلے ہوکر صرف جلسہ بحث ہی باقی رہے - ورنہ اتوار کا جلسہ بھی اگر طے شرائط میں لگ گیا - تو پھر اتوار آئندہ تک ملتوی رہیگا -

آج کے جلسہ میں اتفاق سے جناب حکیم رضی الدین خان صاحب خلف الرشید جناب حکیم ظہیر الدین خان صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی بھی رونق افروز تھے - انہوں نے باجازت مولوی صاحب و فریقین اپنی رائے کا اظہار مندرجہ ذیل کیا -

حکیم رضی الدین خان صاحب - میری رائے میں جو بے غرض اور آزادی کے ساتھ ہے - کیونکہ میں فریقین سے اسوقت تک ناآشنا ہوں - یہہ مناسب ہے - کہ شرائط مناظرہ اسی وقت اسی جلسہ میں جسمیں حضرت مولوی عبد الحق صاحب اور مولوی کفایت اللہ صاحب و دیگر چند مولوی صاحبان معہ اہلیہ وغیرہ موجود ہیں طے ہو جاویں - تاکہ آسانی ہوئے جلسہ ثانی ہو جاوے اور فیصلہ معانی کے واسطے ضرور صدر جلسہ کو اختیارات ہونے مناسب ہیں -

احمدی - بیشک اسیوقت طے فرمالئے جاویں میں کل شرائط لکھکر اول ہی دے چکا ہوں - اس کو ملاحظہ فرماکر تصفیہ شرائط ہو جاوے - اور پہلے اس شرط کا فیصلہ ہو کر مرزا صاحب ایرانی اپنا دعوے پیش کرینگے یا نہیں -

---

یہہ مولوی کفایت اللہ صاحب وہ حضرت ہیں جنہوں نے ایک ماہوار رسالہ البرہان شاہجہانپور سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نکالنا شروع کیا تہ جو چہ ماہوار رسالات نمبر نکل کر خسر الدنیا والآخرۃ مصداق ہو گیا - کسقدر مالی نقصان ایڈیٹر صاحب موصوف کا ہوا - اور قوم نے کچھ امداد نہ فرمائی نصرت الٰہی شامل حال نہ ہوئی - کیونکہ اگر بیساری نجز شخص تائید دین الٰہی کا ہوتا تب وہی فقط کلمۃ اللہ روز بروز ترقی پکڑتا - اور کامیاب ہوتا - مگر مثلاً اسکے چندہ میں ہی تبدیلی - تو خود سمجھ لینا چاہئے کہ ایزدی کے حق کے مقابلہ میں سو رہو گا - اسکی مردی ... کا - اس کا جواب مولوی سید محمد احسن صاحب نے الفرقان

ایرانی - میں اپنا دعوے نہیں پیش کرونگا کیونکہ اول تحریر برائے مباحثہ احمدی کی جانب سے آئی ہے - میں نے کوئی تحریر بحث کرنے کو نہیں بہیجی۔

احمدی - میری تحریر بعد منظوری مباحثہ جو برمکان احمد مسیح صاحب ہو چکی تہی - متضمن شرائط مباحثہ پہونچے تہے - اس تحریر سے یہہ لازم نہیں آگیا - کہ آپ دعوے نہ پیش کریں - آپ ہی ایران سے ازبرائے ہمین مجالس و گفتگو آوارہ ممالک بعیدہ شدہ آیدہ ذکر میں - آپ کا دعوے مقدم ہے - دعوے مرزا صاحب علیہ السلام سے - آپکے پاس کوئی کتاب جامع ایسی نہیں جس سے ہر شخص آپ کے مذہب سے واقفیت پیدا کرے - آپ ہر شہر میں ایسی ترویج عقاید خود کے واسطے پہرتے ہیں - یہہ جلسہ محض آپ کی دعاوی کی بیان کرنیکے واسطے بطور مباحثہ قرار پایا ہے - پس اب یا تو انکار کریں - کہ میں اس جلسہ میں اول اپنا دعوے نہیں پیش کرسکتا یا یہ کہ میرا کوئی دعوے نہیں - اوس کے بعد ہم دوسرا جلسہ کر کے اپنا دعویٰ پیش کرینگے - اور آپ کو جرح کرنیکا اختیار دیا جاویگا -

حکیم رضی الدین خانصاحب - میری رائے میں مرزا محمود صاحب ایرانی - چونکہ ایران سے محض اسی غرض کے واسطے ہندوستان میں تشریف لائے ہیں - کہ اہل ہند کو اپنے مذہب کو سناکر منوائیں - تو بغیر کسی ایسی شرط کے کہ مثلاً زید اگر اپنے عقاید بیان کرے - تو میں بھی کرونگا - ورنہ نہیں - انکو علی الاعلان اپنے دعاوی و دلائل کا بیان کرنا ضروری ہے - اور ہر شخص کو اس پر جرح کرنے کا حق دینا انصاف پر مبنی ہے - لہذا مرزا صاحب ایرانی اس جلسہ آئندہ میں جو اتوار کو ہوگا - اپنے دعاوی و عقاید بیان فرماویں - ہم سب اہل دہلی سنینگے - اور ہماری جانب سے قاسم علی صاحب احمدی وکیل ہوکر آپ کے عقاید پر جرح کرینگے .... اور مولوی عبد الحق صاحب اور میر مجلس صاحب صرف اس امر کا فیصلہ دینگے - کہ آپ نے جو دعوے بیان کیا - اوس کے مطابق دلیل بہی دیدی - اور احمدی صاحب نے جو جرح کی وہ معقول ہے یا نامعقول - اور اس جرح کو آپ نے اوٹھا دیا - باقی مسائل و عقاید کے متعلق کوئی حق یا ناحق ہونے کا فیصلہ نہیں ہوگا -

مولوی صاحب - جاو صاحب - فیصلہ ہو گیا - اب آپ میر مجلس یہاں سے ہی کسی کو مقرر کرو - کیونکہ اس وقت تم مدعی نہیں ہو - بلکہ جانچ اس کی ضرورت نہیں - کہ ہم عقیدہ آپکا ہی میر مجلس ہو - جب تم مدعی بنوگے - تو اسوقت دوسرا میر مجلس جو اپنا ہم عقیدہ ہو مقرر کرلینا -

احمدی - میر مجلس کی ضرورت ہمکو بیشک اسی وقت ہوگی - جب کہ ہم اپنا دعوے پیش کرینگے اور آپ کو ایرانی صاحب نے اپنی طرف سے بہمہ وجوہ مختار مطلق کر دیا ہوا ہے - اس لئے آپ ہی سردست کافی ہیں - میر مجلس اور صدر آپ ہی ہیں - اور اگر ایسا نہیں - تو اس جلسہ کے واسطے میرے میر مجلس تو ڈاکٹر صاحب ہی ہیں - ایرانی کے مولوی کفایت اللہ - صدر جلسہ آپ مناظرہ شروع کرنے کو وقت دن مقرر ہو جاوے -

ایرانی - مجھے حکیم صاحب کا فیصلہ منظور نہیں کیونکہ آپ نہ صدر ہیں نہ میر مجلس آپ کو کوئی حق فیصلہ نہیں - اور نہ مجھ پر آپ کی رائے کا ماننا واجب - میں مدعی نہیں ہوں - اور اپنا دعوے اول نہیں پیش کرونگا - خط اول جس نے لکھا ہے - وہ ہی - اپنا دعوے پیش کرے (ناظرین حالانکہ مولوی عبد الحق صاحب نے جنکو ایرانی نے مختار مطلق کر رکہا تہا - یہی مان لیا - کہ ایرانی اپنا دعوے حسب فیصلہ حکیم صاحب پیش کرے - اور قاسم علی جرح کرے - جب بہی تو مولوی صاحب نے فرمایا - کہ اس وقت ہم عقیدہ میر مجلس کی کوئی ضرورت نہیں - کسیکو مقرر کرلو - جب تم مدعی بنوگے - کوئی ہم عقیدہ میر مجلس کرلینا - مگر ایرانی صاحب نے گریز کیا) مولوی صاحب - میں مختصر فیصلہ کر دوں - سنئے - (راقم ہذا سے خطاب کرکے) آپ حضرت آرام سے گہر بیٹھئے - جب برسات گذر جاوے - اور ایرانی صاحب پہر آوینگے - پہر دیکھہ لینا - اسوقت تو وہ مریض کو لیجا ئینگے مدعی نہیں بنتے (ایرانی سے مخاطب ہوکر) آپ کل اپنے مریض ہمراہی کو لے کر سدہار جائیے - جب آرام ہو جاوے پہر آجانا چلو فیصلہ شد -

حکیم رضی الدین صاحب - بہی یہہ فیصلہ دو حرفہ سنکر اور یہہ سمجھکر کہ ایرانی واقعی گریز کرتا ہے اٹھکہ کھڑے ہوئے - اور چلو جلسہ برخاست

صبح کو اگلے دن ایرانی بیچارہ پہر مولوی صاحب عبد الحق کے پاس گیا - کہ آپ نے یہہ دو حرفہ فیصلہ لے حکیم صاحب سنکر دیا ہے جس سے مجھے گریز یافتہ احمدی قرار دیتے ہیں - آپ از سر نو اس مناظرہ کا بعد شرائط طے کرنے کی انعقاد کا حکم دیں - مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے نہ مانا - کہا کہ تم کسی اور کو صدر و غیرہ مان کر گفتگو کرتے رہو - مجھے معاف کرو

اس کے بعد بروز جمعہ یہہ عاجز ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب ایرانی کے پاس برمکان احمد مسیح اہلہ گئے - اور کہا کہ آپ اگر گفتگو کرنے سے ڈرتے ہیں - تو بلا کسی مداخلت غیری کے ایک جلسہ میں اپنی دعاوی و دلائل و عقاید تو بیان کرو جس سے عوام و خواص مطلع ہو جاویں - اگر یہہ بھی نہیں کرتے - تو کوئی کتاب عقاید بابیہ کی جن میں دعوے و دلائل آپ کے مذہب کے درج ہوں دیجئے - قیمت ہم سے لیجئے - اگر آپ کے پاس کتاب ہی نہیں - تو ہمکو پتہ اپنی قلم سے لکھدیجئے ہم وہ کتابیں قیمت طلب پارسل کے ذریعے منگالیں - مگر ایرانی صاحب نے سو کا ایک ہی جواب دیا - کہ جلسہ دہلی میں ہونا مشکل ہے - ٹون ہال میں اجازت جلسہ کی ملنی مشکل دوسری جگہ جلسہ کرنا کرانا منظور نہیں ہے - کتب مذہبی نہ میرے پاس ہیں - نہ کوئی ایسی جامع کتاب ہے جس میں دلائل و دعویٰ و عقاید جمع ہوں نہ قیمتاً کسی جگہ سے مل سکتی ہے - چلو فیصلہ شد

اب آخر میں ہم احمد مسیح رفیق ایرانی کو اور نابینا اینڈ کمپنی کے ممبران کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اپنے رفیق کو پبلک کے سامنے ہمارے ساتھہ مباحثہ کرنے کے لئے پیش کریں - کہ وہ اپنی دعاوی و دلائل ذرا سنا کر ثبوت عقاید خود کر کے دکہلاوے - اگر وہ ایسا نہ کرے - تو تحریر کر دے - کہ میں کوئی دعوے منجانب بہاء اللہ نہیں رکھتا - اور نہ پیش کرسکتا ہوں - اس کے بعد ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد صاحب مہدی دوران کا دعوے بعد شرائط ضروری مسلمہ فریقین ثابت کر دینگے - ہل من مبارز ورنہ یاد رکہیں - کہ اون کے تمام مکر خدا نے برباد کر دیئے - اور اپنے اس منصوبے میں بہی جہانگیر خان والے منصوبے کی طرح نامراد اور ناکام رہے - اور خدا نے ہمکو مظفر و منصور فرمایا - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

راقم الحروف عاجز قاسم علی
احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
تراہا بیرم خان ڈیرانی منڈی
پہول کی
۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء

ڈائری

فرمایا۔ میرے ساتھ عادت اللہ یہ ہے۔ کہ جب میں کسی امر کے واسطے توجہ کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں تو اگر وہ توجہ اپنے کمال کو پہنچ جائے اور دعا اپنے انتہائی نقطے کو حاصل کرلے تب ضرور اس کے متعلق کچھ اطلاع دیجاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ تو اکثر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دعا قبول کرتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنی بات منواتا ہے۔ دو دوستوں کی آپس میں دوستی کے قایم رہنے کی یہی نشانی ہوتی ہے۔ کہ کبھی اس نے اُس کی بات مان لی۔ اور کبھی اُس نے اِس کی بات مان لی۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ ہمیشہ ایک ہی دوسرے کی بات مانتا رہے۔ اور وہ اپنی بات کبھی نہ منوائے جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ ہمیشہ اس کی دعا قبول ہوتی رہے۔ اور اسی کی خواہش پوری ہوتی رہے۔ وہ بڑی غلطی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے قرآن شریف میں دو آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ ایک میں فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم دعا مانگو۔ میں تمہیں جواب دوں گا۔ دوسری آیت میں فرمایا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ۔ الخ یعنی ضرور ہے۔ کہ تمہیں کئی قسم کے ابتلاؤں میں ڈالیں۔ اور امتحان لیں۔ اور آزمائشیں کی جاویں۔ تا کہ تم انعام حاصل کرنے کے مستحق ٹھہرو۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمایش کرتا ہے لیکن جو لوگ استقامت اختیار کرتے ہیں۔ خدا ان کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دعا کے بعد کامیابی اپنی خواہش کے مطابق ہو یا مصلحت الٰہی کوئی دوسری صورت پیدا کرے ہر حال میں دعا کا جواب ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے مل جاتا ہے۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ دعا کے واسطے اس کی حد تک جو ضروری ہے۔ تضرع کی جاوے۔ اور پھر جواب نہ ملے۔

گناہوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ خوف الٰہی دل میں پیدا ہو۔ بغیر اس کے انسان گناہوں سے بچ نہیں سکتا۔ اور خوف بغیر معرفت کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ جب کسی کے سر پر ننگی تلوار لٹک رہی ہو۔ اور اس کو یقین ہو۔ کہ اگر فلاں کام میں کرونگا تو یہ تلوار میرے سر میں لگیگی۔ پھر وہ کس طرح وہ کام کرسکتا ہے۔ اس کو یقین ہے کہ وہ حملہ اس کو دُکھ دے گی۔ اس قسم کا یقین اگر خدا تعالیٰ پر ہو۔ اور اس کی عظمت اور اس کا جلال اس کے دل میں گھر کر جائے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ بدی کا ارتکاب کرے۔ خدا تعالیٰ کی یہ سُنّت نہیں۔ کہ وہ انسان کی طرح کسی کو اپنا چہرہ دکھائے۔ بلکہ وہ زبردست نشانات کے ساتھ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ جب ۴۔ اپریل کا زلزلہ آیا۔ تو ہمارے عزیز محمد اسماعیل۔ میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے۔ وہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ ان کے کالج میں ایک لڑکا دہریہ تھا۔ جب زلزلہ آیا۔ تو وہ بھی رام رام پکارنے لگا۔ لیکن جب زلزلہ گذر گیا۔ اور ہوش ٹھکانے لگے۔ تو پھر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ کہ میں نے رام رام کہا۔ خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات اس کی ہستی کا ثبوت دے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے۔ کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ دن دنیا کے واسطے ایک غیر معمولی دن ہوگا جس سے لوگ جان لیں گے۔ کہ خدا موجود ہے۔ لوگ شیطانی خیالات میں ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ ایک قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہتے۔ مگر خدا تعالیٰ جب چاہتا ہے۔ تو وہ ایسی ہیبت ڈالدیتا ہے۔ کہ لوگ تمام بدیوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب تک خدا کسی کو نہ کھینچے۔ وہ کس طرح کھینچا جاسکتا ہے۔ ہمارا بھروسہ تو صرف خدا پر ہے۔ وہ قوم جو ہم کو کافر کہتی ہے۔ اس سے ہم امید ہی کیا کرسکتے ہیں۔ خدا ہی سچا بادشاہ اور سچا حکمران ہے۔ جبتک کہ آسمان پر کچھ نہیں ہوتا۔ زمین پر کچھ نہیں ہوسکتا۔

فرمایا۔ طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے۔ کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے خدا تعالیٰ نے اُس کو حرام نہیں کیا۔ کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو۔ کہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ بیماری کے وقت چاہئیے۔ کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب تبلا دیتا ہے۔ اور اس طرح دعا کرنیوالا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج تبلا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔

یکم اگست ۱۹۰۶ء۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب جن کی بیوی کل شام کو فوت ہوچکی ہے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حافظ صاحب کو مخاطب کرکے حضرت نے فرمایا۔ کہ آپ پر اپنی بیوی کے مرنے کا بہت صدمہ ہوا ہے۔ اب آپ صبر کریں۔ تا کہ آپ کے واسطے ثواب ہو۔ آپ نے اپنی بیوی کی خدمت بہت کی ہے باوجود اس معذوری کے کہ آپ نابینا ہیں آپ نے خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا اجر ہے۔ مرنا تو سب کیواسطے مقدر ہے۔ آخر ایک نہ ایک دن سب کے ساتھ یہی حال ہونیوالا ہے۔ مگر غربت کے ساتھ۔ بے شر ہوکر مسکینی اور عاجزی میں جو لوگ مرتے ہیں۔ ان کی پیشوائی کیواسطے گویا بہشت آگے آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے لعزر کے متعلق بیان کیا ہے۔

لعزر والا واقعہ ہم اس جگہ انجیل میں سے نقل کردیتے ہیں۔ اور وہ اس طرح سے ہے ایک دولت مند تھا جو لال اور مہین کپڑے پہنتا۔ اور روز بروز شان و شوکت سے عیش کرتا تھا۔ اور لعزر نام ایک غریب آدمی جو ناسوروں سے بھرا تھا جسے اس کی ڈیوڑھی پر ڈال جاتے تھے۔ اور وہ آرزو رکھتا تھا کہ ان ٹکڑوں سے جو دولت مند کی میز سے گرتے تھے اپنا پیٹ بھرے بلکہ کتے آکے اس کے گھاؤ چاٹتے تھے۔ اور ایسا ہوا۔ کہ وہ غریب مرگیا۔ اور فرشتوں نے اسے جاکر ابرہام کی گود میں رکھا۔ اور دولتمند بھی موا اور گاڑا گیا۔ اس نے دوزخ کے درمیان عذاب میں ہوکے اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور ابرہام کو دور سے دیکھا۔ اور اسکی گود میں لعزر کو اور اس نے پکار کے کہا۔ کہ اے باپ ابرہام مجھ پر رحم کر۔ اور لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا پانی کو بھگو کے میری زبان ٹھنڈی کرے۔ کیونکہ میں اس لَو میں تڑپتا ہوں۔ تب ابرہام نے کہا کہ اے بیٹے یاد رکھ۔ کہ تو اپنی زندگی میں اچھی چیزیں لے چکا۔ اور لعزر بُری چیزیں۔ سو اب وہ تسلی پاتا ہے۔ اور تو تڑپتا ہے۔ اور ان سب کے سوا ہمارے تمہارے درمیان ایک بڑا گڑھا دھرا گیا ہے۔ ایسا کہ جو یہاں سے تمہارے پاس جایا چاہیں نہ جاسکیں اور نہ وے لوگ جو وہاں ہیں۔ اس پار ہمارے پاس آسکتے۔ تب اس نے کہا پس اے باپ تیری منت کرتا ہوں کہ تو اُسے میرے باپ کے گھر بھیج۔ کیونکہ میرے پانچ بھائی ہیں۔ تا کہ ان پر گواہی دیوے۔ ایسا نہ ہو کہ وے بھی اس عذاب کی جگہ میں آویں۔ ابرہام نے اُسے کہا کہ ان کے پاس موسیٰ اور انبیا ہیں چاہئے کہ وے ان کی سنیں۔ اس نے کہا نہیں اے باپ اگر کوئی مردوں میں سے ان کے پاس جاوے تو وے توبہ کریں گے۔ اس نے اسے کہا۔ کہ جب وے موسےٰ اور نبیوں کی نہ سنتے۔ تو اگر مُردوں میں سے کوئی اٹھے۔ تو اس کی نہ مانیں گے۔

نماز میں دعا نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہئیے کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہئیے۔ اور قرآن شریف کا حصہ اس کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ وہ بھی عربی زبان ہی میں پڑھنا چاہئیے۔ اور اس کے بعد مقررہ دعا اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیے لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہئیے۔ اور اس کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں تا کہ حضور دل پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ جس نماز میں حضور دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آج کل لوگوں کی عادت ہے۔ کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں جلدی جلدی نماز کو ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے۔ پھر پیچھے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کہیں اسکا ذکر نہیں آیا۔ کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دعا کی جاوے نادان لوگ نماز کو ٹیکس جانتے ہیں اور دعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دعا ہے۔ دین و دنیا کے مشکلات کیواسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دعائیں مانگنی چاہئیں۔ نماز کے اندر ہر موقعہ پر دعا کی جاسکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح۔ سجدہ میں بعد تسبیح۔ التحیات کے بعد۔ کھڑے ہوکر۔ رکوع کے بعد بہت دعا کرو۔ تا کہ مالا مال ہو جاؤ۔ چاہئیے کہ دعا کے وقت روح پانی کی طرح بہہ جاوے۔ ایسی دعا دل کو پاک و صاف کردیتی ہے یہ دعا میسر آوے تو پھر خواہ انسان چار پہر تک دعا میں کھڑا رہے۔ گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں مانگنی چاہئیں۔ دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دور ہو جاتی ہے۔ بعض نادان ایسا خیال کرتے ہیں۔ کہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یہ غلط ہے ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً

رپورٹ جلسہ احمدیہ گجرات

بمقام رجوعہ

رجوعہ کی سرزمین تجہپر خدا کی رحمت۔ میں تجہہ سے محبت رکہتا ہوں۔ تیری طرف بارہ بجے کی کڑکتی دہوپ میں پیادہ بیس کوس سفر کرکے جانا ہمارے لئے عین راحت ہے۔ کیوں؟ تجہہ میں بسنے والے احمدی میرے سید و مولیٰ امام الائمہ (خدا کا درود اُس پر اور اُس کی طاہر مطہر آل پر) کی قوت قدسیہ کا ظاہر ثبوت ہیں۔ ہاں میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جس نے ... الکتب والحکمۃ کا نظارہ دیکہنا ہو۔ اور اس کی خاص جذب و تزکیہ کا مولنہ کرنا ہو جو مامور من اللہ میں ہوتا ہے۔ وہ وہاں کے مرحوم احمدیوں کے حالات سنے۔ ایک وقت تہا کہ وہ جاتے سوار کو گرا کر گہوڑے کو غائب کردیں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ سارے جہان کے عیوب تمام دنیا کی خرابیاں اُن کے فخر کا موجب۔ ایک وقت کہ یمشون علی الارض ھونا زمین پر سلامت روی اور نرمی سے چلتے ہیں۔ اور یبیتون لربھم سجداً و قیاماً۔ اپنی رات سجود و قیام میں گذارتے ہیں۔ کوئی نیکی نہیں جس کی طرف وہ نہ لپکے۔ اور کوئی بہلائی نہیں جس کے حصول کا انہیں ارمان نہ ہو۔ ان کے مرنے کے بعد جماعت کچہہ سست سی پڑگئی تہی۔ مگر الحمد للہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی برکات سے رنمل وصیلاں والے جلسہ کے ذریعے بیدار ہوئے۔ اور انہوں نے بڑی محبت سے چاہا۔ کہ یہاں قریب جو لڑکے سب بہائی جمع ہوں۔ چنانچہ ۳۰ اگست کو گورالی۔ وزیر آباد۔ گوئیکے۔ لنگہ۔ سعد اللہ پور۔ نگیال۔ مونگ رسول۔ سیلانی۔ رنمل کے بہائی تشریف لاکر شامل جلسہ ہوئے۔ ڈنگہ کی جماعت نے اپنے غریب بہائیوں کو شمولیت کا اعزاز نہیں دیا۔ وجوہات نامعلوم؟

جمعہ کا خطبہ۔ میرے پیارے مہربان حافظ غلام رسول صاحب نے پڑہا۔ ... کا پہلا موضع تہا۔ (۱) تقوے کی تعریف (۲) شرک و بدعت سے بچنے کی تاکید۔ کسی گناہ کو اختیار کرنا بہی شرک ہے (۳) غلبہ تقوے سے ہے۔ نہ کہ کثرت تعداد پر (۴) یکسو ہوکر خدا کا دین اختیار کرنا (۵) رسم و رسوم کے ادا کرنے کو عزت نہیں۔ بلکہ حقیقی عزت وہ ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہو۔ (۶) اپنی عورتوں سے حسن معاشرت (۷) عملی نمونہ درست کرنے کی تاکید۔ بعد از نماز جمعہ ناچیز اکمل کا وقت تہا۔ ایک ڈیڑہ پہر کی تقریر تہی۔ مخالفین کی بہی ایک خاصی تعداد آگئی۔ مستورات بہی برعایت پردہ شامل تہیں تقریباً تین گہنٹے تک شمع خراشی ہوتی رہی مگر تاہم بہت سا بیان باقی رہگیا۔ اس تقریر کا ایک حصہ تو بدر میں ملاحظہ فرمائیے جس کا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہہ جو فرمایا۔ کہ نوح علیہ السلام قریباً ہزار برس قوم میں رہا اور پہر طوفان آیا۔ کشتی والوں کو نجات دی۔ باقی سب غرق۔ اور یہہ سفینہ تمام جہان کے لوگوں کے لئے ایک آیۃ تہا۔ اس میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ ایک یہہ کہ نبی کریم صلعم کو گہبرانا نہیں چاہیئے۔ ایک وقت آتا ہے۔ کہ خون کے طوفان میں یہہ سب غرق ہونگے۔ اور وہ صحابہ کرام جو حبشہ میں دریا کا سفر کرکے ہجرت کرگئے تہے بخیریت واپس آئینگے۔ پہر خیراتوں کی تین صدیوں کے بعد ہزار برس گذرنے پر ظلم (حقوق اللہ و حقوق العباد میں نقصان) کے سبب طوفان آئیگا۔ ہر چہار عنصر انسان کے خلاف ہوجائینگے۔ اس وقت بہی ایک کشتی نوح ہوگی جس پر سوار ہونے والے بچائے جائینگے۔ چونکہ اس نوح علیہ السلام کی دعوت تمام جہان کے لئے ہوگی۔ اس لئے عذاب بہی سارے جہان پر متفرق طور سے آئینگے۔ صرف یہی کشتی امن کی جگہ بنیگی۔ اور اس لحاظ سے ایۃ للعلمین وہ ہے۔ اس کشتی پر سوار ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جیسے تم سفر میں جانے کیلئے وضو و غسل کرتے ہو۔ ایسے ہی یہاں بہی وضو ہے۔ ہاتہہ دہولو۔ دنیا کی بیہودہ خواہشوں اور شیطانی تحریکوں پر عمل درآمد کرنے سے ہاتہہ دہو ڈالو۔ کلی کرو۔ یعنی اپنے مونہہ کو گندی باتوں سے اور خدا کی مرضی کے خلاف بولنے سے بچاؤ۔ ناک صاف کرو۔ یعنی دنیاوی خلاف شریعت رسم و رواج نکرنگے اگر ناک کٹتی ہے۔ تو کٹ جانے دو۔ آنکہیں غیر محرم اور بیگانے مال کی طرف نہ دیکہیں پیشانی ایک ہی در دولت پر پڑی رہے۔ سر کا مسح یعنی سر تسلیم ایک ہی کے حضور خم رہے۔ بازو خدا کے احکام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ قدم راہ حق میں ثابت قدم رہیں۔ تقوے کا لباس پہن لو۔ و لباس التقوی ذلک خیر (تقوی کا لباس سب سے اچہا ہے) ساتہہ ہی یہ خیال بہی رہے۔ کہ لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما (کہ شیطان کہیں یہہ لباس اُتار نہ لے) اپنے ساتہہ زاد بہی لے۔ مگر کا ہے کا۔ و تزودوا فان خیر الزاد التقوی (سب سے اچہا زاد تقوی ہے) سستی نہ کرو بلکہ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم جوش و خروش سے اس راہ کو طے کرو۔ کونسی راہ۔ و ان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ یہ راہ ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی راہ دیکہنا ادہر اُدہر کسی اور رستے نہ پڑجانا۔ و لا تتبعوا خطوات الشیطن ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ یہہ کل صراط کی صورت میں مکمل ہوگا۔ اب تم کشتی تک پہنچ چکے ہو۔ محصول بہی ضرور دینا چاہیئے۔ یعنی چندہ اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ ورنہ و اللہ الغنی و انتم الفقراء و ان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ اللہ کو ضرورت نہیں۔ بلکہ تم ہی اس کی رحمتوں اور نصرتوں کے محتاج ہو۔ اگر تم نے مونہہ پہیرا۔ تو خدا ایک اور قوم پیدا کرلیگا۔ جو تم جیسے نہ ہونگے۔ اور اس کے مامور کے پورے پورے دل و جان سے معاون ہونگے۔ پہر بیان کیا۔ کہ جیسے کشتی پر چڑہکر مخلصین لہ الدین کی حالت طوفان کے وقت طاری ہوتی ہے۔ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ایسا ہی ہر کام میں ہمیں ہر وقت خدا تعالیٰ سے اخلاص ہونا چاہیئے۔ اور ہر قسم کے شرک سے محترز۔ یہاں امت رسول اکرم صلعم کے بعض عقاید کا ذکر کیا گیا۔ کہ مینہ نہیں برستا۔ تو چہوٹے بچے گلیوں میں گہومتے ہوئے کہتے ہیں۔ (ڈہیے ڈہیے مینہ وسا) لاحول و لا قوۃ کیا مسلمانوں کا خدا مینہ برسانے والا ڈہی ہے یہہ مخالف علما سنتے ہیں۔ اور منع تک نہیں کرتے کسی نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں کہا ہے۔ دو دولتاں نعمتاں بخش میراں ننگ بہکہہ دے وس کیوں پاؤندا ئیں۔ تیرے فضلاں دا کجہہ شمار ناہیں بڑیاں بدیاں توں ہی لاہوندا ئیں حضرت معین الدین اجمیری کے لئے زمین تیری فلک تیرا۔ ملک تیرے عرش تیرا تک کہدیا۔ استغفراللہ

✱ اس کشتی کے نوح کا حلیہ خدا اور کریم نے اپنی نبی کریم صلعم کی معرفت بتادیا۔ سیدہے بال گندم گون رنگ اونچی ناک روشن پیشانی (عیسےٰ ابن مریم کا یہ حلیہ نہیں بتایا) اور آسمان کو ماہ رمضان میں خسوف کسوف کے اجتماع سے اور زمین کو دابۃ الارض (طاعون) اور زلازل سے اسکی صداقت پر گواہ کردیا پس اس کے پہچاننے میں کوئی دقت باقی نہیں

حقوق اللہ میں جو ظلم ہو رہا ہے۔ اس کی نسبت سنئے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لیس کمثلہ شیء مگر بعض مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ میں بہی بعض ایسے اوصاف ہیں جو کسی دوسرے نبی میں نہیں۔ (۱) جبرائیل علیہ السلام کا ہر وقت آپ کے ساتہہ رہنا۔ حالانکہ و ما منا الا لہ مقام معلوم سے ظاہر ہے۔ کہ فرشتے نیچے بذاتہ نہیں آتے۔ اور روح القدس کی معیت تو ہر مومن سے ہے۔ ایدھم بروح منہ (۲) خالق الطیور ہونا۔ مگر خدا فرماتا ہے خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیء (۳) مردوں کا زندہ کرنا برخلاف انا نحن نحی الموتی ربی الذی یحی و یمیت اور انھم لا یرجعون فیمسک التی قضی علیھا الموت کے (۴) اس کے ہاتہہ پر تمام لوگ مسلمان ہوجائینگے حالانکہ قرآن مجید میں ہے۔ لا یزالون مختلفین ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے۔ القینا بینھم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیمۃ (۵) زمانے کے اثر سے محفوظ۔ ۳۳ برس کا آسمان پر گیا۔ یہی عمر ہوگی۔ جب اتریگا۔ خدا فرماتا ہے۔ و من نعمرہ ننکسہ فی الخلق ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد دو ہزار برس سے آسمان پر موجود۔ بلا طعام حالانکہ خدا نے بالخصوص فرمایا۔ کانا یاکلان الطعام و ما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام فیھا تحیون و فیھا تموتون اور ترقی فی السماء کے جواب میں سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً نازل ہوا۔ (۶) غیب کا جاننے والا۔ حالانکہ خدا ہی غیب کو جانتا ہے۔ و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ پہر خدا کے بغیر دوسروں سے استعانت اور ان کی نذر ماننی بہی شرک ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم و لا تحویلا اور فرمایا۔ انہیں خود ایک پڑی ہوئی ہے یبتغون الیٰ ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب و یرجون رحمتہ و یخافون عذابہ اور اس کی رحمت کے امیدوار اور عقاب سے خائف و ترساں ہیں۔ اس بیان سے کوئی ناراض ہوتا ہے۔ تو ہو۔ و اذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یؤمنون بالآخرۃ۔ توحید کے بیان سے کافروں کے دل ہی تنگی پکڑتے ہیں اور وہی چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر۔ اکمل

... کے بہائیوں کا آپس میں تعارف ہوگیا۔ باہم محبت و میل جول بڑہ گیا۔ صرف یہی ایک طریق ہے جس سے احمدیوں کے رشتے ناطے آپس میں ہوسکتے ہیں۔ چندہ کا باقاعدہ انتظام کردیا گیا۔ کئی ایسے بہائی دیہات کے رہنے والے تہے۔ جنہیں مسموم ...

وصیتیں

جب اشتہار الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۴- دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا تو انہیں دنوں میں مریدان با اخلاص کی وصیتیں حضرت اقدس کے پاس آنی شروع ہو گئیں۔ لیکن وہ انجمن جسکے متعلق حضرت اقدس نے اپنا یہ منشاء شائع کیا تھا کہ یہ کل کاروبار اس کے سپرد ہو کچھ دن بعد بنی۔ چنانچہ اس انجمن یعنے صدر انجمن احمدیہ کے قواعد ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو حضرت اقدس کی اجازت اور منظوری کے بعد شائع ہوئے۔ ان قواعد کی رو سے مقبرہ کا اہتمام اور وصیتوں کا لینا یا انکی وصول کا انتظام کرنا مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیا گیا جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت کام کرتی ہے۔ چنانچہ جب کچھ وصیتیں سکرٹری مجلس کارپرداز کے پاس جمع ہو گئیں تو انکو مجلس میں پیش کیا گیا۔ مگر معلوم ہوا کہ بہت سی وصیتیں بعض نقصوں کے سبب دوبارہ لکھوانے کے قابل ہیں۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ ہر ایک وصیت دفتر سکرٹری میں موصول ہونیکے بعد انجمن کے مشیر قانونی جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور کے پاس بھیجی جایا کرے تاکہ اگر کوئی نقص اس میں ہو وہ رفع ہو سکے۔ چنانچہ وہ تمام وصیتیں خواجہ صاحب کے پاس بھیجی گئیں۔ اور ہم انہیں سے مکمل ہو کر واپس پہونچ گئی ہیں اور اس لئے اب حسب منشائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام انکو ہر دو اخباروں یعنے الحکم اور بدر میں چھپوانا شروع کیا جاتا ہے گنجایش کے مطابق یہ وصیتیں ہر ہفتہ شائع ہوتی رہیں گی۔ اسی توقف کی وجہ سے مجھے وصیتوں کے شائع کرنے میں ہوا۔ بعض لوگوں نے جلد بازی کر کے یہ لکھدیا تھا کہ چند وصیتیں آکر اب یہ سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ ان وصیتوں کے چھپنے سے ایسے جلد باز خود بخود نادم ہونگے۔ یہ سلسلہ وصیتوں کا ایسا ہی جو انشاءاللہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ بلکہ الہی سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ترقی کر کے بدزبان مخالفوں کا مونہہ کالا کرے گا۔ اور وہ دیکھ لیں گے کہ ان سے اشاعت اسلام کی توفیق چھینی جا کر اللہ تعالے کسطرح اس خدمت کے لئے اسی سلسلہ کو جسے وہ اپنی ہی بے ایمانی کی وجہ سے مفتریوں اور کذابوں کا سلسلہ ٹھیراتے ہیں ممتاز کرتا ہے۔ بحمد اللہ اسی سلسلہ کے امام و رہبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیروؤں کے لئے اشاعت اسلام کی ایک ایسی راہ کھولدی ہے جو دن بدن ترقی کر رہی ہے [illegible] ہے ان احباب کی خدمت میں جنہوں نے ابتک وصیتیں لکھکر نہیں بھیجیں یہ التماس کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں تساہل سے کام نہ لیں زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ ایسا نہ ہو سکے اجل کا پیام آجاوے اور ہم اسی اخلاص کی تعمیل سے قاصر ہوں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت ہے۔ وصیتیں حتی الوسع چھپی ہوئے فارم کے مطابق ہوں لیکن جن احباب کی کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے انہیں تفصیل جائداد دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ وصیت میں صرف اسقدر لکھدیں کہ جسقدر جائداد ان کی موت کے وقت ثابت ہو اس کا دسواں یا جونسا حصہ وہ دینا چاہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کو دیا جاوے۔ جو احباب ہبہ کرنا چاہیں یا اپنی جائداد موجودہ کا حساب کر کے اس کا حصہ اپنی زندگی میں ہی دینا چاہیں تو یہ سب سے آسان راہ ہے۔ کیونکہ اس سے انجمن بہت سی زیر باری ہونے سے بچی رہیگی۔ وصیتوں کے شائع کرنے کے وقت میں اس بات کا ظاہر کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر غلام غوث صاحب [illegible] نے اپنے مکانات قیمتی ایک ہزار روپیہ جو قادیان میں واقع تھے۔ سب سے پہلے صدر انجمن احمدیہ کے نام زبانی ہبہ کر کے قبضہ مجلس کارپرداز کو دیدیا ہوا ہے۔ یہہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے۔ کہ وصیتوں میں اس کا ذکر نہیں آئیگا۔ اس کے علاوہ بعض اور دوستوں نے بھی مکانات و اراضین ہبہ کی ہیں۔ اس کی تفصیل انشاءاللہ پھر کسی وقت دی جاویگی۔ یہہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے۔ کہ ہبہ اور وقف کے متعلق ہر شخص کو اختیار رہے۔ کہ وہ کل جائداد یا جسقدر حصہ اس کا چاہے کرے لیکن وصیت تیسرے حصے سے زیادہ کی نہ ہونا چاہئیے۔ باقی حق ورحم ہی۔

خاکسار

محمد علی سیکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) میں مسمی محمد حسن ولد کرم الدین قوم آرائین ساکن اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی و رضامندی سے آج بتاریخ ۵ ماہ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ آج ہی میری زندگی میں اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع

(۳) میں امر [illegible] الوصیت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا پابند ہوں جو اس میں درج ہیں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا اون کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق . . . . شائع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے بعد میری ورثا ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرایط انجمن مذکور کی معاملہ وصیت و مقبرہ ہذا میں پابند رہینگے۔

(۱) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے۔

(الف) مکان جس کا حدود اربعہ یہہ ہے۔ کہ شمال مکان امیر بیگ مشرق ڈھاب جنوب مکان شاہدی کشمیری مغرب شارع۔ یہ مکان قادیان دار الامان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ جو میں نے دو ماہ ہوئے کہ ہبہ زبانی بحق مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے قبضہ مکان موہوبہ دو ماہ ہوئے کہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ پنجاب انجمن مذکور کو دیدیا ہے۔ بشرطیکہ کہ جب تک میں زندہ رہوں اس مکان میں میں اور سوا زی چار آنہ ماہوار بطور کرایہ دیتا رہونگا۔

(ب) میری زمین قریباً پانچ گھماؤں موضع اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ اور جس پر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس زمین کے پانچوان حصہ کو جو نہری ہے بحق مجلس مذکور ہبہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے متعلق انجمن مذکور کوئی الگ کاغذ لکھوانا چاہے۔ تو سب لکھنے کو طیار رہوں گا۔

(ج) میری تنخواہ مبلغ ۶ روپیہ ہے۔ اس میں سے ہی ایک روپیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا رہونگا۔ انجمن کو اختیار ہوگا۔ کہ اس جائداد کو میرے بقیہ جائداد سے الگ کر لے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ وہ اوسکو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول [illegible] یا فروخت نہ کرے تو اس موہوبہ جائداد سے منافع [illegible] اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس [illegible] وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے تو اوسکی مالک بھی انجمن ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد کا دسواں حصہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جن کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۱ وصیت میں کیا ہے۔ میں اپنے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر میں قادیاں میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہونگے۔ [illegible] اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح [illegible]

(۷) میری یہہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری [illegible] میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کے متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مبلغ [illegible] کر کے میں تم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کر دونگا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لیئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے وارثان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو امر جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کی بابت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ بدستور قائم رہیگی لیکن ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ اور جب تک مجلس کارپرداز قبرستان اجازت نہ دے میری نعش [illegible] البتہ [illegible] دفن کی جا سکتی ہے۔ (۹) اگر حسب نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اخراجات متعلقہ [illegible]

جو صاحب جلد علاج پیشاب کریں

نہ کریں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں بیوسہ

مریم کی جب تک ہمسچی آزمالیں

پسندیوں سے ہر دل عزیز ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید مرجان لسشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ وغیرہ کا مجرب

منشور آفاق بے نظیر ہمنامی

سوح کی ایک عجیب غذا ہے

مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے

جوانی لانے بڑھاپے کی جان ہے

مفرح عنبری !

مفرح عنبری !!

مفرح عنبری !!!

قیمت ایک ڈبیہ پانچ روپے (۵ﷲ)

قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (۱۳ﷲ)

ایکدرجن پچاس روپے (۵۰ﷲ)

مفرح عنبری

وہ جوہر ہے جسکے استعمال سے تمام قوائے دماغی میں ایک سریع التاثیر تحریک پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہوجاتے ہیں خیالات عالے و مفید سوجتے ہیں۔ دلکو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خداوند تعالی نے نئی زندگی عطا کی ہے دل سے بے چینی پراگندہ خیالی وغیرہ دور کرنے کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے +

مفرح عنبری

کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان رقت و سرعت۔ کثرت احتلام کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے جو دوسری ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا کثرت مباشرت سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پورے ہونے لگتی ہے +

مفرح عنبری

جن کے اعصاب میں بہ سبب کثرت محنت دماغی لغو اندیشی۔ غلط کاری عیاشی۔ رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آجاتے اور جسم میں کمزوری واقع ہوا ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے۔

مفرح عنبری

خون پیدا کرنے اور مادہ تولید کے بڑھانے میں ایک عجیب الاثر مرکب ہے۔ امیروں۔

وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ غرض کل دماغی محنت سے کام لینے والوں کو جو اپنی صحت کی قدر کرنا چاہتے ہوں اس مونس رفیق کو ہردم اپنے جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے۔

مفرح عنبری

ان مستورات کے لئے جنکے بچے کمزور لاغر پیدا ہوکر طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں یا جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہوتا ہے بلا تامل اس جوہر اکسیر کو استعمال کرنا چاہئے تاکہ بفضل خداوند کریم ان موذی امراض سے نجات پاکر گوہر مقصود حاصل ہو۔

مفرح عنبری

کمزور نحیف البدن بچوں کے لئے ایک خوش مزہ خوش رنگ۔ خوشبودار مٹھائی کی مٹھائی۔ دوائی کی دوائی اور غذا کی غذا ہے۔

مفرح عنبری

نزلہ۔ زکام۔ دردسر ہسٹیریا (باؤ گولا) کو دور کرنے کے لئے اپنی آپ نظیر اور دماغی طاقت کے لئے اکسیر ہے

خان بہادر

عالیجناب عبدالمجید خان صاحب رئیس اعظم بادر سے ضلع پشاور

السلام علیکم۔ مفرح عنبری کی چند ڈبیہ کے استعمال کرنیکے بعد اس کے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ پبلک کو اطلاع دوں۔ یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی جو میرے خیال میں کمزور اور طاقتور کیواسطے یکساں فایدہ مند ہے اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف آپ کی دوائی بموجب اشتہار کے درست پائی ہے۔

خان بہادر

عالیجناب مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڈھ ضلع رایپور

عنایت فرمایم حکیم صاحب۔ سلام مسنون آپ کی ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڈھ نے منگائی تھی۔ انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آپ کو لکھوں کہ ان کے تجربہ میں یہ مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور خان بہادر صاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیے
(دستخط) سید بخش محمد
پرائیویٹ سکرٹری وزیر صاحب

خان بہادر

عالیجناب سید علیخان صاحب گورنمنٹ پنشنر کوٹھی حسن منزل رئیس جونپور تحریر فرماتے ہیں۔ مکرمی حکیم صاحب زاد عنایتہ۔ میں نے ایک ڈبیہ مفرح عنبری پہلے منگایا تھا اس کا پورا استعمال میں نے خود کیا جس غرض سے میں نے استعمال کیا تھا اسکو نہایت فائدہ ہوا۔ تب تین ڈبیہ ایک ساتھ اور منگایا تھا۔ ان میں سے دو ڈبیہ میرے دوستوں کیلئے لیگئے انکو دیا۔ اپنی ایک ڈبیہ میں سے نصف ڈبیہ ایک عورت کو بغرض رفع سیلان کھلائی گئی۔ اسکو بھی فائدہ ہوا۔ واقعی یہ مفرح نہایت عمدہ چیز اور بہت

پتہ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو لبینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صر (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان کے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

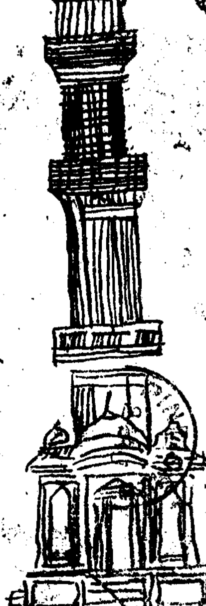

مضامین

(۱) تازہ الہامات ورؤیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کے نام خط۔ صا
(۲) الٰہی سلسلے اور ارتداد صا۲ و ۳
(۳) ایک ضرورت جو محسوس ہو رہی ہے صا۳
... وصینین صا۵
... خدا سچے کا حامی ہو۔ اور ڈاکٹر عبدالحکیم
... اب دین صا۶
... کی نکتی صا۸ و ۹
(۶) جواب قرآن کریم صا۱۰
... یا عذاب الٰہی صا۱۱
(۱۰) استہارات صا۱۲ و ۱۳ و ۱۴

نمبر ۲۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات ورؤیا

۱۳۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ اور اُس سے ماقبل دو چار روز کے الہامات یہ ہیں۔

(۱) دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤں گا۔ اور زمین سے نکالونگا پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائینگے۔

(۲) صحن میں ندیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے

(۳) وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ

ترجمہ۔ ہر ایک چغل خور عیب گیر پہ سخت لعنت ہے۔

(۴) سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا۔ وَاُلْقِیْ بِہِ الرُّعْبَ الْعَظِیْمَ۔

ترجمہ۔ میں تجھے ایک عجیب طور پر عزت دونگا۔ اور اس کے ساتھ دنیا پر بڑا رعب ڈالوں گا۔

(۵) یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

ترجمہ۔ لوگ دور دراز سے تیرے پاس آئینگے اور دور دور سے ہدیے آئیں گے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام خط۔

حضرت حکیم الامت نے ڈاکٹر موصوف کے نام ایک خط حال میں لکھا ہے جسے پبلک کی آگاہی کیلئے درج کرتا ہوں۔ اڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہٖ اصحابہٖ مع التسلیم

امابعد میں نے اپنے وطن کو چھوڑا۔ اور قادیان میں اقامت کی دوگونہ مجبور ہونا۔ تو ایسا کام کیوں کرتا۔ آپ خود گواہ ہیں۔ کہ آپ امیر ہوگئے۔ مگر میں نے آپ سے کیا نفع اُٹھایا۔ آپ میرے سامنے طالب العلم تھے۔ اور میرے سامنے۔ ایم۔ بی۔ اور کیا کیا بن گئے۔ مگر اشارۃً کنایۃً کوئی دنیوی خواہش ایسی نہیں کی۔ اور چند اوراق و رسائل و کتابیں آپ کی اگر میرے کتب خانہ میں تھیں۔ تو میں نے باحتیاط آپ کو واپس کر دیں۔

آپ نے مجھ اندھا بہرا کہنے میں دریغ نہیں فرمایا۔ اور مسیح الدجال سے آگے آپکے پاس لفظ ہی کیا ہے جس سے آپ مرزا جی کو یاد کرتے اس سے زیادہ جسارت کیا ہو سکتی ہے۔ ایکطرف آپ نے برس مرزا جی کی تائید کی۔ اور وہ بھی بہت سلجھے خوابیں کہا تھا جس نے آپ کو یقین دلایا تھا۔ پھر کلمہ فضل رحمانی اور عصائے موسیٰ نے آپ کو بظاہر ہدایت کی۔ ایسا ملہم جو ہادی ہے۔ اس کو آپ جانتے ہیں۔ اب یہ امر ذاتی خطوط کی حد سے نکل گیا ہے۔ آپ نے تین سال میعاد کر دی ہے۔ چراغ الدین کا معاملہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ اور محمد حسین بیگ کا معاملہ آپ لکھ چکے ہیں۔ اور یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ جن الفاظ سے اور تمسخر سے آپ نے لاہور کے لیکچروں میں کام لیا۔ وہ تہذیب سے کس قدر دور ہیں۔ اب ہم تو اپنی ہدایت کی دعا کریں گے۔ اور ضرور کریں گے۔ لیکن تین سالہ فیصلہ کی پیشگوئی اب ضرور ضرور پیسہ اخبار اور وطن و وکیل و چودھویں صدی میں للہ اور نفع خلق کے لئے شایع فرما دیں۔ میں اس تحریر تک تو موجود ہوں۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کے علاوہ تمام رسولوں کا قائل ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین یقین کرتا ہوں۔ بقدر وسع و طاقت میں نے تمام اسلامی علوم کو پڑھا ہے سنی شیعہ۔ خوارج۔ صوفیوں اہل حدیث اور مقلدوں کو ملا ہوں۔ ان کی اعلیٰ کتابوں کو پڑھا۔ اور خود خرید کر بار بار مطالعہ کیا جس کا نورالدین میں تصریح کر دی ہے۔ آپ بہی حال تنے عالم علوم عربی کے نہیں۔ جتنا میں ہوں ہاں خوابیں آپ کو نورالدین سے بہت زیادہ آتی ہیں۔ اور الہام سے میں بہی محروم نہیں آپ کے قاعدہ نجات کے مطابق بہی مجھے انشاء اللہ تعالیٰ نجات ملیگی۔ کیونکہ بے انت وعدہ نجات کے آپ کے خیال میں ہیں۔ میں نے مرزا جی کے معاملات میں بحمد اللہ ہرگز شرک نہیں کیا۔ میری تمام تحریرات کو آپ پڑھیں اگر آپ چاہیں آپ کے اضطراب اور عدم استقلال اور شدت لسان اور شک مزاجی کو دیکھ کر۔ میں کس وجہ سے آپ کو مرزا پر ترجیح دوں۔ تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی۔ میں اور تم سالہا سال سے مرزا کے مرید رہے۔ آپ نے بے علمی۔ جلد باری۔ غیظ و غضب سے ہماری نظر میں کام لیا۔ اگر الہامات اور رؤیا میں تو وہ آپ جانتے ہونگے۔ بہرحال تین سال میعاد آپ نے لگا لی۔ وطن۔ پیسہ اور وکیل میں مہربانی کر کے شایع کر دیں۔

نورالدین۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۰۶ء

جنازہ غائب پڑہا جاوے

چوہدری عبدالمجید خان صاحب پٹواری احمدی ساکن کاٹھ گڑھ کی بیوی ۱۵ اگست ۱۹۰۶ء کو فوت ہو گئی ہے۔ جماعت احمدی مرحومہ کا جنازہ پڑھے +

نوٹ۔ آپکے پہلے خواب اگر حُب کا نتیجہ تہی۔ اور من اللہ نہ تہی۔ تو مو... اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ... گمراہ نہ ہو۔ کوئی معیار شایع کرو۔ انکی پہلی خوابیں واقعات صحیح و درحال کی انکی سہ سالہ پیشگوئی کو چونکہ آپ نے شایع فرمایا ...

الٰہی سلسلے اور ارتداد

مذکورہ بالا عنوان کے نیچے جو کچھہ میرے پیارے اور محترم بہائی مولوی محمد علی صاحب نے ریویو میں لکہا ہے وہ فی الحقیقت اپنے آپ ہی نظیر ہے اور ایک حقیقت شناس کیلئے کافی سے زیادہ ہے اگرچہ اوس کے بعد کسی مزید تحریر کی ضرورت نہ تہی مگر بدین لحاظ کہ میاں ثناءاللہ صاحب مولوی فاضل نے اپنے اخبار اہلحدیث کے اغراض و مقاصد میں یہ دکہلایا ہے کہ اہلحدیث کا کام دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا ہے اور کہ مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمت کرنا ہے اور اسمیں جو کچھہ مضمون ہوتی ہیں وہ قرآن اور حدیث سے استنباط کرکے لکہے جاتے ہیں جسکے لئے سرورق پر یہ شعر لکہوا جاتا ہے کہ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفٰے بر جان مسلم داشتن

مگر جب انکے اخبار غور سے اخبار اہلحدیث کو دیکہا جاتا ہے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اغراض و مقاصد کے درج اخبار کر دینے سے ہی صرف مطلب ہے یہ کوئی ضروری نہیں خیال کرتے کہ انکو مدنظر رکہکر مضامین درج اخبار ہوں کیونکہ اگر اغراض و مقاصد کا خیال ہوتا تو کبہی ایسے امور پر کبہی بہی اعتراض نہ کیا جاتا جس کا قرآن و حدیث حامی ہے یا جس فعل کے کرنے کی قرآن و حدیث نے بڑے زور و شور سے تاکید کی ہے شاید ناظرین یہ بات پڑھکر چونک پڑیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن کا منتاد ایسی بات کرے جو اسکے اصول کے سراسر خلاف ہو تو ہم ناظرین کی خاطر ایک نمونہ پیش کرتے ہیں تاکہ وہ اس بات پر پورے غور و خوض سے کام لے سکیں کہ دراصل دینی و دنیوی خدمت کرنے میں اہلحدیث کمال رکہتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایکدفعہ کچھہ عرصہ ہوا ہے کہ فاضل ایڈیٹر اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن کے مدعی نے شدادی بہشت کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جسمیں اس بات پر زور دیا کہ دس روپیہ کی تنخواہ والے سے ایک روپیہ ماہوار سلسلہ کی امداد و اشاعت کیلئے لینا صریح ظلم ہے اور ایسے شخص شدادی بہشت کے خواہاں ہیں قطع نظر اس کے کہ یہ کلمات کن کے زبان سے نکلا کرتے ہیں ہمارے ایک دوست نے جب قرآن کی آیات بینات سے ثابت کیا اور بتلایا کہ آپ تو ایک روپیہ کو روتے ہیں اور شدادی بہشت کا لالچ ٹہراتے قرآن تو فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور یا ایہا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۵ یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر و مسکن طیبۃ فی جنت عدن ذالک الفوز العظیم ۵ اور حضرات صحابہ کرام کے حوالے دئے کہ کس طرح پر وہ اپنی جانیں اور مال اپنے اس حکم بجا آوری میں دئے تو کیا ہم اسباب کے غافل ہو جاویں کہ آیا فی الحقیقت یہ تمام بزرگ شدادی بہشت کے لالچی تھے۔ اور کہ کیا ابوبکر صدیق نعوذ باللہ سب سے بڑھکر اپنا مال راہ خدا میں سلسلہ کی امداد و اشاعت کے لئے دیدیا اور صرف ایک کمبل رکہہ لیا۔ تو اسکا جواب میاں ثناءاللہ صاحب مولوی فاضل سے کچھہ بن نہ آیا اور ادہر ادہر بغلیں جہانکنے لگے۔ ہاں اونکے ایک مدح خوان نے البتہ ایک جواب لکہا تہا جو سوال دیگر و جواب دیگر کے علاوہ ... دوست کے مضمون کی تائید ہی کرتا تہا اور جس سے ثابت ہوتا تہا کہ گویا نعوذ باللہ صحابہ کرام اور خصوصاً صدیق اکبر نے بالکل قرآن پر عمل نہیں کیا چنانچہ اونکے جواب کا خلاصہ یہ تہا کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کی تشریح دوسرے جگہ موجود ہے یعنی اس آیت میں کہ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو یعنی دریافت کرتے ہیں تجہے کہ کیا خرچ کریں تو جواب دیدے کہ اپنی ضروریات اور خرچ سے جو کچھہ بچے وہ خرچ کرو تو گویا اس سے ثابت ہوا کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام نے جو جانیں اور مال نثار کیا وہ اس حکم کی خلاف ورزی کا نتیجہ تہا اور خاصکر جناب صدیق کی روائی تو بالکل درست نہ تہی۔ بلکہ ترک اسلام کے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اسی اصول پر عمل نہیں کیا۔

الغرض یہ تو وہ دین اسلام کی اور سنت نبی علیہ السلام کی اشاعت و حمایت ہے جو اہلحدیث کے کالموں میں پہلے ہوتی رہی۔ مگر حال کی خدمت پہلے سے کسیقدر زیادہ ہی ہے کیونکہ پہلے محدث کا منشاء اور مقصد تو صرف یہ تہا کہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسی اور تعلیم کا اثر نعوذ باللہ جیساکہ صحابہ پر پڑنا چاہئے تہا نہیں پڑا۔ اس طرح پر کہ جب لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے یہی معنے ہیں کہ اپنی ضروریات سے خرچ سے بچے جو کچھہ بچے وہ سلسلہ کی امداد و اشاعت میں خرچ کرنا چاہئے تو نعوذ باللہ اس پر نہ تو صحابہ ہی نے عمل کیا اور نہ خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم خداوندی پر عمل کیا جیسا ترک اسلام میں اس کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ ایکدن آنحضرت صلعم عصر کی نماز پڑھکر فوراً مکان پر چلے گئے اور پہر تہوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور بیان کیا کہ میرے گھر میں چاندی کا ایک ٹکڑا تہا نبی کی شان نہیں کہ اوسکے گھر میں ایسی چیزیں رہیں تو اب غور طلب تو یہ امر ہے کہ جب خداوند کریم امر کرتا ہے کہ جو کچھہ تمہارے خرچ سے بچے وہ اللہ تعالٰی کی راہ و سلسلہ کی خدمت و اشاعت کے لئے دو تو ایک چاندی کا ٹکڑا جو جناب کے لئے کافی ہی یہ سبب اسکے نہ تہا کہ آپکی چند حرم محترم تہے کیوں اوسکا رکہنا ہی درست نہ خیال کیا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ بہی ایک گونہ دینی خدمت اور حمایت و اشاعت اسلام تہی جو اہلحدیث نے کی اور کسی کو مجال نہیں جو اسکے اس خدمت و حمایت ہونے سے انکار کرے۔ چونکہ ہمارے منشاء اہلحدیث کی ساری لائف پر ریویو کرنے کی اسوقت نہیں ہے اسلئے ہم اصل مقصد کیطرف رجوع کرتے ہیں۔

ہمارے سامنے اسوقت اہلحدیث ... جلد ... ہے جسمیں فاضل ایڈیٹر نے حسب بیان حکیم محمد الدین صاحب یہ دُرفشانی کی ہے کہ "میرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ میرے دعوٰی کو منہاج نبوت پر جانچو لیجئے ہم جانچتے ہیں بخاری کی حدیث میں ہے کہ ھرقل شاہ روم نے کفار مکہ سے سوال کیا کہ ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ یعنے کوئی اس نبی (علیہ السلام) پر ایمان لاکر اسکے دین کو ناپسند سمجہکر مرتد بہی ہوتا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہی سنت نبیوں کی تہی کہ اونکے اصحاب میں اون پر ایمان لانے کے بعد اونکے دین کو ناپسند سمجہکر مرتد کوئی نہیں ہوتا تہا پس جب ڈاکٹر صاحب (عبد الحکیم) مرزائی نبوت پر ایمان لاکر الگ ہوئے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے"

فاضل ایڈیٹر کے نتیجہ پر پہونچنے سے پہلے لازم ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کاتب الوحی اور ابن خطل عبداللہ بن جحش و پادری عماد الدین مرحوم اور پادری رجب علی اور پادری احسان اللہ و پادری عبداللہ آتہم وغیرہ کے کتابیں ہدایت المسلمین و اندرونہ بائبل وغیرہ ملاحظہ کی جاویں اور ان ایام کے مرتد بلکہ دہرم پال کی کتاب ترک اسلام اور پہر فاضل محتاج سے دریافت کیا جاوے کہ آیا ان مرتد لوگوں نے بزعم خود اسلام کو ناپسند کرکے چہوڑا ہے جیساکہ عبداللہ بن ابی سرح اور ابن خطل اور عبداللہ ... اور مسلیمہ وغیرہ نے یا اسلام کی خوبی کے ... حیرہ یہ تو اس زمانہ کے مرتد لوگ ہیں جنکا تذکرہ ... ۳ و ۴ و ۵ میں ذکر ہوا مگر ہم مناسب سمجہتے ہیں کہ فاضل صاحب کی علمی لیاقت اور حدیث و قرآن و سنت اللہ کی واقفیت کے نیز دین اسلام کی حمایت و اشاعت کے قائل ہوکر فاضل صاحب کا پچہلے زمانہ کے مرتد لوگوں سے ٹاکرا کراویں تاکہ ناظرین کے دلمیں یہ وسوسہ نہ پڑے فاضل صاحب کی خدمت دینی اور حمایت و اشاعت اسلام قابل قدر نہیں۔ کیونکہ خیر سے فاضل صاحب حمایت و اشاعت اسلام میں ایسے سرگرم ہیں کہ وہ وہ دلائل پیش کر دیتے ہیں کہ جس سے نہ تو اسلام ہی رہے اور نہ مسلمان تاکہ آئے دن کی عرق ریزی اور تکلیف سے خلاصی ہو اور نہ آریوں سے بحث مباحثہ کیلئے دولت خانہ کے جدائی کا ناگوار پیالہ نہ پینا پڑے اور اسمیں شک نہیں کہ یہ بہی ایک گونہ خدمت ہے۔

میرے سامنے اسوقت ایک کتاب تاریخ کی ہے جسکا نام "تاریخ تمدن اسلام" ہے جسکے مصنف مصر کے فاضل علامہ جارجی زیدان صاحب بہادر ایڈیٹر الہلال ہیں اور جو مطبع روز بازار امرتسر میں فاضل صاحب کی قرب و جوار میں طبع ہوئی ہے میںنے مناسب سمجہا کہ فاضل صاحب کی اس تحقیق کہ "سنت نبیوں کی یہی ہے کہ اونکے دین سے اونپر ایمان لاکر کوئی مرتد نہیں ہوتا ہے" مقابلہ کرکے فاضل صاحب کی دینی اور دنیوی خدمت اور حمایت و اشاعت اسلام کی داد دوں۔ چنانچہ صاحب موصوف کی کتاب تاریخ تمدن اسلام کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر اور اونکے دین کو قبول کرکے نہ ایک نہ دو بلکہ قبیلے کے قبیلے مرتد ہوئے اور اس ردّہ کا معاملہ ایسا سخت ہوگیا کہ آخرکار اون مرتد لوگوں نے مسلمانوں پر حملہ کرکے اونکے مٹا دینے اسلام کو اور بیخ دین سے اوکہیڑ دینے تک ٹہان لی۔ مگر قبل اسکے کہ میں صاحب بہادر کی عبارتیں نقل کروں مناسب خیال کرتا ہوں کہ یہ بیان کروں کہ علامہ مذکور نے یہ باتیں کہاں سے لیکر اپنے کتاب میں درج کیں تاکہ فاضل ایڈیٹر اون کتابوں سے ان باتوں کا ثبوت لے سکے اگر اوسکو شک ہو اور اس ثبوت کیلئے صاحب علامہ نے پہلے کتاب کے مقدمہ میں اون کتابوں کی فہرست دی ہے جس سے اونہوں نے یہ باتیں نیز دوسری

باتیں ہے کہ درج کی ہیں۔ اور وہ فہرست خلاصتاً یہ ہے۔

ابن اثیر۔ ابن خلدون۔ ابن خلکان مقریزی۔ بلاذری۔ ابی الفدا۔ تاریخ خمیس مسعودی۔ مقری۔ فخری۔ سیوطی۔ ابن جحد یاقوت اور اصطخری وغیرہ لوگوں کی کتابیں اغانی۔ عقد الفرید۔ ابن عبد ربہ۔ کشکول۔ مستطرف۔ سراج الملوک وغیرہ تفسیر رازی تفسیر زمخشری۔ صحیح بخاری مشکوٰۃ المصابیح ہدایہ۔ کتاب الخراج۔ قدامہ۔ ابن جعفر کی کتاب۔ الخراج وصنعۃ الکتابۃ ماوردی کے احکام السلطانیہ۔ ملک سعید کی عقد الفرید حیاۃ الحیوان۔ کشاف۔ اصطلاحات الفنون کشف الظنون۔ کلیات ابی البقا وغیرہ وغیرہ۔" ان تمام امور کے بعد علامہ مذکور نے "تاریخ تمدن اسلام" کے صفحہ ۵۹ پر "خلفائے راشدین" کے عنوان کے نیچے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے۔ کہ "ابوبکر نے زمام خلافت ایسے وقت ہاتھ میں لی تھی۔ جبکہ اسلام نہایت بے چینی اور خطرہ کی حالت میں مبتلا تھا۔ اس اضطراب کی وجہ ردّۃ تھی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں" پھر لکھتے ہیں۔ کہ "کئی آدمیوں نے (جو اسلام کے مطیع ہو چکے تھے) نبوت کا باطل دعوے کر دیا۔ جن میں خاندان بنی اسد سے طلیحہ بن خویلد الاسدی۔ بنی تمیم میں سے سجاح اور یمامہ کے باشندوں میں بنی حنیفہ میں مسیلمہ وغیرہ کئی شخص تھے اور ہر شخص نے اپنے قبیلہ اور مددگاروں سے امداد حاصل کی تھی۔ اس وجہ سے عرب کے تمام قبائل میں کچھ ایسی کھلبلی پڑ گئی تھی۔ کہ تو بہ ہی پہلی بعض تو ان میں سے ان دعویداروں کے پیرو بن گئے اور کچھ ایسے تھے۔ جو صرف زکوٰۃ دینے سے باز رہے۔ حالانکہ زکوٰۃ اسلام کے ابتدائی ارکان میں شامل اس کی حالت بعینہ ایسی تھی جیسے سلطنت میں مال کا صیغہ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہر وقت ہر جگہ سلطنتوں کے قیام کے لئے مال کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور بعض عرب اپنے خیال زکوٰۃ کے ادا کرنے سے رک گئے۔ کہ انہوں نے اُسے "تاوان" کی قسم سے سمجھا۔ جو وہ جاہلیت کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے"۔ صفحہ ۵۹ پھر صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ "ردّۃ کا معاملہ اس قدر سخت ہو گیا۔ اور مرتد لوگوں نے اتنا زور پکڑا۔ کہ ان میں سے بعضوں نے خود مدینہ پر چڑھائی کرنیکا قصد کر کے اوس پر حملہ کر ہی دیا۔ ان دنوں مدینہ مسلمانوں کا پایۂ تخت تھا۔ اور قریب تھا۔ کہ یہ حملہ آور اُسے فتح کر لیں۔ لیکن ابوبکرؓ نے نہایت عمدگی کے ساتھ انکی مدافعت کی۔ اور انہوں نے مرتد لوگوں سے جنگ کرنے میں ایک تجربہ کار عقلمند دوراندیش شخص کی طرح کام کیا"۔

اب ناظرین غور کر سکتے ہیں۔ کہ مولوی فاضل صاحب کا یہ فضول دعوے کرنا کہ سنت انبیاء یہی ہے۔ کہ ان کے اتباع میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ اور ڈاکٹر عبد الحکیم کے مرتد ہونے سے مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کا نتیجہ نکالنا کیا کچھ حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اگر یہ سچ ہے۔ کہ ایک نبی کا مرید اس کو مان کر مرتد نہیں ہوتا۔ اگر مرتد ہووے۔ تو وہ نبوت کا مدعی کاذب ہوتا ہے۔ تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ ہر نبی کے وقت میں لوگ مرتد ہوتے رہے ہیں۔ جیسے کہ پہلے الحکم اور ریویو کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم سے کسقدر لوگ مرتد ہوئے اور اب تک ہوتے جاتے ہیں۔ کیا یہ صداقت کی دلیل ہے؟ مگر مولوی فاضل صاحب بھی مجبور ہیں۔ شاید ان کے علم میں یہ بھی اسلام کی حمایت و اشاعت اور مسلمانوں کی دینی خدمت ہو۔ اور اس میں شک ہی نہیں ہے کہ یہ بھی ایک گونہ خدمت ہے خواہ تردید کی ہو۔

فقط خاکسار محمد حسین از ہوشیار پور

ایک ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

قومی یا سلسلہ کے اخبارات کا یہاں یہ فرض ہے کہ وہ قوم کو نوع الفساد قبین کے مقاصد و اغراض کی تکمیل کیلئے تازہ حالات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کے نصائح اور ہدایات سے مستفید کرتے رہیں۔ وہاں میرا خیال ہے کہ انکا یہ بھی ایک کام ہے۔ کہ قوم کی ترقی مجلسی علمی ضروریات اور ان کی تکمیل کے طریقوں سے اپنے فہم اور سمجھ کے موافق آگاہ کرتے رہیں۔ اور اپنی تحریروں کے ذریعے قوم میں قومی ضروریات کا احساس پیدا کرتے رہیں۔ اسی بناء پر میں وقتاً فوقتاً بعض ضرورتوں سے قوم کو آگاہ کرتا رہا ہوں۔ اور میں نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ وہ تحریکیں کسی نہ کسی حد تک مفید اور موثر ثابت ہوتی ہیں۔

یہ بھی ایک مسلم بات ہے۔ کہ جو سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وقت پر قایم کیا جاتا ہے۔ اسکی ابتدا کی رفتار پانی کے اس سوتے کی طرح ہوتی ہے جو پہاڑ کے کسی مقام سے نکلتا ہے۔ اور راستہ میں مختلف چٹانوں اور راستوں میں ٹکراتا ہوا اور رکتا ہوا ایک سست اور دھیمی رفتار سے چلتا ہے۔ اسکی قوت کم اور اس کے بالمقابل مشکلات اور روکیں زیادہ ہوتی ہیں۔ لیکن جوں جوں آگے چلتا ہے۔ اس کی رو تیز اور قوت ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ جسم کے کراڑوں سے گرتا ہوا اور ہر قسم کے خس و خاشاک کو لیتا ہوا بڑی شدت کے ساتھ بہ نکلتا ہے اسی طرح یہ الٰہی سلسلوں کا ابتدا نہایت کمزوری سے ہوتا ہے۔ اور ہر طرف سے اس کے تباہ و ہلاک کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ لیکن وہ ہر قسم کی مشکلات اور مانعتوں پر غالب آتا ہوا عالمگیر ہو جاتا ہے۔ اس کی یہ رفتار اور حالت ایک آیت اللہ ہوتی ہے۔ صاف نظر آتا ہے۔ کہ خدائی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ پس اس ابتدائی زمانے میں جب کہ جماعت قلیل اور وہ بھی ضعفا اور غربا کی ہوتی ہے۔ اسکی ضرورتیں کسی حالت میں کم نہیں ہوا کرتیں۔ اپنے مخالفوں سے تدافع کا انتظام بھی اسے کرنا پڑتا ہے۔ اپنی اغراض و مقاصد کی اشاعت کے لئے بھی خرچ کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ اپنی ذاتی تعلیم اور ترقی کے لئے بھی مصارف پیش آتے ہیں۔ مگر پھر ایک زمانہ اس پر آجاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فضل اور برکات نازل کرتا ہے۔ یہ قومی ضروریات کا تہیہ خارق عادت طور پر ہونے لگتا ہے۔ اس کلیہ اور قاعدہ سے یہ سلسلہ جو اس زمانہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نام سے اللہ تعالیٰ نے قایم کیا ہے۔ تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور اسلام کا احیاء کرے۔ اور اس کے برکات و فیوض کا عملی ثبوت دے بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ آئے دن اسکی ضرورتوں کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ اور قوم کی جیبوں کو ٹٹولنا پڑتا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ قوم گھبراتی نہیں۔ اکتاتی نہیں۔ بلکہ ہمت اور حوصلے کے ساتھ آگے قدم بڑھاتی ہے۔ اس لئے مجھے اس تحریک کو کرتے ہوئے یہ وہم بھی نہیں آسکتا۔ کہ کس طرح پر اسکو سنکر لبیک کہنے کے لئے قوم طیار ہوگی۔ بس جانتا ہوں۔ کہ جلد یا بدیر اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کیا جائیگا۔ اور اس کی تکمیل کے لئے ہاتھ بڑھایا جاویگا۔

قوم کا کوئی فرد غالباً اس سے ہی ناواقف نہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ کو بعثت سے ہی پہلے یہ الہام ہوا تھا۔ وسع مکانک یاتون من کل فج عمیق۔ تو اپنے مکان کو وسیع کر تیرے پاس دور دراز سے لوگ آئینگے۔ اور اس کثرت سے آئینگے کہ راہ گہرے ہو جائینگے۔ یہ پیشگوئی جس جلال اور شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ اسکے اظہار کی استفاضت نہیں۔ حضرت اقدس اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جہاں تک امکان وسعت مکانات کے سوال کو مدنظر رکھتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ جسقدر کوئی حصہ مکانات کا وسیع ہوتا جاتا ہے تو مہمانوں کی کثرت سے اور بھی تنگ کر دیتی ہے۔ اور وہ ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کی جاتی ہے۔ اب کثرت سے ایسے مہمان آتے ہیں۔ جو اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں مکانات کی دقت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ شہر میں مکانات ملتے نہیں۔ حضرت کے مکانات پہلے ہی کی پر ہوئے ہیں۔ اور سخت مشکلات پیش آتی ہیں۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں اور یہاں رہتے ہیں۔ وہ ان خصوصی مشکلات کا خوب اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان دقتوں اور مشکلات کو علیٰ قدر مراتب دور کرنے کیلئے میری رائے میں یہ تجویز مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہر ضلع کی جماعت اپنے مصرف اور خرچ سے یہاں ایک حصہ ایسے مکانات کا طیار کرائے۔ جن میں متعدد زنانہ مکان بھی ہوں۔ اور جب اس ضلع کا کوئی بھائی یہاں آئے تو وہ ان مکانات سے فائدہ اٹھا وے۔ اور چونکہ ان مکانات کی مرمت اور شکست ریخت کے مصارف جاریہ ہونگے۔ اسلئے جن ایام میں وہ مکانات خالی رہیں تو ایسے لوگوں کو کوئی حصہ ان کا کرایہ کے طور پر دیا جاتا رہے۔ جو یہاں آتے رہتے ہیں۔ مثلاً بعض مریض ہیں۔ یا ایسے لوگ جنکا یہاں اپنا کوئی مکان نہ ہو۔ وہ اہل و عیال ساتھ لائے ہوں۔ جیسے کوئی ایسے ضلع کے ہوں۔ جہاں کی جماعت اپنا کوئی مکان نہ رکھتی ہو۔ بہرحال ایسے مکانات کی عارضی آمدنی ایسی ہو سکتی ہے جو اسکے اخراجات مرمت وغیرہ کیلئے کافی ہو۔ مردانہ مہمانخانہ تو کافی ہو سکتے ہیں۔ اور مردوں کو ایسی مشکلات پیش نہیں آسکتے لیکن جب زنانے ساتھ ہوں تو مشکلات پیش آتی ہیں۔ اسلئے ہر ضلع کی جماعت اس تجویز پر غور کرے اور اگر وہ اسکو پسند کرے۔ تو اس تجویز پر عمل درآمد کرنے کی سعی کرے۔ قادیان کی انجمن احمدیہ انشاء اللہ اس تجویز پر عملدرآمد کیلئے انکو مناسب مدد دے سکیگی۔ یعنی مناسب موقعہ زمینوں کا خرید کر لینا۔ اور وہاں مکانات کی تعمیر کا انتظام کرنا۔ بہرحال یہ تجویز ایسی نہیں جو سرسری نظر سے ٹالدی جاوے۔ اب ہم میں سے ہر ایک کا فرض یہ ہونا چاہیے۔ کہ جہانتک ہم سے ہو سکے حضرت مسیح کی گرامی قدر اوقات کیلئے جہانتک ہو سکے فکر نہ ہونے دیں۔ اپنی اور قومی ضروریات پر ہم خود فکر کریں۔ میرا خیال ہے کہ سیالکوٹ یا لاہور کی جماعتیں جلدی اس کام کیلئے طیار ہو جائینگی ... اور دونوں ... جاری ...

عورتوں کی حالت کی اصلاح

اسلام ایسے وقت آیا۔ کہ عورتوں کی حالت مختل تھی۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے تھے حقوق معدوم تھے، ذلت و اعتقاد کی کوئی حد نہ تھی، حتیٰ کہ بعض لوگ جو ایک طرح سے پیغمبر کے مبعوث ہونے کے اعتقادیں تھے۔ اُن کا بھی خیال تھا کہ عورتوں کا کوئی حق نہیں، ادنیٰ سبب طلاق دینا، بغض اور اوپرے دل سے گھر میں رکھنا، تعدد زوجیات ہے کہ اس کی حد نہیں۔ یا ایک ہی پر بس کرتے ہیں۔ تو دوسری غریب عورتیں فقرد ہوا و ہوس کی شکار ہو رہی ہیں۔ اسلام نے اس خلل پذیر حالت میں کیا کیا اور کیونکر یہ علت زائل کی؟ اُس نے لڑکیوں کا زندہ دفن کرنا قطعاً حرام قرار دیا۔ اور نہ ترک کرنیکی صورت میں لوگوں کو روز قیامت کے دردناک عذاب سے ڈرایا۔ کہ "جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی پوچھی جائیگی۔ کہ کس گناہ پر قتل ہوئی" عورتوں کی شان، بلندی، حقوق کی حفاظت کی، اور جیسے حقوق اسپر ہیں، ویسے ہی اُسکے لئے بھی حقوق قرار دئے۔ بھلائی کے ساتھ عورتوں کے حقوق بھی ویسے ہی ہیں جیسے اُنپر ہیں۔ اور مردوں کا اُنپر درجہ ہے۔ یہ درجہ طاقت اور خرچ دینے کا ہے۔ جیساکہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ تمام مذہبی احکام اور ممانعتوں میں عورتوں اور مردوں کو برابر قرار دیا۔ "مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، عفت مآب مرد اور عفت مآب عورتیں، خدا کے بہت ذکر کرنے والے مرد اور بہت ذکر کرنیوالی عورتیں خدا نے ان سب کے لئے مغفرت و ثواب عظیم جمع کر رکھا ہے" دوسری آیت میں ہے "میں تم میں سے کسی کام کرنیوالے مرد و عورت کا عمل ضائع نہیں کرتا" مردنے اس سے جان لیا کہ دنیا کی طرح آخرت کی رفیق بھی اُسکی عورت ہے۔ اور ماسیارہ میں کوئی امتیاز دونوں میں نہیں۔ احسان اور اچھے برتاؤ کرنیکا حکم کئی مقام پر دیا ہے۔ اور تکلیف کے ساتھ رکھنے سے انہیں منع کیا ہے اور مرد کے دل میں کچھ کراہت آئے۔ جب بھی اُنکی دلدہی کی ہے۔ کہ "تم عورتوں سے اچھی طرز معاشرت رکھو۔ اور اگر تمکو اُن سے کراہت پیدا ہو۔ تو ایسا بھی ہے کہ کسی چیز کو تم مکروہ سمجھو۔ اور خدا اُسی میں بہت سی بھلائی دے" یہ اسلئے دلدہی کی کہ ادنیٰ سبب پر طلاق دینے میں جلدی نکرے۔ مرد کو سوچ سمجھ لینے اور قبل اسکے کہ طلاق دے طرفین سے ایک ایک حکم مقرر کرنیکا حکم دیا ہے "اگر تم کو باہم ناموافقت کا خوف ہو تو ایک حکم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے بھیجو" یہ اسلئے کہ طلاق گو مباح ہے لیکن خدا کے نزدیک یہ بہت بُرا کام ہے۔ جیساکہ حدیث میں وارد ہے۔ لیکن اگر کسی سبب سے باہم موافقت نہ ہو سکتی ہو۔ تو عدم طلاق میں بڑا حرج ہے۔ اور خاندانی انتظام کیلئے اسقدر مخل ہے کہ اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے جن لوگوں کے مذہب میں طلاق حرام ہے۔ وہ جس وسیلہ سے ہو سکتا ہے۔ اس حرمت سے رہائی حاصل کرتے ہیں۔

جن لوگوں کا مزاج وہمی ہے۔ کہتے ہیں کہ طلاق مباح ہونے سے۔ میاں بیوی میں محبت کم ہوجاتی ہے کیونکہ عورت ہر وقت طلاق سے خوف زدہ رہتی ہے لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ جو عورت یہ جانتی ہو۔ کہ شوہر کے ساتھ اُسکا تعلق مجبوری سے ہے شوہر کی محبت کا اُسکو کیا۔ اس عورت سے زیادہ خیال ہوگا۔ جو یہ سمجھتی ہو کہ محبت نہ ہوتی۔ تو جدائی آسان تھی؟ یہ واقعات کو اُلٹے پہلو پر لانا کیسا۔

عرب میں بھی اور عجم میں بھی بیویوں کے تعداد کی کوئی حد نہ تھی۔ اسلام نے اُسکے لئے ایک حد مقرر کردی۔ اور قید لگا دی۔ کہ اگر بیویوں کے ساتھ ناانصافی کرنیکا خوف نہ ہو۔ تو چار نکاح تک مباح ہے۔ اس اباحت کے بہت سے فائدے ہیں مثلاً:

(۱) فرض کرو۔ عورت ایک مزمن مرض میں مبتلا ہے۔ مرد کو ضرور اُس سے نفرت ہوگی۔ اب یا تو اُسے رہنے دے۔ اور یا طلاق دیدے۔ طلاق دینا ایسی حالت میں خلاف مروت انسانیت ہے کیونکہ وہ عورت دوسرے کے ساتھ شادی بھی نہیں کرسکتی۔ اور ہوسکتا ہے کہ دوسرا اُسکے لئے کفیل بھی نہ ہو۔ اگر رہنے دیتے ہیں۔ اور دوسری شادی نہیں کرتے۔ تو نسل منقطع ہوتی ہے۔ اور وہ خود بہت سے امراض میں تجرد کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے یا مثلاً خواہش نفسانی اُسکو بدکاری کی طرف مجبور کرتی ہے۔ اگر وہ خود کسی مرض مزمن میں مبتلا ہوا۔ تو اُسوقت طلاق دینا عین دانشمندی ہے۔ کیونکہ مرض اگر بشرکت معدہ ہے۔ تو بیوی اسکے متعدی اثر سے محفوظ رہے۔ دوسرے سے شادی کرسکے۔ اپنے فرض منصبی پر کاربند ہو یا کچھ کمانے کھانے کا شغل کرے یہ سب فوائد طلاق سے حاصل ہوتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ طلاق دینے اور کئی شادیاں کرنے میں عورتوں کے لئے اصلاح ہے یا ضرر رسانی؟ عورتوں کا عقیم ہونا بھی مزمن مرض ہے۔ ایسی صورت میں دوسری شادی کرنے سے یہ مسئلہ اچھی طرح حل ہوجاتا ہے۔ خصوصاً اس شخص کے لئے جو وارث ملک و مال کا طلبگار ہو۔

(۲) عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے زائد ہے۔ اگر کئی شادیوں کا حکم نہ ہوتا۔ تو بہت سی عورتوں کے لئے سوائے اسکے اور کوئی حیلہ نہ تھا۔ کہ اپنے ننگ و ناموس کی تجارت کریں، جیسا کہ یورپ کے اکثر شہروں میں رائج ہے اس طرح پر عورتیں مبتذل ہونے کے علاوہ اکثر امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں" اور جب محتاج ہوئیں یا سن زیادہ ہوا، یا کوئی عضو جاتی رہی۔ تو بدقسمتی سے بجز خودکشی کے اور کوئی چارہ کار اُن کے واسطے نہیں۔ لہذا کئی شادیوں میں اصلاح ہے یا ضرر رسانی ہے ساتھ ہی جب یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مردوں کی خواہش نفسانی عورتوں سے بہت زیادہ[1] ہے۔ اور مردوں کو عورتوں کے تعدد ازدواج کی زیادہ خواہش ہوتی ہے۔ جیساکہ اس فن کے علوم سے واضح ہے" تو ہم کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ تعدد ازدواج کی اباحت بہر صورت نوع انسان کے موافق ہے اس سے ہمکو انکار نہیں۔ کہ بعض اوقات اس سے نقصان بھی پہنچتا ہے۔ لیکن عقل و دور اندیشی سے نقصان سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

عقلمند مرد اور اُس کی عورت میں، جو محبت خدا نے پیدا کی ہے۔ وہ تعدد ازدواج کی وجہ سے زائل نہیں ہوجاتی جیساکہ بعض لوگوں کا گمان ہے! اس لئے کہ مرد کا دل ایک سے زیادہ کے لئے وسیع ہے۔ جسطرح کہ ماں کو اپنے سب لڑکوں۔ اور اُستاد کو اپنے سب ہوشیار شاگردوں کی محبت ہوتی ہے تعدد سے نہ محبت جاتی رہتی ہے۔ اور نہ یہ اس کی منافی ہے، ہاں عشق کے ضرور منافی ہے۔ جو محبت کی ایک قسم کی بیماری کا نام ہے۔ عشق سے ہماری مراد ایک شخص کی پرستش کرنا، اس کے لئے فنا ہو جانا، اور اُس پر مر مٹنا ہے۔ جو کسی دانشمند کے مناسب حال نہیں۔ اور یہ دوامی بھی نہیں۔ بلکہ سریع الزوال ہے کہ جس محبت کا وجود منصو دہے۔ وہ عبارت ہے اس آیت سے "خدا نے تم لوگوں میں باہم مودت و رحم کو پیدا کیا" یعنی شفقت و اخلاقی محبت نہ ذاتی محبت اور تعدد اس کے منافی نہیں۔ کیونکہ ایک آدمی، بہت سے لوگوں کے ساتھ مہربانی و شفقت و اخلاقی محبت کرسکتا ہے۔ اس حیثیت سے جب مرد پر عورت کی نظر پڑیگی۔ اور جانے گی۔ کہ مرد اُس کا سرپرست اور کفیل ہے۔ تو ناچار اُسکے دل میں محبت پیدا ہوگی۔ خواہ اپنی سوکنوں سے کتنی ہی کراہت کیوں نہ ہو۔ یہ کراہت خودغرضی کی خواہش سے پیدا ہوتی ہے۔ اور مرد کو جائز نہیں۔ کہ جب ضرورت اسکے خلاف مقتضی ہو۔ تو اُس کی اطاعت کرے۔ عورت اگر یہ سمجھ لے کہ اسی کی طرح مرد بھی چاہتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگ ہماری کفالت کریں۔ اور یہ نسبت عورتوں کے مردوں کی کمی مجبور کر رہی ہے۔ کہ ایک مرد کئی عورتوں کی نگرانی کرے، تو عام فائدہ پر اپنے ذاتی نفع کے ترجیح دینے کو شاید نامناسب خیال کریں، جس سے ہمارا مذہب بھی بیزار ہے۔ خلاصہ یہ کہ شریعت اسلام نے عورتوں کے مسئلہ کو اچھی طرح حل کردیا ہے۔ اور اُن کی حالت کی ایسی اصلاح کی ہے۔ کہ کسی شریعت میں اس کا ایک شمہ بھی نہیں[2]۔ یورپ نے پہلے ایک زمانہ تک تو اسلام سے سخت عداوت کی۔ لیکن اب رائیں اسلامی تعلیمات کے قریب آتی جاتی ہیں+ البیان

---

[1] پہلے اطبا کی رائے تھی۔ کہ عورتیں نسبتہً قوی الشہوۃ ہوتی ہیں۔ لیکن اصول جدیدہ سے یہ مسئلہ غلط ثابت ہوتا ہے

[2] اسلام نے عورتوں کی جو قدر کی ہے۔ اور تیرہ سو برس سے جو حقوق عورتوں کے مسلم ہیں۔ انکے مقابلے میں مسیحیت کا یہ برتاؤ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ۱۸۰۱ء تک انگلستان میں دستور تھا۔ کہ عورتیں مرد کی جائداد ہیں۔ لہذا شوہر اپنی بیویوں کو خاطرخواہ قیمت لیکر بیچ ڈالتے تھے۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی غلام نبی ولد جان شاہ قوم شیخ ساکن مایل پور تحصیل گڈھ شنکر ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۶ ماہ فروری ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے۔ یا آیندہ ہونگے ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۴) میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ لیکن مبلغ دس روپیہ ماہوار کا سررشتہ تعلیم میں مدرس ہوں۔ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ یعنی مبلغ ایک روپیہ ماہوار چندہ سلسلہ احمدیہ کی امداد میں یعنی ۱۲ ماہوار لنگرخانہ میں اور ۴ ماہوار چندہ سکول جیسا کہ پہلے کمترین دیتا تھا۔ دیتا رہوں گا۔ اور میری مرنے کے بعد میرے ورثہ کی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن مذکور مالک ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کو متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو ہوچکی ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگی۔ دارالامان قادیان میں پہنچائی جائے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جائے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانی اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کروں گا جسکا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی وصیت اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت ابتغاً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئی تھی اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا

گواہ شد
عزت علی ولد سبحان علی نمبردار قوم آوان ساکن بھیوہ وال بقلم خود — نشان انگوٹھا

العبد
غلام نبی مذکور بالا پوری حال مدرس بھیوہ وال تحصیل دسوہا ضلع ہوشیارپور بقلم خود
نشان انگوٹھا

گواہ شد
علی احمد ولد امام الدین قوم آوان ساکن بھیوہ وال بقلم خود — نشان انگوٹھا

نکاح کے متعلق خط و کتابت کرنیوالے

احباب یاد رکھیں۔ کہ الحکم اس معاملہ میں ان کے اشتہارات تو مفت چھاپ سکتا ہے۔ اور چھاپتا رہتا ہے۔ لیکن یہ عنایت وہ اسکے حال پر نہ کریں کہ وہ اس خط و کتابت کیلئے وقت کے علاوہ روپیہ بھی خرچ کرے۔ وہ اس بوجھ کو اٹھانے سے معذور ہے۔ آیندہ کسی خط کا اس معاملہ میں ہرگز جواب نہ دیا جاویگا۔ جسکے ساتھ ٹکٹ نہ ہوں گے۔

شادی ہوگئی

سید احمد نور صاحب مہاجر کی شادی مولوی عبد اللہ خاں صاحب لیٹ سکرٹری پنڈ دادنخاں کی دختر نیک اختر سے بمقام جہلم ہوچکی ہے۔

اس تحریک کے محرک ڈاکٹر یعقوب خاں صاحب ڈیٹر ینری اسسٹنٹ مونہ ہیں۔ جنکی وہ ہمشیرہ زادی ہے۔ جس ارادات اور حوصلہ کے ساتھ اس معاملہ میں ڈاکٹر صاحب اور انکے بہنوئی مولوی عبد اللہ خاں صاحب نے سبقت کی ہے وہ ایک قابل قدر نمونہ ہے۔ کوئی لمبی بات نہیں ہوئی۔ کوئی شرط زیور وغیرہ پیش نہیں ہوئی۔ محض خدا کیلئے انہوں نے اس امر کو پیش کیا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ ... اللہ تعالےٰ انکے اخلاص کو ضایع نہ کریگا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ حضرت بدستور حقیقت الوحی لکھ رہے ہیں تیرہواں جزو لکھا جارہا ہے۔ اوائل میں حضرت اقدس کا خیال تھا۔ کہ یہ رسالہ چار پانچ جزو کا ہوگا۔ مگر اب تو تیرہ جزو تک لکھا گیا۔ اور ابھی مضمون آرہا ہے۔ نہایت ہی عجیب اور بے نظیر کتاب ہوگی۔

۲۔ موسم میں برسات کا پورا رنگ آگیا ہے خوب بارشیں ہوچکی ہیں۔ اور ہورہی ہیں۔

مقامی احکام کو توجہ کرنی چاہیئے

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے تحصیلدار صاحب بٹالہ کو متوجہ کیا تھا۔ کہ قادیان کی حیثیت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور یہ موسم وبائی امراض کا موسم ہے۔ اسکے گرداگرد روڑیوں کے ڈھیر متعفن ہوکر ہوا کو خراب کررہے ہیں۔ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ وہ صحت پر برا اثر ڈالیں۔ اور ہیضہ اور ملیریس فیور پھیل جاوے۔ مگر میں حیران ہوں کہ وہ خدا جانے۔ اپنے فرایض منصبی میں ایسے منہمک ہیں۔ کہ اسطرف توجہ ہی نہیں کرسکتے۔ یا انہیں اس امر کی پرواہ نہیں۔

میں ایکبار پھر ملک بسنت لال صاحب کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرایض منصبی کو ملحوظ رکھیں اور جسقدر جلد ممکن ہو۔

قادیان کے ارد گرد سے ان روڑیوں کو اٹھانے کے لئے مناسب انتظام کریں۔ بصورت دیگر میں عام فائدہ کیلئے مجبور ہونگا۔ کہ اس معاملہ کو افسران بالا دست تک لے جاؤں۔ اس صورت میں انہیں چار و ناچار اس معاملہ پر توجہ کرنی پڑیگی۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ اس سے پیشتر کہ ایک خفیف معاملہ دور تک پہنچے۔ وہ رعایا کی دعا لیں۔ ملک صاحب یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ تحصیل بٹالہ کی پبلک بھری بیٹھی ہے۔ اور اس پھوڑے کو معمولی نشتر کی ضرورت ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں لوگوں کو شکایت کا موقع نہ دیں۔

میں انہیں پھر اس امر پر متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ قادیان کے ارد گرد کی روڑیاں اٹھوانیکی فکر کریں۔ انہیں کیا حق ہے اگر وہ اپنے منصبی فرض کو پورا کرکے ہمیں شکر گذار ہونیکا موقعہ دیں۔ عدم توجہی سے انکی عزت یا وقار پبلک کے دل میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور نہ یہ خشک مزاجی انکا رعب دلوں میں قایم کرسکتی ہے۔ لالہ موتی لال کیا جس عزت اور عظمت سے دیکھے جاتے تھے۔ میں دیکھتا ہوں وہ بات لوگوں کے دلوں سے اٹھتی جاتی ہے۔ اور اگر آپ بھی یہی بے نیازی تو ہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا سچے کا حامی ہو

آمین

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہونگے جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب مکار شیطان دجال شریر حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنیوالا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گذرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع و اقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کیلئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا۔ غرض ہمنے اسکے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جسکے بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبد الحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائیگا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں نے اسکی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اسکا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی **نور الدین** صاحب کے نام آیا اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونیکی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو **اب میں بھی** اس بات میں کچھ مضایقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کروں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کرتا ہوں اور اسکی عظمت اور جلال سے بیخوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اسکی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بد دیانتی اور حرامخوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھکر سزا کے لایق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھکو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں مجھے کون جانتا ہے مگر وہی اسلئے میں اس وقت **دونوں پیشگوئیاں** یعنے میاں عبد الحکیم خان کی میری نسبت پیشگوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

میاں عبد الحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو اخویم مولوی نور دین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں انکے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

مرزا کے خلاف ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ ☩

اسکے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے میاں عبد الحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔☩ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے☩ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا☩ نہ جانا رب فرق بین صادق و کاذب۔ انت تریٰ کل مصلح و صادق ☩

☩ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے عبد الحکیم خان کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اسکے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب انکو نصیب نہیں ہوگا اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جاوے ...[illegible] کاذب میں کوئی امر فارق نہ رہے۔ منہ

☩ اس فقرہ میں عبد الحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

☩ یعنے تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں امت محمدیہ کے لئے کسی دجال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی۔ ☩ یعنے اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبد الحکیم خان کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔ منہ

☩ اسمیں میاں عبد الحکیم خان نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کئے بلکہ یہ کہا کہ تین سال میعاد بتائی گئی۔ منہ

المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود

قادیان۔ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی

عبد الحکیم خان جواب دیں

بسم اللہ الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ مخدومی شیخ یعقوب علی صاحب السلام علیکم مہربانی فرما کر ان چند سطور کو اپنے اخبار میں جواب دیں چند اوراق بے معنی جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب نے اپنی تفسیر القرآن بالقرآن کے ترجمہ میں لکھ کر بھیجے ہیں اور مجکو بسبیل ڈاک وصول ہوئے ہیں ان اوراق میں ضمیمہ ۹ ۲۴ و ضمیمہ ۹ ۲ تفسیر کی ترجمہ میں یہ اوراق چھاپے گئے ہیں جو مضامین اوس میں درج ہیں وہ پہلی اعتقاد کے مخالف ہیں اسلئے میں نے مالک مطبع عزیزی نراوڑی کو خط لکھ دیا کہ میں ان اوراق کو شامل نہیں کر سکتا نہ اوراق سابقہ کو نکال سکتا ہوں کیونکہ میں پرانی اوسی عقیدہ پر قایم ہوں انشاء اللہ تادم زیست قایم رہونگا پس وہ پہلی تفسیر مدت دراز تجربہ سے اور مشاہدہ سے لکھی ہوئی ہے اب تھوڑے دنوں سے آپ کا یک لخت پھر جانا کوئی دنیاوی غرض رکھتا ہوگا کیونکہ آپنے اپنی پھر جانے کی کوئی عمدہ دلیل نہیں لکھی میں اونکی تفسیر القرآن بشرط وصولی قیمت واپس کر دونگا میں ایک غریب آدمی ہوں میری یہ استطاعت نہیں کہ میں بغیر وصولی قیمت واپس کر دوں جیسا کہ میاں حبیب الرحمان صاحب حاجی پور والہ نے کیا ہے تفسیر بلا وصولی قیمت واپس کر دی ہے پس یہ چند سطور بطور اشتہار درج اخبار کرواتا ہوں ڈاکٹر صاحب میری قیمت تفسیر القرآن واپس کر دیں تو میں تفسیر ان کو معہ اوراق زاید چھاپ بھیجدونگا۔ واپس کر دو ورنہ میں ان اوراق کو چاک کر دونگا کیونکہ ان اوراق کو ہمراہ کلام پاک شامل کرنا مناسب نہیں معرضہ ۴ اگست ۱۹۰۶ء عاجز نیاز علی احمد خان ونٹرنری اسسٹنٹ چھاؤنی پشاور

رسول کور نمبر اول

آریوں کی کرتوت

میں سہارنپور کے مناظرہ سے فارغ ہو کر رڑکی گیا تو وہاں آریہ سماج کی تعلیم کی حقیقت عوام پر ظاہر کرنیکی غرض سے دو تین لیکچر دئے گئے ایک نوجوان آریہ سماجی بڑے جوش میں جبکہ ہوڑ جبٹ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہم مناظرہ کرینگے پس جواب دیا گیا کہ اپنی سماج کیطرف سے باقاعدہ تحریر طے کرا کر ٹھیک مناظرہ کیجئے مگر وہ کسکی سنتی تھی انہوں نے تین چار خطوط مجھے روانہ کئے جن میں بالکل لا یعنی باتیں اور سخت کلاموں کی بھرمار تھی غرضیکہ میں نے ان سب کے جواب میں آخر کار ایک خط سیکرٹری آریہ سماج رڑکی کی خدمت میں ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء کو روانہ کر دیا۔ اور میں وہاں پر ۲۵ جولائی تک مقیم رہا۔ مگر اسکا کوئی جواب نہ آیا۔ اس خط کی نقل حسب ذیل ہے جسکا عوام کی واقفیت کیلئے اخبار میں شائع کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہو ہذا۔

نقل خط از جانب خاکسار عبد العزیز

قاسمی پریس لودھیانہ بنام سیکرٹری صاحب آریہ سماج رڑکی۔ نسریان جی نمستے۔ گذارش یہ ہے کہ آپ کے یہاں کے کوئی صاحب تارا چند ساکن موضع جوالاپور مجھے بار بار خطوط بھیجکر بے سروپا باتیں لکھ رہے ہیں اسلئے آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر وہ آپکی مرضی سے ایسا کر رہے ہوں (کیونکہ سماج کا چپراسی خطوط لیکر آتا ہے) تو آپ خود باقاعدہ انتظام مناظرہ کا کرائیے۔ اور کسی وقت کسی مقام پر آپ خود یا آپکی جانب سے چند اصحاب مجھ سے یا میرے دوستوں سے باہم بلا رفع الشروط طے کر کے عام اعلان جلسہ مناظرہ کر کے یہ کام کر سکتے ہیں اگر وہ آپ کی صلاح سے ایسا نہ کر رہے ہوں تو آپکو لازم ہے کہ انکو ایسی کاموں سے روک دیویں کیونکہ مجھے یاد ہے کہ آریہ سماج کے جملہ کام باقاعدہ طور پر ہوا کرتے ہیں۔ جیسے ہر جگہ سماج کی جانب سے ایسے کام ہوا کرتے ہیں۔ فرداً فرداً سماج کے ممبروں کی جانب سے ایسے کوئی کام نہیں ہوا کرتے۔ اور خواہ مخواہ تا ...[illegible] یہاں رڑکی ...[illegible] گو ...[illegible] عبارت میں لکھا جاوے تا ...[illegible] شائع ہو ... کہ رڑکی کے آریوں کی شائستگی اور تہذیب کا نمونہ یہ ہے ... تارا چند جی کے خطوط ... تارا چند جی اپنی آخری خط میں اب مجھسے دریافت کرتا ہیں کہ تمہاری علمی لیاقت کسقدر ہے اور تم اسلام کے کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہو اور تم نے پنڈت لیکھرام جی وغیرہ کی کتب کی تردید میں بھی کوئی کتاب لکھی ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ پس آپ انکو مطلع کریں کہ ان باتوں کی اون کو کیوں فکر پڑی آم کھانے سے کام یا درخت گننے سے۔ میں نے جو کہ ایک کتاب تحفہ آریہ سماج شائع کرا دی ہے صرف اس پر گفتگو کرنا لازم ہے۔ ... آپ کو معلوم ہو کہ میرا یہ دعوے ہے کہ آریہ سماج کی تعلیم کا بہت سا حصہ خود انکی مسلمہ کتب کے خلاف ہے۔ اس دعوے کے دلائل میری کتاب میں درج ہیں۔ آپ کی سماج مجموعی طور پر ...[illegible] یہ نہیں ہے اگر یہ انتظام کر سکتی ہے کہ اس دعوے کو رد کر دے تو آپ خوشی سے انتظام کیجئے۔ اور جو تاریخ مناظرہ کی باہم مشورہ سے طے ہو جاویگی۔ اس موقعہ پر مقام مقررہ پر حاضر ہو جاونگا منتظر اور دوسرا یہ کہ بیجو کہ میری کتاب ...[illegible] مضامین ... قدر القاعات مقرر میں وہ بحیثیت ... جسکتا ... کر دی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریوں کی مکتی

(سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم ۳۰ جون)

سوامی جی مہاراج نے کسی مذہب کی مکتی کو پسند نہیں کیا۔ مسلمان۔ عیسائی جینی۔ بام مارگی۔ پورانک سب پر اعتراض کئے ہیں۔ صرف اپنی ہی مکتی کو افضل اور اعلیٰ اور ہر قسم کے اعتراض سے پاک مانا ہے۔ لیکن ہمیں تو آریہ کی مکتی میں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آتی۔ جس سے اُن کے گرو جی مہاراج کے دعوی کو سچ مانا جاوے۔ بلکہ یہاں بھی وہی گڑ بڑ موجود ہے۔ سنئے سوامی جی فرماتے ہیں۔ "مکتی میں مادی جسم یا آلات احساس جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتے۔" سوامی جی کا عارضی اعتقاد ہے۔ اس کے ثبوت میں وہ مخالفین کے سامنے یہہ دلیل پیش کرتے ہیں "جسکی پیدائش ہوتی ہے۔ اسکی فناہ ضرور ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں جیو مکتی پاکر بھی فناہ ہوجاوینگے۔ "جو جسم رکھتے ہیں۔ وہ دنیوی تکالیف سے آزاد نہیں ہوسکتے۔" پھر خود ہی سوامی جی اپنی اعتقاد میں اپنے بزرگوں کی امداد سے اس پیش کردہ دلیل کا یوں بخیہ ادھیڑتے ہیں "دویاس جی کا باپ بادری مکتی میں جیو کی اور اس کے ساتھ من کی ہستی مانتا ہے" دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۳۱ جینی اچاریہ بھی مانتے ہیں کہ مکت آدمی کے من کی مانند لطیف جسم حواس اور پران وغیرہ بھی موجود رہتے ہیں۔ یعنی نیست نہیں ہوتے۔ بیاس جی مکتی میں ہستی اور نیستی دونو مانتے ہیں۔ یعنے جیو کی مکتی میں پاک طاقت موجود رہتی ہے۔ اور اسکی ناپاکی۔ گنہگاری۔ دکھ (عذاب) جہالت وغیرہ نیست و نابود ہو جاتی ہیں" اب ہم گرو جی مہاراج کے چیلوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ جب آپ کے پیشوا بیاس جی کے والد اور جینی اچاریہ کے قول کو تسلیم کرکے ان اقوال سے ان لوگوں کو ملزم ٹھہراتے ہیں۔ جو جیو کے نیست و نابود ہونیکو مکتی قرار دیتے ہیں تو پھر آپ کیوں ان کے برخلاف مکتی میں جیو آتما کے ساتھ مادی جسم یا آلات احساس کے ہونے کو نہیں مانتے دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۳۱ "مکتی میں مادی جسم یا آلات احساس جیو آتما کے ساتھ نہیں رہتے۔ مگر اس کے طبعی پاکیزہ صفات رہتے ہیں۔ جب سننا چاہتا ہے۔ تو کان چھونا چاہتا ہے۔ تو جلد دیکھنے کے ارادہ سے آنکھ ذایقہ کے لئے زبان سونگھنے کیلئے ناک سنکلپ وکلپ کرنے کرنیکے واسطے من یقین کرنے کے لئے عقل یاد کرنیکے حافظ پندار خودی کے لئے اہنت اپنی ذاتی طاقت سے جیو آتما بن جاتا ہے" حالانکہ پنڈت جی کے نزدیک زبان کے بغیر بولنا یا من کے بغیر رنج وراحت کو محسوس کرنا محض گپوڑے اور دیوانوں کی بڑبڑ ہے۔ جب سوامی جی مہاراج سے پوچھا گیا۔ کہ جیو بغیر جسم کے خوشی راحت کو کیسے محسوس کرتا ہے۔ تو سراسیمہ ہوکر بقول خود گپوڑے ہانکنے شروع کردئے۔ اور دیوانوں کی طرح نہیں معلوم کہ پہلے کیا کہہ چکا۔ اور اب کیا بول رہا ہوں۔ ستیارتھ صفحہ ۲۹۷ کو دیکھو "دویسے پران بھی جڑ ہیں۔ نہ انکو بھوک ہے۔ نہ پیاس لیکن پران والے جیو کو بھوک پیاس لگتی ہے۔ ویسے ہی من جڑ ہے نہ اسکو شادی ہوسکتی ہے اور نہ غمی لیکن من کے ذریعے شادی غمی رنج وراحت کو جیو محسوس کرتا ہے" یہاں تو سوامی جی اقراری ہیں۔ کہ من ہی کے ذریعہ سکھ جیو راحت محسوس کرتا ہے پھر آلات احساس سے کیوں انکاری ہیں۔ بتاؤ سوامی جی کی کس بات پر اعتبار کیا جاوے۔ کان کے بغیر سننا زبان کے بغیر چکھنا آنکھ کے بغیر دیکھنا جلد کے بغیر چھونا وغیرہ اس قانون کی پیروی کریں۔ یا من کو راحت کا ذریعہ مانکر سنیاسی صاحب کے حافظہ کے ثناخواں ہوں ہمارے مترو ستیارتھ کی مدح سرائی سے آپ لوگوں کو اگنی کی پرستش کی طرح کچھہ فائدہ نہیں آپ کتنا ہی اسکے آگے سر اطاعت جھکادیں پھر بھی سوامی جی کی دورنگی عدالت سے آپ کا چھٹکارا نہیں ہوسکتا اگر گرو جی مہاراج کی پہلی بات کو مانوگے یعنے مکتی میں جیو کے ساتھ مادی جسم نہیں رہتا تو یہہ مخالف ہے اول خود انہیں کے اُس قول کے کہ "من کے ذریعہ رنج وراحت جیو محسوس کرتا ہے" دوم مخالف ہے اس قول کے جو صفحہ ۲۲۲ میں ہے "یہہ دوسرا اور ہونک شریر (جسم عنصری) مکتی میں نہیں رہتا ہے اور اس سے جیو مکتی نہیں ہوسکتا ہے" بقول لطف ستیارتھ کا یہہ دعوی کہ مکتی میں جیو کے ساتھ مادی جسم نہیں رہتا خود اسی کے قول سے کہ "جسم عنصری مکتی میں بھی رہتا ہے" رد ہوگیا اگر دوسری اور تیسری بات کو سچ مانوگے (یعنے مکتی میں من۔ لطیف جسم۔ حواس۔ پران وغیرہ کا موجود رہنا) اور یہہ آپ کو ماننی بھی ضرور پڑیگی۔ کیونکہ گرو جی مہاراج کا حوالہ ہے۔ جو سائل کی تردید اور اپنی تائید کے لئے کتب قدیمہ سے نکالا ہے۔ تو اس صورت میں آپ لوگوں کے واسطے پہلی مشکل یہ ہے کہ پھر آپ کے پیشوا صاحب کیوں نہیں مانتے اور کیوں آپ کو ورطہ حیرانی اور گرداب پریشانی میں غوطے دے رہی ہیں۔ دوسری مشکل یہ ہے۔ کہ جیو کے ساتھ جو لطیف جسم اور من پران وغیرہ مکتی میں موجود ہونگے یہ مخلوق اور مرکب ہیں۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۴۴ "سوکشم شریر (جسم لطیف) کہلاتا ہے۔ اور یہ جسم سترہ چیزوں کا مجموعہ ہے۔ یہ موت جسم میں جیو کے ساتھ رہتا ہے" پھر دیکھو صفحہ ۲۹۳ "دگیارھواں من (دل) کچھہ کثیف پیدا ہوتا ہے" لہذا حسب قول سوامی جی کے مکتی میں جسم ہونیکی وجہہ سے مرنا ہی ضرور لازم آئیگا۔ کیونکہ آپ کا دعوے ہے۔ جو چیز مرکب اور مخلوق ہے۔ اسکو موت ضروری ہے۔ اگرچہ تمہارا قول صحیح ہے۔ "یعنے مکتی کے اندر جیو پاک طاقتوں والا بنا رہتا ہے" تو جیو کا مکتی سے واپس آکر جنم لینے کا اعتقاد غلط ہوگیا۔ جب جیو میں علت موجب نجات اور مکتی موجود ہے۔ تو پھر باوجود موجودیت علت تامہ کے معلول تخلف یعنی مکتی کا کون عقلمند روا رکھتا ہے۔ بھلا یہہ بھی کوئی انصاف ہے کہ ایشور اپنے عاشقان دیدار اور خاصان بار کو جن میں طاقت وصال اور قوت جمال موج زن ہو۔ نہایت ذلت کے ساتھ مکتی خانہ سے دھکے دیکر نکالدے۔ پس اگر یہی گرو جی مہاراج ہیں۔ تو ان کی اطاعت ایک امر محال ہے اس لئے اے مترو چھوڑو اس مکتی کو جو محض وہم اور خیال ہے۔ جس کا ثبوت نہ عقل سے ملتا ہے۔ نہ نقل سے نہ سنیاسی صاحب کی شکل سے یعنی مادی جسم اور آلات احساس کے بغیر سکھ راحت کے محسوس کرنے میں نہ عقل اجازت دیتی ہے۔ نہ نقل اور نہ سنیاسی جی کی اتباع سے کوئی اس مکتی خانہ تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ خود ہی گرو جی مہاراج مکتی کے وسائل میں فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں "شروھا یعنے وید وغیرہ شاستروں ان سے واقف کامل راستباز عالموں سچا اپدیش دینے والے بزرگوں کی کلام پر یقین کرنا" دیکھو صفحہ ۲۳۱ پھر آپ ہی جلد ویدکے عالموں اور شاستروں کے جاننے والوں کو بیوقوف بناکر انکی کلام کو لغو اور بیہودہ قرار دیتے ہیں۔ بھلا کسی وید شاستر کے عالم کا نام تو بتایئں جو اس دیانندی مکتی کا قائل ہو۔ ہمارے آریہ دوستوں دجوہات کو تو ظاہر فرمایئے جن سے آپ اپنی مکتی کو اعلیٰ اور افضل سمجھے بیٹھے ہیں۔ آپ کے گرو مہاراج نے جو باتیں مکتی کے بارے میں بیان کیں۔ انہیں سے کوئی ایسی بات نہیں۔ جو معقول ہونے کی وجہ سے عقلمند آدمی کی طبیعت کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ مثلاً سوامی جی اپنی مکتی کی بڑی خوبی یہہ تحریر فرماتے ہیں "مکت جیو برہم میں رہتا ہے" حالانکہ اس خوبی میں حسب قول سوامی جی کے تمام جیو شریک ہیں کیونکہ پنڈت جی مہاراج پورا انکو نکی سایوجیہ مکتی کی تردید الفاظ ذیل کے ساتھہ فرماتے ہیں "سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہونے سے (اس کے ساتھ) ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے سایوجیہ مکتی بھی خود بخود حاصل ہے" اب ایک ثالث آدمی دیانندیوں اور پرانکوں کی مکتی میں کوئی فرق نہیں پائیگا اور منصف کا اس میں یہی فیصلہ ہے۔ کہ سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہونے سے اسی میں رہتے ہیں۔ اس لئے دیانندی مکتی بھی خود بخود حاصل ہے۔ ہمیں تو دیانندی مکتی میں بڑی خوبی یہی نظر آتی ہے۔ کہ پنڈت جی نے آدمی کے پیٹ کی طرح ایشور کا بھی ایک جوف مانا ہے جس میں انتڑیوں کی ہوا کی طرح مکت جیو انند کے ساتھ ادہر اُدہر گھومتے رہتے ہیں۔ اور وہ جوف یا مکتی خانہ ایک محدود جگہ ہے جس میں محدود جیو سما سکتے ہیں۔ اور دیانندی ایشور نہیں چاہتا کہ سب جیو وسائل مکتی کو تلاش کرکے اسمیں ہمیشہ کے لئے داخل ہوں۔ ایسا چاہنے میں حسب اعتقاد سوامی جی کے جیووں اور ایشور دونوں کا نقصان ہے۔ بلکہ ایشور کا تو کچھہ بھی نہیں رہتا جیووں کا نقصان یہہ ہے۔ کہ مکتی میں جگہ بہت تنگ ہوجاویگی۔ اور سیر سیاحت میں وہ مزہ نہیں رہیگا۔ چنانچہ ستیارتھ صفحہ ۲۳۰ میں ہے "اور مکتی کی جگہ بہت سی بھیڑ بھاڑ ہوجاویگی کیونکہ وہاں آمد زیادہ اور خرچ کچھہ بھی نہ ہونیکی وجہ سے زیادتی کا حد وحساب نہ رہیگا۔ اور

بجائے سکھ کے دکھ محسوس کرنا پڑیگا" اب آریوں کے برہم کی جس میں مکت جیو سکونت رکھتے ہیں حقیقت کھل گئی۔ وہ محدود ہے اگر غیر محدود ہوتا۔ تو سوامی جی کو بھیڑ بھاڑ کی فکر کیوں پڑ تی۔ ایشور کا نقصان یہہ ہے۔ کہ ایشور اگر ناکردہ گنہ مکتی خانہ سے اپنے پیاروں اور سچے پرستاروں کو باہر نہ نکالے اور ہمیشہ کے لئے نجات دیدے۔ تو پھر سلسلہ تناسخ کے بند ہونے سے ایشور جی کو بیکار بیٹھنا پڑتا ہے۔ جس جیو نے نجات ابدی حاصل کرلی۔ وہ تو ہاتھ سے گیا۔ نئی روح پیدا کرنے کی طاقت نہیں۔ آخر ایک دن تمام روحیں نجات پا جاوینگی۔ اور آریوں کے ایشور بیچارے کو اپنی بے روزگاری پر افسوس کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے آریوں کا ایشور اپنی عملداری کے محفوظ رکھنے کے لئے کسی جیو کو ہمیشہ کیلئے مکتی خانہ میں ٹھیرنے نہیں دیتا۔ اور اپنے راستباز بندوں کو عزت دیکر پھر بے عزتی کے ساتھ واپس کرتا رہتا ہے۔ الغرض دیانندی مکتی میں بڑی خوبی یہی ہے کہ مکت جیو برہم میں بے روک و ٹوک حرکت کرتا رہتا ہے۔ گو سب جیو سرب بیاپک پرماتما میں بیاپیہ ہو کے اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ لیکن سوامی جی نے مکت جیو اور دوسرے جیو میں ایک فرق رکھا ہے یعنی مکت جیو برہم کے اندر رہتا ہے بخلاف دوسرے جیو کے کہ وہ برہم کو اپنے اندر لئے پھرتا ہے۔ چنانچہ ستیارتھ صفحہ [illegible] میں پنڈت جی مہاراج ویدانتی کے سوال کا جسکا ثبوت کھلم کھلا وید شرتیوں میں موجود ہے۔ یوں جواب دیتے ہیں "اس جگہ ایسا سمجھنا چاہیئے۔ ایک پرویش (داخل ہونا) ہے۔ اور دوسرا انوپرویش (بعد ازاں داخل ہونا) ہے پرمیشور جسم میں داخل شدہ جیووں کے ساتھ گویا بعدہٗ داخل ہو کر وید کے ذریعے سب نام اور شکل وغیرہ کے علوم کو ظاہر کرتا ہے اور جسم میں جیو کو داخل کرکے آپ جیو کے اندر داخل ہو رہا ہے" ملا لے ہیں ہا ہے!۔ دوستان! اگر آپ میں کوئی صاحب حق اور راستی کے خواہشمند ہیں۔ تو ان چند کلمات مندرجہ بالا پر غور فرماوین۔ جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آریوں کے محدود و مجسم برہم کا ایک جوف ہے جسکو مکتی خانہ کہتے ہیں۔ اس میں جو جیو رہتے ہیں سدا کے

ایک جوف ہے جسکو مکتی خانہ کہتے ہیں۔ اس میں جو جیو رہتے ہیں۔ ان کے اندر برہم نہیں رہتا۔ اگر برہم کا ان کے اندر موجود ہونا مانا جاوے۔ تو پھر مکت جیو کی نسبت پنڈت جی کا فرمانا کہ وہ برہم میں رہتا ہے۔ کچھ معنے نہیں رکھتا۔ برہم تو دوسرے جیو میں ہی رہتا ہے۔ کچھ معنی نہیں رکھتا۔ برہم تو دوسرے جیو میں بھی رہتا ہے۔ پھر مکت جیو کی اسمیں کیا خصوصیت ہے۔ نہیں منزوبات وہی ہے۔ جو اوپر بیان ہوئی۔ یعنے برہم مجسم کے جوف میں جیو سیر کرتے رہتے ہیں۔ اس عبارت منقولہ میں یہ جملہ وہ پرمیشور جسم میں داخل شدہ جیووں کے ساتھ گویا بعد داخل ہو کر" عجب جملہ ہے۔ جو ویدانتیوں کی تردید اور ویدوں کی تائید میں پیش کیا گیا ہے جسکے معتقدان ویدبتاتے ہیں۔ کہ پرمیشور جسم میں جیو کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ یا بعدہٗ اگر ساتھ ہوتا ہے۔ تو بعدہٗ کہنا غلط ہے۔ اگر جیو کے بعد ہوتا ہے۔ تو لفظ ساتھ کہنا درست نہیں۔ ایک بات مانی جاسکتی ہے۔ پرمیشور جیو دونوں کا اکٹھا داخل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مگر آفرین آریہ کے پیشوا کو کسطرح ساتھ اور بعدہٗ کے درمیان گویا بڑھا کر ویدوں کے بھیلے سے ویدانت کے مسئلے کو ہاضم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہے۔ آریوں کی مکتی جسپر فخر کیا جاتا ہے جسطرح باقی امور میں آریہ جیو برہم کو مساوی مانتا ہے وہی برابری اس جگہ بھی موجود ہے۔ یعنے مکتی میں جیو برہم کے اندر رہتا ہے۔ اور یہاں برہم جیو کے اندر ہے کہیں جیو مظروف اور برہم ظرف اور کہیں برہم مظروف اور جیو ظرف ہے۔ اگر مکتی میں برہم جیو کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو ہمیں برہم کا کوئی احسان نہیں۔ جیو بھی برہم کو اپنے اندر رکھ چکا ہے۔ ۱ستیارتھ صفحہ ۲ "ویسے ہی پرماتما کے غیر محدود اور ہر جگہ حاضر ہونیکے سبب اسکا آنا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ جانا یا آنا ہوسکتا ہے۔ جہاں وہ نہ ہو۔ الخ" ایسا کہنا اور ماننا جاہلوں کے سوا اور کون کہہ دے سکیگا۔ اس سے معلوم ہوا۔ بانی وید اور ستیارتھ دونوں کے علم میں۔ کیا پرمیشور جیو جسم میں پہلے موجود نہ تھا۔ جو بعدہٗ داخل ہوا ۲ستیارتھ صفحہ "اس کی آنکھ نہیں لیکن سب کو بخوبی دیکھتا ہے۔ اس کے کان نہیں۔ تاہم سب کی باتیں سنتا ہے۔ الخ" وہ اندریوں درانہ کرنکے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے جب ہی صفتیں مکت جیو میں موجود ہیں یعنے وہ اندریوں کے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے۔ آنکھ کے بغیر دیکھتا ہے۔ کان کے بغیر سنتا ہے۔ تو پھر مکت جیو اور برہم

پس آپ لوگ ذرا غور کیجئے۔ کہ سوامی جی کی ذات کردگار [illegible] اور سچ ہیں۔ کہ پھر جو [illegible] طاقت کشش۔ ترغیب۔ حرکت۔ خوف۔ غور۔ فعل۔ حوصلہ یقین۔ خواہش۔ رغبت۔ نفرت۔ ملاپ تقسیم۔ ملا نیوالی طاقت تقسیم کرنیوالی طاقت قوت سامعہ۔ قوت لامسہ۔ قوت باصرہ۔ قوت ناطقہ۔ قوت شامہ۔ علم۔ جیو مکتی میں رکھتا ہے۔ مادی جسم کے بغیر کس کام کی ہیں۔ اس سے تو تمہارے وید خود تمہارے ہی پیشوا کے قول سے غلط ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ پنڈت جی مہاراج ستیارتھ صفحہ ۲۵۷ میں کلام الہی کی نسبت لکھتے ہیں۔ "جس کتاب میں قانون قدرت کے پرتکش ادی پرمان راست باز اور پوتر آتما کے لوگوں کے بر خلاف باتیں نہ ہوں۔ وہی کلام الٰہی ہے" چونکہ آنکھ کے بغیر دیکھنا کان کے بغیر سننا زبان کے بغیر بولنا وغیرہ یہہ باتیں قانون قدرت کے برخلاف ہیں۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ وید کلام الٰہی نہیں۔ ماسٹر جی آپ سوامی جی کے دو قول تو سن چکے۔ پہلا قول "مکت جیو آکاش کے اندر پرمیشور میں رہتے ہیں" دوسرا قول "پرمیشور جسم میں جیو داخل کرکے آپ جیو کے اندر داخل ہو رہا ہے" اب ان کا تیسرا قول سنئے۔ جو ان دونوں کے برخلاف ہے یعنے مکت جیو نہ پرمیشور کے اندر اور نہ پرمیشور اسکے اندر بلکہ دونوں اکٹھے رہتے ہیں۔ سو دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ "بے جسم آتما مکتی (کی حالت) میں پرمیشور کے ساتھ پاک ہوکر رہتا ہے" اچھا اس ذکر کو جانے دو۔ اب یہہ بتلایئے۔ کہ آپ کے پنڈت جی ہمیشہ کے لیے مکتی خانہ میں رہنا کیوں پسند نہیں فرماتے۔ ہم کو تو ان کی پیش کی ہوئی دلیلوں میں سے کوئی دلیل ایسی نظر نہیں آتی جس سے ان کا یہہ نیا دعوےٰ قابل قبول سمجھا جاوے۔ بلکہ مکتی سے واپس آنے میں جس قدر خرابیاں ہیں۔ وہ ادنےٰ لیاقت کے انسان پر بھی مخفی نہیں میں مختصر طور پر ان دلائل کو لکھہ دیتا ہوں۔ انصاف کرنا آپ کے اختیار ہے۔

(۱) اگر ایشور محدود کاموں کا غیر محدود پہل دے۔ تو اس کا انصاف قایم نہ رہے سوامی جی کی یہہ دلیل خود ان کے قول کر رد ہو جاتی ہے۔ جو انہوں نے جیو کے موجود ہونے کے قائلین کے مقابلہ میں کیا ہے۔ یعنے "مکتی میں جیو ہمیشہ بے طاقت والا بنا رہتا ہے" اور یہہ بھی سوامی جی مانتے ہیں۔ کہ نیکی کا ثمرہ سکھہ اور انند ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ مکت جیو ہمیشہ ہی سکھہ میں رہیگا۔ بھلا یہ کونسا انصاف ہے۔ کہ نیکوکار کو بدکار بنا کر دنیا میں واپس کیا جاوے۔

(۲) اگر مکتی سے کوئی جیو واپس اس دنیا میں نہ آوے تو دنیا کا سلسلہ منقطع ہونا چاہئے۔ آپ کے گرو جی کو اسی خوف نے کہ مبادا دنیا کا خاتمہ ہو جاوے اس اعتقاد پر مجبور کیا ہے۔ لیکن ان کے چیلوں میں سے کوئی ہمت کرتا تو اس خطرہ سے اپنے پیشوا کو چھڑا سکتا تھا۔ کہ گرو جی مہاراج آپ کو دنیا کے خاتمہ کی کیوں فکر پڑ گئی۔ جناب نے تو خود اس مسائل کو جس سے پہلے حل کیا تھا "جب سنیاس آشرم ہی افضل ہے۔ اور سب اسنان کریں۔ تو انسان کی نسل قطع ہو جاویگی" اس طرح جواب دیکر تسلی دیدی "کہ سب انسان تو سنیاس حاصل کر ہی نہیں سکتے کیونکہ سب کی نفس پرستی کبھی نہیں چھوٹ سکیگی" پھر سمجھہ لو۔ سب کی مکتی بھی کبھی نہیں ہو سکیگی۔ پس آپ کو محض اس وہم سے پاک اور راست باز انسانوں کو کتا بلا بنانا مناسب نہیں۔ یہہ تو آپ کا اعتقاد ہی ہے۔ کہ نفس پرستی کا وجود کبھی بھی دنیا سے نہیں اٹھ سکتا اور نہ گناہ کے بغیر دنیا آباد رہسکتی ہے۔ اگر گناہ میں کچھ بھی کمی ہو جاوے۔ تو پرمیشور کو مقروض آدمی کی طرح فکر پڑ جاتی ہے۔ کہ اب نیکوکار بہت ہو گئے ہیں۔ میں ان کو انکی مزدوری گھوڑے بچھڑے وغیرہ کہاں سے دونگا۔ اس لئے تمام جیو حسب اعتقاد آپ کے مکتی حاصل نہیں کرسکتے۔ آپ بے فکر رہیں۔ تو شاید سوامی جی اپنے چیلے کی اس تقریر سے سمجھ جاتے۔ مگر وہ تو بسے گئے اور چیلوں کو ڈھول بجانا پڑا۔

(۳) اگر ایسا ہو کہ جتنے جیو آتما ہوتے ہیں اتنے ایشور نے پیدا کر کے دنیا میں رکھے ہوتے ہیں تو جیو غیر فانی ہو یا دہن۔ کیونکہ جس کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کی فنا ضرور ہوتی ہے۔"
سوامی جی کی یہ دلیل بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ خالق اگر کسی مخلوق چیز کو خارج میں بالکل معدوم نہ کرے۔ تو ممکن اور محتمل ہے کہ اس میں تغیر بھی راہ نہ پاوے چنانچہ سوامی جی خود اس امر کی کتنی جگہ تصدیق کر چکے ہیں۔ اوّل دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹۳ "گیان من (دل) کچھ کثیف پیدا ہوتا ہے" پھر یہی مخلوق من کی نسبت بحوالہ یجروید ستیارتھ صفحہ میں یہہ عبارت درج ہے "جو اعلیٰ علم کا ذریعہ اور دوسری چیزوں کو خیال میں جلوہ گر کرنیوالا اور یقین کرنے آلہ ہے اور جو مخلوقات کے اندر منور غیر فانی ہے۔ جسکے بغیر کوئی شخص کوئی کام بھی نہیں کر سکتا۔ وہ میرا من بری صفتوں سے الگ رہے" دیکھو یہاں ایک کثیف اور پیدا شدہ جسم کو غیر فانی کہا گیا ہے۔ پھر دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۰۹ "جب مہاپرے ہوتا ہے۔ تب اسکے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب سے الخ دنیا ہوتی ہے" سوامی جی نے یہ ایک سوال کا جواب دیا ہے۔ مضمون سوال یہہ ہے کہ پیدائش کے بارے میں وید وغیرہ شاستر متفق نہیں تیری آپنشد کا قول ہے۔ کہ اس پرمیشور اور پرکرتی سے اکاش اکاش کے بعد وایو۔ وایو کے بعد اگنی۔ اگنی کے بعد جل جل کے بعد پرتھوی پرتھوی سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان یعنے جسم پیدا ہوتا ہے۔ چھاندوگیہ میں اگنی وغیرہ اتریہ میں جل وغیرہ کی ترتیب سے دنیا کی پیدائش بتائی ہے۔ اب کس کو سچا اور کسکو جھوٹا مانیں" ان مختلف اقوال کی تطبیق میں سوامی جی فرماتے ہیں "اس میں سب سچ ہیں۔ کوئی جھوٹا نہیں۔ جھوٹا وہی ہے۔ جو ان کے برعکس سمجھتا ہے کیونکہ جب مہاپرے ہوتا ہے۔ اس کے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب سے دنیا پیدا ہوتی ہے۔ یعنے ایشور مہاپرے کے بعد پہلے اکاش کو پیدا کرتا ہے۔ اور یہہ قول بالکل سچا ہے جو اس کو جھوٹا سمجھے۔ وہ خود جھوٹا ہے۔ پھر آپ بھی گرو جی اسکے ہی قائل ہیں کہ اکاش کا پرے نہیں ہوتا۔ پس ماسٹر جی آپ کے

پیشوا کی یہہ دلیل کہ جو پیدا ہوا۔ وہ ضرور مریگا باطل ہو گئی۔ یہاں آپ کے گرو جی کی راستبازی کا نمونہ بھی دیکھنے والوں کے لئے ظاہر ہے۔ وید شاستروں کے اختلافات نے آپ کو کچھ ایسا سراسیمہ اور مخبوط الحواس کر دیا۔ کہ اپنی زبان سے اپنے آپ کو جھوٹا بنا بیٹھے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "تین ہی چیزیں ازلی ہیں۔ ایشور۔ جیو۔ عالم کی علت دی" دیکھو صفحہ ۲۴۳ پھر آگے چل کر صفحہ ۲۷۶ میں پانچ چیزیں ازلی مانتے ہیں۔ پرمیشور۔ مادہ۔ وقت۔ اکاش۔ جیو۔ پھر اس سے ذرہ آگے چل کر صفحہ ۲۷۸ میں اس قول کو جو اوپر بیان ہوا تسلیم کرتے ہیں۔ یعنے اس برہم اور پرکرتی سے اکاش پیدا ہوا۔ وہی اکاش جسکو ازلی کہا تھا۔ اس تطبیق کی خاطر حادث اور مخلوق ماننا پڑا۔ اب آپ کو سوچنا چاہئے۔ کہ اگر اکاش ازلی ہے۔ تو پھر یہہ قول کہ اس برہم اور پرکرتی سے اکاش پیدا ہوا۔ جھوٹا ہے اور پنڈت جی کا دھرم ہے۔ کہ جو اس قول کو جھوٹا سمجھے۔ وہ آپ جھوٹا ہے۔ لہذا سوامی جی اکاش کو ازلی کہتے ہیں جھوٹے ہیں بیشک آپ لوگوں کے واسطے ایسی مشکلات کو بجز اس کے چھٹکارا نہیں۔ کہ آپ لوگ بھی اپنے گرو جی مہاراج کی طرح دوہرا اعتقاد رکھیں۔ ایک ذاتی دوسرا عارضی یہاں پنڈت جی کا ذاتی اعتقاد یہہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکاش ازلی ہے۔ اس کی پیدائش نہیں۔ جب کسی نے سوال کیا۔ کہ پیدائش عالم کی نسبت وید شاستروں میں اختلاف ہے۔ تو وہاں عارضی اعتقاد سے کام لیا گیا۔ کہ کوئی اختلاف نہیں۔ مہاپرے کے بعد پہلے اکاش پیدا ہوتا ہے۔ غرض اس قسم کے حملوں سے بچنے کے لئے یہہ دو رنگی اور نفاق کا قلعہ آریہ کو خوب کام آتا ہے۔

(۴) دکھ کے احساس کے بغیر سکھ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے کڑوا نہ ہو۔ تو میٹھا کیا۔ اور میٹھا نہ ہو۔ تو کڑوا کس کو کہیں"
منصف مزاج آدمی کے واسطے اس دلیل سے دیانندی مذہب کا راز بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ پیشوائے آریہ پاپ اور گناہ کی بنیاد قائم کرنے اور پرمیشور کو خطاکار ٹھہرانے میں کسقدر دلیر ہیں۔ کیونکہ جبکہ گناہ پاپ کا نتیجہ ہے۔ تو آریوں کا ایشور ان کو گنہگار بنائے بغیر کیونکر سکھ دے

سکتا ہے۔ جب تک یہہ لوگ۔ چوری زنا قتل وغیرہ طرح طرح کے جرائم کے ارتکاب سے دکھی نہ ہوں۔ ان کو سکھ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آریہ کا ایشور نہیں چاہتا۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ نیکوکار رہیں۔ اور نہ نیک ہونا ان کے حق میں مفید ہے۔ بلکہ ان کا سکھ ان کے گنہگار ہونے میں ہے۔ پرمیشور کے پیٹ یعنی مکتی خانہ میں بباعث عدم وقوع گناہ کے میٹھا ہی میٹھا ہے۔ مکت جیو تنگ آ کر چاہتا ہے۔ کہ اس میٹھا س (نیکی) کو تلخی (گناہ) سے بدلوں۔ بیچارا بڑی مشکل پر مکتی خانہ نہیں۔ قید خانے میں دن کاٹتا ہے۔ چنانچہ سرسوتی جی مہاراج کا صاف اقرار ہے۔ کہ مکتی اور قید میں کچھ فرق نہیں دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۰۸ "کیا تھوڑی سی قید کی نسبت عمر بھر کی قید پھانسی کو کوئی اچھا سمجھتا ہے۔ مکتی سے واپس نہ ہونے اور عمر بھر کی قید میں صرف اسی قدر اختلاف ہے۔ کہ وہاں (اس زندگی کی طرح) مشقت نہیں اٹھانی پڑتی" مطلب اس کا یہہ ہے۔ کہ مکتی خانہ جیلخانہ ہے۔ اس میں ہمیشہ رہنا عمر بھر کی سزا ہے۔ تھوڑا رہنا تھوڑی قید ہے پھر اس قید کے لئے آریہ لوگوں کو کوشش کرنا مناسب نہیں۔ بھلا قید خانے میں جانے کے وسائل اور سادھن تلاش کرنا عقلمند کا کام ہے۔ بلکہ انکی پرارتھنا یوں ہونی چاہئے۔ اے اگنی پرمیشور مکتی خانہ سے ہم کو بچائیو۔ وہاں تو ہمیشہ سکھ ہی سکھ ہے اور ہمیشہ کا سکھ حقیقت میں دکھ ہے تو ہمیں مختلف قالبوں کے ذریعے سے دنیا کا سیر کراتا رہ۔ جہاں کڑوا میٹھا ملا جلا ہے۔
ہم کو پنڈت جی کی بعض باتوں پر بڑا تعجب آتا ہے۔ کہ باوجود دعوے تحقیق اور انصاف کے سوامی جی کی طرح بے انصافی سے کام لیتے ہیں۔ دیکھو آپ کا دعوے ہے۔ کہ "مکت جیو سب لوگوں (نظام دنیا) اور خواہشوں کو حاصل کرتا ہے" تمام جیو طبعاً سکھ ملنے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور دکھ سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۲۳۶ پر ہم نہیں سمجھتے۔ کہ کیوں مکت جیو تمام خواہشات کے ملنے پر بھی مکتی میں تنگ آ کر واپسی کا مشتاق رہتا ہے۔ خواہش کے مطابق چیز ملنے سے کوئی تنگ

یا ناراض نہیں ہوتا مثلاً جب سکھ سے محبت دکھ سے نفرت جیو کا طبعی خاصہ ہے۔ تو پھر اس طبعی تقاضا اور فطرتی منشا کے پورا ہونے سے جیو ہمیشہ ہی انند میں رہیگا۔ اور کبھی دکھ کی جو اس کی طبیعت کے خلاف ہے۔ خواہش نہ کریگا۔ اب کون منصف ہے۔ جو مکتی کے دائمی ہونے میں جیو پر ظلم سمجھتا ہو۔ دوستو! سوامی جی کی یہہ کوئی دلیلیں نہیں۔ صرف بہانے ہیں۔ کڑوے میٹھے یا پھانسی قید کی مثالیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۔۔۔ میں مکتی کی میعاد کا شمار اس طرح پر ہے۔ کہ تینتالیس لاکھ بیس ہزار سال کی چترجگی دو ہزار چترجگیوں کا ایک (برہما کا) رات دن ایسے تیس رات دن کا ایک مہینہ ایسے بارہ مہینوں کا ایک سال ایسے سو سال کا پرانت کال (مہاکلپ) اتنا عرصہ مکتی میں سکھ بھوگنے کا ہے"۔ اب حساب کر کے سمجھ لیجئے کہ جب اتنا عرصہ کڑوی چیز کے بغیر مکت جیو سکھ اور انند کے ساتھ بھوگ سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس میعاد کے گذرنے کے بعد مکت جیو کا معدہ میٹھی چیزیں ہضم کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ ہم کیونکر مان لیں۔ اور اس کی کیا دلیل ہے۔ کہ اس عرصہ سے زیادہ ایک گھنٹہ بھی مکتی خانہ میں ٹھیرنا ایشور کے انصاف کے برخلاف ہے۔ اور کس طرح سوامی جی کے اس قول پر کہ مکت جیو سب خواہشوں کو حاصل کرتا ہے۔ اور جیو طبعاً سکھ ملنے کا خواہشمند ہے اعتبار ہو سکتا ہے۔ کیا مکتی سے واپسی کیوقت جب یہہ میعاد ختم ہو جاتی ہے تو مکت جیو میں خواہشیں نہیں رہتیں۔ کیا جیو کا وہ طبعی خاصہ بدل جاتا ہے۔ جو بجائے سکھ کے دکھ سے محبت اور پیار کرنے لگتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ مکت جیو تو چاہتا ہے۔ کہ میں ہمیشہ سکھ میں رہوں بادشاہی چھوڑ کر چوہڑا چمار بننے کی کس کو شوق ہے کون ہے۔ جو حکومت سے بیزار اور نوکری اٹھانے کو طیار ہو۔ بات یہہ ہے۔ کہ آریوں کا ایشور نہیں چاہتا۔ کہ جیو مکتی میں ہمیشہ رہے۔ چند روحیں جو اتفاق سے قابو میں آ گئیں۔ مکتی کے دائمی ہونے میں وہ ہاتھ سے جاتی ہیں۔ اور یہہ دنیا کا سلسلہ جسمیں بھوگ جیسی نعمتیں آریہ کو نصیب ہیں۔ منقطع ہو جائیگا۔ نئی روح پیدا کرنے کی طاقت نہیں۔ جو دنیا کو آباد رکھ سکے ایسے جیو ای

سوال مع جواب

قرآن کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہی کیوں شروع ہوا اور اسماء الحسنیٰ سے بسم اللہ کے لئے صرف ان تین اسموں کو ہی کیوں منتخب کیا۔ اس میں کوئی خاص حکمت ہے۔

جواب

سوال ایک ہے۔ جو اعتراض کی صورت میں ... ہوا۔ میں حیران تھا۔ کہ قرآن کریم ... کا ہر ایک فقرہ پر حکمت خوبیاں اپنے ... رکھتا ہے۔ اس پر ایسے اعتراض کیوں ... جاتے ہیں۔ جن سے اس کا دامن بالکل منزہ ہے۔ لیکن جب سوچا۔ تو معلوم ... قرآن کریم کی خوبیاں ظاہر ... کمال عجائب کی بہار کا ... لئے ممکن تھا۔ کہ وہ دقیق ... مخفی خوبیاں جو صرف اعتراضات ... ہی سوجھتی ہیں۔ بغیر اعتراض ... میں نہ آتیں۔ اور وہ عجائبات ... ظہور کا ذریعہ محض اعتراضات ... موجود ہے۔ وہ بغیر اس کے کہ اعتراض کئے جاتے ظاہر نہ ہوتے۔ سو اس خیال کر ہم معترضین کے وجود کو بھی اچھا ہی خیال کرتے ہیں۔

کیا خوبی کی بات ہے۔ کہ معترض جب کبھی کسی آیت پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو ... میں سے یعنی اسی اعتراض کے نیچے سے ایک نہایت دلربا اور دلکش حکمت اور خوبی کا نور چمک اٹھتا ہے۔ جس کو ... وہ اعتراض کا سیاہ دھبہ جو نہایت بھیانک اور بری صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ ایک ... آن میں کافور ہو جاتا ہے۔ جسکا بین ثبوت بعونہٖ وقوتہٖ تعالیٰ ہم اس اعتراض کے جواب میں دیتے ہیں اور دکھاتے ہیں۔ کہ وہ مسئلہ جو مخالفین کی طرف سے بطور اعتراض پیش ہوا۔ دراصل ایک مخفی علم و حکمت اور پوشیدہ نور تھا۔ جو کوتہ نظروں نے ... نور کے ظلمت خیال کیا۔

... واضح ہو۔ کہ بسم اللہ شریف ایک اعجازی متن ہے۔ جو نہایت ہی اجمالی صورت میں واقع ہوا ہے۔ جس کی شرح سورہ فاتحہ اور شرح الشرح قرآن کریم ہے۔ بلکہ بعض نے تو اسطرح بیان کیا ہے کہ قرآن کریم تفسیر الحمد کی اور الحمد تفسیر بسم اللہ کی اور بسم اللہ تفسیر حرف با کی جو بسم اللہ کا پہلا حرف ہے۔ اور با تفسیر نقطہ کی جو اس کے نیچے ہے۔ اور یہ سب صحیح اور سچ ہے۔ اور اس میں ذرہ بھی خلاف نہیں۔ چنانچہ ہم اس اجمال کی کچھ مختصراً تفصیل بتلا بھی دیتے ہیں۔ وھو ہذا۔

جاننا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی دو کتابیں ہیں۔ ایک فعلی اور ایک قولی۔ فعلی سے مراد صفحۂ عالم اور تمام کائنات ہے۔ اور قولی سے مراد قرآن مجید۔ ان دونوں کتابوں کی آپس میں اس قدر مطابقت اور موافقت ہے۔ کہ دیکھنے سے انکی ہیئت کذائی سے خدا تعالیٰ کی توحید پر ایک کامل دلیل اور بین ثبوت ملتا ہے۔ اور گو کتب سماویہ اور صحف مقدسہ قرآن کریم کے علاوہ اور بھی ہیں۔ مگر جیسا کہ فعلی کتاب کا پورا نقشہ اور کامل تصویر اور پورا اتفاق اور کامل اتحاد قرآن کریم نے دکھایا ہے۔ یہ فخر اور یہ کمال اور کسی کتاب کو میسر نہیں آیا اور ہرگز نہیں آیا۔

قرآن کریم بسم اللہ سے شروع ہوا۔ اور اس پر سوال ہوا۔ کہ اسکی وجہ کیا ہے سو جاننا چاہیئے۔ کہ اس کی چند ایک وجوہ ہیں جو کئی مقامات سے مخصوص ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ کچھ عرض کرتا ہوں۔ اول یہ کہ بسم اللہ کا ابتداء جیسا کہ قولی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی فعلی کتاب کا آغاز بھی بسم اللہ ہی ہے۔ اور جیسے بسم اللہ کا آغاز حرف (ب) سے ہوا ہے۔ ایسا ہی فعلی کتاب کی بسم اللہ بھی حرف (ب) سے ہی شروع ہوتی ہے۔

اور جیسے حرف (ب) نقطہ کے مرتبہ سے ترقی کر کے الف تک۔ اور الف سے پھر (ب) ہی ہے۔ اسی طرح فعلی کتاب کی (ب) کی حقیقت سمجھ لو۔ کیونکہ فعلی کتاب جو خدا تعالیٰ کے افعال کے لئے جلوہ گاہ ہے یہ اس ذات سے بمرتبہ افعال تیسرے درجے پر ہے۔ جیسے نقطہ سے (ب) تیسرے مرتبہ پر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات بحیثیت ازلیت کے پہلے مرتبہ میں نقطہ کے مشابہ ہے۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے جسکی طرف حدیث قدسی کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ وَھُوَ ہٰذَا كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔ یعنی میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ مجھے شوق ہوا۔ کہ اپنا آپ کھلاؤں۔ تب یہ خلق پیدا کی۔ اور ذات کے بعد صفات کا مرتبہ ہے۔ اور ازلیت میں ذات سے یہ دوسرے درجے پر ہے۔ اور ذات بمع صفات کے وہ مرتبہ ہے۔ جو الف سے مشابہ ہے۔ اور یہ اسلئے کہ جس قدر حروف ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی ابتدا نقطہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور جس حرف کے لکھنے کیلئے قلم کاغذ پر رکھو گے۔ پہلے نقطہ کی صورت بنے گی۔ پھر نقطہ سے حرف کی صورت اور کوئی ایسا حرف نہیں۔ جو نقطہ سے نہ بنا ہو۔ اور نقطہ جس کے ساتھ نہ ہو۔ جیسے کہ ہر چیز الٰہی ذات سے ظہور میں آئی۔ اور کوئی چیز نہیں۔ جسکی وہ قیوم نہ ہو۔ اور جو اسکی معیت سے خالی ہو۔ اور (الف) جو حروف سے پہلا حرف ہے یہ بھی نقطہ سے خالی نہیں۔ اور نقطہ سے یہ دوسرے مرتبہ پر ہے۔ جیسے صفات ذات سے دوسری مرتبہ پر اور ہمارے اس بیان کی تصدیق اسطرح سے بھی ہوتی ہے۔ کہ الف عربی میں اس کو کہتے ہیں۔ جس پر زبر زیر و پیش نہ پڑھا جاوے۔ اور جسپر پڑھا جاوے۔ اور وہ بصورت الف ہی ہو۔ تو اس کو ہمزہ کہتے ہیں۔ نہ الف چنانچہ نحو کی کتابوں میں یہ ثابت مسئلہ ہے۔ زرادی میں ہی دیکھو۔ وہاں بھی یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور الف صرف اشباع کا کام دیتا ہے۔ اور اس کا اشارہ اور کنایہ چونکہ ذات جامع صفات کی طرف ہے۔ اور الٰہی ذات حالتوں سے پاک ہے۔ اور حرکات یعنی زیر زبر پیش تین حالتوں کا ہی نام ہے۔ زبر کو افراط زیر سے تفریط پیش سے اعتدال اس لئے وہ حرف جس کا اشارہ خدا تعالیٰ کی طرف ہے۔ وہ بھی تین حرکات کے اثر سے منزہ ٹھہرا۔ اور دوسرا اس حرف یعنی الف کی مناسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح سے بھی ہے۔ کہ الف کو آنکھیں تو دیکھتی ہیں۔ مگر زبان ادا نہیں کر سکتی۔ کیونکہ زبان تب ادا کر سکے۔ جب حرکات سے کوئی حرکت بھی ساتھ پڑھی جائے۔ بلا حرکت کس طرح ادا کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی نسبت بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ یعنی جس نے اس بے کیف ذات کو بے کیف بصیرت روحانیہ سے دیکھکر پہچان لیا۔ پھر اس کیفیت کو اگر بزبان قال بیان کرنا چاہے۔ تو اس کی زبان بیان کرنے سے عاجز ہو گئی۔ گویا گونگی ہے۔ سبحان اللہ اس بے کیف مسئلہ کی کیفیت بیان کرنے کے لئے الف کی کیسی مثال ہے۔ جو اس مسئلے کو خوب حل کر دیتی ہے۔

یہ تو دوسرے مرتبہ یعنی مرتبہ صفات کا بیان ہے۔ جسکی طرف الف اشارہ کر رہا ہے۔ اب رہا حرف با جو نقطہ سے تیسرے مرتبہ ... پر ہے۔ جیسے افعال الٰہیہ جنکا مرتبہ ذات سے تیسرے درجہ پر ہے۔ اور (ب) الف کی طرح نہیں جو الف کی طرح حرکات سے خالی ہو۔ یہ اس لئے کہ افعال کا مرتبہ ... جس کی طرف (ب) کا اشارہ ہے۔ یہ بھی حالات سے خالی نہیں۔ اور کوئی فعل نہیں۔ جس کا کسی زمانہ کے ساتھ تعلق اور لگاؤ نہ ہو۔ ماضی ہو۔ حال ہو۔ خواہ استقبال اور صورت فعل زمانہ سے خالی نہیں۔ اسی لئے مرتبہ افعال کے مقابل حرف (ب) کو رکھا۔ پھر ان ہی تین حروف کی الفاظ سے تفسیر کے نقطہ کی تفسیر جس سے مراد ذات ہے۔ اللہ کے لفظ سے بیان فرمائی اور مرتبہ صفات کے مقابل حرف کی تفسیر لفظ الرحمٰن سے اور مرتبہ افعال کے مقابل حرف کی لفظ الرحیم سے پھر اللہ کی تفسیر الحمد للہ اور الرحمٰن کی رب العٰلمین اور الرحیم کی مالک یوم الدین پھر اسی طرح آگے کو یہ سلسلہ لمبا چلا جاتا ہے۔ جسکا مفصل ذکر قرآن کریم میں ہے۔ پس ایک تو یہ وجہ تھی جو خدا تعالیٰ نے فعلی کتاب کے آغاز کے مسئلہ کو قولی کتاب کے آغاز سے کھولدیا اور اس ترتیب کو جو ان دونوں کے درمیان لازم ملزوم کی طرح تھی۔ صاف طور پر دکھلا دیا۔ اور بسم اللہ شریف کا وہ مطلب جو اوپر بیان ہوا یہ بطور آیات توحید یعنی توحید کے نیچے بیان ہوا ہے۔ اس کے بعد بسم اللہ شریف آیات نبوت کے نیچے بیان ہو گی۔ اس طرح کہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ کہ جیسے وہ رات کے بعد دن اور

ن کے بعد رات لاتا ہے۔ اسیطرح وہ روحانی سلسلہ میں بھی ایک دن اور ایک رات کی باری سے دورہ میں لاتا رہتا ہے۔ سلسلہ کی رات کا وہ زمانہ ہوتا ہے جس سے لوگ اصل حقیقت سے دور پڑتے ہیں۔ اور بجائے خالق پرستی کے خلق اور اسباب پرستی میں پڑ جاتے ہیں۔ اور روحانی سلسلہ کا روشن وہ زمانہ ہوتا ہے جس میں لوگ پرستی کی ظلمت سے نکل کر فضائے توحید و خالق پرستی کی طرف آتے ہیں۔ اور جب جسمانی سلسلہ کی پر ظلمت رات کے لئے ایک سورج کا ہونا ضروری ہے۔ اسیطرح روحانی سلسلہ کی رات کے زائل کرنے کیلئے ایک سورج کی ضرورت ہوتی ہے جسکو دوسرے لفظوں میں رسول اللہ کہتے ہیں چونکہ ہر ایک رسول ایک نئی تبدیلی کے لئے اپنے دور میں آتا ہے۔ اور اول وہ اللہ تعالے کے صفات نورانیہ سے آفتاب کی طرح منور ہو جاتا ہے۔ تب اس کو اللہ تعالیٰ اصلاح خلق کیلئے محض ... کے تقاضا سے روحانی سلسلہ کی رات کے پر ظلمت زمانہ کو ایک روشن دن کے ساتھ تبدیل کرنے کے لئے دنیا میں مبعوث فرماتا ہے۔ اس لئے تا لوگ وہ نعمتیں جو ان کو بطور رحمت کے دی گئی ہیں۔ اور بلا عوض اور بلا درخواست دی گئی ہیں۔ انکو استعمال حقہ کی راہ سے رحیمیت کا فیض پائیں۔ اور ان فانی نعمتوں سے غیر فانی نعمتیں حاصل کریں۔ اس مقصد کی بنا پر شریعت حقہ کی مقدس اور کامل کتاب کا عنوان بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سے ہوتا ہے جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس زمانہ کی اصلاح اور پاک اور روشن تبدیلی اللہ تعالے کے اس رسول کے ذریعے سے ہو گی۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے صفات کے رنگ سے رنگین کرکے بعد اپنا مظہر بنا کر محض رحمانیت کے تقاضا سے بھیجا۔ تا لوگ رحمانی نعمتوں کے استعمال سے رحیمی نعمتیں اور فیض حاصل کریں۔ اور اسم کے معنے ہم نے مظہر اور ... کئے ہیں۔ کیونکہ اسم اپنے مسمیٰ کی ماہیت پر واقع ہوتا ہے۔ جیسے ظل اصل سے۔ اور یہ معنے بسم اللہ شریف کے جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں۔

یہ بطور آیات نبوت کے دکھائے ہیں۔ اس میں نبوت کا مسئلہ عنوانی صورت میں بھی دکھلایا گیا۔ اس کے بعد بسم اللہ شریف کے معنے بطور تفاعل کے ہونگے۔ جو نبوت اور رسالت کا اصلی منشا ہے۔ اس طرح پر ہر ایک مومن کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنے تمام حرکات سکنات کو بسم اللہ شریف کے موافق بجا لائے۔ کیا مطلب یعنی ہر ایک حرکت سکون کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھے۔ اس خیال پر اور اس ارادہ کے ساتھ کہ میں اپنی تمام طاقتوں کو خواہ وہ کس قسم کی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھکر اس کے پاک مظہر رسول کے پاک نمونہ کی میزان کے ساتھ وزن کرنے سے استعمال کرتا ہوں۔ تا ان رحمانی نعمتوں کو رسول کے نمونہ کی میزان کے مطابق استعمال کرنے سے رحیمی نعمتوں کو حاصل کروں۔ یہ معنے آیات نبوت سے اتر کر تابع نبوی کے مرتبہ پر کے معنے ہیں۔ جو نبوت کے بعد کا مرتبہ ہے۔

اس کے بعد بسم اللہ شریف استمدادی معنوں کا بھی ایک مرتبہ رکھتی ہے۔ اس طرح پر کہ جب تلاوت قرآن یا اور کوئی کار خیر شروع کرے۔ تو بسم اللہ پڑھکر شروع کرے۔ اور اس سے بطور دعا کامیابی فائدہ اٹھائے۔ اس طرح پر کہ میں ذات بابرکات حضرت جامع صفات کاملہ کے مبارک نام سے برکت چاہتا ہوں۔ تا ان نعمتوں سے جو مجھے بطور رحمانیت کے عطا ہوئی ہیں۔ ان کو جائز اور صحیح استعمال کرنے سے مجھے وہ کامیابی نصیب ہو۔ جو رحمانی نعمتوں کے صحیح استعمال سے رحیمی نعمتوں کی مبارک صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ بسم اللہ شریف میں علاوہ اس کے اجتہاد اور غور و تدبر کو استعمال میں لانے کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ جو لفظ الرحمان اور الرحیم سے استنباط ہوتا ہے۔ کیونکہ الرحمان کا فیض تو بلا کسی محنت اور عوض کے ہوتا ہے۔ جس کو انسان مدبرانہ طرز سے استعمال کرکے اس فیض سے ایک دوسرا فیض حاصل کرے جو پہلے فیض سے بقدر محنت اور کوشش اور استعمال صحیح کے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے دانہ کہ جب اسکو محنت کے بازوں کے ساتھ کامل سعی اور کوشش اور صحیح تدبیر سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اپنے وقت پر

بویا جاتا ہے۔ تو گو وہ اپنی رحمانی فیض کی صورت میں تن واحد ہوتا ہے۔ مگر محنت اور صحیح تدبیر اور استعمال کی صورت میں جب وہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ تو رحیمی فیض کی صورت میں وہ ایک نہیں رہتا۔ بلکہ بجائے ایک کے وہ کئی دانوں کی صورت میں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی ہر ایک آیت گو بصورت ظاہر ایک انداز سے دانہ کی طرح ہے۔ مگر جب کوئی پاک دلی اور کامل خوض اور فکر کے ساتھ صحیح طریق سے اس میں تدبر کرتا ہے۔ تو اس کی وہ طرز جو دانہ کی طرح معنے واحد کی صورت میں ظاہر تھی۔ کامل تدبر کرنے سے ایک سی وہی آیت کئی کمالات اور کئی معارف اور حقائق کا سرچشمہ بن جاتی ہے۔ اس لئے اس آیت یعنی بسم اللہ شریف نے اس ہدایت کو بھی پیش کیا۔ کہ قرآن کریم کو تدبر سے اور غور سے پڑھو۔ چنانچہ اسی ہدایت کیلئے قرآن کریم میں مفصل طور پر بھی بیان فرمانا جہاں لکھا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا یعنی قرآن کریم کو تدبر سے پڑھو۔ اور ان تالوں کو جو عدم تدبر کی وجہ سے دلوں پر لگے ہیں تدبر کی کلید اور چابی سے کھولو۔ بسم اللہ شریف کے متعلق نہایت دقیق اسرار کا ذخیرہ علاوہ مذکور شدہ اسرار کے اور بھی ہے۔ مگر افسوس کہ بوجہ خوف طوالت اسی پر کفایت کرنا پڑا۔ اب غور سے دیکھنا چاہئے۔ کہ بسم اللہ شریف سے خدا تعالیٰ کی قولی کتاب یعنی قرآن کا آغاز ہونا کیسا محل مناسب اور ... مقام پر ہے۔ کہ اس کے پہلے مرتبہ نے فعلی کتاب کے پہلے مرتبہ کو پوری ترتیب اور مناسبت سے بیان کیا۔ اور اس کے معانی کے دوسری مرتبہ نے توحید کے بعد کے مرتبہ یعنی دور رسالت اور مرتبہ نبوت سے پوری مشابہت دکھا لی۔ اسی طرح تعامل اور استمداد وغیرہ تمام مراتب جنکا انسان کو قبل از وقت کسی امر کے لئے محتاج ہونا پڑتا ہے سب کو علے قدر مراتب بیان کیا۔ اور فعلی کتاب موافقت اور اتحاد کو ایسا دکھایا۔ کہ بس کمال ہی کر دیا۔

افسوس کہ کیسی کوتہ نظر اور بے انصاف بے تمیز ہیں۔ کہ ایسی پاک کلام پر اعتراض کئے۔ دیکھا کیسا تو جچکا۔ اور کیسی خدا بیان اور پر حکمت بیان ظاہر ہوئے۔ اور اعتراض کرو۔ اور پھر دیکھو۔ جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال۔

عاجز غلام رسول احمدی الجیکے
ضلع گجرات

معمولی مصیبت یا عذاب الٰہی

جب کوئی رسول یا نبی خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی ہدایت کیواسطے آتا ہے۔ تو اس قوم پر بلائیں بھی نازل ہوتی ہیں۔ کیونکہ اَخَذْنَا اَہْلَہَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّہُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ تاکہ وہ خدا کی طرف جھک جائیں۔ ہر ایک نبی کے منکر کہتے ہیں۔ کہ ایسی مصیبتیں تو ہمارے باپ دادا کو بھی پہنچتی رہی ہیں۔ قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ اس لئے معمولی مصیبت اور عذاب میں فرق یہ ہے۔ کہ مصیبت تو علاج معالجہ سے یا کسی تدبیر انسانی سے دور ہو سکتی ہے۔ اور اتنا نقصان نہیں کرتی۔ مگر عذاب اسوقت تک نہیں جاتا جب تک وہ قوم (۱) اپنی حالت آپ نہ تبدیل کر لے۔ اور (۲) ایمان نہ لائے اور تقوی اختیار کرے (۳) استغفار یعنی خدا سے گناہوں کی معافی و حفاظت نہ مانگے۔ (۴) بالکل ہلاک نہ کر لے۔ اس زمانہ میں بھی خدا کا ایک نبی آیا ہے۔ اور سنت اللہ کے مطابق دو عذاب لایا ہے۔ طاعون اور زلزلہ زلزلہ نے جیسی بربادی کی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ پچیس ہزار انسان کانگڑہ میں ہلاک ہوئے۔ اور یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ ایسا زلزلہ اس ملک میں سولہ سو برس سے کبھی نہیں آیا تھا۔ پھر اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوا ابھی ۲۱۔ جولائی کو آدھی رات کے بعد سخت بھونچال آیا۔ گویا ۴۔ اپریل کے بعد زمین کانپنے والی ہو گئی۔ اور اسوقت سے ٹھیری نہیں (تَتْبَعُہَا الرَّادِفَۃُ) اور طاعون نو برس سے برابر تباہ کر رہی ہے۔ کوئی انسانی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ چنانچہ ہندوستان اخبار میں لوٹ چھپا ہے جسے مذہب سے تعلق نہیں۔ اور ہے بھی ایک ہندو کا پرچہ۔ طاعون کو ہندوستان میں آئے ہوئے عرصہ بارہ سال ہو چکا۔ لیکن اب تک اس مرادرمرض کا کوئی ایسا علاج نہ نکلا جس پر اعتبار کیا جا سکے پہلے ٹیکا لگانے اور چوہے مارنے پر زور دیا جاتا تھا۔ لیکن ان تدبیروں کا حسب

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ
خوراک دو ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبئے زر ✤ اگر کھلے ہے تو صرّاف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ قیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمرز ملک کے لائق اطباء کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مفرح عنبری تو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے۔ جس کا مقابلہ یورپ کی [illegible] اس غرض سے اس [illegible] آچکی ہیں نہیں کر سکیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی

اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا۔

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ [illegible] آپ میں سے کسی کو کوئی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں۔ جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز

ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اسکی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بوعلی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے۔ اور ہر ایک تعصب سے پاک [illegible] طبیب کو اسکی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت [illegible] شکرگذار ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا [illegible] نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدہ ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہاں فقط اسماگرامی ان کا ذیل معہ ان کے شکریہ کیساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج مین ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر [illegible] مدنی صاحب۔ [illegible]
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبدالمجید خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اونٹیک اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپٹی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سری رام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خاں صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خاں صاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس سمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب مین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ۔ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھوٹو لال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہر رام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (دھوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقاہر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سعط پنور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڑھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خاں صاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خاں صاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ بوس صاحب ایچ ایس دھنو بیو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب اسدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر رحمٰن خاں صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خاں صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہوی بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب جویاں ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چھڈول ضلع کٹنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب ناندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب [illegible] ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہر پور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب گواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار ترگل
جناب حکیم رحیم بخش صاحب [illegible] ڈولہ پور
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خاں صاحب عمرکیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر میمن۔ نگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب [illegible] پور

آمدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا گیا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونے سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں

اب میں سے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں

بھائیوں کا خادم۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

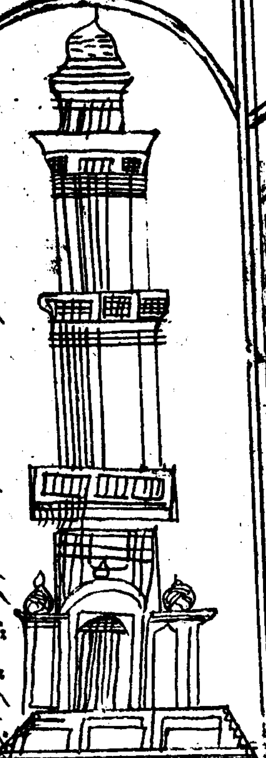

[illegible]

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص اور معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ع

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رویا۔ نشانات مرزا۔ زکواۃ فنڈ
جنازہ ۔ ضرورت دعا صہ۱
(۲) فوری ذلت صہ۲
(۳) حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط۔ دار الامان
کا ہفتہ۔ اعتذار صہ۳
(۴) مشاہیر اسلام صہ۴ و ۵
(۵) امرتسری منکر کو دعوت صہ۶ و ۷
(۶) درد دل صہ۸ و ۹
(۷) گذشتہ صحبت۔ شیخ غلام فرید چاچڑان
شریف والے کے مریدوں پر اتمام حجت صہ۱۰
(۸) وصیت نامہ ۔ ضرورت صہ۱۱
(۹) اشتہار صہ۱۲-۱۳-۱۴

نمبر ۳۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰ رجب ۱۳۲۴ھ ہجری | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رویا

۲۱-اگست ۱۹۰۶ء۔ ا۔ شب گذشتہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ اس قدر زنبور ہیں۔ (جن سے مراد کمینہ دشمن ہیں) اور ٹڈی دل سے زیادہ ان کی کثرت ہے۔ اسقدر ہیں کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے اور تھوڑے ان میں سے پرواز بھی کر رہی ہیں۔ جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر نامراد رہے۔ اور میں اپنے لڑکوں شریف اور بشیر کو کہتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھو۔ اور بدن پر پھونک لو۔ کچھ نقصان نہیں کرینگے۔ اور وہ یہ آیت ہے۔ وَاِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُم جَبَّارِین پھر بعد اس کے آنکھ کھل گئی۔

(۲) الہام ہوا۔ نُصِرتَ بالرّعب قالوا لات حِین مناص۔

ترجمہ۔ رعب کے ساتھ تیری نصرت کیگئی اور مخالفوں نے کہا۔ اب کوئی جائے پناہ نہیں

(۳) قریباً نصف رات کے بعد الہام ہوا

صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کردیگا۔

نشانات مرزا

عرصہ ہوا میں نے الہامات مرزا کا ایک مختصر سا جواب شایع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر میری مصروفیت اور کتاب مذکور کی عدم اہمیت نے ابتک مجھے توجہ کرنے نہ دی۔ اب بعض احباب کی یاد دہانی سے میں نے اس رسالہ پر مکرر نظر کی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز عنقریب میں ایک رسالہ شایع کرسکوں گا۔

زکواۃ فنڈ

کچھ عرصہ گذرا ہے۔ کہ مخدومی مکرمی جناب مولوی محمد علی صاحب نے مد زکواۃ کے متعلق احباب کی توجہ دلائی تھی۔ اور ایک چٹھی انہوں نے شایع کی تھی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک معقول رقم امین زکواۃ فنڈ کے پاس جمع ہوگئی جس نے مصارف زکواۃ میں بہت مزید مدد دی اس مد زکواۃ میں سے مساکین کی ایک خاص مقدار کو ۶۵ ماہوار کے قریب وظایف دئے جاتے ہیں یہ وہ مساکین ہیں۔ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مختلف جماعتوں میں اور شاخ دینیات میں تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن ایک فوری جوش کے بعد یہ تحریک سرد ہوگئی۔ اور مد زکواۃ کی آمدنی اس قدر کم ہوگئی کہ جولائی ۱۹۰۶ء کے وظایف کا بل ادا کرنے میں امین زکواۃ فنڈ کو مشکل پیش آئی۔ اسلئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ بار بار اس تحریک کو پیش کیا جاتا رہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام احباب اس مد میں بڑی احتیاط سے کام لینگے۔ اور یہ ایسی مد ہے۔ کہ اس سے بڑے بڑے دینی کام سرانجام پا سکتے ہیں۔ قادیان جو امام الزمان کے نزول کا مقام ہے۔ زکواۃ کے جمع ہونے کا اصل مرکز ہے اس لئے اپنے طور پر زکواۃ کا روپیہ صرف کرنیکی دلیری نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ احباب کو مناسب ہے کہ وہ اپنے ہاں کی زکواۃ جمع کرکے امین زکواۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجدیا کریں۔ اس کے ساتھ ہی غالباً اس امر کی یاد دہانی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ مختلف مدات کا روپیہ ایک شخص کے نام بھیجنے سے بارہا منع کیا گیا ہے لیکن اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ میگزین کا روپیہ مینجر میگزین کے نام لنگر کا روپیہ حضرت اقدس کے نام الحکم کا روپیہ مینجر الحکم کے نام۔ مدرسہ کا روپیہ امین مدرسہ کے نام۔ مقبرہ بہشتی کا روپیہ فنانشل سکرٹری مجلس کار پرداز ان مصالح قبرستان کے نام آنا چاہئیے۔

جنازہ

ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب

سمالی لینڈ بربرہ کی بیوی فوت ہوگئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب جماعت احمدیہ سے اپنی بیوی کے لئے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو بخشے آمین

ضرورت دعا

منشی محمد ابراھیم صاحب ٹریژری اسسٹنٹ کراچی کا یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو امتحان ہے جسمیں بعد کامیابی ترقی کی امید ظاہر کرتے ہیں ناظرین الحکم انکے لئے کامیابی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو امتحان میں کامیابی عطا کرے آمین

قومی ذلت

فاعتبروا یا اولی الابصار

مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۰۶ء بوقت ۹ بجے شب کے حاجی الحرمین مولوی ابوتراب عبدالوہاب صاحب سرگروہ اہل حدیث صدر بازار دہلی جن کا ذکر خیر ناظرین الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ [illegible] عنوان بے ظالمون نے ڈاڑھی مع ہند بالی [illegible] پڑھ چکے ہیں۔ اتفاق سے اخویم مستری قادر بخش [illegible] اہل حدیث انجنیر برف خانہ کوڑیا پل [illegible] نے رفیق اہل [illegible] مولانا [illegible] یوسف اللہ کو شریف لیگئے تھے [illegible] اور کہا کرتے تھے کہ اور کوئی مولوی تو دہلی [illegible] سے مہذبانہ گفتگو کرنیوالا نہیں رہا۔ [illegible] مولوی عبدالوہاب صاحب بڑے فاضل اور [illegible] نیز مستری قادر بخش صاحب [illegible] تعلق بہت بڑا ہے اور مستری صاحب کی [illegible] معتقد ہیں۔ وہ حج سے واپس آجاوینگے [illegible] ڈالیں گے۔ بعد انتظار شدید [illegible] مولوی صاحب کا نزول جسمانی [illegible] اکثر معتقدین مولوی صاحب کے [illegible] واسطے ریلوی اسٹیشن پر پہونچے۔ [illegible] اترنے ہی بعد مزاج پرسی وغیرہ کے کسی [illegible] نے یہہ گوش گذار دیا کہ آپ [illegible] اہل حدیث مرزائی ہو گئے خصوصاً آپ [illegible] مستری قادر بخش صاحب تو ایسی [illegible] کہ بیڈ کوارٹر ہی برف خانہ [illegible] دن رات وہاں قرآن و حدیث کے [illegible] بیان ہوتے ہیں کہ ہر شخص جو سنتا ہے [illegible] پاتا۔ اس سے اکثر اہل حدیث [illegible] چلے جاتے ہیں۔ اور مولوی محمد بشیر [illegible] جو مرزائی پارٹی سرایک کے ذہن میں جمائی [illegible] جاتے ہیں تو فوراً خطاب منکر قرآن و [illegible] پاتے ہیں۔ اس سے اور بھی وہ باتیں دل [illegible] جاتی ہیں۔ سنا گیا کہ ایسی جگر دوز خبر سنکر [illegible] نے چشم پرآب ہوکر اظہار رنج کیا کہ ایسا [illegible] شخص یعنی مستری قادر بخش صاحب کس طرح [illegible] پھندے میں آگیا مظہر نے کہا کہ حضرت [illegible] میں ایک پنجابی قاسم علی مرزائی تھا۔ [illegible] سے مرزائی ہونیکی وجہ سے علیحدہ کر دیا اور [illegible] دہلی میں مرزائیت کا اب چرچا نہ ہوگا۔ مگر [illegible] ایسا کہلا کہیں مولوی محمد بشیر کے [illegible] کہیں ثناءاللہ امرتسری پر لعنتوں کی [illegible] عیسائیوں کے گلے کا ہار اور رجا بجا مرزائیت کا اظہار کرنے لگا۔ اور دن رات برف خانہ میں یہی چرچا کہ لوگوں نے قرآن پر عمل چھوڑ دیا اسلئے وہ بیہودیانہ کام کرنے لگ گئے۔ خدا پر ایمان نہیں رہا۔ رسالت کو بالکل بھلا دیا۔ بے معنی نمازیں پڑھنا بے سمجھی قرآن [illegible] یہہ سب کچھہ مولویوں کے تعلیم بد سود کا اثر ہے۔ اور ہم تم کو زندہ قرآن اور زندہ خدا اور زندہ رسول محمد صلعم کا پتہ دیں۔ مردہ پرستی چھوڑ دو کہ مسیح وفات شدہ کو جو منجملہ دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے نبی تھا آجتک زندہ مانکر خدا کی پاس آسمان پر بٹھا اور افضل الرسل خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلعم کو وفات شدہ جانکر زیر زمین [illegible] اور ان باتوں سے عیسائیوں کی خدائی کو [illegible] ہوئی جو [illegible] باتیں [illegible] کو ایسی سناتا ہے کہ ہر ایک شخص ماننے پر مجبور ہوتا ہے یا دیرینہ عقائد کو تو ضرور ایک دلیل اور من گھڑت قصہ [illegible] لگتا ہے۔ اسلئے چند اہل حدیث نے مولوی عبدالوہاب نابینا کو اور پھر مولوی احمد اللہ امام مسجد کوچہ خان چند کو مستری قادر بخش صاحب اور دیگر ادنکے ہمخیال نئے مرزائیوں کے سمجھانیکے واسطے برف خانہ میں لیجاکر سمجھانا چاہا۔ اور یکے بعد دیگرے گئے مگر ہمیشہ وہ (قاسم علی) وہاں موجود پایا۔ مجبور اوس سے اونکی گفتگو کرائی جس کا اور بھی برا اثر اہل حدیث پر پڑا کیونکہ مرزائی کی باتیں بہت سیدہی اور صاف عام فہم ہوتی تہیں جسکو ہر ایک سامع نہایت آسانی سے سمجہہ جاتا تہا۔ ہمارے مولویوں کی جب جوابدہی کا وقت آتا تہا تو وہ ایسی بے تکی کہدیتے تھے کہ جس سے ہم کو سخت ندامت ہوتی تہی۔ مثلاً مولوی عبدالوہاب نابینا نے بیٹہتے ہی مرزا صاحب کو برا کہنا شروع کیا اس سے ضرورت پڑی کہ انکو روک کر کہا گیا اصل مسئلہ حیات وفات مسیح میں [illegible] شبہات واقع ہوگئے ہیں آپ انکا دفعیہ کریں جسوقت مرزا کے متعلق گفتگو ہوگی اوسوقت یہہ باتیں پیش کرنا۔ اسکے بعد مرزائی نے پوچہا کہ حافظ صاحب آپکا عقیدہ مسیح ابن مریم کے حیات و وفات صعود و نزول کی بابت کیا ہے۔ حافظ جی نے ایسا فضول جواب دیا کہ سامعین نہایت ہی شرمندہ ہوے۔ یعنی مرزائی نے چہہ مرتبہ عقیدہ پوچہا حافظ جی نے ہر بار جواب دیا کہ مرزا نے جو دلائل وفات مسیح اپنی کتابوں میں لکہی ہیں غلط ہیں اس پر بہی سامعین کو حافظ جی سے کہنا پڑا کہ آپ کیوں غیر متعلق خلاف سوال جواب دیتے ہیں کیوں نہیں کہول کر اہل حدیث کا عقیدہ مسیح علیہ السلام کی بابت بتلا دیتے جس سے سب کو قرآنی و احادیثی عقیدہ کی خبر بہی ہوجاتی۔ اور آگے گفتگو چلے۔ مگر انہوں نے نہ بتلانا تھا نہ بتلایا۔ منشی محمد یعقوب صاحب نے مرزائی کو مجبور کیا کہ وہ دلائل وفات مسیح پیش کرے۔ اوس نے طوعاً و کرہاً منظور کرکے تحریری دلائل پیش کردئے اور تحریری جواب مانگا۔ ایک ہی پرچہ نمبر ایقین کا ہوا تہا اور جواب الجواب مرزائی کا دینے کیواسطے بوجہ زیادہ وقت گذر جانے کے دوسری دن پر گفتگو ڈالی گئی۔ سامعین نے جنمیں سے ایک اچھی تعداد اہل حدیث ہی تہے اور ایک حافظ جو آجکل مسجد متقسب میں عبدالحکیم نام رہتے ہیں اور اہل حدیث میں وہ بہی تہے۔ ان سے پوچہہ لیجیے کہ کیا نتیجہ اس گفتگو کا ہوا۔ اور یہی لوگ حافظ عبدالوہاب صاحب کو لیگئے تہے یہی کہتے ہیں کہ ان سے کام نہیں چل سکا اور نہ چل سکیگا۔ اس گفتگو کا نتیجہ یہہ ہوا کہ حافظ [illegible] عبدالحکیم اہل حدیث تو فوراً قادیان ہی پہونچا اور وہاں جا کر وہ [illegible] ہی کر آیا۔ [illegible] صاحب نے رقعہ بھیجا کہ [illegible] قابل نہیں ہے کیونکہ یہہ کمینی سعداللہ کا مکان ہے۔ اسلئے حافظ صاحب یہاں نہ آویں۔ انہوں نے اس سے نشکر کیا۔ پہر دوسری مرتبہ مولوی احمد اللہ صاحب امام اہل حدیث مسجد کوچہ ناتہہ کو لیگئے اونکی حالت تو ناگفتہ بہ تہی سادھوؤں نے تو رہی سہی عزت اہل حدیث کی کہو دی۔ اور سیہ ستر کی بال والا اور گہونگھریالی بال سرخ و گندمی رنگ والی حدیث سے بہی انکار کر دیا کہ بخاری میں نہیں اور اقرار اپنی قلم سے بدستخط لکہکر دیدیا۔ اور کہا کہ میں یہہ اصلی حدیث سمجہونگا اوس دن سے آجتک انہوں نے نہ حدیث بہی نہ وہ آئے۔ ان واقعات سے اکثر اہل حدیث لوگوں کو جو مستری صاحب کی یار قدیمی اور اونکے پاس دن رات آتے جاتے والے تہے یہہ ضرور ماننا پڑا کہ ہمارے مولوی ناقابل جواب ہیں۔ اور اس مسئلہ میں اونکی پاس سوای تقلیدی باتوں کے اور کچہہ نہیں۔ پہر مولوی ثناءاللہ امرتسری کو حافظ محمد فاروق صاحب نے اس مسئلہ کی متعلق سوال لکہکر بہیجا تہا انہوں نے بہی ایسا ناکافی اور بہر جواب دیا کہ جس کا مرزائی مذکور نے بڑا لمبا جواب الجواب لکہکر شائع کر دیا مگر اوسکا جواب ندارد ہے۔ مولوی محمد بشیر کے نام ایک اشتہار خلوت اور جلوت کا رازہا جاری کیا اونہیں بہی اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا انہوں نے بہی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر ایک اور غضب اوس مرزائی نے یہہ کیا کہ ایک مباہلہ کا اشتہار جو مرزا نے دہلی کے سب مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام بنام لکہکر شائع کیا تہا وہ پڑہ کر سنایا اور [illegible] سب مولویوں کے نام لکہی دیکہی اور [illegible] ایسا ہوا کہ غیر ممکن نہ تہا کہ اوسی وقت مرزائی ہو جاتے۔ اوسکی بعد اوس نے ایک اور اشتہار جس میں مرزا استخارہ کے واسطے واسطہ خدا کا ڈالکر درخواست کرتا ہے پڑہکر سنایا۔ اوسکے بعد ایک اور اشتہار جس میں تمام مسلمانوں کو مرزا کہتا ہے کہ اپنے اپنے پیروں اور مولویوں کو میری مقابلہ میں کہڑا کرو سنایا۔ اسکے بعد ایک آریہ کے قتل ہونیکی بابت جو اشتہار تہے وہ سنائے پہر ایک سکہہ کے نام کا اشتہار سنایا جس میں مرزا لکہتا ہے کہ تو میرے مقابلے میں قسم کہالے پانچسو روپیہ دیدونگا اگر ایکسال کے اندر مر نہ جاوے۔ اسکے بعد پہر ایک آریہ کو جو اشتہار دیا ہے کہ وہ میرے مقابلے میں قسم کہاے اگر ایک سال تک مر نہ جاوے تو دس ہزار روپیہ دونگا۔ اسکے بعد عیسائیوں آریوں برہموؤں وغیرہ [illegible] نام جو مباہلہ کا اشتہار دیا ہے وہ سنایا۔ غرضیکہ مولوی صاحب کیا کہیں کیا نہیں ہمارے تو عقل حیران ہے کہ ان مرزائیوں کی یہہ باتیں [illegible] اور ہماری طرف سے ان اشتہاروں کا نہ کوئی جواب ہے نہ کوئی ہمارا مولوی ہی مباہلہ کے واسطے کہڑا ہوتا ہے تو کیا صرف زبانی ہی کہکر کہ تم کافر ہو ہم چہوٹ سکتے ہیں۔ طرہ برطرہ یہہ ہے کہ ہماری طرف سے جو کتابیں اونکی رد میں اور جو اشتہار نکلتے ہیں وہ بہی اوس کی (قاسم علی) پاس سب موجود ہیں اونکو بہی وہ سنا دیتا ہے سوا اس میں گالیاں [illegible] ہوتی ہیں اصل مطلب کا کچہہ جواب نہیں ہوتا۔ اور مباہلہ کے اشتہار کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ بلکہ مولوی ثناءاللہ کا رسالہ رسیدی [illegible] دکہلایا جس میں مولوی صاحب نے صاف لکہدیا کہ میں ایسی مقابلہ کی جرات نہیں کر سکتا۔ غرض انہی حالات کو سنکر مولوی عبدالوہاب صاحب تاڑ گئے کہ اگر میں وہاں گیا اور یہی حالت میرے ساتہہ ہوئی تو اس سے یہہ ساری فضیلت جو اس وقت تک میری انہیں موجود ہے جاتے رہینگے اور قلعی کہل جاویگی۔ آپ نے سنانی وعظ اونکو سنانی شروع کر دی کہ تم وہاں جاؤ نہیں اونکی باتیں مت سنو۔ اونکی صحبت اچھی نہیں۔ سست یقینوں نے اپنے مولوی کی فرمان پر گردن جھکاکر آمنا و صدقنا کہا۔ مگر چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ...... میلش اندر طعنہ پاکان برد

آپ نے اپنی جماعت کے درستی کیواسطے کچہہ کچہہ خلاف مسیح موعود علیہ السلام کے کہنا شروع کیا۔ پورے طور پر اصلاح عقائد جماعت خود نہ کر سکے تہے کہ وہ آسمانی بلا اونپر یک تخت ٹوٹ پڑی جس کا ذکر الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں زیر عنوان بے ظالمون نے ڈاڑہی مونڈ ڈالی ہو چکا ہے اس سے نکلکر آپ کو ڈاڑہی مونچہوں کی فکر پڑی اور اس وقت تک بڑی جد و جہد سے آپکی لطف ڈاڑہی بمقابلہ سابقہ برآمد ہوگئی ہے۔ اب ذرا دنیا کی ہوا کہانی آپ کو نصیب ہوئی تہی اور کل ۹ بجے شب کے

واللہ اعلم کس مصلحت سے آپ بہرف خانہ میں تشریف لے آئے۔ میں بھی خلاف معمول روزانہ وہاں جا پہنچا۔ چونکہ آجتک مجھے آپ کی صورت شناسائی نہ تھی اور نہ آپ مجھے پہچانتے تھے اخویم مستری قادر بخش صاحب نے مجھے انٹروڈیوس کرایا مصافحہ کرکے میں بیٹھ گیا اور مندرجہ ذیل گفتگو شروع کی۔

عاجز۔ مولویصاحب۔ سُنا ہے کہ کوئی مقدمہ آپ کے خلاف ہو رہا ہے۔ اوس کی کیا کیفیت ہے؟

مولویصاحب۔ واللہ اعلم۔ میں بھی سُنتا ہی ہوں۔ پورا حال نہیں جانتا۔

یہ سُنکر میں وہاں سے اوٹھ کر مستری صاحب کی نشست میں لمپ کی روشنی میں اخبار اہلحدیث جو آج ہی آیا تھا دیکھنے چلا گیا تو منشی محمد یعقوب صاحب نے جو وہاں موجود تھے اور مرزا صاحب علیہ السلام کے سخت مخالف ہیں مولویصاحب سے اونکا عقیدہ دریافت بابت حیات ممات مسیح و نزول جسمانی دریافت کیا۔

مولویصاحب۔ قرآن و حدیث میں حیات و وفات مسیح ابن مریم کی بابت کوئی نص صریح موجود نہیں ہے اسلئے اس میں گفتگو کرنا خلاف منشاء خدا و رسول ہے

منشی صاحب۔ تو پہر نزول کی بابت آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

مولویصاحب۔ بیشک مسیح اسرائیلی رسول اللہ نازل ہونگے خواہ مر گئے ہوں خواہ زندہ ہوں۔

یہانتک کلام ہوئی تہی کہ میں بھی اخبار چھوڑ کر آگیا اور مولویصاحب سے پوچھا۔

عاجز۔ مولنا جب کہ قرآن و حدیث میں حیات و ممات کا کوئی ذکر نہیں تو اس عقیدہ حیات مسیح اصعود و نزول بجسد عنصری کی بنیاد کیا ہی؟

مولویصاحب۔ البتہ بہت سی بے معنی امر لایعنی قیل و قال کی۔ اچھا یہ عقیدہ غلط ہی تم اسکے تردیدی دلائل بیان کرو جس سے اسکی غلطی ظاہر ہو جاوے۔

عاجز۔ حضرت یہ عقیدہ آپکا ہے میں تو اس کا منکر ہوں۔ آپ منکر سے دلائل انکار طلب فرماتے ہیں آپ جب تک اثبات عقیدہ خود سے فارغ ہو جاویں اور اس کی دلائل نہ بیان کریں میں تردید یا تسلیم کس امر کی کروں۔ میرا قول تسلیم ہی کافی ہے۔ میرے ذمہ تردیدی دلائل کا پیش کرنا ابھی واجب نہیں۔ افسوس ہے آپ مدعی اور منکر منصب نہیں جانتے۔ مولویصاحب۔ کہیں اعتقادی الحشر [illegible] اور کہیں یہ عقیدہ اور کہیں جسم کا نام مسیح ابن مریم ہے اور کہیں وہ جسم کو قتل کرنا چاہتے تہو وغیرہ [illegible] جس کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے [illegible] اور خدا [illegible] کہ کر [illegible] ہے۔

عاجز۔ مولویصاحب آپ کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مسیح ابن مریم کو نہیں قتل کرنا چاہتے تھے بلکہ جسم کو قتل کرتے تھے اور اوسی کے قتل کی نفی خدا نے فرماکر اوس کے آسمان پر اوٹھانیکا ذکر کر دیا ہے یعنے یہودی جسم کو قتل کرنیکے مدعی تھے خدا جسم کے قتل ہونیسے انکار فرماتا ہے اور جسم ہی اوٹھانیکو بیان کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ تنازعہ فیہا امر قتل جسم واقع جسم تنہا نہ مسیح ابن مریم حالانکہ قرآن مجید میں نہ روح کا ذکر ہے نہ قتل جسم کا تذکرہ یہ ایجاد بندہ جو سراسر گندہ ہے آپکی اصلاح قرآنی یا اعتقاد سامی ہی افسوس ہے کہ آپ کو اصل غرض قاتلوں کی معلوم نہیں کہ وہ اس قتل مسیح سے نتیجہ کیا نکالتے تھے۔"

سلسلہ کلام یہانتک پہونچا تہا کہ مولویصاحب کا برادر اصغر مضطربانہ آپہونچے اور علیحدہ لیجا کر مولویصاحب سے کچھ باتیں کیں مباحثہ تو سب حضرت کو بھول گیا جھٹ سے اپنے بھائی کے ساتھہ ہمراہی منشی محمد یعقوب صاحب چلدئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بمقدمہ فوجداری وارنٹ گرفتاری براے [illegible] پولیس لیکر دولت خانہ آنجناب پر موجود ہے۔ آپ دو شب تک روپوش رہے پیرکو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء کے دن ضمانت دوصد روپیہ عدالت میں نقد داخل کرکے باہر نکلنے کے قابل بنے۔

ناظرین شاید یہ خیال کریں کہ کسی دینی معاملہ میں یا تبلیغ حق کیوجہ سے جناب والا پر یہ ابتلا آیا ہے تو سُن لیں کہ ہرگز نہیں۔ کیا کبھی کسی مولوی کو بھی دینی ابتلا آسکتی ہے؟ جنکا مذہب اپنے اپنے فرقیا کو خوش رکھنا ہوتا ہے مولوی اور دینی ابتلا

این خیال است و محال است و جنون

یہ ابتلا نہیں ہے بلکہ شامت اعمال ہے۔ جس مقدمہ میں وارنٹ گرفتاری جاری ہوا ہے وہ حمل ناجائز کا مقدمہ ہے جسمیں مولوی صاحب اور ایک دوسرا شخص [illegible] ہے مولوی صاحب معاون اور دوسرا اصل مرتکب امر فعل حرام کا بتایا گیا ہے۔ ۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء عدالت میں پیشی مقدمہ کی مقرر ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔ مفصل حالات مقدمہ سے پھر اطلاع دی جاوے گی۔ فقط

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی

۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء

چشم پُرآب — [illegible] مرحوم [illegible] تعلیم الاسلام [illegible] صاحب [illegible] — فوت ہو گئے ہیں۔ [illegible] صاحب احمدی جماعت سے درخواست نماز جنازہ کی کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

(منقول از روانہ پیسہ اخبار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

مجی اخویم ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

اور جو خط مولوی محمد علی صاحب کے نام آیا تھا۔ میں نے اس کو سُنا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ کیوں کر مخالف لوگ ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں تکفیر کے معاملہ میں اصل بات یہ ہے کہ پہلے میں ان تمام لوگوں کو کلمہ گو خیال کرتا تھا اور کبھی میرے دل میں نہیں آیا کہ ان کو کافر قرار دوں پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت ایک استفتاء تیار کیا اور وہ استفتاء مولوی نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا اور اونہوں نے فتوے دیا کہ یہ شخص اور اس کی جماعت کافر ہیں۔ اگر مر جاویں تو مسلمانوں کی قبروں میں ان کو دفن نہیں کرنا چاہئے۔ پھر بعد اس کے دوسو مہر تکفیر کی اس فتوے پر مولویوں کی لگائی گئیں۔ یعنی تمام پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں نے اپنی مہریں لگا دیں کہ درحقیقت یہ شخص کافر ہے۔ بلکہ یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ کافر ہیں۔ اور اگر یہ مسلمان ہیں تو پھر ہم کافر ہیں کیونکر حدیث صحیح میں آیا ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان کو کافر کہے۔ تو کفر اُلٹ کر اسی پر پڑتا ہے پس اس بنا پر ہمیں ان لوگوں کو کافر ٹھہرانا پڑا۔ ورنہ ہماری طرف سے ہرگز اس بات کی سبقت نہیں ہوئی۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ ان لوگوں نے خود سبقت کی۔ اس کا فتوے پہلے ان لوگوں کی طرف سے شائع ہوا۔ ہم نے کوئی کاغذ اُن لوگوں کی تکفیر کا شائع نہیں کیا۔ اب جس شخص کو یہ امر گراں گذرتا ہو کہ اس کو کیوں کافر کہا جاتا ہے تو اس کے لئے یہ سہل امر ہے کہ وہ اس بات کا اقرار شائع کردے۔ کہ میں اُن لوگوں کو کافر نہیں جانتا بلکہ وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے ان کو کافر ٹھہرایا۔ اسی بات کا ہمارے مخالفوں مولوی محمد حسین وغیرہ کو اقرار ہے کہ بموجب اصول اسلام کے مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ پس جبکہ پنجاب ہندوستان کے تمام مولویوں نے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا۔ [illegible] بھی لکھا [illegible] کافر اور دین اسلام سے خارج ہیں۔ تو پھر اس میں ہمارا کیا گناہ ہے اُن کو [illegible] سمجھ لیا جاوے خود [illegible] کہ مسلمان کو کافر [illegible] خود کافر ہو جاتا ہے اور اگر میرے اس فتوے کفر کے پہلے ان کو کافر ٹھہرایا تو وہ کاغذ پیش کرنا چاہئے۔ پھر جو شخص مولوی محمد حسین اور نذیر حسین وغیرہ کو باوجود اس فتوے کے مسلمان جانتا ہے۔ تو یہ وہ کہہ سکتا ہے اور اگر ہمیں مسلمان جانتا ہے تو گویا اس نے ہم کو مسلمان قرار دیتا ہے پس یہ ہے اصلیت اس امر کی کہ ہم ان لوگوں کو کافر کہنے کیلئے مجبور ہوئے۔

والسلام۔ نقل دستخط میرزا غلام احمد صاحب

خاکسار میرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمدللہ ہر طرح سے مسرت افزا ہے آپ کے اہل بیت اور خدام بھی.. عافیت کے ساتھہ حمد الٰہی کرتے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت بدستور خدمت دین میں معروف ہیں مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی ابھی تک اپنے وطن میں ہی ہیں اور قادیان آنے کے لئے تیار۔

(۳) حقیقت الوحی ایک مختصر رسالہ کی صورت سے نکل کر مبسوط کتاب کی شکل اختیار کر چکی ہے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے .... کہ یہ کتاب عجیب و غریب مضامین کا مجموعہ اور حضرت حجتہ اللہ کے دعاوی کے متعلق دلائل کا کافی ذخیرہ اور تائیدی نشانات کی ایک مفید تعداد اس میں [illegible] گئی ہے۔ اب بہر طرح سے یہ کتاب ایک مکمل کتاب ہو گی۔

کاتب لکھ رہا ہے اور پریس چھاپ رہا ہے

(۴) بارش خوب ہو چکی ہے فصلیں لہلہا رہی ہیں

(۵) آج منشی نذر محمد صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس امرت سر سرکل تعلیم الاسلام سکول قادیان کے معائنہ کے لئے تشریف لائے ہیں ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء تک قیام کریں گے۔

اعتذار

مجھے نہایت افسوس اور رنج سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ کچھ دنوں سے مطبع کے بعض نقائص کی وجہ سے ۱۴-۱۷ اگست ۱۹۰۶ء کا الحکم شائع نہیں ہو سکے گا۔ سرپرستان الحکم کو اس سے جو رنج اور صدمہ پہنچے گا اس سے زیادہ میں اسے محسوس کرتا ہوں اور اور میں اس فکر میں ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ستمبر کا پہلا پرچہ اپنے ٹھیک وقت پر شائع ہو سکے گا۔ (انشاءاللہ العزیز) میں بفضل خدا اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشاہیر اسلام

شیخ شہاب الدین سہروردی

اسلامی دنیا میں فلسفہ اور منطق کا عام رواج خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں ہوا، اس زمانے میں چونکہ فلسفہ ارسطو کے تمام اجزاء ایک خاص ترتیب کے ساتھ موجود تھے۔ اسلئے ان کے تراجم کے ذریعے سے تمام ملک میں یہ ہنگامہ خیز صدا بلند کی گئی، یہ صدا اگرچہ سلطنت کی طرف سے بلند کیگئی تھی، تاہم مذہبی جوش کو نہ دبا سکی فقہا اور ... علانیہ مخالفتیں کرنی شروع کیں اور رفتہ رفتہ اسکا یہ اثر ہوا، کہ عام طور پر فلسفہ کے جاندادہ مذہبی گروہ، بلکہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جانے لگے۔ لیکن صرف فقہا کی ترشروئی سے فلسفہ کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا، اس لئے اسکے مقابلہ میں علم کلام کی بنا ڈالی گئی۔ اور اس ذریعے سے مذہب کو فلسفہ کی غارتگری سے بچایا گیا، علم کلام نے اگرچہ اخیر میں چلکر خود فلسفیانہ قالب اختیار کرلیا جسکو اب فلسفہ اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ تاہم اس میں وہ نفس ناطقہ نہ پیدا ہو سکے کہ جو دفعتہً فلسفہ ارسطو کی بنیاد کو متزلزل کر دیتی۔ اور درحقیقت ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا، کیونکہ موجودہ حالت کے لحاظ سے فلسفہ ارسطو حریف مقابل خیال کیا گیا تھا۔ اس لئے بنیاد اتنا جو کچھ کیا گیا فلسفہ ارسطو کو پیش نظر رکھ کے کیا گیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باوجود اختلاف مسائل کے ... دلیل ... طرز بیان ... اصطلاحات میں تمام تر ارسطو کے ... کا اثر باقی رہا۔ اور اب تک ہے۔ اس بنا سے درحقیقت اسلام سے ارسطو کی تقلید کا الزام، علم کلام کے چند مختلف فیہ مسائل کے پیش کر دینے سے نہیں اٹھ سکتا۔ ہاں شیخ الاشراق کا فلسفہ اس اعتراض کے جواب میں نہایت دلیری سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

شیخ الاشراق نے جس طرح فلسفہ ارسطو کے عام مسائل پر، طرز استدلال پر، مقدمات پر خردہ گیریاں اور نکتہ چینیاں کیں ہیں۔ اسی طرح اپنے خاص مسائل کو ایسے جدید پیرایے میں بیان کیا ہے کہ فلسفہ ارسطو کی مطلق آمیزش نہیں پائی جاتی۔ اور درحقیقت یہی خصوصیت ان کے فلسفہ کو علم کلام اور فلسفہ ارسطو دونوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اگرچہ شیخ الاشراق کے زمانے سے فلسفہ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اور اس فن کی بالکل حیثیت بدل گئی۔ تاہم اس زمانے میں مسلمانوں کی قوت منفعلہ فلسفہ ارسطو کے اثر سے اسقدر متاثر ہو چکی تھی، کہ اس غیر معمولی انقلاب کا مطلق احساس نہیں ہوا اسلئے شیخ الاشراق کے فلسفہ کا جلوہ عام طور پر زمانے کی نظر سے اوجھل رہا۔ اور ہمارے علما کا گروہ تو اب تک اس دلفریب نظارہ سے محروم ہے، صرف یہی افسوس نہیں کہ مسلمانوں کی تقلید پرستی کے شیخ الاشراق کا اصلی کارنامہ منظر عام پر نہ آسکا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کا بھی رونا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بے اعتنائی سے انکی علمی زندگی کی تمام خصوصیات پر گمنامی کا پردہ پڑ گیا، متاخرین نے حکمائے اسلام کے حالات میں متعدد کتابیں لکھیں۔ اور انہیں کے ضمن میں شیخ الاشراق کا بھی نام آیا، لیکن اُن کے تذکرے میں وہ تفصیل نہیں پائی جاتی۔ جو ان کے شایان شان تھی۔ تاہم اس کم مائگی کے ساتھ ہم اس مضمون میں ان کی اجمالی حالت کا مختصر سا خاکہ ناظرین الندوہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نام ونسب اور ابتدائی حالات[1] ابوالفتوح کنیت، شہاب الدین لقب یحییٰ نام ہے۔ انکے باپ کا نام حبش۔ اور دادا کا امیرک تھا۔ ... دادا امیرک کے نام سے ... معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ فارسی النسل تھے ... تذکرہ نویسوں نے ان کے ... سے بالکل اعتنا نہیں کی، اس لئے شیخ الاشراق کے خاندانی فضل و کمال، نشو ونما، اور ابتدائی تعلیم وتربیت کے دلچسپ حالات بالکل معلوم نہ ہو سکے تاہم اتنا صحیح طور پر معلوم ہے۔ کہ ان کو بچپن ہی میں تحصیل علوم کا شوق پیدا ہوا اس زمانے میں مراغہ عموماً علوم وفنون کا مرکز سمجھا جاتا تھا، اور شیخ مجد الدین جیلی کے فضل وکمال نے اسکے دائرہ علم کو اور بھی وسیع کر دیا تھا۔ اس لئے جو شخص شوق علم میں گھر سے باہر قدم نکالتا تھا۔ اُسکی نگاہ سب سے پہلے مراغہ ہی کے سواد پر پڑتی تھی۔ اس لحاظ سے شیخ الاشراق نے بھی پہلے پہل مراغہ کا سفر کیا، اور وہاں جاکر شیخ مجد الدین جیلی کی درگاہ میں داخل ہوئے۔ شیخ مجد الدین جیلی کے حالات اگرچہ عام طور پر نہیں معلوم ہو سکتے، تاہم امارات وقرائن سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ خود فلسفہ ارسطو کے سخت مخالف تھے کیونکہ اُنکے تلامذہ میں، امام رازی، اور شیخ الاشراق نہایت نامور نکلے۔ اور دونوں فلسفہ ارسطو کے سخت دشمن نکلے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے۔ کہ انکی درگاہ میں فلسفہ ارسطو کا کلمہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ بہرحال شیخ الاشراق نے انکی خدمت میں علوم عقلیہ اور اصول فقہ کی تحصیل کی۔ لیکن شیخ الاشراق کی علمی خوشہ چینی صرف ایک خرمن تک محدود نہیں رہ سکتی تھی، اسلئے اس کے بعد انہوں نے اصفہان کا رخ کیا۔ اور وہاں پہنچکر ظہیر فارسی سے کتاب البصائر پڑھی شیخ الاشراق کو اس کتاب کے ساتھ اس قدر دلچسپی تھی۔ کہ درس وتدریس کے علاوہ، اکثر بجائے خود اس کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکما میں لکھتے ہیں۔

وَاتی اصفہان وبلغنی انہ قرأ ھناک بصائر ...
یعنی وہ اصفہان میں آئے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بصائر ...
... علی الظہیر الفارسی ... کتبہ ...
ظہیر فارسی سے پڑھی۔ لیکن انکی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے
علی انہ فکر فی البصائر کثیرا
بطور خود بصائر کو نہایت غور وفکر سے دیکھا ہے)

شیخ الاشراق نے ان بزرگوں کی خدمت میں اگرچہ رفتار زمانہ کے موافق تمام علوم فنون کی تکمیل کرلی۔ تاہم انکا اصلی ذوق اس دریوزہ گری سے نہیں پورا ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے عام شاہراہ سے الگ ہوکر وہ طرز اختیار کی۔ جس نے افلاطون کے سامنے اسرار کائنات کے انکشاف کا دروازہ کھول دیا تھا۔ حکمائے اشراقین کی تعلیم وتعلم کا دار ومدار بالکل صفائے قلب اور ریاضت پر تھا۔ اس لئے اگر مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرلی جائے۔ تو درحقیقت حکمۃ اشراقیہ ہی کو کشف وتصوف کا اصلی سرچشمہ کہا جا سکتا ہے۔ شیخ الاشراق بھی ابتدا ہی کر ارسطو کے دائرہ تقلید سے نکل کر حکمائے اشراقین کی پناہ میں آگئے تھے۔ اس لحاظ سے صفائے قلب اور ریاضت کی طرف توجہ کی۔ اور دور دور جاکر صوفیوں سے استفادہ حاصل کیا۔ اور مدتوں ان کی صحبت میں رہ کر آخر کار خود اس قابل ہو گئے۔ کہ زمانہ نے موید بالملکوت کا لقب دیا۔ اور حکمت اشراق کے حقیقی جلوہ گاہ قرار پائے۔

شیخ الاشراق پر فلسفہ کا اثر اور اس ...

شیخ الاشراق نے اس ذریعہ سے افلاطون کے عظام رمیم میں ایک غیر معمولی جنبش پیدا کردی، اور دفعتہً زمانے کو حکمۃ اشراقیہ کا جلوہ نظر آگیا۔ اور اسی کے ساتھ خود انکی نظر میں حکمۃ اشراقیہ کے جلوے اس طرح سما گئے کہ انکو تمام دنیا عالم، نور نظر آنے لگی۔ اس وجہ سے حکمائے متقدمین کے ساتھ اس قدر خوش اعتقادی پیدا کرلی۔ کہ ان کے تمام مسائل کو واجب الیقین، اور انکی ذات کو شمع ہدایت قرار دینے لگے۔ چنانچہ حکمۃ الاشراق میں خود اپنے ذوق وکشف کی توثیق واستحکام کی متعلق لکھتے ہیں۔

وَھو ذوق امام الحکمۃ ورئیسنا افلاطن صاحب الاید والنور وکذا من قبلہ من زمان والد الحکماء ھرمس الی زمانہ ای الی زمان افلاطن من عظماء الحکماء واساطین الحکمۃ مثل انباذقلس وفیثا غورث وغیرھما۔ اس عبارت[2] میں شیخ الاشراق کی خوش اعتقادی کا رنگ جن الفاظ کے قالب میں جھلکتا ہے، انکے ترجمہ میں وہ شان نہیں باقی رہتی۔ اسلئے ہم اس عبارت کو بلا ترجمہ کے چھوڑتے ہیں

شیخ الاشراق کی یہ خوش اعتقادی یہیں تک محدود نہ تھی، بلکہ وہ اس نشہ میں اسقدر چور تھے کہ حکمائے فارس مثلاً زردشت، وجاماسپ فرشادشیر، بزرجمہر وغیرہ کو جنکی تکفیر بظاہر اسلام کا ایک لازمی جزو ہے، نبی برحق، یا کم از کم قطب الاقطاب سمجھتے تھے، چنانچہ انکے ذکر کے بعد حکمائے متالہین کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وھو خلیفۃ اللہ فی ارضہ وھکذا یکون
یعنی ایسا شخص خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور یہ طریقہ
ما دامت السموات والارض
قیامت تک باقی رہے گا۔

اہل اسلام کے نزدیک زردشت وغیرہ کی تکفیر کا پہلا زینہ یہ ہے۔ کہ وہ نور وظلمۃ، دو خدا کے قائل ہیں۔ اور مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرکے یہ خیال خود حکما کی رائے کے مخالف ہے۔ لیکن شیخ الاشراق خوش اعتقادی کے

ابن خلکان وتاریخ الحکماء ۱۲

[1] تذکرہ نویسوں نے شیخ الاشراق کے نام میں سخت اختلاف کیا ہے۔ طبقات الاطبا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام عمر اور ابوحفص کنیت تھی۔ حکمۃ الاشراق کے دیباچے سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ لیکن ابن خلکان نے ... (دیکھو تاریخ الحکماء) ... تذکرہ اسی نام کے ساتھ شروع کیا ہے۔ اسکے علاوہ کشف الفنون میں ... ضمنی موقع پر ... نام لیا گیا ہے ... حالات

جوش میں اُن پر یہ الزام بھی گوارا نہیں کرسکتے چنانچہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

کلمات الاولین مرموزة وما رد علیهم وان کان

یعنے حکماء متقدمین کی تمام باتیں رمز و کنایہ پر مبنی ہیں، اسلئے

متوجها علی ظاهر اقاویلهم لم یتوجه علی

اگرچہ انکے ظاہری اقوال پر نکتہ چینیاں کیگئی ہیں تاہم انکو اصل

مقاصدهم فلا رد علی الرمز وعلی هذا ینبنی

مقصد سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ رمز پر رد و قدح نہیں ہوسکتی اور

قاعدة الاشراق فی النور والظلمة التی کانت

حکمائے فارس مثلاً جاماسپ اور فرشادشور، اور بزرجمہر

طریقة حکماء الفرس مثل جاماسف

وغیرہ نے جو اصول نور و ظلمت کے متعلق قائم کیا ہے

وفرشادشور و بوزرجمهر ومن قبلهم وهی

اسکو رمز و کنایہ ہی کی بنا پر قائم کیا ہے اسلئے یہ نہ سمجھنا چاہیے

لیست قاعدة کفرة المجوس والحاد مانی

کہ وہ مجوس کے ہم خیال اور مانی کی طرح ملحد تھے یا یہ کہ

وما یفضی الی الشرک بالله تعالی وتنزه

انکا یہ قاعدہ مفضی الی الشرک تھا،

ان عجیب و غریب خیالات کے ساتھ شیخ الاشراق کی زبان میں آزادی اور صاف گوئی کا ایسا جوہر پیدا ہو گیا تھا۔ کہ وہ ان خیالات کو ذہنی دنیا میں محدود ہی نہیں رکھ سکتے تھے، اس لیے اکثر لوگوں سے اسکے متعلق بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنی حسن تقریر اور علم و فضل کی بدولت غالب آتے تھے۔ چنانچہ اس کا یہ انجام ہوا۔ کہ تمام دنیا اس غیر مانوس صدا سے گونج اُٹھی۔ اور ان کے خیالات عام طور پر مشہور ہو گئے۔ چنانچہ علامہ ابن خلقان لکھتے ہیں۔

وکان یتهم بانحلال العقیدة والتعطیل

یعنے اُن پر ضعیف الاعتقادی اور خدا کو معطل الوجود

ہونیکی تہمت لگائی جاتی تھی۔ اور وہ حکماء متقدمین کے مذہب

ویعتقد مذهب الحکماء المتقدمین

کی تائید کرتے تھے۔ اور انکی یہ باتیں عام طور پر مشہور ہوگئیں تھیں

واشتهر ذالک عنه

حلب کا سفر اور شیخ الاشراق کی شہادت

شیخ الاشراق کے ان اعتقادات سے اگرچہ عام بدگمانی پیدا ہوگئی تھی تاہم وہ ان باتوں کو مطلق خاطر میں نہ لاتے تھے، اور نہایت آزادی کے ساتھ سیر و سیاحت کیا کرتے تھے۔ سیر و سیاحت اگرچہ اس قسم کے آزاد خیالوں کا عام شیوہ ہے لیکن انکو زیادہ تر اپنے ہم مذاق کی جستجو رہتی تھی۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکماء میں لکھتے ہیں۔

وکان قدس الله روحه کثیر الجولان والطوفان فی

یعنے وہ اپنے ہم مذاق کی جستجو میں اکثر شہروں میں گردش

البلدان شدید الشوق علی تحصیل مشارک له فی

کیا کرتے تھے لیکن انکو کوئی شخص ہاتھ نہ آتا تھا۔ چنانچہ

علومه لم یحصل له قال فی آخر المطارحات وهو اقد

خود مطارحات میں لکھا ہے۔ کہ میری عمر تقریباً تیس سال کی ہوگی

سنی الی قریب من ثلاثین سنة واکثر عمری فی الاسفار

اور میری عمر کا زیادہ تر حصہ سفر اور اپنے ہم خیال کی جستجو میں

والاستخبار والتفحص عن مشارک مطلع علی العلوم و

صرف ہوا لیکن مجھکو کوئی شخص ایسا نہ ملا جو علوم شریفہ

عنده خبر من العلوم الشریفة ولا من یؤمن بها

کا حقیقی رازدار اور معتقد ہو۔

چنانچہ انہوں نے اسی کس مپرسی کے زمانے میں عادت مستمرہ کی بنا پر ایک مرتبہ روم سے نکلکر شام اور حلب کی طرف رخ کیا۔ اس زمانے میں حلب اور شام کی عنان حکومت، سلطان صلاح الدین کے بیٹے ظاہر کے ہاتھ میں تھی، اسوجہ سے حلب عموماً فقہاء اور علماء کا مرکز بن گیا تھا۔ اسلئے شیخ الاشراق جب حلب میں داخل ہوئے۔ تو پہلے پہل فقہاء سے مٹھ بھیڑ ہوئی۔ شیخ الاشراق ان کے سامنے علانیہ حکماء کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اور جو شخص انکی مخالفت کرتا تھا۔ اسکو احمق اور بیوقوف بناتے تھے شیخ الاشراق کے ان خیالات اور زبان درازیوں سے فقہاء کے گروہ میں آگ سی لگ گئی۔ اور ان کی تشنیع و تکفیر کا عام غلغلہ بلند کیا گیا۔ یہاں تک کہ یہ خبر بارگاہ سلطانی تک پہنچی۔ اور سلطان ظاہر نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور فقہاء کے ساتھ مناظرہ کرایا۔ شیخ الاشراق نے بسر دربار اپنی تقریر اور فضل و کمال کے وہ جوہر دکھائے کہ ظاہر اُن کا دل سے معتقد ہوگیا لیکن بدقسمتی سے یہ شاہانہ عنایت شیخ الاشراق کے لئے بجائے اسکے کہ مفید ہوتی وبال جان ہوگئی۔ اُدھر تو فقہاء کا دل خود اُن کے مذہبی خیالات سے جلا ہوا تھا۔ اِدھر بارگاہ سلطانی کے تقرب نے انکو اور بھی آگ بگولا بنا دیا۔ اسلئے تمام فقہاء کے اتفاق سے شیخ الاشراق کی تکفیر کا ایک محضر مرتب کرکے سلطان صلاح الدین کی خدمت میں روانہ کیا گیا، محضر میں علاوہ تمام باتوں کے اس بات پر نہایت زور دیا گیا تھا۔ کہ اگر ان کی زندگی کا قطعی فیصلہ نہ کر دیا گیا۔ تو عام حیثیت سے قطع نظر کرکے انکے عقاید کا نہایت برا اثر خود شاہزادہ کی ذات پر پڑیگا،[1]

اس زمانے میں چونکہ سلطنت کی بنیاد مذہبی سطح پر قائم ہوئی تھی۔ اس لئے کسی شخص کی بربادی کیلئے فقہاء کا معمولی اشارہ بھی کافی ہوسکتا تھا، لیکن شیخ الاشراق کے واجب القتل ہونیکے متعلق بعض خارجی اسباب ایسے پیدا ہوگئے تھے، جس سے آئین سلطنت نے بھی فقہاء کی تائید کی، حقیقت یہ ہے کہ ان اعتقادات کے علاوہ، شیخ الاشراق کی زبان سے کبھی کبھی ایسے جملے بھی نکل جاتے تھے، جن سے نہایت خوفناک پولیٹیکل خدشہ پیدا ہو جاتے تھے، چنانچہ جب شیخ سیف الدین آمدی نے اُن سے حلب میں ملاقات کی، تو انہوں نے اس قسم کی باتیں کی، جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکے سر میں سلطنت اور ملک گیری کا سودا سما گیا تھا، ہم اس موقع پر اس گفتگو کو ایک مکالمے کی صورت میں نقل کرتے ہیں،

شیخ الاشراق، میں یقیناً روے زمین کا بادشاہ ہو جاؤنگا،

سیف الدین آمدی۔ کیونکر؟

شیخ اشراق۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں دریا کا تمام پانی پی گیا،

سیف الدین آمدی۔ غالباً اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے علم کو نہایت شہرت اور وسعت حاصل ہوگی،

شیخ سیف الدین آمدی کا بیان ہے کہ یہ سب کچھ ہوا لیکن اُن کے دل سے یہ بات نہ نکلی اسکے علاوہ شیخ الاشراق سے خرق عادت کے طور پر بہت سے عجیب و غریب افعال سرزد ہوتے تھے۔ اس لئے عوام کا ایک بہت بڑا گروہ ان کا معتقد ہو گیا تھا، چنانچہ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں۔

وراینا اهلها مختلفین فی امره فمنهم من ینسبه

یعنے میں نے حلب کے لوگوں کو انکے معاملے میں مختلف

الی الزندقة والالحاد ومنهم من یعتقد

پایا، بعض لوگ انکو زندیق اور ملحد سمجھتے تھے اور بعض لوگ

فیه الصلاح وانه من اهل الکرامات

انکو صاحب کرامت اور صالح خیال کرتے تھے۔

بہرحال عوام کی اس اعتقاد سے یہ خیال اور بھی قوی ہوجاتا تھا۔ غرضیکہ اس شرعی اور قانونی جرم کی بنا پر سلطنت کی طرف سے شیخ الاشراق کی شہادت کا قطعی حکم صادر ہوا۔ لیکن ظاہر چونکہ ان کا دل سے شیدائی تھا۔ اسلئے پہلی مرتبہ یہ بیرحمی نہ گوارا کرسکا، مگر سلطنت کو چونکہ اس کا خاص خیال دلایا گیا تھا۔ دوبارہ نہایت سخت حکم نافذ ہوا اور اس میں ظاہر کو معزولی کی دھمکی دیگئی تھی اس لیے اس کو جبراً اسکی تعمیل کرنی پڑی،

شیخ الاشراق کی شہادت کے متعلق متعدد روایتیں مذکور ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ شیخ الاشراق کی قسمت کا فیصلہ خود ان کی مرضی کے مطابق کیا گیا۔ اور درحقیقت شیخ الاشراق نے جس اندازہ صبر و استقلال کے ساتھ جان دی۔ وہ ہی انکی کے شایان شان تھا۔

شیخ الاشراق چونکہ انتہا درجہ کے مرتاض اور عزلت گزین شخص تھے۔ اسلئے انہوں نے خواہش کی۔ کہ مجھکو ایک گھر میں بند کیا جائے تاکہ آخر دم تک شان تصوف قائم رہے چنانچہ ایسا کیا گیا اور اسی صوفیانہ استقلال کے ساتھ انہوں نے جان دی۔

(باقی آئندہ)

---

[1] مانی بابلی مذہباً نصرانی تھا۔ فرقہ ثنویہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ نور و ظلمت دو خدا کا قائل تھا۔ کیونکہ اسکے نزدیک خیر و شر کا وجود ایک ذات سے نہیں ہوسکتا۔ اس بنا پر نور کو خیر اور ظلمت کو شر کا خالق سمجھتا تھا۔ اور مجوس کا بھی بعینہ یہی خیال ہے۔ زردشت وغیرہ کے متعلق بھی یہی مشہور ہے لیکن شیخ الاشراق کی رائے کے موافق، نور سے واجب الوجود، اور ظلمت سے ماہیات ممکنہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ واجب الوجود تمام خوبیوں کا مظہر اور ممکنات تمام برائیوں کا سرچشمہ ہیں۔ اس تاویل کے لحاظ سے توحید پر جیسا کہ عام خیال ہے۔ حرف نہیں آتا۔ ۱۲ شرح حکمۃ الاشراق صفحہ ۱۸ و ۱۹

[1] تاریخ الحکماء ۱۲

[2] ابن خلکان نے جہاں شیخ الاشراق کے قتل کا ذکر کیا ہے۔ وہیں اس واقعے کو بھی نقل کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خود ابن خلکان کے نزدیک اس قسم کے خیالات کو انکی شہادت میں بہت کچھ دخل ہے۔ اگرچہ خود انہوں نے تصریح نہیں کی ہے ۱۲

[1] تاریخ الحکماء

[2] علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں انکی شہادت کے متعلق سرسری طور پر مختلف روایتوں کا ذکر کیا ہے اسکے بعد ایک خاص حیثیت سے اسکو لکھا ہے! اور ابن خلکان نے بہاء الدین ابن شداد جو رقاضی سبط ابن جوزی کے حوالے سے لکھا ہے اس سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ بلکہ زیادہ تر یہی قرین قیاس ہے۔ کیونکہ بہاء الدین ابن شداد خود سلطان صلاح الدین کے دربار کا ملازم تھا۔ مع

اسلام کی آزادی کا تقاضا بھی یہی ہے۔ البتہ ابن خلکان کی رائے ... یہ نہیں ثابت ہوتا کہ بطریقہ خاص شیخ کی رائے سے اختلاف کیا گیا۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نسری منکرو دعوت

مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسری واقعہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو بتقریب ایک جلسہ اسلامی کے دہلی تشریف لا کر ایک دن قیام کر کے واپس وطن مالوف کو سدھار گئے تھے۔ اس قلیل عرصہ میں آپ کی مہمانداری کا موقعہ ہمکو نہیں مل سکا چونکہ آپ ہمارے سلسلہ کے ایک ناخواندہ مہمان ہیں۔ اسلئے ہم آپ کی دعوت کر کے حق مہمانداری ادا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے اجر و ثواب کے خواستگار ہیں۔ وباللہ التوفیق

رسم قرآن بس رہے باقی | اور مسلمان ہون نام کے ایسے
ہونگی آباد مسجدیں تو دلی | دل خدا کی ہدایتوں سے بیزار
اور علماے اس زمانہ کے | ہونگے کمبخت ظالم واشرار
جتنے فتنے اٹھینگے سب انسے | اور انہیں میں سمائیں آخر کار
اب یہ فرماؤ مولوی صاحب | کچھ سمجھ سوچ کر بصیر و قرار
ان حدیثوں کا کون ہے مصداق | کسکا ہے آپ ہو دیو نکا اشعار
کون عیسائیوں کا ہے ساتھی | کس میں فتنوں کا گرم بازار
اک طرف ہے مسیح و مہدی | دوسری جانب اسکے ہیں کفار
انکا مصداق ہے مسیح زمان | یا کہ مصداق اوسکی ہیں انکار
ہوگا ہر دو کے حال سے ظاہر | حال دونوں کا کر نا ہوں اظہار

مختصر بیان احوال مسیح موعود و منکران

کس کا ہے دعوے مسیحائی
مثل مسیح ہے
اور کس قوم نے کیا انکار
مثل یہود
کس نے عیسیٰ کو کاذب و دجال
مثل علماے یہود کے
لکھ کے شایع کیا ہے در اخبار
کس نے دائر مقدمات کیے
مثل علماے یہود کے
برخلاف مسیح دالا تبار
کس نے جا کر وہاں گواہی دی
مثل علماے یہود کے
تھا نصاریٰ کا کون جانب دار
محمد حسین بٹالوی

کس نے حکام سے شکایت کی
ہے بغاوت کو آپ نے تیار
مثل رئیسان یہود
کس نے شایع کیا تھا پہلے سے
جیت جاؤنگا میں ہی آخر کار
مثل مسیح نے

پیغام دعوت منظوم

جو قلم میرا تیغ جوہر دار | جسکی شاگرد ہندکی تلوار
جس میں تاب مقابلہ ہرگز | سامنے آئے جو کہ ہو جی دار
دشمن میرے سبھی جیسا اوک | ہیں مسیحا سے بر سر پیکار
ایک ہی وار کھانے کے تھے | سینکڑوں ہو گئے ہیں جن سے نزار
ان میں مولوی محاسن | سو گئے جسکے طالع بیدار
[illegible] دشمن مسیح زمان | ہو یہودوں کی جیسا وہ فنا
میرا دو سخن اوسی پر ہے | ہے فضیلت کا جو کہ دعویدار
مولوی ثناء اللہ | جسکا اہلحدیث ہے اخبار
اہل حدیث کے عالم | تم سے کرتا ہوں چند استفسار
[illegible] روایات تو سنی ہونگی | ہیں جو فرمان سید الابرار
میری امت چلیگی جاوہ | اور نصاریٰ کی ہوگی جانبدار
جو کا امت میں فتراق ہے | اور فتنوں کا گرم ہو بازار

نوٹ ۔ یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدہم عامرۃ وہی خراب من الہدیٰ علماؤہم شر من تحت ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنۃ وفیہم تعود۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی حدیث مرفوع حضرت علی مرتضیٰ میں آیا ہے نزدیک ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آویگا۔ جو اسلام کا نام اور قرآن کی حفظ رسم باقی رہیگی۔ مسجدیں آباد ہونگی۔ لیکن ہدایت سے ویران علما اون کے اون سب لوگوں سے بدتر ہونگے جو آسمان کے نیچے ہیں ان ہی میں کے پاس فتنہ اوٹھیگا۔ اور انہیں کے اندر پھر کر جاویگا سدا واپت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں یہ تمام انسانی مکروں اور شیطانی منصوبوں سے (وہ عظیم الشان نشان ظاہر نے کے لیے) دو مقدمہ مجموعی فوجداری مدلیہ برخلاف حضرت امامنا وسیدنا مسیح موعود علیہ السلام دائر کیے تھے۔ ایک تو منجانب عیسائیان جسمیں پادری ہنری مارٹن کلارک مدعی تھا۔ جسکا استغاثہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری اس بنا پر دائر ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے عبد الحمید نامی ایک شخص کو جو گواہ استغاثہ ہے ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کے واسطے قادیان سے امرتسر بھیجا ہے۔ اور دوسرا مقدمہ منجانب مولوی کرم دین جہلمی زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند اس بنیاد پر دائر ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے محمد حسن بن فیضی میرے بھائی متوفی کی توہین کی ہے۔ جو خارج ہو گیا۔ اور پھر ایک ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر دیا۔ عیسائیوں کے مقدمہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی پادری صاحب کا گواہ تھا اور کرم دین کے مقدمے میں علاوہ دیگر مسلمانوں کے مولوی ثناء اللہ مدعی کا گواہ تھا۔ ان مقدمات میں جو نتیجہ نکلا۔ اسکی اطلاع بطور پیشگوئی قبل از وقت خدا عالم الغیب کی جانب سے معلوم ہو کر تمام لوگوں میں شایع ہو چکی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا " کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں پس خدا نے اسکو ان الزامات سے بری کیا جو اوس پر لگائے گئے تھے۔ اور خدا کے نزدیک وہ وجیہہ ہے"

یہ پیشگوئی الحکم مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اور ریویو آف ریلیجنز جلد دوم بابت سنہ ۱۹۰۳ء کے ٹائیٹل پیج و رسالہ ماہ جون سنہ ۱۹۰۳ء میں شایع ہو چکی تھی۔ اور ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء کو یہ مقدمہ عدالت اپیل سے بحق مسیح موعود حسب پیشگوئی مذکور فیصلہ ہوا۔

سوم۔ اس مقدمہ کی اطلاع بذریعہ رویاء صادقہ سعدا سکے نتیجہ اخیر کے ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہو چکی تھی۔ جو الحکم مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں شایع کر دی گئی۔ وہو ہذا فرمایا۔ رات میں نے ایک رویا دیکھی ہے۔ یعنی ۱۷ نومبر کی رات کو جسکی صبح کو ۱۸ نومبر تھی اور وہ رویا یہ ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک سپاہی وارنٹ لیکر آیا ہے۔ اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسی سی لپیٹی ہے۔ تو میں اسے کہہ رہا ہوں۔ کہ یہ کیا ہے۔ مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آ رہا ہے۔ وہ لذت ایسی ہے میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں معاً ایک پروانہ دیا گیا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط * لکھا ہوا تھا۔ اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔ انتہےٰ بلفظ اس رویا سے

دیکھو صفحہ ۷ ۔ بقیہ حاشیہ

حاشیہ در حاشیہ * خوشخط پروانہ فیصل عدالت اپیل ہے۔ بوجہ اسکی قابلیت سے فیصلہ صادر کرنے کے استعارۃً اسکو خوشخط کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ہم اسکے چند جملے اقتباس کر کے خوشخطی کے ثبوت میں لکھتے ہیں۔ "آرٹیکلز کی بابت جو سراج الاخبار جہلم میں برخلاف مرزا صاحب کرم دین نے چھپوائے اور عدالت میں اون سے انکار کیا مگر عدالت اپیل نے بھی اوسکی آرٹیکل قرار دیا۔ راقم یہ کہدینا کافی ہے۔ کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چالبازی اور خلاف بیانی اور جعلسازی کا ظاہر ہوتا ہے۔ جو پیچیدگی ہے ایک عام اخبار کی [illegible] کے سامنے [illegible] کیا گیا ہے۔ ہم خیال نہیں کرتے کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ (کرم دین) عدالت سے کسی مدد کا حاصل کرنے کا مستحق ہے"

براہین صفحہ ۵۱۶ دوم انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی رات کے وقت جو ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء کے بعد تھی یعنی ۲۹ جون پیر کے دن میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی۔ کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں انکا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ کشش کیوقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی۔ اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ فِیْہِ اٰیَاتٌ لِّلسَّائِلِیْنَ۔ اسکے معنی یہ مجھے سمجھائے گئے۔ کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس فریق کے ساتھ ہوگا۔ اور اسکو فتح اور نصرت نصیب کریگا۔ جو پرہیزگار ہے۔ یعنی جھوٹ نہیں بولتا۔ ظلم نہیں کرتا۔ تہمت نہیں لگاتا۔ اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتا اور ہر ایک بدی سے بچتا۔ اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتا ہے۔ اور خدا سے ڈر کر اسکی ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے ساتھ پیش

نوٹ ۱؎ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ قال فمن۔ متفق علیہ یعنی تم چلوگے راہ پر اگلوں کی بالشت بالشت اور گز بہ گز یہاں تک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گھسی ہونگی تو تم بھی انہیں کی پیروی کروگے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مراد اگلوں سے یہود اور نصاریٰ ہیں فرمایا حضرت نے اور کون میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ۔

۲؎ وعن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ رواہ الترمذی یعنی جو کچھ بنی اسرائیل پر گذرا وہی بعینہ میری امت پر بھی ہوگا جیسے ایک پاپوش برابر دوسری پاپوش کے ہوتی ہے یعنی بلا تفاوت یہاں تک کہ اگر اون میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا۔ تو اس امت میں بھی ایسے لوگ ہونگے۔ جو یہ کام کرینگے اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے تھے۔ میری امت تہتر فرقے ہو جائیگی۔ یہ سب فرقے دوزخ میں جائینگے مگر ایک گروہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہوگا۔ روایت کیا ترمذی نے۔

۳؎ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم [illegible] الفتن [illegible] الشح [illegible] الہرج قالوا وما الہرج قال القتل۔ متفق علیہ۔ یعنی [illegible] یا رسول اللہ صلعم ہرج کیا ہے

ہر ذرا سی ناکامیابی ت

ہوں میں ہوگی۔ جو دراصل دہ

ت سرور ولذت ہے۔ اور عدالت اپیل

پروانہ بریت جاری ہوگا۔ چہارم۔ بنیاد

مقدمہ بھی اس مقدمہ کی بھی پیشگوئی ہے جو

کتاب مواہب الرحمٰن میں بصفحہ ۱۲۹ درج

ہو کر ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو مشتہر ہوئی ہے

واز جملہ نشانہائے من اینست۔ کہ خدا مرا درباره

معاملہ شخصے لئیم وبہتان بزرگ وخبر داد و

وحی کرد سوئے من کہ آن شخص میخواہد۔ کہ آبروئے

ترا نقصان رساند۔ باز نفس خود را نشانہ تو

خواہد کرد بنمود مرا در یں امر سہ بار خواب

بنمود۔ مرا کہ آن دشمن سہ کس حامیان

برائے توہین وبیخ دادن تو طیار کرده است۔

ودیدم کہ گویا من در عدالتے حاضر شدم

ہمچو گرفتاران ودیدم کہ آخر کار من

نجات است از بدی او بفضل خدا تعالیٰ

اگرچہ بعد از وقتے باشد۔ وبشارت

داده شدم کہ بلا رد کرده خواہد شد

بر دشمن اہانت کننده۔ کہ نام او

کرم دین است۔ انتہیٰ بلفظہ المحاجنۃ

اب ہم مولوی فاضل سے اللہ جل شانہ کی

قسم دیکر اور مالک یوم الدین کا خوف دلا کر

مقدمہ جہلم کے متعلق چند سوال پیش کرتے ہیں امید ہے کہ

ان کا جواب رقم فرماویں۔ زائد باتیں بے سود ہیں

لکھا ہے اصل سوال کو اپنے پرچہ میں درج فرما کر

اسی کے متعلق ارشاد کیجئے جو بالضرور جواب ہو لکھیں

نقیب الاسلام یعنی نوشتہ ایک

چار الزام پہ بنا ہے ... معلوم ہوتا ہے ... یا بیت

خیال میں ... مسلمات

کہ یہ قرار دیا جاوے کہ ملزمان (مرزا صاحب) ...

نتیجہ سے کار روائی کی۔ ہم قرار دیتے ہیں۔ کہ ملزم

نمبرا (مرزا صاحب) جہاں تک اس معاملہ کا اس

کی ذات سے تعلق تھا۔ اسکے جواب میں اس

امر کا بالکل مستحق تھا۔ کہ وہ مستغیث (کرم دین)

پر ایسا اتہام لگاتا جسکو ہم فی الواقعہ راست

قرار دیتے ہیں۔ اور جو کہ مستغیث (کرم دین) کے

خود اپنے عمل سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے

تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکیں۔

کہ مستغیث (کرم دین) کے فعل اور قول کی کیا

وقعت ہونی چاہئے۔ افسوس ہے کہ یہ مقدمہ ابتدائی

مرحلہ پر ہی خارج کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ وقت ضائع

کیا گیا ہے۔ بردو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بردو بری

کئے جاتے ہیں۔

قدیمی عادت بے پوچھے تلملی چھوڑ دیں۔

(۱) آیا مرزا صاحب کی جانب سے یہ چاروں

تحریرین مندرجہ بالا نمبر ۱ تا ۴ (براہین صفحہ ۵۱۶

والحکم مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء ومواہب الرحمٰن صفحہ

۱۲۹ والحکم مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء) اسی طرح

سے قبل از وقت شائع ہو چکی ہیں یا نہیں

(۲) اگر ہو چکی ہیں۔ تو یہ بجملہ اخبار غیب ہیں

یا کچھ اور؟

(۳) اگر اخبار غیب ہیں تو یہ الہام رحمانی

ہیں یا شیطانی؟

(۴) باوجود اخبار غیب ہونیکے بھی پیشگوئیاں

ہیں یا صالحانہ؟

(۵) اگر یہ غیب نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔

اور اسکی دلیل کیا؟

(۶) غیب کسکو کہتے ہیں۔ اسکی تعریف

معہ مثال کیا ہے؟

(۷) پیشگوئی منجانب اللہ اور پیشگوئی نجومی

میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟

(۸) کیا شیطان بھی اپنے شیاطین کو ایسی

اخبار پہنچا سکتا ہے اور وہ اسکو شائع

کر دیتے ہیں۔ اور اسکے مطابق واقع ہوتا ہے

معہ نظیر ومثال بیان فرماویں۔ نیز اخبار

شیطانی اور رحمانی میں تمیز کرنے کا معیار

کیا ہے؟

(۹) فلا یظہر علی غیبہ الا من ارتضیٰ

من رسول کے معنے اور مطلب معہ مثال

فرماویں۔ کیا اس سے نجومی وغیرہ مستثنیٰ

ہیں؟

(۱۰) ان اخبار میں مرزا صاحب نے اپنی کامیابی

اور دشمن کی ناکامی کا اظہار کیا ہے۔ یا نہیں

(۱۱) ان اخبار غیبیہ میں الزامات کا لگایا جانا

اور ... آسمانی ... یا نہیں؟

(۱۲) ان میں ملہم نے مرزا صاحب کی بریت

کا وعدہ کیا ہے یا نہیں؟

(۱۳) ان میں مجرمانہ اور ملزمانہ عدالت میں

حاضر کئے جانیکا بیان ہے یا نہیں؟

(۱۴) ان میں دیر تک اس ابتلا میں رہکر

انجام کار بریت لکھی گئی ہے یا نہیں؟

(۱۵) ان میں اعلیٰ عدالت یعنی اپیل کے

عدالت سے بری ہونیکا تذکرہ ہے یا نہیں

(۱۶) ان میں دشمن پر بلا کے رد کئے جانے

کا وعدہ ہے یا نہیں؟

(۱۷) ملہم نے ان کو اپنی صداقت کا نشان

ٹھرایا ہے یا نہیں؟

(۱۸) ان میں جیسا کہ شائع کیا گیا تھا۔ اسی

کے مطابق انجام ہوا یا نہیں؟

(۱۹) اگر یہ سب کچھ اسیطرح واقعہ ہوا

ہے۔ اور یہ غیب بھی ایسا ہے جسکی

نظیر سوائے انبیاء کی پیشگوئیوں

کے دوسری جگہ ملنی محال ہے نہیں بلکہ

ناممکن ہے تو پھر مرزا صاحب کے مومن

صالح۔ صادق۔ راستباز۔ مجدد و محدث

مامور۔ مہدی۔ مسیح۔ ماننے میں کیا کلام ہے؟

(۲۰) جس مقدمہ کا ذکر آپ نے اخبار

اہلحدیث مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کے

صفحہ ۲ میں اس طرح فرمایا ہے۔ کہ کرم دین

اس میں کامیاب اور بری ہوا وہ مقدمہ

کسکی جانب سے تھا۔ اور کس بنا پر تھا

اور وہ بنا قائم رہی یا نہیں جس سے غرض

حاصل ہوگئی۔؟

اب میں آپ کے عالمانہ جواب کا منتظر

رہونگا۔ امید ہے۔ کہ خدا کی قسم اور

خوف کا لحاظ فرما کر نہایت ایمانداری

سے آپ مجیب ہونگے۔ لہذا آپنے

جواب کے پھر انشاء اللہ میں اسپر کچھ

اور عرض خدمت کرونگا۔ باقی آئندہ

وصیتوں کے بارے میں ضروری اطلاع

پہلے یہ قاعدہ شائع کیا جا چکا ہے۔ کہ جو احباب

کوئی جائداد نہیں رکھتے۔ وہ اپنی زندگی میں اپنی

آمد کا دسواں حصہ دیں تو وہ رسالہ الوصیۃ

شائع کردہ حضرت مسیح موعود کی شرط ۲ کو پورا

کر سکتے ہیں ... اور علاوہ دسواں حصہ

آمد کا دینے کے ساتھ یہ وصیت کریں کہ جو جائداد انکی

موت کے وقت ہو۔ اسکا دسواں حصہ بھی صدر انجمن

احمدیہ کو دیا جاوے۔

اب اس قاعدہ میں یہ ترمیم کی گئی ہے جسکو

حضرت امام علیہ السلام نے منظور فرمایا ہے۔ کہ جو

لوگ دسواں حصہ آمد اپنی زندگی میں دیتے رہیں انکو

لئے وصیت کی ضرورت نہ ہوگی۔ پس تمام احباب

کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ

کوئی جائداد نہیں رکھتے یا اگر کوئی جائداد رکھتے

ہیں۔ تو قانون گورنمنٹ کے رو سے اسکے متعلق وصیت

نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ دینے

سے بھی الوصیت کی شرط کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور

انکی لئے وصیت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں

جو احباب جائداد یہ سمجھتے ہوں۔ کہ انکی رائے میں

وصیت کرنے میں کوئی قانونی موانع ہیں۔ تو انکو چاہئے

کہ پہلے بذریعہ خط وکتابت اس امر کو دریافت کریں

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مختصر فہرست کتب خانہ اسلامیہ امرتسر

تفسیر کبیر جلد اول ترجمہ اردو - یہ عظیم الشان

اور عدیم المثال تفسیر حجۃ الاسلام امام فخر الدین

رازی کی بینظیر تفسیر ہے۔ اسمیں قرآن کے جملہ

مضامین کو اصول فلسفہ اور سائنس کے مطابق

حل کیا گیا ہے مخالفین اسلام کے اعتراضات کے

جواب نہایت تحقیق کے ساتھ دئے گئے ہیں۔ جن مفسرین

نے قرآن کریم کی تفسیروں میں جھوٹی روایتوں اور

من گھڑت قصوں کو درج کرکے اسلام پر بدنما دھبہ

لگایا ہے۔ انکی خوب قلعی کھولی ہے صفحات ...

قیمت ...

انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ - یہ کتاب امام المتقین

شیخ عبدالوہاب شعرانی رح کی تالیف ہے۔ اسی کے حق

... "پیر کامل کامل رہنما" کہنا بلا مبالغہ درست

ہے۔ سلف صالحین نے علم تصوف کیلئے جسقدر قانون

مرتب فرمائے ہیں یہ ان تمام عرق ریزیوں کی زندہ تصویر

ہے۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ مرشد کامل کا ملنا عنقا

صفت ہو گیا ہے۔ اس کتاب کا زیر مطالعہ رکھنا تزکیہ قلوب

وطلب محبوب کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ہر ایک سلیم

الفطرت انسان اسکے مطالعہ سے انوار الہٰی کا مشاہدہ کر

سکتا ہے۔ اس کتاب میں نمبروار علامات کا ذکر کیا گیا ہے

جنکا پایا جانا ہر ایک مدعی ولایت میں ضروری ہے۔ ان علامات

کی عدم موجودگی میں جو شخص ولایت اور تقرب الہٰی کا دعویٰ

کرے وہ شخص کذاب اور مفتری علی اللہ ہے صفحات ...

کاغذ اعلیٰ۔ قیمت ...

کتاب الروح کا اردو ترجمہ - یہ کتاب ...

... کی نہایت دلچسپ اور قابل دید تصنیف ہے ...

روح انسانی کے متعلق اسقدر قیمتی اور بے بہا معلومات کا ذخیرہ

جمع کیا گیا ہے۔ جو ہزار روپیہ کے صرف سے بھی حاصل ہونا

محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں اور متقدمین علمائے اسلام کی

بحث ... فاضل مصنف نے بدوست ...

... اسکے ملاحظہ سے آپکو اپنی گذشتہ اور موجودہ ...

زندگی کا بخوبی علم ہو جائیگا۔ ... اس قسم کی ...

اردو زبان میں آج تک ... نہیں ...

بھی آگئے ہیں جن کو آپکے ... نہیں ...

صفحات ۲۸۴ قیمت صرف ... بدور السافرہ کا

اردو ترجمہ - یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف ...

کی وہ آیات جنمیں مرنیکے بعد واقعات کا ذکر ہے۔ انکی تفسیر

نبوی آثار صحابہ اور اقوال علماء سے کرکے ... تقسیم کیا ہے

صفحات ۳۳۶ قیمت ... ایک روپیہ ... مباحثہ گوشت خوری

اسمیں گوشت کو انسانی خوراک نہایت ... دلائل ... ثابت

کیا گیا ہے۔ قیمت ... مادہ ... دلائل عقلیہ ثابت کیا گیا ہے کہ

مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔ قیمت ... حقیقت وید ...

وید کے چیدہ ... اصل مضامین ویدوں کی بحث ...

فتوح الغیب اردو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف ...

قیمت ... خیر ... محض عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ... قیمت ...

نوٹ:- جو صاحب یہ اعلان پڑھیں۔ وہ دیگر احمدی احباب کو بھی اس سے مطلع کردیں۔ المشتہر منیجر اخبار ضیاء الاسلام ...

دردِ دل

اے ایمان اور انصاف کے پیارو کچھ ہماری بھی سنوگے۔ یا نہیں۔ سنئے جب کہ میں نے اس مہدی معہود مسیح موعود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس چودہویں صدی کا مجدد مان لیا ہے۔ عزیزوں کی دار و گیر سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ باوجودیکہ ان کی صحبت چھوٹ ہی گئی۔ سنگت چھوڑی میل ملاپ ترک۔ بول چال بند۔ اسپر بھی یہ بھلے مانس صبر ہی نہیں بیٹھتے۔ خدا جانے کس مٹی کے انسان ہیں۔ دنیا کا عام خواص ہے۔ کہ جب دو لڑاکوں میں سے ایک طرح دے جاتا ہے۔ تو دوسرا بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ مگر انہوں نے خیر سے یہ سبق پڑھا ہی نہیں۔ میں غیر کی کس منہ سے شکایت کروں۔ جب میرے رفیق مانجائے بھائی ہی مجھکو گدھے پر چڑھانے والے ہوں۔ ایسے وقت میں کہ ساری بستی ایک سڑک پر چلنے والی ہے۔ میرے درد کا نیر کہاں ہے۔ جب کوئی زخم کھاتا ہوں۔ کونے میں بیٹھکر آنپا دکھڑا آپ رو لیتا ہوں۔ مگر یہ سنگدل ناخدا ترس اسکے بھی روادار نہیں میں نے حال میں ایک تازہ چوٹ کھاکر یہ چند شعر آنسو پونچھنے کے لئے لکھے ہیں۔

ازمن نہ پذیرفتہ یک حرف مسلمانی
لیا دز جنگ این غولان بیابانی
نے غیرت ایمانی نے خشیت دیانی
دہانۂ قرآنی فرعونی و ہامانی
باایں ہمہ تاروفی آوازۂ ہارونی
باایں کمی و دونی دعوائے فراوانی
ازدین ہمہ بے توشہ نادردہ بکف خشنہ
گرم است بہر گوشہ بازاری دوکانی
یکسینہ و صد کینہ صد رنگ یک آئینہ
ایں سیرت گرگینہ این صورت انسانی
اے جاہل نااہلی اے مرکب پُر جہلی
اے سفلۂ بایں سہلی تکفیر مسلمانی
در ملکے سجاں دارم سوزیکہ نہاں دارم
جلے کہ تپاں دلدم کو عارف پیشانی
از مادر مہر آور آسودہ بخاک اندر
برخیزد و می نگر ایں رحمت اخوانی
راضی چہ سخن رانم زیں قصۂ پُر ماتم
من ہدانم و من دانم ایں مسکے خویشانی

ظاہر ہے۔ کہ اس کلام کا مخاطب ہر شخص نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ روئے سخن انہیں لوگوں کی طرف ہے۔ جو مطلع کے مصداق ہیں۔ یعنی جن سے میرا مکالمہ چلا آتا ہے۔ دیکھو اور خدا کے واسطے دیکھو میں نے اس نظم میں کیسے میٹھا کو نہیں سمیٹا ہے۔ کسی کے متفند اکو نہیں لپیٹا ہے۔ . . . . . .

پھر یہ کیسی تعدی ہے۔ کہ اس کی پاداش میں ... میرے مخدوم و ہادی کے اعلےٰ شان میں ایسے خسیس کلمات برتے جائیں جن کا نہ وہ سزاوار نہ یہ ظالم مستحق اور۔ خطا وار تھا۔ تو میں تھا۔ گنہگار تھا۔ تو میں تھا۔ اور ... نہ گنہگار تھا۔ نہ خطا وار تھا بلکہ ایک فریادی سینہ فگار تھا۔ فرعونی و ہامانی یہ الفاظ معاذ اللہ بلکہ انہیں کی کمان کے تیر ہیں جو پہلے میں انکے ہاتھوں سے کہا چکا ہوں۔ واللہ یہ باتیں بے سند نہیں ان کا ثبوت کامل میرے پاس موجود ہے۔ میں ہر شخص کو اپنے کلیجے کے داغ دکھا سکتا ہوں۔ ؎

گرد ہم شرح ستمہائے عزیزان غالب
رسم امید ہماناں زجہاں برخیزد

الغرض جب یہ چوٹ کھائے ہوئے دل کر نکلے۔ ان اسلام کے برخورداروں نے اپنی حرکات پر نظر کرکے ذرا انصاف کو دخل نہ دیا۔ ایک چلتے ہوئے نوجوان کو ہنس نہیں . . . .

ایک نادان کو (جو بقول خود جناب داغ کی چار برس تک صحبت اٹھاکر حیدرآباد دکن سے شاعری سیکھ کر آیا ہے۔ اپنا پیر مغان بناکر میرے شکست دلانے کے لئے میدان میں کھڑا کر دیا۔ آہ اس پیارے عزیز کے نیاز مندانہ اخلاق سے یہ کسکو بھول کر بھی گمان ہو سکتا تھا۔ کہ ان عامیوں کی خاطر اپنے خاص بزرگ سے ٹوٹ کر باغی ہو جائیگا۔ اور غیر حقداروں کا وکیل بنکر اس نالایق خالو صاحب سے انتقام کی ٹھہرائیگا۔ جب تک سادہ . . . . دکھاتا رہا۔ میں اسکو اسی نظر سے دیکھا کیا اب جو تمام حدود کو توڑ کر اور تیر و خنجر سے مسلح مجھپر سیدھا ہو لے۔ میرے زخم خوردہ دل سے فریاد اٹھتی ہے۔ اور میری روح مجروح زار و نالاں ہے۔ ای بد اعمال سے ناواقف لوگو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ حملے اگر میری ذات تک محدود رہتے ہیں۔ کبھی اف نہ کرتا لیکن جان سکتا ہے۔ کہ میرے سید و مولا کی تحقیر نے میرے دل کے ساتھ کیا کام کیا +

اے محزونوں کے یاور مظلوموں کے دستگیر میں تیرے نام پر قلم اٹھاتا ہوں۔ تو موذی سرکش کا سر نیچا کر۔

یا معین بدحمتك نستعين

ہمارے لایق شاعر منشی سجاد حسین صاحب نے اپنے دل آزار حملوں کے بعد یوں مشہور کیا ہے۔ کہ ہم کو حضرت مرزا صاحب سے کچھ بحث نہ تھی۔ یہ شاعرانہ لڑائی ہے۔ جب ادھر سے چوٹ ہوئی۔ ادھر سے بھی چوٹ کیگئی۔ سبحان اللہ بہت اچھا مقابلہ ہے۔ ایک ایران میں۔ تو دوسرا توران میں ذرا اپنی شاعری سے اتنا تو پوچھئے۔ کہ وہ تین تجنیوں کی رعایت (جو راضی کے مطلع کو چھوڑ کر ہر شعر میں التزام رکھی گئی ہے) کدھر گھس گئی۔ اے صاحبزادے آپ کو کس مسخرے نے شاعر بنایا ہے۔ کیوں داغ کی روح کو لرزاتے ہو۔ ہنوز دلی دور است۔ فن والا ہو۔ تو فن کی بات پہچانے بیچارہ اناڑی کیا جانے۔ لیجئے آپ کی قابلیت تو یہیں سے معلوم ہو گئی۔ آگے دیکھئے کیا کیا گل کھلتے ہیں۔ ہم کو آپ کی شاعری سے کوئی بحث نہ تھی۔ نہ اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت تھی۔ مگر جب آپنے اس اس ٹٹی کی آڑ میں پناہ لی ہے۔ تو اب ہم کو آپکے کلام معجز نظام کی بھی جانچ پڑتال کرنی پڑی۔ خیر۔ اب ہم آپ کے سبز باغ کی سیر کرتے ہیں۔ دیکھیں کیسے رنگ ڈھنگ ہیں۔ **قولہ** ؎

دعوئے بنوت را بیہودہ سخن رانی
اینکار ز تو آید زنہار نمی تانی

اقول مرا یاد و ترا فراموش۔ یاد کرو صاحبزادے یہ وہی دعوے ہے جسکو ہمنے احادیث صحیحیں سے ثابت کرکے آپسے تسلیم کرا چھوڑا ہے کہ یہ دعوے مجازاً ہے حقیقتہً نہیں ہے کیا کسی گواہ کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اگر گواہ کی ضرورت ہے۔ تو مولوی سخاوت حسین سے (جو آپکے مولوی ہیں) اس سبق کو دہرالو۔ اور سبق یاد ہونیکے بعد اقرار صحیح سے پھر جانے کا مسئلہ بھی پوچھ لو۔ اور مسئلہ پوچھنے کے وقت ذہن میں کسی ایسے شخص کو جو نیا مرید ہو مسئلہ والا بنا لو۔ اور ہماری دانست میں اتنا جھگڑا کیوں کرو۔ سیدھی سی بات ہے۔ صاف کہہ کہ دو کوئی اور سجاد حسین ہونگے میں نہ تھا۔ شرم شرم شرم! حیا حیا حیا! غیرت غیرت غیرت!

اور ہاں صاحب ہاں۔ معنی کیا ہوئے۔ اگر کسی لفظ کا تو یا مستبع ہے۔ تو بہر حال سند کا محتاج یہ کہہ دینا کافی نہوگا۔ کہ کسی اہل زبان سنا ہے تا وقتیکہ تسلی کے اسباب کامل نہ پیدا ہوں۔ بندہ ایجاد بندہ کا قائل نہیں ہم لوگ مقلد ہیں۔ موجد نہیں ہیں۔

قولہ ؎ این رفعت ایوانی این عیش و تن آسانی
این بندۂ شہوانی واللہ چہ شیطانی

اقول ہمکو حضرت اقدس مرزا صاحب کا مالدار ہونا تسلیم ہے۔ کیونکہ حدیث بفیض المال کی رو سے یونہیں ہونا چاہئے تھا مگر جس عیش و تن آسانی کو آپ بتا رہے ہیں۔ اسکا یہاں ذکر نہیں نہ وہ ہمکو مسلم ہے۔ کیونکہ وہ صفت دنیا داروں کی ہے اسوقت مجھکو ایک قصہ یاد آیا ہے۔ ہماری بستی میں ایک جوان صالح ایک بزرگ کے مرید ہوئے۔ نیا ذوق شوق تھا۔ تعریفوں کے انبار لگا دئے۔ مگر خدا کی شان دو ہی ہفتے کے اندر چٹک گئی۔ مجھکو اس کی خبر نہ تھی۔ مگر انہیں کی زبان سے معلوم ہوا۔ میں نے دکھڑا سنکر سمجھایا کہ اب یہ ذکر کسی دوسرے کے آگے نہ کرنا۔ ابھی کے روز کے مرید ہو۔ لوگ کیا کہینگے۔ خیر پیر و مرید کی تو صفائی ہو گئی۔ جو برائیاں پیر جی کی سے اگے کی گئیں تھی۔ منجملہ ان کے پیر جی کی عیش و تن آسانی کا بھی ذکر تھا۔ اب میں سوچ رہا ہوں۔ کہ یہ کس شخص کا قصہ ہے کیوں میاں سجاد حسین کہیں وہ نو مرید آپ ہی تو نہ تھے دیکھو بھئی اگر میں بھولتا ہوں۔ تو میری یاد درشت کی اصلاح کر دینی چاہیئے۔ مگر اتنا تو ضرور بتا دینا چاہیئے کہ وہ عیش و تن آسانی کا لگاؤ اب بھی ہے یا سوخت کر دیا گیا۔ مجھکو تو یہی حیرت ہے کہ آپ کس برتے پر اعتراض کرنے بیٹھے ہیں۔ ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آن شیرے کہ بر خود حملہ کرد

ادھر رفعت ایوانی ادھر عیش و تن آسانی
ماشاءاللہ بہت اچھا سیاق ہے

قولہ ؎ ہمپایۂ بوجہلی ہمپلۂ دجالی
تو بودم بے دالی داغول شیطانی

اقول - ساری کتاب پڑھ گئے۔ زلیخا زن بود یا مرد ابھی تک شاعر غرا کو یہی معلوم نہیں۔ کہ بودم دال سے ہے۔ یا تے سے ہم کو جو ملتے ہیں۔ ایسے ہی بوتم ملتے ہیں +

داعول - بے معنی ایک مہذب شخص نے آپ سے دریافت کئے جواب یہ ملا - کہ یہ نول کا بابا ہے - خیر تالی کے تحت ہیں ہم اس کو بھی سکتے ہیں -

قولہ ؎
لاحول ہست گویم زین یوران باشد
کافیست پئے شیطان این آیت قرآنی

اقول - اے حضرت وہ کون سی آیت قرآنی ہے - آپ نے کچھ اسکا پتہ نہ دیا - لیکن کہیں لاحول کو تو نہیں آیت قرآنی بنا ڈالا - تو بلا توقف آپ پر لاحول پڑھنی چاہیئے - اور اگر آپ لاحول کو قبول نہ کریں - تو پھر لاحول کے ساتھ اعوذ باللہ بھی ملانی چاہیئے - کیا کہوں - اتباع احمدیت مانع ہے - ورنہ سجادحسین تم اس تبرہ بازی کے جواب میں میرے قلم کے فراٹے دیکھ لیتے - اتنا ضرور لکھونگا کہ جس روز سے تم مرید کیا ہوئے - پورے شیطان ہو گئے ہو - کیا اس سے پہلے بھی یہی مراعات مادرانہ تھی - و نعوذ باللہ من سوء اداب الامہات -

قولہ گہ کشن کنھائی گہ لاف مسیحائی
حرابی و مکاری کافرنہ مسلمانی

اقول - کشن کنھائی میں ترکیب عطفی تو ہو نہیں سکتی - کیونکہ دونوں اسموں کا مسمّٰی واحد ہے - رہی ترکیب اضافی وہ ہم کو سمجھا دی جائے - سیاق مصرع بھی بہت ٹھیک ہے - رہی یہ بات کہ سری کرشن کی نسبت کیسا خیال رکھنا چاہیئے - ہمارا بات تو قابل پذیرائی نہیں ؎
تو اگر تو اسے چکا و کہ بود نہ چو دشمن زند تیر ناوک بود
طلب صادق اور ارشاد رحمانی اور فتاویٰ عزیزی کا مطالعہ کرو -

قولہ ؎ دیگر تو ممیدانی جز فارسی و اردو
بے بہرہ ز عربی کے شارح قرآنی

اقول - عربی کی رے کیوں ساکن ہو گئی اگر شفقت و عظمت کا اسکا مقیاس بنا کر پیش کیا جائے - تو مقیاس کی طرح کلام ثقات سے اسکی بھی سند دیجاوے اور علم و فن سے بے بہرہ اسکو اپنی شان میں یوں پڑھو - بے بہرہ از تازی دیکھو وہ دوسرا عیب لغت کا بھی اٹھ گیا -

قولہ ؎ طوفان گہے خبر دگہ زلزلہ می آید
تحریف چہ سیگیری بر قدرت ربانی

اقول جی ہاں آپ کا فرمانا بہت بجا ہے - حضرت اقدس مرزا صاحب تو زلزلے کی خبر دیکر قدرت ربانی پہ حرف گیر ٹھہریں اور حضرت پیرو مرشد گھر بیٹھے سینکڑوں کوس کی خبر دیکر کہ اسوقت گجرات میں خوب برف بازی ہو رہی ہے قدرت ربانی پر حرف گیر نہ ٹھہریں - میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو - اب کوئی شاعر بیعدیل تو حرف گیری کے معنے سمجھا دے - اور یہ طوفان کے نون کا اعلان بلا عطف و اضافت فارسی میں شعرا کے یہاں کب سے جائز ہو گیا -

قولہ ؎ کفار ز نوشادان ذیق تو فرلن
بے مثلی از شان تو مجمع شیطانی

اقول ناظرین میں آپ کے قصیدے میں دو انسانوں کو بیچ کر جیب رائے غضب کرنا چاہتا ہوں - ایک تو وہ ہے - کہ سنت نبوی کے موافق داڑھی بڑی ہوئی اور لبیں کتری ہوئیں اور دوسرا ایسا ہے - کہ لمبی لمبی لبیں چھوٹی ہوئیں اور داڑھی کا صفایا - اب مجھکو بتاؤ - کہ ان دونوں میں سے کسکو شیطان سمجھنا چاہیئے - ؎
گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

قولہ ؎ علمت ہمہ نادانی غفلت ہمہ بابیہو
نادانی و نادانی نادانی و نادانی

اقول ناظرین - صاحبزادے کے مبلغ علم سے تو آپ سرے سے لطف اٹھاتے چلے آرہے ہیں - اب ذرا آپ کے ملکہ عقل سے بھی حظ اٹھانا چاہیئے - اوائل میں جب حیدرآباد سے تشریف آئی ہے - کیا کیا معقول تعریفیں استاد داغ کی سنائی ہیں کہ بس میری روح پھڑک گئی - کبھی یوں کہا - کہ تکلفات شعریہ پر قادر نہ تھے - کبھی یوں کہا - کہ ذرا کسی نے حجت کی - اور جھگڑے کبھی یوں کہا - کہ خود اپنے بعض کلام کی تشریح میں عاجز تھے - کبھی یوں کہا - کہ اپنا کلام اشاعت سے پہلے ہم جلسہ تلامذہ کو مشورۃ سنا لیا کرتے تھے - کبھی یوں کہا - کہ ہم نے محبوب کے لفظ پر پکڑا اور غلط معنی کی اصلاح کرائی - کیوں؟ میاں سجادحسین یہ باتیں کسکے منہ کی ہیں - یہ قصے کس کی زبان کے ہیں - یہ نمونہ کسکی دانائی کا ہے یہ پیمانہ کس کی عقل کا ہے - آپ تو کا ہیکو مانیں گے - خیر میری ہی حماقت کے سر تو پہ تھیجئے - ؎
آن کہ پائے خویش را تیشہ زند
آن بے ادب کہ خندہ بر استاد میزند
جیسے تو فیض استاد سے محروم ہو -

قولہ ؎ شد ختم نبوت بر مکی مدنی احمد
کذابی و بطالی گر ملہم قرآنی

اقول اجی کدھر بھٹک گئے - یوں فرمائیے
ع این سلسلہ بر ابن مریم پسری باشد

ناظرین - یہ اشعار میرے مواجہ میں نقل کرائے گئے ہیں - میں حق عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں - اور کاتب اشعار بھی اسی قسم کا شاہد ہے - کہ جسوقت کاتب کا قلم ملہم کے لفظ پر پہنچا - پیشے چلتے کھڑ آیا پوچھا - چھوٹی سے بڑے ہوں - باہر [illegible] سے کچھ بولا - پھر بھی جواب ملا - آخر کل اشعار میں ملہم ہی کے متعلق لکھا گیا - بیچارے نے آپ کی لیاقت علمی کا خیال کیا - علاوہ ازیں آپ کی تمام عمر مشغول [illegible] میں گذری ہے - [illegible] حال ہے - الحفیظ اللہ [illegible] غلطی پر آپ کا عذر گناہ بدتر از گناہ سننے کے قابل ہے - ثقہ راوی کا بیان ہے - کہ اتفاق سے اس غلطی کا چرچا گوش مبارک تک پہنچ گیا - خود بخود خائف ہو کے فرمایا - کہ اشعار لکھانے کے وقت میں شطرنج میں مشغول تھا - شاید یوں ہی لکھا گیا ہوگا - پھر یہ بھی فرمایا - کہ ایسے پر گرفت ہی کیا ہے - املا اور چیز ہے انشا اور چیز - اچھا جناب صادق صاحب آپ کی شہادت گذرتی ہے - خاموشی [illegible] ہماری اور میاں سجادحسین صاحب کی وہ دو باتیں ہوتی تھیں - کیوں [illegible] سجادحسین صاحب - کیا سچ مچ آپ شطرنج کھیلتے تھے - ذرا یاد تو کیجئے کون شخص تھا جس سے آپ نے [illegible] شطرنج کی درخواست کی - اور بار بار اصرار کے ساتھ یہی جواب ملا - کہ آج میں درد سر اور حرارت سے معذور ہوں - پھر آیا آپ نشست کی چوکی سے کھیلتے تھے - یا اپنے پلنگ سے یا بائیں جانب کی کرسی سے یا دیوار پیچھے سے - اچھا ہم نے مانا جھوٹ سے بھی درگذر کی - یونہی سہی - آپ شطرنج ہی کھیلتے تھے - ہمارے سوال کا جواب دیجئے - اس وقت اس جلسے میں گنتی کے کتنے شخص تھے - ایک صاحب خانہ جو کاتب اشعار تھا - دوسرا میں تیسرے آپ - میری آپ کی بول چال ترک - آپ اور صاحبخانہ شطرنج بازی میں مشغول اب چوتھے کاتب کا نام آپ بتائیے کون شخص تھا - آہا میں بھولا شطرنج میں شاہ و وزیر بھی ہوتے ہیں - شاید یہ بیگار انہیں سے لی گئی ہوگی - اے بندۂ تازہ مرید ہو - کچھ روزوں تو اس مردود شطرنج اور ملعون جھوٹ کو چھٹکارہ تالی ہوتی نیا مرید ابتدا میں کچھ دنوں تک اپنے کو ضرور بتکلف سنبھالے رہتا ہے - آخر میں خواہ گوہ ہی کھانے لگے - شاید آپ نے بیعت کے وقت اس طرح سے استغفار پڑھی ہوگی

استغفر اللہ ربی من کل ذنب الا من الشطرنج و الکذب و اتوب الیہ - لے اب مجھکو بتا کذاب و بطال کون نکلا - دیکھا ایک صادق کی تکذیب کا نتیجہ - اے ملہم ربانی تیری نانی بیشک تو سچا ہے - اور تیرا الہام سچا - جس نے تیری توہین پر کمر باندھی - غیب سے اس کی توہین ہوئی -

قولہ ؎ کارت ہمہ بدعت لعنت بسر بعنت
اندر سنت آتش اے غول بیابانی

اقول - کارت نارسی - ہمہ فارسی - بدعت عربی - لعنت عربی - بسرت مرکب ہیئت - لے خالق باری سے آید - لعنت ہے - ایسی پھگولی پر غول بیابانی اسی شعر و مرغ کو کہنا چاہیئے - جو بھرتی کے الفاظ استعمال کرے -

قولہ ؎ سجاد بایں نکرست گوید کہ بحیلہ
درشیشہ تو گیرم گر جنی و الجانی

اقول - اوشیشہ گر سنبھل شیشہ لیکن آپ چار دیکھا - تیرے شیشے پر لات پڑی ہے - اے شیشہ گر شیشہ تیری کی حفاظت لازم دیکھو پھر تو کوئی ابر کے دامن میں بھی نہ ناظرین - مداری کا تماشا دیکھئے - جنی و الجانی کے دال کو اگر جنی سے ملائے تو ادھر الجانی رہ گیا - اور الجان فارسیوں کا محاورہ نہیں اور اگر الجانی سے ملائے - تو ادھر جنی رہ گیا - (جنی خاصی خیالی زبان - اور اگر ادھر ادھر دونوں سے ملا کر پہلے ساکن پھر متحرک پڑھئے - تو آدھا تیتر آدھا بٹیر - کیوں لائق شاعر کیا آپ اسکو اسی طرح باندھیں گے - استغفر اللہ نہیں نہیں - آپکی بندش یوں ہوگی - (گر جنی دگر جانی) - لیجئے - حضرات یہ ہمارے شاعر غرا کی پھبتی ہے ؎
تکبر عزا زیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

گذشتہ صحبت

کہو میاں سجاد حسین صاحب کچھ ایام صلح کی بھی باتیں یاد ہیں۔ یا نہیں۔ وہ خواب کس نے دیکھا تھا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے ارفع و اعلیٰ مقام پر مقیم ہیں جسکے بیان سے زبان قاصر ہے۔ وہ دیوان حافظ میں کس نے حضرت اقدس کی نسبت فال دیکھکر میر قبائل کا لفظ نکالا تھا۔ وہ حقا کے لفظ پر کون زور دیتا تھا جس کا مقام یہ مطلع ہے۔

؎ آں کس کہ ندار د بجہان مہر نور دل۔
حقا کہ بود طاعت او ضائع و باطل۔

بیشک امام وقت سے منحرف ہو کر کسی کی طاعت قبول نہیں۔ وہ آخر میں غزل کے مقطع نے ان عالمگیر جھگڑوں کے وقت کس کے حق میں کب فیصلہ کیا تھا۔ پڑھو اس مقطع کو ؎

حافظ تو بہر و بنار کی پیر مغان کن
بر دامن او دست زن و از ہمہ بگسل

جس دامن کیسے نزار پایا گیا تھا۔ اس مسیح موعود کو یا کسی اور کو۔ از ہمہ بگسل کا مصداق کون ٹھہرایا گیا تھا علمائے مخالفین یا کوئی اور۔ تعرض مطلع سے مقطع تک ساری غزل نے فال لیگئی تھی جس کا لفظ لفظ اس مامور من اللہ کی تصدیق سے پر تھا۔ میں سب اشعار نقل کرتا اگر اسوقت دیوان حافظ موجود نہیں۔ جو قلم یاد آئے قلمبند کر لئے۔ ملے مسجد یہ تیری آنکھیں کیسی کھل کے بند ہو گئیں یہ تجھکو رحمانیت کے بعد کیا شیطانیت لگ گئی وہ تیری انسانیت کیا ہو گئی۔ وہ تیری متوسلیت کدھر گئی۔ یہ تیرے منہ میں تیر و نشتر کہاں سے بھر گئے۔ یہ تیری زبان قینچی کیوں ہو گئی کیا میں نے یہ سب دور اندیشیاں تجھکو پہلے نہ سمجھا دیں۔ نہیں۔ کیا صحبت مخالفین کے بد نتائج اول ہی د سمجھا دئے تھے۔ خیر اب میں آپسے اور کچھ نہیں چاہتا۔ فقط اتنا کہدیجئے۔ کہ خواجہ حافظ جھوٹے ہیں۔ انکی فال کا کچھ اعتبار نہیں۔ مگر ساتھ ہی اسکے آئندہ کو انکی کتاب سے فال بینی کی قسم کھائی ہو گی اور اگر یہ نہ ہو سکے تو قسم کھا کر اتنا کہدیجئے۔ کہ یہ باتیں واقعی نہیں۔ بلکہ میرے دل کی بناوٹ ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کونسا پہلو اختیار کرتے ہیں اگر دونوں باتوں کو نگل گئے۔ تو پھر خدا کے گھر تک آپ کی دشمنی اور اس لسان الغیب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بحال۔ آپ سے تو ہم کو سب امیدیں منقطع ہو چکیں ہاں توفیق یافتہ دل ضرور ان باتوں سے متاثر ہونگے۔ سجاد حسین خوب یاد رکھو جب تک تم میں یہ حرکات ہیں۔ خواہ ساری رات مصلے پر بیٹھکر جھوما کرو۔ بندہ اس سجادہ تسبیح کا قائل نہیں۔ و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خلیل الدین احمد راضی صیقل گر

عالی جناب خواجہ غلام فرید مرحوم چاچڑان شریف کے

مریدوں پر اتمام حجت

خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم سجادہ نشین۔ چاچڑان شریف کی جو خط و کتابت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی تھی وہ سراج منیر میں چھپ چکی ہے۔ حال میں معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز نے آپ کی کتاب اشارات فریدی جلد سوم میں سے کچھ اقتباس شایع کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعوے پر بطور شہادت ہے۔ چونکہ الحکم بحمد اللہ خواجہ صاحب مرحوم کے بعض مخلص مریدین کے ہاں پڑھا جاتا ہے۔ اسلئے یہ شہادت اس غرض سے شایع کی جاتی ہے۔ تاکہ خواجہ صاحب کے مخلص مرید اس سے فائدہ اٹھائیں۔ فقط

دہ چہ بنا۔ د اشارات فریدی جلد سوم صفحہ ۶۹ و ۷۰) و سخن در ذکر مرزا غلام احمد قادیانی و در بیان رد و قدح ذم منکرین افتادہ بود۔ دو دانشمند ی حاضر بودند صفت و ثنا مرزا صاحب کرد حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ بدرجہ غایت مسرور شدند۔ بعد ازاں فرمودند۔ کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عز و جل میگذرانند یا نماز میخوانند تلاوت قرآن شریف میکنند۔ یا دیگر شغل اشتغال مینمایند۔ و بر حمایت اسلام و دین متین چنان کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زمان لنڈن را نیز دعوت محمدی کردہ است۔ و بادشاہ روس و فرانس وغیرہا ہمہ را دعوت اسلام نمودہ است۔ و ہمہ سعی و کوشش او در آنست کہ عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر کفر است۔ بگذارند۔ و بتوحید خداوند تعالیٰ بگروند۔ و علمائے وقت را بہ بینید۔ کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتہ صرف در پئے این چنین نیک مرد کہ از اہل سنت والجماعت است۔ بر صراط مستقیم است و راہ ہدایت مے نماید افتادہ اند۔ و برو حکم تکفیر مے سازند۔ و کلام عربی او را بہ بینید کہ از طاقت بشریہ خارج است۔ و تمام کلام او مملو از معارف و حقایق و ہدایت است و از عقاید اہل سنت و جماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست۔ بعد ازاں فرمودند۔ کہ مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر ازاں بیان دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است۔ بر تردید بدرجہ غایت بر دعوئی مہدویت او گواہ اند۔ یکے اینکہ او گفتہ۔ کہ در حدیث شریف آمدہ است۔ کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ و یصدقہ اللہ تعالیٰ و یجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ و ثلاثۃ عشر رجلا و معہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم و بلادھم و خلالھم یعنی فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیروں آید۔ مہدی از دہے کہ گفتہ شد او را کدعہ کہ کدعہ در اصل معرب کادیان است و دوم اینست۔ کہ او میگوید کہ در دارقطنی این حدیث از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ ان لمھدینا ایتین لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ ہرگاہ خسوف قمر و کسوف شمس بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار واقع شد۔ پس مرزا صاحب برائے اتمام حجت خود در اطراف و اکناف عالم اشتہار این معنی ارسال کرد۔ کہ این پیشین گوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے ظہور مہدی موعود فرمودہ بودند۔ اکنوں تمام شدہ است۔ ہمہ را واجب کہ بمہدویت من اعتراف کنید۔ و اقرار نمایند۔ پس مولویان وقت طفلانہ سوال کردہ کہ از حدیث شریف این معنی برمے آید۔ کہ از اول شب رمضان خسوف قمر شود۔ و در نیم رمضان کسوف شمس گردد۔ و این خسوف بتاریخ سیزدہم رمضان واقع گشتہ و کسوف بتاریخ بست و ہشتم رمضان بوقوع آمدہ۔ این خلاف منطوق حدیث است۔ آں خسوف و کسوف دیگر خواہد بود۔ کہ در زمان مہدی بر حق وقوع یابد۔ بعد ازاں حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ فرمودند سبحان اللہ بشنوید آنچہ مرزا صاحب معنی حدیث شریف مذکور بیان نمودہ۔ و مولویان منکران را جواب دادہ است۔ مرزا صاحب گفتہ کہ معنی حدیث شریف این است۔ کہ برائے تائید و تصدیق مہدی ما دو نشان مقرر اند۔ ازاں مدت کہ آسمانہا و زمینہا پیدا شدہ اند۔ آں دو نشان در وقت کسے مدعی بظہور نیامدہ۔ و آں دو نشان اینست۔ کہ در وقت ادعائی مہدی موعود خسوف قمر در آن اول شب خواہد بود۔ کہ آن شب از سہ شب خسوف اول است۔ یعنی شب سیزدہم از رمضان۔ و کسوف شمس در آں روز خواہد بود۔ کہ از درمیانہ روز است۔ یعنی بست و ہشتم۔

بعد ازاں حضور فرمودند۔ کہ بیشک معنی حدیث شریف این است۔ کہ مرزا صاحب بیان کردہ۔ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہاردہم یا پانزدہم واقع میشود۔ و کسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بست و ہفتم یا بست و ہشتم یا بست و نہم ماہ بوقوع مے آید۔ پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار ع واقع شدہ است۔ و آن بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اول شب از شبہائے خسوف است۔ بوقوع آمدہ و کسوف در میانہ روز از روزہائے کسوف شمس واقع گشتہ است۔" اور صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے۔

"اندرین اثنا حافظ گون سکنہ حدود گڑھی اختیار خان بہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سقط و ناسزا گفتن آغاز کرد۔ ہمیکہ چہرہ انور حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ متغیر گردید۔ و بر آن حافظ بانگ زدند و زجر نمودند۔ مے عرض کرد۔ قبلہ چون حالات و صفات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وا وصاف مہدی محمود در مرزا صاحب یافتہ نمیشوند چگونہ اعتبار کنیم او ست عیسیٰ و مہدی حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ فرمودند۔ کہ اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہان ہستند۔ آنچہ نیستند۔ کہ در دلہائے مردم نشستہ است۔ چہ عجب کہ ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی مہدی شد۔ چہ در حدیث شریف آمدہ۔ کہ دوازدہ دجال اند۔ پس چندان مہدی اند۔ و در حدیثے وارد شدہ است۔ کہ عیسیٰ و مہدی یکے است بعد ازاں فرمودند۔ کہ شرط نیست۔ کہ ہمہ علامات مہدی موافق خیال و فہم مردم کہ در دلہا خود سرشتہ اند ظاہر شوند۔ بلکہ حافظا امر دیگر گون است۔ اگر چنین بودے کہ مردم خیال کنند پس او را ہمہ خلق مہدی برحق دانستہ باو ایمان آوردے۔ چنانچہ پیغمبران کرام پر بنی چند گروہ شدہ بعضے کسان ہر گز حال آن پیغمبر مکشوف نگشت ازین سبب ہمیں گروہ انکار آوردند و کافر شد اگر تمام امت بر پیغمبر حال آن پیغمبر مکشوف شدے۔ ہمہ مسلمانان میشدے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم در کتب سماویہ مکتوب و مرقوم بودند۔ و چون آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظاہر شدند و مبعوث گردیدند۔ بعض علماء را مطابق پندار و فہم و وہم خود ہا نیافتند۔ پس آن کسان کہ امر آنحضرت مکشوف شد۔ او شان ایمان آوردند۔ و بر آن گروہ کہ مکشوف نشد۔ انکار کردند ہم چنین است حال مہدی پس اگر مرزا صاحب مہدی باشد کدام امر مانع است۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی خداداد ولد پہلوان خان قوم بلوچ ساکن گھوگھیات تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور حال رسالدار اور مسماۃ کرم بی بی بنت نواب خان قوم بلوچ ساکن گھوگھیات تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور [illegible] خداداد مذکور [illegible] [illegible] آج بتاریخ ۱۹- فروری ۱۹۱۵ء وصیت کرتے ہیں- اور لکھدیتے ہیں کہ اسکے مطابق عمل کیا جاوے-

(۲) اقرار کرتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی [illegible] ایمان رکھتے ہیں- اور [illegible]

(۳) اقرار کرتے ہیں- کہ رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے- تمام و کمال پڑھا اور سن لیا ہے- اور ہم ان ہدایات کے جو اس میں درج ہیں- پابند رہینگے- اور ایسا ہی ہم ان ہدایات و ضوابط اور قواعد کے بھی پابند رہینگے- جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع ہونگے- اور ایسا ہی میرے ورثا ان کے پابند رہینگے-

(۴) ہماری جائداد دونوں کی حسب ذیل ہے
مکان سکونتی قیمت — مالیتی ۳۰۰
گھوڑا بزین وغیرہ گھر سامان — عہ
طلائی مقبوضہ و ملکیت زیور — الصہ
کل السہ روپیہ کا ہے جسپر ہم دونوں کا مالکانہ قبضہ ہے-

آج کی تاریخ اس جائداد کا دسواں حصہ لعہ روپیہ ہوتا ہے- جو ابھی ادا کرتے ہیں- اور جسکی نسبت حضرت اقدس سے اجازت لی گئی ہے (حسب ذیل ہے)
نقدی لعہ زیور نقرہ وزن ماشے
نقدی قیمتی مالہ عہ روپیہ اور علاوہ ازیں بموجب اشتہار الوصیت کے شرط اول کے مبلغ سہ روپیہ چندہ خداداد و عہ روپیہ اہل خانہ کا عہ روپیہ دیتے ہیں-

(۵) الف- میں اقرار کرتا ہوں- کہ میری آمدنی صرف میری تنخواہ ہے- جو سہ روپیہ ماہوار ہے- اور آیندہ جو کچھ میں بچت وغیرہ کرونگا- اس میں شامل ہے- اسلئے اسکو ماہ بماہ بعد وضع خرچ ماہواری ۱/۱۰ حصہ سلسلہ عالیہ کے اغراض کے لئے دیتا رہونگا- اور میری خرچ کی تعداد میں روپیہ سے زائد کسی حالت میں نہ ہوگی- اس لئے [illegible] روپیہ ماہوار مقرر اادا کرتا رہونگا [illegible] [illegible] کرکے [illegible] ماہوار میں ایک قومی [illegible] بھیجتا ہوں- اسکے جوان ہونے پر وہ بھی سلسلہ احمدیہ کے واسطے دونگا- گویا جسقدر میری جائداد بڑھیگی- اسکا ۱/۱۰ حصہ ساتھ ساتھ ادا ہوتا رہیگا-

(ب) سوائے اس تنخواہ کے بچت کے اگر کسی سوداگری یا انعام زر سرکار یا دیگر سفر خرچ وغیرہ سے کوئی آمدنی ہوگی- تو اس کا دسواں حصہ بھی انجمن کے پاس اسی وقت بھیج دیا کرونگا- اور ایسے امور کی مفصل اطلاع انجمن کو دیتا رہونگا- اور اگر میری موت پر کچھ بقایا رہ جاوے گا- تو میرے وارثان کا فرض ہوگا- کہ میری جائداد سے ادا کریں-

(۶) ہم دونوں یہ بھی وصیت کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد جنازہ ہمارا احمدی جماعت پڑھے- اور اگر قادیان میں فوت نہ ہوویں تو احمدی جماعت میری لاش صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں- یا آیندہ شائع ہونگے دارالامان قادیان پہنچائی جاوے- اور وہاں کارپردازان مقبرہ کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے- کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں- اسکی متکفل میری وہ جائداد نہ ہوگی- وعدہ بموجب اشتہار وصیت حوالہ انجمن کردی ہے- بلکہ میرے وارثان کی مقبوضہ جائداد سے ہوگا- بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی میں حسب مشورت کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے روپیہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالے نہ کیا ہو- اور انجمن نے اس کا اعلان باقاعدہ نہ کر دیا ہو- ایسی حالت میں اگر زاید رقم خرچ ہوگی- تو وہ بھی میری جائداد مقبوضہ و لقایا سے دیجائیگی- اور میرے وارث ذمہ وار ہونگے کہ ان اخراجات کو اہم اور شرعی ضروری سمجھیں گے-

(۸) یہ بھی اقرار کرتے ہیں- کہ یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ ہے- اور اگر حالات آیندہ کی ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہوسکی تو اس حالت میں بھی میری وصیت قائم رہیگی- یعنی اس کام کے متعلق جو کچھ میں [illegible] مطابق فقرہ نمبر (۵) میرا کوئی وارث اس کی واپسی کا مستحق نہ ہوگا- اور میری لاش قادیان پہنچانے کی کوشش کی جاوے- اور جب تک کارپردازان مقبرہ اجازت نہ دیں- میری لاش اور جگہ دفن نہ کی جاوے- البتہ بطور امانت دفن کی جاسکتی ہے-

(۹) اگر کسی وجہ سے میری لاش حسب فقرہ نمبر ۹ مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو کوئی اخراجات وغیرہ کا روپیہ میں جو انجمن کو دے چکا ہوں- یا میری جائداد کے متعلق دے گئے- میرے ورثا کو واپس کرنے یا خرچ کرنے کا اختیار نہ ہوگا- بلکہ انجمن ہر طرح کا ذمہ وار ہے جسطرح سے چاہے- کرے- میرے وارثان مکرر مطلع رہیں- کہ میں نے یہ سب وصیت کا روپیہ صرف خداوند کریم اور حضرت اقدس کے حکم سے تعمیل کیواسطے دیا ہے- ورنہ میرا اس مقبرے میں دفن ہونا یا نہ ہونا بالکل انجمن کی رائے پر ہے- اور خدا جانتا ہے- کہ کیا ہوگا- اور یہ وصیت نامہ ہم دونوں کی طرف سے ہے- اسلئے بعض جگہ جو سہواً لفظ واحد کا درج ہے- جمع سمجھا جاوے فقط

(۱۰) چندہ سہ، لعہ نقد کل لعہ بھیجدیا گیا ہے- اور زیور کی فروخت کا بندوبست حسب تحریر اخوی ام مولوی محمد علی صاحب کر رہا ہوں- اور زیور یا اس کی قیمت حوالہ انجمن ہونے سے پہلے مرجاؤں- تو وہ میرے ذمہ قرضہ شرعی ہے جو بقایا جائداد سے وصول ہوگا-

مورخہ ۱۹- فروری ۱۹۱۵ء

العبد — خداداد ولد پہلوان خان بقلم خود

العبد — مسماۃ کرم بی بی اہلخانہ خداداد مذکور نشان انگوٹھا

گواہ شد — عالم شیر سارجنٹ پولیس کورٹ بقلم خود

گواہ شد — سید محمد ولد نظام الدین بلوچ دو بحر [illegible] نشان مہر

گواہ شد — محمد ولد نواب بلوچ ملازم [illegible] نشان مہر

ضرورت

میرا ارادہ یہاں پر سوڈا کی دوکان نکالنے اور تجارت کرنیکا ہے- انشاء اللہ تعالےٰ

دوکان میں سوڈا واٹر مشین بھی ہوگی اور سب ملازموں کا تو بندوبست ہوگیا ہے- اب صرف ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے- جو سوڈا واٹر مشین کے کام سے بخوبی واقف ہو- اس کے پرزوں کو درست اور ان کی معمولی مرمت خود کرسکتا ہو- ہر ایک قسم کا پانی تیار کرسکتا ہو- دیانت دار ہو- الغرض اپنے کام میں بخوبی ماہر اور ہوشیار ہو- اگر خواندہ (حساب کتاب رکھنے کے قابل) ہو- اور احمدی بھائی ہو تو زہے قسمت- تنخواہ- ۲۵ روپیہ ماہوار علاوہ خوراک کے- وطن سے یہاں تک آنیکا کرایہ ریل و جہاز بھی دیا جاویگا- ہم نے سب بندوبست کرلیا ہے- اور انشاء اللہ ماہ ستمبر کے اخیر تک کام شروع کردیا جاویگا اسلئے گذارش ہے- کہ مہربانی فرماکر اس ضرورت کو اپنی اخبار گوہربار کے ذریعہ بہت جلد مشتہر کردیوین- درخواستیں مع سندات لیاقت خاکسار کے نام آویں اور اگر مذکورہ بالا اوصاف والا کوئی احمدی بھائی آپ کا واقف ہو- اور اسکی لیاقت کی آپ تصدیق کریں- اور ذمہ وار ہوں تو سب سے بہتر ہے- لیکن ہر صورت میں اخبار میں یہ ضرور مشتہر کردیں [illegible]

[illegible] Mumtaz Ali Khan
[illegible] Assistant
[illegible]
[illegible] Somaliland Protectorate
[illegible] Aden

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماوین

وزن پانچ تولہ
خوراک ۲ ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر - کہ خوبیٔ زر + اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر :-

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا بیچمیرز ملک کے لائق اطبا کی نظر مین اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہین تو قریبًا محال ضرور ہے اور یہ محض خدائے کا فضل ہے - ورنہ من آنم کہ من دانم + **مفرح عنبری** کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی - کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوئی ہے - جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹینٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہین کرسکین اور نہین کر سکتین - تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی - لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چار دن طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اُس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اُس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہوگئے پبلک جلسون مین لیکچرون کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا - تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی - رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر مین جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا +

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہین کرتا - اور نہ کر سکتا ہون کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہین یا آپ جانتے نہین - جس حالت مین کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور لطف تو یہ ہے کہ انجام دہی پر ممتاز ہیں - ہان ساتھ ہی اس - کہ میں یہ بھی نہین مان سکتا - کہ آپ کو اسکی ضرورت نہ ہو - کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے - خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطا طالیس - جالینوس - بو علی سینا ہی کیون نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش ہی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی - خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا - اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ - میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں اُن کا شکریہ ادا کر سکوں - البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہان صرف اسمائے گرامی اُن پاک دل ہمعصرون کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں :-

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگہ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب - کمنڈر ا (نیواز)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبد المجید خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ونمیک اسائم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کیمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اماداچرن سرکار چیریٹیل ڈسپنسری رونا بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی - ایم - ایس برگا ممالک ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب میں ڈسپنسری دمدہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ - ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھبول صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہریرام صاحب وٹرنیری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گادین ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ تبرانی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خان صاحب ایچ - ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ - ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خان صاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے - ٹی - بوس صاحب ایچ ایس دھنو سیو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کسنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خان صاحب فسٹ برگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوئٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم ضیاء الدین صاحب جوبان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب جندول ضلع کستنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب ناندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری - مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب - لاہر پور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب گواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار تو برگل
جناب حکیم رحیم بخش پانک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب جہنگاؤن ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکہیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے - دربھنگہ -
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم برسر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON (زہر) چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہین ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہون کہ آجکل کی قریبًا کل مشتہرہ پیٹینٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہون یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہین کر سکتین - اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہون :-

بھائیون کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشاء کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(کتبہ ظہیر الحسن بجنوری)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکاوی العربیہ

الحکم

چہ گویم با تو گرآئی بہ دارقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

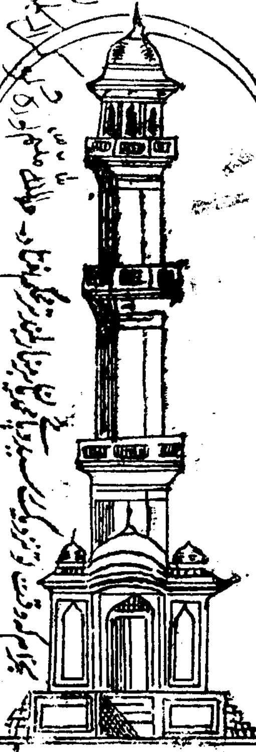

فہرست مضامین

الہامات و رؤیاء ... ۱ و ۲
ایڈیٹوریل بریف نوٹس .. ۲ تا ۴
طہارت اور اسلام ۴
شناسیر اسلام گذشتہ اشاعت سے آگے
ذیل مکمل عمرۃ المنزلۃ (۶ و ۷)
(۶) میرا قادیان کا سفر ... ۷ و ۸
(۷) لیکچر لودیانہ اور ضروری اطلاع ۸ و ۹
(۸) وصیت نامہ ۱۰
(۹) خاک ڈالنے سے چاند نہیں چھپتا ۱۱
(۱۰) اشتہارات ...... ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

نمبر ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۲۴ ہجری | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء

۲۳۔ اگست ۱۹۰۶ء "آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا" یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔

۲۵۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ شفیع اللہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے یہ میرا نام رکھا ہے اور اس کے معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا شفیع۔

۳ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ اِنّی مع الروح آتیک بغتۃً ترجمہ۔ میں روح کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔ رؤیا۔ فرمایا آج ہی ایک خواب میں دیکھا کہ ایک چوغہ زرین جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اس چوغہ کو لیکر بھاگا۔ اوس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ چور اوس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے۔

فرمایا اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا۔ اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی یہ تعبیر ہے کہ وہ ہمارے لئے موجب عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۸ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ پیٹ پھٹ گیا۔ دشمن نہایت اضطراب میں ہے

امین الملک

جے سنگھ بہادر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

شیمہ! لنڈن ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کے مئی کے اجلاس میں ہندوستانیوں اور انگلو انڈین جماعتوں کی کشیدگی کے دور کرنے اور انہیں قیام اتحاد کے مضمون پر طبع آزمائی کی گئی۔ ایک پارسی لیڈی نے دوران تقریر میں کہا کہ

پردہ سسٹم موجودہ کشیدگی کا بڑا باعث ہے

ست دہرم پرچارک اس رائے کی برجستگی کی تعریف کرتا ہے۔ میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بلا سوچے سمجھے اور مزید غور کے رائے دینے سے کیا فائدہ! کیا ست دہرم پرچارک ان نتائج پر غور کر سکتا ہے جو اس رائے پر عمل کرنے سے پیدا ہو سکتے؟ کیا آئے دن کے عصمت دری کے مقدمات اسے کچھ سبق نہیں دیتے ایسی رائے پر بجائے تعریف کے نفرین کرنی چاہئے۔

آریہ سماج اسلام کے قریب آرہا ہے"

آرین اخباروں میں آج کل ذات پات کی بندشوں کو توڑنے اور غیر مذاہب کے ساتھ خورد و نوش کا سوال چھڑ گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اسکا کوئی مفید نتیجہ نکلے گا۔ اس سوال کا محرک دراصل دہرم پال ہے شاید اس لئے کہ اسے شودر سمجھا گیا اور اس اعلیٰ سوسائٹی میں اسے جگہ نہ ملی جو وہ سمجھ بیٹھا ہوگا۔ بہرحال اب اس امر پر زور دیا جارہا ہے کہ اعمال و افعال کا لحاظ کر کے ذات بندی ہو اور ظاہر کی طرح لفظی بحث تک یہ امر محدود نہ ہو بلکہ اسے عملی لباس پہنایا جاوے میں ایسی تحریک کو پسند کرتا ہوں اسلئے کہ قرآن کریم کی عظمت اس سے ثابت ہوگی جس نے فرمایا ہے "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" اور اسطرح پھر آریہ سماج گویا نیوگا اسلام کے قریب آرہے گا۔ اور اسلام کی فتح ہوگی۔

سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

[illegible] کہ جب انسان حق کو چھوڑتا ہے تو [illegible] ہی معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اسکی عقلی [illegible] طاقتیں بھی مشکوک ہو جاتی ہیں۔ ایک خوش فہم آریہ حضرت مسیح موعود کے خط اسمی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے اس فقرہ کہ

"گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کیلئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں،،

سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے اس خوش فہمی پر آریوں کو چاہئے کہ ایسے ذی علم مہاتما کے لئے ایک کانفرنس کر کے شکریہ کا ووٹ پاس کریں اور رشی کی پدوی اسے عطا کریں ورنہ ایسا بوجھ بجھکڑ مشکل سے ملیگا۔؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

نقرہ تو صاف [illegible] ان مظالم کی تصویر کھینچ دیتا ہے جو ابتدا [illegible] اسلام میں مسلمانوں [illegible] قبول اسلام کی وجہ سے ظالم طبع مخالفوں نے ان کے خون بہا دیئے اور اسطرح بیچارے مسلمانوں کا خون بے تحاشا کس طرح بہایا گیا۔ نہ یہ کہ جبراً مسلمان کیا گیا یہ عمل کا [illegible] نتیجہ سکا پورا اگر تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی اس تعلیم

لا اکراہ فی الدین

کے خلاف کچھ بھی ثابت کرنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا ہاں اگر وہ بدلے جہاد پر نظر ہے تو وہ امر دیگر ہے۔ جہاد کے معنے ہی سعی فی الدین ہیں اس سے جبراً مسلمان بنانا مراد لینا حماقت اور نری سنا ہت ہے۔

نیا خطاب مبارک ہو | مسٹر دھرم پال صاحب لو آریہ کو اس کے معزز آریہ [illegible] ستگاری تمہارا کی اشاعت میں **قوم و ملک کی دشمن** کا خطاب دیا ہے۔ مسٹر دھرم پال کو یہ ڈپلوما مبارک ہو کیا ستگاری ان عداوتوں کی فہرست شائع کرے گی آریہ پر احسان [illegible] کریگا جو دھرم پال نے قوم و ملک سے کی ہیں۔

توہم پرستی کی حد ہو گئی | ہندوؤں میں ہر سال کے بدھ مہنتوں میں یہ جوش پیدا ہو گیا ہے کہ اپنی جان دیوتا کے قدموں پر دیدیں۔ پچھلے دنوں ایک بیس سالہ نوجوان نے اپنے کپڑے اور نیز [illegible] ڈال کر بدھ دیوتا کے سامنے جا کر خودکشی کی اور اسے نجات سمجھا! آہ! باطل پرستی نے دنیا کو کس حد تک پہنچا دیا ہے [illegible] یہ نا مردی اور بزدلی ہے جس کو نجات حقیقی سے کوئی تعلق اور رشتہ نہیں انسانی کمال اسی میں ہے کہ [illegible] منشا اور پر جوش قوٰی کا مجموعہ [illegible] ہوئے بھی ان خطرناک اور تاریک [illegible] سے نکل جاوے جو اس کو قعر [illegible] میں لیجاتی ہیں۔ اسلام کیسا مبارک مذہب ہے [illegible] خودکشی کو حرام قرار دیتا ہے اور مہذب اقوام کے قانون نے بھی اسے جرم قابل سزا رکھا ہے۔ پھر کیا جرم قابل سزا بھی مذہب کا کوئی جزو اور ذریعہ نجات ٹھہر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

لا تلقوا بایدیکم الی التهلكة

تعصب تیرا خانہ خراب ہو | اگسٹی کی مسجد جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خدام کی مسجد ہے لاہور کے پیسہ اخبار کی نظروں میں بہت کھٹک رہی ہے کبھی وہ انجمن اسلامیہ کو توجہ دلاتا ہے کبھی کچھ۔ اسے یہ کسی کو نظر نہیں بھاتا کہ غریب احمدی وہاں نماز پڑھیں وہ تو تب خوش ہوگا کہ مسجد کی (خاک بدہن ش) اینٹ سے اینٹ بج جاوے اور کوئی مسلمان وہاں نماز پڑھتا نظر نہ آوے ورنہ ایک مسلمان کو تو ایک آباد مسجد کو دیکھ کر تو خوش ہونا چاہیئے [illegible] ہماری مسلمانوں سے ہمدرد اور بہی خواہ مسٹر محبوب عالم ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اکساتے اور ہمیشہ کہتے ہیں کہ خبردار کوئی مرزائی وہاں نظر نہ آوے! بشنو!

مسٹر محبوب عالم صاحب! آپ یاد رکھیں کہ ان تجویزوں میں آپ بامراد نہیں ہو سکتے مسجد کے آباد کرنے کی فکر کرنی چاہیئے مسجدوں کی خرابی میں سعی کرنیوالی کیلئے قرآن مجید میں جو وعید ہے اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔

آلوسید ہا کرد | ولایت کے ایک مشہور رسالہ براڈ ویوز کے ایڈیٹر نے (جو ایک تھیاسوفسٹ ہیں) تناسخ پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں آپ ظاہر کرتے ہیں کہ میں اپنے گذشتہ ۶ جنموں کا حال جانتا ہوں آریہ دھرم کے ماننے والوں کو چاہیئے کہ ایسے بزرگ کی خوب قدر کریں جو ان کی ایک لایعنی اور بے بنیاد اصول مذہب کی حمایت کو کھڑا ہوا ہے مگر وہ شاید ایسا نہ کر سکیں اسلئے کہ ایڈیٹر مذکور ظاہر کرتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ رومی تھا جبکہ اہل روما کی سلطنت **عروج** پر تھی پھر آپ نے ملکہ وکٹوریا آنجہانی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اگلے جنم میں شاہ الفرڈ اعظم تھیں اور کنگ ایڈورڈ ہفتم ان کی ایک اولاد۔ کاش ایڈیٹر براڈ ویوز کو معلوم ہوتا کہ تناسخ کے قائلین آگے ان گیوں کو تسلیم کر سکیں گے اگر وہ مان لیں کہ آپ کا بیان صحیح ہے تو تناسخ کا مسئلہ ٹھہر جاتا ہے بہر حال آلوسید ہا کرنیکا یہ اچھا طریق ہے۔

احمدیہ پبلشنگ کمپنی | کسی دوسری جگہ [illegible] کرلیکی اسپی لیپنی (جماعت متعینہ کی اصلاح و ترقی میں جو سلسلہ کے متعلق کتابیں چھپا کر [illegible]) اس امر سے خوب واقف ہوں کہ بہت سی کتابیں محض اس وجہ سے پڑی رہتی ہیں کہ ان کے چھاپنے کے لئے سرمایہ نہیں۔ میں اوروں کا ذکر تو کیا کروں میں خود اپنی نسبت کہہ سکتا ہوں کہ اگر کتابوں کے چھاپنے کا معقول اور کافی انتظام ہوتا تو میں خدا تعالیٰ کے محض فضل سے قوم کے سامنے **اسلامی لٹریچر** کا ایک ایسا ذخیرہ پیش کر دیتا جو اسکی ضروریات وقت کے مناسب اور حسب حال تسلیم کیا جاتا جن لوگوں کو متواتر الحکم کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اس کے ایڈیٹر نے جن ضروریات قوم کو آج سے آٹھ نو برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اخبار کے کالموں میں انہیں پیش کیا گیا آج وہ مختلف صورت و اشکال میں قوم کے سامنے پیش کیجاتی ہیں مجھے تو اسپر خوشی ہوتی ہے کہ میرے [illegible] کو قوم کے [illegible] کسی نہ کسی پیرایہ میں قبول کیا لیکن [illegible] کے لئے ایک [illegible] میں ایک [illegible] اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جب تک ہمارا اپنا **سٹیم پریس** نہ ہوگا۔ یہ مشکلات رفع نہ ہونگی میں نے اپنی بعض تالیفات کو جو ناتمام پڑی ہوئی ہیں لاہور چھپنے کو بھیجنا شروع کیا ہے لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب تک وہاں سے نکلیں۔ اخبار کے لئے مناسب سعی کیجاتی ہے پھر بھی کوئی نہ کوئی روک واقع ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ کافی سرمایہ نہ ہونے کے باعث اعلےٰ پیمانہ پر انتظام نہیں کیا جا سکتا بعض خوش خیال لوگ اپنے اوقات کو میری جمع خرچ کے نقشہ بنانے میں بھی صرف کرتے ہیں مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں وہ خود کام کر دیکھیں تو معلوم ہو کہ کن مصائب سے گذرنا پڑتا ہے۔ بہر حال یہ تجویز نہایت مفید ہے اور اسکی عملی صورت یہی ہے کہ سب سے پہلے ایک سٹیم پریس قادیان میں قائم ہو سٹیم پریس کے لئے تو کسی بڑی [illegible] کی کیلئے نہیں ہوں اخراجات کی تاب لاسکتے ہیں مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ سمجھ اور کام کرنے کی قابلیت جو اس نے مجھے دی ہے بیس ہزار کے سرمایہ سے ہونیوالے کام کو دس ہزار میں کرنے کی راہ مجھے سمجھاتی ہے۔ اور اگر ہمت اور حوصلہ کیا جاوے تو الحکم کے ناظرین اپنی ذرا سی توجہ سے ایک سٹیم پریس جاری کر سکتے ہیں۔ الحکم اپنے سلسلہ کا سب سے اول آرگن ہونے کی وجہ سے قوم پر بہت بڑے حقوق رکھتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ قوم نے اسکی آواز پر ہمیشہ لبیک کہا ہے۔ اور وہ اس کے ایڈیٹر کے لئے اپنے دلوں میں محبت بھی رکھتی ہے لیکن اگر وہ اپنی متفقہ سعی سے ایک سٹیم پریس جاری کرنے کے قابل اسے بنا دے تو مجھے خدا کے فضل سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ مجھے ایک وسیع پیمانہ پر خدمت کا موقع دیگا میرے ذہن میں اور مسودوں میں اسلامی لٹریچر کا ایک عجیب سلسلہ موجود ہے جس کے لئے میں تحدیث بالنعمت کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس سلسلہ کی ہر ایک کتاب و تالیف یقیناً قوم مفید اور کار آمد سمجھے گی۔ میں تالیف کے اس سلسلہ کی فہرست دے سکتا ہوں لیکن فی الحال یہ ایک خیالی امر کے سوا کیا ہوگی۔ بہت سے لوگ مجھے یہ بھی کہتے ہیں کہ ایڈیٹر الحکم بلند پروازیاں کر کے اپنی قوت اور سرمایہ کو تقسیم کر دیتا ہے بعض اس کو حرص اور لالچ کا نتیجہ بھی قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ بزرگان ملت ہی میں اس کے قدر دان موجود ہیں کیا تفسیر القرآن نے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور انشاء اللہ جوں جوں وہ نکلے گی وہ مفید ثابت ہوگی۔ اسکی دیر اور توقف کو میں اللہ تعالیٰ کے فعل [illegible] قرار دیتا ہوں اور اسکا نتیجہ [illegible] ہے [illegible] تالیفات آجکل زیر طبع ہیں [illegible] جب وہ شایع ہونگی تو انشاء اللہ متفق یہی آواز ہوگی کہ ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ زمانہ قلم کا یہ زمانہ ہے انکشاف حقایق کا۔ یہ قلم سے کام لینے کی بڑی ضرورت ہے قوم کے ملفوظات کی اشاعت نعمت غیر مترقبہ ہے اس لئے اس کے لئے قوم میں خاص جوش اور تحریک اگر الحکم کے کل ناظرین بلا استثنائے احد روپیہ اس کام میں بطور چندہ نہیں بطور [illegible] ہی دیدیں جس کے لئے کارخانہ الحکم اپنی کفالت بھی دے سکتا ہے تو شروع سال ہی میں قادیان میں سٹیم پریس جاری ہو سکتا ہے بات بڑی نہیں۔ بالکل آسان ہے دس روپیہ کوئی بڑی چیز نہیں ایک ہزار خریدار ایک دم میں دس ہزار جمع کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل اور اسکی توفیق سے آخر میں میں امید کرتا ہوں کہ یہ تحریک انشاء اللہ خالی نہ جاوے گی۔ کوئی نہ کوئی اثر ضرور پیدا کرے گی اور اس کا نتیجہ آج نہیں تو پھر نظر آجائے گا۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ الحکم کے اخص ناظرین نہیں سرپرستوں کی ایک ایسی تعداد ہے جو میری ہر تحریک پر ضرور لبیک کہتے ہیں مگر میں ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی رقم اس غرض کے لئے نہ بھیجی جاوے جب تک سب مستعد نہ ہوں۔ ہاں اپنے خیالات اور رائے والے اطلاع دیجئے۔ [illegible]

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس الحمد للہ بخیریت ہیں۔ ۳۰۰ صفحہ تک حقیقۃ الوحی لکھی جا چکی ہے اور پریس چھاپ رہے ہیں۔ آپ کا خادم پریس خصوصیت سے اس خدمت میں مصروف ہے۔

۲۔ ۷ ر ستمبر کو انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا۔ تفصیلی حالات پھر۔

طہارت اور اسلام

بست فطرت انسان کی آنکھوں پر ہی پٹی نہیں باندھ دیتا۔ بلکہ اسکے دل و دماغ کو بھی تاریک اور مکدّر کر دیتا ہے۔ مختون آہم چاری دہرم پال اسال گرمی سے بوکھلا گئے ہیں۔ اور سیر گرما کیلئے تشریف لیگئے ہیں۔ اس سیر یا سفر کے حالات لاہور کے اخبار پرکاش میں شایع کرنے شروع کئے ہیں چنانچہ نمبر ۳۰ میں جو حالات شایع کئے ہیں۔ انہیں بجائے مقدس اسلام کے ایک پاک اصول پر محض شرارت اور بیحیائی سے نکتہ چینی کی ہے۔

اگرچہ دہرم پال نے اپنی تحریروں سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ کس دل و دماغ کا انسان ہے۔ اور اس کی تحریروں کا اسلوب اس کی قلبی کیفیت اور دماغی خیالات کی تصویر سامنے رکھتے دیتا ہے۔ مگر میں تھوڑی دیر کیلئے اس بحث کو چھوڑ کر اس کے ان ریمارکس پر نظر کرنی چاہتا ہوں جو اس سیر گرما کے نمبر ۳ میں انہوں نے اسلام کے متعلق کئے ہیں۔ ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں۔

"کاش اسلام نے لوگوں کو صفائی کی تعلیم دی ہوتی"

اس فقرہ کو پڑھکر مجھے سخت رنج ہوا کہ ایک طرف تو یہ شخص ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں نے قرآن شریف کو پڑھا ہے اور اس پر غور کیا ہے۔ دوسری طرف وہ ایک ایسی مسلّم اور مشہور اصل سے انکار کر رہا ہے۔ جو ایک مسلمان بچے کو بھی معلوم ہے۔ یا تو یہ شخص ایسا کودن اور کوڑ مغز ہے کہ وہ قرآن شریف کی موٹی سی موٹی تعلیم بھی سمجھ نہیں سکتا۔ اور یا عداوت اور شرارت نے اسے ایسا اندھا بہرہ بنا دیا ہے کہ وہ نہ دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے۔ ورنہ طہارت اسلام کا مسئلہ تو ایسا واضح اور ظاہر ہے۔ کہ جسقدر تاکید طہارت کی اسلام نے کی ہے اور جسقدر التزام اس کا اسلام نے بتایا ہے کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

یہ الگ امر ہے کہ ایک مسلمان اپنی سستی یا غفلت سے احکام الٰہی کی پابندی نہ کرے اس سے نفس شریعت پر اعتراض وارد نہیں ہوتا اگر ایسا اعتراض کسی مذہب و ملت پر ہو سکتا ہے یعنے حامیین ملت کے طرز عمل سے اس شریعت و ملت پر اعتراض آیا کرتا ہے۔ تو پھر آریہ سماج کے مذہب سے برا مذہب کوئی نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اسکے متبعین کو جو دہرم پال نے وقتاً فوقتاً اپنی تحریروں کے ذریعہ ظاہر کر دی ہے۔ مگر نہیں، دنیا ایسی بیوقوف نہیں جو شخصی حالت سے مذہب کی تعلیم اور شریعت کی ہدایتوں پر نکتہ چینی کرے اگر ایک آریہ زانی اور بدکار ہے تو کیا اسی سے یہ نتیجہ نکالیگا۔ کہ وید نے ایسی آگیا دی ہے۔ اسیطرح پر کسی مسلمان کے عدم التزام صفائی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسلام طہارت کی تعلیم نہیں دیتا سراسر نادانی اور حماقت ہے اور اسی حماقت کا ارتکاب برہم چاری دہرم پال نے کیا ہے۔

میں قرآن شریف سے صفائی اور طہارت کی تعلیم کے متعلق بہت ہی اختصار کے ساتھ استدلال کروں گا اور میں دیکھونگا کہ راستی کا بھوکا پیاسا قبول راستی کو اپنا اصول قرار دینے والا مختون برہم چاری کہاں تک اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسلام نے بڑی تاکید کے ساتھ ہر قسم کی صفائی کا تقید کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا وثیابک فطہر والرجز فاھجر ہے اور اپنے لباس کو صاف اور ستھرا رکھو۔ اور ہر قسم کی نجاست اور پلیدی سے الگ رہو۔ یہ حکم کیسا صاف اور واضح ہے۔ والرجز فاھجر ہے ایک ایسا جامع ارشاد ہے کہ اس میں ہر قسم کی صفائی اور طہارت کو جمع کر دیا ہے۔ اور ہر قسم کی پلیدی اور نجاست سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ مگر دل کا اندھا اسکو کیونکر دیکھ سکے۔ کاش اس بے باک معترض کو اسلام کی غرض و غایت پر اطلاع ہوتی۔ اور وہ اس راز کو سمجھنے کی سعی کرتا۔ کہ اسلام دنیا میں کیوں آیا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا پاک منشا کیا تھا۔ اسلام انسان کو درجہ بدرجہ ہر قسم کی ناپاکی سے نجات دینا چاہتا ہے۔ اور ہر قسم کے خطرہ سے بچانا چاہتا ہے اس کی تعلیم جسمانیات سے شروع ہو کر روحانیت پر ختم ہوتی ہے اس لئے انسان کو چونکہ باخدا انسان بنانا تھا۔ اور اس کا ابتدائی درجہ یہ تھا کہ اسکو وحشیانہ حالت سے نجات دے اور باہر نکالے اسلئے پہلے طہارت کا حکم دیا کیونکہ وہ ناپاکی جو انسان کو وحشیانہ حالت میں ڈالتی ہے۔ وہ جسمانی ناپاکی ہے اور اسی سے خطرناک امراض اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور جب تک بدن میں صلاحیت اور صحت نہو۔ نہ اس کی اخلاقی حالت درست ہو سکتی ہے نہ روحانی اسلئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب اور کامل شریعت اپنا ابتدا اسی سے کرتی اور ایسا ہی کیا گیا۔ چنانچہ اوپر کی آیت بتاتی ہے۔ کہ وہ اس میں جسمانی ناپاکیوں اور دوسری وحشیانہ حالتوں سے بچانے کی کیسی تعلیم موجود ہے۔ تاکہ وحشیوں کو انسان بنایا جاوے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ اخلاق فاضلہ اور طہارت باطنی کے قواعد اور ہدایات بتا کر انسانوں کو مہذب انسان بنایا اور پھر محبت الٰہی اور فنا فی اللہ کے باریک دقایق سے مطلع کر کے مہذب انسانوں کو باخدا انسان بنایا۔ قرآن شریف کی یہ صداقت ایسی زبردست ہے کہ اس سے بجز کسی خبیث فطرت انسان کے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

پھر ایک اور آیت میں یوں فرمایا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یعنے خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔ توابین کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی ہے اور متطہرین کے لفظ سے ظاہری طہارت اور جسمانی پاکیزگی کا حکم دیا ہے بلکہ امعان نظر سے اس آیت پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ متطہرین ہوتے ہیں یعنی جو ... پاکیزگی اور طہارت کے قوانین کی پابندی کرنے ... وہ اصول توبہ کو بھی سمجھ لیتے ہیں۔ اور اپنی اندرونی نفاست اور پاکیزگی کیلئے جد و جہد کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے انگریزی میں یہ ضرب المثل ہے جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ صفائی خدا پرستی کے دوسرے درجے پر ہے۔ ایسا ہی ایک مقام پر فرمایا گیا۔ کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً یعنے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے دوسرا ہی قسم کی طہارت اور پاکیزگی کے اصول بتائے ہیں۔ پہلا حکم جسمانی صلاحیت کے لئے ہے یعنی واعملوا صالحاً۔ یہی آیت اس امر کی بھی دلیل ہے کہ بدکاروں کو ضرور عالم آخرت میں سزا ملیگی۔ کیونکہ جس حال میں ہم جسمانی پاکیزگی کے اصول کو چھوڑ کر مبتلائے امراض ہو جاتے ہیں اور اس سے سخت دکھ پاتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ روحانی پاکیزگی کے آداب و ہدایات کی پابندی ترک کر کے اسکے خمیازہ سے بچے رہیں۔

ایسا ہی اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کو طیبات کے اکل سے بہت بڑا تعلق ہے۔ اب غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا اس تعلیم کی موجودگی میں کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے طہارت کی تعلیم نہیں دی ہے یہ بڑے ہٹ دہرم یا کوڑ مغز انسان کا کام ہے جو انکار کرے۔ میں اس مضمون پر بڑی لمبی بحث کر سکتا ہوں۔ مگر خدا ترس دل کے لئے اسیقدر کافی ہے ورنہ جسقدر تعلیم صفائی اور طہارت کی اسلام نے دی ہے اور جو قاعدے اسکے لئے مدون کئے ہیں۔ وہ دوسری قوموں کو نصیب بھی نہیں ہوئے وضو اور غسل کے فلسفہ اور مساجد کی نظافت اور نظافت کے مسئلہ پر اگر بحث کی جاوے تو اسکے لئے ایک دفتر کی حاجت ہے لیکن "عاقلے را اشارہ بس است" اور اگر "در خانہ کس است حرفے بس است" اس پر بھی اگر دہرم پال یا اسکے کسی اور بھائی نے اعتراض کیا۔ تو میں آرین اور نظافت کی حقیقت کھولنے پر مجبور رہوں گا"

ضرورت

ایک سید زادی قابل نکاح ہے۔ وہ پرجوش احمدی خاتون ہے۔ لکھنے پڑھنے کی خاص قابلیت اور عمدہ مذاق ہے گھر کے کاروبار سے خوب واقف اور سلیقہ شعار ہے کوئی سید بھائی درخواست کرے خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم ہو گی۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

چوہدری رحمت خان احمدی ساکن کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور کی بیوی فوت ہو گئی ہے اس لئے وہ جماعت احمدیہ سے دعا جنازہ کی درخواست کرتے ہیں نیز ... حکیم ابو عبدالغنی محمد صالح چاٹ ۱۲۷ اپنی بیوی کے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

بقایا داروں جو حساب آپ صاحبان کے ذمہ ہے اسکے بیباق کرنے میں دیر کیا ہے

مشاہیر اسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

ذلحجہ ۵۸۷ھ میں یہ افسوس ناک حادثہ وقوع میں آیا۔ نماز جمعہ کے بعد قید خانے سے لاش نکال کر حلب کے باہر دفن کی گئی۔ اور حکمتہ اشراقیہ کا یہ آخری جلوہ زمانے کی نظر سے چھپ گیا۔

بعض اہل کا بیان ہے۔ کہ انکے دفن کے بعد ان کی قبر پر یہ شعر کندہ پائے گئے۔

قد کان صاحب ھذا القبر جوھرۃ
مکنونۃ قد براھا اللہ من شرف
فلم تکن تعرف الایام قیمتہ
فردھا غیرۃ منہ الی الصدف

شیخ الاشراق نے صرف ۳۸ برس کی عمر پائی، اس لئے اگر سال شہادت صحیح مانا جاوے، تو انکی ولادت ۵۴۹ھ کے اوائل میں ہوئی، شیخ الاشراق کا حلیہ یہ تھا۔ رنگ سرخ میانہ قد۔ متوسط الجثہ،

عام حالات و عادات۔ شیخ الاشراق پر صوفیانہ رنگ اسقدر غالب آگیا تھا۔ کہ انکی ادا ادا سے یہ شان نکلتی تھی۔ زہد و ریاضت کا یہ حال تھا، کہ ہفتے میں صرف ایک مرتبہ روزہ افطار کرتے تھے۔ اور خوراک کی مقدار کبھی سد رمق سے زائد نہ ہوتی تھی۔ ان کا زہد و تقدس کوئی عامیانہ زہد و تقدس نہ تھا۔ بلکہ وہ فلسفیانہ دل و دماغ کے ساتھ ہمیشہ عالم مجردات کے متعلق غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر خاموش رہتے تھے۔ خود انکا قول تھا۔ لا تتکلم قبل الفکر فان کنت بنطقک صابرا من ... یعنی غور و فکر کے پہلے ہرگز منہ نہ کھولو، کیونکہ اگر تم نطق کر الصالحین فیوشک ان تصیر بالصمت صالح بن سکتے تھے۔ تو خاموشی سے بہت جلد ملکا من المقربین فرشتہ ہو جاؤ گے۔

قرآن مجید کے اس قدر حقیقت شناس تھے۔ کہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ علیک بقراء ۃ القرآن کانما انزل الا فی شانک یعنی قرآن مجید کو یہ سمجھکر پڑھو۔ کہ خاص تمہاری شان میں نازل ہوا ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ جیسا کہ صوفیہ کا عام انداز ہے، ساز و نغمہ کا بھی ذوق رکھتے تھے،

شیخ الاشراق کی وضع بالکل صوفیانہ تھی لیکن وہ عام صوفیہ کی طرح کسی خاص رنگ کے پابند نہ تھے، بعض وقت بدن پر کمل اور سر پر سرخ رنگ کی لمبی ٹوپی ہوتی تھی۔ اور بعض وقت بدن میں گدڑی، اور سر پر ایک رومال بندھا ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی صوفیہ کی خاص وضع میں بھی نظر آتے تھے، غرضیکہ دنیوی آرائش سے مستغنی ہو کر آزادی کی مجسم تصویر بنگئے تھے۔

شیخ الاشراق کی اس عجیب و غریب وضع سے اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے تھے چنانچہ سدید الدین بن قتیبہ کا بیان ہے۔ کہ میں ایک مرتبہ انکے ساتھ جامع میافارقین میں ٹہل رہا تھا، اس وقت وہ ایک عجیب وضع میں تھے، بدن میں ایک چھوٹا سا آسمانی رنگ کا بخیہ کردہ جبہ، سر پر پٹی، پاؤں میں کھڑاؤں تھی، چنانچہ میرے ایک دوست یہ رنگ دیکھکر میری طرف بڑھے، اور انتہا اگر کہنے لگے "کیا تم اس سائیس کے ساتھ ٹہلتے ہو۔ میں نے کہا اللہ اکبر یہ شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں جن پر آج زمانے کو ناز ہے وہ یہ مقدس نام سنتے ہی ششدر ہو گئے،

شیخ الاشراق اپنی وضع کے اسقدر پابند تھے، کہ انکو کوئی چیز اس کی تبدیلی پر مجبور نہیں کر سکتی تھی، یہاں تک کہ اسی انداز کے ساتھ فقہا اور علماء کی بڑی بڑی مجلسوں اور درس کا ہوں میں آزادانہ چلے جاتے تھے، اور سب کو اپنی حسن تقریر اور فضل و کمال کا گرویدہ بنا لیتے تھے، چنانچہ جب انہوں نے ۵۷۹ھ میں حلب کا سفر کیا، تو مدرسہ حلاویہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوا اسوقت اسکے مدرسی کا فخر شیخ افتخار الدین کو جو مذہباً حنفی تھے، حاصل تھا، شیخ الاشراق اپنی عام عادت کے موافق درسگاہ میں تشریف لائے، اور بحث و مباحثہ کرنا شروع کیا، اسوقت اگرچہ حسن تقریر اور وسعت بیان سے۔ انکے فضل و کمال کا راز کھل گیا، تاہم وہ ایسی معمولی وضع میں تھے۔ کہ ان کے نام کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہو سکا، اس وقت انکے بدن میں ایک گدڑی۔ اور ہاتھ میں ایک لوٹا اور عصا تھا، اور درحقیقت اس وضع کو شیخ الاشراق کے نام سے کیا مناسبت تھی۔ لیکن افتخار الدین کے دل میں چونکہ شیخ الاشراق کا سکہ بیٹھ چکا تھا، اس لئے خاص اپنے صاحبزادے کے ہاتھ انکے پاس خلعت فاخرہ بھیجی۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ اب اگر فقہا کی مجلس میں تشریف لائیں۔ تو اسی لباس میں لائیں، جب وہ لڑکا شیخ الاشراق کی خدمت میں پہنچا۔ تو وہ اگرچہ صراحۃً انکی خواہش کو رد نہ کر سکے لیکن ایک ایسے لطیف پیرائے میں اپنی استغنا اور قناعت کا اظہار کیا۔ جسکا ان کی نسبت وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا،

شیخ الاشراق نے ایک نگینہ جو تقریباً انڈے کے برابر تھا۔ نکالکر اس لڑکے کو دیا، اور فرمایا۔ کہ اسے بازار میں بیچ لاؤ۔ اور جب کوئی شخص اس کی خریداری کے لئے مستعد ہو۔ تو مجھے خبر کرنا۔ وہ فوراً دلال کے پاس پہنچا۔ دلال نے ... درہم قیمت تجویز کی اور نگینہ کو لیکر شاہزادہ ظاہر کی خدمت میں پہنچا۔ ظاہر نے اسکی شکل وصورت دیکھکر پانچ ہزار درہم کا اور بھی ... کیا۔ لیکن چونکہ یہ معاہدہ تھا۔ کہ بغیر شیخ الاشراق کی رائے کے اس کی بیع نہو سکے گی، دلال نے نگینہ لڑکے کو نگینہ واپس دیا، اس نے شیخ الاشراق سے حقیقت حال ظاہر کی، شیخ الاشراق کو چونکہ اس پیرایہ میں اپنی استغنا اور بے پروائی کا نمایاں ثبوت دینا تھا، فوراً نگینہ کو ایک پتھر سے دو ٹکڑے کر کے فرمایا۔ کہ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ کہ مجھکو اگر لباس اور ظاہری آرائش کا شوق ہوتا۔ تو کیا کمی تھی، چنانچہ جب افتخار الدین کو یہ واقعہ معلوم ہوا۔ تو وہ حیرت کی تصویر بن گئے،

ادھر ظاہر کی نگاہ پر بھی یہ نگینہ چڑھ چکا تھا، اس نے دلال سے جستجو کی۔ دلال نے اپنے خیال کے مطابق افتخار الدین کا بیٹا بتا دیا، ظاہر فرط شوق میں ان کے پاس پہنچا، وہاں جاکر معلوم ہوا۔ کہ یہ نگینہ ایک فقیر کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ جو یہاں آیا تھا۔ ظاہر یہ سنکر بیساختہ پکار اٹھا۔ کہ واللہ یہ سب شیخ شہاب الدین صاحب کے کرشمے ہیں،

شیخ الاشراق کو اس بے نیازی نے اسقدر خود دار اور مغرور بنا دیا تھا کہ وہ مطلق کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا، کہ آپ میں اور بو علی سینا میں علمی حیثیت سے کیا نسبت ہے، اور فرمایا۔ حکمت بحثیہ کے لحاظ سے میں شیخ کا ہمسر یا کسی قدر افضل ہوں۔ لیکن اس کو حکمت ذوقیہ میں میرے ساتھ کوئی نسبت نہیں، اسی طرح ایک مرتبہ امام رازی کے متعلق سوال کیا گیا، بولے کہ انکی ذہانت قابل تعریف نہیں حالانکہ امام رازی کو ان کی ذکاوت اور فطانت کا شدت کے ساتھ اعتراف تھا،

شیخ الاشراق کی آزاد خیالی اور صاف گوئی کا یہ عالم تھا۔ کہ جو بات دل میں گذرتی تھی، اسکے ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل کرتے تھے، تم انکے واقعات زندگی کے پہلے حصے میں پڑھ آئے ہو۔ کہ حلب میں اگرچہ فقہاء کا تمام گروہ ان کا مخالف اور سخت مخالف تھا، اور انہیں مخالفوں نے انکی زندگی کا فیصلہ بھی کر دیا۔ لیکن وہ ان کے سامنے اپنے خیالات کس بیباکی کے ساتھ ظاہر کرتے تھے، وہ خود آزادی کے نشے میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ لیکن انکے بعض احباب ان کی بیباکیوں سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے، چنانچہ شیخ فخر الدین ماردینی جو شیخ الاشراق کے یار غار تھے، نہایت افسوس کے ساتھ اپنے تلامذہ سے فرمایا کرتے تھے،

ما اذکی ھذا الشاب وافصحہ ولم اجد احدا مثلہ

یعنی یہ جوان کس قدر ذہین و فصیح ہے میں اس زمانے میں کسیکو

فی زمانی الا انی اخشی علیہ لکثرۃ تھورہ واستہتارہ

اسکا ہمسر نہیں پاتا لیکن مجھے خوف ہے اسکی بیباکی اور اسکی احتیاطی

وقلۃ تحفظہ ان یکون ذالک سببا لتلافہ

سے مجھکو سخت ڈر ہے کہ یہ باتیں اسکی بربادی کا سبب نہ جائیں

چنانچہ جب انکو ان کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ تو نہایت افسوس ناک لہجے میں اپنے تلامذہ سے فرمایا،

الیس کنت قلت لکم عن ھذا من قبل،

یعنے میں تو پہلے ہی سے پیشین گوئی کر چکا تھا،

وکنت اخشی علیہ منہ

اور مجھکو ہمیشہ اسکا ڈر رہتا۔

تصنیفات و تالیفات۔ شیخ الاشراق کو بچپن ہی میں تصنیف و تالیفات کا شوق

۱؎ مورخین ان کا سال ولادت تک نہیں لکھا۔ لیکن عمر اور سنہ وفات میں قریب قریب سب متفق ہیں۔ اس پر سنہ ولادت کو عمر اور سال وفات کے حساب سے لکھا ہے۔

۱؎ تاریخ الحکماء ۱۲

۲؎ تاریخ الحکماء میں موقع پر زربون کا لفظ آیا تھا۔ چونکہ اسکے معنے مجھے معلوم نہیں اسلئے میں نے قیاساً اس کا ترجمہ کھڑاؤں کیا ہے ۱۲

۳؎ تاریخ الحکماء اور طبقات الاطباء دونوں کتابوں ...

۱؎ اس موقع پر بھی بہت سے لباسوں کا نام آیا ہے جنکے معنے مجھے معلوم نہیں۔ اس لئے میں نے ایک عام لفظ لکھدیا ہے جو تمام لباسوں کو شامل ہے،

۲؎ یہ پورا واقعہ طبقات الاطباء میں مذکور ہے۔

ہوا۔ چنانچہ الالواح العماد اور ہیاکل النور کم سنی ہی کے زمانے مین لکھی اور یہ سلسلہ باوجود ناسماعدت زمانہ ہمیشہ جاری رہا۔ شیخ الاشراق کی تصنیفات پر چھوٹے چھوٹے رسالے کثرت سے سطراتے مین تاہم انہوں نے چند کتابیں اس جامعیت اور تفصیل سے کے ساتھ لکھی ہیں۔ جن کی آج نظیر نہین۔ اسلئے ہم ان کتابوں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہین۔

مُطارحات[۱] یہ کتاب خاص ارسطو کے رد مین ہے۔ اور ہر مسئلہ پر اپنے لغزاو اعتراضات سے مناقشہ کیا ہے۔ اور ارسطو کے تمام اصول کو توڑ دیا ہے۔ متاخرین رد وقدح کے موقع پر اکثر اس سے مضامین نقل کرتے ہین۔

مشارع[۲] یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے اور بالکل مطارحات کے طرز پر لکھی گئی ہے۔

"تلویحات" یہ کتاب بھی مشہور اور متاخرین کا ماخذ ہے۔

التفحات فی الاصول، اس کتاب کا ذکر ابن خلکان نے بھی کیا ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے۔ ال شیخ الاشراق کی مذہبی حلومات کا اسے اندازہ ہوسکتا ہے۔ شرح اشارات کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور ان کی تمام کتابوں کی طرح نادر الوجود ہے۔ اور نہ اس کے ذریعے سے فلسفہ ارسطو اور حکمت اشراقیہ کے مسایل مین نہایت صحیح اندازہ ہوسکتا تھا۔

حکمۃ الاشراق، شیخ الاشراق کی تصنیف مین سب سے زیادہ مشہور اور جامع کتاب ہے اور غالباً یہی انکی آخری تصنیف ہے چنانچہ اسکے دیباچہ مین خود انہوں نے اس کی نہایت تعریف کی ہے۔ اور اس کو اپنے کشف اور تجلیات کا آئینہ قرار دیا ہے۔ اور درحقیقت حکمۃ اشراقیہ کی اصل حقیقت جس تفصیل کے ساتھ اس کتاب سے ظاہر ہوسکتی ہے۔ اس سے تمام تر اسلامی تصانیف خالی ہین۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ ارسطو اور حکمائے اشراقین کے معرکۃ الارا اور مختلف فیہ مسایل ہین۔ نہایت دقت نظر کے ساتھ محاکمہ کیا ہے۔ اور علمائے اشراقین کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ اس کتاب میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس

---

[۱] ... شرح حکمۃ الاشراق۔

[۲] مشارع اور مطارحات کا ذکر شہرزوری نے تاریخ الحکما میں ان خصوصیت کے ساتھ کیا ہے

کا عنوان فلسفہ کی عام کتابوں سے بالکل مختلف ہے۔ الٰہیات اور طبعیات کے مسائل کے علاوہ وحی، الہام، عالم مثال، عالم اشباح، لوازمات، نبوت حشر ونشر وجود جن وشیاطین غرضیکہ شریعت کے اس قسم کے معرکۃ الارا مسائل کو لیکر نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور ان کو عقلی طور پر ثابت کیا ہے اس لحاظ سے اگر کوئی شخص مذہب کو عقلی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ تو اسکے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہوسکتی ہے۔

اس کتاب کی تشریح وتوضیح مین بڑے بڑے ائمہ فن کے طبع آزمایان کین۔ ان مین علامہ قطب الدین شیرازی کی شرح نہایت مشہور ہے۔ اور اب چھپ گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ علامہ صدر الدین شیرازی کا حاشیہ بھی ہے۔ کشف الظنون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید شریف جرجانی نے بھی اسکی شرح لکھی ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ بالکل ناپید ہے۔ خود صاحب کشف الظنون کو اسکا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ان کتابون کے علاوہ خاص موضوع پر فارسی اور عربی زبان میں بہت سی کتابیں اور رسالے ہین جنکی فہرست یہ ہے۔

اللمحات۔ الوالح۔ الواح العماد الهیاکل النوریہ المقاومات۔ الرمز الموحی۔ الرقیم القدسی المبدا والمعاد بالفارسیۃ کتاب التصریف یا کلمہ البارقان الالٰہیہ لبستان القلوب۔ طوارف الانوار کتاب البصیر۔ کتاب النفحات الالهیہ السماویہ لوامع الانوار۔ اعتقاد الحکماء و رسالۃ العشق رسالۃ فی حالۃ الطفولیۃ رسالۃ المعراج روز باجماعۃ صوفیان رسالۃ عقل رسالۃ آواز پر جبرئیل رسالۃ پرتو نامہ رسالۃ الطیر۔ رسالۃ لغت موران۔ رسالۃ غربۃ الغربیہ رسالۃ یزدان شناخت رسالۃ صفیر سیمرغ رسالۃ تفسیر ایات من کتاب اللہ وخبر عن رسول اللہ۔ رسالۃ غایۃ المبتدی۔ الرشحات و دعوات الکواکب والعجات مکاتبات الی الملوک والمشائخ کتب فی السیمیا ای للمسمی بنزہۃ الواح الفارسیۃ مکاتبات فی الحکماء تسبیحات العقول والنفوس والعناصر ادعیۃ متفرقۃ الدعوات الشمسیۃ۔ المعراج المنہاج ... الوارادات الالٰہیہ ... فارسیۃ

شعر وشاعری تصنیفات وتالیفات کے سلسلہ مین شیخ الاشراق کی شاعری خاص لحاظ کے قابل ہے۔ اس زمانے میں ادب اور عربیت چونکہ نصاب تعلیم کا لازمی جزو تھی اس لئے اس دور کے تمام اہل کمال شعر وسخن کا رو کیا چھیکا مذاق رکھتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی فلسفہ ومنطق کے دقیق اور فرضی مسائل نے فطرت کے تمام جذبات کو حرف باطل کی طرح مٹا دیا تھا، اس وجہ سے ان بزرگوں کے قالب میں اس شاعرانہ روح کا پتا نہین چلتا، جس کے اثر سے ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ چمک اٹھا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باوجود فلسفیانہ مشاغل کے شیخ الاشراق کے کلام میں شاعری کی تمام خصوصیتین پائی جاتی ہین، چنانچہ علاوہ عام خیالات کے فلسفہ ومنطق کے نہایت دقیق مسائل کو تشبیہات اور استعارے کے سانچے میں اس خوبصورتی سے ڈھالدیتے ہین، کہ فلسفہ ومنطق کا وہم وگمان بھی نہین ہوتا اور اسی کے ساتھ زبان کی صفائی اور ترکیب کی چستی الفاظ کی شستگی میں بال برابر فرق نہین آنے پاتا۔ اس موقع پر ہم اپنے دعوے کے ثبوت مین انکے چند اشعار کا نمونہ پیش کرتے ہین۔

واحسرتا للعاشقین تحملوا
ان عاشقون پر افسوس ہے
سوالمحبۃ والهوی فضاح
جو راز محبت چھپانا چاہتے ہین اور عشق انکو رسوا کررہا ہے
بالسوان باحوا تباح دماءھم
اگر وہ راز فاش کرتے ہین تو ان کا خون مباح سمجھا جاتا ہے
وکذا دماء العاشقین تباح
اں ہمیشہ سے عاشقوں کا خون یونہین مباح ہوتا آیا ہے
واذا ھم کتموا تحدث عنھم
بیچارے راز چھپاتے ہین
عند الوشاۃ المدمع الفضاح
تو کمبخت آنسو چغلخوروں سے کہہ آتے ہین

یہ مضمون اگرچہ اسقدر پامال مضمون ہے۔ کہ معمولی شاعر کا کلام بھی اس سے خالی نہین ہوسکتا، لیکن شیخ الاشراق نے جس بلیغ پیرائے میں اس مضمون کو ادا کیا ہے، وہ خاص انہین کا حصہ ہے۔ عام شعرا کو افشائے راز کیلئے خود آنسوؤں کی غمازی کا رونا تھا۔ لیکن شیخ الاشراق نے نئی بات یہ پیدا کی ہے۔ کہ آنسوؤں کو چغلخوروں کا جاسوس قرار دیا ہے۔ اسوجہ سے افشائے راز مین نہایت مبالغہ پیدا ہوگیا ہے۔

لاننما اجسامھم وقلوبھم
عاشقوں کے جسم اور انکے دل
من ضوءہ المشکوۃ والمصباح
انکے نور سے گویا طاق اور چراغ بن گئے ہین

اس شعر میں یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ معشوق کے جلوہ نمائیوں سے دل کے ساتھ جسم بھی منور ہوجاتا ہے۔ اس لئے ترتیب لف ونشر کو پیش نظر رکھتے جسم کو طاق اور دل کو چراغ کے ساتھ تشبیہ دیکر اس دعوے کو نہایت خوبی سے ثابت کیا۔ کیونکہ چراغ کی روشنی سے طاق بھی روشن ہوجاتا ہے۔ اور چونکہ چراغ طاق کے وسط میں رکھا جاتا ہے۔ اس لئے جسم کی طاق اور دل کی چراغ کے ساتھ تشبیہ تام ہے۔

رکبوا علی سفن الوفا فدموعھم
وہ لوگ آنسوؤں کے دریا مین وفا کی کشتیوں پر سوار ہین
بحر وشدۃ شوقھم ملاح
اور ناخدائے شوق انکو لئے جارہا ہے۔

اس شعر میں عشاق کی محویت اور خود فراموشی کو نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

بعض وقت فلسفہ ومنطق کے مسائل کو استعارات اور تشبیہات کے ذریعے سے ایسے لطیف پیرائے میں ادا کرتے ہین۔ کہ فلسفہ ومنطق کا ایک لفظ بھی نہین آتا اور اصل مسئلے کی پوری تصویر دل میں اتر جاتی ہے۔ چنانچہ فلسفہ الٰہی کا نہایت دقیق اور معرکۃ الارا مسئلہ یہ ہے کہ نفس ایک جدی چیز ہے۔ اس لئے فساد بدن کے بعد بھی اسکا وجود باقی رہتا ہے۔ اس مسئلے کو شیخ الاشراق نے اس اختصار کے ساتھ نظم کیا ہے۔

قل لاصحاب راونی میتا
ان دوستوں سے کہو
فبکونی اذ رأونی حزنا
جو مجھے مردہ دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین
لا تظنونی بانی میت
کہ یہ ہرگز خیال کرو کہ مین مردہ ہوں
لیس ذا المیت واللہ انا
خدا کی قسم میں یہ مردہ نہین

اس خیال کو کہ نفس کا اصلی مصداق درحقیقت بدن نہیں بلکہ یہ ایک عارضی چیز ہے۔ اسلئے فنائے بدن فنائے نفس کو مستلزم نہیں۔ کس برجستگی سے ادا کیا ہے۔

اور اس ذریعے سے شعر ایک استدلالی قالب میں ڈھل گیا ہے۔

انا عصفور و هذا قفصی
میں ایک چڑیا تھا اور جسم میرا قفس تھا
طرت عنه و رهنت رهنا
اس لئے اس سے اڑ گیا کیونکہ بدقسمتی سے آ پھنسا تھا

اس تشبیہ کے ذریعے سے نہایت خوبی کیساتھ اس خیال کو ظاہر فرمایا ہے۔ کہ بدن کے ساتھ نفس کا تعلق بعینہٖ ایسا ہے جس طرح کوئی چڑیا قفس میں پھنس جاتی ہے اور قفس کے ٹوٹنے سے اسکا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اور بھی آزاد ہو جاتی ہے۔ اسیطرح فنائے بدن کے بعد جوہر نفس اور بھی کامل اور آزاد ہو جاتا ہے۔ بعض اشعار میں شیخ الاشراق نے اپنی اصلی حالت کی تصویر اس خوبصورتی کے ساتھ کھینچی ہے جس سے نہایت صحیح طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تصوف میں انکا کیا پایہ تھا؟ وہ دنیا کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عالم قدس کے اتصال کا کس قدر شوق تھا۔ اہل زمانہ ان کے خیالات کے کیونکر مخالف تھے۔

اقول لجارتی والدمع جار
میں اپنے ہمسایہ سے کہہ رہا ہوں
ولی عزم الرحیل من الدیار
در آنحالیکہ آنسو ٹپک رہے ہیں اور سفر کیلئے تیار ہوں
ذرینی ان اسیر ولا تنوحی
مجھ کو چھوڑ جانے دے ہرگز نہ رو کہ
فان الشهب اسیرها السواری
کیونکہ ستاروں میں ہی ستارے بہتر ہیں جو گردش کرتے ہیں
خبو الثاوین الی انحیاح
چلنا چلنے والوں کو منزل مقصد تک پہنچا دیتا ہے
وحال المترفین الی البوار
اور گھر میں چین سے بیٹھنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں
و انی فی الظلام رأیت ضوءا
میں نے اندھیری میں وہ روشنی دیکھی
کان اللیل زین بالنهار
کہ رات میں دن نظر آ گیا
وکیف آکون للدیدان طعما
میں کیڑوں کی غذا کیونکر ہو سکتا ہوں
و فوق الفرقدین رأیت داری
میرا مکان تو ستاروں سے بھی بلند ہے
اارنی بالاقامة فی فلاة
کیا آپ سب ان میں رہنا پسند کرونگا
بعة العناصر فی جواری
میں صرف ہو کہ اربعہ عناصر میرے ہمسایہ ہیں

الی کم اغرس الحیات تجنی
میں کب تک سانپوں کو دوست بناؤں
الی کم اجعل التنین جاری
اور کب تک اژدہا کی ہمسائگی اختیار کروں
ولی سر عظیم انکروه
مجھ میں ایک بہت بڑا بھید چھپا ہوا ہے جسکا لوگ انکار کرتے ہیں
یدقون الرؤس علی الجدار
گویا اپنے سروں کو دیوار سے پھوڑتے ہیں

مسمریزم [illegible] کے علاوہ شیخ الاشراق کی صوفیانہ زندگی میں بعض ایسی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں جو اس زمانے میں نہایت تعجب سے سنی جائینگی۔ یورپ نے مسمریزم کو آج اسقدر ترقی دی ہے کہ عام رائے کے موافق یہ فن ان کی اولیات میں داخل ہو گیا ہے۔ لیکن در حقیقت یہ یورپ کے دل و دماغ کا نتیجہ نہیں۔ اصل یہ ہے کہ مسمریزم ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔ جو صوفیوں [illegible] میں [illegible] ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو کسی قوم کی خصوصیت نہیں بلکہ جو [illegible] اسی [illegible] ساتھ [illegible] کیفیت پیدا ہو گی [illegible] تعلیم و ترتیب [illegible] قلب [illegible] اس لئے ان کے جوہر نفس میں [illegible] کیفیت پیدا ہو جاتی تھی اور اسی ذریعہ سے ان پر کائنات کے تمام اسرار منکشف ہو جاتے تھے۔ مسلمانوں کو چونکہ ابتدا ہی سے حکمت اشراقیہ کے ساتھ بے اعتنائی رہی تھی اس لئے عام طور پر مسلمان اس کمال سے محروم رہے۔ صرف مسلمانوں میں شیخ الاشراق ایک ایسے شخص پیدا ہوئے جنہوں نے عام مذاق سے بیگانہ ہو کر حکمۃ اشراقیہ کی طرف خاص توجہ کی اور اس میں کمال پیدا کر کے اسکے تمام طریقے نہایت مستعدی کے ساتھ برتے اس لحاظ سے ان میں یہ کیفیت نہایت شدت کے ساتھ پیدا ہو گئی تھی چنانچہ اسکے متعلق طبقات الاطباء میں نہایت عجیب و غریب روایتیں مذکور ہیں۔

حکیم ابراہیم بن ابی الفضل کی زبانی منقول ہے۔ کہ ایک دن شیخ الاشراق تلامذہ کے جھرمٹ میں ایک میدان کی طرف تشریف لیجاتے تھے۔ اسوقت میں بھی مشایعت میں تھا۔ راستہ میں اس فن کا ذکر چھڑ گیا۔ کہ شیخ الاشراق کو اس میں کس قدر دخل ہے۔ شیخ الاشراق اس گفتگو کو چپ چاپ سنتے جاتے تھے۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے فرمایا۔ دمشق کیا اچھی جگہ ہے۔ یہ کہنا تھا۔ کہ دمشق کے در و دیوار، درخت، نہر، مکانات، غرضیکہ تمام چیزوں کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ اور یہ حالت کچھ خواب و خیال کے مشابہ نہ تھی۔ بلکہ بالکل مشاہدہ معلوم ہوتا تھا۔ انکا یہ بھی بیان ہے کہ اس وقت مجھ پر خفیف سی غشی بھی طاری ہو گئی تھی۔ جو مسمریزم کا خلاصہ لازمی ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ بعض فقہاء کے ہمراہ سفر میں تھے۔ اثنائے راہ میں جب قریہ قابون کے پاس گذر ہوا۔ تو فقہاء نے ایک ترکمانی قوم کا نام ہے کے پاس بکریوں کا ایک گلہ دیکھا۔ اور شیخ الاشراق سے ایک بکری کی خواہش ظاہر کی۔ شیخ الاشراق نے انکو دس درہم عنایت کئے۔ اور انہوں نے اپنی خواہش پوری کی۔ لیکن اتفاق سے غلطی سے جو بکری انکو دی گئی وہ قیمت سے سستی [illegible]۔ اس لئے تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے ان لوگوں سے واپس لینا چاہی۔ اور اس بات پر دیر تک بحث و تکرار ہوتی رہی۔ شیخ الاشراق نے رنگ دگرگون دیکھکر ان لوگوں کو ہٹا دیا۔ اور خود اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ اور تھوڑی دیر تک منت اور لجاجت کی لیکن اخیر میں اسکے بیجا اصرار سے گھبرا کر خود بھی چلتے پھرتے نظر آئے۔ ترکمانی نے شیخ الاشراق کی یہ چال دیکھکر شور مچایا اور انکا بایاں ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ ہاتھ پکڑنے کے ساتھ ہی تمام لوگوں کو یہ نظر آیا کہ انکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا، خود ترکمانی اس واقعے سے خوف زدہ ہو کر بھاگا۔ اور شیخ الاشراق اس ہاتھ کو اپنے داہنے میں اٹھا کر احباب کی طرف پلٹے۔ یہاں آکر معلوم ہوا۔ کہ بجز رومال کے ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہ تھی۔

انہیں کرشموں کو دیکھکر فقہائے حلب کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ یہ شخص نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں ان باتوں کو کرامت اور معجزہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ بہرحال واقعہ جو کچھ ہوا۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ کشف و ریاضت کی معراج الکمال پر پہنچ گئے تھے۔ لیکن ان شعبدہ بازیوں سے شیخ الاشراق کا اصلی جوہر نہیں کھل سکتا کیونکہ انکا حقیقی کارنامہ جس سے انکی تبحر اور کثرت کشف و تجلیات کا پتہ چلتا ہے۔ انکا خاص فلسفہ ہے۔ اسلئے ہم آئندہ انشاء اللہ ایک مستقل عنوان سے نظر ڈالینگے۔ — الندوہ

ویل لکل همزة لمزة

ایک مولوی امام مسجد نے ایک دوسرے مولوی کے آگے بمقام چینکا مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۰۶ء ایک بڑی مجلس میں میری شکایت کی کہ یہ نہ خود میرے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور نہ دوسرے احمدیوں کو میرے پیچھے نماز پڑھنے دیتا ہے۔ دوسرے مولوی نے پوچھا۔ کہ اس کا کیا باعث ہے میں نے کہا۔ خدا تعالیٰ کے مرسل حضرت امام الزمان مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا یہی فتویٰ ہے کہ جو احمدی نہیں۔ اسکے پیچھے احمدی نماز نہ پڑھیں اس نے کہا مرزا صاحب کا یہ فتویٰ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے برخلاف ہے۔ کیونکہ حدیث میں لکھا ہے۔ صلّوا خلف کل برّ و فاجر یعنے ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اونکا عیب گیر رسوا ہوتا ہے صلّوا خلف کل برّ و فاجر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ یعنے خدا تعالیٰ متقیوں ہی سے نماز و صدقہ خیرات قبول کرتا ہے۔ پس جن لوگوں نے خدا کے مسیح موعود کا انکار کیا۔ وہ متقی نہیں اور ایسے لوگوں کی نماز خدا کو منظور نہیں پس جن کی اپنی ہی نماز منظور نہیں۔ اوس کے پیچھے ہم کیوں اپنی نمازیں ضایع کریں۔ اور صلّوا خلف کل برّ و فاجر اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتی تو دعا قنوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نخلع و نترک من یفجرک کی تعلیم نہ فرماتے جسکے معنے ہیں اے خداوند ہم کنارہ کش ہوتے اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیرا فجور کرے یعنے نافرمانی کرے اور بدکار ہو۔ پس جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فاجر کو چھوڑنے اور اس سے کنارہ کش ہونے کی تعلیم فرمائی ہے۔ تو پھر آنحضرت صلے اللہ

فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم کس طرح کر سکتے تھے۔ اور ایک مقام قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ یعنی ابرار (نیک) بہشت میں جائینگے اور (فاجر) (بدکار) دوزخ میں جائینگے۔ پس جب تک کوئی شخص فجور کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہ دوزخی ہے اور دوزخی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی کیا تم ابرار اتقیاء کو فجار کے برابر ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ ... کَالْفُجَّارِ ﷺ یعنے کیا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کے برابر ٹھہرا دینگے۔

اب خوب سوچ لو کہ درحقیقت صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ۔ آنحضرت صلی اللہ کی حدیث ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا نص صریح اور دعا قنوت والی حدیث نخلع ونترک من یفجرک اس کو رد کرتے ہیں ہر دو مولوی متفق ہو کر بولے کہ نخلع ونترک من یفجرک سے مراد یہ ہے کہ ہم کافر کو چھوڑتے اور اس سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ فاجر کے معنے کافر کے ہیں

میں نے کہا۔ سوچ کر لو ہر دو نے کہا کہ ہم نے خوب سوچ لیا کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ اور آیت فجورہا و تقوٰہا نکالی اور کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ فجور کے معنے کفر کے ہیں میں نے کہا فجور بالمقابل تقوے کے ہی دیکھو۔ اس قرآن میں شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ۔ فجور کے معنے مطلق معصیت کے لکھے ہیں اور کفر بالمقابل اسلام کے ہیں۔

بہرحال ہر دو نے اصرار کیا۔ کہ فاجر کے معنی کافر کے ہیں میں نے کہا اسپر دستخط کر دو۔ کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں چنانچہ اول معترض نے یہ کلمات لکھکر اپنے دستخط کر دیئے وہو ہذا فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ دستخط محمد عالم متعلم نور دوسرے سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا اس پر اپنے دستخط کر دو چنانچہ اس نے یہ عبارت لکھ کر دستخط کر دیئے۔ فقط فاجر کے معنے کافر کے ہیں اور یہی معنے صحیح ہیں دستخط [illegible]

اب میں نے ان سب حاضرین کو [illegible] کھول کر سنا دیا کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا معجزہ ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان علماء کے دلوں پر کیسا پردہ ڈالا ہوا ان کو رسوا کیا یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فاجر کے پیچھے نماز [illegible] پڑھنا چاہیئے۔ کہ فاجر [illegible]

تو کہتے ہیں کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں چنانچہ دیکھو ان کے دستخط موجود ہیں۔ پس جب کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ تو ان نادانوں سے پوچھو۔ کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم فرما گئے ہیں۔ اب اس موقعہ پر مخالف مولویوں کا فبہت الذی کفر کا حال تھا۔ اگر یہ لوگ مسیح موعود کی نکتہ چینی نہ کرتے تو خدا ان کے دلوں پر پردہ ڈالکر ان کو رسوا نہ کرتا۔ مسیح موعود کے نکتہ چین عبرت پکڑیں۔

راقم

محمد فضل چنگا گوجرخان۔ ۲۲۔ اگست ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

برادرم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ براے مہربانی اس مضمون کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ شایع فرما کر مشکور کیجیے اگرچہ مضمون لمبا ہے مگر آپ پر امید ہے کہ انشاء اللہ مایوس نہیں کرینگے

میرا قادیان کا سفر

صد الحمد آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید۔ میری وہ مبارک آرزو جسکو میں اپنے دل میں عرصہ چھ سال سے رکھتی تھی اور بارہا نماز میں جسکے واسطے نہایت عاجزی سے دعائیں مانگتی تھی۔ اگست کی پندرہ تاریخ کو پوری ہوئی تیسری اگست کو میرے والد صاحب بھیرہ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم سب دارالامان کو جانے والے ہیں۔ تمہیں بھی جلد طیار ہونا چاہیئے۔ میں نے اسی وقت سے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر خداوند عزوجل مجھے اس سرزمین میں لے گیا۔ تو میں خداوند تعالیٰ کی یہ نذر دونگی کہ اپنے سفر کا صحیح صحیح حال لکھکر شایع کرا دونگی تاکہ پبلک کو پتہ لگ جاوے کہ مسیح کے گھر میں دینداری کا کیا حال ہے اور جاہل متعصب لوگوں کے من گھڑت [illegible] جو کہ انہوں نے لوگوں کے [illegible] کہاں تک درست [illegible] ہم [illegible] میرے والد صاحب [illegible] تین چار دن [illegible] نصیحت کی اور خوش قسمتی سے حکیم فضل الدین صاحب [illegible]

[illegible]

جو کہ حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتا کرنے تھے قادیان جانے کو طیار ہو گئے۔ ہم سات تاریخ کو گورالی پہنچے۔ مگر افسوس کہ کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ میرے سسرال والے ہمارے ساتھ نہ جا سکے۔ گورالی جا کر تیرہ اگست تاریخ روانگی قرار پائی۔ خدا خدا کر کے مقررہ دن یعنی ۱۳ تاریخ آئی۔ ہم سب شام کے آٹھ بجے کی گاڑی میں کھٹالہ جا کر سوار ہو گئے تقریباً ۱۲ بجے رات کے لاہور پہنچ گئے اور ایسی جگہ ٹھیرے جہاں کافی چارپائیوں کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی واسطے بعض آدمیوں کو ساری رات زمین پر ہی لیٹنا پڑا۔ مگر وہ شوق اور محبت تھی جس نے فرش زمین کو اطلس اور مخمل سے زیادہ نرم اور ملایم کر دیا۔ ۱۴۔ اگست کو لاہور ہی رہے صبح کو حکیم محمد حسین قریشی کے ہاں جا رہی تھی۔ کہ راستہ میں ٹانگا آتا ہوا دکھائی دیا۔ جو ہمارے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ اسمیں سے جھٹ میرے خسر صاحب اتر آئے اور میرے والد صاحب سے مصافحہ کیا غرض میرا سارا خاندان آگیا ہم سب مل ملا کر ۱۵ تاریخ کو دن کے سات بجے کی گاڑی لاہور سے بٹالہ کو روانہ ہوئے اسوقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور ایک ایک اسٹیشن کے گذرنے پر پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتی جاتی تھی بارہ بجے دن کے بٹالہ پہنچے۔ وہاں سے تین یکہ کرایہ کئے ان میں سوار ہو بیٹھے۔ بٹالہ سے قادیان دو گھنٹہ کا رستہ ہے اس مبارک سفر میں سب لوگ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ اور ان کی طبیعتوں میں غیر معمولی فرحت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا انہیں روحانی خوشی عطا ہو رہی تھی۔ دن کے دو بجے دارالامان پہنچے اور حضرت اقدس کے باغ میں اتر پڑے باغ کے سرسبز پھلوں کے بھرے ہوئے درختوں پر نور الٰہی نظر آتا تھا۔ اس سے پیشتر میرے والد صاحب نے حضرت اقدس سے باغ والا مکان لگا ہوا تھا۔ وہاں جا کر پتہ لگا کہ اس مکان میں تو نواب محمد علی خان صاحب فروکش ہیں کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ کی طبیعت علیل ہے (شافی مطلق شفا بخشے) کوئی پانچ منٹ کا عرصہ وہاں ٹھیرے کیونکہ سب کے دلوں کو "آتش شوق تیز تر گردد" والا معاملہ پیش آیا ہوا تھا سبھوں نے اجازت طلب کی اجازت کا ملنا تھا۔ کہ چار قدم کا ایک قدم کیا اور وفور خوشی سے بار بار یہی زبان پر آتا تھا۔

"آنچہ من بینم الٰہی بیداری است یا بخواب" سب کے دل میں یہی خواہش تھی۔ کہ جلد مسیح موعود کی زیارت سے مشرف ہو جاویں مگر میں نے راستہ میں یہ تجویز کی کہ سب کو اکٹھے ہی آشیانہ حلیمہ میں داخل ہونا چاہیئے جس وقت ہم اندر گئے۔ ام المومنین دروازہ پر تشریف رکھتی تھیں جاتے ہی ہم نے سلام علیکم کہا جس کا انہوں نے بڑا خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ ان کے چہرہ سے بشاشت اور رعب تدبر برستا تھا۔ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔ میں نے زمین پر بیٹھنا چاہا۔ مگر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ ہم نے حضرت صاحب کو پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اگلے کمرے میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہم اس کمرے کی طرف گئے جہاں نور کا شعلہ دکھائی دیا۔ میں کیا بتاؤں کہ میں نے قادیان میں جا کر کیا دیکھا تجلی الٰہی دیکھا۔ نور خدا دیکھا وہی کچھ جانتے ہیں جنہوں نے اس مظہر نور خدا کی زیارت کی ہو ہم سب نے سلام علیکم کہا حضرت صاحب نے جواب دیا۔ حالانکہ تین بج چکے تھے۔ مگر پھر بھی آپ نے فرمایا روٹی کھائی ہے۔ میں نے کہا نہیں حضرت ہم نے امرتسر کے اسٹیشن پر کھائی تھی جو سرور ہم لوگوں کو زیارت مبارک سے حاصل ہوا خنسے بیان باہر ہے میں نے عرض کیا کہ ہمارے آدمی ملنا چاہتے ہیں انہوں نے ارشاد کیا کہ بلا لیجئے اسی وقت ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور ہم کو فرمایا کہ آپ جا کر باہر بیٹھیے میں اسوقت سخت مشغول ہوں۔ میں نے اچھی طرح دھیان کیا۔ تو آپ کے ہاتھ میں ایک زرد پرچہ دکھائی دیا۔ جس پر [illegible] حروف میں لکھی ہوئی تھی [illegible] اور ڈاکٹر عبدالحکیم کی بابت پیشگوئی تھی جسکو حضرت بار بار پڑھ کر ٹہل رہے تھے جب میرے والد صاحب بمعہ اپنے دوسرے رفقا کے آئے تو انہوں نے ہمیں بھی اطلاع کر دی ہم بھی حضرت صاحب کے پاس جا بیٹھیں میرے خسر صاحب ایک سخت موذی مرض میں مبتلا تھے۔ جسکے واسطے لاکھوں دوائیں ہزاروں دعائیں کئی گنڈے تعویذ کرائے۔ مگر ذرہ بھی افاقہ نہ ہوتا تھا۔ میرے والد صاحب نے انکا ذکر حضرت صاحب سے کیا انہوں نے فرمایا۔ کہ خدا سے رو رو کر دعائیں مانگو۔ انشاء اللہ رفع ہو جائیگی آپ کے سوری مؤثر تقریر نماز پر فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ اگر

تم سچے دل سے نمازیں پڑھو۔ تو تم سے کوئی بھی گناہ نہ ہو سکے۔ ہمارا دل اسوقت موم ہو کر پگلا جاتا تھا اور وہ باتیں دل پر نقش ہوتی جاتی تھیں۔ واقعی اے مسیح تو نے مردوں کو زندہ کر دیا ہے۔ جب تقریر کر چکے تو ہم نے مکان کی بابت عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ نواب صاحب نے آپکا مکان لے لیا ہے آپ انکا لے لو۔ اور فرمایا۔ کہ مولوی صاحب سے چابیاں منگا لو۔ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت صاحب کا لباس بھی بتلاؤں۔ جو کہ اسوقت ان کے زیب تن تھا کھدر کی کپڑے کا تنگ سا پاجامہ اور معمولی موٹی ململ کا کرتہ پاؤں میں پرانی جوتی پہنے ہوئے تھے مگر جلالت اور عظمت والا ماتھا خود بخود بتا رہا تھا۔ کہ یہی مسیح موعود ہے۔

۱۵ تاریخ کا آدھا دن ام المومنین کی خدمت میں گذرا اور خوش خلقی اور حلیمی کا مجسم نمونہ مسیح کی بیوی کو پایا۔ شام کو نواب صاحب والے مکان میں گئے۔ جہاں ہر طرح کا سامان رہائش حضرت اقدس نے اپنی طرف سے کروا دیا تھا۔ کھانا لنگر سے آ گیا جسمیں تھوڑی سی دال اور بہت سا گوشت تھا۔ مگر دونوں چیزیں بڑی لطیف پکی ہوئیں۔ میں سچ کہتی ہوں۔ کہ جو لذت مجھے اس دال گوشت نے دی۔ کبھی ہزارہا کھانوں سے نصیب نہیں ہوئی۔ بخدا وہاں جا کر انسان اپنے وطن مالوف کو فراموش کر دیتا ہے وہاں سے جدا ہونے کو جی چاہتا ہی نہیں۔

۱۶ تاریخ کو اٹھکر مفتی محمد صاحب کے گھر کا رستہ لیا۔ مفتی صاحب کی فہمیدہ نیک متین بیوی سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔ انہوں نے بہت کچھ تواضع کی جس کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں ان کے ہمسایہ میں ہی شیخ یعقوب علی صاحب کا گھر تھا ان کے ہاں جانے کا بھی موقع مل گیا شیخ صاحب کی بیوی بڑے تپاک سے ملی۔ جو کہ بڑی خندہ پیشانی والی نیک عورت ہے۔ حتی المقدور انہوں نے کوئی دقیقہ خاطر تواضع میں اٹھا نہ رکھا۔ کوئی پانچ منٹ کا عرصہ گذرا تھا۔ کہ شیخ صاحب نے ایک اعلیٰ ترین تحفہ مجھ ناچیز کو بھیجا وہ تحفہ کیا تھا۔ سورہ بقر کی تفسیر تھی۔ جسکو میں نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور جس کا شکریہ ادا کرنے سے زبان قاصر ہے اور ایک خط بھی تفسیر کے ساتھ تھا جس کا یہی جواب ہے۔ کہ یہ محض آپ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

(باقی آئندہ)

لیکچر لودہانہ

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ کے سفرنامہ دہلی کی تکمیل نہیں ہوئی۔ یا بعض حضرات نے نہ ہونے دی بہرحال اس ضمن میں لودہانہ کا لیکچر درج ہونا چاہئے تھا۔ چونکہ وہ تفصیل سلسلہ بند ہو گیا۔ لہذا ہمیں مناسب سمجھا کہ ان تقریروں کو جو وقتاً فوقتاً اس سفر و قیام میں ہوتی رہی ہیں۔ شائع کر دیا جاوے۔ جو لوگ (ان کی تعداد بہت ہی کم ہے) ... یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ پرانی باتیں ہیں۔ اور دیر کے بعد ان کی اشاعت کا اثر کم ہو جاتا ہے وہ اپنی غلط رائے کی اصلاح کریں حقایق و معارف مستقل اثر رکھا کرتے ہیں۔ ان پر زمانہ کا اثر نہیں ہوا کرتا۔ راستی ہمیشہ راستی ہے اور اس کی تاثیریں ہمیشہ زندہ ہیں۔ بہرحال اس لیکچر کا اب شایع ہونا اس کی قوت اور تاثیر کو کم نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کے لئے جوہر قابل کی ضرورت ہے یہ لیکچر ۴ نومبر ۱۹۰۵ء کو صبح کو لودہانہ میں۔ مکان نارت میاں نہال خیاط کے متصل ایک کوٹھی میں ہوا۔ حضرت اقدس ابھی دہلی ہی میں تھے۔ کہ جماعت لودہانہ نے نہایت اصرار اور الحاح سے چاہا۔ کہ واپسی پر حضور لودہانہ قیام فرماویں۔ چنانچہ اس سفارت پر مولوی عبدالقادر صاحب لودہانہ سے دہلی پہنچے اور بالآخر حضرت نے منظور کر لیا۔ ۲ نومبر کی صبح کو حضور لودہانہ پہنچے تھے لودہانہ کے سٹیشن پر جسقدر ہجوم مخلوقات کا تھا اسکی تعداد میں نہیں بتا سکتا بجز اسکے کہ ہزاروں انسان ہر طبقہ اور ہر عمر اور ہر مذاق کے موجود تھے۔ جماعت لودہانہ نے حضور اور آپکے خدام کا نہایت جوش سے استقبال کیا اور ایک بڑی کوٹھی میں آپ کو اتارا گیا۔ جو لب سڑک واقع تھی۔ لوگوں کا ہجوم ہر وقت رہتا اور حضرت اقدس کی زیارت کیلئے آمد و رفت کا تانتا لگا ہوا تھا گرد و نواح کے اضلاع سے بہت سے احمدی بھی جمع ہو گئے تھے جماعت لودہانہ نے حتی الوسع نہایت قابلیت سے مہمان نوازی کی۔ مگر آخر لوگوں کی کثرت نے اسے بے بس سا کر دیا تاہم انہوں نے جو کچھ کیا اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔ میری رائے میں آئندہ اگر کوئی جماعت کسی وقت حضرت اقدس کو اپنے ہاں بلاوے تو اسکا فرض ہے کہ ان امور پر پہلے ہی غور کر لیا کرے بہرحال تسلیم کو تجویز ہوئی۔ کہ کل حضرت اقدس کا ایک لیکچر عام ہو۔ راتوں رات جماعت احمدیہ لودہانہ نے پوری مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ اشتہار چھپوا کر چسپاں کر دیا۔ اور علی الصباح تقسیم بھی کر دیا۔ وقت مقررہ پر ہزاروں مرد اس احاطہ میں جمع ہو گئے۔ پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف تھا۔ آخر حضرت اقدس کھڑے ہوئے اور آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

اول میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے یہ موقع دیا۔ کہ میں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کے لئے آؤں میں اسی شہر میں ۱۴ برس کے بعد آیا ہوں۔ اور میں ایسے وقت اس شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے۔ اور تکفیر و تکذیب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا۔ اور میں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں کے خیال میں تھا۔ کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جاویگی اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاویگا چنانچہ اس غرض کیلئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور بہت بڑی بھاری کوشش میرے خلاف یہ کی گئی۔ کہ مجھ پر اور میری جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور سارے ہندوستان میں اس فتوے کو پھرایا گیا۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کفر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے مجھے ابتک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشایخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں اسمیں ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے کافر ہے دجال ہے مفتری ہے کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہے غرض جو کچھ کسی سے ہو سکا میری نسبت اس نے لکھا اور ان لوگوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا۔ کہ بس یہ ہتھیار اب اس سلسلہ کو ختم کر دیگا اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افترا ہوتا تو اسکے ہلاک کرنیکے لئے یہ فتوے کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا لیکن اسکو خدا نے قائم کیا تھا پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا جسقدر مخالفت میں شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی اور آج میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا۔ کہ جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی۔ اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے۔ اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔

پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے۔ دنیا کے لوگوں نے تو چاہا کہ اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا۔ تو وہ کبھی کا اسکو مٹا چکے ہوتے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا انکو روک نہیں سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خدا تعالیٰ ان کا ارادہ نکرے وہ کبھی ہو نہیں سکتی ہیں۔

غور کرو! میرے معاملہ میں کل علماء زاویہ اور گدی نشین مخالف ہوئے اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی میری مخالفت کیلئے اپنے ساتھ ملایا۔ پھر میری نسبت ہر طرح کی کوشش کی مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے مجھ پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اور پھر جب اس تجویز میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر مقدمات شروع کئے۔ خون کے مقدمہ میں مجھے پھنسانا اور ہر طرح کی کوششیں کیں۔ کہ میں سزا پا جاؤں۔ ایک پادری کے قتل کا الزام مجھ پر لگایا گیا اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین نے بھی میرے خلاف بڑی کوشش کی اور خود شہادت دینے کیواسطے گیا وہ چاہتا تھا کہ میں پھنس جاؤں اور مجھ سزا ملے مولوی محمد حسین کی یہ کوشش ظاہر کرتی تھی۔ کہ وہ دلائل اور براہین سے عاجز ہے اسلئے کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن دلائل سے عاجز ہو جاتا ہے اور براہین سے ملزم نہیں کر سکتا۔ تو ایذا اور قتل کی تجویزیں کرتا ہے۔ اور وطن سے نکال دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اسکے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشیں کرتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جب کفار مکہ عاجز آ گئے اور ہر طرح سے ساکت ہو گئے تو آخر انہوں نے بھی اس قسم کے حیلے سوچے۔ کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کریں یا آپ کو وطن سے نکال دیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایذا دیں مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادوں اور منصوبوں میں نامراد اور ناکام رہے اب وہی سنت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے مگر یہ دنیا بغیر خالق اور رب العالمین کے ہستی نہیں رہتی وہی ہے جو جھوٹے اور سچے میں امتیاز کرتا ہے۔ اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اسے غالب کرکے دکھا دیتا ہے اب اس زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے۔ میں اوس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں۔ اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو۔ کہ میں وہی ہوں۔ جسکو قوم نے رد کیا اور میں مقبولوں کی طرح کھڑا ہوں۔ تم قیاس کرو۔ کہ اس وقت آج سے چودہ برس پیشتر جب میں یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا۔ . . . .

کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہو۔ علماء۔ فقرا۔ اور ہر قسم کے معظم مکرم لوگ یہہ چاہتے تھے کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاوے کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جسنے راستبازوں کو غالب کر کے دکھایا ہے۔ اسنے میری حمایت کی۔ اور میرے مخالفوں کے خلاف انکی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اسنے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آرہی ہے اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہو سکتی ہے۔ کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں اسکے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے؟ ہرگز نہیں یہہ خدا کے کام ہیں جو ہمیشہ اس نے دکھائے ہیں۔ پھر اسی امر پر زبردست دلیل یہہ ہے کہ آج سے ۲۵ برس پیشتر جب کہ کوئی بھی میرے نام سے واقف نہ تھا۔ اور نہ کوئی شخص قادیان میں میرے پاس آتا تھا۔ یا خط وکتابت رکھتا تھا۔ اس گمنامی کی حالت میں ان کس مپرسی کے ایام میں اللہ تعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا

یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔
لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔
رب لا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین۔

یہہ وہ زبردست پیشگوئی ہے جو ان ایام میں کی گئی اور چھپ کر شائع ہوگئی اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے اسے پڑھا۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ میں گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا اور کوئی شخص مجھے نہ جانتا تھا خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ تیرے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے اور ان کے لئے مہمانداری کے ہر قسم کے سامان اور لوازمات بھی آئیں گے۔ چونکہ ایک شخص ہزاروں لاکھوں انسانوں کو مہمانداری کے جمیع لوازمات مہیا نہیں کر سکتا اور نہ اسقدر اخراجات کو برداشت کر سکتا ہے اسلئے خود ہی فرمایا

یاتیک من کل فج عمیق

انکے سامان بھی ساتھ ہی آئیں گے۔ اور پھر انسان کثرت مخلوقات سے گھبرا جاتا ہے۔ اور ان سے کج خلقی کر بیٹھتا ہے۔ اسلئے اس سے منع کیا کہ ان سے کج خلقی نہ کرنا۔ اور پھر یہہ بھی فرمایا کہ لوگوں کی کثرت کو دیکھکر تھک نہ جانا۔

اب آپ غور کریں کہ کیا یہہ امر انسانی طاقت کے اندر ہے کہ پچیس تیس برس پہلے ایک واقعہ کی اطلاع دے۔ اور وہ بھی اسی کے متعلق اور پھر اسی طرح پر وقوع بھی ہو جاوے انسانی ہستی اور زندگی کا تو ایک منٹ کا بھی اعتبار نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرا سانس آئیگا یا نہیں پھر ایسی خبر دینا یہہ کبھی انکی طاقت اور قیاس میں آسکتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں بالکل اکیلا تھا اور لوگوں سے ملنے سے بھی مجھے نفرت تھی۔ اور چونکہ ایک وقت آنے والا تھا کہ لاکھوں انسان میری طرف رجوع کریں اس لئے اس نصیحت کی ضرورت پڑی

لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

اور پھر انہیں دنوں میں یہ بھی فرمایا

انت منی بمنزلۃ توحیدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یعنے وہ وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاویگی اور تو لوگوں کے درمیان شناخت کیا جاوے گا۔ اسی طرح پر فارسی۔ عربی اور انگریزی میں کثرت سے ایسے الہامات ہیں جو اس مضمون کو ظاہر کرتے ہیں۔

اب سوچنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کا خوف رکھتے ہیں کہ اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک پیشگوئی کی گئی اور وہ کتاب میں چھپ کر شائع ہوئی۔ براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جسکو دوست دشمن سب نے پڑھا۔ گورنمنٹ میں بھی اسکی کاپی بھیجی گئی۔ عیسائیوں ہندوؤں نے اسے پڑھا۔ اس شہر میں بھی بہتوں کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ دیکھیں کہ اس میں درج ہے یا نہیں۔ پھر وہ مولوی (جو محض عداوت کی راہ سے مجھے دجال اور کذاب کہتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی) شرم کریں اور بتائیں کہ اگر یہ پیشگوئی نہیں تو پھر اور پیشگوئی کسکو کہتے ہیں یہہ وہ کتاب ہے جسکا ریویو مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے کیا ہے۔ چونکہ وہ میرے ہم سبق تھے اسلئے اکثر قادیان آیا کرتے تھے وہ خوب جانتے ہیں اور ایسا ہی قادیان۔ بٹالہ۔ امرتسر اور گرد و نواح کے لوگوں کو خوب معلوم ہے۔ کہ اسوقت میں بالکل اکیلا تھا۔ اور کوئی مجھے جانتا نہ تھا۔ اور اسوقت کیحالت سے عند العقل دور از قیاس معلوم ہوتا تھا کہ میرے جیسے ایک گمنام آدمی پر ایسا زمانہ آئیگا کہ لاکھوں آدمی اسکے ساتھ ہو جائیں گے میں سچ کہتا ہوں کہ میں اسوقت کچھہ بھی نہ تھا۔ تنہا و بیکس تھا۔ خود اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں مجھے یہ دعا سکھاتا ہے۔

رب لا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین۔

یہہ دعا اس لئے سکھائی کہ وہ پیار رکھتا ہے ان لوگوں سے جو دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ دعا عبادت ہے اور اس نے فرمایا ہے۔

ادعونی استجب لکم

دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغز اور مخ عبادت کا دعا ہی ہے۔ اور دوسرا اشارہ اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دعا کے پیرائیہ میں سکھانا چاہتا ہے کہ تو اکیلا ہے اور ایک وقت آئیگا کہ تو اکیلا نہ رہیگا۔ اور میں پکار کر کہتا ہوں کہ جیسا یہ دن روشن ہے (اسوقت آفتاب نکلا ہوا تھا۔ ایڈیٹر) اسی طرح یہ پیشگوئی روشن ہے اور یہ امر واقعی ہے کہ میں اسوقت اکیلا تھا

کون کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ تیری ساتھ جماعت تھی

مگر اب دیکھو کہ اللہ تعالےٰ کے ان وعدوں کے موافق اور اس پیشگوئی کے موافق جو اس نے ایک زمانہ پہلے خبر دی ایک کثیر جماعت میرے ساتھ کر دی۔

(باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

یہہ اطلاع ایک اشد ضرورت کے موقع پر دیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ کچھہ مدت سے الگ جمع کیا جاتا ہے جسمیں سے اس سلسلہ کے بعض غریب طلباء کی جو کالجوں میں اور اس سکول میں تعلیم پاتے ہیں امداد کیجاتی ہے اور جسمیں سے بعض ابن السبیل کے راہ کا خرچ اور غرباء بیکس کا کفن دفن کیا جاتا ہے۔ یہ تمام اخراجات اس فنڈ سے کئے جاتے تھے لیکن فنڈ میں اسوقت روپیہ ختم ہوگیا ہے جس سے اون غریب طلباء اور متذکرہ بالا ضروری اخراجات کے لئے سخت مشکل پڑ گئی ہے جو صرف اسی طرح دور ہو سکتی ہے کہ ہر ایک صاحب ذی ثروت اس کا، کو اہم سمجھہ کر اسکی طرف خاص توجہ کرے اور جو زکوٰۃ اوس کے ذمہ ہے وہ امین زکوٰۃ فنڈ کے نام جلد ارسال کر دے۔ کیونکہ دیر سے بہت اخراجات بند پڑے ہیں ان کا تدارک کیا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگر **ہر ایک صاحب** ذی ثروت نے کچھہ بھی توجہ اسطرف کی تو ان اخراجات کے لئے اتنا کافی سٹاک جمع ہو جائیگا جو کئی مہینوں تک کافی ہوگا

نور الدین امین زکوٰۃ

اِطلاع

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عکس مکتوب مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو اگست کے مہینے میں میگزین میں چھپا ہے۔ اسکے متعلق بعض دوست خطوط لکھتے ہیں کہ آیا شیشہ میں لگوانیکے لئے یہ مکتوب الگ مل سکتا ہے یا نہیں۔ ان خطوط کا الگ الگ جواب دینا مشکل ہے۔ اور میگزین کے نکلنے میں دیر ہے۔ اسلئے آپ اپنے اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کر دیں کہ اس عکس کی چند کاپیاں رسالہ سے بڑھی ہوئی دفتر میں موجود ہیں جو ایک آنہ (۱/) فی کاپی کے حساب سے ہم دے سکیں گے اگر کوئی دوست لینا چاہتے ہوں تو فی الفور اطلاع دیں۔ اور دیگر یہ کہ بہتر ہو کہ چار چار پانچ پانچ دوست ملکر منگوائیں تا محصول وغیرہ کی کفایت ہو۔ آسانی کے لئے اس عکس کی دوسری طرف موجودہ رسم الخط میں مکتوب کی عبارت سطر بہ سطر دیدی گئی ہے۔

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

ضروری گذارش

یجور وید کی تفاسیر کا اردو ترجمہ تیار کرنے کا میں نے انتظام کر لیا ہے پس جو صاحب اسے چھپوانے کا انتظام فرما سکتے ہوں مطلع کریں۔ میں اس ضخیم کتاب کو خود نہیں چھپوا سکتا۔

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنے آریہ سماج کی پول اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چھپوانے کا جو صاحب انتظام کر سکتے ہوں مجھہ سے خط وکتابت کریں۔

خاکسار عبد العزیز۔ (جگدمبا پرشاد ورما) معرفت مطبع قاسمی شہر لدھیانہ پنجاب۔

ضرورت

سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مجھے ایک معلمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گوڑ بالی تحصیل و ضلع گجرات کے ضرورت ہے۔ ایک احمدی معلمہ کو ترجیح دیجاوے گی۔ معلمہ قرآن کریم۔ اردو۔ حساب۔ سینا اور پرونا اور کاڑھنا جانتی ہو۔ تنخواہ مبلغ عنا روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاوے گا۔ اپنے گوہر بار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چھاپ کر ممنون فرماویں۔

نیاز مند ملک مولا بخش مینیجر زنانہ مدرسہ گوڑ بالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی نور احمد ولد غلام غوث قوم شیخ سکنہ شہر جالندھر محلہ راستہ بھیگواڑہ دروازہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۔ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۸۔ ذی الحج ۱۳۲۳ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد کارآمد ہووے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمٰن مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو حسب ہدایت حضرت رب العالمین ہوں تاریخ بیعت مجھ عاجز کی ۳۔ فروری ۱۸۹۲ء ہے۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ سن لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات کا اور ضوابط و قواعد کا پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہیں ایک مکان سکونتی شہر جالندھر بھیگواڑہ دروازہ جس میں میرا حصہ چہارم ہے۔ میری حصہ مکان کی قیمت بمشکل یکصد ہوگی۔ اور اراضی چاہی واقعہ شہر جالندھر ہے۔ جو اسوقت عزیزی محمد سعید خلف منشی عزیز الدین صاحب مرحوم ساکن لاہور ٹیکسالی دروازہ کے [illegible]

[illegible]

میرے مرنیکے بعد اس جائداد میں پانچواں حصہ انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہو گا کہ میرے مرنیکے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک تصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ خواہ غیر احمدی ہو۔ میری اس وصیت کردہ جائداد کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ اور گرو سے بری ہوجاوے تو وہ کل زیر وصیت سمجھی جاوے گی۔ اور اسکے پانچواں حصہ کی مالک انجمن مذکور ہو گی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد اسکے علاوہ پیدا کردں۔ یا مرنے کے بعد کوئی اور جائداد سوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ وصیت ہذا میں کیا ہے میں ایسے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اور اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے۔ فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالے کر دونگا جس کا اعلان انجمن مذکورہ کی [illegible] گی۔ اور اگر [illegible]

میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو پھر میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہو گی۔ ان اخراجات کو متکفل ہو گی۔ اور میری ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اسوقت علم نہیں ہے۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ یا قادیان ہی میں نہ پہنچ سکے۔ یا کارپردازان مقبرہ بہشتی کے مصالح اجازت نہ دیں۔ کہ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہو گا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں۔ میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جائے۔ البتہ امانت کے طور پر کہیں اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کرا چکا ہوں گا۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہو گا۔ بلکہ انجمن کو ہو گا۔

گواہ شد

شبیر محمد مدرس مدرسہ سید مٹھا میونسپل بورڈ لاہور

العبد

نور احمد ولد غلام غوث شیخ احمدی ساکن جالندھر بھیگواڑہ دروازہ۔ حال وارد لاہور ٹکسالی دروازہ۔ مکان شیخ عزیز الدین

۳۔ فروری ۱۹۰۶ء نور احمد بقلم خود

گواہ شد

منصب علی ولد مراد علی شاہ ساکن پھلور حال وارد لاہور

مختصر فہرست کتب خانہ اسلامیہ امرتسر

تفسیر کبیر جلد اول ترجمہ اردو یہ عظیم الشان اور عدیم المثال تفسیر حجۃ الاسلام امام فخر الدین رازیؒ کی بینظیر تفسیر ہے۔ اسمیں قرآن کے جملہ مضامین کو سائنس کے مطابق حل کیا گیا ہے۔ مخالفین کے اعتراضوں کے جواب نہایت تحقیق کے ساتھ دئے گئے ہیں جن مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی ہیں جمہور نے انہوں نے ان میں کہرت قصوں کو درج کرکے اسلام پر بدنما دھبہ لگا دیا ہے انکی خوب قلعی کہولی ہے صفحات ۵۲۴۔ قیمت للعہ

انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ یہ کتاب امام المتقین شیخ عبد الوہاب شعرانیؒ کی تالیف ہے اسکے حق میں ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما کہنا بلا مبالغہ درست و زیبا ہے۔ سلف صالحین نے علم تصوف کیلئے جس قدر قانون مرتب فرمائے ہیں یہ ان تمام عرفا کی زندہ تصویر ہے۔ اس پر آشوب زمانے میں جبکہ مرشد کامل کا ملنا عنقا صفت ہو گیا ہے۔ اس کتاب کا زیر مطالعہ رکھنا تزکیہ قلوب طلب محبوب کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے بلاشبہ ایک سلیم الفطرت انسان اسکے مطالعہ سے انوار الٰہی کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ اس کتاب میں نمبر وار علامات کا ذکر کیا گیا ہے جنکا پایا جانا ہر ایک مدعی ولایت میں ضروری ہے۔ ان علامات کی عدم موجودگی میں جو شخص ولایت اور تقرب الٰہی کا دعوے کرے وہ شخص کذاب اور مفتری علی اللہ ہے۔ صفحات ۳۱۲ تقطیع کلان کاغذ اعلیٰ قیمت ۱۰/

کتاب الروح کا اردو ترجمہ یہ کتاب ایک مصری ملا سفر کی نہایت دلچسپ اور قابل دید تصنیف ہے۔ اس میں روح انسانی کے متعلق اسقدر قیمتی اور بے بہا معلومات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جو ہزار روپیہ کے صرف سے بھی حاصل ہونا محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں اور محققین اسلام کے بحث و مباحثے اس پر فاضل مصنف کے زبردست محاکمے دیکھنے کے لائق ہیں۔ اسکے ملاحظہ سے آپکو اپنی گذشتہ اور موجودہ اور آیندہ زندگی کا بخوبی علم ہو جائیگا۔ واضح ہو کہ اس قسم کی کوئی جامع کتاب اردو زبان میں آج تک طبع نہیں ہوئی۔ اسمیں بہت سے ایسے مضامین بھی آگئے ہیں جنکو آپکے کانوں نے کبھی نہیں سنا ہو گا صفحات ۲۴۸ قیمت صرف عہ

بدور السافرہ کا اردو ترجمہ۔ یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف ہے قرآن شریف کی وہ آیات جنمیں مرنیکے بعد کے واقعات کا ذکر ہے انکی تفسیر احادیث نبوی آثار صحابہ اور اقوال علماء کرام کے ۵۰۲ بابوں میں تقسیم کیا ہے صفحات ۱۴۴ قیمت ۴ھ

مباحثہ گوشت خوری۔ اس میں گوشت کو انسانی خوراک نہایت زبردست دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے قیمت ۵ر

حدوث مادہ۔ دلائل عقلیہ ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ قدیم نہیں۔ بلکہ حادث ہے۔ قیمت ۲ر

حقیقت وید۔ اس میں وید کے پیدا اور اصل اصول مضامین پر وید ہی سے بحث کی گئی ہے قیمت ۲ر

فتوح الغیب از حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی تصوف میں بے نظیر تصنیف ہے قیمت ۳ر [illegible] محض عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی [illegible] المشتہر [illegible] اسلامیہ امرتسر

خاک ڈالے کوئی کیسے چاند میں چھپتا

میرے خیال میں ایک صادق مامور من اللہ کی صداقت کا یہ نشان بھی ہے کہ ہر ایک شریر اس سے سخت مخالفت رکھتا ہے اور اس کا نام سنتے ہی تن بدن میں مرچیں لگ جاتی ہیں۔ غالباً اسی لئے مسیح نے کہا ہے بہتیرے میرے نام سے دشمنی رکھیں گے۔ بہ حیران ہوں کہ دنیا میں ہزاروں بدکار لاکھوں شریر بے دین ہیں مگر ہے کوئی جو اُن سے عداوت رکھے یا ان کا نام تک لینے کا روادار ہو۔ میرے دوستو! ایسے ایماندار بہت ہی کم ہیں۔ مگر آؤ میں تمہیں اس الٹی دنیا کی سیر کراؤں جہاں ایک **صادق سے** محض اُسکے صدق کے سبب عداوت رکھی جاتی ہے ہر طرح سے اُسے ستایا جاتا ہے۔ اور جہانتک ممکن ہو اُسکی خوبیوں پر پردہ ڈالکر عیب شماری کیجاتی ہے مگر پھر بھی جو "امر حق" ہے وہ خود بخود منہ سے نکل ہی جاتا ہے یا کم از کم انہیں اپنی کتابوں میں لکھنا پڑتا ہے۔ دیکھئے انجیل میں صاف طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مندرج ہے۔ اس لفظ فارقلیط کے ترجمے میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں کبھی روح حق لکھتے ہیں کبھی روح قدس کبھی کچھ۔ مگر پھر بھی اس بات سے انصاف کی ساتھ انکار نہیں کر سکتے کہ ایک نبی کے آنیکا وعدہ ہے البتہ یہ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں اور دلی زبان سے اسنے بھی ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کا وقت آگیا۔ مگر اپنی ضد ہے جو انہیں اقرار کرنے نہیں دیتی۔ لیکن یہ انکار کب تک آخر کسی نہ کسی رنگ میں اقرار ہو ہی جاتا ہے "تجلی" میں برناباس کی مشہور انجیل کو غیر معتبر قرار دیکر (اسلئے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی اسمیں صریحاً موجود ہے) مقدس برناباس کے خط کے نام سے ایک انجیل چھپی ہے جسکی نسبت ہمیں یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ اعتبار کے قابل ہے۔ اسکے پندرہویں باب میں مندرجہ ذیل عبارت ہے جسکی نسبت میں معزز ناظرین الحکم سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اسے توجہ سے پڑھیں۔

"علاوہ اس کے دس حکموں میں جو (خداوند نے) موسیٰ کو روبرو کوہ سینا پر دیئے سبت کے بارے میں یہ لکھا ہے صاف ہاتھوں اور پاک دل سے خداوند کی سبت کی تقدیس کرو" اور پھر وہ دوسرے مقام میں یہ کہتا ہے "اگر میرے بیٹے سبت کی حفاظت کریں تب میری رحمت ان پر قائم رہیگی" مخالفت سے [illegible] سبت کا ذکر ہوا [illegible]

[illegible]

اس سے یہ مراد ہے کہ خداوند ساری چیزیں چھ ہزار سال میں پوری کریگا۔ کیونکہ ایک دن اسکی نزدیک ہزار سال ہے اور وہ خود اسکی تصدیق کرتا ہے یہ کہکر "دیکھو آج کا دن ہزار سالوں کے برابر ہو گا۔ اسلئے اسے میرے بچو چھ دن میں یعنی چھ ہزار سالوں میں ساری چیزیں پوری ہونگی" اور اس نے ساتویں دن آرام کیا اس سے یہ مراد ہے جب اسکا بیٹا پھر آن کر شریر انسان کا وقت نیست کریگا اور بے دینوں کی عدالت کریگا"

اب ہم مقدس برناباس کے پیارے بچوں سے پوچھتے ہیں کیوں صاحبان ابھی چھٹا ہزار ختم ہو کر ساتواں ہزار شروع ہوا یا نہیں۔ وہ سبت جب مسیح پھر نازل ہونا تھا آیا یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اگر آگیا تو کہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ وہ سبت کا شہزادہ جاہ و جلال سے قادیان میں نازل ہو چکا مبارک وے جو اسکی آواز سنتے اور اس کے پیچھے چلتے ہیں۔

راقم اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ذاب کما یذوب الملح

قرآن مجید نے ایک تمثیلی پیرایہ میں ہمیں سمجھا دیا ہے کہ جب کوئی خلیفۃ اللہ زمین پر مبعوث ہوتا ہے اور روح صدق اسمیں پھونکی جاتی ہے تو لامحالہ اسکی [illegible] بہہ جاتے ہیں۔ انمیں سے بعض تو سعید لوگوں کے دلوں میں الہام کرکے خلیفۃ الحق کے حضور انہیں کھینچ لاتے ہیں۔ اور بعض جنہیں [illegible] کہتے ہیں۔ دنیا کی سلطنت کا انتظام اس نہج پر لے آتے ہیں کہ سب حالات صادق کی مرضی کے مطابق ہو جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم جب مبعوث ہو کر خلیفۃ اللہ ہوئے تو ہونا تھا کہ انکی جماعت کو روم و ایران کی سلطنتوں [illegible] شاہ کرنا تھا۔ اسلئے پہلے [illegible] اتفاقی [illegible] و انحطاط دائمی ہو گیا [illegible] اتفاق سے تعبیر کرتے [illegible] الہٰی [illegible]

ہم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے زمانہ کو دیکھتے ہیں اور جب اس کے فرض منصبی کسر صلیب (جس سے مراد صرف صلیبی عقائد کی اصلاح ہے نہ کہ ظاہری بادشاہی وغیرہ) کیطرف خیال کرتے ہوئے ساتھ ہی ان واقعات کو دیکھتے ہیں جو خود بخود ارادہ الہٰی سے ہو رہے ہیں تو بے اختیار تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سب ملائکہ کی کارروائی ہے۔ دیکھئے مسیح کی الوہیت اور زندہ آسمان پر اٹھائے جانیکا خیال اب بہت سے یورپی دانشمندوں کو خیال سے جاتا رہا ہے۔ وہ بائبل کو بھی بایں معنے الہامی نہیں سمجھتے کہ اول سے آخر تک جو کچھ اس میں لکھا ہے ٹھیک ہی ہے بلکہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایک انسانی کلام کیطرح غلطیوں کی آمیزش رکھتی ہے + اب پادریوں کا زور گھٹانے کیلئے ایک اور سبب قدرت کیطرف سے پیدا ہو گیا ہے جسے ہم ہندوستان سے انتخاب کرکے لکھتے ہیں۔

"۱۸۷۰ء سے پہلے ابتدائی تعلیم کے سرکاری سکول نہ تھے مختلف سوسائٹیوں نے اپنے اپنے سکول قائم کئے ہوئے تھے جنہیں سرکار سے گرانٹ ملتا تھا انہیں والنٹری سکول [illegible] ایک تحریک پیدا ہوئی جس سے بورڈ سکول بھی قائم ہو گئے جنمیں مذہبی پابندی نہ تھی۔ اور نہ کسی خاص فرقہ عیسائی کی تعلیم دیجاتی۔ ان سکولوں کے قیام سے والنٹری سکولوں کو نقصان پہنچا جس سے مذہبی جماعت (پادریوں) کو سخت صدمہ ہوا استنے میں کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت ہوئی جو مذہبی جماعت کی پشت پناہ بلکہ انہیں کا مجموعہ ہے انہوں نے والنٹری سکولوں کو مقامی محاصل سے بہت سا حصہ دلانا چاہا۔ بہت سے ٹیکس دہندے راضی نہ تھے بایں دلیل کہ جو لوگ مذہب سے دہریے ہیں یا عیسائی ہیں یا لامذہب ہیں یا چرچ آف انگلینڈ کے معتقد نہیں ان سے ایسے سکولوں کی امداد کیلئے محصول لیا جاتا ہے جو انکے مذہبی اعتقادات کے خلاف مذہبی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر انکی پیش نہ گئی اور ایک قانون پاس ہو گیا جس سے والنٹری سکولوں کا خرچ مقامی محصولات پر پڑ گیا۔ اس محصول دینے سے لبرل فریق کے کئی ممبروں نے انکار کر دیا اور اس جرم عدم ادائگی محصول میں بعض قید ہوئے اور بعض کا مال و اسباب نیلام ہوا۔ جس سے عام ناراضی پھیلی اور کنسرویٹو فریق کو اس کا خمیازہ عام انتخاب میں اٹھانا پڑا یعنی نتیجہ یہ ہوا کہ لبرل فریق حکمران ہوا اس فریق کے حکمران ہوتے ہوئے وزیر تعلیم نے یہ مسودہ پیش کیا جو ہم لالہ راجپت رائے جی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں (۱) ہر قسم کے والنٹری سکول مذہبی جماعتوں کے قبضہ و دخل سے نکال لئے جائیں اور ایجوکیشن بورڈ کے ماتحت کر دیئے جائیں۔ سکول کی عمارتوں کی قیمت ان مذہبی جماعتوں کو ادا کر دیجائے۔ جنہوں نے وہ عمارتیں تعمیر کی تھیں غرض کل سکول سرکاری ہو جائیں والنٹری سکول بالکل نہ رہیں تمام انتظام مقامی کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے۔ اور کسی مذہبی جماعت کو کسی سکول کے انتظام میں کچھ دخل نہ رہے (۲) عام طور پر ان سکولوں میں مذہبی تعلیم صرف انجیل کی پڑھائی پر محدود ہو اور اس سے بڑھکر کسی قسم کی مذہبی تعلیم کا انتظام نہ ہو (۳) کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے بچے کو کسی سکول میں ضرور ہی اسوقت سے قبل بھیجے جبکہ انجیل کا سبق ختم ہو کر دنیاوی تعلیم شروع ہونیکا وقت ہو گویا کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ خاص انجیل کی پڑھائی کے وقت یا اس کے دوران میں اپنے بچے کو سکول میں بھیجے (۵) دیگر سرکاری سکولوں میں اس قسم کا کوئی موقعہ نہ دیا جائے (۶) استادوں پر کسی قسم کی مذہبی پابندی نہ ہو اور نہ استادوں کو یہ اجازت ہو کہ وہ کوئی خاص مذہبی تعلیم دے سکیں [illegible] اس مسودہ کے دیکھنے سے معزز ناظرین الحکم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ پادریوں کو مذہبی خیالات پھیلانے میں کسقدر کمزوری ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ اس متصرف بالارادہ ہستی کے تصرف سے ہو رہا ہے جس نے کسر صلیب کے لئے مسیح موعود کو نازل کیا۔ مسودہ پر بہت بحث و مباحثہ ہو رہا ہے اور کچھ ترمیم بھی ہو گئی ہے۔ مگر تاہم اگلی سی آزادی نصیب نہیں رہی۔ راقم اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ہماری جماعت میں علمی مذاق

خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کا ہر ایک فرد اپنے اپنے رنگ میں فرد ہے۔ مضمون نویسی کا ایک طرز تو وہ ہے جو ہمارے سید و مولیٰ۔ مرشد و مطاع امام الحکم العدل علیہ السلام کا ہے یہ نبوی رنگ ہے جس سے اعلیٰ ادنیٰ طبقے کا ہر ایک شخص عالم ہو یا جاہل اپنے اپنے مذاق کے موافق لطف حاصل کرتا ہے جیسے قرآن مجید سے ایک عالم نبیل فاضل جلیل لطف اٹھاتا ہے ایسے ہی ایک امی محض بھی ایک خاص ذوق حاصل کرتا ہے یہی اس کے کلام اللہ ہونیکا نشان ہے۔ ہمارے امام کے کلام میں بھی اسی قسم کا اعجاز ہے۔ آپ حضور کی ایک کتاب لیکر ان پڑھ لوگوں کے مجمع میں پڑھی جاوے برابر سمجھتے جائیں گے اور انکی طبائع پر خاص اثر ہوگا۔ مگر ایک عالم فاضل کو بھی مطالعہ سے خاص تاثیر ہوگی۔ دوسرا طرز حکیم الامۃ کا ہے یعنی فلسفیانہ رنگ میں ہر ایک مطلب و مقصود و مشکل مسئلہ کو محض قرآن مجید ہی سے حل کیا جاتا ہے۔ تیسرا طرز احسن المتکلمین اعنی مولانا محمد احسن امروہی (اللہ تعالیٰ اس فاضل جلیل کو دیر تک ہمارے سر و نیر سلامت رکھے) کا ہے۔ آپ علوم الٰہیہ کے ذریعے مخالفین کے اصول مان کر نفرشکن مضامین لکھتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ ہماری جماعت ان علوم کی تحصیل میں خاص کوشش کرے۔ اور اسوقت کو غنیمت سمجھے کیونکہ ایسا بزرگ ہم میں موجود ہے جسکی کتابیں ناچیز اکمل نقد جان دیکر خریدے تو بھی کہے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز۔ یہ طرز اسلئے زیادہ تر قابل قدر ہے کہ ملاں لوگ جبتک علوم الٰہیہ کے ذریعے بحث نہ کیجائے سمجھتے ہیں احمدی سب جاہل ہیں اور وہ اپنے ہی منطقی ڈھکوسلوں میں پڑے رہتے ہیں گویا انکی آنکھوں پر منطق و اصول وغیرہ کا پردہ پڑا ہے جسکو ہٹانے کے لئے یہ طرز کارگر ہے۔ میں نے یہ نوٹ صرف اس لئے لکھا ہے کہ احسن المتکلمین کے مضامین کو سرسری نظر سے نہ دیکھا جایا کرے بلکہ انہیں بیش بہا بلکہ انمول موتی تصور کریں جیسا کہ علما خیال کرتے ہیں اگر خود ہی مطالعہ سے سمجھ نہ آئے تو کسی علم والے سے سمجھنے کی کوشش کریں کسی گذشتہ اشاعت میں پیر مہر علی شاہ [illegible] کے جواب میں ایک رسالہ کا ذکر چھپا تھا مگر وہ تاحال شائع نہ ہوا [illegible]

[illegible]

مفرح عنبری
قیمت فی شیشہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

... پانچ تولہ
خوراک ...
محصول بذمہ خریدار

ہنرشناس کو دکھلا ہنر کہ خوبئے زر ٭ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمدان نالائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔

ورنہ من آنم کہ من دانم٭

مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو نا حال ایسی غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کرسکیں اور نہیں کرسکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا٭

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ کرسکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں۔ جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرانا خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بو علی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں اُن کا شکریہ ادا کرسکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی اُن پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میو ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پالون ضلع مولین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب کھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈنٹیک اسائم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر انادا چرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤڈن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس سمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب مین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت سریرام صاحب میڈیسنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب وکٹوریہ مڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو مڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس بیتول مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ بوس صاحب ایچ ایس دھنو یوریہا
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر جمن خان صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندر ا صاحب لائی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب جریان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع کٹک

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب ناندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھابی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب سلاہر پور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب لکھواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار ٹونبرگل
جناب حکیم رحیم بخش ہاٹ ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمر کیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON (زہر) چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملا... اعلیٰ ... میں ... کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہر پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کرسکتیں۔ اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں:

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

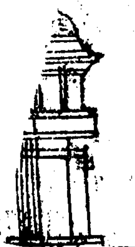

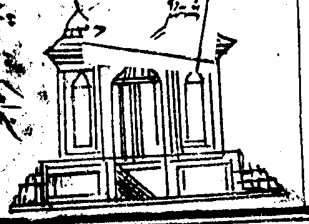

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر لئے (۴) غیر مذاہب والوں سے للہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عہ)

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیاء صہ اوّل
(۲) لیکچر لودیانہ صہ ۲ تا ۴
اتـ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان
قدر فیاضی صہ ۴
مضامین و تازہ الہامات صہ ۵
ہرایف نوٹس و شیطانی الہام ہونے لگے صہ ۶
الحکیم غلام نبی صاحب جواب دین صہ ۷
نیاز کے نام کھلی چٹھی صہ ۸
رسہ سری لنکر صہ ۹
... اور قرآنی صداقت کی گواہی
... کے متعلق یادداشت صہ ۱۱
اشتہار .... صہ ۱۲

نمبر ۳۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۷ - رجب المرجب ۱۳۲۴ھ یوم دوشنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

ناظرین نے ۳۰ - اگست ۱۹۰۶ء کا الہام - ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء کے اخبار الحکم میں چھپا ہوگا - اور وہ اس طرح سے تھا - آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے -

۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کو یہ نشان خدا تعالےٰ نے ظاہر فرمایا اور اسکے ظاہر ہونے سے پہلے پھر زیادہ تفصیل کے ساتھ اس کے متعلق ایک خواب میں خبر دی گئی - جو کہ وقوعہ سے ایک دن پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے گھر میں بہت اشخاص کے سامنے ذکر فرمائی تھی - اور وہ اس طرح سے ہے - "میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان (مرتد دشمن) ہمارے مکان کے پاس کھڑا ہے اور والدہ محمد اسحق (زوجہ میر ناصر نواب صاحب) اس کو اپنے گھر میں بلاتی ہیں مگر میں نے اسے اندر نہیں آنے دیا" اور میں نے کہا کہ میں نہیں آنے دیتا اس میں ہماری بے عزتی ہے - دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے اور وہ اندر نہیں آسکا یعنے خدا نے اس بلا کو ٹالدیا - پھر الہام ہوا - اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار ترجمہ - میں اُن سب کی حفاظت کرونگا - جو اس گھر میں ہیں - علاوہ اس کے ایک گوشت کا ٹکڑا خواب میں دکھایا گیا - جو کسی غم کی طرف دلالت کرتا تھا - اور یہ بھی دیکھا کہ ایک انڈا میرے ہاتھ میں ہے - جو کہ ٹوٹ گیا ہے یہ بھی کسی کی موت کی طرف اشارہ تھا - لیکن خواب کے تمام امور معلق ہوتے ہیں دُعا سے ... ٹل سکتے ہیں قطعی حکم نہیں ہوتا - ان خوابوں کے بعد حضرت نے میر صاحب کو جو لاہور جانے کو طیار تھے - روک دیا کہ ابھی نہ جاویں - اور ان کو کہدیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اہل و عیال کے متعلق ایک بلا آنے والی ہے میں ڈرتا ہوں کہ وہ بلا سفر میں نازل ہو اور موجب شماتت اعدا ہو جائے اس کے گواہ خود میر صاحب اور گھر کے لوگ ہیں چنانچہ یہ بات سُنکر میر صاحب نے مع اہل و عیال لاہور میں جانا ملتوی کر دیا اور جب صبح ہوئی تو پیشگوئی کے مطابق عزیز محمد اسحاق کو سخت بخار ہو گیا اور اس بخار کے ساتھ رانوں میں دو گلٹیاں نکل آئیں جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ طاعون ہے اور ایک نہایت خوفناک امر پیش آگیا اور گھر میں سب پر یہ دہشت طاری ہوئی اور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب معالج تھے مگر سر دو رانوں میں دو گلٹیوں کے نکلنے سے وہ بھی دہشت زدہ ہو گئے - تب حضرت مسیح موعود نے دُعا کرنی شروع کیا اور نہایت اضطراب سے توجہ کی تب خدا کے فضل سے اس دُعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابھی دو یا تین گھنٹہ سے زیادہ نہیں گذرا ہوگا کہ بخار بالکل ٹوٹ گیا اور پھر گلٹیاں بھی گم ہو گئیں - گویا مرض کا نام و نشان نہ تھا - اور تمام آثار طاعون کے جاتے رہے اور اب میاں محمد اسحاق بخیر و عافیت باہر پھرتے ہیں - فالحمد للہ علیٰ ذالک -

فرمایا - ان دنوں کتاب حقیقۃ الوحی میں نشانات جمع کر رہا ہوں - تو میرے دل میں خیال آیا کہ پچھلے نشانات کے ساتھ کوئی تازہ نشان بھی ہونا چاہئے خدا تعالےٰ نے اس خیال کو بھی جلد پورا کر دیا -

فرمایا - عبد الحکیم خان چونکہ ایک دشمن ہے اس واسطے وہ دکھایا گیا دشمن کو خواب میں گھر کے اندر داخل ہو جانیکی تعبیر کسی دُکھ اور موت سے ہوتی ہے سو میں نے خواب میں کہا کہ میں اسکو نہیں آنے دونگا یعنی میری دُعا نے اس مصیبت کو ٹالدیا -

فرمایا - اِنِّیْ اُحَافِظُ والا الہام جو اس خواب کے ساتھ تھا ظاہر کرتا تھا کہ کوئی واقع طاعون کا ہونیوالا ہے

فرمایا - ۲۸ ستمبر ۱۹۰۴ء والا رؤیاء (جو ۱۰ ستمبر کے اخبار میں شائع ہو چکا تھا) جسمیں دیکھا گیا تھا کہ ایک چور ہمارے چوغہ کو لیکر بھاگ گیا مگر اس کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا - اس رؤیاء میں بھی اس واقعہ کی خبر دی گئی ہے کیونکہ طاعون کا حملہ ہماری اس پیشگوئی پر حملہ تھا کہ خدا اس گھر کے رہنے والوں کی حفاظت کریگا اور دعا نے اس حملہ کو دور کیا اور ہماری عزت قائم رہی - ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء وحی الٰہی بوقت فجر

(۱) لوگ آئے اور دعوےٰ کر بیٹھے شیر خدا نے فتح پائی -

(۲) رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَات ترجمہ اے میرے ربّ - رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رکھ -

(۳) رؤیاء - دیکھا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے ایک کاغذ بھیجا ہے جو پروف کی طرح ہے جو لڑکا لیکر آیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس کے حاشیہ پر سطر ہے ذرہ پڑھ لینا اس کاغذ کے دائیں طرف کے حاشیہ پر لکھا ہے - دشمن نہایت اضطراب میں ہے

[illegible]

(اشاعت سے پہلے)

ت اور صورت میں اس عظیم الشان پیشگوئی [illegible] سکتا ہے۔ پھر جبکہ اسی کتاب میں یہ پیشگوئی [illegible] ہو کہ لوگ خطرناک طور پر مخالفت کریں گے اس جماعت کو روکنے کے لئے ہر قسم کی کوششیں [illegible] گے مگر میں ان سب کو نامراد کرونگا۔

پھر براہین احمدیہ میں یہ بھی پیشگوئی کی گئی تھی کہ جب تک پاک پلید میں فرق نہ کر لونگا نہیں چھوڑونگا۔ ان واقعات کو پیش کر کے ان لوگوں کو مخاطب نہیں کرتا جن کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں اور جو گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہی نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں۔ بلکہ میں ان لوگوں کو مخاطب کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ مرنا ہے اور موت کے دروازے قریب ہو رہے ہیں۔ اسلئے کہ خدا سے ڈرنیوالا بیباک و گستاخ نہیں ہو سکتا۔ وہ غور کریں کہ کیا ٢٥ برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت اور قیاس کا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ پھر ایسی حالتیں کہ کوئی اسے جانتا بھی نہ ہو اور ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی ہو کہ لوگ مخالفت کریں گے مگر وہ نامراد رہیں گے۔ مخالفوں کے نامراد رہنے اور اپنے بامراد ہو جانے کی پیشگوئی کرنا ایک خارق عادت امر ہے اگر اس کے ماننے میں کوئی شک ہے تو

پھر نظیر پیش کرو

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ حضرت آدم سے لیکر اسوقت تک کے کسی مفتری کی نظیر دو جس نے ٢٥ برس پیشتر اپنی گمنامی کی حالت میں ایسی پیشگوئیاں کی ہوں اور وہ یوں روز روشن کی طرح پوری ہو گئی ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسی نظیر پیش کر دے تو یقیناً یاد رکھو کہ یہ سارا سلسلہ اور کار و بار باطل ہو جائیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے کار و بار کو کون باطل کر سکتا ہے؟ یوں تکذیب کرنا اور بلا وجہ معقول انکار اور استہزا یہ حرام زادے کا کام ہے۔ کوئی حلال زادہ ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔

میں اپنی سچائی کو اسی پر حصر کر سکتا ہوں اگر تم میں کوئی سلیم دل رکھتا ہو۔ خوب یاد رکھو کہ پیشگوئی کبھی رد نہیں ہو سکتی جبتک اسکی نظیر پیش نہ کی جاوے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں موجود ہے جس کا ریویو مولوی ابو سعید نے لکھا ہے اسی شہر میں مولوی محمد حسن اور منشی محمد عمر وغیرہ کے پاس ہوگی اسکا نسخہ مکہ۔ مدینہ بخارا تک پہونچا گورنمنٹ کے پاس اسکی کاپی بھیجی گئی۔ ہندوؤں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ بہتوں نے اسے پڑھا اور وہ کوئی گمنام کتاب نہیں بلکہ وہ شہرت یافتہ کتاب ہے کوئی پڑھا لکھا آدمی جو مذہبی مذاق رکھتا ہو اس سے بیخبر نہیں ہے پھر اس کتاب میں یہ پیشگوئی لکھی ہوئی موجود ہے کہ ایک دنیا تیرے ساتھ ہو جائیگی۔ دنیا میں تجھے شہرت دونگا۔ تیرے مخالفوں کو نامراد رکھونگا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ کام کسی مفتری کا ہو سکتا ہے؟ اگر تم یہی فیصلہ دیتے ہو کہ ہاں یہ مفتری کا کام ہو سکتا ہے تو پھر اسکی

نظیر پیش کرو

اگر نظیر دکھا دو تو میں تسلیم کر لونگا کہ میں جھوٹا ہوں مگر کوئی نہیں جو اسکی

نظیر دکھا سکے

اور اگر تم اسکی نظیر نہ پیش کر سکو اور یقیناً نہیں کر سکو گے تو پھر میں تمہیں یہی کہتا ہوں کہ

خدا سے ڈرو اور تکذیب سے باز آؤ

یاد رکھو خدا تعالیٰ کے نشانات کو بدوں کسی سند کے رد کرنا دانشمندی نہیں ورنہ اسکا انجام کبھی بابرکت نہ ہوگا! میں تو کسی کی تکذیب یا تکفیر کی پروا نہیں کرتا اور نہ ان حملوں سے ڈرتا ہوں جو مجھ پر کئے جاتے ہیں۔ اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے آپ ہی مجھے قبل از وقت بتا دیا تھا کہ تکذیب اور تکفیر ہوگی اور خطرناک مخالفت یہ لوگ کریں گے۔ مگر کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ کیا مجھ سے پیشتر راستبازوں اور خدا کے ماموروں کو رد نہیں کیا گیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون اور فرعونیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر فقیہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین مکہ نے کیا کیا حملے نہیں کئے؟ مگر ان حملوں کا انجام کیا ہوا؟ ان مخالفوں نے ان نشانات کے مقابلہ میں کبھی کوئی نظیر پیش کی؟ کبھی نہیں۔ نظیر پیش کرنے سے تو ہمیشہ عاجز رہے ہاں زبانیں چلتی تھیں اسلئے وہ کذاب کہتے رہے۔ اسیطرح یہاں بھی جب عاجز آگئے تو اور تو کچھ نہ پیش گئی دجال کذاب کہدیا۔ مگر ان منہ کی پھونکوں سے کیا یہ خدا تعالیٰ کے نور بجھا دیں گے؟ کبھی نہیں بجھا سکتے۔

والله متم نوره ولو كره المشركون

دوسرے خوارق اور نشانات کو وہ لوگ جو بدظنی کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں کہدیتے ہیں کہ شاید دست بازی ہو۔ مگر پیشگوئی میں انہیں کوئی عذر اور باقی نہیں رہتا اس لئے نشانات نبوت میں عظیم الشان نشان اور معجزہ پیشگوئیوں کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر توریت سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید سے بھی۔ پیشگوئیوں کے برابر کوئی معجزہ نہیں اسلئے خدا تعالیٰ کے ماموروں کو انکی پیشگوئیوں سے شناخت کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نشان مقرر کر دیا ہے۔

لا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول

یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب کا کسی پر ظہور نہیں ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں پر ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ بعض پیشگوئیاں باریک اسرار اپنے اندر رکھتی ہیں اور دقیق امور کی وجہ سے ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں جو دوربین آنکھ نہیں رکھتے اور موٹی موٹی باتوں کو صرف سمجھ سکتے ہیں۔ ایسی ہی پیشگوئیوں پر عموماً تکذیب ہوتی ہے اور جلد باز اور شتاب کار کہہ اٹھتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ظنوا ۔۔۔۔ انهم قد كذبوا

ان پیشگوئیوں میں لوگ شبہات پیدا کرتے ہیں۔ مگر فی الحقیقت وہ پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کے سنن کے ماتحت پوری ہو جاتی ہیں تاہم اگر وہ سمجھ میں نہ بھی آئیں تو مومن اور خدا ترس انسان کا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ ان پیشگوئیوں پر نظر کرے جن میں دقایق نہیں یعنی جو موٹی موٹی پیشگوئیاں ہیں پھر دیکھے کہ وہ کسقدر تعداد میں پوری ہو چکی ہیں۔ یونہی منہ سے انکار کر دینا تقوے کے خلاف ہے دیانت اور خدا ترسی ان پیشگوئیوں کو دیکھنا چاہئے جو پوری ہو چکی ہیں مگر جلد بازوں کا منہ کون بند کرے؟ اس قسم کے امور مجھے ہی پیش نہیں آئے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش آئے۔ پھر اگر یہ امر مجھے بھی پیش آوے تو تعجب نہیں بلکہ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ سنت اللہ یہی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ مومن کے لئے تو ایک شہادت بھی کافی ہے اسی سے اس کا دل کانپ جاتا ہے مگر یہاں تو ایک نہیں صدہا نشان موجود ہیں بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسقدر ہیں کہ میں انہیں گن نہیں سکتا۔

یہ شہادت تھوڑی ہی نہیں کہ دلوں کو فتح کر لیگا۔ مکذبوں کو موافق بنا لیگا۔

اگر کوئی خدا کا خوف کرے اور دل میں دیانت اور دور اندیشی سے سوچے تو اسے بے اختیار ہو کر ماننا پڑیگا کہ

یہ خدا کی طرف سے ہیں

پھر یہ بھی ظاہر بات ہے کہ مخالف جبتک رد نکرے اور اس کی نظیر پیش نہ کرے

خدا کی حجت غالب ہے

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ میں اسی خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے اور باوجود اس شر اور طوفان کے جو مجھ پر اٹھا اور جسکی جڑ اور ابتدا اسی شہر سے اٹھی اور پھر دلی تک پہونچی مگر اس نے تمام طوفانوں اور ابتلاؤں میں مجھے صحیح سالم اور کامیاب نکالا۔ اور مجھے ایسی حالتیں اس تین لاکھ سے زیادہ وہ مرد ہیں سالیلین اور کوئی مہینہ نہیں گذرتا جسمیں دو ہزار چار ہزار اور اوقات پانچ پانچ ہزار اس سلسلہ میں داخل نہ ہوتے ہوں۔

پھر اس خدا نے ایسے وقت میں میری دستگیری کی کہ جب قوم ہی دشمن ہو گئی۔ جب کسی شخص کی دشمن اسکی قوم ہی ہو جاوے تو وہ بڑا بے کس اور بڑا بے دست و پا ہوتا ہے کیونکہ قوم ہی تو دست و پا اور جوارح ہوتی ہے۔ وہی اسکی مدد کرتی ہے دوسرے لوگ تو دشمن ہوتے ہی ہیں۔ کہ ہمارے مذہب پر حملہ کرتا ہے لیکن جب اپنی قوم بھی دشمن ہو تو بچ جانا اور کامیاب ہو جانا معمولی بات نہیں بلکہ یہ ایک زبردست نشان ہے۔

میں نہایت افسوس اور درد دل سے یہ بات کہتا ہوں کہ قوم نے میری مخالفت میں نہ صرف جلدی کی بلکہ بہت بیدردی بھی کی صرف ایک مسئلہ وفات مسیح کا اختلاف تھا جس کو میں قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ کے اجماع اور عقلی دلائل اور کتب سابقہ سے ثابت کرتا تھا اور کرتا ہوں۔ اور حنفی مذہب کے موافق نص۔ حدیث۔ قیاس۔ دلائل شرعیہ میرے ساتھ تھیں مگر ان لوگوں نے قبل اس کے کہ وہ پورے طور پر مجھ سے پوچھ لیتے اور میرے دلائل کو سن لیتے اس مسئلہ کی مخالفت میں یہاں تک غلو کیا کہ مجھے کافر ٹھہرایا گیا۔ [illegible] کے ساتھ اور بھی جو چاہا کہا اور [illegible] لگایا۔

دیانت۔ نکوکاری اور تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے مجھ سے پوچھ لیتے اگر میں قال اللہ اور قال الرسول سے تجاوز کرتا تو پھر بیشک انہیں [illegible] اور حق تھا کہ وہ مجھے جو چاہتے کہتے دجال کذاب وغیرہ

لیکن

جب کہ میں ابتدا سے بیان کرتا آیا ہوں کہ میں قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ذرا ادھر ادھر ہونا بے ایمانی سمجھتا ہوں میرا عقیدہ یہی ہے کہ جو اس کو ذرا بھی چھوڑیگا وہ جہنمی ہے پھر اس عقیدہ کو نہ صرف تقریروں میں بلکہ ساٹھ کے قریب تصنیفات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور دن رات مجھے یہی فکر اور خیال رہتا ہے پھر اگر یہ مخالف خدا سے ڈرتے تو کیا ان کا فرض نہ تھا کہ فلاں بات خارج از اسلام کی ہے اسکی کیا وجہ ہے یا اس کا تم کیا جواب دیتے ہو [illegible]

مگر نہیں انکی ذرا بھی پروا نہیں کی سنا اور کافر کہدیا۔ میں نہایت تعجب سے ان کی اس حرکت کو دیکھتا ہوں کیونکہ اول تو یہ وفات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اسلام میں داخل ہونے کے لئے شرط ہو یہاں بھی ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتے ہیں مگر بتاؤ کہ کیا اس سے یہ اقرار بھی لیتے ہو؟

بجز اس کے کہ امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت۔

جبکہ یہ مسئلہ اسلام کی جزو نہیں پھر مجھ پر وفات مسیح کے اعلان سے اسقدر تشدد کیوں کیا گیا کہ یہ کافر ہیں دجال ہیں انکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاوے۔ ان کے مال لوٹ لینے جائز ہیں اور انکی عورتوں کو بغیر نکاح گھر میں رکھ لینا درست ہے۔ ان کو قتل کر دینا ثواب کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ اگر ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تب بھی کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہیئے۔ اسکو مسلمان ہی کہو مگر اب کیا ہو گیا کیا میں اس سے بھی گیا گذرا ہو گیا؟ کیا میں اور میری جماعت اشهد ان لا الہ الا اللہ واشهد ان محمدا عبدہ ورسولہ نہیں پڑہتی؟ کیا میں نماز نہیں پڑہتا یا میرے مرید نہیں پڑہتے کیا ہم رمضان کے روزے نہیں رکھتے؟ اور کیا ہم ان تمام عقائد کے پابند نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی صورت میں تلقین کئے ہیں۔

میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسیطرح ایمان لاتی ہے جسطرح ایک سچے مسلمان کو لانا چاہئے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جسقدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کرسکتا ہے اور جسقدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں آپ کے سوا اور کوئی راہ نیکی کی نہیں۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں اور اب تک زندہ قائم ہوں۔ اس لئے کہ اس مسئلہ کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے۔ میں ایک لحظہ کے لئے اس ہجو کو گوارا نہیں کر سکتا۔ سب کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں آپ کا روضہ موجود ہے۔ بہرحال دونوں

ہزاروں لاکھوں حاجی بھی جاتے ہیں اب اگر مسیح علیہ السلام کی نسبت موت کا یقین کرنا یا موت کو انکی طرف منسوب کرنا بے ادبی ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیوں یقین کر لیجاتی ہے مگر تم بڑی خوشی سے کہدیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی۔ مولود خواں بڑے خوش الحانی سے واقعات وفات کو ذکر کرتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں بھی تم بڑی کشادہ پیشانی سے تسلیم کر لیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی پھر میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وفات پر کیا پتھر پڑتا ہے کہ نیلی پیلی آنکھیں کر لیتے ہو؟ ہمیں کبھی رنج نہ ہوتا کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی وفات کا لفظ سنکر ایسے آنسو بہاتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ خاتم النبیین اور سرور عالم کی نسبت تو تم بڑی خوشی سے موت تسلیم کر لو۔ اور اس شخص کی نسبت جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے بھی قابل نہیں بتاتا۔ زندہ یقین کرتے ہو اور اسکی نسبت موت کا لفظ منہ سے نکالا اور تمہیں غضب آجاتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک زندہ رہتے تو حرج نہ تھا [illegible] آپ وہ عظیم الشان ہدایت لیکر آئے تھے جسکی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ اور آپ نے وہ عملی حالتیں دکھائیں کہ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی انکا نمونہ اور نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی ضرورت دنیا اور مسلمانوں کو تھی اسقدر ضرورت مسیح کے وجود کی نہیں تھی۔ پھر آپ کا وجود [illegible] وہ وہ مبارک وجود ہے کہ جب آپ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دیوانے ہو گئے یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی۔ اور کہا کہ اگر کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہیگا تو میں اسکا سر جدا کر دونگا اس جوش کی حالت میں اللہ تعالےٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک خاص نور اور فراست عطا کی انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور خطبہ پڑھا

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے۔ اب آپ غور کریں اور سوچیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ آیت کیوں پڑھی تھی اور اس سے آپ کا کیا مقصد اور منشا تھا۔ اور پھر ایسی حالت میں کہ کل صحابہ موجود تھے۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور آپ انکار نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے صحابہ کے دل پر سخت غم تھا

اور اسکو بیوقت اور قبل از وقت سمجھتے تھے وہ پسند نہیں کرسکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنیں ایسی حالت اور صورت میں کہ حضرت عمر رضی اللہ جیسا جلیل القدر صحابی اس جوش کی حالت میں ہو انکا غصہ فرو نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت انکی تسلی کا موجب ہوتی۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا یا یقین ہوتا کہ حضرت عیسے علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ تو زندہ ہی مر جاتے وہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشاق تھے اور آپ کی حیات کے سوا کسی اور کی حیات کو گوارا ہی نہ کر سکتے تھے پھر کیونکر اپنی آنکھوں کے سامنے آپ کو وفات یافتہ دیکھتے اور مسیح کو زندہ یقین کرتے۔ یعنی جب حضرت ابو بکر نے خطبہ پڑھا تو ان کا جوش فرو ہو گیا اسوقت صحابہ مدینہ کی گلیوں میں یہ آیت پڑھتے پھرتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے۔ اسوقت حسان بن ثابت نے ایک مرثیہ لکھا جسمیں انہوں نے کہا

کنت السواد لناظری۔ فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت۔ فعلیک کنت احاذر

چونکہ مذکورہ بالا آیت نے بتا دیا تھا کہ سب مر گئے اسلئے حسان نے بھی کہدیا کہ اب کسی کی موت کی پروا نہیں یقیناً سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی کی زندگی صحابہ پر سخت شاق تھی۔ اور وہ ان کو گوارا نہیں کر سکتے تھے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ پہلا اجماع تھا جو دنیا میں ہوا اور اسمیں حضرت مسیح کی وفات کا بھی کلی فیصلہ ہو چکا تھا۔ میں بار بار اس امر پر اسلئے زور دیتا ہوں کہ یہ دلیل بڑی ہی زبردست دلیل ہے جس سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کوئی معمولی اور چھوٹا امر نہ تھا جسکا صدمہ صحابہ کو نہ ہوا ہو۔ ایک گاؤں کا نمبردار یا محلہ دار یا گھر کا کوئی عمدہ آدمی مر جاوے تو گھر والوں۔ محلہ والوں یا دیہات والوں کو صدمہ ہوتا ہے پھر وہ نبی جو کل دنیا کے لئے آیا تھا اور رحمۃ للعالمین ہو کر آیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے

وما ارسلناك الا رحمة للعلمين

اور پھر دوسری جگہ فرمایا۔ قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا پھر وہ نبی جس نے صدق اور وفا کا نمونہ دکھایا اور وہ کمالات دکھائے کہ جنکی نظیر نظر نہیں آتی۔ وہ فوت ہو جاوے اس کے جان نثار متبعین پر اثر نہ پڑے جنہوں نے اسکی خاطر جانیں دیدینے سے دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے وطن چھوڑا خویش واقارب چھوڑے اور اسکی لئے ہر قسم کی تکلیفوں اور مشکلات کو اپنے لئے راحت جان سمجھا ایک ذرا سے فکر اور توجہ سے یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ جسقدر بھی دکھ اور تکلیف انہیں اس خیال

ر
کر
عیسٰے
جانتا کہ
مولوی کہلاتے
ہیں وہ نہیں
ہے جو حضرت
نے تو کوئی امر قابل تعجب
کے معنے خود ہی کر دے افاد۔
اگر کوئی تیسری شق بھی اس کے سوا ہوتی
نہ کہدیتا اور رفع بجسد العنصری
الی السماء کیا خدا تعالیٰ اس کو بھول گیا تھا جو
یہ یاد دلاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔
اگر صرف یہی آیت ہوتی تب بھی کافی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو انہیں ایسی محبوب اور پیاری تھی کہ اب تک آپ کی وفات کا ذکر کر کے یہ لوگ بھی روتے ہیں پھر صحابہ کے لئے تو اور بھی درد اور رقت اسوقت پیدا ہو گئی تھی میرے نزدیک مومن وہی ہوتا ہے جو آپ کی اتباع کرتا ہے اور وہی کسی مقام پر پہونچتا ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالےٰ نے فرما دیا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یعنے کہدو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے۔
اب محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کے فعل کے ساتھ خاص موانست ہو۔ اور مرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ نے مر کر دکھا دیا پھر کون ہے جو زندہ رہے یا زندہ رہنے کی آرزو کرے یا کسی اور کے لئے تجویز کرے کہ وہ زندہ ہے۔
محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کی اتباع کیا جاوے یا کم کہ اپنے جذبات نفس کو تھام لے۔ اور سوچے کہ میں کسی کی امت ہوں ایسی صورت میں جو شخص حضرت عیسلے علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اب زندہ ہیں وہ کیونکر آپ کی محبت اور اتباع کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ [illegible] آپ کی نسبت وہ گوارا کرتا ہے کہ مسیح کو افضل قرار دیا جاوے اور آپ کو مردہ کہا جاوے مگر انکے لئے وہ پسند کرتا ہے کہ زندہ یقین کیا جاوے۔

(باقی آئندہ)

نے جو کام
بہت مشکل کام
اندرونی طور پر قوم کو
...ت کا گم شدہ ...
پھر چلانا۔ اور دوسرا
... اور کسر صلیب کرنا ہے وہ
... مشکل ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے خاص
معجزہ نما کاموں کے معمولی انسانی کوششوں
سے یہ کام پورا نہیں ہوسکتا۔ ہمارے بیوقوف
مخالف نادانی سے ساتھ مسیح کو آسمان پر بٹھا
سمجھے ہیں اور خیال نہیں کرتے کہ اتنے عرصہ
اس نامعقول عقیدہ نے کیا فساد ڈالا ہے
جو آئندہ اس عقیدہ فاسدہ کی پیروی سے
ان کو کچھ حاصل ہو جائیگا۔ خدا تعالیٰ حکیم اور
علیم اور عمیق اور دقیق باتوں کا واقف کار ہے
اسکی حکمت نے جو راہ اختیار کی ہے اسی پر
چلنے سے اسلام کا بول بالا ہو سکتا ہے۔

یسوع تو خود داغی ہو چکے کہ ان کی نام اُن پر شرک ہوتا ہے۔ اب انکی امد میں اسلام کیواسطے کوئی فائدہ کیصورت نہیں بن سکتی

اسلام کیواسطے بیرونی اور اندرونی فساد اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ظاہری عقل کے مطابق تو اب یاس اور نومیدی کے سوائے اور کچھ باقی نہیں ہے دین کی اشاعت کے سوائے جو سامان اور طاقتیں عیسائیوں کے پاس ہیں کہ ایک ایک کتاب کو کئی کئی لاکھ چھاپتے ہیں اور مفت تقسیم کرتے ہیں وہ بات مسلمانوں کو کہاں حاصل ہے۔ یہاں تو ایک معمولی رسالہ چھاپنا ہو تو اس کے واسطے بھی سامان بمشکل حاصل ہوتا ہے۔ غرض ظاہری دولت اور طاقت اور سعی کے ذریعہ سے ہم فتح نہیں پا سکتے بلکہ ہمارا ہتھیار ہے صرف دعا اور توجہ الی اللہ ہماری مہم صرف دعا کے عظیم الشان ذریعہ سے سر ہوگی ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی ہے اعتراض کرتا ہے کہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں کیوں ایسا نہیں کرتے کہ شہر بشہر گشت کریں۔ یہ اسکی غلطی ہے۔ اگر میں جانتا کہ لوگوں پھرنے سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے تو میں ضرور ہی ایسا کرتا۔ حدیث شریف میں دجال کے متعلق آیا ہے۔ کہ لا یدان لاحد لقتالہا۔ اُن کے ساتھ جنگ کرنے کے ہاتھ کسی کے پاس نہ ہوں گے زمینی اسباب کے ساتھ ہم اس دجال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ زمینی اسباب خود اُس کے پاس بہت ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اعلےٰ ہتھیار ہونا چاہیئے۔ جو اس کے پاس نہ ہو تب تو ہم فتح پا سکتے ہیں۔ آجکل مخلوق پر دنیا کی محبت حد سے زیادہ غالب ہے۔ اُس کو ہم نکالنا چاہتے ہیں اور اُسی کو نکالنا سب سے زیادہ مشکل کام ہے لکھا ہے کہ سب سے آخر جو چیز نفس سے نکلتی ہے وہ دنیا کی محبت ہے بجز ایک آسمانی طاقت کے ہمارے واسطے کوئی کامیابی کی راہ نہیں۔

خدا تعالیٰ نے ہم کو سورہ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی کہ اے خدا تو ہمیں مغضوب علیہم میں سے بنا ئیو اور نہ ضالین میں سے۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ ان ہر دو کا مرجع حضرت عیسیٰ ہی ہیں۔ مغضوب علیہ وہ قوم ہے جس نے حضرت کے ساتھ عداوت کرنے اور انکو طرح طرح سے دکھ دینے میں غلو کیا اور ضالین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کے ساتھ محبت کرنے میں غلو کیا اور خدائی صفات اُن کو دیدیئے۔ صرف ان دو نو کی حالت سے بچنے کے واسطے ہم کو دعا سکھائی گئی ہے اگر دجال ان کے علاوہ کوئی اور ہوتا۔ تو یہ دعا اسطرح ہوتی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الدجال۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس زمانہ کے ہر دو قسم کے شر سے آگاہ کرنے کیواسطے مسلمانوں کو پہلے سے خبردار کرتی ہے۔ یہ عیسائیوں کے مشن ہی ہیں جو کہ اس زمانہ میں ناخنوں تک زور لگا رہے ہیں۔ کہ اسلام کو سطح دنیا سے نابود کر دیں اسلام کیواسطے سخت مضر ہو رہے ہیں اور با وجود ایسے سخت صدمات کے دیکھنے کے پھر خیالی اور وہمی باتوں کے پیچھے پڑنا اور دجال کو کسی اور جگہ تلاش کرنا غلطی میں داخل ہے۔ ہمارے سامنے تو ایک ایسا خطرناک دجال موجود ہے کہ اسکی نظیر پہلی امتوں میں موجود نہیں۔ کوئی انسانی طاقت اور ہاتھ اس کو زیر نہیں کر سکتا۔ ہاں خدا کے ہاتھوں سے یہ کام ہوگا یہ کام جو ہمارے در پیش ہے اور جس کا ہم نے دعوےٰ کیا ہے کہ ہم کسر صلیب کے واسطے آئے ہیں یہ ہمارے واسطے کوئی تھوڑا سا غم نہیں کیونکہ ہمارا اصل کام یہ ہے ہو تو پھر معجزات اور کرامات بھی کچھ شے نہیں ایک طبیب اگر بیمار کا علاج نہیں کر سکتا اور بازی چھچی لگا لیتا ہے۔ تو یہ امر اسکی طبابت کی وجہ سے کو مفید نہیں ہو سکتا پس ہم کو بڑا غم جو دامنگیر ہے۔ وہ یہی ہے کہ کسر صلیب کا کام پورا ہو جائے۔ دوسرا پہلو غم کا اندرونی قوم کے متعلق ہے۔ جو سیدھی بات کو الٹا سمجھتے ہیں اور دوست کو دشمن خیال کرتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہماری دشمنی کی خاطر آنحضرت کے ساتھ بھی کرتے ہیں اور جو بات آنحضرت کے حق میں تائید نبوت ہو وہ اگر ہم میں پایا جائے تو اس ثبوت سے بھی انکار کر جاتے ہیں مثلاً قرآن شریف کی یہ آیت کہ اگر رسول خدا تعالیٰ پر اپنی طرف سے کوئی بات بناتا تو فوراً ہلاک کیا جاتا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک بڑی دلیل ہے کہ دعوےٰ نبوت کے ساتھ آپ ۲۳ سال تک کامیاب ہی ہوتے چلے آئے بہت سے اکابر نے اس دلیل کو کفار کے سامنے پیش کیا ہے۔ مگر اب چونکہ یہ دلیل ہمارے سلسلہ کی بھی تائید کرتی ہے اسواسطے اُس سے قطعاً انکار کر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کوئی دلیل ہی نہیں مفتری بڑی مہلت پا سکتا ہے بعض کہتے ہیں یہ دلیل تو ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہے۔ دوسرے انبیاء کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نادان نہیں جانتے کہ کیا دلیل بھی خاص اور مخصوص ہوا کرتی ہے۔ جو دلیل خاص ہے وہ تو بجائے خود ایک دعوےٰ ہے نہ کہ دلیل۔ ایسی ہی غلطی عیسائی لوگ کیا کرتے ہیں کہ جب کوئی بات یسوع کے متعلق پیش کیجاتی ہے کہ اُس نے فلاں کام کیوں کیا تو کہدیتے ہیں کہ وہ تو خدا تھا اور اس کے واسطے جائز تھا جو چاہتا کرتا۔ بیوقوف نہیں جانتے کہ دعوی خدائی تو بجائے خود ایک دعوی ہے نہ کہ دلیل۔ دعوے بطور دلیل کے کسطرح پیش ہو سکتا ہے۔ سو جھوٹے دعوے والا کبھی سرسبز نہیں ہوا۔ کبھی کسی کاذب کو اتنی مہلت نہیں ملی۔ جتنی کہ آنحضرت کو ملی۔ افسوس آتا ہے کہ ہماری عداوت کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی دشمنی کیجاتی ہے۔ جو تبدیلی ہم اسوقت قوم کے درمیان چاہتے ہیں وہ کسی آسمانی طاقت کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے ورنہ زمینی لوگوں کی اختیار میں نہیں کہ وہ عظیم الشان کام کر دکھائیں ابتدائے اسلام میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ہی نتیجہ تھا۔ جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدا تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپ نے مانگی جسقدر عظیم الشان فتوحات ہوئے کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرت کی دعاؤں کا اثر تھا ورنہ صحابہ کی قوت کا تو یہ حال تھا۔ کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ قوم کو چاہیئے کہ جہانتک ہو سکے تقویٰ اور طہارت کو اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ تب ہی کچھ بن سکیگا۔ (بدر)

قابل قدر فیاضی

مینی پور کی جماعت نے دس روپیہ کا منی آرڈر مجھے بھیجا ہے اور اسے اپنے خادم ایڈیٹر الحکم کی ذات خاص کے مصارف کے لئے مخصوص کیا ہے میں مینی پور کی جماعت کے حسن ارادت اور محبت کا شکر گزار ہوں جو وہ اپنے خادم سے رکھتی ہے۔ فی الحقیقت یہ امر بھی ہمارے سید و مولا امام کی سچائی کی دلیل ہے کہ اس نے ایک قوم کے اندر کسطرح پر احسان شناسی کا مادہ پیدا کر دیا۔ ہر چند یہ دس روپیہ کی رقم میری اپنی ذات کے لئے بھیجی گئی ہے مگر میں نے اس کو زیادہ کار آمد اور مفید بنانا چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے دس نادار اور کم وسعت والے احباب کے نام اخبار جاری کیا جائے جو ادنےٰ شرح ۱؎ پر بھی نہیں خرید سکتے ہیں وہ ۱؎ بھیجکر الحکم اپنے نام جاری کرالیں جو دس پرچے کہیں دس روپیہ کی کمی یہ رقم پوری کر دیگی اور اسطرح پر یہ دس روپیہ قریباً ایک سو آدمیوں کی روحانی دعوت اور تربیت کا سامان بہم پہونچا سکیں گے۔ اور فرستندگان کے مقصد کو بہترین طریق پر ادا کریں گے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اگر ذی ہمت اصحاب اپنے نادار بھائیوں کے لئے علمی خیرات کا سلسلہ اسی رنگ میں بہم پہونچائیں تو کیا خوب ہو۔ میں نے ایک مرتبہ ایک ہزار الحکم مفت شائع کرنے کی تجویز پیش کی تھی اسمیں صرف چار پرچے جاری ہوئے۔ وقت ہے کہ اسپر توجہ کیجائے۔

متفرق مضامین

غزل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام[1]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چہ راحتے است بگویش اگر چہ خون بارے [illegible]

[illegible]

[illegible] دلایل دعوئے اگر چہ [illegible]

دوائے عشق نخواہم کہ آں ہلاکت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سروار

نے رنجم گر اکنوں سر بہ پیچند

کہ ترک رسم و رہ کارے است دشوار

فلک را بیں کہ مہر و مہ سیہ شد

زمیں طاعون بر آرد بہر انذار

[1] نوٹ - یہ نظم پہلے کبھی شایع نہیں ہوئی ۔

مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پرانی تحریر

میں خوش کیوں ہوں

میرے دل میں تین خوشیاں ہیں جو میرے لیے دنیا اور آخرت میں بس ہیں - (۱) ایک یہ کہ میں نے اس سچے خدا کو پا لیا ہے - جو درحقیقت خدا ہے جس کی طرف سجدہ کرتے ہوئے ہر ایک ذرہ ایسا ہی جھکتا ہے جیسا کہ ایک عارف جھکتا ہے (۲) دوسری یہ کہ [illegible] رضامندی میں نے اپنے شامل حال دیکھی ہے اور اسکی رحمت سے بھری ہوئی محبت کا میں نے مشاہدہ کیا ہے (۳) تیسرے یہ کہ میں نے دیکھا اور تجربہ کیا ہے کہ وہ عالم الغیب ہے - اور ایسا کامل رحیم ہے - کہ ایک رحم اسکا تو عام ہے - اور ایک خاص رحم اسکا ان لوگوں سے رکھتا ہے جو اس میں کھوئے جاتے ہیں اور وہ [illegible] ہے جسکی تکلیف کو راحت کے ساتھ بدلنا چاہیے - [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ مشرقی روس میں عیسائی پادریوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمان جاہل کنندۂ ناتراش دین و مذہب سے بیگانہ اور صفات انسانی سے ناواقف ہیں - انکو آسانی عیسائی بنایا جا سکیگا عیسائیت کی دعوت شروع کی - اور بخیال خود مسلمانوں کے عیسائی بنانے میں پورا جد و جہد کیا - لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ وہی مسلمان جنکو وہ [illegible] سمجھکر مسیح کی بھیڑوں میں شامل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بعد اس [illegible]

[illegible] آگئے ہیں - اس لیے [illegible] اسلام [illegible]

[illegible]

روس [illegible]

بھلا کیونکر ممکن ہے کہ جو خدائے واحد کے ماننے والے ہوں - وہ تثلیث کے قائل ہو جائیں - اور کہنے لگ جائیں کہ تین ایک ہے - اور ایک تین - مسلمانوں کا عقیدۂ توحید ہی پادریوں کے مونہہ توڑنے کے لیے کافی ہو - چہ جائیکہ مشرقی روس کے مسلمان علم و مذہب سے ایسے بیخبر بھی نہ تھے - جیسا کہ پادریوں نے سمجھا تھا - انہیں عالم دین - [illegible] مذہب [illegible] جب پادریوں نے وہاں جاکر اپنی دوکان کھولی - اور مونہہ [illegible] یسوع مسیح یسوع مسیح پکارنے لگے - اگرچہ کوئی مسلمان انکے دام تزویر میں نہ پھنسا تاہم مسلمانوں کو غیرت آگئی - اور انہوں نے بھی مقابلہ میں توحید و اسلام کی منادی شروع کر دی - جب پادریوں نے دیکھا کہ یہاں تو [illegible] مشکل ہے - بوریہ بستر باندھ کر پھر [illegible] ادھر ہی جا رہے - لیکن چونکہ سودائے خام عیسائیت کے دل میں سمایا ہوا - اور چاہتے ہیں کہ اگر حجت نہ کر سکیں - تو [illegible] حکومت ہی کے اثر سے اپنا کام نکالیں - اور روس کو اسلامی آبادی سے خالی کر کے خالص عیسائیت کا مخزن بنا دیں - اس لیے بارگاہ قیصری میں جاکر جانشین مسیح کو پکارا - اور دہائی دی - کہ اگر ان مسلمانوں کو بزور تعلیم و مذہبی پابندی سے نہ روکا گیا - تو ایک دن عیسائیت کی بساط الٹ دینگے - قیصر کے حواس باختہ تو ہو ہی رہے ہیں - دم کے دم میں [illegible] حکم بھیجا - کہ مسلمان عیسائیوں [illegible] معارف و حقائق نہ بیان کریں [illegible] زیادہ اختلاط [illegible]

[illegible] کہیں اندر اسلام اپنا کام [illegible] دعوت اسلام اور مناقشہ [illegible] مقابلہ پر شروع کی تھی

اور وہ اب وہاں ٹھہرتے نہیں - اس لیے اس حکم سے چنداں مسلمانوں کا نقصان نہیں ہوا لیکن اس خیال سے کہ کہیں پادری پھر ادھر کا رخ نہ کریں - اور مسلمان بے دست و پا ہونیکی وجہ سے برسر مقابلہ نہ اٹھ سکیں - تعمیم تعلیم پر توجہ مبذول کر دی ہے - تاکہ آئندہ پادریوں کی چالوں سے محفوظ تو رہ سکیں - اور مذہب سے بے خبر ہونا ضعف اعتقاد کا سبب نہ ہو - (وطن)

[illegible]

[illegible] مقامی حکام کو بعض [illegible]

[illegible]

[illegible] متوجہ [illegible]

توجہ اور غور سے پڑھا اور پبلک کی [illegible]

[illegible] وغیرہ

[illegible]

[illegible]

وہ سوال یہانتک زیر بحث آیا کہ قادیان نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیے جانے کی تجویز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور تک پہنچائی گئی - مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کئی سالوں سے وہ مثل گوشۂ گمنامی میں پڑی ہوئی ہے محض اس لیے کہ جب تک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر قادیان نہ آئے اسپر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی - قادیان کے باشندے اپنی خوش قسمتی سے شاید امسال سرما میں اپنے صاحب ضلع کی خدمت میں زبانی عرض کرنیکا موقع پائیں بہتر ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تحصیلدار صاحب کی [illegible] رپورٹ پر قادیان کو نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیے جانے کی تجویز مکمل کر دیں - قادیان کی حالت دن بدن رو بہ ترقی ہے یہاں ایک ہائی سکول ہے اور ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کا پرائمری سکول ہے - اسکے علاوہ آدمیوں کی آمد و رفت کثرت سے ہے - اس لیے ضرورت ہے کہ یہاں کی صفائی کی طرف خصوصیت سے توجہ کیجاوے جب تک کوئی باقاعدہ کارروائی نہیں ہو گی ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کا فرض ہے کہ وہ یہاں کی صفائی کے لیے خاص تجاویز عمل میں لاوے - اور اس سڑک کا خصوصیت سے انتظام کیا جاوے جو قادیان اور بٹالہ کے درمیان جاری ہے اس سڑک پر یکوں کی کثرت سے آمد و رفت ہے اسکا پختہ کیا جانا از بس ضروری ہے - یہانتک کہ ڈاک بھی بٹالہ اور قادیان کے درمیان یکہ [illegible] ہے اور ضلع گورداسپور میں ننگر گڑھ لائن کے سوا دوسری یکہ لائن بجز قادیان کے اور کوئی نہیں ہے اس سے قادیان کی اہمیت کا پتہ لگ سکتا ہے - بہرحال اس سڑک کو ضرور پختہ کیا جاوے اور اسکے کنارے سایہ دار درخت لگائے جاویں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر اپنے فرض منصب سمجھیں گے اور ایسی حالت میں جبکہ گورنمنٹ نے ایک خاص اور کثیر رقم ڈسٹرکٹ بورڈوں کو سڑکوں کی درستی کے لیے عطا فرمائی ہے - گورداسپور کا ڈسٹرکٹ بورڈ اس سڑک کی اہمیت کو فراموش نہ کریگا - اور اگر اسے زیادہ ضرورت ہے تو وہ تحصیلدار صاحب بٹالہ سے تصدیق کر سکتے ہیں کہ کسقدر کثرت سے آمد و رفت ہے -

[illegible] اسکو اس وقت تک

[illegible] ہوئے

[illegible] بورڈ کا [illegible]

[illegible] کے ذمہ دار ممبر اس سوال پر بہت [illegible] فرما دیں گے ۔

تازہ الہامات

[illegible]

[illegible]

اجیبت دعوتک - ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون - بارک اللہ فی الہامک و وحیک و رؤیاک - کتبت لک رحمۃ فی الدنیا والاخرۃ - نزید فی رحمتک و صدقک و وفاءک رای نزید برکات کل مکذب [illegible] یا ایہا العزیز مسنا و اہلنا الضر وجئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل و تصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین - ما انا الا کالقرآن - و سیظہر علی یدی ما ظہر من الفرقان -

اور خواب میں دیکھا کہ "میں ایک فراخ اور خوبصورت اور چمکدار چوغہ پہنے ہوئے چند آدمیوں کے ساتھ ایک طرف جا رہا ہوں اور وہ میرے پیروں تک لٹک رہا ہے اور چمک کی شعاعیں اس میں سے نکل رہی ہیں - اور یہ بھی الہام ہوا - **خدا اُس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا** (نہ معلوم کس کے حق میں ہے) اور دیکھا کہ ایک بھونچال آیا کچھ دہشت ناک معلوم ہوا اور ہم چھت کے نیچے سے باہر آگئے اور مبارک میرے ساتھ تھا اور خفیف خفیف بارش کے قطرے خوشنما برس رہے تھے - ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء

بروز دوشنبہ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو نیا ڈیلیا | ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے متعلق لاہور کے دہریہ اخبار نے ایک نوٹ لکھا ہے جو اس قابل ہے کہ الحکم کے ناظرین اسے ضرور پڑھیں دہریہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کو چونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار ہے اسلئے اس نے ایک موقع پر اس کے الہام پر اعتراض کیا ہے اسوقت میں اس اعتراض ... کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسلئے کہ وہ ... دہریہ اس کو اپنا لیڈر اور رہنما سمجھتا ہے ... وقت میں نہ صرف خدا تعالیٰ کی ہستی ... الہام کا مدعی تھا۔ اور اسوقت اس نے ... کو خوب حل کر لیا ہوگا تاہم ڈاکٹر صاحب کے متعلق اسکی رائے قابل غور ضرور ہے۔ اور وہ یہ ہے ... غلام احمد صاحب کا ایک باغی شاگرد ہمارے پاس قادیان سے ایک اشتہار بغرض اشاعت آیا ہے کہ جسمیں مرزا صاحب نے اپنے ایک باغی شاگرد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں ... ذکر کر کے ... جو نہیں الزامات لگائے ہیں ... اشارہ دیکھ ... کہ خدا کیطرف سے مرزا صاحب کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس شخص کو جلد ہی اس نالائق حرکت کے سبب خوار ہونا پڑیگا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد مذکور نے بھی مرزا صاحب کی نسبت ایک اسی قسم کا الہام شائع کیا ہے لیکن ہمیں اس الہامی مقابلہ سے تو کچھ غرض نہیں ہے کیونکہ ... کوئی شئے ہے۔ اور اگر لوگوں کی رہبری کیلئے کچھ بتانا مقصود ہے تو کسی ہمیں اپنا دلی منشا بتانا نہیں کیوں عار ہونی چاہیئے لیکن ہمیں اس بات پر خر ور تعجب ہے کہ جب ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا بیان ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کے قریباً بیس سال تک شاگرد رہے۔ اور اس عرصہ میں ہمیشہ وہ انہیں نیک اور پارسا آدمی تصور کرتے رہے تو اب انکا یہ بیان کسطرح وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے لائق ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب موصوف نہ صرف اب خراب آدمی بنگئے ہیں۔ بلکہ قریباً اس سارے عرصہ میں بھی وہ ایک دہوکہ باز شخص رہے ہیں۔ کیا ڈاکٹر عبدالحکیم کا یہ بیان ظاہر نہیں کرتا کہ یا تو اس کے اخلاقی حواس اسقدر کمزور ہیں۔ کہ وہ اتنے عرصہ میں مرزا صاحب سے بخوبی واقفیت رکھکر بھی جان نہ سکا کہ آیا وہ راستباز اور ... یا اس کے برخلاف ... اب ایسے شخص کی بات کا کیوں اعتبار کرنا چاہیئے اور دوسرے اگر وہ پہلے بھی انہیں خراب ہی جانتا تھا۔ مگر پھر بھی سالہا سال تک انکا ساتھ دیتا رہا اور اب کسی ... حالات بتانے کیلئے تیار ہو بیٹھے تب بھی وہ خود ... دیانتدار شخص ... ثابت نہیں ہوتا یہ تو ہم سمجھ سکتے ہیں ... کسی ... کی کسی نئی کارروائی یا بات کو اسکا کوئی ... ناپسند کرے اس سے کنارہ کر جائے۔ لیکن جو باغی شاگرد یہ بتانے آتا ہے کہ ... دکھلانے کا ... تو ... ۔

کسطرح کملایہ معقول کہے کہ میں بھی ویساہی مکار اور دہوکہ باز تھا۔ اور اس نے اسکا ساتھ دیتا رہا مگر اب میں دیانتدار ہوگیا ہوں اور اسلئے اسکی دہوکہ بازی کو ظاہر کرتا ہوں۔ تب تک ایسی باتیں اس قابل ظاہر نہیں کرتا کہ اسے کچھ توجہ دینے کے لائق بھی تصور کیا جاوے گو تب بھی ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا جس شخص نے بیس برس تک بقول خود دہوکہ باز کا ساتھ دیا ہے۔ وہ اب بھی کیونکر راستباز بن گیا ہے۔

شیطانی الہام ہونے لگے

۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء کی الحکم میں میں نے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے الہام انک لمن المرسلین پر ایک تنقیدی نوٹ لکھا تھا۔ جسکا جواب ڈاکٹر مذکور نے روزگار میں چھپوایا ہے اور اس کے چند فقرے یہ ہیں۔

"کیا ہی سچ ہے کہ دجّال کانا ہوگا خدا کا نا نہیں بھیا ئی اور دہوکہ دہی بھی ان دجالیوں پر ختم ہے خود فضیحت دیگراں را نصیحت بھی انہیں پر ختم ہے"

یہ تمہید ہے اس جواب کی جو میرے اعتراض کا دیا گیا ہے اور یہ لکھی ہے اس شخص نے جو کہتا ہے مجھے الہام ہوا انک لمن المرسلین یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو صاحب خلق عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خلق کا نمونہ دکھانا چاہتا ہے یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو حضرت مسیح موعود اور آپ کے خدام پر فحش گوئی کا الزام لگاتا ہے۔ یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو قرآن کریم کی عملی روح مسلمانوں میں پہونکنے کا مدعی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلا سے کوئی ادا انکی بدنما ہو جائے
کسیطرح سے تو مٹ جائے حوصلہ دل کا

ڈاکٹر صاحب! میں نہایت ادب سے بفحوائے عطائے تو بلقائے تو آپ ہی کا ہمزبان ہو کر کہتا ہوں "کیا ہی سچ ہے دجّال کانا ہوگا خدا کا نا نہیں بھیا ئی اور دہوکہ دہی بھی ان دجالیوں پر ختم ہے خود فضیحت دیگراں را نصیحت بھی انہیں پر ختم ہے" غور سے ملاحظہ فرمایئے یہ کس کے حالات کا آئینہ ہے یہ تو آپ تسلیم کریں گے کہ یہ صفات شیطان کی ہیں۔ ویسے آپ ... غور کریں کہ آپ ملہم نے جواب میں صاف تسلیم کر لیا ہے کہ

"میں ہرگز خیال نہیں کرتا کہ میں نبی یا رسول ہوں یا میرے خواب والہام نفسانی اور شیطانی آمیزشوں سے پاک ہیں۔

اگر میرے کسی خواب یا الہام یا اپنے الفاظ سے خلاف قرآن یا حدیث کا اشتباہ ہو تو ہر مسلمان کا حق ہے کہ انکا منشا سمجھ تاویل کرے اور اگر اصل ... تو اسکو ... شیطانی سمجھے"

جبکہ آپ اپنے الہامات اور خوابات کو شیطانی آمیزش سے پاک قرار نہیں دیتے۔ تو کیا آپ ہی کے الفاظ آپ پر چسپاں نہیں ہوتے کہ

"کچھ عرصہ کے لئے شیطان آپ پر مسلط ہو گیا ہے کیونکہ ہر الہام جو قرآن کے خلاف ہو شیطانی ہے اور قرآنی ارشاد ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین"

اس صورت میں وہ تمام گالیاں جو ہمیں دی ہیں آپ کی جانب حق دار اور موضوع صحیح آپ ہوئے یا کوئی اور میں آپ کی گالیوں کا جواب دینا نہیں چاہتا اسلئے کہ یہ بکی اور صحیح بات ہے اگر کتا کسی کو کاٹے تو کوئی سلیم الفطرت انسان کتے کو دانت نہیں مار یگا لیکن میں یہ ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ آپ نے صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کو **شیطانی الہام** بھی ہوتے ہیں۔ اب پبلک خود اندازہ کریگی کہ جن الہامات کی بنا پر آپ نے خدا کے برگزیدہ رسول کا خلاف کیا ہے انپر خود آپ کو کامل یقین نہیں چہ جائیکہ وہ اوروں کے لئے حجت ہو۔ یہ ہے وہ ترقی جو آپ نے صادق کی مخالفت کیوجہ سے حاصل کی کہ **شیطانی الہام ہونے لگے**۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دیدہ عبرت کشا و قدرت حق را ببیں

ڈوئی کا انجام بد | ڈاکٹر ڈوئی کا نام الحکم کے ناظرین کو ابھی تک بھولا نہیں وہ اس یوم الفرقان کے منتظر ہیں جبکہ صادق کی صداقت اور کاذب کا کذب ظاہر ہو کر دنیا میں ایک نئی تحریک پیدا کریگا ڈوئی کے متعلق پیشگوئی کے بعد ڈوئی جن زبون حالتوں سے گذرا ہے وہ وقتاً فوقتاً ظاہر کیجاتی رہی ہیں لیکن جس حد پر ڈوئی پہنچ گیا ہے جو ان خبروں سے (جو حال میں امریکہ کے اخباروں کے ذریعہ پہونچی ہیں) معلوم ہو جائیگا چنانچہ تازہ ڈاک امریکہ میں خبر آئی ہے کہ ڈوئی کا مقدمہ والی واہ کیساتھ ہنوز چل رہا ہے۔ ڈوئی کے مرتد مریدوں نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ڈوئی مجنون ہے مگر وہ جنون ایک خاص امر میں ہے جسکو انگریزی میں مانو مینیا کہتے ہیں۔ ایک مشہور ڈاکٹر جو دماغی تحقیقات کے علم کا فاضل ہے اس شہادت کے واسطے عدالت میں طلب کیا گیا تھا۔ اس ڈاکٹر کی شہادت ... یہ ہے کہ ڈوئی کا دماغ درست نہیں رہا اور وہ مرض مانو مینیا میں گرفتار ہے۔ ڈاکٹر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ چونکہ یہ جنون ایک خاص بات میں ہے۔ اسواسطے ممکن ہے کہ ایسے جنون کا گرفتار کوئی بڑا کام بھی کرے اور کسی بڑے محکمہ کے انتظام کو پورا کر دکھائے لیکن باوجود اس کے ہر وقت یہی خطرہ رہتا ہے کہ وہ کسی وقت کوئی کام ایسا کرے جس سے یہ سارا کاروبار سخت نقصان اٹھائے اور خطرے میں پڑ جائے۔ جج نے اس شہادت کے سننے کے بعد کہا کہ کم از کم یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ ڈوئی اس قابل نہیں کہ اتنے بڑے شہر اور اس کے کارخانوں کا انتظام اس کے ماتحت رکھا جائے۔ لیکن برخلاف اس کے والی واہ بھی اس امر کا جائز حقدار نہیں کہ تمام کاروبار اس کے سپرد کر دیا جائے اس واسطے جب تک آخری فیصلہ نہو جائے یہ جائداد ایک ثالث کے قبضہ میں رہنی چاہیئے جو کہ سرکار کی طرف سے مقرر کیا جائے چنانچہ ایک آدمی فوراً مقرر کیا گیا۔ اور مقدمہ کی تاریخ ڈالی گئی لیکن ڈوئی کی درخواست پر کہ میں اتنی مدت سے اس کارخانہ کے کام پر مصروف رہا ہوں اس کا معاوضہ مجھے ملنا چاہیئے عدالت نے فیصلہ کیا کہ بیشک وہ حقدار ہے کہ اسے کچھ ملے لیکن تا حال یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ کیا ملے۔

اس کے بعد ۶ اگست ۱۹۰۶ء کے اخباروں میں یہ بات شائع ہوئی کہ ڈوئی زینہ سے گر کر نیچے آ پڑا ہے اور اس کی حالت بہت نازک ہے۔ جب سے اسپر فالج گرا ہے وہ خود اپنے زور سے چل پھر نہیں سکتا اسواسطے ایک آرام کرسی پر لٹا کر اس کو نوکر اٹھا کر ادہر ادہر لیجایا کرتے ہیں۔ اس نے ایک بڑا وعظ کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ اور اس وعظ کے واسطے ملازم اسے آرام کرسی پر اٹھا کر نیچے لا رہے تھے کہ ایک ملازم کا پاؤں زینہ پر سے پھسل گیا اور وہ معہ کرسی گر پڑا اور ڈوئی کرسی سے گر کر لڑھکتا ہوا نیچے فرش پر جا پڑا اور بالکل بیہوش ہو گیا۔ وہ لیکچر موقوف کیا گیا۔ اور اس خبر کو ہر طرح سے چھپانے کی سعی کی گئی۔ سنا گیا ہے کہ ڈوئی کی بیوی ان حادثوں سے صدمہ زدہ ہو کر مفقود الحواس ہو گئی ہے اور اس نے واہی تباہی بکنا شروع کیا ہے۔

دیکھو کاذب کا انجام کیسا برا ہے۔ ڈوئی کا دعوےٰ تھا کہ میں خداوند یسوع کا فرستادہ رسول ہوں اور تھوڑے دنوں میں اسکا سلسلہ چمک اٹھا تھا۔ لیکن اب رسول کی رسالت اور اس کے خداوند کی خدائی کی حقیقت خوب کھل رہی ہے۔

وصیت

نصل ذیل وصیت سکرٹری صاحب
انجمن اشاعة اسلام نے برائے اشاعت بھیجی
ہے - بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱ - میں مسمی فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی ساکن سرادہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ کا ہوں - بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور اپنے قلم سے لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو

۲ - میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں

۳ - میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے - تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اُن ہدایات کو جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط کا بھی پابند رہوں گا - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیانی کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی - یا آئندہ شائع ہوں گی میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے مرنے کے بعد اُن تمام ہدایات ضابطہ قواعد شرائط مشترہ انجمن مذکورہ کے متعلق وصیت ہذا میں پابند رہیں گے

۴ - میری جائداد جو کھیوٹ نمبر ۲۶ الاعث بیگہ اراضی نہری جمعی ... واقع موضع سرادہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ میں نصف سے قدرے زاید ہے - جس پر وقت تک میرا مالکانہ قبضہ ہے اور میرے اور میرے حصہ میں سے دوسرے کو مداخلت نہیں اور اس وقت تک ہر طرح کی بار کفالت سے بری ہے میں آج کی تاریخ اس جائداد کے جملہ جگہوں کا حصہ اپنی کو معہ جملہ حقوق کے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائداد اس وقت جسکی قیمت عام خرید فروخت کے شرح سے مبلغ ... روپیہ کی ہے اور میری جو دوسری جائداد ہے یہ وصیت کردہ جائداد ان کا دسواں حصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی احکاموں کو قبول کرکے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری مرنے کے بعد انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے - انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد میری اس جائداد کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کر لیں یا فروخت نہ کرے - تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھاکر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہوگی - میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو - یا غیر احمدی - میری وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا - اگر میری وصیت کردہ کی قیمت بڑھ جاوے - تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی

۵ - میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں - تو اس میں بھی بقدر دسواں حصہ کے صدر انجمن مقبرہ بہشتی کے نام وصیت سمجھی جاوے گی اور اس وقت دو مکان پختہ و خام رہائشی جو قصبہ سرادہ ضلع میرٹھ میں واقع ہیں کرایہ پر آباد کرائے جاویں گے - دیہات میں رسم نہیں کرایہ پر کوئی آباد نہیں - اور کسی معقول قیمت کو فروخت ہوتا ہے - اس اپنی پس ماندگان کو جو حسب ذیل ہیں ان کی رہائش کے واسطے مستثنےٰ کرتا ہوں ان ہر دو مکان کا کوئی حصہ اس وصیت ہذا میں درج نہیں ہے - فرزند - دختر - زوجہ - اس کے سوا جو اور جائداد میں پیدا کروں - جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ مابین نمبر ۴ وصیت ہذا میں کیا ہے - ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا

۶ - میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں - تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں - یا آئندہ شائع ہوں دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

۷ - میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں انکی متکفل میری یہ جائداد کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ کیا ہے - ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کروں گا جس کا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے میں کرادوں گا - اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی آمدنی سے الگ نہ کر سکوں اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوگی تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی - ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گی اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور خاص ضرورت شرعی سمجھیں گے

۸ - یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے - اور اگر حالات آئندہ کے باعث جس کا مجھکو اس وقت علم نہیں ہے - میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں - میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جاوے - البتہ امانت کے طور پر کہیں اور دفن کی جا سکتی ہے -

(۹) - یہ کہ اگر جب فقرہ نمبر ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کرا چکا ہوں گا - یا میری جائداد متروکہ وصول ہوئے ہیں - اس کو بھی وصول کرنے کا ... حق ... میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن کا ہوگا

العبد

فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی ساکن قصبہ سرادہ ضلع میرٹھ بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد | گواہ شد
عبد الرحمن ولد شیخ ... | عبد السمیع ولد عبد الرحمن
قوم شیخ ساکن سرادہ | شیخ ساکن سرادہ
ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ | ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ

حکیم غلام نبی صاحب جواب دیں؟

دہرم پرچارک میں مندرجہ عنوان کے اشتہار طبیب نے ایک اشتہار دیا ہے کہ وہ کوئی باورچی تلاش کرنا چاہتے ہیں جو صرف سبزی پکا سکے مت دہرم پرچارک میں انکا اشتہار دینا دوسرے الفاظ میں یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ کسی مہاتما رسوئیے کی تلاش میں ہیں میں نے انکا اشتہار پڑھ کر یہی نتیجہ نکالا تھا کہ یہ بھی ایک اشتہاری نسخہ ہی اور اسطرح وہ ہندو کمیونٹی او خصوصاً گاس خوروں میں کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن جب آریہ اخبارات میں یہ سوال مذہبی پہلو پر اٹھ گیا ہے تو میرا اور دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حکیم غلام نبی صاحب کو اپنی پوزیشن صاف کرنے پر مجبور کریں یہاں نامناسب نہ ہوگا اگر آریہ اخبار پرکاش کا وہ نوٹ درج کر دیا جاوے جو اسے ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے

گوشت خوری کے دلدادہ یہ سنکر بحر حیرت میں غرق ہو جائینگے کہ لاہور کے مشہور حکیم و ڈاکٹر غلام نبی زبدة الحکما نے گوشت خوری ترک کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ڈاکٹر صاحب ایک مشہور مسلمان ہیں اور ان کا گوشت ترک کر دینا بہ معنی ہیں کہ انکا مذہب ان کو ایسا کرنے سے منع نہیں کرتا ہاں مگر کرتا ہے جیسا کہ عام مسلمانوں کا رویہ ظاہر کر رہا ہے تو ایک اعلیٰ اصول کی پیروی کرنے میں اس کی پرواہ کرنا وہ مناسب نہیں سمجھتے لیکن حکیم صاحب کا گوشت ترک کرنا صرف اسی وجہ سے قابل ذکر نہیں کہ وہ مسلمان ہیں بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ وہ حکیم اور ڈاکٹر ہیں حکیم صاحب کو ترک گوشت کیلئے کسی چیز نے اگر مجبور کیا ہے - تو وہ محض علم طب ہی ہے کہاں ہیں وہ لوگ جو کہ محض طبی و عقلی دلائل جواز گوشت خوری کے لئے پیش کیا کرتے ہیں اور اپنے زبان کے چسکے کی پاپ آلودہ فعل کو ان الفاظ کی پردہ میں چھپانے کی فضول کوشش کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے گوشت کھانے کا حکم دے رکھا ہے ⁂

اس نوٹ میں نہ صرف حکیم غلام نبی صاحب کی مذہبی حالت پر بلکہ انکی طبی قابلیت پر بھی حملہ کیا گیا ہے وہ حکیم جو آتشک مار اللحم کے اشتہار دیتا - ہاتھ بڑا رہا ہے بیچتا رہا - اور انکی اب بھی ۱۹۰۶ء کی تقویم میں یہ اشتہار موجود ہے - وہ کیونکر گوشت خوری کو مذہبی حیثیت یا طبی پہلو سے ترک کر سکتے ہیں وہ نہ کیا آج تک وہ ہم سال سے جو اسے طیار کرنا بتاتے ہیں اور ہر سال ایک لاکھ بوتل کی بکری ظاہر کرتے ہیں - لوگوں کی صحت اور مال و دولت کو لوٹتے رہے

ایڈیٹران اخبار کے نام کھلی چٹھی

مسلمانو! خبردار رہو

اخبار نویس اس زمانہ میں قوم اور ملک کی اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ سمجھے گئے ہیں اور فی الحقیقت اگر یہ لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اصلاح قوم و ملک کو اپنا مقصد قرار دیکر کام کریں۔ تو افراد انسانی میں ایک واجب العزت فرقہ ہو سکتا [illegible] ایسے بہت ہی تھوڑے ہیں یا یہ کہو کہ قریباً نہیں ہیں۔

آئے دن بعض اخبار نویسوں کے شرمناک حالات پبلک کے سامنے آتے ہیں مگر پبلک کا مذاق کچھ ایسا بگڑ گیا ہے کہ وہ ان حالات [illegible] اظہار نہیں کرتی اور میری اپنی رائے میں دوسرے اخبار نویس ہی اس کام میں پبلک کو مدد نہیں دیتے بلکہ یکے دزد باشد و گر پردہ دار

اگر اخبار نویس خود اپنی اصلاح اور فلاح کا بھی خیال رکھیں اور ایسے شخص کو جو اس پیشہ کو کسی پہلو سے بدنام کرنیوالا ہو حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ تو پبلک خود بخود ان مضرتوں سے بچ سکتی ہے جو اس کے خیالات یا طرز عمل سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ میں اس وقت خصوصیت سے مسلمان اخبار نویسوں کو ایک اہم اور ضروری امر پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں اگر انہوں نے اس معاملہ میں میرا ساتھ دیا اور محض اس وجہ سے کہ احمدی اخبار نویس ایک بات پیش کرتا ہے۔ اس کو رد نہ کر دیا۔ تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو ایک خطرناک صدمہ سے بچا لیں گے جو ان کی عدم توجہی کی صورت میں پیدا ہوگا اس لئے کہ یہ خطرہ ایک شخص کی طرف سے ہے جس کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھ بیٹھے ہیں اور جس نے یہ خیال بعض نیک تحریکوں کی بنا پر پیدا کرنا چاہا ہے لیکن میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ اگر اس سیلاب کفر کا بھی انسداد نہ کیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ خطرناک اور مہلک ہوگا۔

میں اس معمہ کو اب حل کر دینا چاہتا ہوں اور زیادہ دیر تک اپنے ناظرین کو اضطراب میں رکھنا پسند نہیں کرتا۔ یہ قومی غدار اور اسلامی دشمن مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن ہیں اور چونکہ وہ مولوی مشہور ہے اور اب تو مفسر بھی بن رہا ہے۔ اس لئے اس کے حرکات اور افعال کا اثر مسلمان پبلک پر پڑتا ہے۔ وہ مخفی نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مولوی انشاء اللہ خان کی مخالفت محض اس وجہ سے شروع نہیں کی جاتی کہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ بلکہ محض خدا کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عزت و جلال کے لئے اور مسلمانوں کو اس صدمہ سے بچانے کے لئے جو اس شخص کے ذریعہ پہنچنے کو ہے اور آپ سب میرے ساتھ متفق ہوں گے۔ جب اس کی کرتوت پر آپ کو اطلاع ملیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر فدا ہو جانیوالو! اور سرور عالم کو صاحب خلق عظیم اور انسان کامل یقین کرنیوالو! کیا تم جانتے ہو کہ میور صاحب ایک سخت متعصب پادری مشن مصنف تھے۔ اور اس نے لائف آف محمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مطہر سیرت پر گندے سے گندے اور ناپاک سے ناپاک اعتراض کئے ہیں۔ میں نہیں جانتا ہوں مسلمانوں کا تعلیم یافتہ گروہ اور یا درہے کہ مذہبی مناظرہ کا واقفکار طبقہ علماء اس سے خوب واقف ہے کہ اسلام کے خلاف جیسی خطرناک اور زہریلی تحریر میور کی ہے شاید اور غور میں کی بھی نہیں ہے میں یقین نہیں کرتا۔ کہ کوئی مسلمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلی عقیدت اور محبت رکھتا ہے اس کتاب کو دیکھنا بھی گوارا کرے ایسا ہی اس نے ایک کتاب عیسائیوں کے لئے بطور رہنما اور رہبر کے لکھی ہے جس میں اس نے مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کے اصول اور ڈھنگ سکھائے [illegible] اور اعتراض بتائے ہیں۔

غرض اس نے جسقدر تالیفات اسلام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہیں ان کی غرض اور غایت اسلام کی مخالفت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کرنا ہے۔

اسی طرح پر ایک پادری تسڈل ہیں جنہوں نے ینابیع الاسلام جیسی زہریلی اور کفر سے بھری ہوئی کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ اور [illegible] انگریزی میں ترجمہ [illegible] کتابیں جو اسلام کی جانستان دشمن ہیں اور جن کو پادری لوگ مفت تقسیم کرتے اور نہایت سستے اڈیشن طبع کر کے فروخت کرتے ہیں۔ اب مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] کہلا کر اور مسلمانوں کا خیر خواہ بن کر ان کتابوں کی اشاعت اور فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آہ! اسلام کے لئے کیسا دردناک منظر سامنے ہے۔ کہ ایک شخص جو مسلمان کہلاتا اسلام کا حامی بنتا ہے وہ گندی چیزوں کے ساتھ مسلمانوں [illegible] اسلام کو تخریب و نیست نابود کرنا چاہتا ہے مسلمانوں کی غیرت اور حمیت کا کیا ہی تقاضا ہے کہ وہ اس کے اخبار کے ہزاروں پرچے مفت تقسیم کریں اور علماء و طلباء میں اس کی اشاعت کر کے [illegible] مسلمانوں کی بے حمیتی اور عدم واقفیت کا کیا ثبوت ہوگا اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ تو میں یقین نہیں کرتا کہ وہ ایسی کتابوں کے بیچنے والے کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے اور اس کے لئے متفقہ حقارت کا ووٹ پاس نہ کرتا مگر یہ کام تھا مسلمان اخبار نویسوں کا جن کے معلومات وسیع ہونے چاہئیں۔ انہوں نے اس طرف سے چشم پوشی کی [illegible] انتظار کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ اس طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے قلم اٹھایا جاوے۔ اور اب مسلمان اخبار نویسوں کو اس طرف متوجہ کیا جاوے کہ وہ [illegible] کے بد اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے سعی کریں۔

میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] ان کتابوں کے بیچنے سے پادریوں اور کفر کو مدد دیتے [illegible] گاڑھے پسینہ کی کمائی کو بھی [illegible] ان کی جیبوں سے کفریات کی اشاعت [illegible] مگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] احسان کرتے ہیں۔ ینابیع الاسلام کی [illegible] لیکن مولوی انشاء اللہ خان صاحب [illegible] کہ ان کتابوں کو پڑھ کر اسلام سے بدظن ہوں [illegible] مسلمان [illegible] دیکھنا بھی نہیں چاہتا مگر وہ فروخت کرتے ہیں اور [illegible] مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے اجتناب کریں اور اس کے اخبار کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں [illegible]

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

تلک اذاً قسمۃ ضیزی

اختلاف رائے اگر نیک نیتی اور حق جوئی کی غرض سے ہو اور محض اور تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو وہ اختلاف مبارک اور نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ لیکن جب اختلاف کی بنیاد عداوت اور بغض ہو تو وہ اختلاف قوم اور ملک کے لئے کبھی مفید اور مبارک نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود کے ساتھ جو مخالفت علماء اسلام (اگر انہیں علماء کہا جاوے) کرتے ہیں۔ وہ ایک لمبی دوڑ اور تجربہ کے بعد ثابت ہو گئی ہے۔ کہ تلک اذاً قسمۃ ضیزی کے ماتحت ہے۔ میں اس کا نہایت ہی مختصر نمونہ مولوی ثناء اللہ کی تحریر میں دکھانا چاہتا ہوں اس نے اپنے ۷ ستمبر کے اخبار میں غلام قادر امرتسری کے حضرت مسیح موعود کے خلاف دو الہام شائع کئے ہیں پہلے الہام میں ظاہر کیا ہے کہ کسی علاقہ میں ان کے مریدوں کا کم از کم ¼ حصہ پھر جائیگا۔ اور دوسرا الہام یہ شائع کیا ہے کہ تین ماہ کے اندر مرزا صاحب ایک خوفناک بیماری اور ہر رنگ میں مبتلا ہوں گے اور آنکھوں کا نور کم ہو جائے گا۔

ان الہامات کو شائع کر کے مولوی فاضل صاحب نوٹ دیتے ہیں سر دست ان الہاموں کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے بجز اس کے کہ ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ "ان الحقیقۃ" یہ رائے قابل قدر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود کے الہامات پر بھی اسی طرز سے کبھی ریمارک کیا؟ ہرگز نہیں تلک اذاً قسمۃ ضیزی۔ اسی اخبار میں اس سے پہلے ڈاکٹر عبد الحکیم خان والی پیش گوئی پر ریمارک کیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس کو تمام و کمال درج کیا جاتا اور اس کے آخر میں بھی کوئی نوٹ ہوتا۔ مگر نہیں اس پیشگوئی کا نہایت ہی مختصر خلاصہ جس میں اصل پیشگوئی کو بالکل نہیں چھوڑا درج کر کے نکتہ چینی شروع کر دی ہے اور رسالہ پیشگوئی کا حوالہ دے کر جو چاہا لکھا۔ کاش ! اس عقل کے اندھے کو اتنا ہی معلوم ہوتا کہ یہ پیشگوئی اس لئے نہیں کی گئی کہ اس سے پہلے آپ کی صداقت ظاہر نہیں ہو چکی۔ کیا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں ایک ہی نشان دکھایا تھا۔ اگر ایک سے زیادہ اور فی الحقیقت کثیر التعداد دکھائے تھے تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ پہلے نشان نشان نہ تھے؟ فاضل صاحب! نشانات کو ظہور واقعات پیش آمدہ کی بنا پر ہوا کرتا ہے اور ہر نشان مامور کی صداقت کو واضح کیا کرتا ہے۔ اسی طرح پر یہ نشان ہے ڈاکٹر نے خود لکھ دیا ہے۔ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہوگا۔ اب زمانہ دیکھیگا جو ظاہر ہوگا۔ اگر تقوےٰ اور خدا ترسی تیرے مزاج اور فطرت میں ہوتی تو تو انتظار کرتا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھتا!! مگر جب حالت یہ ہو

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

تو ایسی امید ہو تو کیونکر! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جاپان میں اسلام

اس عنوان سے پیسہ اخبار نے مندرجہ ذیل نوٹ کو نقل کیا ہے۔

پیرس کا نہایت معتبر روزانہ اخبار "پاٹری" اپنی ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں زیر عنوان "کیا جاپان اپنا مذہب بدلیگا" کے برلن کی حسب ذیل درج کرتا ہے۔

(برلن - ۱۶ جولائی - از مقام ٹوکیو)

کانفرنس تحقیق مذاہب کا اجلاس ہونے کے بعد جو بحکم شہنشاہ جاپان جلالت مآب میکاڈو کے ٹوکیو میں قائم ہوئی ہے رواج اسلام کا مسئلہ فوق العادت ترقی کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ مذاہب عالم کی چھان بین کر کے تحقیق طور پر یہ رائے قایم کریں۔ کہ بعد میں جاپان کا سرکاری مذہب کیا ہونا چاہیئے اور قرینہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کانفرنس کا فیصلہ مذہب اسلام کے رائج ہونے کا ہوگا۔

تقریباً ایک سے بیس سال پیشتر اہل جاپان خفیہ اور علانیہ کوششوں کو استعمال میں لا کر مسلمانوں [illegible] قرون کا دل اپنی جانب مائل کر رہے ہیں اور بلحاظ سر اس جد و جہد کی غرض اس کے اور کوئی غرض نہیں ہو سکتی۔ کہ اسلام کو جاپان کا سرکاری مذہب بننے کے اسباب و سامان مہیا کئے جاویں۔ دولت جاپان کے اس اقدام کا ایک اہم نتیجہ تو یہ ہوگا۔ کہ وہ ایک بارگی چالیس ملین چینی مسلمانوں کا دل اپنی جانب کھینچ لے گی اور ان کو حقوق و امتیازات میں بت پرست چینی قوم کا ہمسر بنا دیگی۔ اور یہ معاملہ زرد خطرہ کا ایک نیا اور خالص ثبوت ہے۔

اس خیال نے واقعیت کی صورت اختیار کر لی۔ تو مذہب اسلام کی خلاف عادت ترقی قابل دید ہوگی۔ اور وہ جاپان کے ہاتھ میں پہنچکر ایک سب سے صد بیش قیمت آلہ بن جائیگا جس کے ذریعہ سے وہ مشرق بعیدہ کو اپنی سطوت و جبروت کے سامنے سرنگوں کریگا۔

آریہ سماج کی موت

آریہ سماج کی موت کے متعلق ۱۹۰۳ء میں ایک پیشگوئی کی گئی تھی کہ ایک صدی نہ گزرے گی۔ جب اس مذہب پر موت وارد ہوگی اور یہ پیشگوئی عام طور پر شائع کی گئی تھی انہیں ایام میں پنڈت رام بھجدت نے جو ان دنوں آریہ پرتی ندھی سبھا کے پردھان (صدر مجلس) تھے بڑے زور و شور سے اس کی تردید کی تھی اور کہا تھا کہ یہ غلط ہے اور یوں ہے اور یوں ہے وہ لوگ جو قادیان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر موجود تھے اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔ اس پر ابھی تین سال ہی گزرے ہیں کہ آریہ سماج کی موت کی پیشگوئی کو عملی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ قطع نظر اس مضمون کے جو اگست ۱۹۰۶ء کے رسالہ اندر میں دہرم پال نے آریہ سماج کی موت پر لکھا ہے۔ خود پنڈت رام بھجدت صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ سو سال کے اندر آریہ سماج نیست و نابود ہو جائیگا چنانچہ پرکاش مورخہ ۱۱ ستمبر میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مسٹر رام بھجدت نے ہندو سبھا کی قائمی کی ضرورت کی ایک وجہ یہ بتلائی۔ کہ موجودہ آریہ سماج کبھی بھی سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ نیست و نابود ہو جائیگا۔ اس لئے ہندو قوم کو اٹھانے کی ضرورت ہے۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ سچائی ہی کی فتح ہوتی ہے وہی پنڈت رام بھجدت جو قادیان کے مقام پر قادیان ہی اس پیشگوئی کو پڑھ کر اس کی تردید کرتا تھا۔ آج خود ہی اس کی تائید کرتا ہے اور اس پر زور دیتا ہے اور عملی صورت میں اس کے بطلان اس کرے جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اعجاز اور کرامت کیا ہوگی۔

بیا بنگر ز غلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آریہ سماج ناچ کی تعلیم دیگا؟

مہاتما منشی رام جی کی جو رائے ہوتی ہے وہ علی العموم مضحکہ خیز ہی ہوتی ہے گذشتہ اشاعت میں ایک نوٹ میں ہم نے ان کی غیرت و حمیت کے اظہار کے لئے لکھا تھا آج اسی قبیل کا اور رائے اور نوٹ لکھنا پڑا ہے ۷ ستمبر کے پرچارک میں "مہذب ڈنکا سے کا دیوتا ہے" کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے جس میں ظاہر کیا ہے۔ کہ بت پرستی کے دشمن وید دار عیسائی مورتیاں بنا کر پوجتے ہیں۔ پھر آگے چل کر آپ کہتے ہیں۔ کہ ایک امریکن لڑکی نے راجہ ہاروانی کا ناچ سیکھا ہے جس سے وہ لاکھوں پیدا کر رہی ہے۔ اس پر آپ فرماتے ہیں۔ ناچنا ہنر تو اچھا ہے لیکن شعیف الاعتقادی میں ڈوبے ہوئے کر اور ڈوبنے کی کوشش امریکہ کے مہذب ملک باشندوں کے شایاں نہیں۔

مہاتما منشی رام نے ناچ کی جو تعریف کی ہے وہ کسی غیور اور باحیا دل سے نکلی نسل معلوم ہوتی ہے۔ ناچ کو اس میں بالاتفاق سوسائٹی کے لئے خطرناک تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اگر یہ عمدہ ہنر ہے۔ تو مہاتما منشی رام جو اپنے قول کو عملی رنگ میں لانے کی سعی کیا کرتے ہیں۔ اس ہنر سے ضرور اپنی بیری اور پتنی کو مستفید کریں گے۔ اور پھر انہیں پبلک میں اپنے تجربے پیش کرنے کے قابل بنا سکیں گے۔ یہ ہنر کسی اور پیوت تو شاید مفید نہ ہو۔ ہاں اس مذہب کی اشاعت اور ترقی کا ذریعہ بن سکے۔ ... جو پہلے ہی نیوگ جیسی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ نیوگ کی اشاعت اور ترویج کے لئے ناچنا زیادہ مفید ہوگا! افسوس ان لوگوں کی حالت کہاں تک گر گئی ہے اور اس پر اصلاح کے مدعی ہیں۔

دہرم پال اور آریہ سماج

دہرم پال اور آریہ سماج میں غضب یعزب کی کشمکش پیدا ہو گئی ہے۔ پرکاش نے خوب لکھا ہے کہ مسٹر دہرم پال آجکل سماج کے ظرافت آمیز ریویو میں مصروف ہیں۔ آپ چونکہ برہم چاری تھے سنسکرت اور وید کے مطالعہ کے بجائے ... کرتے لیکن آپ کے دل میں شاستر ... کی بجائے سماج کو سبق پڑھانے کا شوق پیدا ہو کر اس لئے آخر میں لکھا ہے۔ آجکل آریہ سماج ... یہاں ستی کا میل ہو گیا ہے۔ جو ناتجربہ کار نوجوان اٹھتا ہے وہ اس کی اصلاح کسی شخص کو خوش کرنے کی غرض

سان فرانسسکو کی تباہی اور قرآنی صداقت کی گواہی

جب سے نبوت اور رسالت کا اللہ تعالیٰ نے سلسلہ شروع کیا ہے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ نبوت و رسالت کے مدعی کو بلاچون وچرا قبول کر لیا گیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ جب نبوت و رسالت کے مدعی ضرورت حقہ زمانہ کے لحاظ سے مبعوث ہوتے رہے تب مخالفین اور منکرین نے طرح طرح کے پہلو اونکے جھٹلانے اور تکذیب کرنے کے اختیار کرکے جہانتک نبا اونکی تردید اور تکذیب میں ناخونوں تک زور لگا کر دیکھلا دیا کہ وہ پہلے انبیاء کے منکروں اور مکذبوں سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ اگر کسی بات میں مثلاً اونکا نمبر رہا ہے تو انہوں نے اوس بات میں اپنا نمبر پورا ... کرکے ... دیکھلا دیا اور ثابت کر دیا کہ مخالفت اور انکا ... ہوتا ہے۔ مگر سنت اللہ ہمیشہ سے یوں چلی آئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام اور ارادہ کو کوئی لقاشنس سے نقاش یا خفاش سے خفاش ... رد نہیں کر سکتا اگرچہ دنیوی وجاہت کے لحاظ سے یا زبانی چالاکی کے سبب یا فخر بطور پر اپنے نام کے آگے بعض لوگ دم چھلا لگا کر اوسی سے پردۂ زنگاری میں بیٹھ کر کام لینا چاہتے ہیں اور لیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر سے کوئی کب چھپ سکتا جس وقت میں کہ وہ جہر اور خفا کا جاننے والا عالم الغیب ہوتے گے سبب سے ہے کچھ دن ہوئے کہ اخبار ے دنیا میں ایک نقاش صاحب (جنکو خفاش کہنا بیجا نہ ہوگا بلکہ حق بہ حق دار رسانید کا مصداق ہے) نے اخبار ے دنیا میں جنم لیا ہے جنہوں نے اپنے دوسرے بھائیوں کیطرح اپنے نقاشی کا ثبوت دینا یا اپنے نقاش ہونے کا سکہ یون جمانا چاہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک سلسلہ کے ساتھ ٹکر لگا دیں مگر ہم میاں نقاش صاحب سے نصیحتاً گذارش کرتے ہیں کہ اول تو وہ میرزا کے معاملہ میں قلم اوٹھانے کی لاحاصل کوشش کرکے اپنے پایۂ علمی اور نقاشی کو داغ نہ لگاوین اور اگر ایسا ہی اونکے دل میں شوق ہے یا اوسی میں اپنی نقاشی کا ثبوت دنیا کو دے سکتے ہیں تو اونکو چاہیئے کہ جو اعتراض کیا کریں یا جس بات پر نظر ڈالنے اور بحث کرنا منظور ہو اگر ... قرآن کو ... کریں یعنی قرآنی اصول ... سے ہر ایک امر پر بحث کیا کریں تا کہ ہم لوگوں پر آپ کی نقاشی کا ثبوت کامل طور پر ہو جاوے نیز یہ معلوم ہو سکے کہ دوسرے انبیاء کے ماننے میں آپ نے دہوکہ نہیں کھایا کیونکہ جس صورت میں مثلاً آپ نے ایک اعتراض کیا اور وہی اعتراض ہزاروں پر آپ جیسے دل و دماغ والے پہلے سے کر چکے ہوں تو بتلانے کہ آپ کے خوبی دماغ اور نقاشی کا ثبوت ہم کیا پڑ سکتا ہے؟

غور فرماویں کہ جناب اقدس مآب حضرت اقدس میرزا صاحب قبلہ کے مریدوں کو کہیں تو آپ نے شیران بیشہ کہٹہ حجتی بیان کیا ہے اور کہیں بہولی بھالی میرزائی جماعت بیان کرکے اپنے پردہ دری کرائے ہے اور کہیں پر لکھا ہے کہ میرزائی غیر میرزائی دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے چاہتے ہیں اب جس قدر یہ باتیں بیاں کیگئی ہیں علاوہ چھوٹا منہ بڑی بات ہونے کے ایک دوسرے سے ایسا متضاد ہیں کہ پڑھنے والے کو بے اختیار ہنسی آتی ہے کہ میاں نقاش کے نقاشی خزانہ سے کیا نکل رہا ہے۔ ہر ایک معمولی عقل و سمجھ کا آدمی بھی غور کرے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر فی الواقع میرزائی بہولی بھالی جماعت ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ بہولی بھالی جماعت **چالاکوں عیاروں** دل کے اندہوں اور گانٹھ کے پورے کو تاڑ کرکے اونکی چالاکی کا بخیہ اودھیڑ سکے اور درحقیقت میرزائی شیران بیشہ کہٹہ حجتی ہیں تو آپ کا قلم ہاتھ میں لیکر اپنے نقاشی کے جوہر دیکھلانا چہ معنے دارد؟ اجی کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ وہ شیروں کے سامنے بھیڑ ٹھہر سکے؟ پس جس صورت میں آپ قائل ہیں کہ میرزائی کہٹہ حجتی میں شیران بیشہ ہیں اور آپ قائل ہیں کہ حجت تراشی میں قادیانی دماغ کی ہمسری اونکا دماغ نہیں کر سکتا تو یہ تو وہی بات ہوئی کہ نہ آو دیکھا جاوے نہ تاؤ اور پہاڑ کے ساتھ ٹکر مار کر اپنا خون خراب کرکے خسران میں مبتلا ہو کر خلق خدا کو ہنسایا جاوے۔ پس سخت گناہ کیا اور سخت گمراہی میں مبتلا ہوئے جو قادیانی گروہ کے خلاف قلم اٹھانے کو بیٹھ گئے واہ رے نقاش شاباش! شاباش!! شاباش!!!

کیوں نہ ہو نقاشوں کو درحقیقت ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سنت اللہ سے یہ ثابت ہے کہ انبیاء سابقین کے مبارک وقتوں میں بھی ایسے ایسے وجود موجود تھے جنکا بروز یا اوتار میاں نقاش نے لیا ہے اور وہ بھی اسی طرح شور وشر مچا کر تبلیغ کا کام کرتے رہے ہیں اور ... ہے کہ جنکو موافقت کے ذریعہ خدا کے سلسلہ کی خبر نہ لگی ہو وہ ان مخالفوں کے ذریعہ خبر پا جاویں علاوہ بریں جسطرح میاں نقاش نے خدا کے مسیح موعود کی جماعت کو جیسے الفاظ میں بھولی بھالی جماعت کہا ہے ایسے ہی انبیاء سابقین کے پاک گروہ کو جناب نقاش جیسے دل و دماغ والے بھلے مانس کہتے رہے ہیں۔

بھلا کوئی ایسا دل گردہ والا ہے جو انؤمن کما امن السفہاء کہنے والوں اور میاں نقاش صاحب میں کچھ فرق ثابت کر سکے ہمارے خیال میں انؤمن کما امن السفہاء کہنے والوں اور نقاش کے دل و دماغ میں فرق کرنے کی کوشش کرنا اسبات کا مصداق ہونا ہے۔ کہ ایں خیال است و محال است وجنون اور کہ کیا نوح علیہ السلام کے وقت کے اور موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے اور عیسےٰ علیہ السلام کے وقت اور سید نا خاتم الرسل کے وقت کے مخالفین ومعاندین کی طرح میاں نقاش کی فطرت سے کوئی عجیب فطرت رکھتے تھے ہرگز نہیں۔

اجی جب فیصلہ شدہ امر ہے کہ سنت اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا تو پھر کیسے یہ ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب اپنے دعوے میں تو سچے ہوں اور مخالفین ومعاندین آپ پر اور آپ کی پاک جماعت پر ویسے ہی بیہودہ اعتراض نہ کریں جیسے کہ انبیاء سابقین کے مخالفین کرتے رہے ہیں۔

سان فرانسسکو پر جو آفت آئے گو وہ وسوویس کی آتش فشانی نے جو کچھ آفت ڈھائی اٹلی کی قسمت نے جو کچھ دیکھا کانگڑہ پر خدا کے غضب کی جو لاٹھی اچانک ٹوٹی اس میں کوئی بھی خدا کے گرفت سے ڈرنیوالا شک نہیں کر سکتا کہ یہ تمام حادثات عذاب الٰہی اور غضب خداوندی تھے اور کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور خلاف ورزی کے نتیجے تھے جو ان بدبختوں کو بھگتنے پڑے جنہوں نے دنیا پرستی کو ہی اپنی زندگی کا دار ومدار سمجھکر اوباشیوں اور فسق وفجور میں مبتلا رہنا زندگی کا مدعا خیال کیا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب مادی دنیا کے فرزند مادی دنیا کی محبت میں منہمک ہو جاتے ہیں اور نہ صرف خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور حکموں پر چلنے سے دل چراتے ہیں بلکہ طرح طرح کی اوباشیاں اور فسق وفجور میں مبتلا ہو کر فساد مچاتے ہیں تو ایسی حالت میں قرآنی تعلیم کے بموجب اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا رسول اور نبی مامور ومبعوث کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اوسکے ذریعہ اپنی رحمت اور قہار نشان دکھلا کر بچا لیتا ہے ورنہ دیب۔ اکثر لوگ تو اس لائق ہوتے ہیں کہ اونکو پیس دیا جاوے اور چکنا چور کر دیا جاوے کیونکہ نافرمانوں اور دنیا کے گند میں مبتلا رہنے والوں کا دنیا سے اوٹھہ جانا اور ہلاک ہو کر تباہ ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نیکوں اور پارساؤں کو ہلاک و تباہ کیا گیا ہو اور بدمعاشوں اور شورہ پشتوں اور ظالموں وسفاکوں کو بچایا گیا ہو نیز ایسا ہی کبھی نہیں ہوا تو جب تک دنیا میں کمال طور پر اندھیر اور ظلم اور سیاہکاریاں نہ پھیل گئی ہوں اور خدا کا رسول و نذیر نہ موجود اور مبعوث کر دیا گیا ہو۔ اور عذاب الٰہی آ جاوے چنانچہ قرآن شریف نے صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بغیر بعثت رسول کے عذاب الٰہی آوے جیسا کہ ذیل کی آیت سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے یعنی ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا جس کا مفہوم اور مطلب صاف یہی ہے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے پہلے رسول اور نذیر خدا تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ رسول کی ضرورت بھی ایسے وقت ہوتی ہے کہ جب دنیا خدا تعالیٰ سے بالکل اپنا قطع تعلق کر چکے ہوتے ہیں اور اکثروں کے ایمان اور ایقان اوس مالک حقیقی سے اوٹھہ جاتے ہیں اگر بعض نبی ہوتا ہے تو وہ صرف صرف رسمی طور پر نہ کہ بصیرت اور معرفت کے طور پر۔ اور اکثروں میں دنیا کی محبت اور اور دنیا پرستی کا جذام لگا ہوتا ہے اور فسق وفجور کا بازار خوب گرم ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وماکان ربک مہلک القریٰ حتی یبعث فی امہا رسولا یعنی جب تک اللہ تعالیٰ کسی ام القریٰ (قصبہ میں) رسول نہ مبعوث کرلے عذاب نہیں نازل کیا کرتا اور کہ ماکنا مہلکی القریٰ الا واہلہا ظالمون یعنی اللہ تعالیٰ بستیوں کو ہلاک تو تب ہی کیا کرتا ہے جبکہ وے یعنی بستیوں کے رہنے والے اللہ کی نافرمانی کرکے ظالم قرار پا جاتے ہیں۔ پس اس سے نتیجہ جو نکلتا ہے وہ ایسا صاف اور بدیہی ہے کہ ہر ایک معمولی عقل والا سمجھ سکتا ہے۔

یعنی یہی کہ عذاب آلہی کے نزول کا باعث خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اسکے حدود کا توڑنا اور فساد مچانا اور گناہوں کے سیلاب کا زور پکڑنا ہے اور ایسے ہی وقت میں انبیاء کے مبعوث ہونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے اسلئے فرمایا کہ پہلے رسول مبعوث کیا جاتا ہے اور اسکے بعد عذاب آلہی نازل ہوتا ہے ہاں اتنا تفضل ہوجاتا ہے کہ رسول کے فرمانبرداروں عذاب کی بھٹی سے بچالیا جاتا ہے یعنی ظالمین تباہ و ہلاک ہونیکے بعد داخل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ دور دور پہلے عذاب اسواسطے نازل فرماتا ہے کہ لوگ عبرت پکڑکر اپنے حالت کی اصلاح کرلیں اور نیز جنکو پکڑا جاتا ہے وہ بے فائدہ یا بے گناہ بھی نہیں پکڑا جاتا بلکہ دراصل وہ بڑے خبیث اور شریر ہوتے ہیں پھر آخر جب لوگ دور دور کے عذاب کا ذکر سنکر اور واقعات پڑھکر بھی عبرت نہیں پکڑتے اور راہ راست کی جانب مائل نہیں ہوتے اور نیز بڑے عذاب کا دروازہ کہولا جاتا ہے جو عذاب الٰہی پر ٹھٹھا اور ہنسی اور مذاق اوڑاتے ہیں ہاں یہ سنت اللہ ضرور ہے کہ ایسا ٹھٹھا اور ہنسی کرنیوالوں کو اول اول کچھ مہلت بھی دیجاتی ہے جیسے کہ آیت ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ولقد استہزئ برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب یعنی اللہ تعالیٰ اس آیت میں آنحضرت صلعم سے فرماتا ہے کہ اے پیغمبر جسطرح کہ تمہارے عذاب کے وعدہ دینے پر یہ لوگ ہنسی کرتے ہیں ایسے ہی تم سے پہلے بھی مخالف انبیاء کے ساتھ کرتے رہے ہیں تو اون ہنسنے والوں کو ہمنے کچھ مہلت دی تاکہ جو کچھ کرسکتی ہیں کرلیں پھر آخر کو دھر پکڑا تو تم نے دیکھ لیا کہ ہمارے پکڑ کس غضب کی تھی کہ اونکا ستیاناس ہوگیا۔ اور قرآن سے یہ ثابت ہے کہ زلزلے اور طاعون عذاب الٰہی اور غضب خداوندی ہیں۔ اسلئے یہ ماننا ضروری ہے کہ اوقت کوئی رسول اور نبی ہو کیونکہ قرآن سے ہمنے اوپر ثابت کردیا کہ بغیر بعثت رسول کے عذاب نہیں آیا کرتے۔ کہ قوم ثمود اور قوم شعیب پر زلزلے کے ہی عذاب آئے تھے اسلئے اس سے خدا تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ زلزلے بیشک عذاب الٰہی ہیں اگر کوئی انکار پر مصر ہو تو ثابت ہوگا کہ جس جس عذاب کا صالح اور شعیب کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا تہا وہ نہیں آیا کیونکہ یہ بتلایا ہی نہیں گیا تھا کہ عذاب اس قسم کا ہوگا اور ایسا ہی یہودیوں پر رجزمن السماء سے خدا تعالیٰ نے طاعون کا عذاب آلہی ہونا ثابت کیا ہے۔ اب میاں لقائش صاحب (جوکہ دراصل خفاش ہیں) کو چاہئے کہ قرآن سے کوئی ثبوت تلاش کرکے پیش کریں کہ یہ جو حوادث آئے دن آتے ہیں اور ملک کے ملک تباہ کرتے ہیں عذاب الٰہی اور غضب خداوندی نہیں بلکہ اتفاقی حوادث ہیں تاکہ ہمکو اندازہ کرنیکا موقع ملجاوے کہ فی الحقیقت لقائش صاحب یورپ کے فلاسفروں اور مادی دنیا کے فرزندوں مٹیریلسٹوں سے بڑھکر ہی نہیں بلکہ انبیاء کے منکرین سے بھی بڑھکر ہونیکے علاوہ اعلےٰ دماغ رکھتے ہیں۔

قرآن کی صداقت اور راستی سے مملو ہے اور ہر ایک بات کیسی خوبی اور حکمت سے بیان کیگئی ہے جو کہ وقتاً فوقتاً پوری ہوتی ہے کیا عمدہ فیصلہ کیا ہے اور ایک طریقہ بیان کیا ہے کہ جبتک دنیا پر اندھکاری اور گناہگاری اور ظلم وسفاکی زور نہیں پکڑتی اور خدا کا کوئی رسول مبعوث نہیں ہوجاتا عذاب آلہی نازل نہیں ہوتا اجتک تو یہ بات اس زمانہ کیلئے قولی تہی مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے فعل سے اسکو پورا کرکے فعلی شہادت سے اسکے سچا ہونے پر مہر لگادی چنانچہ اسی قدیمہ سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو اس طوفان بے تمیزی کے وقت مبعوث فرماکر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین کرکے حسب وعدہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے رسول بنایا اور پھر گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرنا شروع کردیا اور جیسے کہ اس زمانہ میں سب طرح کی بدیاں جمع ہوگئیں ہیں اسیطرح عذاب بھی طرح طرح کے دئے جاتے ہیں چنانچہ کہیں تو زلزلے سے تباہ کیا جاتا ہے اور کہیں آگ سے جلاکر خاکستر کیا جاتا ہے اور کہیں سیلاب سے بیڑا غرق کیا جاتا ہے اور کہیں طاعون سے بے خانماں کیا جاتا ہے اور یوں خدا تعالیٰ کی بات اور اوسکے کلام اور رسول وخاتم الرسل اور افضل الرسول کی صداقت کا ثبوت دیا جاتا ہے مگر دیکھنے کیلئے آنکھ چاہئے صدق اللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علیٰ ذالک من الشاہدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین المکملین فقط

راقم خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

وصیتوں کے متعلق یادداشت

بعض احباب کے استفسار پر یہ امر عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ دسواں حصہ آمدن جو اشتہار الوصیت کے ماتحت دیا جاوے گا۔ یہ صورت ہوگی کہ جو احباب چاہیں۔ اس دسویں حصہ میں سے لنگرخانہ۔ مدرسہ اور اعانت میگزین کا چندہ وضع کرنے کے بعد بقیہ مجلس کارپرداز کو دیں لیکن ان مدات کے سوا جن کا حساب دفتر میں رہے گا اور کسی مد میں یا کسی رسالہ یا اخبار کی قیمت کا جو روپیہ دیا جاوے گا۔ وہ محسوب نہیں ہوگا مثلاً ایک شخص کی آمد کا دسواں حصہ سات روپیہ ہے تو اسے اختیار ہے کہ ان میں سے مثلاً عہ لنگرخانہ میں اور عہ مدرسہ میں عہ اعانت میگزین میں دے اور باقی تین روپے مجلس کارپرداز کو دے ایسے احباب کے ناموں کا ایک رجسٹر الگ رہیگا۔ جسمیں اُن کے متعلق کل حساب وکتاب رہیگا اور قبرستان میں دفن ہونیکے متعلق انکے وہی حقوق ہونگے۔ جو وصیت کرنیوالوں کے حقوق ہونگے۔ ایسے تمام احباب کو سرٹیفکیٹ بھی دئے جاوینگے۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ باقاعدہ ماہوار یا ششماہی جیسی صورت ہو وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ بھیجتے رہیں۔ (خاکسار محمد علی)

ضرورت

چونکہ شیخ ضیاء اللہ صاحب جو چھ ماہ کی رخصت لیکر آئے ہوئے تھے۔ واپس جانیوالے ہیں اس لئے مدرسہ میں ایک گریجوایٹ یا سینیر سرٹیفکٹ اسناد کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ درخواستیں بنام سیکرٹری مجلس ناظم التعلیم آنی چاہئیں

شیر علی۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء

ضروری گذارش

یجروید کی تفاسیر کا اُردو ترجمہ تیار کرنے کا میں نے انتظام کرلیا ہے پس جو صاحب اسے چھپوانے کا انتظام فرما سکتے ہوں مطلع کریں۔ میں اس ضخیم کتاب کو خود نہیں چھپوا سکتا۔

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنے آریہ سماج کی پول اب بہت تہوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چھپوانے کا جو صاحب انتظام کرسکتے ہوں مجھ سے خط وکتابت کریں۔ خاکسار عبدالعزیز (جگدمبا پرشاد ورما) معرفت مطبع قاسمی شہر لدھیانہ پنجاب

ضرورت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے ایک معلمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گورالی تحصیل وضلع گجرات کے ضرورت ہے۔ ایک احمدی معلمہ کو ترجیح دیجاویگی۔ معلمہ قرآن کریم۔ اُردو۔ حساب سینا اور پرونا اور کاڑھنا جانتی ہو۔ تنخواہ مبلغ عہ روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاویگا۔ اپنے گہر بار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چھاپ کر ممنون فرماویں۔

نیازمند ملک مولا بخش مینیجر زنانہ مدرسہ گورالی

ضروری اطلاع

مطبع میں روپیہ کی بہت ضرورت اور حساب کا صاف ہونا بھی ازبس ضروری ہے اسلئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم کل بقایا داران کے نام یکدم وی پی کردیا جاوے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ بعض احباب ابھی قیمت دینے کیلئے تیار نہوں لیکن اگر وہ مطبع کی ضروریات اور مشکلات کو مقدم سمجھ لیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اسلئے جسطرح ممکن ہو وہ ۲۴ ستمبر کا وی پی شدہ الحکم وصول کرلیں۔ اور مجھے شکرگزاری کا موقع دیں قومی کاموں میں ذرا سا تساہل بہت کچھ روکیں پیدا کردیتا ہے اگر اس نوٹس کے بعد بھی کوئی صاحب اشد مجبوری کی وجہ سے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم وی پی نہ لے سکیں تو وہ اس سے پہلے اطلاع دیں۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر

مفرح عنبری قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان کی قدردانی

وزن پانچ تولہ خوراک دو ماشہ مخصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبئے زر ٭ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہو کہ مجھے ستحمر ز ملک کے لائق اطبا کی نظر میں اس سنرت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریبا محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدائے تعالی کا فضل ہے۔

ورنہ من آنم کہ من دانم ٭

مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تاحال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ پبلک جلسوں میں لکچروں کے ذریعہ اس کا چرچا ہونے لگا۔ تو الحمدللہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا ٭

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ ان میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ تجربہ یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک منصف دل طبیعت کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کے لئے ایک اتحاد قائم ہو گیا۔ اور جو دوائی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کروں گا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ممعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمت صاحب پابون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب لصنڈرا (نیوان)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اونیلیکد اسلام ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفے صاحب کہنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب دیلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حید حسین صاحب حید رصدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سر رام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورینہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری ارون بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب مین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خان صاحب ایچ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آر دی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت شیورام صاحب ونیٹنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤن ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیر آگڑھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ ایس نواچی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب پنشنر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ یوسف صاحب ایچ ایس ہندو سوبریلی
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقن رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خانصاحب فسٹ پریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چند رائےصاحب راجی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم نصیرالدین صاحب جوبان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع کٹک

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عبدالرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب مانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم المبر الحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پانک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب جھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکھیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواچی پور

آمدم برسر مطلب مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی Poison چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہر پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آتی ہوں یا ہندوستان کی کسی کنر منی جنگل سے نکلی ہوں اس کی مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں اب ہم میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کی آرڈر کا منتظر ہوں

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح دلکشا مفرح عنبری کارخانہ رفیق الصحت لاہور

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؏ (۲) خواص و معاونین سے علعہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) [illegible] والوں سے ؏ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

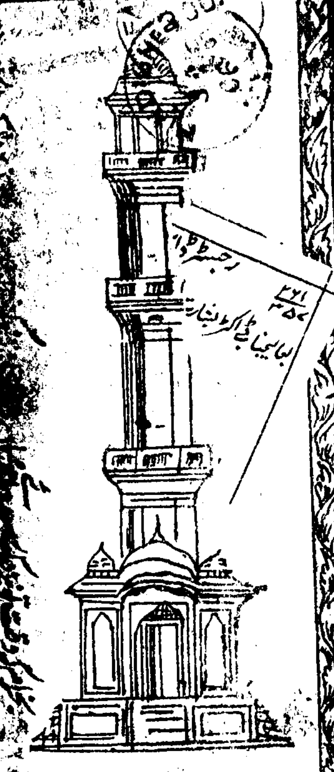

مضامین

(۱) گذشتہ ہفتہ ... تازہ الہامات مع ترجمہ صفحہ اول
(۲) ایڈیٹر کے اپنے مضامین - صفحہ ۲ تا ۳
(۳) بابلی پینٹر - .. صفحہ ۳
(۴) زمانہ .. صفحہ ۴ تا ۵
(۵) [illegible] بدالدین صاحب کا نصیحت نامہ (بنام [illegible]) [illegible] ایمان کا بقیہ اور متفرق مضامین صفحہ ۵ تا ۶
(۶) [illegible] صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب صفحہ ۷
(۷) امرتسری منکر کو دعوت صفحہ ۹
(۸) میرا قادیان کا سفر صفحہ ۱۰-۱۱
(۹) وصیتیں صفحہ ۱۱
(۱۰) اشتہارات صفحہ ۱۲ تا ۱۴

نمبر ۳۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۲۴ھ یوم دوشنبہ | جلد ۱۰

گذشتہ ہفتہ کے تازہ الہامات مع ترجمہ

{ اگرچہ یہ الہامات چھپ چکے ہیں مگر اب مع ترجمہ پھر چھاپے جاتے ہیں }

۱۵ ستمبر ۱۹۰۶ء - فرمایا - گھر میں ایک چوکھٹ کے اندر ایک فقرہ لگا ہوا ہے جس پر لکھا ہے

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ -

ہم نے آج کشفی نگاہ میں دیکھا - کہ وہ الفاظ مٹے ہوئے ہیں - مگر اس پر لکھا ہے خیر

۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء (روز دوشنبہ) (۱) قَالَ رَبُّکَ اِنَّہٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْکَ - وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ -

ترجمہ - تیرے رب نے فرمایا ہے - کہ وہ تیرے لئے آسمان سے وہ چیز اتاریگا [illegible] خوش کر دیگی - اور ہم تیرے رب کے حکم کے سوائے کبھی نازل نہیں ہوتے -

(۲) قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ - اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکَ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ -

ترجمہ - اللہ تعالے نے تیری دعا سن لی [illegible] اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے - جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکی کرتے ہیں -

(۳) - بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ اِلْہَامِکَ وَ وَحْیِکَ وَ رُؤْیَاکَ -

ترجمہ - برکت دی اللہ تعالے نے تیری الہام میں اور تیری وحی میں اور تیری خوابوں میں -

(۴) کَتَبْتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَحْمَۃً - وَ کَتَبْتُ لَکَ رَحْمَۃً فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

ترجمہ - تجھ پر ایمان لانیوالوں کیلئے میں نے رحمت لکھ دی ہے - اور تیرے لئے دنیا اور آخرت میں میں نے رحمت لکھ دی ہے -

(۵) نَزِیْدُ فِیْ رَحْمَتِکَ وَ [illegible] وَ دِفَاعِکَ اِلٰی تَرْبِیْدِ [illegible] -

یہ خدا کی طرف سے تمہیں صرف تفہیم ہوا میری [illegible] (لفظ [illegible])

ترجمہ - تیری رحمت اور [illegible] ہم زیادتی کریں گے یعنی تجھ پر [illegible] زیادتی کی جائے گی -

(۶) قَالَ مُکَذِّبٌ جَاءُوْا - یٰۤاَیُّہَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَہْلَنَا الضُّرُّ - وَ جِئْنَا بِبِضَاعَۃٍ مُّزْجٰىۃٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا - اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ -

ترجمہ - سب مکذب آئے اور کہنے لگے - اے عزیز ہم اور ہمارے اہل و عیال تکلیف میں ہیں - اور ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں پس ہمیں پورا ماپ تول دے - اور ہم پر صدقہ کر - تحقیق اللہ تعالے صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے -

(۷) مَا اَنَا اِلَّا کَالْقُرْاٰنِ وَسَیَظْہَرُ عَلٰی یَدَیَّ مَا ظَہَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ -

ترجمہ - میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے - کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ کہ فرقان سے ظاہر ہوا -

(۸) - میں نے رؤیا میں دیکھا - کہ میں ایک فراخ اور خوب صورت اور چمک دار چوغہ پہنے ہوئے چند آدمیوں کے ساتھ ایک طرف جا رہا ہوں - اور وہ چوغہ میرے پاؤں تک لٹک رہا ہے اور چمک کی شعاعیں اس میں سے نکل رہی ہیں

(۹) خدا اسکو پنج بار ہلاکت سے بچائیگا -

(نہ معلوم کس کے حق میں یہ الہام ہے)

(۱۰) میں نے رؤیا - دیکھا - کہ ایک بھونچال آیا - کچھ دہشت ناک معلوم ہوا - اور ہم چھت کے نیچے سے باہر آ گئے مبارک میرے ساتھ تھا - اور خفیف خفیف بارش کے قطرے خوش نما برس رہے تھے -

۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق پنجم شعبان ۱۳۲۴ھ یوم دوشنبہ

مہوت - تیرا ماہ حال کو -

یہ فقرہ مذکورہ بالا وحی الٰہی کا زبان پر جاری ہوا غالباً واللہ اعلم ماہ حال سے مراد شعبان ہے - میں نہیں سمجھ سکتا کہ معیّن طور پر یہی شعبان مراد ہے یا آئندہ کا کوئی اور ماہ شعبان ہے - اور نہ میں قطعی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ کسکی موت مراد ہے واللہ اعلم بالصواب -

ضرورت دعا

میرے [illegible] چوہدری بشارت علی خان صاحب [illegible] کلانور ضلع رہتک کے گھر سے (یعنی میری ہمشیرہ صاحبہ) ۱۱ ماہ کا حمل ہوا ہے - نصیب اعدا بخار میں مبتلا ہے جماعت احمدیہ کے ہر ایک احباب سے التماس ہے - کہ مریضہ کی صحت کے لئے دعا کریں - کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنے فضل و کرم سے صحت کامل عطا فرماوے - آمین ثم آمین -

خاکسار برکت علی خان محرر دفتر الحکم

(رقم [illegible] حسن)

ایڈیٹر کے لئے [illegible]

روئے زمین کے مسلمانوں کی انجمن

روئے زمین کے مسلمانوں میں اتحاد و اخوت کی روح پھونکنے کا سوال کوئی نیا سوال نہیں ہے بلکہ سالہا سال سے یہ مسئلہ مدبران قوم کے زیر غور رہا ہے اور ایک اسیر [illegible] کیہاتی ہیں بلکہ میں اپنی واقفیت کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ روئے زمین کے مسلمانوں میں یہ خیال سرایت کئے ہوئے ہے اور ہر ملک و بلاد کے مسلمان اس سوال پر غور کر رہے ہیں۔ اور اسطرح یہ مسئلہ ایک [illegible] ہے۔ لیکن یہ مسئلہ کوئی ایسا آسان مسئلہ نہیں کہ فی الفور اسکی گرہ کشائی کیجا سکے بلکہ اس کے لئے ضرورت ہے دردمند دل اور غور کن دماغ کی۔ جو اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرکے سمجھے اور مفید نتائج مسلمانوں کے سامنے پیش کرے اور انہیں ایک ایسے رشتہ سے مضبوط کرکے باندھے جو ان کے شیرازۂ قوم میں پھر انتشار کی گنجائش باقی نہ ہو۔

اخوت اور وحدت ارادی کا خیال مسلمانوں کے دلوں میں اسوقت کیوں پیدا ہوا ہے؟ اسکا مختصر جواب یہی ہے کہ گو اخوت اور وحدت اسلام کی روح اور مغز ہے اور مسلمانوں کو کتاب مجید نے پہلے ہی

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

کی تعلیم دی تھی لیکن اس ہزار سال کے اندر جو شیطانی حکومت کا [illegible] رہا جسمیں مسلمانوں کی حالت مذہبی اور سیاسی سے گر گئی انکی قوم کا شیرازہ بکھر گیا۔ شیطان نے انہیں صراط مستقیم سے الگ کر دیا اور اس سے جو خرابی پیدا ہوئی اس سے پہلے ہی ڈرایا گیا تھا۔

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فهل انتم منتہون۔

پس اس ہزار سال کے اندر شیطان نے مسلمانوں کے شیرازہ کو پراگندہ کر دیا اور ان راستوں سے وہ انہیں گھیر کر لے گیا جنکا ذکر اس آیت میں [illegible] مسلمانوں کی حالت اس آیت کے مصداق ہو گئی تو پھر ضروری تھا کہ ہر پہلو سے ادبار اور زوال کا شکار رہتے اسلئے پستی اور ذلت کے گڑھے میں گر کر جب اوپر نظر کی تو دیکھا

این زمین را آسمانے دیگر است

اب خیال آیا ترقی کا اور اسکے لئے ضرورت محسوس کی وحدت ارادی کی۔ پس یورپ کی جد و جہد کے میدان کو گرم دیکھ کر مسلمانوں نے بھی چاہا کہ اس میدان میں ترقی کریں مگر بحالت موجودہ یہ خیال ہے [illegible] و محال و جنون۔ جو لوگ مسلمانوں کو پولیٹکس کے خبط میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی کر رہے ہیں میں حسن ظن کی راہ سے مان لیتا ہوں کہ وہ انکی بھلائی چاہتے ہیں لیکن اسمیں شبہ نہیں کر سکتا کہ وہ مسلمانوں کے نادان دوست ہیں اور [illegible] دانا دشمن بہرحال بہتر ہو سکتا ہے۔ سیاسی امور کے ساتھ مسلمانوں کو کسقدر تعلق اور دلچسپی رکھنی چاہیئے۔ یہ ایک مستقل مضمون ہے جسکو یہاں چھیڑنا امر زیر بحث کے ساتھ خلط کرنا ہے۔ اس لئے اس سے قطع نظر کرکے پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ کیونکہ آجکل اسلامی دنیا میں الجامعۃ الاسلامیہ کے مضمون پر زور دیا جا رہا ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی یہ سوال چھیڑا گیا ہے۔ اس سے کم از کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوں اور روئے زمین کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا ہو۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اسی زمانہ میں [illegible] اس صدی کے اندر مسلمانوں میں یہ روح ضرور پیدا ہو جائیگی کہ وہ پھر اسی وحدت کے رشتہ میں جکڑے جائیں جسمیں پہلے وہ تیرہ صدیاں پیشتر جکڑے گئے تھے۔ اور وہ نفوس متفرقہ اور افراد [illegible] ہونے کے [illegible] ہی نفس [illegible]

مصر کے مشہور و معروف اخبار المؤید نے اس سوال پر بحث کی ہے اور اس اتحاد عام مسلمین کی ایک تجویز پیش کی ہے جسکی تائید ہمارے [illegible] مصر وکیل نے بھی کی ہے۔ یہ امر بجا ہے کہ وہ اس کے عدم احساس پر افسوس کرتا ہے۔

میری رائے میں بہت جلد بازی سے اس تجویز کو پیش کرنے میں کام لیا گیا ہے اسلئے میں آج اسپر اپنے خیالات کا اظہار فرض سمجھتا ہوں [illegible]

اسلام تمام مذاہب میں اس لحاظ سے ایک ممتاز خصوصیت رکھتا ہے کہ وحدت اور اخوت کی تعلیم سے جو روح اس نے مسلمانوں میں پیدا کر دی تھی وہ تمدنی اور سیاسی شکل کا اولین ہے مگر افسوس کہ اب مسلمانوں کا خاصہ [illegible] نفاق اور شقاق سمجھا جاتا ہے اور ایسا سمجھنا کچھ غلطی بھی نہیں ہے مسلمان جہاں کہیں ہیں اپنی حالتیں ایسے بیخبر ہیں کہ دوسرے خطوں کے مسلمانوں سے انہیں کچھ واسطہ ہی نہیں ہے۔ اُن باتوں کو چھوڑ دو جنمیں کوئی ناپیداکنار سمندر حائل ہے یا کوئی لق و دق صحرا واقع ہے۔ ایک ہی ملک کے دو بڑے شہروں پر نظر ڈالو۔ مدراس کے مسلمان پنجاب کے مسلمانوں کی ہمدردی کو کفر سمجھتے ہیں۔ اور بنگال کی اسلامی پبلک صوبجات متحدہ کے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ تاریخ کی زبان سمجھاتے سمجھاتے عاجز آگئی ہے کہ یہی النفاق اور عدم اخوت مسلمانوں کی ذلت اور تنزل کی بنیاد ہے۔ اس بے تعلقی سے چشم پوشی کرکے ترقی اور ابھرنے کی جسقدر کوششیں کیجائیں گی۔ اچھی طرح یاد رکھو کہ محض بیکار جائینگی۔ مسلمان جب ہی مسلمان بنیں گے اور اسلام کے پیروؤں میں شامل ہونے کے قابل سمجھے جائیں گے جب لاہور کے ایک مسلمان کا درد مدراس کے مسلمانوں کو بیچین کر دیگا۔ اور شاہی مسجد کا نعرہ تکبیر کلکتہ کی جامع مسجد میں گونج اٹھیگا۔ [illegible] مدت سے چیخ رہا ہے کہ ایک مرکز پر جمع ہونے کی کوشش کرو اور ملکی اور قومی افتراق کو طاق نسیان کے سپرد کرکے ہمیشہ کے لئے [illegible] پچھلے دنوں اس کے ایک فاضل اور وسیع المعلومات نامہ نگار نے کتنی مبارک تجویز پیش کی تھی۔ کہ [illegible] کی مذہبی خلافت کو [illegible] مسلمانان عالم نے تسلیم کر لیا ہے تو کیوں نہ قسطنطنیہ میں ایک عظیم الشان اسلامی انجمن کی بنیاد ڈالی جائے اور اسلامی دار الخلافہ کو مسلمانان عالم کی مذہبی اخوت اور تعلقات کا مرکز قرار دیا جائے مجوزہ انجمن کی شاخیں تمام دنیا میں قائم کیجائیں۔ اور مسلمانوں کی مذہبی اور تعلیمی اصلاح اس انجمن کا فرض اولین قرار دیا جائے یہ تجویز ایک ایسی مبارک تجویز ہے جو تمام مسلمانان عالم کو خواہ ان کا پولیٹکل تعلق کسی حکومت سے ہو۔ کیونکہ پولیٹکل تعلق اختلاف اسلامی اخوت کا منافی نہیں ہے۔ ایک مرکز پر جمع کر رہی لیکن [illegible] کہ ایسی تجویز [illegible] صرف دل خوش کن [illegible] مسلمان جب ان [illegible] نہیں کہتے جنہوں نے انکی معاشرتی [illegible] کر دی ہے تو یہ ایک ایسی صورت کیوں [illegible] جسکا خیر سے انکو احساس ہی نہیں [illegible] تو بہت [illegible] اتحاد و جماعت المسلمین [illegible] بہرحال قابل اعتراض [illegible] اور [illegible] دور ہے۔

[illegible] سلطنت ترکی کی مذہبی خلافت عام مسلمانوں نے کبھی تسلیم نہیں کی یہ مسئلہ مدت سے زیر بحث چلا آیا ہے اور ابھی تک بدستور غیر فیصل اور معلق ہے۔ پچھلے دنوں شیعوں کے ایک رسالے نے ایک آرٹیکل شائع کیا تھا جس کے چند فقرے یہ ہیں۔

"فی زمانہ جو جو دقتیں، تکلیفات اور مصائب ہر مسلمان بالخصوص شیعوں کو ادائے حج اور حصول شرف زیارت میں پیش آتے ہیں انپر لحاظ اور غور کرتے ہوئے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ اگر متبرک مقامات مثل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و کربلائے معلی و نجف اشرف وغیرہ انگریزی عملداری میں آجاویں تو وہاں کی آمد و رفت تو [illegible] اور قیام میں بہت آسانی ہو جاوے۔ سرکار انگلشیہ کو حق حاصل ہے کہ وہ کل متبرک مقامات کو [illegible] قبضہ و اختیار میں لے لے اور غالباً [illegible] کا اسباب یہ اتفاق ہے کہ ان [illegible] متبرک مقامات سرکار انگلشیہ کے [illegible] میں ہی رہیں"

یہ تحریر مسلمانوں کی ایک جماعت کے خیالات کو [illegible] کم از کم ظاہر کرتی ہے [illegible] کہ وہ سلطان المعظم کی [illegible] نہایت درد دل سے اس امر کو ظاہر کرتا ہوں کہ ابھی کچھ دن نہیں جب ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوۃ والسلام نے [illegible] ترکی کی حالت پر ایک [illegible] لکھا تھا تو تمام مسلمانوں نے آسمان پر سر اٹھا لیا تھا لیکن اس نوٹ کو شائع ہوئے [illegible] ان اخبارات میں بھی اس کے متعلق کوئی [illegible] نہیں نکلی جنہیں ترکی اور اس کے معاملات پر بحث کرنیکا از بس شوق ہے خواہ وہ بحث کسی پہلو سے مفید یا غیر مفید ہو۔

ایسی صورت اور حالت میں [illegible] کی خلافت کا اور وہ بھی مذہبی خلافت کا کل مسلمانوں کو قائل قرار دینا دانشمندی نہیں۔ یہ سچ ہے

سلطان المعظم کے ساتھ ہیں اور ہر مسلمان کو بڑی محبت ہونی چاہیے محض اس بنا پر کہ وہ حرمین شریفین کا محافظ اور خادم ہے ورنہ مذہبی حیثیت سے وہ مسلمانوں کے امام نہیں اور نہ خلیفۃ المومنین ہم کہنے کو طیار ہیں۔ مذہبی امام وہی ہو سکتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ مامور کرے اور وہ اس آیت کریمہ کا مصداق ہوتا ہے۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض

میں خود کوئی رائے دینے کی بجائے ان لوگوں پر اس معاملہ کو چھوڑ دیتا ہوں جو جا دیجا ٹرکی کی تعریف اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ وہاں کی مذہبی حالت کیا ہے [illegible] مسلمانوں کی اخلاقی اور دینی حالت [illegible] عوام کو چھوڑ کر اعیان سلطنت [illegible] سلطان المعظم [illegible] تجربہ کار اور ہوشیار مدبر ہیں سب کچھ ہی لیکن ان لوگوں کو مذہب اور مذہب کی اصل غرض و غایت سے کیا واسطہ

یہ تو حالت ہے سلطان المعظم کے خلیفۃ المومنین [illegible] کی ایسی حالت میں روئے زمین کے مسلمان کیونکر دارالسلطنت قسطنطنیہ میں متحد الخیال ہو سکتے ہیں جو لوگ ٹرکی اور اس کے اندرونی حالات سے واقف ہیں اور ینگ ٹرکش پارٹی کی کارروائیوں اور اعتراضوں کو جو وہ سلطان پر کرتے ہیں پڑھا ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ جب مرکز اسلامی مرکز (اگر اسے کہا جاوے) کی مقامی حالت یہ ہے تو بیرونجات کے مسلمان جا کر وہاں کیا کہیں گے؟

ایسے اہم معاملات پر صرف الفاظ کی [illegible] بندشوں سے رائے زنی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے ضرورت ہے [illegible] پر غور کرنے کی [illegible] وحدت کے قوانین اور اصول پر بحث کرنے کی۔

تب یہ نہو خوش کن فقروں سے کیا بنتا ہے۔ تھوڑے دنوں سے مسلمانوں کی دو فرقوں شیعہ و سنی کے اتحاد پر مضامین نکل رہے ہیں اور شریعت اور ارکان اسلامی میں ترمیم و تنسیخ کر کے صلح کی تجویزیں پیش ہو رہی ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا اس سے اسلام کو اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچیگا۔ نفس وحدت ارادی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اسلام کے شیرازہ کا یہ مستحکم دھاگا ہے لیکن غور طلب اور فیصلہ کن یہ امر ہے کہ اس کو مضبوط کیونکر کیا جاوے

کن اسباب سے تمسک کیا جاوے جو ہم اس ارادہ میں کامیاب ہو جاویں۔

بہر حال قطع نظر اس کے کہ ایسا اتحاد ممکن ہے یا غیر ممکن اس قسم کی تمام تحریکوں نے یہ تو ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمانوں کو اتحاد قومی کی حاجت ہے اور وہ ایک ایسی چیز ہے کہ فطرتیں اور ضرورتیں وقت اس وقت پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ وہ سب ایک مرکز پر جمع ہوں!

لیں آؤ ہم غور کریں کہ وہ مرکز کہاں ہے قسطنطنیہ یا کوئی اور جگہ اس کا پتہ میں تمہیں اگلی اشاعت میں دونگا ہاں یہ کہے دیتا ہوں کہ مسلمانوں میں اتحاد ہوگا اور ضرور ہوگا اور اس کے لئے ایک ہی راہ ہے جو خدا تعالیٰ نے خود تجویز کی اور پسند فرمائی ہے۔ وہ بھی تمہیں [illegible] معلوم ہوگی۔

دھرم پالی تیر

(کمپونی کیٹ ماما)

میاں عبد الغفور صاحب نو آریہ نے آخر تیر [illegible] مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے یہ ایک شہ زمانہ اور شب جنگ ہو کر چلایا تھا۔ ہندوؤں کے لئے دوسرے مذاہب والے تھے وہ خود ہندوؤں ہی کے اندر ہی سے نکلنی شروع ہو گئی ہیں۔

چھوت چھات اور ذات پات کا مسئلہ ہندوؤں میں ایک نازک اور لازمی یا ضروری مسئلہ ہو رہا تھا کہ جسکی بدولت ہندو آجتک ہندوستان کی دھرتی میں جیتے جاگتے ہیں [illegible] ملک اور جس قوم پر اقتدار یورپین ہوں اسکا اب تک محفوظ رہنا ہماری دانست میں صرف ذات پات اور چھوت کی وجہ سے ہی تھا۔ غیر مذاہب کی یہ ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ یہ دونوں رکیں رفتہ رفتہ ہندو قوم میں سے اٹھتی جاویں اگر مسلمان اور عیسائی براہ راست ہندوؤں میں یہ مسائل پیش کرتے ہیں تو انہیں معاند سمجھا جاتا ہے اور اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

بقول مسٹر دھرم پال ہندوؤں کی پولیٹکل حالت بمقابلہ دیگر مذاہب کے بہت ہی کمزور یا محدود ہے جبتک یہ شیرازہ پورا ایک نہ ہو تب تک شدھی ان شدھی ہے اور برکت بالکت جب ایک شخص اپنا جو ہو گیا اپنا کنبہ ماں باپ بھی جلا کر ہندوؤں میں شامل ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے

کبھی بھی اس سے نفرت ہی رہے۔

نرا ومان یا ترا مان دھرم پال کیواسطے کیا درد اور کیسا سود ہے بقول ان کے جبتک عورتوں کا ساتھ دینے کے لئے استریاں تیار نہوں ہرگز نہیں مرد طیار ہے کہ ان باتوں کو حل کرے اور جسکی جہوٹی اس نے جلائی ہے اس کو اپنے گھر میں جگہ دے مگر استری دور ہی سے گھر کا دروازہ بند کر کے کہتی ہے یہ مان کی استری۔ اگر اس سوئے کو لانا ہے تو تم بھی گھر سے باہر ہو۔

پھر وہاں شدھ کردہ سے مخاطب ہو کر مہاشہ! میں تو ہر طرح سے طیار ہوں مگر کیا کروں میری استری نہیں مانتی۔ یہ الفاظ صاف اور صریح ہیں اور ان سے پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ یا یہ سرگذشت یا آپ بیتی مہاشے دھرم پال جی ہی کی [illegible]

[illegible]

پہ ہم ہماری [illegible] ہے اور یا کسی اور [illegible] بہرحال واقعہ سچا ورنہ کوئی وجہ [illegible] مہاشہ جی [illegible] ہی نام کریں بلکہ [illegible] استری کو بھی [illegible] آہ! کیسا دردناک [illegible] تصویر [illegible] کو ظاہر کر رہی ہے قسمت [illegible] مسافر [illegible] کے روپے [illegible]

شدھ ہو کر [illegible] دروازہ [illegible] ہیں کہ ایک [illegible] خاندان کے زنانخانہ میں داخل ہوں مگر پتی برتا استری نے دروازہ بند کر لیا اور ایک شدھ ہندو عورت کی اندر آنیکی اجازت نہ دی ہم تو اس شریف لیڈی کا یہ خیال سونے سے بھی زیادہ [illegible] قرار دیتے ہیں اس پاکس ہوتا کا [illegible] کہ وہ لوگوں کے [illegible] اور دھرم [illegible] جاکر [illegible] ستائے اصولوں [illegible] وہ اس [illegible] پھر اگر واقعی کسی ہندو یا آریہ بی بی نے کسی [illegible] شدہ برہم چاری سے ایسا کیا ہے تو ہم صحیح الفاظ میں اسکی تعریف کرتے ہیں۔ ہاں یہ جدا بات ہے کہ کوئی آریہ بی بی خود نجو آزادی کی شیدائی ہو۔ کیا اندھیر ہے کہ شدھی کے [illegible] ہی میں سدا سہاگن تانا بانا لگائے رہیں مہاشہ دھرم پال جی یا ایسی استریوں کے خاوند اگرچہ اس روش کا کھنڈن کریں مگر [illegible] کہ ان شدھ شدوں کی ایسی حرکات شرم [illegible] کے قابل ہیں اس کو تو بیسے

[illegible] ہوئے کہ جسقدر عیسائی یا مسلمان شدھ ہو جاویں وہ شدھ ہونگے [illegible] آریہ مہاشوں کی استریوں سے واقفیت پیدا کریں اور ستیارتھ پرکاش کے اس باب کو سنیں اور سنائیں جسمیں نیوگ کی فلسفی بیان کیگئی ہے۔ کیا شریف ہندو ایسا پسند کریگا یا کوئی آریہ یہ گھر اپنے خاندان پر منظور کریگا؟ ہرگز نہیں کشمیری چھتری۔ راجپوت۔ برہمن کیا ایسے گئے گذرے ہیں کہ اس قسم کے عام شدھ شدہ لوگوں کو اپنے قبائل میں آنے جانے کی کھلم کھلا اجازت دیں۔

[illegible] کا منشاء حصہ درست نہیں [illegible] شدہ [illegible] شدھ کنندگاں کی [illegible] ہمیں معلوم ہو گیا ہے [illegible] عام خیالات اور [illegible] اغراض [illegible] اگر کوئی [illegible] شدھ ہوتا تو جیسے وہ اپنی ماں بہن استری کی غیرت کرتا اور ان کے واسطے غیر شدھ سے ایسے ہی ہندو ماؤں اور ہندو بہنوں کیلئے غیرت مند اور [illegible] ثابت ہوتا

مہاشہ جی! بے ادبی معاف اگر یہی قانون جائز سمجھا جاوے تو آخر اس کا اثر کیا ہوگا۔ دماغی شدھ شدہ پارٹی کے ذاتی خیالات اور [illegible] جوش کیسا ثابت ہوگا۔ یہ بیدا بات ہے کہ کوئی [illegible] [illegible] کسی شدھ شدہ سے نا مناسبت [illegible] کہ شدھ شدہ [illegible] شدھ شدہ نے [illegible] کے بنڈل کی [illegible] لطیف مثال دی ہے کیا اچھا [illegible] والی کتاب [illegible] تانا بانا لگا سکتے غریب اس پھندے میں آکر خلاصی ہی نہ پا سکے۔ ہم شدھ [illegible] کو یاد کرائے دیتے ہیں کہ باوجود اس آزادی اور فیشن کے بھی کوئی شریف فرد اور کوئی شریف استری اسطرح بے محابا اس جماعت کے ساتھ [illegible] جانیسے رہی [illegible] کہاں سے فیصلہ کر لیا ہے [illegible] کورٹ [illegible] اخیر [illegible] کامیابی ہوتی ہے [illegible] یورپین لوگوں میں کورٹ [illegible] ہی میں بگڑ جاتی ہے۔

یورپ کا ایک فلاسفر اور تجربہ کار [illegible] شادی اور کورٹ شپ کی نسبت [illegible] قوم اور اپنے ملک کی شادیوں کا نقشہ کھینچتا ہے۔

Marriage is a lottery some draw prizes some blanks. Some marry happily some miserably.

[illegible] ان لوگوں کا مقولہ ہے جنکی ہم نقل اتارتے ہیں [illegible] ہمارے مہاشہ کی منشاء [illegible]
[illegible] آریہ ویر کی تہمد صادق [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] مہاشہ صاحب [illegible]

[illegible]

لیکچر لودیانہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

میں سچ سچ کہتا ہوں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے تو ایک فرد بھی کافر نہ رہتا۔ حضرت عیسے علیہ السلام کی زندگی نے کیا نتیجہ دکھایا؟ بجز اسکے کہ چالیس کروڑ عیسائی ہیں۔ غور کرکے دیکھو کہ کیا تم نے اس زندگی کے اعتقاد کو آزما نہیں لیا؟ اور نتیجہ خطرناک نہیں ہوا؟ مسلمانوں کی کسی ایک قوم کا نام لو جس میں سے کوئی عیسائی نہ ہوا ہو مگر میں یقیناً کہہ سکتا ہوں اور یہہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور ایک لاکھ سے بھی انکی تعداد زیادہ ہوگی + عیسائیوں کے ہاتھ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کیواسطے ایک ہی ہتھیار ہے اور وہ

یہی زندگی کا مسئلہ ہے

وہ کہتے ہیں کہ یہ خصوصیت کسی دوسرے میں ثابت کرو۔ اگر وہ خدا نہیں تو پھر کیوں اسے یہ خصوصیت دی گئی۔ وہ حیّ و قیّوم ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اس حیات کے مسئلہ نے ان کو دلیر کردیا اور انہوں نے مسلمانوں پر وہ حملہ کیا جسکا نتیجہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اب اس کے مقابل پر اگر تم پادریوں پر یہ ثابت کرو۔ کہ **مسیح مر گیا ہے** تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ میں نے بڑے بڑے پادریوں سے پوچھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح مر گیا ہے تو ہمارا مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔

یہہ فرمایا تو [illegible] فتح مسیح صاحب سے ایک مرتبہ وفات مسیح کے مسئلہ پر گفتگو کی۔ ان ایام میں خان یار (کشمیر) کی قبر یوز آسف کی تحقیقات ہو رہی تھی۔ میں نے پادری فتح مسیح صاحب سے سوال کیا کہ اگر یوز آسف کی قبر مسیح ہی کی قبر ثابت ہو (جو ہمارے علم و یقین میں واقعی ہے) تو آپ بتائیں کہ پھر عیسائی مذہب میں کچھ جان رہ سکتی ہے۔ پادری فتح مسیح نے اسکا جواب یا کہ یہ خیالی بات ہے اور غلط میں نے پھر بااصرار کہا کہ فرض کرلو کہ یہہ قبر وہی ہے تو پھر بتاؤ کہ کیا باقی رہا۔ اسنے کہا کہ ہاں اگر یہ ثابت ہو جاوے تو اس میں کچھ بھی شک نہیں پھر عیسائی مذہب کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا اور وہ محض باطل ثابت ہوگا۔ ایسا ہی ایک مرتبہ میں نے ڈاکٹر نورالدین صاحب سے جو اب خدا کے فضل سے مسلمان ہیں جب وہ عیسائی تھے یہی سوال کیا تو انہوں نے بڑے پیچ و تاب کے بعد یہی اقرار کیا اور اصل تو یہ ہے کہ حق کے بغیر چارہ ہی نہیں رہتا۔

ایک اور غور طلب بات ہے کہ مسیح کی زندگی کے اعتقاد کا تو آپ لوگوں نے تجربہ کیا۔ اب ذرا اس کی موت کا بھی تجربہ کرو۔ اور دیکھو کہ **عیسائی** مذہب پر اس اعتقاد سے کیا زد پڑتی ہے جہاں کوئی پیرا مرید عیسائیوں سے اس مضمون پر گفتگو کرنے کو کھڑا ہوتا ہے وہ فوراً انکار کر دیتے ہیں۔ اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس راہ سے ان کی ہلاکت قریب ہے + موت کے مسئلہ سے نہ انکا کفارہ ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ان کی الوہیت اور ابنیت۔ پس اس حملہ کا تھوڑے دنوں تک تجربہ کرو۔ پھر خود حقیقت کھل جاوے گی۔ سنو! قرآن شریف اور احادیث میں یہہ وعدہ تھا کہ اسلام پھیل جاویگا۔ اور وہ دوسرے ادیان پر غالب آجائیگا! اور کسر صلیب ہوگا۔ اب غور طلب امر یہہ ہے کہ دنیا تو عالم اسباب ہے ایک شخص بیمار ہو تو اس میں تو شک نہیں کہ شفا اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے لیکن اس کے لئے ادویات میں [illegible] بھی اسی نے رکھے ہیں جب کوئی دوا دی جاتی ہے تو وہ فائدہ کرتی ہے۔ پیاس لگتی ہے تو اسکے بجھانے والا تو خدا ہے مگر اس کے لئے پانی ہی اسی نے مقرر کیا ہے اسیطرح پر بھوک لگتی ہے تو اسکو دور کرنے والا تو وہی ہے مگر غذا بھی اسی نے مقرر کی ہے۔ اسی طرح پر غلبہ اسلام اور کسر صلیب تو ہوگا۔ جو اس نے مقدر کیا ہے لیکن اس کے لئے اسنے اسباب مقرر کئے ہیں اور ایک قانون مقرر کیا ہے۔ چنانچہ بالاتفاق یہہ امر قرآن مجید اور احادیث کی بنا پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں جب عیسائیت کا غلبہ ہوگا اسوقت مسیح موعود کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ ہوگا اور وہ کل ادیان اور ملتوں پر اسلام کو غالب کرکے دکھا دیگا۔ اور دجّال کو قتل کرے گا۔ اور صلیب کو توڑ دے گا۔ اور وہ زمانہ آخری زمانہ ہوگا۔ نواب [illegible] خان اور دوسرے بزرگوں نے جنہوں نے آخری زمانہ کے متعلق کتابیں لکھی ہیں انہوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بھی تو کوئی سبب اور ذریعہ ہوگا؟ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی یہہ عادت ہے کہ وہ اسباب سے کام لیتا ہے دواؤں سے شفا دیتا ہے اور اغذیہ اور پانی سے بھوک پیاس کو دور کرتا ہے اسیطرح پر اب جبکہ عیسائی مذہب کا غلبہ ہو گیا ہے اور ہر طبقہ کے مسلمان اس گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے . . . .

موافق غالب کرے اسکے لئے بہرحال کوئی ذریعہ اور سبب ہوگا اور وہ یہی

موت مسیح کا حربہ ہے

اس حربہ سے صلیبی مذہب پر موت وارد ہوگی اور ان کی کمریں ٹوٹ جاویں گی۔ میں سچ کہتا ہوں

. . . . .

کہ اب عیسائی غلطیوں کے دور کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر کیا سبب ہو سکتا ہے کہ مسیح کی وفات ثابت کی جاوے۔ اپنے گھروں میں اس امر پہ غور کریں اور تنہائی میں بستروں پر لیٹ کر سوچیں۔ مخالفت کی حالت میں تو جوش آتا ہے سعید الفطرت آدمی پھر سوچ لیتا ہے۔ دہلی میں جب میں نے تقریر کی تھی تو سعید الفطرت انسانوں نے تسلیم کر لیا اور وہیں بول اٹھے کہ بے شک حضرت عیسےٰ کی پرستش کا ستون انکی زندگی ہے جب تک یہہ نہ ٹوٹے اسلام کے لئے دروازہ نہیں کھلتا بلکہ عیسائیت کو اس سے مدد ملتی ہے۔ جو انکی زندگی پر اصرار کرنے والے ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ دو گواہوں کے ذریعہ سے پھانسی مل جاتی ہے مگر یہاں اسقدر شواہد موجود ہیں اور وہ بدستور انکار کرتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

یاعیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ

اور پھر حضرت مسیح کا اپنا اقرار اسی قرآن مجید میں موجود ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور توفی کے معنے موت بھی قرآن مجید ہی سے ثابت ہے کیونکہ یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی آیا ہے جیساکہ فرمایا

واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلما توفیتنی کہا ہے جس کے معنی موت ہی ہیں اور ایسا ہی حضرت یوسف اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے پھر ایسی صورت میں اسکے کوئی اور معنے کیونکر ہو سکتے ہیں؟ یہہ بڑی زبردست شہادت مسیح کی وفات پر ہے اسکے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو مردوں میں دیکھا۔ حدیث معراج کا تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اسے کھول کر دیکھ لو کہ کیا اس میں حضرت عیسےٰ کا ذکر مردوں کے ساتھ آیا ہے یا کسی اور رنگ میں جیسے آپ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیکھا اسی طرح حضرت عیسےٰ کو دیکھا۔ ان میں کوئی خصوصیت اور امتیاز نہ تھا۔ اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت موسیٰ اور ابراہیم

اور دوسرے انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے ہیں (اور قابض الارواح نے انکو دوسرے عالم میں پہونچا دیا ہے۔ پھر انہیں ایک شخص زندہ بجسدہ العنصری کیسے چلا گیا؟ یہہ شہادتیں تھوڑی نہیں ہیں ایک سچے مسلمان کے لئے کافی ہیں پھر دوسری احادیث میں حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ یا ۱۲۵ برس کی قرار دی ہے ان سب امور پر ایک جائی نظر کرنے کے بعد یہہ امر تقوی کے خلاف تھا کہ جھٹ پٹ یہہ فیصلہ کر دیا جاتا کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ اور پھر اسکی کوئی نظیر بھی نہیں۔ عقل ہی یہی تجویز کرتی تھی مگر افسوس ان لوگوں نے ذرا بھی خیال نہ کیا اور خدا ترسی سے کام نہ لے کر فوراً مجھے

دجّال کہدیا

خیال کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ تھوڑی سی بات تھی؟ افسوس!

پھر جب کوئی عذر نہیں بن سکتا تو کہتے ہیں۔ درمیانی زمانہ میں اجماع ہو چکا۔ میں پوچھتا ہوں کب؟ اصل اجماع تو صحابہ کا اجماع تھا۔ اگر اسکے بعد اجماع ہوا ہے۔

تو اب ان مختلف فرقوں کو تو اکٹھا کرکے دکھاؤ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہہ بالکل غلط بات ہے مسیح کی زندگی پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔ انہوں نے کتابوں کو نہیں پڑھا ورنہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ صوفی موت کے قایل ہیں اور وہ انکی دوبارہ آمد بروزی رنگ میں مانتے ہیں

[illegible]

جیسے میں نے اللہ تعالےٰ کی حمد کی ہے ویسے ہی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں کہ آپ ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور آپ ہی کے فیضان اور برکات کا نتیجہ ہے جو یہہ نصرتیں ہو رہی ہیں میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **اتباع اور نقش قدم پر چلنے کے** بغیر انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا

پھر اسکے ساتھ ہی ایک اور امر قابل ذکر ہے اگر میں اسکا بیان نہ کروں تو ناشکری ہوگی اور وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو ایسی سلطنت اور حکومت میں پیدا کیا ہے جو ہر طرح سے امن دیتی ہے اور جس نے ہم کو اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے پوری آزادی دی ہے۔ اور ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد میں ہمیں میسر ہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا آزادی ہوگی

کہ ہم عیسائی مذاہب کی تردید زور شور سے کرتے ہیں اور کوئی نہیں پوچھتا مگر اس سے پہلے ایک زمانہ تھا۔ اس زمانہ کے دیکھنے والے بھی اب موجود ہیں اس وقت یہہ حالت تھی کہ کوئی مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان تک نہیں کہہ سکتا تھا اور باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات نہوتی تھی۔ مگر یہہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہم ایک ایسی سلطنت کے نیچے ہیں جو ان تمام عیوب سے پاک ہے یعنے سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے جسکو مذاہب کے اختلاف سے کوئی اعتراض نہیں جسکا قانون ہے کہ ہر اہل مذہب آزادی سے اپنے مذہبی فرض ادا کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہماری تبلیغ ہر جگہ پہونچ جاوے اسلئے اس نے ہمکو اس سلطنت میں پیدا کیا جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوشیروان کے عہد سلطنت پر فخر کرتے تھے اسیطرح ہمکو اس سلطنت پر فخر ہے یہہ [illegible] بات [illegible] مور چونکہ عدل اور راستی لاتا ہے اسلئے اس نے چاہا کہ وہ مامور ہوکر آئے عدل اور راستی کا ابرا ہونے لگتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس رومی سلطنت سے جو مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی یہہ سلطنت ہزار درجہ اولیٰ اور افضل ہے اگرچہ اس کا اور اس کا قانون ملتا جلتا ہے لیکن انصاف یہی ہے کہ اس سلطنت کے قوانین کسی سے دبے ہوئے نہیں ہیں اور تقابل سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ رومی سلطنت میں وحشیانہ حصہ ضرور پایا جاویگا یہہ کیسی بزدلی تھی کہ یہودیوں کے خوف سے خدا کے پاک اور برگزیدہ بندے مسیح کو حوالات میں دیا گیا اس قسم کا مقدمہ مجھہ پر بھی ہوا تھا مسیح علیہ السلام کے خلاف تو یہودیوں نے مقدمہ کیا تھا۔ مگر اس سلطنت میں میرے [illegible] جنہوں نے مقدمہ کیا وہ معزز [illegible] اور ڈاکٹر [illegible] مارٹن کلارک [illegible] مقدمہ بنایا اور اس لئے [illegible] یہانتک کہ مولوی ابو سعید محمد حسین [illegible] بھی جو اس سلسلہ کا سخت دشمن ہے شہادت دینے کیواسطے عدالت میں آیا اور جہانتک اس سے ہوسکا اسنے میرے خلاف شہادت دی۔ اور پورے طور پر مقدمہ میرے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی یہہ مقدمہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے اجلاس میں تھا جو شاید اب [illegible]

خلیفہ رشید الدین صاحب کا نصیحت نامہ

بنام

مرتد ڈاکٹر

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے ایک کارڈ اپنے پرانے واقفکار رفیق ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے نام لکھا ہے جو کہ بمعہ جواب کے ذیل میں شائع کیا جاتا ہے :۔

میرے عزیز اور محترم دوست خلیفہ صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اغلباً الذکر الحکیم ... والمسیح الدجال آپ نے ملاحظہ فرمالئے ہوں گے۔ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ مرزا صاحب سے تائب ہوگئے ہیں۔ اس پر میں آپ سے بغلگیر ہوا اور الحمد للہ چند بار پڑھی اور دعا کی۔

میں نہیں جانتا۔ کہ اس خواب کا وقت ابھی آگیا ہے یا نہیں۔ براہ مہربانی مجھے اطلاع دیں کہ مرزا صاحب کی نسبت اور دیگر مسلمانوں کے قطع سلام ونماز ورشتہ داری کی بابت اور تمام مسلمانوں کو غیر ناجی سمجھنے کی بابت آپکا اب کیا خیال ہے۔ امید کہ اپنے ایک پرانے ہمراز اور یکرنگ دوست کو مفصل جواب سے مشکور فرماوینگے۔

مجھے مرزا صاحب کے خلاف خوابات بڑی ... عنقریب شائع ہوں گے۔ والسلام

خاکسار عبد الحکیم خان۔ ایم۔ بی۔ اسسٹنٹ سرجن از مقام بسی۔ ریاست پٹیالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ازخاکسار رشید الدین آگرہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۶ء

بنام ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ امابعد واضح ہو کہ کارڈ آپ کا پہنچا۔ شاید آپ کے خواب کی یہ تعبیر ہو۔ کہ آپ بھی راہ راست پر آجاویں اور پھر توبہ کرکے حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود واور قبلہ وکعبہ مرزا صاحب سلمہ کی خادمیت میں داخل ہوکر اس قابل ہوجاویں کہ آپ اور ہم پھر بغلگیر ہوسکیں۔ یہ تعبیر اس واسطے کی گئی [illegible] تو یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ خواب جیسے رات کو دیکھے جاتے ہیں۔ ویسے ہی ہو بہو واقع نہیں ہوجاتے اور دوم آپ کے خواب تو خصوصاً ہی تعبیر طلب ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ زمانہ طالب علمی میں جب ہم اور آپ میڈیکل کالج لاہور میں پڑھا کرتے تھے آپ کو یاد ہوکہ نہ ہو آپ نے رویا دیکھی تھی۔ کہ امتحان آخری ڈاکٹری میں آپ اوّل رہے اور یہ عاجز رشید الدین دوم رہا۔ جب نتیجہ امتحان نکلا تو آپ بحساب تعداد نمبر مضامین اول نہ رہے اور یہ عاجز تو آٹھواں ہی پاس ہوا تھا۔ پھر اس کی تعبیر کی گئی۔ جو آپ کو یاد ہوگی۔ اور یہ بھی آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ کے خواب یا پیشگوئیاں کبھی بالکل واقع نہیں ہوئیں۔ مثلاً جب آپ نے متواتر رویا دیکھکر مجھکو انہیں دنوں میں اطلاع دی تھی۔ کہ آپ کا نکاح میری ہمشیرہ سے ہوگا حالانکہ وہ ابھی کہیں منسوب نہیں ہوئی تھیں۔ اور بعد میں آپ نے اس بارہ میں بہت کوشش کی تھی۔ بلکہ اپنے لڑکے کے واسطے بھی آپ نے ہمارے خاندان میں رشتے ڈھونڈے۔ لیکن آپ کو کامیابی نہ ہوئی اور اب پندرہ سال گذرنے کو آتے ہیں۔ اور آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ بلکہ محال ہے۔ تو فرمایئے [illegible] کی کچھ تعبیر یا تاویل ہے جب آپ [illegible] دنوں کی خوابوں کی یہ حالت ہو۔ تو اب تو ان کا کچھ اعتبار ہی نہیں۔ اُن دنوں میں تو آپ متقی مسلمان تھے۔ خدا کا خوف آپ میں زیادہ تھا۔ اور اپنے آپ کو اور اپنی رائے کو کچھ زیادہ نہ سمجھتے تھے۔ کم گو تھے۔ صالحین کو گالیاں نہیں دیا کرتے تھے۔ محنت وریاضت کیا کرتے تھے آپ کے پاس روپیہ نہ تھا۔ کوئی مطبع نہ تھا۔ خدا وند تعالیٰ پر توکل زیادہ تھا۔ کوئی تجارت نہ تھی اور نہ آپ کی کوئی کتابیں چھپی تھیں۔ اور نہ آپ مصنف کہلاتے تھے۔ اور نہ آپ کو چنداں علم تھا۔ معمولی فارسی دان منشی تھے اور عربی سے تو آپ بالکل بے بہرہ ہی تھے ہاں قرآن شریف کے ساتھ آپ کو بہت محبت تھی۔ اور اس کے تراجم اردو یا انگریزی آپ ضرور دیکھا کرتے تھے۔ کوئی آپ کی اپنی تفسیر نہ تھی اور پھر ان دنوں میں آپ ڈاکٹر بھی نہ کہلاتے تھے ٭ نہ امراء و دنیاداروں کی مجلسوں میں آپ بیٹھا کرتے تھے۔ کھانا بھی رزق حلال ہوا کرتا تھا۔ تب آپ صفائی دیکھنے کا ڈون میں دورہ بھی نہ کیا کرتے تھے اور نہ غریب رعایا پر تشدد کیا کرتے بلکہ برعکس اس کے آپ میں حلم۔ انکساری اور خاکساری اور کم گوئی زیادہ تھی۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ جب اُن دنوں میں آپ کے خوابوں کی وہ حالت تھی جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ تو اب کیا اعتبار ہے؟ اور کیوں سلری محنت کو ایسی جلدی برباد کردیا۔ آپ تو قرآن کریم میں پڑھا کرتے تھے۔ کہ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا۔ ولا تکونوا کالذین آذوا موسیٰ فبرأہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا۔

اگر فرض کیا کہ آپ کو کوئی معاملہ ناگوار گذرا تھا۔ یا بظاہر آپ کی کسی نے توہین کی تھی۔ تو صبر کیا ہوتا اور صالحین کی استغناء ذاتی پر ہی اس کو محمول کیا ہوتا اور اپنے آپ کو ہیچ سمجھا ہوتا اور یہ خیال کیا ہوتا کہ دنیا میں مجھہ سے اچھے ڈاکٹر اور حکیم اور روپیہ والے اور کتابوں والے اور مطبع والے اور جاہ وحشمت والے موجود ہیں۔ جو حضرت اقدس سلمہ کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں۔ اُن سے ہی مشورہ کرلیا ہوتا۔ اور اپنی رائے کی ایسی پیچ نہ کی ہوتی۔ جب حضرت اقدس نے آپ کو توبہ کے لئے کہا تھا۔ تو اپنے خیال سے توبہ ورجوع کرلیا ہوتا اور درحقیقت آپ کا خیال کہ بغیر وسائل رسل علیہم السلام کے نجات اور عرفان اور کامل توحید اور حقیقی توحید حاصل ہو سکتی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ خصوصاً بغیر ذریعہ افضل الرسل وسید المرسلین والنبیین حضرت محمد مصطفےٰ واحمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہٗ امّی ونفسی وابی۔ یہ سخت ہی کفران نعمت وصریح شرک ہے۔ آپ کو معلوم رہے۔ کہ صرف "خدا ایک ہے خدا ایک ہے" کہنے سے نجات نہیں ہوتی جب تک کہ عملی اور حقیقی طور سے اُس کو اپنی ذات پر وارد کرکے نہ دکھلایا جاوے۔ اور اپنے نفس اور رائے کو ہیچ نہ سمجھا جاوے۔ اور اپنے ہر کارخانہ [illegible] حقیقی [illegible] کو دور نہ کیا جاوے اور [illegible] یہ ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ مگر غور کرنے پر اور مطابقت کرنے پر اعمال وطریق زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیونکہ جب تک اسوۂ حسنہ نہ ہو اور کوئی نمونہ پیش کرکے نہ دکھلاوے۔ آپ کیسے معلوم کرسکتے ہیں کہ حقیقی توحید جس سے نجات ہوتی ہے وہ یہی ہے جس کے آپ کاربند ہیں۔

یا غیر؟ کیا الفاظ "توحید" یا لا الٰہ الا اللّٰہ زمانہ جاہلیت کی کتابوں میں موجود نہ تھے۔ یا عرب لوگ اُن کا استعمال نہ کیا کرتے تھے بیشک سب الفاظ کا استعمال ہوتا تھا۔ مگر باوجود اس کے پھر وہ مشرک ہی سمجھے گئے۔ کیونکہ ان کے گھر ولیشہ میں اللہ کے [illegible] میں ان کے اعمال ویوم میں شرک بسا ہوا تھا۔ اور نہ ان کے پاس کوئی نمونہ تھا۔ جو کامل توحید سکھلاتا۔

٭ فٹ نوٹ۔ ہاں یہ بات تو ضرور تھی۔ کہ آپ "حکیم جی" تو ضرور تب بھی کہلاتے تھے۔

لیکن جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے یہ نکلا قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ جس کے معنے یہ ہوئے ۔ کہ جسطرح مین نے لا الہ الا اللہ کہا ہے ۔ اور کرکے دکھلا دیا ہے اسی طرح اگر کوئی کہے اور پھر کرکے دکھلاوے اس کو نجات ہے ۔ تب ہی عرب کی نجات ہوئی یعنے محمدی توحید سے نجات ہے ۔ ابرا وغیراد وغیرا کی خیالی توحید سے نجات نہین ہوسکتی ۔ اور نہ عبدالحکیمی توحید سے ۔ جب تک انسان آدم توحید حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل تعلق نہ پیدا کرے اور انکی ذات میں محو ہوکر کامل متبع نہ بن جاوے اور انہین کو ساری اپنی دین و ایمان کا ذریعہ نہ سمجھے اور شکر گزار نہ جاوے ۔ ایسے شخص کو نہ عرفان ذات الٰہی ہوسکتا ہے اور نہ کامل توحید ہی حاصل ہوسکتی ہے قرآن شریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان مبارک سے ہی ہم کو معلوم ہوا ہے اور جتنے الفاظ و آیات وغیرہ اس میں ہیں ۔ ان میں سے ہر ایک کا تعلق ذات مبارک آنحضرت سے ہے ۔ اگر اس مین یہ لکھا ہے کہ کوئی یہودی ہو ۔ نصاریٰ ہو ۔ غیرہ اگر وہ خدا پر ایمان لاوے گا ۔ وہ نجات پاویگا ۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے ۔ کہ اس خدا پر اس طریق سے ایمان لاوے گا ۔ اور عملاً کرکے دکھلا دیگا ۔ جس کو جس طرح حضرت محمد رسول اللہ نے پیش کیا ہے ایسے آنحضرت کے واسطے سے ایمان لائے اور ایمان لاکر عملاً دکھا دیا ہے ۔ یعنے جب تک کہ کامل متبع سنت محمدی کا نہ ہوگا ۔ نجات نہ ہوگی افسوس ہے ۔ کہ جس توحید اور نجات پر آپ کو غرہ ہے اور آپ اس پر فخر کرتے ہین ۔ وہ سوائے نفس پرستی اور شرک اور جہنم کے میری رائے مین اور کچھ نہین ۔ سو آپ کو چاہئے کہ توبہ کرین ۔ اور حق کی طرف رجوع کرین ۔ پیشتر اس کے کہ لیست التوبۃ علی کالذین الی ۔۔۔ کا وقت آجاوے ۔ یاد رہے کہ ساری توحید ایک جانتے مین ہے ۔ جب آپ نے انبیاء و رسل و اولیا کو خدا سے الگ سمجھا جن کی نسبت ہے کہ ۔۔۔ دنیائی تحت ۔۔۔ اور ماد میت و لکن اللہ رمی اور ان کی تعریف آپ نے غیر خدا کی تعریف سمجھی اور پھر آپ منہ سے الحمد للہ کی کہتے رہے تو زہے ۔۔۔

برین عقل و دانش بباید گریست

آپ نے پڑھا ہوگا ۔ کہ ان الذین یرید ون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ ۔ اولئک ھم الکافرون ۔ یہی آپ کی توحید اور نجات ہے ۔ سو لازم ہے ۔ کہ آپ ایسی توحید سے توبہ کرین اور محمدی توحید کی طرف آجاوین تاکہ آپ کی نجات ہو ۔

اس زمانہ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقدس مرزا صاحب سلمہ میں بروز کیا ہے ۔ تو اس وقت مرزائی توحید ہی محمدی توحید ہے اور اسی سے نجات ہے ۔ باقی رہے جزوی مسائل سو وہ توحید کے سمجھنے سے پیچھے انشاء اللہ سب کے سب حل ہو جاوین گے ۔

جب آپ نجات کے لائق بنین گے اور یہی اسی دنیا مین جنت مل جاوے گی ۔ بہ نہوانے آیت ولمن خاف مقام ربہ جنتان تو پھر لازم ہے کہ آپ ان لوگوں سے تعلقات بڑھاوین گے ۔۔۔ نہین ۔ قرآن حمید ۔۔۔

انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا ۔۔۔ انما ینھٰکم اللہ الی اخرہٖ ۔ اذا جاءک المنافقون الخ " انا برآؤا منکم و مما تعبدون من دون اللہ " " و کونوا مع الصٰدقین "

آپ غور فرمایئے کہ دیگر مسلمان ۔ جن کا آپ اپنے ۔۔۔ میں ذکر کرتے ہین ۔ ان کی حالت کیا ہے ؟ کیا وہ مقربان الٰہی سے ہیں ۔ یا راندۂ درگاہ الٰہی ؟ بظاہر ۔۔۔۔۔ اگر آپ کو وہ صالحین نظر آتے ہین تو ان سے تعلق و ربط بڑھایئے نہین تو الگ رہیئے ۔ خاکسار رشید الدین

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

دارالامان کا ھفتہ

(۱) حضرت حجۃ الاسلام امام علیہ السلام خدا کے فضل اور تائید سے خدمت دین میں مصروف اور حقیقۃ الوحی کو زور شور سے لکھ رہے ہیں اور آپکا خادم کارخانۂ الحکم اسے چھاپ رہا ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲) وسہرہ کی تعطیلات کیوجہ سے بہت سے احباب مختلف مقامات سے آئے ہوئے ہیں وسط ستمبر کے وسط مین تین روز شدید بارش ہوئی جسکی وجہ سے ڈھاپ خوب بھر گئی ہے ۔ اسی شدت بارش کیوجہ سے آپکے پیمبر زخلام کے ایک حصہ مکان کو سخت صدمہ پہونچا ۔

لال کپڑے والی قبر کا نشان پورا ہوگیا

دیر ہوئی الحکم میں یہہ رؤیا حضرت حجۃ اللہ کا شائع ہو چکا ہوا ہے کہ آپ نے بہشتی مقبرے میں تیسری قبر پہ **لال کپڑا** دیکھا جس سے مراد یہ تھی کہ تیسری قبر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کے علاوہ عورت کی ہوگی چنانچہ منیا سرد خان ملازم نواب محمد علیخان صاحب کی اہلیہ نے اس رؤیا کو پورا کر دیا جو ۲۲ ۔ ستمبر ۱۹۰۶ء کو فوت ہوئی اور بہشتی مقبرہ مین جگہ پائی خدا مغفرت کرے ۔

خواہشمند اطلاع دیں

دو معزز عہدہ دار جنکی تنخواہ چار سو روپیہ ماہوار اور معقول ترقی کی بہترین امیدیں ہیں شادی کے خواہشمند ہیں اور کسی شریف مسلمان خاندان میں قطع نظر احمدی یا غیر احمدی ۔ اور بلا امتیاز کسی فرقہ کے نکاح کرینگے ۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ یہ تعلق سید ۔ شیخ ۔ مغل ۔ پٹھان ۔ اعوان یا منہاس جاٹوں کے خاندان سے ہو ۔ عہدہ دار مذکور کی ذاتی حیثیت اور اسکی خواہش نکاح کے لحاظ سے ضروری ہے کہ لڑکیاں ان صفات سے متصف ہوں جنکی توقع کی جاسکتی ہے ہر قسم کے امور کے متعلق ایڈیٹر الحکم سے خط و کتابت کی جاوے ۔

قابل تقلید نمونہ

منشی حبیب الرحمان صاحب احمدی رئیس حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ کی صاحبزادی فوت ہوگئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اس موقع پر منشی صاحب موصوف نے مرحومہ کو ثواب پہونچانے کی نیت سے ایک نیک نمونہ اور قابل تقلید ذریعہ خیرات کا تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک پرچہ اردو اور ایک پرچہ انگریزی میگزین کا ۔ ایسا ہی الحکم ۔ اور بدر اور تشحیذ الاذہان اور تعلیم الاسلام وغیرہ کل رسایل اور اخبارات سلسلہ کو ہمیشہ کیلئے کسی غریب مگر شوقین احمدی کے نام جاری کرائے ہین ۔ اسلئے ایسی امیدوار مندرجہ بالا اخبارات یا رسایل کے منیجروں کے نام درخواست بھیجدین ۔ منشی حبیب الرحمان صاحب نے ایک ایسی نیک کام کی ابتدا کی ہے جو مرحومہ کیلئے الدال علی الخیر کفاعلہ کے موافق بہت بڑی نیکی اور ثواب کا موجب ہوگا ۔ اگر ہمارے احباب ہر قسم کی تقریبوں پر ان ذرایع اشاعت ملت کا لحاظ رکھیں تو وہ بہت امداد کر سکتے ہیں ۔ آخر مین دعا ہے کہ خدا مرحومہ کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے اور اسکے مخدوم والدین اور برادران کو صبر جمیل ۔ آمین ۔

احمدی جماعتین مرحومہ کا جنازہ پڑھیں

لندن میں لکچر بازی

عورتوں کو مردوں کیطرح ووٹ

کا حق ملنے پر لکچر دیتا ہے ۔ کبھی کبھی ایک اور شخص آکر لکچر کرتا ہے اسکا مضمون یہ ہوتا ہے ۔ کہ پارلیمنٹ کو چاہئے کہ شراب نوشی انگلینڈ میں حکماً بند کرے ۔ کیونکہ انگلینڈ کی غربی اور بدکاری کی اصلی وجہ یہی ہے ۔ کہ لوگ شراب پیتے ہیں ۔ اس شخص کا بیان ہے ۔ کہ بیلنے اشتہار کا بڑا اظہار لکھا ہے ۔ کہ شراب ۱۹۱۰ تک بند کرا دونگا ۔ لوگ اسکی تقریر سنتے ہین ۔ مگر کچھ موثر ۔۔۔ کچھ اثر ہوتا دکھائی نہیں دیتا مگر اسکا جوش اور ہمت قابل تعریف ہے کیونکہ شراب کے برخلاف بولنا انگلینڈ مین ہر شخص کے برخلاف بولنا ہے اس کے ساتھ ایک دو اور شخص ہوتے ہیں ۔ اسکے زور دار الفاظ ہوا کرتے ہین ۔ بس آج رات سے شراب کی تجارت انگلینڈ سے اکھڑ گئی " اس شخص کے بائیں طرف ایک کثیر مجمع چار پانچ سو مرد و عورتوں کا ہوتا ہے ۔ جو مسٹر بیڈلا (اینا سٹک) کہے جاتے ہیں ۔ انکا نام انجیل اور عیسائی مذہب کے خلاف پرچار کرنا ہے ۔ انکا خیال ہے کہ انگلینڈ انجیل کی اشاعت پر فضول لاکھوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے ۔ بہتر ہے ۔ کہ ان روپیوں کو دوسرے کاموں میں لگایا جاوے ۔ مزدور پیشہ لوگ ان تقریروں کو بہت پسند کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے دلوں سے عیسائی مذہب کی بنیاد اکھڑتی جاتی ہے ۔ کسی روز بڑا تماشہ یہ ہوتا ہے کہ اس گروہ کے پاس آکر ایک عیسائی واعظ بھی شروع کر دیتا ہے تاکہ لوگ دوسرے گروہ کی تقریر نہ سن سکیں ۔ اور دونوں ایک دوسرے سے بڑھکر اونچا بولنے کی کوشش کرتے ہین ۔ اسی جگہ ایک بوڑھا عیسائی واعظ آتا ہے جو انجیل ہاتھ میں لے کر پڑھنا شروع کر دیتا ہے ۔ اسکا مضمون ہر روز

مسیح کی قبر سے نکل کر

آسمان کیطرف جانے کے متعلق ہوتا ہے ۔ عموماً اسکے پاس کوئی سننے والا نہین ہوتا ۔ مگر وہ اکیلا بولتا رہتا ہے ۔ مین کئی دفعہ اسکے پاس کھڑا ہو جاتا ہوں ۔ جب کبھی کوئی عورت یا مرد پاس سے گذرے تو وہ بیچارہ لیڈیز و جنٹلمین کہدیتا ہے کسی کے دل میں رحم آئے ۔ تو سننے کیلئے اسکے

بابو سالگرام صاحب کی چٹھی کا جواب

رسالہ آریہ مسافر جالندھر جلد ۸ نمبر ۱۰ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء میں الہ آباد کے بابو سالگرام صاحب نے خاکسار کے نام ایک طول طویل کھلی چٹھی شایع کرائی ہے۔ اور اخبار پرکاش لاہور مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۶ء میں ایک مضمون بعنوان مذہب اسلام اور لالہ جگد مبا پرشاد شایع ہوا ہے۔ اور آریہ گزٹ مورخہ ۹ اگست ۱۹۰۶ء میں بھی کچھ شایع ہوا ہے۔ ان سب کا بہت مختصر جواب لکھا جاتا ہے۔

میں بابو سالگرام صاحب کا بہت مشکور ہوں۔ کہ کم از کم انہوں نے مسٹر دہرم پال صاحب کی مانند مجھے احمق بیوقوف پاگل جہنمی گندگی پر منہ مارنیوالا وغیرہ وغیرہ جیسے دل دکھانے والے الفاظ سے مخاطب نہیں کیا۔ اگرچہ آریہ سماج کے نئے برہم چاری جی مہاراج کے طرز کلام کو مد نظر رکھکر میں نے یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ جبکہ نئے آریہ صاحب کو اس قدر مشاق گالیاں دینے میں حاصل ہوگئی تو پرانے آریوں کی تو بات ہی کیا کہنی ہے لیکن شاید بابو سالگرام صاحب نے میری نزدیک کی رشتہ داری کا خیال رکھا ہے۔ خیر آمدم برسر مطلب بابو صاحب کی لمبی چوڑی تمہید کا لب لباب یہ ہے۔ کہ اگر مجھے اسلامی تعلیم پسند تھی تو میں مسلمان ہوجاتا۔ مگر رسالہ ترک وید بزم وغیرہ شایع کرنا فضول تھا۔ بلکہ ایسا کرنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں نے بلا وجہ اس قدر شور وغل آریہ سماج کے خلاف غلط فہمی پھیلانے کے لئے مچا رکھا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں دنیا کا کوئی مذہب کسی حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر بابو سالگرام صاحب کی یہ بات ان کی شخصی رائے نہ سمجھی جاوے۔ بلکہ آریہ سماج کی مجموعی تعلیم کا ایک جزو سمجھ لیا جاوے۔ تو معلوم ہو کہ خود آریہ صاحبان اس اصول کے خلاف عمل کر رہے ہیں جبکہ دنیا کا کوئی مذہب (حسب قول بابو سالگرام صاحب) کسی حالت میں نیست و نابود ہو ہی نہیں سکتا تو پھر آریہ سماج عیسائیت، اسلام اور سناتن دہرم کی [illegible] کیوں [illegible] اشاعت کرتی رہتی اور کیوں آریہ اوپدیشک صاحبان [illegible] لیکچر دیا کرتے ہیں۔

آگے چلکر بابو صاحب نے لکھا ہے۔ کہ میں آریہ سماج کا کوئی بڑا آدمی نہ تھا۔ جس کے نکل جانے سے سماج کا نقصان ہوا ہو۔ وغیرہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے آج تک کبھی یہ بات خواب میں بھی نہیں کہی کہ میں آریہ سماج کا کوئی بڑا آدمی تھا یا یہ کہ میرے نکل جانے سے سماج کا نقصان ہوا پھر جب میرا یہ دعویٰ ہی نہیں اعتراض فضول ہے۔ لہذا اس کی تردید کرنی مجھے لازم نہیں اور اگر کسی اسلامی اخبار نے ایسا لکھا ہو۔ تو مجھ پر کوئی اعتراض عاید نہیں ہوسکتا۔

بابو سالگرام جی! جس سیالکوٹ کے اخبار کا آپ اس قدر زور کے ساتھ حوالہ دیتے ہیں وہ آج تک میں نے نہیں دیکھا (اور مضامین ایک اخبار سے دوسرے میں نقل بھی ہو جاتے ہیں) میں نے کبھی یہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ میں آریہ سماج کا کوئی لیڈر یا رکن رہا ہوں۔ البتہ یہ میں نے سچ لکھا ہے۔ کہ میں آریہ سماج کا ایک ترپمی (محنتی) ہوں۔ اور اب بھی میں آریہ سماج کا پریمی ہوں کام خواہ ڈائرکٹ لی کیا جاوے یا Indirectly انڈائرکٹ لی (یعنے باواسطے یا بلاواسطے) ہاں ٹھیک ہے میں آریہ سماج کی خدمات کرتا رہا ہوں تنخواہ لیکر۔ لیکن افسوس کہ آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے۔ کہ خاکسار نے سرکاری و دیگر ملازمتیں کئی مرتبہ ترک کر کے آریہ سماج کی ملازمت کم تنخواہ پر منظور کرلی تھی آپ کا یہ کہنا غلط ہے کہ سرکاری نوکری نہ ملنے سے (چونکہ ۲۵ سال سے عمر زیادہ ہے) میں سماج کا کام کرنا چاہتا تھا۔ جناب عالی! آپ سے شاید کبھی والد صاحب مرحوم نے ذکر کیا ہوگا۔ کہ میں نے سرکاری محکمہ ڈاکخانہ جات کی ملازمت عنہ۲ روپیہ ماہواری کی ترک کر کے آریہ سماج سے صرف عنہ روپیہ ماہواری گزران کے لئے لیکر کام شروع کیا تھا۔ اور افریقہ سے آنے پر الہ آباد میں ریلوے کی معقول ملازمت ملتی تھی (جن دنوں میں آپ سے بھی ملا تھا اور آپ کے لڑکی کی شادی کی متعلق گفتگو ہوئی تھی) مگر میں نے آریہ ورت [illegible] کی سب ایڈیٹری پر [illegible] سمجھا تھا اور آخری واقعہ یوں ہے۔ کہ میں ملک برہما میں آریہ سماج کی اوپدیش کی چھوڑنے کے بعد وہاں بھی سرکاری محکمہ سروے آف انڈیا میں للعنہ روپیہ ماہواری پر ملازم ہوگیا تھا جہاں سے [illegible] کر آیا تھا اور [illegible] جن دنوں [illegible] آپ کے داماد [illegible]

شبورت تارلن کلرک ریلوے (جو کہ میرا حقیقی بھائی ہے) کے پاس مقیم تھا۔ انہیں دنوں چونکہ برہما کو واپس جانا مجھے پسند نہ تھا۔ اس وجہ سے کئی جگہ ملازمتوں کی درخواستیں روانہ کی تھیں (جنہیں میں مراد آباد کے رہبر ہند والی درخواست بھی شامل ہے) اور کمپنی کے ایک کمپنی نے مجھے منعہ روپیہ ماہواری پر مقرر کرلیا تھا۔ (اس کی تصدیق آپ اپنے داماد صاحب سے کرلیں) مگر وہاں نہ جاکر گورو کل سکندر آباد جا پہونچا۔ اور ارادہ کیا کہ پھر بھی آریہ سماج کے ایسے کاموں میں اپنے تئیں مشغول کروں۔ جو ہند و قوم کے بھلائی کے لئے ہیں۔ مثلاً گورو کل کی پختگی کے لئے مفصلات سے چندہ ایکٹ جاکرنا وغیرہ پس آپ کو معلوم ہو۔ کہ للعنہ اور منعہ روپیہ کی ملازمتوں کی پرواہ نہ کر کے میں آریہ سماج سے صرف عنہ روپیہ لیکر کام کرنا فخر سمجھتا تھا (جو کہ دراصل میرا خبط تھا) اس شہادت پرکاش والے مضمون نگار صاحب کے الفاظ میں درج ہے۔ . . . . .

رد . . . . . ورنہ جگد مبا پرشاد کی خواہش اول یہ تھی کہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے جو کچھ مجھے حاصل ہوسکتا ہے۔ اس سے نہایت قلیل گزران پر آریہ سماج کی سیوا کرے۔ مگر افسوس آریہ سماج کی موجودہ حالت پر۔ کہ کیا جگد مبا پرشاد اس قابل بھی نہیں۔ کہ اس کو دس روپیہ ماہواری دیکر آریہ کام لے سکتے۔ . . . . .

کہیئے بابو سالگرام جی! کیا آپ اب بھی یہی کہتے چلے جاوینگے کہیں [illegible] اور بوجہ نہ ملنے دیگر ملازمت کے آریہ سماج کی خدمات کرتا رہا۔ یا یہ کہ للعنہ اور منعہ کے بجائے سماج سے عنہ مانگتا رہا (اور تو بھلا اور توجہ سا تیسا۔ آپ کو یہ کہتے ہوئے کہ جگد مبا پرشاد کو کہیں نوکری نہیں مل سکتی شرم بھی نہ آئی۔ کیوں صاحب! آپ تو صرف اردو دان ہوکر اور کبھی گھر سے باہر نہ نکلنے پر پچیس (۲۵) روپیہ ماہواری حاصل کر [illegible] اور مجھ جیسا [illegible] انگریزی [illegible] سنسکرت جاننے کے علاوہ کئی محکمات [illegible] ہندوستان [illegible] حاصل کر لینے اور [illegible] ممالک میں گھومنے کے بعد سوا آریہ سماج کے اور کوئی سہارا نہ رکھے۔ [illegible] ! ایسی عقلمندی پر آریہ سماجی صاحبان تمام دنیا سے

پھر آگے [illegible] ہاں [illegible] میں یہ نہیں کہتا کہ میں آریہ سماج کیلئے باعث فخر تھا نہیں بلکہ میں مانتا ہوں۔ کہ مجھ جیسے بیوقوف لوگوں کا وہاں ندی سماج میں کچھ کام نہیں ہے۔ پس ایسوں کو فوراً سے قبل باہر نکل جانا چاہئے۔

آریہ گزٹ والی درخواست کا حال یوں ہے۔ کہ سکندر آباد سے میں وہیں چلا گیا تھا۔ (بمبئی کی ملازمت پر بوجہ دیر ہوجانے کے نہ جا سکا۔) اور جسنال دہلی نامی کارخانہ میں کام مل گیا تھا۔ انہیں دنوں مذہبی تحقیقات عیسائیت اور اسلام کی کرتا رہا۔ اور اسلام میں ہو کر وہ ملازمت چھوڑ دی۔ مگر جیسا کہ میں نے رسالہ ترک وید بزم حصہ دویم میں بیان کر دیا ہے۔ جب شدھی کی گئی تو ایسی انتشار میں آریہ گزٹ سب ایڈیٹری کی نوٹس دیکھکر وہاں درخواست روانہ کر دیا۔ لیکن اسکا جواب نہ آنے پایا تھا۔ کہ میں پھر راشدہ بن گیا (یعنے اسلام میں واپس چلا آیا) تاریخ ملاکر آپ معلوم کرسکتے ہیں۔ لیکن اسلام میں داخل ہونے اور ملازمت کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بابو سالگرام جی! آپ نے بڑا بھاری ایک اعتراض دربارہ الہام کیا ہے۔ کہ دربارہ سن لیجے کہ ۳ ستمبر ۱۹۰۶ء کو ہی کتاب آریہ سماج کے پول کا لکھا جانا شروع ہوا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اسکا بہت سا حصہ لکھکر میں نے برہما سے بذریعہ رجسٹرڈ پیکٹ بنام پنڈت دوارکا پرشاد صاحب جو جنرل سیکریٹری سناتن ہند و دہرم سبھا پریاگ الہ آباد واسطے ملاحظہ روانہ کیا تھا (تاکہ بعد تیاری کے وہ اس کی چھپائی کا انتظام اپنی سبھا کی جانب سے کریں) آپ ان صاحب سے مل کر اس بارہ میں تحقیقات کرسکتے ہیں۔ بیشک اسوقت میرا خیال اسلام میں داخل ہونے کا نہ تھا لیکن یہ قطعی فیصلہ تھا۔ کہ جلد یا دیر سے کتاب آریہ سماج کی پول شایع ہوگی۔ چنانچہ جب میں اسلام میں داخل ہوا۔ تو اب یہ کتاب تحفہ آریہ سماج کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ ہاں آپکا یہ اعتراض ہے۔ کہ جب ملک برہما میں میرے خیالات آریہ سماج سے منحرف ہوگئے تھے تو پھر آریوں کے یہاں ملازمت کی درخواستیں کیوں کرتا رہا۔ پس آپکو معلوم ہو کہ آریہ سماج میں اس وقت نصف سے زیادہ ایسے لوگ ملازم ہیں۔ جو دل سے آریہ نہیں۔ بلکہ سناتنی یا دہریہ ہیں چنانچہ

اخبار کی ایڈیٹری یا چندہ وصول کرنے کے لئے اوپدیش کی کا کام مجھے بہ نسبت کلرکی وغیرہ کے اس قدر افضل معلوم ہوتے تھے۔ کہ میں خیالات تبدیل ہو جانے پر بھی ذریعہ معاش انہیں کاموں کو بنانا چاہتا تھا اور کسی جگہ کیا کام کرکے اجرت حاصل کر لینا کوئی گناہ نہیں ہے۔ بیشک ان آرین خدمات کو کرتا ہوا بھی میں کتاب آریہ سماج کی پول تیار کرتا رہ سکتا تھا۔ اور کل ہو جانے پر کوئی نہ کوئی مطبع ضرور اسے چھاپ دیتا۔

آگے چل کر بابو سالگرام صاحب نے لکھا ہے کہ سب سے بڑھ کر وہ بات جس کے لئے قلم اٹھائی گئی یہ ہے۔ کہ میں نے اپنے باپ داداؤں کی جائداد کے بقیہ موجودہ حصہ کا تخمینہ پانچ ہزار ظاہر کیا ہے۔ مگر بابو صاحب کے نظر میں وہ ... کا جچتا ہے بابو سالگرام جی! آپ کے آنکھوں پر دیا نندی گمراہ کنندہ تعلیم کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ پس یہ تو آپ سے کبھی خواب میں بھی نہیں امید کی جا سکتی۔ کہ آپ ایسے معاملات میں انصاف سے کام لیوینگے۔ اس امر کا آسان فیصلہ تو تب ہو۔ کہ کوئی غیر شخص جو مسلمان اور آریہ نہ ہو۔ وہ تحقیقات کرکے اپنی بے تعصبانہ رائے ظاہر کرے اس بارہ میں اگرچہ کسی قسم کی کوئی بحث بالکل فضول ہے۔ لیکن چونکہ آپ نہایت شوق سے سننے کے منتظر ہیں اسلئے سن لیجئے:

مکان کا کرایہ اپنے ۳ روپیہ لکھا ہے جو کہ آپ کی تعصبانہ فرضی بکواس ہے آپ بابو دیبی پرشاد صاحب سے جو میرے چچا صاحب کے مکان میں رہتے ہیں۔ جاکر دریافت کر لیوین۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں اس مکان کا کرایہ معہ ساڑھے سات روپیہ ملتا تھا یا نہیں (البتہ اب عرصہ دراز سے کرایہ پر دیا ہی نہیں گیا) پس الہ آباد شہر میں اور خاص اس محلہ اتر سوہائی جہاں میرا مکان واقع ہے۔ مکانوں کی گرانی کے لحاظ سے ایک مکان جس کا کرایہ معہ روپیہ ماہواری ہو۔ یقیناً دو ہزار روپیہ سے زائد قیمت سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مکان کے سامنے اس قدر زمین موجود ہے۔ کہ ایک مکان اور بنایا جا سکتا ہے۔ پس ایسی جگہ پر خالی زمین کی لاگت بھی ... جبکہ ... کم از کم اس زمین کی قیمت پانچ سو روپیہ سمجھنی چاہئے۔

اجی حضرت! آپ دیہات کے رہنے والے شہروں کے مکانوں کی قدر کیا جانے مکان کے بعد زمینداری کے حساب کتاب میں بھی اپنے فضول تعصبانہ بکواس کی ہے۔ موضع بچھ ریں بھی اب تک کچھ حصہ موجود ہے۔ موضع سلو کہرا کے علاوہ اور کئی مواضعات میں جناب والد صاحب مرحوم کے نام حصہ جات موجود ہیں۔ جن کا مفصل احوال آپ بابو دیبی پرشاد صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں۔ شروع سے وہ ہی بطور منیجر کام کیا کرتے ہیں۔ پس ان سب حصہ جات کو ایک جا کرنے سے یقیناً کم از کم ڈھائی ہزار کی مالیت ہو سکتی ہے۔ اور یہ تو آپ کی نہایت عجیب و غریب قانون دانی ہے۔ کہ میرے بھتیجے لکشمی شنکر کی موجودگی کے باعث آپ مجھے وراثت سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو کہ باپ چچا کی حین حیات میں لڑکے بھتیجوں کا کوئی حق وراثت کی جائداد پر نہیں رہا کرتا اور جب کہ عزیز لکشمی شنکر کو میں نے خود اپنا وارث بنایا ہے (دیکھو سرٹیفکیٹ موجودہ فنڈ نمبر ۱) اور اسکی پرورش و تعلیم وغیرہ کا انتظام اب بھی (و آئندہ بھی) مجھی ہی کرنا پڑتا ہے۔ اور اسکی والدہ یعنی جناب بھاوج صاحبہ مجھے تمام حساب کتاب کی ایک ایک پیسے کا اپنے خطوط ہندی میں لکھکر یہاں برابر بلا ناغہ بھیجا کرتی ہیں (واضح ہو کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ کوئی ذاتی خیالات تبدیل ہونے کے باعث یا مذہب تبدیل کر لینے پر پچھلے تعلقات توڑ دیوے اگرچہ الہ آباد کے کایستھ صاحبان اب میرے ساتھ کھانا پانی بھی نہ کرینگے۔ لیکن میں ان سب کو جن سے جو رشتہ ہے برابر ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جسکی تحقیقات آپ اپنے داماد وغیرہ سے کر سکتے ہیں) تو آپ کا یہ کہنا کہ میری موجودگی یا وہ حصص کا مالک ہی یا ... غلطی ہی نہیں۔ بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کو تعصب نے اسقدر گمراہ کر دیا ہے کہ معمولی باتیں بھی ہندو لا کی آپ کو یاد نہ رہ گئیں افسوس۔ صد افسوس؟

آگے اپنے میرے چچا صاحب کی جائداد کے حقیقت کے بارہ میں اعتراض کیا ہے پس یہ بھی آپکی عدم واقفیت، ہندو قانون یا تعصب کے خندق میں گرنے کا ہی اظہار کرتا ہے جناب عالی! ہندو لا کے مطابق موروثی جائداد قانونی کو نہیں پہونچا کرتی ہیں۔ اگر بابو کیلاش شنکر صاحب مرحوم کی ذاتی پیدا کی ہوئی جائداد ہوتی تو انکی تائی کو پہونچتی مگر موروثی جائداد خاندان والوں کا ہی حق رہا کرتا ہے لیکن نہ لینا نہ دینا مفت کی ٹھائیں ٹھائیں سے کیا حاصل میں کوئی ایسا دعوی تو کرنے ہی لگا تھا پھر ایسے معاملات پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آئے دن عدالتوں میں ایسے ہزاروں مقدمہ جات ہوا کرتے ہیں۔ دو فریق اس قسم کے مقدموں کو دائر کیا کرتے ہیں ہر ایک اپنا اپنا حق ظاہر کیا کرتا ہے لیکن چونکہ مجھے ایسی کوئی کارروائی کرنی نہیں ہے اس وجہ سے اسبارہ میں کچھ کہنا سننا فضول ہی۔ ان باتوں کا پتہ ان لوگوں کو رہا کرتا ہی جن کے یہاں پشت ہا پشت سے جائدادین کم و بیش رہا کرتی ہیں۔ لیکن جناب من! اپکوان معاملات کا کیا پتہ آپ کی بلا جانے آپ نے اس کوچہ کی ہوا ہی نہیں کھائی۔ آپ تو صرف دفتر کے بستوں کو الماریوں میں بند کرتے رہا کریں۔

ایک بڑا اعتراض آپ کا دربارہ ماس کے ہے لیکن افسوس کہ میں آپکی ایسی باتوں کو اس وقت تک سننے کیلئے بھی تیار نہیں۔ جب تک کہ آپ عالمان اسلام کے ایسے فتوے لیکر میرے پاس نہ روانہ کریں۔ کہ جو شخص گوشت نہیں کھاتا وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ البتہ جب آپ ایسے فتوی میرے پاس پہونچا دیوینگے۔ تو نمستے میں اسلام کو آخری سلام کہدونگا اور جو کہ آپنے سناتن ہندو دہرم کے باتوں سے اسلام کی باتوں کا مقابلہ کرکے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ جس شخص کو ہندو دہرم کی باتیں غلط معلوم ہونگی اسکو اسلام کی ایسی ہی باتیں کیونکر صحیح معلوم ہو سکتی ہیں پس اسکا جواب یہ ہے کہ علاوہ ان سب باتوں کے جن کا آپنے ذکر کیا ہے۔ (بلا لحاظ اس کے کہ وہ قابل تسلیم ہیں یا نہیں) ہندو دہرم کا اصل اصول یہ ہی کہ ویدوں میں دیوتا پرستی موجود ہی جبکہ اسلام سوا ایک وحدہ لاشریک پرمیشور کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنے نہیں دیتا اس کے علاوہ ہندو دہرم میں شیو شنبو برہما وغیرہ کے ... جھگڑوں اور لنگ ... پوجا وغیرہ کو کوئی سمجھدار صحیح نہیں مان سکتا۔

آگے آپنے لکھا ہے کہ جب کہ سنسکرت ... اس لئی حمد و ثنائیں میں کہتا ہوں کہ خدا ہر ایک زبان کو سمجھ سکتا تو نام میں نے کیوں تبدیل کیا۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر پرکاش وغیرہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ میں اپنا دستخط جگدمبا پرشاد ورما ہی کیا کرتا ہوں۔ میرا نام عبد العزیز ان مولانا صاحب نے رکھ دیا ہے جنہوں نے مجھی اسلام میں داخل کیا ہی اور آپکو معلوم ہو کہ میں نمستے وغیرہ الفاظ حسب سابق بدستور استعمال کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ بھگوت گیتا اور اپنشدوں کا پاٹھ بھی میں سابق بدستور کیا کرتا ہوں۔ اگر سب کام اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں تو آپ ضرور علماء اسلام سے فتوی دلائیے۔

میں دوبارہ کہتا کہ مجھے سنسکرت شلوک اور منتر پڑھنے میں اسلئے آنند آتا ہے کہ ان کے معنے مطلب کو پڑھتے وقت خوب سمجھ لیتا ہوں اس معمہ کو تب سمجھئے کہ آپ کچھ سنسکرت جانتے ہوتے مگر افسوس کہ آپنے اسقدر عرصہ سے آریہ سماج بن کر اسلامی کتب بینی میں تو وقت ضایع کیا۔ مگر اپنی مذہب کی اصلی زبان سنسکرت کو با وجود سوامی جی مہاراج کی خاص ہدایت ہونے کا بھی نہ سیکھا۔ اجی جناب!

اجی جناب! اردو زبان کے الفاظ میں وہ لطف نہیں آسکتا جو ایک عربی دان کو عربی میں یا ایک سنسکرت دان کو سنسکرت میں آسکتا ہے۔ اس ہی چٹھی میں ایک نوٹ دیکر آریہ مسافر کو ایڈیٹر صاحب نے بھی یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ نوشہرہ کی بیوہ کو میں نے اسلئے چھوڑ دیا تھا۔ کہ میں ایک خاص قسم کے مرض میں مبتلا تھا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ یہ آریہ سماجیوں کی خوش انتظامی ہے کہ وہ مجھ جیسے سیدھے سادے لوگوں کو تباہ و برباد کیا کرتے ہیں وہ بیوہ اول درجہ کی فاحشہ عورت تھی چنانچہ اس نے اثنائے گفتگو میں یہ ظاہر کیا کہ دراصل وہ بیوہ نہ تھی۔ بلکہ اس کا پہلا خاوند بریلی میں موجود تھا۔ اور ایسی وجہ سے وہ میرے ہمراہ مقام رانچی بہار کو بریلی کے راستہ سے چلنے کیلئے تیار نہیں تھی تو یہ حال سنکر اس خوف سے کہ اس کا پہلا خاوند جو زندہ تھا (اور یہ آوارہ عورت اس سے لڑائی ہو جانے پر بھاگ آئی اور سماج والوں سے اپنے تئیں بیوہ ظاہر کر دیا) کہیں کوئی دعوی نہ کر دیوے میں نے اس کا ساتھ چھوڑنا مناسب سمجھا۔ آگے بابو سالگرام صاحب تحریر فرماتے ہیں "........ مگر ایسی قابلیت آپ میں کبھی نہیں ہوئی کہ آریہ سماج کے معمولی علما میں بھی آپکا شمار ہوا ہو اور نہ اصولاً ایسا ہو سکتا تھا...... آپ کے لئے ہوا خواہ آپ کی پوزیشن کے متعلق خواہ مخواہ دیدہ و دانستہ غلط بیانی کرکے ناواقفوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں..... اور آپ ہیں کہ ان جھوٹے تعریفی کلمات کو شربت کے گھونٹ کی طرح پیئے جاتے ہیں"

اچھا مہاراج! لیجئے آپ کی اس نصیحت کو میں بسر و چشم قبول کرکے اسی وقت حسب ذیل اعلان جاری کرتا ہوں۔

باقی آئندہ

سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم

امرتسری منکر کو دعوت

نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

کامیابی ہوئی کسے ان میں —
ڈگری کو ر کا نتوہ ہیں ملی کسکو
فیضی کی ہتک عزت کا
کرم دین

کس نے پائی شکست و کہائی ہار
کسکی حالت ہوئی تھی زار و نزار
جہلم میں دعوے ... کا

کیا کلارک مقدمہ جیتا
کس نے مسجد کا راہ بند کیا
دشمنان اسلام نے
کیا کرم دین کامیاب ہوا
کیا بار جہلم میں دو

یا محمد حسین اسکا یار
کس نے گروائی ... دیوار
یا کہ ہارا کچہری میں دو بار
ہی بار گورداسپور میں

نوٹ :- ڈاکٹر کلارک صاحب پادری امرتسری نے جو مقدمہ قتل کا الزام لگاکر دائر کیا تہا اس کا فیصلہ حسب وعدہ خداوندی " فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها ۔

۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو عدالت مسٹر ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور سے یوں ہوا " جہانتک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ سے تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کی ضمانت لیجاوے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہذا بری کئے جاتے ہیں " ...

۲۶۱ - اس مقدمہ میں محمد حسین بٹالوی پادری صاحب کا گواہ بن کر مرزا صاحب عم کی ذلت دیکھنی آیا تہا ... گواہ ... ایک ... دی ... مفلسی میں بذریعہ ... نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے ایک اشتہار کی ... جو انعامی ایک ہزار روپیہ کا ... عیسائیاں ... اس شرط پر شائع کیا تہا کہ اگر مسیح علیہ السلام ہی اسرائیلی کے معجزات اور پیشگوئیاں کوئی عیسائی ... پیشگوئیوں اور معجزات ... اور تعداد میں بڑھکر ... کردے تو اس کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - ... مولوی گولڑوی نے ... معجزات مسیح کے از روئے قرآن شریف بیان کرکے بہت افلاس کے مارے نے مفلسی میں ایک ہزار روپیہ انعام ... کی تحریک آریہ عیسائیاں ... کاغذی ... مدعا علیہ (مرزا صاحب علیہ السلام کا ... خدا نے فتح عطا فرمائی اور ... مفلس ... افلاس ... بتلا رہا

یہ شرکا ر حضرت اقدس نے جو ہوئی مسجد قادیان کا دروازہ اپنے طرف سے بند کردیا نمازیوں کو بڑا چکر کاٹ کر آنا پڑا ۔ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرکے کامیابی حاصل ہوئی کہ فاگا وہ دیوار گرائی گئی اور مرزا صاحب علیہ السلام کا خرچہ مقدمہ مدعا علیہم ڈالا گیا - جسکو حضرت اقدس نے از راہ کریمانہ معاف کردیا اور وصول نہیں کیا

جہلم مولوی کرم دین سکن بہین نے جہلم میں بعدالت رائے سنسار چند صاحب دو استغاثے زیر واقعہ ۵۰۰ ۵۰۲ تعزیرات ہند برخلاف حضرت مرزا صاحب اس بنا پر دائر کئے کہ مولوی محمد حسین فیضی متوفی جو میرا حقیقی بہنوئی تہا اس کی نسبت مرزا صاحب و دیگر مریدان مرزا صاحب نے ہتک آمیز کلمات تحریر کرکے شائع کئے ہیں جس سے متوفی کی ہتک عزت ہوئی - اس کا فیصلہ حسب وعدہ الٰہی خداوندی مندرجہ بالا جو تحریر ہو تا مجسٹریٹ صاحب ممدوح نے بایں الفاظ فرمایا " کہ بوجوہات بالا عدالت رائے میں مستغیث کرم دین کو ان ہر دو استغاثات کے دائر کرنیکا کوئی منصب ... کی بیران وغیرہ ... نہیں ... خواہ وہ ان پڑھ ہیں ... اور خواہ اس کو (کرم دین) خود زیادہ رنج ان الفاظ سے ہوا ہے کہ جو ملزمان نے متوفی محمد حسین کے بارے میں ... دیزات متدعویہ میں درج کے ہیں (۱۰) پس ہم ان ہر دو استغاثات کو خارج کرکے داخل دفتر کرتے ہیں اور ملزمان کو رہا " ۱۹ جنوری ۱۹۰۴ء دستخط حاکم مجوزہ -

ان مقدمات کی نگرانی بہی کرم الدین نے بعدالت صاحب سشن جج بہادر جہلم کی ۔ جو ۲۹ مئی ۱۹۰۴ء کو خارج ہوکر کرم دین کو خائب و خاسر ہونا پڑا ۔ فالحمد للہ علی ذالک

بعد ناکامی و نامرادی از مقدمات جہلم کے اپنی ہزیمت بڑا بنیکے واسطے کرم دین نے حضرت مرزا صاحب پر بمواہب الرحمٰن والی پیشگوئی مندرجہ ۲۹ ... مذکرہ بالا کے الفاظ لئیم اور کذاب ... اپنی ازالہ حیثیت عزت کا دوسرا مقدمہ جہلم میں دائر کیا جو بنا بر درخواست حضرت اقدس بحکم چیف کورٹ منتقل ہوکر عدالت گورداسپور میں آگیا - جسکا فیصلہ حسب فرمودہ الٰہی بذریعہ خوشخطہ دائرہ عدالت اعلیٰ (اپیل) کے ۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو بایں الفاظ صادر ہوا " ہمارے خیال میں ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہانتک درست تہا کہ ہم مستغیث (کرم دین) کی مدد نہ کرتے اگرچہ الفاظ مذکور (لئیم و کذاب) کسیقدر اس سے بڑہکر بہی ہوتے . . . ملزمان (مرزا صاحب عم) کی پاس ایسی شہادت موجود ہے - جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستغیث کی کوئی ایسی حیثیت نہیں جسکا ازالہ ہوا ہمکو اس شہادت کا رد کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے - جیساکہ مجسٹریٹ صاحب نے کیا ہے . . . . . اخیر پر اس میں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ یہ قرار دیا جاوے کہ ملزمان (مرزا صاحب عم) نے نیک نیتی سے کارروائی کی ۔ مرزا کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دل چسپی کا سوال تہا ہر ایک شخص کو مرزا کی حیثیت کا اندازہ مرزا کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہئے - بیشک وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے نامور باور کرتا ہے ۔ اور اپنے مریدوں اور عوام الناس کے واسطے وہ ان اتہامات کی تردید کرنا جو خود اس کے اور اس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جاویں اپنا فرض سمجھتا ہے ۔ اگر کسی شخص کو ایسے مذہبی مباحثوں میں بہت کم دلچسپی ہو تو بہی ہر ایک کو خیال کرنا چاہئے کہ ان اشخاص کے لئے جو ان اصولوں کے پیرو ہیں وہ بہت وقعت رکھتے ہیں ۔ ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزم نمبر (۱) (مرزا صاحب عم) جہان تک اس معاملہ کا اس کی ذات سے تعلق تہا اس کی (یعنی آرٹیکلوں کے) جواب میں اس امر کا بالکل مستحق تھا کہ وہ مستغیث (کرم دین) پر ایسا اتہام لگاتا جسکو ہم نے الواقعہ راست قرار دیتے ہیں اور جو کہ مستغیث (کرم دین) کے خود اپنے عمل سے بہی ایسا ہی (یعنی لئیم اور کذاب ہونا) ظاہر ہوتا ہے ۔ تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگاسکیں کہ مستغیث (کرم دین) کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونی چاہئے

. . . . . پس ہم قرار دیتے ہیں . کہ جرم زیر دفعہ حفاظت استثنا ر نمبر ا و نمبر ۱ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ہوتی ہے بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ میں جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہئے تہا اس قدر وقت ضائع کیا گیا ہے ۔ لہذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں انکا جرمانہ واپس دیا جاویگا - ۷ جنوری ۱۹۰۵ء دستخط . مسٹر اے - ای ہری صاحب بہادر سشن جج امرتسر دستخط دیوانچند مترجم مجاز صاحب سشن جج امرتسر انتہی ملخصًا -

مولوی ثناء اللہ صاحب خدا تم کو وہ دل عطا کرے - جس سے تم سمجھ سکو خدارا ذرا انصاف سے ایک طرف تو پیشگوئی مندرجہ الحکم مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۳ء دربارہ انجام مقامات سامنے رکھو اور دوسری جانب عدالت اپیل کا فیصلہ رکہکر حرف بحرف پیشگوئی کے مفہوم کے ساتھ ملالو - اور دیکھو کہ کیا انسان ضعیف البیان کا یہ کام ہے کہ جو بات اسکی اپنی قدرت میں نہیں - اور ہنوز عدم میں ہے - اس کا پورا پورا نقشہ قبل از وقت کھینچ کر دنیا کے روبرو پیش کرکے پھر اسکو اپنی صداقت کا نشان اور منجانب اللہ ہونیکا دعوی قرار دیدے اور ویسا ہی پورا ہوجاوے

باقی آئندہ

میرا قادیان کا سفر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

میرے ہاں سے گھر آئی دوپہر کا کھانا کھایا کچھ دیر آرام کیا ظہر کی نماز پڑھکر خدمت بابرکت میں جا حاضر ہوئی حضرت اقدس نماز سے فارغ ہوکر حقیقۃ الوحی کتاب لکھ رہے تھے۔ کوئی [illegible] ساوقت ام المومنین کی خدمت میں [illegible] کہیں سے آئی ہوئی تھیں [illegible] ام المومنین کے اعلےٰ اخلاق نے ثابت کردیا [illegible] نیک بخت خوش خلقی حلیمی بردباری دینداری کی کمی نہیں [illegible] مرزا صاحب [illegible] دینداری کا کیا حال ہے۔ نماز کے اوقات [illegible] دیدنی تھے بچہ سے لیکر بوڑھے [illegible] کیا مرد کیا عورت بڑے خشوع خضوع سے [illegible] نظر آتے تھے۔ قادیان میں سوا قرآن کریم اور نماز پڑھنے کے کوئی دوسرا کام ہی نہیں۔ اذان اول وقت [illegible] ہے اللہ اکبر کی صدا [illegible] ساتھ [illegible] گونج اٹھتا ہے [illegible] مرزا صاحب [illegible] دینداری [illegible] میں ام المومنین کی نماز کا [illegible] واقعہ بیان کرتی [illegible] نماز پڑھ [illegible] اور میری [illegible] پاس [illegible] میں نے دیکھا کہ آپ نماز میں زار زار رو رہی ہیں [illegible] گھر [illegible] پایا تھے اور [illegible] ادا کی [illegible] ایک طرح [illegible] بیوی صاحبہ [illegible] ہیں اور پتلون [illegible] جواب دیا [illegible] دنیا کے یاد [illegible] کی [illegible] جیسا ان کا دل چاہے لباس [illegible] کوشش [illegible] اور [illegible] نہیں کرتیں۔ مگر [illegible] کہ ان کے پاس [illegible] نہیں ہوا [illegible] اور حلیم کی [illegible] بال بچے کوئی [illegible]

[illegible] مولوی صاحب [illegible] کی بیوی صاحبہ [illegible] صاحب بھی گھر پر تشریف [illegible] آئے بہت دیر تک ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دن ہمارے سب آدمیوں نے بیعت کی۔ شام کو حکیم صاحب کے ہاں سے اٹھکر حضرت صاحب کے پاس [illegible] بیعت کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے [illegible] لیجاوے گی عصر کے بعد حاضر خدمت ہوئی اپنے ایک قصیدہ جو کہ بھائی [illegible] صاحب نے تحفۃً حضرت صاحب کیواسطے منگوایا ہوا خدمت بابرکت میں پیش کیا اور عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو پڑھکر سناؤں۔ آپ نے فرمایا پڑھو میں کھڑی ہوکر پڑھنے لگی آپ نے مجھے اپنے برابر تخت پر بیٹھنے کا ارشاد کیا۔ جونہی قصیدہ پڑھنا شروع کیا تھا کہ حضرت صاحب کی رعب سے بدن پسینہ پسینہ ہوگیا۔ جب پڑھ چکی تو حضرت صاحب نے نظم خود پڑھی اور ارشاد فرمایا کہ اسکو مفتی محمد صادق صاحب کو دیدینا وہ بدر میں چھاپ دینگے۔ بیعت کیواسطے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ صبح کو بیعت لیجاوے گی۔

گھر آئے تو مفتی صاحب ہمارے ہاں ہی بیٹھے ہوئے تھے انکو دیدی تھی جو کہ بدر میں چھپ بھی گئی ہے۔

۱۸ [illegible] صبح کو خدمت شریف میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کس نے بیعت کرنی ہے میں نے کہا [illegible] آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے [illegible] زمین پر غالیچہ بچھا دیا گیا ہم اس پر بیٹھ گئیں (واضح ہو کہ مردوں کی بیعت تو ہاتھ پر ہاتھ رکھکر لیجاتی ہے مگر عورتوں کی صرف آپکے کہنے پر ہوجاتی ہے) حضرت صاحب نے کہا کہ جو لفظ میں کہوں وہی تم بھی میرے پیچھے کہتے آنا پہلے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ والا سارا کلمہ پڑھایا پھر کہا کہ آج میں احمد کے ہاتھ پر تمام گناہوں کا اقرار کرتی جن میں میں گرفتار تھی اور سچے دل سے اقرار کرتی ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتی رہوں گی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی (اسوقت میری آنکھیں تر ہوگئیں اور دعا کی الٰہی تو ہی ثابت قدم رکھیو) پھر استغفر اللہ تین دفعہ رب انی ظلمت نفسی والی ساری دعا پڑھائی بعد اسکے دعائے خیر کی۔ اس وقت ہماری خوشی حد سے بڑھی ہوئی تھی اور دل گواہی دے رہا تھا کہ ضرور ہم صراط مستقیم پر آگئے۔ میرے سسرال والے جانے کو طیار ہوئے۔ [illegible] جانے کا نام سنا [illegible] آنکھوں سے [illegible] ام المومنین کے پاس

[illegible] گئی اونہوں نے مجھے [illegible] متفکر ہوئے کہا شاید میں کل [illegible] جس سے بیوی صاحبہ [illegible] انہوں نے میری والدہ کی خیریت کا حال [illegible] لیا میں نے اپنی والدہ کی ناگہانی موت کا حال کہہ سنایا جس سے بیوی صاحبہ کی چشم مبارک پر ہوگئیں اور فرمانے لگی لڑکی تو نے میرے دلکو دو صدمے دئے ہیں پہلا تو تمہارے جانے کا تھا دوسرا تمہاری والدہ کی موت کا۔ یہ لکھنا ضروری ہے کہ بیوی صاحبہ بڑی ہمدرد اور رقیق القلب ہیں دوسرے کے غم کو اپنا ہی غم تصور کرتی ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرنا ان کا شیوہ ہے یہاں مجھے ایک بات یاد آگئی جس کا لکھنا خالی از مصلحت نہیں ہوگا۔

میرا گیارہ سالہ بھائی جو کہ عرصہ ۹ ماہ سے قادیان میں تعلیم پاتا ہے دو ماہ ہوئے [illegible] کے پاؤں اتفاقاً گڈے کے نیچے [illegible] جسمیں کہ ۷ بوریا گندم کی [illegible] ہوئی تھیں سخت زخمی ہوگیا تھا قریباً ٹوٹ چکا تھا اس کے سیدھا ہونے کی بالکل امید نہ تھی۔ جو ہمدردی اس بچے کے ساتھ فرقہ احمدیہ نے کی ہے وہ قابل تقلید ہے حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب نے بمعہ اہلبیت مفتی محمد صادق نے بمعہ اہلبیت مولوی محمد علی صاحب نے بمعہ [illegible] خود حضرت اقدس اور ام المومنین نے رو رو کر نیم شب کو دعائیں مانگیں۔ خداوند دوعالم نے ان بزرگوں کی دعاؤں کو سنا تھوڑے ہی دنوں میں بچہ کو صحت ہوگئی اب وہ صحیح سالم چلتا پھرتا ہے۔ اگر کسی نے اخلاق رسولی [illegible] دیکھنا ہو تو احمدیہ جماعت میں دیکھے ان میں ہی [illegible] عود کر آئی ہے جو حضرت صلعم کے مبارک زمانہ میں [illegible] تھی۔ ۱۸ تاریخ کی شب [illegible] بے چاری [illegible] کو علی الصباح ہی حکیم الامۃ مولوی صاحب [illegible] ہاں گئی وہ اس وقت عورتوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے ان سے اپنے جانے کا ذکر کیا [illegible] وہاں ٹھہر کر حضرت اقدس کی خدمت میں [illegible] اجازت طلب کرنے کیواسطے [illegible] سامنے صاحبزادی [illegible] ساتھ تھیں حضرت صاحب [illegible] سے چھوڑ دیا اور ہماری طرف مخاطب ہوکر ایسی [illegible] تقریر کی جو کہ ہمیشہ کیواسطے یاد رکھنے کے قابل ہے [illegible] زریں حروف سے لکھکر [illegible] سامنے رکھنے والی ہے آپ نے فرمایا تمام چیزیں حرام کھانی گناہ ہیں مگر غیبت جو کہ حرام ہے اس کا کھانا ثواب میں داخل ہے۔ ہمارے مخالف ہمیں گالیاں [illegible] کیا کیا [illegible] ہیں جنکو ہم پڑھکر یہی دعا دیتے ہیں کہ خدا انہیں ہدایت دے۔ جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو اس کے ہاتھ میں دو چار بیان ہوتی ہیں

ایک مصلحت کی [illegible] دوسری لڑائی [illegible] کی جس دروازہ کو چاہتے کھول سکتی [illegible] خوش [illegible] [illegible] دو عورتیں [illegible] صلح کا دروازہ کھولنے [illegible] لڑکیوں کو [illegible] کی نہایت [illegible] کرلی چاہئے کیونکہ بعد از شادی لڑکی کا تعلق اپنے والدین سے بڑھکر [illegible] ساس [illegible] ہوجاتا ہے اسی واسطے انکے ادب کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے انکے حکموں کو [illegible] کاسنا قبول کرلینا چاہیئے تعلیم کا یہی فائدہ [illegible] لڑکی اپنے آپکو پہلے درجہ کا تابعدار ثابت کرے [illegible] ہی بدبخت ہیں وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو انکے والدین سے برگشتہ کرنے کی تجویزیں کرتی ہیں ان کو کبھی فلاح دارین نصیب نہیں ہوگی" حضرت جی کی اس موثر اور پرزور تقریر سے سارا جسم کانپ گیا اوسی وقت سے اپنے دلمیں عہد کرلیا کہ جہانتک ممکن ہوسکے گا ان کی فرمانبرداری سے گریز نہیں کروں گی حضرت اقدس سے رخصت ہوکر گھر آئے ہمیں ملنے کیواسطے حکیم الامۃ بھی تشریف لے آئے ابتک بار توڑنے پھر بڑی علمی پر از تاثیر وعظ کہی جس کا لب لباب یہ تھا "فراخی کے وقت انسان کو متکبر نہیں ہوجانا چاہیئے کیونکہ بہنے کئی خاندان دیکھے جو کہ بڑے ذی جاہ تھے مگر اب کوڑی کے محتاج ہیں ان کی آن میں مٹ گئے۔ اور فرمایا کہ میں اپنی اولاد کیواسطے یہی دعا مانگتا ہوں۔ کہ الٰہی انہیں اتنا دیجو جتنے میں کہ وہ گذارہ کرسکیں جمع کرنے کیواسطے نہ دینا۔ مبادا ان میں تکبر آجاوے۔ [illegible] حکیم صاحب [illegible] ایک گھنٹہ بیٹھے رہے [illegible] صاحب [illegible] کی بیوی [illegible] کا اتفاق ہوا جو کہ نہایت ہی خلیق اور ملنسار [illegible] بخدا ایک ایک کے اعلےٰ اخلاق کی تعریف [illegible] ایک دفتر چاہیئے۔ میرے دینی بہنو بھائیو اگر آپنے حضرت رسول کے وقت کی مہمان نوازی دیکھنی ہے تو آؤ اس کا زندہ نمونہ قادیان میں پاؤ گے ہم جتنے دن وہاں رہے ہیں موسم نہایت ہی خوشگوار رہا ہے ہر روز بارش ہوتی رہی۔ اب دن کے دس بج چکے میرے چلنے کا وقت قریب آگیا مجھپر اسوقت جانا نہایت ہی شاق گذرا کیونکہ میں اپنے بھائی سے جسکو میں قریباً [illegible] کے بعد ملی تھی اس سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا تھا اور میرے والدین بھی ناخوش تھے مگر میں حضرت جی کی نصیحت کو بھول نہیں سکتی تھی۔ ان کے ساتھ چل پڑی۔ ایک دارالامان سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا دوسرے والدین

کی ناراضگی بہائی بہنوں کی جدائی [illegible]
غضب ہی ڈھا دیا [illegible]
آنسوؤں کی لڑی بندھ گئی [illegible]
ہوا سارا راہ اکنونہ سوکھا [illegible]
مگر [illegible] والی گاڑی چلی گئی [illegible]
[illegible] شام کے [illegible] گاڑی [illegible]
کراچی [illegible] رات وہیں رہتے - وہاں سے [illegible]
[illegible] گاڑی میں بہر [illegible]
میں [illegible] گھبرا رہا تھا والدین کی ناراضگی
دلکو بے ڈالتی تھی جسوقت [illegible] آباد [illegible]
آبادی کا عجب عالم ہوگیا کیونکہ [illegible]
نامہربان رشتہ دار میں) وزیرآباد سے [illegible]
سخت گھبراہٹ رہی اشکوں [illegible] گروہ
بے اختیار نکل نکل آتے ملکوال سے گاڑی کا پایا
تھا گذشتہ واقعات آنکھوں کے سامنے [illegible]
[illegible] افسوس کہ اس وقت میرے پاس
[illegible]

[illegible] شام کو [illegible] گھبرا کر صندوق [illegible]
[illegible] پڑھا تو پہنچ [illegible]
[illegible] بڑے کام آیا اب بھی [illegible]
[illegible] اس کا پڑھنا میری
بے چینیوں کو دور کر دیتا ہے
[illegible]
[illegible] نور [illegible]
[illegible] اصل [illegible] حالات [illegible]
[illegible] اس کی سمجھ کا قصور [illegible]
[illegible] مسکن تو قادیان ہی ہوگا [illegible]
[illegible] وہاں [illegible] - اور [illegible]
[illegible] کے نیچے [illegible]
کو اب بالکل موذی مرض سے نجات [illegible]
پندرہ دن سے بیماری نے بالکل عود نہیں کیا -
جو کہ مسیح کا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اب میرا
سارا خاندان [illegible] کیا ہے [illegible]
کریم آیندہ بھی ثابت قدم رکھے -
جب ہم یہاں آئے تو سخت گرمی تھی مگر [illegible]
خدا نے ہمارے ساتھ ہی ابر رحمت بھیجدیا
جس سے [illegible] ٹھنڈک ہوگئی -
[illegible]
[illegible] - (راقمہ اہلیہ ملک کرم الہی [illegible])

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(۱) [illegible] راج بی بی اہلیہ اسمٰعیل [illegible] غلام احمد ساکن پھیڈال تحصیل وضلع سیالکوٹ [illegible] کی ہوں - لہذا [illegible] ہوش وحواس خمسہ [illegible] اکراہ [illegible] خوشی ورضامندی سے آج بتاریخ [illegible] مارچ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - اور لکھ [illegible] ہوں - کہ میری مرنے کے بعد اس وصیت [illegible] ....

(۲) میں [illegible] کرتی ہوں - کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع [illegible] پر صدق [illegible] سے ایمان [illegible] ہوں - اور [illegible]

(۳) میں اقرار کرتی ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ [illegible] شائع ہوا ہے - تمام و کمال پڑھ لیا [illegible] میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں - پابند ہوں اور ایسا [illegible] میں ان تمام ہدایات اور ضوابط [illegible] کی بھی پابند رہونگی - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے [illegible] مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق [illegible] انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی [illegible] یا آیندہ شائع ہونگی -

[illegible]

کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن [illegible] مذکور ہے -

(۵) میں اقرار کرتی ہوں - کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکور بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں - یا میرے مرنے کے بعد کوئی [illegible] جائداد واسوا جائداد مذکور میری [illegible] ثابت ہو [illegible] ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری وصیت ہے جس کا مفصل ذکر [illegible] فقرہ ماسبق [illegible] وصیت میں کیا ہے - ایسی جائداد کی [illegible] وقتاً فوقتاً اطلاع دیتی رہوں گی ....

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں - کہ میرے [illegible] کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے -

(۷) [illegible] یہ بھی وصیت کرتی ہوں - کہ میری [illegible] نعش قادیان میں دفن ہو - یا کسی دوسری جگہ دفن ہو - ہر طرح میری یہ وصیت قائم رہے گی - فقط مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد
[illegible] چوکیدار ساکن پھیڈال

گواہ شد
مولا بخش فارن سیکرٹری احمدیہ انجمن سیالکوٹ

العبد
راج بی بی اہلیہ اسمٰعیل ساکن پھیڈال

گواہ شد
اسمٰعیل خاوند راج بی بی

گواہ شد
[illegible] ولد غلام احمد ساکن کوٹلی [illegible]

گواہ شد
غلام احمد ولد [illegible] بخش ساکن کوٹلی [illegible]

گواہ شد
[illegible] غلام احمد [illegible] ساکن پھیڈال

وصیت

(۱) [illegible] ولد [illegible] بخش قوم احمدی [illegible] کوٹلی [illegible] سیالکوٹ کا ہوں -
[illegible] خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۴ مارچ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -
اور [illegible] ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت [illegible]

(۲) میں اقرار کرتا ہوں - کہ حضرت مرزا غلام احمد [illegible] مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور [illegible] دعاوی [illegible] صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں -

اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے - تمام و کمال پڑھ لیا ہے - و سن لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں - پابند ہوں - اور ایسا میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے ہیں - یا آیندہ شائع ہونگے -
میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایت و ضوابط قواعد شرائط مشتہر انجمن مذکور کے مقابلہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے - (۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے - میرا گھر ہے - اور کچھ نانگی چیزیں ہیں جس پر میرا اسوقت مالکانہ قبضہ ہے - اور اس جائداد میں کوئی شریک نہیں - میں آجکی تاریخ سے تمام جائداد کی متعلق یہ وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائداد جو اسوقت جسکی قیمت یہ ہے [illegible] میری فوت ہو جانیکے بعد میرے تمام جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیجاوے - انجمن مذکور کا اختیار ہوگا - کہ میری تمام جائداد کو فروخت کرے - یا جیسا انجمن مناسب سمجھے کرے - [illegible] اختیار ہے - اور انجمن میری تمام جائداد کی مالک ہے - میرے کسی وارث کو [illegible] میری جائداد سے کچھ تعلق نہیں - اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت بڑھ جاوے - تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور [illegible]
(۵) میں [illegible] کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد اور کوئی [illegible] بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں - یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد واسوا [illegible] مذکورہ [illegible] ثابت ہو - ایسی جائداد [illegible] یہ وصیت ہے - جس کا مفصل ذکر [illegible] فقرہ اسبق [illegible] وصیت میں کیا ہے - میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا -
(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے - میں اگر قادیان میں دفن ہوں یا کسی دوسری جگہ دفن ہوں - ہر [illegible] میری یہ وصیت قائم رہے گی - فقط -
تحریر بتاریخ ۱۴ - مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد
[illegible] اسمٰعیل [illegible] غلام احمد ساکن پھیڈال [illegible]

گواہ شد
مولا بخش احمدی فارن سیکرٹری انجمن احمدیہ [illegible]

[illegible]

مفرح عنبری قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ	# جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں	خوراک دو ماشہ ۔ ڈبیہ پانچ تولہ محصول بذمہ خریدار

جوہر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوب ہے زر * اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمدان [illegible] کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے مگر یہ محض خدا تعالے کا فضل ہے ۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس [illegible] جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو آجکل اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکتیں ۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے ۔ میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کیگئی ۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور [illegible] اس کے استعمال کرنیوالے خود مجسم اشتہار بنکر [illegible] کی موصلہ افزائی کیلئے کمر بستہ ہوگئے پبلک جلسوں میں بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل قدر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا اس بات کے کہنے [illegible] جرأت نہیں کرتا ۔ اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدا نخواستہ آپ میں [illegible] کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی [illegible] ممتاز ہیں ۔ ہاں ساتھ ہی اس [illegible] میں یہ بھی نہیں مان سکتا [illegible] آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو ۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے ۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس ۔ جالینوس بو علی سینا ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بغور توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی ۔ خود فائدہ اٹھایا جیسے فائدہ ہوا ۔ اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کے لئے ایک اتحاد قائم ہوا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں ۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا ۔ یہاں صرف اسمائے گرامی از پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں:

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن پاپون ضلع مولین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب ۔ کمنڈراں (نیواز)
جناب ڈاکٹر غلام مصطفے صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ او میک اسائم ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر بستاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سرن رام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورینہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر [illegible] سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی ۔ ایم ۔ ایس [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب [illegible] ڈسپنسری [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح [illegible] صاحب ایچ ناگپور
جناب ڈاکٹر چھوٹو لال صاحب [illegible] اسسٹنٹ [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب [illegible] بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت [illegible] صاحب ویٹرنیری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جامگاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شیرازی صاحب ریاست کھیرا گڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] احمد [illegible] ایچ ۔ ایس لواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینٹر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب ایل ایس ایم [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] کی کنگ ایڈورڈ [illegible] لینڈ
جناب ڈاکٹر [illegible] فسٹ پرمگیڈ [illegible] گینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] چندرا صاحب رائی ہارٹ ضلع چاٹگام
جناب [illegible] حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین [illegible] ریاست کوڑ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب [illegible] بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب [illegible] ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست [illegible] پالن پور
جناب حکیم سید سلطان صاحب چندول ضلع [illegible]

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب مانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھابی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری ۔ مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب ۔ لاسرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب گگواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوہرگل
جناب حکیم رحیم بخش [illegible] ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب [illegible] ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ لطف علی صاحب [illegible]
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب ساند نگر [illegible] سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب [illegible]
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب [illegible] سنگھ ہرا دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواکھالی

آرام سے طلب

مفرح عنبری [illegible] بڑی خوبی یہ ہے کہ [illegible] کشتہ وغیرہ [illegible] ملایا گیا [illegible] میں زور [illegible] کہتا ہوں کہ آج کل [illegible] مشہور [illegible] ادویات خواہ ولایتی [illegible] اس کے مقابلہ میں [illegible] نہیں حاصل نہیں کر سکتیں اب ہم [illegible] شوق سے [illegible]

عمائدوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری کارخانہ رفیق الصحت

مفرح دلکشا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

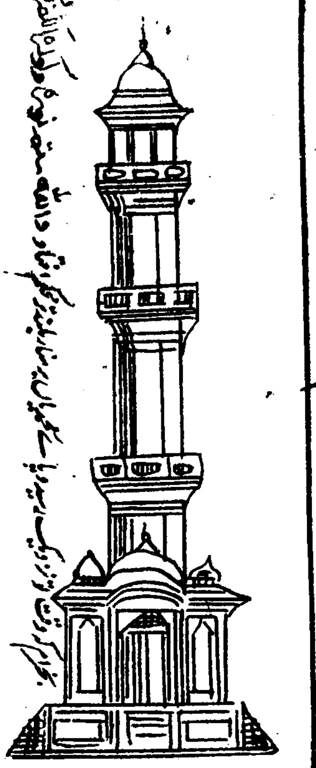

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم بانوگرآئی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سی باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں سے

نمبر (۳۴) | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۱ شعبان سنہ ۱۳۲۴ ہجری | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

(۱) الحکم اور ایڈیٹر الحکم ص۱
(۲) تازہ الہامات اور رویا ص۱
(۳) مذہبی دنیا پر سرسری نظر ص۲
(۴) یادگار کرمی ″
(۵) آریہ سماج کی موت پر مہاتما منشی رام ″
(۶) لیکچر لودہانہ ص۳
(۷) اسلامی بنک کی تجویز ص۴-۵
(۸) روئے زمین کے مسلمانوں کی انجمن ص۶
(۹) بابو سالگرام کی کہلی چٹھی کا جواب ص۷
(۱۰) عذر گناہ بدتر از گناہ ص۸-۹
(۱۱) امرتسری منکر کو دعوت ص۱۰
(۱۲) وصیتیں ص۱۱
(۱۳) اشتہارات ص۱۲

الحکم اور ایڈیٹر الحکم

بازعاشق شدم وخطر رفاقت دادم
ہمت را گوکہ ابد بہ مبارک بادم

یہہ ایک مسلم امر ہے کہ کسی وجود کی جوہر و خوبی اور اسکی قدر و قیمت بعد میں ہوا کرتی ہی یہانتک کہ اس زمانہ کے عظیم الشان مصلح اور مقدس انسان کو کہنا پڑا

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

پھر اس کلیہ سے الحکم اور اسکا ایڈیٹر کیونکر باہر رہ سکتا ہے ہرچند (کسر نفسی کے طور پر نہیں بلکہ فی الحقیقت) وہ کوئی ایسی خوبی اور قابلیت نہیں رکھتا جو اسکے بعد اسکی یاد کا موجب ہو تاہم یہہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی وجود کو بے سود اور باطل پیدا نہیں کیا اور محض اپنے ہی فضل سے ایڈیٹر الحکم کو ایک ایسے عظیم الشان کام کی توفیق اور طاقت بخشی جو اسکی ہمت اور استعداد سے بدرجہا بڑھکر تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور وہ الحکم کا اجرا اور اسکا نشو و نما تھا جو اس کے ہاتھ سے ہوا اور پھر خدا نے اس کی قلم میں وہ طاقت اور زور بخشا کہ تہوڑے ہی عرصہ میں وہ اپنے ناظرین کے دلوں میں محبوب اور مقبول ہوگیا۔ اسکا ثبوت پیش کرنیکی مجھے ضرورت نہیں لیکن پچھلے دو تین مہینوں میں اسکی کتابت اور چھپوائی اور بے وقت اشاعت نے بزرگان ملت کو اور اس کے ناظرین کو بگرو وزنگہ دیا۔ اس عرصہ میں اگر کوئی اور اخبار ہوتا تو میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ وہ سخت صدمہ اٹھاتا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے ہر طرح محفوظ رکہا اور اسی کے فضل سے رہیگا۔

مجھے اعتراف ہے کہ اسمیں یہ نقص پیدا ہوئے لیکن اگر ناظرین اسکی وجہ سے واقف ہوتے تو میں کہ سکتا ہوں کہ وہ مجھے معذور سمجھتے۔ بعض نے شکایت کے خطوط بھیجے اور اکثروں نے الحکم کی دیرینہ خدمات کی قدر دانی کے جوش میں اسکی اس بے اعتنائی اور بے پروائی کو بھی شوق اور قدر کی نظر سے دیکھا اور دیکھ رہی ہیں۔ اور حقیقت میں ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ ضرورت نہیں تہی کہ اس نقص کے وجوہات میں پیش کرتا لیکن محض رفع وہم کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ذکر کر دوں۔ چونکہ کارخانہ میں . . . . . ہیڈ پریسمین ایک خاص کام پر لگایا گیا تہا اور نو آموز مبتدیوں کو الحکم دیا گیا اور اس سلسلہ میں الحکم کا پہلا کاتب بھی بیمار ہوگیا۔ اور کاغذ کی کمیابی کی شکایت تو عام ابتک ہی ان امور نے مل ملاکر وہ نقص پیدا کر دیا۔ ایسی صورت میں قادیان جیسے مقام پر میں جو کر سکتا تہا میں نے کیا اور اب جبکہ لاہور اور امرتسر میں مشینیں جاری ہوچکی ہیں پریس کے سٹاف کا بہم پہونچانا سہل امر نہیں رہا۔ باوجود ان سب عذرات اور وجوہات کے میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ میری بے پروائی اور سستی ہے مگر اس عرصہ میں ناظرین الحکم کو اور ایڈیٹر الحکم کو موقع ملگیا کہ وہ اپنے اخبار کی حقیقی قیمت سے واقف ہوجائیں۔ اور وہ ہو چکے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں جب وہ الحکم کے لئے اپنے دلمیں ایسی وقعت اور قدر رکھتے ہیں۔ کیوں سعی نہیں کرتے کہ بقایا داران اپنا حساب بیباق کریں اور جدید خریداران کے دائرہ کو وسیع کیا جاوے۔ چونکہ اسقدر بڑی تقطیع پر اخبار کا چھپنا بھی سہل نہیں ہے اسلئے یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ آیندہ اگر میں زندہ رہا تو جنوری سنہ ۱۹۰۷ء سے الحکم اپنی پہلی سائز ہی پر شائع ہوگا۔ کتابت اور چھپائی کے نقائص کے دور کرنے کیطرف توجہ کیگئی ہے اور مزید توجہ کی جائے گی مجھے بیدار کرنیوالے اپنے فرض کیطرف بھی متوجہ ہوں اور بیدار ہوں۔ یہ سچ ہے الحکم قومی آرگن ہے اور سب سے پہلا اخبار ہے اسکی حیثیت اور وقعت کو قائم رکہنا جہاں میرا فرض ہی وہاں ہر ایک کا فرض ہے۔ بہر حال اس شور و پکار نے مجھے بحد مسرت بخشی ہی اسلئے کہ مجھے یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ الحکم کیلئے اسکی قوم کے دلمیں کیسی تڑپ اور پیاس ہی اگر وہ کوئی قابلقدر چیز نہ ہوتی یا دوسرے معمولی اخبارات کیطرح ہوتا تو یہ جوش اور تحریک نہ ہوتی میں اب کچھ نہیں کہونگا اور آپ کو اس وقعت اور قدر کا واسطہ دیتا ہوں جو آپ کے دلمیں الحکم کے لئے ہی آپ اپنا فرض سمجھ لیں کہ کم از کم دو دو خریدار اس کے لئے اور بہم پہونچائیں۔ اور یہ میرا فرض ہوگا کہ آپ کو شکایت کا موقع نہ دوں۔ ایڈیٹر الحکم

تازہ الہامات اور رویا

۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء۔ بلجت ایاتی وبشر الذین امنوا ان لہم الفتح۔

ترجمہ۔ ظاہر ہوگئیں میری نشانیاں اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ بیشک ان کے واسطے فتح ہے۔

۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء۔ لنبلونکم

ترجمہ۔ البتہ ہم تم کو آزمائیں گے۔

میں نے دیکہا کہ ایک کتاب ہے گویا وہ میری کتاب ہے اس کا نام نہج المصلیٰ ہے۔ پہر الہام ہوا فوق حمید۔ یہوذب کا خدا دشمن ہے۔ وہ اس کو جہنم میں پہنچائیگا۔

نوٹ: چونکہ الحکم دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے ۲ اکتوبر کا الہام درج کیا گیا۔ ایڈیٹر

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

الحفی

سچائی میں ایک مرارت ضرور ہوتی ہے جو نارستی کے حامیوں کو تلخ کام بنا دیتی ہے۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مہاتما منشی رام کی ایک رائے پر تنقیدی نوٹ لکھا گیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ست دہرم کا ایڈیٹر اس تنقید کی قدر کریگا مگر معلوم ہوا کہ ست کو گرہن کرنیکا اصول آریہ سماج کے اصولوں میں فقط ایک نمایشی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے پڑھکر مہاتما جی آپے سے باہر ہو کر مجھ پر پھکڑ بازی کا الزام لگاتے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ میں نے تو کوئی پھکڑ بازی ان سے نہیں کی مہاتما جی نے کہا کہ ناچنا اچھا ہنر ہے۔ اسپر میں نے انہیں کہا کہ اگر یہ عمدہ ہنر ہے تو آپ اسکی تعلیم اپنے گھر سے شروع کریں۔ اپنی بیٹی اور بہنوں کو سکھا کر انہیں پبلک میں اپنے تجربے پیش کرنے کے قابل بنائیے۔ مہاتما صاحب اسپر بگڑ بیٹھے اور مجھے پھکڑ بازی کا الزام دے دیا۔ حالانکہ اسمیں پھکڑ بازی کی کوئی بات نہیں [illegible] اچھا ہنر تصور کرتے ہیں تو پھر اس [illegible] کیوں ظاہر کرتے ہیں [illegible] ایک بات کی [illegible] آپ اسپر عمل [illegible] لگا دیں [illegible] کی کلاری میں رہ کر سیکھی ہوگی۔ حیرت کی بات ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کا ذکر آوے تو وہ فحش نہ ہو۔ مہاتما منشی رام اپنے لیکچر میں اسی بیان کریں تو فحش نہ ہو اور کنیا مہاودیالہ جالندھر میں ستیارتھ پرکاش پڑھائی جاوے تو لڑکیوں کو صدمہ نہ پہنچے لیکن الحکم جب نیوگ کا نام لے تو مہاتما منشی رام جی ملول ہو کر چیں بچیں ہو جاویں۔ [illegible] تو مہاتما جی آپ اس [illegible] کا طرز عمل اور [illegible] کو [illegible] کو بھی [illegible] تو میں [illegible] کی سعی کرونگا [illegible] کی شادی کی [illegible]

کام لیا تھا اسے اب کیوں دہ باتے ہو!

آخر میں ایک عرض اور کرتا ہوں کہ اگر میرے اس کہنے سے کہ اپنی بیٹی اور بہنوں کو یہ ہنر سکھاؤ آپکو برا معلوم ہوا اور اسے آپ نے پھکڑ بازی سمجھا ہے تو مہربانی کر کے اس شخص کی بابت اپنی رائے ظاہر کریں جس نے مندرجہ ذیل فقرہ اپنی پستک میں لکھا ہے جسکا نام ستیارتھ پرکاش ہے۔

”گاندہرو وید جس کو علم موسیقی کہتے ہیں۔ آیتر سر۔ راگ۔ راگنی۔ سم تال۔ گرام۔ تان ساز بجانا۔ ناچنا۔ گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہئیے“

کیوں مہاتما جی اس ارشاد کی تعمیل کرنے کیلئے اگر آپ کو کہا گیا تو یہ پھکڑ بازی ہوئی۔ میں تو کچھ نہیں کہتا آپ ہی اس کے لئے کوئی خطاب تجویز کرلیں جو اس ہنر کے سیکھنے کی آپکو ہدایت کرتا ہے۔ یا تو اسے [illegible] ستیارتھ پرکاش کر نکال ڈالو یا اپنی غلطی مان لو۔

مراد [illegible]

[illegible] آریہ اخباروں کا مذہبی جنون [illegible] وہی اب یہاں تک ترقی پکڑ گئی ہے کہ [illegible] ہندو اخبارات بھی نالاں ہیں چنانچہ اخبار ہندوستانی لکھتا ہے کہ

ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب کے آریہ سماجی اخبارات اہل اسلام اور ان کے مذہب کا ذکر کرتے ہوئے بعض اوقات جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں [illegible] مذہب یا دین کی [illegible] کوئی بات بری نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ [illegible] کو یا د رکھنا چاہئیے کہ [illegible] پھیلایا جائے [illegible] اپنے مذہب کی [illegible] الفاظ کا استعمال کرتے ہیں تو آپ اپنی کمزوری ثابت کرتے ہیں جس وقت ہم آریہ سماجی اخبارات کی تحریروں کو پولیٹیکل نظر سے دیکھتے ہیں تو سخت تاسف ہوتا ہے کیونکہ ہمیں اس کے کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ یہ ناعاقبت اندیش حضرات ہندوستان کے دیگر مذہبوں میں نفاق پھیلا کر ملکی ترقی کو روک رہے ہیں۔ واقعی بدگفتار آریوں کو اپنی رفتار بدلنی چاہئیے ان کی مخالفت سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہے کہ اسلامی اخبارات جو قوم کے لئے مفید کام کر رہے ہیں بحث و مباحثہ کے لئے وقف ہو جائیں اور دونوں قوموں میں مخالفت بڑھے۔ ملک پر خراب اثر پڑے۔ اگر وہ اپنے رویہ کو نہ چھوڑیں گے تو دو زمانہ بہت جلد آنیوالا ہے کہ گورنمنٹ اس طرف اپنی توجہ کو مبذول کرے۔ گو مسلمان ان کے مقابلہ میں ہر طرح کمزور ہیں مگر انہیں گورنمنٹ کی طاقت پر اعتبار ہے۔

یادگار کریمی

مخدوم الملت رضی اللہ عنہ کو ہجری سال کے حساب سے ۱۰ رشعبان المعظم کو پورا سال ہو لیا۔ مگر دلوں میں ابھی ان عظیم الشان خدمات دین کا ذوق باقی ہے جو اپنی زندگی کے ایام میں انہوں نے کیں۔ مخدوم الملت کی یادگار قائم کرنے کے لئے تجویزیں پیش ہوئیں کسی حد تک اسپر عمل بھی ہوا۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ مکمل ہو کر قوم کے دل پر خاص اثر پیدا کرے مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ بظاہر گیا لیکن اس کے کارنامے قیامت تک [illegible] رہنے نہ دیں گے۔ میں نے مرحوم کی [illegible] کا ذخیرہ بہم پہونچایا ہے۔ اسے ترتیب دیا باقی ہے۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اپنے محسن و مخدوم کے حالات احباب کے سامنے پیش کرونگا۔ ورنہ وہ شخص اس خدمت کو سر انجام دیگا جس کے لئے مقدر ہے۔

عیسوی سال کے لحاظ سے مخدوم الملت کا پہلا سال وصال ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو پورا ہوگا الحکم کے ساتھ مخدوم الملت کو اور الحکم کو مخدوم الملت سے جو محبت اور تعلق تھا وہ ظاہر امر ہے اسلئے وہ اس تاریخ کو صرف اپنے مخدوم ہی کے مضامین سے مرتب ہو کر شائع ہوگا۔ اور اس لحاظ سے ۱۰ اکتوبر کا الحکم خاص پرچہ ہوگا جس میں بجز تازہ الہامات اور ہفتہ قادیان کے باقی کل مضامین یا تو مرحوم کے اپنے ہوں گے جو کبھی آج تک شائع نہیں ہوئے اور یا مرحوم سے متعلق ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ یہ پرچہ خاص توجہ سے پڑھا جاویگا اور شائد بعض احباب جو مرحوم کے ساتھ خاص تعلق ارادت و محبت رکھتے تھے اسکی زائد کاپیوں کی خواہش کریں اس لئے یہ پرچہ ۰۰[illegible] چھاپا جائے گا۔ ہر زائد کاپی ۲؍ فی پرچہ کے حساب سے ملے گی۔ ان مضامین کو کوئی شخص میری اجازت کے بدون کسی رنگ میں چھاپنے کا مجاز نہ ہوگا۔

بیس روپیہ انعام

وزیرآباد کی جامع مسجد میں ۱۲ ستمبر کی رات کو میرے دو نوٹ جن میں سے ایک ایک سو روپیہ کا نمبری $\frac{E}{64}$ 188 [illegible]

لاہور کلکتہ ۲۴ جون ۱۹۰۳ء

اور دوسرا بیس روپیہ کا نمبری $\frac{E}{57}$ 79198

لاہور کانگڑہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۲ء

ایک گھڑی ریلوے واچ مع زنجیر نقری۔ ایک زیور گلوبند طلائی ماشہ ۱۶ بغیر کندن۔ اور دو کچھے چابیاں جنمیں سے بعض پر انگریزی نمبر ہیں گم ہو گئے ہیں۔

نوٹ ایک رجسٹری شدہ لفافہ میں ہیں جو بیمہ ہو کر راولپنڈی سے آیا تھا جو شخص پتہ دے اس کو بیس روپیہ انعام دیا جاویگا۔ کرنسی آفس میں اطلاع دیدی ہے۔

المشتہر ڈاکٹر سید ستار شاہ ہاسپٹل اسسٹنٹ رعیہ

آریہ سماج کی موت پر مہاتما منشی رام

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں آریہ سماج کی موت پر پنڈت رام بھجدت صاحب کی رائے سے استدلال کیا گیا تھا جس سے آریہ سماج کا بوان اٹھانے والے مہاتما منشی رام کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ اور وہ پنڈت رام بھجدت صاحب کو پیغمبر ہونیکا خطاب دیتے ہیں۔ اور یوں اس عظیم الشان نشان کو اپنے زعم میں ملیامیٹ کرنے کی سعی کرتے ہیں مگر خاک ڈالنے سے چاند چھپ نہیں سکتا۔ اگر پنڈت رام بھجدت اس پیشگوئی کی تصدیق سے پیغمبر ہو گیا ہے تو آریہ سماج کو مبارک ہو کہ اس قسم کا پیغمبر مہاتما جی کا عزیز دھرمپال بھی ہے جس نے آریہ سماج کی موت کا نقشہ ہی کھینچ دیا ہے ہم تو دیسے چاہتے ہیں کہ آریہ سماج میں ایسے پیغمبر پیدا ہوں جو سماج کا ترنک سکار کر دیں۔ مہاتما جی آریہ سماج میں زندگی کی روح پیدا نہیں ہو سکتی اس لئے کہ جو مذہب اسمیں عملی طاقت ہی نہیں وہ زندہ نہیں رہا کرتا۔ اور یہ تو خود آپنے ہی اقرار کر لیا ہوا ہے اب شائد لالہ رلا رام کی چٹھیات کے جواب کی وجہ سے آپ کو یاد نہ رہا ہو۔ خیر

مرا یاد و تر افراموش

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

انکے روبرو وہ مقدمہ پورے طور پر مرتب ہوگیا اور تمام شہادتیں میرے خلاف بڑے زور شور سے دی گئیں ایسی حالت اور صورت میں کوئی قانون دان اہل الرائے بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں بری ہو سکتا ہوں۔ تقاضائے وقت اور صورتیں ایسی واقع ہو چکی تھیں کہ مجھے سیشن سپرد کر دیا جاتا اور وہاں سے پھانسی کا حکم ملتا۔ یا عمر بھر [illegible] کی سزا دیجاتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے پیشتر مقدمہ سے پہلے سے اطلاع دی ہوئی تھی اسی طرح یہ بھی قبل از وقت ظاہر کر دیا تھا کہ میں اس میں بری ہونگا چنانچہ یہ پیشگوئی میری جماعت کے ایک گروہ کثیر کو معلوم تھی۔ غرض جب مقدمہ اس مرحلہ پر پہنچا اور دشمنوں اور مخالفوں کا یہ خیال ہوگیا کہ اب مجھے مجسٹریٹ سیشن سپرد کریگا اس موقعہ پر اس نے کپتان پولیس سے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ یہ مقدمہ بناوٹی ہے میرا دل اسکو نہیں مانتا کہ فی الواقعہ ایسی کوشش کی گئی ہو اور انہوں نے ڈاکٹر کلارک کے قتل کے لئے آدمی بھیجا ہو۔ آپ اس کی پھر تفتیش کریں۔ یہ وہ وقت تھا کہ میرے مخالف میرے خلاف ہر قسم کے منصوبوں ہی میں نہ لگے ہوئے تھے بلکہ وہ لوگ جنکو قبولیت دعا کے دعوے تھے وہ دعاؤں میں لگے ہوئے تھے اور رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ میں سزایاب ہو جاؤں مگر خدا تعالیٰ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے مجھے معلوم ہے کہ کپتان ڈگلس صاحب کے پاس بعض سفارشیں بھی آئیں مگر وہ ایک انصاف پسند مجسٹریٹ تھا اس نے کہا کہ ہم سے ایسی **بدذاتی** نہیں ہو سکتی۔ غرض جب مقدمہ دوبارہ تفتیش کے لئے کپتان لیمارچنڈ کے سپرد کیا گیا تو کپتان صاحب نے عبد الحمید کو بلایا اور اسکو کہا کہ تو سچ سچ بیان کر۔ عبد الحمید نے اسپر بھی وہی قصہ جو اسنے صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبرو بیان کیا تھا دوہرایا۔ اسکو پہلے سے یہ کہا گیا تھا کہ اگر ذرا بھی خلاف بیانی ہوگی تو تو پکڑا جاویگا۔ اسلئے وہ وہی کہتا گیا مگر کپتان صاحب نے اسکو کہا کہ تو تو پہلے بھی بیان کر چکا ہے صاحب اس سے تسلی نہیں پاتے۔ کیونکہ تو سچ سچ بیان نہیں کرتا۔ جب دوبارہ کپتان لیمارچنڈ نے اسکو کہا تو وہ روتا ہوا انکے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مجھے بچالو۔ کپتان صاحب نے اسکو تسلی دی اور کہا کہ تم بیان کرو۔ اسپر اس نے اصلیت کھولدی اور صاف اقرار کیا کہ مجھے دھمکا کر یہ بیان کرایا گیا تھا۔ مجھے ہرگز ہرگز مرزا صاحب نے قتل کے لئے نہیں بھیجا۔ کپتان اس بیان کو سنکر بہت خوش ہوا اور اس نے ڈپٹی کمشنر کو تار دیا کہ ہم نے مقدمہ نکال لیا ہے۔ چنانچہ پھر گورداسپور کے مقام پر یہ مقدمہ پیش ہوا۔ اور وہاں کپتان لیمارچنڈ کو حلف دیا گیا اور اسنے اپنا حلفی بیان لکھوایا۔ میں دیکھتا تھا کہ ڈپٹی کمشنر اصلیت کے کھل جانے سے بڑا خوش تھا اور ان عیسائیوں پر اسے سخت غصہ تھا جنہوں نے میرے خلاف جھوٹی گواہیاں دی تھیں اسنے مجھے کہا کہ آپ ان عیسائیوں پر مقدمہ کر سکتے ہیں مگر چونکہ میں مقدمہ بازی سے متنفر ہوں میں نے یہی کہا کہ میں مقدمہ نہیں کرنا چاہتا **میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔**

اسپر اسی وقت ڈگلس صاحب نے فیصلہ لکھا۔ ایک مجمع کثیر اس دن جمع ہوگیا ہوا تھا۔ اس نے فیصلہ سنانے وقت **مجھے کہا کہ آپ کو مبارک ہو آپ بری ہوئے۔** اب بتاؤ کہ یہ کیسی خوبی اس سلطنت کی ہے کہ عدل اور انصاف کے لئے نہ اپنے مذہب کے ایک سرگروہ کی پرواہ کی اور نہ کسی اور بات کی۔

میں دیکھتا تھا کہ اسوقت میری دشمن تو ایک دنیا تھی اور ایسا ہی ہوتا ہے جب دنیا دکھ دینے پر آتی ہے تو در و دیوار نیش زنی کرتے ہیں خدا ہی ہوتا ہے جو اپنے صادق بندوں کو بچا لیتا ہے۔

پھر مسٹر ڈوئی کے سامنے ایک مقدمہ ہوا۔

پھر ٹیکس کا مقدمہ مجھ پر بنایا گیا مگر ان تمام مقدمات میں خدا نے مجھے بری ٹھہرایا۔ پھر آخر **کرم دین** کا مقدمہ ہوا۔ اس مقدمہ میں میری مخالفت میں سارا زور لگایا گیا اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ اور حقیقت میں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا اور وہی اسکی تائید اور نصرت کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو اس کے مٹنے میں کوئی شک و شبہ ہی نہ تھا۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کرم دین کی حمایت کی گئی اور ہر طرح سے اسکو مدد دیگئی۔ یہانتک کہ اس مقدمہ میں بعض نے مولوی کہلا کر میرے خلاف وہ گواہیاں دیں جو سراسر خلاف تھیں اور یہانتک بیان کیا کہ زانی ہو۔ فاسق ہو۔ فاجر ہو پھر وہ متقی ہوتا ہے۔ یہ مقدمہ ایک لمبے عرصہ تک ہوتا رہا۔ اس اثنا میں بہت سے نشانات ظاہر ہوئے۔

آخر مجسٹریٹ نے جو ہندو تھا مجھ پر صد (پانچسو) روپیہ جرمانہ کر دیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہ اطلاع دی ہوئی تھی۔

عدالت عالیہ نے اسکو بری کر دیا

اسلئے جب وہ اپیل ڈویژنل جج کے سامنے پیش ہوا۔ خداداد فراست سے انہوں نے فوراً ہی مقدمہ کی حقیقت کو سمجھ لیا۔ اور قرار دیا کہ کرم دین کے حق میں میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ بالکل درست تھا یعنی مجھے اسکے لکھنے کا حق حاصل تھا چنانچہ اسنے جو فیصلہ لکھا ہے وہ شائع ہو چکا ہے۔ آخر اسنے مجھے **بری** ٹھہرایا اور جرمانہ واپس کیا اور ابتدائی عدالت کو بھی مناسب تنبیہ کی کہ کیوں اتنی دیر تک یہ مقدمہ رکھا گیا۔

غرض

جب کوئی موقع میرے مخالفوں کو ملا ہے۔ انہوں نے میرے کچل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا اسی طرح جسطرح پر وہ اپنے رسولوں کو بچاتا آیا ہے۔ میں ان واقعات کو مدنظر رکھ کر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ

یہ گورنمنٹ بمراتب اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے

جسکے زمانہ میں مسیح کو دکھ دیا گیا پیلاطوس گورنر جسکے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا۔ وہ دراصل مسیح کا مرید تھا اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔ اسی وجہ سے اسنے مسیح کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اسکے کہ وہ مرید تھا اور گورنر تھا اس نے اس جرأت سے کام نہیں لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی مسیح بے گناہ تھا اور یہاں بھی میں **بے گناہ** تھا۔ میں سچ کہتا ہوں

اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لئے ایک جرأت دی ہے پس میں اسجگہ پر تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ انپر فرض ہے کہ وہ

سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت کریں

یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے اسکی نظیر نہیں ملتی۔ ریل۔ تار۔ ڈاکخانہ۔ پولیس وغیرہ کے انتظام دیکھو کہ کسقدر فوائد ان سے پہنچتے ہیں آج سے ساٹھ ستر برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام اور آسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیونکر شکر نہ کریں۔ اکثر مسلمان مجھ پر حملہ کرتے ہیں کہ تمہارے سلسلہ میں یہ عیب ہے کہ تم **جہاد کو موقوف کرتے ہو۔** مجھے افسوس ہے کہ وہ نادان اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں وہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اٹھائی جب آپ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک پہنچ گئے اور آپ کے مخلص خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر مدینہ تک آپ کا تعاقب کیا گیا۔ اس وقت مقابلہ کا حکم ملا۔ آپ نے تلوار نہیں اٹھائی۔ مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی۔ بعض اوقات آپ کو ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خون آلود کر دیا تھا مگر آپ نے مقابلہ نہیں کیا۔ خوب یاد رکھو کہ اگر تلوار اسلام کا فرض ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں اٹھاتے مگر نہیں وہ تلوار جس کا ذکر ہے وہ اس وقت اٹھی جب موذی کفار نے مدینہ تک تعاقب کیا۔

اس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر اب تلوار نہیں اور میرے خلاف جھوٹی مخبریوں اور فتووں سے کام لیا جاتا ہے۔ اور اسلام کے خلاف صرف **قلم** سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر قلم کا جواب تلوار سے دینے والا احمق اور ظالم ہوگا یا کچھ اور۔

اس بات کو کبھی مت بھولو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے حد سے گذرے ہوئے ظلم و ستم پر تلوار اٹھائی۔ اور وہ حفاظت خود اختیاری تھی۔ جو ہر مہذب گورنمنٹ کے قانون میں بھی جرم نہیں تعزیرات ہند میں بھی حفاظت خود اختیاری کو جائز رکھا ہے۔ اگر ایک چور گھر میں گھس آوے اور وہ حملہ کر کے مار ڈالنا چاہے اس وقت اس چور کو اپنے بچاؤ کے لئے مار ڈالنا جرم نہیں ہے

باقی آئندہ

اسلامی بنک کی تجویز

اسلام کے پاک اصول اور احکام کو [illegible] نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہیں برائے نام مسلمان نماز، روزوں کے [illegible] ہیں کہیں حج، زکوٰۃ اور قربانیوں کو موقوف کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ایک مسلمان اخبار میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ پانچ نمازوں کے بجائے دو نمازیں کر دی جائیں تو بڑی آسانی ہو جائیگی اور بہت سے لوگ جو پانچ نمازیں پڑھنے سے گھبرا کر بالکل نماز کو خیرباد کہہ بیٹھتے ہیں وہ یہی نمازیں پڑھ لیا کریں گے۔ قاضی سرفراز حسین صاحب نے یہ تجویز کی تھی کہ پتلون کوٹ نکٹائی پہنے پہنے کرسیوں پر بیٹھکر نماز ہو جایا کرے۔ اور روزوں میں کچھ ریفرشمنٹ ہو جایا کرے تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ جنٹلمین بھی شریک ہو جائیں گے۔ اسی قسم کی تجویز یعنی انہی دلائل کو استعمال کر کے مولوی انشاء اللہ صاحب اور ڈپٹی سردار احمد صاحب نے پیش کی ہے۔ یہ تجویز ایک اسلامی سودی بنک کے قائم کرنیکے متعلق ہے۔ چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء کے وطن میں ذیل کا لیڈر نکلا ہے جسے میں پورا نیچے نقل کرتا ہوں تاکہ ناظرین خود بھی مولوی انشاء اللہ صاحب کی منطق کو دیکھ لیں۔

"ڈپٹی سردار احمد صاحب نے بنک کے قیام کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے ضمناً سلطانی بنکوں کا بھی ذکر کیا تھا۔ اسپر ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ "حضرت سلطان بیشک ہمارے سرتاج ہیں۔ لیکن ان کی سلطنت میں اور کونسا شرعی قانون نافذ ہے کہ انکا یہ فعل ہمارے لئے سند ہو سکے سلطان پر کیا موقوف ہے اسوقت کسی اور اسلامی ملک میں بھی شرعی حدود جاری نہیں تو کیا اس سے یہ لازم آئیگا کہ مسلمان شرع کو چھوڑ دیں"؟ وطن اس موقع پر فاضل معترض سے کوئی لمبی بحث نہیں کرنا چاہتا بلکہ الزاماً یہ لکھتا ہے کہ جب دیگر شرعی حدود کو نظر انداز کر دینے کے باوصف محکوم و آزاد ممالک کے مسلمان برابر مسلمان رہ سکتے ہیں تو بنکوں کے متعلق نئے اجتہاد پر عمل پیرا ہونے سے بھی انکی مسلمانی میں فرق نہیں پڑنا چاہئے اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم میں غور و تدبر کرنا چھوڑ دیا ہے اور صرف چند الفاظ کو مد نظر رکھکر کلام الٰہی کے [illegible] اور تعلیم اسلامی کی اصل روح کو بھلا دیا ہے۔ سود کے مسئلہ کو لو۔ اوّل تو ربا کے [illegible] میں بڑا اختلاف ہے۔ ایک فریق اس کے [illegible] بڑی غالبانہ بیاج کے کرتا ہے۔ اور تجارتی شرح کے سود کو اس سے خارج سمجھتا ہے اور مخالف اس کے اس استدلال کا کوئی [illegible] جواب نہیں دے سکے۔ دوم وہ یہ نہیں سوچتے کہ کئی علمائے سلف و حال خود ربا کا بھی چند صورتوں میں غیر ممنوع ہو جانا تسلیم کر چکے ہیں۔ مگر اسکے معنے خواہ کچھ ہوں اوسکی ممانعت کی اصل وجہ ہمدردی پر مبنی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کو روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور اسے بازار سے کسی طرح ایک روپیہ سیکڑہ سے کم سود پر قرض نہیں مل سکتا۔ اور ادھر کوئی مسلمان بطور قرض حسنہ روپیہ دینے پر تیار نہیں۔ تو اگر کوئی مسلمان اوسے محض بخیال ہمدردی و تعلق اسلامی ۸ر سیکڑہ سود پر روپیہ دے تو کیا اس نے منشاء الٰہی کے خلاف کیا؟ یا ۲ر سیکڑہ کم لینے سے منشاء الٰہی کو قدرے پورا کیا؟ حالات زمانہ اور نکبت قومی کے اثر سے جس سے اسوقت شاید ہی کوئی بشر بچا رہا ہو۔ اگر وہ اسقدر ہمدردی نہیں کر سکا کہ بالکل بلا منافع دے۔ تو کیا اوس کے اسقدر احسان کرنے کا یہ صلہ ملنا چاہئے کہ اسے آثم مطعون کیا جائے۔ جسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ آیندہ وہ کسی کو قرض نہ دیگا۔ اور مسلمان ضرورت مند کو پوری شرح پر غیر اقوام سے قرض لینا پڑیگا۔ اسلام تو یہ کہے کہ لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور ہمارے مولوی مسلمانوں کے صریح نقصان کو عین مقتضائے اسلام قرار دیں؟ ربا بیشک حرام مطلق ہے لیکن مسلمانوں کیلئے۔ پہلے مسلمان تو بنو۔ جب مسلمانوں میں پھر نور ایمان ایسا مضبوط ہو گیا کہ وہ اپنی ضرورت پر اپنے ہمسایہ بھائی کی آسائش کو مقدم رکھنے لگیں۔ تو ربا خود بخود حرام ہو جائیگا۔ مگر اس زمانہ میں جبکہ اپنی آسائش کو کوئی بھی مسلمان اپنے بھائی کی اشد ضرورت کے لئے چھوڑنے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ ربا سنگین سود در سود انہیں معمولی تجارتی شرح سود کے جواز پر مُصر رہنا دماغی جمود۔ قومی نکبت و ذلت فضول پرخاش جوئی اور موشگافی کی عادت بد کی انہی بیشمار نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو ہم مسلمانوں کی بات بات میں چند صدیوں سے ہویدا ہو رہی ہیں بہرحال یہ ایک اجتہادی امر ہے۔ جو اس میں قباحت نہ دیکھیں شامل ہوں۔ اور جنکو کوئی شرعی یا عقلی حجت و عذر ہو۔ وہ الگ رہیں سردار صاحب کی رائے ذاتی نہیں کئی جلیل القدر علماء بھی یہی خیال ظاہر کر چکے ہیں۔"

[illegible] مضمون [illegible] سے معلوم ہوتا ہے [illegible] شرعی حدود کو نظر انداز کر [illegible] مسلمان برابر مسلمان رہ سکتے ہیں۔ اسوقت شاید مولوی انشاء اللہ صاحب کا عمل اس شعر پر ہے کہ

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہہ گیا

یعنی سچ ہے مسلمانی ایسی کچی چیز تو نہیں کہ قرآن شریف پر عمل کرنا چھوڑ دینے سے اس میں فرق آجاوے پھر لکھا ہے کہ اصل میں قرآن کریم پر غور و تدبر سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زمانہ میں شرعی حدود پر عمل کرنیکی ضرورت باقی نہیں رہی پھر ربٰو کے معنے سود در سود کئے ہیں اور تجارتی شرح سود کو اس سے خارج کیا ہے پھر حرمت ربٰو کی علت ہمدردی بتا کر یہ ظاہر کیا ہے کہ جتنا کم سود کوئی لیگا اسیقدر زیادہ اسکی ہمدردی اپنے بھائیوں سے پائی جائیگی پس یہ اختیاری امر ہو گیا یعنی ایک روپیہ سود لینے والے کی ہمدردی سے چودہ آنے والے کی ہمدردی زیادہ ہوئی اور بارہ آنے والے سے دس آنے والے کی۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ پوری ہمدردی بغیر سود چھوڑنے کے نہیں ہو سکتی۔ اور حرمت ربٰو سے مطلق سود کی حرمت لازم آئی۔ پھر لکھا ہے کہ ربا بیشک حرام مطلق ہے لیکن مسلمانوں کے لئے پہلے مسلمان بنو۔ جس معلوم ہوا کہ ربا کے جائز ٹھہرانے والے مسلمان نہیں اور سب سے آخر لکھا ہے کہ معمولی تجارتی شرح سود کے جواز عدم جواز پر مُصر رہنا دماغی جمود قومی نکبت و ذلت وغیرہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے معلوم نہیں جس صورت میں آپ خود جواز پر مُصر ہیں اس کیلئے کیا معنے ہوئے؟ اب ذرا اور غور کی نظر سے ان بیانات کو دیکھنا چاہئے کیا یہ سچ ہے کہ سلطان روم کا کوئی فعل ہمارے لئے قابل عمل ہے؟ یا جو شخص مسلمانوں میں سے بادشاہ ہو جائے اسکے افعال قابل پیروی ہو جاتے ہیں؟ جو شخص قرآن کریم کے کسی حکم کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ ویسا ہی قابل مواخذہ ہے خواہ بادشاہ ہو یا فقیر۔ ہاں بادشاہ فقیر سے زیادہ قابل مواخذہ ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھ اور بہنوں کو ہلاکت کے گڑھے میں گراتا ہے مسلمان رہنے یا نہ رہنے کو آپ جانیں۔ مگر ہم تو یہ صاف صاف دیکھ رہے ہیں کہ جب سے اسلامی بادشاہوں نے قرآن شریف کے احکام پر چلنا چھوڑ دیا ہے اسی وقت سے ادبار اور نحوست ان کے سر پر آئے ہیں اگر وہ اسلام کے احکام پر چلنے والے ہوتے تو ادبار کا منہ کیوں دیکھتے سلطان نے اگر بنک جاری کئے ہیں تو محض عیسائیوں کی پیروی کر کے [illegible] ہے [illegible] تھی بدعت [illegible] ہوں بہرحال انکا فعل ہمارے لئے [illegible] کے قابل نہیں۔ ہاں اگر مولوی انشاء اللہ صاحب یا ڈپٹی سردار احمد صاحب یہ دکھلاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا خلفائے حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ نے کوئی سودی بنک جاری کیا ہو گزرتے تو یہ مسلمانوں کیلئے ایک دلیل بھی تھی۔ افسوس ہے کہ قرآن شریف کے صریح احکام کے خلاف سلطان روم کا عمل پیش کیا جاتا ہے سلطان پرستوں کیلئے اگر یہ کوئی دلیل ہو تو ہو مگر خدا پرست مسلمانوں کیلئے یہ جواز سود کی کوئی دلیل نہیں۔ اب ہم وطن کی "اصل بات" کو دیکھتے ہیں جس میں یہ الہام دیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے احکام قرآنی کے ظاہری الفاظ کو مد نظر رکھکر تعلیم اسلام کی اصل روح کو بھلا دیا ہے۔ اور اسکی مثال مسئلہ سود سے دی ہے۔ افسوس ہے کہ تیرہ سو سال تک یہ اصل روح مسلمانوں کو معلوم نہ ہوئی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی (نقل کفر کفر نباشد) اس اصل روح سے بے خبر رہے۔ کیونکہ وہ بھی قرآن کریم کے ظاہری الفاظ کو دیکھکر ہر قسم کے سود کو حرام سمجھتے رہے ورنہ ایماندار کسی حدیث سے ثابت کر کے دکھاویں کہ تجارتی سود لے لیا کرتے تھے۔ اور صرف سود در سود کو حرام سمجھتے تھے۔ وطن کا یہ لکھنا کہ ربا کے معنے ظالمانہ بیاج ہیں یعنی دو روپیہ سیکڑہ یا اس سے زیادہ۔ اور تجارتی شرح سود اس سے خارج ہے اور کہ جو لوگ یہ معنے ثابت کرتے ہیں فریق مخالف انکا شافی جواب نہیں دیسکتا ایک سیاہ جھوٹ ہے۔ اور اگر وطن میں اپنی بات کا ذرہ بھی پاس ہے اور محض نیک نیتی سے وہ اسلام کے فائدہ کے لئے یہ کام کر رہا ہے تو وہ دکھاوے کہ وہ کونسے دلائل ہیں جنکی بنا پر یہ معنے کئے جاتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث سے اس لفظ کے یہ معنے ثابت ہیں یا کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کے قول سے یا چاروں اماموں میں سے کسی امام کے اجتہاد سے یا کسی محدث کی رائے سے یا کسی لغت کی کتاب سے اگر ان میں سے کوئی ایک گواہ بھی مولوی انشاء اللہ صاحب پیش کر دیں تو پھر فریق مخالف سے تشفی بخش جواب بھی پا دیں لیکن جب تک ایسے معنے کرنے کے لئے سوائے سر سید احمد خان کی غلط رائے کے اور کوئی دلیل نہیں جسکی غلطی کو میں سود کے مضمون میں بڑے بسط سے ظاہر کر چکا ہوں تو یہ کہنا کہ ربا کے معنوں میں تجارتی شرح سود داخل نہیں پبلک کو دھوکہ دینا ہے۔ اور یہ معنے ثابت کرتے وقت یہ بھی دکھاویں کہ لغت عرب میں تجارتی شرح سود کے لئے اور کونسا لفظ ہے۔ اور قرآن کریم اور حدیث میں اس ناپاک تجارتی شرح کے لئے کہاں کہاں حکم آیا ہے اور یہ بھی ثابت کریں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین

میں ہیں کون کون سی جلیل القدر انسان تجارتی شرح سود لیا کرتے تھے۔ اور اگر وہ ان باتوں میں سے کوئی بھی ثابت نہ کرسکیں تو ایک حق پسند آدمی کو یہ کہنا پڑیگا کہ وہ مسلمانوں کو بے ایمان بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ کوشش انکی اس سے بھی ثابت ہے کہ ہمارے رسالہ کو جو اسلام پیش کرتا ہے غیر مسلموں میں پھیلانا گناہ سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف آرٹیکل لکھتے ہیں۔ لیکن خود ولیم میور کی کتابوں کو جن میں اسلام کو ایک جھوٹا مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ایک مفتری اور قرآن شریف کو انسان کا کلام بتایا گیا ہے۔ مسلمانوں میں پھیلانیکی کوشش کر رہے ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھکر ینابیع الاسلام جیسی گندی کتاب کو اشتہار دے دیکر پھیلا رہے ہیں اور اپنی ایجنسی میں ان کتابوں کو فروخت کرتے اور دن رات ان کے اشتہار شائع کرتے ہیں اور اسطرح پر دجال کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ اور ان ذرائع سے وہ صرف مسلمانوں کو بے ایمان بنانیکی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ الٹے ان کتابوں کی دوگنی تگنی قیمتیں بھی وصول کر رہے ہیں یعنی ینابیع الاسلام انگریزی جو ہر ایک عیسائی کتب خانہ سے چھ آنہ کو ملتی ہے آپ چار روپیہ کو بیچتے ہیں اور اس کی اصلی چھ روپے بتاتے ہیں اور میور کی خلافت جو چھ روپے کو ملتی ہے۔ دس روپے کو بیچتے اور اس کی اصلی قیمت اس سے بھی زیادہ بتاتے ہیں۔ ایسا ہی دوسری کتابوں کا بھی حال ہے۔ شاید یہ وہ اس لئے کرتے ہیں کہ جس طرح سود کے ناجائز طریق سے مال حرام کھانا انہوں نے جائز کر دیا ہے اسی طرح دوسرے ناجائز طریقوں کو جن سے مال حاصل کرسکیں وہ جائز سمجھتے ہیں غالباً چند دنوں میں قمار بازی کے جواز پر اور حصول مال کے دوسرے ناجائز طریقوں کے جواز پر بھی فتوی دیں گے۔ یا شاید زیادہ قیمت اس لئے وصول کرتے ہیں کہ مسلمان سود کے ذریعہ روپیہ کمائیں اور یہ مال "مال حرام بود بجائے حرام رفت" کا مصداق ہو اور یا ممکن ہے کہ اسکی وجہ یہ ہو کہ انہوں نے چونکہ سود کے ذریعہ روپیہ کمانیکی ایک مفید تجویز مسلمانوں کو بتائی ہے اسلئے اسکا صلہ اس رنگ میں چاہتے ہیں۔ بہر حال کچھ ہی ہو ہمیں ڈر تو یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو غرق کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں خدا انکو انکے اس ارادے میں ناکام رکھے!

ایک اور معقول وجہ جو جواز سود کی مولوی انشاء اللہ صاحب نے پیش کی ہے سن لیجئے۔ کہتے ہیں کہ ممانعت ربا کی علت بے ہمدردی ہے۔ پس اگر کوئی پوری ہمدردی نہیں کرسکتا تو تھوڑی ہی کرلے بہت خوب وہ تو جتنے کیا وہ آپ بھگتے گا مگر کیا اس سے جواز سود کے لئے فتوی دینے کی دلیل پیدا ہوتی ہے مولوی صاحب اور ڈپٹی صاحب ذرا غور فرمائیں۔ ایک شخص پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکتا ایک یا دو ہی پڑھ لیتا ہے وہ تارک نماز سے اچھا ہے یا برا ایسا ہی اس سے تو ہمیں بحث نہیں مگر کیا اس بنا پر یہ فتوی درست ہوگا کہ مسلمان دو ہی نمازیں پڑھ لیا کریں پانچ کی ضرورت نہیں ایک شخص رمضان میں دو تین روزے رکھتا ہے اس نے اچھا برا جو کچھ کیا اپنے نفس کے لئے کیا مگر کیا یہ فتوی درست ہوگا کہ سارے رمضان کے روزوں کی ضرورت نہیں تین چار بھی کافی ہیں اور ان سے مسلمانی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اور لیجئے حرمت خمر کی دلیل دی ہے انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ فہل انتم منتھون۔ پس آپ کی دلیل کی رو سے جو شخص تھوڑی شراب پیکر ... اور بعض سے رکا رہے اور ذکر اللہ سے بھی تھوڑا ہی ہٹا رہے تو وہ زیادہ شراب پینے والے سے اچھا ہوا اور اس لئے اب یہ فتوی دیدو کہ تھوڑی شراب پی لینے میں یا تھوڑا جوا کھیلنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ آپ اپنے اسلامی سودی بنک کی تجویز تو کی ہے ساتھ ایک اسلامی شرابخانہ اور اسلامی قمار خانہ کا اشتہار بھی دیجئے اور اپنے بنک کیطرح جسمیں ایک حد تک سود لیا جاویگا ان ہر دو کے متعلق یہ اشتہار دیدیں کہ اس شرابخانہ میں کسی مسلمان کو ایک پاؤ بھر شراب سے (یا آدھ پاؤ سے جیسا کہ مزاج میں آئے کریں یا وطن کے ناظرین سے مشورہ کرلیں) زیادہ شراب نہیں دیجاویگی اسطرح پر جو مسلمان ہندوؤں کے شرابخانہ میں جاکر بدمست ہوکر شراب پی لیتے ہیں اور بہت روپیہ ضائع کرتے ہیں انکا فائدہ ہو جائیگا۔ اور اسلامی قمار خانہ کے متعلق یہ قاعدہ مقرر کر دیں کہ اسمیں کسی شخص کو اپنی آمدنی کے دسویں حصہ سے زیادہ جوا کھیلنے کی اجازت نہ ہوگی اسطرح آپ ان مسلمانوں کو بچالیں گے جو ساری جائداد ہی قمار بازی میں کھو بیٹھتے ہیں۔ میرے نزدیک تو اسلامی سودی بنک کے ساتھ اسلامی شرابخانہ اور اسلامی قمار خانہ کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے آپ وطن میں اشتہار دیں تو بہت سے حصہ دار بھی پیدا ہو جائینگے۔ کم از کم وہ روپیہ جو آپکی پہلی تجویز کے مطابق اشاعت اسلام میں صرف ہونا تھا وہ اسی اسلامی امداد میں صرف کر دیں۔ حج بھی ہو گیا اور بیوپار بھی۔ اور مزید براں مرزا صاحب کی مخالفت بھی اس طرح ہو جائیگی اور ان باتوں میں کوئی ... مطعون کرنیکا حق بھی نہیں رکھتا کیونکہ اگر آپ ... شراب خوری و قمار بازی سے بالکل نہیں بچاسکتے تو آپ کا اسطرح پر تھوڑا بچالینا ہی قوم پر بڑا بھاری احسان ہے۔ اس طرح پر آپ اسلام میں ایک یگانہ مصلح ہو جائیں گے۔

ایک اور دلیل جواز سود کی مولوی انشاء اللہ صاحب نے یہ دی ہے کہ ربا تو حرام مطلق ہے مگر ابھی مسلمان مسلمان ہی نہیں۔ اسلئے ابھی انکی جواز میں کیا حرج ہے جب پورے مسلمان بنجائیں گے تو ربا بھی حرام ہو جائیگا۔ یہ بات البتہ معقول معلوم ہوتی ہے مگر اس میں کچھ نقص ہیں انکو بھی رفع کر دیجئے مثلاً چونکہ مسلمان مسلمان تو ہیں نہیں اسلئے ابھی انہیں نمازوں سے بھی معاف رکھا جائے اور رمضان کے روزے بھی ابھی ان پر ایک بوجھ ہے جب مسلمان بنجائینگے تو خود ان احکام کی بھی پابندی کرنے لگ جائیں گے۔ ایسا ہی اوامر و نواہی جسقدر ہیں ابھی ان پر عمل کرنیکی مسلمانوں کو ضرورت نہیں کیونکہ وہ مسلمان ہی نہیں جب مسلمان بنیں گے تو خود قرآن شریف کے احکام کو مان لیں گے پس سب مسلمان اخبار نویسوں کا جنکو آپ کے نزدیک غیر مسلمان مسلمان کہنا چاہئے یہ فرض ہے کہ وہ عام طور پر اخباروں میں اعلان کر دیں کہ اسلام کے کسی حکم کو ماننا ضروری نہیں کیونکہ ابھی مسلمان مسلمان ہی نہیں ہیں جب مسلمان ہو جائیں گے تو خود احکام قرآنی کی بھی پیروی کرنے لگیں گے یہ مسلمان بنانے کی نہایت عمدہ تجویز ہے اور شاید اسی لئے آپ میور کی کتابوں کی اشاعت کرتے ہیں کہ ابھی مسلمانوں کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ قرآن شریف کو خدا کا کلام مانیں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان رکھیں۔ بیشک یہ اسلامی سودی بنک کا جزو لازم ہے اور یہ نتیجہ ہے آپکے قرآن کریم پر غور و تدبر کا۔ خیر بہر حال آپ مسلمانوں کے ہمدرد ضرور ہیں مگر ہماری یہ دعا ہے کہ خدا آپ جیسا کوئی اور ہمدرد پیدا نکرے۔ آمین۔

ڈپٹی سردار احمد صاحب نے جو جواب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو لکھا تھا اسکی بہت سی باتوں کا جواب تو آچکا۔ ہاں ڈپٹی صاحب کا ایک سوال ہے وہ لاجواب سمجھتے ہیں یعنی یہ کہ اسوقت مسلمان تاجروں میں کثرت سود خواروں کی ہے پس بہتر ہے کہ جواز سود کا فتوی دیا جاوے ورنہ رہی سہی تجارت بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتی رہے گی اسی طرح ایک نئی روشنی کا دلدادہ کہہ سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جنٹلمینوں میں کثرت بے نمازوں کی ہے۔ پس بہتر ہے کہ یہ فتوی دیدیا جائے جیسا کہ اکثر مغربی تہذیب کے شیدائی دے رہے ہیں کہ نماز ایک پرانے زمانہ کی جہالت کی رسم ہے اور نئی روشنی کے ساتھ نماز نہیں چل سکتی اور دلیل اسکی یہی ہے کہ اکثر جنٹلمین تارک صوم و صلوٰۃ ہیں۔ اور جس طرح سود کی تجویز پیش کی دیتے ہیں کہ مسلمانوں کا اسمیں نفع ہے اسی طرح ترک صلوٰۃ کے مجوزیہ کہتے ہیں کہ نمازوں میں وقت یونہی ضائع ہوتا ہے اور یہی وقت کسی مفید دنیاوی کام پر لگایا جاسکتا ہے۔ انکے نزدیک تو نمازوں پر مصر رہنا ہی دماغی جمود و قومی نکبت وغیرہ کی نشانی ہے جیسے مجوزین سود کے نزدیک عدم جواز سود پر مصر رہنا۔ پس ڈپٹی صاحب ایک ہی اصلاح کیلئے کیوں دبے ہیں انہیں دلائل کو استعمال کرکے وہ ایک سرے سے ہی مذہب اسلام پر ہاتھ کیوں نہیں پھیرتے تا ہر روز انکو لکھنے اور فریق مخالف کو جواب دینے کی ضرورت نہ رہے ڈپٹی صاحب کا یہ دعوی کہ تجارت بلا سود ہو ہی نہیں سکتی بالکل غلط ہے آخر صحابہ بھی حرمت سود کے حکم کے بعد تجارت کرتے رہے مگر کیا ثابت ہے کہ کبھی کسی نے سود لیا وہ تو سود کو سؤر کی برابر سمجھتے تھے کیونکہ سود لینے والوں کے لئے یہ حکم تھا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر بہت سے مسلمان کسی حکم قرآنی کی خلاف ورزی کریں تو کیا اس سے وہ حکم منسوخ ہو جاتا ہے؟ یا اسکے خلاف کوئی دلیل قائم ہو جاتی ہے؟۔ اگر ایسی صورت ہے تو بتائیں کہ کتنے فی صدی نماز پڑھتے ہیں کیا پھر یہ کہنا چاہئے کہ مسلمان نماز نہ پڑھا کریں؟ بڑا عذر مجوزان سود کا اسبات پر ہے کہ مسلمان سود دیتے ہیں تو لیں کیوں نہ ؟ کیا ایک گناہ سود دینے کا کافی نہیں جو ایک دوسرے کی ضرورت بھی انکے لئے سمجھی جاتی ہے اور پھر جس صورت میں بنک تجویز کیا جاتا ہے وہ علی الاعلان قرآن کریم کی ایک حکم کی خلاف ورزی ہے حالانکہ جو شخص سود دیتا ہے وہ غالباً کسی مجبوری کیحالت میں ارتکاب کرتا ہے جسے وہ چھپاتا ہے فرق دونوں صورتوں میں ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص نماز نہ پڑھے اور دوسرا علی الاعلان یہ اشتہار دے کہ مسلمانوں کو نماز نہ پڑھنی چاہئے ایک شخص شراب پیئے اور چھپائے اور دوسرا یہ اعلان کرے کہ مسلمانوں کے لئے شراب کا پینا جائز ہے اور ایک دوکان کھولکر لوگوں کو شراب پینے کیلئے بلائے۔ عموماً سود دینے والے ایک اضطرار کی حالت میں سود دیتے ہیں اور اللہ غفور رحیم ہے اگر چاہے تو انکو معاف کرے۔ مگر کھلم کھلا قرآن کریم کی خلاف ورزی کرنیوالا کبیرہ گناہ کا مجرم ہے۔ ہم لئے ایک اجتہاد سمجھنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر آپ پہلے یہ دکھائیں کہ کونسی لغت میں یا حدیث میں ربا کے معنے سود در سود لکھے ہیں اور تجارتی شرح سود کو اس سے خارج سمجھا ہے اور اگر یہ نہیں دکھا سکتے تو قرآن کریم نے حرام ربا مطلق کیا ہے اور کوئی تخصیص حکم قرآنی میں نہیں پائی جاتی اور احادیث میں بھی ربا مطلق کو حرام کیا ہے اور صحابہؓ کا عمل بھی یہی تھا کہ انہوں نے نہ تجارتی شرح پر سود لیا نہ سود در سود آخر اجتہاد کے لئے کوئی دلایل بھی تو چاہئیں اور وہ باتیں جنکو ڈپٹی صاحب نے فخر کیے مولوی محمد حسین کے جواب میں لکھا ہے وہ دلایل نہیں بلکہ ایسی بودی باتیں ہیں

روئے زمین کے مسلمانوں کی انجمن

میں نے گذشتہ نمبر میں اس تحریک کا کسی قدر ذکر پیش کیا ہے جو آجکل اخبارات میں مسلمانوں کے اجتماع اور اتحاد کے متعلق گشت کررہی ہے۔ اس ضمن میں لنڈن کی پین اسلامک سوسائٹی کا اجمالی ذکر بھی غالباً بے سود نہ ہوگا۔ یہہ سوسائٹی بھی کئی سالوں سے اسی غرض اتحاد کو لے کر قائم ہوئی ہے لیکن اگر اس کے کام کی تفصیل پوچھی جاوے تو جواب ہوگا [illegible]! اسی طرح پر آج کل ہندوستان و پنجاب کے بعض اخبارات میں شیعہ سنیوں کے اتحاد پر آرٹکل لکھے گئے اور ان مصلحان قوم نے اپنی تجاویز میں ایک جدید شریعت بھی بنا کر پیش کردی جو اگر دونو فریق باہمی تسلیم کرلیں تو ان میں منافرت باقی نہ رہے۔ غرض یہہ ایسے شبہات ہیں [illegible] قابل بات ہے کہ اسلامی عالم میں مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کا خیال عام ہورہا ہے اور کم و بیش اس کے متعلق مساعی بھی ہورہی ہیں۔ نفس تجویز کے مفید ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا اور نہ ہونا چاہئے۔ لیکن وہ امر جو قابل غور ہے وہ یہہ ہے کہ آیا یہہ اتفاق اور اتحاد بین المسلمین ہو بھی سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتا ہے تو اسکی راہ کیا ہے؟ میں اپنے آرٹکل میں اس مضمون پر اپنی سمجھ اور ایمان کے موافق روشنی ڈالونگا۔ اس سے فایدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا یہہ جدا بات ہے ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ اگر مسلمان آج اس پر توجہ نہیں کرینگے تو وہ تھوڑے دلوں کے بعد دیکھ لینگے کہ چار و ناچار انہیں اسی راہ پر آنا پڑے گا۔

میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جوش اور یہہ تحریک کیوں شروع ہوئی ہے؟ اسلئے پہلے اسکا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے۔ تو اس کے جو مقاصد اور اغراض ہوتے ہیں اسکے سامان بھی ساتھ ہی پیدا کرتا ہے اور اس کی لئے دلوں میں ایک جوش اور تحریک بھی ساتھ ہی شروع کردیتا ہے وہ بطور ارہاص اور تمہید کے ہوتا ہے۔ چونکہ اسوقت اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور اسکی غرض وہ مقصد وحدت کو قائم کرنا ہے وہ **وحدت** خواہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی یگانگت کی ہو اور خواہ نوع انسان کے اتحاد و موافقت کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہان علمی حقایق کے انکشاف سے دلوں میں بت پرستی وغیرہ سے نفرت پیدا کردی ہے وہاں دلوں میں اتحاد اور اتفاق کے لئے بھی زوردار تحریک پیدا کردی ہے۔ یہ تحریک تو ہورہی ہے مگر لوگ اس راہ سے ناواقف ہیں جس راہ سے اس پر عمل درآمد ہوسکتا ہے میں دوسرے تمام جھگڑوں اور اتفاقوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی قوم کے افتراق اور اختلاف پر نظر کرنی چاہتا ہوں وہ اس امر سے واقف ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت کس قدر اختلاف اور تفرقہ قوم میں تھا۔ یہانتک اس اختلاف اور تفرقہ کے مٹا دینے کو قرآن کریم نے بطور تحدیث نعمت بیان کیا ہے اسی طرح آج ایک آگ اسلام اور مسلمانوں کے خرمن میں لگی ہوئی ہے اور مسلمان ہیں کہ منہ کی پھونکوں سے یا [illegible] اس آگ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ [illegible] کامیابی معلوم! اگر یہ اتحاد جو آپ قائم کرنا چاہتے ہیں مداہنہ اور نفاق کے رنگ میں ہو تو اسکا انجام بجز نہیں ہوسکتا۔ ایک شیعہ شیعہ رہ کر خدا تعالیٰ کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش تبرا لیکر کیونکر اس شخص سے مل سکتا ہے جو انکی محبت سے سرشار اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہے میں نے بڑی غور کی ہے اس سوال پر کہ مسلمانوں کو جب متحد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو کیوں اس راہ کا ذکر نہیں کیا جاتا جس سے جزوی اور فروعی اختلافات کو مٹایا جاوے گا یا صرف لفظی طور پر ایسی تجاویز پاس کردینے سے کوئی فائدہ ہوسکے گا۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسی تجویزوں سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکے گا کیونکہ اس سے شعایر اللہ کی بے حرمتی ہوگی اگر مداہنہ اور پولیٹیکل تجویزیں کبھی کارگر ہوسکتی تو [illegible] مسلمان اس شخص میں پیدا ہونا چاہئے تھا جو دنیا کی اصلاح کے عظیم الشان منصب پر سرفراز ہوکر آیا تھا مگر اسے تو غیور خدا نے کہا ودوا لو تدهن فيدهنون پھر تم کیا اور تمہاری اصلاح کی طاقت کیا؟ یہہ یاد رکھو کہ اگر اسوقت مسلمانوں میں عرب جاہلیت نے دوبارہ سر نکالا ہے اور وہ آگ شقاق اور نفاق کی انہیں بھڑک اٹھی ہے اور قبیلہ قبیلہ کا بت جدا بن گیا ہے اور یہہ بالکل سچ ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح انسانوں کے ڈھیر اور پنجر پڑے ہوئے ہیں انہیں راستی اور صداقت کی روح نہیں۔ ان میں تقویٰ اور طہارت کی پابندی نہیں شریعت حقہ کا پاس نہیں۔ بے باکی۔ اباحت۔ دہریت اور فسق و فجور کا مرض عالمگیر ہورہا ہے پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مرض اور وبا کو تسلیم کرنے کے باوجود وہ علاج کیوں کیا جاتا ہے جو اس کا مخالف ہے۔

اے اسلام اور اہل اسلام کے لئے درد مند دل رکھنے والو! غور کرو۔ کہ ان امراض کے علاج کے لئے اور ان مصیبتوں کے تدارک کے لئے کوئی راہ اور دوا نہیں بجز اس اسوہ کے جو ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسے وقتوں کیلئے مقدر کیا ہے؟ سب سے کامل اصلاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی جنہوں نے قوم کے خطرناک جھگڑوں میں پر شوکت آواز سے کہا

آ الی الجاهلية وانا فيكم

یعنی کیا تم اب تک جاہلیت کی سی باتیں کرتے ہو اور میں تم میں ہوں اور اسی پر شوکت اور جلالی صدا پر سب نے تسلیم خم کرلیا۔ اس وقت ضرورت ہے ایسے ہی **وجود** کی وہی ہوگا جو فروعی اور جزوی اختلافات مٹا کر ایک سطح پر ہم سب کو لے آئیگا اور جس کی آواز پر ہمارے جوش سرد پڑ جائینگے اور تلواریں میان میں ہو جائینگی۔ اور باہمی عداوت اور مفارقت محبت اور موافقت سے بدل جائے گی۔

سنت اللہ نے ہمیشہ یہی دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعۃ اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑا کیونکہ فطرۃ ہی خدا تعالیٰ نے **آتش کش** بنائی ہوئی ہے۔

جب تک یہہ پانی اس آگ پر نہ پڑے وہ اختلاف اور شقاق دور نہیں ہوسکتا۔ . . . .

اسکے بعد یہ صدا گنبد عالم میں گونجتی ہے

كنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها اور فاصبحتم بنعمته اخوانا۔

پس اگر آج بھی وہی زہر اور مواد ردیہ قوم کے وجود میں سرایت کرگئے ہیں۔ جنہوں نے آج سے تیرہ صدیاں پیشتر اپنا ظہور کیا تھا اور یہہ سچ ہے کہ وہی مواد اور فساد پھیلا ہوا ہے تو یہ بالکل یقینی امر ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے بھی پھر اسی وجود کے بروز اور ظہور کی ضرورت ہے۔ جو اس وقت اصلاح قوم کے لئے آیا تھا۔ اور میں یہ بشارت دیتا ہوں کہ وہ وجود مفترض الطاعۃ آگیا ہے

جسکی دیکھنے کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جسکے سننے کے کان ہوں سنے

اور وہ وحدت پھیلانے پر مامور ہوچکا ہے اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ وحی ہوچکی ہے کہ

روئے زمین کے مسلمانوں کو جمع کرو علیٰ دین واحد۔ اور پھر یہ بھی اسی مدت سے وحی ہوچکی ہے

يأتين من كل فج عميق

ان وحیوں پر یک یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ پھر مسلمانوں میں وحدت پیدا ہو اور وہ [illegible] اسی امام کے ذریعہ سے ہوگی۔ پس جب تک مسلمان اس امر کو شناخت نہیں کرینگے ناممکن ہے کہ نہیں اتحاد اور اتفاق پیدا ہو۔ اسلئے ایسی انجمن بجائے اسکے کہ وہ مسلمانوں کے لئے کوئی مفید امر پیدا کرسکیں ضرر کا باعث ہونگی۔ [illegible] تجربہ موجود ہے جن انجمنوں نے اس قسم کے مقاصد کو لیکر ظہور پکڑا بتاؤ انکا انجام کیا ہوا۔ یہہ مضمون سرسری نظر سے چھوڑ دینے کا نہیں ہے بلکہ اسپر ضرورت ہے کافی بحث اور پورے غور کی وحدت کی روح جس طریق سے کسی قوم میں پیدا ہوسکتی ہے اس کی وہی راہ ہے جسکا اسوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم پاتے ہیں اسے چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرنا خسران مبین ہے۔

تشحیذ الاذہان

اس رسالہ کے اجراء سے پہلے میں نے ایک مختصر نوٹ کے ذریعہ ناظرین الحکم کو باخبر کیا تھا۔ اب تک تین رسالے شائع ہوچکے ہیں اور میں اس قابل ہوں کہ اسپر اپنی رائے کا اظہار کرسکوں۔ یہ رسالہ ہماری جماعت کے نوجوانوں کے جوش ہمت اور استقلال کا نتیجہ ہے اور خوش قسمتی سے اس کا ایڈیٹر وہ **نوجوان** ہے جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحبزادہ ہے جس قابلیت اور محنت سے اسکو مرتب کیا جاتا ہے وہ قابل قدر امر ہے لیکن سہ ماہی وار رسالہ کا اجرا حق کی اشاعت کا جوش رکھنے والی قوم کے خاص توجہ طلب ہے۔ رسالہ مذکور کی نوجوان اور جوان ہمت مدیروں نے اسکے ماہوار کرنیکا عزم کرلیا ہے اور جنوری ۱۹۰۷ء سے انشاء اللہ وہ ماہوار ہوجاویگا انکی ہمت بڑھانا اور اس کار خیر میں مدد دینا قوم کا فرض ہے۔ یہہ مت سمجھو کہ مختلف رسایل یا اخبارات سے قوم پر بوجھ پڑتا ہے میں سمجھتا ہوں جسقدر رسایل اور اخبارات نکلینگے اسی قدر قوم کی طاقت بڑھے

بابو سالگرام صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اعلان ضروری

اے اسلامی اخبارات کے ایڈیٹر و مضمون نگار صاحبان! آپ نوٹ کر لیجئے کہ میں ایک کم درجہ نا تراش۔ جاہل مطلق۔ خبطی۔ دیوانہ بلکہ اس سے بڑھ کر اور مجھے خلل دماغ بھی ہو گیا ہے۔ پس آپ صاحبان کو قسم ہے کہ میرے بارہ میں ایسے کلمات استعمال نہ کریں جن سے میرے آریہ دوست صاحبان کا دل ناراض ہو جیسے وہ جو کہ سخت سخت الفاظ سے مخاطب کیا کرتے ہیں (دیکھو ٹریکٹ از جانب نئے برہم چاری بابو رامداس) اسکا تو میں کبھی جواب میں خود اپنی جانب سے توجہ ہی نہیں کرتا۔ لیکن آپ صاحبان سے یہی درخواست ہے کہ آپ بھی ایسا ہی خیال رکھا کریں۔

بابو سالگرام جی! آپنے رسالہ ترک ویدمت کے نام پر فضول اعتراض کیا ہے۔ ترک اسلام میں چاہے جو ہو مجھے اس سے کیا بحث۔ میں نے کوئی نقل تھوڑے ہی کیا ہے۔ یہ اعتراض ہی ایسا نہیں ہے کہ اسکی تردید کیجائے۔ میں نے جو نام ٹھیک سمجھا وہ رکھدیا۔ اور جس بات پر آپ نے لکھا ہے کہ کیا ہے کو نومسلم کیا ہوگا۔ کہاں تک راز کھلیگی۔ پس یہ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ نوٹ کر لیویں۔ کہ آج سے دو سال بعد آپکے جملہ اسلامی اعتراضات کا جواب یقیناً دیا جاویگا بشرط زندگی

آپ فرماتے ہیں "........ تو اس نام اس کے شائع کرنیکی ایسی جلدی کیا تھی" اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ رسالہ میرے اسلام میں داخل ہونے کی ایک رپورٹ ہے۔ اور کتاب آریہ سماج کی پول تو ہر حالت میں شائع ہوتی۔ خواہ میں اسلام میں داخل ہوتا یا نہ ہوتا۔

آگے آپ فرماتے ہیں کہ .... جیسے لوگ سمجھیں کہ اگر ایک عربی دان گریجوایٹ تارک اسلام موجود ہے تو ادھر بھی بالمقابل اس کے ایک سنسکرت میں برار تھنا پڑھنے والا بھی ختم ہو کے کھڑا ہے۔

اس کا جواب آپ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ مجھے ایسی باتوں کے جواب دینے کی کچھ ضرورت نہیں

اور نہ لازم ہے۔ میں آریہ سماج کے نئے برہم چاری مہاراج کے بارہ میں خود کچھ نہیں کہنا چاہتا (برہم چریہ کی حقیقت دیکھنا ہو تو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب تغلیب الاسلام حصہ سوئم دیکھو) اگرچہ وہ مجھے بیطرح ستا رہے ہیں لیکن آپ کو مسلمان علماء بتلائیں گے۔ کہ وہ عربی دان گریجوایٹ صاحب کسقدر عربی جانتے ہیں۔ باقی رہا میری سنسکرت دانی کے بارہ میں بس میں نے حقیقت سے بڑھ کر اپنی تئیں کبھی ظاہر نہیں کیا۔ آپ پھر سُن لیویں کہ میں نے انٹرنس تک دوسری زبان سنسکرت رکھی ہے۔ اور سوامی جی مہاراج کی سنسکرت عبارت کو خوب سمجھ لیتا ہوں۔ باقی آپکا تعصبانہ بکواس ہے۔

اور یہ آپ کو کس نے کہدیا۔ کہ آپ اسی قسم کا مقابلہ کرنے لگیں ایک برہم چاری کا مجھ پاپی کے ساتھ کیا مقابلہ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک (نوٹ: مسلمانوں کو معلوم ہو کہ برہم چاری علاوہ اور باتوں کے اس پاک زندگی والے کو کہا جا سکتا ہے جس کے جسم سے کسی حالت میں حتیٰ کہ خواب میں بھی منی خارج نہ ہوئی ہو۔ پس جو ایسے پاک بزرگ ہوں۔ ان کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی خاکسار اپنے تئیں نہیں سمجھتا)

آگے آپ نے لکھا ہے کہ رسالہ میں شدھی کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ رسالہ شدھی سے قبل لکھا گیا تھا اور شدھی کے متعلق اعتراض کا جواب ترک ویدمت حصہ دویم میں دیا گیا ہے وہ کافی ہے۔ آگے آپ نے لکھا ہے کہ آپ کے اس تذبذب سے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چارک ہیں جو آپکی شدھی کے مفصل حالات شائع ہوئے ہیں وہ تمام و کمال صحیح ہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اسی روپیہ کا جعلی رقعہ بنانا وغیرہ ایسے شرانگیز واقعات ہیں۔ کہ انکی سزا عدالت سے دلائی جانی چاہیئے تھی۔ مگر تاہم میں بے پروا تھا لیکن اب مرض بڑھتا جاتا ہے بجائے اس کے کہ آریہ مہاشے شانت ہو جائیں۔ اور دن بدن ناحق کی چھیڑ چھاڑ کرنے ہی رہتے ہیں اسلیئے جب کچھ گل کھلیگا۔ تو تب آپ بھی سُن لیجیگا۔ گھبرائے مت اب پیالہ لبریز ہو رہا ہے۔

اور آرین کمپنی لاہور کے بارہ میں جو لکھا ہے پس واضح ہو کہ آریوں نے اسمیں صرف تجارتی اصول کو مدنظر رکھکر حصہ نہیں لیا بلکہ ویدک دھرمی کتب کی اشاعت کا خاص خیال رکھا ہے (دیکھو اس کمپنی کے متعلقہ ابتدائی اپیل از جانب مسٹر روشن لال صاحب بیرسٹر لاہور اخبار سینہ دھرم پرچارک میں جسے میں نے

افریقہ میں پڑھا تھا) آرین لیڈروں کی بے ایمانی دغابازی اور دلیرانہ ڈکیتی کی مثال ہے۔ کہ مہاتما منشی رام جی مہاراج کا فرض ادا کرنے کی غرض سے ہزار ہا غریب آریہ سماجیوں کا گلا کاٹا گیا (دیکھو مفصل اخبار ہتکاری امرتسر کے فائل سال گذشتہ)

بابو سالگرام جی! آرین کمپنی کا نام لیتے ہوئے آپ کو اور دیگر دیانندیوں کو شرم آنی چاہیئے تعجب ہے کہ اس کمپنی کے ایسے راز افشاں ہونے پر بھی آریہ صاحبان پبلک میں سرخرو رہنا چاہتے ہیں اسے بڑا ایکانی ستیا ناش ہو۔

ہاں موجودہ آریہ لیڈران کی جانب سے مجھے بیشک نفرت اور سخت نفرت ہو جانے کے وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ لیکن مذہب تبدیل کرنیکی وجوہات آپ اصولی بحث میں پائیں گے۔

بابو سالگرام جی! میں نے سوامی دیانند سرستی مہاراج کو دغاباز نہیں لکھا ہے اور اگر ایسا ہو تو صفحہ سطر بتلا دیئے۔ باقی الفاظ کے لفظی معنے میں نے کہاں کر لکھے ہیں۔

آپ نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ "جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے آپ کے چال چلن کی بابت عمدہ شہادت دینے کو تیار ہوں" اس کے لئے میں آنجناب کا نہایت مشکور ہوں۔ غنیمت ہے کہ آرین دائرہ میں ایک آپ جیسے میرے دوست ابھی موجود ہیں۔

آگے آپ لکھتے ہیں "....... محض آریہ سماج کے دل دکھانے اور اسکی توہین کرنے اور مدت کے بغض و عناد نکالنے کے لئے اسلام قبول کیا ہے۔ اس کا جواب صرف یہ ہے۔ کہ جنہوں نے کتاب تحفہ آریہ سماج دیکھی ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ آیا اصولوں کی چھان بین مدنظر رکھی گئی ہے یا کچھ اور۔ اور اہل اسلام کی خاطر داری وغیرہ کے بارہ میں جو آپ نے لکھا ہے۔ پس آپ کو معلوم ہو کہ درحقیقت یہ بات نہیں ہے حاجی محمد صدیق صاحب سوداگر یا دیگر اصحاب میرے ساتھ ویسا برتاؤ نہیں کرتے۔ جیسا کہ آپ خیال کرتے ہیں (اسکی آپ خوب تحقیقات کر لیویں) بلکہ میں نے اب دہلی کا قیام بھی چھوڑ دیا ہے۔ حاجی صاحب موصوف کا میں اس لئے البتہ مشکور ہوں کہ وہ انعامات کی ذمہ وار بن گئے ہیں۔ اور انہوں نے خاکسار و چند دیگر اصحاب نے کتاب چھپوانے کے لئے کچھ روپیہ قرضی دیدیا ہے۔

بابو سالگرام جی! آپ کی چٹھی ۲۸ صفحوں کی اسقدر طول ہے کہ ہر ایک کا جواب دیا جاوے۔ تاہم جو بہت ضروری امور تھے ان کا جواب دیدیا گیا۔ اور آخر میں آپ سے خاکسار دیگر آریوں سے بھی یہ عرض ہے۔ کہ اگر مجھے مخاطب کر کے کوئی مضمون کسی اخبار میں شائع کریں یا میرے متعلق کوئی بات لکھیں جسکا جواب وہ چاہتے ہوں تو وہ اخبار جسمیں ایسے مضامین شائع ہوں میرے نام پر معرفت مطبع قاسمی شہر لودھیانہ پنجاب وی پی کرا کر روانہ کرا دیا کریں۔ کیسے افسوس (اور آریوں کے لئے شرم) کی بات ہے کہ آپ کا خط میرے نام اخبار آریہ مسافر میں جولائی میں شائع ہوا اور ۱۵ اگست سے قبل وہ دیکھنے کو بھی نہ ملے۔ (واہ ساری دنیا پڑھ لیوے۔ مگر جس کے نام کا خط ہو اسے دکھلایا ہی نہ جاوے۔ یہ نہ معلوم کس آرین شاستر کا اصول ہے) آخر میں آپ سے ایک بات دریافت کرنی رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ کیا آپ نے میری کتاب میں پیش کردہ کسی اصولی بحث پر بھی کچھ دماغ خرچ کیا ہے۔ کیا کسی سنسکرت دان پنڈت سے ملکر یہ دریافت کیا کہ میں نے جن منتروں کے جو لفظی معنے درج کئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط۔ مجھے واقعی آپ جیسے آریہ سماجیوں پر بڑا افسوس آتا ہے جو نہ تو سوامی جی مہاراج کے اسقدر زور دینے پر سنسکرت پڑھتے ہیں اور نہ مجھ جیسے معترضوں کے کھٹکھٹانے پر سنتے ہیں۔ اجی حضرت! آپ ۲۸ نہیں بلکہ ۵۶ صفحوں میں بھی ذاتی حملے کرتے رہیں۔ تو یہاں بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ پیش کردہ اعتراضات کو اگر رد کر دیا جائے۔ اور انعامات (میں سے سب نہیں تو تھوڑے ہی) حاصل کر لئے جاویں تو البتہ خاکسار پھر بھی آریہ سماج میں واپس جانیکو طیار رہے۔ اسلامی اصولوں پر کسی قسم کی کوئی بات مجھے سنانا بالکل فضول ہے۔ جیسا کہ میں اعلان کر چکا ہوں آریوں کو صرف پیش کردہ اعتراضات کی تردید کرنی چاہیئے۔

اور پرکاش والے مضمون نگار صاحب (ایک واقف حال) سے صرف اسقدر عرض ہے کہ آپنے لال جھکڑ ہی تو بہت کی ہے۔ مگر ہنوز دہلی دور است۔ ہاں گورو کل سکندرآباد کے ادھشٹھاتا (مہتمم) صاحب کی شائستگی اور خوش اخلاقی کا حال آپ نے صحیح درج اخبار کیا ہے لیکن اسکا نتیجہ یہ نکالنا کہ اسی وجہ سے میں اسلام میں داخل ہوا۔ ایک لال جھکڑ ہی سے زیادہ نہیں۔ البتہ اس واقعہ نے آریہ لیڈران

[illegible] ... نمائش ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
[illegible] ... کہ جگدیسا پرشاد جیسا سید
آدمی آریہ سماج میں نہیں رہا۔ پس اگرچہ میں آپکے
اس آزادانہ خیال کے لئے مشکور ہوں۔ لیکن حقیقت
یہ سچ ہے کہ ایسی سید ہے لوگ فی زمانہ اول درجہ کے
بیوقوف سمجھے جایا کرتے ہیں (در حقیقت وہ بیوقوف
ہیں کیونکہ وہ زمانہ سازی نہیں جانتے) اور آریہ
سماج بیوقوفوں کی سماج نہیں ہے۔ بلکہ وہ جیسے
لوگوں کا ثابت ہونا چاہتا ہے۔ ویسے لوگ تمام دنیا کی
مذاہب میں سے نکلکر اسمیں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں
(خاصکر جنہیں دوسروں کو گالیاں دینا خوب آتا ہو
اور جو اپنی عزت بڑھانے کی ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہوں
انکی ہی سماج میں چاندی ہے) پس ایسی کامیابی آریہ سماج
کو مبارک رہے اور خدا مجھ جیسے بیوقوفوں کو آریہ سماج کی دائرہ سے
باہر رکھے۔ اور آریہ گزٹ نے جو لکھا ہے کہ میں نے انکی خدمت میں لکھا تھا،
کہ چند شرائط پر میں آریہ سماج میں داخل ہونے کیلئے تیار ہوں
پس ناظرین اس سے درخواست کریں کہ وہ ان شرائط کو
بھی کیوں نہیں شائع کر دیتا۔ دراصل آریہ سماج کی ممبران
کو اب سوائے شرارت کے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ عوام کو
عموماً اور آریوں کو خصوصاً نوٹ کر لینا چاہیے کہ میں اب بھی
اور آیندہ بھی چند شرائط پر آریہ سماج میں داخل ہونے کو
تیار ہوں۔ اور وہ شرائط میری کتاب تحفۂ آریہ سماج میں
بیسیوں جگہ دوہرائے گئے ہیں۔ اتی ادم شانتہ۔
خاکسار جگدیسا پرشاد ورما۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء کے الحکم میں ایڈیٹران اخبار کے
نام ایک کھلی چٹھی شائع کی تھی جسمیں ایڈیٹر وطن
کی اس تجارت کا راز افشا کیا گیا تھا جو اسلام
اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ میں نے
ظاہر کیا تھا کہ مولوی انشاء اللہ خاں عیسائی مذہب
کی تائید اور اسلام کی تردید کی کتابیں ہی نہیں
بیچتے بلکہ وہ گراں قیمت پر بیچکر غریب مسلمانوں پر
اپنا احسان بھی جتاتے ہیں۔ اس چٹھی کو پڑھکر
ایڈیٹر صاحب وطن بہت تلملائے ہیں اور انہوں
نے اپنے اس فعل کو جائز قرار دینے کے لئے
ایک حیلہ تراشنے کی کوشش بے سود کی ہے
اور بجائے اس کے کہ اس کا جواب کھلے الفاظ
میں شائع کرتے ایک کارڈ کے ذریعہ یہ جواب

[illegible] ... اس [illegible]
[illegible] کے ملاحظہ ذیل میں چھاپ دیتا ہوں
لیکن اگر ایڈیٹر وطن کا دل کمزور اور بیہودہ نہیں اور
وہ اپنے اس فعل کو سراسر نیک نیتی پر محمول کرتا ہے
تو اسے چاہئے میری کھلی چٹھی۔ اپنے کارڈ اور
میرے اس جواب کو **وطن** میں چھاپ دے۔
اور اپنے ناظرین کو اسپر رائے زنی کا موقع دے
مگر مجھے امید نہیں کہ وہ ایسا کرے کیونکہ اس سے
پیشتر بعض اخبار نویسوں کو تجربہ ہوا ہے روزگار
کے مضامین کا جواب دیا گیا اور وکیل کے ایک غیر
معقول اعتراض پر لکھا گیا اور ان سے چاہا گیا
کہ وہ اسے چھاپیں مگر انہیں حوصلہ نہیں ہوا۔ یہ
کہدینا شائد ان لوگوں کے نزدیک سہل ہو گا کہ
ہم ایسے مضامین کو اس قابل نہیں سمجھتے مگر ان کے
جواب کے لئے دوسری راہیں اختیار کرنا صاف
بتاتا ہے کہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کا جواب
ہو سکے۔ وطن پر جو اعتراض کیا گیا ہے وطن اسکا
جواب نہیں دے سکتا اور نہیں دے سکیگا۔
بہرحال میں اس کا خط درج کرتا ہوں اور اسپر
اپنی رائے کا اظہار۔ مجھے امید ہے کہ ناظرین
الحکم اسے دلچسپی سے پڑھیں گے اور وطن کو اپنی
پوزیشن صاف کرنے پہ مجبور کریں گے۔

ایڈیٹر وطن کا خط ایڈیٹر الحکم کے نام

الحکم مورخہ ۱۷ ستمبر میں کھلی چٹھی پڑھی۔
خوب ہنسا اور قوم کی حالت پر رویا بھی۔ کہ خدا
معلوم یہ طفلانہ سفاہتیں اور عناد ابھی اور
کسقدر نقصان ملت کو پہونچا کر ختم ہوں گے میاں
یعقوب علی صاحب۔ آپ کی یہ تحریر ضرور بڑے
بڑے مشوروں اور مباحثات کے بعد آپکی جماعت
ہیڈ آفس کے سرگروہ اعیان کی منظوری و معائنہ
کے بعد شایع ہوئی ہوگی۔ لیکن اگر اس کے پاس کرنے
والوں میں سے کسی ایک کا بھی دماغ جوش عداوت
و معاندت سے خالی ہوتا۔ تو وہ یقیناً اپنی جماعت
کے ایک حصہ کی بیہودہ کینہ توزی اور مضحکہ خیز منطق
کے ایک اور ثبوت کو ایسے کھلے کھلے پیرایہ میں
دنیا پر ظاہر نہ ہونے دیتا۔ اور دوسروں کو بھی
اس سے باز رہنے کا مشورہ دیتا۔ مرزا صاحب
عیسائیوں اور آریوں کی کئی تالیفات کا جواب لکھا نہ
میں رد لکھ چکے ہیں۔ کیا وہ ان کتابوں کو بلا بیچے
لکھا گیا تھا۔ اگر نہیں تو آپ کے اصول کے مطابق
کفار اور مخالفین اسلام کی تالیفات خریدنے سے
وہ بیچارے مجرم اشاعت کفر کے بنتے ہیں۔ بندہ خدا
ہم مخالفوں کی تحریروں کو جہاں تک پڑھیں گے نہیں ان کو
خیالات سے کیسے آگاہ اور ان کے تدارک ورد کے
لئے کیسے تیار ہو سکتے ہیں اس غرض سے ہم نے

[illegible] ... کی کتابیں منگوائیں اور چاہتا ہوں کہ
روشن خیال مسلمان ان کو پڑھیں۔ اگر ایسی کتب کا
[illegible] ... سے پوچھے
کہ وہ کیوں اس کے اقدام کے ترکیب ہوئے ہیں
سب سے اول ان کتب کے متعلق انہیں کے ذریعے سے
خواہش خریداری موصول ہوئی۔ گو یہ راز اب کھلا ہے
کہ جو خط وکتابت ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک اعتراض
گھڑنے کا مصالح حاصل کرنے کی غرض سے تھا۔
لیکن افسوس آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ انگریزی
کتب کا ایک ہی ایڈیشن عموماً مختلف حیثیتوں کا ہوتا ہے
مثلاً لارڈ ڈفرن برلٹس کی کتاب ہند حالانکہ مضمون
کیساں ہے ۶ سے لیکر ۳۰ تک قیمت رکھتی
ہے۔ اگر آپ کو وطن کی مشتہرہ کتب کی اصلی قیمت کے
متعلق کچھ شبہ ہو تو جب کبھی لاہور آئیں ولائتی کارخانے
کی پرائس لسٹ دیکھ لیجئے گا
افسوس کہ احمدی رسالہ کی اشاعت میں مدد کرنیکے
عزم کا خمیازہ مجھے بری طرح بھگتنا پڑا۔ نامعلوم
اگر میں آپکی استدعا کو منظور کرکے آپ کو سفر مصر کے
کے لئے چندہ کرا دیتا تو مرزائی معاصرین سے کیا
صلہ ملتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس خط کو
آیندہ پرچہ میں چھاپ دیں گے مگر ٹریبیون وغیرہ کے
متعلق میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ المرء
یقیس علی نفسہ۔ زمانہ بہترین جج
ہے۔ اور خدا کی آنکھ سب پر ہے۔ میں خوش ہونگا
اگر اور اخبار بھی آپکی چٹھی کو چھاپ دیں تا کہ
پبلک کو آپکی جماعت کے چیدہ افراد اور اخبارات
کی شائستگی۔ حمیت اور معقولیت کا ایک اور
نشان ملجائے۔ محمد انشاء اللہ

یہ ہے جواب میری کھلی چٹھی کا جو ایڈیٹر صاحب
وطن نے بڑے غور اور فکر اور شائد بڑے بڑے مشوروں
اور کمیٹیوں کے بعد دیا ہو۔ اس جواب کا جو اسلوب
اور طرز ہے اسے میں اپنے ناظرین ہی کی توجہ کیلئے نہیں
چھوڑتا بلکہ میں اسپر بھی معزز اخبار نویسوں کو ان کے
فرض کا واسطہ دیکر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ
دیکھیں کہ یہ ٹون کس قسم کی ہے؟ کیا وہ مولوی
انشاء اللہ خاں جو اخبار وطن کے ذریعہ اپنے
آپ کو پبلک کے سامنے پیش کرتا ہے اس کا طرز
بیان اس قسم کا ہی ہونا چاہیے؟ مسلمانوں کی حالت
پر نوحہ کرنے والا اور بلا وجہ ہنسنے والے مولوی محمد انشاء
اللہ خانصاحب کی قلبی حالت غیظ و غضب کے اسے اسقدر
بدل گئی ہے کہ وہ اپنے خط کو سلام مسنون کو بھی
شروع نہیں کر سکتا۔ اور اسطرح پر فخر کرتا ہے
بھی ظاہر ہوتا ہے بلکہ مسلمانوں کی جس اتفاقی حالت پر
نوحہ خوانی کا اظہار کرتا ہے خود اس اختلاف کو
پیدا کر رہا ہے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میری اس کھلی چٹھی میں ہنسی
کی کیا بات تھی؟ اور یونہی اگر بلا وجہ ہنسی مولویصاحب کو
آئی تو میں افسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک لغو
فعل کا ارتکاب کیوں کیا؟ انہیں تو چاہیئے تھا کہ وہ
اس ارشاد عالی کو مدنظر رکھتے

کہ بہت رو ؤ اور تھوڑا ہنسو

مگر مولویصاحب برخلاف اس کے خوب ہنسے
اور روئے بھی۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ
صرف لفظ ہی لفظ ہیں نہ وہ ہنسے اور نہ روئے
بلکہ مضمون پڑھتے ہی انہیں یہ فکر دامنگیر ہوئی
کہ اس کا جواب تراشا جاوے۔
ہاں اسمیں کلام نہیں کہ رونے کا مقام ضرور تھا
کہ ایک شخص مسلمان کہلا کر مسلمانوں اور اسلام
کی حمایت کا مدعی ہو کر (گو اس نے کام نہ کیا ہو) اس
قسم کی تجارت کرے جو مسلمانوں کے مال اور
ان کے ایمان پر زہریلا اثر پیدا کرنیوالی ہو۔ اس سے
بڑھکر اور رونیکا مقام کیا ہو گا۔ مجھے اس امر پر بھی
حیرت اور تعجب ہے کہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب
جیسے ایڈیٹر اور وقائع نگار نے یہ کیونکر لکھدیا کہ
" آپکی یہ تحریر ضرور بڑے بڑے مشوروں اور
مباحثات کے بعد آپکی جماعت کے ہیڈ آفس
کے سرگروہ اعیان کی منظوری و معائنہ کے
بعد شایع ہوئی ہوگی۔"
کیا آپ وطن میں جو مضامین شائع کیا کرتے
ہیں ان کے متعلق پہلے وطن کے کسی ہوس آف کامنز
اور ہوس آف لارڈز میں منظوری لیا کرتے ہیں اور
[illegible] مباحثے ہوا کرتے ہیں؟ اور تمام اخبار نویس
[illegible] ظاہر کرتے ہیں ان کے لئے ان کے
ایڈیٹوریل روم کے ساتھ کوئی خاص دارالندوہ
بھی ہوا کرتا ہے۔ اگر نہیں تو میں نہیں سمجھتا اس
فقرہ کو کہنے کی جرأت آپ کو کیونکر ہوئی معلوم ہوتا ہے
ہوتا ہے کہ کھلی چٹھی پڑھکر آپ کے حواس قائم نہیں رہے
اور جو جی میں آیا لکھدیا قطع نظر اس کے کہ وہ معقول
ہے یا غیر معقول۔ مولوی انشاء اللہ خانصاحب!
یہ تو سوال ایسا نہ تھا کہ میں اسپر اعیان سلسلہ سے
مشورہ کرتا اور رائے لیتا۔ آپ نے تو ایسے ایسے
نازک مسائل قوم میں پیش کئے ہیں جنپر پبلک میں ایسے
پیشتر بڑے مباحثے اور غور کی حاجت تھی مگر آپ نے
بلا سمجھے سوچے ان کو پیش کیا اور نہ صرف پیش بلکہ انپر
عمل بھی کر لیا گیا آمادہ ہو گئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ کو اسلام کے ساتھ اور مسلمانوں کے
ساتھ کوئی خاص عداوت ہے۔ ایمان سے کہو اور
اپنے ناظرین سے پوچھ کر بتاؤ کہ ہاں اس کمیٹی سے
مشورہ کر کے بتاؤ کہ جس کے فیصلے کے بعد آپ
آئندہ کل شائع کرتے ہوں گے کہ یہ مسئلہ جواب نہ

امرتسری منکر کو دعوت

گذشتہ اشاعت سے آگے

کس مالنے بن بانگے پائی نہی کرسی
کس کی خواہش میں خدانے کی پوری
کون کہتا ہے کہ آسمان پر ہے
کون کہتا ہے مس شیطان سے
اور محمد سے مدتوں تہا الگ
غور کر اسمیں مولوی فاضل
ہوگی میرے بیان کی تصدیق

کس کی ذلت ہوئی سر دربار
نامرادی کا کس نے پہنا ہار؟
ہوگا نازل زمین پر پہر اک بار؟
اک مبرا ہے عیسےٰ وہ دار؟
یعنی روح القدس وحی بردار؟
جز نصاری ہے کس کی یہ گفتار؟
جبکہ دیکھے گا اپنا تو اخبار؟

آرزو کس نے کی تہی رُک جائے
کون کہتا ہے کہ عیسےٰ ہے زندہ
کون کہتا ہے کہ ہے وہ خالق
کون کہتا ہے یہ کہ روح قدس
کون کہتا ہے آئیگے دنیا میں
کچھ عقائد بیاں کروں تیرے
لو تقول قضیہ شخصی ہے

یہ جو بنتا ہے احمدی بیمار؟
فوت ہونیکا کس کا ہے اقرار؟
عیب وان سے وہ قائم و جبار؟
ساتہہ رہتا تہا اس کے بیل خمار؟
سب کو کر دے گا وہ غنی زر دار؟
جن سے ظاہر ہو تیری حالت زار؟
اسمیں داخل نہیں کوئی اغیار؟

مالک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں جبکہ مرزا صاحب بحیثیت ملزم حاضر ہوئے تو آپ کو بلا درخواست عزت کے ساتھ عدالت میں کرسی دیگئی اور محمد حسین نے جب آپ کو سر اجلاس کرسی پر ممتاز دیکھا تو جل بھن کر مسٹر ڈگلس صاحب بہادر سے اپنے لئے کرسی مانگی صاحب موصوف نے نہایت ذلت کے ساتھ جھڑک کر نکلوا دیا۔ اس کو ہم کتاب البریہ سے پیش کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اس واقعہ کو اسطرح بیان فرمایا ہے۔

"شیخ محمد حسین اس خیال پر کہ عنقریب یہ عاجز صاحب ضلع کی کچہری میں گرفتار ہو کر آئیگا بڑے ناز سے کچہری میں تشریف لائے اور صیاد کیسطرح ادہر ادہر دیکھتے تہے کہ تا میری گرفتاری (جو ان کے زعم میں وارنٹ گرفتاری جاری ہوا تہا اس کے ذریعہ سے ہوتی تہی) اور ہتھکڑی کا نظارہ دیکھیں اور اپنے یاروں کو دکہائیں۔ اتنے میں میں قریب نو بجے کو بٹالہ میں جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہ تقریب دورہ فروکش تہے پہنچ گیا۔ اور جب میں صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں گیا تو پہلے سے میرے لئے کرسی بچہائی گئی تہی۔ جب میں حاضر ہوا تو صاحب ضلع نے بڑے لطف اور مہربانی سے اشارہ کیا کہ تا میں کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ تب محمد حسین بٹالوی اور کئی سو آدمی جو میری گرفتاری اور ذلت کو دیکھنے کیلئے آئے تہے ایک حیرت کیہالتیں رہ گئے کہ یہ دن تو اس شخص کی ذلت اور بے عزتی کا سمجہا گیا تہا مگر یہ تو بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ کرسی پر بٹہایا گیا۔

مجبت اور (شیخ محمد حسین) نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبرو مجہے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھکر بے اختیاری کے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا اور نہ چاہا کہ میرا دشمن کرسی پر ہو اور زمین پر بیٹہوں اسلئے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی چونکہ عدالت میں نہ اس کو

اور نہ اس کے باپ کو کرسی ملتی تہی اس لئے وہ درخواست زجرا ایک بک مت کر پیچہے ہٹ۔ سیدہا کہڑا ہو جا) اور توبیخ کے ساتھ رد کئے گئے۔ انتہی عن موضع الحاجۃ۔ اشتہار مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء

(۷) قادیان کی جامع مسجد میں ایک پیشگوئی کی تکمیل کے لئے حضرت اقدس نے بموجب اشتہار مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء منارۃ المسیح تعمیر کرانیکا حکم دیا اور وہ بننا شروع ہو گیا سمنت اللہ کے موافق مخالفین نے کوشش کی کہ یہ تعمیر روک دیجاوے اور بدر ید چند اہالیان قادیان انکی کارروائی اس طریق پر کی جاتی کہ بحضور صاحب ضلع بدیں مضمون درخواست دی کہ تعمیر منارہ سے بے پردگی ہو کر حفظ امن و غیرہ کے نقص کا احتمال ہے اور سرتوڑ کوشش اسکے روکنے کے واسطے ہوئی مگر حسب وعدہ الہی مندرجہ براہین و دیگر کتب مخالفین کو داغ ناکامی اور منصور کو نصرت ملی جسکا ثبوت فیصلہ اخیر بر درخواست مذکور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور سے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں اور وہ فیصلہ یہ ہے۔ دیکھو الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۳ء

"کاغذ دربارہ تیاری منارۃ المسیح قادیان و عذرات برخلاف چند اہالیان قادیان پیش ہو کر حکم صادر ہوا۔ فی الحال کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ جس سے نقض امن کا احتمال ہو جن لوگوں کو عذر ہے وہ بذریعہ عدالت دیوانی اپنی دادرسی کر سکتے ہیں یہ عدالت فی الحال دست اندازی نہیں کرتی۔ کاغذات داخل دفتر۔ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۳ء۔ دستخط سی۔ ایم۔ ڈالس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر

(۸) ترقی نام ایک رسالہ ماہواری مذہبی سوسائٹی پادریاں کیطرف سے ماہوار نکلتا ہے اس سے ہم اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ یہودی ایسے مسیح کے منتظر ہیں جو انکو آکر مالا مال کر دے۔ اور مسیح موعود کو پکڑ کر یہود وامت محمدیہ سے جو انکی نقل بالنقل ہے ... یوں ہوا کہ ... جیسا کہ یہود یوں کا ... رسالہ ترقی نمبر ۱۰ جلد ۳ ... صفحہ ۵۷۹

ہم مدت تک یہی حال درج ہے جنمیں سے چند جملے ہم یہاں نقل کرتے ہیں مفصل اصل رسالہ دیکھو

"اور اس کا سبب (یعنی عام طور پر اسکی مسیحائی نہ ماننا) یہ تہا کہ جو تصور مسیح کا وہ (یہودی) باندہے بیٹھے تہے وہ دنیاوی شان و شوکت پر مبنی تہا اور یسوع کی ظاہری حیثیت اس تصور کو بالکل برخلاف تہی" صفحہ ۵۷۹۔

"چونکہ مسیح کی مسیحائی کا ایک ہی تصور ان کے دل میں جما ہوا تہا پس مطابق اس کے انہوں (یہودیوں) نے اسے جبراً اپنا بادشاہ بنانا چاہا یعنی وہ (یہودی) چاہتے تہے کہ وہ ایک بغاوت کا جو مسیح کے نام پر برپا کیجائے سرغنہ بنے اور قیصر روم سے اور ان شہزادوں کے ہاتھ سے تاج و تخت چہین لے جنہیں قیصر نے مختلف صوبجات پر حکمران بنا دیا تہا۔ اس نے ان کو بتایا کہ تم میری نسبت سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو تم روٹیوں کے بادشاہ کی تلاش کرتے ہو تاکہ وہ تم کو بیکاری کے ساتھ مال کی فراوانی عطا کرے۔ روٹیوں کے انبار اور دودھ کے انہار تمہارے لئے جاری کرے اور تم بے مشقت زندگی کا مزہ لوٹو پر میں وہ بادشاہ نہیں ہوں۔ جو برکت میں عطا کرتا ہوں وہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس پر اس کے شاگردوں میں سے بہت سے پہر گئے اور اس کے بعد اس کے ساتھ نہ رہے" صفحہ ۵۸۰

"(باقی ماندہ شاگرد) بہی دنیاوی حشمت اور شوکت والے مسیح کی انتظاری کر رہے تہے۔ وہ بہی یہی مانتے تہے کہ مسیح آتے ہی داود کے تخت پہ متمکن ہوگا۔ اور جب وہ (شاگرد حواری) گلیل سے یروشلم کیطرف روانہ ہوئے تو اسی خیال سے روانہ ہوئے کہ اب خدا کی بادشاہت نمودار ہوگی اور یسوع دارالخلافہ میں پہنچکر اس پستی کے لباس کو جو ابتک پہنے تہا اتار پہینکے گا اور ہر قسم کی مخالفت کو اپنی قدرت کے جلال سے ملیامیٹ کر کے اپنے باپ داود کے تخت پہ جا بیٹہیگا۔ انتہی بلفظہ ملخصاً" صفحہ ۵۸۲

اس کے ساتھ یہود و امت محمدیہ کے عقائد ملانے کے واسطے حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خان اور اقتراب الساعہ نورالحسن خان کی ملاحظہ فرماؤ بالشت بہ بالشت مطابقت پاؤ گے۔

(۹) مولوی فاضل سے ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل مرزا قادیانی پر صادق آتی ہے یا نہیں اس کا جواب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ... کے صفحہ ۹ میں مندرجہ ذیل دیا ہے "جواب ... یہ آیت مرزا قادیانی پر نہیں آسکتی کیونکہ اس میں کوئی عام قاعدہ نہیں بلکہ ایک قضیہ ... ہے یعنی بالخصوص آنحضرت کی شان میں ... شرطیہ کلام ہے عام مفتریان کے لئے کوئی ... مقرر نہیں بلکہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ یعنی اللہ پر افترا کرنیوالے ... نہ پائیں گے۔ انتہی کلامہ۔

اقول۔ اس جواب میں مجیب سے تین غلطیاں ہوئیں اول غلطی عمداً یا نادانستہ یہ ہے کہ اس لو تقول کو قضیہ شخصیہ قرار دیکر دلیل سے خارج کر دیا۔ دوسری غلطی ناواقفیت کلام الہی سے یہ سرزد ہوئی کہ مفتریوں کے لئے لکہدیا کوئی قاعدہ مقررہ منجانب اللہ نہیں۔ تیسری غلطی حافظہ نباشد کی ہے کہ آگے ہی یہ بہی لکہدیا کہ مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے ان الذین یفترون الایۃ۔ یہ تعارض آپکی تحریر دو سطری میں ہے کہ ایک ہی امر کی نفی بہی ہے اور اثبات بہی۔

اب ہم آپ کے اغلاط کو رفع کرتے ہیں کہ قضیہ شخصیہ کو عام قاعدہ اور عام مفتریوں کے لئے اور خاص مفتریوں کے واسطے قواعد مقررہ قرآن مجید سے ہی انشاء اللہ پیش کرتے ہیں۔ ع

ہر بات ہے فاضل کی مری عقل سے باہر
اے جلد تو فیصلہ کر اسکا دے فصاد کہیں

(باقی آئندہ)

ایجاد کیا اور ایک بدعت کی بنیاد رکھی کہ قربانی کی بجائے قربانی کا روپیہ حجاز ریلوے میں دیا جاوے اور قربانی نہ کیجاوے یہ آپ نے کس سے مشورہ کر کے لکھا تھا کیا علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ قربانی نہ کرو۔ اور وہ روپیہ حجاز ریلوے میں دو۔

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپکا اس پر عملدرآمد نہیں؟ انکار کرو پھر میں آپکی چھپی ہوئی تحریریں دکھاؤنگا اور اسکے ساتھ ہی علماء اسلام کا فتویٰ بھی آپ کو پوچھ دونگا آپنے تو مشورہ نہیں کیا ہوگا مگر مجھے اب علماء سے استصواب کرنا پڑا۔

یہ دوسرا ثبوت ہے کہ آپ مسلمانوں کی عملی حالت کو کہانتک کمزور کرنا چاہتے ہیں آپ کو شرم نہیں آتی کہ ایسی بدعتیں آپ پھیلاتے ہیں اور جو شخص اسکا راز کھولتا ہے اور آپ کی ان حرکات سے مسلمانوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہے اس کے اس فعل کو آپ طفلانہ سفاہت قرار دیتے ہیں۔ یہ مقام تو آپکے لئے "ڈوب مرنے" کا تھا کہ فاش ضلالت پھیلانا چاہتے ہو کیا یہ اسلئے طفلانہ سفاہت ہے کہ آپ کو توقع نہیں دیا جاتا کہ آپ کھلے دل سے مسلمانوں کے ایمان اور مال چھینیں۔ آپ کا جو جی چاہے اور جو گالیاں آپ چاہیں مجھے دیں اور میری مخالفت کے لئے جس قدر [illegible] آپ چاہیں اُٹھیں مگر میرے قلم کو آپ روک نہیں سکتے جب تک [illegible] آپ توبہ نہ کریں۔

میں نے [illegible] آپ کے وہ مضامین پڑھے ہوئے ہیں جو پیسہ اخبار [illegible] کی مخالفت میں آپ کی قلم سے نکل [illegible] آپ کو یقین دلاتا [illegible] اور ہمت کو پست نہ [illegible] اور مسلمانوں [illegible] واپس نہیں کرونگا۔ ہاں پھر آپ بتائیں کہ اب جو سود خوری کی ترغیب مسلمانوں کو آپ دے رہے ہیں اس کے لئے بھی مشورہ کر لیا گیا ہے۔ اگر کر لیا گیا ہے تو انجمن حمایت اسلام کو بھی ساتھ ملا لو۔ اسکے بنک کھلواؤ۔ پتہ لگ جائیگا۔ اس کے علاوہ میں سلسلہ وار ان امور کو بیان کرونگا جو آپ کی ذات والاصفات سے متعلق ہیں۔ اور اب انشاء اللہ مشورہ کر کے لکھونگا اور مشورہ بھی آپ کی احباب علماء اسلام سے کرینگے۔

فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

ان مخرب اسلام کتابوں کی فروخت اور تجارت کا جو عذر آپ نے تراشا ہے اگر وہ مضحکہ خیز منطق نہیں تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ اور کونسی ہوگی۔

اس عذر کا معقول ہونا آپ کبھی ثابت نہیں کر سکتے خواہ اس کے لئے اپنے معاونین کو بھی ساتھ ملا لو۔ اگر آپ ان کتابوں کو محض اس لئے بھیجتے ہیں کہ روشن خیال مسلمان پڑھکر جواب لکھیں۔ تو آپ کا فرض ہوگا کہ یہ ثابت کریں کہ اشتہار دیتے وقت اس امر کی بھی تصریح آپ نے کر دی تھی اور یہ لکھا تھا کہ یہ کتابیں اسلام کے خلاف ہیں اور اس غرض سے بیچی جاتی ہیں کہ روشن خیال مسلمان پڑھکر جواب دیں اور وہی لوگ خریدیں جو جواب دینا چاہیں۔

میں اپنے اعتراض کو واپس لے لونگا اگر آپ اپنے اشتہار میں اس مضمون کی صراحت پیش کریں۔ اور اگر اشتہار میں بجائے اس کے یہ لکھا ہو کہ سونا اور مفید انگریزی کتب کی عامی قیمت کی [illegible] تو پھر میں نہیں سمجھتا آپ اس کا کیا جواب دیں گے ہاں شائد اس کا یہ مفہوم ہو کہ آپ کے لئے تو بہرحال مفید ہیں یعنے اچھے پیسے ملجاتے ہیں۔ شرم! ہاں اگر آپ ان کتابوں کے خریداروں سے مسمریزم کے رضاب کی طرح کوئی قسم لے لیتے ہیں تو مجھے اسکا علم نہیں تعجب ہے کہ مسمریزم کی بیہودہ کتابیں بیچنے کے لئے تو آپ راز داری اور کتاب کسی کو نہ دکھانے کا حلف لیں مگر اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطرناک دشمن تالیفات کے بیچنے پر آپ اتنی بھی صراحت نہ کریں کہ یہ کتابیں اسلام کے خلاف ہیں۔ اس سے آپ کے غرض اور مقصد کا پتہ صاف طور پر ملجاتا ہے۔ وہ حلف جو مسمریزم کی کتاب کیلئے آپ لیتے ہیں اس سے بھی غرض وہی ٹکے کمانا ہے نہ کوئی اور یہاں اگر آپ یہ ظاہر کرتے کہ یہ کتابیں اس قسم کی ہیں تو انکو کوئی خریدتا بھی نہ اس لئے مجبوراً آپ کو مفید اور نادر کہنا پڑا۔

مولوی صاحب! اس [illegible] دریغ کو آپ کب تک چھپائیں گے آپ کے لئے [illegible] بہتر ہے کہ آپ ان کتابوں کی فروخت سے توبہ کریں اور انہیں اپنے [illegible] سے نکال دیں۔ ورنہ میں آپ کو [illegible] دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ بڑا غیور ہے اسلام کی ذلت وہ گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ اسلام کی ذلت چاہنے والے خود ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اس نامناسب فعل سے آپ باز آئیں مسلمانوں پر یہ راز کھلکر آپ کو شرمندہ کرائیگا۔

آپ میری تحریر کو مضحکہ خیز منطق کہتے ہیں مگر آپ خود غور نہیں کرتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ فعل کہ انہوں نے مخالفین مذاہب کی کتب کو پڑھا اور جواب دیا آپ کے اس فعل کے مطابق کیونکر ہو سکتا ہے انہوں نے پڑھا اور جواب دیا آپ نے ان کتابوں کو بیچا اور گراں قیمت پر بیچا۔ اب خود ہی بتلا دیجئے کہ دونوں میں سے بدترین اور قابل نفرین فعل کونسا ہے؟ حضرت اقدس نے میور کے اعتراضات کے جواب دیئے آپ نے ان اعتراضات کی اشاعت کی۔ حضرت نے ینابیع الاسلام کا رد لکھا اور کثیر حصہ اس کا مفت تقسیم کیا۔ آپ نے اس کتاب کو اس طبقہ میں گراں قیمت پر بیچا جو مذہب اور اس کے اصولوں سے ناواقف اور زمانہ کی زہریلی ہوا سے متاثر ہے۔ خدا کے لئے ذرا انصاف کر کے بتاؤ کہ مضحکہ خیز آپکی منطق ہے یا میری۔ میں نے اس نیت سے کفار کی کتابوں کو پڑھنا یا خریدنا نہ کفر قرار دیا نہ دیتا ہوں ہاں جو شخص کفار کی کتابوں کو مسلمانوں کے ہاتھ گراں قیمت پر بیچتا ہے اس کے متعلق علماء جو فیصلہ دیں گے وہ عنقریب آپ کو معلوم ہو جائیگا۔

محترم ایڈیٹر ریویو کا ذکر آپنے فضول کیا آپکو اس بلند ہمت نوجوان سے کیا نسبت۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ ایک قابلقدر ایم۔ اے اور ایل ایل بی ہے جو اکسٹرا اسسٹنٹی کے امتحان میں شامل ہو سکتا تھا۔ اور اگر وہ آپ کیطرح پریس اور پتھر خرید کر اخبار جاری نہ کرتا اور عیسائیوں کی کتابیں بھی فروخت کر کے روپیہ نہ کماتا تب بھی آپ سے بہرحال زیادہ کما سکتا تھا مگر اس نے اپنی ساری خواہشوں پر پانی پھیر دیا اور **اسلمت لرب العلمین** کہکر اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور محض قوت لایموت پر وہ کام کر رہا ہے جسکی تعریف آپ نے بھی کی ہے۔ وہ اسلام کا سچا فدائی اور سچا خادم ہے آپنے جن کتابوں کو پڑھا اور تنقید کی آرٹکل لکھے آپ ذرا وطن کے فائل میں سے نکال کر پیش تو کریں کہ آپنے اسلام پر معترضین اسلام کے جواب کتنی مرتبہ دیئے۔ برخلاف اس کے [illegible] یورپ اور امریکہ کی مذہبی دنیا میں شور مچا دیا ہے کیا ایڈیٹر ریویو نے بھی روپیہ کیلئے اپنے ایمان اور ضمیر کا خون کرنا چاہا ہے؟ اس نے آپکے چند روپیوں کی پروا نہیں کی مگر اپنے ایمان اور مذہب کے خلاف قلم اٹھانے پر موت کو ترجیح دی ایسے حنیف اور جلیل القدر بزرگ کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

آخر میں آپ نے لکھا ہے کہ "احمدی رسالہ کی اشاعت میں مدد کرنیکے عزم کا خمیازہ مجھے بری طرح بھگتنا پڑا"۔ آپ سے کس نے مدد مانگی؟ خود آپ نے ایک تحریک کی ہم نے سمجھا کہ آپ کی نیت بخیر ہے لیکن جب اصل راز کھل گیا تو ہم کو اس سے الگ ہونا پڑا۔ اور یہ سچ ہے کہ اس کا خمیازہ آپ کو بری طرح بھگتنا پڑا اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ آپ ریویو کی مدد کا عزم کر کے اس میں فیل ہوئے اور بجائے اشاعت اسلام کے جو ریویو کا مقصد تھا اشاعت کفر کا ذریعہ بنے ریویو عیسائیت کی تردید کرنیکو نکلتا تھا۔ آپنے اسکی مدد چھوڑ کر عیسائیوں کی کتابیں خریدیں دشمنانِ اسلام کی تالیفات کی اشاعت کا اعلان کیا اگر خدا نے آپ کو چشم بصیرت دی ہے تو اپنے اس عبرتناک انجام پر نظر کرو۔ اور دیکھو کہ کس سے قطع کیا اور کس سے پیوند کیا۔

پھر آپ نے میرے سفر مصر کا ذکر کیا ہے۔ یہ مضمون لمبا ہو گیا ہے میں اس تذکرہ کو سردست نہیں چھیڑتا۔ اسلئے کہ عام معاملہ میں ایک ذاتی بحث کا تذکرہ شائد آپ کی مخترعہ اصول اخبار نویسی میں ہو گا۔

آپ پر اعتراض تو یہ ہے کہ آپ وہ کتابیں بیچتے ہیں اور گراں بیچتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں تو آپ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ میں نے سفر مصر کے لئے آپ کو چندہ نہیں کرا دیا۔ کیا خوب! امر تنقیح طلب ان کتابوں کی اشاعت کا جواز یا عدم جواز اور انکی گرانی ہے یا میرا سفر مصر

میرا خیال ہے کہ سفر مصر کے متعلق آپ سے جو خط و کتابت ہوئی آپ اس کو ضرور شائع کر دیں اس سے حقیقت معاملہ کھل جائے گی۔ اور پبلک کو معلوم ہو جائیگا کہ میری تحریک کس بنا پر تھی اس سفر کے اغراض کیا تھے؟ اور اسمیں بیک ہوئی تو کیونکر ہوئی۔ کیا آپ نے دیکھ نہیں لیا کہ خدا کے فضل و کرم سے احمدی جماعت اشاعت اسلام کے لئے کسقدر جوش اپنے دلمیں رکھتی ہے اگر اسکا خادم ایڈیٹر الحکم عربی اخبار نویسی کے فن کو سیکھنے اور اشاعت سلسلہ کے خیال سے مصر یا کسی اور جگہ جاوے یا جاتا تو وہ اس کے مصارف کے ذمہ وار نہ ہوتے؟ ضرور ہوتے۔ مگر آپ سے جو گفتگو ہوئی آپ اس خط و کتابت کو شائع کریں گے تو اصل حال کھل جائیگا اور اسمیں انشاء اللہ آپ کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ اور معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسمیں بھی ریویو والا معاملہ ہی پیش آیا ہے۔ بہرحال آپ اسطرح پر اس اعتراض سے بچ نہیں سکتے۔ اور پبلک ایسی اندھی نہیں جو آپکے اس جواب کو کافی سمجھے۔ میں آپ کے اس خط پر کرزن گزٹ۔ وکیل۔ روزگار۔ پیسہ اخبار اور البشیر کو فیصلہ کرنے کی تحریک کرتا ہوں اگر وہ لکھدیں کہ وطن کا جواب معقول ہے تو میں اپنی غلطی تسلیم کر لونگا۔ آپ ان سے لکھوا لیجئے وہ بہرحال ہمارے سلسلہ کے تو مخالف اور آپ کے دوست ہیں۔

(۱) وصیت

(۱) میں مسماۃ بیگم بیوی بنت محمد راجہ ساکن بدرہ۔ تحصیل بھیرہ ۔ضلع شاہپور۔ زوجہ شبیر علی ہیڈماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ اور لکھدیتی ہوں ۔کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتی ہوں ۔کہ میں حضرت مرزا غلام احمد سلمہ رئیس قادیان ۔ضلع گورداسپور۔ مسیح موعود کے کل دعاوی پر بصدق دل ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتی ہوں ۔کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے ۔ تمام وکمال سن لیا ہے ۔میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں ۔ پابند ہوں ۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی پابند رہوں گی ۔جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آیندہ شائع ہوں گے ۔ میں ان تمام کے اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط وقواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے۔ زیورات مالیتی ۳۳۵ ۔ اثاثۃ البیت لعہ ۔ نصف حصہ گھوڑی مالیتی ۔ مویشی ۳۰ ۔ کل صما للعہ ۴۲۵ اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے ۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں ۔میں آجکی تاریخ اس جائداد کے ⅓ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتی ہوں ۔کہ میری جائداد جس کی قیمت اسوقت ۱۴۸ ہے میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرلے ۔ یا اسمیں شامل رہنے دے ۔ اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے ۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھاکر اغراض انجمن پورا کرے ۔غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کے مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی میری اس موصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں ۔اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتی ہوں ۔کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں ۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے ۔جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق ۴ وصیت میں کیا ہے ۔میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتی رہوں گی۔

(۶) میں یہ وصیت کرتی ہوں ۔کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ (احمدی) جماعت [illegible] اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں ۔تو احمدیہ جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں ۔ یا آیندہ شائع ہونگی ۔ دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے ۔اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیجاوے۔

(۷) میری یہ وصیت ہے ۔کہ میری تجہیز وتکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جسقدر اخراجات ہوں ۔ان کی متکفل میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے ہرگز نہیں ۔ اور ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کردوں گی ۔جس کا اعلان مجلس مذکور کیطرف سے میں کرادوں گی ۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکی ۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم اداکردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ۔ ان اخراجات کے متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کیلئے اداکرنے کے ذمہ دار ہونگی ۔جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگی ۔ اور میری پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھنگے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں ۔کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کے ہے ۔ اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ مذکورہ میں دفن نہ ہو سکی ۔ تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے ۔اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے ۔ درست اور اور قائم رہیگی ۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی پہنچانے کی کوشش کیجاوے ۔اور جب تک مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اجازت نہ دے ۔میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے ۔البتہ امانت کے طور پر [illegible] اور جگہ پر دفن کیجا سکتی ہے

(۹) کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش فقرہ مذکور میں دفن نہ ہوسکی ۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں کرایا ہوگا ۔یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئی ہے ۔اسکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اور خرچ کرنیکا میرے ورثا کو اختیار نہ ہوگا ۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔

العبـــــــــد
بیگم بیوی بنت محمد راجہ زوجہ شبیر علی ہیڈماسٹر تعلیم الاسلام

گواہ شد
شبیر علی ہیڈماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام

(۲) وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیاً یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین

منکہ اسماعیل ولد غلام احمد قوم احمدی ساکن موضع بھڈال تحصیل وضلع سیالکوٹ ۔

(۱) بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں ۔کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں ۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں ۔کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے ۔ تمام وکمال پڑھ لیا وسن لیا ہے ۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں ۔ پابند ہوں ۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہوں جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کیطرف سے یا انکے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوتی ہیں ۔ یا آیندہ شائع ہونگے ۔میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میری ان تمام ہدایات وضوابط وقواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد حسب ذیل ہے ۔ اول میرا مکان سکونتی بحدود اربعہ ذیل شمال گلی شارع عام غرب مکان رہائشی رزاق کشمیری ودیا کشمیری و مکان رہائشی منشی محمد رمضان احمدی جنوب مکان رہائشی رحیم بخش ولد مہتاب شاہ فقیر مشرق مکان رہائشی دت ولد لوٹا تائی واقع موضع بھڈال قیمتی سو ۔ دوم کتابیں سلسلہ احمدیہ [illegible] سوم اشیاء خانگی ملے جملہ [illegible] روپیہ جن پر میرا مالکانہ قبضہ ہے ۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں ۔میں آجکی تاریخ سے اس جائداد کے نصف حصہ کی متعلق یہ وصیت کرتا ہوں ۔کہ میرے مرنیکے بعد یہ نصف حصہ جائداد کا صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے ۔ انجمن مذکور کا اختیار ہے میرے مرنے کے بعد میری بقیہ جائداد سے الگ کرکے اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت وصول کرلے ۔ یا فروخت نکرے ۔ یا اس جائداد سے مفاد اٹھاکر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اسمیں نصف جائداد کی مالک ہے ۔میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی ہو۔ میری اس نقل جائداد سے کچھ تعلق نہیں ۔اگر میری جائداد کی قیمت بڑھ جاوے گی تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہے ۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائداد میں پیدا کروں ۔ اس جائداد کی علاوہ یا میرے مرنے کے بعد میری اور کوئی جائداد متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے ۔جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے ۔میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں ۔کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت ہی پڑھے ۔ اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں یا کسی اور جگہ دفن ہوں ہر چند میری یہ وصیت قائم رہیگی۔

بقلم محمد سلطان احمدی ہوندی حلقہ ہوندل تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد
کرم داد نمبردار موضع بھڈال تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد
غلام محمد احمدی ساکن کوٹلی ہرنیاں تحصیل سیالکوٹ

مفرح عنبری
قیمت فی تولہ
پانچ روپے

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ
خوراک ۔ ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنرشناس کو دکھلا ہنر کہ خوب بٹے زر ٭ اگر کھلے ہے تو صرّاف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم ورحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ سے ہیچمیرز کو ملک کے لائق اطباء کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدا تعالے کا فضل ہے ٭ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران وحکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر ولاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کرسکتیں اور نہیں کرسکیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اسکے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی افزائی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ پبلک جلسوں میں لکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمدللہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگا۔ اس بات کے کہنے کی تو میں جرات نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں ہاں تھا ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس بوعلی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی سے اور ہر ایک متعصب سے پاک دل طبیب کو اسکی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آپس کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں۔ وہ علیحدہ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کرسکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاکدل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن صاحب بایون ضلع مولین۔
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیواڑ)
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ لونیٹک اسلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفے صاحب کیمپٹی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب الیور ضلع گوداوری۔
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دہمناری ضلع بلٹے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کہنڈود
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان۔
جناب ڈاکٹر سری رام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد۔
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی ہی۔ ایم۔ ایس ممگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب میں ڈسپنسری دموسہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خانصاحب ایچ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہرسرام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع گورکھپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری۔ (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کہیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب بنو میڈیکل ہال مانڈے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چانده
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ یوس صاحب ایچ ایس دہنو میو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر جمن صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیر دین صاحب جوہاں ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب پنڈول ضلع کٹنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیزالرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب ماندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیرالحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار بوبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پاٹک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکھیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر مہن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم برسر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON زہریلی چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آج کل کی قریباً کل مشہورہ پیٹنٹ مقوی ادویات اسے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اسکے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کرسکتیں۔ اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں:

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری / مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

(کتبہ ظہور الحسن بجنوری عفی عنہ)

ڈاکٹر بشارت احمد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

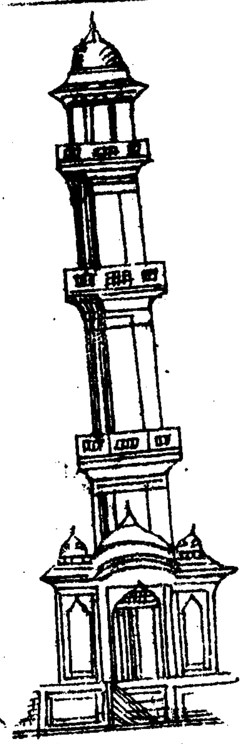

الحکم

چھپکر ہر ہفتہ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے | دوا ہیں شفا ہیں غرض دارالامان ہیں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے للعہ (۲) خواص (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات اور رؤیا
   دارالامان کا ہفتہ } صفحہ اول
(۲) لطیف یادداشتیں صفحہ ۲ تا ۳
(۳) ایک ناتمام مضمون صفحہ ۳
(۴) حصہ نظم (اور) مخدوم الملة کا ایک خطبہ ۴ تا ۶
(۵) سپنچہ حالات ... مخدوم الملة آپ صفحہ ۷
(۶) مکتوبات کریمیہ صفحہ ۸ تا ۱۱
(۷) مرحوم کی وفات پر ... صفحہ ۱۱
(۸) اشتہار ... صفحہ ۱۱
(۹) اشتہارات صفحہ ۱۱ تا ۱۲

نمبر (۳۵) قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ - اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۲۴ ہجری جلد (۱۰)

تازہ الہامات اور رؤیا

۹ - اکتوبر ۱۹۰۶ء - میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہے اور میں نے خیال کیا کہ یہ فرشتہ ہے اور لفظ قادر کی مناسبت سے اس شکل پر ظاہر ہوا ہے اور میں اس کے آگے اس قدر دوڑتا ہوں کہ گھوڑا پیچھے رہ جاتا ہے اسکے بعد ہم شہر میں داخل ہو گئے اور وہ فرشتہ جو میرے بھائی کی شکل پر تھا گھوڑے پر سے اتر آیا اسکے ہاتھ میں ایک تازیانہ ہے اور ایک مضبوط سپاہی قوی ہیکل شکل میں ہے اور ہم نے شہر میں ایک طرف جانے کا ارادہ کیا گویا کوئی کام ہے یا کوئی خدمت ہے جو اس فرشتہ نے بجا لانی ہے ... الہام ہوا اے عبد الحکیم خدا تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے ... اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے ... عبد الحکیم میرا نام رکھا گیا ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکمت ... بیماریوں میں سے کوئی بیماری میرے لاحق حال ہو ... اعلیٰ ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **حقیقت الوحی** کی تصنیف سے خدا کے فضل سے فارغ ہو چکے کتاب مکمل ہو کر لکھی گئی اور پریس میں آخری کاپیاں جا چکی ہیں۔ بہت ہی جلد اب کتاب مذکور شائع ہو جائیگی۔ حقیقت الوحی ۲۵ جزو کی کتاب ہوگی اور صرف ایک روپیہ قیمت پر ملا کرے گی یہ قیمت محصول ڈاک کے سوا ہوگی۔ اس کتاب کا پڑھ لینا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ اس کتاب میں حضرت حجۃ اللہ نے تمام اعتراضوں کے شافی اور کافی جواب دیئے ہیں اپنی دعاوی کے دلائل اس قوت سے بیان کئے ہیں اور ایسے غیر مسبوق نکات معرفت کے لکھے ہیں کہ نہ آنکھ نے دیکھے نہ کانوں نے سنے۔

اس کتاب کے تمام و کمال چھاپنے کا فخر کارخانہ الحکم کے **انوار احمدیہ** پریس کو حاصل رہا لیکن کاپیاں ضرورتاً یہاں کے موجودہ مطابع نے بھی چھاپی ہیں تاکہ کتاب جلد شائع ہو جاوے۔ بہرحال خدا تعالیٰ کا احسان اور اسکا خاص فضل ہے کہ ہمارا آقا و مولا اپنے مقصد اور ارادہ میں **کامیاب** ہو گیا۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بغیر اگر کوئی شخص کسی قسم کا اعتراض کرے تو وہ حق کا خون کرنے والا ہوگا۔

۲ - مدرسہ تعلیم الاسلام کا سالانہ امتحان عنقریب ہونے والا ہے یعنی اسی اکتوبر کی آخری تاریخوں میں۔ مدرسہ کیلئے سیکنڈ ماسٹر کی **سخت ضرورت ہے گریجویٹ اور ٹرینڈ ہو تنخواہ** حسب لیاقت دی جاویگی۔ درخواستیں سکرٹری مجلس ناظم التعلیم کے نام آنی چاہئیں۔ احمدی گریجویٹوں کو خدمت قوم کے لئے ایک عمدہ موقع ہے اگر کوئی عالی ہمت بھائی ایثار نفس کرکے چلا آوے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حصہ لینے والا ہوگا +

لطیف یادداشتیں

الحکم کے ناظرین خوب جانتے ہیں کہ حضرت مخدوم الملۃ کو روافض سے سخت بیزاری تھی۔ اور شیعیت کے ہلاک کرنے کے لئے آپ کو خدا تعالےٰ نے خاص جوش اور طریق عطا کیا تھا۔ اسلئے آپ ہمیشہ شیعوں کی تالیفات کو جو انکے ہاں معتبر سمجھی جاتی ہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور اس پر نوٹ بھی کر لیا کرتے۔ آثارۃ الیقظا شیعوں کی ایک زبردست کتاب ہے اسکے بعض مقامات پر آپ نے یادداشتیں لکھی ہیں اگر آپ کی زندگی وفا کرتی اور یہ ترجمہ تو ایک عجیب [illegible] گا۔ [illegible] ایسا ہی کی یادداشتوں [illegible] ایک یادداشت آپ نے لکھی ہے جو قرآن کریم کی شان بلند [illegible] پر لکھی ہے۔ اس سے معلوم ہو گا کہ قرآن کریم کی عظمت اور محبت کس قدر آپ کے دل میں تھی اسکے لئے کیسی غیرت اور حمیت انہیں دکھلی تھی۔

(ایڈیٹر)

کتاب الحجۃ

قلت الیس تعلمون ان رسول اللہ کان هو الحجۃ من اللہ على خلقه قالوا بلى قلت فحين مضى رسول اللہ من كان الحجۃ على خلقه فقالوا القرآن فنظرت فى القرآن فاذا هو يخاصم به المرجى والقدرى والزنديق الذى لا يؤمن به حتى يغلب الرجال بخصومته فعرفت ان القرآن لا يكون حجة الا بقيم۔ (اقول والقرآن هو القيم بنفسه كما قال قيما لينذر الآيہ كريمہ) فما قال فيه من شيء كان حقا فقلت لهم من قيم القرآن فقالوا ابن مسعود قد كان يعلم وعمر يعلم قلت كله قالوا لا فلم اجد احدا يقال انه يعرف ذالك كله الا عليا۔ فاشهد ان عليا كان قيم القرآن وكانت طاعته مفترضة وكان الحجة على الناس بعد رسول اللہ ــــ

یہ ہے عقیدہ اور مذہب اہل شیعہ کا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم حجت اللہ نہیں ہے۔ اور وہ غیر کافی ہے اور وہ قیم نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ قیم القرآن ہے اسپر مولانا مرحوم لکھتے ہیں۔

افسوس ان احمقوں نے قرآن کریم کی کوئی قدر نہ کی قرآن حق ہے اور ایک نظام رکھتا ہے اور خدا سے ہے اور ایک ہی غرض سکے لئے آیا ہے اور وہ صراط مستقیم ہے ضرور ہے کہ ایک ہی راہ اس سے ثابت ہو۔

وان هذا صراطى مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبيل فتفرق بكم عن سبيلہ۔

جسطرح خدا فرماتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بينهما الا بالحق یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش ساری الحق کیطرف اشارہ کرتی ہے اور کوئی بھی ذرہ ذرات کائنات [illegible] سے [illegible] وحدت پر دلالت کرتا ہو [illegible] کے غیر [illegible] ارادہ [illegible] اب چاہیئے کہ خدا کے کلام اور اسکے کلام میں تطابق ہو اگر قرآن سے اور راہیں پیدا ہو سکتی ہیں تو وہ خدا کے فعل سکے مخالف ہو گا اور اسلئے (العیاذ باللہ) خدا کا کلام نہ ہو گا۔ یہ محض غلط بات ہے کہ کوئی باطل فرقہ قرآن سے استدلال کر سکتا ہے اسکے استدلال بعینہ ایسے ہیں جیسے شیعوں نے خواہ نخواہ ساری آیتیں حضرت امیر اور آئمہ پر منطبق کر لیں اور جیسے نصرانی . . . توریت کو یسوع پر جماتے ہیں مگر یہ کوئی قوت اور غلبہ کی بات نہیں اور خصام پر غالب آنا نہیں یہ بعینہ ایسا ہی ہے جیسے ایک ہندو نے الم سے رام چندر اور لچھمن نکال لیا تھا اور جیسے ایک مسلمان نے فضول کوشش کی کہ پورانوں اور جوگ وششٹ اور دساتیر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں نکالے یہ باتیں دانشمندوں کو ظلمت اور اضطراب میں ڈال نہیں سکتیں اسلئے کہ حق و حقیقت ان فضولیوں سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم نے ہر دعوے کے ساتھ دلایل بیان کئے ہیں جو شخص دعوے کرے کہ میں فلح مومن اور فائز مصلح ہوں اور میں خلیفۃ اللہ اور حجۃ اللہ فی الارض ہوں قرآن نے اس کے صفات و علامات بھی واضح کئے ہیں انکے اعمال اور نتائج اعمال مقرر کئے ہیں اور العاقبۃ للمتقین سے ثابت کر دیا ہے کہ دعویٰ میں وہ صادق ہے یا کاذب اور کافروں منافقوں اور ظالموں کے بھی علامات مقرر کئے ہیں۔

میں کہتا ہوں قرآن کریم ایک ہی راہ کی طرف دلالت کرتا ہے مثلاً الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذ هما فى الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا۔

خدا تعالےٰ لوگوں کو اسوقت بھی اور قیامت تک عظیم الشان ترغیب دیتا ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہمت باندھو اور اپنے منافع عاجلہ اور آراموں اور شہوات دنیا اور حب جاہ وغیرہ کو جو سفر فی سبیل اللہ سے روکتا ہے یوں ترک کر دو جیسے اس شخص نے ترک کر دیا جو ایک خطرناک گھڑی میں رسول الٰہی کا ناصر بنا فقد نصره اللہ میں عظیم الشان اشارہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسوقت نصرت کا تھا اسلئے کہ [illegible] بہت سے مصائب سے تسلی و تسکین کا موجب ہوا۔

اور خاص [illegible] اشارہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ان اللہ معنا سے یہ اشارہ کر دیا ہے کہ الوہیت الٰہی کا حقیقی مقتضا ہے کہ تو اور میں کفار کے شر سے بچ رہیں اسلئے کہ الوہیت الٰہی کی عظمت اور اعلا میرے اور تیرے وجود پر منحصر ہے اب یہ خدا تعالےٰ کے کلام کی ایک صداقت ہے اور خدا تعالےٰ کے کام نے عملاً اس کی صداقت ظاہر کر دی اور دکھا دیا کہ کیونکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اس غار سے بچ کر نکلے اور کس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے آدم اوّل اور آدم ثانی ہوئے۔ میرا دعوےٰ ہے کہ قرآن کریم ایک ہی راہ اور اقوم راہ کی طرف دلالت کرتا ہے اب یہ ایک واقعہ ہے اور قرآن کریم کے منطوق کی ایک شہادت ہے اور ایک ہی وجود باجود ابو بکر کی ذات پاک کے لئے ہے ہماری یہ حجت نہیں خدا تعالےٰ کی یہ حجت قیامت تک منکرین خلافت صدیق و عزت و وجاہت صدیقی پر ہے۔ شیعہ بزرگوں کا خیال ہے کہ قرآن رولا ڈالنے والی کتاب ہے (نعوذ باللہ) اور اس سے ہر ایک اپنے اپنے مقصد کی بات سیدھی کر لیتا ہے اب میں شیعوں کو کہتا ہوں کہ اس سے اپنے فرضی اور ناکام سلسلہ کی کامیابی نکال دیجئے۔ اور ان ناکاموں میں سے کسی ایک کو اس کا مصداق تو بنا دیجئے۔ دونہ خرط القتاد۔

اور پھر قرآن کہتا ہے یرثها عبادى الصالحون توریت کی پیشگوئی متعلق تھی یہود کے مذہب کی ذلت اور انسے خروج نبوت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور آپکے آل یعنی اتباع آنے کی یہ قطعی نشانی تھی اور ضرور تھا کہ وہ ارض مقدسہ اسلامیوں آجاوے۔ اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے نبوتوں کا مدار اسی طرح کے وعدوں کے تحقق پر رکھا ہے اس خدا تعالےٰ کی عظیم الشان پیشگوئی کو جو یہود کے مذہب کی برکتیں اور اسلام کے بابرکت ہونے میں قول فیصل تھی اور اسلام کی ابدی زندگی اسپر موقوف تھی تا کہ ثابت ہو جاوے کہ جس طرح تکمیل دین سب انبیاء اسرائیل کی تعلیمات پر حاوی ہو گیا ہے اسی طرح ظاہری طور پر بھی انبیاء اسرائیل اور نبی اسرائیل کی جاگیر ارض مقدس پر بھی قبضہ پا لیا ہے۔

آنحضرت کہتا ہے کہ سلطنتیں اور بادشاہتیں [illegible] کی دلیل نہیں یہ بات خدا تعالیٰ کی سنتوں کی ناسمجھی سے پیدا ہوئی ہے۔ لعنت [illegible] اور خزی اور عذاب مھین اور النار کا مفہوم ہی کیا ہے اور الفرقان بدر کو کیوں کہا گیا ہے اور اسپر فتح کہا گیا ہے [illegible] اور دعووں میں تو سب راستی پر ہونے کا فخر کر سکتے ہیں خدا تعالےٰ نے اپنے صادق اور موعود رسولوں اور ولیوں اور متقیوں کے ساتھ مستمرہ سنت یہی رکھی ہے۔ کہ وہ اور انکے نشو و نما کے وقت طرف مقابل کی جماعت اور روحانیت پر معناً و ظاہراً غالب اور قابض ہو جایا کرتے ہیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ یہ لازوال فخر قرآن کریم کی عزت رکھنے کا رسول قرآن کی عزت رکھنے کا خدائے قرآن کی عزت رکھنے کا فاتح بیت المقدس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ملا اور اسی کو ملا من دون غیرہ اور قسم بخدا کہ عزوجل یہ ایسا فخر ہے کہ قیامت تک اسکے سوا کسی کو نصیب نہ ہو گا۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص کسی نامراد اور ناکام کو بھی فخر دے [illegible] کا کام [illegible] لگائی؟

میری روح گواہی دیتی اور روح القدس سے بھر کر گواہی دیتی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی روحوں نے اسوقت عمر فاروق پر صلوات و سلام پڑھا۔ اسلئے کہ وہ گواہی دے چکے تھے اور خدا تعالےٰ کو موثق میثاق کے دے چکے تھے۔ قالوا اقررنا کہ وہ رسول عربی کے دین کی نصرت کریں گے اور وہ منتظر تھے

حصۂ نظم

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ نے ایک ذوق پسند طبیعت اور فطرت پائی تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی آپ کو شعر و سخن کا مذاق بھی خوب تہا۔ اوائل عمر میں اردو فارسی میں اکثر شعر کہا کرتے تھے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپکے کلام میں بگڑی ہوئی شاعری کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا۔ بلکہ اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت اور قرآن کریم کے اعجاز کا ذکر موجود ہے جس سے آپ کی پاکیزہ فطرت اور حلاوت ایمان کا پتہ لگتا ہے۔ مفصل بحث آپکے شاعرانہ مذاق پر آپ کی لائف میں انشاء اللہ کرونگا۔ اس مقام پر مجھے آپ کا کچھ کلام درج کرنا مقصود ہے۔ یہ میں ایک سال پہلے ظاہر کر چکا ہوں کہ مخدوم مرحوم **صافی** تخلص کرتے تھے جو آپ کی **صفائی** دلی کی دلیل ہے۔ فارسی - اردو - عربی میں شعر کہہ لیتے تھے اور میں تینوں کا نمونہ دکھاؤنگا۔ ایڈیٹر۔

قصیدہ در نعت سرور کائنات سید موجودات احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

عندلیبم نو گرفتار [illegible] میزنم / بے گل روئے کسے یا ہو ویا میزنم
کس [illegible] ناتواں [illegible] / بر فراق دوستاں بانگ دریغا میزنم
بعد ازیں [illegible] / سر بہم زیں جاؤ پے در کوہ و دریا میزنم
از سر [illegible] / حیرت میری با دل دلوا آسا میزنم
من [illegible] سنگ لال / گوشہا گر شد سرود راز تنہا میزنم
پیش [illegible] سر [illegible] / نقش ملک و دولت کا ہیں و کسری میزنم
غرق [illegible] / کوس فی دلقی سواہ [illegible] میزنم
آن ہمانم کاشیاں [illegible] / [illegible] پروائی بیام [illegible] میزنم
بہر [illegible] دام [illegible] / منکہ ذرا ہو تہاں [illegible] میزنم
لن ترانی [illegible] / [illegible] گھمانگ [illegible] میزنم
خامشی [illegible] / ناں کجا مرد نبردی رطل [illegible] میزنم
[illegible] / دفق دل بسیار شد [illegible] میزنم
خیرہ [illegible] زباں / چوں ابجالم ہجو خور برق تجلی میزنم
خدشتے یاران [illegible] / مشت خاشاک خسے در چشم اعدا میزنم
منکہ [illegible] / انچہ بے آہنگ ساز بے سرو پا میزنم
راست میگویم کہ [illegible] / یار و دشمن را صلائے اندرون آہ میزنم
رستگاری نیست چوں [illegible] / کف بداماں حق تعالیٰ میزنم
متکائے اتقا از افتخار نعت تو / لاف پیشے بر ہمہ اشراف [illegible] میزنم
جنم تو چوں حرف غلط از لوح دل حک کردہ ام / بلتو از جوش ہر اشک امواج دریا میزنم
در خیال سر قدرت لے مراد خاطرم / کوہ بکوہ گلبانگ گو گوش [illegible] میزنم
آں جہاں افروز نورے کز جلال ذات او / داغ ظلمت ذرہ بر خورشید رخشا میزنم
خاتم الانبیاء رسولے کز کمال شرع او / خود تسبیح بر سر جملہ صحفہا میزنم
حلقہ در گوش وفائے سنت پاک او ام / پشت پا بر سر تقابید ابا میزنم
تا صراط مستقیم راست در خاطر نشست / خندہ بر گجرہ روبہائے چلیپا میزنم
خاطرے دارم تولا زادہ اصحاب او / بر سر اعدائے شاں سنگ تبرا میزنم

گوشہ چشمی ز تو **صافی** ہمیدارد امیں۔
بستہ شد حلقہ بابہ معالی میزنم

(۱۵ ستمبر [illegible] تحریر شد)

ولہ

(انتخاب از اردو)

(خطاب بہ نصاریٰ)

اے عزیزو ذرا انصاف کی آنکھیں کہولو / کب تک آنکھوں پہ چاندی کا غشاوہ ہوگا
کیوں ہو تم شیفتہ اس ابیض نورانی کے / ثمرہ اس زر کی محبت کا فتکوی ہوگا
کام لو چشم بصیرت سے تامل تو کرو / اعمی اس جا جو رہا واں بہی وہ اعمی ہوگا

محشر کے متعلق

جبکہ ہنگامہ بپا ارض وسما کا ہوگا / ناگہاں شور عجب خلق میں برپا ہوگا
شدت حرقت خورشید بہانتک ہوگی / مثل دریا کے وہاں بہتا پسینہ ہوگا
فرط دہشت سے پھریں مثل سکاری مردم / لرزہ اندا موں پہ اک قہر وبلا کا ہوگا
مرضعہ بہولیگی واں طفل رضیع کو اپنی / باپ بیٹے سے وہاں کرتا کنارا ہوگا
ایسے میدان جگرتاب میں بتلائے کوئی / کس کا دہشت سے کلیجہ نہ دہڑکتا ہوگا
نفسی نفسی سبہی بولیں گے نبی و مرسل / کون اسوقت میں واں اُمتی کہتا ہوگا
صاحب درجۂ مقبول و مقام محمود / وعدہ ان یبعثک ربک پورا ہوگا
یکہ و جلد یسے بس اس پاک نبی کا دامن / عاصیو سر پہ تمہارے یہی سایہ ہوگا
شدت عطش سے ہو جبکہ زباں کانٹے سی / حوض کوثر پہ لئے کاس دہاتا ہوگا
خوش ہو لے امت احمد تمہیں ڈر کیا ہی؟ / حضرت احمد مرسل سا شفیعا ہوگا

صافی جب جا لوگا انجام میرا خوب ہوا
مرتے دم منہ سے اگر کلمہ نکلتا ہوگا

مخدوم الملۃ کا ایک خطبہ

(جو ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو آپ نے پڑھا)

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝

اور ان لوگوں نے کہا کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے تم نے تو ایسی بُری اور بڑی نامناسب بات کہی ہے کہ قریب ہے اس سے آسمان پہٹ جاویں اور زمین شق ہو جاوے۔ اور پہاڑ چور چور ہو کر گر جاویں۔ اس بات سے کہ رحمٰن کے لئے بیٹا پکارتے ہیں۔ رحمٰن کی شان نہیں کہ بیٹا بنائے اسلئے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اسکے بندے ہیں اور بندہ ہونے کی حالت میں اسکے حضور حاضر ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ آیتیں ایک عقیدے کی نسبت بڑی غور کی قابل ہیں آسمانوں کا پہٹ جانا زمین کا پارہ پارہ ہونا اور پہاڑوں کا چور چور ہو جانا کوئی معمولی اور چھوٹی سی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ نہایت ہی مکروہ اور قبیح فعل ہے جس سے اسقدر شدید غضب اللہ تعالیٰ کی ذات میں پیدا ہوا۔ اور اسکے اظہار کے لئے ان کلمات کو اسنے استعمال کیا۔ قرآن مجید کو غور سے پڑھ جاؤ اسمیں کسی عقیدہ کی نسبت ایسے خوفناک الفاظ نہیں بولے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا عقیدہ ہے جس سے زمین لعنتی ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ہے جنہوں نے مسیح کو جو خدا تعالےٰ کا عاجز بندہ ہے خدا کا بیٹا اور خود خدا بنایا۔ اس عقیدہ میں ضرور ہے کہ کوئی امر ایسا ہو کہ اس سے خدا تعالےٰ کا غضب بھڑکے۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا کی ذات بے نیاز ہے اس سے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بناوے کیونکہ اُس کے حضور سب ذلیل ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی عیسائی موجود تھے۔ اور انکا یہ عقیدہ بھی تھا۔

کرکے بیت المقدس کی آبرو مکّہ کی طرف منتقل ہوتی ہے اور الحق کو پورا استحقاق ملتا ہے۔ میں علٰے وجہ البصیرۃ اس بات کو کہتا ہوں کہ بیت المقدس کے فاتح میں تمام ارواح انبیاء کی بروزی طور پر داخل تھیں اور اسکے لب نے فاروق کو مبارکباد دی۔

اور سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی الذی بارکنا حولہ میں صاف اشارہ تھا کہ مسجد حرام کا ذیل مسجد اقصٰی تک پہونچ جائیگا۔ یعنے اسپر حاوی ہوجائے گا۔ اور اقصٰی کے لفظ سے یہہ اشارہ بھی ہے کہ اس تمام عالم میں یہ دین پھیل جائیگا۔ جہاں جہاں خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ ازلی سعید روح خدا کی عبادت کرے۔ اب خوب غور کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے غور کرو کہ وہ روحانی سیر رسول کریمؐ کی کس بات کی مقتضی یا پیشگوئی تھی اس میں قطعی اشارہ تھا کہ بیت المقدس اسلام کے قبضہ میں آجائیگا۔ اسلئے اس سورۃ شریفہ کا نام بنی اسرائیل ہے اور بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے کہا ہے

ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحٰت ان لھم اجرًا کبیرا وان الذین لا یومنون بالاٰخرۃ اعتدنا لھم عذابًا الیمًا ؕ

یعنے یہ قرآن ایسی بات بتاتا ہے جو بڑی پختہ ہے یعنے جس پر قوم کے قیام و قوام کا مدار ہے اور اس دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ مومن یعنی قرآن کے پیرو اجر کبیر یعنی عزّت اور وجاہت اور خلافت کے وارث ہوجائیں گے اور بنی اسرائیل کی نبیوں کی نبوّت کے مذاق پر اور ان کی پیشگوئیوں کی تصدیق و تکمیل کے لئے مسجد اقصٰی کے وارث ہوجائیں گے۔ جو تمہارے باپ دادوں کو وعدہ دیا گیا تھا پر تم اپنی بے ایمانی اور بدعملی کے سبب سے اسکے وارث نہ ہوئے اور یوں اسلام کی حجّت توریت کے دین و ملّت پر غالب اور پوری ہوجائیگی۔

غرض

قرآن کی سچائی کیلئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج کی تصدیق کے لئے بیت المقدس کا ظاہری طور پر فتح ہونا از بس ضروری تھا اور یہہ فخر عمر فاروقؓ کو ملا۔

مبارک ہو تجھے اے عمرؓ کہ تونے خدا کی باتیں پوری کیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن سے کوئی اور فرقہ سند لے سکتا ہے یا تم اس راست باز کے دشمن ہو اسکے خلاف اس میں سے نکال کر تو دکھلاؤ۔ اور ان نامرادوں کے گروہ میں سے کسی ایک کو پیش کرو جسنے یہ عملی فخر لیا ہو۔

ایک ناتمام مضمون

خدا تعالیٰ نے مخدوم الملّۃ کے دل میں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور انکی گم شدہ عزّت کے بحال کرنے والے موعودؑ کے لئے ایسی غیرت اور جوش دیا تھا کہ وہ جہان کوئی اعتراض حق پر پاتا سب سے اوّل اسکی طبع اسکے جواب دینے کے لئے اچھل پڑتی۔

اور جہانتک ممکن ہوتا وہ پورے زور اور جوش کے ساتھ باطل کا مقابلہ کرتے اور جن جن سوراخوں اور پہلوؤں سے منحوس باطل در آسکتا یا اسکا اندیشہ کیا جاتا انہیں راہوں کو اسپر حملہ کرتے اور اسکا سر کچل دیتے۔ یہہ بھی تجربہ شدہ بات تھی کہ جب انکا کوئی آرٹیکل نکلتا تو مخالف دنیا میں ایک شور مچ جاتا اسکی وجہ یہہ تھی کہ وہ دب کر کبھی باطل سے صلح نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ اسے ایسے طور پر کچلنے کی سعی کرتے تھے جو وہ پھر سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے

ذیل میں جو ایک نہایت ہی مختصر ناتمام مضمون میں درج کرتا ہوں یہہ ثبوت ہے اس جوش اور غیرت کا جو حق کے لئے آپ کو بخشا گیا تھا۔ اس مضمون پر اگر آپ کو بحث کا موقع ملتا تو سیر کن بحث ہوتی مشیّت ایزدی یہی تھی کہ اسکو ناتمام چھوڑ کر عمل جاریہ کے رنگ میں جلد دیا! تاہم اس میں بھی جو کچھ لکھدیا ہے اس میں ایک ہی نکتہ ایسا قابل قدر ہے جو آئندہ کیلئے اس بحث کا خاتمہ کردیتا ہے۔ ایڈیٹر۔

عصمت۔ استغفار۔ اور ذنب کی حقیقۃ

جب سے لاہور کے بشپ نے نبی معصوم پر لکچر دیا ہے عام طبیعتیں جوش اور شوق سے اسطرف مائل ہوگئی ہیں کہ مسئلہ عصمت انبیاء کی حقیقت سے واقفیت پیدا کریں بعضوں نے اسپر کسی قدر لکھا بھی ہے مگر مجھے خوف ہے کہ انکی تائید جو نادانی سے پیدا ہوئی ہے اور بھی اس مسئلہ کو دھندلا بنا دینے کی موجب نہ ہوگئی ہو۔ کلکتہ کے ایک مشنری پرچہ میں جسکا نام اپیفنی ہے اور جو کثیر التعداد اور مفت شائع ہوتا ہے بہت دنوں سے اس رنگ میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کئے جا رہے ہیں اور سر توڑ کوشش کیجاتی ہے کہ کُل نبیوں کو جنمیں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شامل ہیں غیر معصوم ثابت کیا جائے گو میں کلام کو درازی سے بچانے اور فہم کے ساتھ زیادہ قریب کرنے کیلئے ان اعتراضوں کے جواب سے حد سے باہر نہ جاؤں گا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر کئے جاتے ہیں اور میں اپنی تئیں اس بھاری بوجھ سے اسوقت سبکدوش سمجھونگا جبکہ ان الفاظ کی حقیقت کو خدا تعالےٰ کے کلام سے اسکے سیاق و سباق اور اُس کے اپنے سچے منشاء سے واضح طور پر بیان کروں گا اسلئے کہ دشمن نے انہیں الفاظ کو بیجا مارکروہ نتیجہ نکالا ہے جس سے نادانوں کی نگاہ میں نور کے فرشتوں کو تاریکی کے فرزند ثابت کیا ہے۔

متمدّن اور مذہبی دنیا میں دو قوموں نے ان باتوں پر سخت توجہ کی ہے اور جہانتک اُنکی زبان اور قلم میں زور تھا خدا کے کل راست بازوں کو آدم سے لیکر آخر تک تباہ کار اور بدچلن ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جیطرح ایک زیرک اور ذکی موجد رات دن دماغی طاقتوں کو جلا دینے میں لگا رہتا ہے اور مصنوعات قدرت کے میدان میں ایک ایتک سرگردان کیطرح ادہر اُدھر دوڑتا پھرتا ہے کہ کوئی نئی بات پیدا کرے جو ابنائے جنس کو مفید ہو اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دو قوموں نے قدسیوں کے عیب برآری اور عیب شماری میں ایتک کوشش کی ہے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح ایک شیدائی جناب ایزدی خداوند کریم کے نام کے ورد میں نہ رات کی سنسان گھڑیوں میں تھکتا و اکتاتا ہے اور نہ دن کے مشغلوں کی بھری ہوئی گرمی ہنگامہ اُسے خدا کی طرف سے اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دو قومیں خدا کے برگزیدوں اور ممسوحوں کی بدگوئی اور خورده گیری میں خوشوقت ہوتی ہیں۔ اس مقام پر ایک اہل دل گھبرا جاتا اور دل کو پکڑ لیتا اور اس مشکل کے حل کرنے سے اُسکے ناخن دانش عاجز ہوجاتے ہیں کہ انسانی فطرۃ کو یہ کیسا زنگ اور داغ لگ گیا ہے جسنے اسے غایت آفرینش پر پہنچنے اور کمال انسانی کو حاصل کرنے سے محروم کردیا ہو۔ نکتہ چینی اور عیب شماری سخت تلخ کام ہے اور فطرۃ انسانی اصلًا ایسی نہیں بنائی گئی کہ اس ناگوار شغل کو محبوب بالذات سمجھے اور اس مشغلہ سے معمور الاوقات رہنا پسند کرے۔ پھر یہ کیسا قابل نفرت جذام ہے جو اسے لگ گیا ہے حقیقت میں کسقدر حیرانی اور افسوس کی بات ہے کہ عیسائیوں اور شیعوں نے کس راہ پہ قدم اٹھایا اور کس بات کو مذہب حق اور ایمان سمجھا ہے۔ ان دونوں قوموں کے ایمان کی جان اور ان کے مذہب کی زندگی اور ان کے کل کاروبار کا دار و مدار اس پر ہے کہ خدا تعالیٰ کے قدوسیوں کو گناہ گار اور حرام کار ثابت کیا جاوے سبحان اللہ ان مذہبوں کا شہتیر کیا ہی خوب ہے اور ان کی دیوار کی چٹان کیا ہی عجیب ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کے بزرگ اور راست باز نبی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثقیل الانبیاء قدوس اصحاب بدکار اور ناہنجار ثابت ہوں تو یہ مذہب سچے اور اسصورت میں انکا قیام و قوام ہے اور اگر وہ برگزیدے پاک باز اور بے عیب ثابت ہوں تو ان مذہبوں کا شہتیر ٹوٹ گیا!!!

> یہہ مضمون اسی قدر لکھا گیا تھا لیکن اس کے ساتھ ملتا ہوا ایک ٹکڑا میں انکی آخری ناتمام تصنیف سے اسجگہ دینا ضروری سمجھتا ہوں جو مناسب موقعہ ہے۔ (ایڈیٹر)

شیعان پاک کے عقاید اور ان کے پاک دلوں کی پاک باتیں۔ انکے حالات اور عقائد اور اقوال کو دیکھکر ایک محقق کو سخت مشکل پیش آتی ہے کہ ان کو زیادہ عقلمند معقول پسند تسلیم کرے۔ یا نصاریٰ کو۔ نصاریٰ کل نبیوں کو بدکار گنہگار ناشدنی سے ناشدنی افعال کے مرتکب ہی مانتے ہیں۔ اور یہ بھی یہہ نہیں دکھاتے یا دکھا نہیں سکتے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا او نہیں کیا ملی۔ گناہ تو ایک زہر ہے جسکا کھانا انسان کے صحیح جسم میں روحانی جذام کے خواص پیدا کردیتا ہے جس طرح ظاہری جذام سے اعضا سڑنے اور الگ ہونے شروع ہوجاتے ہیں اسی طرح گناہ کے جذام سے خدا تعالیٰ سے تمام تعلقات انسان کے کٹ جاتے ہیں۔ دنیا میں یہ نظارہ ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی بدکاری۔ بدچلنی اپنے ساتھ ایک لعنتی داغ رکھتی ہے جو انسان کی سچی صحیح راستبازی کی حالت کی خلاف ایک الگ اور نئی منحوس حالت پیدا کردیتی ہے۔ انسانی معصیت اور اطاعت اپنے بزرگوں اور مطاعوں کی نسبت دو جدا حالتیں پیدا کرتی ہے یہ عجیب تعریف گناہ کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں ایک شخص گنہگار بھی ہو اور وہ تمام انعام اور فضل بارش کیطرح اُسپر برسیں جو ضرور تھا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اطاعت کا ثمرہ ہوتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے برگزیدہ بندوں کی جو صفات اور علامات اور آیات بیان فرمائی ہیں اور اپنے کام کے واسطے جو نصرت اور بزرگی اور بڑائی کسی شخص کو دی ہے ان سب امور کا مجموعہ ہم انبیا کی پاک ذات کو پاتے ہیں نصاریٰ کا یہ فرض تھا کہ اول گناہ کی تعریف اور اسکے اقسام کی تحدید کرتے پھر اُن ثمرات اور نتائج

(اس سے آگے پڑھو صفحہ ۶ کالم ۳)

حصہ نظم

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ نے ایک ذوقی پسند طبیعت اور فطرت پائی تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی آپ کو شعر و سخن کا مذاق بھی خوب تھا۔ اوائل عمر میں اردو فارسی میں اکثر شعر کہا کرتے تھے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کے کلام میں بگڑی ہوئی شاعری کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا۔ بلکہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت اور قرآن کریم کے اعجاز کا ذکر موجود ہے جس سے آپ کی پاکیزہ فطرت اور صلاحیت ایمان کا پتہ لگتا ہے۔ مفصل بحث آپکے شاعرانہ ذوق پر آپ کی لائف میں انشاء اللہ کرونگا۔ اس مقام پر صرف آپ کا کچھ کلام درج کرنا مقصود ہے۔ میں ایک سال پہلے ظاہر کر چکا ہوں کہ مخدوم مرحوم **صافی** تخلص کرتے تھے جو آپ کی صفائی دلی کی دلیل ہے۔ فارسی۔ اردو۔ عربی میں شعر کہہ لیتے تھے اور تینوں کا نمونہ دکھاؤنگا۔ ایڈیٹر۔

قصیدہ در نعت سرور کائنات سید موجودات احمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

عندلیبم تو گر دہ زار ہر انوا ہا میرنم
بے گل روئے کسے یا ہو ویا ہا میزنم

کس ہمیہ ناتواں افتادہ در کنج خمول
بر فراق دوستاں بانگ وریغا میزنم

بعد ازیں خوا ہم زغم چاک گریبان تنم
سر وہم زیں جا و پے در کوہ دور یا میزنم

از سر دوقبلۂ اسلام بیگانہ دم
حرف سری با دل دیوانہ آسا میزنم

من کہ بیدارم و داغ صحبت اہل سگدلاں
گوشہا کہ شد سرودہ راز تنہا میزنم

پیش ہر دو نانے سر فرو نارم کہ من
لنتہ بر ملک و دولت کاؤس کسری میزنم

غرق بحر در دہم از ناکسی بر
کوس فی دلقی سواہ سراہ جیحا میزنم

آن ہائم کاشیاں دارم بر اوج
بال پروازی بہ بام عرش والا میزنم

بہر سر در سے وزانے دام کے ستم
منکہ ذرہ اہو تہاں ضحیہ عنقا میزنم

لن ترانی شنیدہ ہمراز
ہم چنیں گلبانگ ارنی تو اے سینا میزنم

خامشی از عدگوں تو شاہ انبیاں مانند
ہاں کجا مرد نبرد ی رعد آسا میزنم

شیشۂ ناموس سنگ گریباں بشکستہ اندر
خنق دل بسیار شد زاں حرف بیجا میزنم

خیرہ گردد دیدۂ خفاش ضیاں زبان
چوں ایعالم ہمچو خور برق تجلی میزنم

خدمتے یاراں خود را اصل
مشت خاشاک خسے در چشم اعدا میزنم

منکہ از صلح کل در جا سرو دادم بروں
انچہ بے آہنگ سازے سر و پا میزنم

راست میگو ہم کہ درایواں جنت بنگ خوش
یار و دشمن را صلائے اندروں آ میزنم

رستگاری نیست چوں زیں کشکر انکمردم
کف بدامان حق تعالے میزنم

متکائے القا از انتخار نعت تو
لاف پیشے بر ہمہ اقران و اکفا میزنم

جز تو چوں حرف غلط از لوح دل حک کردہ ام
بیتو از جوش سر اشک امواج دریا میزنم

در خیال سر و قدت اے مراد خاطرم
کو بکو گلبانگ کو کو مثل ورقا میزنم

آں جہاں افروز نورے کز جلال ذات او
داغ ظلمت ذرہ بر خورشید رخشا میزنم

خاتم الانبیاء رسولے کز کمال شرع او
خود ا تیغے بر سر جملہ صحفہا میزنم

حلقہ در گوش دفائے سنت پاک ویم
پشت پا بر سر تقالید ابا میزنم

تا صراط مستقیمم راست در خاطر نشست
خندہ بر کجرو رو بہائے جلیپا میزنم

خاطرے دارم تولا زادہ اصحاب او
بر سر اعدائے شان سنگ تبرا میزنم

گوشۂ چشمی زتو صافی ہمیدار دامید
مدتے شد حلقہ بابہ معلا میزنم

(۱۵ ستمبر ۱۸۸۷ء تحریر شد)

ولہ

(انتخاب از اردو)

(خطاب بہ نصاریٰ)

اے عزیزو ذرا انصاف کی آنکھیں کھولو
کب تک آنکھوں پہ چاندی کا غشاوہ ہوگا

کیوں ہو تم شیفتہ اس ابیض نورانی کے
ثمرہ اس زر کی محبت کا نتکوی ہوگا

کام لو چشم بصیرت سے تامل تو کرو
اعمٰی اس جا جو رہا واں بھی وہ اعمٰی ہوگا

محشر کے متعلق

جبکہ ہنگامہ بپا ارض وسما کا ہوگا
ناگہاں شور عجب خلق میں برپا ہوگا

شدت حرقت خورشید بہانتک ہوگی
مثل دریا کے وہاں بہتا پسینہ ہوگا

فرط دہشت سے پھریں مثل سکاری مردم
لرزہ اندامون پہ اک قہر و بلا کا ہوگا

مرضعہ بھولیگی واں طفل رضیع کو اپنی
باپ بیٹے سے وہاں کرتا کنارا ہوگا

ایسے میدان جگر تاب میں بتلائے کوئی
کس کا دہشت سے کلیجہ نہ دھڑکتا ہوگا

نفسی نفسی سبھی بولیں گے نبی و مرسل
کون اسوقت میں واں اُمتی کہتا ہوگا

صاحب درجۂ مقبول ومقام محمود
وعدہ ان یبعثک ربک پورا ہوگا

پکڑو جلد سے بس اس پاک نبی کا دامن
عاصیو سر پہ تمہارے یہی سایہ ہوگا

شدت عطش سے ہو جبکہ زباں کانٹے سی
حوض کوثر پہ لئے کاس وہ آتا ہوگا

خوش ہو لے امت احمد تمہیں ڈر کیا ہے
حضرت احمد مرسل سا شفیعا ہوگا

صافی جب جا لو نگا انجام میرا خوب ہوا
مرتے دم منہ سے اگر کلمہ نکلتا ہوگا

مخدوم الملۃ کا ایک خطبہ

(جو ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو آپ نے پڑھا)

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝

اور ان لوگوں نے کہا کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا ہے تم نے تو ایسی بری اور بری نامناسب بات کہی ہے کہ قریب ہے اس سے آسمان پھٹ جاویں اور زمین شق ہو جاوے۔ اور پہاڑ چور چور ہو کر گر جاویں۔ اسبات سے کہ رحمٰن کے لئے بیٹا پکارتے ہیں۔ رحمٰن کی شان نہیں کہ بیٹا بنائے اسلئے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اسکے بندے ہیں اور بندہ ہونے کی حالت میں اسکے حضور حاضر ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ آیتیں ایک عقیدے کی نسبت بڑی غور کی قابل ہیں آسمانوں کا پھٹ جانا زمین کا پارہ پارہ ہونا اور پہاڑوں کا چور چور ہو جانا کوئی معمولی اور چھوٹی سی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ نہایت ہی مکروہ اور قبیح فعل ہے جس سے اسقدر شدید غضب اللہ تعالیٰ کی ذات میں پیدا ہوا۔ اور اسکے اظہار کے لئے ان کلمات کو اسنے استعمال کیا۔ قرآن مجید کو غور سے پڑھ جاؤ اسمیں کسی عقیدہ کی نسبت ایسے خوفناک الفاظ نہیں بولے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا عقیدہ ہے جس سے زمین لعنتی ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ہے جنہوں نے مسیح کو جو خدا تعالے کا عاجز بندہ ہے خدا کا بیٹا اور خود خدا بنایا۔ اس عقیدہ میں ضرور ہے کہ کوئی امر ایسا ہو کہ اس سے خدا تعالے کا غضب بھڑکے۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا کی ذات بے نیاز ہے اس سے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بناوے کیونکہ اس کے حضور سب ذلیل ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی عیسائی موجود تھے۔ اور انکا یہ عقیدہ بھی تھا۔

لیکن اسوقت اس عقیدہ کی ایسی خرابیاں اور اس کے متعلق ایسا تعصب تھا کہ ایسا غضب الٰہی پیدا ہوتا جس طرح پر دوسرے بت پرست بت خانوں میں لنگ اور گنیش کی پوجا کرتے ہیں اسی طرح پر کیتھولک قوم کی حالت تھی۔ پھر اس قدر غضب کا جو خطرہ بیان کیا ہے کہ آسمان پھٹ جاویں۔ اور پہاڑ چور چور ہو جائیں۔ اس سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ خدا کے کلام میں اس مذہب کے متعلق قدر کی ایک پیشگوئی ہے۔ جب وقت وہ پھیل جاوے گا تو اسوقت غضب الٰہی اسی طرح پر بھڑکے گا۔ کیونکہ اس کے ضرر عام ہو جائیں گے۔ اور خدا تعالےٰ کے راستبازوں اور قدوسوں کی سخت توہین اور تذلیل کیجاوے گی۔ اور ہر قسم کی بدیاں اور بدکاریاں شیر مادر کی طرح حلال سمجھ لی جاویں گی پس یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس آیت میں اس زمانہ اور وقت کی پیشگوئی ہے جب اس خطرناک عقیدہ کی طرف عام میلان اور رجوع ہوگا اور اس کے مہتر نتائج پیدا ہونے لگینگے میں سچ کہتا ہوں اور تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس دشمن اسلام عقیدہ کو سر اٹھانے کی طاقت اور توفیق نہ تھی آپ کی پر شوکت نفی طاقت کے آگے یہ بالکل دب گیا ہوا تھا۔ اور کوئی غیر مذہب اسلام کے بالمقابل اس دریدہ دہنی سے حملہ نہ کر سکتا تھا۔ جیسے آج حالت ہو رہی ہے اسوقت نہ عیسائیوں کو یہ حوصلہ اور ہمت تھی اور نہ یہود کو اور نہ دوسرے مشرکین اور کفار کو۔ اسلام کی قوت اسکی شوکت اور طاقت سے سب مغلوب تھے یہانتک کہ قیصر کی سلطنت کو بھی مٹا دیا اور کسریٰ کے عہد حکومت کا خاتمہ کر دیا اور یہودیوں کی شریر قوموں بنو نضیر اور بنو قینقاع کو بھی نیست و نابود کر دیا اور **اسلام** عام طور پر پھیل گیا تھا۔ پھر **فاروق اعظم**رض کے عہد میں تو اور بھی شوکت کا ظہور ہوا۔ اور شام کی سرزمین میں بھی اسلام کا جھنڈا گاڑا گیا۔ پھر بنو امیہ بنو عباس کی سلطنت کے دنوں میں اور بھی سکہ اسلام کا بیٹھ گیا بلکہ اب تک بھی ان جگہوں میں اسلام ہی کی سلطنت ہے پس وہ وقت ہرگز نہ تھا کہ اسلام۔ رسول کریم اور اللہ جلشانہ کی بے ادبی کریں۔ اور اسلام کی تردید میں وہ کوشش اور سعی کریں جو آج کر رہے ہیں تاریخ بتلاتی ہے کہ شروع اسلام سے لیکر گیارہ ساڑھے گیارہ سو برس تک بھی اس قسم کی باتیں ہنوز پیدا نہیں ہوئی تھیں کہ ایسی غضبناک آتشیں الفاظ کے ظہور کے وقت آتا۔

اب یہ امر بالکل صاف ہے کہ یہ ایسے وقت کے لئے پیشگوئی ہے جبکہ مسیح ابن اللہ کے متعلق بڑا غلو ہوگا اور اسکی ابنیت کے لئے ہر قسم کے حیل اور تجاویز کو عمل میں لایا جاوے گا۔

اور اس عقیدہ کی اشاعت اور ترویج کے لئے خاتم النبیین اور کتاب اللہ اور اللہ کی ذات کو اور تمام نبیوں کی بے عزتی کی جاویگی جس سے ہر قسم کی خرابیاں اور فسق و فجور کی ایک رو بہہ نکلے گی اور ایسی سیلاب میں بڑے بڑے درخت اکھڑ جائیں گے۔ اور وہ زمانہ جسکی نسبت یہ پیشگوئی ہے ذرا سے غور سے ہم شناخت کر سکتے ہیں کہ وہ یہی زمانہ ہے کیونکہ اسپر کوئی حجاب اور پردہ نہیں وہ یہی دن ہیں۔ دیکھو لوگوں کے اعتقاد کے لئے کہ **مسیح ابن اللہ** ہے کس قدر زور دیا جاتا ہے سمندر کے پانی کی طرح زر کو بہایا جاتا ہے۔ کوئی منصوبہ اور تجویز انسانی خیال اور طاقت میں نہیں آسکتی جو اختیار نہیں کی جاتی۔ دنیا کے دوسرے حصوں کو چھوڑ دو۔ اس ہندوستان اور خصوصاً پنجاب میں جو جو کارروائیاں مشنری کر رہے ہیں وہ کوئی چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ اور میں یہ بھی سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ اثر اس عقیدہ کا اسی ملک پر پڑا ہے۔ ورنہ ولایت میں تو خود عیسائی اس عقیدہ سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن اس ملک میں بڑے غور سے دیکھو اس عقیدہ کا کیا اثر پڑا ہے خدا تعالےٰ کی صفات کا حیا اس سے تعلق شدید خدا کے رسولوں کی عزت اور حرمت ان سے محبت اور وداد انکی اتباع کا شوق۔ پاک دامنی۔ عفت۔ خویش معاملگی کس طرح اٹھ گئی ہے۔ وہ لوگ جو لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کے گھروں میں پیدا ہوئے تھے انمیں سے کتنے ہی مرتد ہوگئے۔ پھر کتنے ہی سادات کے فرزند۔ حسنین سے نسبت رکھنے والے مغلوں کے فرزند اور فاروقی اور صدیقی خون کے نام لیوا جنہوں نے اسلامی غیرت اور حمیت اور **محمد رسول اللہ** کو وراثت میں لیا تھا وہ اب کھلے بندوں بڑی بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ کوئی کپکپا دینے والا لفظ نہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہیں بولتے۔!!

اہ! ایک وہ وقت تھا کہ اگر ایک بھی مرتد ہو جاوے تو قیامت کا واقعہ ہو جاتا تھا لیکن اب لاکھوں تک تعداد پہنچ گئی اور ہم ہیں کہ اس سے محض بے خبر اور اگر بے خبر نہیں تو بے پرواہ ہو رہے ہیں۔ پھر ان مرتد ہونے والوں نے کثرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین میں کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے وعظ کا مضمون ان کی تحریروں کا موضوع خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات پاک ہے۔ جسکی وجہ سے ملائکہ کو دکھ پہونچا اور زمین نجاست اور لعنت سے بھر گئی۔ پھر اس عقیدہ کا یہ اثر بد ہوا کہ اباحت پھیل گئی۔ اور زنا۔ شراب۔ بے حیائی۔ بے باکی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی وہ کثرت ہوئی کہ کسی زمانہ میں اسکا نشان نہیں ملتا۔

غرض

یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی ایسی بدی ہے کہ جسپر اللہ تعالےٰ کے کلام میں ایسی غضبناک آیتیں بولی گئیں اور یہ ایسی بدی کیوں ہے؟ اسکی جڑ یہی ہے کہ مسیح کو خدا کا بیٹا بنا کر جو نتیجہ نکالا گیا ہے اور اس سے جو فائدہ حاصل کیا گیا ہے وہ نہایت ہی خطرناک اور زہرہ گداز امر ہے۔ یعنی اس مسئلہ کی بنا پر کفارہ کا لغو اور جھوٹا مسئلہ تراشا گیا ہے۔ اور یہ وہ مسئلہ یا عقیدہ ہے جس میں تقویٰ۔ طہارت۔ نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور جس کے ماننے سے اگر انسان بالکل حیوانوں کی زندگی بسر کرے تو کوئی خوف اسکو روک نہیں سکتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ تمام بدیوں کا منبع اور تمام فسق و فجور کا چشمہ ہے۔ اعمال صالحہ کی جڑ اس سے کٹ جاتی ہے کیونکہ اگر اعمال صالحہ کیضرورت ہے تو پھر کفارہ کی کوئی حاجت نہیں اور اگر کفارہ درست ہے اور پھر اعمال صالحہ۔ تقویٰ اور طہارت بے کار اور بے سود ٹھہرتے ہیں بہر حال اس میں کوئی کلام اور شبہ نہیں کہ اس مسئلہ کے ماننے سے بڑی بے باکی۔ دلیری اور جرأت گناہوں پر ہوتی ہے یہ جڑ ہے اس امر کی جو خدا کی مجید اور حمید کتاب میں اس عقیدہ کی نسبت یہ لفظ بولے گئے کہ

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ؕ

یعنے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاویں اور زمین شق اور شگاف ہو جاوے۔ پہاڑ چور چور ہو جائیں اس بات سے کہ مسیح کو رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ اس امر کو خوب یاد رکھو کہ قرآن شریف جیسی حکیمانہ کتاب میں ایسے خطرناک الفاظ اسی لئے استعمال ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا۔ اور یہ بات اسکے علم میں تھی کہ اس ابنیت مسیح کے عقیدہ کی بنا پر سخت گندگیاں۔ ناپاکیاں زناکاریاں۔ اور فسق و فجور پھیلے گا۔ زمین خطرناک بدکاری سے بھر جائے گی جس سے قریب ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑے۔ اہ! اسی عقیدہ کی بدولت تمام راستبازوں کو چور ڈاکو اور رہزن قرار دینا پڑا۔ یہانتک کہ خدا تعالےٰ کے پاک نبیوں میں سے کسی کو معاذ اللہ۔ **زانی** کسی کو بدکار اور کسی کو قاتل ٹھہرایا۔ لیکن یہ فتنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ تھا بلکہ اسکا وقت اب آیا ہے جب کہ اس ناپاک عقیدہ کا غلبہ ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب یہ وحی اتری ہوگی تو آپکو اس کے تصور اور خیال سے کسقدر صدمہ ہوا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے بشارت دی کہ تیری ہی **امت** اور تیری روحانی ذریت اور تیرے غلاموں میں سے ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو

یکسر الصلیب اور **یقتل الخنزیر** کا مصداق ہوگا۔

صلیب کو توڑیگا یہ لفظ بھی بتاتا ہے کہ اسوقت صلیب کا بڑا غلبہ ہوگا اور اسی کا اشارہ اس آیت میں ہے جو میں نے پڑھی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑوں۔ سمندروں۔ ٹیلوں۔ نشیبوں پر اور ہر محسوس چیز پر غلبہ ہوگا۔ اور اسکی وجہ سے زمین نجاست سے بھر جائے گی۔ یہانتک کہ کروڑوں تک یہ شور ہو جائیگا۔ ایسی حالت اور وقت میں اللہ تعالےٰ ایک **مزکی نفس** کو بھیجے گا۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر آئیگا۔ اور وہ نفس اور شہوت کی طرف جھکنے والوں کو جنکا قبلہ پیٹ اور فرج ہوگا ان کو قاطع براہین سے سمجھا دیگا کہ بدیوں کی جڑ یہی مسئلہ ہے۔

اب اس ترتیب کو خیال کرکے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اسکی قدر کیا ہوگی؟ یہ سچی بات ہے کہ ہر شخص کی قدر و منزلت اسکی خدمت کے لحاظ سے

ہوتی ہے۔ عیسویت کی بدی تو اس آیت پر غور کرنے سے سمجھ میں آسکتی ہے اور پھر جب انسان اس امر پر سوچے کہ تمام نبی دجّال سے اپنی امتوں کو ڈراتے آئے ہیں تو اور بھی صفائی ہو جاتی ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جو سچ کو جھوٹ سے ملاتے ہیں۔ اب سوچو کہ وہ کیا فتنہ ان نبیوں کو دکھایا جاتا ہوگا جو اسے دیکھ کر ان کا رنگ زرد ہو جاتا ہوگا وہ کیا بات تھی کہ فردًا فردًا ڈراتا آیا۔ پھر یہ دیکھو کہ ہر ایک نبی نے کہا کہ آخری دنوں میں ایک شخص ہوگا جو خدا کے کھوئے ہوئے جلال کو بحال کریگا اور **قدوسیوں کا انتقام لے گا۔**

اس عیسائی قوم نے خدا کا بیٹا تجویز کر کے کفارہ کی بنیاد رکھی اور پھر آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تمام قدوسیوں کو (معاذ اللہ) حرامکار ثابت کیا کوئی نبی اور راستباز انکی زد سے نہیں بچا جسکو چور بدکار ڈاکو نہ کہا ہو۔ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**

ان حالات کو دیکھ کر اور ان باتوں کو سنکر زمین کانپ اٹھتی ہے کیا کبھی کسی حرامکار اور بدکار کو تائید الٰہی اور نصرت نبوت مل سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ اس قسم کے ظلم اور زور سے جب زمین چلا اٹھی تو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایک شخص کو منتخب کیا جو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا انتقام لینے والا تھا۔ جسکے لئے مقدر تھا کہ وہ اس شرک عظیم کے بت کو پاش پاش کرے اور جو نبیوں کی زبانوں پر اپنے کام اور منصب کے لحاظ سے **میکائیل** کہلایا۔ اور **کان اللہ نزل من السماء** کا مصداق ٹھہرا۔

اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہانتک فرمایا کہ وہ آنے والا ایسا ہوگا کہ اس کا نام میرا نام ہوگا گویا وہ محمدؐ و احمدؐ ہوگا۔ یہ شدت تعلق کیطرف اشارہ تھا۔ اور اس کے معنے یہ تھے کہ آنے والا اپنے محبوب مقتدا و مولا کی اطاعت اور محبت میں ایسا فنا اور گم شدہ ہوگا کہ کوئی مغایرت باقی نہوگی مگر افسوس کم سمجھوں نے اس سے ٹھوکر کھائی اور غلط راہ پر چل پڑے۔ یہی راز ہے جو مہدی کی حدیثوں کے متعلق آئی ہیں اسکی تمہید اسکے کام کے لحاظ سے کی گئی تھی مگر سمجھنے والے کم نکلے۔

میں تمہیں توجہ دلاتا ہوں کہ ان سب باتوں کو جمع کرو اور پھر انپر غور کرو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ آنے والا کس شان کا بزرگ ہے۔

پھر ایک بات اور قابل غور ہے یہ بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یعنے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ اسے کل ادیان پر غالب کردے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شریعت کی تکمیل کر دی اور اب ایک نکتہ یا شعشہ اس سے کم یا زیادہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن تکمیل اشاعت ہدایت اور اسکا اظہار علے الملل مقدر کیا گیا تھا مسیح موعود کے وقت میں اب دیکھو کہ اس وقت کل مذاہب جمع ہو گئے ہیں اور تمام عقاید باہر نکل آئے ہیں اور راستوں کی سہولت اور آمد و رفت کے ذرائع کی آسانی اور اشاعت کے سامان کا بہم ہو جانا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اب وہ آنے والا آئے جو اسلام کو غالب کرے۔ کیونکہ ان مذاہب کا نکل آنا بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ آنیوالا آجاوے۔

ان سب امور کو مدنظر رکھکر جب میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قایم کیا ہے تو میرا دل خوشی سے بھر جاتا ہے اور بال بال ذوق سے سرشار ہو جاتا ہے کہ خدا نے ہمیں موقع دیا کہ ہم نے اس سلسلہ کو پا لیا۔

عزیزو! دوستو! یہی وہ مبارک سلسلہ ہے جو تم نے پایا۔ اور یہی وہ **مبارک وجود** ہے جو تم میں **موجود** ہے۔ جسکے ہاتھ پر تم نے بیعت توبہ کی ہے۔ دیکھو! تم نے عظیم الشان نعمت کو پایا اور تمہیں وہ چیز دی گئی ہے۔ جس سے تمہارے باپ دادا محروم گئے۔ اور وہ انتظار کرتے رہے خدا کا شکر کرو اور اس **نعمت** کی قدر کرو۔

غور کر کے دیکھ لو کہ اسلام کی حجت اس نے ادیان باطلہ پر کس طرح قایم کی ہے۔ برہموؤں۔ آریوں۔ سکھوں اور دوسرے تمام مذاہب کو کس طرح اپنے آسمانی حربوں سے کچل ڈالا ہے اور اس فتنہ کو جس کیلئے وہ خصوصیت سے مبعوث ہوا ہے۔ پاش پاش کرنے کے لئے جو حربے اس نے چلائے ہیں اسکی نظیر کوئی پیش ہی نہیں کر سکتا۔

یورپ اور امریکہ میں جہاں اسکے مخدوم اور متبوع سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر اور تبلیغ نہ پہونچی تھی اسنے ان بستیوں اور بلاد میں اسکی منادی پہونچا دی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ شخص ہے کہ زبان اسکی تعریف سے لال ہے اور فہم اسکے مرتبہ اور مقام کے سمجھنے سے عاجز ہے۔

اللہ ہی ہے جو اسکے مقام اور رتبہ کو خوب جانتا ہے۔

آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک اور پھر آجتک کے اہل کشف اور الہام کو اسکے مرتبہ اور عظمت پر اسنے مطلع کیا پھر کون ہے جو اسکے رتبہ کی تحدید کر سکے کوئی زبان اور قلم نہیں جو اسکا رتبہ بیان کر سکے یا لکھ سکے اس میں اگر شک ہو تو عدم معرفت کی دلیل ہوگی۔

میرے دوستو! خدا کا شکر کرو۔ کہ ایسے وقت میں اسنے تمہیں پیدا کیا اور توفیق شناخت عطا کی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہم میں سے **جو زندہ رہا** وہ دیکھ لیگا کہ خدا تعالےٰ اسکے مقام کو کس طرح پر ظاہر کرتا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ اسکے رتبہ اور مقام کی معرفت آسان امر نہیں اور میں یہ مبالغہ نہیں کرتا۔ میرا ایمان یہی ہے کہ اس کی تعریف میں مبالغہ ہو سکتا ہی نہیں جسقدر بھی ہم بیان کریں وہ کم ہے۔ میری روح بولتی ہے کہ جسقدر تحمید میں کروں یا اور کریں وہ اسکے بیان کرنے میں شرمندہ ہیں۔ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا قرآن کریم کو اس نے زندہ کیا اور اسلام کو زندہ کیا۔ تقویٰ اور طہارت کو اسنے زندہ کیا۔ قرآن کریم کی ہتک اور نبیوں کی ہتک کا اسنے انتقام لیا۔ کروڑوں اور اربوں انسانوں میں ایسا وجود پیدا نہیں ہوا جسنے ایسا انتقام لیا ہو۔ پھر تمہیں بتاؤ کہ اسکا درجہ کیسے شمار کر سکتے ہو۔

افسوس انپر جنہوں نے اسے نہیں شناخت کیا اور مبارکی ہو انکو جنہوں نے اسکو شناخت کر لیا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جو ہمیں ملا ہے۔ دعا کرو کہ ہماری معرفت زیادہ ہو اور ہم اسکی اتباع میں کھوئے جاویں۔ آمین۔

(پڑھو بقیہ صفحہ ۱۲)

کو بیان کرتے جو گناہ پر مترتب ہوتے ہیں اور اس تعریف و تحدید اور بیان نتائج میں خدا کے کلام کی تعریف و تحدید اور اسکے کام کی نصرت و تائید پر حصر رکھتی ہے گناہ کی تعریف کرنا خدا کے کلام کا حصہ ہے اور گناہ بہ سبب مُراد کلام الٰہی یعنی نتائج کا مترتب کرنا خدا کے کام کا خاصہ ہے۔ یہ حق بات ہے کہ گناہ تو حقیقی شے ہے یعنی شر بعینک آلہیہ کی تعریف پر موقوف ہے انسان کا کام اور حق نہیں کہ اپنی رائے اور انتخاب کی بنا پر بعض افعال کو گناہ اور بعض کو نیکیاں کو موجب ثواب قرار دے۔ اسلئے کہ نہ اسکا علم وسیع و محیط ہے اور نہ وہ جزا و سزا پر قادر ہے۔ اسکے بعد نصاری کا بڑا بھاری فرض تھا کہ کوئی ایسا وجود پیش کرتے جو ان گناہوں سے پاک ہوا۔ اور اسکی گناہوں سے بریت یا عصمت کے ثبوت میں اپنے باطل اوہام اور دلوں کی تراشی ہوئی باتوں کو سامنے نہ لاتے بلکہ اسکے وجود میں خدا تعالیٰ کے انعاموں اور فضلوں کو تمام انبیاء سے بڑھکر دکھاتے اور ثابت کرتے کہ آدم سے لیکر جناب موسیٰ (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) تک جو نصرت اور فضل اور انعام خدا تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کے موافق کسی پر ہوا اس سے بڑھکر اس شخص پر ہوا۔ اور فضل و انعام کی فوق العادۃ زیادتی کا استحقاق اس شخص کو محض اسکی عصمت نے دلایا ہے اور دیگر انبیاء میں جو کسر رہ گئی ہے۔ اسکا سبب بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ خدا کی نظر میں گنہگار رہتے۔

افسوس انصاری بجائے ایسی بینات اور حجج کے ایک انسان کو پیش کرتے ہیں جو توریت کے تمام ذی وجاہت اور ذی عزم نبیوں کے مقابل بالکل محض ادنیٰ اور نا قابل ذکر ہے۔ گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے چلے جاتے ہیں کہ یسوع معصوم ہے اور باقی سب گنہگار ہیں اور کبھی نہیں دکھاتے کہ اسکی عصمت کا یہ ثبوت ہے عصمت تو ایک خوبصورت پوشاک ہے جسکا شعار و دثار دونوں پاکیزہ اور خوشنما ہوتے ہیں۔ ایک شخص کی نسبت دعویٰ کرنا کہ اسکی باطنی حالت گناہ اور معصیت سے پاک ہے۔ محض فرضی بات ہوگی جبتک بیرونی اور مرئی عصمت اس کیساتھ شامل نہوگی۔ توریت میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کی جو ثمرات اور برکات مذکور ہوئی تھیں یعنی خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید دوسرے نبیوں میں تو بوجہ اکمل وہ نشان موجود ہے اور یسوع اس سے بکلی بے نصیب اور بے ایمانی اور افترا اور گناہ کی سزا جو خدا کی کتاب میں مذکور ہوئی تھی کہ جھوٹا صلیب پر لٹکایا جائیگا۔ حضرت یسوع کو اس نشان سے وہ کافی وافی حصہ ملا کہ کوئی کسر بھی کسی اور ہم جنس کیلئے باقی نہیں چھوڑی ستارہ دان نا عاقبت اندیش پرستاران انسان یسوع کو اپنے غرض کا ملعون بناتے ہیں خدا کی کتاب کے سچے قرار دادہ نشان کے موافق اسے ابدی ملعون اور راندہ درگاہ الٰہی ثابت کر جاتے ہیں اور بجز اس لعنتی نامرادموت کے اس نا شاد انسان کا کوئی کارنامہ نہیں دکھلاتے کہ جس میں کی بیٹھ پر دوسرے نبیوں سے بڑھکر یہ نصرت اور ظفر اور تائید الٰہی کی ملی بیرونی عصمت تو نتیجہ اور اثر ہوتا ہے، روحانی عصمت یا تعلق باللہ کا۔ ایک شخص کا ناکام نامراد رہنا ہونا۔ دشمنوں کا اسیر فتح پانا اور دوستوں کا اسکی زندگی میں ہی مخذول و مطرود ہونا ثابت کرتا ہے کہ اسکی نسبت عصمت باطن کا دعویٰ جھوٹے سے جھوٹا دعویٰ ہے۔

اپنے حالات پر مخدوم الملت آپ

اگرچہ کوئی باقاعدہ سوانح عمری آپ نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھی لیکن محض اظہار امر حقہ کے لئے آپ نے اپنے لیکچر (موسومہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا تجدید کی) کے دیباچہ میں کچھ ذکر کیا ہے۔ اسکا بہت تھوڑا حصہ آپ کی سوانح سے متعلق ہے۔ لیکن اگر اتنا ہی اقتباس ہو تو بے لطف ہوگا اسلئے وہ دیباچہ ہی یہاں دیدیا جاتا ہے۔" ایڈیٹر

حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کی اصلاح وتجدید کوئی چھوٹا سا مضمون نہیں۔ کہ سو یا دو سو صفحہ میں سما جائے۔ پھر ان سو صفحوں میں جو جلی قلم سے لکھے گئے ہیں۔ کسقدر حقایق کی توقع ہو سکتی ہے۔ اصل میں میرا ارادہ مسلسل چند لکچروں کا تھا اور یوں بتدریج بعض ضروری اور نازک پہلوؤں پر تجدید کے بحث کرتا۔ مگر مشیت ایزدی سے بات کسی دوسرے وقت پر جا پڑی۔ یہ بھی جتنا کچھ ہے خدا کی قدرت کا ظہور اور ہمارے مسیح علیہ السلام کی برکت ودعا کا نتیجہ ہے۔ میرے اسوقت کے حاضرین احباب جانتے ہیں۔ کہ میں سخت نزلہ میں مبتلا تھا۔ پوری طاقت سے میرے اعضاء مفاصل سے دست وگریبان ہو رہا تھا۔ سر صعود ابخرات سے مثل انگیٹھی کے تپ رہا تھا۔ ایسی حالت میں پورے اڑھائی گھنٹہ بولتا رہا اور یہ لیکچر بالکل ویسا ہی ہے جیسا ہی ظرف زبان کا مصروف ہوا۔ معمولاً اس لیکچر کے میدان تحریر میں بھی ہمارے مشہور سباق مولوی محمد فیروز الدین صاحب فیروز ڈسکوی کا اشہب قلم ہی اکیلا جولان دکھاتا رہا۔ اگر خدا نے اسے قبول فرمایا۔ اور سعید روحیں اس سے مستفید ہوئیں تو بڑا حصہ ثواب کا انشاء اللہ مولوی صاحب موصوف کے نامہ اعمال میں ثبت ہوگا۔ پھر میں تو اس کے بعد ہی قادیان شریف چلا آیا۔ اسکی کثرت بیوت ترکیب اہتمام مولوی صاحب ہی کے ذمہ پڑا۔ خدا کا شکر ہے کہ مولوی صاحب حسب وعدہ اسکی ترتیب وطبع سے عہدہ برآمد ہوئے اور خوب ہی ہوئے۔ مجھے اسکی نسبت اتنا کہنا پڑی بڑی بڑی نظروں اور تقریظوں کے قائم مقام معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پڑھا اور ۲۶- فروری کو مسجد مبارک میں احباب سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے سب دوست اسے ضرور پڑھیں۔ اسلئے کہ اس میں بہت سے نکات لطیفہ ہیں۔ اور یہ نمونہ ہے ایک شخص کی قوت تقریر کا اور اسی منوال پر مخصوصاً ہماری جماعت کو مقرر بننے کوشش کرنی چاہئے۔

بہرحال خدائے شاکر علیم کے مظہر کی شنا کر فطرت کا یہ جوش ہے اور یہ خاصہ اس برگزیدہ قوم کا ہے کہ یہ لوگ نکتہ نواز ہوتے ہیں اور خفیف سی کسی کی سعی کو بھی ہلکی نگاہ سے نہیں دیکھتے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاہ۔ کپٹ۔ چڑ سے انکے دل پاک صاف ہوتے ہیں جو تپ دق کی طرح اکثر ابنائے دنیا کے شامل حال ہے۔ ورنہ اعتراف کرتا ہوں کہ دعوت اصلاحی کا ایک پہلو بھی پورے طور پر میں بیان نہیں کر سکا۔ بہت بڑے شتقوق تھے دعا۔ وحی والہام۔ رویا وجود ملائکہ۔ قرآن کریم کی لفظی ومعنوی بے نظیری اور منجانب اللہ ہونے کے دلائل۔ دہریوں۔ برہموؤں نصرانیوں۔ آریوں۔ سکھوں۔ جینیوں کے ابطال کے لئے کارگر دلائل۔ شیعوں کے رد میں عجیب غیر مسبوق اصول۔ اہل اللہ اور اغیار کی شناخت کے لئے مضبوط معیار ان امور کے متعلق بڑی بھاری اصلاحیں اور تجدیدیں حضرت امام الزمان (علیہ الصلوات الرحمان) نے کیں اور زمانہ کو ان خطرناک غلطیوں پر تنبیہ کیا جن میں وہ مبتلا تھے میرا ارادہ اور فرض تھا کہ ان مضامین پر پوری بحث کرتا۔ جب اپنے آپکو اس فرض سے سبکدوش سمجھتا۔ مگر نہ ہو سکا۔

اب میرا ارادہ ہے اور اگر خدا نے چاہا تو مصمم ارادہ ہے کہ سورۃ یوسف کی تفسیر میں انہیں سے بعض امور پر جیسے وحی والہام۔ و رویا اور دعا اور قرآن کریم کا لفظاً ومعنیً بے نظیر معجزہ ہونا بحث کروں۔ مذہب حق اور آسمانی سلسلے اور کتاب حق کے لئے مخصوص زیور اور مایۂ نازش امور یہی خصوصیات ہیں جنکی وجہ سے اسلام کو اور مسلمانوں کو دوسرے مذاہب اور دوسری قوموں پر قطعی ..... شرف وفضیلت حاصل ہے اور اگر یہی نہوں تو دوسرے خشک اور بیجان مذہبوں میں اور اسمیں کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔

سید احمد خان صاحب نے (خدا تعالے انکو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے) جو کچھ دعا اور وحی والہام ورؤیا اور حقیقت کتاب اللہ کے متعلق لکھا ہے بالکل سطحی اور یورپ کے خشک فلسفیوں کے نقش قدم کی پیروی یا انہی کی تالیفات باللفظ ترجمے ہیں انہوں نے ان متہ زور مٹیریلسٹوں اور فلسفیوں کے بتر .. ن سے ڈر کر اپنی ان پھونس کی ٹٹیوں میں پناہ تو لے لی۔ مگر ان کی ان تحقیقات کا نتیجہ سخت قابل افسوس ہوا۔ ان انکاروں یا تحریفوں یا تسویلوں کی وجہ سے ان کے اور ان کے انفاس کی قدر کرنیوالوں کے پاک تعلقات خدا تعالے سے نہ رہے اور اتباع سنت کی توفیق اس گروہ سے چھن گئی میرا خیال ہے کہ نیک نیتی نے ناواقفیت علم نبوت کی تاریکی میں ان سے یہ حرکات سرزد کرائیں۔ وہ اپنے زعم میں سچے مذہب کی طرف سے دفاع کر رہے تھے اور میرا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے دل میں ٹھانی ہوئی حسنات کے انکے سیئات کو دامن غفران سے ڈھانک دیا ہوگا سورۂ یوسف کی تفسیر کی تحریک مجھے اس سے ہوئی کہ گجرات کے ایک شخص نے میری ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھا کہ زہد وتقویٰ سید احمد بریلوی رضی پر ختم ہوا اور معارف وحقایق عقلیہ سید احمد خان علیگڈھی مرحوم پر ختم ہوگئے۔ میں اسمیں یہ دکھانا چاہتا ہوں اور محض خدا تعالے کے دین کے اعلاء اور مرسل اللہ کے ابراء کے لئے کہ معارف وحقایق قرآنیہ ... خدا تعالے نے مخصوصاً ہمارے مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے اتباع کو عطا کئے ہیں اور اغیار انمیں قطعاً شریک نہیں اور سید صاحب مرحوم کی تفسیر نے ایک خشک عقلی کتاب یا ایک سطحی دینی کتاب کے سوا اللہ تعالے کی بے نظیر کتاب قرآن کریم کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اس مقابلہ کے لئے میں نے مخصوصاً اس سورۂ شریفہ کو اس وجہ سے اختیار کیا کہ اسمیں رؤیا۔ وحی والہام وعلاوہ قبولیت دعا اور قرآن کریم کا لفظاً ومعنیً معجزہ ہونا وہ سارے امور ہیں جو مابہ الامتیاز ہیں)۔ اسلام میں اور دیگر مذاہب میں اور انہی امور کی بیخکنی سید صاحب نے ثابت کر دیا ہے۔

کوتہ مختصر سطحی اور الہیات میں مطلقاً دسترس رکھنے والے شخص نہ تھے۔ آخر کار مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اسلام کو دانا دشمنوں اور نادان دوستوں کی تردیدوں اور تائیدوں سے پاک اور مستغنی دکھایا اور آپکے اعمال واقوال نے ایک زمانہ پر آشکارا کر دیا کہ حقیقۃً یہ وہی شخص ہے جسکے لئے جناب محمد رسول اللہ صلعم نے اپنا اسلام امانت رکھا تھا۔ میرے دل میں ہر وقت یہ تڑپ رہتی ہے کہ وہ ذوق اور بصیرت امور دین میں جو اس برگزیدہ خدا کے فیضان صحبت سے مجھے حاصل ہوئی ہے خشک فلسفہ یا نیچریت کے دلدادہ اور نرمذاہبی اور تقشف عادی کے خوگردہ بھی اسطرف توجہ کریں اور محظوظ ہوں میں نے تیئس برس تک سید صاحب کی تصانیف کو پڑھا اور شوق سے پڑھا اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ سید صاحب کے ہم آواز ہونے کے ایام میں میں منافق یا مقلد نہ تھا میرے احباب خوب جانتے ہیں کہ اخلاص وسرگرمی سے ان خیالات کی تائید کرتا۔ اور عالم السر والعلن گواہ ہے کہ اسوقت بھی نیت نیک اور رضائے حق مطلوب تھی۔ مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا ۱۸۹۸ء میں آپکی پاک صحبت میں مستقل طور پر رہنے کی توفیق ملی۔ اور ۱۸۹۳ء کے آغاز میں آپکے وہ علوم و حقایق مجھ پر منکشف ہوئے کہ میرے سینہ کو لوث اغیار سے صاف دھو ڈالا میں اپنے ذاتی تجربہ اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ سید صاحب مرحوم کے مذہبی خیالات خدائے ذوالعجائب کے پانے کی راہ میں خطرناک روک ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الامین و آلہ الطیبین۔

عبد الکریم سیالکوٹی از دار الامان قادیان
۲۸- فروری ۱۸۹۹ء

ناظرین سے التماس

آج کا اخبار جس قسم کی خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ اسکے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگی جیسا پہلے بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ پرچہ دو سو زائد چھپوا لیا ہے تاکہ مخدوم الملت کے حالات اور مضامین کے عاشق زائد کاپیاں منگیں تو تکلیف نہو جسقدر کاپیاں چاہیں

مکتوبات کریمیہ

مخدوم الملۃ کے بہت سے خطوط الحکم میں انکی زندگی میں چھپے اور شائع ہوئے اور ابھی بہت سے ہیں جو کہیں طبع نہیں ہوئے - یہ ذخیرہ بہت محنت اور سعی سے میں نے جمع کیا ہے - اور جو ان کی لائف کا ایک حصہ ہے آج کے اخبار میں جو ان کی یادگار کا پرچہ ہے میں چند خطوط درج کرتا ہوں - ان خطوط کا طرز تحریر اور مضمون صاف بتاتا ہے کہ وہ معمولی خط ہیں جو اپنے احباب کو لکھا کرتے تھے ان میں ہر قسم کی باتیں ہیں - لیکن یہ امر ان کو پڑھ کر کھل جاویگا - کہ ان خطوط کا لکھنے والا کس قسم کا ایمان اور دل رکھتا ہے اسکی زندگی کی غرض وغایت کیا ہے؟

پرائیویٹ خطوط سے کسی شخص کی اصل سیرۃ اور لائیف کا پتہ خوب ملا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ میں نے ایک لفظ بھی ان خطوط سے کم نہیں کیا اور بجنسہ انکو درج کرنا مناسب سمجھا - پس میں اپنے ناظرین کو خاص توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان خطوط کو کئی کئی بار پڑھیں اور ان سے وہ مفید سبق لیں جو انکے اندر مرکوز ہیں - ایڈیٹر -

پہلا خط سید حامد شاہ صاحب کے نام

جناب میر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہماری جماعت کا جوش دین کے ماتحت ہے - اس سے زیادہ میرے لئے کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ میں ان میں ایمان کا وہ نشان دیکھتا ہوں جسکے لئے خدا کے بندے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور مشکل ہاتھ آتا ہے - وہ گیلہ ہے - حمد حمد اللہ کے پاس ٹھہر جانا - برادر عزیز ماسٹر غلام محمد کا خط بڑا ہی لذیذ خط تھا - ان کے خط نے بہت سی نیک امیدوں کے لئے میرا دل خالی کر دیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ یہ شاخ اگر مبارک تنہ سے پیوستہ رہی (خدا تعالےٰ انتخاب سے ہر طرح سے محفوظ رکھے) تو ایک عرصہ کے بعد جو حقیقی پختگی کا موسم ہوتا ہے خوشنما برگ وبار لائے گی - میں اپنا دل کھول کر بتا سکتا تو اس سے بہتر نہیں دکھا سکتا جتنا مجرد تحریر دکھا سکتی ہے کہ میں سوائے تاسف کے کسی بھائی پر ناراض نہیں ہوا - مجھے غم اور غصہ اس بات کا تھا کہ کوئی عنداللہ گنہگار نہ ہو جائے اسلئے کہ میں اپنی صفائی کی نسبت علی وجہ البصیرۃ اعتقاد رکھتا ہوں - میں محض تشکراً لکھتا ہوں کہ میرا سینہ ہموطن بھائیوں کی محبت سے لبالب ہے اسلئے اضطراراً ہر ایک ایسی بات سے جو میری زعم میں ان کے حق میں مضر ہو مجھے غم لاحق ہوتا ہے - قصہ کوتاہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ فوری حرارۃ ٹھنڈی ہو گئی اور مطلع گرد وغبار سے صاف ہو گیا - چاہیئے کہ بھائیوں کا ہر ایک کام اور بات رفق اور تانی سے پیدا ہو خلوۃ میں جلوۃ میں کسی بھائی سے زجر اور درشتی کا برتاؤ نہ ہو - کوئی محسوس نہ کرے کہ وہ شخص اپنے تئیں بڑا بناتا اور سمجھتا ہے - حضرت حجۃ اللہ مرسل یزدانی کو دیکھو وہ باوجود اس بلند پائیگی کے خاکساری کی بہت نیچی سطح پر خدام سے برابر بیٹھتے ہیں اور اپنی تقریر وتحریر میں خلوۃ وجلوۃ میں کس ادب سے اپنے خدام کو یاد فرماتے ہیں - کاش اس خلق سے ہمیں کافی حصہ ملے تو ہم پھر زمین کی سطح پر فرشتے لینے والے ہیں مگر میں مایوس نہیں ہوا سونگھ رہا ہوں کہ وہ وقت قریب ہے دور نہیں کہ خدا تعالےٰ کے ایام بہتوں کو اپنی رونق کے لئے منتخب کر لیں گے - خدا کرے کہ اس قرعہ میں ہم سب کا نام سب سے اوّل نکلے -

گوکراسے کے متعلق فریب اور تزویر نے عجب گل کھلایا ہے - آج لاہور میں اس سے زیادہ شور ہے جو بطلان کی تصویر آتھم کی اس تاریخ پر برپا ہوا تھا - جمعہ کے دن سٹیشن پر سب مختلف المشارب لوگ جو ہماری بعض ہیں ایک گھاٹ پانی پینے اگے گئے ہیں یوں جمع ہو گئے اور گاڑیوں کے وہ پرے باندھے جیسے والیسرائے کے استقبال کو کھڑے ہوتے ہیں - پھر انہیں سوار کرا کر شہر کے اندر سے اس طرح پر نعرہ کرتے گذرے جیسے روافض سینہ پیٹتے اور رقد وسیوں کو کوستے جاتے ہیں غرض بطلان نے چند روز کے لئے اچھی طرح رونق پیدا کر لی ہے جیسے احد دن جبکہ دو جہان کا سردار مکہ سے نکالا گیا تھا اور کفار قریش نے چند روز کے لئے چراغان کرکے جھوٹی خوشی منائی تھی - آج حق کو جھوٹا کہا جا رہا ہے اور راستی پاؤں تلے کچلی جا رہی ہے اور بہت سے شقی چاروں طرف سے اٹھے ہیں کہ ناقۃ اللہ کے کونچیں کاٹ ڈالیں - آج وہ الہام پورا ہوا جو کچھ مدت ہوئی شائع کیا تھا - کہ " وہ بیت الصدق کو بیت التزویر بنانا چاہتے ہیں - رات حضرت مرسل اللہ علیہ السلام اس امر پر دیر تک گفتگو کرتے رہے - فرمایا ان شوروں سے ہمیں کیا رعب پڑ سکتا ہے ہمیں تو یہ سارے شور ایک تمہید معلوم ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی اس نصرت کی آمد کے لئے جو دیر سے معرض التوا میں ہے - عادت اللہ ہمیشہ یوں ہی ہے کہ جب تکذیب شدت سے ہوتی ہے تو غیرت الٰہی بھی اسی قدر نصرت کے لئے جوش مارتی ہے - آتھم کے شور پر جو ہماری تکذیب اور اہانت ہوئی خدا تعالےٰ کی غیرت نے بہت جلد لیکھرام کا نشان ظاہر کیا - اسی طرح ہم قوی امید رکھتے ہیں کہ یہ شور تکذیب پیش خیمہ ہے کسی زبردست نشان کا ممکن ہے کہ کوئی بد قسمت اس شور کے رعب میں آکر کٹ جائے اسکا علاج ہم کیا کر سکتے ہیں اسلئے کہ سنّت اللہ یہی ہے - اللہ اللہ کسقدر نشان اور یگانہ نشان حضرت اقدس کے مِن جانب اللہ ہونے کا ہے کہ یہ سب خبیث آندھیاں اس جبل اللہ کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتیں - ہم ذرا سی مخالف ہوا کے جھونکے سے ایک تنکے کی طرح ادھر ادھر اڑنے لگ جاتے ہیں - اگر خدائے قادر کے قہار وعدے نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ نہیں دھرا ہوا ہے تو یہ استقامت کہاں سے پیدا ہو گئی - اللّٰھم صلّی علیٰ محمّد وعلیٰ آل محمّد -

تحفہ گولڑویہ میں بڑے بڑے عجیب مضامین لکھے گئے ہیں حضرت اقدس کو خود ناز ہے کہ اس میں غیر مسبوق نکتے تحریر ہوئے ہیں اور حقیقت میں ایسا ہی ہے - قرآن کے نصوص صریحہ سے روز روشن کیطرح دکھا دیا ہے - کہ مسیح موعود ضرور ہے کہ اسی امت سے ہو - یہ تحفہ انشاء اللہ تعالےٰ ایک ہفتہ تک قابل اشاعت ہو جائے گا - ہمارے لاہوری بھائیوں نے اپنی استطاعت کے مواخق باطل کا مقابلہ خوب کیا اور دھڑتے کے اشتہار پے در پے نکالے ہیں ۔ مثنکر اللّٰہ سعیھم - بد قسمت شہر ہیں جن کی چھتوں کے نیچے امام وقت کو وہ گالیاں دی جاتی ہیں - جو ایک چوہڑے چمار کے منہ سے بھی قابل شرم ہوتی ہیں - وزیر آباد بھی اس بدقسمتی میں بہت بڑا حصہ وار ہے مگر امرتسر کے بعد لاہور نے بہت ہی نمونہ دکھایا - آتھم کے وقت ایک آنکھ قوم کی دکھنے آئی تھی - اب لاہور میں دوسری آنکھ میں ٹیس پیدا ہو گئی - فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون -

محمد یار پکھی گر کا ماتم اور ضعیفہ خدا بخش اس کے باپ کا پیچھے رہ جانا بڑی حسرۃ کا ماتم ہے خصوصاً دنیا دار لوگوں کے لئے جنکی آنکھوں کے آگے دوسرے جہان کا مطلع صاف نہیں اور فانی منظر نے سخت تسلیگی پیدا کر رکھی ہے - خدا بخش ورندی کی ننھی چراغ بی بی کی تصویر میری آنکھوں میں پھر رہی ہے - کیا ہی چلبلی خوشنما کشادہ دل لڑکی تھی - خدا تعالےٰ اسکے متعلقوں کو صبر دے - اگر یہ لوگ دنیادار نہ ہوتے تو میں اس لڑکی کے ماتم پر چند خاص باتیں انہیں ایسی سناتا اور ایسی تسلی دیتا کہ ان کا غم معاً خوشی سے بدل جاتا - غفر اللّٰہ لھم -

ایسے دنوں میں میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ہفتہ میں کم سے کم چار کارڈ ضرور لکھیں میرا درد دل آگے سے بھی بڑھ گیا ہے میری ساری بنا زبان ہی دعاؤں سے اب لبریز ہوتی ہے - اگرچہ اپنی زندگی سب سے زیادہ ناقابل اعتبار ہے مگر دل اس دکھ کو گوارا نہیں کرتا کہ کوئی عزیز اور دوست آنکھوں کے سامنے سے رخصت ہو جائے میں پھر امید کرتا ہوں کہ آپ از راہ کرم ہفتہ میں چار دفعہ ضرور خط لکھا کریں - سب دوستوں اور متعلقوں کو یہ خط سنا دیں میرے والد صاحب کو بھی ضرور سنا دیں - برادر عزیز غلام محمد کے خط سے دریافت ہوا کہ ماموں صاحب کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی ہے - ابھی ان سے پوچھ کر ان کا حال تحریر کریں - ماسٹر صاحب سے ضرور کہہ دیں کہ یہ ایام یہاں رہنے کے نہیں موت کا بازار گرم ہے - اگر یہ رخصتیں ختم ہو گئیں تو پھر ایسا موقعہ بہت دور جا پڑیگا اور زندگی کا اعتبار نہیں - جسطرح ممکن ہو کم سے کم پندرہ روز یہاں ضرور قیام کریں یہ مکان بہت اچھا ہے -

ایک خط ارسال کرتا ہوں - مولوی فیروزدین ڈسکوی - اور میاں کریم بخش مالک مطبع کو بلوا کر ان کے رد برو پڑھیں اور ان کو سمجھائیں کہ موت کو یاد کریں کیوں اس بدعملی پر کمر باندھی ہے اس سے پہلے بھی میرے پاس اس قسم کی شکایتیں آئی ہیں - مولوی صاحب بھی تو مبائع کے ہیں اور کریم بخش نے تو صاف بیعت کی ہوئی ہے کیسی شرم آتی ہے اس خط کے پڑھنے سے - اتقوا اللّٰہ ثم اتقوا اللّٰہ - سب دوستوں کو سلام - بزرگوں کو سلام -

شیخ مولی بخش صاحب کو بعد سلام کے کہیں کہ برادر عزیز مولوی محمد علی صاحب کی گرگابی کی کیا قیمت ہے -

والسلام عبد الکریم - ۲۷ - اگست ۱۹۰۲ء

(۲) میر صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بشپ کی چٹھی کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے پختہ ارادہ رسالہ لکھنے کا کیا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ اسکی نقل ہو اور درحقیقت دقت بھی ہے۔

تنخواہ دینے والے آدمیوں کی فہرست میں نام ہے - ماسٹر غلام محمد صاحب کا - منشی اللہ دتا صاحب کا - شیخ مولی بخش صاحب کا - شیخ غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر کا - اشتہار ان لوگوں کے نام بڑا موثر اور زبردست نکلا ہے - درحقیقت ان لوگوں کو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے ان کو اچھے کاموں کی نصرت کے لئے انتخاب کیا۔

میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی آجکل یہاں کے تغیرات کو دیکھ کر سارا گھر کا گھر دیدہ پر راضی ہو جاتے - دو ہی سبب ہیں جن سے سرد مہری اور تشنج پیدا ہوتی ہے - وہ داشت آئی یعنی امور اخروی پر کمزور یاں اور عدم صحبت سماوی - ایک بڑا نقص جو ہمارے بہت سے دوستوں کی سیرۃ میں ہے یہ ہے کہ وہ حضرت غیرۃ اللہ اور نور حق کی ملاقات بہت کم کرتے ہیں اور اپنی تراشی ہوئی اولو یہ تقلیل ارسال خطوط کے بارہ میں قناعت کر بیٹھے ہیں - بہت سے ذی وسعت بھی ہیں اور اپنی اندرونی زینت میں اور گھر کے تعلقات کے اجبار کے وقت بڑے فراخ دل سے کام لیتے ہیں - مگر نا سمجھی سے اسطرف آنے کو ضروری نہیں سمجھتے - خدا تعالےٰ ان پر رحم کرے کہ وقت کے رخ کو سمجھیں اور دین کو دنیا پر مقدم کریں - میرے دل میں سخت تڑپ اور رنج ہے میں ہر دم سوچتا ہوں کہ کیا کروں کونسا پیرایہ اختیار کروں کہ ان غافلوں کو یقین دلا سکوں کہ یہاں مدتوں بیٹھنا ازبس ضروری ہے - اور وہ جو نوکر ہیں ایسا التزام کرلیں کہ زمانہ کے ہاتھ سے فرصتیں چھین چھین کر جنوں وار اسطرف دوڑی آئیں - میرے دوستو - بڑی دولت جسے حاصل کرنے کو ہم اس عالم میں بھیجے گئے ہیں علوم صحیحہ اور عقائد صحیحہ ہیں - میں اس لذت کو محسوس کرتا ہوں - اور خداوند علیم جانتا ہے کہ بسا اوقات تنہائی کی گھڑیوں میں فخر کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اس پاک نعمت سے بہرہ مند فرمایا۔

میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ بہت تھوڑی اور بہت ہی تھوڑے ہیں جنہیں اس سماوی مائدہ سے کچھ بخشا گیا ہے - اسلئے کہ تھوڑے ہیں جو میاں الہ آباد بیٹھے ہیں اور قلیل ہیں جن کے پاؤں اس راہ میں اکثر گرد آلودہ ہوتے ہیں اور یہ قطعی بات ہے کہ بجز حضرت اقدس کی صحبت کے یہ دولت مل نہیں سکتی۔

جب میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ زمانہ لامحالہ گذر ہی جائیگا - اور میں معًا پوچھتا ہوں کہ صحابہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کیا صدمہ پڑا - اور ایک نے چلا کر کہا اب افسوس تو اس بات کا ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور آسمان کا تعلق زمین سے مسدود ہو گیا - غرض جب میں ان امور پر غور کرتا ہوں تو مجھے سخت رنج آتا ہے کہ کیوں ہمارے دوست ان ایام کو غنیمت اور خدا کا فضل نہیں سمجھتے - میرے دوستو کفران دو قسم پر ہے - کفران جلی اور کفران خفی - پہلی شق صادق ہے جو بد قسمت جہری منکروں کے حصہ میں آئی ہے - کفران خفی یہ ہے کہ اس نعمت کا اعتراف کرکے پھر اسکے اعتراف کے لوازم اور نتائج کا عملاً اظہار نہ کیا جائے - میں آہ مار کر کہتا ہوں بہت ہیں جو اس بلا میں گرفتار ہیں پردہ پھینکے نہیں - خدا تعالےٰ کی اصل غرض اس سلسلہ عالیہ کی اقامت سے یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ علیہم کا سا ایمان دلوں میں پیدا ہو جائے - اور یہ بات کیونکر حاصل ہو سکے - جب تک مہاجرین اولین کا رنگ روپ اختیار نہ کیا جائے ان میں سے کس نے کبھی عذر کیا کہ اس کے پاس خرچ نہیں یا اسکی آمدن قلیل ہے محبت اور عشق کی لغت میں یہ پست الفاظ واقع ہی نہیں ہوئے - یہ ان لوگوں کے خوفی الفاظ ہیں جنہوں نے اپنے بہت سے عذرات کے ساتھ ان بیہودہ عذروں کو بھی کہا - مسیح موعود آجائے - وہی مسیح موعود جسکا انتظار رہا - الحمد للہ مسیح موعود آجائے اور تم عشاق صبر سے اپنے بال بچوں اور زمینوں میں بیٹھے رہیں۔

ایک ذلیل عورت کا عاشق ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کبھی صبر کرکے بیٹھا ہو - اور کسی کم نے اسکے آگے کبھی اعذر کیا ہو کہ اب وقت نہیں تو اس کوچہ میں مت جا - تو مسیح موعود اور صدیوں کے منتظر مہدی مسعود کا عاشق کیونکر صبر سے بیٹھ سکتا ہے - اے میرے عزیز بھائیو خدا کے لئے تفکر کرو اور تلافی مافات کرو - میں سچ سچ کہتا ہوں غلطی میں مبتلا ہو سخت خطا کرتے ہو۔

میں کب تک آپکو یہ یاد دلاتا رہوں گا - اور میں یقینًا جانتا ہوں کہ ایک میں ہی ہوں جو اسطرح ملامت کرکے بعضوں سے سخت ملامت بلکہ دشنام بھی سن لیتا ہوں - یا محبت اور نصح دم لینے نہیں دیتی۔

میری چٹھی جو اس الحکم میں چھپی ہے وہ خدا کے فضل سے لکھی گئی ہے مگر ہے بڑی غور کی قابل آسے مجمع میں ضرور سناؤ شاید کسی کو لطف آجائے اور میرے حق میں دعا کرو - میں بعض ابتلاؤں میں مبتلا ہوں اور کوئی ذریعہ شفاعت الی اللہ کا نہیں دیکھتا بجز صادقین کی طرف سے ذب و دفاع کرنے کے - میں اعتقاد کرتا ہوں کہ اس چٹھی میں الباطل (رافضیت) پر گردن زن حربہ چلایا گیا ہے اور خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ کسر صلیب کے ساتھ کسر رفض بھی ہو جائے۔

درد اسکی وہ شدت ہے کہ الاماں - کئی دفعہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اب دل کی حرکت بند ہو جائے گی موت کے قریب پہنچ پہنچ جاتا ہوں - دعا کا محتاج ہوں - برادران و بزرگان را سلام برسانند۔

عاجز عبد الکریم از قادیان

یوم جمعہ ۲۹ - جون ۱۹۰۶ء

منشی تاج الدین صاحب پڑھکر میر حامد شاہ صاحب کو خط ارسال کردیں۔

(۳) قادیان ۲۲ ستمبر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خدا تعالیٰ کے فضل کریم سے گذشتہ مہینہ آرام اور عافیت سے گذرا - یہاں رات کو سردی خاصی ہوتی ہے - بادل اکثر گھرے رہتے ہیں آس پاس ہیضہ کی بہت شکایت ہے یہاں مرسل اللہ کے وجود پاک کی برکت سے عافیت ہے - پرسوں جناب مسیح علیہ السلام نے خدا تعالےٰ کے غنائی ذاتی پر بہت موثر اور ڈر دلانے والی تقریر فرمائی - فرمایا اگرچہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے انہ اوی القریہ مگر خدا تعالےٰ کسی کا محکوم رہنا نہیں چاہتا - اسکی صفت غنا ہر دم تقاضا کرتی ہے کہ انسان کبھی ایمن اور مطمئن ہو کر نہ بیٹھ رہے - اسکا منشاء ہے کہ انسان خوف و ہراس میں اوقات بسر کرے تو کہ ذل عبودیت کی حالت قایم رہے - فرمایا ہیضہ خدا تعالےٰ کی تلوار ہے بہت بہت دعائیں مانگو کہ اللہ تعالےٰ اس سے اس گاؤں کو محفوظ رکھے - اسلئے کہ مخالفوں کے نزدیک اور جگہوں کے لوگ تو شہید ہوتے ہیں مگر خدا نہ کرے جو یہاں پڑے تو یہی کہیں گے کہ ان پر غضب الٰہی پڑا۔

تحفہ گولڑویہ میں بڑے بڑے دقایق معارف بیان فرمائے ہیں - آج فرماتے تھے - خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک الہام ہوا ہے - جسکے یہ معنے ہیں کہ یہ رسالہ بڑا بابرکت ہوگا - اسے پورا کر دیا اور پھر الہام ہوا - قل رب زدنی علما۔

کل بڑا دلچسپ مضمون لکھا ہے یوشع بن نون علیہ السلام سے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری مشابہت بیان کرکے شیعوں پر ایسی حجت قایم کی ہے کہ اس باطل کے تار و پود ادھیڑ ڈالے ہیں۔

غرض اپنی ضرورت اور ثبوت کو اب قرآن ہی سے ثابت کرنے کی طرف بہت توجہ مبذول فرمائی ہے - اور کما استخلف الذین من قبلہم سے روشن طرح دکھا دیا ہے کہ مسیح موعود ضروری تھا کہ غیر قریش سے ہوتا اور وہ میں ہی ہوں - قرآن کریم سے نیچریوں اور دیگر ان منکران حدیث کے جو حدیث کی بنا پر اس سلسلہ کو ترکیب یافتہ اور اسلئے بے وقعت سمجھتے تھے خوب ہی تسلی کی ہے۔

فرماتے تھے چونکہ مضامین کی آمد بہت ہے اور وہ چاہتی ہے کہ درمیانی سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے اسلئے کہ ٹوٹنے میں بسا اوقات پیش آمد مضمون فوت ہو جاتا ہے - مناسب ہے کہ جمعرات تک یہ نمازیں ظہر اور عصر کی جمع کرکے پڑھی جائیں - چنانچہ آج ایسا ہی ہوا - پچھلے ہفتہ میں بھی ایسا ہی ہوا تھا - یوں ثابت اور صحیح ہو گئی وہ پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ

تجمع لہ الصلوٰۃ

ثم السلام علیکم و علی من لدیکم من الاخوان والخلان -

عاجز عبد الکریم

برادر منشی تاج الدین صاحب یہ خط پڑھکر اور ممکن ہو تو کسی صاحب دین برادر منشی محمد شادی خاں صاحب چوب فروش متصل طبیب بادشاہ یہاں - سیالکوٹ روانہ کردیں۔

میں کچھ عجیل ہو گیا تھا خط ڈاک میں ڈال نہ سکا
آج آپ کا خط ۔ مہر شاہ بے مہر کی انکار کی
رجسٹریاں اور تین ناپاک اشتہار نکلے۔
حضرت اقدس علیہ السلام آج ظہر و عصر میں
بوجہ درد سر تشریف نہیں لائے ۔ چونکہ تحریک
بہت ہے یہ درد سر بتاتا ہے کہ خدا کا کلام
آج نازل ہو گا ۔ ان اشتہاروں خصوصاً نہ ملی
کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے
کی غیرت کا جوش بہت دور نہیں ۔ میری بہت
سعادت ہے کہ میں ہی اب ان لوگوں کی تحریروں
میں برئی کے ساتھ تحریر ہوتا ہوں۔
وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء
حضرت نے ایک دن فرمایا اب تو آپ بھی ہمارے
ساتھ گالیوں میں شامل ہو گئے ۔ بڑا ثواب ہے
آج مفتی صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ شہر
لاہور میں پھر ہیضہ شدت سے شروع ہو گیا ہے
اللہ تعالے ہماری جماعت پر فضل کرے۔
بھائیوں کو تاکید کر دیں کہ دفتوں کو ضائع نکریں
استغفار بہت پڑھیں ۔ واللہ معکم۔

عاجز عبدالکریم ۔ بعد از نماز عصر ۸ تاریخ ستمبر

۶ٹ۔ قادیان ۹ ستمبر ۳ بجے بعد ظہر
برادرم مفتی صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط پڑھ کر حضرت اقدس علیہ السلام
نے قبل از نماز ظہر بڑی لطیف تقریر کی ۔
اور مجھے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہو رہا ہے ۔ احادیث و آثار
کے موافق ہو رہا ہے ۔ ضروری تھا کہ یہ لوگ
اپنے ہاتھوں سے ان آثار کی صداقت پر
مُہر لگا دیتے جن میں لکھا ہے کہ مہدی موعود
کے وقت بڑا شور برپا ہو گا اور اُسکو سلف
وخلف کے عقائد کے خلاف باتیں بنانے والا
کہکر کافر ٹھیرایا جائے گا ۔ اسوقت ہمارے احباب
کو ایسا ہی صبر کرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے
مکہ معظمہ میں کیا ۔ کوئی حرکت اُن سے ایسی سرزد
نہ ہوئی جو اُنہیں حکام تک پہنچاتی ۔ اسوقت
کسی پر بھروسہ نکریں کہ فلاں شخص ہماری
مدد کریگا یا درکھیں اسوقت خداوند جل و
علا کے سوا کوئی ولی و نصیر نہیں ۔
غرض اس امر کی یعنی صبر کی از بس تاکید فرمائی ۔
بڑا لمبا چوڑا اشتہار کسی شیخ عبدالرحمن
کشمیری بازار لاہور کا شائع کیا ہوا بھی ملا ۔
حضرت اقدس نے اسپر فرمایا ۔ اب ہماری باتیں
ان لوگوں کو سمجھ میں نہیں آتیں اور حقیقت

جب تک آسمان سے نور نازل ہو کر قلوب کو
با فہم نہ بنائے کوئی نہ سمجھا سکتا ہے اور نہ کوئی
سمجھ ہی سکتا ہے ۔ یہ ایام ابتلا کے ایام ہیں
پھر فرمایا کیا ہی سچ ہے کہ خدا تعالے کے اولیا
سے جنگ کرنے کے سبب سے نہ صرف ایمان
ہی سلب ہو جاتا ہے بلکہ عقلیں بھی سلب ہو
جاتی ہیں ۔ اسوقت جو بولتا ہے یہی بولتا ہے
اور بیسیوں خط اطراف سے اس مضمون کے
آتے ہیں کہ مہر شاہ نے مرزا صاحب کی ساری
شرطیں منظور کر لیں پھر وہ مقابلہ کے لئے
کیوں نہ آئے ۔ اللہ اللہ ایک طوفان بے تمیزی
برپا ہے ۔ کوئی غور کرتا ہی نہیں کہ اصل بات
کیا ہے ۔
الحاصل خلاصہ اور اہم اور لب لباب امر ساری
تقریر کا یہ ہے کہ صبر کرو اور زبان اور ہاتھ سے
صدق اور صبر کے خلاف کوئی بات اور حرکت
ظاہر نہ کرو ۔
برادر مفتی صاحب یہ خط پڑھ کر اور سنا کر
ازراہ کرم میر حامد شاہ صاحب کے نام سیالکوٹ
روانہ فرما دیں ۔ اور میرے مکتوب الیہا میرے
سارے احباب کی خدمت میں میرا اسلام عرض
کر دیں ۔ اور میرے لئے مخصوصاً خلوص قلب
سے دعا کریں کہ مجھے اعلائے کلمۃ اللہ کی توفیق
بیش از بیش عطا ہو ۔

عاجز عبدالکریم

(مکرم معظم جناب شیخ رحمۃ اللہ صاحب کے نام) مفتی صاحب شیخ صاحب کو پہنچا دیں

۵ٹ۔ قادیان ۸ ستمبر ۱۹۰۱ء ۱۲ بجے دن کے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کے خط
کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے
فرمایا " میں اس ابتلا میں اُن کے لئے بہت
دعا کرتا ہوں ۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ۔
درحقیقت ابتلا بڑی رحمت کا موجب ہوتی
ہیں کہ ایک طرف عبودیت مضطر ہو کر اور
چاروں طرف سے کٹ کر اسی اکیلے سبب ساز کی
طرف توجہ ہو جاتی ہے اور اُدھر سے اُلوہیت
اپنے فضلوں کے لشکر لیکر اسکی تسلی کے لئے قدم
بڑھاتی ہے ۔ میں ہمیشہ یہ سنت انبیا علیہم السلام
اور سنت اللہ میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر اس
گرامی جماعت کی رافت و رحمت ابتلا کے
وقت اپنے خدام کی نسبت جوش مارتی ہے
آرام و عافیت کے وقت وہ حالت نہیں ہوتی ۔
حضرت کو کل درد سر کے وقت بلبلہ
یہ الہام ہوا ۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ

یعنی میں امیروں کیساتھ تیری طرف اچانک آؤنگا۔
اس الہام سے بشارت ملتی ہے کہ اللہ تعالے
اب امیروں کو اس آسمانی سلسلہ کیطرف توجہ
دلانی چاہتا ہے ۔
تحفہ گولڑویہ میں بہت سے اچھوتے اسرار
لکھے ہیں امید ہے کہ بہت سے سعید اس سے
مستفید ہونگے ۔
رات مولوی نورالدین صاحب نے اس آیت کے
معنے پوچھے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ
الا وحیا او من وراء حجاب ۔ او یرسل
رسولا ۔ الآیہ ۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس
پر بہت سا جھگڑا ہوا ۔ حضرت نے فرمایا قبل
اس کے کہ اس آیت کے حل کی طرف ہم متوجہ
ہوں ہم عملاً دیکھتے ہیں کہ تین ہی طریق ہیں
خدا تعالے کے کلام کرنے کے چوتھا کوئی
نہیں (۱) رؤیا (۲) مکاشفہ (۳) وحی
پھر بہت غور کے بعد ہاں نماز عشا سے
سلام پھیرنے کے بعد فرمایا مولوی صاحب !
اس آیت کے معنے خوب کھل گئے ہیں ۔
من وراء حجاب سے مراد رؤیا
کا ذریعہ ہے من وراء حجاب کے معنے یہ
ہیں کہ اسپر استعارے غالب رہتے ہیں ۔
جو حجاب کا رنگ رکھتے ہیں اور یہی رؤیا کی
ہئیت ہے یرسل رسولا سے مراد مکاشفہ
ہے ۔ رسول کا تمثل ہی مکاشفہ میں ہی ہوتا ہے
اور مکاشفہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ تمثلات
ہی کا سلسلہ ہوتا ہے ۔ اسکے بعد بڑے جوش
اور خوشی سے فرمایا کہ قرآن کریم کیسے کیسے
حقیقی اور عظیم علوم بیان فرماتا ہے ۔ اس آیت
کے ہمرنگ انجیل و توریت میں تو ڈھونڈ کر لاؤ ۔
مولوی صاحب نے پوچھا تھا اس تفسیر سے پہلے کہ
من وراء حجاب سے یہ مطلب ہو کہ خدا
تعالے کا نظر آنا کوئی ضروری نہیں ۔ فرمایا یہ
مطلب ہی نہیں ۔ یہ معنی ہی رؤیا کے ہیں ۔
اور لفظ من وراء حجاب نے تو حقیقت رؤیا
کے فلسفہ کی بیان کی ہے ۔
غرض جس بات نے ہمیں لطف دیا اور ہمارا
سینہ اس صدق کے خیال سے بھر گیا کہ لاریب
یہ انسان من جانب اللہ ہے وہ یہ ہے کہ پہلے
اپنا ذاتی تجربہ بتایا ۔ اور پھر آخر کار کتاب اللہ
سے بھی اسی کی صداقت ثابت ہوئی ۔ اور ثابت
ہوا کہ ہم لوگوں کے علم خواہ ہم میں بڑے بڑے
ہی ہوں حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں ۔
اسوقت ابر محیط ہے ۔ ہوا جاڑے کی طرح خنک
چل رہی ہے ۔ خدا تعالے کا بڑا فضل ہے ۔ قادیان

میں اگست کے گندے مہینہ کا کوئی رنگ اللہ تعالے
نے ہمیں نہیں دکھایا ۔ اپریل کی طرح گزر رہا ہے
خفیف سا تسرّع بھی صبح ہوا ۔
یہ خط آپ منشی تاج الدین صاحب کو ارسال
کر دیں اور وہ پڑھ کر جلدی میر حامد شاہ صاحب
کو ارسال کر دیں اور میر حامد شاہ صاحب ازراہ کرم
میرا پہلا خط منشی محمد شادی خاں سے لیکر جو ابھی
منشی تاج الدین صاحب کے توسط سے سیالکوٹ پہنچا
ہے مع اس خط کے برادر خلیفہ نورالدین صاحب
کو جموں ارسال فرما دیں ۔
سب بھائیوں کو سلام

عاجز عبدالکریم

مخدوم الملۃ پر حضرت خلیفۃ اللہ

(مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی کیا رائے تھی اور غالباً اس حیرت میں اسکا کسیقدر نمونہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے مفصل بحث بھی آپکی لائف میں ہی ہے تاہم خلاصۃً ذکر ضروری تھے)

(۳) حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں
اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں اور اپنے
اوقات عزیز کا اکثر حصہ اونہوں نے تائید دین کے
لئے وقف کر رکھا ہے اُن کے بیان میں ایک اثر ڈالنے
والا جوش ہے اخلاص کی برکت اور نورانیت اُنکے
چہرہ سے ظاہر ہے ۔ میری تعلیم کی اکثر باتوں
سے وہ متفق الرائے ہیں مگر میرے خیال میں ہے کہ شاید
بعض سے نہیں لیکن اخویم مولوی نورالدین صاحب کے
انوار صحبت نے بہت سا نورانی اثر اُنکے دل پر ڈالا ہے
او نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے
جاتے ہیں اور درحقیقت میں بھی اسبات کو پسند نہیں
کرتا کہ الٰہی کتاب کے واقعی اور سچے منشاء کی مخالفت
نیچر کے ایسے تابع ہو جائیں کہ گویا کامل ہادی ہمارا
وہی ہے میں ایسے حصہ نیچریت کو قبول کرتا ہوں ۔
جسکو میں دیکھتا ہوں کہ میرے مولیٰ اور ہادی ذاتی
کتاب قرآن کریم میں اُسکو قبول کر لیا ہے اور سنت اللہ
کے نام سے اسکو یاد کیا ہے میں اپنے خداوند کو کامل طور پر
قادر مطلق سمجھتا ہوں اور اسی بات پر ایمان لاچکا
ہوں کہ وہ جو چاہتا ہے کر دکھاتا ہے اور اسی ایمان کی
برکت سے میری معرفت زیادت میں ہے اور محبت
ترقی میں مجھے بچوں کا ایمان پسند آتا ہے اور فلسفیوں
کے بوڑے ایمان سے میں متنفر ہوں ۔ مجھے یقین ہے کہ مولوی
صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کیوجہ سے اور بھی
یکرنگی میں ترقی کرینگے اور اپنے بعض معلومات
میں نظر ثانی فرمائیں گے +

یہ تو وہ ابتدائی حالت تھی جب کہ مخدوم الملتہ نئے نئے اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اس تحریر میں جہاں اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاف گوئی آپ کی صداقت کی دلیل ہے وہاں خود حضرت مخدوم الملتہ کی راستی پسند طبیعت کا پتہ لگتا ہے اور خصوصاً آخری حصہ کہ

"وہ مجھے یقین ہے کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے
اور بہی ہم رنگی میں ترقی کریں گے"

ایک پیشگوئی ہے جو مولوی صاحب موصوف کے روحانی مدارج کی ترقی کے متعلق ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق مخدوم الملتہ نے جو ترقی کی وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام

مسلمانوں کا لیڈر

رکھا۔ اور حضرت حجتہ اللہ علیہ السلام نے بھی بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں آپ کا ذکر نہایت ہی قابل قدر الفاظ میں فرمایا۔ ایک مقام پر لکھا

"اور حضرت ممدوح سے دوسرے درجہ پر حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہیں اور انکو تو پہلے سے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا کے مناصب و رجاہ طلبی کی مناسبت نہیں دی مگر اب وہ بالکل دنیوی خیالات کو بھی استعفا دیکر اس دروازہ پر بیٹھے ہیں اور دن رات اپنے دماغ سے فوق الطاقت کام لیکر خدمت دین کر رہے ہیں اور جمعہ کی نماز میں بہت سے حقایق و معارف قرآن شریف بیان کرتے ہیں اور مسلمانوں کو فائدہ پہونچاتے ہیں"

اس سے بڑھکر مولوی صاحب ممدوح کے لئے کیا قابل ناز اور واجب الفخر امر ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں نمازوں کا امام مقرر فرمایا۔

پھر حال حضرت حجتہ اللہ علیہ السلام نے آخری تحریر جو آپ نے مولوی صاحب ممدوح کے [illegible] جو بطور سنگ مزار مولانا ممدوح کی قبر پر لگایا جاوے گا۔ اس سے اس تعلق اور محبت کا پتہ خوب لگتا ہے جو حضرت ممدوح کو مرحوم سے اور مرحوم کو حضرت خلیفۃ اللہ سے تھا۔ اگرچہ وہ پہلے پرچہ میں چھپ چکا ہے مگر یہاں اس کا اندراج بھی ضروری ہے [illegible]

کے توان کردن شمار خوبیٔ عبدالکریم
آنکہ جان داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
حامیٔ دین آنکہ یزدان نام او لیڈر نہاد
عارف اسرار حق گنجینۂ دین قویم
صدق ورزید و بصدق کامل اخلاص خویش
در رحمت شد اندر درگہِ ربِّ علیم
گرچہ جنس نیکواں این چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با این صفا دُرِّ یتیم
مدتے در آتش ہجر فروافتادہ بود
این کرامت بین کہ از آتش برون آمد سلیم
زین عجب تر آنکہ او در صبحِ منم در چند روز
مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم
گوہر نیش چون آب و تابے دست از فہم ما
ہرچہ ما گفتیم داخل شد دران طبع فہیم
دل بدرد آمد ز ہجرانِ چنین یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعل خداوند کریم
آہ۔ روز چار شنبہ بود بر ما سخت تر
ز آتش سوزان چو از ما شد جدا یار صمیم
داغ ہجران داد و ہفتم جمل از عمر خویش
ماہ شعبان بود چون پیش آمد این فرح الیم
این صدی کو بدر را ماند باد صاحب کمال
بود زو بیست و سوم در وقت این حشر عظیم
مشتہر چون بود اخلاص و وفا و اِتّقا
شد وصالش مُہر این تاریخ از فضل حکیم
اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم
نیز مارا از بلا ہائے زمان محفوظ دار
تکیہ گاہ ما توئی اے قادر رب رحیم

مرحوم کی وفات پر عام رائے

مخدوم الملتہ کی لائف کا ایک حصہ مندرجہ بالا عنوان بھی ہوگا اسکے لئے بطور نمونہ میں لاہور کے ایک معزز اخبار پنجہ فولاد کا ایک مراسلہ درج کرتا ہوں
ایڈیٹر

مولوی عبدالکریم صاحب کی قادیان میں وفات

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

افسوس کہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو قادیان میں داعی اجل کو لبیک کہا اور ان کے طائر روح نے ناپائدار دنیا کو یہ شعر عرفی مرحوم کا سناکر بعالم آخرت پرواز کیا۔ع

مشتاب اے غم دنیا کہ بگردم نرسی
بکن از دور ودا عم کہ شتابان رفتم

مولوی صاحب جوان عمر تھے۔ اور سیالکوٹ کشمیری محلہ میں آپ کا مکان بالمقابل مکان راقم کے تھا۔ عہد طفولیت میں ہی عجیب قسم کے ذہین تھے۔ محلہ کے لڑکوں میں کبھی کھیل و کود میں شامل نہیں ہوتے۔ پہلے مرحوم سر سید کی تہذیب الاخلاق کے گرویدہ بنے پھر مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہوکر ایسے معتقد اور فنا فی البیعت ہوئے کہ وطن سے ہجرت کرکے وہاں ہی سکونت اختیار کرلی اور آخر مرزا صاحب کے قدموں میں ہی جان قربان کردی۔ ان کی زندگی لہو و لعب سے برکنار رہی علمی مجلس کے مشتاق تھے۔ ابتدا میں شعر و سخن کا شوق رہا۔ جب آپ نے پہلے پہل لاہور کو دیکھا تو لاہور کی تعریف میں ایک دلکش نظم فارسی کی لکھی جس میں علاوہ اور صفتوں کے یہ بھی ثابت کیا گیا کہ لاہور کا نام دو زبان سے مرکب ہے لا بزبان عربی۔ ہور بزبان پنجابی۔ یعنی ایسا اور نہیں ہے اس نظم کا اسوقت صرف ایک شعر راقم کو یاد ہے۔

ما ہر و یان بلدۂ لاہور
دل صافی ربودہ اند بجور

صافی آپ کا تخلص تھا۔ آپ کی ایک غزل فارسی کی راقم کے پاس ہے جو کسی آئندہ پرچہ میں شائع ہوگی۔ ایکدفعہ سیالکوٹ میں چند احباب کا مجمع تھا۔ اور اس شعر کا تذکرہ ہو رہا تھا + بھلا کیونکر کوئی تجربہ سے کرے لے + کدو کی دوستی اک پل میں توڑی + کریلے۔ کدو۔ توری سبزیات کا نام لیکر شاعر نے مضمون باندھا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم نے بھی ایک شعر سنایا (یہ معلوم نہیں کہ ان کا اپنا شعر ہے یا کسی اور شاعر کا) ؎

صاف سینا دیکھ کر درزن کو میں سینا گیا
کچھ تو سینے وہ لگی اور کچھ تو میں سینے لگا

راقم کو بھی ایک شعر مولوی سراج الدین احمد ایڈیٹر اخبار زمیندار کا (انکے والد مرحوم کی زبان سے جو راقم کے مہربان تھے سنا تھا) یاد تھا جسکو سنکر مولوی صاحب بہت ہی محظوظ ہوئے اور بار بار پڑھتے تھے اور داد دیتے تھے۔ شعر مذکور یہ ہے ؎

ہے کمخواب ہونا اپنا خاصہ
فراق یار میں تنزیب کو ململ

کمخواب۔ خاصہ۔ تنزیب۔ ململ کو کس طرح جدائی کے پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے۔ اکثر موسم گرما میں پچھلے پہر رات کے وقت جب آپ اپنی کوٹھی پر اس مشہور قصیدہ کو (مرحبا سید مکی مدنی العربی) اپنے شوق میں پڑھتے تھے۔ تو محلہ والے لوگ تاثیر آواز سے جو جادو سے کم نہ تھی۔ چونک پڑتے تھے۔ ایک دفعہ اس شعر پر۔ شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت۔ بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی۔ میرا ایک مہمان وجد کی حالت میں بیخود ہوگیا آپ کی خوش الحانی و جادو بیانی یاد کرکے بے اختیار دل سے یہ شعر نکل جاتا ہے ؎

آنانکہ بصد زبان سخن گفتندے
آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

مولوی صاحب جس وقت سیالکوٹ کے مہاراجہ والے بازار کے چونک میں باآواز بلند قرآن شریف پڑھکر وعظ کرتے تھے۔ عام ہندو مسلمان عیسائی جمع ہو جاتے اور شوق سے سنتے تھے۔ قرآن شریف کے عاشق دالدہ تھے۔ افسوس کہ ضعیف العمر والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔ اور جہاں تک راقم کو معلوم ہے اگرچہ قادیان چلے جانے کے بعد پھر ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا مرحوم لاولد تھے۔ مرزا صاحب اور جماعت احمدی کو اون کی دائمی جدائی کا سخت صدمہ پہنچا ہے اور ان کے دوستوں اور عام مسلمانوں کو عموماً سخت قلق ہے۔ مرزا صاحب کی طرف سے ہرچند دوا اور دعا کی گئی۔ مگر مقدر مبدل نہیں ہوسکتا۔ چون مبدل شد اعتدال مزاج نہ عزیمت اثر کند نہ علاج۔ زمانہ کئی انقلاب دیکھنے کے بعد کبھی جاکے اس دل و دماغ کا دوسرا پیدا کریگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور
اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

خداوند تعالےٰ مرحوم کو مغفرت کرے اور اس کے متعلقین کو صبر جمیل بخشے۔

راقم لدھا خاں از گھرتل ضلع سیالکوٹ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

مفرح عنبری
قیمت
فی ڈبیہ پانچ روپیہ

وزن پانچ تولہ
خوراک و ماشہ مخصوص
بذمہ خریدار

ہنر شناس اگر دو کہا ہنر کو خریدار — اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمیرز ملازمت الل الطباء کی نظروں میں اس عزت سے دیکھا جائے جسکی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدائے پاک کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپکے ملک میں تیار ہوتی ہے جسکا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا وال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی لیکن جب رفتہ رفتہ ملک میں چار دانگ مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنیوالے

خود بخود ہم نہیں بلکہ ان سے کہ خود ہی حوصلہ افزائی کیلئے کمربستہ ہوگئے جو کہ اس جلیل القدر بزرگ جماعت نے توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ ہوتا گیا حقیقت میں یہی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رکھا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اسکے فضل سے پورا ہوگیا۔ اس بات کو کہنے کی میں جرأت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ پر اس سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جیسا کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح اعلیٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں مشغول ہیں۔ ساتھ ہی ان میں یہ نہیں ٹال سکتا کہ آپ کو اسکی ضرورت تھی کیونکہ ہر ایک واقعی حسین کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج

کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت ارسطاطالیس، جالینوس، بوعلی سینا ہی کیوں نہ ہو۔ ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک قدرداں پاک دل طبیب کو اسکی تلاش ہی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا شکریہ نہایت ادب سے کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں انکا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمدردوں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں۔

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج جین ڈسپنسری نرنگ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن یا پوں ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب کمپونڈر (پشاور)
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپٹی ناگپور
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ انجمن اسلامیہ ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مولا چند صاحب سپرنٹنڈنٹ دھمتری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حمید حسین صاحب [illegible]
جناب ورگا پرشاد صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خانصاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر محمد الحمید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیف میڈیکل ڈسپنسری [illegible] بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب [illegible] سمالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب [illegible] ڈسپنسری ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس [illegible] متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خانصاحب ایچ ناگپور
جناب [illegible] صاحب اسپیشل سنٹ آرمی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم صاحب [illegible] بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت [illegible] صاحب [illegible] ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید یادی علی صاحب [illegible]
جناب ڈاکٹر محمد [illegible] صاحب [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شرافت صاحب ریاست [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد اللہ صاحب [illegible] ایس نواچی پور
جناب ڈاکٹر [illegible] علی صاحب [illegible] لال [illegible]
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب سپرنٹنڈنٹ اسپتال [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] ایس [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] الغلام [illegible]
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب فسٹ [illegible]
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست [illegible] ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب رانی ہاٹ ضلع [illegible]
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگرہ
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلی [illegible]
جناب حکیم [illegible] الدین صاحب [illegible] ریاست پٹیالہ
جناب حکیم احمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چندول ضلع [illegible]

جناب حکیم محمد صدیق صاحب جیلانی نجیب آباد [illegible]
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب [illegible] گاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دہالی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب باہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب [illegible] ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب گداڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوہرگل
جناب حکیم رحیم بخش صاحب پاٹک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھتگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خانصاحب [illegible] ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب سید عبدالقیوم صاحب سکندرنگر مہمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد [illegible] حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواچی پور

آخر پر مطلب — مفرح عنبری میں بڑی خوبی یہ ہے کہ اسمیں کوئی ۔۔۔۔ چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں ورسے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشہور پیٹنٹ مقوی ادویات ہیں خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آتی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھی تو تہائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں اب اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپکے آرڈر کا منتظر ہوں۔

بصد ادب نیاز خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح الشفا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

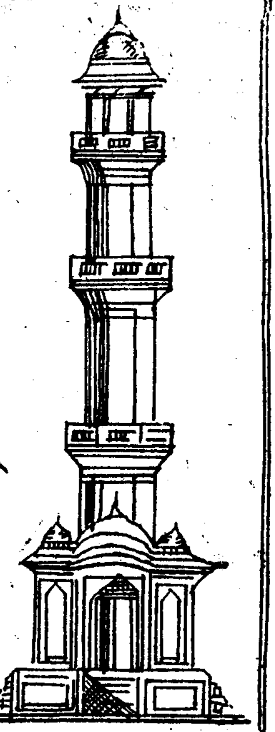

لا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۳۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۲۴ھ | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیا ۔ دار الامان کا ہفتہ
" الحکم کے پچھلے فایل صـ اول
(۲) درود شریف پڑھنے کی کیوں ضرورت ہے صـ ۲
(۳) نقشہ اوقات سحری افطار رمضان المبارک صـ ۳
(۴) لیکچر لودہانہ صـ ۴ تا ۵
(۵) اخبار وطن اور اشاعت کفر صـ ۶
(۶) کیا عورتیں کم عقل رہیں ؟ صـ ۷
(۷) امرتسری شکر کو دعوت صـ ۸ - ۹
(۸) گورالی ضلع گجرات میں احمدیوں کے ایک عظیم الشان جلسہ کی رپورٹ ۔ صـ ۱۰ تا ۱۱
(۹) وصیت ۔ خریداران الحکم توجہ کریں
نکاح کی ضرورت صـ ۱۱
(۱۲) اشتہارات صـ ۱۲ تا ۱۴

تازہ الہامات و رؤیا

(۱۵) اکتوبر ۱۹۰۶ء خواب میں دیکھا کہ میں کچھ لکھ رہا ہوں اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے ۔

عِلْمُ الدِّرْمَان ۲۲۳

علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہی معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے

(۱۶) اکتوبر ۱۹۰۶ء ۔ میں نے دیکھا کہ کسی کی موت قریب ہے یہ متعین نہ ہوا کہ کس کی موت آئی ہے تب اس کشفی حالت میں ہی میں نے دعا کی ۔

الہام ہوا

اِنَّ المنایا لا تطیش سہامہا

یعنے موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے ۔ تب میں نے اسی کشفی حالت میں ہی پھر دعا کی کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے ۔

تب الہام ہوا

اِنَّ المنایا قد تطیش سہامہا

اس کے بعد یہ بھی الہام تھا ۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم سب میں سے یہ کس کے حق میں ہے ۔

واللّٰہ اعلم بالصّواب

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ بہر حال اچھی ہے ۔

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے حقیقۃ الوحی ختم ہو گئی ۔

اس کی قیمت ... ایک روپیہ نہیں بلکہ سوا روپیہ محصول ڈاک کے علاوہ مقرر ہوئی ہے ۔ یہ ایک مفید اور جامع کتاب ہے ۔ اور ہر ایک احمدی کے پاس اسکا ہونا ضروریات سے ہے ۔

(۲) مولانا سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی دار الامان تشریف لے آئے ہیں اور خدمت دین میں مصروف ہیں ۔

(۳) مسجد مبارک کی توسیع کی ضرورت حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے محسوس کی ہے اور سعی فرما رہے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو مسجد بڑھ جاوے ۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ارادوں کو پورا کرنے والا ہے ۔

الحکم کے پچھلے فایل

الحکم کے پچھلے فایل جو نایاب اور نادر مضامین سے لبریز ہیں اسوقت دفتر الحکم سے مل سکتے ہیں چونکہ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں اور سر دست انکا دوبارہ چھپنا مشکل ہے اسلئے جو صاحب چاہیں منگوالیں ۔ پھر یہ فائل سینکڑوں روپیہ کو صرف سے بھی نہیں ملیں گے ۔

۱۸۹۷ء	عـ۸
۱۸۹۸ء	۷
۱۸۹۹ء	۷
۱۹۰۰ء	معہ
۱۹۰۱ء	عـ۵
۱۹۰۲ء	عـ۵
۱۹۰۳ء	عـ۵
۱۹۰۴ء	عـ۵
۱۹۰۵ء	عـ۵

کُل فایل یکدم خریدنے والے کو ۶۰ پر دیئے جاویں گے ۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

درود شریف پڑھنے کی کیوں ضرورت ہے؟

لاہور کے وطن اخبار میں جسکو بنے اسلام کی تردید میں عیسائیوں کی کتابیں بیچنے سے منع کیا ہے کسی شخص نے درود شریف کے متعلق اعتراض کیا ہے۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ مفسر قرآن مولوی انشاء اللہ خان صاحب اسی پرچہ میں اسکا جواب بھی ساتھ ہی شائع کر دیتے مگر خدا تعالیٰ نے انسے یہہ توفیق چھین لی۔ اور انہیں ہمت نہیں ہوئی کہ خود کوئی جواب اس اعتراض کا دیں۔ اس شیخی پر لوگوں کو میور کی تصنیفات پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وطن کے اس اعتراض کو پڑھ کر ایک خادم اسلام کے دل میں درد اٹھا اور اسنے جب تک اسکا جواب نہ لکھ لیا۔ دوسرا کام نہیں کیا میں اس جواب کو کسی حاشیہ اور اضافہ کے بدون چھاپ دیتا ہوں **وطن** کا فرض ہے کہ اپنے اخبار میں بھی اسے شائع کرے اور معترض کو اجازت ہے اگر اس کے بعد بھی کچھ کہنا چاہتا ہے تو ضرور لکھے اسکا جواب دیا جاویگا۔ میں اس پر اپنی طرف سے فی الحال کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتا بجز ایک بات کے اور وہ یہ ہے کہ انسانی فطرت میں یہ امر ودلیعت رکہا گیا ہے کہ وہ اپنے محسن کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور اسکا عملی درآمد عام طور پر ہم دیکھتے ہیں اسی فطرتی اصول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مبارک اور محکم تعلیم دی وَمَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ یعنی جسنے انسان کا شکر نہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ انسان عظیم صاحب خلق عظیم جسنے دنیائی کا یا پلٹ دی اور خطرناک تاریکی سے اسے نکال کر روشنی کے ایک بلند مینار پر اسے لاکھڑا کیا۔ ہر قسم کی فسق و فجور اور وحشیانہ زندگی سے مہذب اور باخدا انسان بنا دیں اس سے محبت نکی جاوے اور اسکی شکر گذاری ہم میں ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی پہلو پر غور کر کے بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ پھر یہ امر تمام مہذب ممالک مہذب افراد اور شایستہ اقوام کا دستور العمل ہے کہ وہ اپنے محسن کے لئے شکر گذاری کی دوٹ پاس کرتے ہیں اور اس نہ ین تو بات بات پر تھینکیس تھنکیس ہوتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات پر آپ کی کامیابیوں اور ترقی مدارج کے لئے شکریہ کے دوٹ (درود شریف) کے ذریعہ پاس ہوں تو اعتراض ہو تعجب!

پھر یہ بھی نظام مملکت ہمارے سامنے ہے کہ اعلیٰ درجہ کے کارکنوں کے لئے سلاطین عالم خطاب تجویز کرتے ہیں انکے مناصب میں ترقیاں کرتے ہیں پھر احکم الحاکمین اپنے ایک عظیم الشان رسول کی مدارج میں ترقی کرے تو وہ قابل اعتراض ٹھیرے! افسوس!!

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

بہرحال وہ مضمون درج ذیل ہے۔ امید ہے وطن اسے چھاپ دیگا۔ اور معترض صاحب کو اگر شک رہا تو وہ پوچھنے کی جرأت کریگا اور اسے جواب بحولہ تعالیٰ دیا جاویگا۔ ایڈیٹر

اخبار وطن مطبوعہ ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء نمبر ۳۴ - جلد ۲ صفحہ ۱۰ میں ایک اعتراض درود شریف پر کسی شخص نے کیا ہے لہذا اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

ترجمہ بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر درود بھیجو اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔ سورہ احزاب رکوع ۷۔

اعتراض معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے نبی کریم پر درود بھیجا جو کافی نہ ہوا۔ پھر فرشتوں کو بھی حمایت کے لئے ساتھ لیا پھر بھی شاید کام نہ بنا۔ پھر مومنوں کی بھی ضرورت پڑی عجب نبی ہے جس کو خدا اور فرشتوں کا درود کفایت نہیں کرتا اور بالآخر خدا کو مومنوں تک کو بھی حکم دینا پڑا تم بھی درود پڑھا کرو۔ پھر بھی معلوم نہیں کہ کافی ہو سکے یا نہ ہو۔

جواب خدا کا فضل و کرم ہر وقت اسکے بندوں پر ہوتا ہے کیونکہ خدا کی ذات پاک رحمان ورحیم ہے مگر نزول فضل خداوندی کا اس عالم میں جسکا سلسلہ سبب اور مسبب سے وابستہ ہے کوئی نہ کوئی باعث یا ذریعہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک ذریعہ نزول رحمت باری تعالیٰ کا ایمان اور اعمال صالح ہے دیکھو سورہ النساء رکوع ۲۴ میں بیان ہوا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ۔

پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ بھی کئے ہیں پورا دیگا اللہ انکے اجر جو اُن سے وعدے کئے ہیں اور اُس پر زیادہ دیگا اپنے فضل سے۔

اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نیک کاموں کے اجر کے علاوہ اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا فرمایا ہے چونکہ درود بھیجنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند تعالیٰ جل شانہ کا از راہ فضل و کرم ہے اور فضل خداوندی جسقدر ہو وہ کافی ہے۔

معترض کا یہہ کہنا کہ فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے حمایت کے لئے ساتھ لیا پھر بھی شاید کام نہ بنا۔ اے معترض کسی کی حمایت کا محتاج ہونا کمزور اور ناتوان انسان کا کام ہے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک القادر القوی العزیز اور عد ہے اس ذات مقدس کو کسی کی حمایت کا حاجت مند خیال کرنا صریح کفر ہے۔ رہا فرشتوں کا اور مومنوں کا آنحضرت کی ذات مبارک پر درود بھیجنا وہ خدا کی حمایت کرنا نہیں ہے بلکہ اپنی بہتری اور بہبودی چاہنا ہے اس امر پر دلیل یہ ہے چنانچہ سورۂ انعام رکوع ۲۰ میں ارشاد خداوندی یوں ہوا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا یعنی جو کوئی لایا نیکی اسکو ہے اسکے دس برابر سورۂ النساء رکوع ۲۴ میں اجر پر زیادتی بیان فرمائی اور سورہ انعام میں اصل اجر کے سوا دس گنا زیادہ ثواب دینا ارشاد فرمایا ہے۔ اور سورہ حم السجدہ رکوع اول میں فضل بے بہا جوش زن ہو رہا ہے یہاں حکم ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ یعنے البتہ جو لوگ یقین لائے اور کئے نیک کام انکو اجر ملنا ہے جو بس نہ ہو۔

آیات مذکورہ بالا سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک کام کا اجر دیکر اسکے علاوہ بطور بخشش کے دس گنا ثواب کیا بلکہ لا انتہا مہربان فرماتا ہے۔ اب یہ بھی جاننا ضروری امر ہے کہ نیکی اور نیک کام کیا ہے جسکے ذریعہ سے برکات آلہی عطاء فرمائے جاتے ہیں۔ حضرات نیک کام یا پاکیزہ عمل اپنے مالک الملک خدا کے تدبیر کے حکموں کا بجالانا ہے۔

اور فرشتوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بحکم آلہی ہے کیونکہ فرشتوں کا کوئی فعل بدون مرضی خدا کے نہیں ہوتا۔ دیکھو سورہ تحریم رکوع اول میں اس امر کا فیصلہ موجود ہے ویفعلون ما یؤمرون یعنے فرشتے وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم آلہی ہوتا ہے۔

فرشتوں اور انسانوں کو جو اپنے پیارے رسول پر درود بھیجنے کا حکم ربانی ہوا ہے اسکی یہہ غرض نہیں تھی کہ جو رحمت اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم پر بذریعہ درود نازل فرچکا ہے وہ کافی نہیں تھی اور خدا کی رحمت کا خزانہ تمام ہو چکا تھا اور نہ خدا کا یہ فرمانا ہے کہ اے فرشتو اور انسانوں تم میری حمایت کرو اور میرے نبی پاک پر درود بھیجو تاکہ وہ نقص اور کمی جو میرے درود بھیجنے میں رہ گئی ہے شاید پوری ہو جاوے اور میرے رسول کا کام چلے۔ حاشا للہ یہ گمان کرنا خدا کی ذات پاک پر سراسر کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سورہ السبا رکوع ۳ میں فرماتا ہے وَمَا لَھُمْ فِیْھِمَا مِنْ شِرْکٍ وَّمَا لَہٗ مِنْھُمْ مِّنْ ظَھِیْرٍ یعنے اور نہیں واسطے انکے بیچ ان دونوں کے کچھ ساجھا اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

اے نادان معترض خدا کی رحمت کے خزانے بے بہا ہیں دیکھ۔ لا انتہا خزانوں کا مالک اپنی کلام پاک یعنے سورہ ابراہیم رکوع ۵ میں فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ یعنے نعمہائے الٰہی کا کوئی شمار نہیں کر سکتا اسکے خزانے لا محدود ہیں۔

اوپر ہم قرآن کریم کی آیات سے بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ نیک عمل پر اجر کے علاوہ خدا اپنے فضل و کرم سے دس گنا ثواب عطا فرماتا ہے اور دس گنے سے بھی بڑھ کر بے شمار بخشش کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ حکم الٰہی کی بجا آوری کا نام ہی نیک اعمال ہے منجملہ نیک اعمال کے بحکم خداوندی درود کا بھیجنا پیغمبر علیہ السلام پر یہ بھی ایک اعلےٰ درجہ کا نیک کام ہے اور یہ نیک عمل خواہ فرشتے بجالاویں یا انسان ہر ایک کو نیک کام پر اجر دینا الٰہی وعدہ ہو چکا ہے۔ اور اعمال کے اجر کے علاوہ عطاء فرمانا خواہ اس گنا ثواب یا بیشمار

بخشش کرنا یہہ خدا کے فضل وکرم کا ثبوت ہے الغرض درود کا بھیجنا پیغمبر علیہ السلام پر بھیجنے والوں کے لئے رحمت الٰہی کا ایک ذریعہ ہے پیغمبر علیہ السلام کی کسی کمی کی تلافی نہیں۔ اور نہ خدا کے اڑے وقت کسی فرشتہ کا کام آنا جیسے کہ معترض نے اپنی جہالت سے خیال کیا ہے پس درود شریف کا پڑھنا واجب ہے اور اس ادائے واجب سے فرشتوں اور انسانوں پر جو اپنے پیارے رسول پاک پر درود بھیجتے ہیں اس اعمال صالح کیوجہ سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور نیز اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود پہونچانا بندگان خدا کا جو بطور پیشگوئی زبور ۲۷ آیت ۱۵ میں یوں فرمایا ہے۔ اسکے حق میں یعنے جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ سدا دعا ہوگی ہر روز اس کی مبارک بادی کہی جائے گی۔

خدا تعالےٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی اس پیش گوئی کا پورا کرنا زبور پاک کی صداقت کا اظہار مقصود تھا اور فرشتوں اور انسانوں کو بذریعہ درود شریف بھیجنے پیغمبر علیہ السلام پر اجر عظیم کا عطا کرنا اور اپنے حبیب پاک کو اس اجر عظیم کا ذریعہ ٹھہرانا تھا۔ اگر کسی عیسائی کے دل میں یہہ خیال گزرے کہ زبور ۲۷ کی پیشگوئی ہمارے یسوع کے حق میں ہے تو اسکے جواب میں کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی مذکورہ بالا میں صاف لکھا ہے کہ اسکے لئے سدا دعا یعنے برکت ہوگی۔ اے عیسائیو تم بجائے برکت کے معاذ اللہ یسوع کے نام پر لعنت کرتے ہو۔ دیکھو خط گلیتون باب ۳ آیت ۱۳ میں لکھا ہے۔ مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو لکڑی پہ لٹکایا گیا سو لعنتی ہے +

جائے انصاف ہے کہ اگر یہہ پیشگوئی مندرجہ زبور ۲۷ بحق یسوع کے ہوتی تو بجائے لعنت کے عیسائی صاحبان اپنے فرضی خدا یسوع پر برکت بھیجتے نا کہ لعنت +

بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

کمترین شیخ الہ دین لودھانوی واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور

نقشہ اوقات سحری و افطار رمضان المبارک

۱۳۲۴ھ بابت افق شہر لاہور عرض بلد شمالی ۳۱ درجہ ۳۵ دقیقے۔ طول شرقی یعنی وقت نصف النہار شاہی رصدگاہ گرینچ سے ۴ گھنٹے ۵۷ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ مرتبہ قاضی محمد عبد الرحمٰن صاحب وکیل ریاست مقام نرولا تہ

رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ	اکتوبر و نومبر ۱۹۰۶ء	وقت طلوع صبح صادق ۵ بج کر منٹ	سیکنڈ	وقت نصف النہار ۱۲ بج کر منٹ	سیکنڈ	وقت نماز مغرب ۵ بج کر منٹ	سیکنڈ
یکم	۲۰	۱۷	۱۴	۱۷	۱۸	۵۹	۲۹
۲	۲۱	۱۷	۵۴	۱۷	۲۷	۵۸	۲۴
۳	۲۲	۱۸	۳۴	۱۷	۱۷	۵۷	۱۹
۴	۲۳	۱۹	۱۵	۱۷	۸	۵۶	۱۶
۵	۲۴	۱۹	۵۶	۱۷	۰۰	۵۵	۱۴
۶	۲۵	۲۱	۳۷	۱۶	۵۲	۵۴	۱۲
۷	۲۶	۲۲	۱۸	۱۶	۴۵	۵۳	۱۳
۸	۲۷	۲۲	۵۹	۱۶	۳۹	۵۲	۱۳
۹	۲۸	۲۳	۴۱	۱۶	۳۳	۵۱	۱۵
۱۰	۲۹	۲۴	۲۳	۱۶	۲۸	۵۰	۱۸
۱۱	۳۰	۲۵	۵	۱۶	۲۴	۴۹	۲۲
۱۲	۳۱	۲۵	۲۷	۱۶	۲۱	۴۸	۲۸
۱۳	یکم نومبر	۲۵	۲۹	۱۶	۱۸	۴۷	۳۵
۱۴	۲	۲۶	۱۱	۱۶	۱۷	۴۶	۴۳
۱۵	۳	۲۶	۵۴	۱۶	۱۶	۴۵	۵۲
۱۶	۴	۲۷	۳۷	۱۶	۱۶	۴۵	۲
۱۷	۵	۲۸	۲۰	۱۶	۱۷	۴۴	۱۴
۱۸	۶	۲۹	۳	۱۶	۱۸	۴۳	۲۶
۱۹	۷	۲۹	۴۷	۱۶	۲۱	۴۲	۴۱
۲۰	۸	۳۰	۳۱	۱۶	۲۴	۴۱	۵۷
۲۱	۹	۳۱	۱۵	۱۶	۲۸	۴۱	۱۴
۲۲	۱۰	۳۱	۵۹	۱۶	۳۲	۴۰	۳۲
۲۳	۱۱	۳۲	۴۳	۱۶	۳۸	۳۹	۵۲
۲۴	۱۲	۳۳	۲۷	۱۶	۴۴	۳۹	۱۴
۲۵	۱۳	۳۴	۱۱	۱۶	۵۱	۳۸	۳۷
۲۶	۱۴	۳۴	۵۶	۱۷	۰۰	۳۸	۱
۲۷	۱۵	۳۵	۴۱	۱۷	۹	۳۷	۲۷
۲۸	۱۶	۳۶	۲۶	۱۶	۱۹	۳۶	۵۵
۲۹	۱۷	۳۷	۴۷	۱۶	۲۹	۳۶	۴۴

(۱) اوقات مندرجہ نقشہ انڈین سٹینڈرڈ ٹایم (ہندوستان کا مستند وقت) کے مطابق ہیں۔ جسے ریلوے ٹایم بھی کہتے ہیں۔

(۲) کسی تاریخ کو جب لاہور کی دہوپ گھڑی میں ۱۲ بجے کا وقت ہو تو جیبی گھڑی کا وقت اُس تاریخ کے وقت نصف النہار مندرجہ نقشہ کے برابر کرلینا چاہئیے۔ اس طرح پر جیبی گھڑی کا وقت ریلوے ٹایم کے مطابق ہوجائیگا۔ اسی طرح دیگر مقامات پر بھی دہوپ گھڑی کے وقت سے جیبی گھڑی کا وقت ریلوے ٹایم کے مطابق اُس قدر منٹ اور سکنڈوں کی کمی یا بیشی کرنے سے بنا سکتے ہیں کہ لاہور سے جس قدر عرصہ پہلے یا پیچھے اُن مقامات پر نصف النہار کا وقت ہوتا ہے۔

(۳) وقت مغرب احتیاطاً غروب آفتاب سے ٹھیک ۳ منٹ بعد لکھا گیا ہے۔

(۴) جن مقامات کا عرض بلد لاہور کے مطابق یا قریب قریب ہے اُن میں یہ نقشہ بخوبی کام دے گا۔

مقامات ذیل میں صبح صادق و نصف النہار و مغرب کا وقت مندرجہ ذیل تضاوت سے ہوگا۔ امب ضلع ہوشیارپور ۷ منٹ۔ ۱۲ سکنڈ پہلے اٹاری ضلع امرتسر۔ ایک منٹ۔ ۸ سکنڈ پہلے امرتسر ۲ منٹ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ بیاس شرقی سٹیشن کپورتھلہ۔ ۳ منٹ ۵۶ سکنڈ پہلے۔ بیاس مغربی سٹیشن امرتسر۔ ۳ منٹ ۵۲ سکنڈ۔ باغبانپورہ۔ ۱۲ سکنڈ پہلے۔ بجواڑہ ضلع ہوشیارپور ۶ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے۔ بٹالہ ضلع گورداسپور ۳ منٹ ۴۸ سکنڈ پہلے۔ ریاست لوکیت۔ ۱ منٹ پہلے بوٹاری ضلع امرتسر ۳ منٹ ۲۸ سکنڈ پہلے جنڈیالہ۔ ۲ منٹ ۴۸ سکنڈ پہلے۔ چنیوٹ ضلع جہنگ ۵ منٹ۔ ۴ سکنڈ بعد۔ بلہکر ضلع میانوالی۔ ۱۴ منٹ ۴ سکنڈ بعد۔ تنی میان خان۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان۔ ۱۲ منٹ۔ ۴ سکنڈ بعد۔ سہکی ضلع گوجرانوالہ ۱ منٹ۔ ۴ سکنڈ بعد۔ بخاری ضلع جہنگ ۵ منٹ۔ ۵۲ سکنڈ بعد۔ ہوشیارپور۔ ۶ منٹ ۸ سکنڈ پہلے جلو لاہور ۴۸ سکنڈ پہلے۔ چہرالا ضلع لاہور ۲ منٹ۔ ۱۲ سکنڈ سمانوالہ ضلع گوجرانوالہ ۲ منٹ ۴۴ سکنڈ بعد۔ شاہ حسین ضلع شاہ پور ۹ منٹ ۲۵ سکنڈ بعد۔

جن مقامات کا عرض بلد لاہور سے مطابق نہیں۔ انمیں سے چند مقامات کا فرق یکم رمضان اور ۲۹ رمضان کا دیا جاتا ہے۔ جس سے باقی ایام کا فرق تقریباً معلوم ہو سکتا ہے۔

یکم رمضان مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء اور ۱۷ نومبر مطابق ۲۹ رمضان المبارک

نام مقام	فرق لاہور کے وقت سے بوقت صبح صادق منٹ	سیکنڈ	پہلے یا پیچھے	فرق لاہور کے وقت سے بوقت مغرب منٹ	سیکنڈ	پہلے یا پیچھے	فرق لاہور کے وقت سے بوقت صبح صادق منٹ	سیکنڈ	پہلے یا پیچھے	فرق لاہور کے وقت سے بوقت مغرب منٹ	سیکنڈ	پہلے یا پیچھے
بہاولپور	۱۰	۴۰	بعد	۱۲	۳۶	بعد	۸	۲۷	بعد	۱۴	۳۳	بعد
الور	۹	۳۹	پہلے	۵	۳۴	قبل	۱۳	۳۶	قبل	۲	-	قبل
نارنول	۹	۴۴	قبل	۲	۸	//	۱۲	۴۵	//	۲	۵۷	//
دہلی	۹	۵	//	۹	۲۴	//	۱۵	۱	//	۶	۴۹	//
ریاست رامپور	۱۹	۱۰	//	۱۶	۱۵	//	۲۲	۹	//	۳	۵۷	//
مرادآباد	۱۸	۱۴	//	۱۵	۱۹	//	۲۱	۳	//	۳	۱	//
پیلی بھیت	۲۲	۱۸	//	۱۹	۲۳	//	۲۵	۱۷	//	۱۷	۵	//
کانپور	۱۵	۷	//	۱۹	۳۲	//	۲۹	۶	//	۱۵	۲	//
دیوبند	۳	۳۲	//	۱۱	۴۷	//	۱۵	۲۱	//	۱۰	۴	//
علیگڈھ	۱۵	۳۳	//	۱۱	۴۱	//	۱۹	۳۰	//	۸	۲۷	//
ریاست منداور	۶	۲۷	//	۵	۴۱	//	۱۲	۳۰	//	۲	۲۷	//

ضرورت نکاح

الحکم میں ایک عرصہ سے ایسے اشتہار چھاپے جاتی ہیں ان اشتہارات کے ذریعہ قوم میں کئی تعلق قایم ہوئے ہیں اور جس سے مفید نتایج پیدا ہونگی امید ہے منجملہ ان کے قوم نے اس ضرورت کو محسوس کرلیا ہے کہ احمدیوں ہی میں ناطے رشتہ ہونے چاہئیں۔ اسلئے اس تحریک کو قایم رکہنے کے لئے ہمیشہ ایسی درخواستیں شایع ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ مگر کسی ایسے خط کا جواب نہ ملیگا جسکے ساتھ ٹکٹ نہو۔ ایڈیٹر۔

منشی نبی بخش صاحب نائب کورٹ انسپکٹر ایک صالح اور متقی احمدی ہے۔ یہانتک کہ انہیں مکالمات الٰہیہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ نکاح کے خواہشمند ہیں مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ سے خط وکتابت ہو۔

مولوی عبد اللہ خان صاحب احمدی مدرس ہندو کالج پٹیالہ کے صاحبزادہ غلام مصطفےٰ طالب علم ایف۔ اے کلاس کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ مولوی صاحب موصوف ایک معزز خاندان کے ممبر ہیں۔ لڑکا اس سال ایف۔ اے میں شریک ہوگا۔ آیندہ اللہ تعالےٰ چاہے تو بی۔ اے پاس کرنے کا ارادہ ہے۔ احمدیوں میں شادی کرنے کی ضرورت ہے۔

چودہری قاسم علی قوم راجپوت ضلع جہلم حوالدار ریلوے احمدی بھائی ہے اور نکاح کا خواہشمند ہے۔ بابو عبد الرزاق سٹیشن ماسٹر لودہانہ ان کی دینداری اور نیک چلنی کی خاص تعریف کرتے ہیں۔ خط وکتابت دفتر الحکم سے ہو۔

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پس جب حالت یہانتک پہونچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار خدام شہید کر دیئے گئے اور مسلمان ضعیف عورتوں تک کو نہایت سنگدلی اور بیحیائی کے ساتھ شہید کیا گیا تو کیا حق نہ تھا کہ ان کو سزا دیجاتی۔ اسوقت اگر اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے تو البتہ یہ ہو سکتا تھا کہ تلوار کا نام نہ آتا مگر وہ چاہتا تھا کہ اسلام دنیا میں پھیلے اور دنیا کی نجات کا ذریعہ ہو اسلئے اسوقت محض مدافعت کے لئے تلوار اٹھائی گئی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسلام کا اسوقت تلوار اٹھانا کسی قانون۔ مذہب اور اخلاق کے رو سے قابل اعتراض نہیں ٹھیرتا وہ لوگ جو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دیتے ہیں وہ بھی صبر نہیں کر سکتے۔ اور جن کے ہاں کیڑے کا مارنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے وہ بھی نہیں کر سکتے پھر اسلام پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے؟

میں یہ بھی کھولکر کہتا ہوں کہ جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبی معصوم علیہ الصلواۃ والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہو گئی ہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم

زندہ نبی ہیں

اسلئے کہ آپ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں۔ اور آئندہ جب اسلام ترقی کریگا تو اسکی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور۔

پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی تو اسوقت ایسا خیال ہی کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ اب تو سب کے سب امن سے بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کافی ذریعے اور سامان موجود ہیں۔

مجھے بڑے ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں اور دوسرے معترضین نے اسلام پر حملہ کرتے وقت ہرگز ہرگز اصلیت پر غور نہیں کیا۔ وہ دیکھتے کہ اس وقت تمام مخالف اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے درپے تھے اور سب کے سب ملکر اس کے خلاف منصوبے کرتے اور مسلمانوں کو دکھ دیتے تھے۔ ان دکھوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں اگر وہ اپنی جان نہ بچاتے تو کیا کرتے قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہے۔

اذن للذین یقاتلوا بانہم ظلموا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اسوقت دیا گیا جبکہ مسلمانوں پر ظلم کی حد ہو گئی تو انہیں مقابلہ کا حکم دیا گیا اوس وقت کی یہ اجازت تھی۔ دوسرے وقت کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ چنانچہ مسیح موعود کے لئے یہ نشان قرار دیا گیا۔

یضع الحرب

اب یہ تو اسکی سچائی کا نشان ہے۔ کہ وہ لڑائی نہ کرے گا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ اس زمانہ میں مخالفوں نے بھی مذہبی لڑائیاں چھوڑ دیں ہاں اس مقابلہ نے ایک اور صورت اور رنگ اختیار کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قلم سے کام لے کر اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں عیسائی ہیں کہ انکا ایک ایک پرچہ پچاس پچاس ہزار نکلتا ہے اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اسلام سے بیزار ہو جائیں۔ پس اس کے مقابلہ کے لئے ہمیں قلم سے کام لینا چاہیئے یا تیر چلانے چاہئیں اس وقت تو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھکر احمق اور اسلام کا دشمن کون ہوگا؟ اس قسم کا نام لینا اسلام کو بدنام کرنا ہے یا کچھ اور۔ جب ہمارے مخالف اس قسم کی سعی نہیں کرتے حالانکہ وہ حق پر نہیں اور پھر کیسا تعجب اور افسوس ہوگا اگر ہم حق پر ہو کر تلوار کا نام لیں۔ اسوقت تم کسی کو تلوار دکھا کر کہو کہ مسلمان ہو جا ورنہ قتل کر دونگا۔ پھر دیکھو نتیجہ کیا ہوگا وہ پولیس میں گرفتار کرا کے تلوار کا مزا چکھا دے گا۔

یہ خیالات سراسر بیہودہ ہیں ان کو سروں سے نکال دینا چاہیئے۔ اب وقت آیا ہے کہ اسلام کا روشن اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے یہ وہ زمانہ ہے کہ تمام اعتراضوں کو دور کر دیا جاوے اور جو اسلام کے نورانی چہرہ پر داغ لگایا گیا ہے اسے دور کرکے دکھایا جاوے۔ میں یہ بھی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے جو موقع خدا تعالے نے دیا ہے اور عیسائی مذہب کے اسلام میں داخل کرنے کے لئے جو راستہ کھولا گیا تھا اسے ہی بری نظر سے دیکھا اور اس کا کفر کیا

میں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ پورے طور پر اس طریق کو پیش کیا ہے جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنیوالا ہے میرے رسائل امریکہ اور یورپ میں جاتے ہیں خدا تعالے نے اس قوم کو جو فراست دی ہے۔ انہوں نے اس خداداد فراست سے اس امر کو سمجھ لیا ہے۔ لیکن جب ایک مسلمان کے سامنے میں اسے پیش کرتا ہوں تو اس کے منہ میں جھاگ آ جاتی ہے گویا وہ دیوانہ ہے یا قتل کرنا چاہتا ہے حالانکہ قرآن شریف کی تعلیم تو یہی تھی

ادفع بالتی ھی احسن

یہ تعلیم اس لئے تھی کہ اگر دشمن بھی ہو تو وہ اس نرمی اور حسن سلوک سے دوست بن جاوے اور ان باتوں کو آرام اور سکون کے ساتھ سن لے۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کیطرف سے ہوں وہ خوب جانتا ہے کہ میں مفتری نہیں۔ کذاب نہیں۔ اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قسم پر بھی اور ان نشانات کو بھی جو اس نے میری تائید میں ظاہر ہوئے دیکھکر مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر میں تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو۔ کہ باوجود اس کے ہر روز افترا اور کذب کے جو وہ اللہ تعالیٰ پر کرے پھر اللہ تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت کرتا جاوے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اسے ہلاک کرے مگر یہاں اسکے برخلاف معاملہ ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں اسکی طرف سے آیا ہوں مگر مجھے کذاب اور مفتری کہا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور بلا میں جو قوم میرے خلاف پیدا کرتی ہے مجھے نصرت دیتا ہے اور اس سے مجھے بچاتا ہے۔ اور پھر ایسی نصرت کی کہ لاکھوں انسانوں کے دلمیں میری محبت ڈالدی۔ میں اسپر اپنی سچائی کو حصر کرتا ہوں اگر تم کسی ایسے مفتری کا نشان دیدو کہ وہ کذاب ہو اور اللہ پر اس نے افترا کیا ہو۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے اسکی ایسی نصرتیں کی ہوں اور اسقدر عرصہ تک اسے زندہ رکھا ہو اور اسکی مرادوں کو پورا کیا ہو۔ دکھاؤ۔

یقیناً سمجھو کہ خدا کے مرسل ان نشانات اور تائیدات سے شناخت کئے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان کے لئے دکھاتا اور انکی نصرت کرتا ہے۔ میں اپنے قول میں سچا ہوں اور خدا تعالیٰ جو دلوں کو دیکھتا ہے وہ میرے دل کے حالات سے واقف اور خبردار ہے۔ کیا تم اتنا بھی نہیں کہ سکتے جو آل فرعون کے ایک آدمی نے کہا تھا

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

کیا تم یہ یقین نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔ تم سب ملکر جو مجھ پر حملہ کرو۔ خدا کا غضب اس سے کہیں بڑھکر ہوتا ہے پھر اس کے غضب سے کون بچا سکتا ہے۔ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں بعض پوری کر دیگا۔ کل نہیں کہا اسمیں حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں مشروط ہوتی ہیں وہ توبہ۔ استغفار اور رجوع الی الحق سے ٹل بھی جایا کرتی ہیں۔ پیشگوئی دو قسم کی ہوتی ہے ایک وعدہ کی جیسے فرمایا

وعد اللہ الذین امنوا منکم اہل سنت مانتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئیوں میں تخلف نہیں ہوتا کیونکہ خدا تعالے کریم ہے۔ لیکن وعید کی پیشگوئیوں میں وہ ڈرا کر بخش بھی دیتا ہے اسلئے کہ وہ رحیم ہے۔

بڑا نادان اور اسلام سے دور پڑا ہوا وہ شخص جو کہتا ہے وعید کی سب پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں وہ قرآن کریم کو چھوڑتا ہے اسلئے کہ قرآن شریف تو کہتا ہے یصبکم بعض الذی یعدکم۔

افسوس ہے بہت سے لوگ مولوی کہلاتے ہیں مگر انہیں نہ قرآن کی خبر ہے نہ حدیث کی نہ سنت انبیاء کی صرف بغض کی جھاگ ہوتی ہے اسلئے وہ دھوکہ دیتے ہیں۔ یاد رکھو الکریم اذا وعد وفی رحیم کا تقاضا یہی ہے کہ قابل سزا ٹھیرا کر معاف کر دیتا ہے اور یہ تو انسان کی بھی فطرت میں ہے کہ وہ معاف کر دیتا ہے ایکمرتبہ میرے سامنے ایک شخص نے بناوٹی شہادت دی اسپر جرم ثابت تھا وہ مقدمہ ایک انگریز کے پاس تھا۔ اسے اتفاقاً چٹھی آگئی کہ کسی دور دراز جگہ پر اسکی تبدیلی ہو گئی ہے وہ غمگین ہوا۔ جو مجرم تھا وہ بڑھا آدمی تھا منشی سے کہا کہ یہ تو قید خانہ ہی میں مر جاویگا۔ اس نے بھی کہا کہ حضور بال بچہ دار ہے اسپر وہ انگریز بولا کہ اب مثل مرتب ہو چکی ہے اب ہو کیا سکتا ہے پھر کہا کہ اچھا اس مثل کو چاک کر دو۔ اب غور کرو کہ انگریز کو تو رحم آ سکتا ہے خدا کو نہیں آتا؟

پھر اس بات پر بھی غور کرو کہ صدقہ اور خیرات کیوں جاری ہے اور ہر قوم میں اسکا رواج ہے

فطرتًا انسان مصیبت اور بلا کے وقت صدقہ دینا چاہتا ہے۔ اور خیرات کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ بکرے دو۔ کپڑے دو۔ یہ دو وہ دو۔ اگر اس کے ذریعہ سے رد بلا نہیں ہوتا تو پھر اضطرارًا انسان کیوں ایسا کرتا ہے؟ نہیں رد بلا ہوتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہے اور میں یقینًا جانتا ہوں کہ یہ صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہودیوں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کا بھی مذہب ہے اور میری سمجھ میں روئے زمین پر کوئی اس امر کا منکر ہی نہیں جب کہ یہ بات ہے تو صاف کھل گیا کہ وہ ارادہ الٰہی ٹل جاتا ہے۔

پیشگوئی اور ارادہ الٰہی میں صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ پیشگوئی کی اطلاع نبی کو دیجاتی ہے اور ارادہ الٰہی پر کسی کو اطلاع نہیں ہوتی۔ اور وہ مخفی رہتا ہے۔ اگر وہی ارادہ الٰہی نبی کی معرفت ظاہر کر دیا جاتا تو وہ پیشگوئی ہو جاتا اگر پیشگوئی نعیبہ ٹل سکتی تو پھر ارادہ الٰہی بھی صدقہ خیرات سے نہیں ٹل سکتا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے چونکہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں۔ اسلئے فرمایا۔

ان یک صادقا یصبکم بعض الذی

یعدکم

اب اللہ تعالیٰ خود گواہی دیتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ٹل گئیں اگر میری کسی پیشگوئی پر ایسا اعتراض کیا جاتا ہے تو مجھے اس کا جواب دو۔ اگر اس امر میں میری تکذیب کرو گے تو میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنیوالے ٹھہرو گے۔ میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ کل اہل سنت جماعت اور کل دنیا کا مسلم مسئلہ ہے کہ تضرع سے عذاب کا وعدہ ٹل جایا کرتا ہے کیا حضرت یونس علیہ السلام کی نظیر بھی تمہیں بھول گئی ہے؟ حضرت یونس کی قوم سے جو عذاب ٹل گیا تھا اسکی وجہ کیا تھی؟ درمنثور وغیرہ کو دیکھو اور بائبل میں یونہ نبی کی کتاب موجود ہے۔ اس عذاب کا قطعی وعدہ تھا مگر حضرت یونس کی قوم نے عذاب کے آثار دیکھکر توبہ کی اور اسکی طرف رجوع کیا خدا تعالیٰ نے اس کو بخشدیا۔ اور عذاب ٹل گیا اُدھر حضرت یونس یوم مقررہ پر عذاب کے منتظر تھے لوگوں سے خبریں پوچھتے تھے۔ ایک زمیندار سے پوچھا کہ نینوہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا حال ہے تو حضرت یونس پر بہت غم طاری ہوا۔ اور انہوں نے کہا

لن ارجع الی قومی کذابا

یعنے میں اپنی قوم کیطرف کذاب کہلاکر نہیں جاؤں گا۔ اب اس نظیر کے ہوتے ہوئے اور قرآن شریف کی زبردست شہادت کی موجودگی میں میری کسی ایسی پیشگوئی پر جو پہلے ہی سے شرطی تھی اعتراض کرنا تقوے کے خلاف ہے۔ متقی کی یہ شان نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے مُنہ سے بات نکال دے اور تکذیب کو آمادہ ہو جاوے۔

حضرت یونس کا قصہ نہایت ۔۔۔۔ دردناک اور عبرت بخش ہے اور وہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے اسے غور سے پڑھو۔

یہاں تک کہ وہ دریا میں گرائے گئے اور مچھلی کے پیٹ میں گئے۔ تب تو یہ منظور ہوئی یہ سزا اور عتاب حضرت یونس پر کیوں ہوا؟ اس لئے کہ انہوں نے خدا کو قادر نہ سمجھا کہ وہ وعید کو ٹال دیتا ہے۔ پھر تم لوگ کیوں میرے متعلق جلدی کرتے ہو؟ اور میری تکذیب کے لئے ساری نبوتوں کو جھٹلاتے ہو؟

یاد رکھو خدا کا نام غفور ہے پھر کیوں وہ رجوع کرنیوالوں کو معاف نہ کرے؟

اس قسم کی غلطیاں ہیں جو قوم میں واقع ہوگئی ہیں انہیں غلطیوں سے جہاد کی غلطی بھی ہے مجھے تعجب ۔۔۔ کہ جب میں کہتا ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پیلی آنکھیں نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ خود بھی مانتے ہیں۔ کہ جو حدیثیں خونی مہدی کی ہیں وہ مخدوش ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس باب میں رسالے لکھے ہیں اور یہی مذہب میاں نذیر حسین دہلوی کا تھا وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے۔ پھر مجھے کیوں کاذب کہا جاتا ہے؟

سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کریگا اور قلم دعا۔ توجہ سے اسلام کا بول بالا کریگا۔ اور افسوس ہے لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جسقدر توجہ دنیا کیطرف ہے دین کیطرف نہیں دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہوکر یہ امید کیونکر کرسکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں وہاں تو صاف لکھا ہے

لا یمسہ الا المطھرون

اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علت غائی کیا ہے؟ میرے آنیکی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بیدین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآنمجید خاتم الکتب ہے۔ اسمیں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجایش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں۔ اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالےٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی حالت جو اسوقت ہے وہ پوشیدہ نہیں بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں۔ ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں انکی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہوگیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسکی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے کیونکہ اس نے فرمایا تھا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

اگر اسوقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کیجاتی تو وہ اور کونسا وقت آئیگا۔ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقع پر ہوگئی تھی جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتوان ہو جائیگا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ اس وعدہ حفاظت کے موافق اسکی نصرت کریگا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجّال اور کذّاب رکھا جاتا ہے اور مجھپر تہمتیں لگائی جاتی ہیں اسلئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیم سنت سے حصہ پاتا۔

میںنے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصہ نہیں پایا لیکن جو مصیبتیں اور مشکلات ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آئیں اسکی نظیر انبیاء علیہم السلام کے سلسلے میں کسی کے لئے نہیں پائی جاتی۔ آپنے اسلام کیخاطر وہ دکھ اٹھائے کہ قلم ان کے لکھنے اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے جلیل الشان اور اولوالعزم نبی تھے اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپ کے ساتھ نہوتی تو ان مشکلات کے پہاڑ کو اٹھانا ناممکن ہو جاتا۔ اور اگر کوئی اور نبی ہوتا تو وہ بھی رہ جاتا۔ مگر جس اسلام کو ایسی مصیبتوں اور دکھوں کے ساتھ آپ نے پھیلایا تھا آج اسکا جو حال ہوگیا ہے وہ میں کیونکر کہوں

اسلام کے معنے تو یہ تھے کہ انسان خدا کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جسطرح ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے اسطرح مسلمان کی گردن خدا تعالیٰ کی اطاعت کیلئے رکھدی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہی کو وحدہ لاشریک سمجھے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اسوقت یہ توحید گم ہوگئی تھی۔ اور یہ دیش آریہ ورت بھی بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ جیسا کہ پنڈت دیانند سرستی نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں ضرور تھا کہ آپ مبعوث ہوتے۔ اسی کا ہمرنگ یہ زمانہ بھی ہے جسمیں بت پرستی کے ساتھ انسان پرستی اور دہریت بھی پھیل گئی ہے اور اسلام کا اصل مقصد اور روح باقی نہیں رہا۔ اس کا مغز تو یہ تھا کہ خدا ہی کی محبت میں فنا ہو جانا اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا اور مقصد یہ ہے کہ انسان روبخدا ہو جاوے رو بدنیا نہ رہے اور اس مقصد کے لئے اسلام نے اپنی تعلیم کو دو حصے کئے ہیں اول حقوق اللہ دوم حقوق العباد۔ حق اللہ یہ ہے کہ اسکو واجب الاطاعت سمجھے اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔ یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کیوجہ سے کسی کو دکھ دیں۔ ہمدردی اور سلوک الگ چیز ہے اور مخالفت مذہب دوسری شے۔ مسلمانوں کا وہ گروہ جو جہاد کی غلطی اور غلط فہمی میں مبتلا ہے انہوں نے یہ بھی جایز رکھا ہے کہ کفار کا مال ناجائز طور پر لینا بھی درست ہے خود میری نسبت بھی ان لوگوں نے فتویٰ دیا کہ انکا مال لوٹ لو بلکہ یہانتک بھی کہ انکی بیویاں نکال لو حالانکہ اسلام میں اس قسم کی ناپاک تعلیمیں نہ تھیں وہ تو ایک صاف اور مصفّا مذہب تھا۔ اسلام کی مثال ہم یوں دیسکتے ہیں کہ جیسے باپ اپنے حقوق ابوّت کو چاہتا ہے اسیطرح وہ چاہتا ہے کہ اولاد میں ایکدوسرے کیساتھ ہمدردی ہو وہ نہیں

اخبار وطن اور اشاعت کفر

مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کی حرکت مذبوحی ناظرین دیکھ چکے ہیں یعنی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ان کی چٹھی کو مع اپنے ریمارکس کے چھاپ دیا ہے مگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو اب شاید سانپ سونگھ گیا ہے کہ وہ اس کے جواب میں کچھ بھی نہیں بولتے لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے کہ وہ اس طرح پر اس اشاعت کفر کے داغ کو چھپا لیں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ انہیں ننگا کر کے پبلک کے سامنے کھڑا کر دیا جاویگا اگر وہ اس سے توبہ نکریں گے اور اس خطرناک گناہ کا کفارہ ندیں گے۔

پہلی چٹھی شائع کرنے کے بعد مجھے مسلمان معاصرین پر افسوس ہوا تھا کہ انھوں نے اظہار حق سے محض اس بناپر بے پروائی کی کہ ایڈیٹر وطن کی مخالفت کرنی پڑتی تھی۔ ایسے یار فروش مسلمان اخبار نویسوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے کہ کتمان حق کے لئے وہ بھی عتاب الٰہی کے نیچے نہ آجاویں۔ خصوصیت سے روزگار۔ وکیل۔ اور کریسنٹ گزٹ۔ اہل فقہ۔ النجم وغیرہ اسلامی اخبارات پر سخت افسوس ہے کہ انہوں نے ابتک اس معاملہ پر کچھ نہیں لکھا۔ اور اسکی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ وطن کا ایڈیٹر انشاء اللہ خان ہے

میں عنقریب وہ فتوی شایع کرون گا جو انشاء اللہ خان صاحب کی اس کارروائی کے متعلق علماء دین گے۔ فی الحال میری پہلی چٹھی پر معاصرین نے جو کچھ لکھا ہے اسے شایع کیا جاتا ہے۔

(روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ایڈیٹر وطن کی اشاعت کفر

عنوان بالا سے ایک طویل کھلی چٹھی چھاپ کر ایڈیٹر الحکم نے ایڈیٹر وطن پر الزام لگایا کہ وہ سر ولیم میور مشہور مخالف اسلام اور دوسرے متعصب پادریوں کی تصانیف محض منافع کے لالچ سے مسلمانوں میں پھیلاتا ہے اور اس طرح پہ کہ باوجود اعلان رعایت اُن کی قیمت معمولی کتب فروشوں سے بہت زیادہ چارج کرتا ہے۔ چاہئے تھا کہ ایڈیٹر وطن اپنے اخبار میں اس کا جواب دے کر اپنی پوزیشن صاف کرتا۔ مگر عام توقع اور فرض منصبی کے خلاف اُس نے ایڈیٹر الحکم کو ایک کارڈ لکھ کر اُس کی ذات پر بعض رکیک و ناگوار حملے کرنے کے بعد فروخت کتب مذکورہ کے متعلق یہ عذر پیش کیا کہ اُس مین مخالفین کے خیالات سے اہل اسلام کو واقف بنانے اور اُن سے اعتراضات کے جواب لکھوانے کی غرض مدنظر رکھی گئی ہے

ایڈیٹر الحکم نے ایک تازہ مضمون میں اس عذر لنگ کے خوب بخئے اُدھیڑے اور اشتہار کی عبارت سے ثابت کیا کہ اُس میں کتابوں کے ازسر تا پا دین اسلام کی مخالفت اور جناب رسالتمآب کی اہانت سے معمور ہونے کا کہیں ذکر تک نہیں بلکہ عنوان اشتہار سے اُلٹا تعریف کا مفہوم نکلتا ہے۔ علاوہ ازین منصف مزاجوں کے نزدیک جوابات لکھوانے کا عذر اس لئے بھی مقبول نہیں ہوسکتا کہ اُن کتب کی کافی تردید پہلے کی جاچکی ہے اور لایق عیسائی علماء تک مصنفین کو اُن کی لغویت و بیہودگی پر ملامت کر چکے ہیں۔ نظر برین جلد تعلیم یافتوں کو اُن کے مطالعے سے بجز ملال و بدعقیدگی کے رتی بھر بھی مفاد متصور نہیں۔ نیز اگر یہ فروخت اسلامی خدمت میں داخل ہو تو بائبل سوسائیٹی اس سے بہتر طریق پر اسے ادا کر رہی ہے۔ پھر قیمت کی زیادتی کا الزام بدستور قایم رہتا ہے جو ایک ہمدردی قوم و خدمت دین کا دعوے چکنے چپڑے لفظوں میں کرتے رہنے والے کیلئے سخت نازیبا ہے۔

معزز ہمعصر زمیندار کی رائے

معزز ہمعصر زمیندار نے یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں ایک مختصر نوٹ لکھا تھا جسکو میں ذیل میں درج کروں گا۔ اسکے بعد انہوں نے ۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے زمیندار مین اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ لیکن میں صاف طور پر کہوں گا کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب کے تعلقات کا کسی حد تک انہوں نے لحاظ ضرور کیا ہے۔ میں نے مولوی انشاء اللہ خان صاحب پر کفر کا فتوی نہیں دیا ہاں میں انکی اس فعل کو اشاعت کفر ضرور قرار دیتا ہوں اور زور سے کہتا ہوں کہ انکی یہ تجارت

فما ربحت تجارتھم

کی مصداق ہے۔ فتوی دینا میرا کام نہیں اور میرے فتوے کو عام مسلمان شاید ایک احمدی کا فتوی قرار دیکر مانیں بھی نہیں۔ اسلئے میں نے ایک استفتاء طیار کیا ہے جو علماء اسلام خصوصاً انجمن مستشار العلماء لاہور کے سامنے پیش کیا جاوے گا۔ جس کے مولوی صاحب غالباً ممبر ہیں۔

پھر اس فتوی کو دوسرے علماء کے سامنے پیش کرکے شائع کر دیا جاویگا۔ میں معزز ہمعصر زمیندار کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ان تعلقات دیرینہ کی بناپر جو انہیں مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے ساتھ ہیں انہیں مجبور کریں کہ وہ ان کتابوں کو اپنے سٹاک سے نکالدیں اور جسقدر جلدیں انہوں نے فروخت کی ہیں انکی قیمت لوٹادیں۔ اور اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کریں۔ ازاں بعد میں ان کی دوسری حرکت بے جا اور دخل در شریعت کو پیش کرونگا جس سے مسلمانوں کو معلوم ہوجائیگا۔ کہ مولوی انشاء اللہ خان اسلام کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

اب میں وہ دونوں مضمون نقل کر دیتا ہوں۔

کیا مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب بھی کافر ہوگئے

ایڈیٹر "الحکم" قادیان نے ۱۷ ستمبر کے پرچہ میں ایڈیٹران اخبار کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی ہے جسمیں مسلمانوں کو خبردار کیا گیا ہے۔ کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن لاہور اسلامی دشمن اور قومی غدار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سر ولیم میور کی اُن تصانیف کی اشاعت و فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیکر قومی ٹریٹر کا کام کیا ہے جو سر ولیم نے اسلام کی مخالفت میں لکھی تھیں اور جنمیں اسلام اور بانئے اسلام کی ذات پاک کے خلاف دل کھولکر زہر اوگلا ہوا ہے۔ الحکم یہ بھی لکھتا ہے کہ پادری لوگ یہ کتابیں بعض اوقات مفت اور بعض اوقات سستے داموں بیچتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب ان کتابوں کو دوگنی قیمت پر مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں۔

امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب وطن بہت جلد اسکا جواب شایع کرکے معاملہ کی اصلیت کو پبلک پر ظاہر کر دینگے ہمیں مشکل سے یقین آسکتا ہے کہ وطن سے جیسے جوشیلے اسلامی اخبار کے ایڈیٹر سے ایسا فعل سرزد ہو۔ ہم نے وطن میں ان کتابوں کا اشتہار بھی کبھی نہیں دیکھا۔ (زمیندار یکم اکتوبر)

ایڈیٹر وطن پر الحکم کا اعتراض

یکم اکتوبر کی اشاعت میں ہم نے مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن پر ایڈیٹر الحکم قادیان کا کفر کا فتوی ملخصاً درج کر کے لکھا تھا کہ ہمیں مشکل سے یقین آسکتا ہے کہ وطن جیسے جوشیلے اسلامی اخبار کے ایڈیٹر سے ایسا فعل سرزد ہو ہم نے وطن میں ان کتابوں کا اشتہار بھی کبھی نہیں دیکھا اس کے متعلق مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ہمیں مندرجہ ذیل مراسلت بھیجتے ہیں جسے ہم حسب منشاء مولوی صاحب درج اخبار کرتے ہیں۔

مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب کے ہمارے بڑے قدیمی تعلقات ہیں آنکے والد بزرگوار مولوی امام الدین صاحب مرحوم گوجرانوالہ اور کرنال کی ڈسٹرکٹ انسپکٹری کے زمانہ میں ہمارے خاص اور بے تکلف مہربان بلکہ بھائی تھے اسوجہ سے ہمیں اُن کے خلف الرشید مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب سے خاص محبت ہے۔ اور ہم اُن کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سے ہمیں ذاتی نیاز کی عزت حاصل نہیں اور نہ ہم اُن کے اعتقادات کے قایل ہیں لیکن اول الذکر کی محبت اور آخر الذکر کی مغائرت ہمیں ایک مذہبی معاملہ میں سچ کہنے سے روک نہیں سکتی اور ہم دونوں صاحبوں سے معافی کے خواستگار ہوکر اپنی رائے دیانتداری سے ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہیں۔

ہم اہل قبلہ کی تکفیر کو گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں اور اس لئے منشی یعقوب علی صاحب نے جو کفر کا فتوی مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر جڑا ہے اسی نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب تک مولوی انشاء اللہ صاحب صدق دل سے لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں کسی مسلمان کا حق نہیں کہ انہیں کافر کہہ سکے۔

لیکن ہمیں مولوی انشاء اللہ صاحب کے اس طرز عمل پر بھی اعتراض ہے کہ سر ولیم میور کی کتابیں مسلمانوں میں رواج پائیں۔ ہر ایک مسلمان مولوی انشاء اللہ خان نہیں اور ممکن ہے کہ ان تحریرات کو دیکھکر کوئی مسلمان لغزش کھا جائے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ انجیل پڑھ رہے تھے کہ رسول کریم نے دیکھ لیا اور غضب آلود ہوکر فرمایا کہ کیا تمہیں قرآن مجید کافی نہیں۔ پس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاروق اعظم جیسے بزرگوں کی لغزش کا احتمال ہوا تو بہ ماوشما چہ رسد۔ حالانکہ توریت وانجیل سے اسلام کی تائید ہوتی ہے اور میور صاحب کی تصنیفات میں اسلام کے خلاف زہر اگلا ہوا ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب اور ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے میور کی کتابیں منگانے اور پڑھنے اور عام لوگوں کے ان کتابوں کو دیکھنے یا سننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اُنکا منشاء تردید یا ازالہ اعتراض ہے۔ مگر عام لوگوں کو اور بالخصوص اکثر انگریزی خوانوں میں ان اعتراضوں کی تردید کی استطاعت نہیں اور اسلئے خطرہ ہے کہ وہ ان کتابوں کو دیکھکر بھٹک جائیں ہاں اگر مولوی انشاء اللہ صاحب ان کتابوں کے ساتھ انکی تردید بھی شائع کردیا کریں تو میور کی کتابوں کی اشاعت نہ صرف ایک جائز امر بلکہ ثواب ہو۔ نہ ڈگری بحق منشی یعقوب علی مگر خرچہ (یعنی فتوی کفر) کا دعوی خارج۔ گو منشی یعقوب علی صاحب ڈگری تو لیلیں مگر خرچہ کی نسبت ہمارا فیصلہ نہ مانیں کیونکہ جب ہم اُن کے اعتقادات سے متفق نہیں تو اُنکی دانست میں ہم بھی کافر ہیں ++

(زمیندار ۶ اکتوبر)

(باقی آئندہ)

کیا عورتیں کم عقل ہیں!

یوں تو آریہ سماج کی ہدایتیں جو آریہ پرشوں پرشانیوں کے لئے تجویز کیگئی ہیں ایسے نرالی اور ایک دوسرے سے نکمہ کہانیوالی ہیں کہ انکی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا عبث ہے مگر بعض ہدایتیں اس قسم کی بھی ہیں کہ انپر عمل درآمد نہایت ہی مشکل اور کٹھن ہے۔ مگر چونکہ وہ ہدایتیں بقول سوامی جی مہاراج فائدہ سے مملو ہیں اسلئے ممکن ہے کہ انپر عمل درآمد کرنے کے لئے ہر ایک پرش و پرشانی کے منہ سے رال ٹپک پڑے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ بعض امور اور احکام سوامی جی نے اس قسم کے پیش کئے ہیں کہ مرد تو جبراً وقہراً اسپر عمل کر بھی سکتا ہے مگر عورت کا اسپر عمل کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے نکلنا۔ وجہ یہ کہ عورتیں ہوش سنبھالتے ہی یعنی جوانی کے عالم میں قدم رکھتے ہی ایسی تعلیم وتربیت کے ڈھنگ میں آئی ہیں کہ وہ انپر کسی طرح بھی عمل نہیں کرسکتیں اور اگر بفرض محال کریں بھی تو وہ اپنی نشست وبرخاست یعنے سہیلیوں اور ہمسایوں میں کمال بے وقری کا نشانہ بنیں گی اور کہ انپر اکثر انکی ہمنشین مذاق اوڑانے سے بھی فرق نہیں کریں گے تو اب اس صورت میں کمال مشکل ہوگی کہ آیا وید کا حکم پالن کیجاوے یا ہمسایوں اور ہمنشینوں کا مذاق اور ٹھٹھا سنا جاوے ہماری رائے میں آریہ سماج میں جو بڑے ہونے اور بڑائی کا دم مارنے والے ہیں وہ اسپر کچھ خامہ فرسائی کرکے اس کے حسن و قبح پر لکھتے تو بہتر تھا کیونکہ ایسے ایسے امور کا جو مشکلات میں سے ہیں قلع قمع ہونا نہ صرف سوسائیٹی کے لحاظ سے ہی واجب ہے بلکہ اخلاق اور تمدن کیلئے بھی ضروری اور لابدی ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر ان امور پر توجہ کیجے ان مشکلات کے پہاڑ کو پاش پاش کیا جاتا تاکہ آئے دن بیچارہ دھرمپال آریہ سماج کی موت اور زندگی کا راگ نہ گاتا آریہ سماج چونکہ عملی حالت میں دوسری تمام قوموں سے پیچھے ہے اس لئے اس بیچارہ کو رونا رونا پڑا اور اقرار کرنا پڑا کہ آریہ سماج عملی حالت میں بالکل ناکام اور نامراد ہے اگرچہ یہ ایک الگ سوال ہے کہ آریہ سماج کن کن حکموں پر چل سکتی ہے؟ اگرچہ حکموں کا تو تو تار باندھا گیا ہے مگر انپر چلنا بہت مشکل ہے جسکا ہم نے مفصل ذکر انوار الاسلام سیالکوٹ نمبر ۵ جلد ۲ مورخہ یکم مئی کو اس مضمون میں کیا ہے جس کا عنوان "ویدک تعلیم کا فطرتی ضروریات کے لئے ناکافی ہونا" ہے چنانچہ ہم نے اس مضمون میں ثابت کردیا ہے کہ آریہ سماجی ویدک احکام پر ہرگز ہرگز نہیں چل سکتے ہیں خیر وہ ثبوت تو ناظرین کو رسالہ انوار الاسلام کو دیکھنے کر معلوم ہوسکتا ہے مگر اس مضمون میں ہم ناظرین کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ سوامی جی کے دوسرے احکام کیا کچھ خوبی رکھتے ہیں۔ اور انپر کہانتک عمل درآمد ہوسکتا ہے۔

سوامی جی مہاراج چونکہ داڑھی اور مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ صاف رکھا کرتے تھے اس لئے انکو اسبات کی خاص ضرورت تھی کہ اپنے اس فعل کے واسطے کوئی ویدک سند بھی حاصل کریں نیز یہ کہ دوسروں کو بھی اس قبیح رسم کیطرف متوجہ کرکے اپنے جیسا بناکر سنسار کی رونق کو دوبالا کریں بنابریں سوامی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۸۴ سملاس ۱۰ میں یوں نصیحت فرمائی ہے کہ "گرم ملک میں داڑھی مونچھ سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے اس سے **عقل کم ہو جاتی ہے** داڑھی مونچھ رکھنے سے کھانا اچھا نہیں ہوتا اور جوٹھہ بھی بالوں میں رہجاتا ہے"

اس حکم اور نصیحت سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ سر کے بال معہ چوٹی کے منڈوانے والے کے بغیر جسقدر آریہ مہاشے اس برٹش انڈیا میں سکونت پذیر ہیں کہانتک وے عقل سے حصہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ سوامی جی مہاراج پر اس امر میں تو ہم کسیطرح بھی بدظنی کرسکتے ہی نہیں کہ انہوں یوں ہی گپ ہانک دی کہ "اس سے عقل کم ہو جاتی ہے" آخر تجربہ نے اسبات کو انپر واضح کیا ہوگا کہ دراصل یہ داڑھی اور مونچھیں وبال جان ہونے کے علاوہ کم عقلی کا بھی پورا پورا سامان ہیں اسلئے یہ حکم دیا گیا کہ گرم ملک میں داڑھی اور مونچھ اور سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کراکر عقل کے مادہ کو وسیع کیا جاوے۔* ہماری رائے میں باربار منڈانے سے بہتر یہ ترکیب تھی کہ کوئی ایسی دوائی استعمال کی جاوے کہ جس سے بال پھر لوٹ کر پیدا ہی نہ ہوں تاکہ آئے دن کے منڈوانے سے خلاصی ہو بلکہ یہ بات ممکن بلکہ قرین قیاس بھی ہے کہ کسی وقت سر کے بال منڈوانے میں دیر لگ جاوے اور اس دیری میں انکی عقل کو داغ نہ لگ جائے۔ غرضیکہ یہ ایک ویدک حکم تھا جسکو سوامی جی مہاراج نے نصیحتاً آریہ پرش و پرشانیوں کے لئے پیش کیا مگر آریہ سماجیوں کو جیسے اسطرف توجہ کرنیکی ضرورت تھی وہ ہرگز نہیں کی اس لئے ہم کو کمال تعجب ہوتا ہے کہ جب یہ غلط کار فریب خوردہ قوم موٹی موٹی باتوں پر عمل نہیں کرسکتی تو باریک باتوں پر کیسے عمل کرسکے گی؟ اور یہ ظاہر ہے کہ برٹش انڈیا کا علاقہ باستثنا پہاڑوں کے گرم ملک میں داخل ہے اسلئے یہاں کے تمام آریہ پرشوں کو یہ فعل کرنا ضروری اور اشد ضروری تھا مگر آریہ سماجی اس چھوٹے سے حکم اور نصیحت پر بھی عملدرآمد نہیں کرسکتے ہیں اور ناحق تاروا اپنی سوسائیٹی کے مخالفوں معاندوں کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وے انکو ہر ایک اعتراض کے وقت جو وہ دوسرے مذاہب پر کرتے ہیں صرف دو لفظ کا جواب دیکر آریہ سماجیوں کا قافیہ تنگ کیا کریں وہ اسطرح پر کہ چونکہ عقل بجز اس کے آسکتی ہی نہیں کہ جبتک سر کے بال معہ چوٹی کے گرم ملک میں صفا نہ کئے جاویں مگر آریہ سماجیوں کی کثرت اسطرف ہے کہ نہ تو مونچھیں منڈواتے ہیں اور نہ سر کے بال معہ چوٹی کے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو داڑھی اور مونچھیں بھی رکھا کرتے ہیں لہذا یہ تمام کے تمام حسب تجویز اور فرمان شری سوامی جی مہاراج کم عقل ہیں یا یہ کہ ان لوگوں کی عقل بسبب نہ منڈوانے سر کے بال معہ چوٹی کے کم ہوگئی ہے پس ہر ایک ایسا شخص جو آریوں کے سوالوں کا جواب دینے کو مستعد ہو اس کا اول فرض یہ ہے کہ آیا اعتراض کرنیوالا آریہ مہاشہ سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرائے ہے کہ نہیں اگر صفاچٹ کرائے نہ ہووے تو اس کے اعتراض غور کے قابل نہیں کیونکہ وہ سوامی جی کے فرمودہ کے بموجب کم عقل ہوچکا ہے اسلئے اسکا اعتراض محض فضول اور بچوں جیسی گپ ہے۔ اسلئے چاہیے کہ ایسے معترض صاحب سے کہدیا جاوے کہ چونکہ سوامی جی کے فرمودہ کے بموجب آپ عقل سے محض کورے معلوم ہوتے ہیں لہذا آپ پہلے اپنی عقل کا بندوبست کریں بعد کو اگر اعتراض کرلینا۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اگر سر کے بال معہ چوٹی کے نہ منڈوانے سے عقل کم ہو جاتی ہے تو علاوہ اس بات کے کہ آریہ سماج میں بہت سے ایسے وجود موجود ہیں جنکی عقلیں کم ہوگئی ہیں بسبب نہ منڈوانے سر کے بال معہ چوٹی کے عورتیں تو بالکل بے عقل ہونگی کیونکہ انکی عقل کی صفائی یا انکی عقل میں کمی تو اسدن سے واقع ہوگئی جسدن سے انہوں نے سر کے بال رکھوانا شروع کردیئے بقول سوامی جی مہاراج۔ مرد ونمیں تو فیصدی بیشک ایسے فرد نکل آویں گے جو سر کے بال صفا کرتے رہتے ہیں ورنہ بھی اکثر مسلمانوں میں چنانچہ لاہور میں نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ مگر عورتیں تو تمام کی تمام سر کے بال رکھنیوالی ہیں یعنی عورتوں میں کوئی بھی ایسی نہیں ملیگی کہ سر کی بال کا عقل کیخاطر صفا یا کراتی ہوں پس سوامی جی کے اصول کے بموجب یہ ثابت ہونا مشکل ہوگیا کہ عورتیں عقل والی ہیں پھر جبکہ سوامی کی حکم سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں بوجہ اسکے کہ سر کے بال نہیں منڈواتیں کم عقل ہوگئی ہیں تو ان کو مردوں کے برابر بیان کرنا کیسا کچھ خطا کہانا ہے؟ ہم ایک عرصہ سے آریہ پرشوں کی اس چال کا ملاحظہ کررہے ہیں کہ وہ اسبات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ مرد اور عورتوں کے حقوق ومدارج برابر ہونی چاہیئے مگر سوامی جی نے جو عقلمند اور دانا ہونیکا علاج بتلایا ہے جسکے عدم سے محض بے عقلی ثابت ہوتی ہے اسکیطرف مطلق توجہ نہیں کیجاتی جس صورت میں کہ عورتیں بسبب منڈوانے سر کے بالوں کے اپنی اپنی عقل کو کم کرچکی ہیں تو انکی برابر ایک ایسے شخص کو جو اگرچہ سارے سارے سر کے بال معہ چوٹی کے نہ منڈواتا ہے تو کتر واتا تو ضرور ہے کہ ہرا کرنا سخت ظلم اور بے انصافی ہے۔ کیا کوئی اسقدر موٹی سی بات پر بھی غور نہیں کرسکتا کہ عقل منڈنے سے بے عقل یا کم عقل کی کیا دال گل سکتی ہے؟ پس کون ایسا ہے جو سوامی جی کی گول منطق کا تو قایل ہو اور عورتوں کو مردونکی برابر خیال کرے۔ علاوہ ازیں ایک یہ بھی بات قابل غور ہے کہ اکثر مرد سر کے بال سارے نہیں منڈاتے تو کتراتے تو ضرور ہیں اسوجہ سے بھی (اگر یہ وجہ معقول ہو) کسیقدر عقل کا حصہ مرد حاصل کرسکتے ہیں۔ اگرچہ پورے عاقل بننے کے لئے تو بموجب اصول سوامی جی مہاراج سارے کے سارے سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرانے ہی ضروری ہیں اگر عورتیں تو یہ فعل کرنے سے کوسوں بھاگتی ہیں پس بموجب اصول سوامی جی مہاراج عورتیں بالکل عقل سے کوری ہیں اسلئے وہ اس قابل ہرگز ہرگز نہیں کہ انکو مردوں کے برابر حقوق و مدارج عنایت کئے جاویں۔

تعجب تو یہ ہے کہ پنڈت دیانند ایک عجیب قسم کا انسان گذرا ہے کہ اسکی دل سے ہر ایک بات نرالی ہی نکلتی رہی ہے اولاد اور شہوت فروکرانیکے لئے ایسا ناپاک نسخہ تجویز کیا کہ جس سے اخلاق اور غیرت کا ستیاناس ہو اور مردوں اور عورتوں کو خوبصورت بنانے اور ان کے حسن کو دوبالا کرنیکی یہ تجویز اس کے خیال میں آئی کہ داڑھی اور مونچھ اور سر کے بال معہ چوٹی کے صفاچٹ کرائے جاویں اور جیساکہ نیوگ کے مسئلہ میں اولاد کا ڈھکوسلا لگاکر لوگوں کو گمراہ کرنیمیں دلیر کیا ایسا ہی اسمیں کم عقلی اور عقلمندی کا ڈھکوسلا لگاکر اور جڑتک گمراہ ہونے اور خوبصورت بننے کی ترغیب دی۔ شاباش! شاباش!! شاباش!!!

خیر یہ ایسے نسخے سوامی جی کے چیلوں کو مبارک رہیں کیونکہ آریہ سماجی بڑے فخر سے ان کو قبول کرکے انکی وقعت اپنے دلمیں رکھتے ہیں مگر اسپر ہمارا بڑے سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر سر کے بال منڈوانے کے بغیر کم عقلی دور نہیں ہوتی تو کیا عورتیں بھی سر کے بال منڈواکر عقلمند بننے کی سعی کریں یا کم عقل رہکر مردوں کے برابر حقوق لینے اور حاصل کرنے سے محروم رہکر نامرادی اور ناکامی کا سیاہ ٹیکا ماتھے اوڑھیں؟ کیا اس کا کوئی معقول جواب دیسکتا ہے یا محض گپوڑے ہانکا کرتا ہے؟

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

* آریہ مہاشے کاشی رام دید کا بال اڑانے کا پوڈر استعمال کریں (ایڈیٹر)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم

امرتسری منکر کو دعوت

مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء

[illegible]
کوئی جھوٹا نبی اگر بن جائے
جھوٹے الہام وہ بنایا کرے
ساری دنیا میں گو کرے شائع
پیشگوئی کرے تحدی سے
تجھکو غالب کروں گا میں سب پر
گو وہ اس بات سے نہ باز آئے
ایسے لوگوں سے سن لو دیوانو
ہاں محمدؐ کے جھوٹ کہنے پر
کوئی پوچھے حق سے بیگانو
جھوٹے نبیوں سے یہ رعایت ہے
ہے اگر یہ قضیہ شخصی
ہاں فضیلت کی باندھکر پگڑی

کہ خدا اس کو جلد دے گا مار
اور رسالت کو اپنی دے وہ پکار
ہو دیں گمراہ جس سے لوگ ہزار
ہوں نبوت کا میں ہی بس حقدار
کہ خدا مجھ سے کہتا ہے ہر بار
ہوں گے دشمن ترے ذلیل اور خوار
وحی حق کا رہے وہ ٹھیکیدار
کچھ خدا کو نہیں ہے غیرت و عار
ہے وہ قطع الوتین پر طیار
یہ خدا نے کہاں کیا اقرار؟
اور محمدؐ سے ایسا دل میں غبار؟
اس سے کیونکر دلیل کا ہے مدار؟
کیجئے اس کے کچھ بیان اسرار

سے یہ حجت تمام کرتا ہوں
کھول اپنا مقدمہ تفسیر
نام تفسیر کا ثنائی ہے
قاعدہ یہ خدا کا ہے جاری
قتل ہوتا ہے مدعی کاذب
اپنے دعوی کی اور کی تائید
پھر مقابل میں آکے مرزا کے
چھوڑ بیٹھا تو قول کو اپنے
مان کر اس کو قاعدہ کلی
پھر اثبات صدق پیغمبرؐ
چونکہ مرزا بروز احمدؐ ہے
ہیں نصاریٰ یہود کے بھائی
میں بھی اس قاعدہ کو اب لیکر

ایسی حجت جائے جس سے تجھکو بخار
جلد اول کی پڑھ دلیل چہار
جسمیں تیرا ہے صاف اقرار
تجربہ ہو چکا ہے جو ہر بار
جناب رب سے پا چکا یہ قرار
و نظیروں کو اسمیں لکھکر یار
پڑ گئی کیا تجھے یہ اب پھٹکار
کیوں کیا پہلی بات سے انکار
بمقابل یہود اور کفار
صدق کا رکھا اسپہ دارومدار
اور منکر سے اس کے ناہنجار
حسب فرمان سید الابرار
پوچھتا تجھ سے ہوں کہ اے بدکار

(بقیہ حاشیہ نمبر ۴۳ صفحہ ۱) اتنا تو آپ کو بھی مسلم ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلعم کے حق میں ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر رسول صلعم ہمارے اوپر کچھ جھوٹ بنا کر لاوے تو ہم اسکی رگ حیات کاٹ دیں اور تم میں سے کوئی اس کو ہم سے نہ بچا سکے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کلام شرطیہ مخصوص برسول صلعم سے نتیجہ اور فائدہ کیا مترتب ہوتا ہے جبکہ ایک مفتری علی اللہ جھوٹا مدعی نبوت بھی افترا علی اللہ کر کے قطع الوتین سے بچکر اپنی طبعی موت سے مرتا ہے تو پھر آنحضرت صلعم کی یہ دلیل کیا ہوئی جسمیں اسکا غیر بھی اسیطرح شریک رہا۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ مثلاً کوئی یوں کہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ جھوٹ بولے تو ضرور اسکی رگ حیات کاٹ ڈالی جاویگی اور وہ ہرگز نہیں بچایا جا سکتا مگر غزنوی یا بوپڑی یا بٹالوی اگر جھوٹ بولیں تو ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ پس اس کے مطابق ثناء اللہ کا زندہ رہنا اور رگ حیات نہ کاٹے جانا تو اس بات کی دلیل ہو جاوے کہ اس نے جھوٹ نہیں بولا اور طبعی موت سے اس کا مرنا اس کے صدق کی دلیل ہو اور غزنوی بوپڑی بٹالوی کا رگ حیات نہ کاٹا جانا اور طبعی موت سے انکا مرنا ان کے لئے کذب کی دلیل ہو جاوے۔ یہ ترجیح بلا مرجح فاضلانہ تدبر اور مولویانہ تخیل دماغ کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ ایک صاف اور سیدھی بات ہے کہ جبکہ ایک جھوٹا مدعی نبوت و وحی و رسالت بھی باوجود افترا علی اللہ کرنیکے زندہ رہکر طبعی موت سے مرتا ہے اور ایک صادق مدعی نبوت و رسالت بھی زندہ رہکر طبعی موت سے مرے تو پھر صادق اور کاذب بیں مابہ الامتیاز کیا امر ہوا اور صادق کو کاذب پر ترجیح کیا ہوئی اور اسمیں صادق کی خصوصیت کسطرح ہوگی تعرف الاشیاء باضدادہا ایک قاعدہ مسلمہ و مشہور ہے یعنی ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ اور صداقت کی ضد کذب ہے۔ انمیں جب ہی تمیز ممکن ہے جبکہ کوئی امتیازی نشان ایسا جسکو خواندہ ناخواندہ ہر شخص سمجھ سکے دونوں میں قائم ہو وے جبکہ کاذب بھی زندہ و سلامت اسیطرح کام کرتا رہتا ہے جسطرح صادق زندہ رہکر کرتا ہے تو کوئی فرق دونوں میں نہیں ہے۔ مثلاً ایک جھوٹا مدعی تحصیلداری کا بھی برابر مقدمات کرتا کسی کو سزا دیتا کسی کو جرمانہ کرتا کسی کو معاف کرتا رہتا ہے اور اس کے سزا یافتہ برابر جیل میں داخل کرنے جاتے ہیں اور اہل جرمانہ سے جرمانہ بھی وصول ہوتا رہتا ہے اور ایک سچا تحصیلدار بھی اسیطرح اپنا کام انجام دیتا ہے تو بھلا سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا کہنے کی دلیل کیا ہے اور ایسا کہنے کو کسی حق کیا حاصل ہے۔ اور ایسی گورنمنٹ جسمیں سچا اور جھوٹا ایک ہی لائن پر سوار ہو کر برابر بلا روک ٹوک چل رہے ہوں اندھی گورنمنٹ یا اندھا راجہ اور بیداد نگری کی مصداق نہیں ہے تو کیا ہے؟

خدا اتنا دستگر دراز بس نہ کرے
ستم کے تو رہے قابل خدا وہ دن نہ کرے

نوٹ ⊕ مولوی ثناء اللہ فاضل امرتسری نے تفسیر ثنائی جلد اول مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۱۶ میں آنحضرت صلعم کی نبوت کی دلیل چہارم بمقابلہ منکرین نبوت محمدیہ یہود و نصاریٰ مندرجہ ذیل بیان کی ہے جو بلا کم و کاست ہم ذیل میں نقل کر کے فاضل پر اتمام حجت کرتے ہیں کیونکہ اس دلیل میں ناصبر وہ نے کاذب مدعی نبوت کا قتل کیا جانا اور ہلاک ہونا اٹل قانون الٰہی قرار دیا ہے۔ دروغگورا حافظہ نباشد کا مصداق بن کے اگرچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱ پر حضرت اقدس علیہ السلام کے بارہ میں جواب دیتے وقت لکھ مارا ہے کہ "عام مفتریاں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں" مگر اخبار میں دکھانے کے دانت اَور ہیں اور تفسیر میں کھانے کے۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو غیبی طور سے ہم کو یہ مضمون تفسیر کا مل گیا۔

نقل دلیل چہارم بہ تصدیق نبوت آنحضرت صلعم از مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۶ مطبوعہ بار دوم

"توریت کی پانچویں کتاب استثناء کے ۱۸ باب ۱۹ آیت میں لکھا ہے۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لیکے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا اس سے حساب لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے"۔ یہ عبارت زیر خط طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔

(اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو مقتول ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ انمیں عموم و خصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنیوالے نے زہر ہی کھائی ہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھائیگا ضرور مریگا اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے گو اس نے زہر نہ کھائی ہو یہی تمثیل ہے کہ دعوی نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا نہ بچ رہے)

⊕ "واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہونچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے (اسلامی ثبوت تو متنازعہ فیہ ہے اسلئے بتلاتے وقت اسکا ذکر صحیح نہیں ہوگا) مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کسطرح ان دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھکر دعوی نبوت کئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے۔ لیکن آخرکار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے اور کس ذلت اور

ل۔ حاشیہ صفحہ ۱۶ کالم ۱ مل بلفظہ از تفسیر مذکور

تہا اگر مرزا مدعی کاذب
ہوتا گر وہ مسیلمہ ثانی
کرتا اسباب قتل خود پیدا
ڈالتا دلمیں اپنے بندوں کے

واسطے اس کے یہ نہیں معیار
قتل ہو جاتا اب تلک سو بار
وہ خداوند قادر و جبار
مار ڈالیں وہ اس کو از تلوار

یعصمک جو وعدہ تہا اس سے
زائد از بیست سال مرزا نے
کیوں نہ پہر سمجہیں ہم اسے صادق
لو تقول کی کر گیا تصدیق

پورا وہ ہو رہا ہے لیل و نہار
اب تلک خیر سے دیئے ہیں گذار
حامیم ان کا ہے قادر ستار
وہ عرب کا مسیلمہ غدار

اور رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بہی نہ تہا حالانکہ تہوڑے دنوں میں بہت کچہہ ترقی کر چکے تہے گرتا ہے کے

اب سوال یہ ہے کہ

کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بانئے اسلام مستثنیٰ رہے حالانکہ بقول اہل کتاب (علیہم مایستحقونہ) پیغمبر اسلام کاذب تہے معاذ اللہ۔ پہر میں پوچہتا ہوں کیا وجہ کہ توریت کی عبارت مذکورہ کے موافق آپکے گلے پر کیوں نہ تلوار پہری۔ حالانکہ آپ لوگوں کی ہمشیرہ[۱] نے جناب والا کو دعوت میں زہر بہی دیا مگر وہاں بہی واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون بالکل سچا معلوم ہوا اور واللہ یعصمک من الناس نے پورا جلوہ دکہایا۔ انتہی بلفظہ

[۱] خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے آنحضرت کی دعوت کرکے زہر ملا دیا آپنے اس کا کہانا چہوڑ دیا اور فرمایا کہ مجہے اس گوشت نے بتلایا ہے کہ اسمیں زہر ہے پہر ان سے پوچہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس غرض سے کیا تہا کہ اگر آپ جہوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے چہوٹ جائیں گے اور اگر سچے ہوں گے تو آپ بچ رہیں گے۔ اس لفظ ہمشیرہ میں اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا بہی یہی عقیدہ تہا کہ جہوٹا نبی زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ جان سے مارا جاتا ہے۔ منہ

اب پہر ہمارا سوال مولوی ثناء اللہ ہی کے الفاظ میں

کیا وجہ ہے کہ اس قانون الٰہی سے بانئ فرقہ احمدیہ مستثنیٰ رہے حالانکہ بقول اہل حدیث و امثالہا (علیہم مایستحقونہ) بانئے فرقہ احمدیہ کاذب ہے۔ معاذ اللہ۔ پہر میں پوچہتا ہوں کیا وجہ کہ اس قانون الٰہی مسلمہ تفسیر ثنائی کے موافق آپ کے گلے پر کیوں تلوار نہ پہری؟ حالانکہ آپ لوگوں نے تکفیر کے فتوے بہی دیئے اور آپ کے بہائی آریوں عیسائیوں نے منصوبے اور مقدمہ قتل کے بہی کئے بغاوت کے الزام بہی آپکے ہم خیالوں نے لگائے تمام انسانی مکر اور حیلے عمل میں لائے مگر پہر بہی وعدہ الٰہی مندرجہ براہین صفحہ ۵۶۰ ”یعصمک اللہ من عندہ - انتم الکف - لا تخف انک

انت الاعلی - ینصرک اللہ فی مواطن“ بالکل سچا معلوم ہوا۔ اور بشارت ”انک من المنصورین“ - براہین صفحہ ۵۰۴ - ”الیس اللہ بکاف عبدہ“ - صفحہ ۵۱۶ پوری ہو رہی ہے۔

اور ”یعصمک اللہ من عندہ و ان لم یعصمک الناس“ براہین صفحہ ۵۱۰ نے پورا جلوہ دکہایا۔

کیا یہ قاعدہ قانون الٰہی نہیں؟ کیا یہ منسوخ اور تبدیل ہوگیا؟ کیا کسی احمدی نے اسپر دم کر دیا! کیا قرآن شریف نے اسکی تصدیق نہیں کی؟ آخر ہوا تو کیا جو اس کے مطابق حضور مسیح موعود مرزا صاحب نہ مارے گئے۔ پس اگر یہ قانون الٰہی سچ ہے تو آپ کا دعوی بہی بلا کلام حق ہے ورنہ اہل حدیث کو کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ جبتک اس مسلمہ خود دلیل مندرجہ تفسیر ثنائی کی کوئی توجیہہ اس کے سمجہہ میں نہ آئے امام الزمان مسیح دوران خاتم الاولیاء حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے دعوے کو تسلیم کرے ورنہ انکی تکذیب سے توریت کی بہی اور قرآن کی بہی اور اپنے اس قول مندرجہ تفسیر کی بہی اور ایک زبردست قانون الٰہی کی بہی تکذیب لازم آئیگی۔ اور علاوہ تکذیب کے یہ ایک یہودیانہ اور عیسائیانہ مماثلت بہی ہوگی کہ جیسے وہ باوجود اعتقاد سچائی اس قانون الٰہی کے جو مسلمات فریقین سے ہے آنحضرت صلعم کی تصدیق سے بے نصیب ہیں ایسے ہی تم باوجود تسلیم اس قاعدہ مصدقہ قرآن کے حضرت مسیح موعود کی تصدیق سے بے بہرہ ہو۔ گویا بالشت بہ بالشت انکی موافقت کرکے پیشگوئی مخبر صادق صلواۃ اللہ علیہم مندرجہ بخاری و مسلم متذکرہ بالا کی تصدیق کر رہے ہو۔

فافہم وفتدبر ولا تکن من الجاہلین

میرے اظہار حق کو ابو الوفا دیکہہ!!! جواب باصواب اسکا مرا دیکہہ ؎

ذرا تو دیدۂ دل کرکے وا دیکھ
عدو گفتار حق کو دیکھ آ دیکھ

دوسری غلطی آپکے اخباری جواب میں یہ ہے کہ عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں۔ علاوہ اس کے اس سے یہ

ظاہر ہوتا ہے کہ خاص مفتریوں کے لئے قاعدہ مقرر ہے ورنہ عام کا لفظ بے ضرورت ہو جائیگا) اسکی تغلیط جملہ مابعد میں خود ہی کر دی ہے کہ عام مفتریوں کے لئے بہی قاعدہ ہے۔ آپ کی قرآن دانی پر سیاہ داغ اور حدیث خوانی پر الزام عائد ہوتا ہے۔ افسوس نام خود مفسر قرآن نہادہ یک و نیم تفسیر تالیف کر دی مگر ہنوز خواندن قرآن نمیدانی۔ فاضل صاحب توریت اور انجیل جو ناقص کتابیں ہیں انہیں تو یہ ضروری بلکہ نہایت ضروری قانون الٰہی درج ہو جسکا ہیں صادق اور کاذب کی مگر خاتم الکتب جسکی تعریف ہی فیہا کتب قیمۃ اور لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور تبیانا لکل شیء۔ اسمیں ایسی زبردست ضرورت کی ضرورت جانکر چہوڑ دیجاوے۔ جسپر آپ جیسے مفسر بانی منہ بہر کر کہیں کہ قرآن میں عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں۔ ایسے بدنیت خاک مکمل کتاب کو ناقص قرار دینے والے مفسر یہ کلمہ زبان سے کہتے اور قلم سے لکہتے تجہے کچہ غیرت خدا اور رسول خدا سے نہ آئی۔ اسی تفسیر نویسی پر نازاں ہوکر ایک پرانا شعر تفسیر کے اوپر لکہتا ہے ؎

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر مے شوم تفسیر قرآں در بغل

حضرات ایسے قول کا لبول سے پناہ مانگیں اور قایل کے حقمیں یہ شعر پڑہیں ؎

باعث ذلت دو عالم ہے
تیری تحریر اے ثناء اللہ

اور پہر مندرجہ ذیل عمل کرکے جواب سنیں ؎

شیطان کا وسوسہ ہے یہ لازم ہے اہل دین
لاحول پڑہ کے تہوک لیں بائیں طرف ثناء
پر گوش سعدلت سے سنیں اب میرا سخن
تائید ایزدی سے رقم کرتا ہوں جواب

قرآن مجید میں ایسی کمی ہرگز نہیں کہ کاذبوں مفتریوں کے لئے خواہ عام ہوں خواہ مثل ثناء اللہ خاص کوئی قاعدہ مقررہ نہ ہو اس لئے ہم قرآن شریف سے چار آیات لکہکر ثابت کرتے ہیں کہ عام اور خاص مفتریوں کے لئے کیا قانون الٰہی ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ

علی الکاذبین - کہدے کہ آؤ ایک آخری فیصلہ ہے سنو ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بہائی بند نزدیکی اور تمہارے بہائی بند نزدیکی بلائیں پہر عاجزی سے جہوٹوں پر خدا کی لعنت کریں خدا خود فیصلہ دنیا میں ہی کر دیگا جو فریق اس کے نزدیک جہوٹا ہوگا وہ دنیا میں ہی برباد اور مورد غضب ہوگا“ تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ ۴۰۔

کیوں جی قرآن کو ناقص بتانے والے مفسر صاحب!!! یہ عام و خاص مفتریوں کے واسطے عام قانون الٰہی ہے یا نہیں۔ سچ کہا ؎

کیا خوب ہے یہ مصرعہ دلکش اے بیوفا
فاضل بنے ہیں دشمن قرآں نئے غضب

دوم - ان الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذالک نجزی المفترین“ یعنی جن لوگوں نے بچہڑا بنایا تہا انکی ہاں سے غضب اور ذلت کی مار دنیا میں پہونچیگی افترا کرنیوالوں اور جہوٹ باندہنے کو ہم اسیطرح سزا دیا کرتے ہیں اسمیں سر مو فرق نہیں“ انتہی بلفظہ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۱۶۵

کہیے قرآن کو نامکمل ٹہہرانے والے فاضل!!! یہ خاص و عام مفتریوں کے لئے اٹل قانون الٰہی ہے یا نہیں۔ جس کا خود تم کو اقرار ہے ؎

مشو نازاں بداں انکار پر مکر
نگر بالا چہ ثابت کردی اینجا

سوم ”قال لہم موسی ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب - وقد خاب من افتری“ یعنی موسے نے فرعونیوں سے کہا تمہاری کیوں شامت آئی ہے کہ تم خدا پر افترا کرتے ہو جس سے تمکو کسی عذاب میں نیست و نابود کر دے کیونکہ جس نے افترا کیا وہ برباد ہوا ہے۔ چونکہ نیم تفسیر ثنائی ختم ہو چکی ہے سورہ نحل تک باقی طبع نہیں ہوئی اس لئے اس کا ترجمہ ہم ثنائی پیش کرنے سے معذور ہیں۔ اس ترجمہ میں اگر فاضل امرتسری کو کچہ کلام ہوگا تو ہم اس کے سننے کو تیار ہیں۔

(باقی آئندہ)

[۱] حاشیہ صفحہ ۱۶ کالم ثانی بلفظہ از تفسیر مذکور

گورالی (ضلع گجرات) میں

احمدیوں کے ایک عظیم الشان جلسے کی رپورٹ

اس جلسے کی تیاری اسطرح ہیمانے پر کیگئی تہی تقریباً روپے کے دعوتی کارڈ مختلف دیہات ضلع گجرات میں اشیو کئے گئے تہے۔ ۱۷ر ستمبر شام سے مہمان آنے شروع ہوگئے مہمان کیا خود ہی مہمان خود ہی میزبان تہے۔ تقریباً ستر گاؤں کے تین سو کے قریب احمدی بہائی تہے جن کا اسوقت جبکہ کاشتکاری کے کام کی کثرت اور فصلی نگہداشت کی ضرورت تہی۔ تشریف لانا ان کے ایمانی جوش کا ایک بیّن ثبوت تہا۔ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو بہت کم آدمی مانتے ہیں۔ وہ اگر گورالی میں دیکھتے کہ ایک مامور من اللہ کی قوت قدسیہ نے ان لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ وہ نمازوں میں خشوع و خضوع اور بغیر کسی تصنع و بناوٹ کے خشیۃ اللہ سے رونا۔ اول وقت نمازوں کا ادا کرنا اور دو بجے سے تہجد کے لئے سب کا اٹہہ کہڑے ہونا خاص طور سے نظر انداز تہا۔ صبح سے ہی کہانا کہلانا شروع ہوا خدا سے متمتع ہونے کے لئے جسمانی غذا سے بہرہ ور ہوتے رہے جس کے تمام اخراجات کا بار مرغانہ ایک بکیلی جان ملک مولابخش صاحب مخلص احمدی پر تہا بار تو میں نے غلطی سے لکھدیا کیونکہ مجھے ذاتی طور سے علم ہے کہ اس مروتی سے ایک سوحانی لذت حاصل کر رہے تہے۔ فخر ور یا آپ کے پاس تک پہٹکنے نہیں پایا۔ قومی جوش اور ایمانی جوش کا یہ عالم تہا کہ مخالفین کی ذرہ بہر اذ کوہی گوارہ نہیں کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جو شخص یہ پوچہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح مہدی موعود نے آکر کیا بنایا تو میں انہیں یہی جواب دونگا کہ مجھ جیسے بیکار و نکمو ملک مولابخش بنادیا کیا یہ معجزہ کم ہے۔ میرے دوست ہوا پر اڑنا پانی پر چلنا آسان ہے کیونکہ یہ تو ایک مکہی اور کتا بہی کرسکتا ہے۔ بہرے کو قوت سامعہ دینا اندہے کو سوجاکہا بنا لینا بہی آسان یہ ایک معمولی ڈاکٹر کا کام ہے مگر روحانی آنکہوں کا درست کرنا اور روحانی مردے کو زندہ کرنا ایک ایسا مشکل کام ہے کہ سوائے مامور من اللہ کے اور کسی کو بجز توفیق الٰہی نہیں ہوسکتا۔ گورالی سے مغربی طرف ایک باغ میں گلشن احمدیہ کے نونہال دیکہہ دیکہکر دل باغ باغ ہوا جاتا تہا۔ اگرچہ یہ پہول نہیں کوئی کانٹا ان لعلوں میں کوئی خزف پارہ ان مستقیموں میں کوئی خطا کار غفلت شعار تہا تو بس ایک ہی تہا۔ بہت دوستو تم خود ہی سمجہ لیا ہو وہ کون تہا؟ سراپا نقص المل۔ بڑے بڑے واعظین اور فخر قوم علماء شامل جلسہ تہے جنمیں مولانا ابو یوسف مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی۔ حافظ محمد حسین ڈنگوی۔ مولوی ابراہیم۔ مولوی فضل الدین صاحب کہاریاں۔ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ۱۲ بجے کے قریب شیخ مہر الدین صاحب خانساماں لالہ موسیٰ نے اپنے وعظ سے ناظرین کو مسرور کیا۔ آپکی تقریر نہایت ٹہیٹہ پنجابی میں تہی جس کا مضمون لم تقولون ما لا تفعلون تہا۔ آپ نے بیان کیا کہ جب تم آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے مطابق صحابہ کرام کی جماعت ہو تو چاہئے اعمال بہی ویسے ہی دکہاؤ اور اسی جوش و خروش سے دینی خدمات میں لگ جاؤ۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ اس زمانہ کے فسادات پر تفکر کرنے سے خود ایک مصلح کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ مخالفین کی مخالفت کی کچہہ پروا نہیں۔ وہ ہمیں جاہل کہتے ہیں۔ ایساہی یہودیوں نے عبداللہ بن سلام کو پہلے بڑا عالم تسلیم کرلیا مگر جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہوچکا ہے تو اسے جاہل بتلایا۔ اس کے بعد مولوی ابراہیم نے تقریر شروع کی۔ ایمان تین قسم ہے۔ زبانی اقرار منافقین کا ایمان۔ خاشعین کا ایمان۔ صحابہ کرام کی ابتدائی حالت۔ قالت الاعراب آمنا الایۃ والی تہی مگر آخیر میں مومنوں کا خطاب پایا قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون۔ بحث میں اصول کی پابندی ضروری ہے اور جبتک طالب حق نہ ہو کسی سے مناظرہ کرنا لغو ہے۔ آپنے ایک دو صرف و نحو کے مسئلے بہی بیان کئے جن سے ثبوت عصمت ملتا ہے۔ بعد ازاں حافظ محمد حسین صاحب ڈنگوی نے انگریزی حکومت پر فصاحت سے تقریر شروع کی اور اس زمانہ کو تشبیہ دی اس زمانہ بلکہ اس سے بڑہ کر ثابت کیا۔ مولوی عبید اللہ مرحوم کی تواریخ دکتاب فتح کا قصہ بیان کیا کہ اورنگزیب کے عہد میں جو ایک اسلامی حکومت تہی اسکی اشاعت روک دیگئی مگر اس عہد میں شائع ہوئی علاوہ ازیں ہر مذہب کو آزادی حاصل ہے۔ پہر اس فوائد میں سے ایک اس انجمن احمدیہ کا انعقاد ہے جو الاعراب اشد کفرا ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ کی ضرورت کے لحاظ سے بہت ضروری تہی اس کے بعد آدہ گہنٹے کے وقفہ سے مولانا مبارک علی صاحب نے خطبہ جمعہ شروع کیا جسکا مضمون تقویٰ تہا۔ آپنے من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ کا وعید سنا کر مبارکباد دی کہ تم امام الزمان کو تسلیم کرچکے ہو اور اس مانی کا ثمرہ اخوت کی روح بتایا جسکا ثبوت یہی قومی اجتماع تہا۔ مامور من اللہ کے آنے سے یہی فائدہ ہوتا ہے کہ کنتم اعداء فالف بین قلوبہم۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا اصبحتم میں نکتہ بیان [illegible] کہ صبح کی اخوت چمک اٹہی۔ اور یہی اس امام کی صداقت کا نشان ہے پہر الناس بالطبا س کیطرف توجہ دلاتے ہوئے بتلایا کہ اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے لباس التقویٰ کی ضرورت ہے۔ پہر تقویٰ کی تعریف لیس البر ان تولوا وجوہکم الایۃ پڑہکر سنائی اور اسکی تفسیر کی۔ اور متنبہ کیا کہ دیکہو شیطان اس لباس کے اتار لینے کے درپے ہے ہوشیار رہو کہیں وہ تمہیں اس سے ننگا نہ کر دے۔ اسی ضمن میں وفات مسیح کا ذکر کیا اور خلفاء محمدیہ کے تا قیامت ہوتے رہنے کی دلیل دی اور شرم دلائی کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی توریت (جسکی حفاظت کا وعدہ نہیں تہا) کی تعلیم کے لئے خلفاء تہے تو قرآن مجید کے لئے کیوں نہ ہوں جس کے لئے انا لہ لحافظون بہی فرمایا۔ بعد از نماز جمعہ بنا ز سند الکل کو ملک صاحب نے اغراض جلسہ کے لئے پیش کیا۔ میرا گلا ریزش و زکام کے باعث بالکل بیٹہہ گیا تہا۔ چنانچہ دو چار آدمیوں تک بہی آواز نہیں پہنچ سکتی تہی مگر جب خدا تعالیٰ اپنے بندے سے کوئی خدمت لینی چاہے تو خود ہی توفیق بہی دیدیتا ہے۔ تین سو آدمی سے زیادہ اس بات کا گواہ ہے کہ جب میں نے اپنے حسب حال آیت ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی پڑہی تو بہت کم لوگوں نے سنی مگر رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی الایۃ پڑہنے کے بعد آواز تقریباً بالکل درست ہوگئی جو خدا تعالیٰ کی ہستی اور ہمارے امام الزمان کی صداقت کا ایک نشان ہے لطف یہ کہ بعد از تقریر پہر آواز اسیطرح بیٹہہ گئی۔ تقریر اس تمہید سے شروع کی گئی کہ انسان جب تک سادہ اور قدرتی غذا کہاتا تہا تو اس کے جسمانی قویٰ مضبوط اور عمر لمبی تہی مگر جب تک مرچ کے پر تکلف چسکے پڑے تو عمر گہٹتے گہٹتے چالیس برس رہگئی ایساہی روحانی غذا کو بہی قلبی مرض نے اسرائیلی روایات کا محتاج بنا دیا۔ چنانچہ عوام الناس محض قرآن اور قرآنی استدلال و مضامین سے کوئی دلچسپی نہیں رکہتے جب تک دو چار قصے نہ ہوں۔ مگر شکر ہے کہ ہماری جماعت اس کوئلے کہانے کے مرض سے صحت یاب ہوچکی ہے اور سادہ و قدرتی غذا سے لذت حاصل کرتی ہے۔ اس کے بعد بیان کیا کہ دنیا میں آنکی ضرور کوئی غرض کوئی مقصد ہے پس اسے پورا کرنے اور فطرتی قویٰ کو کمال تک پہنچانے کے لئے جو ہدایت نامہ دیا گیا ہے اسی کا نام مذہب ہے۔ مذہب و نیا و ما فیہا سے متمتع ہونیکا طریق عمل بتاتا ہے۔ اور دنیا پرستی سے روکتا ہے۔ دنیا کیا ہے۔ لعب ولہو، زینت و تفاخر، تکاثر فی الاموال والاولاد۔ سونے چاندی کے ڈہیر عمدہ عمدہ گہوڑے مویشی۔ کہیتی مگر جب تک یہ سب کچہہ دین کے لئے نہ ہو۔ اسی دنیا کو پانی سے تشبیہہ دیگئی ہے۔ ہر کہ جیسے اٹہارہ تشبیہیں معلوم ہوتی ہیں جو بیان کیگئی ہیں از انجملہ ایک یہ کہ جیسے پانی سے نشیب و فراز یکساں ہوجاتا ہے ایساہی دولت سے عیوب ڈہکے جاتے ہیں۔ پانی اکثر مغرب کیطرف بہتا ہے دولت مغرب کیطرف جاری ہے پانی سے نجاست دور۔ اسی طرح مال کے صدقے سے گناہ کی نجاست دور۔ غرض جسوقت دنیا پرستی بڑہے تو خدا تعالیٰ ایک مامور بہیجتا ہے۔ جس کے صدق و کذب کے امتحان کے لئے سات اصول بیان کئے گئے۔ یہ اصول ایسے ہیں کہ جب تک انہیں تسلیم نہ کیا جائے کبہی کسی مامور کو نہیں مان سکتے اگر یہ اصول یاد ہوں تو کبہی کوئی اعتراض قلب میں خلجان نہیں کرتا ہر ایک اصل کو قرآن مجید سے بیان کیا اور یہ ہر ایک کی اگلے انبیاء بالخصوص نبی کریم صلعم کے حالات سے مثالیں دی گئیں۔ چونکہ یہ مضمون حاضرین کو بہت پسند ہوا اور سب نے استدعا کی کہ سب کچہہ قلمبند کرکے چہپوا دینا چاہئے اس لئے میں اسے عنقریب علیحدہ مضمون کی صورت میں پیش کرونگا۔ اس کے بعد کامیاب زندگی حاصل کرنے کے طریقے بیان کرنے تہے چونکہ "مفلحون" اور کامیاب زندگی والوں کے ایک ہی معنے ہیں اور غرض جلسہ یہی تہی۔ اس لئے قرآن مجید کی تمام آیات جنمیں مفلحون کا ذکر ہے۔ پڑہی گئیں اور سمجہا گیا کہ بس اگر ہم مفلحون ہونا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ یہ اوصاف اپنے آپ میں پیدا کریں مقیم الصلوٰۃ ہونا جسمیں چار باتوں کا لحاظ ضروری ہے (۱) وقت کی نگہداشت (۲) وسوسوں پر غالب آنا (۳) یہ دیکہنا کہ نماز کا نتیجہ (تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر) ہم پر مرتب ہو رہا ہے یا نہیں (۴) لذت نہ آئے تو روحانی بیماری کا دور کرائیں۔ دوم چندہ دینا (زکوٰۃ) ما تنفقوا من خیر یوف الیکم پر ایمان ہو تو بیدریغ مالی امداد کریں۔ چنانچہ جب نہر پر مربع ملنے کا وعدہ ہوا تو زمینداروں نے اپنے زیور اور کوٹہے فروخت کر دیئے۔ بخل سے بچو کہ من یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون پہر ذوی القربیٰ۔ مساکین۔ ابن السبیل کا حق پہنچانا ہی مفلحون کے اوصاف میں داخل ہے

اس کے ساتھ ہی آیت وما آتیتم من ربًا کی تفسیر میں عرفی بھاجیوں اور تمبولوں کی مخالفت کی۔ بیان کیا کہ شادی وموت کے موقع پر جو بدعتیں کیجاتی ہیں ان کے اسباب پر غور کی تو یہی معلوم ہوا کہ کچھ تو جھوٹی ناموری کا خیال ہے اور زیادہ تر تمبول۔ ان سب کی جڑھ ہے جب کسی کو میں منع کرتا ہوں کہ یہ خلاف سنت بھاجیاں اور لغو حرکات کیوں ہو رہی ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے اپنے روپے تمبول وصول کرنا ہے وہ کسی طرح کر لینے دیجیے۔ اور سب بدعات اسی برادری کی خوشنودی مزاج کے لئے ہوتی ہیں جس سے تمبول لینا ہوتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ ایسے طریق ہی کو خیر باد کہدیں۔ جو یہ نہ ہوگا تو بدعات ہی نہ ہونگی۔ ہاں ضرورت شرعی کے لئے اپنے بھائی کو قرض حسنہ دینا ایک علیحدہ بات ہے مگر یہ ہرگز نہ ہو کہ آج دس روپیہ دیکر کل پندرہ روپیہ کے امیدوار رہیں۔ یہ تو ایک قسم ربا ہے۔ اس کے بعد وہ آیت پڑھی جسمیں مفلحون کی صفت اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کا سننا اور پھر اس پر عمل کرنا۔

حور پر ایمان لانا۔ اور اسکی حمایت اور ہر طرح نصرت کرنا بیان کیگئی ہے۔ یہاں نہایت درد دلی کے ساتھ حنفیوں کی ہر ایک اصولی غلطی کا ذکر کیا گیا کہ ایمان صرف اقرار باللسان وتصدیق بالقلب کا نام رکھا ہے اور عمل بالارکان کو شامل نہ کیا جس سے یہ فسق وفجور پھیلا اور یہ بے نماز جوہر گاؤں میں فیصدی نوے بلکہ پچانویں موجود ہیں۔ اپنے تئیں برابر کامل مسلمان خیال کر رہے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف زبان سے پڑھ لینا موجب نجات سمجھ لیا گیا حالانکہ اس کے معنے تھے خدا کی خدائی محمد کی بادشاہی یعنی ہم آج سے خدا کے احکام پر چلیں گے اور محمدی شریعت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھ لیں گے یعنی اس کے بعد دنیاوی رسوم شادی موت۔ ولادت میں ہماری اپنی خواہشات کا دخل نہ ہوگا بلکہ جیسا کہ خدا نے اپنے رسول کی معرفت حکم دیا ویسا ہی کریں گے مگر زبانی کلمہ پڑھنا اور اعمال میں کفار سے مشابہت پیدا کرنا۔ ان پر کالا مہر۔ فکر۔ چاول۔ مرنے پر سیاپا۔ چھماہی۔ برسی۔ شادی پر تماشے اور دیگر بدعات یہ کونسی مسلمانی ہے۔ دیکھو مشرکین کی نسبت فرمایا ان اقاموا الصلوٰة واتوا الزکاة فاخوانکم فی الدین اگر نماز پڑہیں اور چندہ دیں تو تمہارے بھائی۔ تب ان لوگوں کا یہ حال ہے تو پھر رشتے ناطے کیسے ہوں؟ اور مفلحون کی ایک صفت یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے کوئی رشتہ نہیں رکھتے خواہ ان کے بھائی بیٹے اور قبیلے کے لوگ ہوں خدا کے رسول (امام الوقت) کی مخالفت اور اسکی دشمنی تم دیکھتے ہو پس خدا سے کہ احمدی کے رشتے احمدیوں میں ہوں۔ پھر مفلحون کی یہ صفت بیان کیگئی کہ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون یعنی چاہیے کہ تم میں ایک انجمن ہو جو دین حق کیطرف بلائے وعظ ونصائح کرے۔ چنانچہ یہ انجمن قایم ہوئی کہ جس کے مقاصد الٰہی آیات کے ماتحت یہ ہیں (۱) آپسمیں اتحاد ومحبت وباہمی تعارف (۲) وعظ ونصائح (۳) مخالفین پر اتمام حجت (۴) رشتہ داریاں آپسمیں (۵) بہتری کی تجاویز۔ (۶) چندہ باقاعدہ دیں۔ مخالفین کے لئے عملی نمونہ بننا اور جمعہ اکٹھا پڑہنا۔ اخیر میں عرض کیا گیا کہ خدا نے تمہیں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنایا مگر خدا سے کسی قوم کا رشتہ نہیں وہ تقویٰ وطہارت کو دیکھتا ہے۔ ایک قوم کو فضلتکم علی العلمین فرمایا پھر وہ ضربت علیھم الذلة والمسکنة کی مصداق ہوئی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ایسے ہو جائیں پس جہاں تک ہو سکے اسلام کے عملی نمونے بنیں اور لوگوں کو دکھائیں کہ مومن ایسے ہوتے ہیں۔ تقریر بہت لمبی تھی سوا دو گھنٹے میں جسقدر رہو سکا بیان کیا۔ میں اپنے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تحسین کے کلمات سے نا چیز کی عزت بڑھائی۔ نیازمند میں کوئی طاقت نہیں۔ یہ سب فضل الٰہی ہے۔ رات کو حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کا عام وعظ تھا جس سے ہمارا مقصود گاؤں کو تبلیغ کرنا ہی تھا آپ نے پہلے تو جماعت کو بدعات کو جماعت کو چھوڑنے کیطرف توجہ دلائی خصوصاً ان بھائیوں کو خطاب کیا جو حنفی سے احمدی ہوئے ہیں پھر دجال اور خر دجال کی کیفیت اصلیہ بیان کی اور امام مہدی کے بعض نشانات کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاد کی ممانعت اور سچے مسلمان ہوجانے کی تردید کی۔ پھر حضرت صاحب کی قرآنی خدمات کا تذکرہ کیا کہ یہ علم کے مدعی اب تک ضآلاً کے معنے تجھے ای محمد گمراہ پایا کرتے آتے تھے اور مطلق نہ شرماتے تھے یہ قرآن مجید کیا سمجھیں گے حافظ محمد حسین صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر صداقت امام علیہ السلام پر کی۔ اور جلسہ کی کارروائی مولوی فضل الدین صاحب کے وعظ اور حافظ غلام محمد صاحب کے خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے پر بند ہوئے آئندہ جلسہ اللہ تعالیٰ ہونگ رسول میں بتاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء ہو قرار پایا۔ خدا تعالیٰ ہماری سعی مشکور کرے۔ واللہ المستعان وانا عبد التکلان

محمد ظہور الدین۔ اکمل گولیکی ضلع گجرات

---

(۱) وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

منکہ بشارت احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ ساکن امرتسر محلہ کٹڑہ منڈی کٹڑہ مہان سنگھ حال اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ پنڈی گھیب ضلع اٹک ہوں ن مین بقائمی حواس وثبات عقل بلا اکراہ واجبار غیری یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد میری تمام ترکہ منقولہ وغیر منقولہ کا جو اس وقت موجود ہو دسواں حصہ برائے اشاعت اسلام وتبلیغ احکام قرآن وسنت مطابق سلسلہ عالیہ احمدیہ وقف ہوگا۔ اور اس میں میرے پس ماندگان اور ورثا کا کوئی حصہ یا دخل نہیں ہوگا۔ اور ترکہ انجمن احمدیہ قادیان کی تحویل میں رہے گا۔ جو حسب موقعہ برائے اعلاء کلمة الاسلام خرچ کرنی کی مجاز ہوگی۔ اپنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

اللھم ایدالاسلام والمسلمین بالامام الحکم العدل

تحریر ۲۲ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۶ ذیقعد ۱۳۲۳ھ ہجری المقدس

گواہ شد

ملک محمد امین خان رئیس

العبد

بشارت احمد ولد بشیر احمد بقلم خود

گواہ شد

سردار نواب خان رئیس

خریداران الحکم توجہ کریں

سال رواں کا آخیر ہے۔ جن خریداران کے ذمہ الحکم کا بقایا ہے۔ وہ ارسال کر کے مشکور کریں اور اپنا حساب بیباق کریں مطبع کی طرف سے جن کے ذمہ بقایا ہے۔ وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ وصول کر کے علاوہ حساب بیباق کرنیکے کارخانہ کو شکریہ کا موقع دیں۔ ہم ان احباب کا شکریہ کرتے ہیں۔ جنہوں نے وی پی مطبع کے وصول کئے ہیں۔ منیجر

ضرورت دعا

(۱) خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے اس عاجز کو ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ چونکہ اس سے قبل عاجز کے کئی بچے فوت ہو چکے ہیں۔ اسلئے خاکسار بذریعہ الحکم برادران سلسلہ حقہ سے دعا کے لئے عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو اپنے فضل وکرم سے زندگی عطا فرماوے۔ نیز اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خادم بنا دے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی احمدی سگنیلر انچارج ٹھٹھہ

(۲) میاں عبد المجید طالب علم شاہدرہ لکھتا ہے۔ کہ مجھے ایک سخت مشکل درپیش ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسکو حل کر دے۔

نکاح کی ضرورت ہے

(۱) میاں اکبر علی صاحب احمدی تاجر کتب ہوشیارپور اپنی جماعت میں نکاح کرنے کے خواہشمند ہیں خط وکتابت مندرجہ بالا پتہ پر ہو۔

(۲) میاں محمد عبد المجید ولد مولوی خدا یار صاحب مرحوم ساکن بھینی تحصیل شرقپور ضلع لاہور لکھتا ہے کہ میری برادری کے کل لوگ بوجہ احمدی ہو جانے کے سخت مخالف ہیں۔ میں اپنی جماعت میں خواہ کسی قوم شریف سے ہو۔ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ میری عمر بائیس ۲۲ سال ہے اور کچھ اراضی کا مالک ہوں نیز یہاں امام مسجد بھی ہوں۔ خط وکتابت متعلق نکاح مندرجہ بالا پتہ سے ہو۔

جنازہ غائب پڑہا جاوے

(۱) ملک کریم الٰہی صاحب بھیرہ تحریر کرتے ہیں کہ بی بی عائشہ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو ۲ بجے دن کے فوت ہو گئی ہیں مرحومہ جماعت احمدیہ میں داخل تھی۔ لہٰذا جماعت احمدیہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے۔

(۲) شیخ نور احمد صاحب وکیل ایبٹ آباد ناظرین الحکم سے درخواست کرتے ہیں کہ میری والدہ صاحبہ جو حضرت اقدس کی بیعت میں تھیں انتقال ہو گیا ہے انکا جنازہ غائب پڑہا جاوے۔

مفرح عنبری قیمت فی ڈبیہ پانچ روپے

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرمائیں

وزن پانچ تولہ خوراک ۲ ماشہ محصول بذمہ خریدار

ہنرشناس کو دکھلا ہنر کہ خوبئے زر ۔ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ سا بیچمدان ملک کے لایق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے جسکی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہو اگر ممکن ہی تو قریباً محال ہے اور یہ محض خدا تعالے کا فضل ہے ۔ ورنہ من آنم کہ من دانم مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی کہ یہ ایک بے نظیر لاجواب دوائی ملک میں طیار ہوئی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کرسکتیں اور نہیں کرسکتیں ۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی ۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اسکے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اسکے موجد کی افزائی کیلئے کمربستہ ہوگئے ۔ پبلک جلسوں میں گرما گرم تقریروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا ۔ تو الحمدللہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگا اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں ۔ جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لایق تعلیم یافتہ سندیافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں ۔ ہاں ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو ۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے ۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس ۔ جالینوس بوعلی سینا ہی کیوں نہ ہو ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک متعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام کئے اور میری عرض کو جگہ دی ۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کے لئے ایک اتحاد قایم ہوگیا ۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں ۔ وہ علیحدہ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کرسکوں ۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا یہاں صرف **اسمائے گرامی** ان پاک دل ہمدردوں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میڈیسری نرسنگہ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب بالون ضلع ملین ۔
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ وتیک اسلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور ۔
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری ۔
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دہمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ ۔
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان ۔
جناب ڈاکٹر سربرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد ۔
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورنیہ بنگال ۔
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ضلع رانچی ۔
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال ۔
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی ۔ ایم ۔ ایس ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب میڈسپنسری ومو سہ ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خانصاحب ایچ ۔ ایس ناگپور ۔
جناب ڈاکٹر چھوجمل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال ۔

جناب ڈاکٹر پنڈت ہری رام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور ۔
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری ۔ (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال ۔
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط ۔
جناب ڈاکٹر غلام احمد صاحب ایچ ۔ ایس ۔ نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب ہنو میڈیکل ہال مانڈلے ۔
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے ۔ ٹی ۔ یوس صاحب ایچ ایس دہنو بیو بربہا ۔
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر جمن صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ ۔
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندر صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام ۔
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر ۔
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ ۔
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور ۔
جناب حکیم خیر دین صاحب جویاں ریاست پٹیالہ ۔
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص بالن پور ۔
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع کٹنا ۔

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد ۔
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال ۔
جناب حکیم عبداللطیف صاحب ناندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناپور ۔
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور ۔
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ ۔
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری ۔ مدرس ۔
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب ۔ لاہرپور ضلع سیتاپور ۔
جناب حکیم امیرالحسن صاحب ککواڑہ ضلع پورنیہ ۔
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ ۔
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوبرگا ۔
جناب حکیم رحیم بخش صاحب ہاٹک ڈولہ پورنیہ ۔
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب جہنگاؤں ضلع پورنیہ ۔
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکھیہ ضلع باسم بنگال ۔
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون ۔
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر رتگر مہن سنگہ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما ۔
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور ۔

مطلب اہم بریں

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی زہریلی چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا ۔ اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کی کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اسکے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کرسکتیں ۔ اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں ۔

بھائیوں کا خادم ۔ حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی ۔ | دوا بینی شفا بینی بغرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

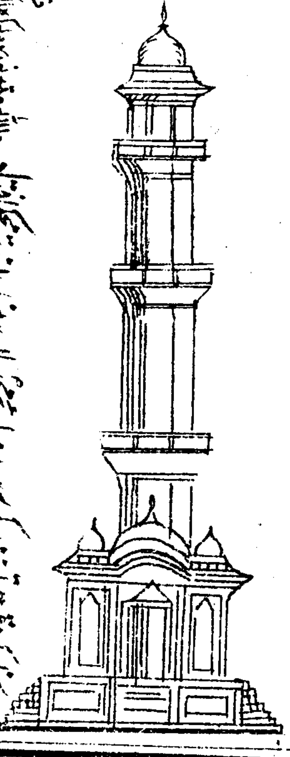

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا ۔ دارالامان کا ہفتہ صفحہ اول
(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ سالانہ
〃 افریقہ سے ایک طالب علم آتا ہے
〃 خوشی اور غم کا توام ہفتہ
〃 حقیقت الوحی کے خریداروں کو اطلاع } ص ۲
(۳) لیکچر لودہانہ ۔ ص ۳-۴
(۴) نیست ثابت منزل آسان ص ۵-۶
(۵) تزکیۂ نفس کی سبیل ۔
〃 دارالامان میں لنگر کے مصارف میں ترقی اور اسکی بالمقابل آمدنی کی کمی کا سوال اور احمدی جماعت کی توجہ کا خیال ۔ ۔ ۔ } ص ۷-۸
〃 وصیت ۔۔ ۔۔ ۔۔ 〃
(۶) ایڈیٹر وطن کی اشاعت کفر پر فتویٰ ص ۹ تا ۱۱
〃 وصیت ۔۔ ۔۔ ۔۔ 〃
(۷) اشتہار ص ۱۲

نمبر (۳۶) | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۲۴ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

اِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ

نَزِیْدُ عُمْرَکَ

ترجمہ ۔ ہم تجھے بعض وہ امور دکھلاویں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کرینگے

۱۳ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

یَاْتِیْکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

ایک پورانا الہام قریباً پچیس سال کا

شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ اسود منم

دارالامان کا ہفتہ

(چونکہ اخبار دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے بعض واقعات ۲۴ ۔ اکتوبر کے بعد کے درج ہیں ۔ ایڈیٹر)

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نصیب اعدا ناساز رہی اور خدا تعالیٰ نے اس فکر کو آپ کی زیادت عمر کی بشارت سے مبدل بہ راحت کر دیا ۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْحَکَمِ الْعَادِلِ ۔

حضور کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں صاحبزادہ محمود احمد صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں ۔

۲ ۔ بزرگان ملت کی خیر قوم کے لئے فرحت افزا خبر ہے ۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ۔

۳ ۔ مختلف مقامات سے احباب سعادت اندوز دارالامان ہوئے ۔ منجملہ اون کے منشی وزیر خاں صاحب بلب گڑھ سے ۔ منشی عبد القادر و شیخ نور احمد صاحب لاہور سے (۲۷ کی صبح کو حسب معمول خواجہ صاحب آخر ہفتہ اور اتوار کی تقریب پر مع منشی محمد اشرف صاحب ہی حاضر ہوئے) منشی نذر محمد خان صاحب ڈیرہ غازیخان سے آئے ۔ چودہری غلام احمد صاحب کاٹھ گڑھ سے آئے اور واپس چلے گئے ۔

۴ ۔ حقیقت الوحی چھپ چکی لیکن ابھی تک شائع نہیں ہوئی دفتری کے پاس جزو بندی کے لئے جا رہی ہے ۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے خصوصیت سے دو نو جلدوں کو مجلد کرا کر شائع فرمانیکا اہتمام کیا ہے اور یہ خدمت میاں اللہ دین صاحب لودہانوی کے سپرد ہوئی ہے ۔

حقیقت الوحی کے لئے تاکیدی خطوط روانگی کے آرہے ہیں اور اشتیاق اسقدر بڑھ رہا ہے کہ اگر چند روز تک کتاب شائع نہ ہوئی تو تاریں آنے لگیں گی ۔ حیدر آباد دکن سے میر مردان علی صاحب نے ایسا ہی تاکیدی خط لکھا ہے جس میں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ تار دینے والے تھے ۔ ایسے مشتاق حضرات کو یاد رہے کہ جس دن کتاب شائع ہوگی پہلی ڈاک میں انہیں بھیجدی جاویگی ۔

۵ ۔ ہفتہ زیر اشاعت میں مسٹر رچرڈسن سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن نے قادیان کے سب آفس کا معائنہ کیا ۔ صاحب موصوف ایک شریف اور خوش اخلاق نوجوان ہیں ۔ ایڈیٹر الحکم نے بعض مفید پبلک امور پر صاحب موصوف کو

متوجہ کیا - جن میں سے اہم ترین یہ ہے کہ قادیان میں دو مرتبہ ڈاک تقسیم ہوا اور دو دفعہ جایا کرے صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہوگا اس امر کا انتظام کریں گے - قادیان کے ڈاکخانہ کی یہ ترقی صاحب موصوف کے ہاتھوں پبلک کی خاص شکرگذاری کا موجب ہوگی -

مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ سالانہ

مقررہ تاریخ پر یعنے ۱۷ - اکتوبر کو جناب انسپکٹر صاحب نے اپنے اسسٹنٹ اور انکے دو نائبوں کے ساتھ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کیا - صاحب موصوف مع اپنے ماتحتوں کے مدرسہ کی عام حالت - اور ترقی کو دیکھ کر ازبس محظوظ ہوئے - جس پہلو سے دیکھتے تھے خوشی کا اظہار کرتے تھے - صاحب ممدوح کی مفصل رائے آئندہ شائع کی جائیگی - انسپکٹر صاحب کو مدرسہ کی جدید عمارت کا نقشہ بھی دکھایا گیا جسے دیکھکر انہیں بہت مسرت ہوئی -

افریقہ سے ایک طالب علم آتا ہے

برادرم منشی رحمت اللہ صاحب وٹرینری اسسٹنٹ برٹش ایسٹ افریقہ سے اپنے بچہ کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کرنے کے لئے بھیجتے ہیں انہوں نے ایڈیٹر الحکم سے چاہا ہے کہ وہ انکے بچہ کو بمبئی سے قادیاں پہونچائے - منشی صاحب موصوف کا یہہ نیک ارادہ ہر طرح قابل قدر اور واجب العمل ہے اسلئے میں اس پہلو سے انکو مدد دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور بڑی خوشی کے ساتھ اس عزیز بچہ کو انشاء اللہ قادیان پہنچانے کی سعی کرونگا جسے وہ بزرگان ملت کی نگرانی میں رکھنے کو اپنی نگرانی سے ہزار درجہ بہتر اور مبارک سمجھتے ہیں اللہ تعالےٰ انکے پاک ارادوں میں انہیں کامیاب کرے - آمین -

خوشی اور غم کا توام ہفتہ

یہہ ہفتہ ہمارے لئے خوشی اور غم کا توام ہفتہ کہنا چاہئے - اسلئے کہ جہاں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناسازی طبع نے خدام کو فکر سے پریشان کیا وہاں اللہ تعالےٰ نے آپ کی **درازی عمر** کی بشارت سنائی - اس لحاظ سے غم اور خوشی کا توام ہفتہ ہوا - پھر اس ہفتہ میں جہاں ایک نہایت ہی **مخلص** وفادار اور ارادتمند مہاجر **میاں صاحب نور** برادر بزرگ میاں احمد نور کابلی ۱۹ / اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۴۰ / شعبان ۱۳۲۴ ہجری کو ۱۱ بجے کے قریب یکایک انتقال کرنے کا صدمہ ہوا - اور یہہ خیال کرکے کہ مرحوم ابھی ایک **نوجوان** تھا اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا اسکے انتقال سے یتیم اور اسکی نوجوان بیوی بیوہ ہوگئی دل پر صدمہ ہوتا تھا - وہاں اللہ تعالےٰ کے نشان ہائے عجیب اور اس کی فوق الفوق قدرتوں کو دیکھ کر خوشی بھی ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے میاں صاحب نور کو آیات اللہ کے ضمن میں داخل کر دیا کیونکہ انکی وفات الہامی پیشگوئیوں کے موافق وقوع میں آئی - ایک انمیں یہ ہے **ایک دم میں دم رخصت ہوا** - اور ایک الہام یہہ تھا **پیٹ پھٹ گیا** - ایک اور پیشگوئی **موت تیراں ماہ حال کو** کے متعلق معزز ہمعصر بدر بیان کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ سرعت الہام کے سبب بعض دفعہ ٹھیک الفاظ یاد نہیں رہتے اسواسطے تیراں کا لفظ تھا یا تیئس کا یا بائیس کا - اور صاحب نور کی وفات کے دن ۳۰ - شعبان تھی - اسطرح پر یہہ تین پیشگوئیاں صاحب نور کی وفات سے **پوری ہوئیں** موت سے تو چارہ ہے ہی نہیں **انّک میّت وانّہم میّتون** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود ہے تو پھر اور کون ہے جو زندہ رہ سکتا ہے - لیکن خدا تعالےٰ کا نشان جس موت سے ظاہر ہوا اور وہ **موت** رحمت اور برکات کا موجب متوفی کیلئے ہو وہ بہرحال مبارک ہے میاں صاحب نور کو اسی **بہشتی مقبرہ** میں دفن کیا گیا - اور اس طرح پر یہہ واقعہ بھی رنج اور خوشی کا توام واقعہ ہے - مرحوم قرآن شریف کا بڑا عاشق تھا - اب حفظ کر رہا تھا پانچ سپارے حفظ کر چکا تھا بڑے صدق دل سے ہجرت کرکے چار سال ہوئے اپنے کنبہ سمیت قادیان آگیا تھا - موت کے دن صبح کو بھلا چنگا تھا کہ یکایک درد شکم ہوا - اور پیٹ کے اندر جو رسولی تھی (اسکا علاج کرتا رہتا تھا فائدہ نہیں ہوا تھا) دفعتہً پھٹ گئی اسنے پکارا کہ پیٹ پھٹ گیا اور دم میں دم رخصت ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

اسکے بعد ۲۰ - اکتوبر کی صبح کو ایک اور حادثہ پیش آیا - جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے **دردناک حادثہ** ہے اور اپنے وقوع کی حیثیت سے خدا تعالےٰ کا ایک نشان ہے - یہہ دردناک حادثہ ہمارے محترم مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ مقیم قادیان کی بیگم صاحبہ **عفر اللہ لہا** کی وفات کا واقعہ ہے - بیگم صاحبہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آتی تھیں - نواب صاحب نے انکے علاج میں جہانتک ممکن تھا سعی کی مگر وعدہ الٰہی -

لا تطیش سہام المنایا

(موت کے تیر نہیں رکتے)

کیونکر ٹل سکتا تھا - ابھی بیگم صاحبہ بیمار نہ ہوئی تھیں کہ حضرت اقدس نے ایک رؤیاء دیکھی تھی اور اسکے ساتھ ایک الہام بھی تھا - جو الحکم مورخہ ۲۴ - فروری ۱۹۰۶ء میں یوں درج ہے -

دردناک دکھ اور دردناک واقعہ - پھر رؤیا میں دیکھا کوئی خادمہ عورت جو ہمارے تعلق والوں میں سے کسی گھر کی ہے کہتی ہے کہ میری بیوی یکایک مرگئی یہ سنکر میں اٹھا ہوں کہ اپنے گھر میں جاکر اس الہام کے پورا ہونے کی خبر دوں کہ بیدار ہوگیا -

اسوقت حضرت حجۃ اللہ نے بعض کو اسکے مصداق سے اطلاع بھی دیدی تھی - خدا کی قدرت اور شان عجیب ہے کہ آخر بیگم صاحبہ بیمار ہوئیں اور انکی حالت دن بدن بگڑتی گئی اور کبھی سنبھلتی رہی اور ۲۷ - اکتوبر کی صبح کو وہ وقت آگیا جسکی خبر قبل از وقت دی جا چکی تھی - حضرت حجۃ اللہ نے مرحومہ کا جنازہ پڑھا - اور دیر تک دعا فرماتے رہے نواب صاحب کو مناسب موقع تلقین فرماتے رہے اور پھر جب تک مرحومہ کو دفن نہ کر دیا گیا آپ باغ میں تشریف فرما رہے - مرحومہ کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی حاجت نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا کہ وہ بڑی **عفیفہ پارسا اور اپنے شوہر کی پوری اطاعت کرنے والی تھیں** یہی خوبیاں ہیں جو ایک عورت کے لئے باعث نیکنامی ہیں - اور اللہ تعالےٰ کے فعل اور فضل نے شہادت دیدی کہ مرحومہ کا جنازہ اسکے مرسل نے پڑھا اور اسے اس قبرستان میں جگہ ملی جسکے لئے خدا کا وعدہ ہے انزل فیہا کل رحمۃ مرحومہ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی مگر اس کی نیکیاں باقیات الصالحات کا کام دینگی - اور کیا عجب انکے واجب الاحترام شوہر نواب صاحب مرحومہ کو ثواب پہونچانے کے لئے کوئی کام صدقہ جاریہ کے طور پر کر دیں - جو مرحومہ کی یادگار کی یادگار ہو اور ثواب کا ثواب - بہرحال اللہ تعالےٰ مرحومہ پر بے نہایت فضل کرے اور اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے - اور اپنی رضا کے مقام پر اٹھائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل - آمین -

پس مرحومہ کے مرنے سے بھی چونکہ ایک پیشگوئی پوری ہوئی - اور مرحومہ کا انجام نیک ہوا - اسلئے یہ واقعہ بھی خوشی و غم کا توام واقعہ ہے -

حقیقۃ الوحی کے خریداروں کو اطلاع

اگرچہ حقیقت الوحی چھپ چکی ہے جیساکہ دوسری جگہ لکھا گیا ہے - اس کی جزو بندی وغیرہ بھی ہو رہی ہے - لیکن ابھی اسکے متعلق چھپوائی کا کام کچھ باقی رہ گیا ہے جسکے لئے بڑی عسرت سے انتظام کیا جا رہا ہے اور اس وجہ سے اسکی اشاعت میں ابھی توقف اور تعویق ہو رہی ہے - چونکہ فرداً فرداً تمام احباب کو جواب دینا مشکل ہے اسلئے عام طور پر بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ ابھی کتاب شائع نہیں ہوئی - جسوقت شائع ہوگی - سلسلہ وار خریداران کو بھیجدی جاویگی - یہہ بھی ممکن ہے کہ مزید اخراجات کیوجہ سے قیمت میں بھی اضافہ ہو جاوے - یہہ امر ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ چونکہ درخواستیں کثرت سے آرہی ہیں اور کتاب صرف ایک ہزار طبع ہوئی ہے اسلئے درخواستیں بھیجنے میں جلدی کرنی چاہئے - تاکہ جسوقت کتاب شائع ہووے فوراً روانہ ہوسکے - ورنہ اگر تعداد مطلوبہ پوری ہوگئی تو پھر مشتاق ناظرین کو کسی اور اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا - درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں - جو مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہئیں -

ایڈیٹر الحکم

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نمازیں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکہا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پہر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہانتک ہدایت اور تاکید ہے - کہ باہم پاؤں بہی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو - اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں - اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکہیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کرسکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے - یہہ خوب یاد رکہو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے - پہر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلّہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پہر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں - اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ **بیت اللہ** میں اکھٹے ہوں - ان تمام احکام کی غرض وہی **وحدت** ہے -

اللہ تعالٰی نے حقوق کے دو ہی حصّے رکہے ہیں ایک **حقوق اللہ** دوسرے **حقوق العباد** - اس پر بہت کچھہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے - ایک مقام پر اللہ تعالٰے فرماتا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا - یعنے اللہ تعالٰے کو یاد کرو جسطرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو - بلکہ اس سے بہی بڑھکر - اسجگہ دو رمزیں ایک تو ذکر اللہ کو ذکر اباء سے مشابہت دی ہے اسمیں یہ ستر ہے کہ اباء کی محبت ذاتی اور فطرتی محبت ہوتی ہے - دیکھو بچّے کو جب ماں مارتی ہے وہ اسوقت بھی ماں ماں ہی پکارتا ہے گویا اس آیت میں اللہ تعالٰے انسان کو ایسی تعلیم دیتا ہے کہ وہ خدا تعالٰے سے **فطری محبت** کا تعلق پیدا کرے اس محبت کے بعد اطاعت امر اللہ کی خود بخود پیدا ہوتی ہے یہی وہ اعلٰی مقام معرفت کا ہے جہاں انسان کو پہونچنا چاہیے یعنے اس میں اللہ تعالٰے کے لئے فطری اور ذاتی محبت پیدا ہو جاوے ایک اور مقام پر یوں فرمایا ہے **انّ اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربٰی** -

اس آیت میں ان تین مدارج کا ذکر کیا ہے جو انسان کو حاصل کرنے چاہئیں - پہلا مرتبہ عدل کا ہے - اور عدل یہ ہے کہ انسان کسی سے کوئی نیکی کرے بشرط معاوضہ - اور یہہ ظاہر بات ہے کہ ایسی نیکی کوئی اعلٰے درجہ کی بات نہیں - بلکہ سب سے ادنٰے درجہ یہہ ہے - کہ **عدل** کرو - اور اگر اس پر ترقی کرو تو پہر وہ احسان کا **درجہ** ہے یعنے بلاعوض سلوک کرو - لیکن یہ امر کہ جو بدی کرتا ہے اس سے نیکی کی جاوے کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے دوسری پہیر دی جاوے یہہ صحیح نہیں یا یہ کہو کہ عام طور پر یہہ تعلیم عمل در آمد میں نہیں آسکتی چنانچہ سعدی کہتا ہے -

نکوئی با بدان کردن چنان است
که بد کردن بجائے نیک مرداں

اسلئے اسلام میں انتقامی حدود میں جو اعلٰی درجہ کی تعلیم دی ہے کوئی دوسرا مذہب اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا اور وہ یہ ہے -

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ومن عفی واصلح الایۃ

یعنے بدی کی سزا اسیقدر بدی ہے اور جو کوئی معاف کردے مگر ایسے محل اور مقام پر کہ وہ عفو اصلاح کا موجب ہو - اسلام نے عفو خطا کی تعلیم دی لیکن یہہ نہیں کہ اس سے شر بڑہے -

غرض

عدل کے بعد دوسرا درجہ احسان کا ہے یعنی بغیر کسی معاوضہ کے سلوک کیا جاوے - لیکن اس سلوک میں بہی ایک قسم کی خودغرضی ہوتی ہے کسی نہ کسی وقت انسان اس احسان یا نیکی کو جتا دیتا ہے اسلئے اس سے بہی بڑھکر ایک تعلیم دی اور وہ

ایتاء ذی القربٰی

کا درجہ ہے - ماں جو اپنے بچّہ کے ساتھہ سلوک کرتی ہے وہ اس سے کسی معاوضہ اور انعام واکرام کی خواہشمند نہیں ہوتی - وہ اس کے ساتھہ جو نیکی کرتی ہے محض طبعی محبت سے کرتی ہے - اگر بادشاہ اس کو حکم دے کہ تو اسکو دودہ مت دے اور اگر یہ تیری غفلت سے مر بہی جاوے تو تجھے کوئی سزا نہیں دیجاویگی بلکہ انعام دیاجاویگا - اس صورت میں وہ بادشاہ کا حکم ماننے کو طیار نہوگی - بلکہ اسکو گالیاں دیگی کہ یہ میری اولاد کا [illegible] اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ذاتی محبت [illegible]

اسکی کوئی غرض درمیان نہیں یہہ اعلٰی درجہ کی تعلیم ہے جو اسلام پیش کرتا ہے - اور یہ آیت **حقوق اللہ** اور حقوق العباد دونوں پر حاوی ہے - حقوق اللہ کے پہلے کے لحاظ سے اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ **انصاف کی رعایت** سے اللہ تعالٰے کی اطاعت اور عبادت کرو - جسنے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے - اور جو اطاعت الٰہی میں اس مقام پر ترقی کرے تو احسان کی پابندی سے اطاعت کر - کیونکہ وہ محسن ہے اور اسکے احسانات کو کوئی شمار نہیں کرسکتا - اور چونکہ محسن کے شمایل اور خصایل کو مدنظر رکہنے سے اسکے احسان تازہ رہتے ہیں اسلئے **احسان** کا مفہوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے - کہ ایسے طور پر اللہ تعالٰے کی عبادت کرے گویا دیکھہ رہا ہے یا کم از کم یہہ کہ اللہ تعالٰے اسے دیکھہ رہا ہے - اس مقام تک انسان میں ایک حجاب رہتا ہے لیکن اسکے بعد جو تیسرا درجہ ہے ایتاء ذی القربٰی کا یعنے اللہ تعالٰے سے اسے ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور **حقوق العباد** کے پہلے سے میں اسکے معنی پہلے بیان کرچکا ہوں - اور یہہ بہی میں نے بیان کیا ہے - کہ یہہ تعلیم جو قرآن شریف نے دی ہے کسی اور کتاب نے نہیں دی - اور ایسی کامل ہے کہ کوئی نظیر اسکی پیش نہیں کرسکتا - یعنے

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا الایۃ

اس میں عفو کے لئے یہہ شرط رکہی ہے کہ اس میں **اصلاح** ہو یہودیوں کے مذہب میں تو یہہ کہا تہا کہ آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت الاخرہ - انہیں انتقامی قوت [illegible] بڑھ گئی تہی اور یہاں تک یہہ عادت انکی پختہ ہوگئی تہی کہ اگر باپ نے بدلہ نہیں لیا تو بیٹے اور اسکے پوتے تک کے فرائض میں یہہ امر ہوتا تہا کہ وہ بدلہ لے - اسوجہ سے انمیں کینہ توزی کی عادت بڑھ گئی تہی - اور وہ بہت سنگدل اور بے درد ہو چکے تہے - عیسائیوں نے اس تعلیم کے مقابل یہہ تعلیم دی کہ ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسری بہی پہیر دو ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس [illegible] وغیرہ - اس تعلیم میں جو نقص ہے وہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کہ ہاں اب دوسرا دانت بہی نکال دو - وہ خبیث تو اور بہی دلیر ہو جاویگا - اور اس سے امن عامہ میں خلل واقع ہوگا - پہر کیونکر ہم تسلیم کریں کہ یہہ تعلیم عمدہ ہے - یا خدا تعالٰی کی مرضی کے موافق ہوسکتی ہے؟ اگر اسپر عمل ہو تو کسی ملک کا بہی انتظام نہ ہوسکے ایک ملک ایک دشمن چہین لے تو دوسرا خود حوالہ کرنا پڑے - ایک افسر گرفتار ہو جاوے تو دوسر اور دیدیئے جاویں - یہہ نقص ہیں جو ان تعلیم میں ہیں - اور یہ صحیح نہیں -

ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ یہہ احکام بطور قانون **مختص الزمان** تہے - جب وہ زمانہ گذر گیا دوسرے لوگوں کے حسب حال وہ تعلیم نرہی - یہودیوں کا وہ زمانہ تہا کہ وہ چارسو برس تک غلامی میں رہے اور اس غلامی کی زندگی کی وجہ سے انمیں قساوت قلبی بڑھ گئی اور وہ کینہ کش ہوگئے - اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس بادشاہ کے زمانہ میں کوئی ہوتا ہے اسکے اخلاق بہی اسی قسم کے ہوجاتے ہیں - سکہوں کے زمانہ میں اکثر لوگ ڈاکو ہوگئے تہے انگریزوں کے زمانہ میں تہذیب اور تعلیم پہیلتی جاتی ہے اور ہر شخص اسکی کوشش کرتا ہے - غرض بنی اسرائیل [illegible] ماتحتی کی تہی اسی وجہ سے انمیں [illegible] اسلئے توریت کے زمانہ میں عدل [illegible] مقدم تہی کیونکہ وہ لوگ اس [illegible] تہے اور جابرانہ عادت رکہتے تہے [illegible] نے یقین کرلیا تہا کہ دانت کے بدلے دانت کا توڑنا ضروری ہے - اور یہ ہمارا فرض ہے اسوجہ سے اللہ تعالٰے نے انکو سکہایا کہ عدل تک ہی بات نہیں رہتی بلکہ احسان بہی ضروری ہے - اس سبب سے مسیح کے ذریعہ انہیں تعلیم دی گئی کہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پہیر دو اور جب اسی پر سارا زور دیا گیا تو آخر اللہ تعالٰی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس تعلیم کو اصل نقطہ پر پہونچا دیا - اور وہ یہی تعلیم تہی کہ بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کردے اور معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہو اسکے لئے اللہ تعالٰے کے حضور اجر ہے عفو کی تعلیم دی ہے مگر ساتہہ قید لگائی کہ اصلاح ہو بے محل عفو نقصان پہونچاتا ہے - پس اس مقام پر غور کرنا چاہیئے کہ جب توقع اصلاح کی ہو تو عفو ہی کرنا چاہیئے جیسے دو خدمتگار ہیں ایک بڑا شریف الاصل اور فرمانبردار اور خیرخواہ

لیکن اتفاقاً اس سے کوئی غلطی ہوجاوے اس موقع پر اسکو معاف کرنا ہی مناسب ہے۔ اگر سزا دی جاوے۔ تو ٹھیک نہیں۔ لیکن ایک بدمعاش اور شریر ہے ہر روز نقصان کرتا ہے اور شرارتوں سے باز نہیں آتا اگر اسے چھوڑ دیا جاوے تو وہ اور بھی بیباک ہوجاویگا۔ اسکو سزا ہی دینی چاہئے۔ **غرض** اسطرح پر محل اور موقع شناسی سے کام لو۔ یہہ تعلیم ہے جو اسلام نے دی ہے اور جو کامل تعلیم ہے اسکے بعد اور کوئی نئی تعلیم یا شریعت نہیں آسکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہوسکتی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کرکے دکھایا اور جو کچھہ قرآن شریف میں ہے اسکو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اسکو چھوڑیگا وہ جہنم میں جاویگا۔ یہہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ مگر اسکے ساتھہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس اُمت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے۔ اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے۔ اور اسی کے لئے خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ ہی میں دعا سکھائی ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

انعمت علیہم کی راہ کے لئے جو دعا سکھائی تو ان میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا وہ معرفت الٰہی ہی کا کمال تھا۔ اور یہہ نعمت انکو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی اسی کے تم بھی خواہاں رہو۔ پس اس نعمت کے لئے یہہ خیال کرو کہ قرآن شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا ہے مگر اسکا ثمرہ کچھہ بھی نہیں یا اس اُمت کے کسی فرد کو بھی یہہ شرف نہیں مل سکتا۔ اور قیامت تک یہ دروازہ بند ہوگیا ہے۔ بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ثابت ہوگی یا کوئی خوبی ثابت ہوگی؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے اور اسنے مغز شریعت کو سمجھا ہی نہیں۔ اسلام کے مقاصد میں سے تو یہہ امر تہا کہ انسان صرف زبان ہی سے وحدہ لا شریک نہ کہے بلکہ درحقیقت سمجھہ لے اور بہشت دوزخ پر خیالی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی میں وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پالے اور ان گناہوں سے جن میں وحشی انسان مبتلا ہیں نجات پالے۔ یہہ عظیم الشان مقصد اسلام کا تہا اور ہے۔ اور یہہ ایسا پاک مطہر مقصد ہے کہ کوئی دوسری قوم اسکی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہیں کرسکتی اور نہ اس کا نمونہ دکھا سکتی ہے۔ کہنے کو تو ہر ایک کہہ سکتا ہے مگر وہ کون ہے جو دکھا سکتا ہو؟

میں نے آریوں سے عیسائیوں سے پوچھا ہے کہ وہ خدا جو تم مانتے ہو اسکا کوئی ثبوت پیش کرو۔ نری زبانی لاف گزاف سے بڑھ کر وہ کچھہ بھی نہیں دکھا سکتے۔ وہ سچا خدا جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے اس سے یہ لوگ ناواقف ہیں۔ اسپر اطلاع پانے کیلئے یہی ایک ذریعہ مکالمات کا تہا جس کے سبب سے اسلام دوسرے مذاہب سے **ممتاز** تہا۔ مگر افسوس ان مسلمانوں نے میری مخالفت کی وجہ سے اس سے بھی انکار کردیا۔

یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اسوقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔ یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔ دیکھو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچہ تو اسکو ہاتھ میں پکڑنے کی خواہش کرسکتا ہے اور ہاتھ بھی ڈال سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کھائیگا اور ہلاک کردیگا وہ کبھی جرأت نہیں کریگا کہ اسکی طرف لپکے بلکہ اگر معلوم ہوجاوے کہ کسی مکان میں سانپ ہے تو اس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنے والی چیز سمجھتا ہے تو اسکے کہانے پر وہ دلیر نہیں ہوگا پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نکرلے اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہہ یقین معرفت کے بدون پیدا نہیں ہوسکتا۔ پہر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناہوں پر اسقدر دلیر ہوجاتا ہے باوجودیکہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہے۔ اسکی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ **معرفت** اور **بصیرت** نہیں رکھتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔ اگر یہ بات پیدا نہیں ہوتی تو پہر اقرار کرنا پڑیگا کہ معاذ اللہ **اسلام** [illegible] اپنی [illegible] خالی ہے ایمان نہیں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں یہہ مقصد اسلام ہی کامل طور پر پورا کرتا ہے اور اسکا ایک ہی ذریعہ ہے

مکالمات ومخاطبات الٰہیہ

کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ گناہ سے بیزار ہے اور وہ سزا دیتا ہے۔ گناہ ایک زہر ہے۔ جو اول صغیرہ سے شروع ہوتا ہے اور پہر کبیرہ ہوجاتا ہے اور انجام کار **کفر** تک پہونچا دیتا ہے۔

میں جملہ معترضہ کے طور کہتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ پر قوم کو یہہ فکر لگا ہوا ہے کہ ہم گناہ سے پاک ہوجاویں۔ مثلاً آریہ صاحبان نے تو یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ بجز گناہ کی سزا کے اور کوئی صورت پاک ہونے کی ہے ہی نہیں ایک گناہ کے بدلے کئی لاکھہ جونیں ہیں جب تک انسان ان جونوں کو نہ بہگت لے وہ پاک ہی نہیں ہوسکتا۔ مگر اس میں بڑے مشکلات ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ جب کہ تمام مخلوقات گنہگار ہی ہے تو اس سے نجات کب ہوگی؟ اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ انکے ہاں یہہ امر مسلمہ ہے کہ نجات یافتہ بھی ایک عرصہ کے بعد مکتی خانہ سے نکال دیئے جاویں گے تو پہر اس نجات سے فائدہ ہی کیا ہوا؟ جب یہ سوال کیا جاوے کہ نجات پانے کے بعد کیوں نکال لیتے ہو تو بعض کہتے ہیں کہ نکالنے کے لئے ایک گناہ باقی رکھہ لیا جاتا ہے۔ اب غور کرکے بتاؤ کہ کیا یہ قادر خدا کا کام ہوسکتا ہے؟ اور پہر جب کہ ہر نفس اپنے نفس کا خود خالق ہے خدا تعالیٰ اس کا خالق ہی نہیں (معاذ اللہ) تو اسے حاجت ہی کیا ہے کہ وہ اس کا ماتحت رہے۔

دوسرا پہلو عیسائیوں کا ہے انہوں نے گناہ سے پاک ہونے کا ایک پہلو سوچا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا مان لو۔ اور پھر یقین کرلو کہ اسنے ہمارے گناہ اٹھا لئے اور وہ صلیب کے ذریعہ **لعنتی** ہوا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اب غور کرو کہ حصول نجات کو اس طریق سے کیا تعلق؟

گناہوں سے بچانے کے لئے ایک اور بڑا گناہ تجویز کیا؟ کہ انسان کو خدا بنایا گیا کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور گناہ ہوسکتا ہے؟ پہر خدا بنا کر اسے معاً ملعون بھی قرار دیا اس سے بڑھ کر گستاخی اور بے ادبی اللہ تعالیٰ کی کیا ہوگی؟

ایک کہاتا پیتا حوائج کا محتاج خدا بنایا گیا حالانکہ توریت میں لکہا تہا کہ دوسرا خدا نہ ہو نہ آسمان پہ نہ زمین پر۔ پہر دروازوں اور چوکہٹوں پر یہہ تعلیم لکھی گئی تہی۔ اسکو چھوڑ کر یہہ نیا خدا تراشا گیا۔ جسکا کچھہ بھی پتہ توریت میں نہیں ملتا۔ میں نے فاضل یہودی سے پوچھا ہے کہ کیا تمہارے ہاں ایسے خدا کا پتہ ہے جو مریم کے پیٹ سے نکلے اور وہ یہودیوں کے ہاتھوں سے ماریں کھاتا پہرے۔ اسپر یہودی علماء نے مجھے یہی جواب دیا کہ یہ محض افترا ہے توریت میں کسی ایسے خدا کا پتہ نہیں ملتا۔ ہمارا وہ خدا ہے جو قرآن شریف کا خدا ہے یعنی جس طرح پر قرآن مجید نے خدا تعالیٰ کی وحدت کی اطلاع دی ہے اسی طرح ہم توریت کے رو سے خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور کسی انسان کو خدا نہیں مان سکتے۔ اور یہ تو موٹی بات ہے اگر یہودیوں کے ہاں کسی ایسے خدا کی خبر دیگئی ہوتی جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہونیوالا تہا تو وہ حضرت مسیح کی ایسی سخت مخالفت ہی کیوں کرتے یہانتک کہ انہوں نے اسکو صلیب پر چڑھوا دیا۔ اور اسپر کفر کا الزام لگاتے تہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ماننے کیلئے قطعاً طیار نہ تہے۔

غرض

عیسائیوں نے گناہ کے دور کرنے کا جو علاج تجویز کیا ہے وہ ایسا علاج ہے جو بجائے خود گناہ کو پیدا کرتا ہے اور اسکو گناہ سے نجات پانے کے ساتھہ کوئی تعلق ہی نہیں۔

(باقی آئندہ)

سرپرستان الحکم یہہ سنکر بہت ہی خوش ہونگے کہ انکی اپنے اخبار کے چھاپنے کیلئے فی الحال ایک مشین کے منگوانے کا بفضلہ تعالیٰ مصمم ارادہ کرلیا گیا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک
(مفصل پھر)

نیت ثابت شد اصل

خدا کا شکر ہے کہ میں کسی وقت اور کسی حال میں امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام سے ایک سکنڈ کے لئے بھی بدظن نہ ہوا گو بیچ بیچ آپ دیا کے بعض اقوال سے میری طبیعت کو بہت سی اتار چڑھاؤ پیش آتے گئے مگر چونکہ حسن ظن اول روز سے میرے ساتھ تھا آج وہی میرا رفیق طریق میرے کام آیا جس نے مجکو تمام مشکلات سے صحیح و سالم نکالکر اس منزل تک پہونچا دیا جسکا یقین کامل ہے ورنہ کیا معلوم رد و انکار کے ہاتھوں میں پڑکر پھر مجکو توفیق رجوع ملتی یا نہ ملتی الحمد ثبت قدمی علیہ یہ محض احسان الٰہی تھا ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا جہاں اپنے اچھے چلتے پرزوں کے قدم امام وقت کی شناخت میں ٹھوکر کہا جائیں تو میں بیچارہ کس شمار و قطار میں ہوں ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میرے حسن ظن کی ابتداء آپکی ایک پرزور تحریر سے ہوئی جس میں منکران اسلام کو قبول اسلام کی شرط پر آسمانی نشانات دکھلانے کا بڑی شد و مد سے دعویٰ کیا گیا تھا چونکہ یہ ایک عظیم الشان دعویٰ تھا اب میں نہیں کہ سکتا کہ اس بلند آواز پر کہاں تک آپکی عظمت میرے دلمیں بیٹھ گئی اور کس حد تک میری نگاہوں نے اس مرد میدان کو چن لیا ابھی مجھکو آپکے منصب سے آگاہی نہ تھی کہ آپکے مسیح موعود ہونے کی شہرت پھیلی اب کسی جوشیلے کی رگ تکفیر پھڑکی ہو تو پھڑکی ہو یہاں تو حسن ظن کا دخل تھا دل ہی دل میں یوں فیصلہ کر لیا کہ سنی سنائی کا کیا اعتبار اور پھر ایسی خلاف قیاس بات ہو نہو یہ کسی مفسد کا شگوفہ چھوڑا ہوا ہے جب خود حضور اقدس کے قلم سے اسکی تصدیق ہوگئی پوری کیفیت تو معلوم نہ تھی ہاں بڑی تشویش ہوئی کہ اب کیا کیا جائے ہر چند طبیعت قبول نکرتی تھی کیونکہ دماغ میں تو آسمانی عیسیٰ کے خیالات گھر کئے بیٹھے تھے مگر آپ کا اقتدار کچھ کچھ امید دلاتا تھا کہ نہیں محض بے وجہ بات نہیں کچھ نہ کچھ وجہ ضرور رکھتی ہے گو کسی معنی سے ہو ورنہ ایسے خدا رسیدہ سے اور ایسا وحشتناک خیال۔ نہیں نہیں کچھہ بھید ہے ضرور ہے کیوں بزرگوار و پہلے تو اس بات پر کچھہ التفات نہ کیا گیا کیونکہ بے سند تھی ابھی کی سند ملگئی فرمائیے بادی النظر میں قیاس کیا کہتا ہے کہ دعویٰ نبوت کی بو آتی ہے یا نہیں ضرور آتی ہے تو کیا اب بھی لب کشائی کا موقع نہ تھا پھر آخر خیالات فاسدہ سے مجھکو کس نے باز رکھا یہ حسن ظن کی ہی خوبی تھی یا کسی اور کی مگر ضدی لوگ اسکو کیوں مانیں گے آخر وہ بھی تو منہ میں زبان رکھتے ہیں کہدینگے۔ کہ مرزا صاحب کی محبت نے اندھا کر دیا اچھا یونہیں سہی ہٹ دہرمی کا تو کچھہ علاج ہی نہیں خیر اب دل کو ٹٹول لگی کہ ذرا تفتیش تو کیجئے۔ معاملہ کیا ہے اس سے پہلے کہ مولویانہ صدائیں کان میں آئیں خوش قسمتی سے دو کتابیں ہاتھ آگئیں ایک انوار الاسلام حضور علیہ السلام دوسری **تحذیر المومنین** حضرت مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہی اللہ اللہ کتابیں کیا گویا ایک انقلاب عظیم کا نقشہ سامنے آگیا جتنا پرانا ذخیرہ دماغ میں جمع تھا الٹا نظر آنے لگا اور خیالات میں ایسی گڑبڑ مچی کہ میں کبھی زمین پر کبھی آسمان پر بالکل مبہوت سا ہو گیا مہینوں انہیں خیالات کی ادھیڑبن میں ڈوبا رہا آخر غور و فکر کے بعد عقل نے تو ان باتوں کو مان لیا مگر آبائی تقلید کی روک سے طبیعت جھجکتی رہی جس سے میرے رجوع کامل میں تاخیر پڑگئی۔ آخر رفتہ رفتہ وہ مبارک گھڑی آگئی جو اس خیر و برکت سے حصہ ملنے کے لئے مقدر تھی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میں ایک بڑے جنگی پیر کے جال میں گرفتار ہوکر دفعتہ قادیانی مشہور ہو گیا اگرچہ قبلہ حاجات اپنی ذات سے حضور اقدس کے سخت مکفر ہیں اور جلال کیونکت بڑے اصرار سے فرمایا کرتے ہیں "ہم اسکو کافر کہتا ہے ہم اوسکو کافر کہتا ہے" مگر خدا خوش رکھے اور ان کی آنکھیں کہولے میرے حق میں در حقیقت خضر طریقت ہی نکلے نہ آپ میری فضیحت کا اشتہار دیتے نہ یہ سعادت مجکو نصیب ہوتی ؏

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

پہلے ہی آپ کی دو ایک چوٹیں مجپر ہو چکیں تھی اب میری قادیانیت کی خبر اڑتی تھی کہ ساری لنی آپ ہی بگڑ گئی جو جس کے منہ میں آتا تھا واہی تباہی بکتا تھا اور پرانے مدلحوں کی تو خوب بن آئی گویا ایک شکار ہاتھہ لگا۔ خیر مخدوم مکرم تو اپنی قسمت کے جتنے بارے تھے سمیٹ بٹور کے الگ ہوئے اور اب میری باری آئی اور آسمان سے میری حصہ کی رسوائیوں کا جسمانی نزول شروع ہوا۔ ہونے والی بات۔ با وجودیکہ ایک موقعہ پر مجھہ سے یہ نوافقی کی سچی قسم بھی کھلوائی گئی تھی اسپر بھی مصلحۃ میری زبان ہی تو یہ توبہ اس امام المسلمین کو برملا کافر کہلا لینے کی خیر خواہوں نے تجویز نکالی کانش اگر وہ مجھکو پھر قسم پر آمادہ کرتے تو قسم کہا لینے سے مجھے بھی مجکو کچھہ دریغ نہ ہوتا کیونکہ اسوقت تک حضور اقدس سے میرا کچھہ تعلق نہ تھا۔ اور اب سنگ آمد و سخت آمد کا مضمون پیش آیا جب میں نے دیکھا کہ اب ہوا بگڑ گئی اور یہ بہولے مومن مجکو بغیر جہنم رسید کئے نہ مانیں گے پس میں انکی خدمت کی گٹھڑی سر سے پھینک پھانک چپکا اپنے گہر میں بیٹھ رہا ؎

کیا ملیگا حجت و تکرار سے	خیر خواہ ہو فائدہ اصرار سے
اک فرشتے کی کروں تکفیر گر	اے معاذ اللہ اس ہنجار گر
کل خدا کو اسکا کیا دونگا جواب	کیا کہونگا سید ابرار سے
پہلے چھوڑا منبر و محراب کو	باز آیا جبہ و دستار سے
اب نہیں رہنی کا اس گلشن میں کام	لیجئے بلبل چلی گلزار سے
ہمت ابدال آگئی سر پر بلا	مجھکو شرمندہ نہ کرنا یار سے

ٹھان لی ہے جی میں راضی اب یہی
تو لگائیں گے بڑی سرکار سے

نام تو نکل ہی چکا تھا اب کیونکر انگلیاں نہ اٹھتیں پیر جی کے نیچے سے تو نکل گیا عزیزوں کے شکنجے سے کیونکر نکل سکتا تھا پٹھان بھائی تو تھے نہیں کہ خاک ڈال کے بیٹھ رہتے بہلا شیخصاحبان عظمت یا فتگان دربار شاہی کی غیرت گدہے پر چڑھائے بغیر کب مان سکتی تھی تہوڑی سے قیل و قال پر غوغائیاں اڑنے لگیں اور ایک شور قیامت مچگیا۔ یا اللہ کیا آفت آگئی۔ کسی کا طوطی چہکا "ارے میاں وہ تو دس برس کا چھپا قادیانی نکلا" کسی کی بلبل بولی "اجی قبلہ ایک خط بھی اسکا پکڑا گیا"۔ کوئی یوں طنبور چھیڑ بیٹھا "جس کا کھانا اس کا گانا ہر قادیان سے تنخواہ پاتا ہے" کسی بیچارے شیعیت کے مارے یوں آنسو ڈھلکائے "نانی ہائے علما کی تکفیر کرتا ہے کوئی سیدھا مکے مدینے پہونچا دو ارے لوگو غضب ہوگیا رسول اللہ کو گالیاں دیتا ہے"۔ کسی کھلاڑی نے یوں ترپ کے پینترا دکھایا "اجی ابتو نماز کا ہی کینڈا بدل دیا" کسی غازی بہادر نے یوں جہادی پھریرا لہرایا۔ "اجی کہاں کا جھگڑا خاتمہ ہی کرڈو" کسی دیندار نے یوں خانہ خدا کی آبرو بچائی "بس بس اب مسجد میں اس کا کام نہیں"۔ کسی نے حلف پر حلف اٹھایا "واللہ کیا سچی قسم کہائی ہے"۔ کسی پیر عرفی سے گرما گرم وحی اتر آئی "پھیر و پھیر و نماز میں پھیر و"۔ کسی کے کان میں ابو حنیفہ کی روح آکر پھونک گئی "ارے نادانو بی بی کو چھوڑالو"۔ ایک جو سب سے اکنگ تھے اس رنگ میں بھی اکنگ رہے اومیاں جانے والے مسافر اپنے گاؤں [illegible] دھندا ولایت دریا عید گاہ تلہر کا پگڈنڈی بند عیسائی ہو گیا الغرض جتنے منہ اتنی باتیں خوب خوب میری خوش بوئیں اڑیں اور جہاں تک ہو سکا ان دھو بیوں نے مجھکو خوب دھو دھو کے پاک کیا۔ اور یہیں تک بس نہ کی بلکہ دو کہنا ان ہی ہوئیں غیروں کو بھی ملایا گیا پردہ نشینوں کو بھی بھڑکایا گیا دسفتی ہو تو آس مردک کا ناتا رشتہ توڑو حصہ بخرا چھوڑو آج سے اسکا حقہ پانی بند وہ بھنگی اور سب بھائی بند" آفرین آفرین اے شریفوں کے خاندان۔ اے صدیق اکبر کی اولاد۔ اے محراب و منبر کے وارثو۔ یہ فقرے تمہیں کس نے سکھائے یہ تکرار تمہیں کس نے بتائے یہ شوخیاں تم کہاں سے لائے یہ انداز تم نے کس کے اڑائے کیا تمہیں فضیلت نے بھی نہ روکا کچہ آپ روش نے بھی نہ سمجھایا غیور طبیعت نے بھی کچھہ نہ کہا طیب روح بھی کچھہ نہ بولی کیا سب راہیں بند ہوگئیں چاروں طرف سے بھر پڑ گئے افسوس علم تو تمہارے ہاتھوں سے جا چکا اب اس آخری وقت میں حیا نے بھی جواب دیدیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایکہ بودم از فضولیہا نفور	بود در آئین من بس بی قصور
رو نیاوردم سوئے مہلکات	فتنہ آمد رفت از دستم نجات
وائے در راہ سلامت نقد	بر سر من ارہ و تیغ و تبر
یارب از محرابیان این خیرگی	روشنی دلوم خریدم تیرگی
چون خجستہا سیر انداختند	تلہری را قادیانی ساختند
اے سر نخوت فضول پر کیں	قادیانی را بچشم من ببین
کار دین را کرہ بہت اہتمام	السلام اے خطبہ خواناں السلام

از جماعت بر تنہ معلوم شد
پا ئیگاہ منبری معلوم شد

اب مجکو کچھہ ہنسی سی آتی ہے کہ اجی ان باتوں کو بہت دن تہ گذر رہے تھے کہ خود بخود میرے سفہ پانی سے توبہ کی رسی ٹوٹ آئی اور میں اسیطرح قادیانی کا قادیانی بنا رہا اور یہ خدا کی شان کہ بسم اللہ انہیں سے ہوئی جو گروہ بھر میں سب سے زیادہ نکھد تھا ؏

خدا کی شان ہے ایسوں کی حالت ایسی ہوتی ہے

آئے پہلے مانسو پہ تھمتے کیا غضب کیا نہ توبہ کرائی نہ استغفار پڑھائی یونہیں مجکو مسلمان کر لیا کہدو۔ بھولے بھٹکے کہاں انکی کہائیں تو رام دہائی الغرض جوں جوں عزیزوں کے جہالت بڑھتے گئے میری حلوت نرتی پکڑتی گئی یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ میں نے دوران تحقیقات میں کس اسلوب سے کام لیا ہے میں دونوں فریق کا طرفدار بنا اصلی بھی وکالت کی اصلی بھی وکالت کی ادھر سے بھی جرح ادھر سے بھی جرح دونو نکا معترض دونوں کا مجیب خود ہی مدعی خود ہی مدعا علیہ کبھی طرفین کی کتابوں کا مقابلہ کبھی تصنیفات [illegible] کبھی نامعلوم بات کو دوسروں کی [illegible] لیتا

کبھی پیدا ہوا [illegible] میں [illegible] کی [illegible] سنتا تو [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] لگی جنہاول یادل [illegible] ہوگیا اور چودھوین کا چاند [illegible] خدا کے فرستادہ [illegible] خدا کی [illegible] دل سے قبول کرکے [illegible] کہ مین احمدی ہون - احمدی [illegible] احمدی ہون اور یہ برکت [illegible] منہ دیکھتے رہگئے خدا انکو توفیق دے حضرات یہ سب میرے حسن ظن کا نتیجہ تھا جو [illegible] میرے [illegible] اس [illegible] مولویانہ فتنے سے بال بال بچ لیا الحمدللہ ثم الحمدللہ -

کیا اب بھی میرے اطمینان مین کچھہ کسر رہگئی کیا اب بھی میری تسلی میں کچھہ باقی ہے ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ [illegible] [illegible] لیکن [illegible] کمزوری باقی ہے - [illegible] باوجود ایسی پاک صاف تحقیقات کے کہ [illegible] ذرہ بہر کد ورت نہین پہر بھی کبھی کبھی مولوی صاحبان کے ہولناک فتوے میرے وہم [illegible] دل کو مضمحل کرجاتے تھے [illegible] سے میرے ذوق شوق میں کچھہ کچھہ افسردگی آجاتی تھی گو میری معلومات ان فتوون کو قبول نہ کرتی تھی مگر پہر بھی کچھہ دھڑکا ضرور لگجاتا تھا اور مین کمبخت طبیعت کے علاج پر قادر نہ تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک لمبے چوڑے فتوے نے مجہکو ایسا گھبرا دیا کہ مجہپر آرام حرام ہوگیا بس ایک تدبیر خیال مین آئی میں حضرت مرزا صاحب اور ان مولوی صاحبان دونون کو اپنی اپنی جگہہ پر چھوڑکر محض خدا کا ہوکر خدا کے آگے جہک گیا اور اپنی بنی بگڑی کو بس اسی کے ہاتھہ میں دیدیا کہ اے دانائے رازنوسینون کا حال خوب جانتا ہے مین تجہسے دنیا مانگنے نہین آیا بلکہ تیری رضامندی کا طالب ہون اسوقت جو حق و باطل کا جھگڑا درپیش ہے اے قادر توانا میری سب طاقتین صرف ہوچکیں اور اب مین اندھا ہوگیا - میری نظر کام نہین کرتی کسکو چھوڑدن کسکو پکڑون دورلہے پر آکر ٹھٹکا ہون مجہکو راستہ بتا کدھر کو جاؤن اے دستگیر دستگیری کر ورنہ میں ہلاک ہوا مین نفس کی خواہش سے کسی کی پیروی کرکے جہنمی بننا نہین چاہتا آج میں اصلاح نفس پر قدرت رکھتا ہون جب مرگیا اور احکام آخرت مجہپر جاری ہوگئے تو اے کریم و رحیم پہر

میں [illegible] انہوں نے کہا اس نقصان کی تلافی کر [illegible] [illegible] دنیا انبیا کا میری نگاہون سے [illegible] اور جو فرق تیرے نزدیک سچ [illegible] [illegible] میری طولانی دعاؤں میں شعر بھی [illegible] تھا ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

وہ [illegible] خالی گئی اور کچھہ اجابت کے آثار ظاہر ہوئے جب دوسری شام آئی تو پہر وہی ورد مندانہ دعائیں تہیں اور وہی تنہائی میں اس کارساز بندہ نواز کا کس بات ہو شکر ادا کرون [illegible] اس [illegible] مجیب نے میرے درد بھرے دل کی فریاد سن لی اور حق و باطل میں قطعی فیصلہ کردیا [illegible] مجہکو ایسی طرز کا خواب آیا جس میں حضرت رسول [illegible] اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کی تھوڑی سی جھلک تھی بھلا ایسی طرز کے خواب دکہائے جانے میں کیا حکمت تھی اسکا اصلی سبب تو خواب دکھانے والا ہی جانے مگر میرے خیال میں یوں آتا ہے کہ تا میرے دل کو تذبذب کی گنجایش نرہے اور اسبات کا پورا اطمینان ہوجائے کہ میرا خواب دخل شیطانی سے بالکل پاک ہے اور دوسرا فائدہ یہ کہ اس کی تعبیر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے ملجائے خواب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ایکروز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب میں دیکھا کہ حشر برپا ہے اور آدمی لباس عمدہ اور نیا پہنے ہیں بعضوں کی آستین بازو تک ہے بعضوں کی ٹخنوں تک بعضوں کی کم ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا اسکی تعبیر کیا ہے ارشاد ہوا کہ پیراہن ایمان ہے جسکی آستین دراز ہے اسکا ایمان زیادہ ہے " یہ تو معلوم ہوچکا کہ لباس عمدہ وا کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعبیر فرمائی ہے تو اب میرا خواب سنئے اگر میں نے یہ خواب یا اسکے مقدمات جی سے بنائے ہوں تو خدا مجہکو لعنتوں کی موت مارے میرا خواب میں اپنی بستی کے اندر تین چار شخصوں کے ہمراہ جنمیں میرے ایک خاندانی عزیز مسمی علیم الدین بھی ہیں ایک کشادہ راستہ پر جارہا ہون اور علیم الدین کے بدن پر ایک نفیس نو بافتہ - ریشمی یا اونی دوہرہ کی چادر ہے میں نے باکنی اور رنگ اس خوشنما چادر کو پسند کرکے علیم الدین سے اسکا حال دریافت کیا وہ بولے یہ چادر مینے قادیان سے منگائی ہے قادیان کا نام آنا تھا کہ میرا ذوق تازہ ہوگیا اور میں دل ہی دلمیں خوش ہو ہو کہتا ہون کہ لوگ قادیان سے سودا کرنے لگے اب قادیان کے نام سے نفرت نہ رہیگی پھر یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ قادیان چھوٹی سی بستی ہے وہان بھی یہ کارخانہ جاری ہوگیا اسی کے ضمن میں یعنی کارخانہ کی خوبی میں کچھہ اور بھی خیالات آئے جنکو میں صفائی سے بیان نہیں کرسکتا تاکہ عنداللہ مجرم نہ ٹھہروں - عمدہ کپڑے کی تعبیر تو معلوم ہوچکی کہ ایمان ہے پس دوہری چادر سے میں قوت ایمانی مراد لیتا ہوں اور علیم الدین سے میرے نزدیک علم دین کی طرف اشارہ

ہے کیونکہ الفاظ سے بھی تعبیر نکالنے کا ایک طریقہ ہے خود حضرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص عقبہ بن رافع کو خواب میں دیکھکر عقبہ کی تعبیر عاقبت اور رافع کی تعبیر رفعت کی ہے - یہ حضرت مرزا صاحب کے حقمیں میرا خواب ہے اب اے ایمان و انصاف کو دوست رکھنے والو تمکو خدا کا واسطہ اور رسول کا واسطہ اور جسکو تم عزیز رکھتے ہو اسکا واسطہ مردانہ گواہی دو اگر یہ خدائی فیصلہ مولوی صاحبان کے حق میں ہوتا تو کیا مجکو حضرت مرزا صاحب کا دامن چھوڑ دینا نہ پڑتا اور اب جبکہ ڈگری حضور اقدس کو ملی ہے تو تمکو رب العرش کی قسم ہے سچ بتاؤ اب میں ان مولویصاحبان کا کسطرح مقلد رہ سکتا ہوں - انصاف! انصاف!! **خدارا انصاف!!!** ناظرین ظاہر تو یہہ ہلکا سا خواب ہے مگر میری کامیابی پر نظر کرکے میرے دل سے اسکا لطف پوچھئے میری عجیب حالت ہوگئی طبیعت بار بار وجد کرتی تہی اور روح سجدہ کرتی ہوئی خدا کے آگے گرتی تہی دل بہر بہر آتا تہا اور اندر ہی اندر ایک ستھرائی سی محسوس ہوتی تہی اور خیالوں میں خود بخود کچھہ ایسا سماگیا کہ آج مجکو اس خدا سے مادر مہربان کی طرح کچھہ خصوصیت سی ہوگئی ہے اور میرا دل بالکل یقین سے بھر گیا کہ خدا ہے اب جن مہربانوں نے میرا نام دلوانہ رکھا ہے میری ترقی دیوانگی کی دعا کریں میں آمین کہونگا ؎

گرے زاہد دعائے خیر میگوئی مرا این گو
کہ این آوارۂ کوئے بتاں آوارہ تر بادا

ناظرین سمجھے ہونگے کہ یہہ قصہ ختم ہوچکا نہیں نہیں ابھی میرے دل کو چین کہاں جب مولوی صاحبان کا قدم درمیان سے نکلا تو صوفیوں نے میرے حال پہ کرمفرمائی کی اب تازہ خلش یہ پیدا ہوئی کہ اگر اہل قال نے امام وقت کی معرفت میں ٹھوکر کہائی تو کہائی بیچارے معذور تہے بھلا ان اہل حال کی نظر نے کشف حقیقت میں کیوں کوتاہی کی حالانکہ مجہہ ایسے ہیچ و پوچ انسان کو ایک سچا خواب آکر امام وقت کی شناخت کرا جائے اور یہ صافی مشرب روشنضمیر نورانی دماغ روحانی آنکھوں والے جو آسمانی برکات کے اول حقدار ہیں اتنی جھلک سے بھی محروم رہ جائیں یہ کیسی بوالعجبی ہے - یہ خیال یوں تو کھٹکتا ہی تہا مگر ایسے وقت میں زیادہ پریشان کرتا تہا جب کسی پیر جی کے لمبے لمبے مقامات سننے میں آتے تہے کہ بڑے صاحب نسبت ہیں بڑے صاحب کشف ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں یہانتک سینہ کہلا ہوا ہے (دروغ برگردن راوی) کہ مریدوں کی قضا و قدر کے حالات کلیۃً بتا سکتے ہیں - الحمدللہ کہ یہ مشکل بھی حل ہوئی میں ایک روز امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مبدا و معاد کی سیر کرتا تہا ناگاہ ایک مقام پر نگاہ جا پڑی بس پوری پوری مجکو تسکین ہوگئی پس میں اس عبارت کو بنظر افادہ عام نقل کئے دیتا ہوں اور خاصکر اس ضرورت سے کہ شاید کوئی میرا احمدی بہائی میری

طرح صوفیوں کے حال میں متردد ہو تو اس سے نجات پا جائے نقل عبارت مبدا و معاد صفحہ ۵ و ۶ مطبوعہ [illegible] مطبع مجتبائی دہلی - قطب ارشاد کہ جامع کمالات فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود ست و بعد از قرون بسیار و ازمنۂ بیشمار این قسم گوہرے بظہور مے آید و عالم ظلمانی از نور ظہور او نورانی میگردد و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او می آید و از و مستفاد میگردد بے توسط او ہیچکس باین دولت نمی رسد مثلاً نور ہدایت او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرو گرفتہ ست و آن دریا گویا منجمد ست کہ اصلا حرکت ندارد و شخصیکہ متوجہ آن بزرگ ست و با و اخلاص دارد یا آنکہ آن بزرگ متوجہ حال طالبی شدہ در وقت توجہ گویا روزنے در دل طالب کشادہ می شود از ان راہ بقدر توجہ و اخلاص ازان دریا سیراب میگردد و ہمچنین شخصیکہ متوجہ ذکر الٰہی ست جل شانہ و بان عزیز اصلا متوجہ نیست نہ از انکار بلکہ او را نمی شناسد ہمین قسم افادہ آنجا ہم حاصل میشود لیکن در صورت اولی بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصیکہ **منکر آن بزرگ است** یا آن بزرگ ازو در بار ست (یہ فقرہ کچھہ سمجھہ میں نہ آیا شاید چھاپے کی غلطی ہوگی) ہر چند بذکر الٰہی تعالے و تقدس مشغول ست اما از حقیقت رشد و ہدایت محروم است **ہمان انکار او سد راہ فیض او میگردد** بے آنکہ آن عزیز متوجہ عدم افادہ او شود و قصد ضرر او نماید حقیقت ہدایت از وے مفقود است - صورت رشد ست صورت بے معنی قلیل النفع ست **و جماعت کہ اخلاص و محبت بآن عزیز دارند** ہرچند از توجہ مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ خالی باشند نیز ایشان را بواسطہ مجرد محبت نور رشد و ہدایت او میرسد - والسلام علی من تبع الہدیٰ - انتہی

اے مولا کریم میں تیرے اس فضل و رحمت پر نظر کرکے تیری آگے ادب سے سر جہکاتا ہوں اور تیرے رسول پاک پر درود بھیجتا ہوں اے بندہ نواز اب تو نے جو ہماری آنکھیں کہولیں اور امام وقت کی کامل شناخت کرادی تو اے رحمٰن و رحیم ہم کو اس راہ مین مستقیم رکھہ اور ابتلاؤں سے بچا اور مصیبتوں میں صبر دے اور ہمارا انجام بخیر کر اور دنیا و آخرت میں ہمارا کفیل ہو آمین آمین ثم آمین - وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین +

خلیل الدین احمد راضی صدیقی تلہری

تزکیہ نفس کی سبیل

ذیل میں میں اپنے محترم بھائی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی ایک ضروری اور ازبس ضروری چٹھی چھاپتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ احمدی احباب اسکو پوری توجہ سے پڑھیں گے۔ میں نے ہر سال الحکم کے ذریعہ عام طور پر اور زبانی خاص احباب سے ذکر کیا ہے کہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر ریلوی اتھارٹیز سے ضرور رعایتی ٹکٹ حاصل کرنے چاہئیں جس حال میں محکمہ ریلوی ہر قوم اور ملت کے سالانہ جلسوں کی تقریب پر رعایتی ٹکٹ دیتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ قادیان کے سالانہ جلسہ پر رعایتی ٹکٹ نہ مل سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میری یہ تجویز بار اثر کے [illegible] سیالکوٹ سے ایک آواز [illegible] ہے۔ امید ہے [illegible] اس غرض کی تکمیل کی فکر کرینگے۔ اور ابھی سے اسکی کارروائی شروع ہونی چاہیئے۔

(ایڈیٹر)

دارالامان میں لنگر کے مصارف میں ترقی اور اسکے بالمقابل آمدنی کی کمی کا سوال اور احمدی جماعت کی توجہ کا خیال

میرے عزیز برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دارالامان کے بزرگوں میں لنگر کے مصارف کے متعلق کمی آمدنی کا سوال گو بہت عرصہ سے دائر ہے۔ اور بارہا حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے اس بارہ میں برادران سلسلہ کو توجہ دلائی گئی ہے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے۔ برادران سلسلہ نے اس طرف اب تک وہ توجہ نہیں فرمائی۔ جو ان کو فرمانی چاہیئے تھی۔ ہر ایک موقعہ پر جب کبھی اس کے متعلق ذکر آیا ہے۔ تو حضرت امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مد کی آمدنی کی طرف سے کافی اطمینان ظاہر نہیں فرمایا۔ اس سے پیشتر وقتاً فوقتاً ایک زبردست تحریک کی خدمت ہم میں سے ایک ایسے وجود نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ کہ جس کے اخلاص اور محبت کی قوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس درجہ تک بڑھی ہوئی تھی کہ جس کا اندازہ کرنا اسی قلب کا کام ہے جو خود اخلاص و محبت اور صدق و وفا میں اس درجہ تک پہونچا ہوا ہو۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جو قرب اس دلسوز محب کو حاصل تھا۔ وہ اس کی ان عاشقانہ کارروائیوں سے ظاہر ہے۔ جو اپنی زندگی میں اس وفادار خادم نے کیں۔ اس کا روشن دماغ اور پاکیزہ فہم سلسلہ احمدیہ کی ضروریات کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب نبوت کے ایسا قریب پہنچا تھا۔ کہ ہر ایک ضرورت پیش آمدہ کے لئے عین وقت پر قوم کو اور قوم کے مخلص افراد کو اس ضرورت کا احساس کرواتا تھا۔ اس کی زبردست تحریریں اور پرائیویٹ خطوط آئے دن احباب سلسلہ کے دلوں میں جوش پیدا کرتے رہتے تھے۔ اور اس طرح وقتاً فوقتاً تلافی مافات ہوتی رہتی تھی۔ اور حضور امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ [illegible] سے مکدر نہ ہونے پاتی تھی۔ [illegible] ہم لیڈر قوم مرحوم وفادار [illegible] عبدالکریم کی [illegible] موقعہ پر یاد [illegible] اسے تمام احمدی کے مخلص خادم [illegible] اگرچہ [illegible] ہم کو ہمارے سلسلہ کی ضروریات کی یاد دلانے والا ہمارا پیارا دوست ہم میں نہیں رہا۔ مگر کیا اس پیارے اور مہربان دوست کی یاد کو بھی ہم فراموش کر سکتے ہیں۔ اور اس کی مخلصانہ اور وفادارانہ کارروائیاں ہم کو بھول سکتی ہیں۔ اس لیڈر قوم کی روح ہم میں اپنے بروز کی طالب ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس مرحوم کے جذبہ محبت سے حصہ لینے والی روحیں تیار ہیں کہ جونہی ان کے کان میں کسی ضروری تحریک کی آواز پہنچے۔ تو وہ اس آواز کو قبول کر کے اس طرح اپنے امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی حاصل کریں جس طرح ان کے باوفا اور مخلص دوست مولوی عبدالکریم نے حاصل کی۔ وہ کامل جوش جو اپنے مرحوم بھائی کی مخلصانہ کارروائیوں کی یاد سے وہ اپنے دلوں کے اندر پاتے ہیں۔ اس کا معنی خیز اور بھائی کی روح کو خوش کرنے والا نتیجہ یہ ہی ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی طرح دل و جان سے حضور امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا میں محو ہو جائیں اور ان دقتوں کے رفع کرنے میں اسی طرح دل و جان سے کوشاں رہیں جسطرح وہ باہمت دوست درد دل سے کوشاں رہتا تھا۔ اگر اس دل بستگی سے مخلص احباب جہاں کہیں ہوں کمر بستہ ہو جائیں تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ لنگر کی قلت آمدنی کے متعلق جو شکایت بزرگان دارالامان کے اوقات گرامی کو مکدر کرتی ہے۔ باقی رہ جائے۔ اور حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مد کی ناقابل اطمینان حالت کے ذکر کی ضرورت ہو۔ برادران سلسلہ! بیشک یہ سچ ہے۔ کہ اس آسمانی سلسلہ کے متعلق مختلف شاخوں سے آپ کے مالوں کا تعلق ہے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ لنگر کی مد کے ساتھ شاخوں کا ایسا ہی تعلق ہے جیسا ایک درخت کی شاخوں کو اس کی اصل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ باقی شاخیں تو اپنے اپنے کارگزار منتظموں کے زیر انتظام ہیں۔ ان شاخوں کی سرسبزی کی فکر تو انہی کارپردازوں کو ہے جن کے زیر انتظام وہ شاخیں رکھی گئی ہیں۔ جو کچھ تشویش انکے متعلق پیدا ہو۔ اسکا رفع کرنا یا کرانا قوم کو متوجہ کرنا انہی منتظمان کے ذمہ ہے اور قوم ان شاخوں سے ایک ایسا فائدہ حاصل کر رہی ہے کہ جس کا قسمہ بسبب تر تعلق قوم کی ترقی اور بہبودی کے لئے نہایت ضروری ہے اور اس طرف سے قوم مطمئن بھی ہے مگر لنگر کی مد ایک ایسی مد ہے۔ جس کا تعلق صرف خاندان نبوت سے ہی ہے۔ اور جس کا انتظام صرف حضور امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔ اس مد کے متعلق آمدنی کی کمی کا بار حضور مقدس کی ذات پاک پر ہے۔ اطراف واکناف عالم سے جو واردین اور صادرین دارالامان کی پاک سرزمین میں حاضر ہوتے ہیں وہ اسی مائدہ آسمانی پر آکر بیٹھتے ہیں اور حسب مراتب ہر ایک کی خاطر و مدارات اس مائدہ سے ہوتی ہے۔ کون جانتا ہے۔ کہ یہ مہمانداری جو اس صاحب رسالت میزبان کے سپرد ہے۔ کہاں تک پہنچتی ہے۔ اور ہر ایک مہمان کی فکر کس کو ہے خدا کے بھیجے ہوئے مہمانوں کی آمد و رفت کسی وقت کی پابند نہیں سیکڑوں آتے اور سیکڑوں جاتے ہیں۔ خدا کا مرسل اور اس کا عیال کہ اللہ تعالےٰ روز افزوں اس عیال کو ترقی بخشے اس الٰہی سلسلہ میں لازم ملزوم کا حکم رکھتے ہیں برادران آپ غور کریں۔ کہ اس مائدہ آسمانی کی فراخی میں جو درخت کی جڑ ہے۔ کوئی نقص واقعہ ہو جاوے۔ تو باقی شاخیں اپنی سرسبزی اور رونق کو کس طرح قایم رکھ سکتی ہیں۔ اصل کے نقصان پذیر ہونے سے شاخوں کی رونق میں ضرور فرق آسکتا ہے۔ پس سب سے زیادہ فکر اس اصل کے لئے ضروری ہے تاکہ اصل کے قایم رہنے سے درخت کی شاخیں بھی قایم رہ سکیں۔ لنگر کی مد ہی ایک ایسی مد ہے۔ جو حضور مقدس امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص سواری میں کسی مخلص کو شریک ہونے کا خالص ثواب بخش سکتی ہے۔ اور نہایت ہی قریب حضور امامؑ کی خوشنودی حاصل کرنے اور تقرب پانے کا ذریعہ ہے۔ ہم سے جلدی جدا ہو جانے والے مرحوم وفادار خادم مولوی عبدالکریم صاحب کی نہایت ہی قبول ہونے والی اس مد کے متعلق خاص تحریک تھی اور اس مد کے متعلق حضور رسالتمآب کا ہاتھ بٹانے سے مرحوم نے ایک کامل اخلاص پیدا کر کے امام کے پاک دل میں اپنا گھر کر لیا تھا۔ اس مد کے اخراجات روز افزوں کو ہر وقت وہ خاص نظر سے مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔ اور اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ اس تشویش کو حضور مقدس کے قلب نبوت کے نزدیک نہ آنے دیں۔ خود تحریک کرتے اور خود ہی ضروریات پر آئے دن قلم کو حرکت دیتے رہتے تھے۔ کیوں نہ ہو۔ جب خود قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے۔ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا تو عبدالکریم کیوں اس حکم کے اجراء میں کہ جب سچا حقدار اور مصداق اس آیت کا موجود ہو۔ نہ دل سے کوشش کرنے والا نہ ہوتا۔ برادران قوم! سچ پوچھو۔ تو اس مرحوم نے آپ پر بڑا احسان کیا کہ آپ کے تطہیر و تزکیہ میں جو بذریعہ مال ہونا ضروری ہے۔ امداد دی۔ اللہ تعالےٰ اس کو جزا خیر دے۔ اور بہشت بریں میں اس کی ترقی درجات کرے۔ اب وقت ہے کہ ہم لوگ اس کی مخلصانہ خدمت کا نمونہ سامنے رکھ کر ایسی قوت میں کہ حضور امامؑ کو اس مد لنگر کے لئے فکرمند ہونا پڑتا ہے اور اس کی کفالت خاندان رسالت کا خاصہ ہے۔ ہر روز کی تشویش کے دور کرنے میں مصروف ہو جائیں اور جماعت احمدیہ کے ہر حلقہ میں ایک خاص انتظام لنگر کی آمدنی کے بڑھانے کا کیا جاوے۔ اور ایسی تجاویز سوچی جاویں۔ کہ جن سے آئندہ حضور امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بار فکر سے سبکدوش کیا جاوے۔ اور جب تک حضور اس کے متعلق کامل اطمینان ظاہر نہ فرما دیں اس کی امداد میں کوئی پہلو نہ اٹھا رکھا جاوے اے احمدی قوم کے فہیم اور زیرک لوگو دیکھو آپ

نے بیعت کرتے وقت کیا اقرار کیا ہے۔ اپنی عملی عزت و آبرو اور وجاہت کو اپنے قربان کیا۔ سب وہ دنیا جو دین کے کام کی نہ ہو آپ لوگوں نے اس سے علیحدہ ہوجانے کا عہد باندھا ہے۔ اب آپ ان العھد کان مسئولا کے نیچے [illegible] بھائیو! عزیزو! دوستو! اس اپنی ذمہ داری کا خیال کرو۔ دیکھو کس مقام سے کس [illegible] پہنچنے کا ارادہ ہے۔ جس راستہ پر قدم [illegible] ہوئے ہو اس کا زاد راہ کیا ہے۔ [illegible] مالوں کا خرچ کرنا اور خدا کی راہ میں پانی کی طرح بہانا بڑی ہی فراخ دلی کو چاہتا ہے آپ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کٹھن منزل اور یہ گھاٹی اس خون جگر کھانے کے بغیر طے بھی نہیں ہوتی۔ فلا اقتحم العقبۃ ۝ وما ادرٰک ما العقبۃ ۝ فک رقبۃ ۝ او اطعٰم فی یوم ذی مسغبۃ ۝ یتیما ذا مقربۃ ۝ او مسکینا ذا متربۃ ۝ اس مائدہ آسمانی پر بیٹھنے والے مجموعہ میں یتیمی۔ مساکین اور مسافرین [illegible] جن کا میزبان خدا کا مرسل ہمارا امام [illegible] والوں کے بھیجنے میں کیا دریغ ہے [illegible] ایک مامور کی تابعداری میں پورے [illegible] قرآن کریم کی اطاعت ہر ایک پہلو [illegible] [illegible] واصل [illegible] کان من الذین آمنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ اولئک اصحٰب [illegible] احمدی خاندانوں کی پاک دامن بیبیو [illegible] کی [illegible] نظاروں [illegible] زیادہ متاثر ہونے والی ہو۔ اس [illegible] پر نظر ڈالو۔ جو حضور امام صادق کے [illegible] میں حاضر ہوتی ہے۔ تمہاری خیرات [illegible] اس سفرۂ عام میں شامل ہونا چاہیئے تمہارے دردبھرے دل کیوں پہلو میں بے قرار نہیں ہوتے۔ جب تم دیکھتی ہو۔ کہ لنگر کی قلت آمدنی اس مائدہ پر بیٹھنے والوں کی دلشکنی اور ان کے مسیح موعودؑ میزبان کی تشویش کا باعث ہوتی ہے۔ اے شریف گھرانوں کی پاک دامن خاتونو! دربھرے گھروں کی زینتو! اٹھو اور اسی فطرتی دردمحبت اور ترس کو لیکر اٹھو اور اپنے دسترخوانوں کا حصہ اس سفرۂ عام پر رکھو جو مسیح موعودؑ نے خدا کے حکم سے تمہاری اور تمہاری قوم کے حاجتمندوں اور محتاجوں کی بہتری کے واسطے اسلام کی عزت کے لئے بچھایا ہے۔ اس روحانی مائدہ کی قدردانی [illegible] ہے۔ کہ حضور امام پاک کے دسترخوان

پر حاضر ہونے والے سب کے سب خواہ ابن السبیل ہوں۔ یتامیٰ ہوں۔ مساکین ہوں۔ کوئی ہو۔ سب ملکر اس سفرۂ عام سے حصہ پاویں۔ چونکہ قلت آمدنی کی شکایت باوجود اس کے کہ احمدی جماعتیں کم و بیش رقومات مد لنگر میں داخل کرتی ہیں برابر رہتی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کافی امداد اس مد میں نہیں پہنچتی۔ اس کمی کے رفع کرنے کے علاوہ ان مقررہ رقومات کے جو قدر قلیل ارسال کی جاتی ہیں۔ ایک خاص تجویز کی ضرورت ہے اور وہ تجویز دارالامان کے بعض بزرگوں اور دیگر اہل الرائے خادموں کے مشورے سے یہ قرار دی گئی ہے۔ کہ جب ماہ دسمبر میں بڑے دن کی تعطیلوں میں احمدی برادران کا اجتماع ہوا کرے تو سالانہ چندے کی فہرست اس مجمع میں بغرض امداد اخراجات لنگر کھولی جائے۔ اور یہ روپیہ دست بدست اسی وقت نقد وصول کرکے اس مد میں جمع کر دیا جاوے تاکہ اس قلت کا جو مقررہ چندوں کے ارسال میں [illegible] رہی ہے۔ معاوضہ ہوسکے اگر جملہ احباب اس وقت کم و بیش رقم اپنے زاد راہ پر ایزاد کرلیں۔ یا کسی اور تدبیر سے مثلاً واپسی ٹکٹ بہ نصف قیمت پہ لینے سے کچھ روپیہ پس انداز کر سکیں۔ تو وہ اس سالانہ چندے میں داخل کردیں۔ چونکہ ان ایام میں عموماً جلسوں پر جانے والے بزرگوں کو اپنی فیاضی اور دریادلی سے سرکار بھی رعایت کرتی ہے اگر ایسی رعایت دارالامان کے سفر کا جلسہ کو حاصل ہوسکے۔ تو وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور اس رعایت سے پس انداز کی ہوئی رقم کسی کار خیر میں داخل کردی جائے۔ اس سے امید ہے کہ اس مد کے متعلق قلت آمدنی کی شکایت ضرور کچھ کچھ رفع ہوجائیگی۔ اور مجموعی طور پر کل جماعت کے ہر حالت کے افراد کے لئے آسانی ہوگی اور حضور امامؑ کی سچی اور عام خوشنودی حاصل کرنے کا فخر ہر ایک کو حاصل ہوگا یہ خط بذریعہ اخبار شایع کیا جاتا ہے۔ کہ سب احباب ملکر اس پر غور کریں اور آیندہ اگر اسی تجویز پر عمل درآمد ہونے کی ضرورت ہو۔ تو اس کی منظوری سے اطلاع دیجائے۔ اور پھر ہر ایک اہل الرائے بزرگ کا حق ہے جو حسن تدبیر وہ کر سکے۔ تاکہ اسی سال کے سالانہ جلسہ ماہ دسمبر میں مجموعی اتفاق سے اسی پر عمل درآمد شروع ہوجائے۔ مجھے امید ہے

کہ بزرگ ایڈیٹران اخبار الحکم و بدر اس کو اپنے قابل قدر اخباروں کے کالموں میں جگہ دے کر جملہ برادران سلسلہ کی رائے حاصل کرینگے تاکہ جلسہ ماہ دسمبر سال حال سے پیشتر ہی فیصلہ ہوجائے۔ اور پھر جلسہ پر کارروائی وصولی چندہ سالانہ شروع کردی جائے۔ فقط۔

حضور مسیح موعودؑ کا عاجز خادم اور احمدی برادران کا دعاگو خاکسار **میر حامد شاہ** از سیالکوٹ۔ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء

وصیّت

(۱) میں مسمی الٰہی بخش ولد فضلدین قوم حجام ساکن سمبڑیال ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ حال اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ڈگری ٹریفک ڈسٹرکٹ بھٹنڈہ۔ نارتھ ویسٹرن ریلوی۔

بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۱۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی ان تمام ہدایات قواعد و ضوابط کا پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرا اسوقت جو ریلوی پراوی ڈنٹ فنڈ میں پانچسو روپیہ ہے جس میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آجکی تاریخ اسکی ۱/۱۰ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ کل رقم کا ۱/۱۰ حصہ یعنے مبلغ ۵۰ روپیہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو خواہ غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اور چونکہ اس فنڈ میں

میری تنخواہ سے کاٹ کر جمع کیا جاتا ہے۔ سو میری حیات کیساتھ جتنی رقم اس فنڈ میں بڑھتی جاوے گی۔ اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔ یعنے خواہ یہ کتنی رقم ہو سبکا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جسکا ذکر میں نے فقرہ ماسبق (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری نعش کو ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو شائع ہوچکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ دارالامان قادیان میں پہنچاوے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں ذکر کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کردوں گا جسکا اعلان میں مجلس کیطرف سے کرادونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کے ادا کرنے کی ذمہ وار ہوگی۔ جو میری روح کے نجات کا باعث ہونگے اور میرے ورثاء ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو اسصورت میں بھی میری یہ ہی وصیت جو اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست و بقایم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا سیا میری جائداد متروکہ سے وصول ہونے تھے ان کو بھی وصول کرلینے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔ فقط

الراقم **الٰہی بخش** ولد فضلدین سمبڑیالی حال اسٹیشن ماسٹر ڈگری۔ ریلوے بھٹنڈہ۔

گواہ شد

بیلی رام ولد لالہ ٹھاکر [illegible] کھتری نورمحل ضلع جالندھر

ایڈیٹر وطن کی اشتہار فروشی

مینے مولوی انشاء اللہ خان صاحب **ایڈیٹر وطن** کی اس مذموم اور قابل نفرت تجارت کا راز افشاء کر دیا ہے جو انہوں نے **کفریات** کے بیچنے کے رنگ میں شروع کی تھی۔ اپنی کھلی چٹھی میں مینے مسلمان **اخبار نویسوں** کو اسلام کی حمیت اور حمایت کا واسطہ دیا تھا کہ وہ اپنے اخبارات کے ذریعہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کی اس خطرناک کارروائی سے مسلمانوں کو آگاہ کریں مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بجز چار اخباروں کے کسی نے اسپر نوٹس نہیں لیا۔ جس سے ان **اسلامی اخبارات** کے مقاصد کی حقیقت بہی کہلتی ہے۔ خصوصاً **اخبار وکیل** - روزگار اور رسالہ انجمن حمایت اسلام وغیرہ نے جس خاموشی سے کام لیا ہے وہ ان کے اس عمل کو مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کی تائید میں دکہاتی ہے۔ اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب نے جو جواب اس کھلی چٹھی کا دیا ہے وہ پبلک میں آچکا ہے۔ اور روزانہ پیسہ اخبار نے جس انصاف پژوہی سے اسپر ریمارک کیا ہے وہ قابل قدر ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اخبار نویس کب تک **پاسداری** سے کام لیں گے۔ اور مولوی انشاء اللہ خاں کو اس حرکت نامناسب سے نہ روکیں گے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ان قومی اور مذہبی حمایت کے دعوے داروں کو اصلی رنگ میں پبلک کے سامنے کہڑا کر دیا جاوے۔ میں پہر ایک بار **وکیل** - روزگار اور دوسرے معزز مسلمان اخبار نویسوں کو خدا تعالیٰ کی قسم اور انکے فرض کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ اس شرمناک کارروائی سے مسلمان پبلک کو آگاہ کریں۔ اور اگر انہوں نے پہلے یار فروشی کی ہے تو اب اسکی تلافی کریں۔ حق کہنے سے ان کی زبان اور قلم **رکتا** ہے اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ذرا سا بہی مضمون مل جائے تو اسے پہاڑ بنا کر دکہاتے ہیں اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی اس حرکت بے جا پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ مینے کسی گذشتہ اشاعت میں یہ بہی ظاہر کیا تھا کہ میں عنقریب مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے اس فعل پر ایک فتویٰ شایع کروں گا۔

میں ابہی اس فتوے کو مرتب کر کے علماء کے پاس بہیجنے ہی کو تہا کہ **الہ آباد** سے ایک فتویٰ طیار ہو کر چہپنے کے لئے آگیا۔ میں ان **علماء اسلام** کی صاف گوئی کا شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے دیانت داری سے کام لیا۔ استفتا میں کوئی امر ایسا پیش نہیں کیا گیا جس میں اصل عبارت اشتہار مولوی انشاء اللہ خاں اور میری کہلی چٹھی کی درج نہو۔ فتوے دینے والے علماء ان مسلمانوں کے مسلمہ عالم ہیں جو سلسلہ عالیہ کے مخالف ہیں اسلئے یہ فتویٰ عام مسلمانوں کے نزدیک نہایت ہی قابل قدر ہے۔ میں اس کے بعد علمائے پنجاب کا فتویٰ بہی انشاء اللہ العزیز شایع کرونگا۔ اور اسوقت تک اس سلسلہ کو نہیں بند کرونگا جبتک مولوی انشاء اللہ خانصاحب علانیہ اپنا توبہ نامہ وطن میں نہ شایع کریں اور اپنی غلطی کا اعتراف نکریں۔

مولوی انشاء اللہ خاں کو میں پہر نیک نیتی سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی دین اور دنیا کی اصلاح کے لئے ان کفر آمیز کتابوں کو اپنے سٹاک سے نکال ڈالیں اور آئندہ انکی فروخت بند کریں + انکے دوست احباب بھی انہیں سمجہائیں کہ وہ اس بے جا ضد سے توبہ کریں۔ میں اب اصل **فتویٰ** شایع کرتا ہوں اور معزز معاصرین **پیسہ اخبار** (روزانہ و ہفتہ وار) - وکیل - ایڈووکیٹ - زمیندار - اہلحدیث - روزگار - اہل فقہ - کرزن گزٹ - النجم - رسالہ حمایت اسلام - انوار الاسلام - وغیرہ سے امید ہے کہ وہ اس فتویٰ کو شایع کر دیں گے۔ وہ فتوے یہ ہے

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

زید ایک مسلمان ہے اور مولوی کہلاتا ہے۔ اوس نے ایک اشتہار بغرض تجارت کتب انگریزی کی فروخت کا دیا جسمیں مسٹر ولیم میور صاحب عیسائی مصنف کی وہ کتابیں بہی ہیں جو بانی اسلام اور اسلام کے خلاف میور صاحب نے لکہیں اور **زید** اون کتابوں کو اصلی قیمت سے بہی زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے اور اپنی مقررہ قیمت کو رعایتی تبلاتا ہے۔ چنانچہ اوس کے اشتہار کے یہ الفاظ ہیں:-

"کئی سو **نادر** اور **مفید** انگریزی کتب کی رعایتی قیمت کی مفصل فہرست"
"ر کا ٹکٹ بہیجکر منگوائیے۔ ان میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔"
"(۲) **مسٹر ولیم میور صاحب** سابق لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی (اصلاحی)"
"دیگر تالیفات بہ تفصیل ذیل ہیں۔ **(الف)** سوانحعمری رسول مقبول اصلی"
"قیمت عہ رعایتی بعہ (ب) خلافت اسلامی - اصلی قیمت [illegible]"
"رعایتی قیمت عہ - (ج) سورسز آف اسلام - اصلی قیمت [illegible]"
"للعہ - (د) محمڈن کنٹراورسی - اصلی قیمت لعہ رعایتی [illegible]"
"اصلی لعہ رعایتی سے - (و) غدر ہند - اصلی قیمت [illegible] رعایتی [illegible]"
"انتہی بلفظہ بقدر الحاجۃ"

زید کے اس اشتہار کو دیکہکر عمرو ایک دوسرے مسلمان نے مندرجہ ذیل مضمون شایع کیا

مسلمانو! خبردار رہو - آنحضرت صلعم پر فدا ہو جانے والو! اور سرور عالم کو صاحب خلق عظیم اور انسان کامل یقین کرنے والو! کیا تم جانتے ہو کہ **میور صاحب** ایک **سخت متعصب پادری** انگلش مصنف تہے اور اوس نے لائف آف محمد (سوانح عمری) میں آنحضرت صلعم کی پاک اور مطہر سیرۃ پر گندے اور ناپاک سے ناپاک اعتراض کئے ہیں میں جانتا ہوں مسلمانوں کا تعلیم یافتہ گروہ اور پادریوں سے مذہبی مناظرہ کا واقف کار طبقہ علماء اس سے خوب واقف ہے کہ اسلام کے خلاف جیسی خطرناک اور زہریلی تحریر میور کی ہے **فنڈر اور فورمن کی بہی نہیں ہے**۔ میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی مسلمان جو آنحضرت صلعم کے ساتھ دلی عقیدت اور **محبت** رکہتا ہے اس کتاب کو دیکہنا بہی گوارا کرے۔ ایسا ہی اوس نے ایک کتاب عیسائیوں کیلئے بطور رہنما اور رہبر کے لکہی ہے جسمیں اوس نے مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کا اصول اور ڈھنگ سکہایا ہے اور اعتراض بنانے میں غرض اوس نے جسقدر تالیفات **اسلام یا آنحضرت صلعم** پر لکہی ہیں اون کی غرض اور غایت اسلام کی مخالفت اور **آنحضرت صلعم پر حملے کرنا ہی** ہے اسی طرح پر ایک ٹسڈال ہیں۔ جنہوں نے ینابیع الاسلام جیسی زہریلی اور **کفر سے بہری ہوئی کتاب فارسی میں** لکہی ہے - اور اسکا انگریزی ترجمہ (سورسز آف اسلام) میور نے کیا ہے۔ یہہ کتابیں جو **اسلام کی جان ستان دشمن ہیں** اور جبکہ پادری لوگ مفت تقسیم کرتے اور نہایت سستے اور [illegible] فروخت کرتے ہیں۔ اب مولوی **زید** صاحب نے مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کا خیر خواہ بنکر ان کتابوں کی **اشاعت اور فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے**۔

آہ! اسلام کیلئے کیسا دردناک منظر سامنے ہے کہ ایک شخص جو مسلمان [illegible]

اور اسلام کو تختۂ دنیا سے مٹانا چاہتا ہے۔ میں یہہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ **زید** نے یہی نہیں کہ ان کتابوں کے بیچنے سے پادریوں اور کفر کو مدد دی اور اسلام کی تذلیل اور تخریب کی سعی کی ہے بلکہ مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو بھی ہضم کرنا چاہتا ہے اور اون کے ایمان اور مال دونوں پر ہاتھ صاف کرنیکی ٹھان لی ہے۔ میور صاحب کی لایف آف محمد (سوانحعمری رسول مقبول) کی اصل قیمت جسپر پادری بیچتے ہیں اور خود لاہور میں راما کرشنا صاحب تاجر کتب اسے فروخت کرتے ہیں **صرف آٹھ روپیہ** ہے مگر **زید** اسے رعایتی قیمت عہ پر بیچتا ہے اور اوسکی اصلی قیمت عمہ روپیہ بتاتا ہے میور کی خلافت کی قیمت چھہ روپیہ ہے اور **زید** اسکی قیمت عہ ظاہر کرکے عمہ پر بیچکر مسلمانوں پر احسان کرتا ہے **ینابیع الاسلام** (سورسز آف اسلام) کی اصلی قیمت عہ ہے لیکن **زید** اصلی قیمت چھہ روپیہ ظاہر کرکے للعہ پر بیچتا ہے۔ پس **مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ زید سے اجتناب کریں اور اوس کی تحریروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں جب تک وہ توبہ نہ کرے اور اسکا خاص کفارہ نہ دے**" انتہے بلفظہ بقدر الضرورت۔

زید یہہ بھی کہتا ہے کہ **قربانی کی بجائے** قربانی کا روپیہ حجاز ریلوی میں دیا جاوے اور **قربانی نہ کیجاوے**۔ اور اسکا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان مسلمانوں سے سود لیں تو منشاء الٰہی نہیں چنانچہ **زید** کے الفاظ یہہ ہیں " سود کی ممانعت کی اصل [illegible] ہے۔ ایک مسلمان کو روپیہ کی ضرورت ہے اور اوسے بازار سے کسی طرح [illegible] کم سود پر قرض نہیں مل سکتا اور ادہر کوئی مسلمان بطور قرض حسنہ روپیہ [illegible] مسلمان اوسے محض بخیال ہمدردی و تعلق اسلامی [illegible] روپیہ دے تو کیا اوس نے منشاء الٰہی کے خلاف کیا؟ یا اہم [illegible] [illegible] سے اوپر اگیا؟ حالات زمانہ اور ترکیب قومی سلسلہ اثر [illegible] اگر وہ استقدر [illegible] کہ بالکل بلا منافع دے تو کیا اوس [illegible] جب کا بدہی نتیجہ [illegible] اور مسلمان عزم [illegible] اسلام تو یہ [illegible] فی الاسلام [illegible] [illegible] دو مسلمانوں کے صریح نقصان عین مقتضاء اسلام قرار [illegible] انتہی بلفظہ۔

پس

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین **زید** کے حق میں۔ جو مخرب اسلام و مکذب خیر الانام صلعم کی کتابیں جنکو دشمن اسلام اور بانی اسلام فداہ ابی و امی کی توہین و تذلیل کی غرض سے عیسائیوں نے تصنیف کیا ہو مسلمانوں کے ہاتھ بازاری قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کرے اور پھر اوسکو رعایتی قیمت کہکر مسلمانوں پر احسان بھی رکھے اور ذاتی نفع کے واسطے اپنے اشتہار میں اس امر کا اشارہ تک بھی نکرے کہ یہ کتابیں مخالف اسلام لکھی گئی ہیں انکو صرف ایسے مسلمان خریدیں جو اہل علم روشن خیال ہوں اور جواب لکھنے کا ارادہ رکھیں دوسرے مسلمان نہ خریدیں تاکہ ہر مسلمان **زید** کی نیک نیتی سے واقف ہوکر ایسی زہریلی کتابوں پر روپیہ ضایع کرکے بربادی ایمان کے اسباب نہ خریدے۔ بلکہ برخلاف ایسی تصریح کے جو متقی مسلمان کا فرض ہونا چاہئے تہا۔ ان کتابوں کو **نادر**۔ اور **مفید** اور **اسلامی** کتب ظاہر کرے۔ حالانکہ عیسائی کبھی وہ کتابیں جو اُن کے مذہب کے خلاف مسلمان شائع کرتے ہیں جیسے کہ **اعجاز عیسوی و ازالۃ الاوہام** مولوی رحمۃ اللہ مہاجر مرحوم و استفسار و پیغام محمدی وغیرہ ہیں۔ فروخت نہیں کرتے۔ مگر **زید** میں عیسائیوں جیسی غیرت و حمیت بھی نرہی کہ ایسی کتب کی تجارت شروع کردی نیز **زید** کا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ مسلمان اگر غیر اقوام سے کم سود پر مسلمانوں کو قرضہ دیں تو خلاف منشاء الٰہی نہیں بلکہ کسیقدر منشاء الٰہی اس سے پورا ہوتا ہے۔ نیز **زید** یہہ بھی کہتا ہے کہ قربانی نہ کیجاوے اوسکا روپیہ حجاز ریلوی میں دیدیا جاوے اور خود اوس کا عمل بھی یہی ہے۔ آیا ان عقاید و **اعمال** کیساتھ **زید** متبع رسول صلعم اور مومن حامی اسلام مسلمان ہے یا کافر ضال مضل دشمن اسلام۔

اور **زید و عمرو** ہر دو میں سے کون تابع قرآن و اسلام ہے اور کون مخالف۔ جواب دلائل شرعیہ سے بہ ثبت مہر و دستخط تحریر فرماکر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔ والسلام معروضہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۲۴ھ ہجری مطابق ۷ راکتوبر ۱۹۰۶ء

السائل

عاجز محمد عثمان ہیڈ ڈرافٹسمین الہ آباد ریلوی۔

الجواب و اللہ الموفق للصواب

زید کے بعض عقائد و اعمال موجب کفر ہیں اور بعض موجب فسق بہرحال **زید کا فر ضال و مضل دشمن اسلام ہے**۔ اور **عمرو متبع قرآن و اسلام** واللہ اعلم و علمہ اللہ اتم۔ ... ...

محمد بشیر عفی عنہ

الجواب صحیح

(مہر) محمد ۱۳۰۵ ابو الحسن سعید

الجواب حق

(مہر) عفی لہ السلام ۱۲۹۹ محمد عبد

(مہر) ۱۳۲۴ محمد بشیر عفی عنہ

الجواب صحیح

عبد الاحد عفی عنہ

الجواب

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ

جیسے یہہ کتب فروخت کرنے پر وعید شدید ہو اس طرح نہ ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت وعید کے مستحق ہیں وہ کتب فروش اور وہ مدرسین جو مقابلہ میں کتاب و سنت مطہرہ کے دواوین مثل صحیح بخاری و مسلم وغیرہ صحاح کے کتب رائے و قیاس و تقلید کے اثبات کے فروخت کرتے ہیں اور سنت نبوی کو رد کرتے اور کراتے ہیں اور پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور توحید الوہیت اور سنت محمدیہ کی تذلیل و تحقیر کرتے اور کراتے ہیں **زاد المعاد فی ھدی خیر العباد** میں لکھا ہے بت فروش اور کتب رائے و قیاس و منطق و فلاسفہ وغیرہ خلاف اسلام فروش اثم میں برابر ہیں اور سود لینا اور دینا زیادہ خواہ کم بہرحال حرام ہے **وحرم الربوا** - الآیۃ - غرضکہ **زید** ہو خواہ غیر ہو خلاف کتاب و سنت کے معاونت کرتا ہے اوسکو جلد توبہ کرنی چاہئے ورنہ قیامت کے دن سوا حسرۃ اور افسوس کے کچھ نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالےٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واللہ اعلم بالصواب حررہ العاجز ابو محمد **عبد الوہاب** الملتانی نزیل الدہلی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی ۱۳۲۴ ہجریہ علی صاحبہا افضل صلٰوۃ و ازکی تحیہ۔

(مہر) ابو محمد عبد الوہاب خادم سنۃ رسول اللہ

الجواب

زید کی یہ حالت شرمناک ہے انکے گناہگار و مضرت رسان اسلام ہونے میں کوئی بھی شبہ نہیں یہہ کتابیں دیکھی ہیں سوائے اسکے کہ جو ان کا رد لکھنا چاہئے دوسرے شخص کو ان کا دیکھنا ہی حرام مطلق ہے ہائے مسلمانوں کی غیرت و حمیت کیا ہوئی اگر زید کا یہ فعل مشنریوں کی سازش سے ہے اور وہ ایسا کرتے ہیں تو زید ابو جہل میں شاید کچھہ تھوڑا ہی سا فرق باقی ہو جسکی بازپرس اب دنیا میں تو کون ہے جو کریگے کسلئے کہ نہ اسلامی حقوق کا کوئی نگران ہے نہ سزا دینے والا۔ ہاں قیامت کے روز اس روپیہ کمائی کا اور ایسے فتوے دیکر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا مزہ معلوم ہوگا مگر دنیا میں بھی خدا ایسے لوگوں کو ذلیل و حقیر کرتا ہے خدا تعالیٰ **زید** کو **توبہ** کی توفیق دے کہ وقت باقی ہے والسلام

ابو محمد عبد الحق

(مہر) محمد عبد الحق ۱۲۹۰

زید ظالمین سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔

قالہ الراقم تلطف حسین عفی عنہ

(مہر) تلطف حسین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

ربّ کا لفظ سورہ فاتحہ میں دو امروں کے ثبوت کے واسطے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ایک ربوبیت جسمانی اور دوسرے ربوبیت روحانی۔ ربوبیت جسمانی کہ جسقدر اسباب ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے واسطے مہیا کئے ہوئے جنسے کسی کو انکار نہیں اور ربوبیت روحانی آسمانی کتاب سے فرمائی ہے۔ یعنی کل جن والنس درستی روح و اخلاق انہیں قوانین سے کریں کہ جو اللہ تعالیٰ رب العٰلمین نے بذریعہ وحی اپنے رسول خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے ہیں۔ بجز ان قوانین کے اگر کوئی ذی روح مثل کسی اور قانون مقرر کردہ مخلوق سے کرنا چاہے یا وہ بھی رب العٰلمین کے خطاب کا مدعی ہے جو انکی شان کے شایاں نہیں۔ اسیواسطے اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں ایک جگہ فرمایا ہے **اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ**۔ یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت روحانی کو ترک کرکے اپنے مولویوں اور فقیروں کو اپنا رب اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا مقرر کر لیا ہے۔ چنانچہ اہل کتاب نے جب اس آیت کو خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تو پوچھنے لگے کہ ہمنے تو اپنے مولویوں اور درویشوں کو رب سوائے اللہ تعالیٰ کے کب بنایا ہے جو ہمیں تمہارا قرآن الزام دیتا ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب میں فرمایا الزام نہیں اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کبھی الزام بہتان نہیں لگایا کرتا۔ اسکی شان کے یہ بات برخلاف ہے وہ تو ہمیشہ واقعی امر کا اظہار فرمایا کرتا ہے۔ کیا تم لوگ جس چیز کو تمہارے مولوی اور درویش حرام کہدیتے ہیں اسکو حرام نہیں جانتے اور جس چیز کو وہ حلال کہدیتے ہیں اسکو حلال نہیں جانتے اور اوس چیز کی حلت و حرمت پر کتاب اللہ سے کبھی کوئی اونسے دلیل طلب نہیں کرتے۔ اہل کتاب نے کہا ہاں فی الواقع یہہ بات تو ہم میں ضرور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بس یہی معنے ہیں اس آیت کے تم لوگوں نے ربوبیت روحانی جو خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ کل ذوی العقول کی مقرر کی تھی وہ ربوبیت تم اوسکی مخلوق سے تلاش کرنی لگے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے واقعی امر جو تم لوگوں میں تھا اظہار فرما دیا۔ یہہ حالت تو مقلدین کی بیان فرمائی۔ اور دوسری جگہ ان اماموں اور مولویوں اور درویشوں کا حلیہ ظاہر فرمایا جو اپنی مقلدین کی درستی روحانیت کے قوانین اپنی طرف سے گھڑ کر دیتے تھے۔ **ان کثیرا من الاحبار و الرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ**۔ ایسے لوگ مدعی الوہیت ہوا کرتے ہیں جو خلاف کتاب اللہ و سنت کوئی کام جاری کریں منجملہ ایسے لوگوں کے **مولوی زید** بھی مدعی الوہیت ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ سود کی ممانعت کی اصل وجہ ہمدردی پر مبنی ہے۔ یہہ فقرہ **مولوی زید** کا اپنی من گھڑت ہے کسی جگہ اللہ تعالیٰ نے اور اوسکے رسول نے یہہ وجہ تحریر نہیں فرمائی بلکہ مطلقاً فرما دیا ہے۔ **احل اللہ البیع و حرم الربوا**۔ الربوا کا الف لام جنسی ہے جو قلیل و کثیر سود پر حاوی ہے۔ اور اضعافا مضاعفہ مثالاً ظاہر فرمایا ہے جو الربوا میں پہلے ہی داخل تھا۔ اور قربانی کے عوض مجاز ریلوی کو چندہ دینا۔ اس آیۃ کے برخلاف ہے۔ **وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَکًا لِّیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَہُمۡ مِّنۡۢ بَہِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ** پ ۱۷ ع ۱۲۔ اور عیسائیوں کی کتابوں کا اہل اسلام میں رواج دینا اور اونکو نادر و مفید اسلامی تالیفات تبلانا اور اس امر کا اظہار نہ کرنا کہ اوس دشمن اسلام نے قرآن شریف اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بیجا حملے کئے ہیں مسلمانوں کا مال اور ربوبیت روحانی کا تباہ کرنا ہے لہذا حسب آیات صدر مولوی زید کو اس الوہیت اور ... سے توبہ لازم و فرض ہے ورنہ جو کچھ سزا لئے مدعی الوہیت کی ہے وہ اوسکو عنقریب بھگتنی ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ۔ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ حررہ **ابو محمد یحیٰ فقیر حشمت العلی** عفی اللہ عنہ واعظ دہلوی مؤلف رسالہ ھو سلمن معلم المسلمین

الجواب صحیح محمد خداداد سند یافتہ مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب مرحوم } زید کو اس بات سے تائب ہونا چاہئے ورنہ چند دن باقی ہیں۔ خاکسار محمد یحیٰ عفی عنہ سند یافتہ

(مہر) ابو محمد یحیٰ فقیر العلی ۱۳۱۸

وصیّت

(۱) میں مسمی محمد الدین ولد عزیز الدین قوم قریشی سکنہ گجو چک ضلع تحصیل گوجرانوالہ۔ پنجاب۔ حال وارد موضع چہور ... تحصیل خانقاہ ڈوگران صاحبان ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ دوم ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں اور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا آپکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق شائع ہوئی۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ یا ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط۔ قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے متعلق وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ (۴) میری جائداد مشترکہ میں سے میرا حصہ مبلغ ... روپیہ ہے۔ اور اسپر میرا مالکانہ قبضہ ہے اور یہ جائداد زیور مویشی وغیرہ ہے میری ملکیت میں زمین نہیں ہے۔ میں آجکی تاریخ سے اس جائداد کے ۱/۸ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میری یہ جائداد جو اسوقت قیمتی مبلغ ... روپیہ ہے۔ اور اسکا ۱/۸ حصہ میں نے آٹھواں حصہ مبلغ ... ہوتا ہے۔ اس حصہ مذکورہ کے متعلق میرا یہ اقرار ہے کہ اسکی میں اپنی زندگی میں ... کر دونگا ... چار ماہ تک ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اسکی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کر دونگا۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ اشاعت اسلام میں جہاں مناسب سمجھیں۔ اسکو خرچ کرلیں۔ اب میری آمدنی جو اسوقت مبلغ ... ہے۔ اور اسکا ۱/۸ حصہ جو کہ ... ہوتا ہے وہ بھی دو آنہ چندہ مدرسہ اور لنگر خانہ کا علیحدہ کرکے باقی چار آنہ انجمن مذکورہ کی خدمت میں ماہ بماہ بھیجتا رہونگا اسکو بھی انجمن اپنے اغراض میں صرف کرلے اور آئندہ اگر جائداد وصیت کردہ کی قیمت بڑھ گئی تو اسکی مالک بھی انجمن ہے اور اگر میری آمدنی آئندہ موجودہ آمدنی سے بڑھ جاویگی۔ تو اسکا وصیت کردہ حصہ بھی اسیطرح بڑھتا جائیگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آجکی تاریخ کے بعد میں کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ متروکہ ثابت ہووے۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جبکا ... ذکر ... ہے آمدنی کی طرح اسکے بیتے متروکہ کے متعلق ۱/۸ حصہ کی میری وصیت ہے۔ ۱/۸ حصہ کی نہ ہوگی۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش کو ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ دارالامان میں بھیجدے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کر دونگا جسکا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں علیحدہ نکر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائداد جسمیں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اگر حالات آئندہ کے تحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت ہے۔ جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانیکی کوشش کیجاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت دیں میری لاش کہیں اور جگہ دفن نکیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔ (۹) یہ کہ اگر فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہو گئے ہے اونکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا مجاز میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔ فقط

العبد محمد الدین ولد عزیز الدین قریشی سکنہ چہور ... تحصیل خانقاہ ڈوگران

گواہ شد سید محمد ... (مہر)

گواہ شد بہاول ولد ... سکنہ ... (مہر)

گواہ شد ابراہیم ولد ... سکنہ ... (مہر)

گواہ شد چودہری گل محمد ولد ... سکنہ ...

رمضان شریف اور مفرّح عنبری

رمضان شریف کے تشریف لانے سے قدرتاً یہہ سوال پیدا ہو گیا ہے
کہ روزہ دار مفرح عنبری کس طرح اور کس وقت استعمال فرماوین گے۔
لہذا عام اطلاع کی غرض سی شایع کیا جاتا ہے۔
کہ روزہ دار لوگ اگر کسی اور چیز کے بجا مفرح عنبری سے ہی روزہ
افطار کرین۔ اور اوپر پاؤ بھر دودھ پی لیا کرین۔ تو بہ نسبت اور دنون کی
انہین بفضلہ بہت زیادہ مفید ہوگی بہر حال روزہ دار لوگ افطاری
اور سحری کے وقت شوق سے استعمال فرما سکتے ہین۔
ان دنون مین خصوصاً اس لئے اور بھی زیادہ مفید ہے
کہ عام پرہیز کا موقع ان مین خصوصیت کے ساتھہ میسّر
آسکتا ہے۔

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرّح عنبری کارخانہ رفیق الصحت لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان مین چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات اور رؤیا } صہ اول
" خریداران الحکم کو ضروری اطلاع
(۲) استفسار اور انکے جواب } صہ ۲
" کھلی چٹھی چکوڑی والے حضرت کے نام
(۳) خطبہ بروز جمعہ مورخہ ۱۹ - اکتوبر } صہ ۲ تا ۵
" ۱۹۰۶ء مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ
(۳) جواب سوالہ منشی الٰہی بخش صاحب گجراتی } صہ ۶ تا ۸
" قانون گو حلقہ آف گولیکی ضلع گجرات
(۴) امرت سری منکر کو دعوت } صہ ۹ تا ۱۰
(۵) عید کی تقریب آتی ہے اور } صہ ۱۱
" " وصیت "
(۶) اشتہارات " صہ ۱۲ تا ۱۴

نمبر ۳۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ - نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات اور رؤیا

۱۲ - اکتوبر ۱۹۰۶ء ینصرکم اللّٰہ فی دینہ - ترجمہ - خدا اپنے دین میں تمہاری مدد کریگا -

۲ - نومبر ۱۹۰۶ء میں نے دیکھا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہوں - اور ایک اور شخص میرے پاس ہے تب مینے آسمان کی طرف دیکھا - تو مجھے نظر آیا - کہ بہت سے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہیں - تب مین نے ان ستارون کو دیکھکر اور انہین کی طرف اشارہ کرکے کہا آسمانی بادشاہت پھر معلوم ہوا - کہ کوئی شخص دروازہ پر ہے - اور کھٹکھٹاتا ہے - جب مین نے دروازہ کہولا تو معلوم ہوا کہ ایک سقے دائی ہے جسکا نام میران بخش ہے اس نے مجھہ سے مصافحہ کیا - اور اندر آگیا - اس کے ساتھ بھی ایک شخص ہے - مگر اسنے مصافحہ نہین کیا اور نہ وہ اندر آیا اسکی تعبیر مین نے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہین - جنکو خدا زمین پر پھیلا وے گا - اور اس دیوانہ سے مراد کوئی متکبر مغرور متمول یا تعصب کیوجہ سے کوئی دیوانہ ہے خدا اسکو توفیق بیعت دیگا اور پھر الہام ہوا - لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا - گویا مین کسی دوسرے کو تسلی دیتا ہوں کہ تم مت ڈرو بیشک خدا ہمارے ساتھہ ہے - ۷ - نومبر ۱۹۰۶ء آج رات لنگر خانہ کے اخراجات کی نسبت میں قریبًا ۱۲ بجے رات کے اپنے گھر کے لوگوں سے بات کر رہا تھا کہ اب خرچ ماہواری لنگر خانہ کا پندرہ سو سے بھی بڑھ گیا ہے کیا قرضہ لے لین - پھر خیال آیا کہ قرضہ لینے سے کیا فائدہ - کیونکہ دو ہزار روپیہ بھی لے لین - تو ایک ماہ مین خرچ ہو جائیں گے - اس کے بعد میں سو گیا - صبح نماز کے بعد الہام ہوا -

اَتَقْنَطُ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ - الَّذِیْ یُرَبِّیْکَ فِی الْاَرْحَامِ
ترجمہ - کیا تو خدا کی رحمت سے نا امید ہوتا ہے - وہ خدا جو تمہین رحموں میں پرورش کرتا ہے -

خریداران الحکم کو ضروری اطلاع

اخبار کی موجودہ سایز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کیوجہ سے کاغذ کی جس قدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہین اس اثر سے آپ کا ناچیز خادم الحکم بھی خالی نہین رہا - کاغذ کا ذخیرہ جو الحکم کے دفتر میں موجود تھا اسکے ختم ہونیسے تین ہفتہ پہلے سے خط و کتابت مزید کاغذ کی طلبی کے لئے ہو رہی تھی - اور امید تھی کہ کاغذ جلد آ جائے گا مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ابھی تک کاغذ نہین ملا مجبورًا دوسری تقطیع کے کاغذات کاٹ کر کام چلایا گیا ہے اور دو گنے سے بھی زیادہ خرچ کرنا پڑا + پہلے بھی مین ناظرین کو اطلاع دے چکا ہون کہ الحکم کے بعض سرپرستون کے مشورہ سے یہہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوبصورت اصلی تقطیع ہوگی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے - چھپوائی اور کتابت کا نقص بھی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے اور بھی اصلاح کی امید ہے - جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں مینے چھپوائی کی عمدگی اور بروقت اشاعت کی خاطر یہہ تجویز کر لی ہے کہ جسطرح بھی ممکن ہو مشین منگوالی جاوے اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہہ دقت رفع ہو جائیگی - مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہین الحکم کے ساتھہ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کرین گے کہ اسکی توسیع اشاعت کیلئے سعی کرین اور ناظرین کو یہہ بھی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ دسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے اور ۱ - دسمبر کا الحکم خریداران کے نام عمومًا وصولی قیمت کیلئے وی پی کیا جاتا ہے اور آیندہ کیلئے بقایا کے تقاضاؤن سے نجات پانے اور الحکم کی راہ مین اسطرح آ جانے والی مشکلات سے مخلصی کیلئے یہہ ضروری امر ہے کہ بدون وصول قیمت کسی کے نام الحکم جاری نہ کیا جاوے اسلئے جو صاحب کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نہ کر سکین وہ اطلاع

استفسار اور انکے جواب

(زکوٰۃ کے متعلق)

سوال - صاحبِ نصاب ہونے کی مقدار کیا ہے مقروض بھی ہو اور صاحبِ جایداد بھی تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب - مقروض پہلے قرض ادا کرے - نقدا کیلئے چاندی ۵۲ تولہ اور سونا ساڑھے سات تولہ گائین ۳۰ یا ۴۰ سے زیادہ اونٹون میں پانچ ہون تو - اور غلّہ جو باہر سے آوے اس کی ۱/۱۰ یا ۱/۲۰ کاٹ کر باقی ۲۲ من غلّہ انگریزی ہو -

سوال - زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟ نقد پر - زیورات پر جو نقری یا طلائی ہون - زیورات زیر استعمال اور زیورات داشتہ بغیر استعمال پر - پارچات داشتہ یا زیر استعمال پر - اراضی کی آمدنی پر جو چاہی ہو - نہری ہو بارانی ہو اور سیلاب ہو - پیداوار اراضی پر جو معافی ہو یا جسکا سرکاری لگان ادا کرنا ہو -

جواب نقد پر ۲٫۵ فیصدی - چاندی میں ۱/۴۰ حصہ عام استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ نہین جو زیورات جاستنی نہین ان پر زکوٰۃ ہے -

ساڑھے سات تولہ سونے مین ۲ ماسہ سونا زکوٰۃ ہے پارچات پر کوئی زکوٰۃ نہین اراضی آمدنی پر چاہی تو ۱/۲۰ نہری مین ابیانہ دیتا ہو تو ۱/۲۰ بارانی مین ۱/۱۰ سیلاب مین ۱/۱۰ جو معافی ہے اس کی زکوٰۃ چاہئے - پیداوار اراضی جس کا لگان دیا جاوے -

اگر لگان زیادہ ہے تو نہین اگر شرح مقررہ سے کم ہے تو جس قدر کم ہے اتنی زکوٰۃ دے

سوال - اس مال پر جو کسی شخص کو تو جایز وسیلہ وارث سے حاصل ہُوا ہو مگر جانتا ہو کہ مورث نے ناجایز طور حاصل کیا ہے زکوٰۃ کا حکم کیا ہے -

جواب - مورث کا ذمہ دار نہین خود زکوٰۃ دے -

سوال - اس مال پر جو مثلاً بازاری عورت کو بدکاری سے راشی کو رشوت سے بددیانت کو فریب سے چور کو چوری سے خائن کو خیانت سے حاصل ہُوا ہو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب - ایسے اموال کا رکھنا مومن کا کام نہین کسی دینی کام مین لگا دے -

سوال - مصرف زکوٰۃ کیا ہیں اور انکے درجے کسطرح

جواب - قرآن کریم کہتا ہے - محتاج ہو - ہیشہ جانتا ہو بے سامان ہو - محصل زکوٰۃ - مولفۃ القلوب دینی جہادون میں - غلام کے آزاد کرنے مین - جس پر چٹی پڑ گئی ہو -

(نوٹ از ایڈیٹر - زکوٰۃ تو ہمیشہ امام کے حضور جمع ہونی چاہئے - اسلئے احمدیون کو امین زکوٰۃ فنڈ کے نام بھیجنی چاہئے)

سوال - مصرف زکوٰۃ میں ذوالقربیٰ میں کون لوگ داخل نہین اور ان میں سے مستحق زکوٰۃ کیسے آدمی ہونے چاہئین -

جواب - جو محتاج ہین -

استفتاء

ایک بالغہ عورت کا جسکے والدین مر چکے ہین - ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ نکاح ہو گیا - بروقت نکاح عورت نے کوئی عذر یا انکار لفظاً یا معناً نہین کیا - چندماہ کے بعد وہ عورت اپنے نابالغ خاوند کے بڑے بھائی سے نکاح کر سکتی ہے؟ خواہ اسمین اس کے والدین کی رضامندی شامل ہو

جواب بموجب حکم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے ہو -

(**جواب**) نابالغ کی منکوحہ بلکہ بالغ منکوحہ بھی کسی دوسرے سے بدون قطع تعلق خاوند کے ہرگز نکاح نہین کر سکتی - صرف ملک مین مستثنے ہے قرآن کریم والمحصنات من النساء کو حرام فرماتا ہے -

نورالدین

الجواب موافق للکتاب والسنۃ - محمد احسن عفی عنہ

کھلی چٹھی

چکوڑی والے حضرت صاحب کے نام

اس مین کچھ شک نہین کہ ہمین امام ہمام علیہ السلام نے ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے کہ مخالفین کا شور و غل ہمارے استغراقی اوقات میں خلل انداز نہین ہو سکتا - مگر تاہم جب کوئی آواز کسی گدی سے نکلے - تو خواہ مخواہ توجہ کرنی پڑتی ہے خصوصًا اس لئے کہ اس فرقے کو صلح کل ہونے کا دعوےٰ ہے اور برخلاف دیگر دنیاداروں کے رہ مرنجان و مرنج کی پالیسی پر چلنے والے کہلاتے ہیں - اور حتے الوسع صاف دلی سے نیک نیتی کے ساتھ تقویٰ کے لوازم کو ملحوظ رکھ کر کسی شخص یا کسی مسئلہ کی نسبت رائے دینے کے مدعی ہیں نیازمند اکمل آپ کو بھی اسی گروہ سے سمجھتا اور بہت کچھ حسن ظن رکھتا تھا - کیونکہ کبھی سیدنا مہدینا الموعود کے خلاف آپ کی جانب سے کوئی روایت متعبر ذریعہ سے نہ سنی تھی - بلکہ سنا تو یہی سنا کہ آپ ان کا معاملہ حوالہ بخدا کرتے ہین جو چاہئے بھی یونہی تھا کیونکہ ذطائف وغیرہ کی مصروفیت سے آپ کو اتنی فرصت ہی کہاں تھی کہ فریقین کی کتابون کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے کچھ فیصلہ کرتے - گو ایسے مسئلے کی تحقیق فرض ہے جس پر ایمان کامل کا دار و مدار ہو - مگر کچھ دن ہوئے ایک فتویٰ جسکے نیچے آپ کے دستخط ہیں - دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی - کیونکہ اسمین ایسی باتین سلسلہ عالیہ سے منسوب کی گئی ہیں جو انمین ہرگز نہین پائی جاتین - چونکہ کسی پر بے جا اور جھوٹ الزام لگا دینا ایمانداری و تقویٰ سے نہایت بعید ہے اسلئے مین نے بالکل تسلیم نہین کیا کہ وہ آپ کیطرف سے ہے - لہذا یہ عریضہ لکھنے کی جرأت کی گئی کہ مفصلہ ذیل باتین جو آپ کی طرف منسوب تحریر مین درج ہین -

(۱) آنحضرت رسول خدا صلعم سورۂ زلزال کے معنے نہین سمجھے (۲) قرآن خدا کی کتاب اور میرے یعنے مرزا صاحب کے منہ کی باتین ہین -

(۳) جو کچھ ہوتا ہے سیارون کی تاثیر سے ہوتا ہے -

(۴) انبیاء علیہ السلام جھوٹے ہوتے ہیں -

(۵) حضرت محمد صلعم کی وحی غلط نکلی - (۶) حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے (۷) براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے (۸) قرآن مین جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں - (۹) حضرت صلعم خاتم النبیین نہین (۱۰) قیامت نہین ہو گی (۱۱) تقدیر کوئی چیز نہین (۱۲) عذاب قبر نہ ہوگا - (۱۳) تناسخ صحیح ہے (۱۴) قرآن مین گالیان بھری ہوئی ہین (۱۵) ہیں (مرزا صاحب) خود خدا ہون اور یقینًا میں ہی ہون

یا تو حضرت مرزا صاحب کی کتابون سے آپ حوالہ دین کہ فلان کتاب صفحہ و سطر پر یہ عقیدہ لکھا ہوا ہے - اور حوالجات لکھکر میرے پاس بھیجدین یا کسی اخبار مین چھپوا کر مجھے بھی وہ پرچہ بھجوا دین - یا (۲) علے الاعلان اس بات کو تسلیم کرلین کہ یہ فتویٰ میری طرف سے نہین ہے - اور کسی چالاک نے جعلی طور پر میرے نام لگا دیا ہے یا (۳) اس بات کا ثبوت کتاب و سنت سے بہم پہنچا دیا جائے کہ کسی پر جھوٹ بہتان باندھنا شریعت اسلام مین جائز ہے اگر ان تین باتون مین سے ایک ماہ تک کوئی بات بھی نہ ہوئی - تو ہمین یہ کہنے کا حق حاصل ہو گا اور ہم مخالفین سے یہ سوال کرنے کے مجاز ہونگے کہ دیکھو تمہارے اور تمہارے پیشواؤن کی حالت کس قدر بگڑ گئی ہے جب جائز طریقون سے ہمارے مقابل میں فتحیاب نہین ہو سکتے تو اب جھوٹے الزام لگا کر لوگون مین بدظنی پھیلانی شروع کر دی ہے - اور اسوقت جناب کے مریدون سے بھی اگر پوچھا جائے تو بجا ہو گا کہ جس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی جائے - کیا اسے ایسا کرنا جائز تھا کہ سنی سنائی باتون پر بلا تحقیق فتویٰ لگا دے -

آخیر مین - یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ مین نے ابھی تک تسلیم نہین کیا کہ وہ فتویٰ آپ ہی کی طرف سے لکھا گیا ہے کیونکہ یہ سخت کمینہ پن ہے کہ کسی فریق کی طرف ایسے عقائد منسوب کر دئے جائین جن کے وہ قائل نہین - اور کسی مصنف کی عبارت کے وہ معنے کئے جائیں اور اس سے وہ مفہوم لیا جائے - جسے وہ نہین مانتا - اور آپ کی ذات ایسی باتون سے اعلےٰ و ارفع پس ضرور یہ جعل ہے اور کسی مار آستین نے آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایسا کیا ہے آپ بہت جلد اس سے اپنا دامن پاک کرین - ورنہ بصورت دیگر حوالہ جات کتب سے ممنون فرماوین - یہ کہا جا سکتا ہے کہ فتویٰ میں کسی کا نام نہین - مگر براہین احمدیہ اور مرزا صاحب کا نام ثابت کر رہا ہے - کہ فرقہ احمدیہ کے بارے مین ہے - اس قضیہ کے لئے جہال کے شور و فساد سے امداد لینے کی ضرورت نہین صرف ایک خط لکھ دینا کافی ہے -

محمد ظہور الدین اکمل گولیکے ضلع گجرات پنجاب

پتہ بتادو

ایک نوجوان لڑکا عبداللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال لمبا قد گندم گون چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھے کی قمیص اور پتلون اور بوٹ ہو ہاری جوتا پہنے ہوئے ہے - مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان مین پڑھتا تھا مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گھر سے ناراض ہو کر کہین چلا گیا ہے - اس لڑکے کے والدین غریب ہین اور باپ ضعیف ہے - قادیان ہی کا رہنے والا ہے - جس بھائی کو پتہ ملے اُسے اپنے پاس ٹھہرا اور دفتر الحکم مین اطلاع دے - لڑکا بھلا مانس اور نیک چلن ہے -

ایڈیٹر الحکم قادیان

فاضل امروہی

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰ شعبان ۱۳۲۴ھ

بعد از خطبہ ماثورہ کے فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن هدی للناس و بینات من الھدی والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدکم ولعلکم تشکرون ۝

ترجمہ - ماہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے در انحالیکہ تمام لوگوں کے لئے وہ بڑا ہدایت نامہ ہے اور روشن آیتیں ہیں ہدایت سے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والے دلائل ہیں [illegible] پس جو شخص تم میں سے [illegible] اس مہینہ کو پاوے تو اسکو چاہیئے کہ اوس میں روزے رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو تو اور دنوں میں گنکر روزے رکھے اللہ تعالےٰ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور دشواری کو تمہارے لئے نہیں چاہتا اور [illegible] گنتی قضا شدہ روزوں کی [illegible] پوری کرو اللہ کی [illegible] [illegible]

[illegible] پہلے دو آیت صیام [illegible] یعنی یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم [illegible] ان کنتم تعلمون [illegible] روزہ رکھنے کے [illegible] جنکو محب صادق [illegible] شائع فرما چکے ہیں لہذا میں اسوقت بقولہ تعالےٰ صرف قرآن مجید ہی سے کچھ فضائل [illegible] ماہ رمضان کے بیان کروں گا ان شاء اللہ [illegible] ان آیات کے [illegible] بیان کرنا ضروری ہے امید کہ انکو بتوجہ سنا جاوے -

(۱) اس آیت سے پہلی آیات میں یعنی یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم الایہ میں اگر الصیام سے مراد الٰہی رمضان شریف ہی کے روزے لئے جاویں تو تشبیہ بلفظ کما بجز اسکے بیان نہیں ہوتی کیونکہ امم سابقہ پر رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے بلکہ مختلف ایام کے روزوں کا رکھنا انجیل میں متی کے ثابت ہوتا ہے جیساکہ قرآن مجید کے الفاظ یعنے ایاما معدودات ہی اسی کی تائید [illegible] [illegible] اور کتاب دانیال کا باب [illegible] تین ہفتہ کے روزوں کا رکھنا حضرت دانیال کا ثابت ہوتا ہے - اور کتاب سلاطین ۱۹ باب درس ۸ سے چالیس [illegible] روزہ رکھنا معلوم ہوتا ہے - اور اعمال حواریوں کے ۲ باب درس ۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی یہ روزے ایاما معدودات رکھا کرتے تھے - غرض کہ تعیین ایک ماہ رمضان کے کتب سابقہ سے روزوں کے لئے نہیں پایا جاتا ہاں صرف ایاما معدودات کے روزے بغیر تعیین شہر رمضان کے معلوم ہوتی ہیں - اور اگر یہاں پر صرف ایک ادنیٰ امر میں ایجاب میں ہی حرف کما تشبیہ کے لئے تسلیم کر لیا جاوے تو دوسرا امر یہ ہے کہ والذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین الآیہ سے رمضان کے روزے رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار ثابت ہوگا - ہاں البتہ صرف ایک فضیلت [illegible] روزہ رکھنے کی ثابت ہو سکتی ہے جیسا کہ قال اللہ تعالےٰ وان تصوموا خیر لکم لیکن [illegible] [illegible] شہر رمضان [illegible] [illegible] آگے کی آیت کے جو فلیصمہ امر فلیصمہ وارد ہے اور نیز مخالف ہے ولتکملوا العدۃ الآیہ کے کیونکہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم [illegible] شہر رمضان کا اکمال کر لو نہ یہ کہ صیام اور فدیہ کے درمیان تمکو اختیار ہو - اور اگر یطیقونہ کو پہلے لا مقدر مانا جاوے جیساکہ بعض مفسرین نے لکھا ہے تو اصلاح سے [illegible] کے ماننے میں مخالف کو بڑی گنجائش ملجاوے گی کہ جس آیت کو اپنے خیال کے مطابق نہ پایا اوسکو اپنے خیال کے مطابق کوئی کلمہ محذوف مانکر بنالیا - ہاں البتہ اس امر کا انکار نہیں ہو سکتا کہ قرآن ہی جملہ کلاموں میں اور نیز قرآن مجید میں اکثر محذوفات مان لئے جاتے ہیں - اور اگر ہمزہ باب افعال کا سلب کے لئے کہا جاوے تو اطاق یطیق کا محاورہ بمعنی عدم طاقت کے عرب عربا سے ثابت کرنا ضروری ہوگا مختار الصحاح میں تو لکھا ہے والطوق ایضا الطاقۃ واطاق الشئ اطاقۃ وھو فی طوقہ ای فی وسعہ - اور یہی محاورہ مشہور ہے لیس ہمزہ سلب کے لئے اوسمیں ماننا غیر مشہور ہے اور الفاظ قرآن مجید کے معانی حتی الوسع مشہور ہی لینے مناسب ہیں نہ غیر مشہور اور اگر یہ سب کچھ تسلیم ہی کر لیا جاوے تو ان تصوموا خیر لکم اوس کے منافی ہے کیونکہ اوس کا مفہوم صرف روزے رکھنے کی فضیلت ہے نہ لزوم روزوں کا حالانکہ رمضان کے روزے فرض و لازم ہیں نہ غیر لازم یا اختیاری جیساکہ فلیصمہ اور ولتکملوا العدۃ سے ثابت ہوتا ہے - اور اگر یطیقونہ کی ضمیر فدیہ کیطرف راجع کی جاوے تو بلا وجہ وجیہ کے اضمار قبل الذکر لازم آویگا اور اگر پھر اضمار قبل الذکر بھی تسلیم کر لیا جاوے تو ضمیر مذکر کی لفظ فدیہ کیطرف جو مونث ہی راجع ہوگی پھر اوسمیں تاویل در تاویل یہہ کرنی پڑیگی کہ مراد فدیہ سے چونکہ طعام ہے اسلئے ضمیر مذکر لائی گئی اور یہ سب امور تکلفات سے خالی نہیں ہیں -

تیسرا امر یہ ہے کہ مریض اور مسافر کا حکم پہلے ایک مرتبہ بیان ہو چکا ہے پھر آیت شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن [illegible] کے آگے اوسکا مکرر لانا کس فائدہ کے لئے ہے اگر کہا جاوے کہ واسطے تاکید کے تو اسپر کہا جاوے گا کہ یہاں پر مقصود تاکید کب ہے [illegible] کہ اول تو بین الفدیہ والصیام اجازت دی گئی ہے اور ثانیا وان تصوموا خیر لکم [illegible] صرف روزے کی فضیلت بیان فرمائی ہے نہ لزوم جسکی تاکید کے لئے فعدۃ من ایام اخر دوبارہ فرمایا جاتا اندریں صورت تکرار بے فائدہ لازم آتا ہے اور اگر مکرر ہی فرمانا تھا تو والذین یطیقونہ الآیہ کو بھی مکرر لایا جاتا خلاصہ یہ کہ ایک جگہ تو فعدۃ من ایام اخر کے آگے والذین یطیقونہ الایہ ہی فرمایا گیا اور ان تصوموا خیر لکم بھی ارشاد ہوا اور دوسری جگہ پر فعدۃ من ایام اخر کے آگے ولتکملوا العدۃ الآیہ ارشاد ہوا - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں دو قسم کے روزے ہیں جنکا حکم علیحدہ علیحدہ ہے - یہہ بیان تو اوس صورت میں تہا کہ مراد الصیام سے صیام رمضان ہی ہوئے -

شق دوم اور اگر پہلی آیت سے علاوہ رمضان کے دوسرے روزے مراد لئے جاویں مثلاً ایام بیض کے روزے یا ستہ شوال وغیرہ جنکی فضیلت بھی کتب معتبرہ احادیث میں لکھی ہوئی ہے اور علماء و فقہاء نے ان روزوں کی فضیلت میں یہاں تک لکھا ہے کہ جسنے رمضان اور ستہ شوال کے روزے رکھے اوس نے گویا سال بھر کے روزے رکھے اور اوسکی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ ہر ایک نیکی کا ثواب وہ اللہ رحمٰن و رحیم دس گنا عطا فرماتا ہے کما قال تعالےٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا - یعنی جو شخص ایک نیکی بجا لاویگا تو اوسکو اس نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا تو تیس روزوں کا ثواب ۳۰۰ روزوں کا ثواب ہوا اور ۶ روزوں کا ثواب ۶۰ روزوں کا ثواب ہوا - اور سال تمام کے قمری دن بھی تین سو ساٹھ ہی ہوتے ہیں - علیٰ ہذا القیاس اگر ایام بیض کے تین روزے دس ماہ کے لئے جاویں تو بھی تیس روزے ہوتے ہیں جسکے تین سو ہوئے اور پھر ستہ شوال بھی لیا جاوے جسکے ۶۰ ہوئے تو بھی تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب حاصل ہوگیا - اور صیام فرض رمضان کے اوسپر علاوہ رہتے ہیں - اور صرف دس ماہ ہی کے ایام بیض اس واسطے لئے گئے کہ ایک ماہ رمضان کا علیحدہ رہا اور چونکہ ستہ شوال کا بھی لے لیا گیا ہے لہذا اس حساب میں شوال کے ایام بیض بھی نہیں لئے گئے بلکہ صرف دس ماہ کے ایام بیض لے لئے گئے ہیں - الحاصل اندریں صورت چونکہ کتب علیکم الصیام سے اون کی فرضیت مفہوم ہوتی ہے حالانکہ یہ روزے ایام بیض وغیرہ کے لازم نہیں ہیں اسلئے اس شق کی صورت میں مفسرین اس آیت کو دوسری آیت فلیصمہ اور یا ولتکملوا العدۃ سے منسوخ قرار دیتے ہیں - مگر ایک کلام کے سلسلہ میں ایسا ناسخ و منسوخ ماننا عظمت شان کلام الٰہی کے بالکل منافی ہے چہ جائیکہ بموجب مسلک اون مفسرین کے جو کسی آیت قرآنی کو منسوخ مانتے ہی نہیں پھر ایک ایسے کلام کے سلسلہ میں جو متصل ہے ناسخ منسوخ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے اب خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کوئی ایسی توجیہ صرف نظم قرآن مجید سے ہی پیدا کرنی چاہیئے جس سے نہ تو کلمہ لا کو محذوف ماننا پڑے نہ اضمار قبل الذکر لازم آوے نہ ضمیر مذکر کی مونث کیطرف راجع ہو نہ ناسخ منسوخ کا ماننا پڑے نہ کسی قسم کا تخالف آیات مذکورہ کے مفہومات میں لازم آوے اور نہ عدم فرضیت روزوں رمضان کے مفہوم ہووے کیونکہ عدم فرضیت صیام رمضان کی ادلہ شرعیہ کے محض خلاف ہے اگر کسی توجیہ سے یہ تکلفات

رفع ہوجاویں تو البتہ تلخ صدر ان آیات کے تفقہ میں حاصل ہو سکتا ہے اب اس جلسہ خطبہ میں صرف ایک توجیہ بیان کیجاتی ہے اگر اہل علم حاضرین جلسہ کے نزدیک پسند آجاوے تو زہے عزو شرف ورنہ وہ خود بعد خطبہ کے بیان فرماویں اور اگر بعد خطبہ کے کسی صاحب نے اہل علم میں سے کوئی تطبیق اور توجیہ دیگر بیان نفرمائی تو یہی ثابت ہوگا کہ یہی تطبیق اون کو پسند ہے اور وہ تطبیق یہ ہے کہ اسلام میں دو قسم کے روزے ہیں۔ جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں ایک لازم اور دوسرے غیر لازم چونکہ روزہ بہ نسبت دیگر عبادات کے ایک عمدہ عبادت ہے۔ جس سے مومن تبع انوار الٰہی کو حاصل کرسکتا ہے اور مکالمات الٰہی کا تجلی گاہ ہو سکتا ہے جیساکہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ یعنے بصیغہ مجہول ترجمہ روزہ مومن کا خاص میرے ہی لئے ہوتا ہے جس میں ریا وغیرہ کو کچھ دخل نہیں اور اسکی جزا میں خود ہوجاتا ہوں یا انا اجزی بہا بصیغہ معروف کہ میں بلاوساطت غیرے خود اوس کی جزا دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ من الاحادیث الصحیحہ یہہ احادیث اس امر پر صریح دال ہیں اور سراسمیں یہی ہے کہ انسان روزے میں فجر سے لیکر شام تک تینوں خواہشوں کہانے پینے جماع سے رکا رہتا ہے اور پہر اوس کیساتھ ... نماز درود شریف ... میں مشغول رکھتا ہے تو پہر اوسکی روح ... انوار کی تجلی اور ملأ اعلیٰ تک اس کی رسائی کیونکر نہ ہوگی اور یہ جو احادیث میں وارد ہوا ہے کہ رمضان شریف میں شیطان زنجیروں میں بند کیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کہولے جاتے ہیں اور ملہم غیبی آواز دیتا ہے کہ اے طالب نیکی کے اسطرف کو آ اور اے بدی کے کرنے والے کوتاہی کر یہہ سب ایسی ہی احادیث اسی امر لطیف کی طرف اشارہ کررہی ہیں پس کوئی شبہ نہیں کہ ظلمات جسمانیہ کے دور کرنیکے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار ومکالمات الٰہیہ کی تحصیل کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔ اور حضرت موسیٰ نے جب کوہ طور پر تیس بلکہ چالیس روزے رکہے تب ہی اُن کو توریت ملی اور خود آنحضرت صلعم سے غار حرا کے اعتکاف میں روزہ ونکار رکہنا ثابت ہے جس کے برکات سے نزول قرآن کا شروع ہوا اور خود قرآن مجید میں طرف نظر کہ شہر رمضان

الذی انزل فیہ القرآن اور مسیح موعود نے بہی چہہ ماہ یا زیادہ مدت تک روزے رکہے ہیں جسکی برکات سے ہزاروں الہامات کے وہ مورد ہو رہے ہیں۔ بدیں وجوہ موجہہ قرآن اور اسلام نے جو جامع تمام صداقتوں اور معارف کا ہے دونوں قسم کے روزوں کو واسطے حاصل ہونے مزید تصفیہ قلب کے ثابت و برقرار رکہا ہاں دونوں قسموں کے حکم جداگانہ فرمادیئے گئے صیام غیر لازم کا حکم تو یوں فرمایا کہ وعلی الذین یطیقونہ الآیہ اور صیام لازم کا حکم یوں ارشاد ہوا کہ فلیصمہ اور ولتکملوا العدۃ الآیہ۔ آگے رہا لفظ کتب جسکے معنے مفسرین فرض لکہتے ہیں اوسکی نسبت یہہ گذارش ہے کہ کچھ ضروری نہیں کہ اوس کے معنی فرضیت ہی کے لئے جاویں بلکہ جو حکم شرعی لازم یا غیر لازم ہو اسکو کہہ سکتے ہیں کہ یہ شرع اسلام میں مکتوب یا لکھا ہوا ہے خواہ وہ حکم لازم ہو یا غیر لازم یہہ اصطلاح کہ کتب بمعنی فرض کے ہی لیا جاوے اصطلاح ... کی ہے نہ قرآن مجید کی اصطلاح کیونکہ لفظ کتاب یا اسکی مشتقات قرآن مجید میں صدہا جگہ آئے ہیں تاہم وہاں پر مراد الٰہی فرضیت نہیں ہے کما قال تعالےٰ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ایضاً یکتبون الکتاب بایدیہم وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ آگے رہا حکم شیخ فانی۔ مرضعہ۔ پیر ضعیف یا جوان نہایت لاغر نحیف وغیرہم کا جنپر روزہ رکہنا نہایت درجہ پرشاق معلوم ہوتا ہے سو یہ سب لوگ بایں شرط مشقت حکم مریض میں داخل ہیں کیونکہ تعریف مریض کی اُن پر صادق آتی ہے کہ اون کے جملہ قویٰ کے افعال اپنی حالت اصلی پر باقی نہیں رہے اگر یہہ لوگ فدیہ بہی دیویں تو من تطوع خیرا فہو خیر لہ پر قیاس کئے جاسکتے ہیں مگر فدیہ بہی اوسی شخص پر ہے جو فدیہ دینے کی طاقت رکہتا ہو ورنہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے روزہ افطار کرنے والے نے خود اُلٹا ساٹھ مسکینوں کا طعام فدیہ لیا ہے کمافی المشکوٰۃ۔

اور خود قرآن مجید ہی فرماتا ہے کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا وغیرہ وغیرہ من الآیات۔

اس توجیہ سے وہ تکلفات جو مذکور ہوئے نہیں لازم آتے واللہ اعلم بالصواب۔

اب واضح ہو کہ جسقدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں اونمیں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً یہانپر جو شہر رمضان واسطے صیام کے اللہ تعالےٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اوسمیں ایک عجیب سر یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں مہینا ہے یعنی محرم ۱ صفر ۲ ربیع الاول ۳ ربیع الثانی ۴ جمادی الاولیٰ ۵ جمادی الثانیہ ۶ رجب ۷ شعبان ۸ رمضان ۹ اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ۹ ماہ میں ہی ہوتی ہے اور عدد نو کا فی نفسہٖ بہی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اوسی کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں لاغیر۔ پس اسمیں اشارہ اس امر کیطرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بہی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہیئے اور وہ بہی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکہنے سے بہ تدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا۔ جیساکہ شیخ نے کہا ہے کہ ؎

صفائی بتدریج حاصل کنی
تامّل در آئینۂ دل کنی

حتےٰ کہ نواں مہینا رمضان شریف کا آگیا تو اوس کے لئے یہہ حکم ہوا کہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ یہانتک کہ مومن متبع کو روزے رکہتے رکہتے آخر عشرہ رمضان شریف کا بہی آگیا پس اب تو ظلمات جسمانیہ و تکدرات ہیولانیہ سے پاک وصاف ہوگیا تو عالم ملکوت کی تجلیات بہی اوسکو ہونے لگیں اور تاریخوں طاق میں مکالمات الٰہیہ کا مورد ہوگیا اور یہی حقیقت ہے لیلۃ القدر کی جو آخر عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور اسلئے شارع اسلام نے تعیین لیلۃ القدر کی ۲۷ شب مقرر فرمادی کیونکہ درصورت ۲۹ دن ہونے شہر رمضان کے وہی ۲۷ شب آخری طاق شب ہوجاتی ہے جسمیں تکمیل روحانی انسان متبع کے حاصل ہوسکتی ہے اسلئے یہ شب ۲۷ کی ایک عجیب مبارک شب ہے جسمیں قرآن مجید بہی نازل ہوا کما قال اللہ تعالیٰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ ایضاً۔ قال تعالےٰ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دونو رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بہی باقی نہیں رہا۔ اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اسلئے مذکور نہیں ہوا ہے کہ جملہ اہل یہود ونصاریٰ حضرت خاتم النبیین صلعم کے بشدت درجہ منتظر تہے کیونکہ تمام کتب بائبل میں آپکی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تہیں اور اتبک موجود ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا کلام آپکے منہ میں ڈالا جاناہی بائبل میں اتبک پایا جاتا ہے اسلئے اوس کلام الٰہی کے نزول کا بہی اونکو سخت انتظار تہا اور نیز مشرکین عرب اپنے باپ دادوں سے سنتے چلے آتے تہے۔ کہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے بنی اسمٰعیل میں ایک نبی عظیم الشان مبعوث ہونے والا ہے۔ لہذا جملہ اہل مذاہب اہل کتاب کو اس نبی آخر الزمان اور نزول کلام الٰہی کا انتظار تہا۔ اور اونمیں آپ کی بعثت کا ذکر خیر رہتا تہا جیساکہ سورہ بینہ کی ہماری تفسیر سے واضح ہے اسلئے انزلناہ کے مرجع کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تہی بلکہ مرجع کے ذکر کرنے میں وہ نکتہ حاصل نہ ہوتا تہا جو اوس کے عدم ذکر کرنے میں۔ ایک لطیفہ حاصل ہوا اسلئے مرجع ضمیر انزلناہ کا ذکر سابق میں نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اوس کا ذکر تو کل اہل کتاب اور مشرکین عرب میں موجود ہے۔ اسیطرح پر الہام

انا انزلناہ قریبا من القادیان

میں بہی مرجع کا ذکر نہیں فرمایا گیا کیونکہ اب بہی کوئی فرقہ مذہبی اس قرن میں ایسا موجود نہیں ہے جو ایک مصلح کامل کا منتظر نہو اہل کتاب یہود ونصاریٰ بہی مسیح اور الیاس کے نزول کے منتظر ہیں اور اہل اسلام بہی مہدی مسعود اور مسیح موعود کے نزول کا انتظار کررہے ہیں اور ہنود بہی کلنکی اوتار کرشن علیہ السلام کی آمد کے لئے منتظر بیٹہے ہوئے ہیں اور تمام عقلا اور علماء کی انجمنیں ایک مصلح کامل کو بلا رہی ہیں۔ اسلئے مرجع کے ذکر کرنے کی یہانپر بہی ضرورت نہیں بلکہ ذکر کرنے مرجع میں کلام الٰہی مقام بلاغت سے نیچے اوتر جاتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی براہین احمدیہ میں مندرج ہے جسکو مدت ۲۵ یا ۲۶ سال کی منقضی ہوگئی ہے اور اس الہام کا منجاب اللہ ہونا ایسا ثابت ہوگیا جسمیں سخت معاند بہی کوئی اعتراض پیدا نہیں کرسکتا کیونکہ جسوقت میں یہ الہام ہوا ہے اوسوقت میں کوئی کتاب متضمن معارف اور حقایق قرآن مجید کی قادیان سے دنیا میں شائع نہیں ہوئی تہی لیکن

اگر اُس وقت سے لیکر اسوقت تک نظر کیجاوے تو ہر ایک اہل بصیرت پر مشاہدہ ہوگا کہ ہزاروں معارف قرآن مجید کے من ابتدائی اشاعت براہین احمدیہ لغایت اشاعت حقیقت الوحی قادیان سے تمام دنیا میں شائع ہو چکے ہیں اور حقیقت قرآن مجید اور نبوت محمدیہ کی حجت جملہ اہل مذاہب پر خواہ یہود ہوں یا نصاریٰ آریہ ہوں یا سناتن دہرم سکہ ہوں یا نیچری کل پر پوری کردی گئی ہے۔ اور کیجاتی ہے اور کیجاویگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اگر اس پچیس ۲۵ چھبیس ۲۶ برس کی کتابوں کو جمع کیا جاوے۔ تو ایک بڑے مکانمیں بھی وہ نہ سما[illegible]گی پس اگر یہ الہام منجانب اللہ نہیں تھا تو کیوں پورا ہوا۔ قادیان کوئی بڑی بستی نہیں تھی جس سے مانند مصر و یونان کی چشمے علم و حکمت کے جاری ہو جاتے اور علم و حکمت بھی وہ جو مصداق ہو

یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم

کا کیا اچھا کہا ہے حالی نے جو قادیان کے ہی حسب حال ہے ؎ اب حالی صاحب کو بھی حال قادیان

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمیں بن جتی سر بسر تھی

معہذا اگر یہ الہام من جانب اللہ نہ ہوتا تو پھر ایسی چھوٹی سی بستی سے یہ چشمے معارف قرآنی اور حقایق اسلامی کے تمام دنیا میں کیونکر جاری ہو سکتے تھے کہ جنکی نہریں تمام دنیا امریکہ۔ یورپ یعنے جرمن فرانس۔ روس۔ جاپان وغیرہا میں جاری ہو چلی ہیں۔ دیکھو کارخانہ ریویو آف ریلیجنز۔ الحکم بدر تعلیم الاسلام اور تشحیذ الاذہان وغیرہا کو اور قریبًا من القادیان اسلئے فرمایا گیا ہے کہ وہ معارف اور حقایق قرآنی جو مصداق ہُدًی للناس اور بینات من الھدیٰ والفرقان کے ہیں اون میں اور قادیان کے لوگوں میں ایک پردہ غلیظ واقع ہو رہا ہے جسکی وجہ سے فی القادیان نفرمایا گیا اور فی الحقیقت عموماً حال یہ ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہو کر دنیا میں آتا ہے اومیں اور دوسرے لوگوں میں کسی نہ کسی قدر پردہ ضرور بھی ہوا کرتا ہے اور اوس پردہ اور حجاب کے رفع کرنے میں سخت دشواریاں پیش آتی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وجعلنا من بین ایدیھم سدًّا ومن خلفھم سدًّا فاغشینٰھم فھم لا یبصرون۔ ہاں اگر کوئی طالب صادق ہوتا ہے اور ظلمات عناد اور تعصب سے دور ہو جاتا ہے تو پھر اون انوار معارف سے ایسا شخص منور اور بہرہ ور بھی ہو جاتا ہے لہٰذا بلحاظ اس پردہ وحجاب کے قریبًا من القادیان فرمایا گیا نہ فی القادیان اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ بستی سے مراد بستی والے ہی ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک محاورہ ہے جو ہر ایک زبان میں جاری ہے۔ اور یہہ بھی واضح ہو کہ شریعت اسلام میں تمام اوقات عبادات اور ازمنہ روحانیات کو ایک دور کے ساتھ قایم کیا ہے جسطرح جسمانیات اور زمانیات میں بھی یہہ دور مشاہدہ ہو رہا ہے دیکھو فصل بہار کو کہ ہر ایک سال دورہ کرتی رہتی ہے اور نظر کرو تمام ثمار اور غلجات وغیرہ کو کہ اپنے اپنے وقت پیداوار پر دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اور غذائے انسان و حیوانات ہوتی ہیں اسی طرح پر نظام روحانی کا انتظام منجانب اللہ فرمایا گیا ہے۔ دیکھو ایک ہفتہ ہی کو کہ یوم جمعہ ہمیشہ دورہ کرتا رہتا ہے جسکی برکات سے مومنین کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور ہفتہ بھر کی خطئیات کا کفارہ ہو جاتا ہے پھر دیکھو رمضان شریف اور موسم حج کو اور لیلۃ القدر وغیرہ کو کہ ہر سال ایک مرتبہ اونکا دورہ ہو جاتا ہے یہہ کیوں۔ اسی لئے کہ مومنین کا ایمان اونکی برکات سے تازہ ہوتا رہے اور تجلیات الٰہیہ کا ورود جن میں مکالمات الٰہیہ بھی ہیں مومن متمتع ہوتا رہے اسیطرح پر ہر ایک صدی پر واسطے تجدید دین اسلام کے مجددین کا دورہ ہوتا رہتا ہے کما فی الحدیث الصحیح۔ چنانچہ اس چودھویں صدی میں دورہ مسیح موعود کا ہو رہا ہے۔ یہہ مسیح موعود عند اللہ قمر بھی ہے اور ایک لحاظ سے شمس بھی ہے کما ثبت فی محلہ یہہ شمس و قمر کا دورہ رمضان شریف کے ساتھ بڑی مناسبتیں رکھتا ہے یعنے جس طرح پر رمضان شریف میں ایک قسم کی نفس کشی بسبب امساک کے اکل و شرب سے اور جماع سے کیجاتی ہے اسیطرح پر اس دور قمر میں مومنین متبعین کو کسیقدر صعوبتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں برداشت کرنی پڑی ہیں بلکہ بعض متبعین کو ترک اکل و شرب جماع کا بھی تائید اسلام اور تبلیغ دین حق کے لئے کرنا پڑا ہی۔ کہ اکثر جگہ پر ازواج میں باہم تفریق واقع ہوگئی اور مخالفین اکثر مخلصین سے اکل و شرب میں بھی حارج ہوئے۔ دوسرے مناسبت رمضان کو اس دور قمر کے ساتھ یہہ ہے کہ جو معارف قرآنی بذریعہ اس شمس و قمر کے دنیا پر منکشف ہوئے وہ پچھلے صدیوں میں نازل نہیں ہوئے تھے اور رمضان کی خصوصیات سے ضروری ہے کہ ھدًی للناس اور بینات من الھدیٰ والفرقان کا نزول ضرور ہو یہہ تینوں امور نزول قرآن مجید کیلئے [illegible] ضروری ہیں کہ ایک تو ہدایت عام ہوئی ہے تمام آدمیوں کیلئے دوسرے اون ہدایات کی دلایل قطعیہ اور شواہد یقینیہ کا ہونا بھی ضروری ہے مصداق اسکا کسوف و خسوف ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ اور دیگر بینات عاقیہ ہے۔ تیسرے اس ہدایت عامہ کے لئے الفرقان ہونا چاہیے جیسا کہ واقعہ لیکھرام اور چراغدین کے اوسکے شواہد ہیں وغیرہ وغیرہ جو اس خطبہ میں مفصل بیان نہیں ہو سکتے پس جب ان ہرسہ امور کا نزول اس دور شمس و قمر میں ہمکو مشاہد ہو رہا ہے تو پھر ہم کیونکر تسلیم نکریں کہ زمانہ بعثت اس مسیح موعود کو ساتھ شہر رمضان کے بالضرور ایک مناسبت قوی ہے کما قال اللہ تعالیٰ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان۔ پس اگر یہ زمانہ مسیح موعود کا شہر رمضان کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتا تو پھر یہہ نزول قرآن یعنی رد شبہات تمام فرق باطلہ کا قرآن مجید سے کیوں ہو رہا ہے ہر ایک اہل بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ علت کے وجود سے معلول کا وجود سمجھا جاتا ہے اور معلول کے وجود سے علت کا وجود سمجھ میں آجاتا ہے اور جسطرح پر آنحضرت صلعم کا زمانہ بعثت کا ایک عظیم الشان لیلۃ القدر تھا کما قال اللہ تعالیٰ وما ادرٰک ما لیلۃ القدر اسی طرح پر یہ آخری زمانہ یعنی دور شمس و قمر کا زمانہ ایک قسم کی لیلۃ القدر ہے کہ جس میں ہی اس مسیح موعود علیہ السلام پر نزول ملائکہ اور روح یعنی جبرائیل کا ہو رہا ہے جسکو کوئی مخالف نہیں ٹال سکتا کیونکہ باذن ربھم ہے اور اسی لئے یہ مسیح موعود سلامتی کا شہزادہ ہے کما فی الالہام وکما قال اللہ تعالیٰ سلٰم ھی حتّٰی مطلع الفجر۔ چونکہ معارف الہامات مسیح موعود کے بے نہایت ہیں اسلئے میں اب اس خطبہ کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالاٰیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد قدیم کریم ملک برّ رؤف رحیم۔ یہاں پر ایک رؤیا کا درج کرنا جو بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو بمقام امروہہ خاکسار کو ہوئی تھی بحکم تحدیث بالنعمت کے ضروری ہے ۱۲ تاریخ کی شب کو میں نے دیکھا کہ میں کسی شہر میں ہوں اور ایک مکانمیں ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہوں کچھ لوگ تخت سے نیچے بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ تخت کے اوپر بھی ہیں اور میں بڑے زور و شور سے صرف ایاک نعبد و ایاک نستعین کی تفسیر سے مسلک احمدیہ اور دعاوی حضرت مسیح موعود کو ثابت کر رہا ہوں تمام مضمون کلام تفسیری مجھکو یاد نہیں رہا مگر ماحصل اس مضمون کا حسب [illegible] یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو [illegible] آیت تعلیم فرمائی ہے اسمیں مقصود الٰہی یہہ ہے کہ نماز ہائے پنجگانہ کی ہر ایک رکعت میں ہم بصدق دل اس آیت کا اقرار بجناب باری ادا کرتے رہیں۔ اور خارج نماز سے مدام اس اقرار پر ہمارا عمل درآمد بھی رہے تب عبادت مقبول ہوا اور ہماری استعانت پر اللہ تعالیٰ کی اعانت بھی ہمکو پہونچے اب یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہو کر دنیا میں مبعوث ہوتا ہے اوسکے لئے بعد نمازہائے پنجگانہ کے سب عبادات سے اعظم ترین عبادت تبلیغ ما انزل الیہ ہے کما قال تعالیٰ۔ بلّغ ما انزل الیک فان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اب اس چودھویں صدی میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ حسب وعدہ الٰہی مندرجہ قرآن مجید و بموجب حدیث صحیح کے کوئی مجدد اس سر صدی پر بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں تو مانند شمس نصف النہار کی بڑی شہرت کے ساتھ اس دعوی اور مدعی کو موجود پاتے ہیں کہ ایک شخص معظم یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمد اس عبادت تبلیغ کو بعد نمازہائے پنجگانہ کے ایسی جان توڑ کوشش کیساتھ ادا کر رہے ہیں کہ تمام اقطار ارض میں اونکی تبلیغ پہنچ گئی ہے اور اونکی تبلیغ سے نہ یورپ محروم رہا اور نہ امریکہ نہ روس۔ اور نہ جاپان پھر ملتفت [illegible] کرتے ہیں کہ اونکی استعانت پر جناب باری سے ایسی اعانت بھی پہنچ رہی ہے کہ اوس کی نظیر بصیغہ قلمی اور دعا کے ذریعہ اس مدت اسلامی تیرہ سو سال میں ہمکو نہیں ملتی پس جبکہ یہ عبادت تبلیغ اور اعانت الٰہی کی اس شخص میں ہم مشاہد پاتے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہہ شخص بالضرور مامور من اللہ ہے اور جو اس کے دعاوی ہیں وہ سب صادق اور مصدوق الٰہی ہیں ورنہ پھر مضمون ایاک نعبد وایاک نستعین کا صادق نرہیگا ونعوذ باللہ منہ کیونکہ اس آیت کا مضمون جو اسطرف صریح اشارہ کر رہا ہے کہ جو شخص مدعی ماموریت کا عبادت تبلیغ کی بجالا رہا ہے اور وہ جناب باری میں مقبول بھی ہوگئی ہے کیونکہ اوس کی استعانت پر اعانت الٰہی برابر پہنچ رہی ہے تو وہ مدعی بالضرور صادق و مصدوق ہے خواہ اس دلیل کو دلیل لمّی طور پر مانو یا بطور دلیل انّی کے اسکو سمجھو مدعا ہر حال میں ثابت ہے یعنی خواہ آفتاب کے وجود سے دن کا موجود ہونا سمجھو یا دن کے موجود ہونے سے آفتاب کا وجود تسلیم کرو مطلب ہر حال حاصل ہے۔ ھٰذا ما الھمنی ربی والحمد للہ الذی ھدٰنا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللہ

خاکسار محمد احسن امروہوی۔

جواب سوالات منشی ہدایت بخش صاحب گجراتی

از قاضی اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ایک غائبانہ طالب حق عنایت فرما نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں انکے مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب دوں اور جلد جواب دوں۔

یہ سوالات کوئی نئے سوالات نہیں مگر تاہم ایک نئی عبارت میں پیش کئے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا مختصر جواب عرض کردوں۔ کیونکہ جو شخص سچے دل سے حق کی تڑپ رکھتا ہے اسکے لئے ایک نکتہ بھی کافی ہے۔ اگر در خانہ کس است ہمیں حرف بس است۔ اور جسے صرف ایک مشغلہ مطلوب ہے یا اسبات کا اظہار کہ ہم بھی کچھ ہیں اسکے لئے جلد دفتر حکمت تقویم پارینہ ہیں۔

سب سے پہلا سوال اس تمہید سے اٹھایا گیا ہے کہ ستید نا ابراہیم سے وعدہ تہا دنیا کے سارے گھرانے تجھسے برکت پائیں گے۔

پیدائش باب ۱۲ یہ پیشگوئی نہ حضرت ابراہیم پر صادق آئی نہ حضرت عیسےٰ پر بلکہ حضرت محمد صلعم پر۔ اس سے آگے لکھا ہے کہ جن کا گمان ہے وہ (عیسےٰ) ابھی تک زندہ کسی **بلندی پر موجود ہیں** آہ کہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ وفات عیسےٰ کے قائل ہیں فالحمد للّٰہ علی ذالک۔ مگر آپ کو اعتراض یہ ہے کہ نبی کریم صلعم کے بعد ضرورت کیا ہے کسی موعود کی۔ اور پھر جو موعود مسیح آیا۔ اس نے کتنے ہندو۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان کئے۔ اسکے جواب میں عرض ہے کہ حضرت کے دو کام تھے۔ ایک تکمیل ہدایت اور ایک **تکمیل اشاعت ہدایت**۔ تکمیل ہدایت تو حضرت خاتم النبیین صلعم کے دست مبارک پر ہو چکی جیسا کہ فرمایا **اکملت لکم دینکم** (تمہارا دین کامل کردیا)۔ اب دوسرا کام ہے اشاعت۔ یعنی اسلام کا پیغام روئے زمین کی تمام قوموں کو پہنچا دینا اور ان پر از روئے حجج قاطعہ و براہین ساطعہ اتمام حجت اور یعنے اپنے دین کو کل ادیان پر دلائل سے غالب کردینا چنانچہ فرمایا **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ** یہ ایک پیشگوئی کے رنگ میں ہے جسکی نسبت تمام مفسرین بھی لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اسکے پورا ہونے کے لئے ایک ایسے زمانہ کا [illegible] اپنے اسباب پیدا ہو جائیں کہ روئے زمین کی قومیں بمنزلہ خانہ واحد کے ہوں۔ اور ایک شخص گھر بیٹھے بڑی سرعت و اطمینان سے سارا اپنا پیغام پہنچا سکے سو واقعات خود شہادت دے رہے ہیں کہ یہ زمانہ نہ تو نبی کریم صاحب کے مبارک عہد میں آیا (یعنی ایسے اسباب مثل تار۔ ڈاک۔ ریل۔ جہاز دودخانی فونوگراف۔ فوٹوگراف۔ کثرت کتب۔ امن۔ دینی معاملات کے فیصلہ کے لئے تلوار سے کام نہ لیا جانا وغیر ذالک۔) اور نہ انکے بعد دوسرے خلفاء کے عہد میں۔ بلکہ یہ موقعہ یہ وقت اسی صدی میں **حاصل ہوا**۔ اور قرآن مجید کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو ان الفاظ میں تھی (۱) **وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ** (۲) **وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ** (۳) **وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ** (۴) **وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ** یعنی (ریل) (۵) **وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ** یعنی نئی طرز کے سٹیمر جہاز (۶) **وَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا**۔ (تار)

اب تمام اسباب پیدا ہو چکے تو ضرور ہے کہ وہ رسول بھی موجود ہو جسکے ذریعے **لیظهره علی الدین کلہ** کی پیشگوئی پوری ہونی ہے۔ اے میرے بھائی میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مرد خدا پیدا ہو چکا اور اپنا کام کر رہا ہے۔ اس نے اپنے متواتر اشتہارات اور کتابوں اور تقریروں سے تمام جہان کے مذاہب پر حجت قایم کردی کہ ماسوائے اسلام کے اگر کوئی مذہب صادق ہے اور بغیر احمدی فرقہ کے کوئی فرقہ **ما انا علیہ واصحابی** کا مصداق ہے۔ تو وہ میرے سامنے آئے۔ نشان دیکھے اور دکھائے۔ الغرض امتیازی نشان جس سے منجانب اللہ ہونا ثابت ہو بتلائے۔ مگر تم خود ہی شہادت دو۔ کہ کبھی کوئی سامنے آیا۔ کبھی کسی نے جرأت کی۔ تو منہ کی نہیں کھائی۔ بس یہی معنے تھے۔ کل ادیان پر دین حق کو غالب کرنے کے

باقی رہا یہ سوال کہ کتنے یہود و عیسائی مسلمان ہوئے۔ سو سب سے پہلے تو آپ کو یہ سمجھنا چاہئیے کہ رسول (فرستادۂ حق) کا فرض کیا ہے؟ یہ کہ بہت سے لوگوں کو مسلمان کر جائے یا یہ کہ بہتوں پر اتمام حجت کرکے انہیں پیغام پہنچا جائے۔ ماننا نہ ماننا انکا اپنا اختیار۔ آؤ میں تمام نبیوں کے سردار احمد مختار (صلعم) کی نسبت جو ارشاد ہے آپ کو بتاؤں۔ فرماتا ہے کون؟ قادر مطلق اپنے نبیوں کو بھیجنے والا۔ **وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ**۔ پھر فرمایا **إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ** پھر فرمایا **أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ**۔ پھر فرمایا **إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ** خلاصہ سب کا یہی ہے کہ تمہارا فرض صرف پیغام کا پہنچا دینا ہے نہ کہ خواہ مخواہ مسلمان کرنا۔ **صرف یاد کرانا** وہی فطرتی اخلاق تمہارے ذمے ہے۔ کوئی تم دار وغہ نہیں ہو۔ وکیل نہیں ہو۔ **فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر** (جس کا جی چاہے مومن ہو جس کا جی چاہے کافر رہے) سن لیا آپ نے۔ اب فرمائیے حضرت مسیح موعود پر کیا اعتراض رہا۔ اگر دو آدمی بھی کسی رسول کو نہ مانتے ہوں تو بھی یہ بات اس کی نبوت میں قادح نہیں ذرا فرمائیے حضرت نوح علیہ السلام پر نو سو پچاس میں کتنے آدمی ایمان لائے۔ ہاں ضرور بتانا۔ اور پھر اپنے اس اعتراض پر غور کرنا کہ تیئیس برس میں کتنے کافر مسلمان ہوئے۔ جب ہزار برس میں اسی سے بھی کم زن و مرد مسلمان ہوں۔ تو بیس بائیس سالوں میں کتنے ہونے چاہئیں۔ ضرور ایسا حساب لگاکر حساب فرمائیے گا۔ تاکہ اطمینان قلبی ہو جائے۔ اور ساتھ ہی **وما آمن معه إلا قليل** اور **فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين** پڑھے جائیے تاکہ پھر کبھی یہ اعتراض خلجان نہ کرے۔ بایں ہمہ آپ کو اس بات سے بھی انکار نہیں کرنا چاہئیے کہ کئی عیسائی مسلمان ہوئے۔ اور کئی ہندو۔ کیا قادیان ہی میں نو مسلم نہیں کیا آپ ان کے ناموں کی فہرست چاہتے ہیں ماسٹر عبد الحق۔ عبد الرحمن۔ سردار فضل حق۔ صاحبان کے اسماء گرامی بھول گئے۔ امریکہ کے حسن اینڈرسن کی چٹھی آپنے نہیں پڑھی۔ پھر موجودہ تحریک سے عیسائیوں خصوصاً ولایت والوں نے جو اپنے عقائد تبدیل کئے ہیں۔ بائبل کو الہامی یا آلہی نہیں مانتے۔ نہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں غلطیاں نہیں۔ نہ مسیح کے جی اٹھنے کے قائل ہیں اور نہ اسکی الوہیت کے۔ یہ کس کے انفاس طیبہ کی برکت ہے آپ کا انصاف پسند دل بول اٹھیگا حضرت مسیح موعود کی (صلی علیہ وآلہ) پھر یہ بھی خیال رہے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی تھی کہ انہی مسلمانوں میں سے یہود و نصاریٰ ہو جائینگے۔ یہود کون؟ جو اپنے اسلاف کے بے سر دپا روایات و رسمیات پر جمے بیٹھے ہیں۔ اور اپنے مزعومہ بزرگوں کے اقوال پر ایسے کاربند ہیں کہ کتاب اللہ کو **وراء ظهورهم** پھینک دیا۔ اور نصاریٰ کون وہی جن کی شان میں ایک شاعر نے کہدیا (دیکھو تو گرستان جو پوچھو تو مسلمان) انہیں ہی یہ دو نین لاکھ جماعت بنی ہے۔ پس یہ سب یہود و نصاریٰ ہی مسلمان ہوئے ہیں اس بات کو خوب سمجھئیے:۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ جب مسلمانوں میں سے یہود و نصاریٰ ہوگئے تو ضرور تہا کہ انہی میں سے عیسےٰ اور اس کی جماعت بھی ہوتی۔ کیونکہ دونوں فریق کا مسیح کے بارے میں افراط و تفریط سے یہ نام پڑا۔ آپ کی طرز تحریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح موعود کی عدم ضرورت کے قایل ہیں یعنی نیچریوں کی طرح آپ کا خیال ہے۔ کہ بس حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ان لوگوں کی خوفناک غلطی ہے کیونکہ خود ان کے اپنے اقوال ہی اس کے خلاف ہیں اور زمانہ کی حالت ہی ان کے برخلاف فتوے دے رہی ہے۔ اگر صرف قرآن مجید ہی کافی تہا اور کسی مزکی نفوس کی ضرورت نہیں تھی۔ جو لوگوں کے لئے قرآن مجید کا عملی نمونہ ہو اور اپنی صحبت کے اثر سے **کونوا مع الصادقين** کے ارشاد قرآنی کی تعمیل میں سہولت پیدا کرے۔ تو پھر یہ مفاسد زمانہ کیوں اور اسلام کی حالت کیوں دگرگوں ہے قومی انحطاط کیوں ہے اور کہنے والا تو یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی کیا ضرورت تھی صرف **قرآن ہی بھیجدیا ہوتا**۔ میرے دوست اچھی طرح اس ضرورت کو سمجھا اور ضرورۃ الامام تصنیف امام الائمہ کا مطالعہ کرتا کہ یہ حجاب اٹھے۔ اگر کسی مرشد ہادی کی ضرورت نہ ہوتی تو لوگ کیوں جگہ بہ جگہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ ضرور تہا کہ اسوہ حسنہ کے قیام کے لئے ایک شخص ہو جو تمام نبوی اوصاف اپنے اندر رکھے اور اسکے اتباع کی برکت سے ظل النبی یا بالفاظ دیگر خلیفہ نبوی ہو۔ یہ مت کہئیے کہ اور جو **علماء** و مشایخ ہیں۔ ان کے جو اصلی اور اندرونی حالات ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں کہ میں بیان کروں۔ نہیں وہ کون ہے جو تمام مذاہب کے مقابل ہو کر اسلام کی حقیقت ثابت کرتا ہوا کہ رہا ہے ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان **محمد**

دیکہنا کوئی آپ ہی یہ نہ کہدے کہ کئی گدی نشین صاحب کرامت ہیں۔ کرامت یہ نہیں کہ اپنے مریدوں کے بعض کام ہو جائیں کیونکہ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ اور آخر کئی کام تو قانون قدرت کے مطابق خود ہی ہو جاتے ہیں۔ دیکھو جو بتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں وہ بھی تو کئی مرادیں پاتے ہیں اپنے ہندو سناتن دہرمی بھائیوں سے پوچھیئے

دکھی روایتیں سُنا دینگے تو کیا یہ کہئے کہ وہ ثبت ہی صاحب کرامت ہیں ہرگز نہیں۔ کرامت وہ ہے۔ جو غیر مذہب کے سامنے چیلنج کرکے بتائی جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ تم اپنی پوری قوت اسکے روکنے میں لگا لو مگر یہ ہو کر رہے گی۔ پھر اس سے مقصود خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے جلال کا اظہار ہو نہ یہ کہ مٹکے پھوڑنا اور اپنی مفرز نیاز لینا۔ ان تو اصل بات سے دور نکل گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر نبی صلعم کے بعد کسی ان کے خلیفے کی ضرورت نہ تھی تو لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ سورۂ نور میں نہ آتا اس پیشگوئی کو صرف چار خلفا میں محدود کرنا کلام الٰہی کی ہتک کرنا ہے آپ مضارع کے استمرار کو دیکھیں کہ قیامت تک اس سلسلہ کا بقا ضروری ہے۔ پھر کما اشارہ کر رہا ہے کہ موسیٰ کے خلفاء کیطرح یہاں بھی خلفاء ہونگے۔ اور تشبیہ کو پورا کرنے کے لئے پہلا قبیل یوشع اور دوسرا مثیل مسیح موسوی ضرور ہوگا۔ ورنہ کما فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور وہ عین نبی نہیں آسکتا۔ اسکی نبوت کی حاجت نہیں کیونکہ آپ خود نبی ہیں نہیں پھر هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ سے بھی ظاہر ہے کہ ایک گروہ کیا ہر دو باطل یا خلیفہ آخری زمانے کی جماعت مسلمانان میں بھی پیدا ہونے والا ہے۔ تعجب کہ آپ اس سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں۔ حالانکہ ضرور ہے کہ آخرین میں بھی رسول آیات پڑھ کر سنانے والا۔ نشان دکھانے والا تزکیہ نفوس کرنے والے کتاب اور حکمت (معارف و حقایق) سکھانے والا موجود ہو اسکے علاوہ اور کئی آیات میں بھی اس موعود کی طرف اشارہ ہے جو حضور کی کتب دیکھنے والے سے مخفی نہیں۔ اور خود قانون قدرت بھی اسکا موید ہے۔ کہ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا جب زمین میں فسق و فجور پہلے تو وحی کے پانی سے از سر نو مردہ دل زندہ ہوتے ہیں پھر عذابوں کا پے در پے آنا اس بات کا شاہد ہے کہ رسول آچکا۔ کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا

آپکے چار سوالوں کا جواب ہو چکا تسلی نہ ہوئی ہو تو مکرر دریافت فرمالیجئے۔ ہاں ایک دو جزوی باتیں رہ گئیں۔ ان کا جواب بھی سن لیجئے ایک تو آپ الہام اِنِّي مَعَ الْأَفْوَاجِ آتِيكَ پر معترض ہیں کہ اللہ غالب امرہ کو فوجوں کی کیا ضرورت۔ حضرت! چونکہ آپ نبوت محمدیہ اور آیات قرآنیہ کے مقر ہیں اسلئے آپ کے لئے یہی جواب کافی ہے کہ وہ ضرورت ہے جو ایک چھوٹے سے ملک عرب کے کفار کے ساتھ لڑنے کے لئے پانچ ہزار فرشتوں کو بھیجنے کی ضرورت تھی کیوں آیا خیال شریف میں؟ یا میں آیت ہی پڑھ کر سناؤں يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ۔ اب یہاں بھی وہی اعتراض ہو سکتا ہے کیا اکیلا خدا کافی تھا اور پھر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ لوط کی بستی الٹ سکتا ہے مگر کفار عرب ایسے توانا کہ پانچ ہزار کی ضرورت پڑی۔ میرے پیارے بھائی سن! ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی فوج ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ عالم اسباب میں جو کام کرتا ہے کسی نہ کسی علت کی معرفت کرتا ہے اسلئے یہی ذرے یہی عناصر خدا کی فوجیں ہیں وہ اسکے مامور کے دشمنوں کی مخالف ہو جاتی ہیں۔ طاعون اہتر لعم ہی خدائی فوجیں ہیں۔ دیکھا مخالفوں کو کیسا سر اپا چوٹی سے ایڑی تک زور لگا چکے مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ پھر دیکھو ہوا ہے تو آجکل مخالف آتش ہے تو مخالف پانی ہے تو مخالف زمین ہے تو مخالف کیا میں آپ کو تمام واقعات کی فہرست سناؤں۔ جو جہان میں ہو رہے ہیں۔

دوم دوسری بات وہی کارگذاری والی ہے کہ رسول کریم صلعم کیسے کامیاب ہوئے اور اس ابن کے زمانہ میں مسیح کامیاب نہیں ہوا۔ ابھی تو حضور علیہ السلام زندہ ہیں ابھی سے آپ کیوں گھبرا گئے۔ آپ دیکھئے کیا بنتا ہے تمام اصلاحوں کی بنیادیں پختہ ہو چکی ہیں اب صرف ایک حکم کی دیر ہے اور يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا۔ کا زمانہ آجائیگا۔ آپ ذرا اس واقعہ کو پیش نظر کیجئے جب رسول کریم صلعم وفات پاگئے مگر حضرت عمرؓ فرما رہے تھے نہیں ابھی زندہ ہیں۔ وہ نہیں وفات پائینگے جب تک منافقین مشرکین کو جزیرہ عرب سے نہ نکال لیں۔ فارس روم کے خزانوں کی کنجیاں کبھی آپ کے ہاتھوں پر نہیں رکھی گئی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا لوگوں کا خیال تھا۔ اسکے موافق کارروائی نہیں ہوئی تھی مگر چونکہ ہر بات کی بنیاد بندھ چکی تھی اسلئے آپ کو دنیا سے اٹھا لیا گیا اور کامیابی کا اعلان دیدیا گیا۔ کیونکہ خلیفہ کے ہاتھ جو کچھ کام ہو وہ بھی اسکے مطاع کا سمجھا جاتا ہے۔ ہر نبی کا زمانہ وہ ہوتا ہے۔ جب تک دوسرا عہد قایم ہو۔ مسیح موعود کے لئے ایک ہزار برس ہے جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے۔ پس اسی ہزار سال میں سب کچھ ہو جائیگا۔ خدا کے کام بڑے آہستہ آہستہ ہوتے ہیں۔ تعجیل پر سرسوں نہیں جمتی۔ باوجود کُنْ فَيَكُونُ کہنے کے پھر بھی آپ دیکھتے ہیں کہ بچہ نو ماہ ہی میں پیدا ہوتا ہے پس جلدی مت کیجئے کہ مجبوری ہے۔ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔

تیسرے تیسری بات کہ نصیحت نامہ عالمین کے لئے ہے بے شک ٹھیک ہے۔ مگر اس ذکر کی اشاعت اسکی تعلیم کے ثمرات کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے بھی کوئی ہونا چاہئے یا نہیں۔ ضرور چاہئے بے شک خاتمہ تک محمدی شریعت ہے مگر اس شریعت کو قایم کرنے اسمیں جو غلطیاں لوگوں کی دستبرد سے پڑ گئی ہیں۔ ان کو نکالنے اور مختلف فرقوں میں فیصلہ کرنے کے لئے کسی الحکم العدل کا آنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ آپ اگر سوچینگے تو یہ کہنے میں میرے ساتھ ہم نوا ہونگے کہ ضرور۔

پانچویں سوال میں آپ پوچھتے ہیں مسیح موعود کو عربی زبان میں کیوں الہام ہوتے ہیں کیوں صاحب آپ کو اپنی دینی زبان کیوں بری لگتی ہے؟ جبکہ ہماری مذہبی الہامی کتاب اسی میں ہے تو یہ ایک فطرتی بات ہے کہ مسلمانوں کو عربی زبان سے ایک خاص تعلق ہو جس سے نفرت گویا دین اپنے سے نفرت ہے۔ (۲) یہ عربی زبان میں الہام ہمیں سکھاتا ہے کہ مسلمانو عربی زبان سیکھنا واجب سمجھو۔ (۳) حضرت بار ہا فرما چکے ہیں یہ جو کچھ لیتا ہوں یعنی جو فیوض مجھ پر وارد ہیں اسی محمد عربی کی برکت ہے اسی کے چشمے سے پانی پیتا ہوں۔ پس جب ان کی زبان عربی تو خادم کی کیوں نہ ہو۔ کیا شاخ اپنی جڑ (اصل) سے جدا ہو سکتی ہے۔ (۴) عربی ام الالسنہ ہے چونکہ تمام زبانوں کی اصل ہے اور کل قوموں کی طرف رسالت ہے اسلئے سب کی رعایت سے ایک ایسی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ جو سب کی مشترکہ لسان ہے (۵) شاستری انگریزی وغیرہ میں کافیہ کا ہے اسلئے کہ تمام قوموں کی رسالت جو ہوئی ہر قوم کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ تاکہ کسی کو شکایت باقی نہ رہے (۶) نیز غیر زبان میں الہام ہونا اسکے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ جو زبانیں نہیں آتیں ان کے فقرات سنانا اور پھر ایسے جنہیں پیشگوئی ہو کسی بشر کا کام نہیں براہین احمدیہ میں مثلاً گڈ بوئے لارج پارٹی اسلام کئی ایسے الہام ہیں جن کی تصدیق اب اس زمانہ میں ہو رہی ہے آپ اس شخص کے حکم ہونے پر معترض ہیں یا ان الفاظ جو عربی کے سوا دوسری زبان نہیں جانتا خدا ایسے حاکم یک زبان دان کی عزت رکھے۔ اپنے اس فقرہ کو اچھی طرح پڑھیں کہ یہ کس پر اعتراض ہے مرزا صاحب کریم پر یا حضرت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ مامور من اللہ کی مخالفت بعض اوقات ایسے الفاظ منہ سے نکلوا دیتی ہے دعا

چھٹے سوال میں۔ آپ ۱۱ مئی کے الہام پر معترض ہیں کہ یہ خبر تو قرآن میں ہے حضرت مسیح موعود بھلا تو قرآن مجید ہی کی تصدیق و تائید کے لئے آیا ہے اور اسی چشمے سے فیض یاب ہے آپ کا الہام بتا رہا ہے کہ قرآنی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ ساتویں سوال میں ترد علیک انوار الشباب اور پھر اس کے آگے فانوا لشفاء من مثلہ پر اعتراض ہے کہ شفا خانجات میں کئی مریض و کمزور شفا پاتے ہیں میرے دوست! من مثلہ کے لفظ پر غور کریں بغیر کسی شفاخانہ میں جانے کے کوئی شخص ان موجودہ حالات کے باعث جنہیں خدا کا مسیح ہے یہ شفاء بغیر اسباب ظاہری اتنی جلدی نہیں پا سکتا۔ پس اسکی مثل تبا۔ اور انوار الشباب کا پھر آنا خلاف سنت اللہ ہے۔ یہ کیوں؟ کوئی دلیل پھر شباب کا لوٹ آنا تو نہیں فرمایا بلکہ انوار شباب مطلب صرف ایسی طاقت کا حصول جس سے منصبی کام ہو سکے۔ جب یہ بات واقع ہو گئی اور واقعات نے اس الہام کی تصدیق کر دی تو پھر آپ کیسے تکذیب کر سکینگے۔ بہتر تھا کہ آپ اعتراض کرنے سے پہلے اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے پوچھ لیتے

اور اب بھی پوچھ لینے میں کچھ مضائقہ نہیں کہ زلیخا کیونکر جوان ہو گئی تھی۔ حالانکہ اہل تحقیق کے نزدیک تو یوسف و زلیخا میں نکاح ہی از روئے قرآن ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

اٹھویں سوال میں آپ کو اس بات پر اعتراض ہے کہ قرآنی آیات کیوں الہام ہوتی ہیں معلوم نہیں میرے بھائی کو قرآنی آیات کیوں بری لگتی ہیں۔ احمد مختار آقا۔ اور مرزا غلام خادم و مخدوم میں کچھ تعلق بھی ہوتا ہے یا نہیں جب وہ آیات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں تو ان کے اور معنے اور مصداق تھے اور اب حضرت احمد علیہ السلام پر نازل ہو کر اور معنے و مصداق رکھتی ہیں سمجھ لیا آپ نے اور

متحد ہونے کے پھر بھی معانی جدا جدا ہوں یہ الہامی اعجاز اور قرآن مجید و کلام اللہ کے عجائبات بے نظیر ہے۔

نویں سوال میں آپ کو یہ فکر پڑ گئی ہے :۔ کہ جب الہامات مسیح اور قرآنی آیات ملتی جلتی ہیں اور وہ نو کی تلاوت ہوا کرے گی تو حافظوں کو تشابہ پڑینگے۔

قبل از مرگ واویلا۔ شاید اسی موقعہ پہ بولا جاتا ہے جناب من! آپ مطمئن رہئے احمدی قرآن مجید اور ان الہامات میں فرق پہچانتے ہیں اور وہ ان الہامات کو بطور وظیفہ تلاوت نہیں کیا کرینگے جیسے آجکل کے مسلمان کتاب اللہ کو چھوڑ کر دلائل الخیرات وغیرہ وظائف پڑھتے رہتے ہیں۔

دسویں سوال میں آپ چندہ کا نام انکم ٹکس رکھ کر اسکی دلیل پوچھتے ہیں۔ یہ مسئلہ تو بالکل صاف ہے تعجب کہ آپ جیسا دانشمند آدمی اس بات پر اعتراض کرے۔ جب کوئی **نبی اللہ** آتا ہے تو اسے **اشاعت دین** اور ان لوگوں کے لئے جو دین سیکھنے کے لئے اسکے پاس آئیں روپے کی ضرورت ہوتی ہے اب اس حاجت کے پورا کرنے کے لئے آسمان سے کبھی روپیہ نہیں گرتا بلکہ نیک دل مرید اور معتقد ہی چندہ دیا کرتے ہیں۔ کیا صحابہ کرام حضرت نبی کریم صلعم کو چندہ نہیں دیا کرتے تھے۔ اور کیا صرف انہی چندے سے ان کے مراتب نہیں بڑھے کیا حضرت ابوبکرؓ کا تمام مال دیدینا یاد نہیں رہا۔ اور کیا قرآن مجید میں **خذ من اموالھم صدقۃ** آپ کے ملاحظہ سے نہیں گذرا اور **جاھدوا باموالکم وانفسکم** نہیں پڑھا۔ نبی کریم صلعم کے وقت تو چندہ کی ایسی سختی تھی کہ بات کرنے سے پہلے ہی کچھ نذر رکھنی پڑتی ایک نادان پادری تو اس فعل پر بھی اعتراض کرتا ہوگا۔ مگر دانشمند خوب جانتے ہیں کہ مخلص و منافق میں ایسی باتوں ہی سے تمیز ہوتی ہے۔ زبانی جمع خرچ تو ہر ایک کر سکتا ہے۔ مگر جب کچھ گرہ سے کھولنا پڑے تو اصلیت معلوم ہوتی ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ تمام روپیہ کہاں خرچ ہوتا ہے کیا اپنے نفس (ذات) کے لئے طلب کیا جاتا ہے ہرگز نہیں تو پھر اس فی سبیل اللہ خرچ میں حسب توفیق شامل ہونے پر آپ کو کیا تامل ہے۔ کیا کوئی ایسی حدیث یا آیت پیش کی جاسکتی ہے کہ مسیح موعود پر آسمان سے خزانہ گریگا۔ مرے بھائی جب سردار انبیاء پر نہ گرا تو دوسرے کس گنتی میں ہیں دیکھو کفار اعتراض کرتے تھے **کنز** مگر انہیں جواب دیا گیا۔ کہ یہ خلاف سنت اللہ ہے۔ ہاں اگر مسیح موعود یہ حکم دیتا کہ ضرور ہر ایک اتنا اتنا دے تو پھر اعتراض ہو سکتا تھا مگر ایسا حکم آپ کہیں نہیں دکھا سکینگے بلکہ میرے آقا تو بارہا ارشاد فرماتے رہتے ہیں جس قدر توفیق ہو اس قدر دو۔ مگر باقاعدہ۔ اور طاقت سے زیادہ کا مت اقرار کرو۔ بعض لوگوں نے اس فرمان سے ا کہ جو کسی طرح بھی اس سلسلہ کی مدد نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں دھوکہ کھایا ہے حالانکہ یہ صحیح بات ہے کہ جو جماعت میں ہو کر پھر کچھ بھی امداد نہیں کرتا۔ وہ کیسے اس جماعت میں محسوب ہو سکتا ہے امداد سے مراد صرف روپیہ پیسہ نہیں بلکہ **قلمی۔ بدنی۔ لسانی امداد** بھی غربا کے لئے ہو سکتی ہے۔ اور وہ جو حدیث میں آیا ہے **یقسم المال فلا یقبلہ احد**۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اپنے مریدوں سے چندہ نہ لیگا۔ پھر آپ دیکھتے ہی ہیں کہ آئے دن کس قدر انعام مقرر ہوئے رہتے ہیں مگر ہے کوئی ان کعبہ کے خزانہ پر تاک لگانے والوں میں سے لینے والا؟ ساتھ ہی یہ خیال بھی رہے کہ مامور من اللہ معارف و حقایق کلام اللہ کا خزانہ لٹانے آتے ہیں نہ کہ فانی مال۔ وہ نقادی بانٹنے والے نہیں اور نہ کسی بینک کے منیجر۔ مسئلہ جہاد کو رد کرنے کی دلیل پوچھتے ہیں۔ اگر جہاد کے یہ معنے ہیں کہ دین کی اشاعت میں مناسب طریق سے کوشش کرنا تو اسکو کوئی رد نہیں کرتا۔ اور یہ جہاد تو برابر ہو رہا ہے اور **الی یوم القیامۃ** رہیگا۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ جو نہ مانے اسے تلوار سے منائیں اور قتل کر دیں جیسا کہ عام ملانوں کا خیال ہے تو حضرت اسکی اجازت تو اسلام میں کبھی دی ہی نہیں گئی۔ **لا اکراہ فی الدین** اور **من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر** اسپر شاہد ہیں۔ نبی کریم صلعم کے وقت کی بعض لڑائیاں اندفاعی تھیں یعنی صرف اپنے تئیں ایذاء کفار سے محفوظ رکھنا اور بس۔ پس جس چیز کا اسلام میں وجود ہی نہیں اسکے رد کا ثبوت کیا دوں۔ نیز **یضع الحرب** بخاری میں صاف آچکا ہے کہ مسیح جنگوں کو موقوف کر دے گا۔

گیارھویں سوال میں آپ کوئی نظیر پوچھتے ہیں کہ نبی الہام بھول گیا ہو قرآن مجید سے اتنی ناواقفیت حضرت **ما ننسخ من آیۃ او ننسھا** الآیۃ پھر پڑھیے **سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ** اس **الا ما شاء اللہ** پر غور کیجئے۔ اس میں ایک خاص حکمت ہوتی ہے اور غفلت سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالےٰ خود اپنے تصرف سے ایسا کرتا ہے۔ گویا کسی واقعہ کو کسی قدر ظاہر اور کسی قدر چھپا دیتا ہے مثلاً ایک دم میں دم رخصت ہوا کے درمیان جو بھلا دیا گیا ہے تو اسی لئے کہ جسکی نسبت الہام ہے وہ فتنے میں نہ پڑجائے اگر کوئی دوست ہے اور ایسا ہی دشمن ہے تو بھی اسے بتانا ضرور نہیں بلکہ اخفاء میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو بعد پورا ہونے کے کھل جائیں گی آپ انتظار کیجئے۔

بارھویں سوال میں **لولاک لما خلقت الافلاک** پر اعتراض ہے۔ اس کا جواب الحکم میں ایک بھائی نے دیا تھا وہی پڑھ لیجئے طالب حق کے لئے کافی ہے۔ اس کے اخیر میں آپ نے لکھا ہے کہ اس کا (مسیح موعود) ذکر نہ توراۃ میں نہ انجیل میں نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ گرنتھ میں۔ مگر یہ آپ کی عدم آگاہی کی دلیل ہے۔ ورنہ توراۃ میں اس کا ذکر ہے۔ دیکھو دانیال جہاں وہ ۱۲۹۰ سے ۱۳۳۵ تک سن بھی بتاتا ہے۔ یاد رہے کہ دن خدا کا ہمارے سال کے برابر ہے۔ دانیال کی تمام پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے جو کہ مسیح موعود میں پوری ہوئی انجیل میں کئی جگہ آپ کی آمد کا ذکر ہے۔ بلکہ مسیح نے آمد ثانی کا نشان بھی بتا دیا۔ **زلزلے کال۔ مری**۔ تینوں باتیں پوری ہوئیں اور وہ اسی رنگ میں آیا کہ جیسا کہ فرمایا تھا۔ بجلی کی مانند۔ شپرہ چشموں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ چور کی مانند بھیس بدل کر یعنی دوسرے شخص کے بدن میں (تناسخ نہیں بروز ہے) اپنے فیصلہ کے مطابق۔ ایلیا کے نزول کو یوحنا سے تعبیر کیا۔ آپ انجیل کے پچھلے باب پڑھیں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر۔ الہامی کتابوں کے استعاروں کا خیال رکھیں۔ تا کہ آسمان کی **بدلیوں** پر جلال آنے کا مطلب سمجھنے میں دھوکہ نہ ہو اور **قرآن** میں کئی جگہ ذکر ہے میں سوال اوّل کے جواب میں عرض کر چکا اور حدیث میں تو صاف لکھا ہے۔ **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم**۔ ابن مریم سے جو واہمہ اصل مسیح ناصری کے آنے کا پڑتا تھا امامکم کی تشریح اور **منکم** کی تصریح نے اڑا دیا۔ گرنتھ وغیرہ کتب ہنود میں بھی ہے۔ وہ پڑھ لیجئے جسکے اخیر میں "جگت کے عیسیٰ" آتا ہے۔

تیرھویں سوال میں آپ لکھتے ہیں چکڑالوی کی نماز غیر سبیل المومنین کی مصداق ہے۔ تو احمدیوں کی بھی ایسی ہی ہے۔

یہ سوال پڑھ کر مجھے بڑا تعجب ہے معلوم ہوتا ہے آپ نے کبھی کتب احادیث کو نہیں دیکھا چکڑالوی کی نماز تو صرف چکڑالوی ہی کی ایجاد ہے۔ ہرگز ہرگز کسی تاریخ بلکہ کسی روایت سچی تو درکنار جھوٹی سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی آج تک کسی نے یہ نماز پڑھی ہو۔ مگر احمدیوں کی نماز تو نبی کریم صلعم نے پڑھی پھر ان کے صحابہ کرام نے پھر ائمہ عظام نے پھر ہر صدی میں اہل سنت کی جماعت کا یہی معمول رہا ہے۔ آپ کو احمدیوں کا کونسا فعل یا ذکر ایک نئی بات معلوم ہوا۔ کیا سینے پہ ہاتھ باندھنا۔ یا قنوت پڑھنا۔ آپ کسی حاجی سے ملکر پوچھئے کہ خانہ کعبہ کے گرد کتنے مصلے ہیں دو امام (شافعی۔ حنبلی) کے متبعین کہاں ہاتھ باندھتے ہیں؟ ہاں اگر آپ حنفیوں کی نماز کی نسبت یہ لفظ کہتے تو پھر کچھ بات بھی تھی کیونکہ کسی امام نے ائمہ اربعہ میں سے نہیں کہا کہ ناف کے نیچے ہی ہاتھ باندھنے چاہئیں گویا سبیل المؤمنین کے خلاف ہوا حسب قاعدہ جناب۔ پھر دیکھئے امام ابو حنیفہؒ کے ہر دو شاگرد (دو) کی روایت بھی یہی ہے کہ ظہر پہلی مثل تک رہتی ہے بلکہ خود امام ہمام کی بھی ایک روایت یہی ہے بایں ہمہ سب حنفی دوسری مثل تک ظہر رہنے کے قائل ہیں حالانکہ کسی حدیث سے کسی آیت سے یہ بات ثابت نہیں کر سکتے۔ اور اکثر دوسری مثل میں پڑھتے ہیں آپ خود ہی انصاف کریں کہ غیر سبیل المؤمنین کا اتباع کون کرتا ہے۔ اسی طرح کی کئی باتیں ہیں مثلاً قہقہے سے وضو کا ٹوٹنا کسی اور امام کا بھی یہ مذہب دکھلائے مگر بایں ہمہ ہم نہیں کہتے کہ ان کی نماز نہیں بلکہ ہمارے امام علیہ السلام نے تو فرمایا کہ تم مغز کو دیکھو ایسی معمولی باتوں کے پیچھے پڑ کر وقت ضائع نہ کرو۔

لیجئے میرے مہربان میں آپ کے سوالات کے جواب سے فارغ ہو چکا اب آپ کا کام ہے۔ تدبر کرنا۔ انصاف سے کام لیں۔ خدا میری محنت کو ثمرور کرے۔ آمین۔

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

محمد ظہور الدین۔ اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

امرت سری منکر کو دعوت

مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء

سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۳۶

اسود عیسیٰ وہ کاذب ثانی
اور محمد علی وہ ایرانی
باب فرقہ کا تھا وہی بانی
ہیں یہ تیری مصدقہ باتیں
ان دونوں میں بھی کر گیا تصدیق
دشمن حضرت مسیح زمان
ہو گیا گل چراغ ہے اس کا
مدعی وہ بنا رسالت کا
عیسیٰ وقت کو ہوا الہام
ہوگا نازل خدا کا اس پہ غضب
کر دیا اس کو شائع عیسیٰ نے
نام ہے دافع البلا جس کا
جب گئے چار سال پورے گذر

دست فیروز سے ہوا فی النار
مہدویت کا تھا جو دعویدار
قتل کر اس کو پھینکا پھر فی الغار
دیکھ لے ٭۲ اپنا کھول کر اخبار
شہر جموں کا ایک بدکردار
نام جس کا چراغ الدین تھا یار
آپڑی اس پہ تھی خدا کی مار
تھا مرید مسیح ظاہر دار
وہ فنا ہوگا دیکھ آخرکار
جس سے غارت وہ ہوگا اہنجار
اس رسالہ میں تھا جو پنج ہزار (یعنی پانچ ہزار اشتہار چھپا تھا)
برگزیدوں کا جو کہ ہے معیار
اس پہ نازل ہوا غضب یکبار

تھے جوان مرگ دو پسر اس کے
ماہ مارچ کی بست و دو تاریخ
بعد دوم بست و چارم کو
ایک کو دفن کرکے جب آئے
بعد دس دن کے خود چراغ الدین
ہو گیا بے چراغ اس کا گھر
اس نشان چراغ الدین میں دیکھ
دیکھ لے جھوٹے مدعی کا حال
لو تقول کا وعدہ سچا ہے
دعوے مرزا کا ہوتا گر جھوٹا
جبکہ وہ زندہ و سلامت ہے
بند کر لو زبان کو اپنے
اسکی بیعت کرو بنو مومن

موت طاعون سے ہوئی دونکار
دونوں اک دن ہی ہوگئے بیمار
ایک ہی دن میں مر گئے ناچار
دوسرے کا جنازہ تھا طیار
مر کے پہنچا وہ فی عذاب النار
ایک بیوہ رہی فقط بے یار
کون سے باقی رہ گئے تکرار؟
جان لے جو کہ ہے دیانتدار
شخصی قصہ نہیں ہے یہ زنہار
کیوں خدا چھوڑتا اوسے ہربار
اور دعوے میں ہیچ ہے مختار
چھوڑ دو گالیوں کی یہ بھرمار
تا نہ مغضوب قوم میں ہو شمار

(بقیہ نوٹ صہ - جلد ۱ نمبر) فرمائیے کتاب اللہ کو ادھوری سمجھنے والی مولوی یہ خاص و عام کاذبوں اور مفتریوں کا قانون ہے یا نہیں جسکی تصدیق او حزم رسول فرماتا ہے - ع

ہے ثناء اللہ ترا دعوے سراسر بے دلیل
لائق تسلیم کیونکر ہے تری یہ قال و قیل

چہارم - ولو تقول علینا بعض الاقاویل - لاخذنا منہ بالیمین - ثم لقطعنا منہ الوتین - فما منکم من احد عنہ حاجزین " یعنی اگر یہ رسول صلعم ہمارے اوپر افترا کرکے کوئی بات اپنی طرف سے کہدے تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ کر اسکی گردن اوڑا دیں اور کوئی تم میں سے ہم کو روکتا نہیں - یہ آیت تصدیق ہے استثنا ۱۳/۵-۱ و ۱۸/۲۰-۲۲ کی جسمیں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا - اور مصدق ہے انجیل متی ۷/۱۵-۱۹ اور اعمال ۵/۳۳-۳۹ اور فاضل مفسر بھی استثناء کے ۱۸ باب ۱۹-۲۲ آیت کو عام قانون الٰہی ان کہہ چکا ہے مگر بدقسمتی سے قرآن میں انکو یہ مطابقت نہ ملی حالانکہ آپ تقابل ثلاثہ بھی تصنیف کر چکے ہیں جسمیں توریت - انجیل - قرآن کا مقابلہ کیا ہے ع

ثناء اللہ ہی کیا ہے خاص پتلا ہے حماقت کا
بیاں کیا کیا کروں اسکی فضیلت اور لیاقت کا

تیسری غلطی آپکی فاضلانہ غلطی ہے جسپر اعتراض کرنا فضول ہے - مگر ہاں ناظرین کو سمجھانے کی خاطر اس کا بیان ضروری ہے آپ نے پہلے تو یہ حکم لگایا ہے کہ عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں - ساتھ ہی دوسرا حکم جاری کر دیا کہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے - اور کلمہ (بلکہ) نے آپ کے علم پر اور بھی روشنی ڈالدی جسکی مثال یہ ہے کہ میں نے زید کو نا، انہیں بلکہ زید کو مارا ہے - یا میں نے کوئی تفسیر نہیں لکھی بلکہ میں نے تفسیر لکھی ہے، جو یہ ہے جسکا اوپر حوالہ دیا گیا بعینہ آپکا یہ کلام مجنونانہ ہے کہ " عام مفتریوں کے لئے کوئی قاعدہ مقررہ نہیں بلکہ عام مفتریوں کے لئے یہ قاعدہ ہے" ع

نازم بریں دستار فضیلت - ع

اے ثناء اللہ سمجھ لے اپنے دل میں یہ کہ ہم
لاکھ نادان ہوں مگر تجھ جیسے تو جاہل نہیں

نوٹ ٭۲ دیکھو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱ و ۵ کالم " مگر اب کا وقت آپہونچا تھا وہ اپنے تیرہ و تاریک قیدخانہ کے پاس ملا پکڑا گیا اور پھر اسی رسی کے سرے سے باندھ کر لٹکایا گیا - اور پھر گولیوں کی ایک باڑ چلائی گئی - وہیں نے ہٹ کر شہید مقتول کی صورت دکھائی) اور معلوم ہوا کہ وہ روح جو آلام و مصائب میں مبتلا تھی رخصت ہوگئی نعش خندق میں پھینکدی گئی " انتہی ملخصاً

(چراغ الدین کا دعوی رسالت)

⊡⊡ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبتک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے (یعنی وہ مینار جسپر مسیح نازل ہوگا اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا دوم کشفی حالت میں خدا نے مجھے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اسکی بادشاہت میں شامل ہونیکی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا - سوم خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قوموں کو طاعون سے نجات کی طرف بلانے کے لئے حکم دیا) پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤنگا - کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے [illegible] جائے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا اس لئے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود کے جلالی نزول کا رسول ہوں اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں - انتہی عن موضع لجاجۃ اشتہار چراغ الدین مورخہ ۹ فروری صفحہ ۷ حاشیہ -

⊡ حاشیہ نمبر ۲ " رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغ الدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا - انی اذیب من یریب - میں فنا کر دونگا - میں غارت کرونگا - میں غضب نازل کرونگا - اگر اس نے شک کیا اور اسپر ایمان نہ لایا اور رسالت اور ماموریت کے دعوے سے توبہ نہ کی " ملخصاً دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۳ حاشیہ نمبر ۲ -

٭ رسالہ تجلی عیسائیوں کا ایک ماہوار رسالہ مذہبی ہے اس رسالہ میں جو لاہور سے بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء جلد ۱ نمبر ۵ شائع ہوا ہے بصفحہ ۱۷۹ لغایت ۱۸۴ - چراغ الدین کا حال درج کیا ہے جنمیں سے ہم چند فقرات اختصاراً تحریر کرکے دکھلاتے ہیں کہ مرنیوالا کیونکر مرا اور عیسائیوں کو اس سے کسقدر ہمدردی اور تعلق بنا - عیسائیوں نے تجلی کا ایک حصہ چراغ الدین کے نام وقف کر دیا ہے جیسا کہ وہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶۳ میں بقلم جلی کالم اول پر لکھتے ہیں کہ آج سے ہم تجلی کا ایک حصہ وقف کرتے ہیں جسکا عنوان چراغ الدین ہوگا " یہ بھی ایک خدا تعالیٰ کا نشان ہے کہ جسطرح مقتول آریہ کی یادگار جو پیشگوئی الہامی کو ہمیشہ تازہ کرنے کے لئے آریہ مسافر میگزین یا سالانہ ماتم وغیرہ کرنے کے ذریعہ قائم کی گئی ہے اسیطرح اس نشان مغضوب کی یادگار اسکی قوم نے بذریعہ اخبار قائم کرکے مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو تازہ کرتے رہنے کا سامان کر دیا ہے - ذالک فضل اللہ -

٭۲ انکی (یعنی چراغ الدین کی) آخری تحریر ۲۶ مارچ کی مجھکو اس مضمون کی وصول ہوئی " صفحہ ۱۸۰ کالم ۲ " میں نے جناب کو کہا تھا کہ میرا ایک لڑکا ۱۸ سالہ عمر میں فوت ہوگیا اور اب یہ مژدہ سناتا ہوں کہ اب اس کا چھوٹا بھائی جو ۱۶ سالہ عمر تھا وہ بھی فوت ہوگیا - دونوں بھائی ایک ہی دن بیمار ہوئے اور ایک ہی دن ۲۲ مارچ کو بعارضہ طاعون مبتلا ہوئے اور ۲۴ مارچ کو بڑا صبح کو چھوٹا شام کو فوت ہوگیا - جسوقت میں نے پہلا عریضہ لکھا تھا اسوقت دوسرا بچہ زندہ تھا اور امید تھی کہ بچ جائیگا - اچھا خدا کی مرضی "

" ایک مرتبہ مولوی صاحب کو لکھا گیا کہ مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ دافع البلاء میں آپ کو خوب کوسا ہے اسکی نسبت آپ کا کیا خیال ہے - جواب دیا یہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے جو مرزا اپنے کسی مخالف کو دیسکتا ہے "

" مرزا جی نے مجھکو پیٹ بھر کے کوس لیا اور خوب کیا مگر اس کا حاصل کچھ نہیں - میری روح غیرفانی ہے میں کیونکر فنا ہونگا - میں نے کوئی مال زمین پر جمع نہیں کیا پس مجھکو غارتگری کا کیا ڈر - اللہ تعالیٰ کا فضل میرے شامل ہے وہ ناحق مجھکو غضب کی خبر سناتے ہیں مگر شاید ان کے دل کی آرزو یہ ہے کہ میں مر جاؤں تو اس کا بھی مجھکو غم نہیں " پس اگر میں مر بھی جاؤں تو بھی مرزا کی شکست ہے " (دیکھو نہ ہو ناقل) صفحہ ۱۸۲

وقت ہے اب بھی باز آجاؤ
غیر صالح کی رفع کا حضرت
کرکے تکلیف اب بتا دیجے
غیر صالح بھی ہوتا ہے مرفوع
آیتیں گر نہوں حدیثیں ہوں
گر حدیثیں نہوں تو ہا تید و
گر صحابہ کے بھی اثر نہ ملیں
قول ہی گر نہوں بزرگوں کے
ہو کے تائب پھر اس عقیدے سے
امتی بن کے آئیں گے عیسےٰ
امتی کیوں بنایا عیسےٰ کو
کس خطا پر کیا اوسے معزول

ورنہ پہنوگے لعنتوں کا ہار
کردیا جاری آپ نے اخبار
ہے دلیل اسکی ہمیں درکار
کس جگہ ہے قرآن میں اذکار
جن سے ثابت ہو دعوی سرکار
چند اصحاب ہی کے ہوں آثار
ہوں بزرگوں کے قول ہی دو چار
پھر ہے لازم او تار کرو ستار
اس خطا فاش کا کرو اقرار
اور رسالت سے ہونگے وہ بیزار
ہے فضیلت کی کیا ہی دستار
کیوں نبوت سے ہو گیا بیکار

امتی سے نبی تو بنتے تھے
ہو کے مرفوع کیوں گرائیے
کیا فضیلت رہیگی پھر اونہیں
کس جگہ ہے قرآن میں آیا
خوب سمجھا تو اسے ثناء اللہ
گر مسیح آگیا مدینہ میں
اور بالفرض وہ دمشق میں بھی
تب بھی انکار اس کا جائز ہے
وہ نبی اور رسول صادق ہے
ہے یہ منہاج اک نبوت کی
اس ہی منہاج پر محمدؐ کو
ایک کاتب تھا وحی قرآں کا

اس کے برعکس ہے خدا کی مار
کیوں وہ خادم جو تھا سردار
جبکہ ہوگا وہ امتی لاچار
وہ رسالت سے ہوگیا نادار
ہیں نبوت کے جسقدر اسرار
ہست جائز ترا از و انکار
ہوگا نازل اگر سر مینار
اوس کا منکر نہ ہوگا از کفار
جس کا مرتد نہ ہووے کوئی یار
کردا ایجاد ہرقل بدکار
دے پرکھ ہے اگر دیانتدار
ہو کے مرتد وہ مرگیا عیار

(بقیہ نوٹ صفحہ) مرزائی اور مرزا تو بہت خوش ہوں گے۔ مگر کیا ہوا جو ایک چراغ الدین چلدیا خداتعالیٰ کئی چراغ الدین قائم کریگا جو اے مرزا تیری قلعی کے کھنڈر کو توڑ ڈالیں گے۔ اے مرزا تیرے لئے یہ گھڑی جو تجھ پر ہے باعث ہیبت ہوگی کیونکہ تو کلام الٰہی میں تفاوت کرتا رہا اور انجیل جلیل کا سخت دشمن تھا۔" یہ آخری کلمات ہیں منسوب علیہ یا علیہ کو۔ ع

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندونکو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندونکو

نوٹ ۱۔ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ میں بجواب سوال نمبر ۴۴ مولوی ثناء اللہ نے یہ لکھا ہے "مسیح کا اگر رفع بالموت ہوتا تو کیا یہ مستبعد تھا یہ تو عموماً ہر ایک صالح اور غیر صالح انسان کو پیش آتا ہے۔"

سوال نمبر ۴۴ کا جواب الجواب مفصل ہم نے بذریعہ رسالہ المنصور دہلی بابت جنوری و فروری ۱۹۰۶ء پورے ۲۰ صفحہ پر لکھکر بغرض حصول جواب امرتسری کے پاس بھیجدیا تھا مگر اس کے جواب سے فرار بصورت انکار اخبار مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا "مرزائیوں سے وفات مسیح کے متعلق مباحثہ کرنا بالکل بے سود اور تضیع اوقات ہے۔ اس لئے جواب نہیں دیا" انتہیٰ بلفظہ صفحہ ۱ کالم ۲ کا حاشیہ۔

فاضل صاحب نے باوجود ذیل مفسر قرآن ہونے کے لفظ رفع عموماً اور رفع الی اللہ کے خصوصاً معنے معلوم نہیں کئے جبھی تو غیر صالح کا رفع الی اللہ مانتے ہیں۔ شاید کیا ضرور پسر نوح علیہ السلام کو جس کے حق میں خداتعالیٰ فرمایا ہے کہ "انہ عمل غیر صالح" مرفوع مانتے ہوں گے۔ اور "عمل الصالح یرفعہ" کے ساتھ وعمل غیر صالح یرفعہ کا بھی عقیدہ ہے اور غیر صالحین کے واسطے جو "لا تفتح لھم ابواب السماء" آیا ہے اُس کی بجائے آپ یہ پڑھتے ہوں گے۔ تفتح لھم ابواب السماء۔ ع

تیرا یہ وسوسہ وسواس شیطاں کے مقابل ہے
تیری تقریر باطل ہے تیری تحریر باطل ہے

نوٹ ۲۔ اسی جواب نمبر ۴۴ میں آپ نے دوسری بات یہ ارقام فرمائی ہے کہ "حضرت عیسےٰ اپنی نبوت سابقہ کے اعتبار سے نبی تھے مگر بوقت نزول امتی ہوں گے اور قیامت کو بھی نبی ہوں گے اور امت محمدیہ کا فخر بھی ان کو حاصل ہوگا۔"

براہ مہربانی فاضل مفسر مندرجہ ذیل سوالات کا صحیح جواب قرآن واحادیث سے عطا فرماکر ماجور ہوویں۔ اپنا اجتہاد وقیاس نہ کام میں لاویں۔

(۱) نبوت سابقہ مسیح ابن مریم کی افضل ہے اس درجہ سے جو امتی ہونے کا ہے یا مفضول؟۔

(۲) اگر افضل ہے تو افضل سے اسفل کیطرف آنا منافی شان نبوت اور تنزل ہے یا نہیں؟

(۳) اگر مفضول ہے تو جمیع امت محمدیہ جمیع انبیاء بنی اسرائیل سے افضل ہوئے یا نہیں؟

(۴) ہر انسان کا حشر اس کے خاتمہ پر ہوگا یعنی جس حالت میں وہ فوت ہوا ہے اسی پر یا کسی اور حالت پر؟

(۵) قال انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیًا وجعلنی مبارکًا این ماکنتُ" سے کیا مراد ہے۔ ع

ذرا چشم دل سے دیکھئے اپنا جواب آپ
کیجے بحال ہوش کہاں ہیں جناب آپ

نوٹ ۳۔ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کے شروع میں زیر سرخی "کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں۔ امرتسری دُرافشانی کرتے ہیں "اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں نہ آئے گا جو جگہ اس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہے (اس سے یہ تو ترشح ہوگیا کہ کوئی خاص ایک ہی جگہ نزول مسیح کی حدیثوں میں نہیں آئی۔ راقم) مثلاً دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا.... تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کار مفوضہ بھی کر دکھائیگا تاہم اس کا منکر کافر نہ ہوگا" (شاباش کیوں نہ ہو آخر یہود کی مماثلت کا ثبوت بھی آپ ہی کے اقوال وافعال سے حاصل ہوتا ہے۔ بلا سے کافر بننا منظور مگر مسیح موعود کو نہیں ماننا)

نیز مجھ سے پوچھئے تو میں اس شخص کو بھی کافر نہ کہونگا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کی صورت میں بھی اس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ انکار و استکبار سے" (مولنا وہ شرعی وجہ جو دماغ ثنائی میں گونج رہی ہے اور وہ تاویل جو تحریر سہسوانی کی سی ہو۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند
اسمیں نہیں شک تو ہی نصاریٰ کا برادر
بیشک ہیں ترے کام یہود ون کے برابر

نوٹ ۴۔ اخبار اہل حدیث مورخہ یکم جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول میں زیر سرخی۔

"کیا مرزا قادیانی اور رسولوں کی طرح ہیں" ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ہمیشہ سے سچے نبیوں کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے دین کو غلط جان کر کوئی نہیں پھرا کرتا۔ اب یہ ایک منہاج نبوت ہے کہ نبی کے اصحاب میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ جس نے دین نبی کو خالص دل سے قبول کیا ہو۔ اب ہم اسی اصول پر مرزاجی کی نبوت جانچتے ہیں۔"

ہم بھی فاضل حدیث دان سے پوچھتے ہیں کہ۔ کاتب وحی کا بروایت بخاری مرتد ہونا آپ کو معلوم ہے یا نہیں؟ نیز آیت ارتداد پارہ ۶۔ رکوع ۱۲۔ مرتدین کے حالات تفسیروں میں درج ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر تصدیق کرکے کوئی مرتد ہوا یا نہیں؟۔ ع

کب لائق تسلیم یہ تحریر تری ہے
دعویٰ ثنائی بھی کیا حجت سی بری ہے

باقی آئندہ

عید کی تقریب آتی ہے

اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے پھر موقع ملا ہے کہ احباب کو تقریب عید پر توجہ دلاؤں سلسلہ کی ادبیات کی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائیگی جو اسنے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے کئی سال گذرے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے باخبر نہو۔ البتہ یہ سچ ہے کہ ابھی تک پورا اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملی درآمد نہیں ہوتا۔ ورنہ صرف ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سالتمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے۔ کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر بچوں اور ناداروں کو مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں جو اس تقریب پر ایک ایک روپیہ دیدیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ عیدین کی تقریبوں پر پچاس ہزار روپیہ جمع ہو۔ اور یہ جو ہائی سکول کے سال تمام کے اخراجات کے لئے کافی ہو کر دو ہی سال کے اندر مدرسہ کی ایک شاندار عمارت کے بنا دینے کے لئے بھی کافی ہو۔ اور اسکے لئے کسی مزید چندہ کی حاجت ہرگز نہ پڑے اور جہانتک میں خیال کرتا ہوں چندہ دینے والے موجود ہیں بشرطیکہ پورے طور پر تحریک اور ترغیب ہو اور ہر سال اس موقع پر اسی قسم کے فقرات لکھے جاتے ہیں اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہر سال اس تحریک کو اپنے ماسبق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوتی ہے لیکن آرزو یہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہو۔ جدید مدرسہ کے لئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسکے لئے انتظام کیا جاوے۔ مدرسہ میں جدید استادوں کی الگ ضرورت ہے جنکی وجہ سے اگر کچھ نہیں تو دو سو روپیہ ماہوار کا زائد خرچ بڑھ جائیگا اور یہ مستقل خرچ ہوگا۔ بورڈنگ کے لئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہو گیا ہے اسلئے کہ لڑکے آرہے ہیں۔ ان تمام امور کو مد نظر رکھ کر یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آئندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کا چھوڑ کر بھی شاید بیس بائیس ہزار سالانہ تک پہونچے۔ بس ضرورت ہے اس امر کی کہ اس کا انتظام ابھی سے شروع ہو۔ اور اسکے لئے سر دست یہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آجاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر کبھی اسی قدر رقم آجاوے۔ بہرحال میرا منشاء اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جاسکتا ہے۔ اسی تحریک کے ضمن میں میں یہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کی وجہ سے مساکین۔ یتامیٰ اور ان طالب علموں کے لئے جو حضرت حکیم الامتہ کے پاس صرف دینیات کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اسلئے کپڑے یا نقد جیسا کچھ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے۔ اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہئے عید فنڈ کو کامیاب بنانے کے لئے میرے خیال میں ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایکہزار آدمی اپنا یہ عہد کر لیں کہ وہ اس موقع پر عشرہ روپیہ جمع کرکے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے بھیدیں گے تو تقسیم کام کی وجہ سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہو جاوے۔

بہرحال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور انکے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھ کے موافق بتا دینا الحکم کا فرض ہے اس میں قبولیت کا اثر ڈالدینا اب مولا کریم کے فضل پر موقوف ہے۔

خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اسکے لئے مستعد طبیعتیں ابھی سے کام کرنا شروع کردیں۔ (آمین)

وصیت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔

(۱) میں مسمی شاہ دین ولد میاں شیخ احمد صاحب مرحوم قوم علما اصل وطن موضع ساہوال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ حال اسٹیشن ماسٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے متعینہ اسٹیشن لارنس پور ضلع اٹک بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ (۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔ (۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ تمام وکمال پڑھ لیا ہے۔ میں تمام ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں۔ بحولہ وقوت تعالیٰ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہوں گی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میری ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ (۴) میری جائداد اسوقت وہ روپیہ نقد ہے۔ جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں میرے نام کا زیر ڈیپارٹ اکونٹ ۲۱۶۱۵ جمع ہے۔ جسکی تعداد ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو بموجب اطلاع ڈیپارٹ اکونٹ ۲۔۲۔۶-۷۶۶؍ روپیہ تھی۔ اور جو ملازمت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آجکی تاریخ اس جائداد کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کا ثلث یعنی ⅓ حصہ اغراض و مقاصد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں صرف کیا جاوے۔ اور باقی دو تہائی بعد ادائی قرضہ جو میری ذمہ ثابت ہو۔ ورثاء پر بموجب احکام شریعت اسلام تقسیم کیا جاوے۔ مگر چونکہ میرا مدعا یہ ہے۔ کہ میرے تمام وصیت کا عمل درآمد صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہی معرفت اور نگرانی میں ہو۔ لہذا میں نے فارم آف ڈیکلیریشن سیکرٹری انجمن مذکور کے نام مرتب کرکے ریلوے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں داخل کر دیا ہے۔ اور اسکی ایک نقل بدستخط خود شامل وصیت ہذا کردی ہے۔ تا اسکے مطابق یہ روپیہ جائداد انجمن مذکورہ بالا خود ہی ریلوے سے وصول کرے۔ اور خود ہی حسب وصیت تقسیم کرے۔ میرا کوئی وارث خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی میری اس وصیت میں مداخلت کرنے کا مجاز نہیں (۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکور میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق مںٰ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ البتہ میرے مرنے پر جو زیورات وغیرہ میرے ہر دو زوجہ کے قبضہ میں ہوں۔ وہ میری جائداد متروکہ میں متصور نہ ہوں۔ کیونکہ انکی وہ ہر دو مالک ہونگی۔ (۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شائع ہو چکی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ قادیان دارالامان میں پہنچا دے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔ (۷) میری یہ وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو علیحدہ مجلس مذکور کے حوالہ کردوں گا۔ جسکا اعلان میں مجلس مذکور کیطرف سے کرا دونگا۔ اور اگر اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم واکردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان ان اخراجات کو اس باقی ماندہ ⅔ حصہ جائداد سے جو فقرہ ۴ میں وصیت شدہ ہی۔ پورا کرے۔ (۸) میں یہ ہی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے۔ اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کی جاسکتی ہے۔ (۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا۔ انکی بابت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بکلی اختیار ہوگا۔ کہ جسطرح مناسب سمجھے انہیں خرچ کرے۔ اب میں اللہ تعالیٰ کی بھروسہ پر اس وصیت کو ختم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ میری یہ وصیت رضاء الٰہی کا موجب ہو۔ آمین۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ آمین یارب العالمین۔

۱۲ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

عبد الرحمن ولد محمد ساکن موضع بہنوہ تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور حال سٹیشن ماسٹر لارنس پور بقلم خود

گواہ شد

محمد عالم ولد میاں شاہ محمد مرحوم سکنہ جوڑیاں خورد ضلع سیالکوٹ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہین جنمین بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران۔ جاگیرداران۔ تاجران۔ حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہین۔ جنسے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمین آلٰہی شہادت موجود ہے۔ اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا مین پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھہ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے از جناب ابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص ہم بھائی ہین) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مین ایک مدت سے آپکا اشتہار اخبار الحکم مین دیکھ رہا ہون مگر چونکہ اشتہاری دوائیون سے مجھے سخت نفرت ہے اسواسطے مین ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا۔ مجھے اسکے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کیلئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو مین اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اسکا استعمال کرنا چاہئے۔ لہذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال فرماوین۔

دوسرا خط جو بعد مین آیا۔ برادرم حکیم صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مینے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتے الوسع کی۔ یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دکھایا گیا۔ اور آپکی دوائی کی تعریف بھی کیگئی۔ اور یہہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اشارات ہوچکے ہیں اور تب سے مجھے کامل یقین ہوگیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیجدیں۔ آپکا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا حویلی کابلی مل لاہور

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ
اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَةً

الحکم

چہ گونہ اگر آگ نہ چھپادر قادیاں ہمی | دوا ہمی شفا ہمی غرض دارالاماں ہمی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص معززین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے

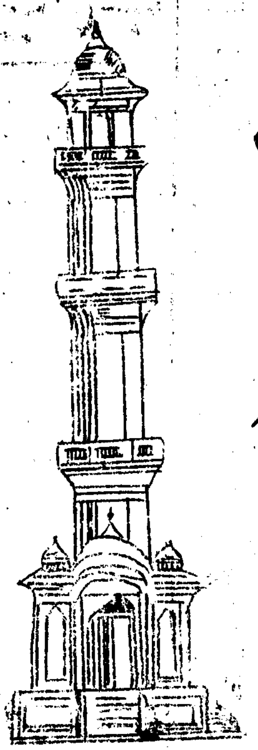

فہرست مضامین

(۱) جدید الہامات اور رؤیا صـ۱
(۲) تازہ الہامات صفحہ ۱ کالم ...
(۳) عید کی تقریب آگئی ...
(۴) پیسہ اخبار اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان صـ۲
(۴) شہادت غیر ... صـ۵
(۵) ڈپٹی سردار احمد کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے اور ان کے مغالطات پر اسلامیہ کو اطلاع صـ۶تا۹
(۷) اہل حدیث کی ایک اور دینی خدمت صـ۱۰
(۷) وصیت صـ۱۱
(۸) ایڈووکیٹ بمبئی سے نقل صـ۱۱
(۹) اشتہارات صـ۱۲تا۱۴

نمبر ۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۹ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

جدید الہامات اور رؤیا

الہام ۱۰ نومبر ۱۹۰۶ء رؤیا۔ دیکھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں۔ اور کسی طرف جارہا ہوں۔ جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی۔ تو میں واپس آگیا اور میرے ساتھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے رستہ میں گرد و غبار کے سبب بہت سی تاریکی ہوگئی۔ اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہوگئی۔ آگے دیکھا۔ بڑا چبوترہ ہے اس پر اتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مولوی عبد الکریم آگئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم آرہے ہیں میں نے مصافحہ کیا۔ اور السلام علیکم کہا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے دی۔ اور کہا لٹشپ جو پادریوں کا افسر ہے۔ وہ بھی اس سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اس طرح جیسا کہ خرگوش ہوتا ہے بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے۔ جس سے وہ قلم بغیر محنت کے باسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا تو میں نے قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہو گا میں مولوی صاحب کو دیدوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہوگئی۔

تعبیر۔ عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہوسکتے ہیں۔ اور خدا نے قرآن شریف میں اس امت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم کی تشبیہ دی ہے۔ اور قلم سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کرے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔ واللہ اعلم۔

الہام ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ط اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ کسی نشان کو ہم منسوخ نہیں کرتے یا فراموش نہیں کرتے۔ مگر اس سے بہتر نشان عطا کرتے ہیں۔ تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور گویا میں کسی کو کہتا ہوں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

اور کشفی نظر میں ایک نواب میرے سامنے آیا۔ اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

اے سیف اپنا رخ پھیرے۔ جسکی نسبت تفہیم ہوئی۔ کہ اس کے بعض شرکا خاندان جو اس سے تنازع کرتے ہیں کسی وقت اس پر غالب آجائینگے۔ اور سیف سے مراد غلبہ ہے۔

چند روز کا الہام

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا۔

عید کی تقریب آگئی ہے

اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے پھر موقع ملا ہے کہ احباب کو تقریب عید پر توجہ دلاؤں۔ سلسلہ کی اخبارات کی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کا نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائے گی جو اس نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے کئی سال ہوئے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے بے خبر ہو۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ ابھی تک پورے اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملی درآمد نہیں ہوتا۔ ورنہ صرف ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے۔ کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر [illegible] کو مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں جو اس تقریب پر [illegible] دے دیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ [illegible] پچاس ہزار روپیہ جمع ہو جاوے جو [illegible] کے سال تمام کے اخراجات کیلئے کافی ہو کر وہی سال کے اندر مدرسہ کی ایک [illegible] عمارت [illegible] کیلئے کافی ہو۔ اور اس کیلئے [illegible] واجب ہر گز نہ [illegible] اور جہاں تک [illegible] خیال کرتا ہوں چندہ دینے [illegible] طور پر تحریک اور [illegible] اس تحریک کو اپنے سابق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی ہے لیکن آرزو یہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ جدید مدرسہ کیلئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کیلئے انتظام کیا جاوے۔ مدرسہ میں جدید استادوں کی الگ ضرورت ہے جن کی وجہ سے اگر کچھ نہیں تو دو سو روپیہ ماہوار کا زاید خرچ بڑھ جائے گا اور یہ مستقل خرچ ہو گا۔ بورڈنگ کیلئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہو گیا ہے اس لئے کہ لڑکے آ رہے ہیں۔

ان تمام امور کو مدنظر رکھکر یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آیندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کا چھوڑ کر بھی شاید بیس یا پچیس ہزار سالانہ تک پہونچے۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ اسکا انتظام ابھی سے شروع ہو۔ اور اس کیلئے سر دست یہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آ جاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر ایسی ہی رقم آ جاوے۔ بہر حال میرا منشاء اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ اسی تحریک کے ضمن میں میں یہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کی وجہ سے مساکین۔ یتامیٰ اور ان طالب علموں کیلئے جو حضرت حکیم الامتہ کے پاس صرف **دینیات** کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے کپڑے یا نقد جیسا کچھ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے۔

اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق **امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہیئے۔**

عید فنڈ کو کامیاب بنانے کیلئے میرے خیال میں یہ بھی ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایک ایک ہزار آدمی اپنا یہ عہد کر لیں کہ وہ اس موقع پر دس روپیہ جمع کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے [illegible] بھیجا کریں گے تقسیم کام کی [illegible] سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہو جاوے۔

بہر حال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور ان کے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھ کے موافق بتا دینا [illegible] اس میں **قبولیت** کا اثر ڈالدینا اب مولا کریم کے فضل پر موقوف ہے خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اس کیلئے مستعد طبیعتیں ابھی سے کام کرنا شروع کر دیں۔ (آمین)

خریداران الحکم کو اطلاع

اخبار کی موجودہ سایز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ کی جسقدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہیں۔ اس اثر سے آپکا تاچیز خادم الحکم بھی خالی نہیں۔ پہلے بھی میں ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں کہ الحکم کے بعض سرپرستوں کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوب صورت اصلی تقطیع ہو گی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے۔ چھپوائی اور کتابت کا نقص بھی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اور بھی اصلاح کی امید ہے۔ جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں۔

چھپوائی کی عمدگی اور بر وقت اشاعت کی خاطر یہ تجویز کر لی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مشین منگوا لی جاوے اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ وقت رفع ہو جائیگی۔

میں خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں۔ جہانتک ہو سکے گا۔ **الحکم اگلے سال سے عین اپنے وقت پر شائع ہوا کرے گا۔** میں نے اس کا انشاء اللہ پورا انتظام کر لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہیں الحکم کے ساتھ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کریں گے کہ اس کی توسیع اشاعت کے لئے سعی کریں اور ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ دسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے۔

اور ۴۔ دسمبر کا الحکم خریداران کے نام **عموماً وصولی قیمت کے لئے وی پی کیا جاتا ہے اور آیندہ کیلئے بقایا کے تقاضاؤں سے نجات پانے اور الحکم کی راہ میں اس طرح پر آجانے والی مشکلات سے مخلصی کے لئے** یہ ضروری امر ہے کہ بدون وصولی قیمت کسی کے نام الحکم جاری نہ کیا جاوے۔ اس لئے **کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نہ کر سکیں وہ اطلاع دیدیں۔**

ہاں جو احباب ہمیشہ سے خریدار ہیں اور وقت مقررہ پر قیمت ادا کرتے ہیں وہ مستثنیٰ ہیں جن احباب کے نام کا پرچہ ہر سال وی پی جاتا ہے ان کو کوئی الگ اطلاع اس کی نہیں دی جائے گی۔

والسلام یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر

اعلان

کاغذ کے نہ آنے کی [illegible] اور ایسی ہی وجوہات کی بنا پر [illegible] نومبر ۱۹۰۶ء کا الحکم نہیں [illegible] شائع [illegible] — مینجر

تازہ الہامات

۱۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء بوقت سیر فرمایا:

رات چونکہ ستائیسویں تھی۔ اور اس کی قدر کا بھی ظن ہوتا ہے میں نے سمجھا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں شاید پھر یہ رات نصیب ہو یا نہ ہو میں اٹھا اور نماز پڑھ کر دعا کی۔ تو یہ الہام ہوئے۔

(۱) قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے۔

(۲) کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔

(۳) تیری دعا قبول کی گئی۔

فرمایا۔ کمترین سے مراد کوئی شریر یا مخالف ہو گا۔ مگر ہمارے لئے تو تیسرا الہام عمدہ مقولہ ہے۔

اصل میں یہ تینوں پیشگوئیاں ہیں۔ خواہ ایک شخص کیلئے ہوں یا تین شخصوں کیلئے۔

نہایت ضروری قابل توجہ اطلاع

جو رقوم مجھ کو بھیجی جاتی ہیں یا میرے نام ارسال کیجاتی ہیں انکی باقاعدہ رسیدیں رسالہ تعلیم الاسلام میں شائع کی جاتی ہیں اگر کسی رقم کی رسید رسالہ میں نہ ہو تو وہ جلد دفتر سکرٹری کو [illegible] کو اطلاع دے۔ پہلے اس [illegible] روپیہ جو مجھ کو [illegible] ایک صاحب نے [illegible] رسید نہ پہنچنے پر اطلاع نہیں دی اور سولہ ماہ کے بعد اس رقم کی رسید مجھ سے طلب کی [illegible] ایک شخص نے مجھ سے قرضہ لیا اور وہ رقم قرضہ لینے والے نے ایسی طرح بھیجی کہ مدرسہ میں جمع ہو گئی اور جب میں نے روپیہ طلب کیا تو اس کو سخت ابتلا پیش آیا کیونکہ اس نے خیال کیا کہ میں نے دوبارہ روپیہ طلب کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو صاحب کوئی رقم مجھے دیا بھیجے اول تو اس کی پوری تفصیل دے دوسرے اس کی رسید رسالہ تعلیم الاسلام میں دیکھ لیا کیجیے۔ — نورالدین

بقایا دارہ توجہ کریں

پیسہ اخبار اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرتد

اتفاقاً پیسہ اخبار مورخہ ۲۷ اکتوبر میری نظر سے گذرا اسمیں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کا ہی مضمون درج تہا جسمیں حضرت امامنا ومرشدنا جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو اور آپ کے خادماں کو گالیاں دیکر انہوں نے اپنا دل خوش کیا ہوا تہا۔ اگرچہ اس مضمون میں کوئی ایسی بات نہیں جو قابل التفات ہو اور ضروری نہ تہا کہ اس مضمون پر جو پراز گندگی ہے توجہ کیجاوے کیونکہ جب سے اس نے ایک مامور من اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے یہی شیوہ اختیار کیا ہوا ہے کہ تحریرات اور تقریرات میں سوائے جناب مرزا صاحب کی مخالفت اور دشنام دہی کے اور کچھ اسکو کام نہیں۔ ہمارے لئے یہ خدا کا حکم ایسے شخص کے واسطے کافی ہے۔ واعرض عن الجاہلین۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا بڑا دعوی ہے کہ میرے رسالہ جات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال کا جواب کسی احمدی سے بن نہ پڑا نہ جواب ہو سکیگا جو ایک عجیب دعوے ہے اور اپنے مونہہ میاں مٹھو بننا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب یا تو اس طرف سے جو جواب ہوتا ہے دیکھتے ہی نہیں یا دوسری آنکھہ ہی نہیں رکہتے کہ جس سے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مضامین نظر آسکیں۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے رسالہ جات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال فضول گوئی سے پُر ہیں اور ذرا معقولیت اپنے اندر نہیں رکہتے۔ اسلئے ضرورت نہ تہی کہ ان کا جواب دیا جاتا پہر بہی کئی احمدی برادران نے ڈاکٹر صاحب کی فضول تحریرات کا جواب دیا جو ایک عاقل کے لئے کافی تہا اور اب [illegible] مکرمی منشی ظفر احمد صاحب نے ایک دندان [illegible] جواب دیا ہے جو اخبار بدر میں چھپ رہا ہے۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کی قرآن دانی بہی ظاہر ہو جاوے گی اب اس مضمون کو پڑھکر بہی اگر وہ نہ سمجھیں تو پہر اس کو خدا سمجھے باوجود ان جوابوں کے ڈاکٹر صاحب وہی مرغی کی ایک ٹانگ اوڑاے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی امیرانہ حالت پر [illegible] مرزا صاحب [illegible] امیر [illegible]

آپ کے چندہ وصول کے متعلق جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے ہی فیصلہ کر دیا جو نیاگی آپ نے قیمت اخبار بدر کے چندہ دینے میں کی ہے یہ فیاضی چندہ لنگرخانہ اور چندہ مدرسہ میں کی ہوگی۔

اسلام کی خدمت جو حضرت مرزا صاحب نے کی اور کر رہے ہیں اسکو کیا موافقین اور کیا مخالفین سب ہی مانتے ہیں دماغ کی صحت کے ساتھہ ہر ایک کو ماننا ہی پڑتا ہے۔ یورپ اور امریکہ والے بہی بول اُٹھے اور ہر طرف سے آمنّا کی صدا بلند ہوئی مگر جس کا دماغ صحیح نہ ہو اگر وہ نہ مانے تو نہ مانے پاگل کی بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ پر آپنے بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ پہلے تو آپ نے یہ بتلایا ہوتا کہ آپ نے براہین احمدیہ کی قیمت پر کتنے ٹکے خرچ کئے یا اخبار بدر کے پانچ روپیہ کیطرح یہ بہی گپ ہی گپ ہے میرے خیال میں تو براہین احمدیہ آپنے ہی مفت اوڑائی کیونکہ براہین احمدیہ کا بہت سا حصہ مفت ہی تقسیم ہوا ہے اور بعید نہیں کہ آپ نے اپنی پہلی حالت ظاہر کرکے مفت لینے کی درخواست کی ہو جو منظور ہوئی ہو اگر کوئی ٹکہ خرچ کیا ہے تو لکھہ بہیجیں کتاب واپس کریں اور قیمت لے لیویں حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تہا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکہنا چاہے یا اس کو کوئی اعتراض ہو تو وہ کتاب واپس کرکے قیمت لے سکتا ہے سو جس کے پاس براہین احمدیہ تہی اور اس نے قیمت واپس لینی چاہی اس کو قیمت دی گئی اب اگر کوئی باقی ہوتا تو قیمت کا مطالبہ کرتا مگر مخالفونکی وہی مجنونانہ بڑ برابر چلی جاتی ہے۔ [illegible] گواہ چست۔ آپ چار پانچ فیصدی کی تعداد گھر بیٹھے نہیں ہسپتال میں بیٹھے بیٹھے بنالی کچھ ثبوت ہی دیا ہوتا یا کسی کا نام ہی لکھا ہوتا ورنہ ایسی بے ثبوت بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ کے اکثر خریدار تو اس قسم کے تھے کہ چند لوگوں کے پاس پہلی جلد بہیجی گئی جنہوں نے نہ قیمت دی اور نہ کتاب واپس کی تم کو خود اس سے اقبال ہے کسی احمدی کو اپنی کتابوں کی قیمت واپس دیکر ہی یہ گپ اوڑائی ہوتی ایک نے قیمت مانگی تو آپکے ہوش اڑ گئے اور گالیوں پر اتر آئے۔ بازاری لوگ ماں باپ اور مرشد کی گالیاں دیا کرتے ہیں اب جو کوئی حضرت مرزا صاحب کا مرید ہو لے تو آپ جناب مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں یہ عجیب طریقہ ہے۔ آپ رہ رہ کر حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں حضرت ممدوح کا تو یہ جواب ہے ؎

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگونکو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گہٹایا ہم نے

مگر آپ کی وہی بات ہے کہیا اُکیا کہیا بھس میں بیاہی ٹکڑا وکہایا دوڑ دوڑ آئی۔ جواب تو آپ سے کچھ بنتا نہیں گالیوں پر اتر آتے ہیں۔

آپ اور ہزاروں روپیہ اشاعت اسلام کے واسطے خرچ کرتے ہنوز دلی دور است۔ تم کو اسلام سے کیا غرض جبکہ تم کو مسلمانوں کے پیشوا اور ہادی برحق جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی کچھہ سروکار نہیں پہر تم میں اور اسلام میں دوزخ اور بہشت کا فرق ہے۔

میرے چچا صاحب منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پور نے اس کو باطن کو ایک خط لکھا تہا جو الحکم ۲۴ جولائی میں بہی شائع ہو چکا ہے اور نہایت نرمی اور تہذیب کے ساتھہ اس ناپاک طبع انسان کو بتلایا تہا کہ تم کبہی کچھ لکھتے ہو اور کبہی کچھ یہ تلون مزاجی اچھی نہیں پہلے سولویوں پر گالیوں کی بہرمار تہی۔ تو اب احمدیوں پر گالیوں کی بوچھاڑ ہے اس کو کسیقدر کہولکر لیکن نہایت اختصار کے ساتھہ انکی تالیفات سے ہی ثابت کر دیا تہا اور اخیر میں لکہا تہا کہ ایسی حالت میں میں آپ کی تالیفات اپنے پاس رکہنا نہیں چاہتا اس لئے کتب ذیل جو اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپ سے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں تفسیر الذکر الحکیم نمبر ۴۔ رسالہ اعمال مختصر کل قیمت ان کتابونکی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا نہ چاہیں اور واپس نہ کرنا دیانتداری سمجھیں تو آپ کو اختیار ہے) چنانچہ کتابیں بذریعہ ریلوے پارسل واپس کر دیگئی تہیں اب ڈاکٹر صاحب ہوسے بہی تو ایسے ہوے جس کا سرنہ پیر پہلے آدمی جہوٹ بولا تو اسقدر کہ جسقدر نمک میں آٹا۔ آپ لکھتے ہیں کہ گویا کتابیں بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ ہوئیں۔ بہلا انہوں نے کب لکہا تہا کہ بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کرتا ہوں۔ کیا اس تحریر کا جو اوپر لکھی گئی ہے اور الحکم میں چھپ بہی چکی ہے یہ ہی معنے ہیں۔ اسی پر آپ نے اعتراض کرتے ہوئے گالیاں بہی دینی شروع کر دی ہیں۔ آپ کی سمجھہ پر قربان ہونا چاہیے اسی پر ملہم ہونے کا دعوے ہے کہئے تو بتلائیں کہ ایسا جہوٹ بولنا کس کی سفلگی اور بے حیائی ہے۔

بیشک حضرت مرزا صاحب تو صحابہ کرام رضہ کی مثال اپنے مریدوں میں پیش کرتے ہیں اور آپ اس کو پسند نہیں کرتے۔ اور کیوں پسند کرتے جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہی آپ کے نزدیک ضروری نہیں تو اب صحابہ رضہ کی مثال آپ کو کیوں پسند ہوگی۔ اب آپ چوروں اور ڈاکوؤں۔ اور رشوت ستان لوگونکی مثال پیش کریں۔ طاعون کے دنوں میں آپکا دورہ آپ کو یاد ہوگا جس نے دیا ہی کا بہلا ہو گیا۔ صحابہ رضہ بیشک ہمارے لئے مثال ہیں اور ان کے قدم بقدم چلنا ہم اپنے لئے باعث فلاح سمجھتے ہیں۔ فقط

راقم حافظ محبوب الرحمن احمدی از حاجی پور ڈاکخانہ پہگواڑہ

پتہ بتادو

ایک نوجوان لڑکا عبید اللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال لمبا قد گندم گون چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھہ کی قمیص اور پتلون اور پمپ شو یا ترکی جوتا پہنے ہوئے ہے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں پڑھتا ہے مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے اس لڑکے کے والدین غریب ہیں اور باپ ضعیف ہے۔ قادیان ہی کا رہنے والا ہے جس بہائی کو پتہ ملے اپنے پاس ٹہیرا لے اور دفتر الحکم میں اطلاع دے لڑکا بہلا مانس اور نیک چلن ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

شہادت غیر

کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو کلام ایسا
کہ جو کوئی تمسے کرتا تمھیں ناگوار ہوتا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نام سے ہندوستان کی علمی دنیا بخوبی واقف ہو چکی ہے اور آپ کا شہرہ ہندوستان کی چار دیواری سے نکلکر چاردانگ عالم میں پہیل چکا ہے۔ عام خیال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح مع جسم زندہ آسمان پر چلے گئے اور آخر زمانہ میں وہی آسمان سے اوترینگے اور وہی مسیح موعود ہیں لیکن مرزا صاحب اسکے خلاف یہ فرماتے ہیں کہ وہ مسیح علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں نبی ہوکر تشریف لائے تھے فوت ہو گئے اور آنیوالا مسیح اسی امت کا ایک فرد ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کا خطاب عطا فرمایا ہے اور وہ مسیح موعود میں ہوں۔ اس دعوے میں دو امر بحث طلب معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ آیا حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یا فی الحقیقت فوت ہو گئے دوسرے یہ کہ آیا مسیح موعود ہونے کی قابلیت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے یا نہیں ترتیب کے لحاظ سے پہلے بحث امر اول یعنی حیات و وفات حضرت مسیح میں ضروری معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے تو پہر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن اگر حیات ثابت نہو بلکہ وفات بپایہ ثبوت پہونچ جائے تو پہر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ یوں تو ہمارے علماء نے اس مسئلہ میں بڑی تو تو میں میں کی بہت سے رسالہ اور کتابیں لکھیں لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سیدہی اور صاف طریقہ کو چھوڑکر اس معاملہ میں ایسی عجیب عجیب کارروائیوں سے کام لیا ہے جنھوں نے طالبان تحقیق کو حیرت میں ڈالدیا۔ ایک مولویصاحب فرماتے ہیں مرزا کو معجزات انبیاء سے انکار ہے دوسرے لکھتے ہیں وہ تو وجود ملائک [illegible] منکر ہے تیسرے منکشف ہیں ذ[illegible] تو حشر و نشر و [illegible]ت وغیرہ کو بھی نہیں مانتا چوتھے [illegible] کہ آنحضرت [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا بھی تو اسے تسلیم نہیں بلکہ وہ تو آنحضرت اور اہلبیت آنحضرت [illegible] گالیان دیتا اور تمام انبیاء کی سخت توہین

کرتا ہے۔ خدا کی فرزند ہونیکا مدعی ہے بلکہ اپنی آپ کو خدا کا باپ بتاتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات لیکن جب مرزا صاحب کی وہ کتابیں دیکھی جائیں جنکا مولوی صاحبان کی حالت پر رحم بھی آتا ہے اور غیظ بھی۔ ایک مولویصاحب اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ مرزا نے حضرت عیسےٰ کی نبوت سے قطعی انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ عیسےٰ کی نبوت پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قایم ہیں لیکن جب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ جسکا حوالہ مولویصاحب نے دیا تھا دیکھا گیا تو اسکی عبارت کا مفہوم یہ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے نبوت حضرت عیسےٰ کا کہین بھی انکار نہیں کیا بلکہ جا بجا اقرار کیا ہے۔ ہان یہہ البتہ لکھا ہے کہ قرآن شریف کو اگر علیحدہ کر لیا جائے تو پہر حضرت مسیح کی نبوت پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوتی جس کا بہت کہلا ہوا مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف سے تو حضرت مسیح کی نبوت ثابت ہے۔ ہان کسی اور ذریعہ سے ثابت نہیں پہر مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مرزا قرآن شریف کو ایک باطل کتاب بتاتا اور کہتا ہے کہ قرآن ایک جہوٹی کتاب ہے جسمیں تو اسمین مسیح کا نبی ہونا تسلیم کیا گیا ہے لیکن جب مرزا صاحب کی کتاب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ دیکھا جاوے تو یہہ مضمون ملتا ہے کہ یہ قرآن شریف کا احسان ہے کہ حضرت مسیح کے نبی ہونیکا اقرار کر دیا اور اسی وجہ سے ہم انپر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہین اور برگزیدہ ہیں اور ان تمام تہمتوں سے معصوم ہیں جو اُن پر اور اونکی ماں پر لگائی گئی ہین۔ العجب ثم العجب مرزا صاحب تو یہہ لکھیں کہ ہم حضرت مسیح پر ایمان لائے وہ سچے نبی تھے اور ہم اُن کو ان تمام تہمتوں سے جو انپر اور ان کی ماں پر لگائی گئی ہین پاک معصوم سمجھتے ہین مگر مولویصاحب فرمائیں کہ مرزا تو حضرت عیسےٰ کی نبوت کا قطعی منکر ہے وہ تو ان کو ماں بہن کی گالیاں دیتا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پہر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ عیسےٰ کو شیطانی الہام ہوا کرتے تھے لیکن جب کتاب دیکھی جائے تو یہہ مضمون ملیگا کہ انجیل مین تو یہہ لکھا ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوا کرتے تھے مگر اسلام کی حدیثوں مین آپ کی یہ صفات لکھی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شیطان سے آپ کو محفوظ رکھا کبھی آپنے شیطان کی پیروی نہیں کی ایک یہودی اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہو گئے تھے لیکن جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتنا نہین آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے خبیث ہیں وہ

لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہین۔

اب مولویصاحبان کا تو وہ ارشاد ہے اور مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا اسی قسم کے نہ ایک دو بلکہ صدہا ہزارہا اعتراض ہیں جو مولوی صاحبان کی طرف سے کئے جاتے ہیں کاش ایسے اعتراضوں سے تو خاموشی ہی اختیار کی جاتی تاکہ حضرات مولویصاحبان اتہام سازی کی گناہ سے محفوظ رہتے اگرچہ ہمکو مرزا صاحب سے کسی قسم کا تعلق و واسطہ نہیں ہے۔

تاہم مولویصاحبان کی ان خلاف دیانت و امانت کارروائیوں کو ہمنے ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا ہے کہ ہمارے خیال میں ہر منصف مزاج و اعتدال پسند انسان خواہ وہ مرزا صاحب کے دعوی کا کیسا ہی مخالف کیوں نہو اس قسم کی بیہودہ اور نامعقول حرکتوں کو تو کبھی پسند نہ کرے گا۔

یہ حرکتیں جسقدر لایق نفرت و قابل کراہیت ہین ظاہر ہی ہے لیکن ابھی حال میں پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کاٹنے کی جو تازہ مثال قایم کی گئی ہے وہ تو رو ہی دینے کے قابل ہے۔

ناظرین اسے ملاحظہ فرمائیں اور پہر سوچین کہ جوش نفسانیت و تعصب نے ہمارے علماء کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ مرزا صاحب کے ایک مرید تھے ڈاکٹر عبد الحکیم خان ابھی کچھ تہوڑا ہی عرصہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب سے پہر گئے ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جسکو حیرت کی نظر سے دیکھا جاتا نہ یہ کوئی ایسا امر تھا جس سے مرزا صاحب کے سچے یا جہوٹے ہونیکا نتیجہ نکالا جائے مگر مولویصاحبان کو اس سے کیا غرض۔ انہوں نے بلا تامل کہنا شروع کر دیا کہ چونکہ مرید کا پہر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے اسلئے اب مرزا کے کاذب ہونے مین کچھ بھی شک نہیں رہا اگر مرزا کاذب نہوتا تو عبد الحکیم خان اس سے کیوں پہر جاتے اور چونکہ وہ پہر گئے ہیں لہذا مرزا کاذب ہے۔ یہہ خلاصہ ہے مولوی صاحبان کے اُن خیالات کا جو اس معاملہ میں انہوں نے ظاہر کئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مولوی صاحبان نے مرزا صاحب کے جہٹلانیکے واسطے یہ قاعدہ تو گہڑ لیا کہ مرید کا پہر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے لیکن یہ نہ دیکھا کہ یہ قاعدہ مرزا صاحب کو لوگوں کی نظر مین جہوٹا بنا سکے یا نہ بنا سکے مگر اسلام کا قلع قمع ضرور کئے دیتا ہے اسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت سے مریدان سے پہر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے اکثر حواری مرتد ہو گئے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض بدبختوں اور بدقسمتوں نے روگردانی کی اب اگر مولویصاحب کے فرمانیکے مطابق مرید

کے مرتد ہو جانیکو پیر کے کاذب ہونیکی دلیل مانا جائے تو پہر ساتھ ہی سارے انبیا کو بھی جھوٹا ماننا پڑیگا معاذ اللہ من ذالک۔ مولویصاحبان نے بظاہر تو صرف مرزا صاحب کے جہٹلانیکے واسطے یہہ قاعدہ گہڑا لیکن فی الحقیقت مخالفین اسلام کے ہاتھ میں ایک تیز حربہ دیدیا ہے کہ جب جی چاہے اسلام پر چلائیں اور مسلمانوں کو ناقابل برداشت نقصان پہونچائیں مثلاً اگر کوئی شخص مخالفین اسلام مین سے مولوی صاحبان کے قاعدہ کا حوالہ دیکر یہہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی نہیں کیونکہ اونکی اکثر مرید انسے منحرف ہو گئے تھے پہر وہ یہ کہے کہ مسلمان حضرت عیسےٰ کو نبی مانتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز ہرگز نبی نہیں تھے کیونکہ ان کے حواری ہی اکثر مرتد ہوئے تھے۔ پہر وہ مولوی صاحب کا وہی قاعدہ بآواز بلند لوگون کو سنا کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کا ہی انکار کرے اور کہے کہ وہ سچے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں جب کہ مسلمانوں کے مولوی صاحبان صاف اقرار کر چکے ہیں کہ مرید کا پہر جانا مرشد کے کاذب ہونے کی قطعی دلیل ہے اور مسلمانوں ہی کی کتابوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان کے نبی سے بھی بہت سے لوگ مرتد ہوئے ہین اور اسی پر اکتفا نہ کرکے وہ زمانہ گذشتہ کے ساتھ زمانہ حال کے مرتدین کی ایک لمبی فہرست بھی مولوی صاحب کے آگے رکھے اور مولوی صاحب سے کہے کہ حضرت مولوی صاحب مسیلمہ کو تو آپ جانتے ہی ہونگے اور عبد اللہ سے بھی آپ بخوبی واقف ہونگے اور اگر کہیں بہول گئے ہوں تو پادری عماد الدین پادری صفدر علی پادری حسام الدین پادری احسان اللہ کو تو غالباً نہ بہولے ہونگے اور اگر ان کو بھی فراموش کر گئے ہوں تو ڈاکٹر احمد شاہ شائق حافظ احمد مسیح ماسٹر عبد الغفور کو تو نہ بہولے ہونگے پہر وہ خوب جتا کر بلکہ مولوی صاحب کا شانہ ہلا کر کہے کہ حضرت مولوی صاحب اول الذکر دو شخص ان لوگوں مین سے ہین جو آپکے نبی کے زمانے مین مرتد ہوئے تھے مسیلمہ وہ جسنے نہ صرف یہ کہ اسلام سے روگردانی کی بلکہ نبوت کا دعوی بھی کیا تھا اور عبد اللہ وہ جو نبی عربی کی وحی لکھنے کی معزز عہدے پر مامور تھا باقی لوگ آپکے ہمعصر ہین جو اسی زمانہ مین وقتاً فوقتاً مرتد ہوئے آخر الذکر تین آدمی تو بہت ہی تہوڑا زمانہ ہوا کہ اسلام سے روکش ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر سید احمد شاہ نے مذہب عیسوی اختیار کر لیا اور اسلام کی رد میں کتاب امہات مومنین لکھی۔ حافظ احمد مسیح بھی عیسائی ہوا اس نے بھی کئی کتابیں تصنیف کیں اور علماء دین کو [illegible]

مباہلہ کے لئے بھی بار بار للکارا عبد الغفور اسلام چھوڑ کر آریہ بنا اور دھرمپال کے نام سے مشہور ہوکر ترک اسلام اور تہذیب الاسلام دو کتابیں تصنیف کیں - پس ایحضرت مولوی صاحب جب آپ کے نبی کے پیرو اونکی وفات کے بعد بھی مرتد ہوئے اور خاص اونکے زمانہ حیات میں بھی تو پھر آپ کو اونکی نبوت سے انکار کر دینے اور اسلام کو خیرباد کہکر کسی اور گھر کی راہ لینے میں کیا پس وپیش بس ہوچکی نماز مصلے اوٹھا لیجے - اسلئے کہ آپ خود بھی تو یہ تسلیم فرما چکے ہیں بلکہ آپ ہی اس قاعدہ کے موجد ہیں - کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے اور آپ تو ایک ہی مرید کے مرتد ہوجانے پر پیر کے کاذب ہونیکا نتیجہ نکالتے تھے مگر آپ کے نبی کے تو بہت سے مرید مرتد ہوئے پھر تامل کیسا مسجد کو سلام کیجئے اور گرجے یا مندر کی راہ لیجئے اب سوچنا چاہیئے کہ مولوی صاحب کیطرف سے جواب ہونے نہونے کا توچنداں خیال نہیں اسلئے کہ اونکو تو اپنی زبان سے ملزم بنے اور پھر ڈھٹائی سے توتو میں میں کرنیکی عادت ہوگئی ہے وہ تو موقع بموقع جو چاہینگے فرماتے چلے جاینگے لیکن خیال جو کچھ ہے وہ ان عوام اہل اسلام کا جو بعلمی و ناواقفی کیوجہ سے مولوی صاحب کے اس قاعدہ کو صحیح تسلیم کرچکے ہوں انپر اس تقریر کا کیا اثر ہوگا اور جب وہ ایک طرف یہ دیکھینگے کہ ہمارے جبہ پوش وعمامہ بند مولوی صاحبان یہ بیان فرما چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکا ثبوت ہے اور دوسری طرف اونکو یہ معلوم ہوگا کہ انبیا علیہم السلام اور پھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بلاشبہ وشک لوگ مرتد ہوئے ہیں تو وہ کس نتیجہ پر پہونچینگے اور اونکے دل پر کیا گزرے گی مولوی صاحبان مرزا صاحب کے جھٹلانے اور کاذب ٹھیرانے کو تائید اسلام قرار دیتے ہیں لیکن یہ تو خوب ہی تائید اسلام ہے جو اسلام کی جڑھ ہی کاٹے دیتی ہے خدا ان مولویوں کی حالت پر رحم فرمائے اور ان کو ہوش دے یہ تو حد سے گزر گئے جوش تعصب میں جا و بیجا کچھ نہیں دیکھتے بس کفر کا فتویٰ دینا جانتے ہیں ان کو ذرا سی بات پر مخالف کیلئے تل جانا ہے غرض خواہ اس مخالفت سے اسلام کو ضرر ہی کیوں نہ پہونچتا ہو ان کو اپنے مخالف پر اعتراض جڑ دینے سے سروکار خواہ وہ اعتراض کیسا ہی لچر اور پوچ کیوں نہو ان کو نکتہ چینی سے مطلب خواہ اس نکتہ چینی کی زد ان کے کسی مسلم بزرگ پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو ان کو اپنی مخالف کی قول کی تردید سے کام خواہ وہ قول کیسا ہی موافق قرآن وحدیث کیوں نہو وہ کچھ نہیں دیکھتے کہ ہمارے قول کا نتیجہ کیا ہوگا وہ ذرا بھی نہیں سوچتے کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس سے کہیں ہمارے مسلمات پر پانی تو نہیں پھرا جاتا اسلام کو نفع پہونچے یا نقصان ان کا مدعا تو یہ ہے کہ کس طرح ہمارے مخالف سے لوگ بھڑک جائیں کسی ولی یا نبی کی تکذیب لازم آجائے تو بلا سے آجائے مگر وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا مخالف اعتراضوں کی بوچھار سے نہ بچنے پائے - انہوں نے اس قسم کی کارروائیوں کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ جھوٹے الزام لگا کر ہم اپنے کسی مخالف پر فتح پا جائینگے حالانکہ ان نامعقول حرکتوں سے کسی کو بھی کامیابی حاصل ہوئی اور نہ ہوسکتی ہے ہمیشہ ایسی حرکتوں کا انجام ذلت ورسوائی ہوا ہے الصاحب کون ہے جو کہ مرزا صاحب کے دعوے کی تردید نہ کی جائے جو علماء مرزا صاحب کو حق پر نہیں سمجھتے ان کا تو باعتبار علماء دین وپیشوائے ملت ہونے کے فرض منصبی ہی یہی ہے کہ وہ مرزا صاحب کے دعوے کی تردید کریں اور عوام اہل اسلام کو مرزا صاحب کا دعویٰ قبول کرنے سے باز رکھنے میں مساعی ہوں لیکن یہ فرض عقلی ونقلی دلائل پیش کرکے اور پند ونصیحت ذریعہ ادا ہونا چاہیئے نہ کہ لغو الزامات لگا کر اور شہر متاکہہ بہتان باندہ کر یا بیہودہ قواعد گھڑ کر اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی کارروائیوں سے ابتدا میں عوام کو مرزا صاحب کی طرف سے نفرت وبیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور جب وہ مولوی صاحبان کا یہ بیان پڑھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے پیغمبروں کو گالیاں دی ہیں آنحضرت اور اہل بیت آنحضرت صلعم کی سخت توہین کی ہے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور پھر خدا کا باپ لکھا ہے تو جوش کا ایک دریا ان کے دلوں میں موجیں مارنے لگتا ہے لیکن جیسے جیسے لوگوں کو یہ معلوم ہوتا جاتا ہے کہ یہ سراسر اتہام ہیں جو تعصب اور جوش نفسانیت کیوجہ سے لگائے گئے ویسے ویسے ہی لوگ بجائے مرزا صاحب سے متنفر ہونے کے حضرات مولوی صاحبان سے بیزار ہوتے جاتے ہیں - کیسی افسوس کی بات ہے کہ اتہام لگانے کیوجہ سے گنہگار اور خدا کے مجرم بھی بنتے ہیں اور پھر جس غرض سے یہ حرکت گوارا کرتے ہیں وہ غرض بھی حاصل نہیں ہوتی جس شخص سے ہم کو اختلاف ہو اس کی تردید کرنیکا حق تو ہم کو ضرور حاصل ہے لیکن کیا ہم اسپر جھوٹے الزام لگانے اور اسکی عبارتوں کا اسکے منشا کے خلاف مطلب بیان کرنیکے بھی مجاز ہیں اور کیا ہمکو یہ بھی لازم ہے کہ اسکی تردید کی غرض سے ہم ایسے کلمات زبان سے نکالیں جنسے ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب لازم آتی ہو استغفر اللہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اگر ہم خدانخواستہ ایسا کریں تو ہم سے زیادہ بدقسمت وبدبخت اور کون ہوسکتا ہے کاش حد سے متجاوز ہوکر افراط وتفریط کی راہ اختیار کرلینے والی ایک سنجیدہ اور حق پسند دل لیکر ہماری اس تحریر پر غور فرمایں ہمنے جو کچھ لکھا ہے وہ کسیکی تائید وتردید کے خیال سے ہرگز نہیں لکھا بلکہ محض اسوجہ سے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک جھوٹے الزام لگانا سخت نامعقول حرکت ہے اور پھر کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکالنا کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی توہین لازم آتی ہو اس سے بھی زیادہ نامعقول اور باعث روسیاہی ہر دو عالم مولوی صاحبان کی توتو میں میں اور اونکی خلاف انصاف کارروائیاں تو ہم مدت سے دیکھ رہے ہیں مگر ہمنے کبھی دخل نہیں دیا لیکن یہ پچھلی کارروائی دیکھکر ہم سے ضبط نہو سکا اور ضبط ہوتا کیونکر مولوی صاحب کے اس قاعدہ کی رد سے تو مسلمانوں پر وہ الزام قایم ہوتا ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا - اگر مولوی صاحب کا یہ قاعدہ صحیح ہے کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے تو پھر مسلمانوں کیواسطے اس سے زیادہ ماتم کی اور کونسی بات ہوسکتی ہے کہ انکے نبی کے پیرو بھی مرتد ہوئے لیکن ہم پکار کر کہتے ہیں کہ یہ مولوی صاحب کی ہٹ دھرمی ہے جسکی حقیقت میں کوئی اصلیت نہیں ہے اور مرید کا پھر جانا ہرگز ہرگز مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل نہیں - نہ عقلاً اور نہ نقلاً بدبخت وبدسرشت مرید ہمیشہ اپنے مقدس ور استباز مرشدوں سے مرتد ہوتے رہے ہیں اگر انکے ارتداد کو کسی مقدس کے کاذب ہونیکا ثبوت سمجھا جائے تو پھر کسی ایک نبی کا صادق ثابت کرنا بھی محال قطعی ہوجائیگا چونکہ مولوی صاحب کا یہ قاعدہ عقل ونقل کے بالکل ہی خلاف ہے اور اس سے تمام نبیوں اور سردار انبیا کا (نعوذ باللہ) جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اسلئے ہم اس سے بہ تمام تر صفائی نفرت وبیزاری ظاہر کرتے ہیں اور چونکہ ہمکو ایسے الفاظ نہیں ملتے جنکے ذریعہ سے ہم اپنی نفرت وبیزاری کا جیسا کہ چاہیئے اظہار کرسکیں اسلئے ہم اپنے اخبار کے ناظرین سے ملتجی ہیں کہ جو الفاظ اونکی نظر میں اظہار نفرت کیلئے - زیادہ سے زیادہ مناسب معلوم ہوں وہ ہی ہماری طرف سے بھی تصور فرمایں - ایسے قاعدہ سے جسکا عقل ونقل دونوں سے کوئی ثبوت نہو - نفرت! نفرت!! نفرت!!! ایسے قاعدہ پر جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ کی ذات بابرکات پر زد پڑتی ہو لعنت! لعنت!! لعنت!!!

ہم ظاہر کرچکے ہیں کہ ہمکو نہ جناب مرزا صاحب سے کچھ مطلب ہے نہ اونکے دعوے سے کچھ سروکار ہمنے جو کچھ لکھا ہے اظہار حقیقت الامر کی غرض سے اور مخلوق خدا کو مغالطہ سے بچانے کیواسطے لکھا ہے لیکن اگر کوئی صاحب اس سچے اور بلا رو رعایت بیان سے جھلاکر ہمکو بھی کوئی خطاب عطا فرمادیں یعنے قادیانی کافر یا مرزائی ملحد کہنا شروع کردیں یا یہ فتویٰ صادر فرمادیں کہ ایڈیٹر یونین گزٹ سے تماشہ کے طور پر بھی بات کرنا اپنی ماں کے ساتھ ستر ہزار بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے تو ہمکو اس کی بھی مطلق پروا نہیں کیونکہ ہمنے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کے خیال سے لکھا ہے اسپر اگر ہمکو کافر کہا جائیگا تو ہم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھینگے - سالا خیر ہمارا اس مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جنکی ہمنے بہا اور اج کل بڑی تعریفین کررکھی ہیں اور ہمارے بعض معاصرین نے جنکے مضامین کو بڑی خوشی سے شایع کیا ہے ایک نہایت ہی خطرناک آدمی ہیں ہمنے ان کی عجیب وغریب تحریروں کو پڑہا ہے اور انکے رسالہ کا دو ایک صفحہ بہت ہی غور سے دیکھا ہے جسمیں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مدار نجات نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنیوالے بھی اگر اعمال صالحہ بجالائیں اور خدا کی وحدانیت کے قائل ہوں تو ضرور نجات پائیں گے - تعجب ہے ڈاکٹر عبد الحکیم خان جو نجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہ سمجھیں وہ تو آجکل ہمارے علماء اور بعض اڈیٹران اخبار کے نزدیک مسلمان اور بہت بڑے مسلمان لیکن مرزا صاحب جنہوں نے اسی وجہ سے ڈاکٹر عبد الحکیم خان کو عاق کردیا اور جو یہ کہتے ہیں کہ نجات پانا آنحضرت کو نبی مان لینے اور آپ پر ایمان لانے پر منحصر ہے وہ کافر اور کٹر کافر - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا افسوس کہ مرزا صاحب کے بغض کیوجہ سے لوگوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب فرماتے کیا ہیں بس صرف اتنا دیکھکر کہ وہ مرزا صاحب سے مخالف ہوگئے ہیں انکی ہاں میں ہاں ملانی شروع کردی ہمکو اس کارروائی سے بھی سخت اختلاف ہے اور ہم اس معاملہ میں مرزا صاحب کو بالکل حق پر سمجھتے ہیں اور اونکے اس قول کو کہ نجات کیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے بالکل راست وصحیح قرار دیتے اور نہایت وقعت سے دیکھتے ہیں ہمکو عبد الحکیم خانصاحب مسلمان کے قول سے مرزا غلام احمد کافر کا یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ڈپٹی سر ار احمد کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے

اور

اُن کے مغالطات پر اسلامیون کو اطلاع

مندرجہ ذیل مضمون کے چھاپ دینے کے لئے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے خواہش کی ہے۔ اس لئے اس کو چھاپ دیا جاتا ہے۔ اڈیٹر الحکم

ڈپٹی صاحب کا انٹروڈیوس (تعریف و شناسائی کا بیان) جو ایڈیٹر وطن نے اپنے پرچہ نمبر ۲ جلد ۶ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء مین کیا ہے۔ اس میں جو اُن کا دنیاوی رتبہ بیان کیا ہے کہ وہ بڑے دولتمند مالدار زمیندار ہین۔ سرکاری عہدہ دار رہ چکے ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ہم کو بحث نہین مگر جو اُن کا دینی منصب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ شاید ہی اسلامی ضروریات کا کوئی مسئلہ جس سے انسان کو سابقہ پڑسکتا ہے۔ ایسا ہو گا جو ان کے غور و فکر سے بچا رہا ہو (جس سے ایڈیٹر وطن نے مسلمانوں کو یہ جتایا ہے۔ کہ ڈپٹی صاحب [illegible] اسلام مین بھی رائے زنی [illegible] ہین اور اُن کا فیصلہ یا اسلامی [illegible] ہو سکتا ہے) اس پر بحث [illegible] فرض ہے۔ ایڈیٹر وطن کا یہ بیان غلط اور بالکل غلط ہے ڈپٹی صاحب سکھ مذہب چھوڑ کر مسلمان تو ہو گئے مگر اصول و فروع اسلام مین ان کو بہت ہی کم دخل ہے۔ دخل ہوتا کیونکر نہ انہون نے بعد اسلام اسلامی علوم حاصل کئے نہ علمائے دین کی صحبت مین رہے مسلمان ہوتے ہی سرکاری ملازمات ضلعداری پھر ڈپٹی کمشنری مین لگ گئے۔ پس جس عقل اور معلومات سے وہ نہر کے مقدمات آبپاشی وغیرہ کا ججمنٹ (فیصلہ) کرتے تھے۔ اسی عقل و معلومات سے اپنے خیال مین مسائل دینی [illegible] کرتے ہے [illegible] مین ان کے غور و فکر کا وہی نتیجہ ہو [illegible] چاہیئے تھا۔ جو ایک نومسلم اور ناواقف اسلام کا ہوتا ہے۔ ایڈیٹر وطن نے اس بارہ مین خود دہوکہ کہا یا اور مسلمانوں کو دہوکہ مین ڈالا ہے۔ وطن نمبر ۱۵ جلد ۶ مورخہ ۱۹ - مئی ۱۹۰۶ء مین آپ کا من گھڑت فیصلہ بابت جواز سود شائع ہوا تو خاکسار نے (جو ڈپٹی صاحب کا ان کے زمانہ سکھا شاہی اور ابتدائے اسلام اور ابتدا اور اختتام ملازمت سے آشنا اور ان کے علم و معلومات سے بخوبی واقف تھا) اس فیصلہ کو نہایت تعجب و افسوس سے پڑہا اور اس پر ۲۹ - مئی ۱۹۰۶ء کو ڈپٹی صاحب کے نام اس مضمون کا خط (جو وطن ۱۷ - اگست مین شائع ہوا ہے۔) لکھا کہ فتوے جواز سود آپ ہی کے دل و دماغ سے نکلا ہے (جیساکہ خاکسار کا گمان تھا۔ جو اُوپر ظاہر کیا گیا ہے) تو اس کو میرے سامنے پیش کرین اور اگر کسی مولوی مُلاّن نے آپ کو یہ فتویٰ لکھدیا ہے۔ تو اس کی نقل ارسال کرین۔ اس کا صحیح اور بے حیلہ جواب تو یہ تھا کہ آپ لکھہ دیتے کہ یہ فتوے میرے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ یا یہ فلان مولوی صاحب نے فتویٰ لکھدیا ہے۔ جسکی نقل ارسال ہے۔ مگر چونکہ ڈپٹی صاحب کے پاس کوئی فتوے جو کسی دلیل شرعی سے مستند ہو۔ موجود نہ تھا اس لئے انہون نے میرے خط کے جواب مین کوئی فتوے اپنا یا بیگانہ پیش نہ کیا۔ بلکہ میرے سوال کو ٹلانے کے لئے ایک یہ حیلہ نکالا کہ بجائے جواب سوال پر سوال کر دیا اور اُلٹا مجھے اپنے پندرہ سوالات کا جواب طلب کیا اور لکہا کہ پہلے اس کے کہ مین آپکے خط کا جواب عرض کرون۔ امورات ذیل دریافت کرتا ہون۔ پھر اُن سوالات کو گن سنایا اور اس سے پہلے تمہید کے ضمن مین کہا کہ جو مشکلات اور وقتین دین مین عائد ہوئی ہین وہ علما کی تنگ نظری سے عاید ہوئی ہین اسلام [illegible] ہے۔ جو بحکم الاسلام ہو الفطرۃ فطرتی ہو۔ تمدنی احکام دائمی نہین ہو سکتے وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین داخل نہین ہو سکتے۔ وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین داخل نہین ہو سکتے۔ پہلی سلطنتون مین اور علمائے اسلام کے خیالات مین غلطی و مغالطے سے وہ احکام اسلام سمجھے گئے تھے۔ مگر آخر زمانہ نے ان کو بیدا کر دیا اور اس مغالطے کو نکالدیا۔ پھر اس کی تمثیل مین

آپ نے پہلے چار مسائل (۱) مسئلہ جہاد (۲) ملازمت سرکاری (۳) تعلیم انگریزی (۴) لباس و صورت مین مشابہت اقوام غیر کو ذکر کر کے یہ جتایا ہے۔ کہ پہلے علماء اسلام جہاد کو فرض اور ملازمت سرکاری اور تعلیم انگریزی و مشابہت اقوام غیر کو بحکم حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم۔ جس نے مدت تک ستایا ہے۔ باپ بیٹون مین عناد ڈلوایا ناجائز جانتے تھے۔ اب جہاد کو ناجائز اور ملازمت اور تعلیم و مشابہت کو جائز جانتے ہین۔ زمانہ نے ان کو بتا دیا ہے۔ کہ ان کے پہلے خیالات مغالطات تھے۔ اور اب مولوی صاحبون کے فرزند کوٹ پتلون سے ڈٹے ہوئے اور داڑہیون کا صفایا کرتے ہین انہیں دمسئلہ مین پانچوین مثال حرمت سود کو بیان کر کے یہ جتایا ہے۔ کہ یہ بھی ویسا ہی ایک مغالطہ تھا۔ اب عام تاجر مسلمان سود لیتے دیتے ہین اور جو آدمی جہالت سے اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ تباہی کے بھنور مین گرتا ہے مسلمانوں کا کاروبار تجارت سود کے بغیر نہین چل سکتا۔ اب سُود کے لین دین کو آئیہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ نے جایز کر دیا ہے۔

اس پانچوین مثال کے متعلق آپکا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے۔ شروع مین تو آپنے حرمت سود کو بھی پہلی چار مثالون کی طرح مغالطہ قرار دیا اور یہ جتایا ہے کہ یہ صرف مغالطہ تھا۔ جو اب اُٹھ گیا ہے۔ حکم حرمت سود اسلامی حکم نہ تھا۔ علماء نے تنگ نظری اور جہالت سے اس کو حکم شرعی سمجھہ رکہا تہا اور اخیر میں اس کو آیت فمن اضطر کا محل اور مصداق ٹھہرا کر برخلاف دعوی سابق یہ کہا ہے۔ کہ سود لینا حرام تو ہے مگر اب مجبوری اور لاچاری سے جایز ہو گیا ہے۔ جیسے مردار یا سُور کا گوشت کہانا ہے تو حرام مگر بھوکھے مرنے کو کہا لینا جایز ہے۔ اس تمہید کے بعد آپنے وہ پندرہ سوال کئے۔ جن سے آپ کی غرض و مقصود یہ ہے۔ کہ حکم حرمت سود کے آگے ایک آڑ تنکے کو پہاڑ بنا کر کھڑی کر دی جاوے۔ تاکہ مسلمان دہوکہ مین آ کر ان مشکلات کی نظر سے سود کو حرام کہنے مین تامل کرین۔

خاکسار پہلے اس تمہید کا جواب دیتا ہے اور پھر ان سوالات پانزدہ گانہ کا جواب ایسا دے گا۔ جن سے سامعین کا پہاڑ ایک تنکا جو ذراسی پہونک سے اڑا جاتا ہے۔ نظر آوے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

تمہید کا جواب

تمثیلات اربعہ کے بیان سے ڈپٹی صاحب کی نسبت میرا خیال کہ وہ اصول و مسائل اسلام مین بہت ہی کم رکھتے ہین۔ سچا اور صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اس کے سوا ان کے دعوے کا اس سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان چارون مثالون مین ایک بھی ایسی نہین۔ جس مین پہلے مسلمانون نے غلطی کہائی ہو اور اب وہ غلطی ظاہر ہو کر نکل گئی ہو۔ بلکہ وہ سب مثالین اسوقت تک یکسان مسلم چلی آتی ہین۔ زمانہ کے تغیر و تبدل سے ان مین کوئی تبدیلی واقع نہین ہوئی۔

(۱) جہاد جیساکہ پہلے اسلام کا ایک رکن اعظم سمجہا جاتا تہا۔ اب بھی ویسا ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ کسی مسلمان نے اس کے فرض اور واجب العمل ہونے کا انکار نہین۔ ہان اس کے واسطے شروط ہین۔ جن کے بغیر نہ وہ پہلے زمانہ اسلام مین جائز یا واجب سمجہا گیا تھا نہ اب سمجہا جاتا ہے۔ (خاکسار کا رسالہ الاقتصاد فی مسائل جہاد ملاحظہ ہو۔ جو اردو فارسی انگریزی مین شائع ہو چکا ہے۔)

(۲) سرکاری ملازمت یا اور اقوام غیر کی ملازمت جیساکہ اب جائز مانی جاتی ہے ویسا ہی قدیم سے مسلم چلی آتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا شاہ مصر کی ملازمت کرنا قرآن مین مذکور ہے اور حضرت علی کا ایک یہودی کی ملازمت کرنا حدیث میں مذکور ہے۔ ہاں اس مین بہی یہ شرط ہے کہ جس کام کے واسطے ملازمت اقوام غیر کوئی کرے وہ کام فی نفسہ جائز ہو۔ اس کا معصیت ہونا متعین نہ ہو اور منصفی وغیرہ سول لائن کی ملازمتین ایسی ہی ہین۔ (ہمارے مضامین ثلاثہ کفار کی نوکری اقسام ملازمت پر اشاعۃ السنہ جلد پنجم و دہم و یازدہم مین ملاحظہ ہوان۔)

(۳) تعلیم انگریزی یا اور اقوام غیر کی زبان

شاہی حاذق طبیب لوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی کی تجویز

شفاخانہ فضل رحمانی میں وہی نسخہ جات عطا کئے جاتے ہیں جو شاہی حکیم مولوی نورالدین صاحب سابق طبیب ریاست جموں اور کشمیر کے سالہا سال کے تجربہ میں آ چکے ہیں۔ مریض کی صحت اور شفا کی گارنٹی کا دعوےٰ بیباکی اور جہالت ہے شفا دینا محض اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہاں ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس مرض کا جو علاج مولوی صاحب موصوف کے عام تجربہ میں مفید ثابت ہوا ہے اسے ہم بھی استعمال کرتے ہیں۔
اور نہایت نیک نیتی سے اجزا و نسخہ کو ترکیب دیتے ہیں۔ ہمارے واقف تجربہ کار قابلیت کے متعلق خود حکیم صاحب کی رائے ہے۔

حکیم نورالدین صاحب کی رائے

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمٰن میرے تجاربِ کے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں۔ نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ تقوےٰ سے کام لے گا۔ تو اس کو خود بھی اور اس کے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچے گا۔ آگے میرا یہ گمان ہے۔ نورالدین

... کہ مریض کے مفصل حالات آنے ... مشورہ کے بعد نسخہ طیار ہوگا۔ آپ اگر خدانخواستہ کسی مرض میں ...

مندرجہ ذیل ادویات موجود ہیں

خصوصًا جالا۔ دھند۔ سبل۔ پھولا۔ ککرے۔ قیمت فی تولہ ...
سرمہ نورالعین (آنکھوں کی اکثر امراض کے لئے مجرب ہے ... قیمت فی تولہ ...
{آتشک کی گولیان} قیمت ...
آتشک کی ٹکیان {فی ٹکیہ ... سفوف جریان ...
چند روز کے استعمال سے انشاء اللہ ... ثابت ہوگا۔ قیمت ...
سفوف سوزاک } ۱۲ خوراک قیمت ...
... بادگولا ... مفید ہیں۔ بفضل تعالیٰ ...
حب طحال } قیمت فی ڈبیہ ...
... فی ڈبیہ ...
... دوا حکیم حاذق مولوی ... صاحب کی ...
... لوگوں کو فائدہ ...
اودیہ ہیں۔ کچھ گولیاں اور کچھ ...
... ادویہ کی قیمت ...
... محصول ڈاک ... درخواست ...

... فضل الرحمٰن ... مہتمم شفاخانہ فضل رحمانی ...

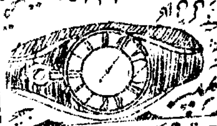

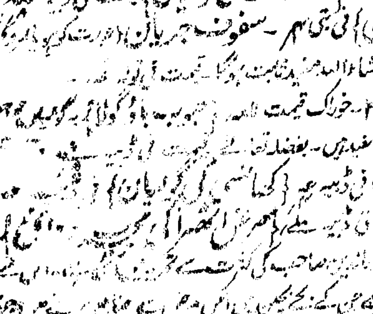

ایک لاکھ سرمہ {اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے} تقسیم ہو چکی

(ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین)

فیشل استاد واہر لگا اور آنکھیں صاف ہوگئیں (سرمہ نور) کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول الماء تک میں فائدہ کیا اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند۔ ... پانی بہنا۔ پڑبال۔ خارش موتیابند ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے کھو دیتا ہے ...
معززین و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں ...
کیضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہوں گے درخواست طلب ...
جوابی کارڈ آنا چاہئے {سرمہ نور خاکی فی تولہ ... سرمہ سیاہ ... فی تولہ ...}

کمرچ بالا نشیمن

... ایسے کہ ... کے واسطے پائدار ... صورت کوٹرا ہے ... نقصان ...
اگر ... کا اطمینان۔ محصول بذمہ ...
... نورکا کوری ضلع لکھنؤ ...

... کارخانہ سرمہ نور کاکوری

کھانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی ... دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے
ہاتھوں سے نہیں چھوا جاتا
فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے
اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

... سال سے زیادہ تک
سکاٹس امیلشن
... کا مقابلہ کیا ہے
... مستند علاج امراض جگر

[illegible]

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

[illegible] کمپنی لاہور ہندوستان [illegible] مقصد ذیل جو بات سے [illegible] کارخانوں اور تجارت [illegible] لگایا جاتا ہے [illegible] کو فائدہ پہنچتا ہے [illegible] کے ہاتھ میں انتظام ہونے کی وجہ سے [illegible] کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت [illegible] انتقال کر چکے ہیں ان کے پس ماندگان کو بلا حیل حجت کے [illegible] ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ [illegible] کمپنی کی خوش معاملگی اور [illegible] شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ [illegible] ہندوستانی باشندہ [illegible] کو مدنظر رکھے گا تو وہ ہو جائے گا۔

[illegible] کرانا چاہئے۔

آج وقت ہے کہ آپ اس [illegible] اور دیگر عزیزوں کے لئے ایک معقول رقم چھوڑ جانے کا انتظام کریں [illegible] کا سرکاری مطالعہ آپ کو ہمارے [illegible] کی صحت کا [illegible] نام و پتہ لکھ کر پہنچانے پر سب پکش [illegible] آپ کی خدمت میں [illegible] پہنچ جائے گا۔

موہن لعل منیجر [illegible] یا درخواستیں بنام لاجپت رائے

[illegible] ہندوستان بیمہ کمپنی لاہور آنی چاہئے

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے [illegible] کارخانہ کثرت سے بڑھ گئے ہیں۔ بلحاظ قدومت اب [illegible] عطر و تیل وغیرہ [illegible] صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ [illegible] نمونہ طلب کریں۔

المشتہر۔ حافظ محمد عبد الصمد و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

بچے کو ہمیشہ راحت ہے

[illegible] کے استعمال سے کمی قوت باہ و دماغ کی کمزوری خون کم پیدا ہونا۔ بدن کا ہل رہنا۔ [illegible] بھوک کا کم لگنا۔ دماغی محنت کرنیوالوں کیواسطے حقیقت میں بے بہا ہے قیمت دو روپے [illegible] کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زایل کر چکے ہیں خواہ کسی بات سے زیادہ [illegible] کے استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے قیمت ۲ ماشہ [illegible] اس کا نمونہ نہیں دیا جا سکتا۔

نخل مراد۔ یہ [illegible] ہے۔ جو مشک و غیرہ میوہ جات سے مرکب کر کے طیار کی ہے۔ جو چند روز میں اپنا اثر دکھا کر بدن کو قوی کر کے باہ و دماغ و دل کو از حد قوت بخشکر خون صالح پیدا کرتی ہے [illegible] روپیہ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے جس کے چند روز کے استعمال سے جالا۔ پھولا۔ دھند۔ آشوب چشم۔ [illegible] آنکھوں سے پانی بہنا۔ کمی ابصارت۔ ناخنہ وغیرہ کو بہت جلد رفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے قیمت فی شیشی ایک روپیہ ۱۰

سنون دندان۔ [illegible] مسوڑوں کا پھولنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں میں [illegible] لگنا دانتوں کا زرد ہو جانا [illegible] امراض بہت جلد رفع ہو کر [illegible] ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی بکس چار آنے ۴

المشتہر حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ [illegible] دہلی

کارخانہ عطر فرحت افزا [illegible]

اگر آپ کو عمدہ تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے [illegible] کارخانہ [illegible] خوش ہو جائینگے گلاب ۲ [illegible] مشک [illegible] چنبیلی ۲ [illegible] تیل فی شیشی [illegible] ہو جاوے گی۔

کبھی اسلام میں کبھی ممنوع نہیں سمجھا گیا۔ قرآن

آیۃ ۔ اختلاف السنتکم

بلکہ اس کو جایز کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضی کو عبرانی سیکھنے کی اجازت دے کر اس کو جایز کیا ہے۔ پھر کسی مسلمان عالم نے عدم جواز کا فتوے نہیں دیا (اشاعۃ السنہ جلد ۵ نمبر ملاحظہ ہو) معلوم نہیں ڈپٹی صاحب کو کسی زمانہ میں جواز کا فتوے دینا علماء اسلام کا کہاں سے معلوم ہوا۔

(۴) اقوام غیر سے جن امور میں مشابہت ابتداء اسلام سے ممنوع مسلم چلی آئی ہے انہیں امور میں اب بھی ممنوع مانی جاتی ہے نہ پہلے مطلقاً منع ہوئی تھی نہ اب مطلقاً جایز ہے۔ حدیث۔ من تشبہ بقوم فھو منھم نے کبھی نہیں ستایا اور نہ باپ بیٹے میں عناد ڈلوایا اور نہ کسی امر جایز کو حرام کیا۔ جو امور اس کا پہلے سمجھا جاتا تھا وہی اب بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیل جلد ۴ اشاعت السنہ میں ملاحظہ ہو) آپ نے حدیث کی نسبت ستانے اور عناد ڈلوانے کے الفاظ کہہ کر تمام مسلمانوں کا دل دکھایا اور چکڑالوی اور نیچریوں اور عیسائیوں کو خوش کیا۔ آپکا نو مسلم ہونا ایسا ہی حکم دیتا ہے تو یہ اسلام کے لئے موجب ننگ و عار ہے۔ اس حدیث کی رو سے پہلے زمانہ میں ڈاڑہیاں منڈوانا حرام اور مونچھیں بڑھانا حرام سمجھا جاتا تھا۔ تو وہ اب بھی حرام ہے اور اس پر اتفاق جملہ مذاہب اسلام ہے ڈپٹی صاحب سے تعجب ہے۔ کہ وہ اس حکم اسلام کو منجملہ مغالطات شمار کرتے ہیں اور ڈاڑہی کا صفایا کرانے کو رفع مغالطہ قرار دیتے ہیں پھر زیادہ تعجب یہ کہ وہ اب تک خود بھی اس مغالطہ میں مبتلا ہیں۔ اور عملاً اس غلطی و مغالطہ کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ جیسا کہ رفع مغالطہ حرمت سود میں عملاً کوشاں ہیں۔

(۵) پانچویں مثال کے متعلق چونکہ آپکا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے لہذا اس کا جواب بھی دو مختلف وجوہ سے دیا جاتا ہے۔ اگر آپکے نزدیک ابتداء اسلام سے حرمت مطلق سود مسلم چلی آتی ہے اور اب صرف بوجہ مجبوری و ضرورت وقت بحکم آیت "فمن اضطر" وہ ممانعت اٹھ گئی ہے اور جواز کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ تو پھر اس کو مغالطات قدیمہ اہل اسلام سے شمار کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں آپ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے۔ کہ آیت میں حالت اضطرار سے وہ حالت مراد ہے۔ کہ انسان مخمصہ یا ابتلاء کفار میں مبتلا ہو۔ اگر حرام نہ کہاوے تو اس کی جان جاتی رہے یا ایمان جائے اور جو اضطرار آپنے سود لینے دینے کی صورت میں فرض کر لیا ہے اس کا اثر جان جانے تک نہیں پہنچتا وہ اثر صرف دولت کی کمی یا تجارت میں عدم ترقی ہے لہذا اس آیت نے (جو جان جانے کے خوف کے وقت سور یا مردار کھا لینے کو جایز کرتی ہے) سود لینے کو (جس کے نہ لینے بقول آپ کے صرف مالی نقصان ہوتا ہے) کیوں کر جایز قرار دیا ہے کیا سود نہ لینے سے آدمی کی جان جاتی ہے اور اگر آپ کے نزدیک حرمت مطلق مسلم نہیں بلکہ وہ اس قید سے مقید ہے کہ سود زیادہ لیا جائے جس کو آپ لویری کہتے ہیں تو پھر اس کو حالت ضرورت و مجبوری و اضطرار سے مخصوص کرنا اور آیت "فمن اضطر" کا مورد اور مصداق کوئی وجہ نہیں رکھتا تھوڑا سود لینا جس کو آپ بینکنگ انٹرسٹ کہتے ہیں) جایز ہے تو ہر حال جایز ہونا چاہیئے۔ پھر اس کو حالت اضطرار میں جایز کہنا اور آیت فمن اضطر کا مورد اور مصداق بنانا کیا معنے رکھتا ہے۔

اس تمثیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی صاحب ہنوز سود کی جایز و ناجایز صورت کو خود بھی نہیں سمجھتے۔ کبھی جواز سود کو حالت اضطرار سے مخصوص کرتے ہیں۔ کبھی جواز میں تھوڑا ہونے کی قید لگا کر ہر حالت میں اس کو جایز بتاتے ہیں اور اس پریشانی اور مختلف بیانی میں اپنی کلام کو خود نہیں سمجھتے اور خیال میں نہیں لا سکتے۔ اور معہذا علت و جواز سود کے مفتی اور سود لینے کی ہدایت میں مسلمانوں کے لیڈر بن بیٹھے ہیں۔ لیڈر ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ جو اپنی بات کو بھی نہ سمجھیں یہ تو ان تمثیلات خمسہ جزئیہ کا جواب ہے اب اس اصول کلی ڈپٹی صاحب کا کہ احکام تمدنی۔ دائمی نہیں ہو سکتے۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ لہذا وہ احکام اسلام میں جو فطرتی ہیں داخل نہیں ہو سکتے۔ جواب دیا جاتا ہے ناظرین توجہ سے سنیں۔ یہ اصول ڈپٹی صاحب نے ان نیچریوں سے لیا ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ مذہب صرف روحانی اور اعتقادی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ جسمانی امور اور دنیاوی اعمال سے اس کا تعلق نہ ہونا چاہیئے۔ انہیں کا یہ مقولہ ہے۔ کہ دنیاوی اور جسمانی امور سے ہم جو چاہیں۔ پسند کریں۔ جو چاہیں کھائیں جو چاہیں۔ پہنیں۔ مذہب کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں ہم کو زمانہ کی رفتار کے موافق چلنا چاہیئے نہ مذہب کی ہدایت پر انہیں کا یہ مقولہ ہے۔ زمانہ بدلے تو تم بھی بدل جاؤ ان کے ایک ہم خیال مگر بظاہر ہندو سے ہم نے بگوش خود یہ سنا کہ یہ کیا مذہب سالا (خربوزہ) کھانے پینے سے جاتا رہتا ہے۔ نیچریوں نے یہ اصول ان عیسائیوں سے سیکھا ہے۔ جو شریعت تورات کو طاق میں رکھ کر صرف عقیدہ تثلیث اور مسیح کی محبت و عقیدت اور الوہیت کو مذہب قرار دے چکے ہیں اس اصول نیچریہ و عیسائیہ کے دو جواب ہیں ایک تحقیقی (جس میں کسی مذہب پر کوئی الزام نہیں ہوتا صرف تحقیق و اظہار حق بدلیل عمل میں آتا ہے۔ دوسرا الزامی جس میں انہیں لوگوں کے عمل یا اعتقاد سے ان کے اصول کا رد کیا جاتا ہے چونکہ آج کل تحقیق و انصاف و دلیل کی بات اکثر قلوب پر وہ اثر نہیں کرتی جو الزامی بات اثر کر لیتی ہے۔ لہذا پہلے ہم الزامی جواب کو پیش کرتے ہیں۔ عیسائیوں کے خطاب میں ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ کھانے پینے اور قوانین تمدن اور آئین حکومت و سلطنت میں آپ لوگوں نے شریعت تورات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جن چیزوں کو توریت نے ہم حرام کیا ہے ان کو آپ شوق سے نوش جان فرماتے ہیں۔ جن احکام کو قانون سیاست بنایا ہے ان کو آپ لوگ لغو جانتے ہیں مگر ہنوز بعض احکام معاشرت شریعت توریت کے آپ لوگ پابند ہیں مثلاً محرمات ابدیہ (جیسے ماں یا حقیقی بہن یا بیٹی یا پوتی) سے نکاح نہیں کرتے اور اس کو جایز نہیں رکھتے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ امریکہ میں ایک نام کے عیسائی جنٹلمین آزاد منش نے اپنی پوتی سے شادی کر لی تو اس پر کلیسا کے تمام اعیان نے لے دے کی یہاں تک کہ اس کو وطن سے ہجرت کرنی پڑی اس قسم کے نمونہ شریعت آپ لوگوں میں پائے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مذہب صرف روحانی امور عقیدہ تثلیث و محبت مسیح سے تعلق رکھتا ہے زبانی حساب و کتاب ہے دل سے آپ ایسے امور کو بھی داخل مذہب سمجھتے ہیں۔ جن کو تمدن اور معاشرت سے بھی تعلق ہے۔ نیچریوں کے خطاب میں ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ لوگوں نے بہت سے امور متعلق معاشرت میں مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ مرد ہو کر سونا ریشم پہنتے ہیں اور اس کو جایز جانتے ہیں بامہر طور یا کا صفایا کراتے ہیں اور اس کو جایز سمجھتے اور پسند کرتے ہیں اور منہ پر داڑہی رکھنے کو حماقت اور جہالت کا اثر سمجھتے ہیں مگر بہت سی چیزیں خورد و نوش کی عیسائیوں کی طرح آپ لوگ جایز نہیں رکھتے۔ سور کو حلال نہیں کہتے جیسا کہ سود کو حلال کہتے ہیں حالانکہ سود اور سور بجز لفظی فرق دال و را کے کوئی فرق سر مو نہیں۔ نکاح کے احکام میں بالکل شریعت ظاہری جسمانی کے تابع ہیں۔ پھر آپ لوگ کیوں کر کہہ سکتے ہیں کہ مذہب صرف روحانی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ جس روز عیسائیوں سے بڑھ کر اپنا عمل دکھائیں گے۔ سور۔ بکری زوجہ ہمشیرہ کو یکساں کام میں لانے کو جایز کہیں گے اس دن آپ کو یہ کہنا زیبا ہوگا کہ مذہب کو معاشرت اور تمدن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس جواب کی مزید تحقیق و تشریح ہمارے مضمون جو نماز میں کرنا پڑھنے کے متعلق حکم شریعت میں بضمن جلد ۱۲ ہو چکی ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے تو کمال حظ و لطف اٹھائیں گے۔

تحقیقی جواب اگر آپ خدا تعالیٰ کو عالم الغیب الحکیم اور قادر مانتے ہیں اور اس کے رسولوں کو تبلیغ احکام شریعت میں صادق القول اور خطا بشری سے معصوم اور محفوظ جانتے ہیں۔ تو اس کو لازم ہے اور مومن ہونے کی عین شرط ہے۔ کہ شریعت کے جملہ احکام کو متعلق مذہب ہوں۔ خواہ متعلق معاشرت (یا یوں سمجھو کہ متعلق معاد ہوں یا متعلق معاش) اور وہ شارع کی طرف سے بعد تغیر و تبدل مناسب وقت شریعت قرار پا چکے ہوں۔

ناقابل تبدیل و ترمیم سمجھین اور ان احکام پر یہ ایمان رکھین کہ خواہ زمانہ مین ہزار انقلاب ہو اور دنیا کے مختلف اقالیم مین مختلف طبائع کے ہزار اشخاص پیدا ہون روئے زمین مین آئے دن نئی حکومت اور نئی رعیت پیدا ہو۔ لوگوں مین مختلف صورتین کسب معاش پیدا ہون۔ احکام اسلام ہر زمانہ مین ہر اقلیم مین ہر شخص کے لئے ہر زمانہ ہر صورت ہر حکومت مین ہر نوع کے کسب تجارت کے لئے یکسان ہدایت اور فایدہ بخش ہین اور خدا تعالےٰ حکیم و علیم قادر نے ان سب زمانوں اقالیم اشخاص واسباب معاش کا علم رکھہ کر ان احکام کو صادر فرمایا۔ اس مین خدا تعالےٰ سے غلطی و بھول و ناعاقبت اندیشی سے غفلت نہین ہوئی۔ قرآن مین ارشاد ہے۔ وما کان ربک نسیا۔ اور اس کے رسول مقبول سے ان احکام کی تبلیغ مین غلطی اور خدا تعالےٰ کی نافرمانبرداری نہین ہوئی قرآن مین فرماتا ہے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیک الا البلاغ۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ وما ینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحیٰ۔ [illegible] ہر زمانہ [illegible] ہر حکومت اور ہر حالت [illegible] کی تفصیل اگر ہم نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق۔ وراثت وغیرہ کے فواید و ضرورت کے بیان سے کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائے۔ لہذا بجائے اس تفصیل کے ایک نظیر کے بیان پر اکتفا کرتے ہین کہ کسی حکیم حاذق اور ڈاکٹر ماہر نے کونین ایک ایسی دوا تجویز کر دی ہے جو اس وقت تمام ملکوں یورپ و ایشیاء (ہندوستان و پنجاب وغیرہ) کے مختلف طبائع کے تمام اشخاص کے لئے (بجز بعض شاذ و نادر اشخاص کے جن کی طبیعت [illegible] اس دوا کے فایدہ اٹھانے سے کوئی عارضی مانع موجود ہو) مفید ثابت ہوئی ہے اگر کیا عموماً آسمانی مذاہب کو اور خصوصاً اسلام کو برحق قرآن کو کتاب آسمانی ماننے والوں کے نزدیک خدا تعالےٰ عالم الغیب قادر مطلق اور حکیم برحق اس فاکٹر کے برابر بھی نہین کہ اس نے مختلف انسانون کو

مختلف اقوام کے لئے ایک ایسا قانون بنا دیا۔ جو ان سب کے لئے یکسان مفید نہ پڑا۔ اور اخیر زمانہ کے لوگوں کو اس قانون کا بدلنا پڑا۔ کیا اس امر کی تجویز مین خدا تعالےٰ پر لاعلمی کوتاہ اندیشی جہالت وحماقت کا الزام قایم نہین ہوتا۔ اور اس صورت مین خدا تعالےٰ کی نسبت ایسا گمان و الزام قایم نہین ہوتا اور اس صورت مین کیا خدا تعالےٰ کی نسبت ایسا گمان والزام قایم کرنیوالا مسلمان کہلا سکتا ہے؟ حاشا و کلا۔ تعالی اللّٰہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

تمہیدی باتوں کا جواب ادا ہوا اب آپکے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

سوال اول وہفتم۔ اس وقت ہندوستان مین کسقدر مسلمان ہون گے۔ جو سود کی داد و ستد سے بچین گے	جواب سوال اول وہفتم تیرے پاس

یا کسی اور کے پاس ہے کہ گورنمنٹ کے پاس کوئی رجسٹر ہوتا۔ تو مین اس رجسٹر کو دیکھکر ان کی تعداد بتاتا۔ آپکے پاس رجسٹر ہے۔ تو آپ سود لینے دینے والون کی تعداد بتاویں اور ہم اس سوال کو ندامت و افسوس سے واپس لین

جواب سوال (۲)

(۲) سلطنت ایران مین جو [illegible] کیون اسلامی بنک [illegible] جاری [illegible] جو اسلامی سلطنت [illegible]	[illegible]

بیان کرین کہ حضرت سلطان المعظم [illegible] کے خلیفۃ المسلمین [illegible] اگر تمام روئے زمین کے [illegible] اس کا شرعی ثبوت [illegible] کے خاص مسلمانوں [illegible] مگر تھوڑی تکلیف اٹھا کر پہلے منظر [illegible] اور [illegible] دیکھئے [illegible] مولفہ سید اکبر حسین صاحب [illegible] اور اشاعۃ السنۃ جلد ۹ صفحہ ۲۷۴ [illegible] ملاحظہ فرما کر جواب دین اور اگر خاکسار اپنی [illegible] خلیفۃ المسلمین مین تو پھر شاہ ایران کو کیون کر آپنے خلیفۃ المسلمین نہین کہا کیا وہ اپکی حدود سلطنت کے خلیفۃ المسلمین نہین ہین اس کے بعد آپکے یہ دوسرا سوال ہے۔ آپکے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ فخر الاسلام و فخر المسلمین حضرت سلطان المعظم نے ایسے بنک جاری کر رکھے ہین جس مین مسلمانوں سے سود لیا اور ان کو دیا جاتا ہے۔ کیا کوئی فرمان حضرت سلطان المعظم کا یا ان کے نائب کسی شخص کی تحریر آپکے پاس ہے؟ اگر ہو

تو پیش کرین یا صرف اخباری گپ ہے یہی سوال سلطنت ایران مین مسلمانون کے سود لینے دینے کی نسبت ہے۔

تیسرا سوال کیا حضرت سلطان المعظم یا شاہ ایران نے ایسے بنک کے جایز ہونے کی نسبت اپنے اپنے مذہب کے علماء و مشائخ سے عموماً اور شیخ الاسلام سے خصوصاً فتویٰ جواز سود لے کر شائع کئے ہین؟ اور ان کی نقل آپکے پاس ہے؟ یا صرف اپنی رائے اور ان کے دنیاوی مشیرون کی رائے سے یہ بنک اور مسلمانون سے سود کا لین دین جاری کیا ہے اگر فتویٰ شرعی علماء وقت سے مسلمانون مین سود کا لین دین اور بنک جاری کئے ہین تو انکی نقل آپ پیش کرین اور اگر ان کی اپنی رائے سے بنک جاری ہوئے ہین۔ تو آپ سے یہ چوتھا سوال ہے کہ کیا کسی سنی (حنفی یا شافعی وغیرہ) یا شیعہ مذہب مین کسی اسلامی بادشاہ کو وہ فعل جس کی نسبت شریعت اور علماء شریعت سے فتوےٰ نہ لیا گیا ہو بلکہ صرف دنیاوی مصالح اور ملکی اغراض کی نظر سے بلا اجازت شریعت کیا گیا ہو۔ مسلمانوں کے لئے دستاویز ہے؟ اور اس کی سند قرآن یا حدیث یا کتب فقہ مین کہان پائی [illegible] ہے۔ اور اگر آپ لوگوں کا خیال اور اعتبار ہو کہ اسلامی سلطنت کا ہر ایک عمل ورواج انکی دستاویز ہے گو اس کے جواز پر کوئی فتوےٰ یا مذہب کی شہادت نہ ہو پھر آپ لوگوں [illegible] پانچوان سوال ہے کہ بعض اسلامی سلطنتوں مین شراب خوری۔ قمار بازی [illegible] زنارکاری بھی جاری و مروج ہے۔ پھر کیا آپ صاحبان ان کی دستاویز سے کوئی اسلامی زنارخانہ (چکلا) اسلامی شراب خانہ۔ اسلامی قمارخانہ بھی جاری کرنا تجویز کرین گے۔ جیسا کہ اسلامی بنک جاری کرنا چاہتے ہین۔ ایسا کرینگے۔ تو آپ یقیناً مسلمانون کو دولت سے مالا مال کر دینگے اور بہت لوگ آپکے معاون ہو جائینگے آپکے ایک دوست و ہمخیال دقوت بازو اور آپکے مضامین کی اشاعت کے لئے بڑے حمایتی انجمن [illegible] جن کا ہم ابھی نام نہین بتاتے امید ہے کہ وہ اپنا نام خود بتاوینگے۔ مین نے بمقام لاہور پوچھا کہ اگر آپ بلا لحاظ جواز شرعی و فتوے شریعت مسلمانون کو مالدار بنانا چاہتے ہین تو کیوں نہیں (حضم) ڈالکر رنڈیون کو جو حسن و جمال مین پری پیکر ہون۔ نوکر رکھ [illegible] تجارت

شروع نہیں کر دیتے جس پر آپ فرمانے لگے کہ مین تو مسلمانون کی ترقی دولت کے لئے اس امر کو بھی جایز رکھتا ہون۔ بشرطیکہ وہ زنان مسلمان نہ ہون۔ پارسی ہون یا یہود لیجئے مبارکباد۔ یہ صورت ترقی دولت کی بنک سے بھی آسان ہے۔ اور اس سے ترقی دولت کے علاوہ جسمانی ونفسانی اغراض بھی آسانی سے حاصل ہوسکتی ہین یہ ان پانچوں سوالون کا آپ جواب دینگے۔ تو اس سے آپکے سوال دوم کا جواب خود بخود نکل آئیگا۔

(سوال ۳ و ۴) سود کے بغیر تجارت کا کام چل سکتا ہے تو اس کی مثالین بتائیں نہین چل سکتا تو کیا مسلمان تجارت کرنا چھوڑ دین	جواب ۳ و ۴ سود کے بغیر تجارت کا کام

بخوبی چل سکتا ہے مسلمانون کو تجارت سے کوئی مانع نہین ہے۔ اس کی مثالین بہت ہین۔ مگر مثالون مین جھگڑا پڑتا ہے۔ لا مناقشۃ فی المثال۔ لہذا مین مثال ایک بھی دینا پسند نہین کرتا۔ آپ بطور اصول کام نہ چلنے کی صورتین بیان کرین مین ان کے مقابلے مین کام چلنے کی صورتین بیان کرون گا۔ آپ مشکل سے مشکل صورت پیش کرینگے تو مین اس کو آسان کر دون گا۔

(سوال ۵) ہندوستان کے بادشاہون نے کبھی سود سے روکا؟ نہین تو کیون نہین؟ روکتے تو اس کا کیا اثر ہوتا	جواب ۵۔ اگر آپ بیان کرین گے

کہ ہندوستان کے دیندار بادشاہون نے لین دین سود کو جایز رکھا۔ تو مین اس کے مقابلہ مین روکنے کی بابت تفصیل کرون گا۔ تفسیر بہچری حقیقۃً دیندار ہونا آپ ثابت نہ کرین گے۔

(سوال ۶) جس قوم مین سود کا رواج ہوا کیا کوئی قوم بلا سود لئے دئے زندہ رہ سکتی ہے؟	(جواب) قوم اگر افراد

اشخاص کا نام ہے اور سلب قومیت اسوقت متصور ہے کہ اکثر افراد نہ رہین تو مین بڑے زور سے کہہ سکتا ہون کہ لاکھون مسلمان ہین جو سود نہین لیتے اور ہزارون ہین جو سود نہیں دیتے اور پھر وہ زندہ ہین۔

(سوال ۷) کتب فقہ مین کسی صورت مین سود کا لینا دینا جایز بھی لکھا ہے	(جواب) کتب فقہ مین

سود لینا لوگ کسی صورت مین بھی جایز نہین رکھا اور جن صورتون کا حکم ربوا سے فقہ مین مستثنےٰ ہونا لکھا ہے۔ جیسے حنفی اور مسلم مین دار الحرب مین ربوا اس کے یہ معنے نہیں ہین۔

کہ وہ ربوا تو ہے۔ مگر جایز ربوا ہے بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ حقیقۃً ربوا ہی نہیں ہے اور وہاں قضیہ سالبہ بسبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ۔ جو لوگ فقہ پڑھکر ان صورتوں کو ربوا محرم سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں انہوں نے فقہ پڑھکر اس کو ڈبو دیا۔ اور اپنے علم وفہم کو کھو لدیا ہے۔ ہان سود دینے کو فقہ میں بحالت اضطرار جایز رکہا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہیں۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جان یا ایمان جانیکا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہوئی روپیہ بڑہانے اور وضع امیرانہ قایم رکھنے کے لئے سود لینا اس مین داخل نہین ہے۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروّجہ عرب اور حال کے مروج بنکون مین کبھی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے (جوابات ۹ و ۱۰) مین نے نہ صرف ان صورتون کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شائع کر دیا۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہون۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہین کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل مین لاتے ہین۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریرین لکھنے اور سودی ڈگریان دینے سے گنہگار رہتے ہین؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے (جواب) مین کیا کہون خدا تعالےٰ فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے۔ مقدمات سود کے لکھنے والے بھی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد و مختار ہین منصف وجج بھی اگر چاہین تو وعدہ دار کو فہمایش کر کے سود چھوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہین۔ جو قانوناً بھی جایز ہے۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاوین تو سود رہنے کے لئے کیا حکم جاری کرین (جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے۔ لہذا مستحق جواب نہین ہے مگر چونکہ مجھے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہین رہ سکتا۔ سب سے پہلے مین ان فتاوی تحریرات کو جو اس وقت کے بعض علما سود نے جواز سود مین تحریر کی ہین۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کرون پھر ان علماء کو معقول وظیفہ دیکر [illegible] یا سیر [illegible] نہین کہ معطل بیٹھے رہین اور کہون لا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلا پر عمل کر کے جواز سود کے فتوے دینے سے تایب ہو کر [illegible] اور عیش کرو اور سرام کو [illegible]

نہ کھوؤ اور وہان کے لوگون کو حکم دون کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علماء سے کسی مسئلہ مین فتوی نہ لے پھر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جہوٹے اور غلط اقوال ملک مین شائع کرتے ہین اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام مین لگاؤن اور کہون کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فایدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے۔ ایسا ہی ان لوگون کو جو سود سے روپیہ لیتے دیتے ہین تجارت پر لگاؤن ان کو اور عام لوگون کو جو سود کا لین دین کرتے ہین آیات قرآن و احادیث نبویہ و روایات فقہیہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹاؤن

یہ آپ کے مغالطات کا اظہار ہے اسی مین آپ کے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپ کا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شرابخانہ جاری کرے اس مین اس مین سر موئے تفاوت نہین ہے۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء مین اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست ۱۹۰۶ء مین نوٹ دیدیا ہے (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے۔ علماء نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غائر کر کے فتوی دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونون جایز ہین۔ اسلامی سلطنتون مین بھی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہین پس اب مالدار لوگ روپیہ نکالین اور بنک جاری کرین (۲) ہندوستان کے مسلمانون کا اسوقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چھ کروڑ روپیہ منافع کا ضایع ہوتا ہے اور چھ کروڑ روپیہ ان کا غیر قومون کے ہاتھ سود مین جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہین ہے کہ مسلمان کم سے کم ایک سودی بنک دو دو لاکھ کے ہندوستان مین جاری کرین اور خاص لاہور مین پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کرین۔ جس مین سو سو کے پانچ ہزار حصے ہون اور اس مین [illegible] دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب [illegible] اور اس سے بیشتر مضمون مشتہرہ وطن نمبر ۱ جلد ۷ مین آپ نے یہی نفع نقصان کا حساب مذکور لگا کر ایک بات نمبر ۳ کہی ہے کہ مسلمان اسی [illegible] [illegible] روپیہ بیکار پڑا ہے [illegible] سودی بنک [illegible] ان کا [illegible]

یہی محض آپ کی مغالطات مین جن سے آپ نے مسلمانون کو دہوکا دیا ہے یا خود دہوکا کہایا ہے

پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علماء ہندوستان و عربستان وغیرہ بلاد میں شائع نہین ہوا۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا حنفی نے دار الحرب مین حربی اور مسلمان کے مابین سود کو جایز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علماء حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی بن گئے ہین انہون نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس سے بن نہین پڑا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہین ہوا۔ ایک مدت سے لاہور مین ایک مخفی کمیٹی چند علما کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک مین شائع نہین ہوا۔ مین نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبرون کے نام معلوم ہو جاوین تو ان سے مین بھی خط وکتابت کرون اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدون (۱۲-۸-۱۹) مین شائع کر چکا ہون ارسال کرون۔ اس مضمون کا خط بھی اس کمیٹی سے تعلق رکھنے والے اپنے عزیز دوست میان فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹرایٹ لا لاہور کے نام لکھا اور ان کے پاس ان تین جلدون کے متعدد نمبر بھی بھیجدئے۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑہا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدون کے بھی اس کے پاس پہنچے ہون گے مگر اس کمیٹی مین بھی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیون اور ممبرون سے اطلاع نہ جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہون یا کرین۔ مین [illegible] کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بھروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم ولیاقت کے گھمنڈ پر کہتا ہون کہ اس کمیٹی کا فتوی جواز سود پبلک مین مشتہر ہوا تو مین اس کو ایک منٹ مین [illegible] ایک جلسہ مین رد کر دون گا انشاء اللہ تعالیٰ بحولہ وقوتہ۔ [illegible] نہین ہے کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد [illegible] جواز سود [illegible] مسلمانون مین سے دلیل کتاب [illegible] اقوال فقہاء سے ثابت کر دے [illegible] [illegible] مسلمان

سایہ عاطفت [illegible] اسلامیہ [illegible] شاہنشاہ کے خزانے مین ان [illegible] کمان سے آگیا [illegible] اور چھ کروڑ نقصان کا قیاس کر سکتے ہین ڈپٹی صاحب کا حساب نہین ہے تو وہ سود دینے والون کی تعداد کی سند کسی جسٹر ڈکتاب سے بتا کر ہر سال ان کے چھ کروڑ روپیہ کا سود مین جانا ثابت کرین یہ ہم مانتے ہین کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دونون بہائیون شیخ محمد عمر نو مسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نو مسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس مین حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد لاکہون تک پہنچ گئی ہے ایسے ہی اور کتنے مسلمان ہین مگر کئی ارب روپیہ کہان اور اسقدر روپیہ پاس ہو بھی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہان۔

تیسری بات بھی اس لئے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑھ کر تجارت مین نفع ہے چنانچہ ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ کالم وسط مین صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ جو لوگ تجارت مین تجربہ اور روپیہ دونو کا منافع سے [illegible] وہ سود کی نسبت زیادہ ہے۔

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہمخیال اعتراض کرین گے کہ تجارت کیواسطے معاملات تجارتی کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے مسلمان مالدار ایسے لوگ تجربہ کار دیانتدار کہان سے لاوین اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جہان سے بنک کیواسطے اور بہت سے ڈائرکٹر تین سو منیجر اور ان کے ماتحت صدہا کارگذار لائین گے کیا ہندوستان بھر مین بنک کے واسطے تین سو منیجر دیانتدار صدہا کارگذار مل سکین گے۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے۔ یہ تجربہ کار تجار سودی کافی ہون گے۔ جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کرین گے۔ یہ بات قابل تسلیم نہین ہے اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کیواسطے دیانتدار منیجر اور بنک سے روپیہ لیکر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملین گے مگر جس صورت اور حالت مین کہ مسلمان مالدار اپنا روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا چند کمیٹیون کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کر دین تو اس صورت مین کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار آدمی نہ ملے گا۔

باقی آیندہ

اہلحدیث کی ایک اور دینی خدمت

اس سے پہلے ناظرین الحکم نے اخبار اہلحدیث کی ادن خدمات کا تو اعتراف کر ہی لیا ہوگا جوکہ ہم نے الحکم نمبر ۲۹ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء میں ذکر کرکے توجہ دلائی تھی اور ثابت کیا تھا کہ اخبار اہلحدیث کے ایڈیٹر میاں ثناء اللہ صاحب امرتسری کسی طرح بھی اپنے ان مقاصد و اغراض میں سچے اور پورے نہیں ہیں کہ دین اسلام وسنت نبی علیہ السلام کی حمایت واشاعت کرنا۔ اور کہ مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا" اگرچہ ان خدمات کے اعتراف کرنے کا تو بارہا ہمکو موقع ملا ہے مگر بعض بعض موقعے نہایت ہی قابل قدر میسر آجاتے ہیں۔ اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موقع کو جو ہمر دست میسر آیا ہے عزت کی نظر سے دیکھکر اسکی قدر کرکے مولوی صاحب کی داد دیں اور دکھلا دیں کہ دینی حمایت واشاعت کا مدعی فاضل کہانتک کوشش ومحنت سے سرگرمی دکھاتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے فاضل مذکور کے دماغ میں ڈاکٹر عبدالحکیم کے مرتد ہونے سے یہ سمایا ہے کہ دراصل جس نبوت کے مدعی کے پیرؤن میں سے مرتد ہو جاویں وہ جھوٹا نبی ہوتا ہے چونکہ دل پر آئی ہوی بات اور یقین میں جگہ پکڑا ہوا اعتقاد چھپ نہیں سکتا اسلئے جناب مولوی صاحب نے بلا خوف وخطر مرد میدان بن کر ایک مجلس میں ظاہر بھی کردیا جسکا ذکر اونکے ایک مداح نے اخبار اہلحدیث ۳۲ جلد ۳ میں چھپوا کر مولوی فاضل کے اعتقاد کی قلعی کھولدی۔

اس بیان کو پڑھکر سیرت انبیاء اور قرآن وحدیث وتاریخ کے واقعوں کو سخت تعجب و افسوس ہوا اور فاضل کی لیاقت اور قرآن وحدیث دانی پر آٹھ آٹھ آنسو نکل آئے کہ یہ کسطرح کا مولوی ہے جو نہ صرف قرآن وحدیث سے ہی انکار و فرار کرتا ہے بلکہ تواتر کا بھی منکر ہے چنانچہ اس کی تردید میں کئی ایک مضمون نکلے جس میں بڑی زور وشور سے ثابت کیا گیا کہ سنت اللہ انبیاء کے ساتھ یہی ہے کہ بعض دل کے کچے اور مکار دنیا سے محبت رکھنے والے ضرور بالضرور مرتد ہو جاتے ہیں نیز اون لوگون کے نام بتلائے گئے جو مرتد ہوئے ہیں اور تاریخ سے ہی ثبوت دیکر دکھلایا گیا کہ آنحضرت صلعم کے وقت کس قدر مسلمان مرتد ہوئے تھے یہانتک کہ مدینہ پر حضرت اقدس سیدنا ابوبکر علیہ السلام کے مبارک وقت میں حملہ کرکے مسلمانوں کو مٹا دینے کی ٹھان لی تھی۔ اور یہ ایک ایسا معقول ثبوت اور دندان شکن جواب تھا کہ مولوی فاضل کا قافیہ تنگ ہوگیا اور کچھ جواب نہ بن آیا۔ ارے میاں! جواب بن ہی کیسے آتا وہ تو پہلے اس بات کا قائل ہی ہے کہ ایسے نبی جنکے پیرو مرتد ہوں جہوٹے ہوتے ہیں پھر وہ جواب کیا خاک دیتا!! ہاں یہ بات ضرور تھی کہ علانیہ اقرار کرنا درست نہ تھا کیونکہ ایسا کہنا مصلحت کے خلاف تھا اور کہ مبادا پھر نہ کفر کا فتوے ٹہوکا جاوے جس کے محو کرنے کے لئے اون سے ناخون تک زور لگایا مگر پھر بھی ناکام اور نامراد رہا یعنے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب نے ہم کو ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ میں اپنے اربعین والے فتوے پر قائم ہوں۔ جس سے ہمارے نزدیک مولوی جی کا اتنک کوشش کرنا اور کلام المنین کی تالیف وتصنیف کا ناگوار بوجھ برداشت کرکے شائع کرنا کرانا رائیگان گیا۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔

اس کے بعد ہمارے دوست جناب سید قاسم علی صاحب دہلوی نے (جو حال میں اندھے پادری کو شکست فاش دے چکے ہیں) مولوی جی کی خدمت کرنی شروع کردی اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیچارہ مولوی گھبرا گیا اور بقول اس کے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا یہی مناسب سمجھا (اپنے مافی ضمیر پر قیاس کرکے) کہ ان تمام باتوں کا جواب بطور نمود کے یوں ہونا چاہئے کہ ثابت کیا جاوے کہ گویا نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نباشد) جناب مولانا شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم حضرت اقدس علیہ السلام سے دلی عقیدت نہیں رکھتے۔ کیوں نہ ہو ایسا ہوتا ہے بقول آنکہ ساون کے اندھے کو سب کچھ ہرا ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ آپکا اعتقاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صرف نمائش ہے جس کا ثبوت آپنے ایک بھری مجلس میں دیا تھا جسکا ذکر اخبار اہلحدیث ۳۲ جلد ۳ میں ہے بنابریں آپ نے یقین کر لیا کہ شاید جسطرح کہ میں ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے ایسا اعتقاد رکھتا ہوں کہ جس سے آنحضرت صلعم کی صداقت پر زد پڑتی ہے اس لئے شاید ایڈیٹر الحکم بھی ایسا ہی ہو۔ علاوہ ازیں فاضل نے اپنے آپ کو نیز اپنے ہم مشربوں اور ملاحوں کے یہودی ہونے کا بھی ثبوت دیدیا ہے جوکہ اخبار اہلحدیث ۳۲ جلد ۳ صفحہ ۶ کالم ۲ میں بایں الفاظ موجود ہے کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی تحسبہم جمیعًا و قلوبہم شتّٰی وہ بعینہٖ ہمارے حق میں ہے واہ خوب ایکیوں نہ ہو؟ ؎ جادو وہ ہے جو سر چڑھکے بولے اجی حضور ہم تو آپ پر اور آپکے ہم مشربوں اور مداحوں اور طرفداروں پر اوسی روز سے پر ایمان لاکر حق الیقین تک پہونچ گئے ہیں جس دن سے آپ نے خدا کے صادق رسول حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب علیہ السلام سے انکار وفرار کرکے یہود کے علماء کی طرح اون پر جرح وقدح کرنا شروع کیا ہے ہاں یہ بات ضرور تھی کہ آپ اقرار باللسان ہمارے ہاتھ بجا موجود نہ تھا سو آپنے نہایت مہربانی کہ جو اسکا مدرستی ہوئی وہ یوں اس اعلان کردیا کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی وہی آپ کے حق میں ہے مگر تعجب ہے تو صرف یہ ہے کہ آپ یہودی تو بنگئے اور اوسکا اقرار تحریری بھی کردیا مگر مسیح کیلئے کسی اور زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں حالانکہ یہودیت نے آپ پر اور آپکے ساتھیوں پر اسوقت اسقدر گہرا اثر کیا ہے کہ حق بات بھی نظر نہیں آتی جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہود کے فریسیوں اور فقیہوں کا حال تھا اوس سے نہ تو آپ کسی قدر کم ہیں اور نہ وہ آپسے کسقدر زیادہ تھے بہرکیف اس طرح اعلان کردینا ہی مفید ہے کیونکہ اس سے نتیجہ نکالنے والے آخرکار نتیجہ ضرور نکال ہی لینگے کہ جب آپ یہودی ہوگئے باوجود امت محمدیہ صلعم کے پیرو کہلانیکے تو مسیح کیوں اسرائیلی آوے؟ اسلئے ثابت ہوا کہ مسیح بھی دراصل اسی امت میں سے آنا تھا جو آگیا اور وہ بھی اوسوقت کہ جسوقت یہ امت یہود کی مانند ہوجاویگی اور اسکی علماء بالکل یہودیوں کی فریسیوں اور فقیہوں کا سا لباس پہنکر جلوہ گر ہونگے اور یہی آنحضرت صلعم نے پیشگوئی بھی کی تھی جسکا اس حدیث میں بھی ذکر ہے کہ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من قبلکم شبرًا بشبر و ذراعًا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لتبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ قال فمن متفق علیہ یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلوگے راہ اگلوں کی بالشت بالشت اور گز بگز یہانتک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی اونہی کی پیروی کروگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اگلوں سے یہود اور نصاریٰ ہیں فرمایا حضرت اور کون ہیں روایت کی اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ۔

غرض یہ ایک بڑی مفید بات ہوئی کہ خود ہی اپنے اخبار کے ذریعہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کا حال بیان کردیا اور یہ بھی بات ہے کہ سچی بات آخرکار منہ سے نکلے بدون نہیں رہ سکتی چنانچہ یہ تو آپ اقرار صالح ایک مجلس میں کر ہی چکے ہیں کر جھوٹے نبی کی بڑی نشانی یہی ہے کہ اوسپر ایمان لاکر کوئی ایک مرتد نہیں ہوتا اور اسلئے ممکن ہے کہ وہ بھی حمایت واشاعت دین اسلام وسنت نبی علیہ السلام کے دلیں جبکہ قرآن وحدیث وتواتر سے دکھلایا گیا اور ثابت کیا گیا کہ آنحضرت صلعم سے بہت سے قبیلے مرتد ہو چکے ہیں اور اب بھی بعض عقل کے اندھے ہو رہے ہیں آنحضرت صلعم کی صداقت کی نسبت یقینی طور پر شک پڑگیا ہوگا اور اسکا ثبوت اسطرح بھی ملتا ہے کہ اونہوں نے ان امور کی نسبت اپنے اخبار میں کچھ بھی لکھنے کی جرات نہ کی اور اس عدم ثبوت سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ دراصل اونکے دل میں آنحضرت صلعم کی بوقت قبیلے کے قبیلے مرتد ہونے ضرور بالضرور شک پڑگئے ہونگے کیونکہ اگر شک نہ پڑے ہوتے تو کم سے کم وہ اپنے زبان اور قلم سے اپنے مافی الضمیر کا حال لکھتا مگر اوس سے کچھ بھی نہ ہوسکا اسلئے ثابت ہوا کہ اونکا یہی ایمان ہے جو اونسے ایک بھری مجلس میں ظاہر کیا اور اسطرح آنحضرت صلعم پر اپنا ایمان صرف نمائشی ہے اور اس نمائشی ایمان کا اظہار شیخ یعقوب علی صاحب کے پیرایہ میں لوگوں کے آگے پیش کرنا مناسب خیال کیا کیونکہ یہ تو ممکن نہ تھا کہ آپ اعلانیہ طور پر وہ ظاہر کرتا کہ میرا یہ ایمان ہے کہ نبی کے ماننے والوں میں مرتد ہوں تو وہ جھوٹا نبی ہوتا ہے اور اسلئے آنحضرت صلعم کی صداقت میں مجھکو شک ہوگیا تو دھرم پال مرتد کیطرح اسکی بھی گت بنتی اور الہی تو دھرم پال مرتد کی کتابوں کے اصلی سیدھے جواب دیکھ کے سیدھے سیدھا ہوا ہے پھر اسکی تردید میں لوگ ٹلکے سیدھے کہنے اسلئے بقول اسکے کہ سانپ بھی مر جاوے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ تدبیر کی کہ اپنے مافی الضمیر کا حال اس پیرایہ میں بیان کیا جاوے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ یعقوب صاحب سے کوئی ایسی بات اعلانیہ یا غیر علانیہ طور پر بھی نہیں آئی جسسے کہ میاں ثناء اللہ صاحب نے کہ علانیہ طور پر ایک بھری مجلس میں بیان کیا

ذکر ے شاباش! شاباش!! شاباش!!! ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی

کہ وہ ربوا تو ہے۔ مگر جایز رکھا ہے بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ حقیقتہً ربوا ہی نہیں ہے اور وہاں قضیہ سالبہ بہ سبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ۔ جو لوگ فقہ پڑھکر ان صورتوں کو ربوا محرم سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں انہوں نے فقہ پڑھکر اس کو ڈبو دیا۔ اور اپنے علم وفہم کو کہو دیا ہے۔ ہان سود دینے کو فقہ میں بحالت اضطرار جایز رکہا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہیں۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جان یا ایمان جانیکا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہوتی [illegible] روپیہ بڑہانے اور وضع امیرانہ قایم رکھنے کے لئے سود لینا اضطرار میں داخل نہیں ہے۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروجہ عرب اور حال کے مروج بنکون میں کبھی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے

(جوابات ۹ و ۱۰) لیکن نہ صرف ان صورتون کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شائع کر دیا۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہوں۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہین کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل میں لاتے ہیں۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریرین لکھنے اور سودی ڈگریان دینے سے گنہگار رہتے ہیں؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے

جواب میں کیا کہون خدا تعالے فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے۔ مقدمات سود کے لکھنے والے بھی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد ومختار ہیں منصف وجج بھی اگر چاہیں تو وعدہ دار کو فہمایش کر کے سود چھوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہیں۔ جو قانوناً بھی جایز ہے۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاوین تو سود رکھنے کے لئے کیا حکم جاری کریں

(جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے۔ لہذا مستحق جواب نہین ہے مگر چونکہ مجھے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہین رہ سکتا۔ سب سے پہلے میں ان فتاوی وتحریرات کو جو اس وقت کے بعض علماء سوء نے جواز سود میں تحریر کی ہیں۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کرون پھر ان علماء کو معقول وظیفہ دیکر [illegible] یا سا سیر یا نہین کا معطلہ بھیجدون اور کہون لاتشتروا بایاتی ثمناً قلیلا پر عمل کر کے جہوٹے فتو دینے سے تائب ہو کر [illegible] لو اور عیش کرو اور حرام کو حلال بنا کر [illegible]

نہ کہو۔ اور وہان کے لوگون کو حکم دون کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علماء سے کسی مسئلہ مین فتوی نہ لے۔ پہر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جہوٹے اور غلط اقوال ملک مین شائع کرتے ہیں اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام مین لگا دون اور کہون کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فائدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے۔ ایسا ہی ان لوگون کو جو سود سے روپیہ لیتے دیتے ہیں تجارت پر لگا دون [illegible] ان کو اور عام لوگون کو جو سود کا لین دین کرتے ہیں آیات قرآن واحادیث نبویہ وروایات فقہیہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹا دون

یہ آپکے مغالطات کا اظہار ہے اسی مین آپکے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپکا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شرابخانہ جاری کرے اس میں اس مین سر مو تفاوت نہین ہے۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مین اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست سنہ ۰۶ء مین [illegible] دیدیا ہے (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے۔ علماء نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غائر کر کے فتوی دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونون جایز ہیں۔ اسلامی سلطنتون مین بہی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہین پس اب مالدار لوگ روپیہ نکالین اور [illegible] بنک جاری کرین (۲) ہندوستان کے مسلمانون کا اسوقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چھ کروڑ روپیہ منافع کا ضائع ہوتا ہے اور چھ کروڑ روپیہ ان کا غیر قومون کے ہاتھ سود مین جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہین ہے کہ مسلمان کم سے کم تین سو سودی بنک دو دو لاکھ کے ہندوستان مین جاری کرین اور خاص لاہور مین پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کرین۔ جس مین سو سو کے پانچ ہزار حصے ہون اور اس مین [illegible] دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب بنینگے

اور اس سے پیشتر مضمون منشرہ وطن نمبر ۲۰ جلد ۹ مین آپنے یہی لاکھ نقصان کا حساب مذکور لکہا کہ ایک بات نمبر ۲ کہی ہے کہ مسلمان اسی [illegible] سکے اور [illegible] ان کا روپیہ بیکار پڑا ہوا ہے [illegible] سودی بنک کریں تو ان کا [illegible]

یہی محض آپ کی مغالطات مین جن سے آپ نے مسلمانون کو دہوکا دیا ہے یا خود دہوکا کہایا ہے۔ پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علماء ہندوستان وعربستان وغیرہ بلاد میں شائع نہین ہوا۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا حنفی نے دار الحرب مین حربی اور مسلمان کے مابین سود کو جایز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علماء حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی بن گئے ہیں انہون نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس سے بن نہین پڑا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہین ہوا۔ ایک مدت سے لاہور مین ایک مخفی کمیٹی چند علماء کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک مین شائع نہین ہوا۔ مین نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبرون کے نام معلوم ہو جاوین تو ان سے مین بھی خط وکتابت کرون اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدون (۱۲ - ۱۸ - ۱۹) مین شائع کر چکا ہون ارسال کرون۔ اس مضمون کا خط بھی اس کمیٹی سے تعلق رکھنے والے ایک عزیز دوست میان فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹر ایٹ لا لاہور کے نام لکھا اور ان کے پاس ان تین جلدون کے متعدد نمبر بھی بھیجدئے۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑہا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدون کے بھی اس کے پاس پہنچے ہون گے مگر اس کمیٹی مین بھی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیون اور ممبرون سے اطلاع نہ جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہون یا کرین۔ مین خدا تعالی کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بھروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم ولیاقت کے گھمنڈ پر کہتا ہون کہ اس کمیٹی کا فتوی جواز سود پبلک مین مشتہر ہوا تو مین اس کو ایک سنٹ مین اور ایک بلہ سے رو کر دون گا انشاء اللہ تعالی بحولہ وقوتہ۔ ممکن نہین ہے کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد [illegible] جواز سود [illegible] مسلمانون مین سے دلیل کتاب سنت واقوال فقہاء سے ثابت کر دے دوسری [illegible] سے کہ آٹھ مسلمان

[illegible] شبیہ کے [illegible] کہان سے آگیا [illegible] اور چھ کروڑ نقصان کا قیاس کر لیتے ہیں ڈپٹی صاحب کا حساب مین ہے تو وہ سود دینے والون کی تعداد کی سند کسی رجسٹرڈ کتاب سے بتا کر ہر سال ان کے چھ کروڑ روپیہ کا سود مین جانا ثابت کرین یہ ہم مانتے ہیں کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دو نو مسلم بہائیون شیخ محمد عمر نو مسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نو مسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس مین حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد لاکھون تک پہنچ گئی ہے ایسے ہی [illegible] مسلمان ہین مگر کئی ارب روپیہ [illegible] اور اسقدر روپیہ پاس ہو بہی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہان۔

تیسری بات بھی اس لئے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑھ کر تجارت مین نفع ہے [illegible] ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست سنہ ۰۶ء کے صفحہ ۲ کالم ۱ سطر ۱۲ مین صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ جو لوگ تجارت مین تجربہ اور روپیہ دونو کا منافع دیتے ہیں [illegible] وہ سود کی نسبت زیادہ [illegible]

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہمخیال اعتراض کرین گے کہ تجارت کیواسطے معاملات تجارتی کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے [illegible] مالدار ایسے لوگ تجربہ کار دیانتدار کہان سے لائین اس کا جواب یہ ہے کہ جہان سے بنک کیواسطے اور بہت سے ڈائرکٹر تین سو منیجر اور ان کے ماتحت صدہا کارگذار لائین گے کیا ہندوستان بھر مین بنک کے واسطے تین سو منیجر دیانتدار اور صدہا کارگذار مل سکین گے۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے۔ [illegible] تجربہ کار تجار سودی کافی ہون گے۔ جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کرین گے۔ یہ بات قابل تسلیم نہین ہے اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کیواسطے دیانتدار منیجر اور بنک سے روپیہ لیکر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملین گے مگر جس صورت اور حالت مین کہ مسلمان مالدار اپنا روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا چند کمیٹیون کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کر دین تو اس صورت مین کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار بہی نہ ملے گا۔

باقی آیندہ

ایک بے نظیر خط جو آپ کے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جنمیں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران۔ تاجران۔ حکماے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں۔

جسسے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمیں آلہی شہادت موجود ہے

اپنی نوع کا نرالا اور شائد دنیا میں پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالے السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپ کا اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے سخت نفرت ہے اسواسطے میں ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا مجھے اس کے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کیطرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اسکا استعمال کرنا چاہیے۔ لہذا عرض یہ ہے کہ بدیدن کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی پی۔ پارسل ارسال فرمائیں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا برادرم حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت جتنی اسمیں کی یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دکھایا گیا۔ اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالی کیطرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لہذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی پی پارسل بھیجدیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

[illegible] میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سنہ اوی القریہ

الحکم

چگوئیم باتو گر آئی چہار قادیان بنی | دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر کے لئے ؁ (۴) غیر مذاہب والوں سے ؁ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ؁

نمبر ۴۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ - نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۷ شوال ۱۳۲۴ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

الہامات اور دار الامان کا ہفتہ ص۱
...لام حیدر خان صاحب تحصیلدار کی
... ص۲-۳ - بقیہ ص۶
...ر کا خط استاد کے نام ص۴ - ۵
...ضمون منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار
...الی اور الحکم اور وطن ص۶
...ی السعدین ... ص۷
...ی سرسید احمد کے مجوزہ اسلامی ... پر اسلامی رائے اور اُن کو مغالطات ... اسلامیوں کو اطلاع } ص۸
...لے ہنود ... ص۹
...بت اور اعانت الحکم اور میر اسفر بمبئی
...ضروری اطلاع ... ص۱۰
...نصر نوٹ اور اخبار وطن کی تنگ ظرفی اور ...وکیٹ بمبئی میں سے نقل ... ص۱۱
اشتہارات ... ص۱۲ تا ۱۴

تازہ الہامات

۱۸ - نومبر ۱۹۰۶ء - رؤیا - (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جڑ بعد لگا رہے ہیں
پھر غیب سے آواز آئی - مُبارک
(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا -

مَا وَقَفْتُ مَوْقِفًا أَغْيَظَ مِنْ هٰذَا

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ

ترجمہ - اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقعہ پر میں کھڑا نہیں ہوا - تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے -

۲۲ - نومبر - رَبِّ احْفَظْنِي اِنَّ الْقَوْمَ يَتَّخِذُوْنَنِيْ سُخْرَةً

ترجمہ - اے میرے رب میری حفاظت کر - تحقیق قوم مجھ پر ہنسی کرتی ہے -

۲۳ - نومبر ۱۹۰۶ء

(۱) اِنَّ اللّٰهَ مَنَّ عَلَيْكُمْ وَاُعْطِيْكَ

مَا اُعْطِيْكَ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَيْكَ

لَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

ترجمہ - جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے - یعنے نظر انکار سے دیکھتے ہیں - وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے - پھر بعد اس کے الہام ہوا - اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں -

ترجمہ (۱) خدا نے تیرے پر احسان کیا - اور میں تجھے دونگا جو چیز دونگا ...

دار الامان کا ہفتہ

۱ - الحمد للہ والمنۃ کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی ہے - آپ علی العموم سیر کو نکلتے ہیں - آپ کے اہلبیت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے طرح ہیں

۲ - بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے راحت افزا خبر ہے - حضرت حکیم الامۃ کے ترجمہ قرآن مجید کا ایک پارہ نمونتہً چھاپنے کی بیرونہ تجویز ہوئی ہے - اس کی کاپیاں یہاں لکھی جا چکی ہیں -

۳ - ہلال عید کی رویت یہاں شنبہ کی شام کو ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء کو ہوئی اور اتوار کی صبح کو نتیجہ عید نمودار ہوئی - مسجد اقصیٰ میں حسب معمول نماز ادا کی گئی اور معمول کے موافق حضرت حکیم الامۃ نے نماز پڑھائی اور ایک علمی خطبہ پڑھا مسجد کا صحن اور اندر بھرا ہوا تھا - دیہات ملحقہ کے علاوہ امرتسر - لاہور - کپورتھلہ - چک پنیار وغیرہ سے احباب نماز عید کے لئے حاضر ہوئے تھے - ناظرین کو عید مبارک ہو -

۴ - مدرسہ تعلیم الاسلام کی جماعت بندی ہو چکی ہے اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے اس لئے جو احباب اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجنا چاہتے ہیں اُن کے لئے ابتدائے سال مدرسہ کی وجہ سے یہ عمدہ موقع ہے -

۵ - عید فنڈ کے لئے گذشتہ اشاعتوں میں تحریک شایع ہوتی رہی ہے - امید کی جاتی ہے کہ ناظرین الحکم نے اس پر عمل کر کے مفید ملت مدرسہ کی اعانت کا ثواب حاصل کیا ہوگا -

۶ - ہفتہ زیر اشاعت میں ۱۹ نومبر ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر مسجد مبارک میں منشی عزیز الرحمن صاحب احمدی بریلوی کی دختر نیک اختر کا نکاح ماسٹر عبد الرحیم صاحب سے ہوا - سید عزیز الرحمن صاحب کی لڑکی کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب وکیل تھے - ماسٹر عبد الرحیم صاحب بمعیت سید سرور شاہ صاحب بریلی رخصتانہ کے لئے گئے اور مع الخیر واپس آئے - منشی عزیز الرحمن صاحب نے نہایت مروت اور ایثار سے کام لیکر ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کیا ہے - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے - اور اس تعلق کو مبارک کرے آمین -

منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار کی بحالی

[illegible] الحکم منشی غلام حیدر خان صاحب [illegible] واقف ہون گے لیکن اکثر [illegible] کے لئے یہ نام بالکل نیا ہوگا منشی غلام حیدر خان صاحب اگرچہ اس سلسلہ مین مرید نہین ہین - لیکن ان کی منصف مزاجی اور حق پسند طبیعت نے اس سلسلہ کی اصل حقیقت سے انہین [illegible] آگاہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے [illegible] فضل سے انہین ایسے موقع دیئے کہ وہ پورے طور پر اس سلسلہ کے [illegible] سے اطلاع حاصل کر سکین - جن دنون ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ قتل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تھا - ان دنون آپ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ اور پھر جب جہلم مین مقدمات ہمارے خلاف دائر ہوئے - اس وقت صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم نے خاص طور پر ان کو انتظام کے لئے مقرر کیا تھا اور جس خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ آپ نے اس موقع پر امن کو قائم رکھا وہ جہلم کے لئے قابل ناز امر ہے - ورنہ ایسے موقع پر جبکہ ہزارہا انسان جمع ہوئے ہون اور جہان مذہبی مخالفانہ سپرٹ زورون پر ہو امن کا قائم رکھنا کوئی معمولی امر نہین - بلکہ یہ خاص قابلیت اور خداداد انتظامی قوت کا نتیجہ تھا - پھر انہین مقدمات کے سلسلہ مین وہ گورداسپور مین ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ مین شہادت کے لئے کئی مرتبہ آتے رہے اور نہایت ایمانداری اور جرأت کے ساتھ شہادت حقہ ادا کی اس طرح انہین متعدد موقعے اس سلسلہ کی تائید کے لئے ملے ہین - اور باوجود غیر احمدی ہونے کے انہون نے جس آزادی اور فراخ دلی سے حق کی تائید کی وہ اس قابل تھی کہ اللہ تعالیٰ انہین ضائع نہ کرے چودہری غلام حیدر خان صاحب چونکہ ایک دلیر اور آزاد منش اور بے ریا انسان ہین اس لئے وہ ان لوگون کو خوش نہ رکھ سکے جو دھڑا بندی اور منافقانہ کارروائیون کو پسند کیا کرتے ہین - ان کی سازشون اور افترا پردازیون نے ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مسٹر کالی صاحب [illegible] کو بھی بابو صاحب پر سخت ناراض کر دیا بلکہ اگر یہ کہا جاوے کہ وہ ان مقدمات مین خود مدعی کا پارٹ ادا کر رہے تھے تو یہ کوئی مبالغہ نہین - صاحب [illegible] نے بابو صاحب کے خلاف لوگون کو ذلیل اور [illegible] اور نمبرداروں کی معرفت [illegible] کیا کہ بابو غلام حیدر خان کے خلاف جو لوگ گورنمنٹ کو مدد دین گے - وہ [illegible] کی [illegible] انہون نے انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پنجاب سے خاص اجازت [illegible] سب انسپکٹر پولیس کو [illegible] کیا اور [illegible] صاحب سب انسپکٹر پولیس کو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس [illegible] مین سے لیا [illegible] مین ایک مقدمہ کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے [illegible] کے لئے لگا دیا - ایسی حالت اور صورت جو مقدمہ اٹھایا جاوے - اس سے بچ نکلنا کوئی معمولی امر نہین ہے - جہان تک ممکن تھا - اس مقدمہ مین بابو غلام حیدر خان صاحب کے خلاف [illegible] ثابت کرنے کے لئے پوری کوشش کی گئی اور وہ [illegible] کو معطل کئے گئے - مقدمات کی [illegible] ایک شخص [illegible] پولیس جہلم تھا - جو [illegible] موقوف [illegible] انسپکٹر پولیس پنڈ دادنخان کا [illegible] تھا - اس بنا پر انسپکٹر صاحب کی مخالفت قدرتی امر تھا - اور اس مخالفت نے بابو صاحب کو ان سنگین الزامات کا نشانہ بنایا گیا اور اس طرح پر ان کو ان مصائب اور تکالیف کے [illegible] پڑا جو ان مقدمات کے رنگ مین انہین آئین - مگر خدا کے فضل نے ان کی دستگیری کی اور ان کی راستی اور انصاف پروری نے ان کے دامن کو پاک ثابت کیا - اس مقدمہ کے حالات پر روزانہ پیسہ اخبار مین ایک لیڈر نکلا ہے - مین اسے بجنسہ درج کرنا ضروری سمجھتا ہون اور بابو غلام حیدر خان صاحب کی بریت اور بحالی پر انہین صدق دل سے **مبارکباد** دیتا ہون - چودہری شہاب الدین صاحب وکیل بھی خاص مبارکباد کے مستحق ہین جنہون نے اپنی قانونی قابلیت سے اس مقدمہ مین خاص نام پایا اور کامیابی حاصل کی - میرے رائے مین اس سوال کو بڑے زور کیساتھ ہمارے معاصرین کو اٹھانا چاہیئے - کہ بلاوجہ جو اس قدر اخراجات بابو صاحب کو برداشت کرنے پڑے ہین - یہ بابو صاحب کو ضرور ملنے چاہئین -

یہ امر اور بھی خوشی کا موجب ہے کہ ان کے ایام معطلی کی تنخواہ بھی بابو صاحب کو دی جائیگی اور اب وہ فیروزپور مین متعین ہوئے ہین - گورنمنٹ کا بھی بہت سا روپیہ فضول صرف ہوا - آئندہ کو امید ہے - گورنمنٹ بھی ایسے منصوبہ باز لوگون سے سبق لے گی - بہرحال وہ آزمائش [illegible] ہے -

روزانہ پیسہ اخبار کی اشاعت ما قبل گزشتہ مین "قابل داد انصاف" کے عنوان سے یہ خوش گوار خبر درج کی جا چکی ہے کہ منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار جہلم قریباً ایک سال کی معطلی و پریشانی کے بعد آخر کار تمام الزامات سے پاک ثابت ہوئے - اور پورے اعزاز کے ساتھ اپنے منصب پر بحال ہو کر ضلع فیروزپور مین تعینات کئے گئے - مگر چونکہ تحصیلدار صاحب پر جو افتاد پڑی - وہ اپنی نوعیت مین بڑی قابل تاسف [illegible] ہونے کے ساتھ ایسی ہے کہ وقتاً فوقتاً بعض لائق و مستعد سرکاری اہل کارون [illegible] بعض افسرون کو محض اپنے [illegible] حسنہ کے باعث حاسد [illegible] یا متعصب پارٹیون کی سازشون سے [illegible] آتی اور ان کی جفاکشی و دیانتداری کو [illegible]

[illegible] روشنی طبع تو بر من بلا شدی کا مصداق بنا لیتی ہین - جیسا کہ تھوڑے ہی دن قبل ایک نامور ہندو ڈسٹرکٹ جج کے آفت مین مبتلا ہونے سے ظاہر ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منشی غلام حیدر کے کیس پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نظر ڈال کر روداد مقدمہ کی مدد سے ان کی معطلی و بحالی کے واقعات اجمالاً ہدیہ ناظرین کئے جاوین تاکہ پبلک ایسی اہل کارون کی مشکلات کا قدرے اندازہ لگانے کے ساتھ ہی انگریزی انصاف کی قدر دان بننے کا موقع پائے اور آئندہ اگر کوئی بدنصیب اہلکار خدانخواستہ ایسی مصائب کا شکار ہو تو اس کے کیریکٹر پر سوچ سمجھ کر نکتہ چینی کی جاوے -

مختلف اضلاع پنجاب خصوصاً جہلم گجرات و گوجرانوالہ کے باشندے اس امر کے اعتراف مین ہرگز متامل نہ ہون گے کہ منشی غلام حیدر صاحب نہایت قابل [illegible] اور محنتی تحصیلدار ہین - ان کی ملازمت قریباً ۲۲ سال کی ہو چکی ہے - مگر اب تک [illegible] ماشاء اللہ نہایت تندرست - قوی الجثہ اور جوانون کی مانند چاق چست نظر آتے ہین - جولائی ۱۹۱۵ء مین آپ [illegible] تحصیل مین تبدیل ہو کر آئے - ان ایام مین مسٹر پی - ڈی اگنیو صاحب (راولپنڈی ڈپٹی کمشنر راولپنڈی) وہان کے ڈپٹی کمشنر تھے - منشی صاحب نے اپنے زمانہ ملازمت مین کئی عمدہ ذاتی - اہل کارون [illegible] خود غرض اشخاص کے ہتھکنڈون کو طشت از بام کر کے انہین برطرف - متنزل اور سزایاب کرا دیا تھا - جہلم کے ضلع مین تبدیل ہونے سے پہلے آپ راولپنڈی مین تھے - وہان انہون نے ایک ہندو وکیل کے گورنمنٹ کو ظالم کہنے پر اس قدر جوش ظاہر کیا کہ تمام ہندو آزردہ ہو گئے - جہلم مین آنے سے پیشتر ہی منشی صاحب کے [illegible] بدخواہون نے ان کو بدنام کرنا شروع کر دیا تھا - لیکن مسٹر اگنیو صاحب جیسے [illegible] مغز اور لائق افسر کے زمانے مین ان کی دال نہ گلی - اور قریباً دو سال تک وہ جہلم مین نہایت تعریف کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے - اس عرصہ مین انہون نے غریب رعیت کی حمایت سے اپنے بدخواہون کو اور بھی بڑھا کر لیا - افسر مال رائے بھگوانی داس صاحب بھی ان کے مدمقابل رہے - لیکن باوصف تمام مقابلہ کے انہون نے کئی اہل کارون کی بد ذاتیان پایہ ثبوت کو پہنچا کر انہین موقوف متنزل و تبدیل کرایا - منجملہ ان کے قابل تحسین کارنامون کے ایک یہ بھی تھا کہ انہون نے مہتہ بودھ راج سارجنٹ پولیس کے برخلاف جوڈیشل فیصلجات مین سخت ریمارکس کئے - نتیجہ یہ ہوا کہ سارجنٹ مذکور موقوف ہوا - یہ سارجنٹ مہتہ بھیم سین انسپکٹر پولیس ضلع جہلم کا سالا تھا اس کی موقوفی نے قدرتی طور پر جو رنج مہتہ بھیم سین صاحب کو پہنچایا - اس کا اندازہ ناظرین خود لگا سکتے ہین - اگر مہتہ صاحب کا بس چلتا - تو وہ غالباً منشی صاحب کی ہستی ہی مٹا دیتے - مگر مسٹر اگنیو صاحب کے زمانے مین ان کی کوئی کارستانی پیش نہ گئی - جہلم سے منشی صاحب ضلع گجرات [illegible]

کی تحصیل کھاریاں میں تبدیل ہوگئے۔ اور اپنا کام نیک نامی کے ساتھ بے غل و غش کرتے رہے۔ مگر تقریباً ایک سال کے بعد بدقسمتی سے وہ پھر ضلع جہلم میں تبدیل ہو آئے اور بجائے حضور تحصیل کے تحصیل پنڈ دادن خان میں تعینات کئے گئے۔ اس وقت تک مسٹر ایگنیو صاحب ہی ڈپٹی کمشنر تھے۔ پنڈ دادن خان میں تعینات ہونے سے چند روز پیشتر مہتہ بھیم سین صاحب نے صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر منشی صاحب کے برخلاف وہ زہر اُگلا کہ صاحب موصوف حیران ہوگئے۔ اُس نے صاحب بہادر سے کہا کہ منشی غلام حیدر خان بڑا بدچلن مرتشی اور متعصب مسلمان ہے لیکن چونکہ صاحب بہادر منشی صاحب کو خوب جانتے تھے اور جس حسن انتظام سے اُنھوں نے صاحب موصوف کے ماتحت دو سال تک تحصیل جہلم میں تحصیلداری کی۔ اُس کا حال اُن پر آئینہ تھا۔ اس لئے مسٹر ایگنیو کے دل پر مہتہ بھیم سین کی شکایت کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر مہتہ صاحب آتش عداوت میں جھن رہے تھے اور انتقام کی موقع تاک رہے تھے۔ پس جب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر اُن کی چالاکی کا جادو نہ چلا تو اُنھوں نے تحصیل پنڈ دادن خان کے سب ڈویژنل افسر مسٹر بانڈ صاحب وحال ڈپٹی کمشنر کانگڑہ سے رجوع کی۔

اس موقع پر مہتہ بھیم سین صاحب کی نسبت یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ وہ تحصیل پنڈ دادن خان کے باشندے ہیں اور تحصیل مذکور میں املاک و جائیداد رکھتے ہیں۔ اُن کی ...داریاں سارے ضلع جہلم میں ہیں اور ...حصیل پنڈ دادن خان میں مہتہ صاحب ... قوم آبادی کا ایک جزو اعظم ہیں۔ ان ... پر طرہ یہ کہ مہتہ صاحب اپنی ۲۲ سالہ ...مت میں سے ۲۰ سال ضلع جہلم ہی میں ...ے ہیں اور منشی غلام حیدر صاحب کی تعینات... اُن دنوں وہ پنڈ دادن خان ہی میں انسپکٹر ... جس سے ... روز روشن کی طرح ظاہر ...ن کا رسوخ تحصیل پنڈ دادن خان ... حد تک ہوگا۔ پس غلام حیدر خان ... کا پنڈ دادن خان میں تبدیل ہو کر ...ن کے مجسم رشوت ستاں ظاہر ...ے کے لئے کافی تھا۔

... صاحب نے منشی صاحب کے تشریف ... پیشتر ہی مسٹر بانڈ صاحب کے کان ...ف سے بھرنے شروع کر دیئے اور اُنہیں یہ کہہ کر منشی صاحب سے بدظن کر دیا کہ غلام حیدر بڑا بدچلن، رشوت ستاں اور متعصب مسلمان ہے۔ مسٹر بانڈ منشی صاحب کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔ ورنہ وہ بھی ایگنیو صاحب کی طرح مہتہ صاحب کے بیان کو ہرزہ سرائی سے زیادہ وقعت نہ دیتے لیکن منشی صاحب سے ناواقف ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بانڈ صاحب نے مہتہ صاحب کی رام کہانی کو سچا باور کر کے صاحب کمشنر بہادر راولپنڈی سے زبانی شکایت کی۔ اُس موقع پر کمشنر صاحب نے اس شکایت پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن چونکہ خدا کو یہ منظور تھا کہ منشی غلام حیدر خان ایک سال معطل رہکر ملک بھر میں رسوا ہوں اور بجائے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری پر ترقی پانے کے معرض تعطل میں رہیں اور وہ اُن کے احباب و متعلقین اتنے عرصہ تک لخت دل کھائیں اور خون جگر پئیں۔ پس اسکے اسباب ظاہر یہ پیش آئے کہ اُنہی دنوں مسٹر ایگنیو صاحب رخصت پر تشریف لیگئے اور مسٹر کانلے صاحب ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہو کر آئے۔ قریباً ۴ ماہ تک منشی صاحب مسٹر کانلے صاحب کے زمانہ میں بھی پنڈ دادن خان کے تحصیلدار رہے۔ اس عرصہ میں صاحب موصوف منشی صاحب کے کام اور انتظام سے بہت خوش رہے۔ چنانچہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو صاحب موصوف نے منشی صاحب کے اعمالنامہ میں نہایت تعریفی الفاظ درج فرمائے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ مہتہ بھیم سین انسپکٹر منشی غلام حیدر خان سے سخت دشمنی رکھتا ہے۔ ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مسٹر کانلے صاحب نے ایسا اعلیٰ سرٹیفکیٹ دیا اور ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو منشی غلام حیدر پنڈ دادن خان سے تبدیل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں چلے گئے۔ انکی تبدیل ہونے کے بعد مسٹر بانڈ صاحب بھی ضلع جہلم سے تبدیل ہوگئے اور اُن کی بجائے مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژنل افسر ہو کر پنڈ دادنخان میں تشریف لائے۔ مہتہ بھیم سین صاحب منصوبہ بازی اور منشی صاحب کی تخریب کے برابر درپے رہے۔ اُن کے سالے ... رام کی موقوفی کے علاوہ منشی صاحب کے دوران تحصیلداری پنڈ دادن خان میں ... [illegible] سال میں مہتہ صاحب کے ... [illegible] تھا۔ علاوہ ... [illegible] کرایا تھا کہ منشی ... [illegible]

سرکاری ... راجہ یا سردار ... نسبت ... نہ کیا جائے۔ ... تک کہ اُسے گورنمنٹ سے ... خطاب راجگی یا سرداری نہ ملے۔ منشی صاحب کی اس کارروائی نے تحصیل پنڈ دادن خان کے علاقہ کے کل ہندو مسلمانوں کو منشی صاحب کے برخلاف کر دیا تھا۔ اُس تحصیل میں ہر کس و ناکس اپنے آپ کو راجہ یا سردار کہلواتا تھا اور اہلکاران تحصیل ان دونوں خطابات کو ہر اہل و نا اہل کے نام کے ساتھ لگا دیتے تھے۔ ہری سنگھ ساہوکار ... تحصیل پنڈ دادن خان کا ایک نہایت ... شخص ہے۔ منشی صاحب کی نوازش سے اُس کا فرضی خطاب سرداری جاتا رہا۔ علاوہ بریں منشی صاحب نے ساہوکار مذکور پر بجائے ۲۰۰ کے ۵۲۰ روپے ٹیکس لگا دیا۔ مہتہ بھیم سین صاحب تو پہلے ہی سے منشی صاحب کے برخلاف اُدھار کھائے ہوئے تھے۔ اب ہری سنگھ صاحب بھی اُن کے طرفدار ہوگئے۔ ہری سنگھ کی ملکیت قریباً ستر دیہات تحصیل پنڈ دادن خان میں ہیں اور مختلف مقامات میں اُس کے پندرہ کارخانے ہیں اُس کا مہتہ بھیم سین سے ہمخیال ہونا گویا سمند ناز کو تازیانہ لگنا تھا۔

منشی غلام حیدر خان صاحب نے میونسپل کمیٹی پنڈ دادنخان کے متعلق چند ایسی باضابطہ کارروائیاں کیں اور قانونی احکام جاری کئے کہ باشندگان خاص پنڈ دادن خان بھی اُن کے برخلاف ہوگئے۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ کی عنایت سے دیگر تمام اہلکاران و وکلائے تحصیل بھی جو بالعموم ہندو تھے منشی صاحب سے بگڑ گئے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ پنڈ دادن خان کا ہر ایک متنفس منشی صاحب سے ناراض اور آزردہ خاطر ہوگیا۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ ساہوکار کے ذاتی رسوخ کے ساتھ جب دیگر اشخاص کی آزردگی اور رنجش جمع ہوگئی۔ تو گویا منشی صاحب پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ مسٹر رڈکن صاحب ایک تیز طبع نوجوان سب ڈویژنل افسر تھے منشی صاحب دو تین ماہ پہلے سے تبدیل ہو کر پھالیہ ضلع گجرات میں جا چکے تھے۔ اہل غرض اشخاص اُن کے خلاف آسمان و زمین کے قلابے ملانے پر تلے بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع ملنا محال بلکہ ناممکن تھا۔ پہلے مسٹر رڈکن صاحب کے دل کو زہر آلود کیا گیا اور پھر صاحب موصوف کی معرفت مسٹر ... صاحب ڈپٹی کمشنر کے ... [illegible]

سفارش کر دی اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بھی اتفاق فرمایا۔ صاحب کمشنر بہادر بھی مسٹر بانڈ صاحب سابق ڈویژنل افسر کی زبانی منشی صاحب کے برخلاف زبانی شکایت سُن چکے تھے۔ اُنھوں نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشی صاحب رشوت ستانی کے الزامات میں بحکم جناب آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب ۴ دسمبر ۱۹۰۵ء سے معطل کئے گئے اور الزامات کی تحقیقات و ثبوت کے لئے دو یورپین سویلین افسر گورنمنٹ کی جانب سے مامور ہوئے۔

معطلی کے بعد پہلے کچھ عرصہ مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور بعد میں مسٹر برڈ صاحب (حال ڈسٹرکٹ جج امرتسر) سپیشل ڈیوٹی پر رہے۔ مہتہ بھیم سین کی عنایت سے صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر بنیڈ صاحب بھی منشی غلام حیدر خان صاحب کو پرلے درجہ کا رشوت ستاں خیال کرتے تھے۔ پولیس نے دہ بدہ بلکہ کو بکو اور گھر گھر پھر کر لوگوں کو ورغلایا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بمقام کندھال علاقہ داران کے روبرو کھلے طور پر اعلان دیا کہ جو لوگ منشی غلام حیدر کے برخلاف گورنمنٹ کو امداد دیں گے گورنمنٹ اُن سے خوش ہوگی۔ صاحب بہادر کے اس اعلان کی تعبیر عام پبلک کو یوں سُنائی گئی۔ کہ جو شخص چاہے منشی غلام حیدر خان پر الزامات رشوت لگائے کسی کو گرفت نہ ہوگی۔ بعض لوگوں کو یہ بھی سمجھایا گیا کہ جس قدر رشوت کوئی شخص منشی صاحب کو دینا بیان کریگا۔ اسی قدر روپیہ اُس کو گورنمنٹ سے دیا جاویگا۔ مسٹر رڈکن صاحب اور اُن کے بعد مسٹر برڈ صاحب بھی پولیس کے نقش پا پر چلے۔ جس قدر مقدمات منشی غلام حیدر خان نے پنڈ دادن خان کی تحصیلداری کے زمانہ میں فیصل کئے تھے۔ اُن کی فہرست طیار کی گئی۔ فریقین سے اُن کے دیہات میں جا کر رشوت دینے نہ دینے کی بابت پوچھا گیا۔ غرض کہ اس طرح بہت سے مقدمات منشی صاحب کے برخلاف کھڑے کئے گئے۔

بقیہ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

شاگرد کا خط اُستاد کے نام*

جناب اوستاد صاحب ابو عمر دراز خان صاحب کلرک سی۔ آر۔ ای۔ آفس ڈیرہ اسمٰعیلخان

. . . . . آپ کا کارڈ مسٹر ثناء اللہ کے نام کا آیا ہوا میرے دیکھنے میں بھی آیا۔ جس میں آپ نے میرا بھی حال دریافت فرمایا ہے جس پر میں آپ کی اس عنایت اور یاد آوری کا مشکور ہوں۔ گو جناب نے مجھکو ایک عرصہ سے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ یہانتک مجھکو اس قابل نہیں سمجھا کہ مجھ سے سلسلہ خط وکتابت کا رکھا جاوے۔ اگرچہ میں کیسا ہی ہوں۔ اور کسی خیال کا پابند ہوں۔ مگر میرا مذہب اور عقیدہ مجھکو آپ کے خط کا جواب دینے سے ہرگز مانع نہیں ہے۔ آپنے جو مجھکو پڑھانے میں مدد دی ہے۔ اس کا اعتراف اور شکریہ ہر گھڑی کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور اسی لئے میں دل سے اس بات کا بھی خواہاں و جویاں ہوں کہ جس طرح آپ نے میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ نیکی کر کے۔ اپنے صادق اور راستباز بندہ کی پہچان عطا کرے۔ آمین۔

مسٹر ثناء اللہ کے نام جو خط آپنے لکھا ہے اس میں مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے مرتد ہونے اور خدا کے مسیح صادق سے ہی نہیں بلکہ افضل الرسل سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور خود بھی اس کی کتابیں خریدنے اور پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ مرتد ڈاکٹر نے نہ صرف خدا کے مسیح صادق علیہ السلام سے ہی مخالفت اختیار کر کے گمراہی اختیار کی ہے بلکہ اس نے صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور اور راستے بھی نجات پانے اور خدا تعالےٰ کے ملنے کے موجود ہیں اور یہ کہ کوئی ضروری نہیں۔ کہ ایک شخص پر ایمان نہ لانا نجات سے مانع ہو گیا خدا کی خدائی میں ایک آدمی ہی نجات کا ذریعہ ہے اور کوئی راہ نہیں ہ؟ ایسا خیال کرنا مرتد مذکور کے نزدیک خدا کی خدائی کی توہین کرنا ہے چنانچہ جن الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے وہ اس کی کتاب ذکر الحکیم ۔ میں اس طرح ہیں کہ اتباع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نجات کا سیدھا اور آسان راستہ ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس کے الٹ ثابت کے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک ہی انسان کے تابع ہوسکتے۔ خدا و خدائی کی توہین اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں ۔۔۔ تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے۔"

پھر ذکر الحکیم نمبر ۴ حاشیہ میں لکھتا ہے کہ "اللہ تعالےٰ توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے۔ نہ کہ محمدؐ پر ایمان لانے کو یا مسیح پر کہیں کہا ہو تو وہ آیت* بتلانی ہوگی"

اب ان تمام عبارتوں کا نتیجہ یہ مطلب ہے بالکل واضح ہے کہ نہ تو قرآن کی ضرورت نہ کسی نبی کی ضرورت۔ نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اعمال صالح بجا لانا موجب نجات ہے۔ کیونکہ مرتد ڈاکٹر نے صاف طور پر کہدیا ہے کہ اس میں خدا کی توہین ہے کہ اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ توحید اور تزکیہ نفس ہی محض کافی ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مسیح پر ایمان لانا۔ اب ایک موٹی سی عقل والا بھی غور کئے بدون نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ مرتد نہ صرف مرزا صاحب سے مرتد و منحرف ہوا ہے بلکہ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء سے باغی ہے کیونکہ مرتد کو وہ باتیں سوجھیں۔ جو کہ دہریہ بالکل مرتد اور عماد الدین کو بھی نہ سوجھیں تھیں۔

مجھکو اگر کچھ تعجب ہے۔ تو صرف یہی کہ اس مرتد کی کتابیں دیکھنے سے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضرت اقدس جری اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دھوکے باز ہیں۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ مرتد کہتا کیا ہے۔ کیا اسلامی عقیدہ کے خلاف تو نہیں بتاتا۔ افسوس کہ آپنے محض مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کی توہین آمیز کتابوں کو بڑے شوق و ذوق سے خریدا اور پڑھا اور لطف یہ کہ آپ مدعی تو اس بات کے ہیں کہ اللہ اور رسول کافی ہے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور گفتگو ان کے دوسرے کب خاطر میں لاتے ہیں۔ اور پھر ایسی تحریر خریدتے اور پڑھتے ہیں۔ جس میں عشق رسول کے دیوانوں کو یہ راگ سنایا جاتا ہے۔ کہ یہ خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی۔ کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں۔ تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ مانا جاوے" اور یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ محض توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کو یا مسیح پر۔ اب خود ہی اپنا منہ گریبان میں ڈالکر غور کریں اور سوچیں کہ اس مرتد کے عقیدہ کے موجب آپ گمراہی کے انتہا کو نہیں پہنچ گئے ہیں؟ اور کیا خدا کی توہین کر رہے ہیں کہ نہیں؟

آپ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے بغیر نجات محال خیال فرماتے ہوں گے۔ جیسا کہ آپ کی تحریروں اور تقریروں سے ظاہر ہوتا رہا ہے۔ مگر عبد الحکیم صاحب کا عقیدہ آپ کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ پھر جس صورت میں آپ کا اور اس کا عقیدہ بہت کچھ اختلاف رکھتا ہے تو اس کی تحریر پر آپ کا خوشی منانا سخت درجہ پر خسران میں مبتلا ہونا نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اور اگر فی الحقیقت مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آپ کی ایسی ہی حالت ہوگئی ہے۔ کہ آپ بھی مثل مرتد مذکور کے عقل پرست ہوگئے ہیں تو اگرچہ یہ ممکن ہے۔ کہ کسی دن ہی آپ بھی اعلانیہ اشتہار دینگے کہ محض تزکیہ نفس کافی ہے۔ اور تمام انبیاء محض بے سود آتے رہے۔ کیونکہ جس صورت میں بقول مرتد ڈاکٹر صاحب خدا کی عطا کردہ عقل اور فطرت نجات کے لئے کافی ہے۔ تو انبیاء کا وجود اور کتب سماوی کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ایسا عقیدہ آپ کے دوست برہمو بھی رکھتے ہیں جن کے ساتھ کچھ عرصہ تک آپ کی ہاں سے ہاں ملتی رہی ہے۔ اور ان دنوں میں یہ شعر جناب کے ورد زبان رہا کرتا تھا۔ کہ

مَش ودپے آزارد ہرچہ خواہی کن ✦ کہ در طریقت ما جز این گناہے نیست۔

رہا۔ مرزا صاحب کو آپکا دھوکے باز بیان کرنا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسا ہوتا رہا ہے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ موسیٰ کے وقت لے۔ داؤد کے وقت کے۔ یونس کے وقت۔ نوح کے وقت۔ شعیب کے وقت لے اور لوط کے وقت۔ اور حضرت عیسےٰ کے وقت اور بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کے انسان اور آج کل کے انسان ساخت کے لحاظ سے ایسے کی بناوٹ اور ان کی بناوٹ میں جو میرزا صاحب کو دھوکے باز کہتے ہیں کچھ فرق ہے اور تھا؟ یا ایک نہلے کے یہ تمام ہتے تھے اور ہیں۔ غرض کہ میرزا صاحب کو آپ کا یا کسی اور دنیا کے پرستار کا دھوکے باز کہنا کوئی نئی بات نہیں۔ ایسا ہوتا آیا ہے اور مخالف اور مرتد کہتے آئے ہیں جس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ

کہ چہ چشم حق شناس و نور عرفانش نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

ہر ایک مسلمان معمولی طور پر ہی ڈاکٹر مرتد کی کتابیں دیکھکر اس کی جہالت کا اندازہ کر سکتا ہے اور اس پر یہ بات بخوبی روشن ہو سکتی ہے۔ کہ دراصل یہ شخص صرف مرزا صاحب سے ہی باغی نہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام اس کے عقیدہ کے بموجب لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے کے لئے تشریف لائے۔ مجھکو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ آپ سے کہوں کہ ایسے بد عقیدہ والے شخص کی کتابیں خرید کر اور پڑھکر کیوں

---

* ڈیرہ اسمٰعیلخان میں جو صاحب الحکم کے خریدار ہیں ان سے یہ التماس ہے کہ وہ ضرور بضرور اس خط والے اخبار کو بابو عمر دراز خان صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری جو غالباً بازار میں رہتے ہیں دکھلاویں نہایت مہربانی ہوگی۔ منہ۔

* یا ایہا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تومنون باللہ و رسولہ کے کیا معنے ہیں تعجب کہ باوجود مفسر ہونے کے قرآن سے اسقدر بے علمی۔ منہ

آپ نے ... کو ... کیونکہ جہان ... معاملہ ہو ... مصلحت سمجھتا ہون۔ اگر آپ نے اس مرتد ڈاکٹر کی کتابین تو خرید اور پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ میرزا نعوذ باللہ دہوکے باز ہین۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ آپ دہرمپال مرتد اور پادری عماد الدین کی کتابین ترک اسلام اور تہذیب الاسلام نیز ہدایت المسلمین وغیرہ۔ بہی خرید کر پڑھتے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی آپ کو ایسے پاس کرنے کا موقعہ مل جاتا اگر آپ کے ذہن سے یہ بات پہلے اونزلی ہو۔ تو اب ایسا ضرور کرین۔ تاکہ کہین گمراہی مین نہ رہین۔

۲۔ اس کے بعد آپ نے اس کارڈ مین میرزا صاحب قبلہ کے بعض الہام کا ذکر کر کے فرمایا ہے۔ کہ آپ کو ہنسی آتی ہے۔ کیون نہ ہو اگر آپ جیسے بزرگ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ہوتے۔ تو کیا وہ اس وقت کم ہنستے جس وقت کہ عبد اللہ ابن ابی سرح کاتب الوحی مرتد ہوا تہا میرے خیال مین تو آپ اسوقت بے اختیار ہو کر قہقہہ لگا کر وہان سے بہاگتے اور کبہی بہی ادہر اسلام کا نام نہ لیتے۔ ایسے مسیح یا کسی اور نبی کے وقت ہوتے تو ایسے مرتد ہونے والے لوگون نامرادون پر ہنسی کر ہنستے ہنستے بُرا حال کر لیتے یا جناب کے پیٹ مین درد ہونے لگتا اور بل پڑ جاتے۔

۳۔ پہر آپ نے میرزا صاحب کی نسبت محض غلط اور قطعاً بے بنیاد یہ افترا کیا ہے کہ نعوذ باللہ گویا حضرت تقدس مآب میرزا صاحب نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مساوات کا دم مارا ہے حالانکہ میرزا صاحب نے نہ تو کبہی ایسا دعوے کیا اور نہ آپ نے اُن کی کوئی ایسی تحریر پڑہی ہوگی۔ کہ جس کا مفہوم اور منشا یہ ہو۔ ؎

کہ بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
من چہ پروا نہ مصطفےٰ دارم

بہان کہین ذکر کیا تو یہی ذکر کیا۔ کہ مجہکو جو کچہہ ملا ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملا اور اس کا بڑا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ میرزا صاحب کو بارہا یہ الہام ہوا ہے۔ کہ صل علی محمد و آل محمد جس کا منشا یہی ظاہر کیا ہے کہ جو کچہہ الہام کلام ... مہدی و مسیح موعود وغیرہ کے مراتب ... وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ اس حقیقی سرچشمہ کے جلال کی ترقی کے لئے بہی ہر وقت دُعا گو رہنا چاہیئے۔ اب ایک موٹی عقل والا بہی سمجہہ سکتا ہے۔ کہ کیا ایسا شخص جس کا مذہب یہ ہے۔ وہ مساوات کا مدعی ہے۔ ہرگز ہرگز نہین خوب غور کرین کہ وہ شخص ہرگز ہرگز مساوات کا مدعی نہین ہو سکتا۔ جو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق مین ایسا محو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یون کہتا ہے۔ ؎

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہُدا
بے تو نارد روبراہی عارف پرہیزگار
یا نبی اللہ لب تو چشمہ جان پرور است
یا نبی اللہ توئی در راہ حق آموزگار
زندہ آن شخصیکہ نوشد جرعہ از چشمہ ات
زیرک آن مردیکہ کرد است اتباع اتا غنیا
عارفان را منتہائی علم ورخت
صادقان را منتہائے صدق بر شفقت قرار
بے تو ہرگز دولت عرفان نمی یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہائے جہد بیشمار
کیہ باعمال خود بے عشق رویت ابلہی است
غافل از رویت نبیند روئے نیکی زینہار
دردمی پیدا شود نورے زعشق روئے تو
کان نہ باشد سالکان را حاصل اندر روزگار
یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام
وقف راہے تو کنم گر جان دہندم صد ہزار
ہر کسے اندر نماز خود دعائے میکند
من دعا ہائے بر و بار تو ای باغ بہار

اور پہر ایک جگہ فرماتے ہین۔ ؎

ما از و یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری ہی کے ذریعہ ہر ایک نور اور کمال میسر آسکتا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہی بغیر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے اور غلامی کے اپنا چہرہ نہین دکہلاتا۔ چنانچہ میرزا صاحب کا ایک یہ بہی الہام ہے۔ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکہو مسیح الزمان ہے

۴۔ پہر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ہمکو اتنی ہی کافی ہے۔ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے۔ عشق رسول کے دیوانون کو بجز دیدار اور محبت ان کی دوسرے کو کب خاطر مین لاتے ہین۔ میان حاکم بالا سے جو کچہہ آس کو چیر اسپیون سے کیا سروکار۔ بس اللہ اور رسول کافی ہے۔ جو ذرا بہی تجاوز کیا پہر اس کا عشق کامل نہین۔ خوب! بہت اچہا بے ادبی معاف! استاد کو شاگرد لکہتے تو کیا لکہے۔ بقول شخصیکہ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اب سوال یہ ہے تو یہ ہے۔ کہ کیا آپ نے صرف صرف اللہ ورسول پر ہی اکتفا کیا ہے یا اللہ ورسول کی رضا مندی کی خاطر ان کے جان نثار ون کی محبت کا بہی دم مارا ہے؟ کیونکہ ہمنے آپ کی سیرت اور لائف مین ایک وہ بہی وقت ملاحظہ کیا ہے۔ جبکہ ہر وقت جناب کے ورد زبان خواجہ خواجہ ہی رہا کرتا تہا یعنے ہر وقت جناب تقدس مآب خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہا کرتے تہے۔ ایسا ہی جناب پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر اذکار سے بہی کافی دلچسپی رکہا کرتے تہے۔ ایسے ہی جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمتہ سے بہی کافی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تہے۔ چنانچہ مجہہ کو ایک دفعہ ان کی سوانحعمری بہی پڑہنے کے لئے عنایت کر کے اس کے مطالعہ کے لئے سخت تاکید کی تہی۔ ایسا ہی ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر تو ایسے فدا تہے۔ کہ ہر وقت یہ زبان زد رہا کرتا تہا۔ کہ ؎

بندہ پروردگارم اُمت احمد نبی
دوستدار چاریارم تابع اولاد علی
مذہب حنیفہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

گو یہ ممکن ہے۔ کہ اب آپ کو زیر سایہ ہر ولی والے فقرہ سے انکار و فرار ہو گیا ہو اس لئے مذکورہ بالا بزرگون کی محبت کو عشق کامل رسول کے منافی خیال کیا ہوگا اور ایسا ہونا بہی چاہیئے تہا۔ کیونکہ اولیاء اللہ لڑی کے موتیون کی طرح ہوتے ہین۔ جب ایک کا انکار ہوا تو دوسرے سے لازماً وحتماً انکار و فرار ہونا کچہہ بہی مشکل نہین۔ پہر جس صورت مین میرزا صاحب باوجودیکہ ان کی صداقت کے نشان شمس النہار کی طرح چمک رہے ہین۔ مگر آپ ہین کہ ایک مرتد کے ارتداد سے ایسا نالائق نتیجہ نکالتے ہین کہ گویا نعوذ باللہ اس مرتد کا ارتداد میرزا صاحب کے جہوٹے اور دہوکے باز ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے تو آپ نے یہ فقرہ تحریر فرمایا جس کا خود پہلے اقرار تہا ہم آپ سے دریافت کرتے ہین کہ اگر مذکورہ بالا بزرگون پر اور حضرت مسیح موعود پر ایمان عشق کامل خدا ورسول کے منافی ہے۔ تو آپ نے پہلے جو اُن پر یعنے حضرت مسیح موعود کے علاوہ مذکورہ بالا بزرگون پر ایمان لا کر اپنا وقت ان کے ذکر اذکار مین برباد کیا ہے۔ اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ کا اقرار ہے۔ کہ بس اللہ ورسول کافی ہے۔ جو ذرا بہی تجاوز کیا پہر اس کا عشق کامل نہین۔ ...

جو کچہہ مطلب ہے بالکل صاف ہے لیکن مشکل تو یہ ہے۔ کہ ایک جگہ تو آپ نے کچہہ لکہا اور دوسری جگہ کچہہ۔ اس پر غور فرماوین کہ مسٹر ثناء اللہ کو یہان پر تو یہی وصیت کی ہے۔ بس اللہ ورسول کافی ہے۔ جو ذرا بہی تجاوز کیا۔ تو پہر اس کا عشق کامل نہین عشق رسول کے دیوانون کو بجز دیدار اور محبت ان کے لئے دوسرون کو کب خاطر مین لاتے ہین اور دوسری جگہ ہدایت فرماتے ہین۔ کہ خوب تصوف کی کتابین مطالعہ مین رکہو۔ دل مین حرارت پیدا کرو اور کسی کامل بزرگ کے دست بیعت ہو جاؤ حالانکہ اس سے پہلے فرما چکے ہو کہ یہ میرزا صاحب اور اس کے مرید تم اس کے مرید ہو یا نہ ہو۔ نجات نصیب نہین۔ جب تک اپنی حقیقت تام سے خبر نہین۔ مولانا کوچہ جانانکی سیر کرو۔ اس کے علاوہ میرزا صاحب کی تردید بیعت مین یہ بہی فرمایا کہ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے مین ان متضاد باتون کو پڑہ کر سخت حیران ہون اور مجہہ کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ اولیاء الرحمان کی عداوت کی کا یہ پہل ہے کہ ایک ننہے سے کارڈ مین اس قدر ایک دوسرے سے اختلاف کہانے والی باتون کا ذکر کیا ہے۔ مین اپنے طور پر عرض کرتا ہون۔ کہ جب آپ کا مشرب یہ ہے۔ کہ اللہ ورسول کافی ہے۔ جو ذرا بہی تجاوز کیا تو پہر اس کا عشق کامل نہین۔ تو پہر ثناء اللہ بیچارہ کو کیون کسی کامل یا ناقص بزرگ کی بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو کیونکہ یہ بات تو بدیہی ہے۔ کہ ثناء اللہ بہی عشق رسول کا دیوانہ ہے اس لئے

اس لئے وہ آپ کو صاف صاف کہنا کر آپ کا
قافیہ تنگ کر سکتا ہے کہ عشق رسول کے دیوانون
کو بجز دیدار اور محبت اونکے کے وسوسے کو کب خاطر
میں لاتے ہین اور کہ اللہ و رسول کافی ہے جو ذرا بھی
تجاوز کیا تو پیرا اوسکا عشق کامل نہین "اور یہ ایسا
دندان شکن جواب ہے کہ ابد اس جواب کے آپ
سے ممکن نہین کہ کوئی کلمہ زبان سے نکل سکے وجہہ یہ
کہ آپ کی زبان سے ہی آپ پر اتمام حجت ہو جاویگی
رہا بزرگ کامل و ناقص کا جھگڑا اوس پر بھی آپ
کا اتفاق ہونا مشکل ہے کیونکہ اگر بفرض محال
[illegible] آپ کے سبب آخری حکم کسی کامل
بزرگ کے دست [illegible] ہو جاؤ [illegible] ہونیکے
[illegible] کسی بزرگ کو تلاش کریکے اوس کی بیعت
کر لی - اور آپ [illegible] اور [illegible] جواب [illegible]
کہ میان [illegible] ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے
تو بتلائیے کہ اوسکے محنت برباد ہوئی کہ نہین ؟
پس بہتر تھا کہ اوسکو ایسی نصیحت [illegible] کرتے
جس کا اولٹا اثر ہو - [illegible] کہ ایک جگہ
آپ فرماتے ہین کہ بخدا مجکو میرا اُسی [illegible]
ہے اور یون ان [illegible] سمجھتے ہین کہ کسی
کی بیعت نہین کی جا سکتے اور [illegible]
ہین کہ کسی کامل بزرگ [illegible] ہو جائے
و خدا کامل بزرگ کس [illegible] ہین ؟ اوس کی
ذرا تشریح [illegible] کہ [illegible] ایسے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اگر
ضرورت پڑے تو عرض کرونگا اور آپ یہ
یاد رکہین کہ یہ ایک تنقیدی نوٹ ہے جو آپ
کے ردید پر عرض کیا گیا ہے اور مین امید
کرتا ہون کہ آپ اس کو بغور پڑھکر ضرور اسکا
جواب باصواب سے مشکور فرما دین گے -
کیونکہ جس طرح استاد ہونے کی حیثیت
سے آپ کا مجھپر حق ہے ایسا شاگرد ہونے
کی حیثیت مین میرا آپ پر حق ہے کہ کوشش
کرون کہ جو دہوکے کی موٹی دیوار آپکے سامنے کہنچی
گئی ہے وہ اٹھ جائے اور خدا کے راستباز بندہ کا چہرہ
آپ کو نظر آوے باقی خیریت ہے والسلام
راقم
خاکسار رقیہ با محمد حسین احمدی
از لاہور چہاؤنی

دیکھو بقیہ صفحہ تین پر آگے

مسٹر [illegible] صاحب کی تحقیقات شروع کرنے
سے پیشتر پولیس نے منشی صاحب کے خلاف
بعض لوگون کے بیانات لکھے پہران بیانات کو صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہاتھ سے قلم بند کرایا بعدازان
مسٹر [illegible] صاحب نے انہین اشخاص کے بیانات
لکھے اور [illegible] صاحب کے روبرو منشی
غلام حیدر خان کی [illegible] جو [illegible] بیانات
لکھے گئے - جس [illegible] کیا اُس کو
پولیس نے یہ کہا [illegible] بیان [illegible]
دروغ کے جرم کا مرتکب ہوا [illegible]
عالم ہوا [illegible] ایسے [illegible]
[illegible] الزامات کا عائد ہونا کیا
بڑی بات [illegible] گواہ بنائے
گئے - جعلی [illegible] بیانات کو تین تین
چار چار مرتبہ [illegible]
الزامات [illegible]
رکھا گیا - [illegible]
[illegible]
[illegible] اپنے تمام [illegible]
مین [illegible] بیانات چوتھی
مرتبہ [illegible] مقدمات [illegible]
گئے جو ان کی اور [illegible] وکیل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بالضابطہ تحقیقات شروع کی [illegible]
مقدمات مین جو الزامات [illegible]
مین تحریر کرکے اونکی نقل وکیل ملزم چوہدری شہاب الدین
صاحب بی اے [illegible] ایل - بی وکیل چیف کورٹ
پنجاب کے سپرد کی گئی - استغاثہ کیطرف سے
مسٹر [illegible] صاحب اور منشی صاحب کیطرف سے
چوہدری صاحب پیروکار تھے - قریباً ڈیڑہ ماہ تک
اُن سات مقدمات کے متعلق شہادت ہوتی رہی -
وکیل ملزم نے گواہان استغاثہ پر ایسی باریک اور
منطقی جرح کی کہ ہر ایک بیان بناوٹی اور جہوٹا نظر
آنے لگا [illegible]
[illegible] کی [illegible] صاحب
انسپکٹر مسٹر [illegible] صاحب [illegible] صاحب
صاحب کپتان پولیس [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر
اور دیگر مخالفین کو گواہان صفائی [illegible]
اور ان سے ایسی جرح مین [illegible] کہ مقدمات
تمام جہوٹے اور بناوٹی ہین اور [illegible] صاحب
انسپکٹر اور اونکے ہم خیال احباب اور [illegible]
اشخاص اونکے بانی مبانی ہین - ملزم کی [illegible]

سے سرکاری وکیل نے مسٹر [illegible] صاحب بہادر ڈپٹی
کمشنر راولپنڈی کا بیان استغاثہ کی طرف سے بطور
گواہ کر دیا - صاحب موصوف کا بیان بذریعہ مسٹر [illegible]
صاحب ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ملزم اور اس کے
وکیل کے مواجہہ مین کیا گیا - صاحب موصوف نے
انجیل کے حلف پر [illegible] صاحب کی شکایت
اور عداوت اور منشی غلام حیدر خان صاحب کی مظلوم پروری
اور رعایا کی حمایت کے کارنامے ایسی وضاحت
سے بیان کئے اُس کے بیان کے ملاحظہ کے بعد کسی
امر کا شک نہین رہ سکتا کہ صاحب ممدوح نے بڑے
زور سے بیان فرمایا کہ غلام حیدر ہمیشہ غریب رعایا کا
حامی اور ظالم اور جابر اہلکاران اور دیگر اشخاص کا
ایسا مخالف رہا ہے کہ اوسپر ایسے ہزارون مقدمات کا
کھڑا ہونا ذرا بھی تعجب کے قابل نہین -
شہادت ختم ہونے کے بعد منشی صاحب کے
قابل وکیل یعنے چوہدری شہاب الدین صاحب نے
معقول اور مبسوط تقریر قریباً دو سو صفحہ حجم کی لکھکر
مسٹر [illegible] صاحب بہادر کی خدمت مین پیش کی - صاحب
موصوف نے بعد ملاحظہ [illegible] منشی صاحب کو بری الذمہ
قرار دے کر اپنی رپورٹ [illegible] - جب وہ رپورٹ
صاحب ڈپٹی کمشنر [illegible] بہادر کے ہاتھون سے
[illegible] صاحب فنانشل کمشنر
پنجاب کے پاس پہنچی - تو صاحب ممدوح نے
[illegible] منشی صاحب کی بحالی کا
حکم صادر فرمایا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ منشی صاحب
کی معطلی کا زمانہ [illegible] سرکاری مین شمار ہو اور
اونکو زمانہ معطلی کی پوری تنخواہ بھی دی جائے -
اور [illegible] کئے جائین -
مین اس [illegible] منشی غلام حیدر خان
صاحب اور اُن کے فاضل وکیل چوہدری شہاب الدین
صاحب کو ہر طرح سے مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہون -
[illegible] کام اچھا ہے [illegible] انجام اچھا ہے "
لیکن مین اسقدر جتلا دینا ضروری خیال کرتا ہون -
کہ جس مقدمہ پر خود گورنمنٹ کا کئی ہزار روپیہ
صرف ہوا ہے - اور جسنے منشی صاحب اون کے
متعلقین اور احباب کو ایک سال سے زیادہ عرصہ
تک اسقدر غم رنج اور ذلت مین مبتلا رکھا ہے -
[illegible] منشی صاحب [illegible] اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے
سے اس قدر [illegible] رکھا ہے - اور [illegible]
[illegible] منشی صاحب کے ہزارہا روپئے وکیل
اور [illegible] ہو گئے ہین اس مقدمہ کا
انجام [illegible] صاحب کی بحالی پر ہی نہین ہونا
چاہیئے [illegible] طور پر اپنی ذاتیات
کی وجہ سے [illegible] ان پر گرفت ہونی اور
ان کو [illegible]

پر ایک دہبہ ہے - امید ہے کہ گورنمنٹ زیر دفعہ
۱۸۱ تعزیرات ہند باضابطہ طور پر مقدمہ چلا کے بانیون
اور جہوٹے گواہون کا تدارک فرما کر اپنے افسران کو
آیندہ کے لئے ایسے بزدلانہ حملون سے محفوظ رکھیگی
نیز اپنے [illegible] کو آیندہ کے لئے بچائیگی - تو بالکل
حق بجانب ہوگی - اگر اسموقعہ پر گورنمنٹ نے ایسی صریح
اور صاف معاملہ مین کوئی نوٹس نہ لیا تو آیندہ سرگروہ
کا حوصلہ بہت بڑہ جائیگا یہ امر نہایت قابل غور ہے
کہ اگر منشی غلام حیدر صاحب مجرم ثابت ہوتے تو وہ
علاوہ [illegible] ۲۲ سالہ ملازمت کہونے اور موقوف ہونیکے
تابع قانون فوجداری کے شکنجہ میں بھی کھینچے جاتے -
پس جب ایک فریق کیلئے نتائج ایسے سنگین ہونے
ممکن تھے تو اسکی برعکس صورت مین یہ بالکل قرین
انصاف ہے کہ دوسرا فریق بھی اپنے کئے کی سزا پائے -

الحکم اور وطن

قصہ مشہور ہے کہ ایک کبڑی سے کسی نے پوچھا کہ تو اپنی کمر
سیدہی چاہتی ہے یا اورون کو کبڑا دیکہنا چاہتی ہے ؟
کبڑی نے کہا میری دلی آرزو یہی ہے کہ جیسے کبڑی ہون
میں بھی انکو اپنی طرح دیکہون - یہی حال ان مجاہدین
کا ہے - انکی دلی خواہش رہتی ہے کہ جس طرح ہم پہ [illegible]
سے فتوی کفر لگا ہے - اورون پر بھی لگتا رہے - چنانچہ
ایڈیٹر وطن پر انہون نے فتوی لیکر شائع کیا ہے کہ یہ
کی [illegible] اسلام کے خلاف بہیجا ہے ایسی فتوی بازی
تو ہم مخالف [illegible] شک نہین کہ ایڈیٹر وطن کا
یہ فعل کسی طرح کسی دیندار دانا کی نظر مین مستحسن نہین کیا جا سکتا
کبھی نہین ہوگا - اس پر مجھکو حیرانی ہے کہ جن ہمعصرون
نے ایڈیٹر وطن کے اس کام کو ناپسند کیا ہے انکی بابت
لکہا ہے کہ وطن کی ترقی پر انکو حسد آتا ہے (معاذ اللہ)
اورونکی بابت تو ہم کہہ نہین سکتے - خاکسار ایڈیٹر الحدیث تجکو
دلسے کہتا ہے کہ وطن کی ترقی پر ہمکو حسد نہین بلکہ خوشی اور
فخر ہے (وکفی باللہ شہیدا) حالانکہ اسی مضمون کے
شروع مین ایڈیٹر وطن خود ہی لکہتا ہے کہ اعتراض کرنا
تو اقتضاء دوستی ہے مگر کسی کی نیت پر حملہ کرنے سے
بچنا چاہئے - اللہ اکبر ایک ہی پرچہ مین بلکہ ایک ہی
مضمون مین لپنے ہی کہلے کے خلاف لکہدینا جتلا رہا ہے
کہ ایڈیٹر وطن کو اپنی بات بھی یاد نہین رہتی یا جو کچھ
لکہتے ہین وہ دوسرون کا ہی ہوتا ہے - اپنی عقل کبھی نہین
اسی طرح یہ بھی تعجب سے خالی نہین کہ آپ لکہتے ہین کہ گو
قرآن شریف مین عزیز یا اقارب بلکہ خود اپنے نفس کے خلاف
بھی حق کہنے کی تاکید ہے - مگر مخالفین کے مقابلہ پر تو
عصبیت اور حمایت رکہنے کا موکد حکم ہے - افسوس ہے کہ
تمام قرآن شریف میں یہ موکد حکم کہین نہین ملتا -
البتہ اسکے برخلاف ملتا ہے کہ صحابہ سے غلطی سے ماہ

مختصر نوٹ

معزز ہمعصر ہندوستان رقمطراز ہے کہ سرحدی واقعات قتل مٹانے کے لئے ایک لائق اخبار نے تجویز پیش کی ہے کہ پشاور میں خالص اسلامی کالج کھولا جاوے اور وہاں کے پٹھانوں کو بذریعہ صحیح تعلیم اسلام راہ راست پر لایا جاوے کہ انگریزوں پر جہاد کرنا اور ان کو موقع پا کر قتل کرنا بہشت مین داخلہ کا پروانہ نہین ہے۔

اس تجویز پر ہمعصر مذکور کی ذاتی رائے یہ ہے کہ تدبیر تو معقول ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا لوگ رضامند ہونگے کہ وہ پشاور مین تعلیم حاصل کرنے کی اجازت اپنے حلقہ اثر میں آئے ہوئے پٹھانوں کو دین"

اصل بات یہ ہے کہ فی الحقیقت اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان جاہل ملاؤن کے سر سے جہادی سپرٹ کا فضول خیال دور کیا جاوے۔ اور یہ خیال دیانتک واقعات بتاتے ہین اس وقت تک دور نہین ہوسکتا جب تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم عام طور پر نہ پہیلے۔ کیونکہ ایک احمدی کیلئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کوئی خونی مہدی آنے والا نہین اور اب جہاد کا فتویٰ فضول ہے۔ کیونکہ آنے والا امام آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو رسالہ جہاد پر لکہا تہا اسکی بہت سی کاپیان سرحد پر تقسیم کی گئی تہین جس مین جہاد کی حرمت پر بہت بڑی بحث کی ہے اور ایسا ہی جہاد کی مخالفت کا فتویٰ ہی شائع کیا تہا۔ گورنمنٹ کو جو سکول کہولنے کی رائے دی جاتی ہے اس سے بہت ہی کم خرچ مین یہ کتابین شائع ہوسکتی ہین اگر گورنمنٹ انکا پشتو مین ترجمہ کرا کر اپنے خرچ پر شائع کرے تو یقیناً بہت بڑا فائدہ ان لوگون کو پہونچ سکتا ہے اسمین شک نہین کہ وہ لوگ سنگدل ہین لیکن انمین سلیم الفطرت بہی ہیں اور جب ایک امر حق ان کی سمجھ مین آجاوے پھر وہ اسپر پورا عمل کرتے ہیں۔ پس اس تجویز سے فایدہ اٹھانا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس رنگ مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت اور بہی کہلے گی۔

ضرورت دعا

ہمارے سلسلہ کے مشہور و معروف اور مخلص ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب دہلی اور انکے اہل و عیال موسمی بخار مین مبتلا ہیں۔ ناظرین انکیلئے دعا کرین کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ڈاکٹر صاحب اور انکے متعلقین کو صحت کامل عطا فرمائے۔

اخبار وطن کی تنگ ظرفی

نادان آدمی جب حجت کے نیچے آجاتا ہے اور اسے کوئی مفر نہین ملتا تو وہ اپنے فریق مخالف کو گالیان دینے پر اتر آتا ہے اور کہسیانی بلی کہمبا نوچے کا مصداق ہو جاتا ہے۔

وطن کے ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان کو جب کفر فروشی کے الزام کا جواب نہ آیا اور انسانیت نے اسے توبہ کرنے سے روکے رکہا تو اور تو کچھ بن نہین پڑا گالیان دینے پر اتر آیا۔ مین نے اس سلسلہ مضامین کو شروع کرتے ہی کہدیا تہا کہ پیسہ اخبار اور کرزن گزٹ کے مقابلہ مین عاجز آکر جو گالیان اسنے دی تہین وہ مین پڑھ چکا ہون اور یقیناً یہی سلوک میرے ساتھ بہی ہونے والا تہا تاہم حق گوئی کے مقابلہ مین مین ان گالیون کی قطعاً پروا نہین کرونگا اسلئے انشاء اللہ خان کی گالیان میرے قلم کو روک نہ سکین گی اور مین یہ دعوی سے کہتا ہون کہ میرے لگائے ہوئے الزامات کا جواب انشاء اللہ خان کے پاس نہین ہے اور آیندہ اس سلسلہ میں جو امور میں پیش کرونگا ان کا جواب بہی اسی سے بن نہ آئیگا۔

ایڈیٹر وطن نے اب اپنی مخلصی اس امر مین دیکہی کہ وہ قادیان کے اخبارون سے تبادلہ بند کردے۔ ایک موقع پر جب اخبار وکیل کے ساتھ انشاء اللہ خان کی بحث چہڑی تہی۔ اور وکیل نے تبادلہ بند کیا تہا اسوقت خود بدولت نے بڑی تعلی کی سنائی تہین۔ مین ان فقرات کو کسی آیندہ اشاعت میں یاد دلاؤنگا۔ وطن کا پڑہ لینا یا ٹال جانا کوئی ایسی بات تو نہی ہی نہین جو کسی صورت میں بہتر نہ ہو سکتی۔ لیکن اس کارروائی سے وطن کے عالی ہمت ایڈیٹر نے ثابت کر دیا کہ وہ کس خیال اور پایہ کا انسان ہے۔ وطن کی اسی حرکت کو مین ایڈیٹران اخبار کے نوٹس کے لئے پیش کرتا ہون۔ اور انہیں ایک تازہ سرٹیفکٹ سنانا چاہتا ہون جو معزز و مقتدر ہمعصر پیسہ اخبار نے دیا ہے۔ وطن کی ۲۶ اکتوبر کی اشاعت میں جو لیڈر نکلا ہے اس کے ایک حصہ کا جواب تو وہ میگزین کے نومبر کے نمبر مین پڑھیگا۔ اور ایک حصہ کا جواب الحکم کی اگلی اشاعت مین ملاحظہ کرونگا۔ وطن مطمئن رہے کہ اسکی قوم کی بہار رہ رہا ہے [illegible] اب کہل کر رہے گا۔ والعاقبۃ للمتقین

میں یہ بہی جانتا ہون اور وطن کے ایڈیٹر کی اس فطرت سے بہی واقف ہون کہ وہ کہانتک [illegible] [illegible] [illegible] انسان ہے۔

لیکن وطن کو اپنی حمیت اور غیرت کا لطف نظر آجائیگا اور اسی دفتر میں نظر آئے گا جہان وہ ایڈیٹر الحکم کی گفتگو کا اشارہ کرتا ہے۔ اسے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس غیرت اور منہ سے اس دفتر گیا اور کیون گیا؟ اور اسکے ساتھ اسکے تعلقات کیسے تہے؟ ان امور پر اگلی اشاعت میں پوری روشنی ڈالونگا۔ انشاء اللہ خان اسکے پڑہنے کے لئے اپنی حمیت کو سنبہالکر تیار رہین۔

عبد الحکیم کی رائے یہ ہے۔

اہمانکی کہین گا ایمان تو سب کچھ

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمعصر وطن لاہور اور الحکم قادیان مین ایک بحث کا سلسلہ چہڑا ہوا ہے۔ ہمنے اسپر اسوقت تک کوئی نوٹ اسوجہ سے نہین لیا کہ یہ آپس ہی مین نمیٹ جائے تو بہتر ہے۔ اب ہم دیکہتے ہیں کہ زیادہ طول کہنچا جاتا ہے۔ اسواسطے ہمارا فرض ہے کہ اسپر اپنی رائے دونون معزز ہمعصرون کے سامنے پیش کرکے آیندہ اس سلسلہ کو بند کردینے کی درخواست کرین۔

وطن اسلامی دنیا مین نامور اخبار ہے اسی طرح الحکم احمدی فرقہ میں آپ ہی اپنا نظیر ہے۔ ۲۴ - اکتوبر کے الحکم نے سر ولیم میور کی تصانیف کے متعلق جو وطن کے ہان فروخت ہو رہی ہین تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اور چند علماء کی مواہیر کے ساتھ ایک فتویٰ شائع کیا ہے وہ ضرور ہمین یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ اب وطن کے لائق ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو مان لینا چاہئے۔ کیونکہ اوّل تو میور صاحب کی وہ تصانیف جو اسلام پر حملہ کرنے والی ہین شائع کرنا ٹہیک نہتا۔ دوسرے جس کتاب کی اصل قیمت پہلے ۴ روپیہ ظاہر کرکے رعایتی ۲ مقرر کرنا یہ بہی وطن جیسے مقتدر اخبار کی شان کے خلاف تہا۔ سر ولیم میور کی لائف آف محمدؐ وہ کتاب ہے کہ جسکا جواب سر سید احمد خانصاحب نے بہی خطبات احمدیہ کے نام سے اردو و انگریزی میں لکہا تہا۔ رسالہ شراکت مراد آباد کے ٹائیٹل پر۔ اے۔ ایم زمان برادرس کیطرف سے مذکورہ بالا کتاب کا اشتہار چہپتا رہا ہے جسکی قیمت بلا رعایت مع نفع کے ۴ درج ہے۔ پہر دفتر وطن کی رعایتی قیمت ۲ کسطرح ٹہیک ہوسکتی ہے ہمین اس سے مسرت ہوئی کہ دیندار مینجر اے۔ ایم زمان برادرس نے ہماری زبانی تحریک پر اسبات کا وعدہ کر لیا ہے کہ آیندہ نمبر سے ایسی کتب کے اشتہارات قطعی نکال دینگے ہمارے معزز ہمعصر [illegible] جو بہر حال عزیزی حاصل کی ہے اب وہ اس بحث کو زیادہ بہڑانے سے ضرور کم ہو جائیگی اور [illegible] ایک بار فتح اسلامی [illegible] وما علینا الا البلاغ

ایڈوکیٹ بمبئی ہیں سے نقل

زیادہ شہادتین صداقت ظاہر کرتی ہین

ایک اور بمبئی کے طبیب آج اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور ان بہت سے بیانات میں جو کہ سلسلہ وار اس اخبار مین شائع ہوتے ہیں وہ بہی اپنی شہادت شامل کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت کہ جو ہزارہا میل کے فاصلہ پر ہیں اپنے ہی شہر کے باشندہ کی رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے کیونکہ ہم اسکی تصدیق کرسکتے ہیں۔ بمبئی کی خلایق کو کوئی بمبئی کی ہی شہادت چاہئے اور ڈاکٹر عبدالرزاق جو (طبیب نارتہ کوٹ پولس اسپتال کہ جنکو بمبئی کی خلایق ایک نہایت تجربہ کار طبیب جانتی ہے) سے زیادہ معتبر کسکی شہادت ہوگی۔ وہ فرماتے ہین۔ مین نے ڈون کی پیٹہ کے درد اور گردہ کی گولیون

(Doans Backache Kidney pills)

کا استعمال کیا اور گردون کی شکایات مین اعلےٰ درجہ کا نتیجہ حاصل ہوا۔ پشت یا کمر میں درد ہونا اس کی نشانی ہے کہ گردے کمزور اور خراب ہو گئے ہین۔ گردے زیادہ مشقت کیلئے نہین بنائے گئے ہین اور جتنا کہ کام وہ کر سکین اس سے زیادہ جبکہ ان سے کام لیا جاوے اسوقت پیٹ مین درد۔ دردسر۔ تکان۔ مزاج کا چڑچڑاپن۔ ذرا ذرا میں ڈر جانا۔ پیشاب کی شکایات وغیرہ امراض پیدا ہونے مین اور اگر خستہ زدہ گردون کو مدد نہ پہنچائی جاوے تو ضرور جلند صر جوڑون مین درد یا اسی قسم کی سخت بیماریان نمودار ہونگی۔ ڈون کی پیٹہ کے درد اور گردہ کی گولیان

(Doans Backache Kidney pills)

گردون اور مثانہ کی بیماریون کیلئے خاص مجرب ہین اور کیا بچہ یا کیا بوڑہا انہین اطمینان سے لیسکتا ہے جب کہ کسی قسم کی گردون کے درد کی علامت معلوم ہو تو ان گولیون کا فوراً استعمال کرنا چاہئے۔ اس اخبار میں ہم سلسلہ وار بمبئی کی خلایق کیلئے بمبئی کے باشندونکو ڈون کی پیٹ کو درد اور گردہ کی گولیون (Doans Backache Kidney pills) کی بابت مین بیانات شائع کرتے ہیں۔ اسی کام پر نظر رکہ کر ضرور کسی طاقاتی کا نام دیکہئے یہ گولیان تمام دوافروشون کی دوکانون پر یا براہ راست ڈون کی ایجنسی پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ ۲ یا چہ شیشیون کی ۱۲

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران تاجران حکماے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کیلئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط اور کسی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے

اور وہ یہ ہے

مخدومنا جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں ایک مدت سے آپ کے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج تو وقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا مجھے اس کی خریداری کے لئے اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور ہے کہ استعمال کرنا چاہئے۔ لہٰذا عرض ہے کہ مفرح عنبری کا ڈبہ آپ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال فرماویں۔ (جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی اسٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص بھائی ہیں))

دوسرا خط جو بعد میں آیا

مخدومنا حکیم صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی۔ یہاں تک کہ تحصیلدار صاحب ہنگو کو بھی وہ اشتہار دکھایا اور مفرح عنبری کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا ایک ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیج دیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح ودافنا حویلی کابلی مل لاہور

مطبوعہ احمدیہ پریس قادیان ... شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

ہدًی لِّلْمُتَّقِیْن

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی چہ باور قادیان بینی | دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عام [illegible] (۲) خواص [illegible] (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع [illegible] آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

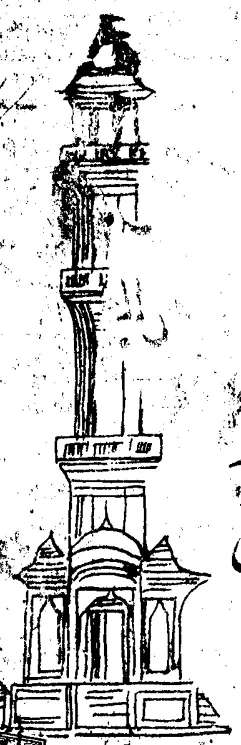

فہرست مضامین

[illegible] اور دارالاماں کا ہفتہ ص ۱
[illegible] خان صاحب تحصیلدار کی [illegible] ص ۶
[illegible] نام ص ۴
[illegible] خان صاحب تحصیلدار [illegible]
[illegible] وطن ص ۶
[illegible] السعدین ص ۷
ڈپٹی سردار احمد کے مجوزہ اسلامی بینک پر اسلامی رائے اور اُن کو مغالطات پر اسلامیوں کو اطلاع ص ۸
انبیائے ہنود ص ۹
وصیت اور اعانت الحکم اور رہبر اسفر [illegible] اور ضروری اطلاع ص ۱۰
مختصر نوٹ اور اخبار وطن کی تنگ ظرفی اور ایڈوکیٹ بمبئی میں سے نقل ص ۱۱
اشتہارات ص ۱۲ تا ۱۶

نمبر ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۷ شوال ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

۱۸ نومبر ۱۹۰۶ء قادیان۔ (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جو [illegible] رہے ہیں پھر غیب سے آواز آئی۔ مُبَارَک

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا۔
مَا وَقَفْتُ مَوْقِفًا أَغْيَظَ مِنْ هٰذَا
اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ
ترجمہ۔ اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقع [illegible] نہیں ہوا [illegible] تحقیق [illegible] رب کی سخت ہے۔

۲۲ نومبر۔ رَبِّ احْفَظْنِيْ اِنَّ الْقَوْمَ يَتَّخِذُوْنِيْ سُخْرَةً
ترجمہ۔ اے میرے رب میری حفاظت کر تحقیق قوم مجھ پر ہنسی کرتی ہے۔

۲۳ نومبر ۱۹۰۶ء
(۱) اِنَّ اللّٰهَ مَنَّ عَلَيْكُمْ وَاَعْطٰيكَ مَا اَعْطٰيكَ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَيْكَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

ترجمہ۔ جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے۔ یعنے نظر انکار سے دیکھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا۔ [illegible] اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔
[illegible] تیری [illegible] اور میں تجھے دوں گا جو چیز دائم رہے گی [illegible]

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ الحمد للہ والمنۃ کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی ہے۔ آپ علی العموم سیر کو نکلتے ہیں۔ آپ کے اہلبیت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھے ہیں۔

۲۔ [illegible] حضرت کی صحت قوم کے لئے راحت افزا خبر ہے۔ حضرت حکیم الامۃ نے ترجمہ قرآن مجید کا ایک پارہ نمونۃً چھاپنے کی بہت تجویز ہوئی ہے۔ اس کی کاپیاں یہاں لکھی جا چکی ہیں۔

۳۔ [illegible] عید کی رویت یہاں پنجشنبہ کی شام کو ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء کو ہوئی اور اتوار کی صبح کو مسجد [illegible] میں حسب معمول نماز ادا کی گئی اور معمول کے موافق حضرت حکیم الامۃ نے [illegible] خطبہ پڑھا۔ مسجد کا صحن اور اندر بھرا ہوا تھا۔ دیہات [illegible] کے علاوہ [illegible] امرتسر [illegible] چک پنیار وغیرہ سے احباب نماز عید کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ ناظرین کو عید مبارک ہو۔

۴۔ [illegible] تعلیم الاسلام کی جماعت ہندی ہو چکی ہے اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے اس لئے جو احباب اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجنا چاہتے ہیں ان کے لئے ابتدائے سال مدرسہ کی وجہ سے [illegible]

۵۔ [illegible] گذشتہ اشاعتوں میں تحریک شایع ہوتی رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ [illegible] کر کے مفیدات مدرسہ کی اعانت کا ثواب حاصل کیا ہوگا۔

۶۔ [illegible] اشاعت میں ۱۹ نومبر ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر مسجد مبارک میں منشی عزیز الرحمن صاحب [illegible] کا نکاح حافظ عبد الرحیم صاحب سے ہوا۔ سید عزیز الرحمن صاحب [illegible] کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب وکیل تھے۔ [illegible] عبد الرحیم صاحب [illegible] صاحب بریلی رخصتانہ کے لئے گئے اور مع الخیر واپس آئے۔ منشی عزیز الرحمن صاحب نے نہایت مروت اور ایثار سے کام لیکر ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور اس تعلق کو مبارک کرے آمین۔

منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار کی بحالی

بعض ناظرین الحکم منشی غلام حیدر خان صاحب کے نام سے بخوبی واقف ہون گے لیکن اکثرون کے لئے یہ نام بالکل نیا ہوگا۔ منشی غلام حیدر خان صاحب اگرچہ اس سلسلہ مین مرید نہین ہین۔ لیکن ان کی منصف مزاجی اور حق پسند طبیعت نے اس سلسلہ کی اصل حقیقت سے انہیں خوب آگاہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انہیں ایسے موقع دیئے کہ وہ پورے طور پر اس سلسلہ کے حالات سے اطلاع حاصل کر سکیں جبکہ ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ قتل حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کے خلاف تھا۔ ان دنون آپ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے سپرنٹنڈنٹ اور پھر جب جہلم مین مقدمات ہمارے خلاف دائر ہوئے۔ اس وقت صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم نے خاص طور پر ان کو انتظام کے لئے مقرر کیا تھا [illegible] خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ آپ نے اس موقع پر امن کو قائم رکھا وہ جہلم کے لئے قابل ناز امر ہے۔ ورنہ ایسے موقع پر جبکہ ہزارہا انسان جمع ہو گئے ہون اور جہان مذہبی مخالفانہ سپرٹ زورون پر ہو امن کا قائم رکھنا کوئی معمولی امر نہین۔ بلکہ یہ خاص قابلیت اور خداداد انتظامی قوت کا نتیجہ تھا۔ پھر انہین مقدمات کے سلسلہ مین وہ گورداسپور مین ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ مین شہادت کے لئے کئی مرتبہ آتے رہے اور نہایت ایمانداری اور جرأت کے ساتھ شہادت حقہ ادا کی اس طرح پر انہین متعدد موقعے اس سلسلہ کی تائید کے لئے ملے ہین۔ اور باوجود غیر احمدی ہونے کے انہون نے جس آزادی اور فراخ دلی سے حق کی تائید کی وہ اس قابل تھی کہ اللہ تعالےٰ انہین ضائع نہ کرے چودہری غلام حیدر خان صاحب چونکہ بڑے دلیر اور آزاد منش اور بے ریا انسان ہین اس لئے وہ ان لوگون کو خوش نہ رکھ سکے جو دھڑہ بندی اور منافقانہ کارروائیون کو پسند کیا کرتے ہین۔ ان کی سازشون اور افترا پردازیون نے ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مسٹر کالی صاحب . . . . کو بھی بابو صاحب پر سخت ناراض کر دیا بلکہ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ وہ ان مقدمات مین خود مدعی کا پارٹ ادا کر رہے تھے تو یہ کوئی مبالغہ نہین۔ صاحب ممدوح نے بابو صاحب کے خلاف لوگون کو ذیلدارون اور نمبردارون کی معرفت یہ اعلان دیا۔ کہ بابو غلام حیدر خان کے خلاف جو لوگ گورنمنٹ کو مدد دین گے۔ وہ ہر طرح سے محفوظ رہین گے انہون نے انسپکٹر [illegible] صاحب پولیس پنجاب سے خاص [illegible] کے کرسنٹ گوکل چند [illegible] انسپکٹر پولیس کو متعین کیا اور [illegible] شاہ صاحب [illegible] انسپکٹر پولیس کو ڈسٹرکٹ [illegible] پولیس نے تھانہ مین لے لیا [illegible] [illegible] کے نے لگا دیا۔ ایسی حالت اور [illegible] جو مقدمہ اٹھایا جاوے۔ اس سے بچ نکلنا کوئی [illegible] امر [illegible] ہے [illegible] ممکن تھا اس مقدمہ مین بابو غلام حیدر خان صاحب کے خلاف مقدمات ثابت کرنے کے لئے پوری کوشش کی گئی اور [illegible] [illegible] کئے گئے۔ مقدمات کی [illegible] ایک شخص [illegible] [illegible] پولیس [illegible] صاحب کی [illegible] موقوف ہوا [illegible] پولیس [illegible] تھا اس [illegible] پر انسپکٹر صاحب کی مخالفت [illegible] اور اس مخالفت نے بابو صاحب کو ان [illegible] الزامات کا نشانہ بنایا گیا اور اس طرح پر ان کو ان مصائب اور تکالیف کے [illegible] ان مقدمات کے رنگ مین انہین [illegible] خدا کے فضل نے ان کی دستگیری کی اور ان کی راستی اور انصاف پروری نے ان کے دامن کو بے لوث ثابت کیا۔ اس مقدمہ کے حالات پر روزانہ پیسہ اخبار مین ایک لیڈر نکلا ہے۔ مین اسے بجنسہ درج کرنا ضروری سمجھتا ہون اور بابو غلام حیدر خان صاحب کی بریت اور بحالی پر انہیں صدق دل سے

مبارکباد

دیتا ہون۔ چودہری شہاب الدین صاحب وکیل بھی خاص مبارکباد کے مستحق ہین جنہون نے اپنی قانونی قابلیت سے اس مقدمہ مین خاص نام پایا اور کامیابی حاصل کی۔ میرے رائے مین اس سوال کو بڑے زور کے ساتھ ہمارے معاصرین کو اٹھانا چاہئیے۔ کہ بلاو[illegible] جو اس قدر اخراجات بابو صاحب کو برداشت کرنے پڑے ہین۔ یہ بابو صاحب کو ضرور ملنے چاہئین۔

یہ امر اور بھی خوشی کا موجب ہے کہ ان کے ایام تعطلی کی تنخواہ بھی بابو صاحب کو دی جاوے گی اور اب وہ فیروزپور مین متعین ہوئے ہین۔ گورنمنٹ کا بھی بہت سا روپیہ فضول صرف ہوا۔ آئندہ کو امید ہے۔ گورنمنٹ بھی ایسے منسوب بازو لوگون سے سبق لے گی۔ بہرحال وہ آرٹیکل یہ ہے۔

روزانہ پیسہ اخبار کی اشاعت ماقبل گزشتہ مین "قابل داد و انصاف" کے عنوان سے یہ خوش گوار خبر درج کی جا چکی ہے۔ کہ منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار جہلم قریباً ایک سال کی معطلی و پریشانی کے بعد آخرکار تمام الزامات سے پاک ثابت ہوئے۔ اور پورے اعزاز کے ساتھ اپنے منصب پر بحال ہو کر ضلع فیروزپور مین تعینات کئے گئے۔ اگرچہ تحصیلدار صاحب پر جو افتاد پڑی۔ وہ اپنی نوعیت مین بڑی قابل تاسف [illegible] کے ساتھ ایسی ہے۔ کہ [illegible] [illegible] سرکاری اہل کارون [illegible] ڈیشل افسرون کو [illegible] کے باعث حاسد [illegible] پارٹیون کی سازشون سے پیش آتی اور ان کی جفاکشی و دیانتداری کو [illegible]

[illegible] طبع دو برس بلا شدی کا مصداق بنا رہتی ہین۔ جیسا کہ تھوڑے ہی دن [illegible] ایک نامور ہندو ڈسٹرکٹ جج کے آفت مین مبتلا ہونے سے ظاہر ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منشی غلام حیدر کے کیس پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نظر ڈال کر روئداد مقدمہ کی مدد سے ان کی معطلی و بحالی کے واقعات اجمالاً ہدیہ ناظرین کئے جاوین تاکہ پبلک ایسی اہل کارون کی مشکلات کا قدرے اندازہ لگانے کے ساتھ ہی انگریزی انصاف کی قدردان بننے کا موقع پائے اور آئندہ اگر کوئی بدنصیب اہلکار خدانخواستہ ایسی مصائب کا شکار ہو تو اس کے کیریکٹر پر سمجھ سوچ کر نکتہ چینی کی جاوے۔

مختلف اضلاع پنجاب خصوصاً جہلم گجرات و گوجرانوالہ کے باشندے اس امر سے اچھی طرح [illegible] ہرگز متامل نہ ہون گے کہ منشی غلام حیدر صاحب نہایت قابل منتظم اور چست تحصیلدار ہین۔ ان کی ملازمت قریباً ۲۲ سال کی ہو چکی ہے۔ مگر اب تک آپ ماشاء اللہ نہایت تندرست۔ قوی [illegible] اور جوانون کی مانند چست نظر آتے ہین۔ جولائی ۱۹۰۱ء مین آپ [illegible] جہلم مین تبدیل ہو کر آئے [illegible] مین مسٹر پی۔ ڈی اگینیو صاحب راول پنڈی ڈپٹی کمشنر راول پنڈی) وہان کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ منشی صاحب نے اپنے زمانہ ملازمت مین کئی عہدہ دارون۔ اہل کارون اور خود غرض اشخاص کے ہتھکنڈون کو طشت از بام کر کے انہین برطرف۔ متنزل اور سزایاب کرا دیا تھا۔ جہلم کے ضلع مین تبدیل ہونے سے پہلے آپ راول پنڈی مین تھے۔ وہان انہون نے ایک ہندو وکیل کے گورنمنٹ کو ظالم کہنے پر اس قدر جوش ظاہر کیا کہ تمام ہندو آزردہ ہو گئے۔ جہلم مین آنے سے پیشتر ہی منشی صاحب کے بدخواہون نے ان کو بدنام کرنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن مسٹر اگینیو صاحب جیسے بیدار مغز اور کار آزمودہ افسر کے واسطے مین ان کی دال نہ گلی۔ اور قریباً دو سال تک وہ جہلم مین نہایت تعریف کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ اس عرصہ مین انہون نے غریب رعیت کی حمایت سے اپنے بدخواہون کو اور بھی بیزار کر لیا۔ دفتر مال رائے بھوانی داس صاحب بھی اُن کے مدمقابل رہے۔ لیکن باوصف تمام مقابلہ کے انہون نے کئی اہل کارون کی بدذاتیان پایہ ثبوت کو پہنچا کر انہین موقوف متنزل و تبدیل کرایا۔ منجملہ ان کے قابل تحسین کارنامون کے ایک یہ بھی تھا کہ انہون نے مہتہ بودھ راج سارجنٹ پولیس کے برخلاف جوڈیشل فیصلجات مین سخت ریمارکس کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارجنٹ مذکور موقوف ہوا۔ یہ سارجنٹ مہتہ بھیم سین انسپکٹر پولیس ضلع جہلم کا سالا تھا اس کی موقوفی نے قدرتی طور پر جو رنج مہتہ بھیم سین صاحب کو پہنچایا۔ اس کا اندازہ ناظرین خود لگا سکتے ہین۔ اگر مہتہ صاحب کا بس چلتا۔ تو وہ غالباً منشی صاحب کی ہستی ہی مٹا دیتے۔ مگر مسٹر اگینیو صاحب کے زمانے مین ان کی کوئی کارستانی پیش نہ گئی۔ جہلم سے منشی صاحب ضلع گجرات

کی تحصیل کھاریاں میں تبدیل ہوگئے۔ اور اپنا کام نیک نامی کے ساتھ بے غل وغش کرتے رہے۔ مگر قریباً ایک سال کے بعد بدقسمتی سے وہ پھر ضلع جہلم میں تبدیل ہو آئے اور بجائے حضور تحصیل کے تحصیل پنڈدادن خان میں تعینات کئے گئے۔ اس وقت تک مسٹر ایگنیو صاحب ہی ڈپٹی کمشنر تھے۔ پنڈدادن خان میں تعینات ہونے سے چند روز پیشتر مہتہ بھیم سین صاحب نے صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر منشی صاحب کے برخلاف وہ زہر اُگلا کہ صاحب موصوف حیران ہوگئے۔ اُس نے صاحب بہادر سے کہا کہ منشی غلام حیدر خان بڑا بدچلن مرتشی اور متعصب مسلمان ہے لیکن چونکہ صاحب بہادر منشی صاحب کو خوب جانتے تھے اور جس حسن انتظام سے اُنھوں نے صاحب موصوف کے ماتحت دو سال تک تحصیل جہلم میں تحصیلداری کی تھی۔ اُس کا حال اُن پر آئینہ تھا۔ اس لئے مسٹر ایگنیو کے دل پر مہتہ بھیم سین کی شکایت کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر مہتہ صاحب آتش عداوت میں بھن رہے تھے اور انتقام کا کوئی موقع تاک رہے تھے۔ لیکن جب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر اُن کی چالاکی کا جادو نہ چلا۔ تو اُنھوں نے تحصیل پنڈدادن خان کے سب ڈویژنل افسر مسٹر بانڈ صاحب وحال ڈپٹی کمشنر کانگڑہ سے رجوع کی۔

اس موقع پر مہتہ بھیم سین صاحب کی نسبت یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ وہ تحصیل پنڈدادن خان کے باشندے ہیں اور تحصیل مذکور میں بڑی املاک وجائیداد رکھتے ہیں۔ اُن کی رشتہ داریاں سارے ضلع جہلم میں ہیں اور خاص تحصیل پنڈدادن خان میں مہتہ صاحب کی ہمقوم آبادی کا ایک جزو اعظم ہے۔ ان سب پر طرہ یہ کہ مہتہ صاحب اپنی ۳۲ ساله ملازمت میں سے ۲۶ سال ضلع جہلم ہی میں رہے ہیں اور منشی غلام حیدر صاحب کی آمد سے اُن دنوں وہ پنڈدادنخان ہی میں انسپکٹر تھے۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اُن کا رسوخ تحصیل پنڈدادن خان میں کس حد تک ہوگا۔ پس غلام حیدر خان صاحب کا پنڈدادن خان میں تبدیل ہو کر آنا ہی اُن کے مجسم رشوت ستاں ظاہر کئے جانے کے لئے کافی تھا۔

مہتہ صاحب نے منشی صاحب کے تشریف لانے سے پیشتر ہی مسٹر بانڈ صاحب کے کان اُن کی طرف سے بھرنے شروع کردئے اور اُنہیں یہ کہہ کر منشی صاحب سے بدظن کردیا کہ غلام حیدر بڑا بدچلن۔ رشوت ستاں اور متعصب مسلمان ہے۔ مسٹر بانڈ منشی صاحب کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔ ورنہ وہ بھی ایگنیو صاحب کی طرح مہتہ صاحب کے بیان کو ہرزہ سرائی سے زیادہ وقعت نہ دیتے۔ لیکن منشی صاحب سے ناواقف ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بانڈ صاحب نے مہتہ صاحب کی رام کہانی کو سچا باور کرکے صاحب کمشنر بہادر راولپنڈی سے زبانی شکایت کی۔ اُس موقع پر کمشنر صاحب نے اس شکایت پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن چونکہ خدا کو یہ منظور تھا کہ منشی غلام حیدر خان ایک سال معطل رہ کر ملک بھر میں رسوا ہوں اور بجائے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری پر ترقی پانے کے معرض تعطل میں رہیں اور وہ اُن کے احباب و متعلقین اتنے عرصہ تک لخت دل کھائیں اور خون جگر پئیں۔ پس اسکے اسباب ظاہر یہ پیش آئے کہ اُنہی دنوں مسٹر ایگنیو صاحب رخصت پر تشریف لیگئے اور مسٹر کانلے صاحب ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہو کر آئے۔ قریباً ۳ ماہ تک منشی صاحب مسٹر کانلے صاحب کے زمانہ میں بھی پنڈدادن خان کے تحصیلدار رہے۔ اس عرصہ میں صاحب موصوف منشی صاحب کے کام اور انتظام سے بہت خوش رہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو صاحب موصوف نے منشی صاحب کے اعمالنامہ میں نہایت تعریفی الفاظ درج فرمائے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ مہتہ بھیم سین انسپکٹر منشی غلام حیدر خان سے سخت دشمنی رکھتا ہے۔

۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو مسٹر کانلے صاحب نے ایسا اعلیٰ سرٹیفکٹ دیا اور ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو منشی غلام حیدر پنڈدادن خان سے تبدیل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں چلے گئے۔ انکی تبدیل ہونے کے بعد مسٹر بانڈ صاحب بھی ضلع جہلم سے تبدیل ہوگئے اور اُن کی بجائے مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژنل افسر ہو کر پنڈدادنخان میں تشریف لائے۔

مہتہ بھیم سین صاحب منصوبہ بازی اور منشی صاحب کی تخریب کے برابر درپے رہے اُن کے سلسلے بوجہ [illegible] کی موقوفی کے علاوہ منشی صاحب نے دوران تحصیلداری پنڈدادنخان میں مہتہ صاحب کے ایک ذاتی مقدمہ مال میں مہتہ صاحب کے برخلاف فیصلہ دیا تھا۔ علاوہ بریں اُنھوں نے یہ حکم جاری کرایا تھا کہ [illegible] سرکار میں راجہ یا سردار کے لقب سے مخاطب نہ کیا جائے۔ جب تک کہ اُسے گورنمنٹ کی طرف سے خطاب راجگی یا سرداری نہ ملے۔ منشی صاحب کی اس کارروائی نے تحصیل پنڈدادن خان کے علاقہ کے کل ہندو مسلمانوں کو منشی صاحب کے برخلاف کردیا تھا۔ اُس تحصیل میں ہر کس وناکس اپنے آپ کو راجہ یا سردار کہلواتا تھا اور اہلکاران تحصیل ان دونوں خطابات کو ہر اہل و نااہل کے نام کے ساتھ لگا دیتے تھے۔ ہری سنگھ ساہوکار [illegible] تحصیل پنڈدادن خان کا ایک نہایت دولتمند شخص ہے منشی صاحب کی نوازش سے اُس کا فرضی خطاب سرداری جاتا رہا۔ علاوہ بریں منشی صاحب نے ساہوکار مذکور پر بجائے ۲۲۰ کے ۵۲۰ روپے ٹیکس لگادیا۔ مہتہ بھیم سین صاحب تو پہلے ہی سے منشی صاحب کے برخلاف اُدھار کھائے ہوئے تھے۔ اب ہری سنگھ صاحب بھی اُن کے طرفدار ہوگئے۔ ہری سنگھ کی ملکیت قریباً ستر دیہات تحصیل پنڈدادن خان میں ہیں اور مختلف مقامات میں اُس کے بندرہ کارخانے ہیں اُس کا مہتہ بھیم سین سے ہمخیال ہونا گویا تسمند ناز کو تازیانہ لگنا تھا۔

منشی غلام حیدر خان صاحب نے میونسپل کمیٹی پنڈدادنخان کے متعلق چند ایسی باضابطہ کارروائیاں کیں اور قانونی احکام جاری کئے کہ باشندگان خاص پنڈدادن خان بھی اُنکے برخلاف ہوگئے مہتہ صاحب اور ہری سنگھ کی عنایت سے دیگر تمام اہلکاران و وکلائے تحصیل بھی جو بالعموم ہندو تھے۔ منشی صاحب سے بگڑ گئے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ پنڈدادن خان کا ہر ایک متنفس منشی صاحب سے ناراض اور آزردہ خاطر ہوگیا۔ مہتہ صاحب اور ہری سنگھ ساہوکار کے ذاتی رسوخ کے ساتھ جب دیگر اشخاص کی آزردگی اور رنجش جمع ہوگئی۔ تو گویا منشی صاحب پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ مسٹر رڈکن صاحب ایک تیز طبع نوجوان سب ڈویژنل افسر تھے منشی صاحب دو تین ماہ پہلے سے تبدیل ہو کر پھالیہ ضلع گجرات میں جاچکے تھے۔ اہل غرض اشخاص اُن کے خلاف آسمان وزمین کے قلابے ملانے پر تلے بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع ملنا محال بلکہ ناممکن تھا۔ پہلے مسٹر رڈکن صاحب کے دل کو زہر آلود کیا گیا اور پھر صاحب موصوف کی معرفت مسٹر کانلے صاحب ڈپٹی کمشنر کے نیک خیالات کو بھی تبدیل کیا گیا۔ غرضیکہ مسٹر رڈکن صاحب نے منشی صاحب کی معطلی کی سفارش کی اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے بھی [illegible] فرمایا۔ صاحب کمشنر جنہوں نے مسٹر بانڈ صاحب سابق سب ڈویژنل افسر سے دو دفعہ منشی صاحب کے برخلاف زبانی شکایت سُن چکے تھے۔ اُنھوں نے بھی [illegible] ہاں ملادی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منشی صاحب رشوت ستانی کے الزامات میں بحکم جناب آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب ۴ نومبر ۱۹۰۵ء سے معطل کئے گئے اور الزامات کی تحقیقات وثبوت کے لئے دو یورپین سولین افسر گورنمنٹ کی جانب سے مامور ہوئے۔

معطلی کے بعد پہلے کچھ عرصہ مسٹر رڈکن صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور بعد میں مسٹر برڈ صاحب (حال ڈسٹرکٹ جج امرتسر) سپیشل ڈیوٹی پر رہے۔ مہتہ بھیم سین کی عنایت سے صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر ہیڈ صاحب بھی منشی غلام حیدر خان صاحب کو پرلے درجے کا رشوت ستاں خیال کرتے تھے۔ پولیس [illegible] بلکہ کو بلوا اور گھر گھر پھر کر لوگوں کو اکسایا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بمقام کندوال علاقہ داران کے روبرو کھلے طور پر اعلان دیا کہ جو لوگ منشی غلام حیدر کے برخلاف گورنمنٹ کو امداد دیں گے گورنمنٹ اُن سے خوش ہوگی۔ صاحب بہادر کے اس اعلان کی تعبیر عام پبلک کو یوں سنائی گئی۔ کہ جو شخص چاہے منشی غلام حیدر خان پر الزامات رشوت لگائے کسی کو گرفت نہ ہوگی۔ بعض لوگوں کو یہ بھی سمجھایا گیا کہ جس قدر رشوت کوئی شخص منشی صاحب کو دینا بیان کریگا۔ اسی قدر روپیہ اُس کو گورنمنٹ سے دیا جاویگا۔ مسٹر رڈکن صاحب اور اُن کے بعد مسٹر برڈ صاحب بھی پولیس کے نقش پا پر چلے۔ جس قدر مقدمات منشی غلام حیدر خان نے پنڈدادن خان کی تحصیلداری کے زمانہ میں فیصل کئے تھے۔ اُن کی فہرست طیار کی گئی۔ فریقین سے اُن کے دیہات میں جاکر رشوت دینے نہ دینے کی بابت پوچھا گیا۔ غرض کہ اس طرح بہت سے مقدمات منشی صاحب کے برخلاف تیار کئے گئے۔

بقیہ دیکھو صفحہ ۶ کالم ۲

شاگرد کا خط استاد کے نام*

جناب اوستاد و پیشواے صاحب بابو عمر دراز خان صاحب منشی آر۔ ای۔ آفس ڈیرہ اسمٰعیلخان

آپ کا کارڈ مسٹر ثناء اللہ کے نام کا آیا ہوا مجھے دیکھنے میں بھی آیا۔ جس میں آپ نے میرا بھی حال دریافت فرمایا ہے جس پر میں آپ کی اس عنایت اور یادآوری کا شکر گذار ہوں۔ گو جناب نے مجھکو ایک عرصہ سے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ یعنے مجھکو اس قابل نہیں سمجھا کہ مجھ سے سلسلہ خط و کتابت کا رکھا جاوے اگرچہ میں [illegible] ہوں [illegible] خیال کا پابند ہوں۔ مگر [illegible] مجھکو آپ سے [illegible] خط کا جواب [illegible] ہرگز مانع نہیں ہے۔ آپنے جو [illegible] میں مخفی ہے اس کا اعتراف اور شکریہ بھی [illegible] کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور [illegible] اس بات کا بھی خواہاں و جویاں ہوں کہ جس طرح آپ نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ نیکی کرے کہ آپ کو صادق اور راستباز بندہ کی پہچان عطا کرے۔ آمین۔

مسٹر ثناء اللہ کے نام جو خط آپ نے لکھا ہے اس میں مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے مرتد ہونے اور خدا کے مسیح صادق سے ہی نہیں بلکہ افضل الرسل سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور خود بھی اس کی کتابیں خریدنے اور پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ مرتد ڈاکٹر نے نہ صرف خدا کے مسیح صادق علیہ السلام سے ہی بغاوت اختیار کر کے گمراہی اختیار کی ہے۔ بلکہ اس نے صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور اور راستے بھی نجات پانے اور خدا تعالےٰ کے ملنے کے موجود ہیں اور یہ کہ کوئی ضروری نہیں۔ کہ ایک شخص پر ایمان نہ لانا نجات سے مانع ہو گیا خدا کی خدائی میں ایک آدمی ہی نجات کا ذریعہ ہے اور کوئی راہ نہیں؟ ایسا خیال کرنا مرتد مذکور کے نزدیک خدا کی خدائی کی توہین کرنا ہے۔ چنانچہ جن الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے وہ اس کی کتاب ذکر الحکیم [illegible] میں اس طرح ہیں کہ اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کا سیدھا اور آسان [illegible] ہے۔ مگر [illegible] کہ اس [illegible] کے تمام [illegible] رحمت و مغفرت [illegible] انسان [illegible] ہو گئے۔ خدا [illegible] کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے"

پھر ذکر الحکیم نمبر ۳ [illegible] میں لکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے۔ نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر [illegible] تو وہ آیت تیلائی ہوئی"

اب ان تمام عبارتوں کا جو کچھ مطلب ہے بالکل صاف ہے کہ نہ تو قرآن کی عزت نہ کسی نبی کی [illegible] نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اعمال صالح بجا لانا موجب [illegible] ہے [illegible] صاف طور پر کہدیا ہے کہ اس [illegible] خدا کی توہین ہے۔ کہ اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں "تا وقتیکہ ایک انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے" اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ توحید اور تزکیہ نفس ہی محض کافی ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مسیح پر ایمان لانا۔ اب ایک موٹی سی عقل والا بھی غور کئے بدون نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ مرتد نہ صرف مرزا صاحب سے مرتد و منحرف ہوا ہے بلکہ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء سے باغی ہے کیونکہ مرتد کو وہ باتیں سوجھیں۔ جو کہ دہرم پال مرتد اور عماد الدین کو بھی نہ سوجھیں تھیں۔

مجھکو اگر کچھ تعجب ہے۔ تو صرف یہ ہے کہ اس مرتد کی کتابیں دیکھنے سے تو آپ اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضرت اقدس جری اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہوکے باز ہیں۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ مرتد کہتا کیا ہے۔ آیا اسلامی عقیدہ کے خلاف تو نہیں چلتا۔ افسوس کہ آپ نے محض مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کی توہین آمیز کتابوں کو بڑے شوق و ذوق سے خریدا اور پڑھا اور لطف یہ کہ آپ مدعی تو اس بات کے ہیں کہ [illegible] اللہ اور رسول کافی ہے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت اُن کے [illegible] خاطر میں لاتے ہیں۔ اور پھر ایسی تحریر خریدتے اور پڑھتے ہیں۔ جس میں عشق رسول کے دیوانوں کو یہ راگ سنایا جاتا ہے۔ کہ یہ خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ اس کا ماننا اور اس کی عطا کردہ عقل اور فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا اور بدی سے بچنا موجب نجات نہیں۔ "تاوقتیکہ ایک انسان کو ساتھ مانا جاوے" اور پھر بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ محض توحید و تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کو یا مسیح پر" اب خود ہی اپنا منہ گریبان میں ڈالکر غور کریں اور سوچیں کہ اس مرتد کے عقیدہ کے بموجب آپ گمراہی کے اتھاہ گڑھے میں پڑے ڈبکیاں لے رہے ہیں کہ نہیں؟ اور کہ خدا کی توہین کر رہے ہیں کہ نہیں؟

آپ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے بغیر نجات محال خیال فرماتے ہوں گے۔ جیسا کہ آپ کی تحریروں اور تقریروں سے ظاہر ہوتا رہا ہے۔ مگر عبد الحکیم صاحب کا عقیدہ آپ کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے۔ پھر جس صورت میں آپ کا اور اس کا عقیدہ بہت کچھ اختلاف رکھتا ہے تو اس کی تحریر پر آپ کا خوشی منانا سخت درجہ پر خسران میں مبتلا ہونا نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اور اگر فی الحقیقت مرزا صاحب کے عناد کی وجہ سے آپ کی ایسی ہی حالت ہو گئی ہے۔ کہ آپ بھی مثل مرتد مذکور کے عقل پرست ہو گئے ہیں تو اگرچہ یہ ممکن ہے۔ کہ کسی دن ہی آپ بھی اعلانیہ یہ اشتہار دیں گے کہ محض تزکیہ نفس کافی ہے۔ اور تمام انبیاء محض بے سود آتے رہے۔ کیونکہ جس صورت میں بقول مرتد ڈاکٹر خدا کی عطا کردہ عقل اور فطرت نجات کے لئے کافی ہے۔ تو انبیاء کا وجود اور کتب سماوی کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ایسا عقیدہ آپ کے دوست برہمو ہی رکھتے ہیں جن کے ساتھ کچھ عرصہ تک آپ کی ہاں سے ہاں ملتی ہے۔ اور ان دنوں میں یہ شعر بھی جناب کے ورد زبان رہا کرتا تھا۔ کہ

مباش درپے آزار و ہر چہ خواہی کن + کہ در طریقت ما جز این گناہے نیست۔

رہا۔ میرزا صاحب کو آپکا دہوکے باز بیان کرنا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسا ہوتا رہا ہے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ موسےٰ کے وقت کے، داؤد کے وقت کے۔ یونس کے وقت۔ نوح کے وقت۔ شعیب کے وقت کے اور لوط کے وقت اور حضرت مسیح کے وقت اور بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے انسان اور آج کل کے انسان ساخت کے لحاظ سے یعنے ان کی بناوٹ اور ان کی بناوٹ میں جو میرزا صاحب کو دہوکے باز کہتے ہیں کچھ فرق ہے اور تھا؟ یا ایک نسل کے یہ تمام چٹے بٹے تھے اور ہیں۔ غرض کہ میرزا صاحب کو آپ کا یا کسی اور دنیا کے پرستار کا دہوکے باز کہنا کوئی نئی بات نہیں۔ ایسا ہوتا آیا ہے اور مخالف اور مرتد کہتے آئے ہیں۔ جس کی وجہ صرف صرف یہ ہے۔ کہ ؎

کہ چو چشم حق شناس و نور عرفانش نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

ہر ایک مسلمان معمولی طور پر بھی ڈاکٹر مرتد کی کتابیں دیکھکر اس کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے اور اُس پر یہ بات بخوبی روشن ہو سکتی ہے۔ کہ دراصل یہ شخص صرف مرزا صاحب سے ہی باغی نہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام اس کے عقیدہ کے بموجب لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے کے لئے تشریف لائے۔ مجھکو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ آپ سے کہوں کہ ایسے بد عقیدہ والے شخص کی کتابیں خرید کر اور پڑھ کر کیوں

---

* یا ایہا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تومنون باللہ و رسولہ کے کیا معنے ہیں تعجب کہ باوجود مفسر ہونے کے قرآن سے اس قدر بے علمی۔ منہ

* ڈیرہ اسمٰعیلخان میں جو صاحب الحکم کے خریدار ہیں اُن سے یہ التماس ہے کہ وہ ضرور ایڈیٹر اس خط والے اخبار کو بابو عمر دراز خان صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری جو غالباً بازار میں رہتے ہیں دکھلا دیں۔ نہایت مہربانی ہوگی۔ منہ۔

آپ نے اپنے چچا ...
کیونکہ ممکن ہے کہ ... لگا ...
معاملہ ہو۔ مگر ہاں یہ ضرور دریافت کرنا میں مصلحت سمجھتا ہوں۔ کہ آپ نے اس مرتد ڈاکٹر کی کتابیں تو خرید اور پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ میرزا نعوذ باللہ دھوکے باز ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ آپ دہر میاں مرتد اور پادری عماد الدین کی کتابیں ترک اسلام اور تہذیب الاسلام نیز ہدایت المسلمین وغیرہ۔ بھی خرید کر پڑھتے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی آپ کو رائے پاس کرنے کا موقعہ مل جاتا اگر آپ کے ذہن سے یہ بات پہلے اتر گئی ہو۔ تو اب ایسا ضرور بضرور کریں۔ تاکہ کہیں گمراہی میں نہ رہیں۔

۲۔ اس کے بعد آپ نے اس کارڈ میں میرزا صاحب قبلہ کے بعض الہام کا ذکر کرکے فرمایا ہے۔ کہ آپ کو ہنسی آتی ہے۔ کیوں نہ ہو اگر آپ جیسے بزرگ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے۔ تو کیا وہ اس وقت کم ہنستے جس وقت کہ عبداللہ ابن ابی سرح کاتب الوحی مرتد ہوا تھا میرے خیال میں تو آپ اسوقت بے اختیار ہو کر قہقہے لگا کر وہاں سے بھاگتے اور کبھی بھی مسلمان اور اسلام کا نام نہ لیتے ایسے ہی مسیح یا کسی اور نبی کے وقت ہوتے تو ان سے مرتد ہونے والے لوگوں نامرادوں کو دیکھ کر ہنستے ہنستے برا حال کر لیتے یا جناب کے پیٹ میں درد ہونے لگتا اور بل پڑ جاتے۔

۳۔ پھر آپ نے میرزا صاحب کی نسبت محض غلط اور قطعاً بے بنیاد یہ افترا کیا ہے کہ نعوذ باللہ گویا حضرت تقدس مآب میرزا صاحب نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مساوات کا دم مارا ہے حالانکہ میرزا صاحب نے نہ تو کبھی ایسا دعوے کیا اور نہ آپ نے ان کی کوئی ایسی تحریر پڑھی ہوگی۔ کہ جس کا مفہوم اور منشا یہ ہو۔ ؎

کہ۔ بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
من چہ پروا مصطفےٰ دارم

جہاں کہیں ذکر کیا تو یہی ذکر کیا۔ کہ مجھکو جو کچھ ملا ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملا اور اس کا بڑا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ میرزا صاحب کو بارہا یہ الہام ہوا ہے۔ کہ صل علی محمد وآل محمد جس کا منشا یہی ظاہر کیا ہے کہ جو کچھ الہام کلام ... مہدی و مسیح موعود وغیرہ کے مراتب ... ہے وہ محض باطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ اس حقیقی سرچشمہ کے جلال کی ترقی کے لئے بھی ہر وقت دعا گو رہنا چاہیئے۔ اب ایک موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ کیا ایسا شخص جس کا مذہب یہ ہے۔ وہ مساوات کا مدعی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں خوب غور کریں کہ وہ شخص ہرگز ہرگز مساوات کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ جو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ایسا محو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے یوں کہتا ہے۔ ؎

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہدا
بے تو نارد رو براہی عارف پرہیزگار
یا نبی اللہ لب تو چشمہ جان پرور است
یا نبی اللہ توئی در راہ حق آموزگار
زندہ آن شخصیکہ نوشد جرعۂ از چشمہ ات
زیرک آں مرد یکہ گرد است اتباع ات اختیار
عارفان را منتہائے علم و رخت
صادقان را منتہائے صدق بر عشقت قرار
بے تو ہرگز دولت عرفان نمی یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہائے جہد بیشمار
کمبہ براعمال خود بے عشق رویت ابلہ است
غافل از رویت نہ بیند روئے نیکی زینہار
دردم پیدا شود نورے ز عشق روئے تو
کان نہ باشد سالکان را حاصل اندر روزگار
یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام
وقف راہ تو کنم گر جان دہندم صد ہزار
ہر کسے اندر نماز خود دعائے می کند
من دعا ہائے بر و بار تو ای باغ بہار

اور پھر ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ؎

ما از دیا بیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری ہی کے ذریعہ ہر ایک نور اور کمال میسر آسکتا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی بغیر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے اور غلامی کے اپنا چہرہ نہیں دکھلاتا۔ چنانچہ میرزا صاحب کا ایک یہ بھی الہام ہے۔ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

۴۔ پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ بعد الحجۃ میرا اتنی بنی ہی کافی ہے۔ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے۔ عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کی دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ میاں حاکم بالا سے جو کچھ ہے اس کو چیر اسیوں سے کیا سروکار بس اللہ اور رسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ خوب بہت اچھا بے ادبی معاف! استاد کو شاگرد ایسے لکھے تو کیا لکھے۔ بقول شخصیکہ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اب سوال ہے تو یہ ہے۔ کہ کیا آپ نے صرف صرف اللہ ورسول پر ہی اکتفا کیا ہے یا اللہ ورسول کی رضامندی کی خاطر ان کے جان نثاروں کی محبت کا بھی دم مارا ہے؟ کیونکہ ہمنے آپ کی سیرت اور لائف میں ایک وہ بھی وقت ملاحظہ کیا ہے۔ جبکہ ہر وقت جناب کے ورد زبان خواجہ خواجہ ہی رہا کرتا تھا یعنے ہر وقت جناب تقدس مآب خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ ایسا ہی جناب پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذکر اذکار سے بھی کافی دلچسپی رکھا کرتے تھے۔ ایسے ہی جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ سے بھی کافی محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مجھ کو ایک دفعہ ان کی سوانحعمری بھی پڑھنے کے لئے عنایت کرکے اس کے مطالعہ کے لئے سخت تاکید کی تھی۔ ایسا ہی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تو ایسے فدا تھے۔ کہ ہر وقت یہ زبان زد رہا کرتا تھا۔ کہ

بندہ پروردگارم امت احمد نبیؐ
دوستدار چار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنیفہ دارم ملت حضرت خلیل
خاک پائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی

گو یہ ممکن ہے۔ کہ اب آپ کو زیر سایہ ہر ولی والے فقرہ سے انکار و فرار ہو گیا ہو اس لئے مذکورہ بالا بزرگوں کی محبت کو عشق کامل رسول کے منافی خیال کیا ہوگا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ اولیاء اللہ لڑی کے موتیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جب ایک کا انکار ہوا تو دوسرے سے لازماً وحتماً انکار و فرار ہونا کچھ بھی مشکل نہیں۔ پس جس صورت میں میرزا صاحب باوجودیکہ ان کی صداقت کے نشان شمس النہار کی طرح چمک رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ایک مرتد کے ارتداد سے ایسا نالائق نتیجہ نکالتے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ اس مرتد کا ارتداد میرزا صاحب کے جھوٹے اور دھوکے باز ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے تو آپ نے یہ فقرہ تحریر فرمایا۔ جس کا خود پہلے اقرار تھا۔ ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر مذکور بالا بزرگوں پر اور حضرت مسیح موعود پر ایمان عشق کامل خدا و رسول کے منافی ہے۔ تو آپ نے پہلے جو ان پر یعنے حضرت مسیح موعود کے علاوہ مذکورہ بالا بزرگوں پر ایمان لاکر اپنا وقت ان کے ذکر اذکار میں برباد کیا ہے۔ اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ کیونکہ آپ کا اقرار ہے۔ کہ بس اللہ ورسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ اس کا جو کچھ مطلب ہے بالکل صاف ہے لیکن مشکل تو یہ ہے۔ کہ ایک جگہ تو آپ نے کچھ لکھا اور دوسری جگہ کچھ۔ اس پر غور فرماوینا کہ ماشاء اللہ کو یہاں پر تو یہی وصیت کی ہے۔ بس اللہ ورسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا۔ تو پھر اس کا عشق کامل نہیں عشق رسول کے دیوانوں کو بجز دیدار اور محبت ان کے لئے دوسروں کو کب خاطر میں لاتے ہیں اور دوسری جگہ ہدایت فرماتے ہیں۔ کہ خوب تصوف کی کتابیں مطالعہ میں رکھو۔ دل میں حرارت پیدا کرو اور کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ حالانکہ اس سے پہلے فرما چکے ہو کہ نہ میرزا صاحب اور اس کے مرید تم اس کے مرید بنو یا نہ بنو۔ نجات نصیب نہیں۔ جب تک اپنی حقیقت تام سے خبر نہیں۔ مولٰنا کوچہ جاناں کی سیر کرو۔ اس کے علاوہ میرزا صاحب کی تردید بیعت میں یہ بھی فرمایا کہ ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے میں ان متضاد باتوں کو پڑھ کر سخت حیران ہوں اور مجھ کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ اولیاء الرحمان کی عداوت کا یہ پھل ہے کہ ایک ننھے سے کارڈ میں اس قدر ایک دوسرے سے اختلاف کھانے والی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ میں اپنے طور پر عرض کرتا ہوں۔ کہ جب آپ کا مشرب یہ ہے۔ کہ اللہ ورسول کافی ہے۔ جو ذرا بھی تجاوز کیا تو پھر اس کا عشق کامل نہیں۔ تو پھر ثناء اللہ بیچارہ کو کیوں کسی کامل یا ناقص بزرگ کی بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو کیونکہ یہ بات تو بدیہی ہے۔ کہ ثناء اللہ بھی عشق رسول کا دیوانہ ہے اس لئے

اس لئے وہ آپ کو صاف صاف سُنا کر آپ کا قافیہ تنگ کر سکتا ہے کہ عشق رسول کے دلوانون کو بجز دیدار اور محبت اونکے کے دوسرے کو کب خاطر میں لاتے ہین اور کہ اللہ و رسول کافی ہے جو ذرا بھی تجاوز کیا تو پھر اوسکا عشق کامل نہین " اور یہ ایسا دندان شکن جواب ہے کہ بعد اس جواب کے آپ سے ممکن نہین کہ کوئی کلمہ زبان سے نکل سکے وجہہ یہ کہ آپ کی زبان سے ہی آپ پر اتمام حجت ہو جاویگی رہا بزرگ کامل و ناقص کا جھگڑا اوس پر بھی آپ کا اتفاق ہونا مشکل ہے کیونکہ اگر بفرض محال مستر ثناء اللہ نے آپ کے سب سے آخیری حکم (کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ) پر عامل ہو نیکے لئے بمشکل کسی بزرگ کو تلاش کر کے اوس کی بیعت کر لی - اور آپ یہ کورا اور روکھا پیکھا جواب سُنا دین کہ میان! ایسے ایسے بہت سے آئے اور چلے گئے تو بتلائے کہ اوسکے محنت برباد ہوئی کہ نہین؟ پس بہتر تھا کہ اوسکو ایسی نصیحت [illegible] جس کا اولٹا اثر ہو - [illegible] آپ فرماتے ہین کہ بخدا مجکو میرا [illegible] کافی ہے " اور یون ان ڈائرکٹ سمجھاتے ہیں کہ کسی کی بیعت نہین کر لی چاہئے اور پھر [illegible] ہیں کہ کسی کامل بزرگ کے دست بیع ہو جاؤ [illegible] کامل بزرگ [illegible] [illegible] تو کروی [illegible] کہ کامل ہیں ایسے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی جاوے -

[illegible] پس کرتا ہون باقی پھر اگر ضرورت پڑے تو عرض کرونگا اور آپ یہ یاد رکھین کہ یہ ایک تنقیدی نوٹ ہے جو آپ کے کارڈ پر عرض کیا گیا ہے اور مین امید کرتا ہون کہ آپ اس کو غور سے پڑھکر ضرور بلفرض جواب باصواب سے مشکور فرما دین گے - کیونکہ جس طرح اوستاد ہونے کی حیثیت سے آپکا مجھپر حق ہے ایسا شاگرد ہونے کی حیثیت مین میرا آپ پر حق ہے کہ کوشش کرون کہ جو دہوکے کی موٹی دیوار آپکے سامنے کھینچی گئی ہے وہ اُٹھ جائے اور خدا کے راستباز بندہ کا چہرہ آپکو نظر آوے باقی خیریت ہے والسلام

راقم

خاکسار مولوی محمد حسین احمدی

از لاہور چیانوالی

دیکھو بقیہ صفحہ تین پر کالم ۱

مسٹر ڈکن صاحب کی تحقیقات شروع کرنے سے پیشتر پولیس نے منشی صاحب کے خلاف بعض لوگون کے بیانات لکھے پھران بیانات کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہاتھ سے قلم بند کرایا - بعد ازان مسٹر ڈکن صاحب نے انہین اشخاص کے بیانات لکھے اور آخرالامر مسٹر برڈ صاحب کے روبرو منشی غلام حیدر خان کی غیر حاضری مین چوتھی دفعہ بیانات لکھے گئے - جس کا بیان ایک دفعہ لکھا گیا اُس کو پولیس نے یہ کہدیا کہ اگر اس بیان سے بدلا تو حلف دروغی کے جرم کا مرتکب ہوا - جہان مخالفت کا یہ عالم ہو اور کارروائی ایسے بیقاعدہ طریق سے کی گئی ہو - وہان رشوت ستانی کے الزامات کا عائد ہونا کیا بڑی بات تھی - سینکڑون اشخاص گواہ بنائے گئے - جعلی بیانات بنائی گئین - بیانات کو تین تین چار چار مرتبہ پختہ کیا گیا - غرضیکہ کوئی ممکن دقیقہ الزامات کے متعلق ثبوت بہم پہنچانے مین [illegible] رکھا گیا - منشی غلام حیدر صاحب کی خوش قسمتی سے مسٹر برڈ صاحب جیسا ایک [illegible] اور منصف مزاج افسر تحقیقات پر مامور ہوا - [illegible] [illegible] [illegible] جملہ اشخاص کے بیانات چوتھی مرتبہ قلمبند [illegible] [illegible] کئے [illegible] [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] منشی غلام حیدر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شہاب الدین صاحب بی اے - ایل ایل - بی وکیل چیف کورٹ پنجاب کے سپرد کی گئی - استغاثہ کیطرف سے مسٹر [illegible] صاحب اور منشی صاحب کیطرف سے چودہری صاحب پیروکار تھے - قریباً ڈیڑہ ماہ تک اُن سماعت مقدمات کے متعلق شہادت ہوتی رہی - وکیل ملزم نے گواہان استغاثہ پر ایسی باریک اور منطقی جرح کی کہ ہر ایک بیان بناوٹی اور جھوٹا نظر آنے لگا لیکن وکیل صاحب موصوف نے اس پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ انہون نے مہتہ بھیم سین صاحب انسپکٹر - مسٹر بائڈ صاحب - مسٹر ڈکن صاحب مسٹر سمتھ صاحب کپتان پولین اور مسٹر کانے صاحب ڈپٹی کمشنر اور دیگر مخالفین کو گواہان صفائی کے طور پر طلب کیا اور اون سے اپنی جرح میں یہ ثابت کرادیا کہ مقدمات تمام جھوٹے اور بناوٹی ہین اور کہ مہتہ بھیم سین صاحب انسپکٹر اور اونکے ہم خیال احباب اور صاحب غرض اشخاص اونکے بانی مبانی ہین - ملزم کی خوش قسمتی

سے سرکاری وکیل نے مسٹر اگنیو صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کا بیان استغاثہ کی طرف سے بطور گواہ کر دیا - صاحب موصوف کا بیان بذریعہ مسٹر میکن صاحب ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ملزم اور اس کے وکیل کے مواجہہ مین کیا گیا - صاحب موصوف نے انجیل کے حلف پر مہتہ بھیم سین صاحب کی شکایت اور عداوت اور منشی غلام حیدر خان صاحب کی مظلوم پروری اور رعایا کی حمایت کے کارنامے ایسی وضاحت سے بیان کئے اُس کے بیان کے ملاحظہ کے بعد کسی امر کا شک نہین رہ سکتا - کہ صاحب ممدوح نے بڑے زور سے بیان فرمایا کہ غلام حیدر ہمیشہ غریب رعایا کا حامی اور ظالم اور جابر اہلکاران اور دیگر اشخاص کا ایسا مخالف رہا ہے کہ اوس پر ایسے ہزارون مقدمات کا کھڑا ہونا ذرا بھی تعجب کے قابل نہین -

شہادت ختم ہونے کے بعد منشی صاحب کے قابل وکیل یعنے چودہری شہاب الدین صاحب نے مطوّل اور بسیط تقریر قریباً دو سو صفحہ حجم کی لکھکر مسٹر برڈ صاحب بہادر کی خدمت مین پیش کی - صاحب موصوف نے بعد ملاحظہ تقریر منشی صاحب کو بری الذمہ قرار دے کر اپنی رپورٹ اوپر بھیجدی - جب وہ رپورٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اور کمشنر بہادر کے ہاتھون سے گذر کر آنریبل مسٹر گارڈن واکر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے پاس پہنچی - تو صاحب ممدوح نے نوشیروانی انصاف سے منشی صاحب کی بحالی کا حکم صادر فرمایا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ منشی صاحب کی معطلی کا زمانہ ملازمت سرکاری مین شمار ہو اور اوس زمانہ معطلی کی پوری تنخواہ بھی دی جائے - اور وہ فیروزپور مین تعینات کئے جاوین -

مین اس بے نظیر کامیابی پر منشی غلام حیدر خان صاحب اور اُن کے فاضل وکیل چودہری شہاب الدین صاحب کو ہر طرح سے مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہون -

ع - کام اچھا ہے وہی جسکا مآل اچھا ہے "

لیکن مین اسقدر جتلا دینا ضروری خیال کرتا ہون - کہ جس مقدمہ پر خود گورنمنٹ کا کئی ہزار روپیہ صرف ہوا ہے - اور جسنے منشی صاحب اون کے متعلقین اور احباب کو ایک سال سے زیادہ عرصہ تک اسقدر غم رنج اور ذلت مین مبتلا رکھا ہے - نیز جسنے منشی صاحب کو اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے سے اس قدر عرصہ تک محروم رکھا ہے - اور جسکی پیروی مین منشی صاحب کے ہزارون روپئے وکیل اور گواہون پر صرف ہو گئے ہیں اس مقدمہ کا انجام صرف منشی صاحب کی بحالی پر نہین ہونا چاہئے - جن اشخاص نے یہ طومار اپنی غرض کیوجہ سے کھڑا کیا تھا - ان پر گرفت نہونی اور ان کو اپنے کئے کی پاداش نہ ملنی انگریزی انصاف

پر ایک دہبّہ ہے - امید ہے کہ گورنمنٹ زیر دفعہ ۱۸۱ تعزیرات ہند [illegible] طور پر مقدمہ کے بانیون اور جھوٹے گواہون کا تدارک فرما کر اپنے افسران کو آیندہ کے لئے ایسے بزدلانہ حملون سے [illegible] نیز اپنے بیجا مصارف کو آیندہ کے لئے بچائیگی - تو بالکل حق بجانب ہوگی - اگر اسوقعہ پر گورنمنٹ نے ایسی صریح اور صاف معاملہ میں کوئی نوٹس نہ لیا تو آیندہ سرکردہ کا حوصلہ بہت بڑہ جائیگا یہ امر نہایت قابل غور ہے کہ اگر منشی غلام حیدر صاحب مجرم ثابت ہوتے تو وہ علاوہ اپنی ۲۲ سالہ ملازمت کھونے اور موقوف ہونیکے شاید قانون فوجداری کے شکنجہ میں بھی کھینچے جاتے - پس جب ایک فریق کیواسطے نتائج ایسے سنگین ہونے ممکن تھے تو اسکی برئیت کی صورت میں یہ بالکل قرین انصاف ہے کہ دوسرا فریق بھی اپنے کئے کی سزا پائے -

الحکم اور وطن

قصہ مشہور ہے کہ ایک کبڑی سے کسی نے پوچھا کہ تو اپنی کمر سیدھی چاہتی ہے یا اورون کو کبڑا دیکھنا پسند کرتی ہے! کبڑی نے کہا میری دلی آرزو یہی ہے کہ سب کبڑی ہون میں بھی انکو اپنی طرح دیکھون - یہی حال قادیانی جماعت کا ہے - انکی دلی خواہش رہتی ہے کہ جس طرح ہم پر نبی رسالت کے جبر سے فتویٰ کفر لگا ہے - اورون پر بھی لگتا رہے - چنانچہ آجکل ایڈیٹر وطن پر انہون نے فتویٰ لکھکر شائع کیا ہے کہ یہ عیسائیون کی کتابین اسلام کے خلاف بیچتا ہے ایسی فتویٰ بازیون کے تو ہم مخالف ہین البتہ اسمین شک نہین کہ ایڈیٹر وطن کا یہ فعل کسی طرح کسی دیندار لوگ کی نظر میں مستحسن نہیں قرار پا سکتا کبھی نہین ہوگا - اس سے بڑھکر حیرانی ہے کہ جن معاصرین نے ایڈیٹر وطن کے اس کام کو ناپسند کیا ہے اُنکی بابت لکھا ہے کہ وطن کی ترقی پر اُنکو حسد آتا ہے (معاذ اللہ) اورونکی بابت تو ہم کہہ نہین سکتے - خاکسار ایڈیٹر اہلحدیث سچی دلسے کہتا ہے کہ وطن کی ترقی پر ہمکو حسد نہین بلکہ خوشی اور فخر ہے (وکفی باللہ شہیدا) حالانکہ اسی مضمون کے شروع مین ایڈیٹر وطن خود ہی لکھتا ہے کہ اعتراض کرنا تو اقتضاء دوستی ہے مگر کسی کی نیت پر حملہ کرنے سے بچنا چاہئے - اللہ اکبر ایک ہی پرچہ مین بلکہ ایک ہی مضمون مین اپنے ہی کہے کے خلاف کہدینا جتلا رہا ہے کہ ایڈیٹر وطن کو اپنی بات بھی یاد نہین رہتی یا جو کچھ کہتے ہین وہ دوسرون کیلئے ہوتا ہے - اپنے عمل کیلئے نہین اسی طرح یہ بھی تعجب سے خالی نہین کہ آپ لکھتے ہین کہ گو قرآن شریف مین عزیز و اقارب بلکہ خود اپنے نفس کے خلاف بھی حق کہنے کی تاکید ہے - مگر مخالفین کے مقابلہ پر تو عصبیت و رعایت رکھنے کا مؤکد حکم ہے " افسوس ہے ہمین تمام قرآن شریف میں یہ مؤکد حکم کہین نہین ملتا - البتہ اسکے برخلاف ملتا ہے - کہ صحابہ نے غلطی سے ماہ

قِران السَعدین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے حمد رب العالمین

مجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے

کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے

ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
نہ اُن سے رک سکے مقصد ہمارے

چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

امّا بعد

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ یہ خبر فرحت افزا شایع کی جاتی ہے کہ ۱۰ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ ہجری المقدس کو بعد نماز عصر پنجشنبہ کے دن حضرت صاحبزادہ **شریف احمد** سلمہ اللہ الاحد کے نکاح کی مبارک تقریب عمل میں آئی۔ یہ مبارک رشتہ میرے محسن و مخدوم جناب خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی دختر نیک اختر صاحبزادی **زینب بیگم** سے ہوا۔ اور ایک ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا۔ نکاح کی مسنون تقریب ادا کرنے کے لئے **دار البرکات** کا صحن تجویز ہوا تھا۔ جہاں دارالامان کی موجودہ جماعت حاضر ہوئی۔ اور حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حضرت حکیم الامت نے خطبہ نکاح پڑھا اور اس طرح یہ مبارک تقریب ادا ہوئی۔ اس تقریب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کو جو مسرت ہو سکتی ہے وہ ایک ظاہر امر ہے میں بہ حیثیت **خادم قوم** حضرت **حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** اور حضرت **امّ المومنین** علیہا السلام کے حضور نہایت ادب سے

مبارکباد

عرض کرتا ہوں اور ایسا ہی صاحبزادہ کے واجب الاحترام نانا جان حضرت **میر ناصر نواب صاحب** سلمہ اللہ الوہاب اور اس معزز محترم خاتون کو جسے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ شرف عطا فرمایا کہ وہ حضرت ام المومنین کی واجب الاحترام والدہ ہیں اور حضرت مسیح موعود جیسا جلیل الشان انسان رشتہ میں اس کا بیٹا قرار پایا کو صدق دل سے **مبارکباد** دیتا ہوں۔ اس تعلق اور رشتہ میں میرے مخدوم نواب صاحب سب سے زیادہ **مبارکباد** کے قابل ہیں کہ جنہوں نے عملی طور پر اپنی وفاداری اور ارادت و اخلاص کا وہ کامل نمونہ دکھایا جو ان کی حیثیت کے لوگوں کو بہت کم ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابھی وہ کچھ دیکھا ہے جس کو ایک زمانہ کچھ عرصہ کے بعد دیکھنے والا ہے۔ حقیقت میں نواب صاحب پر یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ ان کی لخت جگر کے لئے وہ **شوہر** تجویز ہوا جو **جری اللہ فی حلل الانبیا** کا لخت جگر ہے اور جس کی رگوں میں **فاطمی** خون گردش کر رہا ہے اور اسی وجہ سے میں اس تعلق کو

قِران السعدین

کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر طرح اور ہر پہلو سے نہایت ہی **مبارک اور مسعود** بناوے۔ **آمین**۔ دنیا میں نکاح ہوتے ہیں امرا اور روساء کے بھی ہوتے ہیں بادشاہوں اور غرباء کے بھی ہوتے ہیں مگر اس **نکاح** میں مجھے بہت سی خصوصیتیں نظر آتی ہیں۔ **اول** یہ کہ صاحبزادہ شریف احمد صاحب کا وجود ایک **آیت اللہ** ہے ان کی پیدائش کی خبر قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے دی اور ایسے وقت دی جب کہ عبدالحق غزنوی سے مباہلہ ہو چکا تھا اور اس نے بھی اپنے ہاں اولاد پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی چنانچہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو انوار الاسلام کے صفحہ ۹۳ کے حاشیہ پر حضرت اقدس نے یہ الہام شایع کیا **انا نبشرک بغلام** یعنی ہم تجھکو ایک لڑکا پیدا ہونے کی خوش خبری دیتے ہیں۔ اور یہ رسالہ پانچ ہزار کے قریب شایع ہوا۔ اور جب خوب اشاعت ہو چکی تو ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء مطابق ۲۷ - ذی قعدہ ۱۳۱۲ ہجری کو یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور صاحبزادہ صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی اور **شریف احمد** نام رکھا گیا۔ اور ضیاء الحق کے سرورق پر اسے شایع کر دیا گیا۔

پھر ایک **خصوصیت** اور یہ ہے **نواب صاحب** کے مورث اعلےٰ ایک با خدا بزرگ تھے جن کا نام حضرت **شیخ صدر جہان** (رحمتہ اللہ علیہ) تھا۔ جو بہلول لودہی کے دوران سلطنت میں اسی ملک میں آئے اور بادشاہ وقت نے ان کے زہد و اتقا کو دیکھ کر اپنے حسن اعتقاد کی وجہ سے انہیں اپنی **لڑکی** دیدی اسطرح پر نواب صاحب نے محض خدا تعالےٰ کی رضا کو اس موقع پر مقدم کیا اور اسی طرح پر شیخ صدر جہان ایسے باخدا بزرگ کی پوتی **مسیح موعود علیہ السلام** کے بیٹے کے نکاح میں آئی جو میرا یقین ہے کہ بزرگ موصوف کی روحانیت کا خاص اقتضا اور ان کے اپنے زمانہ کی دعاؤں کا اثر ہوگا جو حضرت **مسیح موعودؑ** کے کمالات کشفی رنگ میں دیکھ کر اس پیوند کے لئے کرتے ہونگے۔ اور پھر جب صاحبزادہ **شریف احمد صاحب** کے ننہال کی طرف نظر کرتے ہیں تو وہ حضرت **خواجہ میر درد** صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا باخدا خاندان ہے اس طرح پر یہ تعلق جس پہلو سے دیکھا جاوے مقدسوں اور **راستبازوں** کے خون کا **اجتماع** ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تعلق کے مبارک اور مثمر بہ ثمرات ہونیکے بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ یہ امیدیں یقین کے رنگ میں ہو جاتی ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے اس سلسلے کو دیکھتے ہیں جو حضور نے **آمین** میں **اولاد** کے لئے کی ہیں۔ بنظر یہ حالات تمام میں ایک بار پھر **نواب** صاحب قبلہ کو صدق دل سے **مبارکباد** دیتا ہوں کہ ان کی **خوش قسمت** اور بیدار بخت صاحبزادی کو قابل ناز **شوہر** ملا ہے اور یہ خدا کا فضل ہے۔ وہ عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہت ہی **مبارک** کرے (آمین)

ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

ڈپٹی منشی لما احمد کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے اور ان کے مغالطات پر اسلامیوں کو اطلاع

گذشتہ سے پیوستہ

ڈپٹی صاحب کہتے ہیں کہ مشترک کارخانہ مین بعض لوگ بری طرح فیل ہوئے ہیں جن میں شرارت و بے ایمانی ہوتی ہے۔ خاکسار کہتا ہے کہ ایسی شرارت و بے ایمانی بنکون مین بھی ہو سکتی ہے۔

ڈپٹی صاحب کہتے ہین کہ بنکون اور لمٹیڈ کمپنیون کی رجسٹری کرائی جاوے تو سرکار ان کی نگران ہوتی ہے کوئی بے ایمانی کرے تو فوراً گرفتار ہوتا ہے خاکسار کہتا ہے۔ وہ رجسٹری بنکون سے مخصوص نہین۔ تجارتی کمپنیاں شرکت و مضاربت کی بھی لمٹیڈ اور رجسٹرڈ ہو سکتی غرض جو احتیاط اور صورت طمانیت بنکون مین روپیہ ضائع نہ ہونے کے لئے ہو سکتی ہے۔ وہی تجارتی کمپنیوں اور کمپنیون مین بھی ہو سکتی ہے۔ پھر کیون ڈپٹی صاحب اور ان کے دوست مددگار مسلمانو کے ایمان کا خون کرتے ہین اور ان کو اتفاقی حرام میں مبتلا کرتے ہیں اور بجائے بنک سودی تجارت کے واسطے سرمایہ جمع کر کے شرکت و مضاربت کی صورت مین تجارت کیون جاری نہین کرتے۔ جس مین سود کی نسبت فائدہ زیادہ ہے اور ایمان کا نقصان ذرا بھی نہین ہے ڈپٹی صاحب پر یہ بات بھی مخفی نہ ہو گی کہ بڑے بڑے مشہور اور نامی بنک دوالہ بھی نکالدیا کرتے ہین جس پر گورنمنٹ بھی کچھ نہین کر سکتی۔ اس صورت مین بنکون کو نیشنل شاکس دینے وہ روپیہ جو قوم اکٹھا کر کے تجارت یا کسی کارخانہ مین لگانا چاہئے) پر کوئی ترجیح نہین کارکنوں کی دیانت یا تجربہ کاری دونوں صورتون مین مساوی نقصان پہنچاتی ہے اور ان کی دیانت اور تجربہ کاری دونون مین یکسان فائدہ۔

چھٹی بات بھی محض اس لئے غلط ہے کہ جو لوگ سودی مال کہاتے ہین وہ مفت خوری کی عادت سے محض نکمے ہو جاتے ہین جب ان کو صرف ایک بنک سے (جس کا سرمایہ بقول آپ کے (صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۲۳ اخبار وطن) دو لاکھ روپیہ ہوگا اور ۲۰ لاکھ روپیہ لوگون کا امانت اس مین رہے گا۔ بحسب وعدہ آپ کے (صفحہ مذکور سطر ۲۹) بائیس ہزار سے زیادہ حصہ دارون کو اور دو لاکھ ۴۲ ہزار روپیہ امانت والون کو منافع ملیگا تو پھر وہ لوگ کاہیکو کوئی اور دنیاوی کام و شغل کرین گے اور کیون ساہوکار مہاجنون کی طرح میٹھے میٹھے پیٹ اور توندین نہ بڑھائین گے اور اس مفت خوری سے آرام تن (جس کو پنجابی زبان مین ہڈ حرام کہتے ہین) نہ ہو جائین گے۔ اس بات کا اعتراف آپ کے پیرو مرشد اور اسلام مین مجوزین سود کے بابا آدم سر سید نے بھی تہذیب الاخلاق جلد اول صفحہ ۳۰ مین کیا اور کہا ہے۔ کہ ربا درحقیقت ایک بہت بری چیز ہے اور انسانی اخلاق اور تمدن کے لئے بعض حالتون مین نہایت ہی مضر ہے۔ ربا جب کہ ایک پیشہ کر لیا جاتا ہے (جیسے کہ سود خوار بنئے اور مہاجن بطور پیشہ کے اس کو برتتے ہین (ڈپٹی صاحب اس کو بھی غور سے پڑہین۔ حصہ دار و امانت رکھنے والے بنک کے مہاجن نہین تو اور کون بنین گے) تو تمدن کے لئے نہایت ہی مضر ہوتا ہے۔ ذی مقدور شخص روپیہ کو ملک کی ترقی اور تجارت کی افزونی مین صرف نہین کرتا (ڈپٹی صاحب اس کو بھی غور سے پڑہین ملک کی ترقی اور تجارت کی افزونی مین روپیہ خرچ کرنے کی وہی صورت ہے جو خاکسار نے عرض کی کہ اس روپیہ کو تجارت پر لگا دین یا اس سے کوئی کارخانہ صنعت جاری کرین۔ صرف سود پر روپیہ چلانا مہاجنی کام ہے بلکہ صرف اپنے ہی ملک کے لوگون سے ان کا مال لینے مین صرف کرتا ہے یہ بھی ڈپٹی صاحب کے غور و توجہ کے لائق ہے۔ اسی غرض سے حصہ دار اور امانت رکھنے والے روپیہ بنک مین کرانے ہین کہ سود ہم کو آوے جو روپیہ وہ سود پر دیتے ہین اس کو خواہ سود پر لینے والے رنڈی بازی مین لگا دیں یا حصول مصارف شادی مین صرف کرین یا تجارۃ مین لگا دیں۔ مردہ دوزخ کو جائے خواہ بہشت کو ان کو حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے وہ اپنی محنت اور مشقت سے معیشت پیدا کرنے مین بالکل سست ہو جاتا ہے اور لوگوں نے جو محنت اور مشقت سے کمایا ہے اس کے لے لینے پر راغب ہوتا ہے (یہ فقرہ ہماری بیان کا صاف اور صریح طور پر مصدق ہے۔ جس کو مفت مال ملے وہ کب کسی کام کے لئے مشقت اٹھاتا ہے اس کا کام صرف بیٹھے رہنا یا لیٹ رہنا اور توند بڑھانا ہوتا ہے۔ جیسے کہ ساہوکارون مہاجنوں کا حال مشاہدہ میں آتا ہے۔ ڈپٹی صاحب کا بنک جاری ہوا تو اس کے حصہ دارول اور امانت رکھنے والول میں سے اپنے دوستون کو پہلے وزن کر لین گے۔ پھر ایک سال کے بعد ان کو وزن کر کے بتا دین گے کہ اس مفت خوری نے ان کی توندون کو کس قدر بڑھایا ہے اس کے مال و دولت سے کوئی صنعت یا کوئی ایسا کارخانہ جس سے لوگوں کو معیشت میں مدد پہنچے اور ملک کی دولت کو ترقی ہو نہین قائم ہوتا (اس فقرہ کے سمجھنے مین شاید ڈپٹی صاحب وہوکا کھائین اور یہ کہین کہ لوگ بنک سے سودی روپیہ لے کر اس سے کوئی صنعت یا کارخانہ قائم کرین گے۔ تو گویا انہین بنکرون کا روپیہ ترقی صنعت میں کام آئے گا۔ کہ وہ اس کا سود لے کر اپنا روپیہ اور توندین بڑہائین گے۔ جو روپیہ ترقی صنعت کے کام مین آئے گا۔ وہ ان کا نہ ہوگا بلکہ ان کے مظلوم قرضدارون کا ہوگا۔ جو سود بھر کر صنعت مین لگائین گے ان کے روپیہ کا صنعت مین کام آنا تب متصور ہو۔ جب کہ اس روپیہ کو وہ خود صنعت کے کارخانون مین لگا دین اور اس کا سود نہ لین) بجز اس کے کہ غریبون سے ان کی محنت و مشقت کے حاصلات چھین لینے کا ان کو قابو ملتا ہے اور کچھ شبہ نہین کہ ایسا ربوا تمدن و اخلاق کے برخلاف ہے۔

لیجئے ڈپٹی صاحب آپکے ہادی و پیشوا کے قرآن (تہذیب الاخلاق) کو اس کی تفسیر اپنی طرف سے کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سودی بنک ہونے سے حصہ دار و امانت رکھنے والے بہت نکمے اور سست ہو جائینگے۔ اب آپ خدا سے نہیں تو سید ہی کی روح سے ڈرین اور سودی بنک جاری کرنے کے خیال کو دل سے نکالکر اپنے روپیہ اور دولت مند دوستون کے لاکھوں (یا بقول آپ کے اربوں) روپیہ کو تجارت مین لگا دین جمہوری تجارت کھولین اور اس میں مالدارون کا روپیہ بطور شرکت یا مضاربت جمع کرادین یا صنعتی کارخانے جاری کریں اور اس کے منافع سے مشترک حصے مسلمانون کو دا دین۔ اگر آپ اپنی بیہودہ حالت کی کشمکش سے اپنے ہندو بھائیون ہی کی تقلید پسند کرتے تو نیکشریان کارخانے کھولنے مین کیون ہندوؤن کی تقلید نہین کرتے۔ آپ اپنے اس خیال کو بھی دماغ سے نکال دین۔ کہ سودی بنک کے بغیر تجارت کا کام نہین چلتا۔ یہ خیال ایسا ہی غلط ہے۔ جیسے کہ لوگ کہا کرتے ہین کہ جھوٹھ کے سوا تجارت اور دوکان کا کام نہین چلتا اگر اس مقولہ اور خیال کی تقلید سے آپ سود کو جائز کرتے ہین تو پھر کیا اس دوسرے مقولہ کی تقلید سے جھوٹھ کو جائز کرین گے۔ ہم نے بحق دوستی قدیم آپ کو حق کہدیا اور پورا ابلاغ کر دیا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ مانین خواہ نہ مانین۔ ہے

من آنچہ شرط بلاغ است با تو نبوشتم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

(نمقہ ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ)

جنازہ غائب

منشی اکبر شاہ خان نجیب آبادی کی ہمشیرہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ناظرین الحکم جنازہ غائب پڑھ دین۔ اللہ تعالے مرحومہ کو بہشت مین داخل فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

وصیت

(۱) میں مستی عبدالرحیم ولد خیرالدین قوم ارائیں ساکن ... بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ... مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ اور ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان دارالامان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات اور ضوابط و قواعد و مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے جسپر میرا مالکانہ قبضہ ہو ہاں میری تنخواہ مبلغ ... روپیہ ماہوار ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا دسواں حصہ یعنے مبلغ ... ماہوار مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کرتا رہونگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ اس کا آٹھواں حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری باقی جائداد سے الگ کرنے سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ یا اسمیں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اسلی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نکرے تو اس وصیت ... جائداد سے مفاد اٹھا کر انجمن مذکور کو ... انجمن مذکور ... اس ... جائداد کی ... متصور ہوگی ... کوئی تعلق نہیں مگر میری وصیت کردہ جائداد کی قیمت بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہوں گے دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا۔ جس کا اعلان میں مجلس مذکور کی طرف سے کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل خرچ سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اسصورت میں بھی میری وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جسکا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دیوے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں ... جمع کرا چکا ہوں۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے ہوں اسکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

... ...

قادیان دارالامان ۔ ۲۴ ۔ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

شبیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۲۴ ۔ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد سرور شاہ مدرس عربی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان

اعانت الحکم

پچھلے دنوں منی پور کی جماعت نے دس روپیہ ایڈیٹر الحکم کے لئے بھیجے تھے اور مینے دس روپیہ سے نہایت ہی کم شرح پر چند اخبار جاری کر دینے تجویز کر دئے تھے۔ اب الحکم کے دو اور مربیوں نے دس روپیہ بھیجے ہیں ایک ان میں سے چودھری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار ہیں اور دوسرے بابو زین الدین ابراہیم انجینیر بمبئی ہیں جنہوں نے علی التواتر پانچ پانچ روپیہ بطور اعانت ارسال کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر دو صاحبان کو اس نیک تحریک کی جزائے خیر دے آمین ۔ میں ان کی اعانت کو بھی زیادہ مفید اور موثر بنانے کے لئے یہہ تجویز کرتا ہوں کہ جو کہ جو بھائی ع۴ ادنیٰ ترین شرح پر بھی الحکم نہیں خرید سکتے انہیں صرف عہ۲ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ایک سال تک الحکم دیا جاویگا۔ اور اس طرح پر دس بھائی فائدہ اٹھا سکینگے۔ اور اگر یہہ سلسلہ اس طرح پر جاری رہا تو اور بھائی مستفید ہوتے رہینگے۔

میرا سفر بمبئی

میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے کچھہ ایسی فطرت عطا فرمائی ہے کہ میں کسی چیز کو دیکھہ کر اسے ذہن چھوڑ دینے کا عادی نہیں بلکہ میں اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کا عادی ہوں اور اس طرح پر خداداد بصارت کو میں دماغی سلسلہ میں لے جا کر وسیع کر لیا کرتا ہوں ۔ یہی وجہ ہے جو ایسے واقعات کو میں ایک سلسلہ خیالات میں ... کر دینے کا ملزم سمجھا گیا ہوں ۔ اسلئے میں اپنے سفر کی بہہ کچھہ لکھنا نہیں چاہتا مختصر لکھوں تو میری ... ہوتی طول لکھوں تو بعض احباب اکتا جاتے ہیں۔ میرے سفر کی غرض افریقہ سے آنے والے ... کو لانا تھا۔ اس لئے ۱۱ ۔ نومبر کو اس کے یہاں کے خط پہنچنے پر بمبئی کو بمبئے میل میں روانہ ہوا ۔ اور ... باغوں اور پہاڑوں کو چیرتا ہوا اور ہندوستان کے بہت بڑے حصے کے قدرتی نظاروں کو دیکھتا ہوا ۱۳ ۔ نومبر کو ایک بجے بمبئی پہونچا اور اپنے محترم بھائی سیٹھہ اسماعیل آدم کے ہاں قیام کیا۔ سیٹھہ صاحب نے جس اخلاص اور محبت سے میری مہانداری کی اللہ تعالیٰ اس کی جزا انہیں دے۔ بمبئی جیسے شہر میں جو از بس مصروفیت کا شہر ہے چند منٹ بھی نہایت ہی قیمتی سمجھے گئے ہیں اور فی الواقع قیمتی ہیں مگر انہوں نے محض خدا کے لئے میرے ساتھ اپنے تین دن خرچ کئے ۔ ایسا ہی میں بابو زین الدین صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ وہ باوجود ایک معزز عہدہ دار ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں ۔ پھر سیٹھہ صاحب کی مدد سے بمبئی میں ایک مخفی جماعت احمدیہ کا پتہ مل گیا جو دس پندرہ آدمیوں کا ایک مجمع ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی مستعد آدمی سعی کرے تو بمبئی میں شاید بہت لوگ اس سلک کے میں گے مگر ہر چیز اپنے وقت پر موقوف ہے سیٹھہ اسماعیل آدم اسی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ غرض بمبئی میں کیا دیکھا لمبی داستان ہے۔

خلاصہ یہہ کہ بمبئی میں اپنے سید و مولا امام کے ان عاشق زار غلاموں کو دیکھا جنہوں نے باوجود از بس مصروفیت کے مجھے ہر طرح شکر گزاری کا موقع دیا اس قدر دور دراز اور مصروف شہر میں اپنے بھائیوں کے لئے محبت کا ایسا جوش ایک صادق کے خدام کے سوا کہاں مل سکتا ہے ۔ وہ لڑکا جس کے لئے میں گیا تھا افسوس ہے بمبئی نہیں پہونچ سکا ۔ اس لئے مجھے واپس آنا پڑا ۔ اور میں عید سے ایک دن پہلے قادیان پہونچ گیا ۔ احمد اللہ علی ذلک

ضروری اطلاع

میں برابر دو تین ہفتہ سے شائع کر رہا ہوں کہ الحکم کا مالی سال دسمبر سے شروع ہوتا ہے اسلئے خریداران الحکم مطلع رہیں کہ حسب معمول ۱۰ ۔ دسمبر ۱۹۰۶ء کا **الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کیلئے وی پی ارسال ہوگا** ۔ جو خریدار اسوقت وی پی کسی وجہ سے وصول نہیں کر سکتے ہیں ۔ انکو چاہئے کہ وہ دفتر میں اطلاع دیں ۔ کہ انکے نام وی پی کیا جاوے ۔ تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے ۔ جو خریدار اطلاع نہیں دینگے ۔ ان سے مطبع کو ہر وقت اختیار ...

فتح محمد

انبیائے ہنود

حیدرآباد دکن سے ایک سالہ صحیفہ نام جو اس سے قبل کچھ عرصہ نکلکر بند ہو گیا تھا۔ اب پھر دوبارہ اس کا اجرا ہوا ہے اس کے سلسلہ جدید کے پہلے ہی نمبر میں ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے لکھا گیا ہے۔ جسے میں ذیل میں درج کرتا ہوں امید ہے کہ یہ مضمون ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائینگے۔ ایڈیٹر الحکم۔

فلسفہ الٰہیہ کا مسلم مسئلہ ہے کہ واجب تعالیٰ تنزہ۔ تجرد اور صفائی کے ان مراتب عالیہ میں ہے۔ جن کا ادراک کرنے سے عقل انسانی بالکل عاجز و قاصر ہے اور ہم ممکنات سراپا غواشی ظلمات و حجاب ہیولیٰ میں مستور و مغشی ہیں نیز یہ امر ثابت و متحقق ہے کہ واجب تعالیٰ مرید اشیاء اور مدبر اور موثر عالم ہے۔ کافہ بلاد و جمیع عباد کی تدبیر و انتظام اور نظم و نسق اسی کے ارادہ و مشیت سے ہے اور تمام بندوں کی بھلائی برائی ہدایت و ضلالت اسی کے دست اختیار۔ اس کو تمام عالم اور تمام عالم کو اس کے ساتھ ایک قسم کا خاص علاقہ و ربط و ارتباط ہے جو موثر و متاثر میں شرط ہے چونکہ وہ نہایت لطافت اور عالم نہایت کثافت میں ہے لہذا ضرورت ہی کہ جاعل اور مجعول یا خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا واسطہ و ربط یا برزخ ہو جو ایک طرف تو تنزہ اور صفائی کے لحاظ سے مبدء عالیہ سے اتصال رکھتا ہے اور دوسری طرف ظلمت و مادیت کے اعتبار ملحق بہ مادیات ہو۔ اس برزخ اور اسی واسطہ و رابطہ کا نام اصطلاح شرع "نبی یا رسول" رکھا گیا ہے

جب یہ امر مسلم ہو چکا تو اب جو بات معرض بحث میں آ سکتی ہے یہ ہے کہ تبلیغ کے بدون بھی کوئی امت قابل تعذیب ہو سکتی ہے یا نہیں تو یعنے ملک و کسی قوم میں جب خدا کی جانب سے کوئی نبی اور کوئی رسول ہی نہیں بھیجا گیا تو آیا وہ قوم مستوجب عذاب الٰہی و عقاب ایزدی قرار دی جا سکتی ہے۔ یا نہیں یہ بات بالکل خلاف عقل ہے۔ نیز مناسب عدل و ملائم انصاف بھی نہیں کہ تبلیغ رسالت اور اتمام حجت کے بغیر کسی گروہ کو مستوجب عذاب و مستحق عقاب سمجھ لیا جاوے۔ عادل حقیقی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ تبلیغ رسالت کے بغیر اپنے بندوں کو جہنم میں جھونک دیگا سراسر مسلمانوں کے ایمان و عقائد سے منافی ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے صریحاً ارشاد فرمایا ہے۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید۔ یعنے خدائے تعالیٰ اپنے بندوں پہ ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اسی لئے علم کلام میں یہ مسئلہ مسلم و محقق ہے کہ قبل دعوت کوئی امت معذب نہیں ہوتی اسی واسطے پہاڑوں کے دامن اور غاروں میں رہنے والے جن کو دعوت نہ پہنچی۔ وہ معذب نہ ہونگے۔

جب یہ مقدمہ بھی ثابت ہو گیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کوئی قوم اور کوئی ملک بغیر نبی اور پیغمبر رسول کے خالی رہ سکتا ہے یا ہر قوم اور ہر ملک کے لئے کسی نہ کسی رہنما اور ہادی کی ضرورت ہے؟ قرآن مجید خود اس سوال کا نہایت واضح طور پر جواب دیتا ہے۔

ولکل امۃ رسول

ہر ہر قوم کے لئے رسول ہے

وما من قریۃ الا خلا فیہا نذیر

کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے جس میں کوئی نذیر یعنے نبی نہ گیا ہو۔

ظاہر ہے کہ جب کوئی قوم اور کوئی قریہ تک رسول اور نذیر سے خالی نہ چھوڑا تو ہنود کی کثیر التعداد قومیں اور ہندوستان کی سی وسیع قلمرو کیونکر نذیر سے خالی رہ سکتی ہے۔ قرآن مجید میں ایک موقعہ پر ارشاد ہوا ہے۔

منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقصص علیک۔ انبیا میں سے بعض ایسے ہیں جن کا قصہ ہمنے تجھ سے بیان کیا اور بعض ایسے ہیں جن کا قصہ ہمنے تجھ سے بیان نہیں کیا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بہتیرے نبی ایسے ہیں جن کا حال ہم کو معلوم نہیں۔ خدائے تعالیٰ ہی بخوبی جانتا ہے۔ لہذا ان بزرگوں کی نسبت جن کے ارشاد اللہ اور جن کی تعلیم و ہدایت ایک خاص حد تک مفید قوم اور مصلح ملک ثابت ہوئی ہو یہ خیال کرنا کہ وہ خدا کی جانب سے بھیجے گئے ہیں اور نبی یا پیغمبر کہے جا سکتے ہیں۔ کوئی نامناسب بات نہ ہوگی دیگر ممالک میں بعض ایسے بزرگوار باخدا پائے جاتے ہیں۔ جن کی نبوت یا رسالت کے متعلق کتاب الٰہی تو ساکت و صامت ہے لیکن ان کی تلقین ان کا رفارم و تبلیغات۔ اور ان کے سوانح زندگی بتلاتے ہیں کہ انہیں نبی یا پیغمبر کہنا نازیبا نہ ہوگا۔

ہندوستان میں رامچندر جی۔ لچھمن جی کرشن جی۔ وغیرہ اوتار ہنود ایسے بزرگوار ہیں۔ جن کی تلقین و رہنمائی اور فلسفیانہ و خدا پرستانہ زندگی ان کو نبی اور رسول کہنے میں پس و پیش نہیں کرتی ہے۔ اسی طرح ایران میں جناب زردشت کو بھی پیغمبر کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلیم نفس و نورہ حاصل کی تہی۔ علی ہذا القیاس چین اور دیگر ممالک بعیدہ میں انبیاء کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اسکا انکار ایک ایسی سخت اور فحش غلطی ہوگی جس پر آیات قرآنی شاہد ہیں

علمائے عظام اسلام اور صوفیہ کرام عالی مقام مثلاً مرزا مظہر جانجاناں حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تحریرات میں یہ امر نہایت مدللانہ طور پہ مسطور و مذکور ہے کہ رامچندر جی۔ لچھمن جی۔ کرشن جی وغیرہ اوتار ہنود۔ غالباً انبیائے مبعوثین میں سے ہیں۔ مرور دہور سے لوگوں نے ان کے حالات و روایات میں خلط ملط کر دیا ہے ان حضرات کا ملخص استدلال وہی وہ قرآنی آتیں ہیں۔ جن کو ہمنے اوپر نقل کیا ہے۔ اور اب دوبارہ درج کرنے کی حاجت نہیں۔

علاوہ اس کے بعض اہل کشف و شہود۔ مثل حضرت سید عبد الرزاق بانسوی مجدد الف ثانی وغیرہ کے اس بات کے قائل ہیں۔ کہ سرزمین ہند میں انوار نبوت نظر آتے تہے۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ کہ اجودھیا میں حضرت شیث کی قبر ہے۔ جس کو ہندو رام جی کا ستارہ بتاتے ہیں۔ اور یہ تو مسلم ہے کہ ورود آدم علیہ السلام لنکا میں ہوا ہے۔ جو مہبط و قدمگاہ حضرت ابو البشر ہونے کی وجہ سے آج تک زیارتگاہ مسلمین و ہنود ہے اور ہمیشہ رہے گا اور چونکہ روایتوں میں یہ وارد و ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی جبین مبارک میں ودیعت تھا۔ اس لئے ظہور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاً ہند ہی میں ہوا ہے۔

غرض مذکورہ بالا اوتار ہنود منجملہ ارباب نفوس زاکیہ و عقول عالیہ و محسوبیت فی الانبیاء ہیں۔ اور اس بنا پر مسلمانوں کو ضروری ہے کہ انہیں وقعت اور عقیدت کی نظر سے دیکھیں اور ان کا نام بے ادبی سے نہ لیں کہ قرآنی ہدایت و تعلیم ہم کو یہ ادب سکھاتی ہے کہ ہم مشرکین کے بتوں کو بھی برا نہ کہیں کہ وہ اس وجہ سے خدا کو برا بھلا کہیں گے اور ہم بالعرض و بالواسطہ اس برائی و خرابی کے باعث و موجب ہونگے

حضرت مرزا مظہر جانجاناں ہنود کی بابت اہل شرک ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ ان کو اہل توحید بتاتے ہیں اور بتوں کی پرستش کو۔ مثل تصور شیخ اہل تصوف کے خیال کرتے ہیں۔

محمد عبد القیوم

اطلاع متعلق آمدنی مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

از دفتر جنرل سکرٹری مجلس مذکور

متعلق آمدنی مجلس کارپرداز بہت لوگ اس طرح سے روپیہ بھیجتے ہیں جیسا کہ ملازمت [illegible] میں بھیجتے ہیں یعنی ان کی طرف سے کوئی تفصیل نہیں ہوتی کہ آیا یہ روپیہ چندہ تعمیر مقبرہ بہشتی ہے یا وصیت کے مطابق حصہ جائیداد ہے یا عطیہ ہے بلکہ بعض جگہ کی جماعتیں کچھ روپیہ بھیجدیتی ہیں اور صرف رقم مقبرہ بہشتی لکھدیتی ہیں اور کوئی تفصیل نہیں لکھتے ہیں کہ یہ کس قسم کا ہے بعض لوگوں کی وصیتیں ہوتی ہیں مگر روپیہ بھیجتے وقت یہ نہیں لکھتے کہ یہ وصیت کا روپیہ ہے یا چندہ وغیرہ اسواسطے تمام جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ جو رقوم بہشتی مقبرہ کے متعلق بھیجیں اسمیں ضروری طور پر تشریح کوپن منی آرڈر یا علیحدہ مندرج ہو کہ یہ روپیہ چندہ تعمیر مقبرہ ہے یا کوئی شخص وصیت کا روپیہ بھیجتا ہے یا کسی کا عطیہ ہو جس سے یہ معلوم ہو جاوے

وصیت

میں مستمی عبدالرحیم ولد خیرالدین قوم ارائیں ساکن [illegible] بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ [illegible] مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ اور ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور [illegible] میں ان تمام ہدایات اور [illegible] و قواعد کا پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی منظور کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان دارالامان کے متعلق یا بذریعہ انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے میں ان تمام کا اور ہر ایسی ہدایت [illegible] بعد ان تمام ہدایات اور قواعد و [illegible] مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے جس پر میرا مالکانہ قبضہ ہو۔ ہاں میری تنخواہ مبلغ ۵؎ روپیہ ماہوار ہے جس میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا دسواں حصہ یعنے مبلغ ۸؍ ماہوار مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کرتا رہوں گا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی جائداد میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ اس کا آٹھواں حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری باقی جائداد سے الگ کرنے سے [illegible] اغراض انجمن کو پورا کرلے۔ یا انہیں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اصلی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت [illegible] انجمن مذکور [illegible]
[illegible]

کوئی تعلق نہ ہوگا [illegible] وصیت کردہ [illegible] انجمن مذکور [illegible]

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہوں گے دارالامان قادیان میں پہنچا دے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی میری جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان میں مجلس مذکور کی طرف سے کرا دونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصل خرچ سے کم ہوئی۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور [illegible] ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت [illegible]

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے [illegible] مجلس کارپرداز مصالح قبرستان [illegible] میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات [illegible] انتقال نعش [illegible] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جمع کرا چکا ہوں۔ یا میری جائداد متروکہ سے [illegible] وصول کرنے [illegible]
[illegible]

قادیان [illegible] مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

[illegible] متعلم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد سرور شاہ مدرس عربی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس قادیان

اعانت الحکم

پچھلے دنوں منی پور کی جماعت نے دس روپیہ ایڈیٹر الحکم کے لئے بھیجے تھے اور میں نے دس روپیہ سے نہایت ہی کم شرح پر چند اخبار جاری کر دینے تجویز کر دئے تھے۔ اب الحکم کے دو اور مربیوں نے دس روپیہ بھیجے ہیں ایک ان میں سے چودھری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار ہیں اور دوسرے بابو زین الدین ابراہیم انجینئر بمبئی ہیں جنہوں نے علی التواتر پانچ پانچ روپیہ بطور اعانت ارسال کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر دو صاحبان کو اس نیک تحریک کی جزائے خیر دے آمین۔ میں ان کی اعانت کو بھی زیادہ مفید اور موثر بنانے کے لئے یہ تجویز کرتا ہوں کہ جو بھائی عیؔ ادنیٰ ترین شرح پر بھی الحکم نہیں خرید سکتے انہیں صرف عہ؎ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے پر ایک سال تک الحکم دیا جاویگا۔ اور اس طرح پر دس بھائی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور اگر یہ سلسلہ اس طرح پر جاری رہا تو اور بھائی مستفید ہوتے رہیں گے۔

میرا سفر بمبئی

میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے کچھ ایسی فطرت عطا فرمائی ہے کہ میں کسی چیز کو دیکھ کر اسے دہیں چھوڑ دینے کا عادی نہیں بلکہ میں اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کا عادی ہوں اور [illegible] دماغی سلسلہ [illegible] کرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے [illegible] ایک سلسلہ خیالات میں [illegible] گیا ہوں اسلئے میں اپنے سفر [illegible] نہیں چاہتا مختصر لکھوں تو میری [illegible] ہوں تو [illegible]

[illegible] بہت سفر کی غرض اشاعت [illegible] کو لانا تھا اس لئے [illegible] نومبر کو [illegible] کے خط پہنچنے پر بمبئی کو بیٹھ ہیل میں [illegible] اور [illegible] پہاڑوں کو چیرتا ہوا اور ہندوستان کے بہت بڑے حصے کے قدرتی نظاروں کو دیکھتا ہوا ۲۲ نومبر کو ایک بجے بمبئی پہونچا۔ اور اپنے محترم بھائی سیٹھ اسماعیل آدم کے ہاں قیام کیا۔ سیٹھ صاحب نے جس اخلاص اور محبت سے میری مہمانداری کی اللہ تعالیٰ اس کی جزا انہیں دے۔ بمبئی جیسے شہر میں جو از بس مصروفیت کا شہر ہے چند منٹ بھی نہایت ہی قیمتی سمجھے گئے ہیں اور فی الواقع قیمتی ہیں مگر انہوں نے محض خدا کے لئے میرے ساتھ اپنے تین دن خرچ کئے۔ ایسا ہی میں بابو زین الدین صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ وہ باوجود ایک معزز عہدہ دار ہونے کے نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ پھر سیٹھ صاحب کی مدد سے بمبئی میں ایک مخفی جماعت احمدیہ کا پتہ مل گیا جو دس پندرہ آدمیوں کا ایک مجمع ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی مستعد آدمی سعی کرے تو بمبئی میں شاید بہت لوگ اس سلک کے مل جائیں گے مگر یہ چیز اپنے وقت پر موقوف ہے سیٹھ اسماعیل آدم اسی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ غرض بمبئی میں کیا دیکھا لمبی داستان ہے۔

خلاصہ یہ کہ بمبئی میں اپنے سیدنا مولا امام کے ان عاشق زار خداموں کو دیکھا جنہوں نے باوجود از بس مصروفیت کے مجھے ہر طرح شکر گزاری کا موقع دیا اس قدر دور دراز اور مصروف شہر میں اپنے بھائیوں کے لئے محبت کا ایسا جوش ایک صادق کے خادم سوا کہاں مل سکتا ہے۔ وہ لڑکا جس کے لئے میں گیا تھا افسوس ہے بمبئی نہیں پہونچ سکا۔ اس لئے مجھے واپس آنا پڑا۔ اور میں عید سے ایک دن پہلے قادیان پہونچ گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

ضروری اطلاع

میں برابر دو تین ہفتہ سے شائع کر رہا ہوں کہ الحکم کا مالی سال دسمبر سے شروع ہوتا ہے اسلئے خریداران الحکم مطلع رہیں کہ حسب معمول ۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کیلئے وی پی ارسال ہوگا۔ جو خریدار اس وقت وی پی کسی وجہ سے وصول نہیں کر سکتے ہیں انکو چاہئے کہ وہ دفتر میں اطلاع دیں کہ انکے نام وی پی کیا جاوے۔ تاکہ مطبع واپسی وی پی کی بیرباری سے محفوظ رہے۔ جو خریدار اطلاع نہ دینگے۔ ان سے مطبع کو ہر وقت اختیار [illegible]

[illegible]

معزز ہمعصر ... [illegible] ... نے سرحدی واقعات قتل و غارت کے لئے ایک لائق اخبار نے تجویز پیش کی ہے کہ پشاور میں خالص اسلامی کالج کھولا جاوے اور وہاں کے پٹھانوں کو بذریعہ صحیح تعلیم اسلام راہ راست پر لایا جاوے کہ انگریزوں پر جہاد کرنا اور ان کو موقع پا کر قتل کرنا بہشت میں داخلہ کا پروانہ نہیں ہے۔

اس تجویز پر ہمعصر مذکور کی ذاتی رائے یہ ہے کہ تدبیر تو معقول ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا لوگ رضامند ہونگے کہ وہ پشاور میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت اپنے حلقہ اثر میں آئے ہوئے پٹھانوں کو دیں "

اصل بات یہ ہے کہ فی الحقیقت اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان جاہل طائفوں کے سر سے جہادی سپرٹ کا فضول خیال دور کیا جاوے۔ اور یہ خیال دیانتک واقعات بتاتے ہیں اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم عام طور پر نہ پھیلے۔ کیونکہ ایک مدت کیلئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کوئی خونی مہدی آنے والا نہیں اور اب جہاد کا فتویٰ فضول ہے۔ کیونکہ آنے والا امام آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو رسالہ جہاد پر لکھا تھا اسکی بہت سی کاپیاں سرحد پر تقسیم کی گئی تھیں جس میں جہاد کی حرمت پر بہت بڑی بحث کی ہے اور ایسا ہی جہاد کی مخالفت کا فتویٰ بھی شائع کیا تھا۔ گورنمنٹ اگر چہ سکول کھولنے کی رائے دی جاتی ہے اس سے بہت ہی کم خرچ میں یہ کتابیں شائع ہو سکتی ہیں اگر گورنمنٹ الکا پشتو میں ترجمہ کرا کر بے خرچ ہی شائع کرے تو یقیناً بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کو پہنچ سکتا ہے اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ سنگدل ہیں لیکن ان میں سلیم الفطرت بھی ہیں اور جب ایک امر حق ان کی سمجھ میں آجاوے پھر وہ اس پر پورا کرتے ہیں۔ بس اس تجویز سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اس رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ ناممدافقت اور ہی رکھنے گی۔

ضرورت دعا

اپنے سلسلہ کے مشہور معروف اور مخلص ڈاکٹر اسمٰعیل خان صاحب دہلی اور انکے اہل و عیال موسمی [illegible] میں مبتلا ہیں۔ ناظرین انکیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ فضل و کرم سے ڈاکٹر صاحب اور انکے متعلقین کو صحت کامل عطا فرماوے۔

اخبار وطن کی تنگ ظرفی

نادان آدمی جب حجت کے نیچے آجاتا ہے اور اسے کوئی مفر نہیں ملتا تو وہ اپنے فریق مخالف کو گالیاں دینے پر اتر آتا ہے اور ... [illegible] کا مصداق ہو جاتا ہے۔

وطن کے ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان کو جب کفر خروشی کے الزام کا جواب نہ آیا اور اس نے بجائے اسکو تسلیم کرنے سے رکنے کے گالیاں دینے پر اتر آیا۔ میں نے اس سلسلہ کو شروع کرتے ہی کہدیا تھا کہ میں اخبار وطن کی گالیوں کے مقابلہ میں عاجز ہوں اگر چہ گالیاں اسنے دی ہیں وہ میں پڑھ چکا ہوں اور یقیناً یہی سلوک میرے ساتھ ہونے والا تھا تاہم حق گوئی کے مقابلہ میں ان گالیوں کی قطعاً پرواہ نہیں کرونگا اسلئے انشاء اللہ خان کی گالیاں میرے قلم کو روک نہ سکیں گی اور میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میرے لگائے ہوئے الزامات کا جواب انشاء اللہ خان کے پاس نہیں ہے اور آئندہ اس سلسلہ میں جو امور میں پیش کرونگا ان کا جواب بھی اس سے بن نہ آئیگا۔

ایڈیٹر وطن نے اب اپنی مخلصی اس امر میں سمجھی کہ وہ قادیان سے اخبار وطن کا تبادلہ بند کر دے۔ ایک موقع پر جب اخبار وکیل کے ساتھ انشاء اللہ خان کی چھیڑ چھاڑ ہوئی تھی۔ اور وکیل نے تبادلہ بند کیا تھا اسوقت خود بدولت نے بڑی ہی گھٹی سنائی تھیں۔ میں ان فقرات کو کسی آئندہ اشاعت میں یاد دلاؤنگا۔ وطن کا پڑھ لینا یا ال جانا کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جو کسی صورت میں میسر نہ ہو سکتی۔ لیکن اس کارروائی سے وطن کے عالی ہمت ایڈیٹر نے ثابت کر دیا کہ وہ کس خیال اور پایہ کا انسان ہے۔ وطن کی اس حرکت کو میں ایڈیٹران اخبار کے نوٹس کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور انہیں ایک تازہ ٹریکٹ سنانا چاہتا ہوں جو مفتخر مقدس ہم عصر نے عقل سے دیا ہے۔ وطن کی ۲۶ اکتوبر کی اشاعت میں جو لیڈر نکلا ہے اس کے ایک حصہ کا جواب تو وہ میگزین کے نومبر کے نمبر میں پڑھیگا۔ اور ایک حصہ کا جواب الحکم کی اگلی اشاعت میں دونگا۔ وطن معلوم کرے کہ اسکی قومی کارروائیوں کا راز مخفی اب کھل کر رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

میں یہ بھی جانتا ہوں اور وطن کے ایڈیٹر کی اس فطرت سے بھی واقف ہوں کہ وہ کہانتک فی الفنت کے میدان میں کھڑا رہ سکتا ہے دوسروں کو بلے ... [illegible] ... آسان ہے۔

لیکن وطن کو اپنی حمیت اور غیرت کا لفظ نظر آجائے گا اور اسی دفتر میں نظر آئے گا جہاں وہ ایڈیٹر الحکم کی گفتگو کا اشارہ کرتا ہے۔ اسے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس غیرت اور منہ سے اس دفتر گیا اور کیوں گیا؟ اور اسکے ساتھ اسکے تعلقات کیسے تھے؟ ان امور پر اگلی اشاعت میں پوری روشنی ڈالونگا۔ انشاء اللہ۔ انشاء اللہ خان اسکے پڑھنے کیلئے اپنی حمیت کو بٹھا کر تیار رہیں۔

[illegible]

اخبار کی بہن زمیندار کو ایمان اور تسلی

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمعصر وطن لاہور اور انکے کارکن قادیان میں ایک کھٹ کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے۔ ہمنے ابھی اسوقت تک کوئی نوٹ اسوجہ سے نہیں لیا کہ یہ آپس ہی کا معاملہ ہے جتنے ہوتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زیادہ طول کھنچا جاتا ہے۔ اسواسطے ہمارا فرض ہے کہ اپنی رائے دونوں معزز ہمعصروں کے سامنے پیش کرکے آئندہ اس سلسلہ کو بند کرنے کی درخواست کریں۔

وطن اسلامی دنیا میں نامور اخبار ہے اسی طرح الحکم ... [illegible] ... آپ ہی اپنا نظیر ہے۔ ۲۰ اکتوبر کے الحکم نے سر ولیم میور کی تصانیف کے متعلق جو وطن کے ہاں فروخت ہو رہی ہیں جو تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اور چند علماء کی مواہیر کے ساتھ ایک فتویٰ شائع کیا ہے وہ ضرور ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ اب وطن کے لائق ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان صاحب کو مان لینا چاہئے۔ کیونکہ اول تو میور صاحب کی وہ تصانیف جو اسلام پر حملہ کرنے والی ہیں شائع کرنا ٹھیک نہ تھا۔ دوسرے جس کتاب کی اصل قیمت ۱۶ روپے تھی اور اسکی عسہ ظاہر کرکے رعایتی عسہ مقرر کرنا یہ بھی وطن جیسے مقتدر اخبار کی شان کے خلاف تھا۔ سر ولیم میور کی لائف آف محمد وہ کتاب ہے کہ جسکا جواب سر سید احمد خاں صاحب نے بھی خطبات احمدیہ کے نام سے اردو و انگریزی میں لکھا تھا۔ رسالہ شرار مرادآباد کے ٹائٹل پیج ۔ اے ۔ ایم زمان برادرس کیطرف سے مذکورہ بالا کتاب کا اشتہار چھپا ہے جسکی قیمت بلا رعایت مع نفع کے عہ درج ہے۔ پھر دفتر وطن کی رعایتی قیمت عسہ کسطرح ٹھیک ہو سکتی ہے۔ ہمیں اس سے مسرت ہوئی کہ دینداد منیجر اے۔ ایم زمان برادرس نے ہماری زبانی تحریک پر اسبات کا وعدہ کیا ہے کہ آئندہ فہرست ایسی کتب کے اشتہارات قطعی نکال دینگے ہمارے عزیز ہمعصر وطن نے ملک و قوم میں جو ہر دلعزیزی حاصل کی ہے اب وہ اس بحث کو زیادہ چھیڑنے سے ضرور کم ہو جائیگی۔ اور ہم یہ کسطرح دیکھنا پسند نہیں کرینگے کہ ایک باوقعت اسلامی اخبار عام نگاہوں میں ... [illegible] ... ہمعصر ... [illegible]

ایڈورڈ ولیبٹ بمبئی پاس سے نقل

زیادہ شہادتیں صداقت ظاہر کرتی ہیں

ایک اور بمبئی کے طبیب آج اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور ان کی بیان جو کہ سلسلہ وار اس اخبار میں شائع ہوتے ہیں وہ بھی اپنی شہادت شامل کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت کہ جو ہزار میل کے فاصلہ پر ہیں اپنے ہی شہر کے باشندوں کی رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے کیونکہ ہم اسکی تصدیق کر سکتے ہیں۔ بمبئی کی خلائق کو بمبئی کی ہی شہادت چاہئے احمد ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب الطبیب تارتھیہ کوٹ پولیس اسپتال کہ جنکو بمبئی کی خلائق ایک نہایت تجربہ کار طبیب جانتی ہے۔ سب سے زیادہ معتبر کسکی شہادت ہوگی۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ڈوون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں

(Doans Backache Kidney pills)

کا استعمال کیا اور گردوں کی شکایات میں اعلےٰ درجہ کا نتیجہ حاصل ہوا۔ پشت یا کمر میں درد ہونا اس بات کی نشانی ہے کہ گردے کمزور اور خراب ہو گئے ہیں۔ گردے زیادہ مشقت کیلئے نہیں بنائے گئے ہیں اور جتنا کام وہ کر سکیں اس سے زیادہ جبکہ ان سے کام لیا جاتا ہے اسوقت پیٹ میں درد۔ درد سر۔ تکان۔ مزاج کا چڑچڑاپن۔ ذرا ذرا میں ڈر جانا۔ پیشاب کی شکایات وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں اور اگر شکستہ زدہ گردوں کو مدد نہ پہنچائی جائے تو ضرور جلند صر۔ جوڑوں میں درد یا اسی قسم کی سخت بیماریاں نمودار ہونگی۔ ڈوون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

(Doans Backache Kidney pills)

گردوں اور مثانہ کی بیماریوں کیلئے خاص مجرب دوا ہیں اور کیا بچہ یا کیا بوڑھا انہیں اطمینان سے لے سکتا ہے۔ جب کہ کسی قسم کی گردوں کے درد کی علامت معلوم ہو تو ان گولیوں کا فوراً استعمال کرنا چاہئے۔ اس اخبار میں ہم سلسلہ وار بمبئی کی خلائق کیلئے بمبئی کے باشندوں کی ڈوون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں (Doans Backache Kidney pills) کی بابت بیانات شائع کرتے ہیں۔ اس کالم پر نظر رکھئے ضرور کسی ملاقاتی کا نام دیکھئیگا۔ یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ عہ یا چھ شیشیوں کی عللہ

ایک بے نظیر خط جو آپکے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بلاد ہندوستان بھر کے معززین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران تاجران حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں جن سے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کیلئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط اور کسی دوائی کی بابت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے

اور وہ یہ ہے

مخدوم بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک سرگرم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں ایک مدت سے آپ کے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے۔ اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا۔ لیکن آج بوقت دو بجے جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا۔ مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور میں استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ بذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی۔ پی پارسل ارسال فرماویں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا

برادرم حکیم صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی۔ جہاں تک کہ تحصیلدار صاحب ہنگو کو بھی وہ اشتہار دکھایا گیا۔ آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا ایک ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیج دیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری و مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

الحکم پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۰۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

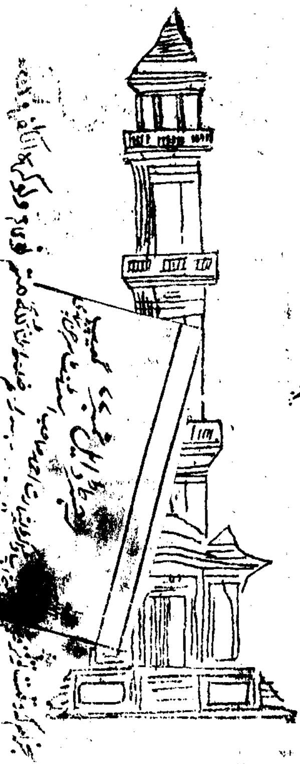

الحکم

چہ گویم بالو گر آئی چہ ادر قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص ... (۳) ہندوستان سے باہر ... (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) ... کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۷ شوال ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

وطن کا عذر نامعقول ..... صفحہ ۲-۳
تمہ لیکچر لدھیانہ ..... صفحہ ۴-۵
... کی موت اور راجہ ... بالقابہ کا انتقال } صفحہ ۶
... وران کے جواب صفحہ ۷-۸-۹
... بے تعمیروں کی سوجھی صفحہ ۹
... ٹنٹ نارتھ ویسٹرن ... اور سالانہ جلسہ ... غور سے پڑھیں ... ضرورت نکاح اور ریلوے کرایہ کی رعایتی شرح } صفحہ ۱۰
..... صفحہ ۱۱
..... صفحہ ۱۲

گذشتہ ہفتہ کے تازہ الہامات جو ملکر چھپنے رہ گئے تھے

۱۸-نومبر ۱۹۰۶ء - رؤیا - (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ میں چند آدمی جبڑے لگا رہے ہیں - پھر غیب سے آواز آئی - تمہارے لئے -

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اس کے بعد الہام ہوا -

ما وقفت موقفاً اغیظ من ھذا

ان بطش ربک لشدید

ترجمہ - اس سے زیادہ غضب ناک کسی موقعہ پر کھڑا نہیں ہوا - تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے -

۲۲ - نومبر - رب احفظنی ان القوم یتخذوننی سخرۃ

ترجمہ - اے میرے رب میری حفاظت کر - تحقیق قوم مجھ پر ہنسی کرتی ہے -

۲۳ - نومبر ۱۹۰۶ء

ان اللہ من علیکم واعطیک

ما اعطیک ان الذین لا یلتفتون الیک لا یلتفتون الی اللہ

ترجمہ خدا نے تیرے پر احسان کیا - اور میں تجھے دونگا جو چیز دوں گا - جو لوگ تیری طرف التفات نہیں کرتے - یعنے نظر انکار سے دیکھتے ہیں - وہ خدا تعالیٰ کی طرف التفات نہیں کرتے -

پھر ساتھ ہی الہام ہوا - اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں -

اس ہفتہ کا تازہ الہام - ایک امر کے متعلق مزید تحقیقات کی حاجت تھی اس پر الہام ہوا -

لو اقسم علی اللہ لابرہ

آخری اطلاع

گذشتہ اشاعتوں میں متواتر اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۱۵ دسمبر کا الحکم ۱۹۰۶ء تک کے بقایا داروں اور ۱۹۰۷ء کی قیمتوں کے لئے حسب معمول بذریعہ وی پی کیا جائیگا -

متواتر اعلان کی ضرورت اس لئے سمجھی گئی تھی کہ جو صاحب اس تاریخ کا اخبار وی پی لینے کو آمادہ نہ ہوں وہ اطلاع دیدیں تاکہ بیجا نقصان نہ ہو - جن احباب نے اطلاع دی ہے انکے نام وی پی بھیجا نہیں جائیگا - لیکن جنھوں نے ابھی تک اطلاع نہیں دی ان کا فرض ہے کہ وہ وی پی وصول کرکے کارخانہ کو شکر گذار ہونے کا موقع دیں وقت پر قیمتوں کا وصول ہونا اور وی پی پیکٹ کی واپسی ایسا نقصان پہنچاتی ہے جو سلسلہ کی گاڑی میں روڑا اٹکا جاتا ہے - اور پھر مجھ کو ہدف ملامت بنایا جاتا ہے جبتک بقایا داروں کا جھگڑا نہیں چکتا - خفت تک اسی خطرہ کا اندیشہ ہے - اسباب باقی ہیں - میں حضرت ناظرین الحکم کیلئے خاص محبت ہے اور جنکو یوں بھی اخبار کیلئے خاص تعلق ہے اس امر میں خصوصیت سے مدد دیں اور وی پی پیکٹ وصول کرکے کارخانہ کو اس قابل بنا دیں کہ وہ شروع سال سے ہی اپنی فرد گذاشتوں کی تلافی کر سکے - یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے اور اسی پر بھروسہ اور توکل ہے - نعم المولیٰ ونعم النصیر -

دارالامان کا ہفتہ

۱ - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی صحت کی خبر قیام ... باعث مسرت ہے -

۲ - بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ... فی الدین میں لگے ہوئے ہیں -

۳ - ہفتہ زیر اشاعت میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے گھر میں دختر نیک اختر پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ اپنی رضا میں اسکی عمر دراز کرے اور والدین کیلئے وہ قرۃ العین ہو - آمین

۴ - اسی ہفتہ میں ایک دیوانہ کتے نے دو لڑکوں کو زخمی کیا جنکو فی الفور کسولی کے سگ گزیدگان کے ہسپتال میں علاج کیلئے بھیجا گیا - جہاں وہ عافیت سے پہنچ گئے اور علاج ہو رہا ہے - کتوں کی کثرت ہوگئی تھی اس لئے کتوں کو مروا دیا گیا -

کرایہ ریلوے کی رعایتی شرح کا آخری فیصلہ

ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب ریلوے نے بالآخر دسمبر کی تعطیلات کے لئے مشتہر کردہ رعایتی شرحوں کیساتھ مزید رعایتی شرح کی منظوری سے انکار کردیا - اسلئے یہ انتظام نہیں ہو سکتا - تاہم ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کی اس عدم منظوری سے رعایتی شرح کا سوال چھوڑا نہیں دیا جائیگا بلکہ صدر انجمن احمدیہ اسکو ہمیشہ کیلئے مستقل طور پر فیصلہ کرنیکی سعی کریگی اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ ہو رہیگا -

وطن کا عذر نامعقول

نمبر ۱

ہمہ کارم ز خودکامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

چند روز ہوئے کہ اخبار وطن کا وہ مضمون جس میں میاں انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن نے الحکم کے اُس اعتراض کا جواب دیا ہے جو الحکم کی طرف سے میاں صاحب موصوف پر اُن کی کفر فروشی و اشاعت کفر پر کیا گیا تھا اور کہ جس پر مولویوں کا فتویٰ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ہمارے نزدیک الحکم کا اعتراض چونکہ نہایت معقول اور وزن دار تھا [illegible] ہم نے اس مضمون کو جو "ویل لکل همزة لمزة" کے عنوان سے الحکم کا جواب تھا بڑے غور و خوض سے پڑھا اور اسکے پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں انشاء اللہ خان بسبب اسکے کہ الحکم نے [illegible] راز افشا کر دینے سے [illegible] نقصان [illegible] ہوا [illegible] اپنے ہوش [illegible] اور [illegible] منہ اور [illegible] بکتے چلے گئے [illegible] خیال ہرگز نہ کیا [illegible] باتوں سے الحکم [illegible] معقول اعتراض ٹوٹ نہیں سکتا [illegible] اس [illegible] کے [illegible] پڑھنے سے ہم اسی نتیجہ پر پہنچے [illegible] ایڈیٹر وطن کو اس اعتراض کا جواب [illegible] سے ناکامی اور نامرادی نصیب [illegible]۔

ایڈیٹر وطن نے پہلے ایک فضول محض [illegible] ہے اور اس کے ضمن میں میاں نقاش صاحب [illegible] مضمون کا ایک حصہ درج کیا ہے جو کہ انھوں نے [illegible] اسی واقعہ بحث [illegible] رکھا تھا کہ جب مرزائی [illegible] قابل شرم سوداگری [illegible] صاحب کی تالیفات [illegible] اعتراض کرینگے تو اس کو درج کر کے میاں [illegible] کہ ہماری سوداگری دراصل قابل شرم [illegible] بلکہ مرزائی صاحبان بعض [illegible] مضمون نگاری سے برافروختہ ہو گئے ہیں اور اس لئے اس قابل شرم نہیں بلکہ قابل تعریف سوداگری کو ناحق ناروا بتلاتے ہیں۔ الحکم نے جب پہلے پہل اس اعتراض کو اٹھایا [illegible] ایڈیٹر وطن نے خیال کیا کہ نقار خانہ میں طوطی کی کون آواز سنتا ہے اس لئے وطن میں اس کا [illegible] ذکر نہ کیا اور [illegible] سے ایک کارڈ [illegible] کے ایڈیٹر کو لکھا [illegible] میری نسبت تحریر ہے [illegible] سوال یہ ہے کہ اگر آپ کی نسبت تحریر ہے [illegible] صاحبان کی نسبت کیوں تحریر نہیں جس حالت میں کہ وہ ایسی کتابیں بہت ارزاں قیمت پر فروخت کرتے ہیں اور آپ کی طرح ان کو اسلامی کتابیں بھی ظاہر کر کے دھوکا نہیں دیتے؟ کارڈ روانہ کرنے کے بعد سوچتے رہے کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے کہ جس سے اس قابل شرم کارروائی کا اثر نہ پڑے آخرکار جب الحکم نے کئی ایک پرچوں میں اس کا ذکر کیا تو یہ تدبیر سوچ سمجھ کر خیال میں آئی کہ کوئی ایسا حیلہ تراشا جاوے کہ جس سے عام لوگوں پر اچھا اور خاصہ اثر پڑے۔ بنابریں پیشتر ازیں آریہ اخبار سے اول اُن الفاظ کو درج کیا جو سلطان المعظم کی نسبت حضرت اقدس نے بیان کئے تھے اور جن کو بدر سے اخبار مذکور نے نقل کر کے رائے زنی کی تھی اور ان الفاظ کے ذریعہ اچھا خاصہ خلق خدا کو ورغلانے کا سامان مہیا کیا۔ حالانکہ مرزا صاحب قبلہ نے جو کچھ الفاظ سلطان المعظم کی نسبت فرمائے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست اور واقعی بات ہے مگر یہ لوگ جن کو سلطان پرستی کا مرض لگا ہے اُن کے نزدیک صحیح الفاظ بھی توہین میں داخل ہیں یہ لوگ اپنی طرف سے تو سلطان کے خیر خواہ اور ہوا خواہ بنتے ہیں مگر یہ نہیں غور کرتے کہ اس بے جا ہوا خواہی سے فائدہ ہی کیا ہے کیا جو خرابیاں سلطان کے علاقہ میں ہیں اس ہوا خواہی سے چھپ سکتی ہیں یا ان پر [illegible] پردہ ڈالنے سے پردہ پڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں! کیا یہ سچ نہیں کہ آج تک (جو نہایت ضروری کام ہے کہ حج کے دنوں میں بدوؤں سے محفوظ [illegible] کا خاص طور پر انتظام کیا جاوے) بدوؤں کا انتظام سلطان المعظم نہیں کر سکے؟ [illegible] کیا یہ غلط ہے کہ ہر سال غریب حاجی بدوؤں کے ہاتھوں سے قتل نہیں ہوتے؟ ایسا [illegible] کیا یہ غلط ہے کہ سلطان المعظم دوسری سلطنتوں کے پنجوں میں دبا ہوا ہے اور اپنی سلطنت سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا ہے؟ اگر نہیں تو یہ بتلاویں وطن کا [illegible] دوسرے ہوا خواہوں کا فرض ہے کہ ثابت کریں کہ سلطان کے بہت سے صوبے کیوں اُس سے باغی ہو کر خود مختار ہو بیٹھے ہیں؟ مرزا صاحب قبلہ نے جو یہ الفاظ بیان فرمائے تھے کہ *الله تعالیٰ کا بنایا ہے خدا تعالیٰ نے [illegible] سب پر غالب کر دیا ہے بالکل صحیح اور درست ہیں اور اس [illegible] کے لئے جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور حضرت سلطان محمود غزنوی کے کارنامے کافی ہیں یعنے حضرت اقدس سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیصر روم و کسریٰ ایران کو شکست فاش دیکر اُن کے ممالک پر قابض ہونا اور حضرت سلطان محمود غزنوی رحمہ کا تمام راجوں مہاراجوں کے لشکروں کے بیچ میں گھر کر خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرنا اور فتح پا کر کامیاب ہونا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ظاہری حیثیت میں سلطان محمود غزنوی اُن راجوں مہاراجوں سے کمتر تھا۔ ایسا ہی حضرت اقدس سیدنا عمر فاروق علیہ السلام کی جمعیت اور طاقت قیصر روم اور کسریٰ ایران کے بالمقابل کچھ بھی حیثیت نہ رکھتی تھی یہ تمام روحانیت اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے نشانات تھے اور یہ بزرگ روحانیت اپنے اندر رکھتے تھے اور دراصل خدا تعالیٰ کے بن گئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو سب پر غالب کر کے دکھلا دیا یعنے اُن کو کامیاب اور بامراد کیا اور اس طرح پر اُن بزرگوں نے من کان للہ کان اللہ لہ کو بالکل لینے اپنے وجودوں سے سچا ثابت کر دیا۔

تعجب ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ کیا وطن کے مطالعہ کرنے والے صرف اسی بات پر خوش ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ وطن کا لائق ایڈیٹر کہدے وہی کالوحی من السماء ہے اور حقیقت کچھ بھی نہیں اور کہ کیا یہ بات قابل غور ہے جو وطن نے کی ہے کہ فلاں نے جو اعتراض کیا یا معترض کی بات کی تصدیق کی اُسکی فلاں وجہ ہے اور اعتراض محض بہانہ و حیلہ ہے ہمارے خیال میں وطن کے مطالعہ کرنے والے صرف اسی قماش کے ہی نہیں کہ وطن کے عذر نامعقول ہی اُن کے نزدیک قابل غور ہیں اور حقیقت پر نظر نہیں کرتے۔

یہ ظاہر ہے کہ الحکم نے نہ تو اپنی جانب سے وطن کے ایڈیٹر پر کفر کا فتوےٰ لگایا اور نہ الحکم کسی پر فتوےٰ لگانے کا مجاز رکھتا ہے فتوےٰ لگانے والے وہی حضرات ہیں جنھوں نے اس سے پہلے حضرت مرزا صاحب پر فتوےٰ کفر اس وجہ سے لگایا کہ کیوں مرزا صاحب نے مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کی موت کو ثابت کیا اور کیوں بیان کیا کہ وہ اب لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ جس طرح وطن کی اشاعت کفر پر کفر فروشی پر الحکم کے اعتراض کرنے سے وطن کی کثیر التعداد آمدنی کا نقصان ہوا اور جس کی خاطر وطن کو سلطان المعظم کے قدموں پر گر کر بے محل اور بے موقع سلطان کے نام کے واسطے سے [illegible] داغ کو چھپانا پڑا جس کا پردہ [illegible] کیا تھا۔ اسی طرح ان مولوی [illegible] کا اس میں بہت ہرج و نقصان [illegible] نظر آتا ہے اگر بموجب فیصلہ مرزا صاحب کے اُن کا فرضی اور من گھڑت خونی مہدی اور مسیح نہ آوے جس کا وہ [illegible] راہ تک رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ اُس کے آنے پر بہت کچھ نقدی وغیرہ ہاتھ آئیگی اور مالا مال ہو جاویں گے یعنے خونی مہدی اور مسیح کی لوٹ اور غارتگری سے اُن کو بھی بہت کچھ سیم و زر ہاتھ آئیگا۔

تعجب کہ وطن کے نزدیک ایسی کتابیں جن میں فخر موجودات سید الاولین والآخرین کو نعوذ باللہ مفتری و کذاب ثابت کیا گیا قرآن شریف کو سرقہ ثابت کیا گیا نہ صرف بازاری قیمت پر ہی بلکہ بازار سے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرنا بھی مسلمانی میں داخل ہے اور یہ ایک اسلامی خدمت ہے اور ہرگز آنحضرت صلعم و قرآن شریف کی توہین نہیں ہے۔ مگر سلطان المعظم کی نسبت اگر سچے واقعات بیان کئے جاویں اور سچ اور حقیقت کی بات بیان کی جاوے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو سب پر غالب کر دیتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں رکھتا سلطان المعظم کی توہین میں داخل ہے ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے آنحضرت صلعم کی محبت کے دم مارنے والو! اور اسلام اور قرآن شریف کے فدائیو! کیا آپ لوگوں میں کوئی بھی ایسا دل و گردہ والا نہیں کیا تم میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس بات پر غور کرے اور سوچے کہ وطن کا ایڈیٹر کس مقام پر کھڑا ہے اُس کے نزدیک سلطان کی نسبت صحیح الفاظ بیان کرنے سلطان کی توہین میں داخل ہے اور آنحضرت صلعم کی توہین آمیز کتابوں کا فروخت کرنا قومی خدمت اور اسلامی خدمت ہے۔ ہائے! کیا کوئی بھی ایسا نہیں رہا کہ اس بات پر غور کرے کہ وطن کے نزدیک آنحضرت صلعم کی قدر اور حیثیت سلطان کے برابر بھی نہیں!!!

(باقی آئندہ)

*افسوس [illegible] مجسم [illegible] دنیا [illegible] پرستاری [illegible] بات [illegible] نہیں آئی اور کہ [illegible] سے تحت [illegible] پردہ تامل کرتے ہے؟

[illegible] نقاش صاحب کی نقاشی کا قافیہ ایک مضمون کے ذریعہ [illegible] پہلے ہم تنگ کر چکے ہیں جو الحکم ۳۲ [illegible] میں چھپ چکا ہے اور جس کا [illegible] اسے [illegible]

سلطان پرستوں کے نزدیک اگر صحیح اور درست الفاظ بیان کرنے توہین میں داخل ہوں اور گناہ ہیں تو اس شخص کے نزدیک جو آنحضرت صلعم کو سارے جہان کا سردار اور فخر موجودات اور سید الاولین والآخرین قبول کرتا اور ایمان رکھتا ہے سخت سے سخت اور نالایق سے نالایق ایسی سوداگری ہے جس میں ایسی کتابیں فروخت کی جاتی ہیں نادر اور مفید اور اسلامی کتابیں ظاہر کرکے جن میں آنحضرت صلعم اور قرآن پاک کی توہین ہے اور ایسا شخص سخت ترین گمراہی پھیلانے والا ہے اور سخت خطرناک ہے جو مولوی کہلا کر اور مسلمانوں کا قومی خادم بن کر ایسی کرتوت کرے کیا مسلمانوں میں اسقدر غیرت بھی آنحضرت صلعم کے لئے نہیں جو اس بات پر غور کریں کہ یہ سلطان سے تو محض اسلامی اخوت کے سبب ہمدردی ظاہر کرتا ہے مگر اُس وجود مبارک کے لئے جس کے سبب سلطان کی ہوا خواہی کا دم بھرتا ایسی بات جائز اور روا رکھتا بیان کرتا ہے جس میں آنحضرت کی سراسر توہین بھری ہے۔ افسوس صد افسوس اور میرزائیوں سے وطن کے لایق ایڈیٹر تو صرف اس وجہ سے ناراض ہوئے ہیں کہ انکو قومی آرگن الحکم نے کیوں اُس کی سوداگری کا راز فاش کیا اور کیوں اُس کو ٹکے سیدھے نہ کر دیئے مگر اس برص کے داغ کو چھپانے کے لئے یہ حیلہ تراشا کہ وطن میں نقائش کے مضمون نکلے۔ وطن نے رسالہ ریویو کی امداد نہیں کی وغیرہ ہم کو ہنسی آتی ہے کہ کیا یہ کوئی عذر ہے؟ اور کیا یہ اس قابل ہے کہ اس پر کوئی عقلمند توجہ کرے۔ سوال تو صرف یہ تھا کہ ایسی کتابیں جنمیں آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب بیان کیا گیا ہے نیز ایسی کتابیں جن میں قرآن کو سرقہ اور نقل ثابت کیا گیا ہے انکو اسلامی اور نادر و مفید کتابیں ظاہر کرکے عیسائیوں سے زیادہ قیمت لینا اور پھر اُس کو رعایتی قیمت بیان کرکے مسلمانوں کو دھوکا دینا کیوں روا رکھا گیا؟ کیا یہ ایک اسلامی خدمت تھی جو آپ جیسے خادم قوم کے لئے کرنی ضروری اور لابدی تھی؟

تعجب کہ جس صورت میں وطن کا ہرگز ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ وہ منزہ من الخطا رہے" اور اس کو یہ مسلم ہے کہ اُس کا ایڈیٹر ایک گناہ گار بندہ ناچیز ہے" اور وطن میں بے شک سر ولیم میور کی چند تالیفات کا اشتہار چھپا ہے" جس کو خود ایڈیٹر وطن نے ... منگوایا ... مسلمانان کو ... بڑھکر ... اور ... جیسے کہ ... اور ... سے مسلمانوں کی طرح اسلام کی ... ان کتابوں کو اسلامی اور نادر و مفید بیان کیا ہے تو پیسہ اخبار اور مفصلاتی اخبار پر یہ ناقابل سماعت اور قابل ... حیلہ تراشا کہ پیسہ اخبار نے محض اس لئے میرزائیوں کا ساتھ دیا ہے کہ ایڈیٹر وطن نے محض قومی حمیت کی بنا پر اس کو لکھا تھا کہ دو رنگی چھوڑ دے" لیکن جس صورت میں ایڈیٹر وطن خود دو رنگی چال چل کر لوگوں کو مغالطہ دے رہا ہے کہ اسلام اور بانی اسلام اور قرآن کی تردید اور تکذیب کرنے والی کتابوں کو اسلامی اور نادر و مفید کتابیں بیان کرکے دولت کمانے کے پیچھے پڑا ہے تو اُس کو کس صورت میں اور کیونکر حوصلہ پڑ گیا کہ پیسہ اخبار کو ملامت کرے یہ وہی مثل ہوئی کہ خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت مفصلاتی اخبار کے لئے یہ حیلہ تراشا کہ اُس نے میرزائیوں کا ساتھ اس وجہ سے دیا کہ وطن نے کیوں ہمارے سابق ملازم کو نوکر رکھ لیا۔ اہلحدیث کے لئے کوئی حیلہ اور بہانہ دست یاب نہیں ہوا اس لئے اُس کا ذکر ہی ندارد شاباش! شاباش!! شاباش!!! کیا ان حیلوں اور بہانوں سے حق چھپ سکتا ہے؟ پھر لکھتے ہیں کہ سر ولیم میور کی کتابیں اور تالیفات کے صرف تین چار نسخے منگوائے تھے۔ اور ان میں سے کوئی ابھی فروخت نہیں کیا گیا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ اگر ایسی کتابوں کی سوداگری جائز ہے تو تین چار نسخے کیوں منگوائے اور کیوں فروخت نہیں کئے گئے ... نادر اور مفید اور اسلامی کتابوں کے اشتہار کا کوئی اثر نہیں پڑا یا خریداروں پر کتابیں خریدنے کے بعد آپ کی کرتوت کھل گئی اور کتابیں واپس کر دیں؟ اور کہ ایسی کتابیں جو آپ کے مذہب اور مشرب میں دوگنی تگنی قیمت پر اسلامی اور نادر و مفید بیان کرکے فروخت کرنی جائز اور موجب ثواب ہیں تو کون سی بات مانع ہوئی جو تین چار نسخے سے زیادہ نہ منگوائیں کیا سارے ہندوستان و پنجاب میں صرف تین چار ہی اعلےٰ درجہ کے ... روشن دماغ انگریزی خوان مسلمان موجود ہیں یا تین چار کے سوا کسی اور پر آپ کی ابلہ فریبی چل نہیں سکتی تھی؟ یا دوسروں سے بہ سبب کینہ توزی اور حسد بغض اور بیجا پرخاش کے ایسی کتابیں جو آپ کے نزدیک نادر اور مفید ہونے کا حکم رکھتی ہیں فروخت کرنا موجب شرم یا قابل افسوس کارروائی تھی؟

پیسہ اخبار اور مفصلاتی اخبار کی رائے جن وجوہات سے وطن نے رد کی ہے وہ تو ان پر بیان ہو چکی مگر خود بھی اپنے مفید مطلب بنانے کی خاطر دو اخباروں کی رائے درج کی ہے ایک تو شحنہ ہند میرٹھ کی اور دوسری اپنے رفیق اور عزیز انگلو ورنیکلر لاہور کی۔ شحنہ ہند کی تو بسم اللہ ہی غلط ہے جیسے کہ ذیل کے اقتباس سے ظاہر ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ "الحکم کے میرزائی ایڈیٹر نے مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کو اس لئے کافر قرار دیا کہ وہ سر ولیم میور کی تصانیف جو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف ہیں شایع کر رہا ہے" پھر لکھتے ہیں کہ "اول تو مذکورہ بالا تصانیف کا اشتہار ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ دویم جب تک مذاہب و اقوام غیر کے اعتراضات مسلمانوں کی نظر سے نہ گذریں وہ اُن کا جواب کیونکر دے سکتے ہیں" غور طلب تو یہ امر ہے کہ کیا فی الواقع الحکم نے ایڈیٹر وطن کو کافر قرار دیا ہے یا مولوی صاحبان نے؟ اور کہ کیا ایڈیٹر الحکم نے یہ کہا ہے کہ مذاہب اقوام غیر کے اعتراضوں کو پڑھکر جواب نہ شایع کئے جاویں یا جواب دینے کے لئے تیاری نہ کر سکیں؟ جب اس کا یہ منشا ہی نہیں تو ایسی تحریر لکھنے والے اور ایسی تحریر کی اشاعت ... کو شرم کے مارے غرق ہو جانا چاہیئے۔ الحکم کا اعتراض تو یہ ہے کہ وہ کتابیں جن میں آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب ثابت کیا گیا ہے اور قرآن کو دوسری کتابوں سے نقل معاذ اللہ بیان کیا گیا ہے اُن کو کیوں اسلامی اور نادر اور مفید کتابیں بیان کرکے مسلمانوں کو ترغیب دی گئی اور دھوکہ دیا گیا اور کیوں بازار کے نرخ سے دوگنی تگنی قیمت رکھکر رعایتی کا احسان جتایا گیا؟

سو اس معقول اعتراض کا جواب میاں شحنہ سے نہ بنا اور نہ بن سکتا ہے اسلئے تحریر ناقص اور گواہی باطل اور ناقابل سماعت۔ دوسرے گواہ میاں انگلو ورنیکلر ہیں اُن کی گواہی بھی اس لئے اصل ناقابل پذیرائی و ناقابل سماعت ہے کہ انھوں نے اول تو فضول قضیہ چھیڑا ہے دویم انھوں نے بھی در اصل شحنہ کی کاسہ لیسی کی ہے یعنے جو کچھ شحنہ نے بیان کیا ہے وہی انھوں نے راگ گایا ہے یہ عقلمند اور عقل کے پتلے اصل بات کو سمجھکر بھی ناحق نار و اوطن کے برص کے داغ کو ڈھکنا اپنا فرض منصبی خیال کرتے ہیں۔ سویم اُس نے بھی ایک طرح سے الزام ثابت کر دیا ہے جبکہ کہا کہ "اُن سے (ایڈیٹر وطن سے) اصولی و فروعی غلطیوں کا سرزد ہونا ممکن ہے" ہاں یہ ٹھیک کیا ہے کہ وطن کی نسبت یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُس کی نیکیوں کی طرف بھی خیال کرنا چاہیئے صرف عیبوں کو ہی تلاش کرنا نہ چاہیئے۔ مگر اس کے جواب میں ہماری طرف سے یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کیوں آپ نے چند نیکیوں کا ذکر نہ کر دیا تاکہ ہم خود وطن کی نیکیوں اور برائیوں کا مقابلہ کر لیتے اور کہ معلوم کر لیتے کہ وطن کے لایق ایڈیٹر نے مسلمانوں پر کیا احسان کئے ہیں۔ شاید انگلو ورنیکلر کے نزدیک وطن کی یہ نیکیاں ہونگی کہ وطن آج ... ٹرکی کی اولٹی سیدھی خبریں شایع کرتا رہتا ہے یا کوئی عیسائی پرچہ سلطان پر اعتراض کرتا ہے تو اُس کا مقابلہ کر دیتا ہے مگر ان سے بڑھکر میاں ریویو نیکیاں کرنے والے ہیں جو وطن کے جنم میں آنے سے پہلے سے نیکیاں کر رہے ہیں کہ ٹرکی کی خبریں سُناتے رہتے ہیں۔ شاید انگلو ورنیکلر کے نزدیک حجاز ریلوے میں چندہ جمع کرکے روانہ کرنا نیکی ہو تو اس سے بڑھکر نیکی کرنے والے ملا عبد القیوم مرحوم اور روم و مصر میں موجود ہیں جنہوں نے وطن کی طرح قابل شرم سوداگری نہیں کی کیا انگلو ورنیکلر کو معلوم نہیں کہ ایسی ناقص نیکیوں کی تردید کے لئے اور ایسی نیکیوں کو ملیا میٹ کرنے والی سخت سے سخت بدی ہے جو ایڈیٹر وطن نے کی ہے یعنے آنحضرت صلعم کی تکذیب کرنے والی کتابوں کو اسلامی اور نادر و مفید کتابیں بیان کرکے محض بے سود اور اُس کی کینہ توزی حسد بغض۔ بیجا پرخاش کے نتایج ہیں لہذا فیصلہ ہوا کہ یہ عذر نامعقول ثابت ہیں کہ الزام راشد باقی پھر۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

[illegible]

تتمہ لیکچر لدھیانہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

انھوں نے گناہ کے دور کرنے کا علاج گناہ تجویز کیا ہے جو کسی حالت اور صورت میں مناسب نہیں۔ یہ لوگ اپنے نادان دوست ہیں اور ان کی مثال اس بندر کی سی ہے جس نے اپنے آقا کا خون کر دیا تھا۔ اپنے بچاؤ کے لئے اور گناہوں سے بچانے کے لئے ایسا گناہ تجویز کیا جو کسی صورت میں بخشا نہ جاوے [illegible] اور ایک انسان کو خدا بنا لیا۔

مسلمانوں کے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ ان کا خدا ایسا خدا نہیں جس پر کوئی اعتراض [illegible]

[illegible]

میں آیا ہوں

مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کریگا وہ اپنا کام کر کے رہیگا مگر ان پر افسوس ہوگا۔

میں علیٰ وجہ البصیرت اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ وہ فعال لما یرید ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دیدی ہے اور میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو [illegible]

[illegible]

[illegible] پیش کرتا ہوں اور حدیث پیش کرتا ہوں [illegible] پیش کرتا ہوں مگر وہ ان باتوں کو سنتے نہیں اور کافر کافر دجال دجال کہہ کر شور مچاتے ہیں۔

میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے ثابت [illegible]

[illegible] اپنے لڑکوں [illegible] احمد [illegible] مجاز ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ [illegible] رکھدے تو اس پر اعتراض!!!

غور طلب بات تو اس مقام پر یہ تھی کہ آیا آنے والا اپنے ساتھ نشانات رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ ان نشانات کو پاتے تو انکار کے لئے جرأت نہ کرتے مگر انھوں نے نشانات اور تائیدات کی تو پروا نہ کی اور دعوے سنتے ہی کہدیا۔

[illegible]

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ذریعہ ان کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں [illegible]

[illegible] ایک کسوف خسوف کا ہی نشان ہے جو [illegible] حدیث میں خبر دی گئی تھی کہ مہدی اور مسیح کے وقت میں رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن ہوگا اب بتاؤ کہ کیا یہ نشان پورا ہوا ہے یا نہیں؟ کوئی [illegible] ہے کہ اس نے یہ نشان نہیں دیکھا؟ اور ایسا ہی [illegible] خبر دی گئی تھی کہ اس زمانہ میں طاعون پھیلے گی [illegible] اب بتاؤ کہ کیا [illegible] نشان ظاہر ہوا یا نہیں؟ پھر [illegible] اس وقت ایک نئی سواری ظاہر ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہو جاویں گے کیا ریل کے اجرا سے یہ نشان پورا نہیں ہوا؟ [illegible] نشانات [illegible] اب غور کرو کہ [illegible] اور کاذب [illegible] کیا بنے گا؟

کچھ تو انصاف کرو [illegible]

خدا تعالیٰ کسی جھوٹے کی بھی ایسی تائید کیا کرتا ہے؟ عجیب بات ہے کہ جو میرے مقابلہ میں آیا وہ ناکام اور نامراد رہا اور مجھے جو آفت اور مصیبت مخالفین نے ڈالا میں اس میں سے صحیح سلامت اور بامراد نکلا۔ پھر کوئی قسم کھا کر بتا دے کہ جھوٹوں کے ساتھ بھی معاملہ ہوا کرتا ہے؟

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان مخالف الرائے علماء کو کیا ہو گیا وہ غور سے کیوں قرآن شریف اور احادیث کو نہیں پڑھتے کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس قدر اکابر امت کے گذرے ہیں وہ سب کے سب مسیح موعود کی آمد چودھویں صدی میں بتاتے رہے ہیں اور تمام اہل کشوف کے کشف یہاں آ کر ٹھہر جاتے ہیں حجج الکرامہ میں صاف لکھا ہے کہ چودھویں صدی سے آگے نہیں جائیگا۔ یہی لوگ منبروں پر چڑھ چڑھ کر بیان کیا کرتے تھے کہ تیرہویں صدی سے تو جانوروں نے بھی پناہ مانگی ہے اور چودھویں صدی مبارک ہوگی مگر یہ کیا ہوا کہ وہ چودھویں صدی جس پر ایک موعود امام آنے والا تھا اس میں بجائے صادق کے کاذب آ گیا اور اس کی تائید میں ہزاروں لاکھوں نشان بھی ظاہر ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہر میدان اور مقابلہ میں نصرت بھی اسی کی کی۔ ان باتوں کا ذرا سوچ کر جواب دو۔ یونہی منہ سے ایک بات نکال دینا آسان ہے مگر خدا کے خوف سے بات نکالنا مشکل ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مفتری اور کذاب انسان کو اتنی لمبی مہلت نہیں دیتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جاوے۔ میری عمر ۶۷ سال کی ہے اور میری بعثت کا زمانہ ۲۳ سال سے بڑھ گیا ہے اگر میں ایسا ہی مفتری اور کذاب تھا تو اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو اتنا لمبا ہونے دیتا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے آنے سے کیا فایدہ ہوا ہے۔

یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچہ کی طرح ہو گیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پرزور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکات سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں [illegible] معلوم ہو جاویگا کہ اسلام [illegible]

[illegible] میں اور [illegible] ایک [illegible] میں شائع ہوا ہے۔

[illegible] اسلام کا بول بالا کیا جاتا [illegible] کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے [illegible] یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔

ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اٹھائی میں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور فتح کے طور پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گذر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سرخ ہو چکی۔

غرض

میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ [illegible] دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت ان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک ابو بکر عمر عثمان علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انھوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کے لئے ہے اور اس قدر استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کے لئے عمارت ہے تو دنیا کے لئے بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کے لئے۔ دنیاداروں کے قرب کے لئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں اب یہ شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف [illegible] کا اتنا ہی منشاء [illegible] ہے۔ [illegible] پاک کیا جاتا ہے [illegible] ہو جاتا ہے جیسے [illegible] جاتا ہے وہ خدا [illegible] پایا ہے۔

[illegible] ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اسے حاصل ہے میں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو۔ حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جاوے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کے بت کی عظمت دی گئی ہے اسکے امانی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے مقدمات۔ صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کے لئے ہے اس بت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت ان کے دلوں میں قائم ہو۔ اور ایمان کا شجر تازہ بتازہ پھل دے اس وقت درخت کی صورت ہے مگر اصل درخت نہیں کیونکہ اصل درخت کے لئے تو فرمایا

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا

یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنی مثال دین کامل کی کہ وہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑھ ثابت ہو اور جس کی شاخیں آسمان میں ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہے اصلہا ثابت سے مراد یہ ہے کہ اصول ایمانیہ اسکے ثابت اور محقق ہوں اور یقین کامل کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں۔

اور وہ ہر وقت اپنا پھل دیتا رہے کسی وقت خشک درخت کی طرح نہ ہو مگر بتاؤ کہ کیا اب یہ حالت ہے؟ بہت سے لوگ کہہ تو دیتے ہیں کہ ضرورت ہی کیا ہے۔ اس بیمار کی کیسی نادانی ہے جو یہ کہے کہ طبیب کی حاجت ہی کیا ہے؟ وہ اگر طبیب سے مستغنی ہے اور اس کی ضرورت نہیں سمجھتا تو اس کا نتیجہ بجز ہلاکت کے سوا اور کیا ہوگا؟

اس وقت مسلمان اسلمنا میں تو بے شک داخل ہیں مگر آمنا کی ذیل میں [illegible] یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک نور [illegible]

[illegible]

یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے [illegible] ہوں۔ اس لئے میرے معاملہ میں [illegible] لئے جلد ہی نہ کرو بلکہ خدا سے ڈرو [illegible] کرو کیونکہ توبہ کرنے والے کی [illegible]

طاعون کا نشان بہت خطرناک نشان ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر جو کلام نازل کیا ہے وہ یہ ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ لعنت ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ارادے کی اس وقت تبدیلی ہو گی جب دلوں کی تبدیلی ہو گی۔ پس خدا سے ڈرو اور اس کے قہر سے خوف کھاؤ۔ کوئی کسی کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا۔ معمولی تقصیر کسی پر ہے تو اکثر لوگ وفا نہیں کر سکتے پھر آخرت میں کیا بھروسہ رکھتے ہو جس کی نسبت فرمایا

یوم یفر المرء من اخیہ

مخالفوں کا تو یہ فرض تھا کہ وہ حسن ظنی سے کام لیتے اور لا تقف ما لیس لک بہ علم پر عمل کرتے مگر انھوں نے جلد بازی سے کام لیا۔ یاد رکھو پہلی قومیں اسی طرح ہلاک ہوئیں عقلمند وہ ہے جو مخالفت کر کے بھی جب اسے معلوم ہو کہ وہ غلطی پر تھا اسے چھوڑ دے۔

مگر یہ بات تب نصیب ہوتی ہے کہ خدا ترسی ہو۔ در اصل مردوں کا کام ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں وہی پہلوان ہے اور انھی کو خدا پسند کرتا ہے۔

ان ساری باتوں کے علاوہ میں اب قیاس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ میرے ساتھ ہیں اجماع صحابہ بھی میری تائید کرتا ہے نشانات اور تائیدات الٰہیہ میری مؤید ہیں ضرورت وقت میرا صادق ہونا ظاہر کرتی ہے۔ لیکن قیاس کے ذریعہ سے بھی حجت پوری ہو سکتی ہے اس لئے دیکھنا چاہئے کہ قیاس کیا کہتا ہے؟ انسان کبھی کسی ایسی چیز کے ماننے کو طیار نہیں ہو سکتا جو اپنی نظیر نہ رکھتی ہو مثلاً اگر ایک شخص آ کر کہے کہ تمہارے بچے کو ہوا اڑا کر آسمان پر لے گئی ہے یا بچہ کتا بن کر بھاگ [illegible] ہے تو کیا تم اس کی بات کو بلا وجہ معقول اور بلا تحقیق مان لو گے؟ کبھی نہیں اس لئے قرآن مجید نے فرمایا

[illegible] ان کنتم لا تعلمون

[illegible] اسلام کی وفات کے مسئلہ [illegible] آسمان پر اٹھا لئے [illegible] کے متعلق [illegible] کے ہوان کی وفات [illegible]

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ مانگا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر طرح کامل اور افضل تھے ان کو چاہئے تھا کہ وہ آسمان پر چڑھ جاتے مگر اللہ تعالیٰ کی وحی سے کیا جواب دیا۔

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا

اس کا مقصود یہ ہے کہ میرا اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے کہ وہ خلاف وعدہ کرے جبکہ وہ بشر کے لئے آسمان پر جسم کے جانا حرام کر دیا ہے اگر میں جاؤں تو جھوٹا ٹھیروں گا۔

اب اگر تمہارا یہ عقیدہ صحیح ہے کہ مسیح آسمان پر چلا گیا ہے اور کسی بالمقابل پادری یہ آیت پیش کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرے تو تم اس کا کیا جواب دے سکتے ہو؟

پس ایسی باتوں کے ماننے سے کیا فائدہ جن کا کوئی اصل قرآن مجید میں موجود نہیں اس طرح یہ تو اسلام کو اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے والے ٹھیرے پھر پہلی کتابوں میں بھی تو کوئی نظیر موجود نہیں اور ان کتابوں سے اجتہاد کرنا حرام نہیں ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شہد شاہد من بنی اسرائیل۔ اور پھر فرمایا کفٰی باللہ شہیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتٰب اور ایسا ہی فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت کے لئے ان کو پیش کرتا ہے تو ہمارا ان سے اجتہاد کرنا کیوں حرام ہو گیا۔

اب انھیں کتابوں میں ملاکی نبی کی ایک کتاب ہے جو بائبل میں موجود ہے اس میں مسیح سے پہلے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا گیا آخر جب مسیح ابن مریم آئے تو حضرت مسیح سے الیاس کے دوبارہ آنے کا سوال ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کے موافق کیا گیا مگر حضرت مسیح نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ آنے والا یوحنا کے رنگ میں آ چکا۔

اب یہ فیصلہ حضرت عیسیٰ ہی کی عدالت سے ہو چکا ہے کہ دوبارہ آنے والے سے کیا مراد ہوتی ہے وہاں یحییٰ کا نام مثیل الیاس نہیں رکھا بلکہ انھیں ہی ایلیا قرار دیا گیا اب یہ قیاس بھی میرے ساتھ ہے میں تو نظیر پیش کرتا ہوں مگر میرے منکر کوئی نظیر پیش نہیں کرتے

بعض لوگ جب اس مقام پر عاجز آ جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدل ہیں مگر افسوس ہے یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ آں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اس سے سند لیتے رہتے اور اکثر اکابر نے تحریف معنوی مراد لی ہے - بخاری نے بھی یہی کہا ہے علاوہ اس کے یہودیوں اور عیسائیوں کی جانی دشمنی ہے کتابیں جدا جدا ہیں وہ اب تک مانتے ہیں کہ الیاس دوبارہ آئیگا اگر یہ سوال نہ ہوتا تو حضرت مسیح کو وہ مان نہ لیتے - ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس ہے وہ بڑے زور سے لکھتا ہے اور اپیل کرتا ہے کہ اگر مجھ سے یہ سوال ہوگا تو میں ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھ دونگا کہ اس میں الیاس کے **دوبارہ آنے کا وعدہ کیا گیا تھا** -

اب غور کرو جبکہ باوجود ان عذرات کے لاکھوں یہودی جہنمی ہوئے اور سور بندر بنے تو کیا میرے مقابلہ میں یہ عذر صحیح ہوگا کہ وہاں مسیح ابن مریم کا ذکر ہے یہودی تو معذور ہو سکتے تھے ان میں نظیر نہ تھی مگر اب تو کوئی عذر باقی نہیں مسیح کی موت قرآن شریف سے ثابت ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اس کی تصدیق کرتی ہے اور پھر قرآن شریف اور حدیث میں منکم آیا ہے پھر خدا تعالیٰ نے مجھے خالی ہاتھ نہیں بھیجا ہزاروں لاکھوں نشان میری تصدیق میں ظاہر ہوئے اور اب بھی اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ نشان دیکھ لیگا - لیکھرام کا نشان عظیم الشان نشان ہے احمق کہتے ہیں کہ میں نے قتل کرا دیا اگر یہ اعتراض صحیح ہے تو پھر ایسے نشانات کا امان ہی اٹھ جائیگا کل کو کہا جائیگا کہ خسرو پرویز کو معاذ اللہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قتل کرا دیا ہوگا - ایسے اعتراض حق بین اور حق شناس لوگوں کا کام نہیں ہے میں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ میرے نشانات تھوڑے نہیں ایک لاکھ سے زیادہ انسان میرے نشانوں کے گواہ ہیں اور زندہ ہیں - میرے انکار میں جلدی نکرو - ورنہ مرنے کے بعد کیا جواب دوگے؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا سر پر ہے اور وہ **صادق کو صادق ٹھیرانا اور کاذب کو کاذب** ۔

حضرت حجۃ اللہ کے لیکچر کے ختم ہونے کے بعد مولوی عبد الصمد صاحب پٹیالوی نے ایک نظم حضرت کی تصدیق میں پڑھی - زاں بعد سعدی شاہ صاحب ساکن نوشہرہ ضلع جالندھر نے اپنا ایک رویا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کیا جس کے رو سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے حضرت مسیح موعود کے مسیح ہونے کو سنا اور تصدیق کی - ایڈیٹر

آریہ سماج کی موت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں پنڈت رام بھجدت چودھری کی ایک تقریر کے حوالہ سے اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کیا گیا تھا جو فروری ۱۹۰۳ء میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریہ سماج کے متعلق کی تھی - اس پر پرچارک کے ایڈیٹر صاحب بہت کچھ جھنجلائے تھے اور اُن کے جھنجلانے کی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہ تھی کہ چودھری رام بھجدت صاحب سے انھیں ایک خاص کد ہے بہر حال میرے نوٹ اور پرچارک کے ریمارک پر ایک غیر احمدی نے اخبار وکیل میں مختصر نوٹ محاکمہ کے طور پر لکھا ہے - جس کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اسی نوٹ پر میں اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ منشی غلام حسین صاحب کا یہ خیال درست نہیں کہ حضرت اقدس نے ان جراثیم کو دیکھکر پیشگوئی کی تھی جو آریہ سماج کی جڑ کو کھوکھلا کر رہے ہیں ایسی پیشگوئیاں تفرس اور قیافہ سے نہیں ہوا کرتیں بلکہ یہ ایسے وقت ہوا کرتی ہیں جبکہ کوئی مدبر اور پولیٹیشن رائے زنی نہیں کر سکتا ورنہ انبیاء علیہم السلام اور مدبرین مملکت کی پیشگوئیوں میں کوئی فرق نہ رہے اور امان اٹھ جاوے ۔ آریہ سماج کے متعلق جب پیشگوئی کی گئی تھی اُس وقت انمیں تفرقہ نہ تھا - پنڈت رام بھجدت اور منشی رام ایک پلیٹ فارم پر کام کر رہے تھے - دھرم پال نے اپنی کھچڑی الگ پکانے کا سامان تو کہاں ابھی وہ دھرم پال ہی نہ ہوئے تھے وغیرہ وغیرہ مگر پیشگوئی کے بعد ایسے سامان شروع ہوئے کہ اب تین تین اور بارہ باٹ ہو رہے ہیں - یہ خدا کے کام ہیں ہو کر رہتے ہیں - بہر حال وہ محاکمہ یہ ہے -

موت وحیات کا سوال

فروری ۱۹۰۳ء مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آریہ مت کے متعلق بطور پیشین گوئی یہ فرمایا تھا کہ " - ایک صدی نہ گذریگی جو اس مذہب پر موت وارد ہوگی "

پنڈت رام بھج دت نے اُسی وقت قادیانی آریہ سماج کے جلسہ میں اُس کی تردید نہایت شد ومد سے کردی تھی - مگر یہ انقلاب قابل غور ہے کہ اب خود پنڈت صاحب باوجود ایک پُرجوش آریہ ہونے کے سو سال کے اندر آریہ سماج کے نیست و نابود ہو جانے کے معترف اور مقر ہیں -

قادیانی جرائداس کو مرزا صاحب کا معجزہ کہیں یا کرامت و کشف مگر اس میں شک نہیں کہ حضرۃ اقدس کی دُور بین نگاہ نے ان جراثیم کو بہت جلد دیکھ لیا جو آریہ سماج کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہے ہیں اور جن کی موجودگی پنڈت رام بھج دت صاحب کی بابت آریہ سماج کی موت کا باعث ہونگی ہے -

اخبار الحکم نے اس بارہ میں کسی قدر لکھا تھا ۔ ست دھرم پرچارک جالندھر اس طرح جوابدہی کو تیار ہوگیا کہ " اس کو قادیانی چیلا اپنے گورو کی فتح بتلاتا ہے مگر یہ نہیں سمجھتا کہ اس سے اسکے گرو کی فتح نہیں ہوتی - بلکہ اُس کا رقیب دوسرا ویسا ہی پیغمبر پیدا ہو جاتا ہے "

پنڈت رام بھج دت صاحب نے نہ ادعائے الہام و نبوت کیا ہے نہ وہ کسی مافوق طاقت بشری کے مدعی ہیں - بس اس پیشین گوئی سے اُن کی نبوت تو شاید ہی ثابت ہو - مگر ہاں! یہ امر صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تین چار سال کے اندر ہی اندر وہ اپنے حریف کے ہم آہنگ و ہم خیال بن گئے - کچھ اُنھی پر موقوف نہیں ہر شخص جس کو خدا نے کچھ بھی عقل دی ہے - صاف سمجھ سکتا ہے کہ جس مذہب میں سوائے جوش اور تعصب کے روحانیت کا شمہ بھی نہ ہو - وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا - ست دھرم پرچارک کا خیال ہے کہ :-

" جب صدی گذریگی اور آریہ سماج واقعی ترقی کی منزل پر پہنچیگا - تو نہ اس وقت مرزا صاحب ہی زندہ ہوں گے - اور نہ ہی پنڈت رام بھج دت - پھر آریہ سماج والے کیسے شرمندہ کرینگے؟ "

یہ خیال تو درست ہے - لیکن اسی کے ساتھ یہ پہلو بھی نکلتا ہے کہ اگر پنڈت صاحب اور مرزا صاحب بالقابہ کا قیاس درست نکلا اور آریہ سماج اپنے جوش تعصب کی نذر ہو کر دُنیا سے نیست و نابود ہو گیا تو اُس وقت نہ لالہ منشی رام صاحب ہونگے نہ ایڈیٹر صاحب پرکاش وغیرہ - پھر قادیانی چیلے اور رام بھجدت صاحب کے مداح کیسے شرمندہ کرینگے؟ مگر ہمارے نزدیک یہ کسی کو محجوب و شرمندہ کرنے کا سوال نہیں - بلکہ بعض سمجھدار لوگوں کا ایک خیال ہے جو آریہ سماج کے غیر ضروری جوش کو دیکھکر پیدا ہوا - اور اُنھوں نے سماج کے عمر طبعی تک نہ پہنچنے کا فیصلہ کیا - وہاں جس طرح علاج و پرہیز سے اکثر ناتواں مریض بھلے چنگے ہو جاتے ہیں - اگر سماج اپنے تعصب کو کم کردے اور متانت و ملائمت اختیار کرے تو ممکن ہے کہ وہ اور کچھ دن دُنیا کی ہوا کھا سکے - مگر جو مذہب تعصب کو ایک ضروری رکن سمجھ رہا ہو اُس سے لطف و مدارا کی توقع عبث ہے - پرکاش کے اس خیال پر کہ " مذہب کے لئے کچھ نہ کچھ تعصب ہونا ضروری ہے " الشیر اٹاوہ نے ایک دلچسپ ریمارک کیا ہے - اور پرکاش کو اُس کی غلط فہمی و غلط کاری پر مطلع کرنا چاہا ہے لیکن ع نرود میخ آہنی در سنگ - بہر حال سو برس بعد نہ ہم ہونگے نہ مرزا صاحب - اور نہ آریہ سماج کے موجودہ مداح و ثنا خواں - مگر تاریخ آنے والی نسلوں کو بتلا دیگی کہ پنڈت رام بھج دت اور مہاتما لالہ منشی رام صاحبان دونوں میں سے آریہ سماج کی موت وحیات کی بابت کس کا اندازہ صحیح تھا؟ اور ایک ایسا مذہب جس نے تعصب - جوش - نکتہ چینی تنگ نظری کے سایہ میں پرورش پائی تھی - " ترقی کی منزل " پر پہنچنے میں ستیہ دھرم پرچارک کے خیال کے مطابق کامیاب ہوا - یا پنڈت صاحب و مرزا صاحب کی متحدہ پیشین گوئی کے مطابق نیست و نابود ہو کر دُنیا میں صرف اپنا افسانہ چھوڑ گیا -

راقم غلام حسین ؛

راجہ جہانداد خان صاحب بالقابہ کا انتقال

ہر کہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود
وانکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

راجہ جہانداد خان صاحب چیف آف گکھڑ ۱۸ نومبر عید کے دن رات کو دس بجے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون - کہا جاتا ہے کہ راجہ صاحب کی موت عارضہ قلب کے باعث یکایک واقع ہوئی - کچھ شک نہیں کہ راجہ صاحب کی وفات ہند و پنجاب کے مسلمانوں کی مادی حیثیت سے مسلمانوں کے لئے ایک سخت صدمہ ہے -

اور ان کی اس جواناں مرگی پر واقعی قلق ہوتا ہے ؛ راجہ صاحب وہی بزرگ ہیں جو سلسلہ عالیہ کے لئے ایک **نشان** تھے جو " چودھویں صدی والا بزرگ " کے نام سے ہماری جماعت میں مشہور ہیں -

انھوں نے براہ راست حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی قبولیت دعا کی اطلاع پا کر اپنے جرم کا اقرار کر کے حضرت اقدس کے حضور نہایت تذلل اور انکسار کے ساتھ عفو تقصیر چاہی اور حضرت نے نہایت فراخدلی سے معاف کر دیا - اسکے بعد افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض گرد و پیش کی صحبتوں نے انھیں خدا کے راستباز برگزیدہ کی صحبت سے فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ دیا - لیکن وہ **الحکم** ہمیشہ پڑھتے رہے جس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دلچسپی رکھتے تھے - مگر دُنیا کے تعلقات کے لمبے سلسلے نے انھیں پورے طور پر مستفیض ہونے کا موقع ندیا - بہر حال اب جبکہ وہ اس غدار دُنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے - اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا فضل کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل دے آمین ؛

استفسار اور ان کے جواب

جناب شیخ جی صاحب مکرم بندہ السلام علیکم اخبار الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۸ ورقی ۷ استفسار کے جواب میں جو یہ عبارت قرآن شریف کی تحریر کر کے ترجمہ کیا ہے اس ترجمہ میں اور قرآن شریف کے ترجمہ میں فرق ہے اخبار میں ترجمہ یہ ہے انا ارسلناک بالحق بشیراً و نذیراً وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ۲۲/۱۵ یعنے تجھے اے رسول ہم نے بھیجا ہے ایک بڑا عظیم الشان رسول بناکر جو خوشخبری اور ڈر سنادے مگر تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں بلکہ جیسے امم سابقہ میں ہم نے کوئی گروہ بھی کسی نذیر کے آنے سے خالی نہیں رکھا اسی طرح تیری امت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہے گا ...... یہ پتہ لگتا ہے کہ اسی طرح تیری اُمّت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہے گا۔ یہ عبارت کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اور دوسرا سوال اس ترجمہ میں یہ ہے کہ اس امت میں سے بھی کئی ایک گروہ کا ہونا مانا جاوے اس اُمت موجودہ میں کئی ایک گروہ ہیں یا ایک ہی اُمت ہے اور ایک ہی گروہ سب کو ہونا چاہئے اور یہ ترجمہ کہ تیری یہ رسالت تیرے پر ہی ختم نہیں کس عبارت کا ترجمہ ہے ...... یہ کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ اب موجودہ اُمت میں بھی نذیر آتے رہینگے۔ اور امت موجودہ کے کئی گروہ ہیں اور سب میں نذیر آوینگے اور سب نذیر اپنی پر ہونگے اور اول تو گروہ ہی اس امت میں نہیں ہونے چاہئیں ایک ہی گروہ ہو اور پھر ہر ایک گروہ میں نذیر یہ بھی خیال میں نہیں آتا جواب جلدی اخبار میں تحریر فرماویں۔ (راقم سجاول از جگراؤں)

الجواب

وعلیکم السلام۔ اگر آپ ذرا بھی غور فرماتے تو آپ کو اس کارڈ کے لکھنے کی حاجت پیش نہ آتی مگر آپ نے جلدی کی بہرحال ... اس ترجمہ میں اور قرآن شریف کے ترجموں میں فرق ہے۔ ج یعنے ... ترجمہ نہیں لکھا بلکہ اس آیت کی تفسیر لکھی ہے جیسا ... آیت کی تفسیر کرتے ہیں یعنے کے لفظ سے ... کیا ہے تفسیر اور ترجمہ میں ضرور کسی قدر فرق ہوتا ہے کیونکہ مترجم کے پیش نظر صرف ایک لفظ ہوتا ہے جس کا وہ ترجمہ کرتا ہے ورنہ ترجمہ ترجمہ ہی نہیں رہتا مگر تفسیر کرنے والے کا میدان وسیع ہوتا ہے اور القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے طور پر وہ بیان کرتا ہے۔ میری تفسیر کی عبارت دوسرے تراجم کے ساتھ نہیں ملتی اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔

س۔ یہ پتہ لگنا چاہئے کہ اسی طرح تیری امت میں بھی کوئی گروہ نذیر کے آنے سے خالی نہ رہیگا یہ عبارت کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

ج۔ خاص کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ استنباط ہے قرآن مجید سے بلکہ اول خود اسی آیت سے کیونکہ بشیراً اور نذیراً دو لفظ نکرہ ہیں جو عظمت کے لئے آتے ہیں یعنے بہت بڑا عظیم الشان بشیر و نذیر۔ اور یہ امر مسلم اور بدیہی ہے کہ جس قدر کوئی بادشاہ زیادہ عظیم الشان ہوتا ہے اسی قدر نواب بکثرت ہوتے ہیں پھر جس بادشاہ کی سلطنت زمانا قیامت تک ہو اور مکانا تمام روے زمین پر ہو اس کے نوابوں کے وجود میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ پس حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت زمانا و مکانا عام ہے اس لئے ان کے ماتحت ہمیشہ قیامت تک نذیر آنے چاہئیں چونکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانا و مکانا عام بادشاہ ہونا آپ کو مسلم ہے پھر اس لئے ضرور ہے کہ اس کا ثبوت اس جگہ لکھا جاوے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور بشارت فرمایا کہ پہلے کبھی بڑے بڑے انبیا خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کی امت میں ... اور ہر ایک ... ہیں جہاں جہاں یہ قوم ... آتی رہی اسی طرح بلحاظ ... تیرے بعد بھی آیا کریں گے دوسرا انما انت منذر ولکل قوم ھاد ... یعنے تو تو ایک بڑا عظیم الشان منذر ہے اور ہر ایک قوم کے لئے بھی ہادی ہوگا۔ یعنے تیری امت ... ہر ایک قوم کے لئے ہادی اللہ تعالیٰ ... بھیجتا رہیگا چنانچہ اس کی تفسیر ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... ھذہ الامۃ ... یجدد لھا امر دینھا ... الحدیث یعنے ہر ایک صدی ... مجدد ... آیا کریں گے ... قال ... ولکل قوم ھاد ... [illegible]

اُن کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔ اخرج ابن جریر وابو الشیخ عن قتادۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ قال ھذا قول مشرکی العرب انما انت منذر ولکل قوم ھاد قال لکل قوم داع یدعوھم الی اللہ درمنثور جلد ۴ صفحہ ۴۵ یعنے ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوگا جو ان کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔ واخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مجاہد رضی اللہ عنہ فی قولہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد قال المنذر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولکل قوم ھاد نبی یدعوھم الی اللہ درمنثور صفحہ ۴۵ جلد ۴ یعنے ہر ایک قوم کے لئے نبی ہوگا جو اس کو دعوۃ الی اللہ کریگا۔

تیسرا آیت زیر بحث کے اگر صرف اتنے ہی معنے ہوں کہ تجھے ہی ایک نذیر بشیر بناکر ہم نے بھیجا اور تجھ سے پہلے بھی نذیر آتے رہے تو اس کلام میں کون سی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نکلی بلکہ اگر غور کیجاوے تو اس میں تو کسر شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بلکہ تمام انبیائے سابقین کے قصص جو قرآن مجید میں مذکور ہیں ... فضول اور لغو نہیں ہیں تمام ... منطبق ہیں بلکہ خود قرآن مجید گواہ ہے کہ یہ قصص پیشگوئیاں ہیں چنانچہ فرماتا ہے لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ ۱۳/۷ تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ماکنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھذا ۱۲/۴ کلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ۱۲/۱۰ کذالک نقص علیک من انباء ما قد سبق ۱۶/۱۴ یعنے ... ان کا حال بیان کرنے میں اصل مقصود ایک عبرۃ ہے بار یک بین لوگوں کے لئے کہ وہ اس کو قصہ نہ سمجھیں بلکہ پیشگوئی سمجھیں کیونکہ اس میں کوئی بناوٹ نہیں بلکہ یہ قصہ حالات پیش آیند کی تصدیق کریگا کیونکہ یہ تمام قصص پیشگوئیاں ہیں جو ابھی پوشیدہ ہیں تو اور تیری قوم باوجودیکہ ان قصص سے واقف ہیں مگر ان کی ضمن میں جو پیشگوئیاں ہیں اس سے پہلے تم نہیں جانتے تھے۔ ان تمام رسولوں (نوح ہود صالح لوط ابراہیم شعیب موسیٰ وغیرہ) ... حالات ہم ... بطور پیشگوئی اس لئے بیان کرتے ہیں کہ ان سے تیرا دل مضبوط اور قوی رکھیں۔ اور دیگر گذشتہ لوگوں کے حالات جو بطور پیشگوئی ہم بیان کرتے ہیں ان سے پیشگوئی اور تیرے دل کی مضبوطی مراد ہوتی ہے۔ اب اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر میں بھی پیشگوئی ہے۔ و نیز ہر ایک نبی کے قصہ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عبرۃ لاولی الالباب ۱۳/۷ ان فی ذلک لاٰیۃ ۱۴/۴ یعنے عقل والے اس قصہ سے آگے گذر کر کچھ اور بات نکالیں کیونکہ اس میں تو تیرے لئے ایک نشان اور پیشگوئی ہے۔ چوتھا آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ سلسلہ موسوی کی طرح ہمیشہ خلفا اس امت میں بھی آتے رہینگے جس کی تفصیل آپ بیشتر بارہا الحکم میں میرے مضامین میں پڑھ چکے ہونگے۔ پانچواں یا بنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی ۱۴/۸ یعنے اے آدم کی اولاد ضرور ضرور تمہارے پاس تم میں سے رسول آتے رہینگے جو میری آیات تم پر بیان کیا کرینگے۔ وایضا قولہ یقصون علیکم اٰیاتی تفصیل تلک الاٰیات ... القرآن و تبیین الدلائل و تبیین الاحکام الشرائع والاولیٰ دخول الکل فیہ ... ثم بین تعالیٰ ان الذین کذبوا بھذہ الاٰیات التی یجیء بھا الرسل تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۱۰ یعنے یقصون علیکم اٰیاتی کے معنے بعض نے قرآن مجید اور بعض نے دلایل اور بعض نے احکام اور بعض نے شریعتیں بتلائی ہیں مگر اصل میں یہ تمام امور آیات میں داخل ہیں ... پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ میری ان آیات کے ساتھ جو تکذیب کرینگے جو وہ رسول لوگوں پر بیان کرینگے غرض تفسیر کبیر والے کے نزدیک بھی یہ آیت آیندہ زمانہ کیلئے ہی ہے ثم اندر تعالیٰ بنی ادم بانہ سیبعث الیھم رسلا یقصون علیھم اٰیاتہ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۹۲

بعض نادان یہاں سوال کرتے ہیں کہ یہ خطاب بنی آدم کو ہے اور حضرت آدم کے بعد بکثرت انبیا آئے اور ان کی نسبت ہی یہ حکم ہے مگر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ

الف قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہا ہے اس لئے یا بنی ادم سے مراد موجودہ مخاطبین اور ان کے ...

آنے والی نسلیں ہیں۔

ب - صیغہ مضارع کا ہے جو آئندہ زمانہ کے متعلق ہوتا ہے۔

ج - اگر گذشتہ زمانہ مراد لیا جاوے تو من اتقی و اصلح اور والذین کذبوا کا کہنا فضول ہے کیونکہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ تصدیق تکذیب کے متعلق امر و نہی کیا فایدہ۔

اصل بات یہ ہے کہ [illegible] ننگے طواف کرتے تھے کیونکہ ان کپڑوں میں گناہ کئے گئے ہیں ابن کثیر صفحہ ۲۲۸ جلد ۳ و تفسیر کبیر ان لوگوں کے روکنے کے لئے یہ احکام لباس وارد ہوئے اور انہیں کی تفہیم کے لئے حضرت آدم کا قصہ اس موقعہ پر بیان کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ ان کو بار بار یا بنی آدم کہکر پکارا جاتا ہے۔ یعنے تم جس آدم کی اولاد ہو وہ تو لباس کا ایسا پابند تھا کہ ایک مجبوری کے سبب جب اس کا لباس اتر گیا تو اس نے اپنے آپ کو درختوں کے پتوں سے ڈھانک لیا تو تم اس کی اولاد ہوکر ننگے طواف کرتے ہو پھر باوجود اسکے آباؤ اجداد کی پیروی کا دعوے بھی کرتے ہو۔ اور ایسے الفاظ قرآن مجید میں خاص ضرورتوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جیسے ہارون نے موسےٰ کو کہا یا ابن ام اے میری ماں کے بیٹے ماں کی نسبت باپ کے [illegible] موسےٰ کا غضب فرو کر سکے۔ [illegible] ان کا بیٹا کہا باپ کا نہ کہا۔

ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا [illegible] ان ملایک و جن کو کلام الٰہی سمجھانے کی خدمت سپرد ہے اپنے کلام کے ساتھ یعنے حکم سے جس پر چاہیگا اپنے بندوں سے کہ لوگوں کو ڈراؤ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں۔

ساتواں - انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ۲۴/۱۱ ہم ضرور ضرور مدد دیتے رہینگے اپنے رسولوں کو اور مومنوں کو اس دنیا میں بھی۔

آٹھواں - کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ۲۸/۳ اللہ تعالیٰ نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔

نواں - قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اور ملایک دوزخ ہی دلیل پیش کرینگے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا۔

الف - کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یأتکم نذیر ۲۹ یعنے جب کبھی دوزخ میں کوئی گروہ داخل کیا جاویگا خازن دوزخ انکو بطور ملامت پوچھینگے کہ کیا تمہارے پاس اس دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا۔

ب - یا معشر الجن والانس الم یأتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی وینذرونکم لقاء یومکم ہذا ۸/۳ - اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس کوئی رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میں سے ہوتے اور میرے احکام تمہیں بیان کرتے اور قیامت کے دن کے آنے سے تمکو ڈراتے۔

اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مامور غیر قوم سے نہیں آسکتا بلکہ منکم کا آنا ضروری ہے ورنہ الزام قائم نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اجنبی غیر معروف آدمی [illegible] حالات سے ہم واقف نہ تھے یا اس کا آسمان سے اترنا ہم نے خود نہیں دیکھا ممکن ہے کہ کسی نے خود بخود نزول من السما کا جھوٹا دعوےٰ کر دیا ہو کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ بعد نزول المسیح ساری دنیا کے لوگ وہاں موجود ہوں یا موجود ہوسکیں اور اگر کچھ [illegible] دیکھ سکیں - ج - وہم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر فذوقوا فما للظالمین من نصیر ۲۲ یعنے دوزخی لوگ دوزخ میں چلا کر [illegible] کیا کرینگے کہ اے ہمارے [illegible] ہمکو اس سے نکال تاکہ ہم [illegible] کام کریں گے برخلاف ان بد کاموں کے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیگا کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں جو عمل کرنا چاہے عمل کر سکے اور کیا تمہارے پاس نذیر کوئی نہیں آیا تھا اب الزام تم پر قائم ہو گیا اور [illegible] جرم ثابت ہو گیا۔ اس لئے [illegible] اپنی کرتوتوں کا مزہ اور ایسے ظالموں کے لئے جو مامور کے انذار کی پرواہ نہ کریں اور فرصت کو غنیمت نہ سمجھیں کوئی مددگار نہیں۔

دسواں - یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر ۶ یعنے اے کتاب والو تمہارے پاس ہمارا بھیجا ہوا آگیا جبکہ [illegible] رسولوں کی آمد [illegible] بڑی دیر ہوگئی تا کہ ایسا نہ ہو کہ تم کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر نذیر نہیں آیا اب تو تمہارے پاس بشیر و نذیر آچکا۔ فتلک عشرۃ کاملۃ اس جگہ یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آچکے تھے اور یہی مراد ہے الزام اہل النار و اہل الحشر و اہل کتاب سے۔ اس لئے کہ

الف اللہ تعالیٰ آیت استخلاف میں وعدہ فرماتا ہے کہ خلفا آئینگے۔

ب آیات مندرجہ اول تا ے میں بھی وعدے ہیں کہ انبیاء و رسل آئینگے۔

ج آیت ۶ میں اہل کتاب کو فرمایا کہ اس تواتر ارسال رسل میں اب فتور آگیا اب ایسا نہ ہو کہ تم عدم ارسال رسل کا عذر پیش کرو۔

حالانکہ زمانہ فترت کا چھ سو سال ہے اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو سال ہو گیا اور زمانہ فترۃ اس زمانہ سے دو چند سے بھی بڑھکر ہے جسکو عدم ارسال رسل سے تعبیر کیا گیا۔

د اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا سکھانے میں ضمناً وعدہ ہے کہ ہم انبیا بھیجا کرینگے۔

ہ غیر المغضوب علیہم کی دعا سکھانے میں ضمناً وعید ہے کہ جو مامور آوے اس کے انکار سے تم بھی مغضوب علیہ ہو جاؤ گے اگر کسی نے آنا ہی نہیں تو کیا یہ وعید اور انعمت علیہم کا وعدہ فضول ہیں جو شان ربوبیت رحمانیت رحیمیت کے خلاف ہیں۔

و اس طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیا کا سلسلہ باطل ماننا پڑیگا کیونکہ حضرت موسیٰ آچکے باقی کی ضرورت نہیں۔

ز اس طرح تو سلسلہ موسوی کی طرح آخری خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود سے بھی انکار لازم آویگا کیونکہ رسول اللہ جب آچکے کسی کی اب ضرورت نہیں حجت قائم ہوگئی۔

ح لما بلغ اشدہ آتیناہ حکماً و علماً و کذلک نجزی المحسنین ۱۲/۱۲ یعنے جب یوسف علیہ السلام اپنی مضبوطی کی عمر کو پہنچ گیا ہم نے اس کو نبوت اور علم لدنی دیا اس لئے کہ وہ المحسن تھا اور یہ ہمارا قانون [illegible] مسلسل ہے کہ آئندہ بھی یہی بدلہ ہم المحسنین کو دیا کرینگے اب یہ قانون الٰہی بھی منسوخ و باطل ماننا پڑیگا کیونکہ اسنے باوجود وعدہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ عہدہ نہیں دیا کیا اس امت میں کوئی بھی المحسن نہیں گذرا نعوذ باللہ۔

ط ولما بلغ اشدہ واستوی آتیناہ حکماً و علماً و کذلک نجزی المحسنین ۲۰/۵ جب موسےٰ علیہ السلام اپنی مضبوطی کو پہنچ گئے اور ٹھیک ٹھاک ہوگئے ہم نے ان کو نبوت اور علم لدنی دیدیا اور آئندہ بھی ہم بھی بدلہ المحسنین کو دیا کریں گے۔

ی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ۱۱/۱۲ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۲۴/۱۸ یعنے خبردار ہو کر سنو کہ یہ بات بڑی یقینی ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں پر نہ خوف ہوتا ہے نہ غم اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں کہ باوجود ایمان لانے کے متقی بھی ہوں۔ بلکہ ان کو البشریٰ ملا کرتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور یہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جو اٹل اور لاتبدیل ہے اس لئے کہ جو ربنا اللہ کو سمجھکر اسپر قایم رہیں انپر ملایک نازل ہوا کرتے ہیں کہ اب تم کو کوئی خوف و غم نہیں بلکہ تم کو البشریٰ ہے اس جنت کا جس کا تمہارے ساتھ وعدہ تھا۔ اب یہ بھی وعدہ الٰہی ہے جو لاتبدیل اور [illegible] ساتھ موکد کیا گیا ہے فتلک عشرۃ کاملۃ۔

س اور نیا سوال اس ترجمہ میں یہ ہے کہ اس امت میں بھی کہیں ایک گروہ کا ہونا مانا جاوے۔

ج پیارے سجاول مجھے آپ کے اس سوال سے بہت تعجب آتا ہے اگرچہ پہلا سوال ہی [illegible] آپ کی لیاقت و اخلاص کی کم [illegible] خبر نہ تھا - آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑا رسول نبی مامور مانتے ہیں جسکے [illegible] کا دامن زمانا قیامت تک [illegible] روئے زمین تک پھیلا ہوا [illegible] کی کثرت پر کیوں تعجب ہے

(باقی)

[illegible] گروہ بھی اپ شمار کرسکتے ہیں حنفی شافعی مالکی حنبلی وہابی [illegible] خارجی معتزلہ جہمیہ [illegible] وحدۃ [illegible] نقشبندی [illegible] قادری [illegible] وغیرہ وغیرہ ہیرونی سناتن دھرم [illegible] آریہ برہمو یہودی عیسائی مجوس [illegible] کیا آنحضرت نے فرمایا امتی علی ثنتین وسبعین [illegible] میری امت بہتر فرقہ ہو جاویگی۔ [illegible] گئے - اور خود قرآن مجید بھی اس اختلاف [illegible] دیتا ہے ولا یزالون مختلفین الا من [رحم] ربک ولذالک خلقھم ۔ ۱۲ الھود

[illegible] النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم [الکت]اب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا [فیہ] ۔ ۲ ولقد آتینا موسیٰ الکتاب فاختلف [فیہ] ۱۲ یعنے ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے [ا]ل مگر جس کو تیرا رب اپنے رحم سے بچالے [کیو]نکہ اس لئے تو [illegible] رحم [illegible] پیدا کیا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے مبشرین منذرین کو [illegible] کی [illegible] بھیجتا ہے کہ ان کے اختلاف مٹا کر [ا]یک امت بنا کرے - چنانچہ [illegible] کو کتاب دی تھی مگر اس میں اختلاف [illegible] کیا گیا - غرض [illegible] ہوا کرتا ہے اور [illegible] مختلفین ہی [illegible] گروہ [illegible] امت [illegible]

س اس امت موجودہ میں بھی ایک [illegible] ہیں یا ایک ہی امت ہے اور ایک ہی گروہ سب کو ہونا چاہیئے ۔

ج کئی ایک گروہ ہیں حنفی شافعی نیچری ہندو عیسائی کنجر مراسی ٹھیٹر والے وغیرہ وغیرہ اب ایک ہی امت بنانے کے لئے مسیح موعود ومہدی مسعود آیا ہے جو بہت سے وہابی حنفی نیچری سکھ ہندو آریہ نیچری عیسائی یہود کو ایک گروہ بنایا اور بنایا جاتا ہے - اور ایک ہی ہونا چاہیئے اور ایک ہی بنانے کے لئے بعثت انبیاء ورسل ہوا کرتے ہیں ۔

س یہ کیونکر ثابت ہوا ہے کہ اب موجودہ امت میں بھی نذیر آتے رہینگے ۔

ج اب موجودہ امت میں بھی ایک نذیر موجود ہے جس نے زلزلہ طاعون سیلاب [illegible] تمام [illegible] آئندہ [illegible] اور اس کی نسل سے بھی ایک عظیم الشان نذیر آنے والا ہے جس کی پیشگوئی [illegible] الوصیت وہ دیگر کتب میں خود اسی نذیر نے تحریر فرمائی ہے ۔

اور کئی گروہ کی نسبت بیشتر جواب لکھا گیا ۔

س اور امت موجودہ کے کئی گروہ ہیں جو اس امت میں [illegible] ہونے چاہئیں ایک ہی گروہ [illegible] ہر ایک گروہ میں نذیر یہ بھی خیال میں نہیں آتا ۔

ج ان تمام سوالات کے مدار ایک غلط فہمی ہے جو آپ کو گروہ کے معنے اور ان میں نذیر آنے کے معنے میں ہوئی یعنے آپ نے سمجھ لیا کہ شیعہ میں شیعہ نذیر آئیگا اور خارجی میں خارجی پھر وہ نذیر رہتی [illegible] طرح ہوسکتا ہے خال آنکہ یہ غرض نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ ہر ایک زمانہ ہر ایک ملک میں اس زمانہ اور اس ملک کی اصلاح کرنے کے لئے نذیر آیا کرینگے اور اختلاف شیعہ خارجی وغیرہ مٹا کر [illegible] گروہ بنانے رہینگے - چنانچہ الحمد للہ [illegible] ایک عظیم الشان نذیر تعالم [illegible] علی انبیاء و [illegible] موجود ہے جو تمام مختلف [illegible] اور اگر [illegible] [illegible] لا اصلاح [illegible] کے یہ معنے کرنے [illegible] پرست [illegible] کا صابی مجوسی [illegible] [illegible] ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ فالحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا [illegible] رحمۃ للعالمین [illegible] رؤف [illegible] للعالمین بشیراً ونذیراً وعلی [illegible] واصحابہ [illegible] الطاہرین وبارک وسلم تسلیماً کثیراً [illegible]

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ [illegible] امرتسری کے نام سے الحکم کے ناظرین غالباً ناواقف نہ ہونگے [illegible] صاحب ہیں جنھوں نے تصادنوں انجمن [illegible] کی عقی اور رخصت کے متعلق بعض نومسلم لڑکوں کو حافظ بنا [illegible] کے [illegible] کی [illegible] بھی پیدا ہوئی تھی - اسی انجمن کے انتظام و اہتمام کے دوران میں حافظ صاحب اندھے ہوگئے اور غالباً اس وجہ سے وہ اس کام کو پورے طور پر نہ نبھا سکے یا کوئی اور اسباب پیدا ہوئے جس کی وجہ سے انجمن مذکور کی پھر کوئی رپورٹ پبلک میں نہیں آئی اور اب ان کی تحریروں میں کوئی ذکر اس کا نہیں دیکھا - ممکن ہے انجمن کا کوئی وجود ہو اور اس کی کارروائی کو پبلک کرنا حافظ صاحب خلاف مصلحت سمجھتے ہوں یا وہ رویدادیں ایسے طور پر پبلک میں آتی ہوں جن کا مجھے کوئی علم نہو۔ بہرحال یہ وہی صاحب ہیں اب شاید انھوں نے آنکھ بنوائی ہے جو پبلک میں پھر نئے رنگ میں جلوہ نما ہوئے ہیں - اور انھوں نے حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام الحدیث کے [illegible] پرچہ میں ایک کھلا خط چھپوایا ہے جس میں وہ تحقیق [illegible] حضرت حجۃ اللہ کے ارشاد کے موافق انھوں نے اندرون [illegible] جمع کیا تھا حضرت اقدس کو بیعت کی دعوت دیتے ہیں - اس سارے خط میں کوئی اور دلیل اور وجہ حافظ صاحب نے پیش نہیں کی بجز اس کے کہ [illegible] حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ جو شخص یہ کام کریگا وہ اہل اللہ اور اہل جنت ہوگا [illegible] حافظ صاحب کو اب [illegible] خیال پیدا ہوا کہ [illegible] اہل اللہ اہل جنت ہوں [illegible] بیعت کرنی چاہئے [illegible]

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی حافظ صاحب [illegible] علوم دینیہ [illegible] اہل حدیث [illegible] دلیری کرکے اس خط کو چھپوا دیا۔

حافظ صاحب خود معترف ہیں کہ انھوں نے جب یہ کام کیا تھا تو تمام مسلمان [illegible] کام [illegible] صاف پایا جاتا ہے کہ انھوں نے مخالف مسلمانوں کے برخلاف حضرت اقدس کے دعوے کو تسلیم کرکے خادمانہ حیثیت سے اس خدمت کو سرانجام دیا تھا اور وہ بھی نہ اپنی گرہ سے بلکہ کسی اور کے بہت پر ۔

چنانچہ حافظ صاحب کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا کہ اس مدرسہ کے دینے کا وعدہ منشی سنا[و]ار خان صاحب سابق پوسٹ ماسٹر شہر لاہور نے کیا تھا۔ پس اگر محض اس خدمت سے بیعت لینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے تو حافظ صاحب کو منشی سناوار کی بیعت کرنی چاہئے علاوہ بریں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس ایک فعل کے کرنے والے کی نسبت اگر حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ یہ کام کسی اہل اللہ اور اہل جنت سے ہوگا تو اس میں اس امر کا کہاں ذکر ہے کہ اسی بیعت لینے کا بھی حق ہوگا۔

حافظ صاحب کو تو کیا معلوم اس کے معاون اور منیر الحدیث کو سوچنا چاہئے تھا کہ اگر یہ کلیہ صحیح تسلیم کر لیا جاوے کہ جو شخص کسی راست باز کے ساتھ ہو کر کسی موقع پر نصرت دین کرے تو دوسرے وقت اس راستباز اور مامور کو اس کی بیعت کرنی چاہئے تو پھر انبیاء علیہم السلام کا سارا سلسلہ باطل ہو جاویگا - کیونکہ ایک وقت وہ مخدوم ہوں اور دوسرے وقت اپنے خادموں کے خادم [illegible] محض اپنی اعانت پر [illegible] فضل سے انھیں موقع [illegible] کے دعوے [illegible] ایسی شوخی اور جرأت کریں ۔ کیونکہ یہ تو صفت الذین [illegible] وقت انبیر ہوتا ہے [illegible] [illegible] الی اللہ [illegible] کہنے والوں کو اس سے یہ حق [illegible] ہے کہ وہ اس نبی کو کہیں [illegible] بیعت کرے شوخ دیدہ انسان! سورج [illegible] دنیا کے سارے راست بازوں اور [illegible] پر پڑتا ہے - اور تیری یہ شوخی خدا کے برگزیدوں [illegible]

حافظ صاحب! پیرانہ سالی میں اس استہزاء کو چھوڑ دو - خدا کے صادق کے ساتھ استہزاء کا انجام اچھا نہیں ہوا کرتا - آپ اندرمن کا واقعہ یاد دلاتے ہیں میں آپ کو اس سے بھی تازہ واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اگر خدا کا خوف اور لقاء اللہ کا ڈر ہے تو ذرا ایسی تنہائی کی گھڑیوں میں غور کرنا۔

میں جب آپ کے پاس آپ کے اوستاد کی حیثیت سے رہتا تھا اور آپ کو ڈپٹی کمشنری کے امتحان کے لئے طیار کر رہا تھا۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ بڈھے طوطوں کو پڑھنا ہے۔ انہیں ایام میں آپ حضرت اقدس کو خدا کا صادق مسیح موعود تسلیم کرتے تھے چنانچہ آپ کو یاد ہوگی کہ آپ نے عبدالحق غزنوی سے مباہلہ بھی اسی بنا پر کیا تھا اور غلام دستگیر قصوری سے مباحثات بھی ہوتے رہتے تھے۔

آپ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے فضایل بیان کیا کرتے تھے آپ کی راستبازی آپ کا تقویٰ و طہارت آپ کا کلیم و محدث اور مستجاب الدعوۃ ہونا ۔۔۔ نواب صدیق حسن صاحب مرحوم ۔۔۔ آپ زور شور سے بیان کیا کرتے تھے۔ اور بالآخر مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے کشف کے موافق حضرت اقدس کا ۔۔۔ بھی آپ ظاہر کیا کرتے تھے۔ اور ان واقعات کو آپ کی زبان سے سننے والے ابھی بہت سا انسان زندہ موجود ہیں اور میں امید نہیں کرتا کہ آپ خدا تعالیٰ سے ذرا بھی ڈر کر ان امور کا انکار کریں اور جھوٹ بولیں۔ انہیں ایام میں آپ نے ایک کشف بیان کیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ سے میں بہت ہی قریب ہوا تو میں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے اور ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی مجھے الہام ہوا کہ جو لوگ اس کا انکار کرینگے اُنپر عذاب ہوگا " اس کشف اور الہام کا یہی مفہوم اور مطلب تھا۔ چنانچہ ہم نے آپ کے اس کشف کو چھاپکر پھر ایک مرتبہ اتمام حجت بھی کیا تھا۔ اور آج تک کہ اسپر چھ سال کا عرصہ گذرتا ہے آپ نے تکذیب نہیں کی بلکہ لاہور میں ایک خاص جلسہ کرکے آپ کو اس کے لئے قسم دینی چاہی تو آپ نے قسم سے انکار کیا اور اس کشف کو صحیح تسلیم کیا یہ واقعہ مولوی رحیم اللہ مرحوم کی مسجد میں ہوا تھا۔ اب خدا تعالیٰ سے ڈر کر ہاں ہاں خدائے قادر قیوم سے ڈر کر میں نے پیرانہ سالی میں آپ کو نہیں معلوم کس گناہ کی شامت میں یہ سزا دی کہ اکلوتے بیٹے کو ہلاک کر دیا۔

اپنے اس کشف پر غور کریں اور ٹھٹھے اور استہزا سے باز آجائیں۔ اور خدا کے برگزیدہ موعود کی شان میں اس قسم کی شوخیوں سے پرہیز کریں۔ کیونکہ ٹھٹھے باز کا انجام اچھا نہیں ہوا کرتا۔

اللّٰہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون کے وعید سے ڈریں۔ میں نہایت ہمدردی اور خیر خواہی سے آپ کو تبلیغ کی ہے آپ اس پر غور کریں۔ ۔۔۔

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے توجہ کریں

سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کا سالانہ جلسہ ہمیشہ ایام تعطیلات کرسمس ہوا کرتا ہے اس مرتبہ صدر انجمن احمدیہ نے ضروری سمجھا ہے کہ جبکہ دوسری تمام سوسائٹیاں اور مجلسیں اپنے اپنے سالانہ اجتماع پر ریلوے سے رعایتی شرح حاصل کرتی ہیں تو کیوں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر کرایہ کی رعایتی شرح حاصل نہ کی جاوے۔ اس کے متعلق ۔۔۔ سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ صاحب سے خط و کتابت کی ہے مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ابھی تک اس کے متعلق تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ میں مانتا ہوں کہ ان کے اردگرد براوران یوسف ہیں لیکن جس حال میں اس رعایتی شرح سے تمام سوسائٹیاں فایدہ اٹھا رہی ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہمیں اس سے محروم رکھا جاوے۔

میں امید کرتا ہوں کہ صاحب ٹرافک سپرنٹنڈنٹ صاحب چار لاکھ کی ایک منتظم جماعت کو اس موقع پر شکر گذاری کا موقع دیں گے اور اس امر میں اسے زیادہ خط و کتابت کا موقع نہ دیں گے۔ ایسا ہی دوسری ریلوے لاینوں کے افسروں سے ہمیں امید ہے کہ وہ رعایتی شرح منظور کر لیں گے۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب قریب آرہی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت اور ان کے لئے ممکن اور ضروری آسایش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری مولوی محمد علی صاحب سلمہ ربہ افسران ریلوے سے کرایہ کی رعایتی شرح کے لئے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاویگی۔ اس وقت چند ضروری امور میں بہ حیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

۱۔ تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کی تعداد سے مجھے اطلاع دیں۔ اور اگر آنے والے احباب کیساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کیجاوے کہ اسقدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئیں گے تاکہ اُن کے اُترنے کے لئے مناسب انتظام کیا جاوے۔ (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا۔

۲۔ چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کر سکینگے کہ رضائیاں اور بستر بہم پہنچا سکیں۔ اس لئے ہر ایک بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لاوے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے۔

۳۔ جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنے والے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں۔ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور اُن کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی۔

۴۔ جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنے والی ہو۔ وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدے جو ان کی تمام جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے۔

۵۔ سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم مطلوب ہوگی جو کم از کم ڈیڑھ ہزار سمجھنی چاہیئے۔ اس کا انتظام بہت جلد ہونا چاہیئے۔ یعقوب علی

ضرورت نکاح

(۱) ایک شخص نوجوان عمر ستائیس سال کمائی جو پچاس روپیہ ماہوار سرکاری ملازم ہے۔ اور جس کی پہلی بیوی موجود ہے مگر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت میں دوسری شادی کرنیکا خواہشمند ہے لڑکی خواندہ اور لکھی پڑھی ہو۔ خط و کتابت اڈیٹر الحکم سے کرو۔

(۲) ایک احمدی دوست جو محکمہ بندوبست میں نائب تحصیلداری کے عہدہ پر مامور ہیں۔ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت میں دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔

خط و کتابت دفتر الحکم سے ہو۔ جو محفوظ رہے گی ۔

ریلوے کے کرایہ کی رعایتی شرح

میں کسی دوسری جگہ لکھ چکا ہوں کہ ابھی تک رعایتی شرح کی منظوری نہیں آئی۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے اس کے متعلق خط و کتابت کر رہے ہیں۔ تاہم دسمبر کے ایام میں ایک عام رعایتی شرح بھی ہوتی ہے اس کے متعلق حال میں محکمہ ریلوے کی طرف سے جو اشتہار شایع ہوا ہے اسے میں عام لوگوں کے فایدے کے لئے ۔۔ ذیل میں چھاپ دیتا ہوں اگرچہ اس سے زیادہ تر اول اور دوم درجہ کے مسافر فایدہ اُٹھا سکتے ہیں لیکن پھر بھی درجہ سوم کے مسافر دونوں طرف کا کرایہ ادا کرکے درمیانہ درجہ میں سفر کر سکیں گے۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر رعایت کرایہ بہ تقریب تعطیلات کرسمس و نوروز از ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء تا ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء جس میں ہر دو تاریخ شامل ہونگی واپسی ٹکٹ مفصلہ ذیل رعایتی شرحوں پر جاری کئے جاوینگے

۱۔ (الف) درجہ اول اور دوم کے لئے ایک طرف کا کرایہ یعنی پر آنے جانے کا ٹکٹ ملسکیگا بشرطیکہ سو میل سے زیادہ سفر ایک جانب سے ہو۔

(ب) درمیانہ درجہ کیلئے درجہ سوم کا دوچند یکطرفہ کرایہ بشرطیکہ ایک جانب سے سفر ۵۰ میل سے زاید کا ہو۔

(ج) تھوڑے فاصلہ کا کرایہ کسی حالت میں بھی زیادہ فاصلہ سے نہ بڑھے ۔ ۲۔ یہ ٹکٹیں واپسی سفر کے لئے ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء تک کارآمد ہونگی جس میں ۱۲ جنوری شامل ہوگی۔ اس تاریخ تک سفر ختم ہو جانا چاہیئے۔

۳۔ اول دوم اور درمیانہ درجہ کے لئے زر رودہ کم بھی ملسکیگا بشرطیکہ گنجایش ہو جیکی نرخ مفصلہ ذیل میں ہے۔ درجہ اول و درجہ دوم ۔ ہر ایک نشست کیلئے ایک کرایہ لیا جاویگا۔ درجہ درمیانہ ۔ کمرہ یا گاڑی نشان دہی کے لحاظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(وصیت نمبر ۷)

(۱) میں مساۃ [illegible] زوجہ [illegible] قوم جٹ ساکن موضع لکھن کلاں متصل کلانور تحصیل و ضلع گورداسپور حال وارد موضع [illegible] متصل قادیان دار الامان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی و رضامندی سے آج بتاریخ ۲۳ صفر ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتی ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر بصدق دل سے ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتی ہوں کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال سن چکی ہے۔ میں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہوں گی۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئندہ ہونگے میں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرایط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے صرف زیور چاندی کا جو صرف مبلغ پچاس روپیہ کا ہے۔ اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جایداد میں میرا کوئی [illegible] نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے ⅒ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے اور ایک روپیہ ماہوار اپنی جایداد سے لیتی ہوں اور اس میں سے ۱۲ ماہوار علاوہ چندہ لنگرخانہ و مدرسہ کے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہونگی۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے۔ وہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت شدہ جایداد کی مالک متصور ہوگی میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

(۵) میں اقرار کرتی ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد (ماسوائے جایداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد وافر کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جایداد کی انجمن مذکور کو اطلاع دیتی رہوں گی۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہوئی ہیں یا آیندہ شایع ہونگی دار الامان قادیان میں پہنچا دے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر بھی اخراجات ہوں ان اخراجات کے متعلق [illegible] وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات [illegible] مجلس کارپرداز [illegible] [illegible] اخراجات [illegible] کروں گی جس کا اعلان [illegible] انشاء اللہ [illegible] کے لئے میں کوئی رقم [illegible] اور ایسا ہی اگر [illegible] کم ہوئے تو میری دیگر جایداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکی ہوں گا۔ یا میری جایداد [illegible] سے وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا [illegible]

العبد

مساۃ [illegible] زوجہ [illegible] مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام

گواہ شد

[illegible] مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

گواہ شد۔ عبد الرحیم [illegible] کلرک میگزین قادیان

گواہ شد۔ محمد حسن۔ ملازم میگزین۔

مرآۃ الجہاد کی قیمت کم کردی گئی ہے

[illegible] مرآۃ الجہاد [illegible] [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اس [illegible] بڑی [illegible] افسوس [illegible] کی [illegible] سے [illegible] مصنف کو حوصلہ نہیں [illegible]۔ اس کتاب کی قیمت ۸ تھی مگر اب وہ اسکو ایک روپیہ پر دینے کا اعلان کرتے ہیں دفتر الحکم سے یہ کتاب ملے گی

ایڈورکیب بمبئی پلز

بمبئی کے فائدہ کے لئے

ذیل میں جو بیان درج ہے وہ مخصوص ان لوگوں کے فائدہ کے لئے ہے کہ جو ان امراض میں مبتلا ہوں۔ پیٹ میں درد ہونا۔ بار بار وجع مفاصل یعنی جوڑوں میں درد ہونا۔ پیشاب میں ریتی کا آنا۔ پتھری۔ بیخوابی یعنی نیند نہ آنا۔ پیشاب کی شکایات وغیرہ۔ اور یہ سب بیماریاں گردوں کی کمزوری سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ بیان بمبئی کے ایک طبیب کا ہے اور نہ کہ ایک اجنبی شخص کا جو کہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہو اور جس سے ہم بالکل واقف نہ ہوں۔ بمبئی کی خلایق کو صرف بمبئی کی شہادت درکار ہے اور وہ یہ ہے۔

ڈاکٹر۔ ای۔ ڈی بلیمو ریا۔ ایل۔ ایم۔ اینڈ ایس۔ جنکا دواخانہ مرکان نمبر ۱۴۱ میں [illegible] ہے فرماتے ہیں ڈوان کی بیک ایک ... درد اور گردوں کی گولیوں Doans Backache Kidney Pills کے بارہ میں [illegible] ظاہر کرتا ہوں [illegible] ان کا استعمال اپنے مریضوں میں کیا اور بہت مفید پایا۔ میں ایسے مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو کہ پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور اب تک اس مرض کی کسی قسم کی علامت ان میں نظر نہیں آئی۔ پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہو جانے کی [illegible] [illegible] گردوں کے خراب ہو جانے [illegible]

[illegible] گردوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گردوں اور [illegible] کی بیماریوں میں [illegible] [illegible] یہ گولیاں [illegible] گردوں [illegible] فائدہ پہنچاتی ہیں اور [illegible] سے [illegible] پتھری۔ جوڑوں کے درد اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کر دیتی ہیں

اس اخبار میں ہم سلسلہ وار بمبئی کے طبیبوں اور [illegible] کے ڈوان کی پیٹ کے درد اور گردہ کی گولیوں Doans Backache Kidney Pills کے بارہ میں بیانات شایع کرتے ہیں۔ آپ ضرور کسی ملاقاتی کا نام دیکھینگا۔ یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دکانوں پر یا براہ راست ڈوان کی او دیہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ یا چھ شیشوں کے ۸ روپے

ایک بے نظیر خط جو آج ہی میرے مطب میں پہنچا قابل دید ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معززین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران ۔ جاگیرداران ۔ تاجران ۔ حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں جن سے بڑھ کر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے

لیکن ذیل کا عجیب خط جس میں الٰہی شہادت موجود ہے اپنی نوع کا نرالا اور شاید دنیا میں پہلا خط ہے اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوتی ہے

اور وہ یہ ہے

از جناب ابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ میں ایک مدت سے آپکے اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں ۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے نفرت ہے ۔ اس واسطے میں ہمیشہ اس کو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا ۔ لیکن آج بوقت دوپہر میں قیلولہ کر رہا تھا ۔ مجھے اس کے خریدنے کی طرف اپنے مولا کریم کی طرف سے اشارہ ہوا ۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے ۔ اس سے پہلے تو میں اس کی قیمت سے بھی ڈرتا تھا ۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اس کی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اس کا استعمال کرنا چاہیئے ۔ لہذا عرض ہے کہ بدیں کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی ۔ پی پارسل ارسال فرماویں ؛

دوسرا خط جو بعد میں آیا

برادرم حکیم صاحب ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی ۔ یہاں تک کہ تحصیلدار صاحب بنگہ کو بھی وہ اشتہار دکھایا گیا ۔ اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی ۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے یقین کامل ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ لہذا اب تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی ۔ پی پارسل بھیج دیں ۔ آپ کا تابعدار غلام رسول ۔

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری / مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمد ۔ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوی القریہ

الحکم

چہ گویم یا نو گرآئی چہار قادیانی | دو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

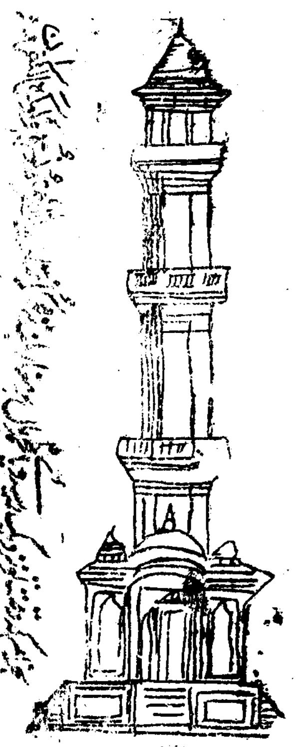

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا۔ اطلاع، سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں۔ ص ۱
شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں ص ۲
ملفوظات میں سے کچھ .... ص ۳
آریہ سماج کے پنڈال سے ایک آواز یعنی ضرورت امام ص ۴-۵
حضرت مسیح موعود ایک ہندو رسالہ میں ص ۶-۷
امرتسری متکبر ثناء اللہ کو دعوت ص ۸-۹
موسمی بیماریاں اور زمینداران ڈسٹرکٹ بورڈ اور وصیت ص ۱۰-۱۱
اشتہار .... ص ۱۲

نمبر ۴۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء۔ یکرمک اللہ اکراماً عجیباً۔
ترجمہ۔ خدا عجیب طور پر تیری بزرگی ظاہر کرے گا۔
پھر مجھے ایک مہر دی گئی جو میری ہے اس میں لکھا ہے۔

الیس اللہ بکاف عبدہ

ترجمہ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں۔
پھر الہام ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہ

ترجمہ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں۔
پھر الہام ہوا۔

مبارکباد

اطلاع

اس وقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے۔ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ غرضکہ سوائے لنگرخانہ کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہیئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے۔ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندے کیساتھ شامل کر کے بھیجا ہو تو اختیار ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجدیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا۔
مگر اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کیطرف سے کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنے اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائیداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیۃ کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے۔
غرضکہ پوری تفصیل کیساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہیئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔
تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجاوینگی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی رسیدہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسید وغیرہ میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی کا نام درج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور خط و کتابت کرے۔

المشتہر خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

نوٹ۔ اس امر کا یاد رکھنا از بس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے۔ شرط اول مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ جس حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کیلئے دینا ہوگا۔ سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائیداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے سو اسکو الگ سمجھنا چاہیئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا ہونا ضروری ہے۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب آرہی ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں۔ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت اور احسان کیلئے ممکن اور ضروری آسایش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے۔

اس وقت چند ضروری امور میں بحیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ (۱) تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کی تعداد سے مجھے اطلاع دیں اور اگر آنیوالے احباب کیساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کیجاوے کہ کس قدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئینگے تا کہ اُن کے اترنے کیلئے مناسب انتظام کیا جاوے۔ (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا۔ (۲) چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اس قدر انتظام نہیں کر سکتے کہ رضائیاں اور بسترے بہم پہنچائیں۔ اس لئے ہر بھائی اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لائے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے۔ (۳) جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنیوالے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں۔ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور ان کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی۔ (۴) جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنیوالی ہو۔ وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدیں جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے۔ (۵) سالانہ جلسہ کے اخراجات

شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں

ذیل میں مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی کی دو مراسلتیں درج کی جاتی ہیں۔ ان میں سے پہلی تو وہاں کی انجمن اسلامیہ کے نام ایک یادداشت ہے اور دوسرا ایک خط ہے جو انہوں نے وطن کے ایڈیٹر کے نام خاص طور پر اُس کے اس مضمون پر لکھا ہے جو اُس نے اپنے بھائی ایڈیٹر وطن کی حمایت [illegible] میں لکھا تھا۔

انجمن اسلامیہ کے ممبر جو [illegible] ہیں وہ [illegible] قابل غور ہیں اور صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ کو اس پر خصوصاً توجہ لینا چاہیئے کہ جو لوگ ایسے شخص پر جو حرمت جہاد کا قائل ہو کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں اُن کے اپنے خیالات کس قسم کے ہیں اور وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق کیسے جذبات رکھتے ہونگے ——— ایڈیٹر

یادداشت بنام انجمن اسلامیہ شاہ آباد

چونکہ میں نے متعدد یادداشتیں اس سے قبل انجمن کو بابت بدانتظامی مدرسہ رفاہ المسلمین مختلف اوقات میں دی ہیں۔ اگرچہ اُن کا جواب مجھکو نہیں دیا گیا مگر اُن پر خیال کیا گیا اور اب فی الجملہ حالت مدرسہ کی قابل اطمینان ہو گئی ہے اس وجہ سے میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے عملی جواب پا لیا۔ جو میری علت غائی تھی مگر افسوس کہ ایک استفتاء میں نے جو بابت دریافت اعتقاد جہاد شرعی کے پیش کیا تھا کہ آیا قرآن شریف یا حدیث میں اس کا پتہ ہے۔ اور آیا انجمن اسلامیہ شاہ آباد کے ممبران مجھکو بتلا سکتے ہیں کہ کیا اس کا جواز قرآن شریف و حدیث سے ہے کہ بغیر ثبوت کے کسی کو دین کے واسطے مجبور کیا جاوے اور قتل کیا جاوے پیش کیا اُس عبارت کا ماحصل اگر کوئی شخص انصاف پسند ہوتا تو یہ نکال سکتا تھا کہ اولاً خود غور کرتا اور اگر خود اس قدر لیاقت نہ تھی تو علماء سے اس کی بابت جواب لیتا کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیں اگر قرآن سے اس کا ثبوت نہ ہوتا۔ تو ایسے عقاید فاسدہ سے جو منافقانہ اور باغیانہ ہیں اور مودی الی الفساد ہیں اور عملداری اور حکومت کے بھی خلاف ہے اور قرآن و حدیث میں بھی پتہ نہیں ہے۔ پس ایسی حالت میں ایسے خیالات مفسدانہ کو نکال کر عملداری انگریزی سلطنت برطانیہ کو غنیمت جاننا چاہیئے کہ کسی مذہب میں در اندازی نہیں۔ اپنا کام اسلامی ادا مر و نواہی بیخوف و خطر سرگرمی سے کرتے۔ میری علت غائی تو صرف یہی تھی اور اسی وجہ سے میں نے صرف انجمن اسلامیہ شاہ آباد کو مخاطب کیا تھا اور اُس کو عام نہیں کیا۔ اور نہ مجھکو اس کا اشتہار تھا صرف تنبیہ کرنا مقصود تھا۔ مگر افسوس کہ نتیجہ اُس کے برعکس بوجہ میرے عناد کے نکالا گیا۔ اور سکرٹری صاحب انجمن کی دانائی نے اُس کو ایک عقدہ لاینحل بنا دیا۔ چنانچہ میں نے سنا ہے اور ایک کاغذ مطبوعہ دیکھا بھی تھا جو سکرٹری انجمن اسلامیہ شاہ آباد کی طرف سے جن کا نام نامی شیخ فیاض علی صاحب ہے۔ اور انہیں کے نام سے چھپایا گیا ہے اور اصل رائے میں اراکین انجمن کی ہرگز شرکت نہیں۔ اور نہ کسی کمیٹی سے یہ بات قرار پائی تھی [illegible] میں پیش کیا۔ اور اس میں بجائے جواب طلب کرنے کے اور ایک استفتاء قائم کیا گیا جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ جو مخالفت جہاد کا اقراری ہو کہ لڑائی دین کے پھیلانے کے واسطے اجازت قرآن و حدیث سے نہیں۔ تو ایسے شخص کے متعلق کام جامع مسجد کا رکھا جانا [illegible] ہے یا نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو جہاد کو بمقابلہ نصاریٰ کے فرض جانتا ہے اور باغیانہ خیالات دلمیں پوشیدہ رکھتا ہو وہ اگر نماز نہ پڑھے اور سب کچھ ناجائز کام کرے مگر وہ مومن اور بہت بڑا مسلمان ہے اور وہی اس قابل کہ اُس کے متعلق کام جامع مسجد کا سپرد کیا جاوے اور جو ناجائز جانتا ہے وہ کافر ہے اگرچہ نماز پڑھے روزہ رکھے تمام ایمانی احکامات کا اقرار کرے وغیرہ وغیرہ مگر اُس کا جامع مسجد میں آنا یا کام کرنیکا تعلق ہونا سخت گناہ ہے۔ اور بموجب احکامات شرعیہ علماء موجودہ مخالفین کے واجب القتل ہے کیا خوب۔ بھلا مستفتی صاحب یہ تو فرماویں کہ اس استفتاء سے اور میرے استفتاء سے کیا مناسبت اور مصداق سوال از زمین و جواب از آسمان ہے یا نہیں۔ چنانچہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی قرآن شریف میں اس طرح خونریزی کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ تم پیشقدمی مت کرو اگر کوئی دوسرا تمہارے قتل کیواسطے کھڑا ہو تو اُس سے لڑو ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین الخ سے یہ صاف ظاہر ہے۔ پس اس حالت میں جہاد کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے عقلاً و قانوناً بھی حفاظت خود اختیاری اور دفاعی جائز نہیں بلکہ ضرور ہے میری اس تحریر پر سکرٹری صاحب نے ایک بہت بڑا طومار پیدا کر دیا اور میں نے سنا ہے کہ فتویٰ کفر کا بھی حاصل کیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سکرٹری صاحب میاں شیخ فیاض علی صاحب ایسے چند کافروں کو قتل کر کے بہت بڑا ثواب حاصل کرینگے اور انجمن اسلامیہ شاہ آباد کو بھی بہت نیکنام فرماوینگے چونکہ انجمن میں سکرٹری صاحب اور نیز بعض دیگر ممبر صاحبان میں سے میرے نقصان جانی و مالی کے خواہاں ہیں۔ اور میں نہ پہلے شریک انجمن ہوتا تھا اور نہ اب ہو سکتا ہوں۔ اور میرا نام ممبری انجمن میں ہے۔ لہذا میرا نام فہرست ممبری سے نکالدیا جاوے تاکہ اُن تمام بے [illegible] کی ذمہ داری جو بغیر میرے نام کے ہوگی ذمہ وار انجمن ہے میں ایسے باغیانہ خیالات میں شریک نہیں ہو سکتا فقط

العارض انوار حسین خان احمدی

میں نے اخبار مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء جو اسی وقت مجھکو ملا ہے دیکھا۔ خصوصاً ابتدائی سطر کو جس کی پیشانی پر ایک بیجا الزام تھی بنظر غور ملاحظہ کیا۔ اور الحکم کو بھی بنظر امعان مطالعہ کرنا پڑا۔ میرے نزدیک ایڈیٹر وطن کسی طرح اُس الزام سے جس کو الحکم نے لگایا ہے بری نہیں۔ خواہ اُس کے ہمخیال معاند الحکم کتنے ہی حیلہ حوالے پیدا کریں اور کیسے ہی ایڈیٹر الحکم پر الٹا الزام سخت متعصب و تنگ خیال مسلمان کا لگاویں۔ اگر ایڈیٹر مذکور سے مسامحت ہوئی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر دیدہ دانستہ یا کسی غرض مشترک کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو ضرور وہ اس الزام کو اٹھا ہی نہیں سکتا مجھکو خیال پڑتا ہے کہ میری نظر سے بھی اخبار وطن کے کسی کالم میں جبکہ میں اخبار وطن کا خریدار تھا۔ دو ایک مرتبہ اشتہار بابت کسی کتاب انگریزی کے نظر سے گذرا ہے۔ تفصیلی حالت یاد نہیں رہی جہانتک میرا حافظہ کام دے سکتا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اُس کتاب انگریزی کا اشتہار اسی پیرایہ میں تھا۔ یا اُس کی عبارت سے یہی مترشح ہوتا تھا کہ وہ کتاب یا کتب اسلام کے واسطے نہایت مفید ہیں جسکے معنے میں بھی یہ سمجھا کہ وہ کتاب یا کتابیں مصداق والفضل ما شہدت بہ الاعداء کی ہیں۔ یعنی اُس میں تصدیق اسلام یا خوبیاں اسلام کی بیان کی گئی ہیں اگر لائق ایڈیٹر وطن یہ تحریر کر دیتا یا اس قسم کی ہدایت ہوتی جس سے یہ استنباط ہوتا کہ اُن کتابوں میں اسلام کی مخالفت کی گئی ہے اور اُن میں بہت سے پیچ در پیچ واقعات سے عمارت اسلام کے واسطے سرنگیں لگائی گئی ہیں تو بے شک ایڈیٹر وطن مستحق حسن ظن کا اور لائق خطاب لیڈر قوم کے ہونے کا تھا۔ ورنہ اُس کی عبارت مغالطات سے خالی نہیں۔ میں نے پہلے ہی اُن اشتہاروں کو سرسری نظر سے دیکھا تھا۔ اور میں خود بھی اُس اشتہار کے اس [illegible] سازی کی وجہ سے ایک کتاب انگریزی منگوانے کو بھی تھا۔ مگر صرف اس خیال سے کہ کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ کو زیادہ قیمت کی کتاب منگوائی جاوے اور نیز اشتہاروں کی بے اعتباری بھی اس کا سدباب ہوئی جس کی وجہ سے میں اُس نقصان سے خدا کے فضل سے محفوظ رہا۔ ہاں البتہ اس میں شک نہیں کہ اُن کتابوں کی زہریلی حالت سے ہمکو ریویو نے ضرور آگاہ کیا ہے جس کی بابت ہمکو ریویو کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ چنانچہ پہلے میں بھی بوجہ اثر تعلیم مولویوں کے ایسے خیالات کا تھا کہ کوئی کتاب مذہب غیر کی نہ دیکھی جاوے مگر اب میں مخالف کتاب کو بھی ضرور دیکھتا ہوں اور اُس سے فایدہ بھی اٹھاتا ہوں مگر یہ سب اسی حالت میں ہوا جبکہ ہمکو ریویو نے انگریزی کتب کی بابت یہ خبر دیدی کہ اس میں سرنگیں ہیں اور یہ سرنگ ہے۔ جب ہم اُس کی تہ کو پہنچ گئے تو ہم کو اُس نقصان سے محفوظ و معلوم ہونے کی وجہ سے اُنکی رہنما کا شکر گذار ہونا چاہیئے اور اب ہم خود آپ بھی بوجہ متنبہ ہو جانے کے اُن سرنگوں کی ٹٹول اور جانچ اپنی عقل خداداد سے بھی کر لیتے ہیں۔ اگر اسی طرح پر لائق ایڈیٹر وطن نے بھی کہا ہوتا تو ہم کو اُس کی بھی شکر گذاری کرنا پڑتی مگر اس حالت میں تو بجائے شکر گذاری کے نفرت کرنا چاہیئے کہ ہمکو سخت مہلک زہریلی چیز کی تعریف ایسے لہجہ میں کی یا ایک زہریلے مادہ کو ایسے پیرایہ میں بتلایا کہ ہم شہد سمجھیں اور تباہ اگر نہوتے تو احتمال تباہی ضرور تھا۔ میں بھی اس سے پہلے ایڈیٹر وطن کو بھی خواہ اسلام خیال کرتا تھا مگر اب وہ خیال ہباءً منثوراً ہو گیا۔ میں ہی اس تحریر سے البتہ موافق ہوں کہ جواز سود پر سب سے پہلے [illegible] عام رسائی کی ہے یہ بات [illegible] اب چونکہ یہ معاملہ تمام ہو گیا ہے لہذا [illegible] میں عرصہ تک سلسلہ جنبانی رہی [illegible]

ملفوظات میں سے کچھ

الصلح خیر

۲۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو قبل دوپہر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور دو بھائیوں کے کسی باہمی نزاع کا ذکر خواجہ صاحب نے کیا۔ یہ امر انسانی فطرت کے خلاف نہیں کہ باہم نزاع نہ ہو حقیقی بھائیوں میں بھی ہو جاتا ہے اور انسانی امزجہ کا اختلاف جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا بین اور واضح ثبوت ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ اختلاف رائے اور اختلاف خیال سے کبھی نزاع بھی پیدا ہو مگر وہ نزاع قابل ذکر یا قابل لحاظ نہیں ہوا کرتا جہاں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر کے اپنے نزاع کو چھوڑ دیا جاوے۔

بہرحال دو بھائیوں کے نزاع کا ذکر تھا اور خواہش یہ کی گئی کہ حضور ارشاد فرماویں کہ تو ان میں سے کسی کو بھی کوئی شکایت باقی نہ رہے گی۔ اس پر حضور نے عام طور پر فرمایا

میں صلح کو پسند کرتا ہوں۔ اور جب صلح ہو جاوے پھر اس امر کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیئے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو۔ تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آ سکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے۔

یہ سچی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فایدہ پہنچے اس کو کینہ ور نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر وہ کینہ ور ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فایدہ پہنچیگا۔ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہوا وہ انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔ ایسے کو تو ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پروا نہ کرے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔

نفس انسان کو مجبور کرتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی امر نہ ہو اور اس طرح پر وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تخت پر بیٹھ جاوے اس لئے اس سے بچتے رہو۔

میں سچ کہتا ہوں کہ بندوں سے پورا تعلق کرنا بھی ایک موت ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی ذرا بھی کسی کو توں تاں کرے تو وہ اس کے پیچھے پڑ جاوے بلکہ میں تو اس کو پسند کرتا ہوں اگر کوئی سامنے بھی گالی دیدے تو صبر کر کے خاموش ہو رہے۔

بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ نبی بعض اوقات سختی کرتے ہیں۔ وہ اس امر کو سمجھ نہیں سکتے ان کی سختی کا رنگ اور ہے اس میں کینہ ملا ہوا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نفس کے لئے نہیں کرتے۔ اس میں کوئی ذاتی غرض ان کی مدنظر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی عزت کے لئے اور اس کی اپنی اصلاح کے لئے۔

دیکھو ماں بچے کو بعض وقت ادنیٰ بھی ہے اور سخت مارتی ہے دوسرا دیکھنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ کیسی بے دردی سے مار رہی ہے مگر وہ اس سے ناواقف ہے کہ اس کی شفقت کا اندازہ کر سکے۔ اگر ماں کی محبت اور ہمدردی کی اسے خبر ہوتی تو وہ ایسا وہم نہ کرتا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر بچے کو ذرا بھی درد ہو تو ماں ساری رات بے قرار رہتی اور اس کی خدمت گذاری میں گذار دیتی ہے دوسرا کون ہے جو اس شفقت اور ہمدردی کا مقابلہ کر سکے اسی طرح پر نبی کی سختی ہوتی ہے اس کے دل میں ایک درد اور کوفت ہوتی ہے خدا کی مخلوق کی اصلاح کے لئے وہ چاہتا ہے کہ خدا کے عذاب سے بچ جاوے۔ اگر ایسے نبی خادم پر سختی کرتا ہے تو شفیق ماں کی طرح راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں بھی تو اسی کے لئے کرتا ہے۔ غرض ماں باپ اور شفیق استاد کی سختی سختی نہیں وہ تو عین رحمت اور شفقت ہے۔

ایسا ہی عادل بادشاہ کی سختی بھی سختی نہیں نادانی سے لوگ اعتراض کر اٹھتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ عادل بادشاہ ہمیشہ اپنی رعایا کی بھلائی اور خیر خواہی چاہتا ہے۔

میں بار بار یہی کہوں گا کہ نفس پرستی کی سختی خدا تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے اس لئے اس قسم کے نزاعوں کو یک دم چھوڑنا چاہیئے۔

اس مقام پر حضرت حجۃ اللہ پہنچے تھے ایک بھائی نے فوراً آگے ہی اپنے دوسرے بھائی سے السلام علیکم کہکر ہاتھ ملا لیا اور صلح کر لی جزاہم اللہ احسن الجزا
ایڈیٹر

یاد رکھو اگر ایک بھی راستباز ہوگا۔ وہ ہزاروں کو اپنی طرف کھینچ لائیگا اور راستباز وہ ہے جو اس کے اور اس کے نفس کے درمیان ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو۔

مذہب کی جڑ یہی ہے تقویٰ اور خداترسی اور مذہب یہی ہے۔

دوکانداری کا نام دین نہیں ہے

حقیقی مسلمان کا یہ مقصد نہیں ہوا کرتا کہ اس کو خوابیں آتی رہیں بلکہ اس کا مقصد تو ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے کہ

اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے

اور جہاں تک اس کی طاقت اور ہمت ہے اس کو راضی کرنے کی سعی کرے اگرچہ یہ سچ ہے کہ یہ بات نرے مجاہدہ اور سعی سے نہیں ملتی بلکہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر موقوف ہے مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ رحیم کریم ایسا ہے اگر کوئی اس کی طرف بالشت بھر آتا ہے تو وہ ہاتھ بھر آتا ہے اور اگر کوئی معمولی رفتار سے اس کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ غرض مومن کبھی ان باتوں کو اپنی زندگی کا آخری مقصد تجویز نہیں کرتا کہ اسے خواب آنے لگیں یا کشوف ہوں یا الہامات ہوں۔ وہ تو ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور اس کے ساتھ موافقت تامہ ایسی ہو کہ یہ خدا سے راضی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ کی مقادیر اور قضا سے راضی ہو جانا بھی سہل امر نہیں یہ ایک مشکل اور تنگ راہ ہے اس سے ہر کوئی گذر نہیں سکتا پس جب انسان ان اغراض کو مدنظر رکھیگا کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاوے۔ اور متقی اور مخلص مومن ہو کر اعمال صالحہ بجا لاوے تو ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو معاملات ہوا کرتے ہیں اور جو سنت اللہ اسکی جاری ہے وہ اس کے ساتھ بھی ضرور ہی ہوگی اس کی خواہش کی حاجت ہی کیا۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکہ۔

یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر انھوں نے سچی استقامت دکھائی یعنی ہر قسم کے مصائب اور مشکلات عسر یسر میں انھوں نے قدم آگے ہی بڑھایا اور ہر قسم کے امتحانوں میں وہ پاس ہو گئے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو ان کو خوشخبریاں دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ولی ہیں اس حیات دنیا میں تمہیں کوئی غم اور حزن نہ ہوگا۔

یا دوسری جگہ فرمایا اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔

یعنے اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہوتا ہے اور انھیں ہر قسم کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جن کو اس بات کا دھڑک ہوتا ہے کہ انھیں کشف ہو اور بعض کشف قبور تسخیر وغیرہ بیہودہ باتوں کی طرف توجہ کرتے ہیں مگر اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ یہ چیزیں کچھ بھی نہیں اصل بات یہی ہے کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی خالص محبت سے اس طرح پر لبریز ہو جاوے جیسے کہ عطر کا شیشہ بھرا ہوا ہو اور خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے یہ مراد اگر مل جاوے تو اس سے بڑھکر اور کوئی مراد نہیں ہے جب خدا تعالیٰ سے ایسا قرب اور تعلق ہو کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کا تخت گاہ ہو تو یہ ناممکن ہے کہ یہ اس کے انوار و برکات سے متفیض نہ ہو اور اس کا کلام نہ سنے اگر چاہتے ہو کہ اس کا کلام سنو تو اس کا قرب حاصل کرو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اصل مقصود تمہارا یہ نہ ہو ورنہ میرا اپنا یہی مذہب ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہوگا (اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت اور اخلاص حضور کا ہے اور توحید کے کس اعلیٰ مقام پر آپ کا قدم ہے ایڈیٹر)

کیونکہ خدا کی رضا جوئی اور اسکی محبت کی غرض اصل تو یہ ہوئی کہ الہام ہو یا کشوف ہوں اور پھر باریک طور پر اس کے ساتھ نفسانی غرض یہ ملی ہوئی ہے کہ اس سے ہماری شہرت ہو لوگوں میں ہم ممتاز ہوں ہماری

طرف رجوع ہو۔ یہ باتیں صافی تعلقات میں ایک روک ہو جاتی ہیں اور اکثر اوقات شیطان ایسے وقت پر قابو پا لیتا ہے وہ باریک نفسانی غرض کو پا لیتا ہے پھر نفسانی خواہشیں بھی آنے لگتی ہیں۔ اور اس طرح پر آخر موقع پاکر شیطان ہلاک کر دیتا ہے۔

اس لئے نہایت امن کی راہ یہی ہے کہ انسان اپنی غرض کو صاف کرے اور خالصۃً رو بخدا ہو۔ اسکے ساتھ اپنے تعلقات کو صاف کرے اور بڑھائے اور وجہ اللہ کی طرف دوڑے وہی اس کا مقصود اور محبوب ہو اور تقویٰ پر قدم رکھکر اعمال صالحہ بجا لاوے۔ پھر سنت اللہ اپنا کام آپ کر لیگی۔ اس کی نظر نتائج پر نہ ہو بلکہ نظر تو اسی ایک نقطہ پر ہو۔ اس حد تک پہنچنے کے لئے اگر یہ شرط ہو کہ وہاں پہنچکر سب سے زیادہ سزا ملے گی تب بھی اسی کی طرف جاوے۔ یعنے کوئی ثواب یا عذاب اس کی طرف جانے کا اصل مقصد نہ ہو۔ محض خدا تعالیٰ ہی اصل مقصد ہو۔ جب وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف آئیگا اور اس کا قرب حاصل ہوگا تو یہ وہ کچھ دیکھے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہ گذرا ہوگا۔ اور کشوف اور خواب تو کچھ چیز ہی نہ ہونگے۔ پس میں تو اس راہ پر چلانا چاہتا ہوں اور یہی اصل غرض ہے۔ اسی کو قرآن شریف میں فلاح کہا ہے۔ قد افلح من زکّٰہا

(پرانی یادداشت سے)

آریہ سماج کے پنڈال سے ایک آواز

یعنے

ضرورت امام

ضرورت امام کے مضمون پر اخبار الحکم میں ایک مرتبہ ایک لمبا سلسلہ مضامین کا شائع کیا گیا تھا۔ اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ لیکن آج مجھے اس مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت محض اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ میں لاہور آریہ سماج کی اندرونی سماج کے حالات سالانہ جلسہ پر پڑھتا ہوا لالہ منشی رام صاحب کے لیکچر کا خلاصہ پڑھ رہا تھا جو پرکاش نے ۲۷ نومبر کے اخبار میں چھاپا ہے اور وہ یوں شروع ہوتا ہے۔

اس وقت بھارت ورش میں عجیب ہل چل مچی ہوئی ہے دوسروں کو جانے دیجئے۔ بھارت نواسیوں ہی کی طرف دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں کتنے فرقے اور پارٹیاں بن رہی ہیں یہ پارٹی سپرٹ کیوں ہے؟ ذرا سے وچار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا جھگڑا صرف لیڈری کا ہے ہر شخص لیڈر بننے کی دھن میں سرمست ہے لیکن کیا یہ حالت صرف بھارت ورش تک ہی محدود ہے نہیں بلکہ سارے سنسار میں یہی حالت دیکھی جاتی ہے اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا علاج انھوں نے برہمن گرنتھ کی ایک کتھا سنا کر یہ بتایا کہ جب تک سب لوگ ایک ودوان مقرر نہیں کرتے جس کے پاس وہ اپنا سروسو جمع کر دیں اور اپنا ایک اندر مقرر نہیں کر لیتے جس کی لیڈری میں آپ اپنا سویکار کریں تب تک یہ جھگڑے دور نہیں ہونے کا۔

یہ آواز ہے جو امسال لاہور آریہ سماج کے پنڈال سے نکلی ہے۔ اور اسی آواز نے مجھے اپنے سید و مولا امام کی صدائے امن پر ایک نیا ایمان پیدا کرنے کا موقع دیا ہے۔ مختلف مذاہب کے لیڈروں کے درمیان جو خوفناک جنگ گو بے حقیقت لیجانے کی آجکل چھڑی ہوئی ہے کچھ شک نہیں کہ اسنے انڈیا کی سکون و امن کی زندگی میں ایک آگ لگا دی ہے جس سے ہر متنفس نعل در آتش ہو کر بے قرار ہو رہا ہے۔ نہ صرف مذہبی عالم میں یہ کشمکش اور خود روی ہے بلکہ سیاسی میدان میں بھی یہی گھوڑ دوڑ جاری ہے۔ بنگال کے دو پولیٹیکل لیڈروں پال بابو اور سریندر بابو کے درمیان معاملہ جس حد تک پہنچا وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں پنجاب کے اسی میدان میں سیاسی پلیٹ فارم پر کام کرنے والوں کی جو حالت ہے وہ بھی ایک امر ظاہر ہے۔

میں بہ حیثیت ایڈیٹر الحکم سیاسی امور میں چونکہ دلچسپی لینے کی کبھی ضرورت نہیں سمجھتا اور نہ ہمارے سلسلہ کے اغراض ایسے امور سے وابستہ ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض تو انسانی نفوس کا تزکیہ اور طہارت ہے اور انھیں خود غرضی اور خود نمائی کے خاردار جنگلوں سے نکال کر اخوت اور انکساری کے خوشنما میدانوں میں لے جانا ہے اور ایسے ان منزلوں کو طے کرنا ہے جو اس کو انسانیت کے حقیقی اور واقعی شرف کے قابل بنا دیں۔ عبودیت اور الوہیت کے درمیان جو سچا رشتہ ہے اسے قائم کیا جاوے اس لئے ملکی معاملات پر رائے زنی کرنے کی مجھے اخبار الحکم کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

اس وقت اس سیاسی طبقہ کے لیڈروں کا ذکر بھی ضمناً کرنا پڑا۔

فی الحقیقت یہ بات بالکل سچ ہے کہ اس جنگ و جدال کی اصل وجہ اور علت یہی ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے خیال اور مذاق کے موافق ایک قوم اور گروہ کا لیڈر بننا چاہتا ہے۔ اور جب تک یہ خیال بصورت موجودہ قائم رہیگا صلح اور آشتی کا پھریرا لہراتا ہوا نظر نہیں آسکتا۔ دنیا کی تاریخ ہمیں اسی نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ ان جھگڑوں کا قلع قمع ہمیشہ اسی صورت میں ہوا کرتا ہے کہ ایک زبردست طاقت کا انسان ہم پر حکمران ہو یہاں زبردست طاقت اور حکمرانی سے میری مراد روحانی طاقت اور روحانی حکومت ہے اس لئے کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ سیاسی معاملات میں ہمیں دخل دینے کی نہ کوئی حاجت اور نہ ضرورت ہے۔ سب سے پہلا کام جو ہمیں کرنا چاہئے اور جس کی ازبس ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ اپنی ذاتی اصلاح اور تکمیل ہے جب تک ہم اس مقصد کو پورا نہیں کر لیتے سیاسی امور میں دخل دینا کمال نادانی اور غلطی ہے۔

اور اسی انسان کے حکم کے آگے ہمارے اپنے ارادے اور خواہشیں ہیچ اور بے حقیقت ہوں۔ وہی شخص جسکو لالہ منشی رام اندر کے نام سے پکارتے ہیں وہ ہماری اصطلاح میں

امام کہلاتا ہے

لالہ منشی رام صاحب ضرورت امام کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اس تقریر کے موافق جو بالکل درست ہے یہ روگ جو افراد انسانی میں آجکل لگ رہا ہے اور جس نے ہندوستان کی اخلاقی اور روحانی حالت کو بہت ہی کمزور کر دیا ہے اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک امام کے آگے ہم سر تسلیم خم نہ کریں۔

لیکن

میں اس امر میں ان سے متفق نہیں ہو سکتا کہ ایسا امام ہم کو خود مقرر کرنا چاہئے۔ ممکن ہے اس جملہ سے لالہ منشی رام صاحب اپنے ہم خیال زمرہ میں اپنی امامت اور لیڈری سب کو منوانا چاہتے ہوں۔ مگر میں عام اصول پر گفتگو کر رہا ہوں۔ وہ شخص جو لوگوں کے مشورہ اور تائید سے امام یا خلیفہ مقرر ہو وہ آخر انسانی انتخاب اور انسانی تجویز کا نتیجہ ہے۔ اور مختلف انسانی طبائع اور خیالات اسے امن و سلامتی کا شہزادہ قرار دینے کی بجائے ایک اور جنگ کا ذریعہ قرار دیں اور وہ امن اور سکون نہ پھیل سکے جس کے لئے اسے اس منصب جلیل پر منتخب کیا گیا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں ایسا شخص انسانی تجاویز اور تدابیر کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے وجود کا انتخاب اللہ تعالیٰ ہی کرے تو مبارک ہو

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں خلفاء کے تقرر کا ذکر فرمایا وہاں یہی فرمایا

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم الایۃ

یعنے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے کہ تم میں سے جو لوگ مومن ہوئے اور انھوں نے اعمال صالحہ کئے ان کو ضرور ضرور خلیفہ بنائیگا۔

اور ایسا ہی منصب رسالت کے لئے منتخب کرنے کا کام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور فرمایا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

یعنے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کون وجود پاک ہے جو منصب رسالت کے بوجھ کو برداشت کر سکتا ہے۔

چنانچہ انبیاء علیہم السلام اور خلفاء راشدین المہدیین کی سیرۃ پر جن لوگوں نے غور سے نظر کی ہے وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ انھوں نے کیسے کیسے مشکلات کو کس صبر اور استقلال سے برداشت کیا۔ جن کو برداشت کرنا انسانی طاقت سے بالاتر اور فوق العادۃ تھا انھوں نے محض تائید الٰہی اور نصرت ایزدی سے ان مصائب کے پہاڑوں کو چکنا چور کر دیا۔

آیت استخلاف کے مختلف پہلوؤں پر نظر کرنے سے جہاں خلیفۃ اللہ کے صفات اور کمالات کا پتہ لگتا ہے وہاں ان آثار اور ثمرات کی بھی حقیقت معلوم ہوتی ہے جو اسی خلافت پر مترتب ہوتے ہیں۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
عملی رہنما [illegible]
کی [illegible]
اور مجموعہ ایسا رہنا کامیاب رہنا کہ جن اپنی باتوں میں خواہ کیسی ہی [illegible] کیوں نہ ہوں اس کا اثر آنی ہوتا ہے جیسے کسی ناول یا فسانہ کے پڑھنے وقت دل پر مختلف کیفیتیں گذرتی ہیں اسی طرح پر ایسے لیڈروں کی سپیچ یا تقریریں کر کبھی دل میں جوش اور کبھی رقت پیدا ہوتی ہے لیکن اس کا اثر مستقل اور دیرپا نہیں ہوتا اس کی وجہ صاف ہے کہ صاحب قال کا قال ہی ہے اور حال نہیں۔ برخلاف اس کے خلیفۃ اللہ ہوتا ہی اس وقت ہے جب اس میں ایمان اور ایمان کے ساتھ عمل کا کامل رنگ ہو۔ ایسی حالت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نامراد اور ناکام نہیں رکھتا بلکہ اس کے کام سے اس کی منصب کا ثبوت دیتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے۔

ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضٰی لہم

یعنے یہ دین اسلام جو میں ان کے لئے پسند کر چکا ہوں اس کی اشاعت کی انہیں ضرور ضرور قدرت دونگا کہ حامی دین ہوا اور دین ان کے سبب سے قدرت اور مکانت حاصل کرے۔

پھر دوسرا کام ان کا یہ ہوتا ہے۔

ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا

قطع نظر اس بحث اور نقابل معرفت کے جو اس پیشگوئی میں خلفاء راشدین کے متعلق بیان کئے جا سکتے ہیں عام طور پر جب کہ لالہ منشی رام صاحب تسلیم کرتے ہیں اور جو امر واقعی ہے ایسے خلیفہ کے ممتاز ہونے کے وقت عالم میں سکون اور اطمینان نہیں ہوتا جس کی بڑی وجہ وہی ہے جو کہ لالہ منشی رام بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص لیڈر بننا چاہتا ہے اس وقت ہر فطرت انسانی کا اسی رہنمائی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

ایک حقیقی رہنما اور ہادی کے وجود پر دلیل ہوا کرتا ہے۔ پس جب وہ خدا کی طرف سے مامور اور ممتاز ہو جاتا ہے تو ایک امن کی زندگی شروع ہو جاتی ہے کیونکہ وہ رہنما باذن اللہ تسلیم کر لیا جاتا ہے اور جس قدر لوگ اس کی طرف آتے جاتے

اور لوگ تمام قضایا اور معاملات میں اسکے حکم کو اپنے لئے ناطق مانتے ہیں اسی قدر امن [illegible] جاتا ہے۔

قرآن کریم نے جو خدا تعالیٰ کی کامل اور حکیم کتاب ہے خلافت یا امامت کا یوں فیصلہ فرمایا ہے۔

پس

کوئی شخص اپنے اختیار یا دوسروں کے انتخاب اور مشورہ سے وہ امام یا خلیفہ نہیں ہو سکتا جو دنیا میں امن و سلامتی کا ٹھہرایا ہوا قرار پاوے خلاصہ یہ کہ اس وقت بالطبع تمام طبائع اس امر کی مقتضی ہیں کہ کوئی ایسا امام ہو ہر شخص اپنے خیال کے موافق ایک شخص کو نامزد کر سکتا ہے مگر اس طرح پر یہ قضیہ منفصل نہیں ہو سکتا۔

حقیقی امام وہی ہو سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس منصب پر ممتاز کیا ہو اور جو اس منصب کے حسب حال اپنے ساتھ تائیدات اور نصرت کے نشانات رکھتا ہو۔ اور جس نے واقعی ایک قوم پر اپنا ایسا اثر ڈالا ہو۔ کہ اس کے حکم کے سامنے تمام ارادے اور رائیں ہیچ ہو جاویں اور اس کا حکم اور فیصلہ مقدم ہو۔

میں لالہ منشی رام اور اس امید کے خواہشمندوں کو یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ امام برحق آگیا ہے اور خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں اور اس کا کام ثابت کر رہا ہے کہ فی الواقعہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ ضد اور تعصب ایک الگ چیز ہے جو انسان کو قبول حق سے روک دیتی ہے لیکن اگر چشم بصیرت کھلی ہو تو اس امر کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہاں خدا کے فضل اور اس کی توفیق رفیق حال ہو تو چشم بینا بھی تب ہی کھلتی ہے۔ مجھے امید نہیں کہ لالہ منشی رام یا ان کے طرفدار میری اس تحریر پر توجہ کر سکیں لیکن ہو سکتا کہ اس سے بعض سعید الفطرت فائدہ اٹھائیں۔

عیسائیت کا خاتمہ ہو رہا ہے

لاہور کا آریہ گزٹ [illegible]
[illegible]

[illegible]

برتی ہے عیسائی مذہب ہمیشہ سے سائنس کا دشمن رہا ہے کبھی ایک سائنس دان شروع شروع میں ہمیشہ اس وجہ سے قتل ہوئے کہ ان کی تحقیقات کا رخ عیسائیت کے مخالف تھا سائنس میں کچھ سچائی تھی سچائی کی آخر فتح ہوئی۔ گرجا و کلیسا رکھتے ہوئے بھی عیسائی علماء اپنے مذہب سے متنفر ہو رہے ہیں اور سائنس کے نئے ایجادات اختراعات بدیعات اور تحقیقات روز بروز بائبل کے طفلانہ و مضحکہ خیز روایات کا بطلان کرتی جاتی ہیں سائنس نے عیسائیوں کے رہنے کے لئے نئی دنیا بنائی ہے جس میں عقاید اور علم کے درمیان سخت کشمکش ہے اس کا انجام یہ ہو کر رہیگا کہ کنواری سے پیدا شدہ مسیح کا مذہب کچھ دنوں بعد حرف غلط کی طرح سے مٹ جائیگا اور آخر میں مذہب کی نہایت اور بھی سختی پیدا کریگی۔ اس قسم کے آثار یورپ و امریکہ میں نظر آرہے ہیں۔

یکسر الصلیب اور کیا ہو گا؟

مندرجہ بالا شہادت کوئی پہلی ہی شہادت نہیں جو میں نے شایع کی ہو اس سے پہلے متعدد مرتبہ انہیں کالموں میں عیسائیت کے دم واپسیں کے نظارے میں ناظرین کو اہل یورپ و امریکہ کی آنکھ سے دکھا چکا ہوں۔

یہ زبردست ثبوت ہے اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ وہ آکر کسر صلیب کریگا۔ اس کی روحانیت اور توجہ کا اثر ہے کہ اندر ہی اندر ہی شہتیر عیسویت کو دیمک نے کھا لیا ہے اور وہ وقت بہت ہی قریب ہے کہ وہ دھم سے گر پڑے اور اس کے پرستار حسرت سے دیکھتے اٹھیں۔

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

کیا ویدک دھرم عالمگیر ہے؟

آریہ گزٹ عیسائی مذہب کی اس حالت نزع کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے مگر انسان مذہب کے بغیر رہ نہیں سکتا ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ان میں ویدوں کی تعلیم کا رجحان بڑھتا جاتا ہے ویدک دھرم ہی ایک ایسا

عالمگیر مذہب ہے جو سائینس کے ساتھ ملکر اپنے اصولوں کا اعلان کر سکتا ہے۔ میری سمجھ میں ویدک دھرم کی عالمگیری نہیں آتی۔ جس مذہب کے اصولوں پر خود اس کے ماننے والے ہی عمل نہیں کر سکتے اور جہاں تکلیف مالا یطاق کا سوال پیدا ہو جاتا ہے وہ عالمگیر اور سائینس کے موافق کیونکر ہو سکتا ہے؟ نیوگ کے مسئلہ کے سلجھانے میں عالمگیر اصول کی خوبی آجتک آریہ سماج نہ بتا سکی کہ کیونکر الف کی بیوی ب سے مباشرت کر کے اولاد پیدا کرے اور وہ اولاد الف کی اولاد سمجھی جاوے۔ دنیا کا کوئی روشن خیال انسان اس بیہودگی کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ضد اور تعصب سے گالیاں دینا اور بات ہے مگر آجتک بارہا ایسا مطالبہ کیا گیا کہ آریہ سماج نیوگ کرنے اور کرانے والے استری پرشوں کی فہرست شایع کرے اور ایسے نیوگ زادوں کا نام پیش کرے تو جواب کچھ نہ ملا۔ اور سالہا سال سے آریہ سماج کے جلسے ہوتے ہیں ان کے پروگراموں میں کبھی یہ نہ پڑھا کہ فلاں استری فلاں پرش سے نیوگ کریگی۔ تاکہ ایسے عملی طریقوں کے اجرا سے سماج کی عملی اُنتی ہو۔ پھر ایسے مذہب کو جو اخلاقی۔ روحانی اور مجلسی پہلوؤں سے ہزارہا کمزوریوں کا نتیجہ لاغر ہو عالمگیر کہنا اگر درست ہے تو پھر سب سے زیادہ عالمگیر شاید شاکت مت ہوگا!!!۔

کیا یہ سچ ہے؟

آریہ گزٹ اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ بیجاپور کی تھیاسوفیکل سوسائٹی امریکہ کے قدم بقدم پارلیمنٹ آف ریلیجنز کا جلسہ منعقد کرنا چاہتی ہے آریہ گزٹ کو اگر اس کانفرنس کے تفصیلی حالات معلوم ہیں تو انھیں شایع کرنا چاہیئے۔ کیا عجب اگر کوئی ایسی کانفرنس ہونے والی ہو تو ہندوستان کے لیڈنگ مذاہب کے نامی سرگروہ جلسہ مہوتسو کی طرح اپنے اپنے مذہب کو تہذیب و شائستگی کے ساتھ ریپریزنٹ کر سکیں۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبیست

یہ امر مسلم ہے کہ مخالف بد اندیش کی نکتہ چین آنکھ ہمیشہ عمدہ سے عمدہ

...توں کو بھی تاریک پہلو سے دیکھنے ہے اور جو اپنے عناد و حقد سے مکدر و ماغ ہیں ان کا ایک بھونڈا فوٹو اتار کر زبان اور قلم کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے آریہ سماج جو مذہبی نہیں بلکہ زیادہ تر پولیٹکل فرقہ ہے حضرت عالمگیر اورنگ زیب سے بلا وجہ عداوت رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ خواہ مخواہ جب سے موقع ملتا ہے ان کی شخصیت پر حملہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ حال ہی میں جالندھری پرچارک نے ایک نوٹ میں اورنگ زیب مغفور کے خطوط کے بعض فقرات کو لیکر ان پر حملہ کیا ہے جو نہایت ہی شرمناک فعل ہے کسی ایسے شخص پر حملہ کرنا جو اس عالم سے کوچ کر چکا ہو بڑی تنگ ظرفی ہے اس لئے کہ اُسے جواب دینے کا موقع نہیں۔ پھر افسوس تو یہ ہے کہ جو امور باعث اعتراض ٹھہرائے گئے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے ہنر ہیں۔ ان فقروں سے جو پرچارک نے بڑی محنت سے کاٹ چھانٹ کر لکھے ہیں حضرت عالمگیر کی انکساری اور فروتنی کا پتہ لگتا ہے جو شخص اپنی ذات کی نسبت ایسی بردباری کے خیالات رکھتا ہو کیا ممکن ہے کہ وہ ان الزامات کا مورد صحیح ہو جو اس پر شوخی سے پرچارک لگاتا ہے۔ مثلاً پرچارک ایک فقرہ لکھتا ہے۔

”دو میں سنسار میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا تھا اور سوائے انسانی کمزوریوں کے اپنے ساتھ کچھ نہیں لیجاتا ہوں“

یہ فقرہ جس انسان کے قلم سے نکلا ہو صحیح الدماغ انسان اسے بڑا ہی قابل قدر اور واجب الاحترام تسلیم کرے گا کیونکہ اس میں بشریت کے لوازمات کا اعتراف پایا جاتا ہے اور نخوت اور تکبر کو پس پشت ڈالدیا گیا ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کے لئے روح میں ایک جوش اور اضطراب کا رنگ پایا جاتا ہے۔

پھر ایک فقرہ لکھا ہے ”اگرچہ مجھے پرماتما کی دیا اور رحمت پر وشواس ہے تاہم جب میں اپنے کاموں کا خیال کرتا ہوں تو مجھے خوف دامنگیر ہو جاتا ہے“۔

یہ فقرہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر انسانی فضایل سے ناواقف اور ایمان کی حقیقت اور صفات اللہ کی معرفت سے محض ناآشنا انسان کو اس سے کیا مزا آسکتا ہے۔ ہاں وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کی صفات ہی سے منکر ہو وہ اس کی دیا اور رحمت پر وشواس کیسے لاسکتا ہے؟ ...ہیں وہ اس کو کیوں قابل اعتراض قرار نہ ... انسانیت کا معراج ہی یہی ہے جو اس فقرہ میں حضرت عالمگیر نے بیان کیا ہے اور خدا کے فضل کا یقین اور اس کی صفات کا خیال ہی دو امر ہیں جو انسان کو خدا کی طرف کشاں کشاں لئے جاتے ہیں اور بدیوں سے بچاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کو عضو معطل کی طرح ماننے والا احمق کب اس نکتہ معرفت سے سرشار ہو سکتا ہے۔ ان باتوں پر نظر کرکے یہ کہنا بالکل صحیح ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبیست

حضرت مسیح موعودؑ ایک ہندو رسالہ میں

سرستی نام ایک معزز رسالہ ہندی زبان میں انڈین پریس الہ آباد سے نکلتا ہے اسکے اکتوبر ۱۹۰۶ء کے نمبر میں اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک آرٹیکل مہندر لال کے قلم سے چھپا ہے جسکا ترجمہ خصوصیت سے ہمعلم کے ناظرین کے لئے چھاپنا مناسب سمجھتا ہوں۔ سرستی نے فی الحقیقت بڑی عالی ظرفی اور فراخدلی سے کام لیا ہے کہ اُس نے حضرت اقدسؑ کے متعلق مضمون کو چھاپدیا اور اسکے لکھنے والے نے جو ہندو ہے نہایت بے تعصبی سے اصل واقعات کو پیش کیا ہے جسکے لئے میں حق پسندوں کی طرف سے ان کا شکر گذار ہوں میرا خیال ہے کہ سرستی کا یہ آرٹیکل بہت لوگوں کے لئے مفید اور مؤثر ہوگا خدا کرے ایسا ہی ہو ——— ایڈیٹر

مرزا غلام احمدؐ قادیانی

ہندو دھرم پر چلنے والوں کا وشواش (یقین) ہے کہ انخت کل یگ (فیج اعوج) کے آنے پر شری بھگوان کلگی اوتار لیکر سنسار (دنیا) کو سیدھے راستہ پر چلانے کے واسطے آئینگے۔

پنجاب میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے قادیان نام گاؤں کے رہنے والے حضرت مرزا غلام احمد صاحب یقین دلاتے ہیں کہ دھرم پستکوں (مذہبی کتابوں) میں جیسا کہ اوتار کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے انوسار (موافق) وہ اس دنیا میں پرگٹ ہوئے ہیں جو لوگ ان کی سکشا (تعلیم) پر چلیں گے وہ ابدی بہشت حاصل کریں گے اسی طرح عیسائیوں کا جو اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح پھر آویں گے ان کو چاہئے کہ اب کسی اور مسیح کے آنے کی باٹ (راہ) نہ دیکھیں۔ حضرت ہی کو مسیح سمجھکر اُن پر وشواس (یقین) لاویں۔

سب سے زیادہ زور ان کا مسلمانوں پر ہے مرزا صاحب یقین دلاتے ہیں کہ جو کوئی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اُن کو جاننا چاہیئے کہ جس مہدی کی سنسار میں آنے کی پیشگوئی قرآن میں کی گئی ہے اور جو نشانیں کی گئی ہیں ان سب باتوں کو انھوں نے پورا کیا ہے ایک وقت تھا کہ انکو کوئی بھی نہیں جانتا تھا ۱۸۸۰ء میں ان کو پرمیشر نے اپنا اچھیا (منشا) ظاہر کرنے کے لئے چنا۔ ابتدا میں ان کو خبر دیگئی کہ ان کے پاس اچھے لوگ چاروں طرف سے آویں گے (یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے ایڈیٹر) مرزا صاحب ان کے لئے سامان کریں ان کی بہتایت سے گھبراویں نہیں (لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس والی پیشگوئی کا اشارہ ہے ایڈیٹر) ۱۸۸۹ء میں مرید بنانے کی رِیت چلی اور احمدی جماعت کا سلسلہ آرمبھ (شروع) ہوا ۱۸۹۱ء میں عیسیٰ ہونے کا وگیاپن (اعلان) دیا گیا۔ اس کا بڑا اختلاف ہوا۔ ان کی دیکھا دیکھی سیالکوٹ کے چراغدین نامی ایک مسلمان نے بھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا جسکے لئے مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی کہ وہ بہت بُری طرح مارا جاویگا جسکے موافق اس کی موت پلیگ سے ہوگی۔

(یہ واقعہ تو بالکل صحیح ہے لیکن بخیال اصلاح و توضیح اسپر اتنا مستزاد کرنا ضروری ہے کہ چراغدین جموں کا رہنے والا تھا اور اس کے لئے حضرت اقدسؑ نے پیشگوئی میں صاف طور پر لکھدیا تھا کہ وہ طاعون سے ہلاک ہوگا چنانچہ جب اس نے مخالفت کا علم بلند کیا اور حضرت حجۃ اللہ کی مخالفت میں بے باکی سے قلم اُٹھایا بلکہ حضرت اقدسؑ کی ہلاکت کے لئے دعا مانگی اور مباہلہ کیا کہ کاذب کو خدا طاعون سے ہلاک کرے وہ اپنے خیال اور یقین سے حضرت اقدسؑ کو معاذ اللہ کاذب سمجھتا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے جلال کے لئے یہ کرشمہ دکھایا کہ خود اُسی کو ہلاک کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ وہ کاذب تھا اور حضرت اقدسؑ کو صحیح سلامت رکھا چنانچہ ابھی وہ کتاب کو تمام و کمال چھپکر دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ نہایت سختی سے پلیگ سے ہلاک ہوا۔ اور حضرت کی سچائی پر مُہر کر گیا۔ اس مباہلہ کا عکس کتاب حقیقت الوحی میں چھاپنے کی تجویز ہے ——— ایڈیٹر)

یہ بھی قرآن میں لکھا ہے کہ جب مہدی آویگا تب چاند اور سورج کو رمضان کے مہینے میں گرہن ہوگا (مہدی موعود کا یہ نشان قرآن کریم میں اشارۃ النص کے طور پر آیا ہے اور حدیث صحیح میں کھلے طور پر بیان کیا گیا ہے ایڈیٹر)

چنانچہ ۱۸۹۴ء کے رمضان میں ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن اور ۲۸ کو سورج گرہن ہوکر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

امرتسر کے ایک پادری نے حضرت کی نندیا کی (حضرت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایڈیٹر) ۱۵ مہینے کے اندر اس کے مرجانے کی پیشگوئی کی گئی مگر پادری نے اپنے کرتویہ (فعل) پر اپنے ہردے میں بڑا پچھتاپ (توبہ) کی اس سبب سے وہ موت کی پنجہ سے بچ گیا مگر جب عیسائیوں نے قسم کھلاکر اس سے یہ بات پوچھی تو اُس نے پچھتاپ کرنے سے انکار کیا۔ (اصل بات یہ ہے کہ آتھم عیسائی نے پندرہ مہینے کے اندر پیشگوئی کے موافق رجوع الی الحق کی شرط سے فایدہ اُٹھایا لیکن جب اس حق کو اسنے چھپایا اور باوجودیکہ اس کو قسم کھانے کے لئے حضرت اقدسؑ نے بلایا اور چار ہزار روپیہ انعام بھی دینا چاہا کہ اگر وہ یہ قسم کھائے کہ میں نے اس پیشگوئی سے ڈر کر رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور ایک سال کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اور اگر فوت نہ ہو تو چار ہزار روپیہ انعام لے مگر وہ قسم کے لئے نہ آیا اور یوں حق پوشی کے جرم کا مرتکب ہوا تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اسے ہلاک کر دیا ایڈیٹر) اور جلدی ہی مر گیا۔

پلیگ (طاعون) کا اس ملک میں آنا سب سے پہلے مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ظاہر کیا۔ یہ ۱۸۹۷ء کی بات ہے اور اس کا (طاعون کا) عالمگیر ہونا ان کو ۱۸۹۸ء میں معلوم ہوا۔ پنجاب آریہ سماج کے پنڈت لیکھرام کا مارا جانا کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ پنڈت جی مرزا صاحب سے بات چیت (مباحثہ) کرنے کے لئے خود قادیان گئے تھے وہیں ان کی موت کا وقت ان کو بتایا گیا (اصل یہ ہے کہ قادیان میں آکر انھوں نے حضرت اقدسؑ سے نشان مانگا تھا۔ جسپر حضرت اقدسؑ نے اس کی تحریری اجازت لیکر اسکے متعلق وہ پیشگوئی شایع

[illegible] لی جس میں [illegible]
موت سب [illegible]
[illegible] نکالا کہ [illegible]
مرزا [illegible]
[illegible] کی موت کے
[illegible] آگیا تھا وہ بھی عجیب نکالا۔
[illegible] کو دیکھ کر ان کے مسلمان انہیں
[illegible] (سلیم)
[illegible]
[illegible] (اصل [illegible]) کا مغل بنایا ہے ہندو ان آکر
انھوں نے اسلام [illegible] نام کو قبول لیا جس کا
اصل نام اسلام پور [illegible] بھی تھا۔ یہ
جگہ لاہور سے ۵۰ کوس کے فاصلہ پر شمال مشرق
کی طرف واقع ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اسی کا
نام قادیان ہو گیا ہے۔ مغل لوگ اسرائیلی خاندان
کے ہیں اور اسی ہشت میں عیسیٰ کا ہونا بتایا
جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے تحقیق کیا ہے کہ کشمیری
اور افغان قدیم اسرائیلی خاندان ہی سے لوگ
ہیں۔ مرزا صاحب کا جنم سنہ ۱۸۳۹ء میں [illegible]
ہوا تھا۔ اس سمے ان کا خاندان بہت غریب ہو گیا
تھا۔ سکھوں نے ان کی بہت سی پرانی جائیداد
برباد کر ڈالی تھی۔ جسکے حاصل کرنے کے لئے
ان کے پتا (والد صاحب) کو بڑے مقدمے
لڑنے پڑے۔ ان کے جنم سے ان کے سابق خاندان
کا نئے سر سے نام ہوگا اور ایسی عزت بڑھیگی
کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت لینگے۔
بچپن میں انھوں نے اچھے اچھے مولویوں
سے فارسی اور عربی پڑھی۔ باپ سے انھوں نے
حکمت پڑھی۔ بڑے ہو کر زمینداری کے
کاروبار میں پتا کو سہارا دیا اور پتا کی اجازت
سے کچھ انگریزی سرکار کی نوکری بھی کی۔ انھیں
دنوں ان کو یہ معلوم ہوا کہ نوکری پیشہ لوگ
نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔
ان کی تمام دلی خواہشیں حرام یا حلال مال
حاصل کرنے ہی تک محدود [illegible]
[illegible] کی لاپروائی اور طرح طرح کے
اخلاق رذیلہ [illegible] سے بھاگتے ہیں۔ انھوں نے
نوکری چھوڑ کر آپ بجز زمینداری کے کام
میں لگے مگر اپنا بہت سا وقت قرآن شریف
کے پڑھنے میں صرف کرتے تھے۔ انھیں دنوں

ان کے پتا نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ
حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم)
ان کے گھر بڑے ٹھاٹ باٹ (شان و شوکت)
سے آئے ہیں۔ پتا نے آپ کو نذر دینے کے
لئے ایک روپیہ نکالا۔ مگر وہ کھوٹا تھا۔ اس کی
تعبیر یہ ہوئی کہ دنیاداری کے ساتھ خدا اور
رسول کی محبت کھوٹے روپیہ کی سی ہے۔ ان کے
پتا نے [illegible] لڑنے میں ہی کاٹی تھی اس
سے ان کو اپنے جیون کا بیکار نشٹ (ضائع)
جانا بہت افسوس اور فکر کا باعث ہو گیا۔
اسی بیچ میں انھوں نے ایک مسجد بنوائی اور
[illegible] ان کا دیہانت
(انتقال) ہو گیا اسی مسجد میں ان کی اچھیا
انوسار (مرضی کے موافق) بتائی ہوئی جگہ پر
ان کی قبر بنائی گئی۔ پتا کے مرنے کے دن ہی
حضرت کو پہلا الہام ہوا جس کا ارتھ یہ تھا
کہ آج سورج است (غروب آفتاب) پیچھے
پتا کا انتقال ہو گا۔ اور سو یہ ہی ہوا۔ جب
انھیں دنیا کے آدمیوں کی طرح پتا کے مرجانے
کا سوچ ہوا تب دوسرا الہام ہوا جس کا یہ
مطلب تھا کہ کیا ایک پرانی کے لئے پرمیشر
کافی نہیں ہے۔ اس الہام سے انھیں ایسی
تسلی ہوئی کہ بیان نہیں کی جاتی یہ الہام ایک
نگینہ پر کھدوا کر اس کی ایک انگشتری انھوں
نے بنوالی۔ مرزا صاحب ابتدا ہی سے پرماتما
کے بڑے بھگت ہیں ان کا یقین ہے کہ ان سے
ایشور کی بھی بڑی محبت ہے۔ ایک مرتبہ انھیں
خواب میں ایک مہاتما نے اپدیش دیا کہ بہتر
لوگوں کو روزے رکھنا بڑی ضروری بات
ہے مرزا صاحب نے اسکے موافق روزوں کا
رکھنا شروع کیا مگر دکھاوٹ کے لئے نہیں ان کا
قاعدہ تھا کہ گھر سے کھانا منگوا کر چپ چاپ
کسی اناتھ (یتیم) کو دیدیتے رات کو ایک بار
کھانا کھاتے تھے۔ اس کو بھی آپ نے گھٹانا شروع
کر دیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ رات دن
میں [illegible] روٹی کھاتے [illegible] بھی انھیں
کچھ کشٹ (تکلیف) [illegible] ان کے آتمک
(روحانی) [illegible] اور حضرت
محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار
[illegible] اس روپ
کا [illegible] کی آنکھ سے
[illegible]
[illegible] پاس بیٹھ،
[illegible] ہو تا ہے وہ بھی ان کے
[illegible] نہیں رہ سکتا۔

تیرھویں صدی گذر رہی تھی جب چودھویں
صدی لگی تب یہ عجیب ہوا کہ مرزا صاحب کو
[illegible] ہوا (الہام ہوا) کہ
ایشور نے تجھ کو [illegible] بنایا ہے اور اسکا مول
[illegible] (صحیح مطلب) [illegible] ہے یہ اس لئے
ہوا کہ تو ان لوگوں کو جو راہ سے [illegible]
(غفلت) اور گمراہیوں میں پڑے ہوئے ہیں
اس سے وہ راہ راست پر آجاویں گے انکو کہدے
کہ میں پرمیشر کی طرف سے لوگوں کی طرف بھیجا
گیا ہوں۔
یہ کچھ براہین احمدیہ نام کی پستک (کتاب)
میں چھپا ہوا [illegible] ہوئے جب [illegible]
سے زیادہ ہوئے [illegible] مرزا صاحب نے
اس کتاب کو شائع کیا تھا۔
ان کے سلسلے میں بہت سے [illegible]
مسلمان ہی نہیں بلکہ [illegible] ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
ڈپٹی کلکٹر [illegible] اسسٹنٹ سرجن
[illegible] اسسٹنٹ و [illegible] رئیس
جاگیردار۔ علاقہ دار۔ اور نوابوں کی اولاد میں۔
اور کتنے ہی ہستی (انسان) جو پہلے بڑے جاہل
جان کے تھے ان کے اپدیش (نصیحت) سے
نیک بن گئے ہیں مرزا صاحب انگریزی سرکار
کے بڑے خیرخواہ ہیں مسلمانوں [illegible]
[illegible] کے لئے جو جہاد کرنے کی [illegible]
یہ کھنڈن (رد) کرتے [illegible]
وشے میں لکھتے ہیں۔
خدا میرے پر تجلی فرما ہوا۔ اس نے مجھ سے
باتیں کیں [illegible] سے اس نے کہا کہ اگر تیرے لئے
یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر
سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو تو انھیں
کہدے کہ اسکے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔
دعائیں قبول ہوتی ہیں پیشتر از وقت
غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں [illegible]
کو [illegible] نہیں کر سکتا [illegible]
[illegible] ہیں جو [illegible] ہیں اس سے خدا کی طرف
لوگوں کو کھینچوں تب کی طرف ایک دن ہر ایک
کو جانا ہے۔ آجکل جو بار بار زلزلے آ
رہے ہیں ان کا آنا بھی مرزا صاحب نے بہت
پہلے سے کہا ہے ان کو پرمیشر سے جو حکم ملتا
ہے انھیں ہے اپنے اخباروں میں چھپوا دیتے
ہیں قادیان سے بدر۔ الحکم۔ ریویو آف
مذاہب [illegible] اردو میں اور انگریزی میں ریویو
آف ریلیجنز [illegible] اخبار نکلتے ہیں (ایڈیٹر اب
تو سات ہیں۔
حضرت نے ابھی حال میں ایک تجویز یہ نکالی ہے

کہ قادیان میں ایک جگہ ایسی بنائی جاوے جہاں
دھارمک (مذہبی) لوگ مرنے کے بعد دفن کئے جاویں
اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا ہے۔
مرنے کے بعد یہاں دفن ہونے کی خواہش کرنے
والوں کو اپنی جائیداد کا دسواں حصہ سرکار
[illegible] کے نام لکھوا دینا چاہئے۔ (اصل یہ
ہے کہ یہ حصہ مقبرہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ
اشاعت اسلام اس کی غرض ہے ایڈیٹر)
غریب احباب [illegible] جگہ پا سکینگے آجکل
قادیان میں حضرت کے درشنوں کو بہت سے
یاتری جاتے ہیں ان کے لئے ایک لنگر خانہ کھلا
ہوا ہے جہاں سب کو بھوجن ملتا ہے۔ مرزا
صاحب کی تصویر [illegible] تک کے اخباروں میں
چھپ چکی ہے میں آگرہ میڈیکل کالج کے پروفیسر
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کا بہت دھنیواد
(شکریہ) ادا کرتا ہوں آپ ہی سے پہلے پہلے
پہل حضرت کا نام سنا تھا۔ تب سے میں
[illegible] حضرت مرزا صاحب کی بانیوں (تقریروں)
کو بڑی محبت سے پڑھا کرتا ہوں۔
(مہندر لال)

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک

وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک

اسکاٹس ایملشن

نے فاضل طبیبوں کے تجویز [illegible] امتحان کا
مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام
[illegible]

ناقص سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کرنے والے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان یعنی [illegible] کا [illegible]
اسکاٹ کی طریقہ ساخت کا نشان

امرتسری منکر ثناء اللہ کو دعوت

(پہلے سلسلے میں)

امتی بن کے آئیں گے عیسےٰ
کس غلط پر کیا اسے معمول
ہو گئے مرفوع کیوں گر عیسیٰ
کس جگہ ہے قرآن میں آیا
گر مسیح آ گیا مدینہ میں
تب بھی انکار اسکا جائز ہے
ہے یہ منہاج اک نبوت کی
ایک کاتب تھا وحی قرآن کا
ان عقاید سے مولوی فاضل
ہر صدی کے سر پہ امت میں
سر صدی کا نور آ گیا سارا
ہے پہاڑوں میں یا بیاباں میں
کس طبیعت تیری ذرا غافل
اُجڑ دارین میں ملے گا نیک
بھول گیا کہ میرزا صاحب
خبط گیا سمجھایا ہے
ہے وفات اور قتل الٰہی بات
ہے اب تو آ اسلیے بیمار رہے
مثیل بار رسول اسرائیل
ہے خدا اسکا حافظ و ناصر
ہو غزنوی نو بڑی ولاہوری
جن ندامت نہ بخشنہ آئیگا

اور رسالت سے ہونگے وہ بیزار
کیوں نبوت سے ہو گیا بیکار
کیوں وہ خادم بنا جو تھا سرفراز
وہ رسالت سے ہو گیا نادار
ہست جائز ترا از و انکار
اُسکا منکر نہ ہوگا از کفار
کرد ایجاد ہرقل بدکار
ہوگے مُرتد وہ مر گیا عیار
تمکو لازم ہے کرنا استغفار
اک مجدد آ سکیگا برسرکار
سال گذری ہیں آٹھ بست و چہار
ہم نے اسکا سنا نہ شور ایکبار
ہوگئے خالی زکین و انکسار
جو کہ ہوگئے مسیح کے انصار
بنیگے اسلام کے سپہ سالار
کیوں یہود و نکا تو ہے رشتہ دار
فرق دونوں میں کچھ نہیں زنہار
مان لے میرا کہنا برخوردار
ہے عبث اور فضول اور بیکار
باغ میں اسکے آ رہی ہے بہار
منہ کی سب کھا کے ہو گئی مسمار
کچھ ترے اے ایڈیٹر اخبار

اُمتی کیوں بنایا عیسےٰ کو
امتی سے نبی تو بنتے تھے
کیا فضیلت رہیگی پھر اس میں
خوب سمجھا تو اے ثناء اللہ
اور بالفرض وہ دمشق میں بھی
وہ نبی اور رسول صادق ہے
اس ہی منہاج پر محمدؐ کو
آیت ارتداد کی تفسیر
اک حدیث اور مجھکو یاد آئی
ہے مجدد صدی چہار دہم
ابتلک کچھ پتہ مجددوں کا
یا پتہ ہم کو دو مجددوں کا؟
چھوڑ دے ضد کو اپنی بہر خدا
آسمان و زمین نے مل کر
اُسکے دشمن رہینگے سب ناکام
ظاہراً آنکھ کان کے ہوتے
کیا نہیں تیرے سینے میں وہ دل
مشفقانہ میری نصیحت ہے
آنیوالا تو آ چکا نادان
دشمن اُس کے ہوئے سبھی عاجز
تو بھلا اب مخالفت کر کے
میں ہوں وہ تیرا مشفق ناصح

ہے فضیلت کی یہی دستار
اسکے برعکس ہے خدا کی مار
جبکہ ہوگا وہ امتی لاچار
ہیں نبوت کے جسقدر اسرار
ہوگا نازل اگر سر مینار
جس کا مرتد نہ ہووے کوئی یار
دے پرکھ ہے اگر دیانت دار
دیکھ اور مرتدوں کی سب اخبار
ہے جو از قول احمد مختار
روم کا یہ ملا کہ درفند تار
کب ہوا ہے کسی کے گوش گذار
یا کرو اس حدیث سے انکار
بن مسیحا کا دل سے خدمتگار
دی گواہی مسیح کی صد بار
میرزا سے خدا کا ہے اقرار
کیوں نصاریٰ کی چال پڑا رفتار
جس سے سمجھے تو کچھ اے دیندار
ہوں میں دل سے ترا غمخوار
کھل گیا صدق اسکا صد بار
تھک گئے مر مٹے ہوئے فی النار
کون یہی بات دیگا اسکی بگاڑ
جس نے دہلی میں تھا کہا یہ پکار

نوٹ سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کے کالم ۱ میں بجواب سوال نمبر ۴ مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ مسیح کا اگر رفع بالموت ہوتا تو کیا مستبعد تھا یہ تو ہر ایک صالح اور غیر صالح انسان کو پیش آتا ہے۔ سوال نمبر ۴ کا جواب مفصل ہم نے بذریعہ بابت جنوری و فروری ۱۹۰۶ء بغرض حصول جواب امرتسری کے پاس ... جواب سے فرار بصورت انکار اخبار ... ۱۹۰۶ء میں لکھا کہ مرزا کے جواب سے وفات مسیح کے متعلق بحث کرنا بالکل بیہودہ اور تضیع اوقات ہے ... جواب نہیں دیا۔ یعنی بلفظہ صفحہ اول کالم ... ہے۔

فاضل صاحب نے باوجود ذیل مفسر قرآن ہونیکے لفظ رفع عیسیٰ اور رفع الی اللہ کے خصوصاً معنے معلوم نہیں کر سکے۔ بھی توغیر صالح کا رفع الی اللہ مانتے ہیں۔ شاید کبھی بلا غور پسر نوح علیہ السلام کے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ انہ عمل غیر صالح۔ مرفوع مانتے ہونگے۔ اور والعمل الصالح یرفعہ کے ساتھ وعمل غیر صالح ترجمہ کا بھی مفید ہے۔ وہ غیر صالحین کیونکر ہو سکتے ہیں لا تفتح لھم ابواب السماء آیت بھی کہیں کسی جگہ آپ نے پڑھتے ہوں گے۔ تفرم ہم

ابواب السماء ۔۔ تیرا یہ وسوسہ وسواس شیطان کے مقابل ہے
تیری تقریر باطل ہے تیری تحریر لاطائل ہے

سلہ اسی جواب نمبر ۴ میں آپنے دوسری بات یہ ارقام فرمائی ہے کہ ”حضرت عیسیٰ اپنی نبوت سابقہ کے اعتبار سے نبی تھے گو بوقت نزول اُمتی ہونگے اور قیامت کو بھی نبی ہونگے اور اُمت محمدیہ کا فخر بھی اُن کو حاصل ہوگا“ براہ مہربانی فاضل مفسر ... ذیل سوالات کا صحیح جواب قرآن و احادیث سے عطا فرما کر ماجور ہوویں۔ اپنا اجتہاد و قیاس ... میں لاویں۔

(۱) ... سابقہ ... ابن مریم کی افضل ہے اس درجہ ... ہے یا نہیں؟

(۲) اگر افضل ہے ... افضل ہے اسفل کی طرف آنا منافی ... نبوت اور تنزل ہے یا نہیں؟

(۳) اگر مفضول ہے تو جمیع امت محمدیہ جمیع انبیاء ... بنی اسرائیل سے افضل ہوئی یا نہیں؟

(۴) ہر انسان کا حشر اُسکے ... ہوگا یعنے جس حالت میں ... فوت ہوا ہے اُسی پر یا کسی اور حالت پر؟

(۵) قال انی عبد اللہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت ۔۔ سے کیا مراد ہے؟

۔۔ کہاں چشم دل سے دیکھئے اپنا جواب آپ

کیجے بحال ہوش کہاں ہیں جناب آپ

نوٹ سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کے شروع میں زیر سرخی ”کیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں“ امرتسری درافشانی فرماتے ہیں ”اگر مسیح موعود کسی ایسی جگہ میں نہ آئیگا جو جگہ اُس کے نزول کی حدیثوں میں آئی ہے (اس سے یہ تو تشریح ہو گیا کہ کوئی خاص ایک ہی جگہ نزول مسیح کی حدیثوں میں نہیں آئی۔ راقم) مثلاً دمشق کی بجائے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں نازل ہوگا ..... تو ایسی صورت میں وہ مسیح خواہ تمام کام بعونہٖ بھی کر دکھائیگا تاہم اُس کا منکر کافر نہ ہوگا“ کی شاباش کیوں نہ ہو آخر یہود کی مماثلت کا ثبوت بھی آپ ہی کے اقوال و افعال سے حاصل ہوتا ہے۔ بلا سے کافر بنا منظور مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا)

ملہ ”مجھ سے پوچھے تو میں اُس شخص کو بھی کافر نہ کہوں گا۔ جو مسیح کے دمشق میں نازل ہونے کی صورت میں بھی اُس سے انکاری ہو۔ مگر کسی شرعی وجہ اور تاویل سے نہ کہ انکار و استکبار سے“۔ (مولنا وہ شرعی وجہ جو دماغ ثنائی میں گونج رہی ہے اور وہ تاویل جو تحریر سہسوانی

کی سی ہو ۔۔ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند
اس میں نہیں شک تو ہے نصاریٰ کا برادر
بے شک ہیں تیرے کام یہودوں کے برابر

سلہ اخبار اہل حدیث مورخہ یکم جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ اول میں زیر سرخی ”کیا مرزا قادیانی اور رسولوں کی طرح ہیں“ ہرقل بادشاہ نے کہا کہ ہمیشہ سے سچے نبیوں کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ اُن کے اصحاب میں سے دین کو غلط جانکر کوئی نہیں پھر کرتا۔ اب یہ ایک منہاج نبوت ہے کہ نبی کے اصحاب میں سے کوئی مرتد نہیں ہوتا۔ جس نے دین نبی کو خالص دل سے قبول کیا ہو۔ اب ہم اسی اصول پر مرزا جی کی نبوت جانچتے ہیں۔

ہم بھی فاضل حدیث دان سے پوچھتے ہیں کہ کاتب وحی کا بروایت بخاری مرتد ہونا آپ کو معلوم ہے یا نہیں؟ ۔ نیز آیت ارتداد پارہ ۶ رکوع ۱۲ ۔ مرتدین کے حالات تفسیروں میں درج ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلعم پر ایمان لا کر تصدیق کر کے کوئی مرتد ہوا یا نہیں؟ ۔۔

کب لاؤ تسلیم یہ تحریر تری ہے
دعویٰ ثنائی بھی کیا حجت سی بری ہے

ہے یہ اک جلسۂ مسلمانان
نام قاسم علی ہے سُن میرا
اُسکے سب دوستو ذکا ہو تمہیں غلام
اے خداوند ذو الجلال و کرم
رحمت و فضل تو ہی خواہم
منکران مسیح و مہدی کو
لکھ چکا جب میں دعوت منظوم
چھید ڈالے ہیں سینہ ہائے عدو
اور کر التجا کہ اے مہدی
اور دعا کیجئے میرے حق میں
میں تو تھا ایک اُمّی و جاہل
اے مسیح زماں خبر لیجے
ایک ادنیٰ غلام ہوں تیرا
مجھکو بلوائیے حضور میں
رہنا دہلی کا خوش نہیں مجھکو
کار دُنیا میں ہیں سبھی مشغول
کوئی مجمع یہاں نہیں اب
دیندار سب بغض و کین انکو
ورنہ گندم نما بزرگوں سے
میرا ناچیز ہدیہ ہو قبول
امر بی کا وعدہ ہے نزدیک
اس دعا پر میں ختم کرتا ہوں

عیسوی دین کا ہوا اظہار
گو ہوں ناچیز ذرہ بے مقدار
جس قدر ہیں مہاجر و انصار
اے توانا و قادر دستار
میانیم از ذنوب استغفار
اپنی قدرت سے جلد کر ہشیار
ہاتف غیب نے کہا یہ پکار
تیرے خیر ہو جگ سے پار
ہے تخلص مجھی کوئی در کار
بخشدے مجھکو ایزد غفار
ہیں دعا کی یہ نیز سب آثار
تیری قربت [illegible] بیمار
صدق دل سے ہوں تیرا عاشق زار
تا کہ حاضر رہوں سر دربار
تیرے کوچے کی [illegible] کار
کیا فقیر اور کیا غنی زردار
جس میں ہو [illegible] دو چار
دوست [illegible] دار
چہرہ اسلام [illegible]
از برائے [illegible]
تیری نصرت [illegible] اظہار
ہے خدا تو ہمارا بارہ کار
ہر بلا سے بچا تو قاسم کو

کس لئے کرتا ہے یہ نابینا
دل سے ہوں خادم مسیح زماں
احمدی ہوں بفضل ایزد پاک
کردہ ام بیعت مسیح زماں
ربنا لا تزغ قلوب مرا
اُن کو آنکھیں [illegible] اور دل بھی
کام حسنات کا کیا تو نے
اب [illegible] کے سامنے جا کر
مجھکو اپنی زبان سے مولا
میری [illegible] پاک کرے
میرے اعمال [illegible]
ہوں [illegible] آشنائی سے
[illegible]
[illegible]
حال [illegible] کروں
جانب [illegible]
[illegible]
[illegible] زبان [illegible]
[illegible]
جو نہیں مانتے تجھے منکر
[illegible] منکر مسیح زماں
اک نشان شدید اب دکھلا
وقنا ربنا عذاب النار

جو نصاریٰ کا ہے تعلق دار
مال اور جان سے ہوں سینہ سپار
ہے دعا میری رب سے لیل و نہار
تو بریں عہد استوارم دار
کن و خاتم بزمرۂ ابرار
جس سے وہ سمجھیں فرق نور اور نار
تیر کا کام کرتے ہیں اشعار
یہ عریضہ بطور تحفہ گذار
کیجئے سرفراز اے سردار
جس نے کر لوں تیرے دشمنوں کو مار
کر دیا تو نے مجھکو نیکوکار
ہجر سے ہو گیا ہوں زار و نزار
ایک میں بھی ہوں ایک خدمتگار
تا نکے مبتلائے ابن آزار
کوئی آتا نہیں نظر دیندار
[illegible] کہ دین ہے بیکار
[illegible] دنیا میں [illegible] شمار
[illegible] سلام [illegible] بیدار
اس زمانہ کا سید الابرار
سخت پچھتائینگے وہ آخر کار
باش چندے و جمع خاطر دار
جس نے ہو جائے فیصلہ یکبار

نوٹ ؎ حقیقت دان فاضل لکھتا ہے کہ۔ مرزا اور مرزائیوں کا عقیدہ وفات مسیح نصاریٰ کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ بھی تو موت ہی کے قائل ہیں ایسے ہی مرزائی وفات کے قائل ہیں۔ اس عقیدہ سے بھلا کہیں کسر صلیب ہوتی ہے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۷ کالم اول پر کتاب مواہب الحقائق کا ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مسیح کی موت کے مسئلہ سے تو عیسائیوں کی ایک گونہ تائید ہے بھلا موت سے اُن پر فتح ہو سکتی ہے جبکہ خود انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے چلا کر جان دی پھر یہ موت کا مسئلہ عیسائیوں کی تائید ہے یا تردید" انتہی ملخصاً سبحان اللہ۔ اس فہم و فراست پر دعویٰ علم و فضل اور مولوی فاضل مفسر قرآن و اہلحدیث وغیرہ وغیرہ۔ اس دشمن عقل سے کوئی پوچھے کہ اگر یہ امر ثابت کر دیا جاوے جیسا کہ ثابت کر دیا ہے کہ مسیح صلیبی موت سے نہیں طبعی موت سے جسکو وفات کہتے ہیں مرا ہے اور زمین میں دفن ہے تو اس سے عیسائیوں اور یہودیوں اور [illegible] کی تردید ہوتی ہے یا تائید۔ براہ مہربانی فاضل صاحب مندرجہ ذیل سوالات کا جواب بھی عطا فرما کر اپنی تائید کریں۔

الف۔ قتل بالصلیب اور موت طبعی میں کچھ فرق ہے یا دونوں برابر ہیں؟

ب۔ یہودیوں عیسائیوں کا دعویٰ قتل بالصلیب مسیح علیہ السلام کی بابت ہے یا موت طبعی کا؟

ج۔ مرزا صاحب علیہ السلام اور آپ کی پاک جماعت قتل بالصلیب کے منکر اور موت طبعی کی قائل ہے یا [illegible]؟

د۔ اگر قتل بالصلیب کی نفی اور موت طبعی ثابت ہو جاوے تو عیسائیوں کا کفارہ جسکی بنا پر [illegible] ہے اور یہودیوں کی تکذیب [illegible] انکار مسیح علیہ السلام [illegible] کی تائید ہوگی یا [illegible] دین مسیح [illegible]

۵۔ واقعہ [illegible] تقریب افتتاح مدرسۃ القرآن دہلی زینت محل [illegible] مولوی فاضل بھی مدعو ہوئے گئے تھے [illegible] جلسہ مولوی [illegible] صاحب وحید دہلوی کی جانب سے [illegible] جلسہ جو شایع ہوا تو اس میں ایک [illegible] تھا کہ۔ [illegible] ہر شخص [illegible] کوئی امر مسیح کے خلاف دل آزار یا دل شکن [illegible] سے سعی [illegible] بھی ان جلسوں میں جو تین یوم تک [illegible] موجود تھا۔ امرتسری فاضل [illegible] خصوصیت سے بھی قبل از وقت جیلا گیا تھا [illegible] جلسہ میں پادری احمد مسیح نابینا و عبد الرحمن [illegible] ممبران کمیٹی کے بھی مدعو ہوئے تھے احمد مسیح کا [illegible] بغرض ریویو کتاب تحفہ

آریہ سماج مصنفہ شیخ عبد العزیز پروگرام میں درج تھا اس کام کیلئے اپنے وقت پر نابینا صاحب تقریر کیلئے اُٹھے مسیح پر لیٹے گئے [illegible] ریویو کتاب کے کچھ ذکر کفارہ مسیح و موت صلیبی کا شروع کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر الفاظ دیگر کرنے لگے تو بنا بر مندرجہ فوراً صدر انجمن صاحب کو [illegible] صاحب نے ترجمہ قرآن کے خلاف الرشید [illegible] کیا کہ یہ جلسہ اسلامی ہے اس میں اشاعت مذہب صلیبی [illegible] ہے [illegible] احمد مسیح صرف ایک کتاب پر ریویو کرنیکی غرض سے [illegible] برخلاف اپنے منصب کے اور خلاف نوٹس پروگرام [illegible] سلسلہ عالیہ کا ذکر کیا جاتا ہے کیا بغیر اجازت چیرمین صاحب اسکو حق حاصل ہے کہ اصل مدعا چھوڑ کر غیر متعلق باتوں کا ذکر کرے احمد مسیح نابینا نے کہا کہ میں عام سے روکنے سے ہرگز نہیں [illegible] اور [illegible] کوئی حق نہیں کہ یہاں مجھکو مانع ہو کہی تقریر سے [illegible] صاحب [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے بیان کی تائید کی [illegible] اور کہا [illegible] سکرٹری [illegible] حالات میں [illegible] جبکہ انکو یہ معلوم نہ تھا کہ متکلم اور مانع کون شخص ہے اگر آپ کو یہ ظاہر ہو جاتا کہ قاسم علی احمدی ہے تو شاید آپ جیسا [illegible] خیر کچھ بھی تھا مگر حسب مصرعہ "عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد" اب آپ میری تائید میں کہ اُٹھو کہ میں [illegible] آپ کی

تائید کرتا ہوں بیشک حافظ صاحب کو کوئی حق خلاف پروگرام [illegible] کے بغیر اجازت صدر انجمن جو حاصل نہیں اور میں نے زیر [illegible] صاحب کے [illegible] کیا تھا کہ یہ [illegible] بیان [illegible] صاحب کا اچھا نہیں [illegible] انکے بعد چیرمین صاحب و سکرٹری صاحب جو بعد دیگر حضرات نے بھی میری تائید کی اور احمد مسیح کو ریویو بیان کر سوائے ریویو کتاب تحفہ آریہ سماج کی رد کرنا پڑا اسی سبب سے ہو کہ نابینا اور [illegible] کی ذلت ہوئی ناگفتہ بہ ہو کہ بجائے نابینا سے ایک بات بھی اب ریویو کے متعلق صحیح طور پر [illegible] ہوئی [illegible] ذالک فضل اللہ [illegible] اسکے بعد مولوی [illegible] صاحب کا [illegible] شروع ہوا [illegible] [illegible] بالکل [illegible] نابینا [illegible] جو [illegible] کی ہوتی ہے [illegible] زیادہ [illegible] جس سے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] تقریر کا اندازہ بھی ہو گیا۔ احمد مسیح کی [illegible] حاصل کر سکتے آپ نے سلسلہ عالیہ کا کوئی ذکر [illegible] جسکی بابت سنا گیا ہے کہ [illegible] مرزائیوں کی کونگا [illegible] ذکر کی بات بھی آپ [illegible] آپ نے اسکو چھوڑ بعد اختتام جلسہ بوساطت رفیق جلسہ پادری احمد مسیح نابینا آپ نے اس [illegible] منہ سے اپنی شناسائی حاصل کر کے افسوس ظاہر کیا کہ نابینا و الامناظرہ مینے نہ دیکھا۔ اور نابینا سے درخواست کی کہ اشتہارات مباہلہ جو بابت سلسلہ احمدیہ و مہدی شایع

۲ ہو چکی ہیں مجھکو عنایت کیں [illegible] کچھ لکھونگا دیکھو آپ انپر کیا لکھتے ہیں نابینا نے تم انکو بقول شخصے ندھر کو سہارا چاہئے ایک مدعا [illegible] الفاظ آپ کی تصانیف کے متعلق ظاہر کئے تو امید یقین ہے کہ وہ اشتہارات پہنچ چکی ہونگی مگر اب تک مولوی صاحب نے

موسمی بیماریاں اور زمینداران
ڈسٹرکٹ بورڈ

مستعصب بالا عنوان سے ایک بیدار زمیندار نے معزز اخبار زمیندار میں ایک مضمون لکھا ہے۔ چونکہ یہ مضمون عام لوگوں کے فائدہ کے لئے لکھا گیا ہے اس لئے اسے ذیل میں بلا کم و کاست درج کیا جاتا ہے خاص قادیان کی ضروریات کے متعلق گورداسپور کے ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ کو میں کئی مرتبہ توجہ دلا چکا ہوں بعض ممبر اور معزز ممبران بورڈ سے جب کبھی مجھے ملنے کا اتفاق ہوا ہے تو انھوں نے زبانی وعدہ بھی کیا اور الحکم کی تحریکات پر بھی توجہ کرنے کا عزم ظاہر کیا مگر وہی حصے گئے پھر تخصت کا معاملہ ہو جاتا ہے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ابتک قادیان کی صفائی کے متعلق جو امور پیش کئے جاتے ہیں ان پر توجہ نہ ہوتی۔ قادیان سے بٹالہ تک کی سڑک کا معاملہ اسی طرح کھٹائی میں نہ پڑا رہتا۔ اور مشکل تو یہ ہے کہ اگر ہمارے صاحب ضلع ایک مرتبہ قادیان تشریف لے آئیں تو وہ یہاں کی مقامی حالت سے آگاہ ہو جائیں اور مقامی ضروریات پر توجہ کر سکیں بہرحال بیدار زمیندار نے جو کچھ لکھا ہے میں اس سے پورا اتفاق رکھتا ہوں۔ ایڈیٹر

سال ۱۹۰۶ء میں چونکہ بارشیں بہ کثرت ہوتی رہی ہیں اس واسطے ہر ایک ضلع میں عموماً اور دیہات لب دریا میں خصوصاً موسمی بخار کی نہایت شکایت رہی ہے اور ابتک بدستور ہے جن لوگوں نے دیہاتی مخلوق کا یہ خوفناک نظارہ دیکھا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں یہ خدائی مخلوق بوجہ افلاس عدم دسترس عدم دستیابی ادویہ اور عدم موجودگی طبیب کے کس حالت میں گذارہ کرتی ہے سخت سے سخت انسان بھی یہ خوفناک حالت دیکھ کر توبہ توبہ کر اٹھتا ہے یہ قابل رحم مخلوق ایسی کس مپرسی کی حالت میں پائی جاتی ہے کہ طوعاً کرہاً یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ ان کا کوئی پرسان حال اور ہمدرد نہیں ہے۔ بوڑھے جوان بچے ننھے ملنوروں کی طرح اپنی اپنی جھونپڑی میں پڑے سسکتے ہیں اور انھیں کوئی نہیں پوچھتا۔ نہ سرمایہ میں کپڑا اور نہ بیماری میں دوا اور غذا اگر اذوقہ کی خاطر کشت کاری کی وحشت ساتھ ہی چھٹی ہے اگر گھر میں دس ہیں تو دس کے دس ہی بیمار اور رنجور ہیں لحاف کے بلوے لپٹے ہوئے اور ہائے ہائے کرتے ہیں مگر کریں تو کیا کریں نہ تو کوئی طبیب ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر اور نہ شفاخانہ ہے کوسوں دور جس سے علاج کرائیں اور کس سے دوا لیں پوچھیں۔ دیہاتی نیم حکیم خطرۂ جان۔ دوکانداروں سے خدا کی پناہ ان کے واسطے فصل کا موسم آگیا ہے گوڑ کا شربت دیکر ہر گھر سے کر لئے اور اسپر سود کی رقم جدا رہی کوئی گھر ایسا نہیں جس میں سے ہائے ہو کی دردناک آواز نہ آتی ہو اور پوچھو تو یہ ایک زمیندار یا ایک کاشتکار کا حال زار ہے یہ وہ مخلوق ہے جو آئے سال اور دنیا کے واسطے دانہ اناج اپنے پسینے کی کمائی سے مہیا کرتی ہے یہ وہ جماعت ہے جس کے ٹکوں سے گورنمنٹ کے خزانے لبالب رہتے ہیں۔ یہ وہ بدقسمت حیوان ہے جس کے لہو سے اہلکار اور وکیل پرورش پاتے ہیں یہ وہ کمبخت فرقہ ہے جس کی کمائی سے مدرسے جاری اور شفاخانے بارونق ہیں جس کی ہمت کا ادنیٰ نمونہ ڈسٹرکٹ بورڈ ہیں یہ وہ منحوس گروہ ہے جس کی کمائی سے لوگ تعلیم یافتہ اور مہذب بن کر دنیا میں نام پیدا کرتے ہیں یہ سب کچھ ہیں مگر ان کم بختوں کی حالت ہمیشہ ہی ذلیل رہتی ہے کس بُرے وقت میں کسی نے کہا تھا کہ او تخم کھیتی ہے خاک ادتم ہے اب تو کھد سے بھی سو درجہ خراب اور ذلیل ہے یونانی اطبا کی دن بدن کمی ہوتی جاتی ہے شفاخانے چندے محدود اور دور دور سرکلوں میں غریب زمینداروں کو اُن سے کیا فایدہ ہو سکتا ہے جس غریب کاشت کار کا سارا کنبہ ہی علیل ہو وہ شفاخانہ جانے کے لئے صد میل کا سفر کیونکر کر سکے اور اُس کا علاج کیا ہو سکے افسوس آئے سال ڈسٹرکٹ بورڈ اپنی جیبیں تو پُر کر لیتا ہے مگر اُن کی بھی کوئی خبر ہے جو اُس کا سرچشمہ ہیں۔ کونین تک تقسیم نہیں کی جاتی۔ بعض ضلعوں میں دستور ہے کہ ایک ایک دو دو یونانی طبیب بھی نوکر رکھے ہوتے ہیں وہ دورہ میں لوگوں کی تیمارداری کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ اُن کے ہونے سے لوگوں کو فایدہ بھی ہوتا ہے یہ دستور بھی رفتہ رفتہ بند ہوتا جاتا ہے ہماری رائے میں گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اپنی بے کس رعایا کے واسطے بالخصوص موسمی بیماریوں کی حالت میں تو خاص انتظام کر دیا کرے ایک بڑے سکیل پر ہر ایک تحصیل میں کونین اور کونین کی گولیاں تقسیم ہونی چاہئے جس کا کفیل ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ ہونا چاہئے کہ وہ دورہ کریں اور لوگوں کو دیکھیں بلکہ ان ایام میں خاص طور پر فی تحصیل دو دو ٹریولنگ ہاسپٹل اسسٹنٹ مقرر ہونے چاہئے گورنمنٹ ہر سال داخل خارجوں کی تصدیق کے واسطے تو اکسٹرا اسسٹنٹ تحصیلداران مقرر کرتی رہتی ہے اس کام کے واسطے کیوں نہ زائد ڈاکٹر موسم میں مقرر کئے جاویں اور ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہمیشہ کے واسطے فی تحصیل دو دو دیسی طبیب بھی مقرر ہونے چاہئے اگر اور کچھ نہیں تو فوراً کسی ضلع یا تحصیل میں موسمی عوارض شروع ہونے پر ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے یونانی طبیب مقرر ہونے چاہئے اگر ڈسٹرکٹ بورڈ اس وقت کام نہ آیا تو وہ کس مرض کی دوا ہے ہائے افسوس ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر کچھ بھی کام نہیں کرتے ہیں انھیں مخلوق خدا کا کچھ بھی خیال نہیں غریب زمینداروں کی جانب سے یہ لوگ قائم مقام بن کر جاتے ہیں اور کرتے کراتے کچھ بھی نہیں۔

ہم نہایت ادب سے گورنمنٹ کی توجہ اس جانب منعطف کرتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ اس موسم کے موسمی بخار نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس توجہ کی اس وقت کس قدر ضرورت ہے ابھی اضافہ نہیں ہوا ہے گورنمنٹ فوراً نوٹس لے اور صاحبان ڈپٹی کمشنر کو اس طرف توجہ دلائے۔

وصیّت

(۱) مَیں مسماۃ سردار بیگم اہلیہ محمد حسین قوم جٹ ساکن تلونڈی عنائت خاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔ اور لکھدیتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیّت پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود و رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں۔ اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) مَیں اقرار کرتی ہوں کہ مَیں نے رسالہ الوصیّت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال سُن لیا ہے۔ مَیں ان ہدایات کی جو اُس میں درج ہیں پابند [illegible] ہدایات [illegible] اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہونگی جو رسالہ الوصیّت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی منظور کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے شائع ہوئے۔ یا آیندہ شائع ہوں گے۔ مَیں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات۔ ضوابط قواعد۔ شرایط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیّت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے اور جس پر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے
* تفصیل جایداد اخیر پر شامل کی گئی ہے۔
اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جایداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیّت کرتی ہوں کہ میری یہ جایداد جو اس وقت جس کی قیمت مبلغ ۸۱۰ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نہ کرے تو اس وصیّت کردہ جایداد سے منافع حاصل کر کے اغراض انجمن کو پورا کرے۔ اور اس کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ میری اس وصیّت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جایداد وصیّت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی۔

(۵) مَیں اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد (مذکورہ بالا جایداد) کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیّت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیّت میں کیا ہے۔ مَیں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتی رہوں گی

(۶) مَیں یہ بھی وصیّت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی [illegible]

پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں۔ یا آئیندہ شایع ہونگی دار الامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے۔ نقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گی۔ جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے کرا دوں گی۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکی اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کے کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو اس صورت میں بھی میری وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر نقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان حکم نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکی ہونگی۔ یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہوئی تھی۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔

گواہ شد

محمد حسین ولد نور محمد ساکن گوجرانوالہ [illegible]

العبد

سردار بیگم زوجہ محمد شریف [illegible]

گواہ شد

محمد امام الدین ولد منشی نظام الدین [illegible]

تحصیل ظفروال

فہرست جایداد

زیور حسب ذیل۔ ڈنڈیاں طلائی۔ ڈنڈیاں ریل

گھاٹ طلائی۔ نوبیڑیاں طلائی۔ داونی طلائی۔

پتیا طلائی۔ پھول طلائی۔ بلور طلائی۔ کنٹھا طلائی

گوکھرو نقری۔ جھمکے طلائی۔ بالکان نقری۔ نونگ

متفرق کپڑے وغیرہ

میزان کل ۸۱۰ آٹھ سو دس

وصیت

از محبوب عالم احمدی لاہور

۱۔ میں مسمی محبوب عالم ولد میاں غلام قادر ساکنہ موضع علاء الدین کے۔ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات۔ اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن احمدیہ مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آئیندہ ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن احمدیہ مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

۴۔ میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ جس قدر میری جایداد میری مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے۔ یا اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرے۔

۵۔ چونکہ اس وقت میرے پاس کوئی جایداد نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار اپنے اس شہر کے امین کے پاس ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ جو میں پہلے سے بھی دیا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ العزیز۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت ہوں تو بھی۔ اگر صدر مقام قادیان میں فوت ہوں تو بھی بہر صورت احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں۔ یا آئیندہ شایع ہونگی دار الامان قادیان میں جو خدا کے رسول اور مسیح موعود کا تخت گاہ ہے پہنچاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کیجاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد جو وصیت فنڈ میں آ چکی ہوگی۔ ہرگز نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ اخراجات اس وصیت کردہ حصہ سے الگ ہونگے۔ یا میں ان اخراجات کے واسطے اپنی زندگی میں رقم جمع کرا دونگا اگر میں ان اخراجات کے واسطے کوئی رقم ادا نہ کر سکا۔ تو میری دوسری بقیہ جایداد سے یہ اخراجات پورے کئے جاویں۔ اگر میری جایداد کوئی نہ ہوئی۔ تو پھر جس طرح مولا کریم چاہیگا۔ ہو کر رہیگا۔

۸۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ وصیت محض رضاء الٰہی کے واسطے لکھی گئی ہے اور حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ اگر میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی تو بھی میری وصیت قائم رہیگی اور میں دل میں خواہش رکھتا ہوں کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کی جاوے۔ بلکہ جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں میری نعش کہیں دفن نہ کیجاوے۔ البتہ امانت کے طور پر دفن ہو سکتی ہے۔

۹۔ اگر میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو رقم میں اس انجمن کے پاس جمع کرا چکا ہوں گا۔ وہ انجمن سے واپس نہیں لیجا سکتی۔ اور نہ ہی میرے کسی رشتہ دار وغیرہ کو حق ہوگا۔ کہ وہ اس کے لینے کی کوشش کریں۔ اور اگر جایداد ہو۔ تو بھی انجمن کو حق ہوگا کہ وصیت کردہ حصہ اپنے قبضہ میں رکھے اور خواہ اسکو خرچ کرے۔

نوٹ۔ چونکہ میرے پاس جایداد نہیں ہے۔ اور میں غریب آدمی ہوں۔ اس واسطے ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ میں انجمن احمدیہ کے امین کے پاس یا جس جگہ انجمن احمدیہ قادیان حکم دے میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ جمع کرتا رہوں گا۔ فقط

وصیت کنندہ

عاجز محبوب عالم احمدی موضع علاء الدین کے۔ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور انارکلی

گواہ شد

حمید شاہ احمدی ولد حشمت شاہ قوم سید [illegible] لاہور

گواہ شد

محمد موسیٰ سوداگر بائیسکل لاہور

ایڈوکیٹ بمبئی میں سے نقل

(آپ خود انصاف کریں)

کہ کون سی بات بہتر ہے تجربہ کرنا یا بمبئی کے ایک مشہور طبیب کے تجربہ سے فایدہ حاصل کرنا۔ تجربہ کسی قسم کی نئی بات کو کہتے ہیں اور اسکو عیاناً پر کیا گیا ہے ثابت کرنا چاہئے۔ اگر گھر میں بھی وہ کامیاب ہونا چاہئے ورنہ آپ کی نظروں میں وہ مشکوک ہوگا۔ کسی اجنبی شخص کی تعریف کچھ تسلی بخش ثبوت نہیں ہے۔ اب فرض کیجئے کہ آپکی پشت کمزور اور درد کرتی ہو تو کیا آپ تجربہ کرینگے؟ بہت عجیب علاجوں کے بارے میں آپ نے پڑھا ہوگا لیکن وہ ہزاروں میل دور کے واقعات بیان کر رہے ہیں لیکن جبکہ بمبئی شہر ہی کی اس قسم کی شہادت آپکے روبرو پیش کیجائے تو یقیناً وہ قابل اعتبار ہوگی۔ یہ بات صحیح ہے اور اسکا ثابت کرنا آسان ہے۔ شہر کے لوگوں کی پسند یدگی یہی ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

کی ہر ایک بوتل کیلئے بڑی سفارش ہے۔ یہ بیان پڑھے ڈاکٹر ڈی۔ ایس۔ گھانلا۔ ایم۔ ڈی۔ امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جن کا دوا خانہ [illegible] میں واقع ہے فرماتے ہیں۔ میں کمال خوشی سے سند دیتا ہوں کہ ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

[illegible] کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کی ہیں اور مجھ کو یہ بات جاننے سے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسی تکالیف کیلئے واقعی عجیب کارآمد ہیں اور مجھ کو یقین ہے کہ ایسے امراض کیلئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں [illegible] بہت بہتر ہیں۔ ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

[illegible] کمر درد اور گردوں کی [illegible] فضول ہیں [illegible] پیشاب کے مرض [illegible] کی تمام تکالیف کو رفع کرتی ہیں [illegible] بمبئی کی خلائق کیلئے بمبئی کے باشندوں کے ڈون کی [illegible]

آپ پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں ( ) کے بارے میں بیانات شایع کرتے ہیں اس کالم پر نظر کر کے [illegible] کسی لفافی کا نام دیکھینگے یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا [illegible]

خوبصورت ... لا یوں طرح ہو گئے ہیں اس نہیں قسم ہے خداوند کریم کی جبتک اسکی
آزمائش کر لیں ہرگز ہرگز بد ظنی سے کام نہ لیں کیونکہ تجربے کے بعد ہی خوبیوں سے بہرہ مند ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید جان نثیب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ کا عجیب مشہور ہر دلعزیز

قیمتی باتیں لطیف غذا ہے — مُردہ دلوں میں ایک نئی زندگی — جوانی کا لطف اٹھانے کی چیز

مفرح عنبری — مفرح عنبری — مفرح عنبری

قیمت — قیمت — قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپے (صہ) — تین ڈبیہ تیرہ روپے ۱۳ — ایکدرجن ڈبیہ ۵۰

مفرح عنبری میں خداتعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنے کے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور نیز جھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد ہی اسکو ختم کرتا ہوں ✦

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنےٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ بعد ایک سریع التاثیر کیف و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اسکے سے سوچنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خداوند خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل۔ بے چینی۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے ✦

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب۔ وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت ..... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے ✦

مفرح عنبری جنکے اعصاب میں بہ سبب کوتہ اندیشی۔ یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت و ماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آ جائے۔ اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے خطر مرکب ہے ✦

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی۔ جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمائش شرط ہے ✦

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی تریاقات و جواہرات کا مرکب ہے۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے ✦

مفرح عنبری حکماء اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی ادرار کے باعث ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے ✦

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں ✦

مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کافور۔ دماغی طاقت بھرپور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے

(سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں)

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۸۰

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوى القريه

الحکم

چھ کوٹھہ بالو گرا کی پہاڑ قادیاں بنی — دو بنی شفا بنی غرض دار الامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے [illegible] (۳) ہندوستان سے باہر والوں سے (۴) غیر مذاہب والوں سے [illegible] (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع و تنگ دست کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

نمبر ۴۳ قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰ شوال ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہام
دار الامان کا ہفتہ
سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں — صفحہ اول
اطلاع
[illegible] اور ان کا جواب صفحہ ۲ تا ۸
[illegible] صفحہ ۹
[illegible] صفحہ ۱۱
اشتہار صفحہ ۱۲

تازہ الہام

بَشَّرَهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ
وَذَكِّرْهُمْ تَذْكِيرًا

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ علی الارض مع اہل بیت خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں۔

(۲) حضرت حکیم الامت کا درس قرآن شریف حسب معمول مسجد اقصیٰ میں ہوتا ہے آجکل آٹھواں پارہ شروع ہے۔

(۳) حضرت مولوی محمد احسن صاحب کی صحت بھی خدا کے فضل سے اچھی رہتی ہے۔

(۴) حقیقۃ الوحی کی [illegible] کثرت سے مانگ آرہی ہے بعض احباب نے شکایت کے خطوط بھی روانہ کئے ہیں [illegible] نہیں کتاب روانہ کیجاتی چونکہ [illegible] مشکل ہے اس لئے بذریعہ اخبار ہیں [illegible] کیا جاتا ہے کہ جن خریداروں کی درخواست پہنچ چکی ہیں یا پہنچینگی ان کے نام کتاب شائع ہونے پر بذریعہ ویلیو پے ایبل قیمت طلب ارسال کردیجاویگی ابھی تک کتاب مکمل نہیں ہوئی۔

اطلاع

اس دقت کو محسوس کرکے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے۔ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ۔ غرضکہ سوا لنگر کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہیئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجیں اور محاسب [illegible] حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کردیگا [illegible] تنہار رکھنا چاہیئے [illegible] خرچ لکھا ہوا ہو [illegible] کتنا روپیہ [illegible] کس کس مد کے [illegible] کی قیمت ہے یا اشاعت [illegible] اپنے اشاعت اسلام کا روپیہ ہے یا مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائیداد کی قیمت ہے جو بسلسلہ الوصیۃ کے ماتحت انجمن کو دیگئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا [illegible] کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی [illegible] غرضکہ پورے طور پر کیا جائے کہ وہ کس امر کو واضح کرنا چاہتے ہیں جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔ تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی جس [illegible] کو بالفعل بطور رسید [illegible] ضروری ہوگا کہ فی الفور [illegible] تحقیق کرے۔ اگر مطبوعہ رسید میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی رقم کا اندراج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ [illegible] و کتابت کرے۔

المشتہر خاکسار محمد علی سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

[illegible] امر کا اظہار [illegible] ہے کہ رسالہ الوصیت کے [illegible] چندہ [illegible] یہ ہے کہ کچھ چندہ [illegible] بہشتی کی زمین اور باغ وغیرہ لوازم کی طیاری [illegible] چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے [illegible] وصیت کریں یا جائیداد کی قیمت [illegible] یا آمد کا دسواں حصہ [illegible] کو الگ سمجھنا چاہیئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا ہونا ضروری ہے۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب آرہی ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں۔ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت اور ان کیلئے ممکن اور ضروری آسائش کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کر رہی ہے اس وقت چند ضروری امور بطور ہدایت کے منجانب انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ (۱) تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کیساتھ اگر مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کی جاوے کہ اسقدر احباب اپنی بیبیاں بچوں سمیت آئینگے تاکہ ان کے اترنے کیلئے مناسب انتظام کیا جاوے (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر ان کا [illegible] مشکل ہوگا۔ (۲) چونکہ سردی کا موسم ہے اور ہم اسقدر انتظام نہیں کرسکتے کہ رضائیاں اور بستر بہم پہنچائیں۔ اسلئے ہر بھائی کو اپنا بستر اور رضائی اپنے ساتھ لانی اور اس امر کو ضروری سمجھ لے۔ (۳) جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنیوالے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں۔ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور ان کے حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی۔ (۴) جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنیوالی ہو وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدیں جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے (۵) سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم مطلوب ہوگی جو کم از کم ڈیڑھ ہزار بھی چاہیئے۔ اسکا انتظام بہت جلد ہونا چاہیئے (یعقوب علی)

استفسار اور اُن کے جواب

جناب حکیم صاحب - السلام علیکم - ذیل کے سوالات کا جواب بذریعہ الحکم عطا فرما کر مشکور فرماویں -

(۱) حضرت عیسٰیؑ کا صاحب شریعت نہ ہونے کا قرآن سے ثبوت آیات مع ترجمہ کے تحریر کریں تمام سوالات کے اور یا حدیث بھی ترجمہ کیساتھ ہو۔

(۲) اگر حضرت عیسٰیؑ صاحب شریعت نہیں تھے تو ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کے کیا معنے ہوئے -

(۳) اگر صاحب شریعت نہیں تھے اور انجیل کتاب نہیں تھی بلکہ خوشخبری تھی تو آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے کیا معنے ہوئے -

(۴) حضرت عیسٰیؑ کو بچہ ہونے کی حالت میں نبی بنایا گیا تھا اور کتاب ملی تھی یا بڑے ہوکر اگر بڑے ہوکر تو فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا سے تا آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کا کیا مطلب ہے -

(۵) مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت کیا قرآن میں بھی ہے کہ صرف احادیث کی بنا پر ہے اگر قرآن میں ہے تو مفصل آیات درج کریں -

(۶) کیا مرزا صاحب نے صرف سر سید احمد خان سے مسئلہ وفات مسیح معلوم کرکے فایدہ اُٹھایا ہے کہ اور کسی اکابر اُمت نے بھی وفات مسیح کا ثبوت دیا اگر دیا ہے تو مفصل تحریر فرماویں معہ ترجمہ کے اُن کے کتب سے -

(۷) آجکل نیچری اخباروں نے بہت زور اُٹھایا ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ سر سید احمد خان سے سُنکر مرزا صاحب فایدہ اُٹھا کر سر سید کو گمراہ بناتا ہے اس کا مفصل جواب تحریر کریں کیا سر سید احمد نے فی الواقعہ وہ کلمہ کہیں لکھے ہیں -

(۸) حضرت مسیح کو خدا بنانے والے بخشے جاسکتے ہیں نقل درکار ہے - خاکسار سراج احمد از لاہور -

الجواب

وعلیکم السلام - س۱ حضرت عیسٰیؑ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا کیا ثبوت ہے -

ج ثبوت اثبات کا ہوتا ہے نہ نفی کا -

دوسرا وہ کتاب جو اُن پر نازل ہوئی جس میں شریعت کے احکام ہیں کہاں ہے -

تیسرا عیسوی لوگ جنہوں نے مسیح کو خدا بنا رکھا ہے اگر کوئی کتاب مشتمل شریعت ہوتی تو کس قدر مشہور ہوتی ... کرتے ہیں کہ وہ خود خدا تھا اس کو شریعت کی کیا ضرورت اور شریعت لعنت ہے وہ تو ہم کو اس لعنت سے چھڑانے کے لئے آیا ہے -

چوتھا جو موجودہ اناجیل ہیں اور متی اور مرقس اور لوقا اور یوحنا کی تصنیف ہیں ان میں بھی احکام شریعت کوئی نہیں -

پانچواں مسیحؑ شریعت موسوی کے آخری مجدد تھے اور شریعت محمدی کے مبشر چنانچہ موجودہ اناجیل میں لکھا ہے یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل جاویں ایک نقطہ یا ایک شعشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو (جسکا ذکر اعمال ۱۹/۳۲ اور استثنا ۱۸/۱۸ میں ہے) متی ۵/۱۷

تب یسوع لوگوں اور اپنے شاگردوں سے کہنے لگا کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے جو کچھ وے تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن ان کے سے کام نہ کرو متی ۲۳

یسوع نے جلیل میں آکے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی مرقس ۱/۱۴ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مسیح کا نام مبشر رکھا ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۶/۲۸ میں (عیسٰی) بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو بعد میرے آئیگا جسکا نام (مبارک) احمد ہے

چھٹا موجودہ اناجیل مسیح کے بعد لوگوں نے بطور تواریخ تصنیف کیں چنانچہ لوقا کہتا ہے چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں - میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھیں لوقا ۱/۱-۳ شریعت موسیٰ کی معرفت دی گئی اور فضل یسوع مسیح سے یوحنا ۱/۱۷ پس صاحب شریعت ہونا تو بجای خود صاحب کتاب ہونا بھی ان اناجیل سے ثابت نہیں ہوتا -

ساتواں قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کتاب جس میں شریعت جدید ہو بعد موسیٰؑ سوائے قرآن مجید کے نازل نہیں ہوئے جیسے قالوا یاقومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ ۲۶/۳۰ کہا ان (جنوں) نے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو بعد موسیٰؑ کے نازل ہوئی -

س۲ اگر صاحب شریعت نہ تھے تو ولاحل لکم کے کیا معنے ج۲ اس کے معنے اللہ تعالیٰ نے خود کر دیئے جیسے فرمایا اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ ۹ یعنے یہودی نصاریٰ نے اپنے علما اور مشائخ کو رب بنالیا تھا سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنے حلال کو حرام کہیں تو وہ حرام سمجھتے و بالعکس تفسیر کبیر صفحہ ۲۷۶ ج ۲ دوسرا بعض محرمتیں ان میں قومی تھیں جیسے اونٹ اور اس کا گوشت جس کو حضرت یعقوبؑ نے بسبب بیماری عرق النسا کے بطور پرہیز ترک کیا بعدہٗ بطور قومی یادگار حرام سمجھے گئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ ۴/۱ یعنے تمام اشیاء خوردنی جو اب اہل اسلام پر حلال ہیں بنی اسرائیل پر بھی حلال تھیں ہاں جو حضرت یعقوب نے اپنی جان پر قبل نزول توراۃ خود حرام کیں مگر یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے بھی ان اشیا کو ان پر حرام کیا تھا - تیسرے وہ حرمتیں تھیں جو بسبب بعض اُن کی شرارتوں کے وقتی اور مقامی طور پر چند روز کے لئے مصلحتاً انکی استعمال سے وہ محروم کی گئی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما .... ذلک جزیناہم ببغیہم ۶ یعنے گائے اور غنم کی چربی ہم نے ان (بنی اسرائیل) پر حرام کر دی تھی ان کی بغاوت کے سبب - جب انھوں نے موسٰیؑ کو کہا کہ ارض مقدس میں جبار ہیں تو اور تیرا رب جاکر لڑو اسپر ان کو چالیس سال جنگل میں رہنے کا حکم ہوا - خیمہ زین وغیرہ اشیاء چرمی کو چرب کرنیکے لئے اس چربی کا کہانا منع فرمایا ورنہ اصل میں یہ اشیا حلال تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم ۶/۲ یعنے یہود کے شرارتوں کے سبب ان کو عمدہ عمدہ حلال اشیا کے کہانے سے ہم نے محروم کر دیا - ایسے زمانی احکام اسلام میں بھی ہیں جیسے ابتدا میں صبر کا حکم تھا جب کفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا مدافعت کے لئے اور امن قایم رکھنے کے لئے جنگ کی اجازت ہوگئی چونکہ سلطنت یہود ان کے بیفرمانیوں کے سبب زایل ہوچکی تھی تو فرمایا میری فرمانبرداری سے وہ پھر حلال ہوجائینگی چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور عیسائی سلطنت آجتک موجود ہے - فی الواقع کوئی چیز دایمی قطعی توراۃ میں حرام ہو اور مسیح نے حلال کر دی ہو یہ فسخ ہے اور متی ۵/۱۷ میں نسخ سے انکار ہے جسکا حوالہ سوال ۱ میں گذرا - خلاصہ یہ کہ جو اشیا تمہارے مولویوں مشایخ نے حرام کئے یا بطور قومی یادگار تم نے ان کو حرام بنا رکھا ہے یا بسبب تمہاری شرارت کے مصلحتاً چند روز کے لئے تم ان کا استعمال سے محروم کئے گئے یا بسبب بیفرمانیوں کے تمکو وہ اب مرتاں سلطنت زایل ہوگی حلال کر دوں گا -

س۳ اگر صاحب شریعت نہ تھے اور انجیل کتاب نہ تھی تو آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے کیا معنے ج آتانی الکتاب کے یہی معنے تو ضرور نہیں کہ میرے پر کتاب نازل ہوئی بلکہ اسکے معنے یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ فہم کتاب عطا کیا جیسے الذین اتیناہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ ۱/۱۴ یعنے جن کو ہم نے فہم کتاب عطا کیا وہی اسکے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں بلکہ اوتوا الکتاب کا لفظ یہود پر قرآن مجید میں بکثرت بولا گیا اور ان میں خواندہ و ناخواندہ شامل ہیں بلکہ آتیناہم الکتاب بھی موجود ہے جس میں سب شامل ہیں -

چوتھا کتاب کے ملنے سے شریعت کا ملنا لازمی نہیں دیکھو عہد عتیق میں چالیس نبیوں کی کتابیں ہیں کیا وہ سارے صاحب شریعت ہی تھے -

پانچواں وجعلنی نبیا سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صاحب شریعت بھی ضرور ہو کہ نبی کے معنے ہیں پیشگوئی کرنے والا سو اسکا صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں پس اس آیت شریف کے معنے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے علم توراۃ عطا فرمایا اور مجھے پیشگوئی کرنے والا بنایا چنانچہ آسمان کی بادشاہت (اسلام) کی خوشخبری اور مسیح موعود کی خوشخبری جیسے اعمال ۱۹/۳۲ بیان کرتے رہے جو موجودہ اناجیل کا خلاصہ ہے ہاں کچھ زمانی اور مقامی اخلاق بھی ہیں جن پر بعد اس کے نہ کبھی کوئی عمل کرسکا نہ کرسکتا ہے جیسے ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری آگے رکھنا -

س۴ حضرت عیسٰیؑ کو بچہ ہونے کی حالت میں نبی بنایا گیا تھا اور کتاب ملی تھی یا بڑے ہوکر اگر بڑے ہوکر ملی تھی تو فاشارت الیہ سے وجعلنی نبیا تک کا کیا مطلب ہے -

ج پوری آیت اس طرح ہے فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ہارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا ۱۶/۵ یعنے حضرت مریم حضرت مسیح کو اپنی قوم میں لائے سوار کرکر وہ بولے اے مریم تو ایک بُہتان لائی - اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی سو حضرت مریم نے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کیا یعنے اس سے پوچھو وہ بولے

...ا جو جھولے میں جھولتا تھا ... یعنی ہماری عظمت اور شان ... ہے کہ اس سے گفتگو کریں۔ مسیح بولا میں بے شک اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس کتاب تورات کا علم عطا کیا ہے بلکہ مجھے نبی بھی بنا دیا ہے غرض مدار اعتراض ہے لفظ تحملہ پر اور اس کے معنے کئے گئے ہیں گود میں اُٹھائے ہوئے لائی۔ اور کان فی المھد صبیا پر اسکے معنے کئے گئے ہیں جو مہد میں بچہ ہے مگر تحملہ کے معنے سوار کر کے لانے کے بھی ہیں جیسے ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت لا اجد ما احملکم علیہ ۱۸/۱۰ یعنے نہ ان لوگوں پر الزام ہے جو تیرے پاس آتے ہیں تاکہ تو ان کو سوار کرے مگر تو نے کہا کہ میرے پاس تو سواری کوئی نہیں جس پر میں تم کو سوار کروں۔ اب دونوں معنوں میں جو معنے سنت اللہ کے خلاف نہ ہوں اور قرآن و تواریخ اُس کی تائید کریں وہ راجح ہونگے۔ پس بچپن میں کسی کو نبوت ملنا سنت اللہ کے خلاف ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولما بلغ اشدہ آتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین ۱۲/۱۳ جب یوسف علیہ السلام اپنی مضبوطی کو پہنچ گئے تو ہم نے ان کو دیدی نبوت اور اعلیٰ درجہ کا علم یعنے علم الکتاب اور ہم تمام نبیوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ دوسرا ولما بلغ اشدہ واستوی آتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین ۲۰/۵ یہ موسیٰ علیہ السلام کی نسبت فرمایا اور وہی سنت اللہ یہاں بھی ذکر فرمائی۔ اور اشدہ کے معنے قرآن مجید نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں۔ ولما بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ ۲۶/۲ جب وہ مضبوطی کی عمر یعنے چالیس سال کو پہنچا اس ان آیات سے ثابت ہوا کہ نبوت ملنے کی عمر انبیاء کی چالیس سال ہی ہے۔ لوقا نے بھی اپنا تخمینہ ... کا لکھا ہے وہ لکھتا ہے۔ یسوع آپ برس تیس کا ہوا جب شروع کیا ۳/۲۳ سو لوقا اول تو تخمینا بیان کرتا ہے جو کمزور ہے۔ دوئم سنی سنائی بات بیان کرتا ہے جس سے اور بھی کمزوری پائی جاتی ہے اس سے قرآن کریم ... جو سنت اللہ بیان ہوئی اُسی کی تائید ہوتی ہے اگر اشدہ کے معنے بلوغت بھی فرض کئے جاویں تاہم مہد کا زمانہ بہرحال نہیں رہتا۔ دوسرا بچپن میں نبوت اور کتاب کا ملنا ایک فضیلت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملی جو افضل الانبیاء ہیں۔ تیسرا اگر ان کو بچپن میں نبوت ملتی

تو یہ ایک عظیم الشان اعجوبہ تھا اس زمانہ کے تمام مورخین ورقوں کے ورق سیاہ کر دیتے خصوصاً خدا بنانے والے تو خدا جانے کیا کیا اندھیر ڈھاتے اور مہد میں تبلیغ کرنا نماز زکوٰۃ ادا کرنا خدائی کا کرشمہ بناتے کیونکہ اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز و زکوٰۃ اُسی وقت فرض ہو گئی تھی۔ چوتھا ایسے اعجوبہ دیکھنے کے لئے جو اپنی نظیر آپ ہی تھا دور دور سے لوگ آتے اور بچپن میں سے ہزاروں کیا لاکھوں یہود مرید بن جاتے خصوصاً اس ملک میں تو کوئی بھی دشمن نہ رہتا۔ مہد کا بچہ نماز زکوٰۃ ادا کرے تبلیغ کرے کیا یہ کم تعجب انگیز امر ہے کہ پوشیدہ رہ سکتا بلکہ قوم تو اس کو دیکھ کر نبیا ونبیا کہ اُٹھے اور اس کے والدہ کو کہا کہ تو کسی رنڈی کے بیٹے تو نہ تھے جو ایسا کام کیا۔ پانچواں قوم میں لانا تواریخ کے بھی خلاف ہے اور عقل کے بھی۔ الف خود یہی آیت تشریف بتلاتی ہے کہ فاتت بہ قومہا۔ وہ اس کو اپنی قوم کے پاس لائے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ بیت المقدس میں نہ تھی کسی اور جگہ میں تھی ورنہ اس کا لانا اپنی قوم کے پاس جیسے معنے دارد کیونکہ حضرت مریم مسجد میں ہی رہتی تھیں جیسے قرآن مجید سے ثابت ہے فلما دخل علیہا زکریا المحراب ۱۲/۳ یعنے جب کبھی زکریا اس (مریم) پاس محراب میں جاتے۔ اور قوم وہاں ... وقت موجود تھی خصوصاً خدام مسجد ب۔ اس کا بیٹا پیدا ہونا بظاہر کوئی خوشی کی بات نہ تھی کہ تولد ہوتے ہی قوم کے پاس لاتے بلکہ یہ تو وہی بیٹا ہے جس کی ولادت کے وقت کہا تھا ہائے میں مر کر بھولی بسری ہو جاتی جس قوم نے اسکو نبیا فریا کہا ہے کیا اس قوم کے نزدیک یہ بچہ کوئی تحفہ یا عمدہ چیز تھی کہ تولد ہوتے ہی قوم کے پاس لائے۔ ج فاتت بہ قومہا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد ولادت بچہ کو کچھ عرصہ بعد لائے کیونکہ حرف فا عموماً تعقیب کے لئے ہوتا ہے۔ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا ۱۶/۱ یعنے بعد حمل وہ کسی دور مکان میں چلے گئے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد حمل وہ بیت المقدس میں نہیں رہیں اور یہ جانا وضع حمل کے لئے نہ تھا کیونکہ فاجاءہا المخاض میں بھی حرف فا ہے جو تعقیب کے لئے ہے یعنے دور چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ گذر کر اس کو درد زہ ہوا و نیز اگر وہ

بیت المقدس میں تھے تو اس کو کیا ضرورت تھی کہ اپنا مکان چھوڑ کر جو پردہ دار ہوتا ہی درخت کھجور کے نیچے جو عموماً بے پردہ ہوتا ہے تولد کے لئے جاتے۔ حال آنکہ بیت المقدس کی مسجد وہ مسجد تھی جسکے بنانے میں ڈیڑھ لاکھ سے زاید آدمیوں نے تیرہ سال کام کیا کیا اس میں کوئی حجرہ نہ تھا۔ و نیز وہ تمام بنی اسرائیل کا قبلہ تھا جہاں ہزارہا تجاریوں کی ہر روز آمد و رفت تھی کیا وہاں کوئی مکان علیحدہ نہ تھا و نیز خود یہ مریم مسجد کی خادمہ تھی اور اسکے رہنے کا مکان علیحدہ تھا جیسا قرآن مجید سے ثابت ہے لفظ المحراب کے ساتھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت کھجور کسی اور جگہ کا ہے ب۔ اس کو الہام ہوا کہ کھجور کو ہلا کر کھجوریں کر ینگی پانی سے ملا کر کھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تنہائی ہے اور سفر ہے کیونکہ وہاں کوئی اتنا آدمی بھی نہیں کہ اُس کو درخت سے کھجوریں اُتار کر پانی میں بھگو کر کھلائے۔ مسجد میں تو کئی آدمی خدمت کے لئے موجود ہوتے ہیں ۔ج۔ جب وہ مسجد میں ۹ ماہ رہی تو ۹ ماہ تک حمل کیونکر چھپ سکتا ہے تاکہ وقت وضع اس کو پردہ میں چھپانے کی ضرورت پڑتی۔ د۔ جب الہام الٰہی نے اُس کو بتلا دیا تھا تو پھر اس کو وضع حمل تک چھپانے کی کیا ضرورت ح۔ جب کہ حمل ۹ ماہ تک مسجد میں موجود رہا اور مشہور ہو گیا تو اب اس کو کس بات کی شرمندگی تھی کہ اُس نے کہا ہائے میں مر جاتی ... ہو جاتی۔ ط۔ نبیا فریا بھی وقت شہرت حمل کہنا تھا اگر وہ وہاں موجود تھی بعد تولد کیوں کہا گیا کیونکہ وقت حمل ہی علم ہو جانا چاہئے تھا۔ ی۔ فاما ترین من البشر ۱۶/۵ یعنے اگر تو کسی آدمی کو دیکھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضع حمل کسی ایسی جگہ ہو جہاں آدمی بکثرت موجود نہ تھے۔ ک۔ قد جعل ربک تحتک سریا ۱۶/۲ تیرے رب نے نہری ... پہلے سے ہی چشمہ جاری کر رکھا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شہری مکان نہیں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں درخت کھجور ہیں اور نہریں جاری ہیں ل۔ اگر روز ولادت جیسے عموماً مشہور ہے وہ قوم کے پاس لے جاتے تو مسیح علیہ السلام والسلام علی یوم ولدت ۱۶/۲ کے بجائے والسلام علی الیوم عند الولادۃ ہوتا بلکہ ولدت ماضی کا زمانہ بتلا رہا ہے۔ م۔ والسلام علی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ولادت کا وقت اس بچہ کیلئے

زیادہ خطرناک تھا اور وہ سفر کی بیکسی اور بے بسی اور تنہائی تھی جو لازم سفر ہے ۔ن۔ اس زمانہ کے تواریخ بالاتفاق ولادت مسیح بیت لحم میں بیان کرتی ہے متی ۲/۱ لوقا ۲ ہیرودوس کے مرنے تک مصر میں رہے متی ۲/۱۵ پھر ناصرت میں متی ۲/۲۳۔ ناصرت (جلیل) سے آکر یوحنا سے بپتسمہ پایا مرقس ۱/۹ جلیل (ناصرت) میں حاملہ ہوئی لوقا ۲۷/۱۳ یوسف مع مریم اسم نویسی کے لئے بیت لحم کو گیا لوقا ۲/۴ وہاں اپنا پلوٹھا بیٹا ... کہ سرائے میں جگہ نہ ملے لوقا ۲/۱۸ اسے (یسوع کو) اُستادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے اُن کی سنتے اور اُن سے سوال کرتے پایا لوقا ۲/۴۶ یسوع آپ برس تیس ایک کا ہوا جب شروع کیا لوقا ۳/۲۳ تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارہ یوحنا کے پاس آیا اور بپتسمہ لیا اور چالیس روز شیطان سے آزمایا گیا اور یوحنا کی گرفتاری کے بعد منادی شروع کی متی ۴/۱۳ پس قرآن مجید اور تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت مریم صدیقہ حضرت مسیح کو روز ولادت یا بچپن میں بیت المقدس نہیں لے گئیں بلکہ اُن کی ولادت بیت لحم میں کسی سرائے کے خارج درخت کھجور کے نیچے (بسبب جگہ نہ ملنے کے سرائے میں)۔ جہاں نہر جاری اور کھجور کے درخت لگے ہوئے تھے اور گور نر بیت المقدس کے خوف سے جبتک زندہ رہا حضرت مسیح کو بیت المقدس نہیں لے گئے۔

دوسرا مدار اعتراض ہے کان فی المھد صبیا پر سو کان ماضی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت گفتگو بچپن کا زمانہ گذر چکا ہے اگر وہ اس وقت بچہ ہوتا تو بجائے لفظ من کان کے من ہو فی المھد صبیا کہتے حال آنکہ ایسا نہیں کہا اُس کے معنے ہیں جو مہد میں بچہ تھا دوئم مفردات راغب جلد اول صفحہ ۲۵۳ میں ہے صبا فلان نزع (عن شیء) واشتاق (الی شیء آخر) وفعل فعل الصبیان یعنے صبا کے معنے ہیں جو ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے کام کا شوق کرے اور بچوں کا سا کام کرے مسیح نے بھی ان کا مروجہ طریق اور مسائل ناجائز کو ترک کیا اور تجدید مذہب کی (جو اُن کے نزدیک بچوں کا کھیل اور ہنسی کی بات تھی اور یہ ہنسی کُل انبیا کے ساتھ ہوتی رہی انما نحن مستہزءون ہی کہتے رہے تب ہی اس کا نتیجہ حاق بہم ما کانوا بہ یستہزءون ہوتا رہا۔ یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا کہ حضرت

یحییٰ کو نبوت بچپن میں ملی اس لئے کہ آتیناہ الحکم صبیا کو حنانا کے معنے ہیں ہم نے اس کو نبوت اس لئے دی کہ وہ سردار تھا اور قوم کا ہمدرد - صبیا کے معنے ہیں سردار کیونکہ دوسری جگہ قرآن مجید میں بجائے صبیا کے لفظ سیدا و حصورا آیا ہے - صبی طفل . . . دمہتر و گرامی و رئیس قوم منتہی الارب کیونکہ منصب نبوت طفل کو نہیں دیا جاتا اور حضرت یحییٰ حضرت ذکریا کے بیٹے تھے جو ہیکل کا مالک اور کریم ابن الکریم تھا - الصبی راس القوم - صبی الیہا اے حنا قاموس اس طرح حنانا تعبیر ہوئی صبیا کی اور داو تفسیر یعنے چونکہ حضرت یحییٰ سردار تھے اور قومی ہمدردی اُن کو بہت تھی ہم نے ان کو نبی بنا دیا - تیسرا مدار اعتراض فاشارت الیہ ہے مگر صرف اشارہ کے سبب اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا - کیا سوائے بچہ کے کسی اور کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا بچوں جوانوں بوڑھوں سب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے - چوتھا مدار اعتراض ہے شیئا فریا مگر یہ بھی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ جب اُن کو علم ہوا تب انھوں نے شیئا فریا کہدیا یہ اعتراض کی تب تائید کر سکتا ہے کہ جب یہ بات ثابت ہو جاوے کہ اُن کو بچپن میں ہی وصلے گئے اور انھوں نے دیکھ کر شیئا فریا کہدیا - شیئا فریا یعنے امر عظیم - اگر بچہ ان کے ہاں پیدا ہوتا تو یہ لفظ ایام حمل میں ہی ہزارہا دفعہ وہ کہہ چکے ہوتے و نیز تحملہ کے معنے میں ثابت ہو چکا کہ مسیح اُس وقت بچہ نہ تھا پس فریا یعنے افترا - یا تو اس لئے انھوں نے کہدیا کہ حضرت مسیح کی ولادت بن باپ مشہور ہو چکی تھی اور ان کو اب بھی مریم کے ساتھ بعد مدت گفتگو کا موقع ہوا یا اس لئے کہ حضرت کی سخت زبانی (سانپ اور سانپوں کے بچے بدا ور حرامکار) سُنکر بمقابلہ ان کے الفاظ اُستاد اور نیک اُستاد اور خداوند کے باوجودیکہ وہ لوگ بڑے بڑے اُمرا و فضلا علما مشائخ بھی تھے شیئا فریا کہدیا ہو کہ نیکوں کی اولاد ایسے نہیں ہوا کرتی یا اس لئے کہ تعلیم حضرت مسیح اُن کے رسوم و عادات کے خلاف تھی جیسے قاعدہ ہے کہ کل انبیا بما لا تہوی انفسکم ہی آیا کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ تمام لوگ ان کے مخالف ہو جاتے ہیں اور نبی کو مفتری اور کذاب اور مجنون اور ساحر کہا کرتے ہیں انھوں نے بھی کہدیا ہو گا جیسے قالوا یا صالح قد کنت فینا مرجوا ۱۲ یعنے اے صالح تو تو ہم میں ایک ہونہار آدمی تھا - انک لانت الحلیم الرشید تو کیا درنا اور بھلا

مانس تھا - انا لنراک فی ضلال مبین یعنے اے نوح . . . تو تو اب گمراہ ہو گیا انا لنراک فی سفاھۃ یعنے اے ہود تو کیسی موٹی عقل کی باتیں اب کرنے لگ گیا حالانکہ تو دانا تھا - آجکل ہمارے مخالفوں کی بد زبانی کی حد ہو گئی ہے لہذا ابتو زیادہ ثبوت دینے کی ضرورت بھی نہیں رہی غرض ان آیات سے حضرت مسیح کو بچپن میں نبوت کا ملنا ثابت نہیں ہوتا - اور امور خلاف معمول کے لئے ثبوت بین قطعی الدلالت کا ہونا ضروری ہے ایسے امور کے لئے قرائن و الفاظ ذو الوجوہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتے ہاں بعد ثبوت کامل قرائن موید ہو جاتے ہیں و نیز تحملہ سے معلوم ہوتا ہے اگر معنے گود میں اٹھانے کے لئے جاویں (کہ بچہ گود میں تھا نہ مہد میں تو ان کو بجائے فی المہد کے فی الحجر کہنا چاہئے تھا اگر مہد کے معنے مجازاً گود لئے جاویں تو پھر ا[illegible] چھوڑ کر مجاز کیوں . . . . . لیا جاوے -

س ۵ مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت کیا قرآن میں بھی ہے -

ج - ثبوت تو قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ آپ کو کوئی کس طرح سمجھائے کسی اندھے کا علاج تو ہو سکتا ہے مگر جو [illegible] دانستہ باوجود موجودگی آنکھ کے نہ دیکھے اُس کا علاج کس طرح ہو سکے - آپ اپنے خطوط میں ہمیشہ لکھتے ہیں الحکم میں شایع کر دو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ الحکم ضرور پڑھتے ہیں مگر افسوس کہ صرف تماشا ہی الحکم سنہ ۶ میں میری طرف سے مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت الحکم ۱۳ جنوری سنہ ۶ - ۱۷ فروری سنہ ۶ - ۱۷ اپریل سنہ ۶ - ۲۴ - اپریل سنہ ۶ - اخبار بدر ۲۴ مئی سنہ ۶ - الحکم ۲۴ مئی سنہ ۶ میں قرآن مجید سے دیا گیا باوجود اس قدر ثبوت کے پھر آپ پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی کوئی ثبوت ہے اب آپ کو سوائے دعا کے اور کیا جواب دیا جاوے مومن کے لئے ایک آیت قرآنی بھی کافی ثبوت ہے فبایء حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ یعنے جن کو خدا کا خوف ہو . . . . اُس کے سننے سے اُن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے چمڑے اور دل نرم ہو جاتے ہیں ذکر [illegible] الٰہی [illegible] قبول کر [illegible] انما المومنون الذین اذا ذکر [illegible]

قلوبہم و اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا - یعنے مومن وہ ہوتے ہیں کہ جب ذکر الٰہی کیا جاوے اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات انپر پڑھی جاویں اُن کا ایمان بڑھ جاتا ہے - بہرحال آپ اخبار الحکم کو جب حوالجات صدر دوبارہ غور سے پڑھیں تاکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چاہے تو آپ پر سکینہ نازل فرماوے اور اگر آپ کو حضرت مسیح موعود کے معاملہ میں کوئی خاص بات کھٹکتی ہے تو اُس سے اطلاع دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے اُس کے ازالہ میں کوشش کی جاوے و ما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں اور نہ علیم بذات الصدور ہے جب تک خاص آپ کے دل کا کھٹکا معلوم نہ ہو فقیر کیا کہہ سکتا ہے -

س ۶ کیا مرزا صاحب نے صرف سر سیّد احمد خان سے مسئلہ وفات معلوم کر کے فائدہ اُٹھایا ہے یا کسی اور نے بھی اکابر اُمت سے ثبوت وفات مسیح دیا ہے اور وہ کیا ہے -

ج - ہرگز ہرگز سر سیّد سے حضرت نے مسئلہ وفات مسیح کو نہیں لیا اور سر سید نے لکھا ہی کیا ہے اور ثبوت ہی کیا دیا جہاں تائید الٰہی کام کرے وہاں سر سیّد کی کیا پرواہ ہے بلکہ حضرت نے سر سیّد کی تفسیر کو دیکھا بھی نہیں اور یہ میری رویت کی شہادت بلکہ یہ تفسیر حضرت کے پاس بھی نہیں اگر فرض کر لیا جاوے کہ سر سیّد سے وفات کا مسئلہ سُنا اور اُس کو جائز رکھا تو اس میں قباحت ہی کیا ہے انبیا اصلاح کے لئے آتے ہیں جو اصلاح پیشتر موجود ہو اُس کو رہنے دیتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا ۱۲ یعنے اگر ہم کوئی مسئلہ بدل دیتے ہیں یا کسی مسئلہ کو چھوڑ دیتے ہیں یعنے اپنے حال پر رہنے دیتے ہیں تو اُس کے عوض اس سے بہتر یا اُس کے مثل لاتے ہیں جیسے کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم یعنے [illegible] اس مسئلہ کو اگلوں [illegible] بھی لکھے [illegible] یا اسے خوبی کی [illegible] [illegible] دوسری جگہ فرمایا و اذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر ۱۲ یعنے جب ہم لاتے [illegible]

چھپ گئے ہر مسئلہ کے جو اُن کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس کو [illegible] رہا ہے تو کافر ان نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہدیا جیسے آجکل وفات مسیح کے مسئلہ پر کس قدر دنیا نے فساد کیا اور مسایل حقہ قایم رکھے جاتے ہیں کہ وہ من عند اللہ ہوتے ہیں اور وہ سنت اللہ اور کلمات اللہ ہوتے جو کبھی بھی نہیں بدلتے جیسے لا تبدیل لکلمات اللہ ۱۲ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا ۲۲ یعنے خدا کی باتیں نہیں بدلا کرتیں کیونکہ وہ تو سنت اللہ ہوتی ہیں اور سنت اللہ کبھی بھی نہیں بدلتی اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ اس کی زیادہ تفصیل بیان فرماتا ہے - وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب و مہیمنا علیہ ۱۶ یعنے ہم نے تیری طرف اس کتاب کو اُتارا ضرورت حقہ کے ساتھ وہ تصدیق کرتا ہے اُس کتاب کی جو اُس کے سامنے ہے یعنے اُس کی تمام خوبیوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان کو اپنے دفتر (قرآن مجید) میں داخل کر دیتا ہے اور حفاظت کرتا ہے اور ردی کو ردی کر دیتا ہے - پھر اللہ تعالیٰ عباد اللہ کی تعریف میں فرماتا ہے الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ۲۳ یعنے عباد الرحمن وہ ہیں جو باتیں سُنکر عمدہ کو مان لیتے ہیں بھلا آپ ہی فرماویں اگر آپ کسی عیسائی یا آریہ سے مذمت شراب سُن لیں تو اُس کو نہ مانینگے یا یہ سمجھینگے کہ قرآن مجید میں حرمت شراب اس لئے ہے کہ مذہب ہنود و عیسائی اسلام سے پہلے تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سُنکر قرآن مجید میں لکھدیا نعوذ باللہ - غرض حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسئلہ وفات مسیح روح القدس سے لیا سر سیّد سے بھی لیتے تو حرج نہ تھا کہ تمام ماموروں کا یہی کام ہے کہ باطل کو باطل کرنے حق کو قایم رکھتے اور اسی واسطے مبعوث ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید نے مسایل باطلہ کی تبدیل و تنسیخ ترمیم کی تو کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ اسکا ذکر فرمایا و اذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر ۱۲ یعنے جب ہم لاتے کوئی سچا مسئلہ کسی باطل مسئلہ کے بدلے اور دور کرنے کے لئے حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس مسئلہ کو وہ نازل کرتا ہے تو کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری

کیونکہ بموجب کلمات اللہ کبھی نہیں بدلا کرتے
خواہ کسی زمانہ ہی میں نازل ہوئے ہوں
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سنت اللہ التی قد خلت
من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ۲۶/۲۲ لا تبدیل
لکلمات اللہ ۱۱/۳ یعنے سنت اللہ کبھی نہیں
بدلتی اور یہی قانون دائمی اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ
سنت اللہ یعنے احکام الٰہی کلمات اللہ ہیں اور
کلمات اللہ نہیں بدلا کرتے۔

دوسرا حصہ سوال کا یہ ہے کہ اکابران اُمت میں
بھی کسی نے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے یہ سوال
پہلے حصہ سے بھی زیادہ بودا ہے ایسا سوال کرنا
مومن کا کام نہیں کہ کفار کہتے تھے ما سمعنا بھذا
فی اباءنا الاولین ۱۸/۲ یعنے یہ بات اباؤ اجداد
سے کبھی نہیں سُنی۔ کیا جو بات پہلے کسی سے
نہ سُنی ہو۔ یا کسی نے نہ لکھی ہو وہ قابل پذیرائی
نہیں ہوتی اس طرح عیسائی یہود ہندو وغیرہ بھی کہہ
سکتے ہیں کہ اسلام کی سچائی نہ ہمارے کسی بزرگ نے
لکھی ہے نہ کسی پنڈت پادری نے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہود کا یقین تھا
کہ بنی اسرائیل سے آئینگے اور عیسائیوں کا یقین
تھا کہ مسیح خود خدا آچکا اب کوئی رسول نہیں آئیگا
تو کیا یہود و عیسائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نہ ماننے میں حق پر تھے یا کم سے کم معذور تھے
کیونکہ ان کے نزدیک ان کے اکابر امت میں سے
کسی نے کسی رسول کا ہونا یا بنی اسماعیل سے ہونا
نہیں لکھا تھا اب میں آپ کو کسی قدر ثبوت وفات
مسیح بھی لکھتا ہوں اور اس کا استیفا حضرت
امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریراً و تقریراً
اس قدر کیا ہے کہ میری یہ مختصر تحریر اس کے عشر
عشیر کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ سب سے اول
اللہ اکبر کبیر نے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے۔

(۱) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک
من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا الی یوم القیامۃ ۳/۶ اے عیسیٰ میں
تجھے وفات دونگا پھر وفات بھی وہ وفات ہوگی
جس سے رفع ارواح علیین کی طرح ہوتی ہے یعنی صلیب
سے تجھے بچا لونگا اور جو اعتراض تیرے پر یہود
کرتے ہیں پاک کرینگا اس سے بھی میں تیری تطہیر کرونگا
اور علامت ان وعدوں کے ایفا کے یہ ہوگی
کہ تیرے منکرین (یہود) پر تیری تابع مسلمان اور
عیسائی قیامت تک سلطنت کرینگے چنانچہ
تیسری صدی عیسوی میں زمانہ قسطنطین
سے سلطنت عیسوی اور زمانہ حضرت سرور
عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلطنت اسلام
شروع ہو گئے جو آجتک دونوں موجود ہیں

اور یہود ان کے ماتحت ہیں اس لئے ثابت ہوا
کہ وفات مسیح جس سے ان کا روح آسمان پر اٹھایا
گیا تیسری صدی عیسوی سے پہلے ہو چکی ہے
توفی کے لفظ کی تحقیقات کے لئے دیکھو ازالہ
اوہام ۲۴ دفعہ لفظ توفی قرآن مجید میں قبض
روح کے لئے آیا ہے اور سوائے اسکے کسی اور
معنے میں نہیں آیا۔

. . . .

(۲) وجیہا فی الدنیا والاخرۃ
۳/۴ یعنے دنیا اور آخرۃ میں بڑا وجاہت
والا ہوگا جس زندگی کا ذکر انجیل میں ہے
اور جس کا خاتمہ بظاہر صلیب پر ہوا اُس کی
وجاہت تو یہی تھی کہ لوگ سنگسار کرنے
لگتے یا گرفتار کرنے لگتے تو وہ بھاگ جاتے
اور کہتے تھے کہ ابن آدم کے لئے سر رکھنے کی
بھی جگہ نہیں۔ اگر صلیب سے اُتر کر کسی دوسری
جگہ عزت نہیں پائی تو وہ وجاہت کب ملیگی
اگر کہیں کہ پھر آکر عزت پائینگے تو موجودہ
لوگوں کو اس وجاہت کے دعوے کا کیا ثبوت
دیا جاویگا اور بعد اس کے ہے ومن المقربین
یعنے باوجود وجاہت مقربین سے ہوگا اب یہود
کو مثلاً کس طرح مقرب ہونے کا ثبوت دیا جاوے
اگر زندہ آسمان پر چڑھنا مانا جاوے کہ اُن کا
دعوےٰ ہے استثنا ۱۸/۲۰ کے مطابق وہ جھوٹا
نبی تھا استثنا ۲۱ کے مطابق ملعون تھا کہ صلیب پر
ہوا۔ پس سچی بات یہی ہے کہ بموجب یونس
والی پیشگوئی کے مثل یونس زندہ صلیب سے
اُترا زندہ قبر میں رہا۔ زندہ قبر سے نکلکر کھوئی
ہوئی بھیڑوں کی کابل و کشمیر میں ہدایت
کرتا ہوا کشمیر میں فوت ہوا اور بسبب اس بڑے
لمبے سفر کے مسیح یعنے بڑا سیاح بھی،
چنانچہ سرحد پشاور پر عیسیٰ خیل و عیسیٰ زئی
اقوام اسی کی اولاد سے معلوم ہوتے ہیں

(۳) ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین
۲/۴ یعنے تمہارے لئے اس زمین میں
رہنے کی جگہ ہے اور فائدہ ہے وقت
مقرر تک الی حین الموت ابوسعود
جلد اول صفحہ ۲۸۹ یعنے موت کے وقت
تک حین الحیات والممات تفسیر ۳۲۵
زندگی میں بھی اور مر کر بھی وقت
انقضاء آجالکم جلالین و جمل جلد ۲ صفحہ ۱۵۵
یعنے تمہاری زندگی گذرنے تک۔

(۴) وما ارسلنا قبلک من المرسلین
الا انہم لیاکلون الطعام ۱۸/۲ ہم نے تجھ سے
پہلے کسی رسول کو بھی نہیں بھیجا مگر وہ کھانا

کھایا کرتے تھے جمیع الرسل یحتاجون الی
التغذی ابن کثیر جلد ۷ صفحہ ۱۳۱ ان اکلہ کل
الطعام عادۃ مستمرۃ من اللہ فی کل رسلہ
تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ و ابوسعود جلد ۳ صفحہ ۲۱۳
یعنے سارے رسول غذا کے محتاج تھے اور یہی
اللہ تعالیٰ کی عادت قدیمی ہے کُل رسولوں
میں اور کانا یاکلان الطعام ۶/۱۴ سے ثابت
ہے کہ اب وہ کھانا نہیں کھاتے اس لئے اس
سے بھی وفات ثابت ہوتی ہے۔ والذین
یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیاً و
ہم یخلقون اموات غیر احیاء ۱۴/۱۲ یعنے جن
لوگوں کو خدا تعالیٰ کے سوا مشرک لوگ پکارا کرتے
ہیں (جیسے عیسائی وغیرہ) وہ کسی چیز کو
بھی پیدا نہیں کر سکتے (نہ چڑیوں کو نہ کسی
اور چیز کو) بلکہ وہ تو خود پیدا شدہ ہیں وہ
تو مرچکے ہرگز زندہ نہیں۔

(۵) وجعلنی مبارکا اینما کنت ۱۶/۵ اور مجھ
اللہ تعالیٰ نے مبارک بنایا ہے جہاں میں ہوں
معلما للخیر ابوسعود جلد ۶ صفحہ ۱۱
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارکا
نفاعا للناس معلما وموذبا وآمرا و ناہیا
مہدیا ابن ابی حاتم درمنثور جلد ۴ صفحہ ۲۶۱ و ۲۶۷
علی جمیع الفقہاء تفسیر بقول اللہ تعالیٰ عزوجل
وجعلنی مبارکا الامر بالمعروف والنہی
عن المنکر اینما کان ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۱۹۵
یعنے میں جس جگہ ہوں گا عمدہ باتوں کی تعلیم
ہی کرتا رہوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو نفع پہنچاتا رہیگا
اور تعلیم اور تادیب اور ہدایت کرتا رہیگا
جہاں ہوگا اور فقہا نے اجماع کیا ہے
اگر اب مسیح زندہ ہیں تو کہاں اور کس کو نفع
اور ہدایت اور امر معروف کیا کرتے ہیں۔ (۶)

۲ الف دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و
اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب
وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن
بہ ولتنصرنہ ۳/۹ اللہ تعالیٰ نے پختہ
وعدہ لیا نبیوں سے تم میں کتاب و حکمت
دیتا ہوں پھر ایک عظیم الشان رسول آویگا
جو مصدق ہوگا اُن کا جو
تمہارے پاس ہیں ضرور ضرور ایمان لاؤ
اس کے ساتھ اور اس کی مدد کرو۔ ۔ ۔ ۔ جو
اس سے مرجاویگا وہ فاسق ہوگا۔ اب اگر
مسیح نازل ہوئے تو وہ نماز و زکوٰۃ کس
مذہب کے ادا کریں گے اگر مذہب موسوی کی
ادا کریں تو اس آیت کے خلاف ہے بلکہ فاسق

کا وعید ساتھ ہے اور اگر اسلامی طور پر ادا
کریں تو اوصانی بالصلوٰۃ کے خلاف ہے۔
ب اب اگر زندہ ہیں تو زکوٰۃ کس کو دیتے
ہیں کیونکہ زکوٰۃ کی شرط صرف زندگی ہے نہ
زمین پر ہونا نہ مالدار ہونا۔
کقولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین
اخیرہ بما ہو کائن من امرہ الی ان یموت ابن
کثیر جلد ۶ صفحہ ۱۹۵ یعنے یہ آیت شریف الیسی
ہے جیسی واعبد ربک والے یعنے اللہ تعالیٰ
کی ہر قسم کی عبادت جانی و مالی کرتا رہ حتیٰ کہ
تجھ کو موت آجاوے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو
جو کچھ اُنھوں نے اپنی زندگی میں کام کرنے تھے
سب کی خبر کر دی۔

ان ہو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلا لبنی
اسرائیل ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض
یخلفون وانہ لعلم للساعۃ ۲۵/۱۴ یعنے مسیح میں
سوائے بشریت کے اور کوئی بات زیادہ
نہ تھی ہاں ہم نے اس پر نبوت کا انعام کیا تھا۔
اور عملی حصہ میں بنی اسرائیل کو بطور مثال
سمجھا دیا تھا کہ اب سلسلہ نبوت تم میں ختم
ہو گیا کیونکہ یہ آخری نبی باپ کی طرف سے
بنی اسرائیل نہیں اور آیندہ ارادہ الٰہی یہ
ہو چکا ہے کہ بنی اسرائیل سے خلافت موقوف
ہو کر ملایک میں سلسلہ خلافت شروع ہو جو
وہ بھی تم میں سے ہی ہونگے یعنے انسان ہی
ہوں گے اور وہ زمین کے ہی باشندے
ہوں گے یعنے آسمان سے کوئی نازل نہ ہوگا۔
اور سلسلہ خلافت اسی طرح چودھویں
صدی تک جاری رہے گا یعنے چار یار کبار
سے چل کر مسیح موعود تک کیونکہ یہ مسیح
اس گھڑی کا علم ہے یعنے اس کے زمانہ سے مسیح
موعود کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے جو چودھویں
صدی ہجری ہے و نیز اُس نے تم کو بار بار مسیح
موعود کی علامات بیان کر دی ہیں۔ چنانچہ
کہا۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کریں کیونکہ
بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور کہینگے
کہ میں مسیح ہوں (دیکھو وعوے گنتی)
اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیوں
اور لڑائیوں کی افواہوں کی خبر سنو گے
خبردار مت گھبرائیو کہ ان سب باتوں کا ہونا
ضرور ہے پر ابتک آخر نہیں ہے کہ قوم قوم
پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی (دیکھو
جنگ ٹرانسوال و جاپان و روم و روس
وغیرہ) اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ
جگہ بھونچال آوینگے (دیکھو زلزلہ کانگڑہ

(۶) واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا ۵/۱۶ یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز زکوٰۃ موسوی ہی ادا کرتا ہوں جبتک [illegible]

تزلزلوا سطریا وغیرہ اور دیکھو اذا زلزلت الارض زلزالہا اور زلزلۃ الساعۃ جن کی پیشگوئی الحکم بدر میگزین میں درج ہے) اور کال اور مری پڑیگی۔ (دیکھو طاعون ہیضہ آتشزدگیاں سیلاب زلازل یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے متی ۲۴ ۸ … پر جو آخر تک سہیگا وہی نجات پائیگا اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہوگا۔ پس جب تم اس ویران کرنے والے مکروہ چیز (شرک) کو جس کی خبر دانیل نبی نے دی اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قایم کی جاویگی ایک ہزار دو سو نوے دن (سنہ ۱۲۹۰) ہونگے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے دانیل ۱۲/۱۲ … مقدس جگہ میں کھڑے دیکھو یعنے مسلمان مرتد ہونے لگ جاویں (جو پڑھے سو سمجھ لے) تب جو یہودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ جاویں متی ۲۴/۱۵ تک … … لوق ۲۱/۲۰ و ۲۱/۱۳

غرض اسی آیت شریف میں فرمایا کہ مسیح میں بشریت سے بڑھکر اور کوئی بات نہ تھی ہاں نبوت تھی مگر جس طرح کوئی نبی ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہا اور نہ زندہ … بشری جسم کے ساتھ آسمان پر گیا اسی طرح مسیح بھی نہ زندہ ہے نہ آسمان پر۔ اور نہ آسمان سے اُترے گا بلکہ جو مسیح آنے والا ہے وہ (منکم) تم میں سے ہی ہوگا۔

(۸) قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم لانفرق بین احد منہم ۱/۱۶ اقرار کرو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اُس چیز کے ساتھ جو اُتاری گئی ہماری طرف اور حضرت ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور انبیاے بنی اسرائیل پر اور اس چیز پر جو دی گئی موسیٰ و عیسیٰ اور سب انبیا جو اُن کے مابین تھے ہم ان میں کسی میں بھی فرق نہیں کرتے اور نہ کرینگے۔ اب ان انبیا کے مدارج میں تو فرق ہے جیسے تلک الرسل فضلنا بعضہم علیٰ بعض ۳/۱ یعنے ان رسولوں میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی تھی چنانچہ بعض صاحب شریعت تھے جیسے موسیٰ اور بعض تابع شریعت کے نبی

کے تھے جیسے حضرت مسیح۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور تفرقہ ہے جب میں نے مشکوٰۃ کو دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تفرقہ کا بیان فرما دیا وعن ابن عباس رضہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی رکعتی الفجر قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا والتی فی آل عمران قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم وعن عبد اللہ بن مسعود قال ما احصی ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی الرکعتین بعد المغرب وفی الرکعتین قبل صلوٰۃ الفجر بقل یا ایہا الکافرون وقل ہو اللہ احد مشکوٰۃ باب القرارۃ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں میں قولوا آمنا باللہ اور قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون ۳/۱۵ اور کاہی دونوں قل پڑھا کرتے تھے سو قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون میں صریحاً تردید نصاریٰ ہے اور قل یا ایہا الکافرون میں مشرکین کی تردید جن کی ایک قسم نصارے بھی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قولوا آمنا باللہ والے قرائت کو بھی کوئی تعلق تردید عقاید نصارے کے ساتھ ہے اور جب آیت شریف میں غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سوائے لانفرق بین احد منہم کے اور کوئی فقرہ ایسا اس آیت میں نہیں جس سے کوئی شرک کی بات ثابت ہو سکے پس اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی ایسا فرق کرنا مراد ہے جس سے شرک لازم آتا ہو اور جسکو نصارے کے ساتھ تعلق ہی ہو سو وہ عقاید نصارے ہیں جو وہ بعض ایسی صفات میں حضرت مسیح کو مخصوص کرتی ہیں جو دوسرے انبیا میں نہیں اور جو موجب شرک ہیں جیسے مسیح کا ہمیشہ زندہ رہنا۔ آسمان پر زندہ جانا بلا کھانے پینے کے اللہ تعالیٰ کی طرح زندہ رہنا مردہ زندہ کرنا بعض جانوروں کو پیدا کرنا وغیرہ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسیح دوسرے انبیا کے ساتھ مرنے زمین پر مدفون ہونے وغیرہ صفات میں ہمرنگ ہے کوئی فرق نہیں ونیز بعد ان آیات کے ہے تلک امۃ قد خلت یعنے یہ گروہ مرگیا اس لئے اس آیت سے وفات مسیح ثابت ہے

اور جس موقع پر یہ آیت شریف ہے وہاں ذکر یہود و نصارے ہے چنانچہ رکوع ۱۴ میں قالوا اتخذ اللہ ولداً۔ پھر اسی رکوع میں آیت زیر بحث سے پہلے ہے قالوا کونوا ہوداً او نصاریٰ تہتدوا یعنے یہود کہتے ہیں یہود بننے میں اور نصارے کہتے ہیں نصارے بننے میں ہدایت ہے اور آیت زیر بحث ان کا جواب ہے ان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مسیح کی حیات وغیرہ امور جن کے ساتھ مسیح کو خاص کیا جاتا ہے ضرور … لانفرق میں مراد … پھر اس آیت کے بعد صبغۃ اللہ یعنے خدائی رنگ ہے لے لو بپتسمہ کا رنگ نہ لو پہلے زعفران پانی میں بھگو کر وقت بپتسمہ عیسائی ہونے والے کے سر پر چھڑکا جاتا تھا اس لئے صبغۃ اللہ فرمایا … …

۹۔ وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون ۲۵/۱۳ یعنے علم الساعۃ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جیسے وہ مرکر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا ہے اسی طرح تم بھی اللہ تعالیٰ کے پاس مرکر اس دنیا سے واپس کئے جاؤ گے۔ رکوع ۱۲ میں مسیح ع کو فرمایا وانہ لعلم للساعۃ یعنے مسیح علم الساعۃ ہے اور یہاں فرمایا علم الساعۃ تو مرکر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا جیسے تم بھی مرکر اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ اس سے بھی مسیح کی وفات ثابت ہے۔

(۱۰)۔ وبرا بوالدتی ۱۶/۵ یعنے اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا رہے۔ اگر آسمان پر چلا گیا تو والدہ کے ساتھ کیا احسان کیا کیونکہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی والدہ واقعہ صلیب کے وقت زندہ تھے۔

(۱۱)۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا اولٰئک ہم الکافرون ۶/۲۵ یعنے بے شک جو لوگ منکر ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی اور چاہیں کہ ان میں فرق ڈالیں یعنے اللہ تعالیٰ کو نہ مانیں یا رسولوں کی رسالت کو نہ مانیں یا بعض رسل کو مانیں بعض کو نہ مانیں یا بعض رسل میں بعض صفات بشریت سے بڑھکر مانیں غرض کسی قسم کا تفرقہ ڈالیں اور کہیں کہ کسی رسول کی رسالت مانتے ہیں کہ اُس کا عہدہ رسالت لے گیا اس سے

چھینا گیا اور کسی زمانہ میں وہ بلا عہدہ نبوت صرف اُمتی بن کر آویگا وہ جانتے ہیں کہ وہ ایک علیحدہ راستہ بین الایمان والکفر (یعنے اس کے ابتدائی نبوت کا ایمان بھی رکھتے ہیں اور آخری زمانہ میں اس کی نبوت سے انکار بھی کرتے ہیں) نکال لیں وہ پیچ مچ کے کافر ہیں اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو حضرت مسیح کے اُمتی بن کر آنے کے قایل ہیں یا خلاف … سدا زندہ رہنے بلا کھانے پینے کے قایل ہیں کافر فرمایا اور حقیقی کافر فرمایا اس لئے کہ اس میں صرف حضرت مسیح کی اہانت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایفائے وعدہ اور سنت قدیمہ پر بھی زد ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور سنۃ قدیمہ ہے کہ ان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمہا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم ۱/۱۰ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لہم اجر غیر ممنون ۱۳/۱۳ یعنے اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بدلتا اپنی کوئی نعمت بھی جو کسی قوم پر کی ہو جبتک وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے کیونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ جو مومن سنوار کے کام کریں ان کو جو اجر دیا جاتا ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہوتا حال آنکہ … مدعیان حیات مسیح باوجود دعوے اسلام بجائے تغیر اور کمی منصب کے بالکل منصب نبوت سے … حضرت مسیح کو جواب دے بیٹھے ہیں۔ بہرحال جبکہ اُمتی بن کر مسیح کے آنیکا انتظار کفر ہے جو فرع ہے ان کی حیات کے تو ان کی حیات کا ماننا جو اصل ہے آنے کے بطریق اولے کفر ہوا۔ اور اس میں ایک قسم کا تفرقہ بین الرسل بھی ہے۔ نیز اس آیت شریف کے مابعد پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ضرور حضرت عیسےٰ کے متعلق ہے کیونکہ اس کے بعد ذکر رفع روحانی عیسےٰ ونفی قتل وصلیب حضرت مسیح کا … آتا ہے۔

(۱۲) اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفاً وشیبۃ ۲۱/۶ یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہاری خلقت کی ابتدا ضعف سے … پھر بعد ضعف کے قوۃ دی پھر بعد قوۃ کے ضعف اور بوڑھاپا دیا یہاں اللہ تعالیٰ نے انسانی عمر کے تقسیم … کر دی تو کوئی انسان اس سنت الٰہیہ سے باہر نہیں رہ سکتا کہ باوجود مرور زمانہ ارذل عمر کو نہ پہنچے۔ اب اکبر الخلق کی شہادت سنو

(۱۳) حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ

۴ جاوے سکو … سے واپس پہنچ لیا گیا اور کسی رسول کی رسالت کو نہیں مانتے اور سمجھتے ہیں کہ اس کا عہدہ رسالت

دعا اس طرح (تائید میں) [illegible]
قرآن [illegible] اللهم [illegible]
جهنم و اعوذ بک من عذاب القبر [illegible]
من فتنة المسیح الدجال و اعوذ بک من فتنة
المحیا والممات مشکوٰة باب الدعا فی التشهد
اس دعا میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت مسیح کی وفات کی شہادت
ہی صرف نہیں دی بلکہ حیات مسیح کے قایل کو دجال
بھی فرمایا اس کے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ میں
تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں عذاب جہنم
اور قبر اور فتنہ مسیح دجال اور فتنہ حیات
مسیح و ممات مسیح سے دجال کے ساتھ لفظ
حیات کو متصل کرنے میں اشارہ یہ ہے کہ
مسیح دجال کا [illegible] فتنہ یہ ہوگا کہ وہ مدعی
حیات مسیح ہوگا اور حیات مسیح کی ثبوت
سے اس کے فتنہ کی حیات ہوگی اور ثبوت
ممات مسیح سے اس کے فتنہ کی ممات ہوگی۔

(۱۴) ان لکل امة اجلاً وان لامتی مائة
سنة فاذا مرت علی امتی مائة سنة اتاها ما
وعدها اللہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱۔ ہر ایک
امت کی کوئی عمر ہوتی ہے (اس زمانہ کے آب
ہوا کے مطابق) اور میری امت کی عمر اوسط
سو سال ہے جب ان پر سو سال گذر لیگا وعدہ
الٰہی موت کا آجاویگا یعنے عموماً ایسا ہی
ہوگا حضرت مسیح بھی اگر زندہ تھے تو امتی تھے
اور بموجب حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین
لما وسعهما الا اتباعی ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶
یواقیت والجواہر صفحہ ۲۴ تفسیر ترجمان
القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۴۱ یعنے اگر موسیٰ و عیسیٰ
زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میرے اتباع کے
اور کچھ نہ بن پڑتا) ہیں اس وجہ سے بھی وہ
مر چکے۔

(۱۵) ما من منفوسة الیوم یاتی علیها مائة
سنة وهی یومئذ حیة کنز العمال یعنے ایسا
کوئی انسان آج موجود نہیں جس پر سو برس گذر
جاویں اور وہ اس وقت زندہ ہو۔ اگر حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت
تک بھی مسیح زندہ فرض کئے جاویں تب بھی
مر گئے۔ بموجب اس [illegible]

(۱۶) ان للہ تعالیٰ ریحا [illegible] راس
مائة سنة تقبض روح کل مومن کنز العمال
یعنے اللہ تعالیٰ کی ایک قسم کی ریح جس کو ہر ایک
سو سال کے بعد بھیجتا ہے وہ ہر مومن کی
روح کو قبض کر لیتی ہے۔ اور حضرت مسیح
بھی مومن ہیں اس حدیث کے مطابق بھی مر گئے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت مسیح
سب کو چور اور بٹمار کہتے ہیں ان کا نبی سوا
حضرت مسیح کے کوئی نہیں۔ تو وہ قبر مسیح کی
ہی ہے ورنہ دوسرے انبیا کو تو وہ چور
اور بٹمار کہتے ہیں نعوذ باللہ منہ۔

(۱۸) ماثبت بالسنہ صفحہ ۱۱۸ پر ہے کہ کلیل
میں ایک حدیث ہے جس کا مضمون یہ
ہے کوئی رسول اولوالعزم عظیم الشان ایسا
نہیں جس کی عمر اس کے پہلے نبی سے نصف
نہ ہو سو عیسیٰ ۱۲۵ برس پر فوت ہو گئے
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر
۶۳ سال تھی۔

(۱۹) مستدرک میں ہے عن ابن عمران عیسیٰ
عاش مائة و عشرین سنة کذا فی الا حادیث
جلالین مع الکمالین [illegible] مطبع مجتبائی دہلی
۱۳۰۲

سوائے اس کے اور بہت سی احادیث ہیں
جن کا احاطہ [illegible] نہیں کر سکتا بعد اس کے
اکابر امت کی کچھ شہادتیں لکھ کر ختم کرتا ہوں
(۲۰) اکابر الامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کی شہادت جب حضرت سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت
عمر نہیں مانتے تھے بلکہ ایسا کہنے والے کو مار
ڈالنے کی دھمکی دیتے تھے استنے میں حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور خطبہ پڑھکر
سنایا کہ جو کوئی محمدؐ کا پجاری ہے سو محمدؐ کا
انتقال ہو گیا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کا پجاری
ہے سو اللہ سدا زندہ ہے کبھی نہیں مریگا
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما محمد الا رسول
قد خلت من قبله الرسل [illegible]
حدیث کہتے ہیں کہ خدا کی قسم [illegible]
اس کے جانتے ہی نہیں تھے کہ یہ آیت
اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی [illegible] یہاں تک کہ
حضرت صدیق اکبر نے پڑھی اور [illegible]
لے لی [illegible] تمام صحابہ [illegible]
اس کو پڑھتے [illegible]
صفحہ ۲۹

(۲۱) شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible] انھوں نے یہ آیت سنی
تو ان کے پاؤں ان کو اٹھا نہ سکے گر پڑے
تھے اور کہا خدا کی قسم مجھے یہ آیت آگے معلوم
نہ تھی در منثور جلد ۲ صفحہ ۸۱

(۲۲) اجماع اکابر امت تمام صحابہ موجودہ
وقت انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکار
حضرت عمر و خطبہ حضرت صدیق جس کی
تفصیل [illegible] میں گذری ہے بلکہ یہ پہلا اجماع ہے
[illegible] مسئلہ ہے جس پر اجماع اکابر امت
ہوا۔

(۲۳) حضرت حسان بن ثابت کی شہادت
جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا
دی تھی کہ یا اللہ اس کی تائید روح القدس سے
کر۔ انھوں نے وقت وفات حضرت سرور
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کنت السواد
لناظری ۞ فعمی علیک الناظر ۞ من شاء
بعدک فلیمت ۞ فعلیک کنت احاذر ۞
یعنے یا رسول اللہ تو تو میری آنکھوں کی
پتلی تھا اب تیرے نہ ہونے سے میری آنکھیں
اندھی ہو گئیں اب اسکے بعد جسکی مرضی چاہے
مرے (موسیٰ ہو یا عیسیٰ) مجھے تو تیری ہی
موت کا ڈر تھا۔

(۲۴) شہادت اکبر المحدثین امام بخاری حضرت
ابن عباس کی روایت سے متوفیک
ممیتک بیان فرمایا۔

(۲۵) اکبر المفسرین حضرت ابن عباس قایل
ہیں متوفیک ممیتک۔

(۲۶) شہادت امام مالک مندرجہ مجمع البحار
زیر لفظ حکم قال مالک ان عیسیٰ مات بلکہ شہادت
ائمہ ہے جو امام مالک کے ساتھ اس مسئلہ
میں اتفاق کیا اور اختلاف نہ کیا۔ شہادت
ابن حزم جلالین مع الکمالین تفسیر فلما توفیتنی
پر حاشیہ صفحہ ۱۰۹ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۲
و تمسک ابن حزم بظاهر الآیة وقال بموته
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
غرض آجکل چھوٹے اخباروں نے اسپر
زور دے کر لکھا ہے کہ وفات مسیح [illegible]
ہے بلکہ حضرت مرزا صاحب نے مسیح کو
گرا دیا۔

ہم اس کا جواب مفصل ایڈیٹر صاحب الحکم
نے الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۶ء میں بجواب وکیل امرتسر
لکھدیا ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں
دوسرا ہر ایک مامور کا کام ہے کہ جو وہ
رستے کو خواہ کسی کے پاس ملے لے اور ایک
گمراہ کی ہر ایک بات سے انکار نہ کرے ورنہ
وہ جاہل بے علم بے سمجھ ہے وقالت الیهود
لیست النصاریٰ علی شیء وقالت النصاریٰ
لیست الیهود علی شیء وهم یتلون الکتاب
کذلک قال الذین لا یعلمون مثل قولهم یہود
کہتے ہیں نصاریٰ کچھ نہیں اور نصاریٰ کہتے
ہیں یہود کچھ نہیں یہ تو پڑھے ہوؤں کا حال
ہے اس طرح تو بے علم کہا کرتے ہیں۔ پس
جس بات میں کوئی گمراہ ہے گمراہ کہنا چاہیئے
اور سچائی لینی چاہیئے۔

س۔ مسیح کو خدا ماننے والے بخشے جا سکتے
ہیں؟

ج سوائے توبہ کے ہرگز نہیں بخشے جاتے
ان اللہ لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون
ذلک لمن یشاء یعنے اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں
بخشتا اور نہ بخشیگا اگر اس کے ساتھ شرک
کیا جاوے اور سوائے اس کے باقی سب
فرمانیوں کو جسے چاہے بخشدے یہ بات
دنیوی طور پر بھی تھوڑی غور کرنے سے
سمجھ میں آسکتی ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ
کی سلطنت میں کسی کو شریک بنا دے
تو ایسے مجرم کا جرم معاف نہیں ہو سکتا
جس کو دوسرے لفظوں میں بغاوت کہتے
ہیں ۞ (فضل دین حکیم)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ مولانا
مولوی فضل دین صاحب۔ السلام علیکم
و رحمة اللہ و برکاتہ۔ کسولی ضلع انبالہ
[illegible] ان سائل ہیں۔ شیعہ
مذہب کا بانی کون ہے۔ اور اس
مذہب کا شروع کیسے ہوا۔ عرب میں
[illegible] یا نہیں۔ ایران
اور ہندوستان میں کیسے آیا اور کہاں
[illegible] اس کی بنیاد
پڑی۔ مہربانی فرما کر بذریعہ الحکم جواب
[illegible] فرماویں۔ عنایت سے بعید
[illegible] حضرت اقدس کی خدمت میں
میرے حق میں دعا کی درخواست کریں
اور خود بھی دعا کریں۔ راقم محمد علی وزیری
دفعدار کورٹ ۲۷ کسولی ضلع انبالہ

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

س: شیعہ مذہب کا بانی مبانی کون ہے اور اس مذہب کا شروع کیسے ہوا۔

ج: یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک مذہب بلکہ ہر ایک چیز بیج کی طرح ابتدا شروع ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے بڑا درخت بن جاتی ہے۔ اسی طرح مذہب شیعہ کا بھی حال ہے جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا منصوبہ کیا تھا وہی خارجی رافضی دونوں مذہب کے بانی ہیں۔ اور ان میں عبد اللہ بن سبا نام تشیع کا بانی مشہور ہے۔ بعد شہادت حضرت عثمان رضی جب ان کو اپنی فکر پڑی تو کوئی ملک شام میں پناہ گیر ہوا اور کوئی حضرت مرتضیٰ رضی کے جھنڈے کے نیچے۔ پھر انھوں نے سوچا کہ اپنے اپنے ملکوں میں آرام کا موقعہ زیادہ ملیگا لہذا جس قدر ان سے ہو سکا انھوں نے خلافت کو مدینہ منورہ سے منتقل کرنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب ہوئے جب کوفہ و بصرہ میں پہنچ گئے تو وہاں اپنے رعب کا اظہار بھی کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جو بڑی قوم تھی اُن کے مقابلہ میں حضرت مولے مرتضیٰ نے بہت تلوار چلائی چنانچہ مورخین کہتے ہیں کہ نہروان میں قریب پندرہ ہزار کے قتل ہوا۔ اور کچھ حضرت مرتضیٰ کے جھنڈے کے نیچے مستقل رہے۔ جب بنو امیہ نے کامیابی حاصل کی تو پھر بنو امیہ کی مخالفت میں جنبہ داران حضرت مرتضیٰ کی طرف سے مخفی مخفی کوششیں ہوتی رہیں۔ اور ان کوششوں کا لازمی و ضروری نتیجہ یہ تھا کہ مطاعن و معایب بنو امیہ دنیا میں پھیلائے جائیں۔ یہ تشیع کی پہلی سیڑھی تھی یا ابتدائی بیج۔ مگر اس وقت عباسی اور فاطمی بلکہ کل بنو ہاشم بمقابلہ بنو امیہ کے ایک تھے۔ جب مجموعی کوششوں سے انھوں نے سلطنت بنو امیہ کو اُلٹ دیا اسے برباد کیا تو بازی عباسیوں کے ہاتھ آئی۔ اب جو قوم فاطمیوں کو زیادہ پسند کرتی تھی انھوں نے پھر وہی چال اختیار کی جس سے حضرت عثمان رضی کی شہادت اور سلطنت بنو امیہ کی بربادی کا کام لیا تھا۔ کیا یعنے مخفی کمیٹی اور مطاعن کا دائرہ اور بھی وسیع کر دیا۔ مگر چونکہ اس توسیع میں صحابہ کی طرف سے بھی کچھ فضایل کی روایتیں تھیں۔ بمجبوری ان راویوں کے مطاعن کے لئے بھی کوشش کی گئی۔ پھر یہ دائرہ مطاعن وسیع ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچا کہ حضرت خلیفہ اول و ثانی رضی کے مطاعن کو بھی اپنے اندر لے لیا۔ آخر زہر طوسی ہلاکو کا وزیر ہوا اور موید علقمی خلفائے عباسیہ کا دستیار اعظم بنا۔ ان دونوں شیعہ وزیروں کے منصوبہ سے عباسیوں کی سلطنت تباہ و برباد کی گئی مگر پھر بھی تشیع کو نامرادی ہی ہوئی اور بازی مغل جیت کر لے گئے۔ اصل جڑھ تشیع کی پولیٹیکل مصلحتیں ہیں اور اس زمانہ کے مناسب حال سمجھ کر حفر اور مطاعن کو اپنا ہتھیار بنا لیا گیا۔

س ۲: عرب میں بھی یہ مذہب ہے یا نہیں۔

ج: عرب میں شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو زیدی کہتے ہیں وہ تبرا کو برا سمجھتے ہیں اور متعہ کو جائز۔ یہ لوگ علاقہ یمن میں زیادہ اور نواح مدینہ میں بھی ہیں۔

س ۳: یہ مذہب ایران ہندوستان میں کیسے آیا اور کہاں سے آیا۔

ج: جب ہمایوں کو شیر شاہ سے شکست ہوئی تو وہ ایران کو چلا گیا پھر شاہ ایران کی مدد سے ہند کو فتح کیا۔ لہذا اُس نے اپنے مددگار کو بڑے بڑے عہدے دیئے چنانچہ نور جہاں بیگم کے واقعات مشہور عالم ہیں۔ ایران چونکہ بغداد کے قریب تھا جہاں سلطنت سُنیوں کی تھی اور اس سلطنت کا اُڑانا شیعہ کو منظور تھا اس لئے اس مذہب کے داعی بھی ایران میں بہت ہوئے اور وہاں ہی ان کا ہونا بلحاظ ..... پولیٹیکل مصلحتوں کے ضروری تھا۔

س ۴: کس صدی میں اس کی بنیاد پڑی۔

ج: تشیع کی بنیاد تو پہلی ہی صدی میں پڑی البتہ رفض کی بنیاد دوسری صدی کے آخر میں پڑی اور پورا رفض تیسری صدی کے آخر میں ہوا۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

تنیسرا خط

عالی جناب مولانا صاحب دام شفقاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مفصلہ ذیل اعتراضات چھاؤنی میانمیر میں عام اشخاص کی زبان پر ہیں امید واثق ہے کہ جناب بذریعہ الحکم جواب عنایت فرما کر اپنی اہم ذمہ واری سے سبکدوش ہونگے۔ خاکسار قاضی ثناء اللہ عفی عنہ کلارک میڈیکل سٹور ڈیپارٹمنٹ میانمیر چھاؤنی۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط جواب مولوی صاحب نے مجھے دیا لہذا جواباً عرض ہے۔

س: ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اکیلی فطرت لعنت ہے اب قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فطرت کو دین قیم کے مبارک نام سے یاد فرماتا ہے اور اسلامی شریعت میں بھی جن لوگوں کو خبر نہیں ہوئی ان سے صرف فطرت کی بابت سوال کیا جانا قیامت میں لکھا ہے تو پھر فطرت لعنت کس طرح ہو سکتی ہے۔

ج: یہ سوال عدم تدبر قرآن مجید کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ نے صرف فطرت کا ذکر کہیں نہیں فرمایا اور نہ صرف فطرت کو کسی جگہ دین قیم فرمایا آپ کا فرض تھا کہ خالص فطرت والی آیت لکھتے۔ دوسرا قرآن مجید میں فطرت اللہ کو دین قیم فرمایا جسکے معنے خود قرآن مجید نے توحید اور حنیفیت راہ مستقیم پر چلنا اسی جگہ فرما دیئے۔

تیسرا اگر فطرت بمعنے پیدائش اُس جگہ مراد ہوتی تو شریعت میں لبوں کے اور زیر بغل کے بال لینے ختنہ کرنے کا حکم شریعت میں نہ ہوتا۔

چوتھا جب قرآن مجید جو ہدایت نور رحمت اور شفا ہے بعض کے لئے یضل بہ کثیراً ہو جاتا ہے تو صرف فطرت اگر بعض کے لئے لعنت ہو جاوے تو کیا تعجب کی بات ہے۔

پانچواں قیامت کے روز فطرت والوں سے سوال کا نہ ہونا کہاں لکھا ہے آپ کا فرض تھا کہ آپ آیت حدیث کا حوالہ لکھتے بلکہ بخلاف اس کے ثابت ہے۔ رواہ الامام احمد نے مسندہ والبزار باسناد صحیح فقال الامام احمد ..... ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ یحتجون یوم القیامۃ رجل اصم لا یسمع ورجل ہرم ورجل احمق ورجل مات فی الفترۃ اما الاصم فیقول رب قد جاء الاسلام وانا ما اسمع شیئاً واما الاحمق فیقول رب قد جاء الاسلام والصبیان یحذفونی بالبعر واما الہرم فیقول لقد جاء الاسلام وما اعقل واما الذی فی الفترۃ فیقول رب ما اتانی رسول فیاخذ مواثیقہم لیطیعن فیرسل الیہم رسولا ..... طریق الہجرتین ابن قیم ورق ۲۲۸ و ۲۲۹ یعنے امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن چار قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرینگے بہرا بوڑھا احمق اور جو فترۃ کے زمانہ میں ہی مر گیا بہرا کہیگا یا رب اسلام آیا مگر میں تو کچھ بھی نہیں سُن سکتا تھا احمق کہیگا جب اسلام آیا مجھے تو بچے مینگنیوں سے مارا کرتے تھے اور بوڑھا کہیگا کہ جب اسلام آیا میری عقل قایم نہیں رہی تھی اور فترۃ والا کہیگا میرے تو رسول ہی کوئی نہیں آیا پھر اللہ تعالیٰ اُن سے پختہ وعدہ لیگا کہ اگر اب رسول بھیجا جاوے تو تم فرمانبرداری کروگے پھر اُن کے پاس رسول بھیجیگا۔

س ۲: رسالہ نور الدین میں قرآن مجید کی ایک پیشگوئی کا پتہ چلتا ہے کہ بیت المقدس مکہ معظمہ مدینہ منورہ ہمیشہ اہل اسلام کے قبضہ میں رہیں گے اور مشرکوں کا دخل نہیں ہو سکیگا اب باوجودیکہ محافظ ان پاک مقامات کے مرزا صاحب کے دعاوی سے واقف ہیں مگر پھر بھی ایمان نہیں لاتے تو کیسے مسلمان کہلا سکتے ہیں اور جب وہ مسلمان نہیں تو کیسے محافظ ہو سکتے ہیں۔

ج: یہ سچ ہے کہ مشرکوں کا دخل حرمین شریفین پر نہ ہوگا۔ کیا اب کسی مشرک کا قبضہ ہے آپ نے ثبوت نہیں دیا۔ دوسرا سلطان روم کا لقب خادم الحرمین ہے نہ شاہ حرمین۔ تیسرا۔ حضرت کے دعاوی کا انکار تو اُس وقت سمجھا جاوے جبکہ پہلے اُس کو تبلیغ پورے طور پر کی جاوے کیا آپ کے پاس اس تبلیغ کا کوئی ثبوت ہے بے خبر کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا۔ جیسا فرمایا۔ لم یکن ربک مہلک القریٰ بظلم و اہلہا غافلون ۔ وما ربک بظلام للعبید۔ اللہ تعالیٰ کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا باوجودیکہ وہ مشرک شریر ظالم بھی ہوں جبکہ وہ لوگ انذار منذر سے بے خبر ہوں اور ایسا کرنا ظلم ہے اور تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ حالانکہ سلطان ظالم مشرک شریر نہیں۔ بیت المقدس کے متعلق کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ یروشلیم پر تسلط عیسائیوں کا ۸۰ برس سے بھی زائد رہا آخر سلطان صلاح الدین نے بذریعہ جنگ اُن کو وہاں سے نکال دیا۔

س ۳: قریباً تین چار سال سے احمدی جماعت کو غیر احمدی مسلمانوں سے الگ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر کافروں کا لقب جب سے مخالفین نے دعوے مسیح کو جھٹلایا عاید ہو چکا ہے اور کافر کے پیچھے نماز جائز ہو نہیں سکتے تو ان پہلے نمازوں کا کیا جاوے

ہوگا۔

ج۔ اول مجددین انبیاء و رسل اصلاح کے واسطے مبعوث ہوتے ہیں اور اصلاح ایک ہی دن میں نہیں ہو جاتی مثلاً تحویل قبلہ ۱۳ سال بعد ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ماکان اللہ لیضیع ایمانکم پ۲۔ یعنے اللہ تعالیٰ تمہاری گذشتہ نمازوں کو ضایع نہیں کرتا۔ اب بھی گذشتہ نمازوں کا یہی حال ہے۔

دوسرا صرف انکار سے کسی کو ابتداءً کافر نہیں کہا گیا بلکہ مکفرین کو کافر کہا گیا کیونکہ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ خود کافر ہوتا ہے۔

تیسرا کافر کے معنے ہیں انکار کرنے والا جب تبلیغ اچھی طرح کی جاوے پھر بھی لوگ انکار پر ہی مصر رہیں۔ تب ان پر لفظ کافر کا بولا جاتا ہے۔ اب چونکہ تبلیغ کرتے کرتے ۲۶ برس سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ اس لئے ان کو کافر (منکر) کہا گیا۔

س۔ ... مرزا صاحب باوجود قدرت حج نہیں کرتے اور حج کرنا قرآن شریف کا حکم [illegible] جواب کہ امن نسلی [illegible] نہیں کیونکہ آں حضرت نبی اللہ علیہ وسلم باوجود [illegible] مخالف تھے حج کرنے [illegible]

ج۔ اول مرزا صاحب پر حج فرض نہیں نہ ان کے پاس روپیہ حج ہے۔ اگر اہل ثروت ہوتے تو پہلے مانع [illegible]

دوم اُن کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر حج کرنے کی اجازت اسی وقت دی [illegible] دجال بھی مسلمان ہو کر حج کے لئے جاوے۔ سوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک اللہ تعالیٰ کی جناب سے آمنین محلقین کا [illegible] ندا نہیں آئی حج کو تشریف نہیں لے گئے۔

چہارم پھر جب قریش نے روکا تو واپس تشریف لائے اور حج نہیں کیا۔

. . . .

. . . .

فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مخالف حج کے لئے نہ آوے۔ سو اس کی اخیر عمر میں جبکہ عمر ۸۱ روز باقی رہ گئے تھے اور ایسا امن ہو گیا تھا کہ کسی مخالف کو حج پر آنے کی اجازت نہیں تھی حج پر تشریف لے گئے و آخر دعوٰنا ان ا

لحمد للہ رب العالمین (فضل دین حکیم از قادیان)

اشتہار سالانہ جلسہ انجمن تشحیذ الاذہان

انجمن تشحیذ الاذہان جو کہ ۱۹۰۶ء کے شروع میں بمشورہ حضرت مسیح موعود اس غرض قائم کی گئی ہے کہ نوجوانان سلسلہ احمدیہ تقریر و تحریر میں مشق حاصل کریں اور اس قابل ہوں کہ دشمنان اہل اسلام اور مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعتراضات کا بوقت ضرورت اچھی طرح سے دندان شکن جواب دے سکیں اس انجمن کا پہلا سالانہ جلسہ (سالانہ جلسہ اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا غرض کے پیدا کرنے کے لئے اس انجمن کے وقتاً فوقتاً جلسے ہوا کرینگے) تعطیلات دسمبر میں بتاریخ ۲۶ و ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء مسجد اقصےٰ میں منعقد ہوگا اور اس جلسہ میں علاوہ ممبران انجمن ہذا کے خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ بیرونجات کے احمدی نوجوانوں کی کمیٹیوں کی طرف سے ڈیلیگیٹس بھی آئیں گے اور یہ اشتہار بدیں غرض شائع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر احمدی نوجوانوں کی ایسی کمیٹیاں ہوں جن کے اغراض مندرجہ بالا اغراض سے مطابقت رکھتے ہوں اور وہ کمیٹیاں ہمارے علم میں نہ ہوں تو اُن کو چاہئے کہ مہربانی فرما کر جلسہ ہذا کے لئے اپنی طرف سے ڈیلیگیٹس مقرر فرماویں اور ان کی اطلاع ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء تک سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان کو کریں اور ایسے ڈیلیگیٹس کے لئے ضروری ہوگا کہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۶ء تک پہنچ جاویں۔

اور دوسرے یہ اشتہار اس غرض سے شایع کیا جاتا ہے کہ تمام ممبران سلسلہ عالیہ احمدیہ جو اس وقت قادیان میں موجود ہوں اس جلسہ میں تشریف لاویں اور مجلس ہذا کو ممنون احسان بنائیں۔ اس جلسہ کا انعقاد تعطیلات دسمبر میں اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس وقت تمام بیرونجات سے بہت سے احمدی احباب قادیان میں تشریف لاتے ہیں۔

پروگرام جلسہ ہذا۔ (منظور کردہ سب کمیٹی جلسہ)

۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء اول جلسہ برسم استقبال ڈیلیگیٹس

نوٹ۔ اس جلسہ میں بھی کل احمدی احباب بخوشی تشریف لا سکتے ہیں۔

۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء بوقت صبح ۷½ بجے سے ۹½ تک

اس جلسہ کے پریذیڈنٹ و سکرٹری وہی ہوں گے جو انجمن ہذا کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری ہیں۔

نمبر	نام لیکچرار	مضمون	وقت
۱	میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پریذیڈنٹ	ہمارے اغراض اور وہ کیونکر پورے ہوتے جاویں	۷½ بجے سے ۸¼ بجے تک
۲	عبد الرحیم سکرٹری	شکریہ محسنین	۸¼ " " ۸½ " "
۳	ڈیلیگیٹس	مختلف تقاریر	۸½ " " ۹¼ " "
۴	پریذیڈنٹ	آخری تقریر	۹¼ " " ۹½ " "

۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء اس جلسہ کے پریذیڈنٹ مولانا مولوی نورالدین صاحب ہونگے اور سکرٹری انجمن ہذا کا سکرٹری ہوگا۔

جلسہ اول بوقت صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک

نمبر	نام	مضمون	وقت
۱	حضرت مولوی نورالدین صاحب	انجمن کے اغراض کے متعلق کوئی تقریر	۸ بجے سے ۹½ بجے تک
۲	سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان	رپورٹ انجمن تشحیذ الاذہان	۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک
۳	چوہدری فتح محمد صاحب طالب علم اسلامیہ کالج لاہور	بعثت نبی کریم صلعم پر مخالفین کے اعتراض اور انکے جواب	۱۰ " " ۱۱ "

جلسہ دوم بوقت شام ۲ بجے سے ۴ بجے تک

نمبر	نام لیکچرار	مضمون	وقت
۱	ناصر الدین صاحب طالب علم [illegible] کالج	وفات مسیح	۲ بجے سے ۳¼ بجے تک
۲	میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ ہذا	شرک	۳¼ " " ۳¾ " "
۳	پریذیڈنٹ	آخری تقریر	۳¾ " " ۴ " "

انجمن تشحیذ الاذہان کے ممبر یہ ہیں

(۱) میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ پریذیڈنٹ انجمن تشحیذ الاذہان و ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان (۲) عبد الرحیم سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان و مینیجر رسالہ (۳) چوہدری فتح محمد صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۴) چوہدری عبد السلام صاحب محاسب انجمن (۵) منشی برکت علی خان صاحب نائب سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان (۶) شیخ تیمور صاحب ممبر (۷) سید طفیل حسین صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۸) چوہدری محمد ضیاء الدین صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۹) حبیب الرحمان صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۱۰) عبد اللہ جان صاحب کوئٹہ ممبر تشحیذ الاذہان (۱۱) شیخ عبد الرحمن صاحب ممبر تشحیذ الاذہان۔ (المشتہر)

عبد الرحیم سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان

ریمارک

اسرار قدم۔ اس نام کا ایک مختصر سا پمفلٹ آریہ سماج کے مقابلہ میں بابو رام گوپال صاحب نومسلم سپرو ائزر سب ڈویژنل آفیسر حال مشنری مولوی گنج لکھنؤ نے لکھا ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ نیستی سے ہستی ہوتی ہے اور کبھی خداتعالیٰ کی کوئی صفت بیکار و معطل نہ تھی قیمت اس رسالہ کی ۲ / ہے مصنف سے مندرجہ بالا پتہ پر ملے گا۔

چشمہ مسیحی ۳/- دینیات کا پہلا رسالہ ۱/- احمدی کا من ۱/- یہ تینوں کتابیں دوبارہ اور سہ بارہ سید عبد الحی عرب نے چھپوائی ہیں پہلی کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ہے اور ینابیع السلام جیسی زہریلی کتاب کا رد ہے۔ دوسرا رسالہ حضرت حکیم الامۃ کے اشارہ اور ہدایت سے لکھا گیا ہے۔ اور تیسرا رسالہ ایک پنجابی نظم ہے جو مستورات کیلئے بہت مفید ہے ان کتابوں کی خوب اشاعت ہونی چاہئے۔

حروب صلیبیہ [illegible] صلیبی لڑائیوں کے نام سے کوئی تاریخی اور علمی مذاق رکھنے والا اسلامی ناواقف نہیں ہو سکتا یہ وہ لڑائیاں تھیں جن میں یورپ کی متحدہ دنیا نے سیاسی اثر کو اپنے ماتحت کر کے ارض مقدس سے مسلمانوں کو نکال دینے کا عزم کیا اور خداتعالیٰ نے اُسے نامراد رکھا۔ ان لڑائیوں کی تفصیلی حالات مولوی عبد الحلیم صاحب شرر کی تالیف سے [illegible] اور ان کا نام حروب صلیبیہ رکھا ہے دفتر [illegible] سے ملیگی۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

مولوی [illegible] صاحب [illegible] ان کا [illegible] ضلع مظفر گڑھ کی زوجہ کا انتقال ہو گیا ہے درخواست کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہر جگہ جنازہ پڑھے۔

وصیت ۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد خاکسار عبدہ جمال الدین ابن محمد صدیق ذات دائیں عرف کشمیری ساکن سیکھواں جو قادیان دار الامان سے جانب گوشہ غرب وشمال میں فاصلہ ایک فرسنگ کے واقع ہیں تحصیل وضلع گورداسپور کا ہوں۔ آج میں بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے یکم مارچ ۱۹۰۶ء بوقت صبح حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری اس وصیت پر جس کو میں لکھ رہا ہوں عمل کیا جاوے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہٗ مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے [illegible] شائع ہوا تھا بکمال غور [illegible] اور نیز تمام ہدایات اور ضوابط اور [illegible] رسالہ الوصیت کے [illegible] مسیح موعود [illegible] قادیان کی طرف سے [illegible] اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شائع ہوئی ہیں یا آئندہ شائع ہوں گی [illegible] ان کا علم کا اور ایسا ہی میرے ورثاء بھی [illegible] ہدایات ضوابط وقواعد وشرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جائداد جو اس وقت حسب ذیل [illegible] وہ یہ ہے (الف) ہم تین بھائیوں یعنی امام الدین [illegible] خیر الدین وخاکسار کی مبلغ [illegible] روپیہ کی [illegible] اراضی رہن بالقبضہ لی ہوئی ہے جس میں سے میں سوم حصہ کے مبلغات کا مالک ہوں۔ (ب) بعض اشیاء تجارتی گھر میں مبلغ ایک سو روپیہ [illegible] ہیں (ج) قادیان دار الامان شریف کے مشرقی کنارہ پر ایک مکان بعمارت خام جس میں چار کوٹھڑیاں مسقف اور کچھ سفید زمین جس کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ سکہ مشرق قصاب۔ وغرب شارع عام شمال مکان بہادر کشمیری۔ وجنوب مکان منشی عبد العزیز صاحب پٹواری حلقہ سیکھواں کا ہے۔ اور یہ مکان تینوں بھائیوں مذکور کا مشترکہ ہے۔ اس میں سے [illegible] جائداد میری ملکیت [illegible] آج کی تاریخ سے اس جائداد میں سے حسب الارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام محض رضامندی خدا تعالیٰ کے لئے پانچواں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیجائے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد میری وصیت کردہ جائداد (پانچواں حصہ) پر مالک اور قابض ہو۔ جو قابل فروخت انجمن مذکور ہو۔ اس کو فروخت کرکے قیمت وصول کرکے اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہو۔ اس میری وصیت کرنے میں میرے حقداروں میں کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ میرے سب وارث اور حقدار تمام احمدی ہیں۔ اور تمام رضامند ہیں۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکور کے متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد اضافہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر فقرہ مابعد نمبر (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں اس جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ [illegible] میرا جنازہ حضرت سیدنا [illegible] یا احمدی جماعت پڑھے اور [illegible] احمدی جماعت کی خدمت میں [illegible] بطور وصیت کے عرض کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی نہایت مہربانی [illegible] وفات کے وقت زندہ ہوں گے۔ [illegible] حصول اجازت [illegible] قبرستان مقبرہ [illegible] کیونکہ ہمارا گاؤں [illegible] بہت کے ساتھ [illegible] خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اجر [illegible] میری یہ بھی وصیت ہے کہ [illegible] اور میری نعش کو قادیان [illegible] پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کے متعلق متکفل میری جائداد وصیت کردہ نہ ٹھہرائی جاوے۔ بلکہ میری بقیہ جائداد سے کیا جاوے۔

(۷) [illegible] اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے۔ کیونکہ حالت آئندہ کا ہمیشہ تذکرہ [illegible] مجھکو اس وقت کچھ علم نہیں کہ میری نعش اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے اور پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ کوئی ایسی ضرورت پیش آجاوے کہ مقبرہ بہشتی میں میری نعش دفن نہ ہوسکے تو پھر اس موضع کے جس قبرستان میں میرے باپ کی قبر ہے۔ اس کے پاس دفن کیا جائے۔ لیکن یہ اشد ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہووے کوشش کی جاوے کہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاؤں۔ یہ تو میری دلی خواہش اور مراد ہے ورنہ بحالت مجبوری شق ثانی کو اختیار کریں۔ آگے خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اس کی ذات پاک کیا کرنیوالی ہے۔ علاوہ اس کے مجالس مذکورہ کی خدمت میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میرے پیچھے جو میری اولاد ہو۔ ان کے لئے کوشش کی جاوے۔ کہ علم دین حاصل کریں اور نیک اور متقی اور خادم دین بنے رہیں۔ تا میرے لئے باقیات صالحات ہوں۔ اِنَّ رَبِّیْ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ آمین۔

العبد موصی

خاکسار جمال الدین ولد محمد صدیق ذات دائیں ساکن سیکھواں تحصیل وضلع گورداسپور بقلم خود

گواہ شد

فضل محمد احمدی سکنہ موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ

گواہ شد

امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم دائیں برادر حقیقی موصی بقلم خود

گواہ شد

عبد العزیز احمدی پٹواری موضع سیکھواں

گواہ شد

محمد اسمٰعیل ولد جمال الدین قوم دائیں بقلم خود

وصیت

مولوی حافظ محمد اکرم صاحب احمدی مرحوم مرسلہ محمد افضل صاحب سکنہ کملہ

(الوصیت) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ (۱) اشہد ان جمیع انبیاء ورسلہ حق من عند اللہ وملائکتہ حق وجمیع کتبہ حق واشہد ان سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء وکتابہ القرآن نور ہدی خاتم جمیع الکتب۔

اس کے بعد میں اپنے تمام ورثاء کو عموماً اور والد صاحب کو خصوصاً یہ وصیت کرتا ہوں کہ جب میں اس دنیا سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جاؤں تو میرے بعد میرے اوپر کوئی بلند آواز سے جزع وفزع نہ کرے اور نہ خیال کریں کہ میرے اوپر گھر کا یا گھر والوں کے رزق کا دارومدار تھا اللہ تعالیٰ رازق مطلق ہے میری زندگی میں اور میرے بعد کوئی میری ایسی خوبی ذکر نہ کریں جو مجھ میں نہ ہو میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود ورئیس قادیان کا مرید بیعتی اور باخلاص ہوں اور مسیح ناصری کو فوت شدہ اور ان کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں اس لئے میرے انتقال کے بعد فوراً حضرت کو جنازہ کیلئے اطلاع لکھدیں اور اس خط میں لکھیں کہ یہ خط اخبار میں چھپ جاوے اور حضرت اور سب [illegible] میرا جنازہ پڑھیں اور سب کو السلام علیکم کہہ دیں اور اس جگہ تجہیز تکفین یوں ہو کہ احمدی میرے جنازہ کا پیش امام ہو دوسرا ہرگز ہرگز نہ ہو اور غسل بھی حتی المقدور احمدی دیں مگر جنازہ کا پیش امام ہرگز کوئی غیر احمدی نہ ہو دوسروں کا اختیار ہے کہ احمدیوں کے پیچھے جنازہ پڑھیں اصل والد صاحب کا حق ہے کہ وہ جنازہ پڑھاویں تیسری تکبیر کے بعد دعا یا پاؤ گھنٹہ تک میرے واسطے استغفار کریں اور مغفرت مانگتے رہیں اور دفن کرکے جب چلنے لگیں تو سب دعا حساب کی آسانی اور آسانی ضغطۃ القبر کے دیر تک توجہ سے کریں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا میرا اہل وعیال خدا کو بہت یاد کرو نماز کا ترک چھوڑ دو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کا سکھ دیگا۔ تم الوصیۃ۔ یہ وصیت نامہ اس کی جیب میں پایا اور لکھکر ارسال کیا۔

وصیت

(۱) میں گلاب خان ولد نواب خان قوم پٹھان ساکن قصبہ کراولی ضلع مین پوری۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۶ فروری ۱۹۰۶ء

(ف)

... [illegible] وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلسلہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید ہوں اور پیرو ہوں۔

(۴) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴- دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے۔ یا آیندہ ہوں گے۔ میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد [illegible] منتظمہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت [illegible] میں پابند رہیں گے۔

(۵) میری جایداد جو اس وقت صرف مبلغ چار صد و پنجاہ روپیہ نقد سیونگ بینک میں بطور رقم ضمانت جمع ہے۔ اور [illegible] تک بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] پانسو روپیہ ہو جاویں گے [illegible] سے اس رقم کے [illegible] کے متعلق وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے [illegible] انجمن احمدیہ قادیان کو [illegible] اشاعت اسلام دیا جاوے اور اگر میری وفات کے پہلے میری زوجہ کا انتقال ہو جاوے۔ تو [illegible] جمع شدہ بطور ضمانت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اشاعت اسلام دیا جاوے۔

(۶) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی جایداد مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد ماسوائے جایداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۷) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شایع ہو چکی ہیں یا آیندہ شایع ہوں گے دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی [illegible] کی جاوے۔

(۸) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کے متکفل یہ میری جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان انجمن مذکورہ کی طرف سے [illegible] ہوگا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور [illegible] رقم [illegible] اصلی اخراجات سے کم ہوئے تو میری دیگر متروکہ جایداد [illegible] جایداد وصیت [illegible] ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور [illegible] ورثا ان اخراجات [illegible] میری نجات کا باعث ہوں گی اور [illegible] ان اخراجات [illegible]

ضروری اطلاع

میں نے کئی بار خریداران کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا یا دستی ہوتا ہے۔ درج کیا کریں۔ لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ جس سے بہت سا وقت تلاش نمبر میں کلرک کا ضایع ہوتا ہے۔ بعض خریدار ایسے بھی ہیں۔ جو رجسٹرڈ ایل ۷۷ لکھ دیتے ہیں۔ وہ خوب یاد رکھیں کہ یہ نمبر ڈاک خانہ کا ہے۔ پس آیندہ بہت احتیاط سے کام لیا جاوے حساب وغیرہ میں نمبر خریداری کو مقدم کیا جاوے۔ — **مینیجر**

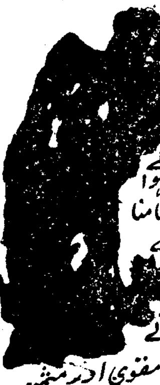

ہندوستانی بچوں کو

کمزور کر دینے والی آب و ہوا کے سبب بڑی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے اور اوایل عمر ہی سے انہیں اپنی ننھی ننھی ہڈیوں اور اعصاب کے بڑھانے میں مدد دینے کے لئے مقوی اور منتشن دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسکاٹس املشن میں بچوں کی ہڈیاں اور رگ پٹھے بڑھانے کی قوت ہے

وہ حسب دلخواہ ہے

استعمال کے چند ہی روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

فروخت کی [illegible] سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

[illegible] اسکاٹس [illegible] املشن [illegible]

[illegible] لندن

ایک تحفہ سرمہ لیتے ہوئی

[illegible] سرمہ [illegible] شیشی کی مہر [illegible]
[illegible]
[illegible] درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

[illegible] لگا اور آنکھیں صاف ہو گئیں **سرمہ نور** کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول الماء تک میں فایدہ کیا اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند غبار۔ سبل پانی جانا۔ پڑبال۔ خارش ہونا۔ ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے کھو دیتا ہے سینکڑوں سرٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں ایک تولہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہوں گے دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ آنا چاہئے

(سرمہ نور خاکی فی تولہ ۱ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ...)

کم خرچ بالا نشین۔ سوتی سنگی [illegible] خوش وضع [illegible] [illegible] عمدہ تحفہ [illegible] پائدار خوبصورت [illegible] اگر [illegible] قیمت [illegible] وی پی منگانے میں [illegible] اطمینان [illegible]

ایڈووکیٹ بمبئی میں

بمبئی کے لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہ بمبئی کی بھلائی کے لئے کافی شہادت ہے

جبکہ ہم خود ثابت کر سکتے ہیں اور ہمارے کان اس بات کو سنتے ہیں اور ہمارے دوست بھی اُس بات کو ثابت کرتے ہیں تو اُس سے زیادہ معتبر شہادت کونسی ہوگی۔ یہ بات کلکتہ کے لوگ کیا کہتے ہیں یا کولمبو کے باشندہ کیا خیال کرتے ہیں وہ نہیں ہے بلکہ یہ تو جو کہ بمبئی کے لوگ سچ جانتے ہیں وہ بات ہے۔ کیا آپ اپنے ہمسایوں کی بات پر یقین نہ کریں گے؟ یہ تحریر جو کہ چھٹی گلی کماٹی پورا اسپیڈلکل اور سرجیکل ہال کے طبیب ڈاکٹر ... نولے کی ہے پڑھی۔ وہ لکھتے ہیں۔ میرے اُن مریضوں کو جو کہ جوڑوں کے سخت اور پرانہ درد میں مبتلا تھے ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں Doans Backache Kidney pills

[illegible] سے [illegible] بہت سی [illegible] ایسے بہت سے مریضوں کو

[illegible] پوری شفا حاصل ہوئی ایسے مریضوں [illegible] میں نے اس دوا کو نہایت مجرب پایا اور میں نے ان گولیوں کو بار بار دیا ہے۔ گردوں [illegible] خطرناک ہے کیونکہ وہ بہت خفیہ طرح اپنا گھر کھود جاتی ہے اُس کی علامتیں بہت [illegible] اور درد سر۔ مزاج کا چڑچڑاپن بدن کی کمزوری۔ نیند نہ آنا۔ چکرانا۔ تکان وغیرہ۔ گردوں کے خراب ہونے کی یہ بھی علامتیں ہیں۔ پشت کا درد۔ جلد جلد پیشاب کی تکلیف۔ جوڑوں میں درد ہونا۔ پتھری۔ مثانہ کی کمزوری۔ گردوں کی بیماری قبل اسکے کہ اُس کا سبب معلوم ہو کئی سال پیشتر سے جسم میں اپنا گھر کرتی ہے اور اس لئے یہ بہت ہی خطرناک ہے ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں Doans Backache Kidney pills - گردوں اور مثانہ کی بیماریاں رفع کرتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی اودیہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ روپیہ

م ذمہ دار خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے ✣ المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضائع کر کے مایوس خاطر ہو گئے ہوں انہیں ... اسکی

آزمائش کر لیں ہر گز ہر گز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب ... ہو چکی ہے

یاقوت مروارید جان نشیب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ وغیرہ کا مجرب مشہور

مفرح عنبری

دل میں اک نئی زندگی - جوانی کی زہار کے ... لطیف عنبر ... باشی ...

قیمت قیمت قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپے (صہ) تین ڈبیہ تیرہ روپے ۱۳ ایکدرجن ڈبیہ ۵۰

مفرح عنبری میں خدا تعالیٰ کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنے کے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور نیز چھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں - خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے - اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ ... اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے - کسی قدر واجبی عرض کے ...

مفرح عنبری جونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی تریاقات جواہرات کا مرکب ہے - اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے - حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوا کا ملنا قریباً محال ہے +

مفرح عنبری حکما اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو خواص سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کس کس مرض - اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے - جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی اور دل کے باعث ارے درجے سرماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے +

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں - یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا کھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی ضرب صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں +

مفرح عنبری وہ عجیب وغریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کا نور - دماغی طاقت بھر پور ہو جاتی ہے - اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے

(سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں)

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا دل ... اسکی پہلی خوراک ... جو دماغ ... پیدا ہو کر ... خیالات ... اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا ... ضعف دل - بے چینی - ... سانس کا پھولنا - پراگندہ خیالی - ... قابل اعتماد تریاق ہے +

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ جریان - رقت - کثرت احتلام - کثرت پیشاب - وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے جو ... نہیں ... کثرت ... جو دماغ ... واقع ہو ... استعمال سے ...

مفرح عنبری جنکے اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی - یا غلط کاری عیاشی - کثرت محنت دماغی - رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آ جائے - اور ... لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا ... مرکب ہے +

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے - اسلئے امیروں - وزیروں - لڑائیوں - منشیوں - ... تاجروں - منصفوں - مدرسوں - ... اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے - اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں ساتھ رکھنا چاہئے - جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی - جھٹ ... اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ ... آزمائش شرط ہے +

جناب ... مولوی ... حسین صاحب ... (دستخط)

عالیجناب ... خان ... رئیس اعظم ... تحریر فرماتے ہیں ...

عالیجناب ... عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب ... صاحب ...

(اسی طرح سیکڑوں ... مفرح عنبری کی تعریف کی ہے)

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت - لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الله اوی الفریه

الحکم

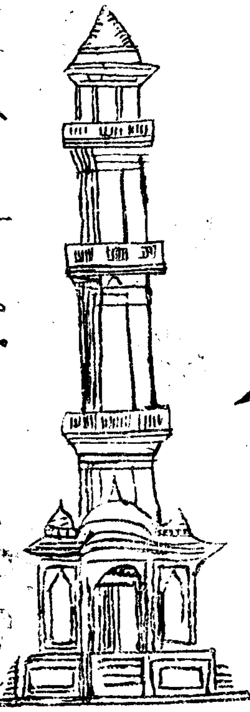

دوائی شفا بنی غرض از الاماینی	چہ گویم با تو گر آئی چہ با در قادیاں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۳

نمبر ۴۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۹ء مطابق ۱۰ ذیقعد ۱۳۲۷ھ جلد ۱۳

دارالامان کا ہفتہ و ریاطلاع ... ص ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم / حقانی کی حقانیت ... ص ۲

ایڈیٹر صاحب سرمہ کے نام ایک خط / حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے مخالف ۔ اور شرقیوں اور غربیوں میں اختلاف کا فرق ... ص ۳-۴-۵

خطبہ نکاح ... ص ۶

قصیدہ خیر مقدم اور دارالسلطنت کلکتہ ہفتہ وار اور ریمارک ... ص ۷

وطن کا عذر نامعقول ... ص ۸-۹

وصیت ... ص ۱۰-۱۱

اشتہار ... ص ۱۲

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نصیب [illegible] ناساز رہی اس کی وجہ اور باعث اپنی تبلیغ اور اس کے اثر کا حد سے زیادہ فکر تھا۔ اس طرح پر آپ کی اس دردمندانہ فکر نے ان لوگوں کو جنہیں دارالامان کی مبارک صحبت میسر ہے اپنے ازدیادِ ایمان کا موقع دیا۔ اور ایک بار آنکھوں کے سامنے اس حالت کو پیش کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس فکر کے علیہ کے باعث گذری تھی اور جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

فی الحقیقت یہ قوم ہدایت پانے والے گروہ کے لئے از بس حریص ہوتی ہے اور اس کی وجہ ان کی وہ شفقت ہوتی ہے جو خارق عادت طور پر انہیں دیجاتی ہے۔ بہرحال حضور کی طبیعت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ ۲۲ کی صبح کو آپ سیر کے لئے لگے اور بازاروں میں تشریف لائے۔ اسی حالت بیماری میں تصنیف کا کام بھی جاری رہا۔

۲۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام چند روز کے لئے ضرورتاً اپنے عزیز اور معزز بھائی میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس لاہور تشریف لے گئی تھیں۔ ۲۱ دسمبر کی شام کو مع الخیر دارالامان واپس تشریف لے آئیں۔

۳۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

۴۔ ہفتہ زیر اشاعت میں اچھی بارش ہوئی ہے جس کی وجہ سے سردی خاص طور پر چمک اٹھی ہے۔

۵۔ وہ دو لڑکے جن کو دیوانہ کتے نے کاٹا تھا۔ کسولی کے پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں علاج کرا کر واپس آ پہنچے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ خیریت سے [illegible] اور واپس آئے۔

اطلاع

اس دقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۱۰ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ۔ غرضکہ سوائے لنگر خانہ کے روپے کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے۔ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندہ کے ساتھ شامل کر کے بھیجا ہو تو اختیار ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجدیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا۔ مگر اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ اتنا روپیہ کس کس کی طرف سے کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین بغرض اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیۃ کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے۔ غرضکہ پورے بسط کے ساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔ تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دی جاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شائع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسید میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی نام کا اندراج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور دفتر کو اطلاع کرے۔

المشتہر

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

نوٹ۔ اس امر کا یاد رکھنا از بس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے۔ شرط اوّل مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ حسب حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کے لئے دینا ہوگا۔ سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے سو اسکو الگ سمجھنا چاہئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی

حقانیت

... پہنچ گئی ...

... مہر لگا گئے۔ فاعتبروا یا ...

... فضل سے حق نے اپنا رعب لوگوں کے ...

... سنت اللہ کے موافق دو ایک ...

... آج دن کوئی نہ کوئی ...

... اگر جلسہ میں ... خاص ...

... مسلمانوں کو ... ابھی موجود ...

... سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ... اور

... امام زمانے کو قرآنی علوم سکھا رہا ہے اور

... قرآن اعلیٰ و اکمل درجہ پر بلکہ تحدیانہ طور پر کر رہا ہے ...

پھر یہ مولوی صاحب اپنی اس جھوٹ سے حضرت اقدس کی طرف توجہ ...

فرماکر پھر دوسری باتوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ زمانہ موجودہ مسلمانوں

کی حالت زار کو بیان کرتے کرتے آپ فرمانے لگے کہ جس بُری حالت میں

آج ہم اور ہماری قوم پڑی ہوئی ہے وہ اس کی مقتضی ہے کہ

مختلف شہروں اور قریوں میں انجمنیں ...

... اس اہم ضرورت کو پوری کرنے کے واسطے

... انجمن موسومہ بانجمن تہذیب الاسلام قائم

کی ہے لوگوں کو چاہئے کہ اس انجمن کی مالی امداد فرمائیں

... مولوی صاحب موصوف کی ...

... علیکم ... ہم لوگ کسی کو مسیح

مانیں ... کسی کو ... ہمارا دین تو کامل ...

بلکہ ... آج فلاں صاحب پیدا ہوں وہ کہیں میں نبی ہوا ہوں رسول

... میں جنہیں ہوں خواہ نخواہ کیوں کسی کو ...

ایڈیٹر صاحب سرستی کے نام ایک خط

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے مخالف

پریہ ور مہاشے ایڈیٹر صاحب سرستی

مَیں نے آپ کے معزز رسالہ سرستی کا اکتوبر ۱۹۰۶ء کا نمبر پڑھا۔ جس میں کسی مہندر لال صاحب نے نہایت نیک نیتی اور صفائی کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے اور جس کو آپ نے اپنے معزز رسالہ میں درج کر کے اپنی فراخدلی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا ہے۔ خاتمہ مضمون پر آپ نے رسالہ میں ایک فٹ نوٹ لکھا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مرزا صاحب کے دعوے کی تردید میں جو کچھ لکھا گیا یا کیا گیا ہے اس کا بھی کچھ ذکر ہو جاتا۔

کیونکہ آجکل اوتاروں کا بڑا زور ہے چنانچہ مسیح کانپور کے پنڈت سیتا نند اگنی ہوتری لاہور میں دیو گورو بھگوان کے نام سے ظاہر ہوئے ہیں وغیرہ۔

خلاصۃً

آپ کے اس نوٹ کو پڑھ کر مَیں نے ضروری سمجھا کہ ایک مختصر مضمون آپ کے پاس بھیجدوں۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مرزا صاحب کی مخالفت میں کیا کیا گیا اور اس کا انجام کیا ہوا۔

شریمان ایڈیٹر صاحب! یہ امر تو آپ کو بدیہی ہو گا کہ جب سے سرشٹی اتپن ہوئی ہے تب سے ہی بھلوں اور بروں کے درمیان ایک یودھ جاری ہے۔ لیکن صرف یدھ ہی سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ چونکہ باہم مخالفت ہوئی اس لئے بھلے اور بُرے میں کوئی تمیز ہی نہیں ہو سکتی؟ نہیں یہی جنگ اور یہی مخالفت ایک چیز ہے جس سے آخر کار راستباز اور صادق کی سچائی پر مُہر ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کا اس مخالفانہ جنگ میں باوجود پوری بے کسی اور بے بسی کے کامیاب ہو جانا ہوتا ہے۔

ہمارا وشواس ہے کہ اس ملک ہندوستان میں بھی رشی مُنی پرمیشر کی طرف سے خلق اللہ کو مت مارگ پر چلانے کی ہدایت کے واسطے آتے رہے چنانچہ ان میں سے مثلاً شری رود رگوپال میری کرشن جی اور سری مہاراج رامچندر جی جیسے بزرگ جب اصلاح خلق کے لئے آئے تو ان کو بھی دکھ دیا گیا اور انکی مخالفت کی گئی مگر آخر وہ [illegible] ہوئے اور انکے دشمن ذلیل اور نامراد ہو کر ان کے سامنے ہلاک ہو گئے۔

اسی طرح بیرون سرے ملکوں میں جہاں جہاں ایسے لوگ خدا کی طرف سے آئے ان کی بھی طرح مخالفت کی گئی مگر ان کی مخالفت کا نتیجہ دشمنوں کی ہلاکت - تباہی اور ذلت نکلا اور انکی فتح مندی - اقبال اور کامیابی ہوا۔ اسکے لئے دنیا کا مذہبی اتہاس گواہی شہادت دے سکتا ہے اور آپ اور آپ کے پاٹھک اس امر میں میرے ساتھ ضرور متفق ہونگے کہ نری مخالفت کوئی چیز نہیں ہوتی بلکہ مخالفت کا ہونا ضرور ہے کیونکہ مخالفت ہی ان کی سچائی کے ثابت کرنے کا ایک گر ہے۔

سونا اور پیتل تھوڑی دیر کے لئے اپنی چمک دمک میں برابری کا دم ماریں مگر جب انہیں زرگر آگ میں ڈالتا ہے تو جوہر کھل جاتے ہیں بلکہ اسی پرکار جب کوئی شخص خدا کی طرف سے آتا ہے تو ایک طرف اس کی مخالفت میں ہر قسم کی تدابیر کی جاتی ہیں دوسری طرف وہ ان مخالفتوں میں صحیح و سلامت نکل جانے کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور انجام صادق کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔

پس جبکہ یہ اصولی بات ہے اور جسکا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تو یہ امر بہت صاف ہے کہ ضرور تھا کہ مرزا صاحب کی بھی مخالفت ہوتی۔ اور وہ **مخالفت** ہی ثابت کرتی کہ وہ **خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے**۔

مرزا صاحب کی جس کتاب براہین احمدیہ کا آپ کے رسالہ میں ذکر ہے اس کتاب ہی میں صفحہ ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ میں عظیم الشان پیشگوئیاں کی گئی تھیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ تیری ہنسی کریں گے ان کے لئے اللہ کافی ہو گا۔ اور مخالفوں کو چیلنج کیا گیا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ میرے خلاف جو تدابیر چاہو کرو پھر تم دیکھ لو گے کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ لوگ گورنمنٹ میں جھوٹی مخبریاں کر کے ڈرائینگے اور قوم کو قتل پر آمادہ کرینگے۔ مگر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تیرا کچھ بھی بگاڑ نہ سکینگے۔ اور تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہو گا۔ اور ایسا ہی آزمایا گیا تھا کہ دنیا میں نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کریگا۔ اور پھر یہ پیشگوئی بھی کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کی ہر قسم کی شرارتوں اور ان کے نقصان پہنچانے سے بھی محفوظ رکھے گا۔

غرض اسی قسم کی اور بہت سی پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں درج ہیں جن میں خطرناک مخالفت کی تصریح کی گئی تھی۔ پس مرزا صاحب کی مخالفت خدا کا ہونا اس اصول کی رو سے کہ صادق کی مخالفت ضرور ہوتی ہے تو ضروری تھا ہی لیکن ان پیشگوئیوں کے موافق بھی جو خدا کی طرف سے تھیں مخالفت ہونا لازمی امر تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب کی مخالفت شروع ہوئی اور بڑے زور سے ہوئی۔ سو اول یہ مخالفت منتشر اور اجتماعی قوت سے ہونے لگی ابتدا میں جب مرزا صاحب نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ مسلمان جو اس پیشگوئی کی حقیقت سے ناواقف تھے بگڑ بیٹھے اور بڑے زور شور سے مخالفت شروع کی ان کی مخالفت کا زبردست پہلو یہ تھا کہ مرزا صاحب پر **کفر** کا فتویٰ لگایا جاوے کیونکہ انہوں نے اپنے خیال میں یہ سوچا کہ جب کفر کا فتویٰ لگ جائے گا تو عام مسلمانوں کا رجوع بند ہو جائیگا اور کافر سمجھ کر لوگ ان کے پاس نہ جائینگے اور یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

بے شک ایک دنیادار اور مادہ پرست کے نزدیک یہ تجویز کارگر تھی اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے مگر صادق کے لئے تو اسکی ترقی کا ایک نشان تھا اس **فتنہ کفر** کی خبر پہلے سے براہین میں شائع ہو چکی تھی۔ جونہی کفر کا فتویٰ لگا خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔ اگرچہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کافر کافر کا شور مچایا گیا لیکن اس شور میں کوئی ایسی تاثیر مخفی تھی کہ لوگ کھچے ہوئے چلے آنے لگے چاہیئے تو یہ تھا کہ اس شور سے نفرت بڑھ جاتی مگر بجائے نفرت کے **قبولیت** بڑھی اگر مفصل اس فتنہ کا ذکر کیا جاوے تو یہ مضمون طویل ہو جاوے اس لئے مختصر ہی کافی ہے۔

مسلمان تو اس طرح پر بدظن کئے گئے۔ اور ان کو دشمن بنایا گیا۔ کفر کے فتووں کیساتھ قتل کا فتویٰ بھی دیا گیا جبکہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن ہزاروں قتل کے وقوعے ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ قتل ہو جاتے ہیں جن کی حفاظت کا بڑا سامان ہوتا ہے تو **مرزا صاحب** کا قتل کر دینا کسی دیوانہ کے لئے مشکل نہ تھا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کا قتل ثواب کا موجب قرار دیا گیا ہو لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کو دیکھو کہ کسی کو اس پر قابو نہ ملا اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت کہا گیا تھا وہ نشان پیدا ہوا کہ قتل پر کسی کو قابو نہ ملے گا اور خدا تعالیٰ حفاظت کرے گا۔

جب ان صورتوں سے بھی کامیابی فریق مخالف کو نہ ہوئی۔ تو گورنمنٹ کے ہاں مخبریاں کرنی شروع کیں اور مختلف اور بیہودہ اور محض جھوٹی باتیں بنا کر گورنمنٹ کو بدظن کرنا چاہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے جیسا کہ دشمنوں کو اس موقع پر بھی نامراد رکھنے کی پیشگوئی کی تھی وہ نامراد رہے اور گورنمنٹ کو کوئی وجہ بدظنی کی نہ ملی۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایسی عادل اور نکتہ رس گورنمنٹ کے عہد میں ہیں۔

جب اس منصوبے میں بھی ناکامی ہوئی تو پھر مخالفت کا ایک اور پہلو اختیار کیا گیا وہ **مقدمات** میں پھنسانا اور سزا دلانا تھا۔ مقدمات کی آفت معمولی آفت نہیں ہوتی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسی مصیبت ہے مخالفوں نے یہ سوچا کہ مقدمہ بازی سے جہاں مالی **نقصان** ہو گا وہاں یہ اپنے کام سے بھی رُک جائیگا اور سزا ہو گی تو ہمیشہ کے لئے چھٹی ہو گی مگر خدا تعالیٰ نے اپنی چمکار دکھلائی جیسا کہ وعدہ کیا تھا ہر مقدمہ سے پہلے خبر دی گئی اور اس کے نتیجہ سے اطلاع۔ بتاؤ کیا یہ امر انسانی طاقت میں ہے کہ ایسے وقت کسی امر کی خبر دے کہ ان کا کوئی وجود اور باعث بھی نہ ہو اور پھر اس کے انجام سے خبردار کر دے **پہلا مقدمہ** ایک خطرناک مقدمہ کی صورت میں اُٹھایا گیا۔ یہ مقدمہ قتل کا مقدمہ تھا اور اس میں مستغیث ایک پادری ڈاکٹر کلارک تھا جو اپنی جماعت میں سرگروہ اور مشنری تھا اُس نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے ایک شخص کو میرے قتل کے لئے بھیجا ہے چنانچہ جس شخص کا نام انہوں نے لیا اُس نے شہادت دی کہ بے شک مجھے بھیجا ہے یہ مقدمہ نہایت زور شور سے اُٹھایا اور اس میں آریہ اور مخالف **مسلمان** بھی پادری کے ساتھ ہو گئے۔ اور مقدمہ روئداد کی بنا پر ثابت بھی ہو گیا مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی کہ مَیں بری کروں گا اس لئے حضرت اقدس کو ذرا بھی پروا نہ تھی

آخری مرحلہ پر جہاں مقدمہ سشن سپرد ہو [illegible] خداتعالیٰ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دل پر اپنا تصرف دکھایا اور اُس نے کپتان پولیس کو جو انگریز تھا، از سرِنو تفتیش کے لئے کہا اور کہا کہ میرا دل تسلی نہیں پکڑتا چنانچہ جب اُس نے پھر تفتیش کی تو قاتل ہی نے آخر اقرار کر دیا کہ مجھے سکھایا گیا تھا مجھے نہ مرزا صاحب نے قتل کے لئے بھیجا اور نہ میں قتل کے لئے آیا۔ آخر وہ سب کے سب نامراد ہوئے۔ اور عزت و احترام [illegible] حضرت اقدس بری ہو گئے۔

پھر [illegible] مالی نقصان پہنچانے کے لئے ٹیکس کا کیا گیا کہ ان کی آمدنی بہت ہے ٹیکس لگانا چاہیئے چنانچہ باجوب [illegible] ٹیکس تجویز ہوا۔ گر جب [illegible] ہوئی اور [illegible] ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس گئی تو اس نے نہایت وضاحت اور صفائی سے حضرت اقدس کے بیان کو صحیح قرار دیکر مقدمہ خارج کر دیا اور ٹیکس سے بری کیا۔

[illegible] ایک خطرناک [illegible] اُٹھایا گیا جس نے اس سلسلہ کے مٹانے کے لئے ہر طرح کی تدبیر کی [illegible] لوگوں کو منع کیا کفر کا فتویٰ شایع کیا۔ اور جو تجویز اس سے [illegible] قبول کی گواہی دی۔

لیکن جب کوئی صورت نہ رہی تو آخر حفظ امن کی ضمانت کی درخواست کی کہ مرزا صاحب سے اندیشہ ہے اس لئے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ان کی ضمانت لی جاوے۔ اس مقدمہ میں پولیس بھی مولوی محمد حسین کی مددگار تھی۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے جیسا خبر دی تھی ویسا ہی ہوا اور مرزا صاحب بری ہو کر آئے۔

اس کے بعد پھر مقدمات کا ایک عام طوفان اُٹھا۔ اس میں مرزا صاحب اور اُن کے مریدوں پر مقدمات کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور **مسلمان۔ آریہ۔ عیسائی** سب ملکر شریک ہوئے۔ اور یہ مقدمات ایک غیر ضلع جہلم میں شروع ہوئے۔ ان مقدمات کی تہ میں یہ بات بھی تھی کہ چونکہ غیر ضلع میں ہیں اسکے آمدورفت میں بڑا [illegible] روپیہ کا نقصان ہوگا۔ مگر وہ خدا جو پہلے سے دشمنوں اور بدخواہوں کی ہمیشہ سے مدد کرتا ہے اس نے ان مقدمات کے وجود سے بھی دو سال پہلے خبر دے رکھی تھی اور بریت کی خبر بھی دے رکھی تھی چنانچہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو یہ مقدمات جہلم میں ہونے والے تھے کہ ۱۴ جنوری کو ایک کتاب مواہب الرحمان میں شایع کر دیا گیا کہ **میں بری ہوں گا** اور یہ کتاب جہلم میں بھی شایع ہوگئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی ہی پیشی پر وہ مقدمات **خارج** ہوگئے پھر اس کتاب کی بنا پر ایک مقدمہ حضرت اقدس کے خلاف شروع ہوا۔ اور بعض مقدمات آپ کے [illegible] کی طرف سے اظہار حق کے لئے دائر ہوئے تو ان کے انجام کی خبر آپ نے شایع کر دی اور انجام کار خدا تعالیٰ نے آپ کو **بامراد** کیا اور دشمن اس منصوبے میں نامراد رہے۔ اب قابل غور امر ہے کہ کیا یہ انسانی طاقت میں ہے کہ ایسے وقت میں جب کسی بات کے وجود کے آثار نہ ہوں اس کی خبر دے اور پھر خود تمام دنیا کا دشمن ہو اور اپنی ہی **کامیابی** کی پیشگوئی کرے اور دشمن باوجودیکہ انکی طاقت بہت بڑی ہو وہ ناکام ہوں۔

یہ **صادق** کا نشان ہوتا ہے اور یہی نصرت اس کی سچائی کی دلیل اور گواہ ٹھیرتی ہے۔

غرض مقدمات کے اس لمبے سلسلے میں ہر جگہ خدا تعالیٰ نے فتح دی۔ ایسا ہی ایک موقعہ پر خاص قادیان میں ایک دیوار کے ذریعہ آپ کا اور آپ کے خدام کا رستہ بند کیا گیا اور گویا محاصرہ کر دیا۔ اس ابتلا کی خبر دی گئی اور جیسا کہا گیا تھا آخر جن لوگوں نے دیوار بنائی تھی انھیں اپنے ہی ہاتھوں سے اسے گرانا پڑا۔ اور خرچ الگ دینا پڑا مگر اس کی فیاضی دیکھو کہ دشمن کو وہ خرچ معاف کر دیا۔

یہ تو مخالفت کا ایک پہلو ہے جس میں سب کے سب نامراد اور یہی **بامراد** ہوا۔ کوئی دقیقہ مخالفت کا باقی نہیں رکھا گیا مگر کسی میں مخالف کو کامیابی نہیں ہوئی۔

اب مخالفت کا ایک اور پہلو ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے دعوے کو مشتبہ اور مشکوک کرنے کے لئے کئی جھوٹے دعویدار اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُنھوں نے بھی کہا کہ ہمیں خدا تعالیٰ سے الہام ہوتا ہے انھوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے ظاہر کیا کہ یہ شخص **کاذب** (معاذ اللہ) ہے اور جلد ہلاک ہو جائے گا۔ مگر انکی دعاؤں ان کے الہامات کا اثر انھیں پر پڑا اور ہر شخص جو مقابلہ میں آیا ہلاک ہوا۔

فیروزپور کے ضلع میں ایک **صوفی** اہل اللہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اکثر لوگ ان سے ارادت اور عقیدت رکھتے تھے اُس نے مرزا صاحب کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی۔ اور آپ حج کو چلا گیا رستہ ہی میں فوت ہو گیا۔

علی گڑھ میں مولوی اسمٰعیل نام ایک دشمن اُٹھا اور اُس نے حضرت اقدس سے مباہلہ کیا جس کا مفہوم ہوتا ہے کہ **صادق اور کاذب** میں خدا تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے صادق کی عزت ظاہر ہوتی ہے اس کی تائید اور نصرت کی جاتی ہے اور کاذب اسکے سامنے ہلاک ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی مر گیا۔

پھر **قصور** ضلع لاہور کا ایک مخالف مولوی غلام دستگیر نام تھا اُس نے حضرت کی مخالفت میں مکہ مدینہ سے کفر کا فتویٰ منگوایا اور اس کی زندگی کا یہی مقصد ہو گیا تھا کہ جہاں جاوے مخالفت کرے۔ اُس نے اپنی کتاب میں مباہلہ کیا اور ابھی کتاب کو چھپے ہوئے ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ مر گیا۔

چراغدین جموں والے کا ذکر خود پہلے مضمون میں ہو چکا ہے اس شخص نے بھی مباہلہ کیا اور ابھی کتاب شایع بھی نہیں ہوئی تھی کہ طاعون سے جیسا کہ حضرت اقدس نے شایع کیا تھا ہلاک ہو گیا۔

ایسا ہی ایک دو نہیں بلکہ بہت سے آدمی مقابلہ میں آئے اور انھوں نے موت کا مزا چکھا۔

یہ تو انڈیا کا حال ہے ہندوستان سے باہر بھی بعض مدعی پیدا ہوئے۔ انگلستان میں **پگٹ** ایک شخص تھا اس نے مسیح ہونے کا دعوے کیا۔ حضرت اقدس نے توجہ کر کے اسکے متعلق ایک پیشگوئی شایع کی کہ اسے عذاب ہوگا۔

چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ایک شرمناک الزام زناکاری میں متہم ثابت ہوا۔ اور اس زنا کا ایک بچہ پیدا ہو گیا اور اب اسے کوئی جانتا بھی نہیں۔

امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی ایک شخص اُٹھا اور اُس نے یسوع مسیح کا رسول ہونے کا دعوے کیا۔ حضرت اقدس نے اسکے اس جھوٹے دعوے پر اسے مقابلہ دعا کے لئے چیلنج دیا۔ جس کو امریکہ کے اخباروں نے چھاپا اور شایع کیا اور ایسی غیرت دلائی مگر وہ مقابلہ کے واسطے نہ آیا اور بدزبانی سے کام لیا۔ اس کا جو انجام ہوا وہ خطرناک اور عبرت بخش ہے۔ **سب سے** اول ولد الزنا [illegible] ثابت ہوا اور خود اُس نے تسلیم کیا پھر اُس کی **بیوی** کا چال چلن خراب ثابت ہوا۔

اور آخر خود اس کے اپنے ہی مریدوں میں اس کے خلاف خطرناک شور مخالفت اُٹھا اور اُسے اپنے شہر کو چھوڑنا پڑا۔ اور ہر قسم کی نامرادیوں میں مبتلا ہو گیا۔ اور خود اسکے اپنے وجود پر خطرناک امراض کے حملے ہو رہے ہیں۔ اور وہ **مایوسی۔ حسرت اور ناکامی** کی مجسم تصویر بن رہا ہے۔

اسی طرح پر جو شخص مخالفت کے لئے اُٹھا وہ اپنے طریق مخالفت میں نامراد رہا اور خود اسی قسم کی مصیبت میں مبتلا ہوا۔

یہ امر بھی واضح کرنے کے قابل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسے وقت دعویٰ **الہام** و ماموریت کیا جبکہ کوئی ایسا دعویدار موجود ہی نہ تھا۔ جس سے یہ شبہ ہوسکتا کہ انھوں نے کسی کی دیکھا دیکھی ایسا کیا۔ اور [illegible] ہی جس قدر دعویدار آپ کے سامنے اُٹھے اُنھوں نے آپ کی ریس کر کے اور اس **عوج** کو مشتبہ کرنے کے لئے جھوٹے دعوے کئے لیکن نامراد ہو کر رہ گئے تاکہ ثابت ہو جاوے کہ چونکہ خدا **مفتری** کو مہلت نہیں دیتا اور اسے نامراد رکھتا ہے اس لئے جھوٹے دعوے کرنے والے نامراد ہوے اور **راستباز** کامیاب ہوا۔ اور آپ کی طبیعت خلوت گزین اور تنہائی کو ایسی عزیز رکھتی تھی کہ اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گوشہ تنہائی میں بسر کیا اور اگر شہرت یا جاہ طلبی کی خواہش ہوتی تو اپنے **جلیل القدر خاندان** کے باعث اعلیٰ درجہ کی ترقی کر سکتے تھے۔ چنانچہ آپ کے بڑے بھائی صاحب **خاندانی وجاہت** کی وجہ سے گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک **مقتدر** عہدہ دار تھے اور یورپین آفیسر اُن کی بہت بڑی عزت کرتے تھے۔ لیکن حضرت اقدس کو دنیا اور اس کی مشغولیوں سے ہمیشہ نفرت رہی۔ اس وقت بھی جبکہ لاکھوں آدمی آپ کی کفش برداری کو اپنا فخر سمجھتے ہیں آپ نے تکلف حلقہ خدام میں بیٹھے ہیں کوئی امتیازی نشست آپکے لئے نہیں ہوتی۔ بجز اسکے کہ آپکا درخشاں چہرہ

[illegible] آنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔

حضرت اقدس کی مخالفت کا جس قدر میدان وسیع ہوا میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ اس کی نظیر موجودہ سلسلوں کے نبیوں میں نہیں ملتی۔ مسلمان مہدی کے وجود سے ناراض ہوئے اور علماء اور فقرا کی علمی اور عملی غلطیاں جب آپ نے حکم ہونے کی حیثیت سے پیش کیں تو وہ اور بھی مخالف ہو گئے۔ دنیادار مسلمان جو پولیٹیکل معاملات میں حصہ لیتے ہیں وہ اپنے رنگ میں مخالف ہوئے۔ کسی نے اعیان ٹرکی کے متعلق بعض صحیح اور برمحل رائیں کو سن کر مخالفت کا جوش پیدا کیا۔ کسی نے کسی اور بہانہ سے۔ آریوں کی مخالفت بجائے خود بہت خطرناک ہے اس لئے کہ آریوں کے خیالات [illegible] کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ عیسائیوں کی مخالفت کی تو حد ہی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوے ہے اور عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے خاص طور پر خدا نے آپ کو مامور کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو علم کلام آپ نے ایجاد کیا ہے اور جس راہ سے اس مذہب پر حملہ کیا ہے وہ ایسا کاری حربہ ثابت ہوا ہے کہ خود یورپ کے عیسائی اخبار (مذہبی اخبار ہے) چلا اٹھے ہیں کہ اگر یورپ کو عیسائی رکھنا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ پنجاب میں مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ الاحد) نے جو طریق تنقید اختیار کیا ہے اسے کسی طرح سے روکو۔ اس قسم کے مضامین گرجے کی اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ جب سے سیالکوٹ میں کھلے طور پر کرشن مہاراج ہونے کا اعلان کیا ہے اس وقت سے آریوں نے [illegible] ہندوؤں کو بھی مخالفت کے لئے اکسانے میں کمی نہیں کی۔ غرض ہر طرف سے مخالفت کی گئی اور کی جا رہی ہے مگر یہ اس مخالفت میں ہی سرسبز ہو رہا ہے یہ معمولی امر نہیں بلکہ بڑی قابل غور بات ہے کہ ایک آدمی کی مخالفت سے انسان عاجز آ جاتا اور تھک جاتا ہے [illegible] دل کس قوت اور طاقت کا دل ہے کہ اس پر کوئی مخالفت اثر ہی نہیں کر سکتی اور انکا قدم رکتا نہیں بلکہ ہر قدم پہلے سے بڑھکر اٹھتا ہے۔ یہ قابل غور بات ہے اور ایسے عظیم الشان اعجاز ہے ایسا خارق [illegible]

[illegible] منقطع کر نہیں رہا [illegible] سلطنت کا [illegible] مقابلہ کر سکے کس طرح پر خائف ہوں [illegible] تو ایک عام آدمی کا اس کا مقابلہ کرنا کہاں ممکن ہے؟ کبھی نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہے اور اسی کی طرف سے ایسا ثابت قدم اور استقلال عطا ہوتا ہے جس کو دنیا کی کوئی آفت کوئی مصیبت متزلزل نہیں کر سکتی [illegible] میں بھی اسی خدا کی [illegible] سایہ میں [illegible] نہیں کر سکتی [illegible] ان کے لئے کارگر نہیں [illegible] اسے پہنچاتے ہیں اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طاقتوں سے بولتے ہیں اور ان کی پشت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔

پس میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مرزا صاحب کی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ مرزا صاحب کی مخالفت کا پہلو آپ کی سچائی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اس پہلو میں بھی ہزاروں نشان آپ کی صداقت کے ہیں لیکن مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید اتنے لمبے مضمون کی آپ کے رسالہ میں گنجائش نہ ہو اس لئے میں اسی پر بس کرتا ہوں۔ ہاں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ [illegible] کے ضلع کے جس پنڈت اگنی ہوتری کا ذکر آپ نے کیا ہے کہ وہ دیو گورو بھگوان کا اوتار بنتے ہیں یہ آپ کو معلوم نہیں وہ تو سرے سے خدا ہی کے منکر ہیں تو اوتار کیسے؟ انھوں نے اوتار ہونے کا دعوے نہیں کیا وہ دہریہ ہیں اس لئے اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

آخر میں [illegible] یہ مسئلہ [illegible] کہ جناب مرزا صاحب کا دعوی معمولی دعوی نہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آنے کے مدعی ہیں اور انھوں نے اعلان کر دیا ہے کہ جس مہدی کے مسلمان منتظر ہیں وہ میں ہوں اور جس مسیح کے عیسائی منتظر ہیں وہ میں ہوں اور جس کلنکی اوتار کے ہندو منتظر ہیں وہ کرشن رودر گوپال میں ہوں اور اس دعوے کے ثبوت میں

(۱) ضرورت وقت۔ (۲) خود مامور کی اپنی بے عیب اور پاک زندگی (۳) وہ نشانات جو پہلے سے مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں اس وقت کے لئے بتائے گئے تھے ان کا پورا ہونا (۴) خود اس کے ہاتھ پر ہزاروں نشانات کا ظاہر ہونا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں (۵) اسکے دعوے کے وقت کسی اور مدعی کا موجود نہ ہونا (۶) اس کے دعوے کے بعد بہت سے جھوٹے دعویداروں کا پیدا ہونا اور آخر اس کے مقابلہ میں نامراد رہنا۔ (۷) اسکی تعلیم اور اسکے نتائج (۸) اس کی مخالفت کا شدید ہونا اور پھر اس مخالفت کا بالکل بے اثر رہنا اس کی ترقی میں موجب روک نہ ہو سکنا۔ (۹) ہمیشہ تائیدی نشانوں کا دروازہ کھلا رہنا (۱۰) اب بھی اگر کوئی مدعی جھوٹا دعوے الہام و وحی کا کرکے مقابلہ کے لئے آئے تو اسکا یقیناً نامراد رہنا۔ یہ دس قسم کے دلایل پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جو چاہے اس راہ پر چلکر فایدہ اٹھا سکتا ہے۔

سرستی کے معزز ناظرین میں سے اگر کوئی مزید واقفیت حاصل کرنا چاہے تو وہ قادیان ضلع گورداسپور میں خود تشریف لے آئیں یا بذریعہ تحریر بھی فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ میں اس مضمون کو یہاں ختم کر دیتا ہوں اور سرستی کے فاضل ایڈیٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اسے اپنے معزز رسالہ میں درج کر دیں گے اور حق پسندوں کی جماعت کو شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

(یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان)

مشرقیوں اور مغربیوں میں اخلاق کے مفہوم کا فرق

بیان کیا جاتا ہے کہ جوزف الیف سمتھ جو [illegible] مارمن کا پیشوا ہے بجرم کثرت ازدواج گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کے سزا پانے میں بعض شکوک ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اس بات کا خوف ہو رہا ہے کہ شاید وہ شادیاں ہی ثابت نہ ہوں۔ اور عورتیں اس سے تعلق مناکحت کا انکار ہی کر دیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بصورت ثبوت نکاح وہ مستوجب سزا ٹھہرے گا اور اگر ان کا تعلق ناجائز یعنی زناکاری کا ثابت ہوا تو وہ مبرّی ہو گا۔ یہی ایک بڑا فرق مشرقی اور مغربی دنیا کے مفہوم اخلاق میں ہے۔ یعنی مسلمانوں اور عیسائیوں میں جو مفہوم اخلاق ہے وہ اسی امر سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اسلامی عدالت میں پیش ہو کر زنا کے ارتکاب کا اقبالی ہو تو وہ سخت ترین سزا پانے کا مستوجب ٹھہریگا۔ لیکن وہی اقبال اگر ایک عیسائی عدالت میں کرے تو اس کے لئے بریت کا ذریعہ ہو گا۔ اگر قدیم زمانہ کے نبیوں اور داناؤں نے کوئی تعلیم نیکی کی دی ہے اور خود عیسائیوں کے جدید ترین معتقدات میں بھی یہ بات داخل ہے کہ ضرور ان کی تعلیم نیکی کی ہے تو اس کے رو سے زنا چونکہ تمام بدکاریوں سے گندہ ترین گناہ ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو عملی طور پر عیسائی دین کے رو سے اگر ایک بیاہا ہوا عیسائی کسی غیر عورت سے چاہے تو بے شک ناجائز تعلق رکھے۔ اور جب تک کہ وہ عورت دوسرے کسی نام سے موسوم ہے اس وقت تک اس کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے میں عیسائی دین کو کوئی اعتراض نہیں۔ ہم لوگ جو مشرق میں رہتے ہیں اہل مغرب کے اس مفہوم اخلاق کی عظمت اور خوبی سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور اسی طرح یہ بات سمجھنے سے بھی ہمارے دماغ بہت دور ہیں کہ کثرت ازدواج کیوں گناہ ہے اور ایسی حالت میں ایک انسان زنا کے ارتکاب کا اقبال کر کے کیونکر چھٹکارا پا سکتا ہے؟ یہ تو حقیقت میں مردوں اور عورتوں کے درمیان ناجائز تعلقات کے عملی طور پر جواز کی اجازت دینا ہے [illegible]

آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جھوٹ اور گناہ کی تعلیم

یہ ایک [illegible] رسالہ ہے جو [illegible] آریہ سماج [illegible] کی تعلیم کے اظہار کیلئے شائع ہوا ہے [illegible] معلوم ہوتی ہے مولف نے نہایت کامیابی سے [illegible] مضمون لکھا ہے [illegible]

خطبۂ نکاح

جو حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ۵ نومبر ۱۹۰۶ء کو بعد از نماز عصر صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کے نکاح پر پڑھا

الحمد للہ - نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ - ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا - من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ - واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ -

اما بعد - اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - یٰایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام - ان اللہ کان علیکم رقیباً - یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً - یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم - ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً (پارہ ۲۲ رکوع ۶)

یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (پارہ ۲۸ رکوع ۶)

خطبۂ نکاح میں ان آیات کا پڑھنا مسنون ہے اور ہمیشہ سے مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد چلا آیا ہے - ان آیات میں تقویٰ کا حکم ہے - تقویٰ سے مراد اول عقاید کی اصلاح ہے - اللہ تعالیٰ کا نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں کوئی شریک ہے اور نہ افعال میں کوئی شریک ہے - عبادت میں اس کا کوئی شریک بنانا ناجائز ہے - یہ عقاید میں مرتبہ اول ہے اور مرتبہ دوم ملائکہ پر ایمان لانا ہے - ملائکہ ہمارے دلوں پر نیکیوں کی تحریک کرتے ہیں - جو شخص اس تحریک کو قبول کرتا ہے - اور اس پر عمل کرتا ہے - اس کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بڑھتا ہے اور پھر ملائکہ زیادہ سے زیادہ نیک تحریکات کا سلسلہ اس کے دل کے ساتھ لگائے رکھتے ہیں - جو لوگ شیطان کی تحریک بد کو قبول کرتے ہیں ان کا تعلق شیطان کے ساتھ بڑھتا ہے اور جو لوگ ملائکہ کی تحریک نیک پر عملدرآمد کرتے ہیں ان کا تعلق ملائکہ کے ساتھ بڑھتا ہے - بیٹھے بیٹھے بغیر کسی بیرونی محرک کے جو انسان کے دل میں ایک نیک کام کے کرنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرف توجہ ہو جاتی ہے وہ فرشتے کی تحریک ہوتی ہے اور جو بد خیال دل میں اچانک پیدا ہو جاتا ہے وہ شیطان کی تحریک ہوتی ہے - جس طرف انسان توجہ کرے اسی میں ترقی کر جاتا ہے - ملائکہ پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہے کہ جب کسی کے دل میں نیک تحریک پیدا ہو تو فوراً اس نیکی پر عملدرآمد کرے - برخلاف اس کے جب بد خیال دل میں آئے تو لاحول پڑھنا اور اعوذ پڑھنا اور بائیں طرف تھوکنا شیطان کی شرارت سے بچاتا ہے کیونکہ شیطان طرف راست سے نہیں آتا وہ راستی کا دشمن ہے بلکہ ہمیشہ طرف چپ سے آتا ہے - جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور ملائکہ کی نیک تحریکات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو تدبر کے ساتھ پڑھتے ہیں - اور مرسلین کا نیک نمونہ اختیار کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ صراط مستقیم پر قدم مارنے کی توفیق دیتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرتے ہوئے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت کے حصول تک پہنچ جاتے ہیں - خدا تعالیٰ کی توحید اور ملائکہ پر ایمان کے بعد تیسری بات ایمان بالآخرت ہے - جزا و سزا کا عقیدہ انسان کے واسطے ترقی کا موجب ہے - اور اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو یہ ترقی بتدریج انسان حاصل کر سکتا ہے - اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ترقی کے واسطے بہت سے سامان بآسانی مہیا کر دئے ہیں - دیکھو خدا تعالیٰ کا مامور ہمارے سامنے موجود ہے اور خود اس مجلس میں موجود ہے - ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں - یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار ہم سے پہلے گذرے جن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے پر انھیں یہ بات حاصل نہ ہوئی اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئینگے جو یہ خواہش کرینگے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے مگر ان کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئیگا - یہ وہ زمانہ ہے کہ عجیب در عجیب تحریکیں دُنیا میں زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہیں اور ایک ہل چل مچ رہی ہے - عربی زبان دُنیا میں خاص طور پر ترقی کر رہی ہے - کتابیں کثرت سے شایع ہو رہی ہیں - وہ عیسائیت کی عمارت جس کو ہاتھ لگانے سے خود ہماری ابتدائی عمر کے زمانہ میں لوگ خوف کھاتے تھے - آج خود عیسائی قومیں اس مذہب کے عقاید سے متنفر ہو کر اس کے برخلاف کوشش میں ایسے سرگرم ہیں - کہ یخربون بیوتھم بایدیھم کے مصداق بن رہی ہیں - اور شرک کے ناپاک عقاید سے بھاگ کر ان پاک اصول کی طرف اپنا رخ کر رہے ہیں - جن کے قایم کرنے کے واسطے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا میں مبعوث ہوئے تھے -

یہ سب واقعات قرآن شریف کی اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - تحقیق ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں - جیسا کہ الفاظ کی حفاظت یاد کرنیوالوں اور لکھنے والوں کے ذریعہ سے ہوئی ہے - ویسے ہی معانی کی حفاظت مجددوں کے ذریعہ سے ہوئی اور ہو رہی ہے - یہ سب کچھ موجود ہے - مگر خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فایدہ اٹھائے جذبات نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے مساکین اور یتامیٰ کو مال دیوے قسم قسم کے طریقوں سے رضا جوئی اللہ تعالیٰ کی خیال کرے ایک وقت کا عمل دوسرے وقت کے عمل سے بعض دفعہ اتنا فرق رکھتا ہے کہ اول مہاجرین نے جہاں ایک مٹھی جو کی دی تھی بعد میں آنیوالا کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا دیتا تھا تو اُس کی برابری نہ کر سکتا تھا - سائل کو دو - دُکھی کو دو - ذوی القربیٰ کو دو - نماز سنوار کر پڑھو مسنون تسبیح اور کلام شریف اور دعاوں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو تاکہ دلوں پر رقت طاری ہو - غریبی میں - امیری میں مشکلات میں - مقدمات میں ہر حالت میں مستقل رہو اور صبر کو ہاتھ سے نہ دو - تقوے کا ابتدا اور دعا خیرات اور صدقہ سے ہے اور آخر ان لوگوں میں شامل ہونے سے ہے جن کی نسبت فرمایا ہے اِنّ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت دکھلائی - تقوے اختیار کرنے کے حکم کے بعد یہ حکم ہے کہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد چاہیئے کہ ہر ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا طیاری کی ہے - انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے - جو ہر وقت متبدل ہے کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے - جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرات جدا ہوتے جاتے ہیں اس قدر طیاریاں کی جاتی ہیں - اور اسکی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کئے جاتے ہیں تو پھر کس قدر طیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہیئے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جوابدہی لازم ہے اس آنی فنا والے جسم کے واسطے جتنا فکر کیا جاتا ہے کاش کہ اتنا فکر اس نفس کے واسطے کیا جاوے - جو کہ جوابدہی کرنیوالا ہے ان اللہ خبیر بما تعملون - اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے - اس آگاہی کا لحاظ کرنے سے آخر کسی نہ کسی وقت فطرت انسانی جاگ کر اُسے ملامت کرتی ہے اور گناہوں میں سے گرنے سے بچاتی ہے -

اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقوےٰ اختیار کرو - اور سیدھی بات بولو تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوریوں کو معاف کرے گا اور تمہاری غلطیوں کی سنوار اور اصلاح ہو جائے گی - انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اپنے اعمال کی اصلاح میں کوشش کرتا رہے جب مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو انسان کے حقیقی اعمال جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پسند یا غیر پسند ہوں پیش ہوتے ہیں نہ کہ وہ اعمال جو لوگوں کے سامنے وہ دکھاتا اور ظاہر کرتا ہے - پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات پر اس کا خاص فضل ہوا اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا نے ہمارے امام کو بھی آدم کہا ہے اور بث منھما رجالاً کثیراً کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دُنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے - میرا ایمان ہے - کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں

ترجمہ - سب حمد اللہ کے لئے ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی کی مدد چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے - جسے خدا تعالیٰ ہدایت یافتہ ٹھہرائے اُسے کوئی گمراہ نہیں ٹھہرا سکتا اور جسے خدا تعالیٰ گمراہ کرے - اسے کوئی ہدایت یافتہ نہیں ٹھہرا سکتا - میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں - وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ ہے اور اسکا رسول ہے ؂ - میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں - شیطان دھتکارے ہوئے سے - اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے - جس نے تمہیں ایک ہی جنس سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا (بنایا) اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے - اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور قرابت کا لحاظ رکھو تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے - اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور بولو بات سیدھی وہ تمہارے اعمال کی اصلاح کریگا - اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور جو کوئی اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرے وہ بہت بڑی مراد کو پہنچ گیا - اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو - اور چاہیئے کہ ہر ایک جی دیکھ لے کہ اس نے کل کیواسطے کیا طیاری کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو - بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ؂

کیونکہ اس کی اولاد اس قسم کے رجال اور نساء پیدا کرنے والی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہونگے مبارک ہیں وہ لوگ۔ مگر یہ باتیں بھی پھر تقویٰ ہی سے حاصل ہو سکتی ہیں اور تقویٰ ہی کے ذریعہ سے فایدہ پہنچا سکتی ہیں کیونکہ خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ مجھے سب سے بڑھکر جوش اس بات کا ہے۔ کہ میں مسیح موعود کی بیوی بچوں متعلقین اور قادیان میں رہنے والوں کے واسطے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو ربانی کتیراً اور تقویٰ الدولے کے مصداق بنائے۔ آج کی تقریب: ایک خاص خوشی کا موقع ہے اور خاص خوشی خان صاحب نواب محمد علی خان کے لئے ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے انکی قسمت میں یہ بات کردی کہ وہ اس تعلق میں شمولیت حاصل کریں۔ آج یہ تقریب ہے کہ ہمارے امام آدم وقت کے اس شریف لڑکے کا نکاح نواب صاحب کی اکلوتی بیٹی زینب کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس کا مہر وہی ایک ہزار روپیہ مقرر کیا جاتا ہے جو کہ حضرت کے دوسرے لڑکوں کا مقرر ہوا ہے کیا آپ کو (نواب صاحب کی طرف توجہ کرکے) منظور ہے (نواب صاحب نے کہا منظور ہے پھر صاحبزادہ شریف احمد سے پوچھا گیا اُس نے بھی کہا منظور ہے۔) اس کے بعد حضرت نے بمعہ جماعت دُعا کی۔

مرا بہ سر فتادہ آں سایہ ہمایوں — برزق دولت ماز خندہ تنہیر آمد
آں شاہ گر گور نر گستر د سایہ بر ما — گویا کہ بر سر ما بال ہما برآمد
نوشیروان ثانی کاندر زبان عدلش — باشیر گوسپندے در مشربے در آمد
آفاق شد معنبر آمد بدہر خوشبو — اخلاق طبع پاکش انسان معطر آمد
آں حاجیاں سرحد مدحش ہمی سرایند — کز بہر حج کعبہ بارے دبار آمد
حاتم کہ بود مرد کرم خدا ہمیں است — آں داستان حاتم بارانہ باور آمد
ایں ظل سرور ما آمد چو بدر کامل — از دور قیصر باخورشید انور آمد
ایں سرورے کہ اورا سرہا بزیر فرماں — آں قیصرے کہ باکش بالای ہر سر آمد
شاہنشہے کہ خلقے مدحت سرا ملکش — آں امیر کہ ملکے اور ا نثار آمد
در ملک او ہمیشہ مہر منیر تابد — خورشید دولت او ہر ہفت کشور آمد
گر دکشے ز بخشش باشد سیاہ بختے — فرماں بر بے بحکمش فرخندہ اختر آمد
آنیم سوئے مطلب گویم فاش رازے — تنہا نہ لارڈ منٹو جنرل گورنر آمد
بل جد امجدش کو ہم بود لارڈ منٹو — جنرل گورنری ہم او را بہ منبر آمد
آں وقت بود نیکو ہنگام بس مبارک — سرکار انگلیزی بر ما مظفر آمد
چوں دست یافت بر باغات تری ملکی — با لشکرے بزرگے سالار لشکر آمد
آراست بر پا سے جنگی بصد شکوہے — در جنب ایں حریفاں باشوکت و فر آمد
پنجاب را بغارت بردہ چو دست غارت — با چشم خونفشانے با دیدہ تر آمد
بادانش باقت سر یک زیں کرشاں باغی — بر دوش فعل ایشاں انجام کیفر آمد
زینستان چو دولت او زد سکہ حکومت — آخر چو دور ملکی بکسر مسخر آمد
آید ہمیں دعائے از ما لب کہ بادا — ایں سلطنت کہ اندر مقبول داور آمد
والئی ایں ریاست صد ہر زبان ستودش — چوں بندگان مخلص نے بندہ پرور آمد
زیبد ہزار نازش فرمانروائے مارا — کاندر زبان کش ایں مدعا برآمد
گویم صد مبارک در پیش روئے آقا — کایں بیکر تمنا اینک ز در در آمد

در خیر مقدم او دُرہا نثار کردہ
ثاقب چو بحر دُر او باسلک گوہر آمد

آزاد ہو کر وہ جیتے والعین کو اس طرح ادا کر انشاء اللہ اکثر موجہات تحریر قوی اخبار اُس کی بے باکی سے مرعوب ہو جاتے تھے مگر ہندوستانی پریس کی دقتوں نے بالآخر وہ اسباب جمع کر دئے جو اخبار ہی حیات کے لئے عموماً مہلک ثابت ہوئے ہیں مجبوراً اخبار کو

بیاثمیشی پریس

کے بعد بند کر دینا پڑا اور ساڑھے برس سے زیادہ زمانہ ہو چکا ہے کہ خاموشی کے ساتھ زمانہ مناسب کا منتظر ہے۔

مگر اب حالات زمانہ کے ساتھ مذاق اور مذاق کے ساتھ ضرورتیں بھی متغیر ہو گئی ہیں پولٹیکل معاملات و تعلقات کی تازہ پیچیدگیوں نے کئی سال سے بنگال کو جو **اُن ہند کا** ایک نازک ترین حصہ بنا دیا ہے اس لئے سخت ضرورت ہے کہ بنگال کا **اسلامی حصہ** کسی موثر اخباری قوت سے خالی نہ رہے اور اسی لئے قطعی ارادہ ہے کہ **۱۵**۔ جنوری ۱۹۰۷ء سے مرحوم دار السلطنت کو دوبارہ زندہ کر کے اس اشد ضرورت کو پورا کیا جاوے۔

مسلمانان ہند کی فائدہ بخش حمایت اور اصلاح امور کا ہمیشہ نصب العین رہیگا اور مقامی پولٹیکل کشمکش میں قوم کو پُر امن زندگی بسر کرنے کا مشورہ۔ بنا مقصد اولین۔

خط و کتابت اس پتہ سے پروپرائٹر کے نام کیجائے

نمبر (۱۶) دھرم تلا این کولوٹولہ کلکتہ

کیا مبارک

ذوالفقار حیدری - یہ ضخیم کتاب مشنون آریہ دھرم پال کی تہذیب جلد اول کا ترکی بترکی جواب ہے اور اس میں مصنف نے کمال کیا ہے کہ اول دھرم پال کے ہر اعتراض کو سوامی دیانند صاحب کی لایف کے مسلمہ واقعات و دیگر انہیں پر چسپاں کیا ہے اور پھر معقول طور پر اُن کے اعتراضوں کی علمی اور فلسفیانہ رنگ میں تردید کی ہے یہ کتاب بھی اسرار قدم کے معزز مصنف نے لکھی ہے اس کی قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

رسوم جاہلیت - یہ کتاب جو ۱۶۴ صفحہ پر عمدہ کاغذ پر خوشخط چھاپی گئی ہے مولوی نجم الدین سیوہاری نے مرتب کی ہے اور دار الکتب ایجنسی لاہور نے چھپا کر ایسے شایع کیا ہے قیمت ۸ رکھی ہے اس لحاظ سے کہ اس قسم کی کتابوں کا مذاق ناولوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے یہ قیمت زیادہ نہیں ہے۔ میری اپنی رائے میں جو لوگ کسی کتاب کو قیمت کے سوال سے جانچنا چاہتے ہیں۔ انہیں **علمی مذاق** کی چاشنی نہیں ہوتی۔ بہرحال قرآن کریم کے بعض مقامات کے سمجھنے کے لئے ایام **جاہلیت** کے رسومات سے ضرور واقفیت ہونی چاہئے۔ اس بنا پر یہ کتاب مفید ہے۔ دار الکتب ایجنسی لاہور سے ملیگی۔

دار السلطنت
کلکتہ
ہفتہ وار

پروپرائٹر۔ مولوی عبد اللطیف صاحب خلف الصدق مولوی عبد الباری مرحوم و مغفور ایڈیٹر ابو الکلام آزاد دہلوی۔ قیمت سالانہ مع محصول چھ روپیہ۔

کلکتہ کے ان قدیم اخباروں میں ہے جو عرصہ تک ملک و قوم کی خدمت انجام دیتے رہے۔

دار السلطنت

ایک خاص اخبار لکھتا تھا ہندوستان میں اب تک اخبار سے ایک تجارتی شغل کا کام لیا گیا ہے لیکن دار السلطنت وہ ایک ایسا اخبار تھا جس کا پروپرائٹر اپنے مقاصد کو تجارتی توقعات کی آمیزش [illegible]

قصیدہ خیر مقدم

در ورود میمنت آمود ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو بہادر وائسرائے کشور ہند ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ در دار الریاست مالیر کوٹلہ

{ حسب الحکم ہز ہائی نس نواب احمد علی خان بہادر فرمانروائے ریاست دام اقبالہ منشی فاضل محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی نے عرض کیا }

بر تخت آسمانی چوں شاہ خاور آمد — باشان خسروانی با تاج زر برآمد
با تیغ سرزمیں از تیغ کہ برآمد — از بہر قطع ظلمت آں چشمہ منور
بست و ششم چو روز ماہ نومبر آمد — بر یک ہزار نہ صد شش سال عیسوی بہ
کز سمع اوج ہاں دلم گوشش عدو کرآمد — در گوشش بارسید آں دل کشا نویدے
دل از خوشدلی با نغمہ از برآمد — آمد بوجد ہر یک چوں صوفیان صافی
مواج ہم چو دریا طبع سخنور آمد — در مدح جو شان باشوکت در روانی
چوں ماہتاب روشن از زیر چادر آمد — یعنی زبانے آں شاہ ہند تمنا
باشان دلربائی آں ماہ در برآمد — چوں چشمہائے ما بد در انتظار بر در
ناگہ بحسن و خوبی آں شاہ بیکر آمد — بود دید ہا و اچوں ماہ عید او را
انواب ہمی و یک چوں باشاہ [illegible] آمد — بربام چرخ رفتہ آوازہ سلامی
در روئے جیولاٹ [illegible] — مالیر کوٹلہ شد رشک ارم ز بہجت
اقلیم ہند را [illegible] آمد — آں نائب حکومت آں ملک را نگہبان

وطن کا عذر نامعقول
نمبر ۲

ہمہ کارش زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کز وسازند محفلہا

اس سے پہلے نمبر میں جو ہم نے وطن کے عذر نامعقول دکھلائے ہیں اُن میں بہت مختصر بحث اس امر پر کی گئی تھی کہ وطن نے جو کچھ اپنی **کفر فروشی - اشاعت کفر - امداد کفر** - کے معقول الزام اور قابل گرفت اعتراض کی تردید میں لکھا ہے محض فضول اور نامعقول ہونے کے علاوہ اُس کی **کینہ توزی - حسد - بغض** - اور بے جا **پرخاش** کے نتائج ہیں جو اُس کو اسلام اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی نسبت ہے جس کا بڑا ثبوت اور بیّن دلیل یہ ہے کہ وطن کے نزدیک آں حضرت صلعم قرآن کریم اور اسلام کی توہین و تردید کرنے والی کتابیں **نادر** اور **مفید** اور اسلامی کتابیں ہیں - اور کہ اس کفر فروشی کے داغ کو محو کرنے کی خاطر جو کچھ اُس نے عذر دکھائے گئے ہیں یعنے سلطان المعظم کی توہین اور نقائص کی مضمون نگاری اور ریویو کی عدم امداد وغیرہ وہ صرف دھوکا دہی ہے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ الحکم کے اس معقول اور قابل گرفت اعتراض کا جواب وطن سے بن نہیں سکا اور نہ بن سکتا ہے اس نمبر سے پہلے اگرچہ ہم نے اس بات کا کافی ثبوت دیدیا ہے کہ سلطان المعظم اور آں حضرت صلعم - ان دونوں میں سے کون زیادہ وطن کو محبوب ہے اور کس کی اس کے دل میں زیادہ چاہ اور محبت ہے؟ مگر تاہم ہم کسی قدر مزید بحث کر کے اس میں دکھلانا چاہتے ہیں کہ سلطان المعظم کی نسبت زیادہ دلچسپی رکھنی کا اِن ڈائرکٹ راز کیا ہے؟ جس کے سبب سے سلطان المعظم کی نسبت صحیح الفاظ کہنا بھی وطن کے نزدیک زہر ہلاہل سے زیادہ ہیں اور قرآن پاک اور آں حضرت صلعم اور اسلام جیسے مقدس مذہب و ملت کی نسبت توہین و تردید والی کتابیں نہ صرف عمدہ بلکہ **مفید** اور **نادر** ہیں اور یہ [illegible] ہے کہ ایک مولوی اور قومی خادم کہلانے [illegible] عیسائیوں سے زیادہ قیمت پر اُنکو فروخت [illegible] مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ ہونے [illegible] وطن کے نزدیک جو کتابیں **نادر** اور **مفید** اور **اسلامی** کتابیں ہیں اُنکی

قیمت جو عیسائی لیتے ہیں اور جو کچھ وطن نے مقرر کر کے رعایتی قیمت کا احسان جتایا ہے اس پر غور کرنے سے اگرچہ موٹی عقل والا یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ وطن کا اصل مدعا حضرت زر ہے جس کی خاطر جلب کو ایسی ایسی نالائق کتابوں کو **نادر** اور **مفید** بنانا پڑا - مگر تاہم اسباب پر بھی نظر کرنا مناسب ہے جو ذیل میں گذارش کی جاتی ہے - وطن کا مقصد اعلےٰ ٹرکی کی نسبت زیادہ دلچسپی لینا ہے اس لئے آئے دن اخبار میں ٹرکی کے متعلق حالات اخبار میں درج ہوتے ہیں اور یہ بھی وطن اپنا مقصد اعلےٰ سمجھتا ہے کہ اگر کوئی عیسائی پرچہ حضرت سلطان المعظم کی نسبت کوئی اعتراض کرے تو جھٹ اُس کا جواب دیکر اُس کے اعتراض کو غلط ثابت کر کے دکھلا دیوے کہ وہ اعتراض غلط ہے اگرچہ وہ اعتراض کسی صحیح واقعہ پر مبنی کیوں نہو - مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی اعتراض کیا جاوے تو وہ مذہبی مناقشات کی ذیل میں رکھکر اس قابل نہیں ہوتا کہ جواب دیا جاوے - ہاں ایسے ایسے اعتراضات کا وطن میں شایع ہونا وطن کے نزدیک مذہبی مناقشات میں داخل نہیں - جیسا کہ پچھلے دنوں درود شریف پر ایک صاحب کا اعتراض وطن نے شایع کرنا اپنا فرض خیال کیا تھا مگر ساتھ ہی اُس کے اُس کا جواب دینا باوجود مولوی ہونے کے مقاصد و اغراض اخبار وطن کے خلاف اور مذہبی مناقشات سمجھکر شایع کرنا مناسب نہ سمجھا - جسکا بالآخر ایک مسلمان نے یعنے جناب مولانا مولوی محمد الدین صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام نے محض اسلامی محبت اور جوش سے جواب دیکر دکھلا دیا تھا کہ اعتراض مذکور بالکل کم عقلی پر مبنی ہے -

وطن نے الحکم کے اعتراض اشاعت کفر و کفر فروشی پر سلطان المعظم کی توہین کا بیجا الزام کیوں لگایا؟ محض اس لئے کہ اس صورت میں تمام مسلمان بھڑک اُٹھیں اور اصل بات خبط ہو جاوے اور اُس پر کسی کی نظر نہ رہے چنانچہ آپ نے اپنی چال میں کامیاب ہونے کی خاطر مضمون کو اس طرح شروع کیا ہے کہ "بعض مدعیان تائید اسلام کو اسلام اور مسلمانوں سے درحقیقت جتنی کچھ اُلفت اور اخلاص ہے وہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے" پھر اس اقتباس میں حضرت اقدس جری اللہ کے وہ الفاظ تحریر کئے ہیں جو حضور مقدس نے کسی وقت سلطان المعظم کے تذکرہ کے وقت

سلطان کی نسبت بیان فرمائے تھے جن کا خلاصہ وہ ہے جیسا اس سے پہلے نمبر میں ہم نے بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت وہ الفاظ بالکل سچے اور راستی سے مملو ہیں اور کہ اُن میں کسی طرح کا تصنع نہیں ہے - مگر یہ لوگ جن کو سلطان پرستی کا مرض لگا ہوا ہے اُن کے نزدیک سچی بات بھی توہین میں داخل ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ صرف یہ کہ اس طرح وطن کا جادو اُس کے ناظرین پر چل سکیگا اور اُس کی قابل شرم اور لائق نفرین سوداگری کا راز چھپ جاویگا یعنے جو ہیں سلطان المعظم کی توہین کا لفظ ناظرین وطن ملاحظہ فرماویں گے فوراً اپنے جامے سے باہر ہو کر احمدیوں پر تبرا بازی شروع کر دینگے اور اس طرح وطن کی قابل شرم حرکت کی طرف کسی کی نظر نہ رہے گی اور اس چال کو زیادہ مصالحہ دار بنانے کی خاطر وطن ایک اَور بھی چال چلا ہے یعنے یہ بھی ذکر کر دیا ہے کہ "یہ بھی خبر ہے کہ میرزا صاحب اور اُن کی جماعت نے ابھی سلطان المعظم کو صرف روحانیت سے خالی بتلایا ہے" اور کہ "اگر امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی طرح یا دیگر بادشاہان اسلام اور چند ہزار کے سوا باقی تمام مسلمانان عالم کو کافر مطلق کہدیتے تو کیا کوئی اُن کی زبان پکڑ لیتا" اس فقرہ سے وطن نے لوگوں کو اس طرح پر بھڑکانا چاہا ہے کہ گویا میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس قسم کی ہے کہ اُن کا کام ہی صرف یہ ہے کہ مسلمانان عالم اور شاہان اسلام کو کافر مطلق بنانے کے درپے رہا کرتے ہیں - مگر یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ اگر اس جھوٹ کو ترازو کے ایک پلے میں رکھا جاوے اور دوسری طرف کسی نہایت جھوٹے شخص کے جھوٹ اکٹھے کر کے رکھے جاویں تو اس دروغ بیفروغ والا پلا بھاری ہوگا - کیا فی الحقیقت میرزا صاحب اور اُن کا پاک گروہ اسی قسم کا سخت ہے کہ اِن بیچاروں پر جو دن رات سلطان المعظم کی بیجا حمایت کا دعوےٰ کرتے ہیں اُن پر کفر کا فتوےٰ لگا رہتا ہے یا اُن لوگوں نے خود سبقت کر کے اپنے پیروں پر کلہاڑی مار کر اپنے اوپر کفر کا فتوےٰ چسپان کرا لیا ہے؟ کیا میرزا صاحب کے ہاں سے باقاعدہ کفر کے فتوے مسلمانان عالم کے لئے تیار ہو کر نکلا کرتے ہیں یا اُن مولوی صاحبان کی طرف سے جنہوں نے حال میں وطن پر بھی اُس کی قابل شرم سوداگری پر کفر کا فتوےٰ لگا کر اُس کو ابو جہل وغیرہ سے تشبیہ دی ہے؟ پھر جب یہ بات ثابت ہو

ہے کہ میرزا صاحب کی درگاہ سے ہرگز ہرگز مُہریں لگ کر فتوے شایع نہیں ہوتے تو ایسا سخت اور گمراہی میں غلطان و پیچان [illegible] جھوٹ بولنا کس حب الوطنی کا نام ہے؟ کیا وطن اسی پوزیشن پر اسلام کی اور سلطان المعظم کی حمایت کا دعوے دار بنتا ہے کہ وہ ایسا صریح اور گندہ جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز نہیں کرتا جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہے - میرزا صاحب قبلہ نے ہرگز ہرگز کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا اور نہ میرزا صاحب کا منصب ہے کہ لوگوں کو کافر بنائیں کیونکہ میرزا صاحب قبلہ انبیاء علیہم السلام کی طرح لوگوں کو مومن مسلمان بنانے کے لئے آئے ہیں نہ کہ کافر اور بے دین - بس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب یا اُن کی برگزیدہ جماعت کفر کے فتوے لگانے میں ہی اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر دے - کیا دوسرے مولوی صاحبان جنہوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے وہ اس کام کے لئے بس نہیں ہیں جو میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس ناگوار بوجھ کو اُٹھا دیں؟ ایسی حال میں مولوی صاحبان نے جس عالی حوصلگی اور فراخدلی سے وطن کے ایڈیٹر کی نالائق حرکت پر فتوے لگایا ہے وہ اس کی کافی دلیل ہے کہ مولوی صاحبان ہرگز ہرگز اس کام سے تھک نہیں گئے پھر بھلا کیا ضرورت ہے کہ میرزا صاحب اور اُن کی جماعت اس کام کے درپے ہو کہ جو اُن کا نہ تو حق ہی ہے اور نہ وہ بحالت موجودہ اس کے اہل ہیں - میرزا صاحب کا وجود مثل انبیاء علیہم السلام کے ہے یعنے جس طرح پر انبیاء علیہم السلام لوگوں کو مومن مسلمان بنانے کے لئے آتے رہے ہیں اور اُن پر ایمان لانے والے اور اُن کی ہدایات پر عمل کرنے والوں کا نام مومن اور منکروں اور معاندوں کا نام کافر خدا کے کلام نے رکھا اسی طرح میرزا صاحب قبلہ کے منکروں اور معاندوں نے خود بخود سبقت کر کے میرزا صاحب پر کفر کا فتوےٰ لگا کر بموجب حدیث نبوی کے کافر بن گئے ورنہ یہ بات ہرگز نہیں ہوئی کہ میرزا صاحب یا اُن کے مریدوں نے مولوی صاحبان کی طرح مسلمانان عالم کے کافر بنانے میں سبقت کی ہو -

پھر وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب رقم طراز ہیں کہ "جو جماعت مسلمانوں کی دل آزاری کا عزم بالجزم کر چکی ہے وہ مسلمانان عالم کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر سے اپنی غرض

مگر وہ کو پورا کرنے سے کبھی چوکی ہو۔ یہ بھی اُس داغ کے محو کرنے اور لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے اور جماعت احمدیہ پر نشتر لگانے کا ایک گر ہے جو وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب نے بیان فرمایا ہے یعنے وطن کے لائق ایڈیٹر صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ وطن کی اشاعت کفر و کفر فروشی پر جو الحکم نے اعتراض کیا ہے کہ اُس نے اسلام کی تردید اور آں حضرت صلعم و اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں ظاہر کر کے عیسائیوں سے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کر کے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے کہ گویا وہ رعایتی قیمت پر فروخت کر کے مسلمانوں پر احسان کر رہا ہے“ بنا بریں آپ بیان فرماتے ہیں کہ احمدی جماعت کا کام دراصل مسلمانوں کی دل آزاری ہے اور کہ وہ مسلمانوں کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر کرنے سے اپنی غرض مکروہ کو پورا کرنا چاہتے ہیں کیا معنے؟ کہ جو اعتراض الحکم نے وطن کی قابل شرم سوداگری پر اُٹھایا ہے وہ تو قابل شرم اور لائق نفرین کام نہیں ہے مگر احمدی جماعت کا ایسی سوداگری پر اعتراض اُٹھانا صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور مسلمانوں کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر کے لئے ہے۔ تعجب کہ اسلام کی توہین اور آنحضرت صلعم کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید** بیان کر کے بیچنے پر اعتراض کرنے سے میاں وطن کی گول منطق میں مسلمانان عالم کے روحانی سرتاج کی توہین و تحقیر ہوتی ہے!! کیوں نہ ہو! اس حملہ سے وطن کے لائق فائق ایڈیٹر صاحب گویا ان ڈائرکٹ ثابت کرتے ہیں کہ وطن کا وجود مسلمانان عالم کا وجود ہے اور وطن پر اعتراض کرنے سے جو کچھ وطن کی دل آزاری ہوتی ہے محض اس لئے کہ اُس کو بہت سا مالی نقصان پہنچا اس لئے وہ دل آزاری مسلمانان عالم کی بھی ہے اور کہ اس سے گویا آپ یہ بھی ثبوت بہم پہنچا کر کا میٹر جمع کرتے ہیں کہ دراصل وطن کا لائق ایڈیٹر خود کچھ بھی نہیں کرتا بلکہ وطن سے جو کچھ سرزد ہوتا ہے چونکہ وہ مسلمانان عالم کا ساختہ پرداختہ ہوتا ہے اس لئے وطن کا آں حضرت صلعم اور اسلام و قرآن کی توہین آمیز کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کرنا . . . . دراصل مسلمانان عالم کا کام ہے نہ کہ صرف وطن کے لائق ایڈیٹر کا۔ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ تدبیر کیوں اختیار کی گئی؟ محض اس لئے کہ مسلمانان عالم بھڑک جاویں اور

اصل بات خبط ہو کر وطن کی قابل شرم حرکت پر پردہ پڑ جاوے۔ اور اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ سلطان المعظم کی توہین اس جماعت کے لئے کوئی نیا امر نہیں اس برگزیدہ ایزدی کی تحقیر و تذلیل ایک طرح سے اُن کا جزو ایمان ہو رہی ہے“ کیا مطلب؟ یہ کہ اگر وطن کے لائق ایڈیٹر نے آں حضرت صلعم اور قرآن و اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کر کے فروخت کرنا چاہا تو کون سا عیب ہو گیا۔ درآں حالیکہ احمدی جماعت سلطان المعظم کی توہین و تحقیر کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اب ہر ایک عقلمند انسان اس سے بآسانی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا وطن کے نزدیک آنحضرت صلعم کا مرتبہ اور وقار سلطان المعظم کے برابر بھی نہیں اپنے سلطان کی نسبت صحیح اور درست الفاظ تو توہین و تحقیر ہیں مگر بیچارے آنحضرت صلعم کی توہین و تحقیر سے بھری ہوئی کتابیں **نادر اور مفید** ہیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن الفاظ کو ذیل میں درج کر دیں کہ جو وطن کے نزدیک توہین و تحقیر میں داخل ہیں اور جس کے سبب اُس کی چھاتی پر سانپ لوٹنے لگے اور اُس نے اسکا بدلہ یوں نکالکر اپنے جلے دل کے پھپھولے توڑنا مناسب سمجھا کہ آنحضرت صلعم و قرآن و اسلام کی تحقیر و توہین سے مملو کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کر کے روشن دماغ انگریزی خوانوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے مسٹر دلاور حسین کا ثانی بنا دے۔ اور وہ الفاظ جو حضرت اقدس نے بیان فرمائے تھے یہ ہیں کہ سلطان المعظم میں روحانیت نہیں معلوم ہوتی ورنہ وہ یورپ کا محتاج نہ ہوتا“ اور کہ آج تک اُس سے بدوؤں کا انتظام نہ ہو سکا ہر سال غریب حاجی اس کثرت کے ساتھ قتل کئے جاتے اور لوٹے جاتے ہیں اور وہ کچھ انسداد نہیں کر سکتا۔ اگر اُس میں اسلامی روحانیت ہوتی تو وہ اکیلا بیس سلطنتوں کے لئے کافی تھا چہ جائے کہ اب اپنی سلطنت سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے“ اور کہ یہ سب مخلوق خدا تعالیٰ کی ہے اور سب دل خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ سب پر غالب ہے جو خدا کا بنتا ہے خدا اُسے سب پر غالب کر دیتا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا

اب ایک صاف دل انسان غور کر کے سوچ سکتا ہے کہ حضرت اقدس میرزا صاحب نے کونسی ان الفاظ کے بیان کرنے میں غلط بات بیان کی اور کونسی بھس میں چنگی ملا دی جس سے سلطان المعظم کی تحقیر و توہین ہو گئی جو وطن کے لئے زہر ہلاہل کا کام دے گئی یا جسکے سبب وطن کے ایڈیٹر کے سینہ پر سانپ لوٹنے لگے؟ افسوس کہ سچی اور واقعی بات جیسے کہ ہم اس سے پہلے مضمون میں بحث کر کے ثابت کر چکے ہیں موجب توہین ہو جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و اسلام کی توہین آمیز کتابوں کو **نادر اور مفید و اسلامی** کتابیں بیان کر کے فروخت کرنا توہین و تحقیر اسلام میں داخل نہیں بلکہ وہ ادنیٰ ترین خادم قوم کی اعلیٰ درجہ کی خدمت اسلامی اور حب الوطنی کی واضح اور بیّن دلیل ہووے العجب ثم العجب!! کیا وطن کی نظر میں دُنیا میں اسقدر موٹی عقل والے ہی رہ گئے ہیں جو اس بات میں فرق نہ کر سکینگے کہ آنحضرت صلعم جو سارے جہان کے سردار اور سرتاج اور وطن کی ذہنی اور من گھڑت روحانی سرتاج کے بھی روحانی سرتاج و سردار ہیں اُن کی توہین و تحقیر سے بھری ہوئی کتابوں کو **نادر اور مفید اور اسلامی** کتابیں بیان کرنا اسلامی خدمت ہے اور سلطان کی نسبت صحیح اور واقعی الفاظ بیان کرنا توہین و تحقیر میں داخل ہیں؟ غضب ہے! کہ سلطان المعظم کے لئے یہ جوش اور محبت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن اور اسلام کے لئے یہ بے ہوشی اور عدم محبت!! آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بے جوشی اور عدم محبت ثابت کرتی ہے کہ دراصل سلطان المعظم کے نام سے دولت کمانے کا ہی ایک حیلہ و بہانہ ہے ورنہ اگر فی الواقع ہی وطن کو سلطان المعظم سے محض اسلامی اخوت کی بنا پر ہمدردی ہوتی تو آنحضرت صلعم کی توہین و تحقیر سے مملو کتابیں **نادر اور مفید** بیان کر کے دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرنے کا ٹھیکہ ہرگز ہرگز نہ لیتا۔ غرضیکہ سلطان المعظم کی نسبت وہ بے جا جوش اور آنحضرت صلعم کے لئے یہ بے حیا کارروائی ثابت کرتی ہیں کہ وطن اسلام کے اور مسلمانان عالم کے سردار و سرتاج اور قبلہ و کعبہ و برگزیدہ رب العالمین محبوب الٰہی و مقبول ایزدی کی تحقیر و توہین سے مملو کتابوں کو عمداً

نادر اور مفید اور اسلامی کتابیں بیان کر کے مسلمانان عالم کی توہین و دل آزاری کا ٹھیکہ لینے کے بعد الحکم کے اعتراض کرنے پر اس برص کے داغ کو چھپانے کی خاطر محض فضول اور نامعقول حیلے و بہانے تراش کر ثابت کر رہا ہے کہ دراصل سلطان کی بیجا حمایت محض زر کھینچنے کی خاطر کر رہا ہے۔ اور اس پر ایک واضح اور بیّن دلیل یہ بھی ہے کہ جب ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا سوال آیا . . . . تو اُس نے ریویو کی نسبت اپنی یہ رائے ظاہر کی اور کرتا رہا۔ کہ ”ہم احمدی احباب کے خاص معتقدات سے مخالف ہونے کے باوجود یہ لکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ یہ رسالہ بڑے پایہ کا رسالہ ہے **اُس کی تحقیقات شرائع اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے**“۔ اور جب الحکم کی طرف سے اُس کی قابل شرم سوداگری کا راز فاش کیا گیا جس سے اُس کی بہت سی . . . آمدنی کا نقصان ہوا تو اپنی پہلی رائے کا بڑی صفائی سے خاکہ اُڑانے کے درپے ہو گیا یعنے وطن اپنی سابقہ رائے کے خلاف دوسری رائے یہ ظاہر کرتا ہے کہ ”کیونکہ خدمت قوم کے علاوہ اس ایک **جرم کبیرہ** کا بھی وہ مرتکب ہو چکا ہے کہ اُس نے کیوں (**مستوجب کفر**) مسلمانوں کا ہزار ہا روپیہ ایک قادیانی رسالہ کی توسیع اور **عام مسلمانوں کی خرابی عقاید** کے لئے اُن کے تصرف میں نہ جانے دیا“ اس عبارت سے گویا آپ ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی رسالہ ریویو مستوجب کفر اور عام مسلمانوں کی خرابی عقاید کا موجب ہے“ مگر اس سے پہلے وہی رسالہ وصول ہونے پر بڑے پایہ کا رسالہ تھا اور اُس کی تحقیقات اسلام کے متعلق نہایت فلسفیانہ اور عمیق تھی جیسے کہ اس زمانہ میں درکار ہے“ باوجود ان دورنگی بیانات کے آپ پیسہ اخبار کو نصیحت کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار کو چاہئے کہ دورنگی چھوڑ دے۔ مگر جب وطن خود پیسہ کی خاطر پہلے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے جس کو وہ دراصل سچی رائے نہیں سمجھتا اور دوسری رائے سے اُس کو محض غلط ثابت کرتا ہے تو اُس کو کیونکر جرأت ہو گی کہ وہ دوسرے کو وہ نصیحت کرے جس پر وہ خود عامل نہیں ہے۔ ہاں اسکا یہ سبب بے شک قابل غور ہے کہ پہلی رائے جو کسی مطلب کی خاطر زرین رائے تھی اس لئے نذ

ملنے پر زمین رائے دیدی مگر جب زر کا نقصان دیکھا تو زر کی ہی خاطر زمین رائے کو غلط ثابت کر دیا جس سے ثابت ہو گیا کہ وطن کا اسلامی خادم کہلانے کا اصل راز حضرت زر ہیں نہ کچھ اور ورنہ یہ کارروائی اُس سے ہرگز ہرگز سرزد نہ ہوتی کہ اُسی مُنہ سے ایک دفعہ تو کہ قادیانی رسالہ عمیق اور فلسفیانہ تحقیقات جیسے کہ اس زمانہ میں درکار ہے بیان کرتا ہے اور دوسری دفعہ کہ قادیانی رسالہ مستوجب کفر اور عام مسلمانوں کی عقائد کا۔ و جب ہے قصہ مختصر یہ کہ یہ دونوں کام اُس نے محض زر کی خاطر کئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ محض زر کا شیدائی ہے بس ورنہ وہ اپنی پہلی رائے کا ہرگز خاکہ نہ اُڑاتا۔

ہاں ہم یہ بات بہ شرح صدر سے تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت اقدس میرزا صاحب نے وہ الفاظ جو شاہ سلطان المعظم کی نسبت بیان فرمائے ہیں مگر وطن نے جو کارروائی کی ہے وہ ایسی کارروائی ہے کہ اسلام کے سیاہ دشمنوں نے بھی ایسا کبھی نہیں کیا کہ اسلام کی توہین و تردید والی کتابوں کو اسلامی کتابیں بیان کر کے وطن کی طرح لوگوں سے دوگنی تگنی قیمت وصول کرنے کی ٹھانی ہو۔ میرزا صاحب کی کارروائی اور اپنی کارروائی کو سامنے رکھکر خود ہی غور کرو کہ کس نے توہین و تحقیر کا کام کیا ہے میرزا صاحب نے افسوس سے وہ کلمات بیان فرمائے ہیں اور اس کی تصدیق اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ جہاں پر حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ جس وقت میں جیل خانوں کی رپورٹ پڑھتا ہوں اور اُس میں مسلمانوں کی تعداد جرائم پیشہ میں سب سے زیادہ پڑھتا ہوں تو سخت قلق اور کرب و غم سے میرا سینہ بھر جاتا ہے کہ وہ قوم جو رضوان اللہ کی سند یافتہ تھی۔ وہ قوم جس نے اپنی فاتحیت اور مظفر و منصور ہونے کا لوہا اپنے دشمنان دین کو منوا دیا تھا۔ وہ قوم جس نے انصاف اور عدل سے زمین کو بھر دیا تھا۔ وہ قوم جس نے پرہیزگاری و اتقا میں اعلیٰ درجہ حاصل کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا اعلیٰ درجہ کا ربط ضبط قائم کیا تھا یعنی بالکل اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تھے اور سب کام خدا کے لئے اور اُس کے دین اور جاہ و جلال کے لئے تھا آج اُن کی ذریت ایسی پستی کے تنگ گڑھے میں پڑی ہے ایک تو یہ بات ہی ہے کہ کوئی عیب نہیں جو اُن میں نہ ہو اور کوئی بدی نہیں جس میں ان کا اعلیٰ نمبر نہ ہو۔ اس پر تھوڑا سا ہم اور لکھکر دکھلاتے ہیں کہ مندرجہ بالا بدعنوانیوں سے بڑھکر یہ ایک بدعنوانی بھی ہے کہ مسلمان کے فرزند ہو کر مولوی کہلا کر مسلمانوں کے خادم بننے کے مدعی ہو کر مسلمانوں کا نمک کھا کر ایسی ایسی کتابوں کو نادر اور مفید اور اسلامی کتابیں بیان کر کے بیچنا شروع کر دیا کہ جس میں سراسر اسلام کی توہین و تحقیر ہے مگر پھر بھی اس کو قومی و دینی خدمت سمجھکر ضد اور ہٹ دھرمی کی جاتی ہے آہ! آہ!! آہ!!! باقی پھر انشاء اللہ تعالیٰ۔

(محمد حسین احمدی الاسود بھیاوئی)

وصیت عـ ۹۰

(۱) منکہ عبد اللہ ولد رحیم بخش قوم احمدی ساکن موضع کوٹلی منڈی تحصیل سیالکوٹ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید ..... اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان تمام ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

۴۔ میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے مبلغ ... روپیہ نقد دیگر اس مادہ گاؤ معہ وچھی جس کی قیمت اس وقت ۱۶ روپیہ ہے اور ایک اور وچھڑی جس کی قیمت مبلغ ... نو روپیہ ہے۔ و تھال و چھنہ لوٹا جن کی قیمت ... روپیہ ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی کتابیں جو مبلغ پانچ روپیہ کی ہیں یہ کل رقم ایک سو بیس روپیہ کی ہوئی۔ ان تمام پر میرا اس وقت مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔

میں آج کی تاریخ سے جائیداد کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرے تمام جائیداد کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری بقیہ جائیداد سے اس جائیداد کو الگ کرے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ وہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری وصیت کردہ جائیداد کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے گی۔ تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد پیدا کروں۔ علاوہ اس جائیداد بالا کے۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوا جائیداد مذکورہ کے میرے متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت ہی پڑھے۔ اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں۔ یا کسی اور جگہ دفن ہوں۔ غرضیکہ ہر حیثیت یہ وصیت میری قائم رہیگی۔ فقط

گواہ شد
علی احمد احمدی ولد عبد اللہ احمدی ساکن کوٹلی منڈی ضلع سیالکوٹ

العبد
عبد اللہ احمدی ولد رحیم بخش مرحوم کوٹلی منڈی تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد
محمد رمضان ولد غلام احمد ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ

گواہ شد
اسمٰعیل احمدی ولد غلام احمد ساکن بھڈال ضلع سیالکوٹ

وصیت عـ ۹۵

۱۔ منکہ امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم رائیں عرف کشمیری ساکن موضع سیکھواں تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں میں اس وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ ..... بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲ مئی ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ اور انھوں نے جو رسالہ الوصیت بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع فرمایا ہے۔ میں نے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات کا اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے اور ایسا ہی میرے ورثاء میری وفات کے بعد ان ہدایات اور ضوابط اور قواعد اور شرائط انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

۴۔ میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے اراضی قریباً دس گھماؤں بعوض مبلغ ... روپیہ کے واقع سیکھواں تحصیل گورداسپور میں بشراکت جمال الدین و خیر الدین برادران حقیقی بحصہ برابر بصورت رہن با قبضہ زیر قبضہ ہمارے ہے اور ایک مکان واقع قادیان دار الامان بشراکت برادران مذکور۔ ملکیت ہمارا ہے۔ بحصص مساوی مکان مذکور کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ غرب شارع عام اور کوچہ فراخ شرق میں اور شمال مکان بہادر کشمیری اور جنوب بہ مکان منشی عبد العزیز ... ملحقہ

سکھوان - اراضی و مکان مذکورہ بالا میں ... حصہ کا حق رکھتا ہے اور علاوہ از ... ۵۰۰ روپیہ نقد بھی ہیں اس میری جاید اد مستحقہ میں میرا کوئی شریک اور جاید اد مذکورہ میری خود پیدا کردہ ہے۔ آج کی تاریخ سے جاید اد مذکورہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں - کہ میری جاید اد مذکورہ میں سے ۱/۵ حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے - انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میری وفات کے بعد اس جاید اد کو میری جاید اد سے الگ ... یا اس میں شامل رہنے دے اور وہ اس کو فروخت کرے یا نہ کرے - تو اس وصیت کردہ جاید اد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جاید اد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی - میری اس وصیت کردہ جاید اد سے کوئی تعلق نہیں - اگر آج کی تاریخ کے بعد علاوہ جاید اد مذکورہ بالا کے میری وفات کے بعد میری اور کوئی جاید اد ثابت ہو - تو ایسی جاید اد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے یعنے پانچویں حصہ کی - میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی پڑھے - میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی پڑھیں میرے ورثا کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میری نعش کو بعد حصول اجازت مجلس کار پرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کریں اگر وہاں کوئی روک پڑے تو ان کے حکم کی تعمیل کریں - لیکن خواہ روک کریں اور یا نہ کریں - میری وصیت میں یہ امر مخل نہیں ہے - میری وصیت پر اسی طرح عمل ہو جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں - فقط

گواہ شد

عبد العزیز احمدی پٹواری بقلم خود

گواہ شد

جمال الدین برادر حقیقی وصیت کنندہ بقلم خود

الـ ...

امام دین ولد محمد صدیق قوم ارائیں ساکن سکھواں بقلم خود

گواہ شد

خیر الدین برادر حقیقی وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد

فضل محمد احمدی ساکن ہرسیاں ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

استغفر اللہ - وصیت ۳۴۷ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

(۱) میں مسمی بشارت احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ ... از ... بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) میں اقرار کرتا ہوں - کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں - اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۴ دسمبر ... کو شائع ہوا ہے - تمام و کمال پڑھ لیا ہے - میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں - اور ایسا ہی ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے - میں ان تمام کا اقرار ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان کل ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے بمعاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے -

(۴) میری جاید اد غیر منقولہ چونکہ اسوقت کوئی نہیں - اس لئے میں تفصیل جاید اد نہیں دے سکتا مگر میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری کل جاید اد منقولہ و غیر منقولہ کا جو اسوقت موجود ہو - دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے - انجمن مذکور کو اختیار ہوگا - کہ میرے مرنے کے بعد اس جاید اد کو میری بقیہ جاید اد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے - یا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے - یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جاید اد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن مذکور کو پورا کرے - (غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جاید اد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو - یا غیر احمدی - میری اس وصیت کردہ جاید اد سے کوئی تعلق نہیں - اگر میری جاید اد وصیت کردہ کی آئندہ قیمت بڑھ جاوے - تو اس کی مالک بھی انجمن ہو گی -

(۵) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے - اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں - تو احمدی جماعت

میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایت انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں - یا آئندہ شائع ہونگی - دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے -

(۶) میری یہ بھی وصیت ہے - کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں - ان اخراجات کی متکفل میری یہ جاید اد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے فقرہ چہارم میں کیا ہے ہرگز نہیں - ان اخراجات کو حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میری دیگر متروکہ جاید اد میں سے جسمیں یہ وصیت کردہ جاید اد شامل نہ ہو گی - دیا جاویگا - اور میرے ورثا ان اخراجات کو ادا کرنیکے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے - اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور ضروری ضرورت شرعی سمجھینگے -

(۷) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے - اور اگر حالات آئندہ کی بنا پر کہ مجھے اسوقت علم نہیں - میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو سکی تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جاید اد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا - کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے - میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن ہو سکتی ہے - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اللھم اید الاسلام و المسلمین بالامام الحکم العادل

(نوٹ) نیز میں اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ... حصہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اعانت و اشاعت اسلام ...

ہندوستانی بچوں کو

کمزور کر دینے والی آب و ہوا کے سبب سے بڑی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے اوائل عمر ہی سے انہیں اپنی ننھی ننھی ہڈیوں اور اعصاب بڑھانے میں مدد دینے کیلئے مقوی اور متین دوا کی ضرورت ہوتی ہے

اسکاٹس املشن

میں بچوں کی ہڈیاں اور رگ پٹھے بڑھانے کی قوت ہے - وہ حسب دلخواہ ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوتا ہے

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان کا ہی "گیر املشن" ہو جو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

ایڈووکیٹ بمبئی میں سے

ایک بمبئی کے طبیب کا بیان ڈوڈن کی پیٹھ کی درد اور گردہ کی گولیاں کے بارے میں - جبکہ ہم کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ہمسائے بھی اسی طرح مصیبت میں مبتلا ہیں اس وقت وہ خیال کہ ہم ہی اکیلے مصیبت زدہ ہیں دور ہو جاتا ہے اور جبکہ ہم اپنے ہمسائیوں سے کسی طرح سے اس مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرتے ہیں تو ہمارے دل میں امید کی امنگ پیدا ہو جاتی ہے اور ہم بھی وہی طریقہ کہ جس سے انہوں نے رہائی پائی ہے اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کرتے ہیں اس سے بھی زیادہ قابل اعتبار بیان ایک طبیب کا ہوتا ہے کہ جو ہمیں ایسی دوا بتاتا ہے کہ جو ضرور شفا بخشیگی - ڈاکٹر جاد وجی - ترکم جی لکچرار اور پروفیسر آرین مدرسہ طبیہ بمبئی - شفاخانہ بازار گیٹ قلع بمبئی نے جبکہ ڈوڈن کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا ایک کاغذ کا پرچہ لیکر حسب ذیل تحریر کیا "میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے چند مریضوں کا علاج جو کہ درد پشت اور گردہ کی شکایت میں مبتلا تھے ڈوڈن کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں سے کیا اور وہ سب ان گولیوں کے چند روز کے استعمال سے اچھی ہو گئی ہیں یہ سند بہت خوشی سے دیتا ہوں سر درد اور اس میں گھبراجانا پشت میں درد ہونا - نیند نہ آنا جسم کی گونگی بیچینی - یہ سب علامتیں گردوں کے زہریلے فضلوں کے خون میں موجود ہونے کی ہیں - ڈوڈن کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

گردوں کو مدد اور قوت پہنچاتی ہیں وہ صرف ان زہریلے فضلوں کو ہی نہیں نکالتیں بلکہ خون کو نہایت عمدہ طرح سے صاف کرکے دوبارہ اس قسم کی شکایات کا ہونا روکتی ہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ گولیاں پیشاب اور مثانہ کی شکایات - جنفتہ جوڑوں کے درد اور دوسری بیماریوں کو دفع کرتی ہیں - ہم سلسلہ وار ان اخبار میں بمبئی کی خلائق کے لئے بمبئی کے طبیبوں اور باشندوں کے ڈوڈن کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیوں

کے بارے میں بیانات شائع کرتے ہیں بسفرود آپ اپنے کسی ملاقاتی کا نام دیکھینگے - تمام دوا فروشوں ... پیر یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ پوسٹ آفس بکس ... پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ ... شیشوں کے ۲ روپیہ -

جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضائع کر کے مایوس ہو چکے ہوں ان سے التماس ہے کہ ایک دفعہ خداوند کریم کی جنبش اسکی

آزمایش کریں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب کب اپنی خوبیوں کو ظاہر کر کے ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید جان نشیب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ کا مجموعہ مشہور ہر دلعزیز

لاثانی مقوی ایک لطیف غذا ہے — مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا — جوانی کی روح بڑھاپے کی جان

مفرح عنبری · مفرح عنبری · مفرح عنبری

قیمت · قیمت · قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپے (صہ) تین ڈبیہ تیرہ روپے (۱۳) ایکدرجن ڈبیہ (صہ ۵۰)

مفرح عنبری میں خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنے کے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور نیز چھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرنے کی آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں +

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنے خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلےٰ و جید سوجھنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدا نے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل۔ بے چینی۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی۔ وغیرہ کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے +

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب۔ وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت ... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے +

مفرح عنبری جنکے اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی۔ یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی۔ رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آ جائے۔ اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینیوالا بے نظیر مرکب ہے +

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پلیس و فوجی عہدہ داروں۔ اور بالخصوص کالجوں کے طالب علموں کو ضرور اسکی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی۔ جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمایش شرط ہے +

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی تریاقات و جواہرات کا مرکب ہے اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہمیشہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے +

مفرح عنبری حکماء اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی اولاد کے باعث مارے درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے +

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی نزلہ اسیر یا کھانسی کے ساتھ خون آتا یا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی ضرب صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قویٰ مضمحل ہو گئے ہوں +

مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کا فور۔ دماغی طاقت بھر پور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہوتی ... چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے

(سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں)

عالیجناب ... مولوی محمد ... ریاست ... [illegible]

صاحب ... بہادر ... مولوی ... سلام مسنون ... مفرح عنبری ... ارشاد فرمایا ... (دستخط) سید ... [illegible]

عالیجناب ... خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم ... تحریر فرماتے ہیں ... مفرح عنبری ... [illegible]

عالیجناب ... تعلقدار ... [illegible]

عالیجناب نواب ... عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر ... [illegible]

اسی طرح سینکڑوں ... مفرح عنبری کی تعریف کی ہے

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

AHMADIYYA ANJUMAN ISHA'AT ISLAM
LIBRARY
LAHORE.

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ پور قادیانی | دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ - خواص و معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

جلد ۱۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ | نمبر ۱

تازہ الہامات و رویا

۳ جنوری ۹۰۷ء شنبہ (۱) سَأُكْرِمُكَ إِكْرَامًا عَجَبًا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا

ترجمہ - عنقریب میں تیری عجیب عزت ظاہر کروں گا - اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے

(۲) رؤیا - شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے - اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں - ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا - کہ وہ بادشاہ ہے۔ دوسرے نے کہا - کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے - فقط

فرمایا - قاضی حَکَم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے - جو تائید حق کرے - اور باطل کو رد کرے - چند سال ہوئے - ایک دفعہ میں نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا - کہ اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں اور جب یہ پیدا ہوا تھا - تو اس وقت الہام ہوا ... میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا ... جیسے لکھا تھا - مُعَمَّرُ اللّٰهِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نالہ پابند نے نہیں ہے فریاد کی کوئی لے نہیں ہے

[یہ نظم ہے جو مولوی محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب نے ۲ جنوری کو بوقت ظہر مسجد میں پڑھ کر سنائی جو حضور نے بہت پسند فرمائی (بقیہ کا ٹفیہ)]

آتش فرقت محبوب نے جب گرمایا
کیا کہوں ہجر کی گھڑیاں ہیں گزاریں کیونکر
دل جو رہتا متوجہ بدیار محبوب
مرغ دل جو کہ تڑپتا ہی رہا کرتا تھا
پھوٹیں وہ آنکھ نہ جن میں ہو ترا شوق دید
دل وہ کیا دل نہو جس میں تیری کچھ بھی الفت
یوسف مصر نبوت کے حضور اک نادار
دہی صدا اَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ کی اس نے آکر
میرا پیمانہ معارف سے خدارا بھر دے
کچھ بنہ اس کو بھی محبوب ازل کا دینا
اک جھلک اپنے سوالی کو بھی دکھلا دینا
کون سی راہ سے دلبر کی طرف چلتے ہیں
تیرے چہرہ سے نظر آئے خدا کا چہرہ
تشنہ چشموں کو دکھلائی وہ دینا کیونکر
قلزم عشق سے نکلے ہوئے سچے موتی
آرزو ہے ترے قدموں میں رہوں کچھ مدت
اپنے مولیٰ سے دعا ہے یہی دن رات میری

جذبۂ شوق زیارت مجھے پھر لے آیا
دل شیدا کو تیری یاد نے کیا تڑپایا
قبلۂ دیں کے لئے قبلہ نما بن آیا
قطب دوراں کے لئے قطب نما بن آیا
ٹوٹے وہ ہاتھ جو بیعت کو نہ تیری آیا
سر وہ کیا سر ہے نہ جس میں تیرا سودا آیا
اپنی کم مائگی کو لے کے خریدار آیا
مَسَّنَا الضُّر کی عرضی کو وہ لے کر آیا
کاسۂ عجز لئے ایک سوالی آیا
ایک سرگشتۂ وادیٔ محبت آیا
اسی محبوب کی جس کا تو نشاں بن آیا
رستہ پوچھنے گم کردہ منزل آیا
حق نما آئینہ واللہ یہی ہے آیا
اُفق وحی پہ جو مہر رسالت آیا
ہدیہ کے طور پہ لیکر تیرا خادم آیا
بس اسی واسطے پردیس میں اکمل آیا
تیرے سایہ میں رہوں تو ہے خدا کا سایا

نئے سال کے تمہیدی نوٹ

ناظرین و سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو (آمین)

الحمد للہ کہ اس تمہید کے ساتھ الحکم کی گیارہویں جلد کا آغاز ہوتا ہے یہ محض اُسی کا فضل اور کرم ہے کہ اس نے دس سال تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کے کام ... کی توفیق عطا فرمائی اور آئندہ بھی اسی سے توقع ہے کہ وہ جب تک چاہے اس خدمت کی توفیق دے

...

الحکم کے ذریعہ کس قدر کام ہوا اس کی تفصیل ... چونکہ حدیث دلانے ... اس لئے ... الحکم ناظرین ... پہنچیگی گویا یہ دس سال کی رپورٹ ہوگی ؛

سال گذشتہ میں کاغذ کی قلت نے مجھے اکثر اوقات بہت بڑے مشکلات میں ڈالا۔ جس کی وجہ سے ناظرین کو عموماً شکایت کا موقع ملا اگرچہ شکایت رہی مگر دلچسپی اور محبت جو الحکم سے اس کے معزز سرپرستوں کو ہے وہ کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھی ہے۔ ایسا ہی بعض ... دشمنوں نے ... دکھایا لیکن جس طرح پر ہو سکا سال گذر گیا ؛

گیارہویں جلد کا پہلا نمبر الحکم کی اسی اصلی تقطیع پر شایع ہوتا ہے جو بہت مقبول اور پسند ہو چکی ہے۔ اس تقطیع کا تبدیل کرنا احباب کے سخت اصرار کا نتیجہ ہے جس کو میں نے بادل ناشاد قبول کیا ہے اور مجبور ہو کر بھی۔ بہت بڑی تقطیع پر چھپوائی کا عمدہ انتظام نہیں ہو سکا اور جب تک کوئی مستقل اور کافی انتظام نہ ہو لے میں اس تقطیع کو بدلنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ خصوصاً اس سال تو۔

اِس سال میں نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ الحکم کو اپنی مشین پر چھاپنے کا انتظام کیا جاوے چنانچہ اس کے متعلق ولایت میں آرڈر دینے کے لئے لاہور میں ایک معزز ہمعصر کو بھی لکھدیا تھا۔ ہاں بعد اُنھوں نے لاہور میں ہی ایک مشین کے خرید کر دینے کا انتظام کیا میں نے اُنھیں خرید مشین کے لئے پورا اختیار دینا چاہا مگر اُنھوں نے اپنی ذمہ واری سے دست کشی کی اور لاہور ہی سے ایک معزز بھائی نے جو ایک مشہور سٹیم پریس میں کام کرتا ہے اپنی ذاتی تحقیقات سے اس مشین کو ناقابل بنایا اس لئے میں ڈر گیا اور اس معاملہ کو دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو جلدی ہی انتظام ہو جاوے۔ کیونکہ اب یہاں قادیان میں مشین پریس کی ضرورت بہت محسوس ہو رہی ہے ؛

مشین پریس کے ذکر کے ساتھ ہی اس امر کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب میں نے اوایل میں اس کا ذکر کیا اور ناظرین الحکم کو توجہ دلائی کہ اگر خریداران الحکم اس کام کی اعانت کے لئے بطور قرض حسنہ دس دس روپیہ ہی دیں تو اکیلا کارخانہ الحکم اپنے سرپرستوں کی ایسی اعانت سے سٹیم پریس قائم کر سکتا ہے۔ اس پر اکثر دوستوں نے مجھے لکھا کہ مشترکہ سرمایہ سے اس کو قائم کر دیا جاوے ہم روپیہ دینے کو آمادہ ہیں۔ مشترکہ سرمایہ سے کام کرنا ہر چند ایک مفید اور عمدہ چیز ہے لیکن میں اپنی ذمہ واریوں کو دیکھکر ایسی تجویز سے ڈر گیا اور انھیں یہی صلاح دی کہ میں اس کے لئے طیار نہیں ہوں۔ اور اب بھی میں یہی کہتا ہوں۔ ہاں اگر ایسی صاحب اس کام میں اپنا روپیہ لگانا چاہیں تو میں ان کو اپنے تجربہ اور اندازہ کی بنا پر یہ مشورہ دے سکتا ہوں کہ تین ہزار روپیہ کے سرمایہ سے سردست وہ مشین پریس قادیان میں عمدہ پیمانہ پر قائم کر سکتے ہیں۔ اور اگر چار ہزار روپیہ لگا دیں تو سٹیم پریس ہو سکتا ہے جس کے ساتھ ایک آٹا پیسنے کی چکی لگ سکتی ہے اور اس طرح پر وہ یہاں ایک معقول فایدہ انشاء اللہ حاصل کریں گے۔ میں اپنے ہاتھ میں مشترکہ سرمایہ لیکر ایسا کام کرنے کو ہرگز آمادہ نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے سوا جس قسم کی مدد وہ مجھ سے چاہیں میں انشاء اللہ ضرور دوں گا۔

اسی ضمن میں مجھے اپنے محترم پردیسی بھائی بابو محمد صدیق صاحب ... اسسٹنٹ چین کی قابل قدر ہمدردی کا شکریہ ادا کرنا ہے جنھوں نے چین میں اتنے میلوں کے فاصلہ پر میری آواز کو سُنا اور مشین پریس کی امداد میں چالیس روپیہ بھیجدیا اور اسپر اس کو حقیر رقم ... قبول کرنے پر شکر گذار ہونے کی خواہش کی۔ اس سے ان کی اس محبت کا پتہ ملتا ہے جو انھیں خادم قوم الحکم سے ہے میں ایسے مخلص محب اور ناصر سرپرست الحکم کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنے حفظ و امن میں رکھے اور بہت بڑی نیکیوں کی توفیق دے اور اپنے فضل کے سایہ میں واپس لائے آمین ؛

ایسا ہی ڈاکٹر چودہری ممتاز علی خان نے سمالی لینڈ سے مجھے لکھا ہے کہ وہ مشین کے لئے بیس روپیہ بطور امداد دینے کو طیار ہیں ؛

بہرحال چھپائی کی مشکلات اور دقتوں کا خاتمہ انشاء اللہ العزیز مشین ہی کے آنے پر منحصر ہے۔ اور میں اس کے لئے مصمم ارادہ کر چکا ہوں ہاں اس کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے ؛

سال کے شروع میں علی العموم ہر انسان کے دل میں نئے ارادے اور نئی امنگیں جوش زن ہوتی ہیں۔ اس لئے میں اپنے ناظرین سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے ناچیز خادم کے لئے دل سے دعا کریں کہ اس کی آرزوؤں اور اُمنگوں کا میدان اللہ تعالیٰ وسیع ہو اور وہ خدا کے اس فضل کو پا سکے جو اس کام میں بالخیر ہو اور وہ خدا کی رضا کے مقام پر اپنے سید و مولیٰ امام کے خدام میں اُٹھایا جاوے۔ اس کی زندگی جس مبارک خدمت میں گذر رہی ہے اس میں اخلاص کی توفیق اس کے شامل حال ہو اور اس کی لا انتہا خطا کاریوں پر قلم عفو پھیرا جاوے۔ (آمین)

دعا بحضور رب العلیٰ

اے خدا۔ اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے۔ اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے

اے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست و طلب سے بڑھ کر ہے ✣

خدایا ہم کو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی انصاف و داد سے تسلی یاب ہوں۔ تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہم کو نہ رہے۔ ہمارا انس و محبت اگر ہو تو تجھ سے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت و بلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے۔ صرف تیرے ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں۔ اور تیری ہی نعمتوں کے شکر گذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت و شادمانی کا باعث ہو۔ رات کی درمیانی حسنان گھڑیوں اور دن کے آغاز و انجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ راز گوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنے والی ہے اس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں۔ اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو۔ تیری ملاقات کا شوق غالب ہو۔ تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں۔ گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ اور سمجھیں کہ یہ ہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیرے حضور میں حاضر ہونا ہے۔

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تو نے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہم کو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بے شک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خدا ... ہمارے مقصدوں میں ہم کو تو کامیاب کر اور ہماری توبہ قبول بے شک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے ✣

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے ✣

خدایا۔ اپنے روئے مبارک کی لذت دیدار ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق و شوق ہمارے دلوں میں پیدا کر ✣

بار الٰہا۔ ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ۔ اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے۔ اور اس سے ہمیشہ ہم کو نفرت اور پرہیز ہی حاصل رہے ✣

الٰہی۔ ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہم کو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما۔ ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر۔ اور اپنے صادق ایمان داروں کی دعا میں ہم کو شریک کر اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے۔ اور ہم کو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر۔ اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں۔ ہم کو بہشت میں داخل فرما۔ اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اپنے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے ✣

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما ✣

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما ✣

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بندھے ہوئے کام کھولدے ✣

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو صلاحیت عطا کر ✣

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کشادگی مرحمت فرما ✣

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے اقران و امثال پر عزت و بزرگی سے سرفراز کر ✣

خداوندا۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گناہوں خطاؤں لغزشوں سے درگذر کر۔

اے۔ توبہ کرنے والوں کے سچے دوست ہماری توبہ قبول کر ✣

اے۔ ڈرے ہوئے اور خوف زدہ ہوئے ہوؤں کے امان دینے والے ہم کو امن دے ✣

اے۔ حیرت میں بھٹکتے پھرنے والوں کے رہنما ہماری رہنمائی کر ✣

اے۔ فریادیوں کے فریاد رس ہماری فریاد کو پہنچ۔ مایوسوں کے امیدگاہ ہماری امیدوں کو منقطع نہ کر۔ اے گنہگاروں پر رحم کرنے والے ہم پر رحم کر خطاکاروں کے بخشنے والے ہماری خطا معاف کر سب قسم کی بدیوں کو ہم سے دور فرما اور اپنے نیکوکار بندوں کے ساتھ ہمارا انجام بخیر کر ✣

الٰہی۔ ہمارے گناہوں کو بخش۔ ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کر ہمارے سینے کو کھولدے۔ ہمارے دلوں کی نگہبانی کر۔ ہمارے دلوں کو اپنی ہدایت کے نور سے روشن فرما۔ ہمارے کاموں کو آسان کر۔ ہماری مراد و حاجات کو حصول کا درجہ عطا فرما ✣

الٰہی۔ ہم کو بھی ہمارے والدین کو بھی ہمارے بزرگوں اور استادوں کو بھی ہمارے دوستوں اور آشناؤں کو بھی۔ ہمارے خویشوں اور قرابتیوں کو بھی اور ان لوگوں کو بھی کہ جن کا حق ہم پر ہے اور جمیع امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنے خاص رحم۔ کرم سے بخشدے ✣

الٰہی۔ کسی بدی سے جو ہم پر آنے والی ہو۔ ہم کو بچا لینا۔ عذاب دوزخ عذاب قبر اور قیامت کے دن کے عذاب سے ہم کو محفوظ رکھنا اور اپنے نیکوکار و پرہیزگار بندوں کی جماعت میں ہم کو اٹھانا ✣

الٰہی۔ اپنے ذکر پاک کی عزت سے عنایتوں اور کرامتوں کے دروازے ہم پر کھولدیئے اپنی عبادت اور اطاعت کی توفیق عنایت کر۔ آفتوں اور مصیبتوں سے ہماری حفاظت فرما۔ رزق حلال اور جمیع نیکیوں میں ہم کو برکت دے ✣

اے فیاض۔ سب بلاؤں اور بیماریوں سے ہم کو نگاہ رکھ۔ سب خلقت کے برگزیدہ رسول صلعم اور ان کی آل و اصحاب پر اپنی کامل رحمت نازل فرما ۱

اے رحیم و کریم مولا۔ اے راستبازوں کے حامی حزب اللہ کے ناصر اسلام اور مسلمانوں کی تائید فرما اپنے امام حکم موعود کے ذریعہ ؛

الٰہی درود کو سلام نازل فرما ہمارے سید و مولا محمد پر جو تیری رحمت کے نزول کو اولین و آخرین سب معلوم کریں ؛

الٰہی سب رحمت و درود ہمارے اس سردار پر نازل کر کہ روز قیامت تک سارے عالم والوں میں اسکا چرچا رہے ؛

الٰہی - الٰہی تیری رحمت و انعام کا ظہور ہمارے سید و مولا تیرے نبی آدم پر ہر وقت اور ہر زمان میں ہو ؛

الٰہی پھر تیرے سب نبیوں پر اور کل رسولوں پر اور فرشتگان مقربین پر اور تیرے کل برگزیدہ نیکوکار بندوں پر اور سب تیرے فرمانبرداروں پر رحمت نازل ۔۔۔

اے سب سے رحیم ۔۔۔ سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ کل مہربانوں سے مہربان ہم کو بھی ایسے ہی نیکوکاروں کے ساتھ اپنی رحمت اور مہربانی میں شامل فرما - آمین ؛

سالانہ جلسہ اور اس کے ضروری حالات

دسمبر کا آخری ہفتہ ہندوستان میں جلسوں اور کانفرنسوں کا ہفتہ کہلاتا ہے۔ اسی ہفتہ میں قادیان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بھی ایک عظیم الشان جلسہ دار الامان قادیان میں جو سلسلہ کا مرکز ہے ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی غرض و غایت دنیا کے دوسرے جلسوں کے مقابلہ میں بالکل نرالی اور نئی ہوتی ہے۔ اس کا ایک ہی لاتبدیل اور لاتحویل مقصد ہے جو دوسر جلسوں میں قطعاً مقصود نہیں ہوتا جو کیا ؟

عبودیت اور الوہیت میں سچا تعلق پیدا کرنا

یہ مقصد ہے اس جلسہ کی غایت کا۔ میری اپنی رائے میں یہ امر ہرگز نامناسب نہیں اگر میں اس جلسہ کی غرض و غایت کو خود حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں پیش کر دوں اور وہ یہ ہے :-

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے باعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائیگی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے ؛

ان سطور کو پڑھ لینے کے بعد بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس جلسہ کی جو غرض ہے وہ نہایت اہم اور ضروری ہے اور دوسرے جلسوں میں جو دسمبر کے انہیں ایام میں ہوتے ہیں یہ بات پائی نہیں جاتی بلکہ ان کا مقصود اصلی دنیا اور اسکے حصول کی راہیں ہیں اور اس لحاظ سے سلسلہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ اور دوسری قوموں کے سالانہ جلسوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

میں اپنے ذوق کے موافق اس جلسہ کے انعقاد کو وحی الٰہی کے ماتحت یقین کیا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ حضرت حجۃ اللہ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ وحی یأتون من کل فج عمیق اور الفج عمیق یخلق اللہ ولا تسئم من الناس ہرچند عام ہے اور بسراً بہ الاخر اس کو پورا کر رہا ہے لیکن دسمبر کے ان آخری ایام میں اسکا نظارہ خصوصیت سے قابل دید ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلسلہ عالیہ کی اشاعت کی ان پانچ شاخوں میں سے تیسری شاخ ہے۔ جن کا ذکر خود حضرت مسیح موعود نے رسالہ فتح اسلام میں کیا ہے۔ اس جلسہ کی بنیاد ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو پڑی جس کے لحاظ سے یہ پندرھواں سالانہ جلسہ کہلا سکتا ہے۔ پندرہ سال کے اندر اس درخت نے کس قدر ترقی کی اور اس کے بار و برنے دنیا میں کیا انقلاب پیدا کیا یہ معمولی اور مختصر بات نہیں بلکہ ایک طویل واقعہ ہے جسکو میں اس سلسلہ کی تاریخ لکھنے والے کے لئے چھوڑ دیتا ہوں ؛ ہاں یہ خود ہر شخص غور کرسکتا ہے کہ وہ بیج جو صرف اسی سے بھی کم آدمیوں کی موجودگی میں لگایا گیا تھا۔ پندرہ سال کے اندر اسقدر نشوونما پا چکا ہے کہ اسی سے زیادہ آدمی اس کے سائے میں بیٹھنے والوں کی خدمت کے لئے مکتفی نہیں ہیں ؛ اور جس جلسہ کے مہمان ایک معمولی کمرے میں سما سکتے تھے وہ اب پندرہ بڑے بڑے کمروں میں بھی گنجائش نہ پا سکے۔ اسپر نظر کیجئے

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

کہنا پڑتا ہے بہرحال پندرھواں سالانہ جلسہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء سے شروع ہوا۔ اس تاریخ سے اس کا آغاز اس لئے بیان کیا گیا ہے۔ کہ اسی تاریخ سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ مہمانوں کے اترنے کے لئے نئے اور پرانے مہمان خانوں کے علاوہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت اور باغ کا ایک وسیع ہال تجویز کر لیا گیا تھا۔ باغ کا ہال صرف ضلع سیالکوٹ کی جماعت کے لئے مخصوص

کیا گیا تھا۔ خاص سیالکوٹ کی جماعت تو مدرسہ ہی کے کمروں میں اُتاری گئی مگر ضلع کی جماعت اس لحاظ سے کہ اس میں مہمانوں کی تعداد سب جماعتوں سے بہت بڑھکر تھی وہاں ٹھیرائی گئی اور چودھری مولابخش صاحب جو اپنے ضلع کی جماعت کے سکرٹری ہیں انھوں نے بھی وہاں ہی قیام کرنا پسند فرمایا۔

جلسہ کے متعلق عام انتظام قادیان کی مقامی انجمن احمدیہ نے صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحب کے مشورہ پر سال گذشتہ کی طرح اپنے ذمہ لیا۔ اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ انجمن احمدیہ قادیان اس انتظام کو نباہ سکی اور خدا کے فضل پر اُمید کی جاتی ہے آئیندہ اس میں اور بھی ترقی ہو سکے گی۔

۲۳ اور ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء کو کوئی خاص کارروائی نہیں ہوئی اس لئے کہ یہ دن مہمانوں کی آمد اور نزول میں گذرے۔ ۲۴ دسمبر تک سیالکوٹ۔ جہلم۔ ڈیرہ غازی خان۔ امرتسر۔ پشاور۔ لاہور۔ شاہپور۔ گجرات۔ ایبٹ آباد۔ ضلع جالندھر۔ کی جماعتیں دارالامان میں پہنچیں۔ جس سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر کشش قلوب میں پیدا ہو چکی ہے ورنہ وہ ایام جو رخصت کے دُنیا کے ہزاروں دھندوں کے لئے بمشکل میسّر آتے ہیں اس طرح پر ان سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ ہوتی کہ ایک منٹ بھی قادیان کے خیال سے باہر نہ گذارا جاتا۔

جس وقت کسی کو فرصت اور رخصت ملی اُسی وقت دارالامان کا راستہ لیا۔ انبیاء علیہم السلام میں یہ جذب اور کشش ان کی سچائی کا ایک بیّن ثبوت ہوا کرتا ہے۔ اسی جذب کی بنا پر خدا کا برگزیدہ موعود پکار کر کہتا ہے۔

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

ایسا ہی مردان۔ علی گڈھ۔ لودہانہ۔ لالہ موسیٰ۔ آگرہ۔ کشمیر۔ ضلع ہوشیارپور۔ لائل پور۔ اور بہت سے مقامات سے کثرت کے ساتھ لوگ آئے۔ اور کل تعداد مہمانوں کی کسی صورت میں ڈیڑھ ہزار سے کم نہ تھی۔ مہمانوں کی خدمت اور ان کی ضروریات کے بہم پہنچانے کے متعلق انجمن احمدیہ قادیان نے جس قدر انتظام کیا تھا وہ میں اوپر کہہ آیا ہوں کہ ہر طرح سے قابل اطمینان ثابت ہوا۔ جلسہ کے لئے تام چینی کے برتنوں کا انتظام کیا گیا تھا مگر وہ وقت پر نہ پہنچ سکے اس وقت کہ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں وہ برتن قادیان میں پہنچ چکے ہیں۔ احباب کی سہولت کے لئے بعض ضروری ہدایات پہلے سے چھپا کر چسپاں کر دی تھیں اور حسب ضرورت کے موافق بعض ضروری اُمور کے پروگرام بھی شایع ہوتے رہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام علی العموم ہر روز سیر کو نکلتے رہے ہیں چونکہ مہمانوں کے لئے کھانے وغیرہ کے اہتمام میں مصروف تھا سیر کے وقت کے حالات نہیں لکھ سکا۔ اس لئے جو کچھ اس کے متعلق لکھوں گا اپنے صادق بھائی ایڈیٹر بدر کی یادداشت کی بنا پر ہوگا۔ ورنہ جلسہ کے تفصیلی حالات کی ضرورت نہ سمجھکر مختصر طور پر بالائی حالات پیش کر دونگا۔

انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ

جیسا کہ قبل از وقت اعلان کیا جاچکا تھا ۲۵ دسمبر کو قبل دوپہر کی بجائے بعد دوپہر انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ شروع ہوا۔ یہ جلسہ مہمان خانہ جدید کے سامنے والے میدان میں ہوا جہاں مہمانوں کے لئے کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ بیچ میں دریوں کا فرش تھا اور گرد اگرد بنچ رکھے گئے تھے اور ایک طرف کرسیاں تھیں۔ حضرت حکیم الامۃ اس جلسہ کے صدر مجلس تھے جلسہ کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ جو حافظ روشن علی صاحب نے کی۔ بعد ازاں جناب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مختصر تقریر میں انجمن کے اغراض اور وہ کیونکر پورے ہو سکتے ہیں کے مضمون پر ضرورت وقت کے مناسب تقریر کی۔ یہ تقریریں دوسرے وقت الحکم میں انشاء اللہ چھاپ دوں گا۔ ان کے بعد سکرٹری صاحب حافظ عبدالرحیم صاحب نے شکریہ احباب کیا جنھوں نے کسی نہ کسی رنگ میں انجمن مذکور کو مدد دی تھی۔ ان کے بعد شیخ عبدالحکیم صاحب طالب علم میڈیکل سکول لاہور نے بہ حیثیت ڈیلی گیٹ انجمن الاخوان لاہور مختصر سی تقریر کی جس میں اُنھوں نے وحدت ارادی کی ضرورت اور اس کے پیدا کرنے کی مختلف صورتوں پر زور دیا اور سلسلہ کے مقاصد کی اشاعت کے لئے لائبریریوں کے قیام سے سلسلہ کو مفید بتایا۔ ان تقریروں کے بعد آخری اور بے نظیر تقریر حضرت حکیم الامۃ کی تھی۔ آپ کی تقریر بھی چھاپی جاویگی آپ کی تقریر قرآن مجید کی آیت اللّٰہ نور السمٰوات والارض کی تفسیر تھی۔

اس جلسہ کا باقی حصہ ۲۶ دسمبر کو ہونے والا تھا لیکن ۲۶ دسمبر کو بعد دوپہر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر مسجد اقصیٰ میں ہونے والی تھی اس لئے ممبران انجمن تشحیذ الاذہان نے ۲۶ تاریخ کو جلسہ ملتوی کر دیا اور ایسا ہی ۲۷ دسمبر کو بعد دوپہر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر ہوئی۔

حضرت حجۃ اللہ کی پہلی تقریر پنج ارکان اسلام پر تھی یہ تقریر ۱۷ جنوری کے الحکم میں پوری شایع ہو جاویگی اور دوسری تقریر جو اسی تقریر کا تتمہ تھی گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات پر تھی۔ جس میں آپ نے مسلمانوں اور خصوصاً اپنی جماعت کو پُرزور نصیحت کی کہ وہ اپنے مذہبی فرض کی طرح گورنمنٹ کی شکرگذاری اور وفاداری اپنا شعار بنالیں۔ آپ نے اس گورنمنٹ کے عہد میں مبعوث ہونے پر فخر کیا۔

عجیب لطف اور ذوق کی بات تھی کہ ایک طرف کلکتہ میں جہاں پولٹیکل مجلس کانگرس کا جلسہ ہو رہا تھا گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات کو چھوڑ کر اس کے وعدوں اور عدم ایفا پر زور دیا جاتا تھا۔ وہاں اس کے مقابل قادیان کے مقام پر وہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اپنی جماعت کو گورنمنٹ کے برکات اور احسانات جتا کر شکرگذاری کی روح نفخ کر رہا ہے۔

کانگرس کے مقاصد اور اغراض پر بحث یا ان کا مفید یا مضر ہونا اس وقت ہمارے زیر بحث نہیں اور نہ اس کی ضرورت اور نہ یہ امر ہمارے مقاصد میں داخل۔

اس امر کے بیان سے مجھے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ جیسے زمین اور آسمان میں فرق ہے ویسے ہی زمینی اور آسمانی لیڈروں کے خیالات میں فرق ہے دونو ایک ہی مضمون پر بول رہے ہیں زمینی لیڈر اپنے حقوق اور مطالبات پیش کرتے ہیں۔ مگر آسمانی مصلح عطا شدہ مہربانیوں کے لئے شکر گذاری کی تحریک کرتا ہے۔ اور گذشتہ سلطنت سے اس کا مقابلہ کر کے اپنے اندر وہ جوش وفاداری پاتا ہے جو دوسروں میں نہیں۔

۲۸ دسمبر کی صبح کو صدر انجمن احمدیہ کا عام جلسہ ہوا۔ اسی جلسہ میں مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن مذکور نے مدرسہ۔ میگزین۔ اور انجمن کار پرداز مصالح قبرستان کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اور سنہ ۱۹۰۷ء کے لئے بجٹ پیش کیا۔ میری اپنی رائے میں قومی پہلو کے لحاظ سے اس سارے جلسہ کا یہ حصہ زیادہ قابل غور ہے۔ اس لئے کہ یہ قومی ضرورتوں اور قومی مقاصد کا مشترکہ پہلو ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس حصہ کو کسی قدر تفصیل سے لکھوں اور سالانہ رپورٹ کے بعض ضروری حصص درج ہوں لیکن اس مرتبہ عدم گنجائش کی وجہ سے اس حصہ کو اگلی اشاعت پر ملتوی کرنا پڑا۔

اب ان قواعد کا اندراج ضروری ہے جو مجلس معتمدین نے قادیان دارالامان کی ضروری انسٹی ٹیوشنز کے متعلق پاس کئے ہیں ان قواعد میں جو خاص عہدہ داروں یا ممبروں کے نام لکھے گئے ہیں اس سے یہ غرض نہیں کہ ان کے نام خط و کتابت ہو بلکہ اس کے متعلق جو اطلاع پہلے شائع ہو چکی یا ہوتی ہے اس کی پابندی کرنی چاہیئے ؞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ جلسہ کی نسبت!

جلسہ دسمبر کی رپورٹ تو شیخ صاحب مکرم خود لکھینگے مگر میں ایک ایسی بات لکھتا ہوں جسے میرے مکرم دوست خود ظاہر نہیں کر سکتے وہ کیا ہے ان حسن خدمات کا ذکر جو شیخ یعقوب علی صاحب نے بہ حیثیت منتظم جلسہ ادا کیں۔ میں نے سنا ہوا تھا کہ ابوالفضل باوجود اعلےٰ درجہ کا انشا پرداز ہونے کے سپاہیانہ پارٹ کو بڑی خوبی سے ادا کیا کرتا تھا۔ مگر یہاں ان سنی ہوئی باتوں کو واقعات کے رنگ میں دیکھ لیا۔ جو شخص لکھنے والا ہو اس کی نسبت عام خیال یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے کام کا نہیں ہوتا مگر شیخ صاحب میں انتظامی مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے آپ نے اپنی ان تھک کوششوں سے کسی مہمان کو شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ میں تو جس وقت دیکھتا۔ آپ کھڑے ہوئے نظر آتے اور اکثر اوقات لورات کے بارہ بارہ بجے گھر جا کر کھانا کھایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ؞

تقریر محمود، برج نبوت کا روشن ستارا۔

درج رسالت کا درخشندہ گوہر "محمود" سلمہ رب الودود

شرک پر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔

میں ان کی تقریر ایک خاص توجہ سے سنتا رہا کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا۔

واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مسیحیت پاک کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے آپ نے سورہ لقمان کی وہ آیات پڑھیں جن میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ شرک سے پرہیز کر فرمایا کہ یہی شرک تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر اس سے کنارہ کشی ہو تو پھر انسان نجات یافتہ ہو سکتا ہے ؞ آدمی جو عدول حکمی کرتا ہے اس میں ایک نوع شرک کی پوشیدہ ہے پس اس سے بچو۔ پھر آپ نے روحانی کمالات پر عجیب طرز سے بحث کی۔ اور بتایا کہ انسان جب نماز کو قائم کر لیتا ہے اور شرک سے بکلی مجتنب ہو جاتا ہے۔ تو اُسے مامور کیا جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا ہے۔ اس وقت اس کی نہایت مخالفت کی جاتی ہے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ صبر و استقامت سے کام لے۔ کیونکہ اولوالعزموں کے یہی کام ہیں۔ پھر صبر کے بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے۔ جبکہ خلایق کا رجوع اس کی طرف ہوتا ہے۔ تو ایسی حالت میں یہ حکم دیا گیا کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ جیسا کہ ہمارے حضرت کو بھی الہام ہو چکا ہے یعنی ازدحام وانبوہ خلق سے گھبراؤ نہیں اور نہ بے رخی اختیار کرو۔ اور پھر اس ترقی پر نازاں بھی نہ ہو کہ یہ سب خدا کے فضل سے ہے اور کسی پر بلند آواز بھی نہ نکالے کہ مبادا کسی کی دل شکنی ہو بلکہ ہر امر میں میانہ رو رہے۔ غرض کہ یا بنی اقم الصلوٰۃ الایۃ کی عجیب بے مثل تفسیر کی ؞ (اکمل آف گولیکی ضلع گجرات)

ضروری اطلاع

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول کی قیمت ۸؍ ہونے کے باعث کم حیثیت والے لوگوں نے اس سے بہت ہی کم فایدہ اٹھایا ہے۔ اس لئے اب ہر مضمون کا الگ الگ ٹریکٹ بنا دیا گیا ہے۔ جو ہر ایک ۲؍۔ ۳؍۔ ۴؍۔ ۵؍۔ ۶؍۔ پر مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتا ہے۔ (مسئلہ نیوگ وید منتروں پر لال بجھکڑی اور تردید خدمات مادہ وغیرہ قابل دید ہیں۔

المشتہر

عبدالعزیز المعروف جگدمبا پرشاد درما معرفت شانتی آشرم لاہور

مختصر نوٹ

یادگار مفید ہونی چاہئے؟

امرتسر کے رامباغ میں ایک عالی شان فوارہ بطور یادگار تشریف آوری پرنس آف ویلز بنایا جائیگا یہ ایک خبر ہے جو اخبارات میں نکلی ہے شاہی خاندان اور سلطنت کی خوشی کی تقریبوں پر اظہار مسرت ایک ضروری فرض ہے لیکن اس خوشی کے اظہار کا طریق کم از کم ایسا ہونا چاہئے جو ملک اور قوم کے لئے مفید ہو۔ رامباغ میں ایک فوارہ کا بنا دینا اس میں شک نہیں باغ کی مناسبت سے عمدہ چیز ہے لیکن پبلک کو اس سے کیا فائدہ؟ یہ روپیہ اگر امرتسر کی میونسپلٹی خرچ کرنے کی تو اسے اس کو بہترین مصرف میں لگانے کی سعی کرنی چاہئے کیوں وہ امرتسر کے صنعتی سکول میں مزید ترقی کر کے اس یادگار کو مفید نہیں بناتی؟

جادو سر چڑھ بولا

آریہ سماج کی تحریک نے جہاں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان افتراق کی کئی راہیں اختیار کیں وہاں اس نے ہندو کے لفظ کو بھی مسلمانوں کی ایجاد بتایا اور ظاہر کیا کہ یہ لفظ مسلمانوں نے محض تحقیر کے لئے اختیار کیا تھا چنانچہ ہندو اور آریہ کے عنوان سے اُن کے اخبارات میں متعدد بحثیں شائع ہوئیں اور حد اگانہ ٹریکٹ لکھے گئے۔ مسلمانوں نے اپنے ذمہ سے اس الزام کو دور کرنے کی سعی کی اور وہ تحقیقات جو انھوں نے پیش کی فی الواقع صحیح اور قابل قدر بھی مگر دل عناد اور بغض کچھ ماننے نہیں دیا کرتا۔ اب جبکہ پنڈت رام بھجدت جو سیکرٹری سابق پردہان آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے ہندو سبھا ایک سبھا قائم کی تو اس نام کی رفعت کو سب تسلیم کر لیا۔ اور اسے قومی نام قرار دیا۔ ہمیں اس سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ مسلمانوں کے سر سے ایک ایسا الزام خود بخود دور ہو گیا اس جلسہ میں جو اس سبھا کے قیام کے لئے کیا گیا۔ پنڈت رام بھجدت صاحب نے یہ نام تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندو سبھا کی بجائے اس کا نام ہندو مہا ایک سبھا رکھا جاوے تا کہ جو لوگ اپنے آپ کو اپنی غلطی سے ہندو کہلانے میں اعتراض کرتے ہیں وہ بھی اس میں شامل ہو سکیں۔ اس پر پنجاب براہمو سماج کے مشہور ممبر اور سابق سکرٹری پروفیسر روچی رام صاحب ایم اے نے کہا کہ ایسے لوگ ہماری سبھا سے دور رہنے کی ہی کریا کریں تو اچھا ہوگا جس پر کل حاضرین نے بہت خوشی کا اظہار کیا: یہ تقریریں آریہ سماج کی اندرونی سپرٹ کے اثر کو بخوبی ظاہر کر رہی ہیں۔ بہرحال خوشی کا مقام ہے کہ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آ پہنچا۔

محبت تو دوائے ہزار بیماری است

روح اور جسم کے تقاضاؤں اور خواہشوں میں اسی قدر فرق ہے جسقدر ان الفاظ کی بناوٹ اور مفہوم میں پایا جاتا ہے۔ جسمانی خواہشیں درصل انسانی ہستی اور روح کی خواہشوں کے حقیقی منشاء کو ظاہر نہیں کر سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ مادی دنیا روحانی ضرورتوں کی سیری کا سامان بہم پہنچا نہیں سکتی ہیں بلکہ جس قدر مادی ترقی انسان کرتا جاتا ہے اسی قدر اس کی بھوک پیاس بڑھتی جاتی ہے اور اسپر مزید غور بتا دیتا ہے کہ اس سکھ میں ایک دکھ اور اس سرور میں ایک بے لطفی پیدا ہوتی ہے پس اے دل والو! سوچو اور غور کرو کہ دل تو محبت کا بھوکا پیاسا ہے وہ ایک محبوب چاہتا ہے جسکے بعد اس کی خواہشوں کا دائرہ ختم ہو جاوے اور اس کی بیماریوں کا مداوا مل جاوے۔ اس کی ایک راہ قرآن کریم کی ایک آیت میں یوں بتائی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بنو تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فنا ہو جاؤ۔ یہ فنا ہمیں زندہ جاوید کرے گی اور ایسی راحت بخش ہوگی کہ اسکے بعد دکھ نہ ہوگا ایسی بصیرت دیگی کہ پھر حجاب اُٹھ جائیں گے۔

یہ اکسیر ہے جسکو ملے اور فضل عظیم ہے جسے میسر ہو۔ اسی کے ہم متمنی ہیں یہ خدا کے ہی فضل سے ملتی ہے اور اسی سے ہم سب چاہتے ہیں۔

سچی خیرات

عفو تقصیرات اور دفع بلا کے لئے صدقات اور خیرات کو دخل عظیم ہے اور کل انسانوں کا اس کلیہ کو اپنا دستور العمل بنا لینا اور بالطبع فطرت میں اس تقاضا کا پایا جانا اس صداقت کو ثابت کر رہا ہے اور فی الحقیقت روحانی عالم کے ان قوانین میں سے یہ ضروری قاعدہ ہے جو روحانی ترقی کے لئے ضروری ہیں اس سے انسانی دل نوع انسان کی بھلائی کے لئے دردمند ہونے کی قابلیت کو نشو و نما دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے لئے اس میں انشراح اور جوش پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے جو قرآن کریم نے

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

فرمایا۔ مگر سچی خیرات کا یہ منشاء نہیں کہ ناجائز طریقوں سے روپیہ کمایا جاوے اور پھر اس میں سے کچھ خیرات کر کے چاہا جاوے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہو جاویگا۔ قرآن مجید اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ تو یہ ارشاد کرتا ہے

انفقوا من طیبات ما کسبتم

اب خیرات کا ایک اور بیہودہ پہلو بھی ترقی کر رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مختلف سوسائٹیوں اور مجلسوں میں قومی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے روپیہ دیا جاتا ہے اور دینے والوں کی خواہشیں ہوتی ہیں کہ ان کی خوب دل کھول کر تعریف کی جاوے۔ اس روپیہ کے دینے سے ان کا مقصد اگر اسی قدر ہے تو یہ بہت ہی بیہودہ مقصد ہے یا یہ کہو کہ فانی اور آنی مقصد ہے حقیقی مقصد ہمارا وہی ہونا چاہئے جو

لن تنالوا البر

میں فرمایا گیا ہے یعنے حصول بر اصل غرض ہو۔ چونکہ اعلان بھی بسا اوقات الدال علے الخیر ہوتا ہے اس لئے یہ طریق اس نیت اور عزم سے مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کی دو صورتیں قرآن مجید نے بیان کر دی ہیں سراً و علانیۃ یعنے مخفی طور پر اور ظاہر کر کے کھلے طور پر دینے کی اصل غرض یہ ہے تا دوسروں کو تحریک ہو اور وہ نیکی کے کام میں سبقت کریں۔

اصلاح کا اصل طریق کیا ہے؟

مسلمانوں کے تنزل

اور اوبار کا قضیہ ایک مسلّم قضیہ ہے اس کی اصلاح اور درستی کیلئے جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس و محترم بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کا حل ابنائے دنیا کے بالکل خلاف پیش کیا کہ مسلمانوں نے جب ترقی کی خدا پرستی اور دینداری سے کی ہے اور اب ایسی گری ہوئی حالت سے جب وہ نکلینگے اسی مقدس اور مجرّب اسوہ حسنہ کو اختیار کرکے نکلینگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کا تھا۔ اسپر عموماً مادی ترقی کے خواہشمند ناک بھوں چڑھاتے رہے اور عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب جو اصلاح تمدن کے سکرٹری تھے اور جو مسلمانوں کی بہتری کی ایک ہی راہ سمجھے ہوئے تھے کہ انہیں کفایت شعار قوم بنایا جاوے۔ اور وہ دوسروں کو بھی اسکا مشورہ دیتے تھے۔ لیکن اب دسمبر کے رسالہ میں انھوں نے اس صیغہ کی سکرٹری شپ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

اس استعفیٰ سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک ایک شخص اصلاح عالم کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو وہ استقلال اور ثبات قدم اس میں پیدا نہیں ہوسکتا کہ ہزاروں مصائب اور مشکلات کے پہاڑ بھی اسکے ارادہ اور ہمت کو پست نہ کرسکیں۔ دوسرے یہ ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کی اصلاح کا جو طریق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام پیش کرتے ہیں وہی طریق کامیابی کا طریق ہے۔ بہرحال عصر جدید کے ایڈیٹر کے استعفیٰ کے چند فقرے ناظرین الحکم کی دلچسپی کا موجب ہونگے اس لئے بھی کہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو اس سلسلہ کے ساتھ خاص بغض ہے اور انھوں نے متعدد مرتبہ جری اللہ کی اہانت کا عزم کیا اور خود اس کا شکار ہوا ہے۔ میں ان فقروں کو جو خاص توجہ طلب ہیں جلی قلم سے لکھتا ہوں۔

اس عریضہ کے بعد آپ کو وہ خطوط ملے گا جسکے ذریعہ سے میں نے صیغہ اصلاح تمدن کی سکرٹری شپ سے استعفا دیدیا ہے۔

درحقیقت یہ صیغہ سال رواں میں نہایت دھیمی چال چلتا رہا۔ ممبروں نے بجز چالیس صاحبوں کے عمدہ روپیہ سال بھی چندہ نہیں دیا۔ **عملی کام جس قدر چاہئے تھا نہیں ہوا** اگرچہ ہمارے خیالات کا اثر پچھلے چار سال میں اس قدر عام ہوگیا ہے کہ محض ممبران صیغہ ہی اس کام کو انجام نہیں دیتے کانفرنس کی کمیٹی نے کسی وجہ سے کوئی مالی مدد نہیں دی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ **تبدیل مقام کی پریشانیوں اور ایک غمناک حادثہ** اور اپنے پیشہ اور مطالعہ کی مصروفیت نے مجھکو کافی وقت نہیں دیا کہ لوگوں سے خط و کتابت کروں اور ممبروں سے دوستی اور ذاتی اثر سے کام لوں۔ ہم مسلمانوں میں ابھی تک کام کرنے اور کام کرانے کیلئے معمولی تحریک سے کچھ نہیں ہوتا۔ بہت غل شور اور تحریر و تقریر سے لوگ چوکنا ہوتے ہیں اور ایک ایسے بڑے کام کے لئے جیسا اصلاح تمدن کی تحریک ہے کم از کم ایک شخص ایسا ہونا چاہئے جو اپنا پورا وقت دے سکے اس لئے جب تک میں خود اپنا پورا یا تقریباً کل وقت اس کام کے لئے نہ دوں مجھکو دوسرے ممبروں پر تقاضا کرنے یا اُن سے شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور مجھے اس امر میں ذرا بھی شک نہیں کہ جو شخص اپنی زندگی اس نیک کام کے لئے عاقلانہ وقف کرےگا وہ ضرور ہی چند سال میں کافی چندہ فراہم کرسکے گا اور مسلمانوں کی تمدنی بیداری کے لئے ایک دفتر اور باقاعدہ تحریک جاری کرسکے گا۔

خدا سے امید ہے کہ وہ مجھکو یا کسی بہتر شخص کو یہ مقدرت اور توفیق دے کہ اس بڑے کام کو چلا سکے۔ یعنی مسلمانوں کو عملی سنجیدہ۔ کفایت شعار اور خداترس قوم بنا سکے اور انکو اخلاقی حالت کی طرف متوجہ کرے۔

اس استعفے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں اپنی بساط اور لیاقت کے مطابق اصلاح تمدن کے کام کو انجام نہ دوں گا۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ضرور ہوگا کہ اس صیغہ کا باضابطہ سکرٹری وہ ہوگا جسکو کانفرنس (اگر کہ وہ اس صیغہ کو ضروری سمجھے) اس قومی خدمت کے لئے مقرر کرے اور طریقہ کارروائی اُسی سکرٹری کی رائے کے موافق ہوگا اور جب تک مجھکو کامل فرصت نہ ہو اور جبتک کل خیالات سے جو مجھکو عرض کرنے ہیں واقف نہ ہو جاؤں اس وقت تک میری خدمات عصر جدید کے مضامین اور گاہے ماہے کسی لکچر تک محدود رہیں گی (۱) البتہ سکرٹری اصلاح تمدن کی امداد بحیثیت ایک ممبر کے میں فخر و اطاعت کے ساتھ کروں گا۔

اس چند سالہ رخصت کے وقت میں آپ صاحبان سے جنھوں نے شروع سے اس معاملہ میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا ہے اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے خیالات میں ان چند سال میں ایک انقلاب واقع ہوگیا ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ میں سے ایک گروہ میرے خیالات سے متفق نہ ہو۔ وہ انقلاب یہ ہے کہ میری رائے میں **خشیۃ اللہ۔ اور روحانی ترقی کا درجہ تمدنی ترقی۔ اور دنیاوی نمو سے بالاتر ہے اور وہ قوم اور وہ افراد انجام کار تباہی کی طرف جاتے ہیں جو اپنی سعی محض دنیا میں محدود کردیتے** ہیں۔ اس اصول کی وجہ سے میں نہیں روشنی کے اکثر اصحاب کے دائرہ سے شاید نکلا ہوا سمجھا جاؤں گا۔ دوسری طرف ظاہری اعمال اور باطنی شقاوت ریاکاری اور تقویٰ اعمال غیر صالحہ اور ایمان۔ لفظ پرستی اور خدا پرستی کا مرکب نمونہ جو مذہبی گروہ گویا پیش کرتا ہے اور اس سے مجھکو اس قدر دوری اور تباین ہے کہ جو مذہبی گروہ کہلاتا ہے اُس میں سے ہزار آدمیوں سے موافقت کی امید ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ خیالات بالا غلط یا صحیح جو کچھ کہ میرے ہیں وہ ہر تحریر یا تقریر میں ظاہر نہ ہو پس مجھ جیسے داعی کو کیا حق حاصل ہے کہ ایک دنیادار جماعت کا جو دیندار گروہ کو راضی رکھنا بھی چاہتی ہے قائمقام بنے۔ ہمدردیاں مختلف۔ خیالات مختلف۔ غایت نظر مختلف۔ امیدیں جدا۔ مسلکیں مخالف۔ ایک طرف تو اس حیات کے بعد کوئی منزل مقصود ہی نہیں اور دوسری طرف دنیاوی ترقی بھی قرب الٰہی کے واسطے مطلوب سمجھی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں موافقت کیسے ہوسکتی ہے۔

بہرحال میں آپ حضرات کا شکریہ تہِ دل سے ادا کرتا ہوں۔ اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً۔ واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

فرانس میں ترک عظیم کی شکست

عیسائی [illegible]

نزع کی حالت میں ہے اور [illegible]

یہ دردناک منظر بہت ہی مؤثر اور عجیب ہے - اصل یہ ہے کہ اس شرک عظیم کے بُت کے چکنا چور ہونے کے لئے یہ وقت ازل سے مقرر ہوچکا تھا یہی وجہ ہے کہ ہر پہلو سے اس کی حالت بگڑ رہی ہے مشن کے احاطوں میں رہنے والے اور پادریوں کی کوٹھیوں کو دیکھنے والے شاید اس مذہب کی موجودہ حالت کو صحیح صحیح ملاحظہ نہ کرسکیں لیکن جو آنکھیں انڈیا سے باہر عیسائی دُنیا کو دیکھ رہی ہیں اُنھیں اس مذہب کے مٹنے میں اب کوئی بھی شک باقی نہیں رہا - فرانس میں گورنمنٹ اور رومن کیتھلک چرچ کا جو جھگڑا ایک عرصہ سے چلا آتا تھا ۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء کو عملی رنگ میں اُس کا خاتمہ ہوگیا ہے اگرچہ اس جھگڑے کا اب ایک اور پہلو شروع ہوگا لیکن جس قدر وہ لمبا ہوگا اُسی قدر عیسائی مذہب کے لئے زیادہ خطرناک اور خوار ہوگا - **جیون تت** نے اس قضیہ کے حالات یوں بیان کئے ہیں -

"۱۱ دسمبر کا دن ملک فرانس کی مذہبی تاریخ میں ایک عجیب تبدیلی کا دن تھا - اُس دن سے گورنمنٹ فرانس کے اُس قانون پر عملدرآمد شروع ہوا کہ جس کے رو سے فرانس کے کل لیسے رومن کیتھولک گرجوں کی جائداد ضبط کی جارہی ہے کہ جو مسئلہ تعلیم اور پبلک ٹیکس کے متعلق فرانس کی گورنمنٹ کے قانون کی پابندی کرنے کے بجائے ایک غیر قوم کے حکمران یعنی روم کے پوپ کے قوانین کی پیروی کرنا چاہتے ہیں - کثرت سے پادری اس وقت تک گرجوں سے اور تعلیمی انجمنیں [illegible] سے اور ان کے متعلق رہنے کے عالی شان مکانوں سے بیدخل کئے جاچکے ہیں - اور خود پوپ صاحب کے سفیر کو گرفتار کرکے ملک سے باہر کردیا گیا ہے - جس کے قبضہ میں بیان کیا گیا ہے کہ کئی ایسے کاغذات تھے - کہ جن میں پادری صاحبان کو گورنمنٹ فرانس کے قوانین کی پیروی نہ کرنے کی ہدایت پوپ صاحب کی طرف سے موجود تھی - کہیں پادری صاحبان اپنی عبادت وغیرہ کے جلسے کھلے میدانوں اور گذرگاہوں میں کررہے ہیں اور جیسا کہ امید کی جاتی ہے - ان سب خبروں سے روم کے پوپ صاحب کے دربار [illegible] ایک عجیب کوالاہل مچا ہوا ہے - اور بیان کیا گیا ہے کہ پوپ صاحب نے زور کے ساتھ یہ کہا ہے - کہ "چاہے ہم گرجوں کو نہ رکھنے دیا جاوے - اور چاہے ہم لوگوں کو شہید ہونا پڑے [illegible] ہم دھرم رکھشا کا کام ترک نہیں کرسکتے - ہمارا کام خدا کا کام ہے" [illegible] طرفین کی کشمکش جاری ہے - اور یہ دیکھنا باقی ہے کہ آخر کار نتیجہ کیا ہوتا ہے گورنمنٹ فرانس اپنی طرف سے یہ کوشش کررہی ہے [illegible] ایک طرف خواہ مخواہ لوگوں کی مذہبی آزادی میں دخل نہ کیا جاوے - وہاں رعایا کی کثرت رائے سے پاس شدہ قوانین کی پورے زور کے ساتھ پابندی کی جاوے - اور اس کے لئے اُنھیں اگر سخت وسائل اختیار کرنے پڑیں تو اُن کے اختیار کرنے میں بھی [illegible] گریز نہ کریں گے - ادھر پوپ کے پیرو اپنی ضد پر قائم ہیں [illegible] میں خاص کر بغاوت کا اندیشہ ہے"

[illegible] ۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء فرانس [illegible] کلیسیا [illegible] اور [illegible] پوپ [illegible] [illegible] گرفتار کیا گیا - اور [illegible] جلد پہنچایا جاوے گا -

[illegible] ایک کونسل منعقد ہوئی - اس میں [illegible] کیا گیا - کہ کلیسیا کے مال کی جلد سے باقی کیا جاوے اور [illegible] طلباء کے مدارس [illegible] کو خونخ میں بھرتی ہونے کی [illegible] جاوے -

حضرت پوپ روم کے محل میں بہت جوش پھیلا ہوا ہے - اس معاملہ پر بحث کرتے وقت حضرت پوپ نے کہا - ہمیں افسوس ہے کہ سخت تجاویز اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں - لیکن ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے - "مذہبی جور اور شہادت بھی ہمیں مذہب کی حفاظت سے باز نہیں رکھ سکتے - ہمارا کام خدا کا کام ہے"

(امریکی خبر) فرنچ چیمبر میں ایم کلے منسو نے کہا - ایم بانگ کو اسی وجہ سے خارج کیا گیا تھا - کہ اُس نے ایک اجنبی یعنی "پوپ" کی ہدایات فرنچ پادریوں کو دی تھیں - اور یہ ہدایات فرانسیسی قانون کی خلاف ورزی کے متعلق تھیں - اگر کلیسیا جنگ چاہتی ہے تو یہ اسے ملجائیگی - مگر قانون کی فرمانبرداری اسے جنگ سے بچا سکتی ہے -

[illegible] آرچ بشپوں اور بشپوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے مکانات خالی کردیں ؎

انگلستان میں صلیب پرستی کے خلاف جدال

انگلستان میں تعلیمی بل کے متعلق جو شور و شر پچھلے دنوں رہا - اور ابھی تک جاری ہے اسکے متعلق سالگذشتہ میں مذہبی دُنیا پر سرسری نظر کرتے ہوئے ایک نوٹ ہم نے لکھدیا تھا - اور یہ دل ہر کردیا گیا تھا کہ انگلینڈ کے بڑے عیسائی چرچ کی تعلیم کو عام مدارس میں لازمی قرار دئے جانے کے خلاف لوگوں میں سخت جوش پھیل گیا تھا - اس بنا پر بینا العوام (ہوس آف کامنز) نے لوگوں کی عام رائے کے موافق جو بل تجویز کیا اسے ہوس آف لارڈز نے اپنی نامناسب تبدیلیوں سے مسترد کردیا - آخر دونوں کے لئے جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بل فی الحال رُک گیا ہے چونکہ اس بل کی وجہ سے ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز میں ناچاقی پھیل [illegible] اپنی [illegible] میں یسوع کا یہ قول بہت خوب صادق [illegible] صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں [illegible] عیسائی تعلیم کی خطرناک مخالفت کررہے ہیں اور اس مخالفت کا اثر جہاں تک پہنچا ہے کہ کثرت کے ساتھ لوگ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے سزائیں بھگت رہے ہیں وہ لڑنا اور سزا پانا منظور کرتے ہیں مگر نہیں پسند کرتے تو اس تعلیم کا پانا - یہ خطرناک جدال جو مسیحی تعلیم کے خلاف انگلستان میں شروع ہوا ہے اور اس کا نتیجہ جو کچھ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے پھر یہ امر کس کے لئے باعث مسرت ہے؟ اور کون ہے جو اس کشمکش سے خاص ذوق اور حظ حاصل کر رہا ہے؟ وہی جو

یکسر الصلیب

کا منصب لیکر آیا ہے اور وہ قوم جو اس پہلو میں اسکے کامیاب ہوتا ہوا دیکھ رہی ہے -

ضرورت دعا

[illegible] عزیز [illegible] میٹرک کا امتحان دینگے اور ل [illegible] جنوری سے شروع ہے ناظرین کامیابی کے لئے دعا کریں -

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

شیخ محمد چٹو لاہوری جو کچھ عرصے سے مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مرید یا خلیفہ بنے ہوئے ہیں ان کا نام الحکم کے ناظرین کے لئے غالباً نیا نام ہوگا۔ یہ بزرگ سن رسیدہ آدمی ہیں میں ان کی عمر کا صحیح اندازہ تو نہیں بتا سکتا مگر اس میں شک نہیں کہ آپ کے منہ میں اب دانت قریباً نہیں رہے۔ پہلے یہ فرقہ اہلحدیث میں شامل تھے مگر امتداد زمانہ کی وجہ سے انہوں نے اس مسلک کو خیرباد کہا اور چکڑالوی زمرہ میں داخل ہوئے۔ میرا یہ خیال تھا کہ ان کو تحقیق حق کا شوق اور جوش ہے لیکن اب جبکہ انکے رسالہ میں انکے سفر قادیان کے حالات چھپے تو مجھے یقین ہوگیا کہ تلاش حق سے اس شخص کو کوئی نسبت معلوم نہیں ہوتی ورنہ وہ اپنے رسالہ میں ایک نامناسب پیرایہ میں غلط واقعات کو بیان کرنے سے اس پیرانہ سالی میں پرہیز کرتے۔

ایڈیٹر الحکم کو شیخ صاحب سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور آج سے نہیں قریباً ۲۰ برس سے جبکہ ابھی ایڈیٹر الحکم ایک نوعمر طالب علم تھا۔ اور اسے خوب معلوم ہے کہ شیخ جی نہ منشی ہیں نہ کوئی پڑھے ہوئے ہیں اور جو تحریریں ان کے نام سے شائع ہوتی ہیں انکے لکھنے والے اور ہوتے ہیں گویا شیخ صاحب کی زبان دوسروں کے منہ میں ہوتی ہے اور دوسروں کا ہاتھ اور قلم شیخ صاحب کے دل و دماغ میں کام کرتا ہے۔

شیخ صاحب کے خاندان پر ان کے بعض عزیز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام میں اور نہایت ارادتمند اور مخلص مریدین منجملہ ان کے حکیم محمد حسین قریشی کا نام مشہور ہے وہ وقتاً فوقتاً اپنے واجب الاحترام بزرگ کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں انہوں نے ان کو بھی کئی مرتبہ قادیان لانے کے لئے آمادہ کیا غرض یہ بھی کہ وہ یہاں آ کر حضرت اقدس کی باتوں سے مستفید ہوں مگر وہ آتے ہوئے اپنے ساتھ مددگار اور رفیق بھی لے آئے جن میں سے ایک سید محمد یوسف سیاح کہلاتے تھے اور دوسرے کا نام میاں احمد دین جلد ساز ہے۔

شیخ صاحب نے اپنے قادیان آنے کے حالات اپنے رسالہ میں چھاپے ہیں [illegible] ابھی تک اس سلسلہ [illegible] مدار آخر مباہلہ پر [illegible] اور امتحان پر جس کی ابھی تک اشاعت [illegible] ضروری کام [illegible] کر کے نہایت [illegible] ایک غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے [illegible] پبلک کے سامنے رکھدوں۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے پہلے وہ واقعات جو شیخ صاحب بیان کرتے ہیں اور جس طرح بیان کرتے ہیں ان کو درج کیا جاوے۔ اسکے بعد اصل واقعات مع ریمارکس کے دیدوں اور شیخ صاحب نے جو کچھ بیان کیا وہ یہ ہے۔

اب سنئے:۔ ہم بتاریخ ۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۳ رمضان المبارک کو یہاں سے بخاطر اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی احمدی جو کہ ہم سے اکثر کہا کرتے تھے کہ آپ نے جس طریقہ کو پسند کیا ہے یہ بالکل عبث ہے اور جو کچھ اپنا روپیہ پیسہ ہے اس پر برباد کرتے ہیں۔ یہ بھی محض بے سود ہے لہذا آپ ایک دفعہ ضرور میرے ساتھ قادیان چلیں۔ اور امام مفترض الطاعۃ سے ملیں اور جو آپ کا دل چاہتے ان سے سوال کریں وہ آپ کی ہر طرح سے تسلی و تشفی و اطمینان کر دینگے مختصر میں ان کی ہمراہ بمعیت حکیم مولوی محمد یوسف صاحب سیاح و احمد الدین صاحب جلد ساز ۲۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کی رات کو

وہاں پہنچے۔ اور مرزا [illegible] کی امت روزہ خوار و مرزا صاحب کو سرخ رو پان کھاتے ہوئے اندر سے آتے دیکھا لوگوں نے مجھ کو سب کے آگے کر دیا مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔ میں نے عذر کیا کہ میں ضعیف ہوں اور روزہ دار ہوں۔ آپ نے فوراً ایک حدیث پڑھی اور کہا کہ آپ کو روزہ رکھنے کا کس نے حکم دیا میں نے کہا چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں۔ آپ نے ہنسکر کہا میں بھی روزہ سے نہیں ہوں۔ بلکہ جتنے یہاں آئے ہوئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ بھی روزہ دار نہیں ہیں۔ اور میں بیمار ہوں۔ یہ کہکر سیر کو روانہ ہوگئے اب جو دیکھا تو مرزا صاحب ڈاک کے انجن سے بھی شائد تیز رفتار تھے۔ کہ ان کی امت پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی جا رہی تھی بلکہ اکثر ہمراہی تک نہ کر سکے۔ جو آپ کی بیماری کا پورا پورا ثبوت تھا۔ مختصر بعد نماز ظہر خاص [illegible] کی مسجد میں مجھکو بلا بھیجا تو میں نے پہلے اس اشتہار کا تذکرہ کیا جو رسالہ ہذا کے صفحہ (ج) پر درج کر دیا گیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کرلیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر آپ اپنے امام مفترض الطاعۃ ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے پیش کر دیں۔ تو اب بھی میں اپنے وعدہ کا پابند ہوں۔ عوض اس کے کہ آپ کوئی آیت قرآن مجید پیش کرتے۔ آئیں بائیں شائیں کرنا شروع کر دیا۔ اور وہی اپنا پہلا یاد کردہ سبق۔ یعنی طاعون و کسوف و خسوف کو بطور شاہد ثبوت پیش کرنا چاہا۔ تھکا مجبوراً پھر کہنا پڑا کہ میں اس آپکے بے سر و پا قصہ کو نہیں سننا چاہتا۔ ہاں اگر کوئی ثبوت قرآنی و برہان ربانی ہو تو مہربانی فرما کر پیش کریں آپ نے بمقتضائے ضیق الوقتی فوراً بغیر خیال ہاں کہدیا کہ ایک قرآن تو محمد صاحب پر نازل ہوا ہے اور دوسرا وہ بھی تو قرآن ہی ہے۔ جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ بس یہ ان کے معتقدین نے نعرہ سبحان اللہ کیا میں نے کہا جب میں آپ کو جیسا آپ کا دعوی ہے مانتا ہی نہیں۔ تو آپ کے نازل شدہ قرآن کو کس طرح مانونگا۔ تو اسکے جواب میں مرزا صاحب نے کہا۔ تو آپ اپنے قرآن کا ثبوت دیں جس کو آپ مانتے ہیں پھر میں اپنی امامت کا ثبوت دونگا۔ اور اس بات کو طول دیکر اور کچھ اور بیں ڈالدیا۔ آخر ہمارے حکیم مولوی محمد یوسف صاحب آگے بڑھے اور کہا مرزا صاحب یا بابا صاحب کا مطلب شاید آپ سمجھے نہیں۔ اگر مجھکو اجازت ہو تو میں عرض کروں۔ غرض پھر انھوں نے بہر چہار جانب سے مرزا صاحب کے منفذ بند کر کے کہا کہ یا تو آپ یہ کہدیں کہ میں قرآن کو کلام الٰہی نہیں مانتا تو پھر میں ثبوت دوں گا یا آپ کوئی آیت اپنے ثبوت میں پیش کریں بیکار طولانی تقریر سے کچھ فایدہ نہیں۔ تو مرزا صاحب گھبرا کر کہنے لگے کہ آئیے مباہلہ کریں ہمارے نوجوان شیردل حکیم محمد یوسف صاحب سیاح فوراً اسپر بھی آمادہ ہوگئے مرزا صاحب فوراً اندر تشریف لے گئے۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ بعد تھوڑی دیر کے ایک کتاب لیکر آئے۔ اور وہی اقرارنامہ لکھوانا شروع کیا۔ جو ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ غرض پھر کتاب بھی لے لی۔ اور تین اور پانچ روز کے بعد لاہور میں بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ہنوز ایفاء وعدہ نشدہ است۔

(باقی آئندہ) تصدیق کنندہ

Syed S. Mohd Yusaf Syah of Bagdad سید

الاستخلاف

اس نام کا ایک مختصر جامع رسالہ مولوی قاضی محمد ظہور الدین اکمل کی تالیف ہے جس کو سید عبدالحی عرب نے چھاپا ہے۔ رسالہ کا مضمون نام سے ظاہر ہے قرآن مجید کے رو سے شیعوں پر اتمام حجت کیا گیا ہے قیمت ۳ سید عبدالحی عرب قادیان سے ملیگا۔

ہدیۂ قاسم

(یعنے وہ نظم جو میر قاسم علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان نے بتقریب جلسہ سالانہ پیش کی)

مبارک ہو مسیحائے زماں کو بزم آرائی — غلامانِ مسیحا کو مبارک ہو یہ یکجائی
یہ جلسہ قادیاں میں آج ہم سب کو مبارک ہو — ملائک کی طرف سے بھی مبارکباد ہے آئی
جمع ہیں آج وہ خادم مسیحائے زماں تیرے — جنھوں نے آنکر دارالامان میں ہے اماں پائی
کہاں ہیں آج وہ امرتسری و غزنوی سارے — کہاں ہے سیالکوٹی بوڑھے لاہوری سودائی
کہاں ہیں آریہ ہندو سناتن دھرم کے ممبر — کدھر شیعہ و بابی ہیں کہاں ہیں تمیم عیسائی
کہاں ہیں آج جو دیتے تھے لاکھوں گالیاں تجھکو — بھٹکتے کس جگہ پھرتے ہیں اب نانک کے شیدائی
خدا کا خوف کر کے وہ اگر جلسہ میں شامل ہوں — یہاں وہ آنکر دیکھیں سنیں وہ تیری گویائی
تو ہے امید یہ مجھکو کئے پر اپنے نادم ہوں — ہے ممکن یہ خدا پھر بخش دیوے اُن کو بینائی
سبق دن رات تھا جنکا کہ ابتر ہوا ایسا — وہ دیکھیں آنکر اس جا نئی نصرت کی گھٹا چھائی
بہت سی بھبکیاں دیکر تجھے سب نے ڈرایا تھا — نہ کی پروا، کچھ تو نے نہ تیرے دل پہ سِل آئی
بہت اُٹھے تھے یہ کہکر کہ ہم تجھکو گرا دینگے — وہ اُٹھتے ہی گرے ایسے کہ ٹھوکر منہ کے بل کھائی
ترے دشمن بہت سے کر گئے دنیا کو ہیں خالی — جو کچھ دو چار ہیں باقی تو شامت انکی اب آئی
کہاں ہے آریہ پنت کا وہ پنڈت جو کہ لیڈر تھا — بتاوے تو کوئی آکر کہاں ہے آتھم عیسائی
کہاں ہے وہ قصوری بدزباں اللہ دتہ دہلوی مُردہ — نہ ہے لدھیانوی جبر گر کی مدت سے خبر آئی
کہاں ہے آج گنگوہی جسے تھا سانپ نے کاٹا — کہاں ہے وہ رسل بابا جو تھا اُسکا بڑا بھائی
کہاں عیسائیوں کا آج جلتا ہے چراغ الدین — کہ اپنے کی جس نے سامنے سب کے سزا پائی
غرض کس کس کو گنواؤں سامی وار یا حضرت — ہوئے برباد سب دشمن کسی نے لی نہ انگڑائی
مگر ہاں آجکل اک اور مرتد باجہ شاہی نے — بروز انبیا کے ہو مقابل کشتی ٹھہرائی
تیرا دشمن نہیں وہ دشمن حق ہے زمانے میں — تیرے انکار پر جسنے کتاب اپنی ہے چھپوائی
زمانہ دیکھ لیگا ہو گا جو انجام اب اُس کا — نہ کہنے کی ہے کچھ حاجت سمجھ لو تم یہ دانائی
بروز مصطفےٰ ہے تو مثیل ابن مریم ہے — خدا نے تجھکو بخشی ہے بہت خوبی و رعنائی
تیری معجز بیانی سے ہیں عاجز آج دنیا میں — نصاریٰ آریہ سکھ گبر و ترسا و یہ عیسائی
خدا نے تیرا وہ سکہ بٹھایا سارے عالم میں — کسی سے سامنے تیرے نہ کوئی بات بن آئی
جہاں میں ہے لقب مشہور سلطان القلم تیرا — مخالف آج کرتے ہیں تیرا اقرار یکتائی
کیا اتمام حجت تو نے ہر مذہب کے لوگوں پر — نہ چھوڑا کوئی شہری اور نہ چھوڑا کوئی صحرائی
مقابل میں بلایا ہر مخالف نام لے لے کر — مگر آیا وہی آگے کہ جسکی موت تھی آئی
کیا اسلام کو تو نے مسیحا دم سے ہے زندہ — بہار بے خزاں گلزار میں اسلام کی آئی
تیرے اوصاف مجھ سے ناتواں سے کیا بیاں ہوویں — خدا نے آپ تیری عرش پر تعریف فرمائی
قسم مجھکو خدائے پاک کی سچ بات تو یہ ہے — تجھی کو زیب دیتی ہے میرے آقا مسیحائی
بڑا دھونی رمائے تیرے در پر نوردیں جیسا — کہ ہے جسکی زمانہ کو مسلم علم و دانائی
حکیم و بے عدیل و بے مثیل و باعمل ناصح — شفیق و غمگسار و امت احمد کا شیدائی
کروں تعریف کیا اُسکی کہ ہے میری زباں قاصر — بیاں اوصاف ہوں اسکی کہاں ہے مجھ میں گویائی
مگر ہاں مختصر سی بات جامع اک سناتا ہوں — مثیل ابن مریم نے جو اُسکے حق میں فرمائی
چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے — اب اس تعریف سے بڑھکر کہیگا کیا کوئی بھائی
مکرم اور معظم ہیں یہاں جو فاضل احسن — مناظر بے مثیل ہیں وہ نہیں جھوٹ اس میں اک رائی
یہی ہیں وہ جنھوں نے گولڑوی کی کھوئی ہے رونق — یہی ہیں وہ جنھوں نے کی ہر اک پر خامہ فرسائی
یہی فاضل ہیں ہاں ہے یہی شمس بازغہ جن کی — انہیں کو دیکھ کر جاتی ہے دشمن کی توانائی
مخالف مانتے ہیں جن کا لوہا وہ یہی تو ہیں — انہیں سے ملہم لاہوری نے بھی بلا ہی کھائی
یہاں اک اور عالم باعمل اور جوان صالح ہیں — کہ جن سے آج امریکہ کو ہے پوری شناسائی
وہ ایم اے ایل ایل بی ہیں اور ایڈیٹر ہیں رسالہ کے — جنھوں نے آج یورپ کو ہے حق کی راہ دکھلائی
کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا — ہے وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی
خدا علم و عمل میں عمر میں اُس کی ترقی دے — کہ تحریروں سے اس کی عقل ہے یورپ کی چکرائی
غرض تعریف ہو کیا تیری ارکان مجالس کی — کوئی صدیق کا ثانی کوئی فاروق کا بھائی
بہت مدت سے تھی یہ آرزو دل میں میرے مولیٰ — کبھی جلسہ میں حاضر ہوکے دیکھوں بزم آرائی
خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ روز دکھلایا — ہوا میں حاضر جلسہ میری اُمید بر آئی
تجھے معلوم ہے یہ تو میرے ہادی میرے آقا — کہ میں رہتا ہوں دہلی میں جہاں ہے سخت گمراہی
میری اک عرض ہے تیری حضور میں میرے پیارے — تیری سرکار ہے عالی تیرا دربار ہے شاہی
خدا کیواسطے دہلی میں پھر تشریف لے چلئے — کہ ہو اتمام حجت اور مٹے سب انکی گمراہی
عریضہ طول ہے میرا اگرچہ ہے یہ خیال آیا — کرونگا اور بھی کچھ عرض جو موجود ہیں بھائی
لہذا اب دعا پر ختم کرتا ہوں عریضہ کو — کہیں آمین سب مل کر جو ہیں احمد کے شیدائی
خداوندا تو اپنے فضل سے وہ دن ہمیں دکھلا — کہ ہو اسلام کا چرچا اُٹھے دنیا سے بدراہی
میرے ناصر امام قادیاں کی جلد نصرت کر — میری ہی زندگی میں اُسکی دکھلا عزت افزائی
تیرے قادر جو ہیں وعدے مسیحا سے کئے تو نے — وہ ایسے پورے کر دکھلا کہ دیکھیں ساری دنیا ہی
دعا کر میرے حق میں بھی خدا سے اے میرے ہادی — ہدایت پر رہوں قائم کبھی دیکھوں نہ گمراہی
رہیں دلشاد جتنے ہیں تیرے خدام یا حضرت — نصیبِ دشمنانِ دین ہو خواری و رسوائی
منم یک خادم ناچیز از خدام آنحضرت — خدارا ایک نظر بر حال قاسم ہم بفرمائی

۲۸ دسمبر ۱۹۰۶ء بروز جمعہ مسجد اقصیٰ

استفسار اور اُن کے جواب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ گذارش یہ ہے کہ سوالات مفصلہ ذیل کے جواب اخبار الحکم یا بدر میں شایع کرا دیں عین عنایت ہوگی۔

(۱) غیر احمدی جنازہ ہو اُس کی نماز احمدی امام پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) مکان کا دخلی رہن (رہن باقبضہ) یعنے زر رہن کا کرایہ نہ مرتہن کا منافع جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جو شخص حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہو مگر اُس کی بی بی شیعہ یا غیر احمدی ہو تو وہ احمدی رہ سکتا ہے یا نہیں۔

(حاجی عبد المجید احمدی)

دوسرا خط

مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی حکیم فضل دین صاحب ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ بذریعہ ہذا ملتمس ہوں کہ مندرجہ ذیل استفسارات کے جواب سے معزز فرماویں۔

(۱) جب بیمار حالت نزع میں ہو تو اُس کے بالین پر سورہ یٰسین یا کوئی اور سورہ پڑھنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے حضرت امام ہمام علیہ السلام کا کیا عملدرآمد ہے۔

(۲) مُردہ مرد اور مُردہ عورت کے غسل کا طریقہ مسنون کیا ہے ۔ آیا بیری کے پتے وغیرہ ڈال کر پانی گرم کرنا ضروری ہے کیا کمہار کے یہاں کے کورے برتن مٹکے کے کینے لازمی ہیں جن میں پانی گرم کیا جاوے۔

(۳) مرد اور عورت کے کفن کے لئے کس کس کپڑے کا استعمال کرنا سنت ہے۔

(۴) نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھنی چاہیئے دعا ماثورہ کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعا کر سکتا ہے۔

(۵) غیر احمدی جنازہ کی نماز احمدی پڑھا سکتا ہے جبکہ وہ غیر احمدی رشتہ دار قریبی ہو اور مخالف سلسلہ نہ ہو۔

(۶) غیر احمدی کے پیچھے نماز جنازہ احمدی پڑھ سکتا ہے۔

(۷) مُردہ کے دفن کا طریقہ سنت کیا ہے ۔ قبر پختہ بنانا یا کتبہ یا نشان

اس غرض سے بنانا کہ لوگ دعائے مغفرت کریں جائز ہے یا نہیں۔
(۸) قبر پہ کیا پڑھنا چاہئے آیا قرآنی آیات یا اپنی زبان میں دعا۔ رواج ہے کہ جب قبر تیار ہو جاتی ہے تو سورہ بقر کے اول آخر رکوع قبر کے ہر دو جانب دو شخص اپنی انگشت شہادت رکھ کر پڑھتے ہیں آیا اس کی کچھ اصل ہے۔
(۹) مُردہ کو ثواب پہنچانے کا مسنون طریقہ کیا ہے سوم دسواں بیسواں چہلم کی کچھ اصل ہے قبر پہ قرآن خوانی کرانا کیسا ہے۔ مُردہ کا سوگ کب تک ہونا چاہیے۔
(۱۰) سماع موتے کی نسبت کیا حکم ہے۔
(۱۱) کیا نماز جنازہ تنہا ایک شخص بھی پڑھ سکتا ہے۔ نماز جنازہ غائب میں مُردہ کا نام یا تصور ہونا چاہئے۔ غیر پر بھی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں ÷ (مرسلہ محمد سلیمان) **الجواب** وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ س۱ غیر احمدی جنازہ ہو اُس کی نماز جنازہ احمدی پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔
ج۱ پڑھا سکتا ہے جبکہ رشتہ دار ہو اور مخالف سلسلہ نہ ہو۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول ہذہ الایۃ الکریمۃ (ولا تصل علے احد منہم مات ابدا ولا تقم علے قبرہ ﴿۱۱﴾) علیہ اذا دعی الے جنازۃ سأل عنہا فان اثنے علیہ خیر قام فصلے علیہا وان کان غیر ذلک قال لاہلہا شانکم بہا ولم یصل علیہا ابن کثیر جلد ۵ صـ۵۲
یعنے جب آیت ولا تصل علے احد منہم مات ابدا نازل ہوئی اسکے بعد رسول صلے اللہ علیہ وسلم اُس شخص کا جنازہ پڑھتے جس کے ایمان کی تعریف کی جاتی مجہول یا مذموم کا جنازہ نہ پڑھتے اور آپ میت کے رشتہ داروں کو فرما دیتے تم جانو یعنے جنازہ کی اجازت اُن کو دیدیتے۔
س۲۔ کیا رہن با قبضہ جبکہ کرایہ مکان و منافع زر رہن لینا دینا نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔
ج۲۔ جائز ہے بشرطیکہ خرچ مرمت شکست ریخت لپائی وغیرہ بذمہ مرتہن ہو۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا وعلی الذی یرکب ویشرب النفقۃ رواہ البخاری مشکوۃ باب السلم والرہن یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواری والے جانور کی سواری کی جاوے اسکے خرچ کے عوض اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جاوے اس کے خرچ کے عوض جبکہ یہ جانور رہن ہوں اور سواری اور دودھ کا فائدہ اُٹھانے والا ان کے خرچ کا ذمہ وار ہے۔
س۳ جو شخص حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہو اُس کی بی بی شیعہ یا غیر احمدی ہو تو وہ احمدی رہ سکتا ہے یا نہیں۔
ج۳ احمدی رہ سکتا ہے۔ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا آتیتموہن اجورہن ﴿۱﴾ اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کو حلال ہے اور آزاد مومن عورتیں اور آزاد اہل کتاب کی عورتیں بھی تم کو حلال ہیں جب تم اُن کے مہر ادا کرو۔ جبکہ اہل کتاب عورت کے نکاح سے مومن رہ سکتا ہے تو ہمارے مخالف مسلمان بھی ایک طرح کے اہل کتاب ہی ہیں

س۴ کیا قریب المرگ پر سورہ یٰسین یا کوئی اور سورہ پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔
ج۴ ثابت ہے۔ عن ابی سعید وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ رواہ مسلم مشکوۃ کتاب الجنایز یعنے جب کوئی مرنے لگے تو اُس کو تلقین کیا کرو لا الہ الا اللہ کے ساتھ وعنہا (ام سلمۃ) قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علے ابی سلمۃ وقد شق بصرہ فاغمضہ ثم قال ان الروح اذا قبض تبعہ البصر فضج ناس من اہلہ فقال لا تدعوا علے انفسکم الا بخیر فان الملائکۃ یؤمنون علے ما تقولون ثم قال اللہم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجتہ فی المہدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفر لنا ولہ یا رب العالمین وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ رواہ مسلم مشکوۃ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ پر اس وقت داخل ہوئے جبکہ اُس کی نظر پھٹ چکی تھی یعنے قریب المرگ تھا اُس کی آنکھ کو میٹ دیا پھر فرمایا جب روح قبض کیا جاتا ہے تو بصارت بھی پیچھے جاتی ہے۔ ابو سلمہ کے گھر والے اس آخری حالت کو دیکھ کر چلّائے پھر فرمایا اپنے آپ پر نیک دعا کرو بد دعا نہ کرو اس لئے کہ ملائک آمین کہتے ہیں تمہارے قول پر پھر ابو سلمہ کے لئے یہ دعا فرمائی۔ وعن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرؤا سورۃ یٰسین علے موتاکم مشکوۃ کتاب الجنایز یعنے جو قریب المرگ ہوں اُنپر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔
س۵ غسل میت کا کیا طریق ہے۔ آیا بیری کے پتے پانی میں ڈالنا مسنون ..... ہیں۔ یا نئے برتن ضروری ہیں۔ ج۵ نئے برتن کی حاجت نہیں۔ بیری کے پتے مسنون ہیں ÷ ام عطیۃ۔
قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنہا ثلاثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رایتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الآخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذنّنی فلما فرغنا آذناہ فالقی الینا حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ وفی روایۃ اغسلنہا وترا ثلاثا او خمسا او سبعا وابدأن بمیامنہا ومواضع الوضوء منہا وقالت فضفرنا شعرہا ثلاثۃ قرون فالقینا خلفہا متفق علیہ مشکوۃ یعنے ام عطیہ کہتی ہیں جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں تو آپ تشریف لائے اور فرمایا اس کو تین یا پانچ دفعہ بلکہ اگر ضرورت ہو تو اس سے بھی زیادہ دفعہ دھو بیری کے پتے اور پانی سے اور آخر دفعہ میں کچھ کافور بھی ڈال لینا اور غسل سے فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا۔ ہم نے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو آپ نے اپنا تہبند دیدیا کہ اسے پہنا دو اور ایک روایت میں ہے کہ نہلاؤ اسکو طاق تین یا پانچ یا سات بار اور دہنی طرف اور مواضع وضو سے شروع کرو۔ ام عطیہ کہتی ہیں پھر ہم نے سر کے بالوں کی تین لٹیں گوند دیں اور اُن کو پس پشت ڈالدیا۔
س۶ مرد و عورت کے کفن کے لئے کس کس کپڑے کا استعمال کرنا سنت ہے۔
ج۶ عن ابن عباس رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا من ثیابکم البیاض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم الحدیث مشکوۃ یعنے لباس سفید پہنا کرو کہ وہ اچھا ہے اور اُسی سے اپنے موتے کے

کفن بنایا کرو ۔ عن علی رضم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبا سریعاً رواہ ابو داود کفن بہت عمدہ نہ بنایا کرو یعنے بہت قیمتی کپڑے کا کیونکہ وہ تو بہت جلد گل سڑ جاتا ہے ۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ اثواب بیض سحولیۃ من کرسف لیس فیہا قمیص ولا عمامۃ بلوغ المرام یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا تین سفید کپڑوں سحولی سوتی کا جن میں نہ عمامہ تھا نہ قمیص ۔

س۸ نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھنی چاہئیے ۔ علاوہ دعاے ماثورہ کے اپنی زبان میں بھی دعا جائز ہے یا نہیں ۔

ج۸ اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واہلا خیرا من اہلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار دوسرے اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علے الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علے الایمان اللھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ تیسرے اللھم ان فلان ابن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار وانت اہل الوفاء والحق اللھم اغفر لہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم ۔ چوتھی اللھم انت ربہا وانت خلقتہا وانت ہدیتہا الی الاسلام وانت قبضت روحہا وانت اعلم بسرہا وعلانیتہا جئنا شفعاء فاغفر لہ مشکوۃ اور اگر میت بچہ ہو تو اللھم اجعلہ لنا سلفا وفرطا وذخرا واجرا اللھم اعذہ من عذاب القبر ۔ مشکوۃ ۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بلکہ اب بھی عرب کے لوگ اپنی ہی زبان (عربی) لیں نماز میں پڑھتے ہیں ہاں ادعیہ ماثورہ سے فارغ ہو کر جس قدر چاہے اپنی مادری زبان میں دعائیں کریں بلکہ اپنی مادری زبان میں جوش زیادہ ہوتا ہے جو دعا کے اوپر جانے کے لئے ایک ضروری چیز ہے ۔

س۹ غیر احمدی کا جنازہ احمدی رشتہ دار پڑھا سکتا ہے ۔

ج پڑھا سکتا ہے دیکھو جواب ۱ اول ۔

س۱۰ غیر احمدی کے پیچھے احمدی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے ۔

ج۱۰ احمدی کسی غیر احمدی کے پیچھے کوئی نماز بھی نہیں پڑھ سکتا ہے دیکھو الحکم ۱۴ جولائی سنہ ۶ صفحہ ۱۰ کالم ۲ سوال ۳ ضمن ۲ اور ۲۴ مئی سنہ ۶ صفحہ ۱ کالم اول وہاں میں نے مفصل جواب لکھدیا ہے ۔

س۱۱ ۔ طریق دفن کیا ہے ۔ پختہ قبر ۔ کتبہ ۔ نشان لگانا جائز ہے یا نہیں

ج۱۱ ۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعتم موتاکم فی القبور فقولوا بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یعنے جب تم اپنے موتا کو قبر میں رکھو تو کہو بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلوغ المرام ۔ عن ابی اسحاق ان عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ ادخل المیت من قبل رجل القبر وقال ہذا من السنۃ بلوغ المرام یعنے عبد اللہ بن یزید نے ایک میت کو قبر کے پانو کی طرف سے داخل کیا اور کہا کہ یہ سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۔ وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل قبرا لیلاً فاسرج لہ بسراج فاخذ من قبل القبلۃ مشکوۃ ۔ یعنے ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں ایک میت کے دفن کرنے کے لئے داخل ہوے اور ان کے لئے چراغ روشن کیا گیا تھا اور میت کو قبلہ کی طرف سے داخل کیا تھا ۔ اور ایک حدیث میں ہے مشکوۃ میں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبر میں سر کی طرف سے داخل کئے گئے یعنے قبر کے پانو کی طرف سے ۔ مشکوۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک بڑا بھاری پتھر رکھدیا تھا تاکہ علامت ہو میرے بھائی کی قبر کی اور میرے لوگ اس کے پاس دفن کئے جاویں ۔ بلوغ المرام میں ہے سعد بن ابی وقاص نے کہا میری قبر کی لحد بنانا اور میرے پر کچی اینٹیں کھڑی کر دینا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا ۔

س۱۱ کیا قبر پر سورہ بقرہ پڑھنا چاہئیے ؟

ج مشکوۃ باب دفن المیت میں ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوہ اسرعوا بہ الی قبرہ ولیقرء عند راسہ فاتحۃ البقرۃ وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال والصحیح انہ موقوف علیہ یعنے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب کوئی تم میں سے مرجاے اس کو دفن سے روکو بلکہ اس کو جلدی دفن کرو اور اس کی قبر کے سر کی جانب ابتداے سورہ بقرہ اور پانوں کی جانب آخر سورہ بقرہ پڑھا جاوے ۔ انگشت شہادت قبر پر رکھنے کی کوئی اصل نہیں بلوغ المرام میں ہے کہ وقت دفن تین لپیں یعنے تین دفعہ مٹی قبر میں ڈالنا اور بعد دفن قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفن میت سے فارغ ہوتے تو وہاں کھڑے ہوتے اور فرماتے معافی مانگو اپنے بھائی کے لئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اس وقت ثابت قدم رہے کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جاویگا اور صحابہ مستحب سمجھتے تھے کہ جب لوگ بعد از دفن چلے جاتے تو قبر کے پاس کھڑے رہتے اور تین بار کہتے اے فلاں (اس کا نام لیکر) کہہ لا الہ الا اللہ اور کہہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے نبی میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

س۱۲ مردہ کو ثواب پہنچانا سوم چہلم وغیرہ قبر پر قرآن خوانی کرانا ان کا کوئی اصل ہے ۔ سوگ کب تک ہے ۔

ج۱۲ اگر اس کی طرف سے صدقہ دیا جاوے تو میت کو فایدہ ہے مگر اس میں رسوم عادات ۔ کسی خصوصیت کی پابندی ریا وغیرہ نہ ہوں ۔ قبر پر قرآن خوانی سواے ابتدا و انتہاے سورہ بقرہ کے کوئی ثبوت نہیں جس کا ذکر جواب ۱۱ میں گذرا ۔ عن ام حبیبۃ وزینب بنت جحش عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایحل لامرءۃ تؤمن باللہ والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلاث لیال الا علی زوج اربعۃ اشہر وعشرا مشکوۃ باب العدۃ ۔ حضرت ام حبیبہ و زینب رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت مومنہ کو حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر سوگ کرے تین دن سے زیادہ ہاں اگر اس کا خاوند مرجاوے تو چار ماہ دس روز سوگ کرے ۔

س۱۳ سماع موتےٰ کی نسبت کیا حکم ہے ۔

ج۱۳ ابتداءً سنتے ہیں عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف علی قلیب بدر من المشرکین فقال قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقاً فقال لہ الناس اتدعو اموا تافقال انہم یسمعون کما تسمعون تفسیر در منشور صفحہ ۱۵۹ جلد ۵ یعنے بعد فتح بدر جب مشرکین کی لاشیں چاہ بدر میں پھینکی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہ بدر پر کھڑے ہو کر فرمایا ہم نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پالیا کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ سچا پالیا

صحابہ نے عرض کیا کہ کیا یہ لوگ مُردہ نہیں تو حضور نے فرمایا وہ تو ایسا سُن رہے ہیں جیسا تم سن رہے ہو۔

سوال کیا نماز جنازہ تنہا ایک شخص بھی پڑھ سکتا ہے؟ میت غائب ہو تو نام لینا تصور کرنا چاہیئے؟ اور قبر پر بھی جائز ہے؟

ج مشکوٰۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خادمہ مسجد کا جنازہ جبکہ وہ دفن ہو چکی تھی تنہا اس کی قبر پر پڑھا۔ تصور ضروری نہیں اور شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور ایک دعا سوال ۲ کے جواب میں لکھی گئی ہے جس میں نام میت لیا گیا ہے۔ (فضلدین حکیم از قادیان)

لوکل معاملات پر بحث

قادیان کی مقامی ضروریات پر ایڈیٹر الحکم کو لکھتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ اور میں مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس کی تحریروں پر مناسب وقت نوٹس ہمیشہ لیا گیا ہے۔ اگرچہ جس حد تک چاہئے وہ اصلاح نہیں ہوئی لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ توجہ ہوئی ضرور ہے پچھلے دنوں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور سے ایڈیٹر الحکم کو حصول نیاز کا موقع ملا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نہایت خوش اخلاقی سے پیش آئے اور بڑی توجہ سے اُن معاملات کو سنا جن پر ایڈیٹر الحکم اپنے اخبار میں بحث کرتا رہا ہے اور صاحب بہادر نے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ وہ عنقریب غالباً اسی مہینے میں بہ نفس نفیس قادیان تشریف لائینگے اور موقعہ پر ان تمام ضروریات پر غور کرینگے۔

مَیں نے جن معاملات پر صاحب موصوف کی توجہ کو منعطف کرایا اُن میں سے بعض اہم یہ ہیں۔

اوّل قادیان اور بٹالہ کے درمیان سڑک پختہ ہونی چاہیے۔ اس سڑک پر آمدورفت کثرت سے ہو رہی ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بٹالہ بجائے خود ایک تجارت کی منڈی ہے اور اس سڑک کے ذریعہ دور دور سے مال آتا ہے۔ اور **قادیان** چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہیڈ کوارٹر ہے اور آپ کے مُرید کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ اور خود قادیان میں بھی مردم شماری کے بڑھنے کی وجہ سے اور ہائی سکول قائم ہو جانے کے سبب اور مختلف کارخانجات کے قیام نے تجارت میں غیر معمولی تبدیلی کر دی ہے اس لئے اس سڑک کا پختہ ہونا ضروری ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ گورنمنٹ پنجاب نے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ایک معقول رقم سڑکوں کی درستی کے لئے عطا فرمائی ہے اور کثرت کاروبار کا پتہ محکمہ ڈاک سے ملتا ہے جس نے قادیان کی ڈاک کی ضرورت کو محسوس کر کے قادیان اور بٹالہ کے درمیان یکہ لائن کو قائم کیا ہے جو اس ضلع میں شکرگڑھ اور گورداسپور کے درمیان کے سوا اور کسی جگہ نہیں ہے۔

دوم۔ قادیان کی حفظ صحت اور صفائی کے اصولوں کو مدنظر رکھکر ضروری ہے کہ مستقل انتظام اس کا کیا جاوے۔ صاحب موصوف بڑی خوشی سے چاہتے ہیں کہ وہ قادیان کے باشندوں کی ان ضروریات میں انھیں مدد دیں۔

سوم۔ ایسا ہی مَیں نے ان کی توجہ ایک ڈسپنسری کی ضروریات پر دلائی مَیں نے انھیں یاد دلایا ہے کہ اگرچہ قادیان کے باشندوں کو ایک اعلیٰ درجہ کے شاہی طبیب مولوی حکیم نوردین صاحب سلمہ ربہ کی خدمات بغیر کسی محنت اور صرف کے میسر ہیں اور وہ اپنے شفاخانہ سے مفت ادویات دیتے ہیں لیکن شفاخانہ **فضل رحمانی** خصوصیت سے امداد کا مستحق ہے اور نہیں تو اس شفاخانہ کو ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے ادویات کی امداد ہی ملے۔

اس قسم کے ضروری امور پر مَیں صاحب موصوف کو توجہ دلا چکا ہوں اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ بہت جلد توجہ کرینگے۔

ایسا ہی بٹالہ کے نیکدل اور منصف مزاج تحصیلدار ملک جیون مل صاحب نے ۲۳ ڈسمبر کو قادیان آکر اسکے حالات سے آگاہی حاصل کی اور صفائی کی حالت کو خود معائنہ کیا اور اس معاملہ میں بہت کچھ مدد دینے کا وعدہ فرمایا۔ صاحب موصوف کو مَیں نے یہاں کی شراب کی دوکان کے بند کرنے کے متعلق بھی توجہ دلائی ہے اور ان کو موقعہ بھی دکھا دیا گیا ہے باشندے چاہتے ہیں کہ یہ دوکان بالکل اُٹھا دی جاوے اور گورنمنٹ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ جہاں کے باشندے ایسی دوکان نہ چاہیں اُسے اُٹھا دیا جاوے۔ مَیں نے اسکے متعلق باضابطہ درخواست دے دی ہوئی ہے جس کی تحقیقات ملک صاحب کر چکے ہیں میرا یقین ہے کہ بہت جلد اس کے متعلق بھی قادیان کی پبلک ملک صاحب کی مہربانی کا شکریہ ادا کرنے کے قابل ہو گی۔

روڑیوں کے متعلق ملک صاحب چونکہ دیکھ چکے ہیں اور یہ موسم طاعونی [illegible] ہے اس لئے اُنھیں جس قدر جلد ممکن ہے اُن کے اُٹھوانے [illegible] کے لئے تاکیدی احکام صادر کر دینے ضروری ہیں۔ مَیں اس تحریر کے ذریعہ ملک صاحب کو توجہ دلاتا ہوں۔

خوش خبری

۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء کے الحکم میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی وہ تقریر شایع ہو گی جو ۲۶ ڈسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد نماز ظہر و عصر آپ نے مسجد اقصیٰ میں بیان فرمائی۔ یہ تقریر **پنج ارکانِ اسلام** کی حقیقت پر مشتمل ہے اس لئے اس کا عنوان **پنج ارکانِ اسلام** ہی ہو گا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ یہ تقریر عام طور پر شایع ہو اس لئے ۱۷ جنوری کا الحکم **۱۶۰۰** چھاپا جاویگا۔ جو صاحب مفت تقسیم کے لئے اسکے نسخے حاصل کرنا چاہیں وہ ۱۰/ کے ٹکٹ بھیجدیں۔ ۶۰۰ کاپیاں زاید چھپینگی۔ اگر ۲۰ آدمی تین تین کاپیاں منگوالیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ ایڈیٹر الحکم قادیان

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

(ایک نشان پورا ہوا)

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانے است کبیر

الحکم کے ناظرین لودہانہ کے مشہور زبان دراز مخالف سلسلہ عالیہ احمدیہ منشی سعداللہ نومسلم ... کے نام سے خوب واقف ہیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنی بدزبانی اور دشنام دہی سے سلسلہ کی مخالفت میں خاص شہرت حاصل کی تھی۔ اور یہ وہی شخص ہے جس نے آتھم عیسائی کی پیشگوئی کی میعاد گذرنے پر بہت شور مچایا اور اپنی بدزبانی سے حزب اللہ کو دُکھ دیا تھا۔ اور عیسائیت اور باطل کی حمایت کرتے ہوئے حضرت حکیم الامۃ سلمہ اللہ تعالیٰ کے ایک بچہ کے فوت ہوجانے پر خوشی کا اظہار کیا اور اسے عیسائیت کی تائید کی دلیل ٹھیرایا تھا جب حی و قیوم اور غیور خدا نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولوی صاحب کے گھر میں ایک خوشرو اور زندہ رہنے والے کی بشارت دی جو رسالہ انوار الاسلام کے صفحہ ۲۶ کے حاشیہ میں چھپی اور آخر ایک مدت کے ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء کو رات کے ۱۰ بجے عبدالحی سلمہ ربہ پیدا ہوا اور یوں خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہو کر اس ہندو زادہ کی ندامت کا موجب ہوئی غیور خدا نے جہاں ہمارے امام کو یہ رحمت کا نشان دیا وہاں اس مخالف دین اور عدو اللہ کے لئے اسی رنگ میں ایک خاص نشان دیا اس نے حضرت حکیم الامۃ کے لئے گویا ابتر ہونے کی آرزو کی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے صادق بندوں پر اعتراض کرنے والے خالی نہیں رہا کرتے وہ خدا کے عذاب کا مزا چکھ لیا کرتے ہیں اشتہار انعامی تین ہزار مشتہرہ ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۲ پر حضرت امام علیہ السلام نے سعد اللہ کو مخاطب کر کے یہ پیشگوئی شایع کی۔

حق سے لڑتا رہ آخر اے مردود دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدو اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت الہام ہوا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الْاَبْتَر اور ہم نے اس طرح پر آتھم کا رجوع بحق ہونا بے ثبوت نہیں کہا۔

یہ وہ پیشگوئی ہے جس کو شایع ہوئے آج ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء تک ۱۲ برس ۳ مہینے اور ۱۲ دن ہو چکے ہیں اسکے بعد متواتر یہ وحی شایع ہوتی رہی یہ اتنی لمبی مدت ہے کہ اسی میں سعد اللہ جیسا نوجوان اور مضبوط قوی کا آدمی ایک امد شادی کر کے بھی اولاد پیدا کر سکتا تھا مگر خدا تعالیٰ کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں۔ اور وہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔ سعد اللہ کا ایک بیٹا موجود ہے لیکن اب تک اس کی کوئی اولاد نہیں قطع نظر اس سوال کے کہ اس نے شادی کی یا کیوں نہیں کی* پس سلسلہ نسل کا ختم ہو جانا ابتر ہونے کو پورے طور پر ثابت کرتا ہے اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے سعد اللہ دو نو طرح سے ابتر سلسلہ اولاد کے لحاظ سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ حضرت اقدس کے مقابلہ میں مخالفت کے لئے اُٹھا مگر ناکام اور نامراد رہا۔

اور پوری نامرادی کے ساتھ جنوری کے پہلے ہی ہفتہ میں فوت ہو گیا۔

اور اس طرح پر اپنے انجام نامرادی کے ساتھ حضرت اقدس کی سچائی پر مُہر کر گیا اس پیشگوئی میں جو اوپر دکھلائی یہ بھی لکھا گیا ہے کہ سعد اللہ کا ابتر رہنا۔ اس امر پر بھی ایک دلیل ہوگا کہ آتھم کے رجوع کے متعلق بھی جو کچھ کہا گیا تھا وہ خدا تعالیٰ کے اعلام اور وحی سے تھا۔ سو آج آتھم کا نشان پھر روشن ہوا۔ پھر اس پیشگوئی میں سعد اللہ کے انجام کی خبر اس پیشگوئی میں موجود ہے۔

آخر اے مردار دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا ان الفاظ میں مردار کا لفظ بتا رہا ہے کہ وہ حضرت ہی کی زندگی میں فوت ہوگا۔ یہ تیسری پیشگوئی ہے جو اسی سلسلہ میں پوری ہوئی۔ پھر **انجام آتھم** میں جہاں حضرت اقدس نے **مباہلہ** کے لئے مخالفوں کو بلایا ہے وہاں نمبر (۱۰) پر **سعد اللہ نو مسلم مدرس لودہانہ** لکھا ہوا ہے اور گویا اس سے مباہلہ ہو گیا ہے کیونکہ اسی جگہ یہ لکھا ہے کہ

"گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اُس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو۔ اور نہ توہین اور تکفیر کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو اور اے مومنو برائے خدا کہو آمین"

اب بتاؤ کہ اس سے بڑھ کر اس دعا کی قبولیت کا کیا اثر ہوگا کہ وہ **ایک مضبوط تندرست قوی الجثہ اور کم عمر** تھا اور حضرت اقدس اسکے مقابلہ میں ہمیشہ بیمار رہنے والے اور سن رسیدہ مرد اور مخالفوں کے خیال میں معاذ اللہ مفتری علی اللہ پھر یہ بات کیا ہے کہ جو اس کے مقابلہ میں آتا ہے اسکے سامنے اس جہان سے چلد بیا ہے۔ یہ خدا کے بزرگ برتر کے نشانات ہیں جنکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے سننے کے کان ہوں سُنے۔

مجھے اس امر کا ذکر بھی کرنا ضروری ہے کہ تھوڑے ہی دنوں کا ذکر ہے کہ سعد اللہ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق ایک مجلس میں ذکر تھا کہ چونکہ اس کی اولاد کا آگے سلسلہ شروع نہیں ہوا اس لئے پوری ہو گئی اس پر ایک نہایت محتاط اور دور اندیش خادم نے عرض کیا کہ یہ امر شاید قبل از وقت ہو۔ اس پر حضرت اقدس نے بزور کہا کہ یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور ہمیں اس میں کوئی تامل نہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا اس بات کو جھوٹا نہیں کریگا اور اس میں **فتح** ہماری ہے اس پر حضرت کو الہام ہوا جو الحکم میں مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۶ء کو چھاپ دیا گیا

لو اقسم علی اللہ لابرّہ

اور ابھی اس الہام پر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ۴ جنوری کی شب کو لودہانہ کے ایک تار نے خبر دی کہ سعد اللہ فوت ہو گیا۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ کسی دشمن یا مخالف سلسلہ کے فوت ہونے پر ہمیں نہ ہمارے حضرت کو کوئی خوشی نہیں بلکہ اگر وہ ہدایت پا جاوے تو زیادہ خوشی کا موجب ہوتا ہے لیکن الٰہی ارادوں اور تقادیر میں کون دخل دے سکتا ہے خدا تعالیٰ نے پہلے سے جو خبر دی تھی وہ پوری ہو گئی۔ سعد اللہ مر گیا اور ناکام مرا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے مرسل کے نشانوں کے پورا کرنے والا ٹھیرا۔ اسکی قبر عبرت کا سبق دیتی ہے اور اسکی لاش کہتی ہے ہم مشتر ہوئے تو حضرت مسیح موعود کی مخالفت سے تو یہ کر لیکن ہدایت کر ہے گا کہ

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
من نگردم شما حذر بکنید

اس کا معاملہ اب اللہ تعالیٰ سے ہے ... اور دیکھنے والوں کے لئے عبرت*

* ہمیں خدا کرے کہ جلد باز اور بدزبان مخالف اس سے سبق سیکھیں ٭ آخر یہی خدا کی حمد اور اُسکے رسول پر درود ہو جس کی باتیں پوری ہوئیں اسی طرح جو کہی گئی تھیں اور اب بعض دوسرے مخالفین کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں

جو صاحب [illegible] ضایع کر کے [illegible] ہو گئے ہوں انھیں قسم ہے خداوند کریم کی جب تک اس کی

آزمایش نہ کر لیں ہرگز ہرگز نا امید نہ ہوں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں میں ہر طرح پر ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ کا مجرب مشہور مرکب

روح کی ایک لطیف غذا ہے ۔ دل و دماغ و معدہ کو زندگی بخشتا اور جوانی کی بہار دکھاتا ہے

مفرح عنبری ۔ مفرح عنبری ۔ مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) ۔ قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپیہ (ع۱۳) ۔ قیمت ایک درجن ڈبیہ (ﻋﮧ۵)

مفرح عنبری

بفضل خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور دیگر ملکوں کے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ ہو چکا ہے اس لئے مجھے اس کی تعریف میں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر عرض کرنے کے بعد اس کو ختم کرتا ہوں۔

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا اولین خاصہ یہ ہے کہ اس کی پہلی خوراک سے ہی دل و دماغ میں ایک سرور و تحریک پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں اور دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا اس نے ایک نئی زندگی حاصل کی۔ ضعف دل یعنی دل کا دھڑکنا ۔ دل کا ڈوبنا ۔ سانس کا پھولنا ۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک بیحد قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ ۔ جریان ۔ [illegible] ۔ کثرت احتلام ۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا ۔ کثرت ..... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہو گئی ہو۔ وہ اس کے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے۔

مفرح عنبری ۔ جن کے اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری عیاشی کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آ جائے ۔ اور جسم میں کمی واقع ہو جانے کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح عنبری ۔ وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اس لئے امیروں ۔ وزیروں ۔ نوابوں ۔ رئیسوں ۔ جاگیرداروں ۔ ججوں ۔ وکیلوں ۔ تحصیلداروں ۔ منصفوں ۔ مدرسوں ۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں ۔ اور بالخصوص کالجوں کے طلبا جن کو صحت کی قدر ہے اس کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیے۔ [illegible] کمزوری یا تکان محسوس ہو فی الفور ایک خوراک کھا کر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ جاؤ [illegible]

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے اس لئے تمام دیاتی امراض یا موسمی [illegible] جگہوں میں جہاں ہر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے رحیم کی عنایت کے ساتھ اس کا استعمال ہر زمان و مرد و عورت و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر [illegible] ایسی دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔

مفرح عنبری کی حکماء اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکے اجزاء بتانے کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان کے اثر کو سمجھ سکتے ہیں کہ کس مرض اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیا جاتا ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو جن کو دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاتا ہو اور زیادہ خون کے نکلنے کے سبب دق کی حالت ہو گئی ہو یا اسرار کے باعث بار بار درد کے ہمراہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انھیں بلا تردد بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فایدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلا سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بخار سے کمزور یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں۔

مفرح عنبری ۔ وہ عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ کا فوری دماغی طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر

عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھڑگڈھ ضلع راجپور

عنایت نامہ حکیم صاحب السلام مسنون ۔ [illegible] مفرح عنبری [illegible] خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست [illegible] مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی [illegible] روانہ فرمائے (دستخط) سید بخش محمد [illegible]

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدرسٹی تحریر فرماتے ہیں ۔

مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد [illegible] اطلاع دوں کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے۔ [illegible]

عالیجناب [illegible] کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار

[illegible] مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے [illegible] ہندوستان کی بہترین دوائی [illegible]

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر رشہسوار

تحریر فرماتے ہیں ۔ [illegible] آپ کی مفرح عنبری نے جو فائدے دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں ۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے ۔ [illegible] چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں۔

اسی طرح سینکڑوں عالی مرتبہ معزز اصحاب نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے

المشتہر حکیم حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور موچی دروازہ کا ملی مل

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

بہ پیشگی قیمت اللہ

(۱) عوام ... (۲) ... (۳) ...
(۴) ... والوں سے ... (۵) اپنی جماعت ...
... کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۲ قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۲ ذی الحجہ

دار الامان قادیان کا ہفتہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام باوجود بیماری و ضعف و نقاہت کے اپنے منصبی کام میں برابر مصروف ہیں۔ آجکل آپ حقیقت الوحی کا ایک تتمہ استفتاء عربی زبان میں لکھ رہے ہیں ہمہ تن تکمیل کتاب الکھئے چکیات اور مضمون بھی برابر آرہا ہے باوجودیکہ آپ کو مدام دوران سر و کثرت پیشاب ...... کی سخت خطرناک بیماریاں شامل حال رہتی ہیں تو بھی آپ تھوڑا سا افاقہ ہونے پر لکھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے آپ کو بیماری کا دورہ جلدی آجاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ دماغی محنت سے بیماری کا دورہ جلدی رجوع کرے گا اور جس کا ہزار بار تجربہ بھی ہو چکا ہے مگر پھر بھی آپ کو اپنے وجود کا اتنا غم نہیں جتنا کہ آپ کو مخلوق اللہ کا غم ہے آپ مدام یہی چاہتے ہیں کہ دنیا کے لوگ غفلت سے بیدار ہو جاویں اور کوئی متنفس غفلت میں ہلاک نہ ہو جاوے۔ بخدا ہم نے آپ کے قول و دعوے کو آپ کے حال کے موافق موازنہ کیا اور صحیح پایا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق ۔ نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اند ر فکر او شاں است ۔ کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان محو آگاہم
بدیں ناشاد کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم ۔ ازیں در لذت کز دردمے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود مطلوب و تمنا خدمت خلق است ۔ ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچہ پند و نصیحت پا ۔ کہ ہمدردی بر د آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا از زبان خوردن چہ کار است ایں ۔ گرش صد جان بیار زیم ہنوزش عذر می خواہم
چو شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم ۔ خدا بروے فرود آرد دعائے گاہ سحر گاہم

بیماری سے کچھ افاقہ ہونے پر آپ یا مضمون لکھنا شروع کر دیتے ہیں یا ... آپ ... اسے آئے ہوئے احباب کی خاطر دوسرے تیسرے روز آپ معہ احباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں دو تین میل تک آپ چلے جاتے ہیں اور ... بیماری کا دورہ جلدی نہیں آتا اور نئے مہمان بھی آپ کے کلمات ... سے ... ہو جاتے ہیں گھر میں بھی آپ مدام کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے لکھتے ہیں اور ... آپ نے اپنی تمام تصنیفات اس طرح کھڑے ہو کر لکھی ہیں۔ ... یہ بیماریاں عین شباب سے لاحق ہیں جب آپ نے چالیس سال کی عمر میں ... دعوے تجدید اسلام کا کیا تو آپ کو غم ہوا کہ مجھے خطرناک بیماریاں لاحق ہیں مبادا میں جس کام کے لئے بھیجا گیا ہوں وہ کامل نہ ہو اور میری موت پہلے آجاوے تو آپ نے دعا کی جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلایا کہ تجھے اسی سال کے قریب عمر دی جاویگی یا کچھ زیادہ اور تیرا وقت ضایع نہ ہوگا۔ اور تو اپنے کام کو پورا کر کے دنیا سے رخصت ہوگا۔ اللھم صلی علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام ۔ مکذبو! تم پر افسوس کہ تم نے ایسے بزرگانہ کی تکذیب کی۔

نماز کسوف

مورخہ ۱۴ جنوری کو نو بجے کے بعد سورج گرہن ہوا۔ حضرت حکیم الامۃ نے دو رکعت نماز کسوف پڑھائی۔ چونکہ اس موقعہ پر بہت تضرع و ابتہال و دراز نماز کا حکم ہے آپ نے لمبی قرأت پڑھی اور ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے۔ ایک ستارہ بھی دکھائی دیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر ایک خطبہ پڑھا جو انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا ۔

دیگر بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کیلئے راحت افزا ہے ۔

سوالاکھ روپیہ جمع کرو

ہماری قوم کے ہر فرد کا جہاں یہ غرض اور مقصد ہے کہ وہ اپنے نفس کی تکمیل اور اصلاح کے لئے ہر وقت ساعی رہے وہاں اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اصلاحِ قوم کے پہلو کو ہر وقت مدنظر رکھے۔ اصلاحِ نفس اور اصلاحِ قوم کا مفہوم درحقیقت لازم ملزوم ہیں اور ایک میں دوسرا شامل ہے اپنی ذاتی اصلاح بھی دراصل قوم کی اصلاح ہے اس لئے کہ ہر نفس قوم کا ایک فرد ہے اور قومی اصلاح بھی ذاتی اصلاح ہے کیونکہ قوم میں وہ داخل ہے۔ میں اس وقت اس مضمون پر کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں کرتا کہ اصلاحِ نفس اور اصلاحِ قوم سے کیا مراد ہے؟ بلکہ میری غرض اس وقت یہ ہے کہ میں قوم کو اس امر اہم کی طرف توجہ دلاؤں جو اسکے اصلاح قوم کے میدان میں ... ہے اور وہ سال بسال کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اخراجات شاخوں کے

اخراجات

کا سوال ہے۔ جو لوگ سالانہ جلسہ پر آئے ہوئے تھے انھوں نے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رپورٹ سے معلوم کیا ہوگا کہ ۱۹۰۷ء کے لئے ۸۶ ہزار سے زاید رقم لنگر خانہ کے علاوہ دوسری شاخوں کے اخراجات کیلئے درکار ہوگی **لنگر خانہ** کے متعلق کوئی بجٹ اس لئے پیش نہیں کیا گیا کہ اُس کا تعلق براہ راست اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ ہے اور باقی مدات اور شاخوں کا انصرام صدر انجمن احمدیہ کے متعلق ہے لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہوسکتے کہ **لنگر خانہ** کی ضروریات کا علم قوم کو نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ میری اپنی رائے میں سب سے زیادہ فکر اسی شاخ کا ہونا چاہئیے کیونکہ لنگر خانہ کے متعلق حضرت اقدس ع کے افکار آپ کے اوقات گرامی میں زیادہ ناہج ہوجاتے ہیں۔ اور بعض اوقات آپ کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ لنگر خانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور کسی صورت میں لنگر خانہ کا خرچ **تین ہزار روپیہ** ماہوار سے کم نہیں ہے اس لئے یہ رقم براہ راست ماہوار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پہنچنی چاہئے۔ اس کے لئے مناسب انتظام یہی ہے کہ ضلع وار انجمنیں قائم ہو کر اپنے ضلع سے چندہ وصول کرکے پہنچایئں۔

جب تک تین ہزار روپیہ ماہوار کے لئے کافی انتظام قوم نہیں کرلیتی اُس وقت تک اسے سمجھنا چاہئیے کہ وہ ایک بڑے **فرض** کے ادا کرنے سے ابھی قاصر ہے۔

اس ۳۶ ہزار کی رقم کے علاوہ وہ ۸۶ ہزار سے زاید کی رقم ہے جو مدرسہ میگزین۔ بہشتی مقبرہ وغیرہ کی شاخوں میں خرچ ہوگی اور اس میں سے ۲۰ ہزار کی وہ رقم ہے جو اس سال مدرسہ کی عمارت کے ایک حصہ پر خرچ ہونے والی ہے۔ مدرسہ کی ضروریات بھی اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں اور میں **اپنی قوم** کو اس امر خاص میں **مبارکباد** دیتا ہوں کہ وہ برابر ۹ سال سے مدرسہ کو اپنے ذاتی اخراجات سے چلا رہی ہے۔

مدرسہ کی ضرورت اسکے فوائد اور نتایج پر کلام کرنے کی کوئی حاجت نہیں اسکے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے مقاصد کی تکمیل کا ایک ذریعہ آپ قرار دیا ہے اور اسکے وجود کے بقا کے لئے لنگر خانہ کے چندہ میں سے وضع کرکے دینے کی اجازت بھی ان لوگوں کو دی جو جداگانہ چندہ نہ دے سکتے تھے اسکے بعد میرے پاس اور کے الفاظ اس کی ضروریات پر قوم کو توجہ دلانے کے لئے زیادہ موثر اور کارگر نہیں ہوسکتے۔

ایسا ہی ممالک غیر میں اشاعتِ اسلام اور کسر صلیب کا کام جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی غرض اولیٰ ہے اس کی تکمیل میں ساعی ہونے کی ضرورت پر کسی بحث اور زمانہ کے عرفی الفاظ کی حاجت حقایق پسند قوم کے سامنے نہیں۔ بس یہ ضروریات تو مسلمہ ضروریات ہیں ہاں اتنا کہنا ضرور ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اکثر حصہ قوم کا ناواقف ہے کہ ممالک غیر میں ان کے میگزین نے کیا کام کیا ہے؟ میں مختصر الفاظ میں یہ کہونگا کہ میگزین کے ذریعہ

عیسویت کے محل کی بنیادیں ہل چکی ہیں

اور خود عیسائی مشنریوں کو اس کا تھامنا اور قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں قوم کی متفق اور مجموعی قوت انسان **پرستی** کے اس قلعہ کو فتح کرکے **خداشناسی اور خداپرستی** کا رواج قایم کرنے کے لئے انشاء اللہ کافی ہوگی۔

یورپ اور امریکہ کے لوگ نیک کاموں میں جس ہمت اور فراخدلی سے اپنا روپیہ صرف کرنے کے عادی ہیں وہ بھی ہماری سمجھدار اور اخبار بین پبلک خوب جانتی ہے پس جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یورپ اور امریکہ کے زیرک اور فہیم انسانوں پر اس **حق** کو کھولدیا جسکی بہت جلد اُمید ہے تو پھر تمھارے چند پیسوں اور آنوں اور روپیوں کی حاجت ہی نہوگی وہ خود ان شاخوں پر لاکھوں نثار کردینگے۔ مگر باوجودیکہ وہ لاکھوں اور کروڑوں نثار کریں گے لیکن انکے وہ لاکھوں اور کروڑوں تمھارے چند پیسوں اور آنوں کے برابر بھی قیمت نہ رکھینگے۔ کیونکہ ان لاکھوں اور کروڑوں کا بیج دراصل تمھارے ہی وہ پیسے ہونگے جو آج تم خرچ کروگے۔

اس لئے

ان **ضرورتوں** کی تکمیل کیلئے سعی کرو یہ اخراجات ضروری اور اشد ضروری ہاں خدا تعالیٰ اور اُسکے **موعود** کے منشاء کی تکمیل کیلئے ضروری ہیں پھر سوچو کہ یہ رقم اس سال کے لئے کیونکر پوری کیجاوے یعنے ۳۶ ہزار روپیہ تو صرف لنگر خانہ کے سالانہ مصارف کیلئے مطلوب ہے اور ۸۶ ہزار سے زیادہ مدرسہ۔ میگزین اور دوسری **مدات** کیلئے۔ اس میں **اخبارات** کی ضروریات کا بجٹ بھی شامل نہیں اسلئے کہ وہ شخصی ملکیت کے نیچے ہیں تاہم انکی **اہمیت** بجائے خود ظاہر ہے میرے اس مختصر نوٹ کا یہ منشا نہیں ہونا چاہئے کہ قوم کے معزز اور سمجھدار افراد اسکو پڑھ لیں اور بس نہیں بلکہ وہ لوگ جو قوم میں معزز اور سربرآوردہ ہیں اپنی ضلع تحصیل اور شہر میں اپنی جماعت پر ایک خاص اثر رکھتے ہیں وہ ایسی **عملی تجاویز** پیش کریں جو پہلی ہی ششماہی کے اندر یہ رقم جمع ہوجاوے اور کام کرنیوالی جماعت اطمینان کیساتھ اپنی کام میں لگجاوے میں خصوصیت سے چند دوستوں کے نام لے دیتا کہ وہ عملی تجاویز پیش کریں لیکن اس خیال سے کہ ہر شخص کچھ کہہ سکے میں اسے محدود نہیں کرتا مختلف صورتیں اس رقم کے جمع کرنے کی میرے ذہن میں آتی ہیں جن کو میں خود اگلی اشاعت میں **بزرگانِ ملت** سے مشورہ کرنے کے بعد عرض کردوں گا۔

میں اپنے معزز معاصرین بدر اور **میگزین** کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس ضرورت کا احساس قوم میں پیدا کرنے کے لئے قلم اُٹھائیں اس لئے کہ کام کرنے والی جماعت میں خود اُن کا اپنا ہاتھ بھی ہے اور یہ فکر آخر اُن کو بھی کرنا ہی پڑے گا اسی لئے یہ تحریک مسلسل جاری رہے۔ آخر جو ہوگا وہ تو اللہ ہی کے فضل سے ہوگا لیکن سعی اور استقلال اور دعائیں اسکے فضل کو جذب کرتی ہیں۔

ختم کرنے سے پہلے میں اپنی مزعومہ تجاویز میں سے ایک اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی تقریب قریب ہے اور وہ **عید فنڈ** ہے اگر اس تقریب پر اس فنڈ کو باضابطہ جمع کیا جاوے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ مدرسہ کی عام **اغراض** کے لئے کافی سے زیادہ رقم جمع ہوسکتی ہے اس لئے سب احباب اس موقع پر بیش از پیش سعی کریں۔ خدا ان کا مددگار ہو (آمین)

پنج ارکان اسلام

جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد نماز ظہر و عصر جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرمائی ۔ ایڈیٹر

جوش تبلیغ

اب صاحبو آرام سے سُن لو۔ اگرچہ میری طبیعت بیمار ہے اور میں اس لائق نہ تھا کہ کھڑا ہو کر ایک لمبی تقریر کرتا۔ تاہم میں نے خیال کیا کہ لوگ دور دور سے آئے ہیں تاکہ ہماری باتیں سُنیں ایسی صورت میں کچھ نہ کہنا معصیت میں داخل ہوگا لہٰذا باوجود حالت بیماری کے میں نے مناسب جانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت دی ہے میں اُس سے سب لوگوں کو اطلاع دوں۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت

میں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ ہمیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے جب تک عملی حالت درست نہ ہو کچھ بھی نہیں بنتا۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ اُن میں نری زبان درازی ہی رہ گئی تھی اور انھوں نے صرف زبانی باتوں پر ہی کفایت کر لی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوئے تھے یہی وجہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور ان کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا اور ذلیل کیا یہاں تک کہ انہیں سؤر اور بندر بنایا۔ اب غور کا مقام ہے کیا وہ توریت کو نہیں مانتے تھے وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں اور اُن کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں۔ لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہونگی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی۔ جب تک انسان کامل ایمان نہ لائے۔ اور اس کا ایمان لانا یہی ہوگا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کر دے اسوقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور درحقیقت دُنیا پر دین کو مقدم کر دے۔

یاد رکھو

مخلوق کو انسان دھوکا دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھکر کہ پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکا کھا سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہیئے۔ یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ اب یاد رکھنا چاہیئے کہ کلمہ* جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود۔ محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تاکہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے۔ اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من قال لا الٰہ الا اللّٰہ فدخل الجنۃ

یعنے جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللّٰہ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکا کھاتے ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظ کہدینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بیکار اور نکمّے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی۔ نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنت میں ہوتا ہے۔

یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آ جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی محبوب اور مقصود نہ رہے تو پھر کوئی دکھ یا تکلیف اسے ستا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بتوں کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو لوگ جن کو حقائق کی کوئی خبر نہیں اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں۔

---

*فٹ نوٹ۔ کلمہ کی حقیقت پر حضرت حجۃ اللہ علے الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ فتح مسیح میں ایک لطیف نوٹ لکھا ہے وہ اس مقام کے حسب حال ہے اس لئے تکمیل مضمون کی خاطر میں اسے یہاں حاشیہ میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بیشک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائیگا۔ آسمان کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں اور اس سے زیادہ کون پاگل ہوگا کہ ایسا خیال بھی کرے مگر خدا کو واحد لاشریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ جس پر یقین کرنے سے روح کی

معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا بت پرستی تک ہو۔ اور یہی معبود ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے نفس اور ہوس بھی معبود ہیں جو شخص نفس پرستی کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے وہ بھی بت پرست اور مشرک ہے یہ لا نفی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے خواہ وہ انفسی ہوں یا آفاقی۔ خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بُت ہیں یا ظاہری بُت ہیں مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا بُت ہے اس قسم کی بت پرستی تپ دق کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتا ہے موٹی قسم کے بُت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور ان سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں ہزاروں انسان ان سے الگ ہو گئے اور ہو رہے ہیں یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انہوں نے بُت پرستی کو چھوڑا یا نہیں اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اب بُت پرستی نہیں کرتے لیکن یہاں تک ہی بُت پرستی کا مفہوم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بت پرستی چھوڑ دی ہے مگر ابھی تو ہزاروں بُت انسان بغل میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو فلسفی اور منطقی کہلاتے ہیں وہ بھی ان کو اندر سے نکال نہیں سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے یہ

بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزار ہا کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہونگے جو فقیہ اور صوفی کہلاتے ہونگے مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔ ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بُت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑتا ہے اور ہزار ہا کشت و خون ہو جاتے ہیں ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزار ہا ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اسقدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انہیں کہا جاوے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

یہ امر خوب سمجھ لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں اور کوئی کہانی سنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے پہنچا دینا ہے اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں سنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے میں نے فرض ادا کرنا ہے میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس میں بغض۔ کینہ۔ حسد۔ ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت۔ تکبر۔ خود پسندی۔ ریاکاری۔ کینہ و عداوت۔ حسد و بخل نفاق و بد عہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔

جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک لا الٰہ الا اللہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور

تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے جیسا تم دیکھتے ہو کہ نور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی ایسا ہی جب لا الٰہ الا اللہ کا نورانی پرتو دل پر پڑتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کالمعدوم ہو جاتے ہیں گناہ کی حقیقت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گنہگار رکھا جاتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے معنے جو لغت عرب کے موارد استعمال سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ لا مطلوب لی ولا محبوب لی ولا معبود لی ولا مطاع لی الا اللہ یعنی بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ معنے گناہ کی حقیقت اور گناہ کی اصل منبع سے بالکل مخالف پڑے ہیں پس جو شخص ان معنی کو خلوص دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دیگا تو بالضرورت مفہوم مخالف اس کے دل سے نکل جائیگا کیونکہ ضدین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں پس جب نفسانی جذبات نکل گئے تو یہی وہ حالت ہے جسکو سچی پاکیزگی اور حقیقی راست بازی کہتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانا جو دوسرے جز کلمہ کا مفہوم ہے اس کی ضرورت یہ ہے کہ تا خدا کے کلام پر بھی ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ اسکے فرمانوں پر ایمان بھی لاوے اور فرمان پر ایمان لانا بجز اس کے ممکن نہیں کہ اُس پر ایمان لاوے جسکے ذریعہ سے دنیا میں فرمان آیا پس یہ حقیقت کلمہ کی ہے اور آپ کے یسوع صاحب نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی مدار نجات ٹھیرایا ہے کہ خدا پر اور اُس کے بھیجے ہوئے یسوع پر ایمان لایا جائے مگر چونکہ آپ لوگ اندھے ہیں اس لئے جوش تعصب سے انجیل کی باتیں بھی آپ کو نظر نہیں آتیں۔

غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جبتک یہ مخفی معبود موجود ہوں ہرگز توقع نہ کرو کہ تم اس مقام کو حاصل کر سکتے جو ایک سچے موحد کو ملتا ہے۔ جیسے جب تک چوہے زمین میں ہیں مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک یہ چوہے اندر ہیں اس وقت تک ایمان خطرہ میں ہے جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو خوب غور سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اٹھاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں آئندہ ان میں سے کون ہوگا اور کون نہیں یہی وجہ ہے کہ میں نے تکلیف اٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا میں اپنا فرض ادا کر دوں۔

پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا **معبود اور محبوب اور مقصود** ہو اور یہ مقام اسی وقت ملیگا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور ان کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

نماز کی حقیقت

بعد اس کے سنو دوسرا امر نماز ہے جس کی پابندی کے لئے بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ اسی قرآن مجید میں اُن **مصلیوں** پر لعنت کی ہے جو نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اپنے بھائیوں سے بخل کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ **نماز** اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے محفوظ کر دے۔ انسان درد اور **رقت** میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہو جس سے وہ اطمینان اور **سکینت** اسے ملے جو نجات کا نتیجہ ہے مگر یہ بات اپنی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی جب تک خدا نہ بلاوے یہ جا نہیں سکتا جب تک وہ پاک نہ کرے یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ بہتیرے لوگ اس پر گواہ ہیں کہ بارہا یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ فلاں گناہ دور ہو جاوے، جس میں وہ مبتلا ہیں لیکن ہزار کوشش کریں دور نہیں ہوتا باوجودیکہ نفس **لوامہ** ملامت کرتا ہے لیکن پھر بھی لغزش ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے۔

غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی **معرفت اور قرب** سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے **نماز** ہے اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں یہی سِر ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟

یہ ایک دعا ہے جس میں پورا **درد** اور **سوزش** ہو اسی لئے اس کا نام **صلوٰۃ** ہے کیونکہ سوزش اور **رقت** اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور بُرے **جذبات** کو اندر سے دور کرے اور **پاک محبت** اس کی جگہ لینے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے **الفاظ اور دعا** ہی کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش رقت اور سوز ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جبتک دعا کرنیوالا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ **دعا مانگنا** ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا۔ اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کرتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ **دل پگھل جاوے اور روح** پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے۔ اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو۔ اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور **استقامت** کے ساتھ **دعا**ئیں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ **دعا قبول** ہو گی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے۔ خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان **نماز کی حقیقت** سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اڑا کر اس کی جگہ چند **وظیفے** اور **ورد** قرار دیئے گئے۔ کوئی نوشاہی ہے کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں۔ اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو **نماز** ایسی **نعمت** کے ہوتے ہوئے کسی اور **بدعت** کی ضرورت نہیں ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً **نماز** میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گذرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ

نماز سے بڑھکر خدا کی طرف لیجانیوالی کوئی چیز نہیں

جب انسان **قیام** کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے پھر **رکوع** بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھکر ہے اور **سجدہ** ادب کا انتہائی مقام ہے جب انسان اپنے آپ کو **فنا** کی حالت میں ڈالدیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے افسوس ان نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو **نماز کی ترمیم** کرنا چاہتے ہیں اور **رکوع سجود** پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس عالم سے حصہ نہ رکھتا ہو جہاں سے نماز آئی ہے نماز ایسی چیز ہے جو **جامع حسنات** ہے اور **دافع سیئات** ہے میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کیا

ہے کہ نماز کے جو پانچ وقت مقرر کئے ہیں اس میں ایک حقیقت اور حکمت ہے نماز اس لئے ہے کہ جس عذاب شدید میں پڑنے والا مبتلا ہے وہ اس سے نجات پالیوے۔ اوقات نماز کے لئے لکھا ہے کہ وہ زوال کے وقت سے شروع ہوتی ہے یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان غنی ہوتا ہے تو وہ طاغی ہو جاتا ہے اور حدود اللہ سے نکل جاتا ہے لیکن جب اسکو کوئی دُکھ اور درد پہنچے تو پھر بہ نظر تادیگر کی مدد چاہتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس جب اسیر ابتدائے مصیبت ہو تو اسی وقت سے گویا نماز شروع ہو جاتی ہے مثلاً ایک شخص پر غیر متوقع گورنمنٹ کی طرف سے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا کہ فلاں امر کے متعلق تم اپنا جواب دو۔ یہ پہلا مرحلہ ہے جو مصیبت کا آغاز ہوا اور اسکے امن و سکون میں زوال شروع ہو گیا یہ وقت ظہر کی نماز سے مشابہ ہے پھر بعد اس کے جب وہ عدالت میں حاضر ہوا۔ اور بیانات ہونے کے بعد اسیر فرد قرار داد جرم لگ گئی اور شہادت گذر گئی تو اس کی مصیبت اور کرب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہ گویا عصر کا وقت ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز کا وہ وقت ہے جب سورج کی روشنی بہت ہی کم ہو جاوے یہ عصر کا وقت اسیر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کی عزت و توقیر بہت گھٹ گئی اور اب وہ مجرم قرار پا گیا۔ اسکے بعد مغرب کا وقت آتا ہے یہ وہ وقت ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور یہ اسوقت سے مشابہ ہے جب حاکم نے اپنا آخری حکم اسکے لئے سنا دیا اور عشاء کا وقت اس سے مشابہ ہے کہ جب وہ جیل میں چلا جاوے۔ اور پھر فجر کا وقت وہ ہے جب اس کی رہائی ہو جاوے۔ ان حالات کی ماتحت ایسے انسان کا درد و سوزش ہر آن بڑھتی جاوے گی یہانتک کہ آخر اس کی سوزش و اضطراب اسکے لئے وہ وقت لے آوے کہ وہ نجات پا جاوے۔

اور یہ جو پہلے میں نے بیان کیا ہے۔ قیام۔ رکوع اور سجود کے متعلق اس میں انسانی **تضرع** کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ پہلے قیام کرتا ہے جب اسیر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل فنا ہو جاتا ہے تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلیداً اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے تجربہ سے کہتا ہوں بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھ کر اور آزما کر دیکھ لے۔

اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مصیبت پیش آوے۔ تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں ان کو کھول کھول کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو۔ کیونکہ **یقیناً خدا ہے** اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اسکے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب انکو مشکلات پیش آتے ہیں تو **وکیل طبیب** یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ **مومن وہ ہی ہے جو سب سے اول خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے۔**

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہو اور رجوع نہ کرو تو اس سے اس کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہو سکتا اور وہ تمہاری کچھ بھی پروا نہیں رکھتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

قُل مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّی لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ

یعنے ان کو کہدو کہ میرا رب تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم سچے دل سے اس کی عبادت نہ کرو۔ جیسا کہ وہ رحیم و کریم ہے ویسا ہی وہ غنی بے نیاز بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ طاعون نے کیا کیا اور زلزلوں نے کیا دکھایا گھروں کے گھر اور شہروں کے شہر تباہ ہو گئے اور لاکھوں ہزاروں خاندان ہمیشہ کیلئے مٹ گئے مگر اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پروا۔ باوجود اسکے کہ وہ بہت ہی رحم کرنے والا ہے مگر بے نیاز بھی ہے نوح کے وقت۔ لوط کے وقت۔ موسیٰ کے وقت کیا ہوا۔ کیا جو قومیں اور بستیاں اُس وقت ہلاک ہوئیں وہ انسان نہ تھے؟ وہ بھی انسان تھے اور تم بھی انسان ہو لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ باز نہیں آتے اور حق کا انکار کرتے ہیں تو آخر خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوا۔ اور آن کی آن میں اُنھیں مٹا دیا۔

مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو صرف اتنی ہی بات کہ ہم نے مان لیا ہے کافی نہیں ہے خدا تعالیٰ مجرد اقرار نہیں چاہتا وہ چاہتا ہے کہ جو اقرار تم نے کیا ہے اسے کر کے دکھا دو۔ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص بیعت میں داخل تھا پھر وہ طاعون سے کیوں مر گیا؟ میں کہتا ہوں میں اس کا ذمہ وار ہوں کہ وہ کیوں مر گیا؟ اپنے اندر کے طاعون سے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز ظالم نہیں ہے **وہ اپنے سچے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں اور ان کے غیروں میں فرق رکھ دیتا ہے۔**

مجھے ان لوگوں پر بہت ہی تعجب آتا ہے کہ جب اُنپر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہدیتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی ہوئی تھی ہم پر یہ مصیبت کیوں آئی؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے انپر ظلم نہیں کیا نری بیعت اور زبانی اقرار کیا بنا سکتا ہے جبتک دل صاف نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے سچا پیوند قائم نہ ہو۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچا لونگا لیکن جب ان کا بیٹا ہلاک ہونے لگا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی اور اس امر کو پیش کیا۔ خدا تعالیٰ نے اسکا کیا جواب دیا یہی کہ **تو جاہل مت بن**۔ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اُس کے اعمال صالح نہیں ہیں۔ گویا وہ چھپا ہوا مرتد تھا۔ پھر جب انھیں اپنے ایسے بیٹے کے لئے دعا کرنے پر یہ جواب ملا تو اور کون ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تو سچا تعلق پیدا نہیں کرتا اور اپنے اعمال اور حال میں اصلاح نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ وہ معاملہ ہو جو اسکے مخلص اور وفادار بندوں سے ہوتا ہے؟ یہ سخت نادانی اور غلطی ہے۔

مقام خوف

اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا۔ میں جانتا ہوں بہت سے لوگ ہیں جو چھپے ہوئے مرتد ہیں بہت سے ایسے ہیں جو باوجود اس کے کہ وہ بیعت میں داخل ہیں اور پھر مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے مجھے کہا کہ جبتک تیرے گھر بیٹا نہ ہو وہ کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ کیا خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو بیٹے دوں۔ کسی کے گھر بیٹا ہو یا بیٹی مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں اور نہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں تو اس

آیا ہوں کہ تا لوگوں کے ایمان درست ہوویں پس جو لوگ جانتے ہیں کہ ان کے ایمان درست ہوں اور خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق پیدا ہو ان کو میرے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے۔ خواہ بیٹے مریں یا جئیں۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

جو لوگ ایسے خطوط لکھتے ہیں یا اپنے دل میں ایسے خیالات رکھتے ہیں وہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ وہ مجھ پر نہیں خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آنا ہے اور سچے مسلمان بننا ہے تو پہلے بیٹوں کو مار لو* بابا فرید کا مقولہ بہت صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مرجاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتی کا بچہ) مر گیا ہے اس کو دفن کر دو۔

پس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کیساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کر سکتا جبتک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو اور باوجود مال کے دل میں مفلس و محتاج نہ ہو اور باوجود دوستوں کے بے یار و مددگار نہ ہو۔

یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اسی مقام پر پہنچکر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔ یہ جو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ میں نرک نہیں بخشوں گا۔ اس کا مفہوم نادانوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ اس سے بت پرستی مراد ہے نہیں اتنی ہی بات نہیں بلکہ اس سے وہ سب محبوب مراد ہیں جو انسان اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ جب انھیں ذرا بھی تکلیف یا مصیبت پہنچی یا کوئی اولاد مرجاوے تو فوراً خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں اور شکوہ اور شکایت کرنے لگتے ہیں یہ سخت مشرک اور اپنی جان پر ظلم کرنیوالے ہیں پس تم ایسے مت بنو اور اس قسم کے خیالات کو دل سے نکال دو۔ اور اس کی ترکیب یہی ہے کہ نہایت خشوع اور خضوع کیساتھ اپنی نمازوں میں دعائیں کرو۔ اور اس کی توفیق چاہو۔

میں کھول کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری بیعت اسلئے کرتا ہے کہ مجھ سے بیٹا لے یا فلاں عہدہ لے یعنی شرطی باتوں پر بیعت کرتا ہے تو وہ آج نہیں کل نہیں ابھی الگ ہو جاوے اور چلا جاوے مجھے ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں اور نہ خدا کو ان کی پروا ہے یقیناً سمجھو اس دنیا کے بعد ایک اور جہان ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اسکے لئے تمھیں اپنے آپ کو طیار کرنا چاہیئے یہ دنیا اور اسکی شوکتیں یہاں ہی ختم ہوجاتی ہیں مگر اس کی نعمتوں اور خوشیوں کا بھی انتہا نہیں ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص ان سب باتوں سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہی مومن ہے اور جب ایک شخص خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اسے چھوڑ دے یہ مت سمجھو کہ خدا ظالم ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے کچھ کھوتا ہے وہ اسے کہیں زیادہ پا لیتا ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لو۔ اور اولاد کی خواہش نہ کرو۔ تو یقیناً اور ضروری سمجھو کہ اولاد مل جاویگی۔

اور اگر مال کی خواہش نہ ہو تو وہ ضرور دیدیگا۔ تم دو کوششیں مت کرو۔ کیونکہ ایک وقت دو کوششیں نہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک ہی کوشش کرو۔ جس سے سب کچھ مل جاوے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کی سعی کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اسلام کی اصل جڑ توحید ہے یعنے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو۔ اور خدا اور اسکے رسولوں پر طعن کرنے والا نہ ہو۔ خواہ کوئی بلا یا مصیبت اسپر آئے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یہ اٹھائے مگر اسکے منہ سے شکایت نہ نکلے۔

بلا جو انسان پر آتی ہے وہ اس کے نفس کی وجہ سے آتی ہی خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بلا نہیں ہوتی وہ ابتلام برنگ انعام ہوتا ہے اس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ اس کو دوسرے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ لیکن جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا اور انکی شامت اعمال انپر کوئی بلا لاتی ہے تو وہ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا

پس ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اسکو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اسبات پر قادر ہے کہ ایک قوم کو فنا کر کے دوسری پیدا کرے۔ یہ زمانہ لوط اور نوح کے زمانہ سے ملتا ہے بجائے اسکے کہ کوئی شدید عذاب آتا اور دنیا کا خاتمہ کر دیتا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے اور اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

یہ بھی مت سمجھو کہ ہم خود ہی بدیوں سے باز آسکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیسائی اور یہودی موجود تھے اور توریت اور انجیل بھی موجود تھی پھر تم خود ہی بتاؤ کہ کیا وہ لوگ فسق و فجور اور ہر قسم کے جرائم اور معاصی سے باز آگئے تھے؟ نہیں بلکہ باوجود ان کتابوں کے موجود ہونے کے بھی وہ حدود اللہ سے نکل گئے تھے سنت اللہ یہی ہے کہ جب زمین فسق و فجور سے بھر جاتی ہے تو اسکے روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیج دیتا ہے جسکے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ جو یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے وہ ہزار سال سے ویسے ہی رہے تھے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہوگئے وہ فرشتے بن گئے۔

---

* فٹ نوٹ ۔ یہ ایک لطیف اور اعلیٰ درجہ کا نکتہ ہے کہ جبتک انسان دنیا اور اس کی خواہشوں کو ترک نہ کرلے وہ میرے پیچھے نہیں آسکتا۔ یعنے مال اولاد یا اور دنیا کے اغراض و مقاصد کو اپنا معبود بنا کر میرے پاس نہ آؤ۔ بلکہ اپنے اوپر فنا کلی طاری کر کے آؤ حضرت امام اپنی جماعت کو کامل بنانا چاہتے ہیں وہ دنیادار بنانا نہیں چاہتے بلکہ وہ کامل جن کے لئے فرماتے ہیں ؎

کاملان کز شوقِ دلبر مے روند۔ باد و صد بارے گُشک ترمے روند۔ ایں کمال آمد کہ با فرزند و زن۔ از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن۔ در جہان و باز بیرون از جہاں۔ بس ہمیں آمد نشانِ کاملاں۔ کاملے گر زن بدارد صد ہزار۔ صد کنیزک صد ہزاراں کار و بار۔ بس گرانند و حضور او فتور نیست آں کامل ز قربت ہست دور۔ کامل آن باشد کہ با فرزند و زن۔ با عیال و جملہ مشغولی تن۔ با تجارت با ہمہ بیع و شرا۔ یکزماں غافل نگردد از خدا۔

اگر انسان خود ہی کرسکتا تو بگڑتا ہی کیوں اور پھر نبیوں کی ضرورت ہی کیا تھی؟ خدا تعالیٰ کے مرسل اسی غرض کیلئے تو آیا کرتے ہیں اور ضرور آتے ہیں ہاں سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب خزاں کا وقت آتا ہے تو درختوں کے پتے گر جاتے ہیں نہ پھل ہوتا ہے نہ پھول نہ خوشبو بلکہ خوشبو کی جگہ بدبو ہوتی ہے اور خوبصورتی کی بجائے بدصورتی ہوتی ہے لیکن پھر بعد جب بہار کا موسم آتا ہے تو پھر تدریجی طور پر سب کچھ بحال ہو جاتا ہے۔ یہی سلسلہ روحانی عالم میں ہے جب دیکھو کہ ایمان اور اعمال صالحہ میں خزاں کا دور شروع ہے اور ہر طرف پھل پھول اور پتے تک گر رہے ہیں تب سمجھو کہ بہار آئی۔ انبیاء علیہم السلام کا وقت بہار سے مشابہ ہے میں نے سب کتابیں دیکھی ہیں توریت اور انجیل کو خوب پڑھا ہے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ جو نبوت قرآن مجید نے دیا ہے ہرگز ہرگز کسی دوسری کتاب نے نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جسقدر قصے شریروں اور بدکاروں کے بیان کئے ہیں ساتھ ہی بیان کیا کہ یہ اس وقت موجود ہیں اس سے غرض کیا تھی؟ اصل غرض یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جب ایک بار دو قسم کی بدیوں کے دور کرنے کے لئے رسولوں کا آنا ضروری تھا۔ پھر جہاں سقدر بدیاں پھیل رہی ہوں۔ اور تمام شرارتیں جمع ہو گئی ہوں وہاں کیوں ضروری نہیں؟ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حق تھی۔ اور عین ضرورت کے وقت تھی یہ اُن لوگوں پر حجت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں وہ سوچیں کہ جو بداعمالیاں کبھی کسی زمانہ میں پیدا ہوئیں اور جن کے لئے رسول آیا ت پھر جب انکا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گیا۔ یہاں تک کہ کہنا پڑا کہ بحر و بر میں فساد پیدا ہو گیا۔ اس زمانہ میں ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ سب بگڑ چکے تھے۔ آریہ ورت کے لئے پنڈت دیانند نے شہادت دی ہے کہ وہ بھی بگڑا ہوا تھا جگناتھ اور سومناتھ وغیرہ بت خانے اسی وقت کے ہیں گویا اتنی بڑی خزاں تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور وہ وقت بالطبع چاہتا تھا کہ عظیم الشان مصلح پیدا ہو جو ان تمام فسادوں کی اصلاح کرے۔ چنانچہ اسوقت کے حسب حال آپ پیدا ہوئے یہ بڑا نشان ہے۔ پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ آپ نے آکر کیا کیا؟ اس وقت جو حالت ملک اور قوم بلکہ دُنیا کی ہو رہی تھی اس کی تفصیل کی حاجت نہیں سب شہادت دیتے ہیں۔ اور خود قرآن مجید نے شہادت دی ہے وہ ایسی شایع ہوتا تھا اگر کوئی امر جو ان کے حالات کے متعلق اس میں بیان کیا گیا ہے خلاف واقعہ ہوتا تو وہ شور مچا دیتے کہ جھوٹ کہا ہے لیکن کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت بڑی خزاں کا وقت تھا۔ اور اسی کے مقابل میں بہار بھی وہ آئی کہ اس کی نظیر نہ پہلے ملتی ہے اور نہ آئندہ ہو گی۔ اس لئے کہ آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب کا زمانہ تھا۔ اور وہ بھی ایک بہار کا وقت تھا مگر اس وقت جو ترقی یا تبدیلی ہوئی وہ اس سے ہی ظاہر ہے کہ آپ نے ۱۲ آدمی طیار کئے جو بارہ حواری مشہور ہیں ان میں سے ایک نے جو بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا تیس روپے لیکر گرفتار کرا دیا۔ اور دوسرے نے جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں تین مرتبہ لعنت کی اور باقی بھاگ گئے مگر اسکے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت طیار کی وہ صدق و اخلاص میں ایسی وفادار تھی کہ اس نے بھیڑ بکری کی طرح سر کٹوا دیئے۔ اس سے بڑھکر حیرت انگیز تبدیلی کیا ہو گی۔ وہ جو ہر قسم کے عیبوں اور معاصی میں مصروف رہنے والی قوم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے نیچے آئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ مخلصانہ پیوند کیا کہ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ ہی سے محبت کرتے تھے۔

یہ دو نشان ایسے زبردست ہیں کہ جو شخص تعصب سے خالی ہو کر ان پر تدبر کریگا اور ضرور کرنا چاہئے اس کو ایک دفعہ اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے۔

اب یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس کی حالت پر تفکر کرو کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کی اندرونی حالت میں تغیر نہیں ہوا۔ ان کی عملی اور اعتقادی حالت بگڑ گئی ہے انکی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی ہے جس پہلو سے دیکھو اور جس حیثیت سے نظر کرو اسے دیکھکر رونا آتا ہے بیرونی حالت دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی قابل افسوس ہے اسی ملک میں لاکھوں مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ وہ دین تھا کہ ایک بھی مرتد ہو جاتا تو قیامت آجاتی مگر اب یہ حالت ہے کہ دو چار روپیہ کے لالچ میں آکر گرجا میں جا کر مرتد ہو جاتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں قرضہ لیکر دینے کا نام نہیں لیتے طرح طرح کے معاصی اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں اب کیا یہ حالت زمانہ ایسی تھی کہ خدا تعالیٰ چپ رہتا اور انکی اصلاح کے لئے کسی کو نہ بھیجتا؟ اگر وہ چپ رہتا تو پھر عذاب آتا اور اس کو تباہ کر دیتا مگر نہیں اسنے اپنی رحمت سے ایک شخص کو بھیجدیا ہے جو تم ہی میں سے آیا ہے۔ اس کے آنے کی غرض یہی ہے کہ تا وہ فساد مٹا دئے جاویں جو اسلام میں اور مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جنھوں نے انکو اس ذلیل حالت تک پہنچا دیا ہے۔

لیکن یاد رکھو اس کا آنا فضول ہو جاتا ہے اگر لوگ اس بات کو مضبوط نہ پکڑیں جو وہ لیکر آیا ہے۔ صرف اتنی بات پر خوش ہو جانا کہ ہم میں ایک رسول آیا ہے کافی نہیں غضب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا کیا وہ اسوقت زندہ نہ تھے یا موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اسرائیلیوں پر بعض عذاب آئے تو وہ ان کے ساتھ نہ تھے۔ اتنے پر خوش نہ ہو کہ ہمارے پاس خدا کا مرسل ہے جو شخص اس دھوکہ میں ہے قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جاوے خدا تعالیٰ کسی کی رعایت نہیں کرتا۔

یاد رکھو اسلام ایک موت ہے جبتک کوئی شخص نفسانی جذبات پر موت وارد کرکے نئی زندگی نہیں پاتا اور خدا ہی کے ساتھ بولتا۔ چلتا۔ پھرتا۔ سُنتا۔ دیکھتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہوتا۔

دیکھو! یہ چھوٹی سی بات نہیں اور معمولی امر نہیں کہ اس نے ایک شخص کو بھیجا اور تمھیں آنے والے عذاب سے ڈرایا یہ اس کا بڑا بھاری فضل اور رحمت کا نشان ہے اسکو حقیر مت سمجھو اس کی قدر کرو۔

مجھے اس شہادت کو ادا کرنا پڑتا ہے جو میرے ذمہ ہے سنو!

مجھے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہونگے زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہونگی اس لئے میں تمہیں اس سے پہلے کہ خدا کا عذاب نازل ہو تمہیں اور ہر سننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا امیدوار ہو سکتا ہے لیکن جب عذاب نازل ہو گیا پھر توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔

اس وقت جو امن کی حالت ہے توبہ کرو۔ اور اصلاح کے لئے قدم بڑھاؤ۔ میری باتوں کو اس طرح مت سنو جس طرح پر لڑکے کہانیاں سنا کرتے ہیں سمجھو اور تبدیلیاں کرو۔

جب مصیبت آگئی پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دعا کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عذاب تو آچکا۔ ہاں اب وقت ہے۔ تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اسکا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔

انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا اس کی تعلیم اس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

روزہ کے متعلق

پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اسکے حالات کیا بیان کرے۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اسکا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

حج

ایسا ہی حج بھی ہے حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے

اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے سمجھنا چاہیئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اسکے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پروا ہو نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو طیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے جب تک اسکا طواف* نہ ہو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔ اس کے طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہیئے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں اسی طرح اسکا طواف کرنے والوں کو چاہیئے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہیئے۔ اور کوئی غرض باقی نہیں۔

زکوٰۃ

اسی طرح پر زکوٰۃ ہے بہت سے لوگ زکوٰۃ دیدیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکوٰۃ ہے اگر کتے کو ذبح کر دیا جاوے یا سؤر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائیگا۔ زکوٰۃ تزکیہ سے نکلی ہے مال کو پاک کرو اور پھر اس میں سے زکوٰۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے اسکا صدق قائم ہے لیکن جو حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اسکے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے اس قسم کی غلطیوں سے دست بردار ہونا چاہیئے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہیئے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے یقیناً سمجھو کہ فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھہراؤ اور اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

یعنے تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جسکو تم عزیز رکھتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ۔ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد اور بیویوں کو بلکہ ہر ایک ان میں سے اس بات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ ہم صاف بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟ جب ذرا سا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ تمہارا اسوہ حسنہ وہی ہو جو صحابہ کا تھا

* فٹ نوٹ: اس نکتہ کو لکھتے ہوئے میرے دل میں یہ بات گذری کہ اس نکتہ معرفت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت۔ یہ طواف جو حضرت حجۃ الاسلام نے فرمایا ایک ظہر ہے اور اس کا بطن وہ ہے جو آپ نے فرمایا کہ جب تک اس کا طواف نہ ہو کچھ چیز نہیں۔ (ایڈیٹر)

میرا کہنا تو صرف کہہ دینا ہے توفیق کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لیکر بازار میں جاوے تو وہ فوراً پکڑا جاویگا اور آخر اُسے جیل میں جاکر اپنی جعلسازی کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ پس اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے حضور دھوکا نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے مگر وہاں نہیں ہو سکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اسکا ہو جاوے۔ ایسے چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ننگا ہو جاوے یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں اس امر سے منع کرتا ہوں کہ تم تجارت نہ کرو۔ یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے روکتا ہوں۔ ہرگز نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے

دل بہ یار دست بکار

تمہارا اسوہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع و شرا انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالیٰ سے ایک لحظہ کے لئے جدا نہیں ہوتے۔ اس لئے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہونے چاہئیں جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ بیٹھے دیکھتے ہیں جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی امر پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلا ہے۔ جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں اس امر سے نجات وابستہ نہیں ہے کبھی یہ سوال نہیں ہوگا تجھے کتنے خواب آئے تھے؟ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنھوں نے چوری میں سزا پائی اور جب سزا پا کر آئے اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ چوری کرنے گئے تھے خواب میں معلوم ہو گیا تھا کہ ایسا ہوگا۔ بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں انہیں بھی بعض خواب آسکتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک چوہڑی تھی اس کو بھی خواب آجاتے تھے۔

پس تم اس ابتلا میں مت پھنسو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ۔ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے موافق میں نے اپنے اعمال کو بنا لیا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات ہے تو خواہ اسکو ہزاروں خواب آئیں بیہودہ اور بے فائدہ ہیں۔ قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا۔ خیانت۔ شرارت باقی نہ ہو وہ خالصتہً للہ ہوں۔ پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اسکے ثمرات خود بخود حاصل ہونگے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا برا طریق ہے نہیں نہیں اصل مطلب یہ ہے کہ بدپرہیزی بُری ہے۔ بیمار کا فرض یہ ہے کہ وہ اول علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلیٰ کی سیر کے دو چار ورق سُنا دو۔ اسی طرح کشوف اور رؤیا روحانی سیر ہیں جب روحانی بیماریوں کا علاج ہو جاویگا۔ اور روحانی صحت درست ہو گی اُس وقت سیر بھی مفید ہو گی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا اور اسی کو ہی سناتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکو سُناتا ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے باوجودیکہ دو کان ہوتے ہیں مگر وہ حرص و ہوا حسد غصہ و کینہ وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سُنتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی بات کیونکر سُن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں نہ کسی کی سُنتے ہیں اور نہ کسی کو سناتے ہیں انھیں ہی خدا بھی اپنی سُناتا ہے اور انکی سُنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے پس اس قوم میں داخل ہونا چاہیئے ہو ان کے نقش قدم پر چلو۔ جبتک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے جب مدت مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے ایک اسکے مقابل میں حمل کاذب ہوتا ہے بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجا کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کے علامات ظاہر ہوتے ہیں لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جبتک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخ کنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا مگر دیکھو کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے؟

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خزاں کے وقت آتا ہے اور بہار ہو جاتی ہے وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہیں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں ان کی مثال ایسی ہے جیسے بازار میں بیٹھے ہوں۔ مگر جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے حی و قیوم خدا اسکے ساتھ ہے وہ خود زندہ ہے اسے زندہ کریگا۔ وہ اپنے وعدوں کو جو اس سے کئے ہیں سچا کر دکھائیگا۔

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا یہ بھی ایک نشان ہے اور خدا ہی سے چاہو کہ وہ تمہیں توفیق دے کیونکہ خلقکم وما تعملون قوی بھی اسنے ہی پیدا کئے ہیں۔

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں بعض لوگ تھک جاتے ہیں میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنث سمجھتا ہوں۔ تھکنا نہیں چاہیئے۔

گر نہ باشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر تیس چالیس برس بھی گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔ جب تضرع سے دعا کرتا ہے اور معصیت میں مبتلا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے اور وہ

بچایا جاتا ہے کیونکہ

ان اللہ یحب التوابین

یاد رکھو جو شخص مرا ہے اور ہلاک ہوا ہے وہ جھکنے سے مرا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا موت ہے ہر شخص جو خدا سے مانگتا ہے ضرور پاتا ہے مگر وہ آپ ہی بدظنی کرتا ہے تب حاصل نہیں ہوتا۔ (اسکے بعد آپ نے دیر تک جماعت کیلئے دعا کی) ایڈیٹر

سنو! سننے والو ہے سننے کی بات

عید ضحیٰ آگئی اور بالکل قریب آپہنچی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال ... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے میں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہو جایا کرے تو مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہوسکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی۔ اب آپ غور کریں اور بیدار ہو کر پوری مستعدی سے کام کریں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش اپنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کرکے ان کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں۔ اس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہوسکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گی خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کے لئے ہمت۔ آمین!

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مینے شیخ محمد چٹو صاحب کی تحریر کو باصلہا شایع کر دیا ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ اسپر رائے زنی کروں۔ یہ تو ممکن نہیں کہ شیخ صاحب صافدلی سے اپنی غلطی کا اقرار کرلیں اسلئے کہ جو انداز بیان انھوں نے اختیار کیا ہے وہ سراسر متانت اور ثقاہت کے خلاف ہے اور اس لئے وہ لوگ جو اُن کے ذریعہ اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں میری تحریروں پر نوٹس نہ لینے دیں۔ پس شیخ صاحب کا فرض ہوگا کہ جس طرح پر میں نے پوری دیانت کے ساتھ اُن کی ساری تحریر کو شایع کر دیا ہے وہ میرے اس مضمون کو شایع کرکے اپنی ناظرین کو فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دیں۔ میں پہلے اُن کے بیان پر جرح کروں گا اور پھر صحیح واقعات پیش کروں گا۔ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں۔

قولہ میں ان کی ہمراہ بمعیت حکیم مولوی محمد یوسف صاحب سیاح و احمد دین صاحب جلد ساز ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی رات کو وہاں پہنچے اور مرزا صاحب کی امت روزہ خور اور مرزا صاحب کو شیخ رو پان کھائے ہوئے اندر سے آتے دیکھا لوگوں نے مجھ کو سب سے آگے کر دیا مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔

اقول۔ یہ فقرہ اپنے حسن بیان کے لحاظ سے جس داد کے قابل ہے وہ ناظرین ضرور دیں۔ یہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ شیخ صاحب کی زبان بوجہ ان کے لکھے پڑھے نہ ہونے کے دوسروں کے مُنہ میں کام کیا کرتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے ایڈیٹر صاحب نے قطع نظر اسکے کہ اس سے شیخ صاحب پر کیا اثر پڑے گا جو جی میں آیا لکھدیا۔

معزز **ناظرین!** یہ فقرہ ہی شیخ صاحب کے دروغ بے فروغ کی صحیح دلیل ہے۔ اس لئے کہ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ شیخ صاحب رات ہی کو قادیان آئے اور رات ہی کو مرزا صاحب قبلہ کی زیارت بھی ہوگئی اور رات ہی کو آپ نے فرمایا چلو سیر کریں اور رات ہی کو شیخ صاحب نے مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور اور آپ کو پان کھاتے دیکھا! جسپر شیخ صاحب کو اعتراض ہے۔

میں نیکدل اور انصاف پسند پبلک سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ اس حیثیت سے صحیح ہوسکتا ہے؟ رات کو روزہ رکھنا اگر کسی ملت میں درست ہو تو ہو ورنہ اسلام میں تو اس کا کوئی اثر نہیں ملتا

یقین دلاتا ہوں اور واقعات اسکے موید ہیں کہ رات ہی شیخ صاحب کو کوئی ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے کہ بٹالہ میں رات کی گاڑی دس بجے کے قریب پہنچتی ہے اور وہاں سے چلا ہوا مسافر ایک بجے رات کے قریب قادیان پہنچتا ہے اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ شیخ صاحب کے بیان میں کہاں تک **صداقت** ہے؟ اور اگر یہ عذر ہو کہ وہ صحیح طور پر اس کو ادا نہیں کر سکے غلط ہو گیا ہے تو پھر جو شخص باوجود اپنی زبان کو دوسروں کے قبضہ میں دینے کے اور اپنے خیالات اور دماغ کو دوسروں کے حوالہ کرنے کے ایک امر واقعہ کے اظہار میں ایسی فاش غلطی کھاتا ہے اس سے واقعات کے صحیح بیان کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

قولہ ۔ مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔ میں نے عذر کیا کہ میں **ضعیف عمر اور روزہ دار** ہوں آپ نے فوراً ایک حدیث پڑھی اور کہا کہ آپ کو روزہ رکھنے کا کس نے حکم دیا۔ میں نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں آپ نے ہنس کر کہا میں بھی روزہ سے نہیں ہوں بلکہ جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ بھی روزہ دار نہیں ہیں۔

اقول ۔ اس جگہ تو شیخ صاحب نے اول سے لیکر آخیر تک صریح جھوٹ بولا اور اس کے ساتھ ہی اپنی **قرآن دانی** اور اس کو ہی اپنا دستور العمل بنانے کے اصول کی حقیقت بھی کھولدی۔ ان فقروں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ قادیان میں **کوئی بھی روزہ دار نہ تھا** کیونکہ پہلے فقرہ میں وہ **مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور** کہہ چکے ہیں جسکے معنے یہ ہیں کہ آپ کے کل مریدین جو اس وقت قادیان موجود تھے روزہ سے نہ تھے۔ اور اس فقرہ میں نہ صرف جھوٹ بولا بلکہ خود حضرت **اقدس** علیہ السلام پر بیجا اتہام بھی لگایا کہ گویا آپ نے فرمایا کہ " جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ **بھی** روزہ دار نہیں ہیں " اس فقرہ کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ گویا کوئی بھی روزہ دار نہیں۔ ان معنوں کی تائید اس فقرہ کا لفظ **علاوہ** اور **بھی** کر رہے ہیں۔ اور یہ ایسا جھوٹ ہے جس پر مجھے شیخ صاحب کے مذاق پر **لعنۃ اللہ علے الکاذبین** کہنا پڑتا ہے۔

شیخ صاحب اپنی نسبت سیر میں نہ جانے کی وجہ خود ظاہر کرتے ہیں کہ

میں ضعیف عمر اور روزہ دار ہوں

ناظرین اس مقام پر خصوصیت سے غور کریں یہ جاہل مجتہد جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سنت صحیحہ کو ترک کرتا ہے خود اپنے قول سے ملزم ٹھیرتا ہے۔ جو شخص معمولی سیر اور چہل قدمی میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اپنی ضعیفی کا مقر ہے کیا وہ بتا سکتا ہے کہ **قرآن مجید** میں ایسے **پیر فرتوت** کے لئے روزہ رکھنے کا کہاں حکم ہے؟ چونکہ شیخ صاحب اور اُن کے پیر و مرشد چکڑالوی کے نزدیک سنت **صحیحہ** اور **احادیث** معاذ اللہ لغو چیزیں ہیں اور اسلام کے ساتھ ان کا گویا تعلق نہیں اور صرف قرآن مجید ہی سے ہر بات کو تکلف اور خود رائی سے نکالنا وہ اپنی خوبی سمجھتے ہیں اس لئے اس سوال کا جواب دینا ان کا فرض ہونا چاہیے۔ اور جبکہ خود شیخ صاحب **ضعیف** ہیں اور پھر وہ **مسافر** بھی تھے تو ساتھ ہی قرآن مجید کی آیت سے یہ ثابت کرنا بھی اُن کا فرض ہو گا کہ فلاں مسافر روزہ رکھ لیا کرے اور فلاں نہ رکھا کرے کیا خدا تعالیٰ علیم و حکیم ہو کر جانتا نہ تھا کہ ایک زمانہ میں ریل جاری ہو گی پھر اس آیت

فمن کان منکم مریضًا او علٰے سفرٍ فعدۃ من ایام اخر

میں کیوں **مرض** اور **سفر** کی تصریح نہ فرمائی؟ اور ایسا ہی شیخ صاحب کو اپنی رائے سے حاشیہ چڑھانے کا حق کہاں سے پیدا ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل (سنت) اور آپ کے ارشاد عالی (حدیث صحیح) کو تو آپ مانتے نہیں پھر خدا کے لئے انصاف کر کے کہو کہ اپنی رائے اور مرضی سے تفسیر کرنے کی کیوں سعی کی؟ یہاں تو صرف **مرض** اور **سفر** کی قید بیان کی ہے کوئی استثنےٰ یہاں موجود نہیں پھر انھوں نے باوجود اپنے ضعف کے اقرار کے اور ایسا ضعف کہ چند قدم چلنا بھی دو بھر اور دشوار ہو گیا روزہ رکھنے کی مشقت کیوں گوارا کی۔

یہ تو خوب قرآن فہمی اور عمل بالقرآن ہے کہ وہ کچھ حکم دیتا ہے اور شیخ صاحب خود کچھ کرتے ہیں اور اس دیدہ دلیری پر دوسروں پر اعتراض!

پھر شیخ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے فوراً ایک **حدیث** پڑھی۔ جسکے جواب میں شیخ صاحب نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں اس لئے گویا روزہ رکھ لیا ہے۔ اس واقعہ کے **محض جھوٹ** ہونے کی دلیل خود شیخ صاحب کا یہی فقرہ ہے اس لئے کہ حدیث سے یہ لوگ ایسے بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان۔ پھر اس مقام پر یہ جواب تو نہیں ہو سکتا تھا کہ حالت اضطرار کوئی نہیں بلکہ **صاف کہا جاتا کہ ہم حدیث کو نہیں مانتے قرآن پیش کرو**۔

چونکہ شیخ صاحب خود مقر ہیں کہ انھوں نے ایسا نہیں کہا اس لئے نتیجہ صاف ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہی نہیں اور **میں نے** چونکہ کل کارروائی کو قلمبند کیا ہے اور شیخ صاحب نے نہیں کیا اور ان کے حافظہ اور انداز بیان کی غلطی پہلے بھی ظاہر کر چکا ہوں اس لئے میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ صاف طور پر کہدوں کہ یہ سراسر خود تراشیدہ واقعہ ہے۔ نہ حضرت نے کوئی حدیث پیش کی اور نہ یہ جواب دیا یہ سچ ہے کہ (روزہ) کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام نے ضمناً ذکر فرمایا۔ اور اس وقت قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت ہی سے استشہاد فرمایا یہ بھی سچ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کی تائید احادیث صحیحہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہوتی ہے اور اکابران امت نے اسپر متواتر عمل فرمایا ہے۔ لیکن اس موقعہ ملاقات کی کیفیت جو چکڑالوی کے خلیفہ اول نے لکھی ہے وہ خود تراشیدہ ہے۔

اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی راستبازی اور دیانتداری اور ثقاہت اور متانت کا کمال دکھایا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں۔

قولہ ۔ یہ کہکر سیر کو روانہ ہو گئے اب جو **دیکھا** تو مرزا صاحب **ڈاک کے انجن سے** بھی شاید تیز رفتار تھے کہ انکی امت پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی جا رہی تھی بلکہ اکثر ہمراہی تک نہ کر سکے جو آن کی بیماری کا پورا پورا ثبوت تھا۔

اقول ۔ ناظرین اوپر پڑھ آئے ہیں کہ شیخ صاحب نے اپنے **ضعیف العمر** ہونے کی وجہ سے سیر کو جانے سے انکار کیا ہے۔ اور فی الحقیقت وہ ساتھ نہیں گئے۔ اب سیر کے واقعہ کو بیان کرنا باوجودیکہ اسے دیکھا نہیں آپ خود

سمجھ لیں کہ یہ چکڑالوی راستبازی کا کمال ہے یا نہیں؟ اور وہ پیر فرتوت جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہو۔ اس کے لئے کہانتک مناسب ہے کہ وہ ایسی جرأت کرے کہ ایک واقعہ کو بیان کرے جسکو دیکھا ہی نہیں اور بیان بھی بطور گواہ رویت کرے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں **اب جو دیکھا**

کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ کیوں صاحب قرآن مجید میں آیا ہے لعنۃ اللہ علے الکاذبین پھر آپ یہ دیدہ دانستہ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔

شیخ صاحب خدا کے لئے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتائیے کہ کیا آپ نے حضرت اقدس کو **ڈاک کے انجن سے تیز رفتار جاتے دیکھا؟** ڈاک کے انجن کی رفتار ۶۰ میل فی گھنٹہ ہے اور یہ آپ کے بیان کے موافق ضرور ۷۰ میل فی گھنٹہ ہونی چاہئیے۔ اب بتائیے کہ حضرت اقدس قادیان سے کتنی دور سیر کر کے آتے اور کس قدر عرصہ میں کر کے آے؟ اگر یہ بیان بطور مبالغہ کے ہے تو آپ اب خود اپنے لئے کوئی نام تجویز کریں کہ ایسا مبالغہ جو کہ صریح **جھوٹ** ہو اور آپ جیسے بڈھے کی شان ثقاہت سے بعید۔ میں اس امر کو بطور **فخر** اور **نشان** کے ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے **دم قدم** میں خاص **برکت** اور **حکمت** رکھی ہے دست و پا بریدہ باشکستہ ہونا چکڑالوی اور اس کے خلیفہ اوّل شیخ محمد چٹو کو **مبارک** ہو۔ خدا کے مامور و مرسل کو بطور فضل یہ رحمت کا نشان دیا گیا ہے۔

ترکت الرحمہ علی ثلث۔ الاولین وعلی الاخرین

ہمارے **امام** کا تیز رفتار ہونا آپ کے قویٰ کی سلامتی اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کا بیّن ثبوت ہے مگر

حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم بیدار نیست

یہ تو اعتراض کا مقام نہ تھا۔ اس نشان کے اظہار کے بعد میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس کی سیر کی غرض کیا ہے؟ یہ سیر کسی فارغ البال اور بے فکر انسان کی سیر نہیں بلکہ ہر وقت **اُمت احمدیہ** کی حالت پر متفکر رہنے والے انسان کا ایک حیثہ ہدایت ہے سیر کے لئے آپ کیوں نکلتے ہیں؟ اسکے دو بڑے اغراض ہیں ایک تو یہ کہ آپ کو دوران سر اور **دل** کی بیماری کی شکایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق ضروری تھی۔ اس کے لئے چلنا پھرنا مفید۔ اس غرض سے آپ نکلتے ہیں یہانتک کہ ناظرین یہ سُنکر حیران ہونگے کہ آپ گھر میں جب کوئی تصنیف کرتے ہیں تو وہ بھی پھر کر اور ٹہل کر لکھتے ہیں ٹہل کر پڑھ تو ہر کوئی سکتا ہے مگر لکھنے کا عادی خدا کا **جری** ہے اور دوسری غرض سیر کی یہ ہے کہ جو احباب باہر سے آئے ہوں اُن کو ملاقات کا موقع کامل مل جاوے اور آپ کو تبلیغ اور ہدایت خلق کے لئے ایک وقت میسّر آوے۔ چنانچہ آپ کی سیر کے حالات علی العموم شایع ہو جاتے ہیں اور ناظرین خوب جانتے ہیں کہ اس وقت کیا تذکرے ہوتے ہیں۔ پس آپ کی یہ سیر نہایت **مفید** اور **مبارک** ہوتی ہے۔

شیخ صاحب کے اس اعتراض کا جواب ختم کرتے ہوئے میں ایک آیت سُنانی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا

اس آیت پر اگر شیخ صاحب عمل کر لیتے تو انھیں ایسا فضول اور سراسر جھوٹ مبالغہ کرنا یہ تا جوان مرگ کے لئے اس طرح پر شرمندگی اور رسوائی کا موجب ہوتا۔ اس آیت میں علم کے تین مرکز۔ سمع۔ بصر اور فؤاد کو قابل سوال قرار دیکر بتایا ہے کہ کس قدر احتیاط مومن کو کرنی چاہئیے مگر شیخ صاحب شاید اپنے آپ کو

لکی لا یعلم بعد علم شیئا

کے ماتحت معذور سمجھتے ہوں اور اگر یہ بات ہے تو پھر ان واقعات پر قلم اُٹھانے کی کیوں جرأت کی؟ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ان کے **سیلح** کا مناظرہ اور مباہلہ درج کر دیا جاویگا جس سے پوری حقیقت الم نشرح ہو جائے گی۔

ایڈیٹر

ضروری اطلاع

بارہا اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے کہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا یا دستی لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کر دیا کریں۔ لیکن اس طرف تا حال پوری توجہ نہیں کی۔ جس سے بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ چنانچہ آج ایک خط لاہور سے پہنچا ہے۔ اسپر کوئی نمبر خریداری نہیں ہے۔ ہر چند تلاش کیا گیا ہے لیکن کوئی پتہ اس کا نہیں چلتا۔ پس آئندہ احتیاط کی جاوے۔ کہ خط و کتابت کرتے وقت خریدار ضرور نمبر خریداری لکھ دیا کریں۔

منیجر الحکم

ضروری اطلاع

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول کی قیمت ۸؍ ہونے کے باعث کم حیثیت والے لوگوں نے اس سے بہت ہی کم فایدہ اُٹھایا ہے۔ اس لئے اب ہر مضمون کا الگ الگ ٹریکٹ بنا دیا گیا ہے۔ جو ہر ایک ۲؍-۳؍-۴؍-۵؍-۶؍ پر مندرجہ ذیل پتہ سے ملسکتا ہے۔ مسئلہ نیوگ وید منتروں پر لال بجھکڑی اور تردید خدمات مادہ وغیرہ قابل دید ہیں۔

المشتھر

عبد العزیز المعروف جگدمبا پرشاد معرفت اخبار ستیہ اپدیش لاہور

ایک تعزیت کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - انا للہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ ولہ ما اعطے وکل شئے عندہ الے اجل مسمی - کیا معنے ہم بھی سارے اللہ تع کا ہی مال ہیں جیسے وہ بچہ جو مرگیا اللہ تع کا مال تھا اور ہم بھی سارے اُسی کی طرف چلے جاینگے جیسے وہ بچہ جو مرگیا اللہ تع کی طرف چلا گیا - جو چیز اللہ تع نے لے وہ بھی اُسی کا مال ہے اور جو چیز وہ دیدے وہ بھی اُسی کا مال ہے - اُس کے پاس ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے وقت مقررہ سے کچھ بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی - چونکہ آپ مالگذار اور مالگذار قوم سے ہیں اس لئے میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں آپ غور زراوین بعض کھیت نیم پخت - جیسے بھوٹے با بکی کی چھلیاں یا آم خام اچار مربہ کے لئے - اور بعض کو پکنے تک چھوڑ دیتے ہیں کیا یہ سارا کام عبث ہوتا ہے - ہرگز نہیں - بلکہ ہر ایک واقعہ کے لئے آپ کے دل میں کوئی وجہ اور حکمت ضرور ہوتی ہے - اسی طرح اللہ تع کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ حکیم ہے - جو مومن اللہ تع کے ہر ایک فعل کو حکمت پر مبنی سمجھکر صبر کرتے ہیں اللہ تع انکو اپنے انعامات میں بڑے بڑے انعامات دینے کا وعدہ فرماتا ہے جیسے ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون - اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔ ہم تمکو لے ہوئے انعام دینا چاہتے ہیں (جب تمہارا صبر ظاہر ہو جاوے) کچھ تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ - اور ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے انا للہ وانا الیہ راجعون ان کے دل اور زبان سے نکلتا ہے کہ انپر اللہ تع کی طرف سے ترقی درجات ورحمت نازل ہوتی ہے اور آیندہ ایمانی ترقی اور کامیابیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے بطور نمونہ دیکھو کہ صفا اور مروہ بھی اللہ تع کے اُن انعامات میں سے ہیں جن کا وہ صابرین کو وعدہ دیتا ہے ایک نشان ہے جو حضرت ہاجرہ کے صبر کا نتیجہ ہے - پھر فرمایا ان اللہ مع الصابرین یعنی اللہ تع مومن صابر کے ساتھ ہوتا ہے - اگر ایک شہنشاہ کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ اپنے آپ کو تمام ملک کے لوگوں سے زیادہ کامیاب سمجھتا ہے مگر جب اللہ تع کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو اُس کی کامیابیوں کا بھی کوئی اندازہ کرسکتا ہے؟ غرض صبر کے متعلق آیات اس قدر ہیں کہ اس خط میں ان کی گنجایش نہیں - نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی مومن کا پیارا دنیا سے لے لوں اور وہ صبر کرے بہ نیت ثواب تو اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کوئی نہیں اور فرمایا جب اللہ تع کسی مومن کو کوئی خوبی پہنچانا چاہتا ہے اس کو کوئی مصیبت دیدیتا ہے اس کی مثال دنیوی طور پر یہ ہے کہ بعض امراض سوائے چیرنے پھاڑنے عضو کاٹنے داغ دینے یا کم سے کم کڑوی دوائی دینے کے اچھے نہیں ہو سکتے تو دانا ڈاکٹر اس مرض کی وہی تدبیر کرتا ہے - اسی طرح انسان کے بعض روحانی امراض کا علاج بھی اللہ تع کرتا ہے جو بڑا حکیم ہے - بعض وقت مصیبت کسی گناہ کے سزا سے آجاتی ہے - جیسے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر ۲۵/۵ یعنی جو کچھ تم کو مصیبت آتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا ہی نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک گناہ کی سزا نہیں دیا کرتا ہے - اور مومن صابر کے گناہ مصیبت آنے سے ایسے گر جاتے ہیں - جیسے موسم خزاں میں درختوں سے پتے - پھر وہ اللہ تع کے فضل سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے سونا گلانے کے بعد بھٹی سے نکلے - بعض وقت اللہ تع کے علم میں وہ بچہ بڑا بدکار ہونے والا ہوتا ہے تو اللہ تع جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اس بچہ پر رحم فرما کر اس کے ارتکاب معاصی سے پہلے ہی اسکو اس جہان سے رخصت کر دیتا ہے کہ وہ ارحم الراحمین ہے تاکہ وہ دایمی عذاب سے بچ جاوے بعض دفعہ علم الٰہی میں ہوتا ہے کہ اس بچہ کے سبب اس کے والدین کے ایمان کو نقصان پہنچیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے بچہ کو قبل ارتکاب جرائم وطغیان وفات دیدیتا ہے اور یہ اللہ تع کا نہایت رحم اُس کے والدین پر بھی ہوتا ہے جیسا خضر موسیٰ کے اعتراض پر ان کے ساتھی نے جواب دیا کہ میں نے بچہ کو اس لئے قتل کیا کہ اُس کے والدین مومن تھے سو ہم ڈرے کہ کہیں یہ اپنے والدین کو بھی سرکش اور کافر نہ بنادے اُس لئے انکے پروردگار نے ارادہ کیا کہ ان کو اس کے عوض کوئی اچھا بیٹا دیدے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مصیبت کے وقت دعا کرے اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا یا اللہ مجھے اس مصیبت کی تکلیف اور اس پر میرے صبر کا مجھے ثواب دے اور اس نقصان شدہ چیز کے عوض اس سے عمدہ بدلہ دے چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی کا بیٹا جب فوت ہوا تو وہ خود گھر میں نہ تھے جب آئے تو اب لڑکے کی ماں نے ان کے حال پرسی پر کہا کہ لڑکے کے سانس آرام میں ہیں - اور عمدہ کھانا کھلایا اور عمدہ بناؤ سنگار کیا جسپر انھوں نے اپنی بی بی سے جماع بھی کرلیا بعد فراغت بی بی نے خاوند کو کہا اگر کوئی اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھے عند الطلب وہ چیز دینی چاہیئے یا منع کرنا چاہیے تو انھوں نے کہا دیدینی چاہیئے اسپر بی بی نے کہا اپنے بیٹے کی موت پر صبر کر ابو طلحہ کو غصہ آیا کہ تو نے مجھے جنابت میں آ تو وہ کر کے خبر دی ہے اس جماع سے اُس کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا اور اس کے دس بیٹے ہوئے جو بڑے عالم متقی صالح تھے منجملہ ان کے ایک وہ ہیں جو حضرت امام مالک رح کے شیخ تھے - غرض مصائب کے آنے میں اللہ تعالیٰ کے بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں - مصائب میں انسان اللہ تع کی طرف زیادہ رجوع کرے اور دعا اور سچی استغفار بکثرت کرے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ استغفار صرف زبان سے استغفر اللہ کہنے کا نام نہیں بلکہ جیسے بچہ مجرم اپنے والد یا اوستاد کے آگے نہایت خائف اور اپنے کئے سے نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اسی طرح اپنے گناہوں کو یاد کر کے اس سے آئندہ کے لئے دست برداری کا پختہ ارادہ کر لے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے کوشش کرے۔ ہاں فرمانبرداری تو تب ہی ہو سکتی ہے کہ اول فرمان معلوم ہو لہذا اللہ تعالیٰ کے فرمان جو قرآن مجید میں ہیں اور ان کے تفاصیل احادیث میں ہیں پڑھنی چاہئیں کہ تم بہرہ علم ہو اور آدمی بیفرمانی سے بچ سکے۔ ورنہ جیسے ہیں آپ لوگوں کو برابر چھ ماہ تک ترغیب دیتا رہا مگر آپ لوگوں نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ پھر بیفرمان بچہ کو اگر باپ یا معلم کبھی تنبیہ و تادیب کے لئے مارے تو ان پر بھی کوئی ملامت ہرگز نہیں ہاں ہر ایک دانشمند اس بچہ کو ہی ملامت کریگا اسی لئے حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی غلطی کے سبب کوئی تکلیف تم کو پہنچی تو لا یلومن الا نفسہ یعنے اپنے آپ کو ہی ملامت کرے کہ اس کا اپنا ہی قصور ہے۔ بہر حال بڑا خطرناک زمانہ آگے آنے والا ہے جس کی نسبت حضرت امام علیہ السلام بارہا پیشگوئیاں کر چکے ہیں اب وقت ہے سنبھل جاؤ ورنہ اُس وقت پچھتانا کام نہ آویگا۔ (فضل دین حکیم از قادیان ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجنے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے۔ مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوٰۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہئے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے اسے خط و کتابت کر کے دریافت کرنا چاہئے۔

(۳) لنگر خانہ کا روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہئے۔ لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو۔ تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دینگے۔

(۴) میگزین کے متعلق کل خط و کتابت مینیجر یا نائب ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی انہی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں ان کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ تحریر کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً بہت توقف ہو جاتا ہے اور خط کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

المعلن۔ محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایڈوکیٹ بمبئی میں سے

بمبئی کے ایک عطار کی رائے

ایک بیمار کی شہادت بمبئی کے بہت سے باشندوں کو فائدہ پہنچا سکتی ہے کیونکہ قدرتاً ہموطنوں کی رائے توجہ خیز ہوتی ہے یہ تحریر جو کہ جے۔ ڈبلیو۔ راجرس صاحبان۔ عطاران بہایکھلہ بمبئی کی ہے پڑھی۔ وہ کہتے ہیں ہمیں یہ سند دیتے ہیں بہت خوشی حاصل ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے چند مریضوں میں ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردوں کی گولیوں (

کا استعمال کیا اور اُن سے نتیجہ واقعی عجیب اور عمدہ حاصل ہوا۔

ڈون کی پیٹھ کے درد اور گردہ کی گولیاں

گردہ اور مثانہ کی کسی قسم کی شکایت کی علامت معلوم ہونے پر کھانی چاہئے۔ دوسرا کوئی سلامت طریقہ نہیں ہے کیونکہ گردوں کی بیماری خطرناک ہے اور اس سے بے خبر نہ رہنا چاہئے ڈون کی گولیاں گردوں کو طاقت بخشتی ہیں اور خون میں سے فضلہ کو دفع کر کے اس کو پاک اور صاف رکھتی ہیں جبکہ گردے خراب اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اس ضروری کام کو وہ بخوبی نہیں کر سکتے اور اس وجہ سے پشت اور اعضا میں درد۔ درد سر۔ بیخوابی۔ چکرانا۔ نظر کا کمزور یا دھندلا ہونا وغیرہ شکایات جسم کو تکلیف دیتی ہیں اور اگر گردوں کو ضروری مدد جلد نہ پہنچائی جائے تو خطرناک بیماریاں مثلاً درد پشت جلندھر۔ وجع مفاصل یعنے جوڑوں میں درد ہونا۔ عرق النسا۔ پیشاب اور مثانہ کی شکایات ہونے کا خوف ہوتا ہے۔ اس وجہ سے گردوں کے خراب ہونے کی ذرا سی بھی علامت معلوم ہونے پر ڈون کی گولیاں لینی چاہئیں۔ اس اخبار میں ہم سلسلہ وار بمبئی کے طبیبوں اور باشندوں کی شہادتیں بمبئی کی خلایق کے لئے شایع کرتے ہیں اگر آپ اس کالم کو دیکھتے رہینگے تو ضرور کسی ملاقاتی کا نام پا سکینگے۔ یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے [illegible] براہ عنایت آپ ضرور ڈون کی گولیاں منگوائیے کہ جن کی مہربان راجرس صاحبان تعریف کرتے ہیں +

صاحب جگہ جگہ روپیہ ضایع کرکے مایوس خاطر ہو گئے ہوں انھیں قسم ہے خداوند کریم کی جبتک اسکی
آزمایش نہ کرلیں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں سے ہردلعزیز ثابت ہوچکا ہے

یاقوت مروارید مرجان لشب یا کستوری زعفران

عنبر وغیرہ کا مجرب مشہور ہر دلعزیز مرکب

مفرح عنبری

مفرح عنبری

مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) — تین ڈبیہ تیرہ روپیہ — ایک درجن ڈبیہ ۵۰

مفرح عنبری میں خداتعالے کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکی حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے اور نیز چھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں بحدلے کرم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا شہرہ وسیع پیمانے پر ہوچکا ہے اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرنے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر واجبی عرض کئے دیتا ہوں اسکو ختم کرتا ہوں ❊

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنی خاصہ یہ ہے کہ اس کی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی [illegible]

[illegible]

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ، خفقان، کثرت احتلام، کثرت پیشاب وغیرہ [illegible]

مفرح عنبری [illegible]

مفرح عنبری کی وہ جوہر ہے جو باغی سوزش [illegible]

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترنجبات وجواہرات کا مرکب ہے اس لئے تمام وبائی امراض بالخصوص ان دنوں جبکہ طاعون بعینہ پھیلا ہوا ہے یا انتشار ہو خدایکریم کی فرمانبرداری کیلئے اسکا استعمال ہر زن ومرد خورد وکلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کیطور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے

مفرح عنبری حکماء اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکی اظہار کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خود سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور کس موقع پر مفید ہوسکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو جنکا دو مہینے تین مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانیکا مرض ہو اور زیادہ خون نکلنے سے ردی حالت ہوگئی ہو یا کمی امراض کے باعث مارے درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انھیں بلا تردد وبلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ تعالے فایدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلا اسل دق ہوں یا جنکی دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا بلغم کیساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہوگیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے نفسانی مضمحل ہوگئے ہوں۔

مفرح عنبری وہ عجیب وغریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کا نور دماغی طاقت بحیرہ پیدا ہوتی ہے اعصابی طاقت کیمیں روز افزوں ترقی ہوکر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

عالیجناب خان بہادر [illegible]

عالیجناب خان بہادر [illegible] احمد خان صاحب [illegible]

عالیجناب [illegible]

عالیجناب نواب [illegible] خان صاحب [illegible]

اسی طرح سینکڑوں عالی مرتبہ اصحاب نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے

مشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

دفتر الحکم قادیان

جلد ۱۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۹ ذی الحجہ | نمبر ۳

تازہ الہامات ورؤیا

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء - اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا -

ترجمہ - بے شک اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اے اہل بیت تم میں سے ناپاکی کو دور کر دے - اور تمہیں پاک کرے اور مطہر بنائے -

اس وحی کے بعد میں کسی کو آواز بار بار اس طرح سے پکارتا ہوں کہ فتح فتح گویا اس کا نام فتح ہے -

سلسلہ کی ضرورتیں اور انکی پورا کرنے کی سبیل

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے سوا لاکھ روپیہ جمع کرو کے عنوان سے اس سال کے اخراجات پر قوم کو توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی میں نے اپنے محترم ہمعصر میگزین اور بدر کو بھی متوجہ کیا تھا کہ وہ ان ضروریات سے قوم کو آگاہ کریں میں نہایت خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ معزز ہمعصر میگزین نے نہایت خوبی کیساتھ ضروریات سلسلہ پر اپنے جنوری کے اشو میں بحث فرمائی ہے - اور آئندہ بھی وہ اُمید ہے اس سلسلہ کو بند نہ کرینگے - ایسا ہی مجھے اپنے صادق بھائی بدر سے متوقع ہونا چاہئے - میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس روپیہ کے پورا کرنے کے ذریعوں کو ظاہر کیا جاوے اور بوجہ تقریب عید کے صرف اسی کے اظہار کو کافی سمجھا گیا تھا - آج بھی میں اسی عید فنڈ کی طرف قوم کو توجہ دلانی چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے پہلے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے اور جسکی تائید گرامی قدر ایڈیٹر میگزین نے فرمائی ہے یہ امر واقعی ہے کہ اگر باضابطہ یہ چندہ وصول کیا جاوے تو مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات آمدنی سے پورے ہو سکتے ہیں ان اطلاعوں اور یاددہانیوں کو کافی نہ پا کر جو اخبارات اور رسالجات میں شائع ہوتی ہیں جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مطبوعہ کارڈوں کے ذریعہ بھی قوم کو جو متوجہ کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ سلسلہ کی ضروریات حقہ سے آگاہ قوم اور پھر ان ضروریات کیلئے محض خدا کیلئے سعی کرنے والی حق شناس قوم اپنے محترم اور واجب التکریم خادم فی الحقیقت مخدوم سکرٹری صدر انجمن کی اس توقع کو جو وہ اپنی قوم کی نسبت کرتا ہے نتیجہ خیز ثابت کر کے دکھلائے گی اور پچیس تیس ہزار روپیہ ضرور جمع کر دیگی اگر چاہتے ہو کہ کام کرنیوالے افراد آپ کی دی ہوئی خدمات کو اطمینان سے کر سکیں اور اپنے فرض کو جو آنکے سپرد تم قرار دیتے ہو ادا کر سکیں تو یہ تمہارا فرض ہے کہ اس فرض کو تم ادا کرو جو وہ تمہارے ذمہ مقرر کریں - پس اس وقت ضرور ہے کہ عید کی تقریب پر ہر احمدی اپنی ہمت و استعداد کے موافق عید فنڈ میں شریک ہو اور ایسا ہی وہ احباب جو خدا کے فضل سے قربانی کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں - قربانی کی کھالیں فروخت کر کے وہ روپیہ ان مساکین کی ہمدردی اور اعانت کیلئے بھیجیں جو ان کے قومی مدرسہ میں پرورش پا رہے ہیں -

بار بار کی یاد دہانیاں ہر چند ناگوار معلوم ہوتی ہیں اور نظر غیر بر قومی اعتبار پر شاید حرف زن ہوں مگر نہیں تکرار بھی اپنے رنگ میں ایک سنت اللہ ہے اور وہ ہمارے احباب کو بھی قند مکرر کا مزا دیگا بالآخر اس سعید تقریب پر اپنے مدرسہ اور اپنے قومی بیکسوں کو مت بھول جائیے یہ نمبر غالباً عید کے دن ہمارے دوستوں کو پہنچیگا اس لئے عید کی مبارکباد دیتا ہوا پھر یاد دلاتا ہوں کہ قومی مدرسہ کی ضروریات اور قومی بیکس بچوں کو مدنظر رکھو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کے منشاء کے ماتحت ہو رہا ہے ہو کر رہیگا مگر مبارک ہونگے وہ جو آج اس میں شریک ہونگے یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے کاروبار میں برکت دیگا -

ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اس ہفتہ علی العموم اچھی رہی اگرچہ بعض اوقات نصیب اعداء طبیعت ناساز بھی مگر آپکا دائمی اصول ہے کہ جب ذرا طبیعت بحال ہوتی ہے آپ پھر اپنے منصبی ... مصروف ہو جاتے ہیں

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک پرانا الہام جو چوتھائی صدی پیشتر کا ہے سنایا - قادیان کے بعض آریوں کے گواہان نشانات ہونے کا ذکر تھا فرمایا کہ تُدْعٰی عَلٰی اَثَرِہِمَا وَ عَصَبْ لَہُ اٰیَتَہُ تَاتِیْ طَالِعَۃً ...

حضرت اقدس کی دوسری تقریر

جو ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء کو حضور نے جامع مسجد میں بعد نماز ظہر و عصر (جو جمع ہوئی) کھڑے ہو کر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر

میں نے جو کچھ کل بیان کیا تھا اس میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب اور ضروری سمجھا کہ اس حصہ کو بیان کر دوں تاکہ وہ بیان مکمل ہو جاوے۔

ہمارے اور اوائل اسلام کے مصائب

سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ جس طور سے قائم کیا ہے اسے قائم ہوتے ہی مصائب اور مشکلات پیدا ہو گئے۔ اندرونی اور بیرونی طور پر طرح طرح کے دُکھ اس کو دئے گئے۔ مگر بیرونی طور پر جو دکھ دیا گیا ہے اس پر افسوس نہیں اس لئے کہ وہ دکھ صرف **زبان** کا دُکھ ہے اور اس دُکھ کے مقابلہ میں یہ کچھ چیز نہیں جو ابتدائے اسلام اور غربت اسلام کے وقت ان لوگوں کو اُٹھانا پڑا جو اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ دُکھ اس قسم کے تھے کہ ان کو بیان کرتے ہوئے بھی دل کانپ جاتا ہے کہ وہ کیسے سنگدل انسان تھے کہ انھوں نے صرف مسلمان ہونے پر ان کو طرح طرح کے مشکلات اور مصائب میں ڈالا۔ اور بہتوں کو بیدردی سے ایذائیں دیں اور قتل کروا ڈالا لیکن اس زمانہ میں جو **آزادی** کا زمانہ ہے اس قسم کی کوئی تکلیف نہیں دے سکتے صرف زبان سے دُکھ دیتے ہیں اور یہ کچھ چیز نہیں۔

گورنمنٹ کی شکرگذاری

ہم پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے اور ہم اس کا **شکر** نہیں کر سکتے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ایسی **گورنمنٹ** کے ماتحت کر دیا جس کی وجہ سے ہمارے مخالف ہمارے خلاف اپنے جوش مخالفت میں کامیاب نہیں ہو سکتے یہ اسی گورنمنٹ کی **آزادی** اور **انصاف** پسندی کا ہی سبب ہے کہ وہ جوش ہمارے مخالف ظاہر نہیں کر سکتے جو انھیں ہمارے لئے ہونا چاہیئے۔ وہ دانت پیستے ہیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو ہمیں نیست و نابود کر کے ہی خوش ہوتے مگر انھیں کوئی قابو نہیں ملتا۔

میں اس امر پر غور کر کے اور پچھلے دُکھوں کو جو ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو پہنچے یاد کر کے خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں جس نے محض اپنے ہی فضل و کرم سے ہمیں ایسی **نیک خیال گورنمنٹ عطا کی**۔ وہ کیا رحیم و کریم خدا ہے جب اس نے چاہا کہ ضعف اسلام کے وقت یہ **سلسلہ** قائم کرے خود ہی اُس نے انتظام کر دیا کہ ایسی **گورنمنٹ** کو بھیج دیا جو

امن پسند ہے

میں یہ بات **ریاکاری** سے نہیں کہتا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ **ریاکار اور خوشامدی منافق** ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم **نفاق** کو دور کرنے آئے ہیں۔ اور واقعات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ اس **گورنمنٹ** کی تعریف کریں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے **شکرگزار** ہوں۔ ہم اپنے ہی حالات زندگی کو دیکھتے ہیں کہ اس وقت کس **امن** اور **آزادی** کے ساتھ اس سلسلہ کی **اشاعت** کر رہے ہیں ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ سے ہم اس اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور پوری **آزادی** اور **امن** سے اسے کر رہے ہیں۔ خود **گورنمنٹ** کے مُلکوں (بلاد یورپ) میں ۱۶ ہزار اشتہار دعوت اسلام کا میں نے جاری کیا اور وہ اشتہارات معمولی آدمیوں میں تقسیم نہیں کئے گئے بلکہ معززین کو بھیجے گئے (جن میں شاہی خاندان کے ممبر اور گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدہ دار اور اراکین شامل تھے) یہاں تک کہ **ملکہ معظمہ** کو بھی ایک کتاب دعوت اسلام کی بھیجی گئی اور انھوں نے ایسی محبت اور قدر سے اُسے دیکھا کہ بذریعہ تار ایک اور نسخہ اس کا منگوایا یہ عجیب بات ہے یہ کیا خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل و احسان ہے کہ اُس نے ایسی جگہ ہمیں بھیجا جہاں ہر طرح پوری آزادی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کر سکتے ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم اس کی نظیر دوسری جگہ نہیں پا سکتے۔

لوگ اس پر تعجب کریں گے یا خام خیالی اور ظاہر پرستی کی وجہ سے میری ان باتوں کو **خوشامد** پر قیاس کریں گے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ **مکہ معظمہ** میں جاری ہوتا تو ہر روز دو چار خون ہوتے۔ ایسا ہی مدینہ یا روم میں ہوتا تو کوئی سزا پاتا کوئی دُکھ پاتا۔ غرض کسی نہ کسی مصیبت کا سامنا رہتا۔

ایسا ہی کابل میں ہوتا تو قسم قسم کے حملے ہوتے۔ اور تجربہ نے ثابت بھی کر دیا ہے سب کو معلوم ہے کہ ہمارے دو عزیز دوست **کابل** میں شہید ہو چکے ہیں انھوں نے وہاں کوئی بغاوت نہیں کی خون نہیں کیا اور کوئی سنگین جرم نہیں کیا صرف یہ کہا کہ **جہاد حرام ہے** میں سچ کہتا ہوں کہ انھوں نے اس سے زیادہ ہرگز نہیں کہا جو میں یہاں **گورنمنٹ** کو عیسائی مذہب کی بابت سُنا چکا ہوں۔ وہ نہایت نیک۔ راستباز اور خاموش تھے۔ مولوی عبد اللطیف صاحب تو بہت ہی کم گو تھے مگر کسی خود غرض نے جا کر امیر کابل کو کہہ دیا اور انھیں اُنکے خلاف بھڑکایا کہ یہ شخص جہاد کا مخالف ہے اور آپ کے عقاید کا مخالف ہے اس پر وہ ایسی بے رحمی سے قتل ہوئے کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس امر پر غور کر کے کہ وہ کیا گناہ تھا جس کے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے بے اختیار ہر شخص کو کہنا پڑے گا کہ یہ سخت ظلم ہے جو آسمان کے نیچے ہوا ہے اب اس کے مقابلہ میں ہماری تیس سالہ کارروائی کو دیکھو۔ بار بار پادریوں اور عیسائیوں کے مذہب پر حملہ ہوا ہے اور اُنھیں بتایا گیا ہے کہ تم سخت غلطی پر ہو تمہاری تثلیث غلط ہے **کفارہ باطل** ہے مگر کبھی ان مسایل کی غلطیوں کے ظاہر کرنے پر اور یہ بیان کرنے پر کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور یہی نجات کا ذریعہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی افضل الرسل ہیں اور آپ ہی کی کامل اتباع ہی سے نجات ملتی ہے کوئی وارنٹ گرفتاری کا **گورنمنٹ** کی طرف سے جاری نہیں ہوا اور نہیں پوچھا گیا کہ تم اپنے مذہب کی **اشاعت** کیوں کرتے ہو؟ پھر بتاؤ کہ ہم اگر اس کی اس **آزادی** اور **امن** کے لئے اس کی تعریف کریں اور اس کے لئے **شکرگذاری** کا جوش ظاہر کریں تو یہ خوشامد ہو سکتی ہے؟ یہ تو امر واقعہ کا اظہار ہے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ **خدا تعالیٰ کے حضور سخت گنہگار ہے** میں نے خوب غور کیا ہے اور تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ اس قوم کی فطرت میں ہے کہ باوجودیکہ ہم نے عیسائی مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کو سخت سے سخت طریق سے ظاہر کیا ہے مگر اس نے یہ سمجھ کر جو آزادی اُس نے عیسائیوں کو دی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کا رد کریں اور اپنے دین کی اشاعت کریں اس کے عیسائی ہونے کی وجہ سے ویسے ہی **حقدار** ہیں اور ان کے فطرتی انصاف نے اس مساوات کو توڑنے کا ارادہ نہیں کیا۔ ہر ایک کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے پوری **آزادی** دی ہے۔ بلکہ اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ جب ایک جنٹلمین پادری نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تو **گورنمنٹ** نے اپنے **انصاف** کا کامل نمونہ دکھایا۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی **کینہ** ہوتا تو یہ عمدہ موقع تھا کہ ہمیں دُکھ دیا جاتا لیکن میں دیکھتا تھا کہ کوئی **رعایت** اس جنٹلمین پادری کی میرے مقابلہ میں نہیں کی جاتی تھی صاحب ضلع مجھے عزت سے بلاتے تھے اور کرسی دیتے رہے انجام کار جب انھیں بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ مقدمہ محض شرارت سے مجھ پر بنایا گیا ہے اور سراسر جھوٹا ہے تو اس نے کہا کہ یہ بد ذاتی مجھ سے نہیں ہو سکتی کہ سزا دیدوں چنانچہ اُس نے عزت کے ساتھ **مجھے بری** کیا۔

اور یہ بات مجھ سے ہی خاص نہیں بلکہ سب کے لئے یکساں حقوق حاصل

ہے۔ اگر ہمیں یہ تجربہ ذاتی بھی نہ ہوتا تو بھی ہم شکر گذاری کے لئے بہت سے سامان پاتے ہیں اور علاوہ بریں یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کو اسقدر اقبالمندی اور غیر ملکوں پر اسقدر فتوحات نہیں دیتا جب تک اس میں خوبی نہ ہو۔ اور یہ تو ایک کھلی کھلی بات ہے کہ اسوقت اگر گورنمنٹ نہ ہو تو سب کے سب آپس ہی میں لڑ کر مر جاویں۔ یہ ایسا ثالث ہے کہ اس نے اپنے انصاف اور اقبال سے باہمی جھگڑوں سے بچا لیا ہے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک آدمی سوچ کر دیکھ لے کہ کیا اس کا کسی اور جگہ گذارہ ہو سکتا ہے وہ اگر اس سلطنت کے سایہ میں نہ ہو تو اس کے دشمن اسے فوراً کے عذاب دیکر ہلاک کر دیں اگر کوئی جاہل یہ سمجھے کہ ہاں کسی اور جگہ گذارہ ہو سکتا ہے تو میں اسے حیوانات میں سمجھتا ہوں۔

دن رات ہم اپنے منصب کی وجہ سے اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ عیسائی مذہب کی غلطیوں سے لوگوں کو آگاہ کریں اور ہم اس کام میں لگے ہوئے ہیں لیکن گورنمنٹ کو باوجود عیسائی ہونے کے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو اس نے ہمارے لئے ظاہر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس درخت کا نشوونما کرنا چاہتا ہے اسکے لئے اچھی زمین تجویز ہوتی ہے جہاں وہ لگایا جاتا ہے اور اسکی آبپاشی اور نشوونما کے ذرائع ایسے ہم پہنچائے جاتے ہیں اور جسے ستیاناس کرنا چاہتا ہے اسے ایسی زمین میں جگہ ملتی ہے جہاں وہ کچلا جاتا ہے پس اسی طرح پر یہ بیج جو ہمارے سلسلہ کا بیج ہے ایسی زمین میں لگایا گیا ہے جو اس کی ترقی اور نشوونما کے لئے بہت ہی مفید اور مبارک ہے کیونکہ یہاں کوئی آفت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے اور وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ ہے اور اس کا بڑا بھاری ذریعہ یہ گورنمنٹ ہے۔ جبکہ یہ احسان ہم پر ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس احسان شناسی کے بعد اس کا شکریہ ادا کریں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ مسلمان احسان کرے تو اس کے بدلہ میں احسان کرو اور اگر غیر مذہب والا کرے تو نمک حرامی کرو۔ یہ تو خبیث کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی منشا ہے کہ کوئی ہو جو احسان کرتا ہے اسکے ساتھ احسان کرنا فرض ہے۔

احسان کی تو یہ علامت ہے کہ اگر ایک کتے کو تم ٹکڑا ڈالدو تو وہ بار بار تمہاری طرف آئیگا خواہ تم اسے مارو بھی نکالو۔ مگر وہ تعلق سمجھ کر اس احسان کے شکریہ سے دم ہلاویگا۔ پھر وہ انسان کتے سے بھی بدتر ہے جو انسان ہو کر احسان شناسی سے کام نہیں لیتا۔

اپنی جماعت کو نصیحت

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان نادان تنگ خیال اور سفلہ مزاج ملاؤں سے نفرت اور پرہیز کریں۔ جو خلاف امن پسند ہیں اور ناحق خون کرکے غازی بنتے ہیں۔ میری جماعت کے ہر فرد کو لازم ہے کہ وہ گورنمنٹ کی قدر کریں اور پوری اطاعت اور وفاداری کے ساتھ اس کے احسانات کے شکر گذار ہوں۔ اور یقیناً سمجھ لیں کہ جو شخص مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بھی نہیں ہو سکتا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت میں قائم کیا۔ جو آزادی پسند اور امن دوست گورنمنٹ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے یہ دوسرا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پنجاب میں قائم کرنا پسند فرمایا۔ اور اس سرزمین کو اس کے لئے منتخب کیا۔ ہندوستان بھی تو تھا پھر کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے کہ پنجاب کو ترجیح دی۔

اس میں جو حکمت ہے وہ تجربہ سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کی زمین نرم ہے اور اس میں قبول حق کا مادہ ہندوستان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے مجھے بمبئی تک دلی اور دوسری جگہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔ اور برخلاف اسکے پنجاب میں لوگوں نے مجھے اس وقت قبول کیا جب دوسروں نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں نے ان کو اپنے دعوے کے دلائل سنائے قرآن اور حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا نشانات پیش کئے مگر انھوں نے نہیں مانا (الاماشاء اللہ) پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔

علاوہ بریں یہ ملک حق رکھتا تھا کہ یہ سلسلہ قائم ہو کیونکہ چالیس پچاس برس تک سکھوں کا دھکا کھا چکا تھا۔ بچوں کو تو ان دکھوں اور تکلیفوں کی خبر نہیں اور میں بھی اس وقت بچہ تھا اس لئے پورا علم تو نہیں مگر جس قدر علم مجھے ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے رویت کا علم ہوتا ہے۔ اسوقت اگر بانگ دی جاتی تو اس کی سزا بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوتی تھی کہ بانگ دینے والا قتل کیا جاوے۔ حالانکہ یہ لوگ جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ سنکھ وغیرہ بجاتے ہیں تو ہم کبھی ان کے مزاحم نہیں ہوتے۔ اور نہ انھیں تکلیف دیتے ہیں مگر بانگ سے انھیں ایسی عداوت تھی کہ جو کوئی کہے دیتی وہ قتل کیا گیا۔ جس جگہ میں اس وقت کھڑا ہوں یہ کاردار کی جگہ تھی اور دارالحکومت نہیں بلکہ دارالظلم تھا۔

جب انگریزی عدالت کا شروع شروع میں دخل ہوا۔ اس وقت یہاں ایک کاردار رہتا تھا اس کا ایک سپاہی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا اس نے ملاں کو کہا کہ بانگ دے۔ مگر ملاں نے بہت ہی آہستہ بانگ کہی سپاہی نے کہا کہ اونچی آواز سے کیوں بانگ نہیں دیتا جو دوسروں تک بھی پہنچ جاوے ملاں نے کہا میں اونچی آواز سے بانگ کیوں کر دوں کیا میں پھانسی چڑھوں۔ اس پر سپاہی نے کہا کہ نہیں تو کوٹھے پر چڑھ کر بہت اونچی آواز سے بانگ دے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطنت کی تبدیلی ہو چکی ہے آخر جب ملاں نے سپاہی کے کہنے سے بلند آواز سے اذان دی تو ایک شور مچ گیا اور کاردار کے پاس جا کر شکایت کی۔ کہ ہمارے آگے بھرشٹ ہو گئے۔ اور ہم اور ہمارے بچے بھوکے رہے ہم پر ظلم ہوا۔ اس کاردار نے کہا کہ اچھا پکڑ لاؤ۔ ملاں کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ نیک بخت سپاہی بھی ملاں کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب ملاں کاردار کے سامنے گیا تو کاردار نے اس سے پوچھا کہ تو نے بانگ دی ہے۔ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے ہنڈی بانگ۔ تو میں نے دی ہے جب کاردار نے یہ سنا تو اس نے شکایت کرنے والوں کو کہا کہ اندر جا کر بیٹھو۔ لاہور میں تو گائے ذبح ہوتی ہے۔ اذان بھی ایک اسلامی دعوت ہے اور اس حالت میں اسلام کی اجمالی دعوت ہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کا کیا مطلب ہے یہی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر یہ لوگ اسلام کے دشمن تھے اس لئے اس بانگ کے بھی دشمن تھے ایسا ہی ایک واقعہ ہوشیارپور میں ہوا۔

وہاں کسی شخص نے بانگ دی تو اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے صاحب ضلع نے اس مقدمہ کو نہایت حیرانی سے سنا۔ چنانچہ حکم دیا کہ اس شخص کو حاضر کرو۔ چنانچہ جب وہ حاضر آیا تو اسے کہا گیا کہ اچھا بانگ دو اور جس قدر اونچی آواز سے تم نے وہاں دی ہے اسی قدر آواز سے یہاں بھی دو اور اپنے سررشتہ دار کو بھی کہا کہ تم بھی خیال رکھو اس سے کیا تکلیف ہوتی ہے بانگ دینے والے نے آہستہ آواز سے بانگ دی تو شکایت کرنے والوں نے کہا کہ اس نے اونچی آواز سے دی تھی اب یہاں آہستہ دیتا ہے تب اسے کہا گیا کہ خوب زور سے دو آخر اس نے بانگ دی۔ جب وہ ختم کر چکا تو صاحب نے سررشتہ دار سے پوچھا کہ

نہیں کچھ تکلیف ہوئی۔ آپ نے کہا کہ ہمیں مطلب ہے۔ صاحب نے کہا کہ ہم کو بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اسی سے کہا کہ ہمارا مطلب ہے شکر یا تب درست کچھ حرج نہیں ہے۔

اب خیال کرو کہ انگریزوں کا قدم کس قدر مبارک ہے اور ان کے آنے سے کس قدر ترقیات ہوئی ہیں کتابوں کی اشاعت ہی کی طرف دیکھو کیسی ہو رہی ہے۔ ایک شخص گنے شاہ نام کہنے لگا کہ میرے مرشد ہمیشہ صحیح بخاری کی تلاش میں رہا کرتے تھے اور پنج وقت اسکے ملنے کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور کبھی مایوس ہو کر رو بھی پڑتے تھے اور اسقدر روتے کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور اب یہ حال ہے کہ صحیح بخاری تین چار روپے کو مل جاتی ہے لیکن اس وقت یہ حال تھا کہ کسی ملاں کے پاس بھی اگر کوئی کتاب ہو تو بس کنز۔ قدوری۔ کافیہ تک ہی اس کی تعداد ہو سکتی ہے۔ اور اس وقت اسقدر خزانے نکل آئے ہیں کہ ان کو کوئی گن بھی نہیں سکتا۔

غرض

مَیں سچ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا قدم ڈالنا اس سلسلہ کے لئے بطور **ارہاص** تھا۔ **ارہاص** یہ ہوتا ہے کہ اصل چیز کے ظہور سے پہلے علامات ظاہر ہوں۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ یہ کیسے صاف صاف نشان ہیں کتابوں کے ذخیرے نکل آئے ان کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہر قسم کی آسانیاں ہو گئیں ارکان مذہبی کے ادا کرنے میں کوئی روک اور مزاحمت نہیں کوئی بانگ اور نماز سے روک نہیں سکتا۔ یا تو وہ وقت تھا کہ بانگ کے بدلے خون ہو جاتے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایک وقت سکھوں کے عہد میں محض ایک جانور کے لئے سات ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بٹالہ کا ایک واقعہ مشہور ہے بھنڈاری جو وہاں کے رئیس ہیں ان کی حکومت تھی ایک سید شام کو دروازے میں داخل ہوا تو وہاں گائے بھینسوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اس نے تلوار کی نوک سے ایک گائے کو ہٹایا جس کی وجہ سے اس کی دُم کے پاس ذرا سی خراش ہو گئی۔ برہمن اسے پکڑ کر لے گئے اور اس جرم میں اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ اس قسم کے ظلم اور سختیاں ہوتی تھیں اب بتاؤ کہ ہم لوگ جنھوں نے اسقدر مصیبتیں اٹھائی ہیں اگر اس کا انکار کریں تو پھر خدا کا انکار کرنے والے ٹھیرینگے۔

اس وقت ایسا امن ہے کہ جو چاہے اور جس طرح چاہے عبادت کرے بانگ دے کوئی روکنے والا نہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی **اس نعمت (گورنمنٹ انگلشیہ)** کا شکریہ ادا کریں اور اس کی قدر کریں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جیسا شکر گذاری میں حق ادا نہیں کیا امن کا حق بھی ادا نہیں کیا چاہئے تو یہ تھا کہ جب امن ہو گیا تھا تو خدا کی طرف زیادہ توجہ کرتے اور عبادت میں مشغول ہوتے مگر نماز تو درکنار بانگ تک کے روادار نہیں ہیں۔ بلکہ ناگفتنی عیبوں میں مبتلا ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ امن تو اس لئے تھا کہ نیکی میں ترقی کریں مگر انہوں نے اس کا برخلاف کیا۔ یہ سچ ہے کہ امن کی حالت دو پہلو رکھتی ہے خواہ انسان نیکی میں ترقی کرے یا شراب خانے میں چلا جاوے۔ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی مگر ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔

حالت زمانہ ضرورت امام کی داعی ہوتی ہے

میں کہہ چکا ہوں کہ پنجاب میں یہ سلسلہ کیوں قائم ہوا؟ سکھوں کا زمانہ ایسا تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ میں قریش کا زمانہ تھا۔ اب تک بھی کہ ان کے عہد کو گذرے پچاس ساٹھ سال ہونے کو آئے پھر بھی دوسرے ہندوؤں کی نسبت ان کی حالت وحشیانہ پائی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسانی فطرت کا تنزل ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ لوگ جانوروں کی سی زندگی بسر کرنے لگیں بجز رسم کے کچھ باقی نہ رہ گیا تھا مسلمانوں سے بعض کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی۔ گو انہوں نے کچھ دین کی بھی اور سکھ ہو گئے تھے اس لئے یہ ملک حق رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنا سلسلہ کو یہاں ہی قائم کرتا کیونکہ جو ملک زیادہ جہالت میں ہو اس کا حق ہوتا ہے کہ اس کی اصلاح ہو یہی وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں **عرب** کا حق سب سے بڑھ کر تھا کیونکہ وہاں کی حالت ایسی خراب ہو چکی تھی کہ کسی دوسری جگہ اس کی نظیر پائی نہیں جاتی تھی۔ ان کی حالت ایسی وحشیانہ تھی کہ اس کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آ جاتی ہے وہ بالکل خلیع الرسن ہو چکے تھے۔ قمار باز وہ تھے۔ شراب خوار وہ تھے۔ یتیموں کا مال مار کر کھا جاتے تھے۔ زنا کرنے میں دلیر اور بے باک تھے غرض خیانت بد دیانتی اور ہر قسم کے فسق و فجور اور معصیت میں دلیر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہی آتے۔ جہاں نہ **حقوق اللہ** کی پروا کی جاتی تھی اور **حقوق العباد** کی کوئی رعایت باقی نہ تھی جیسا کہ پہلے ذکر کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت ایسے ایسے خبیث موجود تھے کہ ان کی مختلف بدیاں ذکر کی ہیں اور پھر اسکے بعد یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سے جس قدر بدیاں مختلف الاوقات میں پیدا ہوئیں وہ آپ کے وقت میں سب جمع ہو گئی تھیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ زمانہ بالطبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کو پکار پکار کر بیان کر رہا تھا۔ اور یہ ایک امر آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اور یہ ایسی واضح دلیل ہے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے عام طور پر سب جانتے ہیں کہ جب مثلاً کوئی بیماری درجہ کمال تک پہنچ جاوے اور وہ ایسی عالمگیر ہو جاوے کہ ہر طرف موت ہی موت نظر آنے لگے تو عادت اللہ یہی ہے کہ اس وقت کوئی نہ کوئی علاج اس کا نکل آتا ہے اور گورنمنٹ کو بھی اسکے انسداد اور علاج کی طرف خاص توجہ ہونے لگتی ہے وہ دیکھتی ہے کہ یہ کیا اندھیر ہوا کہ موت ہی موت ہونے لگی۔ اسی طرح پر روحانی **نظام** ہے جب کسی ملک اور قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے اور وہ انسانیت کے جامہ سے نکل کر وحشیانہ حالت میں آ جاتی ہے اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کا کوئی سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بالکل صاف بات ہے۔

پس جب عرب کی حالت ایسی خراب ہو گئی تو ضروری تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کسی **کامل انسان** کو بھیجتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا جو ایسے وقت آئے کہ دنیا آپ کی اصلاح کے لئے پکار رہی تھی یہ خدا تعالیٰ کے رحم کا تقاضا تھا اور مسلمانوں کے لئے یہ فخر اور ناز کا مقام ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت زمانہ کی حالت آپ کی سچائی کی ایک روشن **دلیل** ہے۔ پھر اس کے بعد آپ نے جو اصلاح کی وہ بھی آپ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب ایک طبیب بیماروں میں آوے اور مختلف قسم مریض موجود ہوں کوئی طاعون میں مبتلا ہو۔ کوئی دق سل کا شکار اور کوئی ذات الریہ اور ذات الجنب وغیرہ اور پھر وہ طبیب اپنے علاج سے اکثروں کو اچھا کر دے تو اُسکے حاذق اور ماہر طبیب ماننے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ بلا تکلف ماننا پڑیگا کہ وہ **کامل طبیب** ہے لیکن جبکہ وہ سب ہی کو اچھا کر دے اور خود دعوے کرے اسکو پورا کر دکھائے اور ایسا کہ اس کی نظیر بھی نہ مل سکے تو پھر اسکے کمال میں کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا اُسے راستباز اور اپنے فن میں یکتا ماننا پڑیگا۔ یہی حال آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ ایسے وقت آئے کہ ضرورت پکار رہی تھی اور پھر اپنی تاثیرات سے ان تمام روحانی مریضوں کو جو اس وقت پڑے ہوئے تھے اچھا کر دیا۔ میں دیکھتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ دلیلیں آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایسی جمع ہوئی ہیں کہ نہ حضرت موسیٰ کو ملیں اور نہ حضرت عیسیٰ کو (علیہما السلام) سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایسی قوم میں آئے جو توریت پڑھتے تھے اور فقیہوں فریسیوں کے تابع تھے یہ سچ ہے کہ ان میں غافل دنیا دار بھی تھے لیکن پھر بھی توریت پڑھی جاتی تھی۔ بیت المقدس قبلہ موجود تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں آئے وہ تو کسی بات کے بھی قایل نہ تھی نہ ان میں کوئی شریعت تھی اور نہ وہ کسی کتاب کے قایل اور پابند۔ بلکہ اکثر تو خدا تعالیٰ کے بھی قایل نہ تھے وہ کہتے تھے۔

ان ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحی وما یھلکنا الا الدہر

وہ جو کچھ سمجھتے تھے اسی دنیا کو سمجھتے تھے کہ آگے جا کر کسی نے کیا دیکھا ہے یہی دنیا ہی دنیا ہے اس آیت میں دہر کا لفظ اسی لئے بیان کیا ہے تاکہ ظاہر کیا جاوے کہ وہ دہریہ تھے۔

اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس وقت عرب میں قریباً تمام بیہودہ اور باطل مذاہب جمع ہوئے ہوئے تھے وہ گویا ایک چھوٹا سا نقشہ تھا۔ جو گندے اور افراط تفریط کے طریق تھے وہ عملی طور پر اس میں دکھائے گئے تھے جیسے کسی ملک کا نقشہ ہو اس میں سب مقام موٹے موٹے دکھائے جاتے ہیں اسی طرح وہاں کی حالت تھی۔ یہ کیسی بڑی زبردست دلیل آپؐ کی سچائی کی ہے کہ اسی قوم اور ایسے ملک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا جو انسانیت کے دائرہ سے نکل چکا تھا۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کریگا جو آپؐ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپؐ کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔

یاکلون کما تاکل الانعام

یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی حالت یہ ہو گئی۔

یبیتون لربھم سجدا وقیاما

یعنے وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔

جو تبدیلی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انھیں پہنچایا اس ساری حالت کا نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔

قرآن مجید تو ایسی کتاب ہے کہ وہ ان میں پڑھی جاتی تھی اور یہ سب باتیں اس میں درج ہیں۔ کفار سنتے تھے جہاں وہ اس کی مخالفت کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرتے تھے اگر یہ باتیں غلط ہوتیں تو وہ آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ یہ ہم پر اتہام اور الزام ہے۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی قابل غور مقام ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہزاروں ہزار دلائل ہیں لیکن یہ پہلو آپؐ کی حقانیت کے ثبوت میں ایک علمی پہلو ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جس دلیل کو کوئی توڑ نہیں سکتا یا تو عرب کی وہ حالت تھی اور یا یہ تبدیلی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی

اللہ تعالیٰ کے نام سے ناواقف اور اس سے دور پڑی ہوئی قوم کو اس مقام تک پہنچا دینا کہ پھر ان کی نظر اللہ سے خالی ہو جاوے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے!

آں حضرت کی سچائی کی دلیل کہ آپ کا مذہب زندہ مذہب ہے

پھر آپؐ کی حقانیت پر ایک اور دلیل بھی عجیب تر ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں پائی نہیں جاتی۔ اور وہ **آپ کے دئے ہوئے مذہب کا زندہ مذہب ہونا ہے** زندہ مذہب وہ مذہب ہوتا ہے جس کی زندگی کے آثار ہر وقت ثابت ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ثمرات اور برکات اور تاثیرات کبھی مردہ نہیں ہوتے بلکہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پائے جاتے ہیں۔ جو درخت خریف کے دنوں میں ٹنڈ منڈ ہو جاتے ہیں اور کوئی پھل پھول اور پتا ان کا نظر نہیں آتا بلکہ نری خشک لکڑیاں نظر آتی ہیں انھیں دیکھ کر کوئی نہیں کہ سکتا کہ یہ پھلدار درخت ہے۔ لیکن جب ربیع کا موسم شروع ہوتا ہے اور خزاں کا دور ختم ہو جاتا ہے تو پھلدار درختوں کی شان الٰہی الگ ہوتی ہے ان میں پھل پھول شروع ہو جاتے ہیں جیسے یہ خریف اور ربیع کا دور جسمانی رنگ میں ہے اسی طرح پر روحانی طور پر دین میں بھی خریف اور ربیع کے دو سلسلے ہوتے ہیں۔ ایک صدی جب گذر جاتی ہے تو لوگوں میں سستی اور غفلت اور دنیا کی طرف سے لاپروائی شروع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی اور اعتقادی غلطیاں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں یہ زمانہ غفلت اور لاپروائی کا خریف کے زمانہ سے مشابہ ہوتا ہے اسکے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے اور یہ ربیع کا زمانہ ہے یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نئے سر سے دین کو تازہ کرتا ہے

پس یہ مجدد کا اور اسلام کا تازہ بتازہ رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اسی سے اس مذہب کی زندگی ثابت ہوتی ہے غور کرو کہ جن باغوں کے لئے خریف ہی مولود ربیع میں وہ اپنا کوئی نمونہ نہ دکھائیں اور ان میں تازگی اور شگفتگی پیدا نہ ہو پھر وہ کیا بچینگے۔ آخر وہ تو کاٹ کر جلائے جائینگے یہی حال اس وقت دوسرے مذاہب کا ہو رہا ہے۔ ان پر خزاں کا اثر تو ہو چکا مگر ربیع کا دور ان میں نہیں آتا اور خود ان کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں وہ **برکات تاثیرات** اور **ثمرات** جو ایک **زندہ مذہب** میں ہونے چاہئیں نہیں ہیں تو پھر ان کی اپنی شہادت کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور کی دلیل کی کیا حاجت ہے۔

زندہ مذہب کا مقابلہ

ہندوؤں اور عیسائیوں کے مذہب پر تو خزاں کا تصرف اور دخل ہو چکا ان میں کوئی تاثیرات اور نشانات نہیں ہیں میں علانیہ کہتا ہوں کہ ان میں **زندہ مذہب** کے **برکات** نہیں ہیں اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو میں ہر سزا کے لئے جو وہ میرے لئے تجویز کریں طیار ہوں لیکن سچ یہی ہے کہ وہ روحانیت سے خالی ہیں اور

اور بالکل مرچکے ہیں انہیں زندگی سے کچھ بھی بالکل نہیں۔ وہ بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں اور ان مذاہب کے ماننے والے صرف ایک مردہ کو لئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا جس پر کامل یقین اس سے سچا تعلق پیدا کر دیتا ہے اور جس تعلق سے پھر نجات ملتی ہے وہ انکے نزدیک ایک وہمی ہستی ہے جس پر کوئی روشن دلیل نہیں ہے کیا کوئی ان میں ایسا شخص ہے؟ جو یہ دعوے کرے کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خود بولتے سنا ہے؟ اس نے میری دعاؤں کا جواب دیا ہے؟ یا اس نے اپنے فضل سے غیروں میں امتیاز کے لئے کوئی **خارق عادت نشانات** مجھے دئیے ہیں؟ جس سے اس میں اور اسکے غیروں میں امتیاز قائم ہو جاوے؟ اگر کوئی ایسا شخص ہے تو اس کا نشان دو اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس امر کے تسلیم کرنے میں سب طرح سے کلام نہ ہو کہ فی الحقیقت یہ مذہب خزاں کا نشانہ ہو چکے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ہستی پر جیسی یہ واضح دلیل ہے کہ خود وہ اپنے بندے سے کلام کرے اور نشانات ظاہر ہوں اور کوئی دلیل اسکے مقابلہ میں نہیں آسکتی باقی صرف قیاسات ہیں۔

وید کے رو سے یہ طے شدہ امر ہے کہ اب کوئی نشان ظاہر نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ کسی سے کلام نہیں کرتا اور خواہ کوئی شخص کتنا ہی اسے پکارے اس کی پکار کا جواب اسکو مل ہی نہیں سکتا۔ کبھی ایک بار خدا تعالیٰ نے کلام کیا تھا مگر اب وہ خاموش ہے۔ جب یہ اصول اور عقیدہ ہو تو بتاؤ کہ اس سے انسان کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین لانے کے لئے کیا تسلی ہو سکتی ہے اور اس سے وہ **یقین** کیونکر پیدا ہو سکتا ہے جس سے انسان [illegible] نجات حاصل کرے

آریوں کے عقیدہ کے موافق خدا کی ہستی پر دلیل نہیں

یہ تو سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کے لئے دلائل کی حاجت ہے اگر مصنوعات اور مخلوقات اس کے وجود پر دلائل ہیں مثلاً یہ کہ چاند سورج بطور نشان کے ہیں تو اُن کے عقیدہ کے موافق اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے مذہب کے موافق **ارواح** یعنے جیو خود بخود ہیں اور وہ انادی ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا جب وہ پیدا شدہ ہی نہیں ہیں تو اپنے پیدا کرنے والے پر دلیل کس طرح ہو سکتے ہیں اسی طرح پر اُن کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ذرات جن کو اجسام کہتے ہیں یہ بھی خود بخود ہیں پرمیشر کا* صرف اتنا کام ہے کہ وہ ان کو جوڑ جاڑ دیتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ جب وہ عظیم الشان کام خود بخود ہیں تو جوڑنے جاڑنے کے لئے اس کی کیا حاجت ہے وہ بھی خود بخود ہو جائیگا۔ اس لئے آریوں کے **عقیدہ** کے موافق پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں۔ اگر ان سے پوچھا جاوے کہ پرمیشر کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ تو جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں نہایت کار وہ یہ کہینگے کہ وہ ارواح اور مواد کو جوڑتا جاڑتا ہے سو یہ کچی اور بیہودہ بات ہے کوئی عقلمند انسان اس کو ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا۔

اسلام ہستی باری کا کیا ثبوت دیتا ہے؟

برخلاف اس کے **اسلام** یہ سکھاتا ہے کہ کوئی چیز خود بخود نہیں خواہ وہ **ارواح** یا **اجسام** سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر چیز کا **مبدء فیض اور سرچشمہ** وہی ہے۔ اس لحاظ سے اسکے مصنوعات پر نظر کر کے ہم اس کو پہچان سکتے ہیں پس یہ دلیل اگر کام دے سکتی ہے اور مفید ہو سکتی ہے تو مسلمانوں کے لئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی معرفت مسلمانوں کو نہیں دی بلکہ اپنی شناخت اور معرفت کے اور بہت سے نشانات ان کو دئیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا

اور پھر فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ

یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر انہوں نے استقامت دکھائی۔ اور کوئی مشکل اور مصیبت انہیں اس اقرار سے پھیر نہیں سکی۔ ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ بڑا بھاری طریق ہے خدا کو پہچاننے کا۔ اس سے وہ **یقین** پیدا ہوتا ہے جو انسان کو **نجات** کا وارث بنا دیتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین پیدا ہو جاوے تو انسان کی زندگی میں ایک **معجزنما** تبدیلی ہوتی ہے وہ **گناہ آلود** زندگی سے نکل آتا ہے اور پاکیزگی اور طہارت کا جامہ پہن لیتا ہے اور یہی نجات ہے جو اس کو گناہ سے بچا لیتی ہے اسکے ثمرات اور برکات خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور معجزات اور نشانات مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ زمین و آسمان پر مدت ہائے دراز گذر گئی ہیں اس لئے ان کا وجود یقین کے لئے کافی نہیں اگر یہ کافی ہوتے تو لوگ دہریہ کیوں بنتے؟۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ دوسرے لوگ **دہریوں** کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر قائل نہیں کر سکتے لیکن ہمارے سامنے لاؤ۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ مان جاویں مگر یہ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ لاجواب ہو جائیں گے۔ وہ طریق جس سے ہم دہریوں اور دوسروں پر حجت قائم کرتے ہیں وہ کیا ہے؟

خدا تعالیٰ کے اقتداری نشان اور اقتداری پیشگوئیاں

اسلام میں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور رحم ہے کہ ایک سچا مسلمان یہاں تک ترقی کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کو مکالمہ مخاطبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ **تقویٰ** سے نصیب ہوتا ہے جہاں قرآن شریف میں تقویٰ کا ذکر کیا ہے وہاں بتایا ہے کہ ہر ایک علم (اس سے آخری علم مراد ہے زمینی اور دنیوی علم مراد نہیں) کی جڑ تقویٰ ہی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ بھی **تقویٰ** ہے **متقی** کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوتا ہے اور اس کے لئے عجیب و غریب نشان ظاہر کرتا ہے۔

*فٹ نوٹ — غالباً آریوں نے یہ عقیدہ اس لئے تراشا ہوگا کہ ان کے ہاں نجات دائمی تو ملتی ہی نہیں اور انکے عقیدہ کے موافق ہر وقت سزا کے چکر میں پڑا ہوا ہے اور حالت سزا میں وہ مجرم ہے اس لئے اس قابل نہیں کہ پرمیشور اس سے خطاب کرے یا اس کو شرف حضوری عطا ہو پھر اسکی کسی بات کا جواب کیوں اور اس کی دعاؤں پر توجہ کیوں؟

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریوں کو پرمیشر کی ضرورت ہی کچھ نہیں اور اب انکے مسئلہ پر پرمیشر کو نہ کوئی کام ہے ایک ایسی گھڑی کو اس نے کوک لگا دی ہے جو مہاپرلے کے وقت ہی اسے دوسری چابی کی حاجت ہوگی۔ اور اس وقت تک انہیں خاموشی سے پڑے رہنا اور معاذ اللہ قطبی ریچھ کی طرح گذارنا ہوگا۔ بشرطیکہ اس وقت تک قویٰ خود منفعل نہ ہو گئے ہوں۔

تعالیٰ شانہ سچی بات یہی ہے کہ اسلام اب زندہ مذہب ہے جو ہر آن اللہ تعالیٰ ایک تازہ جلوہ اور [illegible] پیدا کرنے کے سامان انسان کو عطا کرتا ہے۔ اللّٰہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم (ایڈیٹر)

تقویٰ علوم دینیہ کی کلید ہے

قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا ھدی للمتقین پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اُس کے موافق ہدایت پانے کے لئے **تقویٰ** ضروری **اصل** ہے ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا لا یمسہ الا المطہرون

دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔ ریاضی۔ ہندسہ و ہیئت وغیرہ میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور **متقی** اور **پرہیزگار** ہو بلکہ خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہی ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے مگر **علم دین** میں خشک **منطقی** اور **فلسفی** ترقی نہیں کر سکتا اور اس پر وہ حقایق اور معارف نہیں کُھل سکتے جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علوم دین اور حقایق اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے ہرگز ہرگز ایسے دین کے حقایق اور معارف سے حصہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطایف اور نکات کے لئے **متقی ہونا** شرط ہے جیسا کہ یہ فارسی شعر ہے ؎

عروس حضرت قرآں نقاب آنگہ بردارد
کہ دار الملک معنے راکند خالی ز ہر غوغا

جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اور دار الملک معنے خالی نہ ہو وہ **غوغا** کیا ہے؟ یہی فسق و فجور دُنیا پسندی ہے۔ ہاں یہ جدا امر ہے کہ چور کی طرح کچھ کہلانے تو کہدے لیکن جو **روح القدس** سے بولتے ہیں وہ بجز تقویٰ کے نہیں بولتے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ

تقویٰ تمام دینی علوم کی کُنجی ہے

انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا الم ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین یہ کتاب تقویٰ کرنے والوں کو ہدایت کرتی ہے اور وہ کون ہیں الذین یومنون بالغیب جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنے ابھی وہ خدا نظر نہیں آتا۔ اور پھر نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز میں ابھی پورا سرور اور ذوق پیدا نہیں ہوتا تاہم بے لطفی اور بے ذوقی اور وساوس میں ہی نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں اور جو کچھ تجھ پر یا تجھ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اُس پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ متقی کے ابتدائی مدارج اور صفات ہیں۔ جیسا کہ میں نے ایک مرتبہ بیان کیا تھا بظاہر یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ جب وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور ایسا ہی خدا کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں پھر اس کے سوا انہیں ہدایت کیا ہوگی؟ یہ تو گویا تحصیل حاصل ہوئی؟ ینفقون میں دونو باتیں داخل ہیں یعنے دوسروں کو روٹی یا کپڑا یا مال دیتا ہے۔ اور یا قوی خرچ کرتا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ عبادتیں اور یہ الفاظ اسی حد تک جو بیان کی گئی ہیں انسان کے کمال **سلوک** اور **معرفت تامہ** پر دلالت نہیں کرتے۔

اگر **ہدایت** کا انتہائی نقطہ یومنون بالغیب ہی تک ہو تو پھر معرفت کیا ہوئی؟ اس لئے جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا اور وہ یومنون بالغیب سے نکلکر **مشاہدہ** کی حالت تک ترقی کرے گا گویا خدا تعالیٰ کے وجود پر **عین الیقین** کا مقام ملے گا۔

اسی طرح پر **نماز** کے متعلق ابتدائی حالت تو یہی ہوگی ...... جو یہاں بیان کی کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز گویا گری پڑتی ہے۔ گرنے سے مراد یہ ہے کہ اس میں ذوق اور لذت نہیں بے ذوقی اور وساوس کا سلسلہ ہے اس لئے اس میں وہ کشش اور جذب نہیں کہ انسان جیسے بھوک پیاس سے بے قرار ہو کر کھانے اور پانی کے لئے دوڑتا ہے اسی طرح پر نماز کے لئے دیوانہ وار دوڑے۔ لیکن جب وہ ہدایت پاتا ہے تو پھر یہ صورت نہیں رہے گی اس میں ایک ذوق پیدا ہو جائیگا وساوس کا سلسلہ ختم ہو کر **اطمینان** اور **سکینت** کا رنگ شروع ہوگا۔

کہتے ہیں کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو گئی تو اُس نے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ **نماز** میں یاد آ جاویگی یہ نماز کاملوں کی نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ اس میں تو شیطان اُنھیں وسوسہ ڈالتا ہے لیکن جب **کامل** کا درجہ ملیگا تو ہر وقت نماز ہی میں رہیگا اور ہزاروں روپیہ کی تجارت اور بیماری بھی اس میں کوئی حرج اور روک نہیں ڈال سکتا۔ اسی طرح پر باقی جو کیفیتیں ہیں وہ نرے قال کے رنگ میں ہونگی ان میں **حالی کیفیت** پیدا ہو جائیگی اور غیب سے **شہود** پر پہنچ جاویگا۔ یہ **مراتب نرے سُننے ہی کو نہیں** ہیں کہ بطور قصہ تم کو سُنا دیا اور تم بھی تھوڑی دیر کے لئے سُنکر خوش ہو گئے نہیں یہ ایک **خزانہ** ہے اس کو مت چھوڑو۔ اس کو **نکال لو** یہ تمہارے اپنے ہی گھر میں ہے اور تھوڑی سی محنت اور سعی سے اس کو پا سکتے ہو۔

ایک شخص کے پاس کنواں ہو اور وہ اُس کے گھر ہی میں ہو لیکن وہ کیا بد نصیب ہے اگر اسے اس کا علم نہ ہو۔ اسی طرح اس مسلمان کو ... نصیب ہے جس کو خدا تعالیٰ وعدہ دیتا ہے کہ میں اپنے کلام سے مشرف کرونگا۔ مگر وہ اس کی طرف توجہ نہ کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور **اسلام** سے خاص ہے کسی آریہ سے پوچھو کہ **تم وعدہ ہی دکھاؤ** تو وہ یہ بھی نہیں دکھا سکتے۔ **ماتم زدہ** اور **مردہ** وہ مذہب ہے جسکے الہام میں مُہر لگ گئی اور وہ ویران اور اُکھڑا ہوا وہ باغ ہے جس پر خزاں کا قبضہ ہو چکا لیکن **ربیع کا اثر** اس پر نہیں ہو سکتا۔

کیسے افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انسانی فطرت پر تو مُہر نہ لگی اس میں تو **معرفت حقیقی** کی وہی بھوک پیاس موجود ہے لیکن **الہام** پر مُہر لگا دی گئی جو معرفت الہی کا سرچشمہ تھا

افسوس بھوک میں غذا پھینک دی گئی اور پیاس کی حالت میں پانی لے لیا گیا

ایسا ہی عیسائی مذہب کا حال ہے۔ باوجود ہزاروں ضعف اور غربت کے ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور بات ہے یہ تو نری لاف زنی ہے زبان سے کہدیا لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس کی خدائی مان کر جو فضل تم پر ہوا اور جو معرفت بڑھی ہے اسے بھی تو پیش کرو۔

یہ کیا میزبان ہے کہ دعوت کرکے بُلایا ہے اور بھوک پیاس بھی لگی ہوئی ہے ہاتھ دھلا دیتے ہیں۔

مگر نہ روٹی دیتا ہے اور نہ پانی

اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ وہ **مردہ مذہب** ہیں انہیں زندگی کے آثار اور زندگی کی حس و حرکت نہیں وہ خشک ٹہنیاں ہیں ان میں اب پھل پھول نہیں نکل سکتے۔ یہ صرف **اسلام** ہی ہے جو **زندہ مذہب** ہے یہی ہے جس کا ربیع ہمیشہ آتا ہے جبکہ اسکے درخت سرسبز ہوتے ہیں اور شیریں اور لذیذ پھل دیتے ہیں اسکے سوا اور کوئی مذہب یہ خوبی نہیں رکھتا اگر اس میں سے یہ خوبی نکال دی جاوے تو یہ بھی مُردہ ہو جاتا مگر نہیں وہ زندہ مذہب ہے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اسکی زندگی کا ثبوت دیا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر گواہ ہو اور تا خدا کی معرفت بڑھے اور اس پر ایسا

یقین پیدا ہو جو گناہ اور زندگی کو بھسم کر جاتا ہے اور نیکی اور پاکیزگی پھیلاتا ہے

موجودہ حالت زمانہ

یہ زمانہ سخت ابتلا کا زمانہ ہے ہر قسم کے جرائم کا مجموعہ ہے ہر قسم کی ضلالت پورے جوش میں ہے۔ وہ لوگ جو **مسلمان** کہلاتے ہیں ہر قسم کے عیب اور معاصی انہیں پائے جاتے ہیں زانی۔ شرابی۔ قمار باز۔ بددیانت اور خائن ہیں قرضہ دیا جاوے تو دیتے نہیں عہد کرتے ہیں تو توڑتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کو پامال کرنے اور ظلم کرنے میں دلیر ہیں۔ یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں غرض وہ کونسا عیب اور جرم ہے جو نہیں کرتے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کی وہی حالت ہو رہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قریش کی تھی۔ پھر اس قسم کے فسق و فجور کے ساتھ ایک اور خطرناک ابتلا دوسرے مذاہب کا ہے وہ ہر قسم کے لالچ دیکر مرتد کر لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اب اندرونی طور پر تو مسلمانوں کی یہ حالت ہے جو میں نے ابھی بیان کی ہے اور بیرونی حالت وہ ہے جو عیسائی اور آریہ اور دوسرے مذاہب **اسلام** سے گمراہ کرنے کے لئے اپنی تدبیروں کو کام میں لا رہے ہیں اور اسطرح پر نہ اندرونی حالت کو دیکھکر آرام آتا ہے اور نہ بیرونی حالت کو دیکھکر کوئی راحت ہو سکتی ہے۔

پھر جبکہ اس حد تک **اسلام** کی حالت ہو گئی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون بالکل غلط ہو گیا؟ کیا حق نہ تھا کہ اس وقت اس کی حفاظت کی جاتی؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ قوم پورا پورا صدمہ ذلیل کا اٹھا چکی ہے اب ضروری ہے کہ اسے ربیع کا حصہ ملے اور **اسلام** کے پاک درخت کے پھل پھول نکلیں۔ سکھوں کے عہد میں **اسلام** کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ بہت ہی ناگوار ہے۔ مساجد گرا دی گئیں۔ وحشیانہ حالت ایسی تھی کہ بانگ اور نماز تک سے روکا جاتا۔ اور شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جسے قرآن آتا ہو اپنی حالت بھی انہوں نے سکھوں کی سی بنالی۔ کچھ پہن لئے اور مونچھیں رکھ لیں اور السلام علیکم کی جگہ واہگورو جی کی فتح رہ گئی۔ یہ تو وہ حالت تھی جو سکھوں کے عہد میں ہوئی۔ اب جب امن ہوا تو فسق و فجور میں ترقی کی اور ادھر عیسائیوں نے ہر قسم کے لالچ دیکر انکو عیسائی بنانا چاہا اور ان کا وار خالی نہیں گیا۔ ہر گرجے میں ہر شریف قوم کی لڑکیاں اور لڑکے پاؤ گے جو مرتد ہو کر انہیں مل گئے ہیں۔ وہ کیسا دردناک واقعہ ہوتا ہے جب کسی شریف خاندان کی لڑکی کو پھسلا کر لے جاتے ہیں اور پھر وہ بے پردہ ہو کر پھرتی ہے اور ہر قسم کے معاصی سے حصہ لیتی ہے ان حالات کو دیکھکر ایک معمولی عقل کا آدمی بھی کہہ اٹھیگا کہ یہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ **خدا تعالیٰ لطیف** سے ورنہ آنکھیں ان لوگوں کا تو ہم منہ بند نہیں کر سکتے جو کہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہیں بگڑا۔ ایسے لوگوں کے نزدیک تو اگر سب کے سب دہریہ ہو جائیں تب بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ اس وقت

اسلام خدا کی مدد کا سخت محتاج ہے

مجدد زمانہ حاضر کا میں ہوں

اور یہ کیسی خوشی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں **اسلام** کو بے مدد نہیں چھوڑا اس نے اپنے قانون کے موافق **مجھے بھیجا ہے تا میں اسے زندہ کروں** مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ باوجودیکہ زمانہ کی حالت **مجدد** کی داعی تھی اور ہر داناؤں سے پوچھو وہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد آئیگا لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اب بتاؤ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ تو جواب نہیں دیتے حالانکہ ۲۴ سال صدی میں سے گذر گئے۔ اور جب میں پیش کرتا ہوں کہ **خدا نے مجھے اس صدی** کا **مجدد کر کے بھیجا ہے** تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ **دجال آیا**۔ اور ابھی کہتے ہیں کہ ایک نہیں بلکہ تیس دجال آنے والے ہیں۔

افسوس! باوجود اس سرگردانی کے کیا تمہارے حصہ میں دجال ہی آیا ہے۔ کیا کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے مجدد آئینگے مگر **چودھویں صدی** پر جو سب سے زیادہ فتنوں کی صدی ہے دجال آئیگا؟ موجودہ حالت تو کھول کھول کر پکار رہی ہے کہ اصلاح کی ضرورت ہے مگر یہ ابھی اور فساد چاہتے ہیں یہ پکی بات ہے کہ جب زمین پر معصیت اور پاپ پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ **اصلاح** کے لئے کسی کو بھیجتا ہے اور اب وہ حالت ہو چکی تھی اس لئے اب بھی **اسی نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے**۔

حالت زمانہ کے بعد وہ نشانات ہیں جو اس سلسلہ کی سچائی کے لئے ظاہر ہوئے اور ان نشانات سے وہ نشانات مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار کئے تھے۔ اور قبل از وقت بتا دئے تھے منجملہ انکے ایک **کسوف خسوف** کا نشان ہے۔ مولوی جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا رو رو کر اسی حدیث کو پڑھا کرتے تھے مولوی محمد لکھوکے والے نے اپنی کتاب احوال الآخرت میں اس نشان کو بڑے زور شور سے بیان کیا ہے کہ **مہدی** کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں کسوف اور خسوف ہوگا۔ **دار قطنی** کھولکر دیکھ لو کہ کیا یہ حدیث اس میں موجود ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ نشان پورا ہوا۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ ایک مرتبہ اس ملک میں ہوا۔ دوسری مرتبہ امریکہ میں ہوا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ تا دو مرتبہ حجت پوری ہو جاوے اور اس ملک میں اس لئے کہ چونکہ وہ ملک عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے ہیں انپر بھی اتمام حجت ہو۔ اب بتاؤ کہ علاوہ اور بے شمار نشانات کے یہ زبردست نشان ظاہر ہوا اور اس کو پورا ہوئے بھی دس گیارہ سال گذر گئے۔ اگر حقیقی مدعی موجود نہ تھا تو پھر یہ نشان کس لئے ظاہر ہوا؟ نشان پورا ہو چکا مگر تم ابھی تک **حقیقی دعویدار** کو دجال اور واجب القتل کہے جاتے ہو؟ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار (جیسے کوئی سیاپا کرتا ہے ایڈیٹر) کہا کہ اب دنیا گمراہ ہوگی۔ خیال تو کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھکر دنیا کا خیر خواہ تھا اس نے کیسی غلطی کھائی۔ اگر انصاف اور خدا ترسی ہوتی تو میرے معاملہ میں اسکے بعد خاموش ہو جاتے مگر نہیں اور بھی دلیر ہوئے۔ یہ کسوف خسوف کا نشان حدیث ہی میں بیان نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

پھر **قرآن** شریف میں ایک اور نشان بتایا گیا تھا کہ اس زمانہ میں **طاعون** کثرت سے پھیلیگا احادیث میں بھی یہ پیشگوئی تھی قرآن مجید میں لکھا تھا

ان من قریۃ الا نحن مہلکوہا او معذبوہا من قبل یوم القیامۃ

اور دوسری جگہ صاف طور پر بتایا گیا تھا کہ وہ ایک زمینی کیڑا ہوگا (دابۃ الارض)۔ آخری زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے مرینگے۔ اب کوئی بتلائے کہ کیا اس نشان کے پورا ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے؟ پھر اس آخری زمانے کے نشانات میں بتایا گیا تھا کہ نہریں نکالی جاوینگی اور نئی آبادیاں ہونگی۔ پہاڑ چیرے جاوینگے۔ کتابوں اور اخباروں کی اشاعت ہوگی اور یہ بھی لکھا تھا واذا العشار عطلت یعنی ایک ایسی نئی سواری نکلے گی جس کی وجہ سے اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور ایسا ہی حدیث میں بھی فرمایا گیا تھا۔

لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا

اب دیکھ لو کہ **ریل** کے اجرا سے یہ پیشگوئی کیسی صاف صاف پوری ہو گئی اور عنقریب جب **مکہ** تک ریل آئے گی تو اور بھی اس کا نظارہ قابل دید ہوگا جب وہاں کے اونٹ بیکار ہو جائینگے۔ مگر **میں** افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ انہوں نے

محض میرے بخل کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر بھی حملہ کیا اور آپ کی پیشگوئیوں کی تکذیب کی وہ امر جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ثابت ہوتی تھی میری عداوت کی وجہ سے اسے مٹانا چاہا ہے۔ کیسوف و خسوف کی پیشگوئی کو کیوں پامال کر دیا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ دار قطنی اور دوسری کتب کی پیشگوئیوں کا محض اس وجہ سے انھوں نے انکار کیا کہ ان سے میری سچائی ثابت ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی انھیں کوئی محبت کا پاس نہیں کیونکہ کبھی نہیں ہوا کہ دشمن کو ایسا ضرر پہنچانے کے لئے محبوب کے نشانات کو پامال کر دیا جاوے! مگر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات اور نشانات کو جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئے پامال کرنے کی کوشش کی ہے!!!

جو نشانات اور معجزات آپ کے وقت میں ظاہر ہوئے وہ اس زمانہ کے لوگوں تک محدود تھے اور اس زمانہ کے لئے وہ بطور قصص کے ہو گئے لیکن چونکہ آپ کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور اس زمانہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ معجزات رکھے تھے اور وہ ظاہر ہوئے لیکن میری مخالفت اور عداوت کی وجہ سے انھوں نے ان کو مٹانا چاہا ہے ایک طرف تو آپ کی محبت اور آپ کے اتباع کا دعویٰ ہے دوسری طرف جب نشان ظاہر ہوتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں۔

یہ تو وہ نشانات تھے جو اس زمانہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر بیان کئے تھے مگر ان کے سوا نشانات کا ایک اور بھی نیا سلسلہ ہے یہ وہ نشانات ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے جن کی خدا نے ازمنہ گذشتہ میں خبر دی تھی۔ انکی تعداد بہت بڑی ہے۔

منجملہ انکے ایک زلزلہ کی پیشگوئی ہے جو اگرچہ قرآن شریف میں بھی موجود ہے اس کی خبر دی گئی تھی لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے بھی اسکا علم دیا جب کہ براہین احمدیہ میں اس کو پہلے سے درج کر دیا اور پھر جن دنوں میں کہ وہ پوری ہونی تھی زلزلہ کا دھکا الہام ہوا تھا جو انکے اپنے اخبارات میں شائع کر دیا گیا اور عفت الدیار محلہا و مقامہا بھی الہام ہوا تھا۔ یہ پیشگوئی ۴ اپریل کو پوری ہو گئی۔ اور پھر اسی کے ضمن میں اور زلزلوں کی پیشگوئیاں تھیں جو آتے رہے منجملہ ان کے ایک بھاری زلزلہ کی پیشگوئی تھی جیسے بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی چنانچہ وہ بھاری زلزلہ بھی آگیا مگر افسوس تو یہ ہے کہ محض میری عداوت کی وجہ سے قرآن شریف کی پیشگوئی کا بھی انکار کر دیا یہ انکی ایمانی حالت ہے جو مجھ سے تصدیق دعویٰ ظاہر ہو خواہ وہ قرآن مجید میں بھی موجود ہو یہ اس سے ضرور انکار کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں یہ لوگ کہانتک خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مقابلہ کرینگے اور میرے ساتھ کشتی لڑینگے۔ جو لوگ حقیقت الوحی کو جب وہ شائع ہوگی پڑھینگے تو انھیں معلوم ہو جاویگا کس قدر نشانات کا سلسلہ ہے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ اب غور کرو کہ اگر کوئی شخص خدا کی طرف سے نہ ہو تو کیا اسکی اسقدر نصرت اور تائید ہوا کرتی ہے؟ پھر جبکہ اسے یہ بھی کہا جائے کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا اُس کا دشمن ہے۔

جس قدر مقدمات مجھ پر کئے گئے یا کرائے گئے انہیں ہمیشہ ہی مخالفوں کو ناکامی اور نامرادی ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مجھے ہی بامراد کیا۔ آتما رام کے سامنے یہ ناکام ہوئے جہلم میں انھیں نامرادی ہوئی۔ اور اس سے پہلے وہ شرمندہ ہوئے۔

ماسوا اسکے ایک اور بات میں پیش کرتا ہوں جو بہت ہی صاف اور بدیہی بات ہے براہین احمدیہ کے زمانہ میں جسکو ۳۲ سال کے قریب گذرے کیونکہ کتاب تالیف پہلے ہوتی ہے اور پھر طبع ہوتی ہے اس کو شائع ہوئے بھی چھبیس سال گذرے۔ اور وہ تالیف اس سے بہت پہلے ہوئی۔ اس میں اسقدر پیشگوئیاں ہیں کہ میں اسوقت ان سب کو بیان نہیں کر سکتا۔ نمونہ کے طور پر میں ایک کو بیان کرتا ہوں۔

ایک زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے

اس کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے۔ جیسے بطور الہام فرمایا ہے

رب لا تذرنی فردا

یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ پھر دوسری جگہ وعدہ دیا ہے۔ یاتیک من کل فج عمیق

ہر طرف سے تیرے لئے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ خود مہیا کریگا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئینگے اور پھر فرمایا۔

یاتون من کل فج عمیق ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

ہر ایک طرف اور ہر ایک راہ سے تیرے پاس مہمان آئینگے اور اسقدر کثرت سے آئینگے کہ قریب ہے کہ تو ان سے تھک جاوے یا بدخلقی کرے۔ اس لئے پہلے سے بتا دیا کہ نہ تو ان سے تھکے اور نہ ان سے بدخلقی کرے۔

یہ پیشگوئیاں اس براہین احمدیہ میں موجود ہیں جن کو شائع ہوئے چھبیس سال کا عرصہ گذر رہا ہے اور جسکی تالیف پر ۳۲ سال گذرتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جو مخالفوں کے پاس بھی موجود ہے اور گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی اور مکہ مدینہ اور بخارا میں بھی اسکے نسخے بھیجے گئے۔ اب تو اسمیں یہ الہامات درج نہیں کر دیئے گئے۔

اب غور کرو کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی یا لوگوں کو بتائی گئی اسوقت کوئی شخص یہاں آتا تھا؟ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا اور کبھی سال بھر میں بھی ایک خط بھی نہ آتا تھا میں بالکل ایک گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ یہ ہندو جو یہاں رہتے ہیں اور اب ہر قسم کی مخالفت کرتے اور خباثت دکھاتے ہیں انکو قسم دو اور یا وہ بغیر قسم ہی بتائیں کہ ان لوگوں میں سے کوئی ہمارے پاس تھا؟ یہ سب پہلے گواہ ہیں اور انھوں نے خدا تعالیٰ کے ان نشانات کو دیکھا ہے اور اب وہ چھپاتے ہیں اس طرح پر گویا سب سے پہلے جہنم کیلئے تیار ہیں۔ آریہ سماج کے لالہ ملاوامل اور شرمپت رائے یہاں موجود ہیں۔ یہ ہمیشہ عموماً آیا جایا کرتے تھے۔ میرے ساتھ براہین احمدیہ چھپوایا کرتے اور اسکے پروف بھی انھوں نے دیکھے ہیں۔ اور جب ہم امرتسر جاتے تھے تو کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا تھا کہ کہاں گئے؟ اور وہاں جا کر کوئی نہیں جانتا تھا کہ کہاں رہے؟ اب اگر وہ ایمان رکھتے ہیں اور خدا کا خوف رکھتے ہیں تو وہ جواب دیں؟

* نوٹ ایڈیٹر۔ لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت رائے کا فرض ہے کہ وہ اس شہادت حقہ کا اظہار کریں جو وہ زندہ موجود ہیں اور آریہ سماج کا فرض ہے کہ ان سے اس امر کی شہادت لیکر شائع کرے وہ اپنا حلفی بیان دیں اور مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیکر پبلک کو اپنی حق گوئی کا فائدہ پہنچائیں۔

اول۔ کیا جب براہین احمدیہ میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی درج کی تم نے پڑھی تھی؟

دوم۔ کیا اس وقت حضرت اقدس کو فی الحقیقت قادیان کے باہر کی دنیا جانتی تھی اور وہ شہرت یافتہ انسان تھے؟

سوم۔ کیا انکے پاس لوگوں کا رجوع تھا؟ اور لوگ یہاں آتے تھے؟

چہارم۔ کیا وہ ایک گوشہ نشینی کی زندگی بسر نہ کرتے تھے؟

پنجم۔ کیا تمھاری آنکھوں نے نہیں دیکھا کہ ہزار ہا انسان قادیان میں کھچے چلے آتے ہیں اور انکے پاس ہر قسم کے سامان مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے آ رہے ہیں؟

ششم۔ پھر کیا یہ پیشگوئی جیسا کہ براہین میں درج تھی پوری ہوئی یا نہیں؟

یہ مختصر سے سوالات ہیں۔ اور ان کا جواب دینا ہمارے مکرم لالہ صاحبان کا فرض ہے وہ قوم اور برادری کی خاطر سچ کو نہ چھپائیں اور مردانہ وار اس شہادت حقہ کو ادا کریں۔ وہ اگرچہ اور بھی بہت سے نشانات کے گواہ ہیں مگر صرف اس وقت اس ایک نشان بیان کی شہادت لی جاتی ہے وہ قسم کھا کر شہادت ادا کریں۔ ایڈیٹر

میں سچ کہتا ہوں کہ اونھوں نے خدا تعالےٰ کے بہت سے نشانات دیکھے ہیں اور وہ گواہ ہیں لیکن قوم اور برادری کے ڈر سے خاموش ہیں وہ کیوں اس شہادت کو ظاہر نہیں کرتے؟ یہ سچائی کا خون کرنا ہے وہ عنقریب جان لینگے کہ انکا انجام کیا ہے؟ وہ قسم کہا کر بتائیں کہ کیا یہ رجوع لوگوں کا تہا؟ کیا اسی طرح فتوحات آتی تہیں۔ اسی طرح پر خطوط آتے تہے؟ تم نے یہ عبارتیں پڑہی تہیں؟ اگر یہ سچ ہے اور تمہارے سامنے قبل از وقت ایسی حالت میں کہ کوئی مجہے جانتا ہی نہ تہا خدا تعالیٰ سے وحی پاکر میں نے خبر دی تہی اور وہ پوری ہوئی تو پہر بتاؤ کہ کیا یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ اسطرح پر قبل از وقت خبر دے اور ایک زمانہ دراز کے بعد وہ پوری ہو جاوے؟ ایک آدمی جو گمنامی کی حالت میں ہے اسکو اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ تیرے لئے ایک زمانہ آتا ہے کہ تو عالم میں مشہور ہو جاویگا۔

فحان ان تعان وتعرف بین الناس

ایک زمانہ آئیگا کہ تیری مدد کیجائیگی اور تو لوگوں میں شناخت کیا جائیگا کیا یہ انسانی کام اور منصوبہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ پہلے ایک واقعہ کی خبر دیتا ہے کیونکہ علم غیب اسی کو ہے اور یہ اسی کا خاصہ ہے اور وہ اپنے مرسلین پر ایسے ظاہر کرتا ہے۔

جب یہ بات ہے تو پہر سوچو مرکر خدا تعالےٰ کے سامنے جانا ہے اسکا کیا جواب ہے؟ کہ باوجودیکہ تم نے اپنی آنکھوں سے ان نشانات کو دیکہا اور تم ان کے گواہ ٹہرے اور سننے سنانے کے گواہ نہیں بلکہ رویت کے گواہ اور وہ بہی ایسے کہ دنیا بہر میں جواب نہ رکہیں یاد رکہو خدا کی حجت تم پر قائم ہے میں سچ کہتا ہوں سب سے زیادہ حجت تم پر قائم ہے اگرچہ ساری دنیا پر حجت ہے مگر تم پر سب سے زیادہ ہے پہر اور جو اسوقت نہ ہونے کی برابر تہا میں ایک شخص وجود تہا۔ پہر جب کہ خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا تہا اور جیسا کہ پہر علم دیا گیا تہا اسی طرح پیدا ہونا آسان بات نہیں ہے۔ دیکہو یہ کیا بزرگ نشان ہے ایسا نشان ہے جو ہر روز تازہ بتازہ پورا ہو رہا ہے۔

یہ یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ وہ رحیم کریم خدا ہے لیکن جب انسان شوخی کرتا ہے تو ایسے ڈرنا چاہئیے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ابہی قادیان میں طاعون نہیں ہوا تہا تو میں نے شائع کردیا تہا انی احافظ کل من فی الدار پہر کیا وجہ ہے کہ ہندوں کے تو گہر خالی ہو جاویں (اور) میرے گہر کا چوہا بہی نہ مرے۔ میں پہر کہول کر کہتا ہوں کہ یہ اور اس قسم کے بہت سے نشانات یہاں کے ہندوؤں نے دیکہے ہیں جو اگرچہ سب دنیا پر حجت ہیں لیکن یا ہمہ سب سے زیادہ حجت ہے وہ مجہے اور میری جماعت کو طرح طرح کی اذیتیں دینے اور دکہ دینے کے ارادوں میں رہتے ہیں مگر وہ یاد رکہیں کہ خدا ہے اور ضرور ہے اور وہ بیباک اور شوخ کو سزا دے بغیر نہیں چہوڑتا۔

آخر کار میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سن کر چپ رہو گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بہی کرے تب بہی صبر سے کام لو یہ یاد رکہو اگر خدا کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت امن جو ہے اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی اور پہر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور انہیں صبر برداشت نہ ہوتی تو پہر انیں اور انکے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا۔

ہمارا تجربہ یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں یہی گہر جو سامنے موجود ہے اس کے متعلق میرے لڑکے مرزا سلطان احمد نے مقدمہ کیا تہا۔ باوجودیکہ میرے لڑکے نے مقدمہ کیا تہا اور یہ سخت ایذا دینے والے دشمن تہے مگر مینے کہا کہ میں اظہار نہیں دونگا۔ کیا

اسوقت مینے سلطان احمد کی رعایت کی تہی یا انکی؟ اور انہی دشمنوں کا خیال رکہا یا انکے ساتھ نیکی کی۔ یہ ایک ہی بات نہیں جب جب انکو میری مدد کی ضرورت ہوئی میں نے انکو مدد دی ہے اور دیتا رہتا ہوں جب انکو مصیبت آئی یا کوئی بیمار ہوا تو میں نے کبہی سلوک اور دوا دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ایسی حالت میں کہ ہم انسے سلوک کرتے ہیں اور انکی سختیوں پر صبر کرتے ہیں تم انکے بدسلوکیوں کو خدا پر چہوڑدو وہ خوب جانتا ہے اور اچہا بدلہ دینے والا ہے میں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا سے دعا کرو۔ مگر یہ بہی یاد رکہو کہ دعائیں منظور نہ ہونگی جب تک تم متقی نہ ہو اور تقوی اختیار کرو۔

تقوی کی دو قسم ہیں ایک علم کے متعلق دوسرا عمل کے متعلق علم کے متعلق تو میں نے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور حقائق معارف نہیں کہلتے جب تک متقی نہ ہو۔ اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز۔ روزہ اور دوسرے عبادات اسوقت تک ناقص رہتے ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

اس بات کو بہی خوب یاد رکہو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم اول یہ کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اسکی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادت میں اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بہائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو آدم زاد ہو اور خدا کی مخلوق میں کوئی بہی ہو مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔

جسقدر نرمی تم اختیار کروگے اور جسقدر فروتنی اور تواضع کروگے اللہ تعالیٰ اسیقدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا کے حوالہ کرو۔ قیامت نزدیک ہے۔ تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گہبرانا نہیں چاہئیے۔ میں دیکہتا ہوں کہ ابہی تمکو انسے بہت دکہ اٹہانا پڑیگا۔ کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں انکی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پہوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئیے کہ اپنی بات کو سنبہال کر رکہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچہ نہ کچہ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے اسلئے آرام اسی میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو سد باب کا طریق رکہو اور کسی سے جہگڑا مت کرو زبان بند رکہو گالیاں دینے والے کے پاس چپکے گذر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جنکے لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے

واذا مروا باللغو مروا کراما

اگر یہ باتیں اختیار کرلوگے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے مخلص بن جاؤگے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں وہ خود دیکہتا ہے اور سنتا ہے۔ اگر تم متقی ہو تو جو تہا خدا ہوتا ہے اسلئے خدا کو اپنا نمونہ دکہاؤ

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پہر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا فرق اور امتیاز ہوا؟ تمہیں تو چاہئیے کہ ایسا نمونہ دکہاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقلمند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالے نے یہی فرمایا ہے کہ نرمی اور رفق سے معاملہ کرو اپنی ساری مصیبتیں اور بلائیں خدا تعالیٰ پر چہوڑدو۔ یقیناً سمجہو اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ ہر شخص کے شرارت پر صبر کرتا ہے اور خدا پر لگتے چہوڑتا ہے تو خدا اسے ضائع نہیں کریگا (مکتوب ...)

خطبہ مشرح

[جس کا خلاصہ بروز جمعہ تاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۰۷ء کو مسجد مبارک میں جو مولوی محمد احسن فاضل امروہی نے پڑھا بعد خطبہ مسنونہ کے آیت ذیل پڑھی]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ و قال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ و قد جاءکم بالبینات و ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ و ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ۔

یہ آیت پارہ ۲۴ سورہ مومن میں ہے اللہ تعالےٰ کو اس مومن آل فرعون کا استدلال مندرجہ آیت جو حقیت نبوت حضرت موسیٰ پر اُس نے کیا ہے ایسا پسند آیا کہ اُس کو اس سورہ میں مع دیگر اُس کی نصائح اور پند کے درج کیا ہے اور سورہ کا نام بھی سورہ مومن رکھا گیا جو قیامت تک یہ استدلال اُس کا تلاوت کیا جاویگا اور فی الحقیقت یہ استدلال ایک ایسا عظیم الشان استدلال ہے کہ مخالف اگرچہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اس میں کسی طرح کا نقض یا معارضہ نہیں کر سکتا اور خود فرعون بھی اس دلیل کا کچھ بھی معارضہ نہیں کر سکا اور اُسکو اسکے جواب میں یہی کہنا پڑا کہ میری جو رائے موسیٰ کے قتل کے باب میں ہے وہی صواب ہے اور کوئی دلیل اس اپنے دعوے پر فرعون قائم نہیں کر سکا قال فرعون ما اریکم الا ما اریٰ یعنے فرعون نے اُس کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ جو میری رائے موسیٰ کے قتل کے بارہ میں ہے وہی میں تمکو سمجھاتا ہوں اور یہی سیدھی اور درست راہ ہے پس جبکہ یہ ایسی دلیل ہے تو ہم کو خوب تدبر کر کر یاد کر لینی چاہیئے کیونکہ اگر تدبر نہ کیا جاوے تو بظاہر اس دلیل میں ایک شبہ بھی پیدا ہوتا ہے جس کا ازالہ و بیان ہم آگے کرینگے اول واسطے زیادتی بصیرت کے بینات کو سمجھ لینا چاہیئے واضح ہو کہ بینات جمع بینہ کی ہے اور بینہ ایسی روشن حجت کو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے ماموریں من اللہ کو جو یہ بینات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتے ہیں اُنکی تین قسمیں ہو سکتی ہیں اول قسم وہ بینات ہیں جو کسی دعوے پر نقلی دلائل ایسی قطعی ہوں جو عقلی دلائل سے بھی موید ہوں پس جبکہ ادلہ نقلیہ اور عقلیہ کا باہم تظاہر ہو جاوے تو اسکے تسلیم کرنے میں کوئی سی حالت منتظرہ باقی رہ سکتی ہے اس لئے اُسکو بینہ یعنے روشن حجت کہا جاتا ہے ۔

دوسری قسم ان بینات کی وہ پیشین گوئیاں ہیں جو انبیاء ماضیین نے کسی مامور من اللہ کی نسبت پہلی کتابوں میں بیان فرمائی ہوں اور وہ پیشین گوئیاں اُس مامور کے حق میں مطابق آگئی ہوں چونکہ واقعات کا کوئی اہل عقل انکار نہیں کر سکتا لہذا جبکہ اُن واقعات کا اُن پیشین گوئیوں کے ساتھ تطابق ہو گیا ہو تو اندریں صورت بھی انکار کرنے کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ پیشین گوئیاں جو پہلی کتابوں میں انبیا کی طرف سے لکھی گئی تھیں اُن کا منجانب اللہ ہونا ضروری ہے کیونکہ آئندہ زمانوں کے واقعات کی خبر دینا حسناً و جزماً انسانی طاقت سے باہر ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کلایہ پس تطابق واقعات کا اُن پیشگوئیوں

کے ساتھ بالضرور حجت روشن ہے اور اسکو بینہ کہتے ہیں ۔

تیسری قسم بینات کی وہ خوارق عادات اور معجزات ہیں جو خود اُس مدعی مامور من اللہ کے ہاتھ پر صادر ہوں جن کا مقابلہ اُس کے مخالفین نہ کر سکیں ۔ یہ معجزات بھی بینات ہی ہیں کیونکہ تمام شرائع میں خصوصاً شریعت اسلام میں یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ مفتری کے ہاتھ پر نہ معجزات اور خوارق عادات صادر ہو سکتے ہیں اور نہ اُس کے لئے تائید الہی اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے پس ان خوارق عادات یا الہامات کو جو پورے ہوتے ہوئے دیکھ لیا جاوے تو ان خوارق کو بھی بینات کہتے ہیں جس مامور من اللہ میں یہ تینوں قسم کے بینات جمع ہو جاویں تو پھر وہ مدعی مامور من اللہ خود مجسم بینہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلعم یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ہیں اور یہ بھی واضح ہو کہ جو مکذب باوجود مشاہدہ کرنے ان بینات کے بھی اُس مامور من اللہ کو تسلیم نہ کرے تو وہ ایک حیثیت سے مشرک ہے اور یہ تکذیب اُس کی شرک میں داخل ہے کیونکہ جبکہ یہ امر ثابت شدہ صداقت ہے کہ معجزہ فعل الہی ہوتا ہے نہ فعل عبد کا تو جو شخص باوجود ان بینات کے نہیں مانتا تو یہ تکذیب اُس کی منجر اس امر کی طرف ہو جاتی ہے کہ اُن بینات کا صادر کرنے والا کوئی دوسرا غالب خدا ہو گا ورنہ کون سی وجہ ہے کہ ایک مفتری علی اللہ کے ہاتھ پر بینات صادر ہوتے چلے جاویں جو فعل الہی کہلاویں تو کیا مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو مدعی کاذب کے ہاتھ پر معجزات صادر کراتا ہے ونعوذ باللہ منہ وہ اللہ تبارک و تعالےٰ جس کے صفات حمیدہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُس نے تو قطعی طور پر فرمادیا ہے کہ میں مفتری علی اللہ کو کامیاب نہیں کروں گا بلکہ اُس کو خائب اور خاسر کرونگا اب جو مفتری علی اللہ کامیاب ہوتا جاوے اور بینات بھی اُس کے ہاتھ پر صادر ہوتے رہیں تو مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو اُسکے ہاتھ پر بینات صادر کرا رہا ہے پس ایسا مکذب علاوہ ارتکاب کفر و انکار کے مرتکب شرک کا بھی ہے اب ہم کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اور مسیح محمدی میں بلحاظ ان تینوں قسم کے بینات کے فرق یہ ہے کہ پہلے مسیح میں ہم دوسری قسم کے بینات موجود نہیں پاتے اور مسیح محمدی میں تینوں قسم کے بینات موجود ہیں مختصر بیان اُس کا یہ ہے کہ پہلے مسیح ابن مریم کے لئے کتب موسیٰ میں کوئی پیشین گوئی موجود نہیں عیسائی جو بعض پیشین گوئیوں کو حضرت ابن مریم پر لگاتے ہیں وہ اُنپر صادق نہیں آتیں مثلاً سفر استثنا فصل ۱۸ کی پیشین گوئی جو حضرت مسیح ابن مریم کے لئے اپنے زعم میں ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کسی طرح سے اُن پر صادق نہیں آسکتی جیسا کہ ہم نے ریویو جلد ۵ میں دلیل حقیت اسلام عدد اول میں مشرحاً لکھدیا ہے علاوہ اسپر یہ کہ مسیح ابن مریم خود اس پیشین گوئی کو اپنے حق میں ہونے کے نفی کرتی ہیں دیکھو فصل ۲۰ یوحنا کے درس ۴۸ کو پھر پولوس بھی اس امر کا انکار کرتا ہے چنانچہ نامہ عبرانیوں فصل ۷ میں پولوس کہتا ہے کہ ظاہر ہے ہمارا خداوند یہود اُسے نکلا اور اس فرقہ کے حق میں موسیٰ نے کہانت کی بابت کچھ نہ کہا ۔ اب ہم عہد عتیق کی آخری کتاب یعنے ملاکی نبی کی آخری باب سے یہ دعوے یعنے ابن مریم کی پیشین گوئی بیبل میں موجود نہ ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں خوب غور کرو (۵) دیکھو

خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے بیشتر میں الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ اس درس کو جو درباره مسیح بن مریم قرار دیا گیا ہے اس کا ثبوت بحق ابن مریم بہت مشکل ہے کیونکہ اگر وہ دن بزرگ اور ہولناک ایام ابن مریم کے قرار دئے جاویں تو فرمائیے کہ اُن ایام میں کونسی بزرگی اور ہولناکی واقع ہوئی جبکہ خود مسیح فرماتے ہیں۔ وہ جو مجھے رد کرتا ہے اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اُس کے لئے ایک ہے حکم کرنے والا یعنی کلام جو میں نے کہا ہے وہی اُس کو پچھلے دن گنہگار ٹھہرائیگا یوحنا ۱۲ باب ۴۸۔ اس درس کے حاشیہ میں استثنا ۱۸ باب ۱۹ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جو بحق خاتم النبیین ہے جیسا کہ ہم نے رسالہ اول حقیقت اسلام میں بیان کیا ہے پس جبکہ خود مسیح ابن مریم مندرجہ ۱۹ باب ۱۸ استثنا کو بحق حضرت خاتم النبیین جو پچھلے دن میں تکلم کرنے والا ہے قرار دیتے ہیں تو پھر ہم اس بزرگ دن کو جو ملاکی نبی کی کتاب میں ہے یہی پچھلا دن جو کہ سبب انکار ابن مریم کے بحق خاتم النبیین ہی کیونکر نہ قرار دیویں پس ثابت ہوا کہ پیشین گوئی جو ملاکی نبی کی کتاب کے چوتھے باب میں ہے مسیح بن مریم کے حق میں ثابت ہونی بہت دشوار ہے اور پھر باب بیس اعمال حواریوں سے بخوبی بطور بین ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ پیشین گوئی استثنا باب ۱۸ بحق مسیح بن مریم ثابت نہیں ہو سکتی ہے اور نہ ملاکی نبی کی کتاب کی پیشین گوئی بحق مسیح ابن مریم ثابت ہو سکتی ہے پس چونکہ ملاکی نبی کی کتاب آخری کتاب ہے تو جبکہ اس کی پیشین گوئی کا یہ حال ہے تو پھر پہلی کتابوں کو اسی پر قیاس کر لو سے قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ ہاں ہم مسیح بن مریم کو نبی برحق مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد کا مصداق بالضرور مانتے ہیں مگر بطور مقدمۃ الجیش کے آنحضرت صلعم کے لئے بیشتر ہو کر آئی ہے جو صبح از مقدم او مژدہ گوئی۔ کلیم از شعل او شعلہ جوئی۔ اور عیسائیوں پر یہ ایک بڑا احسان قرآن مجید کا ہے کہ مسیح بن مریم کو بھی اُس نے نبی برحق ثابت کیا ورنہ مطالعہ انا جیل سے تو ان کی نبوۃ کی نسبت بہت سخت اشتباہیں آتی ہیں اور یہود کو بھی وجہ سخت اشتباہیں آئی مثلاً اُن کے اعتقاد میں تھا کہ مسیح نسل داؤد سے ہو گا اس اعتقاد کی نسبت یہ عکس القضیہ واقع ہوا کہ مسیح ابن مریم کے باپ بھی ندارد ہیں جس سے ثبوت نسب کا داؤد سے ہونا دشوار ہوا۔

دوسرا اعتقاد اُن کا یہ تھا کہ الیاس نبی مسیح سے پہلے آویگا اُس کا یہ حال کہ خود الیاس اب تک نہیں آئے بلکہ اُن کا مثیل آیا……

الحاصل مومن آل فرعون نے فرعون کی رائے کے معارضہ میں یہ استدلال مندرجہ آیت بیان کیا ہے جو اپنے ایمان کو اول لا برعایت مصلحت پوشیدہ رکھتا تھا اس مومن آل فرعون کو تفاسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرعون کا بھتیجا تھا اور نیز ولی عہد بھی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کو بلفظ رجل منونین تعظیم کے ساتھ تعبیر فرمایا کیونکہ تنوین اس میں تعظیم کے لئے ہے جس کا ترجمہ ایک بڑا مرد ہے یہ کتمان ایمان اُس کا ایک مصلحت دینی پر بھی مبنی تھا اور وہ مصلحت یہ تھی کہ درصورت کتمان کے میری نصیحت اور جو استدلال اثبات حقیت نبوت موسیٰ پر کروں گا اُس کا اثر فرعون اور فرعونیوں پر زیادہ تر ہو گا اور آل فرعون میری طرف کسی طرح وہم و گمان جانب داری موسیٰ کا نہ کرینگی ولنعم ما قیل سے خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

یہاں ناظرین بڑی عبرت کا مقام ہے کہ قارون تو حضرت موسیٰ کی خاص قوم میں سے ایک رشتہ دار قریب تھا جو حضرت موسیٰ سے مرتد ہو کر تباہ و غارت ہوا اور یہ مومن خاص خاندان فرعون سے تھا جس کا ایمان ایسا کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرما کر قرآن مجید میں اُس کا ذکر فرمایا ولنعم ما قیل سے حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام۔ ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است الحاصل وہ مومن کہتا ہے کہ تم ایسے آدمی کو کیوں قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب وہی اللہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں اور ما فیہما کا رب ہے اور ایسے معجزات اور بینات اُسے تمہارے رب کی طرف سے لایا ہے جن کا معارضہ تم سے نہیں ہو سکا پس اس سے ثابت ہے کہ اسی کے رب نے اُس کے دعوے کی تصدیق ان بینات سے کر دی ہے ورنہ بینات کے ساتھ اُس کی تائید کیوں کی جاتی اس بیان سے وہ شبہ بھی زائل ہو گیا جو بظاہر وارد ہوتا تھا وہ شبہ یہ ہے کہ اس استدلال سے ہر ایک زندیق اور ملحد کی تصدیق کی جا سکتی ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو وبال اُس کے کذب کا اُسی پر پڑے گا اور اگر سچا ہے تو بعض وہ امور اُن تک پہنچ رہینگے جن کا وعدہ کرتا ہے مخالفین کو پہنچ رہینگے لیکن ہم کو اُس کے ماننے میں کوئی ہرج نہیں ہو سکتا ازالہ اس شبہ کا یہی ہے کہ درصورت کاذب ہونے مدعی کے اُس کے ہاتھ پر بینات ہرگز ہرگز صادر نہیں ہو سکتی اور یہ جملہ شرطیہ کہ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ جو فرمایا گیا ہے وہ بطور فرض محال کے ہے جیسا کہ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین اور یہ شق جو اُس مومن آل فرعون نے بیان کی ہے وہ صرف ارخاءً للعنان مخالف کے رعایت کر کر ذکر کی ہے تاکہ مخالف کو کسی طرح کی گنجائش کلام کرنے کی باقی نہ رہے ورنہ یہ امر تو شرعاً ممکن ہی نہیں کہ کوئی مدعی جو مفتری علی اللہ بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ اُس مفتری کی تائیدات بینات سے فرماتا رہے حاشا و کلا بلکہ ایسی تکذیب کی صورت میں تو مکذب کا شرک لازم آتا ہے جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے اور یہ جو فرمایا گیا کہ بعض وعیدات تو بالضرور پورے ہو کر رہینگے اور کل وعیدات کو نہ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وعید میں عفو بھی جائز ہے لیکن بعض وعیدوں کا وقوع ضرور ہے اور اگر بعض وعید بھی درصورت مدعی کے صادق ہونے کے واقع نہ ہوویں تو پھر تو اُس کی رسالت ہی لغو ہو جاوے گی پس اُس کو رسول کر کر کیوں مبعوث فرمایا یہ قضیہ جزئیہ کہ بعض وعید اس کے مخالف کے حق میں پورے ہو جاوینگے درصورت صدق ہر ایک مخالف کو واجب التسلیم ہے اور برعایت مخالف کے ہی یہ قضیہ جزئیہ بیان کیا گیا ہے تاکہ کسی طرح گنجائش گفتگو کی مخالف کے لئے باقی نہ رہے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں مصدق کا کوئی ہرج نہیں ہے کیا اللہ تعالیٰ جو رحمٰن و رحیم ہے اور جس نے اسی آیت کے آگے فرمایا ہے وما اللہ یرید ظلما للعباد یعنی اللہ تعالیٰ ظلم کا ارادہ تک نہیں کرتا چہ جائیکہ ظلم کرے وہ رحمٰن رحیم اس ہمارے عذر کو کیا قبول نہ فرماویگا کہ اس مدعی کی تصدیق تو خود تو نے ہی کر دی تھی۔ اس لئے ہم تیری بندہ معذور تھی کیونکہ تو نے ہی اس مدعی کی تصدیق کامل طور پر فرما دی تھی کہ بینات اُس کے ہاتھ پر صادر تیری طرف سے ہوتے تھے پھر ہمارا کیا قصور ہے جبکہ تو نے تصدیق کر دی ہم کیونکر اس کی تصدیق نہ کرتے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں جس کے ہاتھ پر بینات صادر ہوں مصدق کا

کوئی ہرج دینی یا دنیوی نہیں ہو سکتا ہے اور سلامتی اُس کی تصدیق ہی میں ہے اور سراسر خوف اُس کی تکذیب میں ہے فدفع الشبھۃ چونکہ آں حضرت صلعم کی نسبت بینات کا صدور کالشمس فی نصف النہار ثابت ہے اس لئے اُن کا بیان کرنا اس مختصر مضمون میں ہم ملتوی کرتے ہیں ہاں بطور اختصار و اجمال کے مسیح موعود کے ہاتھ پر جو بینات صادر ہوتے ہیں مجملاً اُن کا پتا بتلائے دیتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے ثبوت میں آنحضرت صلعم کا بھی حقیت ثبوت ثابت ہو جاوے گی۔ واضح ہو کہ دلیل حقیت اسلام مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح محمدی جو اس وقت چودھویں صدی میں مبعوث منجانب اللہ ہوا ہے اُس کی حقیت بخوبی کتب بل خصوصاً کتاب اعمال باب تین سے ثابت ہو چکی ہے فلیرجع الیہ اب ہم دیکھتے ہیں مسیح موعود کے دعاوی کے بینات کو اولاً اصل دعوے اُس کا تو یہ ہے کہ مسیح بن مریم کی وفات ہو گئی ہے۔ دوسرا اصل دعوے اُس کا یہ ہے کہ مسیح موعود میں ہوں باقی دعاوی انہیں دونوں دعووں کے لئے مالہ وما علیہ ہیں جو بمنزلہ فروعات کے ہیں اب نظر کرو کہ نصوص قرآنیہ اول دعوے کی حقیت کو بخوبی ثابت کر رہی ہیں جیسا کہ فلما توفیتنی الآیۃ اور وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وغیرہ وغیرہ قرآنی آیات جس سے استدلال اور اُس کی تفسیر و شرح ہمارے رسایل اور کتب میں مذکور ہیں اور دوسرے دعوے کے ثبوت کے لئے آیت استخلاف جس میں کما استخلف الذین من قبلہم ہی موجود ہے اور لفظ منکم بھی موجود ہے اس کی تفصیل و شرح بھی ہمارے رسائل مثل ازالۃ الاوہام وغیرہ میں ملاحظہ کرنے چاہئیں اور احادیث صحاح مثل امامکم منکم و حدیث معراج جس میں آں حضرت صلعم کی رویت مذکور ہے کہ عیسے بن مریم کو آپ نے یحیے متوفی کے پاس دیکھا اور جیسا کہ یحیے اور دیگر انبیاء سے آپ کی ملاقات ہوئی اسی طرح عیسے بن مریم سے ہوئی اس کی تفصیل اور شرح کرنے کی اس مختصر مضمون میں ضرورت نہیں اس لئے کہ اس بارہ میں رسائل اور کتب مطبوعہ تمام دنیا میں شایع ہو چکی ہیں یہ بینات تو ایک طرف ہیں بعد ان کے اور صدہا بینات بھی موجود ہیں مثلاً وہ الہامات اور پیشین گوئیاں جو مدت ۲۶ سال سے مطبوع ہو کر تمام دنیا میں شایع ہو چکی تھیں اُن کو پورا ہوتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں مثلاً فحان ان تعان وتعرف بین الناس یاتیک من کل فج عمیق اور یاتون من کل فج عمیق وغیرہ وغیرہ جن کی تعداد صدہا تک پہنچ چکی ہے۔ پھر وہ پیشین گوئیاں مخبر صادق صلعم کی جو متعلق علامات مہدی و مسیح کی تھیں وہ بھی اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے واقع ہو چکیں جیسا کہ کسوف و خسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ سنہ ہجری اور طلوع ستارہ ذوالسنین وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل کو بھی ہمارے رسائل متکفل ہیں ان بینات کے علاوہ وہ مباہلات بھی ہیں جو کہ مخالفین نے کہی اور اہل مباہلات میں مخالفین کی نوبت ذلت و رسوائی سے لیکر ہلاکت تک پہنچ چکی ہے جن کی شمار بہت کثرت سے ہے اس مضمون مختصر میں کب گنجایش ہے کہ ان سب کو لکھا جاوے اسی ماہ جنوری ۱۹۰۷ء میں جو آخری شخص سعد اللہ ہے وہ کیونکر ہلاک ہوا جو بحث بد زبان بد مذہب دشنام کرنے والا تھا اُس کی ہلاکت کی نسبت ایک قصیدہ انجام آتھم میں لکھا ہوا مطبوعہ موجود ہے جس کی طبع کو مدت تخمیناً دس برس کی منقضی ہو گئی اُس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے سہ آذیتنی خبثاً فلست بصادق۔ ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء ... تو نے مجھکو از راہ اپنی خباثت طبیعت کے بہت

ایذا دی ہے اگر تو رسوائی کے ساتھ نہ مرا تو میں صادق نہیں ہی حد سے تجاوز کرنے والے بد زبانی میں اس سے بھی بیٹے کا الہام اُس کی نسبت انوار الاسلام میں ان شانئک ھو الابتر موجود ہے اور اس شخص کا ابتر ہونا سب پر خصوصاً اہالی لدھیانہ پر ظاہر و باہر ہے پس جبکہ یہ تمام قسم کے بینات اللہ تعالی کی طرف سے اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے پائے جاتے ہیں تو اہل علم مخالفین سے استفسار ہے کہ اب اس کی تصدیق کے لئے کون سی حالت منتظرہ باقی ہے اب تو وقت وہی کا ہو گیا ہے اور اُس کے دعاوی کی حقیت کالشمس فی النصف النہار کی نوبت پہنچ گئی پھر فرمائیے کہ کیا قد تبین الرشد من الغی کا زمانہ ابھی تک نہیں آیا اندریں صورت التماس ہے کہ علمای مخالفین کو چاہیئے کہ کوئی معیار شرعی جس سے صادق اور مفتری علی اللہ میں بخوبی تمیز حاصل ہو سکے ضرور بالضرور مقرر فرما دیویں تا کہ اُس کے بموجب اس مدعی کا صدق جانچا جاوے اس استدلال مندرجہ آیت سے تو ہم پر فرض اور واجب ہو گیا ہے کہ بالضرور تصدیق کی جاوے ورنہ سب علما کو چاہیئے کہ اتفاق کر کر اس آیت کو ہی قرآن مجید سے نکال ڈالیں وانی لہم ذلک اور یہ آیت ہم نے اس لئے بھی پیش کی ہے کہ مسیح موعود کے الہامات میں اُس کا مثیل موسے ہونا بھی آ گیا ہے اور مومن آل فرعون نے بھی حقیت ثبوت موسے ہی پر یہ استدلال کیا تھا اور نیز الہامات میں بعض مخالفین کا فرعون اور ہامان کے ساتھ مثیل ہونا بھی مذکور ہے فاعتبروا یا اولی الابصار یاد کرو وہ الہامات کہ مدت سے شایع ہو چکی ہیں انت فیہم بمنزلۃ موسی۔ ایضا یاتی علیک زمن کزمن موسی اور ہر فرعون وغیرہ کی نسبت مذکور کر وایات ذیل میں فاوقد لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ من الکاذبین ترجمہ یعنے فرعون نے کہا کہ اے ہامان ہمارے لئے مٹی کو آگ لگا کر پکا (یعنے اینٹیں پکا کر بنا) اور میرے لئے ایک پکا محل اونچا بنوا تا کہ میں موسی کے خدا کو جھانکوں اور میں تو موسی کو اس دعوے میں جھوٹا سمجھتا ہوں۔ مراد فرعون کی اس اونچے محل کے بنوانے سے یہ ہو گی کہ موسی جو الہامات آسمانی بیان کرتا ہے میں بھی اُسکے مقابل میں ایک محل رصدی بنانا چاہتا تاکہ بذریعہ رصد کے میں بھی پیشین گوئیاں مثل موسی کے کرونگا اور چونکہ موسی کے پاس نہ آلات رصد ہیں اور نہ اونچا محل رصدی ہے پس میرے مقابلہ میں موسے جھوٹا ہو جاویگا ہم نے اس محل کو محل رصدی اس لئے کہا کہ دوسری جگہ پر یوں ارشاد ہوا ہے کہ وقال فرعون یا ہامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا اسباب سموات سے مراد یہی ہے کہ ستاروں کی گردش اور اُن کی اوضاع و تاثیرات سے جو حادثات دنیا میں واقع ہوتے ہیں بذریعہ آلات اور محل رصدی کے مجھکو بھی پیشتر سے اطلاع ہو سکتی ہے اور موسی کے پاس نہ آلات رصدی ہیں اور نہ محل رصدی ہے اس لئے میں موسی پر غالب ہو جاؤنگا اب دیکھو یہاں پر بھی آتش تکفیر کو مشتعل کر کر ایک بڑا محل تکفیر کا چنوایا گیا تھا جس سے فرعون چاہتا تھا کہ تمام الہامات سماوی کو اپنی ان رہی اسباب شبہات سے ایسا مطلع کر دیوے کہ اُس کا بطلان سب کو ظاہر و باہر ہو جاوے اور صرح کے معنوں میں ہی ایک نوع کا ظہور اور وضوح پایا جاتا ہے اس تکفیر نامہ کو اس صرح فرعون کے ساتھ بڑی مناسبت ہے ... کیونکہ پشاور سے لیکر کلکتہ وغیرہ تک اس تکفیر کا اظہار ہوا اور طرفہ

مثل صرح فرعون کے کی گئی تھی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا وہی جو فرعون کو حاصل ہوا تھا کما قال اللہ تعالےٰ وما کید فرعون الا فی تباب۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ ونری فرعون وہامان وجنودہما منہم ما کانوا یحذرون۔ یعنے دکھلا دیں گے ہم فرعون اور ہامان کو اور اُن کے لشکروں کو موسیٰ کی قوم کی طرف سے اُن کی اُن ناکامیوں کو جس سے وہ ڈرتی تھی فرعون موسے کا یہ بھی مقولہ تھا کہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظہر فی الارض الفساد یہاں پر بھی فرعون مخالف کا یہی مقولہ تھا فاعنبی وایا اولی کالاتصال فرعون کا مقولہ تھا کہ الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین کیا ہم نے تجھکو پرورش نہ کیا تھا اور آنحالیکہ تو بچا تھا اور اپنی عمر کے سالوں میں سے کئی سال ہمارے پاس رہا تھا۔ یہاں پر بھی ایسا ہی مقولہ تھا کہ اسے موسیٰ میں نے ہی تجھکو اونچا کیا تھا اور میں ہی تجھکو گراؤں گا اور لیسب ہم صحبتی کے کہ برسوں تک حالت رہی ہے جس قدر میں واقف ہوں دوسرا اور کوئی شخص واقف نہیں ہے اور موسیٰ کے قارون کا یہ مقولہ تھا کہ انما اوتیتہ علی علم عندی یہاں پر بھی اپنی علوم الہیہ پر بڑے بڑے گھمنڈ تھے غرضکہ کہاں تک وہ مناسبتیں اور کمتا ہتیں بیان کیجاویں جو حضرت موسیٰ اور اس مسیح موعود میں ہیں اب مومن آل فرعون ایک اور دلیل تین بیان فرماتا ہے جو دو دھاری تلوار ہے کہ موسیٰ کی بھی اس سے حقیقت ثابت ہوتی ہے اور فرعون کا ابطلان بھی ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کہ حد سے تجاوز کرنے والی کو جو جھوٹا ہے کیا ہی لی [illegible] ہدایت نہیں کیا کرتا یعنے الیسا مسرف کذاب [illegible] اور رسالات الٰہی کا افترا اللہ تعالیٰ پر کرے وہ کبھی منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا [illegible] ہیں کیونکہ کامیاب ہوگئے اور فرعون مسرف کذاب ہے کیونکہ موسیٰ کے مقابلہ میں محض ناکام رہا بلکہ اخبار الٰہی کا مصداق ہو کر طوفان جہالت میں غرق ہو گیا۔ ۴ ﴿ محمد حسن نوشل قادیان ﴾

ڈائری

آج ۱۶ جنوری ۱۹۰۷ء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام باہر سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے مسیح موعود کے متعلق ایک حدیث نواس بن سمعان کی ..... جو حاشیہ مسند احمد بن حنبل میں چھپی ہوئی ہے وہ پیش کی۔

ایک جملہ ہے لتقبضن لہ الارض۔ یعنے مسیح موعود کے لئے زمین طے کی جاویگی۔ جس سے ریل و آگبوٹ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ کتب و رسالہ جات تبلیغ اسلام کے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں انہی ذرائع سے شائع ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اس سے پہلے کسی مامور من اللہ کے لئے طی الارض واقع نہیں ہوا اور نہ یہ اسباب ظاہر ہوئے تھے دوسرا جملہ اس حدیث میں سے مولوی صاحب نے پیش کیا۔

من مس ابن مریم یکون لہ ارفع قدر او لیعظم مسہ

یعنے جو شخص کہ چھوئیگا مسیح موعود کو اس کی قدر خدا کے نزدیک بہت بلند ہوگی اور اس کا مس کرنا چھونا یعنے اس کے حلقہ خادمین میں داخل

ہونا خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی عظمت رکھتا ہے۔

سبحان اللہ حضرت مسیح موعود کو اس حدیث کی خبر بھی نہیں اور قریباً اکتیس برس کا الہام مطبوعہ براہین احمدیہ میں درج ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اس الہام کا مضمون قریباً حدیث مذکورہ میں سے ملتا ہے۔

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجتے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے۔ مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوٰۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہئے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے وہ اسی سے خط و کتابت کرکے دریافت کرنا چاہئے۔

(۳) لنگر خانہ روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہئے۔ لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو۔ تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا جاویگا۔

(۴) میگزین کے متعلق کل خط و کتابت منیجر یا نائب و ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی اسی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں اُن کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ پر کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جاتے ہیں جو اب میں عموماً بہت توقف ہو جاتا ہے بلکہ خط کے ضایع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

المعلن

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

سنو اُسنے والو ہے سُننے کی بات

عید (الحجہ) آگئی اور بالکل قریب آپہنچی - مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال ... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے میں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہوجایا کرے مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہوسکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی - اب آپ غور کریں اور بیدار ہوکر پوری مستعدی سے کام کریں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش بنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کرکے اُن کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں - اس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہوسکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گا - خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کیلئے ہمت - آمین!

(دیکھو بقیہ صفحہ ۱ کالم ۲)

اگرچہ دنیا میں ایسے آدمی موجود ہیں جو ہنسی کریں گے اور ان باتوں کو سن کر ٹھٹھا کریں گے مگر تم اسکی پروا نکرو - خدا تعالیٰ خود اسکے لیے موجود ہے وہ خدا پرانا نہیں ہوگیا جیسے انسان بڈھا ہوکر بیرفرتوت ہوجاتا ہے - مگر خدا تعالیٰ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تھا اور وہی خدا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اسکی وہی طاقتیں اب بھی ہیں جو پہلے تھیں لیکن جو کچھ میں کہتا ہوں تم اسپر عمل نکرو تو میری جماعت میں نہ رہے -

اللہ تعالیٰ اپنی مصالح کو خوب جانتا ہے لوگ مجھے کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے تمہیں مارا اور مسجد سے نکالدیا میں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر تم جواب دو - تو میری جماعت میں سے نہیں تم کیا چیز ہو صحابہ کی حالت کہ انکے کسقدر خون گرائے گئے - بس تمہارے لئے اسوہ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے دیکھو وہ کیسے دنیا سے باہر ہوگئے تھے - انسان میں جسقدر جوش ہوتے ہیں وہ دنیا کے لیئے ہی ہوتے ہیں کسی کو کیا معلوم کی خیر دنیا کا مال - عزت یا اولاد اور خدا سے آتی ہے اس کے سوا جھوٹی عزتوں کا کیا؟ نبیوں سے بڑھ کر عزت کسی کی نہیں - مگر دیکھو انہیں کیسے دکھہ دے گئے - نمازمیں انپر گندے گوبر ڈالے گئے - قتل کے ارادے کیئے گئے اور آخر مکہ سے نکالا گیا - لیکن خدا تعالےٰ کے حضور آپ کی وہ عزت اور عظمت ہے کہ خدا نے فرمایا -

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے بغیر اس کے یہہ مقام مل ہی نہیں سکتا - اب بتاؤ کہ کیا یہہ اطاعت کا کام ہے کہ دشمن کا ایسا دشمن بنے کہ جب تک اسے پیس نہ لے اور اسے تکلیف اور دکھہ نہ پہنچا دلے صبر ہی نہ کرے -

یہہ میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت میں یہہ بات ہے کہ گالی سے مشتعل ہوجاتا ہے مگر اس سے ترقی کرنی چاہیے جو دکھہ دیتے ہیں انہیں سمجھو کہ وہ کچھ چیز نہیں اگر تم پر خدا راضی ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ ناراض ہے تو خواہ ساری دنیا تم سے خوش ہو وہ بے فائدہ ہے یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہوسکتے - خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پروا نکرو - ہر ایک جو اسوقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتیار دعا ہے اسلیئے چاہیئے کہ دعا میں لگے رہو یہہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کرسکتے ہیں اور نہ کوئی اور حیلہ اسکے لئے ایک ہی راہ اور وہ دعا ہے خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے اس زمانہ میں نیکی کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے یہہ انقلاب چاہتی ہے اور یہہ انقلاب خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہہ دعاؤں سے ہوگا - ہماری جماعت کو چاہیئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کرو - اسکا وعدہ ہے ادعونی استجب لکم

مرجان یشب یاقوت مروارید لعل کہربا کستوری زعفران

ورق نقرہ و طلا وغیرہ کا مجموعہ مشہور و دلپذیر

جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضائع کر کے مایوس خاطر ہو گئے ہوں انھیں قسم ہے خداوند کریم کی جناب اسکی آزمائش نہ کریں ہرگز دل شکستہ نہ ہوں

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) تین ڈبیہ تیرہ روپے (سلعہ) قیمت ایک درجن ڈبیہ (صہ ۵۰)

مفرح عنبری } میں خداتعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنیکے لیے اہل ملک نے لاکھوں روپیہ یورپ اور نیز جھوٹے اشتہاروں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہزاروں آدمیوں میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں۔ اس کے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے۔ کسی قدر ذرا بھی عرض کے بعد میں اس کو ختم کرتا ہوں ۔

مفرح عنبری } جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک کے منہ میں پہنچتے ہی دل و دماغ میں ایک عجیب انبساط و تحریک پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں گویا خدا نے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ خفقان دل بے چینی۔ ولولہ و دھڑکنا دل کا فوراً جاتا رہتا ہے اور زوال اعضاء باقی رہتا ہے۔

مفرح عنبری } کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ رقت منی۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک بیان فائدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت ... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے نظام میں کمی واقع ہوتی ہو وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے۔

مفرح عنبری } جن کے اعصاب میں بہ سبب کثرت اندیشی یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی ہم و غم و فکر وغیرہ سے ضعف آجائے اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا ہے ضرور آزمائیں۔

مفرح عنبری } وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اس لئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے ہمیشہ اس کو ہر دم اپنی جیب میں رکھنا چاہیے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمائش شرط ہے۔ **مفرح عنبری** } چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کیا تھا اسکا استعمال ہر زن و مرد پیر و جوان کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بہتر دوسری دوائی کا ملنا نا ممکن ہے۔ **مفرح عنبری** } حکماء اور ڈاکٹر صاحبان کی خدمت میں تو اسکی اظہار کی ضرورت نہیں رہ تو احقر اسے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہوسکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانیکا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے روح حالت ہوگئی ہو یا کمی ادرار کے باعث مارے درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انھیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔ **مفرح عنبری** } سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں

مفرح عنبری } وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزار کام کالوز دماغی طاقت بھرپور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ ضلع راجنور — نہایت فرماتے ہیں: حکیم صاحب اسلام مسنون۔ آپ سے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی جناب خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ نے منگائی تھی ان کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کر کے ۳ ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائے (دستخط) سید بخش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدر سینتی — تحریر فرماتے ہیں: مفرح عنبری کی چند شیشیاں استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد سے مجبور ہو کر تحریر کرتا ہوں کہ ہم آپ کو اطلاع دیں کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں اعتقاد کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصے میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزوری طاقت کے واسطے بیان فائدہ ہے۔ اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف آپ کی دوائی ہی جیسا اشتہار ثابت ہوئی۔

عالیجناب راجہ کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار و رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ — ڈیئر سر! میں نے آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اس کے مفید ہونے اور ہندوستان کی بہترین دوائی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھ کو اسکے استعمال سے واپس ملی ہے۔ مہربانی کر کے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرما دیں۔

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر شنور تحریر فرماتے ہیں: اے حکیم بنظیر آپ کی مفرح عنبری نے جو جوہر دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۰۰

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ

(۱) عوام ... (۲) خواص ... (۳) ہندوستان سے باہر ...
(۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) ذی جماعت کے غیر مستطیع ...
دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

قادیان دار الامان مورخہ ... جنوری سنہ ۱۹۰۹ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۶

دار الامان قادیان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں حضرت اقدس نے قادیان کے آریوں پر آپ کے نشانات کے گواہ ہیں ایک مغالطہ کے دینے پر اتمام حجت کیا ہے یہ مغالطہ پریس میں جا چکا ہے۔

۲۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک شاخ سیالکوٹ ... کو ... کی مجلس ... نے منظور کر لی ہے فروری ۱۹۰۹ء میں ... ہو جائیگی۔ ... تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے ... احمدی ... فیس بالکل معاف کر دی ہے اور یہ سلسلہ ... قابل ناز امر ہے کہ ... اپنے ... اسکول ... میں ... کر دی ہے۔

۳۔ ... جنوری ... کو ... جماعت فجر کی نماز ... کے ساتھ ادا کی گئی۔

۴۔ ... جنوری ... اور مسجد اقصیٰ میں نماز ... ہوئی اور تاریخ ... برابر ... ہوتی رہی ... شیخ رحمت اللہ صاحب ... احباب ... لیے ...

میں جب قادیان میں رہتا ہوں ہمیشہ ... دیکھتا ہوں ... ایسی تقریبوں پر ضرور حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم دے۔ آمین۔

۵۔ ... جنوری کو سردار غلام حیدر خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور ایک مقدمہ کی تحقیقات کیلئے تشریف لائے۔ اور واپس گئے۔ قادیان کے متعلق

صفائی اور سڑک کی حالت پر توجہ دلائی گئی ہے آپ یقیناً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو رپورٹ کریں گے۔

اطلاع

اس وقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۹ء سے ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے۔ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ غرضیکہ سوائے لنگر خانہ کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہئے لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندے کے ساتھ بھیجنا ہو تو اختیار ہوگا کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجیں جو اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا مگر اسبات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایات ہوں کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کی طرف سے کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنی اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ کا یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیت کے ماتحت انجمن کو دی گئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا زمین کا محاصل ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے غرضیکہ کوپن کے ساتھ کوپن میں اس امر کا وضاحت کرنا چاہیے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔ تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجائیں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کی سالانہ اخبار میں شائع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اُسے ضروری ہوگا ...

... یا آمد کا دسواں حصہ دے اسکو الگ سمجھنا چاہئے ...

احمدی سلسلہ کی ترقی مصر میں

اللہ تعالیٰ قادر مطلق کی عجیب شان ظہور میں آرہی ہے اور اسکی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے اوسکی ہستی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ کتاب براہین احمدیہ جو قریباً تیس سال کی تالیف کی ہوئی ہے اور قریباً ۲۷ سال سے چھپ گئی ہے اوس میں خدا تعالیٰ کا کلام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا ہے یوں لکھا ہے فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یاتون من کل فج عمیق ویأتیک من کل فج عمیق یعنی وہ وقت قریب چلا آتا ہے کہ تیری مدد کیجائیگی اور لوگوں میں تجھے مشہور و معروف کیا جائیگا اور دور دراز ملکوں سے لوگ تیرے پاس آوینگے اور دور دراز ملکوں سے تیرے پاس تحفے اور خطوط آوینگے یہ خبریں خدا نے اپنے کلام میں دی تہیں اوسکو پورا کر رہا ہے اس الہام کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے اور دنیا کے لوگ آپ سے ...... واقف نہ تھے اور اب وہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو پورا کر رہا ہے اور دور دراز ملکوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلسلہ کی شہرت اوس نے کر دی ہے اور خود دلوں کو کھینچکر اس سلسلہ میں باندھ رہا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس سلسلہ کی ترقی کو روک دینگے وہ سوچیں اور اب اونکے لئے وقت ہے کہ خدا کے قہری ہاتھ سے ڈریں ؎

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالم کو دکہلاتی ہے
کبہی وہ خاک ہوکر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبہی ہوکر وہ آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بہلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

خدا تعالیٰ اپنی ہستی اور اپنے اوس کلام کا جو اوس نے حضرت مسیح موعود پر نازل فرمایا تہا پورا ثبوت دے رہا ہے اور اوسکے پورا کرنے سے اس پر اپنی مہر لگا رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر جو کلام نازل ہوا تہا وہ میرا کلام ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی میرا رسول ہے۔ مورخہ ۲۴-جنوری ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط مصر اسکندریہ سے آیا ہے جس میں کاتب نے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ مصری لوگوں کی بڑی دلچسپی ظاہر کی ہے چنانچہ وہ خط ذیل میں مع ترجمہ درج کیا جاتا ہے وھو ھذا

الیٰ ذی الجلال والاحترام المسیح الموعود میرزا غلام احمد القادیانی الہندی الفنجابی

غب التحیۃ لقد کثرت اتباعکم فی ھذہ البلاد وصارت عدد الرمل والحصاء مما انتشر منھم من تعالیمکم التی سرت فی نتشار الادمن کالنار اذا امتد ت الطفیان فلم یبق احد الا وعمل برائکم واتبع افکارکم وقد طلب منا الکتب ان انجت الیکم لطلب نسخ مما الفتموہ من الالھام لاجل الاطلاع علیہ والعمل بمقتضاھا والسلام کاتب احمد زھری بدر الدین

ترجمہ بحضور۔ بزرگی اور عزت والے مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی ہندی پنجابی کے بعد تحفہ دعا و سلام کے معروض ہے کہ آپ کی پیروی کرنے والے ان شہروں میں بہت ہوگئے ہیں اور آپکی شائع تعلیم سے جو اس کی طرف راہ نما ہے اور سرکشی سے روکتی ہے آپکے اعتقادات اور سنگریزوں کی طرح بکثرت ہوگئے ہیں کوئی ایسا فرد باقی نہیں رہا جو آپ کی رائے پر عمل نہ کرے اور ہم سے آپ کی کتابیں طلب کی گئی ہیں اور مجھے تاکید کی گئی ہے کہ آپ کو لکھوں کہ آپ ہمیں اپنی تالیف کردہ کتابیں ارسال فرما دیں تاکہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنے الہام سے ظاہر فرمایا ہے اوس پر ہمیں اطلاع ہو اور اسکے موافق عمل کیا جاوے

کاتب احمد زہری بدر الدین۔ اسکندریہ

نشان زلزلہ کا ایک اور ظہور

اللہ تعالیٰ کی قہری تجلیوں کا ظہور مختلف صورتوں میں اطراف عالم میں ہو رہا ہے مادہ پرست ان مصائب کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے۔ ابتدا جب خدا کے مامور نے اللہ تعالیٰ کے اعلام و الہام سے نذیر ہوکر ان آفتوں سے ڈرایا تو بے باک طبیعتوں نے اسکو ہنسی میں اڑا دیا لیکن خدا کی باتیں پوری ہوکر رہتی ہیں جسطرح پر خدا کے مامور نے کہا تہا۔ ؎

ہر طرف یہہ آفت جاں ہاتھ پیلانے کو ہے

اسیطرح اسکا ظہور ہوا۔ سان فرانسسکو کے زلزلہ کی تباہی کچھ کم نہ تہی کہ اب جمیکا نام جزیرہ کے دار الحکومت شہر کنگسٹن کو زلزلہ نے تباہ کر دیا ہے یہہ جزیرہ سلطنت برطانیہ کا ایک حصہ ہے اور امریکہ کے جوار میں واقع ہے اسکا رقبہ ۴۲۰۰ میل مربع ہے اور آبادی ۷۴۲۹۵۴ نفوس کی ہے جمیں بیس ہزار گورے اور باقی کالے اور دوغلے ہیں۔ کنگسٹن پر جو تباہی زلزلہ کے سبب آئی ہے اوسکے حالات اخباروں میں پڑھ کر سنسنی پیدا ہوتی ہے یہہ زلزلہ ایسا کہ عذاب الہی کی سنت ہے بغتۃً آیا اور شہر کی بربادی کا موجب ہوا ۲۰-جنوری تک جو خبریں بذریعہ تار موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سات سو لاشیں نکل چکی ہیں ایکہزار اور ملبہ کے نیچے دبے ہوئے ہیں تین ہزار زخمی ہیں جنمیں سے ایکہزار سخت مجروح ہیں جو تار لنڈن میں شائع ہوئی اسکا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جمیکا کا زلزلہ اور شہر کنگسٹن کی بربادی۔ کنگسٹن دار الخلافہ جمیکا میں پیر کے روز زلزلہ آیا۔ خبریں بہت کم اور وہ بہی متضاد آتی ہیں مسٹر ہام گرین ڈومبر پارلیمنٹ دفتر نو آبادیہا کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ شہر بالکل برباد ہوگیا ہے اور سر جیمز فرگیوسن سابق وزیر مر گیا ہے۔ مگر اور آدمی برٹش امریکن یا کنیڈین ہلاک نہیں ہوئے ہیں۔ گورنر سر الفریڈ جونسر کی مدد سے معاملات کو ترتیب دے رہے ہیں۔ مسٹر گرین ووڈ کے پیغام سے وہ اضطراب دور ہوگیا ہے جو ایک مشہور گروہ کی بابت جو زراعت اور پنبہ کی کانفرنس میں شریک ہونے کو گئے تہے انمیں ارل وکاؤنٹس آف دوڈلی ممبران پارلیمنٹ اولڈفاسٹر ہینی کر ہیٹن۔ اور جیسی کالنگز مسٹر ہال کیں اور دے کاونٹ وغیرہ تہے۔ **نقصانات** بعد کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ نقصان جان سو سے زیادہ نہیں ہوگا زخمیوں کی تعداد کئی سو اندازہ کیجاتی ہے۔ شفاخانے مجروحین سے بہرے ہوئے ہیں **آتشزدگی** زلزلہ کے بعد آتشزدگی واقع ہوا کرتی ہے اسیطرح شہر کنگسٹن میں آگ لگی مگر ایک چھوٹے حصہ تک محدود رہی۔ منگل کو تمام دن آگ بجہانے کی کوشش ہوتی رہی بڑے بڑے ہوٹل اور مشہور عمارات برباد ہوگئیں اور طرح سے آتشزدگی ڈاکیارڈوں تک محدود رہی۔ (بعد کی خبر) ایک سرکاری مراسلہ میں جسپر کوئی تاریخ نہیں ہے تصدیق کی گئی ہے کہ منگل کے دن ایک سخت زلزلہ آیا بعد ازاں آگ لگ گئی مگر وہ ایک شہر کے ایک ہی حصہ تک محدود رہی کیمپ ہسپتال برباد ہوگیا تین آدمی مر گئے۔ میجر ہارڈی میں سخت مجروح ہوئے۔ جزل ہسپتال میں تین سو آدمی مجروح موجود ہیں سوائے سر جیمس فرگیوسن کے باقی تمام کاٹن ڈلگیٹ حفرت سے ہیں اور ایک جہاز بندرگاہ کنگسٹن میں ملبہ مجروحین اور مردوں کی تعداد ابتک صحیح طور پر معلوم نہیں ہوئی ہے شاہی ڈاک کی جہاز ران کمپنی کہتی ہے کہ اوسکا سپرنٹنڈنٹ کا لنسٹیبشن ہلاک ہوگیا ہے نہ وہ کپتان بلکہ بہی مر گیا ہے۔ آگ بجہائی جا رہی ہے مرٹل بنک ہوٹل اور کمیں آفس تباہ ہوگئے ضمیمہ ہمر نے کرونڈز پارلیمنٹ اور مشہور تیز رفتار کروزر آئندہ فتح گیا کو کنگسٹن جانے کا حکم ہوا ہے امریکہ کا امیر البحر بہی وہاں جا رہا ہے یہہ قہری نشان خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے مرسل کی سچائی کا گواہ ہے کاش ہماری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں التماس

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

تعلیم نسواں کی اہم ضرورت کو تمام دنیا نے تسلیم کر لیا اور سب قومیں اور فرقے اپنے مذہب و ملت کے مطابق تعلیم نسواں کی سعی کر رہے ہیں مگر فرقہ احمدیہ کی مستورات کیواسطے کوئی طریقہ تعلیم کا نظر نہیں آتا اور نہ ابتک انکے واسطے کوئی خاص انتظام کیا گیا ہے بلکہ اکثروں کو اپنے پاک عقیدہ سے ناواقف اور کفر و شرک کی گندگی میں مبتلا پایا۔ اور جب تک تعلیم نسواں کی طرف پوری پوری توجہ نہ کیجاویگی عورتیں ہرگز ہرگز راسخ الاعتقاد نہیں ہوسکینگی اور نہ ہی وہ احمدی کہلانے کی مستحق ہیں کیونکہ جو شخص بیعت کے فرائض کو کماحقہٗ ادا نہیں کرتا وہ کیسے احمدی کہلا سکتا ہے۔

مستورات کی یہانتک ردی اور گری ہوئی حالت ہے کہ صوم و صلوٰۃ مطابق حکم خدا اور رسول ہرگز ادا نہیں کرتیں اور انکے فوائد اور برکات سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ مگر اسکا بھاری سبب یہ ہے کہ بالکل جاہل مطلق ناکندہ تراش رکھا جاتا ہے اور انکو کوئی موقعہ ہی ذرا اوٹھانے کا نہیں دیا جاتا۔ مثلاً اب کے عظیم الشان سالانہ جلسہ سے صرف مرد ہی فیضیاب ہوئے نہ کہ عورتیں۔ اسی طرح مردوں کو ہدایت لینے اور پند و نصائح کے سننے کے اکثر موقعے ملتے ہیں مگر بیچاری عورتوں کے واسطے اتنی بھی تکلیف گوارا نہیں کیجاتی کہ انکو الحکم اور بدر ہی پڑھکر سنا دیا جاوے۔ لہٰذا میں ایک عاجزانہ تجویز احمدی صاحبان کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت کرتی ہوں کہ احمدی خواتین کی ایک انجمن موسوم بہ "انجمن مستورات احمدیہ" قایم کیجاوے جس کے ششماہی یا سالانہ جلسے ہوا کریں جنمیں سکرٹری پریذیڈنٹ اور لکچرار عورتیں ہی منتخب ہوں اور امید ہے کہ اس سے بڑا فایدہ مرتب ہوگا۔ کیونکہ اصلاح رسوم بد۔ بدعات اور کفر و شرک دور کرنے کی وعظ و نصیحت ہوگی اور انکو مذہب کے پاک اصول اچھی طرح ذہن نشین کرائے جائینگے۔ اگر یہ سوال پیدا ہو کہ لکچر دینگی کون۔ سو یہ ایک بالکل سہل سی بات ہے۔ کیونکہ ماشاء اللہ احمدی خاتون کو لیکی اور بنت غلام محمد صاحب ہیلو اری وغیرہ وغیرہ جیسی خاتونیں موجود ہیں جو بخوبی لکچر اور وعظ دے سکتی ہیں۔ اور بہت جو اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہوں اپنے شوہروں یا بابوں سے اس جلسہ کے متعلق مضامین بنوا کر پڑھ سکتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ انمیں تعلیم کا شوق ترقی کرتا جائیگا اور خود انمیں لکچر بنانے کی قوت پیدا ہو جائیگی اور جو بالکل ان پڑھ اور اُمّی ہیں انکو اپنے پاک مذہب سے واقفیت ہو جائیگی۔ لنگر خانہ مہیم خانہ اور مدرسہ کیواسطے چندہ بھی فراہم کیا جائیگا کیونکہ جب مستورات کو قومی ضروریات سے آگاہ نہ کیا جائے تو ان میں کیسے ہمدردی اور احساس پیدا ہو سکتا ہے اور جب تک مرد اور عورتیں متفق ہو کر ایک کام کو نہ نبھائیں وہ نبھ نہیں سکتا کیونکہ عورت اور مرد ایک جسم ہے اور جب ایک حصہ جسم کو معطل اور بیکار چھوڑا جائے تو وہ سر کار نمایاں نہیں دکھا سکتا اور مزید براں جس شہر میں جلسہ کیا جاویگا وہاں کی مستورات میں تبلیغ ہو جاویگی۔ اور انکو مذہبی تعلیم کی تحریک و ترغیب دی جاویگی اور جب ان میں تعلیم کا چرچا ہو گیا اور مذہب کے پاک اور خوشنما اصولوں سے واقفیت ہو گئی تو ضرور ہے کہ انمیں خوف خدا پیدا ہو اور اس رب العالمین کی تسبیح و تقدیس میں سرشار ہوں جو قادر اور قیوم ہے کیونکہ جس شخص کو خداوند لایزال کی کامل صفات کا پتہ ہی نہیں اور نماز کے معانی اور حقائق کی کنہ تک پہونچا ہی نہیں کیسے روحانی لذت اور معرفت حاصل کر سکتا ہے اور کیسے صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت پا سکتا ہے کہ بے علم نتوان خدارا شناخت

اسواسطے ضروری اور نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم نسواں کی طرف خاصکر توجہ کیجاوے اور مستورات کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے اور برائے نام جماعت احمدیہ میں داخل ہیں درست کیا جاوے حتیٰ کہ انمیں کامل اتقا اور کامل خوف خدا پیدا ہو اور اگر اتنا نہیں کہ وہ رحمٰن کو دیکھ سکیں مگر کم از کم اتنا تو سمجھ لیں کہ خداوند عالم رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہر وقت اور ہر لحظ انکے اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے اور انکے دلی ارادوں تک سے واقف ہے۔ جب معزز دینی بہنوں اور ماؤں کی یہ حالت ہو جائیگی تو تب ہمیں تسلی ہوگی کہ احمدی جماعت کی مبارک گاڑی سرعت کے ساتھ چلکر معراج ترقی پر پہنچ سکتی ہے ورنہ ایک پہیہ والی گاڑی کا جو حال ہوتا ہے وہ تو نمایاں ہی ہے کسی مزید تشریح بیان کی ضرورت نہیں۔ خداوند مطلق حیّ و قیوم وہ دن جلد لاوے کہ میری محترم دینی بہنیں اس طرف توجہ مبذول کریں اور دنیا کو ثابت کر دکھائیں کہ ایک نظیر آیا اور اس نے کیا کر دکھایا۔ اور ایک مرسل اور منجانب اللہ کی تقریر اور فیوض میں کیا کیا اسرار نہاں ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی میں کیا اثر ہے اور بعینہٖ اصحاب کرام کی پاک اور طیب خاتونوں کا نمونہ نظر آوے اور منعم علیہ گروہ کہلانے کے مستحق ہوسکیں اور جب بفضلہ تعالیٰ یہ حالت ہو جائیگی تو بیڑا اولاد ہی انشاء اللہ متقی اور پرہیزگار ہوگی کیونکہ معصوم بچوں کی پرورش آٹھ دس برس کنار مادری میں ہوتی ہے اور اس عرصہ میں ماں کی خوبوان میں سرایت کر جاتی ہے۔ اس جلسے عظیم الشان فائدہ یہ ہوگا کہ ایک نورانی پودہ بویا جائیگا جو کہ اُگیگا پھیلیگا اور پھولیگا اور دنیا کے ہر حصص میں اپنی شاخیں پھیلائیگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقش قدم پر چلنے والی جماعت کو دنیا میں منور کریگا اور دنیا دیکھ لیگی کہ مسیح موعود و مہدی معہود پروہی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم والہ زمانہ آیا ہوا ہے جسکا ایک خلق کو چودہ سو برس سے انتظار تھا۔ مرد اور عورتیں ستاروں کی طرح درخشاں نظر آوینگے اور پاک اسلام کا روحانی جھنڈا لہراتا ہوا نظر آویگا اور خلقت بیک زبان پکار اٹھیگی کہ یہ خدا کی برگزیدہ جماعت ہے اور نیز اس جلسے احمدی مستورات میں اتحاد یگانگت اور واقفیت بڑھیگی اور سچی اخوت اور ہمدردی پیدا ہوگی جو اسلام کی بنیاد ہے اور انکو اپنی قوم کی ضروریات پر غور و خوض کرنے کا موقعہ ملیگا۔ میرے خیال میں عورتوں کی تعلیمی مذہبی عقلی ترقی کا یہی آسان طریقہ ہے کیونکہ عورتوں میں فطرتاً ریس کا مادہ بہت ہے اور جب وہ اپنی چند بہنوں کے علم اور اخلاق کا عملی نمونہ دیکھیں گی تو انمیں آتش شوق بھڑکیگی اور تعلیم اور مذہب کی طرف میلان ہو جائیگا جو کہ انجمن مذکور کا اصلی مقصد اور مدعا ہے اور جسکی تکمیل کیلئے وقتاً فوقتاً مختلف مقامات میں جلسے مقرر کئے جائیں گے اس اہم کام اور تمام خط و کتابت کا کام سرانجام دینے کیلئے ایک سکرٹری کا ہونا ضروری ہے اور میرے خیال میں اس عہدے کیلئے جناب اہلیہ صاحبہ مولانا حاجی حافظ حکیم نورالدین صاحب یا میری قابل قدر بہن آف گوجرانوالہ نہایت موزوں ہونگی مجھے امید واثق ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب اپنی موزون رائے کا اظہار فرما کر مشکور و ممنون فرماوینگے اور ہماری حوصلہ افزائی اور بہتری کی تجاویز کے لئے ممد و معاون ہونگے۔ (راقمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی)

رقیمہ لوداد بخدمت دوستان احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اَیُّہَا الْاَحْبَاب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اکثر صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی طرف سے ۱۹۰۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اور بعض صاحبان کے پاس پہونچا ہی ہے اغلب کہ ان صاحبوں نے اوسکا مضمون اکثروں کو تبلیغ کر دیا ہوگا چونکہ اوسکی تعمیل بہت کم ہوئی ہے لہذا امور ستہ ذیل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے -

(۱) رسالہ الوصیت متعلق مقبرہ بہشتی کی اشاعت سے وہ پیشین گوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہوئی ہے جو حدیث نواس بن سمعان میں موجود ہے کہ یُحَدِّثُہُم بِدَرَجَاتِہِم فِی الْجَنَّۃ یعنی مسیح موعود اپنی جماعت کے لوگوں سے اونکی درجہ جو بہشت میں اونکو عنایت ہونگے بیان کریگا - (منتخب کنز الاعمال وسلم) اور پھر دیکھو یہ بہشتی مقبرہ عالم کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مع اپنی ... اوس نعمائے کے جو اوس میں ہیں دکھلایا بھی گیا اور اوسکی نسبت یہ الہام بھی ہوا کہ اُنْزِلَ فِیْہَا کُلُّ بَرَکَۃٍ یعنی اوس میں ہر ایک قسم کی برکت الٰہی کا نزول ہو چکا ہے اس بیان سے ثابت ہوا کہ رسالہ الوصیت کی اشاعت سے پیشین گوئی مخبر صادق کو جو یحدثہم بدرجاتہم فی الجنۃ ہی پوری ہوئی ہے -

(۲) حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اسوقت تک بطور تعامل کے یہ سنت چلی آئی ہے کہ مسلمان میت کو بعد موت کے قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس قبر میں اوسکو داخل کرنیکو اللہ تعالیٰ نے انسان کے حق میں اپنی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ یعنی پھر اوسکو موت دی تاکہ سجن دنیا سے نجات پاکر نعمائے ابدی بے حد میں داخل ہو اور قبر میں اسکو داخل کیا ظاہر ہے کہ قادیان میں اکثر لوگ اپنے وطنوں کی محبت کو چھوڑکر اور مہاجر ہوکر حسب الہامات مندرجہ یہ ... کے احباب الصفہ میں داخل ہوگئے ہیں اور اکثر لوگ دور دراز ملکوں سے آتے ہیں کہ یاتون من کل فج عمیق اور اکثر تک اقامت بھی کرتے ہیں چونکہ یہ عالم فانی ہے اور اصحاب الصفہ اور نیز مسافرین اور مقیمان میں سے بعض کے موت فوت بھی واقع ہوتی رہتی ہیں کما قیل ؎

بدیں چشمہ چوں ما بسے دم زدند
برفتند چوں چشم برہم زدند

لہذا اس مقبرہ بہشتی کا قادیان میں ہونا ضروری تہا جو کوئی اسکی ضرورت کا انکار کرے وہ میرے نزدیک اوس عرب سے بھی کم عقل ہے جسکا قصہ قرآن مجید پارہ ششم رکوع ۵ میں مذکور ہوا ہے -

(۳) حضرت اقدس نے اس مقبرہ کے بہشتی ہونیکے لئے بہت دعائیں کی ہیں اور بعد مستجاب ہونے اون دعاوں کے رسالہ الوصیت متعلق مقبرہ بہشتی لکہا گیا ہے تب اوس مقبرہ بہشتی کے لئے آراضی معلومہ تجویز کی گئی ہے - تعمیل احکام مندرجہ الوصیت کی ہم پر نہایت ضروری ہے تاکہ اون دعاوں میں ہم شامل ہوں -

(۴) یہ وہ سلسلہ احمدیہ ہے جو قیامت تک مخالفین پر غالب رہکر قائم رہیگا جیسا کہ مدت چہ سال کا براہین احمدیہ میں مندرج ہے وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ پس جبکہ تمام کی پیشین گوئی خود پورا ہوتے ہوئے دیکھ لیا ہے تو یہ الہام بھی ضرور بالضرور پورا ہوگا اور یہ تو ظاہر ہے کہ علم ازلی میں اس سلسلہ کا مبدء اور اس چشمہ کا منبع قادیان ہی ٹہرا ہوا تہا کمافی الاحادیث تو اس مقبرہ کا قادیان میں ہونا ضروری تہا جو قیامت تک قائم رہیگا چونکہ اللہ تعالیٰ کے افعال سب اور ترتیب وار ایک انتظام کے ساتھ واقع ہوتے ہیں لہذا ہماری سعیوں اور کوششوں کا ہونا بھی اولا ضروری ہے تاکہ ہم جنات کے مستحق ہوجائیں۔

(۵) علاوہ ان امور اربعہ مذکورہ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت کے احباب صادقین اور غیر صادقین کا امتحان بھی منظور رہے جیسا کہ سنت اللہ ہے جو تمام انبیا میں جاری رہی ہے کما قال اللہ تعالیٰ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَہُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ یعنی کیا لوگ یہ جانتے ہیں کہ صرف آمنا کہنا کافی ہے اور اون کا امتحان نہ کیا جائیگا -

(۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقبرہ بہشتی کے ضمن میں اشاعت اسلام کو مقصود اصلی رکہا ہے تاکہ بعد وفات حضرت کے بھی اشاعت اور تائید اسلام کی وقتاً فوقتاً ایسی ہی ہوتی رہیں جیسا کہ آپکی حیات میں ہو رہی ہیں آپکا مقصود اصلی تو یہی ہے الا ماشاء اللہ اور اس لئے احباب سے یہ بھی درخواست کی تہی کہ مضمون رسالہ الوصیت کو جہاں تک ممکن ہو اپنے احباب میں ہر ایک صاحب اشاعت کریں اور ضرور کریں اب بعد ان امور ضروریہ کے گذارش ہے کہ سنہ ۱۹۰۵ء میں جو تعمیل احکام مندرجہ رسالہ الوصیت کی اشاعت کم ہوئی ہے اس نقصان کے جبر کیلئے تجویز کی گئی ہے کہ رسالہ مذکور دوبارہ طبع ہو اور جن کے پاس رسالہ نہیں پہونچا اونکے پاس بھی پہونچا دیا جاوے بالفعل واسطے تحریک کے اس رقیمہ الوداد کی اشاعت کی جاتی ہے تاکہ اکثر صاحبوں کو اطلاع ہو جائے -

(۱) پس بالفعل احباب کو امور ستہ ضروریہ مذکورہ بالا میں نظر و غور کرنا ضروری ہے مضمون نمبر اول تو محکمات سے ہے کیونکہ کلام نبوت میں جو پیشین گوئی تہی اوسکو تو حضرت مسیح موعود کے الہامات نے محکم کر دیا اور الہامات کو کلام نبوت نے مستحکم کر دیا پس تعمیل ایسے امر مستحکم میں تامل یا توقف کرنا دلیل ضعیف ایمان کی ہے نعوذ باللہ -

(۲) .... اور ضرورت مضمون مندرجہ نمبر ۲ میں تو کچھ کلام ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ مومن کی تجہیز و تکفین کا سامان کرنا نہایت ضروری بات سی ہے اور قادیان جیسی بستی میں بغیر ایسے رفیقوں کے جو رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا گیا ہے جس میں مصارف اشاعت اسلام بھی ملحوظ نظر ہیں کیونکر ہو سکتا ہے حضوصاً جبکہ کلام نبوت یعنی یحدثہم بدرجاتہم فی الجنۃ اور نیز الہامات مندرجہ رسالہ الوصیت پر یعنی انزل فیہا کل برکۃ وغیرہ بھی نظر کیجائے تو پھر فرمائیے کہ اس بارہ تساہل اور تغافل کیونکر روا ہو سکتا ہے اور نمبر سوم میں اگر غور کیا جاوے تو چاہئے ہر ایک احباب کو اس بارہ میں مسابقت اور پیش دستی دکہلانی چاہئے کیونکہ ہمنے آج تک حضرت اقدس کی کوئی ایسی دعا نہیں دیکھی جس میں آپکو اجابت دعا کا علم بھی دیا گیا ہو اور پھر وہ دعا خالی گئی ہو پس جو ہمارے زمانہ ما بعد الموت کے متعلق ہے اور اسکی قبولیت کا علم بھی آپکو دیا گیا ہی یا آثار قبولیت معلوم ہوگئے ہیں وہ دعا کیونکر خالی جا سکتی ہے اندریں صورت کیا ہمکو زمانہ ما بعد الموت کا آنیوالا نہیں ہے جو ہم اسمیں تساہل کریں کیا یہ زندگانی دنیوی ہمیشہ رہیگی -

مضمون نمبر چہارم سے سہل انکاری کرنیسے اوس حصہ دین اور دنیوی سے محروم رہتا ہے جو الہام جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ میں تمہارے لئے موعود فرمایا گیا ہوں اور یہ الہام براہین احمدیہ میں ۲۵ سال سے مندرج ہے جسکو سر دفتر مخالفین نے

ہی تسلیم کر لیا تھا گو بعد کو بلا وجہ ... عناداً و تعصباً اس سلسلہ کی حقیقت سے منکر ہو گیا ہے پہر تم نے اس الہام کو پورا ہوتے ہوئے بچشم خود ہی دیکھ لیا ورنہ کوئی بتا دے کہ تمام عالم میں کوئی فرقہ مذہبی ایسا ہے کہ حجت میں نشان ہائے آسمان میں روحانیت اسلام وغیرہ وغیرہ میں اس سلسلہ احمدیہ سے بڑھکر اور فائق ہو اور ابہی تو اس فوقیت کا آغاز ہی ہے آئندہ اس فوقیت کو یوماً فیوماً ترقی ہوتی چلی جاویگی ورنہ اسکا آغاز کیوں نہ ہو چلا یہی ہمارا ایمان ہے پہر اگر ہم فوقیت حاصل کرنے میں تغافل کریں تو ہماری کسقدر محرومی ہے ان وعدوں سے جو اس الہام میں موجود ہیں -

اور مضمون نمبر پنجم مجکو ہدایت کر رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندے صادق الایمان ہو کر دنیا سے گذریں اور اسلام اور فرمانبرداری الہی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کریں کما قال اللہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون پس جبکہ بموجب سنت قدیمہ کے حضرت مسیح موعود نے تعمیل مضمون رسالہ الوصیت کو ہمارے صدق اور کذب کے لئے ایک معیار قرار دیا ہے اور پھر بحکم الہی قرار دیا ہے اور پہر اس جانچ اور امتحان لینے کی تصریح ہی کردی ہے پس ایسے امر میں جو بحکم الہی معیار قرار دیا گیا ہے اس معیار پر اگر ہم صادق نہ نکلے تو پہر ہماری موت حالت اسلام پر کیونکر ہو سکتی ہے نعوذ باللہ منہ

بالآخر مضمون نمبر ششم پر غور کرنا چاہیئے کہ جو باغ اسلام کا حضرت مسیح موعود نے لگایا ہے کیا ہمکو جائز ہے کہ اس کے باغبان ہونے میں ہی ہم شامل کریں اور مسیح موعود کے نائب ہو کر دین اسلام کے خدام نہ بنیں اس باغ اسلام کی باغبانی جو ہم دنیا میں کرینگے وہی تو بعد موت کے یاں وہی تو بصورت باغ جنت کے متمثل ہو گی بہلا بتلاؤ تو کہ اس چودہویں صدی میں کوئی ایسا امام مذہبی موجود ہے جسکے ہم پیرو ہو کر باغ اسلام کی سرسبزی اور شادابی میں کوشش کر سکیں اس زمانہ میں تو لقمۂ ... ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظر آرہا ہے یہی تو کوشش ہماری ہیں جو وہ اگر باغ اسلام میں کی جاوینگی تو مقبرہ بہشتی ہمارے لئے ہو گا پس جاگو اور اٹھو دنیا چند روز ہے اور حوادث زلازل در پیش ہیں ؎

الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد

بے حرص دنیا مدہ دیں بباد

احباب کی اطلاع کے لئے چند سطر کافی ہیں رسالہ الوصیت بہی دوبارہ مطبوع ہو کر انشاء اللہ تعالےٰ پہونچیگا -

مورخہ ۲۱ - جنوری ۱۹۰۶ء - محمد احسن نائب ناظم مقبرہ بہشتی قادیان

(والسلام خیر مقام)

اس رقیمہ الوداد کے خاتمے میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے جو ... مقبرہ بہشتی کی نسبت ہیں یا اوس حدیث کے بارہ میں جو مسیح موعود کے حق میں فرمائی گئی ہے کہ یدفن معی فی قبری انکا بہی پورا قلع قمع کر دیا جاوے -

پس اولاً واضح ہو کہ مسیح موعود کی نسبت جو حدیث میں وارد ہوا ہے فیدفن معی فی قبری اس کے معنی کسی مسلمان اہل عقل کے نزدیک یہ تو ہو ہی نہیں سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک جو عالم شہادت میں مدینہ منورہ میں موجود ہے وہ کہودی جاویگی اور پہر اوسمیں مسیح موعود دفن کئے جاوینگے والعیاذ باللہ من هذا المعنی الفاسد پس بالضرور قبر سے مراد وہی بہشت برزخی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ عالم برزخ کا طول و عرض - قرب و بعد مثل عالم شہادت کے نہیں ہو سکتا ورنہ اوس حدیث متفق علیہ کے کیا معنی ہونگے جسکے یہ الفاظ متعدد روایات صحیحہ میں موجود ہیں فیقولان ما کنت تقول فی هذا الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ جو فرشتے قبر میں میت سے سوال کرنے آتے ہیں کہتے ہیں کہ تو اس مرد یعنی محمد صلی اللہ کی رسالت کے بارے میں کیا اعتقاد رکہتا تہا چونکہ لفظ ہذا کا اسم اشارہ ہے جو حاضر کے لئے آتا ہے تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک میت کے پاس ہر وقت موجود ہو جاتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود بلحاظ عالم شہادت کے مدینہ منورہ میں مدفون ہے اور پہر دوسری حدیث میں بتعدد الفاظ میں آیا ہے کہ مومن کی قبر ستر گز طول اور ستر گز عرض تک فراخ کردی جاتی ہے اور یہ الفاظ بہی ہیں کہ یفسح لہ فیہا مد بصرہ یعنی جہاں تک اوسکی نظر پہونچتی ہے اوسکی قبر فراخ کردی جاتی ہے اب استفسار ہے کہ کیا یہ وسعت اور فراخی عالم شہادت کی ہے یا عالم برزخ کی جو کسی کو نظر آسکتی پس قبر سے مراد وہی بہشت برزخ ہوا -

اور جبکہ ایک مومن کے لئے اوسکی قبر میں یہ فراخی اور وسعت ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اسقدر وسعت ہونی چاہیے کہ جسقدر کل بہشتوں کی وسعت ہے کیونکہ عالم جنات کے مالک تو آپ ہی ہیں اب دیکہو کہ حدیث فیدفن معی فی قبری کے معنی کیسے صحیح اور درست ہوگئے یعنی مسیح موعود کی وہ شان ہے جو حدیث مسلم وغیرہ میں وارد ہوئی کہ یحدثہم بدرجاتہم فی الجنۃ تو مسیح موعود بہی بطفیل غلامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بہشت کا تقسیم کرنے والا ہوا اور وہ بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں یعنی بہشت کے اعلیٰ درجہ برزخی میں جگہ پانے والا ہوا خواہ مدینے منورہ میں دفن ہوا اور خواہ کسی اور قطع ارض میں ختم فاعزیاً جنوباً شمالاً مدفون ہو آپ ہی کی قبر میں مدفون ہوا اور بطن غار وہی مقبرہ بہشتی ہے جو قادیان میں مخبر صادق کی پیشینگوی کو پورا کرنے والا ہوا اور یہی وہ قبر برزخی ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے بہی چند آیات قرآنی میں باین نظم عبارت بیان فرمایا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے نفس مطمئنہ رجوع ہو تو اپنے رب کی طرف تو اوس سے راضی اور وہ تجہ سے راضی پس داخل ہو تو ہمارے خاص بندوں میں اور داخل ہو ہمارے بہشت میں وہ یہی بہشت برزخی ہے جسکو عالم شہادت میں قبر کہا جاتا ہے - ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مطمئنہ قدسیہ جملہ نفوس قدسیہ سے افضل اور اعلیٰ ہے تو آپ کی قبر مبارک برزخی کا جنت کی مثل بہشت ہونا بالطریق اولیٰ ثابت ہوا اور باقی تمام نفوس قدسیہ مطمئنہ آپ کے طفیلی ہوئے اس مسیح موعود کا آپکی قبر مبارک میں یعنی بہشت برزخی میں ہونا بہی ثابت ہوا اور یہ تخصیص ایک خاصہ ہے جو دوسرے مومنوں کو حاصل نہیں -

ایضاً قال اللہ تعالےٰ قیل ادخل الجنۃ یعنی جبکہ اوس مرد مومن کو مخالفین نے شہید کر ڈالا تو اسکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خطاب کیا گیا تو جنت میں داخل ہو ظاہر ہے کہ بعد شہادت کے وہ شخص جنت برزخی میں داخل ہو گیا اور یہی بہشت برزخی ہے جو اوسکی قبر ہوئی - ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنی متقین

پیچ جگہ تھے کے نزدیک بادشاہ قادر مطلق کئے ہیں یعنی ہمشت برزخی میں اپنے پروردگار بادشاہ قادر مطلق کے قریب ہیں ۔

اب رہی وجہ تخصیص کی کہ مسیح موعود کی آپ کی قبر میں مدفون ہونے کی کیا خصوصیت ہے سو یہ تخصیص بواسطہ اظہار خوبی شرف و عزت و تعظیم اور فضیلت مسیح موعود کی تھی کیونکہ اونکی عزت اللہ تعالے کے نزدیک ایسی بڑی ہے کہ بعد نہم میں درجاتھم فی الجنۃ اس کے لئے فرمایا گیا ہے اور اس مقبرہ بہشتی سے ایک اور پیشگوئی مخبر صادق کی بھی پوری ہوئی ہے حدیث نسائی باب غزوہ الہند میں وارد ہوئی ہے عصابتان احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم یعنی دو گروہ ہیں کہ محفوظ رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے اون دونوں کو دوزخ سے ایک تو وہ گروہ ہے کہ جنگ کریگا کفار ہند سے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگا اس مقبرہ بہشتی نے اس پیشگوئی مخبر صادق کو پورا کر دیا اب مخالفین کون کون سی حدیث آیت کی تکذیب کرینگے اور ان کے لئے اب کونسا مفر باقی ہے ۔ والسلام ۔ علےٰ من اتبع اللہ

خطبہ کسوف

(نوشتہ محمد ظہور الدین ۔ اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء کو مدینۃ المسیح میں نماز کسوف پڑھی گئی - یہ وہ نماز ہے جسکی نسبت دیہات میں تو کسی کو بھی معلوم نہیں کہ پڑھنی سنت ہے یا نہیں بلکہ پڑھنے والے کو کہتے ہیں ہمارے دین سے نکل گیا - یہ بھی ہمارے بعض حنفی بھائیوں کی خاص مہربانیوں سے ہے جو وہ بعض سنن رسول مقبول کی نسبت کرتے رہتے ہیں - خیر یہ سلسلہ احمدیہ تو جاری ہی اسی لئے ہوا کہ پھر رسول اللہ صلعم کی سنتوں کو جاری کرے اس لئے یہاں دارالامان میں کسوف شروع ہوتے ہی نماز کی طیاری شروع ہو گئی اور ۱۰½ کے قریب حکیم الامۃ سلمہ ربہ نے نماز باجماعت جہری قرأت سے پڑھائی - پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ پڑھکر رکوع کیا اور رکوع سے سر اوٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہکر سورہ احقاف پڑھی اور پھر رکوع کیا - دوسری رکعت میں پہلے سورہ محمد کو پڑھکر رکوع کیا اور پھر رکوع سے سر اوٹھا کر انا فتحنا پڑھی اور پھر رکوع کیا غرض ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے اسیطرح زیادہ بھی رکوع کر سکتے ہیں - یہ نماز ایک گھنٹہ میں ختم ہوئی حدیث شریف میں آیا ہے کہ بعض صحابہ کو اس نماز میں طوالت قرأت کے سبب غشی ہو جاتی تھی - نماز ختم ہونے کے بعد مولوی صاحب مکرم نے خطبہ پڑھا جو نہایت ہی لطیف تھا آپ نے فرمایا کہ دو کارخانے ہیں جسمانی اور روحانی پہلے اپنی حالت کو دیکھو کہ دل سے بات اوٹھتی ہے تو ہاتھ اس پر عمل کرتے ہیں جس سے روح و جسم کا تعلق معلوم ہوتا ہے غمی و خوشی ایک روحانی کیفیت کا نام ہے مگر اسکا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہوتا ہے کسی سے محبت ہو تو حرکات و سکنات سے اس کا اثر معلوم ہوتا ہے انبیاء علیہ السلام نے بھی اس نکتہ کو کئی پیرایہ میں بیان کیا مثلاً حدیبیہ کے مقام پر جب سہیل آیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا سھل لکم من امرکم (اب یہ معاملہ آسانی سے فیصل ہو جائیگا) دیکھئے بات جسمانی تھی نتیجہ روحانی نکالا - اسیطرح نبی صلعم کی تعلیم کی طرف خیال کرو کہ پاخانہ جاتے وقت ایک دعا سکھائی اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنی جیسے پلیدی ظاہری نکالی اسیطرح باطنی نجاست کو بھی نکالنے کی توفیق دے پھر جب مومن فارغ ہو جاوے تو پڑھے غفرانک اسمیں بھی یہ اشارہ تھا کہ گناہ کی خباثت سے جب انسان بچتا ہے تو اسیطرح ٹھکارا روحانی پاتا ہے - نماز - روزہ - حج - زکوۃ سب ارکان اسلام میں جسمانیت کے ساتھ ساتھ روحانیت کا خیال رکھا ہے اور نادان اسپر اعتراض کرتے ہیں - مثلاً وضو ظاہری اعضاء کے دھونے کا نام ہے مگر ساتھ ہی دعا سکھلائی ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کہ جیسے میں نے ظاہری طہارت کی ہے ...... مجھے باطنی طہارت بھی عطا کر پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں یہ تعلیم ہے کہ میں اللہ کے لئے سارے جہان کو پشت دیتا ہوں - یہی تعلیم رکوع و سجود میں ہے وہ تعظیم جو دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسمانی اعضاء سے ظاہر کیجا رہی ہے - زکوۃ روحانی بادشاہ کے حضور ایک نذر ہے اور جان و مال کو فدا کرنیکا ایک ثبوت جیسا کہ ظاہری بادشاہ کے لئے کیا جاتا ہے اور حج کے افعال کو سمجھنے کے لئے اس مثال کو پیش نظر رکھئے کہ جیسے کوئی مجازی عاشق سن لیتا ہے کہ میرے محبوب کو فلاں مقام پر کسی نے دیکھا تو وہ مجنونانہ وار اپنے لباس وغیرہ سے بیخبر اوٹھ کر دوڑتا ہے ایسا ہی یہ اس محبوب ازلی کے حضور حاضر ہونے کی ایک تعلیم ہے غرض جسمانی سلسلہ کے مقابل ایک روحانی سلسلہ بھی ضرور ہے اور اسکو نہ جاننے کے لئے بعض نادانوں نے اس سوال پر بڑی بحث کی ہے کہ مرکز قوتی قلب ہے یا دماغ اصل بات فیصلہ کن یہ ہے کہ جسمانی رنگ میں مرکز دماغ ہے کیونکہ تمام حواس کا تعلق دماغ سے ہے اور روحانی رنگ میں مرکز قلب ہے -- انبیاء علیہ السلام چونکہ روحانیت کی طرف توجہ رکھتے ہیں اسلئے وہ ظاہری نظارہ سے روحانی نظارہ کیطرف متوجہ ہو جاتے ہیں - نبی کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ نے سراجاً منیراً فرمایا ہے اور آپ سراج منیر کیوں ہوئے جبکہ آپنے دعا فرمائی اللھم اجعل فوقی نوراً وشمالی نوراً واجعلنی نوراً (یہ بڑی لمبی دعا ہے) خیر جب اس حقیقی سورج نے دیکھا کہ سورج کو گرہن لگ گیا یعنی کچھ ایسے اسباب پیش آگئے جن سے سورج کی روشنی سے اہل زمین مستفید نہیں ہو سکتے تو اس نظارہ سے آپکا دل پھڑک اوٹھا کہ کہیں میرا فیضان پہنچنے میں بھی کوئی ایسی ہی آسمانی روک نہ پیش آجائے اس آپ نے اسوقت تک صدقہ دعا استغفار نماز کو نہ چھوڑا جبتک سورج کی روشنی باقاعدہ طور سے زمین پر پہونچنی شروع نہ ہو گئی - اب چونکہ ہر ایک مومن شخص بھی بقدر اتباع نبی کریم صلعم نور رکھتا ہے جیسے باپ بیٹے کا اثر چنانچہ اسلئے فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی رسول اللہ صلعم کا جسمانی بیٹا نہیں تو روحانی بیٹے تم ہو اسلئے ہر مومن بھی ایسے نظارہ پر گھبراتا ہے اور گھبرانا چاہئے کہ کہیں ایسے اسباب پیش نہ آجائیں جن سے ہمارا نور دوسروں تک پہنچنے میں روک ہو جائے - اسلئے وہ ان ذرائع سے کام لیتا ہے جو مصیبت کے ہٹانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں - یعنی صدقہ خیرات کرتا ہے استغفار پڑھتا ہے

اور نماز میں کھڑا ہوجاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مشکل کے وقت نماز میں کھڑا ہو جاتے .... آخر اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور جیسے وہاں حرکت و دورسے وہ اسباب ہٹ جاتے ہیں جن سے سورج کی روشنی با قاعدہ زمین پر پہنچنی شروع ہو جاتی ہے اسیطرح دعا و استغفار سے مومن کے فیضیاب ہونے میں جو روکیں پیش آجاتی ہیں دور ہو جاتی ہیں شیشے پر سیاہی لگا کر یا برہنہ آنکھ سے اپنی آنکھوں کو نقصان پہنچانے کے لئے تماشے کے طور پر اس نظارہ کو دیکھنا مومن کی شان سے بعید ہے تم سراج منیر کے بیٹے ہو پس اپنے انوار کو دوسروں تک پہنچانے میں تمام مناسب ذرائع استعمال کرو چونکہ آپ نے ان آیات پر وعظ شروع کیا تھا جنمیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر کہا گیا ہے اس لئے ضمن میں بعض اور باتیں بھی بعض الفاظ کی تشریح میں آگئی تھیں ایک بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے جو سجو آ کی تفسیر میں فرمائی کہ مشرک لوگوں نے ظاہری سلسلہ پر نظر کر کے کہ بادشاہ کے پاس سوائے وسیلہ کے نہیں جا سکتے اللہ تعالیٰ تک اپنی عرض لیجانے کے لئے پیر پرستی شروع کر دی اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ گو مر چکے ہیں مگر ہماری غرضیں انہیں کی راہ سے اوپر پہنچتی ہیں یہ خطرناک غلطی ہے خدائے پاک کے حضور عرض کرنیکا وہی طریق ہے جو کتاب اللہ میں ہے اسی پر کاربند ہو۔ بدر

ڈائری

۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام بوقت صبح معہ احباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں جب حضرت اقدس باہر تشریف لائے تو پہلے ایک بابا جی نومسلم نے دعا کے لئے عرض کی حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ حضور یہ شخص اپنی قوم میں واعظ بھی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا وعظ اعمال صالحہ کا فائدہ تب ہی ہوتا ہے کہ محض خدا کے لئے ہو اور اس میں کوئی غرض نہ ہو ریائی عمل کو خدا تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اگر عمل میں کسی اور کو شریک سمجھا جاوے تو خدا کئے ہوئے عمل کو رد کر دیتا ہے ...... اور فرماتا ہے کہ جسکے لئے تم نے یہ عمل کیا ہے اس سے اس کا ثواب بھی لو۔

بعد ازاں قادیان کے آریوں کے تعصب اور انکی حق پوشی کا ذکر ہوا کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے نشانات بینات دیکھکر انکو چھپاتے ہیں۔

اثنائے سیر میں آج کا الہام بیان فرمایا۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے اے اہل بیت ناپاکی دور کر دے اور تمکو بالکل پاک کر دے۔

پھر پچیس چھبیس برس کا ایک پرانا الہام بیان فرمایا جو کسی شخص کے متعلق ہے فارتدّ علی آثارھما و وھب لہ الجنۃ اتنے میں طاقت بالا اسکو کھینچ لے گئی۔

مفتی محمد صادق صاحب نے ایک شخص کے خط میں سے بیان کیا کہ وہ پوچھتا ہے کہ جب صبح روشن ہو جاوے تو اس وقت فرضوں کے پہلے صبح کی سنتوں کے بعد نوافل کی نماز درست ہو سکتی ہے یا نہیں حضرت اقدس و مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ دو رکعت سنت کے سوا فرضوں سے پہلے اور کوئی نماز جائز نہیں۔

پھر مفتی محمد صادق صاحب نے ایک شخص کا خط پیش کیا کہ وہ پوچھتا ہے کہ مشکلات و مصائب کے وقت کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ استغفار بہت پڑھے اور اپنے قصوروں کی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے۔

مسائل فقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مندرجہ ذیل مسائل کی بابت قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے اور صحابہ کیا بات ہے
(۱) عورت اپنی ہمشیرہ کی زندگی میں اوس کے شوہر سے پردہ کرے یا نہ
(۲) اور بعد وفات ہمشیرہ کے اُسکے شوہر سے پردہ کرے یا نہیں۔
(۳) مرد اپنی والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ محرمات ابدی سے ہر وقت ملاقات مصافحہ کر سکتا ہے یا نہیں۔
(۴) بصورت مصافحہ جائز ہونے کے سالی شوہر والی اس حکم میں شامل ہو سکتی ہے یا نہیں۔
جواب مدلل اور خوشخط ہونے چاہئیں تاکہ عورات بھی پڑھ لیں

جوابات

جن محرمات وغیرہ سے پردہ نہیں ہے اونکا ذکر بطور حصر کے پارہ ۱۸ میں موجود ہے۔ شوہر۔ باپ۔ خسر یعنی خاوند کا باپ۔ بیٹا۔ خاوند کا بیٹا۔ بھائی۔ بھتیجا۔ بھانجا۔ اپنی میل جول کی عورتیں۔ غلام۔ خواجہ سرا یا شیوخ فانی۔ اطفال نابالغ۔ اور چچا سے بموجب حدیث متفق علیہ کے پردہ نہیں ہے اور باقی اور سب سے پردہ کرنا چاہیئے چونکہ چچا بمنزلہ باپ کے تھا اسلئے قرآن مجید نے اسکی تصریح حصر استثنا میں نہیں فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث متفق علیہ اوسکی تصریح تکمیلاً للحصر موجود ہے اِنَّہٗ عَمُّکِ فَلْیَلِجْ عَلَیْکِ یعنی اے عائشہ وہ تیرا چچا ہے پس وہ تیرے گھر میں داخل ہو یعنی تیرے پاس آوے اس سے پردہ تجھ پر لازم نہیں ہے کیونکہ وہ محرمات سے ہے اور ہمشیرہ کا شوہر چونکہ ان مستثنیات حجاب میں داخل نہیں ہے لہذا اوس سے پردہ شرعی کرنا چاہیئے خود ہمشیرہ کی حیات میں ہو یا بعد وفات کے ہو محرمات ابدیہ سے مصافحہ درست ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے مصافحہ کیا ہے دیکھو مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ اور حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو بوسہ دیا ہے وقبل خدھا رواہ ابوداؤد سالی سے مصافحہ جائز نہیں دلیل اوسکی جواب نمبر ۱ میں دیکھو مفسدہ امن کا محل اور مقام دیکھنا بھی ضروری ہے تاکہ امن رہے فتنہ نہ ہو۔ راقم محمد احسن ۲۰ جنوری ۱۹۰۷ء قادیان

یورپ و امریکہ و جاپان وغیرہ کو آپ تبلیغ کر سکتے ہیں

رسالہ میگزین سلسلہ حقہ کے حالات پر دو لطیف نمبر شائع ہوئے تھے اب انکو ایک علیحدہ کتاب کی صورت میں معہ تصویر مسیح موعود اور تصویر قبر مسیح کے تیار کیا گیا ہے۔ جو صاحب غیر ممالک میں تبلیغ حق کرنا چاہیں وہ ۲ر فی کتاب دیکر ان ممالک میں بہت سے لوگوں کو یہ کتابیں بھیجکر ثواب حاصل کر سکتے ہیں ایک روپیہ میں آٹھ رسالے جا سکینگے روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ آنا چاہیے رسالے صرف دفتر میگزین سے جا سکینگے۔ جہاں کہ مناسب ایڈیٹر جمع کرنیکا

قابل توجہ قوم

اکثر طالب علم بالکل بے سروسامان یہاں آجاتے ہیں اور بعض احباب ہی ایسے طالبعلم یہاں بھیجتے ہیں جو مسکین یا یتیم ہوتے ہیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم دل سے چاہتی ہے کہ جہانتک اس سے بن پڑے وہ ایسے طالبعلموں کو مدد دے اور وہ مدرسہ میں داخل ہو کر باقاعدہ تعلیم پائیں لیکن اس غرض کی تکمیل کے لئے ضرورت ہے مدد کی۔

سب کمیٹی صدقات جسکے پاس ایسے طالبعلم آتے ہیں یا ایسے امیدواروں کی درخواستیں آتی ہیں وہ بعض اوقات سخت مجبور ہو جاتی ہے وہ نہیں چاہتی کہ کسی سائل کو مایوس کرے لیکن جب وہ دوسری طرف اپنے فنڈ کو دیکھتی ہے تو اسے افسوس کے ساتھ جواب دینا پڑتا ہے اگرچہ اسوقت تک کسی طالبعلم کو جواب نہیں دیا گیا لیکن اگر انکے لئے مناسب انتظام نہیں کیا گیا تو کم ازکم تکلیف ضرور ہوگی۔ اس سال کے لئے مد صدقات کے مساکین فنڈ میں ایک سو روپیہ ماہوار کی گنجائش ہے اور قریباً اسیقدر وظائف دیئے جا رہے ہیں۔

اور مد یتامی میں پچاس روپے ماہوار کی گنجائش ہے اور اسیقدر دیا جا رہا ہے اسی طرح مد زکوۃ میں ایک معقول رقم ماہوار خرچ ہو رہی ہے اور آمدنی ان مدات میں سردست کم ہے ہاں یہ مد صدقات ایسی ہے کہ اگر ہمارے احباب چاہیں تو اسکو بہت وسیع کر سکتے ہیں اور اس طرح پر اپنی قوم کے نادار اور یتیم بچوں کی تربیت اور تعلیم کے لئے کافی انتظام کر سکتے ہیں صدقہ دافع بلا یقین کیا گیا ہے اور فی الحقیقت ہے اسلئے ہر صاحب ہر قسم کے صدقات یہاں بھیجے تاکہ اس مد میں کافی گنجائش ہو سکے اور یہ بھی ہر جگہ کی احمدی جماعت اور ہر احمدی بھائی کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ کسی طالبعلم کو یہاں اسوقت تک نہ بھیجیں جب تک اسکے متعلق فیصلہ کمیٹی کا نہ ہو لے۔ جب کمیٹی کسی ایسے طالبعلم کو مدرسہ کی کسی شاخ میں لینا منظور کر لے اسوقت بھیجنا چاہئیے۔

اور یہ بھی خیال رہے کہ ہر ایسے طالبعلم کو اپنی درخواست میں مندرجہ ذیل امور کی صراحت کرنی چاہئیے۔

اول عمر کیا ہے صحت کیسی ہے اور چال چلن کیسا ہے۔

دوم عام تعلیم اور مذہبی تعلیم کس حد تک ہے۔ ذہنی قابلیت اور تعلیمی دلچسپی کیسی ہے۔

سوم - مدرسہ کی کس شاخ میں داخل ہونا چاہتا ہے

چہارم - بصورت زندہ ہونے والدین کے وہ خود کیا مدد دیں گے یا اگر کوئی جماعت بھیجتی ہے تو وہ کسقدر مدد دے سکتی ہے۔

پنجم دو معزز احمدی یا ایسے لوگ جنکو انجمن جانتی ہو اور انکی رائے قابل قدر ہو تصدیق کریں کہ سائل واقعی اسقدر مدد کا مستحق ہے۔

جبتک ان امور کی صراحت کے ساتھ کوئی درخواست نہیں آئیگی اسپر توجہ نہیں ہوگی اور جواب کیلئے ادہ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئیے ایسی سب درخواستیں یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

فاما الیتیم فلا تقہر

یہ قرآن کریم کا پاک ارشاد ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسکو پڑھنے والے اسکو نہ جھڑکیں گے بلکہ سر آنکھوں پر رکھیں گے۔ ایک یتیم علاقہ بارسے یہاں آگیا ہے اور سب کمیٹی صدقات نے باوجود بجٹ میں گنجائش نہ ہونے کے اسے مدرسہ میں داخل کر لیا ہے اسکے اخراجات کے لئے اس سال کے واسطے کم ازکم اسی روپیہ کی ضرورت ہے اور یہی تجویز کیا گیا ہے کہ اسکے لئے ایک چندہ کیا جاوے امید ہے کہ یہ رقم بہت جلد پوری کر دی جاویگی کیونکہ یتیم مذکو مدرسہ میں داخل کر دیا گیا ہے اور اسکے اخراجات خورد و پوشش اور کتابوں کی قیمت وغیرہ بہت جلد ادا کرنی ہے

ایک اور اطلاع

اس سال مد صدقات کا کل خرچ تین ہزار چھ سو اکیس روپیہ اندازہ کیا گیا ہے لیکن جو رفتار درخواستوں کی ہے وہ اس خرچ کو چار ہزار روپیہ سالانہ سے بھی بڑھا دیگی اور اسوقت مد صدقات میں ایک ہزار روپیہ بھی جمع نہیں ہے اسلئے برادران ذی حمیت جلد توجہ فرماویں اور اس رقم کو پورا کر دیں۔

خادم قوم - **یعقوب علی** ایڈیٹر الحکم و سکرٹری سب کمیٹی صدقات

قادیان کے مقامی معاملات

حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی کے لحاظ سے قادیان کی صفائی کی ضرورت پر میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کب تک مجھے اس سوال کو چھیڑتے رہنا پڑیگا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے جنوری ۱۹۰۸ء میں قادیان کو دیکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا مگر بعض ضروری مصروفیتوں کی وجہ سے غالباً نہیں آسکے اور اب شاید مارچ میں انہیں فرصت ملے۔

جناب **ملک حسن مل** صاحب تحصیلدار بٹالہ کی حسن سعی اور توجہ کے لئے میں قادیان کی پبلک کی طرف سے خصوصاً شکر گذار ہوں کہ وہ غیر معمولی توجہ قادیان کی حفظ صحت کے سوال پر کر رہے ہیں ۲۷ جنوری ۱۹۰۸ء کو ملک صاحب قادیان میں خود تشریف لائے اور دوسرے سرکاری کاموں کے علاوہ آپ نے صفائی کے متعلق نمبردار قادیان کو ایک روبکار لکھ کر دی کہ فوراً منادی کرا دیجاوے کہ لوگ اپنی روڑیاں اٹھا لیں ورنہ سزا دیجاویگی اور **ذیلدار ڈلہ** کو اس کام میں مدد دینے کا حکم نافذ فرمایا۔ لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ذیلدار صاحب نے اپنے فرض منصبی کو انجام نہیں دیا اور توجہ نہیں کی۔ نہ صرف اس کام کیلئے بلکہ تحصیلدار صاحب نے بیان کئے دو آوارہ گرد سانڈوں کی شکایت پر ذیلدار کو حکم دیا ہے کہ وہ انکو بند کرا دے مگر **ذیلدار** نے ابھی تک اس کام کے لئے بھی کچھ نہیں کیا اسلئے مجھے مکرر **ملک صاحب** کو توجہ دلانی پڑی ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ذیلدار ڈلہ سرکاری احکام کی تعمیل میں اپنے فرائض کو اسی طرح انجام دیگا تو **ملک حسن مل** جیسے بیدار مغز اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے والے تحصیلدار کو ناراض ہونے کا موقع دیگا کیونکہ مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے سرکاری احکام کی تعمیل اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں ملک صاحب ایک مستعد اور باہمت تحصیلدار ہیں اور انکی بے ریا اور جفاکش طبیعت نے انہیں ہر دلعزیز بنا دیا ہے گذشتہ دو تین ماہ سے مختلف حکام کی دوروں کی وجہ سے جسقدر شاقہ محنت انہیں

کرنی پڑی ہے وہ ہر طرح سے قابل قدر ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور خصوصاً اسکا خیال رکھیں گے۔

قادیان کی سڑک کے متعلق **ملک صاحب** خاص توجہ ہے اور وہ اسکی مرمت اور درستی کیلئے کوشاں ہیں مگر میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی توجہ اس امر پر مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ جب تک یہ حصہ پختہ نہ ہوگا تکالیف اور شکایات بدستور رہیں گی۔ خود صاحب موصوف کو سڑکوں کی طرف توجہ ہے پر نہیں معلوم کہ اس سڑک کی باری کب آئیگی؟ اور اب تو **قادیان** کی ڈاک بھی غالباً بہت جلد **دو دفعہ** آیا جایا کریگی جس سے اور بھی اہمیت اس سڑک کی ثابت ہوتی ہے وہ فوری توجہ سے کام لیں تو کچھ مشکل نہیں اگر ڈسٹرکٹ بورڈ کافی روپیہ اس کام کے لئے نہ رکھتا ہو تو گورنمنٹ پنجاب ہی دے سکیگی جس نے حال میں ۲ لاکھ روپیہ سڑکوں کی اصلاح کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو دیا ہے۔ بہر حال میں اُمید کرتا ہوں کہ **ملک صاحب** ہی اس معاملہ کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے خاص نوٹس میں لانے کی سعی کرینگے

ڈائری

(۲۹-جنوری سیر صبح)

آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بوقت صبح معہ احباب باہر سیر کو تشریف لیگئے مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم کے تذکرہ پر حضرت نے فرمایا کہ ایک آریہ اخبار نے باوجود ہمارے مذہبی تخالف کے لکھا کہ عبد الحکیم کا آپکو گالیاں دینا اوسکی سفلہ پنی کو ظاہر کرتا ہے نہایت نامناسب امر ہے۔

ایک صاحب نے کہا کہ عبد الحکیم کہتا ہے حضرت جی جو مرزا صاحب کو سخت گالیاں دیتا رہا ہے اوسکو کیا ہوا جو مجھے کچھ ہوگا۔

حضرت نے فرمایا اسکو پادری عبد اللہ آتھم۔ لیکھرام۔ چراغ دین ساکن جموں اور دوسرے مباہلین کے احوال سے عبرت پکڑنی چاہئے تھی

ایک صاحب نے **ایک شخص مرید** کے کچھ الہامات حضرت اقدس کو سنائے حضرت نے فرمایا الہام کا بڑا نازک معاملہ ہے انسان کو اپنے اعمال صاف کرنا چاہئے الہام کا مہبط صاف ہونا چاہئے اب جو خدا تعالیٰ کی چلائی ہوئی چل رہی ہے یہی ہوا بعض انسانوں کے جسموں کیلئے مفید اور بعضوں کیلئے مفسد ہوگی اگر کسی کا اندر غلیظ ہو۔ معدہ گندہ ہو اور بیمار ہو تو اوسکو اچھی غذا مضر ہوگی۔ ایسا ہی خدا کا کلام ہے ابھی تھوڑے روز ہوئے فقیر مرزا ساکن دوالمیال ضلع جہلم جس نے ہماری مخالفت میں لوگوں کو الہام سنایا کہ مجھے عرش سے آواز آئی ہے کہ مرزا جھوٹا ہے رمضان میں مرجاویگا۔ اور اسی پر اس نے بس نہیں کی بلکہ لوگوں کو کہا کہ یہ معمولی بات نہ سمجھو میرے دستخط لے لو کہ یہ بات ضرور ہونے والی ہے اور خود اوس نے اپنا دستخط کر کے اور بہت سے لوگوں کو اپنے الہام کا گواہ ٹھرایا اور انکے بھی دستخط لئے جب رمضان کا مہینہ آیا تو خود ہی مرگیا

ڈائری

۲۹-جنوری (نماز ظہر)

(طاعون)

آج حضرت اقدس نماز ظہر کو عام نمازیوں سے پیشتر ہی تشریف مسجد میں لے آئے کسی نے ذکر کیا کہ بعض قرب وجوار کے دیہات میں طاعون ہے۔ حضرت نے فرمایا اس دفعہ یہ بیماری زیادہ تر خطرناک صورت میں ہے سارے موسم سرما میں ہی اکثر مقامات میں ترقی پر رہی ہے اعتدالی ایام میں اور بھی خطرناک ہوگی بجز توبہ و استغفار اسکا کوئی علاج نہیں۔

فرمایا مولوی نور الدین صاحب کو بلاؤ کہ نماز پڑھی جاوے مولوی صاحب بلائے گئے اور ڈیڑھ بجے نماز ظہر ادا کی گئی فرض کی نماز جماعت ادا کر کے حضرت اندر تشریف لیگئے

حضرت اقدس کا مدام ہی اصول ہے کہ آپ ظہر کی پہلی چار سنتیں گھر میں ادا کر کے باہر تشریف لاتے ہیں پچھلی دو سنتیں بھی جاکر اندر پڑھتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر ادائے فرض کے بعد مسجد میں بیٹھنا منظور ہو تو پچھلی دو سنتیں فرضوں کے بعد مسجد میں ہی ادا فرماتے ہیں

استفسار اور اُنکے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت حضرت حکیم الامۃ مولانا ا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ذیل کے چند سوالات کا جواب درکار ہے سوالات یہ ہیں۔

(س ۱) کیا یہ خیال درست ہے کہ بعض گائے یا بھینس وغیرہ پر نظر کا اثر پڑتا ہے جیسے لوگ نظر آئی ہوئی کہتے ہیں پھر کچھ پانی وغیرہ پڑھ کر اس کے چہرے پر مارتے ہیں وہ بھینس دودھ دینے لگ جاتی ہے۔

ج بعض نظر کا یقیناً اثر پڑتا ہے اور اُسکی تدبیر بھی مفید ہوتی ہے احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے۔

(س ۲) بعض ایسے رشتہ دار (بہن یا ماموں وغیرہ جو بہت قریبی تعلق سے ہیں) وہ شرک وغیرہ کرتے ہیں۔ انکے ہاں شادی وغیرہ کے موقعہ پر ہر قسم کی رسومات عمل میں لائی جاتی ہیں۔ شادی وغیرہ کے وقت کیا ان سے میل ملاقات رکھے یا نہ۔ اور انکے ہاں شادی کے وقت ان کے ساتھ شامل ہو یا نہ۔

ج ۲ برائی میں شریک نہ ہو اور مناسب سلوک ان سے کیا جاوے قرآن شریف کی سورہ لقمان کے دوسرے رکوع میں اللہ فرماتا ہے۔ اگر شرک کی کہیں تو نہ مانو اور دنیوی مناسب سلوک کرو۔

(س ۳) اگر کوئی شخص امانت میں خیانت کرے اور وہ خیانت معلوم ہو جاوے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہ

ج ۳ نماز کیلئے متقی کو امام بناؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا [illegible]

(س ۴) جمعہ کے دن امام خطبہ پڑھا رہا ہو اگر کوئی شخص اسوقت آوے وہ اس وقت دو سنتیں پڑھے۔ یا نہ ج مختصر دو سنتیں پڑھ لے۔

(س ۵) نماز مغرب اور عشا جمع ہو۔ تو عشا کی دو سنتیں پڑھے یا نہ۔ پڑھ لے

(س ۶) اگر پہلی جماعت مسجد میں ہو جاوے تو پھر کچھ عرصہ کے بعد اور آدمی پانچ سات یا کم از کم دو جمع ہو جاویں تو کیا وہ آدمی دوبارہ جماعت اس مسجد میں کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ج ۶ دو تین آدمیوں کے ساتھ دوسری جماعت منع نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کتاب اللہ اور قانونِ قدرت پر ایک سرسری نظر

خدا کی پاک کتاب فرقانِ حمید نے جہاں بہت سے امور کی طرف توجہ دلائی ہے ان میں سے کتاب قانون قدرت بھی زریں مضمون کا مطالعہ کرنا ہی ہے مختلف مقاموں میں اور متعدد جگہوں میں ہمیں تاکید کی ہے کہ ہم دنیا میں آنکھ کھولے ہوئے رہیں اور جو چیزیں ہمارے گرد و پیش ہوں اور جو واقعات آئے دن ہم دیکھا کرتے ہیں ان سے کسی معقول نتیجے تک پہنچیں۔ کہیں قرآن شریف یہ کہتا ہے کہ سیروا فی الارض تاکہ ہمیں امم سابقہ ماضیہ کا حال معلوم ہو۔ انکے اعمال حرکات و سکنات پر اطلاع پاکر ان نتائج پر غور کریں جو انہیں انکی اعمال کی بدولت بھگتنے پڑے اور پھر ہم ان تجربوں سے جو ہمیں سیروا فی الارض پر عمل کرکے حاصل ہوں اپنی راہ میں رکاوٹیں نہ پیدا کریں اور اگلوں کی طرح ان غلطیوں میں نہ پڑجائیں۔ کسی مقام پر قدرت کی نیرنگیوں کی طرف ہماری توجہ کو مبذول کیا جاتا ہے اور بڑی دیر تک اس کے اسرار پر غور کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اوسکے اسرار کی طرف پہونچنے کے واسطے اشارے اور کنائے بھی کئے جاتے ہیں۔ کسی جگہ حیوانات۔ نباتات زمین۔ آسمان۔ پہاڑ۔ دریا۔ قدرت کے تمام نظارے کی طرف نظر تماشائی کو دوڑانے کا حکم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت

الغرض قرآن کریم کو جہاں سے الٹ پلٹ کر دیکھو تو اوسے باواز بلند یہ کہتے ہوئے پاؤگے کہ اے انسان آنکھیں کھول۔ بصارت کے رکھتے ہوئے اندھا نہ بن جا۔ حیوانوں کی طرح دنیا میں رہکر اوس سے بے خبر نہ بن اپنے اون قوائے ظاہری و باطنی سے جو تجھے دے رکھے ہیں کام لے۔ اپا ہج نہ بن عقل و فکر کو تیز کر اور انکی ترقی میں لگا رہ۔ کیونکہ وہ تجھے بیکار نہیں دے گئے ہیں جیسا تو خیال کرتا ہے۔ وہ تیرے ہر وقت کے یار صادق ہیں تجھے تیری غلطیوں پر متنبہ کرتے رہتے اور تیری راہوں کو کشادہ کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا وفی انفسھم افلا یبصرون حاصل کلام یہ کہ حسب الحکم فرقان مجید اس عالم اور مافیہا کی طرف ہم نظر دوڑاتے ہیں تو عجیب و غریب نتائج تک پہونچتے ہیں اور ان تعجب انگیز اور حیرت افزا قدرت کی نیرنگیوں بو قلمونیوں کو دیکھکر ہمارا دل بلا شبہہ ایک خالق اور مدبر کل کا قائل ہوکر پکار اوٹھتا ہے سبحان ربنا ما خلقت ھذا باطلا باغ دنیا کے پہلے دروازہ میں داخل ہونے کے بعد جب اوس باغ کے مختلف گل بوٹوں۔ روشوں اور چمنوں کی سیر کرتے ہیں اون درختوں کے متعلق جو باغ عالم نے اس دنیا کے باغ لگا رکھے ہیں تفصیلی علم حاصل کرتے ہیں اور کلیات سے جزیات کی طرف آن کر اپنی نظر کو بہت زیادہ وسیع کرتے ہیں۔ رات کے بعد دن کے آنے دن کے بعد رات کے آنے۔ روشنی کے بعد ظلمت۔ ظلمت کے بعد روشنی کے وجود بدامنی کے بعد امن کے قائم ہونے و بالعکس بگڑکر بننے بنکر بگڑنے گرکر اوٹھنے اور اٹھکر گرنے۔ عسر کے بعد یسر اور یسر کے بعد عسر ہونے غرض ان ساری کایا پلٹ اور نشیب و فراز پر جو دنیا کے لاحق حال ہوتی ہے نظر ڈالتے اور ساتھ ہی اس کے اپنے بہت سے اہم ضروریات کو دیکھکر اپنی اون مجبوریوں کا خیال کرتے جو ہمیں اپنی جہل کے بعض اوقات ٹھوکر کھانے اور راہ راست سے دور ہو جانے کی وجہ سے پیش آتی ہیں تو ہم بصیرت کی راہ سے تعبیر کی قسم کی کوتاہ اور غلطی کی اوس اعلیٰ ہستی کی طرف جسے ہم ان تمام تاثیرات ارضی و سماوی کا موثر خیال کرتے اور اس باغ ہستی کا مالی سمجھتے بڑی گریہ و زاری سے متوجہ ہوتے ہیں۔ اوسکی خاص مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اپنی پیش آمدہ مشکلوں میں اوسکے ایما و ارشاد کے منتظر رہتے ہیں۔ اور جب اپنی اس استدعا کا اوسکے دربار سے کافی و شافی جواب بالواسطہ یا بلا واسطہ پاکر اطمینان قلب حاصل کر لیتے ہیں تو ہمدردی کی راہ سے ہمارا دل سارے عالم کے ان تمامی مشکلات کو حل کرنے کے واسطے ایسے مالوہی ذرائع کا متلاشی ہوتا ہے جو خلاق عالم سے ہماری ضرورتوں کے متعلق وقتاً فوقتاً ہدایات حاصل کرکے غلطیوں سے بچاتے رہیں اور اسطرح پر اپنے افعال۔ حرکات و سکنات۔ ادا و طرز سے ضرورت وحی الہام۔ مکالمہ الٰہی اور بعثت انبیاء پر شہادت دے کر دعا کرتے ہیں ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم ایاتک الایۃ۔

اوس رحمٰن رحیم خدا نے جس نے اس کارخانہ عالم کو کتم عدم سے وجود میں لایا ہے محض اپنی رحمانیت کے تقاضا سے انسانوں کی جسمانی روحانی دینی و دنیوی حاجتوں کو مدنظر رکھکر ایک سلسلہ وسائط کا رکھا ہے جسکی مدد سے انسان اس دنیا کی اپنی موجودہ زندگی اور اوس کے بعد کے آنے والی زندگی کے ضروریات کو پوری کرتا ہے جیسا کہ اس ظاہری و جسمانی دنیا کے وسائط میں سے انسان بعض کو اپنی انہیں آنکھوں سے دیکھتا ہے اور بعض کو نہیں دیکھتا ویسا ہی دینی و روحانی عالم کے ضروریات کی تکمیل کیلئے بھی جو وسائط خالق عالم نے محض اپنے فضل سے مہیا کئے ہیں ان میں سے بعض کو انسان نہیں دیکھتا اور بعض کو دیکھتا ہے اور اسطرح جیسے خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ سے انسانوں کی حوائج کو پورا کرنے کے لئے آب۔ آتش۔ خاک۔ باد و دیگر ہزارہا عناصر کو پیدا کیا ہے نیز روحانی خواہشوں کو پورا کرنے کی غرض سے ملائک روح القدس انبیا علیہ السلام کا سلسلہ وسائط رکھا ہے۔

ابتدائے آفرینش عالم سے آج تک خدا تعالیٰ کا یہی قانون رہا ہے اور اوس نے مختلف زمانوں میں مختلف ملکوں میں ضرورت وقت اور انسانوں کی دماغی و جسمانی قوی کے لحاظ سے اپنے احکام انبیا و رسل کے ذریعہ انسانوں کی پیش آمدہ مشکلات کو حل کرنے اور انکی روحانی و جسمانی قوی کو ترقی دینے کیلئے انکے مناسب حال فرامین شاہی آتے رہے کبھی تقاضائے وقت کے مطابق جلالی شریعت بھیجی گئی اور کبھی لوگوں کی حالتوں کو جانچ پڑتال کر جمالی احکام نافذ فرمائے گئے۔ غرض جیسی ضرورتیں انسان کے لاحق حال ہوتی گئیں خدا تعالیٰ انکی تکمیل برابر اسباب کے ذریعہ کرتا رہا مگر چونکہ انسان سب اضداد کا معجون مرکب ہے نہ تو نری جلالی شریعت اوسکے شایان حال ہے اور نہ صرف جمالی دین اوسکے لئے کافی۔ اور چونکہ ہر ایک ابتدا کے واسطے کسی انتہا کا ہونا ضروری ہے

نبہر ہستی کے لئے بلندی اخط مستقیم کے لئے نقطہ انتہا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ہر دائرے کیلئے ایک خاص مرکز ۔ اسلیئے حکمت بالغہ الہی نے انسان کے اندرونی و بیرونی جذبات قویٰ ظاہری و باطنی کے مناسب ایک ایسی کتاب جامع قوانین الہی جو نہ تو اتنے رحم کی تعلیم کرتی ہو کہ انسان کے قوی انتقامی کو مار ڈالے اور نہ ایسے سختی کی اجازت دیتی ہو کہ قوت عدل و رحم کو مفقود کر ڈالے ۔ نہ تن پروری کی اسقدر اجازت دیتی ہو کہ روح اپنے کمالات حاصل کرنے سے رک جائے اور انسان اپنے اصلی غرض و مدعا سے دور جا پڑے اور نہ اتنی جسمانی ریاضت شاقہ کا بوجھ انسان پر ڈالتی ہو کہ روح اس قفس عنصری سے قبل از وقت پرواز کر جائے ۔ بلکہ رحم کے وقت رحم کی تعلیم کرتی ہو اور انتقام کی قوت انتقامیہ کو بھی کام میں لانا سکہاتی ہو ۔ جسمانی و روحانی ریاضتوں میں وسعت قوی انسانی کا لحاظ رکھتی ہو اور ہر حالت رنج و راحت عسر و یسر تنگی و فراخی میں سہل العمل ہو ۔ جسم و روح دونوں کے استعمال میں ہایج نہ ہو اور سارے قوی رحم ۔ عدل ۔ انتقام ۔ احسان عفو وغیرہ سب کے سب بر محل رہنے دے ۔ الغرض اسطرح پر مشیت ایزدی نے تکمیل قوانین مذہب کا تاج اپنی عربی نبی علیہ من التحیات افضلہا ومن الصلوت اکملہا کے سر رکہا ۔ جس نے قرآن جیسی الہامی کتاب ہمارے سامنے پیش کی ۔ کیسی کتاب ؟

جس نے الحمد للہ رب العالمین کہکر خدا کی ہستی پر یقین کامل عطا کیا لو کان فیہما الٰہۃ الا اللہ لفسدتا فرما کر بتلا دیا کہ خدا دو نہیں تین نہیں تین میں ایک ۔ ایک میں تین نہیں ۔ ہزار نہیں لاکھ نہیں بلکہ ایک وحدہ لا شریک لہ ادعونی استجب لکم ارشاد کر کے اچھی طرح یقین کر دیا کہ خدا کوئی نامعلوم ہستی نہیں ۔ گونگا نہیں ۔ بہرا نہیں بلکہ سمیع بصیر مجیب ہے ہر وقت ہر زمانے میں اپنے پاک بندوں کو شرف مکالمہ بخشتا ہے ۔۔۔۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہکر سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ ہویدا اور آشکارا ہے نہاں و نہاں نہیں ان اللہ لیس بظلام للعبید وما اللہ یرید ظلما للعباد ۔ ھو الرحمن الرحیم یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کہکر اچھی طرح بتلا دیا کہ خدا ظالم سفاک خون کا پیاسا بلا وجہ ہلاک کرنے والا نہیں بلکہ اوسکی حقیقی رضا عفو و رحم میں ہے ۔ لقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر ۔ ہدی و آیات بینات فیہ شفاء للناس ھدی و ذکری للمومنین ان ھذا القرآن یہدی للتی ھی اقوم ارشاد فرما کر مطمئن کر دیا کہ مذہب جیسی موٹی جیستان بہول بلیاں اور پہیلی نہیں جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ومن عفی و اصلح فاجرہ علی اللہ فرما کر قوت انتقامیہ اور قوت عفو دونوں کو اپنے اپنے موقعوں پر برقرار رکھا اور دونوں کا مصرف بتایا وقاتلوا الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ۔ اذن للذین یقتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر ۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط ۔ الذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما ۔ اذا تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ ورسولہ ۔ وامرہم شوریٰ بینہم ۔ الذین ہم عن اللغو معرضون ۔ واذا مروا باللغو مروا کراما ۔ لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ۔ اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا ۔ ان اللہ لا یحب المعتدین ۔ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور ۔ تعاونوا علی البر والتقوی ۔ واقصد فی مشیک ۔ لا تمش فی الارض مرحا ۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم الخ وغیرہ وغیرہ کہکر سیاست مدن تدبیر منزل ۔ اخلاق ۔ باہمی ہمدردی ۔ احسان و سلوک ۔ تواضع انکسار ۔ حلم خودداری ۔ شرم و حیا ۔ باہمی مراعات و صداقت ۔ کسب معاش غرض سارے ضروری امور کو باحسن وجوہ بیان فرمایا ۔ سبحان الذی خلق الازواج کلہا مما تنبت الارض ومن انفسہم ومما لا یعلمون ۔ والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم ۔ والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ۔ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون ۔ یسئلونک عن الاہلۃ قل ھی مواقیت للناس فرما کر ہیئت ۔ [1] سٹرالوجی جیسے دقیق علوم کی طرف اشارہ فرمایا ۔

الحاصل ایسی کتاب جو تمامی ضروریات دینی و دنیوی کو بتمام و کمال حاوی ہے صدق اللہ وما من رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

کیسا نبی ؟

جس نے اپنے برتاؤ معاملت معاشرت سے دنیا پر ثابت کر دیا کہ دین و دنیا دونوں اعلیٰ درجہ پر کیونکر ساتھ جا سکتے ہیں جس نے اپنے صبر و استقامت سے دکہلا دیا کہ ہمت و جوانمردی کسکا نام ہے جس نے اپنے اوٹھنے بیٹھنے گفتگو و انداز سے لوگوں کو جتلا دیا کہ حقیقی تہذیب و شائستگی کسے کہتے ہیں جس نے فتح مکہ کے بعد مکہ میں داخل ہوکر منادی کر دی کہ لا تثریب علیکم الیوم اور اسطرح دنیا پر روشن کر دیا کہ عفو درگذر کیا شئے ہے اور دشمنوں کے ساتھ اپنے غلبے کے بعد کیسا سلوک کرنا چاہیئے ۔ جس نے ان درندہ صفت انسانوں کو جو اس کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اپنا ایسا گرویدہ بنا لیا کہ نہایت دلدادہ اور دکہا دیا کہ تسخیر کیونکر کرتے ہیں ۔ وہ نبی جسکی ابتدائی زندگی گمنامی کی تہی ۔ ایک بکریوں کا چرانے والا عرب ۔ یتیم بے کس بے بس جس نے اپنے وطن مالوف (اللہم انزل علیہ شآبیب رحمتک) یا اوس کے گرد و نواح کے بعض ممالک کے سوائے کہیں کی سیاحی نہیں کی تہی (اور نہ اونٹ کھجور کے درختوں اور ریگ کے ٹیلوں کے سوائے دنیا کے کسی دلکش نظارے کی سیر کی تہی) وہ نہ کوئی بڑا تجربہ کار حکیم تہا جسکی ظاہری تعلیمی حالت ایسی تہی کہ آج تک نبی امی کے لقب سے مشہور ہے کسی اسکول و کالج میں تعلیم نہیں پائی کسی کالج کا پروفیسر و پرنسپل نہ تہا نہ کسی بڑے بزرگ ولی اللہ نبی اللہ عالم وقت کی صحبت میں رہا نہ کسی استاد کے آگے زانوے تلمذ تہ کر دیتی

طے کیا غرض وہ سیدھا سادہ دنیا کے بانوں اور گورکھ دہندوں سے ناآشنا نبی جس نے بات بات پر اپنی واقفکاری ہوشیاری تجربہ کاری عملی عقلمندی فیاضی بلند حوصلگی عالی ظرفی کا کافی ثبوت دیا وہ نکتہ رحکمت ودانائی کے معاشرت تمدن کے متعلق سکھلائے کہ آج تیرہ سو برس گذر جانے کے بعد بھی زمانہ کے عقلا دیران وششدر ہیں کہ عرب جیسے ویران اور غیر مہذب ملک کے رہنے والے نے کیونکر ایسی دانائی کی بالیسی سکھائی ...... اور باوجود سخت سے سخت مخالف ہونیکے بے نفرتیں کئے ندرہ سکے

جادووہ جو سر پہ چڑھکے بولے

وہ نبی اگرچہ کسی کمانڈر چیف کے گھر میں نہیں پیدا ہوا تہا اور نہ کسی ملٹری کالج کا سند یافتہ تہا مگر جنگ کی ضرورتوں کے وقت اس نے اپنے آپ کو بڑا آزمودہ کار جنرل ثابت کر دکھایا اور نیز یہ بھی دکھلا دیا کہ خدا اسکے سکھائے ہوئے لوگ اور اسکے پیارے سب کچھ کر سکتے ہیں - دنیا ان کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتی - غرض آپ ایک نبی تہا جسکی مثال نہیں خود خدا نے فرمایا انک لعلی خلق عظیم لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ......

اوس نبی نے دنیا میں آن کر کیا کیا؟ یہ ایسی بات ہے کہ مخفی نہیں دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں کہ اسی نے اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ قایم کرکے درندوں کو انسان بنایا نہ صرف انسان بلکہ سارے محاسن وخوبیوں سے آراستہ وپیراستہ انسان اور آلائشوں کدورتوں سے پاک صاف انسان - ان وحشی اور جنگلی قوموں کو جنکے گھٹیوں میں فسق وفجور زنا شہوت پرستی بت پرستی نفس پرستی پڑی ہوئی تہی ان افعال ذمیمہ سے ایسا متنفر بنایا اور انہیں ایسی کامل تبدیلی پیدا کی کہ وہ بالکل دوسرے ہو گئے اور ایسے نیک ہو گئے کہ گویا ابہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں اور دنیا کی برائیوں سے بالکل ناآشنا ہیں اور اس نبی نے دنیا میں آکر ان ساری رکاوٹوں کو جو حق کی راہ میں مہلک اور انسان کش باطل نے ڈال رکہے تہے دور پہینکا اور خدا کی طرف صدق اور اخلاص کے ساتھ چلنے والوں کے واسطے صراط مستقیم تیار کی ہزارہا ہزار مخلوق خدا کو اس راستے پر چلا کر محبوب حقیقی ومطلوب اصلی سے ملایا ایسا ملایا کہ وہ وصال یار سے از خود رفتہ ہو کر سرشار بادہ الست ہو گئے اور انہیں اپنے تن من دہن کی بہی خبر نہ رہی بالاخر دنیا وآخرۃ کی کامیابیوں کا ہار اپنے گلے ڈالا اور گرچہ سب سے پیچھے آئے تہے مگر سب سے آگے چل نکلے -

...... خدا کی ذات اول سے ہے ابد تک رہیگی اسکے صفات قائم بالذات ہیں وہ ابتدا سے سمیع بصیر مجیب ومتکلم ہے اور رہیگا وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں پر مہربان ہے اور رہیگا انکی ضرورتوں اور حاجتوں کو ہر زمانے ہر آن میں پورا کرتا رہتا ہے اور کرتا رہیگا ان کے روحانی وجسمانی عافیت کا سامان کرتا رہیگا کیونکہ وہ تغیر وتبدل پذیر نہیں اور نہ اوسکا قانون دنیاوی بادشاہوں کے قانون کی طرح روزانہ بدلتا رہتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ کل یوم ھو فی شان ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا اس لئے اگرچہ اوس نے نبوت مستقلہ سلسلہ کا خاتم نبی عربی فداہ روحی پر کردیا لیکن اوس کے عدل وانصاف رحمانیت وربوبیت عامہ کا تقاضا یہ نہیں ہوا کہ اپنے بندوں پر ہدایت ورشد کا دروازہ بند کر دے اور اپنے کلام ووحی سے کسی کو فیضیاب نہ ہونے دے بلکہ آریوں کے خدا کی طرح تماشاگاہ دنیا کی سیر کرتا پہر کیا مجال کہ کچہ بہی دخل دے اور رجوں بہی بولے نہیں ہرگز نہیں اسنے اپنی رحمانیت کے تقاضا سے جو اوسکے بندوں کے ساتھ اسکی جانب سے ہے اور اس ربوبیت عامہ کی رو سے جسکی بدولت اس کارگہ کائنات کا ثبات ہے ایک سلسلہ خلفاء عامہ ومجددین کا رکہا ہے جو نبی غیر مستقل کا کام دیتے رہتے ہیں اپنی روحانیت کا پرتو چاردانگ عالم پر ڈالتے ہیں تاکہ مخلوق خدا چاہ ضلالت میں نہ پڑجائے اور سعید روحیں خدا کی طرف کہنچ کر آجائیں دین حق کی تائید اور اشاعت ہوتی رہے نشانات آسمانی اون آئمہ کے ہاتہوں ظاہر ہوتے ہیں کما قال اللہ فی کتاب المجید وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس منصب کو خلفاء اربعہ کے ذریعہ زینت دی گئی یا ان بزرگوں کو اس منصب کے ذریعہ سرفراز کیا گیا جو کہے بجا ودرست ہے - ان اصحاب کی مساعی جمیلہ سے اسلام اپنے وطن سے دور ودراز ملکوں میں پہنچا اور جہاں پہونچا اوسنے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا - مشرق ومغرب شمال وجنوب غرض دنیا کے ہر گوشہ میں اس نے اپنا وطن بنایا اسلئے حسب ضرورت مختلف صوبوں اور مختلف ملکوں میں ائمہ ومجددین ہوتے رہے اور خدا تعالی ان لوگوں کی باطنی فیضان سے شجر اسلام سرسبز وشاداب کرتا رہا -

قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی چیز اپنے مرکز سے دور جا پڑتی ہے عام اس سے کہ بعد زمانی ہو یا مکانی تو اس میں وہ اگلی سی کیفیت نہیں رہ جاتی بلکہ اسمیں انحطاط شروع ہو جاتی ہے مثلاً دیکھو زمین کا وہ حصہ جو مرکز شمس سے بہ نسبت کسی دوسرے حصہ کے زیادہ فاصلے پر جا پڑتا ہے تو آفتاب کی وہ تمازت اور حرارت جو نزدیک کے حصہ پر پڑتی ہے دور کے حصہ پر نہیں پڑتی یہی حال رہا اسلام اور اسلامیوں کا کہ جبتک وہ اپنے مرکز وصلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر رہے اسکو دن دوگنی رات چوگنی ترقیاں ہوتی گئیں (نظیر کیلئے سوچیو صحابہ اور آنکے لاحق) مگر جسقدر نبی کریم سے زمانی اور مکانی بعد ہوتا گیا حالت غیر ہوتی گئی - جمعیت متفرق ہو گئی - شیرازہ تتر بتر ہو گیا - اتفاق مفقود ہو گیا ان میں پھوٹ پڑگئی اور حالت ایسی زبوں ہوئی کہ الاماں الحفیظ - یہانتک مسلمانوں کی حالت تبدیل ہو گئی ہے کہ اگر صدی موجودہ کے مسلمانوں کو غور سے دیکھا جاوے - ان کا مقابلہ مسلمانان پیشین سے کیا جاوے تو یوں بعید معلوم ہو - خاص مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں کی حالت ایسی ہے کہ اگر اون کے وہ اسلاف جنہوں نے اپنے خون سے باغ اسلام کی آبپاشی کی تہی بفرض محال زندہ کئے جائیں تو واقعی وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ لوگ سچے مسلمان ہیں اور ہمارے ہی اخلاف ہیں - اسلام کے وہ اہم اور قابل قدر اصول جنکے ہمارے مخالف بہی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تہے جنکے رعب سے بڑے بڑے فلاسفر مرعوب تہے جس نے حیوانوں کو انسان بنایا تہا اس میں آج ایسی نئی نئی ترمیمیں اور آرے دل اسی کے فرزند ۔ اسی کے گلے پر آلٹی چہری پہیرتے ہیں کہ تباہ خدا کوئی کہتا ہے کہ اسلام آج سے تیرہ سو برس قبل کے لوگوں کے لئے بالخصوص عرب کے بدوں کیلئے موزوں تہا - کسی کو اسکی وسعت پڑی ہے کہ ٹیبل اور کرسی پر بیٹھکر مع بوٹوں کے ساتھ بیٹھکر نمازیں اوڑائی جائیں اور اٹھنا بیٹھنا جہکنا سجدہ کرنا موجودہ تہذیب وفیشن طرز کے

کے خلاف ہے وضو کرنے میں قمیص کی کف خراب ہوتی ہے رکوع کرنے میں پتلون میں سلوٹیں پڑ جاتی ہیں پانچ وقت نماز پڑھنے میں وقت ضائع ہوتا ہے اور روزہ انسانوں کی وسعت سے باہر ہے اگر برقرار ہی رکھا جائے تو روزے کے درمیان ایک وقت رفرشمنٹ کی غرض سے بسکٹ پولیس اڑائی جائیں حج کو جانا اور دور و دراز ملک کا سفر کرنا وہ بھی ایسا ملک کہ جہاں نہ تھیٹر نہ اعلیٰ درجہ کے کلب ہیں نہ بری و شی لیڈیاں ہیں نہ سیر و تماشا ہے نہ بال پارٹی ہے۔ سوائے اسکے اور کچھ بھی نہیں کہ ان وحشیوں کی طرح برہنہ سر ننگے پیر برہنہ تن عرب کے ریگستانوں کی بادیہ پیمائی کیجائے کچھ حاصل نہیں اسکی جگہ یہ ہونا چاہئیے کہ سال میں ایکدفعہ قومی تھیٹروں اور تماشا گاہوں کی زیارت کیجاوے بس اللہ اللہ خیر صلاح الغرض جتنی منہ اور نئی باتیں ہیں اور جتنے سر اور تنا سو دا ہے اور اسطرح اسلام کے زریں اصول حقوق اللہ وحقوق العباد کو بگاڑ کر ایک نئے پیرائے میں ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

الحاصل تیرہ سو برس کے بعد زمانہ کے مرور نے عام طور پر مسلمانوں کو اور انکے اعتقادات و خیالات کو کچھ ایسا محرف ومعطل سا کر دیا ہے کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا نہ ان میں وہ اگلی حمیت ہے نہ غیرت ہے نہ اسلامی محبت و اخلاص ہے نہ اس کی راہ میں جوانمردی ہے۔ نہ اشاعت اسلام میں سرگرمی ہے دین نہ سہی دنیا ہی اچھی ہوتی مگر بدقسمتی سے اسمیں بھی ساری قوموں سے پیچھے پڑے ہوئے ہیں موجودہ سائنسی تہذیب و فلسفہ کے مطیع ہوئے تھے تو چاہئیے تھا کہ اپنے ہم جنس قوموں دنیا کی موجودہ سوسائٹیوں میں انہیں صدر کی جگہ نہ ملتی تو پائین بزم میں ہی نہ بیٹھتے مگر غور سے دیکھئے تو معاملہ بالکل برعکس ہے اسلام اور اس کے ہم اصول سے اگر ایک گونہ قطع تعلق کرنا چاہا تھا تو اوس سے بیزاری بھی ظاہر کی تھی اپنے یگانوں سے علیحدہ ہو کر غیروں کو اپنا مددگار سمجھا تھا۔ مشرق سے توڑ کر مغرب کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑا تھا تو چاہئیے تھا کہ اوسکا اونہیں کوئی ثمرہ ملتا دنیاوی جاہ و جلال میں سب سے زیادہ نہ سہی تو کسی سے کم ہی نہ دکھائی دیتے۔ یورپ کے نئی دوشوں کے سائے کا کچھ سایہ پڑتا چہرے پر کچھ آب و تاب نورانیت آجاتی مگر ہائے بدقسمتی ان سے علم گرد نخالی صراط مستقیم کی ٪ باوجود اسقدر سخت تگ و دو کے بھی منزل مقصود تک نہ پہونچ سکے کچھ آگے تو بڑھے مگر سخت حیران و ششدر رہگئے اور اول ہی قدم پر ناکامی و نامرادی اپنا جلک دکھلانے لگی ؏ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے

یہ ہے ایک مختصر سا خاکہ ہمارے مسلمان بھائی اور انکی ضعف ناتوانی انکی زبون اور ناگفتہ بہ حالتوں کا مگر ساتھ ہی اسکے خدا کی قانون قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ کسی چیز کو ایک خاص محدود حالت پر نہیں رہنے دیتا اور ہر وقت دنیا و مافیہا کو مختلف تبدیلیوں میں ڈالے رہتا ہے۔ ابھی جاڑا ہے تو تھوڑے دنوں میں گرمی آئیگی موسم گرما ہے تو برسات آئیگی رات ہے تو دن آئیگا خزاں ہے تو بہار آئیگی۔ اسطرح دنیا اور اسکی چیزیں مختلف تبدیلیوں میں ڈالی جاتی ہیں اور اپنا رنگ و روپ بدلتی رہتی ہیں۔ جب رات کی تاریکی انتہائی درجہ کو پہنچ جاتی ہے چاند مخلوق کی نظروں سے اوجھل ہوکر لوگوں کو اپنی دیدار کے لئے بے چین دبے قرار

کر چھوڑتا ہے جب حرارت و تمازت آفتاب اپنے انتہائی نقطہ تک آکر مخلوق خدا کو بے آگ کے جلانے لگتی ہے تو خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے انسان کی بے چینی کو دفع کرنے اور اسے راحت و آرام پہونچانے کا سامان مہیا کرتا ہے یعنی ماہتاب و باران کے ذریعہ آنکھوں کو نور دل کو ٹھنڈک بخشتا ہے۔

یہی حال ہے قومی ترقی و ادبار کا کہ جب کسی قوم پر ادبار کا ہجوم ہوتا ہے یہانتک کہ اوسکی کوئی حد نہیں رہتی تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے اس قوم کی ترقی کے اسباب جمع کرتا ہے ان اسباب کی طرف اس قوم کی رہنمائی کرتا ہے تاکہ وہ ترقی کرے نیچر کا قانون جسمانیات کے ساتھ محدود نہیں بلکہ روحانیت کا بھی بجنسہ یہی حال ہے غرض روحانی اصلاح کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہی دستور ہے کہ جب کسی قوم پر ادبار گھیر لیتا ہے روحیں خدا سے دور جا پڑتی ہیں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد لوگوں سے جاتی رہتی ہے کتاب اللہ کو لوگ پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ انکی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے نہ چھوٹوں میں ادب رہتا ہے نہ بڑوں میں رحم نہ عزیزوں میں لحاظ رہتا ہے نہ بزرگوں میں مہربانی رہتی ہے ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کے لئے بھیڑیے کی طرح دوڑنے لگتے ہیں فساد۔ عناد۔ باہمی جنگ و مخالفت کی آگ خوب مشتعل ہو جاتی ہے تو انکی بگڑی حالت کو سنوارنے۔ برائیوں کو دفع کرکے ان میں وحدت کی روح پھونکنے دین کی راہ پر چلانے۔ دین کے ساتھ شوق و ذوق پیدا کرنے اسکی راہ میں قربان ہونے اسکے علاوہ اور ضروری امور کے متعلق توجہ دلانے کے واسطے خدا تعالیٰ کوئی سامان مہیا کرتا ہے اور کسی نیک وجود کو اس اصلاح طلب قوم میں امام بنا کر بھیجتا ہے جو اپنے اخلاق فاضلہ حسن عقیدت۔ تقوی۔ قوت ایمانی صبر و استقامت کا نمونہ دکھلا کر لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی اسکی رحمت و رحمانیت و ربوبیت عامہ کو تسلیم کرنے اس کے پاک کلام پر ایمان لانے اور اس کے احکامات کو ماننے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ رب ہے یعنی کائنات عالم کے سارے مکونات کی ہر قسم کی تربیت وہی کرتا ہے مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں انبیا کو اور ان کے بعد ائمہ و مجددین کو مبعوث فرماکر اصلاح کرتا ہے پس ایسے وقت میں کہ جب مسلمانوں کی کشتی سخت گرداب میں پڑ گئی ہے اور قریب ہے کہ گویا غرق ہونیکو ہے ایا اوس نے اپنی رحمانیت و ربوبیت کے رو سے اور اپنے ان وعدوں کے رو سے جو اسی نے اپنے کلام میں فرمائے ہیں کسی امام کو اصلاح امت کی غرض سے بھیجا ہے یا نہیں اگر بھیجا ہے تو وہ کون ہے؟ باقی آئندہ

راقم۔ ابو الفتح بہاگلپوری احمدی (از الہ آباد)

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

میں دو اشاعتوں میں چکڑالوی راستبازی کا نمونہ ان واقعات کو پیش کرکے جو شیخ محمد چٹو صاحب نے شائع کئے ہیں دکھلا چکا ہوں اب میں چاہتا ہوں کہ اصل واقعات کو شائع کردوں۔ مگر اتنا میں اور کہنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب کے اس سفر کی غرض تلاش حق ہرگز نہیں تھی ورنہ اس پیرانہ سالی میں اور ایسی حالت میں کہ اب

انہیں کوئی کام بقول انکے نہیں یہہ ضروری تہا کہ وہ ایک عرصہ تک یہاں رہتے اور فائدہ اٹھاتے ۔ علاوہ بریں خود انہوں نے لکھدیا ہے کہ وہ بخاطر اپنے پوتے حکیم محمد حسین قریشی کے آئے تہے ۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ طلب حق کیلئے سفر کرنیکی اس پیر فرتوت کو پہلے ہی سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی بلکہ میں احمدی قوم اور مسلمان پبلک کے حافظہ کو ایک خاص واقعہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور جہانتک میرا علم ہے وہ صحیح واقعہ ہے اگر غلط ہے تو شیخ محمد چٹو صاحب اسکی تردید کریں دسمبر ۱۹۰۲ء میں جبکہ شیخ محمد چٹو صاحب اہلحدیث تہے اور چکڑالوی کا خرقہ خلافت آپ کو نہیں ملا تہا انہیں ایام میں شیخصاحب کے داماد مولوی رحیم بخش صاحب چینیاں والی مسجد کے امام تہے ۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تعطیلات دسمبر پر احباب کو جمع ہونے کے لئے اعلان کیا گیا ۔ شیخصاحب نے داماد صاحب سے جہٹ فتویٰ لیا کہ ایسے جلسہ پر جانا اور سفر کرنا کیا ہے ۔ وغیرہ وغیرہ خسر صاحب مستفتی تہے اور داماد صاحب مفتی جو فتویٰ ایسی حالت میں شیخ صاحب کو بکار تہا مل گیا اور انہوں نے اس سفر کو معصیت ۔ بدعت وغیرہ لکھدیا لیکن جب حضرت اقدسؑ نے اس فتویٰ کی حقیقت کہولی اور قیامت کی نشانی والا اعلان شائع کیا اور مفتی صاحب کے اخراجات سفر دینے کے وعدہ پر قادیان بلایا تو پچیس ہزار روپیہ وقف کرنے والے شیخصاحب طالب حق اور انکے داماد صاحب خدا جانے کس گوشہ میں دبک رہے اس واقعہ کے بیان کرنے سے میری غرض یہہ ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ آپکی طلب حق کا دعویٰ کہانتک راستی پر مبنی ہے مجھے شیخصاحب کی حالت پر بہت ہی افسوس آتا ہے کہ انہوں نے اپنی باگ ایک نوجوان سیاح کے ہاتھ میں دیدی اور انہوں نے رسالہ کے ذریعہ شیخصاحب کو ایسے پیرایہ میں پیش کیا جسے پڑھ کر وہ خود ہی شرمندہ ہونگے کہ کیا ایسے پیر فرتوت کی متانت اور ثقاہت کا یہی تقاضا تہا کہ وہ بازاری اصطلاحوں میں کلام کرے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اب ناظرین کو میں اصل واقعات سنانا چاہتا ہوں ۔

۳۰ ۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی صبح کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہہ معلوم کر کے کہ لاہور سے شیخ محمد چٹو آئے ہیں اور احباب بھی آئے ہیں محض اپنے خلق عظیم کی بنا پر باہر نکلے ۔ اغرض یہہ تہی کہ باہر سیر کو نکلیں گے احباب سے ملاقات کی تقریب ہوگی ۔

چونکہ پہلے سے لوگوں کو معلوم ہو گیا تہا کہ حضرت اقدسؑ باہر تشریف لائینگے اسلئے اکثر احباب چہوٹی مسجد میں موجود تہے اور میں خود بھی موجود تہا ۔ جب حضرت اقدسؑ اپنے دروازہ سے باہر آئے تو معمول کے موافق خدام پروانہ وار آپ کی طرف دوڑے ۔ آپؑ نے شیخصاحب کی طرف دیکہکر بعد سلام مسنون فرمایا ۔

حضرت اقدسؑ ۔ آپ اچھی طرح سے ہیں آپ تو ہمارے پرانے ملنے والوں میں ہیں

بابا چٹو ۔ شکر ہے ۔

حضرت اقدسؑ (حکیم محمد حسین قریشی کو مخاطب کر کے) یہہ آپ کا فرض ہے کہ انکو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو انکے کہانے اور ٹہرنے کا پورا انتظام کر دو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے کہو اور میاں نجم الدین کو تاکید کر دو کہ انکے کہانے کے لئے جو مناسب ہو اور یہہ پسند کریں وہ طیار کرے ۔

حکیم محمد حسین ۔ بہت اچہا حضور انشاء اللہ کوئی تکلیف نہیں ہوگی

حضرت اقدسؑ (بابا چٹو کو خطاب کر کے) آپ تو مسافر ہیں روزہ تو نہیں رکہا ہوگا ؟

بابا چٹو نہیں مجھے تو روزہ ہے میں نے رکھ لیا ہے ۔

حضرت اقدسؑ اصل بات یہہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے خدا تعالےٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اسلئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئیے میں نے پڑہا ہے کہ اکثر اکابر اسطرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکہتا ہے تو یہہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے جو حکم وہ دے اسکی اطاعت کی جاوے ۔ اور اپنی طرف سے اسپر حاشیہ نہ چڑہایا جاوے ۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَر اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکہتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکہا ۔ چلنے پہرنے سے بیماری میں کچھ کمی ہوتی ہے اسلئے باہر جاؤنگا کیا آپ بھی چلیں گے ؟

بابا چٹو نہیں میں تو نہیں جا سکتا آپ ہو آئیں ۔ یہہ حکم تو بیشک ہے مگر سفر میں کوئی تکلیف نہیں پھر کیوں روزہ نہ رکہا جاوے ۔

حضرت اقدسؑ یہہ تو آپکی اپنی رائے ہے قرآن شریف نے تو تکلیف یا عدم تکلیف کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ۔ اب آپ بہت بوڑہے ہو گئے ہیں ۔ زندگی کا اعتبار کچھ نہیں انسان کو وہ راہ اختیار کرنی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے ۔ اور صراط مستقیم ملجاوے

بابا چٹو میں تو اسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھہ فائدہ اٹھاؤں اگر یہہ راہ سچی ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہم غفلت ہی میں مرجاویں

حضرت اقدسؑ ہاں یہہ بہت عمدہ بات ہے میں تہوڑی دور ہو آؤں آپ آرام کریں (یہہ کہکر حضرت اقدسؑ سیر کو تشریف لیگئے اور جلدی واپس تشریف لے آئے ۔)

پہر قبل ظہر حضرت اقدسؑ احباب کی خاطر باہر تشریف لائے سننے سے پہلے خواجہ صاحب نے محض لفتاً للہ دو بہائیوں کی باہم کشیدگی کا ذکر کیا جس پر حضرت اقدسؑ نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جو پیالگذشتہ کے الحکم میں چھپ چکی ہے اس تقریر کے دوران ہی میں شیخصاحب بھی تشریف لے آئے اور جب حضرت اقدسؑ کو اپنی طرف متوجہ پایا تو پہر آپ نے سلسلہ کلام شروع کیا وہ مکالمہ درج ذیل ہے ۔

بابا چٹو قرآن سے اپنا دعویٰ پیش کریں (ایک اہل قرآن کے منہ سے قرآن کریم کا لفظ جس قسم کی اجنبیت سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے وہ ناظرین کے خاص نوٹس کے قابل ہے ایڈیٹر)

حضرت اقدسؑ میرا دعویٰ انہیں دلائل سے ثابت ہے جن سے قرآن شریف خدا تعالےٰ کا کلام ثابت ہوتا ہے ۔ لیکن پہلے آپ یہہ بتائیں کہ آپ نے قرآن شریف کو کیوں مانا ہے ؟ جو طریق آپ پیش کریں گے اسی طرح پر میرا دعویٰ ثابت ہو جائیگا ۔

بابا چٹو قرآن کو تو اسی طرح مانا ہے جسطرح خدا کو مانا ہے ۔

حضرت اقدسؑ ۔ آخر وہ وجوہ ہیں تو آپ بتائیں کہ کسطرح مانا ہے ؟ خدا تعالیٰ کو تو اپنی قدرتوں سے شناخت ہوا ہے مگر قرآن شریف کے ماننے کے وجوہات آپکے پاس کیا ہیں نرا زبان سے کہدینا کہ میں اسکو

خدا تعالیٰ کا کلام مانتا ہوں دوسرے کی تسلی کا موجب تو نہیں ہوا کرتا ہر نبی اور رسول جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا کرتا ہے وہ بھی اپنے صدق دعوے کے دلائل اور نشانات رکھا کرتا ہے یونہی اگر اسکے کہنے ہی پر ماننے والے ہوں تو پھر دلائل کیوں پوچھیں اسلئے دلائل ہوتے ہیں مگر یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ لوگ نری منقولی باتوں کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ انکی سچائی کے لئے انکی تائید میں خارق عادت نشانات ظاہر فرماتا ہے پھر ان نشانات سے بھی فائدہ اٹھانے والے سب نہیں ہوتے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے دلائل کچھ تھوڑے تھے؟ مگر پھر بھی یہودیوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ جھوٹا کہدیا۔ انکی تو کتابوں میں بھی آپ کی پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اسی طرح پر میری سچائی ثابت ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے اصل اور آسان راہ وہی ہے جو آپ ان دلائل کو پیش کریں جن سے آپنے قرآن شریف کو قبول کیا ہے (حضرت حجۃ اللہ اس طرز پر کلام فرما رہے تھے کہ باباچٹو نے اپنی عمر اور آداب مجلس کا کچھ بھی لحاظ نہ کرکے آپکا قطع کلام کیا اور درمیان ہی میں بول اٹھے کہ

مجھے بھی علم ہو گیا کہ سب نبیوں پر قرآن نازل ہوا تھا

تعجب کی بات ہے کہ سوال کچھ اور ہے حضرت اقدس ایک اصل مستحکم پیش فرما رہے ہیں اور آپ کچھ اور ہی جواب دیتے ہیں سخن فہمی جناب والا معلوم! (ایڈیٹر)

حضرت اقدس - اب آپنے ایک اور دعوی کر دیا - اچھا آپ یہہ تو بتائیں کہ کوئی دعوی بلا دلیل تو نہیں ہوا کرتا - آپ یہہ امر ثابت کریں کہ یہودی جو اس وقت موجود ہیں وہ توریت کا درس کرتے ہیں یا قرآن شریف کا - اور قرآن شریف انپر توریت کے ذریعہ اتمام حجت کرتا ہے یا نہیں؟ ایسا ہی عیسائیوں کے پاس انجیل موجود ہے کیا وہ اس انجیل کو پڑھتے ہیں یا قرآن شریف کو؟ آپکے اس دعوی کا کیا مطلب ہے اور اسکا کیا ثبوت ہے؟ کیا یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس توریت اور انجیل کے سوا یہہ قرآن بھی تھا؟

باباچٹو - نہیں انکے پاس تو قرآن تو نہ تھا مگر نماز - روزہ - حج زکوۃ وہ بھی کرتے تھے -

حضرت اقدس پھر کیا اس سے یہہ ثابت ہوا کہ انپر بھی قرآن شریف اترا تھا - یہہ تو صحیح ہے کہ بعض احکام مشترکہ چلے آئے ہیں اور بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ ایک اُمت اور قوم کے لئے خاص ہوتے ہیں جیسے یہودیوں میں اونٹ کا گوشت کھانا یا بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا اور ایسی بہت سے احکام ایسے دونوں قوموں میں ہیں جو انکے لئے مخصوص تھے - انبیا علیہ السلام کی تعلیم **وقت** اور **موقع** کے حسب حال ہوتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت چونکہ ہر قسم کے **فساد** کمال تک پہنچ چکے تھے - اسلئے انکی اصلاح کے لئے جو تعلیم دی گئی وہ **کامل** تھی یہی وجہ ہے کہ **خاتم الکتب** قرآن مجید نازل ہوا - اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی حضرت اقدس اس موقع پر بھی لمبی تقریر کرنا چاہتے تھے مگر افسوس **باباچٹو** کی عجلد بازی نے پھر انہیں قطع کلام پر دلیر کر دیا اور جھٹ بول اٹھے کہ

میں چاہتا ہوں کہ بیعت سے محروم نہ ہوں

(اس اثنا میں جو لوگ وہاں موجود تھے وہ حلفاً کہہ سکتے ہیں سید محمد یوسف صاحب اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے اور وہ جزرے در شکم من بے بچہ و بیرون نے آید کا زبان حال سے اظہار کرتے تھے ایڈیٹر)

حضرت اقدس یہہ تو خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ جسکو چاہے ہدایت دے - یہہ میرا کام نہیں ہاں میں اپنی **سچائی** کا ثبوت دے سکتا ہوں اور ایسا ثبوت دے سکتا ہوں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو - اور جسکی نظیر پہلے انبیاؑ اور مرسلین کے سوا نہ ملتی ہو -

باباچٹو ہاں ٹھیک ہے -

حضرت اقدس پھر قصہ مختصر ہے -

یہ جملہ بالطبع چاہتا ہے کہ حضرت اقدس اب اپنے ثبوت دعوی پر دلائل بیان کریں مگر سید محمد یوسف صاحب جو چیز اندر ہی اندر دکھ دے رہی تھی وہ باہر نکلے بغیر رہ نہیں سکتی تھی - اور انکا مقصد یہہ معلوم ہوتا کہ انکی **جبہ و دستار** کی فضیلت جاتی رہیگی، اگر اس موقع پر انہوں نے کلام نہ کیا اسلئے وہ بے اختیار ہو کر بولے -

باباصاحب آپ کا سوال نہیں سمجھے میں جواب دیتا ہوں -

اسپر باباچٹو نے کہا کہ ہاں مولوی صاحب بیان کریں گے اس لئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ انکو اختیار ہے کہ یہہ بیان کریں - باقی آئندہ

ڈائیری

(۲۷- جنوری)

آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مع احباب بوقت صبح باہر سیر کو تشریف لیگئے راستہ میں آریوں کے تعصب اور اُن نشانات بینات الہی کا ذکر ہوا جو خدا تعالے نے انکو دکھائے اور پھر بھی اپنی ضد پر اڑ رہے ہیں - سلسلہ کے ساتھ مصری لوگوں کی دلچسپی و توجہ کا ذکر ہوا کہ وہ لوگ حضور کی تصانیف چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عربی کتابوں کی کثیر تعداد انکو ارسال کیجاوے - تھوڑے دور گئے تھے کہ حضرت اقدس کو طبیعت میں ناسازی معلوم ہوئی اور واپس لوٹ آئے -

واپس آتے ہوئے کتاب صحیح بخاری کا ذکر ہوا کہ اب بہت سستی ہو گئی ہے ایک زمانہ میں صدہا روپیہ سے نہ ملتی تھی اور آجکل صحیح بخاری مصر کی چھپی ہوئی اڑھائی روپیہ سے ملسکتی ہے -

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا بخاری والے نے وفات مسیح پر زبردست دلائل پیش کئے ہیں - متوفیک کے معنی ممیتک کے لکھے اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ بطور تنظاہر آیات وفات مسیح کیلئے آیت

٭ فٹ نوٹ اس جگہ شاید کوئی یہہ سوال کرے کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو کوئی دلیل نہیں پوچھتے ہیں جیسے مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجرد دعوی کو سنتے ہی تسلیم کر لیا - اصل بات یہہ ہے کہ یہہ فطرت کی اعلی درجہ کی پاکیزگی اور محبت یہ **صدق** کی دلیل ہے لیکن اسمیں بھی مامور کی **سچائی کی دلیل** ضرور ہوتی ہے مثلاً حضرت ابو بکر صدیق کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راستبازی اور آپ کی بے لوث اور مطہر زندگی کیا کم دلیل تھی؟ وہ خوب جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہی سے کس قسم کی بے عیب زندگی بسر کر رہے تھے اور قوم و قبیلہ میں مسلّم راستباز اور امین تھے - پھر جس شخص نے کبھی کسی انسان پر افترا نہیں کیا اور جھوٹ نہیں بولا وہ اللہ تعالیٰ پر کیونکر افترا کر سکتا ہے؟ پس اگرچہ یہہ سچ ہے کہ صدیق اکبرؓ نے کوئی دلیل نبوت نہیں پوچھی مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ آنحضرت کے وجود کو آیۃ من آیات اللہ سمجھتے اور یقین کرتے تھے اور آپکے پاس جالس کیلئے تمام واقعات بطور دلائل موجود تھے - ایڈیٹر

یاقوت مروارید مرجان یشب یا کستوری زعفران وغیرہ وغیرہ کا مشہور دلعزیز مرکب

کرم کی اپنی لطیف غذا کی ساتھ دل و دماغ کی زندگی [illegible]

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ — خوراک دو ماشہ

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ — قیمت فی ڈبیہ تین تیرہ روپیہ — قیمت ایک درجن ۵۵

مفرح عنبری میں خداتعالی کے احسان وکرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنیکے لئے اہل مکت لاکھوں روپیہ اور نیز جو اشتہاروں کی نظر کئے ہیں خدا کریم کے فضل سے ابچونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانہ پر ہوچکا ہے اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسی قدر دواجی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں —

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا دل [illegible] ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ ایسے سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری اور [illegible] تیز و روشن ہوجاتے ہیں۔ خیالات اعلی و سعید ہونے لگتے ہیں تقویت اور تفریح بخشی ہے گویا اس عالم نے اک نئی زندگی [illegible] کے ضعف دل ہے جیسی دل کا دھڑکنا دل کا ڈوبنا [illegible] لینا بلند و نیز خفقان وغیرہ کیلئے اکسیر کا اثر رکھتا ہے [illegible] کے استعمال سے ضعف دماغ حیران [illegible]

مفرح عنبری کی بیحد رقت کثرت احتلام کثرت [illegible] کو ایک خاص نفع پہنچاتی ہے جو دوسری ادویات کی طرح ما [illegible] نہیں ہوتا۔ کثرت سے تو دماغ گردہ اور دیگر کے فعل میں کمی [illegible] واقع ہوتی ہے خاص کے استعمال سے جلد یہ شکایت دور ہوجاتی ہے

مفرح عنبری جنکے اعصاب میں سبب کو نہ اندیشی [illegible] کاری عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج و فکر [illegible] سے ضعف آجاتا ہے اور جسم میں کمی ناقص ہوا اسکے لئے مفرح عنبری [illegible] کا کام دینے والے بے ضرر مرکب ہے

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش و رنگان کو فوراً [illegible] دور کرتا ہے اسلئے امیر علما۔ [illegible] رئیسوں۔ جاگیرداروں ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں [illegible] منصفوں۔ مدرسوں پولیس و فوجی عہدہ داروں اور [illegible] طلبا کے لئے جنکا مخصوص ہے جیسے خوراک کی اور کہانی —

مفرح عنبری ہی چونکہ اکثر نباتاتی او معدنی ترقیات وجواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں [illegible] یا اندیشہ ہو خدا کریم کی فرمانبرداری کیسا تھ اسکا استعمال [illegible] وہ کمال کیفیت [illegible] معیاری [illegible] دوسری دوائی کا [illegible] محال ہے —

مفرح عنبری علما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں اسکے [illegible] کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور کس مزاج پر مفید ہو سکتی ہے [illegible] بلکہ [illegible] کی اطلاع کی خاطر عرض کیا جاتا ہے کہ جو مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون بہنے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکلنے سے ردی حالت ہوگئی ہو یا کمی امداد کے باعث ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد [illegible] فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے —

مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی افضل فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جنکے دماغ لیارہنے بحیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہوگیا ہو یا کسی [illegible] سے قوائے مضمحل ہوگئے ہوں

مفرح عنبری وہ عجیب غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے [illegible] کام کا نیز دماغی طاقت برابر ہوجاتی ہے عصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہوکر دلمیں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہوجاتا ہے —

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر

عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم [illegible] کیھر آگدہ ضلع رائے پور —

سلام مسنون آپکے [illegible] محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کیھر آگدہ نے منگائی ہی [illegible] میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے ۳ ڈبیہ [illegible] خان صاحب موصوف کے نام [illegible] بذریعہ وی پی روانہ فرمادیں دستخط سید بخش پرائیوٹ سکرٹری —

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدرشی تحریر فرماتے ہیں —

مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد [illegible] اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر [illegible] [illegible]

عالیجناب [illegible] شاہ صاحب تعلقہ دار [illegible]

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر [illegible] تحریر فرماتے ہیں [illegible]

اس سطح پر سینکڑوں علما [illegible] مفرح عنبری [illegible]

صحت لا دھوکی [illegible]

[illegible] محمد حسن [illegible] موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

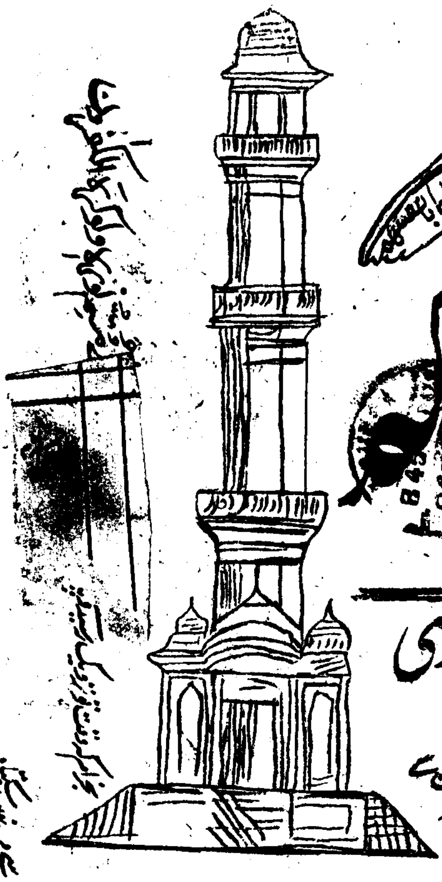

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر ... (۴) اپنی جماعت کے ... مستطیع ... سے کہ ... لوگوں سے ...

نمبر ۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۴ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

الہامات

۱۰ فروری ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ صدق الله بشرٰی ... پر رحم کیا ہے۔ ۲۔ ... ترجمہ۔ خدا نے تجھ پر رحم کیا ہے۔ ۳۔ إنك أنت الأعلى۔ ترجمہ۔ بیشک تو ہی بلند ہے۔ ۴۔ امید بھاری۔ ۵۔ ایک مکان بھی خبر ... ۶۔ إن الله مع الأبرار۔ ترجمہ۔ بیشک خدا نیکوں کے ساتھ ہے۔

۷۔ أنت من الأبرار۔ تمام دنیا میں سے ... ۸۔ ... اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گڑھا قبر کے اندازہ کی مانند ہے اور ہمیں معلوم ہوا کہ اس میں ایک سانپ ہے اور ... یہ خیال آیا کہ وہ سانپ ... میں نکل کر ... بھاگ گیا ہے۔ اس خیال سے ... میں قدم رکھا تو اس کے قدم رکھنے کے وقت ... معلوم ہوا کہ وہ سانپ ... میں ہے اور اس سانپ نے حرکت کی اور پھر ... نکلنا شروع کیا۔ جب باہر کی طرف بھاگنے لگا ... اژدہا ہے اور اس کی دو ٹانگیں ہیں۔ ایک ٹانگ ... اس قدر موٹی ہے جیسے ... بھینس کی ٹانگ ... اس سانپ کی طرف دوڑا اور ایک چاقو ... وہ اژدہا مکان کی دوسری طرف ... اور میں اس کی طرف آیا اور میرے ہاتھ میں ایک چاقو تھا۔ میں نے بڑی ٹانگ اس اژدہا کی اس چاقو سے کاٹ دی۔ ... آسانی سے کٹ گئی جیسے مولی یا گاجر۔ اور بہت کچھ پانی زہریلا اس

سانپ کا چاقو کے ساتھ آلودہ رہا۔ میں نے اس چاقو کو ایک آگ میں جو قریب ہی سلگ رہی تھی ڈال دیا اور اس سے بڑی بدبو آئی۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے زہر سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ مگر کوئی نقصان نہ پہنچا۔ بہرحال اس اژدہا کا کام تمام کر دیا۔ اور پھر ہم تینوں اس مکان سے جب باہر آئے۔ تو ڈاکٹر عبد اللہ سامنے آتے نظر آئے۔ جب قریب پہنچے تو مسکرا کر کہنے لگے۔ کہ تار آئی ہے کہ دو پل ٹوٹ گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ کون کون سا پل اور کس کس مقام کا پل ٹوٹا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ تو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ وہ دو پل جو ٹوٹے ہیں وہ پنجاب کے پل ہیں۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا۔

۹۔ أُعيد الأحمر ... منه فتحًا عظيمًا۔ ترجمہ۔ ایک اور ... تو ایک بڑی فتح پائیگا۔

۱۰۔ زندگی کا ... ہو جانا پہلی زندگی سے۔

۱۱ فروری ۱۹۰۷ء

۱۔ ذرني أقتل من آذاك۔ إن العذاب مربع مدور۔ ترجمہ۔ مجھے چھوڑ تا میں اس شخص کو قتل کروں جو تجھے ایذا دیتا ہے۔ ... کیلئے عذاب ہر چہار طرف سے ہے اور اس کے گرد سے گھیرے ہوئے ہیں۔

۲۔ ووضعنا عنك وزرك الذي أنقض ظهرك۔ لك رحمة۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی تھی۔ تیرے لئے ایک رحمت ہے۔

۱۲ فروری ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ ایک اور خوشخبری

۲۔ نثني عليك۔ الخير والبركة۔ ترجمہ ہم تیری ثنا کرتے ہیں خیر اور برکت

۳۔ آسمان ٹوٹ پڑا ستارا۔ کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔

فرمایا اس کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دہشت ناک آسمانی امر ہے اور محاورہ عرب میں اسمان سے مراد ... بھی ہوتا ہے مگر ہم کسی خاص پہلو پر زور نہیں دے سکتے کہ کیا مراد ہے۔

٭ فرمایا۔ یہ فقرہ اللہ تعالیٰ کے نہایت فضل و احسان اور رحمت کو ... ہے۔ توریت میں ایسا ہی ایک فقرہ حضرت موسیٰ کے متعلق ہے۔

ایک ہفتہ تک ایک بھی نہ رہیگا۔ اس کی تشریح نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہفتہ سے مراد کتنی مدت ہے۔ [illegible]

رقیمہ و باز بحضور پُر نور حضرت جنرل امیر کابل بالقابہ

جناب والا - خاکسار محض ابتغاءً لوجہ اللہ بذریع توجہ بندگان ہمایون بوسیلہ تحریر ہذا در اظہار چند امور و جرأت می دارد کہ من بندہ را بر نگارش این گذارش از آن واقعات وواردات جرأت و جسارت دست داد دست کہ در ضمن سیاحت ہندوستان از مخاطبات و مکالمات جناب مخاطب ظاہر و باہر گردیدہ و این حریت و امنیت کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ محض بکرم عمیم و فضل عظیم رعایائے قیصریہ را در تحت ظل تاج برطانیہ عطا فرمودہ حوصلہ ام را افزودہ۔ بالیقین مے دانم تاجدار دولت خداداد را خاطر نشین باشد کہ اسلام از فضل ذوالجلال والاکرام آن مذہب طیب است کہ در میدان روح حریت و صاف گوئی بطباع متبعین مخلصین دستگاہ خاص بل اختصاص می دارد ہم ازین جہت بود کہ اعراب بادیہ حتی عجائز عجزہ در بارگاہ معدلت پناہ خلفای راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین از گفتن کلمۃ الحق ہیچ بیم و ہراس و خوف و سواس نمی داشتند و حضرت خلفا باوجود ابہت و شوکت کہ لازمہ حکومت و سلطنت است از قبول حرف حق گردن تسلیم خم نمودہ صفائی طینت و حسن طویت را ثبوت می دادند۔

از نگاہ سریر آرائے کابل ماجرائے محمود غزنوی انار اللہ برہانہ نیز مخفی نباشد کہ آن شاہنشاہ جنت آرامگاہ را در دادرسی عجوزۂ عاجزہ کہ فرزند جگر پیوندش را فرق قطاع الطریق بیدریغ زیر تیغ کشیدند پیش آمد۔ مع القصہ صد ہزار نظائر ازین قبیل از عہد میمنت مہد خلفائے کرام و سلاطین عظام ثبت جرائد تواریخ و یادگار اہل روزگار است چندان بعید رفتن ضرورت ندارد خود ما مردم زیر سایۂ گیران مایہ سلطنت برطانیہ (کہ خدا تعالیٰ اقبال روز افزونش کرامت کناد) آن قدر حریت و نجدت حاصل کردہ ایم کہ نسبت یک فرد اول ضبطیہ تا عمل منصبیہ قیصریہ در خیر سگالی ملکی و مالی حقوق اظہار آزادانہ خیالی را می داریم چنانچہ بر ضمیر منیر صفا تخمیر بوجہ احسن کشف این حقیقت شدہ باشد کہ حکومت امپیریلطوریہ آن خردہ گیری را کہ متعلق قوانین مجریہ و احکام نافذہ اش من جانب افراد رعایا معروض می گردد بسمع رضا اصغا نمودہ در صورت دخل بیجا اصلاح بعمل می آرد۔

برائے آن شہریار کامگار محتجب نماندہ باشد کہ امروز در بارۂ قدوم مسرت لزوم خیالات آرائے مختلفہ ہر روزہ در روزنامہائے این دیار و امصار مرقوم می گردد این ہمہ اثر آن حریت است کہ ہر کس ہر چہ در دل دارد نسبت ذات و صفات بادشاہ کابل بے محابا آشکارا می سازد و بدین لحاظ سیاحت ہندوستان بجہتہ خدام ذی احتشام خیلی بابرکت خواہد بود۔ کہ در ضمن آن متعلق اعمال و افعال خویش معیار صحیح و اندازہ درست حاصل توانند نمود ہم برائے اہالی ہند بہ نسبت کردار و اطوار خود اطلاع پیدا توانند کرد و ہم بر امور یکہ در ملک افغانستان واقفیت از آن پیدا نمودن دشوار است ببصیرت تام بہم رسانند زیرا کہ بالیقین در آن سرزمین این چنین حریت تا ہنوز صورت نہ بستہ و بارگاہ سلاطین از متملقین کہ عمل شان روز را شب گویند خالی نباشد۔ اگر شہ روز را گوید شب است این - بباید گفت اینک ماہ و پروین -

من در روزنامہائے ہندوستان حالات سیر و سیاحت اعلیحضرت مطالعہ کردہ بر فتاوی مطاوی تقاریر مصلحت تقاسیر کہ وقتاً فوقتاً از زبان خجستہ ترجمان صدور یافتہ خوض دقیق و غور عمیق بجا آوردہ ام سفر برآنکہ وقائع نویسان بالواسطہ کلمات حذاقت آیات مشغلۂ دل خویش کردہ بدست اعتماد است و امارت مآب را نیز بواسطۂ آن تازہ مخاطبات بر دانستن مافی الضمیر اہالی این نواحی متعلق حرکات و سکنات ذات و صفات یک موقع نیک پیش آمدہ است ازین پیش در بارۂ خیالات سکنۂ این صفحات قیاس براعت اساس محض بر اقوال سماعیہ بطور نتائج ظنیہ مرتب شدہ باشد اما الآن اہل ہند را برائے العین دیدہ و افکار شان در میزان دانش بنیان سنجیدہ رائے مملکت آرائے بر مشاہدات و معاینات مبنی خواہد بود۔

من برائے باور نمودن این سخن ہمہ تن آمادہ ام کہ زیبندۂ تاج و تخت افغانی درین ملک تشریف ارزانی داشتہ روشنی را کہ بعمل آوردہ در محافل سیاسی یک بحث دقیق و کاوش انیق پیدا کردہ است و کار ہر فرد بشر نیست کہ تار و پود فکر خود را بران تند باران رسا گزند علی ای حال نتیجہ ہذا از آن متفرع می گردد کہ شہریار کابل و قندہار درین سفر مسرت اثر در نگاہ اہل اسلام و ہنود و ترسا و یہود بجہتہ عزیز و محترم و صاحب تمیز بودن سعی وافر و جہد متکاثر می دارد والحق ہمین اصول معقول را مسلم و معظم می داند کہ برائے حکمرانی و جہانبانی انسب بل اوجب است کہ در دادگستری و رعیت پروری اختلاف اصناف ملی و نحلی و مذہبی و مشربی را بر طرف ساختہ طرف گیری گروہی یا انبوہے نہ نماید۔ و در تعصب تصلب نورزد۔

والا پایگاہا - بندہ را بر اظہار این بیان صاف معاف دارد - کہ من بر تسلیم نمودن بے تعصبی حضور امارت ظہور ہیچگونہ مستعد نیستم اگر چاپلوسی و تملق را نفاق نمی دانستم البتہ من ہم درین مادہ مدحت سرای یا باکسے ہمنوائی می کردم - اما از انجا کہ اطاعت و ہوا خواہی سلطنت بہیۂ انگلشیہ از روئے مذہب اسلام واجب می دانم و دانم کہ دولت سنیہ قیصریہ با حکومت قہرمانیہ افغانیہ اتحاد مخلصانہ و وداد محبانہ می دارد لہذا الک ہر فردے از افراد رعیت سلطنت انگلیس رنگ و رنگ کوہستان افغانستان را مہمان محترم مے انگارد و ضیف محترم مے میندارد بناء علیہذا این حقیر بہ تصور نکتہ حقیقت نمائے صداقت انتما دوست آنست کہ معایب دوست ہمچو آئینہ روبرو گوید - نقایص زبان زیبائے امیریہ را بلا تکلف و تصلف بروز دادن فرض عین و عین فرض می داند غالباً این صدائے نخستین و ندائے اولین باشد کہ قارع صماخ می گردد مگر امید می دارم کہ مزاج وہاج از استماع حرف راست برہم نخورد بلکہ مسرور و محفوظ گردد کہ در ہندوستان جائیکہ ذخیرۂ چندین معلومات مفیدہ پیدا کردہ این یک را نیز از الجملہ شمارد۔

مرزبان افغانستان طمطراق افواج تاج انگلستان را ملاحظہ فرمودہ آن خیالات را کہ بہ نسبت سربازان نظامیہ افغانیہ بروز دادہ و صاحب منصبان عسکر خویش را بدان مخاطب و معاتب داشتہ نیز از آن ہویدا می گردد کہ درۃ التاج درانی از درک نقائص خویش بطیش نمی رود۔

بندہ اگر فردے از افراد رعایائے دولت افغانستان مے بود شاید جسارت بیان عیوب حکومت امیرے در خود نمی یافت مگر امیدوارم کہ

دارائے ملک افغانستان را از شنیدن این حرف خیلے مسرت رو خواہد داد که این ہم یکے از برکات حکومت انگلیس است که رعیت را بلاست بیانی و بلے ساخته گوئے خوگر ساخته۔ خیال می دارم که تحریر امرت بازار پتر کا از نظر شوکت اثر گذشته باشد که نسبت بیجا با امر او فتادن خراج سیاحت شہریار افغانستان بر خزینۂ ہندوستان چگونه آزادانه حرف گیری نموده است و در ضمن آن جهانزاہلے تلخ سرودہ است شاه والا خرگاه از سخن او اندازه تواند گرفت که حکومت امپریلوی چه پایه حوصله فراخ و گوش حق نیوش می دارد که از راه خیراندیشی حرف راست بر زبان آوردن را — خلاف آداب سلطانی و آداب قہرمانی نمی شناسد بلکه وقعت می نہد۔

وا سطلنه الحفد قوم افغانی را ازین روئیداد موقع معلوم کردن این اده حاصل آمده است که دیہیم قیصرے رعایائے مملکت خویش را چه قدر عزیز می دارد۔

ہرگاه درین عہد بجدت مہد مردم ہند را ہمچو حریت قسمت شده است ہیچ وجه ندارد که نسبت فعلے یا عملے که بواسطۂ آن داغ تا قابل بر دامن خسرو کابل نشیند خرده گیری کرده نشود۔

مسلمانان دہلی را متعلق فرمان نمودن گاؤ نصیحتیکه فرموده قطع نظر ازان که سکنۂ آن بلده اراده می داشتند یا نمے داشتند مرا بعض فقرات آن برعرض رسانیدن ما فی الضمیر آماده گردانیده است۔

وهو ہذا

من درین ملک به حیثیت یک دوست آمده ام و به حیثیت یک دوست واپس شدن می خواہم۔ آیا درست این گروه یا آن گروه مسلمے نه من به حیثیت جمله گروہا و سائر فرقه ہا درین جا وارد گشته ام آیا شما ر نداے دار بید که یک گروه خاص با من خلاف گرده در میان شما چند روز آمده ام و مے روم می خواہم برائے من راه سلامتی و روشنی کشاده بماند۔

غرض یک فقره ابیت از عنایاتیکه مسلمانان دہلی بدان ممنون گشته اند مگر آیا جناب امیر در یاد داشتن یک ضرب المثل زبان انگلیس سعی خواہد کرد که ہر که در خوش داشتن ہمه کس کوشش کند ہیچ یک را خوش نتواند داشت۔

تقریر مندرجه صدر اگرچه مجمع سیاسی حرف دل خوش کن باشد تعجب ندارد مگر محال است که کسے دستور العمل قرار داده مطابق آن رفتار کند نیک ما را است این مقوله بان درس انجیلے که اگر کسے بر یک رخسار تو سیلے کند تو رخسار دیگر را نیز بروعرض کن بلاشبه عند التعمیل این تعلیم خیلے فضول و نامقبول ثابت شده است چه ظاہر است که دول متمدنه متنصره اگر به حیثیت نصارے بودن بر ارشاد استاد خود عمل کردندے ہر آئینه نام و نشان شان از صفحۂ عالم بر افتادے۔

ہم بدین منوال تقریر پادشاه کو اسلام — یک فرق و برق ظاہرے در خود نے دارد مگر نه خود بادشاه بران عمل تواند کرد و نه دیگر کسے۔

تاجدار افغانستان در اثنائے تقریر خود را دارائے صلح کل وجویائے رضائے کل وانموده است اما بشرح صدر این سخن را نتوانم شنید که در ہندوستان برائے ما اصلاً بحیثیت یک دوست نتواند بود لاریب مہمان واجب الاحترام ما است نه ازان رو که بما دوستی فرا نموده بل ازان رو که حکومت واجب الاطاعت ما از صدق دل خیر مقدمش فرموده۔ لاکن خیال مندرجه ذیل در دل داشتم

متملقانه نتوانم گفت که درست با ہست۔

واز لفظ (ما) سلسله عالیه احمدیه را مراد می دارم یعنے سلسله که حضرة مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی من جانب الله مامور شده در عالم قایم کرده است ارکے این سلسله که زیر ظل فرماندہے شاہنشاه ہند و انگلینڈ با حریت تام و امنیت مالاکلام تبلیغ احکام اسلام می کند حتی قیصر ہند و دیگر سلاطین و دول متمدنه را حضرت امام بشرح و تفصیل نه بایجاز و اجمال دعوت دین متین فرموده طلب علیه السلام۔

کہ از نعمائے دنیویه ترا نصیبے بسیار داده اند باید اکنون رغبت بملک آخرت کنی و سرنیاز بدرگاه پروردگار یگانه فرود آری که ذات او از گرفتن پسرے و ملکش از مشارکت شریکے برے و غنے است آن رب وحید را از دل بیرون کرده ہمچو معبودان را اختیار می کنے که چیزے را نیافریده اند و خود شان آفریده شده اند و اگر از اسلام شکے در دل داشته باشد من بحول و قوت خدا آماده ہستم که آیات صدقش بنمایم خدا بہر حال با من است دعا ہای مرا می شنود و ندائے مرا پاسخ می گذارد و چون از روئے نصرت دعوت بخواہم دست من میگرد۔ من به یقین می دانم که او در ہر موطن و میدان مرا مدد مے فرماید و مرا ضائع نسازد آیا مے شنود که ترا از خوف روز قیامت رغبت و میل بدیدن نشانہائے صدق من در دل پدید آید

اے قیصره! توبه کن توبه کن! و بشنو بشنو! خدا در ہمه چیز ملک تو و بالے تو برکت بخشد و بر تو رحمت بخشائش نازل فرماید و اگر بعد از امتحان کذب و دروغ من پیدا شود تن بران در دہم که مرا بکشند و یا بردار کشند یا دست و پائے مرا از ہم ببرند و اگر صادق برآیم دیگر آرزو ندارم جز این که رجوع دہ نابت با آفریدگار۔ خود آوری که ترا پرورده و نواخته و ہمه سئوالات ترا به تو مکرمت فرموده

اے مالکه دولت اسلام را بیدار سلامت بجائی مسلمان شو که تا روز بازپسین تمتع برداری و از شر اشرار رستگار شوی تا ہجور نامور ازین کلمات طیبات قیاس تواند کرد که چه پایه حریت از شاه برطانیه یافته ایم و چه پایه حوصله ما را وسعت بیدا شده است که امام ہمام این سلسلۂ عالیه که در قرن چہاردہم از جانب خدا بعثت و ماموریت یافته و ملقب به مسیح موعود و مہدی مسعود گشته سلاطین روئے زمین را بدین متین دعوت فرموده۔

من باز دگر میگویم که از لفظ (ما) ہمین سلسله بہیه احمدیه را مقصود می دارم که شہادت یک رکن رکین و شہید حضرت صاحبزاده عبداللطیف طاب ثراه صاحبه ہوش ربا و واقعه جانگزائے عہد سطوت مہد ہمین امیر نامدار است۔

ہر مخطی میتواند که این چند سطور را یکبار بر خواند۔ و از طریق انصاف غور کند که آن جماعت که یک فرد واجب الاحترام رکن صادق با اخلاص آن را محض به جرم قائل بودن عدم جواز جہاد رجم گردانیده است از معدلت امیر چگونه خشنود گردد۔ اگر شہید رشید اعلی الله مقامه ملاہائے شوریده مزاج تعلیم سلامت روی داده از ہرزه غزا کردن باز داشت و حقیقت و اہلیت اسلام آشکار کرد آخر انصاف باید کرد که کدام امر شنیع را مرتکب گردید۔ حضرت امیر بانشان تواند داد که مانع فساد فی الارض و حقیقت نمائے تبلیغ اسلام را از روے قرآن و حدیث تجویز سنگساری است؟

آیا کله دار والا تبار از احترام صاحبزاده با خبر نبود؟ وفات با برکاتش را

رکن اعظم دربار کابل نیست لاکن محض بر مسئلہ عدم جواز جهاد یک عالم باعمل و فرد اکمل را بیرحمانہ از سنگ باران استخوان شکستن کار یک بادشاه صلح پسند نتواند بود۔

من باصد ہزار تحسر و تاسف ظاهر میکنم که در ذبح نمودن گاوے خاطر آزاری قومے روا نداشتن و یک سید بزرگوار را رجم نموده دل چار لک نفوس کلمہ گویان مجروح ساختن از عدالت گستری و صلح جوئی خیلی بعید است۔

آیا تہربان کابل جواب تواند داد؟ که خون یک مرد صالح متقی از خون گاو هم وقعت زیاد نمیدارد۔ آه۔ اے عبد اللطیف پاک نهاد خدا بر تو نثار رحمت کناد حق امانت و دیانت بجا آوردی و مردانہ بر صداقت و راستی جان فدا کردی۔ ازین جهت حیات جاودانی یافتی! ہرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق۔ ثبت است بر جریده عالم دوام ما۔

اے حشمت مآب! چشم بکشا و نگاه فرما و عاشقانه جان سپاری آن مرد خدا را به بین چگونہ سنگباری را بر خود گوارا نموده و آن همه مظالم و صعوبات را که برادر واشتی چپان بطوع و رضا گردن نهاد۔ خدا آتش بیامرزاد در زیر بارش سنگ جان را داد و ایمان را نداد۔ ہیچ عبرت نگرفتی آیا ثبات و اخلاص او در پیش تو دلیل راستی کیشی او نبود؟ خود بگو۔ آخر کدام حقیقت و حقیت او را تا بہ این قدم داشت تا دنیا و ما فیها را ہیچ بلکہ کمتر از ہیچ انگاشت۔

پس اے بادشاه ذی جاه از همان جماعت که در کابل از یک غرضاو نمونہ شهامت دیده توقع میداری که در ہندوستان زیر حکومت غیر متعصبه انگلسیه سکونت داشتہ بر تقریر مصلحت آمیز تو خوش گردد و عاشاو کلا تا آن زمان که بر هر سنگریزه سنگلاخ کابل شهادت نامہ مرحوم مرقوم است از هر ذره خاک آن ...... ندائے "قتل مظلوما" بسامع مجامع ملکوت خواهد رسید شاه والا جاه را لازم است که از خوشنودی خلائق را پشت سر کرده فکر خوشنودی حضرت داور علی الاطلاق بکند این خیلی خطرناک ظلمی است که در دار الامارت کابل واقع گشتہ و عند الله جواب او بر ذمہ فرمان روائے آن سرزمین است این چیزی نیست که بعلیگڈھ کالج قدم رنجه داشتہ و در الحاق طلبائے مذهب شیعه ایستاده بصورت قضایائے منطقیه بے تعصب بودن خود را اظهار نماید و اطفال خردسال را درین باده با خود ہمصفیر ساز د۔ چون واقعات صحیحه بے تعصب بودنش را تصدیق نمی کند ؎ از عمل ثابت کن آن نوری که در ایمان تست دل چو داوی یوسفے را راه کنعان را گزین۔ اگر گفتہ شود که دربار کابل نیز ہنود را آزادی بخشیده است شاید که بخشیده باشد لاکن مارا ازان چه فائده چون زخم سینۂ ما ہر لحظه بصدائے بلند انکار میکند۔ آیا یک مومن موحد متقی را به بیرحمی بے جرم و بے خطا سنگسار کردن و ذریتش را ناکرده گناه بصد خواری و رسوائی و اشکباری از وطن راندن ہمین ثبوت بے تعصبی است؟ با وجود این واقعات مسلمه محض یک حکم امتناعی متعلق ذبح گاو اہل ہنود را چگونہ خوشنود میسازد؟۔ (ہرگاه درین جرائد و زبان در ضمن مخابرات و ملکیه تصدیق شد است که شاه کابل نسبت ممانعت ذبح گاو مقابل اسند علمائے مسلمانان و ہلی نفرموده بل خالصاً تالیف قلوب ہنود مد نظر بوده - چنانچه یک جریده آریه سماج نسبت تقریر حضرت امیر می نگارد که متکلم معظم باین کلام محبت التیام اراده تسخیر ہندوستان ندارند اگر چه واقعه شهادت مولانا عبد اللطیف بر دا الله مضجعه خیلی دلگداز صدمه ایست که بر جان ما وارد آمده - اما ازین جهت خیلی مسرور و قت ہستیم که مغضور مبرور درین معامله تعلقات ما مردم را با حکومت قیصریه صاف ساخته برائے تاج برطانیه از جانب سلسله عالیه احمدیه یک خدمت نمایان بجا آورده است جزاه الله مناعزا و حسنا اگر چند اطفال علی گڈھ کالج برائے چند مرزبان کوہستان را

فارا رائے صلح کل بپا نند و انستہ باشند۔ الا چار لک نفوس بجز قائم کردن الزام تعصب بر فاتش بثبوت قوی با خود میدانند سلامت ممدوح هم در اثنائے تقریر طلبائے مذهب شیعه را فرموده است که رو افض را ہرگز در شان صحابه کرام اجازت سب و شتم نمیدهیم اگر این فعل مبنی بر تعصب باشد بلا شبهه بحث متعصب هستیم مگویا! ازین کلمه اہل سنن را خوش ساختن اراده کرده شاید که ایشان نیز خوش شوند۔ مگر بادشاه را یک حکومت غیر متعصب نشان میدهیم که بحمد الله زیر سایه عاطفت خود بدان مقابله مارا حریت کرامت کرده است که شاید در گمان خدیو کابل هم نگذشته باشد مگر در اثنائے مناظرت مذهبی از راه ہوا خواہی و خیر اندیشی میگوئیم چرا یک انسان مرده را پرستش میکند۔ و پرستش انسان متوفی را اجرا ترک نمیدهد سنگ ہزار آفرین است برین حکومت غیر متعصب که با نهایت صبر و تحمل این حرفها را می شنود و ہیچ اعتراضات را نسبت تخصیکه او را پور خدا و خدا میداند اجازت میدهد۔

حالانکه چندین ہزار انبیا و رسل صلواة الله علیهم و علے نبینا شربت ممات چشیده اند که حکومت کابل نیز بان اعتقاد میدارد مگر با وجود نص صریح متعلق وفات مسیح اجازت لب کشودن نمے دهد۔ حالا قیاس باید کرد که کدام یک غیر متعصب است سلطنت امپراطوری یا حکومت امیری؟ سید المرسلین را مرده و مسیح را برخلاف نص فرقانی زنده در خاک ہندوستان هم عجب تاثیر دامنگیر میدارد که سلطان فرمان افغانستان در دار الامن ہندوستان نزول اجلال نموده خلاف عادت بالوفه بے تعصبی خویش را بروز میدهد همانا از یادش بدر رفته هنوز چند سال نگذشته که در همین ماه جنوری سنه ۱۹۰۴ اخبار آریه گزٹ نگاشته بود امیر کابل دو نفر مریدان میرزاے قادیانی را به نهایت اذیت ہلاک ساخته۔ و در ضمن آن نوشته بود که امیر صاحب بمشوره ملاها اہل ہنود را اکراه و در پئے مسلمان نمودن است۔

حالا این واقعات پادشاه افاغنه بر بالا تقریر خود نظر فرماید اگر چه بنده ہیچ حقے ندارد نسبت مراقبه نگه شاه صوفی مشرب بر مزارات اولیائے کبار نموده است حرف گیری کند بلکن که فرقه اہل حدیث الزام گور پرستی قایم نماید۔ مگر من درین مقام این قدر معرض میرسانم اگر زیارت قبور برائے اصلاح نفس و حصول عبرت باشد مضائقه ندارد الا سوال این است که آیا ازین طرز عمل تزکیه نفس و تصفیه قلب هم حاصل می گردد یا نه؟

العظیته سدا از یک طرف ہر مجسٹی به تقلید شاہان یورپ ثبوت صاحب خیالات آزادانه و دارائے طبیعت فیلسوفانه بودن میدهد و در کارگاه کانپور برش با ہنود صاف کن موئے خوک را بدست مبارک میمالد۔ و از جانب دیگر کتب دینیه و اسلامیه مارا که در حقیقت و حقیت مذهب اسلام و قرآن کریم و نبوت رسالت و فضیلت سرور کائنات فخر موجودات صلی الله علیه وسلم تصنیف کرده حضرت امام علیه السلام است دست رسانیدن گناه بزرگ میدانند۔ یقینی ممکن است اگر بادشاه به نظر تحقیق و فکر عمیق آن کتب را مطالعه میکرد ہرگز دست بخون سید عبد اللطیف نمے آلود۔

در علیگڈھ کالج از استماع آیات قرآنیه اشک بر رخسار مبارک افشاندن و برعرض کننده قرآن صاحبزاده عبد اللطیف سنگ بارانیدن عجیب مسلمانی و عدالت نوشیروانی است۔

من مخلصانہ حرف راست بے کم وکاست بعرض رسانیدہ ام میدانم باتحریر من چہ سلوک کردہ آید۔ شکر خدا بجامی آرم وفخر رعیت انگلیس بودن میدارم اگر فی الحقیقۃ بادشاہ حریت پسند و خیالات صادقانہ ما قدردان است از تحریر فقیر خوشوقت گردد و داند از خوشامدگویان خردہ گیران دولت خواہ ترانند۔

بالآخر بانہایت انکسار در خدمت شہریار کامگار التماس میدارم بہ طفیل ہمان بے تعصبی وآزادانہ خیالی کہ در ضمن تقاریر ذکر آن فرمودہ و در سیاحت خویش ثبوت آن دادہ این عریضہ را ملاحظہ فرمودہ از برائے یک دقیقہ بر بستر وحدت استراحت نمودہ تفکر فرماید کہ مضمون تقریر دلپذیر با واقعۂ شہادت میر عبداللطیف چہ قدر مطابقت میدارد قبل از اختتام عریضہ میخواہم یک حرف دیگر معروض دارم سلطنت پناہ غور فرماید شہید مرحوم مادہ را کہ در طبع رعایائے افغانستان پیدا کردن میخواست چہ قدر باعث استحکام تعلقات امیری وامپراطوری بود اگر خیالات ہرزۂ جہاد و فساد از سر افاغنہ شوریدہ مزاج بدر میگشت وحقیقت امنیت بران گروہ منکشف میشد امنیکہ بر سر سرحدات افغانستان وہندوستان قائم میگردید در انظار دولتین خیلے قابل قدر مے بود۔

حضرت حق سبحانہ تعالےٰ شانہ بادشاہ معدلت پناہ را توفیق رفیق گرداناد تا بخلوص از تعصب فارغ دل بودہ بر امور معروضہ غوض فرماید۔

بندہ بدین خیال کہ عریضہ ہذا از نگاہ اشرف امجد بگذرد جریدۂ خود را مملو از گذارش واجبی شائع ساختم تا از حالات سلسلۂ عالیہ احمدیہ خدام والا مقام را آگاہی کماہی دست دہد والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ۔

خیر خواہ حقیقی
مدیر الحکم قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم بدین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آن رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود ازو ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک واز خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آن مرسل ربّ العباد

آن ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آن مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آن مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

یک قدم دوری ازان عالی جناب
نزد ما کفر است خسران و تباب

استفسار اور اُن کے جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - مولوی صاحب نے آپ کا خط مجھے بنابر جواب دیا ہے سو اس کا جواب حسب ذیل عرض ہے -

سوال اول حرم علیہ الجنۃ وماویہ النار - اور حدیث میں ہے کہ دوزخ ایک دن خالی ہو جائیگا - ان میں تطبیق کس طرح ہے -

جواب - اول تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اھل الجنۃ واھل النار کے دوام کے متعلق الگ الگ بیان فرمایا ہے - اہل النار کے امتداد زمانہ کے بعد فرمایا الاما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید ۱۲ پھر فرمایا النار مثوٰکم خالدین فیھا الا ما شاء اللہ یعنے دوزخی دوزخ میں رہینگے مگر تیرا رب انجام کار اپنی ربوبیت کر کے دوزخ سے نکال لیگا کیونکہ وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے یہاں الا ما شاء کے ساتھ لفظ رب کا لگایا جو ادنے سے اعلیٰ تک پہنچانے والا ہے اور دوسری جگہ ما شاء اللہ فرمایا اور لفظ اللہ کی اصول اور امہات اسمائے حسنیٰ کا جامع ہے جو سب کے سب رحم پر دلالت کرتے ہیں اور نیز اللہ کے ساتھ پہلا لفظ رب ہی ہے جس کا فیضان اعم ہے - اور اہل جنت کے امتداد زمانہ کے بعد فرمایا الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ یعنے اہل جنت کے عطا غیر منقطع ہونگے مگر اہل النار کے لئے عذاب غیر منقطع کا لفظ کہیں بھی نہیں قرآن مجید میں نہ حدیث میں -

دوسرا جب مسائل دینی کی سمجھ نہ آوے اس کو دنیوی مسایل پر رکھ لینے سے جلدی سمجھ آجاتی ہے - جو شخص دنیا میں قید ہوتے ہیں اس وقت ان پر الجنۃ حرام ہو جاتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جیل خانہ ہوتا ہے کیا وہ کبھی بھی گھر میں نہیں آتا - زیادہ سے زیادہ آپ دائم الحبس کو ہی دیکھ لو وہ بھی بیس سال کے بعد آزاد کیا جاتا ہے بلکہ بعض وقت تقریب تخت نشینی و دیگر بعض تقریبوں کے سبب بعض دائم الحبس قیدی آزاد کئے جاتے ہیں ماویٰہ النار یا حرم علیہ الجنۃ سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوام غیر مقطوع ہوگا حالانکہ دنیوی سلطنتیں باوجود غیر مقطوع کہنے کے رحم کر دیتی ہیں - اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہے -

سوال دوم - ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ۲۵ اور ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ۲۸ میں کیا تطبیق ہے -

جواب - ان میں تو اختلاف بھی کوئی نہیں - یعنے تمکو کوئی مصیبت بھی نہیں آتی مگر تمہارے اعمال کی سزا آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے آتی ہے اور اگر اللہ کسی غلطی کی سزا دینا نہیں چاہتا تو پھر وہ سزا بھی نہیں آتی جیسے چنانچہ اسی آیت کے بعد بھی ویعفوا عن کثیر یعنے بہت غلطیاں معاف بھی کر دیا کرتا ہے -

سوال تیسرا - اُمت اور قوم میں کیا فرق ہے - جواب قوم گروہ از مرداں نہ زناں قولہ لا یسخر قوم من قوم ... ولا نساء من نساء اور بعض وقت عورتیں تبعاً داخل ہوتی ہیں صراح اُمۃ گروہ از ہر جنس حیوان و انسان جماعت امم قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ۷ اور پیشوا قولہ تعالیٰ ان ابراہیم کان امۃ ۱۴ اور وقت قولہ تعالیٰ وادکر بعد امۃ ۱۲ اور راہ و دین و شریعت قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ ۴ اور معلم الخیر قولہ تعالیٰ تلک امۃ قد خلت ۱/۱۴ وغیرہ غرض یہ لفظ بہت وسیع ہے -

سوال چوتھا یونس مچھلی کے پیٹ میں گئے یا منہ میں رہے اور لفظ لقمہ کے کیا معنے ہیں -

جواب - قرآن مجید سے اس کے متعلق کوئی تصریح مجھے معلوم نہیں ہوئی ہاں ایسے سوالات سے پرہیز کرنا مومن کو ضروری ہے جن کی تحقیق میں نہ دینی فایدہ ہو نہ دنیوی نہ اخلاقی نہ کسی اور قسم کا کیونکہ اللہ تعالیٰ مومن کی تعریف میں فرماتا ہے والذین ہم عن اللغو معرضون ۱۸ یعنے مومن بیفایدہ کام سے پرہیز کیا کرتا ہے اور نقصان سے تو بطریق اولے پرہیز چاہیئے اور اس میں تضییع اوقات ہے

سوال پانچواں کافر کو دم کرنا کیا ہے -

جواب - اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ سلوک کرنے میں مذہب کی قید نہیں لگائی بلکہ حیوانوں تک وسیع کر دیا ہے جیسے فرمایا وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ۵ وما ملکت ایمانکم میں اپنے چارپائے بھی داخل ہیں -

سوال چھٹا حلت ضب کا مسئلہ کس طرح ہے -

جواب - مشکوٰۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ضب کھانے کے لئے لایا گیا خود حضور نے نہیں کھائی اور آپکے سامنے ایک صحابی نے کھا لیا حضور نے نہ اقرار کیا نہ انکار فرمایا -

سوال ساتواں - چادر پر منی لگی ہوئی کھرچ کر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلا دھونے نماز پڑھتے تھے صحیح ہے یا نہیں۔

جواب کبھی دھو کر نماز پڑھتے اور کبھی خشک کو کھرچ کر دونوں طور ثابت ہے بلوغ المرام -

سوال آٹھواں - اشیائے عالم امر بھی غذا لیتے ہیں - جواب - ہم نے اس مسئلہ کے متعلق قرآن واحادیث میں کچھ نہیں پایا -

سوال نانواں - نابینا مادر زاد خواب میں کچھ دیکھتا بھی ہے یا صرف سُنتا اور مس کرتا ہے اور ایسے کا روح بھی اندھا ہوتا ہے - برزخ میں کیا ہوگا رویا دیکھنا کیا روح کا فعل ہے ؟

جواب روح بلا جسم کوئی کام نہیں کر سکتا - خواب میں بھی روح کو نفع نقصان کے احساس کرنے کے لئے ایک بدن دیا جاتا ہے جو اس بدن سے نہ بالکل علیحدہ ہے نہ اس کا عین ہے - اندھا مادر زاد رؤیا میں دیکھتا کچھ نہیں - برزخ قیامت میں کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کو علم ہے -

دسواں سوال - اول من تاب ابلیس کے کیا معنے ہیں اور اس کا وجود فی الخارج موجود ہے -

جواب ابلیس ہے شیطان ہے - باقی رہا کہاں ہے - اس کا ذکر قرآن کریم میں ہم نے نہیں دیکھا - اتنا ضرور ہے کہ وہ آسمان پر نہیں جاتا وہاں کی بات نہیں سُنتا -

گیارہواں سوال کیا امام مہدی آخر الزمان خلفاء اربعہ سے بہتر ہوگا یا نہیں -

جواب خلفائے اربعہ کی نسبت لفظ نبی کہیں نہیں آیا اور مہدی آخر الزمان کی نسبت لفظ رسول نبی قرآن مجید اور احادیث میں آچکا ہے - بہر حال مہدی افضل ہے -

بارہواں سوال محمد یوسف بغدادی اور حضرت اقدس میں کیا فیصلہ ہوا -

جواب محمد یوسف بغدادی کون ہے ہمیں اس کا علم نہیں - اگر وہ شخص ہے جو آجکل جکڑالوی کا منشی ہے تو اس کو ہم اچھا آدمی نہیں جانتے - دوم فیصلہ ہوتا ہے دو مساوی مدعیوں کے مابین - سو ایک امام مامور مرسل مسیح مہدی دوسرا اس کا منکر - پھر فیصلہ کیا - تیسرا حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے مدت سے وحی الٰہی سے مشتہر کر دیا ہے کہ آپ کسی سے بحث نہیں کرینگے - ہاں کوئی شکوک رفع کرانا چاہے تو آپ و

تبلیغ و تفہیم ہو سکتی ہے۔ جب بحث ہی نہیں تو فیصلہ کیسا۔
چوتھا۔ فیصلہ کنندہ ہوتا ہے جسکو مدعی مدعا علیہ دونوں کے ساتھ تعلق نہ ہو اجنبی ہو اب اگر کوئی حضور امام کے ساتھ بفرض محال مجھ سے بحث بھی کرے تو فیصلہ کنندہ یا احمدی ہوگا یا غیر احمدی سو دونوں کے نزدیک ایک دوسرے کا فیصلہ قابل اعتبار نہیں۔
پانچواں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے حکماً عدلاً فرمایا تو اب اس کے مقابلہ میں کون ہے جس کا فیصلہ ماننا تو بجائے سنا بھی جاوے۔ پس اب فیصلہ یہ ہوا کہ ان کا مخالف منکر مردود ہے مخذول ہے ملوم ہے مذموم ہے بدخواہ ہے۔
تیرھواں سوال۔ شیعہ سوال کرتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ نے کسی کافر کو کسی جنگ میں قتل نہیں کیا اگر کیا ہے تو نشان دو۔
جواب اگر قرآن کریم سے استدلال کرنا ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ نے کس کس کافر کو قتل فرمایا کوئی پتہ دے۔ اور اگر احادیث سے فیصلہ کرنا ہے تو اول کتب احادیث کو مقرر کرو جن سے فیصلہ کیا جاوے (حکیم فضل دین از قادیان)

لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست

الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں مَیں قوم کو توجہ دلا چکا ہوں کہ نادار اور قابل امداد بچوں کی امداد کے لئے سب کمیٹی صدقات کے فنڈ میں بہت ہی کم گنجائش ہے اور درخواستیں روز بروز آرہی ہیں اور اس سلسلہ کی کوئی حد معین بھی نہیں ہو سکتی۔ قوم نے جس حال میں غریب اور نادار بچوں کی اعانت کا بیڑا اٹھایا ہے تو اسے پوری ہمت اور سعی سے نبھانا چاہیئے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہمیں ہر طرح بھروسہ ہے لیکن اس کی نصرت اور فضل اسی طرح بر آیا کرتا ہے کہ وہ اپنے پاک بندوں کے دل میں القا کرتا اور انھیں توفیق اعانت دیتا ہے اس وقت آٹھ طالب علموں کی درخواستیں معلق پڑی ہیں۔ اور ان کے اخراجات کے لئے کم از کم ۴۰ ماہوار کا انتظام ہونا ضروری ہے۔ حضرت حکیم الامۃ سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیمی مقاصد میں ہمیشہ سے خاص دلچسپی لیتے رہے ہیں اور خصوصاً مدرسہ تعلیم اسلام کی ابتدائی تحریک میں پہلا قدم آپ ہی کا ہے ان بچوں کو ہرگز ہرگز رد نہیں کرنا چاہتے انھوں نے چاہا ہے کہ قوم کے سامنے اس مقصد کے لئے دست سوال دراز کیا جاوے اور اس غرض کے لئے سوا چھ سو روپیہ کی اپیل کی جاوے۔ ایک یتیم کے اخراجات کے لئے ۸۰ کے لئے پہلے درخواست کی جا چکی ہے کہ حضرت حکیم الامۃ نے اس جدید وظائف کی ضرورت کے سلسلہ میں خود ۲ عطا فرمائے ہیں اور اسی رقم سے اس چندہ کا افتتاح کیا جاتا ہے۔ پُرجوش الفاظ لکھنے کی مجھے حاجت نہیں اس لئے کہ خوشناس قوم محرق الفاظ سے محرک نہیں ہوا کرتی۔ اور نہ اس کے جذبات کو ایسے الفاظ سے اپیل کرنا چاہئے کیونکہ یہ اثر غیر مستقل ہوتے ہیں۔ اس لئے صاف طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ضرورت واقعی ہے اور کم از کم ۵۰ ماہوار کے جدید وظائف دینے کی حاجت درپیش ہے اہل دل ہمت کریں اور اپنے قومی خدمت گذاروں کا اس مشکل ہیں ہاتھ بٹائیں جو انھیں قوم کے درماندہ بچوں کی تعلیم کی تکمیل کے لئے درپیش ہے یہ ضرورت کسی شخصی ضرورت نہیں بلکہ قومی ضرورت ہے اس لئے قوم ہی کا فرض ہے کہ اس کے پورا کرنے کے لئے سعی کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس تحریک کو زیادہ دیر تک جاری رکھنے کا موقع قوم نہ دیگی اور بہت جلد اسے پورا کر دیگی بہت سے احباب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا موقع رکھتے ہیں کہ وہ خود تنہا ہی ایک ایک وظیفہ دے سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے میں ذیل میں دس مقتدر صاحب فضل احباب کے اسماء گرامی درج کرتا ہوں کہ اگر وہ ایک ایک وظیفہ پانچ پانچ روپیہ ماہوار کا عطا کر دیں تو قوم سے پھر اور درخواستوں کے لئے ہم تحریک کر سکیں۔

آخر میں مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہیئے کہ یہ تحریک میں نے سب کمیٹی صدقات کے واجب الاحترام ممبران کے ایما سے کی ہے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ مولوی سید قاضی امیر حسین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔
گویا ان واجب الاحترام بزرگان ملت کا ڈیپوٹیشن الحکم کے ذریعہ قوم کے بچوں کے لئے دس وظائف کی خاطر دست سوال دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جن مقتدر احباب سے ہم دس وظیفے چاہتے ہیں وہ ضرور عطا فرمائیں گے۔
مندرجہ ذیل احباب سے وظائف کی درخواست ہے
۱۔ خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب۔ ۲۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ۳۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ۴۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ۵۔ ڈاکٹر سید جلال الدین صاحب۔ ۶۔ شیخ محمد بخش صاحب رئیس کڑیانوالہ۔ ۷۔ شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد۔ ۸۔ ملک مولا بخش رئیس گوجرانوالہ۔ ۹۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ لاہور۔ ۱۰۔ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد۔
مندرجہ بالا دس احباب یہ وظائف پورے کر دیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیگا۔ مجھے بحیثیت سب کمیٹی سکرٹری ایسے وظائف عطا کرنے والے احباب اطلاع دیں۔

یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات

یتیم کی سنو

ایک یتیم کی امداد کے لئے ۸۰ کی درخواست کی گئی تھی ۸۰ کی رقم بہت بڑی رقم نہ تھی اور الحکم کے کئی ہزار ناظرین ایک ایک پیسہ بھی جمع کر کے بھیجتے تو ۸۰ ایک سال کا خرچ پورا ہو جاتا۔ مگر افسوس ہے ابھی تک باوجودیکہ سنایا گیا تھا۔

وَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ

مگر بجز چودھری محمد دین صاحب افسر ڈاک ہلی کے کسی نے اس آواز پر کان نہیں دی۔ چودھری صاحب موصوف نے پانچ روپیہ بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور انکی اولاد پر اپنا فضل کرے۔ اگر چودھری صاحب کے قدم پر چلنے والے اس سلسلہ میں ۱۵ اور بھائی نکل آویں تو یتیم مذکور کی ضروریات ایک سال کے لئے

مکتوبِ مقدس بنام سابق شاہِ کابل

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کرامت نامہ درج کیا جاتا ہے جو ۱۳۱۴ ہجری کے شوال مہینے میں اعلیٰ حضرت سابق شاہِ کابل کے نام بغرض تبلیغ لکھا تھا اس خط کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور نے کس بصیرت اور شوکت کیساتھ اپنے دعوے کو پیش کیا ہے۔ اور ساتھ ہی تاج برطانیہ کی برکات کو کس دلیری سے ظاہر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعودؑ بطور مذہبی فرض کے گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کا وعظ کر رہے ہیں امید ہے یہ خط نہایت دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ واید بحضرت امیر ظل سبحانی مظہر تفضلات یزدانی شاہ ممالک کابل سلمہ اللہ عزوجل۔ بعد از عبہ سلام ورحمت وبرکت باعث این تصدیعہ آن خاصہ فطرت انسانی است کہ چون خبرے از چشمۂ شیرین یابد کہ مشتمل برچندین منافع نوع انسان باشد رغبتے و کششے سوئے آن پیدا آید باز آن رغبت از قلب برجوارح اثر اندازد و میخواہد کہ بہر نحویکہ تواند سوئے آن چشمہ دود و آنرا ببیند واز آب زلال آن مستفع وسیراب گردد ہمچنین چون صیت اخلاق فاضلہ وعادات کریمہ وہمدردی اسلام ومسلمین آن شاہ نیک خیال بدیار ہند جابجا متواتر رسید وذکر ثمرات طیبہ آن شجرۂ مبارکہ دولت وسلطنت بشہر ودیار منتشر گشت وویدہ شد کہ مردم شریف ونجیب بمدح سلالہ دودمان شاہی رطب اللسان اند۔ مرا کہ درین قحط الرجال بباعث کمی مردان اولوالعزم وشاہان ذوالمجد والکرم بحزن زاندہ در زندگی بسر میکنم چندان مسرورئ وفرحتے دست داد کہ نزدم آن الفاظ نیست کہ بادائے آن کیفیت تواند کرد۔ ہزار ہزار شکر وسپاس آن خدائے کریم را کہ چنین مبارک وجودے بے شمار وجود ہا را از انواع واقسام تباہی ہا بحفظ وحمایت خود در آورد۔ درحقیقت آن مردم بسیار خوش قسمت اند کہ این چنین شاہے گیتی پناہے نیک نیت و نیک نہاد سرچشمۂ انصاف وداد در ایشان موجود است وخوشابخت کسانیکہ بعد از مرور زمانہ ہا این ہمہ را شمار تواند کرد لیکن از بزرگترین نعمت ہا وجود دو طبقہ ہست۔

اول کسانیکہ بقوت ہائے راستی وراستبازی پر شدہ وطاقت روحانی حاصل کردہ گرفتاران ظلمت وغفلت را سوئے نور معرفت میکشند و تہیدستان اندرون را ساغرے وافر از معارف می دہند وبحمایت تقدس وتطہر خود کمزوران را ازین وادی دار الابتلاء بسلامت ایمان می گذرانند۔

وطبقۂ دوم کسانے ہستند کہ نہ باتفاق وبخت بلکہ بمقتضائے جوہر قابل وامواج سعادت وعلو ہمت وبروق فطرت از طرف حکیم وعلیم سزاوار سلطنت وملکداری قرار می یابند وحکمت ومصلحت الٰہی اتفاقی را تا بمقام ذات خود کردہ قرائن ایشان را مظہر قضاء وقدر خود مے گرداند وچندین ہزار جان ومال وآبرو را سپرد ایشان میکند لاجرم ایشان در شفقت ورحم وچارہ سازی دردمندان وتعہد حال غریبان وبیکسان وحمایت اسلام ومسلمانان ظل حضرت رب العالمین می باشند۔

اما حال این فقیر این است کہ خدای کہ بروقت کثرت مفاسد وضلالت از بہر مصلحت عام بندہ را از بندگان خود خاص میکند تا بذریعہ او گمرہان را ہدایت بخشد وکوران را بینائی عطا فرماید وغافلان را توفیق عمل وبہرہ دست او تجدید دین متین وتعلیم معارف وبراہین فرماید ہمان

خداوند کریم ورحیم این زمانہ را زمانہ پر فتنہ دید ومد طوفان ضلالت وارتداد در افشان دید کرد این عاجز را بر صدی چہاردہم برائے اصلاح خلائق و اتمام حجت مامور کرد۔ وچونکہ فتنۂ این زمان فتنۂ علماء نصاری بود و مدار کار بر کسر صلیب۔ لہذا این بندۂ درگاہ الٰہی بر تقدیم مسیح علیہ السلام فرستادہ شد تا آن پیشگوئی بطور بروز بظہور آید کہ دوم بارہ دوبارہ آمدن مسیح علیہ السلام زبان زد خاص وعام ہست زیرا کہ قرآن شریف صاف ہدایت فرماید کہ ہر کہ از دنیا بگذشت او بگذشت وباز آمدن او در دنیا ممکن نیست البتہ ارواح گذشتگان بطور بروز باز می آیند یعنے شخصے بر طبیعت شان پیدا می شود لہذا عند اللہ ظہور او در حکم ظہور روح شان می باشد ہمین طریق باز آمدن است کہ در اصلاح متصوفین بروز نام دارد ورنہ اگر گذشتگان را در باز آمدن کشادہ بودے ما را بہ نسبت عیسیٰ علیہ السلام برائے دوبارہ آمدن حضرت سیدالوری خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حاجت ہا بود لیکن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ گفت کہ من دوبارہ در دنیا خواہم آمد تاہم این فرمود کہ شخصے خواہد آمد کہ اسم او اسم من خواہد بود یعنے بر طبیعت وخوی من خواہد آمد پس آمدن مسیح نیز ازین قبیل ہست نہ آنچنان کہ در اول وآخر نوشتہ آن در دنیا موجود نیست ہمین سبب بود کہ امام مالک رضی اللہ عنہ وامام ابن حزم وامام بخاری ودیگر ائمہ کبار ہمین مذہب رفتہ اند البتہ اکثر عوام کہ اعجوبہ پسند می باشند ازین نکتہ معرفت آگہی نہ دارند ودر خیالات شان مرتسم است کہ بطور جسمانی نزول مسیح خواہد شد وآن روز روز تماشائے عجیب خواہد بود در نشان کہ فانوسے یا آتش افروختہ بود از بلندی سوئے زمین میل میکند ہم چنین نزول مسیح در تصور ایشان ہست کہ بشوکت تمام نازل خواہد شد و ہر طرف نعرہ ہای این می آید این می آید بر خیزد ولے لیکن این سنت اللہ نیست اگر اینچنین عام نظارہ قدرت پدید آید پس ایمان بالغیب نمی ماند۔ آن مردم سخت خطا می کنند کہ این چنین می فہمند کہ گویا عیسیٰ علیہ السلام تا ہنوز بر آسمان زندہ است حاشا وکلا ہرگز نیست قرآن بار بار ذکر وفات مسیح می کند وحدیث معراج نبوی کہ در صحیح بخاری پنج جا موجود است او را در وفات یافتگان می نشاند پس او چگونہ زندہ باشد لہذا اعتقاد حیات مسیح گویا از حکم قرآن و حدیث بیرون رفتن است ونیز از آیت کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم بصراحت معلوم میگردد کہ نصاری مذہب خود را بعد از وفات عیسیٰ علیہ السلام خراب کردہ اند نہ در ایام حیات پس اگر فرض کنیم کہ عیسیٰ ہنوز در قید حیات است بر ما لازم می آید کہ قبول کنیم کہ نصاری نیز تا این وقت مذہب خود را خراب نکردہ اند بر صواب محض اند واین چنین خیال کفر صریح است لہذا ہر کہ بر نصوص متواترہ ایمان می آرد او را لابد است کہ بر وفات مسیح ہم ایمان داشتہ باشد واین بیان ما اندکے از ان دلایل است کہ ما در کتب خود بطور مبسوط نوشتیم ہر کہ تفصیلے بخواہد از آنجا بجوید بالفعل ضرور بود کہ در آخر زمان ہم ازین امت شخصے بیرون آید کہ آمدن او بطور بروز در حکم عیسیٰ علیہ السلام باشد وحدیث کسر صلیب کہ در صحیح بخاری موجود است بہ بلند آواز میگوید کہ آمدن چنین کس در وقت غلبۂ نصاری خواہد بود وہر دانشمندے می داند کہ در زمانہ ما آنچنان غلبۂ نصاری بر روئے زمین است کہ نظیر آن در ایام پیشین یافتہ نمی شود ودجل علماء نصاری وکارستانیہائی شان در ہر نوع تلبیس وتزویر بان مرتبہ کمال رسیدہ کہ بہ یقین می توان گفت کہ دجال موعود ہمین مخربان ومحرفان کتب مقدسہ اند کہ تا ایک ترتیب ہزار تراجم

محرف انجیل و توریت در ہر زبان شائع کردہ اند و کتب آسمانی را از خیانتہا پر کردہ و می خواہند کہ انسانے بجائے خدا پرستیدہ شود۔ اکنون انصاف باید کرد و بغور باید دید کہ ازیشان بزرگتر دجالے کدام کس گذشتہ تا آئیندہ نیز توقع داشتہ شود کہ دجال اکبر دیگرے آید لیکن چونکہ از ابتدائے بنی آدم تا ایندم در انواع مکر و دجل و اشاعت مکائد نظیر ایشان نمی بینیم پس بعد ازین کدام آثار در پیش چشم اند تا یقینے یا شکے پیدا آید کہ دجالے بزرگتر از ایشان در غارے مختفی است و مع ذالک اجتماع کسوف و خسوف شمس و قمر ہم دریں ایام در ملک باشندہ و این علامت ظہور آن مہدی موعود است کہ در دار قطنی بحدیث امام باقر نوشتہ شدہ است۔ فتنہ ہائے نصارے از حد در گذشتند و دشنام ہائے غلیظ و توہین ہائے سخت بہ نسبت ذات اقدس حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم از زبان و قلم علماء نصاری و فلاسفہ ایشان بظہور آمد چندانکہ در آسمان شورے افتاد تا مسیحے را برائے اتمام حجت مامور گردند این سنت اللہ است کہ ہر نوع فساد کہ بر زمین غالب میگردد مناسب ہمان نوع مجددے بر زمین پیدا مے گردد پس ہر کرا چشم است بہ بیند کہ درین زمان نائرہ فساد بر کدام رنگ مشتعل شدہ و کدامی قومی است کہ تیر در دست گرفتہ حملہ ہا بر اسلام میکند۔ اے آنکہ برائے اسلام غیرت می دارید فکر کنید کہ آیا این صحیح است یا غلط آیا ضروری نبود کہ بر اختتام صدی سیزدہم کہ بنائے فتنہ ہا تہادر صدی چہار دہم رحمت الہی برائے تجدید دین متین متوجہ گردد و ازین در شگفت مانند کہ چرا این بندہ را بر نام عیسی علیہ السلام فرستادہ شد چرا کہ صورت فتنہ ہا ہمیں روحانیت را میخواست۔

چون مرا فرمان پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ازہمین بود کہ خداوند کریم مرا مخاطب کرد و گفت بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ این کار خداوند حکیم و علیم است و در نظر مردم عجیب۔ ہر کہ مرا قبل از ظہور تکذیب می شناسد اورا اجر است و ہر کہ بعد از تائیدات آسمانی دیدنیے خواہد کرد او ہیچ و مرا بحکومت و سلطنت این جہان کارے نیست غریب آمدم و غریب روم و مامورم کہ بلطف و نرمی دلایل حقیقت اسلام درین ایام پر آشوب پیش چشم مردم ہر دیار نہم

ہمچنین مرا بدولت و حکومت برطانیہ کہ زیر سایہ ایشان بامن زندگی بسر کنم تعرضے نیست بلکہ خدا را شکر می کنم و سپاس نعمت او بجا می آرم کہ در عہد چنین پر امن حکومتے مرا بر خدمت دین مامور کردہ چگونہ شکر این نعمت نگذارم کہ برین غربت و بیکسی و شور سفہاء قوم

باطمینان کار خود تحت حکومت و دولت انگلشیہ میکنم و چنان آرام یافتم کہ اگر شکر این دولت نکنم شکر خدائے خود بجا نیاوردہ باشم و این امر را اگر پوشیدہ داریم ظالم باشیم کہ چنانکہ پادریان ملت نصاری در اشاعت مذہب خود آزادی دارند ہم چنیں آزادی و عدم مزاحمت برائے اشاعت اسلام ما نیز حاصل داریم بلکہ منافع این حریت و آزادی

مارا بیشتر حاصل است زانسان کہ ما اہل اسلام را فوائد این حریت بیشتر می شوند دیگران را ازان نصیبے نیست چرا کہ ایشان بر باطل اند و ما بر حق و اہل باطل از آزادی سودے نمی بردارند بلکہ ازین آزادی پردہ شان بیشتر از بیشتر می درد و درین روشنی دجل ایشان بخوبی آشکارا میگردد۔ پس این فضل خدا بر ماست کہ این چنین تقریبے برائے ما میسر کردہ و این نعمتے برائے ما بالخصوص داشتہ۔ البتہ علماء نصاری را از امداد قوم خود لکھوکہا روپیہ برائے اناجیل خود و اباطیل خود ہم می رسد و مارا البتہ ومدد و معاون ایشان در ممالک یورپ چون مور و ملخ بکثرت موجود اند و مارا بجز خدائے ما دیگرے نیست۔ پس اگر در کار و بار ما از ناداری ما حرجے است این حرج از دولت برطانیہ نیست بلکہ این قصور قوم ماست کہ در بارہ دین بسیار غفلتے دارند و اوقات نصرت دین بالظنون فاسدہ و بہانہ ہائے منافقانہ از سر خود دفع می کنند آرے در امور ننگ و ناموس خود بیجا اسپ توسن می دوند نمی بینند کہ درین زمان اسلام در صف دشمنان استادہ است و ہر مذہبے در میدان آمدہ است تا گرا فتح باشد۔ پس ہمین وقت است کہ خدمت اسلام کنیم و اعتراضات فلسفہ را از بیخ بر کنیم و حقانیت قرآن کریم بہمہ خویش و بیگانہ را وا نمائیم و عزت کلام رب جلیل در دلہا نشانیم و کوشش کنیم کہ ہمین لمحہ کہ جنگ تعبل لوائے فتح و نصرت ما باشد و بجان بکوشیم تا اسیران وساوس نصرانیت را از چاہ ضلالت بیرون آریم و مستعدان فساد و ارتداد را از ہلاکت باز داریم۔ ہمین کار است کہ بر ذمہ ماست یورپ و جاپان بہر دو دست و منتظر ہدیہ ماست و امریکہ برائے دعوت ما دہان خود کشادہ است پس سخت نامردی است کہ ما غافل نشینیم غرض ہمین کار است کہ بر ذمہ ماست ہم ہمین آرزو است کہ از خدائے خود می طلبیم و دعا می کنیم کہ خدا انصار ما پیدا کند و منتظرم کسے کہ انجلائے نہجے برخیزد کے انکہ فی بشارتے فی آید

اے شاہ کابل کہ امروز بحق باشنوی و از بہر نصرت ما باموال خود برخیزی دعا کنیم کہ ہر چہ طلبی خدا ترا مسعود از نکبات محفوظ دارد و در عمر و زندگی تو برکت بخشد و اگر کاہلی ورزد اور در دعوے ما ماطلے باشد البتہ امر را در صدق اسلام تلافے نخواہد بود۔

پس چونکہ این کار کار اسلام است ما این خدمت بخدمت جہان است ازین جہت وجود ما را در میان گنا ہدیہ انیست و خلوص نیست

برائے امداد اسلام مے باید داشت وتائید برائے محبت حضرت سید المرسلین مے باید کرد

ایہا الملک بارک اللہ فیک وعلیک ولک اعلم ان الوقت وقت النصرۃ فہی لک ذخائر العاقبۃ انی اراک من الصالحین۔ فان سبقت غیرک فقد سبقت غیرک والسابقون السابقون عند اللہ وانہ لا یضیع اجر المحسنین وکونوا اللہ انی ماموٌر من اللہ وھو یعلم سری وجہری وھو بعثنی علی راس المائتہ لاحیاء الدین۔ انہ رای الارض فسدت وطرق الضلالت کثرت والدیانتہ قلت والخیانت کثرت فاختار عبداً من عبادہ لتجدید الدین وجعلہ خادم عظمتہ وخادم کبریائہ وخادم کلامہ المبین ولہ الخلق والامر یفعل ما یرید یلقی علی من یشاء من عبادہٖ فلا تعجبوا من امر اللہ ولا تصعروا ظانین ظن السوء۔ واقبلوا الحق وکونوا من السابقین وھذا فضل اللہ علینا وعلی اخواننا المسلمین یاحسرۃ علی الذین لا یعرفون الاوقات ولا ینظرون ایام اللہ ونیاموں غافلین۔ وما کان شغلہم الا ان یکفروا مسلما او یکذبوا صادقاً وما یفکرون قائمین للہ ولا یوثرون سبل المتقین۔ ثم الذین کفرونا ولعنونا ونسبوا الینا ادعاء النبوۃ وانکار المعجزۃ والملائکۃ وما بلغوا مشعاً ما قلنا وما کانوا متدبرین۔ وفتحوا افواہہم مستعجلین۔ وانا براٰء مما افتروا علینا وانا بفضل اللہ من المومنین۔ نؤمن باللہ وکتابہ القراٰن والرسول النبی الامی حبیب الرحمٰن وخاتم النبیین ونؤمن بکل ما جاء نبینا المصطفیٰ وسیدنا محمد ن المجتبیٰ ونؤمن بالانبیاء اجمعین ونشہد بصمیم قلبنا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وخیر المرسلین۔ ھذہ عقیدتنا نلقی اللہ تعالیٰ علیہا وانا من الصادقین ان اللہ لذو فضل علی العالمین انہ بعث عبداً مجدداً عند وقتہ اتعجبون من امر اللہ وھو ارحم الراحمین۔ وان النصاریٰ فتنوا بحیات المسیح وسقطوا فی الکفر الصریح فاراد اللہ ان یہدم بنیانہم ویبطل برہانہم ویظہر انہم کانوا کاذبین۔ فمن کان یومن بالقراٰن ویرغب فی فضل اللہ الرحمٰن۔ فلیاتنی مصدقاً ولیدخل فی المبائعین۔ ومن الحق نفسہ بنفسی ووضع یدہ تحت یدی اولئک الذین یوفقہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ ویجعلہم فی الدارین من الفائزین وذلک بعد قولی وافوض امری الی اللہ وما اشکو بثی وحزنی الا الیہ ھو ربی توکلت علیہ یرفعنی ولا یضیعنی ویعزنی ولا یحقرنی وسیعلم الذین ظلموا انہم کانوا من الخاطئین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

الملتمس عبد اللہ الاحد غلام احمد ۱۰ شوال ۱۳۱۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشتہار واجب الاظہار

جملہ ناظرین باتمکین کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ ہم نے انسپکٹر صاحب بالقابہ حلقہ امرتسر کی منظوری خاص کے بعد ان تمام طلبا کے لئے

جو پنجم پرائمری تک ہمارے سکول میں تعلیم پاویں فیس مدرسہ معاف کردی ہے۔ خواہ وہ امیر ہوں۔ یا غریب۔ کاشتکار ہوں۔ یا غیر کاشتکار۔ ہندو ہوں۔ یا مسلمان پس وہ تمام صاحبان جو دینی اور دنیوی مروجہ تعلیم اپنے بچوں کو دلانا چاہتے ہیں۔ وہ اس موقع اور معافی فیس کو غنیمت سمجھیں اور ہمارے سکول میں بچوں کو مفت تعلیم دلادیں۔

(۲) یاد رہے۔ کہ ہمارا سکول افسران سررشتہ تعلیم پنجاب کے معائنہ اور نگرانی کے نیچے ہے اور ریگنائزڈ یعنے منظور ہوجانے کی وجہ سے مدرسہ ہذا کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں۔ جو دوسرے سرکاری مدارس کو حاصل ہیں اس مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں وہی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جو سرکاری سکولوں میں مروج ہیں اس لئے جن ہوشیار لڑکوں کو وہاں سرکاری وظیفہ ملتا ہے۔ وہ یہاں بھی مل سکتا ہے اور یہاں بھی تعلیم خدا کے فضل سے اچھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ نتائج امتحان سے ظاہر ہے۔

(۳) ہندو طالب علموں کو صرف مروجہ تعلیم دیجاتی ہے مذہبی تعلیم صرف مسلمان بچوں کے لئے مخصوص ہے۔

(۴) بیرونجات کے طلبا کے لئے سامان رہائش یعنے مکان۔ صندوق اور چارپائی وغیرہ کا کافی انتظام کیا گیا ہے۔ چند بیرونی ہندو طلبا کے آنے پر بھی بورڈنگ ہوس کا انتظام ہوسکتا ہے ناظرین مزید دریافت طلب امور کے متعلق راقم سے خط و کتابت کرسکتے ہیں۔

نوٹ۔ اُن طلبا کے لئے جو ورنیکلر مدارس سے اپر پرائمری کا امتحان پاس کرکے آتے ہیں۔ ایک سپیشل کلاس انگریزی کی تعلیم کے لئے کھولی گئی ہے اس جماعت کے طلبا سے بھی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول

قادیان۔ ۳ فروری ۱۹۰۷ء

نوٹ۔ مدرسہ کے متعلق ایک بک ڈپو بھی ہے۔ جہاں مروجہ کتب سررشتہ تعلیم فروخت ہوتی ہیں

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچھی رہی آپ کے اہل بیت اور جمیع متعلقین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کیلئے مسرت افزا خبر ہے۔ ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء کی رات کو مکرمی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی یکایک سخت بیمار ہوگئے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان ملت کی دعاؤں نے حکیم صاحب کو شفا دی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۳۔ موسم ہفتہ بھر ابر آلود رہا اور بارش ہوتی رہی۔ بارش خاطر خواہ ہوگئی اور ابھی تک آسمان صاف نہیں ہوا ڈھاب خوب لبریز ہوچکی ہے۔ بارش کی وجہ سے سلسلہ کی تعمیرات فی الحال بند ہیں۔

۴۔ عبد الکریم حیدرآبادی طالب علم جس کو دیوانے کتے نے کاٹا تھا اور جس کا ذکر گذشتہ اشاعت میں ہوچکا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص دعا کی وجہ سے بالکل شفایاب ہوگیا کسولی والے اس کی زندگی سے جواب دے چکے تھے مگر خدا تعالیٰ نے یہ نشان **قبولیت دعا** کا دکھایا

بنگر اگر چشم بینا داری!

ہندوستان میں سب سے بڑا آدمی کون ہے؟

معزز ہم عصر ہندوستان نے ۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان پر ایک سو روپیہ کا انعام مشتہر کیا ہے اور وہ چھ بڑے بڑے آدمیوں کے نام پوچھتا ہے۔ میں اس سوال کا جواب اپنے مذاق پر دینا چاہتا ہوں اس لئے نہیں کہ سو روپیہ کا انعام مقرر ہے بلکہ محض اس لئے کہ کیا عجب محض اسی تقریب سے اہل ہند کو اپنے **حقیقی محسن** اور **غمگسار** کا پتہ لگ سکے۔ بزرگی اور بڑائی مختلف پہلوؤں اور حیثیتوں سے سمجھی جاسکتی ہے اور سمجھی جاتی ہے لیکن حقیقی **عظمت** اور **وقعت** جن انسانوں کی دنیا میں سمجھی جانی چاہئے اور جسکے مستحق دراصل وہی ہوتے وہ وہ **قوم** ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نوع انسان کی حقیقی بھلائی کے لئے دُنیا میں آتی ہے۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ یہ **قوم** ابتداً لوگوں کی نظر میں **حقیر** اور **ذلیل** سمجھی جاتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا ناطق فیصلہ یہ ہوتا ہے۔

قل العزة لله ولرسوله

پس دُنیا میں اپنے عہد اور عصر کا سب سے بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے **اصلاح خلق کے لئے مامور ہو کر آئے**۔ اس لحاظ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کوئی ہستی اور وجود ایسا نہیں جو تمام عزتوں اور بڑائیوں اور بزرگیوں کا مرجع اور منبع ہو پھر جس کو اسکے حضور تقرب اور باریابی کی عزت حاصل ہو اور کل انسانوں میں سے وہی **اصلاح خلق** کے منصب جلیل پر ممتاز اور منتخب ہو اس سے بڑھکر

کون بڑا ہو سکتا ہے؟

میں کہ چکا ہوں کہ مختلف حیثیتوں سے بڑائی اور بزرگی کا اظہار کیا جاسکتا ہے ایک متمول اپنی دولت و ثروت کے لحاظ سے ایک تاجر اپنی تجارت کے اصولوں کی واقفیت عام اور کامیابی کے لحاظ سے ایسا ہی ایک مدبر اپنی فرزانگی اور صائب تدبیری کے پہلو سے ممتاز ہو سکتا ہے مگر ان سب میں وہ بات نہیں ہوتی جو **ایک مامور میں ہوتی ہے**۔

سب سے اول اس کی بزرگی اور لانظیر عظمت کا پہلو اسکی **بے عیب** زندگی ہوتی ہے وہ انھیں لوگوں میں جو اس کے تمام حالات زندگی سے واقف اور خبردار ہوتے ہیں یہ دعویٰ کرتا ہے۔

وقد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون

یعنے میں نے تم میں اپنی عمر کا ایک حصہ گذارا ہے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو مجھ پر کوئی عیب اور الزام لگا سکے؟ اور سُننے والوں میں سے باوجودیکہ اسکے مخالف اور دشمن ہی ہوتے ہیں مگر پھر بھی کسی کو ہمت اور حوصلہ نہیں ہوا کرتا کہ اس پر کوئی الزام لگا سکے اور ان لوگوں کے سوا اور کوئی گروہ اور افراد نہیں جنھوں نے اس قسم کا دعوےٰ دُنیا میں کیا ہو اور پھر وہ دعویٰ پورا اترا ہو۔ کسی بڑے سے بڑے مدبر کا نام لو کہ اس نے ایسا چیلنج کیا ہو۔ کسی عالم یا متمول انسان کا نام لو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک شخص بھی اس **تحدی** کا کرنے والا بجز مامورین کے نہیں نکلے گا۔

دوسرا باعث ان کی بزرگی اور عظمت کا ان کا مقصد اور کام ہوتا ہے تمام دوسرے ریفارمروں کی اصلاح کا دائرہ اور میدان دنیوی اغراض تک محدود ہوتا ہے اور یا کوئی ایک یا دوسری سوشل اصلاح انکے زیر نظر ہوتی ہے مثلاً ایک سودیشی تحریک کا حامی اپنے پرچار اور تحریک کو اسی دائرہ کے اندر رکھیگا اسے اس امر کی پروا نہیں ہوگی کہ ملک کی عام حالت کیسی ہے کوئی شرابی ہو زانی ہو قمار باز ہو اسے اس کی پروا نہیں وہ فقط یہ دیکھ لیگا کہ اسکے کپڑے دیسی ہیں یا ایک صوتوغی یا مسکرات کی خرابیوں سے بچانے کی تحریک کرنے والا اپنے مقاصد کے دائرہ کو اسی حد تک سمجھتا ہے۔ دوسری بُرائیوں اور خرابیوں سے اسے واسطے نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا مامور اپنا مقصد اور منشا یہ قرار دیتا ہے کہ **انسان کو حقیقی انسان** پھر **با اخلاق انسان** اور بالآخر **با خدا انسان** بناوے اور انسانی پیدایش کی **غایت** کا سبق اس کے ذہن نشین کرے۔ اسکی **دعوت عام** اور اس کے کام کا دائرہ وسیع ہوتا ہے وہ ہر قسم کی بُرائیوں اور بدیوں کو دور کرنا چاہتا ہے۔ خواہ وہ اعتقادی ہوں یا عملی اخلاقی ہوں یا مجلسی تمدنی ہوں یا سیاسی تک۔

تیسرا باعث اس کی بزرگی کا اس کا قول اور فعل ہوتا ہے یعنے جو کچھ وہ کہتا ہے وہ کر کے دکھا دیتا ہے یہ نہیں کہ آج ایک سودیشی تحریک کا حامی شور مچانے کو تو زمین آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے لیکن خود ولایتی عینک اور معمولی قلم دوات تک کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی تقریریں کرتے میں زمین آسمان کے قلابے ملانے کو آمادہ لیکن ایک ترکی ٹوپی والا آدمی سامنے چلا جاوے تو ایسی حقارت کرتا ہے کہ اس کی طرف نظر اُٹھانا بھی شاید گناہ سمجھتا ہو۔ غرضیکہ اپنی تعلیم پر عمل کرنا وہ لوگ ضروری نہیں سمجھا کرتے۔ مگر مامور کی حالت ان سے بالکل متغائر ہوتی ہے وہ جو کچھ کہتا ہے کر کے دکھاتا ہے گویا اس کی تعلیم کا پہلو **عملی** ہوتا ہے۔

چوتھا باعث ان کی بزرگی اور عظمت کا وہ غیر معمولی **نصرت** اور تائید ہوتی ہے جو اُن کی اللہ تعالیٰ کرتا ہے ایک دُنیا ان کی مخالفت کے لئے اُٹھتی ہے مگر وہ ان مخالفتوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتا ہوا اپنی تبلیغ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مخالف تنگ کر ذلیل ہو کر نابود ہو جاتے ہیں اور خدا کا مامور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ جماعت جو ابتداً لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ہوتی ہے ایک معزز اور مقتدر جماعت ہو کر رہتی ہے۔

اس قسم کے بہت سے وجوہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ **حقیقی عظمت** اور بڑائی انسانی جماعت میں **خدا کے ماموروں کو ہوتی ہے**۔

پس ہندوستان میں اگر کوئی آدمی **بڑا** کہلا سکتا ہے جو **اصلاح عالم** کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے **مامور** ہو مگر اس کی تلاش کے لئے ہندوؤں اور آریوں میں جانا محض بے سود ہے اس لئے کہ وہ تسلیم کر چکے ہیں کہ ان میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق رکھتا ہو کہ اسے مکالمہ الٰہی کا شرف حاصل ہو۔ ان کے اعتقاد اور مہلت کے موافق خدا تعالیٰ کسی ابتدائی زمانہ میں بول کر **خاموش** ہو چکا ہو۔

عیسائیوں نے فیصلہ ہی کر دیا کہ خود خداوند (معاذ اللہ) **نجات** عالم کی خاطر قربان ہو لیا اب کسی وحی اور الہام کی حاجت ہی **نہیں** بلکہ کفارہ کے اعتقاد کو مد نظر رکھکر اعمال صالحہ کی بھی حاجت نہیں۔ اس لئے یہ مذہب تو انسان کو سرے سے وحشی ہی بنانا چاہتا ہے ان کے ہاں بھی کوئی ایسا آدمی موجود نہیں اور نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن **اسلام** ایک ایسا مذہب ہے جو **زندہ مذہب** ہے وہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام پر کبھی مہر نہیں لگی جیسے وہ سمیع و بصیر ہے ویسے ہی **کلیم** بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور **اسلام کی پاک تاثیرات** کا نتیجہ یہی ہے کہ وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے مکالمہ کا **شرف بخشتا** ہے اور

بشنہ ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ آتے رہینگے جو اسلام کی سچائی عملی رنگ میں ثابت کریں چنانچہ اس صدی کے سر پر بھی ایک آواز آئی ہے -

کہ میں مامور ہوں

پس یہی مامور بڑا آدمی ہو سکتا ہے اور یقیناً ہے اس کا دعوے ہے کہ یہ کل اقوام کے لئے راہ نجات ہے اور وہ موعود اور مامور مرزا غلام احمد قادیانی (ایدہ اللہ) ہیں -

رہا یہ امر کہ وہ واقعی خدا کی طرف سے ہے یا نہیں اس کو ان معیاروں سے پرکھو جو خدا کے ماموروں کے لئے ہوا کرتے ہیں -

۱- اس کی اپنی لائیف (سیرۃ) پر غور کرو -

۲- اس کی تعلیم کو دیکھو -

۳- ان تائیدات پر نگاہ کرو جو اللہ تعالے نے اُن کی کی ہیں -

۴- ان نشانات کو سوچو جو اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے -

۵- ضروریات زمانہ کو مدنظر رکھو -

۶- پہلے راستبازوں سے مقابلہ کرو -

۷- جو لوگ خدائی فیصلہ کی بنا پر اسکے مقابلہ میں آئے اُن کے انجام کی تحقیق کرو -

۸- اس کی جماعت کو دیکھو - (۹) اسکے کام کو دیکھو کیا کر رہا ہے (۱۰) پچھلے نشانات کافی نہ ہوں تو آیندہ اور دکھلانے کو آمادہ ہے -

غرض ایک نہیں بہت سے دلائل ہیں جو اسکے صدق دعویٰ پر ہر رنگ میں پیش کئے جا سکتے ہیں - پس جب معیار صدق پر وہ مامور ثابت ہو چکا ہے تو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہئیے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ اس وقت کی موجود دُنیا کا سب سے بزرگ انسان جناب مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کرشن رودر گوپال ہیں جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے سُننے کے کان ہو وہ سُنے - ایڈیٹر

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ - آپ کے سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں وباللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ و نعم الرفیق -

سوال اول - فلما ذاقا الشجرۃ بدت لھما سوءاتھما و طفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ - کیا حضرت آدم و حوا دونوں برہنہ ہو گئے تھے -

جواب - آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب اس کی کمزوری کا اُس کو علم ہوتا ہے تو اُس کے اخفا کی تدبیر کرتا ہے - اسی طرح حضرت آدم کو بھی اپنی کمزوری کا جب علم ہوا اُس کے اخفا کی کوشش کی اور یہ کوئی بدسو شہرت نہیں بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعا کرتے تھے اللھم استر عوراتی و آمن روعاتی بلکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ اسکی ستاری کرے تو یہ خود اس کا اظہار نہ کرے -

دوسرا سوال - قال فاذھب فان لک فی الحیوۃ ان

تقول لا مساس ۔۔۔ یہ کیوں کر تسلیم کیا جاوے کہ سامری کے ہاتھ لگانے سے تپ چڑھ جاتے تھے -

جواب - تپ چڑھنا تو قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا - سامری نے بڑا شرک کیا اور اللہ تعم سے علیحدہ ہو گیا اور لوگوں کو اللہ تعم سے علیحدہ کیا تو بموجب قانون الٰہی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا اس کو بھی وہی سزا دی گئی کہ یعنے لوگوں کے ملنے سے علیحدہ کیا گیا اور اس کو حکم ہو گیا کہ جیسے چوہڑے دور سے پوش پوش یا پاس پاس کہتے چلے جاتے ہیں تاکہ کوئی ان کو چھوئے نہیں تو چوہڑوں کی طرح الگ رہو اور دور سے پکار تارہ کہ پاس ہو جاؤ -

تیسرا سوال - فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم ستاروں کو دیکھکر یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اس کا کیا مطلب ہے کیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے سامنے ایسا عذر کیا یہ سخت اعتراض ہے

جواب - آجکل تو یہ عام رواج ہے مگر چونکہ آپ دیہات میں رہتے ہیں آپکو اس کا علم نہیں کہ کوئی شخص کسی کے پاس جا وے تو میزبان کا جب ارادہ اس کے رخصت کرنے کا ہوتا ہے تو وہ اس کو زبان سے کچھ نہیں کہتا بلکہ جیب سے گھڑی نکال کر دیکھتا ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ آپنے میرا بہت وقت خرچ یا ضایع کیا تو اسپر وہ مہمان چلا جاتا ہے - اسی طرح تصویری زبان کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ سوائے گفتگو کے بات کی جاتی ہے جیسے اسٹیشنوں پر سرخ جھنڈے منع کے لئے اور سفید یا سبز اجازت آنے ریل کے لئے ہوتے ہیں - حضرت ابراہیم ع کی طبیعت بیمار تھی مگر باوجود بیماری کے قوم سے گفتگو کرتے رہے جب دیر ہو گئی اور بیماری کی تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی تو ستاروں کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ اب بہت وقت ہو گیا اور میں بیمار بھی ہوں اب چلے جاؤ اور نجوم کے معنے گھڑی بھی ہیں تو اس طرح یہ معنے ہوئے کہ گھڑی دیکھکر یہ بات فرمائی والعلم عند اللہ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ - آپ کے سوالات کا جواب ذیل میں عرض ہے -

سوال اول - کیا وجہ کہ وضو کے فاسد ہونے سے ہاتھ پاؤں کا دھونا پڑتا ہے وضو کے ٹوٹ جانے سے یا ریح یا بول سے ان اعضاء کے دھونے کی کیا وجہ -

جواب - اللہ تعم کے احکام بڑی بڑی حکمتوں پر مبنی ہوتے ہیں پاخانہ بول یا ریح سے جو بُو اُٹھتی ہے اُس سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ اس گندی چیز کی اندرونی لو اور گندے بخارات نے اندرونی اعضاء قلب و دماغ روح کو کیسے صدمے پہنچائے ہونگے - جن سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگنے کے لئے فرمایا اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنے جب آدمی جنگل کو جاوے یعنے پاخانہ بول براز کے لئے خلا میں جاوے تو یہ دعا کرے یا اللہ میں تمام اندرونی بیرونی پلیدیوں اور نجاستوں سے پناہ مانگتا ہوں جنکا اثر قبل از خروج باطن اور ریح ۔۔۔ اعضاء ۔۔۔ دماغ قلب روح پر پڑتا ہے اُن کے ۔۔۔

بڑائی سے اس سے پناہ بھی مانگے اور ان کو خبیث اور خبائث بھی فرمایا اسی پر بس نہیں بلکہ فرمایا کہ عند الخروج غفرانک کہی یعنی اے اللہ جو کچھ ان کے آثار بد ہیں ان سے میں تیری ہی حفاظت مانگتا ہوں اسی واسطے بول براز یا ریح کو روک کر نماز پڑھنا شارع علیہ السلام نے منع فرمایا تاکہ یہ گند اندر ہی نہ رہے اور جہاں تک جلد ممکن ہو اس کو نکال دیا جاوے۔ جب ریح یا بول براز نکلے تو معلوم ہوا کہ انہوں نے روح کو بہت صدمہ پہنچایا اب روح کی تقویت کے لئے ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالنے کا حکم دیا کہ روح کو طاقت ہو کیونکہ ہاتھ پاؤں منہ پر پانی ڈالنے سے تقویت روح ہوتی ہے۔

چنانچہ جب کسی کو غشی یا بیہوشی ہوتی ہے تو اس کو ہوش میں لانے کے لئے یا یوں کہو کہ اس کی تقویت قلب و روح کی لئے۔ اس کے منہ ہاتھ پاؤں پر چھینٹے مارے جاتے ہیں تو اس کو افاقہ ہو جاتا ہے۔

یہ ایک بیّن ثبوت ہے و نیز قرآن مجید میں ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی یعنی پانی ہر چیز کی زندگی ہے جیسے ظاہری غشی جو ایک قسم کی موت ہے پانی سے رفع ہوتی ہے ویسی ہی روحانی ضعف جو وہ بھی ایک قسم کی موت ہے پانی سے دور کرنے کا حکم دیا۔

دوسرا سوال۔ تمام جانور یا کول ذبح کے سوا حرام اور ناجائز ہیں مگر ٹڈی و مچھلی کے واسطے ذبح کیوں نہیں۔

جواب۔ دم مسفوح میں بہت سے اقسام زہر کے ہوتے ہیں جو زندگی میں پیشاب پسینہ میلوں کے ذریعہ باہر نکلتے رہتے ہیں مگر موت سے وہ زہر بھی اس خون کے ساتھ مردہ میں ہی رہ جاتے ہیں اس لئے وہ گوشت قابل استعمال نہیں ہوتا کیونکہ اس سے نازک اور لطیف قویٰ تباہ ہو جاتے ہیں اور بسبب مل جانے زہروں کے وہ گوشت خبیث ہو جاتا ہے اور طیب اور پاکیزہ نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے یحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث مثلاً آپ خون یا مردار خوار اقوام کو دیکھو کہ ان کے نازک اور لطیف قویٰ تباہ ہو جاتے ہیں اس لئے وہ لطیف باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ مچھلی ٹڈی میں دم مسفوح چونکہ نہیں اس لئے ان کا ذبح کرنا ایک احمقانہ حرکت ہے جو حکیمانہ شریعت میں نہیں ہونی چاہیئے۔

تیسرا سوال۔ منی کے خروج سے غسل کیوں ہوتا ہے اور پاخانہ بول سے صرف استنجا کافی ہے حالانکہ بول براز نجاست میں منی سے زاید ہے پھر منی سے غسل کیوں کیا جاتا ہے۔

جواب۔ خروج منی سے تمام بدن کو ضعف پہنچتا ہے۔ منی کا خروج کیا قلیل ہوتا ہے پھر بھی بعض وقت بعض انسان کو ضعف محسوس ہوتا ہے اگرچہ ایک جوان قوی اس کو محسوس نہ کرے مگر ہوتا ضرور ہے اس کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب متواتر خروج منی ہو جریان سے یا جلق یا کثرت جماع سے تو پھر خواہ کیسا ہی قوی جوان ہو چند روز میں ہی دل دماغ آنکھ پھیپھڑہ غرض تمام اعضا میں بیماریاں اور ضعف پہنچکر اس کو تباہ کر دیتا ہے یہ تو حال ہے تھوڑی تھوڑی منی نکلنے کا اگر وہ پاخانہ یا بول کے برابر نکلتے تو خدا جانے ایک ہی بار نکلنے سے کیا اندھیر ڈھا دیتے بس خروج منی سے چونکہ تمام بدن کو ضعف پہنچتا ہے اس لئے اس سے تمام بدن کا دھونا ہے مناسب بلکہ ضروری ہوا تاکہ تمام بدن کو طاقت آجاوے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر انسان دوبارہ جماع کرنا چاہے تو غسل کر کر جماع کرے اس سے اس کو نشاط اور قوت عمدہ ہو جاوے گی۔

چوتھا سوال۔ قرآن مجید میں بعض آیات و بعض قصص تکرار کیوں آیا ہے حالانکہ یہ تکرار لفظی فصاحت نہیں۔

جواب۔ قرآن کریم میں ہرگز کوئی قصہ نہیں۔ جب قصہ ہی نہیں تو تکرار قصہ کیا۔ قصہ کی جمع۔ قِصص ہے اور احسن القَصص کے معنے ہیں عمدہ بیان۔ اگر کوئی قصہ قرآن مجید میں ہوتا تو کسی واقع کے ابتدا کسی کی انتہا کسی کی تاریخ بیان ہوتی یا وہ قصہ مسلسل من ابتدا الی آخرہ بیان ہوتا مگر ایسا کہیں بھی نہیں۔ دوسرا تکرار مخل فصاحت بھی نہیں ہوتا آپ دیکھیں مخمس مسدس تضمین ترجیع بند وغیرہ میں وہی بند یا مصرع بار بار آتا ہے بلکہ گیت میں تو تکرار کو اس قدر موثر پاتا ہے کہ ہر ایک شعر کے بعد مصرع اول کو دہراتے ہیں دوسرا قرآن مجید کا نام ہی ذکر۔ تذکرہ۔ ذکر ہے جس کے معنے ہیں یاد۔ یاد دہانی۔ جس کلام پاک کا نام ہے یاد دہانی ہو کیا وہ ایک دفعہ کہکر چپ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کا فرض ہے کہ برابر یاد دلاتا رہے۔ کیا مہربان باپ اپنے پیارے بیٹے کو ...... ایک ہی دفعہ نصیحت کر کر چپ ہو جاتا ہے یا جبتک بچہ سدھر نہ جاوے وہ بس ہی نہیں کرتا اور اسکو صبر ہی نہیں آتا۔

اگر تکرار خلاف فصاحت ہے تو اللہ تعالیٰ کا بار بار انبیا مرسل ...... کتب سماوی کا بار بار نازل فرمانا یہ بھی تکرار ہی ہوگا خصوصاً بعد قرآن مجید کے نزول اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو سلسلہ مجددین آپ کے نزدیک اور بھی خلاف فصاحت اور غیر ضروری ہوگا۔ بہر حال یہ اس ارحم الراحمین کا رحم ہے اللّٰھم واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ (فضلدین حکیم از قادیان)

اطلاع

(۱) جن خریداران کے نام الحکم کا بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ واجب الوصول ہے۔ ہے ان کے نام مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہیں۔ جو صاحب اس بات کی اطلاع نہ دیں گے کہ وہ کب واجب الادا چندہ ارسال کرینگے۔ وہ ہر وقت مطبع کا وی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اس اطلاع کے سوا اور کوئی الگ اطلاع بقایا داران کے نام نہ دیجاویگی۔ (۲) خریداران کو چاہیئے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور درج کیا کریں نمبر تلاش میں بہت سا وقت کلرک کا ضائع ہوتا ہے۔ امید ہے کہ خریدار آیندہ اس کی احتیاط رکھینگے۔ مینجر الحکم

اپنے مطلب کے اقتباس

اسلام نے پہلے ہی دن پکار کر کہدیا تھا کہ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا دُنیا میں بہت سی قومیں ہیں جن کی ترقی کی تہ میں قومیّت اور علم کی طاقت پوشیدہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کی کوئی قومیّت نہیں ہے۔ موسیٰؑ نے خاص بنی اسرائیل کی ایک مذہبی سوسائٹی قایم کی اور مسیحؑ نے اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا چاہا۔ لیکن اسلام نے تمام اقوام عالم کو ایک مشترک اور عالمگیر مذہب کی دعوت دی اور عرب و عجم اور مشرق و مغرب کو ایک مذہبی سطح پر جمع کر دیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہب قومیّت کی جگہ لے لیتا اور یہی ہوا بھی ایک وحشی منبع جہالت اور خلوق الموہومات قوم نے جو صدیوں سے مذہبی مصلحین کی بے التفاتی سے اپنی وحشت برقرار کے ساتھ قائم تھی یکایک ریگستان عرب سے سر نکالا اور ایک چوتھائی صدی کے اندر ہی اندر روم اور عجم کے مستحکم تمدن کو لرزا دیا۔ صدیوں کی سوئی ہوئی قوم کا یکایک جاگنا اور اس طرح جاگنا کہ صدیوں کی جاگی ہوئی قوموں کو پامال کر کے علم و تمدن کو اپنا حلقہ بگوش بنا لینا تاریخ عالم کا ایک عجیب ترین واقعہ ہے۔ لیکن یہ انقلاب کیوں ہوا؟ کیا فلسفہ وحکمت کی اُن کو تعلیم دی گئی تھی؟ کیا یونان اور مصر کی تعلیم گاہوں کا یہ اثر تھا؟ کیا ارسطو اور افلاطون الہی کے پُر از حکمت درس کا یہ کرشمہ تھا؟ تاریخ بتلاتی ہے کہ ان اسباب میں سے ایک سبب بھی موجود نہ تھا صرف مذہب اور صرف مذہب اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ ان کے اندر ہی اندر ایک وحشی ترین قوم کو قیصر و کسریٰ سے بہتر حکومت بخشدی یونان اور مصر سے بڑھکر فلسفہ و حکمت سکھا دیا اور بابل اور ایران سے اعلیٰ تمدن کا بانی بنا دیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اخلاق کی اس بالاترا مل عالم سطح پر پہنچا دیا کہ دُنیا ایک ہزار برس آگے بڑھ گئی ہے نیچر کے عجائبات ہر طرف جلوہ نما ہیں اور تحقیقات و انکشافات کا دریا موجزن ہے۔ لیکن آج بھی اُس کی بلندی اسی طرح نمایاں ہے جس طرح آٹھویں صدی عیسوی میں حیرت افزائے عالم تھی۔

تم نے کیا نتیجہ نکالا؟؟ افسوس کہ تم اپنے ماضی سے سبق عبرت نہیں حاصل کرتے۔ تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ تم کو بتلاتا ہے کہ جس ذلت اور نکبت نے تمہارا محاصرہ کر لیا ہے اُس کی تولید کہاں سے ہوئی؟ ہاں اس واقعہ سے تم یہ سیکھ سکتے ہو کہ موجودہ حالت میں تم کو کیا کرنا چاہیے؟ دنیا میں اور قوموں نے قومیت اور علم کے زینے پر ترقی کی ہوگی مگر مسلمانوں نے صرف اسلام کے فیض تعلیم سے عروج حاصل کیا۔ اسی کی تعلیم نے علم کا راستہ بتلایا اور اسی کی آواز نے تمدن اور حکمرانی کے گُر سکھلائے۔ مسلمانوں نے جب ریگستان عرب سے قدم باہر نکالا تو اُن کی تمام پونجی صرف ایک معتنل الضخامۃ الہامی کتاب تھی یہی وہ مجموعۂ قوانین ہدایت اور مخزن تعلیم تھا جس کو اپنا دستور العمل بنا کر مسلمانوں نے ترقی کے زینہ پر قدم رکھا۔ مردانہ وار اس زینے کو طے کر گئے اور مینار کمال سے جب اُترے تو تمدن اخلاق اور علم و حکمت کی دولت سے مالامال تھے۔ لیکن اب وہی مسلمان ہیں جن کی نکبت و ذلت کی آوازوں سے مشرق و مغرب گونج رہا ہے وہ دُنیا کے کسی کونے میں خوشحال نظر نہیں آتے اور کسی حصہ سے اُن کی خوشگوار آواز نہیں سنائی دیتی حکومت کی دولت تو ایک مدت سے برباد ہو رہی ہے لیکن علم و اخلاق جو ہمیشہ اسلام کی نمایاں علامت رہا ہے اب وہ بھی اُن کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ گذشتہ اور موجودہ حالت میں یہ اختلاف کیوں ہے؟؟ تاریخ عالم کا یہی عجیب واقعہ بتلاتا ہے کہ تمہاری ترقی کا اصلی سبب اسلام کی تعلیم کی تعمیل تھی۔ جس دن یہ عمل مفقود ہوا اسی دن سے اُن نتائج نے بھی منہ موڑ لیا جو اس علت سے وابستہ تھے۔

مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم کے اثر نے بلند کیا اور اسی اثر کے فقدان نے بلندی سے پستی میں گرایا۔ تم گذشتہ حالت کو موجودہ حالت سے ملاؤ۔ جس چیز میں شدید فرق نمایاں ہوگا وہ صرف اسلام کی تعلیم پر عمل ..... کا فقدان ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کی دعوت سے منہ موڑا تو عزت اور دولت کی پیشانی پر بھی بل آگئے۔ قرآن نے اُن کو نہایت سختی سے سکھایا تھا کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور متفرق مت ہو۔ لیکن انھوں نے اس کی پروا نہ کی اور نااتفاقی کو اپنا شعار بنا لیا۔ قرآن نے تبلایا کہ انما المومنون اخوۃ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن انھوں نے باہمی دشمنی اور کینہ سے رشتۂ اخوت کو کاٹ ڈالا۔ قرآن نے تعلیم دی کہ وان طائفتٰن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اُن میں صلح کرا دو لیکن اُنھوں نے صلح کی جگہ باہمی جنگ و جدل کی آگ کو ہمیشہ بھڑکایا۔ قرآن نے وشاورھم فی الامر کا اشارہ کر کے جمہوری اور قومی حکومت کے قیام پر زور دیا مگر انھوں نے شخصی اور جبری حکومت کی بنیاد ڈالی۔ قرآن نے حکم کیا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر تم میں ایک ایسی جماعت بھی موجود رہنی چاہیے جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائے۔ اچھے کاموں کی ترغیب دے اور برائیوں سے روکے۔ لیکن انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم کو بالکل بھلا دیا اور رشد و ہدایت کا سلسلہ بند کر دیا۔ قرآن نے نصیحت کی کہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان آپس میں نیک کام اور پرہیزگاری کے لئے مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کی اعانت سے باز رہو۔ لیکن اُنھوں نے اعانۃ علی الاثم والعدوان کو اپنا دستور العمل بنا لیا اور مدد ایک طرف نیک کاموں سے منہ موڑ بیٹھے۔ قرآن نے ناصحانہ لہجہ میں سمجھایا کہ یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی ایمان والو! خدا کے واسطے انصافانہ گواہی دینے کے لئے طیار ہو جایا کرو! اور ایک قوم کی دشمنی کے لئے عدل و انصاف کی روش نہ چھوڑو! عدل کرو کیونکہ یہی چیز راہ اتقا سے اقرب ہے۔ لیکن اُنھوں نے اس آواز کو بھلا دیا اور ظلم و عدوان سے بیعت کر لی۔ اخلاق اور محاسن اخلاق کے لئے تعلیم کی جگہ ضرورت تھی کہ خلق عظیم کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ دکھلا دیا جائے۔ اس لئے فرمایا کہ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لیکن انھوں نے اس اسوۂ حسنہ کی تقلید بالکل چھوڑ دی اور وہ تمام اخلاقی محاسن ضائع کر دیئے جن کے لئے اسلام ہمیشہ دُنیا میں سر بلند رہا۔ قرآن نے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے وہ جب تک اس بتلائی ہوئی راہ پر چلتے رہے سر بلند رہے اور جب اُنھوں نے کج راہی اختیار کی اور تعلیم قرآن کی مخالفت کو دلیل راہ بنا لیا تو ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا کی الہی پیشگوئی بھی پوری ہوگئی اور اس جرم کی پاداش میں خسر ان مبین کی سزا ملنی شروع ہوگئی یاد رہے کہ ابھی ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی کی پیشگوئی باقی ہے

مسلمانو! خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور اسوۂ حسنہ کو دلیل راہ بناؤ کیونکہ قرآن نے تم کو بلند کیا تھا اور اب قرآن ہی تم کو اس پستی سے نکال سکتا ہے۔ تعلیم اسلام کو اپنا دستور العمل بناؤ اور ..... (الندوہ تعارف)

تمام غلطیوں اور نقصوں کو کیونکہ دور کرتی ہے وہ تم کو تعلیم کی طرف متوجہ کریگی کیونکہ وہ پہلے ہی من کل مسلم و مسلمۃ کے لئے طلب علم فرض کر چکی ہے وہ تم کو علوم جدیدہ کی تحصیل کی ترغیب دیگی کیونکہ اطلبوا العلم کی آواز دنیا میں اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے بلند کی وہ تم کو اخلاق کی روشنی سے منور کر دیگی کیونکہ داعی اسلام بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہہ چکا ہے سو وہ برخلاف تمام مذاہب کے تم کو دنیا میں بھی برسر عروج رکھے گی اور عاقبت میں بھی راحت اور مسرت کا باعث ہوگی کیونکہ وہ تم کو یہ دعا سکھلا چکا ہے کہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ غرضکہ وہ تم کو حضیض مذلت سے نکالکر پھر اوج کمال پر پہنچا دیگی اور کنتم خیر امۃ کے خطاب کے پھر تم مستحق ہو جاؤ گے موجودہ نکبت سے نکلنے کی یہ ایک تنہا صورت ہے۔ اور مبارک ہیں وہ جو اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو کہ فلاح دنیوی اور نجات اخروی عمل بالقرآن سے وابستہ ہے فلاح و صلاح کا طالب ہونا اور تعلیم اسلام سے منہ موڑنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے درازی عمر کی آرزو کرنی اور طب کے تجاربہ سے غافل ہو جانا۔

ترجو النجاۃ ولم تسلک مسالکھا
ان السفینۃ لم تجری علی الیبس

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین ✽ (دار السلطنت)

ڈائری

۱۰- فروری - نماز ظہر

قبل ظہر - چند نئے واردین بیعت کے لئے حاضر ہوئے سید عطا حسین صاحب اور ڈاکٹر محمد علی خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ساکنان ضلع گجرات نے حضرت سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے اُن کو بیعت کر کے دعا فرمائی - بعد ادائے فریضہ ظہر حضرت نے آج کی مندرجہ ذیل تازہ وحی سُنائی -

دَعْنِی اَقْتُلْ مَنْ آذَاکَ اِنَّ الْعَذَابَ مُرَبَّعٌ وَّ مُدَوَّرٌ ✽ **ترجمہ**

چھوڑ دے مجھے کہ میں قتل کر دوں اُن لوگوں کو جنہوں نے تجھے ایذا دی کیونکہ اُن کے لئے میرا عذاب چاروں طرف سے پکڑنے والا اور گھیرنے والا ہو کر آرہا ہے۔

نماز ظہر سے پہلے مندرجہ ذیل قصیدہ مدحیہ احمد الدین زمیندار ساکن شادیوال ضلع گجرات محرر ڈسٹرکٹ بورڈ کو ہاٹ نے حضرت کی حضور میں کھڑے ہو کر سُنایا حاضرین نے اس کو پسند کیا۔

قصیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے مسیحائے زماں مہدی والا گوہر - رہ نشینوں کے امام اہل صفا کے رہبر
مظہر ذات خدا و ند دبر و ز احمد - مہبط وحی آلہی و کلام برتر
شاہ اقلیم سخن ماہ سپہر اسلام - پاک مذہب کے معین حامی دین سرور
ان دنوں راہ ہدایت کے دکھانے والے - جبکہ بے دینی ہی پھیلی ہوئی حد سے باہر
روح اور جسم کے دکھوں سے چھڑانے والے - نسخہ کیمیا ملکوت سما سے لاکر
احمد خستہ در کون آیا ہی خدمت میں تری - درد و آلام زمانہ سے بہت ہے مضطر
ملجا و ماوا انہیں اسکا تیری در کے بغیر - آستانے کو تری چھوڑ کر جائے یہ کدھر
دکھوں دردوں سے اسے کر دی تو چنگا للہ - کر دعا اسکے لئے پیش خدائے اکبر
چیر کر سدرہ کو جاتی ہیں دعائیں تیری - باتیں تجھ کے دلوں میں ہیں تیری کرتی اثر
پھول جھڑتے ہیں فصاحت کے لبوں سے تیری - اور بلاغت میں نہیں کوئی بھی تیرا ہمسر
درد جانکاہ سے دنیا کے بچاتا تو ہے - روح کے دکھوں سے کر دیتا ہی پاک یا طہر
تیرے الطاف کے سایہ میں جو آیا اُسکو - رنج و آلام و مصائب سے ہی کیا خوف و خطر
تیری برکت سی بہت کوڑہی ہوئے ہیں اچھے - دیکھ لے آ کر یہاں جسکو نہ آئے باور
فیض کا بیج جو دنیا میں ہی بویا تو نے - سامنے تیرے وہ لایا ہے بہت عمدہ ثمر
ہے زبردست یہ اک تیری صداقت کا نشاں - واقعی جاتا ہے پہچانا پھلوں سے ہے شجر
دین اسلام پہ احساں ہیں ترے بے حد - گو مسلمانوں نے برپائے ہیں تجھ پر پتھر
قوم کے درد سے رہتا ہی تو غمگین و حزین - رات کو شکل سے تر ہوتا ہی تیرا بستر
ہوا پامال تو وجہ سے ہی تیری دجال - جو کہ اخبار پیمبر میں تھا لکھا اعور
کانپ اُٹھتے ہیں تیری نام سے دین کے دشمن - دیتی لرزا ہیں اُنھیں تیرے قلم کے جوہر
سیف کا لیتا ہی تو کام قلم سے اپنی - تجھ کو درکار نہ نیزہ ہی نہ تیغ اور نہ تبر
تو نے دنیا سے دیا مردہ پرستی کو مٹا - اور دکھلا دیا اسلام کا مہر انور
پاک اور صاف کیا دین نبی کو تو نے - اُس طریقہ پہ چلا جیسا ابوبکر و عمر
عزم و ہمت ہی تیری دیتی رسالت کا پتہ - یہ سمجھتا ہی وہ جو غور سے کرتا ہے نظر
فیض قدسی سے تیری آتی ہیں کھنچی روحیں - جیسے کہ مقناطیس ابرار کا تیرے فوریہ
تیری طلعت سی نمایاں ہیں نشانات ہدے - روح ہو جاتی ہی خوش دیکھ کے تیرا منظر
ہو گئی جاتی ہی تری دنیا پہ عزت قائم - اور مخالف ہیں تیری دربدر اور خاک بسر
ٹلتے جاتے ہیں تیری سامنے دشمن سارے - زد پہ آیا جو تری اُس کا ٹھکانا ہے سقر
تیری اعدا کا نہیں کوئی چھڑانے والا - شاہ افلاک ہے ہر بات میں تیرا یاور
جب تلک دنیا میں ہے سنت ہی خدا کی جاری - کہ وہ مکذاب کی گردن پہ ہے رکھتا خنجر
تیرے خدام کو ہو روح قدس کی تائید - اور مخالف کو ملے تیری نہ مہلت دم بھر

نماز عصر

آریوں کی مذہبی کانفرنس بمقام گوجرانوالہ کے ذکر پر مفتی محمد صادق صاحب کو فرمایا کہ اگر کم از کم تین گھنٹہ ہماری تقریر سننے کے لئے منتظر رہیں تو ہم مضمون لکھکر سنانے کو بھیج سکتے ہیں۔

قبر میں سوال و جواب

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ قبر میں سوال و جواب روح سے ہوتا ہے یا جسم میں وہ روح ڈالا جاتا ہے - فرمایا - اس پر ایمان لانا چاہئے کہ قبر میں انسان سے سوال و جواب ہوتا ہے - لیکن اس کی تفصیل اور کیفیت کو خدا پر چھوڑنا چاہئے - یہ معاملہ انسان کا خدا کے ساتھ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے - پھر قبر کا لفظ بھی وسیع ہے جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی حالت بعد الموت میں جہاں خدا اسکو رکھتا ہے وہی قبر ہے خواہ دریا میں غرق ہو جائے خواہ جل جائے - خواہ زمین پر پڑا رہے - دنیا سے انتقال کے بعد انسان قبر میں ہے - اور اس سے مطالبات اور مواخذات شروع ہوتے ہیں اس کی تفصیل کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے انسان کو چاہئے کہ اس دن کیلئے طیاری [illegible]

45

یاقوت ۔ مروارید ۔ مرجان ۔ یشب ۔ کہربا ۔ کستوری ۔ زعفران

وغیرہا وغیرہا مجرب مشہور ہی دکھنے زبردست مرکب

جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضایع کرکے مایوس خاطر ہو گئے ہوں اُنھیں قسم ہے خداوند کریم کی جنکی ایکبار آزمایش نکر لیں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مرکب مجرب ابھی سے ثابت ہو چکا ہے ہر دلعزیز

جوانی کی کا عمر بڑھانے کی ... ایک لطیف غذا ہے ... مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشنے ...

مفرح عنبری ۔ مفرح عنبری ۔ مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) ۔ قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (سلاہ) ۔ قیمت ایکدرجن ڈبیہ (صدر)

مفرح عنبری میں خداتعالےٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپیہ یورپ اور نیز جھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں ۔ خدا کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اس کو ختم کرتا ہوں ۔

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سرور انگیز تحریک پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں ۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گو یا غذا نے حیاتی نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ۔ ضعف دل ۔ بے چینی ۔ دلکا دھڑکنا ۔ لکاؤ ہتے جانا ۔ سانس کا پھولنا ۔ پراگندہ خیالی ۔ وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قاطع اکثیر اعتماد تریاق ہے ۔

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ ۔ جریان ۔ سرعت ۔ رقت ۔ کثرت احتلام ۔ کثرت پیشاب ۔ وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا کثرت ..... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے ۔

مفرح عنبری جن کے اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری ۔ عیاشی ۔ کثرت محنت دماغی ۔ رنج و فکر و غیرہ سے ضعف آ گیا ہے اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا ایک نادر مرکب ہے ۔

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے ۔ اس لئے امیروں ۔ وزیروں ۔ نوابوں ۔ رئیسوں ۔ جاگیرداروں ۔ ججوں ۔ وکیلوں ۔ تحصیلداروں ۔ منصفوں ۔ مدرسوں ۔ پولیس ۔ فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلبا ر یا جن کو ہمیشہ دماغی کام کرنا پڑتا ہے بڑی قدر ہے اس مونس و رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کیطرح رکھنا چاہئے ۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے ۔ آزمایش شرط ہے ۔ **مفرح عنبری** چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے ۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسمی یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے بعد اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے ۔ **مفرح عنبری** حکما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اسکی اطلاع کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دو تین تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاتا ہو یا کمی ادرار کے باعث دردسر وغیرہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انھیں بلا زود و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے ۔ **مفرح عنبری** سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلا اسل و دق ہوں یا جنکے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں ۔ **مفرح عنبری** وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کا فور دماغی طاقت بھرپور ہو جاتی ہے ۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پُرنور ہو جاتا ہے ۔

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڈھ ضلع رائے پور

عنایت فرمائے حکیم صاحب ۔ اسلام مسنون ۔ آپکی ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڈھ نے منگائی تھی انکے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی ۔ آپ مہربانی کرکے ۳ ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیے ۔ (دستخط) سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدر بستی

تحریر فرماتے ہیں ۔ مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد آپکی فوائد مجھ مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں بھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور ۔ طاقت کیواسطے یکساں فایدہ ہے ۔ اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے ۔ صرف آپ کی دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی ۔

عالیجناب رای کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار

رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ ۔ میں نے آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے ۔ میں نہایت خوشی سے اسکی مفید ہونے اور ہندوستان کی بہترین دوائی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں ۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے ۔ مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ لکھمن لال کے نام روانہ فرما دیں ۔

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر شہنور تحریر فرماتے ہیں ۔ اے حکیم با مظہر آپ کی مفرح عنبری نے مجھ جو فایدے دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں ۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے ۔ بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں ۔

ترقیوں کی ... سینکڑوں عالی ارتبہ ... مفرح عنبری کی ...

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۱۲	قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱ محرم ۱۳۲۶ھ	نمبر ۱۴

دارالامان کا ہفتہ

تازہ الہامات ۱۵ فروری ۱۹۰۸ء - ۱- **مَنْ ذَا الَّذِیْ ھُوَ اَسْعَدُ مِنْکَ** ترجمہ - وہ کون ہے جو تجھ سے زیادہ سعادتمند ہے -

۲- ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا

۱۵ فروری ۱۹۰۸ء **وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ** ترجمہ - ہر ایک چغل خور اور عیب گیر پر لعنت ہے

۱۸- فروری ۱۹۰۸ء - ۱- **قُلْ اَلْفَتْحُ بَعْدَہٗ** ترجمہ سب فتح اس کے بعد ہے

مظہر الحق والعلا - کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ترجمہ وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اتر آئیگا یعنی ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اس وقت حق ظاہر ہو جائے گا اور حق کا غلبہ ہوگا گویا خدا آسمان سے اتر آئے گا -

۲۰- فروری ۱۹۰۸ء **اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ** ترجمہ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس ملامت کنندہ کو ملامت کروں گا -

۲- پس پاشیدہ ہجوم -

۳- (اڑھائی بجے بعد آدھی رات) افسوس ناک خبر آئی ہے فرمایا - اس الہام پر ذہن کا انتقال بعض لاہور کے دوستوں کی طرف ہوا مگر یہ انتقال ذہن بعد بیداری ہوا - الہام بھی شاید اس سے متعلق ہو -

۴- بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں - فرمایا معلوم نہیں کہ کس کی نسبت الہام ہے -

موسم کی حالت بدستور ویسی ہی ہے آسمان پر ابر چھایا ہوا ہے اور بارش کا سلسلہ جاری ہے - پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے -

۲- حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کی صحت و عافیت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت فزا ہے -

حضرت اقدس حقیقۃ الوحی کا تتمہ لکھ رہے ہیں

۳- قادیان کے ڈاکخانہ میں نئے سب پوسٹ ماسٹر صاحب آئے ہیں -

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کا سوال

تعلیم الاسلام کیسا پیارا نام ہے اور اس نام کے اندر جو جذب اور مقناطیسی کشش رکھی ہوئی ہے اسے کچھ وہی دل محسوس کرتے ہیں جو اس وقت مسلمانوں کی عملی حالت اور مذہبی تعلیم کے مسئلہ پر غور کرنے کے عادی ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کے دل میں اس مبارک اور مقدس مدرسہ کی جو عظمت ہے میں الفاظ نہیں پاتا کہ اسے ظاہر کروں تاہم آجتک احمدی قوم جس ہمت اور جوانمردی کے ساتھ اس مدرسہ کو چلا رہی ہے وہ مخالفوں کی نظروں میں بھی قابل تعریف ہے ٭ نو سال کے اندر مدرسہ تعلیم الاسلام نے جو ترقی کی ہے یہ وقت نہیں کہ اسے مفصل ظاہر کیا جاوے کیونکہ یہ امر مدرسہ کی وقتاً فوقتاً شایع شدہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتا ہے اور مناسب موقع ایسی تحریریں الحکم میں بھی شایع ہوتی رہی ہیں ایک معمولی پرائمری سکول سے اعلےٰ درجہ کے ہائی سکول تک اس مدرسہ کا پہنچنا خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کے مامور کی سچائی کا عجیب نشان ہے۔ مدرسہ کی تعلیمی حالت اور طلبار کی اخلاقی اور مذہبی تربیت کو غیر احمدیوں نے بھی پسند کر کے اور قابل اطمینان پا کر اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں بھیجا ہے۔ اور ملک کے مختلف اضلاع سے طلبار کا آنا مدرسہ اور اس کے ناظمین کے لئے قابل فخر امر ہے کیونکہ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ کس وقعت اور عزت و اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے پچھلے دنوں برٹش ایسٹ افریقہ سے ایک معزز مسلمان نے اپنے بچہ کی تعلیم کے لئے قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو انتخاب کیا [illegible] اب مدرسہ یوماً فیوماً خدا کے فضل سے اور اسکے مکمل ناظمین کی دعاؤں خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہمت اور خاص توجہ کے باعث ترقی کر رہا ہے اور بورڈنگ اسکول کی حیثیت اختیار کر رہا ہے۔ بورڈنگ سکولوں کا طریقہ تعلیم اور دستور جسقدر مفید اور موثر تسلیم کیا گیا ہے اسپر مجھے اب مزید بحث کی حاجت نہیں۔ طلبار کی کثرت نے صدر انجمن احمدیہ کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام انسٹیٹیوشنز کی مدبرہ ہے اس طرف متوجہ کیا کہ مدرسہ کو آبادی سے باہر ایک وسیع قطعہ زمین پر تعمیر کیا جاوے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑا قطعہ زمین ایک کثیر رقم کے صرف سے حاصل کیا گیا ہے اور اب اسپر تعمیر عمارت کا سوال مجلس ناظم کے سامنے ہے اس سال اس مجوزہ عمارت کا ایک حصہ بنایا جانا منظور کیا ہے جسپر بیس ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ اور کل عمارت پر غالباً ایک لاکھ سے بھی زیادہ خرچ کی توقع کی جاتی ہے۔

آجتک مدرسہ کی مجلس ناظم نے گورنمنٹ سے کسی قسم کی مدد مدرسہ کے لئے نہیں لی بلکہ اپنی قوم ہی کی امداد پر اس مرحلہ تک مدرسہ کو پہنچایا ہے جس کی تہ میں بانی سلسلہ کی دعائیں اور خدا تعالیٰ کا فضل کام کر رہا ہے۔ اور احمدی قوم ہی نے نصف لاکھ سے زیادہ روپیہ مدرسہ کی ضروریات میں آجتک خرچ کیا ہے اور آئندہ بھی اسے فکر ہے۔ لیکن عمارت کا سوال جو ایک کثیر رقم کو چاہتا ہے اس کے لئے **گورنمنٹ پنجاب** کی قابل قدر امداد کی بہر حال حاجت ہے عالی جناب **مسٹر ڈبلیو بل صاحب بالقابہ** ایسے علم دوست اور واجب الاحترام

ڈائرکٹر کے عہد میں پنجاب کی مختلف سوسائٹیوں کے زیر انتظام مدارس کو خاص خاص امور کے لئے کافی اور غیر متوقع امداد دی گئی ہے ٭ جن کی منظوری کا تاج **ہز آنر سر چارلس ریواز** بالقابہ کی گورنمنٹ کے سر پر ہے جس سے اُن کا عہد حکومت پنجابیوں کو ہمیشہ یاد رہے گا۔ **سر چارلس ریواز** نے جیسا کہ اُن کی آمد کے وقت اہل پنجاب نے توقع ظاہر کی تھی نہایت بیدار مغزی اور ہمدردی کے ساتھ اہل پنجاب پر حکومت کی ہے اور تعلیمی ترقیوں کے لحاظ سے جیسا **مسٹر بل** کا عہد ڈائرکٹری یادگار رہے گا اس کے ساتھ ہی سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ بھی ہمیشہ ممتاز رہے گی۔

اب ہز آنر سر چارلس ریواز مارچ کے اوائل میں پنجاب کی لفٹنٹ گورنری سے سبکدوش ہونگے ایسے موقع پر اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قائمقام صدر انجمن احمدیہ توقع کرے کہ اس کے ماتحت مدرسہ کی ترقی میں سر چارلس ریواز ایک گرانقدر امداد اس کی عمارت کے لئے منظور کریں تو یہ توقع جایز اور موزوں وقت ہے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب ایسی درخواست پر نہایت ہی قابل قدر توجہ فرماوینگے اور کم از کم پچاس ہزار روپیہ اس عمارت کے لئے جسپر ایک لاکھ سے بھی زیادہ خرچ ہونے کی توقع ہے گورنمنٹ سے دلائیں گے۔ باقی روپیہ احمدی قوم ضرور جمع کریگی۔ اور اب صرف یہی ایک سوسائٹی باقی ہے جسکے سکول کو کوئی امداد نہیں ملی۔ اور نہ بلا ضرورت اس نے دست سوال دراز کیا بلکہ جہاں تک اس سے بن پڑا اس نے مدرسہ کو اپنی ہمت اور سعی سے چلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

سرپرستان مدرسہ کی عالی ہمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ ابھی گورنمنٹ نے **پرائمری تعلیم** کو مفت کر دینے کے مسئلہ کو پورے طور پر حل نہیں کیا مگر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں **پرائمری تعلیم** مفت جاری ہے اور یہ **پہلی نظیر** پنجاب میں ہے۔ اس سے پہلے کسی مدرسہ میں ایسا نہیں ہوا ہاں اب اسے دیکھکر **لاہور** میں ایسی تحریک دو مدرسوں میں ہوئی ہے انجمن حمایت اسلام تو ابتک بھی نہیں کر سکی۔

بہر حال میں اپنے صوبہ کے علم دوست۔ فیاض طبع ڈائرکٹر صاحب سے امید کرتا ہوں کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کے سلسلہ میں سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ سے ایک معقول امداد دلا کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کو کمال شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

ضرورت نکاح

ایک احمدی بھائی عمر ستائیس ۲۷ سال ذات مغل اور سرکاری ملازم ہے تنخواہ پچاس ۵۰ روپیہ ماہوار ہے اور پہلی بیوی بھی موجود ہے۔ مگر بسبب نہ ہونے اولاد کے دوسری شادی کا خواہشمند ہے۔ لڑکی حسین ہو اگر قدرے نوشت و خواند کی دسترس رکھتی ہو تو اور بھی اچھا ہوگا۔ خط و کتابت ہر قسم کی ایڈیٹر الحکم سے ہوگی۔ جو محفوظ رہے گی۔

وصیّت ۹۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد (۱) مَیں مسمات رسول بیگم ولد چودہری ۔۔۔ الدین صاحب مرحوم قوم زمیندار بھٹی زوجہ بابو شاہدین صاحب اسٹیشن ماسٹر حال متعینہ لارنس پور ضلع اٹک بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۲ ماہ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اور لکھ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں۔ اور اُن کی مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) مَیں اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ مَیں ان ہدایات کی جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی مَیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کی بھی پابند رہوں گی۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شائع ہونگے۔ مَیں ان تمام کی اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میرے مرنے کے وقت جو جائداد میری از قسم زیورات وغیرہ ہوگی جس پر میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ اُس کی نسبت مَیں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری اس تمام جائداد کا خمس یعنے ۱/۵ حصہ میرے مرنیکے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا۔ کہ جس طرح چاہے۔ اس حصہ جائداد کو اپنے اغراض و مقاصد میں صرف کرے۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی میرے اس وصیت کردہ حصہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔

(۵) مَیں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر مَیں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایت انجمن مذکور دارالامان قادیان میں پہنچا دے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیجاوے۔

(۶) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کا متکفل میرا وہ حصہ جائداد ہرگز نہیں۔ جس کا ذکر مَیں نے فقرہ نمبر ۴ میں کیا ہے۔ یہ اخراجات میرے باقی ماندہ جائداد میں سے پورے کئے جاویں۔ اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ اور ان اخراجات کو میری نجات کا باعث جانکر اہم اور شرعاً ضروری سمجھینگے۔

(۷) مَیں یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ مَیں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو اس صورت میں بھی میری وصیت متذکرہ فقرہ ۴ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جبتک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے۔ میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔

البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔ اب مَیں یہ وصیت اس دعا پر ختم کرتی ہوں۔ کہ اے رب العالمین مجھے اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام پر موت دے۔ اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ آمین۔ ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء بقلم شاہدین سٹیشن ماسٹر۔

گواہ شد

شاہدین سٹیشن ماسٹر لارنس پور بقلم خود

العبد

خاکسارہ رسول بیگم زوجہ بابو شاہدین سٹیشن ماسٹر
ریلوے متعینہ لارنس پور (نشان انگوٹھا مسمات رسول بیگم)

گواہ شد

ناصر نواب بقلم خود

وصیّت ۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منکہ خیرالدین احمدی ولد محمد صدیق قوم ڈائیں عرف کشمیری ساکن موضع سیکھواں تحصیل و ضلع گورداسپورہ کا ہوں۔

(۱) مَیں اس وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲ مئی ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتا ہوں۔ کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کلّ دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) اور اُنھوں نے جو رسالہ الوصیت بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع فرمایا ہے۔ مَیں نے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ مَیں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی مَیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے۔ اور ایسا ہی میرے ورثاء میری وفات کے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور معاملہ الوصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جایداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی قریباً ۲ کنال واقع سیکھواں میں عوض مبلغ ۔۔۔ روپیہ کے میرے پاس رہن ہے جو میرے قبضہ میں ہے۔ اور ایسا ہی اراضی قریباً دس گھماؤں عوض مبلغ ۔۔۔ روپیہ کے بشراکت جمال الدین و امام الدین برادران حقیقی بحصہ برابر بصورت رہن باقبضہ زیر قبضہ ہمارے ہے۔ اور ایک مکان واقع قادیان دارالامان بشراکت برادران مذکور ملکیت ہمارا ہے بحصص مساوی مکان مذکور کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ غرب شارع عام اور شرق چھپڑ فراخ۔ شمال مکان بہادر کشمیری۔ جنوب مکان منشی عبدالعزیز پٹواری حلقہ سیکھواں۔ اراضی و مکان مشترکہ مذکورہ بالا میں مَیں ثلث حصہ کا حق رکھتا ہے۔ اور اس میرے متحققہ جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ اور میری خود پیدا کردہ یہ جایداد ہے۔ آج کی تاریخ سے جائداد مذکورہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مذکورہ میں سے ۱/۱۰ حصہ

پانچواں حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میری وفات کے بعد اس جائیداد کو میرے ورثاء سے جائیداد سے الگ کرے یا اس حیثیت میں رہنے دے۔ اور وہ اس کو فروخت کرے یا اس کو دے یا وصیت کردہ جائیداد سے مقدار حصہ اگر وہ انجمن کو دینا کرے۔ انجمن مذکور میرے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی۔ کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ آج کی تاریخ کے بعد علاوہ جائیداد مذکورہ بالا کے میری وفات کے بعد میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو تو ایسی جائیداد ناضرہ کے متعلق بھی یہی وصیت ہے۔ یعنی پانچواں حصہ کی میری وفات کے بعد میرا جنازہ صرف احمدی جماعت پڑھے میرے ورثاء کو واضح ہو کہ میری وفات کے بعد میری نعش کو بہ حصول اجازت نعش کا بہ لحاظ مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی ... کی جاوے۔ وہاں کوئی روک پڑے ... حکم کی تعمیل کریں ... کریں یا نہ کریں ... میری وصیت پر اسی طرح عمل ہو۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہوا ہے

۲۰ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

امام الدین احمدی برادر حقیقی وصیت کنندہ

العبد

... موصی مذکور بقلم خود

گواہ شد

... احمدی ...

گواہ شد

عبد العزیز احمدی پٹواری

وصیت نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وصیت فاطمہ بیگم زوجہ مولوی محمد علی ایم اے ساکن قادیان

تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

میں نے اشتہار الوصیت شائع کردہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مشتہرہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء پڑھ لیا ہے۔ اور میں اس وقت بحالت صحت اور بقائمی ہوش و حواس خود یہ وصیت کرتی ہوں کہ جس قدر جائداد میری غیر منقولہ یا منقولہ میری موت کے وقت موجود ہو جس میں میرا زیور اور کپڑے بھی شامل ہیں اس کل کی ایک تہائی اشاعت اسلام کے لئے حسب قواعد تجویز کردہ موجبہ منشائے اشتہار مذکور دی لیا وے۔ اس ایک تہائی کا میرے ورثا کو کوئی حق نہ ہوگا اور میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں کہ مجھے مقبرہ بہشتی میں جس کا ذکر اشتہار مذکور میں ہے دفن کیا جاوے اور اگر میں قادیان سے باہر کسی دوسری جگہ فوت ہو جاؤں تو میرے ورثا پر لازم ہوگا کہ مجھے قبرستان مذکور میں دفن کرنے کے لئے قادیان پہنچاویں ہاں اس صورت میں اُن کو اختیار ہوگا کہ ان اخراجات کو جو اس اہتمام میں اُن کو برداشت کرنے پڑیں اگر وہ بقیہ جائیداد و دو تہائی میں سے دینا منظور نہ کریں تو کل جائیداد میں سے ان اخراجات

کو منہا کرکے بقیہ کی ایک تہائی بغرض اشاعت اسلام موجب منشائے اشتہار مذکور دیویں۔ اور اگر کوئی ایسے اسباب بھی پیدا ہو جاویں کہ میری لاش کا قادیان میں لانا محال ہو تو اس کا اثر وصیت کے باقی حصہ پر کچھ نہ پڑے گا۔ بقیہ جائیداد میری حسب حصص شرعی تقسیم ہو۔ ... ۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان

العبد

فاطمہ بیگم بقلم خود

گواہ شد

نصرت جہاں بیگم بقلم خود

وصیت نمبر ۱۴۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منکہ شیخ امام الدین ولد پیر بخش قوم آرائیں ساکن دھرم کوٹ بگہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ ۲۸ ماہ شعبان ۱۳۲۴ھ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۱) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اُن ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند رہوں گا اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہوں گے میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایت و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۳) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے ایک مکان سکونتی جس کے مشرق و شمال میں کیسے صوبیدار کا مکان واقع ہے اور بجانب مغرب میں امام الدین برادر راقم کا گھر ہے اور بجانب دکھن بانی امیر شیخ کا کھولا واقع ہے اور ایک بیرونی مکان مہمانوں کی آمد و رفت و نیز اپنی نشست و برخاست کے لئے ہے جس کی جانب شرق میں برادرم امام الدین کا مکان ہے اور بجانب شمال شیخ عزیز الدین کا گھر واقع ہے اور بجانب مغرب امیر کشمیری کا گھر ہے اور بجانب جنوب راستہ ہے و نیز مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ کی بزازی اور نقد مبلغ پچاس روپیہ کی کتب حقیقت نزول مسیح وغیرہ اور مبلغ پچاس روپیہ نقد کل جائیداد کا دسواں حصہ محض رضا الٰہی کے لئے ہبہ جو جائیداد مذکور جس پر میرا اسوقت مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں میں آج کی تاریخ سے کل جائیداد کے دسویں حصے

کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جایداد جو اس وقت جس کی قیمت مبلغ تین سو روپیہ کے قریب ہے میرے مرنے کے بعد دسواں حصہ بقیہ جایداد سے الگ کر کے صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے (غرض کہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد اور کوئی جایداد علاوہ جایداد مذکورہ بالا جایداد سے [illegible] پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد (سوا جایداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد کے دسواں حصہ کے متعلق بھی میری وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر (۴) وصیتوں میں کیا ہے میں اپنی جایداد [illegible] انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں یا آئندہ شایع ہونگی دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں یہ رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کر دونگا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ذمہ وار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں ہے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) بہر حال اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو کر تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہوئے اس کو بھی وصول کرنے کا اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

المرقوم جمال الدین بقلم خود نشان انگوٹھا

ثبت انگوٹھا اہلیہ راقم مسمات جواہرے

ثبت انگوٹھا پسر راقم مسمی محمد شریف

گواہ شد

تمیز الدین قوم شیخ ساکن دھرم کوٹ نشان انگوٹھا

گواہ شد

رحیم بخش قوم آرائیں ساکن دھرم کوٹ نشان انگوٹھا

وصیت

(۱) میں مسمی جمال الدین ولد محمد سلطان قوم شیخ ساکن شہر گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۸ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئی یا آئندہ شایع ہونگی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔

(الف) ایک حویلی جس کے شمال میں شارع عام اور باغ مہاں سنگھ جنوب میں شارع عام مغرب میں مکان عبد الرزاق اور مشرق میں مکان محمد بخش درزی ہے یہ مکان قیمتی تین ہزار روپیہ۔

(ب) ایک مکان جس کی شمال میں شارع عام اور باغ مہاں سنگھ جنوب میں شارع عام مغرب میں مکان عمر بخش شیخ مشرق میں مکان جیون میراثی یہ مکان قیمتی چار صد روپیہ ہے۔

(ج) دو قطعہ دوکانات واقع بازار کوتوالی جس کے مشرق میں دروازہ دوکان و بازار شارع عام۔ غرب میں مکان ڈاکٹر عطا محمد خان بہادر اور شمال میں مکان چراغ الدین لوہار اور جنوب میں دوکان جواندہ مہرہ۔ یہ مکان قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے۔

(د) دو ہزار روپیہ نقد جو نارتھ ویسٹرن ریلوے میں بمد پراویڈنٹ فنڈ جمع ہے اس کے علاوہ جایداد منقولہ اور غیر منقولہ میں میرا جائی

محمد رمضان نصف کا مالک اور نصف کا مَیں قابض و مالک ہوں - مگر نقد روپیہ جو پراویڈنٹ فنڈ دہلوی ہیں میرے نام جمع ہے اس میں میرے بھائی محمد رمضان کا کوئی تعلق نہیں ہے - مَیں آج کی تاریخ سے اس جایئداد نقد روپیہ کے ۱/۵ حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جایداد جو اس وقت جس کی قیمت دو ہزار و صدر روپیہ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جایئداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے - وہ اُس کو فروخت کرکے اسکی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے (غرضکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایئداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایئداد سے کوئی تعلق نہیں - اگر میری جایئداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے -

(۵) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد مَیں اور کوئی جایداد (مذکورہ بالا کے علاوہ) پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایئداد (ماسوا جایئداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایئداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر مَیں نے فقرہ ماسبق نمبر (۴) وصیت میں کیا ہے - مَیں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا -

(۶) مَیں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے - اور اگر مَیں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکی ہیں - یا آیندہ شایع ہوں گی - دارالامان قادیان میں پہنچا دے - اور وہاں مجلس کاربرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے -

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایئداد وصیت کردہ جس کا ذکر مَیں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں - ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کاربرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے مَیں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کردوں گا - جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے مَیں کرا دونگا - اور اگر ان اخراجات کے لئے مَیں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا - اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی - تو میری دیگر متروکہ جایئداد جس میں یہ وصیت کردہ جایئداد شامل نہ ہوگی - ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میرے روح کی نجات کا باعث ہونگے - اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے -

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لمرضات اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا اس وقت مجھے علم نہیں - میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے - تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو مَیں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے - اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے - درست اور قایم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جبتک مجلس کاربرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے - البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کی جاسکتی ہے - فقط جمال الدین بقلم خود

العبد

جمال الدین بقلم خود ولد شیخ سلطان قوم کشمیری شیخ ساکن گوجرانوالہ نشان انگوٹھا

گواہ شد

فتح الدین ولد شیخ سلطان قوم کشمیری ساکن گوجرانوالہ
نشان انگوٹھا

گواہ شد

محمد رمضان ولد شیخ سلطان قوم کشمیری ساکن گوجرانوالہ
نشان انگوٹھا

ضمیمہ وصیّت ہذا

مَیں جمال الدین ولد محمد سلطان قوم کشمیری ذات شیخ ساکن شہر گوجرانوالہ کا ہوں -

جو کہ مَیں نے وصیت بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء بمقام گوجرانوالہ میں لکھکر رجسٹری کرادی ہوئی ہے اس کے روسے مَیں نے اپنی جایئداد غیر منقولہ قیمتی دو ہزار و صدر روپیہ کا ۱/۵ حصہ اور ایسا ہی اپنے پراویڈنٹ فنڈ کا ۱/۵ حصہ وصیت کیا ہے لیکن غلطی کتابت سے کسی قدر الفاظ اس کے مبہم سے ہیں اس کے لئے وصیت نامہ بطور کوڈسیل کے لکھکر تشریح کرتا ہوں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میری کل جایداد غیر منقولہ اور منقولہ کا اور نقد کا جس کی قیمت چار ہزار و صدر روپیہ ہے یعنے جایئداد غیر منقولہ مندرجہ وصیت نامہ قیمتی دو ہزار و صدر روپیہ اور نقد پراویڈنٹ فنڈ دو ہزار روپیہ یہ ہر دو قسم کی جایئداد زیر وصیت ہے یعنے ۱/۵ حصہ جایئداد غیر منقولہ قیمتی دو ہزار و صدر روپیہ اور دو ہزار روپیہ پراویڈنٹ کا ۱/۵ حصہ نیز یہ بھی واضح رہے کہ اگر اس جایداد غیر منقولہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے یا مَیں اور جایداد غیر منقولہ پیدا کروں اور اسی طرح پراویڈنٹ فنڈ بھی بڑھ جاوے تو اس صورت میں بھی کل جایئداد کا ۱/۵ حصہ وصیت کیا گیا ہے لہذا یہ دستاویز بطور کوڈیس کے لکھدیا ہے کہ بطور سند رہے - تحریر تاریخ ۵ جون ۱۹۰۶ء

بقلم امام دین عرضی نویس صدر گوجرانوالہ

العبد

جمال دین ولد محمد سلطان بقلم خود ٹریفک کنٹرولر ملتان

گواہ شد

دانشمند

گواہ شد

بندہ احمد دین عفی عنہ احمدی اپیل نویس گوجرانوالہ بقلم خود

(استفسار اور ان کے جواب)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - آپ کا خط تو لوی صاحب نے مجھے جواب لکھنے کیلئے دیا ہے سو اس کے جواب حسب ذیل عرض ہیں -

سوال اول قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا مثلاً (الف) ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد

(ب) ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب

(ج) قالوا لولا انزل علیہ ایات من ربہ

وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بھا الاولون

جواب ہزاروں ہزار نشانات (معجزات) دکھائے اور قرآن کریم ان کے ذکر سے بھرا پڑا ہے بلکہ خود قرآن کریم ہی ایک ایسا زندہ معجزہ ہے جو ہر زمانہ میں اپنا ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے بلکہ جہاں کوئی اعتراض کرتا ہے اوسی جگہ سے خزائن و اسرار و معارف نکلتے ہیں مثلاً یہی آیات جنپر آپکے معترض نے اعتراض کئے کسقدر نشانات (معجزات) اپنے اندر رکھتے ہیں (۱) انما انت منذر یعنی اسمیں شک نہیں کہ تو ضرور ڈر سنانے والا ہے کیا معنی تو انکو کہدے کہ تم تو میری ہلاکت اور استیصال کے منصوبے کر رہے ہو مگر .... تمہارا ہی استیصال ہوگا جیسے دوسری جگہ فرمایا واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ یعنی جب کفار مکہ تیری قید اور قتل اور اخراج کی تدبیر کر رہے تھے - وہ تو یہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے قید و قتل و اخراج کی تدبیریں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی تدابیر سے بابرکت اور خیر و خوبی والی ہوتی ہیں -

دوسرا ولکل قوم ہاد یعنی ہر ایک قوم کے لئے ہادی بھی ہوگا کیا معنی صرف یہی نہیں ہوگا کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہارا استیصال ہو جاوے گا تم ذلیل ہو جاوٴ گے بلکہ اس سلسلہ حقہ کے روز افزوں ترقی بھی ہوگی اور اس سلسلہ کی حفاظت خود اللہ بذریعہ ارسال رسل و مجددین و خلفا قیامت تک کرتا رہیگا اور تمہارا نام و نشان بھی مٹ جائیگا - جیسے آیت استخلاف و دیگر آیات و احادیث میں اسکی تفصیل مذکور ہے - لفظ ہاد اسم فاعل ہے جو مضارع سے بنا ہے جو حال و استقبال پر دلالت کرتا ہے غرض یہ کہ سلسلہ خلافت اسی زمانہ میں تمہارے دیکھتے دیکھتے شروع ہو کر قیامت تک قائم رہیگا

تیسرا نشان (معجزہ) اللہ یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد یعنی جو کچھ آجکل عورتوں کو حمل موجود ہیں اور جو کچھ حمل رکھنے کے لئے ارحام نئے نئے بچوں کو جو ستے اور پیستے جاتے ہیں اور جن بچوں کو حمل بڑھا رہی ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیا معنی یہ کہ سب اولاد تمہاری مسلمان ہو جاوے گی

چوتھا نشان وکل شیء عندہ بمقدار یعنی ہر ایک کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک اندازہ مقرر ہوتا ہے کیا معنی تمہاری ہلاکت ذلت موجودہ نسل و آیندہ نسلوں کا مسلمان ہونا ان کے لئے اوقات مقررہ ہیں جیسے فتح مکہ تک یہ تمام پیشگوئیاں ظہور میں آچکی تھیں -

پانچواں نشان عالم الغیب والشھادۃ یعنی اللہ تعالیٰ تمام ظاہری باطنی امور کا عالم ہے کیا معنی یہ غیب کی تیر

ہیں جو عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں -

اور ان کے ظہور سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور علو تمہیں ثابت ہو جائیگا - اور اسکا بول بالا ہوگا اور تم سب نیچا دیکھو گے - چنانچہ فتح مکہ کے روز حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال پر ابو سفیان نے جواب دیا کہ اگر ان بتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو تئیس سال بیٹھے ان سے مدد مانگی اور دعائیں کیں مگر معلوم ہوا کہ یہ بالکل ناچیز ہیں -

چھٹا نشان سواء منکم من اسر القول ومن جھر بہ ومن ھو مستخف بالیل وسارب بالنھار

یعنی تم لوگ خواہ چھپ چھپ کر دار الندوہ میں منصوبہ کر دیا کھلے کھلے ہمارے رسول کریم صلی اللہ کے ایذا رسانی کے لئے باہم قسمیں کھاؤ یا شب ہجرت کو سارے اکٹھے ہو کر مجموعی حملہ کرنے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک کے ارد گرد کھڑے رہو یا بعد ہجرت ان کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جستجو میں ٹکریں مارو تم ہرگز اپنی تدابیر اور کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ - ہماری طرف سے اسکی حفاظت کیلئے فرشتے مقرر ہو چکے ہیں

ساتواں نشان لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ یعنی اس ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے چوکی پہرہ والے مقرر ہو چکے ہیں وہ اس کے ہر طرف سے ہر طرح سے حفاظت کرتے ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو چکا ہے -

آٹھواں نشان ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم - یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ اپنی حالت کو خود نہ بدلیں غرض یہ کہ تمہاری تباہی ہلاکت ذلت بعد ہجرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوگئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنی جبتک تو انمیں ہے تب تک یہ لوگ تیرے وجود باوجود رحمۃ للعالمین کی برکت کے سبب عذاب سے محفوظ رہینگے - اس کے بعد ہلاکت ہوگی کیونکہ تم نے اپنی حالت کو خود ہی بدلا ہے -

نواں نشان واذا اراد اللہ بقوم سوءا فلا مرد لہ - یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بسبب اس کے شامت اعمال سزا ئے سیئہ کے سبب دینے لگتا ہے اوسکو کوئی ٹال نہیں سکتا کیا معنی یہ تمہاری ہلاکت ذلت اٹل ہوگی ہرگز ٹلے گی نہیں -

دسواں نشان وما لھم من دونہ من وال یعنی جب وہ مصیبت آئیگی اس وقت تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا چنانچہ روز بدر وقت جنگ سراقہ کا ہاتھ ابوجہل کے ہاتھ میں تھا جس نے انی جار لکم کا وعدہ کیا تھا مگر جب اس نے جنگ کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تو اس نے کہا انی بریء منکم انی اری ما لا ترون یعنی میں تم سے بیزار ہوں جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھتے اور فتح مکہ کے دن تو اتنا کہنے والا بھی کوئی نہ تھا -

گیارھواں نشان ھو الذی یریکم البرق خوفا وطمعا یعنی وہ ذات پاک ہی ہے جو تمکو بجلی دکھائیگا جو بعض کو موجب ہلاکت ہوگی اور بعض کو مفید - یعنی تمہاری ہلاکت ایک قسم کی آگ سے ہوگی جو جنگ کو آگ کہتے ہیں جیسے کلما اوقدوا نارا للحرب چنانچہ ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور فتح مکہ میں تو خاتمہ ہی ہو گیا دوسرا لفظ برق سے یہ بھی سمجھایا کہ یہ واقعات اچانک آئینگے جیسے بجلی اچانک آتی ہے وغیرہ اس میں یہ بھی سمجھایا کہ روز بدر وغیرہ بھی

ہوگا۔ جیسے بعد اس کے فرمایا۔

بارھواں نشان وینشئ السحاب الثقال یعنی اوس روز بارش بھی ہوگی جیسے دوسری جگہ فرمایا اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم و جب تم بارش مانگتے تھے اپنے پروردگار سے سو اس نے تمہاری دعا منظور کی

تیرھواں نشان ویرسل الصواعق فیصیب بھا من یشاء وھم یجادلون فی اللّٰہ یعنی اللہ تعالیٰ اس روز جبیر چاہیگا بجلی گراویگا اور وہ کون ہونگے خود ہی فرماتا ہے کہ وہ وہ لوگ ہونگے جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جھگڑا کر رہے ہیں اس عذاب پر بس نہیں

چودھواں نشان وھو شدید المحال یعنی وہ تو سخت عذاب والا ہے اس کے بعد اور بھی انکو سخت عذاب ہونگے

پندرھواں نشان لہ دعوۃ الحق اللہ تعالیٰ کی پکار ہی سچی ثابت ہوگی کیا معنی کہ ہمارا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو دعائیں مانگتا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے وہی آخر کار سچ ثابت ہوگا یہانتک کہ آخر کار سردار مخالفین ابو سفیان بھی اللہ تعالیٰ کی توحید اور بتوں کے بطلان کا اقرار کر اٹھیگا جیسے پانچویں نشان میں ذکر ہو چکا

سولھواں نشان والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ یعنی جو دعائیں منکرین لوگ بتوں کے آگے کرتے ہیں انکی مثل تو ایسی ہے جیسے کوئی پانی کے آگے ہاتھ پھیلا کر دعا کرے کہ میاں پانی جی میرے منہ میں آجاؤ مگر وہ مونہہ میں نہیں آئیگا اسی طرح انکی دعاؤں کا نتیجہ کوئی مفید نہ ہوگا۔

سترھواں وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ انجام کار ثابت ہو جائیگا کہ ان بے ایمانوں کی تمام دعائیں ضائع ہو گئیں غرض اس سلسلہ معجزات کو کہاں تک بیان کیا جاوے ویقول الذین کفروا جو اسی سورۃ میں دوسری دفعہ آتا ہے وہ بھی اسی ویقول الذین کفروا کا بقیہ ہے کیا معنی کہ کفار کے اس اعتراض پر غیرت الٰہی جوش میں آئی اور سلسلہ معجزات کا شروع کر دیا پھر دوبارہ شدت غیرت سے اسی بات کو دوہرایا اور پھر اسی سلسلہ کو شروع کر دیا جیسے کوئی حاکم کسی نالائق کی شرارت سے غضب میں آکر اسکو روکتا اور سمجھاتا اور ڈانٹتا ہے اور اثنائے فہمائش میں کہدیتا ہے کہ پھر بھی تم ایسا کہوگے اور پھر فہمائش شروع کر دیتا ہے اور ڈانٹنے لگ جاتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہو کر سورۃ پر ختم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ خط سارے معجزات کے تفصیل کی برداشت تو نہیں کر سکتا مگر میں کسیقدر اس دوسری ویقول الذین کے مابعد کو بھی بیان کر دیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان اللّٰہ یضل من یشاء کہدے اللہ تعالیٰ ہلاک کریگا اسکو جو ہلاکت کا خواہشمند ہے پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ اسی مضمون کو یہاں ان الفاظ میں ادا فرمایا کہ تم اپنا تغیر حال کر کے خود ہلاکت کی طرف جا رہے ہو۔

دوسرا نشان ویھدی الیہ من اناب جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ کامیابی اور فتوحات اور ترقیات کی طرف ہدایت کریگا پہلے یقول الذین کے بعد فرمایا تھا اللّٰہ یعلم ما تحمل کل انثی ..... وما تغیض الارحام وما تزداد اسی مضمون کو بالفاظ دیگر بیان فرمایا اور سمجھایا کہ جس سلسلہ کے استیصال کے تم درپے ہو اسی سلسلہ کی ترقی کے آثار اور تمہاری ہلاکت اور ذلت کے علامات تو اپنے گھر میں اگر غور کرو تو اسوقت بھی تم سمجھ سکتے ہو کہ تم میں سے

لوگ نکل نکل کر ہم میں شامل ہوتے جاتے ہیں اور ہم میں سے ایک بھی تم میں نہیں جاتا جیسے دوسری جگہ سے سلسلہ معجزات میں فرمایا اولم یروا انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا - یعنی کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ہم اس ملک کو اس کے اطراف سے گھٹاتے جاتے ہیں۔

تیسرا نشان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لھم یعنی مومنوں کو بڑی بڑی خوشیاں ہیں اور انکا انجام بہت اچھا ہوگا اور پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا جنہوں نے اپنے رب کی بات کو مان لیا انکو بڑی بڑی خوبیاں حاصل ہونگی۔

چوتھا نشان کذالک ارسلناک فی امۃ قد خلت من قبلھا امم یعنی اگر ہماری ان پیشگوئیوں میں جن میں انکی ہلاکت اور تمہاری کامیابیوں کا ذکر ہے انکو یقین نہ آوے تو سمجھا دے کہ ہم نے جیسے امم سابقہ میں رسول بھیجے اور ان کے مکذب اور مخالف ہلاک ہوئے اور رسول اور ان کے ساتھی مظفر اور منصور و کامیاب ہوئے اسیطرح ہم نے تجھے بھی ان لوگوں کی طرف بھیجا ہے ان مخالفین مکذبین کا بھی وہی حال ہوگا۔

پانچواں نشان قل ھو ربی لا الٰہ الا ھو یعنی کہدے کہ وہی رب العالمین میرا بھی ترقی دینے والا ہے میری ترقی ایسی کریگا کہ انجام وہی ایک معبود رہجائیگا اور بتوں کی پرستش جزیرہ نمائے عرب سے دور ہو جاویگی۔

چھٹا نشان ولو ان قراٰنا سیرت بہ الجبال یہ ترقی صرف عرب ہی پر محدود نہ ہوگی بلکہ بڑے بڑے پہاڑ اس قرآن کے ساتھ اڑائے جائینگے عراق عرب عجم۔ مصر۔ فارس روم شام وغیرہ سب فتح ہو جائینگے اور ان میں قرآن پھیل جائیگا پہلے ویقول الذین کے بعد فرمایا تھا وللّٰہ یسجد من فی السمٰوات والارض طوعا وکرھا یعنی آسمانی ہدایت اور زمینی ہدایت اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کے لئے ہی سجود کرائیگی ...... یعنی یہ مذہب سب ...... دنیا میں جاری و ساری ہو جائیگا۔

ساتواں نشان او قطعت بہ الارض یعنی انہیں ممالک تک یہ سلسلہ محدود نہ ہوگا بلکہ تمام زمین پر اسلام پھیل جاویگا یعنی زمانہ مسیح موعود میں یورپ ..... امریکہ افریقہ وغیرہ تمام ممالک میں پھیل جاویگا جیسے دوسری جگہ فرمایا لیظھرہ علی الدین کلہ۔

آٹھواں نشان او کلم بہ الموتیٰ - یہ کفار مخالف منکرین میں سے بھی اکثر باقی ماندہ مسلمان ہو جائینگے۔ چنانچہ روز فتح مکہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی اگر یہ باتیں تم نے دیکھ لیں تو پھر یہ بھی یقین کر لینا کہ تمام ممالک و مذاہب میں یہ مذہب جاری و ساری ہو جائیگا جیسے اوپر بیان ہوا۔

نواں نشان بل للّٰہ الامر جمیعا اور یہ ساری حکومت اللہ تعالیٰ کی ہی ہو جائیگی یعنی بڑے بڑے ملک فتح ہو کر سلطنت اسلام قائم ہو جائیگی۔

دسواں نشان ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ یعنی ان بے ایمانوں کو ان کے اپنے ہی کرتوتوں کی سزا میں ہمیشہ دکھ پہنچتے رہینگے۔

گیارھواں نشان او تحل قریبا ...... من دارھم یعنی یہانتک کہ تو روز فتح مکہ دس ہزار قدسیوں کے ...... ساتھ مکہ کے قریب اپنا ڈیرہ جماویگا۔ استثنا ۳۳ باب ۲

بارھواں نشان حتی یاتی وعد اللہ یعنی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ وعدہ ابھی فتح مکہ والا بھی آجائیگا -

تیرھواں نشان ولقد استھزئ برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب یعنی اگر اب بھی یقین نہ آوے اور تیری بیکسی اور بے لبسی اور ضعف کو دیکھ کر ان پیشگوئیوں کے متعلق ہنسی کریں تو پہلے بھی انبیا کے ساتھ اسیطرح ہنسی کی گئی ہے میں نے بے ایمانوں کو مہلت تو دی مگر دیکھا میرا عذاب ان پر کیسا امنڈ آیا انکا بھی یہی حال ہوگا -

غرض یہ سلسلہ سورہ پر ختم ہوگا - یہی غیرت الہی کا ایک نمونہ جو ہمارے سید و مولے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس جگہ معترضین کے اعتراض پر کئے گئے - مجھے اس کے معترض پر بھی خوف آرہا ہے کہ ایسے رسول کریم کی نسبت آنحضور نے بھی اعتراض کئے اور وہی کئے جو کفار کرتے رہتے تھے اللہ تعالی انکو ہدایت نصیب کرے ورنہ سخت خوف کا مقام ہے -

تیسری آیت کا جواب بھی اللہ تعالی نے اسیطرح فرمایا اور وہ سلسلہ پہلی آیتوں کی طرح سورہ پر ہی ختم ہوا جیسے فرمایا -

اول نشان قل انما الایات عند اللہ - یعنی کہدے تمام آیات (معجزات) اللہ کے پاس موجود ہیں - یہ اقرار ہے انکار معجزات نہیں ہے اور اقرار بھی نہ ایک کا نہ دو کا بلکہ بلا تعداد کا اول صیغہ بھی جمع کا ہے دوئم الف لام استغراق کا - پھر اقرار نہ ایک دن کے لئے نہ دو دن کیلئے بلکہ اقرار بھی دوام کے لئے جیسے جملہ اسمیہ دال ہے - پھر انما کے ساتھ اسکو موکد کیا ہے جو حصر کے لئے ہے کیا مطلب صرف ان کے ساتھ موکد نہیں بلکہ اس کے ساتھ ما نافیہ بھی ہے جس کے معنی ہیں اور کوئی بات نہیں صرف یہی بات ہے کہ تمام آیات ضرور موجود ہیں اور ہمیشہ کے لئے موجود ہیں - جیسے ولکل قوم ہاد فرمایا تھا یہاں فرمایا کہ یہ تو ایک بڑا عظیم الشان نبی اور منذر ہے اس کے نسبت کیا کہنا ہے معجزات تو اس کے خدام اور غلام بھی دکھلایا کریں گے اور یہ سلسلہ معجزات دکھلانیکا اس کے طفیل سے قیامت تک جاری رہیگا

دوسرا نشان وانما انا نذیر مبین یعنی میں تمکو تمہاری ہلاکت وذلت وناکامی کی خبر سناتا ہوں اور مبین کے لفظ میں یہ بھی فرمایا کہ کیا تمکو یہی نشان کافی نہیں کہ تم باوجود اسقدر طاقت اور مجھ سے میری ہلاکت کی تدابیر خفیہ کرتے ہو اور میں باوجود ایسی بے کسی بے لبسی تنہائی کے تمہاری ہلاکت کی خبریں کھلے بند سنا دیتا ہوں اور مبین میں یہ بھی سمجھایا کہ تم اس حالت عزت سے اگر مخالفت پر تلے رہے اور اس حالت کفر سے اگر شرارت سے باز آگئے تو الگ یہ ہوجاوگے کیا مطلب انجام کار یا ہلاک ہوجاوگے یا مسلمان ہوجاوگے

تیسرا نشان ان فی ذالک لرحمۃ وذکری لقوم یومنون یعنی صرف تمہاری ہلاکت اور ذلت پر ہی بس نہیں بلکہ مومن لوگ ایسے معزز ہوجائیں گے کہ لوگوں میں ان کے ذکر جاری ہوجائیںگے اور ان کے ذکر قیامت تک کتابوں میں لکھے جائیں گے کیونکہ یہ جملہ اسمیہ ہے

چوتھا نشان قل کفی باللہ بینی وبینکم شہیدا یعنی تمہارے میرے درمیان اللہ تعالی کی شہادت ہی کافی ہے کیا معنی وہ عالم الغیب سچے کو سچا - جھوٹے کو جھوٹا کرکے دکھلا دیگا -

پانچواں نشان والذین آمنوا بالباطل وکفروا باللہ اولئک ھم الخاسرون - یعنی اللہ تعالی کی شہادت یہ ہوگی کہ باطل کے مومن اور کفر اللہ تعالی کے کافر یعنی تم لوگ خسارہ والے ہوجاوگے -

چھٹا نشان ویستعجلونک بالعذاب یعنی وہ اس عذاب کا جلد آنا چاہتے ہیں ہمارے مخالف مسلمان تو معجزات سے منکر ہیں مگر مکہ کے کفار اولئک ھم الخاسرون سے عذاب کے منکر سمجھے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عذاب کا وقت دریافت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے یستعجلونک بالعذاب یعنی یہ عذاب کب آویگا جیسے دوسری جگہ فرمایا ویقولون متی ھذا الوعد

ساتواں نشان ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ...... ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وان کادوا لیستفزونک ... من الارض لیخرجوک منھا واذا لا یلبثون ... خلافک الا قلیلا قل لکم میعاد یوم یعنی جب تک تو ان میں ہے ان کو عذاب نہ ہوگا مگر یہ لوگ تو تجھے اس شہر سے نکالنا چاہتے ہیں سو یاد رکھیں کہ یہ بھی تجھ سے پیچھے تھوڑا ہی ٹھہر سکیں گے ان کو ان کے نکلنے کی میعاد ایک سال بتلا دے - اور یسعیاہ میں بھی یہ بعد ہجرت ایک سال پیشگوئی درج ہے لہذا اجل مسمی فرمایا -

آٹھواں نشان ولیاتینھم بغتۃ ..... یعنی اسکا ظہور اچانک ہوگا فتح بدر اور فتح مکہ دونوں اچانک واقع ہوئے چنانچہ پہلے ویقول الذین کے بعد برق کے لفظ سے بیان فرمایا تھا - غرض میں اس سلسلہ کو کہاں تک بیان کروں یہ سورۃ پر ہی ختم ہوگا -

چوتھی آیت جس سے انکار معجزات معترض نے نکالا ہے یہ ہے وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بھا الاولون اس آیت سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ ہم آئندہ نشان نہ دینگے بلکہ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ ہمکو نشان بھیجنے سے کسی نے بھی نہیں روکا - لفظ الا یہاں بمعنی واو عاطفہ کے ہے لئلا یکون للناس علیکم حجۃ الا الذین ظلموا منھم یعنی تاکہ عام لوگوں کے اور ظالموں کے لئے کوئی حجت نہیں رہی اگر یہاں الا استثنا کے لئے ہوتا اور اس سے یہ غرض ہوتی کہ ہم آئندہ نشان نہیں دکھلائینگے تو پھر اس آیت سے بعد سلسلہ آیات معجزات کا کسطرح شروع ہو جاتا جس کو میں انشاء اللہ عنقریب بیان کردونگا -

اور اگر الا استثنائیہ قرار دیا جاوے تاہم کوئی حرج نہیں اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ جو نشان انبیا سابقہ معرفت دکھائے گئے ہیں ان کے دوبارہ دکھلانے سے ہمکو ان گذشتہ مکذبین کی تکذیب نے روکا یعنی جبکہ ان نشانوں سے انھوں نے فائدہ نہیں اوٹھایا اس لئے اب ہم وہ نشان نہیں دکھلاتے بلکہ اور اور نشان دکھلائینگے - اس صورت میں یہ آیت سریح جواب ہے فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون کا یعنی جو نشان گذشتہ انبیا نے دکھائے ہیں وہی نشان یہ میں نے بھی دکھلائے چنانچہ وہاں بھی اس آیت کا جواب یہی ہے ما امنت قبلھم من قریۃ ..... اھلکناھا افھم یومنون کا یعنی پہلے لوگوں نے ان نشانوں کو تو نہیں مانا کیا اب یہ منکرین مان جاوینگے - بہرحال یہاں بھی اللہ تعالے نے سلسلہ آیات (معجزات) کا شروع کردیا -

اول ان ربک احاط بالناس یعنی ترقی دینے والے نے اب انکا احاطہ کرلیا ہے یعنی اب انکا عذاب قریب ہے تیری

ترقی اور انکی ہلاکت روز بروز بڑھتی جائیگی —
دوسرا اذ قلنا للملائکۃ میں بڑی تحدی ... کے ساتھ مخالفین کی ناکامی کا ذکر فرمایا کہ ابلیس کی طرح تم نامراد ہو گے جسقدر رسوا ہو سکتے ہو دوڑالو انجام کار فان جھنم جزاءکم۔ یعنی تمکو ان کوششوں کا بدلہ آگ دنیوی حسرت اور جنگ میں ہلاکت اور بعد اس کے جہنم حقیقی جزا ملیگی۔

تیسرا نشان ان عبادی لیس لک علیہم سلطان میرے بندوں پر تمکو نہ روحانی (اغوا اضلالی کا) غلبہ ہوگا نہ ظاہری۔ نہ جنگ میں غلبہ ہوگا چنانچہ پہلا جنگ بدر میں ہوگا کہ

چوتھا نشان واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ یعنی جب تمکو اس بحر میں وہ ضرر (شکست بدر) ہونچیگا وہاں کوئی بت کام نہ آویگا مگر جنکی پکار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہی کامیاب ہونگے لطف یہ ہے کہ بدر والے جنگل کا نام بحر ہے

پانچواں فلما نجاکم الی البر اعرضتم یعنی اوس بحر (بدر والے جنگل) میں تم کچھ بھاگو گے کچھ قید ہو کر فدیہ دیکر نجات پاوگے تو پھر تم اس عظیم الشان نشان کی پروا نہیں کرو گے۔ نجات کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر نجات پاوگے دوسری جگہ پیشگوئی بدر میں فرمایا۔ وتری المجرمین یومئذ مقرنین فی الاصفاد یعنی روز بدر ان اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے والوں کو توزنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیگا —

چھٹا نشان اس پیشگوئی کو اللہ تعالیٰ ذرا اور تصریح کے ساتھ فرماتا ہے افامنتم ان یخسف بکم جانب البر یعنی کیا تمکو ڈر نہیں آتا کہ تم اوس جنگل بدر کے ایک کنارہ میں کچھ ذلیل ہو جاؤ اور کچھ زمین میں دہنسائے جاؤ —
بدر میں کچھ قید ہوئے کچھ بھاگ گئے اور مقتول چاہ بدر میں ڈالے گئے قیدی اور بھاگے ہیں ذلیل باقی ہلاک ہوئے —
جانب البر کے لئے دوسری جگہ فرمایا اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی جب تم کنارہ نزدیک والے پر تھے اور وہ (کفار) کنارہ دور والے پر تھے یہاں اوس بحر کو بر بھی فرمادیا گویا لفظ بحر کے معنی ہی کردے

ساتواں نشان او یرسل علیکم حاصبا یعنی تمہارے پر ایک سخت آندھی بھی چلیگی جس سے چھوٹی چھوٹی کنکریاں بھی اوڑتی ہیں یہ واقعہ روز غزوہ خندق ہوا اور اس آندھی سے کفار کی آگ بجھ گئی اور جو بجہ وہ بھاگتا تھی کیا معنی مدینہ منورہ کی طرف سے جہاں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈیرہ تھا اس لئے وہ اسے بدفال لیکر خود بخود رات کو ہی بھاگ گئے

آٹھواں ثم لا تجدوا لکم وکیلا یعنی اب اس جنگ کے بعد تمہارا کوئی حامی مددگار جو تمہارے ساتھ ملکر مسلمانوں پر چڑہائی کرے نہ رہیگا۔
غرض اب کہانتک اس سلسلہ کو لکھا جاوے یہ بھی سورہ بڑی ختم ہوتی ہے جسکی برداشت یہ خط نہیں کر سکتا عمدہ تدبیر اس کام کے لئے یہ ہے کہ آپکے معترض صاحب قادیان میں آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کے معجزات کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں تاکہ اس غلام آقا کی عظمت کا انکو پتہ لگے اور یہ معجزات نہ ایک نہ دو نہ سو نہ ہزار لاکھوں تک نوبت پہونچ رہی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے معجزات کا یہ حال ہے تو اس کے سید و مولیٰ و آقا کا اسپر قیاس کر لو۔

معجزات قرآنی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں آنوقت تک ظاہر ہو رہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتی رہینگی پھر کوئی قیاس کرسکتا ہے کہ خود زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسقدر انکا ظہور ہوا ہوگا میں بطور نمونہ ایک معجزہ قرآن کریم کا لکھتا ہوں جو اب بھی موجود ہے اور قیامت تک برابر موجود رہیگا وہ معجزہ ہے بیت اللہ شریف۔ یہ معجزہ ایسا ہے کہ اس سے منکر اپنا کیا بلکہ منکر تمہاری بھی انکار نہیں کرسکتا۔ بیت اللہ شریف کی نسبت بھی بہت سے معجزات ہیں میں سارے نہیں لکھ سکتا صرف چار ہی لکھ دیتا ہوں۔

اول جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس یعنی اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو عزت کا گھر بنا دیا ہے۔ یہ ایک دعوی ہے کہ اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ایسا نہیں کہ جسکی معزز رہنے کی پیشگوئی کی گئی ہو اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے معزز رہا ہو دنیا بھر کی تمام مساجد سے بڑی معزز مسجد بیت المقدس تھی جس کے مہتمم ملوک و انبیا رہے اور ۱۳ برس میں ۱۵۶۰۰۰ ایک لاکھ چھپن ہزار آدمی نے تیار کی۔ کیا اسکی عزت قائم رہکی ہرگز نہیں بلکہ دو دفعہ زمانہ بخت ونصر و ٹیٹانس میں بیخ وبن سے اکھڑ گئے اور یہانتک اسکی بے ادبی ہوئی کہ سور کی قربانی اس میں کیگئی مگر بیت اللہ شریف ابتک معزز رہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے اسکو معزز گھر فرمایا ابتک معزز ہی ہے —

دوسرا قیاما للناس میں فرمایا کہ اسکا وجود اور اسکی عزت جبتک قیام وجود انسان ہے برابر رہیگی یہ دوسرا اور تیسرا دعوی ہے اور بعد اس کے ایک اور تحدی فرمائی ہے کہ۔

چوتھا ذالک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض یہ پیشگوئی اس لئے ہے کہ ہر زمانہ کے لوگ سمجھتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ علیم ہے یہ کتنا بڑا دعوی ہے بڑی بڑی مساجد اور گرجے اور شاہی تخت کے تخت گاہ و مکانات کا نام ونشان مٹ گیا خصوصاً تغیر سلطنت سے مگر اسکی عزت ویسی کی ویسی ہی قائم ہے —
بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یہ بھی فرمادیا ہے کہ بیت اللہ دست برد بادشاہ گردیوں سے محفوظ رہیگا چنانچہ فرمایا
یعنی یہ بیت اللہ ہمیشہ آزاد رہیگا کسی سلطنت کے ماتحت ہی نہیں ہوگا چنانچہ سلطان روم بھی اپنا لقب خادم الحرمین رکھنا اپنا فخر سمجھتا ہے تیمور لنگ نے مصر تک فتح کر لیا مگر بیت اللہ شریف کے فتح کی اسکو بھی توفیق نہ ملی۔ اب جائے غور ہے جس ذات پاک کے غلاموں کی معجزات الحکمت ہوں جس کے قرآن مجید کے معجزے ہر زمانہ میں اپنے سچائی دکھلاتے ہوں کیا اس کے معجزات پر بھی کوئی شک ہو سکتا ہے۔ معترض صاحب یہاں آدیں اور معجزات قرآنی کو سنیں اور غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا صدور ہر روز کئی کئی بار دیکھیں تاکہ ان کے دل سے شک رفع ہو۔

۲۔ سوال معراج شریف خواب تھی یا بیداری اگر خواب تھی تو خواب قابل اعتبار نہیں اگر بیداری تھی تو تین میل سے اوپر آدمی جا نہیں سکتا۔

جواب۔ خواب پر یقین کرنا مسلمان کا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں بچہ کا خواب کافر بادشاہ کا خواب فاسق فاجر کا خواب بیگناہ کا خواب اور سورہ فتح میں نبی کا خواب بیان فرماکر

تصدیق فرمایا پھر مذاہب آسمانی ہندو - یہود - مجوس بروے اپنی کتابوں کے خواب کو مانتے ہیں فلاسفر بھی مانتے ہیں دیکھو ابوعلی سینا کی تصانیف بہرحال خواب نہ مذہبًا ناقابل اعتبار نہ عقلًا -

دوسرا معراج خواب ہی نہیں تھا بلکہ عین بیداری ہاں ایک اعلیٰ درجہ کی بیداری تھی اور ایک لطیف جسم کے ساتھ تھا جسکا قیاس کثیف جسم کے ساتھ نہیں ہو سکتا سبحان الذی اسریٰ بعبدہ اور وما جعلنا الرؤیا التی میں یہی رویا مراد ہے - مگر لفظ رویا کا وسیع ہے جیسے خواب کی رویت پر بولا جاتا ہے اسی طرح بیداری کی رویت پر بھی بولا جاتا ہے -

۳ - سوال وھو بالافق الاعلیٰ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ...

ان عجیب آیاتوں کا کیا مطلب ہے

جواب - اس رکوع شریف کی تفسیر مولانا مولوی نورالدین صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰ پر لکھی ہے میں اسکا خلاصہ اپنے لفظوں میں یہاں لکھتا ہوں آپ وہاں سے دیکھ لیں والنجم اذا ھوی قسم ہے ثریا کی جب کہ سمت الراس سے نیچے ہو - یہ قاعدہ ہر ملک میں مروج ہے کہ ضروری مطالب کو الفاظ تاکیدی اور دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے اور ہر زبان و ملک میں خصوصًا ایشیا میں قسم سے بڑھ کر کوئی لفظ تاکیدی نہیں اور قرآن مجید بھی عربی زبان میں نازل ہوا جو ایشیائی ملکوں میں سے ہے اس لئے اسمیں بھی قسموں کا استعمال حسب محاورہ عرب ہوا -

قرآن کریم نے باوجود قسموں کے دلائل کو بھی ساتھ رکھا یعنی جن چیزوں کی قسمیں بیان فرمائیں وہی اشیا دلائل ثبوت دعوی وگواہ قرار دئے چنانچہ یہاں ضرورت نبوت ایک دعوی اور والنجم اسکا ثبوت ہے - ریگستان و بحری سفر کرنے والے جہاں کوئی سڑک راہ نما نہ ہوں النجم (ثریا) سے اپنا سمت سفر مقرر کر لیا کرتے ہیں جیسے آج جہازی مسافر قطب نما سے قائم کرتے ہیں اور عمومًا رات کو سفر کیا کرتے ہیں خصوصًا اگر ملک یا موسم گرم اور پانی کی قلت بھی ہو جیسے کہ عرب کا رواج تھا اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے و بالنجم ھم یھتدون یعنی وہ لوگ النجم ثریا سے راہ پاتے ہیں چونکہ النجم جب سمت الراس پر ہو راستہ کا پتہ نہیں دیتا اس لئے فرمایا اذا ھوی یعنی جب مشرق یا مغرب کی جانب جھکا ہو - اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کی اندھیریوں میں جنگلوں میں جہاں راستہ کا پتہ نہیں ہوتا تم النجم سے راہ پانے کے محتاج ہو تو کیا تم روحانی منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے کسی النجم کے محتاج نہیں - ضرور ہو جس رب العالمین نے اپنی ربوبیت سے ظاہری منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے تمکو النجم دیا ہے وہ روحانی منزل تک پہونچنے کے لئے راہ نمائی کرتا ہے وہ کون ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے - ما ضل صاحبکم وما غویٰ یعنی تمہارا ساتھی نہ کبھی بہکا نہ کبھی خلاف علم کوئی کام کیا کسی ہادی کے دعوی کو نہ ماننے کا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ ماننے والے اس کے حالات سے پورے واقف نہیں - یا انکو علم صحیح نہیں یا علم کے مطابق عمل نہ کریں سو یہ نبی ان تینوں نقصوں سے بری اور پاک ہے -

(ا) - ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ یعنی یہ تمہارا صاحب ہے تم میں ہی چالیس سال نہایت امانت دیانت تقویٰ سے گذاری اور تم نے کبھی اسکا صاحب ہونا ناپسند نہیں کیا بلکہ محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم کہلایا اس لئے فرمایا صاحبکم - تعجب کہ قرآن مجید نبی کا قوم سے ہونا ایسا ضروری بیان فرماتا ہے کہ باوجود یکہ وہ اس قوم کا بھی ہو اسکا اس قوم میں .... رہنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کے اخلاق عادات معاملات کا بھی علم ہو ہمارے مخالف منتظر آسمانی مسیح یا خونی مہدی یا غار سے نکلنے والے مہدی کے غور کریں کہ اجنبی کو آسمان سے اتار کر یا غار سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی سنت ہی نہیں کہ کسی قوم کی طرف بھیجے -

دوسرا - ہمیشہ جو تدبیر تمہاری یا اپنی بہتری کی نکالے وہ مثمر ثمرات نیک ہوئی اس لئے فرمایا ما غویٰ -

تیسرا چالیس سال کبھی کسی بدی بدعملی کا مرتکب نہیں ہوا چنانچہ فرمایا وانا اول المسلمین یعنی میں اول درجہ کا فرمانبردار ہوں -

چونکہ غیر معلومہ نتائج پر پہونچنے کے لئے ہمیشہ معلومہ مقدمات سے استدلال کیا جاتا ہے اس لئے آپ لوگ چالیس سالہ تجربہ سے سمجھ سکتے ہو کہ جس نے اتنی عمر میں کسی آدمی پر افترا نہیں کیا اب یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر افترا کریگا لہذا بعد غور یہ نتیجہ نکلیگا کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ یعنی یہ نبی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وحی الٰہی سے ہی بولتا ہے جو اسپر وحی کی جاتی ہے - علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ فاستویٰ وھو بالافق الاعلیٰ - یعنی سکھایا اسکو بڑی طاقتوں نے جو بڑے جگر کا تھا پس پورا نظر آیا اور وہ اب بلند کنارے پر ہے یعنی اسکو تعلیم کسی کمزور معلم کی نہیں اور نہ یہ کہ پورا تعلیم یافتہ نہ ہو بلکہ اپنی تعلیم میں ٹھیک ٹھاک ہو کر اعلیٰ کنارہ پر پہونچ گیا ہے - ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ - یعنی پھر نزدیک ہوا اور پاس کھڑا ہوا - پس دو کمانوں کا اندازہ یا اس بھی قریب تر ہو گیا قاعدہ ہے کہ جسقدر کوئی غلام کسی آقا کی زیادہ فرمانبرداری کرتا ہے اتنا ہی اس سید وآقا کا میلان بھی اسکی طرف ہوا کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن اسقدر میرے نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اسکی آنکھ کان ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہوں عرب میں دستور تھا جو دو آدمی باہم اتحاد کرتے تو اپنی اپنی کمان گھر سے لاتے اور دونوں کمانوں کو جوڑ کر جنکی شکل ایسی ایک کمان کی بنگئی ہے انمیں ایک تیر رکھ کر چلاتے اسکے معنی یہ ہوتے کہ جسطرف تیری کمان تیر چلائیگی میری بھی چلائیگی اب تیری کمان اور میری کمان دو نہیں ایک ہی ہے غرض تیرا دوست میرا دوست تیرا دشمن میرا دشمن ہے -

دونوں کمانوں کی شکل جب انکو جمع کیا گیا تو یہ شکل ہو گئی -

فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ - یعنی پس جب وحی کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کی طرف وہ عظیم الشان کلام اور تعلیم جو وحی کی ہے یعنی نتیجہ اس اتحاد کا یہ ہوا کہ ہمنے اپنے بندہ پر وحی نازل کیا - جب اللہ تعالیٰ نے ذکر دنو و قرب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا تو نتیجہ اس کامل عبودیت و کامل میلان الوہیت کا بیان فرمایا جو وحی الٰہی ہے - ما کذب الفؤاد ما رایٰ یعنی اس دل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا اور مغالطہ نہ کھایا اب اس مدعی وحی کی راستی اور عمدہ حالت کا بیان فرمایا افتمارونہ علیٰ ما یریٰ یعنی کیا تم اس کے دید پر

جھگڑتے ہو - عرب میں رواج تہا کہ جب کوئی بڑی بہاری انجمن کرنا چاہتے تو چونکہ لبسبب کثرت کے مکان میں گنجائش نہیں ہوتی تہی اس لئے کسی بیری کے نیچے جا بیٹھتے جو اس ملک میں بڑا درخت سمجہا جاتا چونکہ صاحب الوحی کے اول مخاطب عرب ہیں اس لیئے اللہ تعالے انکو فرماتا ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتھیٰ یعنی یقیناً اس نے اُسے بار دیگر دیکہا یعنی نظر ثانی کی سدرۃ المنتہیٰ سب سے بڑی بیری کے پاس یعنی تم بھی بڑی بیری کے پاس مشورہ کیا کرتے ہو مگر جس بیری کے نیچے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا وہ سب سے بڑی بیری اور حد کو حد بیری ہے - جو جس بیری کی تعریف ہے عندھا جنۃ الماویٰ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ یعنی اس بیری کے پاس جنۃ الماوی ہے اس بیری کو بڑے اعلی درجہ کے انوار ڈہانکے ہوے ہیں کیا مطلب اس بیری والے مشورہ پر جو چلیں گے ان کو جنۃ الماوی جسمیں جیحوں سیحوں نیل فرات بہتے ہیں ملیگا ما زاغ البصر وما طغیٰ لقد رایٰ من ایات ربہ الکبریٰ اسکی آنکہ نے کبھی نہیں اور غلطی نہیں کہائی ضرور اپنے رب کے بڑے بڑے نشان دیکہے - افرایتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ یعنی واہ کیا تم نے لات اور عزی دیکہا ہاں وہ تیسرا بھی دیکہا جو منات کہا گیا گذرا ہے یعنی کیا مطلب تم بھی اپنی بیری کے نیچے والے مشورہ پر غور کرو تمہارا نتیجہ تحقیق تو یہی نیچر کے بت ہی نکلے جو خود ہی بنالئے اور ایسی چیز سے بنالئے جو انسان کی خادم ہے بلکہ ذلیل ترین خدمت استنجاء کی بھی ان سے جا لی ہے کیا ذلیل چیز معبود ہونے کے لائق ہوسکتی ہے - ہرگز نہیں ہاں ایک اور بھی تمہاری بیری کی کیٹی کا نتیجہ ہے - الکم الذکر ولہ الانثیٰ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ یعنی کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس (اللہ) کے لئے بیٹیاں یہہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہے - یعنی اللہ خالق السموات والارض وما بینہما کے لئے بیٹیاں جن کو تم پسند نہیں کرتے اور تمہارے لئے بیٹے یہہ وہم پرستی ہے جو تمہاری بڑی بڑی مجلسوں کمیٹیوں میں پاس ہوئی -

غرض میں نے اس تفسیر میں بہت ہی اختصار سے کام لیا اگر آپ مفصل چاہیں تو اصل کتاب سے لاحظہ فرماویں -

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ وصلی وسلم یا رب علی نبیک وحبیبک وصفیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم والہ واحمد صلی اللہ علیہ وسلم والہ واصحابہما اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

(حکیم فضل الدین از قادیان)

ڈائری

۲۰- فروری - حضرت حکیم الامت نے کسی شخص کا مقولہ بیان فرمایا کہ وہ کہتا ہے ... بیماریاں آیا ہی کرتی ہیں ان کو خدا کے غضب سے کیا تعلق ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ایسے لوگوں کو خدا تعالی پر ایمان نہیں ہوتا قرآن کریم سے منکر ہیں وہ سمجہتے ہیں کیا موسیٰ - نوح علیہ السلام کے وقت میں یوں ہی بیماریاں آئی تہیں یا کہ خدا تعالے نے ان کو کوئی

سبب بیان فرمایا ہے -

فرمایا اسدفعہ طاعون خطرناک شکل پکڑتی جاتی ہے ہمیں تو اس سے خوشی ہوتی ہے کیونکہ اس سے خدا تعالی کی ہستی اور دنیا کی ناپایداری اہل دنیا پر ثابت ہو رہی ہے - خدارا بخدا تو انند شناخت - سوفسطائی جو حقیقت اشیاء کے منکر ہیں اُن کا جواب یہی لکہا ہے کہ انکو جب آگ میں ڈالا جاتا ہے تو تب حقیقت اشیاء کے قائل ہو جاتے ہیں -

اب اللہ تعالی اپنی ہستی کا ثبوت دنیا پر واضح فرما رہا ہے

سعد اللہ لدہیانوی کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ میں نے اپنے قصیدہ انجام آتہم میں اس کے متعلق لکہا تہا اذیتنی خبثاً فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء یعنی خباثت سے تو نے مجہے ایذا دی ہے پس اگر تو اب ہمارے ہلاک نہ ہوا تو میں اپنے دعوی میں سچا نہ ٹہرونگا اے سرکش انسان -

فرمایا اسی طرح سعد اللہ نے بھی میرے حق میں لکہا ہے کہ تیرا اخذ یمین اور قطع وتین اور تیرا سلسلہ تباہ ہوگا -

اب یہہ اوس نے مباہلہ کر لیا تہا دیکہو اب کون تباہ و ہلاک ہو یہی مباہلہ کا نتیجہ ہوگا وہ لکہتا ہے کہ یہہ کذاب ہے اب دیکہو کہ کذاب کا یہی حال ہوتا ہے کہ اس کے مقابل پر مومن اور سچے ہلاک ہوتے جاویں ہر امر میں کاذب غالب ہو اور اُس کو خدا کی نصرت ملتی جاوے اور خدا تعالی سچوں پر تباہی اور ہلاکت وارد کرتا جاوے

ہماری صداقت کا آفتاب چڑہ آیا ہے -

کیا خدا دجالوں اور کاذبوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا آیا ہے کہ کاذبوں کو مہلت دیتا جاوے اور اون کے مقابل سچوں کو ہلاک کرتا جاوے کیا اس بات کا ثبوت کسی سابق زمانہ میں کوئی کبھی گذرا ہے کہ خدا نے ایسا کیا ہو -

دراصل اب دنیا میں دہریت پہیل گئی ہے اب تو ہماری صداقت کا آفتاب چڑہ آیا ہے یہہ وہ امور ہیں جن سے خدا تعالی کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے -

۱۶- فروری نماز ظہر - مونگیر کی جماعت اور وہاں کے کسی مباحثہ کا ذکر ہوا فرمایا تحریری سوالات ہوں تو ہماری طرف سے بھی مخالفین کے لئے تحریری جواب دیا جاوے اور زبانی مباحثات مظنہ فساد ہوتے ہیں -

قاضی ظفر الدین متوفی کے قصیدہ کا ذکر ہوا جو اوس نے حضرت کے قصیدہ کے مقابلہ میں بنایا تہا اور اسکو خدا نے اتنی فرصت نہیں دی کہ اسکو شائع کرتے اب اوسکو ثناء اللہ چہاپتا ہے حضرت نے فرمایا قصیدہ بنانے والا تو اپنے کیفر کردار کو پہونچ گیا اور جہان سے رخصت ہو گیا اور وہ اسکو اپنی زندگی میں بھی شائع نہ کر سکا ثناء اللہ کو تو اتنی بھی لیاقت نہیں کہ اسکی تصحیح کرسکے -

فتاوے حکیم الامتہ

۱۱- فروری ۱۹۰۹ء ایک خط سے حضرت حکیم الامتہ کے آگے سوال پیش ہوا کہ مفقود الخبر زوج یعنی جس عورت کا شوہر بہت مدت سے گم ہوگیا ہو وہ عورت کتنی مدت کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے -

فرمایا - چار سال تک اگر مفقود الخبر رہے تو اسکو فوت شدہ تصور کیا جاوے اور چار سال کے بعد وہ عورت جس کا خاوند چار سال سے گم ہو چار مہینے دس دن عدت میں رہے بعد ازاں دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے پہر پہلا اگر آجاوے تو پہلے کا کوئی حق نہیں - آج مغرب وعشاء کی نماز بسبب بارش جمع کی گئی - اور ادائے فرض مغرب وعشاء کے بعد باقی حروف نے حضرت

شاہِ کابل و سزائے اختلاف مذہب

مسز کیٹ ڈالی۔ اخبار ڈیلی ایکسپرس میں زیر عنوان "نو سال کابل میں" اپنا تجربہ و مشاہدہ لکھتی ہے۔ اور یہ مضمون اس عنوان کے نیچے اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۹ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۷ پر نقل ہوا ہے۔ جو حالات کہ میم صاحبہ ممدوحہ نے تحریر فرمائے ہیں۔ وہ بہت دلچسپ ہیں۔ اور بالخصوص ایسے لوگوں کے لئے جو اہل مغرب ہیں یا مغربی روشنی سے متاثر ہو چکے ہیں۔ خالی از دلچسپی نہیں ہیں۔ ایک واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ چند ملانے کابل میں ایسے متعین ہیں جو گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور نماز کے وقت اگر کوئی ایسا آدمی ان ملانوں کو مل جاوے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ یا مسجد میں نہ گیا ہو تو اسکو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی معذوری پر کوئی کافی روشنی نہ ڈال سکے یا وجہ نہ بتلا سکے جو ان ملانوں کے خیال یا رائے میں شرعی عذر تک پہنچتی ہو تو فوراً اس کو گرفتار کر کے اس کا منہ اور چہرہ کالا کیا جاتا ہے اور اس کو گدھے پر بٹھایا جاتا ہے اور گدھے کی دُم کی طرف اس کا منہ کیا جاتا ہے اور اس کو تمام شہر میں تشہیر کیا جاتا ہے۔ اور شہر اور بازار گلی کوچوں کے لوگ اس پر ہنسی اور ٹھٹھہ کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح مختلف امورات تحریر فرمانے کے بعد لائق نامہ نگار وہ دل کو سخت صدمہ پہنچانے والا واقعہ بیان کرتی ہے جس کی طرف ہم ناظرین اخبار ہذا اور دیگر مہذبین کو اور مذہبی دنیا کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتی ہیں۔ وہ سخت سزائے اختلاف مذہب کی ہے۔ فروعی باتوں پر۔ ہم اس واقعہ کو خود انہی الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں۔

سزائے موت بذریعہ سنگساری

یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ان روشنی اور تہذیب کے دنوں میں بھی پرانے مشرقی طریقہ سنگساری کے ذریعہ سے کسی شخص کی جان لی جاوے۔ لیکن دو ایسے واقعات میری موجودگی میں کابل میں وقوع پذیر ہوئے جو صرف مذہبی اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی تھا۔ ایسی حالت میں صرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کافر یا ملزم کو شہر کے گنجان حصوں میں سے گھسیٹ کر سنگسار کرنے کی جگہ پر لے جاتے ہیں۔ جو کوہ سیاہ کے نام سے مشہور ہے Place of Black stones

جب یہ متعصب گروہ تمسخر اور ہنسی اور گالیاں نکالتا ہوا اور ملزم پر لعنت بھیجتا ہوا جائے موسومہ کی طرف جاتا ہے تو ہر شخص اپنے ہاتھ میں ایسا بھاری پتھر رکھ لیتا ہے جتنا کہ وہ اٹھا سکتا ہو اور مارنے کے لئے پھینک سکتا ہو۔ جب جائے موسومہ پر سب لوگ پہنچ جاتے ہیں۔ تو فتوے دینے والا سب سے پہلے اپنا پتھر اس بدنصیب شخص پر چلاتا ہے۔ پھر سب لوگ اس کی طرف پتھروں کی بوچھاڑ شروع کرتے ہیں۔ بدنصیب ملزم بیہوش یا مُردہ ان پتھروں کے نیچے تین دن تک پڑا رہتا ہے۔ اور اس کی لاش کے اوپر پہرہ شاہی لگا رہتا ہے۔ تین روز گذر جانے کے بعد لاش متوفی کے ورثا یا رشتہ داروں کو مل جاتی ہے۔

سر دست ہم اس سزا کے جائز ناجائز ہونے پر ذکر نہیں کرنا چاہتے جو امر کہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ فروعی مسائل کے اختلافات سے فتویٰ کفر تیار کر کے اس طرح بیرحمی اور خلاف شریعت سنگسار کر دینا کسی مذہب نے جائز نہیں رکھا۔ اور ہم شاہ کابل خلد اللہ ملکہ کی توجہ اس بیرحم سلوک کی طرف دلوانا چاہتے ہیں۔ اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ شاہ کابل اس امر کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت کے پاس کون سے شرعی دلائل ہیں۔ جن کے ذریعہ سے وہ مذہبی آزادی کا اس طرح بیجا خون کرتے ہیں۔ اور پھر باوجود اس سلوک کے شاہِ والا تبار شیعوں میں اس بات پر فخر اور مباہات سے کہنے کو تیار ہیں کہ وہ متعصب نہیں اور اُن کے ملک میں ہر فرقہ کو مذہبی آزادی ہے۔ کیا وہ اس بات کا کوئی جواب دے سکتے ہیں کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم کس گناہ کے بدلہ سنگسار کئے گئے۔ کیا وہ یہی اختلاف مذہب نہیں تھا۔ اور وہ اختلاف بھی ایسا جو محققانہ ہو۔ اگر حضرت ممدوح نے اس واقعہ کے بعد اپنی پولیسی کو بدل دیا ہے تو بھی ہم امید رکھتے ہیں کہ اس کے بارہ میں حضرت ممدوح خاص طور پر اعلان فرما دینگے ✤ اور آئے دن جو کابل کے ملک سے احمدیوں کو جو ہر طرح سے بادشاہِ وقت کی فرمانبرداری اور اطاعت اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ ہجرت کر کے ہندوستان میں آنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی کیا بنیاد ہے بہرحال اگر ہندوستان کے علماء کی طرح وہاں بھی تکفیر کا بازار گرم ہے۔ تو سلطنت افغانستان میں اس قسم کے کئی واقعات وقتاً فوقتاً پیش آنے کا احتمال ہے۔ جبتک مذہبی آزادی نہ ہو۔ اور تقلید کے جکڑبندوں سے آزاد ہو کر مسلمان خود مذہبی معاملات میں غور اور فکر سے کام لینا شروع نہ کریں۔ دماغی حالت مسلمانوں کی درست نہیں ہو سکتی۔ ہم خداوند تعالیٰ سے اخیر میں دعا مانگتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کے بادشاہوں پر۔ مسلمانوں پر اپنے فضل و کرم سے رحم کرے۔ اور وہ کم سے کم اسقدر رحم کا نمونہ اپنے وجود میں اپنے ملک میں ظاہر کریں جس قدر کہ عیسائی سلطنتوں میں پایا جاتا ہے۔ ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ اسنے برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ رکھکر ہم کو ہر طرح کی آزادی دی۔ فهل جزاء الاحسان الا الاحسان ✤ (راقم ایک مسلمان از ایبٹ آباد۔

ڈائری

۹۔ فروری

خط سے سوال پیش ہوا کہ مکان میں میرا پانچسو روپیہ کا حصہ ہے اُس حصہ میں مجھ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ جواہرات و مکانات پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

نماز عصر کے وقت طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ اس وقت جو بے وقت بارش متواتر برس رہی ہے واللہ اعلم اس سے طاعون کے کیڑے ہی پرورش پا رہے ہیں۔

۱۰۔ فروری نماز عصر

آریوں کی مذہبی کانفرنس مقام گوجرانوالہ کے ذکر پر مفتی صاحب کو فرمایا انکو لکھو کہ اگر تم کم از کم تین گھنٹہ ہماری تقریر کے لئے مقرر کرو تو ہم مضمون لکھکر سنانے کو بھیج سکتے ہیں۔

۱۱۔ فروری

قبل ظہر۔ مفتی صاحب نے کسی شخص کا سوال خط سے پیش کیا کہ میں نے ایک بیوہ عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے اُس کے ساتھ نکاح سے منع فرمایا۔ کیا اسپر عمل کیا جاوے یا نہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ آں حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَیَ الْحَقَّ۔ لہٰذا اُسپر عمل کیا جاوے۔

پھر خط سے سوال پیش ہوا کہ کئی اشخاص نے ایک گائے قربانی کرنے کے لئے خریدی تھی جن میں سے ایک احمدی تھا۔ غیر احمدیوں نے اسکو اس وجہ سے اُس گائے کا حصہ قیمت واپس دیدیا کہ اس کا حصہ قربانی میں رکھنے سے قربانی نہ ہوگی اس لئے اُس شخص نے لکھا کہ میں اپنی قربانی کا حصہ نقد قادیان میں بھیج سکتا ہوں یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اُس کو لکھو کہ قربانی کا جانور اُس قیمت سے لیکر وہاں ہی قربانی کردے۔ عرض کی گئی کہ اُس کا حصہ قیمت جو گائے کے خریدنے میں تھا وہ بہت تھوڑا ہے اس سے دنبہ بکرا خرید نہیں سکیگا۔ حضرت نے فرمایا اُس کو لکھو کہ تم نے جبکہ اپنے اوپر قربانی ٹھہرائی ہے اور طاقت ہے تو اب تم پہ اُس کا دینا لازم ہے اور اگر طاقت نہیں تو پھر اُس کا دینا لازم نہیں۔

خط سے سوال پیش ہوا کہ میں بوقت سحر ماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہوگئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر رکھنا لازم ہے یا نہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ بے خبری میں کھایا پیا تو اُسپر اُس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔

پھر سوال ہوا کہ کتب سے فرضی روزے مراد ہیں یا اور روزے مراد ہیں حضرت نے فرمایا کتب سے فرضی روزے مراد ہیں۔

۱۲۔ فروری

نماز ظہر۔ آج حضرت اقدس نماز ظہر میں تشریف لائے ایک مولوی صاحب حدود افغانستان سے حضرت کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے مصافحہ کے بعد حضرت نے اُن کے کوائف سفر و صعوبت راہ کی حالت دریافت فرمائے۔

بعد ازاں حکومت افغانستان کی عدم حریت و آزادی کے متعلق ذکر ہوا فرمایا کہ اخبارات میں جو آجکل لکھا جا رہا ہے کہ حکومت افغانستان میں ہر مذہب کے لوگوں کو عام آزادی حاصل ہے یہ سراسر دروغ بے فروغ ہے کیونکہ اگر افغانستان میں ہندوستان جیسی حریت اور آزادی ہر مذہب کے لوگوں کو حاصل ہوتی تو اخوندزادہ حضرت مولوی محمد عبد اللطیف کو اس سخت بے دردی سے اختلاف مذہب کے سبب اُس حکومت میں ہلاک نہ کیا جاتا۔

بعد ازاں حضرت نے خدا تعالیٰ کی تازہ وحی کا ذکر فرمایا جو پہلے درج ہو چکی ہے اور اُس میں سے مندرجہ ذیل فقرہ سنایا (آسمان ٹوٹ پڑا اسرار معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے) کی تشریح میں فرمایا۔ اگرچہ کثرت بارش سے بھی آسمان کا ٹوٹ پڑنا مراد ہو سکتا ہے مگر .... اِن الہامات کی تشریح میں ہم کسی پہلو پر زور نہیں دیتے جس طرح اللہ تعالیٰ نے جس رنگ و صورت میں چاہا واقع ہونگے اِن الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دہشتناک امر واقع ہونے والا ہے جس سے لوگ متحیر و خوف زدہ ہو جاوینگے لہٰذا خدا تعالیٰ نے اُن کی طرف سے حکایتہً بیان فرمایا ہے کہ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے فرمایا اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں ہے قریب آ گیا ہے۔

پھر حضرت اقدس نے فاضل امروہی سے استفسار فرمایا کہ خطوط سے معلوم ہوتا ہوگا آپ کی طرف بارش زور سے برس رہی ہے یا نہیں مولوی صاحب نے عرض کی کہ اُس طرف اتنی بارش نہیں ہے جس قدر اس طرف برس رہی ہے پھر حضرت نے بیماری طاعون کا حال پوچھا مولوی صاحب نے عرض کی بیماری اُس طرف بہت ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ ثناء اللہ لکھتا ہے کہ سعد اللہ کی وفات کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہوگئی ہے حقیقۃ الوحی میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق زبردست دلائل لکھے جاوینگے۔

فرمایا ثناء اللہ بہ نسبت محمد حسین بٹالوی کی بدگوئی میں بڑھ گیا ہے۔

محمد حسین بٹالوی کا ذکر ہوا۔ فاضل امروہی نے عرض کی کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اُس نے کہا تھا کہ میں نے ہی ان کو یعنے حضور کو عروج پر چڑھایا تھا اور میں ہی گرا دونگا مگر معاملہ برعکس ہوا محمد حسین کے اس خیالات و افکار سے مراد پہلے براہین احمدیہ میں ریویو لکھنا اور پھر حضرۃ اقدس پر تکفیر کا فتویٰ تیار کرنا اور مولویوں کی مہریں لگانا ہے)

اس جگہ تو بوتانیو ترقی ہو رہی ہے اور مشرق و غرب کی مخلوق آ پہنچی ہے اور محمد حسین اکیلا و طرید رہ گیا ہے۔ اکثر احباب نے اس کو چھوڑ دیا ہے ایک زمانہ تھا کہ اشاعۃ السنہ سے اس کو تین سو روپیہ تک بچ جاتا تھا اب کوئی اس سے پوچھے کہ کیا حال ہے۔

حضرت نے فرمایا محمد حسین ہمیشہ ہمارے پاس آیا جایا کرتا تھا ۱۵ روز تک بٹالہ میں نہیں ٹھہر سکتا تھا بلکہ ہمارے پاس آ جاتا تھا ایک دفعہ اسکے متعلق اسکے باپ نے ایک سخت ناگوار اشتہار دیا جاتا تھا اور محمد حسین نے مجھے کہا کہ میرے باپ کو اس امر سے منع کرو چنانچہ ہم نے اس کو اس امر سے روکا تھا

میر ناصر نواب صاحب نے خواب بیان کی کہ تھوڑے روز ہوئے میں نے محمد حسین کو خواب میں دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہے اور میرے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میں نے بھی اُس کے ساتھ مصافحہ کیا اتنے میں مجھے آواز آئی جو کہ آپ سے اُس سے جھک جائے۔

نماز عصر

نماز عصر کو حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے نو وارد افغان مولوی صاحب سے بزبان فارسی استفسار فرمایا کہ آپ کے ملک میں سردی کا کیا حال ہے اُس نے عرض کی کہ ہمارے ملک میں بہت سردی ہوتی ہے بالخصوص تین ماہ میں سخت سردی پڑتی ہے فصل برف کے نیچے دب جاتے ہیں۔

حضرت نے پوچھا کہ افغانستان میں عربی کی کیا کیا کتابیں لوگ پڑھتے ہیں۔ افغان مولوی صاحب نے عرض کی کہ فقہ کا زیادہ رواج ہے قدوری۔ کنز۔ شرح وقایہ۔ ہدایہ پڑھ لیتے ہیں۔ زیادہ علوم سے اکثر علماء بے بہرہ ہوتے ہیں حدیث کے علم کا رواج افغانستان میں نہیں ہے۔

سفر ریل میں ایک افغان مولوی مجھے ملا میرے پاس بخاری شریف تھی اُس نے میرے پاس بخاری شریف دیکھ کر کہا کہ تم وہابی ہو حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا۔ خود مولف بخاری شریف کو ان لوگوں کے بھائی بندوں نے بخارا سے جلاوطن کر دیا تھا بعد ازاں جماعت کھڑی ہوگئی ادائی نماز کے بعد حضرت اندر تشریف لے گئے۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی کے الہامی الفاظ ہیں یہ وحی ۵ مئی ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔ اور فوراً اخبارات اور رسائل میں شایع کر دی گئی۔ اس وحی الٰہی کے متعلق جو تصریح اس وقت کی گئی تھی اسے یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔

۵ مئی ۱۹۰۵ء الہام۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن ثلج کا لفظ عربی ہے۔ اس کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے۔ اور شدت سردی کے موجب ہوتی ہے اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کریگا۔ اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی۔ اور دوسرے معنے اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے۔ یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلایل اور شواہد میسر آجاویں جن سے اُس کا دل مطمئن ہو جاوے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تقریر موجب ثلج قلب ہو گئی یعنی ایسے دلایل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے کلی اطمینان ہو گئی۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پا لیتا ہے تو اُس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ ثلج کے دوسرے معنے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ و شک کو دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا۔ تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہو گی کہ چونکہ گذشتہ دنوں زلزلوں کی نسبت کج طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے۔ اور ثلج قلب یعنے کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے مگر بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہو گا جس سے ثلج قلب ہو جائیگی اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلی دور ہو جائیں گے اور حجت پوری ہو جائیگی۔ اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہ بھی قریب قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائینگے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اس قدر تواتر نشانوں کی وجہ سے دلوں پر اثر ہو گا کہ مخالفین کے مُنہ بند ہو جائینگے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلی پائیں گے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنے تسلی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہائی ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنے ہوئے تو خدا تعالےٰ کوئی اور سماوی آفت نازل کریگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب اُن الفاظ پر غور کرو جو ہمنے جلی قلم سے لکھ دیئے ہیں۔ کہ کس طرح پر قبل از وقت اللہ تعالیٰ کے اعلام و الہام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو شایع کیا تھا اور ظاہر کر دیا گیا تھا کہ موسم بہار میں غیر معمولی برف و باران کا گویا ایک طوفان آجاوے گا۔

اس موسم بہار میں جس صفائی اور خوبی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت نہیں۔ یورپ میں سردی کی شدت نے بھی اگرچہ ایک رنگ میں اس پیشگوئی کو پورا کیا ہے لیکن خود پنجاب میں جو حالت ہو رہی ہے اس سے غالباً کوئی متنفس ناواقف نہیں۔ آسمان غیر معمولی طور پر جھکا ہوا ہے اور بارش کا سلسلہ کچھ ایسے طور پر شروع ہوا ہے جو ایک خطرناک صورت دکھا رہا ہے۔ بجائے اسکے کہ میں اس پر کچھ لکھوں ۱۲ فروری ۱۹۰۶ء کے اخبار عام سے کچھ حصہ یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔ پڑھنے والے اس پر غور کریں اور خدا تعالیٰ کے نشانات کی ہتک کرنے سے باز آئیں کیونکہ اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا کرتا۔

موسم پنجاب کی حالت۔ پچھلے ہفتے کی رپورٹ فصلات سے ظاہر ہے کہ تمام اضلاع پنجاب میں کہیں معتدل اور کہیں عمدہ بارش ہوئی ہے۔ لیکن لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے بھی زیادہ عرصے سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنے کے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ جب کبھی بارش کی قلت ہوتی ہے تو عذر جنگلات کے کٹنے کا پیش کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اسی باعث بارش ہونا موقوف ہو رہا ہے حالانکہ دوسرے موقعہ پر یہ عذر بالکل فضول بلکہ لغو معلوم ہوتا ہے۔ دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شائد اب بس کریگا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصّے میں بارش اس زور اور ایسی افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الاماں پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدانخواستہ بارش کی رحمت مبدل بہ زحمت نہ ہو جاوے۔ اس کے ساتھ بجلی بھی خوب چمکتی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اسکے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑک دلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند عالم کو کیا منظور ہے۔ یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اسکی بھی کچھ حد ہے۔ مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ نعمت غیر مترقبہ سمجھے اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں رحمت کی زحمت بن جائے اور فصلوں کی خرابی کو اکھاڑ کر نیست و نابود کر ڈالے۔ اس بارش سے اندیشہ ہے کہ نشیب کی فصلیں زیر آب ہو کر بُرد ہو جائیں اور تمام امیدوں پر پانی پھر جاتا ہو۔ سب لوگ مارے حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے۔ کون آدمی یہاں دم مارنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے تعجب کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرندے بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑوں کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ انکے اندر اتنی گرمی کیسے پیدا ہو گئی ہے۔ اور جانکار لوگ اس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے چنانچہ یہ خیال واقعی ثابت ہوا ہے۔ بادل اس وقت تک آسمان پر منڈلاتے ہیں۔ ابھی مطلع صاف ہے۔ دن کو دھوپ ہے۔ رات کو تارے ہیں اور ابھی دیکھتے دیکھتے ابر چھا رہا ہے اور بوندا باندی ہونے لگتی ہے۔ اس بارش مسلسل کے کارن ہر چیز میں رطوبت سیلن کی افراط پائی جاتی ہے۔ اب تو سب لوگ یہی چاہتے ہیں کہ بارش بس ہو اور دھوپ کی صورت نظر آئے۔ ہر ایک چیز اعتدال میں ہی لطف دیتی ہے۔ یہ بات ہے کہ موسم سرما میں بارشوں کی افراط سے بہ نسبت ان کی قلت کے زیادہ تر نقصان فصلات کا خوف مانا جاتا ہے۔ قلت باران سے صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصور ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ پچھلے ہفتے کی سرکاری رپورٹ میں کوئی ضلع نہیں جہاں بارش نہ ہوئی ہو۔

جو صاحب جگر و دگر ریزہ ضائع کرکے مایوس آزمایش نکریں ہرگز ہرگز نہ بلکہ اپنی خوبیوں سے

خاطر ہو گئی ہوں انہیں قسم ہے خدا ذوالکرم کی جنکا اعلیٰ سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب مرکب ہے اور عزیز ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید

مرجان یشب کہربا کستوری زعفران

عنبر وغیرہ کا مشہور مرکب دلعزیز مرکب

لطیف غذا ہے جو دل و دماغ کو ایک نئی زندگی بخشتا ہے جوانی کی طرح بڑھاپے کی جان

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچروپیہ (صہ) قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (سہ عہ) قیمت ایکدرجن (صہ)

مفرح عنبری میں خداتعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکو حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور بڑے بڑے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں خدا کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجایش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کے بعد ہی اس کو ختم کرتا ہوں۔ **مفرح عنبری** جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنی خاصہ یہ ہے کہ اسکی ایک خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دلکو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خداتعالیٰ نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل بے چینی۔ دل کا دھڑکنا دل کا بیٹھ جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک بیجا اور قابل اعتبار تریاق ہے۔

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ رعشہ۔ کثرت احتلام کثرت پیشاب۔ وغیرہ کو ایک خاص فایدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا کثرت ..... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے نقایص پیدا ہوتے ہیں وہ اسکے استعمال سے جلد دور ہو جاتے ہیں **مفرح عنبری**۔ جنکے اعصاب ہیں سبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آجائے اور جسم میں کمی واقع ہو ان کیلئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے **مفرح عنبری** وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طالبعلموں کو صحت کی قدر ہے اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبراتی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمایش شرط ہے **مفرح عنبری** چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی تریاقات و جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو خداکے کرم کی ذمہ داری کیساتھ اسکا استعمال ہر زہر و سم دفع کرنے کیلئے واجب اور لازم ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا تو بڑا محال ہے **مفرح عنبری** اکابر اور اطبا اور اہل الرائے کی خدمت میں تو کچھ اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو خود ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنے جن کا دوسرے تیسرے مہینے حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنے ایام ماہواری میں کثرت خون جانیکا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی امداد کے باعث مارے درد کے سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد بلا تامل فوراً اس کو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔ **مفرح عنبری** سے وہ لوگ بھی بفضلہ فایدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں۔ **مفرح عنبری** وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کافور دماغی طاقت پھر لوٹ آتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پرنور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگدھہ ضلع ایوار

عنایت فرمائے حکیم صاحب! سلام مسنون ۔۔۔ ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگدھ نے منگائی تھی ان کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کرکے سو ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جس قدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیے۔ (دستخط) سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبدالمجید خان صاحب رئیس اعظم بدرستی

تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھکو مجبور کرتے ہیں کہ میں آپکو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور طاقت کے واسطے یکساں فایدہ ہے اور آپ جس قدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف اُن کی دوائی حسب اشتہار ثابت ہوئی ہے

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار

رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ: ڈیر سر! آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونیکی تصدیق کرتا ہوں سدوسال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے۔ مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ لچھمن لال کے نام روانہ فرما دیں۔

عالیجناب نواب عبدالمجید خان صاحب بہادر

برادر عالیجناب نواب صاحب بہادر ستھنوز تحریر فرماتے ہیں۔ اے حکیم بے نظیر! آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فایدے دکھلائے ہیں۔ بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے بے نظیر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں

ہزارہا اطبا نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے ملک کے ہزاروں عالم فاضل اور رئیس

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ | نمبر ۸

تازہ الہامات

۲۸ - فروری سنہ ۱۹۰۷ء **سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی** - خوش آمدی نیک آمدی - چنانچہ اسی دن بارش ہوگئی اور ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ آگیا - مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کا آج (۵ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء) کی ڈاک میں خط آیا کہ قریباً نو بجے رات کے ایک سخت جھٹکا بھونچال کا آیا اور بارش بھی بہت ہوئی اور اولے پڑے - اور چوہدری محمد نواب خان صاحب تحصیلدار کا آج گوجرات سے ایک کارڈ آیا - وہ لکھتے ہیں - ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کی بعد رات کو سخت زلزلہ گوجرات میں آیا - جو نہایت خطرناک تھا اور پیشگوئی قبل از وقت ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۷ء کی صبح کو کی گئی تھی جبکہ صوب تھی اور بادل کا نام و نشان نہ تھا - اور نہ زلزلہ آیا تھا اس واقعہ کے گواہان حاشیہ میں درج ہیں [1]

۲ - مارچ سنہ ۱۹۰۷ء روز شنبہ - الہام (۱) انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا - تفہیم یہ ہوئی - کہ اسی الہام نے خدا تعالیٰ تمہیں یہ اشارہ کرنا چاہتا ہے تا معلوم ہو کہ تم اسکے ارادہ پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنیکا اور پھر انہیں کی طرف اشارہ کرکے الہام ہوا (۲) **ہی تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر** - اور پھر الہام ہوا - (۳) یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - اے لوگو تم اپنے رب کی پرستش کرو - وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا اس میں تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل بیت کسی دوسرے کو تکیہ گاہ مت بناؤ وہی خدا تیرا متکفل اور رازق ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور پھر الہام ہوا - (۴) یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم - ترجمہ یہ ہے کہ اے اہل بیت خدا سے ڈرو اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو - وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پھر میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا - (۵) **اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے** - اور پھر مجھے مخاطب کرکے الہام ہوا (۶) انت منی وانا منک انت الذی طار الی روحہ یعنی تو مجھ سے ظاہر ہوا - اور میں اس زمانہ میں تجھ سے ظاہر ہونیوالا ہوں - تو وہ ہے جس کی روح نے میری طرف پرواز کیا -

امور منزلیہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۷ء کو دوپہر کے قریب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں یعنی ایڈیٹر الحکم کو چھوٹا بچہ اور **چوتھا بیٹا** عطا فرمایا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے بچے کا نام **محمد داؤد** رکھا اللھم اجعلہ کاسمہ - احباب سے التماس ہے کہ وہ دعا کریں کہ یہ بچہ اور اسکے بھائی اسلام کا سچا نمونہ ہوں اور خدمت دین اور اشاعت ملت قدیم میں وہ ساعی ہوں اور نافع الناس وجود بنیں -

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم بہار شروع ہو گیا ہے مگر آسمان گاہے ماہے ابر آلود ہو جاتا ہے (۲) سینہ زوری کے متعلق جو نوٹ شایع کیا گیا ہے اسکے متعلق اتنا اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ بالآخر افسران تفتیش کنندہ کی سعی اور محنت سے مقدمہ نکل آیا اور مال برآمد کیا گیا - (۳) میرے محترم

[1] حضرت مولوی نور الدین صاحب - حضرت مولوی محمد احسن صاحب - حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب - حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے - محمد صادق ایڈیٹر بدر - شیخ محمد نصیب محرر بدر - محمد حسین کاتب اخبار بدر - مولوی عبید اللہ صاحب بسمل - مولوی شیر علی بی اے - میر ناصر نواب صاحب - خواجہ کمال الدین صاحب وکیل - خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری - منشی رلارام - مولوی فضل دین صاحب - حاکم علی رئیس چک پنیار - عرب صاحب عبد المحی - سید ناصر شاہ صاحب - شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم - عبد الستار خان صاحب کابلی - احمد نور - ڈاکٹر عبید اللہ - قاضی میر حسین - کرم علی کاتب - شیخ محمد اسمعیل سرساوی - میر مہدی حسین - مولوی محمد فضل چنگوی احمدی - قدرت اللہ صاحب - برکت علی محرر الحکم - ماسٹر محمد دین صاحب - امیر احمد صاحب ولد مولوی سردار علی صاحب حکیم - احمد الدین صاحب زرگر - محمد اشرف محرر دفتر محاسب صدر انجمن - بورڈران مدرسہ تعلیم الاسلام - طالب علمان مدرسہ تعلیم الاسلام وغیرہ نام بہت سے ہیں کمی گنجائش کے سبب چند نام بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں -

اعلان الحکم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ نظم

یہی تو ہے

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اس کو دیکھیں — ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر — پر اے اندھیرے والو! دل کا دیا یہی ہے
دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں — آخر ہوا یہ ثابت دارالشفا یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے — ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے
دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت — پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج — پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن ۔ بلا یہی ہے
جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا — نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا — عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے
ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی — اے طالبانِ دولت ظلِ ہما یہی ہے
سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ — اس کا جو ہے یگانہ ۔ چہرہ نما یہی ہے
سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر — مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ — اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ — اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے
کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے — دیں کی مرے پیارو زریں قبا یہی ہے
افسوس آریوں پر جو ہو گئے ہیں شپّر — وہ دیکھ کر ہیں منکر ظلم و جفا یہی ہے
معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں — کیا ان نیوگیوں کا ذہنِ رسا یہی ہے
اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے — جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بد زبانی — ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے
پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی — پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے
افسوس سبّ و توہیں سب کا ہوا ہے پیشہ — کس کو کہوں کہ ان میں ہرزہ درا یہی ہے
آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے — کیا جون انکی بگڑی یا خود قضا یہی ہے
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری — کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے
لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اس پر — پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا — آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا — کتوں سا کھولنا منہ تخمِ فنا یہی ہے
بیٹھے بھی ہو کے آخر نشتر ہی ہیں چلاتے — ان تیرہ باطنوں کی دلیں دغا یہی ہے
جاں بھی اگرچہ دیویں ان کو بطور احساں — عادت ہے انکی کفراں رنج و عنا یہی ہے
ہندو کچھ ایسے بگڑے دل پر ہیں بغض و کیں سے — ہر بات میں ہے توہیں طرزِ ادا یہی ہے
جاں بھی ہے گر انہیں پہ قرباں گر دل سے ہوویں صافی — پس ایسے بد گمانوں کا مجھ کو گلا یہی ہے
احوال کیا کہوں میں اس غم سے اپنے دل کا — گویا ان غموں کا مہماں سرا یہی ہے
سینے ہی جن کا اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ — آخر کی کیا امیدیں جب ابتدا یہی ہے
دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے — غم تو بہت ہیں دل میں پر جاں گزا یہی ہے
دنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی برائی — پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے
غفلت پہ غافلوں کے روتے رہے ہیں مرسل — پر اس زماں میں لوگو نوحہ نیا یہی ہے
ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو — تعلیم میں ہمارے حکمِ خدا یہی ہے
ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بدزبانی — تقویٰ کی جڑ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت — کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے
جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ — مکار ہیں وہ سارے ان کی ندا یہی ہے
اک وید ہی جو سچا باقی کتابیں ساری — جھوٹی ہیں اور جعلی اک رہنما یہی ہے
یہ ہے خیال ان کا پربت بنا یا تنکا — پر کیا کہیں جب ان کا فہم و ذکا یہی ہے
کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے — اس کے گماں میں اس کا ارض و سما یہی ہے
ویدوں کا سب خلاصہ ہم نے نیوگ پایا — ان پستکوں کے رو سے کارِ بھلا یہی ہے
جس استری کو لڑکا پیدا نہ ہو پتی سے — ویدوں کے رو سے اس پر واجب ہوا یہی ہے
جب ہے یہی اشارہ پھر اس سے کیا ہے چارہ — جب تک نہ ہوویں گیارہ لڑکے روا یہی ہے
ایشر کے گن عجب ہیں ویدوں میں اے عزیزو — اس میں نہیں مروت ہم نے سنا یہی ہے
دیکر نجات و مکتی پھر چھینتا ہے سب سے — کیا ہے وہ دیالو جس کی عطا یہی ہے
ایشر بنا ہے منہ سے خالق نہیں کسی کا — روحیں ہیں سب انادی پھر کیوں خدا یہی ہے
روحیں اگر نہ ہوتیں ایشر سے کچھ نہ بنتا — اس کی حکومتوں کی ساری بنا یہی ہے
ان کا ہی منہ ہے تکتا ہر کام میں جو چاہے — گویا وہ بادشہ ہیں ان کا گدا یہی ہے
القصہ آریوں کے ویدوں کا یہ خدا ہے — ان کا ہے جس پہ تکیہ وہ بے نوا یہی ہے
اے آریو کہو اب ایشر کے ہیں یہی گن — جس پر ہو ناز کرتے بولو وہ کیا یہی ہے
ویدوں کو شرم کر کے تم نے بہت چھپایا — آخر کو رازِ بستہ اس کا کھلا یہی ہے
قدرت نہیں ہے جس میں وہ خاک کا ہے ایشر — کیا دینِ حق کے آگے زور آزما یہی ہے
کچھ کم نہیں بتوں سے یہ ہندوؤں کا ایشر — سچ پوچھئے تو مانند بت دوسرا یہی ہے
ہم نے نہیں بنائیں یہ اپنے دل سے باتیں — ویدوں سے اے عزیزو ہم کو ملا یہی ہے
فطرت ہر اک بشر کی کرتی ہے اس سے نفرت — پھر آریوں کے دل میں کیونکر بسا یہی ہے
یہ حکم وید کے ہیں جن کا ہے یہ نمونہ — ویدوں سے آریوں کو حاصل ہوا یہی ہے
خوش خوش عمل ہیں کرتے اوباش سارے اس پر — ساری نیوگیوں کا اک آسرا یہی ہے
پھر کس طرح وہ مانیں تعلیم پاک فرقاں — ان کے تو دل کا ہیرا اور مقتدا یہی ہے
جب ہو گئے ہیں ملزم اترے ہیں گالیوں پر — ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے
رکتی نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی — ان کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے
کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے — پردہ اٹھا کے دیکھو ان میں بھرا یہی ہے

۴ اس جگہ وید کے لفظ سے وہ تعلیم مراد ہے جو آریہ سماج والوں نے اپنے زعم میں ویدوں کے حوالہ سے شائع کی ہے ورنہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم وید کی اصل حقیقت کو خدا کے حوالہ کرتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے اس میں کیا بڑھایا اور کیا گھٹایا جبکہ ہندوستان اور پنجاب میں وید کی پیروی کا دعوےٰ کرنے والے صد ہا مذہب ہیں تو ہم کسی خاص فرقہ کی غلطی کو وید پر کیونکر تھوپ سکتے ہیں پھر یہ بھی ثابت ہے کہ وید بھی محرف ہو چکا ہے پس بوجہ تحریف اس سے کسی بہتری کی امید بھی لاحاصل ہے ۔ منہ

۴ حاشیہ ۔ یاد رہے کہ وید کی تعلیم سے مراد ہماری اس جگہ وہ تعلیمیں اور وہ اصول ہیں جن کو آریہ لوگ اس جگہ ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیوگ کی تعلیم میں وید موجود ہے اور بقول ان کے وید بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس کے گھر میں کوئی اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوں تو اس کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اجازت دے کہ وہ دوسرے سے ہم بستر ہو اور اس طرح اپنی نجات کے لئے ....

....

لڑکا حاصل کرے اور گیارہ لڑکے حاصل کرنے تک یہ تعلق قائم رہ سکتا ہے اور اگر اس کا خاوند کہیں سفر میں گیا ہو تو خود اس کی بیوی نیوگ کی نیت سے کسی دوسرے آدمی سے آشنائی کا تعلق پیدا کر سکتی ہے تا اس طریق سے اولاد حاصل کر لے اور پھر خاوند کے سے واپس آنے پر یہ تحفہ اس کے آگے پیش کرے اور اس کو دکھاوے کہ تو مال حاصل کرنے گیا تھا مگر میں نے تیرے پیچھے یہ مال کمایا ہے ۔ پس عقل اور انسانی غیرت تجویز نہیں کر سکتی کہ یہ بے شرمی کا طریق جائز ہو سکے اور کیونکر جائز ہو سکے اور وید کیونکر جائز ہو حالانکہ اس بیوی

۴ اگر ایسے لوگ بھی آئیں ہیں جو خدا کے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے ، ور صلاحیت اور شرافت رکھتے ہیں وہ ہمارے اس بیان سے باہر ہیں

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے¹ وہ مجتبیٰ یہی ہے

اے میرے رب رحماں تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یار جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

کہتے ہیں جوشِ الفت یکساں نہیں ہے رہتا
دل پر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے

مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرفِ خودی مٹایا
جب میں مرا جلایا جامِ بقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبر ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آتے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے

اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب و دوری
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر تباہ ہووے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
جو پیستا ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں
سرمہ سے معرفت کے اک سر بسا یہی ہے

لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی
وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

کس دیں پہ ناز انکو جو وید² کے ہیں حامی
مذہب جو پھل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
ان شوخیوں کو چھوڑو راہ حیا یہی ہے

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

¹ جندے سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کو دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ منہ

² یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے۔ آریہ ورت کے صدہا مذہب اپنے عقاید کا وید پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور باہم ان کا سخت اختلاف ہے پس ہم اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شائع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں۔ منہ

مسیح موعود

یہی ہے

[یہ وہ نظم ہے جو مورخہ ۱۳ فروری کو محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی اور آپ نے بہت پسند فرمائی]

ہم ڈھونڈتے تھے جس کو وہ دلربا یہی ہے
وہ پیارا پیارا چہرہ وہ مہ لقا یہی ہے

اپنا سلام جس کو ختم الرسل نے بھیجا
نبیوں کی شان والا وہ اولیا یہی ہے

تیغ دعا کا جس کی لیکھو ہوا تھا کشتہ
وہ فتحیاب مرد جنگ آزما یہی ہے

کر دی ہے جس نے قائم کل مذہبوں پہ حجت
وہ غالب زمانہ شیر خدا یہی ہے

آتھم کو پہلے مارا سعدی کو پھر پچھاڑا
وہ باب لُد کا فاتح کشور کشا یہی ہے

پھر ہم نشان دکھلا کے جھٹلایا عبدحق نے
ڈرتے ہیں دل میں جس سے کل آریا یہی ہے

عیسیٰ کی موت ثابت ساری ہو جس نے کر دی
جو مر گیا وہ لوٹے جھوٹی رجا یہی ہے

ہوں سیدھے بال جس کے اور رنگ گندمی ہو
وہ مہدی و مسیحا بیٹھا ہوا یہی ہے

طاعون و زلزلہ کی پہلے خبر سنائی
ان پیشگوئیوں نے ثابت کیا۔ یہی ہے

پھر صدق پر یہی شاہد وہ آیت تقوّل
جو افترا ہے کرتا اس کی سزا یہی ہے

بخشی ہے جس کو خدا نے اعدا پہ کامیابی
جس کے گواہ بنے ہیں ارض و سما یہی ہے

گم کردگان منزل آؤ تمہیں بتاؤں
وہ مرشد خلائق وہ رہنما یہی ہے

اس آئینہ میں دیکھو جس نے دیکھنا ہو
محبوب لم یزل کا چہرہ نما یہی ہے

میرا دلی عقیدہ گر مجھ سے پوچھتے ہو
اوصاف میں کہوں گا وہ مصطفیٰ یہی ہے

ڈنکے کی چوٹ سب کو میں یہ سنا رہا ہوں
وہ مرسل الٰہی ۔ ہادی مرا یہی ہے

جس میرزا کی خاطر گھر بار ہم نے چھوڑا
آؤ تمہیں دکھاؤں وہ میرزا یہی ہے

محتاج ہے دعا کی روح و جسد کی حالت
کمزوریوں کا پتلا خادم تیرا یہی ہے

لٹتا ہے معرفت کا ہر روز اک خزانہ
اس کاسہ میں بھی ڈالو میری صدا یہی ہے

بیٹھا ہے تیرے در پر دصفی ربائی اکمل
اب ہو رہے یہیں کا بس التجا یہی ہے

نکات حکیم الامۃ

درس قرآن میں حکیم الامۃ نے فرمایا بعض لوگ ایسی باتوں و قصوں کے خوض میں رہتے ہیں جو لایعنی اور بے فایدہ ہیں مثلاً پوچھتے ہیں کہ آدم و حوا علیہما السلام کی پیدائش کس طرح ہوئی ان مسائل کے پوچھنے سے انسان کے عادات و اخلاق پر کوئی مفید اثر نہیں پڑتا اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے مسائل پوچھنے سے روکا ہے۔

فرمایا۔ ہر ایک بدی کی سزا بدی ہوتی ہے انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے اور استغفار پڑھتا رہے تاکہ بدیاں کرانے والے شیاطین سے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے۔

فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ سے وعدہ کرکے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

فطرت کے ہیں درندے مردار ہیں نہ زندے
ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے

دیں خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر
سب گالیوں پہ اُترے دل میں اُٹھا یہی ہے

شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اِن کے ہرگز
وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے

ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا
اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے

ان سے دوچار ہونا عزت ہے یاہی کھونا
اِن سے ملاپ کرنا راہِ ریا یہی ہے

بس اے مرے پیارے عقبیٰ کو مت بھلانا
اِس دین کی پاک راہ و یدِ الہدیٰ یہی ہے

دیں ہوا ستم رسیدہ اُن سے جو ہیں رسیدہ
شاہد ہے آبِ دیدہ واقف بڑا یہی ہے

میں دل کی کیا سناؤں کس کو یہ غم بتاؤں
دُکھ درد کا ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے

دیں ہے غموں سے مارا اب دل ہے پارہ پارہ
دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے

ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے
اُس یار کی نظر میں شرطِ وفا یہی ہے

ہم بار جائیں گے ہم گر وہ نہ پائیں گے ہم
رونے سے لائیں گے ہم دل میں رجا یہی ہے

وہ دن گئے کہ راتیں کٹتی تھیں کرکے باتیں
اب موت کی ہیں گھاتیں غم کی کتھا یہی ہے

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربتِ تلاقی حرص و ہوا یہی ہے

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے

کیا وصف اُسکے کہنا ہر حرف اُسکا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں پیاسے کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں
خالی ہیں اُن کی تابیں خوانِ ہدیٰ یہی ہے

اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے

اُس نے نشان دکھائے طالب سبھی بلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے

پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دُنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

کہتے ہیں حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

یوسف تو سن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

اسلام کے محاسن کیونکر بیان کروں میں
سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے

ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن
اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے

تھم جاتے ہیں کچھ آنسو یہ دیکھ کر کہ ہر سو
اس غم سے صادقوں کا آہ و بکا یہی ہے

سب مشرکوں کے سر پر یہ دیں ہے ایک خنجر
یہ شرک سے چھڑاوے اُنکو ادا یہی ہے

کیوں ہو گئے ہیں اسکے دشمن ہیں یار بگڑے
وہ رہنما ہے راز چون و چرا یہی ہے

دیں غار میں چھپا ہے اک شور کفر کا ہے
اب تم دعائیں کر لو غارِ حرا یہی ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے **محمد** دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اُسکے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی - وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہمنے اُس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اُسکی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اُس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

بقیہ حاشیہ - اپنے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی - اور اُس کی قید نکاح سے اسکو آزادی حاصل نہیں ہوئی - افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ وہ باتیں ہیں جو آریہ لوگ وید کی طرف منسوب کرتے ہیں - مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ درحقیقت یہی تعلیم وید کی ہے لیکن ہے کہ ہندوؤں کے بعض جوگی جو مجرد رہتے ہیں اور اندر ہی اندر نفسانی جذبات اُن کو مغلوب کر لیتے ہیں اُنھوں نے یہ باتیں خود بنا کر وید کی طرف منسوب کر دی ہوں یا تحریف کے طور پر وید میں شامل کر دی ہوں کیونکہ محقق پنڈتوں نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ وید پر وہ بھی آیا ہے کہ ان میں بڑی بھاری تحریف کی گئی ہے اور اُسکے بہت سے پاک مسائل بدلا دیئے گئے ہیں - ورنہ عقل قبول نہیں کرتی کہ وید نے ایسی تعلیم دی ہو اور نہ کوئی فطرت صحیحہ قبول کرتی ہے کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو بغیر اسکے کہ اس کو طلاق دیکر شرعی طور پر اس سے قطع تعلق کرے یونہی اولاد حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے اُس کو دوسرے سے ہمبستر کرا دے کیونکہ یہ تو دیوثوں کا کام ہے - ہاں اگر کسی عورت نے طلاق حاصل کر لی ہو اور خاوند سے کوئی اُس کا تعلق نہ رہا ہو تو اس صورت میں ایسی عورت کو جائز ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اور اسپر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ اس کی پاکدامنی پر کوئی حرف - ورنہ ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ نیوگ کا نتیجہ اچھا نہیں ہے جس صورت میں آریہ سماج کے لوگ ایک طرف تو عورتوں کے پردہ کے مخالف ہیں کہ یہ مسلمانوں کی رسم ہے پھر دوسری طرف جبکہ ہر روز نیوگ کا پاک مسئلہ اِن عورتوں کے کانوں تک پہنچتا رہتا ہے اور اِن عورتوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ ہم دوسرے مردوں سے بھی ہمبستر ہو سکتی ہیں تو ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ ایسی باتوں کے سننے سے خاصکر جبکہ ویدوں کے حوالہ سے بیان کی جاتی ہیں کس قدر ناپاک شہوات اور عورتوں کی جوش ماریں گی بلکہ وہ تو دس قدم اور بھی آگے بڑھینگی اور جبکہ پردہ کا پُل بھی ٹوٹ گیا تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ان ناپاک شہوتوں کا سیلاب کہاں تک خانہ خرابی کریگا چنانچہ جگن ناتھ اور بنارس اور کئی جگہ میں اسکے نمونے بھی موجود ہیں - کاش اس قوم میں کوئی سمجھدار پیدا ہو -

اور ہمیں یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ مکتی حاصل کرنے کے لئے اولاد کی ضرورت کیوں ہے - یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اُن آریہ سماج والوں کی نسبت ہے جنھوں نے اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے اپنی گندی طبیعت کا ثبوت دیدیا ہے اور ہزارہا گالیاں خدا کے پاک نبیوں کو دی ہیں جن کی اخبار اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں مگر شریف طبع لوگ اس جگہ ہماری مراد نہیں ہیں اور نہ وہ ایسے طریق کو پسند کرتے ہیں - منہ

کیا ایسے لوگ جیسے پنڈت دیانند تھا جس نے شادی نہیں کی اور نہ کوئی اولاد ہوئی مکتی سے محروم ہیں اور ایسی مکتی پر تو لعنت بھیجنا چاہیئے کہ اپنی عورت کو دوسرے سے ہمبستر کرا کر اولاد ابا فعل اُس سے کرا کر جو عام دُنیا کی نظر میں زنا کی صورت میں ہی حاصل ہو سکتی ہے اور بجز اس ناپاک فعل کے اور کوئی ذریعہ اس کی مکتی کا نہیں - اور یہ بھی ہم سمجھ نہیں سکتے کہ جو ہزارہا طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں روحوں اور ذرات اجسام میں ہیں وہ سب ازل سے خود بخود ہیں پرمیشر سے وہ حاصل نہیں ہوئیں پھر ایسا پرمیشر کس کام کا ہے اور اُس کے وجود کا ثبوت کیا ہے اور کیا وجہ کہ اس کو پرمیشر کہا جائے اور کامل اطاعت کا وہ کیونکر مستحق ہے جبکہ اس کی پرورش کامل نہیں اور جن طاقتوں کو اُس نے آپ نہیں بنایا اُن کا علم اس کو کیونکر ہے اور جبکہ وہ ایک روح کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو کن معنوں سے اس کو سرب شکتیمان کہا جاتا ہے جبکہ اسکی شکتی صرف جوڑنے تک ہی محدود ہے میرا دل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ یہ ناپاک تعلیمیں وید میں ہرگز نہیں ہیں پرمیشر تو تبھی پرمیشر رہ سکتا ہے جبکہ ہر ایک فیض کا وہی مبدء ہو - برہمو سماج والوں نے بھی اگرچہ غلطیاں کیں مگر تھوڑی سی اصلاح سے اُن کا مذہب قابل اعتراض نہیں رہتا مگر دیانند کا مذہب تو سراسر گند ہے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند نے اُن جھوٹے فلسفیوں اور منطقیوں کی پیروی کی ہے جن کو وید سے کچھ بھی تعلق نہ تھا بلکہ وید کے درپردہ پکے دشمن تھے اسی وجہ سے اسکے مذہب میں پرمیشر کی وہ تعظیم نہیں جو ہونی چاہیئے اور نہ پاک دل جوگیوں کی طرح پرمیشر سے ملنے کے لئے مجاہدات کی تعلیم ہے صرف تعصب اور خدا کے پاک نبیوں کو کینہ اور گالیاں دینا ہی یہ شخص بدنصیب اپنی چیلوں کو سکھا گیا ہے گویا کہ یوں کہو کہ ایک زہر کا پیالہ پلا گیا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارا سب اعتراض دیانند کے فرضی ویدوں پر ہے نہ خدا کی کسی سچی کتاب پر - واللہ اعلم - منہ

سب جھوٹے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم کھو دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پردے
پھر کھولے جس نے جندرے[۱] وہ مجتبیٰ یہی ہے

اے میرے رب رحمن تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یار جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جلد آ میرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

کتنے ہیں جوش الفت یکساں نہیں ہیں رستہ
دل پر میرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے

مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرف خودی مٹایا
جب میں مرا جلایا جام بقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرف وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبر ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آ کے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے

اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جانکنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کی درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دین کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں
سرمہ سے معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے

لعل یمن بھی دیکھے در عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ایسی
وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

کس دیں پہ ناز انکو جو وید[۲] کے ہیں حامی
مذہب جو پھل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
ان شوخیوں کو چھوڑو راہ حیا یہی ہے

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

[۱] جندرے سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کے دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے منہ

[۲] یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہم نہیں جانتے کہ اس کی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے۔ آریہ ورت کے صدہا مذہب اپنے عقاید کا وید پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور باہم ان کا سخت اختلاف ہے پس ہم اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ سماج والوں کی شائع کردہ تعلیمیں اور اصول لیتے ہیں۔ منہ

مسیح موعود

یہی ہے

یہ وہ نظم ہے جو مورخہ ۱۳ فروری کو محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی ضلع گجرات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی اور آپ نے بہت پسند فرمائی

ہم ڈھونڈتے تھے جس کو وہ دلربا یہی ہے
وہ پیارا پیارا چہرہ وہ مہ لقا یہی ہے

اپنا سلام جس کو ختم الرسل نے بھیجا
نبیوں کی شان والا وہ اولیا یہی ہے

تیغ دعا کا جس کی لیکھو ہوا تھا کشتہ
وہ فتحیاب مرد جنگ آزما یہی ہے

کر دی ہے جس نے قائم کل مذہبوں پہ حجت
وہ غالب زمانہ شیر خدا یہی ہے

آتھم کو پہلے مارا سعدی کو پھر پچھاڑا
وہ باب لد کا فاتح کشور کشا یہی ہے

پیہم نشان دکھلا کر جھٹلایا عبد حق نے
ڈستے ہیں دل میں جس سے کل آ رہا یہی ہے

عیسیٰ کی موت ثابت ساری ہوا ہی کر دی
جو مر گیا وہ لوٹے جھوٹی رجا یہی ہے

ہوں سیدھے بال جس کے اور رنگ گندمی ہو
وہ مہدی و مسیحا بیٹھا ہوا یہی ہے

طاعون و زلزلہ کی پہلے خبر سنائی
ان پیشگوئیوں نے ثابت کیا۔ یہی ہے

پھر صدق پر ہے شاہد وہ آیت تقول
جو افترا ہے کرتا اس کی سزا یہی ہے

بخشی ہے جسے خدا نے اعدا پہ کامیابی
جس کے گواہ بنے ہیں ارض و سما یہی ہے

گم کردگان منزل آؤ تمہیں بتاؤں
وہ مرشد خلائق وہ رہنما یہی ہے

اس آئینہ میں دیکھو وہ جس نے دیکھنا ہو
محبوب لم یزل کا چہرہ نما یہی ہے

میرا دلی عقیدہ گر مجھ سے پوچھتے ہو
تو صاف میں کہونگا وہ مصطفیٰ یہی ہے

ڈنکے کی چوٹ سب کو میں یہ سنا رہا ہوں
وہ مرسل الٰہی ۔ ہادی مرا یہی ہے

جس میرزا کی خاطر گھر بار ہم نے چھوڑا
آؤ تمہیں دکھاؤں وہ میرزا یہی ہے

محتاج ہے دعا کی روح و جسد کی حالت
اکمل [illegible] خادم تیرا یہی ہے

لٹتا ہے معرفت کا ہر روز اک خزانہ
اس کاسہ میں بھی ڈالو میری صدا یہی ہے

بیٹھا ہے تیرے در پر وہ صوفی ربانی اکمل
اب ہو رہے یہیں کا بس التجا یہی ہے

نکات حکیم الامۃ

درس قرآن میں حکیم الامۃ نے فرمایا بعض لوگ ایسی باتوں و قصوں کے خوض میں رہتے ہیں جو لا یعنی اور بے فایدہ ہیں مثلاً پوچھتے ہیں کہ آدم و حوا علیہما السلام کی پیدائش کس طرح ہوئی ان مسائل کے پوچھنے سے انسان کے عادات و اخلاق پر کوئی مفید اثر نہیں پڑتا اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے مسائل پوچھنے سے روکا ہے۔

فرمایا۔ ہر ایک بدی کی سزا یہی ہوتی ہے انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہیئے اور استغفار پڑھتا رہے تاکہ بدیاں کرانے والے شیاطین سے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے۔

فرمایا جو شخص خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

مرحوم نواب بہاول پور

کل من علیہا فان

موت انسان کے لئے بہترین واعظ ہے مگر ہم ہیں کہ موت کی گرم بازاری دیکھکر بھی اپنے خیالات میں مست اور دُنیا کی دلبستگیوں میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اور کرم ہو تو حیوٰۃ الدنیا کو اپنے لئے مفید اور مبارک بنا سکتے ہیں۔

ہز ہائنیس نواب بہاولپور کی جوانامرگی سخت سے سخت دلوں پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی اور میں نواب صاحب کی وفات کو اس لحاظ سے کہ وہ پنجاب کی ایک ممتاز اسلامی ریاست کے مالک اور عباسی خاندان کی یادگار تھے مسلمانوں کے لئے نہایت صدمہ رساں یقین کرتا ہوں۔ لیکن **نواب صاحب** نے جس راہ میں داعی اجل کو **لبیک** کہا وہ اُن کی سعادت اور نیکی اور خاتمہ بالخیر کی دلیل ہے۔ اس جوانی کے عالم میں حج **بیت اللہ** کے لئے نکلنا ایک والی ریاست کے لئے خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نواب صاحب مرحوم اپنی بعض کمزوریوں کے لئے **بیت اللہ** میں جا کر دعا مانگنے کا عزم کر چکے تھے۔ اور انھوں نے وہاں اور مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہایت اخلاص سے دعائیں کیں اور خدا تعالیٰ نے ان دعاؤں کو ایسا شرف قبولیت بخشا کہ ہمیشہ کے لئے انھیں نجات دیدی۔ نواب صاحب کا یہ حسن **خاتمہ** والیان ریاست اور نوجوانوں کے لئے قابل غور ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور آپ کی وفات کا ذکر ہوا تو حضور نے مرحوم نوجوان نواب خلد آشیان کے متعلق بہت ہی اعلیٰ درجہ کی رائے ظاہر فرمائی اور ان کے اس حسن خاتمہ اور اس عزم بیت اللہ پر اظہار مسرت فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے پیر جناب خواجہ غلام فرید صاحب قدس اللہ سرہ ہمارے مصدق تھے اور بہت ہی نیک بزرگ تھے ۔ بہرحال یہ حصہ ڈائری کے سلسلہ میں درج ہوگا۔ **نواب صاحب** مرحوم کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنی رضا کے مقام پر اُٹھائے اور انکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے معصوم نونہال کی سعادت اور نیکی میں عمر دراز کرے اور اس کو تقویٰ کے ان مقامات اور مراتب کی توفیق دے جن کو اس کا مرحوم باپ نہیں پا سکا ۔ ایسا ہی نواب صاحب کے جملہ پسماندگان کو اپنے فضل سے صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

علی گڈھ کالج میں سٹرائک

سٹرائک کے جراثیم علی گڈھ کالج میں بھی پہنچ گئے اور وہاں بھی یہ وبا پھوٹ نکلی۔ میں نے اس خبر کو نہایت افسوس سے پڑھا ہے اور علی گڈھ کالج کے نوجوانوں پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا وہ نوجوان جنھوں نے علی گڈھ کالج کے آغوش میں تربیت پائی ہے اس احسان کا بدلہ یہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ کالج کو بدنام کریں۔ یہ اخلاقی جرأت نہیں اور یہ سیلف ریسپیکٹ نہیں کہ اپنے افسروں کے خلاف جنگ (خواہ وہ قلمی یا لسانی ہی ہو) کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔

کالج کے طالب علموں میں انقیاد اور اطاعت کا مادہ ترقی کرنا چاہئے۔ نہ خود پسندی اور زود رنجی کا۔ اس سے غداری اور نافرمانی پیدا ہوتی ہے ۔ گورنمنٹ انگلشیہ ہی کی بدولت انکے کالج کی عزت اور وقعت ہے۔ انھوں نے خود کالج کو اس رتبہ تک نہیں پہنچا لیا۔ سٹرائک کرنے والے نوجوانوں نے اپنے کالج اور کالج کے سرپرستوں کو بہت بڑا اخلاقی صدمہ پہنچایا ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ امیر کابل نے ابھی ابھی اُن کے کالج کو دیکھا ہے۔ انگریز پروفیسر کے خلاف اس قسم کی حماقت مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق اور کالج کی وقعت کو سخت صدمہ پہنچانے والی ہے۔ روشن خیال مسلمانوں کو ایسے شوریدہ سر نوجوانوں کو اُن کے نفع و نقصان سے آگاہ کرنا چاہئے۔ میری رائے میں یہ سارا نقص مذہبی تعلیم کی کمی اور عملی کمزوریوں کا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہاں مذہبی تعلیم کی پابندی کی جاتی ہے وہ اس سٹرائک کے بعد شرمندہ ہونگے کیا اسلام یہ تعلیم دیتا ہے۔

اگر علی گڈھ کالج ایسے طالب علم طیار کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ فوراً ایسے کالج کو بند کر دے جو ملک اور قوم کے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہوگا۔ یہ نظیر علی گڈھ کالج میں بہت ہی بُری نظیر ہے۔ میں احمدی قوم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ جس پہلو پر اپنے نوجوان طیار کر رہی ہے وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ان شاء اللہ مفید اور بابرکت ہونگے اور گورنمنٹ کے لئے ابھی ایک سود مند اور معتمد علیہ وجود ثابت ہونگے۔ لاہور کے میڈیکل کالج کے طلباء کی سٹرائک کی نظیر موجود ہے جونہی اس ہڑتال کی خبر یہاں پہنچی۔ اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خدام طالب علموں کو حکم دیا کہ تم کالج میں داخل ہو جاؤ۔ سب سے پہلے انھوں نے کالج میں داخل ہونا اپنا فرض سمجھا اسکے بعد دوسرے طالب علم بھی داخل ہوگئے۔

اس وقت بھی علی گڈھ کالج کے احمدی نوجوانوں سے یہی امید کرتا ہوں کہ وہ اس سٹرائک میں شریک نہ ہونگے۔ بلکہ میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ وہ شریک نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہی مذہبی اور عملی تربیت۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کا امام اور پیشوا جس کے ہاتھ پر انھوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اسی امر میں خوش ہے کہ ایسی فتنہ پردازی کی راہوں سے اجتناب کرتے رہیں کیونکہ یہ بغی کا طریق ہے جو خدا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہرگز پسند نہیں۔

انگریزی قوم کے احسان کو ہم احمدی فراموش نہیں کر سکتے۔ اس لئے انکے خلاف کسی آواز میں ہماری شمولیت مذہبی طور پر ناجائز اور گناہ ہے۔ (یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان)

تانتیا بھیل قادیان میں
یا
چوری اور سینہ زوری

یکم مارچ کو روز روشن میں قادیان کے باہر راستہ رجادہ پر چوری سینہ زوری کی ایک ایسی واردات ہوئی ہے جس نے دیکھنے والوں کو ہی حیران نہیں کر دیا بلکہ سننے والوں کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور لوگ اپنے جان ومال اور آبرو کو غیر محفوظ خیال کر رہے ہیں۔

اس واقعہ کے حالات کو معلوم کر کے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ قادیان میں یہ تانتیا بھیل کہاں سے آگئے؟ ملازمان رجادہ کے

...پور اور قادیان کے کمینہ ہیں جن کی سازش سے پہلے بھی بعض واقعات اس قسم کے پیش آ چکے تھے۔ اور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یکہ پر بھی جبکہ آپ ۱۹۰۴ء میں گورداسپور ایک مقدمہ میں جا رہے تھے ڈاکہ پڑنے لگے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہر طرح محفوظ رکھا اور کافی جمعیت نے جو آپ کے ساتھ تھی اُس بے باک گروہ کو نامراد رکھا۔ متعلقہ پولیس سٹیشنوں میں ان لوگوں کی بدمعاشیوں اور مشکوک چال چلن کی ہمیشہ شکایات ہوتی رہی ہیں اور ذمہ دار پولیس آفیسرز ہمیشہ اس گروہ کی گرفتاری میں ساعی رہے مگر اس گروہ نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر وسیع پیمانہ پر اپنے کام کو شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ جس کی نظیر یہ سرقہ بالجبر ہے جو روز روشن میں کیا گیا۔ مقدمہ کی تفتیش تھانہ بٹالہ کے مستعد شریف الطبع اور دیانت دار سب انسپکٹر بابو الطاف الرحمان صاحب کر رہے ہیں بعد میں بابو محمد اشرف خان صاحب انسپکٹر پولیس بھی آکر کے شامل ہوئے ہیں بابو محمد اشرف خان صاحب کی قابلیت اور اعلیٰ اخلاق اور شریفانہ برتاؤ نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں ضلع گورداسپور کو ایسے پولیس آفیسر کی موجودگی پر مبارکباد دوں۔ میں اس مقدمہ میں مستغیث کو خوش قسمت سمجھتا ہوں جس کے مقدمہ کی تفتیش تھانہ بٹالہ کے گرامی قدر سب انسپکٹر بابو الطاف الرحمان کے سپرد ہوئی تھانہ بٹالہ اپنے ہمعصروں کی دیانت داری اور راستبازی کے ساتھ مستعدی اور جانفشانی سے کام کرنے کے لئے آجکل ضرب المثل ہو رہا ہے۔ جہاں تکلف اور رشوت کو دخل نہیں جو پولیس کا معمولی کرتب ہے۔ بابو صاحب نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ جس رنگ میں تفتیش کا سلسلہ شروع ہے وہ اپنے نیکدل آفیسر اور محنتی ماتحتوں کے ساتھ پورے کامیاب ہونگے۔ یہ کام عدالت مجوزہ کا ہوگا کہ وہ لوگوں کے جان و مال اور آبرو کے سنگین خطرہ کو محسوس کر کے ان سے پیدا ہونے والے تانتیا بھیل کے بروزوں کو عبرت بخش سزائیں دے۔ مستغیث نے مال مسروقہ پر ۱۵ فی صدی انعام کا اعلان کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ تجویز بڑی سرعت سے مفید ثابت ہوگی۔ — ایڈیٹر ۸ مارچ ۱۹۰۷ء

ضلع گورداسپور کا ایک ہندو عہدہ دار

میں فی الحال ہندو و مسلمانوں کے سوال کو غیر ضروری سوال سمجھتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ الحکم میں پارٹی فیلنگ کی بنا پر کبھی کوئی بحث جاری نہیں رکھی گئی۔ لیکن بدقسمتی سے ضلع گورداسپور کے ایک معزز اور ذمہ وار عہدہ دار کے بعض حالات مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ انھیں روشنی میں لایا جاوے اور دکھایا جاوے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو کسی حد تک اور کس طرح ادا کرتے ہیں اور غریب مسلمانوں پر ان کی کیا کیا مہربانیاں ہوتی ہیں جو حالات مجھے پہنچے ہیں وہ خطرناک ہیں۔ اور ان کے اظہار میں مزید خاموشی اختیار کرنا شاید نامناسب ہوگا لیکن اس سے پہلے کہ میں سلسلہ وار انھیں چھاپنا شروع کروں میں اپنی تحقیقات کو اس کے متعلق مکمل کرنا چاہتا ہوں اور اسی لحاظ سے عہدہ دار مذکور کو اس **انصاف** کا واسطہ دیتا ہوں جس کے لئے وہ مامور ہیں کہ وہ اپنے معزز عہدہ کی ذمہ داریوں کو فراموش نہ کریں اور ان واقعات کو جو پنجاب میں اس سے پہلے پیش آ چکے ہیں نصب العین رکھیں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ ستم رسیدہ گروہ کی آہیں اور درد دل کوئی نیا شگوفہ کھلائے۔

درخواست دعاء

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلباء امتحان انٹرنس کے لئے چلے گئے ہیں۔ ناظرین ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

جنازہ غائب } منشی جان محمد کنسٹبل محرر تھانہ تلہ گنگ کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

ریویو

امرت کی دھار } ڈاکٹر ٹھاکر دت صاحب شرما لاہوری (جن کا اشتہار الحکم کے بہرہ اشتہارات میں چھپا کرتا ہے) نے امرت کی دھار کے نام سے ایک عجیب دوائی طیار کی ہے جو بیسیوں امراض کے لئے مفید بتائی جاتی ہے گویا فوری امراض کا فوری علاج ہے۔ میرے بچے کا ہاتھ جل گیا میں نے اس کا تجربہ کیا ازبس مفید پایا۔ میری رائے میں اس دوائی کی ایک شیشی ضرور ہر ایک گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیے قیمت ۱۲؍ فی شیشی۔

بال اُڑانے کا پوڈر } ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ ایک عجیب سفوف ہے جس سے بلا تکلیف آسانی کے ساتھ بال صاف ہو جاتے ہیں میرے تجربہ میں عرصہ سے یہ پوڈر چلا آتا ہے اور میں نے اس کو مفید پایا ہے قیمت فی ڈبیہ ۸؍

برہان الصحیح } لاہور کے مشہور پنجابی شاعر کے نام سے کون واقف نہیں ان کو پنجابی زبان میں شعر کہنے کا خاص ملکہ اور مذاق ہے اور ان کے بیت پنجاب بھر میں شہرت یافتہ ہیں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آخر میں انھیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل فرمایا ہے اور انھوں نے اس پیرانہ سالی میں بھی ضروری سمجھا ہے کہ اس خداداد ملکہ سے خدمت دین کریں چنانچہ پہلے بھی انھوں نے بعض منظوم رسالے بتائید سلسلہ حقہ میں شائع کئے ہیں حال ہی میں **برہان الصحیح** نام ایک رسالہ شائع کیا ہے جس کی قیمت ۲؍ ہے اس میں ان مسائل پر پنجابی نظم میں لطیف بحث کی ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہم مسائل ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی مفید ہے۔ ہر احمدی کے پاس ہونی چاہئے ماسٹر ولی اللہ کوچہ چابک سواراں لاہور یا دفتر بدر قادیان یا سید عبد الحی صاحب عرب سے مل سکے گی۔

ضرورت دعاء

(۱) منشی عبد العزیز صاحب احمدی ماسٹر مڈل منظر سے لکھتے ہیں کہ میرا لڑکا عطاء اللہ نام ۱۸ مارچ کو امتحان ایف اے کا دینے کے لئے جانے والا ہے۔ ناظرین الحکم اگر اس کے لئے دعا کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کامیاب کرے تو احسان ہوگا۔

(۲) محمد عثمان صاحب احمدی بجے پور سے لکھتا ہے کہ میں امسال امتحان انٹرنس میں شامل ہونے والا ہوں۔ ناظرین کامیابی امتحان کی دعا کریں۔

لاہور کی انجمن اسلامیہ کی شرمناک کرتوت

لاہور کی انجمن اسلامیہ جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے تمام فرقوں کی وکیل سمجھتی ہے اُس نے احمدیوں کے خلاف گمٹی والی مسجد کے متعلق مقدمہ بازی میں نمایاں حصہ لیا۔ حالانکہ یہ امر اس کے مقاصد کے خلاف تھا۔ بہرحال ایک طرف تو اسکے نزدیک **احمدیوں** کا ایک مسجد میں نماز پڑھنا **ناقابل عفو** گناہ تھا اور اگر وہ اِن کو مسجد سے نکال نہ لیتی تو خدا جانے اسپر شرعی طور پر کیا کفارہ لازم آتا۔ کیونکہ اِس سے بڑھکر اور کیا گناہ انجمن اسلامیہ کے ممبروں کے نزدیک ہو سکتا ہے کہ گمٹی والی مسجد میں کوئی احمدی **نماز پڑھ لے**۔

اللہ! اللہ!! ایک وہ وقت تھا کہ نصاریٰ نجران مسجد نبوی میں اپنا گرجا کرلیں اور اُنپر اعتراض نہ ہو اور دوسری طرف حضرت رسالت پناہی علیہ التحیۃ والتسلیم کے فرمانبردار مسلمانوں کے قائمقام اور مسلمانوں کے اتحاد کے شیدائی وہ ایک قوم کو نماز سے روکنا اور مسجد سے نکالنا اپنا فرض سمجھتی ہیں

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

خیر مجھے اس کا بھی افسوس نہیں تھا اس لئے کہ اسی انجمن اسلامیہ میں غالباً وہ لوگ بھی شامل ہیں جنھوں نے پچھلے سالوں میں اسلام کی ترمیم اور قرآن کریم کی ترمیم کے مشورے دیئے تھے۔ اور جو نمازوں کو عیسائیوں سے گرجا کے قالب میں ڈھالنا چاہتے تھے اور روزوں میں پھل وغیرہ کھا لینا ضروری سمجھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی موجودگی میں احمدی فی الحقیقت اس قابل تھے کہ وہ گمٹی والی مسجد سے نکالے جاتے اس لئے کہ وہ بعض لوگوں کی تجاویز کی عملی مخالفت کرتے تھے۔ اب انجمن اسلامیہ نے جو ایک نیا **شرعی** کام اور خدمت اسلام کی ہے وہ اس قابل ہے کہ کل پنجاب کے مسلمان ملکر اس کے لئے نفرت کا ووٹ پاس کریں۔ اس کی تصریح کے لئے میں روزانہ پیسہ اخبار کا ایک نوٹ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

گارڈن پارٹی میں شراب لازمی نہیں + انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے آنریبل مسٹر گوکھلے کے آنر میں گذشتہ پیر کی شام کو پنجاب ایسوسی ایشن کلب میں ایک گارڈن پارٹی دی تھی۔ اور اس پارٹی کے لئے ریفرشمنٹ کا سامان بالکل ٹمپرنس کے اصول پر کیا گیا تھا۔ یعنے ریفرشمنٹ کی میز پر بالکل شراب کا نام و نشان نہ تھا تعجب ہے کہ انڈین ایسوسی ایشن تو ایک ایسے عزیز مہمان کی آؤ بھگت کے موقعہ پر اس کی پارٹی کے ریفرشمنٹ کے سامان کو مسکرات سے محفوظ رکھنے کا اقرار کر لے۔ اور اس کے بہترین مہمان ناخوش نہ ہوں مگر **انجمن اسلامیہ لاہور نے جو گارڈن پارٹی مسٹر جسٹس شاہ دین صاحب کے آنر میں حال ہی میں دی تھی اسکے ریفرشمنٹ میں مہمانوں کو بعض شراب بہم پہنچائی جائے۔ ایک اسلامی انجمن کے لئے یہ نہایت نازیبا بات ہے**۔ اس لئے مناسب ہے کہ جس قدر رقم اس پارٹی کے اخراجات کی آپس کے چندہ سے ابھی تک ادا نہیں ہوئی وہ بھی بیرونی چندہ سے ہی ادا کیجائے اور انجمن کے فنڈ سے اس کام پر ایک پیسہ نہ خرچ کیا جائے۔ ورنہ پبلک کو انجمن اسلامیہ سے سخت شکایت ہوگی۔ خود ملک معظم ایڈورڈ ہفتم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ جام صحت پانی سے بھی تجویز ہو سکتا ہے۔ اسی طرح گارڈن پارٹی بھی شراب کے بغیر ہو سکتی ہے۔

اس نوٹ میں جن سطور کو جلی قلم سے لکھا گیا ہے وہ انجمن اسلامیہ لاہور کی اسلامی گستاخی اور **قرآن کریم** کی صریح مخالفت کو ظاہر کر رہی ہیں مسلمانوں کی قائمقام انجمن کہلا کر اس میں مہمانوں کے لئے شراب بہم پہنچانا اس سے بڑھکر اسلامی شعار کی **ہتک اور بے ادبی** کیا ہوگی؟ اور اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال قرار دینے کی عملی نظیر کیا ہو سکے گی؟ جو لوگ پہلے ہی بیباک اور بہانہ ڈھونڈھتے ہیں ان کے لئے انجمن اسلامیہ کی یہ کارروائی سخت مضر اور مہلک ثابت ہونے والی ہے۔

میں **پیسہ اخبار** کی اس اخلاقی جرأت کا اس مقام پر اعتراف کرتا ہوں کہ اس نے انجمن اسلامیہ کی بیہودہ کارروائی پر نوٹس لیا۔ یہ سچ ہے کہ پیسہ اخبار ہمارے سلسلہ کا مخالف اخبار ہے اور وہ مخالفت کرتے ہوئے بہت بیجا اور خطرناک غلطیاں کرتا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ جہاں وہ درست رائے کا اظہار کرے اس کی تائید نہ کی جاوے یہ تنگ خیالی اور بخل ہے اور میں خدا تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

بہرحال وہ علماء جو حق اور رفع کے جھگڑوں پر کفر کے فتویٰ دینے کو آمادہ ہوتے ہیں وہ انجمن **اسلامیہ لاہور** کی اس خطرناک کارروائی پر اپنی ناراضگی کا اظہار کریں اور تمام مسلمان اخبار نویس اسپر نوٹس لیں مگر میں کہہ دیتا ہوں کہ صرف اس خیال سے کہ انجمن میں فلاں وکیل ہے یا بیرسٹر ہے یا جج ہے نہ علماء صحیح رائے دینے کی ہمت کرینگے اور نہ مسلمان اخبار نویس۔

افسوس مسلمانوں کا روپیہ انجمن اس طرح پر شراب کے کنٹروں کی خرید میں تلف کرتی ہے۔ آنریبل میاں شاہ دین صاحب کے آنر میں کسی پارٹی کی حاجت نہ تھی اگر انجمن اسلامی شعار کی قدر کرتی۔ آنریبل میاں شاہ دین صاحب جج ہیں ہوں لیکن جو شخص مسلمان کہلا کر خدا کی مجید کتاب اور اسلام کے ارکان میں ترمیم کی صلاح دیتا ہے وہ مذہبی نظر سے اس قابل نہیں ہو سکتا کہ اس کی عزت کی جاوے یہی وجوہ اور اسباب ہیں جن سے اسلام کا عملی پہلو کمزور ہوتا جاتا ہے۔ **انجمن اسلامیہ** کا یہ خیال بہت خطرناک اور مسلمانوں کو سخت روحانی صدمہ پہنچانے والا ہے۔ اور انجمن اسلامیہ اگر اسلام کی کچھ بھی وقعت اپنے دل میں رکھتی ہے اور اخلاقی جرأت سے اسے حصہ ملا ہے اور وہ نری دنیا داری کو ہی مدنظر نہیں رکھتی تو صاف طور پر اپنی اس غلطی کا اعتراف کر کے شائع کرے اور اس گناہ کا کفارہ دے۔ ورنہ مسلمانوں کو اسکے خلاف پروٹسٹ کرنا چاہیئے۔

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

پیسہ اخبار بھی توجہ کرے

انجمن اسلامیہ کے متعلق مندرجہ بالا نوٹ لکھ چکنے کے بعد اسی تاریخ کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۸ کے آخری اشتہار پر میری نظر پڑی جو **شراب** کا اشتہار ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس نوٹ کے بعد پیسہ اخبار اس اشتہار کو کم از کم ضرور نکال دیگا جبکہ وہ انجمن اسلامیہ کے ایک فعل پر اظہار افسوس کرتا ہے۔

جنازہ غائب

مولوی علی محمد صاحب احمدی زیرہ ضلع فیروزپور وفات پاگئے ہیں ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم سید محبوب علی صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ پورب سرا مونگیر وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط مع دو اشتہاروں کے پہنچا مندرجہ سے آگاہی حاصل ہوئی (۱) واضح ہو کہ ہم کو متعدد جگہ پر تجربہ ہوا ہے کہ مخالفین امن قائم رکھنے کے لئے سب طرح اقرار کر لیتے ہیں مگر بحکم کلام نبوۃ یعنی لتتبعن سنن من کان قبلکم کے اُس عہد و پیمان کا نقض کر دیتے ہیں۔ او کلما عاھدوا عھداً نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لا یؤمنون ہ اور ابھی تک چونکہ کثرت مخالفین کی طرف ہے پولیس سے بھی واسطے قائم رکھنے امن کے کچھ انتظام نہیں ہو سکتا پس اندریں صورت بحکم۔ من جرب المجرب فقد حلت بہ الندامۃ کے جماعت احمدیہ سے بجز صبر کے اور کچھ نہیں ہو سکتا آپ صاحبوں کو ابھی تجربہ نہیں ہوا آپ غور فرماویں اُن کے اشتہار میں اول ہی سے یہ عنوان قائم کیا گیا ہے سے زبان پر آئیگی جو دل میں ہوگی۔ اب آپ کیا نہیں جانتے کہ اُن کے دلوں میں کیا کیا غبار بھرا ہوا ہے لہذا میرا قلب اِس وقت شہادت نہیں دیتا کہ وہاں پر حاضر ہو سکوں ہاں مناظرہ تحریری ہو سکتا ہے تمام علمائے مخالفین بنگال کو اجازت ہے کہ اپنے دعاوی کے دلائل کو محرر کر کر لکھ بھیجیں انشاء اللہ تعالےٰ جواب اُسکا روانہ کر دیا جاویگا اور اگر وہ یہ بھی نہیں کر سکتے تو ہمارے کسی رسالہ کا جواب تحریر کریں۔ مثلاً ایک مختصر سا رسالہ ازالۃ الوساوس ہے اُس کا جواب لکھیں زیادہ ہوس ہو شمس بازغہ کا جواب تحریر کریں (۲) ہماری طرف سے صدہا کتابیں اور ہزاروں اشتہار تمام دُنیا میں شائع ہو چکے ہیں، پھر کیا وجہ کہ نہ اُن کی تصدیق کی اور نہ اُن کی تکذیب اب تک مع الدلائل کی ہے۔ اب تو ہمارے مسائل قد تبین الرشد من الغی کے مصداق ہو گئے ہیں نصوص قرآنی اور احادیث صحیحہ پیش کیگئیں دلائل عقلیہ مؤیدہ دلائل نقلیہ بھی عرض کی گئیں مناظرات بھی واقع ہو چکے مباہلات میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ اہل انصاف کے نزدیک امر حق کالشمس فی نصف النہار واضح ہو گیا نشان ہائے آسمانی بکثرت واقع ہو چکے مگر یہ کل کے کل مد تسلیم میں نہیں داخل ہوئے نصیبہا جہل۔

منتفضین کے مضمون اشتہار سے بحکم ولتعرفنھم فی لحن القول کے کل حال معلوم ہو گیا سے تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ مثلاً ہماری نسبت یہ افترا ہے کہ حضرت عیسٰی کو شعبدہ باز کہتے ہیں بھلا جو مشتہر ہم پر یہ تہمت کرتا ہے اُس سے کیا امید انصاف کی ہو سکتی ہے۔ ازالہ میں جو اس مسئلہ کی تحقیق لکھی ہے اُس کو مطالعہ کر کر کوئی اہل انصاف ہماری نسبت یہ افترا کر سکتا ہے ہرگز نہیں متعدد جگہ پر حضرت اقدس نے حضرت عیسٰی کے ایسے افعال کو معجزہ ہی لکھا ہے ہاں البتہ معجزہ کی دو قسمیں کی ہیں اور اس کو معجزہ عقلی قرار دیا ہے اور اُس کو دلائل سے ثابت کیا ہے اور حقیقی احیا کی دلیل سے البتہ نفی کی ہے مثلاً یہ دلیل کہ صفات خاصہ الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور اگر شریک ہو تو پھر خدائے حقیقی کی خدائی کہاں باقی رہی اور دوسرے مشرکوں میں اور اہل اسلام میں کیا فرق باقی رہا ہاں یہ بھی ضرور لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں چونکہ شعبدہ باز کثرت سے تھے اس لئے یہ اعجاز عقلی حضرت عیسٰی کو عنایت فرمایا گیا تھا اور چونکہ معجزات حسب مصلحت وقت اللہ تعالےٰ ماموروں کو عطا فرمایا کرتا ہے اُس وقت یہی مصلحت ہوئی پس اس لئے ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں جو ہزارہا صنائع بدائع مثل فوٹوگراف کے جاری ہو گئی ہیں معجزات مسیحی کو بمقابلہ مثلاً فوٹوگراف جیسے صنعت کے کون تسلیم کریگا اس بیان میں کیا محذور شرعی لازم آتا ہے اور پھر جو دلائل ازالہ میں مندرج ہیں جیسا کہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون وغیرہ وغیرہ مشتہر نے ابھی تک اُن دلائل قرآنی کا نقض بھی نہیں کیا کہ جو شخص ہمارے دلایل

ولن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ وغیرہ کا نقض نہ کرے اور اولٰئک الزام ہم پر لگاوے تو ایسے شخص سے ہم کو کیا امید ہدایت کی ہو سکتی ہے جو مناظرہ کیا جاوے اور جو صاحبان ایسے فہیم ہیں کہ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کس وصف میں مثیل مسیح ہیں اول وہ ہم کو بتاویں کہ قرآن مجید جو دعویٰ کرتا ہے کہ آں حضرت صلعم مثیل موسیٰ ہیں جیسا کہ فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً ہ اول وہ اس دعوے قرآنی کو ثابت کریں پھر ہم سے سوال کریں کہ مرزا صاحب کس وصف میں مثیل مسیح ہیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی بعد قائم ہونے اصل مماثلت کے آیت استخلاف کما استخلف الذین من قبلھم وغیرہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس مماثلت کو بھی ثابت کر دیویں گے آپ غور فرماویں کہ بڑے بڑے مخالفین نے جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں تو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں سابق میں لکھا تھا کہ حضرت عیسٰی کی حیات کا ثبوت یقینی قرآن مجید سے نہیں ہو سکتا اور اکثر علما مخالف نے مجھ سے بھی کہا کہ ہم حضرت عیسٰی کی حیات میں بحث نہیں کرتے اور عبدالوہاب کہتا ہے کہ حضرت عیسٰی کی وفات پر ہم ایک ہی آیت مانگتے ہیں یہ اُس کی بالکل جہالت ہے ایسے شخص سے ہم مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اور وہ قابل خطاب نہیں کیا فلما توفیتنی اُن کی وفات پر قطعی دلیل نہیں ہے مختصر طور پر ہم اس خط میں کچھ اس کا بیان کرتے ہیں آپ اُس کا جواب اُس سے لیجئے وہ دجال سے خالی نہیں اگر توفی کے معنے آسمان پر اُٹھا لینے کے ہیں جیسا کہ مخالفوں کا عقیدہ ہے اگرچہ یہ معنی آدمؑ سے لیکر اس وقت تک کسی دوسرے بشر کے لئے نہیں سمائے مگر ہم مولوی عبدالوہاب کی خاطر سے تھوڑی دیر کے لئے یہی معنے تسلیم کرتے ہیں اب یہ تو مسلم ہے کہ سوال و جواب مندرجہ آیات مذکورہ قیامت کو ہوگا اس لئے حضرت عیسٰی کی وفات قیامت تک نہ ہوئی ہوگی اور یہ سوال و جواب قیامت کو واقع ہو جاویگا کیونکہ معنے توفی کے بزعم شان آسمان پر اُٹھا لینے کے ہیں نہ وفات دینے کی اندریں صورت مخالف کا عقیدہ نزول من السماء بالکل غت ربود ہو گیا اور عیسائیوں کا عقیدہ بھی صحیح ہو گیا۔ کہ وہ قیامت تک زندہ رہیں گے پس مخالفین کا اس صورت میں وہ حال ہوا سے انہم رفت و آنہم رفت۔ در پئے جانان جاں ہم رفت۔ فاین المفر اور اگر معنے توفی کے وہی صحیح ہیں جو اہل حق لیتے ہیں اور تمام آیات قرآن مجید اور احادیث اور کتب لغات اُس کی شاہد ہیں کہ توفاہ اللہ ای قبض اللہ روحہ تو یہ جواب حضرت عیسٰی کا بالکل جھوٹ اور غلط ہوا جاتا ہے کیونکہ جب عقیدہ مخالفین کے حضرت عیسٰی نے تو تمام اہل کتاب کو وقت نزول مشرک پایا اور آنحالہ کا قائل بھی پایا اور توحید اسلام کو یہاں تک جاری کیا ہوگا کہ کوئی اہل کتاب باقی نہ رہا ہوگا جو ایمان نہ لایا ہو جیسا کہ مخالفین کا عقیدہ ہے کہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الایہ تو یہ جواب حضرت عیسٰی کا کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ہ محض جھوٹ اور غلط ہو گیا۔ اور جبکہ اُن کو بعد نزول من السماء کے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اُن کی قوم نصاریٰ نے آلہہ کیا ہے تو یہ جواب جھوٹ بھی ہوا اور پھر اخفائے شہادت کا جرم بھی حضرت عیسٰی کی طرف علاوہ عاید ہوا۔ اندریں صورت مخالفین نے بروز قیامت حضرت عیسٰی کی نجات ہی پر پانی پھیر دیا کیونکہ اسی جگہ پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم ہ ونعم ما قیل دشمن دانا بہ از نادان دوست۔ اور اگر کہا جاوے کہ یہ جواب حضرت عیسٰی کا متعلق اُس زمانہ کے ہے جبکہ بعد نزول من السماء کے حضرت عیسٰی کی وفات ہو جاوے گی۔ اور اُن کی اس وفات کے بعد نصاریٰ مشرک ہو جاویں گے تو اسپر ایک طرفہ فساد یہ لازم آتا ہے کہ ابھی تک نصاریٰ حق پر ہیں کیونکہ انکی وفات

ابھی تک تو ہوئی ہی نہیں اور اس صورت میں سوال اللہ تعالٰے کا ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ بھی اُسی زمانہ مابعد الموت سے متعلق ہوگا پس فرمائیے کہ یہ تمام مناظرات قرآنی جو آنحضرت صلعم کے وقت میں نصاریٰ سے ہوئے وہ سب باطل ہوئے جاتے ہیں و نعوذ باللہ منہ اور اگر مانا جاوے کہ بالضرور نصاریٰ بعد مانع الی السماء کے بھی مشرک ہوگئے ہیں۔ تو پھر اُس کی باز پرس نہ ہونے کے کیا معنے اللہ تعالٰی تو فرماتا ہے کہ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ہ فاین المفر اور پھر دوسرا فساد یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عیسٰی جب آسمان پر سے اُتر کر زمین پر آوینگے اور سورۂ مائدہ کی اِن آخری آیات کو پڑھینگے تو قرآن مجید پر اُن کو یہ اعتراضات بالضرور پیدا ہونگے کیونکہ وہ تو ان جملہ واردات کے خود مورد ہیں اور جبکہ مضمون آیات کو خلاف ان واقعات کے پاوینگے تو کیا مخالفین کے نزدیک قرآن مجید کی وہ اصلاح بھی کرینگے بلکہ بہت سی آیات کی اصلاح اُن کو کرنی پڑے گی و نعوذ باللہ منہ پس اگر مخالفین اُنکی ان اصلاحوں کو تسلیم کرلیونگے تو قرآن مجید سے اُن کو ہاتھ دھو لینے پڑیں گے اور اگر قبول نہ کرینگے تو پھر اُن کے لئے بھی تکفیر کے فتوے جاری ہو جاوینگے فاین المفر واضح ہو کہ اُن آیات مذکورہ کی کچھ تفصیل ہم نے رسالہ کشف الغطاء میں تحریر کی ہے فلیرجع الیہ۔

پھر مولوی عبدالوہاب صاحب نے متنازعہ فیہا ایک یہ مسئلہ بھی قرار دیا ہے جو اُن کی لیاقت علمی کا ایک بڑا ثبوت ہے کہ اللہ تعالٰی کو دوبارہ زندگی دنیا کے دینے پر قدرت ہے یا نہیں۔ افسوس کہ قدرت کا انکار یہاں پر کون کرتا ہے ہاں البتہ قرآن مجید کے نصوص بینہ بآواز بلند فرما رہے ہیں کہ فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ ۔ وَمِنْ وَّرَائِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ہ وغیرہ وغیرہ من الآیات الکثیرہ۔ پھر ایسی کج فہموں کے ہوتے عبدالوہاب صاحب کو کہاں تک سمجھایا جاویگا۔ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ مولوی صاحب کو اتنی خبر بھی نہیں کہ جن آیات سے مخالفین حقیقی موتی کی دوبارہ زندگی ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ اس بارہ میں ہرگز نص نہیں ہیں پس نصوص بیّنہ کا مقابلہ کیونکر کرسکتے ہیں۔ پھر پانچواں مسئلہ یہ قرار دیا ہے کہ مہدی اور مسیح دو ہیں یا ایک افسوس کہ اس بیچارہ کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ اکابر ہیں یا مسیح اور مہدی۔ محدثین نے تو مہدی کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ اور مسیح کا ذکر متعدد احادیث صحاح میں وارد ہے ان اکابر محدثین کے نزدیک اگر مہدی اور مسیح دو شخص علیحدہ تھے تو احادیث مہدی کو کیوں نہیں ذکر کیا ان اکابر محدثین کی قبروں سے جا کر سوال کیا جاوے کہ اُس میں کیا سر ہے اور پھر دریافت طلب یہ امر بھی ہے کہ جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور مسیح دو نہیں ہیں جیسا کہ لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۔ یا جن روایتوں میں جو اوصاف مہدی کے بیان ہوئے ہیں بعینہا وہی اوصاف مسیح کے بیان ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی و مسیح دونوں ایک ہی ہیں تو ایسے روایات میں سوائے مسئلہ مقررہ علم اصول کے اذا تعارضا تساقطا کے اور کیا ہوسکتا ہے غرض کہ اوائل میں ہمارا خیال یہ تھا کہ مولوی عبدالوہاب صاحب کسی قدر اہل علم ہونگے مگر اب معلوم ہوگیا۔ کہ وہ بڑے اہل علم ہیں چھوٹے نہیں سف تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ اس لئے خاکسار کا لکھنا اب وہاں پر بے سود ہے اور آپ اطمینان فرمائیے انشاء اللہ تعالٰے کوئی ضرر آپ کو نہ پہنچا سکینگے۔ لن یضروکم اِلَّا اَذًی۔ والسلام خیر ختام۔

مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی

ڈائری

۱۳۔ فروری

نماز ظہر۔ قبل نماز ظہر مفتی صاحب نے مسٹر ویب باشندہ امریکہ کا خط حضرت اقدس کو سُنایا۔ حضرت نے فرمایا۔ ویب اگر دلی کوشش کرتا تو ضرور اس کا اثر لوگوں میں ہوتا۔ کیونکہ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل۔

ویب اہل امریکہ کو کیا کوستا ہے اُس کو اپنے دل کو کوسنا چاہیئے اُسنے ہمارے سلسلہ کی طرف پوری توجہ نہیں کی بلکہ بدگوئی کے ساتھ ہندوستان سے واپس چلا گیا تھا اس سے تو ہمارے نزدیک عبداللہ کوئلم بدرجہا بہتر ہے جس نے ایک جماعت مسلمانوں کی بنالی ہے۔ فاضل امروہی نے عرض کیا کہ ویب کے متعلق حضور نے ایک پیشگوئی کی تھی جبکہ وہ قادیان میں آنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ یہاں نہیں آئیگا اور واپس چلا جاویگا اور جس بات کے لئے واپس گیا تھا وہ بھی اس کو نصیب نہ ہوئی۔ چنانچہ واپس جاکر نادم ہوا۔

نماز عصر۔ قبل نماز عصر حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ اگر اہل امریکہ و یورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ معذور ہیں اور جب تک ہماری طرف سے اُن کے آگے اپنی صداقت کے دلائل نہ پیش کئے جاویں وہ انکار کا حق رکھتے ہیں ہماری صداقت کے دلائل و حقیقت اسلام پر ایک مستقل کتاب انگریزی میں چھاپ کر اُن کو پیش کی جاوے۔

جن باتوں کو ہمارے مخالف مسلمان اُن کے آگے پیش کرتے ہیں ان میں بہت غلطیاں ہیں۔

مثلاً حیات مسیح۔ مسئلہ ختم نبوت۔ مکالمات الٰہی کے متعلق اس زمانہ کے مسلمانوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اس کتاب میں ان مسائل کی تنقیح اور ہمارے سلسلہ کے دلائل صداقت لکھے جاویں۔

ویب نے ایک چٹھی لکھی کہ جو معجزات اب پیش کئے جاتے ہیں اُن پر ٹھٹھا کئے جاتے ہیں۔

ان سب باتوں کے لئے ایک مستقل کتاب جامع ہو جس میں یہ سب مضمون لکھے جاویں۔

۱۷۔ فروری

نماز ظہر۔ آجکل جو خطرناک امراض ترقی پذیر ہو رہے ہیں ان کے متعلق ذکر ہونے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تقریر فرما رہے تھے جب خاکسار حاضر ہوا تو کلمات ذیل بر زبان درافشاں جاری تھے۔ توحید اسلام ہی کی توحید ہی اسلام سکھلاتا ہے کہ جو زہریلے ذرات انسان کے اندر جاکر خطرناک امراض کا باعث ہوتے ہیں وہ سب خدا تعالٰی کے حکم کے ماتحت چلتے اور اثر پذیر ہوتے ہیں بغیر اذن الٰہی کوئی ذرہ اثر نہیں کرسکتا۔ لہذا خدا تعالٰے کے آگے تضرع و زاری کرنی چاہیئے کہ وہ زہریلے ذرات و مواد کے اثر سے محفوظ رکھے اگر زہریلے ذرات و مواد انسان کے اندر خود بخود اثر پذیر ہوتے تو پھر ان ذرات کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑتے کہ اثر نہ کریں مگر ایسا امر نہیں ہے بلکہ کوئی چیز و ذرہ خدا تعالٰی کے حکم و اذن کے سوا اثر نہیں کرسکتا۔

آرین عقائد کی تردید دیانندی قلم سے

سوامی دیانندجی کتاب ستیارتھ صفحہ ۲۱۸ و ۲۴۱ پر لکھتے ہیں کہ خدا اپنے قوانین مقررہ کے برخلاف کچھ نہیں کرسکتا اور نہ کسی کی صفات طبعی کو بدل سکتا ہے۔ اسی بناء پر سوامی جی نے انبیاء پاک کے معجزات کی نہایت بیباکی سے تردید کی ہے۔ اور قدامت ارواح و مادہ کے متعلق بھی اسی گورکھ دھندے کو پیش کر دیا کرتے ہیں کہ اگر روح و مادہ قدیم نہیں تو بتاؤ کب اور کس طرح پیدا کیا گیا دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱۸۔ ان کی تقلید پر آپ کے چیلے لیکھرام مقتول اور اُس کے بعد لالہ سالک رام الہ آبادی مصنف رسالہ اثبات تناسخ وغیرہ نے بھی غیر مذاہب پر قسم قسم کے ناجائز حملے کئے ہیں۔

سوامی جی کا معمول ہے۔ کہ غیر مذاہب کی تردید میں ایسے ایسے اصول وضع کر لیا کرتے ہیں۔ جو کہ بالکل ہی غلط بلکہ اغلط ہوتے ہیں۔ اس جگہ آنجناب نے ویسے ہی اصول مخترعہ سے کام چلایا۔ مگر افسوس کہ سوامی جی اگر بالکل دہریہ ہو کر ایسے اصول مقرر کرتے۔ تو شاید آپ کے لئے زیادہ اچھا ہوتا۔ لیکن اب تو آپ بھی وید کے متبع ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ ویدوں کو الہامی ثابت کرنے کے واسطے سرگرداں ہیں۔ خیر ہمیں کیا تعلق ہر ایک آدمی کسی نہ کسی مذہب کا پابند کسی کتاب کا پیرو ہو کر اُس کو الہامی خیال کرتا ہے۔ لیکن لطف ہے تو یہ کہ جن مصنوعی اصول کے رو سے غیر مذاہب کو غلط کر دیا تھا۔ ویدوں کے الہامی ثابت کرنے کے وقت اُن اصولوں کو بالکل نظرانداز کر دیا۔

آپ کا اصول ہے کہ خدا کسی انسان کی صفات طبعی کو بدل نہیں سکتا۔ اس لحاظ سے کوئی خاص انسان اپنی طبعی صفات کی قید سے چھٹکارا پا کر مختار نہیں ہو سکتا یہ ایک مقررہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک انسان خواہ امیر ہو یا غریب تاوقتیکہ کچھ حصہ اپنی عمر کا تعلیم میں صرف نہ کرے عالم نہیں کہلا سکتا۔ سوامی دیانند نے بھی زیادہ سے زیادہ پچاس سال اور کم سے کم پچیس سال وید کے پڑھنے میں صرف کرنے تجویز فرمائے۔ کیونکہ آپ کے خیال شریف میں اس سے کم مدت میں کوئی آدمی وید کو کماحقہ نہیں جان سکتا۔

جب ہم نے اس اصول کو ہاتھ میں لیکر خود سوامی جی کی سوانح عمری کو ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ آنجناب نے کل چار سال ورجانند سے سنسکرت پڑھی لیکن اپنے شاگردوں کو پورے عالم سنسکرت ہونے کا یقین دلا گئے لیکن اب سوال یہ ہے کہ جبکہ اور انسان ۵۰ سال یا ۲۵ سال سے کم میں سنسکرت نہیں پڑھ سکتا تو سوامی جی نے کل چار سال میں کس طرح تمام سنسکرت پڑھ لی۔ سوامی دیانند نے تو بچپن سال ہی پڑھا۔ لیکن آریہ مسافر ماہ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں لکھا ہے کہ ہم آریہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اور ہم مانتے ہیں۔ کہ اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرہ۔ یہ یوگی اور رشی سرشٹی کسی موقعہ پر جیسے بان یا بچے پیدا ہوئے۔ اور ایک منٹ بھی گمراہ نہ رہے۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی اُنھوں نے جہاں مادی آنکھوں کے لئے سورج کی روشنی پائی۔ وہاں روحانی آنکھوں کیلئے الہٰی علم کی تحریک دل میں حاصل کی یعنی وید کے عالم ہوئے اور رگوید بھاشیہ بھومکا صفحہ ا میں سوامی دیانندجی بھی اسی طرح تحریر کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ خدا کا وہ قانون جو عیسائی مسلمانوں کیواسطے دیانندی کونسل میں پاس ہوا۔ کہ خدا کسی کی صفات طبعی نہ پلٹے۔ کدھر گیا۔ کوئی گدھا تو نہیں چر گیا۔

سوامی جی اگر آپ کسی جون میں ہمیں درشن دیں۔ تو ضرور ہم آپ سے اس معمہ کو توحل کرا دیں کہ کیونکر ان لوگوں یعنی ملہمان وید کی صفات طبعی پلٹ گئیں۔ کیوں نہ انھوں نے ۵۰ سال بزرگی کو پڑھکے وید کو حاصل کیا وہ بغیر اتنی سر دردی کے عام لوگوں کے لئے کیونکر جائز رکھی گئی۔

آریہ سماجیو ادبھتی ہو سوامی جی کس مصیبت میں مبتلا ہیں کیا کوئی ہے جو سوامی جی کو اس بلائے ناگہانی سے چھڑا دے۔

سنو آپ کی مجوزہ شرائط الہام پانچویں شرط یہ ہے کہ الہام قانون فطرت کے مطابق ہونا چاہئے۔ اور یہ کہ الہام کیں کسی قسم کی رعائت نہ ہونی چاہئے بتاؤ۔ کس قانون سے خدا نے ان کو ایک دم تمام کا تمام وید ایک ہی جھٹکے میں الہام کر دیا جس طرح اُلو ایک ہی جھٹکے میں سارا چوہا اندر اوتار جاتا ہے۔ اسی طرح وید بھی ملہمان نے پہلے جھٹکے میں اوتار لئے اور یہ بھی بتاؤ کہ اُن کی اتنی رعایت کیوں کی گئی۔ یاد رہے۔ ہم ویدوں کے الہام ہونے کے متعلق کہ کیوں انہی اشخاص پر الہام ہوا۔ سوال نہیں کرتا بلکہ سوال یہ ہے کہ کیوں اتنی جلد ہی ایک ثانیہ یا اس سے بھی کم مدت میں وید اُتر پڑے اور عام کو ۵۰ سال کا زمانہ کی ضرورت ہووے سماجیو آپ ہی اسی معمہ کو حل کریں ورنہ یاد رکھیں سوامی جی اس کے لائق ہیں ؎

بیں زباں سے تمکو سچا کہو لاکھہ بار کہدوں
اسے کیا کروں کہ دل کو نہیں اعتبار ہونا

راقم رحمت مسیح از شاہ کوٹ (از نور افشاں)

آریہ آرگن کی نتیجہ خیز رائے

ہمعصر ست دھرم پرچارک اپنی پچھلی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ گوشت خوری کسی زمانہ میں پاپ نہ سمجھی جاتی تھی۔ مگر اب ماس بھکشن کو پاپ سمجھنا تو درکنار۔ اس وقت ایسے ہندو موجود ہیں جو اسے نہ صرف جائز بلکہ اپنا کرتویہ کرم سمجھتے ہیں۔ اہل اسلام ماس بھکشن کے بہانہ یہ کہتے قابل ہیں کہ جانوروں کی قربانی اُن کے مذہب کا ایک جزو ہے۔ لیکن اُن کے زمانہ میں بھی آریہ ستان کے اندر ماس بھکشن کے مرض نے اس قدر ترقی نہیں پکڑی تھی جو آج دکھائی دیتی ہے۔ وجہ یہ کہ زبردست انگریز قوم نے آریہ دنیا کی کایا پلٹ دی ہے۔ جب حاکم قوم کا دسترخوان بغیر ماس کے اداس سمجھا جاتا ہے تو پھر آریہ ستان کے بعض سپوتوں کی زبان زد عام کیونکر نہ ہو کہ "ماس بناسب کھانس سوئی" مہاتما ہمعصر کا یہ کہنا واقعی سچ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں قربانی ایک جزو مذہب سمجھی گئی ہے۔ لیکن اسکی اس رائے سے کسی واقف کار کو اتفاق نہیں ہو سکتا کہ ویدک دھرم کے رو سے قربانی پاپ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب بقول آپکے اس زمانہ میں گوشتخوری کو روا رکھنے والے ہندو بھی موجود ہیں اور حکام وقت کے دسترخوان پر تو گوشت کا ہونا لازمی سمجھا جاتا ہے تو پھر خاص مسلمانوں سے ہی اس بارہ میں بغض و عناد رکھنا اور آئے دن ذرا ذرا سے بہانے ڈھونڈ کر اُن سے برسر پرخاش رہنا کیسے جیسے آپ ہیچ ہے کہ ہندو گئو (گائے) کو اپنی ماتا یا معبود سمجھتے ہیں لیکن ہندو تو بہت سے آگ پانی درختوں پتھروں اور دریاؤں وغیرہ کو بھی پوجتے ہیں حتیٰ کہ شیولنگ کی بھی پرستش کرتے ہیں۔ ایک موحد قوم انکی جاہلانہ توہمات کا کہاں تک لحاظ کر سکتی ہے۔ گاؤکشی کو اگر مسلمان جائز سمجھتے ہیں تو حکام وقت کے ہاں وہ ضروری اور لازمی امر ہے اور بقول آریہ آرگن انگریزوں کے طرز عمل کا ہی یہ اثر ہے کہ خود آریہ ستان کے بعض سپوت بھی ماس بغیر رسوئی کو کھانس کہنے لگے ہیں ورنہ مسلمانوں کے عہد میں ہی اسکا اتنا زور نہ تھا۔ پس نتیجہ یہ کہ آریہ مہاشوں کو اس معاملہ میں اپنے ہی دھرمی بھائیوں سے اور انگریزوں سے فیصلہ کرنا چاہئے تھے مسلمانوں سے لڑنے جھگڑنے اور امن عامہ میں خلل انداز ہونے کا انھیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ (وکیل)

بے تعصبی امیر

سلسلہ احمدیہ کیلئے ایک درخواست

(ترجمہ از اخبار پاؤنیر الہ آباد مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کچھ عرصہ ہوا کہ پاؤنیر کے کالموں میں علی گڈھ کالج ڈیپوٹیشن کے ایک ممبر کی قلم سے ایک آرٹیکل نکلا تھا جس میں مضمون نگار نے اپنے ذاتی تجربہ کے رو سے بیان کیا تھا کہ سلسلہ احمدیہ جہاد کے مٹا دینے میں بہت مفید اور صحیح اثر مسلمانوں پر چھیپے اور آہستگی سے ڈال رہا ہے۔ اس امر کے ظاہر کرنے میں "کہ سلسلہ احمدیہ شاہنشاہ ایڈورڈ کی بے لگام اور سرکش رعایا کو برٹش گورنمنٹ کے پُر امن باشندے بنانے میں ایک کسان کا کام دے رہا ہے" یہ مضمون نگار صرف پہلا اور اکیلا شخص نہیں بلکہ اس سے زیادہ دور اندیش پولیٹیکل امور میں غور کرنے والے اور دانا شخصوں نے جب اس معاملہ میں بغیر کسی قسم کے تعصب اور رورعایت غور کیا ہے تو وہ بھی ایسے ہی نتائج پر پہنچے ہیں تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر [illegible] نے امریکہ کے ایک میگزین میں جہاد کے متعلق بحث کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایسی ہی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ ۱۹۰۱ء میں سر فریڈرک کننگھم نے جو پشاور ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ اور کمشنر رہ چکے ہیں اس سلسلہ کے بانی کو لکھا تھا "کہ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں یہ رسالہ اسلامی عقاید کی ایک صحیح اور مبرھن تفسیر ہے۔ اور آپ کے علم و فضل کے شایاں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ جیسے عالم فاضل اُستاد کی تفسیر کو تمام مسلمان بسروچشم تبعیل کرینگے۔ نہ صرف اپنی پاک مذہب کی بہتری کے لئے بلکہ اس ثبوت کی وجہ سے کہ اسلام ہرگز اس بات کا روادار نہیں کہ مذہب کی آڑ میں ایسے مجہول اور خونریزی کے کام کئے جاویں۔ میں خوش ہونگا کہ آپ کے رسالے اور فتوے اس سرحدی صوبہ میں کثرت سے شائع ہوں"۔

سر فریڈرک کننگھم کا آخری فقرہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سرحدی صوبہ میں سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات کیا کام کر رہی ہیں۔ جہاں کہ اس وقت تک بہت سی قیمتی جانیں اس غلط عقیدہ کا شکار ہو چکی ہیں۔ جہاد کے مسئلہ پر ایک لمبی اور گہری غور کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی گذشتہ تاریخ ہرگز اس عقیدہ کا منبع و ماوے نہیں بلکہ ایک آئندہ کی امید ہے جو اس کی پرورش کر رہی ہے۔ دوسرے الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال ہرگز جہاد کے مؤید نہیں۔ بلکہ اس کے مؤید ایک ایسے مہدی کی آمد ہے جو کافروں سے جنگ کریگا اور ہر ایک انسان کو جو اسلام قبول نہیں کرتا۔ قتل کر دیگا۔ ایسے افراد اور لیڈر کی ہر وقت اُمید آمد اس بیجا جوش کی حرارت کو بعض دلوں میں بھڑکاتی رہتی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بہت سے مسلمان

ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دیے جا چکے ہیں جن میں کہا جاتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بزور شمشیر بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اس کے جواب میں صفائی سے یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ نبی کریم کی لڑائیاں دفاعی رنگ میں تھیں۔ مگر سلسلہ احمدیہ کے بانی کے سوا کسی نے اس غلط عقیدہ کی تردید نہیں کی۔ جس میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مہدی آئیگا۔ جو غیر مسلمانوں سے جنگ کریگا اور انکو زبردستی اسلام لانے پر مجبور کریگا۔ سلسلہ احمدیہ نے نہ صرف چند عقائد کی تفسیر کے ذریعہ بلکہ عملی طور پر ایک ایسے مہدی کے قبول کر لینے سے جو کہ اسلام کا غلبہ بخلاف تلوار۔ نشانات اور براہین کے ساتھ ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے اس عقیدہ جہاد کی غلطی کو ظاہر کر دیا۔ جس کو ایک آنیوالے غازی مہدی کی امید ہمیشہ تازہ کرتی رہتی ہے۔ اور اپنے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ نہ خود نبی کریم نے اس بات پر عمل کیا نہ مہدی کے زمانہ میں اس پر عمل کرنے کا کوئی موقعہ ہے۔ حالت موجودہ میں سلسلہ احمدیہ کی ترقی امن و صلح کے بڑھانے کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور تمام ہی خواہان برٹش گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ اگر وہ اس کے پھیلانے میں مدد نہ دیں تو کم سے کم اسے موقع دیں کہ یہ پھلے پھولے اور نشوونما پائے۔ اس کے متعلق ہز مجسٹی امیر کابل کا بھی ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ سلسلہ اپنی قیام کے تھوڑے ہی عرصہ میں دور دراز ملکوں تک پھیل گیا اور اس کے ممبر خود امیر کی دولت میں بھی پائے جاتے ہیں۔ پہلا ممبر جسکے ذریعہ مرحوم امیر کو یہ پتہ لگا تھا کہ اس سلسلہ کے خیالات جہاد کے خلاف ہیں۔ اس لئے وہ مروا دیا گیا۔ اس کے بعد خوست کا ایک معزز مولوی جس کی خود امیر عزت کرتا تھا اور جسکے مریدوں میں دربار کے بڑے بڑے امرا شامل تھے اور جسکے مریدوں کی تعداد خاص افغانستان میں پچاس ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی اور جو کہ سلطنت انگریزی اور سلطنت امیر ہر دو میں بڑی بڑی جاگیروں کا مالک تھا۔ یہ شخص بانی سلسلہ کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ اس بزرگ کا نام صاحبزادہ عبداللطیف تھا اور وہ خوست کا رہنے والا تھا۔ یہ بزرگ دو یا تین ماہ قادیان میں ٹھیرا اور اسکے بعد اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔ اس کی واپسی پر ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان نے اس کو قید میں ڈالدیا اور چند مہینوں کی قید کے بعد جس میں اس کو کئی دفعہ احمدی عقاید سے توبہ کر لینے کے لئے کہا گیا اور اس کو وعدہ دیا گیا کہ اگر وہ اپنی عقاید سے تائب ہو جاوے تو اس کی تمام جاگیریں بحال کر دی جائینگی اور پوری آزادی اور شاہی اعزاز حاصل ہو جائیگا۔ مگر اس کے انکار پر اس کو سنگسار کیا گیا۔ اگر مان بھی لیا جاوے کہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کھلے طور پر عقیدہ جہاد کے برخلاف وعظ کہتے تھے مگر قانونی طور پر یہ سزا اس جرم سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی یہ بدرجہا سنگین تھی۔

اب جبکہ امیر نے عام اعلان اس امر کا کر دیا ہے کہ اس کی قلمرو میں تمام مسلمان فرقوں اور نیز غیر مسلمانوں کو ایک جیسی آزادی حاصل ہے تو مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی سنگین سزا اور بھی ایک راز سربستہ ہو جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ افغان ایک وحشی اور سرکش قوم ہے اور ان کے شروں سے محفوظ رہنے کے لئے امیر کو بعض دفعہ ایسے ذرایع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ جن کی حقیقت

اور انصاف کو ہم نہیں سمجھ سکتے جبکہ ہم بالکل ایک مخالف ہوا اور مخالف حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ متعصب ملاؤں نے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے متعلق شور برپا کیا ہوگا جسکے فرو کرنے کے لئے امیر کو سخت ذرائع اختیار کرنے پڑے ہوں۔ مگر کسی طرح سے غازی مہدی اور جہاد کے خلاف وعظ کہنے کی سزا سنگساری نہیں ہو سکتی (یہ اندھیر ہے)۔ اب چونکہ امیر نے یہ اعلان دے دیا ہے کہ اس کی قلمرو میں کسی شخص کو اس کے مذہب کے متعلق تکلیف نہیں دی جاتی اور تمام فرقوں کو ایک ہی سی آزادی حاصل ہے۔ اب ہم امید کرتے ہیں کہ ہز مجسٹی امیر افغانستان میں احمدیوں کو وہی آزادی عطا فرمائیگا جو اوروں کو حاصل ہے اور مذہبی غیر مداخلت کے ثبوت میں وہ مولوی صاحب مرحوم کی اولاد کو انکی اولاد کی جاگیر بحال کریگا اور جلا وطنی سے انھیں اپنے وطن مالوف میں آنے کی اجازت دیگا۔ اگر احمدیوں کو آزادی مذہب اور آزادی خیالات دینے کے لئے امیر کے پاس کوئی اور دلیل نہ بھی ہو تو بھی اس کے لئے یہ ایک کافی دلیل ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے لئے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم مفید ہے اس لئے بحیثیت انگریزی گورنمنٹ کے دوست و مددگار رہنے کے ... [illegible] ... اگر جہاد کا انکار اس کے اپنے مذہبی اعتقادات کے خلاف ... [illegible] ... بھی برٹش گورنمنٹ کی ... [illegible] ... ہونے دینی چاہئیے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کھلے طور سے افغانستان میں اشاعت ہو جائے تو سرحدی قومیں اپنے ہمسایوں سے بہت سا اثر حاصل کرینگی اور اس طرح متعصب غازیوں کے ہاتھ سے انگریزی افسروں کے قتل بند ہو جائینگے۔ صوبہ خوست جو افغانستان میں ہے۔ اس میں قریباً پچاس ہزار ایسے آدمی ہیں جو بحیثیت مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کے مرید ہونے کے سلسلہ احمدیہ کے سچ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کو صرف یہی خطرہ ہے کہ اگر وہ کھلے طور سے اپنے اعتقادات اور ایمانیات کو ظاہر کریں تو ایسا نہ ہو کہ ان کا حال بھی ان کے مرشد کا سا ہو۔ اسی خوف سے بعض اپنے ملک کو چھوڑ کر برٹش گورنمنٹ کے پُر امن راج میں آ بسے مگر ایسے ہزار کے قریب اور ہیں جن کو امیر اپنی ... رعایا کی طرح آزادی دیکر ممنون اور گرویدہ بن سکتا ہے۔ ... بحیثیت رعایا ہونے کے ہز مجسٹی احمدیوں کو سب سے زیادہ امن پسند اور بے ضرر پائیگا۔ اور اگر وہ اپنے ملک میں اُن کے عقاید کی اشاعت کی اجازت دیگا۔ تو وہ ایسا کام کریگا جو نہ صرف انگریزی گورنمنٹ کے منشا کے مطابق ہوگا بلکہ عین اس کے اپنے مقاصد کے مطابق ہوگا۔ (محمد علی از قادیان)

مراسلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے پیارے بھائی صاحب شیخ یعقوب علی ... السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میرے ایک دوست نے جو پہلے ہندو تھا۔ اور اب ہندو مذہب کو ترک کرکے کچھ عرصہ سے دین اسلام میں داخل ہوا ہے۔ مجھے ایک خط لکھا ہے۔ جس کا جواب بغرض ہے ضرور آپ اپنے اخبار کو ہر بار میں درج فرما کر ممنون فرماویں۔ تاکید مزید ہے۔

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن۔ نام کے شیخ صاحب۔ دلائل سے بالکل خالی اور بیجا اعتراض سے بھرا ہوا جناب کا خط ابھی انتظار ہی میں ملا۔ یہ جناب پر ہی کچھ منحصر نہیں بلکہ ایک لاتبدیل قانون ربی ہے کہ خدا کے فرستادوں پر گروہ تاریکی میں مبتلا شدہ اشخاص نے اس طرح کے اعتراض اور استہزا کئے تھے اور کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔ جس سے جناب نے بھی حصہ لیا۔ میں نے جناب کے خط کو کئی بار غور سے پڑھا۔ اور تعجب پر تعجب اور افسوس پر افسوس ہوا۔ کہ باوجود دعوے قرآن دانی جتنے اعتراض کئے ہیں۔ کسی ایک کی بھی دلیل دی ہوتی۔ آپ نے ظاہر فرمایا ہے۔

سوال اول۔ مجھ کو مرزا صاحب سے اس واسطے انکار ہے۔ کہ قرآن کریم اور مفسر ربانی اُن کے سچا ماننے کے واسطے ہماری رہنمائی نہیں کرتے۔

جواب۔ افسوس کہ جناب نے دعوے تو کیا۔ مگر دلائل سے پایہ ثبوت کو نہ پہنچایا۔ ... کہ اس دعوے کے دلائل قرآن کریم و کلام مفسر ربانی سے ... مجھ سوچ کا موقعہ دیں۔ یہود۔ نصاریٰ نے بھی رسول کریم کی بعثت کے وقت یہی دعویٰ کیا تھا۔ افسوس۔ کہ آپ نے انکے دعوے بلا دلیل سے سبق نہ لیا۔ ... بلکہ ان سے مشابہت پیدا کرلی۔ دعوے کر دیا تو ... ایسا ہی تھا۔ اور یہی۔ اور ہوگا۔ مگر مرنے مرگئے۔ اور مر رہے ہیں۔ اور مرینگے مگر نہ تو دلائل انکار لاسکے۔ اور نہ لاسکتے ہیں۔ اور نہ لاسکینگے۔ فاتوا ان کنتم صادقین۔

سوال دوم۔ اگر فرقان حمید کلام الٰہی اور یخرج من الظلمات الی النور اور اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کو مان کر نبی برحق کی تفسیر پر کیوں صبر نہ کیا جاوے۔

جواب۔ پیارے شیخ آسانی کے واسطے الگ الگ نمبر دیکر جواب نے تین ٹکڑے کر دئے ہیں۔ جواب ملاحظہ فرماویں۔ ٹکڑا نمبر اول۔ اگر کسی مزکی اور مطہر کی ضرورت نہیں۔ اور صرف کلام الٰہی ہی یخرج من الظلمات الی النور ہے۔ تو پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہود کا کیا قصور تھا اور ہے کہ باوجود موجود ہونے توریت کے جسکو کلام الٰہی (فرقان حمید) نے نور فرمایا۔ مغضوب علیہم ہو کر غضب الٰہی کے حقدار ہوئے۔ آپ کے فرمانے کے بموجب انھیں خاتم النبیین کی کیا ضرورت تھی۔ جبکہ آپ کی طرح توریت کو ... خیال کرتے رہے۔ اور کر رہے ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ شرک کے برابر کوئی ظلمت نہیں۔ اور توحید کے برابر کوئی نور نہیں۔ ... جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صفات الوہیت میں شریک گردانتے ہیں مثلاً آپ کا ۱۹۰۰ سال آسمان پر زندہ رہنا۔ حالانکہ قرآن زمین کو مسکن و مدفن فرماتا ہے۔ اور جسم ... کا محتاج ... خالق ... کیا یہ خیالات شرکیہ نہیں۔ توحید تو یہ ہے کہ صفات الوہیت میں کسی مخلوق کو شریک نہ کیا جاوے۔ اور جو لوگ صفات الوہیت میں شریک گردانتے ہیں ... مغضوب علیہم میں داخل ہیں۔ یا ضالین میں جو اعلیٰ ظلمت اور نور سے منحرف ہیں۔ علاوہ بریں آپ فرماتے ہیں۔ کہ ہندو مذہب کو ترک کرکے کونسا اخراج جدید ظلمات سے طرف نور کے کیا

ہے۔ آپ کے تو وہی خیالات نشر کیے ہیں۔ جو بیان ہیں تھے۔ پھر آپ کے واسطے کس طرح صرف کلام الٰہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ بینوا و توجروا

جناب من۔ اگر صرف کلام الٰہی ہی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ تو یہ فرمان ربی جو سورہ مزمل میں فرمایا ہے۔ نعوذ باللہ درست نہیں۔ سورہ مزمل میں آنحضرت صلعم کی نسبت ارشاد ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ تمام علمائے کبار اس پیشگوئی سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر اتمام حجت کرتے آئے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی مشابہت ساتھ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوجوہ کثیر ثابت کی ہے۔ اب واضح ہو کہ جس طرح پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو اس آیت میں مثیل موسیٰ بتاکید حرف انا فرمایا ہے۔ اسی طرح سورہ نور میں سلسلہ استخلاف محمدی کا مشابہت بھی ساتھ سلسلہ استخلاف موسوی کے بلفظ کما بیان فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ... فاولئک ھم الفاسقون۔ یہ سورہ نور میں آیت ہے۔ اور آیت استخلاف کے نام سے خواص و عوام میں مشہور ہے۔ اس آیت کا سورہ نور میں لانا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ نور [illegible] محمدیہ قیامت تک بذریعہ استخلاف [illegible] بروز اسکا نام رکھا ہے تاباں و درخشاں رہے گا۔ خواہ کافرین و مشرکین اس کے اطفا میں کیسا ہی زور لگاویں۔ کما قال اللہ تعالیٰ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔ [illegible] نور نبوت محمدی بذریعہ استخلاف ایسا تاباں و درخشاں ہوگا کہ [illegible] اور کوئی نور واسطے تمثیل کے بھی موجود نہیں ہو سکتا۔ غور فرماویں۔ کیا باوجود ان آیات بینات کے آپ کسی مزکی کے قابل ہی نہیں۔ اور اس پر دعوےٰ یہ کہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے مرزا کو سچا ماننے کیواسطے میری رہنمائی نہیں کی۔ الیوم اکملت لکم دینکم (جواب) [illegible] کے قابل ہوئے۔ کہ دین ناقص تھا [illegible] افسوس۔ کہ باوجود دعوےٰ قرآن دانی اسقدر قرآن کریم سے ناواقفی۔ اس آیت کا مطلب مجھ سے سنیں۔ میرے پیارے [illegible] تکمیل دو طرح کی ہوتی ہے ایک تکمیل رسالت۔ دوسری تکمیل [illegible] تکمیل رسالت تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں [illegible] تکمیل تبلیغ رسالت کیواسطے یہ زمانہ مقرر تھا۔ صدق اللہ تعالیٰ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیدا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام مفسرین [illegible] اس آیت کا مصداق مسیح موعود کو لکھا ہے۔ [illegible] لطیف اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ [illegible] مسیح موعود کی تصدیق [illegible] آسمانی ہستی کی جاویگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی گواہی بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ کسی مامور من اللہ کے لئے کوئی ایسا نشان بطور اعجاز کے صادر ہو جو قدرت بشر سے باہر ہے۔ جیسا کہ کسوف خسوف کا اجتماع ماہ رمضان میں [illegible] کبھی کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے [illegible] زمین و آسمان سے صادر نہیں ہوا۔ پس اس بیان سے [illegible] اس زمانہ میں بجز مرزا صاحب کے اور کوئی [illegible] ہو سکتا [illegible] وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی رسالت جو کافۃ للناس تھی۔ بسبب موجود نہ ہونے اسباب اور ذرائع کے آنحضرت صلعم کی حیات میں کل دنیا میں یہ دعوت نہیں پہنچی تھی۔ تمام جس کا پہنچانا کل دنیا کی [illegible] میں ضروری تھا۔ لہذا موجود ہو جانے ذرائع تبلیغ کے خلیفۃ اللہ کا مبعوث ہونا بھی ضروری ہوا۔ کہ جسکے ہاتھ سے کل دنیا میں آنحضرت صلعم کی دعوت الی اللہ پہنچ جاوے۔ اس لئے تار برقی۔ ریلوے۔ ڈاکخانجات۔ چھاپہ خانہ وغیرہ بطور اشارات لطیفہ سے مخبر صادق نے اس کی علامات قرار دی ہیں۔ (۳) کیونکہ یہی برحق کی تفسیر پر صبر کیا جاوے۔ مدعی [illegible] اسی قدر غرض ہے۔ کہ اس دعوے کے دلائل بیان فرماویں۔ ورنہ [illegible] قابل سماعت نہیں ہوتا۔

سوال۔ اس زمانہ میں ایسے دنیا اور نفس پرست آدمی کو سچا ماننے کیواسطے جرأت نہیں ہو سکتی۔

الجواب۔ اعتراضوں کے [illegible] کلام الٰہی کا آپ نے کبھی دعوےٰ کیا ہے کیا کبھی زمانہ نے ثابت نہیں [illegible] اور کیا زمانہ [illegible] صلعم کی ضرورت کو نہیں پکار رہا۔ غور فرماویں۔ نیز رسول کریم کو دنیا اور نفس پرست کہنے والے یہود و نصاریٰ۔ برہمو۔ آریہ۔ سکھ [illegible] جن کے کتنے ہی رسالجات محض اسی غرض سے نکلتے ہیں۔ کہ آپ کے دعوے کو ثابت کریں۔ جو خود جناب نے بھی کہا۔ اور ان [illegible] حصہ لیا۔ اے شیخ۔ جو امام ہوتا ہے۔ اسکو [illegible] اسلام کے [illegible] ضروریات واقعہ ہوتی رہتی ہیں۔ اور اسی [illegible] اس پر واجب ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک انسان سے جو اس کی جماعت میں داخل ہے۔ جب اس کے استعداد اور توفیق کے چندہ وصول کرے اسلام کی ضرورتوں میں خرچ کرے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام اعظم تھے۔ اور آنحضرت صلعم کو ایسے چندوں کی بہت ضرورت [illegible] تھی۔ بلکہ اموال زکات کا لینا بھی تعلیم الاسلام نے امام ہی کے ذمہ کر دیا ہے۔ دیکھو حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ امام اول نے ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ جنھوں نے ادائے زکات سے بیت المال میں انکار کیا تھا۔ پھر ملاحظہ ہو۔ وہ مناظرہ جو مابین ابا بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ ہوا۔ جو بخاری صفحہ ۱۸۲ [illegible] مذکور ہے۔ پس جو امام صلعم امت ہوگا منہاج النبوۃ ہوگا۔ اس کو بھی ضرور بالضرور [illegible] تائید اسلام کے مالی ضروریات واقعہ ہونگی۔ جناب کے نزدیک تو نعوذ باللہ کلام الٰہی [illegible] غلط ہوگی۔ جہاں قرآن مجید کے شروع میں دوسری سطر میں بھی تقویٰ کی شرط ومما رزقنھم ینفقون رکھی ہے۔ [illegible] سارا قرآن مجید جاھدوا باموالکم اور انفقوا فی سبیل اللہ سے بھرا ہوا ہے۔ زکات تک تو سارا مال حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جمع ہوتا تھا۔ بینوا و توجروا۔ افسوس۔ کہ باوجود [illegible] تعلیم اسلام کے اور سنت خیر الانام کے آپ [illegible] فرماتے ہیں۔ کہ مرزا کیوں چندہ لیتا ہے۔ [illegible] تعلیم اسلام نے زکات نہ دینے والوں کو منافق۔ کافر۔ مکذب۔ فاسق۔ ظالم فرمایا ہے۔ کیا یہی آپ نے از ظلمات اخراج الی النور کیا ہے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے۔ جس کی طرف مجھے بلایا ہے۔ اور یہی کلام الٰہی و مفسر ربانی کی تعلیم اور سنت ہے۔ جس نے آپ کو مرزا صاحب کو سچا ماننے دیا۔

سوال۔ اس امر کے ثبوت کے لئے کہ وہ اپنے دعوے نبوت تراشیدہ میں سچا ہے۔ بیشمار آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کی ضرورت ہے۔

جواب۔ جناب من۔ میں نے قرآن کریم سے بحوالہ سورہ مزمل و نور ثابت کیا ہے۔ کہ یہ دعوے تراشیدہ نہیں۔ بلکہ یہ پیشگوئی تورات اور

اتنی ہیں بڑی شدومد سے درج ہے۔ کما مر سابقاً۔ آپ غور فرماویں۔ سادہ لوح شیخ۔ حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے الفاظ بہ آواز بلند پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہر صدی کے سرے پر مامور من اللہ خدا تعالیٰ مبعوث فرماویگا جسکو تاکید حرف ان ثابت کیا گیا۔ افسوس کہ آپ اسکو دعوے تو نا شبہ فرماتے ہیں اور چودھویں صدی سے ۲۴ سال گذر گئے۔ اور مامور من اللہ کا پتہ نہیں دیتے۔ اور دوسرے کے آواز صحیحہ کو نہیں سنتے۔ اور طرہ اسپر یہ کہ دعوے کرتے ہو۔ کہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے مرزا کے سچا ماننے کے واسطے ہماری رہنمائی نہیں کی۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ بیشمار آیات و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کی ضرورت ہے بیشمار درج کرنے کی تکلیف کو گوارا نہ فرماویں کیونکہ جناب نے فرمایا ہے کہ دینی کاموں کی دنیا کے کثرت کار کی وجہ سے مجھے فرصت نہیں۔ صرف ایک آیت قرآنی و حدیث صحیحہ نبوی سے اپنے مدعا کو ثابت کریں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ آپ کا یہ تحریر کرنا کہ مجھے آیت و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کی فرصت نہیں۔ کیا یہ تعلیم کلام الٰہی و مفسر ربانی نے دی۔ جسپر آپ کو ناز ہے۔ یا ایسا قول دُنیا کے فرزندوں کا ہے۔ جب آپ خود ٹھیکہ دار ہیں۔ اور کسی کے تابع نہیں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کیوں آیات و احادیث صحیحہ سے اپنے دعوے کو ثابت نہیں کرتے خادم باوجود فوجی ملازم ہونے کے جب آپ کے خط کا جواب با دلائل عرض کر سکتا ہے۔ تو آپ کا یہ عذر بہت ہی لغو اور بیہودہ ہے۔ کہ مجھ کثرت کار کی وجہ سے وقت نہیں ملتا تعجب ہے۔ کہ دو ورق کا خط بیہودہ اعتراضات سے اور دلائل سے خالی لکھنے کی فرصت مل جاتی ہے۔ اور آیات و احادیث صحیحہ کے درج کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ اسی پر بس [illegible] باللہ من العقیدۃ الخبیثۃ درج فرمایا ہے

(سوال) مرزا صاحب کا طرز زندگی گذشتہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالکل مخالف اور کوسوں دور ہے۔

(جواب) گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ مرزا صاحب کی طرز زندگی بالکل ہی گذشتہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھر مخالف نہیں۔ مخالف ہو کیونکر جب آپ بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مشابہ اصل سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ اصل اور عکس پر غور کریں۔ شیشہ میں اصل کا ہی عکس ہوتا ہے۔ کوسوں دور جانے دیں سرمو فرق ظاہر دلائل سے کر کے سرفراز کریں۔

سوال۔ مرزا صاحب شب و روز عیش و عشرت میں غرق رہتے اور خواہشات نفسانی کو پورا کرنا اور لوگوں کی حلال کمائی کا کھانا ثواب سمجھتے ہیں۔

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ خادم اس مہینہ کی سو تاریخ کو قادیان سے جہلم پہنچا۔ مرزا صاحب شب و روز اشتغال و عزت اسلام مخالفین اسلام کے لئے۔ روانہ کرنا کئی ہزار اشتہارات تبلیغ اسلام کا ممالک دور دراز میں۔ تمام خدمات مالی و جانی برائے اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ وغیرہ وغیرہ جنکا عہدا [illegible] ہوتے کے مصنف جیسے مخالف کو بھی اقرار ہے۔ دیکھیں فصل اول باب اول عصائے موسیٰ۔ میں نے عصائی موسیٰ کا اسواسطے حوالہ دیا ہے۔ کہ جناب بہت عرصہ لاہور ہی میں رہے ہیں۔ شکر الحمد للہ اتنا تو قبول کیا۔ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کی جماعت حلال کماتی ہے۔ باقی اعتراض کا جواب پیچھے مفصل چندہ کے اعتراض میں گذرا۔ وہاں ملاحظہ فرما چکے ہو۔ نیز آپ خداوند کریم سے

ڈر کر جواب دیں۔ کہ قادیان میں جا کر یہ حالت دیکھی ہے۔ یا صرف سنی سنائی باتوں پر یہ سیاہ جھوٹ تحریر کر دیا ہے۔ افسوس کہ حضور کو تو کثرت کار کی وجہ سے دینی امور کے جواب دینے کی فرصت نہیں۔ اور جو لوگ ہمہ وقت دعوت اسلام میں مشغول ہیں۔ اُن کو دُنیادار نفس پرست لکھا ہے۔ یہ مصرع آپ کے اوپر صادق آتا ہے۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ جب سے کتب سماوی کا نزول شروع ہوا۔ مامور من اللہ پر منکروں نے ایسے ہی لغو اور بیہودہ دلائل سے خالی اعتراض کئے ہیں۔ اور یہ لاتبدیل قانون ربی ہے۔ جیسا کہ شروع خط میں ثبوت از آیت قرآنی دیا گیا۔

سوال ۶۔ مرزا کی کوئی بات سچی نہ نکلی۔

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا آتھم کی پیشین گوئی معہ اپنے دونو پہلوؤں کے پوری نہیں ہوئی۔ کیا پنڈت ادیا نند سرستی کی موت کی خبر جو تین ماہ پہلے دی گئی تھی۔ وہ پوری نہیں ہوئی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۵ اور کیا پنڈت لیکھرام کی ہیبت ناک پیشگوئی پوری نہیں ہوئی سہ کرامت گرچہ بے نام و نشان است۔ بیا بنگر ز غلمان محمد۔ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی تصدیق میں ہزاروں ان لوگوں کی دستخطی مُہریں ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ میں داخل نہیں۔ اور اول دستخط ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب کے خاص قلم کے موجود ہیں۔ اور کیا وہ پیشگوئی جو سلطان کا بلی سلطان روم سلطنت کے لئے کی گئی تھی جو اشتہار ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء (اور نیز ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں مشتہر کی گئی ہے۔ پوری نہیں ہوئی؟ اور کیا وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جو ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں سر سید احمد خان صاحب کے سی۔ ایس۔ آئی۔ کی موت کی نسبت کی گئی تھی؟ جو ہزاروں انسانوں کو معلوم ہو چکی ہے۔ نیز چراغ دین جمونی۔ سعد اللہ لدھیانوی کا حال معلوم نہیں۔ اگر آپ حق کے طالب ہیں۔ اور صرف اعتراضوں کے شایق نہیں۔ تو تریاق القلوب۔ حقیقۃ الوحی۔ نزول المسیح کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ بغیر تحقیقات اعتراض کرنے یہود و نصارے کا رویہ تھا۔ اور ہے۔ آپ کیوں ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ جب ہندو مذہب کو ترک کر کے اسلام کا دعوے کرتے ہو تو اسلام کے قدم بقدم چلو۔

سوال ۷۔ علم غیب وغیرہ وغیرہ ضرورت رسالت کے واسطے آپ تک ختم ہو گئی۔

جواب۔ نام کے شیخ۔ دین سے لاپرواہ اور دنیا میں غرق شدہ معترض۔ کس طرح لکھتے ہو۔ کہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے مرزا کو سچا نہ ماننے دیا۔ کہاں کلام الٰہی و احادیث صحیحہ نبویہ سے غیر تشریعی نبوت ختم ثابت ہوتی ہے۔ ثبوت دو۔ اگر ثبوت نہ دے سکو۔ اور ہرگز نہ دے سکو گے تو غیر تشریعی نبوت بہر صورت ثابت ہے۔ جیسے میں بحوالہ سورہ نور و احادیث صدی کے سرے پر مجدد والی میں سلسلہ استخلاف ثابت کر چکا ہوں۔ ثابت ہے۔ تو آپ کے خود اعتقاد کے بموجب علم غیب کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ نیز ہم تو صرف خداوند کریم کو عالم الغیب مانتے ہیں۔ قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ خداوند کریم کے بغیر رسول کچھ اطلاع نہیں پا سکتے۔ کس جگہ کلام الٰہی و مفسر ربانی نے فرمایا ہے۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ رسول عالم الغیب ہوتا ہے۔ آپ ان آیات کا مطلب تحریر کریں۔ (۱) کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (۲) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ (۳) صراط الذین انعمت علیھم میں کون سی نعمت مراد ہے۔ اگر وہ نہیں ملتی۔ تو طلب کرنے سے کیا فائدہ کیا زر و مال دنیوی مراد ہے جو نصارے کو حاصل ہے۔ یا کچھ اور (۴) انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا میں کون سی نصرت مراد ہے

اور وہ مسیح محمدی کو حاصل ہے یا نہ۔ (۵) فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول ۲۵۔

اے لہو لگا کر شہیدوں میں شامل شدہ شیخ۔ مہربانی کرکے جواب دینا کہ یہ کلام الٰہی میں عالم الغیب فی مابین صادق و کاذب کوئی معیار قائم فرمایا ہے۔ یا نہیں۔ اگر بیان فرمایا ہے۔ تو میں آپ کا از حد ممنون ہونگا کہ اس معیار پر جو کلام الٰہی میں ہے۔ مرزا کو نعوذ باللہ کاذب ثابت کردیں۔ اور اگر نہ کر سکیں۔ اور ہرگز ہرگز ثابت نہ کر سکینگے۔ تو آیندہ کو واسطے اپنے اعتراضوں سے منہ بند کریں۔ اور منصف ہو کر سلسلہ عالیہ کی کتب کو جو مامور من اللہ نے تصنیف کی ہیں۔ ملاحظہ فرما کر صراط مستقیم پر آجاویں۔ ورنہ آبائی مذہب کو ترک کرکے جو اسلام میں داخل ہوا ہو جو کلام آلٰہی و مفسر ربانی کے کلام کے بالکل مخالف ہے آپ کے واسطے سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ فائیدہ مند نہیں۔

سوال۔ گذشتہ طریقہ بیان و غیب گوئیاں بامداد جنات اور شیطان مرزا نے اختیار کیا ہے۔

جواب۔ کس جگہ کلام الٰہی نے شیطان اور جن کو عالم الغیب مانا ہے کلام الٰہی سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا جس کو چاہتا ہے۔ علم غیب سے اس کو اطلاع دیتا ہے۔ جیسا کہ قال اللہ تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول ۲۹۔ اس کے متضاد کہاں اور کس جگہ شیطان اور جن کو عالم الغیب فرمایا ہے۔ شیطان تو۔۔۔ ثابت کیا دیا ہے۔ خدا سے ڈر کر اسلام میں داخل ہو ہے۔ یہ۔۔۔ خیالات اب تک تمہارے وہی آبائی ہیں۔ ان کو کیوں ترک نہیں کرتے۔ کلام الٰہی میں آیا ہے کہ کاہن ساحر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

خیر جو کچھ ہے آپ اپنے اس دعوے کو کلام الٰہی و مفسر ربانی کے کلام سے ثابت کریں ۔۔۔ اور جو الکاہن ۔۔۔ دعوے کیا ہے ثابت کریں۔ اور اگر آپ ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکینگے۔ تو خدا سے ڈر کر ۔۔۔ آخیر میں مجھ کو ۔۔۔ غور اور اثر ۔۔۔ دیکھیں آپ کہاں تک اس پر عمل کرتے ہیں۔ ۔۔۔ خود را فضیحت کا مصداق ٹھہرتے ہو یا در قول خداوندی۔

قال اللہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون صرف کہنے سے غرض ہے۔ یا اس پر عمل بھی کرتے ہو۔ باقی صرف یہ غرض ہے کہ میری اُن دلایل کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ اور جواب کلام الٰہی و احادیث صحیحہ سے دیں۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ احمدی غلام حسین لانس نائک پلٹن ۲۳ کمپنی نمبر ۸ چھاؤنی جہلم

تربیت اولاد کا ایک نمونہ

سکولوں میں جس قدر لڑکے تعلیم پاتے ہیں اگر ان میں سے مڈل کلاس تک کے لڑکوں سے بلکہ انٹرنس۔ ایف اے میں پڑھنے والوں سے پوچھا جائے کہ آپ کیوں پڑھتے ہیں تو وہ اس کا کوئی عمدہ جواب نہ دے سکینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل بہت ہی طالب علم اپنے پڑھنے کا کوئی مقصد نہیں ٹھیراتا اور غالباً اسی لیے ناکام رہتا ہوا تا ان میں سے بعض ایسے ہونگے جو کہدینگے۔ ملازمت حاصل کرنے کے لئے لیکن یہ جواب ایسا جواب ہے کہ بہتر تھا یہ جواب نہ ہی دیا جاتا کیونکہ علم کے حصول کا مقصد ملازمت ٹھیرانا ایک نہایت ہی اونٰی خیال ہے:۔

اس قدر تمہید کے بعد میں عزیز عبدالحی "حکیم الامۃ کے ہفت سالہ صاحبزادہ کی نسبت کچھ لکھنے کے قابل ہو گیا۔ یہ عزیز مصداق ؎ بالائے سرش ز ہوشمندی۔ مے تافت ستارۂ بلندی۔ اتفاقاً میرے کمرہ میں چلا آیا۔

میں نے پوچھا۔ آپ کیا کام کرتے ہیں۔

عبدالحی۔ میں پڑھتا ہوں۔

میں۔ آپ کیوں پڑھتے ہیں۔

عبدالحی۔ علم حاصل کرنے کے لئے۔

میں۔ علم کیوں حاصل کرتے ہو۔

عبدالحی۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے۔

میں۔ فائیدہ پہنچانے کی آپ کو کیا ضرورت ہے۔

عبدالحی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دیا ہے۔

میں۔ کہاں۔

عبدالحی۔ اپنے کلام قرآن مجید میں اور حدیث میں۔

صاحبان۔ میں یہ جواب بلا تامل و بلا تکلف سُنکر حیران رہ گیا۔ یہ ہے قادیان کی تربیت و تعلیم کا اثر اور یہ حیرت اور بھی بڑھ جائے جب آپ کو معلوم ہو کہ عبدالحی کی تعلیم اکثر ہوا والدہ کی ماتحت ہوئی ہے جسے زمانہ بعض لوگ لاڈ سمجھتے ہیں مبارک وہ جو اپنے بچوں کو قادیان تعلیم کے لئے بھیجیں۔ (المرسل آف گولیکی ضلع گجرات)

ڈایری

۲۱۔ فروری

نماز ظہر۔ ذکر ہوا کہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون روز بروز ترقی پکڑتی جاتی ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا شاید وہ جو ہمارا الہام ہے ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہ رہیگا یہ خاص اشخاص کے متعلق ہو اور اس کا ظہور اس شکل میں ہو۔

کل دہلی سے خط آیا کہ مولوی عبدالمجید دہلوی جو ہمارا سخت معاند تھا یک بیک مر گیا ایسا ہی ایک اور بڑے معاند کی مرگ مفاجات کا ذکر تھا۔

نواب بہاولپور کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک اس کا خاتمہ اچھا ہوا اس خاندان کا پیر (غلام فرید صاحب مرحوم ساکن چاچڑاں) ہمارا معتقد تھا نواب بہاولپور شاید اگر جوانی کی عمر میں واپس آتا تو غلطیوں میں مرتکب ہو جاتا۔ اس کا حسن خاتمہ بطور یادگار رہیگا۔

نماز عصر ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جاوے۔ حضرت اقدس نے فرمایا قرآن شریف تدبر و تفکر اور غور سے پڑھنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رب قاری یلعنہ القرآن یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اُس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہیئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔

جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضایع کر کے بالوں حاضر ہو گئے ہوں انھیں قسم ہے خداوند کریم کی جناب
اس کی آزمایش کریں ہرگز ہرگز بد ظنی سے کام نہ لیں
کیونکہ یہ مجرب مرکب سے ہر دلعزیز ہو چکا ہے

یاقوت ـ مروارید ـ لعل
مرجان ـ یشب ـ کہربا ـ کستوری ـ عنبر ـ اشہب
وغیرہ کا دھیر کا منتھی ...

مفرح عنبری

قیمت
فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) ـ تین ڈبیہ تیرہ روپیہ

مفرح عنبری [illegible]

[illegible]

...مفرح عنبری ... اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھکر ... مفرح عنبری ...
کی خدمت میں نوابکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ نواح ... سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض ... اور کس موقعہ پر ...
ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو جن کا دو تین ...
مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنے ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ
خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی امداد کے باعث مارے درد کے ہمراہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد و بلا تامل
فوراً اس کو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیے ـ مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق
ہوں ـ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی لواسیر یا کثرت حیض ... خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض
سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں ـ مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کا فور دماغی طاقت
بھرپور ہو جاتی ہے اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پرنور ہو جاتا ہے ـ

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہو

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین خان وزیر اعظم ریاست کھلیر گڈھ ضلع ارا ہپور

عنایت فرمائم حکیم صاحب السلام مسنون ـ آپ ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھلیر گڈھ نے منگائی تھی ان کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی ـ آپ مہربانی کر کے سو ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام ... قدر جلد ممکن ہو بذریعہ وی پی روانہ فرمائیں ...
غلام ... محمد پرائیویٹ سکریٹری

عالیجناب ... خان بہادر ... رئیس اعظم ...

[illegible]

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر ... تحریر فرماتے ہیں ... حکیم صاحب بے نظیر ! آپ کی مفرح عنبری نے جو فائدے دکھلائے ہیں ـ بیان سے باہر ہیں فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے ـ بے تکلف مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں

عالم تبرہ معزز اصحاب نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے ـ ابھی طرح سینکڑوں

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

ہر جمعہ کو چھپ کر قادیان سے	دو دفعہ ہفتہ میں شائع ہوتا ہے دارالامان سے

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲ صفر ۱۳۲۵ھ | نمبر ۹

تازہ رؤیا و الہامات

۹ مارچ ۱۹۰۷ء۔ ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں۔

۷ ” ” (۱) ربنا افتح بیننا وبینھم۔

(۲) اعجبتم ان تموتوا (۳) انکی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں (۴) پچیس دن" (یا یہ کہ پچیس دن تک) (۵) من الناس والعامۃ (ای من خواص الناس والعامۃ) یعنی طاعون خاص لوگوں میں بھی پڑیگی اور عام لوگوں میں بھی۔

ترجمہ یہ ہے کہ اے خدا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تم موت کا شکار ہو جاؤ۔ انکی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں معلوم نہیں کہ یہ کن لوگوں کی طرف یا کس کیطرف اشارہ ہے اور پچیس دن کے الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷ مارچ سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جبتک کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائیگا۔ اگر صرف پچیس دن کے لحاظ سے معنے کئے جاویں تو اسطور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جائے کیونکہ الہام الٰہی کے رو سے ساتویں مارچ پچیس دن کے شمار میں داخل ہے اسصورت میں پچیس دن مارچ کے اکتیس ۳۱ تاریخ میں پورے ہو جاتے ہیں تو اسطور پر پیشگوئی کے ظہور کا مہینہ اپریل ٹھہرتا ہے۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کیگئی ہے اسکا ہم اسوقت کچھ بھی جواب نہیں دیسکتے بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائیگا اور ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ واقعہ ہماری ذات کے متعلق ہے یا ہمارے دوستوں کے متعلق یا دشمنوں کے متعلق جس امر کو خدا نے پوشیدہ کیا ہے ہم ظاہر نہیں کر سکتے۔

بعد اس کے ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو مکرر آ یہی الہام ہے۔

(۱) یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ (۲) انت منی ونا منک (۳) ظہورک ظہوری (۴) انت الذی طار الیّ روحہ۔ (۵) انی انا اللّٰہ ذو الجود والعطا (۶) انزل الرحمۃ علی من اشاءُ

ترجمہ اے عیسٰی میں تجھے تیری طبعی موت سے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ تو وہ ہے جس کے روح نے میری طرف پرواز کیا۔ میں خدا ہوں صاحب جود اور بخشش۔ جس پر چاہتا ہوں رحمت نازل [illegible]

۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) لاہور میں ایک بے شرم ہے (۲) ویل لک ویل لافکک۔ (۳) آئی مخالف تیرے پر لعنت اور تیرے جھوٹھ پر۔ (۴) انی نعیت۔ ترجمہ میں نے ایک شخص کی موت کی خبر دی (۵) انی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا۔ ترجمہ میں ہی خدا ہوں میرے سوا اور کوئی خدا نہیں (۶) ان اللّٰہ مع الصادقین ترجمہ۔ خدا سچوں کے ساتھ ہوتا ہے (یہ پیشگوئی آج ہی پوری ہوگئی کہ آج ہی اخبار سول میں خبر آئی ہے کہ ڈوئی جسکے عذاب کے بارہ میں میں نے خبر دی تھی وہ مرگیا۔ یہ وہ ڈوئی ہے جسکو مباہلہ کیلئے بلایا گیا تھا) (۷) ایک امتحان ہے بعض اسمیں پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے (۸) انما یرید اللّٰہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ ترجمہ خدا نے ارادہ کیا ہے اے اہل خانہ کہ تمہاری پلیدی کو دور کرے اور تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنیکا (یہ تیسری مرتبہ الہام ہے واللّٰہ اعلم بالصواب) (۹) اعجبنی موتکم تمہاری موت نے مجھے تعجب میں ڈالا (۱۰) یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلیگی جو بہت ہی سخت ہوگی (۱۱) ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مرینگے۔ (۱۲) واستوت علی الجودی یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی اور پانی خشک کیا جاویگا اور جو کچھ ہمارا ارادہ ہے ہم پورا کرینگے اور کشتی جودی

قادیان کے آریہ اور ہم

قادیان کے آریہ لالہ شرمپت رائے اور ملاوامل خصوصیت کے ساتھ حضرت اقدس کے بہت سے الہامات اور نشانات کے گواہ ہیں۔
گذشتہ جلسہ دسمبر ۱۹۰۶ء کی تقریب پر حضرت اقدس نے انکی شہادت نشانات کا ذکر فرمایا تھا یہاں کے اخبار نے لالہ شرمپت کے بیان سے اسکی تکذیب کی اس لئے حضرت اقدس نے اتمام حجت کی خاطر سے مندرجہ بالا عنوان پر ایک رسالہ شائع کیا جس کو عام فائدہ کے لئے میں درج ذیل کرتا ہوں ———— ایڈیٹر

ایک اخبار آریہ صاحبوں کی جو قادیان سے نکلتا ہے اور اب شاید جنوری ۱۹۰۷ء سے اس جگہ سے اُس کا خاتمہ ہے۔ اس میں بنسبت لالہ شرمپت ساکن قادیان کا حوالہ دیکر ایک عجیب تہمت میرے پر لگائی گئی ہے اور وہ یہ کہ جو دسمبر ۱۹۰۶ء کے جلسہ میں ایک تقریب سے میں نے بیان کیا تھا کہ ان آسمانی نشانوں کے جو خدا نے مجھے عطا فرمائے ہیں صرف مسلمان ہی گواہ نہیں ہیں بلکہ اس قصبہ کے ہندو بھی گواہ ہیں جیسا کہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل آریہ جو ساکنان قادیان ہیں اُن کو میرے نشانوں کا علم ہے اور اس جلسہ میں میں نے صرف اسی قدر بیان نہیں کیا تھا بلکہ میں نے تمام مہمانوں کے روبرو جو ہریک طرف سے اور نیز دور دراز ملکوں سے دو ہزار کے قریب جمع تھے یہ بھی بیان کیا تھا کہ قطع نظر قادیان کے مسلمانوں کے اس قصبہ کے تمام ہندو بھی میرے نشانوں کے گواہ ہیں کیونکہ اس زمانہ کو پینتیس ۳۵ برس کے قریب مدت گذر گئی جبکہ میں نے یہ ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگرچہ اب تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے کہ میں ہزارہا انسانوں کو تیری طرف رجوع دونگا اور اگرچہ اب تجھ میں کوئی مالی طاقت نہیں مگر میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں اپنا الہام ڈالونگا کہ اپنے مالوں سے تیری مدد کریں۔ فوج در فوج لوگ آئینگے اور مال دینگے اور اس قدر آئینگے کہ قریب ہے کہ تو تھک جائے وہ ہر ایک راہ سے سفر کرکے قادیان میں آئینگے اور ان کی آمد کی کثرت سے راہیں گہری ہو جائینگی اور جب اس پیشگوئی کے آثار ظاہر ہونگے تو دشمن چاہینگے کہ یہ پیشگوئی ظاہر نہ ہو۔ اور کوشش کرینگے کہ ایسا نہ ہو مگر میں اُن کو نامراد رکھونگا اور اپنا وعدہ پورا کرونگا اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

یہ خلاصہ ہے اُس پیشگوئی کا جو آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکی ہے اور درحقیقت اُس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے کی پیشگوئی ہے جس کو کم سے کم پینتیس ۳۵ برس ہوتے ہیں۔ سو اس جلسہ میں میں نے اس پیشگوئی کا ذکر کیا تھا اور اس کے لئے یہ تقریب پیش آئی تھی کہ جب ہم معہ اپنی جماعت کے جو دو ہزار کے قریب تھی اپنی جامع مسجد میں نماز میں مشغول تھے اور دور دور سے میری جماعت کے معزز لوگ آئے ہوئے تھے جن میں گورنمنٹ انگریزی کے بھی بڑے بڑے عہدہ دار اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نواب بھی موجود تھے تو عین اس حالت میں کہ جب ہم اپنی اس جامع مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے ایک ناپاک طبع آریہ برہمن نے گالیاں دینی شروع کیں اور نعوذ باللہ ان الفاظ سے بار بار گالیاں دیتا تھا کہ یہ سب کنجر اس جگہ جمع ہوئے ہیں کیوں باہر جا کر نماز نہیں پڑھتے۔ اور پہلے سب سے مجھ کو ہی یہ گالی دی اور بار بار ایسے گندے الفاظ سے یاد کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اس رسالہ کو اُن کی تفصیل سے پاک رکھیں۔ قریباً ہم دو گھنٹہ تک نماز پڑھتے رہے اور وہ آریہ قوم کا ایک فرد برابر بکواس اور گندے الفاظ سے گالیاں دیتا رہا اور اس وقت بقول دیوان سنگھ کے کچھ بھی ہماری کل جماعت کو دیکھ رہے تھے اور حیرت کی نظر سے دیکھتے تھے کہ خدا نے ایک دنیا کو جمع کر دیا ہے اور اُن لوگوں نے بھی منع کیا مگر وہ ناپاک طبع آریہ باز نہ آیا۔ اور معزز مسلمانوں کو کنجر کے پلید لفظ سے بار بار یاد کرتا اور فحش گالیاں دیتا رہا۔

یہ ایک بڑا دکھ تھا جو عین نماز کی حالت میں مجھ کو اُٹھانا پڑا۔ اور یہ بھی خوف تھا کہ ہماری جماعت میں سے کسی کو جوش پیدا ہو مگر خدا کا شکر ہے کہ سب نے صبر کیا۔ تعجب ہے کہ کیوں اس نے یہ طریق اور گندہ لفظ اس جماعت کے لئے اختیار کیا شاید اس کو اپنے مذہب کا نیوگ† یاد آیا ہوگا۔ اُس وقت سرکاری ملازم پولیس کا ایک ڈپٹی انسپکٹر بھی موجود تھا۔ غرض جب اس آریہ کی گالیاں حد سے بڑھ گئیں تو معزز مسلمانوں کے دلوں کو سخت رنج پہنچا۔ اور اگر وہ ایک وحشی قوم ہوتی تو قادیان کے تمام آریوں کے لئے کافی تھی مگر ان کے اخلاق قابل تحسین ہیں کہ ایک سفلہ طبع آریہ نے باوجودیکہ اسقدر گندی گالیاں دیں تاہم اُنھوں نے ایسے صبر سے کام لیا کہ گویا مُردے ہیں جن میں آواز نہیں اور اس تعلیم کو یاد رکھا جو بار بار دی جاتی ہے کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ صبر کیا کرو پیش آؤ۔

جب نماز ہو چکی تو میں نے دیکھا کہ ان گندی گالیوں سے بہت سے دلوں کو بہت رنج پہنچا تھا۔ تب میں نے ان کی دلجوئی کے لئے اُٹھ کر یہ تقریر کی کہ یہ رنج جو پہنچا ہے اس کو دلوں سے نکال دو۔ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے وہ ظالم کو آپ سزا دیگا اور اس وقت میں نے یہ بھی کہا کہ میں جانتا ہوں کہ قادیان کے ہندو سب سے زیادہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں کیونکہ خدا کے بڑے بڑے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ایسی گندی گالیاں دیتے اور دکھ پہنچاتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ خدا نے کس قدر ... بڑا نشان قدرت کا دکھلایا ہے وہ اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ آج سے چھبیس برس پہلے میں ایک گمنامی کے کونہ میں پڑا ہوا تھا کیا کوئی بول سکتا ہے کہ اس وقت یہ رجوع خلائق موجود تھا بلکہ ایک انسان بھی میری جماعت میں داخل نہ تھا اور نہ کوئی میرے ملنے کے لئے آتا تھا اور بجز اپنی ملکیت کی قلیل آمدن کے کوئی آمدنی بھی نہیں تھی۔ پھر اسی زمانہ میں بلکہ اس سے بھی پہلے جسکو پینتیس ۳۵ برس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے خدا نے مجھے یہ خبر دی۔ کہ ہزاروں لاکھوں انسان ہر ایک راہ سے تیرے پاس آوینگے یہاں تک کہ سڑکیں گھس جائیں گی۔ اور ہر ایک راہ سے مال آئیگا۔ اور ہر ایک قوم کے مخالف اپنی تدبیروں سے زور لگائیں گے کہ یہ پیشگوئی وقوع میں نہ آوے مگر وہ اپنی کوششوں میں نامراد رہیں گے‡ یہ خبر اسی زمانہ میں میری کتاب براہین احمدیہ میں چھپکر ہر ایک ملک میں شائع ہو گئی تھی۔

پھر کچھ مدت کے بعد اس پیشگوئی کا آہستہ آہستہ ظہور شروع ہوا چنانچہ اب میری جماعت میں تین لاکھ سے زیادہ آدمی ہیں۔ اور فتوحات مالی کا یہ حال ہے کہ ابتک کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور قریباً پندرہ سو روپیہ اور کبھی دو ہزار ماہوار لنگر خانہ پر خرچ ہو جاتا ہے اور مدرسہ وغیرہ کی آمدنی علیحدہ ہے

---

† نیوگ آریہ مذہب کے رو سے ایک مذہبی حکم ہے جسکے رو سے ایک آریہ کی پاکدامن عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے اور باوجود اسکے کہ اُس کو طلاق بھی نہیں دیگئی ایک دوسرے آدمی سے محض اولاد لینے کی غرض سے ہمبستر ہو سکتی ہے اور جبتک گیارہ لڑکے غیر آدمی کے نطفہ سے پیدا نہ ہو جائیں اس کام میں مشغول رہ سکتی ہے اور ایسی عورت مذہب کے رو سے بڑی مقدس کہلاتی ہے اور ایسا لڑکا ماں اور اپنے فرضی باپ دونوں کو دوزخ سے نجات دلانیوالا اور مکتی کا داتا کہلاتا ہے۔ منہ

‡ اس رسالہ کے لکھنے کے وقت ملک مصر سے یعنی مقام اسکندریہ سے کل ۲۳۔ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بذریعہ ڈاک مجھکو ملا لکھنے والا ایک معزز بزرگ اس شہر کا ہے یعنی اسکندریہ کا

یہ ایک ایسا نشان ہے کہ جس سے قادیان کے ہندوؤں کو فایدہ اُٹھانا چاہئے تھا کیونکہ وہ اس نشان کے اصل گواہ تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ اس پیشگوئی کے زمانہ میں مَیں کس قدر گمنام اور پوشیدہ تھا۔

یہ تقریر بھی جو اس جلسہ میں میں نے کی تھی اور تقریر کے آخر میں مَیں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس نشان کے سب آریوں میں سے بڑھکر گواہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان ہیں کیونکہ اُن کے روبرو کتاب براہین احمدیہ جس میں یہ پیشگوئی ہے چھپی اور شائع ہوئی ہے بلکہ براہین احمدیہ کے چھپنے سے پہلے اُس زمانہ میں جبکہ میرے والد صاحب فوت ہوئے تھے یہ پیشگوئی ان ہر دو آریوں کو بتلائی گئی تھی جسکا مختصر بیان یہ ہے کہ میرے والد صاحب کے فوت ہونے کی خبر ان الفاظ سے خدا تعالیٰ نے مجھے دی تھی کہ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ یعنے قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد پڑے گا اور ساتھ ہی سمجھایا گیا تھا کہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا والد آفتاب کے غروب کے ساتھ ہی وفات پائیگا اور یہ الہام بطور ماتم پُرسی کے تھا جو اپنے خاص بندوں سے عادت اللہ میں داخل ہے۔ اور جب یہ خبر سُنکر تردّد اور غم پیدا ہوا کہ اُن کی وفات کے بعد ہماری اکثر وجوہ معاش جو اُن کی ذات سے وابستہ ہیں نابود ہو جائینگی تب یہ الہام ہوا

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

یعنے کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس وحی الٰہی میں صریح یہ خبر دی گئی تھی کہ تمام حاجات کا خدا خود متکفّل ہوگا چنانچہ اس الہام کے مطابق غروب آفتاب کے بعد میرے والد صاحب فوت ہو گئے اور اُن کے ذریعہ سے ہمارے جو وجوہ معاش تھے جیسی پنشن اور انعام وغیرہ سب ضبط ہو گئے۔ انہیں دنوں میں جن پر پینتیس۳۵ برس کا عرصہ گذر گیا ہے میں نے اس الہام کو یعنے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کو مُہر میں کھدوانے کے لئے تجویز کی۔ اور لالہ ملاوامل آریہ کو اس مُہر کے کھدوانے کے لئے امرتسر میں بھیجا اور محض اس لئے بھیجا کہ تا وہ اور لالہ شرمپت دوست اُس کا دونوں اس پیشگوئی کے گواہ ہو جائیں چنانچہ وہ امرتسر گیا اور معرفت حکیم محمد شریف کلانوری کے پانچ روپیہ اُجرت دیکر مُہر بنوا لایا جس کا نقش اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ہے جو اب تک میرے پاس موجود ہے۔

یہ الہام قریباً پینتیس۳۵ برس کا ہے جس کے یہ دونوں آریہ صاحبان گواہ ہیں اور اُن کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں میری کیا حیثیت تھی۔ پھر اُس زمانہ میں جبکہ براہین احمدیہ جس میں مذکورہ بالا الہامات درج ہیں بمقام امرتسر پادری رجب علی کے مطبع میں چھپ رہی تھی۔ ان دونوں آریوں کو خوب معلوم ہے کہ میں کیسا گمنامی میں زندگی بسر کرتا تھا یہاں تک کہ کئی دفعہ یہ دونوں آریہ امرتسر میں میرے ساتھ جاتے تھے اور بجز ایک خدمتگار کے دوسرا آدمی نہیں ہوتا تھا اور بعض دفعہ صرف لالہ شرمپت ہی ساتھ جاتا تھا۔ یہ لوگ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ اُس زمانہ میں میری گمنامی کی حالت کس درجہ تک تھی نہ قادیان میں میرے پاس کوئی آتا تھا اور نہ کسی شہر میں میرے جانے پر کوئی میری پروا کرتا تھا اور میں اُن کی نظر میں ایسا تھا جیسا کہ کسی کا عدم اور وجود برابر ہوتا ہے۔

اب وہی قادیان ہے جس میں ہزارہا آدمی میرے پاس آتے ہیں اور وہی شہر امرتسر اور لاہور وغیرہ ہیں جو میرے وہاں جانے کی حالت میں صدہا آدمی مشایعت کے لئے میلوں پر پہنچتے ہیں بلکہ بعض وقت ہزارہا لوگوں تک نوبت پہنچتی ہے چنانچہ ۱۹۰۴ء میں جب ہم نے جہلم کی طرف سفر کیا تو سب کو معلوم ہے کہ قریباً گیارہ ہزار آدمی پیشوائی کے لئے آیا تھا ایسا ہی قادیان میں صدہا مہمانوں کی آمد کا ایک سلسلہ جواب جاری ہے

اُس زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا اور قادیان کے تمام ہندو خصوصاً لالہ شرمپت اور ملاوامل گو اجواب قوم کے دباؤ کے نیچے اگر خدا کے ان نشانوں سے منکر ہوتے ہیں خوب معلوم ہے کہ ان دنوں میں ہمارا مردانہ مکان بعض وقت کئی کئی مہینے خالی تھا اور کوئی ہمارے پاس نہیں آتا تھا ہاں یہ لوگ دن میں دو تین مرتبہ یا کم و بیش آجاتے تھے یہ سب باتیں وہ حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔

پس جلسہ کے دن میری تقریر کا یہی خلاصہ تھا کہ قادیان کے آریوں پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو چکی ہے خاص کر ان دونوں آریوں پر تو بخوبی اتمام حجت ہو چکا ہے جو بہت سے نشانوں کے گواہ رویت ہیں مگر وہ لوگ اس زبردست طاقتوں والے خدا سے نہیں ڈرتے جو ایک دم میں معدوم کر سکتا ہے۔ اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں اس پیشگوئی کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی کہ جو اسی کتاب براہین احمدیہ میں درج تھی اور اسی زمانہ میں جسکو قریباً پچیس۲۵ برس گذر چکے ہیں تمام پنجاب و ہندوستان میں شائع ہو چکی تھی یعنے یہ کہ دشمن بہت زور لگائینگے کہ تا یہ عروج اور یہ نشان اور یہ رجوع خلائق ظہور میں نہ آوے اور لوگ مالی مدد نہ کریں لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ اپنی پیشگوئی کو پوری کریگا اور وہ نامراد رہینگے اور یہ پیشگوئیاں نہ صرف عربی میں ہیں بلکہ عربی میں اور اردو میں انگریزی میں فارسی میں عبرانی میں براہین احمدیہ میں موجود ہیں۔

اور پھر جب چند سال کے بعد ان پیشگوئیوں کے آثار شروع ہونے لگے تو [illegible] قادیان میں [illegible] لالہ ملاوامل [illegible] لالہ شرمپت [illegible] لوگ اس [illegible] مالی مدد نہ کریں [illegible] اس [illegible] ان آریوں کا [illegible] اور مالی [illegible] اس اشتہار کے زمانہ میں میری جماعت [illegible] آریوں [illegible] ہزاروں [illegible] اس زمانہ میں [illegible] روپیہ ماہوار آمدنی تھی [illegible] بعد تو یا مالی امداد کا ایک دریا رواں ہو گیا۔ اور اب تک [illegible] لوگ بیعت میں داخل ہو چکے اور اب تک [illegible] بیعت میں داخل ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا [illegible] لالہ ملاوامل [illegible] ہمارے پاس موجود ہیں [illegible] لالہ شرمپت کے مشورہ سے لکھا گیا تھا سرکاری دفاتر میں شماری تو ہمارے سلسلہ کے لئے ایک امر [illegible] اس اشتہار کی تاریخ اشاعت [illegible] اور پھر دوسری طرف سرکاری کاغذات کے ذریعہ سے اس زمانہ اور بعد کے زمانہ کا مقابلہ کرو کہ اشتہار سے پہلے کس قدر مہمان آتے تھے اور [illegible] روپیہ آتا تھا اور بعد میں کس قدر مہمانوں کی آمد شامل ہوئی۔ یہ امر ڈاکخانہ کے رجسٹروں اور کاغذات مہمان شماری سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے اشتہار شائع کیا کس قدر میری جماعت تھی لیکن اُن کاغذات سے جو اُس کی معرفت گورنمنٹ میں پہنچے ہیں بخوبی فیصلہ ہو سکتا ہے اور صفائی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ملاوامل نے لوگوں کو روکنے کے لئے اشتہار دیا کس قدر میری جماعت تھی اور کسقدر روپیہ آتا تھا اور پھر بعد میں کس قدر ترقی ہوئی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس قدر ترقی ہوئی کہ جیسا ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے اور یہ ترقی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۔ جن کا نام ہے احمد بیری ہیرالدین خط محفوظ ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کے تابع اور آپ کی پیروی کرنے والے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ جیسے بیابان کی ریت اور کنکریں اور لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں کوئی ایسا باقی نہیں جو آپ کا پیرو نہیں ہو گیا۔ منہ

٭ مجھے واقعی طور پر معلوم نہیں کہ درحقیقت لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل سچ سچ ان تمام نشانوں سے منکر ہوتے ہیں جنکو وہ بچشم خود دیکھ چکے ہیں صرف آریہ اخبار کے حوالہ سے یہ لکھتا ہوں اور میں نہیں امید رکھتا کہ کوئی انسان ایسا خدا تعالیٰ سے بیخوف ہو جائے کہ اپنی رویت کی گواہیوں سے منکر ہو جائے ہر ایک شخص کا آخر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہے۔ منہ

بالکل غیر معمولی اور معجزانہ تھی حالانکہ نہ صرف ملا وائل نے بلکہ ہر ایک دشمن نے اس ترقی کو روکنے کے لئے پورا زور لگایا اور رہا تا کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہو۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسری پیشگوئی پوری ہو گئی یعنے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا دشمن لوگوں کے رجوع کو روک نہ سکے اگر انسان میں حیا اور شرم کا کچھ مادہ اپنے اندر رکھتا ہو تو یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ عمیق در عمیق غیب کی باتیں جو خدائی قدرتوں سے پُر ہیں انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور سوچ سکتا ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو انسانوں کی مخالفانہ کوششیں ضرور کارگر ہو جاتیں۔ ان اشتہاروں کا اگر کچھ نتیجہ ہوا تو یہ ہوا کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو خدا تعالیٰ نے پہلے سے فرمایا تھا کہ دشمن جان توڑ کر زور لگائیں گے کہ عروج اور نصرت الٰہی اور رجوع خلائق کی پیشگوئی پوری نہ ہو مگر وہ پوری ہو جائیگی۔ اور عجیب بات ہے کہ صرف ملا وائل نے ہی زور نہیں لگایا بلکہ آریہ صاحبوں کا وہ پنڈت جس کی جان کو خدا کی پیشگوئی نے لے لیا یعنے لیکھرام وہ بھی اپنی ناچیز عمر کا حصہ انہی تحریروں میں کھو گیا کہ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری نہ ہو جو براہین احمدیہ میں لاکھوں انسانوں کے رجوع اور لاکھوں روپے کی آمدن کے بارہ میں شائع ہو چکی تھی آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو پانچ برس پہلے خبر دی تھی کہ وہ اپنی بدزبانی کی پاداش میں چھ برس کی میعاد میں قتل کیا جائیگا وہ بہ تقریب اُس پیشگوئی کو پورا کر کے راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

ایسا ہی عیسائیوں نے بھی اس پیشگوئی کو روکنے کے لئے بہت زور لگایا اور ان کے اشتہار بھی اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ پھر مسلمان جن کا حق تھا اور جن کا فرض تھا کہ مجھے قبول کرتے انہوں نے بھی اس پیشگوئی کے روکنے کے لئے جو براہین احمدیہ میں میری آئندہ ترقی اور اقبال اور رجوع خلائق کی نسبت چھبیس[۲۶] برس سے درج تھی اور تخمیناً پینتیس[۳۵] برس سے زبانی شائع ہو چکی تھی ...... ناخنوں تک زور لگایا یہاں تک کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سے زیادہ میرے [illegible] کی طرف سے ایسا اشتہار نکلا ہوگا جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ شخص کافر ہے دجال ہے بے ایمان ہے کوئی اس کی طرف رُخ نہ کرے اور کوئی اس کی مدد نہ کرے بلکہ کوئی مصافحہ اور السلام علیکم نہ کرے اور جب مر جائے تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ مگر ان اشتہاروں کی کیسی الٹی تاثیر ہوئی جس سے خدا تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے کہ ان کے بعد کئی لاکھ آدمیوں نے میری بیعت کر لی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دوسرے بے شمار تحائف ہر طرف سے آئے اور خدا کی غیرت اور قدرت نے ان کے منہ پر وہ طمانچے مارے کہ ہر ایک میدان میں اُن کو شکست نصیب ہوئی۔ اور ہر ایک مباہلہ میں موت یا ذلت اُن کے حصہ میں آئی۔ یہ تمام اشتہارات جو آریوں کی طرف سے نکلے اور عیسائیوں کی طرف سے اور مسلمانوں کی طرف سے شائع ہوئے میرے چند صندوقوں میں موجود ہیں جن میں ہزارہا گالیوں کے ساتھ جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بڑھ کر ہیں مجھے مکار۔ فریبی۔ ٹھگ۔ دجال۔ دہریہ اور بے ایمان کر کے یاد کیا گیا ہے اور اس لئے جمع رکھے گئے تا کسی کو انکار نہ ہو سکے۔

جب میں ایک طرف براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی دیکھتا ہوں کہ اگرچہ تو اب اکیلا ہے تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ لاکھوں انسان تیرے ساتھ ہو جائیں گے اور اپنے عزیز مالوں سے تیری مدد کریں گے اور ہر ایک قوم کے دشمن زور لگائیں گے کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہو مگر میں ان کو نامراد رکھوں گا اور میں تجھے ہر ایک تباہی سے بچاؤں گا اگرچہ کوئی بچانے والا نہ ہو۔ اور دوسری طرف اس پیشگوئی کے مطابق ہر ایک قوم کے دشمنوں کا پیشگوئی کے روکنے کے لئے پوری کوشش کا مشاہدہ کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ باوجود دشمنوں کی سخت مزاحمت کے آخر وہ پیشگوئی ایسی پوری ہوئی کہ اگر آج وہ تمام بیعت کرنے والے ایک کھلے میدان میں جمع کئے جائیں تو ایک بڑے بادشاہ کے لشکر سے بھی زیادہ ہوں گے تو اس موقعہ پر مجھے ذہن سے رقت آتی ہے کہ ہمارا خدا کیا ہی قادر خدا ہے کہ جس کے منہ کی بات کبھی ٹل نہیں سکتی گو تمام جہان دشمن ہو جائے اور اس بات کو روکنا چاہے۔

یہ وہ بیان تھا جو اس جلسہ میں سنایا گیا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا قادیان کے ہندو وغیرہ لوگوں کو اس پیشگوئی اور اس کے پورے ہونے کی کچھ خبر نہیں۔ کیا لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل اس پیشگوئی سے بےخبر ہیں اور کیا آریہ صاحبان اپنے مذہب میں اس کی کوئی ثابت شدہ نظیر بتلا سکتے ہیں اور کیا وہ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی اس زمانہ میں میری طرف کسی کو رجوع نہ تھا۔ لعنتی ہے وہ شخص جو جھوٹ بولے اور مُردار ہے وہ کمینہ جو سچ کو چھپاوے۔ ایسے انسان اگرچہ زبان سے کہیں کہ خدا ہے لیکن درحقیقت وہ خدا سے منکر ہی ہوتے ہیں مگر خدا اپنی طاقتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ میں موجود ہوں۔ میں آج سے نہیں بلکہ قدیم سے جانتا ہوں کہ عموماً قادیان کے ہندو اسلام کے سخت دشمن اور تاریکی سے پیار کرتے ہیں وہ نور کو دیکھ کر اور بھی تاریکی کی طرف دوڑتے ہیں گویا ان کے نزدیک خدا نہیں اور خدا نے ان کو لیکھرام کا بڑا نشان دکھایا تھا لیکن انہوں نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ اور یہ کس قدر صاف نشان تھا جس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام طبعی موت سے نہیں مریگا بلکہ وہ چھ سال کے اندر قتل کیا جاویگا اور عید کے دن کے بعد جو دن ہوگا اُس میں یہ واقعہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اس پیشگوئی کی بنا صرف یہ تھی کہ وہ مذہب اسلام کو جھوٹا سمجھتا تھا اور بہت بدزبانی کرتا تھا اور گالیاں دیتا تھا۔ پس خدا نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ تو گوشت یعنے زبان کی چُھری اسلام پر چلا رہا ہے مگر خدا تعالیٰ لوہے کی چُھری سے اُس کا کام تمام کریگا سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اور میں نے اشتہار دیا تھا کہ اے آریو! اگر تمہارے پرمیشر میں کچھ شکتی ہے تو اس کی جناب میں دعا اور پرارتھنا کر کے لیکھرام کو بچا لو مگر تمہارا پرمیشر اُس کو بچا نہ سکا۔ اور اُس نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک مر جائیگا خدا نے اُس کی پیشگوئی جھوٹی ثابت کی اور ہمارا خدا غالب رہا۔ پھر اُس نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں میرے ساتھ مباہلہ کیا یعنے دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جس کا جھوٹا مذہب ہے وہ مر جائے آخر وہ اس دعا کے بعد آپ ہی مر گیا اور اس بات پر مُہر لگا گیا کہ آریہ مذہب سچا نہیں ہے اور اسلام سچا ہے۔ اور اس نے اپنے مرنے سے میری نسبت یہ بھی گواہی دیدی کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔

ہمیں یہ افسوس کبھی فراموش نہیں ہوگا کہ لیکھرام کی اس موت کا اصل باعث قادیان کے ہندو ہی ہیں وہ محض ناواقف تھا اور جب وہ قادیان میں آیا تو قادیان کے ہندوؤں نے میری نسبت اُس کو یہ کہا کہ یہ جھوٹا اور فریبی ہے۔ ان باتوں کو سُنکر وہ سخت دلیر ہو گیا اور سخت بگڑ گیا اور اپنی زبان کو بدگوئی میں چھری بنا لیا سو وہی چھری اس کا کام کر گئی۔ خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی کو گالیاں دینا اور سچے کو جھوٹا قرار دینا آخر انسان کو سزا کے لائق کر دیتا ہے۔ اگر لیکھرام نرمی اور

* اس جگہ یہ واقعہ قدرتیاد رکھنے کے لائق ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت یہ پیشگوئی تھی کہ وہ اگر حق کی طرف رجوع نہیں کریگا تو پندرہ مہینے میں مر جائیگا اور لیکھرام کی نسبت یہ پیشگوئی تھی کہ وہ چھ سال کے اندر قتل کیا جائیگا پھر چونکہ عبداللہ آتھم پیشگوئی کے دنوں میں بہت روتا رہا اور اُسکے دل پر حق کی عظمت غالب آگئی اور اُس نے اُس مدت میں کوئی بُرا لفظ زبان سے نہ کہا اس لئے خدا نے جو رحیم و کریم ہے اس کی میعاد کو بڑھا دیا۔ اور وہ کچھ بعد قلیل مدت تک زندہ رہکر مر گیا مگر لیکھرام نے پیشگوئی سُننے کے بعد زبان درازی شروع کی جیسا کہ سفلہ ہندوؤں کی عادت ہے اس لئے اُس کی اصل میعاد بھی پوری نہ ہونے پائی سو ابھی میعاد میں ایک سال باقی تھا جو پیشگوئی کے مطابق قتل کیا گیا۔ ایسا ہی احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی پوری ہونے کے بعد بھی اُس کے مرنے کے بعد اُس کے وارثوں نے بہت غم اور خوف ظاہر کیا۔

تو اضع اختیار کرتا تو بچایا جاتا کیونکہ خدا کریم و رحیم ہے اور سزا دینے میں دھیما ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس کو بڑا دھوکہ دیا میں جانتا ہوں کہ اُس کی موت کا گناہ قادیان کے ہندوؤں کی گردن پر ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اُس سے بہت ہی بُرا سلوک کیا۔ یہ لوگ زبان سے تو کہتے ہیں کہ پرمیشر ہے مگر میں ہنیں قبول کرتا کہ ان کے دل پرمیشر پر ایمان لاتے ہیں ان کا عجیب مذہب ہے کہ جس قدر زمین پر پیغمبر گذرے ہیں سب کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور جھوٹا جانتے ہیں۔ گویا صرف چھوٹا سا ملک آریہ ورت کا ہمیشہ خدا کے تخت کی جگہ رہی ہے اور دوسرے ملکوں سے خدا نے کچھ تعلق نہیں رکھا یا ان سے بخبر رہا ہے مگر خدا نے قرآن شریف میں یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک ملک میں اُسکے پیغمبر آتے رہے ہیں ایسا ہی ہند میں بھی خدا کے پاک پیغمبر اور اس کا کلام پانیوالے گذرے ہیں اور ایسا ہی چاہئے تھا کیونکہ خدا تمام ملکوں کا ہے نہ صرف ایک ملک کا نہ معلوم کس شیطان نے ان لوگوں کے دلوں میں یہ پھونکدیا ہے کہ بجز وید کے خدا کی ساری کتابیں جھوٹی ہیں اور نعوذ باللہ خدا کا نبی موسیٰ اور خدا کا پیارا عیسیٰ اور خدا کا برگزیدہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب جھوٹے اور مکار گذرے ہیں۔ ہماری تو نصیحت صلح کا پیغام ان کو دیتی ہے اور ان کے ناپاک اعتقاد جنگ کی تحریک کر کے ہماری طرف تیر چلا رہی ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہندو مذہب کے بزرگوں کو مکار اور جھوٹا مت کہو مگر یہ کہو کہ ہزار ہا برسوں کے گذرنے کے بعد یہ لوگ اصل مذہب کو بھول گئے۔ مگر بمقابل ہمارے یہ ناپاک طبع لوگ سب نبیوں کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور ان کو مفتری اور جھوٹا سمجھتے ہیں کیا کوئی توقع کر سکتا ہے کہ ایسے ہندوؤں سے صلح ہو سکے ان لوگوں سے بہتر سناتن دھرم کے اکثر نیک اخلاق لوگ ہیں جو ہر ایک نبی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور فروتنی سے سر جھکاتے ہیں۔ میری دانست میں اگر جنگلوں کے درندے اور بھیڑئیے ہم سے صلح کر لیں اور شرارت چھوڑ دیں تو یہ ممکن ہے مگر یہ خیال کرنا کہ ایسے اعتقاد کے لوگ کبھی دل کی صفائی سے اہل اسلام سے صلح کر لینگے... سراسر باطل ہے بلکہ اُن کا ان عقیدوں کے ساتھ مسلمانوں سے سچی صلح کرنا ہزاروں محالوں سے بڑھکر محال ہے کیا کوئی سچا مسلمان برداشت کر سکتا ہے جو اپنے پاک اور بُزرگ نبیوں کی نسبت ان گالیوں کو سُنے اور پھر صلح کر لے۔ ہرگز نہیں پس ان لوگوں کے ساتھ صلح کرنا ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ کاٹنے والے زہریلے سانپ کو اپنی آستین میں رکھ لینا۔ یہ قوم سخت سیہ دل قوم ہے جو تمام پیغمبروں کو جو دُنیا میں بڑی بڑی اصلاحیں کر گئے مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں نہ حضرت موسیٰ اُن کی زبان سے بچ سکے نہ حضرت عیسیٰ اور نہ ہمارے سیّد و مولیٰ جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے سب سے زیادہ دُنیا میں اصلاح کی جن کے زندہ کئے ہوئے مُردے اُب تک زندہ ہیں۔

خدا جو غائب ہے اُس کی ذات کا ثبوت صرف ایک گواہی سے کیونکر ملسکتا ہے اس لئے خدا نے دُنیا میں ہر ایک قوم میں ہر ایک ملک میں ہزاروں نبی پیدا کئے اور وہ ایسے وقتوں میں آئے کہ جبکہ زمین لوگوں کے گناہوں سے پلید ہو چکی تھی اُنھوں نے بڑے نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود کا ثبوت دیا اور اس کی عظمت دلوں میں بٹھائی اور نئے سرے زمین کو زندہ کیا۔ مگر

یہ لوگ کہتے ہیں کہ بجز وید کے کوئی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوئی اور تمام نبی جھوٹے تھے اور اُن کا تمام دور مکر اور فریب کا دور تھا حالانکہ وید اُب تک آریہ ورت کو شرک اور بُت پرستی اور آتش پرستی سے صاف نہیں کر سکا۔ غرض یہ لوگ اُن نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کے لئے غیرتمند ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا۔ وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کے لئے کوئی ہاتھ دکھلا

ہم ان لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کرتے وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں ہم اُن کو دعا دیتے ہیں وہ ہمیں تیر مارتے ہیں اور خدائے عزّوجل کی قسم ہے کہ اگر یہ لوگ تلوار کے زخم سے ہمیں مجروح کرتے تو ہمیں ایسا ناگوار نہ ہوتا جیسا کہ ان کی گالیوں سے جو ہمارے برگزیدہ نبیوں کو دیتے ہیں ہمارے دل پاش پاش ہو گئے۔ ہم یہ گالیاں سُنکر اُن ناپاک طبع اور دُنیا کے کیڑوں کی طرح مداہنہ نہیں کر سکتے جو کہتے ہیں کہ ہم ان تمام لوگوں کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگر ان کے باپوں کو گالیاں دیجاتیں تو ایسا ہرگز نہ کہتے معلان کا اور ہمارا فیصلہ کرے یہ عجیب مذہب ہے کیا اس قوم سے کسی بھلائی کی امید ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ یہ لوگ اسلام بلکہ تمام نبیوں کے خطرناک دشمن ہیں ان کے گالیوں کے بھرے ہوئے رسالے ہمارے پاس موجود ہیں۔

اب ہم اپنے اصل مقصود کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ قادیان کے آریہ اخبار میں جو لالہ شرمپت برادر لالہ بسمبر داس کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ ہم نے کوئی نشان آسمانی اس راقم کا نہیں دیکھا یہ اس قسم کا جھوٹ ہے کہ اگر کوئی انسان گندی سے گندی نجاست کھا لے تو ایسی نجاست کھانا بھی اس جھوٹ سے کمتر ہے ان باتوں کو سُنکر یقین آتا ہے کہ اس قدر جھوٹ بولنے والے کو اپنے پرمیشر پر ایمان نہیں اور وہ ہرگز نہیں ڈرتا کہ جھوٹ کا کوئی بُرا نتیجہ ہو سکتا ہے چونکہ میری کئی کتابوں میں لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان کی نسبت لکھا جا چکا ہے کہ اُنھوں نے فلاں فلاں آسمانی نشان میرے دیکھے ہیں بلکہ بیسیوں نشان دیکھے ہیں اور وہ کتابیں آجتک کروڑہا انسانوں میں شایع ہو چکی ہیں پس اگر اُنھوں نے مجھ سے آسمانی نشان نہیں دیکھے تو اس صورت میں مجھ سے زیادہ دُنیا میں کون جھوٹا ہوگا اور میرے جیسا کون ناپاک طبع اور مفتری ہوگا جس نے محض افترا اور جھوٹ کے طور پر ان کو اپنے نشانوں کا گواہ قرار دیدیا اور اگر میں اپنے دعوے میں سچا ہوں تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس سے بڑھکر میری اور کیا بیعزتی ہوگی کہ ان لوگوں نے اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے مجھے جھوٹا اور افترا کرنے والا قرار دیا دُور کے لوگ کیا جانتے ہیں کہ اصلیت کیا ہے بلکہ اس عداوت کی وجہ سے کہ جو اکثر لوگوں کی میرے ساتھ ہے ان لوگوں کو سچا سمجھیں گے اور گھر کی گواہی خیال کرینگے اور اس طرح پر اور بھی اپنی عاقبت خراب کر لینگے پس چونکہ میں اس بے عزتی کو برداشت نہیں کر سکتا اور نیز اس سے خدا کے قایم کردہ سلسلہ پر نہایت بد اثر ہے اس لئے میں اول تو لالہ شرمپت اور ملاوامل کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ خدا کی قسم کے ساتھ مجھ سے فیصلہ کر لیں اور خواہ مقابل پر اور خواہ تحریر کے ذریعہ سے اس طرح پر خدا کی قسم کھائیں کہ فلاں فلاں نشان جو پیچھے لکھے گئے ہیں ہم نے نہیں دیکھے اور اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں تو خدا ہم پر اور ہماری اولاد پر اس جھوٹ کی سزا نازل کرے۔ اور وہ نشان آسمانی بہت سے ہیں جو براہین احمدیہ میں لکھے گئے ہیں۔ لیکن اس قسم کے لئے سب نشانوں کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۱) لالہ شرمپت کے لئے یہ کافی ہے کہ اول تو اس نے میرا وہ زمانہ دیکھا جبکہ وہ میرے ساتھ اکیلا چند دفعہ امرتسر گیا تھا اور نیز براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت وہ میرے ساتھ ہی پادری رجب علی کے مکان پر گئی

بقیہ حاشیہ۔ اسلئے خدا نے اپنی وعدہ کے موافق اُسکے دعا کی موت میں تاخیر ڈالدی۔ کیونکہ تمام نبیوں کی زبانی خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جب کسی بلا کسنازل ہونیکی کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ لوگ ڈرجائیں اور اُن کا خوف سے جگر پھٹا جاوے اور خدا تعالیٰ سے دعا یا صدقہ خیرات سے رحم چاہیں تو خدا تعالیٰ رحم کرتا ہے اور اسی اصول کے موافق ہر ایک قوم کے لوگ کسی بلا کی وقت صدقہ خیرات کیا کرتے ہیں۔

دیا گیا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس وقت میں ایک گمنام آدمی تھا میرے ساتھ کسی کو تعلق نہ تھا اور اس کو خوب معلوم ہے کہ براہین احمدیہ کے تصنیف کے زمانہ میں یعنے جبکہ یہ پیشگوئی ایک دنیا کے رجوع کرنے کے بارے میں براہین احمدیہ میں درج ہو چکی تھی میں صرف اکیلا تھا اور اب قسم کھا کر کہے کہ کیا یہ پیشگوئی **اُس نے پوری ہوتی دیکھ لی یا نہیں**۔ اور قسم کھا کر بیان کرے کہ کیا اس کے نزدیک یہ کام انسان سے ہو سکتا ہے کہ اپنی ناداری اور گمنامی کے زمانہ میں دنیا کے سامنے قطعی اور یقینی طور پر یہ پیشگوئی پیش کرے کہ خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ تجھ پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تو گمنام نہیں رہے گا لاکھوں انسان تیری طرف رجوع کریں گے اور کئی لاکھ روپیہ تجھے آئیگا اور تو تمام دنیا میں عزت کے ساتھ مشہور کیا جائیگا اور پھر ایسی پیشگوئی کو خدا پوری کر دے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے مجھ پر افترا کیا ہے اور جھوٹ بولا ہے اور جھوٹ کی نجاست کھائی ہے اور نیز خدا اپنی پیشگوئیوں کے سوا ہر ایک مدعی کو نامراد رکھتا ہے اور لالہ شرمپت قسم کھا کر کہے کہ کیا اس نے یہ پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ لی یا نہیں؟ اور کیا اس کے پاس کوئی ایسی نظیر ہے کہ کسی جھوٹے نے خدا کا نام لیکر ایسی پیشگوئی کی ہو اور وہ پوری ہو گئی ہو اور چاہیے کہ اس نظیر کو پیش کرے۔

(۲) دوسری قسم کھا کر یہ بتاوے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس کا بھائی بشمبر داس مع خوشحال برہمن کسی فوجداری مقدمہ میں سزایاب ہو کر دونوں قید ہو گئے تھے تو اس وقت اُس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی تھی اور میں نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اسے یہ بتلایا تھا کہ میری دعا سے آدھی قید بشمبر داس کی تخفیف کی گئی اور میں نے کشفی حالت میں دیکھا ہے کہ میں اس دفتر میں گیا ہوں جہاں اس کی سزا کا رجسٹر ہے اور میں نے اپنی قلم سے آدھی سزا کاٹ دی ہے مگر خوشحال برہمن کی سزا نہیں کاٹی بلکہ اس کی سزا پوری رکھی کیونکہ اُس نے مجھ سے دعا کی درخواست نہیں کی تھی۔ اور کیا یہ سچ نہیں کہ میں نے اس پیشگوئی کے بتانے کے وقت میں یہ بھی کہا تھا کہ خدا نے مجھے اپنی وحی سے علم دیا ہے کہ چیف کورٹ سے مسل واپس آئیگی اور بشمبر داس کی آدھی قید تخفیف کی جائیگی مگر بری نہیں ہوگا اور خوشحال برہمن پوری قید بھگت کر جیل سے باہر آئیگا اور یہ اس وقت کہا تھا کہ چیف کورٹ میں بشمبر داس اور خوشحال برہمن کا اپیل ابھی دائر ہی کیا گیا تھا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ انجام کیا ہوگا بلکہ خود چیف کورٹ کے ججوں کو بھی خبر نہیں ہوگی کہ کس حکم کی طرف ہمارا قلم چلے گا۔ اس وقت میں نے بتلایا تھا کہ وہ قادر خدا جس نے قرآن نازل کیا ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ میں نے تیری دعا قبول کی اور ایسا ہوگا کہ چیف کورٹ سے مسل واپس آئیگی اور بشمبر داس کی آدھی قید دعا کے باعث سے معاف کی جائیگی مگر بری نہیں ہوگا۔ اور خوشحال برہمن نہ بری ہوگا اور نہ اُس کی قید میں تخفیف کی جائے گی تا دعا قبول ہونے کے لئے ایک نشان رہے اور آخر ایسا ہی ہوا اور مسل چیف کورٹ سے بعد ضلع میں واپس اور بشمبر داس کی آدھی قید تخفیف کی گئی مگر خوشحال برہمن کی قید میں سے ایک دن بھی تخفیف نہ کیا گیا اور دونوں بری ہونے سے محروم رہے اور شرمپت حلف اُٹھا کر یہ بھی بتا دے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب اس طرح پر آخرکار میری پیشگوئی کے مطابق فیصلہ ہوا تو لالہ شرمپت نے میری طرف ایک رقعہ لکھا کہ آپ کی نیک بختی کی وجہ سے خدا نے یہ غیب کی باتیں آپ پر کھول دیں اور دعا قبول کی۔

(۳) اور لالہ شرمپت قسم کھا کر یہ بھی بتا دے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مدت تک وہ میرے پاس یہی جھوٹ بولتا رہا کہ میرا بھائی بشمبر داس بری ہو گیا ہے اور پھر جب حافظ ہدایت علی جو ان دنوں میں بٹالہ کا تحصیلدار تھا اتفاقاً قادیان میں آیا اور قریباً دس بجے کا وقت تھا تب بشمبر داس میرے مردانہ مکان کے نیچے اُس کو ملا اور اس نے بشمبر داس کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم خوش ہوئے کہ تم قید سے مخلصی پا گئے مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے تب میں نے شرمپت کو کہا کہ تم کیوں اسقدر مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتے رہے کہ میرا بھائی بشمبر داس بری ہو گیا ہے تو شرمپت نے یہ جواب دیا کہ ہم نے اس لئے اصل حقیقت کو چھپایا کہ اصلیت ظاہر کرنے سے ایک داغ رہ جاتا تھا اور آئندہ رشتوں ناطوں میں ایک رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی اور اندیشہ تھا کہ برادری کے لوگ ہمارے خاندان کو بدچلن خیال کریں اور کیا یہ سچ نہیں کہ جب بشمبر داس کی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل دائر کیا گیا تو نماز عشا کے وقت جب میں اپنی مسجد میں تھا علی محمد نام ایک مُلاں ساکن قادیان نے جو اب تک زندہ ہے اور ہمارے سلسلہ کا مخالف ہے میرے پاس آکر بیان کیا کہ اپیل منظور ہو گئی اور بشمبر داس بری ہو گیا اور کہا کہ بازار میں اس خوشی کا ایک جوش برپا ہے۔ تب اس غم سے میرے پر وہ حالت گذری کہ خدا جانتا ہے اُس غم سے میں محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ میں زندہ ہوں یا مر گیا۔ اسی حالت میں نماز شروع کی گئی جب میں سجدہ میں گیا تب مجھے یہ الہام ہوا لاتخف انک انت الاعلیٰ۔ یعنے غم نہ کر تجھ کو غلبہ ہوگا۔ تب میں نے شرمپت کو اس سے اطلاع دی اور حقیقت یہ کھلی کہ اپیل صرف لیا گیا ہے یہ نہیں کہ بشمبر داس بری کیا گیا ہے۔

پس شرمپت قسم کھا کر بتلا دے کہ کیا یہ واقعہ نہیں گذرا اور دوسری طرف علی محمد ملاں بھی قسم کے لئے بلایا جائیگا جو ایک مخالف بلکہ ایک نہایت خبیث مخالف کا عاشق ہے۔

(۴) اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ایک دفعہ چندا سنگھ نام ایک سکھ پر بابت ردو درختان تحصیل بٹالہ میں ہماری طرف سے نالش دائر کی گئی تھی کہ اس نے بغیر اجازت ہمارے کے اپنے کھیت سے درخت کاٹ لئے ہیں۔ تب خدا نے میرے دعا کرنے کے وقت میری دعا کو قبول فرما کر میرے پر یہ ظاہر کیا تھا کہ ڈگری ہو گئی اور میں نے یہ پیشگوئی شرمپت کو بتا دی تھی۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے وقت ہماری طرف سے عدالت میں کوئی حاضر نہ تھا اور فریق ثانی حاضر ہو گئے تھے۔ قریب عصر کے وقت تھا کہ شرمپت نے ہماری مسجد میں آکر تمسخر کے طور پر مجھے یہ کہا کہ مقدمہ خارج ہو گیا ڈگری نہیں ہوئی۔ تب مجھ پر وہ غم گذرا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ خدا کا قطعی طور پر کلام تھا میں مسجد میں نہایت پریشانی سے بیٹھ گیا اس خیال سے کہ ایک مشرک نے مجھے شرمندہ کیا اور میں اُس کی اس خبر سے انکار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ قریب بیس آدمی کے ہندو اور مسلمان بٹالہ سے یہ خبر لائے تھے اس لئے نہایت درجہ کا غم مجھ پر طاری تھا اتنے میں غیب سے ایک آواز آئی اور نہایت رعبناک آواز تھی اس کے الفاظ یہ تھے **ڈگری ہوئی مسلمان ہے** یعنے کیا تو خدا کے کلام کو باور نہیں کرتا۔ ایسی آواز پہلے اس سے میں نے کبھی نہیں سُنی تھی میں مسجد کے ہر طرف دوڑا کہ یہ بلند آواز کس کی طرف سے آئی اور آخر معلوم ہوا کہ فرشتہ کی آواز ہے یہ وہی فرشتے ہیں جن سے آجکل کے اندھے آریہ* انکار کرتے ہیں

---

* نادان آریہ کہتے ہیں کہ خدا کو کسی چٹھی رسان کی کیا حاجت ہے یعنے وہ فرشتوں کا محتاج نہیں ہیں یہ تو سچ ہے کہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں مگر اُس کی عادت میں داخل ہے کہ وہ وسائط سے کام لیتا ہے اور وسائط سے کام لینا اُس کے عام قانون قدرت میں داخل ہے جیسے دیکھو ہوا کے ذریعہ سے کانوں تک آواز پہنچاتا ہے۔ پس جسمانی سلسلہ سے

تب میں نے اُسی وقت شرمپت کو بلایا اور کہا کہ ابھی خدا کی طرف سے مجھے یہ آواز آئی ہے۔ اس پر اُس نے پھر ہنس دیا اور کہا کہ بٹالہ سے پندرہ سولہ آدمی آئے ہیں اور مجھے اُس نے اس وقت ایک دیوانہ سا خیال کیا۔ رات میری سخت بیقراری میں بسر ہوئی صبح ہوتے ہی میں خود بٹالہ گیا۔ تحصیل میں حافظ ہدایت علی تحصیلدار موجود نہ تھا مگر اس کا سر رشتہ دار منفرد اس نام موجود تھا جو اب تک زندہ ہوگا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہو گیا اُس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہوئی ہے میں نے کہا کہ قادیان کے پندرہ سولہ آدمی جو فریق مخالف اور اُس کے گواہ تھے سب نے جا کر یہی بیان کیا ہے کہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے اس نے جواب دیا کہ ایک طرح سے انھوں نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔ بات یہ ہوئی کہ تحصیلدار کے فیصلہ لکھنے کے وقت میں حاضر نہ تھا کسی کام کے لئے باہر چلا گیا تھا یا شاید یہ کہا تھا کہ میں پاخانہ پھرنے کے لئے چلا گیا تھا اور تحصیلدار نیا آیا ہوا تھا اور اُس کو پیچ در پیچ مقدمات کی خبر نہ تھی اور فریق مخالف نے اُس کے فیصلہ لکھنے کے وقت ایک فیصلہ صاحب کمشنر کا اُس کے آگے پیش کیا تھا اور اس میں صاحب کمشنر کا یہ حکم تھا کہ چونکہ یہ مزارعہ موروثی ہیں اس لئے اُن کا حق ہے کہ اپنے کھیت کے درخت ضرورت کے وقت کاٹ لیا کریں مالک کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کر دیا اور جب میں آیا تو مجھے وہ اپنا لکھا ہوا فیصلہ دیا کہ شامل مسل کر دو۔ میں نے پڑھ کر کہا کہ ان زمینداروں نے آپ کو دھوکہ دیا ہے کیونکہ جس فیصلہ کو انھوں نے پیش کیا ہے وہ صاحب فنانشل کے حکم سے منسوخ ہو چکا ہے اور بموجب اس حکم کے کوئی مزارعہ موروثی ہو یا غیر موروثی بغیر اجازت مالک کے اپنے کھیت کا درخت نہیں کاٹ سکتا۔ اور میں نے مسل میں سے وہ فیصلہ اُن کو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے فی الفور اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا اور دوسرا فیصلہ ڈگری کا لکھا اور کل خرچہ مدعا علیہم کے ذمہ ڈالا۔ فریق ثانی تو خوشی خوشی اپنے حق میں فیصلہ سنکر قادیان کو چلے گئے تھے ان کو اس دوسرے فیصلہ کی خبر نہ تھی اس لئے انھوں نے وہی ظاہر کیا جو ان کو معلوم تھا۔

غرض میں نے واپس آکر یہ سب حال شرمپت کو سنایا اور مزارعان کو بھی اپنی جھوٹی خوشی پر اطلاع ہو گئی۔ پس اگر لالہ شرمپت اس نشان سے بھی منکر ہے تو چاہئے کہ قسم کھا کر کہے کہ ایسا کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آیا اور ایسا بیان سراسر افترا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی بہت سے لوگ قادیان میں اُن میں سے زندہ ہونگے جنھوں نے یہ نشان دیکھا ہے۔

اور سوائے اس کے بیسیوں اور ایسے آسمانی نشان ہیں جن کا گواہ رویت لالہ شرمپت ہے وہ تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہے کہاں تک آریہ لوگ اس سے انکار کرائینگے۔

(۴) بھلا لالہ شرمپت قسم کھا کر کہے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب نواب محمد حیات خان سی۔ ایس۔ آئی معطل ہو گیا تھا اور کوئی بریت کی امید نہیں تھی اور اُس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی تھی تو میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ بری کیا جائیگا اور میں نے کشفی نظر سے اُس کو عدالت کی کرسی پر بیٹھا دیکھا تھا اور یہ بات میں نے اُس کو بتا دی تھی اور نہ صرف اُس کو بلکہ بہتوں کو بتائی تھی چنانچہ کشن سنگھ آریہ بھی اس کا گواہ ہے اگر یہ سچ نہیں تو قسم کھاوے اور (۵) پھر لالہ شرمپت قسم کھا کر بتاوے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جب پنڈت دیانند نے پنجاب میں آکر بہت شور کیا اور خدا کے برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں تحقیر کی اور خدا کے تمام مقدس نبیوں کو سونے کھوٹے کی طرح قرار دیا۔ تب میں نے شرمپت کو کہا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ اب اسکی موت کا دن قریب ہے وہ بہت جلد مریگا کیونکہ اس کا دل مر گیا ہے چنانچہ وہ اس پیشگوئی کے بعد صرف چند دنوں میں ہی اجمیر میں مر گیا اور اپنی حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا۔

(۶) اور نیز شرمپت قسم کھا کر بتلائے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک دفعہ اس کو اور ملاوامل کو صبح کے وقت یہ الہام بتلایا گیا تھا کہ آج ارباب سرور خان نام ایک شخص کا روپیہ آئیگا اور وہ ارباب محمد لشکر خان کا رشتہ دار ہوگا تب ملاوامل وقت پر ڈاکخانہ میں گیا اور خبر لایا کہ سرور خان کا اسقدر روپیہ آیا ہے مگر ساتھ ہی یہ عذر کیا کہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ فلاں شخص کا رشتہ دار ہے تب اس کے تصفیہ کے لئے اُن کے روبرو مردان میں بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی طرف خط لکھا گیا تھا جو ان دنوں میں میرے سخت مخالف ہیں اُن کا جواب آیا کہ ارباب سرور خان ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے۔

(۷) اور کیا یہ سچ نہیں کہ ایک مرتبہ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ اے عمی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی اور اسی دن شرمپت کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اُس نے ابن چند رکھا اور ان دنوں میں میرا بھائی غلام قادر مرحوم بیمار تھا میں نے لالہ شرمپت کو کہا کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ یہ میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے اور الہامی طور پر میرے بیٹے سلطان احمد کی طرف سے یہ کلمہ ہے اور یا ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کی طرف اشارہ ہو جس کا نام تو نے ابن چند رکھا ہے* یہ میرا کہنا ہی تھا کہ لالہ شرمپت نے گھر ہی جا کر اپنے بیٹے کا نام بدل دیا اور بجائے ابن چند کے گوکل چند نام رکھ دیا جو اب تک زندہ موجود ہے مگر چند روز کے بعد میرا بھائی فوت ہو گیا۔ اور یہ بات بھی لالہ شرمپت سے حلفاً دریافت کرنی چاہئے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب گورداسپور میں ایک شخص کرم دین نام نے میرے پر دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی عدالت آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ میں دائر کیا ہوا تھا تو میں نے لالہ شرمپت کو کہا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ انجام کار میں اس مقدمہ میں بری کیا جاؤنگا مگر کرم دین سزا پائیگا۔ یہ اُس وقت کی خبر ہے کہ جب تمام آثار اسکے برخلاف تھے اور حاکم کی رائے ہمارے مخالف تھی۔ چنانچہ آتمارام مجوز مقدمہ نے اپنے فیصلہ کے وقت بڑی سختی سے فیصلہ دیا اور ہم پر سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ اور ناخنوں تک زور لگا کر فیصلہ لکھا۔ اور پھر صاحب ڈویژنل جج کے محکمہ سے جیسا کہ میں نے پیشگوئی کی تھی وہ حکم آتمارام کا منسوخ کیا گیا اور صاحب موصوف نے مجھ کو بڑی عزت کے ساتھ بری کر کے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ نے یعنے میں نے کرم دین کی نسبت استعمال کئے ہیں یعنے کذاب اور لئیم* کا لفظ ان الفاظ سے کرم دین کی کچھ بھی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر بھی کوئی اور سخت الفاظ اسکے حق میں استعمال کئے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا۔ یہ تو میرے حق میں فیصلہ ہوا مگر کرم دین پر پچاس روپیہ جرمانہ قائم رہا یہ پیشگوئی نہ صرف میں نے لالہ شرمپت کو بتلائی تھی بلکہ میں اس پیشگوئی کو مقدمہ کے وجود سے بھی پہلے اپنی کتاب مواہب الرحمان میں جو ایک عربی زبان میں کتاب ہے شائع کر چکا تھا۔ پس کسی کے لئے ممکن نہیں جو اس سے انکار کر سکے۔

یہ چند پیشگوئیاں بطور نمونہ میں اسوقت پیش کرتا ہوں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۔ روحانی نظام اُس کا عین مطابق ہے جو روحانی کانوں کو اپنی آواز فرشتوں کے ذریعہ سے جو ہوا کے قائم مقام میں پہنچاوے اور ضرور ہے کہ جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں باہم مطابق ہوں اور یہی دلیل قرآن شریف نے پیش کی ہے۔ منہ

* کرم دین کا بیان تھا کہ کذاب اُسکو کہتے ہیں جو بہت جھوٹ بولنے والا ہو اور ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو اور لئیم اُسکو کہتے ہیں جو ولد الزنا ہو اور اسکے خاندان میں ایسا ہی سلسلہ چلا آیا ہو اور اس پر اُس نے کتابیں بھی دکھلائیں مگر ڈویژنل جج نے فرمایا کہ اگر ان الفاظ سے سخت تر بھی الفاظ بولے جاتے تب بھی ان سے کرم دین کی کچھ بے عزتی نہیں تھی یعنے اُس کی حالت کے لحاظ سے ابھی یہ الفاظ تھوڑے ہیں۔ منہ

* اگرچہ مجھے یقین تھا کہ یہ الہام میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کے بارہ میں ہے اور یہی میں نے اپنے بعض عزیزوں کو بتا بھی دیا تھا اور خود بھائی مرحوم کو بھی بتلایا تھا جس سے وہ بہت غمگین ہوئے اور میں نے بھی افسوس بھی کیا کہ انکو میں نے کیوں بتلایا مگر جب شرمپت نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے کا نام ابن چند رکھا ہے تو تقدیر الٰہی سے میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے کہ ممکن ہے کہ عمی سے مراد ابن چند ہو۔ کیونکہ ہندو لوگ ابن چند کے نام کو مختصر کر کے امی ہی کہہ دیتے ہیں تب اسکے دل میں بہت خوف پیدا ہوا اور اس نے گھر میں جا کر ابن چند کی جگہ گوکل چند اپنے لڑکے کا نام رکھ دیا۔ منہ

کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سب بیان سچ ہے اور کئی دفعہ لالہ شرمپت نے اپنی آنکھوں سے نشان دیکھے ہیں اور اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میرے لڑکوں پر ایک سال کے اندر اس کی سزا نازل کرے آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور ایسا ہی شرمپت کو بھی چاہئے کہ وہ بھی میری اس قسم کے مقابل پر قسم کھاوے اور یہ کہے کہ اگر میں نے اس قسم میں جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میری اولاد پر ایک سال کے اندر اس کی سزا وارد کرے آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔†

یہ تو شرمپت کی نسبت لکھا گیا اور ملاوامل اس کا دوست بھی اس بھید میں شریک ہے اُس کو چاہئے کہ ان باتوں کی نسبت قسم کھاوے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ والد صاحب کی وفات کے بعد الہام الیس اللہ بکاف عبدہ مہر پر کھدوانے کے لئے اس کو امرتسر میں نہیں بھیجا تھا اور کیا پانچ روپیہ اجرت دے کر وہ مہر نہیں لایا تھا اور کیا اُس زمانہ میں اس عروج اور شان و شوکت اور رجوع خلائق کا نام و نشان تھا اور کیا یہ تمام پیشگوئی اُس کو نہیں بتائی گئی تھی جس کے لئے وہ گواہ ٹھہرایا گیا تھا یعنے اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو یہ خبر ملی تھی کہ شنبہ کے روز آفتاب کے غروب کے بعد میرا والد فوت ہو جائیگا اور تجھے کچھ غم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ میں تیرا متکفل رہوں گا اور تیری حاجات پوری کرنے کے لئے میں کافی ہونگا اور یہ تخمیناً پینتیس یا چھتیس برس کا الہام ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں ایسا پوشیدہ تھا جیسا کہ ایک ٹکڑہ کسی جوہر کا سمندر کی تہ کے نیچے پوشیدہ ہو۔

دوسری یہ بتاوے کہ کیا وہ ایک مرتبہ مرض دق میں مبتلا نہیں ہوا تھا اُس کو خواب بھی آ چکی تھی کہ ایک زہریلے سانپ نے اس کو کاٹا ہے اور تمام بدن سوج گیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں کہ وہ میرے پاس آکر رویا تھا اور دعا کے لئے کہا تھا۔ تب میں نے اس کے حق میں دعا کی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا قلنا یا نار کونی بردا و سلاما۔ یعنے اے تپ کی آگ ٹھنڈی ہو جا اور یہ الہام اس کو سنا دیا گیا تھا اور پھر بعد اسکے چند دنوں میں ہی وہ صحت یاب ہو گیا۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور اگر یہ جھوٹ ہیں تو خدا ایک سال کے اندر میرے پر اور میرے لڑکوں پر تباہی نازل کرے اور جھوٹ کی سزا دے۔ آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ایسا ہی ملاوامل کو چاہئے کہ چند روزہ دنیا سے محبت نہ کرے اور اگر ان بیانات سے انکاری ہے تو میری طرح قسم کھاوے کہ یہ سب افترا ہے اور اگر یہ باتیں سچ ہیں تو ایک سال کے اندر میرے پر اور میری تمام اولاد پر خدا کا عذاب نازل ہو آمین۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔*

اور یاد رہے کہ یہ لوگ اس طرح پر قسم نہ کھا سکینگے بلکہ حق پوشی کا طریق اختیار کریں گے اور سچائی کا خون کرنا چاہینگے۔ تب بھی میں امید رکھتا ہوں کہ حق پوشی کی حالت میں بھی خدا ان کو بے سزا نہیں چھوڑیگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی بے عزتی خدا کی بے عزتی ہے۔ ملاوامل اسبات کا بھی مجرم ہے کہ اس نے یہ سب کچھ دیکھ کر پھر مخالفت کرکے اپنے پورے زور اور پوری مخالفت سے ایک اشتہار دیا تھا جسکو دس برس گذر گئے اور لوگوں کو روکا تھا کہ میری طرف رجوع نہ کریں اور نہ کچھ مالی مدد کریں۔ تب اسکے روکنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اشتہار کے بعد کئی لاکھ انسان میرے ساتھ شامل ہو گئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا۔ مگر پھر بھی اُس نے خدا کے ہاتھ کو محسوس نہ کیا۔

بالآخر ہم اسبات کا لکھنا بہت ہی ضروری سمجھتے ہیں کہ جس پرمیشر کو پنڈت دیانند نے آریوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک ایسا پرمیشر ہے جس کا عدم اور وجود برابر ہے کیونکہ وہ اسبات پر قادر نہیں کہ اگر ایک شخص اپنی آوارگی اور بدچلنی کی زندگی سے تائب ہو کر اسی اپنے پہلے جنم میں مکتی کو پانا چاہے تو اس کو اس کی توبہ اور پاک تبدیلی کی وجہ سے مکتی عنایت کر سکے بلکہ اُس کے لئے آریہ اصول کے رو سے کسی دوسری جون میں پڑ کر دوبارہ دُنیا میں آنا ضروری ہے خواہ وہ انسانی جون کو چھوڑ کر کتا یا بندر یا سؤر کا بننا تو ضرور چاہئے۔ یہ پرمیشر ہے جسکو دیالو اور سرب شکتی مان کہا جاتا ہے اگر انسان نے اپنی ہی کوشش سے سب کچھ کرنا ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر پرمیشر کا کس بات میں شکر ادا کیا جائے اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کے بعض حصہ عمر میں ایسا زمانہ بھی آجاتا ہے کہ وہ کسی حد تک نفسانی جوشوں اور خواہشوں کا تابع ہوتا ہے اور کم سے کم یہ کہ غفلت جو گناہوں کی ماں ہے ضرور کسی قدر اُس سے حصہ لیتا ہے اور یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ کیا جسمانی پہلو کے رو سے اور کیا روحانی پہلو کے رو سے ابتدا میں کمزوری میں پیدا ہوتا ہے اور پھر اگر خدا کا فضل شامل حال ہو تو آہستہ آہستہ پاکیزگی کی طرف ترقی کرتا ہے پس یہ خوب پرمیشر ہے جس کو انسان کی فطرت کی بھی خبر نہیں اگر اسی طرح مکتی پانا ہے تو پھر مکتی کی حقیقت معلوم ہم اس آزمائش کے لئے نہ صرف ایک آریہ کو مخاطب کرتے ہیں نہ دو کو نہ تین کو بلکہ نہایت یقین اور بصیرت تامہ کی راہ سے کہتے ہیں کہ ہمارے روبرو دو ہزار یا دس ہزار یا بیس ہزار یا مثلاً ایک لاکھ ہی آریہ کھڑے ہو کر قسم کھاویں کہ کیا ان کی سوانح عمری ایسی پاک ہے کہ کسی قسم کا اُن سے گناہ سرزد نہیں ہوا اور کیا وہ آریہ اصولوں کے رو سے تسلی رکھتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد ہی مکتی پا جائینگے اور پھر جب مخلوقات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی تعداد کو دوسری مخلوقات سے وہ نسبت بھی نہیں جو قطرہ کو دریا کی طرف ہوتی ہے کیونکہ علاوہ ان تمام بیشمار جانوروں کے جو خشکی اور تری میں پائے جاتے ہیں ایسے غیر مرئی جانور بھی کرہ ہوا اور پانی میں موجود ہیں جو وہ نظر نہیں آ سکتے جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ ایک قطرہ پانی میں موجود ہیں جو وہ نظر نہیں آ سکتے جیسا کہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ ایک قطرہ پانی میں کئی ہزار کیڑے ہوتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اُس قدر زمانہ اور مدت دراز گذرنے کے پرمیشر نے مکتی دینے میں ایسی ناقابل کارروائی کی ہے کہ گویا کچھ بھی نہیں کی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی ہرگز مرضی ہی نہیں کہ کوئی شخص مکتی حاصل کر سکے اور یا یوں کہو کہ وہ مکتی دینے پر قادر ہی نہیں اور یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر قادر ہو تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ دائمی نجات یا مکتی نہ دے سکے اور ایسا ہی باوجود دیالو اور قادر ہونے اُس کے کچھ

---

* اور اگر وہ راست راست شائع کر دینگے تو مجھے قوی امید ہے کہ وہ خدا سے اس کا اجر اور برکت پائینگے مگر خدا پسند نہیں کرتا کہ کوئی جھوٹ بول کر سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے کیونکہ اس میں وہ خدا کی عزت اور جلال پر حملہ کرتا ہے اس لئے آخر کار خدا اس کو پکڑ لیتا ہے۔

*† یہ سچ ہے کہ اگرچہ ملاوامل نے اپنے اشتہار میں میرے نشانوں کے دیکھنے سے انکار کر دیا تھا مگر اس انکار کا کچھ اعتبار نہیں اکثر لوگ خود غرضی سے ۲/۲ لے کر عدالتوں میں گواہی کے وقت جھوٹ کی نجاست کھا لیتے ہیں تمام مدار اسی قسم پر ہے جو میں نے لکھی ہے اگر یہ لوگ خدا سے بے خوف ہو کر اپنی قوم کو خوش کرنے کیلئے ایسی قسم کھا لینگے تب انکو معلوم ہوگا کہ خدا بھی ہے۔ منہ۔

* یہ پیشگوئی نہ صرف کتاب مواہب الرحمن میں بلکہ اخبار الحکم اور البدر میں بھی وقوع سے پہلے شائع کی گئی تھی۔ منہ

† یہ بد دعا کا فقرہ اس امر سے لازم ملزوم ہے کہ میری اس دعا کے مقابل پر شرمپت بھی اپنی نسبت انہیں الفاظ کی بد دعا طبع کرا کر کسی اخبار میں شائع کرا دے۔ منہ

سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں وہ ایسا چڑچڑا مزاج کا ہے کہ ایک ذرا سے گناہ کو بھی بخش نہیں سکتا۔ اور جب تک ایک گناہ کے لئے کروڑہا جونوں میں نہ ڈالے خوش نہیں ہوتا۔ ایسے پرمیشر سے کس بہتری کی امید ہو سکتی ہے اور جبکہ ایک شریف طبع انسان اپنے قصور وار کے قصور اس کی توبہ اور درخواست معافی پر بخش سکتا ہے اور انسان کی فطرت میں یہ قوت پائی جاتی ہے کہ کسی خطا کار کی پشیمانی اور آہ وزاری پر اس کی خطا کو بخش دیتا ہے تو کیا وہ خدا جس نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ اس صفت سے محروم ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

پس یہ آریوں کی غلطی ہے کہ اس خدا کو جس کو وہ زبان سے بھی کہتے ہیں اور سرب شکتی مان بھی سمجھتے ہیں اس کو اس عظیم الشان صفت سے محروم قرار دیتے ہیں اور یاد رہے کہ انسان جو سراسر کمزوری میں گھرا ہوا ہے بغیر خدا کی صفت مغفرت کے ہرگز نجات نہیں پا سکتا۔ اور اگر خدا میں صفت مغفرت نہیں تو پھر انسان میں کہاں سے پیدا ہو گئی۔ یاد رہے کہ نجات نہ پانا ایک موت ہے۔ ایسا ہی سچی توبہ کرنا بھی ایک موت ہے۔ پس موت کا علاج موت ہے۔ کیا وہ خدا جو ہر ایک چیز پر قادر ہے اُس نے ہماری اس موت کا کوئی علاج نہیں رکھا اور کیا ہم بے علاج ہی مرینگے۔ ہرگز نہیں۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے علاج بھی ساتھ ہی پیدا ہوا ہے۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اس اعتقاد میں ایک ہی راہ پر قدم مارا ہے صرف فرق یہ ہے کہ عیسائی تو انسان کے گناہ بخشوانے کے لئے ایک نبی کے خون کی حاجت سمجھتے ہیں اور اگر وہ نہ مارا جاتا تو گناہ نہ بخشے جاتے اور اگر ثابت ہو کہ وہ مارا نہیں گیا جیسا کہ ہم نے ثابت بھی کر دیا ہے اور یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور ایک دُنیا جانتی ہے کہ کشمیر میں اُن کی قبر ہے تو اس صورت میں سب تانا بانا کفارہ کا بیکار ہو گیا اور آریہ صاحبان مطلقاً اپنے پرمیشر کو گناہوں کے بخشنے سے قاصر سمجھتے ہیں اور آریہ اور عیسائی اس اعتقاد میں دونوں شریک ہیں کہ خدا خطا کاروں کو ان کی پشیمانی اور توبہ پر بخش نہیں سکتا۔ اور آریہ صاحبوں نے صرف اسی قدر پر بس نہیں کی بلکہ وہ تو اپنے پرمیشر کو اس بات سے بھی جواب دیتے ہیں کہ وہ انسان کا خالق اور اُس کی تمام قوتوں روحانی اور جسمانی کا مبدء فیض ہے اور اس طور پر پرمیشر کی شناخت کا دروازہ بھی اُن پر بند ہے کیونکہ وید کے رو سے پرمیشر کی عادت نہیں ہے کہ کوئی نشان آسمانی دکھاوے اور اس طرح پر اپنے وجود کا پتہ دے۔ اور دوسری طرف وہ ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنے والا نہیں ہے پس دونوں طرف سے آریہ مذہب کے رو سے پرمیشر کی شناخت محال ہے۔ علاوہ اسکے جس تعلیم پر ناز کیا جاتا ہے نیوگ کا مسئلہ اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے لیکن کیا کسی شریف انسان کی فطرت قبول کر سکتی ہے کہ اس کی زندگی میں اس کی جورو جسکو طلاق بھی نہیں دی گئی دوسرے سے ہم بستر ہو جائے۔

علاوہ اس کے جس جاودانی نجات کا انسان طبعاً خواہشمند ہے اور اس کی فطرت میں یہ نقش کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی لذت اور آرام کا طالب ہو اس جاودانی نجات سے یہ مذہب منکر ہے اور اپنے پرمیشر کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک محدود مدت کے بعد اپنے بندوں کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے اور اسکی وجہ یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ دُنیا کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور پرمیشر ارواح کا خالق نہیں اس لئے پرمیشر کے سامنے یہ مصیبت پیش آئی کہ اگر وہ تمام روحوں کو ہمیشہ کی نجات دیدیوے تو اس سے سلسلہ دُنیا کا ٹوٹ جائیگا اور کسی دن پرمیشر معطل اور خالی ہاتھ رہ جائیگا کیونکہ ہر ایک روح جو ہمیشہ کی مکتی پا کر دُنیا سے گئی تو گویا وہ پرمیشر کے ہاتھ سے گئی۔ پس اس طرح پر جب روحیں خرچ ہوتی رہیں تو بباعث اس کے کہ پرمیشر کوئی روح پیدا نہیں کر سکتا اور آمدن کی سبیل قطعاً بند ہے تو ضرور ایک دن ایسا آجائے گا جبکہ پرمیشر کے ہاتھ میں ایک بھی روح نہیں رہے گی تا وہ دُنیا میں بھیجی جائے۔ پس اس خیال سے پرمیشر نے یہ پیش بندی اختیار کر رکھی ہے جو ہمیشہ کی مکتی سے روحوں کو جواب دیدیا کرتا ہے۔ اور دھکے دیکر مکتی خانہ سے باہر نکالتا ہے۔

اس جگہ بعض نادان آریہ محض چالاکی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ انسان کے اعمال محدود ہیں اس لئے مکتی بھی محدود رکھی گئی مگر وہ دھوکہ کھاتے ہیں یا دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ انسان کی فطرت میں ہمیشہ کی اطاعت مرکوز ہے۔ نیک آدمی کب کہتے ہیں کہ اتنی مدت کے بعد ہم خدا تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت چھوڑ دینگے بلکہ اگر بے انتہا مدت تک ان کو عمر دیجائے تب بھی وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کرتے رہینگے اس صورت میں اگر وہ جلد مر جائیں تو ان کا کیا گناہ ہے ان کی نیت میں تو ہمیشہ کی اطاعت ہے نہ کہ کسی حد تک اور تمام مدار نیت پر ہے اور موت جو انسان پر آتی ہے۔ یہ خدا کا فعل ہے نہ کہ انسان کا۔

یہ ہیں عقاید آریہ صاحبوں کے جن پر وہ ناز کرتے ہیں چونکہ انکے خیال میں یہ بات بھی جمی ہوئی ہے کہ ایک گناہ سے بھی بیشمار جونوں کی سزا در پیش ہے اس لئے وہ گناہ سے پاک ہونے کے لئے کوئی کوشش کرنا عبث اور بے سود سمجھتے ہیں۔ اور ان کے مذہب میں کوئی مجاہدہ نہیں ہے جسکے رو سے اسی دُنیا میں انسان گناہ سے پاک ہو سکے۔ جبتک تناسخ کے ذریعہ سے اور طرح طرح کی جونوں میں پڑنے سے سزا نہ پالے۔ پس ظاہر ہے کہ اس صورت میں کس امید پر وہ کوئی مجاہدہ کر سکتے ہیں اگر وہ سوچیں۔ اور اگر ان کو روحانی فلاسفی کا کوئی حصہ نصیب ہو تو وہ جلدی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس عقیدہ کی وجہ سے خدائے کریم ورحیم کی رحمت کا دروازہ اپنے پر بند کر رہے ہیں وہ توبہ سے صرف چند لفظ مراد لیتے ہیں مگر سچی توبہ درحقیقت ایک موت ہے جو انسان کے ناپاک جذبات پر آتی ہے اور ایک سچی قربانی ہے جو انسان اپنے پورے صدق سے حضرت احدیت میں ادا کرتا ہے اور تمام قربانیاں جو رسم کے طور پر ہوتی ہیں اسی کا نمونہ ہے۔ سو جو لوگ یہ سچی قربانی ادا کرتے ہیں جس کا نام دوسرے لفظوں میں توبہ ہے۔ درحقیقت وہ اپنی سفلی زندگی پر ایک موت وارد کرتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ جو کریم ورحیم ہے اس موت کے عوض میں دوسرے جہان میں انکو نجات کی زندگی بخشتا ہے کیونکہ اس کا کرم اور رحم اس بخل سے پاک ہے جو کسی انسان پر دو موتیں وارد کرے سو انسان توبہ کی موت سے ہمیشہ کی زندگی کو خریدتا ہے اور ہم اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے کو پھانسی پر چڑھانے کے محتاج نہیں ہیں ہمارے لئے وہ صلیب کافی ہے جو اپنی قربانی دینے کی صلیب ہے۔

یاد رہے کہ توبہ کا لفظ نہایت لطیف اور روحانی معنے اپنے اندر رکھتا ہے جسکی غیر قوموں کو خبر نہیں یعنے توبہ کہتے ہیں اُس رجوع کو جبکہ انسان

تمام نفسانی جذبات کا مقابلہ کر کے اور اپنے پر ایک موت کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ کی طرف پیلا آتا ہے سو یہ کچھ معمولی بات نہیں ہے اور ایسا انسان کو اسی وقت تائب کہا جاتا ہے جبکہ وہ نفس امارہ کی پیروی سے دست بردار ہو کر اور ہر ایک تلخی اور ہر ایک موت خدا کی راہ میں اپنے لیے گوارا کر کے آستانہ حضرت احدیت پر گر جاتا ہے تب وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس موت کے عوض میں خدا تعالیٰ اس کو زندگی بخشے۔ چونکہ آریہ لوگ صرف بہت سی جونوں کو مدار نجات سمجھ بیٹھے ہیں اس لیے ان کا اس طرف خیال نہیں آتا ہے۔ نہیں جانتے کہ جس طرح میلا کپڑا کبھی پر چڑھنے سے اور پھر دھوبی کے ہاتھ سے آب شفاف کے کنارہ پر طرح طرح کے صدمات اٹھانے سے آخر کار سفید ہو جاتا ہے اسی طرح یہ توبہ جس کے معنے میں بیان کر چکا ہوں انسان کو صاف پاک کر دیتی ہے انسان جب خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ میں پڑ کر اپنی تمام ہستی کو جلا دیتا ہے تو وہی محبت کی موت اس کو ایک نئی زندگی بخشتی ہے۔ کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ محبت بھی ایک آگ ہے اور گناہ بھی ایک آگ ہے پس یہ آگ جو محبت الٰہی کی آگ ہے گناہ کی آگ کو معدوم کر دیتی ہے یہی نجات کی جڑھ ہے۔ اور نہایت افسوس تو یہ ہے کہ آریہ لوگ اپنے مذہب کی خرابیوں کو نہیں دیکھتے اور اسلام پر بیہودہ اعتراض کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی ان کا ایسا اعتراض نہیں جو ان کے مذہب کے کسی فرقہ کے طریق عمل میں وہ داخل نہیں۔ اب ہم اس رسالہ کو خدا کے نام پر ختم کرتے ہیں الحمد للہ اولاً و آخراً ھو مولنا نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

ڈائری

۱۳ مارچ قبل نماز ظہر۔ حبیب اللہ خان صاحب مجسٹریٹ الہ آباد جو گورنمنٹ انڈیا کی طرف سے امیر کابل کے ہمراہ تھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لیے آج قادیان میں تشریف لائے۔ دنیاوی تعلقات میں الجھے ہوئے غافل لوگوں کا ذکر ہوا کہ لوگ دنیا میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ دین اسلام سے بالکل غافل ہو گئے ہیں حبیب اللہ خان صاحب نے عرض کیا ہم تو چاہتے ہیں کہ دنیا سے کنارہ کش ہو جاویں حضرت اقدس نے فرمایا دنیا اور دین جمع نہیں ہو سکتے مگر جبکہ خدا چاہے تو جمع ہو سکتے ہیں ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے کئی ہزار کا سودا خریدا اور وہ خدا تعالیٰ سے ایک دم بھی غافل نہ ہوا ہمارا دین اسلام ایسا نہیں ہے کہ رہبانیت سکھاوے۔ اور بیوی بچوں سے کنارہ کش ہو جاویں یہ تو رہبانیت ہے لا رہبانیۃ فی الاسلام آیا ہے۔ تجارت کرو نوکری کرو دنیا کے کام کرو مگر خدا تعالیٰ کو نہ بھولو۔ جو لوگ بیوی بچوں اور روزگار دنیا کے تعلقات میں ہو کر خدا سے غافل ہو جاتے ہیں وہ نامرد ہوتے ہیں۔

دیکھو ریل ایک بے جان چیز ہے ہزارہا آدمیوں کو اٹھائے پھرتی ہے مگر افسوس اس بے جان پر جو جاندار کہلا کر کچھ بھی نہیں اٹھا سکتا۔

انسان کو خدا نے عقل تدبر و تفکر کے لیے دیا ہے لوگ تدبر و تفکر سے کام نہیں لیتے اس سے دل سیاہ ہو جاتے ہیں جن قویٰ کو استعمال نہ کیا جاوے وہ کمزور ہو جاتے ہیں ایسا ہی جن قویٰ سے کام لیا جاتا ہے وہ قوی ہو جاتے ہیں۔

دنیا کیا ہے دنیا اس چیز کا نام ہے کہ دنیا کے کاموں کو دین پر مقدم رکھا جاوے جبکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جاوے تو پھر باقی دنیا ہی رہتی ہے۔ بہت نادان لوگ ایسے ہیں جنہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ بیوی بچوں وغیرہ تعلقات دنیا کو چھوڑ دیا جاوے یہ غلطی ہے بلکہ دنیا کو خادم دین سمجھنا چاہیے اور جہاں تک ہو سکے تقوے اختیار کیا جاوے قطع نظر کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ رہنا کمزوری کی نشانی ہے۔

موجودہ زمانہ کے تکفیر کے فتوے دینے والے مولویوں کا ذکر ہوا حضرت اقدس نے فرمایا مولوی لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ اسلام آجکل ایک ایسے شکنجہ میں پھنسا ہوا ہے کہ حد ہو گئی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو کہتے ہیں کہ وہ زندہ مع جسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں اور رفع کے لفظ کو لیے پھرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف میں مسیح علیہ السلام کے فوت ہونے کا بار بار ذکر ہو چکا ہے یہ سوچیں تو سہی کہ مسیح کی زندگی میں انکو فائدہ کیا ہوا ہے یہی تو ہوا کہ کئی لاکھ انسان عیسائی ہو گئے۔

حیات مسیح میں تو کچھ انھوں نے فایدہ دیکھا تھا وہ دیکھ لیا اب وفات مسیح کا اعتقاد رکھکر پرکھ لیں مسئلہ وفات مسیح تو مذہب نصاریٰ کی بیخ کنی کرتا ہے مگر اسلام کے نادان دوست اسپر زور دیتے ہیں۔ ایک دفعہ لاہور میں لیفرائے صاحب نے ایک لیکچر دیا اور عیسائیوں کے اعتقادات اور موجودہ مسلمانوں کے مسلمات میں سے حیات مسیح کے دلائل پیش کیے۔ مسلمانوں کو اس موقعہ پر شرمندہ ہونا پڑا اس جلسہ میں ہمارے مفتی صاحب محمد صادق موجود تھے اُنھوں نے لیفرائے کو کہا کہ قرآن شریف میں تو مسیح کی موت مذکور ہے آخر اس نے جواب دیا کہ تم مرزائی معلوم ہوتے ہو تم ہمارے مخالف مسلمانوں نے اُس وقت کہا کہ یہ لوگ کافر تو ہیں مگر ہمارے کام آئے ہم کو مدد دی اور ہماری عزت رکھ لی تھی۔ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے قائم ہوا ہے اسکو اب کوئی روک نہیں سکتا اسلام پر بڑی مصیبتیں گذر رہی ہیں اسلام پر موسم خزاں آچکا ہے اب اس کی بہار کے دن آئینگے۔ اسلام میں اندرونی فتنے بڑے بڑے برپا ہو رہے ہیں اور بیرونی فتنے عیسائیوں آریوں وغیرہ مذاہب کے حملے اسلام پر ہو رہے ہیں جب اسلام اس حالت تک پہنچ گیا ہے تو جو شخص خدا کی ہستی کا قائل ہے وہ ضرور قائل ہو گا کہ خدا نے اسلام کی مدد کا کوئی انتظام کر لیا ہے اب دیکھو جو شخص انسانی سلطنت میں جھوٹا دعویدار تحصیلداری یا چپڑاسی ہونے کا کرے اُس کو پکڑا جاتا ہے اور سزا دیجاتی ہے پھر کیا خدا کی سلطنت میں ایسا اندھیر چل سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین یعنے اگر یہ نبی ہمارے اوپر بعض باتیں جھوٹی بنا لیتا تو ہم اُس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور اُس کی رگ جان کو کاٹ دیتے۔ یہ آیت صاف بیان کر رہی ہے کہ خدا تعالیٰ پر کوئی جھوٹی وحی و الہام بنانے والا جلدی پکڑا جاتا اور ناکامیاب ہو کر مرتا ہے۔

بات یہ ہے کہ ایمانی طاقت علم کے سوا پیدا نہیں ہوتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ نے بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی جانیں دیدیں جنہیں اُن کو حق کا علم حاصل ہو گیا تھا پھر انھوں نے اپنے بیوی بچوں کو نہ دیکھا۔ یہ جو کتاب حقیقت الوحی لکھی ہے اس کو جو شخص حرف بحرف پڑھ لیگا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ پھر وہ یہ خیال کرے کہ میں وہی ہوں جو اسکے خیال میں پڑھنے سے پہلے تھا جو شخص ہمارے سلسلہ کو آہستگی اور ٹھنڈے دل سے دیکھیگا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں حق پر پائیگا۔

سچائی میں خدا نے ایک قوت رکھی ہے سچائی دلوں کو خود اپنی طرف کھینچ لیتی ہے خدا نے تو لوہے میں بھی ایک کشش کی خاصیت رکھی ہے تو کیا سچ میں کوئی مقناطیس نہیں ہے سچ میں ایک کشش ہے وہ

خودبخود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

دنیا میں ایک دھڑبت پھیل رہی ہے تحصیل دنیا کے لئے ہر وقت دوڑ دھوپ میں لوگ لگے ہوئے ہیں اسکے لئے مجلسیں ہوتی ہیں اور بیس شور پکار ہے کہ یہ کرو وہ کرو مگر اسلام کی بہبودی کا کسی کو کوئی فکر نہیں ایسی غفلت میں پھنسے ہوئے ہیں کہ عذاب کے سوا ان سے غفلت رفع نہیں ہوتی ہمیں خدا نے صدہا دفعہ بتایا ہے کہ خدا کے عذاب کے دن نزدیک ہیں اور جب تک لوگوں کے دل سیدھے نہ ہوجاویں خدا کے عذاب پیچھا نہ چھوڑینگے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ یعنے خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو درست نہ کرلیں۔ طاعون کو دفع کرنے کے لئے بیچارے چوہوں کے مارنے کے درپے ہو رہے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ جب تک اُن کے اندر کا چوہا نہ مریگا۔ اُس وقت تک طاعون اُن کا سر گز پیچھا نہ چھوڑیگی۔ پس اپنی اصلاح کریں اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اگر یہ لوگ اپنی اصلاح کریں تو خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ ہلاک ہی کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم ۔ کہ خدا تم کو عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔ ہمارے مسلمان سلاطین کا ذکر ہے کہ جب کوئی بلا آتی تھی تو بادشاہ خود دعا و زاری بدرگاہ رب العالمین کرتے تھے اور رعیت کو نیکیوں کی طرف رغبت دلاتے تھے جب ٹیکا لگایا جانا شروع ہوا تو ہمنے کتاب کشتی نوح لکھی تھی اور اس میں ہمنے ظاہر کیا تھا کہ اُس ٹیکا سے جو میں آسمانی ٹیکا پیش کرتا ہوں بہتر ہے۔ آخر وہی بات سچی ثابت ہوئی جو ہم نے پیش کی تھی شاید کسی کو کسی وقت سمجھ آجاوے۔ طاعون تو اب ہاتھ دھو کر لوگوں کے پیچھے ہو پڑی ہے۔

قادیان کے کسی شخص کا ذکر ہوا کہ فلاں جگہ طاعون ہے اور وہ وہاں باربار جاتا رہا آخر وہ طاعون میں گرفتار ہو کر مر گیا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ جبکہ ایک جگہ آگ برستی ہے تو اُس جگہ جانے کی کیا ضرورت ہے فرمایا اس ملک کے کئی ایک آدمی جو ہمیں گالیاں دیتے رہتے تھے اور پیچھا نہ چھوڑتے تھے جب اُن کی مدت نزدیک آئی تو خود ہی انھوں نے مباہلہ کر لیا کہ یا الٰہی ہم میں سے جو جھوٹا ہے اُس کو ہلاک کر دے آخر وہ خود ہی ہلاک ہو کر ہماری سچائی پر مہر کر گئے۔

ایسا ہی ابوجہل نے بدر کے دن نبی علیہ السلام سے مباہلہ کیا تھا ابوجہل نے کہا تھا کہ جو ہم دونوں میں سے قطع رحم کرنے والا اور مفسد ہو لے خدا اُس کو آج ہلاک کر دے آخر خدا تعالےٰ نے ابوجہل کو اُسی دن ہلاک کر دیا اور اُس کی دعا قبول ہو کر اُسی پر پڑی۔

درخواست جنازہ

بندہ کی والدہ ماہ حال کو انتقال کر گئی ہیں۔ احمدی بھائیوں کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ ضرور بندہ کی والدہ کے لئے نماز جنازہ پڑھیں اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کریں خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ جو بھائی اکیلے ہوں وہ تنہا ہی اُن کے لئے دعا مغفرت نماز کریں۔ بندہ پر بڑا احسان ہوگا۔ نیز علی از قادیان ✻ (۲) منشی عبدالرحمٰن صاحب احمدی پٹواری حلقہ دیوانہ ریاست پٹیالہ

سمالی لینڈ میں ایک ہاسپٹل اسسٹنٹ کی ضرورت

سمالی لینڈ میں سول میں ایک ہاسپٹل اسسٹنٹ کی جگہ خالی ہے مہربانی فرما کر جماعت احمدیہ کے ہاسپٹل اسسٹنٹ صاحبان کو اس خبر سے اخبار کے ذریعہ مطلع کر دیں تاکہ اگر کوئی صاحب تشریف لانا چاہیں تو فوراً اپنی ایک درخواست تو a Agent General for British protectorals in africa appals street Raghay Buildings Bombay کے نام پر روانہ کردیں اور دوسری درخواست بنام Senior medical officer Somali Land protictorat Berbera via aden بھیجدیویں۔ لیکن اس خبر کے مشتہر کرنے اور درخواست کے بھیجنے میں جتنی جلدی ہوسکے بہتر ہوگی بندہ سب صاحبان کے اسماء گرامی نیز جائے قیام سے واقف نہیں ہے اس لئے آپ کو تکلیف دیگئی معاف فرماویں تنخواہ ابتدائی ایک صد روپیہ ماہوار ✻ تابعدار ممتاز علی خان از سمالی لینڈ بربرہ

ڈائری

۲۶ فروری

نماز ظہر۔ حضرت اقدس نے جو رسالہ۔ قادیان کے آریہ اور ہم لکھا ہے وہ چھپکر شایع ہوگیا ہے۔ بعض مخالفین کو بھی ارسال کرنے کے لئے فرمایا۔

فرمایا۔ قلوب کئی قسم کے ہوتے ہیں بعض کو نثر اور بعض کو نظم سے اثر ہوتا ہے ایک شخص کو صرف ہماری براہین احمدیہ کی نظم سے اثر ہوا اور وہ ہمارے پاس پہنچا۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ سال گذشتہ کا الہام ہے۔ اسکے متعلق ذکر ہوا کہ ہر طرف سے خبریں آرہی ہیں کہ اس سال معمولی سردی پڑی ہے اور پیشگوئی پوری ہوگئی۔

قادیان کے آریہ و ثناء اللہ امرتسری

اس رسالہ کی ایک جلد مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی بھیجی گئی ہے قادیان کے آریوں نے حضرت میرزا صاحب کے جو نشانات دیکھکر تکذیب کی اور کر رہے ہیں اس رسالہ میں اُن سے مباہلہ کر دیا ہے اس میں آریوں کو اعلان کیا ہے کہ اگر انھوں نے نشانات نہیں دیکھے ہیں تو قسم کھا جاویں کہ یہ نشانات صداقت اسلام کے ہم نے نہیں دیکھے اب ثناء اللہ کو بھی چاہئیے کہ اپنے دوستوں قادیان کے آریوں کو اس قسم کیلئے آمادہ کرے اور اُن کے پاؤں پڑے ورنہ اُن کی قسم کی گریز سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگ گئی۔ اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان صداقت بطور خارق عادت نہیں دیکھا ہے تو وہ بھی قسم کھا کر پرکھ لے تاکہ معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ کس کی حمایت کرتا اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔

نماز عصر۔ رسالہ شایع شدہ بعض مخالفین کے نام مفت ارسال کرنے کے لئے حضرت نے امر فرمایا۔ آریوں کے گندے اعتقادات کا ذکر ہوا فرمایا آریوں کا اعتقاد ہے کہ خدا نے تو کچھ پیدا ہی نہیں کیا اور اولاد حرام طور پر حاصل کرنے کے شایق ہیں ✻

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا صدق کھل گیا

اور کذّاب مفتری ڈوئی مرگیا

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ ہر چشم نشانے است کبیر

امریکہ کے کذاب مفتری ڈاکٹر جان الگزینڈر ڈوئی کے نام سے الحکم کے ناظرین اور انڈیا کی مذہبی دنیا بخوبی واقف ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے الیاس اور عہد نامہ کا رسول ہونیکا دعویٰ کیا تہا۔ اور بالآخر اس نے مسلمانانِ عالم کی ہلاکت کی پیشگوئی بڑے زور شور سے اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ میں کی تہی۔ جسپر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء کی تیسری سہ ماہی میں اس کا ایک جواب انگریزی زبان میں بکثرت امریکہ میں شائع کیا تہا اور ستمبر ۱۹۰۲ء کے اردو میگزین میں اسکا ترجمہ دیا گیا تہا اور اخبارات سلسلہ میں بہی اس کا ذکر کیا گیا۔ اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ تہا کہ

کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائیگا

چنانچہ اس پیشگوئی کے شائع ہونیکے بعد امریکہ کے اخبارات میں ایک شور مچ گیا اور ایک سو سے بہی زیادہ وقیع اور کثیر الاشاعت اخبارات نے اس پیشگوئی کو شایع کیا اور بڑے زور دار الفاظ میں اسکو شہرت دی جس کا خلاصہ انہیں دنوں سلسلہ کے اخبارات میں شائع کیا گیا۔ اس پیشگوئی کی اشاعت جب کافی طور پر ہو چکی تو ڈوئی پر مصائب کا نزول شروع ہو گیا۔ پہلے اسکی ایک چاہیتی لڑکی فوت ہوئی جسپر عرصہ دراز تک ڈوئی نوحہ و بکا کرتا رہا۔ اور اس صدمہ کو اس نے غیر معمولی صدمہ محسوس کیا۔ ایسا ہی اسکی ناجائز پیدایش کے راز نے افشا ہو کر اسے ذلیل کیا پہر خود اس کا اپنا چال چلن اور اسکی بیوی کا چلن مشکوک ثابت ہوا جس سے بالآخر وہ ذلیل و رسوا ہو کر اپنے شہر سے نکالا گیا اور وہ جائداد جو اس نے پیدا کی تہی وہ دوسرے حریف کے قبضہ میں منتقل ہوئی اور خود اسکی بیوی اسکی دشمن ہو گئی جس قسم کی ذلتوں اور روسیاہیوں سے وہ عدالت کی کشمکش میں کہینچا گیا اس کے بیان کرنے کے لئے بڑی تفصیل کی حاجت ہے اور انشاءاللہ ضرور تاً وہ بیان کیجاویگی۔ عدالتوں میں نامرادی کا منہ دیکہا اور فالج کی بیماری نے سخت ناچار کر دیا۔ اور آخر

خدا تعالٰے کے وعدے کے موافق

کذّاب ڈوئی صادق کی زندگی میں مرگیا

اور

صادق پکار اٹہا ے

یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے + یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہر الٰہ ہے

حضرت اقدس نے جس بصیرت اور زور کے ساتھ اس پیشگوئی کو شایع کیا ہے وہ اس کے پڑہنے سے پتہ لگ جائیگا اس لئے میں یہاں اس کا ایک حصہ درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے :-

مجہے اس قوم کے مشنریوں پر بڑا ہی افسوس آتا ہے جنہوں نے فلسفہ طبعی ہیئت پڑہکر سب ڈبو دیا ہے اور خواہ نخواہ ایک عاجز انسان کو پیش کرتے ہیں کہ اسکو خدا مان لو چنانچہ حال میں ملک امریکہ میں یسوع مسیح کا ایک رسول پیدا ہوا ہے جسکا نام ڈوئی ہے اس کا دعوےٰ ہے کہ یسوع مسیح نے بحیثیت خدائی دنیا میں اسکو بہیجا ہے تا سب کو اس بات کیطرف کہینچے کہ بجز مسیح کے اور کوئی خدا نہیں مگر یہ کیسا خدا ہے کہ یہودیوں نے ہاتہ سے اپنے تئیں بچا نہ سکا ایک دغاباز شاگرد نے اس کو پکڑوا دیا اس کا کچہ بندوبست نہ کر سکا انجیر کے درخت کیطرف دوڑا گیا اور یہ خبر نہ ہوئی کہ اسپر پہل نہیں اور جب قیامت کے بارے میں اس سے پوچہا گیا کہ کب آئیگی تو بے خبری ظاہر کی اور لعنت جس کے یہ معنے ہیں کہ دل ناپاک ہو جائے اور خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا سے اور اسکی رحمت سے دور جا پڑے وہ اسپر پڑی۔ اور پہر وہ آسمان کیطرف اسلئے چڑہا کہ باپ اس سے بہت دور تہا کروڑہا کوس سے بہی زیادہ دور تہا اور یہ دوری کسیطرح دور نہیں ہو سکتی تہی جبتک وہ مع جسم آسمان پر نہ چڑہتا دیکہو کسقدر کلام کا تناقض ہے ایکطرف تو یہ کہتا ہے کہ میں اور باپ ایک ہیں اور ایکطرف کروڑہا کوس کا سفر کرکے اس کے ملنے کو جاتا ہے جبکہ باپ اور بیٹا ایک تہے تو اسقدر مشقت سفر کی کیوں اٹہائی جہاں ہوتا وہیں باپ بہی تہا دونوں

(اور دیکھو)

ایک جو ہوئے اور پھر وہ کس کے دہنے ہاتھ بیٹھا۔ اب ہم ڈوئی کو مخاطب کرتے ہیں جو یسوع مسیح کو خدا بناتا ہے اور اپنے تئیں اسکا رسول قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ توریت استثنا ۱۸ باب آیت پندرہ کی پیشگوئی میرے حق میں ہے اور میں ہی ایلیا اور میں ہی عہد کا رسول ہوں نہیں جانتا کہ یہ مصنوعی خدا اس کا موسیٰ کے کبھی خواب خیال میں بھی نہیں تھا۔ موسیٰ نے تو بنی اسرائیل کو بھی بار بار کہا کہ خبردار کسی مجسم چیز انسان یا حیوان کو خدا قرار مت دینا نہ جو آسمان پر ہے نہ جو زمین پر ہے۔ خدا نے تم سے باتیں کیں مگر تم نے اس کی کوئی صورت نہیں دیکھی تمہارا خدا صورت اور جسم سے پاک ہے۔ مگر اب ڈوئی موسیٰ کے خدا سے برگشتہ ہو کر وہ خدا پیش کرتا ہے جس کے چار بھائی اور ایک ماں تھی۔ اور بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اس کے خدا یسوع مسیح نے اسکو خبر دی ہے کہ تمام مسلمان تباہ اور ہلاک ہو جائیں گے اور دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہیگا بجز ان لوگوں کے جو مریم کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں ہم ڈوئی کو ایک پیغام دیتے ہیں کہ اسکو تمام مسلمانوں کے مارنے کی کیا ضرورت ہے وہ غریب مریم کے عاجز بیٹے کو خدا کیونکر مان لیں بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ ڈوئی کے خدا کی قبر بھی اس ملک میں موجود ہے اور انہیں وہ مسیح موعود بھی موجود ہے جو چھٹے ہزار کے آخیر اور ساتویں ہزار کے سر پر خدا سے مبعوث ہوا جس کے ساتھ بہت سے نشان ظہور میں آئے اور ڈوئی کا یہ الہام کہ تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور وہی لوگ باقی رہیں گے جو یسوع مسیح کو خدا مانیں گے اور ساتھ ہی ڈوئی کو بھی خدا کا رسول مان لیں گے اس الہام کے رو سے تو باقی عیسائیوں کی بھی خیر نہیں کیونکہ گو وہ مریم کے صاحبزادہ کو خدا مانتے ہیں مگر یہ جو ثانی رسول جو ڈوئی ہے اب تک انہوں نے تسلیم نہیں کیا اور ڈوئی نے صاف طور پر یہ الہام شائع کر دیا ہے کہ صرف یسوع مسیح کو خدا ماننا کافی نہیں جب تک ڈوئی کو بھی ساتھ ہی نہ مان لیں اور چاہیئے کہ صاف اقرار کرے کہ ڈوئی ایلیا اور ڈوئی عہد کا رسول اور ڈوئی کے حق میں ہی وہ پیشگوئی ہے جو توریت استثنا باب ۱۸۔ آیت پندرہ میں ہے تب بچیں گے ورنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ غرض ڈوئی بار بار لکھتا ہے کہ عنقریب یہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے بجز اس گروہ کے جو یسوع کی خدائی مانتا ہے اور ڈوئی کی رسالت۔ اس صورت میں یورپ اور امریکہ کے تمام عیسائیوں کو چاہیئے کہ بہت جلد ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک نہ ہو جائیں اور جبکہ انہوں نے ایک نامعقول امر کو مان لیا ہے یعنی یسوع مسیح کی خدائی کو تو چلو یہ دوسرا نامعقول امر بھی مان لو کہ اس خدا کا ڈوئی رسول ہے۔

رہے مسلمان سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائیگا کہ آیا ڈوئی کا سچا خدا ہے یا ہمارا خدا وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ انمیں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھکر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں اسکو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہوں اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے چاہیئے کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اس پر گواہی لکھے اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہنچیگی تب میں بھی بجواب اس کے یہی دعا کرونگا اور انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دونگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ سے اور تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کیلئے ایک راہ نکل آئیگی میں نے ایسی دعا کیلئے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے کی اس سبقت کو دیکھکر غیور خدا نے میرے اندر یہ جوش پیدا کیا

اور یاد رہے کہ میں اس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا اور وہ میں ہی ہوں صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لئے ظاہر ہو چکے اور ایک لاکھ* کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے ڈوئی بیہودہ باتیں اپنے تئیں کہتا ہے کہ میں نے ہزارہا بیمار توجہ سے اچھے کئے ہیں ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیوں اس نے اپنی لڑکی کو اچھا نہ کر سکا اور وہ مر گئی اور اب تک اس کے فراق میں روتا ہے اور کیونکر اپنے اس مرید کی عورت کو اچھا نہ کر سکا جو بچہ جن کر مر گئی اور اسکی بیماری پر بابا گیا مگر وہ گذر گئی یاد رہے کہ اس ملک میں بھی صدہا لوگ اس قسم کے عمل کرتے ہیں اور سلب امراض میں بعضوں کو مشق ہو جاتی ہے اور کوئی انکی بزرگی کا قائل نہیں ہوتا پھر امریکہ کے سادہ لوحوں پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس خیال میں پھنس گئے کیا ان کے لئے مسیح کو ناحق خدا بنانے کا بوجھ کافی نہ تھا کہ یہ دوسرا بوجھ بھی انہوں نے اپنے گلے ڈال لیا اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائیگا کیا حاجت ہے کہ تمام ملکوں کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے لیکن اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا اور یا اپنے لاف و گزاف کے مطابق دعا کر دی اور پھر دنیا سے قبل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہوگا مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی سے یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندہ کے پھاڑنے سے ہو اور ہم اس جواب کے لئے ڈوئی کو تین ماہ تک مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو آمین۔

یاد رہے کہ صادق اور کاذب میں فیصلہ کرنے کے لئے ایسے امور ہرگز معیار نہیں ٹھہر سکتے جو دنیا کی قوموں میں مشترک ہیں کیونکہ کم و بیش ہر ایک قوم میں وہ پائے جاتے ہیں انہیں امور میں سے طریق سلب امراض بھی ہے یہ طریق نامعلوم وقت سے ہر ایک قوم میں رائج ہے ہندو بھی ایسے کرتب کیا کرتے ہیں اور یہودیوں میں بھی یہ طریق چلے آتے ہیں اور مسلمانوں میں بھی بہت سے لوگ سلب امراض کے مدعی ہیں اور سچ بات یہ ہے کہ اس طریق کو حق اور باطل کے فیصلہ کرنے کے لئے کوئی دخل نہیں کیونکہ اہل حق اور اہل باطل دونوں اسمیں دخل پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ انجیلوں سے ہی ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ اس طریق توجہ سے بعض امراض کو اچھا کرتے تھے تو انکی زندگی میں ہی ایسے لوگ موجود تھے کہ ان کے مرید اور حواری نہ تھے مگر اسیطرح امراض کو اچھا کر لیتے تھے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کر لیتے تھے اور اس وقت ایک تالاب بھی ایسا تھا جسمیں غوطہ لگا کر اکثر امراض اچھی ہو جاتی تھیں۔ سو یہ مشق توجہ اور سلب امراض کی جو عام طور پر قوموں کے اندر پائی جاتی ہے یہ سچے مذہب کے لئے کامل شہادت نہیں ٹھہر سکتی ہاں اسصورت میں کامل شہادت ٹھہر سکتی ہے کہ دو فریق جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی کے مدعی ہیں وہ چند بیمار مثلاً بیس بیمار قرعہ اندازی سے باہم تقسیم کر لیں اور پھر ان دونوں میں سے جس کے بیمار فریق مقابل سے بہت زیادہ اچھے ہو جائیں اس کو حق پر سمجھا جائیگا چنانچہ گذشتہ دنوں میں ایسا ہی میں نے اس ملک میں اشتہار دیا تھا مگر کسی نے اسکا مقابلہ نہ کیا

* اب تو یہ تعداد تین لاکھ سے بڑھ گئی ہے۔ ایڈیٹر

مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ڈوئی یا اور کوئی ڈوئی کا ہمجنس اس مقابلہ کے لئے میرے مقابل آئے تو میرا خدا اس کو سخت ذلیل کریگا کیونکہ وہ جھوٹا ہے اور اس کا خدا بھی محض باطل کا پتلا ہے لیکن افسوس کہ اسقدر دوری میں یہ مقابلہ میسر نہیں آسکتا مگر خوشی کی بات ہے کہ ڈوئی نے خود یہ طریق فیصلہ پیش کیا ہے کہ مسلمان جھوٹے ہیں اور ہلاک ہو جائیں گے اس طریق فیصلہ میں ہم اسقدر ترمیم کرتے ہیں کہ **تمام مسلمانوں کو نشانہ بنانے کی ضرورت نہیں اس طرح پر تو ڈوئی کے ہاتھ میں مکار لوگوں کیطرح یہ عذر باقی رہجائیگا کہ مسلمان ہلاک نہ ہونگے مگر پچاس یا ساٹھ یا سو برس کے بعد اتنے میں ڈوئی خود مر جائے گا تو کوئی اسکی قبر پر جاکر اسکو ملزم کریگا کہ تیری پیشگوئی جھوٹی نکلی** پس اگر ڈوئی کی سیدھی نیت ہے اور وہ جانتا ہے کہ یسوع درحقیقت مریم کے صاحبزادہ نے ہی اسکو دیا ہے جو اس کے نزدیک خدا ہے تو یہ ہلکوں والا طریق اس کو اختیار نہیں کرنا چاہئے کہ اس سے کوئی فیصلہ نہیں ہوگا بلکہ طریق یہ ہے کہ وہ اپنے مصنوعی خدا سے اجازت لیکر میرے ساتھ اس بارہ میں مقابلہ کرے۔ **میں ایک آدمی ہوں جو پیرانہ سالی تک پہونچ چکا ہوں میری عمر غالباً چھیاسٹھ سال سے بھی کچھ زیادہ ہے اور ذیابیطس اور اسہال کی بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں اور دوران سر اور کمی دوران خون کی بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری زندگی میری صحت سے نہیں بلکہ میرے خدا کے حکم سے ہے۔** پس اگر ڈوئی کا مصنوعی خدا کچھ طاقت رکھتا ہے تو ضرور میرے مقابل اسکو اجازت دیگا اگر تمام مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے عوض میں صرف میرے ہلاک کرنے سے ہی کام ہو جائے تو ڈوئی کے ہاتھ میں ایک بڑا نشان آجائیگا پھر لاکھوں انسان مریم کے بیٹے کو خدا مان لیں گے اور نیز ڈوئی کی رسالت کو بھی اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا کے مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھی جائے اور دوسرے پلہ میں میری نفرت رکھی جائے تو میری نفرت اور بیزاری عیسائیوں کے بناوٹی خدا کی نسبت تمام مسلمانوں کی نفرت سے وزن میں زیادہ نکلے گی ۔"

اس اقتباس میں جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے وہ خاص توجہ کے قابل ہیں۔ اور ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس شعور اور بصیرت کے ساتھ آپ نے اپنا مسیح موعود اور خدا کا مرسل ہونا ظاہر کیا ہے اور کس یقین اور جوش کے ساتھ اپنا کامیاب ہونا بتایا ہے۔ یہ یقین اور بصیرت خدا تعالیٰ کے مرسلوں کے سوا اور کو نہیں مل سکتی۔ اس پیشگوئی پر جب زیادہ تدبر کیا جاتا ہے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ ڈوئی خواہ اس مقابلہ میں نکلے یا نہ نکلے وہ بہر صورت حضرت اقدس ہی کی زندگی میں ہلاک ہوگا چنانچہ یہ فقرے خاص غور کے قابل ہیں

"**اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا اور یا اپنے لاف و گزاف کے مطابق دعا کر دی اور پھر دنیا سے قبل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری یا بجلی یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندہ کے پھاڑنے سے ہو۔**"

اسمیں صورت موت بھی بتادی ہے اب جو لوگ خدا کا خوف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں وہ اس مقام پر ٹھہر جائیں اور انکار کے لئے لب کشائی نہ کریں بلکہ نہایت نیازمندی کے ساتھ قبول کریں

ڈوئی کی موت نے ان بیحیاؤں کے منہ پر بھی مہر کی ہے جو اپنے خبث طبع کے باعث یہ کہا کرتے ہیں کہ پہلے موت کی پیشگوئی کرکے پھر سازش سے قتل کرا دیتے ہیں وہ بتائیں کہ امریکہ میں ڈوئی کو کون قتل کرنے گیا ہے؟

اب بے حیائی کو چھوڑ دینا چاہئے۔ موت سر پر ہے ایک یا دو نشان نہیں جو پورے ہوئے ہوں دھواں دھار بارش کیطرح نشان ظاہر ہو رہے ہیں مبارک وہ جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور واویلا انپر جو اب بھی نہیں سمجھتے۔

ڈوئی کے نشان پر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ آئندہ لکھا جاویگا فی الحال یہ بطور خبر لکھا گیا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر فرد کے لئے یہ نشان ازدیاد ایمان کا موجب اور بصیرت و یقین کے بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ یورپ اور امریکہ کے لوگوں پر جو کچھ اس نشان کا اثر پڑیگا وہ ظاہر ہو جائیگا کیونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں کہ کثرت سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی اشاعت کیجائے۔

بالآخر میں اس عظیم الشان فتح پر جو خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق ظاہر ہوئی ہے اپنے سید و مولا امام کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ ڈوئی امریکہ میں مرتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے مرنے کی خبر اس سے پہلے کہ قادیان میں کوئی خبر پہونچے **انی نعیت** کہکر ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو دیدی۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً پہلے اس نشان کو فتح سے تعبیر کیا ہے اور فی الحقیقت یہ حق و باطل کی ایک روحانی جنگ تھی اور امریکہ کے اخباروں نے اسکو جنگ اور مقابلہ ہی ٹھیرایا تھا اور علاوہ بریں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہامات آجکل ہوے انمیں یکم فروری ۱۹۰۷ء کو ؛ والہام ہوا ہے

۱- **روشن نشان**

۲- **ہماری فتح**

اس سے بڑھکر روشن کیا ہوگا؟ اور یہ فتح نہیں تو اور کیا ہے؟

ایسا ہی میں اپنی جماعت اور دوسرے لوگوں کی توجہ مندرجہ ذیل الہامات کی طرف دلاتا ہوں جو اس سے پہلے شایع ہو چکے ہیں

۱۸ فروری ۱۹۰۷ء ۱- **کل الفتح بعدہٗ** ترجمہ۔ سب فتح اس کے بعد ہے۔

۲- مظهر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء۔

ترجمہ۔ وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اتریگا یعنے ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اسوقت حق ظاہر ہو جائیگا اور حق کا غلبہ ہوگا گویا خدا آسمان سے اتریگا۔

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء **فتح فتح**

اس قسم کے الہامات کا اس قریب ترین زمانہ میں ہونا عظیم الشان فتح اور غلبہ حق کو ظاہر کرتا ہے اور جیسے جیسے اللہ تعالیٰ چاہیگا انہیں ظاہر کرتا رہیگا۔

بہر حال اس عظیم الشان فتح کا آغاز ہوا یعنے

مفتری ڈوئی مر گیا اور خدا کا مسیح موعود جیت گیا

علی گڈھ کالج میں فساد

حضرت ... [illegible]

۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء قبل از نماز ظہر علیگڈھ کالج کے طالب علم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کے سٹرائک اور اپنے اُستادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود کیخدمت میں عرض کیا کہ اس جماعت (فرقہ احمدیہ) کا کوئی لڑکا اُس سٹرائک میں شامل نہیں ہوا۔ میاں محمد الدین عبد الغفار خاں وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد اُن طلباء کیساتھ شریک رہا اور باوجود ہمارے سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخباروں میں اس قسم کے مضمون نکلے ہیں کہ مسیح موعود کا پوتا علیگڈھ میں ہے اس وجہ سے عام لوگ عزیز احمد کا رشتہ حضور کے ساتھ معلوم ہونے کے سبب وہاں کے لوگوں نے اس امر پر تعجب ظاہر کیا کہ عزیز احمد اس مفسدہ میں ایسا حصہ لیتا ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے فرمایا کہ "عزیز احمد نے اپنے اُستادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کیساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور مشورہ کے بالکل مخالف ہے۔ لہذا عزیز احمد اس دن سے جس دن سے وہ اس بغاوت میں شریک ہوا ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے ہم ان لڑکوں پر خوش ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہماری تعلیم پر عمل کیا۔ بہت سے لوگ بیعت میں آکر داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ شرائط بیعت پر عمل نہیں کرتے تو خود بخود اس سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہی حال عزیز احمد کا ہے۔ اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔ اور یہ امر کہ وہ ہمارا پوتا ہے اس وجہ سے وہ ہمارا رشتہ دار ہے سو واضح ہو کہ ہم ایسے رشتوں کی کوئی پروا نہیں کرتے ہمارے رشتے سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں۔ عزیز احمد کا باپ خود ہم سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اس کو اپنا بیٹا نہیں سمجھتے تو پھر عزیز احمد کا پوتا ہونا کیسا۔ عزیز احمد کو چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں اول ہم سے مشورہ کرتا۔ یا اس مثال کو دیکھتا جو میڈیکل کالج لاہور میں قائم ہو چکی تھی کہ جب طلباء نے لاہور میں اپنے پروفیسروں کی مخالفت میں سٹرائک کیا تھا تو جو لڑکے اس جماعت میں داخل تھے انکو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ اس مخالفت میں شامل نہ ہوں اور اپنے استادوں سے معافی مانگ کر فوراً کالج میں داخل ہو جائیں چنانچہ انہوں نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی اور اپنے کالج میں داخل ہو کر ایک ایسی نیک مثال قائم کی کہ دوسرے طلباء بھی فوراً داخل ہو گئے۔ عزیز احمد کو اس واقعہ کی خبر ہوگی کیونکہ اخبار میں چھپ چکا تھا۔ اور اگر خبر نہ ہوتی تو اُسکے واسطے ضروری تھا کہ اول مجھ سے مشورہ کرتا۔ یا اپنے ساتھیوں کے مشورہ پر چلتا۔ اُس کا علیگڈھ میں جانا اس کے باپ کے مشورہ اور حکم سے تھا نہ کہ ہمارا اس میں کوئی حکم تھا ایسا ہی مخالفت اُستادوں میں شمولیت ہمارے کسی تعلق کی وجہ سے نہیں۔ اور اسی وجہ اسکو خارج از بیعت کیا جاتا ہے۔ جبتک کہ وہ اپنے فعل سے توبہ کرکے اپنے اُستادوں سے معافی نہ مانگے۔ ہاں دوسرے طلباء مولوی غلام محمد صاحب وغیرہ نے علیگڈھ جانے سے پہلے ہم سے مشورہ لیا تھا اور ہم نے یہی مشورہ دیا تھا کہ وہاں کے لڑکوں کی صحبت سے بچتے رہیں۔ اور کسی بدی میں شامل نہ ہوں تو ہرج نہیں کہ وہ وہاں جائیں انسان ضرورتاً پاخانہ میں بھی جاتا ہے۔ مگر اپنے آپ کو نجاست سے بچائے رکھتا ہے۔"

عاجز کو مخاطب کرکے حضور نے فرمایا کہ ان باتوں کو عام اطلاع کیلئے اخبار میں شائع کر دیں۔

چوری اور سینہ زوری

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اس سے پہلے مختصراً میں لکھ چکا ہوں۔ دراصل قادیان میں بدمعاشوں کی ایک پارٹی قائم ہو رہی تھی جس کا سرگروہ ایشر کبو تھا جو اس مقدمہ میں شریک و معین ہے اور اس پارٹی کے دوسرے ممبر ... اور ... سنگھ تھے ان کے متعلق متعلقہ پولیس سٹیشنوں میں ... ہو چکی ہیں اور تھانہ جات متعلقہ میں انکی بدمعاشی کی مثلیں بنائی ہوئی ہیں ... یہ گروہ سخت خطرناک رنگ اختیار کر چکا تھا اور اب دلیر ہو کر میدان میں نکلنے لگا تھا اور یہ واردات ایسی دلیری سے کی گئی ... کہ سب لوگ اُن سے دبنے لگے تھے اور اُن کے خلاف کوئی شہادت تک دینے کی جرأت نہ کرتا تھا اور بعض مالی طاقت رکھنے والے آدمی بھی درپردہ اُن کے ساتھ تھے جیسا کہ سُنا جاتا ہے۔ بعد تحقیقات کامل افسران پولیس کو خود یہ راز کھل جاویگا۔

بہرحال اس خطرناک گروہ کو سرغنہ ... اور وہ اڑنے نہ پائے ... گرفتار ہو ... کے مصداق ثابت ہوئے بابو محمد اشرف خانصاحب انسپکٹر پولیس اور بابو الطاف الرحمان صاحب سب انسپکٹر بٹالہ نے جس ... سے اس مقدمہ کو نکالا ہے وہ اس قابل ہے کہ افسران پولیس خاص طور پر انکی قدردانی کریں تاکہ دوسرے عہدہ داروں کو ... ہو۔ میں چونکہ خود تفتیش میں شامل تھا ملزمان چاہتے تھے کہ سارا مال ... کیا جائے اور ایک معقول رقم اس کے علاوہ بھی وہ دینے کو آمادہ ہے مگر دیانتداری اور فرض شناسی کے شیدائی افسروں نے اس مال حرام پر تھوک دیا میرا خیال ہے کہ ایسے موقعہ پر ثابت قدم رہنا کسی کا کام نہیں ... طمع اور لالچ کے بڑے بڑے شکار ہوتے دیکھے گئے ہیں ... ان عہدہ داروں نے جس طریق پر اپنا فرض ادا کیا ہے وہ بہت ہی قابل تعریف ہے وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انکے اس نیک فعل کو ضائع نہیں کریگا انکے لئے وہ بہترین بدلہ پائینگے۔ مخلوق کی دعائیں انکے ساتھ ہیں۔ اور قادیان اور گردونواح کا کرہ ہوائی بول اٹھا ہے کہ انہوں نے ایسی دیانتداری کی نظیر قائم کی ہے جو کم ملتی ہے۔ قادیان کی پبلک کیطرف سے میں بابو صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اپنے فرض منصبی کے انجام دینے میں کامیاب ہوئے وہ تھانہ اور وہ رعایا بڑی خوش قسمت ہے جہاں ایسے افیسر ہوں۔

میں نا انصافی کرونگا اگر یہاں یہ ذکر نہ کروں کہ اس مقدمہ میں فیروز الدین اور دین محمد کنسٹیبلاں نے بھی بڑی محنت اور جفاکشی سے اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ جنکی خدمات کا یہ عہدہ دار خصوصاً خیال رکھیں گے۔

بالآخر مدعی ارجن خوش قسمت ہے کہ اسکے مقدمہ کی تفتیش دیانتدار افسروں کے سپرد تھی جنہوں نے پوری محنت سے مقدمہ کو برآمد کیا اور پورا مال نکلوالیا۔ ورنہ اسکے حصہ میں نری کشمکش کے علاوہ نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ ہی تھی۔ میں یہانتک لکھ چکا تھا کہ معلوم ہوا بابو الطاف الرحمان صاحب انسپکٹر کلانور تبدیل ہوگئے۔ کلانور والے خوش قسمت ہیں کہ انکو ایسا محافظ ملا۔ اور صدر بٹالہ کے متعلق لوگوں کو انکی تبدیلی پر دلی افسوس ہے۔ بٹالہ کا تھانہ بڑا اہم تھانہ ہے ایسے تھانوں میں ایسے ہی مستعد آدمیوں کی ضرورت ہے تاہم یہ خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد اشرف ایسا انسپکٹر تھانہ مذکور میں متعین ہوا ہے امید کامل ہے کہ انشاء اللہ اب وارداتیں اور بھی کم ہو جائیں گی۔ اور چونکہ بابو محمد اشرف خانصاحب مسٹر جان پال وابرٹن صاحب کے ماتحت عرصہ دراز تک کام کرچکے ہیں اسلئے وہ سراغرسانی کے فن میں بھی خاص مذاق اور تجربہ رکھنے والے ہیں۔ بہرحال امید کامل ہے کہ انشاء اللہ ان کی اس تقرر سے بہت کچھ فائدہ [illegible]

مفرح عنبری

مرجان یاقوت یشب کہربا کستوری عنبر زعفران مروارید وغیرہ وغیرہ کا عجیب مجموعہ دلخواہ

جامع کی ایک لطیف عقدہ کشا ہے۔ ایک نئی زندگی بخشتا ہے۔ جوانی کی بہار

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (سعہ) ایک درجن ڈبیہ (ہ۵۰) خرچ ڈاک دو کا تیسرا

مفرح عنبری میں خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنے کیلئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور چھوٹے اشتہاروں کی نذر کئے ہیں۔ خدا کے کرم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے اس لئے پھر اس کی تعریف میں صفحہ سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اس کو ختم کرتا ہوں۔ مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اس کی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع الاثر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں۔ دلکو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے گویا عنقریب خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل۔ بے چینی۔ دلکا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔ مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ سرعت رقت کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فایدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت ... سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے۔ مفرح عنبری ان کے اعصاب میں بہ سبب کوتہ اندیشی۔ یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی۔ رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آجائے اور جسم میں کمی واقع ہو اُن کیلئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔ مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو نقصان پہنچاتی ہیں آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلبا جن کو صحت کی ضرورت ہے اس مونس و رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کیساتھ رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی۔ جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔ آزمایش شرط ہے۔ مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی ادویہ جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام موسمی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ وغیرہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو ... کی خوراک ضروری ہے۔ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھ کر دوسری دوائی کا ملنا تو یا محال ہے۔ مفرح عنبری حکیم اور ڈاکٹر ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ... ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کیلئے اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانیکا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکلنے سے روح حالت ہو گئی ہو یا کمی اعضاء کے باعث ماہواری درد کے ہمراہ تکلیف کا سامنا ہو۔ بلا تامل نور ... کو منگوا کر استعمال کرنا چاہئے۔ مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی افضل فایدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے مرض دق ہوں یا جنکے دماغ عارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا بھوک ساتھ خون کا آنا کسی رفعت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں۔ مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے تمام کافور دماغی طاقت پھر لوٹ آتی ہے۔ عصابی طاقت ... روز افزوں ترقی ...

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڈھ ضلع رامپور

عنایت فرمایم حکیم صاحب اسلام مسنون

آپ سے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڈھ نے منگائی تھی انکے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کرکے سو ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جس قدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیے۔

(دستخط سید بخش محمد پرائیویٹ سکرٹری)

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدرستی

تحریر فرماتے ہیں۔ مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور طاقت کیواسطے یکساں فایدہ ہے۔ اور آپ جس قدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف آپ کی دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوتی

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار

و رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیئر سر میں نے آپکی ایجادہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے۔ میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اُس کے استعمال سے واپس مل گئی ہے۔ مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ لکھمن لال کے نام روانہ فرما دیں۔

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر شہور تحریر فرماتے ہیں اے حکیم بے نظیر آپ کی مفرح عنبری نے جو فایدے دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں فی الواقع یہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں ॥

مکمل ہمارے کارخانہ ... کی تحریرات ... ملاحظہ ... امی طب ... بیزدان

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر شائع ہوا

إنّ الله لا يغيّر ما بقوم حتّى يغيّروا ما بأنفسهم

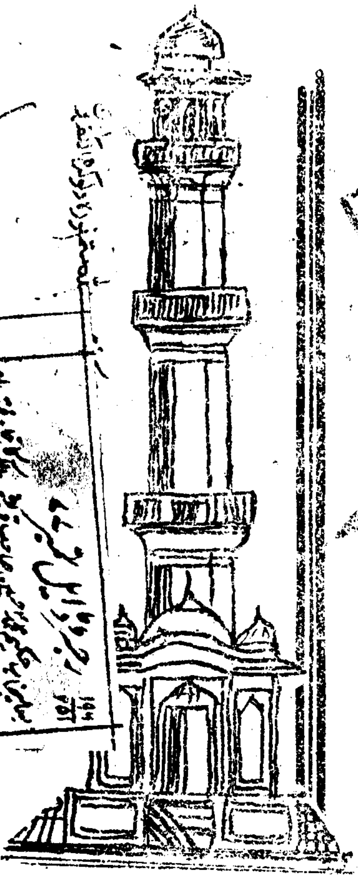

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۹ صفر ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

الہامات و رؤیا

۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) قدرت کے دروازے کھلے ہیں۔ (۲) نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔ (۳) تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں۔ (۴) انّی انرتک واثرتک ترجمہ میں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔

(۵) جو دعائیں آج قبول ہوئیں ان میں ثبات اور شوکت اسلام ہی ہے (۶) تیری لئے ایک خزانہ مخفی تھا (۷) کل لک و لامرک ترجمہ سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہے۔

(۸) یا اللہ اس شہر کی بلائیں ہی ٹال دے (۹) ایک مرد کی ہم میں اسکا ظاہر کرینگے اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دینگے

(۱۰) اجر الاثم ما أريه الجهم (ترجمہ جب تفہیم) اور جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اسکو ہمیشہ کا اور اسکو دوزخ دکھلاؤنگا

(۱۱) بلجبتا باتی۔ ترجمہ میرے نشان ظاہر ہو جائیں گے

(۱۲) قل الله ثم ذرهم في خوضهم يلعبون ترجمہ کہدے اللہ ہے اور پھر انکو چھوڑ دے۔ اپنی بیہودگی میں لعب کریں

۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء ۱۔ خواب میں مینے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اسپر میں نے انکو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حسن چڑھا ہے یہ فقرہ اس فقرہ سے مشابہ ہے جو زبور میں ہے کہ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں بڑھ کر ہے

۲۔ اردت زمان الزلزلة۔ یعنے مینے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آ جاوے۔

ڈوئی کے متعلق اشتہار کی ضرورت

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ خوشخبری تو آپ لوگوں تک بذریعہ الحکم و بدر پہونچ چکی ہے کہ کس طرح خداوند تعالےٰ نے ایک روشن نشان ملک امریکہ میں ظاہر کیا ہے۔ یہ پیشگوئی بڑی کثرت کے ساتھ امریکہ کے اخباروں میں شایع ہو چکی تھی۔ اسلئے اب یہ نہایت ضروری ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو بھی امریکہ اور یورپ میں ظاہر کیا جاوے کیونکہ اس کے بغیر اتمام حجت نہیں ہوتا۔ میگزین رقم رعایت کے لحاظ سے پہلے ہی بلا قیمت بھیجا جاتا ہے۔ اس لئے اس مد میں گنجایش نہیں ہے۔ اگر اشاعت اسلام سے محبت رکھنے والے کوشش کریں تو چار پانچسو روپیہ اس کے لئے الگ جمع ہونا مشکل کام نہیں۔ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ لوگ خود اس ضرورت کو خوب سمجھتے ہیں۔ چار پانچسو روپیہ سے چھ سات ہزار اشتہار شایع ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جب اس نے خود یہ نشان ایک دوسرے ملک میں ظاہر فرمایا ہے تو وہ ان لوگوں کو بھی وہاں پیدا کر دیگا۔ جو اسکی صداقت اور اس کے ساتھ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لانیوالے ہیں۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور کوپن میں اطلاع دیدیں کہ متعلق اشتہار ڈوئی ہے۔ یہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ اس اشتہار کا جلدی شایع ہونا ازبس ضروری ہے کیونکہ ابھی ڈوئی کی موت کا واقعہ تازہ ہے۔ اس لئے یہ روپیہ جلدی جمع ہونا چاہیئے۔

وہ لوگ ظالم ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے مرنے پر یونہی خوشیاں کرتے ہیں۔ ہم کسی کے مرنے سے خوش نہیں ہوتے بلکہ اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ اس ایک کی موت سے ہزاروں کو زندگی ملیگی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے روشن نشان ہی وہ چیز ہیں جن سے سچا ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے اور ایک نئی زندگی انسان کو ملتی ہے۔

خاکسار محمد علی

سیاحت امیر سے افغانوں کی ناراضگی

کابل سے خبر آئی ہے کہ امیر صاحب کی سیاحت ہند سے بہت سے مذہبی جوش والے افغان ناراض ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں امیر صاحب کی سیاحت ہند کا حال کس طور سے افغانستان پہونچا کہ وہاں انکی سیاحت سے ان لوگوں کو اظہار ناخوشی کا موقعہ ملا۔ بظاہر یہ معلوم ہوا ہے کہ دوران سیاحت میں امیر صاحب کی حسب ذیل باتوں سے افغان ناراض ہوئے ہیں۔

برٹش افسروں کے ساتھ امیر صاحب کا کھانا کھانا اور ان سے اپنی دوستی کا اظہار کرنا۔ یورپین لباس پہننا۔ زیادہ انگریزی ساخت کی اشیاء اور دریائے کابل کے لئے پل کو خریدنا۔ امیر صاحب کا فریمیسن ہو جانا۔ یہ سب باتیں ناراضگی کے اظہار کا باعث ہیں۔

ضلع ننمان میں جو جلال آباد سے بہت دور نہیں ہے حال میں ملاؤں کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ بہت سے ملا جمع ہوئے۔ اس جلسہ میں ملاؤں نے علانیہ بڑی خشم انگیز تقریریں کر کے امیر صاحب پر الزام لگایا کہ فریمیسن بنکر امیر صاحب نے اپنا مذہب تبدیل کیا۔ بعض نہایت متعصب ملاؤں نے تو یہ بھی کہا کہ اب امیر صاحب حکومت کے قابل نہیں رہے۔ جب اس ہنگامے کی خبر سردار عنایت اللہ خاں کو جلال آباد میں پہونچی تو انہوں نے ۲۰ سرغنہ ملاؤں کو طلب کر کے بحث کرنی چاہی۔ اور فوج کو بھیجکر جلسہ منتشر کرا دیا۔ اگرچہ کچھ شور و فساد اور ہنگامہ برپا ہوا۔ مگر بلا کسی آدمی کے قتل و زخمی ہونے کے جلسہ منتشر کر دیا گیا۔ افغانی ملاؤں کی یہ کارروائی سراسر نادانی اور بے عقلی کی ہے۔

(سول ملٹری نیوز)

ایڈیٹر۔ ہمارے یہاں کے اخبارات ملاؤں کی اس قسم کی کارروائی کو نامناسب اور ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ رائے زنی محض خوشامدانہ پہلو رکھتی ہے بات تب تھی جب صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کی شہادت پر بھی اس قسم کی رائے دی ہوتی۔ اور امیر صاحب کی اس حرکت کو نامناسب اور ناجائز قرار دیا ہوتا۔

افغانستان کے ملاؤں نے جس نظر سے امیر صاحب کی سیاحت پر غور کی ہے انہیں اس کے متعلق رائے زنی کا حق حاصل ہے اور ان کے جو کچھ دیوز ہو سکتے ہیں انہیں ہم ہندوستانی نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے ان معاملات پر رائے زنی کی کچھ حاجت نہیں دیکھنا یہ چاہیے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

امیر صاحب جس حال میں اپنے ابنائے وطن کے حالات سے واقف تھے، انہیں اس سیاحت میں ہندوستان میں آکر اس یا اس کو تو خوش کرنیکی فکر رہی کیوں انہوں نے نہ سوچا کہ انکا طرز عمل اہل وطن کی نظروں میں مشکوک ہوگا۔ بہرحال اس شورش کا جو کچھ بھی نتیجہ ہوگا وہ مفید ضرور ہوگا انشاء اللہ العزیز کیونکہ یا ملاؤں میں آزاد خیالی پیدا ہو جائیگی اور یا امیر صاحب اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں گے۔

خودکشی کی اعانت

میں آریہ گزٹ میں ستی ہونیوالی عورتوں کے حالات پڑھتا رہتا ہوں۔ حال میں جو دو وارداتیں خودکشی کی ہوئی ہیں انپر آریہ گزٹ نے ان عورتوں کی بڑی تعریف کی ہے کیا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ عورتوں میں خودکشی کا جو قانوناً جرم ہے رواج دینا چاہتا ہے۔ میں اسپر کسیقدر وضاحت سے پھر لکھوں گا اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس نوٹ پر کیا لکھتا ہے۔

نیوگ اور کثرت ازواج

مندرجہ حاشیہ مضمون پر عنقریب محترم قوم مولوی محمد علی صاحب کا ایک سلسلہ مضامین آریہ پتر کا لاہور میں شروع ہوگا۔ جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے الحکم میں بھی طبع کیا جاویگا۔

قادیان کی آریہ اور ہم پر آریوں کی رائے

لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل قادیان آریہ سماج کے گویا بانی مبانی ہیں اور وقتاً فوقتاً سماج مذکور کے میر مجلس اور سکرٹری رہ چکے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر نشانات اور پیشگوئیوں کے وہ چشمدید زندہ گواہ ہیں۔ لالہ شرمپت رائے صاحب کے نام سے منسوب کرکے قادیان کے بازاری اخبار میں جب ظاہر کیا گیا کہ لالہ شرمپت رائے حضرت اقدس ؑ کے کسی الہام کے گواہ نہیں تو حضرت حجۃ اللہ نے اتمام حجت کی خاطر قادیان کے آریہ اور ہم کے عنوان سے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں چند نشانات اور پیشگوئیاں درج کردیں جنکے لالہ صاحبان گواہ رویت ہیں جب یہ رسالہ تالیف ہو رہا تھا اُس وقت سے لیکر اسکے چھپنے تک لالہ شرمپت رائے صاحب نے بہتیرا چاہا کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس رسالہ کے متعلق ملیں لیکن حضرت اقدس ؑ نے جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا۔

"کہ چونکہ انھوں نے خدا تعالیٰ کے نشانات کی تحقیر کرکے شہادت حقہ کو چھپایا ہے اور ایک سچائی کا خون کردیا ہے۔ اس لئے میں کسی صورت میں اس رسالہ کو روک نہیں سکتا۔ اور اگر میں ایسا کروں تو خود حق کو چھپانے والا ٹھیرتا ہوں اور یہ سخت گناہ ہے یہ معاملہ پبلک ہوچکا ہے۔ یہ رسالہ کے شائع ہونے کے بعد انھیں حق ہے وہ جو چاہیں لکھیں اور شائع کریں" یہ مفہوم تھا حضرت کے منشاء جواب کا جو پہنچتے ہی لالہ شرمپت رائے کو پہنچایا۔ بہرحال لالہ صاحب اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور رسالہ شائع ہوگیا۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد لالہ صاحبان نے کیا جواب دیا؟ یہ سوال ابھی حل نہیں ہوا۔ اور ہمارے ناظرین کو ابھی انتظار کرنا چاہیئے۔ لیکن لالہ صاحبان کی نسبت آریوں نے کیا رائے قائم کی؟ اسکی ظاہر کرنیکے ایک حد تک ہم قابل ہوگئے ہیں اور اس رائے کو دیکھ کر لالہ صاحبان کی حالت پر سخت افسوس اور رحم آتا ہے اور یہ بیچارے سچ مچ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے رہے

کے مصداق ہو رہے ہیں محض قوم اور برادری کے ڈر سے انھوں نے حق کو چھپایا تھا لیکن قوم اور برادری نے جو سلوک اُن سے کیا ہے؟ وہ انکے ہی اخبار کے الفاظ میں میں ظاہر کرونگا۔

مجھے یہ بھی ظاہر کردینا چاہیئے۔ کہ لالہ صاحبان کی پردہ دری کا موجب دراصل یہی اخبار ہوا ہے کیونکہ وہ غلط فہمی پھیلاتا یا لالہ شرمپت رائے کے خلاف منشاء ایک امر کو ظاہر کرتا اور نہ رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم لکھا جاتا۔ اور نہ اب انکی پردہ دری ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے لالہ صاحبان سے اس آریہ اخبار کو سخت دشمنی ہے اور وہ کوئی مخفی کینہ نکالتا ہے پچھلے دنوں اس نے لالہ ملاوامل صاحب کی بیٹی کی شادی پر اور لالہ شرمپت رائے صاحب کے لڑکے کی شادی پر دونوں بزرگوں کو خوب جلی کٹی سنائی تھیں اور اُن پر سخت حملے کئے تھے اور اب پھر ایک معاملہ کو چھیڑ کر ہاتھ دھو کر انکے پیچھے پڑا ہے اصل راز تو ابھی اس مخالفت کا کھلا نہیں لیکن امید کی جاتی ہے کہ حقیقت کھل کر رہے گی۔ بہرحال اب اس رسالہ پر اسی اخبار نے ان دونو لالہ صاحبان کے متعلق صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ

"قادیان کے آریہ بھی بڑے ہی بزدل اور ڈرپوک ہیں بیس بیس پچیس پچیس سال سے وہ آریہ سماج کے ممبر ہیں مگر ساہس اتنا نہیں کہ مرزا کے کسی صریح جھوٹ کی بھی علانیہ تردید کرسکیں مرزا نے بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں انھیں بے نقط سنائی ہیں مگر کیا مجال کہ اُف تک کریں اگر یہ انکی سہن شیلتا اور بردباری کا سبب ہوتا تو کوئی اعتراض نہ ہوتا اور یا اگر ان کے سلسلے کا تعلق محض انکی ذات تک محدود ہوتا تو ہمیں کوئی گلہ نہ تھا مگر چونکہ ان کی خاموشی ایک عالم کے خلاف ہے اس لئے ہمیں ان کی بزدلی پر سخت افسوس ہے۔ لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل صاحب خصوصاً ہمارے اس اعتراض کا نشانہ ہیں مرزا صاحب نے ان کو اپنے الہاموں کا گواہ لکھا ہے اور ان کو حلف دیا ہے کہ کیا وہ ہمارے نشانوں کے گواہ نہیں ہیں؟ مگر ان دونوں صاحبوں نے ایسی مون ساوہ رکھی ہے کہ گویا اُن کو کچھ معلوم ہی نہیں"

اسی طرح یہ انھیں غیرت دلاتی ہے اور اپنا رونا اور دکھڑا بھی رو رہا ہے کہ کسی طرح پر ان کی مدد انھوں نے واقعے ڈر سے کی نہیں کی شاید یہ ساری مخالفت لالہ صاحبان کی اسی بنا پر ہو مگر خیر بات اسی نے معقول کہی ہے۔ اب لالہ صاحبان اِن اعتراضوں سے تب ہی بچ سکتے ہیں کہ وہ قسم کھا کر شائع کریں جس طرح پر رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم میں لکھا گیا ہے۔ اگر وہ فی الحقیقت ان الہامات کے گواہ ہیں اور ضرور گواہ ہیں تو امر ہا ندرشناس قوم کی پرواہ نہ کریں اور حق کا اظہار کردیں اور اگر وہ گواہ نہیں تو اسی طرز پر جیسے کہ حضرت اقدس ؑ نے قسم کھا کر بیان کیا ہے قسم کے ساتھ موکد کرکے اپنا بیان شائع کردیں کسی لمبی چوڑی تحریر کی حاجت نہیں اور اگر انھوں نے قسم نہ کھائی تو پبلک بخوبی سمجھ لیگی کہ وہ حق پوش ہیں اور پھر سچائی کا ثبوت اُن کی خاموشی دے گی۔

بہرحال

لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل صاحب اخفائے شہادت حقہ کے الزام کے نیچے ہیں۔ چونکہ عدالتوں نے بھی شہادت کیلئے حلف اسی لئے رکھا ہے کہ تا کذب جھوٹی گواہی دینے کی جرات نکرے اور باوجود حلف اگر جھوٹ بولے تو وہ سزا پاتا ہے اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جو جھوٹ بولتا ہے وہ اس قابل ہوتا ہے کہ سزا پاوے۔

پس

کل آریہ سماجوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ لالہ صاحبان کو مجبور کریں کہ یا تو وہ قسم کھا کر جیسا کہ ان سے مطالبہ کیا گیا ہے اپنا انکار شائع کریں اور یا صد لعنت اور سچائی کو بیزار کرنے والی اور سچائی کے گرہن کرنے کیلئے ہمیشہ طیار رہنے والے لالہ صاحبان شہادت حقہ کو ادا کرکے سبکدوش ہوں۔

ورنہ

یاد رکھیں وہ اخلاقی طور پر قوم کے نزدیک اور مذہبی طور پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملزم ہیں۔

جنازہ غائب

میاں احمد الدین صاحب احمدی مونگ ضلع گوجرات کی اہلیہ اور میاں عبد الحکیم صاحب احمدی ریاست نابھہ کی بھی اہلیہ فوت ہوگئی ہیں۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

ڈاکٹر غلام غوث صاحب وٹرنری اسسٹنٹ ملکتیسر ضلع نینی تال کی اہلیہ بھی ۱۱ فروری ۱۹۰۷ء کو فوت ہوچکی ہے۔ ناظرین دعا مغفرت کریں۔ ہر جگہ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مرحومات کو اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے۔

ایک اور پیشگوئی پوری ہونے لگی

الحکم کی پہلی اشاعت میں ۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء کا ایک الہام شائع کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے،

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی"

ابھی اس پیشگوئی کو شایع ہوئے لمبا زمانہ نہیں گذرا کہ اس کے آثار شروع ہوگئے ہیں معزز ہمعصر بدر نے ڈیلی میل کے حوالہ سے یہ نوٹ شائع کیا ہے۔

"اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے کہ جزائر برطانیہ میں سپائنڈ میلنگ بڑھتی جاتی ہے جس سے خطرہ بڑھتا جاتا ہے یہ ایک قسم کا بخار ہے جس سے تین چار روز میں بیمار مر جاتا ہے ابتک ۲۵ موتیں ہو چکی ہیں" یہ آثار بتا رہے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ بہت ہی قریب ہے واللہ اعلم بالصواب۔

یہ پیشگوئی جو یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں کے متعلق کیگئی ہے جب پوری ہوگی تو ان شورہ پشتوں کے اس اعتراض کا دندان شکن جواب ہوگی جو کہا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں جہاں ہر قسم کے فسق و فجور ہوتے ہیں کیوں عذاب الٰہی نہیں آتے ؟ اگرچہ اس اعتراض کا معقول جواب پہلے متعدد مرتبہ دیا جا چکا ہے اور تازہ آفات زلزلہ و سیلاب اور دوسرے ذریعوں سے موت کی گرم بازاری اور قحط وغیرہ نے عملی طور پر دیدیا ہے مگر آنکھ کے اندھے اور دل کے نابینا کب فائدہ اٹھاتے ہیں وہ کسی اور عذاب کے منتظر ہیں اور خدا تعالیٰ کی اس منذر وحی نے قبل از وقت آگاہ کر دیا ہے۔ سننے والے سنیں اور اس سے پہلے کہ عذاب الٰہی آکر فیصلہ کرے فائدہ اٹھائیں۔

ہماری ضرورتیں

میرے محترم بھائی ماسٹر احمد حسین فرید آبادی نے مندرجہ بالا عنوان سے معزز ہمعصر بدر میں چند قومی ضرورتیں پیش کی ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اسپر احمدی پبلک اپنی رائے بھی ظاہر کیا کرے میں سلسلہ وار انکی بیان کردہ ضروریات پر بحث نہیں کرتا ہاں وقتاً فوقتاً ان سب پر رائے زنی کرونگا (انشاء اللہ) اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ ہماری قوم میں بھی فی الحقیقت رائے زنی کا مذاق پیدا ہوتا چاہئے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ ان امورات پر جو اخبارات سلسلہ میں شایع ہوں فراخدلی سے اظہار رائے ہو جب تک ایسا نہ ہو ایڈیٹران اخبارات کو قومی معاملات کے متعلق رائے زنی کے لئے حوصلہ اور جرأت نہیں ہوسکتی۔ بہرحال ایڈیٹران اخبارات قومی کا فرض ہے کہ وہ جس امر کو اپنی سمجھ اور فکر میں مفید قوم سمجھیں اسے پیش کردیں۔ اسی اصل کو مدنظر رکھکر ایڈیٹر الحکم نے ہمیشہ مفید قوم امور کو پیش کرنے میں تامل نہیں کیا۔ اور قومی ضرورتوں کو اس کا دماغ محسوس کرتا رہا ہے۔ ماسٹر احمد حسین فرید آبادی نے بہت ہی ضرورتیں بیان کی ہیں میں انمیں سے دو کا ذکر کرتا ہوں۔ احمدی ڈائرکٹری اور صنعتی تعلیم

احمدی ڈائرکٹری } احمدی ڈائرکٹری کی ضرورت مینے آج سے نو سال پیشتر محسوس کی تھی چنانچہ مینے ۱۴ مارچ ۱۹۰۵ء کے الحکم کے صفحہ ۹ میں ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا کے عنوان سے ایک آرٹیکل شایع کیا تھا۔ اور اس کے متعلق ایک نقشہ بھی دیا تھا لیکن اسوقت الحکم کی اشاعت بہت ہی محدود اور تھوڑی تھی اور ابتدائی ایام تھے اسلیئے یہ ضروری کام معرض التوا میں رہا۔ پھر میں وقتاً فوقتاً اسکی تحریک کرتا رہا۔

اور پھر مئی ۱۹۱۳ء میں شیرازہ قوم کے عنوان سے مینے مضامین شایع کیئے اور چھپے ہوئے فارم بھی خانہ پری کے لئے بھیجے لیکن ایک ہزار بھیجے ہوئے فارموں میں سے بہت ہی تھوڑے پہونچے اور پھر یہ معاملہ کھٹائی میں پڑگیا۔ آخر ہم لوگ جو ایڈیٹران اخبار ہیں قوم کی مجموعی امداد کے بغیر کچھ نہیں کرسکتے خصوصاً وہ کام جو قوم ہی سے کرنے کے ہوں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو پہلے ہی دنوں سے محسوس کیا تھا اور اشتہار بیعت میں ہی اس ضرورت کی تصریح کردی تھی۔ حضرت حکیم الامۃ نے میرے ان مضامین متعلقہ شیرازہ قوم کو ازبس پسند فرمایا اور اپنی رائے کا اظہار کیا کہ اس کی بڑی ضرورت ہے مگر افسوس کہ ابتک توجہ نہیں ہوئی ورنہ ایسی ڈائرکٹری کا بن جانا کچھ بھی دقت طلب معاملہ نہ تھا۔

ایساہی مینے ایکمرتبہ تقویم احمدیہ کا اعلان کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈائرکٹری کے منضم کرنے کے لئے احباب کو توجہ دلائی مگر وہ ارادے ایڈیٹر الحکم کے دماغ سے نکل کر الحکم کے کالموں میں رہ گئے آنیوالی نسلیں یا تو ہمیں ملزم کریں گی۔ یا ان امور کو قبل از وقت سمجھکر اتنے ہی پر خوش ہو جائینگی کہ ہم سے پہلوں نے ہمارے لئے ایک راہ طیار کردی۔ بہرحال ڈائرکٹری کی ضرورت ہے اور بہت بڑی ضرورت ہے مگر یہ پوری ہوسکتی ہے قوم کی توجہ سے قوم کی امانت اور ہمت سے یہ کہنا آسان ہے کہ ایک شخص خیالی گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھنے کو آمادہ ہوسکتا ہے لیکن کچھ کرتا دھرتا نہیں لیکن جب یہ دیکھا جاوے کہ اس نے کیا کیا ہے اور وہ کیا کرسکتا تھا تو یہ سوال حل ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے ضروری سوال قوم کی متفقہ آواز سے حل ہوں اور جو ضرورتیں واقعی تسلیم ہوں ان کے لئے اس کام کا کوئی اہل تجویز کرکے اس کو مناسب امداد دی جاوے یہ نہیں ہوا کرتا کہ ایک ضرورت تو واقعی ضرورت ہو اور ایک شخص اسکو پورا کرنے کی قابلیت بھی رکھتا ہو لیکن اسکی ضروری امانت کا سوال معلق چھوڑکر اسے ہدف ملامت بنایا جاوے۔ خدا کرے کہ اس تحریک کی تجدید پھر کوئی اثر پیدا کر سکے۔ آمین۔

صنعتی تعلیم

صنعتی تعلیم } صنعتی تعلیم کی ضرورت کا سوال بھی نیا نہیں اور میں اس تحریک کی تجدید کو دیکھکر بھی ازبس محظوظ ہوا ہوں یہ مسرت اسلیئے ہے کہ اس ضرورت کا احساس بھی خدا کے محض فضل سے ایڈیٹر الحکم نے اس ضرورت کو بھی کئی سال پیشتر محسوس کیا اور اسپر توجہ دلائی اور مناسب اوقات میں

(باقی ہے)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم کے سامنے ہی اس سوال کو رکھا لیکن بعض مشکلات یا دوسرے وجوہات کی بناپر یہ سوال یونہی ملتوی چلا آتا ہے میں نے اسوقت جو نوٹ اس ضروری سوال کے متعلق شایع کئے تھے ان کو میں یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

الحکم نمبر ۲۵ جلد ۴ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۱ پر یہ نوٹ لکھا

ملک میں صنعتی تعلیم کی ازبس ضرورت ہے

ہمارے ہمسایہ قوم ہندو زمانہ کی نبض شناس ہے اور دنیوی معاملات میں اس کا قدم بہت وسیع ہے ابتداءً جب انگریزی تعلیم کا ملک میں چرچا ہوا۔ اسوقت ہندو ؤں نے انگریزی زبان کے سیکھنے میں پیشدستی کی اور بڑے بڑے اعلےٰ عہدے حاصل کرلئے مسلمان انگریزی زبان کے جواز عدم جواز پر فتوے لکھنے میں مصروف رہے جب دیکھا کہ کام بگڑا تو انگریزی سیکھنے کیطرف توجہ کی اور ہر شخص کے سر میں یہی خیال سمایا کہ قوم میں انگریزی تعلیم کا عام رواج دیں گے۔ تو کچھ بنے گا مگر بہت پیچھے رہی ہوئی قوم منزل مقصود پر پہنچی ہوئی قوم کا کب مقابلہ کرسکتی تھی گو کسیقدر فائدہ ہوا مگر ہونے کے برابر اب جب کہ انگریزی خوانوں کی ہوئی کثرت اور گورنمنٹ کو ضرورت رہی کم اور ہر سال لاکھوں انگریزی خوان نوکری کے طلبگار پھرنے لگے۔ تو ہندوؤں نے خوب برمحل سوچا کہ اب نوکری سے تو کام چلنے کا نہیں اب ضرورت ہے صنعتی تعلیم کی چنانچہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے لاہور میں ہند ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کرلی اور اب انہیں ساتھ جماعتیں ہی کھولدی ہیں مسلمان ابتک بیدار نہیں ہوئے۔ ہم کو معلوم دیتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کا اسطرف متوجہ ہونا شائد اپنے لئے کوئی نیک فال سمجھی کہ ہندو صنعتی علوم سیکھیں اور ہم انگریزی پڑھکر ملازمت کرلیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا خیال کرلیا ہے تو بدیں عقل و دانش بباید گریست۔ موجودہ طرز تعلیم اور ملازمت کی موجودہ حالت سے ایسی امید کرنا خیالی پلاؤ ہے۔ آجکل کی تعلیم ایک وسیع میدان اور وسیع اخراجات کو چاہتی ہے اور مسلمانوں کی حالت اس بارگراں کے برداشت کرنے کی قابل نہیں رہی اس لئے ہمارے اسلامی کالج اور انجمنیں صنعت وحرفت کی تعلیم پر غور کرکے مسلمانوں کے بچوں کو کسی کام اور مطلب کے بناویں نری انگریزی پڑھاکر انہیں۔ دین و دنیا دونوں سے محروم نہ کریں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آیندہ ہفتہ سے اس ضروری مضمون پر مسلسل آرٹیکل لکھیں اور مسلمانوں کو بیدار کرنیکی کوشش کریں امید ہے ہمارے دوسرے اسلامی معاصرین بھی اس معاملہ میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔

پھر ۱۶ جولائی ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۱ پر شائع کیا

مسلمان اور صنعتی تعلیم

گذشتہ اشاعت میں جو نوٹ اس عنوان سے ہم نے لکھا ہے اس کو پڑھ کر ہمارے ایک محسن و مخدوم عاشق قرآن کریم نے فرمایا کہ مسلمان اگر اپنی ساری توجہ قرآن کریم کی تعلیم اور اسکو دستور العمل بنانے میں صرف کریں تو وہ ہر طرح کے ترقی کے اعلےٰ مدارج پر یقینی پہونچ جاویں۔ ان الفاظ کو آب زر سے لکھنا یا موتیوں میں تولنا ان کی قدر و منزلت کو اسقدر نہیں بڑھا سکتا جسقدر اسپر عمل کرنے سے

ان کا شرف ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال ہمارا منشا اس سے اسقدر ہے کہ ہم مسلمانوں کی حالت اسی میں سمجھتے ہیں کہ نجار۔ لوہار اور معماروں کی جماعتیں دیکھیں ہم مسلمانوں کو اس سے بہت بلند اور عظیم الشان مدارج پر دیکھنا چاہتے ہیں لیکن موجودہ زمانہ میں جب کہ وہ قعر ذلت و نکبت میں ہر حیثیت سے جا گرے ہیں اور نقوے اسقدر بڑھ گئے ہیں کیوجہ سے ان کے لئے مخرج نظر نہیں آتا۔ وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ جہالت اور اسباب مثلاً انگریزی تعلیم اور ملازمت وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح صنعت وحرفت کو ترقی دینے میں کوشش کریں تاکہ نظر بر حمایت اسباب ان کو معاش حلال کی ایک وجہ ہاتھ آوے۔ اور یوں وہ اپنی دنیوی حالت کی اصلاح کرسکیں۔

اس نوٹس کے پڑھ لینے کے بعد میری رائے کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ میں اس سوال کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں اور بذریعہ الحکم کے ذریعہ اس سوال کو مجلس ناظم کے سامنے رکھدیتا ہوں۔ امید ہے وہ توجہ کرے گی۔ لیکن ساتھ ہی اپنے معزز ہمعصر بدر کو بھی متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ امید ہے وہ بھی اسکی تائید میں قلم اٹھائے گا۔

67

ایک گورداسپوری وکیل کی ہمت

سردار گنڈا سنگھ صاحب گورداسپور کے ایک وکیل ہیں انہوں نے لاہور آریہ گزٹ میں فریاد کی ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہندو طالب علم مسلمان ہوگئے ہیں لہذا آریہ سماج کے بہتیش دوڑ پہا ور سکھیں اور انکو بچائیں۔ بڑی واویلا کرکے وہ ایک سکول کھلوانا چاہتے ہیں۔ اور بیچارے بھولے بھالے ایڈیٹر آریہ گزٹ اپیل کے لئے آمادہ ہوئے مگر جب اصل واقعہ کو دیکھا تو وہ ایسا جھوٹ جیسے کوئی کہے کہ گدھے کے دو سینگ ہوتے ہیں۔ سردار صاحب کی ہمت کا تو یہ حال ہے کہ خود قادیان تک آنیکی ضرورت نہیں سمجھی ورنہ جب انہیں انکے خیال کے موافق ایسی روح فرسا خبر پہونچی تھی تو انکا پہلا فرض تھا کہ وہ گورداسپور کی سماج کیطرف سے ہی قادیان آتے اور آکر واقعات کا علم پیدا کرتے پھر شور مچاتے لیکن وہ اس درد سے ایسے وارفتہ ہوئے کہ انکو یہ بھی خیال نہ رہا کہ واقعات کی اصلیت تو معلوم کریں۔ سالہ میں بھنڈاری خاندان کی ایک عورت عیسائی ہوگئی تھی اسکے تدارک کے لئے تو وکیل صاحب اور ان کے بھائی آریوں سے کوئی زنانہ مشن ہسپتال بٹالہ میں کھل نہ سکا مگر اب قادیان میں وہ آریہ سکول کھولنا چاہتے ہیں۔ اور پھر اس حیلہ پر کہ آریہ گزٹ کے خریدار چندہ دیں خود قادیان تک نہیں آسکتے۔ شاید سردار صاحب کو اپنی فروگذاشت پر اب افسوس ہوا ور انہیں معلوم ہو کہ او ہام ہی تو مرض ہیں۔ سردار صاحب کو اپنی تردید کرنے کیلئے صداقت مجبور کریگی اور اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ناظم اس بات سے ہرگز ناخوش نہیں کہ سماجی یہاں سکول کھولیں بلکہ وہ ایک چھوڑ دس کھولیں مگر جس بنا پر یہ اپیل ہے وہ غلط ہے ہم تو خوش ہیں کہ اگر کلچ ڈپارٹی کا سکول ہوگا تو گوشت خور دکھی بھی سماج بھی قائم ہوجاویگی۔ اور پھر دونوں سماجوں میں گاڑھی چھنے گی۔ اور رونق بڑھیگی۔

استفسار و جوابات

ذیل کے سوالات کا جواب حضرت حکیم الامت کے ارشاد سے لکھا جاتا ہے۔

برادرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۱) قبل از وحی و نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دین کے مقلد تھے یا نہیں۔

(۲) آپ عبادات تو حید پر ہی قائم ہو گئے تھے یا کسی کی تقلید پر۔

(۳) آپ نماز نوافل کے طور پر ادا کرتے تھے یا کہ فرض کر کر جیسا کہ فی زمانہ مسلمان ادا کرتے ہیں۔

(۴) قبل از نبوت نبی علیہ السلام وضو کرتے تھے یا نہ اگر کرتے تھے تو کس طرح کرتے تھے۔

(۵) شفاعت گنہگاروں کی قیامت میں ہوگی یا نہ۔

(۶) بچہ کے کان میں اذان دینے کی کیا وجہ ہے۔ کیا حدیث سے کہیں یہ امر ثابت ہوتا ہے۔

(۷) واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا الخ اس آیت کے معنے مع تشریح لکھیں۔ روز میثاق ہوا تھا یا نہیں۔

(۸) سورہ الم نشرح کی تشریح فرما دیں کہ کس صورت پر صدر مبارک نبوی شق ہوا تھا۔ کیا نبی علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تھا یا کہ شرح صدر سے مراد حوصلہ و روحانی قوت زیادہ کی گئی تھی۔

(راقم خاکسار شاہ ولی خان احمدی۔ از مقام جینکا)

جوابات

(۱) قبل از وحی کوئی دین صحیح عرب اور شام میں موجود نہ تھا۔

(۲و۳) قبل از نبوت عبادات نبوی کا کوئی تذکرہ صحیح ہمیں نہیں پہنچا اور نہ بزرگ ائمہ کو اس کی کبھی فکر پڑی۔

(۴) قبل از نبوت وضو یا وضو نہ کرنے کے متعلق کوئی صحیح اور واقعی ثبوت نہیں ملا اور نہ ہمیں اس کی ضرورت پڑی تھی۔

(۵) شفاعت کا دنیا۔ قبر اور قیامت میں ہونا برحق ہے۔ شفاعت کا ثبوت قرآن کریم میں سے یہ آیت ملاحظہ کرو۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما پ ۵

(۶) جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان دینے کی وجہ یہ ہے کہ جو آواز بچہ کے کان میں پہلے پڑتی ہے اس کا اثر دماغ میں مستقل ہو جاتا ہے چنانچہ موجودہ زمانہ کی سائنس اور طب کے رو سے مرض تتلانا توہی سے ایسا ہی ثابت ہو رہا ہے اور جنوبی زبان کے لیکچرز (خطبات) بعض ایسے آدمیوں نے پورے پورے ادا کئے ہیں جن کو اس زبان کی کوئی واقفیت نہ تھی جب وہ اپنی ماں کی گود میں تھے تو انھوں نے اپنی ماں کی زبان سے سنے اور ویسا ہی جوانی کے زمانہ میں ادا کر دیے۔ بچہ کے کان میں اذان دینے کے متعلق احادیث نبوی میں ارشاد موجود ہے۔

(۷) واذ اخذ ربک الخ اس آیت کی تشریح ہماری کتاب فصل الخطاب میں ملاحظہ کرو۔ میثاق برحق ہے قرآن کریم واحادیث نبوی اس کے شاہد ہیں لیکن ارواح کا جسم سے پہلے موجود ہونے کا ثبوت کوئی نہیں۔

(۸) اس میں شک نہیں کہ آپ کا شق صدر ہوا۔ قرآن کریم اس پر صریح الم نشرح لک میں ارشاد فرماتا ہے۔ بھلا آپ غور کریں اگر شرح صدر نہ ہو تو وہ کام جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزمرہ کرتے تھے کسی غیر منشرح الصدر کا کام ہے آپ کی نو یا گیارہ بیویاں تھیں اور سب کی سب آپ پر فدا تھیں ان کے ساتھ اگر آپ کامل معاشرت نہ فرماتے تو کیا وہ رہ سکتی تھیں پھر پانچ وقت آپ ہی جماعت کرانا اور بڑی بڑی سورتیں پڑھنا پھر تہجد کو بطور فرض اتنی لمبی قرأت سے پڑھنا کہ سورہ بقر۔ سورہ آل عمران سورہ نساء سورہ مائدہ بھی کبھی ایک ایک رکعت میں پڑھ جاتے تھے پھر عرب کے وحشیوں سے مناظرہ یہود سے مناظرہ عیسائیوں سے مناظرہ غرض علماء جہلا دونوں سے مقابلہ۔ اور پھر اپنا ایک ہی طرز واحد رکھنا۔ پھر یہی نہیں کہ صرف زبانی جمع خرچ ہو بلکہ اپنی تاثیر سے ہزاروں کو عملی طور پر اپنے ساتھ ملا لیتے تھے سائل نے کوئی ایسا لیڈر دیکھا ہو تو ذرہ اس کا نام ہی بتائیں۔ کہ اس کی تقریر سے لوگ اپنے جان و مال اور ہر ایک چیز کو استقلال و دوام کے ساتھ قربان کر دیں پھر تمام بادشاہان وقت سے خط و کتابت کرنا اور پھر باوجود اس کے اس سورہ حجرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صحابی کو بولنے کی اجازت نہ تھی پھر رات دن کی مہمان نوازی کے لئے نہ کوئی خزانہ ہے اور نہ کوئی مہمان خانہ تھا نہ کوئی باورچی خانہ ہے نہ کوئی لنگر کا مہتمم ہے نہ کوئی چارپائی ہے اور پھر کوئی مہمان ناراض نہیں جاتا۔ پھر قوانین جن میں عبادات و معاملات و روحانی اخلاق کی اصلاح ہو سکے ان کا وقتاً فوقتاً ایجاد کرنا اور ان کو کر کے دکھا دینا اور عمل کروا دینا پھر سارے معاملات کا فیصلہ بھی آپ ہی کرنا۔ پھر فوجی افسروں کو مقرر کرنا اور کمان اپنے ہاتھ میں رکھنا اور ساری سرکاری خط و کتابت کیلئے منشی کا کام آپ کی زبان ہی تھی پھر عرب جیسے جنگجو طبائع کو مسخر کرنا اور ان کے عمائد کو ان کے غرباء کے ساتھ کھڑا کر دینا اور سب کے سر زمین پر جھکا دینا اور پچھلے خواہ کتنے ہی بڑے شریف ہوں اور اگلے خواہ کتنے ہی وضیع ہوں ان کے پاؤں کے ساتھ ان کے سروں کو لگا دینا۔ تمام ملک کی خبر رکھنا اور فوجوں کی روانگی کے لئے ایسا سخت انتظام رکھنا کہ کسی کے مال کو راستہ میں چور نہ لوٹیں اور فتح کے وقت ایک سوئی یا ایک سوئی کا دھاگا کسی سپاہی کو لینے کی اجازت نہ دینا۔

پھر قرآن شریف کو ایسا یاد رکھنا کہ ایک نقطہ اور زیر و زبر کی غلطی نہ ہونے دینا بعض دنوں آپ نے صبح کی نماز سے لیکر عشاء کی نماز تک لگاتار خطبہ پڑھا ہے۔ نہ زبان کو وقفہ نہ بیان میں

سلہ یہ امر تو متواتر ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کی فطرت ابتدا سے ہی نیکی و تقویٰ و خصائل حسنہ و اخلاق فاضلہ پر واقع ہوئی تھی اور کبھی آپ پر کسی کسی بدی کی تہمت کا الزام نہ لگا تھا چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کے وجود مقدس نبوت کی ابتدائی زندگی کی طہارت و پاکیزہ روش کے متعلق اہل عرب کے آگے یہ آیت پیش کی فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یعنے اے نبی ان کو کہہ دے کہ میں نے تمہارے درمیان چالیس برس دعوے نبوت سے پہلے زندگی بسر کی ہے مجھ پر کوئی الزام و تہمت نہیں لگی تو اب خدا پر کیوں جھوٹ بولونگا۔

ستلہ پس اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بچہ کے کان میں اذان دینا بانی اسلام اس غرض سے ہے کہ بچہ کے کان میں جو پہلی آواز جاوے اللہ کی عظمت میں قائم ہو وہ توحید الٰہی و رسالت نبوی کا اعلان ہو۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوات ؎

سلہ حضرت مولوی نورالدین صاحب

اختلاف ہوا اور پھر تیئیس ۲۳ برس کے سارے عرصہ میں یہ کہنا کہ آپ میں کوئی اختلاف نہیں اور پھر تیئیس ۲۳ برس اس عہدہ کی خدمت کرنا کیا کوئی ایسا گورنر جنرل آپ نے دیکھا ہے جو تیئیس ۲۳ برس کی ملازمت میں یہ لفظ بول سکے۔

پھر کھانا۔ پینا۔ مکان میں رہنا۔ بیوی سے تعلق رکھنا۔ سفر کرنا۔ صلح کرنا۔ جنگ کرنا۔ معاملات بیع و شرا۔ تجارت۔ نکاح۔ طلاق۔ عتاق۔ قضاء۔ شہود۔ شہادات۔ معاہدات۔ مرنے کے بعد کے قوانین۔ یتامیٰ اور کم عقلوں کی خبرگیریاں اور ان کے اموال وغیرہ کی حفاظت۔ اسکے سوا ادب الٰہی کے ... اذکار شغل و اذکار اور قسم قسم کے مراقبات اور قسم قسم کی ... اٹھتے بیٹھتے سوتے چلتے۔ پھر ایسے ہی جماع۔ ولادت۔ موت اور قسم قسم کی آیات اللہ جیسے خسوف کسوف اور ان کے متعلق الٰہی یادگاریں اور دعائیں اور قوانین تجویز کرنا پھر ایسے آرام سے بیٹھ کر بیہودہ لوگوں کو کہنا کہ آؤ میں تمہیں جاہلیت کے زمانہ کی کہانیاں سناؤں۔

اگر آپ کو شرح صدر کے متعلق کوئی دقت ہے تو اس آیت پر توجہ کرو جس میں لکھا ہے فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ۔ وہی صدر کا لفظ اس میں موجود ہے۔ اس شرح صدر کے لئے ضرور ہے کہ صاحب شرح صدر کو ایک نظارہ دکھایا جاوے جس میں اس کا سینہ چیر کر اس میں حکمت و نور و ایمان بھر دیا جاوے۔ طوائف الملوکی کے زمانہ میں کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گزارہ کیا ... کی سلطنت حبش اور یہودیوں کے ماتحت کس طرح گزارہ کیا پھر جب آپ نے جمہوری سلطنت وہاں ... کس طرح گزارہ کیا ہے پھر عرب جیسے بے قانون ملک کو کس طرح قانون ... میں جکڑ دیا ہے یہ وہی جانتا ہے جو سر حدیث ... واقف ہو۔

قومی ضرورتوں کے متعلق تحریکیں

یتیم کی امداد ایک یتیم کی امداد کے لئے دست سوال دراز کیا گیا تھا خدا کا شکر ہے کہ اس کی طرف توجہ کی گئی ہے اگرچہ یہ رقم بہت عرصہ پہلے پوری ہو جانی چاہئے تھی تاہم اب امید کیجاتی ہے کہ جلد تر اسکے ایک سال کے اخراجات کیلئے ۶۰ جمع ہو جائیں گے اسوقت تک مندرجہ ذیل بزرگان نے توجہ فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انپر اپنے برکات نازل کرے اور انکی اولاد کو داغ یتیمی سے محفوظ رکھے۔

چودھری محمد دین صاحب افسر مال دہلی .... صہ ر
سید محمد نذیر حسین صاحب کٹھالیاں .... ۳ ر
منشی غلام محمد صاحب شاخ شمالی ۹۹ ڈاکخانہ سرگودھا .... عہ ر
مرزا عباس علی گارڈ کوہاٹ .... ۸ ر
مرزا محمد شفیع صاحب ہیڈ کلارک ڈاکخانجات ڈیرہ اسمٰعیل خان .... عا ر
میاں غوث محمد آف گوبیکے .... ۲ ر
منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا .... عہ ر
بابو محمد ثناء اللہ صاحب پلیڈر لاہور .... عہ ر
محمد دین صاحب میرک .... ۱ ر

دس وظائف جن دس وظائف کیلئے اعلان کیا گیا تھا انکے متعلق بجز شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد کے سوا کسی اور بزرگ کا خط نہیں آیا شیخ صاحب پہلے سے پانچ روپیہ ماہوار مدرسہ کے عام اغراض کے لئے چندہ دیتے ہیں اس تحریک میں چونکہ ان کا نام بھی تھا انہوں نے نہایت خوشی سے للعہ ماہوار مستقل طور پر وظیفہ دینے کے لئے منظور فرمائے ہیں۔

اور ابھی فنڈ میں عسہ ایک منت حضرت حکیم الامۃ نے دئے ہیں۔ ایک سال کے لئے چھ سو روپیہ (۶۰۰) دس وظیفوں کے لئے مطلوب ہے جن میں سے ابھی ایک سو بھی پورا نہیں ہوا۔ وہ بزرگ جن سے خصوصیت سے نام لیکر مدد مانگی گئی تھی امید ہے جلد تر توجہ فرمائیں گے۔

کس کی اشاعت سب سے زیادہ ہے؟

کچھ عرصہ پہلے اردو اخباری دنیا میں یہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ پیسہ اخبار اپنی اشاعت کے لحاظ سے ہندوستان کے اردو اخبارات میں اول نمبر ہے چونکہ کسی اردو اخبار کی اشاعت اسکے مقابلہ میں بڑھکر نہ تھی اس لئے کسی کو حوصلہ اور جرأت نہیں ہوئی کہ اسکے دعویٰ کو باطل کرے مگر جب **ہندوستان** لاہور سے جاری ہوا تو اس نے دو ہی سال کے اندر غیر معمولی ترقی کر کے پیسہ اخبار کو اشاعت کے لحاظ سے مقابلہ کیلئے للکارا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ **ہندوستان** کو ایسے مقابلہ کی حاجت نہ تھی لیکن بعض امور ایسے پیش آئے کہ ہندوستان کو مقابلہ کیلئے چیلنج کرنا پڑا۔ اور درحقیقت ہندوستان نے ملکی خدمت کے لحاظ سے اچھا کیا کیونکہ اشاعت کے ... زیادہ ہونے کی وجہ سے پبلک کو مغالطہ لگ سکتا تھا اور اور نہیں تو ... زیادہ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ **ہندوستان** کا دعویٰ ہے کہ اس کی اشاعت پیسہ اخبار سے زیادہ ہے۔ پیسہ اخبار نے اسکے اس دعوے کو تو جھوٹا ثابت نہیں کیا ایک مرتبہ یہ کہا کہ وہ پانچہزار روپیہ تاوان دینے کو طیار ہے اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ پیسہ اخبار کی اشاعت سب سے زیادہ نہیں۔ مجھے پیسہ اخبار کے اس جواب پر حیرانی ہوئی تھی کیونکہ بجائے اسکے کہ وہ پانچہزار روپیہ تاوان دے وہ صاف طور پر ظاہر کر دیتا کہ میری تعداد اشاعت اسقدر ہے؟ اس شرط بازی سے کچھ فایدہ نہیں صرف تعداد اشاعت بتا دینا گناہ نہیں۔ اگر ہندوستان کی اشاعت واقعی پیسہ اخبار سے زیادہ ہے تو یہ بُرا ماننے کی جگہ نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیے کہ **ہندوستان** نے اپنی وقعت اور ناظرین بڑھانے میں کامیابی حاصل کی اور وہ اخباری برادری کا ایک فرد ہے مگر ہندو مسلمانوں کا بیہودہ سوال ایسے امور میں بھی دراندازی ہو جاتا ہے اس کو برطرف کرکے ہمارے معاصرین کو اس قضیہ اشاعت کا دو حرفی فیصلہ کر لینا چاہئے۔ اور خصوصاً ان لوگوں کو جو اشتہاری برادری کے ممبر ہیں پیسہ اخبار کو مجبور کرنا چاہیے کہ وہ اپنی صحیح اشاعت پبلک کو بتائے اور اگر پیسہ اخبار اپنی اشاعت ہندوستان سے زیادہ ثابت نہ کر سکے تو نہایت نیک نیتی سے اس کو تسلیم کر لے اور یہ امر بھی اخلاقی پہلو سے اسکے لئے مسرت ہی کا موجب ہوگا۔ اور اگر پیسہ اخبار کی اشاعت زیادہ ہو تو ہمعصر ہندوستان اپنی غلطی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن یہ سوال ابھی حل نہ ہوگا بہتر ہے چند معززین کی ایک کمیٹی ہو جس میں دونو ہمعصر اپنے دعوے کا ثبوت پیش کریں اور بالآخر اسکا فیصلہ شایع ہو جاوے۔ مجھے امید ہے کہ پیسہ اخبار اسپر توجہ کریگا اور ہمعصر ہندوستان بھی اپنا خیال ظاہر کر دیگا کہ کیا وہ کمیشن کا فیصلہ منظور کرے گا؟

حدیث معراج سے حضرت عیسیٰ کو زندہ سمجھنے والے غور کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آجکل ہمارے گاؤں موضع دوالمیال اور گرد و نواح کے دیہات میں عام لوگوں کے درمیان حیات و وفات مسیح پر خوب بحث ہو رہی ہیں کیا مرد کیا عورتیں ہر ایک اسی شغل میں مصروف ہے جہاں چار پانچ آدمی باہم مل کر بیٹھتے ہیں وہاں یہی ذکر کیا جاتا ہے ایک دو شخص یہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت دشمن ہیں رات دن ان کا یہی وعظ ہے کہ مرزئیوں نے قرآن شریف کو بدل دیا ہے نبیوں کی کتابوں کو نہیں مانتے حدیثوں کی تاویلیں کرتے ہیں چنانچہ جو آدمی ان کو ملتا ہے اس کے آگے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔ لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ الخ قال فانزل فافتنا۔ اندا میں اپنے مولوی صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ جب قرآن شریف اور حدیث معراج سے جو بخاری میں درج ہے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہو گئی تو پھر یہاں عیسیٰ سے آپ مثیل عیسیٰ کیوں مراد نہیں لیتے اور تاویل کو کیوں آپ برا سمجھتے ہیں کیونکہ تاویل تو قدیم سے علماء کرتے آئے ہیں اور ہمیشہ ضرورت کیوقت تاویل کی جاتی ہے دیکھو بخاری میں ہے اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی اور مسند دارمی میں ہے۔ مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ وملکہ بالشام اب بتاؤ الارض کے خزائن کی کنجیاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر رکھی گئیں اور ملک شام میں آپ کی سلطنت واقع ہوئی یا آپ کے نائب اور مثیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کنجیاں لیں اور بلاد شام میں ان کی سلطنت واقع ہوئی پھر اس حدیث کو پڑھو جو بخاری کتاب الادب میں ہے عن انس رضی اللہ عنہ ان رجلا من اہل البادیۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ متی الساعۃ قائمۃ قال ویلک ما اعددت لہا الخ فمر غلام للمغیرۃ وکان من اقرانی فقال ان اخر ہذا فلم یدرکہ الہرم حتی تقوم الساعۃ اب اگر تاویل نہ کی جاوے تو مغیرہ کے غلام کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت کا قائم ہونا کیونکر مانا جاتا ہے اسے تو فوت ہوئے بھی مدت گذر گئی مگر ابھی تک قیامت نہیں آئی اور ما اعددت لہا سے ظاہر ہے کہ مراد الساعۃ سے وہی قیامت ہے جس میں حشر اجساد ہو کر حساب کتاب ہوگا پس آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مرزئی تاویلیں کرتے ہیں اور قدیمی کتابوں کو نہیں مانتے ہرگز درست نہیں اور عام لوگوں کے سامنے تمہارا یہ دعوے بھی کہ تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ عنصری جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھایا گیا اور پھر آخری زمانہ میں اسی جسم کے ساتھ زمین پر اُترے گا بالکل غلط ہے ظاہری معنوں پر زور دینے والو اب میں تمہارے آگے شیخ الاسلام شرح بخاری سے چند حوالے پیش کرتا ہوں سُنئے (۱) وقال انس فلما مر جبرئیل بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا ادریس ثم مررت بموسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا موسیٰ ثم مررت بعیسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا عیسیٰ الخ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ نبیوں میں دیکھا ہے اور حضرت عیسیٰ نے بھی دوسرے نبیوں کی طرح یہی جواب دیا کہ مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح۔ اگر ان کے اُمتی ہونے کا اعتقاد صحیح مانا جاوے تو ایک اُمتی کا اپنے پیشوا و مقتدا کی نسبت والاخ الصالح کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ اسی حدیث میں حضرت آدم اور ابراہیم علیہما السلام کا جواب بجائے والاخ الصالح کے والابن الصالح درج ہے اگر حضرت عیسیٰ کا دوسرے انبیاء کے برخلاف خاکی جسم ہوتا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس عجیب جسم کا جو بغیر طعام اس وقت تک آسمان پر موجود ہے کیوں نہ ذکر فرماتے (۲) در صحیح مسلم از انس مرفوعاً۔ گذشتم بموسیٰ شب اسریٰ نزد کثیب احمر کہ آنجا قبر موسیٰ است و حالانکہ وے ایستادہ نماز میگذارد در قبر خود از ابی ہریرہ ہمچنان در قصہ اسریٰ کہ از اں جملہ انبیت و دیدم خود را در جماعۃ از انبیاء پس ناگاہ موسیٰ ایستادہ نماز میگذارد و ناگاہ وے مرد لیست مرب جعد و ناگاہ عیسیٰ بن مریم ایستادہ نماز میگذارد نزدیک ترین مردم بوے از روے مانند عروہ بن مسعود است و ناگاہ ابراہیم ایستادہ نماز میگذارد و مشابہ ترین مردم بوے صاحب شما است کنایت از ذات شریف خود کرد پس وقت نماز شد پس امام شدم الجماعۃ را در نماز گفت بیہقی و در حدیث سعید بن مسیب از ابی ہریرہ آمدہ کہ ملاقات آنحضرت ایشاں را در بیت المقدس پس حاضر شد نماز پس امامت کرد ایشاں را پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بیشتر جمع شدند در بیت المقدس" (شیخ الاسلام کتاب الانبیاء) مدعیان حیات مسیح بتاویں کہ جس جسم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے وہ جسم تو باعتقاد آپ کے آخری زمانہ میں اُترے گا پھر بیت المقدس میں کس جسم کے ساتھ اُتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ یا تو اُسی جسم کے ساتھ اُترے ہونگے یا اس کثیف جسم کو آسمان پر چھوڑ کر دوسرے انبیاء کی طرح لطیف جسم میں نازل ہوئے یہ دو تو صورتیں تمہارے دعوے کو باطل کرتی ہیں بصورت اولیٰ اُس جسم کا رفع و نزول تو آپ لوگ ایک ہی دفعہ مانتے ہیں یعنے یہود کے خوف سے وہ جسم اُسوقت آسمان پر اُٹھایا گیا اور پھر آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں دفن کیا جاویگا بصورت ثانی آپ لوگ تو سوائے آخری زمانہ کے حضرت عیسیٰ کے اس خاکی جسم اور روح میں جدائی نہیں ڈالتے یہ تو موت ہے جسکے آپ قائل ہیں نیز جدائی کے وقت اُس جسم کا زمین میں مدفون ہونا ضروری ہے نہ آسمان میں۔ شاید حضرت عیسیٰ بیت المقدس میں ہی خاکی جسم چھوڑ گئے ہونگے کیونکہ اُس وقت یہود کا کچھ خوف نہ تھا جو اُن کے جسم خاکی کے رفع کا اصل باعث ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی صاحب میرے اس سوال کو بھی حل کر دے کہ جب حضرت عیسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی تو پھر وہ اپنے جسم کو کس چیز پر سوار کر کے اور کس راستہ سے ہو کر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے کیونکہ اسی معراج کی حدیث میں لکھا ہے فلما جاء الی السماء الدنیا قال جبرئیل لخازن السماء افتح قال من ہذا قال ہذا جبرئیل قال معک احد قال معی محمد قال ارسل الیہ قال نعم الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راستہ سے نہ عیسیٰ علیہ السلام اُترے نہ پھر واپس چڑھے ورنہ خازن اس طرح کیوں پوچھتا علاوہ اسکے جس جسم کے ساتھ حضرت عیسیٰ نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی وہ تو آپ بخوبی دیکھ چکے تھے پھر اُسی جسم کے ساتھ آسمان میں مسیح کو دیکھکر آپ کا یہ فرمانا قلت من ہذا قال ہذا عیسیٰ" کیا معنے رکھتا ہے چونکہ ظاہری معنوں کے برخلاف جانا ہمارے معترضین کے نزدیک سراسر گمراہی ہے لہذا اس معاملہ میں اصل ہدایت سے ہم کو آگاہ کیا جاوے (۳) مدعیان حیات مسیح کا یہ اعتراض کہ احمدی جماعت کے علماء تاویلیں کرتے ہیں بہت ہی بیجا اعتراض ہے ان کے اس اعتراض سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا کچھ خوف نہیں ورنہ وہ ایسی باتوں سے کیوں انکار کرتے جن سے خود ان کی اپنی مذہبی کتابیں بھری پڑی ہیں اگر

تاویل کرنا خصوصاً ایسی تاویل جس کے لئے سخت ضرورت درپیش ہو کفر یا الحاد ہے تو پھر علماء اہل اسلام میں سے کوئی بھی اس الزام سے بری نہیں ہو سکتا اب میں انبیاء کی حیات مابعد الموت کی نسبت جو بحث اس شرح بخاری میں کی گئی ہے لکھتا ہوں جس سے علاوہ موت مسیح کے ناظرین کو علمائے متقدمین کی تاویلوں کا حال بھی معلوم ہو جائیگا ــ روایت کردہ احمد از طریق دیگر از ابی ہریرہ مرفوعاً کہ فرمود آں حضرت شبے کہ اسرا کردہ شد بمن تقادم یائے خود را جائے کہ نہادند انبیاء پایہائے خود را از بیت المقدس پس عرض کردہ شد بر من عیسیٰ بن مریم الحدیث ومیتہ اندشد روئیت انبیاء در تیقظ چہ انبیاء افضل اند از شہدا وشہدا زندہ اند نزد پروردگار پس حیات انبیاء باید کہ بر نحو اتم واکمل باشد از حیات شہدا بہمیں رو رنیست کہ نماز گذارند و حج کنند " دلشیخ الاسلام) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ اسی خاکی جسم کے ساتھ ہر سال حج بھی کرتے ہیں جو صاحب ان کے حلیہ سے واقف ہیں انھیں چاہیے کہ حج کے دنوں میں تلاش کریں شاید ان کو ملجاویں تو منت زاری کریں کہ حضور اب تو کسر صلیب اور قتل خنزیر کا وقت ہے آپ آسمان پر جا کر کیا کرینگے امید ہے کہ وہ زمین پر ہی رہجائینگے اور اس انتظاری سے لوگوں کی جان چھوٹے گی۔ ورجمع نمودہ بیہقی کتاب در حیات انبیاء در قبور وارد کردہ دراں حدیث انس کہ انبیاء زندہ اند در قبور خود کہ نماز میگذارند الخ وآوردہ است بیہقی از روایت محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کہ یکے از فقہائے کوفہ است از ثابت بلفظ دیگر کہ انبیاء گذاشتہ نمی شوند در قبور خود پس از چہل شب ولیکن ایشاں نماز میگذارند پیش خدا تا آنکہ نفخ کردہ شود در صور " جب انبیاء سابقین میں مسیح علیہ السلام کا شامل ہو کر نماز پڑھنا ثابت ہو گیا تو بموجب اس حدیث کے وہ قیامت تک وہی نماز دوسرے انبیاء کی طرح پڑھتے رہینگے اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی معارض ہے اس لئے بیہقی نے اس کی یہ تاویل کی " مراد آنست کہ گذاشتہ نمیشوند کہ نماز گذارند مدت چہل روز پس ازاں نماز گذار باشند پیش خدا یعنے محجوب از انظار مردم " پھر شارح علیہ الرحمۃ آگے لکھتے ہیں صاحب تلخیص از شافعیہ گفتہ باشد کہ ازاں حضرت ماندہ ہم بر ملک او باقی است چنانچہ در حالت حیات بود وانتقال نمیکند بملک ورثہ چنانچہ اموات را (پھر آپ کی زندگی میں ورثہ نبوت کا مالک حضرت عیسیٰ کو جو بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا کیوں سمجھا جاتا ہے) وانچہ مشکل میشود دریں جا حدیث صحیح یا حسن مسلم بسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتیٰ ارد علیہ السلام (اس حدیث کو حیات دائم کے برخلاف پاکر شارح نے یہ تاویل کی) یعنے طریق آنست کہ تحقیق رد کردہ است حق تعالیٰ بر من روح از پیش آں دیگر آنکہ مراد از رد روح نہ روحی کہ فرستادن روح باشد بقالب میت بلکہ عبارت ست از توجہ واقبال روح اقدس اطہر از اشتغال واستغراق بشہود حضرت قدس ومشاہدہ ملاء اعلیٰ بسوئے ایں عالم تا رد سلام وجواب آں میسر گردد دیگر آنکہ ایں کلام خطاب ست بمقدار فہم اہل ظاہر کہ در تفاہم وتعارف ایشاں در سماع کلام ورد جواب از موتی بے رد روح ممکن ومتصور نباشد (ہمارے معترضین اہل ظاہر جو پہلی کتابوں پر اپنا عمل درآمد بتاتے ہیں اور جو حدیث انہ نازل اور فانزل نا صلہ سے حیات مسیح پر دلیل پکڑ لیتے ہیں حالانکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اور دیگر محاورات عرب میں صدہا ضمائر غائب بلکہ ضمائر مخاطب اور متکلم کی ایسی پائی جاتی ہیں جن میں ان کا مثیل مراد ہے نہ اصل وہ ذرہ یہاں رد روح کی تاویلات وتوجیہات پر غور کر کے اپنے کفر نامہ کی پڑتال کریں کہ امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں کوئی مسلمان باایمان بھی گذرا ہے یا نہیں) الشیخ علاء الدین قونوی کہ از علماء ارباب تصوف ست میگوید کہ اعتقاد حیات انبیاء در قبور وجود ایشاں در وسے پیدا کہ پیش از وفات ثابت بود واستمرار واستقرار ایشاں در قبور ہم بریں وجہ از مسائل ذوق نیست کہ در وسے بدلائل ظنیہ غیر قطعیہ اکتفا تواں کرد ومشاہدہ عیانی ثابت شدہ کہ حیاتے کہ ایشاں را پیش از وفات ثابت بود زوال پذیرفتہ وفانی شدہ وادعاء عود آں حیات را دلیلے قاطع وحجتے ساطع باید تا اعتقاد بداں درست بندد با آنکہ اعتقاد داریم بحیات ایشاں نزد پروردگار جل جلالہ بحیاتے کہ اکمل واعلیٰ است ازیں حیات متعارف واعتقاد داریم کہ آں حضرت بازگشت علی ست بسموات اعلیٰ تر و سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنۃ الماویٰ وایں حالت افضل واکمل است ازینکہ در قبر مقیم بود اگرچہ مقتضائے حدیث نبوی (؟) نسخے وحیتے در قبر سودن میکند کہ مدبیر مثیل چہ جائے مر سید انبیاء وسرور اہل اصطفا صلی اللہ علیہ وسلم ولیکن بودن آں در جنت اعلیٰ کہ عرض وے سموات والارض بود با آنکہ در حدیث آمدہ کہ انبیاء را بعد از چہل روز در زمین نگذارند وایشاں نماز میکنند پیش پروردگار خود تا نفخ صور ودر حدیث دیگر آمدہ کہ من گرامی ترم نزد پروردگار خود از انکہ بعد از سہ روز مرا در قبر بگذارد پس ظاہر شد کہ تعلق باقامت انبیاء علیہم السلام باین حیات در قبور واستمرار ایشاں در وسے چنانچہ پیش از وفات بود متعذر ست وصلوٰۃ موسیٰ در قبر دلالت ندارد بر استمرار اقامت او در وسے کیف و حال آنکہ در حدیث صحیح آمدہ کہ آنحضرت او را وانبیاء دیگر را صلوات اللہ علیہم اجمعین در سموات ملاقات کردہ پس توفیق آں بود کہ یا موجد قرار ایشاں بر سموات گاہے انتقال بجائے دیگر از موضع قبر وغیرہ نیز کنند " یہ عبارت ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ نہیں اس کی زندگی بھی دوسرے انبیاء کی طرح ہے اور وہ کبھی کبھی اپنی قبر وغیرہ کا بھی سیر کرتا ہے اگرچہ یہ مضمون لمبا ہو گیا ہے لیکن پہلی کتابوں کے حوالے ماننے والوں اور تاویل سے ناراض ہونے والوں کی خاطر شیخ علاء الدین کے برخلاف جو کچھ اس شرح میں لکھا ہوا ہے وہ بھی درج کر دیتا ہوں جس سے مسیح کا دوسرے انبیاء کی طرح قبر میں ہونا ثابت ہے۔ واما آنکہ قونوی تفضیل وترجیح داده اید بودن آنحضرت را در جنت اعلیٰ بر استقرار در قبر شریف جواب وے آنست کہ قبر اجساد مومنین روضہ ایست از ریاض جنت پس قبر شریف سید المرسلین افضل ریاض جنت باشد وتواند بود کہ دیرا صلی اللہ علیہ وسلم در قبر از تصرف ونفوذ حالتے بود کہ سموات وارض چناں حجاب مرتفع باشد بے تجاوز وانتقال زیرا کہ امور آخرت واحوال برزخ بر احوال دنیا کہ مضیق حدود وجہات ست قیاس نتواں کرد وآنچہ در تطبیق صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام در قبر ورویت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم در آسمان گفتہ کہ انبیاء علیہم السلام باوجود استقرار ایشاں بر سموات گاہے بر قبور نیز نزول وانتقال میکنند کسے کہ قائل استمرار ایشانست در قبر برعکس آں میرود ومیگوید کہ باوجود قرار ایشاں در قبور بعضے احیان بقوت نفوذی کہ در عالم ایشاں را دادہ اند عروج وانتقال بسموات نیز نمایند یا گوید کہ مراد دیدن آں حضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم مر ایشاں را در قبور در حالت مرور آں حضرت از سموات بطریق کشف ودر یافتہ است یعنے قولہ فی السماء حال ساد ستہ حال مثلاً از فاعل باشد ومفعول پس استقرار در آسمان صفت آں حضرت باشد نہ انبیاء " (شیخ الاسلام شرح بخاری) اے حیات مسیح کے مدعیو آپ کے علمائے متقدمین جنکی کتابوں کے آپ حوالے چاہتے ہیں وہ تو حضرت عیسیٰ کا مرنے کے بعد بھی آسمان پر رہنا نہیں مانتے اور معراج کی رات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر انبیاء دیکھے کیا موسیٰ کیا عیسیٰ وہ سب کے سب قبروں میں تھے کبھی بقوت نفوذی کے زور سے قبروں سے آسمان میں بھی گاہے گاہے جاتے ہیں بالفرض خواہ انبیاء کے بموجب قول شیخ علاء الدین

قونوی نے آسمان میں سمجھا ہو ... سب منقطع شیخ جمال دہلوی کے حیاتنکہ منقطوع ... است ور ... باشد ... در سموات الارض) ان کا قرار قبروں میں ... سے حضرت عیسٰی کی وفات ثابت ہے اب ہمارے مولوی صاحبان انصاف فرماویں کہ جب ... علماء ایسی تاویلوں سے جن سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح فوت ہو گئے آپ لوگوں کے نزدیک کافر نہیں تو پھر احمدی علماء کے حق میں بوجہ وفات مسیح یا تاویل کیوں کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے اے مسجد کے ملاؤ کیوں اپنے آپ کو تباہ اور مخلوق خدا کو گمراہ کر رہے ہو۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں۔ ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں ٭ ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں۔ دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں ٭ شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں۔ خاک راہ احمد مختار ہیں۔

(کرم داد احمدی از دولمیال ضلع جہلم)

شاہ کابل کا ایک ہندی وکیل

اخبار زمیندار مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۹۰۷ء میں ایک مضمون بعنوان (ہز میجسٹی امیر صاحب بر کتہ جیبیاں) شائع ہوا ہے جس کی ابتداء یہ عبارت تحریر ہے۔ احمدی جماعت کے ایک رکن اعتراض کرتے ہیں کہ جب ہز میجسٹی امیر صاحب عام مذہبی خیالات کا اس قدر پاس کرتے ہیں کہ محض ہندو صاحبوں کی خاطر گائے کی قربانی نہیں کرتے تو انھوں نے احمدی جماعت کے ایک معزز شخص کو کابل میں سنگسار کرنے کا کیوں حکم دیا۔ اسپر ایڈیٹر صاحب اخبار زمیندار لکھا ہے ... یہ ہیت ربانی " مگر ... صاحب کو یہ واضح رہے کہ افغانستان ... سلطنت ... اسلامی حکومت ہے جب علماء کابل نے اس احمدی شخص کو ... قرار ... مجبور ... [illegible]

... صاحب کو مذہبی علوم میں اچھے خاصے ... [illegible] ثابت ہوا کہ آپ یعنی کابل ... [illegible] یا بعض خوشامدی اخبار نکیلڑا ... [illegible] عبداللطیف مرحوم کے ارتداد کے ... [illegible] کہ امیر صاحب کے رکھ رو ... [illegible] پیش کیا گیا جب حکم سزا رجم صادر ہوا ... [illegible] انگریزی علاقہ سے کابل میں طلب کیا گیا۔ کیوں نہیں یہ حکم دیدیا کہ چونکہ وہ شخص نئے عقیدہ کا آدمی ہے ہمارے علاقہ میں نہ آوے۔ اگر ملاؤں کی زبان ہی اسلامی شریعت ہے تو کابل کی اسلامی حکومت معلوم۔ اگر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کا مرزا غلام احمد صاحب کو امام یا مجدد یا مہدی یا مسیح ماننا ارتداد ہے تو امام مالک۔ امام ابو حنیفہ۔ امام شافعی۔ امام احمد حنبل کے نزدیک مرتد ہوئے۔ اگر عیسٰی علیہ السلام کو مردہ جاننا ارتداد ہے تو اس سے پہلے کے بہت علماء و فضلاء و امام مرتد ہوئے اور اگر ان کا ارتداد کا یہ اعتقاد ثبوت ہے کہ انگریزوں کی پُر امن سلطنت سے جہاد کرنا ممنوع سمجھتے تھے تو امیر صاحب تمام مسلمانوں میں یہ اعلان کیوں نہیں جاری فرما دیتے تا کہ کابل کا اسلامی سلطنت ہونا باحسن وجود ثابت ہو جائے اور امیر صاحب کے خطاب ضیاء الملت والدین کے ساتھ لفظ غازی کا اضافہ ہو جائے پھر اس وقت اگر ان کی رعایا کا کوئی آدمی اس جہاد کا انکار کرے تو مرتد سمجھ کر سنگسار کیا جائے۔ مجھے کابل کے ملاؤں پر تو کچھ افسوس نہیں یہ فرقہ تو ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے جس نے اندلس کی تاریخ پڑھی ہوگی وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس سلطنت کی تباہی کے بھی یہی حضرات تھے۔ افسوس ہے تو اخبار زمیندار کے لائق ایڈیٹر پر ہے جنھوں نے بے سوچے سمجھے بلا کسی دلیل و حجت کے یہ مان لیا کہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم مرتد ہو گئے تھے۔ اور امیر صاحب کے اس شرعی جرم (ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم) کو جائز قرار دیدیا اور پھر کابل کو اسلامی حکومت کے ماتحت سمجھا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ اگر اسلامی حکومت ایسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ کابل میں ہے تو اسلامی شریعت کی تعریف کی مستحق نہیں ہے۔ اسلامی شریعت تو وہ برکتیں اپنے اندر رکھتی ہے جس پر عمل کرنے سے مسلمان تمام دنیا کے مالک ہو گئے تھے اور اس شریعت کے ترک عمل نے ہی مسلمانوں کو .... تو مذلت میں گرا دیا۔ یہ بھی کوئی اسلامی شریعت کا حکم ہے کہ ایک شخص قرآن کو بلفظہ و حرفہ منزل من اللہ سمجھ کر کتاب اللہ یقین رکھتا ہے اور محمد رسول اللہ کو سید المرسلین اور خاتم النبیین سمجھتا ہے اور شریعت کے احکام پر پورے طور پر عمل کرتا ہے اور نماز بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھتا ہے اور روزہ فرض سمجھ کر رکھتا ہے مگر مسیح کو باستدلال آیات قرآنی مردہ مانتا ہے اور ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا سند کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ضروری خیال کرتا ہے۔ اور اس صدی کے مجدد یا مہدی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتا ہے اور قرآنی احکام کے بموجب ایسی پُر امن سلطنت (انگریزی) سے جہاد کو ممنوع یقین رکھتا ہے۔ ایسے شخص کو کابل کی اسلامی حکومت مرتد قرار دیکر سنگسار کرتی ہے ایسی حکومت سے خدا کی پناہ۔ خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی حکومت سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا۔ اور امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ لا نکفر ... جب کابل کے ملاؤں نے مرحوم پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا تو کیا امیر صاحب نے اسکی تحقیقات کی کہ کس جرم پر یہ فتوے دیا گیا ہے اور کس حکم سے سزا رجم دی گئی ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب اس مقدمہ کی مسل کی نقل منگا کر اپنے اخبار میں شائع کریں تو احمدی جماعت کی سوء ظنی جو امیر صاحب کی نسبت ہے دور ہو سکتی ہے۔ اگر آپ یہ فرماویں کہ امیر صاحب کو انکی سوء ظنی کی کیا پرواہ ہے تو یہ بالکل صحیح ہے مگر امیر صاحب کے وہ نفرات جو انھوں نے گاؤ کی ممانعت کی نسبت ولے (کہ میں کسی ایک فرقہ کا مہمان نہیں بلکہ سب فرقوں کا اور کسی فرقہ کی رنجیدگی میں گوارا نہیں کرتا) ضروری ہیں کہ اس جماعت کی سوء ظنی بھی دور کر دیجائے ورنہ وہ مذکورہ اقوال غلط ثابت ہونگے۔ امیر صاحب نے ہندوؤں کی رنجیدگی سے بچنے کیلئے صرف ایک حیوان کے قتل سے پرہیز کیا ہے تو کیا ہمارے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ انکی جرم کے ثبوت کی نقل ہم کو بھیجدیں تا کہ ہمارا اطمینان ہو جاوے اگر نہیں تو ایڈیٹر صاحب زمیندار ہی مہربانی فرما کر ان کے وجوہ ارتداد۔ اور سزا رجم کی دلایل شرعی سے آگاہی بخشیں ورنہ خیر آپ خوشامد خواہ کچھ لکھدیں ہمارا تو کامل یقین ہے کہ امیر صاحب ایکدن ضرور اسی حیثیت سے جسطرح عبداللطیف مرحوم انکے روبرو پیش ہوئے خدا کے حضور حاضر کئے جائینگے اور سوال ہوگا بای ذنب قتلت۔

امیر صاحب کی بے تعصبی پر افسوس کہ شیعہ فرقہ جن کا اصحاب ثلثہ کو گالیاں دینا برملا نہ سہی خفیہ سہی عبادت تصور ہو۔ یہ مہربانی کا خیال ہے۔ اور ایک سچا مسلمان ایک فروعی مسئلہ حیات ممات مسیح عقیدہ امتناع جہاد انگلشیہ سلطنت سے کسطرح بے رحمی سے سنگسار کیا جائے۔ میں ایڈیٹر صاحب سے یہ مسئلہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب کسی مسلمان مجرم کو قتل گاہ کو لیجائیں تو تریباً دو من پختہ لوہا اس کے گلے میں ڈالا جائے اور اس کا ناک چھید کر اونٹ کی طرح رسی ڈالکر کشاں کشاں لیجائیں کس شرعی حکم سے ہے ایسے بے رحم مذہب سے خدا کی پناہ اور ایسی اسلامی حکومت سے خدا کی امان۔

میں امید کرتا ہوں کہ میرے مہربان ایڈیٹر اخبار زمیندار میرے سوالات کے جواب سے تسلی فرماویں گے۔ م

... میں یہ ہمارے ملک کے حاجت روا اور قوم کے مشکلکشا رسلے حکم الحاکمین خدا اس خیر امت کی اصلاح کر اور ان کو راہ راست پر لگا آمین (اخبار زمیندار کا ایک زمیندار ناظر) راقم

ایمان کی ترقی اور اعمال صالحہ

ذیل میں میں اپنے ایک محسن و مخدوم **میر حامد شاہ** صاحب سیالکوٹی کی ایک نظم درج کرتا ہوں جو انھوں نے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں پڑھی۔ شاہ صاحب کو ناظرین الحکم سے انٹروڈیوس کرانے کی مجھے حاجت نہیں اس لئے کہ وہ اپنی سلیم الفطرتی۔ متانت اور ثقاہت کے ساتھ احمدیت کے درخشان نمونہ ہیں۔ اور قابل رشک سیرت کے بزرگ ہیں ان کے کلام میں اخلاص کے ساتھ درد اور سلاست بیانی ضرور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ان باتوں سے عملی فایدہ اٹھا سکیں آمین — ایڈیٹر

اس لئے حق نے کہا ہیں زلزلہ آئینگے دن
غافلو تم حق کے فرمانے سے ہو ناراض کیوں
حسب حالت ہیں تمھارے جب غضب لائینگے دن
تم کو باطل کی حمایت پر ہے جب ناز اس قدر
حق کو ہیں حق کی حمایت پر اترانے کے دن
حق و باطل کا ہوا اتنا ہے جب جھگڑا دراز
اس تنازعہ کے ہیں آخر فیصلہ پانے کے دن
شوخیاں اچھی نہیں قوم مسلماں ان دنوں
سنت یونسیاں ہیں یاد ہیں لانے کے دن
دیکھ لو اعمال خود آئینہ قرآن سے
کیا یہ وہ اسلام ہے جسپر ہیں اترانے کے دن
زلزلے آتے رہے بے شک یہ سچی بات ہے
کاذبوں کے ہیں انہی میں پر سزا پانے کے دن
صادقوں نے جان دیدی صدق کو زندہ کیا
کذب مرجاتا ہے پر کاذب کے مرجانے کے دن
کہتے ہیں خس کم جہاں پاک اک مثل مشہور ہے
ہیں خس و خاشاک کے اب دور ہو جانے کے دن
خود نظر آئے گا جب امت بنی خیر الامم
اب چلے آتے ہیں امت کے اسدھر جانے کے دن
اپنی حکمت اور ارادے سے خدا کرتا ہے کام
اب یہی دن تھے مسیحا کے اتر آنے کے دن
انتظاری سے بڑھے کی بیقراری اے عزیز
مرنے والا مر گیا ہے اپنے مرجانے کے دن
خطہ کشمیر جس کو کہتے ہیں جنت نظیر
اس کا مدفن بن چکا ہے دفن ہو جانے کے دن
دوستی مردوں سے ہو اور یوں رہے زندوں سے بیر
آچکے پھر ایسی باتوں پر ہے فلاح پانے کے دن
حق کو خوش کرنے کی راہیں تم کو دکھلائی گئیں
بعد صدیوں کے ملے تھے یہ رضا پانے کے دن
صلح کے ایام ہیں دیں حق نے تم کو مہلتیں
ہیں یہ گمراہوں کو اور راست پر لانے کے دن
زندگی پاؤ کلام حق سے اے مردہ دلو
ورنہ پچھتانا پڑے گا تم کو مرجانے کے دن
ان دنوں کی قدر کرنا بات دانائی کی ہے
عقل دکھلاؤ کہ یہ ہیں عقل دکھلانے کے دن
تیرگی نفس ہے سمجھے ہو جسکو روشنی
اب مسیح پاک سے ہیں روشنی پانے کے دن
نفس کا جنجال ہے جسکو سمجھتے عیش ہو
چھوڑ دو اس عیش کو لائیگا دکھ پانیکے دن
تمکو قرآں سے ہے ملتی جب حیات طیبہ
کیوں نہیں پاتے اُسے جب اسکے ہیں پانے کے دن
تم سے حامد کی یہ ہے اک ناصحانہ التماس
ورنہ سمجھائیگا خود وہ یار سمجھانے کے دن
(یہ مصرعہ الہامی ہے)

سچ سچ

کان کھولو اور سنو

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی — بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی
بھلوں کو بُرا کہنا اچھا نہیں ہے — بُرائی سے [illegible] بھلائی نہ ہوگی
خدا کے ہیں مرسل مسیحا موعود — [illegible] حق نمائی نہ ہوگی
اگر تم نہ مانو گے ان کی نصیحت — [illegible] شناسائی نہ ہوگی
یہ سن لو اٹھے وقت ہیں آنیوالے — وہ پاؤ گے تکلیف پائی نہ ہوگی
ہیں طاعون سے اب تو گھیری گئی ہے — مگر اس سے جب تک صفائی نہ ہوگی
تو حق اپنی چمکار دکھلائیگا اور — کہ پہلے کبھی بھی دکھائی نہ ہوگی
خدا اسکے نشانوں کی تحقیر کرنا — [illegible] کچھ بہتر ائی نہ ہوگی
چلو اب نہ ہے راہ جب راہ آ ہے — پھر ایسی کبھی راہ نمائی نہ ہوگی
دکھاتے ہیں وہ راہ تم کو مسیحا — کسی نے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی
مذاہب میں باہم وہ جنگ و جدل ہے — کہ ایسی کبھی پھر لڑائی نہ ہوگی
چلاتے ہیں وہ تیغ اس میں مسیحا — کہ ایسی کسی نے چلائی نہ ہوگی
بپھرے بھاگتا ان سے ہر سو ہے باطل — [illegible] کرکھائی نہ ہوگی
مرا ابن مریم ہوا زندہ اسلام — اب اسکے کو اس کی جدائی نہ ہوگی
یہ اسلام [illegible] غالب آئینگے دن ہیں — کسی کو بھی اسپر رسائی نہ ہوگی
مسیحا کو ذلت نہ ملے گی وہاں سے — [illegible] رسائی نہ ہوگی
خدا نے بگاڑی امت بنائیگا ایسی — کہ بگڑی ہوئی یوں بنائی نہ ہوگی
تمہارے بچانے کی یہ باتیں ہیں ساری — کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی
اٹھو وقت ہے چھوڑ دو بغض و تعصب — سلامت رہو گے تباہی نہ ہوگی
مسلمان مسلماں مسلماں بنو تم — [illegible] روسیاہی نہ ہوگی
شہ کی سعادت کہیں دو جہاں کی — وہ پاؤ گے عزت کہ پائی نہ ہوگی
کرو دین کی خدمت مسیحا کی مانو — [illegible] روائی نہ ہوگی
یہ مطلب کی باتیں کام آنے والی — [illegible] نہ ہوگی
نہیں باز آتے تو سچ مجھ سے سن لو — کہ ایسی کسی نے سنائی نہ ہوگی
دعائیں کرو لاکھ تم سر کو پٹکو — بجز ان کے مشکل کشائی نہ ہوگی

اور سن لو

صادقوں کو کاذبوں نے ہیں یہ جھٹلانے کے دن

شمع حرم

دُنیا میں ہزار ہا شمعیں روشن ہیں اور لاکھوں صحبتوں کی مختلف کیفیتیں اسی شمع کی روشنی میں نظر آیا کرتی ہیں۔ یہی شمع بادشاہوں کے عالی شان قصر و ایوان میں روشن ہے۔ اور یہی ایک میلا اور چکٹا ہوا چراغ بن کے غریب کے شکستہ جھونپڑے میں جھلملا رہا ہے۔ یہی دیر کے مستطیل گنبد کے نیچے ہے اور یہی کلیسا کے طاق میں اسی کی روشنی میں زاہد شب زندہ دار عبادت کرتا ہے۔ اور اسی کی کرنوں میں بے رحم قاتل اپنی تلوار کی باڑھ دیکھتا ہے۔ اسی کی شعاعوں میں بیٹھ کے فیاض و رحم گستر ... مستحقین کو دی جائے گی۔ اور اسی کی نظر کے سامنے چور اور ڈاکو سب ... وہ روپیہ گنتا ہے جسے چرا کے یا لوٹ مار کے لایا ہے۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے اسی آنکھوں کی محرم راز اور مُردوں کی ... روشن شمع کے سامنے ہوتا ہے۔ گو دُنیا کی سب شمعیں بجائے خود ایک خاص کیفیت اور خاص شان رکھتی ہیں۔ مگر جو بات شمع حرم میں ہے کسی میں نہیں۔ اُس کی روشنی حرم کی مساوی عمارت کے اندر ہی نہیں بلکہ دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ شمع نہیں بلکہ گویا آفتاب ہے جس کی چاندنی نے پھیلنا شروع کیا تو ایک چشم زدن میں تمام اقطار عالم میں پھیل گئی۔ حرم کی یہ شمع اُس روغن زیتون سے بے تکلف چراغ کی یادگار ہے جسے ابراہیم خلیل اللہ نے تو شہر مکہ اور نسل عرب کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگتے وقت عرب کی ایک وادی غیر ذی زرع میں ... روشن کیا ہو گا آگے اُس کے ... چمکنا شروع ہوئی تو سارے ریگستان کی ... سطح اور بیابانوں کے پھیلے ہوئے دامنوں میں ... نور چمکاتی ہوئی کل بحر و بر ... شاداب زمینوں مثلاً طم سمندروں اور ... پہاڑوں کو طے کرکے وہاں تک پہنچ گئیں جہاں تک نہ ہماری نظر پہنچ سکتی ہے اور نہ ہمارا خیال۔

یہ سالت ہے زبان سے کچھ نہیں کہتی۔ مگر اس کی آنکھ کھُلی ہوئی ہے کہ اہل عالم کی سیہ کاری پر آنسو بہاتی جاتی ہے۔ مگر خاموشی کی زبان حال سے اپنے فضائل اور اپنی خوبیاں بھی بیان کر رہی ہے۔ اور ایسا دلکش رجز گاتی ہے جسے سُن کے دلوں میں ایمان کا جوش پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ خدا پرستی کے لئے دوڑنے ... کہانی ہے کہ وہ ندا ہے "یا اخی! یا اخی!" کی طلسمی صدا سُنتے ہی لوگ بیتاب ہو کے دوڑ پڑتے تھے۔ مگر شمع حرم سے سچے مبلغ توحید کی صدا "یا امتی! یا امتی!" آج تک سُنی جاتی ہے۔ اور جو سنتا ہے جام توحید کا مست اور شمع عرفان کا دلدادہ بن کے اس طرح بے اختیار دوڑتا اور اس شمع حرم کی طرف لپکتا ہے کہ اُسے سر و پا کا ہوش نہیں رہتا۔

اس کی شعاعیں کہاں کہاں چمک رہی ہیں! اور اس کا جلوہ کہاں کہاں نظر آ رہا ہے۔ دیکھو دعوت حق کرنے والے مجاہدین کی آبدار تلوار دیکھتا ہے۔ اس کی کرنیں کس آب و تاب سے چمک رہی ہیں؟ اور کہاں کہاں جا کے چمکی ہیں؟ اس کے نور نے کیسے کیسے ظلمت کدوں کو روشن کر دیا ہے؟ اور آن کی آن میں کیسی ظلمتیں مٹا کے رکھ دی ہیں۔ ہدایت کے تمام راستوں میں اُس نے اُجالا کر دیا ہے۔ اور بڑھتے بڑھتے جا کے دلوں اور سینوں میں چمکی ہے۔ آج کل کے علمائے سائنس کو دعوےٰ ہے کہ انھوں نے نور کی رفتار کا پتہ لگا لیا ہے۔ لیکن صحیح رفتار نور لالٹینوں کو فاصلے پر رکھ کے کھولنے اور بند کرنے سے نہیں معلوم ہو سکتی۔ (جس طرح کہ یہ لوگ معلوم کیا کرتے ہیں) نور کی صحیح چال معلوم کرنا ہے تو اس امر پر غور کریں کہ شمع حرم سے اٹھ کے کرنیں کس سرعت کے ساتھ ... کے سارے عالم میں ... اور آفتاب کی طرح جو اپنی روشنی سے ہزار ... اور ... کو ... کر رہا ہے اس ... ابراہیمی نور اور محمدی ... کس شان کے ساتھ ... اور

ہر ملک میں لاکھوں کروڑوں شمعیں روشن کر دیں۔

روشنی سے زیادہ دلچسپ اور دلکش اس شمع حرم کی تاریخ ہے۔ لیکن جریدہ عالم کے کہنہ و کرم خوردہ اوراق پر نظر ڈالنے اور مطالعہ کی زحمت اُٹھانے سے زیادہ آسان یہ ہے کہ اس شمع کی سرگزشت ہم اسی کی زبان حال سے سُنیں۔ واقعی اے شمع حرم اپنا حال تجھے تو ہی خوب جانتی ہے۔ اور ہمیں تجھ ہی سے سُن کے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تو نے دُنیا کو کس طرح روشن کیا۔ اور تیری نورانیت کہاں کہاں پہنچی ہے؟ یہ سوال کر کے ہم مراقبے میں بیٹھ گئے۔ دل کی لو اس شمع کی لو سے لگا دی۔ اور حق پسندی و خدا پرستی کے کانوں کو اُس فرشتہ غیب کی آواز پر لگا دیا جو اس کی روشنی کو روز تیز کیا کرتا ہے۔ ناگہاں گویا دل میں ایک نور کی کھڑکی کھُل گئی۔ اور توحید کا مورخ اسی شمع حرم کی زبان سے یہ سرگزشت سُنانے لگا۔

مجھے ایک روشن چراغ کی شان سے حضرت خلیل نے روشن کیا۔ اور میرے لئے درگاہ حضرت رب العزت میں ہمیشہ روز افزوں نورانیت کے ساتھ روشن رہنے کی دعا با برکت ہاتھ اُٹھا کے مانگی۔ اُس مقبول دعا کے ساتھ ہی ازلی نور آسمان سے اُتر کے میری شعاعوں میں مل گیا۔ اور ایسا نظر آیا کہ گویا میری کرنوں سے سارا عالم بقعہ نور بن گیا ہے۔ خلیل اللہ مجھے روشن کر کے چلے گئے۔ اور اُن کے صاحبزادے حضرت اسماعیل اس خدمت پر مامور ہوئے کہ اپنی روشن ضمیری سے مجھے اکسایا کریں۔ اُن کی کوشش سے میری روشنی دُور دُور تک پہنچی۔ سارے عرب کو میں نے چمکا دیا تھا۔ اور میری روشنی میں عرب کے قدیم قافلے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔ میری روشنی نے اُن کے دلوں کا زنگ دور کر دیا تھا۔ اور اکثر سینوں میں میری ہی روشنی کا ایک چراغ روشن ہو گیا تھا کہ یکایک ظلمت و تیرہ بختی کا ایک طوفان عظیم آیا۔ (اور قریب تھا کہ وہ باد سموم جو تیرہ دل لوگوں کی سانسوں سے چلنا شروع ہوئی تھی مجھے گل کر دے۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن لحی نام ایک تیرہ دل شخص کے سینے میں ہوائے نفسانی کے جھونکوں سے وہ چراغ توحید گل ہو گیا جو میری روشنی سے منور ہوا تھا۔ اُس نے پہلے تو فیاضی اور مہمان نوازی کا جوہر دکھا کے لوگوں کو اپنا والہ و شیدا بنایا۔ اور تمام قبائل عرب کے دل اپنے ہاتھ میں لئے۔ پھر ارض شام میں جا کے لوگوں کو ہبل کی مورت کے آگے سر جھکاتے دیکھا تو یہ مشرکانہ ادا کچھ ایسی پسند آئی کہ اُن لوگوں سے کہا کوئی ایسی ہی مورت ہمیں بھی دو جسے اپنے شہر میں لیجا کے رکھیں اور تمہاری طرح اُسے خود بھی پوجیں اور سب ہموطنوں سے بھی پوجوائیں۔ اُس کی خیرہ آنکھیں میری روشنی سے ایسی چکا چوندھ ہوئیں کہ اندھا ہو گیا۔ اور یہ سمجھا کہ خانہ کعبہ بغیر کسی دیوتا کی مورت کے بے چراغ ہے۔ غرض شام والوں نے ہبل نام ایک بڑا بت اُسے دیا جسے لا کے اُس نے خاص میرے برابر ابراہیم خلیل اللہ کے بنائے ہوئے معبد میں رکھ دیا۔ اور لوگوں کو جھکانا شروع کیا کہ خالی خولی گھر کے گرد کیا طواف کرتے ہو اس مورت کے آگے سر جھکاؤ۔ یہ بڑی نازک گھڑی تھی۔ خاص میرے دامن میں ظلمت تھی بلکہ ظلمت بڑھتی جاتی تھی۔ اور میرا نور مٹتا جاتا تھا۔ آخر میں جھلملاتی رہ گئی اور تمام لوگوں کے دلوں میں میرا چراغ گل ہو گیا۔ سب کو بت پرستی اسقدر پسند آئی کہ ہبل کے پاس ہی اور صدہا مورتیں کعبہ کے اندر لا کے رکھ دی گئیں۔ اب میرے سامنے خدا پرستی نہ تھی بلکہ بت پرستی کا زور شور تھا میں "شمع حرم" ہونے کے عوض "چراغ دیر" بن گئی تھی۔ اور اپنی شعاعوں میں مجھے نور کے عوض ظلمت نظر آتی تھی۔

چراغ دیر بننے سے پہلے مجھ پر ایک زمانہ ایسا بھی گزرا تھا کہ میں بجائے عبادت اور پرستش کے لوگوں کی سیہ کاریوں کا تماشا دیکھا کرتی تھی۔ زانی

آکے میرے سامنے زنا کرتے بیدرحم میری آنکھوں کے سامنے قتل وخونریزی کرتے اور مَیں خاموش اور سنسان بے اختیاری ومجبوری کے ساتھ صبر وشکر کرکے ان سیہ کاریوں کو دیکھتی ۔ اس کے خلاف جب میری شعاعوں میں بُت پرستی کا جوش وخروش بڑھاتو مَیں اپنی قسمت پر اور زیادہ رونے لگی ۔ اور گویا ہر چاروں طرف ہجوم تھا ۔ میلے لگا کرتے تھے دور دور سے لوگ آکے میرے سامنے سر جھکایا کرتے تھے مگر مَیں اس کفر وشرک کے زمانہ پر اُس سیہ کاری وبدکاری کے زمانے کو ترجیح دیتی تھی ۔

ممکن تھا کہ ان جہالتوں سے برہم اور ان نالائقیوں پر مشتعل ہو کے مَیں اپنی لَو کو ذرا بڑھاتی اور خانہ کعبہ اور گرد وپیش کے سامان شرک میں آگ لگا دیتی ۔ مگر نہیں مجھی خاموشی سے انتظار کرنے کا حکم تھا ۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ ان بدتمیزیوں کو چپکے چپکے دیکھوں اور دم نہ ماروں ۔

آخر وہ وقت آگیا جب میری روشنی سارے عالم میں پھیلنے والی تھی ۔ اور خدا کی مشیت میں تھا کہ ساری دُنیا میرے نور سے جگمگا اُٹھے ۔ عین اُس حالت میں کہ ہر طرف کفر وشرک کا دور دورہ تھا میری توحید کی شعاعیں بُت پرستی کی ظلمت سے مغلوب ہو کے بے اثر ہوگئی تھیں اور مَیں بُت خانے کا چراغ بنی ہوئی تھی حضرت پیغمبر عرب اور نبی آخر الزمان صلعم پیدا ہوئے آپکی ولادت کے ساتھ ہی میری ضوء یکایک ایک صاعقہ کی شان سے ایوان کسریٰ پر پہنچی اُس کے در و دیوار میں زلزلہ ڈال دیا ۔ اور اُس کی بُنیاد منہدم کر دی ۔ اس کے چالیس برس بعد جب دعوت حق کی صدا بلند ہوئی تو میری سچی روشنی نمودار ہونا شروع ہوئی ۔

وہ وقت مجھے اچھی طرح یاد ہے جب شرک وتوحید میں مقابلہ شروع ہوا ہے ۔ اور شرک اپنی ظلمت کا آخری جوش غیظ وغضب کے ساتھ دکھا رہا تھا ۔ اور چاہتا تھا کہ اپنی دستبرد سے مجھے گل کر دے ۔ اس وقت اُس سچے داعی حق اور اس کے چند مست بادۂ توحید رفقا نے مخالفوں اور توحید کے دشمنوں کے ہاتھ سے جیسی جیسی تکلیفیں اُٹھائی ۔ اور سخت سخت اذیتیں برداشت کی ہیں بیان نہیں ہو سکتا کبھی یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو میرے ساتھ ان داعیان حق کی زندگی کا چراغ بھی گل ہو جائے لیکن نہیں ۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ۔ کسے کو تُف زند ریشش بسوزد

کسی کا کچھ زور نہ چلا ۔ اور نعرۂ توحید بلند کرنے والوں کی آواز سارے عرب میں گونج اُٹھی اب میری شان بڑھانے میری روشنی تیز کرنے کے لئے بُت پرستی وشرک کے رسوم مٹا دیتے گئے ۔ توحید وخدا پرستی کا سچا جوش دلوں میں پیدا کیا گیا ۔ حرم کا ایوان ربانی بتوں کی ظلمت سے صاف اور وحدت کے نور سے معمور کیا گیا ۔ اور ان کارروائیوں کے ساتھ ہی میں یکایک اس طرح چمک اُٹھی کہ میری کرنیں مشرق ومغرب اور شمال وجنوب کی انتہائی سرحدوں سے گذر جانے کے لئے بیتاب تھیں ۔

اب ایک مبارک گروہ میری روشنی پھیلانے اور میرے راستے میں سے ظلم وجور اور شرک وکفر کی خارزار جھاڑیاں دور کرنے کیلئے تیار ہوا ۔ یہ لوگ میرے نورانی رنگ میں رنگے ہوئے تھے ۔ ان کے چہروں پر میری شعاعوں کا عکس پڑ رہا تھا ۔ ان کے نورانی چہروں اور ان کی متبرک ڈاڑھیوں پہ میری کرنیں عالم نور پیدا کر رہی تھیں ۔ اور اُن کے سینوں اور دلوں میں وہ چراغ لمعہ افگن تھے جنھیں مَیں نے اپنی روشنی سے جلایا تھا ۔ یہ خدا کا مرتب کیا ہوا لشکر حق پرستی کی دھن میں جو نکلا تو چند ہی روز میں ساری دنیا ظلمت کے نشیب وفراز سے پاک ہوگئی اور جہاں اور جس سرزمین میں دیکھیے میری ہی روشنی پھیلی ہوئی تھی

آج تم چاہیے اپنی آنکھوں سے میری شعاعوں کو نہ دیکھتے ہو مگر انھیں شمعوں اور چراغوں کی روشنی میں چلتے پھرتے ہو جو میرے نور سے روشن ہوئے ہیں ۔ کوئی حصہ خدا پرستی کی مسجدوں سے خالی ہے ؟ اُن مسجدوں کے طاقوں میں جتنے چراغ جل رہے ہیں ان سب میں میری ہی روشنی ہے ۔ مَیں نے اپنی پیدا کی ہوئی تہذیب سے تمہارے تمدن اور تمہاری دنیوی معاشرت کے لئے اگر آبادیوں کی رونق بڑھائی اور تمہاری گذرگاہوں میں اُجالا پھیلایا تو مَیں نے تمہارے لئے وہ سڑک بھی روشن کر دی جس پر سے ہو کے تمھیں سب سے بڑا سفر کرنا پڑتا ہے ۔ اور جو تمھیں اس عالم سے آس دوسرے عالم نور میں پہنچاتی ہے ۔ یہ سڑک تیرہ وتاریک اور نہایت خطرناک حالت میں پڑی تھی ۔ مَیں نے اس میں اپنی لالٹینیں روشن کیں اور تمھیں دکھا دیا کہ کیونکر تم نجات کے راستے پر چل سکتے ہو ۔ اور دور دور کیوں جاؤ اگر تمھیں توحید کا چسکہ ہے اور تم ایمان رکھتے ہو تو خود اپنے سینوں میں میرا چراغ روشن پاؤ گے ۔

شمع حرم کی زبان سے یہ واقعات سُننے کے بعد اب سوا اس کے اور کچھ نہیں باقی رہ گیا ہے کہ ہم اس کے لئے روز افزوں ترقی کے ساتھ ہمیشہ روشن رہنے کی دعا کرکے اپنے ناظرین سے رخصت ہوں ۔ (از دلگداز)

اطلاع

خریداران الحکم کو اس سے پیشتر مَیں توجہ دلا چکا ہوں ۔ کہ وہ خط وکتابت میں نمبر خریداری جو اُن کی چٹ پر وستی ۔ یا مطبوعہ ہوتا ہے درج کیا کریں ۔ تاکہ تلاش نمبر میں بہت سا وقت ضائع نہ ہو ۔ اور ان کے ارشاد کی تعمیل میں بھی توقف نہ واقع ہو ۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد پھر اس حالت پر ہو جاتے ہیں ۔ یعنے نمبر خریداری کا درج کرنا ترک کر دیا جاتا ہے ۔ جس سے علاوہ وقت کے ضائع ہونے کے احباب کے جواب میں روک پیدا ہو کر ان کے لئے شکایت کا موقع مل جاتا ہے ۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ ہمارے خوش معاملہ خریدار خط وکتابت کرتے وقت نمبر کا اندراج کرنے سے دریغ نہ کریں ۔ بعض حضرات ایسے ہیں جو بجائے نمبر خریداری کے درج کرنے کے رجسٹرڈ اول ۷۷ درج کرتے ہیں ۔ وہ خوب **یاد رکھیں** کہ یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے ۔ اس ڈاکخانہ کے نمبر کے مقابل پر جو نمبر درج ہوتا ہے وہ ان کی خریداری کا ہے ۔

(۲) جن خریداروں کے ذمہ سال رواں کا بقایا چندہ واجب الوصول ہے ۔ وہ اپنا زرِ بقایا ارسال کرکے ممنون فرما دیں ۔ یا وہ اطلاع دیں کہ کونسا پرچہ **اُن کے نام وی پی کیا جاوے اگر وہ اطلاع نہ دینگے ۔ تو وہ ہر وقت مطبع کا وی پی لینے کے لئے طیار رہیں ۔**

مینیجر الحکم

استفسار اور اُن کے جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جوابات حسب ذیل عرض ہیں وباللہ التوفیق وہو نعم المولیٰ ونعم الرفیق۔

سوال اول۔ روٹی پر یا کھانے پر ختم دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ طریق جو آجکل پنجاب میں رواج ہے کہ میت کے درود دیا ارواح بھیجنے کے لئے کچھ کھانا اور چنے وٹیاں پکائی جاتی ہیں پھر اُن کو سامنے رکھکر ایک آدمی کچھ اس پر پڑھتا ہے پھر ارواح بھیجتا ہے اس کی اصلیت قرآن مجید حدیث شریف و آثار صحابہ میں کہیں پائی نہیں گئی۔ کھانا صدقہ کے طور پر دینا میت کی طرف سے یا میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز ہے مگر اس میں بھی شرط ہے کہ ریا مخر سمعہ رسم کی پابندی نہ ہو کہ اس سے وہ گناہ یا شرک کی حد کو پہنچ جاتا ہے۔

سوال دوم۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مستورات کس طرح سے بیعت کرتی تھیں۔

جواب۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شرائط بیعت زبان مبارک سے فرماتے جاتے وہ بھی منظور کرتی جاتیں۔ صرف زبان سے بیعت ہوتی تھی ہاتھ پر ہاتھ مردوں کی طرح نہیں رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام بھی اس طرح صرف زبانی بیعت لیتے ہیں۔

سوال سوم۔ کیا وہ مستورات حضرت نبی کریم صلعم سے پردہ کرتی تھیں یا کیا رسولوں سے پردہ کرنا واجب ہے کیا عام مستورات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بھی کرتی تھیں مثلاً ہاتھ پاؤں دبانا وغیرہ

جواب وباللہ التوفیق۔ ہر ایک قانون کے لئے کوئی وجہ اور منشا ہوتا ہے پردہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو وجوہ و منشا بیان فرمائے ہیں۔ اول زنا سے بچنا۔ دوسرا تہمت زنا سے بچنا۔ چنانچہ سورہ نور میں جہاں احکام پردہ (حجاب) کے بیان فرمائے ہیں وہاں پہلے زنا پھر تہمت زنا کو ذکر فرما کر پھر ان فعلوں سے بچنے کی تدبیر بیان فرمائی جو یہی پردہ ہے اور یہاں تک اس پر زور دیا کہ عورت بیگانہ نا قابل اعتبار سے بھی حجاب کا حکم دیدیا تاکہ اس کی نگہ سے پاس تعریف کرنے سے کوئی فساد پیدا نہ ہوجائے۔

چونکہ ہر ایک قانون میں مستثنیات بھی ہوتے ہیں یعنی کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن سے وہ احتمال اور خوف نقصان نہیں ہوتا جس کے لئے وہ قانون بنایا گیا ہے لہذا وہ اس قانون سے مستثنے کئے جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جن سے احتمال اور خوف زنا یا تہمت زنا نہ تھا اس کو مستثنے فرمادیا اور وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک قریبی رشتہ دار جیسے الا لبعولتھن او اٰبائھن او اٰباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء۔

یعنے خاوند۔ باپ۔ خسر۔ بھائی۔ بھتیجا وغیرہ اور دوسرے غیر رشتہ دار جیسے فرمایا او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء یعنے ایسے چھوٹے بچے جو جماع پر قادر نہیں اور غیر اولی الاربۃ من الرجال آخیر پر فرمایا کہ تمام ایسے مرد بھی مستثنے ہیں جو شہوانی نہیں جیسے انبیاء اور صدیقین اور صالحین اور بعض قسم کے مریض فرجے اور شیخ فانی اور جو کوئی غیر اولی الاربۃ کے نیچے آجاوے یعنے کہ شہوت جماع ہی نہیں رکھتے یا مغلوب الشہوت نہیں۔

پس انبیاء بھی اس واسطے اس حکم سے مستثنے ہیں کہ وہ بھی محل احتمال نقصان نہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد عید عورتوں کے گھمان میں تشریف لے جاتے اور ان کو صدقہ کا وعظ فرماتے اور حضرت بلال بھی ساتھ ہوتے بلکہ بعض عورتیں نبی علیہ السلام کی جوئیں دیکھنے کے لئے سر مبارک کو دیکھتی تھیں دیکھو مسند امام جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ عن کلثوم قالت کانت زینب تفلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ امراۃ عثمان بن مظعون ونساء من المہاجرات یشکون منازلھن وانھن یخرجن منہ ویضیق علیھن فیہ فتکلمت زینب وترکت راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست تکلمین بعینیک تکلمی واعملی عملک یعنے ایک دفعہ زینب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکھ رہی تھیں اور کچھ مہاجرات عورتیں بھی اپنے اپنے مکانات کی شکایت کر رہی تھیں جب زینب نے اُن سے بات کی تو سر مبارک کو چھوڑ دیا بسبب باتوں کیطرف مشغول ہونے کے۔ اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو آنکھوں سے باتیں کر رہی ہے یعنے آنکھوں سے جوئیں دیکھتی رہ اور زبان سے بات کرتی رہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے طاہر اطہر طیب الطیب انسان کو جوئیں پڑتی تھیں ہرگز نہیں حاشا وکلا۔ بلکہ صرف محبت اور خدمت کے لئے اور تبرک ہاتھ لگانے اور مس کرنے کا بہانہ ڈھونڈنے کے لئے جوئیں دیکھتی تھیں اور حضرت نبی کریم رؤف رحیم صاحب خلق عظیم بھی صرف اس غرض سے کہ ان کو خدمت کا اجر اللہ تعالیٰ سے ملے سر مبارک آگے رکھدیتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر عورات صحابہ جنگلوں میں ساتھ جاتیں اور فوج کو پانی پلاتیں اور جو لوگ بیمار اور زخمی ہوتے اُن کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتولوں کو مدینہ میں پہنچاتی تھیں دیکھو مسند احمد حنبل صفحہ ۳۵۸ جلد ۶۔ عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنسقی القوم ونخدمھم ونرد الجرحی والقتلی الی المدینۃ بلکہ غزوہ خیبر میں جب عورتیں جنگ کے لئے ساتھ نکلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت پر عرض کیا کہ ہم تیر دیا کرینگی فوج کو ستو پلائینگی اور زخمیوں کا علاج کیا کرینگی اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اجازت ہی نہیں فرمائی بلکہ غنیمت خیبر سے انکا حصہ بھی مردوں کی طرح نکالا حدثنی حشرج ابن زیاد الاشجعی عن جدتہ ام ابیہ انھا قالت خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ خیبر وانا سادس ست نسوۃ فبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان معہ نساء فارسل الینا فقال ما اخرجکن وبامر من خرجتن فقلنا خرجنا نناول السہام ونسقی الناس السویق ومعنا ما نداوی بہ الجرحی فقال قمن فانصرفن فلما فتح اللہ علیہ خیبر اخرج لنا سہاما کسہام الرجال مسند امام امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۷۱۔

اصل بات یہ ہے کہ پنجاب کا حجاب شرعی حجاب نہیں ورنہ یہ اعتراض بھی آپ کے دل میں پیدا نہ ہوتا دوسرا پنجاب میں سورہ نور کی ایک آیت ہی قابل عمل نہیں بھی گئی ورنہ آپ کو یہ ابتلا نہ ہوتا۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن۔ یعنے مومن عورتوں کو کہہ کہ آنکھیں نیچے رکھیں اب اگر سارا منہ پنجابیوں کی طرح برقعہ میں بند ہو تو آنکھوں کو نیچے رکھنے کا حکم ہی فضول ہو جاتا ہے اور اسکے بالمقابل مردوں کو حکم ہے یغضوا من ابصارہم تم بھی اپنی آنکھیں نیچے رکھو اگر عورتوں کا منہ برقعہ سے بند ہو جیسے آجکل رواج ہے تو مردوں کو نیچے آنکھیں رکھنے کا کیا فائدہ ہے بلکہ یہ حکم تو اس حالت میں مفید ہوسکتا ہے کہ جو پنجاب کے سے عورتوں کا منہ نظر آوے پھر مومن مردوں اور عورتوں دونوں کے حکم غض بصر کے بعد وجہ اسکی بیان فرمائی کہ یحفظوا فروجہم ویحفظن فروجہن سورہ نور رکوع ۴ غرض غض بصر سے حفاظت فرج ہے جب حفاظت فرج اکمل طور پر حاصل ہو وہاں یہ ضرورت ہی نہیں رہتی چنانچہ باپ بیٹا وغیرہ انبیاء وصادقین و بیمار وغیرہ کے موقعہ پر جنگی حوالجات اوپر لکھی گئے یہ پنجابی پردہ دیہات میں جا کر دیکھو اور ہی رنگ رکھتا ہے نہ یہ برقعہ ہے اور نہ یہ قید ہے غرض یہ پنجابی پابند کا رسمی پردہ شرعی پردہ ہی نہیں۔ دوسرا جہاں احتمال زنا و تہمت زنا نہ ہو وہاں ضرورت بھی نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ

(فضل دین حکیم از قادیان)

وصیت [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان -

میں اشتہار الوصیۃ مشتہرہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء اپنے امام و مرشد و ہادی حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحب غلام احمد سلمہ کی ہدایت کی موافق اقرار کرتا ہوں کہ مجھے ان تمام قواعد سے جو حضرت اقدس نے اور ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ نے شائع کئے ہیں پورا اتفاق ہے - اور نیز عمل کرنے کے لئے بسر و چشم تیار ہوں اور آئندہ بھی جو وقتاً فوقتاً انجمن مذکور ان قواعد میں اصلاح و ترمیم وغیرہ کرے گی مجھے قبول و منظور ہے -

(۲) میں نے حسب ہدایت اشتہار الوصیۃ مقبرہ بہشتی کے مصارف کے لئے ۱۰ روپیہ چندہ امین انجمن حکیم مولوی نور الدین صاحب کے نام روانہ کردیا ہے -

(۳) جو کچھ اس وقت میرے پاس موجود تھا اُس کا دسواں حصہ بھی یعنی ۱۸ اٹھارہ روپیے امین انجمن حکیم مولوی نور الدین صاحب کے نام روانہ بذریعہ منی آرڈر کردیا ہے -

(۴) آئندہ کے لئے میں اقرار کرتا ہوں کہ ہر سال جو کچھ سوائے موجودہ جائداد روپیہ کے کوئی اور زائد رقم پیدا کروں تو اس کا دسواں حصہ بھی ہر سال شروع دیسمبر میں ادا کرتا رہوں گا -

(۵) انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا کہ ان مصارف کے لئے جو میری میت کو قادیان پہنچانے وغیرہ کے لئے خرچ ہوں گا اپنی زندگی میں ہی وقتاً فوقتاً انجمن کو سپرد کردوں گا لیکن بتقضائے الٰہی مجھے ایسا موقع نہ ملا تو انجمن کو اختیار ہوگا کہ میرے ترکہ سے جس طرح چاہے وصول کرلے اور یہ انجمن کا فرض ہوگا - لہذا اسٹیفکیٹ مطلوب ہے -

المرقوم خاکسار محمد دین احمدی کیانی [illegible] سکنہ [illegible]
متصل [illegible] محمد [illegible] ۲۴ ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد ـــــــــــ
سید فضل شاہ

گواہ شد ـــــــــــ
عبد الحئی کاتب بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

من مسمی عبد الغفار ولد دیندار قوم افغان ساکن قریہ صاحبزادگان علاقہ خوست ملک افغانستان حال مہاجر در قادیان - بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ برضا و رغبت خود امروزہ بتاریخ ۱۷ ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت می کنم و نوشتہ کنم کہ بعد از وفات من برایں وصیت عمل کردہ شود -

(۱) اقرار میکنم کہ بر ہمہ دعاوی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود رئیس قادیان از صدق دل ایمان دارم و از مریدان و پیروان حضرت مرزا صاحب ہستم -

(۲) اقرار میکنم کہ رسالہ الوصیۃ مصنفہ حضرت مسیح موعود کہ بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع شدہ بود بہ تمام و کمال شنیدہ ام و پابند ہدایات مندرجہ رسالہ مذکور ہستم و نیز پابند ہدایات کہ بعد از رسالہ مذکور از جانب حضرت امام یا صدر انجمن احمدیہ جاری شوند ہستم -

(۴) دریں وقت در ملک خود قدرے اسباب دارم مثلاً گاؤ وغیرہ لیکن آن قابل نو نیست چراکہ او علاقہ افغانستان است و در آنجا قبضہ کردن ہر چیز - یا آوردن چیزے دریں ملک ممکن نیست دیگر خود در قریہ صاحبزادگان ہم از وطن خود مہاجر بودم - کہ برائے حصول صحبت حضرت مولوی عبد اللطیف مرحوم با ایشان ترک وطن کردہ بودم حالا آن وطن ہم ترک شد و در قادیان آمدم - حالا در قادیان سکونت اختیار کردہ ام و نزد من ہیچ جائداد نیست الا وصیت میکنم کہ اگر بعد ازیں قبل از مرگ چیزے نزد من جمع شود از ہر قبیل اسباب باشد یا مکان یا نقد سوم حصہ آن ملک انجمن صدر احمدیہ باشد و باقی دو حصہ برائے اولاد و ورثا باشد -

العبد ـــــــــــ
عبد الغفار بقلم خود

گواہ شد ـــــــــــ
صاحب نور ولد الصمد نور مرحوم کابلی

گواہ شد ـــــــــــ
احمد نور ولد الصمد نور ساکن قادیان قوم سید افغان

گواہ شد ـــــــــــ
عبد الرحیم قائمقام ہیڈ کلارک دفتر میگزین قادیان دار الامان

گواہ شد ـــــــــــ
عبد الرحیم ولد جیند اسنگہ از قادیان ضلع گورداسپور

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(۱) میں مسمی سکندر علی مہاجر ولد چودہری ولی داد نمبردار مرحوم قوم جٹ ساکن موضع لکھن کلاں متصل کلانور تحصیل و ضلع گورداسپور حال وارد موضع بھینی بانگر متصل قادیان دار الامان تحصیل و ضلع گورداسپور - بقائمی ہوش حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ - اپنی خوشی اور رضامندی سے آج مورخہ ۲۷ محرم ۱۳۲۴ ہجری مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو -

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں -

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے - میں ان ہدایت کا جو اس

بحث درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط متذکرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی موازی ۵ کنال۔ اور ایک مکان سکونتی یعنے دو کوٹھریاں اور آگے دالان و صحن ہے جو واقع موضع لکھن کلاں مذکور میں ہے اور جس پر میرا مالکانہ قبضہ اس وقت ہے اور اس جایداد میں میرا کوئی شریک نہیں میں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے ⅒ حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ اراضی مذکور کی پیداوار کا ⅒ حصہ فصل بہ فصل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر دیا کروں گا۔ اور اس وقت بندہ کی تنخواہ مبلغ ۸ روپیہ ماہوار ہے اس میں سے مبلغ ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے مد چندہ لنگر خانہ و مدرسہ کے انشاء اللہ تعالیٰ دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اُس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس جایداد وصیت کردہ سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے (غرضکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد (مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ) پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد (ماسوا جایداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد اُفاعنہ کہ وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایت انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہونگی دارالامان قادیان میں پہنچا وے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دوں گا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی اور رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز اور ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جس کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قایم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر (۸) میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہونے تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

العبد

کمترین سکندر علی مہاجر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بقلم خود

گواہ شد

باجا نمبردار ولد امیر بخش سکنہ بھینی بانگر۔ نشان انگوٹھا بایاں

گواہ شد

مسماۃ گجری زوجہ سکندر علی نشان انگوٹھا بایاں

گواہ شد

عبدالرحیم سیکنڈ کلرک ریویو آف ریلیجنز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد حسن دفتری میگزین ضلع گورداسپور قادیان دارالامان بقلم خود۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ حاجی ولد بوٹا قوم جٹ زمیندار ساکن کوٹلی ہرنرائن تحصیل و ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔

(۱) بقائمی حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸۔ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلسلہ رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا

صرف جو جائیداد ہو۔ اسکا بھی ⅕ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد ... میرے مرنے کے بعد

ہوں۔ اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام وکمال پڑھ لیا ہے میں اِن ہدایات کا جو اس میں درج میں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شایع ہوں گے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط اور قواعد و شرایط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہے گی۔

(۴) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے نقد للعہ روپیہ ہے اور ان میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس جائیداد کے دسویں حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد دسواں حصہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کا اختیار ہے کہ میرے بعد مرنے کے میری بقیہ جائیداد سے اس کو الگ کر لے یا اگر نہ کرے تو اس سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضکہ انجمن مذکور کا سب طرح سے اختیار ہے چاہے تو وہ دسواں حصہ الگ کرے چاہے تو شامل رکھکر مفاد اُٹھایا کرے انجمن میرے دسویں حصہ کی مالک ہے میرے کسی وارث کو خواہ احمدی یا غیر احمدی ہو میری جائیداد کے دسویں حصہ کے متعلق کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد آیندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد علاوہ اسکے پیدا کروں یا میرے بعد مرنے کے میری اور کوئی جائیداد متروکہ ثابت ہو تو اس جائیداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا ذکر بیچ فقرہ ہائے سابق نمبر ۴ وصیت میں لکھا ہے میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اپنی تمام آمدنی کا دسواں حصہ علاوہ اس چندہ کے جو لنگر خانہ امام زمان کے بھیجتا ہوں انجمن احمدیہ کے پاس بھیجتا رہوں گا۔

(۷) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی ہی جماعت پڑھے اگر میں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں یا کسی اور جگہ دفن ہوں ہر چند میری یہ وصیت قایم رہے گی۔

العبد

حاجی ولد بوٹا قوم جٹ احمدی عمر للعہ برس ساکن کوٹلی ہرنرائن تحصیل سیالکوٹ

ضمن بند ۵ کی مکرر اقرار ہے کہ میری اراضی تعدادی للعہ کنال واقعہ موضع مذکور ملکیت میری بلا شراکت غیرے ہے جو اس وقت عوض للعہ روپیہ رہن ہے بوقت انفکاک کے اس کا بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ شامل وصیت ہذا ہوگا اور میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان دسواں حصہ اراضی مذکور کی مالک تصور ہوگی تحریر سنہ الیہ

العبد

حاجی ولد بوٹا قوم راجپوت احمدی سکنہ کوٹلی ہرنرائن

گواہ شد

اسماعیل احمدی ساکن بیڈالی تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد

غلام حسین ولد غلام محمد تحصیل وضلع سیالکوٹ سکنہ کوٹلی ہرنرائن

گواہ شد

فوجدار نمبردار احمدی سکنہ کوٹلی ہرنرائن بقلم خود

وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسمی فضل محمد احمدی ولد سندی قوم کمہار سکنہ موضع پیر سیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔

(۱) بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج مورخہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھہ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اون ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شایع ہوں گے میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات وضوابط و قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میں اس وقت دوکان پنساری اور بزازی وغیرہ کی کرتا ہوں۔ اور جو مال اس وقت اُس میں (یعنے دوکان میں) موجود ہے اس کی قیمت قریباً مبلغ تین سو روپیہ ہے۔ اور اس مال میں میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں آج کی تاریخ سے اُس مال کی نسبت جس کی قیمت مبلغ تین سو روپیہ ہے میں اُس کے دسویں حصہ (یعنے ۱/۱۰) کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اُس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن ہذا کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اُس جائیداد سے جو اوپر تحریر شدہ ہے اپنے ۱/۱۰ حصے کو الگ کر کے فروخت یا اُس کی قیمت وصول کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو خواہ غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اگر میری وصیت کردہ جائیداد آیندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں تو اس کی نسبت بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ تک وصیت ہذا میں کیا ہے۔ اور میں ترقی جائیداد کی نسبت انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور جہاں تک ہو سکے میری نعش کو دارالامان قادیان شریف میں پہنچانے اور مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کی جاوے اور مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کی خدمت میں بڑے ادب سے گذارش کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے بڑی مہربانی سے رحم فرما کر میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں ہی دفن کیا جاوے۔ یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۶ء ہم لہٰذا یہ وصیت تحریر کر دیتا ہوں کہ سند ہووے۔

العبد
فضل محمد احمدی سکنہ موضع ہرسیاں وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد
نور محمد ولد کریم بخش قوم ارائیں ساکن موضع ہرسیاں بقلم خود

گواہ شد
جمال الدین ولد محمد صدیق ساکن سیکواں احمدی بقلم خود

گواہ شد
امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم ارائیں ساکن سیکواں بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسماۃ جناں بی بی زوجہ میاں نور قوم سید زادی ساکن علاقہ کابل مقیم قادیان۔

میں صحیح ہوش و حواس کے ساتھ اقرار کرتی ہوں کہ میرا مال جو منقولہ اور غیر منقولہ ہے۔ میری وفات کے بعد اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو واسطے اشاعت اسلام کے دیا جاوے۔ اس میں کسی وارث کا کوئی دخل نہ ہوگا یہ دسواں حصہ انجمن کا مال ہوگا۔ یہ چند حروف بطور وصیت نامہ اس واسطے لکھتی ہوں کہ سند رہے اور وقت پر کام آوے۔ المرقوم ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد
عبد الرحیم بقلم خود

گواہ شد
حکیم محمد زمان بقلم خود

گواہ شد
ناصر نواب بقلم خود

گواہ شد
احمد نور بقلم خود

گواہ شد
عبد الرحیم سکول ماسٹر بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسماۃ نعمت بی بی زوجہ صاحب نور قوم سید افغان ساکن علاقہ کابل الحال مقیم قادیان بنت سید احمد۔ ہوش حواس صحیح بطور وصیت کے یہ لکھتی ہوں کہ میرے مال اور جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اغراض اشاعت اسلام دیا جاوے اس دسویں حصہ میں میرے ورثا کا کوئی حق نہ ہوگا کہ وہ دست اندازی کریں۔ یہ چند حروف بطور وصیت نامہ لکھ دیتی ہوں۔ کہ سند رہیں اور وقت پر کام آویں۔ المرقوم ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

العبد
مسماۃ نعمت بی بی نشان انگوٹھا

گواہ شد
ناصر نواب بقلم خود

گواہ شد
حکیم محمد زمان بقلم خود ملازم نواب محمد علی خان صاحب

گواہ شد
احمد نور کابلی بقلم خود

گواہ شد
عبد الرحیم سکول ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں غلام فاطمہ زوجہ ماسٹر عبد الرحمن بنت خلیفہ نور الدین سوداگر قوم پٹھان۔ یہ وصیت کرتی ہوں کہ میری جائیداد میں سے ۱/۳ حصہ صدر انجمن احمدیہ کی شاخ مجلس کارپردازان مصالح قبرستان قادیان کو دیا جاوے۔ اگر اللہ اور کوئی جائیداد مجھے دیوے تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ میری جائیداد زیور حسب ذیل ہیں۔

والیاں طلائی	ٹھینی	چوڑیاں نقری ۲ عدد	لونگ و کیکر	بالکاں دو عدد
۶۰	عہ	۵	عہ	عہ

بند و دد عدد

العبد
غلام فاطمہ بقلم خود مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۷ء

گواہ شد
[illegible] مدرس تعلیم الاسلام سکول قادیان

گواہ شد
مرزا [illegible] احمدی قادیان

ماسٹر عبد الرحمن [illegible]

چوری اور سینہ زوری کا مقدمہ

ناظرین الحکم اس مقدمہ کے حالات سے واقف ہو چکے ہیں الحکم چونکہ بفضلہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ وہ ظلمیر اللمجرمین ہو اسلئے اس نے اس مقدمہ کے حالات شائع کرنے ضروری سمجھے ہیں مقدمہ مذکورہ ۱۵ ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کو سردار غلام حیدر خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں پیش ہوا۔ سردار صاحب اپنی آزاد منشی اور انصاف پروری میں اس ضلع میں خصوصیت سے مشہور ہیں اور کام کرنے میں بڑے مستعد اور باہمت ہیں ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو بارش بڑے زور سے ہو رہی تھی اور باوجودیکہ ان ہی پہلو میں بیٹھنے والی ایک مجسٹریٹ صاحب ۲ بجے تک عدالت میں نہ آسکے سردار صاحب ٹھیک ۱۰ بجے کچہری میں آکر کام شروع کر چکے تھے ۱۱ بجے کے قریب یہ مقدمہ پیش ہوا۔ اور ڈیڑھ بجے تک شہادت استغاثہ ختم ہو گئی ملزموں کیطرف سے دو وکیل پیروکار تھے اور استغاثہ کیطرف سے کورٹ انسپکٹر صاحب تنہا کام کر رہے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بڑی قابلیت اور مستعدی کے ساتھ وہ اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہے تھے ایک لایق اور تجربہ کار پلیڈر اور قانون دان کیطرح انہوں نے شہادت استغاثہ کو پیش کیا + دوران شہادت میں دیوان سنت رام صاحب بیرسٹر بھی استغاثہ کیطرف سے پیروکار ہو گئے۔ شہادت استغاثہ ختم ہونے کے بعد ملزموں کا بیان ہوا۔ ملزموں نے جیسا کہ امید تھی انکار کیا۔ دیال سنگھ ملزم نے لڑائی کا ہونا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اس لڑائی پر اس نے استغاثہ بھی کیا ہوا ہے۔ دوران تفتیش میں بھی ایسا معلوم ہوا تھا کہ پیش بندی کے طور پر ایک استغاثہ دیال سنگھ نے دائر کیا ہے۔ ایشر ملزم نے بھی انکار کیا۔ دیال سنگھ ملزم نے نہایت بے باکی کے ساتھ ایک شرمناک وجہ عداوت پیش کی۔ اگر اسے تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۷ کا علم ہوتا تو شاید اس وجہ عداوت کو پیش نہ کرتا + بہرحال عدالت نے ملزموں پر فرد جرم لگا دیا۔ اور ملزم ۳ ایشر کمبو کو پانسو روپیہ کی ضمانت پر تا فیصلہ حراست سے رہا کر دیا۔ آیندہ تاریخ پیشی جس پر گواہان صفائی لئے جاویں گے ۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی ہے اور سردار صاحب موقعہ پر بمقام قادیان مقدمہ سماعت کریں گے۔

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

امسال سالانہ کھیلوں کا مقابلہ ۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو گورداسپور ہونیوالا تھا جسمیں تعلیم الاسلام ہائی سکول بھی معمول کے موافق شامل ہونے کے لئے گیا تھا۔ اور ڈسکول گورداسپور میں تمام ضلع کے طلبار کو ٹھہرایا گیا تھا۔ مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض معاملات میں طلبار کو وجہ شکایت پیدا ہوئی۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ بابو سوہن لال صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر (جو ٹورنیمنٹ کمیٹی کے سکرٹری بھی تھے) بڑی مستعدی اور جفاکشی سے کام لیا۔ اور ہر طرح سے لڑکوں کو آرام پہونچانے کی سعی کی لیکن جو امر ان کے نوٹس میں نہ لایا جاوے اسکے لئے وہ ہر طرح معذور تھے۔ یہ غلطی میری رائے میں ان ٹیچروں کی اخلاقی جرأت کی کمی کیوجہ سے ہوئی جو طالبعلموں کے ساتھ تھے۔ کیونکہ جب ایڈیٹر الحکم نے بابو سوہن لال صاحب کو ان کے دفتر میں جاکر بعض ضروری امور پر توجہ دلائی تو انہوں نے بڑی مستعدی سے معاً انکا انسداد کیا جس کے لئے میں انکا خاص شکرگذار ہوں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سکول کے طالب علم رات بھر وہاں گیت گاتے رہے اور رات بھر انہوں نے

مغز ما خوردہ و حلق خود بدرید

کا نمونہ دکھایا۔ جو شرمناک امر ہے آیندہ ایسے ٹیچر طلبار کے ساتھ آنے چاہئیں جنمیں انتظامی قوت ہو اور جو لڑکوں پر اپنا خاص اثر رکھتے ہوں لیکن ۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو چونکہ سارا دن بارش ہوتی رہی اور آیندہ تین چار دن زمین اس قابل نہیں ہو سکتی تھی کہ کھیل شروع ہو اسلئے اس مرتبہ ٹورنیمنٹ ملتوی ہوا۔ اب سال آیندہ پر دیکھنا چاہئے کیا ہوتا ہے۔

نجات یافتہ کپتان حوالات میں

گورداسپور جاکر معلوم ہوا کہ مکتی فوج کے ایک کپتان اور اس کے دو تین مددگاروں نے (جو وہ بھی نجات یافتہ اور یسوع کے لیلے ہیں) ایک عیسائی کے گھر چوری کی اور واردات کو مشتبہ کرنے کے لئے یا چھپانے کی خاطر گھر کو آگ لگا دی چلو خس کم جہان پاک۔ ان ملزموں میں ایک بزرگ الفت مسیح بھی ہیں جنکی دینداری اور اتقا کا مکتی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں خاص شہرہ تھا۔ انہوں نے عجیب کمال کیا کہ جب پولیس تفتیش میں اس سے کچھ دریافت کرے تو وہ جواب دینے سے پہلے فوراً گھٹنے ٹیک کر آسمانی باپ کی تقدیس شروع کر دے اور اسکی مرضی کو زمین پر لانے کی سعی کرے۔ لیکن لالہ بوڑا مل صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس نے بڑی قابلیت سے مقدمہ کو برامد کر لیا۔ اور یسوع مسیح کے ان لیلوں کو حوالات کے باڑے میں کچھ دن دانہ پانی کھانے کے لئے رکھ لیا۔

اب مقدمہ باضابطہ چالان ہو کر فیصلہ ہوگا۔ خداوند یسوع کی ان بھیڑوں نے عیسائی مذہب کے رو سے شاید کوئی گناہ نہ کیا ہوگا کیونکہ یسوع کا خون ان کا کفارہ ہو چکا ہے۔ انسپکٹر صاحب موصوف خصوصیت سے تعریف کے قابل ہیں جنہوں نے مکتی فوج کے افسروں کی پروا نہیں کی اور اصل ملزموں کو پکڑ لیا۔

ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لوٹ لیا گیا

سردار علی حسین خاں صاحب قزلباش اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کے ہاں ہفتہ زیر اشاعت میں کئی ہزار کی چوری ہو گئی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ملزموں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور وہ ایسی دیدہ دلیری سے وارداتیں کرنے لگے ہیں۔ لیکن پولیس گورداسپور کے قابل ناز افیسرز بابو غلام محمد صاحب اور لالہ بوڑا مل صاحب انسپکٹران نے ملزمان کو دوسرے ہی دن گرفتار کر لیا اور کل مال مسروقہ بھی برامد ہو گیا یہ امر بڑی خوشی کا موجب ہے۔ سنا گیا ہے کہ یہ گروہ جو گرفتار ہوا ہے ایک خطرناک گروہ ہے۔

انسپکٹران پولیس جنہوں نے نہایت دانشمندی سے اس مقدمہ کو برآمد کیا ہے پولیس کے اعلےٰ افسروں کیطرف سے خاص حوصلہ افزائی کے قابل ہیں اور میں اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ایسے معاملات پر خاص نوٹس لیتے رہیں گے تاکہ دوسرے عہدہ داران پولیس کو برآمدگی مقدمات کے لئے خاص توجہ ہو۔ ایسا ہی ان عدالتوں کو ایسے ملزموں کے لئے خاص خیال رکھنا چاہئے اور انہیں قابل عبرت سزائیں دینی چاہئیں تاکہ دوسرے ملزموں کے حوصلے پست ہوں + باقی حالات ضرورتاً پھر لکھے جاویں گے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ حضور حقیقت الوحی کا تتمہ لکھ رہے ہیں یہ کتاب عجیب و غریب نشانات کا مجموعہ ہوگی۔

۲۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنیکے دن کی پیشگوئی کا دامن اللہ تعالیٰ جانے کتنا وسیع ہونیوالا ہے موسم بہار شروع ہو چکا ہے اور بادل گھر کر آتے ہیں اور برستے ہیں ۲۱ مارچ کو بڑے زور شور سے پھر بارش ہوئی اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

۳۔ قادیان میں الحمد للہ اسوقت طاعون سے امن ہے نوح کمیں بعض جگہ بہت زور ہے اللہ ہی کے فضل پر بھروسہ ہے۔

جو صاحب جگہ جگہ سے یہ ضائع کرکے مایوس ہو گئے ہوں انہیں قسم ہے خداوند کریم کی جب تک آپ آزمائش نہ کریں ہرگز مایوس نہ ہوں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں سے ہر دلعزیز ثابت ہو چکا ہے

یاقوت۔ مروارید۔ مرجان۔ یشب۔ کہربا۔ کستوری

وغیرہ وغیرہ کا مشہور و معروف ہمدرد عام مرکب

پیدائشی کمزوری والے اور جوانی کی بیماری سے بڑھاپے کی حالت کو پہنچنے والوں کو چند دنوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صر) — وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ

قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (سے) — خوراک دو ماشہ

قیمت ایک درجن (صہ)

مفرح عنبری میں خداتعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکو حاصل کرنے کیلئے اہل ملک نے لاکھوں روپیہ اور بیش قیمت وقت خرچ کیا ہے۔ خدا کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ کے صفحہ سیاہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان مختصر میں کتنی باتیں ہیں جن کے مدعا ہی عرض کرنے کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں مفرح عنبری ایسا مرکب ہے کہ اسکے استعمال کرنے سے قوائے ظاہری و باطنی تیز ہو جاتے ہیں۔ دل و دماغ میں ایک عجیب التاثیر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید پیدا ہونے لگتے ہیں اور قوت و تقویت اور توانائی پہنچتی ہے کہ گویا غذا سے مانگ نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل۔ بے چینی۔ خفقان۔ وسواس۔ خیالی وغیرہ کیلئے ایک تیشی اور قابل اعتماد تریاق ہے۔ مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک تمام فائدہ پہنچتا ہے جو دوسری ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا۔ مفرح عنبری جنکے اعصاب پر ... ہو جاتے ہیں وہ اسکے استعمال سے جلد پوری صحت حاصل کرتے ہیں۔ مفرح عنبری ایک اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو چند منٹوں میں آرام دیتا ہے۔ اس لئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں و وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلبا یا جن کو صحت کی قدر ہے اس مونس و رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی تریاقات و جواہرات کا مرکب ہے۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کیساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلان کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ما تقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔ مفرح عنبری بیکار اور پژمردہ اطراف کی خدمت میں اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اچھی طرح ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کیسی مرض سے ... مفید ہو سکتی ہے ذیل باتیں کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو پہلے ہی دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی اعداد کے باعث ماہوار ... ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو اخفیں بلا تردد بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔ مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں۔ مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کا نور دماغی طاقت بھر پور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالی جناب مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ ضلع ... تحریر فرماتے ہیں

جناب حکیم صاحب السلام علیکم۔ آپ سے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڑھ نے منگائی تھی۔ ان کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کرکے ... اور خان صاحب موصوف کے نام جس قدر جلد ممکن ہو بذریعہ ... روانہ فرمائیے۔
سید بخش ... محمد پرائیویٹ سیکرٹری

عالیجناب خان بہادر ... صاحب رئیس اعظم ... تحریر فرماتے ہیں

مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی اکثر خیال ہوا کمزوری طاقت کے واسطے یکساں فائدہ ہے۔ اور آپ جس قدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے ... ان کی دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی۔

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقدار و رئیس ... انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیر سر

میں نے آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے۔ میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں بیس سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے۔ مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرمادیں۔

عالیجناب نواب عبدالمجید خان صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر ... تحریر فرماتے ہیں ... آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فائدے دکھلائے ہیں۔ بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے ... مہربانی ... ڈبیہ بذریعہ ... جلد ارسال فرمادیں۔

رسالہ ... عنبری ... مفت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گرائی بہا دریقادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی سالانہ

(۴) غیر مذاہب والوں سے

(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

تازہ الہامات

۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء - اردت زمان الزلزلة

ترجمہ - ہم نے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجائے۔

نوٹ - یہ الہام گذشتہ اخبار (۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں بھی شائع ہو چکا ہے) اس سے کسی معمولی زلزلہ کیطرف اشارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو بڑے زلازل کا ارادہ کیا ہے یہ انہیں سے ایک ہے جس کا وقت قریب آگیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء - ۱ - لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کر دونگا

۲ - انی مع الرسول اقوم -

ترجمہ میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہونگا یعنی اسکی نصرت اور حفاظت کرونگا -

۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

ترجمہ ہم قسم کہاتے ہیں وقت چاشت کی اور رات کی جبکہ ڈھانپ لیوے کل چیزوں کو کہ تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑ نہیں دیا۔ اور نہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے اور البتہ آخرت کا گھر تیرے لئے اس دنیا کی نسبت بہت بہتر ہے

(۲) واللہ لولا اکرام - لھلك المقام - ترجمہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر تمہارا اکرام ہم کو منظور نہ ہوتا - تو یہ مقام ہلاک ہو جاتا -

(۳) اِكْرَامٌ تُسْمِعُ بِهِ الْمَوْتٰى - تیرا ایسا اکرام کرونگا کہ اس کے ذریعہ سے تو مردوں کو سنائیگا - (۴) علمه عند ربی لا یضل ربی ولا ینسی - ترجمہ اس کا علم میرے رب کو ہی ہے میرا رب بیراہ ہوتا ہے اور نہ بھولتا ہے

(۵) لا نَتَطَاءُ قَدَمُ العامة قَدَمَ النبی عام لوگوں کا قدم نبی کے قدم کو پامال نہیں کرسکتا (۶) بلغت قدم الرسول - ترجمہ میں رسول کے قدم پر پہونچ گیا ہوں (۷) انی علی کل شیٔ قدیر - ترجمہ میں ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہوں - ۲۷ مارچ (۱) کلوا احد منهم ثلج - (۲) انقلب علی عقبیه (۳) لقد اثرك الله علینا -

۲۸ر مارچ ۱۹۰۷ء (۱) میرا دشمن ہلاک ہو گیا۔ مِن اُس دا
لیکھا خدا نال جا پیا ہے۔
(تشریح) یعنے عنقریب میرا دشمن ہلاک ہو جائیگا اور پھر اُس کا خدا سے معاملہ پڑے گا۔

۲- میرے دشمن ہلاک ہو گئے (۳) ان اللہ مع الابرار
یعنے آیندہ عنقریب ہلاک ہوں گے۔ خدا نیکوں کے ساتھ ہے

۴- کوئی درباری میرے حلقہ اطاعت سے گذرنے نہ پاوے
کوئی درباری اس جرم کی سزا سے محفوظ نہیں رہیگا۔
(تشریح) یعنے جو شخص خدا سے تعلق رکھنے والا ہے اُس کا تعلق قائم نہیں رہیگا جبتک وہ مجھے قبول نہ کرے۔ اور جو شخص اس حکم سے باہر ہو وہ سزا سے محفوظ نہیں رہیگا۔

۵- سلطان عبد القادر
(تشریح) اس الہام میں میرا نام سلطان عبد القادر رکھا گیا کیونکہ جسطرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے اسی طرح مجھکو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنے جو لوگ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں اُن کا تعلق نہیں رہیگا جبتک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اُٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیساکہ یہ فقرہ کہ قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ یہ فقرہ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ کا ہے جس کے معنے ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔

۶- احل لہ الطیبات۔ قل ما فعلت الّا ما امرنی اللہ۔
(تشریح) اس سلطان عبد القادر کے لئے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں جو پاک ہیں۔ کہہ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو بلکہ وہ کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔
پھر بعد اس کے کشفی حالت میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے۔
اور پھر الہام ہوا کل منابر الارض لا تقابل ھٰذہ الارض۔ یعنے زمین ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یعنی اس زمین کو جو برکتیں دی گئیں وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اور قبرستان کو نہیں دی گئیں۔
پھر میں نے دیکھا کہ ایک راہ پر چل رہا ہوں اور میرے ساتھ میرا لڑکا مبارک احمد اور اسکی والدہ ہے اور مجھے خیال گذرتا ہے کہ مرزا غلام قادر مرحوم بھی جو میرے بھائی ہیں میرے ساتھ ہیں اور راہ میں اسقدر زنبور ہیں کہ ٹڈی دل کی طرح زمین پر پھیل رہے ہیں اور ایک میری ناف کے اندر بیٹھ گیا ہے اور پھر اُڑ گیا مگر مجھے ضرر نہیں پہنچایا اور پھر ہم سب ایک مسجد میں داخل ہو گئے ہیں اور مسجد میں بھی گرد و نواح زنبور ہیں مگر ہم اُن کی شر سے محفوظ رہے ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- ہفتہ زیر اشاعت میں بھی بارش ہوئی۔ اور باد و باراں کا خوفناک طوفان آیا اور گرد سے ژالہ باری کی خبریں بھی آئیں۔ گاؤں میں طاعون کی وارداتیں ہوئی ہیں مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مہلک اور خوفناک نہیں بحالیکہ نواح کے بعض دیہات میں خوفناک بازار موت گرم ہے۔

۲- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ خیریت سے ہیں حقیقۃ الوحی لکھی جا رہی ہے۔ اور امید کیجاتی ہے کہ جلد شایع ہو۔

۳- ایسٹر کی تعطیلات سے اس مرتبہ احباب نے غیر معمولی فائدہ اٹھایا اور اکثر احباب دار الامان حاضر ہوئے۔ خصوصیت سے سیالکوٹ کی جماعت کے برگزیدہ رکن میر حامد شاہ اور چودہری مولابخش صاحب اور دیگر احباب اور لاہور سے خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے والد ماجد اور برادر معظم اور مولوی صدر الدین صاحب ایسا ہی امرتسر سے ماسٹر قادر بخش صاحب اور دیگر احباب اور کپورتھلہ سے منشی ظفر احمد صاحب اور عثمان آباد (دکن) سے سید عظیم الدین صاحب وکیل مع اہل و عیال تشریف لائے اسطرح بہت سے بھائی سعادت اندوز ہوئے۔

۴- ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو بعد نماز عصر برادرم منشی عبد اللہ سنوری کے صاحبزادہ رحمت اللہ کا نکاح منشی ہاشم علی صاحب کی دختر کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر کے عوض حضرت اقدس علیہ السلام کی حاضری میں ہوا۔ حضرت حکیم الامۃ نے حسب معمول خطبہ پڑھا جسمیں نکاح کے پاک اغراض اور مستورات کے ساتھ حسن سلوک کا وعظ فرمایا جسکا خلاصہ پھر دیا جائیگا آپ نے لطیفہ کے طور پر احیاء سنت کی غرض سے یہ بھی فرمایا کہ ایسے موقع پر خرمے ہونے چاہئیں جنکو انکی نرمی کے باعث نور الدین بھی کہا سکے مگر لوگ چھوہارے لاتے ہیں۔

۵- حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل نماز جمعہ برکات گورنمنٹ انگلشیہ پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔

ارشاد واجب الانقیاد

"قادیان کے آریہ اور ہم" یہ مختصر سا رسالہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاوی کا خدائی شاہد ہے اور اس قابل ہے کہ کثرت سے اسکی اشاعت ہو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ہماری جماعت اسکی ایک ایک سے زیادہ کاپیاں یعنے جسقدر وہ مقدرت رکھتے ہوں ضرور خریدیں۔ بہت سی کاپیاں اسکی مفت تقسیم ہو چکی ہیں اور ضرورت ہے کہ ہر ایک کے ہاتھ میں یہ حربہ ہو تا وہ اپنے ہندو اور آریہ واقفوں کو دکھا سکے اس لئے ہر شخص کو خواہ وہ پڑھ سکے یا سن سکے اسکی ایک یا ایک سے زیادہ کاپیاں خریدنی چاہئیں۔ درخواستیں میر مہدی حسین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام بمقام قادیان آنی چاہئیں اسکی قیمت صرف ۲؍ ہے

ہنر بچشم عدو بزرگتر عیبے ست

جب عداوت انسان کے دل و دماغ پر محیط ہو جاتی ہے تو اسے سچائی کے سمجھنے اور قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہاں تک کہ عمدہ سے عمدہ جوہر اور بہتر سے بہتر قابلیت اور خوبی بھی اس کی نگاہ میں بدترین عیب اور بُرائی نظر آتی ہے۔ یہی حال لاہور کے آریہ اخبار **پرکاش** کا ہے۔ حال ہی میں اس نے اپنی ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں سلسلہ احمدیہ کے برگزیدہ پیشوا کی شان میں اپنی اسی فرزانگی اور دانشمندی کی بنا پر جو نیوگ کی پوتر تائی ماں کرنے سے حاصل ہوتی ہے ایک نوٹ لکھا ہے :-

کہ "مرزا صاحب بھی اپنے تئیں ایک خود مختار حاکم سمجھتے ہیں چاہے ان کی حکومت کا دائرہ چند شخصوں تک ہی محدود ہو اور یہ ہیں بھی خود مختار پہلے درجے کے۔ کیونکہ جہاں دُنیا کے بڑے سے بڑے خود مختار کے خلاف رعایا کے سامنے اپیل کی جاسکتی ہے وہاں مرزا صاحب کی عدالت میں ایسی اپیل کی گنجایش نہیں کیونکہ جو لوگ اپنے گلے میں مرزا صاحب کا طوق مریدی پہنتے ہیں ان کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ انکی حیثیت ایک آزاد انسان کی نہیں رہیگی بلکہ بھیڑ بکری کی سی رہ جاوے گی جدھر چاہا لگا لیا۔"

مادی دُنیا کے تاریک کونوں میں دبکا ہوا پرکاش کا ایڈیٹر **آزاد انسان** کی حیثیت سے محض ناواقف ہے۔ وہ پتیلا ہو حوائج ضروریہ کا اسیر اور بھوک۔ پیاس۔ پیشاب۔ اور پاخانہ تک کا پابند ہو یہ نہیں سمجھتا کہ پرکاش کا ایڈیٹر اسے آزاد کیونکر قرار دے سکتا ہے؟ کیا وہ خود آزاد ہے؟ اور کیا میونسپلٹی تک کے قوانین کا پابند نہیں؟ کیا گورنمنٹ کے احکام کی پابندی اس پر لازم نہیں؟ کیا مذہبی حیثیت سے آریہ سماج کے اصولوں اور ان میں سے بھی گھاس خور پارٹی کی ہدایتوں کو ماننے والا نہیں؟ اگر ان پابندیوں کے شکنجوں میں جکڑا ہوا ہے اور یہ تمام طوق اور زنجیر اسکے گلے میں پڑے ہوئے ہیں تو پھر وہ آزاد کہلانے کا کیا حق رکھتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ پرکاش کا ایڈیٹر اتنا بھی آزاد نہیں جتنا ایک بچہ کیونکہ وہ کبھی اپنی ماں کی گود میں بیٹھکر اب پاخانہ اور پیشاب نہیں کرسکتا۔ اور ننگا ہو کر گلی کوچہ میں نہیں پھر سکتا جیسے بچپن میں پھرا کرتا ہوگا۔ اگر وہ ایسا ہی آزاد ہے تو اس تماشہ کو کرکے دکھا دے تو ہم بھی اسکی آزادی کی نمایش دیکھ لینگے۔ پھر کیا وہ اپنے گھر کے اندر ایک خود مختاری کی حکومت نہیں رکھتا۔ کیا وہ اجازت دے سکتا ہے کہ ہر شخص جو چاہے اور جس وقت چاہے اور جس حالت میں چاہے اسکے گھر میں گھس آوے۔ اور وہ پروا نکرے؟ کیا اسنے اپنی بیوی اور بچوں کو جنگل کے وحشیوں کی طرح کھلا چھوڑا ہوا ہے کہ جدھر ان کا منہ اٹھ جاوے بھاگ جاویں اور جو چاہیں کریں؟

ان تمام سوالات کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ پھر **آزادی** کیا ہوئی؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ آزادی اور خود مختاری کے الفاظ ہی سُنکر خوش ہو جاتے ہیں اور زبان سے ان کو دوہراتے رہنا ہی اپنی آزاد منشی کا تمغہ سمجھتے ہیں لیکن انھوں نے اس کے فلسفہ پر کبھی غور کیا ہی نہیں اور نہ ان کے مذہب نے اس حقیقت کو انپر کھولا۔

دُنیا کی تمام متمدن اور غیر متمدن قوموں کو دیکھو کہ کیا عملی طور پر کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ بالکل کسی حاکم یا افسر سے بے نیاز اور آزاد ہوئے ہوں؟ ہرگز نہیں۔ یہ انسانی فطرت کا عملی **سبق** ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بالطبع ایک **امام** اور حکمران کو چاہتا ہے قطع نظر اس کے وہ روحانی ہو یا جسمانی۔ کیا **پرکاش** کے ایڈیٹر نے فرانس کے انقلاب کی تاریخ نہیں پڑھی؟ جہاں شاہی خاندان کو برباد کرنے والے لوگ جو بادشاہ کے نام سے چڑتے تھے اور بالاخر انھوں نے شخصی حکومت کا خاتمہ بھی کر دیا اس انقلاب کے وقت فرانس کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہہ گئی تھیں لیکن اس کشت و خون کا انجام کیا ہوا؟ کیا **جمہوری حکومت** کے شیدا ئیوں نے ہزاروں خونوں کے معاوضہ میں خریدی ہوئی آزادی کو ایک **پریسیڈنٹ** انتخاب کرکے بیچ نہیں دیا۔ اس سے بڑھکر انسانی فطرت کے نقوش پڑھنے کے لئے اور کونسا موقعہ اور نظارہ ہوگا۔ جبکہ اس نظام ظاہری میں آزادی اور لبرٹی کی صدائیں لگانے والوں کو بالاخر ایک حکمران اور سرگروہ کی ضرورت ہے جو ایک ذی اختیار اور صاحب اقتدار ہو کہ سب کو ایک جھنڈے میں قائم رکھے اور مختلف خیالات اور جذبات کو روک کر ایک ہی سلسلہ انتظام میں منسلک کرے اسی طرح پر روحانی **حکومت** اور باطنی **نظام** کے لئے ایک **خاص فرد** کا ہونا لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ **فرد اکمل امام** کہلایا کرتا ہے۔ اور اگر پورے طور پر اس کی اتباع اور فرمانبرداری نہ ہو تو یہ نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جو جماعت اور قوم یہ لوگ طیار کرتے ہیں چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ارشاد اور منشاء کے ماتحت ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی ہستی اور آرزوؤں کو اس کے حکم کے سامنے محض ہیچ اور لم یکن شیئاً یقین کرتے ہیں اور کسی قوم کو **قوم** بنانے اور اس میں زندگی کی روح نفخ کرنے کا یہی گر ہے لیکن یہ **قابلیت** غیر کو نہیں مل سکتی اسی کو دیجاتی ہے جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ **امام** اور منتخب **خلیفہ** ہو۔ پنڈت دیانند جی نے ایک قوم بنانی چاہی لیکن کیوں **نامراد مرا** محض اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے اسکو منتخب نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے جو آریہ سماج باوجودیکہ اس میں مادی دُنیا کے فرزند اور آپ جیسے **عقلمند** داخل ہیں لیکن وہ تین تیرہ اور بارہ باٹ ہو رہے ہیں کیا یہ اسی آزادہ سری کا نتیجہ نہیں کہ ہر ایک لیڈر بنتا چاہتا ہے اور دوسرے کی نکتہ چینی ہی اپنی زندگی کا کمال اور مقصد اعلیٰ یقین کرتا ہے۔ یہی وہ سر ہے جسکی وجہ سے آریہ سماج کی موت کے اعلان تم آپ کر رہے ہو اور ہر روز اس کا بوان اُٹھاتے ہو۔

مگر ہم اس آزادی اور خود سری کو جو خدا تعالیٰ سے دور لیجاوے اور نوع انسان کے امن کی مخل اور تکلیف دہ ہو اس **غلامی** پر جو **امن** اور **امان** کی زندگی بسر کرنے کے لئے **فرشتۂ رحمت** ہے اور جو ہماری اخلاقی عملی ملکی مجلسی برائیوں کے دور کرنے کا زبردست ذریعہ ہے جو وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو با **اخلاق** انسان اور بالاخر **با خدا انسان** بنانے کی ایک ہی **راہ** ہے **اکسیر** اور حرزجان یقین کرتے ہیں۔ انسانی تکمیل اور ترقی مدارج کی یہی **روح** ہے اور اسی کو خالق فطرت خدا کی مجید کتاب نے بیان کیا ہے جہاں فرما دیا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

میں جب تک مامور کی کامل اطاعت کا جُوا انسان اپنے کندھے پر نہ رکھ لے وہ **بامراد** اور کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کو باوجودیکہ ان کے پاس قہری حکومت نہیں ہوتی ایک ایسی **قوت** دیجاتی ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ اپنا سچا تعلق پیدا کرتے ہیں وہ اپنی خواہش اور ارادے پر موت وارد کرکے ساتھ ہو لیتے ہیں اور یہی انسانی فطرت کی تکمیل کی راہ ہے۔ یہی قوم بنانے کی اصل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم نے خود مان لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو یہ قوت حاصل ہے پس ہم اسپر فخر کرتے ہیں تمہاری مادر پدر آزادی پر ایسی غلامی کو ہزار جان سے ترجیح دیتے اور اس آزادی پر لعنت بھیجتے ہیں جو انسانی فطرت کا منشاء اور سچا تقاضا نہیں کیونکہ

سچی آزادی اور رستگاری اسی غلامی میں ہے

مگر وہ لوگ جو وحشیوں کی زندگی پسند کرتے ہوں کیونکہ وہ سب سے بڑھکر آزاد اور خلیع الرسن ہیں اور کتوں اور بلیوں اور گدھوں اور گدھیوں کی جان میں انسانوں کو بدلنا چاہیں وہ اس غلامی کی قدر کیا سمجھتے ہیں! ام سخن شناس نئی

احمدیوں کے قتل کا فتوے

یہ مضمون حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے اپنے رسالے میں لکھا ہے چونکہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کے واقعہ پر سراج الاخبار نے ایک بیہودہ مضمون شائع کرکے اپنی علمی پردہ دری کی ہے صاحبزادہ صاحب نے نہایت قابلیت سے اسکا جواب دیا ہے۔ جماعت جہلم نے وہ مضمون میرے پاس بغرض جواب بھیجا تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے اسپر کسی مزید بحث کی حاجت نہیں چھوڑی اس لئے میں اس کو ہی درج کر دیتا ہوں۔ امید ہے یہ مضمون پوری دلچسپی سے پڑھا جاویگا اور اس مضمون کے اندراج سے یہ بھی غرض ہے کہ الحکم کے ناظرین اندازہ کر سکیں کہ تشحیذ الاذہان میں کیسی قابلیت سے عالمانہ مضامین نکلتے ہیں اور انہیں اس طرح پر رسالہ مذکور کی قدر دانی کا موقع ملے —— ایڈیٹر

قریباً ایک ماہ یا کچھ زیادہ عرصہ ہوا۔ کہ میں نے ایک آرٹیکل اس مضمون کا اخبار بدر میں دیا تھا کہ امیر صاحب جبکہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ اُنھوں نے علی گڈھ کے موقعہ پر کہا ہے۔ تو کیا وجہ کہ احمدی فرقہ پر وہ نظر نہیں اور کیا وجہ کہ اُنھوں نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو صرف اس لئے کہ وہ جہاد کے منکر اور حضرت مرزا صاحب کے مرید ہیں سنگسار کرایا۔ بلکہ پتھر پھینکنے میں خود بھی حصہ لیا اور یہی نہیں بلکہ اُن کی لاش کو دفن کرنے کی بھی ممانعت کی اور اس کے علاوہ اُن کے اہل و عیال کو نہایت سختی سے قید کرکے خوست سے روسی سرحد کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور ان کا تمام مال و متاع اُن سے چھین لیا گیا اور امیر صاحب نے ان غریب مزاج انسانوں کا اتنا بھی لحاظ نہ کیا جیسا کہ عید الضحیٰ کی تقریب پر اُنھوں نے گائے کا کیا۔ اور اس کے بعد امیر صاحب سے میں نے جواب مانگا تھا۔ کہ وہ اس بات پر روشنی ڈالیں تاکہ وہ حیرانی اور تعجب جو کہ ملک ہند میں امیر صاحب کی اس بے تعصبی کی وجہ سے پھیل رہا ہے وہ دور ہو۔ کیونکہ لوگ سخت حیرت میں ہیں سکہ وہاں تو وہ سنگدلی اور یہاں یہ بے تعصبی اور صرف ہندوستانی پبلک میں ہی یہ بات تعجب کی نظروں سے نہیں دیکھی گئی بلکہ میرے مضمون کے بعد ایک انگلش لیڈی نے بھی ایک پُرزور آرٹیکل سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع کرایا اور اُس میں امیر صاحب کی اس بے تعصبی پر سخت حیرت ظاہر کی اور لکھا کہ یہ بات ماننے کے قابل نہیں کہ امیر صاحب ہندوستان میں اس قدر بے تعصبی دکھلائیں اور اپنے ملک میں وہ ظلم کہ میرے سامنے وہاں دو آدمی صرف اس لئے سنگسار کئے گئے کہ امیر صاحب سے کچھ مذہبی اختلاف رکھتے تھے۔ اور جو زمانہ کہ وہ انگلش لیڈی بتاتی ہے قریباً وہی ہے جس میں کہ عبد الرحمن اور صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کئے گئے تھے۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دونوں شخص جن کا وہ حوالہ دیتی ہے مولوی عبد الرحمن اور صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب ہی ہیں مگر ان دونوں مضمونوں کا جواب امیر صاحب نے کوئی نہ دیا۔ اور وہ الزام جو کہ ان پر لگائے گئے تھے اُن کا رد قطعاً نہیں کیا اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اسی بات پر ایک مضمون پاینیر میں شائع کیا لیکن اسپر بھی وہی خاموشی رہی جو کہ پہلے دو مضمون پر تھی۔ مگر باوجود امیر صاحب کی اس خاموشی کے۔ ایک سرحدی مولوی صاحب ان کی طرف سے میرے مضمون کا جواب دیتے ہیں اگرچہ مجھکو راقم مضمون کے سرحدی ہونے میں تو کچھ شبہ ہی ہے سکیونکہ اس اخبار کے ساتھ جس میں کہ میرے مضمون کا جواب دیا گیا ہے (سراج الاخبار جہلم) مولوی کرم الدین بہت کچھ تعلق رکھتے ہیں جن کے خیال میں جھوٹ بولنا کچھ بڑی بات نہیں کیونکہ پیچھے ایک مقدمہ ہوا تھا کہ جس میں کہ مولوی کرم الدین صاحب نے جھوٹ کی تائید میں بہت کچھ زور لگایا تھا۔ مگر اس مضمون کا راقم کوئی ہو اس سے ہمیں بحث نہیں۔

سوال یہ ہے کہ امیر صاحب کی طرف سے ان سرحدی مولوی صاحب کو جواب دینے کا کوئی حق تھا اگر میرے مضمون کے جواب دینے کا بہت ہی شوق تھا تو خود اپنی طرف سے جو چاہتے لکھتے مگر یہ کہنا کہ امیر صاحب کی طرف سے ایک گستاخ مرزائی کو جواب کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ امیر صاحب تو کہیں کلکتہ یا بمبئی میں سیر و تماشہ دیکھ رہے تھے ان کو اس مضمون سے کیا غرض۔ مگر بہرحال ہم اس مضمون کا جواب دیتے ہوئے اس بات کو مان لینگے کہ امیر صاحب کی طرف سے یا ان کے ایما سے یا اُن کے اعتقاد کے موافق یہ جواب دیا گیا ہے۔

پہلی بات جو راقم مضمون نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ امیر صاحب پر اعتراض کرنے والے شخص نے یعنے میں نے صرف قرآن و حدیث سے بیخبر ہونے کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ باوجود اسکے کہ امیر صاحب اپنے آپ کو سب فرقوں کے لئے یکساں مہربان بتاتے ہیں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو کیوں قتل کیا گیا۔ کیونکہ اُنھوں نے یہ کام مخبر صادق کی پیشگوئی کے عین مطابق کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں آتا ہے۔ کہ عن علیؓ سمعت النبیؐ یقول سیخرج قوم فی آخر الزمان حداث الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول البریة لایجاوز ایمانہم حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیة فاینما لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجراً لمن قتلہم یوم القیمة ۔ یعنے علیؓ سے روایت ہے۔ کہ قریب ہے ایک قوم آخر زمانہ میں پیدا ہوگی جو کم عمر ناقص العقل ہوگی۔ ظاہر میں تو وہ ایسا کلام پڑھینگے جو تمام دنیا کے کلاموں سے اچھا ہے۔ مگر اصل میں اُن کے نرخروں سے نیچے ایمان نہیں اُترے گا وہ دین سے اس طرح دور نکل جاوینگے جیسے کہ تیر شکار کے جانوروں سے نکل جاتا ہے پس تم ان کو جہاں پاؤ قتل کرو کیونکہ انکے قتل کرنے کی وجہ سے قاتل کو قیامت کے دن ثواب ہوگا۔ اور اس حدیث کو احمدی فرقہ پر چسپاں کرکے سرحدی مولوی ظاہر کرتا ہے کہ یہ قتل تو عین مطابق منشاء خدا اور رسول ہوا ہے اور در حقیقت یہ لوگ اسی قابل ہیں کہ جہاں ملیں قتل کر دئیے جاویں۔

ان کے نشانات میں سے راقم مضمون ایک یہ بھی نشان بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ ایسی نماز پڑھینگے کہ تم لوگ (صحابہ) اپنی نماز کو اُن کی نماز کے آگے حقیر جانوگے اور یہ لوگ قرآن شریف پڑھینگے مگر وہ ان کے نرخروں کے نیچے نہیں اُترے گا۔ جیسا کہ ابو سعیدؓ کی حدیث میں آیا ہے۔ اور پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہماری نمازوں سے اچھی نمازیں پڑھتے ہیں اس لئے معلوم ہوا۔ کہ در حقیقت احمدی فرقہ ہی اس حدیث کا مصداق ہے۔ اور جو کچھ امیر صاحب نے کیا وہ ٹھیک کیا۔ مگر افسوس کہ راقم مضمون کو اس مضمون کے لکھتے ہوئے بوجہ اس بغض و عناد کے جو کہ یہ لوگ احمدیوں سے رکھتے ہیں حضرت علیؓ کی حدیث کا پہلا حصہ بھول گیا۔ کہ میں آسمان سے نیچے گر پڑنا اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اسکے کہ نبی کریم پر جھوٹ باندھوں . . . .

. . . . اور وہ حدیث بھی بھول گئی جو کہ صحیح بخاری کتاب العلم میں مسلم بن اکوعؓ

سے روایت ہے کہ من یقل علی ما لم اقل فلیتبوا مقعدہٗ من النار یعنے جو کوئی میری طرف ایسی بات منسوب کرے جو مَیں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے افسوس اگر راقم مضمون جھوٹ کو بھی گناہ سمجھتا تو اس طرح آنکھیں بند کئے نبی کریم پر اس قدر تہمت نہ لگاتا سکیا راقم مضمون کو معلوم نہیں کہ یہ حدیث کس کے لئے ہے کیا اس کو ابوسعید الخدری کی حدیث معلوم نہیں جو کہ بخاری باب قتل الخوارج حضرت علیؓ کی حدیث کے پاس ہی ہے جس میں صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ آیتھم رجل احدی یدیہ او قال ثدیہ مثل ثدی المرأۃ او قال مثل البضعۃ تدردر یخرجون علی حین فرقۃ من الناس قال ابو سعید اشہد سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم واشہد ان علیا قتلہم وانا معہ جیئ بالرجل علی النعت الذی نعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے ان لوگوں کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا کہ گوشت کے ہل ہل کرنے لوتھڑے کی طرح ہوگا یہ لوگ پیدا ہونگے جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی ہوگی - ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات میں نے نبی کریم سے سُنی اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ علیؓ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں علیؓ کے ساتھ تھا - جبکہ وہ شخص لایا گیا اور اُس کی وہی شکل تھی جو کہ آنحضرت نے فرمائی تھی - پس اے راقم مضمون کیا یہ نبی کریم پر تہمت نہیں ہے کہ انھوں نے ایک بات کسی اور قوم کے لئے فرمائی تھی - تو تُو اُس کو اور گروہ پر لگاتا ہے اس مضمون کے لکھتے ہوئے اگر کچھ خدا کا خوف کیا ہوتا تو بہتر تھا - یہ حدیث پوری ہو چکی اور جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی تھی اسی وقت خوارج کا ظہور ہوا تھا - پھوٹ پڑنا تو اُس وقت بولا جاتا ہے - جبکہ پہلے اتفاق ہو کیا **اس وقت لوگوں میں اتفاق ہے** یا اس سے کچھ پہلے زمانہ اتفاق تھا کہ یہ حدیث ہم پر چسپاں کی جائے - افسوس کیا دُنیا سے ایمانداری اٹھ گئی ہے - کیا ایمان ثریا پر جا چڑھا ہے کہ آپس کی بڑیوں اور بکروں کو چھوڑ کر اب نبی کریم پر بھی تہمت لگانے لگ گئے ہیں اور یہ مذکورہ بالا حدیث تو اس قدر صاف ہے - کہ اس میں کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا علیؓ روایت کرتے ہیں پھر ابوسعیدؓ بھی وہی حدیث روایت کرتے ہیں اور ساتھ اُن کی نشانی بیان کرتے ہیں - اور پھر گواہی دیتے ہیں کہ میں نے یہ پیشگوئی پوری ہوتی بھی دیکھی اور حضرت علیؓ نے اُن لوگوں میں پائی گئی - پس باوجود ان تمام باتوں کے یہ حدیث ہم پر لگانا سخت جہالت یا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے اور پھر اسی باب قتل الخوارج میں ایک حدیث ابن عمرؓ سے ہے - کہ انھوں نے سہل بن حنیف سے پوچھا کہ کیا تم نے خوارج کے باب میں آنحضرت سے کچھ سُنا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے آپ سے سنا ہے - آپ نے عراق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرمایا تھا کہ یخرج منہ قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام مروق السہم من الرمیۃ یعنے عراق سے کچھ ایسے لوگ نکلینگے جو قرآن شریف کو پڑھینگے مگر ان کی ہنسلیوں کے نیچے نہیں اُترے گا - وہ لوگ اسلام سے نکل جائینگے جس طرح کہ تیر شکار کے جانوروں سے نکل جاتا ہے - پس اس جگہ بھی وہی حدیث ہے اور سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ آں حضرت نے عراق کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ اس ملک میں سے نکلینگے اور اس پیشگوئی کے مطابق خوارج عراق سے ظہور ہوا - پس کیا ہی تعجب کی بات ہے کہ نبی کریم فرماتے ہیں - کہ وہ لوگ عراق سے نکلینگے اور عبداللہ ابن ذی الخویصرہ تمیمی کے قبیلے میں سے ہونگے اور اس وقت ہونگے جبکہ مسلمانوں میں نفاق پڑے گا - اور پھر صحابہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ خوارج ہیں - یہاں تک کہ ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور میں نے ان میں اُس آدمی کی لاش دیکھی جس کی نسبت نبی کریم نے ارشاد فرمایا تھا - کہ ایک آدمی ان میں ایسا ہوگا اور ساتھ ہی محدثین بھی اس پیشگوئی کو خوارج پر لگاتے ہیں - جیسا کہ بخاری نے ان تمام حدیثوں کو قتل الخوارج پر چسپاں کیا ہے - مگر سرحدی مولوی صاحب ان سب کا انکار کر کے زبردستی احمدیوں پر لگاتے ہیں اور شاید یہی دینداری اور تقویٰ ہے جس کی وجہ سے آپ کو مولوی کا خطاب ملا - افسوس ایسے ہی زمانے کے لئے نبی کریم نے فرمایا تھا - کہ علم اس وقت اُٹھ جائیگا جبکہ عالم نہ رہینگے اور جاہلوں کو عالموں کی جگہ دی جائے گی - پھر ایک عجیب بات اور ہے - کہ سرحدی مولوی صاحب **صرف یہ نشانی ان لوگوں کی بتاتے ہیں** کہ قرآن پڑھینگے اور اصل میں ان کو ایمان نہ ہوگا - اور ابوسعیدؓ کی بتائی ہوئی نشانی کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں - کیونکہ وہ ان کے دعویٰ کو باطل کرتی ہے - حالانکہ ابوسعیدؓ کی حدیث سے ملا کر ہی حضرت علیؓ کی حدیث کے معنے سمجھ میں آتے ہیں - کیونکہ اگر قرآن شریف ٹھیک طرح پڑھنا اور نماز اچھی طرح پڑھنا ہمیشہ ایسے لوگوں کی نشانی ہوتا - تو تمام بزرگ نعوذ باللہ اُس حکم کے نیچے آجاتے اور خود آنحضرت تہجد کی نماز میں اس قدر دیر تک کھڑے ہوتے تھے کہ اُن کے پیر سوج جاتے تھے اور آپ پسند کرتے تھے کہ قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھا جائے اور خود امام بخاری جنھوں نے یہ حدیث لکھی ہے - نماز میں اس قدر محو ہو جاتے تھے کہ ایک دفعہ بھڑ نے سترہ دفعہ کاٹ کھایا اور پتہ نہ لگا جیسے بخاری کے حالات میں لکھا ہے پس نمازوں کا درست کر کے پڑھنا ان کی نشانی ہوسکتی ہے اصل میں بات یہ معلوم ہوتی ہے - کہ معترض نے دیدہ دانستہ حدیث کے اس حصہ کو چھوڑ دیا ہے جس میں اُس نکلنے والی قوم کی علامتیں بتائی تھیں اور اس لئے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ بھی لا یجاوز تراقیہم کے مصداق ہیں - اور پھر ایک اور بات بھی ہے کہ جب اِن لوگوں کے خیالات ہماری نسبت ایسے ہیں کہ حدیث کسی اور قوم کے لئے ہے اور لگاتے ہمارے پر ہیں - اور پھر ہم پر قتل کا فتویٰ دیتے ہیں - تو ہماری جانیں تو ہر وقت ترک الملت **(جیسا کہ یہ امیر کو کہتے ہیں)** کے ہاتھوں سے خطرہ میں ہیں - اور خود ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے ہاتھوں سے بھی کیونکہ جب یہ ہمارے قتل کو ثواب سمجھتے ہیں تو کیا تعجب کہ یہ ہمارے قتل کی خفیہ سازش کرتے ہوں اور اس لئے گورنمنٹ کو چاہیے کہ ان لوگوں پر نگاہ رکھے اور کیا تعجب ہے کہ یہ اسی طرح بگاڑ کر کسی اور حدیث کے معنے یہ نکال لیتے ہوں کہ انگریز بھی واجب القتل ہیں - اور اس طرح ان لوگوں کے ہاتھوں سے سخت فساد کا اندیشہ ہے اور بعید از قیاس نہیں کہ انھیں لوگوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے سرحد پر آئے دن انگریزوں کا خون ہوتا ہو جن کے پُر امن سایہ میں تیس کروڑ ہندو مسلمان سکھ اور عیسائی آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں - اور ان کا خونی مہدی کا عقیدہ میرے خیال کی تصدیق کرتا ہے اور خدا کے فضل سے ہمکو اس بات پر فخر ہے کہ ہم اس عقیدہ سے بالکل پاک ہیں کیونکہ جب ہم نے ایک مسیح کو مان لیا ہے تو اُس صورت میں ایک اور خونی مہدی کا قائل ہونا گویا کہ اپنے آپ کو جھوٹا ٹھہرانا ہے - اور چونکہ ہم ہی اس وقت خونی مہدی کے

قابل ہیں اسی لئے یہ لوگ ہمکو کافر دجال اور مرتد کہتے ہیں اور ہماری جان کے درپے رہتے ہیں جیسا کہ صاحبزادہ عبداللطیف کا واقعہ ظاہر کرتا ہے اور پھر عبدالرحمن کا واقعہ اس کی اچھی طرح سے تائید کرتا ہے۔

اب میں دوسری بات کو لیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سرحدی مولوی صاحب اپنی تائید میں یہ لکھتے ہیں کہ یہ لوگ نمازیں ہم سے اچھی پڑھتے ہیں اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب قرآن شریف سب سے عمدہ جانتے ہیں اور ان جیسے نکات کوئی سمجھتا ہی نہیں اور اسکے لئے مجھکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتے ہیں پس آپ لوگ جو عقیدہ قرآن کے فہم کے متعلق مسیح و مہدی کی نسبت رکھتے ہیں وہی ہم مرزا صاحب کی نسبت رکھتے ہیں اور اگر آپ یہ کہیں کہ وہ مسیح مہدی نہیں ہیں تو یہ ایک دوسرا سوال ہوگا اور بہر حال جب ہم ان کو مانتے ہیں کہ وہ مسیح و مہدی ہیں تو وہی درجہ اُن کو دینگے جو کہ خدا اور رسول نے اُن کیلئے مقرر کیا ہے۔

پھر سرحدی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے مطابق جو کہ صاحبزادہ عبداللطیف اور مولوی عبدالرحمن صاحب کو قتل کیا گیا تھا اسلئے بہت عمدہ کام ہوا۔ مگر میں پیچھے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ حدیث پوری ہو چکی ہے۔ اور علما اور محدثین کا یہی مذہب ہے پس اس حدیث کی آڑ لیکر ایک مسلمان کو قتل کرنا جو کہ نمازیں پڑھتا ہو روزہ رکھتا ہو اور کلمہ شریف پڑھتا ہو اس آیت کا مصداق بنتا ہے کہ و من یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیھا و غضب اللہ علیہ و لعنہ و اعد لہ عذابا عظیما۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ ہم آپ کو مسلمان ہی نہیں مانتے تو پھر اس حدیث کے مطابق وہ قتل ناجائز اور قابل مواخذہ ہوتا ہے کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس کو قتل نہ کرو۔

پھر سرحدی مولوی صاحب آگے چلکر لکھتے ہیں کہ سردار نصراللہ خان کو مولوی عبداللطیف نے اپنے عقیدہ کے متعلق رسائل بھیجے اور اس طرح افغانستان میں فتنہ برپا کرتا جاتا مگر ان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ہرگز ہرگز کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ سے بات سُنے وہ غائبوں کو پہنچا دے اور اسی طرح ابوذر کی یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ اگر میری گردن پر تلوار رکھی جاوے اور مجھکو خیال ہو کہ کوئی ایسی بات رہ گئی ہے جو میں نے نبی کریم سے سُنی تھی اور لوگوں تک نہیں پہنچائی تو میں بیشتر اسکے کہ تلوار چلائی جاوے وہ بات سُنا دوں گا پس چونکہ حضرت مرزا صاحب کو ہم بوجہ مسیح و مہدی ہونے کے رسول کریم کا نائب مانتے ہیں اس لئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ جو بات سُنے وہ دوسروں کے فائدہ کے لئے اُن کو جاکر سُنائے اور صاحبزادہ عبداللطیف نے بغیر اپنی جان کے خوف کے اس حدیث نبوی پر عمل کیا اور وہ سچا نمونہ جو کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے صحابہ نے دکھایا تھا۔ وہ اس وقت دکھا کر ثابت کر دیا کہ اسلام کی تعلیم ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا کرتی رہتی ہے جو کہ خدا کے حکم کے آگے اپنی جانوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور دوسرے یہ بات قابل غور ہے کہ سردار نصراللہ خان کو اس تعلیم کا پہنچانا کونسا گناہ تھا جبکہ نبی کریم نے قیصر و کسریٰ کو خط لکھے کہ حق کی تابعداری کرو اور پھر اس وقت بھی ہمارے امام ملکہ قیصرہ جو کہ ہزاروں درجہ امیر صاحب سے زیادہ طاقتور اور مالک انگلستان و ہندوستان کی تھیں ارسال کیا تھا۔ انھوں نے بجائے نوٹس لینے کے شکریہ کا خط بھیجا بلکہ اس مشتہرہ خط کی ایک کاپی بذریعہ تار کے منگوائی۔ (باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

آج ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لاہور میں سخت طاعون کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں چوہے مریں یا اس قسم کے آثار پائے جاویں فوراً ہماری جماعت کے لوگوں کو اسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ لاہور کی آبادی پہلے ہی حفظ صحت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ ایسے موقعہ پر بے احتیاطی اور غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔ خدا کی کتاب سے یہی ثابت ہوتا ہے اور صحابہ کا بھی اسپر عمل تھا۔ میں نے آپکے ارشاد کا خلاصہ محض احباب کے فائدہ کی نیت سے چھاپ دیا ہے۔ یہ صرف لاہور پر منحصر نہیں ہر احمدی یاد رکھے کہ اگر خدا نخواستہ اس کے گھر میں چوہے مرنے لگیں تو فوراً اس مکان کو چھوڑ کر کھلے میدانوں میں چلے جانا چاہیئے۔ اور صفائی اور پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور ان سب اسباب کے ساتھ توبہ استغفار اور پاک تبدیلی کرتے ہوئے دعائیں میں لگے رہیں خود حضرت مسیح موعود بھی اپنی جماعت کے لئے ایسی دعائیں کر رہے ہیں ——— ایڈیٹر

الخطبة

ہمارے ایک مکرم دوست کو جو قوم کے سید ہیں۔ اور ایک ریاست میں ایک معزز عہدے پر ممتاز ہیں اور اس سلسلہ میں اول درجہ کے مخلصین میں سے ہیں۔ اور ان کو حضرت سے بہت محبت اور دلی تعلق ہے دیکھتے ہیں ان کو ایک ضرورت شرعی یعنے حصول اولاد کے لئے دوسری شادی کی ضرورت ہے۔ اور خود حضرت اقدس **مسیح موعود علیہ السلام** کا منشا ہے کہ وہ اس غرض کے واسطے دوسری شادی کریں اور حضور ہی کی اجازت سے سید موصوف نے میرے پاس ذکر کیا ہے کہ بذریعہ اخباروں کے واسطے مناسب جگہ کی تلاش کی جاوے حضرت اقدس نے بھی خود عاجز کو بھی زبانی فرمایا ہے کہ اس معاملہ میں کوشش کروں اس واسطے تمام خط و کتابت میرے نام ہونی چاہیئے۔ یا حضرت کے نام کیونکہ آخری فیصلہ حضرت اقدس کے حکم سے ہوگا۔ ایڈیٹر بدر

کتاب حیرت کی حیرانی مُصنفہ منشی

عبدالعزیز صاحب دہلوی حصہ اول قیمت ۵ — حصہ دوم ۴ دفتر الحکم سے مل سکتی ہے۔ درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی ❖

78

طاعون

طاعون امسال نہایت ہی خطرناک طریق پر ترقی کر رہا ہے۔ اور آسمان کی جو حالت ہے وہ بہت ڈرانے والی ہے۔ یہ دن ہوتے تھے کہ **دھوپ** کی حدت سے طاعونی وارداتوں میں کمی شروع ہو جاتی تھی لیکن آسمان پر بادل ایسے محیط ہوئے ہیں کہ ایک دن اگر مطلع صاف ہے تو دوسرے دن غلیظ بادل اور سرد ہوائیں دسمبر اور جنوری کے مہینوں کو یاد دلاتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرمائے۔ ایسی حالت اور صورت میں ہم نے ضروری سمجھا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ اشتہار ایک مرتبہ پھر شائع کر دوں جو حضور نے اُس وقت شائع کیا تھا جب پنجاب میں طاعون پھیلی نہ تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے **صادق** موعود کی تکذیب نہ کی جاتی اور اُن ہدایات پر عمل کیا جاتا جو قبل از وقت بتائی گئی تھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید تھی کہ یہ عذاب الٰہی دور ہو جاتا جب کہ خود **الہام الٰہی** میں موجود تھا۔ اب جبکہ حالت خطرناک ہو گئی ہے کیا عجب اس اشتہار کے پڑھنے سے بہت سی روحوں کو فائدہ پہنچ جاوے اور ہزاروں جانیں بچ جاویں۔ یہ اشتہار ہماری جماعتیں اپنے اپنے شہروں اور محلوں اور گاؤں۔ احباب۔ رشتہ داروں میں کسی نہ کسی طرح پہنچا دیں خواہ چھپوا کر شائع کردیں یا پڑھ کر سنا دیں بہرحال جس طرح ممکن ہو اس کی تبلیغ کر دیں اگرچہ عذاب الٰہی نازل ہو چکا ہے لیکن غالب علیٰ امرہ خدا ابھی تبدیلی کرنے والوں پر اپنا رحم کرنے پر قادر ہے۔ میں خود متأثر ہو کر اس اشتہار کو درج کیا ہے اور اسی نیت سے درج کیا ہے کہ کسی کو فائدہ پہنچ جاوے اور اس کے ساتھ ہی میں حوادثات پلیگ کے متعلق وہ تحریریں بھی شائع کر رہا ہوں جو شائع ہو رہی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ پلیگ کیا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم عذاب الٰہی سے بچنے کے لیے وہ سپر حاصل کریں جس کا ذکر اس اشتہار میں ہے اور وہ **پاک تبدیلی** ہے۔ (آمین) اور وہ اشتہار یہ ہے:

قُلْ مَا یَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ

طاعون

اِس مرض نے جس قدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے اُن کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصے میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہو گئے اور ہزارہا گھر ویران ہو گئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جُدا کئے گئے اور ابھی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لکھو کھہا روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا۔ اور قواعد طبی کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا ہدایتیں شائع کیں مگر اس مرض مہلک سے ابتک بکلی امن حاصل نہیں ہوا بلکہ بمبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو۔ کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ غور سے معلوم ہو گا کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی تمام ہدایتیں نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہیں۔ گو ممکن ہے کہ آئندہ اس سے بھی بہتر تدابیر پیدا ہوں مگر ابھی نہ ہمارے ہاتھ میں نہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے کوئی ایسی تدبیر نہیں ہے کہ جو شائع کردہ تدابیر سے عمدہ اور بہتر ہو۔ بعض اخبار والوں نے گورنمنٹ کی تدابیر پر بہت کچھ جرح کیا۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ اُن تدابیر سے بہتر کونسی تدبیر پیش کی۔ بے شک اس ملک کے شرفاء اور پردہ داروں پر یہ امر بہت کچھ گراں ہو گا کہ جس گھر میں بلا طاعون نازل ہو تو گو ایسا مریض کوئی پردہ دار جوان عورت ہی ہو تب بھی فی الفور وہ گھر والوں سے الگ کر کے ایک علیحدہ ہوادار مکان میں رکھا جائے جو اُس شہر یا گاؤں کے بیماروں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو۔ اور اگر کوئی بچہ بیمار ہو تو اُس سے بھی یہی معاملہ کیا جائے اور باقی گھر والے بھی کسی ہوادار میدان میں چھپروں میں رکھے جائیں لیکن گورنمنٹ نے یہ ہدایت بھی تو شائع کی ہے کہ اگر اس بیمار کے تعہد کے لئے ایک دو قریبی اُس کے اُسی مکان میں رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ گورنمنٹ اور کیا تدبیر کر سکتی تھی کہ چند آدمیوں کو ساتھ رہنے کی اجازت بھی دیدے اور اگر یہ شکایت ہو کہ کیوں اُس گھر سے نکالا جاتا ہے اور باہر جنگل میں رکھا جاتا ہے تو یہ ایک احمقانہ شکوہ ہے۔ میں یقیناً اس بات کو سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ ایسے خطرناک امراض میں مداخلت بھی نہ کرے تو خود ہر ایک انسان کا ایمان وہی کام اُس سے کرا لیتا جس کام کو گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مثلاً ایک گھر میں جب طاعون سے مرنا شروع ہو تو دو تین موتوں کے بعد گھر والوں کو ضرور فکر پڑے گا کہ اس منحوس گھر سے جلد نکلنا چاہیئے۔ اور پھر فرض کرو کہ وہ اُس گھر سے نکل کر محلہ کے کسی اور گھر میں آباد ہوئے اور پھر اس میں بھی یہی آفت پیش آئی تب ناچار اُن کو اُس شہر سے علیحدہ ہونا پڑے گا۔ مگر یہ تو شرعاً بھی منع ہے کہ دوسرے شہر کا آدمی کسی دوسرے شہر میں جا کر آباد ہو۔

پس یہ شریعت کا الہٰی منشاء ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا قانون بھی کسی دوسرے شہر میں جانے سے روکتا ہے۔ تو اس صورت میں بجز اس تدبیر کے جو گورنمنٹ نے پیش کی ہے کہ اسی شہر کے کسی میدان میں وہ لوگ رکھے جائیں اور کونسی اور عمدہ تدبیر ہے جو ہم نعوذ باللہ اس خوفناک وقت میں اپنی آزادگی کی حالت میں اختیار کر سکتے ہیں۔ پس نہایت افسوس ہے کہ نیکی کے عوض بدی کی جاتی ہے اور ناحق گورنمنٹ کی ہدایتوں کو بدگمانی سے دیکھا جاتا ہے۔ ہاں یہ ہم کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں ڈاکٹروں اور دوسرے افسروں کو جو ان خدمات پر مقرر ہوں نہایت درجہ کے اخلاق سے کام لینا چاہیئے اور ایسی حکمت عملی ہو کہ پردہ داری وغیرہ امور کے بارے میں کوئی شکایت بھی نہ ہو اور ہدایتوں پر عمل بھی ہو جائے۔ اور مناسب ہو گا کہ بجائے سختی کے حکمت اور نرمی سے کام لیا جائے۔ ہدایتوں کے فوائد دلوں میں جمائے جائیں تا بدگمانیاں پیدا نہ ہوں اور مناسب ہے کہ بعض خوش اخلاق ڈاکٹر واعظوں کی طرح مرض پھیلنے سے پہلے دیہات اور شہروں کا دورہ کر کے گورنمنٹ کے مشفقانہ منشاء کو دلوں میں بٹھا دیں تا اس نازک امر میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

واضح رہے کہ اس مرض کی اصل حقیقت ابھی تک کامل طور پر معلوم نہیں ہوئی اس لئے تدابیر اور معالجات میں بھی ابتک کوئی کامیابی معلوم نہیں ہوئی۔ مجھے ایک روحانی طریق سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرض اور مرض خارش کا مادہ ایک ہی ہے۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ غالباً یہ بات صحیح ہو گی کیونکہ مرض جرب میں جیسے خارش میں ایسی دوائیں مفید پڑتی ہیں جن میں کچھ پارہ کا جزو ہو یا گندھک کی آمیزش ہو۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی دوائیں اس مرض کے لیے بھی مفید ہو سکیں اور

جبکہ دونوں مرضوں کا مادہ ایک ہے تو کچھ تعجب نہیں کہ خارش کے پیدا ہونے سے اس مرض میں کمی پیدا ہو جائے۔ یہ روحانی قواعد کا ایک راز ہے جس سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر تجربہ کرنے والے اس امر کی طرف توجہ کریں اور ٹیکا لگانیوالوں کی طرح بطور حفظ ما تقدم ایسے ملک کے لوگوں میں جو خطرہ طاعون میں ہوں خارش کی مرض پھیلا دیں تو میرے گمان میں ہے کہ وہ مادہ اس راہ سے تحلیل پا جائے اور طاعون سے امن رہے۔ مگر حکومت اور ڈاکٹروں کی توجہ بھی خدا تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔ میں نے محض ہمدردی کی راہ سے اس امر کو لکھ دیا ہے۔ کیونکہ میرے دل میں یہ خیال ایسے زور کے ساتھ پیدا ہوا جسکو میں روک نہیں سکا۔ اور ایک ضروری امر ہے جسکے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اسکو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھینگے مگر میرا فرض ہے کہ میں اسکو **نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج چھ فروری سنہ ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے** میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلیگا یا یہ کہا کہ اُس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔ اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ۔ انہ اوی القریۃ[1] یعنے جب تک دلوں کی وبا معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دور نہیں ہو گی۔ اور در حقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جل شانہ کا خوف اٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں ان میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر اُن میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات اُن سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو کیا ذکر کئی کئی دنوں تک منہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولتمند ہیں۔ وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شرابخوری اور زناکاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی اُن کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دعا کریں۔ پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر ایک قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایتیں شائع ہوئی ہیں خواہ نخواہ اُن کو بدظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں اور اس کے شکرگذار ہوں کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدے کے لئے تجویز ہوئی ہیں اور ایک قسم کی مدد بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کر کے اس بلا کے دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں تا یہ بلا رک جائے یا اُس حد تک نہ پہنچے کہ اس ملک کو فنا کر دیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرے کے دن ہیں اور بلا دروازہ پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجا لاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے۔ لیکن اس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا

ما یفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم۔

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے
مرا با ور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے
کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفار ست و ستارے
گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے
ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم
زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے
نشاید تافتن سرزاں جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یک دمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۸ فروری ۱۸۹۸ء

عاجلی درخواست

مفصلہ ذیل احمدی میڈیکل سٹوڈنٹس انکا آخری امتحان میں ۲ اپریل سنہ کو شامل ہونگے۔ ہر ایک احمدی بھائی سے مودبانہ گذارش ہے کہ وہ ان طلبا کی کامیابی کیواسطے خود بھی خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرے اور دوسروں کو بھی کہے۔ (۱) سید غلام دستگیر۔ (۲) بابو محمد امین (۳) حسن علی۔ والسلام۔ حسن علی میڈیکل سٹوڈنٹ ۶۳ میڈیکل کالج بورڈنگ ہوس

---

[1] یہ فقرہ انہ اوی القریۃ ۔ ابتک اسکے معنے میرے پر نہیں کھلے۔ اور رویا عام وبا پر دلالت کرتی ہے مگر بطور تقدیر معلق۔ منہ

آریہ سماج اور فحش نویسی

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ اخبارات ہندوستانی و ایڈوکیٹ کے معزز ایڈیٹر گنگا پرشاد ورما نے آریہ سماج کے لیڈنگ ممبرز کو آریہ سماج کے اس لٹریچر کی طرف توجہ دلائی تھی جو مختلف مذاہب کے خلاف اس کی طرف سے شایع ہوتا ہے۔ اور اس نے اس سخت زبانی اور درشت کلامی کی اصلاح کرنی چاہی تھی جو آریہ سماج کے بعض بڑے جوشیلے مقرر یا نوآموز مصنف استعمال کرتے ہیں مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ آریہ سماج نے اس قابل قدر مشورہ کی کوئی قدر نہیں کی بلکہ مسٹر گنگا پرشاد ورما کو بھی اس وقت کچھ الٹی سیدھی سُنا دی تھیں۔ آریہ سماج کی اس راست بیانی کو آریہ سماج کی ذمہ وار سبھاؤں یا سوسائیٹیوں سے ہیں اس لئے منسوب کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ جو لوگ ایسی فحش اور ناپاک تحریریں شائع کرتے ہیں ان کے خلاف کبھی کسی ذمہ وار سوسائیٹی نے پروٹسٹ نہیں کیا بلکہ ان کے اخبارات اور رسالجات ایسے لوگوں کی پیٹھ بھرنے کو ہمیشہ آمادہ اور مستعد پائے گئے ہیں۔ اس وقت تک آریہ سماج ہی ایک ایسی سوسائیٹی ہے جسکے واعظوں کے خلاف یہ الزام صحیح پایا گیا ہے سالانہ جلسوں پر ان کی بھجن منڈلیاں بہ استثنائے بعض دل آزار بھجنوں کو اپنے جلسے کی رونق سمجھتی ہیں۔ اور ان کے سپیکر اپنی تقریر کا مشتعل ہونا اپنی کامیابی کا ذریعہ یقین کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو بھی اسپر نوٹس لینا پڑا ہے پوگندر پال جو بہت ہی زبان دراز اور مشتعل تقریریں کرنے کا عادی ہے ضلع گورداسپور میں تقریر کرنے سے روکا گیا۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ آریہ سماج بجائے اصلاح کرنے کے اور جوش پھیلاتی ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اعتدال پیدا کرے؟ اور کیا آریہ سماج کے لیڈر اپنا اتنا بھی اثر نہیں رکھتے کہ وہ ایسے زبان دراز آدمیوں کو بجائے خود تنبیہ کریں تاکہ وہ سوسائیٹی کے بدنام کرنے والے نہ ٹھیریں مگر نہیں معلوم آریہ سماج کیوں ایسی باتوں پر نوٹس نہیں لیتی یا اس کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ آریہ سماج اگر اپنے مذہب میں کوئی خوبی رکھتی ہے تو ایسے علمی اور عملی رنگ میں متانت کے ساتھ پیش کرنے کا پورا حق اور اختیار رکھتی ہے اور گورنمنٹ نے آزادی دے رکھی ہے۔ ایسا ہی شرافت اور قابلیت کے ساتھ وہ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی بھی کرسکتی ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ نکتہ چینی نہایت ہی فحش اور مذموم طریق پر ہو۔ پچھلے دنوں آگرہ میں اسی قسم کی فحش نویسی کا ایک مقدمہ ہوچکا ہے اور آریہ سماج کے لئے وہ قابل عبرت ہونا چاہیئے تھا۔ مگر نہیں ان مہاشوں نے اس کو غیر ضروری سبق سمجھا۔ اور اپنی کامیابی اسی میں تصور کی کہ پہلے سے زیادہ **فحش نویسی** سے کام لیا جاوے چنانچہ آگرہ سے ایک خاص اخبار **مسافر** نام پر اب زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند بالزام فحش نویسی گورنمنٹ کی طرف سے ایک مقدمہ چلایا گیا ہے یہ اخبار لیکھرام آریہ مقتول کی یادگار سمجھا جاتا تھا۔ اور اس اخبار کے طرز تحریر کو تعجب ہے آریہ سماجیوں نے قابل تعریف قرار دیا تھا۔ گویا لیکھرام کی یادگار بجز فحش نویسی کے اور کچھ نہیں دلآزار تحریریں خصوصاً مسلمانوں کے خلاف شائع کرنا اس کا اصلی مقصد سمجھا گیا تھا۔ اور باوجودیکہ وہ اپنے نامناسب رویہ سے واقف تھا اور اس کے سامنے آگرہ ہی میں اس طریق پر بعض کو سزا ہوچکی تھی۔ مگر اس کی دیدہ دلیری دیکھو کہ اس نے اپنے طرز تحریر کو نہیں بدلا۔ اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہونا چاہیئے تھا کہ وہ ایک کمزور افراد رعایا کے مذہبی جذبات کا خیال اور حفاظت کرے۔ اور اسی بنا پر یہ مقدمہ چلایا گیا ہے۔ سید حبیب اللہ جائنٹ مجسٹریٹ صاحب آگرہ کے حضور یہ مقدمہ ہے۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاوے گی۔ اس وقت پنجاب اور صوبجات متحدہ کی آریہ سماجوں کو بالاتفاق مناسب ہے کہ وہ اس اخبار کے لئے ملامت کا ووٹ پاس کریں جس سے اپنے طرز تحریر سے اپنی سوسائیٹی کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

اگرچہ یہ سچ ہے کہ **مسافر** کی مشکلات اس کی اپنی پیدا کردہ اور اس کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہیں اور شاید اسی وجہ سے اسکو کوئی افسوس نہیں ہوگا اور وہ اس کو اپنے کرموں کا پھل سمجھے گا۔ مگر اس سے ایک عجیب نتیجہ اس اصول پر برآمد ہوسکتا ہے کہ کم از کم وہ کام جو مسافر کر رہا تھا۔ **پرماتما** کی نظر میں سخت معیوب اور مکروہ تھا اسی لئے اس کی پاداش میں اسے اس مخمصہ میں پھنسنا ضروری ہوا۔ بہرحال مسافر اپنے کئے کو بھگتے گا۔ اور اسے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ مگر آریہ سماجوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے لٹریچر کی اصلاح کرے اور پنجاب کے بعض **زبان دراز اور منہ پھٹ** رسالوں اور اخباروں کو بھی بطور خود مناسب ہدایت دے۔ کہ وہ اپنے طرز بیان کو بدل دیں ورنہ کیا عجب کہ پنجاب کی گورنمنٹ بھی ایسی تحریروں پر نوٹس لے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ قانون پاس کردیا جاتا جسکے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریک کی تھی۔

طاعون اور اس کا علاج

کسی دوسری جگہ میں نے وہ اشتہار چھاپ دیا ہے جو اول ہی اول بطور **بیدار کن گھنٹی** کے حضرت مسیح موعودؑ نے شایع کیا تھا کاش اس سے فایدہ اٹھایا جاتا اور اسے ہنسی ٹھٹھے میں نہ اڑایا جاتا۔ پلیگ رپورٹ جو دوسری جگہ دی گئی ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ اس وقت کس شدت کے ساتھ ملک میں یہ عذاب الٰہی نازل ہو رہا ہے اور کس طرح پر پنجاب کے اضلاع میں وہ پودے جو ۱۸۹۸ء میں لگائے جا رہے تھے اب پھل پھول دے رہے ہیں۔ اگرچہ بہت دیر ہوچکی ہے لیکن پھر بھی وقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کی تکذیب سے زبانیں بند ہوجائیں اور ہنسی ٹھٹھا چھوڑ کر خدا تعالیٰ سے صلح کی جاوے۔ وہ وقت آچکا ہے کہ سب متفق ہوکر کہہ اٹھیں۔

یا مسیح الخلق عدوانا

جن لوگوں نے اس **مامور** کو قبول کیا ہے وہ زیادہ ذمہ وار ہیں اور خصوصاً ہم جو دوسروں کو پہنچاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کے لئے ہمیں سب سے زیادہ دعاؤں اور تبدیلی کی حاجت ہے اور یہی علاج طاعون کا ہے کیونکہ زمینی علاج سب کے سب ناکامیاب ثابت ہوچکے ہیں۔ میں اپنے تمام بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ ہر ایک اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عذاب سے بچاوے اور شماتت اعدا سے محفوظ رکھے۔ آمین

قصیدہ

(از عاجز عبدالخالق احمدی کوٹ ظفر نگر)

اے مسیح وقت مہدی زماں ۔ اے نبی اللہ امام عارفاں
اے وجودت رحمت اللعالمین ۔ اے تروانت خلق را راحت رساں
اے سراپا نور رب ذوالمنن ۔ اے محمد احمد آخر زماں
انت منی وانا منک خدا ۔ گفتہ در شان تو اے جان جہاں
بر تو بادا صد صلوٰۃ صد سلام ۔ از خدائے ذوالعطائے بیکراں
عرض خدمت میں ہے یہ بعد از سلام ۔ دست بستہ با ادب چوں خادماں
آپ کے خدام اے عالیجناب ۔ تنگ ہیں از ظلم ہائے ظالماں
ہر طرف سے دشمنوں کا زور شور ۔ ہیں بپا تحریک ابر سو ناکساں
کرتا استہزا ہے اور ٹھٹھا کوئی ۔ بے وجہ دیتا ہے کوئی گالیاں
کافر و دجال کہتے ہیں ہمیں ۔ جب سنیں ہم سے احادیث و قرآں
جسقدر ہے ہو رہا ظلم و ستم ۔ آپ پر روشن ہے سب اور ہے عیاں
ہم کو اس کی کچھ نہیں پروا حضور ۔ خوش اگر ہے ہم سے خلاق جہاں
آپ کی فرقت کا پر بار گراں ۔ اٹھ نہیں سکتا ہے اے جان جہاں
دل پریشاں رات دن فرقت میں ہے ۔ جاں بھی دوری سے ہے اب نیم جاں
آپ کی اس پاک صورت کا خیال ۔ ہر گھڑی رہتا ہے اے روح رواں
چشم سے آنسو رواں ہیں دمبدم ۔ غم ہیں تیرے اے میرے محبوب جاں
آرزو دارم کہ بر قدمت نثار ۔ جاں کنم اے یا ہمہ آرام جاں
اے خدا جلد ہی کہیں آئیں وہ دن ۔ ہوں رواں ہم جانب دارالاماں
پائیں [illegible] جسقدر [illegible] ۔ ہوں قدمبوسی سے اُن کے شادماں
اور وہاں سے پھر نہ آئیں ہم کبھی ۔ ہوں ہمیشہ مقبرہ میں دفن وہاں
عبدالخالق کی دعائیں ہوں قبول ۔ از طفیل مہدی آخر زماں

پبلک رپورٹ

ہفتہ ختتمہ ۹ مارچ) حصار ۱۸ - رہتک ۱۵۴ - گوڑگانوہ ۱ - دہلی ۱۶۷ - کرنال ۱۱۷ - انبالہ ۱۰۹۵ - ہوشیارپور ۵۸۳ - جالندھر ۹۵۷ - لدھیانہ ۱۴۸۹ - فیروزپور ۶۲۸ - منٹگمری ۶۹ - لاہور ۷۹۷ - امرتسر ۱۴۴ - گورداسپور ۶۲ ۱۳ - سیالکوٹ ۱۲۳۵ - گوجرانوالہ ۱۳۴۶ - گجرات ۵۰ - شاہپور ۲۰۲ - جہلم ۴۲ - راولپنڈی ۳۰۰ - اٹک ۱۵ - لائلپور ۵۸ - ریاست پٹیالہ ۱۱۰۵ - ریاست کپورتھلہ ۳۸۴ - ریاست مالیرکوٹلہ ۴۰۵ - ریاست جیند ۱۹ - ریاست کلسیہ ۴۲ - ریاست فریدکوٹ ۱۱۶ - ریاست نابھہ ۳۴۵ میزان کل اموات ہفتہ ۹ مارچ میں ۱۳۴۶۹ ہفتہ سابقہ ۱۲۰۴۸

کلرک کی ضرورت

دفتر ریویو آف ریلیجنز کے لئے ایک انٹرنس تک تعلیم یافتہ ہوشیار محنتی کلرک کی ضرورت ہے۔ انگریزی میں [illegible] خوب لکھ سکتا ہو۔ اگر پہلے کچھ تجربہ کار ہو۔ اور ٹائپ رائٹنگ جانتا ہو تو اسے ترجیح دیجائیگی۔ تنخواہ حسب لیاقت۔ خط و کتابت بنام ناظم دفتر [illegible]

اندرونی ڈائری

(رقم زدہ حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد)

ایک لڑکی کی اس کی ساس کے ساتھ کچھ اچھی طرح نہیں بنتی تھی۔ لڑکی نے برسبیل شکایت اور گلہ کچھ عورتوں کے سامنے کہا کہ بڑا مقام ہے کہ جس میں میری ساس وغیرہ رہتے ہیں۔ آپ نے اس کو بہت بُرا منایا کہ شہر تو کوئی بُرا ہوتا ہی نہیں اگر کسی شہر کو بُرا کہا جائے تو اس سے مراد اُس کے شہر والے ہوتے ہیں۔ پس نہایت قابل افسوس ہے اس عورت کی حالت جو ایسا فقرہ اپنی زبان پر لاتی ہے یا اور اس طرح اپنے خاوند اور اُس کے والدین کی بُرائی کرتی ہے اور اس کے بعد اس عورت کو بہت سمجھایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ ایسی باتیں پسند نہیں کرتا یہ مرض عورتوں میں بہت کثرت سے ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ ذرا سی بات پر بگڑ کر اپنے خاوند کو بہت کچھ بھلا بُرا کہتی ہیں۔ بلکہ اپنی ساس اور سسر کو بھی سخت الفاظ سے یاد کرتی ہیں حالانکہ وہ اُس کے خاوند کے بھی قابل عزت بزرگ ہیں۔ وہ اس کو ایک معمولی بات سمجھ لیتی ہیں۔ اور ان سے لڑنا ایسا ہی سمجھتی ہیں جیسا کہ محلہ کی اور عورتوں سے جھگڑا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کی خدمت اور رضا جوئی ایک بہت بڑا فرض مقرر کیا ہے۔ یہاں تک کہ ہے کہ اگر والدین کسی لڑکے کو مجبور کریں۔ کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دیدے تو اُس لڑکے کو چاہیئے۔ کہ وہ طلاق دیدے پس جبکہ ایک عورت کی ساس اور سسر کے کہنے پر اس کو طلاق مل سکتی ہے۔ تو اور کونسی بات رہ گئی ہے اس لئے ایک عورت کو چاہیئے۔ کہ ہر وقت اپنے خاوند اور اُسکے والدین کی خدمت میں لگی رہے دیکھو کہ عورت جو کہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے تو اُسکا کچھ بدلہ بھی باقی ہے وہ اُس کی خدمت کرتی ہے تو وہ اس کی پرورش کرتا ہے۔ مگر والدین تو اپنے بچے کیلئے وہ تو اُس کے پیدا ہونے سے لیکر اُس کی جوانی تک اُس کی خبرگیری کرتے اور بلا کسی اجر کے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور جب وہ جوان ہوتا ہے تو اسکا بیاہ کرتے اور اُس کی آیندہ بہبودی کیلئے تجاویز سوچتے اور اُس پر عمل کرتے ہیں۔ اور پھر جب وہ کسی کام پر لگتا ہے۔ اور اپنا بوجھ آپ اُٹھا لے۔ اور آیندہ زمانے کے لئے کسی کام کے قابل ہو جاتا ہے تو کس خیال سے اُس کی بیوی اسکو اپنے ماں باپ سے جدا کرنا چاہتی ہے یا کسی ذرہ سی بات پر سب و شتم پر اُتر آتی ہے۔ اور یہ بات ایسا ناپسند فعل ہے جسکو خدا اور مخلوق دونوں ناپسند کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ واریاں مقرر کی ہیں ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد پھر اسکے حصے کئے ہیں یعنے اول تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسرے مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال اور اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور ساس سسر کی خدمت اور اطاعت پس کیا بدقسمت ہے وہ جو ان لوگوں کی خدمت نہ کرکے حقوق عباد اور حقوق اللہ دونوں کی بجا آوری سے مُنہ موڑتی ہے۔ حقوق اللہ میں بھی اس لئے لکھا ہے کہ وہ اس طرح خدا کے حکم کو بھی ٹالتی ہے۔ (اڈیٹر)

کسی لڑکی کا نام جنت تھا کسی شخص نے کہا کہ یہ نام اچھا نہیں کیونکہ بعض وقت انسان آواز مارتا ہے کہ جنت گھر میں ہے۔ اور اگر وہ نہ ہو تو گویا اس سے ظاہر ہے کہ دوزخ ہی ہے یا کسی کا نام برکت ہو اور یہ کہا جائے کہ گھر میں برکت نہیں تو گویا نحوست ہوئی فرمایا یہ بات نہیں ہے نام کے رکھنے سے کوئی حرج نہیں ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ برکت اندر نہیں ہے تو اس کا تو مطلب یہ ہے کہ وہ انسان اندر نہیں ہے۔ نہ یہ کہ برکت نہیں یا اگر کہے کہ جنت نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جنت نہیں اور دوزخ ہے بلکہ یہ کہ وہ انسان اندر نہیں۔ جس کا نام جنت ہے کسی اور نے کہا کہ حدیث میں بھی ممانعت آئی ہے فرمایا۔ کہ لیکن ایسی حدیثوں کو ٹھیک نہیں جانتا اور

ایسی حدیثوں سے اسلام پر اعتراض ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بنائے ہوئے نام - عبداللہ - عبدالرحیم - اور عبدالرحمن جو ہیں - ایز بھی بات لگ سکتی ہے - کیونکہ جب ایک انسان کہتا ہے کہ عبدالرحمن اندر نہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا - کہ عبدالشیطان اندر ہے - بلکہ یہ ہے کہ وہ شخص جس کا نام نیک فال کے طور پر رکھے جاتے ہیں - نا وہ شخص بھی اس نام کے مطابق ہو۔

ذکر ہوا کہ خاندان مغلیہ کے آخری بادشاہ کے وقت جو کچھ انگریزوں نے سلوک کیا ہے اس پر ایک اخبار نے بہت سا شور مچایا ہے اور اسکو برا منایا ہے فرمایا یہ بات نہیں خدا کسی قوم پر یا کسی خاص شخص پر ظلم نہیں کرتا - جب انسان خود کوئی گناہ کرتا ہے تو اس وقت اسکی تادیب کے لئے خدا تعالے اس پر مصیبتیں نازل فرماتا ہے بہادر شاہ سے اور اس کے چند پہلے بزرگوں سے چونکہ بہت کچھ خطائیں سرزد ہوئیں خدا تعالے نے ان کو اس بات کے لائق نہ دیکھا کہ وہ حکومت کریں تب انگریزوں کو ان پر مسلط کر دیا اگر وہ ایسے کام نہ کرتے - تو خدا تعالے بھی ایسا نہ کرتا - بلکہ میرے خیال میں خدا تعالے نے بہادر شاہ پر بہت بڑا احسان کیا - کیونکہ اس طرح تکلیفیں برداشت کر کے اسکے گناہ معاف ہو گئے اور جو سلوک انگریزوں نے کیا - وہ تو فاتح قومیں کیا ہی کرتی ہیں - اگر بہادر شاہ فتحیاب ہو جاتا - تو کیا وہ ایسا نہ کرتا -

طب ایک صاحب گھر میں آئے طب کا ذکر شروع ہوا فرمایا کہ طبیب میں علاوہ علم کے جو اس کے پیشہ کے متعلق ہے ایک صفت نیکی اور تقویٰ بھی ہونی چاہیئے - ورنہ اس کے بغیر کچھ کام نہیں چلتا - ہمارے پچھلے لوگوں میں اس کا خیال تھا اور لکھتے ہیں کہ جب نبض پر ہاتھ رکھے تو یہ بھی کہے **لا علم لنا الا ما علمتنا** یعنی اے خداوند بزرگ ہمیں کچھ علم نہیں مگر وہ جو تو نے سکھایا - فرمایا کہ دیکھو پچھلے دنوں میں مبارک احمد کو خسرہ نکلا تھا - اس کو اسقدر کھجلی ہوتی تھی کہ وہ پلنگ پر کھڑا ہوتا تھا - اور بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا جب کسی بات سے فایدہ نہ ہوا تو میں نے سوچا کہ اب دعا کرنی چاہیئے - میں نے دعا کی اور دعا سے ابھی فارغ ہی ہوا تھا - کہ میں نے دیکھا کہ کچھ چھوٹے چھوٹے چوہوں جیسے جانور مبارک احمد کو کاٹ رہے ہیں ایک شخص نے کہا کہ انکو چادر میں باندھ کر باہر پھینک دو چنانچہ ایسا کیا گیا جب میں نے بیداری میں دیکھا تو مبارک احمد کو بالکل آرام ہو گیا تھا - اسی طرح دست شفا جو مشہور ہوتے ہیں اس میں کیا ہوتا ہے - وہی خدا کا فضل اور کچھ نہیں -

دعا فرمایا کہ دعائیں بعض دفعہ قبولیت نہیں پاتی جاتی - تو ایسے وقت اس طرح سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ ایک شخص بزرگ سے دعا منگوائیں - اور خود اسسے دعا مانگیں کہ وہ اس مرد بزرگ کی دعاؤں کو سنے - اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ اس طرح دعا قبول ہو جاتی ہے - ہمارے ساتھ بھی بعض دفعہ ایسا واقعہ ہوا ہے اور پچھلے بزرگوں میں بھی دیکھا جاتا ہے جیسا کہ باوا غلام فرید ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدین رح یا خواجہ قطب الدین رح) دعا کے لئے فرمایا انھوں نے بہت دعا کی اور مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا یہ دیکھکر انھوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اُس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں اور صبح کے وقت ان کو کہا - کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے - یہ سنکر شاگرد کے دل میں بہت ہی رقت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب انھوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے - تو آؤ پہلے انہیں ہی شروع کرو - اور انھوں نے بقدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فرید کو شفا ہو گئی -

دعا بارش سخت زور سے ہو رہی تھی - اور کوئی وقت ایسا نہ ہوتا تھا - کہ بالکل کچے مکانوں کے گرنے کا سخت اندیشہ ہو رہا تھا - آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ بارشوں یا آندھیاں یا اور طوفانوں میں خدا سے دعا مانگنی چاہیئے کہ وہ ہمارے لئے اس عذاب میں کوئی بہتری کی ہی صورت پیدا کرے اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھے جو اس سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے وقتوں میں دعا مانگا کرتے تھے - اور جب بارش یا آندھی آتی تھی - تو گھبرائے سے معلوم ہوتے تھے اور کبھی اندر جاتے تھے اور کبھی باہر جاتے تھے کہ کہیں قیامت تو نہیں آگئی - گو قیامت کی بہت سی نشانیاں انکو بتائی گئی تھیں - اور ابھی مسیح کی آمد کا بھی انتظار تھا - مگر پھر بھی وہ خیال کرتے تھے - کہ خدا تعالیٰ بے نیاز ہے اس لئے سب کو چاہیئے - کہ اس کی بے نیازی سے ڈرتے رہیں اور ہمیشہ ایسے وقتوں پر خصوصیت سے دعائیں مانگتے رہیں -

حضرت عیسیٰ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مہد میں بولنے لگے اس کا یہ مطلب نہیں کہ پیدا ہوتے ہی یا دو چار مہینہ کے بولنے لگے بلکہ اس سے مطلب ہے کہ جب وہ دو چار برس کے ہوئے کیونکہ یہی وقت تو بچوں کا پنگھوڑے میں کھیلنے کا ہوتا ہے اور ایسے بچے کئے ہوئے باتیں کرتا کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہماری لڑکی امۃ الحفیظ بھی بڑی باتیں کرتی ہے ؎

ڈوئی کے متعلق اشتہار کی ضرورت

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ خوشخبری تو آپ لوگوں تک بذریعہ الحکم و بدر پہنچ چکی ہے کہ [illegible] خدا تعالے نے ایک روشن نشان ملک امریکہ میں ظاہر کیا ہے - یہ پیشگوئی بڑی کثرت کیساتھ امریکہ کے اخباروں میں شائع ہو چکی تھی - اسلئے اب یہ نہایت ضروری ہے کہ اس پیشگوئی [illegible] کو بھی امریکہ اور یورپ میں ظاہر کیا جاوے - کیونکہ اسکے بغیر اتمام حجت نہیں ہوتا [illegible] باہر بہت بھیجا جاتا ہے - اسلئے اس مد میں گنجائش نہیں - اگر اشاعت اسلام سے محبت رکھنے والے کوشش کریں تو چار پانچسو روپیہ اسکے لئے اکٹھ جمع ہونا مشکل کام نہیں [illegible] زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ لوگ خود اس ضرورت کو خوب سمجھتے ہیں - چار پانچسو روپیہ سے [illegible] ہزار اشتہار شائع ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہم یہ امید رکھتے ہیں [illegible] ملک میں ظاہر فرمایا ہے تو وہاں لوگوں کے [illegible] پیدا کر دیگا [illegible] صداقت اور [illegible] ساتھ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لانے والے [illegible] روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور [illegible] کے متعلق اشتہار [illegible] یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس اشتہار کا جلدی [illegible] ازبس ضروری ہے کیونکہ ابھی ڈوئی کی موت کا واقعہ تازہ ہے - اس لئے یہ روپیہ جلدی جمع ہونا چاہیئے - وہ لوگ ظالم ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک کے مرنے پر ایسی خوشیاں کرتے ہیں - ہم کسی کے مرنے سے [illegible] خوش ہوتے ہیں کہ اس ایک کی موت سے ہزاروں کو زندگی ملیگی - یہ [illegible] روشن نشان ہیں وہ چیزیں ہیں جن سے سچا ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے اور ایک نئی زندگی انسان کو ملتی ہے - خاکسار محمد علی

قربانی پر ایک آریہ کا اعتراض

عید الضحیٰ سے ایک دو روز پہلے ایک آریہ ڈاکٹر سے مجھکو گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ آریہ مذکور نے گفتگو کے سلسلہ میں قربانی کا بھی ذکر کر کے اعتراض کیا کہ عید کے دن تمہارے مسلمان بھائی نہایت بے رحمی سے ہزاروں جانوروں گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرینگے اور اُن کے اس طرح ذبح کرنے سے تمہارے دلوں میں بالکل رحم نہیں آتا۔ میں۔ بموجب آپ کے مسئلہ تناسخ کے مسلمانوں کا یہ فعل یعنے گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا اُن کی حالت پُر ملالت پر کمال درجہ کی مہربانی کرنا ہے۔ آریہ۔ وہ کیسے؟ میں۔ وہ اس طرح پر کہ آپ کا اعتقاد ہے کہ جس قدر جاندار حیوان و درخت وغیرہ ہیں یہ درحقیقت کسی وقت میں انسان تھے جو کہ بہ سبب گناہوں اور شامت اعمال کے یہ روز بد دیکھ رہے ہیں کہ کوئی تو ان میں سے بکری و گائیں بن گئے اور کوئی کیڑے مکوڑے اور کوئی درخت وغیرہ اور یہ ظاہر ہے کہ چوپایوں اور دوسرے حیوانوں و درختوں وغیرہ کی جون میں رہنا سخت درجہ کی ذلت اور اہانت کی نشانی ہے کیونکہ کیڑے مکوڑوں اور چوپایوں کے ساتھ انسان کے فرزند جن میں آریہ بھی شامل ہیں وہ وہ حرکتیں کرتے ہیں کہ اُن کا بیان موجب طول طویل ہے خاص کر وہ منظر زیادہ تر قابل غور ہیں جو یکوں میں جوتے جاتے ہیں نیز وہ بیل جو میلے کی گاڑیوں میں اور اینٹوں کی لدی ہوئی گاڑیوں میں جوتے جاتے ہیں اور اُن کو ہانکنے والے جو کچھ اُن کے ساتھ حرکتیں کرتے ہیں یعنے اُن کے چوتڑوں کو خوب لال کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی کو سختی اور تکلیف سے رہائی دینا بڑا اچھا کام ہے جب کہ ایک جان کو جیل خانہ میں ڈالنا بہادری کا کام نہیں بلکہ جیل خانہ سے چھڑانا بہت بڑی خوبی کا کام ہے۔ پس بدیں لحاظ مسلمانوں کا قربانی کر کے گائیں بکری بھیڑ وغیرہ کو ذبح کر کے اُن کو اُن کی اس حیوان سے رہائی دینا بڑا پُن اور احسان کا کام ہے جو کہ مسئلہ تناسخ کے قائل کے نزدیک کسی طرح بھی اعلےٰ درجہ کے مہاتمان کے کام سے کم نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ مسلمان آپ کے اصول کے بموجب قربانی کرتے ہیں بہت بڑا کام آپکے مشن کا کر رہے ہیں کہ اس طرح آپ کے بھائی بندوں کو ناقص جونوں (چوپایوں) سے رہائی دیکر ہیں جسکو امید ہے کہ آپ کے یہ تمام بھائی بند جو بسبب اپنی شامت اعمال کے گائیں بکری بھیڑ وغیرہ بن گئے تھے بڑی محبت کی نظر سے دیکھتے ہونگے اور زبان حال سے اس سچی کمائی کا شکریہ ادا کرتے ہونگے اور آپ کی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہونگے کہ خواہ مخواہ آپ اُن کی طرفداری کر کے اُن کو بدترین جہنم میں رہنے دینے کے ایک عرصہ بعید تک کوشاں ہیں یعنے آپ لوگ نہیں چاہتے کہ کسی طرح اُن کی سزا کی جون جلدی کٹ کر اُن کو کسی وقت پھر انسانی نصیب ہو۔ آریہ۔ تمہارا کیا حق ہے کہ گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرو اور اُن کا گوشت کھاؤ؟ میں۔ اگر آپ کے نزدیک ہمارا حق نہیں کہ گائیں بکری وغیرہ کو ذبح کر کے کھائیں تو جناب مہاشہ صاحب! آپ کا کب حق ہے کہ گائیں یا بکری کا دودھ پیویں اور گھوڑے ٹٹو پر چڑھیں اور بیلوں کو گاڑیوں میں جوتیں یا اُن سے ہل چلانے کا کام لیں؟ آریہ۔ دودھ تو اسی لئے ہے کہ نوش کیا جاوے یعنے گائیں بکری کے دودھ محض ہماری خاطر پیدا ہوتا ہے۔ میں۔ یہ بات آپ کی محض غلط ہے کیونکہ جب تک گائیں و بکری کے بچہ پیدا نہیں ہوتے تب تک وہ دودھ نہیں دیتیں۔ پس اس سے اگر کچھ نکلتا ہے تو یہ کہ گائیں بکری کا دودھ اُس کے بچے کے لئے پیدا ہوتا ہے مگر آپ اُس کے بچے کی امانت میں خیانت کر کے خود ہضم کر جاتے ہیں پس بتلائیے کہ آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ گائیں بکری کے بچے کو کھونٹے سے باندھکر اور اُس کو بلکتا چھوڑ کر اُس کی ماں کا دودھ نچوڑ کر خود چین اُڑاویں؟ ۔ آریہ۔ ہم دودھ محض اس لئے لیتے ہیں کہ دودھ کی خاطر چارہ اُس کو دیتے ہیں چارہ کا حصہ لے لیتے ہیں اور اُسکے بچے کے لئے بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ میں۔ پس یہی جواب ہماری طرف سے بھی خیال فرما لیجئے یعنے یہ کہ گائیں اور بکری کی پرورش محض اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ انسانی غذا اور خوراک ہے یعنے اُنکا دودھ پینے کے لئے گوشت کھانے کے لئے چمڑہ استعمال کرنے کے لئے مگر آپ لوگ صرف گوشت کھانا گناہ سمجھتے ہیں چمڑہ کا استعمال کرنا جوتی پہننا یا دوسرے کام میں استعمال کرنا دودھ پینا گناہ نہیں سمجھتے باوجودیکہ ذبح کرنا اس لئے برا سمجھتے ہیں کہ اُس سے جیو کو دکھ پہنچتا ہے مگر پھر بھی گائیں بکری کے بچے کو باندھکر اُس کا جی دکھاتے ہیں اور دودھ لیکر چین اُڑاتے حالانکہ آپکے اُصول کے بموجب آپ کا حق ہی نہیں کہ گائیں یا بکری کا دودھ پیئیں چمڑہ کو استعمال کریں۔ گھوڑے اور ٹٹو پر چڑھیں بیل کو گاڑی میں جوئیں یا اُن سے ہل چلانے کا کام لیں کیونکہ وہ آپ کے ہی بھائی بند ہیں اُن میں اور آپ میں بجز چولہ انسانی اور حیوانی اور کچھ فرق نہیں ہے۔ پس بموجب حکم "اھنسا پرموں دھرما" کے آپ کا حق بالکل نہیں کہ آپ اُن سے مذکورہ بالا معاملات کریں۔ مگر مسلمانوں اور دوسرے گوشت خور قوموں کے نزدیک بلکہ قانون قدرت کے رو سے یہ تمام انسانی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور کہ یہ تمام ہرگز ہرگز ہمارے بھائی بند نہیں ہیں۔ آریہ۔ کیا کوئی اپنی ماں کو جو اُس کو دودھ پلاتی ہو جان سے مار کر اُس کا گوشت کھا سکتا ہے؟ میں۔ نہیں اور ہرگز نہیں نہ حیوان کا بچہ اپنی ماں کو کھا سکتا ہے اور نہ انسان کا مگر انسان گے نیچے دودھ بھی پی لیتے ہیں اور گوشت بھی کھا لیتے ہیں اور چمڑہ سے بھی کام لے لیتے ہیں جیسے انسان بکری گائیں وغیرہ کے ساتھ کرتے ہیں اور حیوان بھی مثلاً درندے اگر انسان کو پا جائیں تو ہضم کر جاتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گوشت اور دودھ ہر دو خون سے بنتا ہے اور خون غذا سے پیدا ہوتا ہے مگر آریہ سماج کا یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ سبزی کے پودے بھی انسانی روحیں رکھتے ہیں اور جسمی مادہ میں آریہ سماج انسانی جسم اور سبزے کے پودوں میں مابہ الامتیاز فرق نہیں کر سکتے بلکہ اُس کا اقرار ہے کہ یہ ہر دو برکرتی اور پرمانوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس اگر سبزی ہی انسانی خوراک تسلیم کیجاوے بطور فرض کے تو اس میں یعنے درختوں اور سبزی کے پودوں کی کھال و پتوں میں اور حیوانات کے یعنے گائیں بکری کے گوشت میں مابہ الامتیاز بموجب اصول آریہ سماج کے کچھ فرق نہیں ٹھہرتا۔ لہذا ثابت ہوا کہ گوشت ضرور بضرور انسانی خوراک ہے کیونکہ جب یہ مانا گیا کہ دودھ و گوشت ہر دو غذا سے پیدا ہوتا ہے تو دودھ کا پینا اور گوشت کا نکھانا ایسا ہے جیسے کہ گڑ کا کھا لینا اور گڑ کے بنے ہوئے گلگلوں سے پرہیز کرنا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے اوپر کیونکر الزام قائم کر سکتا ہے جس حالت میں کہ ایک چیز کے دو جزو ہیں ایک کو آپ کھا یا دوسری کو ہم نے! ہاں یہ بے شک بات ہے کہ ہم میں آپ کے اصول کے بموجب ایک فخر رہا وہ اس طرح پر کہ آپ نے باوجود اس بات کے قائل ہونے کے کہ کسی جیو کو دکھ دینا سخت درجہ کی بے دھرمی اور مہان پاپ ہے ایک ننھی سی گائی کے بچے کو کھونٹے کے ساتھ باندھکر اُس کی ماں کی چھاتیوں سے دودھ نچوڑ کر ہضم کیا اور ہم نے اُن گائیں اور بکریوں کو جو بموجب آپ کے اعتقاد کے اپنے گناہوں کی بدولت انسانی جونے سے نکال کر چوپایوں کے چولے میں ڈالے گئے اس ذلت سے اُن کو

رہائی بخشی یعنے اُن کا ایک جون چکر جلدی سے ختم کرایا لہذا ہمارا کام پُن پر مبنی ہوا اور آپ کا ظلم و جوار پر۔ آریہ۔ اگرچہ ہم گائیں بکری وغیرہ کا دودھ حاصل کرکے کام میں لاتے ہیں مگر تمہاری طرح اُن کو جان سے تو نہیں مارتے۔ پس تمہارے کام پاپ سے سراسر لبریز ہیں۔ مبق۔ اگر ہم گائیں کو یا بکری کو ذبح کرنے کی وجہ سے پاپی ٹھہر سکتے ہیں تو آپ سے بڑھکر شاید ہی کوئی دنیا میں مہان پاپی ہوگا کیونکہ آپ لوگ اس بات کے بھی مقر ہیں کہ درختوں میں بھی انسانی روحیں ہیں جو کہ بقول سوامی جی مہاراج اسوجہ درختوں میں داخل کی گئیں کہ انھوں نے انسان ہونے کی حالت میں بذریعہ جسم کے چوری کی دوسرے کی عورت سے مباشرت کی تھی اور نیک آدمیوں کو قتل کیا تھا ایسا ہی حال کی تحقیقات سے یہ اثبات کیا گیا ہے کہ پانی میں کیڑے ہیں اور دودھ کے کیڑے بھی مسلم ہیں اور یہ تمام کیڑے بموجب اصول آپ کے کسے وقت میں انسان تھے جو کہ بسبب شامت اعمال کے یہ روز بد بھوگ رہے ہیں کہ کسی کو ان میں سے آپ دودھ و پانی پینے کے ذریعہ اور کسی کو سانس لینے کے ذریعہ کسی کو روٹی پکانے کے ذریعہ اور کسی کو پیروں کے نیچے کچلنے کے ذریعہ تباہ کرتے ہیں۔ اب خود ہی غور کریں کہ جو ایک ننھی سی جان کی خاطر اس قدر تباہیاں کرنا روا رکھتا ہے کیا اُسکو جرأت ہوسکتی ہے کہ کسی کو ایک گائے یا بکری کے ذبح کرنے پر نصیحت کرنے کیلئے لب کشائی کرسکے:۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک گائیں اور بکری کے ذبح کرنے سے بہت انسان مستفید ہوسکتے ہیں مگر ایک سبزی کے پودہ سے یعنے میتھی و پالک کے ساگ سے یا پانی ایک قطرہ سے کچھ نہیں بنتا۔ آریہ۔ پانی پینے دودھ پینے روٹی پکانے ہوا لینے چلنے پھرنے میں ہم تم سب حصہ دار ہیں مگر گوشت کھانے میں تم لوگ زیادتی پر ہو۔ مبق۔ ہمارا تو یہ اصول ہی نہیں کہ کوئی انسان کا بچہ حیوان کی جون میں جاسکتا ہے یا حیوان کا بچہ انسانی جون دھارن کرسکتا ہے یا درخت کیڑا مکوڑا وغیرہ بن سکتا ہے جب ہم اس امر کے قائل ہی نہیں کہ درختوں میں یا ہوا کے کیڑوں میں ہمارے ہی ارواح ہمارے گناہوں کی وجہ سے داخل ہوجاتے ہیں تو ہمارے اوپر ایسا الزام عائد کرنا تعصب درجہ کی گمراہی پر دال ہے۔ ہاں اس بات کے قائل ہیں کہ درخت بھی کسی زمانے میں انسان تھے اور کہ گائیں بکری گھوڑا نیز جون کیڑے مکوڑے اور وہ کیڑے جو سبزے کے پتوں میں رہتے ہیں پانی کے کیڑے دودھ وغیرہ سب کسی وقت انسان تھے جو کہ گناہوں کی سزائیں یہ روز دیکھ رہے ہیں پس سبزی کے درختوں پالک میتھی وغیرہ کو کاٹنا نہ صرف ایک خون بلکہ بہت سے خون کرنا ہے کیونکہ سبزے کے درخت تو بجائے خود ایک انسانی روح کا چولہ ہیں اور اُس میں رہنے والے کیڑے دوسرا جو دیاں جو فرض کیجئے کہ اگر ایک سبزے کے پودہ میں دس پتے ہوں اور ہر ایک پتے پر اگر ایک ہی کیڑا ہو تو اس طرح پر گیارہ جیو کو آپ نے ہلاک کیا مگر سبزی کے ایک پودے سے بنتا ہی کیا ہے۔ پس فرض کے طور پر اگر دس پودے بھی لئے جاویں تو حساب کے لحاظ سے ایک سو دس ۱۱۰ خون آپ ایک وقت میں کرتے ہیں اور ابھی پانی کا حساب الگ ہے۔ سانس لینے سے جو کیڑے ہلاک کرتے ہیں وہ الگ ہیں۔ پس کہاں ایک گائیں و بکری کہ ایک کے ذبح کرنے سے بہت سے انسان فایدہ اُٹھاتے ہیں اور کہاں سبزی کھانا کہ ایک سو دس ۱۱۰ خون کرکے بھی پیٹ نہیں بھر سکتا لہذا ثابت ہوا کہ آریہ سماج کے اصول کے بموجب جو کہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے) سبزی کھانا بہت بڑے پاپی کا کام ہے جو کسی طرح بھی اول درجہ کے سفاک اور کٹ مہرے سے کم نہیں اس لئے چاہئے کہ آریہ سماج اگر فی الحقیقت وید کو مت و دیاؤں کی ایک مانتی ہے اور اُس کی تعلیم اعمال پر موں دھرم پاپ سمجھتی ہے تو فوراً سبزی کھانا آج سے چھوڑدے۔ اور ورنہ معقول دلائل سے ہم کو سمجھائے کہ کیوں وہ اس قدر خون کرنا روا رکھتی ہے جسکو کہ وہ خود بُرا سمجھتی ہے؟ غرضیکہ اگر محض جیوہتیہ کی خاطر گوشت کا تیاگ آریہ لوگ کرتے ہیں تو سبزی میں بموجب تحقیقات حقہ مسلمہ آریہ سماج کے بڑی اعلےٰ کی جیوہتیہ موجود ہے کیونکہ آریہ لوگ محض اپنے شکم کی خاطر اپنے ہم جنس روحوں کے سارے شریروں کو ایک ایک وقت میں بے حساب عدد کے قریب یوں چٹ کر جاتے ہیں جیسے کہ ایک بلی چوہے کو ہضم کرجاتی ہے۔ ماسوائے اس کے جب آپکے نزدیک یہ مسلمہ امر ہے کہ روحیں بہ سبب قدیم و ازلی ابدی اناد ی ہونے کے ہر ایک جاندار میں وہی ہیں جو کسی وقت انسانی وجود میں تھیں اور روحوں کی طاقتیں قوتیں استعداد بن وہی ہیں اور کل انسانی روحوں اور حیوانی روحوں میں مابہ الامتیاز فرق ہے تو صرف جسمی مادہ کی ظاہری شکل و صورت کا ہے ورجسمی مادہ بھی بقول آریہ سماج کے اناد ی یعنے ازلی ابدی ہے اور ہر ایک جسم مادی برکرتی پرمانو سے بنا ہے اور جیو آتما ایک الگ چیز ہے جو کہ نہ کاٹنے سے کٹ سکتی ہے اور نہ درخت کے کاٹنے سے اُس کی حالت نوعی میں کچھ فرق آسکتا ہے یعنے قوتیں طاقتیں استعدادیں ضائع نہیں ہوسکتیں تو کیونکر گائیں بکری کا ذبح کرنا تو موجب تشویش ہو اور سبزی کا کاٹنا موجب تشویش نہ ہو کیونکہ جس طرح گائیں بکری کے وجود سے خارج ہونے پر روح تکلیف حاصل کرسکتی ہے ویسے ہی درخت کیڑے مکوڑے کے وجود سے خارج ہونے سے کرسکتی ہے اور یہ ہر دو امر ایسے ہیں کہ ایک کو ہم کہتے ہیں دوسرے کو آریہ سماج کے پیروش مگر ہمارے نزدیک اور ہر ایک اہل انصاف کے نزدیک انسانی وجود بہ سبب اشرف المخلوقات ہونے کے مخدوم ہے اور دنیا و مافیہا کی ہر ایک ایسی چیز کے لئے بطور خادم کے ہے۔ پس یہ کہ اعلےٰ درجہ کے وجود پر ادنےٰ درجہ کے وجود قربان ہو جاتے ہیں مثال کے طور پر دنیا کی خاطر اُس کے لشکر کے سر کٹانے پر خیال کرنا کافی ہے۔ پس بدیں لحاظ ہمارا گائیں بکری وغیرہ کو ذبح کرکے کھانا بطور جرم کے نہیں بلکہ محض اسلئے ہے کہ یہ چیزیں محض ہمارے استعمال کے لئے پیدا کی گئیں ہیں اور کہ یہ ہماری خوراک ہیں اور ہمارے لئے بطور خادم کے ہیں۔ آریہ۔ جو بات انسان سے ہونا ناممکن ہے وہ تو مجبوری ہے مگر جو ہوسکے اُس کا نہ کرنا درست نہیں مثلاً یہی غور کیجئے کہ گائیں و بکری کا گوشت اُن کو ذبح کرکے نہ کھائیں تو نہیں کھاسکتے ہیں مگر پانی پینے سانس لینے وغیرہ کے بغیر گذارہ نہیں ہوسکتا۔ مبق۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ نہ ہوسکنا دوسری چیز ہے اور نہ کرنا دوسری چیز ہے وہ اس طرح پر اگر بقول آپکے ہم گائیں بکری کو ذبح کرکے نہ کھائیں تو نہیں کھاسکتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ سبزی نہ کھائیں تو نہیں کھاسکتے ہیں پانی و دودھ نہ پئیں تو نہیں پی سکتے ہیں

---

* مجھکو عیسائیوں کی حالت پر سخت افسوس آتا ہے کہ ایک طرف تو اُنھوں نے یسوع کو خدا اور خدا کا بچہ بنایا اور دوسری طرف اُسکو اپنے گناہوں کا کفارہ گردانا حالانکہ یہ اصول ورایا محض غلط ہے کیونکہ اگر فی الواقع وہ خدا کا (نعوذ باللہ) بچہ تھا تو وہ سارے جہان کے گناہ اُٹھا کر کفارہ نہیں ہوسکتا بلکہ اگر تمام جہان کے عیسائی اُسکے بدلے کفارہ ہوتے تو نہایت معقول بات تھی کیونکہ یہ بات نیچر میں بھی نظر آرہی ہے کہ اعلیٰ پر ادنیٰ قربان ہوتے ہیں (ایڈیٹر)

پھر وہ بھی اُس حالت میں کہ جب اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ آپ جیسے جیو رکھتے ہیں اگر کہیں کہ اس طرح زندہ رہنا محال ہے تو میں کہتا ہوں کہ آپ کے اصول کے بموجب آپ کا اپنے تئیں تباہ کرنا بہتر ہے بجائے اسکے کہ دوسروں کو تباہ کریں جیسا کہ آپ کے ہاں حکم ہے کہ اهنسا پرمو دھرما۔ پس آپ اپنے کو تباہ کرلیں تاکہ آئے دن جون کرنے کے مرتکب نہ ہوسکیں۔ آریہ۔ جان بوجھکر ہلاک کرنا پاپ میں داخل ہے اور بے جانے بوجھے پاؤں کے نیچے کچلے جاویں یا پانی و دودھ سے ذریعہ ہلاک ہوں یا سانس کے ذریعہ وہ چونکہ جان بوجھکر نہیں ہیں اس لئے قابل مواخذہ نہیں۔ میں۔ جب یہ آپکا مسلمہ امر ہے اور اس کو قبول کرنے کی وجہ سے آپ تناسخ کے اڑنگے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ہر ایک جاندار کیڑوں مکوڑوں درختوں چوپایوں وغیرہ وغیرہ میں روحیں ہیں جو کسی وقت انسانی چولے میں تھیں تو پھر کون ایسا دل و گردہ والا ہے جو مان لے کہ آپ ان جانداروں کو بے جانے بوجھے ہلاک کرتے ہیں کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ آپ پانی و دودھ بیہوشی کی حالت میں پیا کرتے ہیں یا سبزی کے پودے سوتے میں کاٹا کرتے ہیں یا چلتے وقت بے تحاشہ پیروں کے نیچے ہزاروں جانداروں کو بے جانے بوجھے مسل ڈالتے ہیں؟ — آریہ۔ یہ کام تو بہت مشکل ہے کہ کوئی جان بھی ہماری جا سکے۔ میں۔ یہ کام مشکل ہے تو ثابت ہوا کہ نیچر نے ہی اسبات کو جائز قرار دیا ہے کہ بعض وجود بعض وجود کی خوراک ہوں۔ اندریں صورت میں آپ کے اصول کو مدنظر رکھکر کہہ سکتا ہوں کہ ذی روح ذی روح کی غذا ہے لہذا ثابت ہوا کہ گائیں یا بکری کا ذبح کرکے کھا جانا خود نیچر نے جائز رکھا ہے۔ اور اس لئے گائیں بکری پر ہمکو مسلط کر دیا ہے اور گائیوں کے حامیوں کو جو اُن کے ذبح کرنے سے روکتے تھے ہمیشہ شکست پر شکست ہوتی رہی اگر ان کا ذبح کرکے کھانا خلاف نیچر ہوتا تو حامی کامیاب ہوتے مگر جہاں تک تاریخ پر نظر کی جاتی ہے گائیوں کے حامی ہی ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتے رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ ہمارے فایدہ کیلئے ہی پیدا کی گئی ہیں اور یہ صاف ظاہر ہے کہ بغیر انکے ذبح کرنے کام نہیں چلتا دیا ہیں ہم دیکھتے ہیں ہزاروں کام لئے جاتے ہیں آریوں کو بھی چمڑے کی ضرورت پیش آتی ہے اگر مرنے پر ان کی اس ضرورت کو پورا کیا جاتا تو پوری نہ پڑتی کیونکہ مرنے سے اسقدر ضروریات پوری نہیں ہوسکتیں اس لئے کہ اول تو ہر ایک گاؤں یا شہر میں اپنی موت سے شاید دو یا تین مرتے ہونگے دوسرے مرے ہوئے کا چمڑہ نہایت خراب حالت اور ردی حالت کا شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں سے طاقت زائل ہوجاتی ہے۔ اور چمڑے کی جس قدر ضرورت رہتی ہے اس کا اندازہ لگانا محال ہے ہر ایک مرد و عورت کی اگر جوتیوں کا ہی اندازہ کیا جاوے تو کسقدر چمڑہ کی ضرورت رہتی اس کے علاوہ اور بہت سے کام چمڑہ سے لئے جاتے ہیں پس اگر گائیں اور بکری وغیرہ کو ذبح نہ کیا جاوے اور صرف مرنے کا انتظار کیا جاوے تو کام نہیں چلتا۔ کیوں نیلکنٹھ کہ اعتراض کیا رہا۔ اسکے بعد آریہ کو زیادہ بولنے کی جرات نہ ہوسکی اور مبہوت ہوکر رہ گیا فالحمد للہ علی ذالک فقط

نوٹ۔ اگر کوئی آریہ صاحب اسکا جواب دینا چاہیں تو اُن کو لازم ہے کہ جس اخبار میں جواب شائع ہو اسکی ایک کاپی پبلک لائبریری لاہور چھاؤنی کے سکرٹری صاحب کی خدمت میں ضرور بذریعہ ڈاک ارسال کردیں تاکہ ہم اُن کی قابلیت کے قائل ہوسکیں تاکید جانیں (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی)

وصیت ۱۰۸

بخدمت جناب سکرٹری صاحب کارپرداز مصالح قبرستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (۱) میں مسمی عبدالعزیز ولد نبی بخش قوم ککے زئی سکنہ امین آباد تحصیل و ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸ جون سنہ ۱۹۰۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اُن ہدایات کا جو اُس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد اور شرائط کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیۃ کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگی میں اُن تمام کا اب ہی میرے ورثا میرے مرنے کے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) اس وقت سوائے تنخواہ سرکاری کے جو فی الحال مجھے مبلغ معہ عـ۱۵ روپیہ ماہوار ملتے ہیں اور جایداد منقولہ یا غیر منقولہ میرے قبضہ میں نہیں ہے اسواسطے میں موجودگی آمدنی کا دسواں حصہ مبلغ عـہ۱ روپیہ ماہ بماہ دیتا رہونگا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد اگر میں کوئی اور جایداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی جایداد میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد کے متعلق میری یہ وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔ میں ایسی جایداد کی انجمن مذکور کو اطلاع وقتاً فوقتاً دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے پر میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ وصیت کردہ جایداد نہیں جسکا ذکر میں نے فقرہ چہارم پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کو مجلس مذکور کی طرف سے میں گوارا نہ کرونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوگی تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار رہینگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور ضروری جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے اور اگر

82

وہ اشتہار مباہلہ میں اعلان کر دے کہ میں قسم کہاتا ہوں کہ میں نے کتاب حقیقت الوحی کو شروع سے آخر تک پڑھ لیا اور میں اس کتاب کو پڑہنے کے بعد بہی مرزا غلام احمد کو مفتری اور دروغگو ہی سمجھتا ہوں۔ اور اس کے تمام الہامات اور پیشگوئیوں کو افترا سمجھتا ہوں۔ اور اگر میں ایسا کہنے میں جہوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آیت کے ماتحت اللہ تعالے مجھے لاوے۔

امید ہے کہ اب مولوی ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں تلاش کرنیکی ضرورت نہ محسوس ہوگی۔ امرتسر یا بٹالہ میں مجمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے بمراد حصول شہرت پیش کی ہے۔ اس سے بڑھ کر اس طرح ان کی شہرت ہوجاوے گی کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہوگا وہ تمام دنیا میں شائع ہوجائے گا۔ اور ہمارے انگریزی رسالہ ریویو کے ذریعہ سے یورپ امریکہ اور جاپان تک بہی مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام پہونچ جائے گا۔ اس زمانہ میں بہ سبب مطبع اور ڈاک کے ایسے امور میں تشہیر کے لئے میدانوں میں جمع ہونے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اور اس مباہلہ کی تازہ مثال اس وقت قایم ہی ہوچکی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ڈوئی کے ساتھ جو امریکہ کے ملک میں تہا اور مدعی نبوت تہا حضرت اقدس کا مباہلہ ہوا تہا جس کے بعد اول تو وہ ولد الزنا ثابت ہوا جس کا اقرار اس نے خود ہی کیا۔ اور پہر اس کے مریدوں نے اس کو تمام جائداد سے بے دخل کردیا۔ اور بالآخر فالج میں مبتلا ہو کر خستہ و خراب حالت میں مرگیا۔ وہ امریکہ میں تہا اور حضرت اقدس قادیان میں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب زمین خدا کی ہے اور سب لوگ اس کے دست تصرف کے نیچے ہیں خواہ کوئی امریکہ میں ہو یا ایشیا میں۔ امرتسر میں ہو یا قادیان میں۔

امید ہے کہ اب اس کے بعد مولوی ثناء اللہ کوئی نیا عذر نہ گہڑیں گے اور حقیقت الوحی کے ملنے اور اس کے تمام و کمال پڑہنے کے بعد فوراً مباہلہ کا اشتہار شائع کردیں گے۔

مولوی صاحب کو یہ بہی یاد رہے کہ ہم کو قرآن کریم نے فتنے سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ امرتسر یا بٹالہ میں مباہلہ کے لئے جمع ہونا ایک قسم کے فتنہ کو برپا کرنا ہے۔ کیا سنہ ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس کا ایام رمضان میں امرتسر آنا مولوی ثناء اللہ کو یاد نہیں رہا اور جو درندگی اسوقت مولوی ثناء اللہ کے اہل وطن سے ظاہر ہوئی تہی۔ اسکو بہول گئے ہیں کیا مولوی ثناء اللہ حفظ امن کا امرتسر یا بٹالہ میں ذمہ وار ہوسکتا ہے۔ مولوی مذکور کی جو ذاتی وجاہت ہے۔ اس سے تو ہم خوب واقف ہیں۔ لیکن ایسے مباہلہ میں تو ان کی وجاہت بہی خواہ کیسی ہی ہو جہلا کا مقابلہ نہ کرسکیگی۔ مولوی ثناء اللہ بخوب جانتا ہے کہ حضرت اقدس کا سفر میں روزہ کو چہوڑنا اصل میں تعلیم قرآن کی ترویج تہی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کو یاد ہوگا کہ مولوی مذکور نے اس پتھر برسانے کے فعل کو عمدہ ظاہر کرکے اپنی فطرت کا اظہار دیا۔ کیا اوس شہر میں اب مباہلہ تجویز ہونا مناسب ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ نے امرتسر یا بٹالہ کو تجویز کرنے میں گریز کی بنیاد پہلے ہی نہیں رکہی تو پہر کیا حرج ہے۔ کہ تحریر کے ذریعہ مباہلہ ہوجاوے۔ لیکن اگر آپ اس بات پر ہی راضی ہیں کہ بالمقابل کہڑے ہوکر زبانی مباہلہ ہو تو پہر آپ قادیان آسکتے ہیں۔ اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لاسکتے ہیں اور ہم آپ کا زادراہ آپکے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دےسکتے ہیں۔ لیکن یہ امر ہر حالت میں ضروری ہوگا کہ مباہلہ ہونے سے پہلے فریقین میں شرائط تحریر ہوجاویں گے۔ اور الفاظ مباہلہ تحریر ہوکر اس تحریر پر فریقین اور ان کے ساتھ گواہوں کے دستخط ہوجاویں گے۔ اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقت الوحی کو بہی ضروری نہیں سمجھتے لیکن یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کرنے سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم دو گھنٹہ تک اپنے دعاوی اور ثبوت کی تبلیغ کریں اور مولوی ثناء اللہ خاموشی سے سنتا رہے اور بیچ میں نہ بولے۔ اور بعد میں وہ قسماً ظاہر کرے کہ میں اس تبلیغ کے سننے کے بعد بہی مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح نہیں سمجھتا اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے تو جب چاہے وہ آسکتا ہے۔ البتہ اپنے آنے سے پہلے ایک ہفتہ ہم کو اطلاع دے۔

ڈوئی والی پیشگوئی کے متعلق بہی مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک نوٹ دیا ہے۔ اور لکہا ہے کہ اصل پیشگوئی کے الفاظ معہ تاریخ کے ظاہر کرو۔※

ع۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

اس کے جواب میں اتنا کہنا کافی ہے۔ کہ ڈوئی کے متعلق عنقریب ایک مفصل اشتہار نکلیگا اسمیں سب کچھ درج ہوگا لیکن اب جبکہ آپ نے خود ہی خدا کے ساتھ نکیہاڑا لینے کی نیت کرلی ہے۔ تو اب ڈوئی کو آپ کیا کہتے ہیں جب تن بیتی آپ کو ملجائیگی تو جگ بیتی سننے کا کیا فائدہ۔

راقم مفتی صادق ایڈیٹر اخبار بدر قادیان

※ [illegible]

لہ دیکھو سورہ انفال رکوع۔ وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

مباہلہ کیواسطے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

مولوی فاضل ابو الوفا ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار اہلحدیث نمبر ۲۱ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تازہ تصنیف "قادیاں کے آریہ اور ہم" کا ذکر کرتے ہوئے اور آریوں کی قسم کھانے کے متعلق اپنی پرانی عادت کے مطابق بیجا نکتہ چینی کرتے ہوئے اخیر میں لکھتا ہے۔

"ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ وار ہیں سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانیکو طیار ہیں آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوا لو مگر پہلے یہ شائع کرا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا ہم حلفیہ کہدیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کیطرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ اعلےٰ درجہ کا جھوٹا مکار اور فریبی ہے اور اسکی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر طیار ہے۔ جہاں تم پہلے ایک زمانہ میں صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کرکے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر نہیں تو بٹالہ میں آؤ سب کے سامنے کارروائی ہوگی مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جبتک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا"۔

اس مضمون میں سے بیجا طعن و تشنیع کو چھوڑ کر جسکے جواب کی ضرورت نہیں اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اسپر خدا تعالیٰ کی قسم کھانیکو طیار ہیں اور اس مباہلہ کیواسطے حضرت مرزا صاحب کو بلاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔

اس مضمون کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ وہ بیشک قسم کھا کر بیان کریں۔ کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور بیشک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اسکے علاوہ اس کو اختیار ہے۔ اپنے جھوٹا ہونیکی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہے خدا سے مانگے لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے اسواسطے باوجود اسقدر شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آئی ہیں حضرت اقدس نے پھر بھی اسپر رحم کرکے فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپکر شائع ہو جائے اور امید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ وہ کتاب شائع ہو جاویگی۔ اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں اور دو سو سے سوا اسمیں نشانات ہی لکھے گئے ہیں یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دیجاویگی اور وہ اسکو اول سے آخر تک بغور پڑھے اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جسمیں ہم یہ ظاہر کریں گے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افترا ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین ایسا ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھدیں کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے۔ اسمیں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس کے ساتھ اپنے واسطے اور جو کچھ عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں مانگ لیں ان اشتہارات کے شائع ہو جانے کے بعد اللہ تعالےٰ خود ہی فیصلہ کر دے گا۔ اور صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا دے گا۔ ہاں اتنی بات ہم اس پر اور بڑھا دیتے ہیں کہ ہم خدا تعالےٰ سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہو کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہو کر اس امر کے دریافت کرنیکی ضرورت نہ تھی مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے۔ اس میں تو صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔ اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتی ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بروقت امتحان آونہیں سے کسی کو خود دیکھے گا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے لئے ایک ایسے رنگ میں ظاہر ہو کہ جس کو دیکھ کر ایک زمانہ بول اٹھے کہ یہ ایک صادق کی تکذیب کی سزا ہے معمولی تکلیفات یا مکروہات کا لاحق ہو جانا فی الواقع تاثیر مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ مولوی ثناء اللہ جو چاہے اپنے لئے اپنے کذب کی سزا میں عذاب تجویز کرلے لیکن خدا تعالیٰ کسی کا محکوم نہیں وہ اپنے مصالح آپ سمجھتا ہے انسانی گورنمنٹ کسی مجرم کو سزا دینے میں مجرم کے منشا کا لحاظ نہیں کرتی تو وہ احکم الحاکمین خدا کیوں کسی مجرم کے من کے چاؤ پورے کرے۔ فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے مقابل تشریحات کے طالب ہوں۔ البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے کوئی حیلہ جوئی کرکے اس مباہلہ کو اپنے سر سے نہ ٹال لیا۔ تو پھر اللہ تعالےٰ بالضرور مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کریگا جو صدق و کذب کی پوری تمیز کر دے گا۔ آخر درخواست کنندگان عرب نے تو اپنے لئے یہ عذاب چاہا تھا کہ ان پر پتھر آسمان سے برسائے جاویں خدا تعالےٰ نے ان پر عذاب تو نازل کرکے انہیں ہلاک کر دیا لیکن پتھر برسانے کی ضرورت نہ سمجھی - - - - - - - - اور دراصل مولوی ثناء اللہ جس صورت میں ہمارے کذب پر علےٰ وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے تو اوسے تو مناسب ہے کہ جو شرط ہم کریں وہ قبول کرے اور ہم کو کسی گریز (بزعم خود) کا موقع نہ دے۔ اور وہ منظور کرکے ہم کو اطلاع دے کہ ہم بروقت طیاری کتاب حقیقت الوحی کا ایک نسخہ اس کو بغرض مباہلہ بھیجدیں اور ساتھ ہی لکھدے کہ کتاب کے پہونچنے پر وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھے گا۔ اور پھر

حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں ہے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۲ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کاربرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے بلکہ امانت کے طور کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

۷۔ اگر حسب فقرہ ۵ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے اسکو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔ الراقم

موصی عبد العزیز ارائین آبادی حال مقیم قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۸ جون ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد سرور شاہ مدرس عربی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۱۲ جون ۱۹۰۶ء

گواہ شد

ضیاء اللہ مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۱۲ جون ۱۹۰۶ء

وصیت نمبر ۱۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

منکہ محمد علی ولد حافظ فتح الدین قوم ارائیں ساکن تا[illegible] ضلع گورداسپور ایڈیٹر و مینیجر ریویو آف ریلیجنز و سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان دار الامان۔ ۱۔ میں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلاجبر و اکراہ اپنی رضامندی اور خوشی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس پر عمل ہو۔

۲۔ میں نے رسالہ الوصیت کو جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع کیا ہے اور ضمیمہ رسالہ مذکور جو حضرت صاحب نے ۶ جنوری ۱۹۰۶ء کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع کیا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ پر اور اسکی برگزیدہ رسول حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تعالیٰ کی پاک کلام اور مقدس وحی قرآن پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ایسا ہی صدق دل سے یہ ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس زمانہ میں جو آخری زمانہ ہے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور انکے تمام دعاوی سچے اور منجانب اللہ ہیں۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بچشم خود بہت سے ایسے نشانات حضرت مسیح موعود کے مشاہدہ کئے ہیں۔ جو انسانی طاقت سے بہت بالاتر اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اور اسلام کی صداقت پر دلائل قاطع ہیں ربِّ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ میں اُن تمام ہدایات اور وصایا کا پابند رہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے رسالہ الوصیت یا اس کے ضمیمہ میں شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہوں گے یا آئندہ اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کیطرف سے شائع ہونگے یا شائع ہو چکے ہیں نیز معاملہ وصیت ہذا میں میرے تمام ورثاء بھی ان قواعد و ہدایات مذکورہ بالا کے پابند رہینگے۔

آج کی تاریخ جو ۶ جون ۱۹۰۶ء ہے۔ میں یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر جایداد میری منقولہ یا غیر منقولہ ہو۔ جسکو صدر انجمن احمدیہ یا کوئی کمیٹی انجمن مذکور کے میرا متروکہ قرار دے۔ ایسے دو حصوں پر تقسیم کیا جاوے یعنے ایک وہ جایداد جو میں نے اس آمدنی سے پیدا کی ہے یا کروں۔ جو صدر انجمن احمدیہ یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی مفوضہ کام کے عوض میں مجھے بطور حق الخدمت اس سلسلہ یا انجمن مذکور یا اس کی کسی شاخ یا کمیٹی کی طرف سے حاصل ہوئی ہے یس ایسی کل جایداد کو میری ذاتی جایداد تصور نہ کیا جائے بلکہ اسے سلسلہ احمدیہ یا صدر انجمن احمدیہ کی جایداد ہی سمجھا جائے۔ اس میں میرے کسی وارث کا حق نہ ہوگا ہاں اگر میری دوسری قسم کی جایداد ہے جس کا ذکر میں آگے کرتا ہوں۔ میرا کوئی قرضہ ادا نہ ہو سکے۔ یا تجہیز و تکفین کے اخراجات ادا نہ ہو سکیں یا میری دوسری قسم کی کوئی جایداد مطلق ثابت نہ ہو تو ایسا قرضہ اور اخراجات مذکورہ بالا میری اس جایداد قسم اول سے ہی ادا کئے جائیں۔ دوسری قسم جایداد کی وہ ہوگی۔ جو مجھے کسی اور طرح سے حاصل ہو یا میں نے کسی اور طرح سے پیدا کی ہو۔ اس جایداد میں سے اول اگر کوئی قرضہ میرے ذمہ ثابت ہو تو وہ ادا کیا جاوے۔ اور ایسا ہی میری تجہیز و تکفین کے اخراجات ادا کئے جاویں۔ اس کے بعد جو کچھ رہے اس میں سے ایک تہائی انجمن صدر احمدیہ کو دیجاوے۔ اور دو تہائی حسب حصص شرعی میرے ورثاء میں تقسیم کی جاوے۔ اس کل جایداد کے متعلق جو اول یا قسم ثانی سے صدر انجمن احمدیہ کو میری متروکہ میں سے حسب وصیت ہذا ملے انجمن مذکور کو کامل اختیار ہوگا کہ جس طرح چاہے اس کو تصرف میں لاوے۔ نیز اس وصیت کے مطابق عمل کرنے کے لئے بھی میں صدر انجمن احمدیہ کو ہی اختیار دیتا ہوں یعنے انجمن مذکور ہی اس امر کا فیصلہ کرے گی کہ کونسی جایداد میری کس قسم کی ہے۔ اور اس میں اس کی رائے قطعی ہوگی۔ نہ میرے کسی وارث کی۔ اور ایسا ہی تقسیم حصص بھی انجمن ہی کر سکے گی۔ ہاں انجمن ہذا کو اختیار ہوگا کہ اپنی طرف سے ان امور کے تصفیہ کے لئے ایک یا زیادہ اشخاص کو یا کسی کمیٹی کو مقرر کر دے اور ایسا ہی میری تجہیز اور تکفین کا انتظام بھی صدر انجمن احمدیہ ہی کریگی اور جہاں چاہے دفن کرے اس کا اثر وصیت ہذا کے کسی حصہ پر نہ ہوگا۔ فقط مورخہ ۶ جون ۱۹۰۶ء

گواہ شد — محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان۔

العبد — محمد علی بقلم خود

گواہ شد۔ خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم بقلم خود ۶ جون ۱۹۰۶ء

کیا ثناء اللہ مان لیگا؟

امرتسری منکر مولوی ثناء اللہ امرتسری عجیب و غریب مذبوحی حرکات کرنے کا عادی ہے اور اس کی چشم بینا ایسی بند ہے کہ وہ دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا جب کوئی نشان پورا ہوتا ہے تو وہ اپنے اسلاف منکروں کے نقش قدم پر چل کر کہدیتا ہے۔

سحر مستمر

ڈاکٹر ڈوئی مفتری رسول کی موت کی پیشگوئی پوری ہونے پر وہ مجھے کہتا ہے کہ تمہیں کھانا حرام ہے جب تک مہاتما گرشن کی اصل پیشگوئی مع تاریخ شایع نکرو۔ ۶ تا سیہ روے شود ہر کہ درو غش باشد" میں امرتسری منکر کی قسم کی پروا کرتا ہوں اور دروغگو را تا بخانہ اش باید رسانید پر عمل کرنے کے لئے اسی الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ کے پڑھنے کی تکلیف دیتا ہوں۔ جہاں پیشگوئی کے اصل الفاظ درج ہیں۔ اب اگر ثناء اللہ راستباز ہے تو اس کو تسلیم کرے اور اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو سچائی سے اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور تکذیب سے باز آوے۔ ایڈیٹر الحکم

یشب یاقوت مروارید مرجان پکھراج کستوری زعفران

وغیرہ کا مشہور طاقت دار کمزور کب

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (ﺻﮧ) — تین ڈبیہ تیرہ روپے (۱۳) — ایک درجن ۵۰

مفرح عنبری میں خداتعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکی حاصل کرنے کیلئے ایک عالم [illegible] ہیں خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کی ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے [illegible] نہیں اور نہ پورے اوصاف بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسی قدر واجبی عرض کر کے میں اسکو ختم کرتا ہوں کہ **مفرح عنبری** جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ پہلی خوراک کھانے ہی دل و دماغ میں ایک بے انتہا تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس ظاہری و باطنی منور و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید پیدا ہونے لگتے ہیں [illegible] ایسا محسوس ہوتا ہے گویا خدا نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل بے چینی دل کا دھڑکنا دل کا ڈوبنا [illegible] پراگندہ خیالی [illegible] کے لیے اکسیر اعظم تریاق ہے **مفرح عنبری** کے استعمال سے ضعف دماغ جریان سرعت رقت کثرت احتلام کمزوری [illegible] وغیرہ کو ایک خاص فایدہ پہنچتا ہے [illegible] اور ہر نفع ہو جاتی ہے وہ آج استعمال [illegible] **مفرح عنبری** [illegible] ایک اکسیر کا کام دینی والا [illegible] کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آجاوے [illegible] مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا [illegible] **مفرح عنبری** وہ جوہر ہے جو [illegible] وزیروں نوابوں رئیسوں جاگیرداروں تحصیلداروں منصفوں مدرسوں پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص [illegible] طلبا یا جنکو محنت کی قدر ہے اس نوش دارو و رفیق کو ہر دم اپنے [illegible] ساتھ رکھنا چاہیئے [illegible] ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمایش شرط ہے۔

مفرح عنبری چونکہ [illegible] مقویات و جواہرات کا مرکب ہے [illegible] تمام وبائی امراض [illegible] طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو [illegible] استعمال ہر زن و مرد خورد و کلان [illegible] لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس کو ہر گھر میں [illegible] دوسری دوائی کا ملنا [illegible] محال ہے **مفرح عنبری** حکما اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی ادرار کے باعث مارے درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا زود و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے — **مفرح عنبری** سے وہ لوگ بھی [illegible] فایدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ سے بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگہانی مرض سے قوائے مضمحل ہو گئے ہوں **مفرح عنبری** وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزلہ زکام کافور دماغی طاقت پھر پیدا ہو جاتی ہے اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگدھ ضلع رامپور

عنایت فرمائم حکیم صاحب السلام مسنون آپ ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگدھ نے منگائی تھی انکی تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کر کے ایک ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جس قدر جلد ممکن ہو ویلیو پی ایبل روانہ فرمایئے (دستخط) سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدرستی

تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اسکی تائید مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں آپ کو اطلاع دوں کہ مفرح عنبری ایک بینظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گزشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزوری طاقت کیواسطے یکساں فایدہ [illegible] ہے۔ اور آپ جس قدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے میں [illegible] کی دوائی [illegible] اشتہار [illegible] ہوئی۔

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار [illegible]

[illegible] کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ — ڈیر سر میں نے آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے۔ میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دل کی گڑائی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے مل گئی ہے۔ مہربانی کر کے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ [illegible] کے نام روانہ فرمادیں۔

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر [illegible] تحریر فرماتے ہیں اے حکیم بینظیر آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فایدے دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے [illegible] مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرمائیں [illegible]

[illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

[illegible] باہتمام [illegible] چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

(۱) عوام سے ۔ سالانہ پیشگی
(۲) خواص و معاونین سے
عے
ہندوستان سے باہر
ہے
صاحب والوں سے
باعث کے ۱۲ روپے
ہیچ دس روپیہ

نمبر ۱۲ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۲۶ صفر ۱۳۲۵ھ — جلد ۱۱

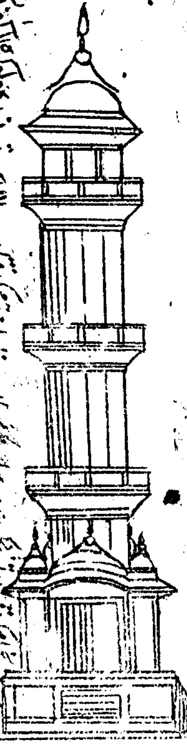

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام اور بزرگان ملت کی صحت کی خیر قوم کے لئے مسرت بخش اور تو الٰہی کا موجب ہے۔ حضرت حجۃ اللہ حقیقۃ الوحی کو ختم کر رہے ہیں اس مہینے میں اس کتاب کی اشاعت بفضلہ تعالیٰ توقع ہے یہ کتاب عجیب و غریب دلایل اور خدا تعالیٰ کے زبردست اور روشن نشانوں کا پرشوکت مجموعہ ہے گویا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک قسم کا دائرۃ المعارف ہے جس میں ہر قسم کے دلایل نصوص قرآنیہ حدیثیہ کے سوا عقلی شواہد اور پھر اعجازی نشانات اور تائیدی نصرتوں کے نمونے درج کئے گئے ہیں۔

۲۔ موسم میں تغیر شروع ہو گیا ہے طاعون خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت اپنا کام کر رہی ہے اور لولا الاکرام لھلک المقام کی پیشگوئی کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہی ہے۔

۳۔ جن احباب کے بچے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک اپنے بچوں کی خیریت کی خبر شکر الٰہی کا باعث ہوگی۔

۴۔ قادیان کے نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیئے جانے کے متعلق کارروائی ہو رہی ہے۔ قادیان کا نقشہ اور ممبروں کے متعلق تجویز تحصیلدار صاحب کے پاس جا چکی ہے۔

ضرور خریدو حضرت اقدس کا حکم ہے

قادیان کے آریہ اور ہم" حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ تصنیف قیمت صرف ۲ر مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے ہر شخص ضرور خریدے اسلئے کہ حضرت اقدس کا حکم ہے مفت تقسیم کرنیوالے احباب زیادہ تعداد میں خریدیں۔

الوحی

۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء ۱۔ اے ازلی ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا

۲۔ احق اللّٰه امری ولا تنفصا من ھذہ المرحلۃ

(ترجمہ) خدا نے میری بات کو سچا کر دیا۔ اور تم دونوں اس مرحلہ سے نہیں چھوٹوگے۔

۳۔ دولت اعلام بذریعہ الہام بہشتی کمرہ میں نزول ہوگا

۴۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

(ترجمہ) نہیں دیکھتے تم احسان کی جزا بجز احسان کے۔

یکم اپریل ۱۹۰۷ء۔ لولا الاکرام لھلک المقام۔

اسمیں ابتدائی حروف کچھ اور تھے جو یاد نہیں رہے۔ مگر مفہوم یہی تھا —

۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔ سحقت ایھا الخوان تمت کلمۃ اللّٰه۔

مرجا ای خیانت کرنیوالے اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہوئی —

۷ اپریل ۱۹۰۷ء ۱۔ ایک اور قیامت برپا ہوئی ۲۔ واللّٰه انی غالب و سیظھر شوکتی وکل ھالک الا من قعد فی سفینتی۔

(ترجمہ) بخدا میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائیگی اور ہر ایک مرجائیگا سوائے اُس کے جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔

۶ ۔ اعزاز۔ الہام کے الفاظ یاد نہیں رہے معنے یہ ہیں۔ فلاں کو پکڑ لو۔ فلاں کو چھوڑ دو۔۔۔۔

۴ر اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیک ما یدوم

(ترجمہ) میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور جو اسے ملامت کرتا ہے اسے ملامت کروں گا اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے۔

۴ر اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ لائف آف پین (تلخ زندگی)

۲۔ یا اللہ رحم کر۔

۳۔ انی مع اللہ فی کل حال

(ترجمہ) میں ہر حال میں اللہ کے ساتھ ہوں۔

۴۔ اخترطنا سیفہ

(ترجمہ) ہم نے اسکی تلوار کو کند کر دیا ہے۔

۵۔ خدا کے سات نیکو کار بندے ہر جگہ پر بیٹھے ہیں۔

۵ر اپریل ۱۹۰۷ء (۱) حٰم۔ تلک ایات الکتب المبین

۲۔ ۔۔۔ کہا گیا

(تفہیم) وہ جو حٰم ہے اس میں خدا کے نوشتہ کے نشان ہیں جو ظاہر ہونیوالا ہے حٰم مقطعات میں کسی کا نام ہے یہی تفہیم ہے۔

۳۔ الذین اعتدوا منکم فی السبت

(وہ لوگ جنہوں نے سبت کے معاملہ میں زیادتی کی)

یہ قوم مخالف کی طرف اشارہ ہے۔ ساتھ کا فقرہ بھول گیا واللہ اعلم۔

۵ر اپریل ۱۹۰۷ء (۱) مت ایہا الخوان۔

(مرجا اے بڑے خیانت کرنیوالے)

۲۔ تمت کلمۃ اللہ

۳۔ ان اللہ مع الذین اتقوا

(اللہ ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں)

۴۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا

(وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے)

۵۔ رحم اللہ۔

(اللہ نے رحم کیا)

۶۔ فضلناک علی ما سواک

(تیرے سوا جتنے ہیں سب پر ہم نے تجھے بزرگی دی ہے)

۹ر اپریل ۱۹۰۷ء (۱) بلائے دمشق

۲۔ سرک سری

(تیرا بھید میرا بھید ہے)

۳۔ ایک اور بلا برپا ہوئی۔

منکرین سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہماری مخالف کئی قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جنہیں قرآن حدیث تفسیر وغیرہ علوم دینیہ تو ایک طرف رہے معمولی و عام مسائل و معتقدات اور اصول و احکام اسلام سے بھی نہ تو علمی رنگ میں کچھ مس ہے نہ عملی طور پر چنداں سروکار۔ ان کا دین بالعموم یہ کچھ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کے ساتھ راہ و رسم معاشرت رکھتے ہیں مذہب آبائی کی کچھ سنی سنائی سطحی معلومات پر قانع و مُصر ہیں اور بس۔ دوسرے وہ جو علوم و اعمال دینی اور اصول و معتقدات مذہبی سے بالکل نابلد اور بے بہرہ تو نہیں مگر پھر بھی صدیوں تقلید و تعصبات کے جکڑ بند میں وہ ایسے پھنسے ہیں کہ اگر ان کے خلاف یا علاوہ کوئی روشن سے روشن صداقتیں اور شہادتیں بھی انکے پیش کیجائیں تو انکی طبائع اور ان کے دماغ کبھی ماننا کیا معنے سننا بھی ضروری نہیں سمجھتے تیسرے وہ حضرات ہیں جنکو علماء وقت کہا جاتا ہے اور جنکی تعریف و توصیف میں دفتر کے دفتر بھی سیاہ کر ڈالے جائیں تو شاید ناکافی ثابت ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ اس طبقۂ امت میں فی زمانہ کچھ عجیب گوناگونی اور حیرت انگیز و معنی خیز خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں جن کے کماحقہ بیان کرنے سے زبان و قلم دونو قاصر ہیں اسی طرح ملت خیر الانام میں اسوقت اور بھی کئی قسم کے افراد و فرقے موجود ہیں جنکی تفصیل کا نہ یہ موقعہ ہے نہ ضرورت۔

مجھے ان مختصر نوٹوں میں دکھانا صرف یہ ہے کہ مختلف طبقات اہل اسلام کو حضرت مسیح موعود کی قبول کرنے میں عام طور پر کیوں اور کیا کیا الجھن یا رکاوٹ پیش آ رہی ہیں اور آیا انکی تعداد کی ذاتی صورت ہے یا نہیں۔ میں جو کچھ ان سلسلوں میں عرض کرونگا ظاہر ہے کہ وہ ذاتی معلومات تجربات اور خیالات کی بنا پر ہوگا لیکن ممکن ہے کہ دیگر احباب بھی انہی شرائط کے ماتحت اس سے بھی بڑھکر مفید و موثر اور قابل پذیرائی اظہار رائے فرماسکیں۔ بنظر سہولت و اختصار میں اس عرض مدعا میں کسی ترتیب خاص کا پابند ہونا نہیں چاہتا۔ اور چونکہ میں علوم متعلق مناظرہ۔ تفسیر۔ حدیث وغیرہ کا فاضل کیا عالم بھی نہیں اسواسطے ضرور ہے کہ میری یہ تحریر علم کلام یا مناظرہ کا کوئی باقاعدہ نمونہ نہ ہو۔

حال ہی میں مجھے تین چار گھنٹے تک دہلی کے ایک بڑے فاضل مولوی صاحب سے جو کلام ربانی کے مفسر بھی ہیں سلسلہ احمدیہ ہی متعلق گفتگو کرنیکا موقعہ ملا جس کا کوئی طمانیت بخش اور معتدبہ نتیجہ تو کیا نکل سکتا تھا نہ شروع ہی سے اسکی کوئی توقع تو تھی نہ کبھی تھی لیکن چونکہ تبلیغ ضروری امر تھا خاصکر جبکہ وحی و الہام۔ پیشگوئی۔ اور نبوت و رسالت کے بارہ میں چھیڑ چھاڑ انہی کیطرف سے ہوئی۔ اس موقعہ پر سکوت کو نامناسب سمجھکر تبادلہ خیالات کچھ ضروری ہی معلوم ہوا۔ اس تمام بحث اور دق ذق کا دوہرانا تو ضروری نہ ہوگا لیکن اور مختلف موقعوں کی مذہبی قیل و قال سے جسکا مجھے کسی نہ کسی کے ساتھ اکثر اتفاق پڑتا ہی رہتا ہے اور خاصکر گفتگوئے مذکورہ سے میں جن اہم نتائج پر پہنچا ہوں وہ ایسے ہیں کہ نہ صرف نحواً بالا تینوں قسم کے مخالفین سلسلہ پر بلکہ قریب قریب ہر ایک گروہ منکرین پر صادق آسکتے اور ان سبکیلئے قابل غور و لائق توجہ ہو سکتے ہیں۔ یہ نتائج تعداد اور شوکت لفظی کی لحاظ سے تو شاید بلا حقیقت سے متصور ہوں لیکن انکی اہمیت مجھے یہ باور کراتی ہے کہ سلیم الفطرت اور غور کن طبائع بشرط توجہ و توفیق الٰہی ضرور انسے بڑا معقول سبق حاصل کر سکتی ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور بہت سی سعید روحیں بطفیل روح القدس اسلام کی حقیقی نور کیطرف کھنچ آئیں۔ آمین۔

۱۔ دین اسلام صرف عالموں فاضلوں منطقیوں اور فلاسفروں کی لئے نہیں ہے۔ پس اسکی اصول و احکام اور معتقدات و مسلمات ایسے ہونے چاہئیں چنانچہ ہیں۔ کہ عالمانہ طرز بیان۔ اور منطقی چنان و چنین کی بغیر ہی بالکل سادہ الفاظ و عبارت میں

ہر عامی و امی تک انہیں سمجھ سکے اور جس صورت میں فریقین مکالمہ سے ایک فریق کی نسبت دوسرے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اُس نے جملہ علوم متعلقہ ضروریہ کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی ہے نہ انہیں درک کہنے کا انہیں دعویٰ ہے تب تو فریق مقابل پر اخلاقاً اور بھی زیادہ لازم ہے کہ نری شوخیٔ لفظی اور مصطلحات علمی کی بھرمار سے منطق بگھار کر اصل نفس مضمون کو تاریکی اور جھمیلے میں نہ ڈالے اسطرح احقاق حق نہ کبھی ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے مگر افسوس کہ آجکل ہمارے اکثر مولویوں کی یہی حالت ہے پھر تحریر یا تقریر میں انکا ہمارا فیصلہ بسہولت کیونکر ممکن ہے !

۲ کسی نئے مامور یا مدعی نبوت وغیرہ کو ماننے کی بظاہر دو ہی طریق ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ خداوند کریم اپنے فضل خاص سے کسیکو حضرت صدیق اکبرؓ کی مانند فی الفور بلا حیل و حجت ایمان لانے کی توفیق بخشے سو یہ اعلیٰ اور قابل رشک صفائی قلب تو ہمارے منکر علماء و عوام دونوں میں الشاذ کالمعدوم ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ یعنی اسطرح ایمان بالغیب کی سی فضیلت اور شرف تو انہی قلیل التعداد غریب الطبع مسکین مزاج اور خدا ترس لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جنکی نسبت رسول خدا (صلعم) پہلے ہی ارشاد فرما گئے ہیں۔

کہ اسلام غریبوں سے شروع ہوا اور غریبوں ہی کیطرف عود کریگا۔

یا دوسرے یوں ممکن ہے کہ اُس مامور و مدعی کے دعاوی کی آواز کان میں پہنچ چکنے پر نہیں کہ پہلے ہی ہٹ دھرمی اور بدظنی اختیار کرکے اسکی تردید پر کمر باندھ لیجائے۔ اور بدنصیبی سے یہ عیب آجکل کے مسلمانوں میں ایسا ہماری پڑا ہوا ہے کہ ۹۹ فیصدی صور تو نہیں انکو ضرور طلب حق سے محروم و نفور ہی رکھتا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اتفاقیہ یا قصداً ذرا ظہور تحقیق حق کی توفیق ہوئی بھی تو وہ صرف مار د شماتے سے کبھی کبھی تھوڑی تھوڑی دیر تک سرگرم تکلم ہو جانے کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر احمدی متنفس علوم عقلیہ و نقلیہ کا فاضل اور تمام ضروری معلومات دینیّہ (احمدیہ) کا متبحر کامل نہیں ہوتا۔ پس اگر کسی احمدی کی تقریر سے حضرات مولویصاحبان کی تسلی نہ ہو تو پھر وہ اسکی بالکل ضرورت نہیں سمجھتے کہ ایسے عظیم القدر اور مہتم بالشان مسئلہ وقت کی بجائے خود چھان بین اور جستجو کریں۔ وہاں تو مدعا صرف یہ ہوتا ہے کہ جسطرح ہی ممکن ہو اپنے مسلمات کی تائید و سخن پروری کیجائے اور مد مقابل کی ہر نہج تردید و تکذیب۔ پھر حق کو پا کیونکر سکتے ہیں !!

۳ ہمارے منکرین میں ایک گروہ (نو تعلیم یافتہ حضرات کا) ایسا ہے کہ وہ کسی مامور موعود کا منتظر اور قایل ہی نہیں تو انکی نسبت ہم بجز اسکے کیا کہہ سکتے ہیں کہ جب قرآن کریم اور حدیث شریف کے صاف و صریح ارشادات سے ہی انکار ہے تو تم ہمارے مخاطب نہیں ورنہ ہم تمہاری تشفی کے ذمہ وار ہو سکتے ہیں اگر تمہیں ان ہر دو سے انکار نہیں ہے تو پھر صبر و تحمل اور خدا ترسی کے ساتھ پہلے ہماری سُن، تو لو تب ہی تکذیب و تردید پر زور طبع صرف کرنا۔

۴ ایک حضرات ایسے ہیں جنکے نزدیک مامور موعود کا آنا تو برحق ہے مگر ابھی اسکی ضرورت پیدا نہیں ہوئی لیکن افسوس کہ انہی کے اکابر اپنی اپنی جگہ پر یہ تسلیم کرتی ہوئی ہی سرگرم واویلا ہیں کہ دنیا اور خاصکر مسلمانوں کی دینی و اخلاقی حالت عملی طور پر اسوقت بدرجہ غایت عبرتناک ہو گئی ہے۔ تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ آخر پھر کب وہ وعدہ خدا اور رسول کا پورا ہوگا ؟

۵ ہمارے بہت سے مخالفین اسبات کو مانتے ہیں کہ مرزا صاحب کے مرید دیندار نیک چلن پابند صوم و صلوٰۃ۔ سلیم الفہم اور حلیم المزاج تو ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے اس سوال کا ان سے کچھ جواب نہیں بن پڑتا کہ آیا کسی مفتری۔ دشمن اسلام اور دہوکہ باز دوکاندار کی تعلیم و صحبت کا ایسا نیک و پائدار اثر ہو سکتا ہے ؟

۶ جن مولویصاحب سے میری آجکل میں گفتگو ہوئی انہوں نے ایک عجیب بات وفات مسیح سے متعلق یہ فرمائی کہ سنت اللہ یا عادت اللہ کوئی چیز نہیں۔ خدا کا ہر فعل سنت اللہ ہے میں نے پوچھا کہ خواہ ازل سے ابد تک اسکی اور کوئی نظیر ثابت نہو۔ فرمایا۔ ہاں۔ انکا منشا یہ تھا کہ مسیح کو دو ہزار سال تک آسمان پر بیکار بٹھائے رکھنا اور انکو یہود کی ہاتھ سے بطریقہ مشہور عوام بچا نا بھی سنت اللہ کے خلاف نہیں ہر چند کہ توفی اور اس کے مشتقات کا اور بیسیوں جگہ بمعنے موت مستعمل ہونا ثابت ہے لیکن محض سخن پروری کے لئے اس ایک موقعہ کیواسطے اٹھا نا یا بہر بیٹھا ہی مراد لیا جاتا ہے ایسی ضد کا کیا ٹھکانا ؟ حالانکہ سیاق و سباق سے یہ دونوں مقامات متنازعہ فیہ میں کسیطرح ٹھیک نہیں بیٹھتے ۔

۷ مامورمن اللہ کی مابہ الامتیاز کئی ایک ہوتی اور ہو سکتی ہیں لیکن اگر پیشگوئیوں سچائی نشانوں کے ظہور کو ہی لیا جائے تو ایک مصیبت اور مشکل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں اور نشانوں کی نسبت یہ لوگ تحقیق اور طلب حق کی ذرا پروا نہیں کرتے عوام کالانعام کی سُنی سنائی گپوں اور بدظنی آمیز روایات پر اکتفا کرتے ہیں یہ نہایت خطرناک اور متعصبانہ شیوہ ہے اور اگر اسمیں حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف و منکر حق بجانب ہیں تو پھر ہر ایک غیر مسلم اپنے آبائی مذہب کی حمایت میں سچا ہے جو اسلام جیسے نور ہی نور کا نام سنکر دور ہی سے بھاگتا اور اسکی عدیم النظیر خصوصیات بیدریغ محاسن اور بیشمار روشن معجزات کو منقولی ڈھکوسلے سمجھکر غور طلب یا قابل قبول جاننا تو درکنار لایق التفات بھی نہیں خیال کرتا۔

۸ طاعون وغیرہ مہلک اور مہیب و باؤں کی کثرت و شدت۔ زلازل کے بربادی بخش اور ہولناک پے در پے حملے۔ فصلوں کی حال بسال تباہی قحطوں کا مستقل تسلط۔ طوفان ژالہ باریوں وغیرہ آفات ارضی و سماوی کو تمام دنیا بالاتفاق غضب الٰہی اور عذاب الٰہی مانتی ہے مگر اس کا کوئی جواب نہیں دیتا کہ آخر یہ ساری بلائیں ہیں کس لئے ؟ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً" کا ارشاد خداوندی (نعوذ باللہ) انکی نظروں میں بالکل لغو و لایعنی ہے۔

۹ بفرض محال سلسلہ احمدیہ کا سارا تانا بانا ہی آگے چلکر یعنی جبکہ مسیح ناصری اور خونی مہدی توقع عوام کے مطابق نازل و مبعوث ہو جائیں گے غلط ثابت ہو جائے تو موجود مسیح و مہدی موعود کی جماعت کے لئے تو یہ موقع حاصل ہے کہ (نعوذ باللہ) اپنے غلط عقائد سابقہ سے تائب ہو کر آیندہ مامور ونکو بسہولت قبول کر لیں گے کیونکہ وہ روشن صداقتیں اور آسمانی نشانوں کے آگے سر تسلیم خم کرنیکے خوگر ہیں اور آبائی توہمات یا متعصبانہ معتقدات کو حق کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر موجودہ مدعی ہی اپنے دعاوی میں سچا نکلا۔ جو فی الواقع سچا ہے تو ان ہٹ دھرموں کا کیسا حسرت خیز و درد انگیز حشر ہوگا۔ جو بد نصیب اور مغضوب قوم یہود کیطرح ایک نا معقول و بے معنی انتظار ہی میں آنکھیں پھاڑتے پھاڑتے بالآخر تمام اسطرف کی راہ لیں گی جہاں انکا ٹھکانا ہے۔ نہ حضرت الیاسؑ دوبارہ آئینگے نہ مسیح مبعوث ہونگے نہ وہ نبی (صلعم) تشریف لائیں گے نہ عیسیٰ بن مریم کا دنیا میں نزول ثانی ہوگا نہ ان سادہ لوح مگر ضدی مسلمانوں کی آنکھیں غلبہ اسلام کے دلفریب منا ظرہ سے شاد ہونگی۔ کاش کہ لوگ اس نہایت سیدہی سادی سہل و سریع الفہم بات پر ہی ذرا غور کریں اور جان بوجھکر اپنے تئیں ہلاکت کی تاریک گڑھے میں نہ ڈالیں۔

۱۰ بہت سے معقول صورت۔ پڑھے لکھے۔ متانت پسند اور بظاہر انصاف شیوہ و صلح کل حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحبؑ کو ایک بزرگ۔ عالم۔ بڑا مخلص خادم اسلام اور نیک وغیرہ وغیرہ تو مانتے ہیں مگر ہمیں ان کا دعویٰ کھٹکتا ہے۔ لیکن نادان اتنا نہیں سوچتے کہ اگر ایک شخص بالیقین مفتری ہے یعنی کہ خدا تعالےٰ پر بہتان باندھتا اور اتنا بڑا دعوےٰ بالکل جھوٹ کرتا ہے۔ تو وہ بزرگ یا نیک وغیرہ وغیرہ ہونا کیسا معمولی درجہ کا مسلمان بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اسکے کیا معنے کہ تاریکی و نور دونوں چیزیں ایک جگہ ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں! جو متقی پرہیزگار اور دیندار ہے وہی مفتری کذاب اور دشمن دین بھی ہو یا جو مخبر بیدین۔ خدا رسول کا دشمن۔ اسلام کو بدنام و تباہ کرنیوالا وغیرہ ہو وہ مومن متقی اور پرہیزگار بھی ہو العجب ثم العجب۔ افسوس کہ یہ لوگ اُن معیاروں کی ذرا پروا نہیں کرتے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں جھوٹے سچے کی پرکھ کیواسطے بیان فرمائے گئے ہیں۔ کاش یہ لوگ اسی پر تدبر کریں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مفتری سے زیادہ کوئی ظالم نہیں اور ظالم کو وہ کبھی فلاح نہیں دیتا۔ قرآن کریم میں جا بجا ان اصولوں پر زور دیا گیا ہے اگر کوئی آنکھیں کھولکر دیکھے۔

(باقی دارد)

خاکسار احمد حسین فرید آبادی۔ کٹرہ بازار امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

ترقی ایمان و اعمال صالح

{یہ وہ مضمون ہے جو میرے محترم مخدوم میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں پڑھا۔ ایڈیٹر}

دانشمند انسان وہ ہے کہ جو اس دنیا کے چند روزہ قیام میں اُس دائمی زندگی کی فکر کرے کہ جسکی خوشی اور راحت سچی اور حقیقی خوشی اور راحت ہے۔ ہر ایک انسان اس زندگی میں اپنے نفع اور فائدہ کے لئے جہاں تک اُسکی طاقت میں ہے کوشش کرتا ہے اور جہانتک اس کا بس چلے نقصان اور زیان کے موجبات سے بچنے کی تدبیریں کرتا ہے بڑی سی بڑی مہم کو رو براہ کرنے میں نفع اور نقصان کا لحاظ رکھکر کارروائی کرنیوالی قوت کام کرتی ہے اور کسی چھوٹے سے چھوٹے امر کے لئے بھی یہ طاقت عمل میں لائی جاتی ہے مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس سے غلطیاں ہوتی ہیں اور ان غلطیوں کے سبب سے یہ نا اندیشیدہ مصیبتوں اور دکھوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ لاعلمی اور جہالت یا سہو و نسیان کی تاریکی اس کے چراغ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اور کسی وقت ایسا ہو جاتا ہے کہ سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور اس تاریکی کے سبب سے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور اس امر کا اپنے آپ کو محتاج پاتا ہے کہ پردہ غیب سے کوئی ہاتھ نکلے اور اسکی دستگیری کرے۔ اے بہت سوچنے والی اور دور اندیشی کرنیوالی عقل تیری روشنی پہ کیونکر ایسی تاریکی غالب ہوئی اور کس نقص نے تیرے حواس کو معطل کر دیا کہ اب تجھے اپنی کھوئی ہوئی پونجی پھر پا بھروسہ نہیں رہا اور تیری ساری طاقتیں بیکار ہو گئیں اور اندر ہی اندر تجھے ایسی درماندگی اور بے بسی نے آ دبایا کہ اب تو اپنے سے کسی بالاتر طاقت کا اپنے آپ کو محتاج پاتی ہے۔ انسان کی یہ حالت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ اس کو غلطیوں سے بچانے اور آئندہ دن کی ٹھوکروں سے اسکی حفاظت کرنے کے لئے کسی ایسے قانون کی ضرورت ہے کہ اس سے بالاتر اور کامل القدرت ہستی کیطرف سے ہو کہ جس کا علم و قدرت خود انسان اور اس کے جمیع تعلقات اور پھر کائنات کے جملہ ساز و سامان پر کہ جس کے ذریعہ سے اسکی زندگی کی کل چل رہی ہے محیط ہو تا کہ وہ اپنے کامل علم اور کامل قدرت سے انسان کی زندگی کے سارے کارخانہ کی نگرانی کرے اور اس کو اندرونی بیرونی غلط کاریوں کے موجبات سے آگاہ کرے اور دائمی سلامتی اور حقیقی خوشی اور راحت تک اس کو پہنچا دے انسان کی غلط کاریوں اور نا عاقبت اندیشیوں کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے ایک کامل نور کی ضرورت ہے جس نور کو اسکی غلط کار اور سہو و نسیان کے گرداب میں چکر کھانیوالی عقل پیدا نہیں کر سکتی بلکہ اس تاریکی میں عقل کی آنکھ خود محتاج ہوتی ہے کہ کوئی آسمانی آفتاب طلوع ہو اور وہ اپنی روشنی افق مشرق سے پھیلاوے تا کہ اس روشنی میں عقل کی تاریکی دور ہو اور وہ اس قابل ہو کہ سلامتی کی راہ کو دیکھکر آگے چل سکے۔ سو یہ کامل روشنی اور یہ کامل نور جس سے ساری کائنات روشن ہو رہی ہے وہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے۔ اور وہ روشنی جو اس کامل چشمہ نور سے انسان کو ملتی ہے وہ روشنی ہے جسکا نام ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایمان جب کامل یقین اور سچی بصیرت سے پیدا ہو جاتا ہے تو اندرونی ظلمتوں کو وہ اسطرح دور کر دیتا ہے جیسا کہ ظلمانی رات کی تاریکی مشرق سے آفتاب عالم تاب کے نمودار ہونے پر دفعتہً دور ہو جاتی ہے۔ یہی روشنی انسانی غلط کاریوں کا صحیح علاج ہے۔ اس غیب الغیب ہستی کے ساتھ ایمان ہی وہ روشنی ہے جس سے انسان کا تاریک دل نور حاصل کرتا ہے۔ اس نور ایمان کے دل میں داخل ہوتے ہی انسانی زندگی کے ہر ایک پہلو پر روشنی پڑ جاتی ہے اور انسان کے سامنے ہر ایک چیز اپنی خلقت کی صحیح تقدیر کو نمودار کر دیتی ہے۔

اس روشنی کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی پاک ہدایت اور منشاء پر چلنے کی توفیق پاتا ہے جسکا نام خدا کی کتاب ہے اور جسمیں انسان کی سلامتی کی پوری اور مستقل راہیں بیان کیگئی ہیں جن پر انسان چلکر اس دنیا کے چند روزہ قیام میں دائمی زندگی کی سچی خوشی اور حقیقی راحت کو پا لیتا ہے اور اللہ جل شانہ کے ساتھ اس کے فضل و رحم کے ان ذرایع اور وسائط پر اسکو اطلاع ملتی ہے جنکا نام ملائکہ ہے یہ ملکوتی قوتیں اس کامل تعلق کے بعد اسکی یار و مددگار ہو جاتی ہیں اور وہ بدیہی طور پر اسکی ایمانی روشنی کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اس عالم میں انسان جملہ خطرات سے اپنی آپ کو امن میں پاتا ہے اور کوئی مشکل اسے اُسکو بھی کامیابی سے نا امید نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت اور بنی نوع انسان کے ساتھ ان کے حقوق واجب کے ادا کرنے کی اسے اٹکل آجاتی ہے۔ اور اپنے ایمان کی ترقی کے لئے اس کو صحیح کارروائیاں کرنیکا طبعی میلان ہوتا ہے۔ اور اسکی ایمانی روشنی یہاں تک ترقی کرتی ہے کہ پہلے برگزیدہ اور پاک لوگوں کے طریق اسے دکھلائی دیتے ہیں اور انہی قوت ایمانی کے ذریعہ وہ خدا کے پاک نبیوں اور کامل ہادیوں کے طریق پر استقامت سے قدم مارتا ہے اور اپنے انجام کی اس آخری منزل پر پہنچ جاتا ہے کہ جس کے ساتھ اس دنیا اور اس کے تمام مکروہات سے اس کو نجات ملجاتی ہے اور ہر مشکل اس کو آسان ہو جاتی ہے اس منزل پر پہونچ جانیکا یقین اس کو بہشت کے رنگ میں نظر آتا ہے خدا کی پاک جماعتوں کے ساتھ اسکی دائمی رضامندی کے بہشتوں کا اسے وارث بنا دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اسکو اسی ایمان بالغیب کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی ترقی ایمان اور ایسے کامل یقین کے پیدا ہونیکا ایک قانون مقرر کیا ہے اور اس قانون پر چلنے سے انسان واقعی ایسے ایمان اور اس کے ثمرات کو پا لیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر ایک مخلوق کی نسبت ایک قانون بیان فرمایا ہے جس قانون کی پابندی سے اسکی ہر ایک چیز اپنی خلقت یا پیدایش کے صحیح اندازہ کو ظاہر کر رہی ہے اور اس اندازہ اور تقدیر کے موافق ہی اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی راہبری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ قانون یوں بیان فرماتا ہے۔ سبح اسم ربك الاعلى ۝ الذی خلق فسوّٰى ۝ والذی قدّر فهدٰى ۝ بالاتر ذات کی ربوبیت کائنات میں یہ قانون دکھلاتی ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے خود بنایا پھر اسکی خلقت یا پیدایش میں اس کے موافق حال پہلوؤں سے ہر ایک حصہ میں کامل مساوات رکھی یعنی جس چیز کو جسحالت پیدایش میں رکھا تو اس کو پورے طور پر رکھا کوئی کمی بیشی اسمیں ایسی نہیں رکھی کہ جو اسکی خلقت موجودہ کے لازم تھی اور اسمیں نہیں ہے پھر اس چیز میں اس کا اندازہ قائم کیا یعنے اس غرض اور منشاء کو جو اس چیز سے مطلوب ہے پورا کرنے کے لئے اسکی تقدیر یا اندازہ اس کے اندر قائم کر دیا۔ پھر اس اندازہ اور طریق مقدرہ پر اس کو چلا دیا۔ یہ وہ قانون الٰہی ہے کہ جس کے مطابق ہر ایک چیز کائنات میں اپنی خلقت اور تقدیر کے ساتھ چل رہی ہے۔ اس مضمون میں یہ مقصود نہیں

(باقی)

کہ ہر ایک خلقت کی اس تقدیر اور کارروائی کو ظاہر کرکے ثابت کیا جائے کہ یہ قانون الٰہی واقعی اسیطرح ہے جسطرح اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے مگر عام نظر اور سرسری نگاہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ کائنات کی ہر ایک چیز اپنی تقدیر خلقت کے لحاظ سے کام کر رہی ہے اگر کوئی اسکی تقدیر کے خلاف اس سے کوئی کام لینا چاہے تو وہ چیز ہرگز کام نہیں دے سکے گی۔ آگ اپنے وقت پر اپنی تقدیر کے ساتھ کام کرنیکو طیار ہے۔ ہوا اپنی ضرورت کے تقاضا کو پوری کرتی ہے۔ پانی اپنے محل پر اپنی خلقت کی روانی سے اپنے اندازہ کو دکھلا رہا ہے۔ زمین اپنے مقام پر اپنی قدرتی نباتیتوں کے اظہار کے لئے دامن پھیلائے ہے یہ قانون ایسا عام ہے کہ اوسکی صحیح پابندی آجتک ان ساری چیزوں کو اپنے اپنے مقام اور محل پر اپنی تقدیروں یا پیدائشی اندازوں سے خدائی منشاء کے موافق چلا رہی ہے اور جملہ علوم جنپر انسان کی زندگی کا مدار ہے اسی تقدیر یا اندازہ کی ترتیب پر غور کرنے اور اسکی پیروی کرنیسے پیدا ہوئے ہیں۔ نباتات یعنے زمین میں سے اُگنے والی چیزوں کے جملہ اقسام اور انواع پر نظر ڈالو تو ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع میں یہ تقدیر یا اندازہ ملاحظہ ہوگا گندم یعنے گیہوں کے دانہ کے زمین میں ڈالنے اور اس کے نشو و نما پانیکی الگ تقدیر ہے جو اسے وقت اور اسکی تقدیر کے موافق کارروائی کرنیسے حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے اجناس بھی اپنے اپنے وقت اور تقدیروں کے موافق انسانی ضروریات کے پورا کرنے کے واسطے اپنی پیداوار کے ذخیرے لگا رہے ہیں۔ ہر ایک پھل پھول اپنے طبعی اندازوں کے نیچے چل رہا ہے اور انسان کی لذتوں اور زینتوں کو دوبالا کر رہا ہے۔ یہی قانون عالم جمادات اور زمین کے اندرونی خزانوں کو زمین کے پیٹ کے اندر پردہ غیب میں جمع کر رہا ہے اور انسانی نسلیں اس ترتیب طبعی اور باندھے ہوئے اندازہ کی رعایت سے ہر ایک چیز کو اپنی عملی طاقتوں سے کام میں لا رہے ہیں۔ یوں تو ساری کائنات کی ساری مخلوقات اپنے اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے ظاہر ہونے پر نشان ہے۔ مگر اسوقت نفس مضمون کا تعلق صرف انسانی مخلوق اور اسکی تقدیر یا اندازہ کے ساتھ ہے کہ انسان کس تقدیر پر بنایا گیا ہے اور اس کے خلق کرنے یا پیدا کرنیسے کیا غرض اور مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وماخلقت الجن والانس الّا لیعبدون۔ کہ ہمنے جن و انسان کو نہیں بنایا مگر صرف اسی غرض کے لئے کہ وہ جملہ نشانات عبودیت اور خادمانہ رنگوں کو ظاہر کرے۔ گویا انکی تقدیر یا انکی خلقت کا اندازہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی ان صفات کو جو بلحاظ اس کے آقا اور مالک ہونے کے مختلف رنگوں میں ظہور پذیر ہو رہی ہیں ایسی خادمانہ حالتوں کے آئینہ میں دکھلاویں کہ واقعی ایک آقا اور ایک مولا اور ایک مالک ایسا ہے کہ جسکی ذات اپنے فیوض اور برکتوں کو بلحاظ اپنے مالک ہونیکے عطا کر رہی ہے اور یہ ایک عبودیت نشان خادم ایسا ہے جو کامل طور پر ان فیوض اور برکتوں کے ظاہر کرنیکا کامل مظہر ہو سکتا ہے یعنی اسکی خادمانہ تعلقات سے اس مالک کے فیضوں اور برکتوں کے نشان ظاہر ہو سکتے ہیں اور یہی اسکی خلقت کا اصلی منشاء اور غایت ہے گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے انسان کو ہی ایسا معظم و مکرم و ممتاز پیدا کیا ہے کہ جس سے پورے طور پر اسکی قدرتوں کے رنگ اس عالم میں نمودار ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی اس کلام کی تصدیق انسان کی اُن کارروائیوں سے ہوتی ہے جو اس کائنات میں اپنے تصرفات سے ہر نوع کے متعلق یہ کر رہا ہے۔ اس سے بالفعل صرف اتنا دکھا دینا منظور ہے کہ انسانی مخلوق خدا کی قدرتوں کے ظہور کے لئے ساری مخلوقات سے ممتازانہ طور پر میدان میں نکلی ہوئی ہے۔ اب اس ممتاز اور مکرم وجود پر خود اللہ تعالیٰ کی کامل تصرف اور قدرت کو اگر غور کیا جائے تو اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ یہ انسان اپنی کارروائی کی دوڑ میں کبھی بھی بس کرنا نہیں چاہتا اور اپنے ترقی کے دامن کو بہت ہی پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ مگر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسکی قوتیں اسکو جواب دیتی ہیں اور اسکی ساری امنگیں ٹھنڈی پڑ جاتی ہیں اور اس کے سارے کارخانہ پر ایسی فنا کی ہوا چلتی ہے کہ پھر اس کبھی نہ مرنے والی ہستی میں کوئی بھی سکت نہیں رہتی اور سب طرح سے اپنے تعلقات کو توڑ کر بے بس اور بے حرکت جسم ایک لاش کی صورت میں بے جان پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ تو اس وقت ایک مالک اور ایک آقا اور ایک کامل القدرت حکمران ہستی کی تحت حکومت ہونیکا نظارہ بندھتا ہے جس سے اس بے بضاعت کم مایہ بے بس اور محتاج فانی وجود کی عبودیت اور خادمیت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ حالت تو ایک عظیم الشان آخری تبدیلی کی حالت ہے جسکو موت کہتے ہیں مگر انسان کو اس آخری فنا یعنے موت کے گڑھے میں گرنیسے پیشتر ہی بہت تبدیلیاں ناگزیر ناخواستہ خلاف مرضی پیش آتی رہتی ہیں جن سے علی وجہ البصیرت ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ یہ ہستی کسی با اقتدار اور کامل ہستی کے قبضہ میں ہے اور اسکی قدرت اپنی قدرت نہیں اور اسکی طاقت اپنی طاقت نہیں جو کچھ اسکو دیا گیا ہے یہ اس کا اپنا نہیں بے شک یہ کسی ایسی ہستی کے نشان قائم کرنے کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے جس ہستی کا منشا اپنی کامل قدرتوں اور صفات کے رنگوں کا صفحہ کائنات پر ظاہر کرنا ہے اور یہ وجود یعنے انسان ایک خادمانہ حالت کے ساتھ اس مالک کی سچی اطاعت اور عبودیت کو ظاہر کرنے کے واسطے یہاں چند روز آیا ہے اس علم کے بخشنے اور انسان کو اسکی پیدایش کی علت غائی پر پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو انتظام کیا ہے اور جب سے نسل انسانی اس مقام دنیا میں آباد ہوئی ہے جو انتظام جاری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے پاک مرسلوں اور مقدس نبیوں کے ذریعہ سے اُسنے اپنی اس مرضی کو ظاہر کیا ہے۔ یہ آواز دنیا کے ہر ایک کونے سے اٹھی ہے ہر ملک کے اندر یہ ندا دی گئی ہے ہر ایک زبان میں اس منشاء کی منادی کیگئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تم اس کے عاجز اور بے بس بندے ہو تم اپنے خدا۔ اپنے مالک۔ اپنے آقا کی رضامندی کی راہوں پر چلو۔ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری ہر ایک رنگ میں دکھلاؤ۔ اور صرف اسی پر اپنے ایمان کو قائم کرو اور اس روشنی کو اپنے ہاتھ میں لیکر ظلمت کی راہوں سے بچنے کی کوشش کرو تاکہ تمہارا رب تم سے راضی ہو جائے اور آخرکار جب اس کے حضور میں حاضر ہونیکا وقت آ جائے تو تم اپنے مالک کے سامنے اپنی خادمانہ صورت میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور تمہاری نسبت یہ فتویٰ دیا جائے کہ تم اپنے مالک کے وفادار بندے ہو اور تم نے اپنے بندہ یعنے اور خادم ہونیکے حق کو پورے طور پر ادا کر دیا ہے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کے نیچے آتا ہے جو انبیاء کے ذریعہ اس تک پہنچائی گئی ہے تو وہ وقت ہوتا ہے کہ جب اسکی نسبت ایمان اور مومن کے لفظ بولے جاتے ہیں۔ اب اس تعلیم سے فائدہ اٹھانیکا بھی ایک قانون بیان کیا گیا ہے اور یہ قانون بھی انسان کی نسبت اُسی اندازہ اور تقدیر کو ظاہر کرتا ہے جو ہر ایک چیز کی پیدائش میں خدا تعالےٰ نے رکھی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی ترقی بغیر تزویج یعنے جوڑ کھانے کے نہیں ہو سکتی۔ اس قانون کیطرف اس آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ومن کل شیٔ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔ یعنے ہر ایک چیز کو ہم نے جوڑہ پیدا کیا ہے تاکہ تم سمجھ پیدا کرو یعنے ہر ایک چیز تب ہی ترقی پاتی ہے کہ جب وہ

کسی دوسری چیز سے جو اس کا جوڑہ پیدا کیگئی ہے تعلق پاوے۔ یہی ترقی کا اصول ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اسوقت یہ ضرورت نہیں کہ علمی مثالوں سے اس کو ثابت کرنیکی کوشش کیجائے۔ عام نظارہ اور تجربہ اور مشاہدہ ہی بجائے خود ایک دلیل ہوتا ہے اور اس سے بڑھکر کوئی اور پختہ دلیل نہیں ہوتی۔ جوڑ کے بغیر ترقی کسی چیز نے پائی ہو یہ مشاہدہ نہیں ہے اور نہ تجربہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ ایمان کی جنس کیا ہے یا ایمان کے تخم یا دانہ کی جو قلب کی زمین میں لگایا گیا ہے اسکی ترقی اور نشو نما یا بڑہنے اور پھولنے اور پہل لانے کے لئے کونسا زوج مقرر کیا گیا ہے کہ جس کے ساتھ تعلق پاکر یہ جنس ترقی پاتی اور یہ تخم بڑہتا پہولتا اور پہلتا ہے۔ قرآن مجید میں جہانتک شمار کیا گیا ہے ۱۰۱- آیتیں ہیں جو اس قانون تزویج یعنے جوڑ کہانے کے قانون کو ایمان کی نسبت بیان کرتی ہیں۔ مختلف پیرایوں میں یہ قانون بار بار بیان کیا گیا ہے۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت یعنے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے۔ پس اس قانون سے معلوم ہوا کہ ایمان کا جوڑ عمل صالح ہیں۔ اور ایمان بدوں عمل صالح کے ترقی نہیں پا سکتا۔ اور اس قانون کے خلاف یہ ماننا پڑتا ہے کہ برے عملوں سے ایمان میں کمی پیدا ہوتی ہے۔ پس اسطرح سے ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی۔ غرضیکہ ایمان کی ترقی صرف عمل صالح سے ہی مقدر ہے۔ جبتک ایمان اور عمل صالح کی صحیح تقدیر کے مطابق کارروائی نہ کیجاوے تب تک ہرگز ایمانی ترقی نہیں ہو سکتی۔

اب اس وقت تین لفظ زیر بحث ہیں۔ ایمان۔ مومن۔ عمل صالح۔ ایمان کیا چیز ہے۔ ایمان وہ دانہ یا تخم ہے جو مومن کی زمین قلب میں لگایا جاتا ہے۔ مومن وہ انسان ہے جس کے قلب میں تخم ایمان بویا گیا ہے۔ عمل صالح وہ کارروائی ہے جو مومن کو اس تخم یا دانہ کے بڑہاتے اور پہلدار بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً کرنی چاہئے۔ یا ایمان ایک جنس ہے جو مومن کے حوالہ کیجاتی ہے اور مومن ایک سوداگر ہے جو اس جنس کو بڑہاکر فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور عمل صالح وہ طریق ہے جس طریق سے یہ جنس ایمان ترقی پاکر مومن کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ عمل صالح کی نسبت ذرا زیادہ تفصیل ضروری ہے یعنے عمل اور عمل صالح میں کیا فرق ہے۔ عمل کا لفظ عام ہے جس کے معنے ہیں وہ کارروائی جو انسان اپنی احتیاج کے پورا کرنے کے واسطے کرتا ہے۔ مجرد عمل میں یہ ضروری نہیں کہ وہ کارروائی جو انسان کرتا ہے یا اس کے ذریعہ وہ کوئی حاجت پوری کرتا ہے وہ ذریعہ یا حاجت اس کے لئے مفید بھی ہے یا نہیں وہ جائز بھی ہے یا نہیں اور اس عمل سے وہ نتیجہ بھی پیدا ہوتا ہے یا نہیں جو اس عمل کے کرنیوالا پیدا کرنا چاہتا ہے مگر عمل صالح سے وہ عمل مراد ہے جو اس عمل صالح کے کرنیوالے نے اپنی مراد اور منشا میں رکھا ہے وہ نتیجہ پیدا ہو جائے۔ یعنے ایسی کارروائی کہ جسمیں واقعی صلاحیت اس نتیجہ کے پیدا ہونیکی ہے کہ جو اس کارروائی کی اصلی غرض ہے۔ پس ہر ایک امر جو کوئی انسان اختیار کرتا ہے تو ضرور ہے کہ جبتک وہ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جسمیں صلاحیت اس نتیجہ کے پیدا ہونے کی ہو جو اس امر کا اصلی مقصود ہے تو نہیں کہا جائیگا کہ اس نے عمل صالح کیا۔ عمل ایک ایسا فعل ہے جسمیں احتیاج پائیجاتی ہے فعل میں احتیاج لازمی نہیں۔ فعّالٌ لما یرید اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یعنے اس کے فعل میں قدرت اور ذاتی اختیار بلا احتیاج شامل ہے۔ برخلاف عمل کے کہ اسمیں احتیاج شامل ہے اور اسی لئے یہ لفظ انسان کی نسبت بولا گیا ہے۔ کیونکہ وہ محتاج ہے اس کا ہر ایک فعل کسی نہ کسی احتیاج کے پورا کرنے کی غرض سے ہوتا ہے۔ چونکہ انسان محتاج ہے اور احتیاج کے پورا کرنے کے لئے عمل ضروری ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایمانی ترقی کے لئے یہ قید لگا دی اور یہی قانون سچا قانون ہے جس کے بغیر مومن کو چارہ نہیں۔ وہ کسان جو تخم کو زمین میں ڈالکر وقتاً فوقتاً اس تخم کی ترقی کے لئے کوئی عمل صالح نہیں کرتا یعنے ایسی کارروائی نہیں کرتا جو اس تخم کے زمین سے نکلنے اور پہولنے پہلنے کا صحیح ذریعہ ہو تو وہ تخم کو ضایع کر دیتا ہے اور جب اس تخم سے فائدہ حاصل کرنیکا وقت آتا ہے تو وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ الدنیا مزرعة الاٰخرة۔ دنیا آخرت کی کہیتی ہے۔ یا کارروائی تو کرتا ہے مگر اس کارروائی میں ایسی صلاحیت نہیں ہوتی کہ جو اس تخم کو بڑہاکر بار آور کرے تو وقت پر ایسا کسان بجز فاقہ کشی اور دکہوں میں مبتلا ہونے کے اور کیا حاصل کر سکتا ہے۔ وہ سوداگر جو اپنی جنس کو بڑہانے کے لئے ایسی تدابیر عملی نہیں کرتا کہ جس سے اسکی وہ جنس بڑہکر نفع لاوے یا ایسی محنت اور کوشش سے جی چراتا ہے اور اس جنس کے بڑہانیکے سچے قانون کو نہیں برتتا ایک وقت آتا ہے کہ وہ جنس اسکی برباد ہو جاتی اور بجائے اس کے کہ وہ اس سے نفع حاصل کرتا راس المال کو بھی ضایع کر کے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے۔ اسیطرح وہ مومن جو اپنے ایمان کے تخم کو اعمال صالح کے بجالانے سے ترقی نہیں دیتا اور مختلف کارروائیاں جو اعمال صالح کے رنگ میں اس تخم ایمان کو بار آور کرنے کے لئے قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں اور وہ فرائض جنکی پابندی اس مومن کے ذمہ رکہی گئی ہے ادا نہیں کرتا ایک وقت آخر کو آتا ہے کہ اس قانون پر عمل نہ کرنے کے سبب سے وہ تخم ایمان ضائع ہو جاتا اور قلب کی زمین فصل کاٹنے کے موقعہ پر ایک ایسے چٹیل میدان کیطرح نکل آتی ہے جو خشکی کے سبب سے بے رونق ہے اور اس زمین میں سوائے گرد و غبار کے کچھ بھی نہیں اس موقعہ پر کسان کی حسرت اور پشیمانی کی کوئی حد نہیں مگر اب اس کا کوئی علاج نہیں۔

یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے اور یہی سوال بہت غور کے قابل ہے۔ جب عمل صالح کا نتیجہ ہے کہ ایمانی ترقی حاصل ہو تو پہر وہ فرائض جو اعمال صالحہ کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں اور جن کے بجالانے کیطرف رغبت دلائی گئی ہے جب وہ بجالائے جاتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان فرائض کے بجالانیوالوں میں ترقی ایمان کے آثار پائے جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں لکہا ہے کہ۔ ان الصلوٰة تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔ یعنے نماز بیحیائی کی باتوں اور بدکرداریوں سے روکتی ہے۔ ایک شخص نماز پڑہتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نماز پڑہتا ہوں مگر اسمیں وہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا جو نماز پڑہنے والے میں پیدا ہونا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بدگفتاری اور بدکرداری سے بچا ہوا نظر نہیں آتا تو کس طرح کہا جائیگا کہ یہ نماز جو وہ پڑہتا ہے یہ عمل صالح ہے یعنی اگر اس نماز میں وہ صلاحیت ہوتی تو ضروری تہا کہ اسکی زبان بے حیائی کے کلمات سے رکتی اور وہ بدکردار نہ ہوتا جب یہ صورت نہیں تو معلوم ہوا کہ اسکی نماز ایک عمل تو ہے مگر عمل صالح نہیں یعنی اسکی نماز میں وہ صلاحیت پیدا نہیں ہوئی کہ جو اس نتیجہ کو پیدا کرے جو قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ یا ایک شخص قرآن کی تلاوت ہر روز صبح اٹھکر کرتا ہے اور قرآن کی نسبت لکہا ہے کہ ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصّٰلحٰت ان لھم اجرا کبیرا وان الذین لا یؤمنون بالاٰخرة اعتدنا لھم

(باقی)

عنی ابا الیما۔ کہ یہ یقینی بات ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو نہایت ہی پختہ اور صحیح راہ ہے اور بشارت دیتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح کئے ہیں کہ ان کے واسطے بڑا بھاری اجر ہے۔ مگر تلاوت کرنیوالا جب باہر نکل کر اپنے افعال دکھاتا ہے تو ہمیں کوئی رنگ بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ جو اس آیت کے نیچے مفہوم میں آسکے۔ کیا کہا جائیگا یہ تلاوت قرآن عمل صالح ہے۔ پس یہی حال دیگر اعمال کا ہے کہ جب صحیح نتیجہ پیدا نہیں ہوتا تو پھر اس کا نتیجہ یہی ہے کہ یہ نماز پڑھنا یا قرآن پڑھنا اور کوئی نیک کام اپنے خیال میں بجالانا عمل صالح نہیں ہے۔ یہی ایک بات ہے جو بہت غور کے قابل ہے۔ برادران سلسلہ احمدیہ! ہم لوگ ایک ایسی جماعت ہیں کہ جسکی نسبت خاص طور پر ارادہ کیا گیا ہے کہ ہم اعمال صالح کے بجالانے سے ترقی ایمان حاصل کریں تاکہ وہ ثمرات ایمان جو سابقین اولین میں پیدا ہوئے ہم میں بھی پیدا ہوں ہمارے لئے کوئی نیا قانون نہیں اور نہ خدا کا یہ قانون قدیمی بدل سکتا ہے آؤ ہم اپنے اعمال پر نظر ڈالیں پڑتال کریں سوچیں کہ کیا ہماری نمازیں۔ روزے۔ تلاوت قرآن یا دیگر اعمال جو ہم کرتے ہیں یہ واقعی اعمال صالح کے رنگ میں ہیں یعنے ان اعمال میں واقعی وہ صلاحیت ہے کہ جس سے ہمارے ایمانوں میں وہ ترقی پیدا ہو جو ایسے اعمال کا صحیح نتیجہ ہے۔ اگر یہ نتائج پیدا نہیں ہوتے تو آؤ ہم اپنے اعمال کو اعمال صالح بناویں اور قانون الٰہی کی صحیح طور پر پابندی کریں ایسا نہ ہو کہ ہمارے ایمان کی جنس یونہی ضائع ہو جائے اور ہم ایک بیوقوف کسان اور نادان سوداگر سے مثال دیئے جائیں اور تخم ایمان جو ہمارے قلب کی زمین میں لگایا گیا ہے ہمارے عمل صالح کے نہ کرنے سے برباد ہو جائے۔ اور پھر ہمارا ایمان لانا کسی کام نہ آوے تاحق کی سردردی اور باتیں بنانے اور سننے سے کیا حاصل۔ ہم میں ترقی ایمان صالح کا سوال ہر وقت دائر سائر رہنا چاہیئے۔ ہر ایک معاملہ میں خواہ وہ آپسمیں ہو یا کسی غیر سے۔ باہمی ملاقاتوں میں۔ گھر میں ہوں یا بازار میں۔ ہر ایک محل اور مقام میں۔ جب ہم ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوں۔ غرضیکہ ہر حال میں ہم یہ سوال کرتے رہیں کہ آیا اسوقت ہم کو ترقی ایمان مد نظر ہے اور ہماری یہ کارروائی عمل صالح میں داخل ہے اور اس قانون الٰہی کی کوئی خلاف ورزی تو ہم نہیں کر رہے۔ ہر وقت اسطرح محاسبہ کرنیسے ہم ان سب غلطیوں اور خطاکاریوں سے محفوظ رکھے جائیں گے جو سہو و نسیان کے سبب سے انسان کے عائد حال ہو جاتی ہیں اور آہستہ آہستہ ہم ان سب فضلوں اور برکتوں کے وارث ہوں گے جو پہلوں کو دی گئی تہیں۔ ہم اُس رسول خاتم النبیین کی امت میں کہ جسکی ذات بابرکات میں سارے نبیوں کے کمالات جمع کئے گئے ہیں یعنے ابتدا میں جو ہر ایک نبی کو دیا گیا وہ سب کچھ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور چونکہ آپ جملہ انبیا کے کمالات کے جامع ٹہیرے اور آیندہ کے واسطے یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ کوئی کمال جو کسی نبی کی معرفت کسی امت کو پہلے پہنچ سکتا تہا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اس نبی سے اس کمال کے حاصل ہونیکا سلسلہ بند ہوگیا اور اب وہ کمال صرف ذات بابرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مل سکتا ہے خداتعالیٰ نے اس جماعت کا جو جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہوئی یوں ذکر فرمایا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علے الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علے سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما۔ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲)

ہم بھی ایک جماعت ہیں جو امام آخرالزمان مسیح موعود مہدی معہود کے ساتھ ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ہماری نسبت اسلام کی پاک تعلیم کا صحیح معنوں میں پورا ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے یہ امام آخرالزمان بھی ظلی طور پر پیغمبر آخرالزمان کے رنگ میں آیا ہے تو پھر اس کے ساتھیوں کا بھی وہی رنگ ہونا چاہیئے جو پیغمبر آخرالزمان کے ساتھیوں کا تہا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کفار کے مقابلہ میں اسلامی حمایت میں شدت سے کہڑے ہونیوالے تھے۔ آپسمیں باہمی تعلقات نہایت نرمی اور رحم سے ادا کرنیوالے تھے۔ یعنے اپنی جماعت میں ہر ایک بہائی کی بلا لحاظ اس کے کہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا رحم و شفقت کے ساتھ پاس و رعایت منظور تہی باہمی تعلقات میں ذلت و حقارت کا نام و نشان نہ تہا۔ خداتعالیٰ کے حضور میں رکوع اور سجود میں اپنے اوقات کو گذارتے تہے۔ اور اس رکوع و سجود میں ان کو صرف خداتعالیٰ کا فضل اور رضا مقصود تہی سجدوں کا نشان انکی پیشانیوں پر چمکتا تہا یعنے انکی راستبازی اور پرہیزگاری بے اختیار خود ان سے ظاہر ہوتی رہتی تہی۔ انکی نسبت خدا نے پہلی کتابوں یعنے توریت اور انجیل میں یوں بیان کیا کہ وہ ایسی کہیتی ہیں کہ جس نے اپنی کونپلوں کو باہر نکالا ہے پھر وہ کونپلیں مضبوط ہوئیں موٹی ہوئیں اور اپنی نالی پر سیدہی کہڑی ہوگئیں۔ کسان اس کھیتی کا مالک انکی اس ترقی پر تعجب کرتا ہے اور بالمقابل انکے مخالف کفار غصہ میں جلتے بہنتے ہیں۔ انہیں سے ان لوگوں کو جنہوں نے ایمان لاکر اعمال صالح کی بجاآوری سے ایمانی ترقیات حاصل کیں اللہ تعالےٰ نے مغفرۃ اور بڑے بہارے اجر کا وعدہ کیا۔

اے اس امام آخرالزمان کے ساتھیو! پیغمبر آخرالزمان کے ساتھیوں کی یہ صفات ہیں امام آخرالزمان پیغمبر آخرالزمان کے رنگ میں ظلی طور پر آیا ہے تو ضرور ہے کہ تم میں بھی پیغمبر آخرالزمان کے ساتھیوں کے صفات کا رنگ پیدا ہو انکی صفات کا عکس تم پر بھی پڑے ان کے رنگ میں رنگین تم اسی صورت میں ہوگے کہ الٰہی قانون کی پابندی اُسیطرح اختیار کرو جسطرح انہوں نے اختیار کی یعنی عمل صالح کے لاتبدیل قانون کی پابندی سے وہ ان صفات سے موصوف ہوئے پس اس وقت بھی اسی لاتبدیل قانون کی پوری پابندی سے اس جماعت میں وہ صفات آسکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ اسی طرح اس جماعت کے حق میں پورا ہوسکتا ہے جسطرح پہلی جماعت کے حق میں پورا ہوا۔ آؤ ہم ایسی صحبتوں کو ترک کریں جن سے ہم کو ہماری ایمانی ترقی میں امداد نہیں ملتی۔ دانشمند انسان وہ ہے کہ یا تو کسی سے فائدہ حاصل کرے یا کسی کو فائدہ پہنچائے۔ لیکن دین کا معاملہ دنیا سے چلا آتا ہے پس ایسی مجلس میں بیٹھنے سے کیا حاصل ایسے شخص کی ملاقات سے کیا مطلب جس سے نہ ہم کو کچھ فائدہ پہنچنے کی امید ہے اور نہ ہم اسکو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اگر کسی دوست سے ہم کو ہماری ترقی ایمان میں امداد نہیں مل سکتی اور یا ہم اسکو اسکی ترقی ایمان میں مدد نہیں دے سکتے تو ایسے دوست سے ملاقات کرنا ہی اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور نہ ایسا شخص دوستی کے لایق ہے

ہمارے اعمال ایک نمونہ ہونے چاہئیں تاکہ لوگ ہماری کارروائیوں سے سبق حاصل کریں۔

ہم کو نہیں چاہئے کہ ہم دوسری قوموں کی ریس کریں۔ دوسری قوموں کی ترقی میں تقویٰ اور عمل صالح کا رنگ نہیں ہے۔ ان کو کسطرح اور کسی نہج سے جو صرف قومی ترقی مطلوب ہے ہم اس قوم کے ترک کرنے پر طیار ہیں کہ جسمیں تقوےٰ اور عمل صالح کا رنگ نہ ہو۔ اگر تقوےٰ اور عمل صالح کی قید ضروری نہ تھی تو تم نے کیوں اس قوم کو جو لا الہ الا اللہ پڑھتی اور مسلمان کہلاتی ہے ترک کیا اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھنی چھوڑیں جب ہماری اپنی قوم کا یہ حال ہے تو پھر دوسری قوموں کی اس ترقی کی ہم کیا پرواکریں جنمیں تقوےٰ اور عمل صالح کا رنگ نہیں ہے یہ سچی بات ہے اور امام اسی سچی بات کی منادی کرتا ہے کہ اعمال صالح بجالاؤ اور تقوےٰ کا پاک لباس پہنو اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں راستبازی کی راہ اختیار کرو۔ وہ ترقی جو تمہارے لئے تمہارا خدا چاہتا ہے تمہاری راستبازی اور تقوےٰ اور اعمال صالح کے سبب سے تم کو وہ خود دے گا۔ اگر ہم نے اس وقت سے پہلے ایسی غور نہیں کی اور اس قانون الٰہی کی سچی پابندی سے ہم دور رہے ہیں تو آؤ اس پابندی کے لئے اب تیار ہو جائیں اور اس لاتبدیل قانون کی پیروی شروع کریں۔ اگر ہم اپنی گذشتہ خطاکاریوں کے لئے اس قانون الٰہی کی پابندی کرینگے جو توبہ اور استغفار کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے اور اعمال صالح کے لاتبدیل قانون کی حفاظت کریں گے۔ تو ایسا سچا رجوع لانے سے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کریگا اور ہماری بدیوں کو نیکیوں سے تبدیل کردیگا۔ کیونکہ اس نے فرمایا ہے۔ الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحاً فاولٰئک یبدل اللہ سیأٰتھم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیما۔ اللہ تعالیٰ کی پاک توفیق ہماری رفیق ہو اور ہم کو اپنی مرضی کی راہوں پر وہ خود چلاوے اور دین ودنیا میں ہمارا ناصر و مددگار ہو۔

اللھم ایّد الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل

اللھم انصر من نصر دین محمد صلعم واجعلنا منھم

اللھم اخذل من خذل دین محمد صلعم ولا تجعلنا منھم

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار حامد سیالکوٹی

ہندو و مسلمانوں کا مجوزہ اور مفروضہ اتحاد

الحکم میں پولٹیکل معاملات پر اسقدر کم بحث کیجاتی ہے جو گویا نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہاں جہاں کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال ہوتا ہے وہاں ضرورت وقت اور مصلحت موقع کو مدنظر رکھکر ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری سمجھا ہے جب سودیشی تحریک اور بائیکاٹ کے جراثیم بنگال سے نکل کر پنجاب میں پہونچے اسوقت چونکہ اس تحریک کی تہ میں تقسیم بنگال کے مسئلہ سے بنگالیوں کی ناراضی تھی اور اس تحریک کی بنا خود غرضی اور ذاتی مقاصد پر مبنی تھی ہمنے جہاں تک نفس ملکی اشیاء کے استعمال کو مفید اور عمدہ بتایا اس تحریک کی موجودہ روش میں شریک ہونے سے منع کرنا مناسب سمجھا۔ اب بعض پولٹیکل سادھوں نے اپنا پولٹیکل دورہ شروع کیا ہے انہوں نے ہندو و مسلمانوں کے مفروضہ اتحاد پر دھواں دھار تقریریں کی ہیں اور یہ شور ملک کے ہر ایک گوشہ تک پھیلا ہے۔

ہندو و مسلمانوں میں اتفاق ہو

اس مفروضہ اور مجوزہ اتفاق کے متعلق ایسی پرشور صداؤں کو سنکر مختلف شہروں میں عملی رسمی نمایشی ہی سہی نیشنل ایسوسی ایشنز قایم ہونے لگی ہیں اور یہ مفروضہ اتحاد ایک وقتی اور ضروری سوال قرار دیا گیا ہے۔ اخبارات میں اس کے متعلق صدہا تحریریں اور پبلک جلسوں میں بیسیوں تقریریں اہل الرائے لوگوں نے کی ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس مفروضہ اتحاد کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کردوں۔

نفس اتفاق بین الاقوام کو میں ایک برکت اور مفید شئے یقین کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل اور درنگ نہیں کہ یہ تحریک (جس کے لئے اسقدر زور دیا جاتا ہے اور مختلف مقامات پر اس غرض خاص کے لئے سوسائٹیاں اور سبھائیں بنائی جاتی ہیں) ایک ایسی تحریک ہے جسکا کوئی عملی وجود ہی نہیں بلکہ میں بحالات موجودہ اس کے امکان کا بھی قایل نہیں ہوں۔ پھر جب ایک شئے کا وجود ہی سرے سے مفقود ہو تو اسکو قیام و دوام کی سعی جو کچھ بھی وقعت رکھ سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔

میں نے جیسا کہ ابھی ظاہر کیا ہے ابنا وطن کی یگانگت اور یک جہتی لاریب ایک برکت اور کارِ خیر ہے لیکن یہ امر نہایت افسوس سے دیکھا جا رہا ہے کہ جب اہل وطن کے حالات اور ان کے اغراض و مقاصد پر غور نگاہ کیجاوے تو اس مقصد کی تکمیل اور تحصیل میں پوری مایوسی ہوتی ہے۔ میں نے اس سوال کے اس پہلو پر بھی نظر کی ہے کہ ہندو و مسلمانوں کے اتحاد کا سوال جب پیش کیا جاتا ہے تو ہندوستان کی دوسری اقوام کو کیوں چھوڑ دیا جاتا ہے؟ کیا اس اتحاد اور اتفاق کی بنا ہی

نااتفاقی

پر نہیں؟ اور کیا خود غرضی اور خود مطلبی اس کی تہ میں کام نہیں کر رہی ہے ہندو و مسلمانوں کے اتحاد پر زور دینے والے پولیٹیکل لیڈر دوسری اقوام کی ہستی کو پہلے ہی مٹا دیتے ہیں اور اسطرح پر بھارت ماتا بھارت ماتا پکارنے والوں سے ایک مخلص گروہ پیدا کرنے کے منافق جماعت پیدا کرنا چاہتے ہیں اس سوال کے بہت سے پہلو ہیں جن پر بڑا دلچسپ بحث ہونی چاہئے اور اگر مجھے موقع ملا تو بفضلہ تعالیٰ سعی کرونگا کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالوں۔ سردست میں اس سوال کو اس نظر سے دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ مفروضہ اتحاد اور اتفاق کن امور میں اور کس رنگ میں مقصود ہے؟ ہندوستانی پبلک کے پانچ بڑے طبقے ہیں۔ اوّل مذہبی لوگ۔ دوم روسا اور اہل امتیاز سوم ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ گروہ۔ چہارم اہل حرفہ۔ پنجم تاجر۔

یہ وہ تقسیم ہے جسمیں ہندوستانی آبادی منقسم ہو سکتی ہے اب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا ان طبقات خمسہ میں مفروضہ اتفاق کسی حد تک ممکن العمل ہے۔ انمیں سے پہلے گروہ کے متعلق چونکہ کسیقدر تفصیل کی ضرورت ہے اس لئے آخری چار کے متعلق مختصر سا ذکر کرکے پہلے طبقہ پر بحث کرونگا۔ دوسرے طبقہ کے لوگوں کی جو حالت ہو رہی ہے وہ ایسی نمایاں ہے کہ ہر شخص اسے جانتا ہے ان لوگوں کی وجاہت ان کا اثر بیشک اتفاق مفروضہ کی سکیم میں ممد ہو سکتا تھا لیکن یہ لوگ بجائے خود اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل میں ایسے منہمک ہیں کہ وہ قوم اور ملک کے مفاد پر نظر ہی نہیں کر سکتے۔ انکی زندگی کا مقصد اپنی ذاتی کامیابی اور شخصی عظمت کا حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے انہیں مذہب اور اخلاقی قوانین کی بھی پروا نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس طبقہ میں معیار عظمت اخلاق یا مذہب کی پابندی نہیں سمجھی گئی بلکہ نمائش اور ثروت ہی نمایاں نشان قرار دیا گیا ہے پس ان حالتوں کے لحاظ سے مفروضہ اتفاق پر جو اثر پڑ سکتا ہے وہ یہی ہے کہ بعض

(ناتمام)

تحریکات یا تہواروں میں انکی محرک ہندو ہوں یا مسلمان۔ یہ لوگ چندہ دیا ور اور اس کے لئے وہ پہلے ہی سے ایسا کرتے ہیں دسہرہ کی تقریب منائی ہو تو مسلمان رؤسا چندہ دینے کو موجود اور محرم منانا ہو تو ہندو سبیلیں لگانے کو حاضر اگر اس مفروضہ اتفاق کی غایت یہی ہے تو اس طبقہ میں پہلے سے حاصل ہے پھر مزید شور و فغان کی کیا حاجت ؟

ایسا ہی اہل حرفہ اور تاجروں کا حال ہے چونکہ ان کے کاروبار کا باہم لاینفک تعلق ہے اسی بنا پر انہیں اپنی مشترکہ اغراض کے لئے کوئی نفاق یا دھڑا بندی موجود نہیں جس کے مٹانے کے لئے کسی جدید تحریک کی ضرورت ہو۔

ان تین طبقوں کے بعد ملازمت پیشہ لوگ ہیں۔ اور میں بڑے زور سے کہ سکتا ہوں کہ اس طبقہ کی حالت کسی صورت میں قابل اطمینان نہیں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس گروہ میں اتحاد کی تحریک پیش کرنے کے لئے کونسی راہ اختیار کیجاوے کیونکہ باوجود اس کے جو گورنمنٹ عالیہ نے بار بار اس قسم کے سرکلر جاری کئے ہیں کہ مختلف محکموں اور صیغوں میں ہندو و مسلمانوں کی تعداد مساوی رکھی جاوے لیکن جو کچھ اس کا حشر ہو رہا ہے اور جس طرح پر مسلمانوں کے حقوق کو کچلا جاتا ہے وہ کوئی مخفی راز نہیں آئے دن اخبارات میں برادران یوسف کے ان کارناموں کی تصریح ہوتی رہتی ہے۔ وہ لوگ جو مفروضہ اتحاد اور اتفاق پر زور دے رہے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے اس سوال کا حل کس طریق پر کیا ہے ؟

جبتک اس پہلو میں زبردست فریق اپنی خود غرضی اور منافرت تعصبی کی وجہ سے ناانصافی اور مخفی ریشہ دوانیوں کو چھوڑ نہیں دیتا۔ اور مسلمانوں کو فی الحقیقت اپنا ہمسایہ اور شریک حال یقین نہیں کر لیتا ناممکن ہے کہ اس طبقہ میں صلح ہو سکے۔

اب

سب سے اول اور ضروری طبقہ پر نظر کرنا باقی ہے اور در اصل یہی گروہ ہے جس پر سب سے زیادہ توجہ کی حاجت ہے اور وہ ہندوستان کی مذہبی دنیا ہے کیا اس مذہبی گروہ میں اتفاق اور اتحاد ہو سکتا ہے ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟ اور اس کا ذمہ وار کون فریق ہے۔ اس سوال کے یہ تین پہلو ہیں جن پر ہم کو غور کرنا چاہیئے۔

بحالات موجودہ اتفاق نہیں ہو سکتا اور اس کے نہ ہونے کی ذمہ وار ہم نہیں بلکہ ہماری ہمسایہ قوم ہے۔ اور در اصل وہی اس نفاق کی محرک اور اس آتش شقاق کی موجد ہوئی ہے۔ جسکو میں ابھی ثابت کرونگا۔ اور اس طبقہ میں اتفاق اور اتحاد کی جو صورت ہو سکتی ہے وہ یا تو یہ ہے کہ دونو قومیں بلحاظ مذہب و اعتقاد ایک ہو جائیں یا دینی حرارت کو حد اعتدال پر لایا جاوے مگر بصورت موجودہ دونو باتیں قریباً محال ہیں اور ان کو محال ہمارے ہمسایہ قوم ہی نے بنایا ہے اور اس بحث میں اب یہی پہلو ہے جو قابل بحث ہے۔ کوئی شخص جو سر میں دماغ اور دماغ میں عقل و دور اندیشی رکھتا ہو وہ کبھی یہ ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص اپنے دل میں دوسرے سے بغض و عداوت رکھکر اس کا دوست اور بہی خواہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر ظاہرداری کے طور پر ہو بھی تو یہ اتفاق [illegible] اور مستقل نہ ہوگا بلکہ چونکہ یہ حد درجہ کا نفاق ہوگا اس لئے اس کے برے نتائج ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ [illegible] میں تسلیم نہیں کر سکتا [illegible] اور [illegible] صلح [illegible] کہ اب اختلاف اور نفاق کے ذمہ وار ہم [illegible] [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] دنیا [illegible]

قوم و ملت کو عدل اور انصاف ہمدردی اور مواسات کے لئے آڑ نہیں بنایا بلکہ وہ نوع انسان کے ہر متنفس کے ساتھ یکساں مراعات ملحوظ رکھتا ہے اس مقام پر ضرورت نہیں کہ تفصیلی بحث کیجاوے

اگر کوئی شخص اس کے خلاف کہنے کو آمادہ ہو تو واقعات صحیحہ کی بنا پر اس کا ثبوت ہمارے ہاتھ میں ہے سب سے زیادہ رنجیدہ اور اشتعال انگیز چیز جو ہے وہ مخالف مذہب پر نکتہ چینی کا طریق ہے اسبارے میں اسلام کی ہدایت ایسی کامل اور نفع رساں ہیں کہ کوئی نظیر نہیں ملسکتی باوجود یکہ اسلام کسی مداہنہ کو نیکو کبھی طیار نہیں پھر بھی مناظرہ میں ایسے اصول تعلیم کئے ہیں جو صلح اور آشتی کا راست نقش ذریعہ ہیں۔ اس نے یہ کہکر

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

تمام مقدسوں اور راستبازوں کے ادب اور احترام کی تاکید کر دی اور ہر قوم اور ملک کے برگزیدہ بندوں سے خاص محبت کی تعلیم دی اور عمل میں اسلام ہی ایک مذہب ہے جو

پیغام صلح

پیش کرتا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں نے اپنی غلط فہمی سے معاذ اللہ تمام راستبازوں اور برگزیدہ نبیوں کو چور اور بٹ مار کہکر نفرت کا بیج بویا اور انکی دیکھا دیکھی آریہ قوم نے یہ قرار دیکر ابتدائے آفرینش کے سوا کبھی خدا تعالیٰ کا کلام ہی نازل نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی راستباز برگزیدہ خدا مامور ہو کر اصلاح قوم کے لئے آیا اور نہ بجز آریہ ورت کے کسی اور ملک میں آیا عداوت کے اس میدان کو اور بھی وسیع کر دیا۔ اور پنڈت دیانند اور ان کے شاگردوں نے جس طریق سے خدا تعالیٰ کے برگزیدوں اور صادقوں کے سرداروں کی ہتک اور توہین کی ہے اور ابتک وہ سلسلہ نہایت ہی آزار دہ طریق پر جاری ہے ناممکن ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے درد رسیدہ دل جن پر تیر نیاز زخم لگایا جاتا اور نمک پاشی کیجاتی ہے آرام پا سکیں اور انہیں تسلی ہو۔

ہماری طرف سے اس کے سوا پیغام صلح کی اور کیا صورت ہو سکتی تھی کہ ان کے مسلمہ بزرگوں کو ہم نے خدا کے راستباز بندے تسلیم کیا اور رام و کرشن اور باوا نانک جیسے بزرگان قوم کو خدا رسیدہ اور اس کے مامور یقین کر لیا مگر اس کے مقابلہ میں ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ مقدسوں کے مقدس اور راستبازوں کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وہ گستاخیاں اور شوخیاں کی گئیں کہ اگر مسلمانوں کی قوم امن پسند اور صلح جو نہ ہوتی تو اپنے اور اپنے ہمسایوں کے درمیان آپ فیصلہ کر لیتی لیکن انہوں نے ہمیشہ اعتدال سے کام لیا اور گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھا اور خاموشی سے اندر ہی اندر

قہر درویش بر جان درویش

پر عمل کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اسلام کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھکر اپنے وقت پر

اپنا موعود خلیفہ

نازل کیا تو چونکہ وہ خود شہزادہ امن ہے اس نے جام امن کے لئے مناسب اور موزوں طریق جو خدا تعالیٰ نے اسے سکھایا اس جوش کو فرو کرنے کے لئے اختیار کیا۔ اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے جوش پر پانی ڈالدیا۔ اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ [illegible] دشمن شرمندہ ہو کر [illegible] دلوں سے بغض و کینہ [illegible] کوشش کرتے مگر انہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ [illegible] [illegible] ناجائز فائدہ اٹھا کر اور بھی [illegible] [illegible] کام لیا [illegible] مختلف [illegible] پر [illegible] اس

نفاق کو بڑہانیوالی اور دل آزار تحریریں اور تقریریں اسی گروہ آریہ سماج سے نکلی ہیں کیونکہ مختلف مقامات پر اگر گورنمنٹ کو نوٹس لینا پڑا ہے تو اسی سماج ہی کی تقریروں اور تحریروں کا۔ اور بعض آزاد خیال اور فہیم لوگوں نے بھی آریہ سماج کو اپنے مذہبی لٹریچر پر متوجہ کیا لیکن انہوں نے پروا نہیں کی جس سے یہی نہیں کہ ایک قوم کی سخت دل آزاری کیگئی اور اسے رنج دیا گیا بلکہ گورنمنٹ کو بھی تشویش میں ڈالا اور اسے اپنے عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے قانونی سلوک کرنا پڑا۔ یہ امر بیشک گورنمنٹ کیطرف سے مسلمانوں کے درد کا علاج اور گورنمنٹ کا ان پر ایک احسان ہے جس کے لئے وہ ہمیشہ اس کے شکرگزار رہنا اپنا مذہبی فرض یقین کریں گے جب نوبت یہانتک پہونچ گئی ہو۔ پھر کوئی بتائے کہ ان لوگوں سے ہاتھ ملانے کے لئے ہم کسطرح آگے بڑہیں۔

میں ایک خطرناک فروگذاشت اور غلطی کا ارتکاب کرونگا اگر اس موعود خلیفۃ اللہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے کام کے اس پہلو کا بیان ذکر نہ کروں جو امن عامہ اور صلح بین الاقوام کے لئے آپ نے کیا۔

سب سے اول آپ نے طرز مباحثات کو بدل ڈالا۔ اور جدید علم کلام پیش کیا کہ جو دعویٰ ہو اپنی کتاب مسلمہ سے ہو اور اس کے دلایل بھی اپنی ہی مسلمہ کتاب سے ہوں۔

اور پھر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہر شخص جو اپنے سچے مذہب کا مدعی ہے وہ اس کے تاثیرات اور برکات کو پیش کرے۔ اور ایک خطرہ جو عیسائیوں اور دوسرے اہل مذاہب کے لئے مہدی اور مسیح کے وعدہ سے تہا اور خام خیالی سے بعض لوگ سمجھے بیٹھے تہے کہ ایک خونی مہدی آئیگا کہ جس سے میدان کارزار گرم ہوگا آپ نے اس غلط عقیدہ کی حقیقت کہول کر بتائی۔ اور چار لاکھ کے قریب آدمیوں کے دلوں سے اس خطرناک عقیدہ کو نکال کر پہینک دیا۔ اور جہاد جسکی غلط تصویر مخالفوں نے کھینچ رکھی تہی اور اس کا مفہوم خونی منظر بتایا جاتا تہا اس کے لئے فتوے حرمت شایع کرکے پیغام صلح دیا۔

پھر ان باتوں پر ہی اکتفا نکر کے آپنے گورنمنٹ عالیہ کو ایک قانون بنانے کی طرف متوجہ کیا جو مذہبی مناظرات کی اصلاح کا قانون ہوتا اور اگر ملک کے اہل الرائے لوگ جواب ٹالریشن اور اتفاق کا وعظ کرتے پہرتے ہیں فی الحقیقت امن پسند اور صلح جو تہے تو انہیں نہایت زور اور جوش کے ساتھ اس تحریک کی حمایت کرنی چاہیئے تہی مگر کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے اس کی حمایت کے لئے قلم اٹہایا۔ حضرت حجۃ اللہ نے تو کئی ہزار احمدیوں کے دستخط کرا کر گورنمنٹ تک میموریل بہیجا اور توجہ دلائی کہ کم از کم دس سال تک مذہبی مناظرات بند کر دیئے جاویں اور کوئی شخص بجز اپنے مذہب کی خوبیوں کے بیان کرنے کے دوسرے کے مذہب پر حملہ نہ کرے یہ قانون صلح اور اتحاد کا زبردست ذریعہ تہا مگر اس وقت کسی محب ملک کے دل میں جوش نہ اٹہا کہ اس سے ہندو و مسلمانوں کے تعلقات پر مفید اور مبارک اثر پڑتا ہے اس کے لئے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک متفقہ آواز اٹہائی جاوے۔ حضرت اقدس نے چونکہ اخلاص اور نیک نیتی سے یہ خواہش ظاہر کی تہی اسلئے اپنا فرض ادا کر دیا اور بصورت میموریل گورنمنٹ ہند کے پاس بہیجدیا۔ پھر مسیح موعود نے اندرونی اور بیرونی مخالفوں کو

الصلح خیر

کہکر ہاتھ بڑہایا مگر مخالفوں نے میدان جنگ کو نہ چہوڑا بلکہ پہلے سے زیادہ جوش کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔ اب اپنی ذاتی اغراض اور مقاصد کو مدنظر رکھکر وہ پیغام صلح دیتے ہیں اور گو کہلے اور دوسرے فرضی لیڈر اتفاق اتفاق کا شور مچاتے ہیں مگر نہیں بتاتے کہ اس مفروضہ اتحاد کی سکیم کیا ہوگی؟

مسلمانوں کی اسطرح پر دل آزاری کرکے اور ان کے سینوں کو مجروح کرکے ان کے حقوق کو پامال کرکے پہر چاہا جاتا ہے کہ ان سے صلح کیجاوے ہم صلح کی قدر کرنیوالی قوم ہیں اور ہمارا مذہب صلح اور آشتی کا پیغام لیکر آیا ہے ہمارا امام شہزادہ امن ہے اس نے ہر طرح سے چاہا کہ امن عامہ کے خرمن میں جو چنگاری آریوں اور دوسرے دشمنان اسلام نے ڈالی ہے وہ بجہا دیجائے اور وہ دن رات اس فکر میں مصروف ہی مگر دوسری طرف سے پہونکیں مار مار کر اس آگ کو بہڑکایا جاتا اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (جو سید المعصومین ہیں اور تمام مقدسوں کے سرتاج اور تمام نبوتوں کے جامع اور سب راستبازوں کے مصدق ہیں) پر اور دوسرے برگزیدوں اور راستبازوں پر سخت دل آزار اور بے بنیاد حملے محض رنجدہی کے لئے کئے جاتے ہیں اس صورت میں وہ کونسا بے حمیت انسان ہوگا جو مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑہائیگا۔ تم خود الزام کے نیچے ہو تمہارے راستبازوں کو جو کسی زمانے میں گذرے ہم نے ہادی یقین کیا مگر تم نے ہمارے مسلمہ راستبازوں اور نبیوں کی ہتک کی وہ کونسا ہے جو تمہاری زبان اور قلم سے بچا۔

پھر جب یہ صورت ہے تو محبان ہند وہ گوکہلے ہوں یا تلک نوروجی ہوں یا کوئی اور اس سکیم کو پیش کرکے بتائیں جو صلح کی ہو سکتی ہے؟ اور مسلمان عمل اس کے جو اس سکیم کے سارے پہلوؤں پر غور کریں جلدبازی سے کام لیں گے جو انکی ہاں میں ہاں ملائیں اور ان کو اپنے مقاصد میں متحد سمجہیں۔ اس مفروضہ اتفاق اور اتحاد کا ایک اور پہلو بھی ہے جو بہت ہی نازک اور ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس یکجہتی کا محل اور مقصد کیا ہے؟ یہ تفصیل طلب مضمون ہے لیکن مختصراً یہاں اسپر کچھ لکھنا ضروری ہے۔ میری اپنی رائے میں چار امر ہو سکتے ہیں جو اس اتفاق کا موضوع قرار پا سکتے ہیں۔

اولاً۔ ملکی ترقی اور اصلاح میں ہندو و مسلمانوں کا ملکر متفقہ قوت سے ساعی ہونا۔

ثانیاً۔ عام معاملات زندگی میں حسن سلوک

ثالثاً۔ سیاسی شورش میں متحد ہونا۔

رابعاً۔ غیر قوموں کے مقابلہ میں خواہ حکام وقت ہی کیوں نہوں ایک ہونا

یہ امور اربعہ ایک مبسوط بحث کو چاہتے ہیں اور انشاء اللہ ضرورتاً اسپر بحث کیجاویگی سردست اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ امر اول کا مفہوم بوجہ وسیع ہونے اور اس کے متعلق کسی تخصیص یا تعین کے نہونے کے بحث کے قابل نہیں۔ امر دوم بیشک مفید ہے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ آسان بھی نہیں۔ کیونکہ عام معاملات زندگی میں حسن سلوک کا زیادہ تر تعلق سوشل معاملات سے ہے جسکو آریہ سماج کے حد سے گذرے ہوئے تعصب نے خطرناک بنا دیا ہے جبتک یہ حد سے بڑہا ہوا تعصب مٹ نہ جاوے اور پہر احتیاطاً تاویل گذشتہ کی تلافی اور اس سے رجوع نہ کیا جاوے یہ بھی ناممکن ہے۔

امر سوم۔ سیاسی شورش کا جو طریق اب اختیار کیا جاتا ہے وہ نہایت نامناسب اور آداب سلطنت کے صریح خلاف ہے افراد رعایا کو اس طریق سے مجتنب رہنا ضروری ہے۔ اور ہم احمدی مذہبی حیثیت سے گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کے شکرگذار ہیں اور وفاداری اور فرمانبرداری اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ پہر ہم کیونکر اسی قوم کے ساتھ متحد ہوں جو ناشکری کا پہلو اختیار کرتی ہو۔

چوتہا امر سرے سے ہی ناممکن ہے کیونکہ اگر غیر قوموں کا مقابلہ مقصود ہے تو یہ دونو قومیں بھی تو بلحاظ طریق تمدن اور اصول مذہب اور طرز معاشرت کے ایک دوسری کی غیر ہیں تو پہر اتفاق کی کیا گارنٹی ہو سکتی ہے؟ کیوں یہ یقین نکر لیا جاوے کہ وہ مسلمانوں کو بھی

غیر قوم سمجھکر انکی مخالفت کے لئے کوئی اور راہ اختیار نہ کریں گے۔

غرض

اس مجوزہ اور مفروضہ اتفاق پر ہمیں بڑے غور کی ضرورت ہے اور جبتک ہمارے ہمسایہ اس کی سچی تشخیص نہ کریں اس قابل نہیں کہ بلا سوچے سمجھے ہاتھ بڑھانے کے لئے کوئی آمادہ ہو اور جو ہوگا وہ دور اندیشی اور مآل بینی سے ہی کام نہیں لیگا بلکہ مذہبی حمیت اور غیرت کو بھی ہاتھ سے دیکر ہاتھ بڑھائیگا۔ دیکھنا چاہئے کہ ملکی لیڈر اسپر کیا کہتے ہیں اتحاد بین الاقوام کے خواہشمند اخبارات اس آرٹکل کو اپنے اخبارات میں شایع کرکے دوسرے لوگوں کو رائے زنی کا موقع دیں۔

اس مقام پر اس امر کا اظہار پھر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اتحاد اور اتفاق ہو اور اس بناء پر میں نے ثابت کیا ہے کہ ہم نے ہمیشہ اتفاق کے لئے ایسی راہیں اختیار کی ہیں جن پر اگر عمل کیا جاتا تو وہ بہت ہی مفید اور مبارک ہوتیں۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ امر ہم کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتے اور نہ کریں گے کہ ہمارے نبیوں اور رسولوں کی ہتک کیجاوے اور انپر ناپاک افترا کئے جاویں اور گندی گالیاں دی جاویں اور ہم چپکے سنتے رہیں اور پھر آگے بڑھ کر مصافحہ کرنے کو آمادہ ہوں۔ ایسی بے حمیتی اور بے غیرتی سے ہم خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اگر ہماری ہمسایہ قوم نے اس پہلو میں اپنا رویہ نہ بدلا تو میں زور سے کہ سکتا ہوں کہ

جنگل کے درندوں اور وحشیوں سے صلح کرنا آسان ہے مگر ان کے ساتھ نہیں ہو سکتی

اس لئے کہ ان درندوں اور وحشیوں کی ایذا رسانی جو صرف ہمارے جسم تک محدود ہے برداشت ہو سکتی ہے لیکن ان دل آزار تحریروں اور تقریروں کی تکلیف ناقابل برداشت ہے جن کو سنکر اور پڑھکر ملائکہ تک لرز جاتے ہیں۔ راستبازوں اور خدا کے برگزیدوں کی توہین اور انکی شان میں سب و شتم معمولی امر نہیں ہاں اگر یہ لوگ واقعی اتفاق اور اتحاد کی قدر کرنیوالے ہیں تو اپنی اخلاقی جرأت سے کام لیں اور علانیہ شائع کریں کہ ہم مسلمانوں کے مسلمہ نبیوں اور تمام نبوتوں کے جامع اور مصدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا راستباز برگزیدہ مامور تسلیم کرتے ہیں اور اس سے پہلے جسقدر تحریریں سب و شتم سے بھری ہوئی انکی طرف سے شایع ہوئی ہیں ان سب کو جلا دیا جاوے اور آیندہ کے لئے عہد موثق کیا جاوے کہ قطعاً کوئی ایسی تحریر شایع نہ کیجاوے گی تو بیشک نہیں صلح کی بنیاد پڑ سکتی ہے اور اگر وہ ہماری نسبت ایسا اطمینان چاہیں تو ہم تو پہلے ہی سے ان اوتاروں اور بزرگوں کی عزت اور تکریم کرتے ہیں جیسا کہ اس مضمون میں بھی ظاہر کیا گیا ہے ہاں اپنے مذہب کی خوبیوں اور حقایق کے بیان کرنے سے کوئی کسی کو نہیں روکتا بلکہ ہم شوق سے خواہشمند ہیں کہ ہر شخص بیان کرے۔

بعض اخبارات میں میں دیکھتا ہوں کہ اس صلح کے مضمون پر گفتگو کرتے ہوئے گائے کے ذبیحہ کی بحث کیجاتی ہے جس کو اس مضمون سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ ہم فریقین کے خورد و نوش یا دوسرے حلال و حرام پر بحث اگر چھیڑی گئی تو یہ سلسلہ ایسا لمبا ہوگا جسکی حد نہیں اور پھر سوشل معاملات زیر بحث آئیں گے لباس پر گفتگو ہوگی۔ یہ کیا فضول طریق ہے ہم کبھی کسی ہندو یا آریہ سے یہ نہیں کہتے کہ تم بھنڈی توری کیوں کھاتے ہو یا دھوتی کیوں پہنتے ہو۔ جو امور انکی شرع میں حلال اور جائز ہیں وہ کریں ہم ان سے تعرض نہیں کرتے یہ جدا امر ہے کہ انمیں سے ہم کسیکو ناپسند کریں یا ناجائز سمجھیں نہ ہمارے ہمسایہ یقیناً یاد رکھیں کہ مردار یا سور ہمارے ہاں حرام ہے اور اگر وہ سب کے سب (خدانخواستہ) مردار خوار یا سور کھانیوالے ہو جائیں تو ہم کبھی اعتراض نہیں کرنے کے اور نہ اس کا ہمیں حق ہے کہ کسی کے کھانے پینے اور رہنے سہنے پر اعتراض کریں۔ اسیطرح انہیں کوئی حق نہیں کہ جو چیزیں ہمارے ہاں حلال ہیں انپر بحث کریں۔ گائے کا کھانا مسلمانوں کے مذہب میں حلال ہے اور جیسی گائے ویسی بکری وہ دونو کو حلال سمجھتے ہیں پھر اگر وہ کھاتے ہیں کھائیں۔ اس سلسلہ بحث میں پڑکر اور گائے کو درمیان کھڑا کرکے صلح اور اتفاق کے سلسلہ کو روکنا ہے پھر کل کو جینی کہیں گے کہ بکرا بھی نہ کھاؤ بلکہ بعض ایسے بھی نکلیں گے جو کہیں کہ منہ پر کپڑا باندھو اور پاخانہ کو ایک لکڑی سے الگ کرکے اس کے کیڑوں کی حفاظت کرو۔

اس قسم کی راہ اختیار کرنا نرا تکلف اور خطرناک راہ اختیار کرنا ہے اور اصل مقاصد سے دور جا پڑنا ہے بہرحال میں اس سلسلہ میں مفصل بحث انشاء اللہ کرونگا لیکن اول یہ دیکھنا چاہئے کہ مجوزان اتحاد و اتفاق کیا کہتے ہیں؟

ایڈیٹر الحکم

منشی عبد الخالق صاحب احمدی کو اکبر نجیب آبادی ثم قادیانی کیطرف سے ایک خط

عبدِ خالق میرے بھائی خوش بیان — دے خدا ہر رنج سے تجھکو امان
الحکم میں نظم تیری دیکھکر — پھر گیا آنکھوں کے آگے وہ سمان
جسکا تھا تیرا مخالف شہر بھر — اور یہ عاجز تھا تیرا میہمان
تیرا استقلال اور ہمت تری — مجھکو سب معلوم ہے اے مہربان
گو کہ دشمن ہیں بہت تعداد میں — تیری سی ہمت مگر ان میں کہاں
سب یہ بزدل اور سب نامرد ہیں — شیر دل ان میں نہیں کوئی جوان
ڈر نہ جانا ان شغالوں سے کہیں — کیونکہ تو انمیں ہے اک شیر ژیان
سننے میں تجھپہ تو سنتے دکھ اہیں — ہونگی غارت جتنے ہیں یہ بدزبان
جانفشانی سے نہ گھبرانا اخی — کیونکہ ہے تو اک بہادر پہلوان
رائگاں فرزندیٔ احمد نہ ہو — کھو نہ دینا ہاتھ سے دونو جہان
دیکھ لیں گے ہم ابھی مٹتے ہوئے — ہے یہ باطل کوئی دم کا میہمان
ہے رضا کافی امامِ وقت کی — ہو بلا سے گر ہے دشمن اک جہان
شکرِ نعمت ہائے ربِ ذوالمنن — کر نہیں سکتی ادا میری زبان
ہم غلام اسکے ہیں اب جس شخص کا — آستان ہی قبلہ گاہ راستان
ہے ہمارا باعثِ تسکینِ دل — بس یہی اک مہدیٔ آخر زمان
مجھکو تو دیکھو کہ آبیٹھا ہوں میں — چھوڑکر اپنا وطن اور خاندان
ہے اگر شوقِ قدمبوسی تجھے — تو نہیں ہے دور کچھ دار الامان
بس چلا آ تو ادھر اٹھا ہوا — جان دوری سے اگر ہے نیم جان
دیکھئے اکر یہاں نورِ خدا — سہ رہا ہے ہجر کی کیوں سختیان
ہیں بہت تشویش کی چالیس دن — ہے یہ فرمانِ امامِ انس و جان
بس دعائیں اور استغفار میں — چاہئے مصروف رہنا ہر زمان
دیکھئے سے دیکھنا کیا کیا ابھی — کیا دکھاتا ہے ہمیں یہ آسمان
ایک لحظہ بھی نہ غفلت میں کٹے — دلمیں تیرے یادِ حق ہو ہر زمان
اٹھکے پچھلی رات کو پیشِ خدا — تیری آنکھوں سے رہیں آنسو رواں
کیا سنائے فکر سے بیتاب ہی — تیرا بھائی یعنی اکبر شاہ خان

وصیت نمبر ۱۱۰

۱۔ منکہ میاں فضل الدین ولد میاں غلام محمد قوم پٹھان ساکن [illegible] کا ہوں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۱ ماہ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ یہ کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط قواعد و شرائط منتشرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔ (۴) میری جائیداد اس وقت [illegible] بعمارت پختہ [illegible] خام حدود اربعہ ذیل غرب کوچہ مشرق کوچہ و جنوب شمال مکان غلام رسول و فتح الدین صاحب جنوب ملک عالم خان و سرور شاہ صاحب واقع [illegible] قیمتی پانصد روپیہ اور [illegible] اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس جائیداد کے [illegible] حصہ کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد قیمتی [illegible] میرے مرنے کے بعد انجمن احمدیہ کے سپرد کیجاوے۔ اور انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ [illegible] میری انقضا جائیداد [illegible] اس جائیداد کو الگ کرے [illegible] اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے [illegible] جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کے پورا کرنے [illegible] وصیت کردہ جائیداد [illegible] غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ ظاہر ہو جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد [illegible] میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق [illegible] وصیت کرتا ہوں کہ چونکہ حسب الارشاد حضرت اقدس کے بجائے ۱/۳ حصہ کے [illegible] حصہ کیا ہے لہذا یہی ۱/۳ حصہ وصیت مذکورہ بالا فقرہ ۴ کا سمجھی جاویگی۔ باقی فاضلہ جائیداد کے مالک ورثا ہوں گے۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کار پرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) اور میری یہ بھی وصیت ہے کہ چونکہ میں عمر رسیدہ قریباً ۶۵ برس کا ہوں اور اپنے کام کرنے کے نہیں اور میرے نان نفقہ کے بھی میرے ورثا ذمہ دار ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخشی تو وہ میری نعش کو قبرستان موصوف میں پہنچا دینگے اور امید کرتا ہوں کہ وہ بشرط توفیق کے پہنچا دینگے۔ ورنہ نہیں تو انجمن مذکور کو [illegible] تعالیٰ جرات و ہمت بخشے تو پہنچاوے ورنہ خیر۔

(۸) میں [illegible] اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) اس کا ذکر فقرہ ۶ میں مفصل ہو چکا ہے ایسا ہی سمجھا جاوے کہ جیسا فقرہ مذکور میں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ وصیت نامہ ابتغاءً لوجہ اللہ لکھ دیا ہے کہ سند ہووے۔ تحریر بتاریخ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

ملک عالم خان نمبردار و رئیس خوشاب۔ العبد۔ مولوی فضل دین ولد غلام محمود

گواہ شد۔ غلام رسول ولد محمد دین قوم پٹھان خوشاب

بقلم محمد بخش ساکن سرگودہ مقام خوشاب

وصیت نمبر ۱۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۔ میں الٰہی بخش ولد رحیم بخش قوم قریشی ساکن قصبہ امرتسر کٹڑہ اہلووالیہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

۳۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط منتشرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے ایک مکان بعمارت پختہ جس کی چار کوٹھڑیاں منجملہ ان کے ایک کوٹھڑی سہ منزلہ اور تین کوٹھڑیاں دو دو منزلہ معہ صحن و ڈیوڑھی نمبری خانہ شماری ۱۸۱۷ واقعہ امرتسر کٹڑہ اہلووالیہ متصل طویلہ خان محمد شاہ جس پر میرا مالکانہ قبضہ ہے اور قیمت اس مکان کی اس وقت تخمیناً دو ہزار پانسو روپیہ ہے۔ اور علاوہ اس کے متفرقہ مال تجارتی پشمینہ وغیرہ ہے۔ جو قریباً اڑھائی ہزار روپیہ کا ہے یہ کل جائیداد پانچ ہزار روپیہ کی ہوئی اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے محض ابتغاءً لوجہ اللہ اس جائیداد میں سے دسویں حصہ کی

وصیت کرتا ہوں جو مبلغ پانچسو روپیہ ہے - میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے - انجمن مذکور کو اختیار ہوگا - میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے - یا اُس میں شامل رہنے دے وہ اُس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اُس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے -

۵ - میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں - یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو - تو ایسی جائیداد فاضل کے متعلق میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ میں کیا ہے - میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا -

۶ - میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ حضرت مسیح موعود یا احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیا جاوے -

۷ - میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان تک پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں اُن اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر پیشینہ فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ہے - ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دونگا - جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا - اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ آئندہ اخراجات سے کم ہو تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی اُن اخراجات کی متکفل ہوگی - اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے - جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے - اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے -

۸ - یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ بیان کی ہے - اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے - درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپردازان مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے - البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے -

۹ - یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری دیگر متروکہ جائیداد سے وصول ہونے تھے اسکو بھی منتقل کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا - فقط

گواہ شد - بقلم الہ بخش ولد امیر بخش رفوگر

گواہ شد - خدا بخش ولد رحیم بخش رفوگر بقلم خود

الامد - نبی بخش بقلم خود

گواہ شد - بقلم خود غلام محمد ولد نبی بخش

نویسندہ این وصیت نامہ بندہ خاکسار عباد اللہ احمدی امرتسر

وصیت ۱۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب سکرٹری صاحب مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۱ - میں مسمی غلام قادر ولد فخر الدین قوم کشمیری ساکن سیالکوٹ تحصیل و ضلع سیالکوٹ - بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو - ۱ - میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ ربہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں -

۲ - میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے - میں اُن تمام ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہونگے میں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط انجمن مذکور کے بمعاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے -

۴ - اس وقت سوائے تنخواہ ماہواری کے جو فی الحال مجھے ۱۲ روپیہ ملتی ہے اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میرے قبضہ میں نہیں ہے - سو آئندہ میں موجودہ آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ دیتا رہوں گا - میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد میری متروکہ یا مشترکہ ثابت ہو - تو ایسی جائیداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہو کہ میرے مرنے کے بعد اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے - انجمن مذکور کا اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اُس میں شامل رہنے دے وہ اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو - میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی - میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا - اگر میری جائیداد وصیت کردہ بڑھ جاوے تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہوگی - میں اس جائیداد کی انجمن مذکور وقتاً فوقتاً اطلاع دیتا رہونگا -

۶ - میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش کو ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آئندہ شائع ہونگی دارالامان قادیان میں

پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے -
۷- میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان میں پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت کردہ نہیں جس کا ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کرونگا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے ہیں کرادونگا - اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی - تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گے اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو جائز ضروری اور شرعی سمجھینگے -

۸- میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں - کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھ اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں لکھا گیا ہے درست اور قائم رہے گی - لیکن یہ ضروری ہوگا - کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی پوری پوری سعی فرمائی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے - البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کیجا سکتی ہے -

۹- یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی - تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کراچکا ہوں گا - یا میری جائیداد مذکورہ سے وصول ہوئے تھے اُن کا وصول کرنا اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثار کو نہ ہوگا - بلکہ مجلس کو ہوگا - فقط

گواہ شد - محمد سرور شاہ مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان -

العبد - غلام قادر

گواہ شد - شیر علی عفی اللہ عنہ - ہیڈ ماسٹر - مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۶ جون ۱۹۰۶ء

وصیت نمبر ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

منکہ شیخ رحمت اللہ ولد شیخ عبد الکریم صاحب قوم شیخ کانونگوئے ساکن گوجرات حال لاہور شملہ کا ہوں - بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲- اپریل ۱۹۰۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں تاکہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح الزمان مہدی دوران کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور مرید اور پیرو ہوں میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مرزا صاحب ممدوح کی جانب سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے پڑھ لیا ہے - میں اُن تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد کا پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض مذکور کے متعلق شائع ہوئے ہیں یا آئندہ شائع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے - میری جائیداد الگلش ویر ہوس اپر مال لاہور و شملہ میں ہے اور اراضی جو اپر مال و ہال روڈ لاہور پر شیخ محبوب علی مالک بمبئی ہوس سے مشترک ہے اور جسکا میں بلا شراکت غیری واحد مالک ہوں نیز میرے خود پیدا کردہ ہے - میں آجکی تاریخ اس جائیداد کے ثلث حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد مذکورۃ الصدر جو اس وقت ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی قیمت کی ہے میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے - یا وہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے اور وصیت کردہ جائیداد سے فائدہ اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا - میری وصیت کردہ جائیداد کی اگر قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہی ہوگی - میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ سے تا انتقال میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو ایسی ہی جائیداد پیدا کردہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے -

میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں انتقال نہ کروں تو بپابندی قواعد انجمن احمدیہ قادیان میری نعش دارالامان میں پہنچا کر مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے -

العبد - رحمت اللہ بقلم خود

گواہ شد - نور الدین قادیان ضلع گورداسپور

گواہ شد - محمد علی قادیان ضلع گورداسپور

حضرت مسیح موعود کا حکم طاعون زدہ علاقوں کے احمدیوں کیواسطے

یکم اپریل ۱۹۰۷ء کی صبح کو حضرت اقدس بمع خدام باہر سیر کے واسطے تشریف لے گئے رستہ میں عاجز راقم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اخبار میں چھاپ دو اور سب کو اطلاع کردو کہ یہ دن خداتعالیٰ کے غضب کے دن ہیں - اللہ تعالیٰ نے کئی بار مجھے بذریعہ وحی فرمایا ہے - کہ غضبت غضباً شدیداً - آجکل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے اور چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے میں اپنی جماعت کیواسطے خداتعالیٰ سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے - مگر قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا - دیکھو حضرت نوحؑ کا طوفان سب پر پڑا - اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد عورت اور بچے کو اس سے پورے طور پر خبر نہ تھی کہ نوحؑ کا دعوےٰ اور اس کے دلائل کیا ہیں - جہاں جو فتوحات ہوئیں وہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں لیکن ہر ایک میں کفار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے - کافر جہنم کو گیا اور مسلمان شہید کہلایا - ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے کہ اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں - ہم خداتعالیٰ کے حضور دعا میں مصروف ہیں کہ وہ ان میں اور غیروں میں

(باقی)

تمیز قائم رہے لیکن جماعت کے آدمیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ ہماری تعلیم پر عمل نہ کیا جاوے سب سے اول حقوق اللہ کو ادا کرو۔ اپنے نفس کو تمام جذبات سے پاک رکھو۔ اسکے بعد حقوق عباد کو ادا کرو۔ اور اعمال صالحہ کو پورا کرو۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے رہو اور کوئی دن ایسا نہ ہو جس دن تم نے خدا کے حضور رو کر دعا نہ کی ہو۔ اس کے بعد اسباب ظاہری کی رعایت رکھو۔ جس مکان میں چوہے مرنے شروع ہوں اس کو خالی کر دو۔ اور جس محلہ میں طاعون ہو اس محلہ سے نکل جاؤ۔ اور کسی کھلے میدان میں جا کر ڈیرا لگاؤ۔ جو تم میں سے بتقدیر الٰہی طاعون میں مبتلا ہو جاوے اسکے ساتھ اور اسکے لواحقین کے ساتھ پوری ہمدردی کرو اور ہر طرح سے اس کی مدد کرو اور اس کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو۔ لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنے نہیں کہ اسکے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ۔ بلکہ اس اثر سے بچو۔ اسے کھلے مکان میں رکھو اور جو خدانخواستہ اس بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے اس کے واسطے ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے اس کے وہی کپڑے رہنے دو۔ اور ہو سکے تو ایک سفید چادر اس پر ڈال دو اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہریلا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے اس واسطے سب لوگ اسکے ارد گرد جمع نہ ہوں حسب ضرورت دو تین آدمی اس کی چارپائی کو اٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دعا ہے اور اسکے واسطے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر پر کھڑا ہو۔ جہاں قبرستان دور ہو۔ مثلاً لاہور میں سامان ہو سکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر میت کو لاد کر لیجاویں اور میت پر کسی قسم کی جزع فزع نہ کیجاوے۔ خدا کے فعل پر اعتراض کرنا گناہ ہے!

اس بات کا خوف نہ کرو کہ ایسا کرنے سے لوگ تمہیں برا کہیں گے وہ پہلے کب تمہیں اچھا کہتے ہیں یہ سب باتیں شریعت کے مطابق ہیں اور تم دیکھ لو گے کہ آخر کار وہ لوگ جو تم پر ہنسی کرتے ہیں خود بھی ان باتوں میں تمہاری پیروی کرینگے۔

مگر یہ بہت تاکید ہے کہ جو مکان تنگ اور تاریک ہو اور ہوا اور روشنی خوب طور پر نہ آ سکے اسکو بلا توقف چھوڑ دو کیونکہ خود ایسا مکان ہی خطرناک ہوتا ہے گو کوئی چوہا بھی اس میں نہ مرا ہو اور حتی المقدور مکانوں کی چھتوں پر رہو نیچے کے مکان سے پرہیز کرو اور اپنے کپڑوں کو صفائی سے رکھو نالیاں صاف کراتے رہو سب سے مقدم یہ کہ اپنے دلوں کو بھی صاف کرو اور خدا کے ساتھ پوری صلح کر لو۔

حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" تمام دوست مرد اور عورت جو مقدرت رکھتے ہیں ایک ایک جلد خرید فرماویں اور نیز آریوں کے درمیان مفت تقسیم کرنے کے واسطے خریدی جاوے کیونکہ یہ کتاب غلطی کے سبب ساری کی ساری ہر دو اخباروں میں یک دفعہ چھپ گئی ہے اور جس دوست کی ملکیت میں وہ کتاب ہے اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ کتاب دفتر بدر سے مل سکتی ہے۔ قیمت ۴ر ہے۔

پچیس روزہ روشن نشان

اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت نمائی ہے کہ اب کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا جو اللہ تعالیٰ کے موعود خلیفۃ اللہ فی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر نہیں ہوتا آسمان اس قدر قریب ہو گیا ہے کہ اسکا بیان نہیں ہو سکتا خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی جو اس کے مرسل پر اتر رہی ہے حیرت انگیز پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتی ہے اور اب اس زور سے یہ سلسلہ جاری ہو رہا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ

پچیس دن یا یہ کہ پچیس دن تک

یہ وحی الحکم۔ بدر۔ میگزین میں قبل از وقت شائع کی گئی اور اس کی جو تشریح حضرت اقدس نے خود فرمائی وہ بھی ساتھ ہی ان الفاظ میں چھاپ دیگئی "اور پچیس دن کے الہام میں اشارہ ہے کہ ۷ مارچ سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک کوئی واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جبتک کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یہ واقعہ ظہور میں آ جائیگا۔ اگر صرف پچیس دن کے لحاظ سے معنے کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی جاوے کیونکہ الہام الٰہی کی رو سے ساتویں مارچ پچیس دن کے شمار میں داخل ہے اس صورت میں پچیس دن مارچ کی اکتیس تاریخ تک پورے ہو جاتے ہیں تو اس طور پر پیشگوئی کے ظہور کا مہینہ اپریل ٹھیرتا ہے مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جسکی پیشگوئی کی گئی ہے اسکا ہم اسوقت کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے بجز اسکے کہ یہ کہیں کہ کوئی **ہولناک** یا **تعجب انگیز** واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائے گا۔" یہ وہ تشریح ہے جو خود حضرت حجۃ اللہ نے فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ وہ واقعہ **تعجب انگیز اور ہولناک ہے**۔ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو چار بجے کے **قریب** اس کا ظہور ہو گیا جو **ایک روشن ستارہ کی صورت** میں قریباً ملک پنجاب کے ہر حصہ میں نظر آیا۔ اسکے **متعلق** سینکڑوں خطوط مختلف حصص سے آئے ہیں۔ اور روز روشن میں اس کا ظہور ہوا ہے۔ چونکہ یہ تفصیلی بحث چاہتا ہے اس لئے مبسوط طور پر اس نشان کو اگلی اشاعت میں لکھا جاویگا۔ اسوقت صرف بطور اطلاع یا خبر یہ نوٹ درج کر دیا گیا ہے کہ وہ **پچیس روزہ** نشان عین وقت پر ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو **ایک روشن شہاب** کی صورت میں نمودار ہوا جسکو ہر دوست دشمن چھوٹے بڑے نے دیکھا اور بالاتفاق اسکو تعجب انگیز ظاہر کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اس نشان کو قبل از وقت خدا کے مسیح کے کہنے سے

[illegible] نتائج [illegible] ہوچکا ہے [illegible]

یاقوت مروارید مرجان
یشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ وغیرہ مشہور جواہر لعزیز مرکب

روح کی ایک لطیف غذا ہے مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے جن کی روح بڑھانے کی جان

مفرح عنبری — مفرح عنبری — مفرح عنبری

یاشافی — یاکافی

قیمت — قیمت — قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) — تین ڈبیہ تیرہ روپیہ ۱۳ — ایک درجن ۵۰

مفرح عنبری (یہ بھی) خداتعالیٰ کا احسان کرم ہے وہ تمام جواہرات جو [illegible] کیلئے [illegible] بادشاہوں [illegible] اور [illegible] جواہرات [illegible] خدائے کریم کا فضل ہے چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ ہوچکا ہے [illegible] تعریف [illegible] اس اشتہار میں گنجائش ہے [illegible] مفرح عنبری جیسا [illegible] ایک منٹ میں دل و دماغ میں ایک [illegible] تاثیر [illegible] گویا غذا سے [illegible] ضعف دل [illegible] خیالی وغیرہ کیلئے ایک نہایت قابل اعتماد تریاق ہے۔ مفرح عنبری کے استعمال [illegible] کثرت [illegible] جو دوسری ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا [illegible] دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی [illegible] مفرح عنبری [illegible] کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آجائے اور جسم میں [illegible] مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے۔ مفرح عنبری [illegible] وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ [illegible] پولیس فوجی عہدہ داروں اور [illegible] طلبا [illegible] صحت کی قدر [illegible] گھبراہٹ یا تکان محسوس ہو [illegible] ایک خوراک [illegible] تروتازہ ہوکر [illegible] کام میں لگ [illegible] آزمائش شرط ہے۔ مفرح عنبری [illegible] تمام وبائی امراض [illegible] طاعون [illegible] ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے [illegible] دوسری دوائی کا ملنا [illegible] ہے۔ مفرح عنبری [illegible] ضرورت نہیں [illegible] کس مرض اور کس موقعہ پر مفید ہوسکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کیخاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہوجاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاری کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہوگئی ہو یا کمی امداد کے باعث [illegible] درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انہیں بلا تردد بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔ مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلا سل و دق ہوں۔ یا جنکے دماغ [illegible] نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہوگیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوی مضمحل ہوگئے ہوں مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کا فور دماغی طاقت بحال ہوجاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہوکر ملیں سرور چہرہ سرخ و پرنور ہوجاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر گڈھ ضلع رائپور سے عنایت فرمائی حکیم صاحب اسلام مسنون آپ ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر گڈھ نے منگائی تھی اُن کی تجربہ سے بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے ۳ ڈبیہ اور خانصاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو ایبل روانہ فرمایئے (دستخط) سید بخش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدر [illegible] تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنیکے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپکو اطلاع دوں کہ مفرح عنبری ایک [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] دوائی [illegible] عرصہ میں [illegible] خیال [illegible] کمزوری طاقت کیواسطے یکساں فائدہ ہے اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف انکی دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی ہے۔

عالیجناب رائے کمالی پرشاد صاحب متعلقدار [illegible] ڈسٹرکٹ [illegible] انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیئر سر! میں نے آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اس کے مفید ہونیکی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اس کے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ بذریعہ ویلیو پے ایبل [illegible] لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرماویں۔

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر [illegible] جناب نواب صاحب بہادر [illegible] تحریر فرماتے ہیں حکیم صاحب آپکی مفرح عنبری [illegible] بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقع یہ نہایت عمدہ چیز ہے بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں۔

[illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیاں میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

قادیانی آریوں کی طاعونی موت! آریہ سماج میں ماتم!! الحق کی نمایاں فتح اور الباطل کی خطرناک شکست

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی * فسبحان الذی اخزی الاعادی

اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کی تکذیب اور استہزا اور سب و شتم کبھی مبارک اور مفید نہیں ہوا۔ یہ وہ چٹان ہوتی ہے کہ اس سے ٹکرانیوالا ہمیشہ پاش پاش ہوکر رہا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ اس امر کی روشن شہادت ہے۔ جو لوگ تاریخ کے پچھلے ورق الٹنے کی تکلیف گوارا نہ کریں وہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفوں اور دشمنوں کے انجام پر نظر کریں اور اس سے سبق حاصل کریں۔

اس وقت میں نہایت ہی مختصر الفاظ میں اس تازہ واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو یہاں قادیان میں ظاہر ہوا۔ اور جو آریہ سماج میں ایک تھرا دینے والا ماتم پیدا کریگا۔ کیونکہ قادیان کی آریہ سماج ہمیشہ ایک اہم اور وسیع سماج سمجھی گئی ہے مگر میں آریوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سماج جسقدر ان کے نزدیک اہم ہے اسیقدر آریہ سماج کے لئے منحوس ہے کیونکہ پنڈت لیکھرام مقتول آریہ مسافر اسی سماج کی بدولت خدا کے مرسل کے مقابلہ میں آیا اور راستبازوں کے سردار اور تمام نبوتوں کی جامع اور مصدق صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کیوجہ سے بے باک ہوکر احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مگر خدا کے مامور و مرسل مہدی سے نشان دیکھنے پر اڑا اور آخر اس نے وہ خونی نشان دیکھا جو آریہ سماج کو کبھی نہیں بھولیگا۔ اس نشان کے بعد چاہیئے تو یہ تھا کہ کم از کم قادیان آریہ سماج (جسکے دو ممبروں ملاوامل اور شرمپت نے بیسیوں نشان دیکھے تھے) ہنسی ٹھٹھے سے باز آجاتی مگر یہ لوگ خدا کے قائم کردہ سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنی شوخیوں اور شرارتوں میں بڑھتے گئے اور انہوں نے پنڈت سومراج ایک مدرس کی خدمات مستقل طور پر اس غرض کیلئے حاصل کیں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس پیشوا کی شان میں گستاخیاں اور شوخیاں کرتا رہے اس نے مختلف طریقے اختیار کئے اور گرگٹ کیطرح رنگ بدلے۔ اور اپنی محنت سے دو چار بے باک نوجوانوں کو ساتھ ملاکر اور بھی شوخی اختیار کی۔ پہلے ایک سکول کھولا تاکہ تعلیم الاسلام سکول کو نقصان پہونچا ئے مگر خدا نے اسکو نامراد رکھا۔ پھر جلسوں کا ڈھنگ ڈالا۔ اور لوگندر پال جیسے گستاخ اور دریدہ دہان کو بلاکر گالیاں دلوانا اپنا شیوہ اختیار کیا لیکن جب گورداسپور کے مدبر و دقیقہ رس حکام نے اس دریدہ دہان سادھو کو ضلع گورداسپور میں تقریریں کرنے سے روکدیا تو قادیان سماج کے جلسہ کا ہی خاتمہ ہوا۔ یہ ایک لمبی داستان ہے کہ سومراج اور اسکا بے باک شاگرد اچھر چند سلسلہ حقہ کی مخالفت میں کیا کیا منصوبے اور تدبیریں کرتے رہے اور سماج کے دوسرے ممبر انکی ہاں میں ہاں ملاکر انکی مدد کرتے رہے اور اسکو انشاءاللہ کسیوقت مفصل لکھیں گے۔ بالآخر انہوں نے یہ سوچا کہ ایک خاص اخبار سلسلہ حقہ کو بدنام کرنے اور اس کے مقدس پیشوا اور امام کی ہتک کرنے کیلئے جاری کرنا چاہیئے تاکہ روز کی ٹوکسی طور کا کہانے محمدی ر والا مضمون بھی صحیح ہو اور فطرتی مخالفت اور عداوت کا اظہار بھی ہوتا رہے۔

اس کیلئے ضرورت تھی روپیہ کی وہ تین اور آدمیوں کو بھی گانٹھ لیا جنمیں ایک سرکاری ملازم بھی ہے اور جب یہ راز ظاہر ہوگا تو اسے معلوم ہوجائیگا کہ اس نے اس اخبار کے اجرا اور شرکت سے کیا فائدہ اٹھایا اور کہانتک اس نے اپنے فرائض منصبی اور قانونی ذمہ واریوں کی پروا کی ہے۔ اور قادیان سے ایک اخبار جاری کر دیا جس کے مقاصد میں "قادیان کی بعینہ کے صحیح حالات درج کرنا" داخل کیا اس فرض کو اس نے کس رنگ میں ادا کیا اور پبلک کو کیا بتایا یہ بھی ایک جدا مضمون ہے۔ بہرحال سومراج اس اخبار کا ایڈیٹر مقرر ہوا اور اچھر چند اس کا منیجر۔ جس قسم کی بے دینی اور شوخی اس اخبار کے ذریعہ انہوں نے ظاہر کی وہ کسیقدر تفصیل سے انشاءاللہ ظاہر ہوگی مگر یہ مسلم امر ہے کہ انہوں نے گالیوں اور گستاخیوں میں حد کردی۔ اور اپنے زعم میں انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم کامیاب ہوگئے۔ مگر باوجود اسکے بھی وہ نامراد رہے اخبار کی ترقی تو اس سے ظاہر ہے کہ پانچسو سے زیادہ خسارہ تو پہلے ہی سال میں نمودار ہوا۔ پھر انہوں نے محض خیالی امید ونیر اور پالیسی پا بند ہوکر ٹالنے کی راہ لی اور مختلف طریقوں سے آریوں کو اکسایا کہ ہماری مدد کرو۔ اور آریہ سماج کی لاج رکھو مگر کسی نے نہ سنا تھا نہ سنا انہیں خیال تھا کہ ٹالنے کی آپ وہوا ہی راس آئیگی مگر وہ الٹی دشمن جان ثابت ہوئی۔ پھر بھی الحکم کے ناظرین کو معلوم ہے کہ آجتک انکے اخبار کا کبھی ہم نے نوٹس نہیں لیا اور ہمیشہ سے سلسلہ حقہ کی کہا دیقین کیا اسکے لئے ہی انہوں نے عجیب عجیب حیلوں سے چاہا کہ بھاؤ کرلیا جاوے۔ زبانی پیغام انہوں نے دیئے۔ خود آکر بھی کہا دلالوں سے بھی کام لیا۔ آخر گالیاں دیں۔ ذاتیات پر بے سروپا بہتان لگائے مقامی حکام کو برانگیختہ کرنے کیلئے ایک خطرناک افواہ گھڑ لی۔ ایڈیٹر الحکم کی خیالی دہمکیاں شایع کیں غرضیکہ جو طریق ممکن تھا انہوں نے اختیار کیا۔ پوری نامرادی کے بعد آخر جب انکی بے باکیوں اور شوخیوں کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو انہوں نے سالانہ جلسہ کی حضرت اقدس کی ایک تقریر پر اپنی گستاخیوں کا آخری نمونہ دکھایا۔ چونکہ اسمیں سلسلہ حقہ کے نشانات پر حملہ تھا حضرت حجۃ اللہ نے اسپر توجہ کی اور ایک رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم شائع کر دیا جسمیں جابجا یہ تحدی کی کہ اب اللہ تعالیٰ انکو بے سزا نہ چھوڑیگا۔ اور اسمیں ایک عظیم الشان نشان کے ظہور کی بھی خبر دی جن لوگوں نے اس رسالہ کو پڑھا ہے وہ خوب واقف ہیں اور زیادہ تفصیل وہ اگلی اشاعت میں دیکھیں گے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے ظاہر کردیا کہ عنقریب انپر عذاب آنیوالا ہے جیساکہ الحکم اور بدر کے پرچوں میں متعدد الہامات شائع ہوچکے ہیں جنکو میں تفصیلی مضمون میں انشاءاللہ لکھوں گا۔ بعض یہ ہیں (۱) دعنی اقتل من اذاک۔ ان العذاب مربع و مدور۔ ترجمہ مجھے چھوڑ تا میں اس شخص کو قتل کروں جو تجھے ایذا دیتا ہے۔ دشمنوں کیلئے عذاب ہر چہار طرف سے ہی اور دائرہ کی طرح گھیر ہوئے ہے (۲) انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیک ما یدوم۔ (۳) ہر ایک جو خلوص اور عیبگیر کی لعنت ہے (۴) من الناس والعامۃ یعنے طاعون خاص لوگوں میں بھی پڑیگی اور عام لوگوں میں بھی۔ (۵) ربنا افتح بیننا وبینھم۔ اجیبتم ان تموتوا۔ ترجمہ یہی کہ اے خدا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تم موت کا شکار ہوجاؤ (۶) مت ایھا الخوان مرا کے برے خیانت کرنیوالے تمت کلمۃ اللہ (۷) احترطنا سیفہ۔ ہم نے اسکی تلوار کو کند کر دیا۔ اس قسم کے بہت سے الہامات ہیں جو دشمنوں اور مخالفوں کے لئے ان کے انجام کی

(باقی)

خبر دیتے ہیں اور جن کے یہی مصداق ہیں۔ علاوہ بریں اس شخص سومراج نے اپنے اخبار میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے الہام واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض پر ۱۳ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۹ پر بڑی ہنسی اڑائی۔ اور لکھا کہ (ترجمہ) اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہے وہ زمین میں ٹھہرتی ہے یہی تفسیر ہیں جو انسان خلقت کو فائدہ پہنچانے والی ہیں انکو زندگی عطا کیجاویگی۔ چلو آپ تو اپنے منہ سے انہا سو گئے بنا عنقریب انا للہ وانا الیہ راجعون تبلانے چلے ہیں اسلئے ہم سمجھ لیں گے کہ آپ خلق خدا کو نقصان پہونچانے والے تھے جو اٹھائے گئے۔ ناظرین اس حقیقت کو یاد رکھیں گویا سومراج (خاک بدہنش) حضرت حجۃ اللہ کی موت کی پیشگوئی کرتا ہے لیکن انجام کیا ہوتا ہے۔ ان بدزبانیوں اور شوخیوں سے آخر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قبل از وقت ظاہر کر دیا ہے ویل لکل ھمزۃ لمزۃ یعنے ہر ایک چغلخور اور عیب گیر پر لعنت ہے۔ حضرت اقدس کی تحریر و ہیں لعنت کا مفہوم طاعونی موت ہی ہے پس ضروری تھا کہ سومراج اور اسکا بے باک و شوخ معاون طاعونی موت سے ہلاک ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسی سال کے فروری مہینے میں اچھر چند منیجر اخبار و سیکرٹری آریہ سماج قادیان نے مجھے (ایڈیٹر الحکم) سے ایک گفتگو کے دوران میں جسکے گواہ موجود ہیں یہ تحدی کی تھی کہ میں طاعون سے کبھی نہیں مرونگا اور اسکی جواب میں میں نے کہا تھا کہ تو ضرور طاعون سے مریگا اور اس تحدی کی بنا یہ تھی کہ میں نے اسکو ان بیہودگیوں پر ملامت کی تھی جو وہ کرتا رہتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے نشانوں کو تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ کیا انسانی طاقت کے اندر ہے کہ وہ تیس سال پہلے جب اسے کوئی نہیں جانتا تھا یہ کہے کہ میں کل دنیا میں مشہور ہو جاؤنگا۔ اور دور دراز سے لوگ میرے پاس بہت کثرت سے آئینگے اور کثیر التعداد میں آئینگے اور پھر اسیطرح ایک لمبے عرصہ کے بعد وقوع میں آ جاوے۔ انسان کو تو ایک دم کی خبر نہیں پھر کیا کسی انسان میں یہ طاقت ہے کہ وہ یہ کہے کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں طاعون سے محفوظ رہونگا اور نہ صرف میں بلکہ وہ لوگ بھی جو میرے دار میں ہیں اور پھر اس مقابلہ کے لئے سب کو کہا گیا کہ کوئی عیسائی یا آریہ ایسی تحدی کرے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر طاعون کے کیڑے بھی حضرت کے وجود میں چلے جائیں تو وہ کیڑے ہلاک ہو جائینگے مگر حضرت کا وجود محفوظ رہیگا کیونکہ وہ آیت اللہ ہیں اور خدا نے یہی وعدہ کیا ہے۔ اسپر اچھر چند نے نہایت بے باکی سے کہا کہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ میں طاعون سے نہیں مرونگا جسپر میں نے اسے کہا کہ تو یقیناً مریگا + اسطرح ان دونو شخصوں نے نہ صرف اپنی شوخیوں اور بے باکیوں کیوجہ سے اپنا پیمانہ لبریز کر لیا تھا اور خدا تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا دیا تھا بلکہ مباہلہ کے رنگ میں بھی وہ اس قابل تھے کہ خدا کے عذاب کا مزہ چکھیں اور جس تلخ کامی سے انہوں نے اس عذاب کا مزا چکھا وہ عبرت بخش نظارہ ہے۔ آخر خدا تعالیٰ نے انہیں پکڑا۔ اور نہایت ذلت اور دکھ کے عذاب میں پکڑا ایک ہی وقت میں سومراج کا لڑکا اور بیوی بیمار ہوئے۔ اور اچھر چند کی بیوی اور اس کے چھوٹے بھائی کا لڑکا۔ اور دونو بیویاں بچ گئیں اور سومراج کا لڑکا۔ اور اچھر کے بھائی بھگت کا لڑکا طاعون سے ہلاک ہوئے۔ اچھر اور بھگت دونوں کے گھر میں صرف یہی ایک نرینہ اولاد تھی اور انکی آنکھوں کے سامنے قطع نسل ہوئی۔ یہ عذاب جیسا کچھ بھی دردناک ہے ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں پھر اس کے بعد بھگت رام اچھر چند کا بھائی طاعون کی نذر ہوا اور اب اچھر چند پر جوان اور کارکن بھائی کی موت نے ایک پہاڑ غم کا گرا دیا۔ سومراج اور اچھر چند طاعونی جراثیم سے ڈرتے ہوئے باہر کھلے میدان میں دن گذارتے چلے گئے مگر جنگل کی پاک صاف ہوا میں بھی وہ طاعونی جرم جا پہونچے اور انہوں نے دونو کو جا دبوچا۔ اور اچھر چند جو سومراج کا محبوب جانی تھا انکی آنکھوں کے سامنے خدا تعالیٰ کے مامور کی سچائی پر مہر کرتا ہوا رخصت ہوا۔ سومراج کے لئے یہ صدمہ بہت ہی دکھ دینے والا تھا کیونکہ اچھر اور بھگت سومراج کے خاص یار تھے اور انکی محبت و الفت باہم مشہور تھی بلکہ یقین کیا گیا تھا کہ سومراج اچھر اور بھگت کی بیویوں کی پوری نگرانی اور نگہداشت کریگا مگر پیمانہ بھر چکا تھا اسلئے اس بستر مرگ سے وہ نہ اٹھ سکا۔ اور صرف ایک یوم کے وقفہ سے اپنے محبوب اچھر چند سے جا ملا۔ اور اسطرح آخری وقت تک ساتھ دیا۔ خس کم جہان پاک۔

سومراج نے جو مصیبت دیکھی اسکی داستان نہایت دردناک اور عبرت بخش ہے کسطرح اس نے اپنے پیارے بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے بلبلاتے ہوئے جان دیتے ہوئے دیکھا اور پھر کسطرح اپنی زندگی کے رفقا اور محبوبوں و دوستوں کو رخصت کیا اور آخر خود عذاب سہتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوا۔ ۸ اپریل کی شام کو وہ بہت نازک حالت میں تھا کہ یہاں کے آریوں نے اسکے چچا کو بلا بھیجا جو قادیان کے آٹھ کوس کے فاصلہ پر رہتا ہے وہ آیا اور سومراج کو اسی حالت نزع میں قادیان سے لیکر رخصت ہوا۔ وہ نظارہ نہایت رقت بخش تھا کہ جب اسکی لاش (لاش ہی کہنا چاہیے کیونکہ سخت بیہوش تھا) کو گاڑی میں رکھا گیا۔ اور غرض یہ تھی کہ قادیان میں اسکی موت نہ ہو مگر جب وہ ... کے قریب پہنچے تو حالت بگڑ گئی اور رات جس دکھ سے انہوں نے کاٹی وہ خدا کسی کو نہ دکھائے وہاں پانی تک ملنا مشکل ہو گیا اور ہمیشہ کے دوستوں نے گھر میں گھسنے نہیں دیا ایک گڑھیال میں غم کی رات کاٹی اور اتوار کو دوپہر سے پہلے پہلے بیہ لاش قادیان پہونچی۔ اور قادیان کے بچہ بچہ کو اس ذلت اور دکھ کا علم ہوا جو اسے اٹھانا پڑا۔ اور آخر ۲ بجے کے قریب پنڈت سومراج ایڈیٹر شبھ چنتک اور قادیان آریہ سماج کی روح رواں طاعون سے ہلاک ہوکر قادیان آریہ سماج کے سکرٹری اور منیجر اخبار شبھ چنتک سے جا ملا + اور یہ جو حضرت مسیح موعود کی موت کی پیشگوئی کرتا تھا خود ... سال کی عمر میں اسکی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوا۔ اب ان سے کون پوچھے کہ پنڈت جی کچھ تو بولو! نفع رسان وجود کونسا ہے؟

یہ موتیں قادیان آریہ سماج کی موت اور آریہ سماج میں ماتم کا موجب ہیں اور اسلام کی فتح کا ثبوت + میں سچ کہتا ہوں کہ کسی کے مرنے پر ہمیں کوئی خوشی نہیں اور نہ ان شخصوں کی شخصیت سے کوئی دشمنی بلکہ انکی اس بے کسی موت پر رحم آتا ہے کیونکہ ع مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست۔ کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے انکی موت کو ایک نشان ٹھہرایا ہے اور آیات اللہ کے ظہور پر شکر کرنا مومن کا فرض ہے اسلئے ہم خدا کی حمد کرتے ہیں جس نے اپنے صادق کی سچائی کو ظاہر کیا اور راس خیال سے بھی کہ دانشمند اس سے عبرت پکڑیں۔ شاید کوئی اہل دل نکل آوے۔ قادیان کی آریہ سماج اپنے ان لیڈنگ ممبروں کی موت سے عبرت حاصل کرے خصوصاً لالہ ملاوامل اور شرمپت والے جنہوں نے بہت سے نشان دیکھے ہیں اور اب گھر میں بھی دیکھ لیا ہے غور کریں ہمیشہ یہاں نہیں رہنا مرنا اور مرکر خدا کے حضور جانا ہے سچائی کا چھپانا ظلم ہے۔ اس ظلم کو چھوڑ دیں اور شہادت حقہ کو مردانہ وار ادا کریں۔ سومراج اور اچھر چند اور اسکے بھائی اور بچوں کی موت عبرتناک موت ہے انکی جلتی ہوئی چتائیں اپنے رفیقوں کو پکار پکار کر کہتی ہیں۔ روزگارم بشد بنادانی من نکردم شما حذر بکنید۔ اور کبھی انکی اڑتی ہوئی خاک اور جلی ہوئی ہڈیاں اپنے انجام کو دکھا کر کہتی ہیں۔ میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو۔ دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔ سومراج کی بیوہ استری اور یتیم بچے کے سوا حرمان نصیب والدہ بھی چھوڑ گیا ہے اور اچھر چند اور بھگت رام صرف بیوہ استریاں اور ایک یتیم لڑکی۔ مرنے والوں پر اپنا انجام کھل گیا پیچھے رہنے والوں نے حسرت کی نظر سے انہیں دیکھا۔ اب پچھلوں کا کیا حشر ہوگا دیکھا چاہیے۔ ختم کرنے سے پہلے حضرت مسیح موعود کی زبان میں خدا کے آیات کے ظہور پر حمد الٰہی کو جی چاہتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
گرے ہیں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
شریر و شیر پلے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر
ہوا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر
مری پیس نے ہر اک عزت بنادی
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
ہر اک آزار سے مجھکو شفا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا کی
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
مقابل ہیں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے جو تو نے ہی مارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
ترے یعقوب کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آگئے جیسے کہ نخچیر
خدا نے انکی عظمت سب اڑا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
مجھے ہر قسم سے اس نے عطا دی
سعادت دی ارادت دی وفادی
محبت غیر کی دل سے ہٹا دی
خدا جانے کہ دل کو کیا سنا دی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

پرچہ الحکم ہاتھ گرا فی چھپا ور قادیان ہی | دو دا بی شفا بینی غرض دارالامان ہی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی سالانہ
(۱) عوام سے صہ
(۲) خواص ومعاونین سے عنا
(۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ر
(۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر
(۵) اپنی جماعت کے
غیر مستطیع دس روپیہ سے
کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲/۶

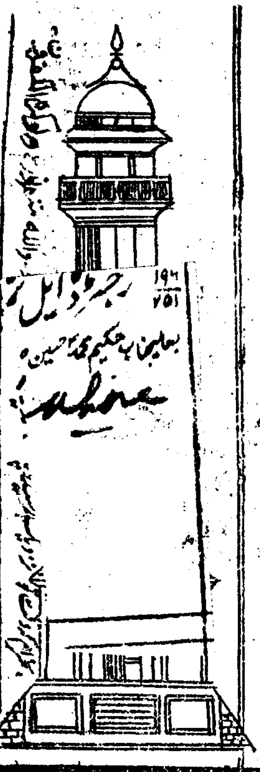

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۳۔ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

چھوٹی مسجد کی توسیع

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر اور اسکی حمد ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر پہلو سے ترقی کرکے ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سلسلہ اسی کا قایم کیا ہوا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ہے برادران طریقت کے لئے یہ خبر بڑی مسرت کا موجب ہوگی کہ مسجد مبارک جسکو چھوٹی مسجد کہتے ہیں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے من دخلہ کان امنا اسکی وسعت کے سامان پیدا ہوگئے ہیں۔ بڑی مسجد کی توسیع کی خبر ناظرین پہلے سے سن چکے ہیں اب چھوٹی مسجد کے ساتھ جو ایک مکان پڑا ہوا تھا وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو خرید کر لیا گیا ہے اور باضابطہ اسکی رجسٹری ہوگئی ہے اس مکان کے ملنے سے مسجد قریباً ۲۹ فیٹ عرض میں اور ۳۲ فیٹ طول میں بڑھ جائیگی اللھم زد فزد۔ اسکی درستی اور تعمیر پہ ایک بیش قرار رقم خرچ ہوگی اگرچہ وہ کریم رحیم مولا جس نے اسکی وسعت کا سامان پیدا کر دیا ہے اسکی تعمیر کے سامان بھی بہم پہونچاویگا۔ بہرحال یہ امر جماعت کی توجہ کے قابل ہے اس جدید تعمیر پر شاید دو ہزار سے بھی زیادہ روپیہ صرف ہو۔ خدا اپنے فرمانبردار بندوں کو دلوں میں اس کار خیر کے لئے القا کرے۔ آمین۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اسلئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعہ سے یتامی۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اسکو

اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زیادہ ہے لیکن اس مد میں اب شاید اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائیگا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی امداد کے لئے اٹھیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کر دوں۔ اس مد کے لئے ہر قسم کی نذور صدقات آتی ہیں خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جسکو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیے۔

یتیم کے اخراجات

جس یتیم کے سالانہ اخراجات مبلغ ۶۰ کے لئے اپیل کیا گیا تھا وہ ابھی پورے نہیں ہوئے گذشتہ رقوم کے بعد کوئی رقم تاحال نہیں آئی احباب توجہ کر کے اس رقم کو پورا کریں۔ صرف میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ کے عا ئد کئے ہیں۔

اصلاح۔ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء کے الحکم میں سید محمد نذیر حسین ساکن کٹھالیاں کی رقم للعہ غلطی سے للعہ چھپ گئی۔

دس مطلوبہ وظایف

جن دس مطلوبہ وظایف کے لئے اپیل کیا گیا تھا ابھی تک صرف شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد نے ہی توجہ فرمائی ہے۔ احباب توجہ فرماویں یہ وظایف ۶ ماہوار کے مطلوب ہیں۔

قابل تقلید وظیفہ

اس سال ہمارے مخلص بھائی شیخ عبد الرحیم صاحب نو مسلم مولف لیڈ کی کا عزیز مرزا برکت علی جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ایک ہونہار طالبعلم ہے

...وٹرنری کالج لاہور میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کو مدد دیجاوے مگر وہ اس شرط پر مدد لیگا کہ جسقدر وہ وظیفہ لیگا اسیقدر انشاء اللہ العزیز شیخ عبدالرحیم صاحب وقتاً فوقتاً واپس کردیں گے سب کمیٹی صدقات نے تو کلاً علے اللہ اس طالب علم کو وظیفہ دینا اور اس کے ابتدائی اخراجات کے لئے تیس روپیہ یکمشت دینے منظور کر لئے ہیں۔ احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان اگر توجہ کریں تو وہ سب کمیٹی صدقات کو اس موقع پر مدد دے سکتے ہیں۔

خدا کی تازہ وحی

۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء۔ "دہلی میں واصل جہنم واصل خان فوت ہو گیا"

حکیم واصل خاں دہلی کا تو فوت ہو چکا ہوا ہے تفہیم یہ تھی کہ اس کے عزیزوں میں سے کوئی طاعون سے مرجائیگا کیونکہ جہنم کا لفظ اور الہامات میں بھی طاعون کیلئے استعمال ہوا ہے یہ نشان بھی اپنے وقت پر پورا ہو کر ترقی ایمان کا موجب ہوگا۔

۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ۔

(ترجمہ) میں دعا کرنیوالے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔

۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ فتح ہے تمہاری۔

۲۔ تمہارے نام کی۔

۳۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔

۴۔ حَدُّ ظُبَاتِهٖ۔ یعنی تلوار کی تیز دھار۔

۵۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ مُوْسٰی

۶۔ احمد

۷۔ سوز لوئی (نہ معلوم کیا اشارہ ہے)

۸۔ پھر قرآن مجید دیکھا اسکی جلد پر شیرازہ کے قریب لکھا ہوا تھا۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہل بیت اور خدام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے۔

۲۔ موسم میں نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی اگر دوران دھوپ لگتی ہے تو تین دن ابر رہتا ہے۔ ۱۶ اپریل کو کسیقدر ترشح ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرماوے۔ آمین۔

۳۔ طاعون ملک کی اکثر آبادی پر ... اور جب اردگرد کے دیہات کی بربادی اور تباہی پر نظر کی جاتی ہے تو اس کے مقابلہ میں لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَهَلَكَ الْمَقَامُ کی پیشگوئی کو آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مزید فضل اور کرم کا نشان ہے ... احمدی جماعت ... خدا تعالیٰ ہر وقت اپنے فضل کے سایہ میں سب کو رکھے۔ (آمین)

قابل توجہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور

قادیان میں ... جو ... حال ... طاعون سے فوت ہو گیا ہے اور اس کا اکلوتا لڑکا بھی طاعون سے فوت ہو گیا ہے اسکے جائز وارثوں میں صرف ایک صغیر سن نابالغ لڑکا ہے۔ چونکہ ... آدمی تھا اور کئی ہزار روپیہ کی جائداد چھوڑ مرا ہے بعض لوگ مختلف تجویزوں سے اسکی جائداد پر دانت لگائے بیٹھے ہیں اور ... ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ... توجہ کرکے مناسب انتظام کر دیا ... صغیر سن بچے ... جو کچھ ... پڑ جاوے تو مجھے تعجب نہیں۔ امید ہے کپتان صاحب ضلع گورداسپور بہت جلد توجہ فرمائیں گے۔ ... اور ... انسان سے کیا کچھ نہیں کرا دیتا اور جبکہ طاعون سے موتیں ہو رہی ہوں ... کسی جان کا چلا جانا مشکل بات نہیں ہے اور ایسی واردات کا مخفی ہو جانا آسان امر ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو صاحب بہادر اسپر توجہ فرماویں۔

ایک بہترین قطعہ مکان کیلئے

حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالکل جوار میں ۴۴ فیٹ چوڑا ... فیٹ ایک قطعہ زمین میں فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ پانسو روپیہ سے کم قیمت نہیں ہوگی۔ جو صاحب ایسے عمدہ موقعہ پر تعمیر مکان کے خواہشمند ہیں جلد اطلاع دیں۔

ایڈیٹر الحکم۔

(فتح محمد)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق

۹۹

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب دجّال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین میں انکے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ انکی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جنکا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اسلئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑکر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

[illegible]

نیاز نامہ بخدمت منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ پنشنر لاہور

کوچہ کندیگران

بر وفات منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ مصنف کتاب عصائے موسیٰ

میرے مکرم السلام علیکم۔ مجھے آپ سے انس ہے اور سچا انس ہے۔ اور جو کچھ میں یہاں لکھنے لگا ہوں اوسی سچے انس کے باعث لکھتا ہوں جو میرا دل آپ کے لئے محسوس کرتا ہے۔ اِس انس کی وجہ سے غالباً آپ بھی ناواقف نہیں۔ جو نور اور ہدایت مجھے جناب مسیح کے طفیل ملا۔ اس کے موجب آپ بھی ہیں۔ آپ اُن چند واجب التعظیم احباب میں سے ہیں جو مجھے عالیحضرت مرزا صاحب کیطرف لیگئے اور پھر وقتاً فوقتاً ابتدائے منازل سلوک کی مشکلات کے دفع کرنے میں آپ نے مجھے ہمیشہ اپنے اس ذاتی علم سے مدد دی۔ جو آپ کو عالیحضرت جناب مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اور ان کے اخلاق اور ان کے تقدس کے متعلق حاصل تھا۔ اس لئے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر کاربند ہو کر میرا فرض ہے کہ میں کلمہ خیر سے اسوقت دریغ نہ کروں۔ اسوقت آپ بفضلہ تعالیٰ دوست پروری اور دوستداری کی قیود سے خدائی ہاتھ کے ذریعہ آزاد کئے گئے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اب ٹھنڈے دل کے ساتھ میری اس عرضداشت پر غور کریں گے۔ یہ تو آپ مان لیں گے کہ انسان کا محاکمہ غلطی سے خالی نہیں۔ اور سعید انسان کا فرض ہے کہ اگر وہ خود ایک معاملہ میں غلطی کر جاوے تو پھر جب نئے واقعات صحیح ظہور پذیر ہو جائیں تو پھر وہ اپنی خطا یافتہ محاکمہ کی ترمیم کرنے میں دیر نہ لگاوے۔ منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ صاحب عصائے موسیٰ اب اس جہان سے بذریعہ موت طاعون چلے گئے۔ انکے متعلق آپکا ایمان تھا کہ وہ صاحب الہام اور مورد فیض ربانی ہیں۔ انکو آپ کی تحقیق کے مطابق خدا تعالیٰ نے بمصداق ضرب المثل ہر فرعونے را موسیٰ اس زمانہ میں بزعم متوفی جناب مرزا صاحب کے فرعونی فتن کے دور کرنے کیلئے موسیٰ قرار دیا۔ اور انکو عصا عطا فرمایا تھا۔ آپ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ جناب احدیت مآب نے جناب مرزا صاحب کو بھی بقول انکے موسیٰ کے خطاب سے ہی مخاطب کیا ہے اور یہ امر کوئی منشی الٰہی بخش کے تتبع میں نہ تھا بلکہ براہین میں مقدس مصنف براہین کا ایک یہ نام بھی ہے جس کتاب کے اور جس کے مضامین کے مصدق اور موید آپ اور آپکا دوست سالہا سال تک رہ چکا ہے۔ اب آپ فرمایئے کہ دست قدرت نے کسکو موسیٰ اور کسکو فرعون ثابت کیا۔ نظری مباحثات اور منطقی قیاسات تو کسی نتیجہ تک انسان کو جلد نہیں پہونچا سکتے لیکن ہم اسبات کو کیا کریں کہ جب تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ فرعون اور موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون موسیٰ کی زندگی میں ہلاک ہوا اور جناب موسیٰ اس کے بعد دنیا میں رہے اب منشی الٰہی بخش اور جناب مرزا صاحب ایک میدان میں تھے دونوں ایک دوسرے کے مقابل میں تھے طاعونی طوفان کی طغیانی کوئی نیل کے طوفان سے کم نہیں جسطرح جناب موسیٰ اور فرعون طوفان نیل میں سے گذرے اسیطرح ان دونو مدعیان کے اردگرد بھی طوفان طاعون زور شور میں ہے اب آپ خود ہی فرما دیں کہ کون اس طوفان میں غرق ہوا اور کون صحیح سلامت اسوقت تک ہے۔ میرے نزدیک تو آپ جیسے ذوق والے کے لئے یہ امر فیصلہ کن ہے۔ ویسے واقعات یا حالات یا مسایل یا مذہبی مباحثات کے ذریعہ صحیح نتیجہ کی امید رکھنا محال ہے۔ اول تو صحیح علم کا حاصل ہونا ہی مشکلات سے ہے اور پھر صحیح علم کے بعد صحیح نتیجہ نکالنا بھی دشواری سے خالی نہیں۔ اسلئے میں نے آپ کے سامنے یہ موٹی سے موٹی بات پیش کی ہے۔ کیا آپ نے کبھی اس امر پر غور نہیں کی کہ کیا وجہ ہے کہ جو حضرت اعلیٰ کے مقابل آیا وہ اُٹھایا گیا۔ آپ اُن ایام میں جب میں آپکی معلومات متعلق حضرت اقدس سے فیض اندوزی کرنے کے لئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اکثر کہا کرتے تھے کہ جناب مرزا صاحب کی صداقت کا ایک ہی کافی نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے مخالف اسکی زندگی میں ہلاک ہو جاوینگے۔ اب آپ کے دوست نے بھی اسی فہرست میں ایک نام کی اور ایزادی کر دی۔ لہٰذا اگر آپ کی ہی مذکورہ بالا دلیل کچھ وزن رکھتی ہے تو آپ خود ہی غور کریں۔ کہ وہ تین صد کے قریب مولوی جنہوں نے ۱۸۹۱ء میں اشاعۃ السنہ والے فتوے کفر پر مہریں لگائی تھیں۔ انمیں سے کسقدر آج زندہ ہیں۔ اگر آپ تحقیق کرنا چاہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انمیں سے بمشکل انگلیوں پر ہی اسوقت آپ بعض ملاں گن سکینگے جو کسی مصلحت ربی کے ماتحت زندہ ہیں ورنہ سب خائب و خاسر ہو گئے۔ اور انمیں سے بعض کو وہ شرمناک موتیں نصیب ہوئیں کہ جو ان کے ادعائے مولویت کے شایان حال نہیں۔ دہلی کے چار بھائی مولوی جو کفر میں اسقدر غلو کرتے تھے کس ذلت کی موت سے مرے۔ پھر اسمٰعیل علیگڈھی ... نذیر حسین دہلوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ غلام دستگیر قصوری۔ چراغ الدین جمونی۔ رسل بابا امرتسری۔ راجہ جہانداد خاں گکھڑ۔ ملا احمد پشاوری۔ آتھم امرتسری۔ امریکہ کا ڈوئی اور ایسا ہی صدہا اور لوگ ہیں جنکا اب نام و نشان نہیں۔ اب وہ ہلاک ہو گئے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کا کوئی قائم مقام بعد میں نہ رہا۔ آپ کو کیا کبھی بھی یہ خیال نہیں آتا کہ جناب مرزا صاحب کی دن بدن کیوں ترقی ہو رہی ہے اور اسکو اللہ تعالیٰ وہ اسباب کیوں مہیا کرتا جاتا ہے کہ جس کے ذریعہ اسکی اشاعت عالمگیر ہو جاوے اور بالمقابل اسکے مخالف جسقدر ہیں اگر وہ اپنی ذات سے کچھ کر سکیں تو کر سکیں ورنہ انکا کوئی مددگار و معین نہیں ہوتا۔ اور انکو کسی قسم کی قلمی یا درمی مدد نہیں ملتی۔ کیوں فتوحات کے ابواب مرزا صاحب پر کھلتے جاتے ہیں۔ کیوں لوگ اپنے مالوں کو جانوں کو اور اپنی معلومات کو اور اپنی تعلیموں کو اسکی راہ میں قربان کرتے ہیں اور کیوں اسکے مخالفین کی امداد میں زمانہ کھڑا نہیں ہوتا۔ حالانکہ زمانہ کا زیادہ حصہ ہمیشہ مخالفت رکھتا ہے۔ آپ اسی مشن کی بابت غور کریں۔ جسکو آپ کے دوست الٰہی بخش نے قائم کیا۔ ان کے ہمراہ کسقدر ہوئے۔ اور خود ان کو کسقدر جرأت اور یقین اپنے آپ پر تھا جب لاہور کے علماء نے ان کے برخلاف خوب بولیاں کیں تو پھر انکو کہنا ہی پڑا کہ انکو اپنے الہامات کے متعلق خود قطعی علم نہیں کہ انکا مفہوم و مصداق کیا ہے۔ پھر اون کے الہامات اور دعاوی کے معتقد کسقدر پیدا ہوئے اور جو دوست پروری کے لحاظ سے چند آدمی تھے بھی تو وہ بھی جلدی اُٹھائے گئے۔ سید فتح علی شاہ۔ خواجہ امیر الدین صاحب وغیرہ آخر الٰہی بخش صاحب کے دعاوی کے بعد بہت ہی جلد رخصت ہو گئے۔ حافظ محمد یوسف کو خدا تعالیٰ نے مختلف قسم کی ناکامیاں دیکھنے کے لئے زندہ رکھا۔ جسکا مزا وہ بہت حد تک چکھ بھی رہے ہیں یہی چند ایک مددگار منشی الٰہی بخش کے تھے۔ انکے سوا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ عصائے موسیٰ والے کے ہم آواز اور اسکے ذاتی عقائد اور دعاوی کے موید کسقدر دنیا میں پیدا ہوئے اور خصوصاً اب وہ مشن کہاں ہے جسے الٰہی بخش صاحب دنیا میں لائے۔ کیا اسوقت ایک ہی متنفس ہے جو اس مشن کو جاری رکھے۔ بالمقابل جناب مسیحیت مآب کے متعلق آپ کو اُنکا وہ زمانہ یاد دلاتا ہوں۔ کہ جب آپ ان کے مدار المہام تھے اور حضرت اقدس کو براہین کے متعلق ایک اشتہار کو انگریزی زبان میں ترجمہ کرانا منظور تھا۔ آپ خود ہی مجھے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو کسقدر دقتوں کا سامنا ہوا تھا اور کن مشکلات کے بعد آپ نے ایک اشتہار کا ترجمہ کروایا۔ پھر اس کے بعد ۱۸۹۴ء و ۱۸۹۵ء کا زمانہ آیا۔ اور پھر جب اسی قسم کی ایک پمفلٹ کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پڑی تھی جسکو میں ترجمہ کرنے کے بعد بطور مشورہ میاں الٰہی بخش کے پاس لے گیا تو انہوں نے کئی دن اوسی مشورہ میں لگا دیئے۔ وہ بھی زمانہ گذر گیا اور جب حضرت اقدس کو بلاد عربیہ میں اپنی اشاعت منظور ہوئی

تو پھر آپ نے دیکھا کہ اس امادہ سے کئی سال پہلے ہی تعلیم یافتہ اور انگریزی دان اہل قلم حضرت کے قدموں میں آبیٹھے یہ وہ لوگ ہیں جنکی قلم کا لوہا خود یورپین مصنفین نے مانا اور جنکی زبان دانی انگریزی پر خود اہل زبانوں نے تحسین کیا۔ اب بھلا و حضرت اقدس کی اشاعت میں اور پھر خود اسلام کی اشاعت میں زبان انگریزی کے ذریعہ جسقدر اشاعت تصانیف قادیاں میں سے ہو رہی ہے دنیا کے کسی اور مرکز سے کہاں ہوتی ہے۔ ماسٹر الہ دین لاہوری کا ترجمہ اشتہار براہین پر تامل کر نیکا زمانہ یاد کرو اور یہ زمانہ دیکھو۔ تو کیا آپ جیسے غور اور فکر کرنیوالے کے لئے کوئی عبرت کا مقام نہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جس قسم کی ضرورت اس مقدس انسان کو لاحق ہوتی ہے یا ہونیوالی ہوتی ہے اس ضرورت کے رفع کرنے کے سامان رحمان خدا ضرورت کے لاحق ہونے سے پہلے ہی پیدا کر دیتا ہے۔ کیا آپ نے مقدمات کے حالات نہیں دیکھے۔ کہ ان مقدمات کے پیدا ہونے سے پہلے ہی قانون دان غلام مسیح کی خدمت میں خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیئے پھر مالی ضرورت کو خدا تعالیٰ نے کیسا پورا کیا۔ میرے معظم منشی صاحب آپ مرزا صاحب کی ابتدائی مالی تکالیف سے جیسے واقف ہیں اور کوئی کم ہی ہوگا۔ اب بتاؤ کیا یہ الٰہی فتوحات آپ کے لئے کوئی سبق کا موجب نہیں ہو سکتیں اور پھر یہ تمام اعلےٰ خدمات بہم پہونچانے والے کون ہیں۔ کیا چند جاہل اور بیوقوف تو ہمات کے گرویدہ اُمرا اور جہالت میں گرفتار اہل دولت ہیں جو اس مدعی کے قابو میں آگئے اور جن کے مال و جان پر اس کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اور جنکی توہم پرستی سے وہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو آپ لوگوں کے دنیاوی معاملات کو سلجھانے میں اہل عقل سمجھے جاتے ہیں اور جنکی عقل و تجربہ کیطرف آپ لوگ اپنی دنیوی مشکلات میں رجوع کیا کرتے ہیں جنکے علم و فضل کو زمانہ مانتا ہے اور جو لوگوں کے خیال میں ہی اپنے علم و فضل کے باعث عدیم المثال سمجھے جاتے ہیں ہاں بخیال اہل دنیا انہوں نے اگر کوئی غلطی کی ہے تو صرف یہ کہ انہوں نے قادیاں کے ایک رئیس کو مسیح اور امام مان لیا ہے۔

اب میں ایک خاص امر کیطرف آپکو توجہ دلاتا ہوں جسکو میں نے ہمیشہ حیرت اور استعجاب کی نگاہ سے دیکھا ہے ایک بلا تعصب اور سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلمات اور یقین کو محض ایک نئی پیدا شدہ مخالفت کے باعث ترک نہ کر دے۔ جب تک اول مسلمات کے برخلاف اس کے پاس نئی کامل وجوہ پیدا نہ ہو جاویں۔ میں نے کتاب عصائے موسیٰ کو بغور پڑھا اور کئی دفعہ پڑھا۔ اور پھر ان تمام اعتراضات کو اپنے ذہن میں جمع کیا۔ جو مصنف عصائے موسیٰ نے جناب مرزا صاحب کی ذات اور حالات کے برخلاف جمع کئے۔ اور ایسا ہی مجھے پٹیالہ کے ڈاکٹر عبد الحکیم کے اعتراضات پر بھی غور کرنیکا موقعہ ملا۔ عجیب اور حیرتناک بات جو میرے لئے تھی وہ یہ ہے کہ یہ وہی اعتراضات من وعن تھے جو مخالفین نے آپکی اور میاں الٰہی بخش کی اور ڈاکٹر عبد الحکیم کی مخالفت سے کئی سال پہلے شائع کئے تھے۔ اور ان میں سے ایک بھی اعتراض الٰہی بخش یا عبد الحکیم کو نہ سوجھا۔ تمام کے تمام اعتراضات بیا قریباً ۱۸۹۹ء سے پہلے پہلے مخالفین کی کتب میں لکھے جا چکے تھے اور میاں الٰہی بخش نے یا ڈاکٹر عبد الحکیم نے جب مخالفت پر کمر بستہ کی تو انہیں اعتراضات کا اعادہ بالفاظ دیگر کر دیا میں ان اعتراضات کی صحت یا عدم صحت کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہنا چاہتا میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ اعتراضات صحیح ہیں تو کیوں ایک میاں الٰہی بخش وغیرہ استعمال نہ کریں۔ جو بات مجھے حیرت میں ڈالتی ہے اور جس سے میاں الٰہی بخش وغیرہ کی دیانت کے متعلق مذبذب ... ہوتا ہوں وہ یہ ہے کہ جبکہ اعتراضات بعینہ وہی ہیں جو انکی مخالفت سے پہلے ہی موجود تھے اور جنسے ان کے کان اور آنکھیں آشنا تھیں۔ تو جب سالہا سال تک یہ لوگ ان اعتراضات کو بیہودہ بے بنیاد سمجھتے رہے تو اب انہیں اور کونسا شرخاب کا پر لگ گیا جو اب وہی اعتراضات انکی نگاہ میں اعتراضات بن گئے۔ دیانت کا تو یہ تقاضا تھا کہ یہ لوگ کم از کم یہ امر ہم پر ظاہر کرتے کہ ان اعتراضات کو جنکو ہم کئی سال تک بے بنیاد سمجھتے رہے اور جن سے کوئی دلیل ہو نے ہمارے ایمان کو ایک مدت تک متزلزل نہیں ہونے دیا۔ اب

95

ان اعتراضات کے ثبوت میں ہمارے پاس نئے دلایل پیدا ہو گئے ہیں جنکا ہمکو پہلے علم نہیں تھا اور اسلئے ہم کو حق پہنچتا ہے کہ ہم ان اعتراضات کو صحیح مانیں اور جناب مرزا صاحب سے مخالفت کریں۔ یا وہ یہ اعلان کرتے کہ یہ اعتراضات تو ہماری نگاہ میں ہمیشہ سے تھے لیکن ہم نے منافقانہ طور پر آجتک پردہ پوشی کی۔ تقویٰ اور امانت دیانت کی تو یہ راہ تھی جو میں نے عرض کر دی نہ یہ کہ انہیں اعتراضات کو ایک مدت العمر تک بے بنیاد اور غلط سمجھنا اور انکے اندفاع میں خود دلایل پیش کرنا اور معترضین کو انہیں جھوٹے اعتراضوں کے باعث ملزم ٹھہرانا اور پھر جب آپ مخالفت پر آمادہ ہونا تو انہیں اعتراضات کو وجہ مخالفت قرار دینا کیا یہی ... ہرگز شرافت نہیں و امانت تھی جو منشی الٰہی بخش و ڈاکٹر عبد الحکیم نے اختیار کی ہیں انکی مخالفت کی داد دیتا اگر یہ لوگ انہیں اعتراضات کے ثبوت میں نئے دلایل اور وجوہ پیدا کرکے پبلک کو یقین دلاتے کہ اب ان اعتراضات کے ثبوت میں اونہیں نئے ثبوت ملگئے ہیں۔ بعض خیرہ چشم اخبار نویسیاں لاہور نے ڈاکٹر عبد الحکیم کو گھر کا بھیدی قرار دیکر ان کے اعتراضات کو وزنی قرار دیا۔ ہم اسبات سے خوش ہوتے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم جو بیس سال تک حضرت کا مرید بزعم خود رہا اور گھر کا بھیدی کہلانیکا سزاوار تھا کہ اس وہی کوئی گھر کا بھید پبلک پر ظاہر کرتا تعجب تو یہ ہے کہ جب اس گھر کے بھیدی کی تحریر کو دیکھا اور اسے بھی انہیں اعتراضات سے مملو پایا جنکو وہ ایک مدت تک بے بنیاد اور غلط سمجھتا رہا اور اپنی ایسا سمجھنے کی غلطی کو کسی نئی روشنی سے غلطی ثابت نہ کر سکا تو اسبات پر مجھے اور بھی یقین ہو گیا کہ یہ لوگ محض مخالفت اور ذاتی عناد کے باعث اندھے ہو رہے ہیں۔ آپ بتلائیں الٰہی بخش بھی گھر کا بھیدی تھا اور ایسا ہی عبد الحکیم۔ ان گھر کے بھیدیوں نے کونسی نئی روشنی ڈالی کیا محض دوسروں کی نئے کو چاٹ کر یہ گھر کے بھیدی اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو گئے۔ انکا تو فرض تھا کہ اپنی مخالفت کی تائید میں کوئی نئے اعتراضات پبلک کے سامنے پیش کرتے یا پرانے اعتراضات کی تصدیق میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کوئی بین ثبوت پیش کرتے لیکن ان سے ایسا نہ ہو سکا۔ مثال کے طور پر میں ایک بات آپ سے عرض کرتا ہوں جو آپ کی ذات سے خاص تعلق رکھتی ہے۔ وہ براہین احمدیہ کے طبع کے متعلق ہے۔ غالباً ۱۸۹۴ء یا ۱۸۹۵ء سے پہلے پہلے کا یہ اعتراض چلا آتا ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کے طبع کرانے کے متعلق لوگوں سے پیشگی قیمتیں لیلیں اور براہین کو شایع نہ کیا اور لوگوں کا مال اس طرح خورد برد ہو گیا اس کے مقابل حضرت اقدس کیطرف سے براہین کی تعویق کے متعلق بہت سے کامل اور مضبوط وجوہ پیش کئے گئے۔ اور بدظن طبایع کے ظنون فاسدہ کو رفع کرنے کے لئے یہ بھی اعلان کیا گیا کہ جو شخص اپنی ادا کردہ قیمت واپس لینی چاہے وہ براہین کی خرید کردہ جلدیں خواہ کیسی حالت میں ہوں ہم کو واپس دیکر اپنی ادا کردہ کل کی کل قیمت سے لے۔ اس کام کے سرانجام دہی کے لئے آپ ہی مقرر کئے گئے تھے اور آپ نے کئی دفعہ زبانی اعلان بھی کیا کہ جو چاہے آپ سے قیمت لے لے مجھے خوب یاد ہے کہ جب کبھی ان ایام میں آپ کے سامنے یا منشی الٰہی بخش کے سامنے اس اعتراض کا ذکر آتا تو آپ دونوں نے حضرت اقدس کی حمایت میں قیمت واپس دینے کی آمادگی ظاہر کی بلکہ مجھے خوب یاد ہے کہ بعض کتب واپس ہو کر آپ سے قیمت بعض نے واپس لی۔ اور پھر وہ کتب مریدین سلسلہ میں ہاتھوں ہاتھ بک گئیں۔

اب اگر یہ واقعات سچے ہیں تو کیا میاں الٰہی بخش کو یا آپ کو یہ حق پہونچتا ہے کہ جبکہ آپ لوگ مخالفت پر کمر بستہ ہوں تو اپنی فہرست اعتراضات میں اس براہین احمدیہ والے اعتراض کو بھی جڑ دیں۔ میرے نزدیک تقویٰ اور دیانت یہ اجازت نہ دیگی۔ ہاں اسکی ایک راہ اور تھی اور وہ یہ تھی کہ میاں الٰہی بخش اعلان کرتے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے واپسی قیمت براہین کے متعلق اعلان کیا وہ بھی ایک چال تھی اور منشی عبد الحق صاحب کو

اور مجھے بھی دوستی کے لحاظ سے اس جال اور فریب میں شریک ہونا پڑا۔ اور ہم اس فریبانہ جال میں معین و مددگار رہے اب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الہام سے ہم کو متنبہ کیا اور ہم اس گناہ سے بچے اور ہم اب اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس اپنی سابقہ شرکت فریب سے پبلک کو آگاہ کریں۔ صرف اس صورت میں مصنف عصائے موسیٰ کو حق پہنچتا تھا کہ وہ اعتراض متعلقہ براہین کو بھی فہرست اعتراضات میں درج کرتا۔ وَاِلّا بصورت دیگر ہم تو یہی کہیں گے کہ دراصل جو اعتراضات منشی طاعون زدہ نے پیش کئے وہ بالکل مخالفت کی نابینائی کا نتیجہ ہے۔

میرے مکرم منشی صاحب مجھے ۹۴ء ۹۵ء کا زمانہ خوب یاد ہے جب آپ کے مکان پر ہمارے جلسے ہوتے تھے۔ جب آپ اور ہم اکٹھے اٹھتے بیٹھتے تھے۔ آپ نے کئی دفعہ ان تمام اعتراضات کا جو منشی الٰہی بخش نے کتاب میں کئی سال بعد درج کئے ذکر کیا اور پھر خود ہی بدلایل قویہ (جن کی بنیاد آپ کا ذاتی علم متعلق حضرت اقدس ہوتا تھا) ان اعتراضات کا ازالہ کیا۔ اب تو طاعون کے ہاتھ نے آپ کو دوست پرستی کے قیود سے آزاد کر دیا ہے کہ وہی دلایل قویہ جو آپ اور وں کو سنایا کرتے تھے وہ آپ کی تشفی اور تسلی کا باعث نہیں ہو سکتے۔ کیوں انہیں دلایل کو سامنے رکھکر آپ اپنی لغزشوں کو نہیں چھوڑتے۔

مجھے آپ کے ہم جلیسوں کے علاوہ راجہ جہانداد خان گکھڑ پر بھی افسوس ہے اور میں نے اس سے ذکر بھی کیا کہ جب ۱۹۰۰ء یا ۱۸۹۹ء تک وہ حضرت اقدس کا مؤید اور معتقد رہا ہے اور حضرت کی تمام تصانیف سے خوب ماہر تھا اور مخالفین کے لٹریچر پر بھی اسکی نگاہ تھی تو پھر ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس نے اب کونسا نیا پہلو اختیار کیا جو آپ کے یار راجہ گکھڑ کے انحراف کا باعث ہوا ظلی یا غیر ظلی نبوت یا دعوئے رسالت واحدیت۔ یا انت منی وانا منک۔ وغیرہ وغیرہ ان میں سے کونسی بات ہے کہ جس کا ذکر کھلا کھلا براہین میں نہیں تو پھر یہ باتیں کیوں از سر نو مخالفت کی بنیاد بن گئیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب ذاتی اغراض یا ذاتی رعونت درمیان آجاتی ہے تو پھر انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ نہ امیر صاحب کابل مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار کی تقرری بعہدہ پولیٹیکل ایجنٹی قندہار پر اُن کی احمدیت کے باعث اعتراض کرتے اور نہ راجہ صاحب کو سفارت کابل کی خواہش حضرت کے اقرار سے روکتی۔ راجہ صاحب ایک زمانہ میں بطلے الاعلان احمدی مشہور تھے اور پھر جب انہیں سفارت کابل کے حصول کا شوق پیدا ہوا تو ان کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے مخالفت کر کے امیر کابل کے کانوں تک پہونچا دیں کہ وہ سخت معاند سلسلہ احمدیت ہے خدا کی شان ہے کہ خسر الدنیا والآخرۃ نے کیسا رنگ اپنا دکھلایا۔

ایسا ہی نہ منشی الٰہی بخش نے اور نہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے کوئی نئی وجہ مخالفت جناب مرزا صاحب میں دیکھی اور آخرالذکر نے تو اپنی مخالفت سے ایک سال یا کم بیش عرصہ پہلے مرزا صاحب کی حمایت میں تصانیف شایع کیں دراصل یہ لوگ بلعمی صفات اپنے اندر رکھتے تھے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ ہم خود حضرت احدیت مآب کی جناب میں باریاب ہیں ان کو جناب موسیٰ کے حالات سے سبق لینا چاہیے تھا۔ لیکن جس رعونت نے بلعم کو اخلد الی الارض کا مصداق بنایا اس سے یہ لوگ کیسے بچ سکتے تھے۔

اب میں چند الفاظ میاں الٰہی بخش کے بعض الہامات کے متعلق عرض کر کے اس نیاز نامہ کو ختم کرتا ہوں میں نے کتاب عصائے موسیٰ میں میاں صاحب کے چند الہام ایسے دیکھے ہیں۔ جن کو اشاعت عصائے موسیٰ سے پہلے (جب میاں صاحب حضرت مرزا صاحب سے خوش اعتقادی رکھتے تھے) میں نے میاں صاحب سے سنا تھا اسوقت ان الہامات کے مصداق جناب مرزا صاحب اور اُنکے مخالف ظاہر کئے جاتے تھے اور جب مخالفت کا زمانہ آیا تو اُنہیں الہامات کے مصداق خود میاں صاحب اور مرزا صاحب بنائے گئے۔ مثال کے طور پر میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں اور خدا شاہد ہے کہ میں اس تحریر میں صادق القول ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جن دنوں جناب مرزا صاحب کے برخلاف مارٹن کلارک کا مقدمہ ۱۸۹۷ء میں ہو رہا تھا تو میں اتفاق سے منشی الٰہی بخش کو انارکلی میں متصل مسجد گُمٹی ملا۔ اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ بھی یا وریو نکی مخالفت میں دعا کریں اُنہوں نے کہا کہ میں نے دعا کی ہے اور مجھے الہاماً ظاہر کیا گیا ہے کہ جناب مرزا صاحب اس مقابلہ میں مظفر و منصور ہونگے۔ پھر انہوں نے الفاظ الہام کے دُہرائے جنمیں موسیٰ اور فرعون جسب تشریح میاں الٰہی بخش جناب مرزا صاحب اور مارٹن کلارک کو کہا گیا تھا۔ میاں الٰہی بخش کہتے تھے کہ چونکہ موسیٰ فرعون پر غالب آیا تھا اسیطرح جناب مرزا صاحب یا دریوں پر غالب آویں گے۔ غرضیکہ وہ دن بھی آیا جب حضرت اقدس اس مقدمہ میں مظفر و منصور ہوئے اور جب میں پھر میاں الٰہی بخش کو ملا۔ تو اُنہوں نے مبارک دیتے ہوئے اپنے الہام کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ آخر موسیٰ نے فرعون پر غالب آنا تھا سو غالب آگیا۔ لیکن میری حیرت اور تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے عصائے موسیٰ میں اس الہام اور اس کے قبیل دیگر الہامات کو دیکھا کہ جنکی بنا پر میاں الٰہی بخش تو موسیٰ بنے اور فریق ثانی فرعون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

عجب نشان ربی ہے کہ اگر یہ الفاظ واقعی خدا کیطرف سے تھے کیونکہ وہ زمانہ منشی صاحب کی صلاحیت کا تھا تو وہ الفاظ کس وضاحت سے پورے ہوئے دست قدرت نے ظاہر کر دیا کہ کون موسیٰ ہے اور کون فرعون کس نے موسیٰ کیطرح فرعون کو طوفان میں غرق ہوتے دیکھا اور کون فرعون کیطرح طوفان میں غرق ہوا۔

میں نے یہ چند کلمات حقیقی درد اور سچے اُنس سے لکھے ہیں اور میری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ انکو نفع بخشی آپ کے لئے یا اور پڑھنے والوں کے لئے کرے۔

خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب۔
لاہور۔ انارکلی۔

مورخہ ۹ را پریل ۱۹۰۰ء۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ محمد یوسف پنشنر جو پہلے دلوں اندھے ہو گئے تھے روحانی طور پر تو بالکل ہی اندھے ہیں اور اس لئے بمصداق مثل مشہورہ ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے انہیں جو کچھ ہی سوجھائی دیتا ہے وہ قرآن مجید کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف۔ اسلام کے خلاف اور خود اللہ تعالیٰ کی پاک شان کے خلاف۔

حافظ صاحب باوجودیکہ اس پیرانہ سالی میں اپنی شوخیوں اور گستاخیوں کا خمیازہ بھگت چکے ہیں لیکن پھر بھی بے حیائی سے کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور اور اسکی جماعت سے استہزا کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور اسطرح اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر انہیں ایمان نہیں۔ اسکی نظیر ابھی وہ تازہ اشتہار ہے جو منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی موت پر اس نے شایع کیا ہے۔

منشی الٰہی بخش کے نام سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے موسیٰ ہونیکا دعویٰ کیا تھا اور اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں صراحتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی مگر باوجودیکہ وہ اچھا خاصہ موٹا تازہ مضبوط آدمی تھا اور حضرت مسیح موعود سے عمر میں بھی کم تھا پھر بھی اپنی اس قسم کی پیشگوئیوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کا فدیہ ہو گیا اور صادق کی زندگی ہی میں کاذب طاعون سے ہلاک ہو گیا اس موت سے مرا جس کے لئے وہ حضرت مسیح موعود کے حق میں پیشگوئی کرتا تھا۔ اور پھر اپنے گھر سے باہر منشی عبدالحق کے گھر میں مرا یہ بات ابھی تک نہیں کھلا کہ وہ منشی عبدالحق کے گھر میں کیوں آکر مرا۔ دو صورتوں میں کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے یا تو یہ کہ ورثاء منشی الٰہی بخش نے تیمارداری کا کوئی اسلئے انتظام نہ کیا ہو اور یا یہ کہ منشی عبدالحق کے گھر ہی یکایک ایسے بیمار ہوئے کہ اٹھ نہ سکے اور شدید العذاب نے ایسا پکڑا کہ ہوش ہی نہ رہی کہ کہاں جائیں؟ بہرحال یہ امر منشی عبدالحق ظاہر کر دیگا۔ لیکن انہیں کوئی کلام نہیں کہ وہ طاعون سے عبدالحق کے گھر مرا اور اسطرح صادق کی صداقت پر اپنی موت سے مہر کر گیا اسی طرح جسطرح اس سے پہلے اس کے ہمثال نے کی۔

حافظ محمد یوسف کو اس موت سے سبق لینا چاہیے تھا اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خدا کے برگزیدہ کو مان لینا مناسب تھا مگر ازلی شقی دوست اور مخلص صاحب کی موت کو ہنسی کا ذریعہ قرار دیتا ہے جس سے اسکی قساوت قلبی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ اسپر اس نے مندرجہ ذیل نوٹس شائع کیا ہے۔

قابل توجہ مرزا صاحب و مرزائیاں

میں کل ۸ر اپریل کو وقت ۱۰-۱۱ بجے دن کے سنا کہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہور مصنف عصائے موسیٰ (ملہم ربانی) آج رات کو اس جہان فانی سے انتقال کر گئے دل کو سخت صدمہ پہنچا اسی وقت سے رنج و غم میں مبتلا ہو گیا۔ رات کو بعد نماز عشاء اسی غم میں سو گیا بعد ۲ بجے رات کے آنکھ کھلنے کے بعد غنودگی میں اپنی رضائی میں پڑا ہوا تھا الہام ہوا ہے کہ مولوی برہان الدین جہلمی اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور ایڈیٹر اخبار البدر (مرزائیوں) کو بسبب تقلید مرزا قادیانی کے فرشتہ سخت عذاب کر رہے ہیں اور [illegible] انکار کر رہے ہیں اسواسطے مرزائیوں کی نسبت شہادت لینے کے واسطے منشی الٰہی بخش صاحب برگزیدہ بارگاہ سبحانی کو نہایت عزت کے ساتھ طلب کر لیا ہے جو کچھ ملہم ربانی منشی الٰہی بخش صاحب مرزائیوں کی نسبت شہادت پیش کریں گے اسی طرح عملدرآمد کیا جاویگا اس بات کو سنکر دل کو اطمینان ہو گیا اسواسطے بھائی مرزائیو تم کو اور بالخصوص مرزا صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ قیامت قریب آگئی ہے۔ مگر ابھی تک دروازہ رحمت کا واسطے قبول ہونے توبہ کے کھلا ہے مرزائیوں کو لازم ہے کہ جلد توبہ کریں اور تقلید مرزا سے علیحدہ ہو جائیں ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہو گا میں صرف بطور خیرخواہی کے آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں پہلے بھی بذریعہ قطع الوتین اور کھلے خط کے اطلاع دی گئی ہے اور پھر تبلیغ کرتا ہوں آیندہ اختیار ہے۔

حافظ (محمد یوسف پنشنر از امرتسر) ۹ر اپریل ۱۹۰۷ء

اس نوٹس میں ایک طرف تو حافظ صاحب منشی الٰہی بخش کی موت پر سخت رنج و غم میں اپنا مبتلا ہونا ظاہر کرتا ہے اور اسے ملہم ربانی قرار دیتا ہے دوسری طرف اسے ہنسی کرتا ہے جبکہ وہ ایک موت کو ادائے شہادت کا باعث قرار دیتا ہے۔ ناظرین اس مقام پر خوب غور کریں کہ کیا عرف عام میں جب کوئی شخص شہادت ادا کرنے جایا کرتا ہے تو اس کے رفقاء کو صدمہ اور رنج اور غم بھی ہوا کرتا ہے؟ اور وہ واپس نہیں آیا کرتا؟

قاعدہ متعارفہ تو یہ نہیں غالباً منشی الٰہی بخش صاحب پر حلف دروغی کا مقدمہ قائم ہو گیا ہے کیونکہ بقول حافظ صاحب وہ مرزائیوں کے خلاف شہادت دینے گئے ہیں۔ اور چونکہ واپس نہیں آئے۔ اس لئے قرین قیاس یہی امر ہے کہ انہوں نے [illegible] رہے ہیں۔ اور اسکے گواہ دوسرے [illegible] کہ جن مرزائیوں کے خلاف انکی شہادت ہے انکو تو اس جہان سے رخصت ہوئے عرصہ گذر گیا۔ اب تک منشی الٰہی بخش کا شہادت کے لئے نہ جانا ظاہر کر رہا تھا کہ وہ سمن آسمانی کی تعمیل سے بھاگتے پھرتے رہے ہیں اور اسوقت ہی ۸ر اپریل کو بھاگ کر منشی عبدالحق کے مکان میں چھپے ہوئے تھے کہ یکایک طاعونی وارنٹ کے ذریعہ بلا ضمانت گرفتار ہو کر حاضر کئے گئے۔ اور ان مفتریات کے لئے جو انہوں نے عصائے موسیٰ میں کی ہیں انپر مقدمہ ہو گیا ہو تو تعجب نہیں۔ حافظ صاحب خود تشریف لیجائیں اور شریک حال ہوں۔ اور جس عزت کے ساتھ انکو بلایا گیا ہے حافظ صاحب بھی اسی عزت سے جانے کی درخواست کر دیں۔ اس سے یہی فائدہ ہو گا کہ نصاب شہادت پورا ہو جائیگا اور اگر حافظ صاحب اس شہادت کے لئے جانے سے گریز کریں تو اپنے دوستوں عبدالحق یا ثناء اللہ میں سے کسی کو بھیجدیں کیونکہ ثناء اللہ تو اس امر میں مشتاق ہی ہے۔ کرم الدین کے مقدمہ میں بھی گواہ ہو کر گیا تھا اسے بھی چلا جاوے وہ مولوی فاضل بھی ہے اسکی شہادت شاید بہت معتبر ہو۔ حافظ صاحب ان بزرگوں سے پوچھ کر بتائیں کہ کب تک تشریف لیجائینگے! مگر حافظ صاحب کو ضرور جانا چاہیئے تا کہ وہ واپس آکر اس روئداد کو شائع کر دیں یا [illegible] محمد الدین حکیم کو بھیجے جائیں۔

بہرحال

یہ تو حافظ صاحب کی شوخی اور بے حیائی پر ایک ریمارک ہے۔ مگر حافظ کی اس تحریر کو پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو نہ خدا پر ایمان ہے اور نہ قرآن کریم پر اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عزت اس کے دل میں ہے۔ ورنہ وہ ایسی بے حیائی اور ہنسی سے کام نہ لیتا۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر کس قدر اعتراض وارد ہوتے ہیں کیا وہ خدا جو سمیع بصیر خبیر بما تعملون - علیم بالذات الصدور ہے اسکے حضور کوئی امر مخفی اور پوشیدہ ہو سکتا ہے؟ اے عقل و ایمان کے دشمن! [illegible] حافظا! دیکھ تیری یہ ہنسی خدا کے مامور و مرسل اور اسکی جماعت سے نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اس!!! جرم کی سزا تصریحات قرآنی میں کیا لکھی ہے۔

وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

اور پھر دوسرے مقام پر سورہ کہف کے آخری رکوع میں فرمایا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝

اور پھر یہ تو بتا کہ جب الہٰی بخش کی شہادت کی اس مقدمہ مرزائیاں میں عدالت ربانی میں ضرورت تھی تو مرزائیوں کو عذاب کس بنا پر ہو رہا تھا؟

پس یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو تیرے اعتقاد کے موافق معاذاللہ خدا ظالم ہے اور یا تو اس افترا بازی میں نہایت بے باک ہو گیا ہے اور خدا اور اس کے فرشتوں پر بھی افترا کرتا ہے۔

او ناعاقبت اندیش! اسیر باطن!!! انبیاء و رسل کے دشمن!!! دیکھ!!! تیرا یہ حملہ کس پر ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ علیم بالذات الصدور کی شہادت کافی نہیں کیا تو نے نہیں پڑھا کفی باللہ شھیدا۔ کیا ملائکۃ المقربین کی شہادت کافی نہیں جو الہٰی بخش کی حاجت پڑی۔

یہ قصہ تو نے محض ہمارا دل دکھانے اور الہٰی بخش کی طاعونی موت کا داغ ندامت مٹانے کیلئے گھڑا ہے تیرا یہ معاملہ خدا کے ساتھ ہے اور اس کے لئے تو جوابدہ ہے میں تیرے مذاق کے موافق تیرے اس اشتہار پر ایک اور پہلو سے بھی گفتگو کرنا چاہتا ہوں کیونکہ لات کے بھوت بات سے نہیں مانا کرتے اگر تو بالکل کور و کر نہیں ہو گیا تو کیا عجب تجھے فائدہ پہونچے +

اگر حافظ صاحب کا حافظہ دروغگو را حافظہ نباشد کا مصداق نہیں تو امید ہے انہیں جلد ہوش آ جائیگی۔ یکم جولائی ۱۹۰۶ء کو اتمام حجت کی غرض سے معراج یوسفی نام ایک اشتہار ہماری طرف سے شایع کیا گیا تھا اور انہیں یہ کشف حافظ صاحب کا لکھا گیا تھا جسکی تردید آجتک حافظ جی نے نہیں کی۔ اور وہ یہ ہے۔

"میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ فرشتے پہلے آسمان پر مجھے لے گئے پھر دوسرے آسمان پر لے گئے یہانتک کہ ساتویں آسمان تک پہونچا دیا پھر عرش معلے کے قریب مجھے کیا وہاں اللہ جلشانہ کی تجلی مجھ پر ہوئی اس تجلی میں سے اللہ جلشانہ کی آواز آئی اور خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ کسی فرشتے کے اپنی زبان مبارک سے مجھے فرمایا کہ میں نے اپنے بندہ **مرزا غلام احمد کو بھیجا ہے** کیوں لوگ اسکا انکار کرتے ہیں اور کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ اس نے شریعت پر کیا بڑھایا؟ صرف متشابہات پر گفتگو کر کے ان کو حل کیا ہے میں نے کہا بیشک ایسا ہی ہے اور پھر آواز آئی **کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کا انکار کریں گے وہ ہمارے عذاب میں مبتلا کئے جاویں گے"**

یہ تو آپ کا کشف ہے اور خدا تعالیٰ کی آواز کو بلا واسطہ آپ نے سنا سات سال کے قریب ہونے کو آئے یہ کشف شایع کیا گیا اور آپ نے اسکی تردید نہ کر کے اسکی سچائی کو تسلیم کر لیا۔ اور یہ بھی آپ نے دیکھ لیا کہ منکروں کا کیا حال ہوا؟ اوروں کو جانے دیجئے خود آپ نے ہی اپنی ذات پر بہت کچھ دیکھا۔ بیٹا مر گیا۔ کچھ دنوں اندھے ہونے کے دکھ سہے۔ پھر بھائی کو لاولد اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کیا۔ اور اب رفیق الہٰی بخش کو طاعونی موت سے مرتے دیکھا۔

اور دوسرے منکر جو مرزا کہے مرتے ہیں وہ تو الگ رہے۔ اب آپ کے اس کشف کے ہوتے ہوئے کیونکر یقین کر لیں کہ الہٰی بخش شہادت دینے گیا ہے کیوں یہ

قرار نہ دیا جاوے کہ وہ پکڑے گئے ہیں۔ اور اس پر ایک اور عظیم الشان تحدی زبردست گواہ ہے۔ اور یہی صورت واقعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسکی کسیقدر تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود کو طاعون کی شدت کا الہام ہوا تو ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا تھا لولا الاکرام لھلک المقام یعنے اگر میری عزت اور اکرام کا پاس نہ ہوتا تو قادیان کو بھی ہلاک کر دیا جاتا۔ اس پیشگوئی کو کثرت سے شایع کیا گیا اور لاہور میں شدید طاعون پھیلنے کی پیشگوئی کیگئی چنانچہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء کے الحکم کے ذریعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے اس پیشگوئی کو پر زور تحدی کے ساتھ شایع کیا۔ اور اسمیں منشی الہٰی بخش اور عبدالحق وغیرہ پر ان الفاظ میں اتمام حجت کیا۔

حضرت ممدوح نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ لاہور اور اسکے مثل وہ مقامات جنہیں ائمۃ الکفر رہتے ہیں طعمہ طاعون ہونیسے ہرگز نہ بچیں گے اور حضرت ممدوح نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک ہی راستباز ہوگا اسجگہ کو خدا تعالیٰ اس مشتعل غضب سے بچائیگا اور حضرت ممدوح بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ان مقامات میں جنکی نسبت وہ خدا کے غضب کی پیشگوئی کرتے ہیں ایک ہی راستباز نہیں بلکہ راستی کے مکذب ہیں اور ایک بھی دل نہیں جسمیں حقیقی تقوے اور طہارت ہو تو اب لاہور کے تمام علماء اور پبلک کا فرض ہے کہ اپنے علماء فضلا حکما اور ملہموں کے پاس جا کر عرض کریں خصوصاً **منشی الہٰی بخش عبدالحق سے باصرار کہیں** کہ وہ بھی بالمقابل ایک پر زور پیشگوئی کر دیں کہ لاہور ضرور ضرور محفوظ رہیگا اور اپنی **شفاعت اور راستی کا اسطرح ثبوت دیں میاں الہٰی بخش** اپنی کتاب میں دعوے کرتے ہیں کہ بارش کیطرح الہام انپر برستے ہیں اب وہ ایک ہی الہام لاہور کے حق میں کر دیں۔ اب تو خداوند غیور نے فیصلہ کی بڑی آسان اور سیدھی سڑک طیار کر دی ہے اور صدق و کذب کا واضح معیار بروئے کار آنے کے قریب ہو گیا ہے اس بیہودہ طومار میں جو داستان امیر حمزہ سے زیادہ دلچسپ اور مفید نہیں اس آسمانی سلسلہ کی تردید کے لئے الہٰی بخش نے بڑی زحمت اٹھائی ہے مگر وہ کمزور کاغذ کہاں روک سکتے تھے اس ترقی کے طوفان کو جو خدا کی اپنی مرضی اور تائید سے چل رہا ہے اور ہزارہا آدمی اسوقت سے اس پاک سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اب بڑا آسان اور صاف فیصلہ ہے کہ خدا کا مسیح اپنے صدق و حقیت کا معیار اس پیشگوئی کو ٹھہراتا ہے لہذا ان صدق کے مکذبوں کا ہر طرح سے فرض ہے کہ اسکی تکذیب کیلئے جان توڑ کر لڑیں۔

عصائے موسیٰ کا مصنف اسوقت اپنی شدومد سے یہ الہام شایع کردے کہ قادیان کے پیغمبر کے دعوے کے ساتھ لاہور طاعون کی دست درازی سے محفوظ رہیگا اسلئے کہ میں ملہم ہوں

الہٰی بخش ملہم اور صادق اس میں ہے

اگر الہٰی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہیں کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جائز رکھتا ہے کہ وہ کاذب اور تقویٰ اور تقرب الہٰی سے محروم مشہور ہو جاوے اور عوام کالانعام میں منسوب ہو یا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی سمجھا جاوے جسکا آسمان سے کوئی تعلق نہیں "

اس تحدی کو شایع ہوئے پانچ برس گذر گئے۔ اور منشی الہٰی بخش کو جن الفاظ میں غیرت دلائی گئی ہے وہ ناظرین کے سامنے ہیں وہ شخص جو موسیٰ ہونیکا مدعی ہے اور جو کہتا ہے کہ بارش کیطرح اسپر الہام برستے ہیں ایسے مقابلہ کیوقت اس کا فرض تھا کہ وہ اپنی تقویٰ اور تقرب الہٰی کے ثبوت کیلئے خاک پر گر گر کر خدا کے حضور دعائیں کرتا اور اپنی شفاعت اور راستی کا بین ثبوت چاہتا اور کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ ان غیرت دلانیوالے الفاظ کو سنکر اور پڑھکر دعائیں نہ کی ہونگی؟ ضرور دہ اور اس کے رفیق

ناک رگڑتے رہے ہونگے مگر

مادعاء الکافرین الا فی ضلال

انکی دعائیں انکے ہی منہ پر ماری گئیں۔ اور لاہور کی حفاظت تو درکنار اپنی حفاظت کا بھی وعدہ نہ ملا۔ ورنہ ناممکن تہا کہ وہ شور نہ مچاتے اور شایع نہ کرتے کیونکہ اس تحدی کے مقابلہ میں ناکام رہنے کا نتیجہ یہ قرار دیا گیا تہا کہ "اگر الٰہی بخش لاہور کے بچاؤ کی پیشگوئی نہیں کرتا تو وہ بڑی صفائی سے جایز رکہتا ہے کہ وہ کاذب تقوی اور تقرب الٰہی سے محروم مشہور ہو جائے اور عوام کالانعام میں محسوب ہو یا زیادہ سے زیادہ جعفر زٹلی ثانی سمجھا جاوے جسکا آسمان سے کوئی تعلق نہیں"۔ اسلئے ایک غیور اور باحمیت انسان کب روا رکہتا ہے کہ وہ کاذب مشہور ہو۔ اور خدا اپنے کسی برگزیدہ کیلئے کب جائز رکہتا ہے کہ ایک مفتری کے مقابل میں صادق ذلیل ہو۔ الٰہی بخش اپنے آپ کو صادق یقین کرتا تہا اور حافظ محمد یوسف اور عبدالحق اس کے گواہان حاشیہ نشین بہرہ کیا۔ نہ میسر ہوا کہ ان تینوں ملہموں کو خدا نے اس تحدی کے مقابلہ میں جوان کے خیال نہیں الہام کے موافق صادق اور ایک کاذب کی تحدی تہی محروم کر دیا ؟ کیا صادقوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے کہ وہ کاذب کے مقابل میں ذلیل ہوں ؟ نہیں ہرگز نہیں اصل یہی ہے کہ وہ صادق نہ تہا صادق خدا کا موعود مسیح ہی تہا۔ اور اسلئے اسکی تحدی کے مقابلہ میں الٰہی بخش کا علم اور اسکی الہامی اور کشفی طاقتیں سلب ہو گئیں۔ اور واقعات نے بتا دیا کہ اسکا آسمان سے کچھ بہی تعلق نہیں

پانچ برس تک یہ پیشگوئی شایع رہی الٰہی بخش نے اپنی خاموشی سے خدا کے مامور کی صداقت اور اپنی تہیدستی اور آسمانی تعلقات سے بے نصیب ہونے کی اقبالی ڈگری پبلک کے ہاتہہ میں دیدی اور اب لاہور کی شدید طاعون نے اس ڈگری کا اجرا کر دیا اور الٰہی بخش کو طاعونی وارنٹ کے ذریعہ گرفتار کر لیا۔

حافظ صاحب یہ ہے اصل روئیداد مقدمہ کی چونکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ہی اس تحدی کو شایع کیا تہا۔ اسلئے تعجب کی بات نہیں کہ انکی روح نے جوش مارا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور الٰہی بخش کے مقدمہ کو پیش کر دیا اور حافظ محمد یوسف کے کشف کے موافق جسمیں خدا تعالیٰ نے انہیں بلا توسط غیر بتایا تہا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کا انکار کریں گے وہ ہمارے عذاب میں مبتلا کئے جاویں گے فرد قرار داد جرم لگ کر بلا ضمانت گرفتار ہو گیا۔ اسلئے میں حافظ صاحب کو اس خیال سے کہ وہ موسےٰ کاذب کا متبع ہے یہ آیت سنانی ضروری سمجھتا ہوں جسمیں خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ٥

موسیٰ کاذب طاعون کا شکار ہو گیا اور آپ کے کشف کی واقعات حقہ نے تائید کر دی اور پانچ سال تک شایع کردہ تحدی اسکی موید ہے۔ اسلئے اب وہ منکروں کی فرد قرار داد جرم کے نیچے ہیں

منشی عبدالحق اور حافظ محمد یوسف حق دوستی ادا کرنا چاہیں تو انکی شہادت صفائی میں جا سکتے ہیں۔ اور چونکہ حافظ صاحب اس اشتہار کی تائید میں کہ وہ عزت سے بلائے گئے ہیں۔ اسلئے غالباً وہ خود ہی اور اسکے شہداء حق کے شاہد اسی عزت سے جانا پسند کریں بہر حال یہ انکا اختیار ہے۔

بالآخر میں حافظ صاحب کو نہایت خیر خواہی اور دینی ہمدردی کی وجہ سے صلاح دیتا ہوں کہ خدا سے ڈریں اور اس قسم کی ہزل و استہزا سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں اور رسولوں کی بہت غیرت رکہتا ہے وہ پسند نہیں فرماتا کہ انپر ہنسی کیجاوے یہ سچ ہے کہ ہنسی ہوتی ہے لیکن ہنسی کرنیوالوں کا انجام عبرتناک ہوتا ہے۔ پس آپ پر چونکہ اتمام حجت ہو چکا ہے اسلئے بہتر ہے کہ خدا سے ڈر جاؤ اور استہزا کو چھوڑ کر اس نشان پر غور کرو جو آپ کے کہنے میں صادق کے سامنے موسیٰ کاذب کی طاعونی ہلاکت سے ظاہر ہوا ہے۔

من از بہر دیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے ۔ خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیار

ایک مطالبہ اور اسکی ادائیگی

مکرمی جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو بہی معلوم ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی اخبار اہلحدیث کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس امر کا مطالبہ کیا ہے کہ اسکو بتایا جائے کہ ہمارا امام التوحید حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو امریکہ کے مفتری دعویٰ نبوت ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی تہی وہ کب اور کہاں قلمبند کیگئی تہی افسوس کہ اس نجدی پرست نے اتنا ہی نہیں سوچا کہ میرے اس گستاخانہ مطالبہ کی اس وقت تک کیا وقعت ہو سکتی ہے جب تک کہ سلسلہ احمدیہ کے زبردست اور دنیا بہر کے مشہور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے فائلوں کی سلسلہ وار پڑتال نہ کیجاوے ہاں اگر اسکی کور باطنی کچھ رہنمائی نہ کرتی تو پہر واقعی اسکو حق پہونچتا تہا کہ آپ یا مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سے مطالبہ کرتا اور ضرور کرتا چونکہ وہ ایسا نہیں کر سکا اس لئے میں نے چاہا ہے کہ امرت سری نجدی پرست مولوی کی اطلاع کے لئے اس نوٹس اور چیلنج کا کچھ حصہ پیش کر کے سبکدوش ہو جاؤں جو بہر حال حسب ذیل ہے۔

"یاد رہے کہ میں اس ملک انڈیا میں معمولی انسان نہیں ہوں میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس ۲۵ برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا ہے اور وہ میں ہی ہوں ...... اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائیگا ...... مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتہوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندے کے پہاڑنے سے ہو اور ہم اس جواب کیلئے ڈوئی کو تین ماہ کی مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتہ ہو۔ آمین" (دیکہو ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء)

اب مولوی ثناء اللہ انکار اور تعصب میں جسقدر چاہے ترقی کرے مگر حق و باطل میں جو فیصلہ منظور تہا وہ ہو چکا جسپر ہم فخر کے ساتہ یہ کہہ سکتے ہیں کیسا شاندار ہے اسکے میں ہیں اس مسیح کی۔ ڈوئی ہی ہے سچائی کو جسکی بتا گیا۔

شاید امرتسری نجدی پرست کو حسب عادت ایسی صاف اور اجلی صداقت پہلے ہی شک ہی ہو مگر اس (در کتاب صحیح بخاری از عبداللہ بن عمر رضی ہر بیستہ کہ گفت انہ فرمودہ جناب حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اللّٰھم بارک لنا فی شامنا و یمننا یعنے اے اللہ برکت فرما در ملک یمن و شام قالوا و فی نجدنا یعنے صحابہ عرض کردند کہ برائے ملک نجد دعا فرما مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بار دیگر برائے ملک شام و یمن دعا فرمود بس بار دیگر صحابہ برائے ملک نجد بخدمت آنحضرت التماس نمودند بس سوم بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان یعنے اندروں ملک نجد زلزلہ و فتنہ ہا پیدا خواہند شد و بر ملک نجد آمد از انجا امت شیطان) پیشگوئی کے صحت پر تو غالباً کچھ شک نہ ہوگا بہلا جسمیں آپ تو پہر انکار و شک کرینگے کیا سنئے کیا مولوی ثناء اللہ صاحب تمنہ مذکور کا بقیہ اور یادگار کے طور پر خود موجود ہیں جبکہ وہ شیخ عبدالوہاب نجدی کے متعلق کیا عقیدہ رکہتے ہیں۔

راقم ناچیز محمد حسین مسافر

احمدیوں کے قتل کا فتویٰ

(سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۱ جلد ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء)

میرے مضمون کے جواب میں سرحدی مولوی صاحب بار بار لکھتے ہیں کہ سراج الملت والدین نے یہ کام بہت اچھا کیا۔ مگر حیران ہوں کہ یہ نام یا خطاب انکو کس نے دیا ہے خدا فرماتا ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم یعنی خدا کے نزدیک تم میں سے معزز وہ ہیں جو زیادہ پرہیزگار ہیں مگر کیا یہ امیر صاحب کی فضیلت کا باعث ہے خطاب تو وہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ دے یا آسمان کا رسول یا دنیاوی خطاب ہو تو بادشاہ ہوتے ملتا ہے جیسے کہ انگریزی گورنمنٹ امیر صاحب کو خطاب عطا ہوا۔ اور وہ خطاب نہ زور کے مطابق ہے کیا امیر صاحب کو الہام کے ذریعہ سے یہ خطاب ملا ہے یا حدیث میں انکی بابت کوئی اشارہ ہے یا آپ لوگوں میں سے کسی کو خدا کی طرف سے ایسا اشارہ ہوا ہے کہ امیر صاحب سراج الملت والدین ہیں یا قرآن حدیث میں کسی بادشاہ کو ان الفاظ سے پکارا گیا ہے اور دوسرے یہ کہ سراج کا لفظ آنحضرت صلعم کا نام ہے جب آپ لوگ مسیح کے نام سے اسقدر چڑتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے مسیحائی کے دعوے پر آپ ہر وقت مارنے پر ہو جاتے ہیں اور اس قدر گھبرا رہے ہیں جسکی کوئی حد نہیں اور وہ کتابیں جو اسکے برخلاف لکھی گئی ہیں وہ تقریریں جو کہ ان کے مقابل میں لکھی گئی ہیں انکی کا بیوتی ایسی بوچھاڑ لگی ہے کہ گویا سمندر کا طوفان ہے جو کہ خدا چلا آتا ہے۔ مگر ایک دنیاوی بادشاہ کو بغیر قرآن و حدیث کے ارشاد کے سراج الملت والدین کہنا کچھ بھی ناگوار نہیں گذرا حالانکہ مسیحائی کا دعویٰ تھا اور سراج کا وہ خطاب ہے جو کہ خدا نے نبی کریم کو عطا کیا ہے۔ پس اس کا عدم ثبوت تو دیکھ کر سوائے اس کے ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی لالچ اور مال کی حرص ایسا کام کرنے کے لئے آپ کو مجبور کر رہی ہے۔ گو مجھے شبہ ہے کہ آپ کو اس مضمون کے بدلے میں امیر سے تو کچھ ملا ہو گا اور جو خدا سے علاوہ آخرت میں ظاہر ہو گا۔ انما ھن اعمالکم ترد علیکم۔ اس کے آگے چلکر راقم مضمون لکھتا ہے کہ امیر صاحب اپنی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی کو کام میں لا کر اس حدیث کے حکم کا برخلاف کسطرح کر سکتے تھے یعنی جبکہ حدیث صاف طور سے مرزائیوں کا قتل جائز بتاتی۔ تو اب قرار دیتی ہے تو کیونکر امیر صاحب انکو قتل سے اپنے ہاتھ کو اسلئے روک دیتے کہ انکی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی اس کے برخلاف تھی لیکن افسوس شائد راقم مضمون کو وہ حکم یاد نہیں جو کہ امیر صاحب نے دہلی کے دربار کے موقعہ پر دیا تھا کہ کوئی گائے ہمارے لئے ذبح نہ کیجائے کیونکہ اس سے مسلمانوں کا کوئی فائدہ نہیں اور ہندوؤں کی دلشکنی ہوتی ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ صاف طور سے فرماتا ہے کہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ جسکے معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ تم گائے کی قربانی کرو۔ اور یہ حکم اسوقت دیا گیا ہے کہ جب بنی اسرائیل ایک ایسے ملک میں تھے جہاں گائے کی پوجا کیجاتی تھی۔ اور ایسا کرنے سے وہاں کے باشندوں کی دلشکنی ہوتی تھی۔ مگر خدا نے پھر بھی حکم دیا کہ گائے کی قربانی کرو۔ کیا امیر صاحب خدا تعالیٰ کی غلطی نکالتے ہیں اور وہ کام جو اس نے جائز رکھا اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں افسوس کہ اس موقعہ پر تو امیر صاحب اپنی ذاتی اور جبلی ہر دلعزیزی کے تابع ہو گئے اور عبد اللطیف کو شہید کرتے وقت تابع نہ رہ سکے اور پھر کونسا حکم پورا کیا وہ جو کہ نہ تو قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ حدیث جس سے کہ راقم مضمون احمدیوں کے قتل پر دلیل پکڑتا ہے خارجیوں پر پوری ہو چکی اور اس پر صحابہ اور محدثین کا اجماع ہے۔ پھر بار بار اس حدیث سے استدلال کرنا اسکی شوخی پر دلالت کرتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اسی باب میں اسی حدیث کے متعلق صاف لکھا ہے کہ یہ خوارج کے متعلق ہے اور لکھا ہے کہ وہ اعراف سے پیدا ہونگے پھر بار بار اس کے دوسرے معنے کرنا سخت بے باکی اور دلیری ہے۔

سرحدی مولوی کا یہ لکھنا کہ اس فرقہ کا کابل میں پہنچنا پہلی ہی دفعہ ہوا تھا۔ بالکل غلط اور صریح بے بنیاد ہے کیونکہ قریباً تین سال بیشتر اس واقعہ کے صاحبزادہ صاحب کا ایک شاگرد مولوی عبد الرحمٰن ہی اسلئے قتل کیا گیا تھا کہ وہ جہاد کا منکر اور مرزا صاحب کا مرید تھا۔ پس یہ بات کہ پہلی دفعہ ہی یہ سلسلہ وہاں پہنچا تھا خلاف واقعہ ہے۔ اور اگر پہلی دفعہ ہوتی تو ممکن تھا کہ یہ خیال کیا جاتا کہ امیر صاحب نے بے سوچے سمجھے صاحبزادہ عبد اللطیف کو قتل کر دیا لیکن یہاں تو یہ معاملہ ہی نہیں کیونکہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب حسب الحکم مولوی عبد اللطیف کے یہاں آیا کرتا تھا۔ اور واپس جا کر یہاں کے حالات سے مولوی صاحب کو واقف کیا کرتا تھا اور جب امیر صاحب نے والد امیر عبد الرحمٰن کو یہ معلوم ہوا کہ یہ اس گروہ میں سے ہے جو کہ جہاد کا منکر ہے تو اس نے اسکو قتل کروا دیا۔

آگے چلکر راقم مضمون پھر ایک حدیث صحیح مسلم کی بیان کرتا ہے کہ من اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیعا فاضربوہ بالسیف کائنا من کان یعنی جو شخص اس امت میں نفاق ڈالتا ہے اور امت میں اتحاد اور جمعیت ہو تو خواہ وہ کوئی ہو اسکو قتل کر دو۔ اس حدیث کے بیان کرنے میں بھی پہلی حدیث کیطرح اسی ایمان سے کام لیا گیا ہے جو خود زیادہ چلا گیا ہے اور اپنا قائم مقام چھوڑ گیا ہے کیونکہ یہاں صاف طور سے لکھا ہے کہ قوم متفق ہو اور یہ حدیث عرفجہ سے مروی ہے اور عرفجہ نے اس حدیث کو دوسرے موقعہ پر اسطرح بیان کیا ہے کہ امرکم جمیعا الی رجل واحد یعنی تم ایک شخص کے ماتحت ہو اور ایک تمہارا امام ہو اور دیکھنا چاہئے کہ امامت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک دنیاوی اور ایک دینی سو اسوقت تم لوگوں کا نہ دینی طور پر کوئی امام ہے اور نہ دنیاوی طور پر دنیاوی طور پر ایک بادشاہ نہیں کچھ عیسائیوں کے ماتحت ہو اور کچھ ہندوؤں کے اور کچھ اپنے ہم مذہب بادشاہوں کے اور دوسرے دینی امامت سو اس میں بھی تم لوگ متفرق ہو۔ تمہارا کوئی امام نہیں اول تو تمام مسلمانوں کا ایک امام ہوتا مگر وہ نہ سہی ہر ایک فرقہ کا ایک ایک امام ہوتا تب بھی بات تھی کہ ایک ایک امام کے ماتحت سب امن سے زندگی بسر کر رہے تھے اور احمدیوں نے انمیں خلل ڈالدیا حالانکہ اسوقت ہمارے کچھ مخالف ہیں ایک شیعہ سو انکا بھی کوئی امام نہیں ہے بعض کا امام تو گیارہ سو برس سے غائب ہے بعض کا انتظار میں ہیں اور بعض اوتاروں کے قائل ہیں جیسے آغا خانی اور بعض ایسے موجود ہیں جیسے زیدی پھر خوارج سو ان میں بھی کوئی امام نہیں مقلد ہیں تو وہ بھی بغیر امام کے ہیں متصوف گدی نشین ہیں تو وہ متفرق اور بلا امام کے ہیں پھر ایک گروہ ہے جو کہ اسباب سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں گورنمنٹ ہم سے ناراض نہ ہو جائے یا ترقی نہ رک جائے ہماری مخالفت کرتا ہے حالانکہ گورنمنٹ کے سایہ میں ہم امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ملکہ قیصرہ کو تبلیغ کرنے پر اس نے بھی ہم کو کچھ نہیں کہا پس یہ انکا گمان محض فرضی ہے اور دیکھا جائے تو ان لوگوں کا بھی کوئی امام نہیں پس جتنے ہمارے مخالف ہیں سب بغیر امام کے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا فلاں امام ہے پس یہ حدیث قطعاً اسوقت کے مسلمانوں پر نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ متفرق ہیں اور اس بات کے برخلاف احمدی ایک امام کو مانتے ہیں اور اسکا جو کچھ حکم ہو اسکو ماننے کے لئے تیار ہیں پس ہمارے برخلاف کارروائی کرنا گویا کہ جماعت میں خلل ڈالنا ہے۔ اور ہمارے مخالف تو خود ہی متفرق ہیں انمیں نفاق پیدا کرنے کے کیا معنے ہیں مولوی صاحب کیا آپ سنت والجماعت ہیں ذرا انصاف سے غور کرو جب تمہارا کوئی امام ہی نہیں تو جماعت کہاں اور سنت کا اتباع کیا تمہارے بزرگ وقتاً فوقتاً امام بناتے رہتے تھے مگر اب تم نے اس کو ترک کر دیا اسلئے اب تم نہ سنی ہو اور نہ صاحب جماعت۔ پھر آگے چلکر لکھا ہے کہ یہ جو لکھا ہے کہ جہاد کے انکار کے بدلے اور گورنمنٹ کو تکلیف سے بچانے کے لئے جو اس نے

کوشش کی یعنی مولوی عبداللطیف صاحب نے اور اس کے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے۔ یہ احمدیوں کی عادت کے مطابق صریح جھوٹ اور سیاہ جھوٹ ہے[۱] مگر افسوس کہ یہ بات لکھتے وقت راقم مضمون کو وہ شہادت یاد نہیں رہی جو کہ گورداسپور میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ نے دی تھی اور جسکو اب بھی ہم پیش کر سکتے ہیں جس میں کہ وہ جھوٹ کو جائز بتلاتے ہیں اور خود راقم مضمون نے خواہ وہ کوئی سرحدی مولوی ہے یا ایڈیٹر یا نائب ایڈیٹر بھی اس مضمون میں وہ جھوٹ بولا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اور دوسرے جھوٹ باندھنا الگ رہا خود نبی کریم پر جھوٹ باندھا ہے کہ انہوں نے فلاں حدیث احمدیوں کے لئے ہی بیان فرمائی تھی حالانکہ انہوں نے عراق کیطرف اشارہ بھی کیا کہ اس ملک میں یہ قوم پیدا ہوگی اور ابوسعید رض کہتے ہیں کہ میں نے اسکو پورا ہوتے دیکھا اور پھر دوسری حدیث بھی جھوٹے طور سے پبلک کو دھوکا دینے کے لئے استعمال کی ہے کیونکہ عام مسلمانوں کا کوئی امام نہیں اور ہمارا امام ہے اور ہم نے نفاق کو مٹایا ہے کیونکہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے جھنڈے کے نیچے عیسائی۔ آریہ۔ سکھ۔ شیعہ۔ مقلد غیر مقلد اور صوفی وغیرہ وغیرہ جو متفرق تھے ایک جماعت کی صورت میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور تم لوگوں میں وحدت کب ہوئی تھی کیا اخراج الوہابیین من المساجد کی کتابیں نہیں لکھی گئیں اور وجودیوں اور شہودیوں کا جھگڑا نہیں اور اس تفرقہ کی وجہ سے کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ انہیں سے ایک دوسرے پر حملہ نہ کیا پس آپ نے خود ان حدیثوں کے استعمال کرنے میں وہ جھوٹ بولا ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہیں اور آپکے ہی مولویوں کے بیان میں کہ جھوٹ جائز ہے جسکی وجہ سے سشن جج صاحب بہادر کو بھی لکھنا پڑا کہ اگر ایسے کذاب وغیرہ سے بڑھکر الفاظ بھی استعمال کئے جاتے تو درست تھا۔ پس جھوٹے ہم ہوئے یا آپ۔

پھر آگے چلکر آپ لکھتے ہیں کہ جہاد ایک فوری جوش ہے اور جہاد کے لئے فتووں سے مصنوعی جوش پیدا کرنے کی کوشش کیجائے ناکامی ہوتی ہے اور پھر لکھا ہے کہ امیر صاحب کو اسکی کیا ضرورت ہے کہ وہ جہاد کے متعلق کوئی فتوے لیں مگر افسوس کہ اس موقعہ پر بھی راقم مضمون نے تعصب سے کام لیا ہے کیونکہ اگر جہاد ایک فوری جوش ہوتا ہے تو آنحضرت نے جہاد کے لئے امام کی شرط کیوں رکھی ہے اور الامام جنة یقاتل من ورائه کے کیا معنے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر ایک شخص کو گاؤں سے دو کوس پرے ایسے حالات معلوم ہوئے جن سے کہ اس کو جوش آگیا تو کیا وہ امام سے پوچھتا پھریگا اور اسے اپنے ساتھ لیکر آئیگا اور اگر پوچھنے جائیگا۔ تو فوری جوش کی بات غلط ہو جاتی ہے۔ حالانکہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ امام کے بغیر کوئی جہاد نہیں جب تک وہ ایک امام تجویز کریگا اس وقت تک تو جوش مدہم پڑ جائیگا پس یہ فوری جوش والی بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو خدا نے مومنین کو جہاد کے لئے کیوں ابھارا ہے اور یہ گویا کہ خدا کا فعل عبث تھا کیا نعوذ باللہ۔ فاقتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم آپ کے نزدیک ایک فتویٰ ہے جو ناکامی کا باعث ہے۔ اور جسکا کوئی اثر نہیں۔ یہ بات ہرگز نہیں۔ بلکہ فتووں سے درحقیقت جوش پیدا ہو جاتا ہے اور دور بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ سرحد پر ہوتا ہے مولوی صاحب آپ کیطرح حدیثوں کو غیر محل استعمال کرکے لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارتے ہیں اور انہیں جوش پیدا کر دیتے ہیں جسکی وجہ سے ہماری مہربان گورنمنٹ کو بعض اوقات تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں اور جوش کے مٹ جانیکی مثال ہمارے پاس ہے۔ اور وہ ہمارے امام کی تحریریں ہیں جن سے کہ سرحد پر بہت کچھ فائدہ ہوا ہے جیسا کہ پایونیر کا ایک پچھلا آرٹیکل مظہر ہے کہ مرزا صاحب کی تحریروں کا جہاد کے برخلاف لوگوں پر بہت کچھ اثر پڑا ہے اور اسپر گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ آپ کی تحریروں کے پھیلانے میں مدد کرے۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ جہاد کا جوش پیدا بھی کیا جا سکتا ہے اور مٹایا بھی جا سکتا ہے کیونکہ جسطرف کے دلایل زبردست ہونگے انکا اثر لوگوں پر ضرور پڑیگا اور پھر امیر عبدالرحمن صاحب کا جہاد کے متعلق کتاب لکھنا ظاہر کرتا ہے کہ انکا بھی عقیدہ تھا کہ جہاد کا جوش فتووں سے پیدا ہو سکتا ہے تبھی تو انہوں نے لکھا کہ جہاد نہ صرف مذہبی طور سے ہی ایک بہت عمدہ بات یا فرض ہے بلکہ ملکی معاملات کے سبب سے بھی ایک اعلیٰ کام ہے اور یہ لکھتے ہوئے انہوں نے اپنی ہمسایہ طاقت کی تکلیفوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا جس نے کہ انکو تخت پر بیٹھنے میں مدد دی تھی پس اگر جہاد کا جوش فتووں سے نہیں پھیل سکتا تو امیر صاحب کے والد پر بھی ایک لغو کام کرنیکا الزام آتا ہے۔ اسلئے چونکہ تمام باتوں کا جواب دے چکا ہوں اسلئے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ مگر آخر میں گورنمنٹ انگریزی کو اسقدر توجہ ضرور دلانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کا ایسا خطرناک عقیدہ ہے کہ وہ صرف کچھ مذہبی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کے ہی ایک فرقہ کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہی نہیں۔ بلکہ اُسپر زور دیتے ہیں اور عام مسلمانوں کو ثواب کی جھوٹی لالچ دلاکر آمادہ کرتے ہیں کہ ان کے قتل سے خدا خوش ہے اور رسول کی اطاعت ہے اور حالانکہ وہ فرقہ یعنی احمدیہ فرقہ خدا کو واحد مانتا رسول کریم پر ایمان لاتا اور جملہ احکام اسلام پر عمل کرنا فرض جانتا ہے۔ اور ان لوگوں سے صرف اس قدر اختلاف رائے رکھتا ہے کہ حضرت عیسےٰ نبی کریم کی طرح وفات یافتہ ہیں اور وحی اور الہام کا سلسلہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت کے لئے ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ اور یہ کچھ ایسا بڑا اختلاف بھی نہیں کیونکہ اکثر ائمہ اسلام اسی کے قایل ہیں اور اس فقرہ کا ظاہر احکام اسلام پر عمل کرنا تو خود یہ لوگ مانتے ہیں۔ جیسا کہ راقم مضمون نے بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ نمازیں ہم سے اچھی طرح پڑھتے ہیں اور قرآن شریف ہم سے اچھا جانتے ہیں۔ اور ایمان کی بابت تو خدا جانتا ہے کہ یہ مومن ہیں کہ ہم۔ پس جبکہ ہم میں اور ان لوگوں میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ اور پھر بھی یہ ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ تو کسیطرح بھی ممکن نہیں کہ یہ غیر مسلمانوں یا کفار کے قتل کو ناجائز سمجھیں۔ بلکہ خونی مہدی کا عقیدہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ درحقیقت ان کے دل ایسی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ کفار کو قتل کیا جائے اور ان کا مال لوٹا جائے۔ اور چونکہ یہ گورنمنٹ کو زبردست دیکھتے ہیں اس لئے ظاہر طور سے اس خیال کا اعلان نہیں کرتے۔ مگر احمدی جماعت کو کمزور دیکھکر انہوں نے صاف طور سے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا جس سے کہ ان کے دلی عقیدوں کا پتہ لگتا ہے۔ اور ہمیشہ تنکے سے ہی ہوا کا رخ دیکھا جاتا ہے۔ پس گورنمنٹ کو ان لوگوں سے ہرگز ہرگز بے فکر نہیں رہنا چاہئے کیونکہ سرحد پر آگے ہی یہ لوگ بہت کچھ کارروائیاں کر رہے ہیں۔ جنکی وجہ سے وہاں کے حکام کو بعض دفعہ تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں۔ والسلام

راقم

میرزا محمود احمد

[۱] سیاہ جھوٹ اسلئے کہ جھوٹ تو کبھی سفید ہوتا ہی نہیں وہ تو تاریک چیز ہے اسلئے سیاہ ہے ظلمت کو نور سے کیا نسبت۔

استفسار اور ان کے جواب

نحمدہ ونصلی۔ مکرم بندہ جناب حکیم صاحب دام عنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
براہ عنایت ذیل کے سوال کا جواب بذریعہ الحکم عنایت فرما دیں۔
خاکسار محمد حسین احمدی۔

دوسرا خط

کرمی مخدومی جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
جو جواب آپ نے قرآن کریم کے حوالے سے دیا ہے لکھکر ارسال کر دیا تھا انکو اس پر یہ اعتراض ہیں۔ خاکسار برکت علی خاں محرر الحکم قادیاں

الجواب۔ وباللہ التوفیق ولاحول ولاقوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الرفیق۔

سوال اول خط نمبر ا۔ جناب نے الحکم نمبر ا جلد ۱۱ ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء میں میں سوال نمبر ۱۳ سماع موتے کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ ابتداء میں سنتے ہیں۔ اور اس پر دلیل "فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا" دی ہے مگر اسی واقعہ کے متعلق تاریخ کبیر علامہ محمد ابن جریر طبری ۱۳۳۲ میں حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ قول تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقد علموا ان ما دعوتھم الیہ حق یعنی انکو معلوم ہو گیا کہ جسکی میں نے دعوت کی تہی وہ حق ہے۔ اب التماس ہے کہ ان دونو باتوں میں سے کونسی حق بجانب ہے۔ اگر اول درست ہو تو کیا حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سماع موتے کی قایل نہیں تہیں (ابتداء میں) اور جب وہ قایل نہیں تو ممکن ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہی اس بات کے قایل نہوں۔ اور اگر دوم۔ تو پہلی حدیث جو جناب نے تحریر کی ہے کیسے تسلیم کیجاوے مفصل کیفیت یعنی جواب باصواب سے مشکور فرماویں اور بہتر ہو گا کہ ان دونوں امور پر اچہی طرح بحث کر دیں۔

جواب۔ (۱) اول تو معلوم نہیں کہ طبری کی یہ حدیث صحیح ہے یا کیسے
(۲) اگر صحیح مانی جاوے تو ان دونوں حدیثوں میں تعارض کوئی نہیں۔ ایک میں ہے کہ ان کو میری سچائی کا یقین ہو گیا۔ دوسری میں ہے کہ جو ملامت میں انکو کر رہا ہوں تمہاری طرح سنتے ہیں۔ بلکہ ایکی محولہ حدیث میری محولہ حدیث کے موید ہے کیونکہ پوری توبیخ تو اسیوقت ہوتی ہے جب انسان کو اپنی غلطی اور اپنے ناصح کی سچائی کا یقین ہو جاوے۔
(۳) یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَۃَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ۔
اے قوم میری البتہ تحقیق پہونچا دیا تہا میں نے تم کو پیغام پروردگار اپنے کا اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے ولیکن تم نہیں دوست رکہتے خیر خواہی کرنیوالوں کو۔
(۴) یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ۔ اے قوم میری تحقیق پہونچائے میں نے تم کو پیغام رب اپنے کے اور خیر خواہی کی واسطے تمہارے پس کیونکر غم کہاؤں میں اوپر قوم کافروں کے۔
غرض اصل مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہے اور احادیث اسکی تفاسیر ہیں۔
فَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔
(۵) یہ کوئی ضرور نہیں کہ جس مسئلہ کے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا کوئی اور صحابہ کبار سے قایل ہوں اسکے ضرور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہی قایل ہی ہوں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جس مسئلہ کے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم قایل ہوں اس کے صحابہ بلکہ کل مومن قایل ہوں اور ضرور ہوں۔
(۶) اگر آپ اس جواب کو مفصل نہ سمجہیں گے تو پہر آپ کو دوسری احادیث و تفاسیر متعلقہ کا حوالہ لکہا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسوقت فقیر سیر و تبدیل پر ہے اور یہاں میرا کتب خانہ موجود نہیں۔

سوال دوم خط نمبر ۲۔ ماست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرءۃ کا کیا جواب ہے۔

جواب۔ پوری حدیث آپ نے نہیں لکہی یا آپکو نہیں ملی۔ اصل عبارت حدیث متعلقہ اس مسئلہ کے یہ ہے۔ لا واللہ ماستید ہ یدا امرءۃ قط فی المبایعۃ یعنے بیعت کرتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چہوا۔ سو یہ خاص حالت بیعت کا ذکر ہے عام نہیں۔ اور اگر عام ہو تو یہ حضرت نبی کریم کی اولاد کیسے ہو گئی ید امرأۃ قط عام ہے۔ اور میں نے آپکو پہلے بہی لکہدیا کہ حضرت امام ہمام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بہی صرف زبان مبارک سے ہی عورتوں کی بیعت لیا کرتے ہیں۔
(۲) اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اس حالت کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی کسی عورت کو مس نہیں کیا تہا۔
(۳) اور اس حدیث سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ کسی عورت نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم (ہمہ خیر وبرکت) کو کبہی نہیں چہوا تہا حالانکہ اس کے خلاف احادیث موجود ہیں جنکا ذکر عنقریب آتا ہے۔
(۴) یہ چہونا عورتوں کا یہ فعل رسول نہیں بلکہ تقریر ہے یعنے عورتوں کے چہونے سے انکار نہیں کیا جائز سمجہکر جائز رکہا۔

سوال سیوم۔ کیا یہ جوئیں دیکہنے والی زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں یا کوئی اور ہیں۔

جواب۔ یہ جوئیں دیکہنے والی زینب اور ہیں بیٹی نہیں۔
(۲) اگر انکو بیٹی بہی مان لیا جاوے تو دوسری حدیث میں اور اور عورتوں کا بہی ذکر موجود ہے۔
الف۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ .... فاتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوجدت عندہ ماشطۃ تمشط راسہ۔ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۸۰
یعنے تب (خولہ) آئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تو اس نے دیکہا کہ ایک نائین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو کنگہی کر رہی ہے۔
ب۔ عن عکرمۃ رضی اللہ عنہ ... جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرءۃ تفلی راس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم او تدھنہ صفحہ ۱۸۱
یعنی آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسوقت ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکہہ رہی تہی یا روغن سر مبارک پر مل رہی تہی۔ یہ احادیث اسبات کی بہی موید ہیں کہ وہ زینب بہی کوئی اور زینب تہی بیٹی نہ تہی۔

سوال چہارم۔ قرآن مجید میں کہاں ذکر ہے کہ عورتیں امام یا رسول سے پردہ نکریں۔ غیر اولی الاربۃ سے مراد کمزور اور ضعیف العمر مراد ہو سکتے ہیں انبیاء اسمیں داخل نہیں۔

جواب۔ آپ نے اپنے سوالات کے جوابات کو شاید غور سے نہیں پڑہا جو الحکم صفحہ ۱۴ نمبر ۱۰ جلد ۱۱ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں میں نے لکہے تہے لہذا دوبارہ انکی زیادہ تشریح کیجاتی ہے مگر آپ دوبارہ اس جواب کو پہلے جوابوں کے ساتھ ملا کر پڑہیں۔
اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں احکام حجاب بیان فرماتے ہوئے پردہ کی دو غرض اور تو تکی طرف رہنمائی فرمائی ہے اول زنا دوم تہمت زنا ان دونو بدیوں کے دور کرنے کے لئے اول بلا اجازت کسی کے گہر جانے سے روکا دیکہو رکوع ۴ دوسرا مردوں کو حکم فرمایا کہ اپنی نگاہیں نیچے رکہیں تاکہ اچانک بلا ارادہ بہی کسی نامحرم پر نگاہ نہ پڑے تیسرا عورتوں کو بہی حکم فرمایا کہ وہ بہی اپنی نگاہیں نیچی رکہیں تاکہ انکی نگاہ بہی کسی نامحرم پر نہ پڑے چوتہا باوجود ان تاکیدی احکام کے عورات کو اظہار زینت سے خصوصاً منع فرمایا یہانتک کہ چچا اور ماموں سے بہی اظہار زینت منع فرمایا حالانکہ بہتیجی اور بہانجی محرمات ابدی میں سے ہیں۔ صرف اسلئے کہ ان دونو کی اولاد نامحرم ہے وہ ان کے پاس کہیں تعریف نہ کر دیں جس سے احتمال فتنہ ہے۔ بلکہ بیگانہ عورت کے آنے سے بہی روک دیا جس سے احتمال ہی کہ کہیں اور جگہ تعریف حسن جمال نہ کرے۔ پانچواں عورتوں کو حکم فرمایا کہ اپنی اوڑہنی اپنی چہینو پر اوڑہی رہیں۔ اب اس قانون سے بعض لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا جنسے احتمال زنا یا تہمت زنا عموماً مہذب اقوام میں کم ہے جیسے خاوند باپ بیٹا بہائی وغیرہ۔

جیسے کم کا لفظ اسلئے لکھا ہے کہ بعض قومیں ایسی بھی ہیں جنکے خاوند اپنی بی بی کو خود برہمن داتا کے حوالے کرتے ہیں نسل لینے کے لئے بلکہ برہمن داتا کی خدمت میں کرتے ہیں بعض قومیں ایسی ہیں کہ انکا جماع اگر اپنی ماں بہن سے واقع ہو جاوے تو وہ اسکو نیکی بطور پر ثواب سمجھتے ہیں۔ بعض قومیں اپنی بہنوں لڑکیوں سے خود زنا کرواکر اپنی معاش کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اسلئے ان مستثنیات میں احتمال زنا و تہمت زنا کا ہے قطعاً کچھ نہیں۔

قرآن کریم کا قاعدہ ہے کہ استدلال بالاولی کرتا ہے جیسے فرمایا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۱۸/۱ یعنے مومن ایسے کام سے جسمیں کوئی فائدہ نہو پرہیز کرتے ہیں اور جس کام میں نقصان ہو اس سے تو بطریق اولی پرہیز کریں گے اور جیسے فرمایا وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ ۱۵/۴ یعنے اپنی ماں باپ کو اف بھی نکہ۔ تو اس سے معلوم ہوا والدین کو جھڑکنا گالی دینا بطریق اولی منع ہے جبکہ غیر معصوم کو جسنے گناہ کا احتمال نقصان بھی ہے مگر بلحاظ عموم بچاؤ کے انکو اس قانون سے مستثنیٰ کر دیا تو نبی جو معصوم ہے اور متقی جو ادنی گناہ سے بھی ڈرتا ہے اور جس سے قطعاً یقیناً زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں بطریق اولی مستثنےٰ ہیں۔

(۲) غیر اولی الاربة میں انبیاء اتقیاء داخل ہی ہیں کیونکہ اولی الاربہ کے معنے ہیں شہوانی آدمی اور غیر اولی الاربہ غیر شہوانی اور یہ مسلم بات ہے کہ انبیاء اتقیاء شہوانی یعنے شہوت پرست نہیں ہوتے اور قطعاً نہیں ہوتے (۳) غیر اولی الاربة کے معنے ہیں بقول ابن عباس عفیفہ عورتیں شرم نہ کریں۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۴۲ انبیاء اتقیاء کی عصمت پر چونکہ عورتوں کو کامل یقین ہوتا ہے وہ انسے حجاب اور حیا نہیں کرتیں اسیواسطے بطور تبرک یا خدمت وہ مس بھی کرتی ہیں (۴) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل گواہ ہیں دیکھو حدیث غزوہ خیبر جسمیں عورتیں مجروحین کی مرہم پٹی کے لئے گئی تہیں جو سوائے مس کے نہیں ہو سکتی بلکہ بعض زخموں کے پٹی باندھنے کیلئے مجروح کے بار بار کروٹ بدلنے پڑتے ہیں یا ران پکڑ کر اٹھانا پڑتا ہے) جنہیں بعد فتح مردوں کیطرح عورتوں کو بھی حصہ دیا گیا۔ دیکھو الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴ کالم ۲ و دیگر احادیث صفحہ ۱۴ کالم اول و دوم و احادیث بحوالہ جواب سوال دوم ضمن الف و ب خط ہذا جنمیں جوئیں دیکھنا سر پر روغن ملنا کنگہی کرنا لکھا ہے اور تعامل صحابہ کے لئے دیکھو سوال ہفتم کا جواب نمبر ۵ و ۶

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۲۷ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۲۸/۴ یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو احکام شریعت بیان فرماتے ہیں انہیں کوئی بات بھی اپنی طرف سے نہیں فرماتی بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وحی ہی سے فرماتے ہیں لہذا جو کچھ تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیدیں لیلو اور جس سے روکیں باز آجاؤ۔ اسلئے احادیث کو حوالجات (جو اوپر لکھے گئے) حکم قرآن مجید ہی سمجھنا چاہئے۔ (۶) عورتوں کا پاؤں دبانا روغن لگانا کنگہی کرنا یہ فعل رسول نہیں بلکہ یہ فعل تو عورات کا ہے جو اپنی ضرورت یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اجر عظیم سمجھکر۔ اور بدن مبارک کی مس کو موجب برکات سمجھکر یہ شرف حاصل کرتی تہیں ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین اور بالمومنین رؤف رحیم تھے انکو محروم نہ رکھتے تھے یعنے منع نہ کرتے۔

سوال پنجم۔ غیر محرم کو اگر رسول سے پردہ کرنا درست نہیں تو حضرت عائشہ رضی باوجود ماں ہونے کے کیوں پردہ کرتی تہیں مومنوں سے۔

جواب۔ یہ عجیب سوال ہے گفتگو تو تھی مامور مرسل امام نبی کے متعلق تو حضرت عائشہ رضی کے پردہ کی نسبت کہاں سے سوال پیدا ہو گیا جو نہ مامور ہیں نہ مرسل نہ امام نہ نبی۔

(۲) دوسری عورتوں کو تو ضرورت تھی برکت حاصل کرنے اور خدمت سے اجر عظیم پانے کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی کو کس صحابی سے یہ چیزیں حاصل کرنے کی ضرورت تھی وہ شرف تو آپکو اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر میں ہر وقت حاصل تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۳۲/۴ ہی حضرات امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خصوصاً مانع تہا

سوال ششم۔ حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں۔

جواب۔ وہ نبی معصوم ہیں انسے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں۔ بلکہ موجب رحمت و برکات ہے،

اور یہ لوگ احکام حجاب سے مستثنے ہیں دیکھو سوالات دوم تا پنجم کے جوابات۔

(۳) امت اپنے نبی کی اولاد روحانی ہوتی ہے۔ اسلئے وہاں زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں جیسے لوط علیہ السلام نے فرمایا هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ ۱۲ یہ تمہاری بی بیاں میری بیٹیاں ہیں۔ دوسرا وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۲۱ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں۔ باپ کی بیبیاں مائیں ہوتی ہیں۔

سوال ہفتم۔ حضرت کے صاحبزادے غیر عورتوں میں بلا تکلف اندر کیوں جاتے ہیں کیا انسے پردہ درست نہیں۔

جواب۔ آپ نے اس سوال کیوقت جلدی سے کام لیا اور غور نہیں کیا کہ پردہ کرنیکی پابند عورات ہیں یا عورتوں کے پردہ کرانے کو بھی پابند مرد ہی ہیں۔ غرض مرد کو حکم ہے یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۱۸/۴ یعنی مرد اپنی آنکھیں نیچے رکھیں۔ اگر آپ یہ اعتراض کرتے کہ صاحبزادے غیر عورتوں کیطرف دیکھتے ہیں اور غض بصر نہیں کرتے اور اس کا کوئی ثبوت بھی آپ پیش کرتے تو اسکے جواب کی ضرورت بھی ہوتی اب تو اسکی جواب کی ضرورت ہی معلوم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ یعنی تو انپر کوئی داروغہ نہیں کہ انسے عملدرآمد کراوے اور منواوے جب مامور کسی کا داروغہ نہیں تو کیا صاحبزادے عورتوں سے پردہ کرانے کے ذمہ وار ہیں۔

(۲) کتب حدیث و تفاسیر میں بکثرت لکھا ہے کہ صحابہ کی عورتیں جنگلوں میں زخمیوں کے علاج کیلئے جاتی تہیں چنانچہ چند مثالیں لکھی بھی گئی ہیں۔ کیا وہ علاج کیوقت پردہ کر سکتی تہیں خصوصاً جب کہ زخمیوں کی بدلنی پڑیں یا منہ پر زخم ہوں اور زخم بار بار ہر روز دھونے ہی پڑتے ہیں (۳) مستثنیات کے ذکر میں اور قانون کے وجوہ اور منشا بیان کرتے ہوئے میں نے لکھدیا ہے کہ ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کیلئے ہے جہاں انکے وقوع کا احتمال کم ہو انکو اللہ تعالیٰ نے مستثنےٰ کر دیا ہے اسیواسطے انبیاء اتقیاء لوگ مستثنےٰ بلکہ بطریق اولی مستثنےٰ ہیں پس حضرت کے صاحبزادے اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقی ہیں ان سے اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں۔

(۴) گھر میں عورتیں مختلف قسم کی جاتی ہیں کوئی پردہ دار اور کوئی بے پردہ پھر کیا صاحبزادے جب گھر میں جاویں پہلے تحقیقات شروع کر دیں کہ انمیں کون کون پردہ دار ہیں۔

(۵) عن ابن زید قال لقی عمر بن الخطاب امرءة یقال لها خولة وهو یسیر مع الناس فاستوقفته فوقف لها ودنا منها واصغی الیها راسه ووضع یدیه علی منکبیها حتی قضت حاجتها وانصرفت ... درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۴۹ یعنی ابن زید سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عورت خولہ نام ملی جبکہ آپ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے اس نے حضرت عمر کو ٹھہرا کر باتیں شروع کر دیں حضرت عمر اس عورت کے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھکر اور اسکی طرف سر جھکا کر باتیں سنتے رہے یہاں تک کہ وہ باتوں سے خود فارغ ہو کر چلی گئی۔

(۶) عن ام عطیة رضی الله عنها قالت لما قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الیهن عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول الله صلی الله علیه وسلم الیکن نبایعکن علی ان لا تشرکن بالله شیئا ولا تسرقن ولا تزنین الآیة قلنا نعم فمد یده من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت ...

درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۰۹ ام عطیہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ایک گھر میں عورات انصار کو جمع کرا کر انکی طرف حضرت عمر کو بھیجا حضرت عمر نے دروازہ پر کھڑا ہو کر سلام کے بعد فرمایا میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول تمہاری طرف کیا تم بیعت کرتے ہو کہ شرک چوری زنا وغیرہ نکرینگی ہم نے کہا ہاں پھر حضرت عمر نے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے گھر کے اندر سے بڑھایا۔

یہ تعامل صحابہ خیر القرون کا ہے پس جب صحابہ کو بسبب اتقا مس تک جائز تھا تو صاحبزادگان جو اتقی ہیں صرف انکے گھر میں چلا جانا کسطرح جائے اعتراض ہو سکتا ہے حالانکہ انسے پردہ کی پابند بخوبی اپنا پردہ کر سکتی ہیں (۷) وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ سورہ نور رکوع ۴ میں حکم ہے کہ عورتیں اپنی اوڑہنی اپنی جیب تک اوڑہیں

99

قرآن کریم کی تفسیر

یعنی

رسالہ تعلیم الاسلام

اس رسالہ کو شروع ہوئے ۹ ۔ ماہ گزر چکے ہیں ۔ اور اس عرصہ میں تین سو سے زائد صفحات قرآن شریف کی تفسیر کے اسمیں نکل چکے ہیں ۔ اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے ۔ کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب جو کچھ درس قرآن میں فرماتے ہیں ۔ وہ مع شئے زائد اس تفسیر میں موجود ہوتا ہے ۔ تفسیر کو ترتیب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب دیتے ہیں ۔ میں نے جہانتک اس تفسیر کو دیکھا ہے ۔ نہایت بیش قیمت پایا ہے ۔ اور حضرت مولویصاحب نے بھی اکثر اوقات اسکی بہت تعریف کی ہے ۔ عام فہم ہے ۔ اور الفاظ اور ان کے معانی کی پوری تشریح کیجاتی ہے ۔ احمدی قوم کی یہ ایک بڑی بھاری ضرورت تھی ۔ جو اس رنگ میں پوری ہوئی ۔ اب میری غرض اس ذکر کرنیسے یہ ہے کہ یہ رسالہ ایک ایسا قیمتی رسالہ تھا ۔ جو ہر ایک فرد کے ہاتھ میں ہونا چاہئے تھا ۔ اس غرض سے اسکی قیمت صرف ۱؎ سالانہ رکھی گئی تھی ۔ مگر اسوجہ سے کہ جماعت کو اس رسالہ کے اغراض اور اس کے مضامین سے کماحقہ آگاہی نہ ہوئی اسکی اشاعت بھی ابتک بہت محدود رہی ۔ اسکی توسیع اشاعت کا سوال جسپر دیر سے غور ہو رہا تھا ۔ اب اسطرح حل کیا گیا ہے ۔ کہ اس رسالہ کو ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ ملا دیا جاوے ۔ اور اسکی قیمت میں تخفیف کر دیجاوے ۔ ابتک اس رسالہ میں قریباً تیس یا بتیس صفحے تفسیر کے علی العموم رہی ہیں ۔ مگر آیندہ صرف بیس صفحے ہونگے ۔ مگر چونکہ یہ بیس صفحے میگزین کی لکھائی کے مطابق ہونگے ۔ اس لئے اسمیں مضمون انشاء اللہ اسیقدر ہوگا ۔ جسقدر پہلے تیس یا بتیس صفحوں میں ہوتا تھا اور اسکی لکھائی ۔ اور چھپائی پر ویسی ہی محنت صرف کیجاوے گی ۔ جیسے ابتک میگزین پر کی جا رہی ہے اور یہ حصہ بطور ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ہوگا جسکی قیمت صرف ۱۲؍ سالانہ ہوگی ۔ اور موجودہ خریداران ریویو کو اختیار ہوگا کہ جو احباب چاہیں ۔ اسے بطور ضمیمہ خرید لیں ۔ اور جو نہ چاہیں نہ خریدیں ۔ ریویو کی اصل قیمت وہی ہوگی جو ابتک رہی ہے یعنی صرف عہ؎ سالانہ اور صرف ضمیمہ کے خریداروں سے ۱۲؍ سالانہ زیادہ لئے جاویں گے ۔ یہ اتنی تھوڑی قیمت ہے کہ اسمیں انجمن کا کوئی فائدہ مدنظر نہیں رکھا گیا ۔ بلکہ اسوجہ سے کہ قرآن شریف کا علم حاصل کرنا ہر ایک سچے احمدی کا کام ہے ۔ کیونکہ اصل غرض بعثت امام علیہ السلام کی قرآن کریم کی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں زندہ کرنیکی ہے ۔ اسلئے انجمن نے پسند کیا ہے ۔ کہ جہانتک ممکن ہو ۔ رعایت کے ساتھ ایک مکمل تفسیر قرآن کریم کی سب احباب کے ہاتھ تک پہونچائی جاوے ۔ ۱۲؍ میں سے کم رسالہ کا خرچ تو صرف ٹکٹ وغیرہ کا ہی ہو جائیگا ۔ اسطرح سے صرف ۱۲؍ میں ایک دو سو چالیس صفحوں کی گنجان اور عمدہ خوشخط چھپی ہوئی کتاب سال میں اس ضمیمہ کے خریداروں کو پہنچ جاویگی ۔ میں امید کرتا ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھاویں گے ۔

اس تفسیر میں اسبات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ جو جو اعتراضات قرآن شریف پر کئے گئے ہیں ۔ انکا جواب بھی ساتھ ساتھ دیا جاوے ۔ اس لئے کسیقدر لمبی بھی ہو جائیگی ۔

نیا انتظام ماہ مئی سے شروع ہوگا ۔ اور اپریل کا رسالہ غالباً اپنے وقت پر ہی روانہ ہوگا ۔ لہذا اسسال ۱۹۱۴ء کے آخر تک صرف ۸ ماہ باقی ہونگے ۔ اور ان ۸ ۔ ماہ کے لئے ضمیمہ کا چندہ صرف ۸؍ ہوگا ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ کم از کم ان آٹھ ماہ کے لئے ہمارے احباب اس تفسیر کو منگوا کر پڑھیں گے پھر انشاء اللہ وہ خود اسکی قدر کرنے لگیں گے ۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں کیونکہ ضمیمہ صرف اسیقدر چھپوایا جائیگا ۔ جسقدر درخواستیں اس کے لئے آئیں گی تفسیر کے پہلے حصہ کی بھی چند کاپیاں موجود ہیں ۔ اگر احباب خریدنا چاہیں تو تھوڑی سی درخواستوں کی تعمیل ہو سکیگی ۔ اس حصہ کی قیمت جسمیں قریباً ساڑھے تین سو صفحے تفسیر کے ہونگے عہ؎ ہے ۔

(نوٹ ع۱) ضمیمہ الگ بھی جاری کیا جا سکتا ہے ۔ یعنی جو احباب ریویو آف ریلیجنز نہ خریدتے ہوں ۔ ان کے نام بھی ضمیمہ جاری ہو سکتا ہے ۔ مگر ایسے احباب کے لئے اسکی قیمت ایکروپیہ سالانہ ہوگی ۔ کیونکہ اسمیں اخراجات بڑھ جاتے ہیں ۔ ایسا ہی جو لوگ سال کے بعد اکٹھا خریدیں گے ۔ انکو ایکروپیہ قیمت ادا کرنی ہوگی ۔

(نوٹ ع۲) ضمیمہ کی قیمت میں ان رعایتوں میں سے کوئی رعایت نہ ہوگی جو ریویو کی قیمت میں طلبا وغیرہ کے ساتھ کیجاتی ہے ۔ کیونکہ اس قیمت پر بمشکل اصل لاگت ہی واپس آئیگی ۔

جملہ درخواستیں بنام نائب ناظم میگزین قادیان اور روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ آنا چاہئے

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

پاک شاعری

لو جانب یمن بھی قریئے میں کدا عتکے ۔ وہ شاہ سوار مشرق جلوہ فگن ہوا ہے
اور اس کے دم سے ہم سب مر رہے ہیں منکر ۔ ایسا کبھی کسی کا گور و کفن ہوا ہے
لیکھو ۔ دولی وآتھم کیس کنگ کو میں گناؤں ۔ جو جو اٹھا مقابل طعمِ زغن ہوا ہے
اے خارجی! خدا را پڑھ آیہ تقوّل ۔ اور دیکھ صدقِ صادق کیا مبرہن ہوا ہے
شمس و قمر سے پوچھو یعنی کہ بعد احمد ۔ دعویٰ یہ کسکے شاہد چرخ کہن ہوا ہے
کس شان سے ہیں آئے حضرت کرشن آئے ۔ آئینے انکی جنت رشیوں کا تن ہوا ہے
کیا آگیا ہے مہدی جو انتظار کم ہے ۔ یارہ گیا کر آنا اس کو کٹھن ہوا ہے
موسائیوں پہ ہو جب کیوں بارش نبوت ۔ خیر الامم کا حصہ رنج و محن ہوا ہے
بیشک غلام احمد زیر نگین احمد ۔ ملبوس انبیا میں شاہِ زمن ہوا ہے
انجن نے کیا زمین کی ہیں کھینچ لیں طنابیں ۔ اور ریل سے زمانہ رشکِ چمن ہوا ہے
راہ ہائے آہنیں کا اک جال بچھ رہا ہے ۔ ترکِ قلاص راز ہر انجمن ہوا ہے
گرجے سے تھا مقدر دجال کا نکلنا ۔ گر کہف کی تلاوت تو کیوں محن ہوا ہے
طاعون قحط طوفان یہ ثلج یہ زلازل ۔ دنیا کا اس سے پہلے کب یہ چلن ہوا ہے
پوری ہوئی نبوت ہے یہ وہی زمانہ ۔ نے اتفاق سے ہی یوں پُرفتن ہوا ہے
بعد خزاں تمنا ہوتی ہے فصل گل کی ۔ قدرت کے قاعدہ پر کیوں خندہ زن ہوا ہے
ہاں ہو بکھر اس چمن کا وہ آگیا ہے مالی ۔ دل تیرا جس خلش سے بیت الحزن ہوا ہے
خود پست ہو رہے ہیں تثلیث کے ستارے ۔ زنار برہمن کو تار رسن ہوا ہے
کیا نعت میں پروئے فائز دُرِ معانی ۔ پُر آج موتیوں سے تیرا دہن ہوا ہے

راقم

غلام مرتضےٰ خاں فائز جوہڈلہ

قابل توجہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر

ڈاکخانجات پنجاب۔

معزز ہمعصر وکیل نے اس عنوان سے ایک آرٹیکل ۵ اپریل ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں شایع کیا ہے اخبار الحکم میں وقتاً فوقتاً امرتسر ڈویژن کے متعلق مضامین درج ہوتے رہے ہیں جبکہ خطرہ کا اخبار وکیل نے اندیشہ ظاہر کیا ہے الحکم متعدد مرتبہ ان سازشوں اور ان کے نقصانات کا ذکر قبل از وقت کر چکا ہے اور اب جبکہ اخبار وکیل بھی اس سلسلہ میں تائید کے لئے اٹھا ہے ہم تو سمجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ مضامین بہت مفید اور موثر ثابت ہوگا۔ مسلمانوں کو حقوق جس طرح پر اس ڈویژن میں کچلنے کی سعی کیجاتی ہے اسکی نظیر پیش کر کے اصل واقعہ کو سامنے رکھدیا جائیگا۔ ہم وکیل کے محولہ بالا آرٹیکل سے لفظاً و معناً متفق ہیں اس لئے اسے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

۱۳ دسمبر ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں قابل توجہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن کے عنوان سے ایک ایڈیٹوریل نوٹ لکھکر صاحب موصوف کو توجہ دلائی تھی کہ ان کے ڈویژن میں مسلمانوں ماتحتوں کے حقوق نہایت بیدردی سے پامال کئے جارہے ہیں اور یہ اندیشہ بھی ظاہر کیا تھا کہ بعض مسلمان [illegible] اور ان [illegible] کی متعصبانہ کارروائیوں اور ذلیل سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہم نے صاحب سپرنٹنڈنٹ کو [illegible] کہ حتی الامکان ایسی ریشہ دوانیوں کا سدباب کریں جو قومی تعصب کے رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس طرف توجہ نہیں کی گئی اور [illegible] خبریں [illegible] ہمیں پہلے اندیشہ ظاہر کیا تھا [illegible] اسلئے تو مسلمانوں کی [illegible] اور [illegible] کرنا چاہتے ہیں مگر اس کا کیا علاج کر [illegible] ہاتھ میں [illegible] کو اسقدر [illegible] انصاف و عدل [illegible] اور حق تلفیاں خصوصیت سے [illegible] اور [illegible] ہیں۔ اسکی بڑی [illegible] وجہ یہی ہے جو ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں اگرچہ [illegible] کے ہر ایک شعبہ میں ایک خاص سپرٹ مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے لیکن ان دونوں محکموں میں اسکا زیادہ زور ہے۔

امرتسر ڈویژن میں [illegible] چار انسپکٹر تھے دو ہندو اور دو مسلمان لیکن نہیں معلوم کہ ایک مسلمان کو بلا وجہ کلکت تبدیل کر دیا گیا اور ایک کو [illegible] بھیجدیا گیا۔ ان دونو کے بجائے جو صاحب انسپکٹر آئے ہیں وہ ہندو ہیں۔ ایک مسلمان کلرک [illegible] بدل دیا گیا۔ ایک مسلمان ہیڈ کلرک کو [illegible] تبدیل کر دیا گیا۔ اور اسکی بجائے جو ہیڈ کلرک آیا ہے وہ بھی ہندو ہے۔ اسکے علاوہ پوسٹ ماسٹر [illegible] پوسٹماسٹر اور برانچ پوسٹ آفس کے تمام افسر تا ٹاؤن انسپکٹر اور تمام پوسٹماسٹر باستثنا ایک کے سب ہندو ہیں۔ اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ جہاں ایک قوم کا تو یہ غلبہ ہو وہ دوسری قوم کے افراد کو اسی محکمہ میں کب دیکھنا پسند کرلی ہے قطع نظر اس کے کہ [illegible] ماتحت کی دست درازی سے مسلمانوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور عام طور پر انہیں ناراضگی کا خیال پیدا ہو رہا ہے [illegible] میں ایک قوم کی بے پرواہی خود گورنمنٹ کے لئے بھی آخر موقعہ پر خوفناک ثابت ہوگی [illegible] لدھیانہ کے کلکٹر کی [illegible] انگریز کا معاملہ ابھی تک پوسٹل تھارٹیز کو فراموش نہوا ہوگا ہر ایک محکمہ میں سخت ضرورت ہے کہ دونوں قوموں کی ملازمتوں میں مساوات کا اصول قائم رکھا جاسکے۔ اور ایک قوم کو بیجا طاقت دیکر دوسری کی حق تلفی نہ کر دیجاسکے کیونکہ برٹش انتظام پر یہ ایک بدنما دھبہ ہے کہ افسران اعلیٰ ماتحتوں کے اشارہ پر پتلیوں کی طرح ناچتے ہیں۔ اور انکو معاملہ کی کچھ خبر نہیں۔

جو لوگ ہندوستان کی چاروں کھونٹ میں ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا وعظ کہتے پھرتے ہیں اور مسلمانوں کو پولیٹیکل سٹیج پر پہلو بہ پہلو کھڑا کرنے کی راگنیاں الاپتے ہیں انکو اسپنے وارڈوں میں ٹھہرانا چاہئے اور غور کرنا چاہئے کہ ان کے ملکی اتحاد کی کوششیں کہاں تک بار آور ہو سکتی ہیں جس درخت کو بعض محبان ملک سینچ رہے ہیں اسکی جڑ ہو نہیں انہیں کے ہم مذہب و ہم قوم زہریلا پانی ڈال رہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے اگر مسلمان ان کی نیتوں کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھیں تو انہیں [illegible] قصور ہے؟

آخیر میں ہم صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کو بہت زور سے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ان بے ضابطگیوں کا تدارک واقعی رفع دفع کریں اور آیندہ ڈاکخانہ جات سفید و ہر دلعزیز محکمہ کو بدنامی سے بچائیں۔

ایڈیٹر شبھ چنتک کی آخری تحریر اور معذرت

ناظرین [illegible] گذشتہ اشاعت میں ایڈیٹر [illegible] شبھ چنتک کی ناگہانی موت پر سے ایک آرٹیکل لکھا ہے اس کے بعد کچھ ضرورت نہیں رہی کہ کچھ لکھا جاوے لیکن پنڈت سومراج ایڈیٹر اخبار مذکور نے ایک دو سطر کے آخر یہ اخبار کے نام [illegible] بطور معذرت لکھی تھی وہ ٹھیک اسی دن شایع ہوئی جس دن پنڈت سومراج اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ چونکہ وہ چٹھی بجائے خود [illegible] ایک نشان ہے جو پنڈت سومراج اور [illegible] اسلئے اس چٹھی کو چھاپ دینا ضروری ہے۔ [illegible] درج کیجاتی ہے۔

[illegible] کسی کی موت سے ہمیں کوئی خوشی ہرگز نہیں اس واقعہ کا [illegible] ایک نشان ہے نہ کسی پاک دل کو ہی [illegible] بہرحال وہ چٹھی یہ ہے:۔

شبھ چنتک کی معذرت

پنڈت سومراج جی نے ایڈیٹر شبھ چنتک قادیان سے ہمیں ذیل کا ایک خط بھیجا ہے [illegible] شبھ چنتک کے ساتھ دیگر کاروبار کا انتظام بھی بالکل ہی بگیا تھا اس کی غرض سے اسباب وغیرہ [illegible] وہاں ۲۰ مارچ کو گئے تھے کیونکہ میری اور لالہ [illegible] چند جی کے اہل و عیال ہنوز قادیان میں ہی تھے یکایک مہاشہ اچھر چند کی استری اور [illegible] رام بیمار [illegible] لالہ اچھر چند کا لڑکا بیمار ہو گئے۔ خیر اچھی استری کو تو آرام ہو گیا لیکن [illegible] اس تکلیف کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ میری استری اور [illegible] عزیز [illegible] بیمار ہو گئے۔ میری استری تو ابھی بیمار ہی ہے۔ [illegible] اس مصیبت کو ابھی بھول نہیں سکے تھے کہ ایک ناگہانی مصیبت اور [illegible] اور وہ یہ تھی کہ عزیز بھگت رام جی [illegible] بیمار ہو گیا۔ اور چھ روز بیمار رہ کر [illegible] عالم سفارت [illegible] کل میں کوئی نہیں جانتا اور اخبار [illegible] اور [illegible] نہیں ہے۔ کیونکہ لالہ اچھر چند جی تو اول ہی [illegible] اس [illegible] کام [illegible] بھگت رام کی دوکان اور لین دین کو اگر ابھی سے صاف کرنا چاہیں تو ۳ یا ۴ [illegible] درکار ہیں اور میں بھی اکیلا [illegible] کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اسلئے مہربانی کرکے بذریعہ اخبار [illegible] ہونے [illegible] شبھ چنتک [illegible] کر دیں [illegible] نہیں نکل سکیگا [illegible] مگر [illegible] اطلاع یا نوٹس کا مضمون آپ خود ہی بنالیں میں نہیں لکھ سکتا عزیز بھگت رام [illegible] وقت [illegible] یہ مختلف [illegible] دن کرتے ہیں۔

مشہور ہے ... خدا وند کریم کی جبتک اسکی آزمایش نہ کریں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں ... تجربہ کریں

یاقوت - مروارید - مرجان
یشب - کہربا - کستوری - زعفران

وغیرہ وغیرہ مشہور اجزا لطیف مرکب

روح کی ایک لطیف غذا ہے دو دلوں میں یکسان

زندگی بخشتا ہے — جوانی کی روح — بڑھاپے کی جان

مفرح عنبری — **مفرح عنبری** — **مفرح عنبری**

یا شافی — یا کافی

قیمت — قیمت — قیمت

فی ڈبیہ پانچروپیہ صہ — تین ڈبیہ تیرہ روپیہ للعہ — ایک درجن ۵۵

مفرح عنبری ا میں خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے تمام خوبیاں جمع ہیں جس کے حاصل کرنے کے لیے اہل ملک نے لاکھوں روپیہ اور بیسیوں اشتہار ... خدا کریم کے فضل سے ... مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرنے کی ضرورت ... اس اشتہار میں گنجایش ہے کسیقدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں مفرح عنبری - جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہے ... دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر ... حواس ... خیالات ... ضعف دل ... دل کا ڈوبنے جانا ... کثرت ... جوانی ... مفرح عنبری ... امیروں وزیروں، نوابوں، رئیسوں، جاگیرداروں، جیجوں، وکیلوں، تحصیلداروں، منصفوں، مدرسوں، پولیس و فوجی عہدہ داروں ... مفرح عنبری ... جواہرات کا مرکب ہے ... مفرح عنبری ... حکما اور ڈاکٹران ... کثرت سے خون جانیکا مرض ہوا ور زیادہ خون کے نکل جانیسے ردی حالت ہوگئی ہو ... مفرح عنبری ... سل و دق ہوں ... مفرح عنبری ... طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر ... سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر گڈھ ضلع رامپور -

عنایت فرمائے حکیم صاحب باسلام مسنون آپ سے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر گڈھ نے منگائی تہی اسکی تجربہ میں بہی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور خانصاحب موصوف کے نام ... وی پی روانہ فرمائے

(دستخط) سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبدالمجید خان صاحب رئیس اعظم بدخشنی

تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنیکے بعد اسکے فوائد مجہے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپکو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہسکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبہی تجربہ میں نہیں آئی تہی میرے خیال میں کمزور ... یکساں فائدہ ہے اور آپ ... اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے ... ان کی دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی -

عالیجناب ... کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار

و رئیس ... انگریزی ... مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے - میں نہایت خوشی سے اس مفید ... کی تصدیق کرتا ہوں دو سال کی بگڑی ہوئی صحت ... اسکے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ ... لال کے نام روانہ فرمائیں -

عالیجناب نواب عبدالمجید خان صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر ... تحریر فرماتے ہیں اے حکیم ... آپکی مفرح عنبری نے جو جو فائدے دکہلائے ہیں بیان سے باہر ہیں - فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے بنظر مہربانی چہہ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں -

سامان ... مفرح عنبری کی ... ایسٹ ... کلکتہ

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چہپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ۵ر

۲- خواص و معاونین سے ۱۰ر

۳- ہندوستان سے باہر سے ۱۲ روپے

غیر مستطیع ... کم آمدنی والے ... لوگوں سے ۱۲/ ۲ع

نمبر ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۵ | جلد ۱۱

بائیس سوالوں کا جواب

حضرت حکیم الامت کے حضور شاہجہانپور سے ایک انجمن نے ۲۲ سوال بغرض جواب بھیجے تھے آپ نے ان سوالات کا جواب وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اس نہج پر دیا کہ پہلے ایک سوال کا جواب لکھا اور ساتھ ہی تحریر فرمایا کہ اگر یہ جواب مفید اور تسلی بخش ہو تو میں آیندہ لکھوں جب اس نے اپنا اطمینان ظاہر فرمایا تو آپ نے یکے بعد دیگرے ان سوالات کے جواب قلمبند کر دیئے۔ یہ سوالات زیادہ تر وہی ہیں یا اسی قسم کے ہیں جو مرتد ڈاکٹر نے کئے ہیں اسلئے یہ سلسلہ بہت مفید اور قابل قدر ہوگا انشاء اللہ آج میں پہلے سوال کا جواب درج کرتا ہوں۔

ایڈیٹر

آپ کے خط میں سوال ۱ کا خلاصہ ہے۔ اقرار توحید اور تزکیہ نفس مدار نجات ہے۔

اسپر آپکی دلیل - ۱ من امن بالله واليوم الآخر وعمل صالحا فلا خوف عليهم

۲ - بلى من اسلم وجهه لله وهو محسن (الآیۃ)

۳ - ان لا نعبد الا الله ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا

۴ - ان الله لا يغفر ان يشرك به - الآیۃ

۵ - من خاف مقام ربه الآیۃ

۶ - قد افلح من زكّٰها۔

مجھکو اس دعوے اور ان دلایل پر دیر تک افسوس اور تعجب آتا رہا۔ آہ الٰہی تیرا رحم ہو اسوقت کے مسلمان کیوں قرآن سے غافل اور بہر نجات سے ایسے بے خبر کیوں ہو گئے۔

ظهر الفساد فى البر والبحر بما كسبت ايدى الناس۔

ہو گئے! مسلمان ظاہری سلطنتیں برباد کر کے متاسف نہ تھے روحانی خوبی کے برباد کرنے میں بے پروائی سے کام لیتے ہیں۔

۱- اس لئے کہ اقرار توحید میں تو منافق بھی شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر اور ان کے متعلق ارشاد ہے لعنوا فى الدنيا والآخرة - اور ارشاد ہے - اخذوا وقتلوا تقتيلا۔

۲- توحید کیا چیز ہے اس میں اول تو بڑا اختلاف ہے کہ توحید کسکو کہتے ہیں۔

۱- منطقی اور فلسفی توحید کہتے ہیں ایک علت العلل کو ماننا جو ذات بحت لابشرط شئے ہے۔

۲- وحدت وجود والے اعتقاد کرتے ہیں خالق کو عین مخلوق اور مخلوق کو عین خالق سمجھنا توحید ہے۔ کلمۃ الحق ایک لکھنوی وجودی کی کتاب ہے اس میں کہتا ہے تمام مفسر۔ محدث۔ متکلم۔ فقیہ وجودی کو مان کر شرک میں گرفتار رہے۔

عیسائی زور سے کہتے ہیں جبتک توحید تثلیث کے ساتھ نہ ہو توحید نہیں۔ کیونکہ توحید ہے واحد بنانا اور اعتقاد کرنا سو ہم لوگ تین کو ایک مانتے ہیں اس لئے موحد ہیں ایک کو ایک ماننا توحید ہی نہیں۔

کل شیعہ و معتزلہ اور جو صفات باری تعالے کو عین ذات مانتے ہیں وہ سب کے سب صفات باری کو عین باری تعالے نہ ماننے والوں کو مشرک اور مخالف توحید یقین کرتے ہیں۔ علامہ حلی رافضی منہاج الکرامہ میں سنیوں پر شرک کا الزام لگاتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ تعدد قدما کے قائل ہیں۔ آریہ توحید کے مدعی ہیں ان کے یہاں ایک قادر منتصر عنصر علاوہ اللہ کے ازلی ہیں کا ماننا توحید ہے۔ یہ بھوگت الہیہ اور رسل کی اطاعت کو شرک بتاتے ہیں۔ مدعی اشاعت قرآن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو شرک یقین کرتا ہے (کیونکہ یہ لوگ کلام اللہ کے سا تھ کلام الرسول کو واجب الاطاعت ماننکر شرک میں گرفتار ہیں) سنی معتزلہ کو مشرک یقین کرتے ہیں کہ وہ بندوں کو اپنے اعمال کا خالق ماننکر تعدد خالقین کے ملتزم ہیں۔

آپ وہابی ہیں یا مقلد یا غیر مقلد اہلحدیث یا صوفی وہابیہ یا اہلحدیث کے نزدیک تمام ان کے مخالف مشرک ہیں۔

میرے ایک نجدی آشنا عبدالرحمن نام تھے اہل مکہ کے بارہ میں انہوں نے کہا اھل مکۃ کلھم مشرکون۔ میں نے کہا تقول الا استثناء توبولا واللہ کلھم اجمعون۔ اکتعون۔ ابصعون مشرکون پھر میں نے کہا قل الا ما شاء اللہ تو بولا یقتلون یترجمون

اب فرمایئے وہ توحید کیا چیز ہے جسکو مدار نجات کہا گیا۔

سید صاحبان و خانصاحبان! عبدالکریم الجیلی نے کہا ہے سوا مثنویہ کے سب نجات یافتہ اور قابل توحید ہیں۔

پھر عرض ہے۔ قرآن کریم میں لفظ توحید کا کہاں ہے اور کہاں اسکو مدار نجات کہا گیا۔

اب آپکی آیات پر توجہ کرتا ہوں سو آپ نے بسم اللہ غلطی کی ہے کیونکہ پہلی آیت میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالیوم الآخر اور عمل صالح دو چیزیں ایمان باللہ کے ساتھ لگی ہوئی ہیں تو آپ نے اقرار توحید کے ساتھ نجات کو وابستہ کیا ہے اور اس آیۃ کریمہ میں ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر اور عمل صالح تین اور بڑھ گئے تو اقرار توحید اور یہ تین کل چار مدار نجات ہوئے پھر ایمان بالیوم الآخرۃ کے ساتھ ایمان بالقرآن اور محافظت علے الصلوٰت لازم ہوا ہے جیسے فرمایا اللہ تعالی نے قرآن کریم میں والذین یؤمنون بالاخرۃ یؤمنون بہ وھم علے صلوٰتھم یحافظون۔ پھر آپ غور کریں جو مومن بالآخرۃ ہوگا وہ مومن ہوگا وہ مومن بالقرآن اور نماز و نیز محافظت کرنیوالا بھی ہوگا کیونکہ لازم اپنے ملزوم سے جدا نہیں ہوسکتا۔ تو پھر صرف توحید کیا چیز ہوئی۔

اب آپ عمل صالح کیطرف توجہ فرماویں آیا کل عمل نیک مراد ہیں یا بعض اگر بعض مراد ہیں تو وہ بعض کونسے ہیں تعیین ضرور ہے اگر کل مراد ہیں تو انبیاء اور رسل اور انبیاء کے خلفا کا ماننا کیوں داخل اعمال صالحہ نہیں۔ آیۃ استخلاف جو سورۃ نور میں ہے اسمیں لکھا ہے۔ خلفاء کے ذکر کے بعد فرمایا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون اور فاسقون کے متعلق فتوائے قرآن کریم یہ ہے واما الذین فسقوا فماوٰھم النار۔ فاسق کا ٹھکانا النار ہے۔ دوسری آیۃ کریمہ میں اسلام اور احسان کو مدار نجات ٹھہرایا ہے اگر آپ کے طور پر مانا جاوے تو پہلے پانچ کے مدار نجات کے ساتھ یہ چھٹا ساتواں اور آٹھواں مدار نجات ہوا اسلام کے ساتھ احسان نے کے ساتھ ملکر نو ہوا۔

لیکن صاحبان! غور کرو جس نے اسلم وجہہ للہ کیا ہے تو وہ ایمان بالرسل کا پابند ہوگا یا نہ۔ ایمان بالملائکۃ۔ ایمان بالکتب ایمان بالقدر ایمان بختم النبوت کا پابند ہوگا یا نہ ہوگا اگر ہوا تو توحید کے لوازم تمام احکام کا پابند ہوگا ورنہ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا ملزم ٹھہرکر الآخر ہی فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب کے حکم سے نجات سے محروم ہوگا۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے جو کوئی حضرت نبی کریم کی مخالفت کرتا ہے اسکی نسبت فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔ اور فرمایا ہے ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل۔ یہاں غور کا مقام ہے زینب کا زید سے رشتہ کرنا نبی کریم کا منشاء ہوا زینب کے بھائیوں نے خلاف ورزی چاہی تو انکو حکم ہوتا ہے کہ تمکو ضلالت کا فتویٰ ملے گا اگر خلاف کیا اور فرمایا ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین اور فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور فرمایا ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذاباً مھیناً۔ اور فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الی) ان تحبط اعمالکم۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع الصوت علی صوت النبی سے توحید کیا سارے عمل حبط ہوسکتے ہیں کیونکہ اعمال میں توحید بھی داخل ہوسکتی ہے۔

پھر سورہ نور میں عائشہ رض پر تہمت کنندوں کی نسبت فیصلہ ہے۔

لمسکم فیما افضتم فیہ عذاب عظیم۔

پھر جہاں سود کی ممانعت ہے وہاں سود خوروں کو کہا گیا ہے فاذنوا بحرب من اللہ۔ اب ان کے خیالی توحید کا پابند صرف سود خوری کے باعث اللہ سے محاربہ اقرار پایا۔ آپکی تیسری آیۃ کریمہ میں عبادت اللہ کرنے کا ارشاد اور حکم ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی رب نہ بنایا ہو۔ اور چوتھی میں ہے اللہ شرک کو نہیں بخشتا۔

صاحبان عبادت کرنا توحید کے بہرحال علاوہ ہے۔ اور شرک نہیں بخشتا اگر توحید صحیح ہے تو کیا اللہ کی ہستی کا انکار اور اسکی ہستی پر برا کہنا کیا ملائکہ کو برا کہنا انبیاء و رسل کو برا کہنا معاف ہوسکتا ہے؟ یہ مختصر باتیں ذرہ یاد رکھیں۔

اس کے بعد عرض ہے آپکے پہلے اعتراض کا دوسرا حصہ ہے تزکیہ نفس پیا ہے۔ صاحبان تزکیہ کو بھی آپنے مدار نجات ارقام فرمایا ہے اور قرآن کریم سے ظاہر ہوتا ہے حضرت نبی کریم ہی غور کرو بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم۔ اس آیۃ کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کی صفت محمد رسول اللہ کی ہے اور تاکید ہے کونوا مع الصادقین۔ تو بتایئے کیا یہ سب لغو تعلیم ہے۔

لا والله۔ لا والله۔ لا والله۔ الذی باذنہ تقوم السماء والارض

صاحبان! اگر آپ انصاف کریں اور حسد و عداوت آپ کے اندر نہیں اور مومن میں نہ ہونا چاہیئے تو آپ سنئے قرآن مجید میں نجات اور مدار نجات کا ذکر بھی بالفاظ ظاہر موجود ہے ثم ننجی الذین اتقوا۔ غور فرمایئے نجات کا موجب تقویٰ ہے اور تقویٰ کا مختصر بیان لیس البر ان تولوا وجوھکم الخ میں موجود ہے۔ دیکھئے نجات اور مدار نجات صریح معنے دکھائی ہے امام صاحب نے خود جواب اکثر کا لکھا ہے باقی آپکے سوالات مرزا اور مرزائیوں پر حملہ ہے۔ پہلے اصل مضمون سید ہا ہوجاوے تو مطاعن کا جواب آپ کو لکھونگا۔ کیونکہ تمام انبیاء عیسائیوں کے نزدیک مطعون ہیں۔ نجات کا مسئلہ طے ہو تو آگے چلونگا۔

نورالدین ۲۷ جولائی ۱۹۰۶ء

خدا کی تازہ وحی

۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء - ۱۔ خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔ پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔

۲- انّی مع الافواج اٰتیک بغتةً

۳- انّی مع اللّٰہ الکریم

۴- طوفان آیا وہی طوفان۔ شر آئی۔

۲۲ اپریل ۱۹۰۷ء - ۱صلح بینی وبین اخوتی۔

سلام قولاً من ربٍ رحیم

یہ الہام کہ اصلح بینی وبین اخوتی۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ اے میرے خدا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اصلاح کر۔ یہ الہام درحقیقت تتمہ ان الہامات کا معلوم ہوتا ہے جن میں خدا تعالیٰ نے اس مخالفت کا انجام بتلایا ہے اور وہ یہ الہام ہیں۔

خروا علی الاذقان سجدا ربنا اغفرلنا انا کنا خاطئین۔

تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا وان کنا لخاطئین۔

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔

یعنے بعض سخت مخالفوں کا انجام یہ ہوگا کہ وہ بعض نشان دیکھ کر خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ بخش ہم خطا پر تھے اور مجھے مخاطب کرکے کہیں گے کہ بخدا خدا نے ہم پر تجھے فضیلت دی اور تجھے چن لیا۔ اور ہم غلطی پر تھے کہ تیری مخالفت کی۔ اس کا یہ جواب ہوگا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں بخشدیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ یہ اس وقت ہوگا کہ عجب بڑے بڑے نشان ظاہر ہوں گے۔ آخر سعید لوگوں کے دل کھل جائیں گے اور وہ دل میں کہیں گے کہ کیا کوئی سچا مسیح اس سے زیادہ نشان دکھلا سکتا ہے۔ یا اس سے زیادہ اسکی نصرت اور تائید ہو سکتی ہے۔ تب یک دفعہ غیب سے قبول کے لئے ان میں طاقت پیدا ہو جائیگی اور وہ حق کو قبول کریں گے۔

۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء

ساریکم اٰیاتی فلا تستعجلون۔ عنقریب میں تمہیں اپنے نشان دکھلاؤنگا۔ پس

یہ دو گھڑی مر گئے۔ (اسمیں خاص دو گھوڑوں کی طرف اشارہ ہے)۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمدللہ اچھی ہے اور آپ حقیقۃ الوحی کی تکمیل کے لئے شب و روز مصروف ہیں۔ اس مقصد کے لئے قادیان کے سارے پریس اب یہی کام کریں گے۔ حضور چاہتے ہیں کہ بہت جلد یہ کتاب شایع ہو جاوے کتاب مذکور شایع ہوگئی ہوتی لیکن نشانات کا سلسلہ کچھ ایسا نامتناہی شروع ہوگیا ہے نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو پورا ہونیوالے نشانوں میں سے کوئی باقی نہ رہ جاوے بہرحال عنقریب شایع ہونے والی ہے۔

۲۔ بزرگانِ ملت کی صحت کی خبر خدا کے شکر کے قابل ہے۔

۳۔ موسم اب بدلنے لگا ہے کتائی اب شروع ہوگئی ہے اور خدا کے فضل سے شہر کی بلائیں مٹنے لگی ہیں۔

۴۔ امتحان اینٹرینس کا نتیجہ نکل آیا ہے سات طالب علموں میں سے پانچ پاس ہوگئے ہیں یہ نتیجہ خدا کے فضل و کرم سے نہایت تسلی بخش ہے۔

۵۔ ہفتہ زیر اشاعت میں سیالکوٹ اور گجرات کے ضلع سے اکثر احباب سعادت اندوز دارالامان ہوئے۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اس لئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعہ سے یتامیٰ۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اس کے اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زیادہ ہے لیکن اس مد میں اب شاید اپریل کے مصارف ادا کرچکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائے گا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی امداد کے لئے آئیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کردوں۔ اس مد کیلئے ہر قسم کی رقوم صدقات آنی چاہئیں۔ خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جس کو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیے

مسجد مبارک کی توسیع

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مسجد مبارک کی توسیع کی خوشخبری سنا چکا ہوں اس کے متعلق واجب الاحترام سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک سرکلر لیٹر مخلص احباب کے نام الگ بذریعہ ڈاک بھیجا ہے اور عام اطلاع کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ میں اس چٹھی کو الحکم میں چھاپ دوں۔ مجھے یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ قوم کو کسقدر جلد ضرورت ہے کہ اس آواز پر لبیک کہے اور سالانہ روپیہ بھیجدے۔ خود چٹھی مذکور میں مولوی محمد علی صاحب سکرٹری نے اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ میں اپنے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس پر توجہ کریں گے۔ ایڈیٹر

وہ چٹھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسجد مبارک کی توسیع کے متعلق بذریعہ اخبار یہ خوشخبری آپ تک پہونچ چکی ہے کہ اس کے لئے ایک قطعہ زمین جس کے لینے کی آرزو مدت سے تھی۔ آخر مل گیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے نام اسکی باضابطہ رجسٹری ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود کو اور آپ کے خدام کو اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ ضرورت ہے کہ اس پر عمارت کا کام جلدی شروع کیا جاوے۔ نوسو روپیہ اس قطعہ زمین کی قیمت دی گئی ہے جو خریدا گیا ہے (اسمیں نصف کے قریب قیمت کی اینٹ موجود ہے۔ اور نیچے کے حصہ کی دیواریں بنی ہوئی ہیں) اور عمارت پر (اگرچہ ابھی پورا پورا تخمینہ نہیں لگایا گیا) غالباً تین ہزار روپیہ سے کم خرچ نہ ہوگا۔ کسیقدر اول بلکہ موجودہ مسجد کو ساتھ ملانے کے لئے بھی کرنا پڑیگا۔ گویا اس وقت چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اس کام کی تکمیل کے لئے۔ اور بڑی مسجد کی بھی اس سال ہی توسیع ہوئی ہے اور ان دونوں مسجدوں کی توسیع میں یہ خوشخبری ہے کہ اس سلسلہ کو خدا بہت ترقی دینا چاہتا ہے چونکہ انجمن کے معمولی بجٹ سالانہ میں معمولی اخراجات شامل ہوتے ہیں اسلئے اب ضرورت پڑی ہے اسبات کے لئے کہ اپنے احباب کو اس مسجد کے چندہ کے لئے الگ تحریک کی جاوے عام طور پر ایک تحریک بذریعہ اخبار کی گئی ہے۔ اب آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے بھیجنے کی یہ غرض ہے کہ آپ اپنی جماعت میں اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حتی الوسع جلدی کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مبارک کام کے لئے ہمارے دوست [illegible] بہت سعی کریں گے۔ [illegible] جب انسان اپنے گھر کے لئے خرچ کرنے کے متعلق اسکو علم بھی نہیں ہوتا کہ اس میں کچھ خیر و برکت ہے یا نہیں بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو ایک مومن کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہی روپیہ خدا کے گھر کے بنانے میں صرف کر دے جو یقیناً اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے اور پھر یہ خدا کا گھر بھی وہ گھر ہے جو اس آخری زمانہ میں تمام برکات کا مورد و مہبط قرار پایا ہے اور جسکی بنا اس الہام الٰہی پر ہے

مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔

سواے بہت سے دوستو! طرح طرح کی آفات اور بلائیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں اسوقت ہر ایک کار خیر میں سبقت کرو تا خدا کی حفاظت تمہارے شامل حال ہو۔ اگر اس تخمینہ میں سے کچھ روپیہ بچ رہا یا چندہ کچھ زیادہ آگیا۔ تو باقی روپیہ بڑی مسجد پر صرف کیا جائیگا کیونکہ وہاں بھی توسیع کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔

نوٹ۔ جہاں جہاں اس چٹھی پر کوئی عملی کارروائی ہو ان احباب سے امید ہے۔ کہ خاکسار راقم کو بھی اس سے اطلاع فرمانے میں دریغ نہ فرماویں گے۔ مگر روپیہ جو جمع ہو بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں تشریح کر دیجائے کہ چندہ تعمیر مسجد ہے۔

نوٹ۔ یہ مدنظر رکھا جاوے کہ روپے کی ضرورت جلدی ہے لمبی میعاد کے وعدے چندے کے نہ ہوں کیونکہ ایسے وعدے اکثر پورا ہونے سے بھی رہجاتے ہیں۔

ضروری نوٹ۔ اپنے سلسلہ کی خواتین کو بھی اس مبارک چندہ میں شامل ہونے کی تحریک کیجاوے۔ والسلام۔

خاکسار محمد علی از قادیان۔ مرقومہ ۱۸ر اپریل ۱۹۰۷ء

آریہ سماجیوں کی صلح کا نمونہ

ہندو و مسلمانوں کے اتحاد کے متعلق جو آرٹیکل الحکم میں شایع کیا گیا ہے ابھی تک اس کے متعلق کوئی تحریر اتحاد و اتحاد بگاڑنے والوں کی شایع نہیں ہوئی۔ اگر سچے دل سے وہ صلح اور آشتی کے خواہشمند ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ مسلمانوں کی تسلی نہ کریں۔ یہ سوال تو جب طے ہوگا دیکھا جائیگا۔ فی الحال ایک اور گل کھلا ہے جس سے میرے بیان کی تصدیق ہو جائے گی اور صاف معلوم ہو جائیگا کہ آریہ سماجی مسلمانوں کے ساتھ سچے دل سے صلح کرنے کیلئے ہرگز طیار نہیں بلکہ وہ ایک چال چلکر مسلمانوں کو بدنام کرنا چاہتے ہیں اسکا ثبوت پنڈت رام بھجدت چودہری کی وہ تقریر ہے جو انہوں نے گروکل کے سالانہ جلسہ پر ہردوار کی پوتر بھومی میں ہزارہا لوگوں کے سامنے کی ہے۔ اس کے متعلق معزز اخبار زمیندار میں ایک صلح کل نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے جسکو پڑھکر حقیقت کھلتی ہے۔ اس لئے میں اس نوٹ کو درج کر کے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ان چالوں سے آگاہ رہیں۔ وہ نوٹ یہ ہے

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

لائل پور کے گذشتہ سالانہ جلسہ زمینداران میں جو دھواں دھار تقریریں ہوئی تھیں ان میں سب سے زیادہ پرجوش اور دھڑلے کی سپیچ پنڈت رام بھجدت صاحب وکیل لاہور کی تھی جسوقت پنڈت صاحب نے زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ میرے مورث اعلے جنکا نام اٹل علاول خاں تھا پیر میاوں کے مرید تھے جو اس سرزمین (بار) کے ایک بڑے ولی ہو گزرے ہیں اور اس لحاظ سے دت اور مسلمان ایک ہی ہیں۔ تو انہوں نے ہندو اور مسلمان سامعین کو اپنے نسب نامہ کے اس حیرت انگیز انکشاف سے حیران وششدر کر دیا اور چونکہ اس انکشاف سے اتفاق اور محبت کی جھلک ایسی صاف طور پر نظر آرہی تھی کہ گویا ہندو اور مسلمان بالکل ایک ہیں اس لئے سب نے فرط خوشی سے تالیاں بجائیں۔ اور واقعی اس سے بڑھکر پنڈت صاحب اتحاد اور اخوت کا اور کیا ثبوت دے سکتے تھے کہ اپنی تقریر کو واہ گرو جی کا خالصہ اللہ اکبر بندے ماترم پر ختم کیا۔ لیکن اگر پنڈت صاحب موصوف وہی پنڈت رام بھجدت

بی۔اے وکیل ہیں جو گروکل کے سالانہ جلسہ میں شریک تھے تو ہمارے ہندو اور مسلمان بھائی یہ سنکر ہکا بکا رہجائیں گے کہ جب ممبران آریہ سماج نے اس سوال کو چھیڑا کہ آیا آریہ سماجیوں کو ہندوؤں کے دائرہ سے نکل کر مسلمانوں اور عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ کھانا پینا چاہئے یا نہیں تو انہی پنڈت رام بھجدت صاحب نے یہ رائے دی کہ آریہ سماج غیر اقوام کے ساتھ کھان پان رکھنے کی صورت میں ہندو قوم کی عام ہمدردی جو اس وقت اسے حاصل ہے کھو بیٹھے گا اور اس سے اس کی ہر دلعزیزی کو سخت صدمہ پہنچیگا حالانکہ ان کے تمام دوسرے آریہ بھائیوں نے کہا کہ کھان پان کے دائرہ کو وسیع کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ادھر تو یہ عرصے کے وقت اور مسلمان ایک ہی ہیں اور ادھر تعصب اور نفرت کا یہ اظہار کہ انہی مسلمانوں کو غیر اقوام کے زمرہ میں شامل کردیا۔ وہ نظارہ واقعی قابل دید تھا جبکہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر پنڈت صاحب نے اتفاق پر لکچر دیتے ہوئے فوراً جوش سے اپنا مُنہ سرخ کرلیا اور داہنے ہاتھ سے چاروں طرف حاضرین کو اپنا زبردست اور خوفناک مکّا دکھایا جو اتفاق کی علامت تھی اور کچھ شک نہیں کہ پنڈت صاحب کے اس مکے کو دیکھکر رستم اور اسفندیار کی روح بھی کانپ اٹھی ہوگی۔ غرض پنڈت صاحب اس وقت خود مجسم اتفاق تھے۔ لیکن حقیقت میں یہ ایک تماشہ تھا جسمیں پنڈت صاحب نے اپنا پارٹ بہت اچھی طرح ادا کیا۔ ورنہ پنڈت صاحب کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرانے کی ایسی کیا غرض پڑی تھی۔

راقم ایک صلح کل

مجربات نور دین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام نامی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرائی ہے جیسے اپنے ذاتی اور عام فائدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اسکو مرتب کیا جسکی اصلاح بھی آپ نے فرمائی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اسمیں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ... مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لے گا۔ فی الحال پہلی جلد طیار ہے قیمت ... علاوہ محصول ڈاک

مفتی فضل رحمان ایڈیٹر الطبیب حاذق قادیان

اطلاع

پلیگ کیوجہ سے پہلے ہی مزدوروں کے ملنے میں مشکل ہو رہی تھی اس پر فصل کی زراعت کی کیوجہ سے دوگنی مزدوری پر بھی کل کشوں کا ملنا مشکل ہوگیا ہے۔ پرچہ بتکلیف سے یا انہیں ہم اصحابوں نے طیار ہوا ہے۔ ایک کاتب جسکا لڑکا پلیگ سے فوت ہوگیا تھا اور بعض اور متعلقین بیمار رہتے رخصت پہ چلا گیا اور ایک پریس کل کشوں کے نہ ملنے کیوجہ سے قطعاً بند کرنا پڑا۔ ایک پریس ڈبل مزدوری دیکر بمشکل جاری ہے۔

الحکم کیلئے مشین کا آرڈر

سرپرستانِ الحکم یہ سنکر یقیناً خوش ہوں گے کہ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے ۲۲ر اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک مشین کے لئے آرڈر دیدیا گیا ہے۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ اگست ۱۹۰۷ء تک یا اس سے کچھ پہلے یہ مشین یہاں پہونچ جاوے۔ مشین کا آرڈر میسرز شیخ خدابخش اینڈ سنز لاہور کی معرفت دیا گیا ہے۔ مشین کے آجانے پر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اس کا فضل شامل حال ہوا تو الحکم کی چھپائی کی مشکلات آسان ہوجائنگی۔ بہرحال ساری توفیقیں اللہ تعالےٰ ہی کے فضل پر موقوف ہیں نعم المولےٰ ونعم الرفیق

مشین کیوجہ سے کارخانہ کو ...... کثیر روپیہ کی ضرورت ہے میں الحکم کے سرپرستوں کو اس امر کیطرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسوقت اسکی اعانت کریں جدید خریدار بہم پہونچا کر انکی قیمتیں بھجوادیں۔ بقایا دار اپنا بقایا بھیجدیں اور آئندہ کی قیمت ارسال کریں۔ مطبع کی تجارت کتابوں کی فروخت میں سعی کریں۔ خصوصاً حقیقت نماز (جو بہت جلد شایع ہونیوالی ہے) اور تفسیر سورہ بقرہ کی اشاعت کے لئے تحریک کریں بہرحال جسطرح کسی سے ممکن ہو وہ اس موقع پر اپنے اخبار کو اس قابل بنانے کی سعی کرے کہ وہ اپنا مشین پریس قائم کرسکے۔ اور آخر جو کچھ ہوگا وہ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ والسلام

احقر العباد یعقوب علی

طوفانِ بغاوت

پنجاب میں ایک طرف طاعون کا عذاب غضب ڈھا رہا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں چاہئے تھا کہ لوگوں میں رقت اور حسن اخلاق کے ساتھ شرافت۔ خدا ترسی اور فرض شناسی پیدا ہوتی مگر ملک اور اہل ملک کی یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ اسے رہنمائی کرنیوالے وہ لوگ ملے ہیں جو اپنے ذاتی اغراض اور عظمت کے خیال کو مدنظر رکھکر بیوقوفوں کو بھڑکا کر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس طاعونی لہر کے ساتھ بغاوت کے طوفان کے آثار بھی پولیٹیکل آسمان پر نظر آتے ہیں۔ اور اس فساد کی طاعون کے جراثیم ملک میں پہنچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ میں بلا خوف تردید کہونگا کہ ان جراثیم کو پھیلانیوالے ہمارے مہاتما ہندو بھائی ہیں جو ایک طرف تو بائی پن کرینا چاہتے ہیں اور دوسری طرف انسانوں پر ظلم کرنے کے لئے دلیر اور بے باک ہیں۔ پنجابی اخبار کے مقدمہ کے بعد جو حرکات ظاہر کیگئی ہیں وہ سراسر مآل اندیشی اور انسانیت کے برخلاف ہیں۔ کیا اسی تہذیب و متانت پر یہ کوشش اور آرزو کیجاتی ہے کہ

ہمارا اپنا راج ہو

میں سچ کہنے سے باز نہیں رہسکتا اور اس امر کی پروا نہیں کرتا کہ یہ شوریدہ سر مجھے گالیاں دیں گے اور اگر ان کے بس میں ہو تو وہ حملہ کرنے پر بھی آمادہ ہوں لیکن اس وقت میں اپنا **مذہبی فرض** سمجھتا ہوں کہ **مسلمانوں کو آگاہ کروں** کہ وہ ایسے خطرناک طریقوں سے پرہیز کریں اور مسلمانوں کے لیڈروں کا فرض ہو کہ وہ اپنی زیر اثر جماعتوں کو ایسے تمام جلسوں اور تحریکوں سے **بالکل الگ رہنے** کی ہدایت کریں۔

ان ہندوؤں کی شیریں سخنیوں اور لجاجت پر ہرگز نہ جانا یہ جسطرح انگریزی قوم کے دشمن ہیں اسیطرح مسلمانوں کے بدخواہ ہیں۔ کیا انہیں میں کا وہ رام بھجدت چودھری نہیں جو ایک طرف اللہ اکبر کے نعرے مارتا ہے اور جب گوروکل میں جاتا ہے تو اسکی پوزیشن بدل جاتی ہے یہ بیشک زنی کریں گے اور مسلمانوں کو جو ہر طرح سے قابل رحم ہیں بدنام کرنیکی کوشش کریں گے اسلئے یہ وقت ہو کہ **مسلمان ان سے بالکل الگ ہو جائیں**۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ انسانیت کا برتاؤ ان سے نکریں نہیں جہانتک انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے وہ کرو۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو کسی کی مدد کرسکتے ہو کرو مگر

ایسی شرمناک تحریکوں میں شامل مت ہو

ہمارے لیے خیر اور برکت اسی میں ہے کہ ہم

شاہِ وقت کی پوری اطاعت کریں

احمدی قوم کے لئے خصوصاً یہ نازک وقت ہے اگرچہ اسکی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے لیکن تیس کروڑ کے مقابلہ میں اسکی کیا ہستی ہے۔ مسلمان اس سے دشمن اور ہندو اس سے بیزار باوجود اسکے ہم بڑی مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ یہ قوم شاہ وقت کے متعلق اپنے فرض کو خدا کے فضل سے خوب شناخت کرتی ہے کیونکہ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو

تاجِ برطانیہ کا دلی خیر خواہ ہے

اپنی شرائط بیعت میں دوسری ہی شرط یہ رکھی ہے کہ ظلم اور خیانت **فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا** پس جبکہ ایک مخلص مرید کے لئے یہ ضروری ہے کہ بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا تو ہمیں اس موقع پر یہ ظاہر کرنے کا فخر ہے کہ

احمدی قوم قطعاً ایسی شرمناک تحریکوں میں شامل نہیں

تجربہ نے بتلا دیا ہے کہ گذشتہ موقع پر جب طالبعلموں نے سٹرائک کیا تو احمدی طلباء ایسی تمام تحریکوں سے الگ رہے اور انشاء اللہ گورنمنٹ دیکھ لیگی کہ

احمدی قوم ایسی تحریکوں کو قطعاً ناپسند کرتی ہے

ہمسایہ کیساتھ ہمدردی نہیں شامل نہیں ہوسکتا اور نہ ہو نگے تمام احمدی یا درکھیں کہ خدا

لالچ سے یا دہمکی سے ایسی تحریکوں میں تمہیں شامل ہونے کے لئے کہا جاوے مگر ایسے لوگوں کی تطمع پر واہ نکرو ہسلئے کہ تمہارا امام ان باتونکو **سخت نفرت کی نظر** سے دیکھتا ہے اور ہم ان برکات اور احسانات کو کبھی بھول نہیں سکتے جو تاج برطانیہ کی بدولت ہمیں حاصل ہیں۔

ان مسلمانوں کی سخت نادانی ہوگی جو ایسے لوگوں کے شامل ہوں جو ایک جانور کو اشرف المخلوقات انسان پر ترجیح دیتے ہیں۔

اگر ہمارے ہمسایہ اس سے بیزار ہوتے ہیں تو ہوں

انا بری منکم

ہم سے کبھی نہیں ہوسکتا کہ ناشکری اور غداری کا ایک بیج بوئیں تم کو اس روکا نہیں جاتا کہ ادب اور تہذیب کے ساتھ اپنے معروضات پیش کرو۔ گورنمنٹ سننے کو آمادہ ہے لیکن بیحیائی اچھی نہیں جو کیجاتی ہے کیا یہ پولیٹیکل لیڈر پسند کرتے ہیں کہ انکی اولاد انکے سامنے شوخی کرے یہ پھر گورنمنٹ انگلشیہ کی مہربانیوں اور عطوفتوں کا یہی ثمرہ ہے جو شوریدہ سر لڑکوں کو لیکر دکھایا جاتا ہے۔ کچھ تو شرم کرو۔

مسلمان ناقابل عفو غلطی کریں گے اگر ایسی تحریکوں میں حصہ لیں مسلمان اخبار نویسوں اور لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ قوم کو آگاہ کریں اور اس طوفان بے تمیزی کے سیلاب سے الگ رہنے کی ہدایت کریں۔

آسمان بار دنشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں نشانات کی وہ بارش ہو رہی ہے کہ انکا شمار بھی مشکل ہوگیا ہے کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا۔ ۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا تھا

اردت زمان الزلزلہ

میں نے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجاوے۔

اسپر یہ نوٹ دیا گیا تھا اس سے کسی معمولی زلزلہ کیطرف اشارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو بڑے بڑے زلازل کا ارادہ کیا ہے یہ انہیں سے ایک ہے جنہیں کا وقت قریب آگیا معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ وحی الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء اور ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء میں چھاپی گئی اور ایسا ہی اخبار بدر میگزین تشحیذ الاذہان وغیرہ رسایل میں بھی قبل از وقت شائع ہوئی۔ چونکہ اسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک زلزلہ کا وقت قریب آگیا ہوا معلوم ہوتا ہے اسی کے موافق ۱۲ اور ۱۳ اپریل کی درمیانی شب کو ۲ بجے کے قریب پنجاب کے اکثر مقامات میں زلزلہ آیا۔ اور یوں خدا کا کلام پورا ہوا۔

اس کے متعلق بعض خطوط کا خلاصہ یہ ہے۔

کوہاٹ سے مرزا عباس علی صاحب لکھتے ہیں۔ ایک سخت دھکا زلزلہ کا آیا اور قریباً تین منٹ تک زمین حرکت کرتی رہی سبحان اللہ ہمارے امام کی باتیں لفظ بلفظ پوری ہوتی ہیں۔

میاں غلام رسول تبسم سب انسپکٹر تحصیل بکھیانہ ضلع جھنگ سے لکھتے ہیں۔ شب گذشتہ کو ۱ بجے بعد رات کے یہاں بڑا زلزلہ آیا عام لوگ جو سوگئے تھے وہ جاگ کھڑے ہوئے اور بھاگ کر مکانوں سے باہر نکل آئے۔ چڑیاں جنگی گھونسلے چھتوں میں تھے گر پڑیں پہلے آہستہ آہستہ زلزلہ شروع ہوکر پھر ایک بڑا دھکا۔ کہاں ہیں وہ ماہرین جنکا دعویٰ تھا کہ اپریل ۱۹۰۵ء کے بعد اب مدتوں تک کوئی بڑا زلزلہ نہیں آئیگا اور کدھر ہیں منکرین دیکھیں کہ خدا کی باتیں کسطرح پوری ہو رہی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک آسمان سے نشانات کی بارش ہے اب کیا کسر رہی ہے عجیب عجیب نشانات پورے ہو رہے ہیں۔

پشاور سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ گیارہ بجکر بیس منٹ پر بہت زور سے زلزلہ آیا ۱۲/۱۳ اپریل ۱۹۰۷ء بروز ہفتہ ڈیڑھ یا دو منٹ تک رہا۔

ایسا ہی سیالکوٹ سے مکرمی سید حامد شاہ صاحب اور لاہور سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور برادر محمد حسین صاحب نے اور بعض دوسرے مقامات سے ایسی ہی خبریں آئی ہیں۔۔۔۔

1054

ہفتہ وار نصف لاکھ سے زیادہ موتیں

گو کمبخت طاعون ہندوستان میں ۱۸۹۵ء میں شروع ہوا تھا مگر اس سال بیں طاعونی اموات کا کوئی حساب نہیں رکھا گیا تھا لیکن ۱۸۹۶ء سے گورنمنٹ نے

اموات کا حساب رکھنا

شروع کر دیا جسکی تفصیل اپریل ۱۹۰۶ء تک حسب ذیل ہے۔

سال	تعداد اموات طاعون
۱۸۹۶ء	۱۷۰۴
۱۸۹۷ء	۵۶۰۵۵
۱۸۹۸ء	۱۰۱۸۵۳
۱۸۹۹ء	۱۳۴۷۸۹
۱۹۰۰ء	۹۳۱۵۰
۱۹۰۱ء	۲۷۳۶۷۹
۱۹۰۲ء	۵۷۷۴۲۷
۱۹۰۳ء	۸۵۱۰۲۶۳
۱۹۰۴ء	۱۰۲۲۲۹۹
۱۹۰۵ء	۹۵۰۸۶۳
۱۹۰۶ء (صرف جنوری سے اپریل تک)	۱۷۰۰۰۰

لیکن ۱۹۰۶ء ۱۹۰۵ء سے تعداد اموات کے لحاظ سے کسیقدر کم رہا۔ مگر ۱۹۰۶ء یقیناً اپنے سب ماسبق سالوں سے

اموات میں گوئے سبقت لیجائیگا

کیونکہ اسکی صرف ایک ہفتہ کی اموات کی کیفیت جو ذیل میں درج کیجاتی ہے بیحد ہولناک ہے۔

ترپن ہزار سے زیادہ موتیں

صرف ایک ہفتہ کی طاعون کی کارگزاری سنگدل سے سنگدل شخص کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہے کیونکہ ہفتہ مختتمہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء کے اندر تمام ہندوستان میں حسب ذیل اموات درج کیگئی ہے۔ یعنی ۲۱ ہزار ۸ سو ۹۷ واردائیں اور (۵۳۶۸۱) موتیں ہوئیں جسکی تفصیل مختلف صوبجات کے لحاظ سے یہ ہے۔ احاطہ بمبئی (۴۰۰۶) مدراس (۱۲) بنگال (۳۸۶۷) صوبجات متحدہ (۱۵۱۶۲) پنجاب (۲۷۰۹۰) مشرقی بنگال میں کوئی موت نہیں ہوئی۔ صوبجات متوسطہ (۱۵۱۹) وسط ہند (۲۲۳) راجپوتانہ (۲۵۳ ہفتہ ماسبق میں) کشمیر (۲۲۹) صوبہ سرحد شمال مغربی (۲) برہما کی کیفیت موصول نہیں ہوئی تھی۔ اور ذیل کے اضلاع میں ہفتہ کی اموات ایک ہزار سے متجاوز ہوئیں۔ سارن (۱۷۴۹) مظفر نگر (۴۴۹۷) بلیا (۱۳۳۸) انبالہ (۱۵۵۹) لودیانہ (۱۲۷۹) رہتک (۱۷۵) جالندھر (۲۱۹۰) فیروزپور (۱۲۷۸) گورداسپور (۱۱۵۵) لاہور (۱۷۱۵) گوجرانوالہ (۵۲۱۹) سیالکوٹ (۲۶۷۳) گجرات (۱۵۱۶) اور ریاست پٹیالہ (۱۱۰۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تمام ہندوستان میں پنجاب میں سب سے زیادہ طاعون ہے اور اس کے بعد صوبجات متحدہ میں گو بلحاظ ایک ضلع کی کثرت اموات کے ضلع مظفر نگر سب سے بڑھا ہوا ہے جہاں ایک ہفتہ کے اندر

بیس ہزار اموات ایک ضلع میں

ہوں بعض بعض شہر اور دیہات تو بالکل ویران اور برباد ہو رہے ہیں۔ ضلع مظفر نگر کا کیا حال ہوگا کہ جہاں بیس ہزار کے قریب اموات ایک ہفتہ میں ہوئیں۔ جبکہ ضلع گوجرانوالہ میں اُلو بول گیا ہے اور کئی گھر بالکل بند ہوئے ہیں اور خاندان برباد ہو گئے ہیں کہ جہاں کی ہفتہ وار اوسط سوا پانچ ہزار ہے اور مجھے ذاتی علم سے معلوم ہے کہ وہاں لوگوں کی کیسی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ ایک صاحب سے جو دو روز کے لئے اپنے گھر گوجرانوالہ میں ایسٹر کی تعطیلات میں گئے تھے بیان کیا کہ قبرستان میں جنازوں کی یہ کثرت ہے کہ بعض لوگ ایک جنازے کے ہمراہ جاتے ہیں۔ چار چار چھ چھ گھنٹے قبرستان سے واپس نہیں آ سکتے۔ کیونکہ جنازوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ اور وہ یکے بعد دیگرے سب میتوں کے جنازے پڑھتے رہتے ہیں۔ اور یہی حال لاہور کے قبرستان میں ہے۔

خاص لاہور میں بھی کہ جہاں روزانہ وارداتوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (۱۴۰) تک سرکاری طور پر بھی درج رجسٹر ہو چکی ہے۔ چھوٹا موٹا

نمونہ محشر برپا ہے

قبرستان اور مرگھٹ کیطرف لاشوں کا تانتا بندھا ہوا ہے کسی کو اپنی سلامتی پر ذرا بھروسہ نہیں رہا۔ کاروبار آدھے سے تہائی بمشکل چلتے ہیں۔ کارخانہ پیسہ اخبار میں حاضری کا اوسط نصف کے قریب رہ گیا ہے۔ یہی حال باقی سب کاموں کا ہوگا۔ لوگ شہر کے اندر سے بھاگ بھاگ کر بیرونی حلقوں میں یا باہر کوٹھیوں میں جا رہے ہیں۔ لیکن نہ اتنی کوٹھیاں ہیں اور نہ دیگر محفوظ مکانات اتنے ملتے ہیں کہ جہاں سب لوگوں کی گنجائش ہو سکے۔ اسوقت لوکل گورنمنٹ اور پبلک کمیٹی کو ان لوگوں کو طاعون زدہ مقامات سے دور پناہ بہم پہونچانے میں مدد دینی چاہیئے اور لوگوں کے ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ طاعون کا بہترین علاج یہی ہے کہ وہ

طاعون زدہ لوگوں اور علاقوں سے علیحدہ رہیں!

اسمیں کوئی شک نہیں کہ طاعون کا بہترین اور حکمی علاج اب تک معلوم نہیں ہوا۔ اسلیئے بہت لوگوں کا اس وبا سے مرنا ضروری ہے لیکن جسقدر متفرق علاج اور احتیاطیں اب تک معلوم ہو چکی ہیں اُنپر بھی عوام الناس کاربند نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر قصور اُن کے تعلیم یافتہ ناہنماؤں کا ہے جو

اپنا فرض ادا نہیں کرتے

میرے خیال میں اس وقت لاہور میں تعلیم یافتہ اہل شہر کا ایک بہت بڑا جلسہ ٹاؤن ہال یا کسی دوسرے مکان پر ہونا چاہیئے تا کہ اہل شہر کی اس مصیبت پر غور کر کے کچھ تدابیر فیصل کرے۔ بیسیوں چھوٹی موٹی باتیں اہل شہر کو درد بیکسی ممکن ہے۔ جو کہ حقہ نہیں دیکھا رہی ہے ایسا جلسہ اب بھی بہت جلد ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے اس طرف کچھ توجہ کی ہے اور چندہ کا اپیل کیا ہے۔ یہ بہت اچھا کام ہے۔ مگر انڈین ایسوسی ایشن کو ایک عام جلسہ بھی کرنا چاہیئے تاکہ حالات موجودہ پر بحث کر کے کچھ تدابیر اختیار کیجا سکیں۔ (روزانہ پیسہ)

(الحکم) اس نمونہ قیامت کو دیکھکر کون دل ہے جو تھرا نہیں اٹھے گا۔ ۱۸۹۸ء کو میں جب طاعون کے ملک میں بشدت پھیل جانے کی پیشگوئی کی تھی، اسوقت اسی ہمعصر پیسہ اخبار نے ہنسی اڑائی تھی اور پھر جب لاہور میں اس آفت کے آنے کی خبر دی گئی تو پیسہ اخبار نے لکھا تھا کہ لاہور اس سے محفوظ رہا کہ پیسہ اخبار کا ناچیز ایڈیٹر اس میں موجود ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر ہزاروں آدمی آئے اور لاٹ صاحب کے تبادلہ کی وجہ سے بھی بڑا ازدحام ہوا۔ مگر لاہور محفوظ رہا۔ پیسہ اخبار سنت اللہ سے محض ناواقف تھا اور ہے اور اسکو

تغیر شدہ ہی کہ

دیرگیر و سخت گیر دمر ترا

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اب جبکہ سال گذشتہ میں یہ اعتماد کر لیا گیا تھا کہ طاعون سے ملک بالکل پاک ہو جائے گا خدا تعالیٰ نے اپنا کرشمہ قدرت دکھایا اور اس قہری تجلی کی چمک سے دنیا کو حیرت زدہ بنا دیا۔

وہی لاہور ہے جسکی نسبت خود پیسہ اخبار کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ

نمونہ محشر برپا ہے

بہرحال پیسہ اخبار کے ایڈیٹر اور دوسرے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹلا نہیں کرتیں۔ اسوقت بہت ہی نازک دن ہیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے۔ اب وقت ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور پوری نیاز مندی کے ساتھ

یا مسیح الخلق عدوانا

کہتے ہوئے خدا کے برگزیدہ مامور کیطرف رجوع کریں اور اس علاج پر کاربند ہوں جو اس نے خدا تعالیٰ کی وحی سے اطلاع پا کر بتایا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اس کے سوا اور کوئی چارہ اور راہ نہیں۔ اس مرتبہ طاعون کے ذریعہ جسقدر اموات پنجاب میں ہو رہی ہیں وہ نہایت ہی ڈراونی تعداد ہے۔ ایک ہفتہ میں نصف لاکھ سے زیادہ موتوں کی تعداد ایسی تعداد نہیں جو گورنمنٹ کو بھی متحیر نہ کردے۔ اسلئے اس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنے ہیں کہ ایک ہفتہ کے اندر

نصف لاکھ سے زیادہ رعایا گورنمنٹ کی حلقہ اطاعت سے کم ہو جاتی ہے

پس اس سے تمدن تجارت اور دوسرے امور پر جو اثر پڑ رہا ہے وہ ایسا نہیں کہ سرسری نظر سے دیکھا جائے گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے؟ یہ خود اس کا اپنا کام ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وقت ہے کہ لوگوں کو پوری مدد دیجاوے اب لوگ سیگریگیشن کی اہمیت اور ضرورت کو بھی سمجھنے لگے ہیں اور ایک حد تک یہ طریق مفید ہی ثابت ہوا ہے۔ نہیں اسکے لئے اور ضروری ادویات کے لئے کثیر التعداد روپیہ منظور کرنا چاہیئے۔ اور ناظم ایسے لوگ بنیں جو اپنے اخلاق عادات کے لحاظ سے متمیز ہوں۔ گورنمنٹ سے جہانتک اس بات کا تعلق ہے اس حد تک گورنمنٹ اپنی رعایا کو مدد دے اور رعایا کا فرض ہے کہ وہ صدق دل اور نیک نیتی سے گورنمنٹ کی تدابیر انسداد کو عمل میں لاوے یہ تو جسمانی طریق اصلاح کا ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ طاعون کی اصلی جرم انسان کی عملی تبدیلی سے ہلاک ہو سکے۔

جہاں سیکڑوں دوسرے علاج کئے ہیں کیوں متفق ہو کر اس طریق علاج کا تجربہ نہیں کیا جاتا۔

جو خدا کا مامور بتاتا ہے

کیا اس علاج میں کوئی نقصان اور ہرج ہے؟ کیا وہ روپیہ پیسہ کے لحاظ سے بہت قیمتی ہے؟ نہیں وہ تو ایسا علاج ہے کہ ہر شخص آسانی سے اختیار کر سکتا ہے۔ وہ کیا؟

خدا تعالیٰ سے سچی صلح

سچ یہ ہے کہ اب اگر کوئی علاج کارگر ہو سکتا ہے تو وہ

بجز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

کے مضمون کے اندر ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں کیونکہ ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ نعم المولیٰ ونعم الرفیق۔ ضد اور عداوت کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کرنا چاہیئے جو خدا کا مامور بتاتا ہے

ایک آریہ اخبار فحش نویسی کے جرم میں

آگرہ کا اخبار مسافر (جو لیکھرام آریہ مسافر کی یادگار میں نکالا گیا ہے) جیساکہ ناظرین کو معلوم ہے فحش نویسی کے جرم میں ماخوذ ہے اور اسپر سرکار کیطرف سے مقدمہ چلایا گیا ہے مگر راستی کا دیوتا اور روشنی کا فرزند پرکاش اصل حال کو چھپا کر جہاں اسلامی اخبارات کو بدتہذیب قرار دیتا ہے وہاں مسافر پر اس مقدمہ کی وجہ مسلمان بتاتا ہے۔ اور اصل غرض اسکی یہ ہے کہ مسافر ڈیفنس فنڈ میں آریہ لوگ روپیہ بھیجیں۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ آریہ اسکو روپیہ بھیجیں یا نہ بھیجیں یہ وہ جانیں اور ان کا کام لیکن اتنا انکو سوچ لینا چاہیئے کہ اس کے دوسرے الفاظ میں یہی معنے ہیں کہ وہ اس فحش نویسی کے حامی اور مسافر کے ایڈیٹر کو زیادہ بے باک بنانے کے محرک ہیں۔ کیا وہ اسی کرتوت پر مسلمانوں سے صلح کرنی چاہتے ہیں اور یہی اصول اتحاد ہے مسلمانوں نے تو نہایت صبر اور برداشت سے مسافر کی ناپاک اور گندی تحریروں کو دیکھا۔ لیکن گورنمنٹ کے انصاف نے اسے مجبور کیا کہ وہ ایسی فحش تحریر و نیز نوٹس لے۔ انہیں مسلمانوں کو الزام دینا ہی کمینہ رویہ ہے پرکاش کو ایسی طرز اختیار کرنے سے محترز رہنا چاہیئے۔

کیا گورو کل کے پنڈال میں جھوٹ بولا گیا؟

مہاتما پارٹی کی تعلیمی انسٹیٹیوشن گوروکل کے سالانہ جلسہ پر ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو جو آریہ کانفرنس ہوئی اس کا مضمون غیر مت والوں سے ہمارا برتاؤ تھا اس مضمون پر مہاتما پارٹی کے لیڈروں نے تقریریں کیں ان میں ماسٹر رام دیو صاحب نے کہا کہ

ہمارا طریقہ تحریر اور تقریر اسقدر ناموزوں ہے کہ انہیں تبدیل کرنیکی سخت ضرورت ہے۔ اور ایسا ہی لالہ منشی رام صاحب نے جو اس مجلس کے میر مجلس تھے کہا کہ

”اتنا ضرور ہے کہ غیر مذہب والوں کو سخت الفاظ سے مخاطب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دیدک دہرم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو سخت الفاظ میں مخاطب ہونے سے اثر نہیں ہو سکتا“

غرض متفق طور پر یہ تسلیم کیا گیا کہ آریہ سماج کا طریقہ تحریر و تقریر غیر مذاہب کے متعلق قابل اصلاح ہے اور موجودہ حالت قابل اعتراض ہے لیکن پرکاش کا ایڈیٹر جلسہ میں موجود ہونے کے باوجود اور خود ہی روئداد کو شایع کرنے کے باوجود مسلمانوں پر الزام لگاتا ہے کہ وہ بدتہذیبی سے کام لیتے ہیں۔ پرکاش کے ایڈیٹر کو شرم کرنی چاہیئے۔ یہ بدتہذیبی آریوں کو مبارک ہو۔ آریوں کے پاس اور ہے کیا جو وہ پیش کریں گے آجکل ایک نیوگ ہے اس کے فضایل بیان کرتے رہیں کون انہیں منع کرتا ہے

آریوں کی اس کانفرنس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

جبکہ گوروکل کے پنڈال میں آریوں کے طرز تحریر و تقریر کو بدل دینے پر متفق آواز اٹھائی گئی ہے تو کیا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پنڈت لیکھرام کی کتابوں کی اشاعت بند کر دیجاوے اور ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سمولاس

نکالدیا جاوے؟ اور آیندہ سے بیباک آریوں کے منہ میں لگام دیدیا جاوے؟ اور آریہ مسافر کا روش بدل دیا جاوے؟ یہ تجربہ بتائیگا اور ہم دیکھیں گے!

وہ جو خدا کیطرف سے ہے اسے کون ضایع کرسکتا ہے

احمق انسان قدرت کا مقابلہ کرنے میں اپنی بہادری ظاہر کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ اپنی جان پر ظلم کرتا اور دانشمندوں کے لئے ایک مضحکہ بنتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل کو کوئی انسانی طاقت کبھی مٹا نہیں سکتی اور نہ اسکی کارروائیوں اور مقاصد میں روک پیدا کرسکتی ہے وہ ایک پہاڑ ہوتا ہے جو اس سے ٹکر مارتا ہے وہ اپنا سر پاش پاش کرکے وہیں ہلاک ہوجاتا ہے اسے اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔ پرکاش کے ایڈیٹر نے قادیاں کے کٹر آریوں سومراج اور اچھر چند کے مرنے پر اظہار افسوس کے ضمن میں لکھا ہے۔

"وہ پنڈت سومراج اور لالہ اچھر چند کی ذات کے ساتھ ہمعصر شبھ چنتک کی ذات وابستہ تھی اسلئے قدرتی طور پر انکی موت کے ساتھ اخبار کی ہی موت سمجھنی چاہیئے۔ لیکن ہماری رائے میں ضلع گورداسپور کے آریہ بھائیوں کا فرض ہے کہ جسطرح ہوسکے ایسی حالت میں اخبار کو جاری رکھیں کیونکہ جس پاکھنڈ کے ناش کے لئے شبھ چنتک کا جنم ہوا تھا وہ پاکھنڈ اسوقت تک قائم ہے اور اگر اخبار بند ہوگیا تو ممکن ہے کہ مرزائی بھولے بھالے بھائیوں کو اپنے دام تزویر میں لے آویں لوگوں کو مرزا کے فریب سے آگاہ رکھنے کے لئے لازمی ہے کہ شبھ چنتک کی ہستی قایم رہے"

پرکاش کا ایڈیٹر جو اپنے مضمون مفہوم کے نام سے اگنی کا فرزند کہلا سکتا ہے (تیسرے نیوگی خصم سے مراد نہیں) اس سلسلہ کو پاکھنڈ قرار دیتا ہے اور اسکو ناش کرنے کے لئے شبھ چنتک کی ہستی لازمی بتاتا ہے۔ کاش وہ پہلے سے سوچ لیتا کہ اس پاکھنڈ کو ناش کرنے کے لئے اٹھنے والوں کا کیا حشر ہوا اور واقعات نے کس کو پاکھنڈ قرار دیا۔ لیکھرام کس دم خم کے ساتھ خدا کے قائم کردہ سلسلہ کو مٹانے کے لئے اٹھا اور تین سال کے اندر سلسلہ اور اس کے بانی کے مٹ جانے کی پیشگوئی کرتا تھا مگر آج لیکھرام کی ہڈیاں بھی نظر نہیں آتی ہیں کیا پرکاش کا ایڈیٹر بتا سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ کسی سکتے۔ باپنڈت رباسورکو پکڑ کر کہدے کہ لیکھرام جی مہاراج اس میں برا جتے ہیں تو اسکو کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرے گا۔ وہ جو خدا کے مامور کو مٹانے کو اٹھا تھا خود مٹ گیا۔ اور ابتر بے نام و نشان ہوکر مرگیا۔ اور اولاد نہونے کی وجہ سے ہی نجات سے محروم رہا مگر وہ جسکو پاکھنڈ کہتے تھے وہ حق ثابت ہوکر اٹل پہاڑ کیطرح قایم ہے اور بڑے زور کے ساتھ اسکی ترقی کی موجیں بہ رہی ہیں جسکو اب کوئی طاقت روک نہیں سکتی پھر پرکاش کے ایڈیٹر کے خیال کے موافق شبھ چنتک کا جنم اسی غرض کے لئے ہوا؟ اس نے کیا کیا؟ اس سلسلہ کو مٹانے میں کہاں تک کامیاب ہوا؟ خود مٹ گیا اور اپنا نام و نشان مٹا گیا۔ اور سلسلہ کے باغ میں کھاد کا کام دے گیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے کمریں باندھ کر اٹھے اور ناکام نامراد رہکر یا تو گمنام ہوگئے یا انکا نام و نشان مٹ گیا۔

میں اس سے ناراض نہیں کہ آپ اخبار کو جاری نہ کریں کریں اور شوق سے کریں اوروں کو ابھارنے سے کیا فائدہ کیوں خود ہی بوریا بستر اٹھا کر قادیاں میں ڈیرا نہیں لگا دیتے۔ تاکہ نیوگ نہ کرانا پڑے (یعنے غیروں کو مخالفت سلسلہ کا کام نہ لو خود ہی کرو) اور رائے شو سنگہ یا بخشیش سنگھ ہی کو ابھارنے کی نوبت نہ آئے۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے مامور کے مقابلہ میں جو آیا اور

جب آیا وہ ذلیل و رسوا ہوا اور ہوگا اس متواج دریا کو کوئی

تنکا روک نہیں سکتا جو ایسی بیہودہ حرکت کرے گا وہ

خود بہ جائے گا ایک شبھ چنتک کیا اگر تمہارے چھوٹے اور

بڑے اور اگلے اور پچھلے اکیلے اکیلے اور سب کے سب اکٹھے ہوکر انسانوں کی صورت میں یا سوروں اور بندروں اور بھیڑیوں کی جون میں حملہ کریں پھر بھی وہ اس

پہاڑ کو جنبش نہیں دے سکیں گے

کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا مرسل ہے اور اس کے لئے وعدہ الٰہی یہی ہے

سیهزم الجمع ویولون الدبر

سخت احتیاط مطلوب ہے

انگریزی تہذیب کیطرف ہز مجسٹی امیر کابل کا میلان طبع ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ مدراس میل کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ مس لیشبی جن کو حال میں امیر صاحب نے بیگمات کی تعلیم کے لئے ملازم رکھا ہے۔ ۲۶ر مارچ کو اوٹاک منڈ سے کنور پہنچیں اور اپنی خدمات کا چارج لینے کے لئے بذریعہ میل براہ پشاور کابل کو روانہ ہوگئیں۔ ان کے ساتھ ایک جرمن خادمہ ہے اور دو کتے ہیں جو ضرورت کے وقت معقول باڈی گارڈ ثابت ہوں گے۔ افغانی معاملات کی تاریخ میں یہ تعیناتی ایک نیا باب ہے کیونکہ مس لیشبی محض اسی غرض سے کابل جا رہی ہیں کہ بیگمات کو انگریزی طرز پر ہز مجسٹی کے خانگی انتظامات کی تعلیم دیں۔ اور انگریزی طریق پر مہمانوں کی خاطر و مدارات کے اصول سکھائیں مس موصوفہ ہر طرح اس عہدہ کی اہل ہیں کیونکہ گانے بجانے میں ان کو خاص مہارت ہے اور زباندانی میں بھی ایسا ملکہ ہے۔ امپیریل گورنمنٹ کی ذمہ واری پر مس موصوفہ کابل گئی ہیں"

مولانائے عبدالعزیز والی مراقش کی مثال اسوقت ہمارے سامنے ہے۔ غالباً امیر کابل بھی اخباری دنیا کے ایسے موٹے واقعہ سے بیخبر نہوں گے مولائے موصوف کو اپنی رعایا میں کیوں ہر دلعزیزی حاصل نہیں ہوئی؟ محض اسوجہ سے کہ انہوں نے پبلک کی فیلنگز کی پروا نہ کرکے بالکل صاحب لوگوں کی سی بود و باش اور معاشرت اختیار کرلی۔ لوگوں کے دلوں سے انکی مذہبی فرمانروا ہونے کا وقار اٹھ گیا۔ ہز مجسٹی امیر کابل کو بھی جو اسلامی دنیا میں حضرت خلافت پناہی اور سلطنت ایران کے بعد تیسرے درجہ پر ہیں اور جن پر ایک کثیر اسلامی آبادی کی عظمت و احترام کی نگاہیں پڑتی ہیں۔ نیا راستہ اختیار کرنے میں۔ جو اپنی ظاہری خوبیوں کے لحاظ سے نہایت دلکش ہے نہایت حزم و احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ اور جبتک افغانی پبلک جنرل تعلیم سے بہرہ اندوز نہو۔ ان کو چاہیئے کہ انہی نشانات معروفہ کو نشان راہ بنائیں جو امیر مرحوم نے قایم کردیے ہیں۔

(وکیل)

آتشی ستارہ کا نمودار ہونا

سول ملٹری گزٹ کا ایک نامہ نگار کہتا ہے کہ گذشتہ اتوار کے دن پونے پانچ بجے شام کے ایک سنگ شہابی آسمان سے گرا۔ جو بہت ہی درخشاں تھا۔ راولپنڈی سے دیکھا گیا تک اسکا رخ جنوب مشرق کی جانب تھا گو دہوپ تھی پھر بھی روشنی بہت تیز تھی اگر رات کے وقت گرتا تو ایک مافوق العادت منظر دیکھنے میں آتا۔ اس کے متعلق آج پیسہ اخبار کے متعدد نامہ نگاروں کے خطوط درج کئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ پنجاب کے اکثر حصوں میں یہ قدرتی کرشمہ دیکھا گیا ہے۔

حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ ۳۱ مارچ کو بوقت ۵ بجے شام بطرف مشرق ایک دُمدار ستارہ کیطرح ایک آتشی ستارہ ۴۰ منٹ تک آسمان پر نمودار رہا۔ اس کے بعد ایک دہواں سا ہوگیا۔ اسکی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کیا شئے تھی یہی کیفیت کئی دیہات میں بھی دیکھی گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کے تمام احوال سے پورا پتہ ہو تو تحریر کریں۔ کیونکہ ہمارے علاقہ میں کئی طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مرزائی صاحبان کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا الہام ہے کہ آسمان سے ایک نشان عنقریب ظاہر ہوگا جو ۲۰ مارچ سے یکم اپریل ۱۹۰۷ء تک ظاہر ہوگا۔ کئی صاحبان کہتے ہیں کہ پہاڑ پھٹ گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ توپچیوں نے گولہ آسمان پر چڑھایا ہے۔ (محمد عبداللہ خاں از حافظ آباد)

تحصیل جہلم۔ ۳۱ مارچ کو بروز اتوار تقریباً ۴ بجے شام کو ایک شعلہ آتشی آسمان پر مغرب سے نمودار ہوکر مشرق کی طرف جاکر غائب ہوگیا۔ اور ذرا دیر ایک بادل سا نظر آیا۔ حالانکہ آسمان بالکل صاف تھا۔ یہ خدائی قدرت دیکھکر سب حیران رہ گئے (محمد خاں نائب مدرس ٹہری ضلع جہلم)

سنگھتل ریاست جموں۔ کل شام ۴ بجے عجب قدرت دیکھنے میں آئی میں سایہ میں بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا تھا کہ کتاب کے صفحہ پر بجلی کیطرح چمک پڑی چونکہ مطلع بالکل صاف تھا اوپر نظر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک دہوئیں کی لکیر لمبی جسطرح کہ آتشبازی کی ہوتی ہے اسطرح کی نظر آئی جو کہ پھیل رہی تھی دو منٹ کے بعد اس قسم کی آواز اس دہوئیں کے اندر سے آئی جسطرح کئی توپیں فاصلہ پر اکٹھی چلی ہوں اور یہ آواز نصف منٹ تک رہی۔ سب لوگ خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ کوئی صاحب اگر کچھ وجہ بتا سکیں تو درج اخبار فرمادیں۔

(دیکھشی کرتار سنگھ رونہ ٹھیکہ دار)

کاس والہ (ضلع گوجرانوالہ) ۳۱ مارچ کو ۴ بجے دن کے شمالی جانب سے ایک گولہ سرخ و نیلے رنگ کا آسمان سے گرتا ہوا معلوم ہوا۔ جسجگہ دریافت کیا گیا یہی معلوم ہوا کہ اسجگہ گرا ہے۔ حالانکہ معلوم نہیں کہ کس جگہ وہ ستارہ گرا ہے۔ اس ستارہ کے متعلق جو کچھ حالات آپ کو معلوم ہوں بذریعہ پیسہ اخبار تحریر فرماویں۔ (محمد [illegible] از کاس والہ)

پنڈی گھیب۔ کل ۳۱ مارچ بوقت ۴ بجے شام قریب موضع کھڑ تحصیل پنڈی گھیب ایک شعلہ جو کہ قریب ایک نیزہ کے لمبا تھا اور اس کا سرا خرد سٹ کی مانند تھا اور پیچھے سے دم کی مانند تھا آسمان سے گرا۔ اور اسی وقت اور اسی قسم کا شعلہ موضع اخلاص میں بھی اسی تاریخ کو آسمان سے گرا۔ (لالہ ہیرانند دوکاندار و رام سرن پٹواری از پنڈی گھیب)

ضلع گورداسپور۔ کل شام ۳۱ مارچ بوقت ۴ بجکر ۵۴ منٹ پر ایک ستارہ یعنی ایک سخت تیز روشنی بمشابہ ایک مشعل کے جس کے پیچھے ایک لکیر نہایت ہی سفید و شفاف چاندی کا سا دستہ معلوم ہوتا تھا جنوب سے شمال کو جاتا معلوم ہوا۔ جس جگہ وہ گرا۔ اسجگہ سے تیز و تند نکلتے دہواں نمودار ہوا اور اس کے بعد ایک بڑی ہولناک گرج سنائی دی مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے سات سات میل کے فاصلہ پر یہی حال ظہور میں آیا ہے۔ لوگ بیچارے دیہاتی اس کیفیت کو دیکھکر سخت حیرت زدہ ہو رہے ہیں۔ (باوا خادم)

جاگل ضلع گجرات۔ عجائبات قدرت حق میں سے ایک کا مشاہدہ ہوا یکشنبہ کے روز ۳۱ مارچ بوقت ۵ بجے عصر کے وقت ایک شعلہ آگ کا بجانب شرق نمودار ہوا۔ ہری کین لمپ کی چمنی کیطرح گول تھا زمین پر گرنے سے پہلے چنگاریاں نکلکر صرف دخان کیصورت مستطیل میں ظاہر ہوکر قریباً پانچ منٹ میں غائب ہوگیا۔ لطف یہ ہے کہ کوٹلہ سے لیکر دریا چناب کے مغربی کنارہ تک جسکا فاصلہ ۳۰ میل کا ہے یکصد کرم کے فاصلہ پر گرتا لوگ بتاتے ہیں ہزارہا لوگ دیکھکر حیران ہوئے ہیں۔ یہ بھی دریافت کیجئے کہ اور بھی کسی ملک میں کسی شخص نے اسے دیکھا ہے یا نہیں (محمود شاہ)

ضلع راولپنڈی۔ ۳۱ مارچ کو دوپہر سے تا بوقت زوال مختلف جگہوں پر اس علاقہ میں آسمان سے شعلے آتش کے بشکل برج آتشی گرتے نظر آئے اور زمین کے نزدیک آتے ہی دہواں بنکر غالب ہوگئے اور اس کے اوپر کے سمت آسمان پر ابر سا بنکر نمودار ہوگیا۔ اس علاقہ کے بعض گاؤں میں جہاں یہ شعلے گرے طاعون کا بڑا زور ہے یہ کئی معتبر لوگوں نے دیکھے ہیں اور اس علاقہ میں اسبات کا بڑا چرچا ہے کہ آیا یہ کیا بات ہے۔ تمام اخباروں میں اس کا اندراج کیا جائے (جان محمد از جیبر ورتال ڈاکخانہ حیات سر راولپنڈی)

گگڑا ارتھی۔ (تحصیل جہلم) کل ۳۱ مارچ کو بوقت ساڑھے تین بجے شام کے ایک شعلہ آتشین ایسا نظر آیا کہ جس کے سامنے سورج کی روشنی ہی ماند ہوگئی تھی۔ اس شعلہ کی رفتار جنوب مغرب سے شمال مشرق کو شہاب کی رفتار کے موافق تھی۔ اور وہ زمین سے قریب اور زمین کی سطح کے متوازی تھی۔ اسلئے ہم اسکو شہاب نہیں کہہ سکتے کیونکہ کشش زمین ایسا کرنے سے مانع ہے۔ اسوقت تک جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے قصبہ کے اردگرد چھ چھ کوس دور گاؤں والوں نے بھی دیکھا ہے راستہ میں اس شعلہ کے بعد ایک کثیف دہوئیں کی لائن دیر تک نظر آتی رہی بعض خبروں سے پایا جاتا ہے کہ اس شعلہ کی رفتار بالکل خط مستقیم کی صورت میں نہیں تھی۔ بلکہ بعض بعض جگہوں میں اس نے سمت بھی بدلی۔ اس واقعہ کے ظہور کے وقت ابر کا نشان مطلق نہیں تھا جس سے برق کا گمان ہو سکتے اور نہ کسی قسم کا شور یا آواز تھی عجب قدرت خدا تھی۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئی تھیں۔ ایک دو آدمی نے نہیں دیکھا بلکہ صدہا نے دیکھا ہے۔ لوگ بہت سششدر ہیں۔ شاید یہ بھی قیامت کے مقررہ آثار میں سے کوئی نشان ہو (نور عالم) مدرس مدرسہ گگڑا ارتھی ضلع جہلم

کوٹ صدر خاں (ضلع فیروزپور) ۳۱ مارچ کی آسمانی آگ نے عوام الناس کو خائف کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۳۱ مارچ بروز اتوار ۳-۴ بجے شام کے درمیان آسمان کیطرف سے ایک بوتل اترتی دکھائی دی جسمیں سے شعلے نکلکر اوپر کو جاتا تھا۔ بوتل مذکور زمین پر آکر دہواں بن گئی۔ یہ نظارہ ایک جگہ نہیں دیکھا گیا بلکہ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے کم از کم دس پندرہ گاؤں میں دیکھا گیا ہر ایک گاؤں میں کئی کئی اشخاص نے گاؤں کی مختلف سمتوں میں دیکھا ہر ایک نے اپنے سے چند قدم کے فاصلہ پر یہ وقوعہ پایا۔ اکثر آدمی خوف سے گھروں کو بھاگ آئے اس سے لوگ بہت ہراساں ہو رہے ہیں۔ اگر کوئی بزرگ اسکی حقیقت سے آگاہ ہوں تو بذریعہ اخبار ظاہر فرما کر عوام الناس کو مطمئن فرماویں۔ (شیر محمد کوٹ صدر خاں ضلع فیروزپور)

(روزانہ پیسہ)

مراسلات

کھلی چٹھی بنام ایڈیٹر اہل فقہ امرتسر

آج ایک دوست کی معرفت آپ کے اخبار اہل فقہ کا پرچہ نمبر ۹ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء میری نظر سے گذرا جس میں جناب نے (مرزائیوں کا فرار) کی سرخی میں تھوڑا سا مضمون لکھکر آیندہ مفصل حالات کے واسطے ناظرین کو منتظر رہنے کے واسطے لکھا ہے مجھے بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ پر از حد افسوس ہے۔ کہ آپ نے خواہ مخواہ جھوٹ لکھکر پبلک کو گمراہ کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ جلسہ میں چند مرزائیوں نے مرزا کی بیعت سے دست بردار ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مسلمان ہوکر اسقدر افترا۔ آپ تو امرتسر سے مرزائیوں کو مشرف باسلام کرنے کے واسطے تشریف لائے تھے۔ لیکن آپ نے صریحًا جھوٹ بولا۔ اگر آپ کو کچھ حمیت ہے۔ اور آپ سچے ہیں۔ تو براہ مہربانی ان مرزائیوں کے نام بذریعہ اخبار شایع کردیں۔ جو اسوقت آپ کے روبرو بیعت سے دست بردار ہوکر مشرف باسلام ہوئے تھے۔ تاکہ آپکی صداقت پبلک پر ظاہر ہو جاوے آپکے اس مجمع میں صرف چوہدری بڈھے خان [illegible] مہاراجکے۔ میاں جان محمد علی ساکن جیبووال۔ منشی عبدالعظیم پٹواری۔ غلام رسول ساکن مہاراج کے شامل تھے۔ اور یہ مندرجہ بالا چاروں آدمی ابتک حضرت اقدس مسیح موعود کے جاں نثار غلام ہیں اگر آپ کوئی اور سوائے انکے وہاں احمدی جماعت کا آدمی بتلا دیں۔ تو ہر ایک آدمی کے عوض ایکروپیہ انعام آپ کو دونگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جناب اپنے دوسرے مضمون میں انصاف سے کام لیں گے۔ اور آپکے وعظ کے اثر سے جو مسلمانوں نے تالیاں بجائی تھیں۔ اور گالی گلوچ تک بہم پہنچے تھے۔ اسکا بھی ذکر کریں گے۔ اور جو تقریبًا دو سو دو سو روپیہ جمع کیا تھا۔ اسکے خرچ کا حساب بھی اپنے اخبار گوہر بار میں شایع کرینگے۔ تاکہ پبلک کو سب حالات سے واقفیت ہو جاوے۔ اگر آپ نے ان امور پر روشنی نہ ڈالی۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کر کے آپ کی صداقت ظاہر کرونگا۔ والسلام

خاکسار محمد صدیق احمدی از مہاراجکے

اہل حدیث کی صریح ناکامی

ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبًا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظالمون

اہلحدیث نے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسکے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب و توہین کے لئے جسقدر زور لگایا ہے وہ ایسا نہیں جو کسی فرد بشر سے پوشیدہ ہو۔ مگر اس تمام کوشش و سعی کا جو کچھ نتیجہ نکلا اس سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ حقہ کی لاریب خدا تعالیٰ نے ترقی چاہی ہے اور فی الحقیقت وہ اسکے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے اور در اصل قرآن کریم خدا تعالیٰ کی بالکلمت کلام ہے کیونکہ اہل حدیث نے اور اسکے دوسرے ہم مشربوں نے ناخنوں تک زور اسکے مٹانے اور تباہ کرنے کے لئے لگایا اور متعدد کتابوں اور رسالوں کے ذریعہ چاہا کہ اسکی ترقی کو روک دیں مگر کیا مجال کہ انکے یہ رسالے اور کتابیں اسکی ترقی کو روک سکیں یا ان خار و خس سے اسکی شاہراہ میں فرق آسکے! اس سے صاف طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ در اصل خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبًا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظالمون بالکل سچا وعدہ ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو باوجود اسقدر سیاہ دشمنی کے یہی اقرار کرنا پڑا کہ سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں جو تحریریں شایع ہوتی ہیں انکا دیرپا اثر نہیں ہوتا اور نہ وہ عام فائدہ دیتی ہیں دیکھو انکی کتاب الہامات کا صفحہ ۱ جہاں پر وہ

وہ حامیان ملت بیضا و ناصران سنت علیا کیخدمت میں اپیل کے عنوان نیچے لکھتا ہے کہ ہماری تحریرات کے مقابل جسقدر کوششیں ہو رہی ہیں حقیقت میں وہ کافی سے زیادہ ہیں مگر چونکہ منتشر و متفرق ہیں انکی اثر سے کوئی عام اور دیرپا فائدہ نہیں ہوتا" اور درحقیقت ایسا ہونا چاہیے تھا کیونکہ اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ حق پر نہ ہوتا تو انکی سب سعی ہرگز ہرگز بے ثمر اور ناکامی اور نامرادی کا موجب ہوتی مگر یہ لوگ صریحًا ناحق پر ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ حق پر ہے اسلئے انکی تمام کوشش عبث اور بیسود اور حسرت کا موجب ہو رہی ہے جیسا کہ ذیل کا ذکر اسکی اچھی طرح قلعی کھولتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک دوست جناب قاضی ثناء اللہ صاحب خریدار اخبار اہلحدیث عدد ۲ باوجودیکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت سے سخت مخالف تھے محض اللہ تعالیٰ کی وعدہ کے موافق سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ داخل ہوگئے حالانکہ قاضی صاحب مذکور ایسے مخالف تھے کہ انکی مخالفت کا زمانہ جس نے دیکھا ہے وہ خدا کے لئے گواہی دے سکتا ہے کہ اسقدر مخالفت کے بعد قاضی صاحب کا حضرت میرزا صاحب کیطرف رجوع کرنا اور آپکو مامور من اللہ مہدی و مسیح موعود تسلیم کرلینا کسیطرح بھی بڑے اعلیٰ درجہ کے معجزہ سے کم نہیں قاضی صاحب نہ صرف اخبار اہلحدیث کو خرید کرتے تھے بلکہ اسے مید انہیں تیز رہنے کی روا دار تھے بلکہ انہوں نے ابھی دین میں بہت سی کتابیں بھی امرتسری صاحب کی خریدی ہیں جو کہ ابتک انکے پاس موجود ہیں اور ان کتابوں کو صرف معمولی طور پر ہی مطالعہ نہیں کیا تھا بلکہ نہایت غور و فکر سے کام لیکر ان کتابوں سے اچھی طرح فائدہ اٹھانے اور تکذیب کے پہلو پر پختہ رہنے کا مصمم ارادہ کیا ہوا تھا۔ الہامات نامی جس پر مولوی ثناء اللہ بڑا ناز کرتا ہے اسکو بھی انہوں نے نظر انداز نہیں کیا تھا یعنے اس پر جناب قاضی صاحب نے بہت توجہ رکھی تھی اور خاص کر اس کتاب کا یہ نوٹ تو گویا قاضی صاحب کے ایسا از بر کیا تھا کہ کسیوقت بھی اسکو نہیں بھولتے تھے جسکا عنوان "دوستوں کو اطلاع" دیکر یہ تدبیر بتلائی ہے کہ آپ لوگوں کو اگر کسی مرزائی سے گفتگو کرنیکا موقع ہوا کرے تو اس طریق سے بحث کیا کریں تاکہ طول عمل نہ ہو اور مطلب بھی بآسانی حاصل ہو سکے اسلئے کہ اگر مرزا جی بوجہ اپنی پیشگوئیوں کے کاذب محض اور مفتری علی اللہ ثابت ہوں تو بس دوسرے مسایل (حیات مسیح وغیرہ) کی ضرورت ہی کیا ہے" صفحہ ۹

اس پر جناب قاضی صاحب نے ایسا عملدرآمد کیا تھا کہ کمال کو پہنچا یا تھا چنانچہ کئی ایک موقعہ پر امتحان بھی لیا گیا آپ نے فورًا ہی طریقہ تکذیب اختیار کیا تھا جو امرتسری نے بتایا ہے یعنے جب کہیں پر کسی صاحب کسی صاحب کیساتھ گفتگو کرنیکی نوبت آگئی آپ فورًا وہاں کتاب الہامات لیکر بیٹھتے رہے اور اسطریق پر بحث کرتے رہے مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ آخرکو یہ نکلا کہ جس راستہ سے لوگوں کو روکتے تھے اس پر خود فدا ہوگئے اور اسطرح مولوی صاحب امرتسری کی تمام کوشش ملیامیٹ ہوگئی اور اس سے خدا تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کی عظمت اور بزرگی کا بیّن ثبوت ظاہر ہوا نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بیّن نشان ظہور پذیر ہوا کیونکہ ہمارے دوست قاضی صاحب کی تمام مخالفت کو ایکدم سے اللہ تعالیٰ نے دور کر کے ہمکو اور انکو شیر و شکر کر دیا۔

اے خدا تعالیٰ کے مسیح! تیرے پر ہزار ہزار سلام کہ تو لاریب سچا ہے اور تیرے ساتھ جو کچھ وعدے کئے گئے ہیں تمام سچے اور خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں کیونکہ انمیں سے بہتوں کی صداقت کا ثبوت ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جھوٹا ہے وہ جو تیری تکذیب کرتا ہے اور گمراہ ہے وہ جو تیری عیب گیری کرتا ہے خاکسار محمد حسین احمدی از لاہور چھاونی

نوٹ: تعجب ہے کہ باوجود مولوی فاضل ہونیکے اور مسلمانوں کی عمومًا اور اہل حدیث کی خصوصًا دینی و دنیوی خدمت کے مدعی ہونے کے اور حمایت و اشاعت اسلام و سنت نبی علیہ السلام کی اور اصل دین آمد کلام اللہ معظم و اشتہر بیس حدیث مصطفےٰ بہ جان مسلم و اشتہر کے مدعی ہونیکے مولوی جی کی عقل ایسی چکر اکہا گئی کہ قرآن میں اور حدیث میں مفتری علی اللہ کی یہ کہنے کا کوئی معیار نہیں پایا قرآن و حدیث نے دھکے دیئے تو ناچار اختراعی اصول گھڑکر اپنی علمی لیاقت اور قرآن دانی و حدیث فہمی کا ثبوت دیا جیسا کہ اس سے پہلے آپنے ایکدفعہ اور بھی اپنی قرآن دانی و حدیث فہمی ثبوت دیا تھا جبکہ یہانتک فرمایا تھا کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے جسپر ہمکو مولوی جی کی علمی لیاقت اور دینی خدمت کا اعتراف کرنے کے لئے الحکم کے پورے چھ کالم لینے پڑے تھے پھر ایسا ہی یعنے یا اقرار کیا تھا کہ آپ یہودی ہیں اہلحدیث عدد ۲۲ جلد ۳ یعنے حیات مسیح مسیحیوں سے متعصب ہی وہ ان حضرت اور ان کے ہم مشرب حضرات کے لئے ہے تو ہمکو پھر چار کالم [illegible]

[illegible]

جیسا کہ جگہ بہ جگہ شائع کر چکا ہوں ... بفضل اللہ کریم کی جنگ ایسی آزمائش کر چکی ہے ... مجرب کے اپنی تجویز ... برادر العزیز ثابت ہو چکا ہے

یاقوت۔ مروارید۔ مرجان
یشب۔ کہربا۔ کستوری۔ زعفران

وغیرہ وغیرہ مشہور جواہرات سے مرکب

روح کی ایک لطیف غذا ہے۔ مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے۔ جوانی کی روح بڑھاپے کی جان۔

مفرح عنبری — مفرح عنبری — مفرح عنبری

یاشافی — یاکافی

قیمت — قیمت — قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپیہ ٥ — تین ڈبیہ تیرہ روپیہ ١٣ — ایک درجن ٥٠

مفرح عنبری میں خداتعالیٰ کے فضل و احسان سے تمام خوبیاں موجود ہیں جسکے حاصل کرنے کیلئے اہل مالک لاکھوں روپیہ پورپ اور تیز چھوٹے اشتہار پر بھی نذر کئے ہیں۔ خداے کریم کے فضل سے چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرنے کی ہمیں خواہش منظور نہیں اور نہ تو کل صفات بیان کر سکیں اس اشتہار میں گویا ... ہے کسیقدر ابھی عرض کئے دیتا ہیں اسکو ختم کرتا ہوں

مفرح عنبری۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی تھوڑی خوراک معدہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز اور روشن ہو جاتے ہیں ... گلنے میں دلکو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ خفقان دل ... دل کا دھڑکنا دل کا ڈوبنا جانا سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک سچا قابل اعتماد تریاق ہے۔ مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ جریان۔ سرعت رقت۔ کثرت احتلام کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے ... ہوتا کثرت سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوئی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے۔ مفرح عنبری ... اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی۔ یا غلط کاری عیاشی۔ کثرت محنت عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آ جاتا اور جسم میں ... مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام ... مرکب ہے مفرح عنبری وہ جوہر جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ ... رام ... امیروں وزیروں۔ نوابوں رئیسوں۔ جاگیرداروں ججوں۔ وکیلوں تحصیلداروں منصفوں مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص ... کی قدر ہے ... جسکے ساتھ کھانا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی ... مفرح عنبری۔ چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام و بائی امراض ... ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے ... حفظ التقدم کے طور پر اس سے بڑھکر اور دوسری دوائی کا ملنا ازبس محال ہے۔ مفرح عنبری۔ ... اطبا کو ... اطمینان ... ان سب باتوں کو سمجھتے ہیں کہ یہ کس مرض اور کس موقع پر مفید ہو سکتی ہے ... مستورات ... عارضہ ہو ... کا عمل ... ایام ماہواری میں کثرت سے خون جاری ہو ... خون کے نکل جانیسے ردی حالت ہوگئی ہو ... فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے مفرح عنبری سے وہ لوگ بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں ... خون کا ناکسیر ... اندرونی ناگہانی امراض سے قوی مضمحل ہوگئے ہوں۔ مفرح عنبری۔ ... استعمال سے نزلہ زکام کا فوراً دماغی طاقت ... اعصابی طاقت ... روز افزوں ترقی ہوکر ... چہرہ ... پر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیر اگڈھ ضلع رائپور

عنایت فرمائے حکیم صاحب اسلام مسنون۔ ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیراگڈھ نے منگائی تھی انکے تجربہ میں یہ مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور خانصاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرماویں

دستخط سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدرستی

تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور طاقت کے واسطے یکساں فائدہ ہے اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے حرف بحرف دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی۔

عالیجناب راے کالی پرشاد صاحب تعلقدار و رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ

ڈیر سر! بینے آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اس کے مفید ہونیکی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرماویں

عالیجناب نواب عبد المجید خاں صاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر ... تحریر فرماتے ہیں اے حکیم بے نظیر آپکی مفرح عنبری جو جو فائدے دکھائے ہیں بیان سے باہر ہیں فی الواقعہ نہایت عمدہ چیز ہے براہ مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں

[illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیاں میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۸

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی سالانہ
۔۔۔ صہ ر
معاونین سے عہ
۔۔۔ سے
۴۔ عمیر ۔۔۔ سے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع
۔۔۔ روپیہ سے کم آمدنی والے
۔۔۔ وں سے عہ

نمبر ۱۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

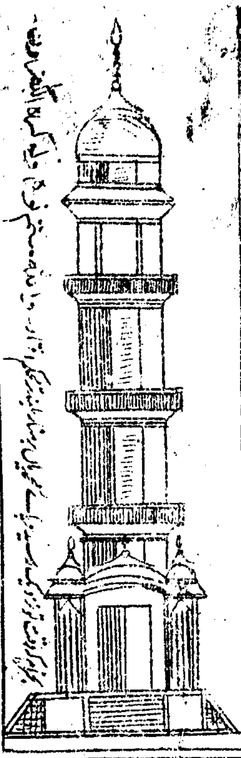

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

اپنے وٹرنری اسسٹنٹوں کو میں نے الحکم کے ذریعہ ان غریب بھائیوں کی امداد کیلئے متوجہ کیا تھا جو وٹرنری کالج میں تعلیم پانے کے واسطے جاتے ہیں یا جانا چاہتے ہیں مگر اپنی مفلسی اور ناداری کی وجہ سے وہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے اور اسوجہ سے نوجوانوں کا ایک گروہ جو قوم اور سلسلہ کے لئے خدا کے فضل سے مفید ہو سکتا ہے مشکلات میں پڑ جاتا ہے مجلس صدقات جس کے ذمہ پہلے ہی مدرسہ تعلیم الاسلام کے نادار اور یتیم طلباء کے لئے کل سامان تعلیم بہم پہنچانا ابناء السبیل کو زاد راہ دینا مستحق مہاجرین درقرضداروں کی مناسب امداد کرنا اور نومسلموں اور دوسرے مستحقین کے ساتھ سلوک کرنا ہے) باوجود مقامی ضرورتوں کے بھی وہ بیرونی احمدی طالبعلموں کو حسب ضرورت اور مناسب موقع مدد دیتی ہے اسوقت علیگڑھ کالج میں دو طالبعلموں کو اور وٹرنری کالج میں دو طالبعلموں کو وظیفہ دے رہی ہے مگر یہ بڑھتے ہوئے اخراجات ایسی صورت اختیار کر رہے ہیں جس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ ماہواری مستقل اخراجات کو خدانخواستہ صدمہ نہ پہونچے اور کہیں روک پیدا نہ ہو اگرچہ قدر خدا کی بندہ نوازی یہ پورا بھروسہ ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ کے مہمات کا خود متکفل اور کارساز ہے تاہم بشری کمزوریاں ایک ایک وقت حیران کر دیتی ہیں اور مجھے بحیثیت سکرٹری سیکشن صدقات اپنی ذمہ داری پر نظر کرتے ہوئے بہت فکر لگتا ہے اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس امر کی ضرورتوں پر قوم کو توجہ دلاتا رہوں سینے مختلف طریق اس مد کے اخراجات کی تکمیل کے سوچے ہیں جنمیں سے ان طالبعلموں کیلئے (جو وٹرنری کالج میں جانا چاہتے ہیں) کی امداد کے لئے یہ تھا کہ وٹرنری اسسٹنٹ مدد کریں اور یہ فنڈ ان مستحق طالبعلموں کی دستگیری کرے جو وٹرنری کالج میں جاویں اور اگر ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم دستگیری کرے تو اس مد کیلئے کافی روپیہ آ سکتا ہے میری اس تحریک پر وٹرنری اسسٹنٹوں کی خاموشی میرے لئے حیرت کا موجب تھی تاہم ۔۔۔ اس تحریک کو ۔۔۔ کیا تھا خدا کا شکر ہے کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور خدا تعالیٰ کو ۔۔۔ میں ۔۔۔ نوجوانوں کے دل میں جوش پیدا کیا

جنہوں نے سب سے پہلے اس کام میں نمایاں حصہ لینے کیلئے قدم اٹھایا ہے یہ مخلص نوجوان ڈاکٹر محمد اشفاق اور سید قاسم ۔۔۔ صاحب ہیں۔ انہوں نے خود اس فنڈ کے لئے اپنے وٹرنری بھائیوں کو تحریک کرنے کا ذمہ لیا ہے اور بہت جلد ماہواری وظائف کے لئے وہ مستقل انتظام کر کے اطلاع دیں گے اسکے متعلق جو چٹھی انہوں نے مجھے بھیجی ہے وہ نہایت اطمینان بخش ہے مجھے امید ہے کہ کم از کم ۲۰ وٹرنری اسسٹنٹ ہماری جماعت میں ہونگے اگر وہ اس فنڈ میں دو دو روپیہ ماہوار کا وظیفہ بھی دیدیں گے تو ہم ہر سال چار پانچ طالبعلم اطمینان کے ساتھ بھیج سکیں گے اور چونکہ ہر سال انشاء اللہ تعالیٰ اس جماعت کے بڑھنے کی امید ہے وظائف بھی بڑھتے جاوینگے اور اگر عزیز برکت اللہ کی طرح داخل ہونیوالے طلباء نے یہ عزم کر لیا کہ ملازمت کیساتھ خدا کے فضل سے وہ وظیفہ واپس کر دیں گے تو یہ فنڈ اور زیادہ مفید ہو جاویگا بہرحال اسوقت ضرورت ہے کہ وٹرنری اسسٹنٹ اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ اسوقت ایک سو روپیہ فیس داخلہ کی درخواستیں میرے پاس ہیں اور یہ روپیہ بہت جلد مطلوب ہے بس میں ڈاکٹر محمد اشفاق اور قاضی غلام حسن صاحب کو ۔۔۔ کرتا ہوں کہ وہ اپنا کام بہت جلد شروع کر کے روپیہ بھجوائیں تاکہ داخلہ کی رقوم ادا کی جائیں اور ماہواری وظائف کا الگ انتظام ہو۔

قاضی صاحب کی وہ چٹھی جو انہوں نے مجھے ۔۔۔ میں اخبار میں چھاپ دیتا لیکن میں اسوجہ سے کہ اسکا اکثر حصہ ۔۔۔ چھاپنا ۔۔۔ نہیں سمجھتا ۔۔۔ خطوط کو جنہیں میری ۔۔۔ اعتراف ۔۔۔ کروں اسلئے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں اپنا فرض ادا کرتا ہوں ۔۔۔ کسی شکر گذاری کی حاجت نہیں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ احباب جو میرے ساتھ ایسے اخلاص محبت سے ۔۔۔ وفاداری کا ثبوت دکھائیں تاکہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور ہر قسم کی ۔۔۔ اور مخلوقوں سے نجات دیکر خدمت سلسلہ کے لئے ۔۔۔ آمین۔

بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ قاضی صاحب اور ڈاکٹر صاحب جو اس نیک کام کے لئے والنٹیر بنے ہیں بہت جلد اپنی ہمت اور صداقت کے نتائج سے اپنے مستحق بھائیوں کی دعائیں لیں گے اللہ تعالیٰ ان کا رفیق ۔۔۔ ہو آمین۔

گوروں اور کالوں میں حقوق کی مساوات کا جوش

موجودہ پولیٹکل ایجیٹیشن کے متعلق یہ تیسرا مضمون ہے جو الحکم کے کالموں میں شایع کیا جاتا ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ شورش پسند اس قسم کے مضامین کو ناپسند کریں گے اور وہ الحکم کو خدا جانے کیا کیا صلواتیں سنائیں گے مگر وہ ان باتوں کی پرواکر کے اظہار حق کے اظہار سے رک نہیں سکتا اور انشاء اللہ نہیں رکے گا۔

یہ امر متعدد مرتبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم احمدی گورنمنٹ انگلشیہ کو خداتعالیٰ کی ایک **نعمت** اور خاص **برکت** سمجھتے ہیں جس کے ذریعہ ہماری جان ہمارا مال ہماری آبرو اور سب سے بڑھکر ہمارا ایمان محفوظ ہے۔ اس لئے ان احسانات اور برکات کی شکر گزاری اپنا مذہبی فرض یقین کرتے ہیں

جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے آجکل جہاں اکثر ناعاقبت اندیش اور جاہ طلب لوگوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ خواہ بیہودہ اور بے معنی ہی کیوں نہ ہو انگریزوں کے نام اور کام پر اعتراض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور وہ مختلف قسم سے جاہل اور اپنے نفع ونقصان سے ناآشنا محض لوگوں کو بہکاتے اور اکساتے ہیں وہاں

انگریزوں کے ساتھ حقوق کی مساوات

کا بھی سوال پیش کرتے ہیں اور مختلف مثالیں دے دے کر بتاتے ہیں کہ فلاں عہدے کی تنخواہ ایک یورپین نژاد کو اس قدر ملتی ہے اور ایک دیسی کو اسقدر علیٰ ہذا القیاس۔

اس قسم کی باتوں سے نافہم اور کوتہ اندیش پبلک بھڑکتی اور وہ اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت کبھی خودغرضی اور کبھی ناانصافی کا الزام لگانے کو طیار ہو جاتی ہے مگر درحقیقت یہ سخت غلطی اور گمراہی ہے۔

جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ حریص اور طامع ہیں اور اپنے ذاتی اغراض کی خاطر احمقوں کو اکساتے اور

آگ لگا جمالو دور کھڑی

کے مصداق ہوکر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور محبان وطن کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ امر کہ کسی عالی رتبہ انسان کو دیکھکر ویسے ہی اعزاز اور درجے کے حاصل کرنے کی سعی کرنا یا آرزو کرنا گو برا نہ ہو لیکن جب یہ آرزو

مقبلاں راز والِ نعمت وجاہ

کے رنگ میں اور یہ سعی اخلاقی حدود کی پابندیوں سے نکل کر ہو تو نہایت ہی مذموم اور مکروہ ہو جاتی ہے۔ یہی حال ہمارے ابنائے **وطن** اور اہل ملک کا ہے۔ میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ وہ مجھے گالیاں دیں گے یا مجھے قومی ٹریٹر کہیں گے۔ کہیں ان کی گالیاں ان کی بیہودگیاں میرے

حقیقی جذبات کو دبا نہیں سکتی ہیں

بہرحال یہ بحث ہی آجکل بہت زور شور سے شروع کی گئی ہے کہ گوروں اور کالوں کے حقوق میں مساوات ملحوظ نہیں رکھی جاتی۔ میں نے اس سوال کے سارے پہلوؤں پر بڑے غور سے نظر کی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں اپنے ملک کے شورش پسندوں کے ساتھ ہم آواز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ مساوات کا سوال ہی سرے سے لغو اور خلاف نیچر سوال ہے۔

جس صورت میں انسانی نسلوں میں رنگ۔ زبان۔ قویٰ۔ قد وقامت تک کا اختلاف موجود ہے اور پھر عورت ومرد وضیع وشریف ممنون ومحسن آقا ونوکر وغیرہم صدہا قسم کے امتیاز اور اختلاف موجود ہیں تو کون قدرت کو بدل کر یہ مساوات کے ولولوں سے دیوانے ہوئے ہوئے لوگ کیسے مساوات قائم کرنے کی قدرت رکھ سکتے ہیں۔

اور جس صورت میں یہ اختلاف قدرتی (نیچرل) اختلاف ہے تو پھر مساوات قائم کیونکر ہو سکتی ہے؟ کس کس امر میں مساوات کو قائم کیا جاویگا۔

میں یہ مانتا ہوں کہ یہ بیہودہ خیال آج ہی پیدا نہیں ہوا مختلف ملکوں اور مختلف قوموں میں مختلف اوقات کے اندر ایسے خیالات نے نشوونما پایا لیکن دنیا کی تاریخ اس امر سے ساکت ہے کہ کبھی یہ مساوات قائم ہوئی ہو۔ کیوں؟

قدرت کا یہ منشا ہی نہیں۔ قدرت نے خود مساوات قائم نہیں کی بلکہ یہ اختلاف

خداتعالےٰ کی ہستی کی دلیل ہے

اور خداتعالےٰ کی مجید کتاب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس اصل کو بیان کیا ہے۔ جس حال میں ظاہری بناوٹ میں مساوات نہیں عقلی اور دماغی قوتیں ہیں ایک درباریک تفاوت اور امتیاز رکھا گیا ہے پھر ایسے نتائج اور عملی صورتوں میں مساوات قائم کرنا

قدرت کا مقابلہ ہے

اور یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ جو شخص قوانین قدرت کا مقابلہ کرتا ہے وہ نامراد رہتا ہے۔

احمق موجودہ ایجیٹیشن کو دیکھکر کہدیتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے نیک فال ہے میں کہتا ہوں کہ ملک اور اہل ملک کے لئے اس سے بڑھکر بدنصیبی اور بدقسمتی کیا ہوگی۔ کہ وہ اس راہ کو اختیار کریں جو ان کے جان ومال کو خطرہ میں ڈالے اور انکی اخلاقی اور ذہنی قوتوں کو تباہ کر دے۔

انقلاب! انقلاب!!

کی صدائیں جدت پسند اور حریص انسان کو شاید تھوڑی دیر کے لئے دلنواز ترنم کا کام دیں مگر جو دانشمند ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں کیا ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرانس کے اس انقلابی شور وشر کے نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو جو تمام افراد انسانی کے حقوق کی حفاظت اور ان میں قیام مساوات کے لئے بلند کیا گیا تھا کیا کہہ سکتے ہو کہ اس کا حشر کیا ہوا؟ صرف

جمہوری حکومت

پر خوش ہو جانا دانشمندی نہیں۔ وہ جمہوری حکومت (قطع نظر اس سوال کے کہ کیسی مفید ثابت ہوئی یا مضر) کسقدر جانوں اور آبروؤں کے بدلے میں خریدی گئی۔ اور پھر کیا اس سے وہ مساوات قایم ہو گئی جو وہ چاہتے تھے

ہرگز نہیں

خون کی ندیاں فرانس کی گلیوں میں بہ گئیں مگر مساوات قایم نہ ہوئی۔ نہ ہوئی اور نہ آیندہ ہو۔ اور ان فرضی اور خیالی تکالیف کا کوئی مداوا اور علاج نہ ہوا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان حقوق کی مساوات کے خواہشمندوں کی مثال اس کھوسٹے کی سی ہے جسکی دم کٹی ہوئی تھی اور وہ تلاش دم میں

کسی دہقان کے کھیت میں جاکر کان بھی کٹوا بیٹھا تھا۔ اس تادرالکلام شاعر نے ان الفاظ میں اس نقشہ کو کھینچا ہے۔

بود است خرے کہ دُم نہ بودش	روزے زغمِ بے دُمی فزودش
در دُم طلبی قدم ہمے زد	دُم مے طلبید و دم نے زد
ناگہ نہ ز راہ اختیاری	بگذشت میانِ کشت زاری
دہقاں مگرش زگوشہ دید	برجست و از دو گوش ببرید
مسکیں خرک آرزوئے دُم کرد	نا یافتہ دُم دو گوش گم کرد

آنکس کہ ز حد برون نہد گام

این است سزائے او سرانجام

یقیناً یہی مثال ان ناعاقبت اندیش شوریدہ سروں کی ہے جو ہر معاملہ میں انگریزوں کے مقابلہ میں اپنی دُم "ملکی حقوق" کو کٹا ہوا سمجھتے ہیں اور اس کے لئے بے اختیار ہوکر ادھر اُدھر دوڑتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر دن رات پکارتے ہیں کہ

فاتح اور مفتوح ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہوں

اس خیال بیہودہ کی بحث و نزع میں ہی نہیں کہ وہ اپنا وقت کھوتے ہیں بلکہ اس کھوتے کی طرح اپنے فرضی حقوق کے کان ہی بعض اوقات کٹوا لیتے ہیں۔

میری اس تحریر سے اگر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے کہ میں ملکی اور قومی حقوق کی حفاظت اور حمایت کا مخالف ہوں تو یہ اسکی نادانی اور غلطی ہوگی اس لئے کہ میں نے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ ادب اور عجز سے اپنی ضرورتوں اور مشکلات کو پیش کرنا داب سلطنت اور انسانیت کے خلاف نہیں ہے بلکہ ایک لازمی امر ہے۔ ہاں حد سے بڑھ جانا اور بے باکی اور گستاخی اختیار کرنا ہمیشہ غیر مفید اور نقصان رساں ثابت ہوا ہے۔

جہانتک میں نے تجربہ کیا ہے اور اس قسم کے واقعات پر نظر کی ہے میں بلا خوف تردید کہ سکتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس امر میں کوشش کی ہے کہ انگریز اور ہندوستانی اپنے سارے قومی اور ملکی حقوق میں مساوات حاصل کرلیں وہ

دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

کے مصداق ہیں۔ اسلئے کہ وہ گویا ہوا کو مٹھی میں بند کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہو کہ ایک بادِ ہوائی کام میں اپنا قیمتی وقت اور دماغ برباد کر رہے ہیں۔

مختلف سلطنتوں کی تاریخ کو پڑھ جاؤ اور خوب غور سے اس کے صفحہ پر نظر دوڑاؤ تمہیں کہیں بھی فاتح اور مفتوح میں مساوات کا رتبہ اور درجہ نظر نہ آئیگا۔ اور کبھی بھی ایک پلیٹ فارم پر یہ دونو فریق ملکی اور قومی حقوق کے لحاظ سے کھڑے نہیں ہوئے۔ اور نہ اس قسم کا ہوشیل ملاپ پیدا ہوا جو مساوی حیثیت اور مساوی درجہ کے لوگوں میں ہوا کرتا ہے۔

میں اس مقام پر ایک سخت فروگذاشت کرونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ صرف اور صرف

اسلام کی تاریخ

اس امر میں بہت بڑی حد تک مستثنیٰ ہے۔ ورنہ تمام سلطنتوں اور حکومتوں میں اس معاملہ میں ایک ہی طرز اور روش پائی جائے گی۔

بہت بڑی حد تک میں نے اعلےٰ کہا ہے کہ اسلام نے ذمیوں کے حقوق کو مسلمانوں کے حقوق سے ہر حال کم رکھا ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کیونکہ فاتح قوم کے ہر فرد کے دل میں ایک بے ساختہ اور غیر محسوس جذبہ اس فوقیت اور برتری اور ناز و انداز کا ضرور ہوتا ہے جسکو وہ کسی صورت میں اپنے دل سے محو نہیں کرسکتا۔ اسیطرح جیسے وہ اپنی رنگت اور بناوٹ کو بدل نہیں سکتا۔

اسیطرح یہ لازمی امر ہے کہ مفتوح قوم کے دل میں ایک فطرتی جذبہ ماتحتی فروتنی انکسار اور اپنے آپ کو ماتحت سمجھنے کا ہوتا ہے اور اس کے چھپانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کیجاوے مگر وہ اپنا اثر کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ جب حالت اس قسم کی ہو تو پھر مساوات حقوق کا شور مچانا سراسر عقلمندی نہیں ہوسکتا [illegible] ہوگا

نہیں اسوقت جو اپنے ملک کے بعض پر جوش جنکو میں کوتاہ اندیش کہونگا بعض لوگ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے اور گوروں کے حقوق میں مساوات نہیں رکھی جاتی یہ فضول امر ہے۔ اس بحث میں پڑنا بے سود اور مضر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نہایت ادب اور عجز کے ساتھ اپنی ضرورتوں اور تکالیف گورنمنٹ کی توجہ کے لئے پیش کیا جاوے اس میں شورش اور بغاوت کا رنگ پیدا کرنا نری حماقت اور بیہودگی ہے۔

میں اس سلسلہ مضامین میں جن خیالات کو ظاہر کر رہا ہوں وہ ملک اور قوم کی بھلائی کے نکتہ خیال سے ہیں۔ اور اسلئے میں چاہتا ہوں کہ شور مچانیوالے احباب ان نتائج اور اثرات پر غور کریں جو آجکل کے گرم تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہونیوالے ہیں۔

جاہلوں اور کوتاہ اندیشوں کے مجمعوں میں کھڑے ہوکر یہ کہنا بہت آسان ہے کہ میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر ملک کی خدمت کے لئے کھڑا ہوا ہوں یا یہ میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا۔

لیکن جب ایسی باتوں کا انجام ظاہر ہوگا تب اہل ملک کو معلوم ہوگا کہ ان محبان ملک نے ملک سے کیسی دشمنی کی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان محبان ملک کی مثال اس

محافظ بندر کی سی ہے

جس نے اپنے آقا کو ہلاک کردیا تھا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ یہ

نادان دوست ہیں

فرض کرلو اگر ان بدخواہان ملک کے ارادوں کے موافق ملک میں بے چینی اور فساد پیدا ہوجاوے اور ۱۸۵۷ء کی طرح غدر کردیا جاوے تو تھوڑی دیر کے لئے سوچو نتیجہ کیا ہوگا؟

کیا یہ لازمی امر نہیں کہ ہزاروں نہیں لاکھوں عورتیں بیوہ ہوجائیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں بچے یتیم ہوجائیں۔ اور ہزاروں ہی خاندان مٹ جاویں پھر کیا ہندوستان کا بھلا ہوجاویگا؟

اگر ہندوستان کا بھلا کشتوں کے پشتوں سے ہی ہوسکتا ہے تو پھر طاعون پونی لاکھ کے قریب ایک ہفتہ میں صفائی کر رہی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کس خونی منظر کے تم منتظر ہو۔

ایک طرف ملک کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ ہر روز ہزاروں عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں اور ہزاروں بچے یتیم ہو رہے ہیں مگر محبان ملک ہیں کہ وہ اس پر بھی خوش نہیں ہوتے اور چاہتے ہیں کہ اور کشت و خون ہوں۔

کیا محبانِ ملک کی ہمدردی اور شفقت کا سارا مدار اب اسی پر آرہا ہے کہ ملکداری ان کے ہی اپنے ہاتھوں میں ہو۔ پہلے وہ اہل ملک کی جانوں کی تو پروا کریں انکو بچائیں اُنکے ساتھ ہمدردی کریں۔

کوئی ہمیں بتاسے کہ ان ملکی ایجیٹیشن پھیلانیوالوں نے قومی اور ملکی ہمدردی سے متاثر ہوکر طاعون زدوں کے لئے کیا کیا۔ وہ گورنمنٹ کو الزام دیتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کرتی مگر میں انسے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے خود کیا کیا ہے یا وہ ایک انگریز کو دیکھکر گھبرا اُٹھتے اور بوکھلا جاتے ہیں اور کہتے ہیں انہیں ہمدردی نہیں محبت نہیں۔ مگر اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے کہ کیا تمہارے ہی اہل ملک اور بھائی بند نہیں جو حکومت کے نشے میں سرشار ہوکر ہر قسم کی بداخلاقیوں اور بدذاتیوں کو روا رکھتے ہیں۔ اگر ضلع جالندھر اور ہوشیارپور سے ان واقعات کی تفصیل دیجاوے جو ۹۸-۱۸۹۷ء میں طاعون کے انتظام اور انسداد کے لئے جانیوالے پولیس مینوں اور ڈاکٹروں سے سرزد ہوئے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں اور لوہے پتھر کا کلیجہ رکھنے والا انسان بھی ان کو سننے کی تاب نہ لائے۔ طاعون کا غضب کیا کم رہا ہے اور یہ اس طوفان میں اپنے بھائیوں کی دستگیری

کرنیوالے بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کے ہاتھوں میں ہم کو پھر دینا چاہتے ہو۔ پہلے ملک کی اخلاقی اصلاح تو کرلو پھر ملکداری کے خواب دیکھنا۔ نا تربیت پذیر گوروں کی بعض حرکات پر جو فی الحقیقت قابل شرم ہوتی ہیں اتنا شور مچایا جاتا ہے جسکی حد نہیں مگر دیسی جن سیہ کاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ حکومت کی آڑ میں جو کچھ کرگذر رہتے ہیں اسپر نوٹس نہیں لیا جاتا۔ اگر کسی شریر اور بدکار عہدہ دار کے خلاف کوئی آرٹیکل لکھا جاوے تو ہند و یا مسلمان اخبار نویس ہند و مسلمانوں کا سوال بنا کر اسکی حمایت کو آمادہ ہو جائیں گے اور ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اسکی نالائقیوں اور بد ذاتیوں پر اسے شرم دلاسکے۔ ہمسے ایک معزز اخبار نویس نے ذکر کیا کہ لاہور میں ایک نالائق عہدہ دار کے متعلق بعض مضامین ٹریبون میں شایع ہوئے تو ایک ہندو اخبار نویس نے محض اس وجہ سے کہ وہ ہندو تھا اسکے ڈیفینس میں لکھنا شروع کر دیا۔

غرض

یہ بہت ہی نازک معاملہ ہو رہا ہے۔ یہ وقت نہیں کہ اس قسم کے شور و شر سے اہل ملک کو تباہ اور بدنام کیا جاوے۔ یہ وقت ہے اپنی اصلاح کا۔ گورنمنٹ سے اگر کچھ چاہتے ہو تو اس طریق پر مانگو جو رعایا کا فرض ہے۔ ادب اور امن کے طریقوں کو مت چھوڑو۔ اور ناشکری اور غداری کا بیج مت بوؤ اس لئے کہ یہ نجمین ملک اور قوم کے لئے مفید نہیں بلکہ مضر ہیں۔

دانشمند اخبار نویسوں کو مناسب ہے کہ فوراً اس روش کو بدل دیں جو وہ گورنمنٹ کے خلاف اختیار کر رہے ہیں اگر انہیں اپنے ملک سے ذرا بھی ہمدردی ہے۔ اور اہل ملک کو لازم ہے کہ وہ حد اعتدال سے نہ گذریں اور ایسے محبان ملک کی بات تک نہ سنیں جو انہیں گستاخی اور شوخی سکھاتے ہیں۔

گورنمنٹ پنجاب کی رعایا پروری

گورنمنٹ پنجاب نے ازراہ کرم مجھے اس ریزولیوشن کی ایک کاپی بغرض اشاعت بھیجی ہے جو ۲۵ راپریل ۱۹۰۷ء کو پاس ہوا ہے۔ یہ ریزولیوشن محکمہ آبپاشی کے متعلق ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب کو مختلف ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ نہر اپر باری دوآب کے نو آبادکاروں میں اسبات پر ناراضی اور بے چینی ہے جو انپر سرکار نے شرح محاصل اضافہ کیا گیا ہے اور یہ اضافہ آنیوالی فصل خریف سے ہونیوالا تھا مگر ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے نہایت رحم اور رعایا پروری کے خیال سے حالات ملک کو مدنظر رکھکر اس اضافہ لگان کو خریف ۱۹۰۸ء تک ملتوی کر دیا ہے۔ اس التوا کی بڑی وجہ یہ ہے کہ امسال بے موقعہ اور نا غراہ بارشوں کیوجہ سے ربیع کی فصل کو سخت نقصان پہونچا ہے اور بالخصوص ان اضلاع میں جو نہر مذکورہ سے سیراب ہوتے ہیں اسقدر ہوئیں ہوئی ہیں کہ بعض جگہ فصلوں کے کاٹنے کے لئے آدمی مہیا نہوں گے۔ ایسی حالت میں لاٹ صاحب نے اس اضافہ لگان کو جہاں ۱۹۰۸ء کی خریف تک نہایت خوشی سے ملتوی فرمایا ہے وہاں آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس اثنا میں اضافہ شرح مالیہ پر نظر ثانی بھی کیجاوے گی۔ اس حکم سے لاٹ صاحب نے رعایا پروری کا ایسا معقول اور قابل قدر ثبوت دیا ہے جو پنجاب کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔ لاٹ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ چونکہ اپر باری دوآب کے آبادکاروں نے پبلک ایجیٹیشن اور شور و شر میں حصہ نہیں لیا بلکہ اس سے کنارہ کش رہی ہے لہٰذا وہ انکی شکایتوں پر نظر ثانی کرنے کے لئے اور انکی شکایتوں کی سماعت کے لئے خوشی سے طیار ہیں۔

اس ریزولیوشن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو ایجیٹیشن اور شور و شر کی دھمکی سے کام نکالنا چاہتے ہیں وہ ملک اور قوم کے بدخواہ ہیں۔ نو آبادکاران نہر چناب نے جو رنگ اختیار کیا ہے وہ سخت مضر اور مہلک ہے اس اصول کو جو لوگ ہاتھ سے ندیں گے کہ عرض حال کے لئے مناسب اور جایز طریق کو اختیار کرنا چاہیئے وہ انشاء اللہ بامراد ہونگے۔ شور و شر سے گورنمنٹ کو دھمکانا حماقت ہے۔ میری اپنی رائے یہی ہے اور میں شروع سے اس کا مخالف ہوں کہ جو حرکات آبادکاران نہر چناب کر رہے ہیں وہ سراسر نامناسب اور غیر موزون ہیں۔ اگر انکو کوئی تکالیف یا شکایات ہیں لیکن اس کے لئے آسان راہ یہ ہے کہ وہ طریق ادب کو ملحوظ رکھکر عرض کریں۔ اور جو لوگ اپنی اغراض کو مدنظر رکھکر انہیں اکساتے اور ناچ نچاتے ہیں انسے پرہیز کریں۔ گورنمنٹ ان بیہودگیوں سے متاثر نہوگی بلکہ اسے جائز رنج پہونچیگا۔ ایسا جوش جو حد اعتدال سے متجاوز ہو سراسر فضول اور نکما ہے اور آبادکاران اپر باری دوآب کی مثال تمہارے سامنے ہے وہ اس ایجیٹیشن میں شریک نہیں ہوئے گورنمنٹ پنجاب نے خود انکی مشکلات اور مصائب کا اندازہ کیا اور انپر رحم فرمایا۔ آبادکاران نہر چناب اپنا رویہ فوراً بدل لیں کیونکہ ان کے حق میں یہی مفید ہے۔

دوسری اطلاع چیف سکرٹری صاحب اس ایکٹ کے متعلق بھیجتے ہیں جسپر آبادکاران نہر چناب میں شور و شر ہو رہا ہے اس اعلان کو میں اگلی اشاعت میں چھاپ دونگا۔

خدا کی تازہ وحی

۳۰ راپریل ۱۹۰۷ء - سلام علیک

یکم مئی ۱۹۰۷ء ۱- پوری ہو گئی۔

۲- فلیدع نادیہ

(ترجمہ) پس چاہیئے کہ اپنے حمایتیوں کو بلالے تا پورا زور لگالیں۔

۳- اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویراں کردی۔ } یہ الہام دو مرتبہ ہوا
۴- اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویراں کردی۔ }

۵- وان شکرتم لازیدنکم

(ترجمہ) اگر تم شکر کرو تو میں زیادہ دوں گا۔

یکم مئی (قریب صبح) یاتیک تحایف کثیرہ

۳۰ راپریل ۱۹۰۷ء - رؤیا میں دیکھا کہ بشیر احمد کھڑا ہے وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا۔

ف۱ اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت آسمانی سے کسی اور کے نام ہی سمن نہیں بلکہ وارنٹ جاری ہوا ہے جیسا کہ بقول حافظ یوسف امرتسری صاحب الٰہی بخش کے نام جاری ہوا تھا امید ہے کہ حافظ صاحب اسکے پھر توجہ کرکے بتلا سکیں گے کہ یہ کس کے نام ہے۔ ایڈیٹر

ناظرین کی توجہ کے لایق

اور مخالفوں سے ایک استفسار

دنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کیلئے عام حکم دیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلقات ہوتے ہیں۔ تو اس شخص اور اس کے عیال اطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے مال اور عزت اور جان پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے۔ ایسا ہی حضرت عزت جلشانہ کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہو۔ تو اس زمانہ میں جب قہر اور غضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے تب ایسا مالک کو جناب حضرت عزت جلشانہ سے نوازش کیجاتی ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں۔ یہی سبب ہے کہ جب عام طاعون دنیا پر نازل ہوگی تو اسی ابتدائی زمانہ میں جب اس ملک میں طاعون شروع ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنے ہر ایک شخص جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں۔ اسکو طاعون سے بچاؤں گا۔ چنانچہ قریباً گیارہ برس ہوئے جب یہ الہام ہوا تھا اور اس مدت میں لاکھوں انسان اس دنیا سے شکار طاعون ہوکر گذر گئے لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کتا بھی داخل ہوا تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا۔ یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے لیکن ان کے لئے جو آنکھ بند نہیں کرتے۔ اب بھی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اسے چاہئے کہ ایسا ہی افترا وہ بھی شایع کرے یا قسم کھا کر یہ شایع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا قدیر ضرور اسکو اس بے باکی کا جواب دیگا۔ اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو تو تمام دنیا میں نہیں ایسا ملہم نہیں ملیگا کہ خدا نے اس کو طاعون کی نسبت یہ تسلی دی ہو کہ وہ اس کے گھر میں نہیں آئیگی۔ چاہیے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں۔ والسلام علے من اتبع الہدےٰ۔

مرزا غلام احمد عفی اللہ مسیح موعود

انی مہین من اراد اہانتک

(ایک اور نشان ظاہر ہوا)

خدا تعالیٰ کی یہ وحی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرصہ سے ہو چکی ہے اور جس نے اس تیر امانت کا نشانہ حضرت حجۃ اللہ کو کرنا چاہا وہ خود ہی نشانہ ہو گیا ایک مرتبہ نہیں ہزاروں مرتبہ اسکی صداقت ظاہر ہو چکی ہے بعض نادان حماقت اور جہالت سے کہدیا کرتے ہیں اور فاضل جاہل ہی انکی تائید کر کے آمادہ ہو جاتے ہیں کہ مرزا صاحب جب کسی دشمن کی نکسیر پھوٹ جاوے تو اپنا نشان بتا دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مگر وہ احمق اتنا نہیں سوچتے کہ کیا یہ خصوصیت انہیں لوگوں کے لئے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کریں یا قانون قدرت ہے کیا خود حضرت مسیح موعود نہیں ہیں؟ اصل یہی ہے کہ چونکہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کے جو وعدے اس سے کئے ہیں وہ سراسر سچے اور پورے ہیں اسلئے جو اسکے مقابلہ میں آیا وہ ذلیل اور رسوا ہوا۔ مندرجہ بالا وحی کی تائید میں اور بھی بہت سا کلام الٰہی مختلف اوقات میں آپ پر نازل ہوا منجملہ انکے اسے بسا خانہ دشمن کرو تو ویران کردی اور الیوم من یلوم بھی ہے۔

غرض اس وحی انی مہین من اراد اہانتک اور اسکی موید دوسری وحیوں کا نظارہ بجنور (ضلع بجنور) میں دیکھا گیا ہے۔ وہاں قاضی نذر حسین صاحب ایک اخبار قلقل کے ایڈیٹر تھے اور باوجودیکہ وہ کسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے دسترخوان پر روٹیاں توڑ چکے تھے اور حضرت حکیم الامت سے بھی فائدہ اٹھا چکا تھا مگر حرص و لالچ کا برا ہو انہوں نے اپنے ذاتی مفاد اور اغراض کی بنا پر حضرت مسیح موعود کی مخالفت کے لئے قلم اٹھایا۔ ابتدا تو اپنے اخبار کی پیشانی پر حضرت مسیح موعود کی نذر لکھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ احمدی اسکو خریدینگے مگر جب کسی نے توجہ نہ کی تو مخالفت کا رنگ اختیار کیا۔ اور مخالفت بھی معمولی مخالفت نہیں بلکہ نہایت شرمناک اور ذلیل طریق مخالفت کا اختیار کیا۔ گندی گالیاں دینی شروع کیں اور بڑے بڑے دعوے مخالفت کے کئے کہ میں یوں کرونگا اور روں ہوگا۔ اسنے اپنے زعم میں یہی سمجھ لیا کہ گویا سلسلہ کا قائم رہنا اسکی مخالفت نہ کرنے ہی کے باعث ہے۔ مگر وہ نادان نہیں جانتا تھا کہ وہ ایک تلوار کے ساتھ بازی کر رہا ہے۔ نتیجہ اس مخالفت کا جو ہوا وہ الہام مندرجہ بالا کا مصداق اور موید ہے اسکو کس کس طرح ذلیل اور رسوا ہونا پڑا وہ ایک لمبی داستان ہے جو میں انشاء اللہ مفصل درج کرونگا اسلئے کہ وہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک قابل قدر ورق ہے یہاں مختصر طور پر اس انجام کو لکھدیا جاتا ہے جو قاضی صاحب کا ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ چار مہینے کے لئے قیدخانہ تشریف لے گئے ہیں اور وہ بھی کسی قومی یا ملکی جرم میں نہیں بلکہ جس جرم میں سزایاب ہوئے ہیں وہ نہایت شرمناک اور ذلیل ہے۔ اس کے متعلق اخبار عام نے جو کچھ لکھا ہے اسی کا درج کر دینا کافی ہے اب مخالف بتائیں کہ کیا یہ بھی اتفاقی امر ہے؟

ایڈیٹر کی سزا۔ بجنور کے ایڈیٹر قاضی نذر حسین کو سترہ روپیہ کی قلیل رقم کے ناجائز لالچ نے کیسی سخت مصیبت اور خواری میں ڈالدیا ایک شخص محمد احمد نے اپنے مقدمہ کی پیروی کیلئے مقرر کیا تھا۔ یہ تقسیم جائداد کا تھا مقدمہ ختم ہونے پر موکل نے کہا کہ اس کا روپیہ عدالت میں جمع ہے وہ واپس دلایا جاوے۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ایڈیٹر نے وہ روپیہ عدالت سے حاصل کیا لیکن موکل کو نہیں دیا۔ اس نے بار بار تقاضا کیا لیکن ایڈیٹر صاحب نے کچھ توجہ نہیں کی یہ بھی نہ بتلایا کہ روپیہ عدالت سے وصول کر چکے ہیں۔ آخرکار بہت تنگ آکر محمد احمد نے ایک مختار مری پت رائے کی معرفت روپیہ عدالت سے نکالنا چاہا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ عدالت میں اسکا جو روپیہ تھا وہ نذر حسین ایڈیٹر حاصل کر چکا ہے۔ اسپر موکل نے ڈپٹی مجسٹریٹ بجنور کی عدالت میں ایڈیٹر پر نالش کی یہ مقدمہ ثابت تھا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے ایڈیٹر کو اجلاس عدالت تک قید اور اکیسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اسکی اپیل سشن جج مرادآباد کی عدالت میں گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جرم کے مقابلہ میں ایڈیٹر کو سزا بالکل قلیل دیگئی ہے۔ چنانچہ سشن جج صاحب نے ہائیکورٹ الہ آباد میں استفسار کیا۔ مسٹر جسٹس بنرجی اور مسٹر جسٹس ایکمین صاحبان جج بروئے کاغذات کے معلوم کیا کہ واقعی ایڈیٹر نے سخت جرم کا ارتکاب کیا ہے یہ ایسا جرم ہے کہ جس کے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور یا دس سال قید کی سزا دیجاسکتی ہے اور اس جرم کے صرف جرمانہ کی سزا پر اکتفا نہیں کر سکتے ہیں۔ پایا ہے جہاں عالیہ نے بلحاظ اسکے کہ ایڈیٹر کے لئے پیشے کی مصیبت لازم ہے صرف چار ماہ کی قید کی سزا کافی سمجھی اور جرمانہ کی رقم بھی بدستور رہنے دی ہے اور اس مجرمانہ میں سے حکم دیا کہ بیس روپے محمد احمد کو

مسجد مبارک کی توسیع

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مسجد مبارک کی توسیع کی خوشخبری سنا چکا ہوں اس کے متعلق واجب الاحترام سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک سرکلر نمبر مخلص احباب کے نام الگ بذریعہ ڈاک بھیجا ہے اور عام اطلاع کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ میں اس چٹھی کو الحکم میں چھاپ دوں۔ مجھے یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ قوم کو کسقدر جلد ضرورت ہے کہ اس آواز پر لبیک کہے اور مسطور روپیہ بھیجدے۔ خود چٹھی مذکور میں مولوی محمد علی صاحب ممدوح نے اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ میں اپنے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اسپر توجہ کریں گے۔ ایڈیٹر

وہ چٹھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از دفتر سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان۔

مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسجد مبارک کی توسیع کے متعلق بذریعہ اخبار یہ خوشخبری آپ تک پہنچ چکی ہے کہ اس کے لئے ایک قطعہ زمین جس کے لینے کی آرزو مدت سے تھی۔ آخر مل گیا ہے اور صدر انجمن احمدیہ کے نام اسکی باضابطہ رجسٹری ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود کو اور آپکے خدام کو اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ ضرورت ہے کہ اسپر عمارت کا کام جلد ہی شروع کیا جاوے۔ نوسو روپیہ اس قطعہ زمین کی قیمت دیگئی ہے جو خرید اگیا ہے (اسمیں نصف کے قریب قیمت کی اینٹ موجود ہے اور نیچے کے حصہ کی دیواریں بنی ہوئی ہیں) اور عمارت پر (اگرچہ ابھی پورا پورا تخمینہ نہیں لگایا گیا) غالباً تین ہزار روپیہ سے کم خرچ نہ ہوگا۔ کسیقدر رد و بدل موجودہ مسجد کو بھی ساتھ ملانے کے لئے بھی کرنا پڑیگا۔ گویا اسوقت چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اس کام کی تکمیل کے لئے۔ اور ہر بڑی مسجد کی بھی اس سال بہت توسیع ہوئی ہے۔ اور ان دو نو مسجدوں کی توسیع میں یہ خوشخبری ہے کہ اس سلسلہ کو خدا بہت ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ انجمن کے معمولی بجٹ سالانہ میں معمولی اخراجات شامل ہوتی ہیں اسلئے اب ضرورت پڑی ہے اسبات کے لئے کہ اپنے احباب کو اس مسجد کے چندہ کے لئے الگ تحریک کیجاوے عام طور پر ایک تحریک بذریعہ اخبار کیگئی ہے اب آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت میں اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حتی الوسع جلدی کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مبارک کام کے لئے ہمارے دوست چندہ میں بہت سعی کریں گے خدا تعالیٰ نے اس مسجد کے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ پس جب انسان اپنے گھر کے لئے جس کے متعلق اسکو علم ہی نہیں ہوتا کہ اسمیں کچھ خیر و برکت ہے یا نہیں بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو ایک مومن کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ روپیہ خدا کے گھر بنانے میں صرف کردے جو یقیناً اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے۔ اور پھر یہ خدا کا گھر ہی وہ گھر ہے جو اس آخری زمانہ میں تمام برکات کا مورد و مصدر قرار پایا ہے اور جسکی بنا اس الہام الٰہی پر ہے مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ سوائے میرے دوستو! طرح طرح کی آفات اور بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں اسوقت ہر ایک کار خیر میں سبقت کرو تا خدا کی حفاظت تمہارے شامل حال ہو۔ اگر اس تخمینہ میں سے کچھ روپیہ بچ رہا یا چندہ کچھ زیادہ آگیا۔ تو باقی روپیہ بڑی مسجد پر صرف کیا جائیگا۔ کیونکہ وہاں بھی توسیع کی بڑی بھاری ضرورت ہے

نوٹ جہاں جہاں اس چٹھی پر کوئی عملی کارروائی ہو ان احباب سے امید ہے کہ خاکسار راقم کو بھی اس سے اطلاع فرمانے سے دریغ نہ فرمائیں مگر روپیہ جو ہو بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں تشریح کر دیجائے کہ چندہ تعمیر مسجد ہے

نوٹ۔ یہ مدنظر رکھا جاوے کہ روپیہ کی ضرورت جلدی ہے لمبی میعاد کے وعدے چندے کے نہ ہوں کیونکہ ایسے وعدے اکثر پورا ہونے سے ہی رہجاتے ہیں۔

ضروری نوٹ۔ اپنے سلسلہ کی خواتین کو بھی اس مبارک چندہ میں شامل ہونے کی تحریک کیجاوے۔ والسلام

خاکسار محمد علی از قادیان مرقومہ ۱۸ر اپریل سنہ ۱۹ء

مجربات نور دین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسیطرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے جسے اپنے ذاتی اور عام فائدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اس کو مرتب کیا جسکی اصلاح بھی آپ نے فرمائی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اسمیں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کے مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خریدے گا۔ فی الحال پہلی جلد طیار ہے۔

قیمت ۱ر علاوہ محصولڈاک۔

مفتی فضل رحمان ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان

روزگار کی ضرورت ہے

اگر کوئی بھائی احمدی انجینیر محکمہ نہر یا ریلوے آفس کلاس میں ملازمت کرتا ہو جسکو نقشہ نویسی کے کام کی واقفیت ہو یا تعلق رکھتا ہو۔ اگر کوئی جگہ نقشہ نویسی کی خالی دیکھے تو دفتر الحکم میں اطلاع کرے۔

یہ خاکسار کام سروے کا بھی بخوبی جانتا ہے۔ اور نقشہ نویسی کا بھی بلکہ پلاٹ لگے ہوئے نقشہ بہت موجود ہیں۔ اگر کوئی صاحب طلب کرے تو دکھا سکتا ہوں۔ سروے وغیرہ کا کام میں نے اپنے عزیز بہ طور سے سیکھا ہے جو آج کل نہر کنگ میں سب اوورسیر ہیں۔

مِنہاج نبوۃ

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور نماز و روزہ کے قائل ہیں تو پھر ہمیں مرزا صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے جواب میں کئی طرح کے جواب دیئے جاسکتے ہیں مگر یہاں ہم ایک پہلو سے بحث کریں گے۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کی آج کل ایسی گری ہوئی حالت ہے کہ گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور قوم کے اعتبار سے (یعنے اس لئے کہ باپ دادا مسلمان تھے) مسلمان کہلاتے ہیں مگر درحقیقت ان کے قلب اسلام سے اسقدر دور ہیں کہ وہ ہمارے امام مرزا صاحب کے بہانے سے ایسے ایسے اعتراض کرتے ہیں جو کسی عیسائی یا آریہ کے منہ سے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں نکلتے ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت زار پر مجھے سخت رحم آتا ہے خصوصاً جب ایسے اعتراض کسی ایسے مسلمان کی زبان یا قلم سے سنتا اور دیکھتا ہوں جو عوام الناس میں مولوی مشہور ہے یا قوم کا ریفارمر تو مجھے رونا آتا ہے کہ الٰہی ؎

گر ہمیں مکتب است ایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

غرض مسلمان قوم کی یہ حالت ظاہر کر رہی ہے کہ وہ حدیث جس میں پیشگوئی ہے کہ مسلمان آخری زمانہ میں یہود و نصاریٰ کی مثل ہو جائیں گے پوری ہو گئی اور اب مسلمان را مسلمان باز کردند کا زمانہ ہے اسی سے یہ سوال بھی حل ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے کتنے ہندو و عیسائیوں کو مسلمان کیا۔ کچھ روز ہوئے ایک مولوی نے مجھے لکھا کہ مرزا صاحب اگر سچے ہیں تو زلزلہ کی تاریخ کیوں اطلاع نہیں دیتے کہ فلاں تاریخ فلاں وقت آئیگا مجھے اسیوقت یاد آگیا ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین۔ اور پھر ساتھ ہی جواب بھی قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ دوسرے نے لکھا کہ مرزا صاحب تو کہتے تھے زلزلہ قریب ہے پھر اب تک آیا نہیں میں نے اسے لکھا کہ تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو۔ دیکھو تیرہ سو برس گذرے ابھی تک قیامت تو نہیں آئی۔ تیسرے نے کہا یہ طاعون وغیرہ تمہیں مرزائیوں کی شامت سے ہے اسوقت مجھے یہ آیت قرآنی یاد آئی۔ قالوا انا تطیرنا بکم الی قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم۔ الآیۃ۔ پھر ایک نہایت ہی چالاک مگر پرلے درجے کے بیوقوف نے مجھے لکھا یہ تو پاس کے حواری ہیں اگر ان کو جو حصہ ملتا ہے بند کر دیا جائے تو سب منتشر ہو جائیں یعنے اسی یہ آیت لکھ بھیجی۔ کہ نادان غور کر یہ کس کا قول ہے لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا اور اب کس کے منہ سے نکل رہا ہے۔ غرض جسقدر اعتراضات ہمارے مسلمان بھائی کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ تمام اعتراضات اور ان کے جواب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اعتراضات پہلے کفار کے منہ سے نکلتے تھے اور اب ہمارے مسلمان بھائیوں کی زبان سے نکلتے ہیں اور یہ سب منہاج نبوت سے ناواقفیت کا ثمرہ ہے میرا خیال ہے بلکہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ آج کل حضرت اقدس کی مخالفت میں جسقدر اعتراضات ہیں وہ سب اسی وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ مطلق منہاج نبوت سے واقف نہیں۔ دیکھئے لاہور میں ایک اہل علم کی مجلس میں ایک صاحب نے اپنی طرف سے بڑے انصاف سے کام لیکر کہا کہ مرزا صاحب کی خدمات تو قابل قدر ہیں جو وہ غیر مذاہب کے مقابل اسلام کی تائید میں کر رہے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو فرقوں کے ساتھ نماز نہ پڑھنے سے روک کر اسلام میں تفرقہ اندازی کر دی ہے میں نے انہیں جواب دیا کہ اسی انبیاء جو آئے ہیں ان کے [illegible]

غور کیجیے کہ وہ اگر اتفاق کی بنیاد کس طرح کہا کرتے تھے کیا اس اصول پر کاربند ہو کر کہ یا مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام جو ایک قسم کا نفاق ہے یا اس طریق پر جو ہمارے امام نے اختیار کیا ہے۔ ذرا غور کیجیے ہمارے نبی کریم کا بھی یہی دعوے تھا کہ میں یہود و نصاریٰ میں اختلاف مٹانے آیا ہوں مگر کیا آپ نے اگر دونوں کی ہاں میں ہاں ملائی اور اپنے مریدوں کو انہیں کے مذہب کر دیا یا اپنی جماعت علیحدہ بنائی۔ آخر یہود و نصاریٰ بھی کسی کتاب اللہ کی تابعداری کے دعویدار تھے جیسے ہمارے مسلمان بھائی ہیں پھر مسلمانوں اور دوسرے مذہب کے لوگوں میں جو تلوار چلی ہے ایک نادان ظاہر پرست تو دیکھکر یہی کہے گا کہ آپ نے اگر معاذ اللہ تلوار چلائی کئی گھر ویران اور خاندان تباہ ہو گئے مگر جو فہیم ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس جنگ میں ہی اصل صلح مضمر تھی بس ایسا ہی ہمارے امام گو بظاہر آپ کو اختلاف ڈالنے والے معلوم ہوں مگر درحقیقت یہ ایک کارروائی ہے۔ باقی رہا غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا تو اس کے لئے ایک دنیوی مثال کافی ہے کہ کوئی قوم اپنا ریپریزنٹیٹو ایسے شخص کو نہیں کرتی جو ان کا ہم خیال اور دلی خیر خواہ نہ ہو اب آپ ہی بتایئے کہ کیا ایک غیر احمدی ایک احمدی کے لئے تہ دل سے دعا کرتا ہے کہ یا الٰہی ان کو بڑھائیو۔ ان کے امام پر دین و دنیا کی برکتیں نازل کیجیو بلکہ وہ کمبخت تو ہماری تباہی کا خواہاں ہے پس وہ ہمارا ریپریزنٹیٹو کیسے ہوا۔ نیز امام کی اطاعت (بیعت) سے منحرف ایسے امام کی اطاعت سے جو مامور من اللہ ہے باغی ہے پس کیا باغی بھی پیشوائی کا مستحق ہو سکتا ہے کچھ تو خیال کیجیے اسپر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ نمازوں کو الگ کرنے سے منافق مومن کی بھی خوب تمیز ہو گئی ہے ورنہ کئی مطلب پرست مسلمان کہتے ہم احمدی ہیں حالانکہ وہ نہ ہوتے اب تو نماز کے وقت ضرور علیحدہ ہونا پڑتا ہے نہ ہوں تو صاف معلوم ہو گیا کہ یہ ہم میں سے نہیں۔

میں نے یہ قصہ صرف منہاج نبوت کو واضح کرنے کے لئے بیان کیا ہے۔ جس کی ناواقفیت مخبر عالم کے مدقق ایڈیٹر کو بھی ایک غلطی میں پھنسا کے رہی وہ حضور مقدس کے الہام ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں پر شوخی و استہزا سے اعتراض کرتا ہے اور لکھتا ہے ایک پردار پیغمبر پیدا ہو گیا۔ نادان کو یاد نہیں آیا کہ دراصل میں سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین پر اعتراض کرتا ہوں۔ کہ ان کی نسبت قرآن مجید میں ہے واخفض جناحک للمومنین مومنوں کو اپنے پروں تلے لے۔ تو کیا یہی الفاظ ان پر بھی بولوگے؟ شرم! شرم!! شرم!!!

المُلک آف گوئیکی ضلع گجرات

عصر جدید کی کفایت شعاری

چند روز ہوئے کہ اخبار وکیل نمبر ۵ ۸ جلد ۱۲ میں ایک مضمون بعنوان "قادیانی تحریک ۳" دیکھنے میں آیا جو عصر جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر میاں غلام الثقلین صاحب کے قلم کا لکھا ہوا تھا اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے کسی مضمون پر صاحب ممدوح نے لکھا تھا۔ مضمون کیا تھا ایڈیٹر صاحب عصر جدید کے معتقدات کا فوٹو تھا جس کے پڑھنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں غلام الثقلین صاحب کے عقائد ماشاء اللہ چشم بد دور فلسفیانہ دماغ کے نتائج سے ہیں مگر کس فلسفی دماغ سے؟ اوسی فلسفی دماغ سے جن کے ذریت آجکل یورپ و امریکہ میں اپنے آپ کو مذہب کی پابندی سے محض آزاد سمجھ کر اور یقین کر کے فری تھنکر بننے کے مدعی ہیں کیونکہ جیسا کہ اُن کے نزدیک مذہب صرف بازیچہ طفلان ہے ایسے ہی جناب عصر جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر صاحب اگرچہ مسلمانوں کے زمرہ میں تو شامل ہیں اور مسلمانوں کے فرزند ہی لاریب ہیں مگر اسلام کے عقائد سے جناب کو ایسا تعلق نہیں ہے جیسا کہ ایک مسلمان اور ہونہار بروے کے "چکنے چکنے پات" کو ہونا چاہئے۔ ناظرین شاید ہماری اس تمہید کو پڑھکر چونک پڑیں گے کہ ہیں؟ یہ کیا پہلو اختیار کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے فرزند اصلاح تمدن کے شیدائی کفایت شعاری کے ذریعہ محنت وعدالت کے حامی کو کنکے ساتھ ملایا جاتا ہے یا کن حضرات کا ہم نوا و ہم پیالا بتایا جاتا ہے؟ مگر ذرا صبر کرنے سے اور آگے آگے چلنے سے یہ تمام راز کھل جاتا ہے کہ ہم نے کیوں اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو ایسوں سے نسبت دی ہے۔

اعلحضرت سیدنا میرزا صاحب وہ انسان اور اعلے درجہ کے انسان ہیں کہ جو اپنے وجود کو انبیاء علیہم السلام کے وجود کیطرح بیان فرماتے ہیں اور اون پر ایمان لانیوالے اور انکی تقلید کرنیوالے بھی فی الحقیقت حضور کے وجود کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کے وجود تھے اور دراصل ہے بھی اور اُن کے خوارق عادت نشانات اور پیشگوئیاں جس طرز کی تھیں یعنے جس طرز کی وہ پیشگوئیاں بیان فرماتے تھے اور جسطرح پیران کے معنے وے بیان کرتے تھے جو کہ کبھی اوسی رنگ میں پوری ہوتی تھیں اور کبھی دوسرے رنگ میں جسطرح پیشگوئی ظاہر کرنیوالے عالم الغیب رب العالمین کا منشاء تھا پوری ہوتی تھیں اسیطرح حضرت مرزا صاحب کے بھی خارق عادت نشانات پیشگوئیاں وغیرہ پوری ہوتی ہیں۔ اور کہ جسطرح دوسرے انبیاء علیہم السلام محض انسان اور رسول تھے اسیطرح جناب میرزا صاحب بھی محض انسان اور رسول ہیں۔ مگر رسول بھی کیسے؟ ایسے ہی جیسے کہ اُن کے مولا کریم نے جو ذکر فرما دیا کہ بیان کر دے کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"٭ یعنے میں اسطرح کا رسول ہوں جو کتاب الٰہی لیکر نہیں آتے محض دوسری شریعت کی تابعداری کرنے اور کرانے آتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ علم غیب اللہ تعالٰے کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں یہ بیشک ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے انبیاء و رسل کے ذریعہ غیب کی پیشگوئیاں ظاہر فرماکر اپنی ہمہ طاقت و ہمہ قدرت کا ثبوت دیتا ہے مگر نبی کو نبی اور رسول جو پیشگوئی کرتے ہیں وہ اسکی پوری کیفیت سے ایسی ہی آگاہی رکھتے ہیں جیسے کہ عالم الغیب رب العالمین کو ہوتی ہے۔ ۱ے

ایڈیٹر صاحب عصر جدید باوجودیکہ اصلاح تمدن کے سکرٹری و حامی ہیں اتفاق قومی کفایت شعاری۔ محنت۔ عدالت وغیرہ کے متعلق بحث مباحثہ کرنیکا زیادہ شوق رکھتے ہیں اور اوسپر لمبے چوڑے مضامین لکھنے کے عادی ہیں مگر پھر بھی حضرت اقدس سے محض غلط عقائد کی بنا پر بیجا پرخاش کیوجہ سے وہ اصول اختیار کیا ہے کہ اتفاق قومی محنت۔ عدالت وغیرہ سے صریحا بغاوت رکھتا ہے اور کہ جو عقیدہ وہ اپنا ظاہر کرتے ہیں وہ ایک ایسے انسان کا نہیں ہوسکتا جو کہ مسلمان ہو اور قرآن دان ہونیکا یہانتک اوس کو دعوے کہ دوسروں کو اپنے سے استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہو۔

ایڈیٹر صاحب عصر جدید کے سارے مضمون پر تبصرہ (ریویو) لکھنے کا نہ تو ہم کو وقت ہی میسر ہے اور نہ سردست ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جلے بالمقابل جناب نے خامہ فرسائی کی ہے وہ ماشاء اللہ خود ہی قلم اٹھا سکتے ہیں ہم نے جن امور پر نظر کرنی ہے اور وہ بھی محض اسلئے کہ اتفاق قومی کا حامی ایسی باتیں کرے کہ جنمیں قوم کا اتفاق نہیں اور کہ جو عدالت اور انصاف کے سراسر خلاف ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں

(۱) انا لننصر رسلنا الخ میں وعدہ ہے کہ ہم رسولوں اور مومنوں کی اسی دنیا کی زندگی میں مدد کیا کرتے ہیں مگر خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کے پانچ دشمنوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوئے تب خدا نے انکی کیا مدد کی؟ گویا یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم کی کفایت شعار۔ محنت و عدالت کے حامی۔ اتفاق قومی کے موید کے نزدیک پوری نہیں ہوئی۔

(۲) دس پیشگوئیوں کے سچے ہونے سے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک پیشگوئی کے جھوٹے ہونیسے جناب کفایت شعار کے نزدیک کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ واہ! سبحان اللہ! قربان جائیے کفایت شعاری محنت وعدالت کے۔

(۳) پیشگوئی ایسی ہونی چاہئے جو صاف اور شفاف ہو اور کسی قسم کی تاویل اسکی نہ کیجاوے یعنے جو معنے پیشگوئی کے ملہم اجتہاد سے پہلے کرے اوسکے مطابق وقوع میں آوے ورنہ وہ مہمل مجمل اور اٹکل بازی کا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ کفایت شعاری سے یہ بات بعید ہے کہ ایسی پیشگوئی منجانب اللہ تسلیم کیجاوے جس کے معنے پیچھے یعنے بعد وقوع مانے جاویں اسلئے کہ ایسی باتیں کفایت شعار صاحب کے اختراعی مذہب میں اور کہ مذہب نہیں ہو سکتیں خیر یہ تو عقیدہ ایک ایسے شخص کا تھا جسکو نہ تو قرآن کی خبر ہے اور نہ حدیث کی اور نہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کی سوانح پر نظر کی ہے یا جان بوجھکر لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کا ارادہ کر کے اپنی کفایت شعاری کا اور عدالت و اتفاق قومی کا ثبوت دیا ہے مگر وکیل کو کیا ایسی مصیبت آپڑی تھی کہ اُس نے ایسے مضمون کو جس میں قرآن کریم سے سراسر بغاوت اختیار کیگئی ہے درج کر دیا۔ کیا وکیل ثابت کرسکتا ہے کہ قرآن اس قسم کی پیشگوئیاں ہیں جسطرح کا منشاء تمہارے ان نامہ نگار صاحب کا ہے اور کہ کیا فی الحقیقت آپ لوگوں کے دل ایسے ہی مسخ ہوگئے ہیں کہ نجومیوں اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں فرق کرنے کی طاقت آپ لوگوں سے سلب کر لیگئی ہے کہ جس کے سبب آپ کی نظر میں اور آپکے نامہ نگار کفایت شعار صاحب کی نظر میں ایسی پیشگوئیاں اور کہ مذہب میں

٭ اس مصرعہ کو درج کر کے میاں غلام الثقلین صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کہیں تو میرزا صاحب رسول بنتے ہیں اور کہیں کہتے ہیں کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" مگر اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو اتنا نہیں نظر آتا کہ اس مصرعہ میں پوری تشریح موجود ہے کہ کس رسالت کا انکار اور کس رسالت کا اقرار ہے۔ میرزا صاحب فرما رہے ہیں کہ ایسا رسول نہیں ہوں جو صاحب کتاب یا صاحب شریعت ہوتے ہیں ہاں ایسا رسول ہوں جو دوسری کتاب کی پیروی کرنے کرانے آتے ہیں۔ منہ

ے اب استعفا دیدیا ہے۔ منہ

ہو سکتیں جس کے معنے اللہ تعالیٰ جیسے مستحق ہیں کہ تعجب کہ نجومی آپ کے نزدیک اسقدر وقعت رکھتے ہیں کہ وہ غیب کی خبریں معلوم کر لیتے ہیں اور وہ غیب بھی ... مگر جو خبر اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے وہ اسکو پورا کرتا ہے ... اسکو آپ اور آپ مذہب سے باہر ہیں تعجب کہ قرآن فرماوے کہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ جس سے یہی مراد ہے کہ جتنی مخلوق آسمانوں و زمین میں ہے اون میں سے کوئی غیب نہیں جانتا اللہ کے سوا اور وکیل کے نامہ نگار کفایت شعار صاحب نجومیوں کی اٹکل بازی کی پیشگوئیوں کو تو بلا چون و چرا سچا تسلیم کریں مگر انبیاء کی پیشگوئیوں کے لئے یہ اصول اختراع کریں کہ اون کو ذو معنے اور مجمل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ مفصل و مشرح ہونا چاہیئے گویا وجود اسقدر علم و فضل و قرآن دانی کے دعوے کے ایک دو پیشگوئیاں قرآن کریم و آنحضرت صلعم کی درج نہ کر دیں جو اون کے نزدیک اونکے مذہب تہیں پھر پیشگوئیوں کے بارہ میں قرآن کریم تو فرماوے کہ سیریکم ایتہ فتعرفونہا یعنے پیشگوئی کے معنے بعد از وقوع کے ہی درست ہو سکتے ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں اور اوس کے اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے مگر میاں غلام الثقلین باوجودیکہ مولوی محمد علی صاحب کو استفادہ حاصل کرنے کے لئے تحریر فرماتے ہیں اسقدر قرآن سے ناآشنا ہیں کہ پیشگوئی مفصل چاہتے ہیں مجمل چاہتے ہی نہیں مگر سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئیاں مفصل ہی چاہیئے ہو تو قرآن کریم کی پیشگوئیوں پر کیا ایمان لائے ہو یا نہیں کیونکہ اسمیں ایسی بہت سی ہیں جو مجمل ہیں انکی بابت آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے نیز یہ فرمانا چاہیئے کہ اگر پیشگوئی کے واقع کا پورا علم پیشگوئی سنانے والے کو ہونا چاہیئے تو کفار کے و یقولون متی ھذا الوعد کے جواب میں آنحضرت صلعم نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ آنحضرت صلعم کو تو چاہیئے تھا موجب آپکے اختراعی عقیدہ کے کہدیتے کہ فلاں تاریخ کو یہ وعدہ پورا ہوگا نہ یہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں تو صرف ڈر سنانے والا ہوں۔

اس تمام بحث سے ہر ایک انسان بخوبی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ میاں غلام الثقلین کا کیا مذہب ہے اور ان کے دوست میاں غلام محمد صاحب کس مذہب و ملت کے حامی ہیں اور کہ ان دونوں حضرات کو قرآن کریم سے کسقدر تعلق ہے۔

ایک طرف تو دعوے ہے اصلاح تمدن۔ کفایت شعاری، محنت عدالت کا اور دوسری طرف اتفاق قومی کا مگر عقیدہ اور مذہب جو کچھ بنا رکھا ہے اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ اصلاح تمدن اور اتفاق قومی کو یا تو یہ جانتے ہی نہیں یا یہ کہ محض میرزا صاحب سے بیجا پرخاش کی وجہ سے اسلامی عمارت کو ہی منہدم کرنا ہی ان کے نزدیک اصلاح تمدن اور عدالت و اتفاق قومی ہے میاں غلام الثقلین صاحب وہ حضرت ہیں کہ جو کچھ مدت تک مالیر کوٹلہ میں ججی کے منصب پر بھی سرفراز رہے ہیں تاہم ان کے نزدیک عدالت یہ ہے کہ دس پیشگوئیاں سچی ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی مگر ایک کے کاذب ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے۔ ایکطرف تو یہ اقرار ہے اور دوسری طرف بطور دلیل کے انا لننصر رسلنا الخ کو پیش کر کے اس کی صداقت سے انکار کر دیا ہے جس سے ہر ایک انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان حضرات کا تعلق کن بزرگوں کے ساتھ ہے اور کہ ان دلوں میں یہ ہیضہ ... ہونگے کیسے کیسے ظلم ان سے سرزد ہوئے ہونگے کیونکہ جس شخص کے نزدیک دس دلیلیں صداقت کی کافی نہیں ہو سکتیں

اور محض ایک ادھوری دلیل سے بہانہ پکڑتا ہے وہ کب انصاف کر سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں میں یہ حضرت مالیر کوٹلہ میں جج تھے اسیطرح لوگوں کے مقدمہ خراب کر کے اُن کو خراب خستہ کرتے ہونگے یعنے اگر کسی مقدمہ میں ایک فریق اپنے مقدمہ کی صداقت میں دس ثقہ گواہ پیش کرتا ہوگا تو اوسکی سچائی کو اور مضبوط دلایل کو نہیں مانتے ہونگے اور مخالف فریق کی ایک گواہی باطل ہی سے تمام مقدمہ خراب کر کے اپنی عدالت و محنت کا ثبوت دیتے ہونگے۔

ہر ایک انسان غور کر سکتا ہے کہ یہ کس عدالت اور کفایت شعاری کا نتیجہ ہے کہ دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک جھوٹے ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر یہ انصاف کا مقتضا ہے تو بتلانا چاہیئے کہ آپ نے اس اصول پر عملدرآمد بھی کیا ہے کہ نہیں؟ یعنے آنحضرت صلعم و موسے و عیسے علیہم السلام کی دس پیشگوئیوں پر اکتفا نہ کر کے صرف ایک کے کاذب ہونیسے اون کے (نعوذ باللہ) کذاب ہونے کے قایل ہو گئے ہیں کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں اور اگر ہو گئے ہیں تو اب کیا تم فری تھنکر ہو یا کچھ اور؟ شائد آپ فرماویں کہ آنحضرت صلعم کی کونسی پیشگوئی جھوٹی ہوئی تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگرچہ ہمارے نزدیک پیشگوئیوں کے کے معیار کے مطابق تو کوئی بھی پیشگوئی آنحضرت صلعم کی نہیں جو نہ پوری ہوئی ہو یا نہ پوری ہو۔ مگر آپ نے جو ایک پیشگوئی کر کے اسکو جھٹلانے کے لئے ہاتھ پیر مارے ہیں اور اوسپر جرح قدح کی ہے یعنے انا لننصر رسلنا الخ اپنے ذہن میں رکھکر بتلاویں کہ آپ نے اپنے اس اصول پر کہ دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک کے جھوٹے ہونیسے کذب ثابت ہو جاتا ہے، کیا عمل کیا ہے؟ تاکہ ہم بھی معلوم کر سکیں کہ کفایت شعاری محنت و عدالت میں بے شک آپ حاتم زمان ہیں اگرچہ اصلاح تمدن و اتفاق قومی میں محض ناکام و نامراد ہیں۔ (باقی پھر اگر ضرورت پڑی تو)

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

التماس

میں اپنے مظلوم بھائیوں کی خدمت میں جو جہلا علماء اور خود غرض کی ہاتھ ظلم رسیدہ ہو گئے ہیں ان صاحبوں کو نہایت انکساری سے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جو کہ ہر دو نامبردہ علماء و بالا تو نکالے ... اپنی نفسانی خواہشات فتوح وغیرہ کو مقدم سمجھکر خود بھی نیز اس مسکین قوم کو راہ مستقیم سے روکتے ہیں کہ ہمارا شاہی یا سالیانہ خدا حق پا کر ہمیں اپنی ربوبیت سے معطل کر دیں تو ہماری آو بھگت اور امداد فتوح وغیرہ میں روک نہ پڑ جائے اور ہمیں حقیقی خدا کی خوشامد کرنی پڑے مدت سے زمانہ ایک مصلح کا منتظر تھا اللہ کا برگزیدہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود آیا حق کیطرف بلاتا ہے اسکیطرف جلدی پہنچے جاؤ ریاکاری تعصب نفسانی خواہشات کو دور کر کے اس اللہ کی عباری کرو جو حی القیوم اور رب العالمین ہے مذکورہ بالا علماء وغیرہ کی پیروی مت کرو جنہوں نے بہتان کے امتحان میں اعلیٰ درجہ کے نمبر حاصل کئے کسب بطلان سے خواہشات مذکورہ کیلئے اور مسکین قوم کی نفرت کیلئے بہتیرے تدبیریں اور حیلہ جات کئے اکثر سنا گیا ہے کہ سلسلہ حقہ کے لوگ نماز کیلئے جس مسجد میں جاویں دھو دی جاویگی کہیں ندا آتی ہے کہ حضرت اقدس مندرجہ بالا پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں اور نعوذ باللہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں یہ سب جھوٹی تدبیریں انہیں کیطرف سے ہیں بالمقابل انکی خدا وند کریم اپنے فضل سے روز بروز سلسلہ مذکورہ کی تائید و نصرت کرتا ہے اور کرتا رہیگا سو بھائیو کم فرصت ہو کانوں سے روئی نکالو خود ہوشیار ہو جاؤ اخبار الحکم و بدر سلسلہ حقہ سے جو نکلتی ہے اسمیں دس شرائط سنو اور خود پڑھو آخر کار مرنا ہے حق مانو باطل سے کنارہ کرو خدا وند کریم سب بھائیوں ...

[illegible]

ہندوستان کے دو پیغمبر

رام و کرشن سلامُ اللہِ علیہما

ایکو برھم دُوتیہ ناستی

یہ فقرہ جسکا سلیس معنے وحدہ لاشریک یا لاالہ الااللہ ہیں ہندو مذہب کے اصول میں داخل ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو ہر مذہب کی بنا توحید پر ہے مگر انسان اپنے خیالات کی آمیزش کرکے اس متفق علیہ اصول کو خراب کر ڈالتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کو بشری خیالات کی اصلاح کیلئے مقرر فرمائے چنانچہ ہر ملک اور ہر قوم میں ضرورت کے وقت مصلح ظاہر ہونیکا ثبوت تواریخ اور مذہبی کتب میں موجود ہے۔ قرآن شریف میں صاف طور پر ارشاد ہے کہ ہر ملک و ملت کے واسطے خدا ایک ہادی مقرر کرتا ہے۔ بعض رسولوں کے نام اور حالات کی تشریح فرما دی گئی ہے بعض کی نسبت اشارے کنائے کر دیئے ہیں۔ اور پھر ایک کلیہ قاعدہ قائم کرکے حکم دیدیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو خدا کے تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری اور لازم ہے مسلمان بھی زبان سے نہیں۔ بلکہ دل سے یقین رکھتے ہیں کہ جن رسولوں کی اطلاع انکو پہنچی سب برحق ہیں۔ اتنا معلوم کرنے کے بعد سوچنا چاہئے کہ یہ ملک ہندوستان جو دنیا میں ایک بڑا ملک کہلاتا ہے۔ اس بات کا مستحق ہے یا نہیں کہ یہاں بھی خدا نے اپنے دستور کے موافق پیغام بھیجے۔ اور انکو ہدایت کرنے کیواسطے کتابیں دیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اس ملک کے رسولوں کی بابت کوئی تصریح نہیں پائی جاتی۔ مگر خدا کے اس کلیہ کے موافق کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہندوستان بھی ان مقتدر آدمیوں سے محروم نہیں ہے جنکو خدائی اصطلاح میں نبی اور رسول کہتے ہیں ہندوستان کے نامور بزرگوں سری رام چندر جی اور سری کرشن جی اور مہاتما بدھ کے حالات پڑھنے۔ انکی طرز زندگی پر غور کرنے اور انکی تعلیمات پر منصفانہ نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو وہی حالات تھے۔ جو سیدنا حضرت ابراہیم و موسیٰ۔ عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے پائے جاتے ہیں اور وہی تعلیم تھی جسکا ذکر بار بار قرآن شریف میں آیا ہے۔ اسلامی عقائد میں یہ مسلم امر ہے۔ کہ انسان کیلئے فطرتی مذہب ہمیشہ سے ایک ہی ہے جسقدر پیغمبر اور رسول بھیجے گئے۔ وہ سب ایک ہی مذہب اور ایک ہی اصول کی تعلیم کرتے تھے۔ نئے اصول کی شریعت کسی پیغمبر نے قائم نہیں کی۔ یہانتک کہ سب سے آخر اور سب سے اچھے رسول نے بھی جنکی پیروی کا ہم کو فخر حاصل ہے۔ وہی بتایا جو اگلے نبی بتاتے آئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تعلیم میں ہر ملک و قوم کی سمجھ اور طرز معاشرت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور ایسے طریقہ سے سمجھایا گیا ہے کہ ہر درجہ کی عقل میں آسکے۔ آپکو معلوم ہوگا کہ توریت و انجیل کا طریقہ تعلیم تشبیہ و استعارات پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر زمانہ کی آدمی عقلی اور ذہنی تغیر کے سبب اس کے فہم سے قاصر ہوگئے اور طرح طرح کی غلطیوں اور توہمات میں مبتلا ہونے لگے۔ وید مقدس۔ اور ہندوؤں کی تمام مذہبی کتابوں اور بزرگوں کے بیانات میں بھی اسقدر مشکل استعارات پائے جاتے ہیں جنکا ٹھیک ٹھیک ذہن نشین کرنا دشوار ہے گو یہ مثالیں ایسی دی ہیں کہ معمولی عقل والا بھی ذراسی غور میں سمجھ جائے۔ مگر افسوس ہے کہ اس ملک کے بعض لوگوں نے اصلی بات معلوم کرنے میں توجہ نہیں کی۔ اور ظاہری الفاظ پر عمل کرکے انکے پاکیزہ اصول کو خراب کر دیا۔

میں ایک مثال دنیا کی پیدائش کی نسبت پیش کرتا ہوں۔ قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم نے حکم دیا۔ کُن فیکون۔ ہندو مذہب میں ہے کہ اول برہما پیدا ہوا اُس نے تمام عالم کو ظاہر کیا۔ غور کیجئے کہ ان دونوں بیانات میں کیا فرق ہے کچھ بھی نہیں۔ بالکل متحد بیان ہیں۔ قرآن میں خدا نے صفت خالقیت کو کُن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور وید میں برہما کے لفظ سے برہما صفت ایجاد کا نام ہے۔ جبتک یہ صفت ظاہر نہیں ہوئی۔ دنیا ناپید تھی جسطرح کُن کے ظہور کے بعد یکون کا ظہور ہوا۔ اسیطرح برہما کے ظہور کے بعد سب کچھ ظاہر ہوا یہی کیفیت تمام اصول مذہب کی ہے۔

مورتوں میں آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ ایک جسم میں سیکڑوں ہاتھ اور متعدد سر ہیں اور ہر ہاتھ میں مختلف چیزیں ہیں کسی میں تلوار ہے۔ کسی میں پھول ہے۔ کسی میں اناج کا خوشہ ہے۔ اور ہندو ان مورتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں اسوقت آپکو نفرت آمیز ہنسی آئیگی۔ کہ یہ کیسی مضحکہ خیز صورت ہے اور یہ کیسے احمق ہیں کہ اس کے آگے سر جھکاتے ہیں۔

مگر حضرات ہندوستانی رہبروں نے یہاں کے باشندوں کو سمجھانے کے لئے صفات الٰہی کی حقیقت صاف طور پر ذہن نشین کرنے کے واسطے یہ مورتیں بنائی تھیں تاکہ سمجھ لوگ آسانی سے سمجھ جائیں۔ کہ خدا میں قہر کی شان بھی ہے جسکا نمونہ تلوار ہے اور رحم بھی ہے جسکا نشان پھول یا اس قسم کی کوئی اور چیز ہے اسی کے ہاتھ میں رزق ہے۔ اسلئے اناج کا خوشہ دکھایا جاتا ہے۔ مگر ثابت ہوا کہ انسان بہت ہی بیعقل ہے۔ اور مثالوں کو ذریعہ کے بجائے نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ ان مثالی مورتوں کے سبب بت پرستی شروع ہوگئی۔ اور ہزاروں غلط فہمیاں واقع ہوگئیں یہ بات ہندوستان پر مخصوص نہیں ہے۔ دنیا میں اور بھی کئی ملک ایسے ہیں جہاں صرف مثالی خرابی سے بت پرستی کا رواج ہوا۔ روم۔ یونان مصر میں اس کی کافی شہادتیں موجود ہیں۔

جب تمام دنیا میں عالمگیر غلط فہمیاں واقع ہوگئیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ایک ایسا نہایت صاف سیدھا طریقہ تعلیم سکھا کر ہمارے حضرت صلعم کو بھیجا۔ جو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے کافی ہو۔ اور تمام مذاہب عالم میں جسقدر خرابیاں بشری خیالات اور نفسانی جذبات کے سبب پڑ گئی تھیں۔ وہ دور ہو جائیں۔ میں نہیں کہتا کہ میرا دعویٰ خوامخواہ تسلیم کر جائے۔ بلکہ تجربہ اور غور سے تحقیق ...... کرنا چاہئے کہ اسلام نے قدیمی اصول کو جس پیرایہ میں بیان کیا ہے وہ اس قابل ہے یا نہیں کہ تمام دنیا کے مذہبوں کی خرابیاں آسانی سے رفع کر دے تجربہ مشاہدہ کرادیگا کہ بیشک اسلام کا طریقہ تعلیم ایسا صاف سیدھا اور آسان ہے کہ قدیمی اصول مذہب عمدگی کے ساتھ ذہن نشین ہو سکتے ہیں۔

اب میں مجمل طور پر ہندوستان کے دو نامور بزرگوں سری رام چندر جی۔ اور سری کرشن جی کے حالات پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو۔ کہ ان لوگوں کی زندگی۔ اور تعلیم ہمارے مسلمہ رسولوں کے کسقدر مشابہ تھی میں رام و کرشن جی کے بعض اقوال کو اپنے حضور صلعم کے ارشاد نیز قرآن شریف کے بیان سے مطابق کرکے دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ واقعی ہندوستان کے رسول تھے۔ اور ہمارے حضور سب کے بعد بھیجے گئے۔ مگر وہی بیان کیا جو پہلے بیان ہو چکا تھا۔ کوئی نیا دین لیکر نہیں آئے تھے۔ لہٰذا تمام دنیا خاصکر ہندوستان کو لازم ہے۔ کہ پرانی تعلیم کو نئے طریقہ سے سیکھے جو سب سے زیادہ آسان اور صاف ہے اور جس میں اکثر وہی باتیں ہیں جو ہندوستانی رسول فرما گئے تھے۔

رام جی اودھ کے راجہ دسرتھ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ہندوستان میں رام لیلا کا مشہور میلا انہی کی یادگار میں بنایا جاتا ہے۔ ابھی سولہ برس کی عمر بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ اپنے خاندانی پیشوا بشست جی کے ہمراہ سیاحت کو نکلے۔ اور تمام مشہور متبرک مقامات اور اہل اللہ بزرگوں کی زیارتیں کیں۔ قدرتی نظارے دیکھے۔ دنیا کے نشیب و فراز ملاحظہ کئے۔ جب واپس آئے تو عجیب حال ہو گیا۔ ہر وقت سوچ اور فکر میں مستغرق رہتے۔ کھانے پینے اور دنیا کے تفریحی مشغلوں سے نفرت ہوگئی۔ اکثر خاموش رہتے۔ اور بولتے تو فرماتے یہ کیسی بری دنیا ہے۔ بالکل ہیچ و ناپائیدار۔ اسی اثنا میں ایک ایسا موقع آیا۔ کہ اس زمانہ کے مشہور بزرگ بسوامتر جی راجہ دسرتھ کے پاس آئے۔ اور رام جی کو کسی سرکش و بدکار کی ہلاکت کیلئے مانگا۔

راجہ نے رام کی کمسنی دیکھ کر عذر کیا۔ مگر بسوامتر جی کے اصرار سے رام جی دربار میں بلائے گئے۔ اور ایک ایسی عالمانہ تقریر کی کہ راجہ اور تمام درباری خاص کر بسوامتر اور بششٹ جیسے عارف لوگ حیران رہ گئے کہ یہ کم سن بچہ کیسی باتیں کرتا ہے۔ رام جی نے اپنی تقریر میں انسانی ہستی کے تمام دارج اور دنیا کے تغیرات کی نسبت بششٹ جی اور بسوامتر جی سے سوالات پوچھے مگر ایسے پیرایہ میں جیسے کوئی شخص تجاہل عارفانہ کرتا ہے۔ خود ہی ایک امر کی نسبت شک و شبہ بیان کرتے اور خود ہی ایک لطیف کنایہ سے اس کا جواب دیدیتے۔ بسوامتر اور بششٹ نے رام جی کے سوالات کا جواب دیا۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے تو صاحب عرفان سائل کے سوالات کی شان کے موافق ان لوگوں کے جواب نہ تھے۔ یہ رام جی کا شروع حال تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک خاص امتحان کے موقعہ پر بیسیوں راجوں کے مقابلہ میں ایک مشہور کمان توڑ کر امتحان پاس کیا اور راجہ کی بیٹی سیتا جی کو جیت کر بیوی بنایا۔ پھر چند سال تک اپنی سوتیلی ماں کے حسد کے سبب صحرا میں زندگی بسر کرتے رہے۔ یہاں انکے ہمراہ انکے بھائی لچھمن جی اور بیوی سیتا جی بھی تھیں۔ یہیں انکو ایک سرکش و بدکار راجہ نے جسکا نام راون تھا۔ دھوکہ دیا۔ اور انکی بیوی سیتا جی کو چرا کر لے گیا۔ اور رام جی کو اس ملک لنکا پر حملہ کرنا پڑا۔ چنانچہ ہنومان نامی کوہستان کے راجہ کی مدد سے لنکا فتح کرکے راون کو مارا اور سیتا جی کو چھینا۔ اس کے بعد اپنے راج استھان یعنی دارالخلافہ اجودھیا پوری میں واپس آئے۔ اور راج کرنے لگے۔ اسی راج کے زمانہ میں انہوں نے رسالت کے فرائض کو پورا کیا۔

ایک عجیب بات ہے جسکی بابت حدیثوں میں بھی اشارہ ہے کہ ہر بڑے رسول کو ایک بڑے دشمن سے سابقہ پڑتا ہے اور وہ دشمن اسی رسول کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو نمرود اور حضرت موسیٰ کو فرعون۔ اور ہمارے حضور کو ابوجہل سے سابقہ پڑا تھا۔ اسیطرح رام جی کو راون اور کرشن جی کو کنس جیسے خونخوار دشمن دیئے گئے تھے۔ جو مذکور دشمنوں کیطرح ذلت و خواری سے ہلاک ہوئے مگر اس ظاہری خصوصیت کے ساتھ میرے خیال میں ایک اور خصوصیت بھی ہے جسکو حضرت مولانا محی الدین ابن عربی نے بھی ستایا ہے کہ فرعون نمرود صفت قہاری کے ظہور تھے چونکہ خدا کو صفت رحیمی اور شان رحمت ظاہر کرنی مقصود تھی۔ جو رسولوں کے ذریعہ سے ظاہر کی اسواسطے شان جلال و جبروت کو بھی ہر رسول کے زمانہ میں ظاہر کیا۔ رام جی کے زمانہ میں راون بھی شان قہر کا مظہر تھا۔ چونکہ نشان قہر کے ظہور کے لئے مختلف صورتیں اور طریقے ہیں۔ اسلئے راون کے بہت سے ہاتھ اور سر بیان کئے جاتے ہیں۔

اب رام جی کے چند اقوال جو انکی تعلیم کا نمونہ ہیں۔ لوگ بششٹ اور راماین سے اخذ کرکے بیان کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں دنیا کی مثال چمکدار ریت کی ہے۔ جو پیاس نہیں بجھا سکتی۔ مگر پیاسے کو دھوکہ میں ڈالتی ہے۔ اسلام میں بھی دنیا کو سراب کی مثال سے یاد کیا گیا ہے۔ فرمایا جن کے پاس کتابیں ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں۔ وہ بوجھ اٹھانیوالے مزدور ہیں۔ قرآن شریف میں اسکی مثال بوجھ اٹھانیوالے گدھے سے دیگئی ہے۔ فرمایا دل کتا ہے۔ جہاں مردار دیکھتا ہے کھانیکو دوڑتا ہے۔ ہمارے حضور نے فرمایا۔ الدنیا جیفة وطالبها کلاب دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے۔ فرمایا جو کچھ دریافت کرنا ہے۔ اپنے آپسے دریافت کر کہ سب کچھ تجھ میں ہے۔ قرآن شریف میں بھی ایسا ہی ارشاد ہے۔ کہ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اور حدیث میں ہے۔ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ اور فرمایا بارہا دیکھا گیا کہ ایک اکیلا مرد بڑے گروہ کو بھگا دیتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً ۔ ترجمہ بعض دفعہ چھوٹا گروہ بڑے پر غالب آجاتا ہے۔ فرمایا یہ عالم محسوس وہم و خیال ہے۔ مگر تعجب ہے کہ جو نہیں ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے۔ اور جو ہے وہ نظر نہیں آتا۔ فرمایا عمر کی مثال بجلی کی ہے کہ ایک دم چمکی اور نہ رہی۔ فرمایا یہ کیسا برا گھر ہے۔ جس کا دروازہ ہڈی کا اور دربان بندر یا زبان کو فرمایا اس لئے کہ اسکو قرار نہیں رہتا۔ اہنکار یعنی ہامی آدمی کی دشمن ہے۔ فرمایا دنیا میں رہنا اور اسمیں مبتلا نہ ہونا ایسا ہے جیسا دریا میں کوئی ہو اور نہ تر ہو۔ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش۔ اور فرماتے ہیں

سنتوش پرم ولابہ . . . . . . صبر میں سب سے زیادہ فائدہ ہے۔
ست سنگ پرم دہم . . . . اچھی صحبت بڑی دولت ہے۔
بچار پرم گیانم . . . . سوچنا بڑی عقلمندی ہے۔
سم چیر پرم سکھم . . . . سب کو ایک نگاہ دیکھنا بڑا سکھ ہے۔

کیا اچھی تعلیم ہے۔ مگر افسوس زیادہ بیان کرنے کی گنجایش نہیں۔

رام جی کے بعد تھوڑا احال سری کرشن جی کا بھی معلوم کرلینا چاہئے۔ کرشن جی کے ساتھ بعینہ وہ قصہ پیش آیا۔ جو حضرت موسیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا یعنی کرشن جی کے ماموں راجہ کنس کو جو متھرا پر حکومت کرتا تھا۔ نجومیوں نے خبر دی تھی کہ تیری بہن دیوکی کا آٹھواں فرزند تیرا قاتل ہوگا۔ اس خبر نے کنس کو ایسا خوفزدہ کیا۔ کہ اس نے اپنی بہن اور بہنوئی کو قید کردیا۔ اور جو بچہ انکے ہاں ہوتا اسکو مار ڈالتا۔ جب آٹھویں کرشن جی پیدا ہوئے تو ماں باپ نے چپکے سے ایک گاؤں میں جسکا نام گوکل تھا بھیجدیا۔ اور کنس کو بیٹی پیدا ہونیکا بہانہ کردیا۔ کرشن جی نے گوکل میں جو گھوسیوں کا گاؤں تھا پرورش پائی۔ جب ہوشیار ہوئے اور ان سے عجیب و غریب باتیں ظاہر ہونے لگیں تو راجہ کنس کو خبر ہوگئی اور وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ میرا بھانجا ہے۔ ان دنوں کرشن جی رسولوں کی سنت خاص کر حضرت موسیٰ کی سنت کے موافق گائیں چرایا کرتے تھے۔ ماموں نے حیلہ سے بلایا۔ اور قتل کرنا چاہا مگر انہوں نے اسی کو ہلاک کر ڈالا۔ اور دنیا کو اس ظالم سے پاک کیا ان ایام میں کرشن جی کا بانسلی بجانا۔ اور گوپیوں سے اختلاط کرنا۔ سب استعاری میں جس سے انکی پاکبازی پر حرف نہیں آسکتا کیونکہ مرنے کے بعد انکی زندگی میں نئے آثار شروع ہوئے۔ اور حکومت ظاہری کے ساتھ ہی انہوں نے روحانی حکومت کے اصول بیان کرنے شروع کئے چنانچہ جب ہندوستان کی مشہور لڑائی مہابھارت ہوئی جسمیں کرشن جی نے بڑا حصہ لیا تھا۔ تو عین میدان جنگ میں کرشن جی نے اپنے چیلے ارجن کو اپدیش دیئے۔ انہی لیکچروں کے مجموعہ کا نام گیتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی مغالطہ کی پیدا شدہ تکالیف سے نجات پاسکتا ہے۔ اگر تین طریقے اختیار کرے (۱) قدرت کاملہ اور قدرتی اشیاء کا عشق (۲) فرائض معلوم کرنے کے لئے تحصیل علم (۳) فرائض کا ادا کرنا بلا خواہش نفسانی انہیں تین اصول پر بحث کی ہے گیتا۔ ادھیائے سنیاس یوگ میں فرماتے ہیں۔ ذی علم اور خلیق برہمن گائے ہاتھی کتے۔ اور بدکار آدمی اور پنڈت سب کو ایک نگاہ دیکھتا ہے اور فرمایا وہ یوگی سے بھی بڑھکر ہے۔ جو بھلا چاہنے والے دوستوں دشمنوں قابل نفرت لوگوں نیکوں اور بدوں سب کو ایکساں سمجھتا ہے۔ گیتا ۱۲ ادھیائے علالت کے سبب میں کرشن جی کے اقوال زیادہ تفصیل اور اسلامی مطابقت کے ساتھ جمع نہیں کرسکا۔ انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر پیش کئے جائیں گے۔ البتہ سامعین کی دلچسپی کے لئے ایک وظیفہ بیان کیا جاتا ہے جو کرشن جی کے پیرو کسی سختی کے وقت پڑھتے ہیں وظیفہ یہ ہے: کرشنا کرشن پرما آتمہ بہ پرنیارتے بھنجم بہم تو آنگ شرنم یام ہے بہیتا پر تھک دیہے۔

مگر افسوس ہے کہ کرشن جی کے اقوال کو لفظوں کی پوجا کرنیوالوں نے ایسا چھپا دیا ہے۔ جسکا نام گیتا کا پاٹ ہے۔ اور بہت کم لوگ اسکی عجیب فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی رسولوں کی پیشنگوئی لکھدی جائے جسمیں ہمارے حضور کی نسبت خبر دیگئی ہے۔ ہمارے سلسلہ نظامیہ کے ایک بزرگ مولوی شاہ حکیم محمد حسن صاحب نظامی نے ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے جسکا نام غایتہ البرہان ہے اس تفسیر میں تمام دنیا کی مذہبی کتب سے حضرت صلعم کی خبریں لکھی گئی ہیں اور عجیب و صحیح معنوں سے انکو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وید کی پوری عبارتیں مع تشریح درج ہیں جنکا نقل کرنا مشکل ہے جسکو شوق ہو مولوی شاہ فضل احمد صاحب نظامی سے امروہہ ضلع مرادآباد کے پتہ پر یہ مطبوعہ تفسیر منگا کر دیکھ لے میں صرف ایک حصہ کا اقتباس کرتا ہوں۔ یہاں کلکی پوران کے حوالہ سے مولانا نے حضرت کی خبر لکھی ہے۔ لکھتے ہیں کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو دیس ہوگا۔ وشنو کے معنے اللہ اور دیس کے معنے عبد یعنی عبد اللہ نام ہوگا۔ ماں کا نام سومتی یعنے امانتدار ہوگا سو حضور کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ پہلے پہاڑ کے غار میں عبادت کریں گے۔ سو حضرت نے غار حرا میں عبادت کی۔ پھر شمالی پہاڑوں میں ہجرت کرینگے۔ سو ہجرت بھی ہوئی۔ پہاڑ کی کھوہ میں پرش رام سے تعلیم پائینگے۔ پرش کہتے ہیں روح کو اور رام خدا کو یعنے روح خدا او جبرائیل فرشتہ ہے۔ سو حضرت جبرائیل سے پہلے وحی لیکر آئے۔ شنبل نگری میں پیدا ہونگے شمبل دیپ کی نسبت مولانا نے ایک لمبی بحث کرکے ثابت کیا ہے۔ کہ شمبل ملک عرب کو کہتے ہیں۔ کلکی اوتار کے چار بھائی ہونگے۔ جنکے ذریعہ وہ فتحیاب ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ اس روایت سے میری غرض یہ ہے کہ جسطرح سب پیغمبر ہمارے حضور کی تصدیق کرتے آئے ہیں۔ ہندوستانی رسولوں نے بھی تصدیق کی ہے۔ پس ہندوستانی رسولوں کی امت کو بھی حضور کی تصدیق کرنی چاہیئے۔ اور ہم کو بھی ہندوستان کے تمام رسولوں پر ایمان لانا چاہیئے اسی میں ہندوستان کی ظاہری و باطنی بہبودی ہے اور یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہندو مسلمانوں میں دلی اتحاد پیدا ہوسکتا ہے۔ اگرچہ ہندوؤں کا مسلمان اور مسلمانوں کا ہندو ہونا مشکل ہے نہ اس بیان سے میری یہ غرض ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں قوموں کی باہمی نفرت و اجنبیت دور ہو۔ ہر ایک دوسرے کے پیشوا کی عزت کرے۔ اور گلے ملیں کہ یہی پہلے مسلمانوں کا قدیم

نوٹ: ہم اس قول کو تسلیم نہیں کرتے۔ ایڈیٹر

یاقوت۔ مروارید۔ مرجان
یشب۔ کہربا۔ کستوری۔ زعفران

دغیرہ وغیرہ جواہرات سے مرکب

روح کی ایک لطیف غذا ہے — مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے — جوانی کی روح بڑھانے کی جان

مفرح عنبری یا شافی — مفرح عنبری یا کافی — مفرح عنبری

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ — خوراک ۱ رتی روزانہ

قیمت — قیمت — قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپیہ صہ — تین ڈبیہ تیرہ روپیہ عہ — ایک درجن ۵۰

مفرح عنبری میں خداتعالیٰ کے فضل و احسان سے تمام خوبیاں موجود ہیں جس کے حاصل کرنے کے لئے اہل ممالک لاکھوں روپے یورپ وغیرہ جیسے اشتہارات نذر کر چکے ہیں۔ خداوند کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا شہرہ وسیع پیمانہ پر ہو چکا ہے اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجایش ہے کسیقدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں **مفرح عنبری**۔ جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہوکر حواس ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دلکو وہ تقویت اور تفریح پہونچتی ہے کہ گویا غذا سے خالی بدنے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل۔ خفقان۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کے لئے ایک سچا قابل اعتماد تریاق **مفرح عنبری**۔ کے استعمال سے ضعف دماغ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہونچتا ہے جو دوسری ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا کثرت سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہو جاتی ہے **مفرح عنبری**۔ جن کے اعصاب بسبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری عیاشی۔ کثرت محنت عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعیف ہو جائیں اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے۔ **مفرح عنبری** وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ تعالیٰ آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں ججوں۔ وکیلوں تحصیلداروں منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص ان طلباء کیلئے جنکو صحت کی ضرورت ہے اس کو اپنا مونس و رفیق ہر دم اپنی جیب میں رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی۔ **مفرح عنبری** چونکہ اکثر نایاب اور بیش قیمت جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض میں جو ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یا اندیشہ ہو کی قدرتی و دافع ہے ساتھ اس کا استعمال ہر تندرست اور بیمار کیلئے واجبی اور لازمی ہے۔ اس سے بڑھکر اور دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔ **مفرح عنبری** کا اور کیا ذکر کروں۔ تو آپکو اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو خود ہی ان سب باتوں کو سمجھتے ہیں کہ کس مرض اور کس موقع پر مفید ہو سکتی ہے۔ جنرل پبلک کی اطلاع کیلئے عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یا جنکا دوسرے تیسرے مہینے حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت حیض یعنی ماہواری ایام میں کثرت سے خون جاری ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے زردی حالت ہو گئی یا کمی اولاد کے باعث مارے ورد کے ہر طرح تکلیف کا سامنا ہو۔ ان کو چاہیئے کہ بلا تردد باتامل فوراً اسکو منگا کر استفادہ حاصل کریں **مفرح عنبری** سے وہ لوگ بفضلہ فائدہ اٹھاتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں یا جنکے دماغ بیمار ہو گیا ہو یا کھانسی کے ساتھ خون کا آنا شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوی مضمحل ہو گئے ہوں۔ **مفرح عنبری** عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کا دور ہو کر دماغی طاقت بحال ہو جاتی ہے اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہوکر دل میں سرور چہرہ سرخ و پرنور ہو جاتا ہے

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڈھ ضلع رائپور

جناب حکیم صاحب بسلام مسنون آپکے آیا۔ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڈھ نے منگائی تھی آپکی تجربہ میں یہ مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور خانصاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمایئے (دستخط) سید مشتعل محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبدالمجید خاں صاحب رئیس اعظم بدر سنگی تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اس کے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپکو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور طاقت کے واسطے یکساں فائدہ ہے اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف ان کی دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی۔

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار و رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈاکٹر صاحب آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے۔ میں نہایت خوشی سے اسکی مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اس کے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرماویں۔

عالیجناب نواب عبدالمجید خاں صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر شہنواز تحریر فرماتے ہیں اے حکیم بے نظیر! آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فائدے دکھائے ہیں بیان سے باہر ہیں فی الواقع نہایت عمدہ چیز ہے منظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے چھپکر شایع ہوا۔

مسیحی مشنریوں سے خطاب

أعُبّادَ المسيحِ لنا سؤالٌ | نريدُ جوابَه ممّن وعاه

مسیح پرستو! ہم ایک سوال کا جواب چاہتے ہیں تم میں سے جو شخص جواب دے سکتا ہو دے۔ سوال یہ ہے۔

إذا ماتَ الإلهُ بصنعِ قومٍ | أماتوه فما هذا الإلهُ

کہ جب خدا ایک قاتل قوم کے ہاتھ سے مارا گیا تو وہ خدا کیا بلا ہے؟

وهل أرضاه ما نالوه منه | فبشراهم إذا نالوا رضاه

آیا اس حسن سلوک سے انہوں نے اپنے خدا کو خوش کیا ہے اور اگر یہ سچ ہے تو ان کے لئے مژدہ ہے کہ انہوں نے اپنے خدا کی رضامندی کا رتبہ پالیا۔

وإن سخطَ الذي فعلوه فيه | فقوّتهم إذاً أوهت قواه

اور اگر ان کا فعل اسکی رنجش کا باعث ہوا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی قوت نے اسکی قوت کو بودا اور کمزور کر دیا۔

وهل بقي الوجودُ بلا إلهٍ | سميعٍ يستجيبُ لمن دعاه

اور کیا یہ صحیح ہے کہ خدا کے مارے جانے کے بعد یہ کارخانۂ عالم کسی مجیب الدعوات کے بغیر بدستور چلتا رہا!

وهل خلتِ الطباقُ السبعُ لمّا | ثوى تحتَ التراب وقد علاه

کیا جبکہ خدا زیر خاک مدفون ہوگیا تو آسمان اس کی خدائی سے خالی پڑے رہ گئے

وهل خلتِ العوالمُ من إلهٍ | يدبّرها وقد سُمِرت يداه

کیا جمیع عالم کسی مدبر سے خالی ہو گئے ہے جبکہ خدا کے دونوں ہاتھوں میں میخیں لگائی گئیں۔

وكيف تخلّتِ الأملاكُ عنه | بنصرهم وقد سمعوا بكاه

اور کیونکر اس کے املاک ان کے منصور ہو جانے کی وجہ سے اس سے خالی ہو گئے بحالیکہ وہ اس کا گریہ سنتے تھے۔

وكيف أطاقتِ الخشباتُ حملاً | لإلهِ الحقّ شُدّ على قفاه

اور لکڑی (صلیب) نے خدا کو کیسے اٹھا لیا جو اس کی گدی پر باندھی گئی؟

وكيف دنا الحديدُ إليه حتى | يخالطُه ويلحقُه أذاه

اور لوہا (بیڑیاں) خدا سے کیسے قریب ہو کر اسے تکلیف دیتا رہا؟

وكيف تمكّنت أيدي عداه | وطالت حيثُ قد صفعوا قفاه

اور دشمنوں کے ہاتھ اس پر کیسے قابو پا گئے کہ اس بیچارے کی گردن بھی تھپیڑوں سے لال کر دی؟

ويا عجباً لقبرٍ ضمّ ربّاً | وأعجبُ منه بطنٌ قد حواه

اس قبر پر تعجب ہے جسمیں پروردگار عالم مدفون رہا اور اس قبر سے زیادہ موجب تعجب وہ پیٹ ہے جسمیں وہ نو ماہ تک نشو و نما پاتا رہا۔

أقامَ هناك تسعاً من شهورٍ | لدى الظلماتِ من حيضٍ غذاه

وہ پروردگار عالم برابر نو ماہ ایک تاریک کوٹھڑی میں حیض کے خون سے غذا حاصل کرتا رہا۔

وشقّ الفرجَ مولوداً صغيراً | ضعيفاً فاتحاً للثدي فاه

اور وہ بچہ ناتوان تہا کہ شرمگاہ کو پہاڑ کر باہر آگیا بحالیکہ پستان کے لئے منہ کہولے ہوئے تہا۔

ويأكلُ ثم يشربُ ثم يأتي | بلازمةِ ذاك هل هذا إلهٌ

بعد میں وہ کہاتا پیتا رہا اور برابر ہگا کیا - کیا خدا ایسا ہی ہوتا ہے؟

تعالى اللهُ عن إفكِ النصارى | سيُسأل كلُّهم عمّا افتراه

حقیقی خدا نصاریٰ کے اس بہتان سے برتر ہے اور وہ عنقریب ان سب کو اس بہتان عظیم کی بابت پوچھے گا۔

أعُبّادَ الصليبِ لأيّ معنى | تعظّمه وتقبحُ من رماه

صلیب پرستو! صلیب کی کیوں تعظیم کرتے ہو اور جو شخص اسے پھینکے اسے کیوں برا کہتے ہو؟

وهل تقضي العقولُ بغير كسرٍ | وإحراقٍ له ولمن بغاه

بھلا عقول سلیمہ صلیب اور خدا کے مردہ مشتہر کرنیوالے کو توڑنے اور آگ میں جلانے کے سوا کچھ اور بھی فیصلہ دے سکتی ہیں

إذا ركبَ الإلهُ عليه كرهاً | وقد شُدّت لتسميرٍ يداه

فذاك المركبُ الملعونُ حقاً | فدُسه لا تبسه إذ تراه

جبکہ خدا زبردستی ایسی حالت میں صلیب پر سوار کیا گیا کہ اس کے ہر دو ہاتھوں پر میخیں لگی تہیں تو ایسی سواری واقعی نفرت کا اور ملعون ہونی چاہیے سو جب تم اسے دیکہا کرو تو بجائے اسکے کہ اسے بوسہ دو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا کرو۔

يُهانُ عليه ربُّ الخلقِ طرّاً | وتعبدُه فإنّك من عداه

اس صلیب پر تو پروردگار عالم کی ذلت ہوئی اور تم اسکی پرستش کرتے ہو پس تم یقیناً اس خدا کے دشمن ہو نہ دوست۔

فإن عظّمته من أجلِ أن قد | حوى ربَّ العباد وقد علاه

وقد فُقد الصليبُ فإن رأينا | له شكلاً تذكّرنا سناه

فهلّا للقبورِ سجدتَ طرّاً | لضمِّ القبرِ ربَّك في حشاه

اگر تم صلیب کی اس خیال پہ تعظیم کرتے ہو کہ (پروردگار عالم اسپر چڑہا تہا اور اب وہ اصلی صلیب تو جاتی رہی اسلئے جہاں کہیں اسکی شکل نظر آتی ہے تو اسکی بزرگی کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے) تو پہر تم لوگ تمام قبروں کو دیکھ کر کیوں سجدہ نہیں کیا کرتے کیونکہ خدا تو تین دن قبر میں بھی پڑا رہا تہا۔

فيا عبدَ المسيحِ أفق فهذا | بدايتُه وهذا منتهاه

اے عبد المسیح بس اب رہنے دے تمہارے مذہب کی قلعی کھل گئی۔

(الہدیٰ)

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ احباب الحکم کیلئے قیمت پیشگی ادا کرنیوالے خریدار پیدا کرکے اپنے مولیٰ کریم سے ایک اجر عظیم کے مستحق ہوں - منیجر۔

اعلان

(اول) چونکہ آبادی جدید نہر چناب میں بہت سی غلط فہمیاں بارہ نتائج اس ایکٹ کے پھیلی ہوئی ہیں جو حال میں مجلس واضعان قوانین نے منظور کیا ہے اسواسطے ضروری ہے کہ ایک ایسا صاف مضمون اسکی نسبت شایع کیا جاوے جسکو ہر ایک معمولی آدمی بھی سمجھ سکے۔

(دوم) یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ زیر دفعہ ۸ سرکار نے بہت سی جوڑ شرایط کو تبدیل کر دیا ہے۔ یا تبدیل کرنے کا سرکار کو اختیار حاصل ہوگیا ہے بالکل جھوٹ ہے +

(۱) دربارہ مزارعان جنہیں مزارعان موروثی ہی نتمال ہیں۔ سرف حسب ذیل صورتوں میں تبدیلیاں واقعہ ہوئی ہیں۔

(الف) بروئے دفعہ ۱۶ مزارعان کو جن میں مزارعان موروثی بھی شامل ہیں کوئی اختیار وصیت کرنیکا نہیں ہے جس سے آیندہ کیواسطے تمام خانگی تنازعات اور وراثت کے جھگڑے دور ہو جاویں گے۔

(ب) جہاں کسی چک میں سرکار نے بوقت تقسیم اراضی ایک مربعہ خاص آبادی کے واسطے مخصوص کر دیا ہے وہاں تمام رہایشی مکانات اس مربعہ آبادی میں بنائے جانے چاہئیں (دفعہ ۲۲) اور انہیں احاطہ جات میں بنائے جانے چاہئیں۔ جو ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی نے تقسیم کئے ہیں۔ (دفعہ ۲۰) ان احاطہ جات کے واسطے مزارعان سے سرکار کوئی کرایہ نہیں لیا جاوے گا (دفعہ ۲۱)

اگر ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی مناسب خیال فرماویں تو وہ کسی مزارعہ کو اپنے مربعہ میں رہایشی مکان بنانے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ (دفعہ ۲۰)

جو اسب قانون میں درج کیا گیا ہے۔ وہ مسلہ اپنی حالت پر موجود ہے +

(ج) سرکار کو اختیار ہے کہ وہ مزارعان کے واسطے ان کے مربعوں میں درخت لگانے کے لئے قواعد بناوے۔ فی الحال کوئی قواعد نہیں مرتب کئے گئے + درختوں کی تعداد جس کے لگانے کے واسطے بروے قواعد مزارعہ پابند کیا جاسکتا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ پچیس فی مربعہ ہو سکتی ہے یہ درخت مزارعہ اپنے مربعے کے کسی حصہ میں یا کسی صورت میں جیسا وہ چاہے لگا سکتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ چاہے تو سب کو ایک کونہ میں بصورت ذخیرہ یا بشکل ایک قطار کے لگا سکتا ہے۔ یہ درخت ان کی اپنی ملکیت ہونگے۔

اگر کسی مزارعہ نے لازمی تعداد درختان سے زیادہ درخت لگائے ہوئے ہوں تو لازمی تعداد کے ماسوا کے باقی درختان کو جس طرح وہ چاہے۔ اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ مثلاً وہ اپنے درختوں کو جو لازمی تعداد سے زیادہ ہیں بغیر اجازت کے اپنے استعمال میں لانے کے واسطے کاٹ سکتا ہے یا بیچ سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک مزارعہ کو لکڑی جلانے کے واسطے یا کوٹھا شہتیر بنانے کے واسطے مفت میں مل جاوے گی۔

(د) سرکار کو اختیار ہوگا۔ کہ آبادی کی صفائی اور اچھے انتظام کے واسطے قواعد بناوے۔ اور اس کے واسطے سرکار کو یہ بھی اختیار ہوگا۔ کہ کچھ محصول مقرر کرے۔ اس کا ذکر آگے آوے گا۔

(۲) دربارہ مالکان۔

مالکان کے متعلق صرف حسب ذیل جدید شرایط ہیں

(الف) جہاں سرکار نے سفید پوشاں یا رئیساں کے چکوک میں ایک خاص مربعہ آبادی کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ وہاں ان سفید پوشاں یا رئیساں اور ان کے مزارعان کو اس مربعہ آبادی کے اندر رہایشی مکان تیار کرنے چاہئیں لیکن اگر اس سے پیشتر کسی ایسے شخص کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مربعہ میں رہایشی مکان بنالیوے اور جس نے ایسا مکان بنالیا ہوا ہے تو وہ اسوقت بھی جائز سمجھا جاوے گا۔

موجودہ شرایط جن کے ذریعہ سے مالکان اور ان کے مزارعان کو احاطہ جات بلا کرایہ دیئے جاتے ہیں بحال رہیں گے۔

(ب) صفائی کے متعلق وہی شرط ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

(سویم) دفعات ۱۵-۱۹ جو وراثت کے متعلق ہیں ان کا اطلاق نہر چناب یا کسی اور نہر کے موجودہ عطیات پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ موجودہ عطیات کے بابت وہی قانون اور رواج موثر ہوگا۔ جو ان عطیہ داروں نے سابقہ سکونت میں رواج ان کی ملکیتی اراضی پر حاوی ہے۔ ہاں اگر عطیہ کے شرایط میں مختلف قاعدہ وراثت کا درج ہے۔ تو پھر یہ قاعدہ وراثت حاوی ہوگا۔

حسب ذیل عطیات میں مختلف قاعدہ وراثت شرایط میں درج ہے:

(الف) مزارعان شتر پال

(ب) چوہدری (نمبردار) شتر پال مزارعان

(ج) معمولی نمبرداراں

(د) آبادکاران جن کو نہر چناب کے اکسٹنشنوں پر سنہ ۱۹۰۲ء اور اس کے بعد مربعہ جات تقسیم ہوئے ہیں۔

مزارعان شتر پال کی صورت میں سرکار کو اختیار ہے کہ وارثہ یا وارثاں کا انتخاب کرے۔ جو زاید اراضی کسی چوہدری شتر پال یا معمولی نمبردار کو بحیثیت اس کے چوہدری یا نمبردار ہونے کے دی جاتی ہے۔ اس اراضی کا وہی وارث ہوتا ہے۔ جو اس چوہدری یا نمبردار کا جانشین مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ شرایط وراثت جو سنہ ۱۹۰۲ء میں جاری ہوئیں اور نہر چناب کے اکسٹنشنوں مثلاً بھنگو یا ہاں کلیا نوالہ شرقپور وانکل کے آبادکاروں پر حاوی ہے۔ وہی ہیں۔ جو ایکٹ ہذا کی دفعہ ۱۹ میں رکھی گئی ہیں۔

یہ سچ نہیں ہے کہ اگر کوئی اصلی آبادکار بلا اولاد نرینہ مر جاوے یا موروثت حاصل کرنے سے پہلے فوت ہو جاوے تو اس کا عطیہ ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی ضبط کرے گا۔ مگر ہاں یہ صورت اکسٹنشنوں کے آبادکاروں پر حاوی ہوگی۔ جن کو سنہ ۱۹۰۲ء کے بعد زمین ملی ہے۔ جبکہ ان کی شرایط میں اس امر کا ذکر درج ہو۔

یہ بھی سچ نہیں ہے کہ سرکار کو اختیار ہے کہ صرف ایک بیٹے کے نام بطور وارث زمین لگا دیوے۔ اور باقیوں کو محروم کر دیوے۔ مگر ہاں یہ قاعدہ شتر پال مزارعان کی صورت میں

درست ہے۔ البتہ اگر اسسٹنٹ والا آبادکار قبل از حصول حقوق موروثی فوت ہو جاوے اور اسکی زمین مطابق موجودہ شرائط ضبط سرکار ہو جاوے۔ صاحب مہتمم آبادی نے کبھی کبھی ازمہرنو صرف ایک لڑکے کے نام زمین تقسیم کر دی۔ اور اُن کو اختیار ہے۔ کہ آئندہ بھی ایسا کریں۔

(چہارم) دفعہ ۲۳ کبھی مزارعہ کو اپنے مربعہ میں اپنے مال مویشی کے واسطے چھپر یا ڈھارہ بنانے سے نہیں روکتی ہے وہ اپنے مربعے میں اس قسم کا چھپر یا ڈھارہ بلا اجازت بنا سکتا ہے۔

(پنجم) دفعہ ۲۴ سے جس کے ذریعہ ڈپٹی کمشنر یا مہتمم آبادی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس شخص کی زمین ضبط کرلیں جس نے شرائط آبادی پوری نہیں کیں یا اسکا مزارعہ کی رائطی ضبط کرلیں جس نے سرکاری مطالبہ ادا نہیں کیا ہے۔ کوئی ایزادی موجودہ شرائط میں نہیں ہوتی۔ درحقیقت شرائط نرم کی گئی ہیں۔ کیونکہ آئندہ زمیندار کو اجازت دیجاوے گی کہ وہ کسی نوٹس یا عرضی ارسال ملنے کے بعد ایک مہینے کے اندر رقم واجب الوصول ادا کریں اور اگر یا قیدار مالک ہو رہیں تو ان سے سرکاری بوجہ ... وصول کیجاوے گی جو ایکٹ مالگذاری میں درج ہے۔

(ششم) دفعہ ۲۹ میں ان لوگوں کے واسطے سزا تجویز کی گئی ہے جو درختان کو کاٹ ڈالیں یا عمداً نقصان پہنچاویں۔ زیر اس دفعہ کے کسی ایسے شخص کو سزا نہیں دیجاوے گی جو ان درختوں کو کاٹے یا چھانگے جو اس کے اپنے مربعہ میں اُگے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ خودرو ہوں یا اس کے اپنے لگائے ہوئے۔ علاوہ ازیں اُسے کہ وہ ان درختوں کو نہ کاٹے اور نہ عمداً نقصان پہنچاوے جو سرکاری درخت ہیں۔ مثلاً وہ درخت جو سرکار نے خود سڑک یا نہر پر لگائے ہیں۔ یا وہ درخت جو اس سرکاری زمین پر ہیں جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ جو کہ سرکاری مال ہے۔ البتہ اجازت حاصل کر کے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ نیز کسی عطیہ دار کو وہ درختان بھی نہ کاٹنے چاہئیں اور نہ ان کو عمداً نقصان پہنچانا چاہئے۔ جو آبادی کے اندر عام لوگوں کے آرام کے واسطے آبادکاروں نے لگائے ہیں۔ جہاں کوئی سرکاری کھال یا نالی یا حد بندی راستہ تقسیم شدہ مربعہ جات میں گذرتا ہے۔ جو درخت ایسے کھال یا راستے کے کنارے پر واقع ہیں۔ اُن کو وہ آبادکار استعمال کر سکتا ہے۔ یا کاٹ سکتا ہے جس کے مربعہ جات کے کنارے پر واقع ہیں۔

(ہفتم) دفعہ ۲۸ کے رو سے سرکار کئی امورات کے متعلق قواعد بنا سکتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ یعنی ایسی صورتوں میں وراثت کے قواعد تیار کرے۔ جہاں وراثت متوفی کے سب سے بڑے لڑکے یا چیدہ وارث یا وارثان کو پہنچتی ہے بعض لوگوں نے بے وقوفی سے یہ خیال کر لیا ہے کہ سرکار کا ارادہ ہے کہ موجودہ شرائط کو تبدیل کرے۔ اور جہاں پہلے نہیں ہے اب اس قاعدہ وراثت کو جاری کرے جس کے ذریعہ سب سے بڑا لڑکا ہی وارث بنتا ہے۔ یہ خیال جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔

(ہشتم) ایک اور امر جس کے متعلق قواعد بنائے جا سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آبادکار اپنے مربعہ جات میں درخت لگاویں (دفعہ ۲۸ (د)) اس کا مطلب پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا ہے۔ جبتک آبادکار اپنی لازمی تعداد درختاں قائم رکھے گا۔ خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے تو باقی درختاں کی بابت اس کو استعمال کا پورا اختیار ہے۔ اور ان کے کاٹنے کی بابت کوئی سزا نہیں دی جا سکتی ہے۔ تمام درخت جو اس کے مربعے میں ہیں اسکی اپنی ملکیت سمجھے جاویں گے +

(نہم) آبادیوں کے انتظام اور صفائی کے متعلق سرکار قواعد بنا سکتی ہے۔ دفعہ ۲۸ (ج) زیر دفعہ ۳۹ سرکار کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک رقم (یعنی چبوب) مقرر کرے جس سے چوہڑوں کی تنخواہ ادا کیجاوے۔ یا دوسرے اغراض جو انتظام آبادی کے متعلق ہوں پورے کئے جاویں۔ جہاں کسی آبادی میں لوگوں نے خود خاطر خواہ انتظام کر دیا ہے۔ وہاں کوئی امید نہیں ہے کہ زیر دفعہ ۲۹ کوئی ایسی رقم لگائی جاوے۔

(دہم) سرکار کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ یہ بہت ہی خطرناک بات ہے کہ چھوٹے اور معمولی معاملات کی بابت غیر ضروری قواعد مرتب کر کے چھوٹے چھوٹے ملازمان مثلاً پٹواریاں کو اختیار دیئے جاویں کہ وہ لوگوں کو تنگ کریں اور ان سے ناجائز طور پر روپیہ حاصل کریں اگر آئندہ کبھی زیر دفعہ ۲۸ قواعد مرتب کئے جاویں گے۔ تو اس بات کو ضرور مدنظر رکھا جاوے گا +

دستخط

جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر
کمشنر بند و بست پنجاب۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اسلئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لیئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیاں میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعہ سے یتامی۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لیئے اس کے اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زائد ہے لیکن اس مد میں اب شاید اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائے گا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی مدد کیلئے اٹھیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کروں۔ اس مد کے لئے ہر قسم کی رقوم صدقات آنی چاہئیں خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جسکو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل صرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے۔

میں حضرت مسیح موعود پر کیوں ایمان لایا

ذیل میں چودہری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کی ایک چٹھی درج کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اپنے حالات کے متعلق لکھی ہے۔ چودہری صاحب جیساکہ خود انہوں نے ظاہر کیا ہے وہ سرسید مرحوم کے دلدادہ تھے اور جہانتک مجھے علم ہے ان کے کاموں میں بہت بڑی مدد دیا کرتے تھے۔ اس پیرانہ سالی میں خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق دی ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایڈیٹر

میں کچھ مختصر سا حال اپنے عقائد و اعمال مذہبی کا عرض کرتا ہوں۔ میں سن تمیز کو پہنچکر وہابی عقائد کا بڑی مضبوطی اور استقلال سے معتقد رہا۔ جب سید احمد خان کی تحریرات شائع ہونی شروع ہوئیں تو ان کو بھی بالتعمق مطالعہ کرتا رہا۔ اور بہت سی باتوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا رہا۔ مگر جب آخیر نتیجہ پر غور کیا تو اسلام یعنے مسلمانوں کی عملی حالت دن بدن بگڑتی نظر آئی۔ گو دونو صاحبان (مولوی محمد اسمٰعیل شہید۔ اور سید احمد خان) کی تحقیقات سے مسلمانوں کے عقائد کی تو بہت کچھ اصلاح ہوگئی۔ مگر عملاً اور بھی خراب تر ہوگئی۔ اب دل میں یہ سوچ پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اس دین کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے۔ مگر اس کا ایفا کب ہوگا؟ میں اپنے تئیں وہابی ہونیکی وجہ سے مہدی کی حدیثوں کو مجروح سمجھتا تھا۔ اور عیسٰے کا زندہ آسمان پر ہونا اور پھر واپس آنا لغو جانتا تھا۔ البتہ اس امر کا یقین ضرور تھا کہ خداوند تعالیٰ آیت استخلاف اور آیت اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کے وعدے کے بموجب کسی ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس دین کو پھر زندہ کرکے دکھلا دیگا۔ مگر اس انتظار کی از حد بیقراری تھی کہ وہ دن کب آئیگا جب اسلام کے خشک شدہ باغ کی آبادی ہوگی۔ میں مرزا صاحب کی تحریرات بھی اسوقت سے دیکھتا ہوں جب کتاب براہین احمدیہ کا اشتہار سفیر ہند پریس امرتسر میں پادری رجب علی کے پاس چھپنے کیلئے گیا۔ پھر براہین احمدیہ کی بعض جلدیں بھی مطالعہ کیں جس سے مرزا صاحب کے بیان صداقت اسلام اور اظہار نکات و رموز قرآن کا قائل ہوگیا اور مرزا صاحب کے دعوی الہام کو بھی سچ مانتا رہا۔ مگر خیال یہ تھا کہ اس سے اسلام کے متروک شدہ عمل کو کیا فایدہ ہوا؟ اسی اثنا میں مرزا صاحب نے دعوی مہدیت و مسیحیت کر دیا۔ اور مسلمانوں سے بیعت لینی شروع کر دی۔ اب میں اس تجسس و تحقیق میں ہوا کہ آیا مرزا صاحب امام ہیں؟ اور امام میں چار اوصاف کا ہونا ضروری سمجھتا تھا۔ کیونکہ امام کی فطرت نبیوں کے قریب قریب ہوتی ہے اور وہ اوصاف یہ ہیں: اسے ریفارم کا جس کے لئے مامور ہوا ہے پورا عامل اور سچا عاشق۔ ارادہ مستقل ایسا کہ کوئی تکلیف جسمانی یا مالی یا کوئی سختی دنیاوی اسکو اپنے کام کرنے سے روک نہ سکے۔ کشش مقناطیسی۔ شرف مکالمہ اور تائید الٰہی۔

اس کے بعد حضرت اقدس کی تصدیق کیلئے دل مجھے دو ہی معیار میسر تھے۔ حضرت کا مضبوط ارادہ سے مسلمانوں کی عملی اصلاح میں لگے رہنا۔ ۲۔ جماعت کے بعض افراد کا سچے دل سے اسلام کی پیروی کرنے سے اگر ریفارم کا اثر۔ پس یہی میرا مطلوب تھا یہی مقصود۔ عرصہ تخمیناً تین سال سے خود قادیان حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوا پھر مجھکو باقی دو امر بھی حضرت اقدس کی ذات میں تصدیق ہوگئے میرا یہ بھی یقین ہے کہ مامور کی کشش سعید فطرت دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے نہ کہ شقی القلب لوگوں کو خواہ وہ قادیان میں رہیں یا کہیں۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام ۔ ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی ست

اب اس امر کا اظہار باقی ہے کہ میں امام کا کیا رتبہ سمجھتا ہوں؟ میں حضرت مرزا صاحب کو نہ خدا سمجھتا ہوں جیساکہ یہودیوں نے اپنے پیشواؤں کو سمجھا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا الخ اور نہ خدا کا دہ برگزیدہ اور امام المرسلین اور خاتم النبیین رسول۔ البتہ محمد رسول اللہ کے اس دین کی خدمت کے لئے جو سب دینوں میں سچا اور پکا دین ہے اور زمانہ کی دجل اور مکاریوں سے نہایت خراب حالت کو پہونچ گیا ہے اور عملی لحاظ سے اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا بحکم حدیث لا یبقی من الاسلام الا اسمہ۔ اصلاح اور تجدید کے لئے خدا کی طرف سے مسیح موسوی کی خو و عادات پر مامور ہو کر آئے ہیں کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے بلکہ شریعت محمدیہ کا عمل قائم کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو ایسے ریفارمروں کے لئے ضروری ہیں بلکہ انہیں ازمنہ گذشتہ کے مصلحاں کی نسبت الٰہی طاقت بڑھکر کام کر رہی ہے کیونکہ موجودہ زمانہ کی خرابی مذہب حد سے بڑھ گئی ہے۔ جیساکہ دشمن قوی ہو ویسا ہی نگہبان بھی قوی ہونا چاہئے اور حضرت اقدس ایسے ہی ہیں اور اپنی ساری طاقت سے کام کر رہے ہیں۔ البتہ اجتہاد میں غلطی کرنا امام وقت کا ایسا ہی ممکن ہے جیساکہ رسولوں کا اگر کوئی صاحب اسپر اعتراض کریگا تو یہ آدم سے لیکر خاتم النبیین تک قرآن سے ثابت کر دونگا صاحبان میرے دل میں احمدی جماعت کے کسی فرد کے عمل سے جو برائے نام احمدی ہوا اور عمل قرآنی کا نام و نشان نہ ہو یا ظاہر میں بڑے پکے احمدی ہیں اور باطن میں تہذیب اسلام کا کچھ اثر نہیں اور با وصف اسبات کے کہ حضرت اقدس کے ہاتھ پر بلکہ خدا کے ہاتھ پر۔ خدا کی گواہی اور اس کے رسول کی گواہی اور جماعت مسلمانوں کی گواہی سے اس امر کا اقرار اور عہد کر چکے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا کچھ پاس نہیں ہے۔ شبہات پیدا ہوتے تھے مگر وہ شبہات خدا نے اس طرح رفع کر دیئے کہ اگر موجودہ مسلمان اصلاح نہیں پائیں گے تو خدا اسلام کی اعانت کے لئے کوئی ایسی اور قوم اس مذہب میں داخل کر دیگا جو اسلام کو مثل اولین مسلمانوں کے غالب کریگی اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ کل روئے زمین کے انسانوں کا مذہب اسلام ہوگا اور وہ حضرت مرزا صاحب ہی کے ذریعہ ہوگا۔

غلام احمد کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور

ایک باورچی کی ضرورت ہے

مجھے ایک صالح باورچی کی ضرورت ہے چونکہ میرے پاس ہمیشہ سرکاری روپیہ رہتا ہے اسلئے میں اسے نوکر رکھ سکتا ہوں جو احمدی جماعت کے کسی اعلیٰ رکن کا سفارشی خط ہمراہ لاوے یا پہلے بھیجدیوے تنخواہ چار روپیہ ماہوار اور روٹی ساتھ ہوگی یعنے روٹی کے علاوہ چار روپے دیئے جاوینگے۔

راقم غلام محمد پھلوری از شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گرآئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

۱۔ عموم سے ؏

۲۔ خواص معاونین سے ؏

۳۔ ہندوستان سے باہر سے ؏

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ؏

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے دوں سے ؏

نمبر ۱۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس قائم ہوگا

(انشاء اللہ العزیز)

سرپرستان الحکم یہ خوشخبری سن چکے ہیں کہ اخبار الحکم کے کارخانہ کے لئے ایک مشین کا آرڈر ولایت دیا گیا ہے۔ اس اطلاعی نوٹ کے بعد میں نے مشین پریس کا کوئی ذکر اخبار میں نہیں کیا اسکی وجہ یہ تھی کہ کوئی جدید امر پیش نہ آیا تھا۔ میں نے ظاہر کردیا تھا کہ محض توکلًا علی اللہ آرڈر دیدیا گیا ہے اور مجھے اپنے احباب کے مخلص دوستوں اور قدردان ناظرین سے بحولہ تعالیٰ یہ توقع تھی کہ وہ میری تحریک پر اپنے پیارے الحکم کو اس کام کے لئے پوری مدد دیں گے۔ چنانچہ چین سے ایک معزز احمدی نے چالیس روپیہ مجھے اس مطلب کے لئے بھیج بھی دیئے تھے۔ مگر قبل اسکے جو مجھے ایسی امدادی تحریک کی حاجت پڑتی اللہ تعالیٰ نے ضلع ... میں میرے ایک معزز بھائی اور الحکم کے سچے قدردان کو ... مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس قائم کرنے کے لئے میری درخواست کے بغیر ہی مجھے مالی اعانت کا ایک خط لکھا اور چھ ہزار روپیہ تک اس مقصد میں خرچ کرنیکا ارادہ ظاہر کیا میں نے اسکو محض تائید ربی سمجھکر انکو مسرت بخش منتخب و رکس کی شاخ میں صدق سے شریک کرلیا ہے اور سٹیم پریس قائم کرنیکا خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ سٹیم پریس کے قائم ہوجانے سے جہاں چھپائی کی مشکلات آسان ہوجاینگی اور اخبار بروقت نکل سکے گا (انشاء اللہ) وہاں میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر الحکم اپنی قوم کو نہایت مفید اور ضرورت وقت کے موافق مذہبی لٹریچر بہم پہونچانے کی سعی کریگا۔ وہ تالیفات جو اب تک محض پریس یا مالی مشکلات کیوجہ سے معرض التوا میں پڑی ہوئی تھیں جلد شایع ہونے لگیں گی۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال ہو تو مجھے بیش قیمت موقع خدمت سلسلہ کا ملے گا۔ میں سردست کوئی سکیم پیش کرکے خوش کن جملوں اور اشتہاری الفاظ سے اسوقت خوش کرنا نہیں چاہتا تجربہ اور عمل خود ظاہر کریگا۔ میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آج تک الحکم کے کارخانہ سے ایک بھی کتاب یا رسالہ ایسا شایع نہیں ہوا کہ جو قوم اور ملت کے لئے مفید اور قابل قدر تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ اسلئے گذشتہ تجربہ یقین دلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور توفیق دی تو عجیب عجیب کتابیں اور رسالے یکے بعد دیگرے شایع ہونگے۔

میں اس خوشخبری کو پہونچاتے ہوئے اپنی قوم کے سرگرم احباب سے اتنی درخواست کرنی چاہتا ہوں کہ وہ ہر قسم کی چھپائی کا کام آیندہ کارخانہ الحکم کے لئے بہم پہونچانے کا عزم کریں۔ اور خریداران الحکم کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے جہانتک ان سے ممکن ہو کوشش کریں میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر الحکم کی اشاعت پانچ ہزار ہوجاوے تو اسکی موجودہ قیمت میں ہی نمایاں تبدیلی کیجاسکیگی بلکہ اسکو زیادہ مفید زیادہ دلچسپ بنانے کی فکر کیجائیگی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے اور ساری توفیقیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں مجھے اپنے رب پر یقین ہے کہ جسنے الحکم کو محض بے سروسامانی کیحالت میں میرے ہاتھ سے جاری کراکر ایسے مستقل کارخانہ کی صورت میں تبدیل کردیا اور جس نے مشین نہیں سٹیم پریس کے لئے غیب سے سامان بہم پہنچا دیئے۔ وہ خدا جو قدیر اور فعال لما یرید خدا ہے ان دلوں میں خود القا کریگا جو الحکم کی اعانت اور اسکی سرپرستی کے لئے فراخ حوصلگی سے طیار ہوجائیں گے۔ بابو محمد صدیق صاحب کو جنہوں نے چالیس روپیہ مشین کے لئے بھیجے تھے اس سلسلہ اعانت میں سابق بالخیرات ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مقاصد میں بامراد کرے اور قومی خدمات کے لئے زیادہ جوش اور صدق عطا کرے۔ آمین۔ بابو صاحب کے چالیس روپیہ کو زیادہ قیمتی اور موجب ثواب بنانے کے لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ الحکم کی بیس کاپیاں ایسے مستحق احمدی احباب کو بھیجی جو پوری قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ صرف ایک روپیہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

قادیان میں جلسہ

[illegible] ۱۹۰۹ء کو پانچ بجے قادیاں میں ایک ضروری جلسہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما اور ارشاد سے صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی غرض و غایت یہ تھی کہ موجودہ شورش اور بے چینی میں ہم کو دوسرے اور لوگوں کو کیا طریق اختیار کرنا چاہیے۔ اس جلسہ کے لئے پہلے سے ایڈیٹر الحکم اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے سکرٹری انجمن احمدیہ قادیاں کیطرف سے کمندرجہ ذیل اشتہار کیا گیا تھا۔ اور جلسہ سے پہلے منادی بھی کرا دی گئی تھی۔ جلسہ میں آریوں کے سوا ہر مذہب و ملت کے لوگ موجود تھے مگر آریہ شامل نہیں ہوئے اسکی وجہ یہ ہے کہ ان میں گورنمنٹ کے خلاف ایک جوش اور نفرت پیدا ہوئی ہوئی ہے اور انہوں نے بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہماری بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ ہم گورنمنٹ کی مخالفت کریں۔ یہ احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ گورنمنٹ نے ہم پر اسقدر احسان کئے ہیں جنکو وہ شمار نہیں کر سکتے۔ اور اس قسم کے بیہودہ خیالات کو پیدا کرکے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ میں قادیان کے آریوں کو نہایت نیک نیتی اور خیراندیشی سے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ان خیالات خام کو دل سے نکال دیں وہ یقیناً یاد رکھیں کہ جو آزادی اور امن انہیں تاج برطانیہ کے ماتحت ہے کسی دوسری جگہ اور دوسری گورنمنٹ کے ماتحت نہیں مل سکتی۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی طاقت اور استحکام ایسا نہیں جو ان چھچھوروں اور گیدڑ بھبکیوں سے اس میں کسی قسم کی کمزوری پیدا ہو۔ بغاوت کے خیالات چھوڑ دو اور سوراجیہ کے خوابوں کو دیکھنا بند کر دیں۔ میرا خیال تھا کہ شیجہ چندک کے ایڈیٹر اور منیجر کی موت انکی شوخیوں اور بیباکیوں میں کمی کرے گی مگر ابھی وہ دلیری اور شوخی موجود ہے ان لوگوں نے کوئی عبرت اور سبق انکی موت سے حاصل نہیں کیا۔ اور چونکہ انہوں نے اپنا فرض سمجھا ہوا ہے کہ احمدی جماعت کی ضرور مخالفت کیا کریں خواہ وہ ایک نیک اور مبارک کام ہی کیوں نہ کریں اسلئے وہ گورنمنٹ کی خیرخواہی کے جلسہ میں جسکے متعلق ان کے خیالات پہلے ہی سے قابل اصلاح ہیں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں لالہ شرمپت رائے نے جب کبھی ایسے امور پر گفتگو آئی ہے تو انہوں نے بلا تکلیف اور ناک بھوں چڑھا کر نہایت حقارت سے کہا ہے کہ تم لوگ گورنمنٹ کے خوشامدی ہو اور گورنمنٹ کے بدخواہ۔ لالہ شرمپت رائے کے نزدیک گورنمنٹ کی حمایت اور خیرخواہی کی تعلیم دینا اور اس کے جائز احسانات اور برکات کا اظہار اور اسکی شکرگذاری اگر خوشامد ہے تو ہم اس خوشامد کے بے شک عادی ہیں اور دوسروں کو بنانا چاہتے ہیں اور شاہِ وقت کی **اطاعت** اور **وفاداری** کے خلاف منہ کھولنا اور زبان درازی کرنا اور ملک میں کشت و خون کرانا ہی اگر خیرخواہی ہے تو ایسی خیرخواہی پر ہم **لعنت** بھیجتے ہیں۔ بہر حال جلسہ کے لئے ذیل کا اشتہار دیا گیا۔

ایک نہایت ضروری جلسہ

آج مورخہ ۹؍مئی ۱۹۰۹ء بروز اتوار شام کے پانچ بجے بعد نماز عصر حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و رئیس اعظم قادیاں کی ہدایت اور ارشاد کے ماتحت ایک عام جلسہ کیا جاویگا جسمیں پنجاب کی موجودہ بے چینی کے متعلق اہل ملک کو نہایت مفید مشورہ دیا جائیگا اور گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد کے برکات اور احسانات پر تقریریں ہونگی۔ ہر شخص جو اپنے ملک اور قوم کے ساتھ کچھ بھی ہمدردی رکھتا ہے اور اپنی ذاتی بھلائی کا خواہشمند ہے اس کا فرض ہے کہ اس جلسہ میں شریک ہو۔ جلسہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے صحن میں ہوگا۔

المشتہران

محمد علی ایم۔ اے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان | یعقوب علی ایڈیٹر الحکم سکرٹری انجمن احمدیہ

ٹھیک پانچ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی سب سے اول ایڈیٹر الحکم نے بحیثیت مشتہر جلسہ کھڑے ہوکر بیان کیا کہ

صاحبان! آج کا جلسہ جس غرض کے لئے منعقد کیا جاتا ہے وہ اشتہار کے ذریعہ سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے اس جلسہ کو باقاعدہ بنانے کے لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک میر مجلس تجویز کیا جائے اور میں آج کے جلسہ کے خصوصیت کے لحاظ سے تجویز کرتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اس جلسہ کا میر مجلس بنایا جاوے صاحبزادہ صاحب اس جلسہ کے لئے کیوں موزوں میر مجلس ہیں؟ یہ ظاہر امر ہے آپ کے خاندان کو گورنمنٹ عالیہ برطانیہ سے ہمیشہ **وفاداری** کے مخلصانہ تعلقات رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کے دادا صاحب جناب مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب مرحوم نے ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں پچاس گھوڑے اور سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کو مدد دی تھی اور اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دیا تھا۔ اور اس کے بعد ہمیشہ گورنمنٹ انگریزی اس خاندان کو اپنا سچا خیرخواہ اور وفادار دوست یقین کرتی رہی ہے۔ آپ کے محترم اور مقدس والد بزرگوار جو ہمارے امام اور پیشوا ہیں انہوں نے گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت اور وفاداری کے لئے جو کام کیا ہے اسکی تو نظیر ہی نہیں ملتی برابر ۲۵ سال سے آپ مسلمانوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ اور آج کا جلسہ بھی آپ ہی کی ہدایت اور ارشاد کا نتیجہ ہے ایسی حالت اور صورت میں میں صاحبزادہ صاحب کا انتخاب آج کے جلسہ کی صدارت کے لئے بہترین انتخاب سمجھتا ہوں۔ اور سکرٹری کے لئے میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کا نام پیش کرتا ہوں۔

مولوی صاحب ممدوح کیا بلحاظ اپنی قابلیت اور علم و فضل کے اور کیا اس حیثیت سے کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری ہیں ایسے جلسے کے لئے جو قوم احمدی کا نیابتی جلسہ ہو موزوں سکرٹری ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ ہر دو تجاویز منظور کیا جاوینگی۔

چنانچہ اکمل آف گولیکی کی تائید اور مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر کی تائید مزید کے بعد بالاتفاق صاحبزادہ صاحب میر مجلس اور حضرت مولوی محمد علی صاحب سکرٹری منتخب ہوئے۔

سکرٹری صاحب نے کھڑے ہوکر مختصر الفاظ میں بیان فرمایا۔

اس جلسہ کی اصل غرض یہ ہے کہ اس وقت جو شورشیں گورنمنٹ کے خلاف ہو رہی ہیں اور باغیانہ خیالات ظاہر ہو رہے ہیں صدر انجمن احمدیہ ایسے خیالات سے اپنی بیزاری ظاہر کرے اور دوسرے لوگوں کو ہدایت کرے کہ انکا فرض بحیثیت وفادار رعایا اور شریف انسان کے یہ ہے کہ وہ اپنی محسن گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کا نیک نمونہ دکھائیں اور ایسی راہوں سے جو بغاوت اور فساد کی راہیں ہیں انسے پرہیز کریں ہم احمدی تو نہ ایسے شورشی جلسوں میں شامل ہوتے ہیں اور نہ انشاء اللہ العزیز ہونگے اور نہ ہونا چاہتے ہیں کیونکہ ۲۵ سال سے برابر ہم کو یہی تعلیم مل رہی ہے اور فی الحقیقت گورنمنٹ نے جو احسان ہم پر کئے ہیں اور برٹش حکومت کے ماتحت جو امن اور آرام ہم نے پایا ہے اس کا صلہ یہی ہونا چاہیئے کہ ہم سچے **وفادار** اور مطیع ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں اس کے متعلق اشتہار شائع کر دیا ہے۔ بہر حال جیسا کہ آپ کو اشتہار سے معلوم ہو چکا ہے اس

غرض کے لئے یہ جلسہ کیا جاتا ہے تاکہ انجمن کیطرف سے باقاعدہ ریزولیوشن پاس کر کے گورنمنٹ میں بھیجا جاوے اور لوگوں کو ان کے فرض سے آگاہ کیا جاوے۔ اب میاں صاحب کچھ بیان کریں گے اور میرا کام اب صرف لکھنا ہے اسلئے میں بیٹھ جاتا ہوں۔

تقریر صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب میر مجلس جلسہ

اس جلسہ کے منعقد ہونے کی غرض مولوی محمد علی صاحب بیان کر چکے ہیں اور اشتہار میں بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ میں اس غرض کی تائید اور تشریح کے لئے چند باتیں بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔

تھوڑے دنوں سے پنجاب اور ہند میں ایک قسم کی شورش پیدا ہو رہی ہے اور وہ لوگ جنکو ملک اور قوم کے ساتھ حقیقت میں کوئی ہمدردی نہیں ہمدردی کے رنگ میں خیالات پھیلا رہے ہیں اور اسطرح یہی نہیں کہ وہ گورنمنٹ کو تشویش میں ڈالتے ہیں بلکہ اہل ملک کو بھی خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔

اس موجودہ شورش کی ابتدا بنگالیوں سے ہوئی اور پھر یہ تحریک بدآناً فاناً بجلی کیطرح پنجاب میں پھیل گئی ہے اور اب بعض بڑے بڑے شہروں میں خطرناک رنگ اختیار کرنے کو تھی کہ گورنمنٹ انگریزی نے (جو اپنی طاقت و شوکت اور اپنی تدبیر سلطنت کے لئے ایک مشہور گورنمنٹ ہے) نہایت قابلیت کے ساتھ قرین انصاف پہلوؤں کی بنا پر اس کے تدارک اور انسداد کی طرف توجہ فرمائی ہے جس سے یقین ہو گیا ہے کہ یہ متعدی مرض رک جائیگا اور خدا کرے کہ یہ فوراً رک جاوے تاکہ اہل ملک کو آنیوالے خطرہ کا سامنا نہ ہو۔ اس فساد کی ابتدا جہانتک واقعات سے پتہ لگتا ہے اور معلوم ہو سکتا ہے ہندوؤں سے ہوئی ہے اور ان کے گھروں میں ہی اس نے پرورش پائی۔ ان کے اثر سے متاثر ہو کر بعض کم فہم مسلمانوں نے بھی انکی ہاں میں ہاں ملائی مگر عام طور پر مسلمانوں نے اس کو اپنے لئے خطرناک اور مضر یقین کیا اور وہ اس سے الگ رہے۔ اگر بعض غیر ذمہ دار اور ضمیر فروش اشخاص ساتھ ہوئے تو وہ کسی گنتی میں نہیں۔

راولپنڈی لاہور امرتسر میں یہ فساد بہت بری طرح پھیلا تھا۔ جو بہت جلد دبا دیا گیا۔ راولپنڈی میں ان شوریدہ پشت لوگوں نے انگریزوں پر حملے کئے اور لیڈیوں کی توہین کی گرجا گھر کو آگ لگا کر اسباب جلا دیا۔ گورنمنٹ سکول کو آگ لگائی۔ اس قسم کی حماقت کی کارروائیاں کر کے انہوں نے ظاہر کر دیا کہ وہ ملک اور سلطنت کے بدخواہ اور دشمن ہیں۔

اس قسم کی شرارتوں اور خباثتوں سے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچتے رہیں اگر وہ خدا پر قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کا مذہبی فرض ہے کہ وہ

بغاوت اور فساد کے طریقوں سے بچتے رہیں

کوئی شریف اور عقلمند انسان ایک لحظہ کے لئے بھی یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی محسن امن پسند علم دوست اور رعایا پرور گورنمنٹ کے خلاف اپنے دل اور دماغ میں باغیانہ خیالات رکھے عقل اور ایمان ایک سر میں جمع نہیں ہو سکتے۔

ہم مسلمانوں ہی کو نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے ہر فرد رعایا کو یہی مشورہ اور صلاح دیتے ہیں کہ وہ ایسی شورش انگیزی اور شرارت کے خیالات کو اپنے دل سے نکال دیں اور جو لوگ ایسی تحریکیں کرتے یا گورنمنٹ سے کسی رنگ میں بدظن کرتے ہیں انہیں اپنا بدخواہ اور دشمن یقین کریں۔ لیکن ہندوؤں کے تو ہم ذمہ وار نہیں ہو سکتے ہمارا کام فقط سمجھا دینا ہے اسلئے مسلمانوں کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً ہم ہدایت کیا کرتے ہیں کہ بھی

[illegible] کہ ہم احمدی ایسے جلسوں اور تحریکوں سے ہمیشہ بیزار رہے ہیں کیونکہ ہمارے امام کی یہی تعلیم اور ہدایت ہے اور کبھی کوئی احمدی ایسی تحریکوں میں شامل نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

بہرحال ہر شریف اور عقلمند مسلمان کا فرض ہے کہ وہ الگ رہے۔ ان فسادات کے اسباب اور جو کچھ بھی ہوں مگر میں تمہیں اور اور زیادہ سے لوگوں کو بھڑکایا جاتا ہے وہ سودیشی کی تحریک ہے۔ میں نے سودیشی کے سوال پر بہت غور کیا ہے اور میں حیران ہوں کہ اس تحریک کو ملک کی ترقی اور رفاہ انسانی کا جزو کیوں قرار دیا گیا ہے اگر سودیشی کی یہی غرض ہے کہ صرف اپنے ملک کی چیزوں کو استعمال کرو اور دوسرے ملک کی بنی ہوئی چیزوں کو ردی میں پھینک دو۔ تو میں حیران ہوں کہ کام کسطرح چل سکے گا۔

کیونکہ یہ تحریک اور تجویز دنیا کی ترقی میں ایک رکاوٹ ہے۔ اس سودیشی تحریک کا یہ اثر ہوگا کہ پہلے غیر ممالک کی اشیاء کا استعمال ترک کیا جاوے۔ پھر یہ ہوگا کہ پنجاب میں ہندوستان کے دوسرے حصوں کی اشیاء نہ آئیں پھر پنجاب کے ایک ضلع میں دوسرے ضلع کی چیزیں بند کی جاویں اور اسیطرح ایک گاؤں کی چیزیں دوسرے گاؤں میں نہ جائیں یہ طریق اگر خدانخواستہ اختیار کیا جاوے۔ کیونکہ سودیشی کا اعلے مقام تو یہی ہونا چاہیے پھر ملک کی تجارت ہی خطرہ میں نہ پڑے گی بلکہ انسانی حوائج اور ضروریات کے لئے بھی دائرہ تنگ ہو جائیگا اور انسان مصیبت کے سمندر میں ڈالا جاوے گا۔ بہت سی حاجتیں ایسی ہونگی جو اسکی زندگی کے لئے ضروری ہونگی مگر وہ ان سے محض اسلئے فائدہ نہ اٹھا سکیگا کہ وہ سودیشی نہ ہونگی۔ پس غور کرو کہ یہ تحریک جسکو سودیشی کیا جاتا ہے ملک کو تباہ کرنے والی ہے یا اسکی بہبودی کا ذریعہ ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ سودیشی تحریک پر عمل کر کے اور اسکی حمایت کر کے انسان ہرگز ترقی نہیں کر سکتا۔ اور اسکے خیال میں اولوالعزمی اور بلند حوصلگی پیدا نہیں ہو سکتی پہلے غیر ملک کی اشیاء کے ساتھ نفرت پیدا ہوگی پھر اس کے باشندوں کے ساتھ اسکے علم و ہنر اور صنعت سے بیزاری ظاہر کرے گا۔ اور یہی نتیجہ موجودہ تحریک کا بھی ہوا ہے۔ تمام دنیوی ترقیاں اس امر پر منحصر ہیں کہ ہر قسم کی صنعتوں اور حرفتوں سے خواہ وہ کسی ملک اور کسی قوم کی ہوں انسے فائدہ اٹھایا جاوے۔ یہ تو دنیوی اور عقلی پہلو کے لحاظ سے سودیشی کا ضرر ہے۔ مذہبی طور پر میں دیکھتا ہوں کہ سودیشی تحریک قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بحر و بر انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کئے ہیں پس اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا جاوے تو یہ آیت اسکو جھٹلاتی ہے کیونکہ خدا نے اسکو تو پیدا ہی اسلئے کیا ہے۔

اسی سودیشی کی تحریک ہی نے یہانتک اثر کیا کہ بغاوت پھیلائی جاتی ہے اور میں اسکو سخت افسوس کی نظر سے دیکھتا ہوں کل ہندوستان پر بالعموم مسلمانوں پر اور احمدیوں پر خصوصاً گورنمنٹ برطانیہ کے وہ احسان ہیں کہ وہ ایک دم کے لئے ان کو بھول نہیں سکتے اور انہیں نہیں بھولنا چاہیے۔ اور کبھی اور کسی وقت بھی ایک لفظ زبان سے ایسا نہیں نکالنا چاہیے جو گورنمنٹ اور اس کے مقاصد کے خلاف ہو کیونکہ یہ حد درجہ کی نافرمانی۔ ناشکری اور کمینہ پن ہے وہ قوم اور وہ سلطنت جسنے ہم کو ہر طرح کا امن اور آرام دیا پھر ہر قسم کی آزادی عطا کی۔ مذہب کی اشاعت اور علوم کی اشاعت کے سامان ہم پہونچائے انصاف اور عدل کے کافی موقع دیا۔ حفاظت جان و مال کا کافی انتظام کیا کیا اسکی ان مہربانیوں اور عطیوں کا یہی شکریہ ہے کہ ہم اسکی مخالفت کریں اور اس کے خلاف [illegible] ظاہر کریں [illegible] لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ملک سے ایک سرے

دوسرے سرے تک ان کے خلاف آواز اٹھائی جاوے اور انہیں انسانیت ہی کے دائرہ سے خارج کیا جاوے۔

دیکھنا چاہیے کہ انگریزوں کے آنے سے پہلے ملک کی کیا حالت تھی اور کس قسم کے حالات پیدا ہوتے تھے۔ امن کی جو حالت اور صورت تھی اور انصاف اور عدل جس طریق سے ہوتا تھا اسکی تصریح ایک لفظ

سکھا شاہی

کر رہا ہے۔ اور اب بھی کسی اندھیر ظلم اور بے انصافی کی مثال دینی ہو تو اس کا نام سکھا شاہی رکھا جاتا ہے۔ جان و مال کا سخت خطرہ تھا امن کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ چند میل تک جانا محال تھا۔ حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ گواہ ہیں کہ سکھ مسلمانوں سے کہا سنے پر شور کر کے اسکو پاک قرار دید یا کرتے تھے۔ قرآن ناظرہ ہو سکے کہ یہ ان کے پاک کرنے کا طریق کیسا تھا اور کیسا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکھ مسلمانوں کی روٹی بھی چھین لینا چاہتے تھے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا مشکل تھا۔ گھر سے نکلتے ہوئے تفکرات معلوم ہوتے تھے کہ کیا واپس آکر عزیز و اقارب سے مل سکونگا کہ نہیں اور مذہبی آزادی کا یہ حال تھا کہ اذان تک دینا جرم تھا اور نماز پڑھنا گویا بغاوت تھی۔ میں کہاں تک ان مظالم اور مصائب کا ذکر کروں جو مسلمانوں پر ہو رہے تھے اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام رعایا ان دکھوں میں مبتلا تھی۔

غرض نہ امن تھا نہ انصاف نہ آزادی تھی اور نہ علمی ترقی کے ذریعے اور نہ صنعت و حرفت کے سامان۔ مسلمان ہر جگہ ذلیل کئے جاتے تھے اور انکی مذہبی پابندیوں میں ہزاروں روکیں پیدا کی ہوئی تھیں۔ اس کا اثر یہاں تک ہوا کہ سکھوں کی سی صورتیں اور لباس اختیار کر لئے گئے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور ایک دور دراز مقام سے

انگریزی گورنمنٹ کو بھیج دیا

جس نے آکر سب قوموں کی دستگیری کی۔ انصاف اور امن کو ترقی دی اور تمام قوموں کو یکساں مذہبی آزادی عطا کی۔ جیسے ایک عیسائی کو اجازت ہے کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے اور لوگوں کو کھلم کھلا عیسائی مذہب کی تعلیم دے۔ اسی طرح پر ایک سکھ اور ایک مسلمان اور ایک ہندو کو اجازت اور اختیار ہے کہ وہ عیسائی کے بالمقابل اپنے مذہب کا وعظ کرے اور متانت اور معقولیت کے ساتھ دوسرے مذہب پر نکتہ چینی کرے۔ اپنے فرائض مذہبی کی بجا آوری میں کوئی روک اور پابندی نہیں۔ مسلمان نماز پڑھتے ہیں اذانیں دیتے ہیں کوئی روکنے والا نہیں۔ انصاف کے لئے مختلف عدالتیں اس نے قائم کر رکھی ہیں تاکہ کسی طرح کسی پر ظلم نہ ہو۔ اور پھر ایک ہی قسم کے قواعد اور قانون سب کے لئے ہیں۔ چوری کی جو سزا پنجاب میں مقرر ہے وہی سزا بنگالہ اور مدراس میں ہے۔ غرض جس طرح پر گورنمنٹ انگلشیہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے۔

جسقدر احسانات گورنمنٹ برطانیہ نے ہم پر کئے ہیں ہم ان کو بیان نہیں کر سکتے پھر کیسی ناشکری اور محسن کشی ہے کہ ایسی مبارک اور مفید گورنمنٹ کے خلاف شورش پیدا کیا جاوے اور جہلا کو اکسایا جاوے۔ یہ وقت ہے کہ رعایا کا ہر فرد اپنے فرض کو سمجھے اور وفاداری اور اطاعت سے کام لے۔

مسلمانوں خصوصاً احمدیوں پر جو احسان اس گورنمنٹ کے ہیں وہ سب جانتے ہیں میں ایک نظیر پیش کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک ایک مشنری پادری نے حضرت مسیح موعود پر اقدام قتل عمد کی نالش کی تھی اور یہ ظاہر کیا تھا کہ گویا حضرت مسیح موعود نے ایک شخص عبدالحمید نام کو انکو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے یہ مقدمہ کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں دائر تھا۔ اس مقدمہ کی سنگینی اسکی روئیداد سے ظاہر ہے شہادت جو سراسر جعلی تھی کافی طور پر حضرت مسیح موعود کے خلاف بہم پہنچانے کی کوشش کی۔ اور پادری مذکور کی حمایت اور تائید کے لئے آریہ اور بعض مسلمان بھی اٹھے اور بڑے زور لگائے گئے۔ ڈپٹی کمشنر کو طرح طرح سے بدظن کرنے اور بھڑکانے کی کوشش کی کبھی یہ کہا کہ یہ شخص باغیانہ خیالات رکھتا ہے اور کبھی یہ کہا کہ اس نے مشہور کر دیا ہے کہ چار فرشتے ڈپٹی کمشنر پر مسلط کئے گئے ہیں۔ بس اور اس قسم کی باتوں سے اسے اکسانا چاہا اور ہر قسم کی کوششیں جو پادری مذکور اور اس کے ہمراہی کر سکتے تھے انہوں نے کیں مگر کپتان ڈگلس نے نہایت آزادہ روی اور انصاف پسندی سے مقدمہ کی چھان بین کی اور حق نکال لیا۔ اور حضرت مسیح موعود کو نہایت عزت سے بری کیا اور یہ بھی کہا کہ آپ چاہیں تو ان کو سزا دلا سکتے ہیں۔

ایک پادری کے بالمقابل اسطرح پر انصاف کے اصولوں کو ملحوظ رکھنا یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے ایسی باتوں کا ایک لمبا سلسلہ لکھ سکتا ہوں پھر اس پر بھی اگر کہا جاوے کہ انصاف نہیں ہوتا تو یہ کیسا ظلم اور بے حیائی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ نے کسی عیسائی اور مسلمان میں فرق نہیں رکھا۔ اور وہ انصاف کے لئے کسی قسم کی تفریق روا نہیں رکھتی۔ باوجود ان احسانوں کے

کیسی نمک حرامی ہے

کہ قولی یا فعلی طور پر گورنمنٹ کے خلاف کریں۔

کیا کوئی آج اسوجہ سے کبھی قتل ہوا ہے کہ اس نے اذان کہی ہے یا اس لئے کسی کو فرد جرم لگ کر سزا ملی ہو کہ اس کا قصور یہ ہے کہ اس نے نماز پڑھی ہے اگر کوئی اس قسم کی نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور میں دعوے سے کہ سکتا ہوں کہ کبھی کوئی پیش نہیں کر سکتا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ انگریزی نے چاہا ہے کہ تمام انسانوں کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔ اور وہ جن مصائب اور مشکلات میں مبتلا تھے ان سے انہیں رہائی ملے۔ اور اس نے کوشش کی ہے اور یہ اسی کی مہربانی کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں عام تعلیم پھیلی ہوئی ہے اور لوگ اپنے آپ کو مہذب اور تعلیم یافتہ قرار دے رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ ہر قسم کی ترقیاں کر رہے ہیں پھر اسکی مخالفت یہی نہیں کہ

محسن کشی ہوگی بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی جرم ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ جب اس فرمان الٰہی کی تعمیل نہ ہوگی تو اس سے بڑھ کر کیا جرم ہوگا؟

اسلئے خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور رضا بھی اسی میں ہے کہ ہم اپنے محسن کی شکرگزاری اور اطاعت اور اس کے ساتھ وفاداری کر کے دکھائیں ہم کو اپنے قول فعل سے گورنمنٹ کے مقاصد کی تائید کرنی چاہیے اور قیام امن کے لئے اسے ہر قسم کی مدد دینی چاہیے۔

میں سچے دل سے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ ہم ان تمام فسادات کو جو راولپنڈی لاہور۔ امرتسر وغیرہ مقامات پر ہوئے ہیں یا مختلف جلسوں اور تقریروں کے ذریعہ جس قسم کے بیہودہ اور باغیانہ خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں دل سے ناپسند کرتے ہیں اور سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگرچہ احمدی قولاً و فعلاً ان میں اب تک شامل نہیں اور نہ شامل ہونگے یہ بھی ہم احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ بالکل الگ رہیں اور اہل ہنود کو بھی انکی بہتری اور بھلائی کے خیال سے روکیں اور انہیں سمجھائیں کہ گورنمنٹ کی مہربانیوں اور احسانوں کا یہ ثمرہ نہیں جو تم دے رہے ہو۔ وفادار بنو اور کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ۔

بار بار میں یہ لفظ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اس نے گورنمنٹ انگریزی کو مقرر کیا۔ ہمارے احمدی بھائی غور کریں کہ کیا وہ ترقی جو انہوں نے کی ہے اور جس زور سے ان کے سلسلہ کی اشاعت ہو رہی ہے اور جیسے سامان ان کو گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے میسر ہیں دوسری جگہ میسر آ سکتے ہیں؟ وہ بالاتفاق پکار اٹھیں گے کہ ہرگز نہیں؟

میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی اسلامی سلطنت میں بھی انہیں یہ آزادی اور یہ سامان اشاعت میسر نہیں آ سکتے۔ احمدی کبھی بھی صاحبزادہ عبد اللطیف اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب کی شہادت کے واقعات کو بھول نہیں سکتے جو سرزمین کابل میں نہایت بیدردی اور بے رحمی سے ہوئے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے ایسا کونسا جرم کیا تھا جس کی پاداش دکھ اور تکلیف کے ساتھ جانستانی ہو؟ کوئی نہیں۔ ان کا جرم اگر تھا تو فقط اتنا تھا کہ

وہ مرزا صاحب کے مرید تھے

اور پھر ان کا جرم یہ تھا کہ وہ مرزا صاحب کی تعلیم کے موافق امیر اور اس کے مشیروں کو جہاد کی اس تعلیم سے روکتے تھے جو انہوں نے سمجھی ہوئی تھی اور بناتے تھے

کہ جہاد حرام ہے

اور ساتھ ہی وہ ظاہر کرتے تھے کہ ایسا کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے جو آکر کشت و خون کرے گا اور انگریزوں سے لڑیگا۔ وہ انگریزی گورنمنٹ کے احسانات کو یاد دلاتے تھے۔ پھر اس جرم پر ان کا سنگسار کر دینا یہ اسلامی سلطنت کابل ہی کا کام تھا۔ ایسی حالت میں بہ انصاف طور پر بتاؤ کیا تم کابل میں ترقی کر سکتے تھے؟ [illegible]

ان واقعات کو یاد کر کے ہمارے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی عظمت اور محبت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اگر ہم یہاں نہ ہوتے تو ہم بھی قتل کئے جاتے۔ خود ہمارے مسلمان بھائیوں نے ہم پر قتل کے فتوے دیئے اور ہمارے مال و اسباب اور عورتوں تک کو لوٹ لینے کی اجازت دی۔ اگر گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ نہ ہوتے تو وہ کیا کچھ نہ کر گذرتے۔ اس لئے میں بلا تکلف یہ کہتا ہوں کہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ ہم کو رکھا۔ جس نے ہماری جان و مال اور آبرو کو محفوظ رکھا اور ہم کو اپنے ایمان و مذہب کی اشاعت اور پابندی کی پوری آزادی دی۔ وہ ہماری پشت و پناہ ہے اگر ہم نے اس سے مذہبی اختلاف کیا ہے تو اس نے سزا نہیں دی۔ میں ایک بات اور کہتا ہوں اسے خوب یاد رکھو۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ فسادات بھی غضب الٰہی ہیں لوگوں نے گورنمنٹ کی قدر نہیں کی اسلئے یہ عذاب ہے تاکہ لوگوں کو اسکی کجروی کی سزا ملے اور وہ سمجھ جاویں جیسے طاعون اور زلزلہ آ رہے ہیں تاکہ ہر ایک دل کو پاک و صاف کریں اور کجیوں کو دور کریں اسیطرح یہ عذاب بھی آیا ہے تاکہ سرکشی اور غداری کا مادہ دور کیا جاوے۔ پس گورنمنٹ کی وفاداری کرو کہ اس عذاب سے تمہیں نجات ملے اس گورنمنٹ کے بعد ایک اور گورنمنٹ ہے اسکے حضور بھی یہ شورشیں ناپسند اور مکروہ ہیں اسلئے اس سے ڈرو اور اپنے دلوں کو صاف کرو۔ اسی پر میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد حضرت حکیم الامۃ مولوی نور الدین صاحب نے ایک جامع تقریر فرمائی جس میں قرآن کریم کی ایک آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی تفسیر فرمائی۔ یہ تقریر بہت لطیف ہے اور پوری اگلی اشاعت میں درج کیجاوے گی۔ (انشاء اللہ العزیز)

اس کے بعد قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی نے ایک نظم پڑھی جس میں حضرت حکیم الامۃ اور صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے مضمون کو بیان کیا۔ اور دریا کو کوزہ میں بند نہیں کیا گیا تو وہ کیا ہے۔ یہ نظم کسی دوسری جگہ درج ہے۔

اس کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے ایک لطیف مضمون موجودہ شورشوں کے متعلق پڑھا۔ یہ مضمون بھی اگلی اشاعت میں درج ہوگا۔ مفتی صاحب نے اپنے مضمون کو پڑھکر مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا جو بالاتفاق پاس ہوا۔

115

ریزولیوشن اول۔ یہ مجمع جو حسب ایما حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مہدی مسعود اسجگہ قایم ہوا ہے۔ ان لوگوں کے طرز اور چلن کو نہایت نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہے۔ جو کہ گورنمنٹ کے خلاف شورش مچاتے اور جلسے کرتے۔ اور فساد پھیلاتے ہیں۔ اور ان کے قول و فعل سے بریت اور بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے اس فعل کو نظر تحسین سے دیکھتا ہے کہ گورنمنٹ نے بہت سے تحمل و صبر کے بعد امن عامہ کو قایم رکھنے کیلئے اطراف مفسدوں کے بعض لیڈروں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ کیا ہے۔ یا انکو جلاوطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ یہ مجمع بہ لحاظ اس کے کہ وہ احمدیہ فرقہ کے ہیڈکوارٹر میں قایم ہوا ہے۔ اور ہندوستان بھر میں احمدی فرقہ کے حق میں دعا خیر کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے امام کے حکم کی فرمانبرداری میں بالاتفاق ہر جگہ اپنے مفسدوں کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کی اور گورنمنٹ کی وفاداری میں ایسے ہی ثابت قدم رہے۔ جیسا کہ ان کے امام کا منشا اور فرمان تھا۔ اور یہ مجمع یقین رکھتا ہے کہ احمدی جماعت ہند میں ہر جگہ آیندہ بھی انشاء اللہ اس عمل پر ثابت قدم رہے گی۔

دوسرا ریزولیوشن۔ صدر انجمن احمدیہ تمام احمدیوں کو جیسا کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا منشا اور ہدایت ہے آگاہ کرتی ہے کہ وہ اس قسم کے تمام جلسوں اور مجمعوں سے جن میں گورنمنٹ کے خلاف کارروائی ہو قولاً و فعلاً جیسے اب تک الگ ہیں الگ رہیں اور ان میں ہرگز شامل نہوں اور نہایت وفاداری اور فرمانبرداری کے ساتھ گورنمنٹ کو ایسے موقعہ پر جو وہ مدد دے سکتے ہیں دینے کو ہر وقت آمادہ رہیں

(تیسرا ریزولیوشن) صدر انجمن احمدیہ گورنمنٹ انگلشیہ کو یقین دلاتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا ہر مرید ہر وقت گورنمنٹ کی وفاداری کے عملی ثبوت دینے کے لئے ہر قسم کی خدمت کرنے کو آمادہ ہے جو گورنمنٹ اس سے لینا چاہے۔

(چوتھا ریزولیوشن) اس سلسلہ کی روئداد سول ملٹری گزٹ اخبارات سلسلہ اور دوسرے اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیجی جاوے اور ایک نقل صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی خدمت میں ارسال ہو اور گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ آف انڈیا کو بذریعہ تار اطلاع دیجاوے۔

(پانچواں ریزولیوشن) گورنمنٹ انگلشیہ کی ترقی اقبال اور رفع شورش کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیجاوے

یہ تمام ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے۔ اور ۱۳ مئی ۱۹۰۷ء کو بذریعہ تار گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ آف انڈیا کو مقام سے اطلاع دی گئی۔ باقی روئداد اگلی اشاعت میں درج ہوگی (انشاء اللہ)

پنجاب میں [illegible] لالہ لاجپت [illegible]

لالہ [illegible] شہر [illegible] بلکہ [illegible] فی الحال [illegible] مشار جیوڈ ولی [illegible] شہر [illegible] دروازہ [illegible]

"با جلاس [illegible] ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ [illegible]"

چونکہ صاحب گورنر جنرل بہادر [illegible] ۱۸۱۸ء [illegible] لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور [illegible] بھیجا [illegible] حکم صادر فرمایا ہے۔ چونکہ ہم [illegible] جلسہ [illegible] حکم [illegible] گورنر جنرل بہادر [illegible] چیتی کو [illegible] غرض [illegible] کیا جاویگا اور [illegible] جلسہ [illegible] اسلئے ہم حکم دیتے ہیں کہ کوئی ایسا جلسہ آئندہ [illegible] اور ہم نہایت زور کے ساتھ تمام [illegible] کو منتبہ کرتے [illegible] جلسی میں شامل نہ ہوں۔ ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے آج [illegible] جاری کیا گیا۔ المشتہر [illegible] ڈپٹی کمشنر [illegible]

روزانہ پیسہ اخبار لکھتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری [illegible] لاہور میں فوج رسالہ اور توپخانہ [illegible]	[illegible] لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری کے [illegible]

معلوم ہو سکے ہیں۔ آپ کا [illegible] دو یا تین پولیس انسپکٹر صاحبان [illegible] سپرنٹنڈنٹ [illegible] لالہ لاجپت رائے کی کوٹھی پر گئے اور اطلاع [illegible] اندر سے نکلے۔ تو ایک انسپکٹر [illegible] انہیں کہا ڈپٹی کمشنر [illegible] لالہ لاجپت رائے نے کہا کہ میں چیف کورٹ کو [illegible] لیکن جب انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ [illegible] گاڑی پر صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس موجود تھے۔ [illegible] بھی اسی گاڑی پر بیٹھ گئے۔ اور پولیس کی کچہری میں پہنچے۔ یہاں صاحبان کمشنر و ڈپٹی کمشنر نے انہیں [illegible] کہ قانون [illegible] ۱۸۱۸ء [illegible] موٹر کار پر بٹھا کر ایک طرف صاحب ڈپٹی کمشنر [illegible] کمشنر لاہور بیٹھے اور سامنے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بیٹھے اور [illegible] موٹر کار لے گئے۔ جو لوگ پولیس کی کچہری سے باہر [illegible] وہ [illegible] کہ لالہ لاجپت رائے نے گرفتار ہونے اور جلا وطنی کا حکم سننے پر کوئی [illegible] بے چینی ظاہر نہیں کی۔ بلکہ استقلال سے موٹر کار پر جا بیٹھے۔ اس [illegible] اپنے خیال کے مطابق جو [illegible] بیان کرتا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ [illegible] فوج کی [illegible] میں [illegible] یا کوئی کہتا تھا کہ [illegible] بقول دیگر لاہور اور [illegible] کے سٹیشنوں کے درمیان ایک [illegible] ایک سپیشل ٹرین [illegible] ایک فرسٹ کلاس اور ایک تھرڈ کلاس کی گاڑیاں لگی تھیں اور [illegible] اور دیسی مسلح سپاہی حفاظت کے لئے ہمراہ تھے۔ [illegible] لالہ لاجپت رائے کو [illegible] معلوم نہیں کہ وہ سپیشل کہاں تک گئی۔ ایک بیان یہ بھی ہے کہ پولیس کی کچہری میں لالہ لاجپت رائے نے بھی

[illegible] ہوا ہے [illegible] ہمارے [illegible] بڑے [illegible] جو [illegible] ایڈ [illegible] دیکھ [illegible] گورنمنٹ [illegible] تمام [illegible] وہ اور [illegible] زیادہ [illegible] کہ کسیکو [illegible] اسی وقت [illegible] اور شہر کے بازار اور [illegible] گشت [illegible] لگا [illegible] میں [illegible] ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک اعلان [illegible] شہر [illegible] دروازہ [illegible] چسپاں کر دیا ہے۔ کہ جسکی نقل لیڈر [illegible] ہے۔

لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری کے متعلق [illegible] گزٹ [illegible]	سول ملٹری گزٹ نے اسبارہ میں بہت سخت لکھا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"لالہ لاجپت رائے گرفتار کر لیا گیا۔ گورنمنٹ کا ہاتھ بہت سے ایجنٹوں۔ مددگاروں۔ ہتھیاروں۔ اخباروں اور اس باغیانہ تحریک کے شکاروں کے پاس [illegible] مضبوطی سے اس پر [illegible] باغی پر جا پڑا۔ کوئی تحقیقات نہ ہوگی۔ کوئی مشہور مقدمہ نہیں ہو جائیگا کوئی لا انتہا اپیل [illegible] کونسل تک نہ ہوگا۔ لالہ لاجپت رائے صرف [illegible] ہو گیا ہے۔ صرف ایک روز پہلے یہ باغی اپنی باغیانہ کوششوں میں مصروف تھا۔ جواب ایک ہزار میل دور ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہاں اور کوئی نہیں جانتا کہ [illegible] گیا۔ تاہم یقین ہے کہ انڈیا (کالے پانی) کا [illegible] اس کے [illegible] شرارت [illegible] کو ہمیشہ کے لئے بند کر دے گا یقینی امر ہے کہ پنجاب کہ جہاں اس کا دعوے تھا کہ ایک لاکھ بہادروں کی [illegible] اس کے زیر حکم ہے۔ جہاں ایک وسیع اور بہت بڑی سیڈیشن کی جنگ کا انتظام اسکی انگلیوں میں سے گذرتا تھا۔ جہاں اسکی شیخی تھی کہ کوئی عدالت اسے مجرم نہیں قرار دے سکتی تھی اور کوئی جیلخانہ اسے قید نہیں رکھ سکتا تھا اس کے کبھی [illegible] واقف نہ ہوگی۔"

احمدیہ ریڈنگ روم لاہور

مکرمی محذومی مفتی صاحب۔ السلام علیکم۔ چونکہ لاہور جیسے مقام میں جہاں پنجاب کے تمام حصوں سے طالبعلم خصوصاً اور دیگر اشخاص عموماً آکر جمع ہوتے ہیں اشاعت اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واسطے احمدیہ ریڈنگ روم کی اشد ضرورت تھی اسلئے پہلے سال ۱۹ جون میں اس کمی کو پورا کرنے کے واسطے [illegible] میں خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل کے مکان کے نیچے ایک کمرہ مبلغ چھ روپیہ ماہوار پر کرایہ لیکر وہاں کتابیں رکھی گئیں۔ چونکہ ہمارے پاس کوئی سرمایہ نہیں تھا۔ اسواسطے ہم نے حضرت اقدس سے درخواست کی اور آپنے از راہ کرم دو دو کاپیاں ہر ایک کتاب کی مفت عنایت کردیں اور اسی طرح شیخ یعقوب علی صاحب نے بھی بہت ساری کتابیں عطا کیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ ماہواری اخراجات کے واسطے ہمیں لاہور احمدی احباب نے مدد دی۔ اللہ تعالی انکو جزائے خیر دیوے۔ لیکن ابھی تک تعداد کتب بہت کم ہے۔ اسواسطے اگر تمام احمدی بزرگان جو مصنف ہیں از راہ کرم اپنی اپنی تصانیف کی دو دو جلدیں احمدیہ ریڈنگ روم لاہور کے سکرٹری کے نام ارسال کردیویں۔ تو کافی تعداد کتب کی بہم پہنچ سکتی ہے۔ اور لاہور جیسے مقام میں جملہ کتب سلسلہ احمدیہ کی موجودگی از حد ضروری ہے اور اگر کوئی صاحب دوسری دینی کتب بھی ارسال فرماویں۔ تو وہ بھی نہایت شکرگذاری سے قبول کیجاویگی۔ امید ہے کہ تمام بزرگان دین اسطرف توجہ فرماویں گے۔ والسلام۔ غلام دستگیر [illegible]

[illegible]

خدا کی تازہ وحی

یکم مئی ۱۹۰۷ء (قریب عصر) یأتیک تحائف کثیرۃ

ترجمہ۔ تیرے پاس بہت سے تحفے آئیں گے۔

۱۱ مئی ۱۹۰۷ء رؤیا۔ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کو دیکھا کہ وہ ہمارے مکان میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کسی آدمی کو کہا کہ مولوی صاحب کو خاطرداری سے کھانا کھلانا چاہیئے انکو کوئی تکلیف نہو اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم کہ وہ دن نزدیک ہے کہ خدا تعالیٰ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو خود رہنمائی کرے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے یہ بھی ایک الہام سے معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ آخر وقت میں انکو سمجھا دیگا کہ انکا کرتا ایک غلطی تھی اور یہ کہ میں اپنے دعویٰ مسیح موعود میں حق پر ہوں مگر معلوم نہیں کہ آخر وقت سے کیا معنے ہیں۔

۱۲ مئی ۱۹۰۷ء۔ (یک شنبہ) ا کشف "آج ایک شخص مجھے کشفی طور پر دکھلایا گیا۔ مگر میں اسکی شکل بھول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے جو اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں بھی دیتا اور سخت بدزبانی کرتا ہے" بعد اس کے الہام ہوا

۲۔ بدی کا بدلہ بدی ہے۔ اُس کو پلیگ ہوگئی"

یہ پیشگوئی ہے یعنی اسکو پلیگ ہو جائیگی پس میں یقین کرتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر کے بعد تم سن لوگے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پلیگ کا شکار ہو جائیگا اگر ایسا کوئی دشمن جسے تمہارے دل بول اٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہو سکتا ہے۔ طاعون میں مبتلا نہ ہوا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔

۳۔ بعد اسکے مجھے دکھلایا گیا۔ کہ ملک میں بہت غفلت اور گناہ اور شوخی پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنیوالے نہیں جبتک خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلاوے۔ بعد اس کے الہام ہوا

۴۔ "اسکا نتیجہ سخت طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی" ویل یومئذ للمکذبین۔

۵۔ "کئی نشان ظاہر ہوں گے"

۶۔ "کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائینگے وہ دنیا کو چھوڑ جائینگے"

۷۔ "ان شہروں کو دیکھکر رونا آئیگا"

۸۔ "وہ قیامت کے دن ہوں گے"

۹۔ "زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی"

۱۰۔ "ایک ہولناک نشان"

یعنی انہیں سے ایک ہولناک نشان ہوگا شاید وہی زلزلہ ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان سے کوئی اور نشان ظاہر ہو یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاوے

پھر خدا تعالےٰ مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ کہ

۱۱۔ "میری رحمت تجھ کو لگ جائیگی اللہ رحم کریگا" واللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

۱۲۔ اُعْیِیْنَاکَ یعنی ہم اسقدر نشان دکھلائیں گے تو دیکھتے دیکھتے تھک جائیگا۔

۱۳ مئی ۱۹۰۷ء (دوشنبہ)

۱۔ سَنُنْجِیْکَ۔ سَنُعْلِیْکَ۔ سَنُکْرِمُکَ اکرامًا عجبًا۔

ترجمہ۔ ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شر سے نجات دیں گے اور ہم تجھے ان پر غالب کر دیں گے اور ہم تجھے ایک عجیب طور پر بزرگی دیں گے۔

بےچینی ہندوستان میں

آتشگیر مادہ جمع ہوتا جاتا ہے

موجودہ ہندوستان میں اسقدر بےچینی پیدا ہوگئی ہے جس کا اختتام نہ ہونی کوشش پر معلوم ہوتا ہے۔ تعلیم جدید نے ہمارے لئے زہر ہلاہل کا کام دیا [illegible] کی جہالت نے ہمیں برباد کر دیا تھا اور اس زمانہ کی تعلیم ہمارا ستیاناس کر رہی ہے انگریزی راج اچھا ہے یا برا یہ معلوم نہیں ہو سکتا جبتک کہ فرانس [illegible] آسٹریا اور روس کی طرز حکومت سے نہ ملایا جاوے۔ ہم جو کچھ لکھیں گے [illegible] واقعات ہوں گے۔ یہ نہ سمجھا جاوے کہ ہم کسی قسم کی خوشامد کریں گے [illegible] شخص ان واقعات کو نہیں جھٹلا سکیگا۔ سب سے پہلے فرانس [illegible] مظالم کی کیفیت سنو کہ وہ تونس اور الجزائر میں کیا کر رہے ہیں۔ [illegible] وہاں مسلمان قاضی ہے کوتوال مسلمان ہے اور مسلمانوں کے [illegible] قاضی فیصلہ کرتا ہے مگر وہاں کے مسلمانوں کو مطلق آزادی نہیں [illegible] سننے سے قرانسیسی جلتے ہیں اور اکثر اوقات مسلمانوں [illegible] ہیں مسلمان اپنی کوئی [illegible] نہیں [illegible] اور آزادی کی [illegible] وہ بالکل [illegible] اپنے [illegible] فرانسیسی [illegible] اور [illegible] دنیا میں ان کی مجال نہیں ہے کہ [illegible] سیاست یا تاریخ [illegible] کتابیں تصنیف کریں اور [illegible] شائع کریں [illegible] ایسا اخبار نکالیں جسمیں گورنمنٹ کے [illegible] مسلمانوں [illegible] ان کے بزرگوں کے کارنامے [illegible] بڑھایا جاوے۔ [illegible] مظالم ہیں جو فرانس ایشیا کی رعایا پر [illegible] ہیں مگر کسی کی مجال نہیں ہے کہ اپنے ظالم حکام کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالے۔ آپ ہی [illegible] مظالم کا [illegible] رویا جاتا ہے اور [illegible] ان [illegible] آشنا ہوں گے۔

[illegible] نے مسلمانوں کو بالکل پیس دیا ہے اور معمولی [illegible] علانیہ سزائے موت دیجاتی ہے۔ ان کی داد رسی کے لئے نہ کوئی عدالت ہے اور نہ کوئی قانون ہے [illegible] انتہا ہو چکی ہے اکثر اوقات [illegible] خفیہ طور [illegible] مسلمان [illegible] گرفتار کر لیے جاتے ہیں [illegible] آسٹریا اس نے جو [illegible] مسلمان رعایا کی [illegible] اور بوسنیا میں [illegible] مسلمانوں کو حکم نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دیں وہ بغیر گورنمنٹ کی اجازت کے کوئی مسجد نہیں بنا سکتے نہ انہیں آزادی سے تجارت کرنے کی قوت ہے وہ روزمرہ برباد کئے جاتے ہیں اور انہیں اسقدر ستایا جاتا ہے کہ ناچار وہ رفتہ رفتہ اپنے وطن کو چھوڑتے جاتے ہیں ان مذکورہ صوبوں سے [illegible] خاندان [illegible] ترکی میں آ کر آباد ہو گئے ہیں کئی دفعہ [illegible] نے [illegible] اپنے ڈیپوٹیشن واسطے [illegible] اور شاہ [illegible] کی خدمت میں [illegible] کر کے داد رسی چاہی وہاں فرضی طور پر ان کا اطمینان کر دیا گیا مگر جب وہ [illegible] واپس آ گئے تو مقامی حکام نے اتنی اسقدر سختیاں کیں کہ پھر وہ شاہ کی خدمت میں اپیل کرنے کا نام نہیں لیتے۔ [illegible] کے متعلق تو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے [illegible] [illegible] مظالم کا ثبوت یہ ہے کہ ایک عرصہ سے اس کے

سارے ملک میں خونریزی ہو رہی ہے مگر ترکستانوں کے مقابلہ میں مسلمانوں پر جو اس کے مظالم ہیں وہ بیان کرنے کے قابل نہیں ہیں سب سے پہلا ظلم یہ ہے کہ ہر مسجد میں مسلمان اس بات پر مجبور کئے گئے ہیں کہ زار کی تصویر رکھیں قازان میں ایک دفعہ بہت جھگڑا ہوا تھا محض اس بات پر کہ قرآن مجید سے جہاد کی آیتیں نکال ڈالی جائیں اور ہدایہ کا باب الجہاد نکال دیا جاوے کوئی تنہا کسی شخص کو بطور خود مسجد بنانے کا حکم نہیں ہے جبتک کہ کم سے کم سو مسلمان ایک عرضی پر دستخط کر کے حاکم ضلع کی خدمت میں پیش نہ کریں اور وہاں سے بڑی تحقیق قال کے بعد حکم نہ ہو جاوے مسجد بنانا ناممکن ہے ہزاروں خاندان زبردستی کرسٹان بنائے گئے ترکمانوں کے گاؤں میں ایک روسی پادری صاحب تشریف لے گئے وہاں انہوں نے وعظ کہا اور کچھ ایسے [illegible] حضور انور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں استعمال کئے کہ ایک نوجوان ترکمان کو غصہ آ گیا اور اس نے ایک پتھر پادری صاحب کو مارا [illegible] اس گاؤں کے مسلمانوں [illegible] روسی توپ [illegible] اور اس نے گاؤں کے ایک حصہ کو اڑا دیا اور بقیہ آبادی کو مجبور کیا کہ اگر وہ اپنی زندگی چاہتے ہیں تو کرسٹان بن جائیں چنانچہ وہ گاؤں کا گاؤں روسی مظالم کا شکار بن گیا اور کل مرد و عورت کرسٹان بنائے گئے اس کے علاوہ اور ہزاروں مظالم ہیں جو بار بار [illegible] اور کتابوں میں لکھے جا چکے ہیں اور جن کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے

[illegible] باتیں [illegible] خود ہندوستان [illegible] ہندوستانی ریاستوں کے مظالم [illegible] ہندوستانی [illegible] جن کی کوئی انتہا نہیں [illegible] حکومت برطانیہ کی طرف سے ریاست [illegible] اپنی آنکھوں سے ان سب باتوں کو دیکھتا ہے مگر وہ مطلق [illegible] داد رسی نہیں کرتا سوائے ایک دو ریاستوں کے باقی کل ریاستوں میں ایک اندھیر مچا ہوا ہے نہ کوئی قانون ہے نہ کوئی آئین ہے صرف زبردستی اور زبردستی کا سکہ ہے "جسکی لاٹھی اسکی بھینس" ہو رہی ہے [illegible] ریاستوں کا [illegible] جانتے ہیں اگر تمام حالات پورے لکھے جائیں تو کانگرس والے یا سودیشی سودیشی پکارنے والے سناٹے میں رہ جائیں اور شورہ پشتوں کا ظالمانہ اور احمقانہ خط آگے جیسے گا اپنا موہنہ چھپائیں کہ جن گورنمنٹ کو اور جس گورنمنٹ کے بادشاہ کو اس نے ظالم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے وہ اور اسکی گورنمنٹ درحقیقت رحم کی دیوی ہے جہاں آزادی کی یہی انتہا ہے کہ ایک شخص ایسی سخت بکواس اور بدزبانی پر بھی ماخوذ نہیں ہوتا اور سخت سے سخت بغاوت انگیز تحریریں شہرت کے [illegible] سے پی لیجاتی ہیں۔ ریاستوں کے صدہا مظالم میں ہم صرف ایک چھوٹے سے ظلم کا ذکر کرتے ہیں اور وہ ظلم ایسا ہے کہ ایک سنگدل سے سنگدل بھی اسے سن کے خون کے آنسو روئے گا ایک شخص ہے جسکا نام خیرالدین حسین خاں تھا آٹھ نو سال کا ذکر ہے جیپور میں اپنا مکان ایک رنگریز کے ہاتھ فروخت کیا یہ یاد نہیں رہا کہ مکان سات ہزار میں فروخت ہوا تھا یا آٹھ ہزار میں۔ جیپور کی ریاست کے اہلکار نے اس شخص سے یہ مطالبہ کیا کہ تمہارے ذمہ فلاں رشتہ دار پر ریاست کا اتنا قرضہ ہے وہ تمہیں دینا ہوگا۔ اس مظلوم شخص نے مجبور ہو کے اس ظالمانہ اور ناانصافانہ حکم کے آگے اپنا سر خم کر دیا اور کہا کہ جو کچھ قرضہ ہو کاٹ لو باقی کا روپیہ مجھے دیدو کیونکہ وہاں کا قاعدہ ہے کہ خریدار روپیہ سرکار میں داخل کر دیتا ہے۔ سالہا سال ہائیکورٹ کی پاؤں دوڑی کے بعد تین ہزار روپیہ

ریاست کے اہلکاروں نے دبا منظور کیا۔ ایک عرصہ تک بے لیست و لعل رہی کہ آج ملتا ہے کل ملتا ہے۔ اس درمیان میں یہ مظلوم اور بیکس شخص نان شبینہ کو محتاج اور نابینا ہو گیا اور دو دو اور تین تین وقت کے فاقے کرنے لگے جو وکیل اس نے اپنی پیروی کے لئے مقرر کیا تھا ادھر تو وہ مطالبہ کرتا تھا کہ میرا محنتانہ دلواؤ ادھر اہلکار یہ کہتے تھے کہ [illegible] ہاتھ ملاؤ تو کام چلے اخیر اس رستخیز میں خریدار نے مکان سے اسے بے دخل کر دیا ایک زمانہ میں اس شخص کا خوب دور دورہ تھا مگر اب وہ دو روپے مہینے کے کرایہ کے مکان میں اٹھ کے چلا گیا۔ ایک آپ اور ایک بیوی اور ایک دو تین برس کی بچی تھی چونکہ وہ شریف اور شریف طبیعت کا تھا لہذا کسی سے بھیک نہیں مانگ سکتا تھا اور نہ فاقہ کشی کی تکلیف برداشت کر سکتا تھا ناچار اسے جیب پور چھوڑنا پڑا اور وہ اسی تنگی کی حالت میں سخت حرمان نصیبی اور پریشانی میں ملک عدم کو سدھار گیا۔ اس کے بعد اس کی وفادار بیوی بھی راہی ملک بقا ہوئی اب صرف اس کی لڑکی جو گیارہ برس کی ہے اپنی نانی کے پاس رہتی ہے کوئی ہے کہ ملکی محبت اور قومی الفت کا دم بھرنے والا جو ان بیکس اور بے کس دو [illegible] رحم کرے اور ریاست سے اس کے باپ کا روپیہ [illegible] دلوا دے کہاں ہیں بابو سریندر ناتھ بینرجی بنگال کے بے تاج بادشاہ اور کہاں ہیں مسٹر تلک اور کہاں ہیں مسٹر گوکھلے قومی محبت کا دم بھرنے والے اٹھیں اور اس دوہری یتیم لڑکی کی مدد کریں اور ایسی حالت میں اس کی دستگیری کر کے دین اور دنیا دونوں میں سرخروئی حاصل کریں۔ [illegible]

سب سے اخیر ہم اس شہنشاہ راقم خط سے بھی التجا کرتے ہیں کہ جس کو اس سے شہنشاہ [illegible] کو بلا وجہ اور بلا سبب ظالم قرار دے کر اپنے اور اپنے ہم خیالوں کے دل کے چلے پھپھولے پھوڑے ہیں [illegible] وہ سوچ لے [illegible] تمام ایسا [illegible] خط لکھا [illegible] اور اہلکاروں کی طرف سے توجہ دلائے تاکہ [illegible] کہ یہ برٹش مشہد اور بیرا ایوان شاہی جنہیں وہ لاکھوں روپے کے سامانوں [illegible] ہوا مزے اڑا رہا ہے اس کے لئے دوزخ کا راستہ کر رہے ہیں اگر دفا [illegible] اہلکاروں کے مظالم سے خبردار نہ ہوا اور [illegible] مظلوم رہا اس مصیبت میں [illegible] تو وہ کیونکر نیکی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے مظالم ہیں جو ہم نے مشاہدہ کئے ہیں اگر ان ریاستوں میں [illegible] ہو جائے تو ہم جانیں کہ ریاستوں کے حکمران انسانی دل رکھتے ہیں ورنہ خالی نشان [illegible] اور طمطراق سے کبھی انسان انسان نہیں بن سکتا۔ شہنشاہ کا جو [illegible] خط ہم آگے نقل کریں گے اس سے صرف یہ بات پائی جاتی ہے کہ راقم خط نے بیجا اور فرضی الزامات [illegible] اور نیز [illegible] الفاظ شہنشاہ ہند اور شاہ انگلستان کی نسبت استعمال کر کے رعایا ہند کو جو حقیقت ایک وفادار اور جاں نثار رعایا ہے برٹش گورنمنٹ سے بددل کرنا چاہتا ہے سوائے ان ہندوؤں کے جو کہ [illegible] ہیں (اگرچہ وہ سب کے سب نہیں ان [illegible]) انسان ہیں اور انسانی دل رکھنے والے ہیں پرانے خیالات کے ہندو اور کل مسلمان جو برٹش انڈیا کی سلطنت کی برکتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں اپنے شہنشاہ ہند کے ایسے جاں نثار اور وفادار ہیں کہ ان سے بہتر وفادار دنیا کے پردے پر آج تک کوئی رعایا نہیں ہوئی وہ ایسے ناپاک خیالات کو ایک دشمن قوم و ملک کا ہزیان سمجھیں گے اور انہیں یقین ہو گا کہ ایسے ہی لوگوں نے گذشتہ زمانہ میں فساد کھڑا کر کے بیگناہوں کو برباد کرایا ہے لہذا ان سے دلی نفرت کرنی چاہئے۔

(کرزن گزٹ)

قاضی نذر حسین جیلخانہ بجنور میں

بپۓ دست بوسی جو ہتکڑی نے وہ دونو ہاتھ ہم سے لئے

وہیں بیڑیوں نے جھکا کے سر سر [illegible]

قاضی نذر حسین وکیل و ایڈیٹر مستقل کی یہ اندوہناک حالت [illegible] ۲۷ اپریل کو دلوں پر صاعقہ کا کام کیا اور تمام بجنور پر عبرت چھا گئی اگرچہ پولس نے ایسے طریقے سے انتظام کیا تھا کہ دیکھنے والوں کو گرفتاری کا شبہ تک نہیں ہو سکتا لیکن شہری پولس کی صورت سے لوگ آشنا تھے۔ قاضی جی [illegible] شہری کو لیکر [illegible] ہوتے ہوئے کچہری کی اس سیدھی سڑک پر جس پر وہ موکلوں کے ہمراہ بحیثیت وکیل جانے کے عادی تھے پولس کے ساتھ [illegible] گذرنا کہ برہنہ ایک لنگی باندھے ہوئے [illegible] (آجکل شورات میں مبتلا ہیں) [illegible] عبرت انگیز واقعہ اثر انداز نہیں تھا۔ جو بات وا [illegible] زندگی [illegible] سب کی آنکھوں میں [illegible] پنڈت بیکن ناتھ پرشاد صاحب [illegible] عرصہ تک خود کو نمایاں رکھنا [illegible] اس [illegible] ہو ناجیسے بجیلے [illegible] قائم کرنے کی صلاح کر رہے تھے۔ خدا کی قدرت یاد دلاتی تھی [illegible] وہ اپنے دل کو نہایت بے پروا اور قوی دکھلانے کے [illegible] قید [illegible] جیلخانہ کی طرف چلنے کے لئے ان کی دل کی [illegible] جدا ہو [illegible] یہاں تک کہ جیلخانہ تک پہنچ کر وہ لڑکھڑا گئے [illegible] اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اندر ہی اندر [illegible] جیل سے کیا جیب [illegible] کی [illegible] وقت [illegible] شہرت ہے وہ کیا تک دل بلا دینے والی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ ان کے کسی مقدمہ خیانت کا سے کچہری نے [illegible] حکم کا انہوں نے خلاف رائے اپنے اکثر ہم پیشوں کے اپیل کیا تھا جس [illegible] متعلق حالات ہم سابقہ [illegible] میں لکھ چکے ہیں یہ انجام ہوا۔ [illegible] نے [illegible] سزا قید سخت تجویز کی اور جرمانہ بدستور رکھا البتہ اس میں سے [illegible] روپے مولوی محمد احمد [illegible] کو دلائے آنریبل جسٹس صاحب نے ان کو عادی خائن قرار دیا اور لکھا کہ جرم سنگین تھا عدالت ابتدائی نے بیجا رعایت کی۔ [illegible] بجنور دریائے شور [illegible] سال تک قبر ہے مگر ہم بر ہدایت تجویز کرتے ہیں [illegible] اگرچہ سب متفق ہیں کہ انہیں کے اعمال نے ان کو یہ روز سیاہ دکھلایا [illegible] ایک عجب [illegible] دوستوں [illegible] بالخصوص [illegible] صاحب [illegible] یہی رنج و غم ہے کیونکہ مرزا صاحب کی قریب قاضی کا مشورہ اور دادِ قاضی صاحب قلم نے انجن کو ہمیشہ اسٹیم کا کام دیتی رہی اور آخر اس سائڈنگ پر لگی جو آج حادثہ کا باعث ہوئی۔

قاضی صاحب اگر یوں ہو جاتے تو ان کا قلم و زبان حرکات و سکنات سے جو کچھ [illegible] ہو تا وہ ہمیشہ تصور میں نہیں آسکتا ہم آج ان الفاظ کا صحیح استعمال دکھلا سکتے ہیں جو قاضی صاحب کل اوروں کی نسبت کرتے تھے لیکن بزدلی ہم نے پسند نہیں کی۔ دراصل یہ ایک نہایت خود پسند و سخت گو انشا پرداز تھے ان کے [illegible] ادھار اور ہار کر انہیں وہاں پہونچا دیا جس سے [illegible] اس کے [illegible]

من [illegible]

[illegible]

قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں انجمن مطیع سرکار

۸ مئی ۱۹۱۰ء کو انجمن اسلامیہ بٹالہ کا ایک عظیم الشان جلسہ اس غرض سے ہوا کہ ۲۶-۲۷-۲۸- اپریل ۱۹۱۰ء کو جو کچھ قصبہ بٹالہ میں ہوا ہے اُن کو یہ انجمن نہائت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

اس جلسہ کے صدر نشین حضور خان بہادر میاں غلام فرید خان صاحب سابق پنشنر افسر مال اور رئیس اعظم بٹالہ۔ اور سکرٹری جناب میاں حسین بخش خان صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج و رئیس و ممبر اعظم انجمن اسلامیہ بٹالہ تھے۔

اس جلسہ میں جملہ علماء و فضلاء و معزز مسلمانان بٹالہ معہ بہت سے دیگر اشخاص کے جمع تھے۔

پہلے جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے بحوالہ آیات قرآن مجید بیان فرمایا۔ کہ ہم مسلمانان کو اپنی گورنمنٹ کا ہمیشہ خیر خواہ اور شکر گذار رہنا چاہئے۔ اُن کے بعد منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس مقیم بٹالہ نے مد و جزر اسلام کو بیان کرکے دکھلایا کہ پہلے عرب کیا تھا۔ اور پھر جب اُسی میں ایک روح پاک آئی۔ تو وہ کیا ہو گیا۔

پھر منشی صاحب نے بتلایا کہ جب مسلمانان نے قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا۔ تو چاروں طرف سے اُن پر لعنت اور ادبار کی دھواں دھار گھٹا چھا گئی۔ اور اُن کی طاقت اور ہمت اور اُن کے حوصلے نے اُن کو خیرباد کہدیا۔ اور پھر وہ آزادی جو تمام ترقیوں کی جڑ ہے۔ اور وہ بھی اُن سے رخصت ہو گئی۔ اور پھر اُن میں نہ علم رہا۔ اور نہ کوئی ہنر اور نہ دیگر صفات فاضلہ اور کہا کہ مسلمانان ہند کی پستی کا تو وہ حال ہوا۔ کہ نا گفتہ بہ ہے۔ اور وہ عرصہ دراز تک اپنی شامت اعمال کے نتائج برداشت کرتے رہیں گے۔

اور بیان کیا کہ ایسی حالت میں خداوند تعالے کی رحمت کا دریا جوش میں آیا۔ اور اُس نے ہندوستان پر ہماری ہی خیر خواہ۔ رعیت پرور۔ عدل گستر گورنمنٹ کا سایہ ہما پایہ مبسوط فرمایا۔

اور پھر منشی صاحب نے اس حالت ہندوستان کا جو عملداری سرکار سے پہلے تھی۔ موجودہ حالت سے تفصیل وار نہایت دلچسپ پیرایہ میں مقابلہ کرکے حاضرین مجلس کے سامنے احسانات اور برکات سرکار کا ایک فوٹو کھینچ دیا۔ جس نے حاضرین کے دلوں پر بہت اثر کیا۔ اور پھر شروع کیا۔ کہ آجکل جو افواہیں نسبت ناشکر گذاری احسانات گورنمنٹ کی پھیلی جاتی ہیں۔ وہ نہایت قابل نفرت ہیں۔ اور جو لکچر مذکورہ بالا بٹالہ میں ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ ان کے متعلق خیالات کی وقتاً فوقتاً بصورت ضرورت تردید مناسب ہوتی رہی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری اس انجمن کی ایک شاخ دوسری انجمن مطیع سرکار قائم کی جاوے۔ جسکے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہوں۔

(۱) اپنی ہر ایک قسم کی بہتری و بہبودی سرکار میں سمجھنا۔ اور خیر خواہی سرکار کو اپنا فرض عین جاننا۔

(۲) جو لوگ غرض مذکور سے آگاہ نہ ہوں۔ اُن کے دلوں پر سرکار کی خیر خواہی کے فرض کو نقش کرکے اپنی جماعت میں شامل کرنے کی کوشش کرنا۔

(۳) اُن احسانات کا جو رعایا ہند پر سرکار کی طرف سے لگاتار جاری ہیں تذکرہ اور اعتراف کرکے بنیاد وفاداری رعایا کو مستحکم کرتے رہیں۔

(۴) جو خیالات اور مضامین برخلاف سرکار معلوم ہوں۔ اُن کی اصلاح اور تردید (نہایت نرمی اور دوستانہ و مہذبانہ طریق سے) بذریعہ تقریر و تحریر کرتے رہیں۔

(۵) کسی انجمن میں جو برخلاف انجمن مطیع سرکار کے ہو۔ کبھی شامل ہونا اور ایسی شمولیت سے اپنے پیارے ہموطنوں کو خوبصورتی کیساتھ بچانا۔

(۶) اس انجمن کی ایک ایک شاخ ہر ایک شہر اور قصبہ اور گاؤں میں قائم کرنے کی کوشش کرنا۔

اس تحریک کو منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس مقیم بٹالہ کو تمام مجلس نے بڑی خوشی سے منظور کرکے پاس کیا۔ اور دیگر ریزولیشن بھی اسی غرض کے متعلق پاس ہوئے۔ اور منشی صاحب نے تقریر میں یہ بھی کہا کہ میں اپنے پسر بابو عطا محمد بنجاب کمانڈ منشی چھاؤنی کوہ مری اور اپنے دیگر دوستوں کو بھی اس انجمن کی تقلید کے واسطے تحریک کرونگا۔ یہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ بعد دعاء ترقی عمر و معدلت و حشمت و اقبال ملک معظم قیصر ہند برخواست ہوا۔ اور انتظام پولیس قابل تعریف تھا۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی اپنے اپنے مقامات میں اسی مقاصد اور اغراض کی ایک ایک انجمن قائم کرکے بنیاد وفاداری رعایا کو مستحکم کرتے رہینگے۔ اور اصل تقریر منشی صاحب کو ہم علیحدہ شائع کریں گے۔

(راقم خاکسار عزیز الدین احمد بی او ایل منشی فاضل امرتسری۔ سابق طالب علم لا کالج لاہور۔ حال وارد بٹالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظم

[فی البدیہ جو بطور خلاصہ مضمون حضرت حکیم الامۃ وسید ی حضرت مرزا محمود احمد ۸ مئی ۱۹۱۰ء کے جلسہ میں پڑھی گئی]

کبھی شورش وفاداروں سے ایسا ہو نہیں سکتا ۔ تعلق شورہ پشتوں سے کچھ اپنا ہو نہیں سکتا
اولی الامر زمانہ کی اطاعت فرض ہے ہم پر ۔ مُبدّل حکم قرآن معلی ہو نہیں سکتا
مسلمانوں کی سکھوں ہندوؤں کی دیکھ لی شاہی ۔ کوئی قیصر سے بڑھکر اپنا کسریٰ ہو نہیں سکتا
ہمیں آرام حاصل ہے اسی ظل حمایت میں ۔ کہ اسلامی ممالک میں بھی ایسا ہو نہیں سکتا
صحابہ نے نجاشی سلطنت میں جا پناہ پائی ۔ بھی خواہ کوئی اپنا جز نصاری ہو نہیں سکتا
امام پاک کی تعلیم جب یہ ہو رہی ہے ۔ تو پھر کچھ انحراف اس سے ہمارا ہو نہیں سکتا
خیالات جہاد و حرب سے اتنا تنفّر ہے ۔ کہ سننا ایسی باتوں کا گوارا ہو نہیں سکتا
کرے خونریزیاں آکر وہ بدامنی کا موجب ہو ۔ کبھی اسلام میں ایسا مسیحا ہو نہیں سکتا
خدا رحمت کرے عبد اللطیف نیک طینت پر ۔ بغاوت کا مخالف اس سے اعلیٰ ہو نہیں سکتا
سودیشی اک بہانہ ہے بغاوت کرنیکا یارو ۔ کہ سامان تجارت کچھ مہیا ہو نہیں سکتا
نجات نے محسنوں کو کیوں نہ چھوڑیں جب خدا چھوڑا ۔ عمل ان بُت پرستوں سے وفا کا ہو نہیں سکتا
نکالے بیابان شہروں سے بہ پیش کچھ چلی نہیں ۔ سوا اس کے بغاوت کا نتیجا ہو نہیں سکتا
وہ پہلا مصرعہ دوسرا کے اکمل بیچ طبع جاتا ہے ۔ کہ یہ شورش وفاداروں سے ایسا ہو نہیں سکتا

(محمد ظہور الدین۔ اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب)

قانون پیشوں کے ایکٹ میں ایک خاص ترمیم کی ضرورت

قانون پیشوں کے ایکٹ میں اگر اس مضمون کی ایک دفعہ بڑھائی جاوے کہ کوئی قانون پیشہ کسی پولیٹیکل جلسہ میں کسی ایسی تقریر کے کرنے کا مجاز نہیں ہوگا جو فرقوں میں نفاق پھیلانے والی ہو یا گورنمنٹ کی بدخواہی پر مبنی ہو یا جس سے ایسی غلط فہمیاں پھیلیں جس سے امن عامہ میں خلل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور اس کی خلاف ورزی لائسنس وکالت کی ضبطی کی سزا جائز قرار دی جاوے تو اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ اس معزز پیشہ میں کبھی کوئی ایسا شخص شامل نہیں رہ سکے گا جو سرکار کے بدخواہوں کے منشا کے خلاف ایسی تقریریں کرنے کی جرأت کرتا ہو جو گورنمنٹ کی بدخواہی پر مبنی ہوں یا فرقوں میں نفاق پھیلانے والی ہوں اس میں شک نہیں کہ اکثر وکلا ایسی خلاف قانون تقریریں کو پسند نہیں کرتے اور زبان کو قابو میں رکھتے ہیں لیکن آئندہ جو لوگ ان کو قابو میں نہ رکھینگے ان کے لئے اس دفعہ کے بننے سے یہ فایدہ ہوگا کہ وہ احتیاط سے پبلک جلسوں میں تقریریں کرینگے کیونکہ اُن کو یہ خوف ہوگا کہ اگر انہوں نے کوئی خلاف قانون تقریر کی تو اُن کا لائسنس جو اُنکی روزی کا ذریعہ تھا ضبط ہو جاویگا اس وقت تک قانون پیشوں کے ایکٹ میں اس قسم کی کوئی دفعہ موجود نہیں اس دفعہ کے قایم ہونے سے کسی قانون پیشہ کو بھی کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ اس کا استعمال اُسی صورت میں ہوگا جب کسی قانون پیشہ کے خلاف معتبر شہادت سے جرم ثابت ہوگا ہم حیرت میں ہیں کہ جس صورت میں خاص دفعات ضابطہ فوجداری اور تعزیرات ہند میں پریس کے متعلق محض اس غرض سے قایم ہیں کہ وہ فرقوں میں نفاق پھیلانے والی یا سرکار کی نسبت بدخواہی کے خیالات کو ترقی دینے والے مضامین مشتہر نہ کریں تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ قانون پیشوں کے ایکٹ میں کیوں یہ خاص دفعہ نہ بڑھائی جاوے قانون پیشوں کے معزز پیشہ کے لئے جیسے گواہوں کو تعلیم کا دلانا دلالوں کے ذریعہ مقدمات کا لینا جرم ہے ویسے ہی اُن کی طرف سے ایسی خلاف قانون تقریروں کا عام جلسوں میں ہونا معزز پیشہ کے خلاف فعل تصور ہو کہ جیسا کہ کورٹوں کے آنریبل جج غور فرماویں اور اگر اُن کی رائے ہماری رائے سے متفق ہو تو وہ امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں قانون پیشوں کے موجودہ ایکٹ میں ترمیم کے لئے سفارش کریں ہمارا منشا نہیں کہ کسی قانون پیشہ کا لائسنس محض شبہ کی صورت میں ضبط ہو لیکن یہ ہم ضرور کہینگے کہ جو قانون پیشہ اس دفعہ کے قایم ہونے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرے اُس کا لائسنس ضرور ضبط کر لیا جاوے ضبطی لائسنس کے مقدمات کی تحقیقات کے لئے زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ ایسے مقدمات کی ابتدائی تحقیقات ڈسٹرکٹ جج یا بیرسٹروں کے اجلاس میں ہو اگر وہ اُن کے روبرو ٹرایل نہ چاہیں تو صاحبان ڈویژنل جج یا ہائی کورٹوں میں اُن کا ٹرایل ہو تاکہ جس قانون پیشہ پر ایسا الزام لگایا جاوے اُسے اپنے ڈیفنس یا شہادت صفائی کے پیش کرنے کا پورا موقع ملے اور اگر جرم ثابت ہو تو اس معزز پیشہ کے ممبروں کی فہرست سے ایسے ممبر کا نام علیحدہ ہو جاوے جو واقعی اس قسم کے خیالات کے اظہار سے تامل نہ کرتا ہو جو فرقوں میں نفاق کے پھیلانے والے ہوں یا سرکار کی بدخواہی پر مبنی ہوں۔

آریہ سماج ایک خطرناک پولیٹیکل گروہ ہے!

من از آن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

الحکم کے ایڈیٹر کو جب ملکی معاملات میں رائےزنی کا موقع ملا ہے اور آریہ سماج پریس نے کوئی تحریر شائع کی ہے تو ہمیشہ صراحت کیساتھ بلاخوف تردید لوہتہ لائم وہ جرأت کے ساتھ ظاہر کرتا رہا ہے کہ

آریہ سماج ایک پولیٹیکل گروہ ہے

آریہ سماج نے مذہب کو صرف آڑ بنایا تھا ورنہ مذہب کے ساتھ اسے کوئی واسطہ اور غرض نہ تھی اور نہ ہے بلکہ آریہ سماج کی غرض شوریدہ سر جوشیلے نوجوان پیدا کرنا تھا جو ضرورت کے وقت شور مچا کر ملک میں بدامنی پھیلائیں۔
آریہ سماج کو ایک مدت سے سودیشی گورنمنٹ کے خواب آ رہے تھے اور وہ اہل ملک میں گورنمنٹ کی بابت سے نفرت اور بےدلی پھیلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے رہے۔ مجھے یقین ہے کہ گورنمنٹ آریہ سماج کی حرکات سے کبھی ناواقف نہیں رہی ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ شفقت اور مہربانی الحکم بار بار یاد دلاتا رہا گورنمنٹ نے

چشم پوشی ضروری ہے

اس چشم پوشی اور درگذر کی پالیسی کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ یہ جوشیلے نوجوان اپنے فیلنگز میں اعتدال اور متانت پیدا کرتے اور ... بجائے اس کے ملک میں چنگاری نہ ڈالتے مگر

ہوئے بدراہ بہانہ سے بار

اس جوش کو نکالنے کے لئے مختلف طریق اختیار کئے گئے اور قسم قسم کی بےچینیاں کو پھیلانے کے لئے پنجاب میں بےچینی پھیلا ہی دی۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں اور واقعات اسکے شاہد ہیں کہ

اس بےچینی کی ذمہ وار آریہ سماج ہے

کیونکہ اس وقت ان معاملات میں جس قدر لیڈنگ پارٹ لینے والے اشخاص بلیغ عام پر آئے ہیں وہ

عموماً آریہ سماج کے لیڈنگ ممبر ہیں

اور آریہ سماج نے کبھی بھی اپنی متفقہ آواز سے ان لوگوں سے بیزاری اور نفرت کا اظہار نہیں کیا جس سے ثابت ہو جاتا کہ ان خیالات میں آریہ سماج ان کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا۔ پچھلے دنوں نظام کی گورنمنٹ میں ایک پولیٹیکل سازش جو آریہ سماج کا اپدیشک کہلاتا ہے ریاست سے نکالا گیا اور ذمہ وار آفیسر نے جو انگریز تھا آریہ سماج کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا جس پر ملک کے اس حصے سے اس حصے تک طوفان بےتمیزی بلند کیا گیا اور بڑے بڑے جلسے کر کے ملامت کے ووٹ پاس ہوئے اور میموریل بھیجے گئے آریہ سماج ڈیفنس فنڈ کھولے گئے یہ ابھی چند سال نہیں گذرے جب کہ ہی تو دیانند کالج لاہور کے طلبا نے معمولی کھیلوں کے مقابلہ میں اپنی زور آزمائی کا ثبوت دیکر انگریز پر پیسٹر پر حملہ کرنے سے اپنی قابلیت اور بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ ملک میں ابھی ایجیٹیشن پھیلانے کیلئے جسقدر حصہ آریہ سماج نے لیا ہے ... میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی دوسری سوسائٹی اس حیثیت اور سرگرمی کے ساتھ شامل نہیں ہے۔ اسلئے کہ آریہ سماج ہی اکیلی ایک جماعت ہے جو

پولیٹیکل پارٹی کہلائے جانے کی مستحق ہے

اور فی الحقیقت وہ پولیٹیکل پارٹی ہے۔
قادیان جیسے مقام میں (جہاں بمشکل تین ہزار کی آبادی ہے) ابھی آریہ سماج کے پریذیڈنٹ گوبند سے

طرز عمل پر نکتہ چینی کرنا اور نفرت پھیلانا اپنا مقصد سمجھتے رہے ہیں اور سمجھتے ہیں چنانچہ
ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ پنڈت لالہ شرمپت رائے سے ......

...... جو یہاں کی آریہ سماج کا پریذیڈنٹ رہ چکا ہے گورنمنٹ کی وفاداری
اور اطاعت کے تعلق خاص طور پر تحریک کی اور انہیں بتایا کہ یہ رویہ جو آپکے ہم مذہب
اختیار کر رہے ہیں وہ نہایت نامناسب ہے۔ جس پر اُس نے صاف الفاظ میں کہا کہ

ہم گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں

گورنمنٹ ظلم کر رہی ہے تو ہم کیونکر چپ رہیں۔ اسکے لفظ لفظ کے معقول جواب دئے اور سمجھایا مگر جو بات
عقیدہ کے طور پر دل میں بیٹھ چکی ہو اس کا نکلنا محال معلوم ہوتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں
کہ کسی اندرونی طریق سے یہ خیالات پیدا کئے جاتے ہیں۔ کوئی لالہ شرمپت رائے سے پوچھے
کہ کیا یہ گورنمنٹ ہی کی مہربانی اور فضل نہیں کہ تمہارا جو لڑکا اسٹیٹ میں رہا ہے وہ ریاست
ٹونک میں ایک سو روپیہ سے زیادہ کا ممبر کورٹ آف وارڈس ہے لیکن میرا خیال ہے کہ مذہبی
طور پر یہ لوگ گورنمنٹ کے ساتھ عداوت اور نفرت رکھتے ہیں اور اسی کو اپنے مذہب کی
غایت سمجھتے ہیں۔

بہرحال

اس موجودہ شورش اور بے چینی نے ثابت کر دیا ہے کہ اس میں لیڈنگ پارٹ لینے والے

آریہ سماجی ہی ہیں

اس لئے گورنمنٹ آئندہ کیلئے اس گروہ سے محتاط رہے گی۔ یہ فساد آریوں کا فساد کہلانا چاہئے

لوگوں کا فساد

اور یہ نہیں ہے ... تھا یہ آریہ سماجیوں کا فساد کہلائیگا۔ اسوقت ملک کے ہندو و مسلمانوں کا فرض ہے کہ
وہ متفق ہو کر اپنی برات کریں اور گورنمنٹ پر اپنے طرز عمل سے ظاہر کر دیں کہ ان کی
اس فساد میں کسی قسم کی شرکت نہیں بلکہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو اُکسایا
گیا اور تحریک کی گئی ہے انہیں خود

اس راز کو افشا کر دینا چاہئے

تاکہ گورنمنٹ کو صحیح نتائج پر پہنچنے کیلئے کافی مدد ملے۔ اور وہ سرائل ملک ناحق آٹے
کے ساتھ گھن کی مثال کے موافق نہ پس جاویں۔ یہ سچ ہے کہ جو لوگ ایسی افعال عمل گورنمنٹ
کرینگے نہ اپنی شورہ پشت انقلاب پسندوں کے نزدیک

محمد شیر (قومی ہمدرد)

کا خطاب پائینگے اگر وہ اس کی ذرا پروا نہ کریں۔ ہم اور اہل ملک کب تک انکی خیرخواہی
کا ثبوت دیں۔ کوئی ان دانشمندوں سے پوچھے کہ جو حرکات راولپنڈی میں کی ہیں کیا یہ

کسی مہذب انسان کا کام ہو سکتا ہے

کہ جو حاکم حکمران قوم کے ممبروں پر اینٹیں اور پتھر پھینکنا اور عورتوں کی توہین
کرنا کس تہذیب اور اخلاق کی کتاب میں درج ہے۔ کیا اپنے ابنائے ملک کو خطرہ میں
ڈالنا یہ انسانیت ہے؟ یا سراسر جہالت اور وحشت ہے۔ اس پر چاہتے ہو کہ

تمہیں ملکی حکومت دی جاوے

تم نے اپنے نفس اور ذات کیلئے کیا کیا؟ جو ہم امید کریں کہ اہل ملک کو فائدہ پہنچاؤ گے۔
با خویشتن چہ کردی کہ با ما کنی نظیری۔ حقا کہ واجب آمد تو احتراز کردن
میں یہاں تک لکھ چکا تھا کہ لاہور کے اخبار پنجاب سماچار کا ایک نمبر پہنچا جس میں
قابل ایڈیٹر نے لاہور کے جوش و خروش پر ایک آرٹیکل لکھا ہے جس میں اپنے آریہ سماج کی بابت
کلچرڈ پارٹی کے متعلق وہی رائے ظاہر کی ہے جو میں نے لکھی ہے۔ اسلئے میں اس نوٹ کو بجنسہ اس مضمون
کے آخر میں طبع کر دیتا ہوں۔ یہاں ایک امر میں گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور وہ
یہ ہے کہ گورنمنٹ پنجاب جسقدر زیادہ تحقیقات کریگی اسے معلوم ہو جائیگا کہ موجودہ شورش
اور بے چینی کا صرف

آریہ سماج بانی ہے

اور یہی لوگ اس آگ کو بھڑکانیوالے اور اسپرتیل ڈالنے والے ہیں اسلئے آئندہ کیلئے انکی نقل و حرکت کی پوری
نگہداشت کیجاوے۔ اور کیا ناظر کہا جاوے کہ ایسی نگرانی گورنمنٹ اور ملک کیلئے بہت ہی مفید نتائج پیدا کرنے
والی ہوگی۔ میں اس پر صراحت سے پھر لکھونگا۔ یہ اشارہ گورنمنٹ کے مدبر حکام کیلئے سردست کافی ہے۔ سماچار کا نوٹ یہ ہے

لاہور میں جوش و خروش

ہم نے اخبار پنجاب سماچار ۵ ماہ حال میں اس جوش و خروش کی بابت لکھا تھا اور نیز
یہ بھی جتلایا گیا تھا کہ اب امن ہو گیا ہے اور اب لاہور میں کوئی اندیشہ فساد نہیں رہا۔ اور (نیز)
آئندہ ایسا ہونے کی امید ہے۔ اسکے بعد ۸ ماہ حال کو بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میں
منادی کرائی گئی کہ کوئی شخص بلا اجازت ناظم کے دفتر میں جلسہ نہ کرنے پائے ورنہ قابل مواخذہ
ہوگا۔ اور ۹ ماہ حال کی صبح کو پھر دوبارہ شہر میں بذریعہ ڈھول منادی کیگئی کہ کوئی شخص
خواہ ہندو ہو یا مسلمان گورنمنٹ کے خلاف جلسہ نہ کرے ورنہ گرفتار کیا جاویگا۔
بعد ازاں دوپہر کو ایک قلمی اشتہار جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے پبلک
کی آگاہی کے لئے بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر دروازہ شاہ عالمی پر چسپاں کیا گیا۔
اس اشتہار کو پڑھنے کے لئے میلہ لگا ہوا تھا وہ اشتہار یہ ہے:-

بحکم آر۔ اے منٹ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور

شرح سیاہی سے ترجمہ کیا گیا۔

چونکہ صاحب گورنر جنرل بہادر با اجلاس کونسل نے منشا ریگولیشن نمبر ۳ سال ۱۸۱۸ء
لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور اُس کو حدود برٹش انڈیا سے باہر بھیجے جانے کا حکم
نافذ فرمایا ہے۔ چونکہ ہم کو یہ معلوم کرایا گیا ہے کہ ایک عام جلسہ اس حکم صاحب گورنر جنرل
بہادر ہند با اجلاس کونسل پر غور اور نکتہ چینی کی غرض سے منعقد کیا جاویگا۔ اور ایسے
جلسہ سے احتمال نقص امن ہے۔ اسلئے ہم حکم دیتے ہیں کہ کوئی ایسا جلسہ آئندہ ۱۴ یوم کے
اندر نہ کیا جاوے۔ اور ہم نہایت زور کیساتھ عوام الناس کو متنبہ کرتے ہیں کہ ہرگز ایسے
جلسہ میں شامل نہ ہوں۔ ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۹ مئی ۱۹۰۷ء
کو جاری ہوا۔ مہر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور

اسکے بعد گرفتاری:- ۹ مئی دو بجے بعد دوپہر کے صاحب گنگا رام انسپکٹر پولیس انارکلی
و چودھری رحمت اللہ خان صاحب انسپکٹر پولیس لاہور مع پانچ کنسٹیبلوں کے لالہ
لاجپت رائے وکیل کی کوٹھی پر گئے اور انکو وارنٹ دکھلا کر اور گاڑی پر سوار کر کے کچہری
پولیس میں لے آئے جہاں مسٹر رینالڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و مسٹر کاکس صاحب اسسٹنٹ
ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ملزم کے انتظار میں تھے۔ ملزم کو ہمراہ لیکر صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر کی عدالت میں پیش کیا۔ اسوقت عدالت میں صاحب کمشنر بہادر لاہور بھی تشریف لائے
تھے۔ صاحب کمشنر بہادر نے لالہ لاجپت رائے کو مخاطب ہو کر کہا کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے
حکم سے تمکو گرفتار کیا جاتا ہے اور نیز فرمایا کہ اس وارنٹ کے ذریعہ تمہیں جلاوطن کیا جاتا ہے۔ لالہ
لاجپت رائے نے اپنے ورثاء کے نام چٹھی لکھنے کی درخواست کی جسکی اجازت دیگئی۔ پھر
رینالڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ دیگر سپاہیان کے لالہ لاجپت رائے کو موٹر کار
گاڑی پر سوار کر کے لے گئے۔ انارکلی اور شہر میں جنگی رسالہ موافق ان کے گشت کر رہا تھا اسوقت
ایک عجیب قسم کا نظارہ نظر آ رہا تھا۔

اسوقت اگر ہم اس امر کو ظاہر کر دیں تو غیر موزوں نہیں بلکہ موزوں ہوگا یعنی سر چارلس
ریواز کی گورنمنٹ نے اس شورش کے برپا ہونے کی نسبت نوٹس لینے میں پہلو تہی کی۔ باوجودیکہ
ہم نے ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء کے متعدد پرچوں میں بعنوان "کلچرڈ اصحاب کی نئی کارروائیاں"
لکھتے رہے اگر اس وقت سر چارلس ریواز کی گورنمنٹ ہمارے مضامین مندرجہ کی طرف
توجہ فرماتی تو یہ لجراتش واقعہ سر ابٹسن صاحب بہادر کی گورنمنٹ کے روبرو بھی
نمودار نہ ہوتا۔ افسوس کہ لالہ لاجپت رائے کی ملکی حب نے بجائے فائدہ کے ملک
کو سخت نقصان پہنچایا۔ اب ہم آپ کے چیلے چانٹوں کو دوستانہ نصیحت
کرتے ہیں کہ وہ اپنے لیکچروں میں ایسے نازیبا اور درشت الفاظ گورنمنٹ
کی نسبت استعمال کرنے سے باز رہیں تاکہ "چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی"
کے مصداق ہو کر مثل لالہ لاجپت رائے کے آپ تاں ڈبوں جمنان بھی نال لے
اور نیز اپنے ناظرین کی توجہ سعدی شیرازی کے ذیل کے شعر کیطرف دلاتے ہیں جو راج نیتی
کا اعلیٰ اصول ہے جس پر عمل کرنا اس کے لئے آجکل بہت کم مفید نہیں ہے

خلاف رائے سلطان رائے جستن — بخون خویش باید دست شستن

* ہمارا نالہ لاجپت رائے کی گرفتاری پر جو رائے لالہ شرمپت نے ظاہر کی ہے وہ میں آئندہ ظاہر کرونگا۔ اس خیال سے کہ گورنمنٹ اور مقامی حکام کو لوگوں کے خیالات کے معلوم کرنے کا موقع مل سکے۔
ایڈیٹر اس کو ملکی اور قومی خدمت سمجھتا ہوں۔

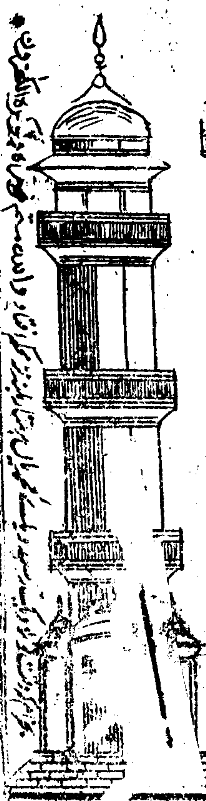

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی ۔ ہمی بینی نشانہا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

۱۔ عوام سے ۵ روپیہ

۲۔ خواص و معاونین سے ۶ روپیہ

۳۔ ہندوستان سے باہر کے لوگوں سے ۸ روپیہ

۔۔۔ کے غیر مستطیع

دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۳ روپیہ

نمبر ۱۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

حقیقۃ الوحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً

الحمد للہ الذی اٰتانا الذکر الحکیم ومن علینا بھدایت الصراط المستقیم والقانی روحنا ما یطمئن بہ روعنا ونصلی صلوات علی سید المرسلین ونسلم تسلیمات علی خاتم النبیین وعلی آلہ الطاھرین الزاھرین وعلی خلفائہ الراشدین المھدیین الی یوم الدین

اما بعد طالبان حق اور جویندگان نجات پر واضح و لائح ہو کہ کتاب حقیقۃ الوحی من تصنیف حضرت العزت خاتم الخلفاء المھدیین المسیح الموعود والمہدی المعہود حجۃ اللہ علی العالمین جری اللہ فی حلل الانبیاء جناب میرزا غلام احمد مصداق انا انزلناہ قریباً من القادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ الرحمٰن ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ کو مطبع میگزین واقع قادیاں میں بسعی ناظم مطبع طبع ہو کر فیض رساں عالمیان جو طالبان نجات دارین ہیں ہوئی ۔ والحمد للہ اس کتاب میں صدہا وہ آیات بینات الٰہیہ اور نشانات اور معجزات اسلامیہ جمع کئے گئے ہیں جن سے صداقت سلسلہ حقہ احمدیہ کی اور تصدیق دعاوی حضرت اقدس کی اہل انصاف پر کالشمس فی نصف النہار واضح ہو جاتی ہے اور یہ نشانات وہ ہیں جو تازہ بتازہ حضرت اقدس کے ہاتھ پر واقع ہوئے ہیں جن کی شہرت تمام دنیا میں واقع ہو چکی ہے ولِلّٰہ الحمد ناظرین کی خدمات میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ اس تیرہ صدی میں کسی مجدد یا مامور من اللہ کے لئے اس قدر نشانات صداقت کے اور آیات بینات الٰہیہ کے سوائے خاتم النبیین و سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے جمع نہیں فرمائی ولِلّٰہ الحمد اگر کسی کو دعوےٰ ہو تو اپنے دعویٰ کو ثابت کرے یا خود ایسے نشانات بینہ کا مظہر بنے دانّٰی لہ ذالک ۔ معہذا یہ نشانات مندرجہ کتاب ہذا بطور نمونہ از خروارے ہیں بہ نسبت ان نشانات کے جو حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے صادر فرمائے اور وقتاً فوقتاً صادر فرما رہا ہے ۔ علاوہ ان صدہا نشانات کے وحی اور الہام اور مکاشفات کے حقایق اور معارف اس کتاب میں ایسے بیان فرمائے گئے ہیں کہ جن سے ناظرین واقف ہو کر پورے طور پر مابہ الامتیاز درمیان وحی الٰہی اور وساوس نفسانی کے حاصل کر سکیں گے ۔ اور حقیقت وحی الٰہی کی ایسے معلوم ہو جائے گی کہ پھر شیاطین الانس والجن کے فریب اور دھوکہ میں نہیں آویں گے والتوفیق من اللہ تعالیٰ کتاب موصوف قریباً ... صفحہ پر نہایت خوشخط کاغذ عمدہ و تقطیع ۲۰ × ۲۶ ۔ اور نیز اکثر نشانات کو عربی عبارت فصیح و بلیغ میں بھی جمع کیا گیا ہے ۔ جو بطور رسالہ جداگانہ کے بھی طبع کرایا گیا ہے تاکہ عرب اور مصر و بغداد وغیرہا ملکوں میں جنہیں زبان عربی کا محاورہ ہے پہونچایا جاوے اور طالبان علم ادب عربی کو مہارت اور ملکہ راسخہ لسان عرب میں حاصل ہو جاوے ۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

کتاب چھپکر طیار ہو گئی ہے اور جلدیں ہو رہی ہیں ۔ مجلد ہو کر فروخت ہو گی قیمت فی جلد للعہ ہے جو کہ (قطع نظر اس کے مضامین) بلحاظ اس خرچ کے ہی جو اس کی لکھائی چھپائی کاغذ وغیرہ پر ہو چکا ہے معمولی ہے ۔ درخواست مہتمم

کتب خانہ حضرت کے نام ہونی چاہئے بعض غلطی سے دفتر بدر و الحکم میں درخواست بھیجدیتے ہیں اور اسی خط میں دفتر بدر و الحکم کے متعلق بھی کچھ باتیں لکھدیتے ہیں ۔ جس سے تعمیل میں نہ صرف دقت ہوتی ہے بلکہ وہی کارڈ مختلف دفاتر میں بعد تعمیل کے بھیجا جانے کے سبب دیر بھی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات خط ضائع بھی ہو جاتے ہیں اس واسطے تاکید ہے کہ کتاب حقیقۃ الوحی کے واسطے تمام درخواستیں بنام

جلسہ قادیان

گذشتہ اشاعت سے آگے

تقریر مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر

پنجاب میں بے چینی کے اسباب اور اس کا تدارک

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سورۃ آل عمران پ۳)

اے اللہ تو سب کا مالک تو تو ہی ہے۔ تو جسے چاہتا ہے اسے ملک پر حاکم بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے دخل کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اسے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب خیر ہے اور تو سب باتوں پر قادر ہے۔ یہ ایک دعا ہے جو کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے پاک کلام سے سکھائی ہے دعا کیا ہے بالکل اس کے متعلق ایک سچے مومن کے دلی خیالات کا نقشہ ہے۔ جب یہ سب منشاء ایزدی کے مطابق ہے تو اسی واسطے اطاعت خدا اور اطاعت رسول کے ساتھ ہی اطاعت اولی الامر کا حکم بھی ملا یا گیا ہے کہ حکام وقت کی اطاعت کرو۔ اسی کی بنا پر معلم اعظم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حکم ہے کہ تو حاکم وقت کی اطاعت کر اگرچہ وہ ایک سیاہ حبشی ہو اور اگر تجھے اس سے حق تلفی کا اندیشہ ہو تب بھی بغاوت نہ کر بلکہ اپنے حقوق حکومت کا حق اسے دے اور اپنا حق خدا سے مانگ۔ یہ ... نیک ... ہیں۔ جہاں کہیں انپر عمل کیا گیا ہے وہاں امن و امان پورے طور سے قائم ہو گیا ہے۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے بہت مفصل اور مدلل تقریر فرمائی ہے اسواسطے مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاریخ و نیز اس امر پر گواہ ہیں ... ہے کہ جب ایک ملک میں مختلف اقوام کی سلطنتیں اپنی قوت اور شوکت کے زمانہ میں ایسی زبردست ہوا کرتی ہیں کہ کسی کو وہم و گمان نہ ہوتا تھا کہ کبھی یہ سلطنت ملک سے اٹھ جائے گی لیکن آخر یہی ثابت ہوا کہ مالک الملک صرف خدا ہی ہے۔ قدیم ہند میں پہلے وہ لوگ آباد تھے جن کو اصلی باشندے کہا جاتا ہے جن کو آریوں نے مغرب سے آکر نہایت بے رحمی اور ظلم کے ساتھ ہلاک کیا اور ذلیل کیا۔ خدا نے آریوں کو انپر مسلط کیا ایسا ہی پھر آریوں پر خدا نے افغانوں اور مغلوں کو مسلط کر دیا اور پھر تھوڑے عرصہ کے واسطے پنجاب پر سکھوں کی قوم مسلط رہی اور اس کے بعد خدا کی حکمت کاملہ نے انگریزوں کو اس ملک پر مسلط کیا۔ اور آرین لوگ ایران سے آئے تھے اور یہی وجہ ہے کہ وہ آرین کہلاتے کیونکہ لفظ ایران کے ساتھ ملتا ہے۔ مگر ہند میں آکر بہت لڑائی جھگڑے کے بعد وہ پرانے باشندوں سے مل جل گئے اور ہندو کہلانے لگے۔ جب ان پر مسلمان بادشاہ حاکم ہوئے تو ان سے دانا لوگ حکام وقت کی اطاعت میں داخل ہوئے اور امن و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے اور ایسا ہی انگریزوں کے راج کے ہند میں قائم ہو جانے پر انہوں نے سلطنت کی خیرخواہی اور امن کے ساتھ زندگی گذارنے میں اپنا فائدہ دیکھا اسپر عمل کیا اور

ہر طرح سے آرام پایا۔ لیکن کوئی تیس سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ ان کے درمیان ایک شخص دیانند نام پیدا ہوا اس نے بظاہر مذہب کے نام پر اور در اصل پولیٹیکل رنگ میں بہت سے ہندوؤں کے خیالات کا رخ ایک ایسی طرف پلٹا کہ اس کے نتیجہ میں آج تمام پنجاب حکومت اور رعایا کے تعلقات کے لحاظ سے خوفناک صورت اختیار کر رہا ہے۔ بہت سے آریہ ہم نے سٹوڈنٹ لائف میں اور اس کے بعد پبلک لائف میں دیکھے ہیں اور بہت بے تکلفی سے ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے ان میں دینی طور پر کچھی اور مذہبی ... کا کوئی میلان ہم نے نہیں پایا بلکہ عموماً سب کو ایک پولیٹیکل جوش کا گرویدہ دیکھا ہے۔ مسلمانوں کو گالیاں دینا۔ تمام انبیاء کے حق میں سخت کلامی کرنا گورنمنٹ کو برا کہنا یہی انکا مذہب اور یہی ان کا ایمان اور اسی پر ان کی تمام تقریروں اور تحریروں اور ظاہر اور خفیہ کمیٹیوں کا دار و مدار ہے۔ چند پرانے ہندو جنہوں نے تمیز کے واسطے اپنا نام سناتن رکھا ہے ان میں ادب اور انکسار پایا جاتا ہے اور وہ اپنی حالت میں اچھے ہیں لیکن یہ لوگ جنہوں نے ہندو کے لفظ سے ہی نفرت کی ہے اور اپنا نام آرین رکھا ہے ان کا رویہ ایسا ناپاک ہے کہ اگر گورنمنٹ نے ان کے لیڈروں کو برٹش قلمرو سے خارج کرنے کی تجویز کی ہے تو بہت ہی عمدہ کیا ہے اور میرے خیال میں خود خارج شدہ لوگوں کو بھی انہیں منانا چاہیے کیونکہ جیسا کہ وہ ہند سے ایسے بیزار ہیں کہ اسکی طرف منسوب ہو کر ہندو بھی کہلانا نہیں چاہتے تو پھر انہیں ہند میں رہنے سے کیا فائدہ بہتر تو یہ ہے کہ چونکہ وہ آرین کہلانے کے مشتاق ہیں ان کو اسی کوہ ہندوکش کے راستے سے جس سے گذر کر وہ آئے تھے اسیطرح افغانستان میں سے گذرتے ہوئے ان کو ہندی کابلیوں کے بڑے خیرخواہ امیر صاحب کی سلطنت کا حال بھی نظر آجائیگا اور کوئی جگہ سرحد ایران پر تک پہنچ گیا تو بس پرامن حکومت کے زیر سایہ رکر انہوں نے ناشکری کی ہے اسکی کچھ قدر بھی ان کو باقیماندہ عمروں میں معلوم ہو جائیگی۔

خیر یہ تو گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ سوچے کہ ان کو ہمارے باقی ہیجان چاہئے یا سرحد پار میں۔ ہمارا مطلب اسوقت اس تقریر میں ان اسباب باطنی اور ظاہری کیطرف اشارہ کرنے سے ہے جنہوں نے آریوں کو یہ دن دکھلایا اور اپنی محسن گورنمنٹ کو ان امور کیطرف توجہ دلانا ہے جن سے ان خرابیوں کا آیندہ کے واسطے انسداد ہو جائے اس فساد کا ایک اصل سبب تو حضرت مولوی نور الدین صاحب نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرما چکے ہیں کہ اسکی اصل جڑ ناشکری ہے۔ دوم جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے آریوں پر اس خرابی کا آنا انکی اس شامت اعمال کی وجہ سے بھی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے پاک انبیاء کو سخت توہین کی اور ہر ایک نبی کو جسکا نام قرآن شریف میں یا انجیل میں پایا گندی لفظوں سے یاد کیا۔ اور باوجود اس کے کہ ان کو بہت سمجھایا گیا وہ باز نہ آئے یہانتک کہ خدا کے اس فرستادہ نے بھی جو کہ اس زمانہ میں تمام انبیاء کا رنگ پہنے ہوئے ہے (ستادہ صادقہ) ہے ان کو سمجھایا اور نشانات بھی دکھلائے مگر انکی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور وہ جو انبیاء کا جانشین ہے اور اس زمانہ میں ان کا وارث اسکو خدا کیطرف سے تحریک ہوئی اور اس نے بذریعہ وحی الٰہی خبر پا کر انکی نسبت اسبات کو شایع کیا کہ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا ان کو شکست دیگا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔

یہ الہام کوئی تیس برس کا ہے جو آج پورا ہو رہا ہے۔ اور اس سے پہلے بھی آریوں کو کئی ایک نشانات دکھلا کر اس بد عادت سے باز رہنے کی نصیحت کی گئی تھی چنانچہ دیانند کی جب شرارت بڑھ گئی تو اسکی موت کی نسبت بھی پیشگوئی کی گئی کہ خدا تعالیٰ اس موذی کو جلد تر دنیا سے اٹھا لے گا۔ اور ایسا ہی ہوا اور پھر لیکھرام نے مباہلہ کیا اور وہ بھی بموجب پیشگوئی کے مارا گیا۔ ایسا ہی قریب کے ایام کی بات ہے کہ قادیان کے آریوں سومراج اور اچھر چند کی بدزبانی جو کہ وہ اپنے اخبار میں جو اس مطلب کے لئے نکالا گیا تھا کرتے تھے تو انکی نسبت پیشگوئی کی گئی تھی کہ ان کا اب خاتمہ قریب ہے چنانچہ وہ دونو اپریل گذشتہ میں طاعون کے ساتھ فنا ہو گئے ان سب سے بڑھکر ایک یہ ہے کہ آریوں کی شوخی اور بدزبانی جب حد سے بہت بڑھ گئی تو حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر آریوں کی نسبت یہ پیشگوئی شایع فرمائی جو کتاب تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۶۶ میں درج ہے اور اسطرح ہے کہ ”وہ مذہب یعنی آریہ مذہب مردہ ہے اُس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے“ ایسا ہی حضرت اقدس نے اپنی کتاب نسیم دعوت مطبوعہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء میں لکھا تھا کہ آریہ لوگ [illegible] قوم اور سوسائٹی کے لئے وبال ہے۔ [illegible] دلوں میں نہیں۔ قادیان کے آریہ خیال کر کے [illegible] سے پہلے [illegible] [illegible] بالکل کی۔ [illegible] جو پہلے [illegible] نہیں۔ خدا کے پاس [illegible]

پھر حضرت اقدس مرزا صاحب [illegible] کتاب قادیان کے آریہ اور ہم میں جو کہ اس سال [illegible] پیشگوئی کی تھی کہ [illegible] کی طرح [illegible] کے لئے [illegible] اس کا فیصلہ [illegible] اپنے پیارے [illegible] کوئی نا تھ دکھلا [illegible] اس رسالہ میں حضرت نے لکھا ہے۔

اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے — جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بدزبانی — ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے
پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی — پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے
افسوس سب اللہ و توہین سب کا ہوا ہے پیشہ — کس کو کہوں کہ ان میں ہر زہ درا یہی ہے
آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے — کیا جون ان کی بگڑی یا خود قضا یہی ہے
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری — کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا — کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے
لیتے ہیں جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ — آخر کی کیا امیدیں جب ابتدا یہی ہے
دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سنتے سنتے — غم تو بہت ہیں دل میں پر جانگزا یہی ہے
دنیا میں گرچہ ہوگی سو قسم کی برائی — پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے
ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو — تعلیم میں ہماری حکم خدا یہی ہے
پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت — کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتقا یہی ہے
رکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی — ان کا تو شغل ہمیشہ صبح و مسا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کی ہرگز — وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے

ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا اس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رضا یہی ہے

پھر ایک اور جگہ اسی رسالہ میں حضرت اقدس لکھتے ہیں۔

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا۔ آسمان سے پھر ایک نشان دکھلا

وہ نشان یہی ہے جو کہ اس وقت خدا تعالیٰ دکھا رہا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اپنی بدگوئی اسقدر بڑھا یا کہ آخرکار انہوں میں گورنمنٹ کے برخلاف شور و غل کا کیا اور ان کی بے آرام کرنے لگا اور ایسا بے آرام کیا کہ ان کو ہندوستان سے باہر نکالا گیا پھر ملا اب تو بڑا مشہور آریہ اخبار پنجاب سماچار کا طرز تحریر بھی بدل گیا ہے چنانچہ وہ تازہ پرچے میں لکھتا ہے کہ یہ ایکسٹریمسٹ پارٹی کی زیادتیوں کا نتیجہ ہے

الغرض باطنی رنگ میں آریوں کے اصل زوال اور اس رعد بد کا سبب یہی ہے کہ ان میں روحانیت نہیں اور خدا کے پاک بندوں کو انہوں نے گندی زبان کے ساتھ یاد کیا۔ لیکن ظاہری رنگ میں ان کی شامت اعمال نے گورنمنٹ کے برخلاف منصوبہ بازی صورت اختیار کی ہے۔ اور اس کی جڑ بھی دراصل دیانند کی تعلیم اور دیانند کالج کی تربیت ہے۔ لاہور میں اور دوسرے شہروں میں شورش کے درمیان حصہ لینے والے بہت آریہ مدارس کے طلبا اور آریہ سماجوں کے ممبر ہی ہیں۔ گو ممکن ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا مسلمان بھی اُن کے ساتھ شامل ہوا ہو مگر ایسے مسلمانوں کی تعداد فی ہزار ایک سے زاید نہ ہوگی اور جیسا شاذ حکم معدوم کا رکھتا ہے پس ہماری رائے میں آیندہ کے لئے اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے بہتر ہوگا کہ گورنمنٹ کے حکم سے ایسے کالجوں اور مدرسوں کو کچھ عرصہ کے واسطے بند کر دیا جاوے جس کی زیر تربیت طیار ہو کر طلبا ایسے مفسد اور باغی اور شریر بن جاتے ہیں۔ دیگر تمام کالج اور مدارس کے واسطے قطعی حکم دیا جاوے کہ کوئی طالب علم جو اس آریہ کے جلسوں میں شامل ہوگا وہ کالج اور مدارس سے خارج کیا جائے گا۔ کیونکہ آیندہ نسلوں کے درست کرنے کے واسطے اس زمانہ کے نوجوانوں کی اصلاح کی طرف توجہ ہونا ضروری ہے۔ اور موجودہ جسقدر لیڈران آریہ ہیں وہ جتنے ہیں سب کے سب کو گرفتار کر لینا چاہیئے۔

چونکہ صاحب پریذیڈنٹ نے سب سے اول اس امر پر مفصل تقریر کر دی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے کیا کیا احسان ہم پر ہیں اور چونکہ اس جگہ زیادہ تر احمدی جماعت کے آدمی جمع ہیں جو حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب اور اشتہارات اور عقاید اور اوامر سے آگاہ ہیں۔ اس واسطے مجھے اس امر کے متعلق مجھے تقریر کرنے کی ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری اور دل سے شکر گذاری کے لئے کس قدر تاکیدی احکام حضرت مرزا صاحب شائع کر چکے ہیں۔ پریزیڈنٹ صاحب کے بعد حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے بھی اپنی تقریر کا پیچ فرمایا ہے کہ حضرت اقدس نے جو کچھ گورنمنٹ کے متعلق آجتک لکھا ہے اگر ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بنتی ہے۔ حضور کا خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری میں مشہور ہے چنانچہ غدر ۱۸۵۷ء میں آپ کے والد صاحب نے پچاس سواروں کی امداد گورنمنٹ کو دی تھی اور اُس کے بعد آپ نے اپنی ہر ایک تصنیف میں اور تقریر میں گورنمنٹ کی خیرخواہی اور دلی شکرگذاری کی سخت تاکید اپنی جماعت کو کی ہے اور ہم اپنے دلی یقین سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح فرقہ احمدیہ کے ممبر گورنمنٹ کی وفاداری اور شکرگذاری اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں اس طرح ہم امید نہیں کرتے کہ کوئی اور قوم سمجھتی ہو۔ آریوں کے تو جو خیالات ہیں وہ خود آجکل ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہمدرد

کہتے ہیں کہ ابھی کرشن اوتار آنے والا ہے اور کرشن نے آمد اول میں جو جنگ کئے تھے ان سے ظاہر ہے کہ آمد ثانی کے متعلق اُن کے خیالات کیا ہوں گے وہ کیا کریگا۔ مسلمانوں کو بھی کسی خونی مہدی کے آنے کا انتظار لگ رہا ہے۔ مگر ہم احمدیوں کا تو یہ حال ہے۔ کہ ہمارا مسیح آچکا۔ ہمارا مہدی آچکا۔ ہمارا کرشن بھی آچکا۔ اُس نے صاف حکم دے دیا ہے کہ اب کوئی مذہبی جہاد نہیں تم امن کے ساتھ خدا کی توحید زمین پر پھیلاؤ اور گورنمنٹ انگریزی کا احسان ملو کہ خدا نے وہ تمہارے ہی واسطے اس جگہ دی ہے تاکہ دنیا کے متعصب بادشاہوں اور خونخوار امیروں کے ظلم سے تم محفوظ رہو۔

پس میں اس مجلس میں ایک رزولیوشن پیش کرتا ہوں جو اگرچہ کئی ایک پہلو اپنے اندر رکھتا ہے مگر بحیثیت مجموعی ایک ہی مطلب رکھتا ہے اور وہ یہ ہے۔

رزولیوشن اول۔ کہ یہ مجمع جو حسب ایماء حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود اس جگہ قائم ہوا ہے۔ ان لوگوں کے طرز اور چلن کو نہایت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو کہ گورنمنٹ کے برخلاف شورش مچاتے اور جلسے کرتے اور فساد پھیلاتے ہیں اور ان کے فعل و قول سے بریّت اور بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے اس فعل کو نظر تحسین سے دیکھتا ہے کہ گورنمنٹ نے بہت سے تحمل و صبر کے بعد امن عامہ کو قائم رکھنے کی خاطر ان مفسدوں کے بعض لیڈروں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ کیا ہے یا ان کو جلاوطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ یہ مجمع بلحاظ اس امر کے کہ وہ احمدیہ فرقہ کے ہیڈکوارٹر میں قائم ہوا ہے اور ہندوستان بھر میں احمدی جماعت کے ممبروں کے حق میں دعاء خیر کرتا ہے کہ انھوں نے اپنے امام کے حکم کی فرمانبرداری بالاتفاق ہر جگہ ایسے مفسدوں کے ساتھ شامل ہونے سے پرہیز کی اور گورنمنٹ کی وفاداری میں ایسے ہی ثابت قدم رہے جیسا کہ ان کے امام کا منشاء اور فرمان تھا اور یہ مجمع یقین رکھتا ہے کہ احمدی جماعت میں ہر جگہ آئندہ بھی انشاء اللہ اس نیکی پر ثابت قدم رہے گی۔

دفتر صاحب ڈایرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب میں

حقوق اہل اسلام کا خون ناحق

ع۔ بہر دیار کہ رفتیم آسماں پیداست

ملک و ملک کے خصوصاً حلقہ امرتسر میں ہندوؤں کے مقابلہ مسلمانوں کی کیسی جو افسوسناک حالت گذر رہی ہے اسے قبل ازاں کئی بار ذکر کر چکے اور فریقین کے متناسب ملازمت میں حصہ رسدی تقسیم یا تعدیل نہ ہونے کے جو اندیشناک نتائج حال ہی میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ یا آئندہ ان کے وقوع کا امکان ہے ان مضامین متعلقہ میں بقدر ضرورت روشنی ڈال چکے ہیں آج ہم وہی یا قریباً ویسی ہی کیفیت صوبہ ہذا کے سررشتہ تعلیم میں پاکر حکام ذوی الاختیار کو اسپر توجہ دلاتے ہیں فی الحال ہم صرف اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ (صیغہ عزل و نصب) پر ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں ممکن ہے کہ سکولوں کے ٹیچنگ سٹاف میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی کے ایسے ہی شواہد مل سکیں۔ لیکن بغیر مزید تحقیق و اطلاع کے جو واقعات اور شمار و اعداد کی بنا پر ہم محض اس امکانی قیاس و ظن پر اصرار کرنا حق پسندی و دیانتداری کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ سررشتہ تعلیم کی شاخ تدریس اور صیغہ عزل و نصب کا باہم ایک گہرا تعلق ہے۔ کہ عدم تناسب یا بے انصافی سے جو حالت دوسرے صیغہ میں ہوتی ہے اسی کا عکس اول الذکر صیغہ میں صاف صاف نمایاں ہوتا ہے۔ لہٰذا آریہ آئندہ کل ضمیمہ طور پر صیغہ کی شاخ تعلیم سے بھی متعلق سمجھا جا سکتا ہے گو سردست ہمارا مقصد بالذات یہی ہے کہ زیادہ تر اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے موجودہ نقائص کو افسران بالادست کے نوٹس میں لاکر انکی اصلاح پر توجہ دلائیں۔ — — — — — — — — تاکہ شاخ تعلیم کی اندرونی بے انصافیوں کا اسکے زیر اثر ایک حد تک خود بخود سدباب ہو سکے۔

سررشتہ تعلیم پنجاب کی اسٹیبلشمنٹ برانچ نے یہ عام وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جبتک کسی گریڈ میں ہندوؤں کو ترقی مل سکتی ہے خواہ وہ کیسے ہی نالائق ہوں اور اُن کے بالمقابل مسلمان کیسے ہی قابل و حقدار موجود ہوں کسی نہ کسی بہانہ سے اُنہی (ہندوؤں ہی) کو ترقی دیجاتی ہے اور جب کسی غریب مسلمان کی باری آتی ہے۔ تو ہندوؤں کو جو ترقی کے گریڈ میں ہی نہ ہوں نیچے سے بطائف الحیل اٹھا کر انکی جگہ دیدی جاتی ہے اسطرح مسلمان نہ صرف موجودہ ترقی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ انکی آیندہ امید و نیز بھی پانی پھر جاتا ہے اور اُن ہی ماتحت آہستہ آہستہ اُن کے افسر بنجاتے ہیں۔ یہ حال اُن مسلمانوں کا ہے جو ظاہر ظہور اور مسلمہ طور پر لائق و تجربہ کار سمجھے جاتے ہیں۔ اور جن کے خلاف کسی قسم کی شکایات ابتک سننے میں نہیں آئیں۔ پھر اُن بدنصیب مسلمانوں کا حال تو ظاہر ہے کہ اس سے بھی کہیں بدتر اور ناگفتہ بہ ہوگا۔ جنکی کارگذاری یا کیریکٹر پر کسی ہندو مہربان کی نظر عنایت یا فی الواقع اپنی ہی شامت اعمال سے کبھی کوئی حرف آچکا ہو اور سنا جاتا ہے کہ یہ کیفیت گورنمنٹ سکولوں ہی میں نہیں بلکہ محکمہ کے تمام ہی افسروں ماتحتوں پر صادق آتی ہے۔

عام افواہ ہے کہ صیغہ عزل و نصب کے کلرک دیرینہ تجربہ سے یہاں تک دلیر ہوگئے ہیں کہ منظور و جاری شدہ احکام کے کاغذات میں بھی من مانی ترمیم و تصرف کرگذرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی مظلوم و قابل رحم مسلمان کی فریاد و پراس کے فائدہ یا حق رسی کے لئے صاحب ڈائرکٹر بہادر کوئی سلپ لکھکر یا درخواست دفتر میں بھیجدیں تو وہ بھی یا تو چاک کر دیجاتی ہے یا وقت پر پیش نہیں کیجاتی اور اسامی پر ہو جانے پر اسے داخل دفتر کر دیا۔ یا معرض التوا میں ڈالدیا جاتا ہے اگر کوئی مسلمان ذرا دلیر اور منچلا ہوا اور پھر صاحب بہادر ممدوح تک پہنچکر فریادی ہوا تو اُسکی شامت آجاتی ہے اور وہ ان حضرات کی متعصبانہ انتقام کشی کا نشانہ بنجاتا ہے کیونکہ ایسے امور کا اپنے جاسوس ہندو چپڑاسیوں کی معرفت انہیں روزمرہ پتہ لگتا رہتا ہے۔

یہ جو کچھ ہم نے اوپر مختصراً عرض کیا شاید قومی تعصب یا مبالغہ پر محمول کیا جائیگا لہٰذا ہم ذیل میں چند نفس الامری واقعات بھی اپنے بیان کی تصدیق کے لئے ہدیہ ناظرین کئے دیتے ہیں :-

صیغہ زیر بحث کے دفتر بھر میں اسوقت ایک ہی ہیڈ اسسٹنٹ مسلمان نہیں ہے اور شاید اسکو بھی غیر مکتفی سمجھکر فی الحال حسٹر رکھی ایک ہندو صاحب ہی یعنے لالہ شیو لال صاحب بی۔ اے انسپکٹر مدارس حلقہ ملتان مقرر کئے گئے۔ جو محکمہ ہذا کے مشہور ہندو افسروں میں سے ہیں۔ اُن کے آنے پر خیال ہوا تھا کہ شاید اب آپ کچھ خوف خدا کریں اور ایسے ذمہ دار منصب پر ممتاز ہوکر اپنے ہندو بھائیوں کو ظلم و ناانصافی کے شیوہ سے باز رکھیں۔ مگر تا حال تو بدستور مسلمانوں کی حق تلفیاں ہو رہی ہیں۔ آگے دیکھا چاہئے کیا کچھ ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ جہاں لالہ پرسدیال لالہ دینا ناتھ اور لالہ انند بہان (سابق ہیڈ کلرک حلقہ ملتان و شاگرد رشید جناب لالہ شیو لال صاحب موصوف) جیسے تجربہ کار قوی دل اور مشہور متعصب

ایک ہی صیغہ میں جو ہو رہی تک ہی مسلمانوں کی بہلائی ہوگی کیونکہ توقع ہوسکتی ہے سررشتہ تعلیم کی ... سکیم کے اجراء پر چند مستحق اور سپیدہ مسلمانوں کا تقرر جو مختلف گورنمنٹ سکولوں میں ہوا تو ہندو صاحبان نے بہت شورش برپا کی اُسکا ذکر افسوسناک ہے۔ مسلمانوں کو اس جدید نظم ونسق سے گونہ ہاتہ بندی تہی کہ اب شاید ہماری غریب قوم کے بہی کچہہ دن پہریں۔ مگر جن لوگوں کو اصل حالات کا پتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ برانچ نے مسلمانوں کو اس فائدہ سے محروم رکہنے کے لئے کیسی کیسی چالیں چلیں۔ کم تنخواہ والے مدرسین یا ایسے مسلمانوں کو جو اپنے گہروں پر معقول تنخواہیں پاتے تہے دُور دُور کے مدارس میں اُتنے ہی یا اس سے بہی کم تنخواہ پر پہینکدیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو وہ نئی اسامی پر جانے سے انکاری ہوئے یا باعث زیادتی اخراجات وہاں جاکر مصیبت بہگت رہے ہیں یا پنشن لینے یا ملازمت چہوڑنے کے کوئی چارہ نہیں دیکہتے۔ علاوہ ازیں ایک ہی گریڈ کے امیدواروں کو جو مسلمان تہے ہندوؤں سے کم درجہ کی اسامیاں ملیں اور وطن سے دُور ہندو انسپکٹروں کی ماتحتی میں رکہا گیا۔ جہاں انہیں باوجود محنتی وکارگذار ہونے کے ہمیشہ نقصان کا اندیشہ لگا رہا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آہستہ وہ تمام ہندو جو دلہا ہوے کے لئے اپنے گہروں سے تبدیل کئے گئے تہے سکیم نکلنے پر اپنے گہروں میں یا اُن کے قریب والے مدارس میں واپس بلا لئے گئے اور دہڑا دہڑ ترقیاں پا رہے ہیں۔

اجراء سکیم کے وقت نو مسلمان تو ہندو تین سکہہ یہ یوروپین ہیڈ ماسٹر مقرر کئے گئے تہے۔ اور مسلمانوں نے اسے غنیمت سمجہا تہا کہ آخر کچہہ تو انکی بہی حق رسی ہوئی۔ لیکن انہیں یہ سنکر آیندہ کے لئے بُرا اطلاع معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان نو میں سے بہی ایک ہیڈ ماسٹری مسلمان سے چہین کر ہندو کو مل گئی ہے وہ صاحب لالہ رام چند ایم۔ اے سابق اسسٹنٹ پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور ہیں۔ جنکو نارمل سکول کی سکیم میں سو روپیہ سے ایک سو ساٹھ پر دہلی میں مقرر کیا گیا تہا سچ میں خود ہندوؤں کی ہی چیخ پکار پر آپ غیر مستحق ٹہہر کر اسی سو روپیہ مشاہرہ پر اپنے وطن دہلی میں تبدیل کئے گئے۔ لیکن تہوڑے ہی عرصہ بعد اب پہر ۱۶۰ روپیہ کے ہیڈ ماسٹر ہوگئے ہیں۔ اور وہ بہی حصار میں جہاں کے مسلمان ہیڈ ماسٹر کو دہکیل کر رہتک لگا دیا گیا ہے رہتک کی ہیڈ ماسٹری بہی ایک مسلمان کو نارمل سکول میں تبدیل کرنے سے خالی ہوئی تہی حالانکہ محکمہ میں لالہ صاحب سے سینیئر (۱۰۰)۔ (۱۴۰)۔ اور (۱۶۰) کی گریڈ کے لائق وتجربہ کار مسلمان ملازم موجود تہے۔ اور انہیں بہر وجوہ اس ترقی وہیڈ ماسٹری کے پانے کا استحقاق حاصل تہا۔

خیر لالہ صاحب کا یہ ذکر خیر تو گویا ایک جملہ معترضہ تہا۔ اب ہم پہر صیغہ زیر بحث کیطرف رجوع کرتے ہیں۔

بہتیرے مسلمان کریجوایٹ دفتر کے کام سے واقف محکمہ کے ڈپیارٹمنٹل امتحان سے آگاہ وکارآزمودہ خود محکمہ میں اور دیگر دفاتر میں موجود ہیں۔ مولوی تاج الدین کی پوسٹ کے لئے اشتہار دیا گیا تہا کہ مسلمان کو ترجیح دیجائیگی اور باوجودیکہ مسلمانوں کی درخواستیں بہی گذریں جو ایسے دفاتر میں بہی ہیڈ اسسٹنٹ تہے۔ لیکن پہر بہی ہیڈ اسسٹنٹی لالہ شیو ناتہ نام ایک سابق ہندو دلی کیمپ کلرک کو ملگئی۔ اور اب عملہ کی توسیع پر ایک نئی ہیڈ اسسٹنٹی بہی اور ایک اور ہندو کیمپ کلرک کو ملی جسکا نام دینا ناتہ ہے اور مسلمان منہ تکتے رہگئے۔ واضح ہو کہ کیمپ کلرک عموماً شائق عزل ونصب کا سکینڈ کلرک ہوتا ہے۔

باوجود ان صریح حق تلفیوں کے اگر کوئی مسلمان حرف شکایت لب پر لائے تو ہندو بہائیوں سے نالائق وناشکر گذار کا خطاب پاتا ہے۔ حالانکہ ہندو نہ صرف اپنا حق لے رہے ہیں بلکہ غریب اور بے بس مسلمانوں کے حقوق بہی غصب کر کے کبہی شکر گذار نہیں ہوتے۔

جیسا کہ ہم بارہا بر بنا ئے واقعات لکہہ چکے ہیں۔ دیگر محکمہ جات سرکاری میں بہی گو مسلمانوں کے حقوق اسیطرح پامال ہو رہے ہیں۔ لیکن سررشتہ تعلیم میں جو تعلیم یافتوں کے پیدا ہونیکا سرچشمہ ہے یہ اندہیر اور اتلاف حقوق فی الواقعہ نہایت افسوسناک اور قابل شکایت ہے کیونکہ جبتک اس صیغہ کے انتظامی اہلکاروں اور نیز معلمین میں مسلمانوں کو واجبی متناسب حصہ ملازمت نہ دیا گیا آیندہ قومی حقوق وفوائد متعلقہ تعلیم کبہی محفوظ نہیں رہ سکتے اور بغیر اس حفاظت کے انکی فلاح وبہبود اور بیداری وشائستگی ضرور ہے کہ معرض خطر وضرر میں رہے۔

آخر اس ناگوار ونامبارک صورت حال کا چارہ کار اور موجودہ خرابیوں النصافیوں اور حق تلفیوں کا انسداد بہی کسیطرح ہو سکتا ہے؟ ہماری رائے میں ضرور ہو سکتا ہے اور وہ کچہہ دشوار بہی نہیں اگر عالیجناب ڈبلیو بیل صاحب بہادر بالقابہ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب اور نیز ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر صوبہ لہذا خاص طور پر اپنی توجہات اسطرف مبذول فرمائیں جنکے حضور ہم باادب التماس کرتے ہیں کہ وہ اپنی ایک وفادار رعایا کی حق رسی فرما کر بدرجہ اُسے شکر گذاری کا موقع دیں۔

مندرجہ بالا شکایات کے رفع کرنے کا آسان طریق یہ ہو سکتا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ برانچ میں نصف تعداد مسلمان کلرکوں کی ہو اور ضمن ایک ہیڈ اسسٹنٹ یا سکینڈ کلرک ضرور مسلمان ہو۔ صاحب ڈائرکٹر بہادر کی قابلیت۔ بیدار مغزی اور مستعدی میں کچہہ کلام نہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ آپ ہر قسم کے کاغذات درخواستیں اور یادداشتیں اپنے دماغ یا پاکٹ میں نہیں رکہہ سکتے اسلئے جبتک ایسے وسایل انکے دفتر میں مہیا نہ ہوں جن سے ان کاغذات میں تصرف یا خورد بُرد کی کارروائی عمل میں نہ آنے پائے تب تک موجودہ مظالم اور حق تلفیوں کا سد باب غیر ممکن ہوگا۔

اب اگر لیاقت قابلیت یا معیار کو ہم کے موجودہ عملہ دفتر پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ سوائے ایک دو کے باقی تمام ہندو اہلکار باوجودیکہ مستعد لائق بے نظیر اور کارگذار ہونیکا دعوے کرتے ہیں کہ ان کے بغیر کام ہی نہیں چل سکتا۔ صرف مڈل یا انٹرنس پاس ہیں۔ حالانکہ اسی دفتر میں کئی مسلمان گریجوایٹ وانڈر گریجوایٹ موجود ہیں اور محکمہ کے افسران معائنہ وہیڈ ماسٹر وغیرہ بہی اس لیاقت کے موجود ہیں۔ جنکو دفتر کے کام کے لئے نالائق نہیں کہہ سکتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جہاں ایک قوم کا جم غفیر موجود ہو وہاں دوسری قوم کا ایک آدمی خواہ کیسا ہی قابل وکارگذار ہو نا کارہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے بہی دفتر زیر بحث میں تعدیل تناسب کی ازبس ضرورت ہے۔

اگر دفتر میں مسلمانوں کو جگہ دینے کا معاملہ اس عذر پر نظر انداز کر دیا جائے کہ اسوقت کوئی اسامی خالی نہیں ہے تو یہ بہی قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا جبکہ ہم دیکہتے ہیں کہ مسلمانوں کو دفتر سے کالکر شائق تعلیم میں منتقل کرتے وقت ایسی کوئی رکاوٹ مانع نہیں آتی۔ چنانچہ دفتر صاحب ڈائرکٹر بہادر کے ایک کلرک مسمی عبد الرحمن کو ہندو صاحبان نے اسی غرض سے لائل پور کی سکول ماسٹری پر بہیجدیا تہا۔ اور حال ہی میں ایک ہیڈ کلرک حلقہ دہلی کی سکول ماسٹری پر بہیجدیا گیا ہے کیا اسی طرح موجودہ عملہ میں سے چند ہندوؤں کو سکولوں میں بہیجکر انکی جگہ لائق مسلمان نہیں رکہے جا سکتے؟ جو سکولوں یا دیگر دفاتر سرکاری میں بآسانی مل سکتے ہیں۔ کیا لالہ ہرداس ایم اے نے باوجود ان میں التوا اور حرج ڈالنے کے شکایت پیدا ہے کہ اپنے وطن ہی میں رہکر ترقی پاتے جائیں؟ کیا کوئی مسلمان افسر معائنہ یا ہیڈ ماسٹر ان کی جگہ کام چلانے کے لائق نہیں مل سکتا۔ حالانکہ انکی اسامی بہی دراصل اسسٹنٹ انسپکٹری کی ہے نہ کہ دفتر کی کلرکی کی۔ کیا دورہ اور کثرت کار کی مصیبتیں سب مسلمانوں ہی کے حصہ میں آگئی ہیں اور کیا لالہ پربہدیال لالہ مادہو رام سوائے اسٹیبلشمنٹ برانچ کے اور کسی برانچ میں کام نہیں کر سکتے۔

ہمیں قوی امید ہے کہ صاحب ڈائرکٹر بہادر ضرور ہی اس نہایت اہم معاملہ پر جلد تر توجہ خاص مبذول فرمائیں گے ورنہ اسمیں کچہہ شک نہیں کہ بازار طریقت باوجود ظاہری صلح پسندی اور ہمدردی کے غریب وبے بس نمکحلال وشکر گذار مسلمان ماتحتوں کو پیس ڈالیگا۔

تعلیم اور پالٹیکس

(گورنمنٹ ہند کا ایک ضروری حکم)

حسب ذیل خط سر ہربرٹ ازلی ہوم سکرٹری نے صوبوں کی گورنمنٹوں کے نام جاری کیا ہے۔

مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کو مطلع کروں کہ تعلیم اعلےٰ کو اس ملک میں اُن خطرات سے جو اُستادوں اور لڑکوں کی پولٹیکل تحریکوں میں شریک ہونے اور پولٹیکل ایجیٹیشن کے کھلم کھلا چلانے اور اسکو ترقی دینے سے پیدا ہونیکا احتمال ہے کن اصول اور طریق عمل سے بچایا جا سکتا ہے۔ پولٹیکل جھمیلوں میں شریک ہونیکا میلان حال ہی کا ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا آجتک خاص تجاویز اختیار کرنے سے اسیوجہ سے احتراز کرتی رہی ہے کہ والدین۔ اُستاد۔ اور زیادہ سمجھدار طلبار اس امر سے آگاہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حکومت اور قانون کے خلاف چلنے سے اخیر میں تعلیم کی ترقی کو نقصان پہنچیگا۔ طلبار کی مالی فلاح کو اس سے ضرر اٹھانا پڑیگا اور ہندوستانیوں کی روایتی خانگی زندگی تہ و بالا ہو جائیگی گورنر جنرل باجلاس کو کوئی شک نہیں ہے کہ سمجھدار ہندوستانی والدین کی ایک بڑی تعداد کو خواہ اُن کے پولٹیکل خیالات کیسے ہوں سخت اندیشہ لاحق ہو گیا ہوگا۔ کہ پولٹیکل ایجیٹیشن میں طلبا اور اُستادوں کو شریک ہونے کی اجازت دینے سے اُن کی تربیت و تہذیب میں نقص واقع ہوگا۔ اُنکی توجہ دوسری طرف مائل ہو جائیگی و جسسے اسکولوں اور کالجوں کی حیثیت میں فرق ہوگا اور تعلیم کی تکمیل میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

دو تجاویز

یہ مسئلہ تمام صیغہ اعلےٰ تعلیم پر حاوی ہے۔ مگر اصول اور کارروائی جو کرنی پڑے گی وہ مختلف اسکولوں اور کالجوں کے طلبار اور پروفیسروں اور اُستادوں کے طرز عمل کے مطابق اختیار کرنی پڑے گی۔ ہائی اسکولوں کے لڑکوں کا انتظام بآسانی ہو سکتا ہے۔ لڑکوں کی اصلی بہبودی کا خیال کر کے یہ بالکل نامناسب ہے کہ وہ پولٹیکل جلسوں میں شریک ہوں یا کسی قسم کی ایجیٹیشن کے متعلق کام کریں۔ اگر طلبار ۔۔۔ تاہم بھی اگر اُستاد اور اسکول کے منتظم اُنکی ہمت افزائی کریں اور اُن کو جلسوں میں جانے کی اجازت دیں تو مناسب تنبیہ کے بعد قصوروار اسکول کے ساتھ حسب ذیل دو طریقوں سے سلوک کرنا چاہیئے۔

(۱) لوکل گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ایسے اسکولوں کو امداد دینا بند کر دے اگر ایسا کرنیکا اس کو حق حاصل ہو اور عام امتحان میں ایسے قصوروار اسکولوں کے طلبار سے وظایف کے واسطے مقابلہ کرنے کی رعایت چھین لے اور وظیفہ خوار طلبار ان سکولوں میں داخل ہونے سے باز رکھے۔

(ب) یونیورسٹی کو چاہیئے کہ ایسے اسکولوں کو خارج کر دے اُن کی طلبار کو امتحان میں شامل ہونے کی اجازت نہ دے۔

قاعدہ اول پر لوکل گورنمنٹ اپنی مرضی کے مطابق کارروائی کر سکتی ہے اور یونیورسٹی سے مشورہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس سے کام نہ نکلے اور سخت تر سزا کی ضرورت ہو اور الحاق یونیورسٹی کی دھمکی دینے کی حاجت ہو تو تمام واقعات کی اطلاع یونیورسٹی کو دینی چاہیئے۔ اسے یہ حق حاصل ہے کہ ایسے معاملہ میں باضابطہ سزا دے اور اسکولوں کو خارج کر دے۔ اس معاملہ میں گورنمنٹ ہند کے طریق خط و کتابت پر عمل رکھنا چاہیئے۔ یعنے جس اسکول کو یونیورسٹی سے خارج کرنا منظور ہو تو اسکی بابت کلکتہ یونیورسٹی کے ایکٹ کی معرفت رجسٹرار سے خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

آزادی بطور اعتدالی

ملحقہ کالجوں کے طلبار کا معاملہ بالکل مختلف نوعیت کا ہے۔ کالجوں کے طلبا لڑکے نہیں ہوتے بلکہ انڈر گریجوایٹ سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں سے ایک خاص بی۔ اے کلاس کے طلبار کی ہوتی ہے۔ جو وسیع تر آزادی فعل کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ انکی نسبت صرف گورنمنٹ ہند کوئی عام قاعدہ مقرر کرنا نہیں چاہتی۔ اگر کالجوں کے طلبار پولٹیکل جلسوں میں شریک ہوں تو ایسے کالجوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے تاہم گورنمنٹ ہند خیال کرتی ہے کہ تربیت و تہذیب کی جو مقدار ایک طفل مکتب کے واسطے لازمی ہے وہ کالج کے طالبعلم کے لئے غیر ضروری ہے۔ لیکن گورنمنٹ خیال کرتی ہے کہ کالج تعلیم کے واسطے مخصوص ہیں وہاں کسی قسم کے پولٹیکل اصول اشاعت کرنا نامناسب ہے۔ اگر کسی ملحقہ کالج کے طلبا کسی پولٹیکل جلسہ میں جا کر ایسی حرکات کے مرتکب ہوں جن سے ان کے کالج پر حرف آئے یا وہ پولٹیکل ایجیٹیشن میں ایسے ڈھنگ سے مصروف ہو جائیں جس سے مقامی تعلیم کے کام میں رخنہ واقع ہو۔ یا وہ کھلم کھلا زیادتیوں پر اتر آئیں۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ انکی طرز عمل کی زیادہ کو برداشت نہیں کریگی۔ بلکہ وہ تعلیم کی فلاح کے لحاظ سے ایسے کالج کو یونیورسٹی سے کچھ عرصہ کے واسطے خارج کرانے کی کارروائی کرنے پر مجبور ہوگی۔ ایسی حالت میں یہ مناسب ہوگا کہ پہلے کالج کے پرنسپل کو اطلاع دیجاوے گی۔ اور یہ جناب ڈائرکٹر صیغہ تعلیم ہوگی۔ اگر اسکی پروا نہ کیگئی۔ تو لوکل گورنمنٹ تمام واقعات کی رپورٹ ایکٹ کی معرفت یونیورسٹی ایکٹ کی سنڈیکیٹ کے پاس بھیجدے گی۔

اُستادوں کا قصور

اب یہ سوال ہے کہ اگر اسکولوں کے اُستاد اور کالجوں کے پروفیسر پولٹیکل تحریکوں میں شریک ہوتے ہوں تو اُن کو کس حد تک روکا جاسکتا ہے۔ گورنمنٹ ہند خیال کرتی ہے کہ انگریزی ہائی اسکولوں کے اُستادوں پر وہی قیود نہیں لگائے جا سکتے جو اُن کے شاگردوں پر عاید ہو سکتے ہیں۔ گورنر جنرل باجلاس کا یہ ارادہ ہے کہ اسکولوں اور کالجوں کو پولٹیکل ایجیٹیشن کے مرکز بننے سے باز رکھا جائے۔ مگر وہ اُستادوں کی شخصی آزادی کو مسدود کرنا بھی نہیں چاہتے۔ اسکول ماسٹر کو اپنی رائے قائم کرنیکا اسیقدر حق ہے۔ جسقدر اور دل کو حاصل ہے۔ مگر وہ خاص ذمہ داریوں کے ماتحت ہے۔ اور یہ ہر ایک متمدن ملک میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ انہی ذمہ داریوں کے عاید ہو جانے سے اسکی شخصی اظہار رائے کی حد مقرر ہو جاتی ہے اگر کوئی اُستاد ایسے خیالات ظاہر کرے جس سے اس کے شاگردوں کی معمولی نشو و نما میں نقص پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ اور ان کے کام اثر پذیر دلوں پر ایسے اصول کا اثر ڈالے جس سے حکام کی عزت میں تخفیف ہو جائے اور ان کے استفادہ بحیثیت شہری میں کوئی رخنہ پیدا ہو۔ اور ان کی ایام طالب علمی کی بعد کی زندگی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسے اُستاد کی طرز عمل اس کے خاص فرقہ کی منافی سمجھنی چاہیئے۔ اس کا باقاعدہ نوٹس لینا چاہیئے۔ اس کارروائی کی اور بھی سخت ضرورت ہوگی۔ اگر وہ لڑکوں کو ذاتی طور پر پولٹیکل جلسہ میں لیجائے۔ یا دانستہ ان کو اپنے پولٹیکل خیالات کی تعلیم دینے میں حوصلہ افزائی کرے۔

یونیورسٹی کا فرض

یہ اصول کالجوں اور پروفیسروں پر بھی حاوی ہیں۔ مگر اسیقدر سختی اور وسعت کے ساتھ

قادیان میں ایمپائر ڈے

۲۴ مئی ۱۹۰۷ء کو قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے صحن میں بصدارت حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب ایمپائر ڈے منایا گیا۔ سامنے مدرسہ کا سکول موٹو لگا ہوا تھا۔ **لایل اینڈ ٹرو**

طلباء مدرسہ کے علاوہ احمدی جماعت کے قریباً سب افراد جو قادیان میں رہتے ہیں موجود تھے۔ اور بعض اور لوگ بھی تھے۔

سب سے اول مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو طالب علموں نے یکے بعد دیگرے قرآن مجید پڑھا۔ پھر ماسٹر ماموں خان صاحب ڈرل ماسٹر نے اور دو طالب علموں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور و معروف نظم ممانعت جہاد کا **قصیدہ** خوش الحانی سے پڑھی۔ اسکے بعد شیخ عبدالحق صاحب بی اے سیکنڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کی پُرزور اسپیچ تھی جس میں شیخ صاحب نے نہایت قابلیت اور فصاحت اور سلاست کے ساتھ **گورنمنٹ** کی ضرورت اور اس کی وفاداری اور اطاعت کا سبق طلباء اور دوسرے لوگوں کو دیا۔ انھوں نے گورنمنٹ برطانیہ کے برکات اور احسانات کا نہایت اختصار کیساتھ مگر جامع طور پر ذکر کیا۔

ان کے بعد جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ کی تقریر تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے نام سے الحکم کے ناظرین غالباً واقف ہونگے تاہم اتنا کہنا بے محل نہیں کہ ڈاکٹر صاحب لاہور کے ایک مشہور و معروف خاندان خلیفہ صاحبان کے ایک درخشندہ رکن ہیں آپکے خاندان کو خصوصیت کے ساتھ گورنمنٹ کے ساتھ مخلصانہ تعلقات رہے ہیں اور آپ کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کے ماتحت مختلف صیغوں میں ممتاز اور سرفراز ہیں اور ہندوستان کے باہر بندر عباس تک آپ ملازمت کے سلسلہ میں گورنمنٹ کی وفاداری کا ثبوت دے چکے ہیں۔ اب آپ چھ ماہ کی رخصت بیماری کی وجہ سے لیکر آئے ہیں اور بندیل آپ وہاں کے لئے انڈیا سے باہر جانے والے ہیں۔

آگرہ سے رخصت ہونے [illegible] ایڈریس دیا گیا ہے وہ اور ڈاکٹر صاحب کا جواب بھی مناسب ریمارکس کے ساتھ اگلی اشاعت میں درج کریں گے انشاء اللہ جس سے معلوم ہوگا کہ آپ اپنے شاگردوں اور ماتحتوں کے ساتھ کن اخلاق اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔ بہرحال آپ نے [illegible] کی ایک آیت انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء کو پڑھ کر اپنی تقریر شروع کی جو اپنی پوری قابلیت کے ساتھ قرآن مجید سے ثابت کیا کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم گورنمنٹ وقت کی اطاعت کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کے اثنا میں ایک نہایت لطیف نکتہ بیان کیا اور وہ یہ تھا کہ جب آزادی شخصی حریت کے حد سے نکل جاتی ہے اور انسان اس طرح پر اخلاق فاضلہ کو ترک کر کے تعظیم لامر اللّٰہ اور شفقت علیٰ خلق اللّٰہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی مامور اور مرسل کو بھیجکر اصلاح قوم کرتا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ اور فساد کا کامل درجہ تھا اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں سچی حریت پیدا کی اور قبول حق کے لئے جرات دلائی وہاں آپ نے ہدایت بھی پیش کی۔ یہاں تک کہ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم** نعمتی و **رضیت لکم الاسلام دیناً** کی صدا آگئی۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین صدیوں تک حالت اسی قسم کی رہی مگر اس کے بعد جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا حالت بگڑنی شروع ہوئی یہاں تک کہ دس ہزار سال کے اندر حالت بہت ہی بگڑ گئی۔ اور روحانی اور جسمانی فساد شروع ہو گیا۔ باخدا انسان درندے اور وحشی ہو گئے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے پھر اصلاح عالم کی طرف توجہ فرمائی۔ اور وہ کام جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا فرمایا تھا اب خدا تعالیٰ نے اس کو دو وجودوں میں تقسیم کر دیا۔

قیام امن اور حریت اور ذرائع اشاعت ہدایت کا کام گورنمنٹ انگلشیہ کے وجود سے لیا اور ہدایت

کے پیش کرنے کا کام حضرت مسیح موعودؑ سے لیا۔ جس طرح یہ اسباب اشاعت حق کے لئے آج کل ہیں۔ امن اور وسایل حاصل ہیں اس کی نظیر دوسری گورنمنٹ اور مملکت میں نہیں ملتی۔

پس جیسے حضرت **مسیح موعود** کی پیش کردہ ہدایت کو ماننا فرض ہے ایسے ہی اگر ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت میں سرگرمی نہ دکھائیں تو خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فضل کا

کفران کرنے والے ٹھیریں گے

اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم **وفاداری** کا کامل نمونہ دکھائیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کا یہ خلاصہ اور مفہوم ہے جسکو میں نے اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے۔

ان کے بعد حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب کی نظم برکات عہد ہدایت مہد پڑھی۔ جس میں جہاں حضرت مسیح موعود کے وجود پر خدا کا شکر کیا گیا تھا وہاں **برکات سلطنت** کو پورے طور پر ذہن نشین کیا گیا تھا۔ پھر مولوی عبید اللہ صاحب بسمل (جو فارسی زبان کے زبردست ماہر ہیں) نے فارسی زبان میں ایک مثنوی اور نظم پڑھی۔

اس کے بعد جناب مفتی محمد **صادق** صاحب ایڈیٹر بدر نے مناسب موقع ایک لکھی ہوئی تقریر سنائی۔ جس میں بڑی قابلیت کیساتھ **مشنری** خطرہ سے آگاہ کیا گیا تھا یہ تقریر الگ شائع ہوگی۔ مفتی صاحب کے بعد ایڈیٹر الحکم نے مناسب موقع ایک تقریر کی۔ جس میں طلباء کو بتایا گیا کہ سکول **لائف** کی کیا غرض اور غایت ہونی چاہئے انھیں پولیٹکل جھگڑوں اور جلسوں میں شریک ہونا سخت مضر اور نقصان رسان ہے۔ پھر ابو سعید عرب صاحب نے اپنی طلاقت لسانی کے جوہر دکھائے۔ پھر ہیڈ ماسٹر صاحب نے بچوں کو مفید اور مناسب موقع نصائح کیں اور اخیر اپنا اعتبار اور وثوق ظاہر کیا کہ وہ اپنے سکول کو وفاداری اور اطاعت گورنمنٹ کے پہلو سے ہمیشہ نیک نام رکھینگے۔ اور سب سے آخر حضرت حکیم الامۃ نے بہ حیثیت میر مجلس اپنی آخری تقریر میں سورۃ فاتحہ کی لطیف تفسیر کے ضمن میں شاہ وقت کی اطاعت اور وفاداری کا درس دیا۔ اور ان تقریروں پر جو ہو چکی تھیں ریویو فرمایا۔ (یہ تقریر آیندہ شائع ہوگی)

بعد دعا جلسہ برخاست ہوا اور لڑکوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اعلان

(۱) خریداران کو بارہا توجہ دلائی گئی ہے کہ جن کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے۔ وہ اپنا حساب بیباق کر کے ممنون فرماویں۔

(۲) اس سے پیشتر بھی لکھا گیا ہے کہ خریدار خط و کتابت میں نمبر خریداری درج کیا کریں۔ لیکن تا حال کوئی پورے طور پر توجہ نہیں کی جاتی آیندہ احتیاط سے کام لیں۔ نمبر خریداری درج کیا کریں۔

مینیجر

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور موجودہ شورش

موجودہ بے چینی اور شورش میں سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو کوشش اسکے فرو کرنے میں کی ہے وہ کسی صلہ یا اجر کی امید پر نہیں اور نہ یہ خواہش ہے بلکہ اسکو اپنا مذہبی فرض سمجھ کر کی ہے میں چاہتا ہوں کہ مختلف مقامات پر جو کارروائی ہماری جماعت کی طرف سے اس موقع پر ہوئی ہے اسکو تاریخی جزو بنانے کیلئے ایک جگہ جمع کر دوں دہلی کی انجمن احمدیہ کے سکرٹری نے مندرجہ ذیل اعلان دہلی کے مسلمانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے شائع کیا ہے ۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گورنمنٹ انگریزی اور دہلی کے مسلمان

لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ - إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ

زمین پر بغاوت مت پھیلاؤ - اللہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا

آجکل بعض اضلاع پنجاب میں ایک شورش برخلاف گورنمنٹ عالیہ کے چند جاہل ہندوؤں اور ایک آدھ نام کے مسلمانوں کی طرف سے ہو رہی ہے اسی طرح اثر شورش اور فساد دہلی کے بازاروں میں بھی پایا جاتا ہے مگر دہلی کے اکثر معزز اور سمجھدار مسلمان اور دور اندیش ہندو صاحبان ان فتنوں سے بالکل الگ ہیں البتہ بعض ناواقف مسلمان دوکانداروں میں سے جو کہ سید حیدر رضا دہلی کے برخلاف کچھ شکایات ہیں ایسے شورش انگیز جلسوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھ بیٹھے ان کی خیرخواہی بدخواہی گورنمنٹ وحکام وقت نہیں بلکہ سادہ لوحی سے وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ایسے ایسے ناعاقبت اندیش جاہل لکچرار (جیسے ایک ناتجربہ کار خود غرض اسلام کے محض بے خبر سید حیدر رضا ہیں) ہماری شکایات کو حکام کے نوٹس میں لا کر ہم کو مصیبت کے تشدد سے بچات دلا دینگے۔ اسکے سوا ان کا اور کوئی خیال نہیں ہے اسی لئے میں ان بھولے بھالے مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس غلط خیال کو دل سے نکال ڈالیں۔ اور ہرگز ایسے خود غرض مدعیان اصلاح کے ساتھ نہ ہوں جو اپنی اغراض نفسانی کے تابع ہو کر اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور ساتھ ہی تمکو بھی ہلاکت میں ڈالینگے۔ ایک منٹ کے لئے بھی ان کو اپنا خیرخواہ نہ سمجھو۔ ایسے منہ زور لیکچراروں سے سوائے نقصان دارین کے کسی بہبودی کی امید مت رکھو۔ یہ لیکچرار جو آتش فشاں تقریریں اور باغیانہ تحریریں شائع کرتے ہیں اس سے یہی نہیں کہ وہ ملک اور قوم کے دشمن ہیں بلکہ اس حماقت سے وہ اپنی جان و مال اور آبرو سے بھی بیزار ہو گئے ہیں۔ اس وقت تو ان کو چند جاہل نالائقوں کی واہ واہ و تحسین نے اندھا بہرہ کر رکھا ہے اس لئے نہ کسی کی نصیحت کارگر ہوتی ہے نہ خود ان کی عقل بجا رہی ہے جس سے کہ وہ اپنا انجام سوچ سکیں۔ صرف بیجا طور سے منہ پھاڑ پھاڑ کر گورنمنٹ عالیہ کی بدگوئی اور حکام وقت کی ازالہ حیثیت کرنے اور ہائے ہندوستان اور وائے ہندوستان کہنے سے وہ گورنمنٹ کی سچی جان نثار وفادار رعایا پر کوئی بداثر نہیں ڈال سکتے۔ سوائے اسکے کہ خود نامراد و ناکام رہکر اسکا بد انجام دیکھ لینگے۔ جیسا کہ ان کے پیشوا لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ نے دیکھا۔ اور جیسا کہ کھنر اج۔ امولک رام۔ وکیلوں اور جانکی ناتھ وخزان سنگھ اور گوردھن داس بیرسٹروں کا راولپنڈی میں ہوا عبرت حاصل کرنے کے لئے اسی قدر نمونہ کافی ہے۔ اس سے سبق لیکر ابھی وقت ہے کہ مسٹر حیدر رضا اور اس کے ہمخیال سود لینشی کے حامی اپنی طاقت ولسانیت کو گورنمنٹ عالیہ کے خلاف استعمال کرنے سے مسترد رہنے کی کوشش کریں۔ اور جس امید پر حیدر رضا نے اس ناقابل برداشت بوجھ کو اپنی ننھی سی جان پر اٹھاتا چاہا ہے یعنی آریوں کے وظیفہ پر جو تعلیم حاصل کرنے کو ولایت جانیوالے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ امید اور یہ سکالرشپ انھیں بجائے ولایت کے سفر کے مزید مشکلات میں پھنسنے کا باعث ہو کر کہیں اور کی سیر کرائے۔ اور جس آفتاب کو آنجناب نے اہل ہند کی روشنی کے لئے نکالا ہے چونکہ اس کی شعاعیں بہت تیز اور گرمی دار ہونے کے علاوہ جن جن پر اُن کا پرتو پڑے گا اُن کو جلا کر سیاہ کر دینگے اس لئے اس آفتاب سے اہل تو اہل دہلی کو معاف ہی رکھیں تو بہتر ہے اور اگر نہیں تو اس کا سٹیم درست کریں ورنہ صبح وشام میں ہی اس کا کسوف ہونے والا ہے جس سے ہندوستان یا دہلی میں تو نہیں مگر آپ کے دولت خانہ میں ضرور اندھیرا ہو جائیگا - فافہم وتدبر ولا تکن من الجاہلین۔

ایسے حضرات اہل اسلام خیرخواہ ہو سکتے ہیں جو ایسی تحریک کے موجب بربادی ہیں نہ کہ آبادی - اور ایسے مدعیان اصلاح مفسد اور بھیڑیئے ہیں نہ مصلح اور خیرخواہ - ہمارے رسول اکرم صلعم نے بذریعہ الہام ووحی الہی جو کچھ ہم کو بتلا دیا ہے اس کے مطابق ان کو پرکھو تو معلوم ہو جائیگا یہ کون ہیں - خدا تعالیٰ فرماتا ہے قرآن مجید میں وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ - یعنی جب ان (حیدر رضا جیسوں) سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد مت پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو مصلح ہیں - خبردار اے اہل دہلی (یہی حیدر رضا جیسے) لوگ مفسد ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ اس آیت میں ایسے سرکشوں کو جو بنام نہاد اصلاح کے ملک میں فساد کراتے ہیں اصل مفسد کہا گیا ہے پس از روئے حکم قرآن سچے مسلمان کا کام نہیں کہ اُن کو مصلح اور خیرخواہ بناکر اپنی دین و دنیا برباد کرلے - دوسری جگہ قرآن مجید نے حکام وقت کی اطاعت فرض کر دی ہے جیسا کہ فرمایا - أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ " یعنے اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور حکومت والوں کی فرمانبرداری - تیسری جگہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو بغاوت سے منع کیا چنانچہ فرمایا ہے " وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ " یعنی منع کرتا ہے اللہ بیحیائی اور نامعقول کام اور بغاوت سے - چوتھی جگہ خداوند تعالیٰ نے بغاوت کو حرام کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا " قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ " یعنے کہدو کہ میرے رب نے تمام بیحیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور ہر ایک قسم کی بدی اور ناحق کی بغاوت حرام کر دی ہے - پس ایسی صاف اور پاک تعلیم کے ہوتے ہوئے جو شخص اسکے خلاف کرتا ہے اور پھر اپنے آپ کو مسلمان باتابع قرآن بتلاتا ہے وہ کاذب ہے اور دشمن خدا و رسول اسکو اسلام سے کچھ تعلق نہیں ۱ مئی سنہ ۱۹۰۷ء کو جو حرکت نامعقول حیدر رضا نے کی وہ سب نے دیکھی ہے اور اُس نالایق حرکت سے ہر ایک عقلمند کو سخت رنج ہوا اس لئے کہ جناب والا شان مسٹر ہمفرے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر دہلی جیسا نیک مزاج رحمدل بردبار رعایا پرور حاکم ہماری ہمدردی کے واسطے ٹاؤن ہال میں شریک جلسہ ہوا اور اراکین ضلع اور رؤسا شہر کے گروہ کے ہمرکاب اور صاحب ممدوح ہر طرح سے اپنے ضلع کی رعایا کے ساتھ احسان وسلوک کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

اُن کی موجودگی میں عین موقعہ جلسہ پر ایک گمنام و نشان شوریدہ سر و دریدہ دہن لیکچرار بالمقابل کھڑا ہو کر ذرا کائیں کائیں کرنے لگے اور تم سب اُس کی طرف ایسے بھاگ جاؤ جیسے کسی اپنے پیشوا یا بزرگ مذہبی کی طرف بھاگتے ہیں۔ اور با اختیار حکام کی کچھ پرواہ اور وقعت نہ کرو۔ افسوس ہے تمہاری اس سمجھ پر۔ اور شرم آتی ہے اُن نادان مسلمانوں کے اس فعل پر جو حیوانوں کی طرح بھاگ کر ایک مفسد شخص کے جھنڈے کے نیچے جا پڑے۔ تمہاری خوش قسمتی ہے اگر آج جناب سید [illegible] خان صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس جیسا تجربہ کار افسر اور حاکم ضلع جیسا نیک دل ڈپٹی کمشنر نہ ہوتا جو بوجہ اپنی بیدار مغزی اور تحمل و بردباری کے درگذر کر گیا اور یہ درگذر کرنا اس لئے نہیں تھا کہ صاحب ممدوح کچھ مرعوب ہو گئے ہوں بلکہ محض از راہ ترحم خسروانہ اہل شہر پر رحم کر کے اس شوریدہ پشتی کو نظر انداز کر گئے ورنہ تمکو اس حرکت ناز یبا کا مزا اسی [illegible] اس [illegible] کی بدولت چکھنا پڑتا۔ اگر تم میں کچھ بھی [illegible] اسلام باقی ہوتا تو سمجھ لو کہ تمہاری ایسی حرکات تعلیم اسلام سے کس قدر خلاف ہیں۔ اب [illegible] کار اس کے سوا کچھ نہیں کہ بذریعہ اشتہارات اور عرضداشتوں کے تم اپنی ان خطاؤں کی معافی حکام [illegible] چاہو۔ اور نہایت زور کے ساتھ سچے دل سے اپنی وفاداری اور خیر خواہی سرکار عالیہ کا عملی ثبوت دو۔ اے اہل دہلی ذرا سوچو تو۔ جبکہ یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں کی ہمدردی کر رہی ہے یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لئے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں اور جو ہماری جان و مال و آبرو کی حفاظت کے لئے ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتی ہے اور ہر طرح امن کے ساتھ جس کے زیر سایہ ہم اس ملک میں بود و باش کر کے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور جس نے ہم کو سکھوں کے ظلم و ستم سے مخلصی دے کر ہر ایک قسم کی آزادی عطا فرمائی ہے اور جو ہمارے مذہبی معابد کی عزت کرتی اور ہمارے فرائض مذہبی میں کوئی دست اندازی نہیں کرتی اور جس کے بے انتہا احسانات کا بوجھ ہماری گردنوں پر ہے۔ اس کے ان احسانات کا بدلہ سوائے وفاداری اور احسان کے کچھ اور بھی ہونا چاہئے؟ کیا یہی اس کے احسان عام کا بدلہ ہے کہ ہم اس کے دشمنوں کے جو بد امنی پھیلانے والے اور جہالت سے بھرا ہوا خیال لیکر بغاوت آمیز باتیں کرتے ہیں دوست بن جائیں اور ان کے ساتھ ہو لیں؟ ہرگز نہیں [illegible] مسلمان اور تابع قرآن ہے وہ اپنی ایمانی قوت سے جان لیگا کہ گورنمنٹ محسنہ کی نسبت بد نیتی کا خیال [illegible] ایک شریرانہ حرکت اور حکم قرآن کی مخالفت ہے۔ اور ایسا شخص مسلمان نہیں بلکہ ظالم مفسد ہے [illegible] اس خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ایسی محسن اور مربی

گورنمنٹ کی سچی اطاعت اور دلی شکر گذاری

کرنی چاہئے۔ تاکہ ہم سے ہمارا خدا ہمارا رسول اور ہمارے حکام اور ہماری گورنمنٹ بھی خوش ہو۔ آج وقت ہے مسلمانوں کے لئے کہ اپنی سچی وفاداری کا عملی ثبوت دیں۔ نہ کہ زبانی منافقوں کی طرح وفادار بنیں۔ لعنتی ہے وہ دل جس کے دل میں گورنمنٹ کی طرف سے ذرا بھی کدورت ہے۔ لیکن بظاہر وہ گورنمنٹ کی خیر خواہی کا دم بھرتا ہے۔ ایسے دل خدا کو پیارے نہیں اور مبارک ہیں وہ دل جو نہایت صداقت کے ساتھ دل و جان سے صرف خدا کو خوش کرنے کے لئے نہ کسی اور مذاقی یا نفسانی اغراض سے مخلصانہ۔ نہ کہ منافقانہ و خوشامدانہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہمکو یہ سچی تعلیم جو عین مطابق قرآن مجید کے ہے اُس روز سے حاصل ہوئی جب سے ہم نے **حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہے جنہوں نے اس تعلیم خیر خواہی گورنمنٹ اور اجتناب از بغاوت کو اپنے شرائط بیعت میں داخل کر کے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم تا حیات خود گورنمنٹ عالیہ کے سچے وفادار اور جان نثار رہیں سو الحمد للہ کہ ہمارے رگ و ریشہ میں گورنمنٹ کی خیر خواہی بھری ہوئی ہے۔ دوسرے لوگ اسکو خواہ کچھ ہی سمجھیں۔ پس اہل اسلام دہلی کو چاہئے کہ اپنی خیر خواہی اور وفاداری کا زبانی نہیں عملی ثبوت گورنمنٹ و حکام وقت کو دکھلائیں اور بذریعہ اشتہارات اور جلسوں کے ایسے شر انگیز مفسدانہ جلسوں اور بد زبان لیکچراروں سے اپنی بیزاری اور علیحدگی ظاہر کر کے خدا اور رسول کو خوش کریں اور حکام وقت کی ناراضگی و بدگمانی دور کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔ والسلام۔ فقط

المشتہر

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن

احمدیہ دہلی۔ ترابیرم خان۔ پرانی منڈی پھول کی۔

بخدمت جمیع احباب جنکے بچے بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام میں رہتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام اس بات کے شاکی ہیں کہ بورڈروں کے والدین یا اُن کے ولی باوجود بار بار کہنے یاد دہانی کے پیشگی خرچ بورڈران کا نہیں بھیجتے جس سے انتظام میں سخت نقص واقع ہوتا ہے۔ اس شکایت پر صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں انجمن کی طرف سے عرض کروں کہ درحقیقت یہ امر بہت ہی تکالیف کا موجب ہو رہا ہے اس وقت خدا کے فضل سے بورڈنگ ہوس میں سوا سو کے قریب بورڈرز ہیں اور ہزار روپیہ کے قریب ان کا خرچ ہے۔ اب آپ غور فرما سکتے ہیں کہ اس قدر کثیر خرچ کا انتظام بجز پیشگی وصولی کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک پانچ دس آدمیوں کے کنبہ کا انتظام بدون موجودگی روپیہ نہیں ہو سکتا۔ تو سوا سو آدمی کی جماعت کثیر کا کیونکر انتظام ہو سکتا ہے۔ ایسی ایسی مشکلات کے لئے ہی بعض مدرسوں میں دو ماہ کا خرچ پیشگی جمع کرا لیا جاتا ہے مگر ہم ضرورت سے زیادہ آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں انجمن کی طرف سے یہ التماس کرتا ہوں کہ نہ صرف بقایا گذشتہ ارسال فرما کر مشکور فرماویں بلکہ اگلے مہینہ کا خرچ پیشگی بھی پہلے ارسال فرماویں اور آئندہ ہر ماہ کا خرچ پیشگی ۷ تاریخ تک سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ آپ صاحبان کی تھوڑی تھوڑی تکلیف کے اٹھانے سے انجمن بہت تکلیف سے بچ جاوے گی۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس ہونی چاہئے .... نہ براقم کے نام۔

محمد علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہ

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری ہندوستان کے مشہور اہل قلم مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے حال میں لکھکر شائع کی ہے اور اس طرح پر انھوں نے اسلام کے مذہبی لٹریچر میں نہایت مفید اضافہ کیا ہے۔

شرر صاحب نے مشاہیر اسلام کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور اس سلسلہ میں سب سے اول انھوں نے مندرجہ عنوان بزرگ کے حالات زندگی کو جمع کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو کئی مرتبہ پڑھا ہے اور میں اسے بہت مفید اور موثر پاتا ہوں۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تذکرۃ اولیا کے اکثر حوالے اپنی تقریروں اور نصائح میں دیا کرتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم لوگ ویسے ہی خصائل اور عادات اختیار کریں۔ اور یہ مسلّمہ امر ہے کہ جس قسم کی کتابیں کوئی شخص پڑھیگا اندر ہی اندر ان کا اثر انسانی اخلاق اور قوی پر ہوتا ہے۔ پس سوانح عمریاں تو بجائے خود ایک مفید شئے ہیں ان میں سے بھی مشاہیر اسلام اور مشائخ عظام کے حالات زندگی فی الحقیقت قابل قدر شئے ہیں جو ہر نوجوان کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔ میں اس سلسلہ کو بہت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور شرر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اردو زبان میں ایسا ذخیرہ جمع کرنے کی سعی کی ہے جو مسلمانوں کے لئے بہت ہی مفید اور موثر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے کہ وہ اس سلسلہ کو مکمل کر سکیں۔ حضرت جنید کی سوانح عمری کی قیمت ایک روپیہ ہے دلگداز پریس لکھنؤ سے درخواست کرنے پر ملے گی۔

مندرجہ ذیل کتابیں بھی ریمارک کے لئے آئی ہوئی ہیں۔

(۱) **میراث المسلمین** قیمت ا/ اور **فضائل قل ہو اللہ** قیمت ۲/ یہ رسالے اپنے مضمون کو اپنے نام سے ظاہر کرتے ہیں نشر المطابع لکھنؤ وکٹوریہ گنج سے ملینگے۔

(۲) **روحانی گلدستہ** حصہ اول قیمت ا/ — **منبع الاخلاق** قیمت ۲/۰ **پر کال تنت** یعنے مرنے کے بعد کا حال قیمت ا/ یہ سماج لاہور نے شائع کئے ہیں۔ اور وہیں سے ملینگے۔

۳۔ **کل جگی نیوگ** — مسئلہ نیوگ کی حقیقت پر مولوی الٰہی بخش صاحب لودہانوی نے لکھا ہے اور عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے آریوں کو خوب غور سے پڑھنا چاہئے قاسمی پریس لودہانہ سے قیمت /۲ ملیگا۔

۴۔ **قاعدہ عربی المعروف قاعدہ قاسمی** قاضی غلام محی الدین انکر تاجر کتب دروازہ بٹالہ نے چھپوا کر شائع کیا ہے قیمت ا/

نغمہ سرائی عندلیب گلشن نبوت سید بشیر الدین محمود احمد

یوں الگ بیٹھ کے ویراں میں جو چھوڑا ہمکو — نہیں معلوم کہ کیا قوم نے سمجھا ہم کو

کل تلک تو یہ نہ چھوڑیگا کہیں ہم کو — آج ہی سے یہ جو لگا ہے غم فردا ہم کو

ہے خدا کی کرم پہ ہی بھروسہ ہم کو — نہ عبادت کا نہ ہے زہد کا دعویٰ ہم کو

دین الفت میں مزا آتا ہے ایسا ہم کو — کہ شفایابی کی خواہش نہیں اصلا ہم کو

تجھ پہ رحمت ہو خدا کی کہ مسیحا تو نے — رشتۂ وحدت والفت میں ہے باندھا ہم کو

اپنا چہرہ کہیں نہ کھلائے وہ رُبا قربت — مدتوں سے ہے یہی دل میں تمنا ہم کو

گالیاں دشمن دیں ہمکو جو دیتے ہیں تو دیں — کام لیں صبر سے ہی ہے یہی زیبا ہم کو

کچھ نہیں فکر لگائی ہے خدا سے جب لو — گو سمجھتا ہے برا اپنا پرایا ہم کو

ایک ذرہ کی ہی حاجت ہو تو مانگو تجھ سے — ہے ہمیشہ سے یہ اُس یار کا ایما ہم کو

زخم دل زخم جگر بنتے ہیں کھل کھل کر کیوں — حالت قوم پہ آتا ہے جو رونا ہم کو

کہیں یوسف کی طرح حشر میں بیتاب نہ ہوں — لگ رہا ہے اسی دنیا میں یہ دھڑکا ہم کو

ایک دم کے لئے بھی یاد سے اتر سکیوں تو — کہاں معشوق ملے گا کوئی تجھ سا ہم کو

تجھ سے ہم کیوں نہ ہوں اے یار کہ ہے تو — دولت و آبرو و جان سے پیارا ہم کو

آدمی کیا ہے تواضع کی نہ عادت ہو جسے — سخت لگتا ہے بُرا کبر کا پتلا ہم کو

دشمن دیں درندوں سے ہیں بڑھکر خونخوار — چھوڑیو مت میرے مولا کبھی تنہا ہم کو

دیکھ کر حالت دیں خون ہوئی ہیں دل بھی — مرہی جاتیں جو نہ تیرا ہو سہارا ہم کو

دل میں آ کے تیری یاد نے اے پیارے خدا — بارہا پہروں تلک خون رلایا ہم کو

جبکہ توحید پہ ہے زور دیا ہمنے آج — اپنے بیگانے نے ہے چھوڑا اکیلا ہم کو

شرک کو کرلا رہی بنانے چلی آتی ہیں لوگ — یہ نئی بات ہے لگتا ہے وہ میٹھا ہم کو

جو بزم الفت میں یہ لکھی ہے غزل اے محمود — کچھ ستائش کی تمنا نہیں اصلا ہم کو

ڈائری

۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۷ء — ظہر۔ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ بادل چڑھا ہے میں ڈرا ہوں مگر کسی نے کہا کہ تمہارے لئے مبارک ہے۔ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ عذاب کو بادل کے رنگ میں دکھایا جاتا ہے یہ لوگ نشان پر نشان دیکھتے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں کرتے یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے فعل کو عبث نہیں جانے دیگا جو اس کے فعل کو عملی رنگ میں عبث قرار دیتے ہیں وہ ضرور پکڑے جاویں گے۔

موسیٰ کے زمانہ کی طرح ایک نشان سے بڑھکر دوسرا نشان دکھایا جاتا ہے مگر ان کی فرعونیت فرعون سے بھی بڑھ گئی۔ اپنی تدبیروں پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر دیکھو کیسی الٹی منہ پر پڑتی ہے۔ سر لئے ظاہر کی کہ طاعون اب رو بہ کمی ہے اس کا زور ٹوٹ گیا ہے مگر دیکھو کہ اس سال تمام پچھلے سالوں سے بڑھکر مری پڑی اور آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بھی بڑھکر پڑے گی۔

بعض نصرانیوں کی درخواستوں کا تذکرہ تھا جو ضلالت کی ظلمات سے نکلکر ہدایت کے نور میں آنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کسی کی غرض دین ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سب سامان مہیا کر دیتا ہے بیکار لوگ جو کسی کام کے نہ ہوں صرف کھانے پینے اور روپیہ جمع کرنے کے فکر میں ہوں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ بعد میں تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔

نادان دہریہ

لاہور کا دہریہ اپنے اخبار جیون تت میں مختلف حوادث سماوی اور طاعون سے بعض جگہ آدمیوں کے تلف ہونے پر خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت پر اعتراض کرتا ہے اور نادان کو اتنا خیال نہیں آتا کہ گورنمنٹ کسی بدمعاش کو جیل خانہ بھیجتی ہے یا کسی مجرم کو پھانسی کا حکم دیتی ہے تو کیا کبھی کسی دانا نے گورنمنٹ کو ظالم یا بے رحم قرار دیا ہے۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دینا خود رحم ہے کیا نادان دہریہ کے نزدیک جیل کے وارڈر اور سیشن کورٹ کے جج سب ظالم اور سفاک ہیں اور یہ محکمات سب بند کر دینے چاہئیں۔

جلسوں کی ممانعت کا سرکلر

حسب ذیل سرکلر گورنمنٹ آف انڈیا کی ہدایت سے شملہ سے ۱۱ مئی کو شایع ہوا

چونکہ اب ضرورت لاحق ہو گئی ہے جس سے پنجاب مشرقی بنگال اور آسام میں عام جلسوں کے انعقاد کی روک تھام لازمی ہو گئی ہے۔ انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء دفعہ نمبر ۲۳ کی رو سے گورنر جنرل نے حسب ذیل ہدایات نافذ کی ہیں:۔

قاعدہ نمبر ۱ ۱۹۰۷ء

اوّل (۱) اس ضابطہ کو جلسوں کے قواعد کے نام سے پکارا جا سکتا ہے۔

(۲) یہ ضابطہ مشرقی بنگال۔ آسام اور پنجاب پر حاوی ہوگا لیکن اس کا اثر اسی رقبہ تک پہنچے گا جس کا اعلان صوبہ کا لفٹننٹ گورنر لوکل گزٹ میں کریگا۔

(۳) قاعدہ نمبر ۲ کی رو سے جو اعلانات نافذ ہوں گے ان میں لفٹننٹ گورنر کے حکم سے وقتاً فوقتاً ترمیم ہوا کرے گی یا انہیں کمی بیشی ہو جایا کرے گی یا تنسیخ ہوگی۔

(۴) اگر کوئی عام جلسہ جو ... یا پولیٹیکل معاملات پر بحث کرنے کو اعلان کر کے رقبہ میں منعقد ہوگا۔ جبتک کہ سات روز پیشتر ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس یا مجسٹریٹ کی اجازت حاصل نہ کر لی جاوے مادر ... جلسہ ... مقام اور وقت نہ بتا دیا ہو۔

دوم ... کوئی افسر جو پولیس تھانہ کا انچارج افسر سے ادنیٰ نہ ہوگا تحریری حکم سے ایک دو پولیس کے آدمی یا اور اشخاص جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ لکھنے کو بھیجے گا۔

سوم ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کسی اعلان کردہ علاقہ میں تحریری حکم جس کا جلسا اعلان کیا جاسکتا ہے ایسے پبلک جلسہ کی ممانعت کریگا جو اس کی رائے میں ... فساد یا بدخیالات یا منافرت یا امن عامہ میں خلل اندازی ہونے کا احتمال ہو۔

چہارم ۔ (۱) جو شخص بمناسب اطلاع اس قسم کا جلسہ جس کی بابت دفعہ نمبر ۲ میں ہدایت کی گئی ہے منعقد کریگا اسے ہر دو قسم کی سزا ہوسکتی ہے قید کی میعاد چھ ماہ ہوسکتی ہے یا جرمانہ۔ یا قید اور جرمانہ دونوں قسم کی سزا۔

(۲) ہر ایک جلسہ جسکی دفعہ نمبر ۳ کے مطابق ممانعت کی گئی ہے ناجائز قرار دیا جائیگا۔ جسپر تعزیرات ہند کی فصل ۱۸ اور ضابطہ فوجداری کی فصل ۹ عائد ہوسکتی ہے۔

منٹو
وائسرائے و گورنر جنرل
(ایچ۔ ایچ۔ رزلی سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا)

ضرورت

مجھے ایک عربی فارسی کاتب خوشنویس کی ضرورت ہے۔ ... روپیہ ماہوار ... ذیل پتہ ... نام ... مقام ... شایع ... تحصیل ... ضلع گوجرانوالہ۔

کیا احمدی جماعت توجہ کریگی

ہم نے بڑی کوشش اور محنت سے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا جس میں ارادہ تھا کہ علاوہ دیگر مضامین کے حضرت صاحب کے وہ کلمات طیبات جواب ... فرماتے ہیں جنمیں سینکڑوں موتی پوشیدہ ہیں جنکی قدر ایک باخدا جوہری کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ درج کئے جاتے ہیں اور ناظرین کے فائدہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے خطوط جو وقتاً فوقتاً آپ نے مختلف خدام کو لکھے ہیں انہیں شایع کئے جاتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اپنے گاؤں اور شہروں میں کوئی قابل مشورہ دینے والا نہیں رکھتے وہ ان خطوط کی معرفت اپنے نبی اور رسول سے مشورہ لیں کیونکہ یہ خطوط بعض تو چند اعتراضات اور استفسارات کے جواب میں ہیں۔ اور بعض میں چند احباب کے تکالیف کے وقتوں کی بابت مشورہ دیا گیا ہے پس ہر ایک شخص انسے فائدہ اٹھا سکتا ہے پھر ہم نے اس رسالہ میں فقرات جو حضرت صاحب نے عربی سیکھنے کے لئے بنائے تھے۔ درج کئے ہیں۔ اور یہ سب ایسی صورت میں تھے کہ آخر میں ایک کتاب بن سکے اور اس رسالہ کے دیگر مضمون بھی خدا کے فضل سے ایسے عمدہ ہیں کہ علاوہ دوستوں کے دشمنوں نے بھی انکی معقولیت کی داد دی ہے چنانچہ نیر اعظم مرادآباد اسکی تعریف میں لکھتا ہے کہ بلا مبالغہ اسلامی رسالوں میں سے ریویو آف ریلیجنز کے بعد اسی کو شمار کرنا چاہئیے۔ اس کے اجرا سے اسلام کو بہت مدد ملے گی۔ اور بمبئی سے ایک صاحب مصطفےٰ آفندی جو احمدی فرقہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے لکھتے ہیں کہ آپ کا پرچہ پہنچا اور ابھی میں پڑھنے نہ پایا تھا کہ ایک صاحب دکن سے تشریف لائے تھے انہوں نے اسکو دیکھا اور اسقدر پسند کیا کہ فوراً لیکر چلے گئے۔ اور خود حضرت صاحب نے جنکی بات کا ماننا احمدی جماعت پر فرض ہے۔ اس رسالہ کو بہت پسند کیا۔ تو پھر باوجود اس بات کے احمدی جماعت کیوں اس رسالہ کے خریدنے میں اسقدر سستی دکھلا رہی ہے کیا کوئی احمدی ہے جس کو اپنے امام کے کلمات اور خطوط پڑھنے کا شوق نہ ہو۔ اگر کوئی ایسا ہے تو اس کے لئے بہت خطرہ کا مقام ہے اور اسکو چاہئیے کہ جلدی اپنے اندر اصلاح کرے۔

اے میرے پیارے دوستو اسوقت اسلام کی جو حالت ہے وہ چھپی ہوئی نہیں اندرونی اور بیرونی حملوں سے وہ بالکل مردہ ہو رہا ہے ایک احمدی فرقہ کیلئے جسپر ساری دنیا کی نظر ہے اور خود خدا تعالیٰ نے بھی اپنے منشا کے پورا کرنے کے لئے اسی کو چنا ہے۔ تو کیسے افسوس کی بات ہوگی کہ باوجود امام کے موجود ہونے کے تم لوگ اسقدر سستی دکھلاؤ۔ میں مانتا ہوں کہ تم لوگوں نے تمام دنیا سے بڑھکر کوشش کی ہے مگر وہ نمونہ جو صحابہ نے دکھایا تھا ابھی تم نے دکھایا ہے وہ لوگ وہ تھے جنہوں نے خود فاقے کئے مگر اسلام کی مدد کے لئے اپنے مال خرچ کئے اور انکی کوئی چیز نہ تھی جو اسلام کی مدد کے لئے وقف نہ ہو۔ پس حیف ہے کہ باوجود اس کے کہ تم میں نبی کریمؐ کا جانشین موجود ہے جو ان کے نام پر دین کی مدد کر رہا ہے۔ تم لوگ صحابہ کا نمونہ دکھانے سے قاصر ہو۔ تم میں سے ایسے لوگ ہی ہیں جو ہر طرح سے کوشش اور سعی کرتے ہیں اور دن رات ان کو فکر لگا رہتا ہے کہ کسی طرح دین کی ترقی ہو۔ مگر بہت تھوڑے ہیں جنہوں نے صحابہ کا نمونہ دکھایا ہو پس ہمت کرو اور دلیری سے کام لو تا خدا تمہارا مددگار ہو۔ تمام دنیا کے شہر رسالے اخبارات اور رسالہ جات ہیں ... تمہارے سلسلہ سے صرف ریویو تشحیذ الاذہان۔ بدر۔ الحکم شایع ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ اشاعت حق کا فرض جو تمہاری گردن پر ہے۔ ان رسالوں اور اخبارات ...

ادا ہو سکتا ہے۔ جبکہ اُن کی ہی اشاعت کثرت سے نہیں تو وہ کیونکہ مخالفین کے اعتراضات کا بداثر دنیا کے سر سے دور کر سکتے ہیں دوستو۔ وقت ہے اٹھو۔ اور دین کے پھیلانے میں مدد کرو۔ سب سے کم مدد جو تم نے کی ہے رسالہ تشحیذ الاذہان کے پھیلانے میں کی ہے۔ اور یہ محض خدا کا فضل ہے کہ وہ اب تک جاری ہے ورنہ اس تمہاری روش نے تو خطرہ تھا کہ وہ کبھی کا بند ہو جاتا۔ خدا کے لئے اب ہی سوچو اور سمجھو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کلمات اور خطوط حضرت صاحب کے جو آپ لوگوں تک اس رسالہ کی معرفت پہنچتے ہیں بند ہو جائیں اور وہ لوگ جو ہماری تکلیف پر خوش ہونے والے ہیں بغلیں بجائیں۔ کہ ایک رسالہ تو کم ہوا۔ مگر نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے وہ کبھی ایسا ہونے نہ دے گا کہ وقت ہے کہ تم مدد کرو۔ خود خریدار بنو۔ اوروں کو تحریک کرو۔ اور اعانت دو۔ تا کہ خدا تم سے خوش ہو۔ یاد رکھو کہ اس رسالہ کے اجرا میں کسی مالی فائدہ کا خیال نہیں کیا گیا۔ بلکہ خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے ارادہ ہے کہ جو کچھ نفع ہو وہ دین کی خدمت پر لگایا جاوے تا کہ احمدی جماعت خدا کے روبرو اس کے فضل سے سرخرو ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔ بعض سمجھتے ہیں کہ یہ لڑکوں کا کھیل ہے۔ مگر اپنے لوگوں کا تو لیں۔ ... دوست تو ... اس ہی قائل ہیں کہ یہ رسالہ کچھ کام کر رہا ہے۔ اور یہ ہم فخر کے لئے نہیں کہتے۔ بلکہ لئن شکرتم لازیدنکم کے حکم پر عمل کر کے خدا کا شکر کرتے ہیں اور حضرت صاحب بھی تو اسی کو پسند کرتے ہیں۔

افسوس ایسی بات کہنے والے لوگ یہ نہیں سوچتے کہ جب ہم خود ... نہیں کر سکتے۔ تو اوروں کو کیوں روکیں۔ ....

.... اے وہ لوگو جنہوں نے خدا کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کر لیا ہے۔ ہماری طرف نظر کرو تم ایک دفعہ رسالہ منگوا کر دیکھو کیسا مفید نہیں اور چونکہ یہ رسالہ نوجوانوں کی طرف سے نکلتا ہے۔ تو کس قدر افسوس ہے کہ دوسرے نوجوان اپنے ... کہ ... بنائیں اور بزرگ جو والدین کا درجہ رکھتے ہیں جب یہ دیکھتے ہوں کہ ہماری اولاد آئندہ ترقی کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ خاموش ہیں اور ... مدد نہ کریں۔ کیا تم پسند کرتے ہو نہیں ایک غیرت مند انسان کبھی نہیں پسند کرتا۔ اس رسالہ کی قیمت دو روپیہ سالانہ ہے حجم ۴۸ صفحہ علاوہ ٹائٹل پیج درخواستیں بہت جلد بنام مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان آنی چاہئیں۔ والسلام۔

بالکل مفت

ہندوستان کے مشہور تقدس مآب جناب ڈاکٹر راما نند صاحب کا پچھر حفظ صحت پنجاب کی تحقیقات پلیگ ختم ہو کر رسالہ پلیگ دس لاکھ کی تعداد میں چھپ کر محصول ڈاک بھی کارخانہ کی طرف سے جیسا ... شخص کو جسقدر تعداد کی ضرورت ہو ہمیں ہزار کی تعداد میں روزمرہ مفت تقسیم ہو رہا ہے جسکو مطالعہ کا شوق ہو۔ نہایت جلد اطلاع دیں۔

جنرل منیجر کارخانجات رائل میڈیکل ہال ڈاکٹر راما نند اینڈ کو
جگادھری ضلع انبالہ

پنجاب کے پانچ اضلاع رقبہ ہائے مشتہرہ ہو گئے

اضلاع لاہور۔ سیالکوٹ۔ لائل پور۔ راولپنڈی اور اٹک کو جدید قانون کے رو سے کہ جو سیڈیشن والے جلسوں اور لکچروں پر قید مقرر کرتا ہے "رقبہ ہائے مشتہرہ" قرار دیئے گئے ہیں۔ اب پنجاب کے ان شہروں میں پبلک جلسے کرنے یا لکچر دینے سے پہلے حکام سے اجازت لینے یا انہیں نوٹس دینے کی ضرورت لاحق ہو گی سرکاری اغراض کے لئے پولیس جو رپورٹ لیا کرے اور جو رپورٹ لکچرار کے دوست یا جلسہ کرنے والے لیا کریں گے اُن دونوں میں آئندہ اختلاف الفاظ تبائن کا ہونا غیر معمولی بات نہ ہو گی۔ اس لئے جو لکچرار محفوظ رہنا چاہیں۔ وہ آئندہ بجائے زبانی کے لکھا ہوا لکچر دیا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو لکچر کے خاتمہ پر اپنے لکچر کی ایک نقل پولیس کے بھی حوالہ کر دیا کریں۔ یا پولیس کو اجازت دیں کہ وہ اپنی رپورٹ کو اصل لکچر سے مقابلہ کر لیں۔ بہرحال ان پانچوں شہروں کی حالت سے ... ہے اور اگرچہ ماہ تک یہاں کے لوگوں نے ... کی۔ جو حکام کو ناگوار گذرے تو یہ آرڈیننس منسوخ ہو جائے گا۔

اطلاع

مزدوروں کی قلت کیا کمیابی کی وجہ سے سخت مشکل درپیش ہے اسلئے اخبار مقررہ حجم سے کسیقدر کم پر شایع ہو رہا ہے۔ چونکہ فصلوں کی کٹائی ہو چکی ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ جلد تر مزدور واپس آجائیں۔ پھر یہ دقت نہ رہے گی۔ مینیجر

حقیقت نماز شایع ہو گئی

ناظرین! ایک عرصہ سے حقیقت نماز کی اشاعت کا انتظار کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ کتاب شایع ہو گئی خریداراں کے نام بذریعہ وی پی بھیجی جا رہی ہے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۳ رہے۔ اور مع محصول ڈاک ۴ر

تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

پیشگی قیمت سالانہ
۱- عوام سے ۔ صہ
۲- خواص وسجادہ نشین سے عـ
۳- ہندوستان سے باہر سے
۴- غیر مذاہب والوں سے
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپیہ سے کم آمدنی والے

یہ اخبار ہر ہفتہ کو ہر انگریزی مہینے کی ۷، ۱۴، ۲۴، ۳۱ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں احمدی جماعت کی خبریں اور حضرت مسیح موعود کے ملفوظات و مکتوبات شائع ہوتے ہیں

یہ کاغذ ہم بانگ نرالی چہار در قادیان میں | دوا ہیں شفا ہیں غرض دار الامان ہیں

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۱۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

دکھوں سے نجات کس طرح حاصل ہو؟

ہر شخص اس امر کا آرزومند پایا جاتا ہے کہ اسے ہر قسم کے دکھوں سے نجات ملے اور وہ دنیا میں سکھ اور آرام کی زندگی بسر کرے مگر یہ بات محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے حقیقی سکھ اور سچی راحت اسی کی عطا ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جب چاہتا ہے دیتا ہے مگر باوجود اس کے اس نے حصول راحت کے کچھ اسباب اور ذرایع بھی بنائے ہیں اگر انسان ان کو کام میں لائے تو لاریب فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

یہ اسباب بہت سے ہیں مگر اسوقت میں صرف دو کا ذکر کروں گا۔ ایک استغفار ہے اور دوسرا صدقہ۔ استغفار تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام راستبازوں کا اجماعی مسئلہ ہے جو انکی تعلیم اور ہدایت میں اصل ہے قرآن مجید کا مطالعہ اور اس پر غور اس راز کو بڑی وضاحت سے کھولتا ہے

استغفار کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنا یعنے جو گناہ ہو چکے ہیں ان کے نتایج بد سے حفاظت طلب کرنا اور جذبات گناہ کے سرد ہو جانے کی آرزو کرنا۔ گویا آیندہ کے لئے گناہ کی قوتوں اور جذبات پر ایسی موت وارد ہو کہ انہیں کوئی جوش اور تحریک ہی نہ ہو۔ جسقدر انسان اس نسخہ کو عمل میں لاتا ہے اسیقدر وہ گناہ سے دور ہوتا جاتا ہے کیونکہ اس سے اسکی نیکی کی قوتوں میں نشوونما ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلقات بڑھتے ہیں جو تمام راحتوں کا سرچشمہ ہے۔ دوسرا ذریعہ صدقہ ہے۔ صدقہ رد بلا مشہور ہے اور فی الحقیقت یہی بات ہے۔ تمام اقوام اور مذاہب میں بلا استثناء صدقہ کو دکھوں اور بیماریوں اور ہر قسم کی بلاؤں کے دور کرنیکا ذریعہ یقین کیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ بھی اجماعی اور مسلمہ مسئلہ ہے۔

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے اپنے ناظرین کو اس امر کیطرف توجہ دلائی تھی کہ مد صدقات کی مالی حالت بہت کمزور ہو گئی ہے یہانتک کہ ایکماہ کے بعد شاید اس مد کے اخراجات کے لئے دقت پیش آجاوے۔ آخر وہی ہوا۔ اور مد صدقات کے متعلقہ اخراجات یکدم رک گئے۔ یتیم اور بیکس بچوں کی ضروریات انکے نگران حال مہتمموں کو حیران کر رہی ہیں۔ مولفۃ القلوب اور ابناء السبیل کے آئے دن کے اخراجات الگ متوجہ کر رہے ہیں بعض مہاجرین اور طلبہ علم کے وظائف کے پورا کرنے کی جدا فکر ہے یہانتک کہ دو ماہ کا ایک بل بھی ہم ادا نہیں کر سکتے ایسی صورت اور حالت میں میری سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے اور کن الفاظ میں قوم کو توجہ دلاؤں۔ ایک آدھ دن کا معاملہ نہیں۔ ایک آدھ جان کا سوال نہیں تیس سو روپیہ ماہوار کا مستقل خرچ ہے اور ابھی سال رواں کے پورے سات مہینے باقی ہیں۔ کم از کم چھ سو روپیہ تو ۵ر جون تک آنا چاہیئے تاکہ پچھلے وظائف اور رکے ہوئے اخراجات ادا کئے جاویں۔ مد صدقات کی مستقل آمدنی تو کوئی ہو نہیں سکتی اتفاقی اور آنی آمدنی ہوتی ہے اس لئے اس کی طرف تو خصوصیت سے توجہ ہونی چاہیئے۔ یہ دن نازک اور خدا کی قہری تجلی کے دن ہیں اس لئے اگر سب صاحب اس فکر کو محسوس کریں اور اس ضرورت کو پورا کرنے میں لگ جاویں تو یہ بڑی بات نہیں ہے اگر ایکا دو کے

ناظرین ایک پیسہ روزانہ ان اخراجات کے لئے دیں تو پانچسو روپیہ ماہوار کے قریب وہ دے سکتے ہیں۔

بہرحال یہ وقت اب تجاویز سوچنے کا نہیں ہے یہ وقت ہے ۔۔۔ اس وقت سردست چھ سو روپیہ کی حاجت ہے اور آئندہ تین سو روپیہ ماہوار کی فکر ہیں ہر شخص جو اس نوٹ کو پڑھے اُس کا فرض ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ اس فنڈ میں بھیجدے ۔ اور فوراً بھیجدے ۔ اور ان یتیم بیوں اور دوسرے مستحق اور حاجتمندوں کی دعا لے۔

میں خود اس تحریک کو عملی رنگ میں لانے کے لئے دو روپیہ اس فنڈ میں داخل کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ خود بھی اور دوسروں کو خصوصاً مستورات میں اس کار خیر کے لئے تحریک کر کے بہت جلد روپیہ بھیجیں گے ۔ دیر نہیں ہونی چاہئے اور یہ خیال ہی نہیں کرنا چاہئے کہ کچھ رقم ہو جاوے تو بھیجیں جو ملے اسے بھیجدو۔

حالت بہت نازک ہو چکی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو روپیہ بھیجا جاوے اس کے منی آرڈر کے کوپن پر عام اخراجات صدقات درج کرنا چاہئے۔

اس کے ساتھ ہی میں وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کی خدمت میں بھی التماس کرتا ہوں کہ ایک سو دو روپیہ فیس داخلہ ۔۔۔ کا قرض لیکر دیا گیا تھا۔ اسلئے وہ بہت جلد اس رقم کو ادا کریں اور جو بزرگ مستقل وظائف دینا چاہتے ہیں جیسا کہ ۔۔۔ وٹرنری اسسٹنٹ علی پور نے لکھا ہے کہ وہ ایک روپیہ ماہوار دیں گے اسی طرح احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جس قدر ۔۔۔ ایک سال کا وظیفہ یکمشت بھیجدیں ۔ ۔۔۔ سہولت ۔۔۔ کے علاوہ منی آرڈر کمیشن کی فیس بچ جاوے گی مثلاً ایک شخص جو ہر مہینے ایک روپیہ کے لئے ایک آنہ کمیشن دے گا وہ ۔۔۔ یکدم بھیجے میں وہ بچ جاوے گا اور اس وقت چونکہ ایک ایک پیسہ بھی بہت گراں قیمت ہے اس لئے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ سال تمام کے وظائف یکمشت بھیجے جاویں اور ایک سو دو روپیہ جو فیس داخلہ کے لئے دیا گیا ہے وہ رقم جلدتر جمع کر دی جاوے۔ تا کہ قرض ادا کر دیا جاوے۔

ایک بات اور بھی ہے۔ اس مد کی مستقل آمدنی اگر کوئی ہے تو وہ زکوٰۃ کی آمدنی ہے۔ سال گذشتہ میں کوئی ڈیڑھ ہزار کے قریب اس مد کی آمدنی ہوئی تھی۔ اس لئے اگر تمام بھائی جو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا دیتے ہیں وہ توجہ کر کے زکوٰۃ کا روپیہ بھیجدیں تو اس سے مستقل اخراجات میں بہت بڑی سہولت ہو سکتی ہے اس پر الگ مضمون حضرت حکیم الامۃ کے قلم سے بھی شایع ہوگا۔

یعقوب علی سکرٹری سب کمیٹی صدقات قادیان۔

حقیقت نماز شایع ہوگئی

ناظرین ایک عرصہ سے حقیقت نماز کی اشاعت کا انتظار کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ کتاب شایع ہوگئی خریداران کے نام بذریعہ وی پی بھیجی جارہی ہے قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ ہے۔ اور معہ محصولڈاک ۱۰

تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

دعائے موج

(سید مہدی حسین صاحب موج کی ایک پرانی نظم)

الٰہی فضل کر اپنا میں تیرا بندہ ہوں
ذلیل و خوار ہوں ناکس ہوں صرف گندہ ہوں
کوئی مجھ سا نہیں کچھ گنہ کنندہ ہوں
غریب و بیکس و لاچار و سرافگندہ ہوں
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہ نیست

الٰہی میں تیرا بندہ ہوں سخت ناکارہ
پڑا ہوں اب تیرے در پر غریب بیچارہ
دکھا دے قدرت لاریب فیہ کا نظارہ
ہو تیری ذکر کا جاری دہن سے فوارہ
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہ نیست

بجز تیرے میں کہوں کس سے اے کریم رحیم
دکھاؤں کس کو جلا جا کے اپنا حال سقیم
ہے خوف حشر میں جس دم کہ ہو سوال نعیم
بغیر اسکے کہونگا میں کیا کہ تو ہے کریم
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست

غفور بخشدے اپنے کرم سے میرے گناہ
نکر کہ میری حالت کو اب زیادہ تباہ
دکھا نہ مجھکو اس آوارگی میں روزسیاہ
ہر ایک لحظہ ہے میری تیرے کرم پہ نگاہ
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست

ہے التجا یہ تیری بارگاہ عالی میں
نکر ذلیل مجھے ایسی خستہ حالی میں
کٹی ہے عمر تو ایام قحط سالی میں
تیرے کرم کا ہوں جویاں شکستہ بالی میں
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست

ہے فضل پر تیری امید ہر گھڑی مجھکو
کہ سہل ہوئیگی مشکل جو آ پڑی مجھکو
دکھا کہ لطف کی کہلا دے اک جھڑی مجھکو
کہ کٹ ہی جائے یہ ساعت جو ہے کڑی مجھکو
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست

الٰہی میں تیری رحمت کی آس کرتا ہوں
اسی سبب سے نہ جی کو اداس کرتا ہوں
نہ دھیان اپنا نہ دنیا کا پاس کرتا ہوں
تیرے خیال میں صرف حواس کرتا ہوں
تو جانتا ہے کہ جو دل میں ہے میرے یارب
نہیں ہے تجھ سے نہاں کوئی بھی میرا مطلب
ہراس و عاؤ فغاں کا جو ہے زیادہ سبب
وہ اضطراب و تقاضائے بشریت ہے سب
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہ نیست

کب آئیگی وہ گھڑی اے میرے خدائے قدیر
کہ جا کے قادیاں میں مارو ں نعرۂ تکبیر
کہوں امام زماں سے کہ اے جناب امیر
طفیل سید عالم شتاب دستم گیر
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہ نیست

میں تیری ذات کے قربان آلہ عالمیاں
پھر دکھا آہ دم مہر و کب تلک میں یہاں
چھڑا دے پنجۂ آفت سے جلد ہی جاں
نصیب ہو میرے خدمت کہ جسکا ہو دل شاداں
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہ نیست

غم جدائی یاراں بہت ستاتا ہے
ہوا اتنا درد کلیجہ بھی منہ کو آتا ہے
یہ حال دیکھ کے دشمن بھی خوف کھاتا ہے
تو جانتا ہے کہ دل میرا ڈوبا جاتا ہے
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہ نیست

طفیل احمد مختار فضل کر یارب
برائے سید ابرار فضل کر یارب
ہوں میں بہت ہی گرفتار فضل کر یارب
زیادہ حد سے ہوں لاچار فضل کر یارب
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہ نیست

کہوں میں کس سے جو حالت ہے آجکل میری
یہ دکھ ہے مجھ پہ کہ تن سارا ہو گیا ڈھیری
ہے حصول مقاصد میں کیوں ہے اب دیری
ولی میں راضی ہوں کہ اب ہے رضا تیری
بجز جناب تو ام در جہاں پناہ نیست
سرمرا بجز ایں در حوالہ گاہ نیست

خدا کی تازہ وحی

۴ مئی ۱۹۲۱ء - شریف احمد کی نسبت اسکی بیماری کی حالت میں الہامات ہوئے -

(۱) عمرہ اللہ علے خلاف التوقع
(۲) امرہ اللہ علے خلاف التوقع
(۳) اعنت لا تعرفین القدیر
(۴) مرادک حاصل
(۵) اللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

ترجمہ - اس کو یعنے شریف احمد کو خدا تعالے امید سے بڑھکر عمر دے گا یہ الہام اسکی خطرناک بیماری کی حالت میں ہوا - اس یعنے شریف احمد کو خدا تعالے امید سے بڑھکر امیر کرے گا - کیا تو قادر کو نہیں پہچانتی - یہ اسکی والدہ کی نسبت الہام ہے - تیری مراد حاصل ہو جائے گی - خدا سب سے بہتر حفاظت کرنیوالا ہے -

بدخواہی سرکار کا نیا علم

مندرجہ بالا عنوان ناظرین کو اس بزرگ کے نام نامی کے معلوم کرنے کا مشتاق بنا دے گا جو اس میدان میں اترے ہیں جہاں بہارت ماتا کے سپوت اپنے کرتب دکھا چکے ہیں - میں ناظرین کو زیادہ دیر تک منتظر رکھنا نہیں چاہتا اسلئے کہول کر بتاتا ہوں کہ یہ بزرگ مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے

جو اپنی تحریروں کے ذریعہ مسلمانوں کے دل میں بدخواہی سرکار کا تخم بونا چاہتا ہے یہ امر جدا ہے کہ مسلمان اس سے متاثر ہوں یا نہوں مگر جس ارادہ سے اس نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے وہ مخفی رہ سکتا نہیں ہو سکتا - اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو اسکے خطرناک عزائم سے بچاؤں اور گورنمنٹ کو توجہ دلاؤں کہ وہ ثناء اللہ کی تحریروں کو مسلمانوں کی عام رائے کا آئینہ نہ سمجھے - اگرچہ مولوی ثناء اللہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتا ہے یہ وہ نام ہے جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک زمانہ میں بڑی سعی اور محنت سے وہابی کے لفظ کی بجائے قائم کیا تھا - اور سرکاری کاغذات میں بھی اس کا اندراج کرایا تھا تاہم چونکہ اس نام سے دھوکہ کہا جانا ممکن ہے اس کو اہل حدیث کا پیرو نہ سمجھ لیا جاوے اس لئے یہ امر بھی صاف کر دینا ضروری ہے کہ مولوی ثناء اللہ اہلحدیث کا وکیل یا قائم مقام نہیں ہے کیونکہ علماء امرتسر اور بعض دوسرے علماء نے اس کے اخراج کا فتوے دیا تھا جسکا ان فقروں کے لکھنے کی صرف اس لئے ضرورت پیش آئی ہے تاکہ عام مسلمان اور خصوصاً اہلحدیث کو اسکی تحریروں کا ذمہ وار قرار نہ دیا جاوے میں مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور دوسرے سرگردہ ایمان اہلحدیث کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ باقاعدہ جلسہ کر کے ثناء اللہ کی ایسی تحریر سے علیحدگی اور بیزاری ظاہر کریں۔

مسلمانوں کی کہانی میں سفید آرٹیکل لکھا ہے جو اہلحدیث مورخہ کے

صفحہ ۶ نمبر میں شایع ہوئی ہے پہلے مضمون کا عنوان اس نے ہندوستان کا پولیٹیکل مطلع رکھا ہے اس مضمون میں موجودہ شورش کے بیان کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے آریوں کی مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش کے حوالہ سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ اس کے ذمہ وار آریہ ہیں میں اس امر کے ماننے کو تیار ہوں کہ آریہ سماج چونکہ پولیٹیکل پارٹی ہے اور دیانند نے یہی تعلیم دی ہے اسلئے یہ لوگ کسی موقع مناسب کے منتظر تھے اور اب انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا مولوی ثناء اللہ کی غرض اتنی ہی نہ تھی کہ وہ اس شورش کے بانی مبانی آریوں کو قرار دیدے بلکہ دراصل اس کی غرض مسلمانوں میں بددلی پیدا کرنا تھا اس لئے آپ نے اسی مضمون کے ضمن میں نہایت قابلیت سے ساتھ اس نے یہ سطریں لکھی ہیں

"سوامی کی زندگی میں گو ہندوؤں نے انکی سخت مخالفت کی یہانتک کہ ان کو مروا بھی دیا مگر اوس محب قوم پولیٹیشن کے قلم سے جو یہ ایک فقرہ نکلا تھا آج تمام ہندوؤں نے اسے اپنا اصول موضوعہ قرار دیکر تمام ہندوستان میں باتمیز گورے اور کالے کے بائیکاٹ (علیحدگی) کا

126

شروع کر دیا - آہ آج سوامی جی زندہ ہوتے تو اپنے پودے کو بڑا بارآور درخت لہلہاتا دیکھکر پھولے نہ سماتے - اس فقرہ نے ہندوؤں خصوصاً آریوں میں یہ جادو کا کام دیا ہے کہ پکار پکار کر کہا جاتا ہے کہ ملک کے لئے شہید ہو جائیں گے - ہمیں مار ڈالو جیل خانہ میں بھیجدو ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم ملک کی فلاح اور بہبودی کے لئے شہید ہو جائیں مگر کتنا افسوسناک سین تھا جس وقت بیس پچیس ہزار آدمیوں نے راولپنڈی میں سنا کہ پولیس آ رہی ہے تو ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا اور سب کے سب چوہوں کے بلوں میں گھس گئے - اس لئے اہلحدیث میں کئی ایک دفعہ اس شورش کا نام چوہوں کی کانفرنس رکھا گیا ہے جو ولی کے مقابلہ میں کر رہے تھے - پھر آپس میں ہندو برتانیہ اور مسلمانوں کے ساتھ غرض کی ہوس رکھتے ہیں مسلمانان ایسی بے مطلب شورش میں کیونکر تمہارے ساتھ مل سکتے ہیں جبکہ قرآن مجید ہم کو بتلاتا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (اپنی جانوں ہلاکت میں مت ڈالو) گو مسلمانوں کو یورپی خصوصاً انگریزی پالیسی سے اسلامی ممالک میں سخت نقصان پہنچ رہا ہے مصر عراق ٹرکی بلکہ خاص حجاز میں جو ریشہ دوانیاں کسی واقف کار سے پوشیدہ نہیں اور مزید افسوس یہ ہے کہ گورنمنٹ انگریزی بھی جانتی ہے کہ مسلمانوں کو ہماری اس پالیسی سے رنج ہے مگر وہ اس کو بدلتی نہیں نہ بدلنے کا وعدہ کرتی ہے - کیوں ؟ اس لئے کہ ان ممالک میں اوس کا فائدہ اسی پالیسی سے ہے - گو مسلمان ایسے حواس باختہ نہیں ہیں کہ کچھ نقصان وہاں اٹھا ہیں باقی بچا کھچا ہندوستان میں کھو دیں - نہیں بلکہ وہ دل سے اپنی بہتری اور ترقی کی دعا کرتے ہیں کہ ع باغباں آئے چمن میں برانگیختہ کر دہاں خبر یا ہیں اس لئے ہم نے گورنمنٹ کو مخاطب کر کے ایک دفعہ لکھا یہ شعر لکھا تھا ؎

ہم آشیانوں کا سنا تو ہیں باغباں اب ہیں گے افلاک جو فریاد کر گئے

اسی خیال سے کہ مضمون زیر بحث کے سمجھنے میں آسانی ہو میں نے اسپر نمبر لگا دیئے ہیں۔ فقرہ نمبر ۱ ظاہر کرتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا

دلی منشا یہ تھا کہ وہ چوہوں کیطرح بلوں میں نہ گھستے بلکہ کھلم کھلا

پیغام جنگ

دیکر ... ترک فیصلہ کرتے اور چوہوں کی کانفرنس نام رکھنا جیسا کہ فقرہ ۲ میں ظاہر کیا ہے کہ گویا گورنمنٹ ایک بلی ہے جو معاذ اللہ ایک مکر و فریب سے داؤ گھات لگا کر ہندوستانیوں کو ہڑپ کر رہی ہے فقرہ نمبر ۳ میں بتایا ہے کہ مسلمان شریک ہو سکتے ہیں اگر یہ شورش بے مطلب نہ ہو۔ مولوی ثناء اللہ نے اس بے مطلبی کا مطلب بیان نہیں کیا۔ البتہ جن فقرات کو میں نے جلی کر دیا ہے وہ اس امر کی کافی دلیل ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے مقاصد کیا ہیں؟ مسلمانوں کو گورنمنٹ سے بدظن اور گمراہ کرنے کے لئے اس شوخ دیدہ نے عجیب طریق نکالا ہے انہیں یاد دلایا ہے کہ

اسلامی ممالک میں خصوصیت کے ساتھ انگریزی پولیسی

یعنی گورنمنٹ انگلشیہ نے سخت نقصان پہونچایا ہے اور اسطرح مسلمانوں کو برافروختہ کرنے کا پہلو ایجاد کیا ہے بعض ناواقف اور جاہل مسلمانوں میں ان فقرات کو پڑھکر جوش کے خیالات پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اور ہندوؤں کو ہی ایک طریق بتایا ہے کہ تم مسلمانوں کو اگر ساتھ ملانا چاہو تو اس طریق سے ملاؤ۔

ان فقرات میں گورنمنٹ انگلشیہ کی دیانت اور عہد پروری پر خطرناک حملہ اس کم فہم ملّاں نے کیا ہے اور جاہل مسلمانوں کے اکسانے کے لئے ایک چنگاری چھوڑی ہے جنکا انسداد اعیان قوم کو کرنا ضروری ہے خصوصاً حجاز کی ریشہ دوانیوں کا ذکر جو ثناء اللہ نے کیا ہے اسکی وجہ یہی کہ مسلمان حجاز کی سرزمین سے خاص اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ تحقیقات کرتے سے تو رہے کہ ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط اس سے متاثر ہوں گے۔

میں عام مسلمانوں کو صلاح دیتا ہوں کہ وہ ایسے لغو اور بیہودہ خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ اور ایسی تحریروں سے پوری بیزاری اور نفرت کا اظہار کرو۔ ثناء اللہ نے اندھا دھند ایک بات کہدی ہے اس نے مصر مراکو یمن اور حجاز کے پولیٹیکل مسایل پر کبھی غور ہی نہیں کیا تاج برطانیہ اپنے عہود اور دوستانہ تعلقات کی ہمیشہ قدر کرتی ہے اور چونکہ مسلمانوں کی عظیم الشان آبادی اس کے زیر نگین ہے وہ ہمیشہ اپنی وفادار رعایا کی دلجوئی اور تسلی خاطر کے لئے طیار رہتی ہے۔

یہ محض غلط اور بیہودہ امر ہے جو ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ وہ یہ جانکر بھی مسلمانوں کو ہماری اس پولیسی سے رنج ہے اس کو بدلتی نہیں نہ بدلنے کا وعدہ کرتی ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ ایسی از دمنش گورنمنٹ کوئی اسلامی گورنمنٹ بھی نہیں ہے اور آج نہیں اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ ہم نے ظاہر کیا ہے کہ سلطنت ٹرکی کے اعیان اور ارکین کی عملی کمزوریاں ان فسادات کی موجب ہوا کرتی ہیں جو ثناء اللہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سر تھوپتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ کو شرم کرنی چاہیئے کہ وہ ایسے وقت میں غریب اور وفادار مسلمانوں کا دامن آلودہ کرنے کی سعی کرتا ہے۔ مسلمان آپکی اس حمایت اور دوستی سے باز آئے

بخشو ملّی چوہا بنڈورا ہی جیئے گا

مولوی ثناء اللہ کے ذاتی خیالات کے اندازہ کرنے کے لئے میں گورنمنٹ پنجاب کو اس ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث کا دوسرا مضمون جو آخر گورنمنٹ چونگی کے عنوان سے لکھا گیا ہے پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں اگرچہ اس مضمون میں واقعات کا اعادہ ہے مگر جس ٹون میں کیا گیا ہے

وہ اس سے ہویدا ہے خصوصاً اس کا آخری حصہ جسمیں لالہ لاجپت رائے سے ہمدردی کیگئی ہے خصوصاً قابل غور ہے اور وہ آخری سطریں یہ ہیں

گو لالہ منشی رام جی جالندہری لالہ لاجپت رائے کو ایک معمولی آدمی جانتے ہیں مگر ہمارے دل میں (مولوی ثناء اللہ کے دل میں) **جو لالہ موصوف کی عزت ہے اسوجہ سے ہم اپنے ہندو بھائیوں کے عموماً اور آریہ مِتروں کے خصوصاً اس غم میں شریک ہیں** اور دعا کرتے ہیں کہ لالہ لاجپت رائے جیسے قابل شخص کی رہائی کی کوئی صورت ہو اور وہ آیندہ کو اپنی خداداد لیاقت سے کوئی عمدہ کام لیں ۔"

مجھکو ان سطور پر حاشیہ چڑہانے کی کوئی حاجت نہیں ہے یہ سطور اپنے مفہوم اور لکھنے والے کے مافی الضمیر کو کھول کر بیان کر رہی ہیں۔

میں آخر میں پھر ایک بار **اعیان اہلحدیث** کو اور عام مسلمانوں کو یہ رائے دینا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو ایسی تحریروں کے بد اثر سے بچانے کی سعی کریں۔ خصوصاً مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب اس موقع پر مفید کام کریں۔ اور اہلحدیث کیطرف سے برأت کریں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی معلومات کو مذہبی دنیا ہی کے اندر محدود رہنے دیں براہ کرم مسلمانوں کو ایسی پولیٹیکل واقفیت سے معاف رکھیئے جو ان کے لئے زہر ہلاہل کا کام دے۔

مرا د ما نصیحت بود گفتیم

اخراجاتِ لنگر

احباب جلد توجہ کریں

آج دنیا بھر میں سب سے بڑھکر رضائے الٰہی کے راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق جس جماعت کو دیگئی ہے وہ یہی احمدی جماعت ہے جس کے اندر خدا کا رسول موجود ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک وحی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے نبیوں کے سردار ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی وہی وحی آج پھر ظلی طور پر اس کے ظل اور نائب مسیح موعود پر نازل ہوئی اور کہ لوگوں کو خوشخبری دو کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو۔ تو آؤ میری متابعت اختیار کرو۔ خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس آواز کو سنا اور مانا۔ اور اس کے مطابق عمل درآمد کیا۔ خدا کا فضل زیادہ سے زیادہ اُنپر ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جسقدر اخراجات صدر انجمن احمدیہ نے اس جماعت احمدیہ کے چندوں کی آمد پر اٹھائے ہیں اور اٹھا رہی ہے وہ اس امر کے لئے کافی شہادت ہے کہ یہ تحریک اور سلسلہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے ہے جس کے فرشتے سعید لوگوں کے دلوں میں اسکی تائید کا جوش ڈال رہے ہیں چند دن ہوئے کہ مسجد مبارک کی توسیع کے واسطے تحریک کیگئی تھی تو اس کا نتیجہ جو ہوا اسکی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ خود قادیان کے احمدیوں نے جو اکثر غریب اور قلیل آمدنیوں والے مہاجر ہیں۔ قریب پانسو سے زائد روپیہ جمع کر دیا ہے اور ہنوز ہو رہا ہے یہی حال

۳۰ر مئی ۱۹۰۷ء کی رات کو ۱۱ بجے زلزلہ کا دھکا لگا۔ خدا رحم فرمائے۔

ہر ایک مد کا ہے لیکن اسوقت جس مد کیطرف میں خصوصیت سے احباب کو توجہ دلاتا ہوں وہ ایک ایسی مد ہے جس کے واسطے دوسری مدات مثلاً مدرسہ۔ مقبرہ۔ میگزین وغیرہ مدات کیطرح کوئی خاص آدمی مامور نہیں کہ لوگوں سے مانگے۔ سوائے اس مامور کے جس کی عادت نہیں کہ لوگوں سے مانگا کرے یعنی مد لنگر خانہ جو خود حضرت مسیح موعود کے زیر انتظام ہے اور جس کے اخراجات بسبب کثرت آمد و رفت مہمانان دن بدن بہت بڑھتے جاتے ہیں۔ اسجگہ اس امر کا ظاہر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ بعض شریر لوگ اپنی اخباروں اور کتابوں میں خلقت کو دھوکہ دینے کے واسطے یہ لکھا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی آمد کو بڑھانے کے واسطے مدرسہ میگزین اور مقبرہ بہشتی کی تجویز نکالی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر (نعوذ باللہ) یہ شخص ایسا ہی دنیادار ہوتا جیسا کہ خبیث لوگوں کے ظنونِ فاسدہ میں داخل ہے تو مقبرہ بہشتی کی تجویز ضرور ایسی ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ جمع ہوسکتے تھے اور وہ جائداد جو مقبرہ بہشتی کے واسطے چندہ و ترکہ [illegible] اس کے نزدیک تو اس شخص کا وجود ایسا پیارا ہے کہ اگر لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ بھی فقط اس کے ذاتی اخراجات پر صرف ہو جاتے تو تمام چندہ دہندوں کے واسطے دل کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوتا۔ باقی رہے حاسد جنکی قسمت میں سوائے جہنم کی جلن کے اور کچھ نہیں آیا انکی بکواس کی یہاں گفتگو یہ واہی کیا ہے لیکن کیا یہ امر ہمارے دوستوں کے ایمان کو اور بھی ترقی دینے کا موجب اور نادانوں معترضوں کو شرمندگی کے غرقاب میں غرق کرنے کا موجب نہیں ہوا کہ [illegible] جبکہ آمد کا ایک بڑا ذریعہ پیدا ہوا۔ تو حضرت اقدس نے اس آمد کا وصول کرنا اور خرچ کرنا ایک انجمن کے سپرد کر دیا اور خود کوئی تعلق اسکی آمد و خرچ کے ساتھ ذرہ برابر [illegible] چندہ براہ راست محاسب کے پاس آتا ہے ایسا ہی تمام دوسرے چندے براہ راست محاسب کے دفتر میں آتے باضابطہ رجسٹروں میں چڑھائے جاتے ہیں۔ روپیہ ایک امین کے پاس [illegible] رکھا جاتا ہے [illegible] جو پڑتال کرتا ہے [illegible] حضرت اقدس کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کتنا روپیہ آیا ہے اور کہاں رکھا گیا ہے۔ ہاں جبکہ وہ [illegible] خرچ کریں ہاں لنگر کا چندہ حسب معمول حضرت کے پاس آتا ہے اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہوتا کہ کچھ مدت اور زائرین اور مہاجرین کو خود مسیح موعود کا مہمان کہلانے کا فخر حاصل ہوسکے۔

خیر یہ تو ایک درمیانی بات تھی۔ اب میں اصل امر کیطرف پھر توجہ کرتا ہوں جس کے واسطے میں نے اسوقت قلم اٹھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسرے مدات کی طرف زیادہ تحریک ہونے کے سبب اور لنگر کے چندہ کے واسطے کوئی خاص تحریک نہ کیجانے کے سبب چندہ لنگر کی مد اسیطرح گھٹتی جاتی ہے جسطرح کہ اس کے اخراجات بڑھتے جاتے ہیں خدا رحم کرے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو کہ وہ ایسے موقعوں پر بعض خاص دوستوں کو پرائیویٹ خط لکھا کرتے تھے۔ ہمیں تو پورے طور پر معلوم بھی نہیں کہ وہ کس کس کو لکھا کرتے تھے۔ اس واسطے میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام دوست اسی مضمون کو اپنے نام خاص سمجھکر پورے زور کے ساتھ چندہ لنگر کی طرف متوجہ ہوں گے۔ چونکہ حضرت کی ڈاک اور منی آرڈروں کے دیکھنے کا بھی مجھے موقع ملتا ہے اسواسطے میں بوثوق کہہ سکتا ہوں کہ خدا جانے مقابل میں اسوقت آمد کچھ بھی نہیں اور دوستوں کو چاہئے کہ اسوقت نہ صرف ماہواری چندوں کی ادائیگی میں کوشش کریں اور ان کو باقاعدہ بنائیں بلکہ کچھ یکمشت چندہ جمع کر کے فوراً ارسال فرماویں تمام چندہ براہ راست حضرت کے نام آنا چاہئے لیکن کسی دوسرے چندہ کے ساتھ شامل ہو کر محاسب صاحب کے پاس آجائے تو بھی حرج نہیں بشرطیکہ کوپن میں اور علیحدہ خط میں اسکی تفصیل درج ہو۔ یکمشت چندہ کے واسطے میں بالخصوص جماعتہائے سیالکوٹ۔ لاہور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی پشاور۔ انبالہ کو متوجہ کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر انشاء اللہ جلد اپنا اثر دکھلائے گی۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی

ناظرین الحکم مندرجہ عنوان وحی کے بہت سے کرشمے دیکھ چکے ہیں۔ آج میں انکو ایک اور تازہ واقعہ سنانا چاہتا ہوں جو ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء کو موضع سوہل ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوا۔

سوہل ضلع گورداسپور میں ایک شخص اللہ دتا نام خیاط رہتا تھا وہ اور اس کا بھائی علی محمد معمولی آدمی ہیں اور بہت ہی خفیف سی استعداد [illegible] ان دونوں کو مولوی کا خطاب دے رکھا تھا اس لحاظ سے یہ خطاب جسقدر ادب و عزت کے قابل ہے ہر شخص سمجھ سکتا ہے بہر حال وہ مولوی مشہور تھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اسکو سخت عداوت اور دشمنی تھی۔ اور مخالفت کے لئے بہت دریدہ دہن اور بدزبان تھا ضلع گورداسپور اور ہوشیارپور کے قریبی علاقہ جات میں جاکر بہت زور شور سے مخالفت کیا کرتا تھا اور کرم الدین کے مقدمات میں بہت سا حصہ اس نے اور اس کے رفیق عبدالسبحان نے لیا تھا چندہ جمع کرنا اور مقدمات میں ہر قسم کی مدد دینا ان کا کام تھا۔ گویا وہ مقدمہ کرم الدین ہی کا نہ تھا بلکہ ان کا بھی تھا۔ غرض تقریر اور تحریر کے ذریعہ ہمیشہ مخالفت کرنا اور احمدیوں کو دکھ دینا اس نے اپنا فرض منصبی سمجھ رکھا تھا۔ مقدمات میں کرم الدین تو مجرم قرار پاکر جرمانہ کا سارٹیفکٹ لیکر گیا۔ عبدالسبحان مسلمانوں سے جہاں وہ سادات کے پیچھے پڑا کرتا تھا رخصت ہوا۔ اور مسلمانوں کیا اس دنیا ہی سے رخصت ہوا۔ اللہ دتا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء کو اپنے یار عبدالسبحان کو جا ملا۔ اور ابتر اور ناکام اس جہاں سے رخصت ہوا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامراد اور ناکام دشمنوں کیطرح جو اس سے پہلے ہلاک ہو چکے ہیں اپنی ہلاکت سے مندرجہ بالا وحی الٰہی کو پورا کر کے نشانِ صداقت ٹھہرا مجھے میاں اللہ دتا کے بھائی میاں علی محمد سے ہمدردی ہے کہ اس کا کارکن جوان بھائی ہلاک ہوگیا اور اس سے پہلے میاں علی محمد اپنے بیٹے کا صدمہ اٹھا چکا ہے بہتر ہے کہ وہ ان موتوں سے عبرت حاصل کرے۔ اور اپنے رویہ کو چھوڑ کر خدا کے حضور توبہ کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے خدا کے ماموروں اور رسولوں کو دکھ دینا اچھے پھل نہیں لایا کرتا۔ اے خدا تو خود ان لوگوں کی آنکھیں کھول تاکہ وہ اپنے گھر کے نشانوں کو دیکھکر ہی عبرت حاصل کریں (آمین)

آخر میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے بھی ہمدردی ہے کہ ان کا ایک وکیل اس سلسلہ کی مخالفت میں ہلاک ہوگیا اور اس کا بازو ٹوٹ گیا۔

گورنمنٹ کو ایسے ہی لوگ بدنام کرتے ہیں

لاہور کے ٹریبیون نامی اخبار میں کسی اینگلو انڈین کے نام سے ایک چٹھی شایع ہوئی ہے۔ یہ بزرگ ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے چالیس سال کے گہرے تعلقات کا دعوے کرکے کہتا ہے کہ اگر ہندو باغی ہو رہے ہیں اور ان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا تو

مسلمانوں پر اس سے بھی کم اعتبار کرنا چاہئے جو امیر افغانستان یا سلطان ٹرکی کے ایک ذرہ سے اشارہ پر ہم پر آ پڑیں گے اگر ان کا بس چلا تو ہمیں کتوں کی طرح قتل کر ڈالیں گے انکے مذہب

میں کافر کو مار ڈالنا جائز بلکہ حصول بہشت کا ذریعہ ہے۔

مجھے اس مضمون کو پڑھکر یہ یقین نہیں آتا کہ فی الحقیقت کسی اینگلو انڈین بزرگ نے لکھا ہو اور کہنے والا بھی وہ مستند بزرگ ہو جسکو چالیس سال تک ہندو و مسلمانوں کے حالات عادات اور مذہبی احکامات پر غور کرنیکا کافی موقع ملا ہو۔ بلکہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ برادران یوسف ہی کی مہربانی اور خانہ زاد اوستادی نہ ہو۔ جو یہ چاہتے ہیں کہ ہم تو اپنی کرتوتوں اور کوتکوں سے بدنام ہو رہے ہیں اور لگے ہاتھوں غریب مسلمانوں سے بھی گورنمنٹ کیوں بدظن نہ کریں۔ اور اگر واقعی کسی اینگلو انڈین بزرگ نے یہ مضمون لکھا ہے تو میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ

گورنمنٹ کو ایسے ہی لوگ بدنام کرتے ہیں

کیونکہ جہاں ایک شخص اپنا چالیس سالہ تجربہ اور واقفیت ظاہر کرکے ایک غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرتا ہے وہاں اس امر کا احتمال ہو سکتا ہے کہ جو لوگ صحیح واقفیت اور علم اسلام اور مسلمانوں کی نسبت نہیں رکھتے وہ اسے صحیح سمجھکر ایک وفادار جماعت کی نسبت بدظنی کریں اسلئے میں نے ضروری سمجھا ہے کہ واقعات اور دلایل سے اس قابل نفرت مضمون پر کچھ لکھوں۔

ٹریبیون کا اس مضمون کو شایع کرنا صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ٹریبیون کو متعلق جو یہ الزام ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ وہ مسلمانوں کا بدخواہ اور دشمن ہے وہ کسی ایڈیٹر کی صورت میں بھی تبدیل نہیں ہو سکا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ کسی اینگلو انڈین کا مضمون ہو۔ البتہ ٹریبیون کو چاہئے کہ ایسے بزرگ کا پورا نام اور پتہ شایع کر دے تاکہ یہ وہم رفع ہو جاوے کہ

کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں۔ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

بہرحال میں بفرض محال تسلیم کر لیتا ہوں کہ کسی اینگلو انڈین بزرگ ہی نے لکھا ہے تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ واقعی یہ شعر آپ ہی کے لئے موزوں ہوا تھا

چہل سال عمر عزیزت گذشت۔ مزاج تو از حال طفلی نگشت

ہندوستان میں آپ نے چالیس سال تو گزار دئے مگر آپ مسلمانوں کے حالات عادات اور انکے مذہبی معتقدات سے واقف نہ ہوئے۔ ورنہ یہ کہنے کی کبھی جرأت نہ کرتے کہ ان کے مذہب میں کافر کو مار ڈالنا جائز بلکہ حصول بہشت کا ذریعہ ہے

آپ مسلمانوں کے مذہب سے ناواقف اور کورے تھے کاش آپ کو تاریخی واقعات کا ہی علم ہوتا کیا تاریخ ہندوستان واقفیت کو چھپا لیگی جو تاریخ ہند میں اوسط درجہ کے طالب علم بھی جانتے ہیں ۱۸۵۷ء سے ۱۸۸۰ء تک سرکار انگریزی نے دو مرتبہ امیر کابل پر چڑھائی کی وہی امیر کابل جسکا ذکر آپکے مضمون میں ہے لیکن کیا ان خون آشام جنگوں میں مسلمانوں کی فوجیں بگڑ گئی تھیں اور انہوں نے امیر کابل سے مل کر گورنمنٹ انگریزی کے خلاف کیا تھا یا سرکار انگریزی کی وفاداری کے لئے انہوں نے ایک مسلمان حکومت پر حملہ کرکے کتنے ہی مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

سہالی پینڈ کے ملا کو حیران و پریشان کر دینے والی فوجیں جو ابتک ...

سرفروشی کر رہی تھیں نہیں مسلمان فوجیں شامل تھیں یا نہیں یا آئے دن سرحد پر مہمیں پیش آتی رہی ہیں انمیں مسلمانوں نے حصہ لیا تھا یا نہیں؟

میں ایسے متعدد واقعات آپ کو دکھلاؤں اور بتاؤں جس سے ہوئے کو تو انسان بیدار کر سکتا ہے لیکن جو جاگتا ہوا ہے آپ کو سویا ہوا ظاہر کرے اسکو کون بیدار کرے

مجھے مسٹر نندی پر بھی افسوس اور سخت افسوس ہے کہ انہوں نے ٹریبیون کا ایڈیٹر ہو کر اپنی واقفیت اور علمیت کو بھی اینگلو انڈین صاحب کی واقفیت اور علمیت پر قربان کر دیا ورنہ آپ کا فرض تھا کہ اس غلط فہمی کو دور کرتے۔

اینگلو انڈین صاحب! اگر مسلمانوں کے مذہب میں کافروں کو مار ڈالنا حصول جنت کا ذریعہ ہوتا تو

ٹرانسوال کی لڑائی میں آپ آج نہ کہاں تے

... سالہ تجربہ ... اینگلو انڈین کو تو معلوم نہیں ہو گا ... وہ ایسی فاش غلطی نہ کرتا مسٹر نندی کو معلوم ہو گا کہ جب **سلطان ٹیپو** سے لڑائیاں ہو رہی تھیں اس وقت سلطان ٹیپو نے ٹرک سے مدد مانگی تھی وہ ایک ایسا اوسط درجہ موقع تھا کہ ٹرکی اپنا اقتدار اور اعتبار مسلمانان ہند کے دلوں میں قایم کر لیتا۔ مگر اس نے یہ کہکر صاف جواب دیدیا تھا کہ وہ برطانیہ کے ساتھ عہد دوستی رکھتا ہے اس سے کیا ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمان اپنے عہدوں کی کہاں تک پرواہ کرتے ہیں۔ مسلمانان ہند تاج برطانیہ کی وفادار رعایا ہے اور ان کا مذہب **مشابہ و محسن کی اطاعت** اپنیر فرض قرار دیتا ہے۔ اسلام ہرگز کافروں کو قتل کرنے یا ان کے قتل کو بہشت کی کلید قرار نہیں دیتا وہ تو صاف طور پر

لا اکراہ فی الدین

کہتا ہے۔ کاش اینگلو انڈین صاحب مسلمانوں کے مذہب سے واقف ہوتے تو آج وہ اس قسم کے دلخراش اور رنجیدہ الفاظ میں **مسلمانوں** کی نسبت وفاداری، چال چلن اور سب سے بڑھکر ان کے مذہب پر حملہ نہ کرتے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ایسی تحریروں کو محض لغو اور بیہودہ یقین کرتی ہے تاہم مناسب ہے کہ ایسے لکھنے والوں کو مناسب تنبیہ ہونی چاہئے تاکہ وہ ایسی غلط فہمیاں پھیلانے کی سعی نہ کریں۔

میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ادنے خادم ہونے کی حیثیت سے یہ ظاہر کر سکتا ہوں کہ مسلمانوں میں مذہبی حیثیت کے سرگرم اور مذہب کی اشاعت میں سب سے زیادہ حصہ لینے والا اور مذہب ہی کو ہر قسم کی فلاح کا ذریعہ قرار دینے والا یہی **فرقہ احمدیہ** ہے مگر ملکی خیالات پر نظر کرکے اور اپنے امام کی تعلیم اور ہدایتوں کو ملحوظ رکھکر جو وہ آئے دن کرتے رہتے ہیں میں بڑے زور اور دعوے سے کہ سکتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے چار لاکھ مریدوں سے ہر متنفس تاج برطانیہ کی وفاداری اور حمایت کے لئے سرفروشی کو ہمیشہ حاضر اور طیار رہے۔ اسلئے کہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی حمایت اور **نصرت کو**

اسلام کی حمایت اور نصرت یقین کرتا ہے

اور ایسا ہی میں دوسرے مسلمانوں کی نسبت **اسلام** کے رو سے یہ یقین رکھتا ہوں اور واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں کہ

وہ گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہیں

اور اینگلو انڈین صاحب نے محض ناواقفی اور کم فہمی سے مسلمانوں کی **وفاداری** پر حملہ کیا ہے جو انکو سراسر نامناسب تھا۔

مجھے یقین ہے کہ جناب **گورنمنٹ** ایسی تحریروں پر توجہ فرما کر اصلاح کرے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گورنمنٹ کے خلاف ایجیٹیشن پر

سرسری نظر

(ایک احمدی کی قلم سے)

فرمان باری تعالیٰ ہے۔ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۔ شہادت حقہ کو مت چھپاؤ۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اس کا دل ناپاک اور گنہگار ہے۔

قریباً تمام مذاہب اور فرقوں کا اور بالخصوص پاک اسلام کا یہ زرین اصول ہے کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا ناشکرگذار ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا ناقدردان اور ناشکرگذاری کا مرتکب ہوتا ہے۔ بنابریں میں ناچیز اعلان کے ذریعہ بطور شکرگذاری گورنمنٹ برطانیہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوا بعد خداتعالیٰ کی جناب سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ بہتوں کی بھلائی اور ہدایت کا موجب ہو۔ آمین

میرے اہل وطن ہندو۔ مسلمان۔ گبر۔ یہود۔ عیسائی اور سکھ صاحبان ایک نظر توجہ سے اسے پڑھ لیں

میں نہ ایک لاف زنی کے طریق سے بلکہ سچے دل اور بصیرت کے ساتھ اس پر ایمان رکھتا ہوں اور خوشامد اور لالچ سے الگ ہو کر اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ علیم و خبیر خدا نے اپنے رحم و کرم سے عین وقت پر ہماری بیکسی پر نظر فرمائی۔ کہ ایک تاریک اور بے امن زمانہ میں ہمیں سلف گورنمنٹ کی نااہلیت سے بے بہرہ دیکھ کر اپنی قدرت و ذرا از مسافت سے گورنمنٹ برطانیہ کو ہماری خبرگیری اور رہبر حکمرانی کے لئے بھیجا۔ جو نادان اس پر اعتراض کرتا ہے وہ درحقیقت خداتعالیٰ کے رحم سے بے بہرہ ہو کے ایک فعل برگزیدہ پر عیب گیری کرتا ہے۔ موجودہ ناجائز ایجیٹیشن کے بانیوں اور خصوصاً تاریخ کی ورق گردانی کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں کہ انگریزوں سے پہلے کیا بلحاظ آزادی مذاہب۔ کیا بلحاظ تمدن۔ کیا بلحاظ تعلیم۔ کیا بلحاظ تہذیب۔ کیا بلحاظ حکومت وغیرہ وغیرہ ہندوستان کی کیا حالت تھی۔ سلطنت انگریزی کے ہزارہا فوائد و برکات کا ذکر کرنا موجب طوالت چھوٹا منہ بڑی بات اور میری اس مختصر تحریر کی گنجائش سے باہر ہے۔ انگریزوں نے آکر پہلے یہ بڑا تصور کیا کہ مذاہب کو آزادی بخشی۔ سفر کے وسائل کو نہایت آسان کیا۔ ڈاکخانہ اور ٹیلیگراف سے ملک کو بے حد فائدہ پہنچایا۔ ڈاکوؤں رہزنوں سے ملک کو صاف کیا۔ تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے باب مسدود کا افتتاح کیا۔ انصاف اور بے حد انصاف کا جھنڈا بلند کیا۔ ظالم اور درندہ خصلت انسانوں کے ظلم سے عاجز مظلوم اور درماندوں کو رہائی دلائی۔ ستی اور غلام فروشی کا قلع قمع کیا۔ ہائے کیسی احسان فراموشی ہے۔ میں تو سچ کہتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ اگر ہندوستانیوں میں حق شناسی کا مادہ ہوتا۔ اور وہ حکمرانی کے اہل ہوتے تو آج انگریزی حکومت کا جوا ان کی گردن پر ہرگز نہ ہوتا۔

میرے بھائیو! پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل بنا لو پھر دعوے کرو تو شنوائی بھی ہو۔

سلیم الفطرت دل و دماغ لے کر سوچو اور ایمان سے کہو۔ اسوقت بھی ہندوستان میں اور اس کے باہر ہندو۔ مسلمانوں کی سلطنتیں موجود ہیں۔ کیا تم میں دعوے سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ وہاں انگریزی راج کا سا امن اور آزادی ہے اور فاتح اور مفتوح قوموں کے درمیان ایسا ہی انصاف اور ترازو کے دونوں پلڑے ایسے ہی مساوی موجود ہیں جیسا کہ آپ چاہتے ہیں؟ نہیں۔ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔

بس چاہیئے تو یہ تھا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجاتی اور وہ نمونہ پیش کر کے اراکین سلطنت انگریزی سے باادب اپنی قابلیت کا اظہار کیا جاتا۔ کہ ہم ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔ ہمیں یہ چاہیئے اور وہ چاہیئے

مگر میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کو توجہ دلا کر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے حقوق باقی ہیں۔ جن کے اہل ہونے پر ہمارے افعال و اقوال نے گواہی دی۔ اور پھر انگریزوں نے ہمیں نہیں دیئے۔ کیا کالجوں میں تعلیم پانے والوں اور امتحان پاس کرنے والوں کو انگریزوں کی طرح بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ ایل ایل ڈی۔ ... ایل وغیرہ وغیرہ کی ڈگریاں نہیں ملتیں۔ کیا مستحق لوگوں کو تحصیلداری۔ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری۔ انسپکٹری وغیرہ کے عہدے نہیں دیئے جاتے۔ کیا میڈیکل تعلیم یافتہ گروہ کو اسسٹنٹ سرجن جیسے قابل عزت عہدے نہیں دیئے جاتے۔ کیا وہ انچارج بنا کر خودمختارانہ عزت کی کرسیوں پر نہیں بٹھائے جاتے۔ کیا دیسیوں کو سول سروس میں شامل نہیں کیا جاتا۔ کیا ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ جج۔ ڈویژنل جج دیسی نہیں بنائے گئے۔ کیا موقعہ آنے پر چیف کورٹ اور ہائی کورٹ کی ممتاز ججی کی کرسیوں پر دیسیوں کو جگہ نہیں دی گئی۔ کیا ایک انگریز اور ایک دیسی کے مقدمہ میں (بشرطیکہ حق دیسی کی طرف ہو) نہ انگریزوں کو مقدمہ ہارتے * اور دیسی کے حق میں فیصلہ ہوتا وہ بھی ایک انگریز کی عدالت سے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا جرم ثابت ہونے پر انگریزوں کو سزائیں نہیں دی جاتیں۔ کیا انگریز نااہل ثابت ہونے پر بڑے بڑے جلیل القدر ممتاز عہدوں سے علیحدہ نہیں کئے جاتے۔ کیا ابھی لاہور میں رشوت ستانی کے مقدموں میں بعض انگریز بالکل ڈسمس نہیں کئے گئے۔ اگر یہ ساری باتیں درست ہیں تو کیا آپ اس حد تک بھی مساوات کسی ہندو یا مسلمان ریاست میں سوائے چند مستثنیات کے دکھا سکتے ہو۔

* تھوڑا عرصہ ہوا اور پنجاب کے ہزارہا تعلیم یافتہ اس بات پر گواہ ہیں کہ میرے آقا و مرشد امام و مہدی مسیح موعود حضرت میرزا **غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ پر ایک مشہور معزز پادری نے کپتان **ڈگلس** صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں اقدام قتل کا دعوے کیا تھا۔ لیکن خدا بھلا کرے اس دانشمند منصف مزاج انگریز کا جس نے حقیقت شناسی کی راہ سے معلوم کر لیا کہ مقدمہ جھوٹا ہے۔ اس لئے اس نے میرے آقائے نامدار کو (باوجود دعوے مسیحیت اور باوجود دعوے بطلان مذہب عیسویت) محض انصاف پروری کی راہ سے نہایت عزت کیساتھ بری کیا۔ اور اجازت دی کہ تم جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلانے کی غرض سے نالش کر سکتے ہو۔ پس ہم ادعا صاف مذکورہ بالا کوئی **نظیر تو پیش کرو**۔

بھائیو! میری نگاہ سے دیکھو تو یہ تمام رعایتیں بھی جو گورنمنٹ نے محض مہربانی سے ہمیں دی ہیں۔ محض خدا کا فضل ہے۔ ورنہ ہم ابھی اس لائق بھی نہیں ہیں۔ کہ ہمیں معمولی انصاف کی کرسی پر بھی جگہ دیجاوے۔ میں پنجاب کے بہت سارے دیسی جوڈیشل اور ایگزیکٹو افیسروں کی انصاف پسند طبیعتوں سے واقف ہوں۔ اگر غور سے دیکھو تو اُن میں سے بہت تھوڑے ایسے ہیں جنھوں نے اپنے وجود کو اپنے ابنائے وطن کے لئے خیر و برکت کا موجب ثابت کیا ہے۔ اور انصاف اور محض انصاف پر ثابت قدم رہنا اپنا شعار بنایا ہے۔ باقی بہت حصہ انصاف سے دور۔ متکبر۔ عیاش مزاج۔ اپنے غریب ابنائے وطن سے نفرت کرنیوالا۔ مقدمات میں اہل مقدمہ کی تکالیف کی مطلق پرواہ نہ کرنے والا ہے۔ بیسیوں نہیں صدہا مثالیں ایسی ہر وقت مل سکتی ہیں۔ کہ ایک مقدمہ کسی دیسی عدالت میں اگر مہینوں اور سالہا معرض التوا میں خراب ہوتا رہا ہے۔ اور جج صاحب کو کبھی سفارشوں اور کبھی لالچ نے **انصاف** پر قائم نہیں ہونے دیا۔ اور حسن اتفاق سے منصف صاحب کی تبدیلی یا کسی اور ذریعہ سے اگر وہی مقدمہ کسی انگریز کی عدالت میں چلا گیا۔ تو اہل مقدمہ کی خوش قسمتی سے ایک ہی دن میں فیصلہ پا گیا ہے۔ یہ میری من گھڑت باتیں نہیں ہیں۔ آپ میں سے صدہا کے ساتھ یہ سلوک ہو چکا ہے۔ علاوہ جگ بیتی کے مجھے بذات خود بھی ایک دفعہ ساری عمر میں ایک دیسی عدالت میں انصاف کے حاصل کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ حالانکہ وہ کوئی مقدمہ اور پیچیدہ معاملہ بھی نہ تھا۔ صرف نیلام سرکاری میں ایک مکان لے بیٹھا تھا۔ جس کی منظوری کے لئے ۳۰ دن مقرر ہیں تیس دن کی بجائے سال بھر تک اور سال بھر میں قریباً ۸۰ یا ۹۰ پیشیاں عدالت میں جانا پڑا۔ الامان! الامان! پنجابی کی ایک مثل مشہور ہے:۔

ایک بچہ اپنی ماں سے = اماں تیرے ہاتھ پہ گوڈے (نرم) ہیں ؎

ماں بچے سے = بچہ لگن تے جانیں ؎

وہی مثل ان حضرات کی ہے۔ میں مقدمہ مذکورہ بالا کے مفصل حالات تو ایک رسالہ کی صورت میں عنقریب شائع کروں گا۔ جس سے پبلک دیکھے گی کہ وہ ۸۰۔۹۰ پیشیوں میں کارروائی کیا ہوتی رہی ہے۔ ہاں اتنا عرض کئے بغیر میرا دل نہیں رہ سکتا۔ اور اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی انگریزی عدالت میں ہوتا تو صرف ایک اور زیادہ سے زیادہ دو چار پیشیوں سے ہرگز ہرگز نہ بڑھتا۔ اور قانون کے موافق ۳۰ دن کے اندر فیصلہ پاتا۔ علاوہ بریں میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ اہل مقدمات کو صدہا قسم کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اور ناگفتہ بہ حالت ہوتی ہے۔ **اور وہ سب کی سب ان دیسی بھائیوں کے ہاتھ سے پہنچتی ہیں اور بدنام سلطنت اور انگریز ہوتے ہیں**

زمینی شہادت میں تو قریباً آپ کے دل کسب کے سب مجھ سے امور متذکرہ بالا میں اتفاق کریں گے۔ میں آسمانی شہادت بھی پیش کر سکتا ہوں۔ یہ تمام قسم کی ملک پر وبائیں۔ **قحط۔ زلزلے۔ طاعون۔ وقت پر پانی نہ برسنا۔ بیوقت اولوں وغیرہ سے تباہی کا ہونا** وغیرہ یہ ساری باتیں بڑے زور سے شہادت دے رہی ہیں کہ دل سیاہ ہو گئے ہیں **اور کسی بڑی تبدیلی کی ضرورت ہے۔**

ہاں! ایک بات اور یاد آئی ہے۔ شاید آپ یہ کہیں گے کہ ہمیں انگریزوں کی طرح بندوقیں۔ کرچیں۔ پستول۔ تلوار۔ وغیرہ نہیں ملتے اصل میں ان سب باتوں کا جواب تو میں دے چکا ہوں۔ لیکن آپ کی بہتری اور عوام کو سمجھانے کے لئے تفصیلاً مکرر عرض کر دیتا ہوں ذرہ سوچئے کہ جو لیاقت و حیثیت ہتھیار کے استعمال کی انگریزوں میں موجود ہے۔ کیا وہ آپ میں بھی ہے؟ کیا انگریزوں کی طرح آپ بھی دور دراز ملک سے آکر غیر اقوام پر حکمرانی کرنے آئے ہیں؟ کیا انگریزوں کو جو خدشہ کسی وقت آپ سے ہو سکتا ہے وہ آپ کو بھی انگریزوں سے ہونے کا احتمال ہے؟ پس اگر آپ کے ہی مسلمہ اصول **الاحتیاط اشد من الدواء** پر کاربند ہو کر اگر انگریزوں کو عام طور پر بندوق رکھنے کا حق دیا گیا ہے۔ تو کونسی بیجا اور انوکھی بات سلطنت نے کی ہے۔ ہر سلطنت کا پہلا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے قیام اور استحکام کے لئے حسب خواہش انتظام کرے۔

کیا انگریزوں میں بھی کشت و خون آئے دن آپس میں اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ملک کے آئے دن کے واقعات سے ظاہر ہے پھر باوجود اس کے جن لوگوں نے گورنمنٹ کے نزدیک اعتبار قائم کیا ہے کیا اُن کو بندوق وغیرہ کے رکھنے کا لائسنس نہیں دیا گیا۔ اور ہمیشہ ایسے لوگوں کو نہیں دیا جاتا۔ جن پر گورنمنٹ اعتبار کر سکتی ہو۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کا یہ فعل بھی نہایت عاقلانہ۔ دوراندیشی سے پُر۔ اور بڑی تعریف کے قابل ہے۔ اور خدا نہ کرے کہ جب تک ہماری ملکی حالت پاکیزگی پر زمین و آسمان شہادت نہ دے اُٹھے۔ دیسیوں کو عام طور پر گورنمنٹ کی طرف سے بندوق وغیرہ کے رکھنے کا حق دیا جائے ؎

آپ کا یہ خیال کہ ہمیں سلف گورنمنٹ ملنی چاہیئے۔ یا ہندوستان ہندوستانیوں کے لئے ہو جائے تو یہ سارے انتظام ریل۔ سڑکیں۔ تار۔ ڈاکخانے وغیرہ ہم خود بنالیں گے۔ واقعات اسکے خلاف بڑے زور سے شہادت دینے کے لئے تیار موجود ہیں۔

میں اس پر بھی اپنے اہل وطن بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ غور فرمایئے اور خدارا سوچئے کہ عالی ظرف گورنمنٹ نے کیا بطور نمونہ ہمیں سلف گورنمنٹ میونسپلٹیوں کے رنگ میں عطا کر کے ہمارے حوصلے دیکھ نہیں لئے۔ کیا آپ اس بات پر مطمئن ہیں۔ کہ کل کی کل میونسپلٹیاں آپ کے حقوق واجبی ادا کر رہی ہیں؟ میں زور سے کہوں گا۔ کہ ہمیں خود اتنی لیاقت بھی نہیں کہ الکشن کے موقعہ پر ہم ایسے ممبر منتخب کر سکیں کہ جو در اصل اس کے اہل ہوں۔ اور اپنے ابنائے وطن کے حقوق کی نگرانی کر سکتے ہوں۔ سوائے بعض کے باقی سب خر گین کی بھرتی ہوتی ہے۔ جن کا کام دستخط بھی اور ہاں میں ہاں ملانا ہوتا ہے۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ حقوق کی نگرانی اور قائم مقامی کے فرائض کس جانور کا نام ہے۔ بارہا یہ واویلا اور شور مچایا گیا ہے۔ کہ ایریا کا بڑا اعلے انتظام ہوتا ہے۔ صفائی۔ روشنی اور چھڑکاؤ کا خوب انتظام ہے۔ اور دیسیوں کے رہنے کی جگہ شہر کی صفائی وغیرہ کی بُری اور گندی حالت رہتی ہے۔ آپ سوچکر اپنے دماغ سے ہی سوال کریں کہ کیا یہ برٹش گورنمنٹ کا قصور ہے یا اس چھوٹی سی قائمقام سلف گورنمنٹ اور ہماری لیاقتوں اور خود ہمارے ہی انتخاب کا نتیجہ ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ملک میں بعض میونسپلیاں

نہایت قابلیت سے اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور اسی طرح ہر جگہ سارے کے سارے ممبر نالائق اور جس کام کے نا اہل ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض بڑے بڑے لائق اور اعلےٰ انتظامی لیاقتوں سے پُر دماغ رکھنے والے بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر میرے بھائیو ایسے وجود بہت کم ہیں جبتک کسی مشین کے سارے پرزے درست نہ ہوں وہ ہرگز اپنا کام پورا کیا ادھورا بھی نہیں کر سکتی۔ بس سوچنے والوں کے لئے یہی کافی سبق ہے۔ اور ہماری انتظامی لیاقتوں کا کافی نمونہ ہے۔ جبکہ ہمیں اپنی صحت و تندرستی کے انتظام کی بھی لیاقت نہیں۔ شہر

گلیوں۔ محلوں۔ موریوں۔ گند۔ موت۔ روشنی و چھڑکاؤ کا انتظام بھی اگر ہم سے نہیں ہو سکتا تو اتنا بڑا دعویٰ **مساوات** میرے نزدیک اپنے وقت سے بہت پہلے اور "این خیال است و محال است و جنوں" سے کم نہیں ہے۔

ایک شکایت کبھی کبھی یہ بھی سُنی جاتی ہے

کہ ٹیکس کے لگانے میں ہم پر بیجا ظلم و تشدد کیا جاتا ہے۔ میرے بھائیو پھر میں وہی عرض کرونگا۔ کہ یہ سارا قصور ہمارا اپنا ہے۔ سلطنت بالکل اس سے بھی بری الذمہ ہے ٹیکس کے متعلق تشخیص کنندہ جماعت کُل کی کُل ویسی اور تمہارے ہی بھائی ہیں۔ میں ہرگز ہرگز نہیں کہتا کہ وہ سب کے سب ظالم اور بیجا کام ہی کرنے والے ہیں۔ میں صرف یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ اگر تمہاری یہ شکایت درست ہے تو یہ قصور بھی ہمارا اپنا ہے نہ کہ سلطنت کا۔ گورنمنٹ نے تو جس ضرورت ملکی کے وقت انکم ٹیکس ہندوستان میں جاری کیا تھا اور جوں جوں ان ضرورتوں میں کمی محسوس ہوگی۔ گورنمنٹ بخوشی اسے ہلکا یا بالکل اُڑا دینے کے لئے تیار ہوگی۔ جیسا کہ حال میں ۵۰۰ روپیہ کی آمدنی والوں کو ٹکس سے سبکدوش کرنے سے گورنمنٹ کی نیت نیک کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ یاد رکھو گورنمنٹ کی منشاء ہندوستان پر حکومت کرنے کی ہے نہ اُسے برباد کرنے کی۔ اگر رعیت تباہ و خستہ حال ہوگی تو یہ خود سلطنت کے زوال کا باعث ہے۔ سلطنت کا استحکام اور خوشحالی اُسی صورت میں ہے کہ رعایا خوشحال رہے۔ نہیں لیکن تکلیف نہیں بلکہ غور سے دیکھو گے تو کسی نہ کسی طرح اس کی تہ میں ویسی صنعت ہی کام کرتی نظر آئے گی۔

ہاں یہ بالکل درست ہے کہ گورنمنٹ کو غیب کا علم نہیں ہوتا کہ وہ تمہاری حالت سے ہمیشہ صحیح علم ہی رکھتی ہو۔ گورنمنٹ کے کان تک پہنچانے والے اور تمہاری حالت سے آگاہ کرنے والے بھی سب ہمارے ویسی بھائی ہوتے ہیں۔ صحیح پہنچائیں یا خوشامدانہ طرز سے غلط پہنچائیں تو اس لئے جب تمہیں کسی شکایت کے متعلق جائز عرض کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ کرو اور ضرور کرو۔ لیکن شاہی آداب اور اپنی حیثیت کو ملحوظ رکھا کرو۔ اپنے جامہ سے باہر مت ہو جاؤ۔ کہ اس کا نتیجہ کبھی نیک نہ ہوگا۔ خواہ مخواہ بدظنی پیدا ہوگی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ گورنمنٹ کو ہندوستان میں فوجی اخراجات زیادہ کرنے ہونگے۔ جس کا خرچ آخر ہندوستان کو ہی دینا ہوگا۔ اور وہ تمہاری ہی جیبوں سے وصول کیا جاویگا۔ پس غور کرو اور تدبر سے کام لو۔

بھائیو! گورنمنٹ عالیہ میونسپلٹیوں کا وجود مہیا کر کے بڑے درجہ تک بری الذمہ اور سبکدوش ہو چکی ہے۔

اب تمہارے انتظام کا بڑا حصہ تمہارے اپنے ہی ہاتھ میں ہے۔ میونسپلٹی کی مشین کے پرزے بڑے زبردست تیار کرو۔ انتخاب کے موقع پر ہمت جرأت اور استقلال سے کام لیکر منت و خوشامد ایسے آدمیوں کو تلاش کر کے قائم مقام بناؤ جو اس کے اہل ہوں۔ سست بیچینوں۔ خوشامدیوں کو محض دولتمندی کو ذریعہ اہلیت سمجھکر اُن کے حق میں ووٹ نہ دیا کرو۔ تعلیم اور اعلےٰ تعلیم حاصل کرو۔ اپنی قابلیت کے جوہر دکھاؤ۔ لیجسلیٹو کونسلوں۔ وائسریگل کونسلوں میں تمہارے قائم مقام لینے کے لئے گورنمنٹ کو نہ کبھی پس و پیش ہوا اور نہ ہوگا۔

ہر ایک قسم کے باغیانہ خیالات کو دل سے نکال دو۔ بائیکاٹ کا ولولہ دماغوں سے الگ کر دو۔ تمام فضول اور بیہودہ ایجیٹیشنوں کو مٹا دو۔ یہ ہمارے ملک کے لئے زہریلے مواد پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ ہر وقت امن کی حمایت کرو۔ ملک میں بڑی بدامنی کے آثار ہیں۔ توبہ کرو اور سچے دل سے خدا کی دی ہوئی گورنمنٹ کے شکر گذار بنے رہو۔ جو کچھ کہ ناکردنی و ناگفتنی حالات تم سے گذشتہ دنوں میں ظاہر ہو چکے ہیں ان کے لئے گورنمنٹ سے بہت معافیاں مانگو۔ اور اپنے ناخوش بھائیوں کو مطلق گورنمنٹ کے رحم پر چھوڑ دو۔ یہ گورنمنٹ سایہ رحمت الٰہی ہے اس کی قدر کرو۔ وہ کبھی جبر و تشدد کو اپنی رعایا کے لئے روا نہیں رکھتی۔ جو کچھ کیا ہے مجبوری کیا ہے۔ کیونکہ وہ ملک میں امن اور انتظام برقرار رکھنے کی ذمہ دار ہے۔

پھر مکرر عرض کرتا ہوں کہ اگر تمکو اپنے ناخوش بھائیوں سے سچی اور دلی ہمدردی ہے تو اس کا اظہار بیجا اور موجودہ ایجیٹیشن سے مت کرو۔ بلکہ اپنی حالتیں ایسی بناؤ۔ کہ زمین و آسمان کو تم پر رحم آجائے۔ پھر رحم مجسم عادل گورنمنٹ جس طرح تم سے پیش آئیگی۔ وہ تم خود دیکھ لوگے۔

رموز مملکت ملک خسرواں دانند

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔ راقم پبلک کا سچا خیر خواہ اور گورنمنٹ کا جانثار۔ حکیم محمد حسین قریشی احمدی۔ مالک کارخانہ رفیق الصحت چوک بیرانہ ڈاک۔ لاہور۔ ۱۱ مئی ۱۹۰۷ء

خریداران حقیقۃ الوحی

مطلع رہیں کہ کتاب مذکور ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہو گئی ہے قیمت کتاب کی بوجہ بڑھجانے حجم اور دیگر مصارف کے بیجلد اور مجلد رکھی گئی ہے۔ یہ کتاب کسی اور شخص کے روپیہ سے طبع کرائی گئی ہے لہذا اصل مالک کتاب کا وہی شخص ہے قیمت میں کمی یا رعایت کرنا اسی شخص کا حق ہے حضرت اقدس کا اس میں دخل نہیں ہے جن خریداران نے پہلے درخواستیں بخیال کمی قیمت دو دو چار چار نسخوں کی بھیجی ہیں وہ اپنی استطاعت کا اندازہ لگا کر دوبارہ اطلاع دیں کہ کتنی جلدیں اُن کو بذریعہ وی پی بھیجی جاہئیں سابقہ درخواستوں میں سے (بجز اُن اصحاب کے جنکو قیمت کی ادا کرنے میں دقت پیش آنے کا خطرہ نہ معلوم ہوگا) صرف ایک ایک جلد مجلد بذریعہ وی پی ارسال ہوگی بعد میں اگر وہ اطلاع دینگے تو خوشی سے تعمیل کیجاویگی یہ صرف بلحاظ سہولت خریداران لکھا گیا ہے تاکہ کسی کو اسقدر قیمت سے تکلیف نہ ہو۔ الراقم

مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود از قادیان

(نوٹ) درخواستوں کی تعمیل بجز وی پی اور کسی طرح نہ ہو سکے گی۔

ایکٹ آبادی اراضیات سرکاری

گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پاس شدہ بغرض اشاعت دفتر الحکم میں پہنچا ہے۔ - ایڈیٹر-

پنجاب گورنمنٹ

صیغہ وضع آئین و قوانین

مسودہ قانون نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۶ء

مسودہ جیسے کہ کونسل میں منظور ہوا

مسودہ قانون بدیں غرض کہ پنجاب میں سرکاری اراضیات کی آبادی اور انتظام کی بہتر تجویز کی جائے۔

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ پنجاب میں سرکاری اراضیات کی آبادی اور انتظام کی بہتر تجویز کی جائے - لہٰذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:-

نام و حد نفاذ۔ **دفعہ ۱**- (۱) جائز ہے کہ اس ایکٹ کو ایکٹ آبادی اراضیات سرکاری (پنجاب) ۱۹۰۷ء کے نام سے موسوم کیا جائے۔

(۲) یہ پنجاب سے متعلق ہے۔

تنسیخ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۳ء۔ **دفعہ ۲**- ایکٹ مزارعان سرکاری (پنجاب) مصدرہ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء بذریعہ تحریر ہذا منسوخ کیا جاتا ہے۔

تعریفات۔ **دفعہ ۳**- اس ایکٹ میں اگر مضمون یا سیاق عبارت سے کوئی امر متناقض نہ پایا جائے تو-

لفظ "کلکٹر" سے ضلع کا کلکٹر مراد ہے جیسے کہ اس کی تشریح ایکٹ مالگذاری زمین پنجاب سنہ ۱۸۸۷ء میں کی گئی ہے اور اس لفظ کی تعریف میں داخل ہے - (۱) ہر ایسا افسر جس کو لوکل گورنمنٹ ایکٹ ہذا کے بموجب کلکٹر کے تمام یا کوئی فرائض انجام دینے اور تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے کے لئے مقرر کرے اور (۲) ہر ایسا افسر نوآبادی یا اسسٹنٹ افسر نوآبادی جو ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے اپنے عہدہ پر مقرر کیا گیا ہو خواہ وہ افسر ڈپٹی کمشنر کے تمام یا کوئی فرائض زیر ایکٹ منسوخ شدہ انجام دینے کے لئے بذریعہ اشتہار مقرر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو-

لفظ "کمشنر" میں ہر ایسا افسر داخل ہے جس کو لوکل گورنمنٹ زیر ایکٹ ہذا کمشنر کے تمام یا کوئی فرائض انجام دینے یا اس کے تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے کے لئے مقرر کرے-

لفظ "نوآبادی" سے ایسا رقبہ مراد ہے جس پر ایکٹ ہذا زیر احکام لوکل گورنمنٹ اطلاق پذیر ہو سکے اور تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ دیگر نہج پر ہدایت نہ کرے ایسا رقبہ مراد ہے جس سے ایکٹ مزارعان سرکار پنجاب ۳ سنہ ۱۸۹۳ء اطلاق پذیر کیا گیا-

لفظ "مجوزہ" سے یہ مراد ہے کہ جیسا کہ لوکل گورنمنٹ سے زیر ایکٹ ہذا یا زیر ایکٹ منسوخ شدہ بذریعہ ایکٹ ہذا منتظم کی گیا-

لفظ "مزارعہ" سے ہر ایسا شخص مراد ہے جو کسی نوآبادی میں بطور مزارعہ ایکٹ ہذا کے احکام اور قواعد و شرائط مجوزہ زیر ایکٹ ہذا کے مطابق زمین پر قابض ہو اور ہر مزارعہ کے متقدمین اور قائمقامان ذی حقیقت بھی اس لفظ میں داخل ہیں-

ایکٹ کا اطلاق۔ **دفعہ ۴**- لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ سرکاری گزٹ میں اشتہار دیکر اس ایکٹ کے احکام کا اطلاق کسی ایسے قطعہ زمین پر کرے جو ملکیت سرکار ہو اور تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ دیگر نہج پر ہدایت نہ کرے ایکٹ ہذا کے احکام اس قطعہ سے اطلاق پذیر متصور ہونگے جس سے ایکٹ مزارعان سرکار (پنجاب) ۳ سنہ ۱۸۹۳ء کے احکام اطلاق پذیر کئے گئے-

شرائط کی فردوں کا اجرا۔ **دفعہ ۵**- (۱) لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ ان شرائط کی فردیں جاری کرے جن پر وہ کسی نوآبادی میں ان اشخاص کو زمین عطا کرنے پر تیار ہو جو ان زمینوں کے مزارعہ بننے یا ان میں حق ملکیت حاصل کرنے کے خواہاں ہوں-

(۲) جائز ہوگا کہ ان فردوں میں منجملہ دیگر امور کے یہ احکام درج کئے جاویں کہ مزارعہ بعض شرائط کو پورا کرنے پر حق دخیلکاری یا حق مالکانہ خواہ بذریعہ خرید یا دیگر نہج پر حاصل کر سکتا ہے-

(۳) جو حق دخیلکاری یا حق مالکانہ کوئی مزارعہ حاصل کرے وہ ان تمام حدود و پابندیوں کے تابع ہوگا جو شرائط کی اس فرد میں مندرج ہوں جو اس سے اطلاق پذیر ہو اور جو دفعہ ہذا کے احکام کے بموجب جاری کی گئی ہو-

(۴) دفعہ ہذا میں کسی عبارت کے ایسے معنے نہیں لئے جاوینگے جن سے لوکل گورنمنٹ کا یہ اختیار محدود سمجھا جاوے کہ ماتحتی دفعہ (۱) کے بموجب کوئی فرد شرائط جاری کرنے کے بغیر کسی نوآبادی میں کسی شخص کو ایسی شرائط پر جن کو وہ مناسب سمجھے زمین عطا کرے-

رجسٹرہائے تجویز شدہ زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء میں اندراجات کے معنے۔ **دفعہ ۶**- کسی فرد شرائط مجوزہ پیشتر از نفاذ ایکٹ ہذا میں جب کسی رجسٹر مجوزہ زیر ایکٹ منسوخ شدہ کا حوالہ درج ہو تو جہاں تک ممکن ہو سکے اس کے اس طرح پر معنے لینے لازم ہونگے کہ گویا وہ کسی مثل حقیقت یا سالانہ کاغذات میں کسی اندراج کا حوالہ ہے-

کلکٹر کے اختیارات دربارہ عطائے زمین۔ **دفعہ ۷**- صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ بپابندی ایسی عام یا خاص ہدایات کے جو اس کو صاحب فنانشل کمشنر سے ملیں کسی شخص کو زمین عطا کرے اور بذریعہ حکم تحریری یہ ظاہر کرے کہ کونسی فرد شرائط اس عطیہ پر اطلاق پذیر ہوگی اور شخص مذکور کو زمین عطا شدہ کا قبضہ لینے کی اجازت دے اور بعد وہ عطیہ ان شرائط کے تابع متصور ہوگا جو اس سے اطلاق پذیر کی گئی ہیں- کوئی ایسا شخص مزارعہ متصور نہ ہوگا اور نہ اس زمین میں جو اس کے حصہ میں آئی اس کا کوئی حق یا حقیقت متصور ہوگی تاوقتیکہ ایسا حکم تحریری صادر نہ کیا جاوے اور وہ صاحب کلکٹر کی اجازت سے قبضہ حاصل نہ کرلے-

حیثیت مزارعان جو اب تک زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۳ء ہیں۔ دفعہ ۸-

ہر ایسے شخص کی نسبت جو کسی نسبت ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے گورنمنٹ کی طرف سے اُس زمین کا مزارعہ بحیثیت ... سے ایکٹ مزارعان سرکاری (پنجاب) ۱۸۹۳ء متعلق تھا یا بموجب کسی سابقہ معاہدہ کے یا کسی ایسے امر کے جو ایکٹ دخل رعیتانہ پنجاب ۱۸۹۳ء میں یا کسی دیگر ایکٹ نافذ الوقت میں درج ہو یہ تصور کرنا لازم ہوگا کہ اُس نے اُن شرائط کو منظور کر لیا ہے اور اُنہیں کے مطابق اراضیات پر جن کا وہ مزارعہ تھا قابض ہے جو ابتداء اُس کے کھاتہ رعیتانہ سے متعلق کی گئیں اور جن کی توسیع اُس حد تک کی گئی جس کا کہ آگے واضح طور پر ایکٹ ہذا میں ذکر کیا جائیگا۔

بیع بذریعہ نیلام کی شرائط کے فردوں کا جاری کرنا

دفعہ ۹ — صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ لوکل گورنمنٹ کی ... منظوری حاصل کر کے اُن شرائط کی فرد جاری کرے جن پر گورنمنٹ کسی نوآبادی میں زمین بذریعہ نیلام فروخت کرنے پر راضی ہو۔

خریدار نیلام پورا زر ثمن ادا کرنے تک مزارعہ سمجھا جائیگا

دفعہ ۱۰ — لازم ہے کہ ایسی زمین کے خریدار نیلام کو بموجب الحکم صاحب کلکٹر زمین پر قابض ہو ... زمین مذکور کا مزارعہ تصور کیا جائے جب تک کہ کل زر ثمن معہ سود کے جو اُس کے ذمہ واجب الادا ہو ادا نہ کیا جاوے اور دیگر شرائط مندرجہ فرد جاری شدہ زیر دفعہ ۹ پوری نہ کی جائیں۔

حق ملکیت بعض حدود کے تابع ہوگا

دفعہ ۱۱ — جو حق ملکیت زمین اُس طریق پر حاصل کیا جائے جس کی تشریح دفعہ ... کی گئی ہے ... ان ... اور پابندیوں کے تابع ہوگا جو اُس ... لوح کی گئیں ہوں جو دفعہ ۹ کے احکام کے بموجب جاری کیا گیا ہو۔

مزارعہ کا غلط اطلاع دینا

دفعہ ۱۲ — اگر کوئی شخص ... ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد کسی نوآبادی میں بطور مزارعہ کسی زمین پر قابض کرایا گیا ہو گورنمنٹ کے کسی افسر کو اپنی قابلیت کی نسبت غلط اطلاع دے یا یہ امر واقعہ ظاہر کرنے سے قاصر رہے کہ اُس سے زیر دفعہ ۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری نیک چلنی کی ضمانت لی گئی ہے یا کہ اُس کو ایک سال یا زیادہ میعاد کی قید کی سزا دی گئی ہے تو یہ تصور کیا جاویگا کہ اُس نے اپنے مزارعہ بننے کے متعلق شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس دفعہ کا اطلاق اُن اشخاص پر نہ ہوگا جو تین سال سے زیادہ عرصہ تک بحیثیت مزارعہ قابض رہے ہوں اور نہ یہ دفعہ کسی ایسے شخص سے متعلق ہوگی جس نے حق ملکیت حاصل کر لیا ہو۔

تبادلات

دفعہ ۱۳ — بپابندی احکام جو صاحب فنانشل کمشنر سے موصول ہوں صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ کسی مزارعہ یا مالک کو اجازت دے کہ وہ اپنی زمین یا اُس میں اپنے حق کو کل یا جزو کسی دوسری زمین سے نوآبادی میں تبادلہ کر لے اور جو زمین تبادلہ میں لی جائے اُس کا قبضہ اُس صورت میں جبکہ کوئی خاص شرط کلکٹر نے اس کے برخلاف تحریری طور پر تجویز نہ کی ہو اُنہی شرائط و قیود کے تابع متصور ہوگا جن کا

تابع وہ زمین تھی جو تبادلہ میں دی گئی۔

حیثیت مزارعان سرکار اُس قطعہ زمین میں جس میں اس ایکٹ کی توسیع کیجائے

دفعہ ۱۴ — اگر اشتہار زیر دفعہ ۲ جاری کرنے کے وقت کوئی شخص کسی سرکاری زمین پر اس رقبہ کے کسی حصہ میں جس کی نسبت اشتہار مذکور میں کیجائے گورنمنٹ کی طرف سے کسی ایسے پٹہ کی رو سے قابض ہو جو ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۹۳ء اور ایکٹ ہذا کے علاوہ کسی دیگر ... عطا کیا گیا ہو تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ کسی وقت شخص مذکور کو یہ ہدایت کرے کہ وہ اُس زمین کو چھوڑ دے اور اُس معاوضہ کو قبول کرے جو صاحب کلکٹر عطا کرے :—

(الف) بابت اُس منافع کے جو اُس کو بحیثیت ایسا مزارعہ ہونے کے پٹہ کی باقی میعاد میں حاصل ہوتا — اور

(ب) بابت اُن جملہ ترقیات کے جو اُس نے پٹہ چھوڑنے کے حکم کے اجراء سے پیشتر کی ہوں —

اور علاوہ اس کے رقم عطا شدہ کا ۱۵ فی صدی —

یہ معاوضہ زر نقد میں ادا کیا جائیگا یا مزارعہ کی رضامندی سے اُس کے معاوضہ میں کسی دوسری زمین میں پہلے حقوق رعیتانہ دئیے جاوینگے — ہر ایک زمین جس کی نسبت پٹہ چھوڑنے کے عوض کسی نوآبادی میں حقوق رعیتانہ دئیے جائیں وہ اُس قدر ... کے تابع ہوگی جو کہ صاحب کلکٹر تجویز کریگا اور یہ زمین ... واجب الادا کی رقم سے کہ قیمت کا ہوگی —

مگر شرط یہ ہے کہ اگر مزارعہ زر نقد یا دیگر زمین جو اُسے بطور معاوضہ مندرجہ بالا دیجائے لینے پر راضی نہ ہو تو اُس کو جائز ہوگا کہ صاحب کلکٹر کے حکم متضمن عطیہ زر نقد یا زمین کی اطلاع پانے کے بعد چھ ہفتہ کے اندر صاحب کلکٹر کو تحریری درخواست دیکر یہ دعویٰ کرے کہ جس زمین پر اُس کا قبضہ ہے اُس کو دفعہ ہذا کے بموجب حاصل کرنے کی بجائے ایکٹ حصول اراضی کے احکام کے بموجب حاصل کیا جاوے —

حقوق مزارعہ قرق یا فروخت نہیں ہونگے

دفعہ ۱۵ — جو حقوق یا مراعات کسی مزارعہ کو گورنمنٹ سے ایسی زمین کی بابت حاصل ہوں جس سے ایکٹ ہذا متعلق ہو اُن میں سے کوئی بھی کسی عدالت کے حکم یا ڈگری کے اجراء پر یا کسی دیوالیہ کی کارروائی میں قرق یا فروخت نہیں ہوگا —

انتقالات حقوق کالعدم تصور ہونگے

دفعہ ۱۶ — اُن حقوق یا مراعات میں سے جو کسی مزارعہ کو زیر ایکٹ ۳ ۱۸۹۳ء یا زیر ایکٹ ہذا حاصل ہوں کوئی بھی بغیر تحریری منظوری صاحب فنانشل کمشنر یا ایسے افسر کے جس کو صاحب فنانشل کمشنر بذریعہ حکم تحریری اس بارہ میں اختیار دیں بذریعہ بیع یا تبادلہ یا ہبہ یا وصیت یا رہن یا دیگر معاہدہ بیع انتقال نہیں کیا جاسکیگا اور نہ اُس پر کفایت ڈالی جاسکے گی — ماسوائے شکمی پٹہ کے جس کی میعاد ایسے مزارعہ کی صورت میں جسکے حقوق دخیلکاری یا مالکانہ حاصل نہ کئے ہوں ایک

130

سال ہوا اور ایسے مزارعہ کی صورت میں جس نے حقوق دخیلکاری حاصل کئے ہوں سات سال سے زیادہ نہ۔ بغیر پیشی منظوری مذکورہ بالا حاصل کرنے کے بغیر جو انتقال کیا جائیگا یا کفالت ڈالی جائے گی وہ کالعدم تصور ہوگی اور اگر (ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد) منتقل الیہ قبضہ حاصل کر لے تو صاحب کلکٹر کے حکم سے اُس کو بیدخل کیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ شکمی پٹہ پر دینے کے اُس اختیار کے رو سے جو از روئے دفعہ ہذا عطا کیا گیا ہے کوئی مزارعہ اُس شرط سے بری نہیں ہوگا جسکے رو سے اُس کے لئے اُس محال میں رہنا واجب ہے جس میں اُس کا کھاتہ ریہتانہ واقعہ ہو۔

نیز شرط یہ ہے کہ ایکٹ ہذا کے شروع نفاذ کے وقت جو مزارعہ بن چکے ہوں اُن کے لئے دفعہ ہذا کے رو سے شکمی پٹہ پر دینے کے اختیار پر کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ڈالی جاویگی جو ایکٹ ۳ ۱۸۹۳ء کی دفعہ ۸ میں درج نہیں ہے یا اُن شرائط کی فرد میں مذکور نہیں ہے جو مزارعہ مذکور کی زمین سے اطلاق پذیر ہے۔

مادہ اسپان۔ شتران یا اُن کی بچھڑے جو مجوزہ شرائط کے بموجب رکھے گئے ہوں قرق یا فروخت نہیں کئے جائینگے

دفعہ ۱۷۔ کسی مجوزہ فرد شرائط کے مطابق جو مادہ اسپ یا شتر رکھا جاوے وہ اور اُسکے بچے اگر تین سال سے کم عمر کے ہوں تو کسی ڈگری کے اجرائے پر قرق یا فروخت نہیں ہوسکینگے۔

الفاظ "وارثان وقانونی قائم مقامان" کے معنے

دفعہ ۱۸۔ جملہ شرائط کی افراد میں جو زیر دفعہ ۵۔ ایکٹ ہذا جاری ہوں الفاظ "وارثان" "وقانونی قائم مقامان" سے مراد مزارعہ کے صرف وارثان صلبی اور اگر وہ بغیر اولاد نرینہ مر جائے تو اُس کی بیوہ ہونگے۔

وراثت مزارعان

دفعہ ۱۹۔ ایکٹ ہذا کے نفاذ کے بعد جو زمین عطا کیجائے اُس کی صورت میں:۔

(۱) جب مزارعہ حق دخیلکاری حاصل کرنے کے بغیر مر جائے تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اگر وہ بلحاظ حالات ایسا حکم منصفانہ تصور کرے تو یہ ہدایت کرے کہ زمین واپس آجائیگی اور تمام حقوق جو مزارعہ کو دئے گئے ہوں زائل ہو جائینگے۔

(۲) جب مزارعہ حق دخیلکاری حاصل کرنے کے بعد فوت ہو جائے اور شرائط میں یہ درج نہ ہو کہ سب سے بڑے بیٹے کو وراثت پہنچنے کا قاعدہ اطلاق پذیر ہوگا یا وراثت کسی ایک منتخب وارث یا زیادہ وارثان کو پہنچیگی تو اُس صورت میں وراثت حسب ذیل پہنچیگی:۔

(الف) نرینہ صلبی اولاد کو (اگر کوئی ہو) نرینہ نسل میں سے۔ اور

(ب) اگر ایسی اولاد نہ ہو تو متوفی کی بیوہ کو (اگر کوئی ہو) تاوقتیکہ وہ مر نہ جائے یا دوسری شادی نہ کر لے یا زمین ترک نہ کر دے یا تمام یا بعض شرائط متعلقہ حقوق مزارعہ متوفی کے بموجب زمین سے بیدخل نہ کیجائے۔ اور

(ج) اگر ایسی اولاد اور بیوہ نہ ہو یا اگر مزارعہ متوفی بیوہ چھوڑ گیا ہو تو جب اُس کا حق زیر فقرہ (ب) بیدخلی کے سوائے دیگر نہج پر ختم ہو جائے تو اُس وقت مزارعہ متوفی اور اُس کے رشتہ داران یکجدی کے مورث اعلیٰ سے نرینہ سلسلہ میں نرینہ رشتہ داران مذکور کو۔

مگر فقرہ (ج) کے متعلق شرط یہ ہے کہ مورث اعلیٰ زمین پر قابض رہا ہو۔

(۳) صلبی اولاد اور رشتہ داران یکجدی کے درمیان جو دفعہ ہذا کے فقرہ (۲) کے بموجب دعویٰ کریں وراثت بہ تبعیت احکام فقرہ مذکور اس طرح پر پہنچیگی گویا کہ وہ ایسی اراضیات میں جو متوفی کی ملکیت نہیں۔

(۴) اگر مزارعہ متوفی کوئی ایسے وارث نہ چھوڑ کر مرے جن کا ذکر دفعہ ہذا کے فقرہ (۲) میں کیا گیا ہے اور جن کو فقرہ مذکور کے بموجب کھاتہ رعیتانہ پہنچتا ہو تو متوفی کی زمین گورنمنٹ کے پاس واپس آجائیگی اور تمام حقوق جو مزارعہ متوفی کو تفویض کئے گئے تھے وہ زائل ہو جائینگے۔

سکنی زمینیں

دفعہ ۲۰۔ (۱) صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا کہ اُن اشخاص کی رہائش کے لئے سکنی زمین عطا کرے جنہوں نے بطور مزارعان یا مالکان کلکٹر کی منظوری سے زمین کا قبضہ حاصل کیا ہو۔

(۲) جب کوئی مالک جو اپنی زمین منتقل کرنے کا مقدار ہے اُسکا کلاً یا جزواً جائز انتقال کرے تو صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا کہ اگر گنجائش ہو تو سکنی زمین منتقل الیہ کو رہائش کے لئے عطا کرے۔

(۳) وہ اراضی جو اُس سکنی زمین میں شامل ہو جو زیر ضمن (۱) یا ضمن (۲) مندرجہ بالا عطا کی جائے خواہ وہ کسی قریہ، بستی یا قصبہ کی حدود کے اندر یا باہر واقع ہو۔ باوجود ہر امر کے جو ایکٹ معینہ ہند نمبر ۵ ۱۸۷۱ء میں مندرج ہو گورنمنٹ کی ملکیت تصور ہوتی رہے گی۔

سکنی زمین اور مزارعہ رہنے کی حالت میں مفت قبضہ رکھا جائیگا

دفعہ ۲۱۔ ہر شخص کا جسکو زیر دفعہ ۲۰ زمین سکنی دیجائے۔ یہ حق ہوگا کہ اُس زمین سکنی پر جو اُس کو دی گئی ہے بغیر کرایہ دینے کے قبضہ رکھے جب تک کہ وہ مزارعہ یا مالک اُس زمین کا رہے جس کی بابت زمین سکنی اُس کو دی گئی۔

(۲) جب وہ شخص اُس زمین کا مزارعہ یا مالک نہ رہے صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اُس شخص کو اُس عمارت کا جو اُس نے اُس زمین پر بنائی ہو مصالحہ اُٹھانے اور اُس کو صرف میں لانے کے لئے معقول مہلت دیکر اُس زمین پر بیدخل کرلے اور اُس کا قبضہ کسی قسم کا معاوضہ ادا کرنے کے بغیر واپس لے لے۔

(۳) جب شخص مذکور نے اپنی اراضی کے ایک حصہ کا جائز انتقال کیا ہو تو صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ اُس زمین سکنی کا ایک مناسب حصہ واپس کر لے جو کہ اُس شخص کو بلحاظ قبضہ کل اراضی دیا گیا ہو۔ ضابطہ مندرجہ ضمنی دفعہ (۲) ایسی صورتوں پر اطلاق پذیر ہوگا۔

دیگر اشخاص کو سکنی زمین عطا کرنا

دفعہ ۲۲۔ صاحب کلکٹر مجاز ہوگا کہ دیہات بستی ہائے یا قصبہ جات میں علاوہ اُن لوگوں کے جنکو زیر دفعہ ۲۰ سکنی زمین دیگئی ہو۔ دیگر اشخاص کو آبادی یا تجارت یا دیگر اغراض کیلئے ایسی شرح ہائے متعلقہ بیع یا ادائیگی کرایہ تہ زمینی یا ہر دو پر اور ایسی شرائط پر سکنی زمین عطا کرے جو لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً تجویز کرے۔

مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ ہذا کا اطلاق اُس زمین سکنی پر بھی ہوگا جو مزارعان اور مالکان کو [illegible] کی واجبی ضرورت سے زیادہ دیجائے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چو گو یم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دوا ہمیں شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱ — سے صہ/
۲ — ہ/ سے عہ/
۳ — ہندوستان سے باہر سے لعہ
۴ — غیر مذاہب والوں سے ۱۲/ سے
۵ — اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپیہ سے کم آمدنی والے
لوگوں سے ۱۲/ سے

نمبر ۲۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

اخراجات لنگر

احباب بجلد توجہ کریں

آج دنیا بھر میں سب سے بڑھکر رضائے الٰہی کے راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق جس جماعت کو دیگئی ہے وہ یہی **احمدی** جماعت ہے جس کے اندر خدا کا رسول موجود ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک وحی قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے نبیوں کے سردار ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی وہی وحی آج پھر ظلی طور پر اس کے ظل اور نائب مسیح موعود پر نازل ہوئی ہے کہ لوگوں کو خوشخبری دو کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری متابعت اختیار کرو۔ خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس آواز کو سنا۔ اور مانا۔ اور اس کے مطابق عملدرآمد کیا۔ خدا کا فضل زیادہ سے زیادہ ان پر ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جسقدر اخراجات صدر انجمن احمدیہ نے اس جماعت احمدیہ کے چندوں کی آمد پر اٹھائے ہیں اور اٹھا رہی ہے وہ اس امر کے لئے کافی شہادت ہے کہ یہ تحریک اور سلسلہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے جس کے فرشتے سعید لوگوں کے دلوں میں اسکی تائید کا جوش ڈال رہے ہیں۔ چند دن ہوئے کہ مسجد مبارک کی توسیع کے واسطے تحریک کی گئی تھی تو اس کا نتیجہ جو ہوا اسکی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ خود قادیان کے احمدیوں نے جو اکثر غریب اور قلیل آمدنیوں والے مہاجر ہیں۔ قریب

ان سو سے زاید روپیہ جمع کر دیا ہے اور ہنوز ہو رہا ہے یہی حال ہر مد کا ہے لیکن اسوقت جس مد کیطرف میں خصوصیت سے احباب کو توجہ دلاتا ہوں وہ ایک ایسی مد ہے جس کے واسطے دوسری مدات مثلاً مدرسہ مقبرہ میگزین وغیرہ مدات کیطرح کوئی خاص آدمی مامور نہیں۔ کہ لوگوں سے مانگے سوائے اس مامور کے جسکی عادت نہیں کہ لوگوں سے مانگا کرے یعنی مد لنگر خانہ جو خود حضرت مسیح موعود کے زیر انتظام ہے اور جس کے اخراجات بسبب کثرت آمد و رفت مہمانان دن بدن بہت بڑھتے جاتے ہیں۔ اسجگہ اس امر کا ظاہر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ بعض شریر لوگ اپنی اخباروں اور کتابوں میں خلقت کو دھوکہ دینے کے واسطے یہ لکھا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی آمدنی کو بڑھانے کے واسطے مدرسہ میگزین اور مقبرہ بہشتی کی تجویز نکالی ہے اسمیں شک نہیں کہ اگر (نعوذ باللہ) یہ شخص ایسا ہی دنیادار ہوتا جیسا کہ خبیث لوگوں کے ظنون فاسدہ میں داخل ہے تو مقبرہ بہشتی کی تجویز ضرور ایسی ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں روپے جمع ہو سکتے تھے اور وہ جماعت جو مقبرہ بہشتی کے واسطے چندے دے رہی ہے اس کے نزدیک تو اس شخص کا وجود ایسا پیارا ہے کہ اگر لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ بھی فقط اس کے ذاتی اخراجات پر صرف ہو جائے تو تمام چندہ دہندوں کے واسطے دل کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوتا۔ باقی رہے حسود جنکی قسمت میں سوائے جہنم کی جلن کے اور کچھ نہیں آیا انکی بکواس کی پرواہ کسیکو کیا ہے لیکن کیا یہ امر ہمارے دوستوں کے ایمان کو اور بھی ترقی دینے کا موجب اور نادان معترض کو شرمندگی کے عرق میں غرق کرنیکا موجب نہیں ہوا کہ اس آخری عمر کے وقت جبکہ آمد کا ایک بڑا ذریعہ پیدا ہوا تو حضرت اقدس نے اُس آمد کا وصول کرنا اور خرچ کرنا ایک انجمن کے سپرد کر دیا اور خود کوئی تعلق اسکی

آمد و خرچ کے ساتھ ذرہ برابر نہ رکھا۔ مقبرہ کا چندہ براہِ راست محاسب کے پاس آتا ہے ایسا ہی دوسرے تمام چندے براہِ راست محاسب کے دفتر میں آتے ہیں۔ باضابطہ رجسٹر میں چڑھائے جاتے ہیں۔ روپیہ ایک امین کے پاس ایک آہنی صندوق میں رکھا جاتا ہے اور کچھ بنک میں رکھا جاتا ہے۔ اخراجات کے واسطے باقاعدہ بل بنتے ہیں اور ایک آڈیٹر مقرر ہے جو انکی پڑتال کرتا ہے۔ پھر چیک جاری ہوتا ہے ہر ایک خرچ کمیٹی کی منظوری سے ہوتا ہے اور ہزاروں آتے ہیں اور ہزاروں خرچ ہو جاتے ہیں اور حضرت اقدس کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کتنا روپیہ آیا ہے اور کہ وہاں کہاں رکھا گیا ہے۔ چہ جائیکہ وہ اسمیں سے کچھ لیں یا خرچ کریں۔ ہاں لنگر کا چندہ حسب معمول حضرت کے پاس آتا ہے اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہو تاکہ مجھے مدت اور زائرین اور مہاجرین کو خود مسیح موعود کا مہمان کہلا سکنے کا فخر حاصل ہو سکے۔

خیر یہ تو ایک درمیانی بات تھی۔ اب میں اصل امر کی طرف پھر توجہ کرتا ہوں۔ جس کے واسطے میں نے اس وقت قلم اٹھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسرے مدات کی طرف زیادہ تحریک ہونے کے سبب اور لنگر کے چندہ کے واسطے کوئی خاص تحریک نہ کئے جانے کے سبب چندہ لنگر کی آمد اس طرح گھٹتی جاتی ہے جس طرح کہ اس کے اخراجات بڑھتے جاتے ہیں۔ خدا رحم کرے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو کہ وہ ایسے موقعہ پر بعض خاص دوستوں کو پرائیویٹ خط لکھا کرتے تھے۔ اب تو پورے طور پر معلوم بھی نہیں کہ وہ کس کس کو لکھا کرتے تھے۔ اس واسطے میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام دوست اسی مضمون کو اپنے نام خاص خط سمجھکر پورے زور کے ساتھ چندہ لنگر کی طرف متوجہ ہوں گے۔ چونکہ حضرت کی ڈاک اور منی آرڈر دیکھنے کا مجھے موقع ملتا ہے اس واسطے میں بوثوق کہہ سکتا ہوں کہ اخراجات کے مقابل میں اس وقت آمد بہت کم ہیں اور دوستوں کو چاہئے کہ اس وقت نہ صرف ماہواری چندہ کی ادائیگی میں کوشش کریں اور ان کو باقاعدہ بنائیں بلکہ کچھ یکمشت چندہ جمع کر کے فوراً ارسال فرماویں۔ تمام چندہ براہِ راست حضرت کے نام آنا چاہئے لیکن کسی دوسرے چندہ کے ساتھ شامل ہو کر محاسب صاحب کے پاس آجائے تو بھی حرج نہیں بشرطیکہ کوپن میں اور علیحدہ خط میں اسکی تفصیل درج ہو۔ یکمشت چندہ کے واسطے میں بالخصوص جماعتہائے سیالکوٹ۔ لاہور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ انبالہ کو متوجہ کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر انشاء اللہ جلد اپنا اثر دکھائے گی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نظم

کیوں ہو رہا ہے خرم و خوش آجکل جہاں
کیوں ہر دیار و شہر ہوا رشک بوستاں

چھینے پر اس مریض کے کیوں نوٹ آ گئی
جو کل تلک تھا مستعد شیعہ اور ناتواں

ان بیکسوں کی ہمتیں کیوں ہو گئیں بلند
جسکا کہ کل جہاں میں نہ تھا کوئی پاسباں

وہ لوگ جو کہ راہ سے بے راہ تھے ہو گئے
کیوں انکے چہرے پہ ہے خوشی کا اثر عیاں

تاریکی و جہالت و ظلمت کدھر گئی
دنیا سے آج اٹھ گیا کیوں ہو کے بے نشاں

مجھسے سنو کہ اتنا تغیر ہے کیوں ہوا
جو بات کل نہاں تھی ہوئی آج کیوں عیاں

یہ وقت وقت حضرت عیسیٰ ہے دوستو
یہ نائب خدا ہیں جو ہیں مہدی زماں

ہو کر غلام احمد مرسل کے آگئے ہیں
قربان جن کے نام پہ ہوتی ہیں لاکھوں جاں

سب دشمنان دین کو انہوں نے کیا ذلیل
بخشی ہے رب نے عزت و جلال وہ عزت و شاں

جو ان سے لڑنے آئے وہ دنیا سے اٹھ گئے
باقی کوئی بچا بھی تو ہے اب وہ نیم جاں

ان کو ذلیل کرنے کا جس نے کیا خیال
ایسا ہوا ذلیل کہ جینا ہوا محال

رنج و غم و ملال کو دل سے بھلا دیا
جو داغ دل پہ اپنے لگا تھا مٹا دیا

ہم ہوئے پھر رہے تھے کہیں کے کہیں مگر
جو راہ راست تھا ہمیں اس نے بتا دیا

اک جام معرفت کا جو ہم کو پلا دیا
جتنے شکوک و شبہے تھے سب کو مٹا دیا

دکھلا کے ہم کو تازہ نشانات و معجزات
چہرہ خدائے عزّ و جل کا دکھا دیا

ہم کیوں کریں نہ اس پہ فدا جان و آبرو
روشن کیا ہے دین کا جس نے بجھا دیا

وہ دل جو بغض و کینہ و نخوت سے ہو رہے
دیں کا کمال ان کو بھی اس نے دکھا دیا

اس نے ہی آ کے ہم کو اٹھایا زمین سے
تھا دشمنوں نے خاک میں ہم کو ملا دیا

ڈوئی قصوری۔ دہلوی۔ لیکھو سومراج
ساروں کو ایک وار میں اس نے گرا دیا

ایسے نشاں دکھائے کہ ناچار ہو کر
کفار نے بھی اپنے سروں کو جھکا دیا

احسان اس کے ہم پہ ہیں بیحد و بیکراں
جو گن سکے انہیں نہیں ایسی کوئی زباں

برطانیہ جو تم پہ حکومت ہے کر رہا
تم جانتے نہیں ہو کہ ہے بھید اسمیں کیا

یہ بھی اسی کے دم سے ہے نعمت تمہیں ملی
تا شکر جان و دل سے خدا کا کرو ادا

نازل ہوئے تھے جیسے مسیح جہاں میں
اس وقت جاری قیصر روما کا حکم تھا

گو تھی یہودیوں کی نہ وہ اپنی سلطنت
پر اپنی سلطنت سے بھی آرام تھا سوا

ویسی ہی سلطنت ہے یہاں انگریزی
تا اپنی قسمتوں کا نہ تم کو رہے گلا

یہ جیسا اس مسیح سے بڑھکر ہے یہ مسیح
یہ سلطنت بھی پہلی سے ہے امن میں سوا

یہ رعب اور شان بھلا اس میں تھی کہاں
یہ دبدبہ تھا قیصر روما کو کب ملا

ہے ایسی شان قیصر ہندوستان کی
ہے دشمن اسکی خنجر براں سے کانپتا

اس سلطنت کی تم کو بتاؤں وہ خوبیاں
جن سے کہ اسکی مہر و عنایات ہوں عیاں

اس کے سبب سے ہند میں امن و اماں ہے
نے شور و شر کہیں ہے نہ آہ و فغاں ہے

ہندوستاں میں ایسا کیا ہے انہوں نے انتظام
ہر شور و پشت جس سے ہوا نہاں ہے

وہ جا بجا جو ہوتی تھی ہر روز لوٹ مار
ہر طرح اسکی جگہ یہ امن و اماں ہے

خفیہ جو کوئی بات تو بتلاؤں میں تمہیں
طرز حکومت ان کی ہر اک پر عیاں ہے

ہندوستان میں چار و طرف ریل جاری کی
ان کا ہی کام ہے یہ انہی کی نشان ہے

چیزیں ہزاروں ڈاک میں بھیجو تم اجکل
نقصان اسمیں کوئی نہ کوئی زیاں ہے

پھیلا دئی تار ملک میں آرام کے لئے
یہ سلطنت بھی ہم پہ بہت مہرباں ہے

چھوٹوں بڑوں کی جتنی ہوتی ہے یہاں بسر
نے مال کا خطر ہے نہ نقصان جان ہے

پیتے ہیں ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
اس سلطنت میں یہاں تک امن اماں ہے

پھر بھی نہ کوئی مانے جو احسان تو کیا کہیں
ایسے کو بے خرد کہیں یا بے حیا کہیں

ہندوستان سے اٹھ گیا تھا علم اور ہنر
یاں آتا تھا نہ عالم و فاضل کوئی نظر

پھیلا ہوا تھا ہر طرف جہل ملک میں
کوئی نہ تھا جو آ کے ہمارا ہو چارہ گر

اپنے پرائے چھوڑ کے سب ہو گئے الگ
ہم بیکسوں پہ آخر انہوں نے ہی کی نظر

انگریزوں نے ہی [illegible] حال دیکھ کر
سکہ ہوئے ہیں علم و فضل سے بہرہ مند

مذہب میں ہر طرح ہمیں آزاد کر دیا
چلتا نہیں سر ہمارے کوئی جبر کا تبر

پوجا کرے نماز پڑھے کوئی کچھ کرے
آزاد کر دیا ہے انہوں نے ہر ایک بشر

القصہ سلطنت یہ بڑی مہرباں ہے
آتی نہیں جہان میں ایسی کوئی نظر

فضل خدا سے ہم کو ملی ہے یہ سلطنت
جو کہ ہے ایسی نفع رساں ورنہ ضرر

اور اس سے بڑھ کے رحم خدا کا یہ ہے
عیسیٰ مسیح بنا دیا ہے ہم کو راہبر

محمود کہ دل سے یہ ہے اب میری دعا
قیصر کو بھی ہدایت اسلام ہو عطا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اعلان

بار دوم

(مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونیکا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام اُن کو سُنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضاء قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے اسوقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالےٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اسجگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبد الجبار اور عبد الواحد اور عبد الحق غزنوی ثم امرتسری اور محمد حسین بٹالوی اور نور احمد لاہوری اور ڈاکٹر عبد الحکیم اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔ ترجمہ اس کا معہ تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاصکر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اُسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَحْیَ اللّٰہِ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ یہ ذکر ہے کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ۔ پس کامل پیروی کرنیوالے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پاویں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی۔

اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعوے کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالےٰ کیطرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے کہ افترا کی کیا جزا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد

ڈائری

*

بجلی ونار | ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ حضرت [illegible] ہوا کہ بجلی گری تھی آیا وہ فی الواقع آتشی [illegible] کہ گذشتہ [illegible] کیا تھی۔ حضرت نے فرمایا فتنہ وفساد کی آگ تو ہمیشہ [illegible] ہوتی ہے اور وہی ہمیشہ کوئی ایسا فتنہ اٹھایا کرتی ہے [illegible] سمجھو۔ منا طاقت اپنے نبی کی تائید میں اس کے بالمقابل دکھایا [illegible] ظاہری آتش کا حضرت ابراہیم پر فرو کر دینا خدا تعالیٰ کے [illegible] ہو نہیں اور ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں حضرت ابراہیم [illegible] متعلق ان واقعات کی ایسی بہت تحقیقات کی ضرورت نہیں کیونکہ [illegible] سالوں کی بات ہے۔ ہم خود اس زمانہ میں ایسے واقعات دیکھتے ہیں اور اپنے اوپر تجربہ کر رہے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ جبکہ ہم [illegible] میں تھے تو ایک دن بارش ہو رہی تھی جس کمرہ کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا اس میں بجلی آئی۔ سارا کمرہ دھوئیں کی طرح بھر گیا اور گندھک کی سی بو آتی تھی لیکن ہمیں کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اسی وقت وہ بجلی ایک مندر میں گری جو کہ تیجا سنگھ کا مندر تھا اور اس میں ہندوؤں کی رسم کے مطابق طواف کے واسطے پیچ در پیچ اردگرد دیوار بنی ہوئی تھی اور وہ اندر بیٹھا ہوا تھا۔ بجلی ان تمام چکروں میں سے ہو کر اندر جا کر اس پر گری اور وہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گیا۔ دیکھو وہی بجلی کی آگ تھی جس نے اس کو جلا دیا۔ مگر ہم کو کچھ ضرر نہ دے سکی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی۔ ایسا ہی سیالکوٹ کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کو میں ایک مکان کی دوسری منزل میں سویا ہوا تھا۔ اور اسی کمرہ میں میرے ساتھ پندرہ سولہ اور آدمی بھی تھے۔ رات کے وقت شہتیر میں ٹک ٹک کی آواز آتی۔ میں نے آدمیوں کو جگایا کہ شہتیر خوفناک معلوم ہوتا ہے

یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کوئی چوہا ہوگا۔ کچھ خوف کی بات نہیں اور یہ کہکر پھر سو گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ویسی ہی آواز سنی تب میں نے ان کو دوبارہ جگایا۔ مگر پھر بھی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پھر تیسری بار شہتیر سے آواز آئی۔ تب میں نے انکو سختی سے اٹھایا اور سب کو مکان سے باہر نکالا اور جب سب نکل گئے۔ تو خود بھی وہاں سے نکلا۔ ابھی میں دوسرے زینہ پر تھا کہ وہ چھت نیچے گری اور دوسری چھت کو بھی ساتھ لیکر نیچے جا پڑی اور چارپائیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں اور ہم سب بچ گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی معجزہ نما حفاظت ہے۔ جب تک کہ ہم وہاں سے نکل نہ آئے شہتیر گرنے سے محفوظ رہا۔ ایسا ہی ایکدفعہ ایک بچھو میرے بستر کے اندر لحاف کے ساتھ مرا ہوا پایا گیا۔ اور دوسری دفعہ ایک بچھو لحاف کے اندر چلتا ہوا پایا گیا مگر ہر دو بار خدا تعالیٰ نے مجھے ان کے ضرر سے محفوظ رکھا۔ ایکدفعہ میرے دامن کو آگ لگ گئی تھی۔ مجھے خبر بھی نہ ہوئی ایک اور شخص نے دیکھا اور بتلایا اور اس آگ کو بجھا دیا۔ خدا تعالیٰ کے پاس کسی کے بچانے کی ایک راہ نہیں بلکہ بہت راہیں ہیں آگ کی گرمی اور سوزش پیدا ہونے کے بھی کئی ایک اسباب ہیں اور بعض اسباب مخفی در مخفی ہیں جنکی لوگوں کو خبر نہیں اور خدا تعالیٰ نے وہ اسباب اب تک دنیا پر ظاہر نہیں کئے جن سے آگ سوزش کی تاثیر جاتی رہتی ہے پس اس میں کون سے تعجب کی بات ہے کہ حضرت ابراہیم پر آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

کتاب ڈائری

منقول از تشحیذ الاذہان

ایک دفعہ مولوی محمد علی صاحب کو طاعون کے ایام میں سخت تپ چڑھ گیا یہانتک شدید تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ مجھ کو طاعون ہو گیا [illegible] کا اثر اسقدر [illegible] صاحب کو بڑی دہشت تھی [illegible] شروع کر دی۔ [illegible] اور میں انکی عیادت کے لئے گیا تو ان کے اس خیال کو دور کرنے کے لئے میں نے کہدیا کہ آپ کو قطعاً طاعون نہیں اگر آپ کو طاعون ہے تو پھر یہ سلسلہ ہی جھوٹا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے صاف کہدیا ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو اس چار دیواری میں ہے اس مرض سے بچاؤں گا اور یہ کہکر میں نے انکی نبض جو دیکھی تو تپ کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔

جہاد کی ممانعت کی نسبت جو نظم درثمین میں شائع ہو چکی ہے اس میں ایک شعر ہے

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے

مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اسکی نسبت فرمایا کہ دیکھو آجکل ہر طرف فسق و فجور پھیلا ہوا ہے اور مسلمانوں کی پہلی سی حالت نہیں رہی اُن کے ہاتھوں سے سلطنت بھی اسی لئے چھین گئی ہے کہ انہوں نے خدا کو چھوڑ دیا خدا تعالیٰ کو کسی کا رشتہ دار نہیں کہ وہ باوجود اس کے بگڑ جانے کے پھر بھی اسکی پاسداری کرتا چلا جاوے چونکہ یہودیوں سے مسلمانوں کو نسبت ہے اسلئے ان کی طرح ان پر بھی دو دفعہ سخت عذاب آنا ضروری تھا چنانچہ ایک دفعہ تو تب ان پر عذاب آیا جبکہ ہلاکو خان نے حملہ کرکے بغداد کو تباہ کیا اور مسلمانوں کو اسقدر ہلاک کیا کہ صرف بغداد میں کہتے ہیں کہ چھ لاکھ انسان قتل ہوا اس وقت مسلمانوں کی حالت اس سے ظاہر ہو تی ہے کہ ایک بزرگ کے پاس لوگ اکٹھے ہو کے اور کہا خدا سے دعا کیجئے گا کہ وہ ہم کو اس عذاب سے نجات دے اور یہ طوفان تھم جائے انہوں نے فرمایا کہ کمبختو تمہاری وجہ سے ہم بھی اس عذاب میں پھنس گئے ہیں دیکھتا ہوں کہ فرشتے کھڑے کہتے ہیں کہ یا ایھا الکفار اقتلوا الفجار۔ یعنے اے کافرو! ان فاجروں کو قتل کرو پس وہی حالت اسوقت دوبارہ ہوئی ہے۔ اور انگریزوں کی حکومت بھی جو کہ مذہب کے رو سے کافر ہیں ہندوستان میں اسی لئے ہوئی ہے۔ کہ مسلمان خود فاجر ہو گئے ہیں اور خدا کے رحم کو حاصل کرنے کے لائق نہیں ہیں اور میرے اس شعر کا مطلب بھی یہی ہے کہ خود تمہاری حالت ایسی نہیں رہی کہ خدا تمہاری مدد کرے تو جہاد کیسا۔

مختلف نوٹ

انجمن مطیع سرکار بٹالہ ضلع گورداسپور میں اس نام کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے اور جس کے ایک جلسہ کی روئداد الحکم کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے اس کے بانی اور محرک منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ ہیں منشی صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ اس انجمن کی شاخیں پنجاب کے مختلف مقامات پر قائم کریں یہ تحریک نہایت مفید اور مبارک ہے امید ہے کہ وہ لوگ جو آج ملک اور اہل ملک کے سچے بہی خواہ ہیں کوشش کریں گے کہ ایسی مجلسیں ہر جگہ قائم ہوں اور لوگوں کو تاج برطانیہ کے برکات سے آگاہ کرتی رہیں اور ان قدر ناشناسوں اور بازاری گپیوں کی تردید کرتی رہیں جو شورش پسند بد مہر لوگ بدظنی اور ناراضی پھیلانے کے لئے اڑاتے رہتے ہیں۔

قادیاں کے نوٹیفائیڈ ایریا ہو جانے کے متعلق آریوں کی چال	الحکم کے ایڈیٹر نے چونکہ قادیاں کی مقامی ضروریات کے پہلو کو ملحوظ رکھکر حکام بالادست

کو قادیاں کے نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیئے جانے کے متعلق ایک عرصے سے تحریک کرنا اپنا فرض سمجھا ہوا ہے اور آخر حکام نے بھی ان ضروریات کو محسوس کیا اور اس کے لئے باضابطہ رپورٹ تیار کرلی۔ جبتک سودیشی تحریک کا جوش نہ تھا اور ایڈیٹر الحکم نے آریہ سماج کے پولیٹیکل کیریکٹر پر اور قادیاں کے آریوں کے متعلق کوئی رائے زنی کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی اسوقت تک یہ سب بڑھ بڑھ کر اس کے متعلق تحریک کرتے اور زور دیتے اور ایڈیٹر الحکم کو اپنی سعی اور کوشش میں پیچھے رہنے سے روکتے تھے۔ چنانچہ لالہ شنکر داس صاحب تحصیلدار کیوقت سے یہ تحریک شروع ہوئی پھر لالہ موتی لال صاحب نے اسکو مکمل کیا [illegible] سب نے بالاتفاق ضروری سمجھا اور منت آرزو کی کہ جسقدر جلد ممکن ہو تحریک عملی لباس پہن سکے لیکن اب جبکہ ملک جسمل صاحب تحصیلدار بٹالہ نے اسکو مکمل کرنا چاہا اور وہ انتخاب ممبران کے لئے قادیاں آئے تو لالہ ملاوامل صاحب آریہ بعض دوسرے لوگوں کے لیڈر بنکر تحصیلدار صاحب کے حضور اس غرض کے لئے گئے کہ ہمیں نوٹیفائیڈ ایریا ہونا منظور نہیں کیوں؟ اسلئے کہ لالہ صاحب ممبر نہیں بنائے گئے اسکی وجہ بجز اس کے اور کوئی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ورنہ وہی لالہ ملاوامل ہیں جو لالہ شنکر داس اور لالہ موتی لال تحصیلداران کے سامنے سب کے ساتھ متفق ہو کر اسکے لئے زور دیتے تھے اب وہ کونسی نئی وجوہات پیدا ہوئی ہیں جو لالہ ملاوامل چند آدمیوں کے لیڈر بنکر مخالفت کے لئے نکلے۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ ممبر نہیں بنائے جاتے [illegible] تحصیلدار صاحب [illegible] لالہ ملاوامل کو [illegible] نہیں دیا [illegible]

انہیں یاد رہیگا ہمیں چاہیئے کہ کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ انہیں کسی شخص کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے۔ عام باشندوں کی بہبودی اور بھلائی ملحوظ ہے۔ اور وہ خود خوب سمجھتے ہیں۔ اس تجویز کی عام مخالفت نہیں ہے اگر [illegible] معلوم ہو جاویگا کہ [illegible] ان سب کے بیانات موجود ہیں اور [illegible] صاحب نے اس کی مخالفت کا اظہار [illegible] ایک وجہ خاص ہے جو تھوڑے سے تامل [illegible] ہوسکتی ہے [illegible] اور خوشحال رائے وغیرہ [illegible] کہ انہوں نے بیانات نہیں دیئے۔ تحقیقات اصل راز کھول دیگی۔ اور ایڈیٹر الحکم کی چونکہ ممبر بننے کی خواہش نہیں اس کے زیر نظر فائدہ عام ہے اسلئے وہ یقین دلاتا ہے کہ یہ تجویز مفید ثابت ہوگی۔

منسوخ ہوگیا نوآبادی ہائے پنجاب کا قانون آخر وائسرائے نے نامنظور کیا۔ نوآبادکاران پنجاب کے لئے اس سے بڑھ کر نعمت کیا ہوگی ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو کی گورنمنٹ نے اپنی فیاضی اور عدل گستری کا پورا ثبوت دیدیا ہے۔ یہ ہیں انگریزی راج کی برکتیں کہ گورنمنٹ [illegible] کے ساتھ ہر ایک اپنی رائے سننے کو آمادہ ہے جو ملک اور اہل ملک کے لئے کسی پہلو سے مفید ہو۔ ہم بھی شورہ پشتوں سے [illegible] ہیں کہ ملک کی خیر خواہی یہ ہو وہ شور مچانے [illegible] ہمیشہ کہا ہے کہ ادب [illegible] کے ساتھ ہم اپنے معروضات پیش کرینگا حق رکھتے ہیں اور گورنمنٹ اپنی فیاضی سے ہمیں موقع دیتی ہے مگر گستاخی اور شوخ دیدگی برے نتائج پیدا کیا کرتی ہے وفادار اور سعادت مندانہ [illegible] کی حیثیت سے ہمیں حق ہے کہ اپنی ضروریات گورنمنٹ کے حضور پیش کریں لیکن بے باک اور شوخ ہوتے گیا [illegible] آخر یہی ہوگا کہ [illegible] مار کر ہوش میں لایا جاوے۔ بہرحال گورنمنٹ کی یہ مہربانی زمینداروں پر بہت ہی شکریہ کے قابل ہے۔ گورنمنٹ نے رعایا پروری کو اپنا فرض سمجھ کر ایسا کیا ہے نہ کسی شکر [illegible] اور نہ کسی شور سے دب کر۔ وہ لوگ [illegible] اہل ملک کے اب ہی دشمن ہونگے جو [illegible] کہ یہ شورش اور ایجیٹیشن کا نتیجہ ہے۔

اخباروں کے متعلق حضور وائسرائے کا آرڈر

حضور وائسرائے نے موجودہ پولیٹکل حالت اور اخباروں کے متعلق حسب ذیل حکم نافذ فرمایا ہے:-

پنجاب اور مشرقی بنگال میں بدامنی کے متعلق جو واقعات ہوئے ہیں انہوں نے گورنمنٹ ہند کی توجہ [illegible] اخبارات کی ان کوششوں کی طرف [illegible] کی ہے جنکا منشاء یہ ہے کہ لوگوں کو بھڑکایا جاوے۔ مختلف جماعتوں میں عداوت پیدا کی جاوے اور ملک [illegible] امن خطرہ میں ڈالا جاوے۔ گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل کو [illegible] اخبارات کی جائز آزادی کو دبایا جاوے اور صاحب گورنر جنرل کو [illegible] ہوگا [illegible] چند ایک خیر خواہ وفادار اخباروں کی وجہ اپنے اخباروں کی آزادی [illegible] جو قابلیت سے چلائے جارہے ہیں مگر صاحب ممدوح [illegible] امن اور [illegible] کے ذمہ دار ہیں اور وہ ایسی تحریر برداشت نہیں کرسکتے جنکا [illegible] سوسائٹی میں بدامنی پیدا کرنا یا لوگوں کو سرکار کے خلاف بھڑکانا ہو۔ اس بناء پر صاحب گورنر جنرل نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ باغیانہ اور [illegible] تحریر کی اشاعت قانون فوجداری کے رو سے [illegible] گورنر جنرل ہند با جلاس کونسل تمام لوکل گورنمنٹوں کو اختیار [illegible] اخبار [illegible]

چلائیں جہاں ارادتاً قانون شکنی کیگئی ہے۔ صاحب گورنر جنرل امید کرتے ہیں کہ یہ تنبیہ کافی ہوگی۔ اور متعدد مقامات قائم کرنے کی ضرورت واقع نہ ہوگی لیکن بدقسمتی سے اگر یہ امید پوری نہ ہوئی۔ تو حکام اس برائی کا اچھی طرح انسداد کرینگے حکم دیا گیا کہ مذکورہ بالا کی ایک نقل گزٹ آف انڈیا میں شایع کیجاوے۔ تاکہ عوام مطلع رہیں۔

خلفاء اسلام کے متعلق عجیب باتیں

اسلام میں چار عورتیں ایسی گذری ہیں جن میں سے ہر ایک [illegible] دو خلیفہ پیدا ہوئے۔ اوّل فاطمۃ الزہرا رضی [illegible] رسول اللہ صلعم کی [illegible] دونوں نور نظر امامین حسن رضہ اور حسین رضہ [illegible] خلافت کی۔ دوم ولادۃ بنت عباس [illegible] عبدالملک بن مروان کی بیوی کہ اس کے بطن سے عبدالملک کے دو بیٹے ولید اور سلیمان پیدا ہوئے اور دونوں مسند آرائے خلافت ہوئے۔ سوم [illegible] فیروز ابن یزدجرد کی بیٹی۔ ولید بن عبدالملک کی بیوی تھی اس کے بطن سے ولید کے دو فرزند یزید اور ابراہیم پیدا ہوئے اور دونوں خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور چہارم خیزران خلیفہ مہدی عباسی کی بیوی کہ اس کے بطن سے موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید پیدا ہوئے اور ان دونوں نے ہی خلافت پائی۔

ایک مسلمان عورت ایسی گذری جس کے بارہ محرم تھے اور وہ سب خلیفہ تھے۔ یہ عورت عاتکہ بنت یزید بن معاویہ [illegible] باپ خلیفہ معاویہ ابن ابی سفیان اس کا دادا خلیفہ۔ معاویہ بن یزید اس کا بھائی خلیفہ۔ عبدالملک بن مروان اس کا شوہر خلیفہ۔ مروان بن الحکم اس کا خسر خلیفہ۔ اس کا بیٹا یزید بن عبدالملک خلیفہ اور ولید۔ سلیمان اور ہشام اس کے تین سوتیلے بیٹے بھی خلیفہ ہوئے۔ اور بنی عباس میں اس کی مثال زبیدہ جعفر ابن منصور کی بیٹی ہے کہ اسکا دادا منصور اس کے دادا کا بھائی سفاح۔ اس کا شوہر ہارون الرشید اسکا چچا مہدی۔ اس کا بیٹا امین اور اُن کے چار سوتیلے بیٹے مامون معتصم واثق اور متوکل سب کے سب خلیفہ ہوئے تھے۔

مسلمانوں میں ایک خلیفہ ایسا ہوا ہے جس کو اُس کے چار بزرگوں نے خلافت کا سلام کیا یعنی خود اُس کے چچا اُس کے باپ کے چچا اور اُس کے دادا کے چچا نے۔ یہ خلیفہ ہارون الرشید تھا۔ اس کی سلامی خود اس کے چچا سلیمان بن منصور نے۔ اس کے باپ کے چچا [illegible] نے اور اس کے دادا منصور کے چچا عبدالصمد بن علی نے دی۔

ایک خلیفہ ایسا گذرا جس کے کنبہ والوں میں سے سات ایسے شخصوں نے اس کی خلافت تسلیم کی جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خلیفہ کا فرزند تھا۔ اور یہ خلیفہ متوکل عباسی ہے جس کی خلافت حسب ذیل لوگوں نے تسلیم کی۔ احمد بن واثق۔ احمد بن معتصم سلیمان بن مامون۔ عبداللہ بن امین۔ ابو محمد بن رشید۔ عباس بن ہادی اور منصور بن مہدی نے۔

ایک خلیفہ نے خود اور اس کے بیٹے دونوں نے دوسرے خلیفہ کی دست بوسی کی اور جس خلیفہ کے ہاتھ چومے گئے تھے۔ اُس نے ہاتھ چومنے والے خلیفہ کے فرزند کو انعام عطا کیا پھر اسی کے ہاتھ کے بعد دست بوسی کئے جانے والے خلیفہ نے

سے اپنے فرزند کے دست بوس ہونے والے خلیفہ کے ہاتھ چومے اور اس نے بھی اُس کے فرزند کو اتنا ہی انعام دیا۔ جتنا پہلے اُن سے اِس کے فرزند کو مل چکا تھا۔ یہ قصّہ معتصم باللہ بن ہارون الرشید اور ابراہیم بن مہدی کے مابین گذرا جس زمانہ میں ابراہیم بن مہدی خلیفہ تھا۔ معتصم نے اُس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنے بیٹے کو اُس کے روبرو لاکر کہا۔ امیر المومنین یہ میرا نور نظر ہارون آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کرنا ہے۔ ابراہیم بن مہدی نے اُسے دس ہزار درہم انعام دیئے جانے کا حکم صادر کیا۔ پھر جس وقت معتصم خلیفہ ہوا۔ اُس وقت ابراہیم بن مہدی نے بعینہٖ اُسی انداز سے معتصم کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر اپنے فرزند ہبۃ اللہ کو اُس کے روبرو پیش کرتے ہوئے کہا۔ امیر المومنین! آپ کا غلام۔ میرا نور نظر ہبۃ اللہ آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کرنے کو حاضر ہے۔ اور معتصم نے ہبۃ اللہ کو بھی دس ہزار درہم انعام دلا کے وصول کیا ہے۔ اس کی مثال دو خلیفوں اور اُن کے بیٹوں میں کہیں نہیں ملتی!

ایک خلیفہ ایسا ہوا جس کے تمام امور آٹھ کے عدد پر گذرے یہ خلیفہ معتصم تھا۔ وہ عباسی خلفاء میں آٹھواں خلیفہ ہوا۔ اُس کی ولادت ۱۸۰ھ ہجری میں ہوئی۔ اُسکی عمر (۴۸) سال کی ہوئی۔ وہ رشید کے بیٹوں میں آٹھواں تھا۔ اُس نے ۸ سال ۸ ماہ اور ۸ یوم حکومت کی۔ اُس نے اپنی اولاد میں ۸ بیٹے اور ۸ بیٹیاں چھوڑیں۔ اور اپنا ترکہ حسب ذیل چھوڑ کے مرا۔ ۸ ہزار دینار۔ ایک ہزار ۸ درہم ۱۸ ہزار سواری کے جانور۔ اور اُس نے ۸ مقامات حاصل کئے۔ اور ماہ ربیع الاول کے ختم ہونے میں ۸ دن باقی تھے جب اُس کا انتقال ہوا۔ اور اِسی وجہ سے اسکا نام "ذو الثمن" مشہور ہوگیا۔

ایک خلیفہ کے ۱۰ بیٹے ۱۰ بھائی اور ۱۰ ہی بھتیجے تھے۔ یہ مروان بن الحکم تھا۔ جس کے ۱۰ فرزند عبد الملک۔ معاویہ۔ عبد العزیز۔ بشر۔ عبید اللہ۔ عبد اللہ۔ ایوب اور داؤد تھے۔ اس کے ۱۰ بھائی یہ ہیں۔ عبد الواحد۔ عبد الملک۔ عبد العزیز۔ سعید۔ ابان الحکم۔ حرب۔ عثمان۔ عمر۔ بنو عبد الرحمن ابن الحکم۔ یہ تنبیہ سلیمان اور یحیٰی بنو بھتیجے ابن الحکم۔

ایک ایسی رات جسمیں ایک خلیفہ پیدا ہوا۔ ایک خلیفہ مسند نشین خلافت بنا اور ایک خلیفہ ملک عدم کو سفر کر گیا۔ یہ یوم شنبہ کی رات اختتام ماہ ربیع الاول ۱۷۰ھ ہجری میں چار دن باقی رہتے کی تھی اس رات میں مامون الرشید پیدا ہوا۔ ہادی نے دنیا سے رحلت کی اور ہارون الرشید تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اور ایسی رات کا وجود کسی زمانہ میں نہیں ملتا۔

دو خلیفہ جو باپ بیٹے تھے۔ اُن کی قبریں ایک دوسرے سے نہایت دور دراز مقاموں پر واقع ہیں۔ اور یہ دونوں خلیفہ رشید اور مامون تھے۔ رشید کی قبر شہر طوس میں ہے اور مامون کی قبر شہر طرطوس میں۔

ایک خلیفہ ڈاک کے ذریعہ سے سفر کرنے میں خصوصیت رکھتا ہے اور وہ موسےٰ ہادی ہے۔ جس وقت اس کے باپ خلیفہ مہدی نے رحلت کی۔ تو وہ جرجان کا حاکم تھا۔ ہارون الرشید نے اُسے مرگ پدر کی اطلاع اور ساتھ ہی عصا۔ چادر اور انگشتری خلافت کی علامتیں ارسال کیں۔ موسےٰ ہادی یہ خبر اور چیزیں پاکر جرجان سے بغداد تک ڈاک کی سواریوں میں آیا اور اتنی بعید مسافت چند دنوں میں طے کی۔ یہاں تک کہ مہدی کی وفات سے (۱۳) دن بعد وہ بغداد میں پہنچ گیا تھا۔ موسےٰ ہادی کے سوا اور کسی خلیفہ کا ڈاک لگا کر سفر کرنا معلوم نہیں ہوا۔

دو خلیفہ جن میں سے ہر ایک کا نام جعفر تھا۔ دونوں اپنی اپنی نوبت سے چار شنبہ کے دن مارے گئے۔ اور یہ متوکل اور مقتدر رہے تھے۔

ایک خلیفہ نے پے در پے ساٹھ سال تک خلافت کی اور یہ مستنصر باللہ فاطمی مصر کا خلیفہ تھا۔ مگر ثعالبی اپنی کتاب لطائف المعارف میں بیان کرتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کی حکومت بھی متواتر چالیس سال تک قائم رہی۔ جس میں سے بیس سال امارت کے تھے اور بیس سال خلافت کے۔

ایک خلیفہ کی مدت خلافت ایک دن سے کچھ ہی زائد ہوئی اور یہ خلیفہ معتز عباسی ہے۔ جس سے خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد بیعت کی گئی۔ مگر دوسری ہی صبح کو مقتدر کے غلاموں نے اُس سے معرکہ آرائی کر دی۔ جن کی مدد عام بغداد کے باشندوں نے بھی کی اور معتز کو بھاگ کر روپوش ہو جانا پڑا۔ لیکن پھر وہ مقتدر باللہ کے ہاتھ آگیا۔

چار بھائی یکے بعد دیگرے تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور وہ یہ ہیں۔ ولید۔ سلیمان۔ یزید اور ہشام عبد الملک بن مروان کے بیٹے۔ بجز دو شخصوں کے اور کسی خلیفہ نے اپنے باپ کی زندگی میں منصب خلافت نہیں حاصل کیا۔ اور حسن اتفاق سے ان دونوں کا نام ابو بکر ہے۔ اوّل ابو بکر الصدیق رضؓ اور دوسرے الطائع باللہ عباسی۔

خلافت کا منصب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہونیوالوں میں صرف دو صاحبوں کو حاصل ہوا۔ اول حسن رضؓ ابن علی رضؓ زہرا رضؓ بنت رسول کے نور چشم اور دوم امام حسین رضؓ۔

(الہلال۔ ترجمہ پیسہ اخبار)

اجیت سنگھ کی گرفتاری

اجیت سنگھ جس کی پولیس کو سخت تلاش تھی۔ اور جس کے تعاقب میں مسٹر وار برٹن مشہور سراغرساں معہ صد ہا سپاہیوں کے نواح فیروز پور و قصور میں سرگرداں ہو رہے تھے۔ آخر ۲ اور ۳ جون کی درمیانی رات کو ساڑھے گیارہ بجے ہال بازار امرتسر کے باہر گرفتار کیا گیا۔ پولیس کو پہلے خبر ہو چکی تھی۔ کہ آج ان کا دوست آدھی رات کو ہال بازار کی راہ سے امرتسر سے بھاگے گا اور اس لئے کپتان پولیس اور بہت سے سارجنٹ اور سپاہی مقررہ مقام کے اردگرد چپکے بیٹھے ہوئے تھے۔ آخر اجیت سنگھ آیا۔ داڑھی اور مونچھیں مونڈھی ہوئی تھیں۔ سر پر بال تو پہلے ہی نہیں تھے۔ اب بھی حسب معمول صفایا تھا۔ نہایت میلے کچیلے حلوائیوں کے سے چکنے کپڑے بدن پر تھے۔ پولیس نے نام پوچھا۔ تو کہا کہ میرا نام بھاگو حلوائی ہے۔ سنا ہے کہ کپتان پولیس نے جواب دیا۔ کہ اب تم بھاگتے رہے ہو۔ آیندہ نہ بھاگو گے۔ ایک اور بیان یہ ہے کہ اجیت سنگھ سے تھوڑی دور آگے ایک نوجوان امرتسری دوکاندار جا رہا تھا۔ جب پولیس نے نام پوچھا اس نے اپنا نام بتا کر اجیت سنگھ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ چرنجی حلوائی ہے۔ مگر جب چرنجی حلوائی سے دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو؟ تو اُس نے جواب دیا کہ تم کو اجیت سنگھ کی تلاش ہے۔ اجیت سنگھ میں ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ چرنجی حلوائی کا مطلب اس جواب سے پولیس کو مذاق میں ٹالنے کا تھا۔ مگر ...

جناب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کی توجہ طلب

مجھے اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم ہے کہ جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر ایک نیکدل اور غور کن طبیعت رکھنے والے ذمہ وار عہدہ دار ہیں اور وہ ہمیشہ اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہندو و مسلمانوں کی ملازمت میں ایک تناسب رکھا جاوے۔ چنانچہ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ جس جگہ سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات ہندو ہوں تو اس کا ہیڈ کلارک **مسلمان** مقرر کیا جاوے اور جہاں سپرنٹنڈنٹ مسلمان ہو وہاں اوس کا ہیڈ کلارک **ہندو** ہو۔ ایسا ہی جہاں ہیڈ کلارک ہندو ہو وہاں سکنڈ کلارک مسلمان ہو اور جہاں مسلمان ہیڈ کلارک ہو وہ سکنڈ کلارک ہندو ہو۔ اس فیصلہ سے محکمہ میں عموماً فائدہ پہونچا ہے مگر جہاں بدقسمتی سے اس تجویز کو نظر انداز کر دیا گیا ہے وہاں صدہا خرابیاں پیدا ہوئی ہیں اور غریب مسلمانوں کی بہت سی حق تلفیاں ہوئی ہیں۔ لیکن جہاں ہیڈ آفسوں اور سپرنٹنڈنٹوں کے دفتر میں **ہندو** افسر ہیں وہاں تکلیفات بہت بڑہی ہوئی ہیں اور خود صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر پر روشن ہو گیا ہے کہ **امرتسر** میں جو چٹھی رسانوں کی ہڑتال ہوئی اس کا باعث یہی تھا کہ وہاں ایک قوم کے افراد محکمہ حد سے زیادہ بڑہا دیئے گئے۔ میرا خیال نہیں بلکہ یقین ہے کہ **صاحب پوسٹماسٹر جنرل** نے اس نقص کو بخوبی محسوس کر لیا ہے۔ مجھے محکمہ ڈاکخانہ کے ساتھ کاروبار متعلقہ کیوجہ سے چونکہ زیادہ تعلق ہے اور میں نے محکمہ ڈاکخانہ میں جس جس راہ سے شکایات پیدا کی جاتی ہیں ان راہوں کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان کام کرنے والا ہو تو اس کے خلاف گمنام شکایتیں بھیج کر افسران اعلیٰ کو بدظن کرنے کی کوشش کیجاتی ہے خاص امرتسر ڈویژن میں دو مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے اور جسطرح انہیں تبدیل کرایا گیا ہے ضرورت پڑی تو میں اس راز کو کھولکر صاحب پوسٹماسٹر جنرل کے سامنے رکھدوں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ سیکسول سانیک دل اور منتظم آفیسر اس پر ضرور غور کرے گا۔ اسے معلوم ہو جاوے گا کہ ہندو پارٹی کی سازش کیا کیا کرتی ہے۔

میں نفس مضمون سے دور جا رہا ہوں اسلئے میں پھر اس امر کو صاحب پوسٹماسٹر جنرل کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی اس تجویز پر مزید غور فرماویں اور اس کے ساتھ ہی اس امر کا بھی لحاظ رکھیں کہ جس ہیڈ آفس میں پوسٹماسٹر ہندو ہو وہاں ڈپٹی پوسٹماسٹر ضرور مسلمان ہونا چاہیئے اور جہاں **مسلمان** پوسٹماسٹر ہو وہاں ڈپٹی پوسٹماسٹر ہندو ہو۔ اور ہیڈ کلارک دونوں صورتوں میں یورپین ہونا چاہیئے تاکہ کسی قوم کے افراد کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ اور ناجائز طریقہ سے جو مجھے میرے پاس ایک عنصر کے بڑھ جانے سے پیدا ہونے والی خرابیوں کی ایک طویل فہرست ہے اور میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر جو صاحب پوسٹماسٹر جنرل سے بذریعہ نیاز مجھے حاصل ہوا کہہ سکتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر پر پوری توجہ کریں گے۔ میں فی الحال ذیل میں ایک فہرست دیتا ہوں جس سے صاحب پوسٹماسٹر جنرل کو معلوم ہو جائے گا کہ کسطرح ایک فریق کو اکٹھا کیا جاتا ہے اگر صاحب پوسٹماسٹر جنرل نے جیسا کہ امید ہے اپنی توجہ فرمائی تو میں اس سلسلہ میں ان کو بہت کچھ بتاؤں گا۔ یہ فہرست جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں اس سے معلوم ہوگا کہ کسطرح ہیڈ آفسوں میں تمام عہدہ دار **ہندو** بھرتی کئے جاتے ہیں۔

مثلاً۔ ڈاکخانہ دہلی ہے اس کے پوسٹماسٹر لالہ منگول صاحب ہیں ڈپٹی پوسٹماسٹر لالہ پربھدیال صاحب مستقل طور پر اور بابو بشن داس قائمقام ہیں۔ اسسٹنٹ صاحب بابو ہیرالال ہیں ہیڈ کلارک یا اکونٹنٹ صاحب بابو پنالال صاحب ہیں یہ ایک **دہلی** کے ڈاکخانہ کا حال ہے کہ اس میں اعلیٰ عہدہ داروں اور افسروں میں سے ایک بھی **مسلمان** نہیں ہے۔ اب اگر کوئی غریب مسلمان کلرک وہاں چلا جاوے تو انصاف سے کہو اسکی کیا حالت ہوگی۔ یا غریب کلارک جو وہاں ہیں کوئی ان کے دل سے پوچھے کہ ان پر کیا گذرتی ہے شکایت کریں تو مارے جاویں خاموش رہیں تو کہہ نہیں ان کے حسب حال یہ شعر ہے۔

وا در دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

اس کے علاوہ بعض دوسرے ڈاکخانوں کی فہرست جناب پوسٹماسٹر جنرل کی توجہ کے لئے دیتا ہوں

نام ہیڈ آفس	نام پوسٹماسٹر	نام ڈپٹی پوسٹماسٹر	نام ہیڈ کلارک
امرتسر	متھرداس	گوبندرام	متھورام
فیروزپور	پربھدیال	ٹیک چند	گوری شنکر
سیالکوٹ	مدن گوپال	متھراداس	عطا محمد
ڈیرہ اسمٰعیلخاں	شنکرناتھ	نہال چند یا گوردہن داس	تہاریارام
گوجرانوالہ	سوہن سنگھ	مہتاب سنگھ	
ہوشیارپور	اندرل	کشن چند	
حصار	بشن داس	کرپارام	جیون سنگھ

ایسا ہی گورداسپور اور لائلپور میں بھی سب ہندو ہیں۔ غرض کس کس کی فہرست دیجاوے۔ علی العموم یہی حال ہے۔ میں صرف ہیڈ آفسوں ہی کی نہیں سب آفسوں کی ہی فہرستیں دونگا اور بتاؤں گا کہ کسطرح غریب مسلمانوں کے حقوق پائمال کئے جاتے ہیں اس کا تدارک اور تلافی یہی ہو سکتی ہے کہ تعداد برابر کر دیجاوے خصوصاً بڑے ہیڈ آفسوں میں جیسے **امرتسر** ہے کبھی دیسی پوسٹماسٹر نہیں ہونا چاہیئے میں اس مضمون پر کئی آرٹیکل لکھے تھے اور لکھوں گا۔ **امرتسر** ڈویژن خاص اصلاح کا محتاج ہے۔ **امرتسر** ہیڈ آفس کے عملہ میں خاص تبدیلی کی حاجت ہے۔ امید ہے صاحب پوسٹماسٹر جنرل فوری نوٹس لیں گے۔ آیندہ اور وضاحت سے لکھوں گا۔

(باقی آیندہ)

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی بیدار مغزی

ہمارے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے ملازمان سرکار کے چال چلن کے ۲ مئی سنہ ۱۹ء کو گورنمنٹ آف انڈیا کے قواعد نمبر ۱۹ و ۲۰ کو علیحدہ چھاپ کر تقسیم کیا ہے جسکو عام اطلاع کیلئے ذیل میں بجنسہ چھاپا جاتا ہے۔ ضلع گورداسپور میں بٹالہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں خصوصیت کے ساتھ بعض شوریدہ پشت آدمی ایسے منصوبوں اور تجویزوں میں لگے رہتے ہیں جو سرکار سے جاہلوں کو بدظن کریں۔ چنانچہ ضلع گورداسپور کے مقام بٹالہ ہی میں لالہ لاجپت رائے کی ہمدردی میں انجمن ہمدردان ہند نے جلسہ کیا اور تقریر بازی ہوئی۔ اس جلسہ کی اطلاع غالباً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ہے۔ اس جلسہ کا بانی مبانی کون ہے اور بٹالہ میں یہ کام کس طریق پر جاری ہے۔ یہ امر بھی مخفی نہیں ہوگا۔ اور اگر ذرا سی توجہ کیجاوے تو پتہ لگ سکتا ہے۔ ضرورت پڑی تو میں اس راز کو کھول دوں گا۔ بٹالہ ہی کی نالی کے ذریعہ قادیاں میں بھی یہ رو آ جاتی ہے اور چند شوریدہ سر یہاں ایسے ہیں جو ہمیشہ اس قسم کی باتوں میں دلچسپی لینے میں منہمک ہیں۔ پولیس سٹیشن بٹالہ کی نظر سے ایسے اشخاص مخفی نہیں ہونے چاہیے اسلئے میں اسپر زیادہ کہنے کی حاجت نہیں سمجھتا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو ترجمہ شایع کیا ہے وہ یہ ہے

ترجمہ قواعد نمبر ۱۹ و ۲۰ بابت چال چلن ملازمان سرکاری مجریہ گورنمنٹ آف انڈیا

نمبر ۱۹۔ سرکار کی کارروائی پر نکتہ چینی — کوئی ملازم سرکار عوام الناس میں اپنی طرف سے تحریری یا تقریری یا کسی اور نہج پر کسی ایسے اصول کی نسبت جسکو گورنمنٹ نے منظور کیا ہو۔ یا کسی ایسی کارروائی کی نسبت جو گورنمنٹ عمل میں لائی ہو۔ یا کسی ایسے امر متعلقہ کارروائی گورنمنٹ کے متعلق جو زیر تجویز پیدا ہوا ہو۔ اپنی رائے ظاہر نہ کرے۔

نمبر ۲۰۔ پولیٹیکل اشتعال و جلسہ ہا — کوئی ملازم سرکار ہندوستان کے حالات کے متعلق کسی پولیٹیکل معاملہ میں شریک نہ ہووے۔ یا اوسکی امداد میں چندہ نہ دیوے۔ اور کوئی ملازم سرکار کسی ایسے پولیٹیکل جلسہ میں شامل نہ ہووے جسمیں اسکی شمولیت غلط طور پر سمجھی جاوے۔ یا اوسکی شمولیت کیوجہ سے اوسکے سرکاری کام میں مفید ہونے میں نقص پیدا ہو۔ جب کسی سرکاری ملازم کو یہ شک کرنیکی گنجایش ہو کہ اس کارروائی سے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔ اس قاعدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں۔ تو اسکو لوکل گورنمنٹ سے یا اپنے افسر سے استصواب کرکے حکم حاصل کرنا چاہیئے۔ فقط

دستخط صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور۔

آریہ سماج قادیان کی ایک اور ناکامی

قادیان کی آریہ سماج نامرادی اور ناکامی کے لئے وضع ہوئی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگاتا اس کا کام رہا مگر بجز نامرادی اور ناشادی کچھ اور اس کے نصیب نہ ہوا۔ جو سلسلہ عالیہ کی دیکھا دیکھی کوئی نہ کوئی اڈمبر بھی یہ سماج رچتی رہی۔ قادیاں میں تعلیم الاسلام سکول کے اجرا کی خبر پاکر جھٹ ایک دیانند جوبلی سکول کھولدیا۔ مگر آج اسکا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ جو سلسلہ کے اخبارات کو دیکھکر یہ سوچا کہ قادیاں کے نام سے جو اخبار نکالا جاوے گا وہ خوب چلے گا ہی مخالف اور مسلمان۔ عیسائی۔ آریہ سب خریدیں گے۔ مگر اسکی وہ مثال ہوئی

قسمت کے ولیا پکائی تھی کھیر ہو گیا دلیا

اخبار کیا نکلا اس نے سماج کے کارکنوں اور روح رواں ممبروں ہی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی قادیاں کی آریہ سماج نے دیکھکر کہ چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر سال جلسہ ہوتا ہے آپ بھی سالانہ جلسہ کا ڈھنگ ڈالا مگر اب نہ وہ جلسہ ہے نہ کچھ۔ ان ساری نامرادیوں کے ساتھ سماج نے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ کھولا۔ اور ایک سالانہ جلسہ پر اس مدرسہ کی بعض لڑکیوں کو پنڈت سومراج نے بطور نمونہ پیش بھی کیا اور ان کے بھجن حاظرین کو سنوائے تاکہ وہ اندازہ کر سکیں کہ سکول کیسی ترقی کر رہا ہے مگر اب افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ نہ وہ سکول ہے نہ وہ معلمہ ہے نہ اس کے منیجر پنڈت سومراج اور ادہر چندہ گویا صف ہی لپیٹی گئی۔ پرکاش کے ایڈیٹر نے بڑا شور مچایا کہ شبھ چنتک جاری رہے اور آریہ سماج کو غیرت دلائی۔ آپ بٹالہ پہنچکر بھی تحریکیں کیں اپنے اخبار میں بھی اسکی خدمت کا بوجھ اپنے ذمہ لینے کا عزم ظاہر کیا مگر سماج نے عملی طور پر جو جواب دیا وہ ظاہر ہے۔ قادیاں میں آریہ سکول کھولنے کے لئے آریہ گزٹ میں پرجوش آرٹیکل محض ایک جھوٹی اور خود تراشیدہ گپ پر لکھا گیا چندہ کھولا گیا آریہ پبلک نے اس کا جواب جو دیا سب کو معلوم ہے۔ اب آریہ سماج قادیان کا گرل سکول بھی قادیان کی آریہ سماج کی پہلی تحریکوں کے ساتھ جا ملا کیونکہ جہانتک مجھے معلوم ہوا ہے اور میں نے دریافت کیا ہے اب اس کا کوئی وجود قادیاں میں نہیں۔ معلمہ عرصہ سے چلی گئی ہے اور پھر اور کوئی آئی نہیں۔ آریہ گرل سکول حشر قادیاں کی آریہ سماج کی ناکامیوں پر ایک اور اضافہ ہے دیکھیں اب یہاں کی سماج اور کس تحریک کو کام میں لاتی ہے بہتر ہے کوئی نیوگ مندر بناکر سچے آریوں کی نئی مثال قائم کرے شاید وہ چل ہی جاوے اور اسکی یہاں کے بعض آریوں میں ضرورت بھی ہے۔

بدامنی کے تباہ کن نتائج

پولیٹیکل انقلاب اور بدامنی کے حامی روس کی اس حالت زار سے عبرت پکڑیں جس نے وہاں آغاز شورش سے لیکر اب تک اکثر حصص ملک کی رعایا کا دم ناک میں کر رکھا ہے۔ متواتر دو ڈہائی سال سے ایک ایسی عالمگیر بدنظمی و بےچینی پھیلی ہوئی ہے کہ جسے ہر ایک سمجھدار یقیناً لعنت اور سراپا نحوست ہی سمجھے گا۔ ہر چند کہ روس کی شخصی سلطنت میں بحالت امن بھی سختیاں اور عمال حکومت کی چیرہ دستیاں کچھ کم قابل شکایت نہیں لیکن امن اور بدامنی میں پھر بھی زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ جسے کوئی صلح پسند و مآل اندیش آدمی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ تازہ تار خبر مورخہ ۶ ارمئی مظہر ہے کہ تشدد پسند لوگ جابجا چوریاں کرتے نقب لگاتے پھرتے ہیں۔ ایک دستہ نے لوڈز میں ڈاک گاڑی پر حملہ کیا۔ چار کانسٹیبلوں اور پولیسمینوں کو ہلاک کر کے دو ہزار روبل لے کر تو چلتے ہوگئے کچھ دیر کے بعد پیترو گراڈ جمعیت پہنچی تو وہ بھی ایک روئی کے کارخانہ میں جا گھسی۔ مزدوروں پر گولیاں برسائیں جس سے پندرہ کس ہلاک اور تیس مجروح ہوئے ایک دستہ نے وارسا کے ریلوے آفس پر حملہ آور ہوکر چھ سپاہیوں کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل اور زخمی کیا۔ اور دس ہزار روبل لے کر چلتے بنے۔ سپاہیوں نے بھی چند آدمیوں کو ہلاک و مجروح کیا۔ یہ واقعات وسط شہر اور روز روشن کے ہیں۔ اس کے بھی بعد کی خبر (۸ ارمئی) میں ذکر ہے کہ لوڈز میں ۲۲ آدمی مارے گئے اور ۴۰ آدمی زخمی ہوئے۔

دور کیوں جاتے ہو؟ اپنے ہی ملک کی حالت دیکھو کہ مشرقی بنگال سے آئے دن کیسی کیسی وحشت خیز خبریں سننے میں آتی ہیں۔ کہیں ہندو مسلمانوں کا فساد ہے کہیں لوٹ مار کی گرم بازاری کہیں جیل خانوں کی بھرتی۔ رعایا اور حکام کی عام پریشانی وغیرہ وغیرہ۔ خود پنجاب کیطرف خیال کرو کہ یہاں ابھی کچھ زیادہ بدامنی نہ پھیلنے پائی تھی۔ ہنوز شورش کا آغاز ہی تھا کہ انقلابی خیالات کے طفیل سینکڑوں عزت داروں کی آبرو خاک میں مل گئی۔ آزادی و تہذیب کے بعض حقوق جو خدا خدا کرکے کہیں مدتوں میں حاصل ہوئے تھے آناً فاناً معرض خطر میں پڑ گئے۔ جلسوں، تقریروں اور اخباروں کے متعلق نئی نئی قانونی قیود بڑھ گئیں اور روز بروز انہیں اضافہ کا ہی اندیشہ ہے جیسا کہ ہم کئی سال سے زور دیکر لکھ رہے تھے۔ ادنےٰ محبان وطن کی غیر معتدل پالیسی نے ملک میں زہریلے خیالات پھیلانے شروع کئے آخر غریب انڈیا کے ساتھ بنیاد کی دوستی والا ایسا ناشدنی سلوک کیا کہ اسکی ترقی و بہبودی کو صدیوں پیچھے جا پھینکا۔ کوئی ہے؟ جو ان عبرت انگیز واقعات کو کان دھر کر سنے اور آنکھیں کھولکر دیکھے۔

مسلمانان اہوں پر زیادتی

راہوں ضلع جالندھر میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے بہت کم ہے نیز کے تمام سرکاری عہدیدار بھی ہندو ہی ہیں یعنی تھانہ دار تحصیلدار ہیڈ ماسٹر پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ۔ غرضکہ عملہ کا عملہ ہی اس شعر کا مصداق ہے ؎

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے

حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

نتیجہ اس ہر قسم کے غلبہ کا یہ کہ جیسا اور اکثر مقامات و محکمہ جات میں مغلوب مسلمانوں کو پیسے ڈالتا ہے ویسے ہی راہوں میں۔ یہ بتیس دانتوں میں زبان کی مانند جوں توں اپنی تلخ زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔ ۲۴ تاریخ کے ایک ہندو اخبار میں اس مضمون کا تار چھپا تھا کہ راہوں کے مسلمانوں نے فساد کیا اور ہنود کی دوکانیں لوٹ لیں لیکن برخلاف اسکے واقعہ یہ ہے کہ خود ہنود نے مسلمانوں کی ایک برات پر حملہ کیا جسمیں سے ایک لڑکا غائب بھی ہے جو ممکن ہے مارا گیا ہو۔ اور مجروح و مضروب تو کئی ایک ہسپتال میں پہنچ چکے ہیں ایک اور لطف یہ کہ ہندو اخبار کو تو مسلمانوں کی زیادتی کا تار فوراً پہنچ گیا۔ اور مسلمانوں کو تار دینے سے ہی روکا گیا ہم اس بات پر مصر نہیں کہ مسلمانوں کا ہی بیان حرف بحرف صحیح ہے مگر اس کا بھی تو کوئی ثبوت نہیں کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اور ہندو سراسر سچے ہندوؤں کے غلبہ سے ایک معمولی عقل کا بھی معاملہ فہم آدمی اس نتیجہ پر ضرور پہنچ سکتا ہے کہ زیادتی فریق غالب ہی کی ہوگی۔ کیونکہ جو بیچارے پہلے ہی ہر طرح دبے ہوئے ہیں۔ انہیں زیادتی کا کیا حوصلہ پڑ سکتا ہے؟ بہرحال ہم کو امید ہے کہ سرکاری تحقیقات میں اس معاملہ کی اچھی طرح چھان بین ہوکر جس کا قصور ہے وہ ضرور اپنے کئے کو بھگتیگا ساتھ ہی ہم یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ سرکاری سروس میں دونوں قوموں کے قائم مقاموں کا عدم تناسب اکثر بدعنوانیوں کا موجب ہوا کرتا ہے اسواسطے گورنمنٹ عالیہ کو اپنے صریح تجربات اور بین مشاہدات کے بعد اب اس اہم معاملہ پر خاطر خواہ توجہ فرمانے میں ذرا تامل نہ ہونا چاہئے جسپر ہم عرصہ سے زور دیدے کر لکھ رہے تھے۔

لاجپت رائے اور آریہ سماج

(ترجمہ از سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ یکم جون ۱۹۰۷ء)

جناب! بجواب خط لالہ دیوان چند (ڈے۔اے۔وی کالج) جو آپکے پرچہ مورخہ ۲۵ مئی کے اشو میں بعنوان مذکورۃ الصدر شائع ہو چکا ہے مندرجہ ذیل ریمارک کرنیکی اجازت دیجئے لالہ لاجپت رائے نے اپنی تمام زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کردی تھی اور آج جبکہ وہ مصائب میں مبتلا ہے۔ سماج اسکو اپنے سے خارج کرنیکی کوشش کر رہی ہے وہ بغیر کسی شک و شبہ آریہ سماج کی روح و روان تھا ہمیں شک نہیں کہ آریہ سماج ایک مذہبی گروہ ہے لیکن گورنمنٹ کے برخلاف شورش کنندگان کے لیڈروں اور سرغنہ لوگوں کی سب سے بڑی تعداد اسی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور چونکہ ڈے۔اے۔وی کالج کے طلبا پولیٹیکل تحریک میں حصہ لینے میں سب پر سبقت لے چکے ہیں۔ اسلئے انکار نہیں ہو سکتا کہ آریہ سماج نے پولیٹیکل تحریک اور ایجی ٹیشن میں سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ بندے ماترم کی جھوٹی جنگی آواز کے ساتھ ساتھ پنڈت دیانند کی جے کے نعرے بھی تو ہیں کہ گذشتہ زمانہ میں شہر لاہور کے مختلف پر وسیشنوں اور صفوف میں بلند ہوتے رہے ہیں۔

اس خط میں مرزا صاحب کا بھی ذکر کیا گیا اگر آریہ سماج آپ کی طرز روش اور نصیحت پہ چلتی تو انہیں یہ ضرورت محسوس نہ ہوتی کہ وہ آج اپنے لیڈر کو اپنی سماج سے جدا کرتے مرزا صاحب کا مشن خالص مذہبی ہے وہ ابتدا سے (جسکو تیس برس گذرتے ہیں) ہمیشہ اپنے مریدوں کو جیسا کہ گورنمنٹ پر خوب واضح اور روشن ہے یہ نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے تئیں گورنمنٹ کے برخلاف پولیٹیکل ایجی ٹیشن میں حصہ لینے سے بچاتے رہیں اور ہرگز انہیں مت شامل ہوں یہاں تک اسکا عملی ثبوت موجود ہے کہ انہوں نے علیگڈھ کے طلبا کی خفیف اور معمولی سٹرائیک پر اپنے پوتے کو جو وہاں پڑھتا ہے اپنی بیعت سے خارج کر دیا صرف اسلئے کہ اس نے سٹرائیک کرنیوالے طلبا کی شمولیت اختیار کر لی تھی آپکے فتویٰ جہاد کو جو حال میں شائع ہوچکا ہے سرحدی صوبہ میں ایک بڑا مفید کام کیا ہے جیسا [illegible] کمشنر نے

مشنری خطرہ

(وہ تقریر جو مفتی محمد صادق صاحب نے جلسہ ایمپائر ڈے پر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے بورڈنگ میں کی)

ایمپائر ڈے۔ ایمپائر ڈے کیا ہے۔ سلطنت کا دن جو اس غرض کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ کہ بالخصوص اسکول کے بچوں کے ذہن نشین کرایا جاوے کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے کسقدر برکات ہیں اس دن کے تقرر کا اصل محرک طلبا کا وہ رویہ ہے جو آجکل عموماً اکثر مدارس میں اور بالخصوص آریوں کے مدرسوں اور کالجوں میں دیکھنے میں آتا ہے اور ایسی جگہوں پر نہایت ضروری ہے کہ ایسے جلسے سال میں نہ صرف ایک بلکہ کئی ایک ہوا کریں اور ہم اپنے نائب ناظم صاحب تعلیم دینی و دنیوی کا سررشتہ تعلیم کے حکم کے مطابق اس خاص جلسہ کے ایسے عمدہ انتظام کے ساتھ منعقد کرنے کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی شکر گذاری اور فرمانبرداری کا ایسا سبق اس زور کے ساتھ ہمارا امام ہمیشہ ہم کو دیتا ہے اور دنیا بھر کی تمام سلطنتوں پر نگاہ ڈالکر ہم جماعت احمدیہ کے واسطے گورنمنٹ برطانیہ کا وجود ایسا مفید اور ضروری اور نافع دیکھتے ہیں اور یہ باتیں ہمارے بچوں اور جوانوں اور بوڑھوں کے دلوں میں ایسی مضبوطی کے ساتھ جگہ پکڑے ہوئے ہیں کہ ہمارے واسطے تو سال کا ہر ایک دن ایمپائر ڈے ہوتا ہے۔

پھر آج اس جلسہ میں ایمپائر ڈے کے اغراض و مقاصد پر نظم و نثر میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور ہنوز کئی ایک تقریریں اس مطلب پر باقی ہیں اسواسطے میں اس کے متعلق بحیثیت مجموعی کچھ گفتگو کرنے کی بجائے صرف ایک خاص پہلو کو لیتا ہوں جو میرے نزدیک بہت ضروری ہے لیکن گورنمنٹ اور رعایا نے اسکی طرف خاص توجہ نہیں کی۔ اسمیں شک نہیں کہ اسوقت زمانہ بول اٹھا ہے۔ کہ کوئی اوتار۔ کرشن۔ بدھ۔ مہدی۔ مسیح اس زمانہ میں آنا چاہئے اور پولیٹیکل رنگ میں ایسے عقائد ہمیشہ ہر قوم کو ان کے لئے ایک قومی ایمپائر ڈے کی امیدیں دلاتے ہیں جو ان کے نزدیک اس ایمپائر ڈے کا جانی دشمن ہونیوالا ہے جسکی خوشی میں آج ہم سب جمع ہوئے۔ آریہ اور بنگالی جو کچھ کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے۔ برہمی اور جینی بدھ کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ ہندو کرشن کی آمد کے منتظر ہیں۔ تمام مسلمان (بجز) فرقہ احمدیہ کے ایک جہادی مہدی کو جلد دیکھنا چاہتے ہیں اور ایسے عقائد ایمپائر ڈے کے دشمن ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ان سب سے بڑھکر گورنمنٹ کا ایک اور خفیہ دشمن بھی ہے۔ جو ایک خونی مسیح کے آنیکا عقیدہ اس ملک میں پھیلا رہا ہے اور جس کو مشنریوں کا گروہ کہتے ہیں مشنری لوگ ہند کے چاروں کونوں میں یہ تعلیم پھیلا رہے ہیں کہ عنقریب یسوع مسیح جلال کے تخت پر بیٹھا ہوا ایک بڑی فوج لے کر زمین پر اتریگا اور ان سب کو جو عیسائی نہیں ہیں قتل کر ڈالے گا۔ اب غور کرنا چاہئے کہ یہ عقیدہ گورنمنٹ کے واسطے کیسا خوفناک ہے۔ سب سے اول قابل غور تو یہ بات ہے کہ خود گورنمنٹ کوئی مذہب نہیں رکھتی اور یہی گورنمنٹ کی جو سب سے بڑی برکت ہے کہ اس کے ماتحت تمام مذاہب کو آزادی حاصل ہے وہی برکت مشنریوں کے عقائد کے مطابق ایک لعنت ہے جو گورنمنٹ کو پابہ زنجیر یسوع کے جلالی تخت کے سامنے سزایابی کے واسطے کھڑا کرے گی۔ پھر گورنمنٹ کے تمام مدبر اور بڑے بڑے کارکن اور کالجوں کے پروفیسر اور پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر اس امر کے ملزم ہیں کہ انہوں نے انجیل کی تعلیم کو مدارس سے خارج کر دیا ہے اور ان میں سے اکثر یسوع کے مذہب پر نہیں بلکہ وہ اس سے بہت بیزار ہیں یسوع جلالی تخت کے سامنے ان لوگوں کا کیا حال ہونیوالا ہے اور اگر کوئی نادان پادری یہ کہے کہ یسوع عیسائی مذہب کو پسند کرے گا اور گورنمنٹ کے سب ارکان عیسائی ہیں سوائے اس کے کہ لیجسلیٹو کونسل کے چند ممبر یا بعض عہدہ دار جو دیسی ہیں اور جو لازماً پھانسی پر چڑھائے جاویں گے خواہ گورنمنٹ کے کیسے ہی نمک حلال اور خیر خواہ ہوں اسواسطے یسوع ان کو نہیں پکڑے گا بلکہ صرف دیسیوں کو (خواہ رعایا ہو۔ خواہ سکھوں کی فوج۔ خواہ گورکھوں کی کمپنی اور خواہ افغانوں کا ترپ) تو اول تو یہ بات ہی غلط ہے کیونکہ اسوقت عیسوی مذہب اسقدر مختلف فرقوں پر منقسم ہو رہا ہے کہ شائد دنیا میں کبھی کسی مذہب میں باہم اس قدر اختلاف ہوا ہو۔ بڑے موٹے فرقے تو رومیوں یونانیوں اور پراٹسٹوں کے ہیں۔ پھر پراٹسٹنٹوں کے سینکڑوں فرقے ہیں جنمیں سے ایک فرقہ چرچ آف انگلینڈ کا ہے اور پھر اس کے آگے اسّی فرقے ہیں اور سب ایک دوسرے کو عیسائیت سے خارج اور یسوع کا دشمن جانتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یسوع بالفرض جب آوے گا تو اس تہتر فرقے میں سے صرف ایک کو اپنا مانے گا اور باقی سب کو تہ تیغ کریگا اور کوئی شخص یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ لارڈ منٹو اور لارڈ کچنر بلکہ خود حضور قیصر ہند اسی برگزیدہ فرقہ میں ہوں گے یا ان کو بھی یہ سنایا جاوے گا کہ اے تم جو مجھے خداوند کہتے ہو تمہیں میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ وہ ان موجودہ فرقوں میں سے کسی ایک کو بھی پسند نہ کرے اور گذشتہ زمانہ میں جو عیسائی فرقے ہو چکے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کرے اور موجودہ زمانہ کے تمام عیسائیوں کو قتل کرے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ہماری گورنمنٹ بمعہ اس کی رعایا کے قتل کیا جاوے اور ہندپر حکومت کرنے کے واسطے فقط جلال کے تخت کا مالک اپنے ایک کم بارہ حواریوں کے ساتھ رہ جاوے خدا کا ہزار شکر ہے کہ ہماری گورنمنٹ ایسی بیوقوف نہیں جو مشنریوں کے ایسے بیہودہ عقائد سے خوف زدہ ہو جائے۔ کیونکہ نہ کوئی ایسا یسوع آسمان پر ہے اور نہ کسی نے آنا ہے لیکن تاہم جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ خونی مہدی کا جاہل لوگوں کے واسطے ممکن ہے کہ کسی وقت خوفناک صورت اختیار کرے اور اندر ہی اندر ہمیشہ ان کے دلوں کو زہر آلود کر رہا ہے ایسا ہی مشنریوں کا عقیدہ کہ ایک خونی مسیح آئے گا ملک کے اندر ایک زہریلا بیج بو رہا ہے جس سے خطرہ ہے کہ کانٹے دار جھاڑ نکلکر ملک کو دکھ دینے کا موجب ہوں اس واسطے ابھی سے انکی بیخ کنی کیطرف گورنمنٹ اور اسکی رعایا کو بالاتفاق متوجہ ہو جانا چاہئے۔

عیسائی پادریوں کا وجود ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ملک کے واسطے سخت فساد پھیلانیوالا ہوا ہے۔ تاریخ انگلستان کا سیاہ حصہ وہی ہے جب زمانہ میں پادریوں کو یہ اختیارات تھے کہ وہ اپنے مذہبی دلکو نسلوں کیخاطر بڑے بڑے آدمیوں کے خون گراتے تھے اور ملک کے لائق اور کارکن آدمیوں کو تہ تیغ کرتے تھے جن دنوں پوپ کا راج یورپ میں تھا اور سلطنت پادریوں کے رعب میں تھی ان دنوں لاکھوں انسان یورپ کے مختلف حصوں میں صرف عیسائیت کو قبول نہ کر لینے کے سبب تہ تیغ کئے جاتے تھے آج فرانس کی حکومت کو پادریوں کے ہاتھوں سے جو مصائب پہنچ رہے ہیں وہ اخباروں کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہیں وہ تو خدا ہی کو کچھ ایسا

(باقی)

منظور ہے کہ یہ دجل اب بڑھنے نہ پاوے ورنہ حکومت فرانس کے برخلاف جسقدر جوش پوپ اور اس کے توہمیوں نے برپا کیا ہے اس سے خوف تھا کہ حکومت فرانس ایکدفعہ پاؤں سے اکھڑ جاوے۔ چین میں جسقدر گزشتہ دنوں [illegible] ہوتے ہیں اور آئے دن حکومت چین پر مصائب گرتے ہیں وہ سب پادریوں کے طفیل ہے کیا ان سب باتوں کو مدنظر رکھکر ہم مشنریوں کی خدمت میں ادب کے ساتھ یہ درخواست پیش کرنے کا حق نہیں رکھتے کہ اے مشنری صاحبان ملک ہند میں تعلیم اور روشنی کے واسطے گورنمنٹ مہربان نے ہمارے واسطے بہت سے مدارس اور کالج بنا دیئے ہیں۔ ہمیں تمہاری اس منافقانہ استادی کی ضرورت نہیں کہ بظاہر ملک میں تعلیم پھیلانے کا بہانہ کیا جاتا ہے اور اندر ہی اندر ہماری گورنمنٹ کے برخلاف یہ عقیدہ پھیلایا جاتا ہے کہ ایک خونی مسیح آئے گا جو اول گورنمنٹ ہی کی رعایا کو تہ تیغ کریگا کیونکہ وہ عیسائی نہیں ہے اور جب رعایا قتل ہو چکی۔ تو پھر گورنمنٹ پر بھی ہاتھ صاف کرے گا کیونکہ وہ عیسائی گورنمنٹ نہیں ہے۔ اے لمبی ڈاڑھی والے اور منڈی ہوئی ڈاڑھی والے پادری صاحبان آپ سب کی خدمت میں ہماری یہ التماس ہے کہ ہمارے ملک میں آگے ہی فاسد عقائد بہت ہیں۔ اب ضرورت نہیں کہ آپ ایک اور خوفناک فاسد عقیدہ پھیلاویں۔ براہ خدا ہم پر رحم کرو اور اپنا بوریا اٹھا کر اپنے وطن کو واپس جاؤ اور کسی نیک کام میں مشغولیت اختیار کرو۔ اور ہمیں عذر نہ ہوگا کہ آپ صاحبان [illegible] کالوں کی متاع [illegible] کی معہ انکی کتابوں کے اپنے ہمراہ جہاز پر سوار کرکے لیجاؤ۔

پس میرے پیارے بچو! گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری کا جو سبق تم کو رات دن اس مدرسہ میں سکھایا جاتا ہے اس کو [illegible] رنگ میں لانے کے واسطے جو ذرائع تم اختیار کرو گے ان [illegible] اس بات کو بھی [illegible] میں مدنظر رکھنا کہ مشنریوں کا [illegible] ہمارے ملک [illegible] گورنمنٹ [illegible] کے واسطے ایک سخت خطرہ ہے جسطرح ہو سکے [illegible] ملک کے اندر سے [illegible] بیخ کنی کرو بلکہ خود یورپ امریکہ میں ان کے گھر [illegible] وہاں بھی انکو ان بدعقائد [illegible] کی کوشش کرو۔ اور اپنی کوشش میں ہمت اور استقلال کے ساتھ مصروف رہو اسمیں نہ صرف ہمارا اور ہماری گورنمنٹ کا فائدہ ہے بلکہ ان لوگوں کا بھی فائدہ ہے جو مسیحی مشنری بنے پھرتے ہیں کہ اپنے خیالات کو اپنے دلوں سے نکالیں اور اب صبر کے ساتھ بیٹھ جاویں جس یسوع کو وہ آسمان پر ہم کو دکھانا چاہتے ہیں وہ خود ہمارے ملک میں زمین کے اندر مدفون ہے تعجب ہے کہ یسوع کی قبر ہمارے پاس موجود ہے اور یہ ہزاروں کوس کا سفر بھی اور بیہودہ خرچ کرکے ہمارے پاس جو خبر لاتے ہیں وہ یہ ہے کہ یسوع آسمان پر ہے اور اتنی محنت بفائدہ اٹھا کر اس [illegible] کے مصداق بنتے ہیں کہ پٹیا پہاڑ نکلا چوہا اور ایسی بیہودہ خبروں کی اشاعت کرکے یورپ امریکہ کی مشہور دانائی پر داغ لگاتے ہیں۔ میں بارہا خیال کرتا ہوں کہ یورپین لوگ باوجود دانش و عقل [illegible] پادریانہ عقل کے گروہ کو کیوں ساتھ لاتے ہیں جو ہمارے گلی کوچوں میں یہ کہتے پھرتے ہیں کہ

[illegible] یسوع جلال کا [illegible]
بیٹھ کر تم کو سخت سزا دے گا

شاید یہ لوگ بطور نظر بٹو کے لائے جاتے ہوں کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور فلاسفروں اور مدبروں اور سائنس دانوں کو نظر نہ لگ جائے۔ مگر یورپین صاحب [illegible] کہ ہندی آنکھیں گورنمنٹ [illegible] نظر [illegible] کوئی حصہ نہیں [illegible] نظر بد کو دیکھنا نہیں چاہتے [illegible] کی آمیزش [illegible] اس واسطے مناسب ہوگا کہ [illegible] مہربان دوست اسکو ہمیشہ [illegible]

[illegible]

آریہ سماج کا ڈیپوٹیشن

اور

لاٹ صاحب پنجاب

ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب شملہ سے بقصد ولایت بمبئی تشریف لیجا رہے تھے کہ ۲۲ مئی کو بمقام کالکا آریہ سماج کے ایک ڈیپوٹیشن نے جس میں رائے بہادر سوہن لال۔ مسٹر روشن لال لالہ ہنسراج اور بھگت ایشور داس شامل تھے حضور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ سب سے پہلے مسٹر روشن لال بیرسٹر نے ہز آنر سے اجازت چاہی کہ چند کتابیں اور رسالے متعلقہ آریہ سماج خدمت میں پیش کریں۔ لیکن سر ڈینزل ایبٹسن بہادر بالقابہ نے فرمایا کہ میں کتابیں منظور کرنے سے پہلے گفتگو کر لینا زیادہ ضروری و قابل ترجیح سمجھتا ہوں۔ اس پر لالہ ہنسراج پرنسپل دیانند کالج نے مختصراً یقین دلانا چاہا کہ ہماری سماج کو گذشتہ شورشوں سے کچھ تعلق نہیں اس کا مقصد تو صرف اپنی قوم کی مذہبی اور تعلیمی ترقی ہے۔ اور کہ شورش کے دنوں میں ہم نے اپنا کالج بند کر دیا تھا۔ اور ہم کو پختہ یقین ہے کہ ہمارے کالج کے طلباء اس شورش میں بالکل شریک نہ تھے"۔ حضور ممدوح نے فرمایا "اس بات سے تو ہم خوش ہیں کہ تم لوگ گذشتہ شورش سے اپنی بے تعلقی کا یقین دلاتے ہو لیکن **ہمیں پنجاب بھر کے تمام ڈپٹی کمشنروں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماجیں ہیں وہی مقامات باغیانہ سازشوں اور سرگوشیوں کے** مرکز ہیں"۔ لالہ ہنسراج بولے کہ "بدقسمتی سے آریہ سماج میں اور دیگر مذاہب میں اختلاف ہے۔ آریہ سماج آزادانہ نکتہ چینی کرتی ہے۔ اس وجہ سے سب اسکو برا کہتے اور طرح طرح کے جھوٹے سچے الزام اس کے سر دھرتے ہیں"۔ پھر مسٹر روشن لال ہز آنر سے مخاطب ہوئے اور یقین دلایا کہ میں اجیت سنگھ سے کبھی نہیں ملا۔ اور اسکی تقریروں کے متعلق مجھے کبھی خیال تک نہیں آیا کہ واقعی وہ ایسی (شرانگیز) ہوتی ہیں جیسی کہ بعد میں سنی گئیں"۔ بعد ازاں رائے بہادر سوہن لال جناب ممدوح سے ہمکلام ہوئے۔ آپ نے بھی شورشوں سے بیزاری و عدم تعلق ظاہر کیا۔ اور ساتھ ہی کانگڑہ ریلیف ورکس کے متعلق اپنی خدمات کی جانب بھی ہز آنر کو توجہ دلائی۔ پھر لاٹ صاحب بہادر لالہ ایشور داس سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا تم کو ہم نے اس سے پہلے بھی کبھی دیکھا ہے۔ [illegible] حضور نے [illegible] اس کو دیکھا ہوگا جو میرے بھائی ہیں اور صورت میں مجھ سے بہت مشابہ ہیں۔ پھر لالہ صاحب نے بھی اپنے [illegible] کی تائید میں کہا کہ لاہور کی شورشوں [illegible] آریہ سماج کو کچھ ہمدردی نہیں ہے۔

آخر میں ہز آنر نے فرمایا کہ ہم آپ لوگوں سے یہ سنکر خوش ہوئے کہ آریہ سماج کو گذشتہ شورشوں سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لیکن ہم کو اس بات کا بڑا افسوس ہے کہ [illegible] پہلے کیوں نہ ظاہر کیگئی؟ اور ایسی غلط افواہوں کی تردید کس واسطے نہیں کیگئی کہ پلیگ گورنمنٹ پھیلاتی ہے۔ کنوؤں میں زہر [illegible] ڈاکٹر وغیرہ وغیرہ اور کہ یہ آریہ سماج کا فرض ہے کہ جو کچھ شور و شر پچھلے دنوں ہو چکا ہے اس سے بے تعلقی و عدم ہمدردی کا اظہار علانیہ کرے"۔ پھر فرمایا کہ "ہم دیسی تحریک کے تو ہمیشہ سے حامی ہیں۔ اور نیک نیتی و ایمانداری سے نکتہ چینی کرنے پر بھی ہم کو کچھ اعتراض نہیں۔ نہ ہم کو یہ توقع ہے کہ تعلیمی ترقی کے ساتھ ہندوستانی لوگ ایجیٹیشن سے باز آجائیں گے۔ مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایجیٹیشن ہو تو

قاعدہ و ضابطہ کے ساتھ ہو (نہ کہ ایسا طوفان بے تمیزی) اور لوگ ایسی حرکات سے اجتناب کریں جن کے باعث حکام و گورنمنٹ سے تعلقات کشیدگی اور رنجش کی پیدا ہوتی ہے۔ آخر میں ہز آنر نے سماجی ڈیپوٹیشن کی معرفت ہاں ان میں (؟) منظور فرمالیں اور ممبران ڈیپوٹیشن سے ہاتھ ملا کر انکو رخصت کر دیا۔

اس ڈیپوٹیشن کی روئداد سے کئی اہم نتائج نکلتے ہیں جن سے امید ہے کہ پبلک اور خاصکر سماجی صاحبان ضرور سبق حاصل کریں گے۔ سب سے ضروری اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ سماجیان ڈپٹی کمشنر بہادر نے ہز آنر کو آریہ سماجیوں کی نسبت جو اطلاع دی وہ کسی الہام الٰہی کی بنا پر تو ہے نہیں۔ سماجیوں کا پولیٹیکل رویہ اور لہجہ ہی عالی حکومت کی اس رائے کا ذمہ دار ہو سکتا ہے اور لالہ ہنسراج صاحب نے جو کچھ ڈیفنس میں کہا ہے وہ سر تا سر بیچ ہے بلکہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ کیونکہ غیر مذاہب پر آزادانہ نکتہ چینی کرنے ہیں اور کونسا مذہب آریہ سماج سے پیچھے رہا ہے۔ ہاں اگر گندی گالیاں دینے، دل آزار حملے کرنے اور باقی مذاہب والوں کو بد درجہ قابل نفرت سمجھنے اور حقیر و ذلیل کرنے کا نام انہوں نے آزادانہ نکتہ چینی کہا ہے تو یہ کام آریہ سماج بلا شبہ بے عدیل مستعدی سے کر رہی ہے اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسی کی بدولت دیانندی فرقہ کے افراد میں دیگر اقوام سے نفرت و عداوت بڑھتے بڑھتے اکثر پولیٹیکل خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ کیا بھارت باشیوں کے سوائے سب کو ناپاک ملیچھ سمجھ کر ملک بدر کر دینے کی مجنونانہ آرزو کا سرچشمہ وہی مذہبی تنفر و تعصب نہیں جس کی بانی و حامی دیانندی سماج ہے۔ کیا کوئی سماجی یہ کہہ سکتا ہے کہ ”انڈیا فر انڈینز“ کا موٹو دراصل ”سوراج“ اور ”سودیشی“ کا واچ ورڈ (Watch word) نہیں ہے۔

اور اگر ہے جیسا کہ واقعی ہے تو پھر آریہ سماج کے سوائے اور کس مذہب و ملت کے لوگوں نے پہلے پہل یہ فتنہ پرداز آواز نکالی؟ ہم اس بحث کے ایک ہی پہلو کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ لیکن اگر کوئی سننا چاہے تو اس ثبوت میں ہمارے پاس کافی سے زیادہ دلایل موجود ہیں۔ کہ آریہ سماج کی نسبت جو آواز اب پبلک سے گذر کر حکام کے کانوں تک پہنچ گئی ہے اسکی وجہ سماج کی مہذبانہ و آزادانہ صاف گوئی نہیں بلکہ اس کے بعض یا اکثر ممبروں کی دریدہ دہنی، بدزبانی اور انتہائی جوش تعصب ہے۔

دوسری اہم بات اس روئداد سے یہ نکلتی ہے جس کا ہز آنر کے جواب میں بھی صاف اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اگر آریہ سماج کے لوگ فی الواقع ان شورشوں سے کوئی ہمدردی و تعلق نہیں رکھتے تو حاملان سماج دار و گیر کی تفتیش کی کارروائی اور عبرت خیز و سبق آمیز سزاؤں سے پہلے کیوں نہ ہوش میں آ گئے۔

تیسرا تعجب انگیز اور نتیجہ خیز امر یہ ہے کہ جس قوم کے آرگن کل تک ہم مسلمانوں کو (پولیٹیکل ایجی ٹیشن یا شورش سے) اظہار بے تعلقی پر ملامت کرتے اور خوشامد و خود غرضی کا الزام دیتے تھے یہ کیسے ہوا کہ آج اسی کشتی کے ناخدا ہماری نقل اتارنے میں بڑی سنجیدگی و متانت اور خلوص دل ظاہر فرمانے لگے؟ کیا وہ آریہ آرگن یا کانگریسی معاصرین اب بھی مسلمانوں کی امن پسندی و تائید انتظامی کی داد دیکر اپنے قومی وکلا کی نسبت جو ہز آنر کی خدمت میں بغرض صفائی گئے یہ نہ کہیں گے کہ

آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از ہزار رسوائی

چوتھا بڑا زبردست سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آریہ سماج ان شورشوں کو فی الواقع ناپسند کرتی ہے تو پھر اس کے ایک نہایت ممتاز و بلند نام لیڈر کو ایسے نازک وقت میں اس قسم کے جلسوں اور تحریکوں میں حصہ لینے یا تقریریں کرنے سے کیا واسطہ تھا؟ + پانچویں غور طلب بات یہ ہے کہ آریہ سماج کے لیڈروں نے اپنی صفائی کے اظہار میں ایک صریح مغالطہ دہی کا ارتکاب کیا جس کے الزام سے وہ کسطرح بری ہو نہیں سکتے۔ کیا ملتوں کے دنوں میں کالج کا بند کر دینا دلیل امن پسندی ہے یا وہ امر بہ مصلحت ہوتا

کہ طلبا کی حاضری ان ایام میں پیش از پیش سختی و پابندی سے لازم کر دیجاتی تاکہ اول تو انکو بیرونی حرکات میں شریک ہونیکا موقع ہی نہ ملے اور اگر کوئی طالبعلم اپنی ذاتی شرارت سے شامل ہو بھی تو اسکا علم و انسداد بسہولت ہو سکے۔ لیکن افسوس کہ آریہ کالج برخلاف اس کے التوا بند ہی کر دیا گیا کہ اگر اسکی نوجوان پرجوش پارٹی ہمارے ملک کی اہم ترین خدمت ملک کے پوٹرمشن میں حصہ لے تو اسکی شرکت و عدم شرکت کا پتہ بھی نہ لگ سکے۔

پولیٹیکل جرم اسی کو کہتے ہیں ہنگامہ

راولپنڈی کے بعد ہندو صاحبان نے ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی میں بھی قسم قسم کی لغو اور بیہودہ افواہیں اڑا دی ہیں۔ مثلاً یہ کہ انگریزوں نے ایک خفیہ انجمن قائم کی ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ اہل ہند کو نیست و نابود کیا جاوے۔ پوشیدہ طریقوں سے تمام کوؤں اور تالابوں اور نالوں میں زہر دفن کر دی ہے اور پانی میں خوفناک دھات ملا دی ہے تاکہ ہوا سے بہت سے فوراً ہلاک ہو جاویں اور باقی لوگ اس ہوا کے لگنے سے ہلاک ہو جائیں گے مرض طاعون خود انگریزوں ہی کی ایجاد کردہ ہے اور اسکو رفتہ رفتہ دن بدن ترقی دیتے جاتے ہیں۔ تاکہ اہل ہند نیست و نابود ہو کر ہلاک ہو جائیں۔

بجائے کمی کے طاعون جو کہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اس کے یہی سبب ہیں۔ الغرض اس قسم کی مضحکہ خیز اور بیہودہ اور مفسدانہ اور شرارت انگیز خبروں کو پھیلا دیا ہے تاکہ سرحدی نیم وحشی و جاہل مسلمانوں کو اس طریقہ سے اپنے ساتھ گانٹھ لیں اور ایک تنگ اس بے بنیاد و بیہودہ خبر نے بہت کچھ تشویش ہی باشندگان ہزارہ میں پیدا کر لی ہے اور بہت کچھ ہندو (شریر پیشہ و مفسد پیشہ) لوگوں کو کامیابی بھی ہوگئی ہے آجکل تحصیل مانسہرہ کے اکثر دیہات اور قصبوں اور شہر و نمیں اس خبر سے عجیب تشویش پیدا ہو گئی ہے عموماً سب لوگوں نے اب کوؤں اور چھوٹے نالوں اور چاہوں وغیرہ سے پانی استعمال کرنا بند کر دیا ہے۔ بلکہ جن شہروں کے متصل کوئی بڑا نالہ ہوتا ہے اس سے بھر کر لاتے ہیں وہ ریت ہٹا کر یا چھوٹا گڑھا کھود کر پانی بھر لیتے ہیں۔ سمجھدار مسلمان باقی اپنے جاہل بھائی مسلمانوں کو ہر چند سمجھاتے ہیں مگر کمبخت اپنی جاہلیت سے مجبور ہیں۔ یہ بیہودہ خبر ابھی ترقی پر ہے۔ خدا وندکریم عقل بخشے (نامہ نگار)

پنجاب میں ناراضگی پھیلانا اور مجرموں کو سزا

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ پنجاب اور سرحدی صوبہ میں گورنمنٹ کیطرف سے پبلک کے دلمیں مفسد لوگ کیسی ناراضگی بے بنیاد باتوں کے پھیلانے سے پیدا کر رہے ہیں۔ ایسے دو شریر آدمی ۱۱ ماہ حال کو اٹک میں اپنے کیفر کردار کو پہنچے جنکا مختصر حال یہ ہے کہ ۲۶ اپریل گذشتہ کو ایک شخص مسمی سوامی دیال نے حسن ابدال میں بعض آدمیوں کو جمع کر کے ایک جلسہ کیا اور ان کے سامنے بیان کیا کہ حقیقت میں طاعون کوئی قدرتی بیماری نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کوؤں اور چشموں میں زہر ڈالکر یہ بیماری پیدا کر رہی ہے تاکہ ہندوستان کی زیادہ آبادی باشندے مر کر کم ہو جائیں ۲ ماہ حال کی سحر کو حسن ابدال کے تمام کنوؤں وغیرہ میں آٹے کی گولیاں تیرتی ہوئی دیکھکر حسن ابدال کے باشندوں کو نہایت غصہ اور جوش آیا انہوں نے سمجھ لیا کہ سوامی دیال کا بیان صحیح نکلا۔ ورنہ حقیقت میں صریحاً یہ کام سوامی دیال کے کسی چیلے چانٹے کا تھا۔

جب باشندوں میں گھبراہٹ اور بیچینی کی ایسی حالت دیکھی تو زیر دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند جھوٹی خبر کے پھیلانے کے جرم پر کہ جس سے پبلک کو خوف پیدا ہو گیا اٹک کی پولیس نے سوامی دیال کو گرفتار کر کے اسپر مقدمہ قایم کیا تحقیقات سے یہ باثبات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ۲۶ اپریل کو سوامی دیال نے حسن ابدال میں مذکورہ بالا جلسہ منعقد کیا۔ کوؤں وغیرہ میں گولیاں وغیرہ پھیلانے کی گورنمنٹ پر تہمت لگانے کا الزام ثابت کر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اٹک نے سوامی دیال کو دو سال قید با مشقت اور ۲۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اگر جرمانہ ادا

ایڈریس

[جو ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس لیکچرار اناٹومی و فزیالوجی میڈیکل سکول آگرہ کو سکول مذکور کے طلباء نے ان کے رخصت ہو جانے کے وقت دیا اور جس کا ذکر میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں کیا ہے۔ ایڈیٹر]

ڈیر سر!

ہم طلباء آگرہ میڈیکل سکول جناب سے اجازت چاہتے ہیں کہ ہم اس نقصان پر اپنی افسوس کا اظہار کریں جو جناب کی طویل مفارقت کے باعث ہمیں اٹھانا پڑیگا۔

قطع نظر اس نقصان عظیم کے جو ہم برداشت کرنے کو ہیں اگر ہم جناب کے کمالات کا شمار کریں تو ہم اسکو ناممکن پاتے ہیں۔

جناب والا سب سے اول ہم جناب کے قابل قدر طریقہ تعلیم اور طلباء کے ساتھ شفقت و ہمدردی کے سلوک کے متعلق حقیقی اعتراف کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ آپ کو ایک بردبار اور محنت کش استاد پایا ہے جب کوئی طالب علم کسی مسئلہ کے سمجھنے میں قاصر رہا تو جناب نے کسی قسم کے آثار ناراضی یا گھبراہٹ کے اظہار کے بدوں اس امر کو اس کے دلپذیر نقش کرنے کے لئے پوری سعی کی ہے خواہ باوجود اس سعی کے بھی وہ قاصر ہی رہا ہو۔

آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ آزادانہ اور بے تکلفانہ ملتے رہے ہیں ہم نے ہمیشہ آپ کے دست شفقت کو یکساں پایا ہے خواہ ہم کمرہ تعلیم میں تھے یا اس سے باہر۔ آپ نے ہمیشہ ان امور میں پوری دلچسپی لی ہے جو ہماری بہلائی سے متعلق تھے۔ آپ نے ہماری کھیلوں میں حصہ لیکر ہم میں مردانہ کھیلوں کا خاص جوش ہم میں پیدا کیا ہے مزید براں ہم یقیناً اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ آپ نے ہماری جمنازسٹک ایسوسی ایشن کی صدارت کے ایام میں ہم میں نہ صرف صحت بخش کھیلوں اور ورزشوں کا شوق پیدا کیا بلکہ ہم کو اعلے درجہ کی اخلاقی تعلیم سے بہرہ ور فرمایا۔ اور اس مقام پر ہمیں یہ کہنے کی اجازت ہوگی کہ یہی حصہ آپ کی قابل قدر تعلیم کا ہے جسکو ہم سب سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔

ذہنی لطافتیں اخلاق کے بدوں محض ایک ملمع اور نمائش ہے۔ اور اسلئے ہم آپ کے دلی شکرگزار ہیں کہ آپ نے اپنی توجہ کو ہماری تعلیم کے اس حصہ کیطرف منعطف فرمایا جسکی طرف افسوس سے کہا جاتا ہے کہ عام طور پر غفلت کیجاتی ہے۔

بالآخر ہم پھر اس امر کے اظہار کی اجازت چاہتے ہیں کہ ہم اس نقصان کے لئے سخت متاسف اور غمناک ہیں جو آپ کی مفارقت کیوجہ سے ہم کو اٹھانا پڑیگا۔ یہ ایک ایسا نقصان ہے جسکی آسانی سے تلافی نہیں ہو سکتی۔

ہم اب نہایت شوق سے التجا کرتے ہیں کہ آپ اس تاج محل آگرہ کے مقبرہ کا نمونہ جو ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا مہربانی کر کے قبول فرمائیں جو ہمارے اس عزت اور محبت کا نشان ہوگا جو آپ کی ہمارے دلوں میں ہے اور ہم اس امید سے اسے آپ کو پیش کرتے ہیں کہ یہ ہدیہ مختصر آپ کو ہماری اسوسی ایشن کے تعلقات کو یاد دلاتا رہیگا۔

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ آپ آیندہ بھی خوش رہیں اور خدا تعالیٰ آپ پر اپنے فضل اور برکات نازل فرماوے۔ آمین

ہم ہیں آپکے فرمانبردار طلباء آگرہ میڈیکل سکول

اس ایڈریس کا جو جواب خلیفہ صاحب نے دیا ہے وہ آیندہ اشاعت میں چھپ جاویگا انشاء اللہ

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے چندہ وصول کرنیوالے طلباء

مدرسہ تعلیم الاسلام ۸ جون ۱۹۱۶ء سے موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند کیا گیا ہے۔ اور اب انشاء اللہ ۸ جولائی ۱۹۱۶ء کو کھلے گا۔

سکول کی ضروریات یوماً فیوماً اسقدر بڑھ رہی ہیں کہ عرصہ سے اس کے لئے مستقل سرمایہ کا سوال منہ کھولے ہوئے ہے۔ مگر ہم ہیں کہ اسطرف پوری توجہ کرنے کیلئے ابھی کسی اور وقت اور موقع کے منتظر ہیں۔ مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے جسمیں ابھی صرف بورڈنگ ہوس ہی کے سولہ کمرے تیار کئے جا سکے ہیں اور وہ بھی کچے ہونگے۔ سولہ ہزار روپیہ کی الگ ضرورت ہے اور اس صورت میں بھی سکول اور بورڈنگ ہوس جدا جدا رہیں گے۔ یہ میں اور تمام احمدی یقین رکھتے ہیں کہ یہ کام ہو کر رہیگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے منشاء اور اذن کے ماتحت اسکے مامور و مرسل نے اسکو اپنے ہاتھ سے شروع کیا ہے اور اسکی نو سالہ ترقی نے بتا دیا ہے کہ کسطرح دن بدن یہ درخت بار آور ہو رہا ہے اور کس سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے ۱۸۹۸ء میں خود ایک لوئر پرائمری کی شکل میں کھلنے والا مکتب آج ہی نہیں کہ ہائی سکول ہے بلکہ تین مختلف مقامات پر اس کی شاخیں بھی کھل چکی ہیں اور ایسی شاخوں کے کھلنے کیلئے درخواستیں آ رہی ہیں۔ میرے دل سے پوچھو تو میں تو چاہتا ہوں کہ ہر قصبہ اور گاؤں میں تعلیم الاسلام کی شاخیں ہوں اور کم از کم ہر **احمدی جماعت** اسکی ایک شاخ اپنے ہاں کھلوائے۔

جدید شاخوں کے کھلنے سے اخراجات اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ ہی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک زنانہ تعلیم الاسلام سکول فی الحال قادیان دارالامان میں ابتدائی رنگ و شکل میں کھولدیا گیا ہے جسے حضور نے بسم اللہ کر کے تعلیم الاسلام کا جزو بنایا تھا۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام لڑکوں کی تعلیم کے انتظام سے کسی صورت میں کم اہم نہیں بلکہ اس کے لئے زیادہ فکر اور توجہ درکار ہوگی۔ اور یہ ابتدائی مدرسہ جو لڑکیوں کے لئے کھولا گیا ہے تعلیم الاسلام سکول کیطرح خدا کے فضل سے تعلیم نسواں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مرکزی مدرسہ ہوگا۔ اور صدر انجمن کو جلد تر اسکے لئے بھی کسی بورڈنگ ہوس کا انتظام کرنا پڑیگا۔ ان تمام صورتوں اور حالتوں کو مدنظر رکھکر قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سوچے اور سمجھے۔ ہمارا کام اسکو آگاہ اور مطلع کرنا ہے اور اپنا فرض ہم ادا کرتے ہیں قوم کا فرض ہے کہ وہ ان ضروریات کو محسوس کر کے ان کے تکفل کے لئے اپنی جیبوں پر ہاتھ مارے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تعلیمی شعبہ کا خرچ عمارت کے اخراجات کو نکال کر ... روپیہ ماہوار تک پہنچنے کو ہے اور اس کے لئے مستقل سرمایہ اور مستقل ... چندہ کی حاجت ہے ... عرصہ سے یہ رائے ہے کہ قوم کے اہل ... اور ذی وجاہت بزرگوں کا ایک وفد قوم کے پاس جاوے اور وہ قوم کو اسکی ضروریات سے آگاہ کرے اور اس مطلب کے لئے چندہ جمع کرے ... مستقل سرمایہ ... جمع ہو جاوے گی بلکہ قومی ... زیادہ ... اور باہمی اجتماع ... ہو جاویگی۔ اس حالت میں مرکزی جماعت کو ... صدر انجمن احمدیہ کو ... قومی ضروریات کے لئے روپیہ کا اسقدر فکر ... وہ کم ہو جاویگا اور اس کا فکر اور کام منقسم ہو جائیگا اور وہ قوم کے لئے بہتر کام کرنے کے لئے موقع اور وقت نکال سکے گی۔

وفد کے متعلق جب سوال ہوا ہے اور مجھے اپنی قوم کے چیدہ افراد جب وہ دارالامان آئے ہیں گفتگو کرنیکا موقع ملا ہے سب نے

پسند کیا ہے لیکن میں بجائے خود جانتا ہوں کہ اس کے متعلق فی الحال ایک مشکل بھی ہے اور وہ مشکل یہ ہے کہ ان بزرگان ملت میں سے جو دارالامان میں رہتے ہیں کسی کا نکلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اسلئے کہ وہ پہلے ہی کام کے نیچے اسقدر دبے ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ وہ اسقدر کام کر رہے ہیں۔ تاہم بعض بزرگ قوم میں ایسے ہیں جو اگر ہمت کریں اور فرصت اور وقت نکال کر اس قومی خدمت کے لئے نکلیں تو بہت کچھ فائدہ کی خدا کے فضل سے توقع ہے۔ ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ گو مشکلات ہیں لیکن یہ کام ایسا ضروری ہے کہ اب اس کو بہت پیچھے ڈالنا ہمدردی نہیں۔ اسوقت وفد کے متعلق خصوصیت سے بحث کرنا میرا مقصد نہیں تھا یہ تو صرف حدیث دل اور درد کے طور پر ذکر ہو گیا۔ اور میں قومی ضروریات پر غور کرنیکا عادی ہوں اس وجہ سے اس سوال کو عموماً قوم کے سمجھدار افراد کے سامنے ذکر کرتا رہتا ہوں اور بزرگان ملت کے حضور بھی گذارش کرتا ہوں یہاں بھی بیان کر دیا شاید کسی دل کو پسند آ جائے اور اس مبارک تحریک کیلئے جوش سے بھر دل سے اٹھ کھڑا ہو اور میں بوجہ نیک تحریک سعادتمندی کا ثمرہ حاصل کر سکوں۔

اصل غرض جو اس مضمون کے لکھنے سے ہے یہ ہے کہ چونکہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی مالی حالت بڑا انحصار ہے بہت ہی کمزور ہو چکی ہے پچھلے اجلاس مجلس میں یہ قرار پایا تھا کہ مدرسہ کی تعطیلات میں طلباء کو چندہ فراہم کرنے کے لئے بھیجا جاوے اسلئے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک چٹھی دیکر مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ مدرسہ کے لئے چندہ فراہم کریں۔ اس سے یہی غرض نہیں کہ مدرسہ کے لئے ایک رقم جمع ہو جائے گی بلکہ یہ غرض اور مقصد بھی ہے کہ طلباء میں قومی ضروریات کا احساس اور قومی خدمات کے لئے ایک جوش پیدا ہو [illegible] بزرگان ملت اپنی قوم سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان نونہالان قوم کو مایوس نہ کریں گے بلکہ خود فراخدلی سے ان کی ہمت بڑھائیں گے طلباء کو چھپی ہوئی رسیدیں دی گئی ہیں جن کا ایک حصہ معطی کے پاس رہیگا اور دوسرا حصہ طلباء بطور ثبوت دفتر صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں روپیہ کے ساتھ داخل کریں گے۔

اب میں وہ فہرست جو ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنے طلباء کو دی ہے جو ان طلباء کے اسماء کے جو اس خدمت کے لئے مامور کئے گئے ہیں ذیل میں درج کرتا ہوں اور ختم کرتے ہوئے پھر امید ظاہر کرتا ہوں کہ قوم اپنے بچوں کی جو قومی گداگر ہو کر ان کے سامنے آتے ہیں ہر طرح سے ہمت افزائی کریں گے۔ اے نونہالان قوم! خدا تمہارے ساتھ ہو تمہارے جذبات میں ترقی دے اور تمہیں قوم اور اپنے دوستوں کے لئے نیک نمونہ بنائے اور اپنے مقاصد میں بامراد واپس آؤ۔ آمین

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدرسہ ۹ جون سے ایک ماہ کے لئے بسبب تعطیلات موسم گرما بند کیا گیا ہے اور لڑکے اپنے اپنے گھروں میں گئے ہیں بعض طلباء کو کہا گیا ہے کہ تیرہ جگہوں میں مدرسہ اور صدقات کے چندہ جمع کر کے لائیں۔ چنانچہ ایسے طلباء کو جنکو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہے ایک چھپی ہوئی چٹھی اپنے دستخط کے ساتھ دی ہے اور نمبر رسید بُکیں دی ہیں تاکہ جن سے چندہ وصول کریں ان کو رسید دیدیا کریں۔ امید ہے کہ احمدی بھائی ان طلباء کو چندہ کی فراہمی میں مدد دیں گے۔ مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام طالب علم	نام جماعت	سکونت
۱	خدا بخش	فقتھ ہائی	راولپنڈی و کیمبل پور
۲	صفدر خاں و برادران	۔۔	فیروز پور
۳	عبدالقادر و محمد یحییٰ	اوّل مڈل	شاہ آباد
۴	امجد حسین	پنجم ہائی	بٹالہ
۵	غلام حسین	۔۔	مردان پشاور
۶	فضل الدین	پنجم ہائی	جہلم
۷	عبدالرحمن و محمد صادق	۔۔	گجرات
۸	عبدالغنی و برادران		بہاولپور
۹	عبدالمجید	تھورتھ ہائی	انبالہ
۱۰	میاں محمد		سہارنپور و پٹیالہ
۱۱	فیروزالدین	سپیشل کلاس	دانہ ضلع ہزارہ
۱۲	عبدالعزیز	سوم مڈل	ظفر وال
۱۳	غلام قادر		سیالکوٹ
۱۴	محمد اسمٰعیل	فورتھ ہائی	گوجرانوالہ
۱۵	مستری عبدالرحمن	ففتھ ہائی	بھیرہ
۱۶	شیخ عبدالرحمن	نو مسلم	لاہور
۱۷	محمد صالح الطاف حسین	پنجم پرائمری	۔۔
۱۸	عبدالرحمن امرتسری	پنجم ہائی	امرتسر
۱۹	محمود	شاخ دینیات	علاقہ قادیان
۲۰	عبیداللہ		وزیر آباد
۲۱	گیلانی بخش	اول مڈل	سرگودھا
۲۲	احمد علی	پنجم پرائمری	کریام
۲۳	فخر دین	پنجم ہائی	ملتان
۲۴	ولی اللہ	۔۔	رعیہ

شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

استفسار اور ان کے جواب

ایک دعا اور اس کا جواب — میاں محمد دین احمدی کتاب فروش لاہور (حال ساکن موضع ڈھور ڈوھیری علاقہ ریاست جموں) کا ایک عریضہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پیش ہوا جس میں لکھا تھا کہ "حضرت میں نے چند روز سے محض رضائے الٰہی کیلئے جناب باریتعالیٰ میں یہ دعا شروع کی ہے کہ میری عمر میں سے دس سال حضرت اقدس مسیح موعود کو دیئے جاویں کیونکہ اسلام کی اشاعت کیواسطے میری زندگی اتنی مفید نہیں کیا ایسی دعا مانگنا جائز ہے"۔ حضرت اقدس نے جواب میں تحریر فرمایا "ایسی دعا میں مضائقہ نہیں بلکہ ثواب کا موجب ہے"۔

ہندؤوں سے ہمدردی — ایک شخص کا سوال حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بسبب پرانے تعلقات کے ایک ہندو ہمارے شہر کا ہمارے معاملات شادی اور غمی میں شامل ہوتا ہے اور کوئی مر جائے تو جنازہ میں بھی ساتھ جاتا ہے کیا ہمارے واسطے بھی جائز ہے کہ ہم اسکے ساتھ ایسی شمولیت دکھائیں۔ فرمایا کہ ہندؤوں کے رسوم اور امور مخالف شریعت اسلام سے علیحدگی اور بیزاری رکھنے کے بعد دنیوی امور میں ہمدردی رکھنا اور ان کی امداد کرنا جائز ہے۔

جمعہ کے بعد احتیاطی — ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ بعض لوگ جمعہ کے بعد احتیاطی پڑھتے ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ قرآن شریف کے حکم سے جمعہ کی نماز سب مسلمانوں پر فرض ہے جبکہ جمعہ کی نماز پڑھ لی تو حکم ہے کہ جاؤ اب اپنے کاروبار کرو۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت میں جمعہ کی نماز اور خطبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ بادشاہ مسلمان نہیں ہے تعجب ہے کہ خود بڑے امن سے ساتھ خطبہ اور نماز پڑھتے بھی ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ نہیں ہو سکتا پھر کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ جمعہ ہوا یا نہیں اسواسطے ظہر کی نماز بھی پڑھتے ہیں اور اس کا نام احتیاطی رکھا ہے۔ ایسے لوگ ایک شک میں گرفتار ہیں۔ ان کا جمعہ بھی شک میں گیا اور ظہر بھی شک میں گئی۔ نہ یہ حاصل ہوا نہ وہ۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز جمعہ پڑھو اور احتیاطی

آج کل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اسکی نظیر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی - کہیں زلازل ہیں تو کہیں تلخ و اولے و طوفان ہے وہ طاعون جو یہودیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہوگئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے - پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں - اور ان آفات سے بچنے کیلئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا الہام اسم اعظم رب کل شیئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھیں اور علاج اپنا نیا ہی تریاق طاعون معروف بہ روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جب سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہوجاتے ہیں - بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس کی عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بطور حفظ ماتقدم پینے سے ... اگر اسکے چند قطرے بغلوں میں ٹپکائے جائیں اور رگوں میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً سر درد و بخار کا فور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوتا ہے ... اگر اسکے بدن پر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بارہا کا تجربہ ہے علاوہ ازیں ... امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی ... نہایت مفید ثابت ہوا ہے ... ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ - یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر شفاخانہ ہمدم صحت - موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی ... طلب فرمائیں ... جو اخبار یہ اشتہار درج اخبار کرتا ہے وہ ایک ... موکل ...

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا - شکر صد شکر! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے یہ خضاب تیل ہے جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگانے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا - ملایم اور چمکدار بنا دیتا ہے - پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے - ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے قیمت فی بکس صرف ۱۲ / - پیہ ہے محصول بذمہ خریدار -

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی پوسٹ مانڈوی - بمبئی

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری میں نمونوں کی تیز رفتاری ... بیماریوں کی آہ و زاری ہے آجکل عجیب ... لیکن ہمارا کام ... مفت ... اول آزمائیے پھر منگائیے ... اس میں ... متعلق ... قسم کی ... ہماری ... کی شکایت کی ... امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے ... طلبا ... امراض متعلقہ قوائے تناسلات ... ہر قسم کی ... کیلئے ... کریم ... جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول ... قیمت فی بکس ایک روپیہ -

طلائے طلسمی ... ناتوانی ... آنکھ ... ایک روپیہ ...

...

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھی ریشے دار کشمیری لکڑی کرسلے بینڈل ... اور ربڑ سے منڈھی ہوئی نہایت پایدار قیمت ۷ روپیہ - کرکٹ بیٹ - سیدھی ریشے دار کشمیری لکڑی ملائی بینڈل مع ربڑ کے ... کیلئے نہایت عمدہ ۶ - کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی بینڈل میں ایک ربڑ اور ... ہوگا ۳ - کرکٹ بیٹ ... لکڑی ... مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے ۱۲ / - کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۸ / -

بچوں کے کرکٹ سٹ { ۱۲ اور ۱۳ برس کی عمر کیلئے ایک بیٹ ایک سٹ مع ... ایک بال ... فی سٹ ۷ / -

۱۰ اور ۱۱ سٹ ایک ... ایک بال فی بکس ... ۲

فٹبال عمدہ کاؤ ... پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار ... ۸

... ۵ ... ۸

... فٹبال ... بلیڈر ۱۲

... ۳ ... ۸

کرکٹ بال ... نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ... ۵

... وکٹ کے ... ۱

... گیندس ... ۸

کرکٹ وکٹس فی کاپی ۳

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

...

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلایق کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دیسکتا اگر ایسا ہو تو ضرور لوگ اُسکی چالبازی سے آگاہ ہوجائینگے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ خشکی ہوجاتا ہے اپنے شہر کے اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا عال کہ وہ جو دنیا کی کسی دور حصہ میں گذرا ہے پڑھ کر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو کہ جو ہمارے یہاں موجود ہیں جن سے ہم واقف ہیں جنہیں ہم ملسکتے ہیں اور جن سے ہم گفتگو کرسکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہوتا اس بیان کو پڑھئے۔ ڈاکٹر پی ایس گانا صاحب ایم ڈی۔ امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے ہیں کا دواخانہ کناٹ اور چرکی روڈ بمبئی گلی ہاں واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ پیٹھ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈاڈنس بیک ایک کڈنی پلس) گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھے یہ بات جاننے سے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ان امراض کیلئے واقعی عجیب کارآمد دوا ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ ایسے امراض کے لئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں ان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھئے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈاڈنس بیک ایک کڈنی پلس) اسی لئے ہیں گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں۔ درد پشت اور پیچھے کے اعضا میں ورم شقیقہ یعنے آدھا سیسی۔ گھٹیا چکر آنا بیخوابی اور دل کی بیقاعدہ حرکت وغیرہ

ان سب مرضوں کے خاص سبب وہ زہریلے فضلے ہیں جنکو گردے خون میں سے نکال نہیں سکتے یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی اور یہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۱ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ - اگر آپ اپنے حکم کے ساتھ اس اشتہار کو مع نام اخبار کے جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپکے حکم کی تعمیل بغیر وی پی ایس خرچ لئے کے کی جائے گی۔

ایک لاکھ پڑیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

(ہر درخواست کیونت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

ریشمی معجون نم

نزول آنسو۔ اوپر لکانا اور آنکھیں صاف ہوگئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول ماہ نکل میں فائدہ دکھایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ ضعف بصر غبار سبل پانی۔ پڑبال خارش موتیا بند۔ ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی روز کے بعد استعمال سے کھویا جاتا ہے۔ سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و علماء داروں کے موجود ہیں ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زیادہ کو کافی ہو ایجنٹوں کی ضرورت ہر جگہ ہیں بہتہ تواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ /

سوتی رنگی ترشاہ پختہ رنگ گم ترح پاؤ لائین ناخوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے بہت عمدہ تحفہ۔ ہزاروں ہیں ..... تو شک لحاف لیتا سطلی ..... پائدار و خوبصورت ٹیڑا ایسے فی تھان طول ۳۰ درعہ ۱۰ گز ۶۰ عرض ۱۴ اگرہ قیمت صرف عہ فرمائشات وی پی منگانے میں جانبین کو اطمینان محصول ارسال ذمہ خریدار مکمل خط و کتابت مفصل زرنیام مینیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنو (یو پی)

المشتہر اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنو

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے

اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اُس کو

اسکاٹ ایملشن

پلانا چاہیئے

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو بچہ خوش بشاش نہ چڑچڑا ہو اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے

ہاتھ سے نہ چھونا چاہیئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ ویون (متحد)

دوا ساز ان لنڈن انگلینڈ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باو گر آئی چو با در قادیان آئی | دوا یابی شفا یابی غرض دار الامان یابی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۰ مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۲۸ | جلد ۱۴

مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے چندہ وصول کرنیوالے طلبا

مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۹ جون ۱۹۱۰ء سے موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند کیا گیا ہے۔ اور اب انشاء اللہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۰ء کو کھلیگا۔ سکول کی ضروریات یوماً فیوماً اسقدر بڑھ رہی ہیں کہ وہ سے اب ایک مستقل سرمایہ کا سوال پیش ہو رہا ہے۔ اگرچہ ہم اس کام پر پوری توجہ کرنے کے لئے ابھی کسی اور وقت اور موقع کے منتظر ہیں۔ مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے ہمیں ابھی صرف بورڈنگ ہوس ہی کے سوا کمرے تیار کئے جائیں گے اور وہ بھی پیچھے ہوں گے۔ سولہ ہزار روپیہ کی الگ ضرورت ہے اور اس صورت میں بھی سکول اور بورڈنگ ہوس جدا جدا ہی رہیں گے۔ ہم اور تمام احمدی یقین رکھتے ہیں کہ یہ کام ہو کر رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے منشا اور اذن کے ماتحت اس کے مامور و مرسل نے اسکو اپنے ہاتھ سے شروع کیا ہے اور اس کی نشوونما اور ترقی نے بتا دیا ہے کہ کس طرح یہ دن بدن درخت بار آور ہو رہا ہے اور کس سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ ۱۸۹۸ء میں وہ ایک پرائمری کی شکل میں کھلنے والا آج نہ صرف ہائی سکول ہے بلکہ مختلف مقامات پر اس کی شاخیں بھی کھل چکی ہیں اور ایسی شاخوں کے کھلنے کے لئے درخواستیں آ رہی ہیں۔ میرے دل سے پوچھو تو میں تو چاہتا ہوں کہ ہر قصبہ اور گاؤں میں تعلیم الاسلام کی شاخیں ہوں اور ہر احمدی جماعت اسکی ایک ایک شاخ اپنے ہاں کھلوائے۔

جدید شاخوں کے کھلنے سے اخراجات اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ ہی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ تعلیم الاسلام سکول فی الحال قادیان دارالامان میں اسی ابتدائی رنگ اور شکل میں کھولدیا گیا جس طرح بسم اللہ کر کے تعلیم الاسلام کا اجرا ہوا تھا۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام لڑکوں کی تعلیم کے انتظام سے کسی صورت میں کم نہیں بلکہ اس کے لئے زیادہ فکر اور توجہ درکار ہوگی۔ اور یہ ابتدائی مدرسہ جو لڑکیوں کے لئے کھولا گیا ہے تعلیم الاسلام سکول کی طرح خدا کے فضل سے تعلیم نسواں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مرکزی مدرسہ ہوگا۔ اور پھر انجمن کو جلد تر اس کے لئے بھی کسی بورڈنگ ہوس کا انتظام کرنا پڑے گا۔ ان تمام ضرورتوں اور حالتوں کو مدنظر رکھ کر قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے۔ ہمارا کام قوم کو آگاہ اور مطلع کرتے رہنا ہے۔ اس لئے ہم اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ قوم کا فرض ہے کہ وہ ان ضرورتوں کو محسوس کر کے ان کے تکفل کے لئے اپنی جیبوں پر ہاتھ ماریں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تعلیمی شعبہ کا خرچ عمارت کے اخراجات کو نکال کر ایک ہزار روپیہ ماہوار تک پہنچ گیا ہے اور اس کے لئے مستقل سرمایہ اور مستقل معقول چندہ کی حاجت ہے۔ میری ایک عرصہ سے یہ رائے ہے کہ قوم کے اہل اثر اور اہل علم ذی وجاہت بزرگوں کا ایک وفد قوم کے پاس جاوے اور وہ قوم کو اسکی ضروریات سے آگاہ کرے اور اس مطلب کے لئے چندہ جمع کرے۔ اس سے صرف یہی نہیں کہ ایک معقول مبلغ رقم جمع ہو جائیگی بلکہ قومی شیرازہ زیادہ منضبط اور مستحکم ہو جائے گا اور باقاعدہ جماعتیں قائم ہو جائیں گی۔ اس حالت میں مرکز کی جماعت تو

صدر انجمن احمدیہ کو جس نے قومی تعلیم و تربیت کے لئے ... کا سب بوجھ اپنے ذمہ لیا ہوا ہے ... اور اس کا فکر اور کام منقسم ہو جائیگا اور وہ قوم کے لئے ... کام کرنے کے لئے موقع اور فرصت نکال سکیگی۔

وقت کے ... سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا قوم کے چیدہ افراد سے جو دارالامان ... کرنے کا توقع ہے ... پسند کرتا ہے ... تو میں جانتا ہوں کہ اس کے متعلق ... ایک مشکل ... یہ ہے کہ ان بزرگان ملت میں سے (جو دارالامان رہتے ہیں) کسی کا نکلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ وہ پہلے ہی سے کام کے نیچے اس قدر دبے ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ وہ اس قدر کام کر رہے ہیں تاہم بعض بزرگ قوم میں ایسے ہیں جو اگر ہمت کریں اور فرصت اور وقت نکالیں تو اس قومی خدمت کے لئے نکلیں تو بہت کچھ فائدہ دیں۔ خدا کے فضل سے توقع ہے ... میں یہ ضرور کہوں گا کہ گو مشکلات ہیں لیکن یہ کام ایسا ضروری ہے کہ اب اس کو بہت پیچھے ڈالنا ضروری نہیں۔ اس وقت تو قوم کے متعلق خصوصیت سے بحث کرنا میرا مقصد نہ تھا۔ یہ تو صرف ... کے طور پر ذکر ہو گیا۔ اور میں قومی ضروریات پر غور کرنے کا عادی ہوں کی وجہ ہے اس سوال کو عموماً قوم کے سمجھدار افراد کے سامنے ذکر کرتا رہتا ہوں اور بزرگان ملت کے حضور بھی گذارش کرتا ہوں۔ یہاں بھی بیان کر دیا شاید کسی دل کو یہ لگے اور اس مبارک تحریک کے لئے جوش میرے دل سے اٹھ کھڑا ہو اور میں بوجہ اس تحریک سعادت مندی کا ثمرہ حاصل کر سکوں۔

اصل غرض اس مضمون کے لکھنے سے یہ ہے کہ ... مدرسہ تعلیم الاسلام کے وظائف کا بہت بڑا حصہ ... گذشتہ اجلاس مجلس میں یہ قرار پایا تھا کہ مدرسہ کی تعطیلات میں طلباء کو چندہ فراہم کرنے کے لئے ... ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک چٹھی ... مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ مدرسہ کے لئے چندہ ... اس سے یہی غرض نہیں کہ مدرسہ کے لئے ایک رقم جمع ہو جائے گی بلکہ یہ غرض اور مقصد یہی ہے کہ طلباء میں قومی ضروریات کا احساس اور قومی خدمات کے لئے ایک جوش پیدا ہو۔ ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ اور بزرگان ملت اپنی قوم سے توقع کرتے ہیں کہ وہ ان نونہالان قوم کو ناامید نہ کریں گے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کر کے ان کی ہمت بڑھائیں گے۔ طلباء کو چھپی ہوئی رسیدیں دی گئی ہیں جس کا ایک حصہ مُعطی کے پاس رہے گا اور دوسرا نصف طلباء یہاں آکر صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں روپیہ کے ساتھ داخل کریں گے۔

اب میں وہ چٹھی جو ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنے طلباء کو دی ہے مع ان طلباء ... جو اس خدمت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں ذیل میں درج کر دیتا ہوں اور ختم کرتے ہوئے پھر امید ظاہر کرتا ہوں کہ قوم اپنے بچوں کو جو قومی گداگر ہو کر ان کے سامنے آئے ہیں گوہر مراد سے لبریز دامن بھیجیں گے۔ اے نونہالان قوم! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تمہارے جذبات میں قومی درد پیدا کرے تم قوم اور آئندہ نسلوں کے لئے نیک نمونہ ہو اور اپنے مقاصد میں بامراد واپس آؤ۔ آمین۔

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ ... جون سے ... ماہ کے لئے ... تعطیلات موسم گرما بند کیا گیا ہے اور لڑکے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں۔ بعض طلباء کو کہا گیا ہے کہ جب گھر جائیں مدرسہ اور صدقات کے چندہ جمع کر کے لائیں۔ چنانچہ ایسے طلباء کو جن کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہو ایک چھپی ہوئی رسید ... اپنے دستخط کے ساتھ دی ہے اور یہ رسید بکیں دی گئی ہیں تاکہ جن سے چندہ وصول کریں ان کو رسید دیا کریں امید ہے کہ احمدی بھائی ان طلباء کو چندہ کی فراہمی میں مدد دیں گے۔ مندرجہ ذیل طلباء کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہے

نمبر شمار	نام طالب علم	نام جماعت	سکونت
۱	خدا بخش	ففتھ ہائی	راولپنڈی و کیمبل پور
۲	محمد خان و برادران	″	فیروزپور
۳	عبد الستار و محمد یحییٰ	اوّل مڈل	شاہ آباد
۴	احمد حسین	پنجم ہائی	بٹالہ
۵	غلام حسین	″	مردان پشاور
۶	فضل الدین	″	جہلم
۷	عبد الرحمن و محمد صادق	″	گجرات
۸	عبد الحق و برادران	″	بہاول پور
۹	عبد المجید	فورتھ ہائی	انبالہ
۱۰	میاں محمد	″	سہارنپور و پٹیالہ
۱۱	قمر الدین	سپیشل کلاس	داتہ ضلع ہزارہ
۱۲	عبد العزیز	سوم مڈل	ظفروال
۱۳	غلام قادر		سیالکوٹ
۱۴	محمد اسمٰعیل	فورتھ ہائی	گوجرانوالہ
۱۵	مستری عبد الرحمن	ففتھ ہائی	بھیرہ
۱۶	شیخ عبد الرحمن	نومسلم	لاہور
۱۷	محمد صالح و الطاف حسین	پنجم پرائمری	″
۱۸	عبد الرحمن امرتسری	پنجم ہائی	امرتسر
۱۹	محمود	شاخ دینیات	علاقہ قادیان
۲۰	عبید اللہ	″	وزیرآباد
۲۱	گیلانی بخش	اوّل مڈل	سرگودہ
۲۲	احمد علی	پنجم پرائمری	کریام
۲۳	فخر الدین	پنجم ہائی	ملتان
۲۴	ولی اللہ	″	رعیہ

شیر علی عفی اللہ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

درخواست دعا

بابو محمد بخش صاحب سٹیشن ماسٹر ہیری بانڈہ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ بچہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے طول عمر اور نیک بناوے۔ آمین ثم آمین۔

آریہ سماج کی کشتی بھنور میں

موجودہ پولیٹیکل ہلچل اور بے چینی سے ملک اور اہل ملک کو تو جو فائدہ یا نقصان پہونچنا تھا وہ پہنچ چکا۔ البتہ اس سے ایک بات صاف ظاہر ہو گئی ہے کہ گورنمنٹ کو ملک کی مختلف قوموں اور سوسائٹیوں کے خیالات وفاداری کے اندازہ کرنے کا اچھا خاصہ موقع مل گیا ہے۔

میں اس وقت اس امر کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ مختلف دلائل اور لمبی بحثوں سے کسی ایک یا دوسری سوسائٹی کے متعلق کوئی بحث کروں۔ بلکہ میرا منشا اس وقت آریہ سماج کی حالت موجودہ پر نظر کرنے کا ہے اور اسے نہایت غور سے دیکھکر مجھے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ

آریہ سماج کی کشتی بھنور میں ہے

میں اسی جگہ یہی رائے کہتا ہوں کہ آریہ سماج مذہبی نہیں بلکہ ایک پولیٹیکل مجلس اور گروہ ہے یہ امر دیگر ہے کہ آریہ سماجی ڈیپوٹیشن ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کے حضور یہ ظاہر کرے کہ وہ ایک مذہبی جماعت ہے یا اس کے اغراض و مقاصد کا دائرہ ترقی تعلیم کے سوال تک محدود ہے مگر واقعات اس کے صریح خلاف ہیں۔ وہ طالب علم جنہوں نے محض ایک کھیل کے موقعہ پر یوروپین پروفیسروں پر حملہ کیا تھا اور جسکی بنا پر یونیورسٹی کو نوٹس لینا پڑا تھا وہ ڈی۔ اے۔ وی کالج کے طالب علم تھے اور مختلف جگہ سے جو خبریں ہر روز نزلات صاحب پنجاب کو پہونچی ہیں وہ آریہ سماج کو بری نہیں کرتی ہیں تاہم ان سب باتوں کو اس وقت الگ رکھ کر ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ آریہ سماج کی موجودہ حالت کیا ہو رہی ہے۔ یہ نظارہ واقعی قابل رحم اور درد انگیز ہے اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے اخبار پرکاش کی دوربین سے کام لیں وہ لکھتا ہے۔

"کیا ہی حوصلہ تھا۔ دو ہفتہ سے ہمیں یہ دیکھکر حیرانی ہو رہی ہے کہ جہاں پہلے اتنی سماجک سماچار موصول ہوتی تھیں کہ ایک ہفتہ میں اس کا نکالنا مشکل ہو جاتا تھا وہاں اب اسقدر تھوڑی موصول ہوتی ہیں کہ اس کو درج کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مثال کے طور پر تا دم تحریر اس ہفتہ صرف دو کارڈ موصول ہوئے ہیں"

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب کی آریہ سماج کس حالت میں ہے۔ اگر اس کا کام صرف مذہبی پرچار اور اشاعت تعلیم ہوتا اور پولیٹیکل معاملہ سے اس کا کوئی واسطہ اور غرض نہ تھی تو پھر یہ حالت کیوں ہو گئی ہے۔ یہ کہنا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے کہ گورنمنٹ کے بعض حکام کی سخت گیریاں اس کا باعث ہیں جیسا کہ پرکاش بیان کرتا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ آریہ سماج کو مذہب سے دلچسپی نہیں وہ تو ملکی گروہ ہے اور ملک گیری کا تو ابھی منصوبہ [illegible] یہ تو پہلا سین ہے جو پرکاش کی دوربین دکھاتی ہے۔ پھر دوسرا نظارہ ہمارے سامنے جو آتا ہے اس کے لئے پرکاش کا ایڈیٹر یوں ذکر کرتا ہے

"کیا اس اعلان کا یہی وقت تھا۔ پنڈت گنپتی شرما نے (جو آریہ سماج میں ایک مشہور مباحثہ کرنیوالے ہیں) ست دھرم پرچارک میں اپنی صحت اور ناداری کیوجہ سے آئندہ دورہ نہ کرنیکا اعلان کیا ہے اس پر پرکاش ریمارک کرتا ہوا کہتا ہے کہ ہم پنڈت جی سے بڑے ادب سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اس اعلان کے لئے یہی وقت رہ گیا تھا۔ ..... اس وقت اگر ضرورت ہے تو اس امر کی کہ جو لوگ آریہ سماج کے لئے ہٹ رکھتے ہیں اپنے آرام کو بالائے طاق رکھکر اور کسی قسم کی تکلیف کی پروا نکرتے ہوئے میدان میں نکل آویں۔ وہ کام کر کے آریہ سماج کی لاج رکھ لیں اسوقت الگ ہو کر بیٹھنے کا وقت نہیں.....

ہم اتنے ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ اپنے خیال کو صرف چند ماہ تک ملتوی کر دیں آریہ سماج کی اس آزمائش کے وقت سہایتا کریں اس کے بعد جو مناسب سمجھیں کام کا ڈھنگ اختیار کریں۔ یہ وقت ایسا آن پہونچا ہے کہ افراد کی سستی یا بزدلی سے سوسائٹی کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہے" اس قسم کے ایک دو نہیں کئی نظارے پرکاش کے ذریعہ ہماری نظر سے گذرتے ہیں جنکو دیکھکر بے کس سماج کی حالت پر افسوس ہوتا ہے کہ اب اسکی کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے جہاں سے نکلنا کوئی آسان امر نہیں۔

یہ بالکل غلط اور سراسر خلاف واقعہ ہے کہ سماج کی یہ حالت گورنمنٹ کے کسی حکم یا حکام یا حکام کے طرز عمل سے پیدا ہوئی ہے۔ اسلئے کہ آریہ سماج کا رویہ اور طرز عمل روز اول ہی سے ظاہر کر رہا تھا کہ یہ

بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی

آریہ سماج بحیثیت ایک مذہبی گروہ کے نہ کبھی اور کسی حال میں بھی کامیاب ہوا ہو سکتا تھا اور نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ خود اپنی طاقت کو سمجھتا تھا اسلئے اس نے مذہب کی آڑ میں وہ طریق اختیار کیا جو اس کے لئے اس روز بد کا موجب ہوا۔

بہرحال آریہ سماج اس وقت نزع کی حالت میں ہے اور اس کے سہارے کھڑے ہو کر رونے والوں کی حالت اور بھی قابل رحم ہے میری رائے میں آریہ سماج جس لعنت کے نیچے آیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں اور راستباز نبیوں کی ہتک اور اہانت ہے اس کا وبال ہے جو اسپر پڑا ہے

وللہ در من قال۔

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ یہ شرط فنا یہی ہے

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے آپ کے اہل بیت اور خدام کی صحت بھی قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے

۲۔ بزرگان ملت خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی مفوضہ خدمات دینی میں سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود انکی جزا ہو اور ان کی عمروں میں نفع رساں طوالت بخشے۔ (آمین)

۳۔ مسجد مبارک کی وسعت کا کام بڑے زور سے شروع ہے۔ نیچے کے منزل جہاں غالباً سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کا دفتر ہوگا بسرعت طیار ہو رہا ہے۔ مقبرہ بہشتی کے لئے تعمیر سڑک کا کام بہت جلد شروع ہونیوالا ہے۔ مسجد مبارک کا کام میرے مکرم بھائی منشی نور دین صاحب نقشہ نویس مختار بارک ماسٹری لائل پور کی زیر نگرانی ہو رہا ہے وہ تین مہینے کی رخصت لیکر یہاں آئے ہیں اور یہاں آتے ہی یہ مبارک خدمت انکے سپرد ہوئی

۴۔ موسمی حدت اور تمازت روز افزوں ہے ہفتہ زیر اشاعت میں ٹڈی دل آیا اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

بھیجنے والے کون صاحب ہیں؟

مورخہ ۱۵ جون ۱۹۰۷ء کو ایک منی آرڈر مبلغ عہ کا میرے نام آیا ہے کوپن منی آرڈر پر گجراتی زبان میں مرسلہ کا نام لکھا گیا ہے۔ جو یہاں کسی سے نہیں [illegible]

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ابتک خاموش رہینگے؟

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شایع کر چکا ہوں کہ چونکہ سب کمیٹی صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے اُن طلباء کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے سے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خدا اپنے بڑے بڑے فضل نازل کرے سید قاضی غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق علی پر کہ انھوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا ان کی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر علی احمد خان اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنا اپنا ماہواری چندہ بھیج بھی دیا ہے۔ مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور داعی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہو جائے گی۔ اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دیگا جو ان مشکلات سے نجات ملے لیکن مبارک ہونگے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصہ لیں۔ ابھی ۷-۱۹۰۶ء کے وظائف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گزارہ کر رہے ہیں کس قدر مشکلات میں ہونگے۔ اس لئے میں ایک بار پھر جمیع وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل امداد یک مشت رقوم بھیجیں۔ [illegible] کی فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مد زکواۃ سے بطور قرض ہے اس لئے اس رقم کو پورا کرنے کے یک مشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینہ کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مکرر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاویگا۔ ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انھیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی ان سے روپیہ وصول کر لونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہونگے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظائف ادا کرنے ہیں اور جون کی ۳۰ تک شاید یہ اخبار سب کے پاس پہنچے اس اثناء میں اور جون دونوں کے وظائف ادا کرنے ہوں گے۔

بار بار میں اس قضیہ کو دہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں آمین۔

کیا الحکم پولیٹیکل پرچہ بنا دیا گیا ہے؟

الحکم کے کئی ہزار ناظرین میں سے ایک معزز دوست بنام [illegible] الحکم کے پرچے بحث لکھتے ہیں کہ الحکم کو ان ایام میں بالکل پولیٹیکل پرچہ بنا دیا گیا ہے اور یہ انھیں ناپسند ہے ہر چند ایک ہی خط ہے جو مجھ کو ان پولیٹیکل پرچہ بننے کے ایام میں پہنچا ہے تاہم میں اس کی قدر کرتا ہوں اس لحاظ سے کہ میرے مکرم بھائی کے جذبات قلبی اور روحانی ترقی کا اس سے پتہ لگتا ہے۔ میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم کے مقاصد اور اغراض کیا ہیں اس کے لئے میں الحکم کے سب سے پہلے نمبر میں سے چند سطور یہاں درج کر دیتا ہوں جن سے معلوم ہوگا کہ روز ازل سے الحکم نے جن اغراض کو مدنظر رکھا ہے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے الگ نہیں ہوا اس لئے وقتی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اپنی قوم اور ملک کے لئے جو مفید سمجھتا اس پر بحث کرنا اپنا فرض اولیٰ یقین کرتا ہے۔

اس پہلے پرچہ میں میں نے لکھا تھا۔

"چونکہ تمام اصلاحوں اور حقیقی تہذیب کا سرچشمہ اور منبع الٰہی قانون اور خدائی تعلیم ہے اس لئے الحکم نے اپنا مشن پورا کرنے اور دنیا میں راستی اور سلامتی کی روح پھونکنے کے لئے اسی طریق کی اشاعت کا بھاری بوجھ اپنے سر لیا ہے عقل سلیم اور تجربہ صحیحہ نے جس طریق کو فطرت انسانی کے بالکل مطابق قرار دیا ہے وہ طریق اسلام ہے اسلئے الحکم اسلام ہی کا سچا خادم ہوگا اور اسلام کی زندہ برکات اور اس کے معارف و اسرار کا ذریعہ اس زمان قحط الرجال میں خود اس مقدس ذات نے اپنی عادت قدیم اور وعدہ صادق کے موافق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کو ٹھہرایا ہے لہذا ان کے مشن کی تبلیغ اور اشاعت الحکم کا مقدم کام ہوگا ......

اس کا فرض ہوگا کہ وہ صلح اور سلامتی کی روح پھونکے اور تعصب ہٹ دھرمی - زود رنجی - غداری کے ناپاک بیج کو ضایع کرے - عام معاملات پر رائے زنی کرتا ہوا دیانتداری انصاف پسندی کو ہاتھ سے نہ دیگا۔"

یہ ہیں وہ مقاصد جن کو لیکر الحکم جاری ہوا تھا۔ پس جبکہ ملک میں عام بے چینی اور اضطراب پھیلانے اور جہلا کو بھڑکانے کے لئے شورہ پشت لوگوں نے ایک خطرناک راہ اختیار کی ہو ایسی حالت اور صورت میں الحکم کا بھی فرض ہے کہ وہ مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو اس راہ کی ہدایت کرے جو امن اور سلامتی کی راہ ہے اور چونکہ اس ہدایت کی اشاعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد میں لازمی ہے۔ اس لئے الحکم نے پولیٹیکل رنگ اختیار کرنے میں ضرورت وقت کو سمجھنے میں غلطی نہیں کھائی۔ الحکم قوم کا خادم ہے اور معاً مشیر بھی اس لئے وہ جو قومی ضرورت سمجھتا ہے اسے بیان کر دیتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر الحکم ان مضامین کی طرف توجہ بھی نہ کرتا تو بھی احمدی قوم خدا تعالیٰ کے فضل اور اپنے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور ہدایت کے موافق پہلے ہی سے ہر قسم کی شورشوں سے الگ اور بیزار ہے تاہم یہ سلسلہ کے اخبارات کا فرض ہے کہ وہ بار بار قوم کو اس کے فرائض سے آگاہ کرتے رہیں جہاں وہ حضرت اقدس علیہ السلام کی حکمات اور نصائح کو درج کر کے بار بار قوم کو روحانی ترقی کے اسباب اور ذرائع سے مطلع کرتے رہتے ہیں وہاں گورنمنٹ انگلشیہ کی اطاعت اور وفاداری میں مضبوط اور ہر قسم کی مفسدانہ تحریکوں سے بیزاری کی ہدایت بھی اسی روحانی ترقی میں داخل ہے۔ اس لئے میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس تبدیلی میں الحکم اپنے مقاصد کے دائرہ سے الگ نہیں ہوا بلکہ اس نے اس دائرہ کے اندر ہی قدم رکھا ہے۔ اور اس طریق سے یقیناً اس نے ملک اور قوم کی ایک خاص خدمت کی ہے جو اس کا فرض تھا۔

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ میرا عزیز بھائی میرے اس بیان سے فایدہ اُٹھایگا اور وہ تھوڑے دنوں کے بعد دیکھ لیگا کہ انشاء اللہ الحکم کی ترتیب کا وہی سلوک ہوگا جو تھا اس وقت بھی آفتاب وہی ہے مگر مطلع ابر رہے اور شمع وہی ہے مگر فانوس دوسرا ہے جس سے تبدیلی ترتیب کا گمان گذر سکتا ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔

باقاعدہ احمدی جماعتیں قائم کرنے کی تحریک

یہ تحریک جو الحکم میں عرصہ سے ہوتی چلی آئی ہے اور جسکو اب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ ضابطہ کے اندر لے آئے ہیں انھوں نے اخبارات اور خطوط کے ذریعہ مختلف جماعتوں کے قیام اور استحکام کی طرف توجہ کی ہے اور میرے لئے یہ خوشی اور اطمینان کا موجب ہے کہ سکرٹری صاحب کی توجہ موجب اثر پیدا کر رہی ہے۔

سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے متعلق دوسری جگہ ایک مضمون درج کیا گیا ہے امید ہے وہ دوسری جماعتوں کے لئے مفید تحریک ہوگی ضلع جالندھر سے میرے عزیز اور محترم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب (جو ایک پُر جوش اور مخلص احمدی ہے) نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ضلع جالندھر کی تمام جماعت کے مختلف مقامات پر باقاعدہ انجمنیں بنانے کی فکر میں ہیں اور تمام ضلع جالندھر کی صدر انجمن کا مقام ہوگا میں اس تجویز کو بہت پسند کرتا ہوں اور اُن کی یہ تجویز نہایت ہی مستحسن اور مفید ہے۔ ضلع جالندھر کی جماعتوں میں سے کریام۔ راہوں۔ بیرسیال۔ کریم پورہ۔ لنگر وغیرہ کی جماعتیں اچھی اور بڑی جماعتیں ہیں اس کام میں میاں رحمت اللہ کو مدد دیں اور باقاعدہ رجسٹر طیار کئے جاویں۔ ہر جگہ کی انجمن اپنا تعلق ... کی جماعت ... اور سب چندہ وہاں سے جمع ہو کر قادیان آجایا کرے۔ اس طرح پر قادیان میں جماعت بندی کا کام کم ہو جائیگا اور مطلب زیادہ وضاحت سے حاصل ہو جائیگا بہرحال میاں رحمت اللہ صاحب کو ضروری مدد دی جاوے اور ہر جگہ انجمنیں قائم کی جاویں۔

اسی ضمن میں یہ ذکر فضول نہیں ہوگا کہ چونکہ احباب سنگہ مشہور ... تقریریں کرنے والا تھا ضلع جالندھر اور بنگہ ہی کے نواح کا رہنے والا تھا اس لئے میاں رحمت اللہ نے ضرورت وقت کو محسوس کرکے خاص بنگہ میں دو زبردست لیکچر دئے جن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد کے برکات کھول کر بیان کئے اور غلط افواہوں کی تردید کرکے موجودہ بے چینی سے الگ رہنے کی لوگوں کو ہدایت کی۔ سب انسپکٹر صاحب بنگہ جو ایک مستعد اور تعلیمیافتہ آدمی ہیں۔ خود ان جلسوں میں موجود تھے یہ جلسے نہایت کامیابی سے ختم ہوئے۔ فی الحقیقت یہ امر ہمارے سیّد و مولیٰ امامؑ کی خوشنودی کا موجب ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت میں سرگرمی دکھائیں اور ہر موقع پر عملی اظہار وفاداری کے لئے آمادہ رہیں۔

مختصر نوٹ

اہلحدیث جواب دے | ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں ایک خبر یوں لکھی ہے "مقبرہ ... میں ایک بدذات نے اپنی ماں کیساتھ منہ کالا کیا" ایک حدیث کی تصدیق ہوگئی" اہلحدیث نے جو حملہ اپنی طرف سے خط امتحانی میں لکھا ہے اسکے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ حدیث کس زمانہ سے متعلق ہے؟

آریوں کو بغاوت سے تعلق ہے

ہمنے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک آرٹیکل شایع کیا ہے سول ملٹری گزٹ کے حوالہ سے لکھنؤ کے معزز اخبار ہندوستانی نے ذیل کی خبر لکھی ہے کہ "نامہ نگار ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ لائل پور کے ایک مشنری نے تحریر بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ یہاں بکثرت آریہ ہیں اور بازاروں میں بغاوت کی گفتگو ہوتی ہے ڈپٹی کمشنر کو سر عام گالیاں دیجاتی ہیں انکا حکم ہے کہ لیڈیاں دیہات میں نہ جاویں بلکہ اپنے بنگلوں کے باہر نہ نکلیں" اس خبر کو پڑھکر کیا کوئی دانشمند یہی نتیجہ نہیں نکالیگا کہ موجودہ شورش آریوں کی شورش ہے۔

یکے وزد باشد و گرپردہ دار

اس مصرعہ کا مصداق پرکاش کا ایڈیٹر ہے جو غالباً آجکل بٹالہ میں براجتے ہیں اور وہاں رہکر اجیت سنگھ کے مشن کی آبیاری کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آجکل پرکاش کی جو حالت ہے وہ اُسکے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ کن کن طریقوں سے آریوں کو اُبھارا جاتا ہے اسکا ذکر تو میں الگ ایک مضمون میں کرونگا اسوقت مجھے اسکے اس ریمارک پر کچھ لکھنا ہے جو اُس نے ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۷ء کے پرکاش میں ثناء اللہ امرتسری کی حمایت میں لکھا ہے اس میں آپ رقمطراز ہیں۔

"آجکل رعایا اور گورنمنٹ کے تعلقات بگڑ رہے ہیں بے اصولے لوگوں اور سوسائٹیوں کو اپنا کینہ نکالنے کا اچھا موقعہ ہاتھ آگیا ہے اس موقعہ سے فایدہ اُٹھانے میں سب سے آگے مرزائی جماعت ہے جب میدان مباحثہ میں آریہ سماج سے نبرد آزما ہوسکے تو آریہ سماج کو صفحہ ہستی سے اُڑا دینے کے لئے مرزائی جماعت نے گورنمنٹ کو آریہ سماج کے خلاف بھڑکانا شروع کردیا ہے۔"

یہ سطریں اس تمام اودھم کا نتیجہ ہیں جو مت دیانند کی پستک وید پر ایمان لاتا ہے اور جو سچائی کے ... اور بد ... کا فرزند بنتا ہے لیکن وہ لوگ جو موجودہ بے چینی کے اسباب اور واقعات سے ماہر ہیں اور جنہوں نے اس مضمون کو خوب مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو الزام احمدی جماعت پر لگایا ہے۔ وہ کہاں تک سچ ہے۔

کیا مسٹر ... کی وہ تقریر جو انہوں نے آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کے جواب میں کی اس الزام کی بیہودگی کو ظاہر نہیں کرتی؟ اگر جناب کے کل ڈپٹی کمشنر مرزائی ہیں اور ... سب مرزائی ہی ... تو شاید پرکاش کا یہ افترا ... رکھتا لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر ان لوگوں سے ... کی اولاد کو اپنی اولاد ... اور ... یقین کرتے ہیں ایسے افترا کی شکایت شاید فضول ہو۔ آریہ سماج نے احمدیوں سے مباحثہ کیا کرنا تھا جبکہ آریہ سماج اور اسلام کا فیصلہ ... امام ... آریہ ... کے مباہلہ کے ... ہو چکا ہے اگر کوئی آریہ قلم اُٹھانا اور منہ کھولتا ہے تو اس کی بیحیائی ہے۔ ... آریوں نے اپنی ... اور ... کا ثبوت دیا تو خدا تعالیٰ نے ... کے ایڈیٹر اور منیجر کی موت سے اسلام اور آریہ کا فیصلہ کر دیا۔ اور اگر پرکاش کے ایڈیٹر کو ابھی تک شبہ ہے کہ میدان آریوں کے ہاتھ میں ہے تو وہ لالہ ملاوامل اور شرمپت رائے ساکنان قادیان سے اس رسالہ کا جواب شائع کرائے جو قادیان کے آریہ اور ... کے نام سے شائع ہوا ہے۔

بہرحال ... مذہب زندہ اسلام کا مقابلہ کرسکے یہ تو امر محال ہے۔ آریوں نے اپنے طرز عمل سے جو کچھ ثابت کیا اُس نے ... کو اس نتیجہ پر پہنچایا جو ... ہوچکا ہے اس معاملہ میں احمدیوں کو کوسنا اور انکے ذمہ الزام دینا حماقت ہی نہیں بے حیائی بھی ہے جو پرکاش کے ایڈیٹر کو مبارک ہو۔

پرکاش کا ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ امرتسری کی حمایت کرتا ہے اور اس مضمون کیوجہ سے جو الحکم کی گذشتہ اشاعت میں **بدخواہی سرکار کا نیا معلم** کے عنوان سے شائع ہوا ہے گالیاں دیتا ہے پرکاش کے ایڈیٹر کا فی الحقیقت اس موقعہ پر فرض تھا کہ وہ ثناء اللہ کی حمایت اور ہمدردی کرتا کیونکہ ثناء اللہ نے لاجپت رائے کیلئے آنسو بہائے تھے اسلئے ناشکری ہوتی اگر ثناء اللہ کی حمایت کا اظہار پرکاش نہ کرتا۔ لیکن ایک عجیب بات ہے مرغ کو لا حافظہ نباشد پہلے تو پرکاش کا وکیل ایڈیٹر کہتا ہے کہ آریوں کے خلاف گورنمنٹ کو مرزائیوں نے بھڑکایا ہے اور اب ثناء اللہ کے معاملہ میں کہتا ہے کہ گورنمنٹ ان ناپاک کوششوں کو ضرور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہوگی۔

کلام ولی

(حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی رباعیات)

بالاتر از خود از مشکوٰۃ نبی است
با ہر کہ بود جلوہ حق حاکم وقت
والی کہ چو بود نتیجہ قدیم است ولدار
ای ما شوی از درس عواطف عاشقا

در مذہب ماست ز اسباب غرور
در حاشیہ زیرکی شو از خلق لقمہ
مستی و ولد نشر طریق افتادست
وز ذکر خفی جہت تحصیل کردن

خواہی کہ رسد صرف محبت نوشی
دل را ز خیالات جہاں صرف کنی
در عشق تو آنچہ جہاں بگذشتم
مقصود ز ان بندہ بجز وصل تو نیست

دائم دل من پیش تو حاضر باشد
در مذہب ما شرک جلی ست و خفی
والی چو بود وصل کثیر البرکات
تحصیل عدم بداں یعنی مانع

خوش آنکہ با نوار و تصویر نگین ست
بنشو ہر دل شود خاطر خواہی
تحصیل عدم اگر بدانی کردن
ایں وارعنان راہ درا بہ اقرب

آنانکہ ز او ناس بہی رستند
فیض قدس از ہمت ایشاں ہیچو
آں ذات کہ از قید جہت بیرون است
ہر لحظہ ز ان ذات نشانے دارد

ہر مدرکہ شد مظہر آں یار عجیب
در لوح دل از ثبت کنی صورت او
قوت بکتابت احرف موصوف
شیخہ کرانب قوم قدم پیش نہاد

با کہ محبت بہری دوری ہجتہم
تا کہ بیستہ سنگ بو وشیوہ تست
تا کہ بپیستہ بہجیر تعلق باشم
بو کہ بہاں سیر ساز یا ورس رو وجہان

دلدارہ بخود وفائی جابش میتوان گفتن
در بودے شود صفتے با و پیوستہ دارد
شوید ار دل ما بالی ز مدنیج و تاب او
خود باشد از ہم کثرت موہوم آخواں ہم

فراغ یا فتیم ز نج و غم
جو دیدیم روے زیبائے تو جانا
بیا ساقی بدہ جامے شرابے
محبت نام جوش طبع و میل نفس اگر باشد
سبارک طبع غیر از خود نہا یعنی آید
بدست سنتوں ان تعلق ورنمیگیرد

وانستہ کہ سیرابی از آں تشنگی است
تابع شدن حکم خرد بوالعجبی است
نقل دل آنکہ ظاہر و باطن با یار
وال فن دگر یاد گیر از احرار
ذکر ے کہ بود عاقل از انواع حضور
در وانت انتہا شد بہ سوے غفور
بے ہست شدن کس نکشاد ست

شرط است ہر ز دوست طریقہ یاد آید
باید کہ نشینی عنایت گوشہ
چشم از صور جملہ عالم پوشی
وز ہر چہ بجز یاد تو زان بگذشتم
اندر طلبت از دل و جان بگذشتم
چشم مریخ خوب تو ناظر باشد
گر سوے دگر خطرہ خاطر باشد

در مشرب اہل دل وجود و عدما
در نفی خواطر و در سد جہات
زیرا کہ طہارت ز اصول دین ست
قوی ذریعہ و وصولش این ست

باید نظر اہل فنا راجستن
وحکمت اہل دل نخواہی وبدلت
بالمعہ انوار قدم پیوستند
دروازہ فیض قدس ایشاں ہستند

از جیلہ اسرار صفت بیرون است
ہر چند ز تعیین جہت بیرون است
ظاہر شدہ از صورتش آثار عجیب
پیدا شود از لوح دل اسرار عجیب
ہمیشہ بتلاوت اسما ر معروف
گشت است باین صورت و معنی

تا زیبن طلبم سوے وطن باز روم
سکو ہر سے از عدم سوے عدم باز روم
آمو ئے از ختنم سوے ختن باز روم
شاہ ملک یمنم سوے یمن باز روم

در رو کیفیت جوش شرابش میتوان گفتن
در ین نیرنگہا ئے کتابش میتوان گفتن
نقوش عالم الکتابش میتوان گفتن
ز فیض معنی ما آفتابش میتوان گفتن

چو احرام سر کوے تو بستم
ز تشویش وجود خویش رفتم
کہ مخمور صبوحے دا ستم
مدار ایل بحت دو عالم نگاہ خر باشد
درخت بید اور ہیچ دائم سیہ ثمر باشد
اگر نقشے ز سید پر کو دریا ہے اثر باشد

صفای طبع میخواہی ز صحبت دامن اندر کش
مزاج صاحب طبعاں بجز غربت نمیسازد
صفا با خست باطن نیز گاہے جمع میگردد
ہزہ گردی مانع سوز دل است او شبنم

اگر آب دوراں مردم ہمیشہ با صفا باشد
بکدر گردد آب صاف چوں یکجا وطن گیرد
بر و ما او عربا چوں در و بنشیند تماشا کن
سیل تا بہ نشست یکجا با طنش صافی نشند

ہندو مسلمانان لاہور کا مقدمہ

اس مقدمہ کی نسبت یہ بات خاص دلچسپی سے سنی جائے گی کہ اول اول ہندو تھانہ دار صاحب نے آٹھ مسلمانوں اور چند ہندوؤں کو ملزم گردانا اور گرفتار کیا تھا۔ لیکن بعد میں جب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر نے موقعہ واردات پر پہونچکر تحقیقات کی تو مسلمان بے قصور پائے گئے اور ہندوؤں کا چالان کیا گیا ساتھ ہی یہ امر بھی خاص طور پر نوٹس لینے کے قابل ہے کہ ان ملزموں میں آریہ سماج راہوں کے پریذیڈنٹ صاحب سیکرٹری صاحب اور کئی ممبر بھی شامل ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہز آنر سر ڈونل ایٹ سن بہادر نے آریہ ڈیپوٹیشن سے فرمایا تھا کہ ہمیں تمام ڈپٹی کمشنروں کی طرف سے یہی رپورٹ ملی ہے کہ جہاں جہاں تمہاری سماجیں ہیں وہی مقامات فتنہ و فساد اور بدامنی کے مرکز ہیں“ اس وقت تو ڈیپوٹیشن کے ارکان نے باتیں بنا کے اس اعتراض کو ٹالدیا۔ مگر ہم تو پوچھتے ہیں کہ کیا اب وہ ایسے واقعات کے ہوتے بھی ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹوں کو غلط کہے جائیں گے اور کیا لالہ لاجپت رائے کے آریہ لیڈر ہونے سے بھی انکو انکار ہے۔ جو اس وقت شورش کا سب سے بڑا سرغنہ قرار پا کر جلاوطن کیے جا چکے ہیں۔ اور کیا یہ فیکٹ نہیں کہ اجیت سنگھ جس کے سماجی ہونے سے آج آریہ کانفرنس ہاتھ دہرتے ہیں۔ مباحثوں میں سماج کیطرف سے سکھوں کے بالمقابل آگے کر دیا جاتا تھا۔ جیسے کہ مسلمانوں کے خلاف دہرمپال۔

مقدمہ ہذا سے متعلق ۸ر جون تک تازہ ترین خبر یہ تھی کہ چالان کی لکا کر تحقیقات میں لالہ بابو رام صاحب پریزیڈنٹ و نانک چند صاحب سکرٹری ولالہ جگن ناتھ و لالہ گوردہاس رام ممبران آریہ سماج اس فساد کے بانی مبانی ثابت ہوئے۔ اسسٹنٹ کمشنر بہادر نے فرد جرم لگا کر جالندھر تشریف لے آئے ۲۷-۲۸ و ۲۹ مئی کو مفسدوں کیطرف سے گواہان صفائی پیش ہو کر ۱۱ر جون کو فیصلہ سنایا جانیکو تھا۔

ہنگو میں غضب الٰہی

نامہ نگار آبزرور لکھتا ہے کہ ہنگو ضلع کوہاٹ میں ایک روز انہی دنوں ۳ بجے کے قریب وقت مغرب کے ایک گھنگھور گھٹا آئی اور اس سے بجائے رحمت کے گویا الٰہی قہر کی بارش ہوئی۔ وہ قہر کیا تھا۔ بیضہ مرغ کے برابر بڑے بڑے اولے تھے جو اس زور سے پڑ رہے تھے گویا فرشتوں کی ایک فوج مخلوق کو تباہ کرنے کی غرض سے اولے پھینک رہی ہے چنانچہ اس شدید ژالہ باری نے باغات تباہ کر دیے نقصان کا تا دم تحریر کوئی اندازہ نہ ہو سکا تھا۔ بہت سے مویشی اور چرند پرند وغیرہ کھیتوں اور میدانوں میں مردہ پڑے پائے گئے۔ تمام سڑکوں اور راستوں پر سنگ مرمر کی گیندیں سی پڑی نظر آتی تھیں۔ اولوں سے سطح زمین مستور ہو گئی تھی۔ اسی قسم کی ہولناک ژالہ باری کئی سال ہوئے ایک دفعہ ہوئی تھی۔ بلکہ نوح ولی کے بعض مقامات میں تو شاید اپریل میں آن کل بھی کہیں کہیں بڑے بڑے اولے پڑے ہیں۔ کئی دوتے ڈہائی ڈہائی پاؤ کے وزن

ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے

ہم نے دیکھا ہے سنہ ۲۴ مطابق ۱۹ اپریل سنہ ۱۹ء کے اخبار پرکاش لاہور میں زیر ستون کالم ایک مضمون جس کا عنوان "ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے" شائع ہوا ہے جو کسی صاحب "شرما" نامی نے لکھا ہے۔ چونکہ راقم مضمون نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ثابت کرنے کے لئے وہ رویہ اختیار کیا ہے جو کہ ویدک تعلیم کے اصول میں داخل نہیں ہے بلکہ صریحاً اسکی تعلیم کے برخلاف ہے نیز یہ کہ ویدک تعلیم موجب اوس کے مسلمہ اصول کے ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہو سکتی اور شرما صاحب اسپر زور دیتے ہیں کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے اور اس کے ثبوت دینے وقت یہ ہرگز نہیں خیال کرتے کہ کہیں وہ ویدک اصول کے برخلاف تو نہیں کلام کر رہے ہیں اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ویدک اصول کی چھان بین کرکے اس امر کی طرف ناظرین الحکم کی توجہ مبذول کریں کہ جو کچھ شرما صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ محض غلط اور قطعاً بے بنیاد ہے یعنی اون کا یہ فرمانا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے کسیطرح بھی قابل پذیرائی نہیں ہے اور کہ ویدک اصول کے بموجب ہی ثابت ہوتا ہے کہ ویدک تعلیم کو عالمگیر ہونے کا اقرار کرنیوالا سخت سے سخت غلطی کرتا ہے نیز دوسروں کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اب پہلے ہم وہ مقدمات بیان کرتے ہیں جن کی بنا پر سائل نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا تھا پھر اس کے بعد کچھ حصہ ان مقدمات کے اوس جواب کا لکھتے ہیں جو کہ شرما صاحب نے ویدک اصول کے خلاف بیان کرکے ویدک تعلیم کو عالمگیر ثابت کرنے کے لئے ناتھ پیر مارے ہیں مگر باوجود اس سعی کے پھر بھی بعض اصول ایسے بیان کر دیتے ہیں کہ جن سے بموجب اون کی تحریر کے ہی ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے کا انکار کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اس مضمون کو پڑھنے سے ثابت ہو گا۔ اور وہ مقدمات جنکی بنا پر ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا گیا تھا ہم صرف اس مقدمات درج کرنا ہی مناسب سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صرف شرما صاحب کی تحریر کا کسیقدر حصہ اور ان مقدمات کی بنا پر جو کچھ اعتراض کئے گئے تھے اون کا لکھنا بخوف طول ہو جانے مضمون ہم انکے مناسب نہیں سمجھتے نیز اسوجہ سے کہ شرما صاحب کی تحریر سے اعتراضات کی ماہیت اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے۔

مقدمات یہ ہیں

(۱) عالمگیر مذہب کا ذاتی تقاضا ہوتا ہے کہ سب لوگ اسے قبول کریں

(۲) عالمگیر مذہب میں سب لوگوں کا حصہ مساوی ہوتا ہے یعنی سب لوگ اسکی ہدایتوں پر عمل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

(۳) جو کام ایک مرد انسانی کرے دوسروں سے بھی ممکن ہے اگر کوئی مانع نہ ہو تو وقوع بھی ہو سکتا ہے۔

(۴) ممکن کے وقوع سے محال لازم نہیں آتا۔

ان میں سے دو نو موخر الذکر مقدمات کو شرما صاحب نے بغیر کسی تغیر و تبدل کے قبول کر لیا ہے مگر اول الذکر دو میں کسی قدر تبدیلی کی ہے یعنی مقدمہ اول کو اسطرح قبول کیا کہ عالمگیر مذہب کا تقاضا ہوتا ہے کہ سب سمجھ اور تمیز رکھنے والے لوگ آ و ویا سے بہرہ ور ہوں۔ اور پھر ایک نوٹ کے ذریعہ ظاہر کیا ہے کہ آ و دیا کے اندر جہالت تعصب۔ کج فہمی۔ خود غرضی۔ نفسانیت (دماغی و جسمانی)

وغیرہ بہت سے اصطلاحات شامل ہیں۔ اور پھر اسکی توضیح اس طرح پر کی ہے کہ یہ ایک مسلمہ عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئے اور عقل سلیم اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو قبول کرے مگر شہوت کے غلام جنکی آنکھوں پر آ و دیا (جہالت) کا پردہ چھایا ہوا ہوتا ہے اس اصول کو قبول نہیں کرتے چنانچہ تجربہ میں آیا ہے کہ بعض لوگ یہاں تک گر جاتے ہیں کہ اپنے بیٹے تک کی عورت کو نہیں چھوڑتے۔"

اگر یہ ایک مسلمہ عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئے اور عقل سلیم بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ اس اصول کو قبول کرے اور کہ شہوت کے غلام جن کی آنکھوں پر آ و دیا کا پردہ چھایا ہوا ہوتا ہے اس اصول کو قبول نہیں کرتے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ نیوگ کا ایجاد کرنیوالا یا اس کو رواج دینے کا شایق ہرگز ہرگز وددوان نہیں ہو سکتا اور ایسی کتاب جس میں یہ تعلیم دیا ہووے کہ اس حالت میں کہ لڑکا نہیں ہوتا یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں یا بسبب جوانی کے رہا نہیں جاتا ہر گز ... دیاؤں کی پیشکش نہیں ہو سکتی کیونکہ جیسا یہ ایک عالمگیر اصول ... پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئے جسکو عقل سلیم ... قبول کرتی ہے تو پھر کیونکر ایسی کتاب جسکی تعلیم کا منشا یہ صاف ... کہ پرائی استری سے اولاد کے بہانہ سے ... تعلق پیدا کیا جائے ... قابل تسلیم ہو یا عالمگیر ہونے کا حق رکھ سکے اور یہ پرشوں کے لئے کے موجب نیز ستیارتھ پرکاش کی تحریر کے موجب نیوگ ایک رسم ہے جو کہ ویدنے ظاہر کی ہے نیز اوس نے یہی ظاہر کی ہے کہ نیوگ ست کرم ہے اور اس کے روکنے سے پاپ ہوتا ہے یعنی جس کو نیوگ کرنے کرانے کی حاجت ہے مگر وہ نیوگ کرتا کراتا نہیں وہ سخت پاپی ہے جیسا کہ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش میں تحریر فرماتے ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہو کہ یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ پرائی استری کی خواہش نہیں کرنی چاہئے جسکو عقل سلیم بھی قبول کرتی ہے نیز پرائی استری کی خواہش کرنیوالے وہی پرش ہوتے ہیں جن کی آنکھوں پر آ و دیا کا پردہ چھایا ہوتا ہے تو کیوں نہ ہم قبول کریں کہ ویدک تعلیم آ و دیا سے بھی بہرہ ور ہے نیز عالمگیر ہونے سے بھی بری ہے جس کو کہ عقل سلیم ہی دکھلا دیتی ہے۔ شرما صاحب نے ہمارے خیال میں یہ ایک ایسا عجیب گر ویدک تعلیم کے بچنے کا پیش کر دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی خارجی دلایل کی حاجت نہیں ہے نیز اس سے یہی خیال کرنیکا حق حاصل ہو جاتا ہے کہ گرو بڑا یا چیلا؟ کیونکہ گرو کے نزدیک ایک فعل شبھ کرم اور موجب ثواب اور ترقی نسل کا ذریعہ ہے جس کے روکنے سے پاپ ہوتا ہے مگر چیلے کے نزدیک وہی فعل نہ صرف پاپی ہونے کا ذریعہ ہے بلکہ دوسرے کی عورت کی اچھیا (خواہش) کرنیوالے کو شہوت کا غلام اور اندھا بھی تسلیم کرنا چاہئے جو کہ کسیطرح بھی عقل سلیم کے مطابق نہیں ہے نیز عالمگیر اصول کے بھی برخلاف ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ چونکہ عالمگیر اصول یہ ہے کہ کسی کی استری کی اچھیا (خواہش) نہیں کرنی چاہئے اور عقل سلیم اس کو قبول کرتی ہے مگر وید حکم دیتا ہے کہ تم اولاد کا بہانہ کرکے نہ صرف ایک شخص کی استری کی اچھیا (خواہش) کرو بلکہ دس شخصوں کی استریوں کی باری باری سے اچھیا کرو۔ وہ کہتا ہے کہ جو کوئی باوجود ضرورت کے دوسرے کی عورت سے ...

اس تبدیلی کے بیچ شرماصاحب نے ان اعتراضات کی جواب دہی کی ہے جنکو پیش کر کے سائل نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے سے انکار کیا تھا چنانچہ پہلے اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے شرما صاحب نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ پہلا اعتراض یہ ہے کہ ویدک تعلیم پر کاربند ہونے سے دنیا کا انتظام بگڑ جاتا ہے کیونکہ تمام لوگوں کے نیک کردار ہو جانے سے گائے اور گھوڑا وغیرہ جانور پیدا نہ ہونگے تو پھر سواری اور دودھ وغیرہ کا انتظام نہ ہو سکیگا مگر یہ اعتراض محض غلط فہمی پر مبنی ہے اس کے اندر دو غلط فہمیاں ہیں ایک تو یہ کہ دنیا کے موجودہ انتظام کے سوائے دوسرا کوئی مکمل انتظام نہیں ہو سکتا اور دوسرے یہ کہ سواری اور دودھ کے ذرایع صرف گھوڑا اور گائے ہی ہیں اور کہ اشیاء دیگر کسی ذریعہ سے بہم نہیں پہنچ سکتیں بلکہ مولوی صاحب اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے پس اگر اس نے سواری کے واسطے گھوڑا اور دودھ کے واسطے گائے کو نہ پیدا کیا ہوتا تو وہ سواری کے اور دودھ

بلکہ مولوی صاحب کے قائل ہونے سے کیا بنتا ہے؟ عجیب عقل ہے! سوال تو ویدک تعلیم کی نسبت اور ویدک عقائد کی نسبت پیش ہے مگر شرما صاحب انہیں خواہ مخواہ مولوی صاحب کے عقائد کو ملا کر ٹریڈی والکم دھوکا دینا چاہتے ہیں دیکھنا تو یہ چاہئے تھا کہ آیا ویدک تعلیم خدا کے قادر مطلق ہونے کو بیان کرتی ہے کہ نہیں نہ یہ کہ دوسرے کا اعتقاد پیش کر کے اپنے عقائد کے سچے ثابت کرنے کے لئے طبع آزمائی کیجاوے؟ ویدک تعلیم کے رو سے پرمیشر ہرگز ہرگز ایسا قادر مطلق نہیں جیسا کہ مولوی صاحب یا دوسرے لوگ سمجھتے ہیں جیسا کہ دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۸۱ میں اس کی نسبت یوں تحریر فرماتے ہیں کہ جو قدرتی اصول ہیں مثلاً آگ گرم پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور اشیاء انکی طبعی صفت کو پرمیشر بھی پلٹ نہیں سکتا اور پرمیشر کے اصول سچے ہیں اس لئے ان میں تبدیلی نہیں پس صرف شکتی مان (قادر مطلق) کے معنے صرف اسی قدر ہیں

(بقیہ حاشیہ در حاشیہ) اگر پرمیشر طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا تو اس سے ثابت ہوا کہ تناسخ غلط ہے کیونکہ جب ایکطرف تو یہ امر تسلیم شدہ آریہ سماج کے نزدیک ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا دوسری طرف اقرار ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اشیاء کر سکے وہ بالی ہوتا ہے یعنی جسکو نیوگ کی حاجت ہو اور وہ نیوگ کرے کرا سکے نہیں وہ پاپی ہوتا ہے اب بموجب تحریر شرما صاحب کے یہ ایسا کام ہے جو عالمگیر اصول ہو نہیں سکتا ... سلیم کے خلاف ہے اور ایسا ہی یہ کام ہوا کے شہوت کے غلاموں ... کسی کے نہیں ہو سکتے کہ دوسرے کی استریوں کو اپنے قابو میں کرنے کی خواہش رکھتے ہوں اور ویدنے یہ تعلیم دی ہے لہذا شرما صاحب کی تحریر نے ہی فیصلہ کر دیا کہ یہ عالمگیر اصول ہونے کے قابل نہیں ہے دوسرے عقل سلیم کے خلاف ہے تیسرے وہ کام صرف شہوت کے غلام کیا کرتے ہیں۔ چوتھے یہ عزتی اور بے غیرتی کا کام ہے پس ثابت ہوا کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے۔ اور یہ ایک ایسی دلیل ہے جو شرما صاحب کے دماغ سے نکلی ہے اور جن دلائل سے ہم نے ویدک تعلیم کے عالمگیر ہونے کا خاکہ اڑایا ہے وہ اصل مضمون میں ملاحظہ کرنا چاہئے ۔ یہ تو ایک نوٹ تھا جو عرض کیا گیا۔ منہ

ہم پہنچاتے ہیں کے واسطے دیگر انتظام یا سامان کر سکتا تھا اور کر سکتا ہے مولوی صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ اگر انکی پیدائش سے پہلے گھوڑا اور گائے کا وجود نہ ہوتا اور آگے کو نہ ہو تو یہ گاڑیاں اور بیسیوں کی خوراک دنیا میں رائج ہوئی تو آج مولوی صاحب گھوڑے اور گائے کی وجہ دیگر ضروریات بھی پیدا ہوتی ہیں ... انتظام ہیں بلکہ جہاں اسداد کو ان کی بدکرداری کی سزا دیکھنا بھی مقصود رکھی ہے اور ان کے وجود سے انسانوں کو فائدہ پہونچایا تا یہی بادی النظر میں یہ تمام تحریر اعتراضات کا کافی جواب متصور ہو سکتی ہے مگر دیانندی ویدک تعلیم کے اوراق کا مطالعہ کیا ہوا شخص ہرگز اس کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ یہ جواب دیانند کے عقائد کو مدنظر رکھکر دیئے گئے ہیں کیونکہ شرما صاحب کی تحریر کا ماحصل یہ ہے کہ پرمیشر نے یہ تمام کام بغیر کسی ... کے ہیں اور کہ وہ دوسرا کام بھی انکے علاوہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس لئے کہ وہ بموجب تحریر شرما صاحب

(بقیہ حاشیہ کالم اول) کہ پرمیشر کسی کی مدد کے بغیر اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ پرمیشر دو ہمسرے انتظام کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ ایک تو وہ نیست سے ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا دوسرے طبعی صفت کو بدل نہیں سکتا تیسرے اس کا تجربہ نہیں ہے پس ویدک تعلیم کے بموجب یہی ہزار ہا اعتراض وارد ہوتے ہیں تو کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ ترک گناہ کی حالت میں دنیا کا انتظام کوئی اور ہونا پرمیشر سے ممکن ہے؟ اجی شرما صاحب! جب پرمیشر کے ایک طرف آپ نیست سے ہست کرنے کے قابل نہیں ہیں دوسری طرف ذرہ ذرہ کو معاملی قوتوں طاقتوں استعدادوں کے از خود بینے انادی مانتے ہیں تیسری طرف یہ قائل ہیں کہ پرمیشر طبعی صفت کو پلٹنے کی طاقت نہیں رکھتا چوتھے اس کو منصف مانکر یہ جتلاتے ہیں کہ وہ کرموں کے انوسار ہی

(بقیہ حاشیہ در حاشیہ کالم ۱) کہ وہ ذاتی صفت یعنی طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا تو اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی انسان حیوان نہیں بن سکتا اور نہ کوئی حیوان انسان ہو سکتا ہے کیونکہ یہ انکی طبعی خاصیت کے سراسر خلاف ہے اور کہ انسانی اور حیوانی اطوار ایک دوسرے کے خلاف ہیں مثلاً انسان طبعاً صفائی کا خواہشمند ہے اور میل کچیل سے نفرت رکھتا مگر حیوان جیسے کہ سور میل کچیل سے محبت پیار کرتا ہے ایسا ہی کوا اور گدھ وغیرہ بھی بدبو سے محبت رکھتے ہیں اور اپنی راحت کا سامان سمجھکر اس کے گرد جمع ہوتے ہیں پس جب یہ اصول درست تسلیم کیا جاوے کہ طبعی صفت کو پرمیشر پلٹ نہیں سکتا تو یہ اصول کبھی نہیں مانا جا سکتا کہ کوئی انسان سور یا کوا یا گدھ اپنے گناہوں کی شامت اعمال سے بن سکتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تناسخ غلط ہے نیز ایسی تعلیم محض غلط ہے اور ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہے۔ منہ

بقیہ عجیب ڈھکوسلے شاہی مذہب ہے! کہیں تو اقرار ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا کہیں اقرار ہے کہ پرمیشر بغیر امداد غیری اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے جب وہ بغیر کسی کی امداد کے اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے تو مادہ اور روحوں کے انادی ماننے کی کیا ضرورت پڑی تھی نیز جب وہ نیست سے ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو بغیر امداد غیری اپنے سب کام کرنے کے کیا معنے ہوئے؟ ایسا ہی اوس کو اپنی پرمیشری چلانے کی خاطر کمال کی ضرورت ہی کیا تھی؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود اس اقرار کے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور کہ اپنی طاقت سے پرمیشر کبھی کسی طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا کس طرح بلا امداد غیری اپنے کام کے کرنے تسلیم کیا جا سکتا ہے یہ ہیکہ وہ ایک جیونی بنانے کے لئے بھی ...

قادر مطلق بھی ہے مگر ویدک تعلیم کی رو سے وہ چونکہ قادر مطلق نہیں اور نہ اس کا کچھ اقتدار ہے بلکہ وہ نیست سے ہست کرنے سے بھی معذور ہے اور کہ ذاتی خاصیت کو پلٹنے سے مجبور ہے تو اس حالت میں کیسے تسلیم کیا جاوے کہ موجودہ انتظام بہ نظر کفایت کیا گیا کیونکہ کفایت شعاری بھی اختیار کرنا اوسی کے لئے ممکن ہے جو کہ خود بھی اختیار اور قدرت رکھتا ہو نہ یہ کہ دوسروں کے سہارے اپنے اختیار چلا کر کفایت شعار بننے کا دعویدار ہو اب اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ انتظام گائے گھوڑا وغیرہ کا بہ نظر کفایت نہیں کیا گیا بلکہ بسبب مجبوری کیا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ ویدک تعلیم کے بموجب گھوڑے گائیں وغیرہ کے وجود انسانوں کی فلاح و بہبودی کیلئے نہیں بنائے گئے بلکہ بعض گناہوں کی نحامت اعمال کا نتیجہ ہے جو گائے اور گھوڑے وغیرہ کے وجود نظر آتے ہیں اور کہ اگر گناہوں کا وجود دنیا سے معدوم ہو جاوے تو ساتھ ہی اس کے گائے گھوڑا بکری پرند سبزی میوجات وغیرہ بھی ... معدوم ہو جاویں اور پرمیشر کی پرمیشری کا دیوالہ نکل جاوے کیونکہ بقول ویدک تعلیم وہ اس قسم کا پرمیشر ہے کہ دنیا و مافیہا اس نے نہ تو ارادے سے پیدا ہوئے ہیں اور نہ وہ اپنے ارادے سے کچھ پیدا کر سکتا ہے اور یہ اصول دیانندی پنتھ کے نزدیک مسلم ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ کسی کی ذاتی خاصیت کو پلٹ دے اور اگر وہ دوبارہ پیدا کر سکے تب بھی آریہ صاحب کن اپنے اوس کے سیاہ ذہن میں نہ سمایا ... دکھلا کر ان الفاظ کے ذریعہ کہ جو سلسلہ کائنات کے مطابق ہو وہ حق اور جو سلسلہ کائنات کے مخالف ہو وہ باطل ہے" اس کی تردید کر ... کون ایسا دل گردہ والا ہے کہ مہاشہ جی کی تحریر ... مرنے کے مصداق ہے تسلیم کرے کہ پرمیشر دودھ و سواری ہم پہنچانے کے واسطے دیگر انتظام با سانی کر سکتا تھا اور کر سکتا ہے آہا جی مہاشہ صاحب کہاں سے کر سکتا ہے؟ اور کیسے کر سکتا ہے ذرا ویدک تعلیم کو مدنظر رکھ کر جواب تو دیں کہ ایسا پرمیشر جس کی شکل آپ نے یہ پیش کی ہے کہ (۲) وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بدل دیتا ہے تو پھر کس صورت سے کسی اور انتظام کو کرنے پر اس کا اقتدار بیان کرتے ہیں؟ کیا وہ انصاف کا ... کرنے کے ... انتظام کرے گا؟ یا طبعی صفت میں ... دیکھ ... یا وہ ... کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ ذرا کھول کر بیان تو فرما دیں کہ وہ دوسرا انتظام کونسا ہے جو کرے گا اور کس طاقت سے کریگا جبکہ وہ بقول تمہارے ذرا ذرا سی بات پر بھی حاوی نہیں ہے؟ ہر ایک شخص ان اصولوں کو نظر رکھ کر یہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ پرمیشر سے کسی دوسرے انتظام کی تمنا رکھنا ... درجہ کی بیوقوفی پر دال ہے بس ان اصولوں ... کیا ویدک تعلیم عالمگیر ہونے کا حق رکھتی ہے؟ ہر ایک منصف مزاج یہی کہہ سکتا ہے کہ ہرگز ہرگز نہیں لہذا صاف ظاہر ہے کہ اگر گناہ ترک کر دیئے جاویں ... خواہ وہ گناہ جن کے کرنے سے غذا وغیرہ تیار ہوتی ہے ... گویا خاک دوسرا انتظام پرمیشر کر سکتا ہے؟ ... ہوا کہ ویدک تعلیم دائمی عالمگیر نہیں ہے جس نے پرمیشر کے اختیار ... بیان کیا کہ اس کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ ایڈیٹر

نیست سے ہست نہیں کر سکتا (ب) وہ طبعی صفت کو پلٹ نہیں سکتا (ج) وہ سلسلہ کائنات کے برخلاف نہیں کر سکتا۔ (د) وہ گناہ معاف نہیں کر سکتا (ھ) وہ کسی پر رحم کر کے اپنے پاس سے بطور احسان کے کچھ نہیں دیسکتا اور نہ اعمال کے بغیر کچھ دینے کا حق رکھتا ہے۔ تو کیسے مان لیا جاوے کہ کچھ اور انتظام کی قابلیت رکھتا ہے آپ کا یہ فرمانا تو بیشک قابل تعریف ہے کہ قادر مطلق خدا کی نسبت ایسا خیال رکھنا کفر سے کم نہیں ہے کہ وہ موجودہ انتظام کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا اجی مہاشہ صاحب! ہم نے تو پہلے تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کے سوامی جی بڑے کافر ہے اور ایسے ہی وہ ویدک تعلیم جن کو سوامی جی نے پیش کیا ہے سراسر کفریات کا ذخیرہ ہے کہ جس میں پرمیشر کو کمزور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ارادے سے ایک تنکا بھی نہیں توڑ سکتا! ہمارے نزدیک تو گائے کی بجائے دودھ کا دوسرا کیا بلکہ تیسرا چوتھا انتظام ہو جانا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس اور یقینی ہے ایسا ہی گھوڑے کی بجائے موٹر گاڑی یا بائیسکل ریل یا کسی دوسری سواری کا ہو جانا بھی یقینی امر ہے کیونکہ ہم نے جس خدا کو قبول کیا ہے وہ "فعال لما یرید" ہے یعنی جو چاہتا ہے کر لیتا ہے اور کہ جسقدر چیزیں نظر آتی ہیں یا جسقدر چیزیں و چیز نظر ... وغیرہ وغیرہ کل اشیاء معہ اپنی قوتوں طاقتوں استعدادوں اور کششوں کے مخلوق ہیں جنکے اوس بیچون و بیچگون ہستی نے پیدا کی ہیں اور جسقدر نعمتیں ہم کو مل رہی ہیں ... اوسی قادر خدا نے اپنی محض عنایات ازلی سے عطا کی ہیں جیسے گھوڑے سواری کے لئے اور گائے دودھ کے لئے اور گائے کا گوشت کھانے کے لئے چمڑہ جوتی بنانے کیلئے بھی شامل ہے۔ ... ہمارے نزدیک ان کے علاوہ دوسرا انتظام خدا تعالیٰ کے نزدیک کر دینا بہت ہی سہل کام ہے مگر آپ کے نزدیک دوسرا کوئی انتظام کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ تمہارا پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور نہ کسی کی طبعی خاصیت کو بدل سکتا ہے اور نہ سلسلہ کائنات کے خلاف کوئی دوسرا انتظام کر سکتا ہے ... موٹر گاڑی کا سواری کے لئے اور کیمیائی خوراک کا ہونا بہت مشکل ہے۔ ہمارے یقین کی تائید القادر خدا نے موٹر گاڑیاں اور کیمیکل فوڈ پیدا کر کے بھی دکھلا دی ہے جس سے کو باوجودیکہ آپکے دیانندی عقائد کے پرخچے اڑ گئے پھر بھی خواہ مخواہ آپ لوگ وید ست و دیا کو نتی ایٹنک بنا کر اسکی تعلیم کو عالمگیر ہونے پر زور دے رہے ہیں حالانکہ ویدک تعلیم اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ہرگز ہرگز عالمگیر ہونے کا حق نہیں رکھتی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے آدمیوں کی گھڑی ہوئی ہے کہ جنکو معرفت الٰہی سے مطلق حصہ نہیں ملا اور انہوں نے انسانی کمزوریوں پر قیاس کر کے پرمیشر کی ایسی تصویر کھینچ دی کہ جسکو دیکھکر کبھی بھی یقین نہیں آسکتا کہ ایسی کمزوریاں رکھنے والی ہستی پرمیشری کی کرسی کے لائق ہے۔ تعجب کہ جبکہ ... یقین کیا جاتا ہے کہ پرمیشر نیست سے ہست نہیں کر سکتا اور نہ سلسلہ کائنات کے برخلاف کر سکتا ہے اور نہ طبعی خاصیت کو بدل سکتا ہے اور نہ اعمال کے بدون کچھ نیکی و بدی کا ثمرہ عطا کر سکتا ہے تو پھر کس بنا پر اس سے کسی اور انتظام کی امید رکھی جاتی ہے؟ ویدک تعلیم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے وہی اپنے گناہوں اور شامت اعمال سے اول بدل کر کچھ کا کچھ بنتا رہتا ہے یا برائے نام نہاد پرمیشر اون کو ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کرتا رہتا ہے بنیز چونکہ وہ منصف ہے اور ہر ایک کی کرتوت کا

... کھلا دیا اس کو کیا حاصل ہو گیا ہے؟ کیا ان تمام امور سے ظاہر نہیں ہوتا کہ پرمیشر کی نسبت ایسے عقائد پھیلانیوالی تعلیم ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں ہو سکتی؟ اور ... ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے۔ ایڈیٹر

(بقیہ حاشیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ... کا محتاج جو کہ ... ذات صفات ... اوس سے ... ادس کو ... اپنے کام کو ... ماں کہلا سکتا اوس کو ...

کسی طرح کسی ہوشیاری کی گناہ ویدیں
بھی امر ہو تو اس سے اولاد یا ضرور کسی ہے اس لئے وہ
سزا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہے – گھوڑا – بکری – اونٹ – درخت – پھول
پھل کہ جن کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ محض انتظام ... خاطر ایسا کر سکتا ہے
تو معلوم ہوگا کہ وہ ظالم و سفاک ہے جو جبر سے کام لیتا ہے اور یہ بھی
خیال کرنا پڑیگا کہ ... بعض جرائم ... بھی محض انتظام کی
خاطر کرانا ہوگا – جس ... عمل و انصاف ناک میں پہنچاتا ہے اور
یہ ظاہر ہے کہ گائے – گھوڑا – اونٹ – بکری – بھیڑ – سبزہ کے پودے –
مثلاً بینگن – پالک – ... – دھنیا – سویا – سونف – گنے – پیاز – لہسن
لہسن – مولی – سنگھاڑہ – شلغم – گیہوں – چنا – مکی – کپاس – جوار – باجرہ – انگور
بھی آم – امرود – ناشپاتی – کیلا – اخروٹ – سیب کشمیری – آلو – چنا – ناریل – خربوزہ
ایسا ہی بیلا – چنبیلی – سوسن – نرگس – گیندا – گلاب – یاسمن – بلکہ شجر کی اولاد
تو بھی جو کہ گناہ پر معدوم ہو جائیں گے – کیونکہ یہ تمام بقول دیانند جی
بذریعہ جسم کی چوری یا دوسرے کی عورت سے مباشرت کرنے سے پائیں
آدمیوں کو قتل کرنے کے جرم میں پیدا کئے جاتے ہیں – پس اگر ایسا ہو تو
آ جاتا ہے کہ تمام نیک و پارسا بن کر انسانی اور خصوصاً مردوں کی
جون دھارن کر لیں تو نہ تو اُن کی پوشش کا انتظام ہو سکتا ہے اور
نہ خوراک اور سواری کا اور نہ فطرتی قویٰ کو عمل استعمال کرنے کا اگر کہا
جاوے کہ کیمیائی خوراک ہو سکتی ہے تو کیمیا کی خوراک ہونا بھی ناممکن
ہے کیونکہ کیمیائی خوراک بھی اکثر جڑی بوٹی سے بنتی ہے جب جڑی
بوٹی کے پیدا ہونے کا مصالح یعنے گناہ ہی ندارد ہیں تو وہ کہاں سے
آویگی؟ ایسا ہی گھوڑے کے بجائے موٹر گاڑی کے وجود کا ہونا
مشکل ہے – کیونکہ موٹر گاڑی ... کے بغیر چل نہیں سکتی اور
ٹیر درخت سے پیدا ہوتی ہے جب درخت پیدا ہوتے ... ندارد
ہے تو ٹیر کہاں سے آویگی جو موٹر گاڑی چلے گی پس ویدانتی ویدک
تعلیم کے بموجب سخت مشکلات کا سامان ہونا ممکن ہے – اور
یہ ظاہر ہے کہ فطرت انسانی کے لئے بھوک پیاس کا لگنا اور اس کے
لئے غذا کا ہونا نہایت ضروری ہے اور بغیر ان ضروریات کے اسکا
جینا یا ... دشوار ہے ایسا ہی اس کی فطرت سے یہ
بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے لئے ایک بیوی ضرور ہو اور اسکے قویٰ
بھی اس پر دلیل ہیں ایسا ہی جذبات بھی اور یہ تمام بقول دیانند جی
ویدک تعلیم ازلی ابدی ہیں جو کسی طرح بھی اس کے وجود سے
الگ نہیں ہو سکتے پس اگر گناہ کا سلسلہ کسی وقت بند ہو جاوے
تو انسانی ہستی معرض خطر میں پڑ جاویگی – لہٰذا صاف ظاہر ہے
کہ ویدک تعلیم واقعی عالمگیر نہیں ہے ٭ فقط

(خاکسار محمد حسین احمدی از لاہور چھاؤنی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیاء موتیٰ

مجھے ایک بزرگ ملت کی اس بات کا کیا ہی لطف آیا کہ انبیاء
کے بھی معجزوں یا حالات کی سمجھ نہ آئے ان کا مطالعہ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات کے حالات میں کرنا چاہیئے –
وہ اس سید الرسل کی – جو بات زیادہ تدبر کو چاہیئے – وہ
جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حالات سے کھل سکتی ہے – میں نے
اسی اصل سے بہت فائدہ اٹھایا ہے – اصل میں تمام انبیاء سلف
کے معجزوں کی خلیفۃ اللہ علی الارض میں نظیر مل سکتی ہے – ...
احیاء موتی ایسا معجزہ تھا – کہ ایک طرف جب انہ یحیی الموتی
پڑھتے اور دوسری طرف
تو علماء اس کے متعلق کئی تاویلیں کرتے – حالانکہ یہ بات
بالکل صاف تھی کہ حقیقی مُردے رجوع الی الدنیا کریں یہ بالکل
ممکن نہیں – ہاں – مُردہ دل یا قریب المرگ یا ایسے مرض سے مریض
جن کا انجام موت یقینی طور سے ہوتا ہے – زندہ دل صحت یاب
ہو جاتے – چنانچہ ہم اس کا نمونہ اپنے مسیح علیہ السلام میں بھی
دیکھتے ہیں – اگرچہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں مگر آپ بیتی ہی
کہوں گا – میرے عزیز نوجوان بھائی کو طاعون ہو گیا – عین ان
ایام میں جبکہ اس گاؤں میں طاعون کا زور تھا – اتفاق سے کوئی
طبیب معالج بھی نہ تھا – نہ کوئی عمدہ دوائی مل سکتی اس بے سرو
سامانی کی حالت میں محض دعائے حضرت مسیح موعود سے جو آپ نے
بڑی مہربانی سے اس عاجز کی گذارشوں کو قبول فرما کر کی صحت
ہو گئی – عزیز انتہائی حالت کو پہنچ چکا تھا – چنانچہ ان خطوط کے
ملاحظہ سے کچھ حال معلوم ہو سکتا ہے – جو مجھ سے میرے نام
آئے – بعض کا خلاصہ حسب ذیل ہے –
یکم مئی – نوجوان نور نے جو کچھ اٹھا کر باہر نکلنے کے لئے
کہتے ہیں آیا ہم مصیبت زدوں غم کے ماروں سے اتنا تو جواں تھا
نہیں رہ سکتا – ایک ایک منٹ کے بعد نیچے گر پڑتا ہے آنکھیں
خوف ناک نکالتا ہے دل سخت دہل رہے ہیں امید موقوف ہو گئی
بھائی کو دیکھنا ہے تو ایک رات آ جاؤ –
۴ مئی – آنکھیں کھلی – بیہوشی سے مجنون – تپ شدید – خون آتا
ہے – ورم جگر تک اور زانوؤں تک – درد شدید – اعضاء ڈول
دیر تک متورم ہیں – مرسلہ احمدی خاتون ...
جب یہ حالت عرض کی گئی تو حضور نے نیاز مند کو مفصلہ ذیل رقعہ لکھا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ – دعا تو ہر وقت کی جاتی ہے پھر بہت
دعا کروں گا – جب بلا نازل ہو جاتی ہے تو اس وقت سنت اللہ
کے موافق دعا کم اثر کرتی ہے بہرحال دعا کروں گا – آج تہجد اور
صبح کے وقت بہت دعا کی تھی – مگر یہ وقت امتحان ایمان کا
وقت ہے بہت مضبوطی سے خدا پر بھروسہ رکھیں اور
خود بھی دعا کرتا رہو – مرزا غلام احمد
اب آپ غور کر سکتے ہیں کہ ایسی حالت سے بچنا ایک خارق
عادت امر ہے پس ہم کیوں نہ اسے سچا مسیح تسلیم کریں بلا ریب
یہ نور محمدیہ ماننے میں بھلی کیا تامل ہو سکتا ہے جب کہ وہی اخلاق
تیرہ سو برس کے بعد اب اس مبارک وجود میں دیکھنے میں آتے ہیں
چنانچہ ان پریشانی کے دنوں میں مجھے حضرت مامور من اللہ کی
خاص رحمت و شفقت کا جو تجربہ ہوا اس سے میرا ایمان دو چند
ہو گیا – میں ان ملاقات کو کس طرح بھول سکتا ہوں کہ میں باوجود
شدت محبت کے جو مجھے حضرت رسالتماب سے ہے اپنی گناہوں
خطاؤں سیہ کاریوں کی ندامت سے اکثر ایک کونے میں الگ
کھڑا رہتا – مگر حضور کی جب نظر پڑتی کیا اثر پڑتا تھی پوچھتے
آپ کے بھائی کا کیا حال ہے ان کے مقدس زندگی بخش کلام
کا سرور ابھی تک میری روح میں باقی ہے اور ان شاء اللہ باقی

پڑھا تھا۔
رہیگا۔ میں نے رسول مقبول کی صفت میں پڑھا تھا "عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم"۔ مگر خدائے یگانہ و برتر کی قسم کہ اس کا عملی نمونہ اور رنگ جو مجھے معلوم ہوا نور الدار الامان میں ...

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بعض احمدی کیوں طاعون سے مرے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے پاس نظیر موجود ہے خدا تو نبی کریم صلعم کی معرفت عذاب کا وعدہ دیتا رہا۔ چنانچہ فرمایا۔ قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض۔ کہ وہ قادر ہے آسمان و زمین سے کوئی عذاب بھیجے۔ یا تمہارے دو گروہ ہو جاویں اور اس کی لڑائی ہی عذاب کی صورت میں ظاہر ہو۔ پھر قل لکم میعاد یوم ذکر ایک سال کی میعاد مقرر کر دی۔ آخر جنگ بدر عذاب کی صورت میں پیش آئی۔ سب جانتے ہیں کہ اس میں کئی عزیز صحابی بلکہ اقربائے آنحضرت صلعم شہید ہوئے تو اب کیا کہیں کہ وہ کیوں عذاب میں گرفتار ہوئے۔

اصل بات یہ ہے کہ امور کا اعتبار بلحاظ خواتیم ہوتا ہے۔ جب آخر کامیابی فرقہ حقہ کو ہوئی۔ تو ان کے مردوں کو مردہ نہ سمجھا گیا بلکہ انہیں زندہ کہا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء۔ یہ کیوں اس لئے کہ جب ایک قوم میں سے کثیر گروہ ہلاک ہو گیا اور باقی میں سے اکثر اسلام لے آئے اور ادھر سے صرف چند آدمی شہید ہوئے۔ تو انہیں زندہ ہی کہنا چاہئے اسی طرح ہم احمدیوں اور دوسروں میں خدا کے فضل سے ہر جگہ ایک امتیاز رکھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی مرتا بھی ہے تو تخصیص و تطہیر کے لئے اور اسے شہید کہنا چاہئے۔ بہتر تھا کہ یہ لوگ بجائے ایسے بیہودہ اعتراضوں کے طاعون کی خوفناک ترقی سے عبرت پکڑتے۔ یا چند سالوں میں کئی لاکھ انسانوں کا ہلاک ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں خصوصاً جبکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے ماتحت ہوا۔ دیکھو براہین احمدیہ کے الہامات، ۹۸ء کا اشتہار فرشتوں کے پودے لگانے والا۔ ۱۹۰۵ء کا کشتی نوح اور الوصیت ہیں کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور [illegible] پیدا ہو اور توبہ کرو۔ کہ اس وقت خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا ہوا ہے یہ اس لئے ہوا کہ تا وہ اپنی قدرتوں کا قہری نمونہ دکھائے اور لوگوں کو سمجھائے کہ مذہب کے اختلاف کا فیصلہ تو آگے چل کر ہوگا مگر مامور من اللہ سے تمسخر و استہزاء سے پیش آنے اور طعن دینے کی سزا یہی طاعون ہے۔ اللہ ہمیں محفوظ رکھے اور ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ہدایت نصیب کرے۔

(محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات)

انجمن احمدیہ سیالکوٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار الحکم نمبر ۱۲ جلد ۱۱ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء میں منجانب نائب سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان الاحمدیہ احباب کی خدمت میں ایک ضروری (التماس) کے عنوان سے ایک نوٹ چھپی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ باوجود اعلان [illegible] کرنے کے کسی انجمن نے اپنے ضلع کی انجمنوں سے اطلاع نہیں دی۔ اور نہ ہی کسی انجمن نے قواعد بھیجے ہیں۔ میرا خیال تھا۔ کہ شہر سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ نے جو قواعد شائع کئے تھے۔ ان کی ایک ایک کاپی معہ [illegible] سکرٹری صاحب کے آپ کی خدمت میں اور نیز ایڈیٹر صاحب بدر کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی۔ ان قواعد میں بھی جملہ عہدہ داران کے نام اور باقی تمام ضروری حالات درج ہیں۔ اور جناب سکرٹری صاحب کے اعلان کا منشاء ان سے کچھ کچھ پیدا ہو سکتا تھا۔ اگرچہ پورا علم جیسا کہ جناب سکرٹری صاحب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قواعد شائع ہونے تک دیہات کی سب انجمنوں کی کارروائی تکمیل کو نہیں پہنچی ہوئی ہے۔ اب میں بحیثیت سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ (جناب سکرٹری صاحب کے منشاء کے مطابق بجائے فارن سکرٹری کے اب سکرٹری مفصلات نام رکھا گیا ہوا ہے)۔ جناب سکرٹری صاحب کے اطمینان کے لئے آپ کی خدمت میں مفصل حال عرض کرتا ہوں۔ آپ اس کو اخبار الحکم میں شائع فرماویں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے اخبار الحکم مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۶ء کے ضمیمہ میں برائے تیاری فہرست افراد احمدی جماعت ایک اعلان شائع کیا تھا۔ مجھ کو اسی وقت خیال پیدا ہو گیا۔ اور میں نے محض آپ کی اس مبارک تحریک پر ایک فہرست اسی نمونہ کے مطابق تیار کرنی شروع کر دی۔ جیسا نمونہ آپ نے چھاپ کر بھیجا تھا۔ اگرچہ شہر کے بعض احباب نے اس وقت آپ کے ارسال کردہ نمونہ کی مخالفت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خاص شہر کی اب تک بھی فہرست تیار نہیں ہوئی ہے لیکن الحمد للہ کہ میں کل ضلع سیالکوٹ کے دیہات کی فہرست مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسی فہرست تیار کردہ سے ایک جنرل رجسٹر مفصلات ضلع سیالکوٹ تیار ہو گیا۔ جو کہ اب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے کام آتا ہے۔ ضلع سیالکوٹ کے مفصلات کا جنرل رجسٹر مکمل و تیار کرنے میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ خصوصاً بندہ آپکی تحریک کا سخت ممنون ہے۔ اب مفصل حال عرض کرتا ہوں۔

خاص شہر سیالکوٹ کی انجمن (انجمن احمدیہ سیالکوٹ) کے نام سے مشہور ہے۔ اس انجمن کے ماتحت پانچ تحصیلات ہیں۔ اور ہر ایک تحصیل میں ایک ایک علاقہ دار ہے۔ ہر ایک علاقہ دار کے اندر کئی کئی حلقہ دار ہیں۔ جن کی تعداد چوبیس ہے۔ اور ہر ایک حلقہ میں کئی کئی دیہات ہیں۔ جن کی تعداد ایک سو سے زاید ہے۔ ان سب باتوں کو آسانی سے سمجھنے کے لئے بندہ نے شجرہ تیار کیا ہے۔ یہ شجرہ آئندہ اشاعت میں درج کیا جاویگا۔

اس شجرہ میں دیہات کا نام اس لئے درج نہیں کیا گیا۔ کہ جناب سکرٹری صاحب کی غرض صرف حلقہ داران یا علاقہ داران سے جان پہچان کی ہے اس لئے اس شجرہ کو حلقہ داران تک ہی محدود رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضلع سیالکوٹ میں ایک صد سے زیادہ دیہات ہیں۔ جن میں احمدی احباب دو ہزار سے زاید رہتے ہیں۔ اور یہ تعداد خاص شہر اور مضافات شہر سیالکوٹ سے علیحدہ ہے۔ جنرل رجسٹر میں مفصل حالات درج ہیں۔ یہاں تک کہ جو احمدی الحکم خریدتا ہے اور جو بدر یا رسالہ میگزین یا دیگر رسالہ جات منگواتا ہے۔ ان کا پتہ بھی رجسٹر مذکور سے مل جاتا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر کسی موقعہ پہ مفصل عرض کرونگا۔ اس مضمون میں ضرورت نہیں ہے۔

ہر ایک حلقہ دار کے پاس ایک ایک رجسٹر ہے۔ جس میں وہ ہر ایک قسم کا چندہ درج کرتا اور وصول کرتا ہے اور اس رجسٹر میں اسکے حلقہ کے تمام احمدیوں کے نام درج ہیں۔ بلکہ مرنے یا پیدا ہونے تک کے حالات درج کرنے پڑتے ہیں۔ جیسا کہ رجسٹر کی پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے پیشانی یہ ہے

نمبر	خانہ	
۱	نمبر شمار رجسٹر	
۲	نام موضع	
۳	نمبر شمار موضع	
۴	نمبر شمار خاندان	
۵	قومیت و پیشہ نام مع ولدیت	
۶	عمر	
۷	لنگر	
۸	مدرسہ	
۹	منارہ	
۱۰	رقم	
۱۱	تاریخ وصولی	
۱۲	رقم	
۱۳	تاریخ وصولی	
۱۴	[illegible]	
۱۵	لڑکا	شادی
۱۶	لڑکی	شادی
۱۷	ختنہ	
۱۸	لڑکا	تولد
۱۹	لڑکی	تولد
۲۰	کھال ولیمہ	
۲۱	کھال عقیقہ	
۲۲	صدقہ	
۲۳	زکوٰۃ	
۲۴	نذر نیاز وغیرہ	
۲۵	چندہ عید الفطر	
۲۶	صدقہ عید الفطر	
۲۷	چندہ عید الاضحیٰ	
۲۸	قیمت کھال قربانی عید الاضحیٰ	
۲۹	رسالہ میگزین	خریداران اخبارات
۳۰	اخبار الحکم	خریداران اخبارات
۳۱	اخبار بدر	خریداران اخبارات
۳۲	رسالہ تشحیذ الاذہان	خریداران اخبارات
۳۳	کیفیت	

فہرست چندہ

ہدایت نمبر ۳

جو مرید فوت ہو جاوے اسکا نام سرخی سے کاٹ دیا جاوے اور خانہ کیفیت میں نوٹ درج کیا جاوے کہ فلاں تاریخ فلاں بیماری سے فوت ہوا

اب اس پیشانی سے واضح ہو سکتا ہے کہ ہر قسم کا روپیہ جو دارالامان جاتا ہے وہ سب اس میں درج ہو کر جاتا ہے۔ جو غرض جناب سکرٹری صاحب کی اس اعلان کے شائع کرنے کی ہے۔ وہ ضلع سیالکوٹ کی سب انجمنوں سے علیحدہ علیحدہ پوری ہونی مشکل ہے۔ کیونکہ تمام سب انجمنیں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ماتحت زیر نگرانی سکرٹری مفصلات کام کرتی ہیں۔ کوئی چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یا اتفاقی خواہ کسی قسم کا ہو کوئی سب انجمن براہ راست دارالامان نہیں بھیجتی۔ ایک قسم کا چندہ مقررہ یا غیر مقررہ یہاں تک کہ صدقہ۔ زکوٰۃ۔ یتیم فنڈ۔ عید فنڈ۔ کھال قربانی۔ کھال ولیمہ۔ کھال عقیقہ بھی سب کا سب ہر ایک حلقہ دار سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کے پاس بھیج دیتا ہے جہاں سے شہر کے چندہ کے ساتھ جمع ہو کر دارالامان بھیجا جاتا ہے۔

میں اب جناب سکرٹری صاحب کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ صاحب موصوف براہ راست کسی علاقہ دار یا حلقہ دار ضلع سیالکوٹ کے ساتھ کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں۔ تاکہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے مقرر کردہ انتظام میں فرق نہ آجاوے۔ جس قسم کے اتفاقی چندہ کی ضرورت پڑ جاوے۔ یا کوئی اشتہار یا جدید ہدایت جاری کرنی ہو۔ تو بدستور سابق جناب جنرل سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے نام بھیج دیں۔ جناب جنرل سکرٹری صاحب اول شہر کے احباب کو وہ حکم یا ہدایت یا اشتہار سنا دیتے ہیں۔ بعدش سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ کو دیا جاتا ہے۔ سکرٹری مذکور اگر اشتہار ہے تو چھپوا کر ورنہ خود لکھکر یا لکھا کر (جیسی صورت ہو) تمام حلقہ داران کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیتا ہے۔ اس طرح سے ضلع سیالکوٹ میں بفضل خدا کام خوب چل رہا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک بھائی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے پاک امام کی رضا کے لئے دلی محبت اور خلوص دل سے کام کرتا ہے اس لئے امید کامل ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ابد تک قائم رہے گا۔ اور یہ کام اسی طرح سے قیامت تک چلتا جاوے گا۔

الراقم

حضرت اقدس کی جوتیوں کا خادم

بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سکرٹری مفصلات ضلع سیالکوٹ

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے۔ اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے۔ یعنی ۸ علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی خود نوشت سوانح عمری

۱۲۵۸ھ کے قریب یا ۱۸۴۱ء کے قریب میرا تولد کا زمانہ ہے۔ ابتدا میں میں نے اپنی ماں کی گود میں قرآن پڑھا ہے۔ اور انہی کے پاس پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور کسیقدر حصہ قرآن کا والد صاحب سے بھی پڑھا۔ مگر وہ عدیم الفرصت تھے پھر مجھے بسبب ان تعلقات کے جو ہم کو لاہور میں تھے اور وہ یہ تھے کہ ہمارا ایک مطبع قادری نام کابلی مل کی حویلی میں تھا۔ مجھے ۱۲۶۷ھ کے قریب لاہور میں آنا پڑا۔ یہاں آکر مجھے خناق کا مرض ہوا اور حکیم غلام دستگیر لاہوری ساکن سید مٹھا جن کا تعلق میرے بھائیوں سے بہت تھا اور میرے بھائی طب میں ان کے شاگرد بھی تھے میرا علاج کرتے تھے۔ اوس وقت اگرچہ طبی تعلیم کا تحریک میرے دل میں پیدا ہوا مگر میرے بھائی صاحب نے مجھے منشی محمد قاسم کشمیری کے پاس فارسی کی تکمیل کے لئے سپرد کیا اونہوں نے مجھے بہت محنت کی اور بڑی مہربانی سے رزم اور بزم اور بہاری مضامین مجھے لکھ دیتے اور مجھ سے لکھواتے اور مرزا امام ویردی کے سپرد اس لئے کیا کہ میں خوش خطی سیکھوں۔ مگر مجھکو فارسی زبان سے کوئی دلچسپی پیدا نہ ہوئی۔ اور میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ایک بڑا وقت ایسی زبان کے سیکھنے میں خرچ کرنا پڑا جس کے ساتھ مجھے بلحاظ دین اور ضرورت سلطنت کچھ بھی دلچسپی نہ تھی۔ مگر اسمیں ہمارے بھائیوں کا بھی قصور نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اوس وقت کی موجودہ حالت، کوئی جدید تحریک کا باعث بن ہی نہیں سکتی تھی۔ خوشخطی کے لئے الف۔ ب۔ ج۔ د۔ س کا لکھنا مہینوں کا شغل تھا۔ اور چونکہ میرے دماغ کو ہاتھ سے کسب کرنے کی بناوٹ نہیں بخشی گئی تھی۔ میں اوس فن سے بھی کورا کا کورا رہا۔ رسایل طغرا کے عجیب و عجیب نکات اور امام ویردی صاحب کے بے نظیر قطعات اوس عمر میں میری دلچسپی کا باعث نہ تھے۔ مرزا امام ویردی صاحب مہرکنی کے کسب میں بھی کمال رکھتے تھے۔ مگر مجھے اوس سے بھی محروم رہنا پڑا۔ یہ میرے دونوں اوستاد شیعہ مذہب کے پابند تھے مگر مباحثات سے ان دونوں بزرگوں کا تعلق کم تھا۔ مجھے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ شیعہ مذہب سے میں آگاہ ہو گیا پس اس محنت کا اگر کوئی نتیجہ سمجھا جاوے تو صرف یہ تھا کہ میرے معلومات میں شیعہ مذہب کے جاننے کی ترقی ہوئی ہے اور اوس وقت حکیم الہ دین لاہوری رحمہ اللہ سے تیار ہ حاصل ہوا مگر فارسی اور خوشخطی کے شغل نے موقع نہ دیا کہ کوئی استفادہ حاصل کرتا۔ ۱۲۷۲ھ میں مجھے وطن واپس آنا پڑا۔ اور میاں حاجی شرف الدین قاری کے اوستاد مقرر کئے گئے مگر دلچسپی کے نہ ہونے نے یہ فائدہ پہونچایا کہ مجھے سبق یاد کرنے کی محنت سے بچا لیا اور میرے قوی خوب مضبوط رہے غالباً اوس وقت اگر کوئی محنت کا علم پڑھتا تو میرے دماغ کو تکلیف ہوتی اس لئے اس کا بھی شکریہ ہی کرتا ہوں۔

تھوڑے عرصہ کے بعد میرے بھائی سلطان احمد صاحب بھیرہ میں تشریف لائے اور انہوں نے باضابطہ عربی کی تعلیم دینی شروع کی۔ خدا ان کا بھلا کرے کہ انہوں نے صرف میر بناؤں اور تعلیلات کا [illegible] بہت سادہ طور پر تعلیم شروع کی

جو میرے لئے مفید اور دلچسپ ثابت ہوئی میں نے بہت ہی جلد یہ رسایل پڑھ لئے اور جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ پہنچایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اوترے اونہوں نے ترجمہ قرآن کی طرف یا یہ کہنا چاہئے کہ اوس گران بہا جواہرات کی کان کی طرف مجھے متوجہ کیا جس کے باعث میں اس بڑھاپے میں نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا ہوں۔ وذالک فضل اللہ علینا وعلی الناس واکثر الناس لا یعلمون۔

یہ تو میں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا پھر ایک بمبئی سے تاجر آیا۔ جس نے ہم کو تقویۃ الایمان اور مشارق الانوار کی سپارش کی کہ میں اوسے پڑھوں۔ اردو زبان مجھے نہایت پسند تھی اور میری دلچسپی کا موجب۔ اس لئے میں نے ان دونوں تراجم کو خوب پڑھا اور تھوڑے دنوں کے بعد لاہور آگیا۔ عربی تو پڑھتا ہی تھا۔ حکیم الہ دین صاحب لاہوری مقیم گمٹی بازار میرے اوستاد مقرر ہوئے اور وہ مجھے موجز پڑھاتے تھے۔ عربی عبارت نہایت ہی صحیح پڑھانا اور تلفظ میں بڑی احتیاط کرنا یہ اون کو ہمیشہ مد نظر تھا۔ لیکن وہاں کی چند روزہ اقامت نے اس دلچسپ علم کے درس سے محروم کر دیا۔ اور میں بھیرہ آگیا۔ اور یہاں سے ایک خاص تقریب کے باعث مجھے راولپنڈی جانا پڑا۔ اور نارمل سکول کی تعلیم میرے ذمہ لگائی گئی غالباً یہ ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے۔ میری عمر اوس وقت ۱۶ برس کے قریب قریب ہو چکی تھی۔ منشی قاسم علی صاحب کی تعلیم کی قدر اوس وقت معلوم ہوئی کیونکہ نارمل اسکول میں سے نثر ظہوری اور ابوالفضل کے پڑھنے میں میں مدرسہ میں طلبا کا سرتاج تھا۔ مولوی سکندر علی نام ہیڈ ماسٹر مجھ پر اتنے خوش ہوئے کہ میری حاضری کو بھی معاف کر دیا اس غیر حاضری میں مجھے یہ فائدہ ہوا کہ حساب اور جغرافیہ کے پڑھنے میں میں نے ایک آدمی کو ملازم رکھ لیا اور بجائے اوس ذہاب و ایاب کے جو مدرسہ کے جانے میں ہوتا تھا میرا وقت اقلیدس اور حساب اور جغرافیہ میں صرف ہو جاتا تھا کیونکہ نارمل سکول ہمارے مکان سے دو تین میل پر تھا۔ تقسیم کسور مرکب کے لئے میں نے شیخ غلام نبی صاحب نام ہیڈ ماسٹر لون میانی کو شکر گذار بنایا۔ اور وہی میں نے سب سے پہلی سیکھنی چاہی۔ اس کا سیکھنا تھا کہ سارے مبادی الحساب ہر قسم حصہ کے پڑھانے میں آخر ہم شیخ صاحب کے اوستاد بھی ہو گئے۔ یوکلڈ کے لئے منشی نہال چند ساکن ضلع شاہ پور کو منتخب کیا اونہوں نے مجھے نہایت محبت سے پہلے مقالہ کی چند شکلیں پڑھائیں پھر محض خدا کے فضل سے سارے تعلیمی حصہ کو خود بخود پڑھنے کا فہم پیدا ہو گیا اور میں ایک امتحان میں جس کو تحصیلی امتحان کہتے تھے ایسا کامیاب ہوا کہ پنڈ دادنخاں کا ہیڈ ماسٹر ہو گیا۔ منشی قاسم صاحب کی تعلیم اوس وقت مجھے بڑی مفید ہوئی کیونکہ پنڈ دادنخاں میں فارسی مدرس میری مخالفت کے لئے اپنے شاگردوں کو امتحاناً بھیجا کرتے تھے۔ اور وہ فارسی کی معمولی باتوں کو نہایت عظمت کی نگاہ سے دیکھکر مجھ سے پوچھتے تھے۔ اور میں خوش ہوتا تھا۔ عربی کی تعلیم میرے بھائی صاحب نے میری ہیڈ ماسٹری کے وقت پھر شروع کرا دی اور میں الفیہ اور منطق کے رسایل اور شرح عقاید وہاں ہی پڑھ چکا تھا۔ لیکن آخر چار برس کے بعد وہ نوکری کا تعلق خدا کے محض فضل سے ٹوٹا اور میرے والد صاحب نے مجھے تعلیم عربی کی تکمیل کے لئے تاکید فرمائی۔ مولوی احمد الدین صاحب رحمہ اللہ جو مشہور بگے والے تھے فارسی [illegible] صاحب تھے۔ میرے اوستاد ہوئے اور وہ میرے بھائیوں کے بھی اوستاد تھے۔ مگر اون کو جامع مسجد کے بنانے کی ایسی فکر

لگی ہوئی تہی کہ ایک جگہ ٹھہرنا اون کے لئے محال تہا۔ ایک سال میں انکی ہمراہ سفر اور حضر میں رہا اور عربی زبان کی معمولی درسی کتابیں نہایت تکلیف سے پڑہیں۔ اور تنگ آکر بہائی مولوی سلطان احمد صاحب سے کہا تو وہ مجہے لاہور میں لائے۔ اور حکیم محمد بخش اور چند اور اساتذہ کے سپرد کرکے بہیرہ تشریف لے گئے۔ یہاں اب ہمارا مطبع کا تعلق کوئی نہ تہا۔ بہائی صاحب کے جاتے ہی میں ایک طالب العلم کی ترغیب سے ہندوستان کو چلا گیا۔ اور بمقام رامپور رہیلکہنڈ پڑہنا اختیار کیا۔ یہاں مجہے بہت ہی عیش و آرام تہا اور ایک شخص حافظ عبد الحق پنجابی تاجر مجہپر بڑے مہربان تہے۔ لیکن مصیبت یہ پڑی کہ میرا سبق رات کو بارہ بجہے کو بہت دور ایک مقام پر ہوتا تہا۔ اون شب بیداریوں نے مجہے بیمار کر دیا۔ اور مجہے سہر کا مرض لاحق حال ہو گیا جس سے میں بہت ہی تنگ ہو گیا۔ مینے وہاں تحقیقات کی کہ آجکل ہندوستان میں بڑا عالم طبیب کون ہے تو اوس محلہ و جماعت میں سوائے حکیم علی حسین لکہنوی کے کسی کا نام نہ سنا۔ مگر سب نے یہی کہا کہ اون کے ہاتہہ میں شفا نہیں۔ اور مجہے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ اون کے پاس مسلول اور مدقوق مجذوم اور ذیابیطس کے گرفتار ہی اکثر پہونچتے ہیں۔ سو ایسے بیماروں میں کامیابی کی کمی اون کے نقص کا موجب نہیں۔ بیماری نے تو لاچار ہی کر رکہا تہا مگر میں رامپور سے مراد آباد چلا گیا اور وہاں ایک خدا کا بندہ عبد الرشید نام ساکن بنارس مجہے ایک اسمٰعیل نام پنجابی نوجوان تاجر کے ذریعہ ملا جس نے میری خدمت والدین کے قریب قریب کی اور مہینہ ڈیڑہ مہینہ میں اچہا ہو گیا۔ صحت کے بعد میں نے لکہنؤ کا قصد کیا میرے مکرم دوست عبد الرحمٰن خاں مالک مطبع نظامی میرے بہائی کے دوست تہے اون کے پاس ... اور انہوں نے حکیم صاحب کی بہت تعریف کی اور ... میں سوار کرکے لکہنؤ روانہ کیا۔ ... اور گرمی کا موسم ... نے مجہے خاک آلودہ کر دیا تہا کہ میں لکہنؤ پہونچا۔ جہاں وہ گاڑی ٹہیری اوترتے ہی مینے حکیم جی کا پتہ پوچہا۔ خدا کی عجائبات ہیں کہ جہاں گاڑی آ کہڑی ہوئی تہی اوس کے سامنے ہی حکیم جی کا مکان تہا۔ یہاں ایک پنجابی مثل یاد کرنے کے قابل ہے۔ لال کرے اولیاں رب کرے سولیاں۔ میں اوسی وحشیانہ حالت میں مکان میں آگہسا ایک بڑا ہال نظر آیا۔ اور آگے ایک فرشتہ خصلت دلربا حسین سفید ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چارزانو بیٹہا ہوا پیچہے اوس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چہوٹے چہوٹے تکیہ اور سامنے پاندان اور اگالدان۔ خاص دان۔ قلم اور دوات کاغذ دہرے ہوئے ہیں۔ اور ہال کے کنارہ کنارہ جیسا کوئی التحیات میں بیٹہتا ہے بڑے خوشنما بڑے قرینہ سے بیٹہے ہوئے نظر آئے۔ اور نہایت براق چاندنی کا فرش اوس ہال میں تہا وہ دیکہکر حیران سا رہ گیا۔ کیونکہ پنجاب میں کبہی ایسا نظارہ دیکہنے کا اتفاق نہیں ہوا تہا۔ بہرحال اوس کے مشرقی دروازہ سے ... دروازہ ہی میں دیکہکر حضرت حکیم صاحب کیطرف مینے اپنا بستہ اوس دروازہ ہی میں ... جب اس چاندنی پر چڑہے تو اوس جانیکا قصد کیا تمام گرد آلود پاؤں جب اس چاندنی پر چڑہے تو اوس نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا۔ اور حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہونچا۔ اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے السلام علیکم کہا۔ جو لکہنؤ میں ایک نرالی آواز تہی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم جی نے وعلیکم السلام زور سے یا ویسے کہا ہو مگر میرے ہاتہہ بڑہانے سے انہوں نے ضرور ہی ہاتہہ بڑہایا اور خاکسار کے خاک آلود ہاتہوں سے اپنے ہاتہہ آلودہ کئے۔ اور میں دوزانو بیٹہہ گیا۔ یہ ہمارا دوزانو بیٹہنا بہی اوس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو ارکین لکہنؤ سے تہا اوس وقت مجہے مخاطب کرکے کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں۔ میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قایل ہو چکا تہا مگر خدا تیرا انگیز کرد خیر ما در آن باشد۔ مینے نیم گناہ سے اپنے جوانی کے ترنگ میں اوس کو یہ جواب دیا کہ یہ بے تکلفیاں اور السلام علیکم بے تکلف آواز داودی غیر ذی ذرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ فداہ ابی وامی۔ اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام دیا۔ اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہوا اور وجد کی حالت میں اوس امیر کو کہا کہ آپ تو بادشاہ کی مجلس میں رہے ہیں کبہی ایسی زک اپنے اوٹہائی ہے اور تہوڑے وقفہ کے بعد مجہے کہا کہ آپ کا کیا کام ہے۔ مینے عرض کیا کہ میں پڑہنے کے لئے آیا ہوں۔ امیر آپ نے فرمایا اب میں بہت بوڑہا ہو گیا ہوں اور پڑہانے سے مجہے ایک انقباض ہے میں خود تو تمہیں پڑہا سکتا مینے تو قسم کہائی ہے کہ اب تمہیں پڑہاؤں گا۔ میری طبیعت اون دنوں میں بہت جوشیلی تہی۔ اور شاید سہر کا بقیہ بہی ہو۔ اور حق تو یہ ہے کہ خدا ہی کام ہوتے ہیں۔ منشی قاسم صاحب کی فارسی تو ہم نے یہ تحریک کی کہ مینے جوش بہرے اور درد بہری آواز سے کہا کہ شیرازی شاعر نے بہت ہی غلط کہا جو کہا۔ شبہا نیدن دل جہل است۔ وکفارہ یمین سہل۔ امیر اون کو دوبارہ وجد ہوا اور چشم پر آب ہو گئے۔ تہوڑے وقفہ کے بعد فرمایا مولوی نور کریم حکیم ہے اور بہت لائق ہیں میں آپ کو اون کے سپرد کروں گا اور وہ آپ کو اچہی طرح پڑہائیں گے جس پر میں نے عرض کیا کہ ملک خدا تنگ نیست و پائے در ویش لنگ نیست۔ تب آپ کو تیسری دفعہ وجد ہوا۔ اور فرمایا ہم نے قسم کو توڑ دیا۔ اس کے بعد حکیم صاحب تو گہر کو تشریف لیگئے اور وہ لوگ جو مختلف اغراض اور بیماروں کے لئے آئے تہے اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ مینے ہی تنہائی کو غنیمت سمجہکر۔ اپنا بوریا بدہنا سمبہالا اور اس مکان سے باہر نکلا میرے بہائی صاحب کے دوست علی بخش خاں مرحوم مطبع علوی لکہنؤ کے مالک تہے میں اون کے مکان پر پہونچا۔ وہاں میں نے بڑا آرام پایا۔ اور غسل کیا کپڑے بدلے۔ خاں صاحب نے ایک انار کا لطیف پیڑہ کہلایا جو اون کے مطبع والے مکان میں تہا اور فرمایا کہ یہ تمہارے بہائی کی یادگار ہے۔ وہاں آرام پاکر میں مختلف علماء کو جو لکہنؤ میں تہے ملا۔ اور عجیب عجیب باتیں سننے میں آئیں۔ اون کا موقع بیان یہ حصہ نہیں جس کو مینے آپ کی خاطر لکہا ہے۔

آخر علی بخش خاں نے مجہے ایک مکان دیا اور وہاں کہانیکا انتظام مجہے خود کرنا پڑا۔ جیسے میں کہہ چکا ہوں حرفہ کے لئے میرے دماغ میں کوئی بناوٹ نہیں ہم اپنی روٹی پکانے کے لئے ایک منقل سے کام لینے لگے۔ چولہے میں آگ جلائی۔ توا رکہا اور روٹی گول بنانے کی ترکیب سوجہی کہ آٹے کو بہت نرم گہول دیا اور ایک برتن کے ذریعہ وس گرم توے پر ملا گہی اور خشکہ کے خوبصورت دائرہ کیطرح آ گیا اسکا جب اس کا نصف حصہ پک گیا اوٹہانیکی مفصل کوششیں کیں اور اون کوششوں روٹی اور پتلی پک گئی تہی خیال تہا کہ توے کو اوتار کر آگ کے سامنے رکہا جب عمدہ طور پر اوپر کا حصہ سنک کر نظر آیا اور جا توے سے اوتارنے کی تہیری سکرہا تو وہ سے ہی اوتر نے ... اوس انکا کیا۔ اور مجہے دعا کی توفیق ملی ... اور میں اوس کہانے

کلکتہ کے اطبا کیا کہتے ہیں

جبکہ ایک بات ہم خود ثابت کر سکتے ہیں اور ہمارے کان اس بات کو سنتے ہیں اور ہمارے دوست اس بات کو ثابت کرتے ہیں تو اس سے زیادہ معتبر شہادت کونسی ہوگی۔ یہ بات کہ بمبئی کے لوگ کیا کہتے ہیں یا کلکتہ کے باشندے کیا خیال کرتے ہیں وہ نہیں ہے بلکہ یہ تو کلکتہ کے لوگ جو سچی جانتے ہیں وہ ہے کیا آپ اپنے ہمسایوں کی بات پر یقین نہ کریں گے۔ یہ تحریر جو ڈاکٹر ...... ایل۔ ایم۔ ایس (لیوس اینڈ کمپنی عطاران ۲-۴۷ کوریل ...) اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب ... ہیں لکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ڈون کی وردلینٹ اور گردہ کی گولیاں اڈونسن ... ایک کا فی ہیں گردے کے مرضوں میں اور خاص کر پتھری میں بڑی ہیں اور مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی ہے یہ مشہور بات ہے کہ پتھری ... مثل دوسرے پیشاب کے مرضوں ورد پشت اور وجع مفاصل کے گردوں کے خراب اور کمزور ہو جانے سے ہوتی ہے۔ ڈون کی ورد پشت اور گردہ کی گولیاں اڈونس بیک ایک کافی ہیں الغرض نباتاتی اجزا سے بنائی گئی ہیں اور دوائیاں اس ... سے ... کی گئی ہیں کہ وہ گردوں کی بیماریوں کو جلد اور پوری طرح سے دور کرتی ہیں۔ کیا ہی نازک مزاج شخص ان گولیوں کو کامل ... سکتا ہے کہ وہ جلد اور ہمیشہ کیلئے شفا بخش ... اگر ... بخشتے ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۴ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت ... بابت ... شیشیوں کے ... اگر آپ اپنے حکم کے ساتھ اس اشتہار کو ... اخبار کہ ... یہ چھپا تھا بھیجو گے تو آپ کے حکم کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل ... کی جائیگی۔

ایک لاکھ پٹریہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی سبزی کی مہر آفتاب کا گر ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(ہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سمّی ... لونی کی)

... آنکھوں میں ... لگاؤ اور آنکھیں صاف، ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول ... تک ہیں ... دکھایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ دھند۔ غبار سبل پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ۔ وغیرہ چند ہی دنوں کے بعد استعمال سے کھویا جاتا ہے۔ سیکڑوں ہمارے سرٹیفکٹ معززوں، ڈاکٹروں، حکیموں، رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں اگر تو ... سرمہ ... کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہوں گے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

سرمہ نور خالی فی تولہ ... سرمہ سیاہ پتھری فی تولہ ۸ر

... شروع ... رنگ ... ہر قسم ... بالائی ... ایسے کہ کہتی ... معلوم ہوں مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ ... ... گو شک لحاف کے واسطے ...... پائیدار خوبصورت کپڑا ہے فی تھان ... درعہ ... گرہ عرض ... قیمت صرف ... زیادہ ... وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان حصول ... ذمہ خریدار جملہ خط و کتابت ... بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے۔

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جلد سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن تو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

آج کل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آج کل دنیا پر آرہی ہے اسکی نظیر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج و اولے و طوفان۔ وہ طاعون کہ جو یہودیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت "وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا" میں غور و خوض کریں اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد و صدی چہاردہم کا الہام اسم اعظم "یا حی یا قیوم برحمتک استغیث" "رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی" بکثرت پڑھیں

اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معروف روغن نوری

کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس کی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور حرارت یعنی بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گلٹی ہو تو ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً آسیر درد و بخار کافور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و بہبود حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی ناگوار گذرتی ہے اگر انکے بدن پر بھی مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بار ہا کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن گیارہ روپیہ تیل واقع مکھی و مچھر وغیرہ کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مرد ہوں پر بیٹھ کر مکھی یا مچھر جب تندرست انسان کو کاٹتے ہیں تو وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن پر ملنے سے مچھر اور مکھی و مچھر کا احتمال ہوا اسکو بدن پر ملنے سے کوئی پاس بھی نہیں پھٹکتا ہر شخص کے پاس ضرور ہی ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ یہ دونوں روغن ملنے کا پتہ نور محمد پیر بخش مالکان

نوری شفاخانہ موگل ضلع لاہور معرفت اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار اجرا بطرح اخبار آزمایا کریں گے انکو ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موگل میں بھیج دیں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری ہر مضمون کی آہ و زاری آج کل عجیب ہے دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت بھیجتے ہیں اول آزمائیے پھر منگا کر دیکھا ہمیں کچھ بھی دعویٰ ہے۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے جسکے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے جسکے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہو کر اندرونی کی باہمی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر بذریعہ وی پی طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلائے طلسمی — بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور بعض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور بجوث طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی — آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر ہوالا اور بصارت بڑھاتا ہوا قیمت ایک تولہ ۸

سنون فندان — دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بناتا ہے سنون کا کام فی بکس ۴ المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سراج الدین مالک کارخانہ احمدیہ ملتحقہ مسجد لال اللہ ضلع دہلی

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر ہے کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوشش کے بعد ہم اس خضاب کے ہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ۔ روپیہ ہے محصول بذمہ خریدار ❖

المشتہر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ بہترین پیشہ دار کشمیر کی لکڑی کا ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت ۸ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ بہترین پیشہ دار کشمیر کی لکڑی کے ۲ کین ہینڈل ۷ درجہ لے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہیں۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عہ۔ کرکٹ بیٹ آل کین۔ لکڑی عمدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے عہ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ۔

بچوں کے کرکٹ سٹ { ۱۲-۱۳-۱۴ برس کیمپ اسکو مد سٹ ایک سٹ ڈبکس / ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ }

١٠-١١ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶ نمبر

بچوں کیلئے فٹ بال مع سمعہ بلیڈر

کرکٹ دال گست سوں نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے

مارگنگ کے تیج

پیڈ گلس

کرکٹ لیس ٹی کالی

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ { السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ } پہنچا۔ ہر طرح سے عمدہ قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے گویا کم خرچ بالا نشین کا مصداق پایا ہوں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بیا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ جون مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کب تک خاموش رہینگے

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شایع کر چکا ہوں کہ چونکہ سب کمیٹی صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے اُن طلبار کی امانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے کے معنی ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خدا اپنے بڑے بڑے فضل نازل کرے سید قاضی غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق علی پر کہ انہوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا ان کی تحریک ابھی تک برابر جاری ہے اگرچہ اس وقت تک صرف پانچ بھائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر علی احمد خان اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے پانا ماہواری چندہ بھیج بھی دیا ہے مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور باقی ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور ایسا سامان پیدا کریگی اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دے گا جو ان مشکلات سے نجات ملے لیکن مبارک ہوں گے وہ وجود جو اس میں سرگرمی سے حصہ لیں گے۔ مئی ۱۹۰۷ء کے وظایف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظایف پر گذارہ کر رہے ہیں کس قدر مشکلات میں ہوں گے۔ اس لئے میں ایک بار پھر جمیع وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل اور یکمشت رقوم بھیجیں۔ داخلہ کی فیس کے لئے جو ایک سو دو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مد زکوٰۃ پر بطور قرض ہے اس لئے اس رقم کو پورا کرنے کیلئے یکمشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینہ کی تنخواہ اس فنڈ میں ایکسال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مکرر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بھیج دیا جاوے گا۔ ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انہیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی اُن سے روپیہ وصول کرونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظایف ادا کرنے ہیں اور جون کی، آنکہ شاید یہ اخبار سب کے پاس پہونچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظایف ادا کرنے ہوں گے۔

بار بار میں اس قضیہ کو دُہرانا نامناسب سمجھتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں آمین۔

حضرت حکیم الامۃ کی املائی خود نوشت سوانح عمری

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہاں روٹی کے انتظام اور دعا کے بعد حکیم صاحب کے حضور پر تکلف لباس میں جا پہونچے۔ جاتے ہی اپنی دعا کی قبولیت کا یہ اثر دیکھا کہ حکیم صاحب نے فرمایا آپ اوس دن آئے اور بے اجازت چلے گئے۔ یہ شاگردوں کا کام ہے۔ آیندہ تم روٹی ہمارے ساتھ کہایا کرو اور یہیں رہو۔ یا جہاں ٹھہرے ہو وہاں رہو۔ مگر روٹی یہاں کہایا کرو۔ میں نے کچھ عذر معذرت کی۔ پہر آپ نے فرمایا کیا پڑہنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا طب پڑہنا چاہتا ہوں مجھے تو اسوقت اطلاع ہی نہ تھی کہ دنیا میں بڑا طبیب کون ہوا ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہاں تک طب پڑہنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا افلاطون کے برابر۔ مجھے خبر ہی نہ تھی کہ افلاطون کوئی حکیم ہے یا طبیب۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ کچھ تو ضرور ہی پڑھ لوگے۔ اگر کسی چھوٹے کا نام لیتے تو میرے دل کو بہت صدمہ پہنچتا۔ کیونکہ ہر ایک انسان اپنے غایت مطلوب تک تو نہیں پہونچتا۔ حکیم الہ دین لاہوری مرحوم اور حکیم محمد بخش لاہوری مرحوم سے کسیقدر موجز تو میں پڑھ ہی چکا تہا۔ اور علمی مباحثات کے لئے میری پہلی تعلیم کافی تھی کسیقدر زیادہ تہی۔ میں نے اون کا قانون شروع کرا دو۔ اس پر حکیم صاحب نے تبسم کیا۔ پہر میں نے جرات کی دیا کہ میں تو خدا کی کتاب بہی سمجھ سکتا ہوں۔ بوعلی سینا یا اوس کا قانون کیا اور سے پڑھتے ہیں۔ حکیم صاحب نے نفیسی کیطرف اور اس کے علمی حصہ پڑھنے مجبور کیا۔ اور میں نے کتاب شروع کردی۔ ایک ہی سبق تمام دن میں میرے لیے ہرگز قابل برداشت نہ تہا۔ اور میں نے بہت کوشش کی کہیں اور سبق لے لوں مگر یہ ایسا کاخدا بہلا کرے اوس نے کوئی جگہ پسند نہ کرنے دی۔ پہر بہی مولوی نصرت اللہ نام فرنگی محلے سے میری سفارش ہوئی اور انہوں نے ملاحسن یا حمداللہ پڑہانے کا وعدہ کیا اور شروع کرادی۔ میں نے چند سبق ہی پڑھے تھے کہ جو میں نے تنہائی میں اپنی گذشتہ عمر کا مطالعہ شروع کیا۔ اور اس بات تک پہونچ گیا کہ اگر تو اسی طرح پڑہے گا تو ان علوم سے متمتع ہونے کے سبب کب دن ملیں گے۔ اور میرے دل نے فیصلہ کر دیا کہ اگرچہ سات سات سبق ہر روز نہ ہوں تو پڑہنا گویا عمر کو ضائع کرنا ہے۔ غرض اس فیصلہ کے بعد حکیم جی کے حضور صرف اس لئے گیا کہ آج میں اون سے رخصت ہو کر دہلی یا رام پور چلا جاؤں گا۔ لیکن خداوند کی قدرت کے کیا تماشے ہیں کہ میرے اون پہونچنے کے وقت حکیم جی کے نام نواب کلب علی خاں نواب رام پور کا تار آیا تہا کہ آپ ملازمت اختیار کر لیں اور ایک علی بخش نام اون کے چاہیتے خدمتگار علیل ہیں اون کا آکر علاج کریں۔ دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر میں وہاں حاضر ہوا۔ اور میں نے اپنے منشا کا اظہار کر کے عرض کیا کہ اب میں رام پور جانا چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تم یہ بتلاؤ کہ میرے جیسے آدمی کو ملازمت اچہی ہے یا آزادی سے علاج کرنا۔ چار سو روپیہ کے قریب ہمیں شہر میں آمدنی ہوتی ہے۔ کیا اس آمدنی کو چھوڑ کر ملازمت اختیار کریں تمہارے خیال میں یہ بہلی بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نوکری آپ کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ موجودہ حالت میں اگر آپ کے

حضور کوئی شخص اپنے پہلو یا سر ہی کو کہجانے لگے تو آپ کے دل میں اور دماغ میں یہی گذرے گا کہ یہ کچھ دینے لگا ہے۔ اس پر وہ بہت قہقہہ مار کر ہنسے۔ اور اللہ تعالے نے آپ کے دل میں یہ ڈال دیا کہ یہ بہی اس شخص کے تصرفات کی کوئی بات ہے غرض ہماری ولائت کا دہل بج گیا۔ پہر وہ تار نکالا۔ اور کہا یہ آپ کے رام پور جانے کی ترکیب ہم منظور کرتے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ غرض شام پر واپس آنے کی تیاری ہوگئی۔ رام پور پہونچنے سے پہلے یا رام پور میں حکیم جی نے مجھے کہا کہ اس شخص کی صحت کیلئے تم دعا کرو۔ میں نے کہا یہ بچتا نظر نہیں آتا اور مجھے اس کے لئے دعا کیطرف توجہ نہیں ملتی۔ اور بدوں توجہ دعا نہیں ہو سکتی۔ یہ جیسے یا مرے ہم رام پور پہونچ گئے ہیں۔ آخر علی بخش صاحب کا انتقال ہوگیا۔ رحمہ اللہ۔ حکیم صاحب نے مجھے فرمایا کہ اس کے مرنے پر ہمارے شہر کے ایک حکیم ابراہیم صاحب ہیں اون کو دربار میں ہم پر ہنسی کا موقع ملا ہے۔ میں مذاق ہنسی کا اقرار کرتا ہوں میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اس مریض جیسا کوئی اون کے ہاتھ سے بہی مرا رہیگا۔ آپ کیوں گہبراتے ہیں۔ قدرت الٰہی کو دیکھو نہ گمان نہ خیال علی بخش کے بالمقابل ایک دوسرا خدمتگار نواب کا اوسی بیماری میں گرفتار ہوا اور حکیم ابراہیم صاحب لکہنوی اس مریض کے معالج تجویز ہوئے۔ مریض کو ورم کبد بہی تہی۔ ایک دن اس کے منہ سے خون آیا۔ معالج حکیم صاحب نے فرمایا کہ یہ بحرانی خون ہے اور اب مجھکو اسکی صحت کی بہت امید ہے۔ ہمارے حکیم صاحب نے اگر یہی بات ظاہر کی اور میں نے عرض کیا کہ اب یہ مرگیا ہے۔ خدا کے عجائبات ہیں انسان کو کیا مقدرت ہے کہ وہ مریض مرگیا۔ اور عوض معاوضہ گلہ نداد حکیم ابراہیم صاحب آیندہ تمسخر سے باز آگئے۔ یہاں میں دو برس حضرت حکیم صاحب کے حضور حاضر رہا۔ اور مستقل قانون کا عملی حصہ ختم کیا۔ اور بعد حصول سند و اجازت رخصت مانگی کہ اب میں عربی کی تکمیل کے لئے حدیث پڑہنے کو کہیں جاتا ہوں۔ آپ نے مجھے میرٹھ اور دہلی جانے کا مشورہ دیا۔ اور نہایت محبت سے فرمایا کہ ہم معقول خرچ ان دونوں شہروں میں دینگے۔ مگر جب میں میرٹھ پہونچا تو حافظ احمد علی صاحب کلکتہ کو چلے گئے تھے۔ اور مولوی نذیر حسین محدث کے روپیہ پہنچانے کے مقدمہ میں ماخوذ تھے۔ ان دونوں سے ایک حرف بہی پڑہنا نصیب نہ ہوا۔ اگرچہ پہر آخر میں ایک وقت میں نے حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری سے بہت کچھ استفادہ کیا۔ مگر وہ طالب علمی کا وقت نہ تہا اور میں بہوپال پہونچ گیا۔

طب کے پڑہنے میں مجھے جوامر بہت نافع نظر آیا اور میں نے خود عمل کیا اور جس میں میں نے بہت فائدہ اوٹہایا اسکو بیان کرنا شاید مفید ہو۔ سوا اوس میں پہلی بات یہ ہے کہ میں نے مفرد اور مرکب ادویہ کے متعلق بہت دنوں تک حضرت حکیم صاحب سے کبہی بہی سوال نہ کیا کہ یہ مرکب کس طرح بنتا ہے یا اس مفرد کا کیا نام ہے بات یہ تہی کہ اگر وہ نام بتاتے تو صرف لکہنو کا مروج نام فرماتے اور وہ میرے لئے اپنے وطن میں کچھ بہی مفید نہ ہوتا اور مرکبات کے واسطے میں یقین کرتا تہا کہ قرابادین کا مطالعہ کافی ہوگا۔ اسپر آخر حکیم صاحب نے مجہسے سنکہیا جس کو سم الفار اور سنک کہتے ہیں۔ اور سرخ مرچ کے متعلق سوال فرمایا کہ تم اس کو مفردات سے کسطرح نکالو گے۔ سوال میرے رستہ میں ممکن تہا کہ ایک پہاڑ بنتا کہ میں آیندہ دواؤں کے نام پوچھ لیتا۔ مگر میں نے خیال کیا کہ ایک ایک دوا کے بیس بیس نام ہوتے ہیں خود حکیم صاحب ہی مجھے کب بتا سکتے ہیں۔ اور میں نے اپنے مطالعہ کی عادت کے باعث جلد اس کا جواب حاصل کر لیا جسپر

وہ خود مطمئن ہوگئے۔ دوسری بات نسخہ نویسی کے متعلق تھی وہ چاہتے تھے کہ میں اون کے نسخہ لکھا کروں اور مجھے مطلوب تھا کہ میں علم پڑہوں۔ جس وقت میں بیماروں کی گھمسان دیکھتا میں اپنے دوسرے اساتذہ کے پاس اور علوم کے واسطے چلا جاتا کیونکہ حکیم صاحب کے پاس صبح سے عشا تک بیٹھنے سے ضروری سبق بھی بمشکل ختم ہوسکتا تھا۔ اس تیسرے مسئلہ پر ایک دن ایک مرض ناشرہ کا مبتلا بیمار آیا اور اس کا سر اسقدر موٹا ہوگیا تھا جیسے ایک ہاتھی کا۔ اور اوس کے ہونٹوں اور آنکھ کی شکل بھی بڑی بھیانک تھی۔ میں اس نظارہ سے دو تین روز پہلے ہی کتاب مرض پڑھ چکا تھا مگر مریض کو دیکھ کر سمجھ آیا کہ یہ ناشرہ ہے۔ اور حکیم صاحب نے فرمایا کہ اس کا نسخہ لکھو۔ اس پر میں سخت گھبرایا۔ آخر میرے پاس تو عاری کا ہتھیار تھا۔ حکیم صاحب نے بیساختہ فرمایا کہ ایسے ناشرہ دنیا میں دیکھنے میں کم آتے ہیں تب میں نے عرض کیا کہ اس مریض کو دیکھنے میں بہت جگہ ملتا ہوگیا ہے [illegible] اس کو مکان پر لے جاویں اور پھر آکر نسخہ لے جاویں۔ اس طرح وقت کو ٹلا دیا۔ اور خود اپنے کمرہ میں جاکر حکیم صاحب کے زیر نظر کتابیں شرح گیلانی۔ قانون۔ پہ اور ترویح الارواح اور طبری۔ اور مجموعہ بقائی کو دیکھنا شروع کیا اور ان تمام کتابوں سے ایک مشترک نسخہ ضماد اور طلاء۔ اور کھانے کا لکھ لیا۔ اور کتابیں اپنی اپنی جگہ پر رکھوا دیں اور نسخہ قریباً یاد کرلئے۔ تیماردار دیر کے بعد آیا اور حکیم صاحب نے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آپ نے نسخہ لکھا ہے میں نے کہا کہ ابھی لکھ دیتا ہوں۔ اور میں نے قلم اٹھا کر چند ایک نسخہ لکھدیئے اور حکیم صاحب کے حضور پیش کیے۔ آپ نے اون کو دیکھ کر مجھے ارشاد کیا۔ شرح گیلانی اور ترویح۔ اور مجموعہ بقائی لاؤ۔ میں لایا اور میرے نسخہ کو مدنظر رکھکر سرسری نظر اون کتابوں پر ڈالی اور نسخہ تیماردار کو دیدیئے جب فراغت ہوئی مجھے اپنے بیاض بڑی محبت سے عطا کی۔ اور فرمایا تم اس کے اہل ہو۔ دیکر آپ حرم سرائے میں تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا اوس میں کچھ نسخے تھے۔ میں اپنی کم علمی [illegible] اوس وقت یاد بھی نہیں کہ اوس میں کیا تھا۔ مگر اس بیاض کو میں نے مطب میں ہی چھوڑ دیا اور میں بھی اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ کسی دوسرے وقت حکیم صاحب نے اور بیاض کو اس طرح کھلا پڑا دیکھکر اوٹھایا اور مجھے دیا۔ میں نے عرض کیا اس کو کیا کروں۔ نسخہ لکھنا تو تشخیص پر منحصر ہے اور اسمیں کوئی تشخیص نہیں اس پر متبسم ہوکر کہا کہ بات تو ٹھیک ہے۔ تیسری بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے۔ کہ درسی کتب میں قانونچہ۔ موجز۔ اقصرائی۔ نفیسی۔ سدیدی۔ شرح اسباب۔ لمبا سلسلہ مجھے حیرت دہ تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ جیسے اور علوم میں ملکہ ہوسکے بغیر کوئی علم نہیں آسکتا اسی طرح طب بھی ایک ملکہ کے بغیر کیونکر مفید ہوسکتا ہے۔ اور میں نے درسی کتابوں میں علی العموم یہ غلطیاں [illegible] دیکھی ہیں کہ مختصرات اور حواشی [illegible] حواشی میں وقت ضایع کیا جاتا ہے۔ [illegible] گیا۔ مجھے اپنی گذشتہ عمر کے ضایع ہونیکا سخت ہی افسوس تھا اس [illegible] صرف قانون ہی کا پڑھنا اور وہ بھی صرف کلی [illegible] کا پڑھنا پسند کیا تھا اسکے حکیم صاحب نے ایک دن مجھے دیا کہ تم شرح اسباب کسی کو پڑھانے کے پڑھاؤ۔ جس کو میں نے بطیب خاطر پسند کیا۔ اور ایک شخص مولوی محمد اسحاق ساکن نگینہ کو شرح اسباب حکیم صاحب کے سامنے پڑھانی شروع کی اور اسمیں مجھے کامیابی ہوئی یہ قواعد ناظرین کے سامنے ذکر کرتا ہوں تاکہ کسی کو فائدہ ہو۔

اب بھوپال پہونچنے سے پہلے ایک واقعہ کا ذکر کرنا ضروری ہے

گنہ چھاونی سے ہم چلے اور میرے ساتھ ایک محمود نامی افغان نہایت خوبصورت نوجوان تھا۔ ہم نے تھوڑا ہی فاصلہ گنہ سے طے کیا ہوگا کہ ایک زمیندار نے ہم کو کہا کہ اس سڑک پر مری ہے اور مری وہ ہیضہ کو کہتا تھا۔ دوسری سڑک پر چلو۔ لیکن محمود ایک بڑا متوکل آدمی تھا۔ توکل کے غلط معنے جسمیں آجکل علی العموم مسلمان گرفتار اور کاہل و سست ہوگئے ہیں اوسمیں وہ بھی گرفتار تھا۔ اس شخص کے کہنے پر پروا نکی میں نے بہتیرا روکا۔ مگر اوس نے کہا خبردار ہے کیا اعتبار۔ میں نے محمود کو کہا کہ میں بیزار ہوں مگر مجبور ہوں۔ آخر ہم چلے چند منٹ کے بعد محمود خود ہیضہ میں مبتلا ہوگیا دور سے ایک گاؤں نظر آیا تھا ہم نے بہت کوشش کی کہ جلد وہاں پہنچیں مگر ایک ہی اجابت نے محمود کو مضمحل کردیا۔ آخر گاؤں کے پاس پہونچے گاؤں والوں نے بالکل روکدیا اور ہم نے ایک املی کے نیچے ڈیرہ کردیا۔ محمود کی حالت دفعتاً فوقتاً بگڑتی گئی۔ اور دو تین روز کے بعد اوس نے انتقال کیا۔ اوس کے دفن کرنے میں اور اتنے روز کھانا نہ ملنے میں مجھے بہت دقت ہوئی۔ مرنے کے بعد میں نے گاؤں کے نمبردار کو دفن کے لئے بہت کچھ منت کی۔ مگر وہ ایک زر خطیر کو لیکر راضی ہوا اور پھر بھی یہ کہا کہ میت کو ہم میں سے کوئی نہ اوٹھائیگا۔ ہاں ہم ایک گڑھا کھود دیتے ہیں۔ میں نے محمود کو خود اٹھا کر گڑھے میں ڈالا اور نماز جنازہ پڑھ کر آپ ہی مٹی برابر کر چکے۔ تو وہ ایک مسلمان جو صرف ایک ہی گاؤں میں مسلمان تھا اور اوس کا نام گرجن اور ایک اوس کا بھائی اوس نام ارجن اور جسکو ہر چند ہی میں نے اپنی امداد کے لئے کہا تھا اور انکار کر چکا تھا۔ اوس کا اکوتا بیٹا ہیضہ میں گرفتار ہوگیا۔ کچھ تو وہ مشرکانہ خیال کے باعث اور کچھ اس لیے کہ مجھے محمود کا علاج کرتے ہی دیکھا تھا میرے پاس دوڑتا اور روتا ہوا آیا۔ اور کہا ہمارے گھر چلو اور پہونچن ہی کہا کہ۔ میں چلا گیا اور اوس لڑکے کو یہ دوائی دی۔ گل ناشگفتہ عشر ۱۲ ماشہ۔ سہاگہ بریاں ۵ ماشہ دار فلفل ۵ ماشہ۔ لونگ ۵ ماشہ۔ زنجبیل ۵ ماشہ۔ گولی بنائی۔ اور نیم کی اندر چھال کے پانی کے ساتھ دیا۔ مغز ناریل کی۔ مرچ۔ کوٹنا شروع کیا۔ اور لہسن کوٹ کر اوس کے ناخنوں پر باندہ دیا۔ لڑکا سنبھل گیا۔ اور اوس کی ماں نے تازہ چپکا بناکر مجھکو اوس کے اندر بٹھا کر کھانا کھلایا۔ شہر میں اس مرض کی بڑی شدت ہوگئی اور ہم وہاں طبیب ہوگئے۔ نمبردار نے ہمارا روپیہ واپس کردیا۔ اور مجھے کہا کہ آپ کو میں معہ آپ کے اسباب کے بھوپال پہونچا دوں گا۔ اور اوس نے اپنے عہد کو بڑی وفاداری سے نبھایا۔ اوسی راستہ میں ہم نے حضرت شاہ وجیہ الدین جو ہمارے شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب کے بڑے تھے اون کے گنج شہیدوں کو دیکھنے اور عبرت حاصل کرنے میں بہت فائدہ اٹھایا۔ وہاں شاہ صاحب کو گنگن ولی کہتے تھے۔ (باقی آئندہ)

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہوگئی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کرچکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے بہت کم ہے میں نے صرف [illegible] اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل سے یہ کتاب مل سکتی ہے [illegible] شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

مشاہیر اسلام کی سوانحعمریاں

عمرو بن العاص رضؓ فاتح مصر

خلیفہ کی حقیقی مصداق تو وہ صرف اعلٰی اور ارفع ذات تھی جس کا نام نامی عمر بن الخطاب رضؓ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی کامیاب کارنامے اسی ذات میں مستتر تھا جس نے اسوقت وزارت کی حیثیت سے اس اہم فرض کے بوجھ کو اپنے سر پر اٹھا رکھا تھا۔

حضرت عثمان رضؓ کے خلافت کے زمانہ میں بھی اوسی زور دار اور طاقت ور ہاتھوں کی اوٹھائی ہوئی ترقی کی موجیں دوسری سلطنتوں کے سواحل کو توڑ رہی تھیں اور گو اوس ہاتھ کو پنجہ اجل نے توڑ ڈالا تھا مگر اوسکی اوٹھائی ہوئی موجوں کی روانی دور تک پہونچ چکی تھی کہ اوس کے سکون کے لئے بھی ایک مدت چاہیئے تھی۔

جو خلافت عثمان رضؓ کے زمانہ تک جاری رہی ۳۵ھ سے جسمیں کہ حضرت عثمان رضؓ قتل ہوئے خلافت کو لوگوں نے ایک کھیل سمجھ لیا جس کے لئے بہت سے شکاری پیدا ہوگئے اور آخر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کی باگ اُن ہاتھوں سے نکل کر جن کو لوگ اس کے شایاں خیال کرتے ہیں دوسرے ہاتھوں میں چلی گئی۔ وہ بھی امیر معاویہؓ تک خیریت تھی۔ اس کے بعد تو یہ ہوا کہ آج بنی امیہ ہیں۔ تو کل ابن زبیر ہے۔ ادھر ایک علم خلافت کا بلند ہوتا ہے۔ اُدھر دوسرا جھنڈا کھڑا کیا جاتا ہے۔ ذرا کسیکو عروج ہوا اور اس نے خلافت کا نہیں تو کم سے کم بغاوت کا علم ضرور کھڑا کیا۔ خاندانی حقوق پر دعوے کئے جاتے تھے اور ہر ایک قریشی کے دماغ میں خلافت کا سودا بھرا ہوا تھا۔

ان شکاریوں اور پولٹیکل بازی کھیلنے والوں میں سب سے بڑا اور کامیاب حریف بھی ایک شخص ہے جس کا نام ہم نے زیب عنوان کر رکھا ہے اور جو ہمیشہ مدبرین عرب کی فہرست کا سرتاج رہیگا۔

یہ شخص بھی قریشی تھا اور وہ اعلٰی دماغی قوتیں جو خاندان قریش کو فطرت نے ودیعت کی تھیں بطور وراثت طبعی کے ان کو ملی تھیں۔

ان کا نسب نامہ یہ ہے عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب۔ انکی پیدایش مکہ معظمہ میں ہوئی اور جوانی میں جیسا کہ عام قریش کا دستور تھا انہوں نے بھی تجارت شروع کی۔ تجارت کے قافلوں کے ساتھ شام وغیرہ کو جایا کرتے تھے۔ اور وہاں سے ہی اموال تجارت لا کر مکہ میں بیچتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاق وقت سے ملک مصر میں بھی ان کا جانا ہوا۔ اور وہاں کے اکثر شہر اور خاصکر اسکندریہ کو دیکھکر جو ثروت اور دولت اور عیش و آرام کا گھر تھا اون کو ایک حیرت سی ہوگئی۔ اوس کی سربفلک عمارتیں۔ سرسبز باغات۔ بڑے بڑے عالیشان کلیسے اور وہاں کے لوگوں کے عمدہ اور خوش وضع لباس اور ان کی رفاہیت دیکھکر اون کے ہوش بجا نہ رہے۔ وہاں کی عید بھی اونہوں نے دیکھی۔ اور ان آنکھوں کو وہ چہل پہل زرق برق لباس۔ شاہی سواری کا تزک و احتشام دیکھکر جنہوں نے سوا صحرائے عرب اور شام کے جھونپڑوں اور معمولی بازاروں کے اور کچھ نہ دیکھا تھا سکتا سا ہوگیا۔

آہ تقدیر!! کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ ریگستانی باشندہ۔ جو آج اس تمام سامان جاہ و جلال ... حیرت اور سکوت کے ساتھ کھڑا دیکھ رہا ہے وہ بہت تھوڑے زمانہ میں نبوی نور سے روشنی حاصل کر کے آن کی آن میں اس وسیع ملک کو فتح کرلیگا۔ اور یہ سارا کروفر دم کی دم میں اوسکی تلوار کو سجدہ کرلیگا۔

الغرض عمرو بن العاص رضؓ مصر سے واپس آئے مگر دل میں نئے حوصلے لئے ہوئے تھے۔ اگر سچ پوچھئے تو یہی خیالات جو مصر اور اوسکی خوشحالی دیکھکر ان کے دل میں پیدا ہوئے تھے بعد میں فتح مصر کے باعث ہوئے۔ کیونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے زمانہ میں یہ اکثر اون سے مصر کی حالت بیان کیا کرتے تھے اور اس امر کی اجازت چاہتے تھے کہ کسی صورت سے وہاں اسلامی فوج جائے اور اوسکو فتح کرے۔ چنانچہ جب شام اور عراق فتح ہوگیا تو حضرت عمر رضؓ سے اونہوں نے یہ کہا کہ اگر آپ مصر فتح کریں گے تو مسلمانوں کو بہت قوت اور شوکت حاصل ہو جائے گی کیونکہ وہ نہایت دولت مند ملک ہے جو سبزی اور شادابی کے لباس میں ملبوس ہے۔ اور وہاں کی عیش پسند طبایع کے جذبات لڑائی کے حملے کے برداشت کی طاقت نہیں رکھتے حضرت عمر رضؓ جنکو مسلمانوں کا ایک رویاں دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز تھا اون کی استدعا کو ٹال جاتے تھے۔ اور مسلمانوں کو ایسے دور دراز ملک میں لڑانے کے لئے بھیجنا گوارا نہیں فرماتے تھے۔ آخر جب عمرو بن العاص رضؓ نے بیحد اصرار کیا اور ساتھ ہی اون کے ترددات کو رفع کر کے اطمینان دلایا تا وہ نیم راضی سے ہوئے۔ اور ایک فوج جسکی تعداد کسی تاریخ سے ٹھیک معلوم نہیں ہوتی۔ مگر غالباً ۴۔۵ ہزار کے درمیان تھی اون کے ہمراہ اونہیں کی سرکردگی میں دیکر رخصت کیا۔ پھر بھی کہا کہ میں ابھی متردد ہوں۔ اس لئے تم میرے خط کا انتظار کرنا اگر میرا خط تم کو قبل دخول سرحد مصر کے ملجائے تو واپس چلے آنا۔ اور اگر داخل ہونے پر ملے تو بسم اللہ کر کے چلے جانا۔

عمرو بن العاص رضؓ۔ فوج لیکر رخصت ہوئے۔ لیکن اون کو خیال تھا کہ امیر المومنین متردد ہیں ہم کو کہیں واپس نہ بلالیں۔ آخر مصر کے سرحد کے قریب ہی اون کو حضرت عمر رضؓ کا خط ملا۔ لیکن دوسرے دن جب یہ اوس کے حد میں داخل ہوگئے تو خط کھولا۔ اوسمیں یہی تھا کہ اگر تم کو یہ میرا خط قبل دخول سرحد مصر کے ملجائے تو واپس چلے آؤ۔ اور اگر بعد داخل ہونے کے ملے تو چلے جاؤ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ مجھکو اپنی امداد کے لئے مستعد سمجھو۔" عمرو بن العاص رضؓ نے یہ خط برسر اجلاس عام تمام فوج کو سنایا۔ اور کہا کہ ہم اب سرحد میں داخل ہو چکے ہیں اسلئے خلیفہ کے حکم کے مطابق آگے بڑھنا ہمارا فرض ہے۔ اور وہ آگے بڑھے۔

یہ فوج مصر کے ملک میں مشرقی جانب سے داخل ہوئی۔ اور اہل روما کے ساتھ جو وہاں کے اوسوقت حکمران تھے اُن کو پہلے لڑائی الفرما میں لڑنی پڑی۔ ایک مہینہ کے بعد وہ جگہ فتح ہوگئی اور وہاں سے آگے بڑھکر بلبیس میں اون کو لڑنا پڑا جہاں مقوقس والی مصر کی بیٹی ارمانوسہ رہتی تھی۔ یہ مقام مسلمانوں نے بہت جلد فتح کرلیا۔ ارمانوسہ کو عمرو بن العاص رضؓ نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اوس کے باپ مقوقس کے پاس اسکندریہ بھیجدیا۔

مسلمانوں کی یہ عظیم الشان نیک مزاجی اور دشمنوں کا اس درجہ

[illegible]

احترام دیکھکر مقوقس جو سلطنت روما کی طرف سے مصر کا حکمران تہا مسلمانوں کا دل سے مداح ہوگیا۔ اور مصر کی فتح میں اس خوش خلاقی نے عمرو بن العاص رض کے لئے ایک تیر بہدف کا کام دیا۔
مصر میں اس وقت دو متضاد گروہ تہے۔ ایک تو قبطی جو مصر کے اصل باشندے اور محکوم تہے ان کا مذہب یعقوبی تہا۔ دوسرا گروہ اہل روما کا تہا۔ جو حکمران تہے۔ اہل مصر یعنے قبطی قومیں اہل روما کی سخت مخالف تہیں۔ کیونکہ اہل روما نے اون کے اوپر بہت سے مظالم توڑ رکہے تہے اور اون کے جور و ستم سے وہ تنگ آگئی تہیں گو زبان سے وہ کچھ کہہ نہ سکتی تہیں لیکن اون کے دل اون سے پھرے ہوئے تہے اور یہی وجہ ہوئی کہ اہل عرب کا انہوں نے تہ دل سے خیر مقدم کیا۔ کیونکہ اون کی نیک مزاجی۔ اور آزادانہ برتاؤ سے جو ان کے مذہب کا جزو اعظم تہا اون کو یقین ہوگیا کہ اسلامی حکومت ہمارے لئے رحمت ایزدی ہے جو اون سے بچی ہے۔
عمرو بن العاص رض کا اسلامی جھنڈا المعظم سے گذرتا ہوا حصن بابل کو پہونچا۔ اور وہاں محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ بہت مضبوط بنا ہوا تہا۔ اور اس کے ایک طرف سے دریائے نیل لہریں مارتا ہوا گذرتا تہا۔ اس لئے محاصرہ میں بڑی دقت ہوئی۔ مسلمان اچھی طرح اونکے رسد رسانی کو نہیں روک سکتے تہے۔ اسی قلعہ میں مقوقس بھی تہا جسکا صدر مقام اسکندریہ تہا مقوقس سلطنت روما کی طرف سے یہاں کا گورنر تہا مگر اصل میں یہ یونان کا باشندہ تہا۔ اوس کے مزاج میں انصاف پسندی بہت زیادہ تہی۔ اس لئے یہ اون مظالم کو نہیں دیکھ سکتا تہا جو اہل روما قبطیوں پر کرتے تہے۔ تہ دل سے یہ قبطیوں کا ہمدرد تہا مگر اس کا اظہار بوجہ سلطنت روما کے ملازم ہونے کے زبان سے نہیں کرسکتا تہا وہ بہی مصر میں اہل اسلام آنے کو اچہا سمجہتا تہا مگر مجبور تہا کہ جس سلطنت کا نمکخوار تہا اوس حق ادا کرے۔ اس لئے وہ اپنے ملک کے واسطے اس قلعہ میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ایک بہاری فوج لاکر قیام پذیر تہا۔
عمرو بن العاص رض سات مہینے کامل محاصرہ کئے رہے۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رض سے مدد بہی طلب کی چنانچہ انہوں نے چار ہزار فوج اور بہی بہیجدی۔
اس درمیان میں عمرو بن العاص رض اور مقوقس کے درمیان خط و کتابت شروع ہوئی اوس نے صاف صاف مسلمانوں کی خیرخواہی کا اظہار کیا اور آخر میں وہ قلعہ عمرو بن العاص رض کے حوالہ کر دیا۔ اور گو دیگر رومن حکام اور خود سلطنت روما اوسکی کارروائی سے راضی نہ تہی لیکن اوس نے سب کے برخلاف وہ قلعہ مسلمانوں کے سپردگی میں دیدیا۔ اوس کی اسقدر خیرخواہی مسلمانوں کے ساتھ کچھ تو اس وجہ سے تہی کہ اوس کی لڑکی کے ساتھ اہل اسلام نے اچہا سلوک کیا تہا اور زیادہ تر اوس کا سبب یہ تہا کہ وہ اہل روما کے مظالم کو دیکھ نہیں سکتا تہا۔
سلطنت کیطرف سے اوس کے اوپر سخت عتاب ہوا مگر اوس نے ایک نہ سنی اور وہ قلعہ مسلمانوں کو دے ہی دیا۔ وہاں کچھ دنوں آرام لینے کے بعد عمرو بن العاص رض نے اسکندریہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا جو اس وقت [illegible] تہا۔ [illegible] قبطی عمرو بن العاص رض کے ساتھ [illegible] اون سے اسلامی لشکر کو بہت امداد ملتی تہی [illegible] کا انتظام

اونہوں نے اپنے ذمہ لے لیا تہا۔ اون کو ان نئے فاتحوں کی امداد کی تحریص اس لئے اور بہی بڑہ گئی تہی کہ مقوقس نے اون کو بہی مشورہ دیا تہا کہ مسلمانوں کی خیرخواہی کریں۔ یہ اسلامی لشکر نیل کے مغربی کنارہ پر سفر کرتا ہوا چلا راستہ میں کوم شریک اور مریوط کے قلعوں پر چہوٹی چہوٹی لڑائیاں بہی پیش آئیں لیکن ان کی وجہ سے کچہ رکاوٹ نہیں ہوئی اور دو دو ایک ایک روز میں قبضہ ہوتا چلا گیا۔ قبطی سردار برابر مسلمانوں کے ساتھ تہے اور اون کی امداد کرتے تہے
اب یہ اسلامی لشکر اسکندریہ کو پہونچ گیا اور وہاں کا محاصرہ کیا۔ لیکن بحری راستہ کہلا ہوا تہا۔ قسطنطنیہ برابر آمد و رفت اسکندریہ تک جاری تہی۔ اہل روما نے نہایت سختی اور جوش کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ اس شہر کے اردگرد ایسی بلند فصیل اور شاندار برجیاں تہیں کہ جن کو دیکہکر بڑے بہادروں کے حوصلے پست ہو جاتے تہے مگر اسلامی لشکر برابر محاصرہ کئے رہا۔ اہل اسکندریہ نے بہی وہ تمام وسایل مہیا کئے جو ایسے وقت میں دفع کرنے کے لئے مہیا کئے جا سکتے تہے۔ اور بڑی بڑی بہادری سے اون کو روکا۔ رسد اور آلات حرب قسطنطنیہ سے براہ راست اون کے پاس آتے تہے اس لئے محاصرہ نے بہت طول کہینچا۔ عمرو بن العاص رض نے تنگ آکر اپنے تمام سپاہیوں کو جمع کیا۔ اور ایک نہایت پرجوش تقریر میں اون کو لڑنے کے لئے برانگیختہ کیا۔ اور یہ صلاح کی کہ ہم سب جسطرح ہو فصیل پر سے شہر میں کود پڑیں۔ آخر رات کو یہ لوگ مستعد ہوئے۔ اور سب سے پہلا شخص جو فصیل پر سے شہر میں اترا عمرو بن العاص رض تہے۔ اس کے بعد مسلمہ بن مخلد اور وردان اترے جو اس فوج کے افسر تہے جو کمک کے لئے حضرت عمر رض نے بہیجے تہے لیکن اہل روما کو معلوم ہوگیا اور انہوں نے ایکطرف سے نرغہ کرکے ان تینوں آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ اور پانی کو اندر آنے سے روکدیا۔ اسلامی لشکر کے لئے ان تینوں افسروں کا گرفتار ہو جانا ایک نہایت سخت واقعہ تہا۔ مگر وہ نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ شہر کے اردگرد محاصر رہے۔ اور دوسرے افسروں نے فوراً گرفتار شدہ افسروں کی جگہ لے لی۔ کیونکہ اسلام نے تمام مسلمانوں کو اعلے معیار اتفاق پر پہونچا دیا تہا۔ اور ہر ایک سپاہی میں افسری کی قابلیت پیدا کر دی تہی۔
اس طرف یہ تینوں قیدی حاکم کے سامنے پیش کئے گئے۔ اون سے پوچہا اب تو تم ہمارے ہاتھ میں قیدی ہو بتاؤ کس لئے تم ہم سے لڑنے کے لئے آئے ہو اور کس وجہ سے تم کو اسکی جرات ہوئی۔ عمرو بن العاص نے نہایت بہادرانہ طور پر جواب دیا کہ ہم تم کو دعوت اسلام دینے کے لئے آئے ہیں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم اور تم یکساں ہو جائیں ہر قسم کے حقوق میں مساوات ہو جائے۔ ورنہ تم کو ذلت کے ساتھ جزیہ دینا پڑے گا۔ اگر یہ بہی نہ مانوگے تو ہمارے اور تمہارے درمیان میں تلوار سے فیصلہ ہوگا۔

(باقی آئندہ)

خطبۃ النکاح

(نوشتہ اکمل آف گولیکی)

مولوی حبیب اللہ صاحب مدرس ہیلتھی گاڑہ نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے قادیان میں قیام رکھنے والے بھائی کو پسند کیا تھا اور صرف ظاہری نظر سے دیکھنے کو تو یہ صرف معمولی بات تھی۔ مگر در اصل ایسے دل و دماغ کے آدمی کا کوئی خدا ہی کی تحریک سے ہوئے ہیں۔ جو آپ کی نیت کے مطابق جیسے مولوی غلام نبی صاحب۔ ایسا ایک عالم۔ سیاح مصر۔ اگیا۔ جنکی نسبت علامہ نور الدین کے الفاظ ہیں کہ مجھے نہایت عزیز ہیں۔ اور میں انہیں اپنا بیٹا سمجھتا ہوں اور مجھ پر ان کے ایسے ایسے احسان ہیں کہ میں ان سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ خدا کو ایک وجاہت سے منظور تھی۔ آخر مولوی غلام نبی صاحب ان ہم و کلیش کی تعطیلات میں گئے تو مولوی صاحب اپنے تمام اہل و عیال سمیت یہیں آ گئے تاکہ مسیح ہی میں نکاح منعقد ہو۔ ہمارے آقا نے بھی اس میں شمولیت کا ارادہ ظاہر فرمایا مگر حضور کی طبیعت علیل ہو گئی۔ اس لئے مسجد مبارک میں مورخہ ۱۷ ربیع الاول کو ۱/۲ ۱۲ بجے محسن و مکرم علامہ نور الدین نے خطبہ پڑھا۔ مولوی حبیب احمد اپنی عزیزہ کو دارالامان میں رکھنے کے لئے مستعد خواہاں ہیں۔ آپ نے کہدیا اس کا مہر یہ ہے کہ مولوی غلام نبی دارالامان کی رہائش کو نہ چھوڑیں اور لڑکی کو دینی تعلیم دیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو ہزار روپیہ مہر ہے۔ یہ ہزار روپیہ صرف آپکے بڑھتے ہوئے شوق رہائش مدینۃ النبی کا اظہار تھا۔ اس پر علامہ موصوف نے خطبہ شروع کیا۔ آپنے خطبہ مسنونہ پڑھا۔ یہ وہی خطبہ ہے جسے ہمارے دیہاتی ملاں بالکل بھول چکے ہیں اور وہ کچھ اور ہی وضعی عبارات عربی میں پڑھ دیتے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں کی رسول سے محبت کا حال ہے کہ وہ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ یہ لوگ جنہیں کہتے ہیں کہ دین سے نکل گئے اور ان کے امام نبوت کے مدعی ہیں مگر خود ان کے اپنے کام سنت رسول کے بالکل مخالف ہیں اور ان کاموں سے کوئی بھی نہیں۔ جو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے بلکہ خود گھڑی باتیں وضع کر لی ہیں جن سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ان ملانوں میں سے ہر ایک تہمت کا مدعی ہے۔ ان لوگوں میں جو نکاح ہوتے ہیں اول سے آخر تک دیکھو کوئی بات بھی اسلامی ہے؟ بلکہ تم ادب ان سے لیکر جب کہ نائی ہوتا ہے اور اس روز تک جبکہ ڈولی گھر آتی ہے تمام رسوم پر غور کرو ایک بات بھی دین رسول اللہ صلعم کے مطابق ہے؟ کیا صحابہ کرام میں اسی طرح شادیاں ہوا کرتی تھیں۔ اسی طرح پہلے گھر بنائے جاتے تھے اور اسیطرح نکاح سے پہلے وڑ (عام دعوت) دیجاتی اور اسی طرح لڑکوں کو کنگنا باندھوایا جاتا اور کیسریاں پہنوائی جاتی۔ اور اسطرح کوٹھوں پر چڑھکر فحش گیت گائے جاتے۔ مسلمانو! شرم! شرم!! شرم!!! کیا یہی تمہارا مونہ ہے جسے مومن ہونے کا دعوے ہے اور اسی ہوتے ہوئے ہمیں خارج از اسلام قرار دیا جاتا ہے۔ دیکھو ہماری شادیاں کسطرح ہوتی ہیں۔ مسجد میں چند احباب جمع ہو گئے ہیں۔ خطیب اٹھکر خطبہ شروع کرتا ہے۔ اسکے بعد نکاح کا اعلان ہے۔ کوئی جناتی بولی میں الفاظ نہیں بولے اور نہ وہ سوانگ بھرا گیا ہے کہ وکیل سے پوچھا جائے

اور کہا آمدی رو وکیل از شہر وکالت آمدم اور پھر ملاں صاحب منہ کے ساتھ کان لگا کر اس کے گلے سنیں گویا بیٹھ کافر تھا اور پھر نہایت دھیمی آواز سے کچھ الفاظ جو صدیوں سے سینہ بسینہ یا وچلے آتے ہیں اور جسے ان پڑھ دولہا خاک بھی نہیں سمجھتا کہیں کہ فلاں بیٹی فلاں کی جو سوا اس نام کے اور نام نہیں رکھتی واسطے ملازمت وزوجیت کے وہ تنکہ سیاہ و دینار سرخ سلطانی مہر پر (کمبختوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ سلطنت بدل بھی گئی ہے۔) جو نصف معجل و نصف غیر معجل ہے نکاح کر دیا۔ استغفر اللہ! نکاح کیا ہوا ایک مصیبت ہو گئی یہ سب کچھ کیوں نہ اگر یہ طریقہ استعمال نہ کیا جائے تو پھر عید کون دے مگر یہ ان ہماری جماعت میں تو ان باتوں کا خیال تک نہیں۔ میں ذوق سخن سے کہیں دور ہی چلا گیا مگر سچ کہتا ہوں کہ درد دل سے مضمون بڑھ گیا ہے۔ آمدم بر سر مطلب۔ خطبہ میں صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اس مسنونہ عبارات و اغراض و منافع نکاح کا بیان ہے الحمد للہ کہکر عسر یسر ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی رضا پر سر تسلیم خم کرنے کا تہ دل سے اقرار ہے پھر چونکہ انسان میں ضعف ہے اور ذمہ واری اسکی بھاری چنانچہ یہی نکاح کا معاملہ ہے کوئی ہزار کوشش کرے پھر بھی کئی مشکلات پیش آ جاتی ہیں اپنی طرف سے لڑکا یا لڑکی اچھی تلاش کر کے پیوند کیا جاتا ہے مگر نتیجہ خلاف امید نکلتا ہے اسلئے اس مشکل کے حل کے لئے خدا سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اسی کی توفیق سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ مہر میں کئی شرایط کی تو جا سکتی ہیں مگر ان کا پورا کرنا بھی خدا کے فضل سے ممکن ہے مثلاً یہی ہمارے مولوی صاحب کی شرط بھی (گو یا بنظر حالات ظاہری کہا جا سکتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا) اسی قبیل سے ہے جس کے لئے خاص ذمہ واری نہیں ہو سکتی۔ دیکھو جب نوح علیہ السلام کو کہا گیا کہ جس کا علم نہ ہو اسکی نسبت سوال مت کر تو آپ نے عرض کیا۔ رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم۔ یہ نہیں کہا کہ میں نہیں کروں گا پھر میں یہ کہتا ہوں کہ وعدہ خلافی کا نتیجہ بطور عقوبت منافق ہوتا ہے جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ پس ہم ایسی شرطوں سے ڈرتے ہیں پھر چونکہ ارادوں میں ناکامیاں اپنی ہی کمزوریوں اور بدعملیوں کیوجہ سے ہوتی ہیں اس لئے اس خطبہ میں ہے کہ نستغفرہ اور پھر اخیر میں نعوذ باللہ من شرور انفسنا چونکہ تدبیر سے کام لیکر پھر اللہ پر توکل اور اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ اسلئے نؤمن بہ ونتوکل علیہ فرمایا آپ نے ایجاب قبول نہیں کرایا صرف اعلان کر دیا اور پچاس روپیہ مہر مقرر کیا۔ مولوی حبیب احمد صاحب نے عرض کیا کہ بیٹے یہ بھی معاف کیا۔ دینی تعلیم مہر مقرر کرتا ہوں۔ جسپر جزاک اللہ کی آوازیں اٹھیں اصل میں غلی رنگ میں ایسا کر دکھانا ہی مشکل ہوتا ہے خدا مولوی صاحب کو جزائے خیر دے اور انہیں اسم با مسمی بنائے آپنے نہایت خوشی سے حضرت علیہ السلام کی نظم سے

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی

پڑھی جس سے ایک ورود۔ وجد ٹپکتا تھا آپ ہر بندہ سے پہلے انکے کچھ حالات سنا دیتے جس سے وہ نظم انہی پر صادق آتی اللہ تعالیٰ اس نکاح کو مبارک کرے نیاز محمد اکمل کو خاص خوشی ہے اس لئے کہ اس عاجز نے ہی یہ تحریک کی اور خدا کے فضل سے یہ کوشش انجام کو پہونچی ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ اچھی رہی۔ ۲۳ر جون ۱۹۲۳ء کو اعلیٰحضرت کو دردِ پا کی شکایت پھر ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عاجل عطا فرما دے۔ (آمین) آپ کے اہل بیت اور خدام ہر طرح سے عافیت کے ساتھ ہیں۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد طبی ہدایت اور مشورہ کے موافق سیلہ پہاڑ پر تشریف لے گئے ہیں۔ اور کچھ دن آپ وہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ موسم میں تمازت اور حدت روز افزوں ہے۔ ۲۱ر جون ۱۹۲۳ء کو تقاطر اور ترشح ہوا۔

۴۔ بزرگانِ ملت کی عافیت اور صحت کی خبر قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے۔

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

باقاعدہ احمدی جماعتوں کے قیام کی تحریک عرصہ سے ہو رہی ہے اس کے عملی پہلو کا خیال کر کے میں نے بحیثیت سیکرٹری انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور میں دورہ کر کے احمدی جماعتوں کے باضابطہ نظام اور مدرسہ اور صدقات کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے ایک مختصر سا دورہ شروع کیا ہے۔ اس وقت تک میں نے تین جگہ کا دورہ کیا ہے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس دورہ کے مختصر حالات اخبار میں شایع کرتا رہوں تاکہ جہاں دوسرے احباب کو بعض امور کی تحریک ہو وہاں مقاصد دورہ کی اشاعت ہوتی رہے۔

سب سے اول سیکھواں ضلع گورداسپور گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں کل احمدیوں کی تعداد ۸۰ کے قریب ہے اس تعداد میں عورت مرد اور بچے سب شامل ہیں۔ جہاں تک میرا علم ہے اس گاؤں میں احمدیت کا محرک اور بانی ایک کشمیری خاندان ہے اور وہ تین بھائی میاں جمال الدین امام الدین اور خیر الدین ہیں۔ حضرت اقدس کے ساتھ ان کو بہت محبت اور اخلاص ہے یہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے اخلاص میں بڑھے ہوئے ہیں۔ بڑے مستعد اور جوان ہمت ہیں ان کے ساتھ ہی ان کا ایک بیٹا دوست اور حقیقی بھائی منشی عبدالعزیز پٹواری سیکھواں ہے یہ شخص اپنے اخلاص کا آپ نمونہ اور نظیر ہے اور واللہ میرے لئے مشکل ہے کہ میں فیصلہ کروں کہ ان میں کون اپنے اخلاص میں متفاوت ہے اور نہ اس بحث میں پڑنے کی حاجت ہے اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اور وہی بہتر جانتا ہے۔ ان لوگوں کی تحریک اور نمونہ سے بعض غربا اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک شاخ کھل گئی ہے جو منشی غلام محمد مدرس احمدی کے چارج میں ہے یہاں باقاعدہ جماعت بن گئی ہے اس کے سیکرٹری منشی غلام محمد مدرس اور صدر میاں جمال الدین صاحب اور امین میاں امام الدین اور محصل چندہ میاں خیر الدین مقرر ہوئے ہیں۔ صدقات کی امداد کے لئے بنگہ ضلع والنٹیر کی انجمن احمدیہ کی تقلید پر آٹا فنڈ کے لئے گھروں میں برتن رکھے گئے ہیں جس میں دونوں وقت مستورات آٹا گوندھنے سے پہلے آٹا ڈالدیا کریں گی اور ہفتہ وار جمع ہو کر اس کی قیمت صدقات میں داخل ہوتی رہے گی۔ مدرسہ کی موجودہ ضروریات کے لئے یہاں کی جماعت نے ۸ روپے چندہ دیا۔ یہاں سے میں فیض اللہ چک پہونچا۔ یہاں کی جماعت کے سرگرم رکن حافظ نور محمد صاحب ایک پرانے مخلص ہیں انکی تربیت اور صحبت نے چند نوجوانوں کو جو اپنی قوم میں ہر طرح معزز ہیں داخل ہونے کی توفیق دی ہے۔ باضابطہ انجمن یہاں بھی قائم کی گئی ہے اس کے سکرٹری عظیم اللہ صاحب اور پریسیڈنٹ منشی شاہ دین صاحب پٹواری اور امین حافظ نور محمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ موجودہ ضروریات کے لئے ۱۶ روپے چندہ نقد دیا۔ یہاں بھی تعلیم الاسلام کی شاخ کھولی گئی ہے۔ ان دونوں گاؤں سے واپس آکر میں ۲۲ر جون ۱۹۲۳ء کو بٹالہ پہونچا۔ بٹالہ کی جماعت بندی کے لئے زبردست تحریک اور کوشش کی حاجت ہے اور اس کام کے لئے قاضی نعمت علی صاحب اور شیخ عبدالرشید صاحب ذمہ وار ہیں۔ شیخ عبدالرشید صاحب ایک بڑے متمول تاجر چرم ہیں اور سلسلہ کے ساتھ انہیں محبت اور اخلاص بھی ہے وہ اگر زیادہ توجہ کریں تو جماعت کا باقاعدہ نظام مشکل نہیں۔ بٹالہ جیسے شہر میں جماعت بہت ہی قلیل ہے تاہم اس وقت کی ضروریات کے لئے انہوں نے ۸ روپے چندہ دیا اور ۱۰ روپے کا مزید وعدہ شیخ عبدالرشید کی طرف سے ہے جنہوں نے ۶ روپے نقد چندہ بھی دیا ہے۔ اس کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ۲۵ر جون ۱۹۲۳ء سے دیرہ کوٹ بگا۔ ہرسیاں۔ اٹھوال وغیرہ کی طرف جاؤنگا۔ مدرسہ کی ضروریات اور سلسلہ کی صدقات کی مشکلات داعی ہیں کہ بہت توجہ کی جائے اگر ضلع گورداسپور کی جماعتوں نے ان ضروریات کے لئے ایک ہزار روپیہ بھی چندہ دیدیا تو میں دوسرے اضلاع سے بھی ابھی سے توقع کر سکوں گا۔ ضلع گورداسپور کی جماعتیں بہت توجہ کریں گی۔ میں اس مقام پر اگر اپنے برادر مکرم مفتی فضل رحمان صاحب اور بھائی محمود طالبعلم ڈنگوی کی خدمات کا اعتراف نہ کروں تو فروگذاشت کروں گا جنہوں نے اس کام میں مجھے مدد دی اور میرا ساتھ دیا اور وہ ضلع بھر کے دورہ میں میرے ساتھ ہونگے یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ میں نے یہ دورہ صدر انجمن احمدیہ کی ہدایت اور منظوری کے ماتحت شروع کیا ہے خدا تعالیٰ مجھے ان مقاصد میں کامیاب کرے جس کے لئے یہ سفر اختیار کیا گیا ہے اور اس میں ایک اخلاص اور صدق کی روح نفخ کرے۔ آمین۔

کیا روشنی ڈالی جائیگی؟

۱۔ سنا گیا ہے کہ بٹالہ ضلع گورداسپور کے تیلی دروازہ کے باہر چونگی کی چوکی کے اندر تحصیلدار صاحب بٹالہ نے ایک ممبر کمیٹی کو ناگفتہ بہ حالت میں پایا۔ تحصیلدار صاحب نے اس معاملہ پر کہا جاتا ہے پورا نوٹس لیا ہے۔ کیا یہ معاملہ آپ کیا جائیگا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

۲۔ دولت رام اور ہیرا ج محرر میونسپل کمیٹی بٹالہ کے پاس سے دفتر کی جو عمارت تھا برآمد ہوا اور جو وہاں پڑا پایا جاتا تھا کیا اس کے متعلق کوئی نوٹس جاری کیا گیا ہے اور تحقیقات مکمل ہو چکی ہے؟ ان ہر دو معاملات پر ضرورت ہے کہ روشنی ڈالی جاوے تا سنگور بٹالہ تحقیقات کر کے مفصل اطلاع دے۔

اطلاع

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ بہت جلد اخبار میں یہ اعلان کر دیں کہ مسجد کا کام شروع ہو چکا ہے بلکہ عنقریب پہلی منزل پر چھت پڑ جائیگی جن صاحبوں کا ارادہ چندہ دینے کا ہے یا جو وعدہ کر چکے ہیں وہ بہت جلد روپیہ ارسال کریں جمع شدہ چندہ قریباً سار

سررشتہ تعلیم اور مسلمانوں کے حقوق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس بحث کے بعض پہلوؤں پر ذرا تفصیل و وضاحت سے روشنی ڈالی گئی تھی کہ صوبہ ہذا کے محکمہ تعلیم میں مسلمانوں کے حقوق بڑی بیدردی سے پامال ہو رہے ہیں۔ اور عنصر غالب اپنی جتھے بندی اور قوم پرستی کی برکت سے صریحاً ناجائز فائدے حاصل کر رہا ہے۔ اشاعت مذکورہ میں اس امر کی تائید و تصدیق کے لئے کچھ واقعات و اعداد بھی دیئے گئے تھے ہمیں افسوس ہے کہ اس کم و بیش پون مہینے کے عرصہ میں ہم مسئلہ زیر بحث پر ایک دفعہ بھی قلم نہ اٹھا سکے حالانکہ اس اثنا میں بہت سا ضروری مصالحہ بھی ہم پہنچ گیا ہے جس کو ارادہ ہے کہ اب انشاء اللہ برابر تھوڑا تھوڑا پبلک اور حکام کے نوٹس میں لاتے رہیں گے تا وقتیکہ اشخاص متعلقہ اپنی ناجائز کارروائیوں اور حق تلفیوں سے باز نہ آئیں یا حکومت کا زبردست ہاتھ انہیں مجبور کر کے ان کے موجودہ رویہ ناروا کی اصلاح نہ کر دے۔

گورنمنٹ ہائی سکولوں کی نئی سکیم جو بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبری ۸۵ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء شائع ہوئی۔ اس کے عمل در آمد میں جن بیہودگیوں سے غریب مسلمانوں کا اتلاف حقوق کیا گیا ان کا کچھ نمونہ ہم ۱۳ رمئی کے لیڈنگ آرٹیکل میں دکھلا چکے ہیں اسی کے متعلق اور بھی بہت سی توجہ طلب باتیں قابل گذارش ہیں منجملہ ایک یہ کہ نوٹیفیکیشن مذکور میں ۲۵ مسلمانوں کے نام درج تھے ۳۴۳ ہندوؤں کے اور دیگر حصوں کے مگر ان ۲۵ مسلمانوں میں بہت سے ایسے ہیں جنکا نام دو دو تین تین دفعہ مختلف مقامات میں گنایا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کی فہرست ایک طویل لسٹ معلوم ہو جیساکہ ذیل کا جدول ظاہر کرتا ہے:-

نمبر شمار	نام مدرس	سکول	تنخواہ
(۱)	محمد بخش	(۱) سہانوالی (۲) ڈیرہ اسمٰعیل خان	[illegible] [illegible]
(۲)	مرغوب احمد	(۱) انبالہ (۲) امرتسر	[illegible] [illegible]
(۳)	الٰہ بخش	(۱) دہلی (۲) امرتسر (۳) انبالہ	[illegible] [illegible] [illegible]
(۴)	عبدالعزیز	(۱) فیروزپور (۲) جہلم (۳) ملتان	[illegible] [illegible] [illegible]
(۵)	صدرالدین	(۱) حصار (۲) ہوشیارپور	[illegible] [illegible]
(۶)	نبی بخش	(۱) کرنال (۲) جالندھر	[illegible] [illegible]
(۷)	محمد ابراہیم	(۱) رہتک (۲) دہلی	[illegible] [illegible]
(۸)	ظہورالدین	(۱) ہوشیارپور (۲) گورداسپور	[illegible] [illegible]
(۹)	محمد تقی	(۱) امرتسر (۲) لائلپور	[illegible] [illegible]

(۱۰) فضل الدین ورنیکلر ٹیچر گوجرانوالہ سے [illegible] روپیہ پر لائلپور تبدیل شدہ دکھلایا گیا حالانکہ وہ غریب اس جہان سے ہی انتقال کر چکا تھا۔

لطف یہ کہ ہندو اخبارات تو یہ واویلا مچا رہے ہیں کہ (گویا حکام کی طرفداری و ناانصافی سے) سررشتہ تعلیم میں مسلمانوں کے ساتھ خاص مراعات و عنایات برتی جاتی ہیں۔ اور یہی فقرہ صاحب ڈائریکٹر بہادر کے ہندو اہلکار صاحب ممدوح کو باور کرانے میں ساعی ہیں۔ حالانکہ صورت واقعات اس کے بالکل برعکس ہے۔ چنانچہ ایک مستند فہرست سے جو ہمارے پاس موجود ہے ان تمام ہندو مسلمانوں کے (جنہوں نے یکم جولائی ۱۹۰۶ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۰۷ء تک ترقی پائی ہے) نام ہی نہیں معلوم ہوتے۔ بلکہ یہ بھی صراحتاً پایا جاتا ہے کہ اس عرصہ میں مسلمانوں کو جو ترقیاں دیگئی ہیں بمقابلہ ان ترقیات کے جو ہندو ماسٹروں کو ملیں کہیں زیادہ ناقابل رشک اور کمتر ہیں اور یہ امر بھی خاص توجہ کا محتاج ہے کہ صرف دس مہینے کے اس قلیل عرصہ میں تو بعض ہندوؤں کو دو دو دفعہ ترقی ملی ہے اور برخلاف ازیں مسلمان نام کو بھی کوئی ایسا نہیں جس کے حال پر یہ عنایت ہوئی ہو جیساکہ ذیل کی فہرست سے ثابت ہوگا۔ جسمیں ہندو ترقی یافتگان کے اسمائے گرامی درج ہیں:-

نمبر شمار	نام مدرس	تنخواہ سابقہ	ترقی	نمبر نوٹیفیکیشن جسکے بموجب ترقی دیگئی معہ تاریخ وسنہ
(۱)	لالہ سندر داس مہل "	[illegible] [illegible]	[illegible] [illegible]	۶۵۸ - ایس ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء ۱۶۴۳ - ای یکم ستمبر ۱۹۰۶ء
(۲)	لالہ گوکل چند (مہرہ) "	[illegible] [illegible]	[illegible] [illegible]	۶۵ - ایس ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء ۱۶۴۴ - ای یکم ستمبر ۱۹۰۶ء

(۳)	لالہ بیج بہاری لال کالینہ ”	ماسہ / ماسہ	ماسہ / ما	۶۵ - ایس ۱۳ جولائی ۱۹۰۶ء / ۱۹۲۴ - ای کیم ستمبر ۱۹۰۶ء
(۴)	وزیر چند کالیتھہ ”	یہ شخص مستعفی ہوگیا		۲۸۵ - ایس ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء / ۲۱۹۵ - ای ۴ دسمبر ۱۹۰۶ء
(۵)	وزیر چند (مکرر)	بمشاہرہ مع مقرر ہوا		ای - ۸ جنوری ۱۹۰۷ء
(۶)	کرم چند ” قائمقام ہیڈ ماسٹر راولپنڈی	ماسہ / ماللعہ / ماسہ	ماللعہ / ماسہ / ما ر	۲۸۵ - ایس ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء / ۲۲۱۵ - ۷ دسمبر ۱۹۰۶ء ×
(۷)	نراین داس گپتا ”	ما ر / ماعسہ	ماعسہ / ماسہ	۲۲۳۸ - ۱۱ دسمبر ۱۹۰۶ء / ۳۴۰ - ای ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء
(۸)	رام پرشاد کھوسلہ ای اے ” ہفتہ بھر میں دو دفعہ ترقی پائی	ما ر / ماللعہ	ماللعہ / ماسہ	۹۵۰ - ای ۳ اپریل ۱۹۰۷ء / ۱۰۱۴ - ای ۹ اپریل ۱۹۰۷ء

شخص آخرالذکر کا ایک ہی ہفتہ میں دو دفعہ کرکے ترقی پاجانا تو بجائے خود تعجب خیز ہے ہی مگر ساتھہ ہی یہ بھی [illegible] کہ سررشتہ تعلیم سے متعلق سول لسٹ میں آپ کا نام نامی پہلے پہل اپریل ۱۹۰۶ء میں نظر آتا ہے جبکہ آپ گورنمنٹ ہائی سکول (۹) کے سکینڈ ماسٹر تھے۔ اور سال ہی بھر کے عرصہ میں اسقدر غیر معمولی ترقی پا گئے۔

جیساکہ اوپر بیان ہوا جدید سکیم میں تو مسلمان اوستادان گورنمنٹ سکول کی تعداد ۴۵ تھی اور وہ موقت سے گھٹتے گھٹتے اب وہ کہیں سے کہیں آ رہی ہے۔ اسکی وجہ صرف یہی نہیں کہ ایک ایک مسلمان کا نام کہیں کہیں جگہ دکھا گیا یا متوفیوں تک کے نام شامل فہرست کردئیے گئے بلکہ یہ بھی کہ اون کو ایسی جگہیں اور کنکشن جنکو وہ بسبب کمی تنخواہ یا بعد مسافت وغیرہ کے قبول نہ کرسکے چنانچہ ذیل کی مثالوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھہ سلوک کرنے میں دفتر متعلقہ نے کسقدر بیدردی اور بے اعتنائی سے کام لیا ہے۔

(۱) منشی عبدالوہاب دہلوی کو اسکی اصل تنخواہ ۔ روپیہ ماہوار پر تنکسہ سے جہلم پھینکدیا (نمبر ۲۸۵ - ایس مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء) حالانکہ یہ غریب مدرس ایک سن رسیدہ آدمی ہے۔ اور اسی پیرانہ سالی کیوجہ سے اوسکی تبدیلی سابقاً منسوخ بھی ہو چکی تھی۔

(۲) مولوی غلام محمد ساکن کالا باغ ضلع میانوالی میں ۔ روپیہ پاتا تھا۔ اسی تنخواہ پر کالے کوسوں ریواڑی ضلع گوڑگانوہ تبدیل کردیا گیا۔ (نوٹیفکیشن نمبری - ای ۔ مورخہ ۶ فروری ۱۹۰۷ء)

(۳) رحمت علی سکنہ ہھیال راولپنڈی بھیجا گیا (نمبری ایس - ۲۸۵ - مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء)

(۴) گل محمد آف بھیرہ ضلع شاہپور بھیرہ سے حصار پھینکا گیا - طلعہ ماہوار پر - اور ساتھہ ہی اوس کو ریاپر ہی جانا پڑا (نمبری - ایس ۲۸۵ - مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء)

(۵) الہ بخش سکنہ مظفرگڈہ اپنی تنخواہ ۔ پر ڈیرہ غازیخاں سے

سیالکوٹ تبدیل کیا گیا۔ (نمبری - ایس ۲۸۵ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء)

(۶) فضل الدین دہلوی لودہیانہ سے ڈیرہ غازیخاں

(۷) محمد حسین امرتسری جو امرتسر میں ۔ روپے پاتا تھا جب اوس نے سرکاری سروس میں اپنی عمر ہی گذار دی - اپنی پیرانہ سالی میں زحمت سفر اٹھانے کے لئے صرف دو روپے کی قلیل بلکہ ذلیل ترقی پر امرتسر سے مظفرگڈہ پھینکا گیا (نمبر ایس ۳۴۶ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

یہ چند نظیریں مشتے نمونہ از خروارے کی مصداق ہیں آیندہ ہم ان ہندوؤں کے اسمائے گرامی کی فہرست ہدیہ ناظرین کرینگے جو اتفاق سے شروع شروع میں اپنے گھروں سے باہر تبدیل ہوکر چلے گئے تھے۔ مگر بہت جلدی ہی خوش نصیبی سے اپنے اپنے وطن مالوف میں واپس بلائے گئے۔

غرضیکہ بدنصیب مسلمانوں کی پر درد داستان بہت ہی طویل اور منحوس ہے جسے ایک منصف مزاج اور نیک دل آدمی کبھی خوشی سے نہیں سن سکتا۔ مگر سررشتہ کے اہلکاران ذی اختیار خدا جانے کس دل گردہ کے لوگ ہیں کہ محض قوم پرستی اور تعصب کے جوش میں ان بیبس مظلوموں کے حقوق کا اس طرح کند چھری سے خون کرتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے۔ مگر کیا حکام بالا دست بھی کانوں میں تیل ڈالے رہیں ان دردانگیز معروضات کو ٹالتے رہیں گے۔ اور غریب [illegible] متوجہ نہیں ہونگے؟ یہ ہم نہیں سکتا۔ [illegible] جیسے بیدار مغز اور انصاف دوست ڈائرکٹر [illegible] امید نہیں ہوتی کہ وہ اپنے محکمہ میں زیادہ دیر تک اس قسم کے [illegible] اور حق تلفیاں ہونے دیں گے جواب تک محض اسوجہ سے ہوتی رہیں کہ چالاک حریفوں نے پرلے درجہ کی خودغرضی و ہوشیاری سے کام لیکر صاحب ممدوح کے نوٹس ہی میں نہیں آنے دیں۔

تعلیم الاسلام

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ تعطیلات موسمی پر جاتے ہوئے تعلیم الاسلام ہائی اسکول انٹرنیٹ ٹیم نے سیونسپل بورڈ ہائی اسکول ٹیم بٹالے ۶ جون ۱۹۰۷ء کو میچ کیا سات وکٹوں اور ۴ رنوں سے ایم بی اسکول ٹیم کو شکست دی - ۸ جون کی میچ کو بہرنگ ہائی اسکول سے فٹ بال میچ جسمیں ایک گول کے فاصلہ سے تعلیم الاسلام ٹیم جیت گئی میچ تو ہوتے ہیں اور کوئی ٹیم جیتتی اور کوئی ہارتی ہے مگر تعلیم الاسلام اسکول کے ساتھہ جو اللہ تعالیٰ کا سلوک ہے وہ ان تائیدات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس کھیل میں بھی خدا کے فضل سے بطفیل حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے ساتھہ ہیں۔

۱- ہر روز دہوپ اور سخت ہوتے ہوتے عین میچ کے وقت اور خصوصاً ہمارے فیلڈ کے وقت ابر کا آسمان پر محیط ہو جاتا - ۲- لوگوں کا خود بخود اسبات کا اقرار کرنا کہ تائید ایزدی ان لڑکوں کے ساتھہ ہے - ۳- باوجود عدم پریکٹس اور وقت نہ ملنے کے روزانہ کھیلنے اور ہمیشہ پریکٹس کرنیوالوں پر کامیابی حاصل کرنا - ۴- کھیل کے ساتھہ ایمان اور پابندی مذہب کا خیال رکھنا چنانچہ موجودہ میچ میں بھی گرجہ کے عین نزدیک اذان دیکر قرأت کے ساتھہ طلباء کا باجماعت نماز پڑھنا اس امر کی شہادت دیتا ہے - ۵- ہار ہو یا جیت ہر حالت میں دوسرے طلبا سے نیک تعلقات رکھنا جسکی تازہ مثال موجودہ میچ ہے۔ ان محمدی باہمی تعلقات کو دیکھکر ایم بی اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور بہرنگ اسکول کے پرنسپل نے ہمارا شکریہ ادا کیا۔ پس اوس دوران ہم بدعوٰی اور فخر سے کہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اس برگزیدہ انسان کے باعث تعلیم الاسلام کے متعلموں کو دین اور دنیا میں توفیق دیگا۔ اے خدا ای آسمان و زمین کے مالک ہم پر او

لاجپت رائے۔ آریہ سماج اور پولیٹیکل بیچینی

(اس عنوان سے ایک خط ۱۶ ماہ رواں کے سول ملٹری گزٹ میں شائع ہوا ہے اس کا راقم خود کو ایک ہندوستانی ظاہر کرتا ہے۔ خط کے اقتباس پر لکھنا ہے۔)

اگر کسی کے کان ہوں تو سنے۔ گزشتہ چند ایام میں ہندوستانی اور اینگلو انڈین اخبارات میں آریہ صاحبوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین پڑھتا رہا ہوں جن آریہ لوگوں کی طرز عمل میں ایک گونہ تغیر نظر آتا ہے۔ لالہ لاجپت رائے کی شخصیت اور گورنمنٹ کی جانب اونکی روش بدلی ہوئی ہے۔ جو لوگ یہ ظاہر کرتے تھے اور دوسروں کو یقین دلانا چاہتے تھے کہ وہ اجنبیوں کو بھارت سے خارج کرنے کے حامی ہیں (غیر ملکیوں۔ صاحبوں اور اجنبیوں سے مراد ہے) وہ آدمی جن کا کام جابجا گورنمنٹ اور اس کے عمال کی طرز عمل پر نکتہ چینی کرنا تھا جن کے وسیلے سے انہوں نے مدت دراز کی غلامی کے بعد [illegible] آسودگی اور اقبال حاصل کیا ہے۔ ہر موقع پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ وہ آدمی جو ہر ایک پابند قانون اور وفادار شاہ ہندی کو قابل الزام ٹھہراتے تھے۔ (حامیان شاہ برطانیہ کو برا بھلا کہنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے) اور ان کو غدار تعلق اور چاپلوس کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اب انہی لوگوں کا رویہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کے قابل یادواقعہ کے بعد سے بدل گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم قانون کے تابعدار اور خیر خواہ سرکار ہیں۔ اور ان کے لیڈروں سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے جو گورنمنٹ کے خلاف بے چینی پھیلانے یا فساد کے موجب ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ پولیٹیکل مجذوبوں سے ہمیں کوئی ہمدردی نہیں ہے اور یہ کہ ہم صلح اور آشتی کے خواہاں ہیں۔

میں اسلئے نہیں لکھتا کہ ان لوگوں کے چند ہفتے پہلے کے خیالات قابل الزام ٹھہراؤں۔ اور نہ میں ان کے موجودہ رویہ کی صداقت کو مشکوک خیال کرتا ہوں بلکہ میں اس سے بھی زیادہ اہم مقصد سے یہ خط لکھتا ہوں۔ میں اس چشمہ کی طرف توجہ منعطف کرنا چاہتا ہوں جس سے یہ لوگ پولیٹیکل طور پر تحریک پذیر ہوتے ہیں۔ الغرض میں انکی مذہبی کتاب کے وہ حصے پیش کرنا چاہتا ہوں جو میرے خیال میں آریہ صاحبوں کے ان خیالات اور جذبات کو متاثر کرتے ہیں۔ جو وہ "اجنبیوں" اور "غیر ملکیوں" کی جانب رکھتے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش سے انگریزی ترجمہ کو جو ڈاکٹر چرنجیت بھاردواج نے کیا ہے دیکھنا چاہئے۔

(۱) (صفحہ ۱۸۰) ایک چھتری جس کا علم تربیت اور پاکیزگی ایسی اعلیٰ ہونی چاہئے جیسے کسی برہمن کی ہوتی ہے۔ اس کو ملک پر حکومت کرنی چاہئے۔

(۲) (صفحہ ۱۸۲) اس آدمی کو یکہ بان ہو کر اپنا بادشاہ بناؤ۔ جو عادل رعایت کرنیوالا اعلےٰ تعلیم یافتہ ہو۔ اور سب کا خیر خواہ ہو اس طرح تمام عالم گیر حکمرانی حاصل کر لو گے۔ سب پر سبقت لے جاؤ گے۔ اور سلطنت کے معاملات کا انتظام کر سکو گے۔

(۳) (صفحہ ۱۸۳) چار بڑے بڑے عہدہ دار مثلاً سپہ سالار یا سپہ سالار اعظم سراج ملتری [illegible] بنائے منصف (وزیر انصاف) اور مہا منتری (وزیر اعظم یا دنشاہ) ایسے ہو جو چاروں وید اور شاستروں کے ماہر ہوں۔

(۴) (صفحہ ۱۸۴) اس قانون کی کوئی شخص خلاف ورزی نہ کرے جو تین ویدوں کی کونسل نے وضع کیا ہو۔ اس کونسل کے ممبر ایسے آدمی ہونے چاہئیں جو چاروں وید میں خوب ماہر ہوں اور وہ برہمچاری یا وانپرست ہوں۔ [illegible]

(۵) (صفحہ ۱۸۶) مگر آدمیوں کو کونسل کے فیصلہ کی بھی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے اور رگ وید یجر وید اور سام وید کے عالم ہونگے۔

(۶) (صفحہ ۱۸۷) کوئی آدمی ایسے قانون کی پیروی نہ کرے جو ویدوں سے ناواقف لوگوں کے بنائے ہوئے ہوں۔ کیونکہ جو شخص جاہل احمقوں کے بنائے ہوئے قانون کی

پابندی کرتے ہیں وہ صدہا قسم کے گناہوں اور برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اپنی مذکورہ بالا تینوں کونسلوں یعنی تعلیمی ملکی و مذہبی کونسل کے ممبر [illegible] اور [illegible]

(۷) (صفحہ ۱۹۰) ضروری سامان مہیا کرکے اور اپنی طاقت کو بڑھا کر جا سکو [illegible] قوت اپنے دشمن سے زیادہ کر لیں تو شیر کی طرح استعمال کرنی چاہئے۔ اور چیتے کی طرح دبے پاؤں جاکر اپنے دشمن کو پکڑ لینا چاہئے۔ لیکن جب زبردست دشمن قریب آ جائے تو اسکو (راجہ) خرگوش کی طرح بھاگ جانا چاہئے اور [illegible] چال سے پامال کرنا چاہئے۔

(۸) جہاں دشمن سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس حصہ کو ملحوظ رکھنا چاہئے [illegible] کچھوا اپنے اعضاء کو کھوپڑی کے اندر چھپا لیتا ہے۔

(۹) (صفحہ ۲۱۱) اگر ہو سکے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے دشمن کو گھیرے اور گرفتار کرے اسکی رعایا کو دق کرے گھاس اور خوراک کا ذخیرہ گرفتار کرے۔

(۱۰) (۵۶ صفحہ) جو شخص سچے اوستاد و نکی تصنیفات اور تعلیمات کی جو وید کے موافق ہو تحقیر کرے۔ وہ ناستک ہے اور ویدوں کا منکر ہے۔ ایسے شخص کو اہل آدمیوں کی سوسائٹی سے دور رکھنا چاہئے۔ اگر ضرورت ہو تو اسے ملک سے نکالدینا چاہئے۔

یہ تھی سوامی دیانند کی انجیل۔ یہ تھی اخلاقی قوت اس شخص کی۔ جو ازادی تقریر اور خیال کی راہ سے دلیر ہو گیا تھا۔ اور بڑی بے رحمی سے ہندوؤں سے مسلمانوں عیسائیوں۔ جینیوں۔ اور سکھوں کے مذاہب پر نکتہ چینی کرتا تھا۔ اور ہندوستان کے بہت سے [illegible] ہیں اسیطرح نکتہ چینی کرتا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مختلف قوموں اور گروہوں اور نسلوں کے لوگوں کے درمیان دشمنی پیدا ہو گئی۔ وہ لوگ جو پہلے [illegible] سے بھائیوں کی طرح رہتے تھے۔

اس سے [illegible] برٹش [illegible] کے نیچے بھائیوں کی طرح [illegible] سوامی دیانند کے [illegible] جیسے ہو گئے جو برٹش عملداری کے زیر [illegible] گرد کے احکام کی بڑی مستعدی سے پیروی کرنے لگے۔ اور پولیٹیکل تحریکوں کو بھی انہی احکام کے مطیع کرنے لگے۔

لالہ لاجپت رائے سوامی دیانند کی تعلیمات میں خوب ماہر تھے۔ اور آریہ سماج کے بڑے مقتدر لیڈر سمجھے جاتے تھے۔ انکو ولیمی پولیٹیکل خواہشیں ایسی بلند تھیں جو بہت تھوڑے آدمیوں کو معلوم ہیں۔ جو انکی ایجی ٹیشن اور نہور سے نے زمینداروں کے درمیان کیا تھا اسکی قوت کا لالہ صاحب نے غلط اندازہ لگایا تھا اور قبل از وقت شیر ببر کیطرح چھلانگ ماری۔ مگر انجام کار خرگوش بننا پڑا۔ جیسا کہ انکے ملاح اور دوست انکو کہانا چاہتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ لالہ لاجپت رائے سچے آریہ سمجھے جاتے تھے۔ اور سوامی دیانند کے سچے شاگرد تھے۔ لوگ لالہ صاحب کی اسوجہ سے تعریف کرتے تھے کہ وہ سوامی جی کی تعلیم پر حرف بحرف عمل کرنیوالے تھے۔ اس تعلیم کا نمونہ روبرو پیش کر چکا ہوں لالہ لاجپت رائے بہت مستعد اور سرگرم تھے۔ اسلئے وہ اس مستعدی اور جوش کے شکار ہو گئے۔

اب میں ایک ہی فقرہ میں اس خط کا منشا بیان کر دینا چاہتا ہوں جس راستہ پر چلنے سے تباہی آئے۔ وہ بلا تامل ترک کر دینا چاہئے۔ میری صلاح ہے کہ ان بھولے لوگوں کے لئے یہی ہے جو اس خطرناک غلط فہمی سے جا پڑے ہوں۔ آریہ صاحبوں کا حال کا اقرار اون کے پرانے اصول کے موافق ہے اقرار یا اصول پر عملدرآمد کرنے کا انکو خود فیصلہ کرنا چاہئے۔ ان میں سے ایک بات کرنی پڑیگی۔ اور گورنمنٹ کی خدمت میں بھی گذارش کرتا ہے کہ وہ غور کرے کہ آیا آریوں کا اور مستعد اسکولوں کے لڑکوں کے دلوں کو اس قسم کی تعلیم سے جسکا اقتباس اوپر بیان کیا گیا ہے۔ زہر آلودہ ہونے دیگی۔ یا اس کا انسداد کرے گی۔

بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ آریہ سماج بدترین صورت میں کانگریس تحریک کی [illegible] ہے۔ مگر یہ بہت ہی بڑی غلطی ہے۔ کانگریس ایک خالص پولیٹیکل تحریک ہے۔ خواہ اسکی نقائص اور محاسن کچھ ہی ہوں اسکے بانی اور لیڈر سوچ سمجھ کر کام کرتے ہیں۔ اور عقل سے کام لیتے ہیں۔ برعکس اسکے آریہ سماج بقول اس کے لیڈروں کے ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور انسان کی نہایت ذریعہ قابل انضباط اور وحشیانہ عنصر سے اپیل کرتی ہے یعنی روحانی جذبہ کو مشتعل کرتی ہے ایسی روحانی جذبہ نے لالہ لاجپت رائے اور ہے عالی حوصلہ دور اندیش سنجیدہ مزاج اور [illegible]

امریکہ میں متمدن ممالک کی طلاق کی کثرت

اضلاع متحدہ امریکہ کا صیغہ مردم شماری شادی و طلاق کے سنہ ۱۹۰۵ء کے اعداد و شمار جمع کر رہا ہے۔ جن کے شائع ہونے پر نہ صرف ملک کے اندر بلکہ باہر بھی ایک غیر معمولی ہلچل مچ جائے گی۔ اضلاع متحدہ میں ۱۸۶۷ء کے مابین (۳۲۸۰۰۰) طلاقوں کی منظوری ہوئی تھی۔ اور یہ کہنا بالکل قبل از وقت ہے کہ ۱۸۸۶ء اور ۱۹۰۵ء کے درمیانی سالوں کے اعداد کہاں تک پہونچیں گے۔ لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ مسٹر نارتھ ڈائرکٹر مردم شماری کی رائے میں اس کی اوسط تعداد (۱۲۰۰۰۰) تک پہونچے گی۔ یہ تخمینہ اُن اعداد و شمار کی بنا پر کیا ہے۔ جو اُن کے روبرو ہیں اور اس لئے یقیناً وہ محض وہم سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ ۱۸۶۷ء اور ۱۸۸۶ء کے مابین فی لاکھ آبادی میں طلاقوں کا اوسط ۴۳ تھا۔ ۱۸۸۶ء و ۱۹۰۵ء کے درمیان مسٹر نارتھ کے تخمینہ کے مطابق فی لاکھ آبادی میں طلاقوں کی تعداد تقریباً ۸۰ تک پہونچ گئی ہے۔ بالفاظ دیگر پہلے بیس سالوں کی بہ نسبت دوچند ہو گئی ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بہ نسبت دیہات کے شہروں میں طلاقوں کا بہت زور ہے۔ یہ دکھانے کے لئے کہ بلحاظ تعداد طلاق شہروں کی فہرست میں شکاگو چوٹی پر رہیگا۔ کافی اعداد فراہم کر لئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ شکاگو کی طلاقوں کی تعداد بہ نسبت نیویارک کے بلحاظ آبادی سہ چند ہے۔

مسٹر نارتھ کو امید تھی کہ اس زمانہ تک کل ملک کے اعداد مرتب ہو جائیں گے۔ گذشتہ جولائی میں صیغہ مردم شماری نے بڑے بڑے شہروں کے اعداد حاصل کرنے کے لئے (۱۵۰) خاص ایجنٹ روانہ کئے تھے۔ اُن کا کام خاطر خواہ رہا ہے اور دفتر تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے متعلق اپنی رپورٹ شائع کر دے گا۔

اگرچہ یہ تو یقینی ہے کہ رپورٹ کے شائع ہوتے ہی ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنسنی پھیل جائے گی۔ لیکن یہ نہایت مشکوک ہے کہ قوانین طلاق میں کوئی مفید ترمیم ہوگی اور کانگریس اس مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرے گی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس تحقیقات کے ذریعہ سے مختلف حصوں کے قوانین طلاق کچھ حد تک یکسان ہو جائیں گے۔

واضح رہے کہ مذہب عیسائی کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جسے آسمان پر جوڑا گیا ہے۔ اوسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ یعنی جن دو میاں بیوی کی شادی تقدیر میں لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ تک میاں بیوی رہتے ہیں۔ اور طلاق کوئی چیز نہیں لیکن دوسری طرف زمانہ حال کی شائستگی اور عورتوں کی غیر معمولی آزادی کا ایک یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ یورپ اور خصوصاً امریکہ میں بدکاری اور ہزارہا دیگر خفیف سے خفیف وجوہات پر عورتیں اور مرد شادی کی زندگی سے چند ہی روز میں تھک جاتے ہیں۔ اور عدالت میں طلاق کی درخواستیں کرتے ہیں کہ جہاں سے ذرا ذرا بہانوں پر طلاق مل جاتی ہے۔

گو عام قاعدہ یہ ہے کہ جب مرد کی بدکاری یا ظلم ثابت ہو تو عورت کو طلاق مل جاتی ہے۔ لیکن امریکہ میں خفیف سے خفیف بہانہ پر عورتیں آزادی حاصل کر لیتی ہیں۔ مثلاً مرد سوتے میں خراٹے لیتا ہے اور بیوی کی نیند اچاٹ کرتا ہے۔ مرد کے ناخن بڑھے ہیں اور بیوی کو ان سے تکلیف پہونچی ہے۔ یا وہ شراب یا تمباکو پیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس لحاظ سے دنیا بھر کے مذاہب میں اسلام منفرد ہے جس میں طلاق کا طریقہ جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور مناسب وجوہات سے میاں اور بیوی ایک دوسرے سے آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ فرانس اور امریکہ وغیرہ میں طلاق کا مسئلہ نہایت غور سے دیکھا جا رہا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ اسوقت شادیوں کی صلاح دینے لگے ہیں کہ جو مسلمانوں میں متعہ اور ایران میں صیغہ کے نام سے مشہور ہیں خواہ صیغہ یا متعہ کی نسبت کسی گروہ کی کچھ ہی رائے ہو۔ لیکن اب یورپ اور امریکہ کے مہذب لوگ خدا سے آرزو کر رہے ہیں اور زور مار رہے ہیں کہ اُن کے قانون میں یہ طریقہ جائز قرار دیا جائے۔ اور جب کوئی میاں بیوی نکاح کرنے لگیں۔ تو وہ سال یا دو سال کی مدت مقرر کر لیں۔ اور اُس مدت کے گذرنے کے بعد اگر اُنسی بن جائے۔ تو وہ میعاد کی توسیع کر لیں ورنہ بلا دقت الگ الگ ہو جائیں۔ ما بخیر شما بسلامت۔

امریکہ میں طلاق اس قدر بچوں کا کھیل ہو گیا ہے۔ کہ ہر روز شوہر اور بیویاں بطور مال مویشی کے ہاتھ بدلتی رہتی ہیں۔ مثلاً آج مسٹر جارج فلان بیوی سے نکاح کر کے اس کے گھر میں آ گیا اور کل مسز سمتھ فلان میاں کو لے گئی۔ جو پچھلے ہفتہ میں اُس کی ہمسائی کا میاں تھا۔ ذیل کے واقعہ سے اس امر کی تائید ہو جائے گی کہ طلاق امریکہ میں کیا تماشے کر رہی ہے۔ امریکہ کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ ایک روز شہر نیویارک کے ایک کوچہ میں بچے کھیل رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ کل سے ہمارے گھر میں نیا باپ آیا ہے جس کا نام اور حلیہ ایسا ہے۔ دوسرے بچے نے کہا کہ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔ پہلے بچے نے پوچھا تم اسے کس طرح جانتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ پچھلے سال وہ میرا باپ رہ چکا ہے۔ مگر کسی وجہ سے اماں نے اُسے نکال دیا ہے۔ اور اب تمہاری اماں نے اُسے رکھ لیا ہے۔

سوسائٹی کی ایسی افسوسناک حالت اور طلاقوں کی کثرت پر دانشمند لوگ حیران ہو رہے ہیں۔

آریا سماج اور موجودہ بے چینی

اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک ہندوستانی نامہ نگار نے اخبار مذکورہ کی اشاعت میں ایک مضمون لکھکر بتایا ہے کہ وہی لوگ جو غیر ملکوں غاصبوں اور اجنبیوں کو بھارت ماتا سے نکال دینا چاہتے تھے جنکا کام یہ تھا کہ گورنمنٹ اور اس کے عمال پر بیجا نکتہ چینی کریں۔ جو تمام پابند قانون اور وفادار فرقوں کو بہکا کر خوشامدی اور غدار بتاتے تھے۔ وہی لاجپت رائے کی جلا وطنی کے دن سے کچھ اور ہی راگ الاپنے لگے ہیں "آریہ صاحبان آجکل بڑے زور شور سے گورنمنٹ کو اپنی وفاداری کا یقین دلا رہے ہیں۔ لیکن نامہ نگار مذکور نے ستیارتھ پرکاش کے متعدد جملے نقل کر کے بتایا ہے کہ آریوں کے پولیٹیکل خیالات کا منبع کیا ہے۔ چنانچہ ایک جملہ یہ ہے کہ "کوئی شخص اُس قانون کو نہ مانے جیسے ایسے لوگوں نے وضع کیا ہو۔ جو ویدوں کے علم سے بالکل بے بہرہ اور لاعلم ہوں" اس مضمون کے متعلق رائے دیتے ہوئے خود ہمعصر سول ملٹری گزٹ نے یہ نہایت دلچسپ ریمارک کیا ہے کہ اگرچہ گورنمنٹ کسی مذہب سے تعارض نہیں کرتی۔ لیکن گورنمنٹ کا یہ نہایت اہم فرض ہے کہ وہ اس امر کی نگرانی رکھے کہ کوئی مذہب گورنمنٹ سے تعارض تو نہیں کرتا۔

مسلمان اور جہاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۷ مئی ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان "اپنی تمام جماعت کے لئے ضروری نصیحت" شائع فرمایا تھا جو انگریزی میں بھی سول اینڈ ملٹری گزٹ اور پاینیر اور بعض دیگر اخبارات میں شائع ہوا۔ اس اشتہار کو پڑھکر ایک صاحب سید محمد نام نے ایک چٹھی اخبار سول مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء میں شائع کی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو مولوی عبداللطیف کی سنگساری کے متعلق لکھا ہے کہ امیر کابل نے ان کو جہاد کی تعلیم کی مخالفت کی وجہ سے سنگسار کرایا یہ غلط ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"اگر مرزا صاحب کا ایسا لکھنے سے یہ منشاء ہے اور ان کے اشتہار کے مفہوم عام سے یہی منشاء ان کا ثابت ہے کہ جہاد کے متعلق جو عقیدہ امیر حبیب اللہ یا عام مسلمانان ہند یا دیگر ممالک کے مسلمانوں کا ہے وہ کسی وقت مسلمانان ہند کی وفاداری میں خلل اندازی کا باعث ہو سکتا ہے تو ہم زور سے یہ کہیں گے کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔" اور پھر لکھتا ہے کہ "اور پبلک کی اطلاع کے لئے اس امر کا ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ عبداللطیف کا اصل قصور جس کے سبب سے اس کی جان جاتی رہی یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گیا اور یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت اسلامی میں موت ہے۔ مرتد وہ اس طرح سے ہوا کہ وہ مرزا غلام احمد کا جو مسلمانوں کے نزدیک مسلّم مرتد ہے مرید ہو گیا تھا۔"

اس کوتہ اندیش اور جہاد کے فدائی نامہ نگار کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے ایک چٹھی اخبار سول میں شایع کرنے کے لئے بھیجی جو ۲۸ مئی ۱۹۰۷ء کے اخبار میں چھپی ہے اس چٹھی کا عنوان جو خود اخبار سول نے تجویز کیا ہے وہ یہی عنوان ہے جس کے نیچے یہ مضمون لکھا ہے یعنی "مسلمان اور جہاد" اصل چٹھی جس کا ترجمہ سول میں چھپا وہ یہ ہے۔ "۷ مئی ۱۹۰۷ء کو میں نے اپنی جماعت کے لئے ایک اشتہار شایع کیا تھا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کی اپنی رعایا کے ہر ایک فرقہ پر حقوق ثابت ہیں کیونکہ تمام لوگ اس کی پُرامن سلطنت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے سایہ حمایت کے نیچے ہر ایک ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہیں اور سب پر واجب ہے کہ اس کا شکر کریں اور عملی طور پر اپنی اطاعت کو دکھلاویں لیکن سب سے زیادہ میری جماعت پر فرض ہے اور واجب ہے کہ اس گورنمنٹ کے سایہ عنایت و حمایت کا قدر کریں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے آسمان کے نیچے اس جماعت کے محفوظ رہنے کے لئے صرف یہی گورنمنٹ مقرر کر رکھی ہے جس کی ظل حمایت میں یہ جماعت ہر ایک ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہے ورنہ اگر مکہ اور مدینہ میں بھی یہ لوگ بسنا چاہیں تب بھی ان کی جان کی خیر نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک ملک کے ملّاؤں کی طرف سے ان پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ ہے۔ اس تحریر میں نظیر کے طور پر میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللطیف صاحب کا امیر کابل کے حکم سے سنگسار ہونا میرے اس بیان کا شاہد ناطق ہے کہ وہ میری بیعت کرنے کی وجہ سے کس بیرحمی سے سنگسار کئے گئے اور صرف جہاد کا منکر ٹھہرا کر پتھروں کے ساتھ ان کو ہلاک کیا گیا۔ یہ ہے خلاصہ میرے اشتہار ۷ مئی ۱۹۰۷ء کا۔ اس میرے بیان کے رد کرنے کے لئے ایک صاحب سید محمد سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں کہ عبداللطیف کا اصل قصور جس کی وجہ سے وہ سنگسار کیا گیا یہ تھا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا اور ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا شریعت اسلامی کے رو سے قتل ہے۔ اس کا مرتد ہونا اس وجہ سے تھا کہ وہ مرزا غلام احمد کا پیرو بن گیا جو تمام ملاّؤں کے درمیان مرتد تسلیم کیا گیا ہے (یعنے مرزا غلام احمد بھی واجب القتل ہے کیونکہ مرتد ہے) اب میں مختصر طور پر اپنی محترم گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ صاحب راقم نے اپنی اس تحریر میں قبول کر لیا ہے کہ ہم سب لوگ جو اس عادل گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے کئی لاکھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی شریعت کے رو سے واجب القتل ہیں پس جبکہ یہ حال ہے تو ہم اس گورنمنٹ کا سچے دل سے قدر کریں یا نہ کریں اور اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں اور کدھر جائیں۔ اس وقت میں امیر حبیب اللہ خان پر کوئی حملہ مولوی عبداللطیف کے مارے جانے کی وجہ سے نہیں کرتا کیونکہ انھوں نے اپنی شریعت کے رو سے انکو واجب القتل سمجھا سو قتل کر دیا اور اپنے زعم میں بڑے ثواب کا کام کیا کہ ان کو سنگسار کر دیا اور ان کے عیال و اطفال جلاوطن کر کے ہمیشہ کے لئے قید میں ڈالے گئے۔ لیکن اس تمام تحریر سے میری غرض تو یہ تھی کہ ہماری اس عادل گورنمنٹ نے ایسا فتویٰ نہیں دیا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیئے پس ہم اس گورنمنٹ کے کیونکر شکر گذار نہ ہوں۔ اسلئے میں نے لکھا تھا کہ میری تمام جماعت کے لوگ اس بات کو تحفظ کر لیں کہ اگر وہ بھی مولوی عبداللطیف کی طرح اس گورنمنٹ کے سایہ عاطفت سے باہر قدم رکھینگے تو وہ بھی ایسے ہی سنگسار کئے جائینگے۔ پس انکو چاہیئے کہ نہ کسی بناوٹ سے بلکہ سچے دل سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کریں اور ہر ایک وقت یہ خدمت لینے کے لئے تیار رہیں۔ یاد رہے کہ میں امیر حبیب اللہ خان کی کوئی شکایت نہیں کرتا اور خاص طور پر ان پر کوئی الزام نہیں لگاتا انھوں نے ملاّؤں کے فتووں پر عمل کر دکھایا اور ہر ایک اسلامی سلطنت اس فتوے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے امیر حبیب اللہ خان کی کوئی خصوصیت نہیں اسی وجہ سے میں اپنے اس شایع کردہ اشتہار میں لکھ چکا ہوں کہ اگر ہماری یہ جماعت مکہ اور مدینہ میں بھی ہوتی تب بھی وہ ایسے ہی سنگسار کی جاتی جیسا کہ کابل میں مولوی عبداللطیف کیا گیا۔ رہا جہاد سو ہم جو ان مخالف مسلمانوں کی نظر میں مرتد اور واجب القتل ٹھہرے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور قرآن شریف سے منکر ہیں جس کو شک ہو ہماری کتابیں دیکھ لے بلکہ اصل وجہ یہی ہے کہ ہم اس بات سے منکر ہیں کہ اب بھی کسی جہاد کی ضرورت ہے اور یا کسی ایسے مہدی اور مسیح کی ضرورت ہے کہ کسی وقت خونریزی کر کے اسلام کو پھیلائیگا۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ایسے اعتقاد جاہلوں کے لئے خطرناک ہیں انہیں اعتقادوں نے سرحدی وحشیوں کا ستیاناس کیا ہے جس نے مہدی ہونے کا دعوے کیا اور تلوار اٹھائی۔ ایسے عقیدے جو پہلے سے جاہل لوگوں کے دلوں میں ہوتے ہیں خواہ نخواہ وحشی لوگوں کو ایسے مہدی کی طرف کھینچتے ہیں اسلام کی پاک تعلیم اور اس کے روشن نشان کسی جہاد کے محتاج نہیں یہ محض غلطیاں ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ عقلمند لوگ ایسے اعتقادوں سے دن بدن دست بردار ہوتے جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے مخالف مسلمان گورنمنٹ کے سچے مطیع نہیں ہیں بلکہ بلاشبہ مطیع ہیں مگر کاش اگر ایسا اعتقاد نہ ہوتا تو اچھا تھا +

(ریویو آف ریلیجنز)

وصیت نمبر ۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں مسمی شیر علی ولد مولوی نظام الدین صاحب قوم رانجھا ساکن ادرحمہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور حال مقیم قادیان دارالامان بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔
(نوٹ) (چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں وارد اور فارم مطبوعہ پر ہے اس لئے اندراج نہیں کیا گیا)
۱۔ میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے مکان واقع قادیان قیمتی ایک صد روپیہ اور بھینس قیمتی ۶۰ روپیہ جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں ہے میں آج کی تاریخ اس جائیداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائیداد جس کی قیمت ۵۳ روپیہ ہے میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کریں (غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔
۵۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد علاوہ جائیداد مذکورہ بالا پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری ثابت ہو تو ایسی جائیداد ناقابل کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔
نوٹ۔ جس مکان کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے میرا ارادہ اُس کو وسیع کرنیکا ہے اور نئی عمارت بنانے کا ہے اور اسی طرح اُس کی قیمت امید ہے کہ چار سو روپیہ تک ہو جائیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔
۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آئندہ شایع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کار پردازان مصالح قبرستان کی سپرد کی جاوے۔
۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ تجہیز و تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری جائیداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کار پردازان مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے ہو گا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا اور یا ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کو متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی راحت کا باعث ہونگے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔
۸۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جس کا مجھے علم نہیں میری نعش مقبرہ مذکور میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کی نسبت کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہینگے۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کار پرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کیجاوے البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔
۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے اُن کو بھی وصول اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔
الراقم شیر علی ۔۔۔ قادیان دارالامان۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء
العبد
شیر علی عفی عنہ

گواہ شد حافظ عبد العلی ولد مولوی نظام الدین ذات رانجھا ساکن ادرحمہ
گواہ شد نظام الدین ولد شیر علی بقلم خود ساکن ادرحمہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور و نشانی انگوٹھا
گواہ شد نظام بی بی بیشیرہ حال وارد ادرحمہ ساکن بھوچن بقلم خود معہ نشانی انگوٹھا

وصیت نمبر ۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں مسمی احمد نور ولد اللہ نور قوم افغان ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔
نوٹ۔ چونکہ یہ وصیت میں مطبوعہ فارم پر شرط اول و دوم و سوم کا مضمون چھپا ہوا ہے اس لئے اُس کا اندراج نہیں کیا گیا۔
۴۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے مبلغ ۱۰۰ کا مال میری دوکان میں میرا حصہ ہے اور ایک مکان ہے جسکے نصف کا میں مالک ہوں اور جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں ہے آج کی تاریخ اس جائیداد کے ساتویں حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں

کہ میری اس جائیداد کا یہ حصہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ
قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے
مرنے کے بعد اس جائیداد میری کو بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا
اُس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کر کے اُس کی قیمت
وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جائیداد سے
مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے
اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو
خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے
کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائیداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ
بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

۵۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد
مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی
اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی
جائیداد ناضرہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل
ذکر میں نے فقرہ ما سبق نمبر ۴ وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد
کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ
احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں احمدی جماعت میں فوت نہ ہوا
تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب
ہدایات انجمن مذکور جو آپ شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہوں گی
دارالامان قادیان میں پہنچایا جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح
قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش
کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر
خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائیداد وصیت
کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ [illegible]
ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس [illegible]
اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور [illegible]
جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے ہی کرا دونگا اور اگر ان اخراجات
کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ
رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری وہ بقیہ [illegible] جائیداد
جس میں یہ وصیت کردہ جائیداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل
ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے
جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پسماندگان ان
اخراجات کو اہم اور جائز اور ضروری [illegible] سمجھینگے۔

۸۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ [illegible] یہ وصیت صرف [illegible]
لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے [illegible]
علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت
میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے
اور جس کا ذکر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی
لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش
کی جاوے اور جن کا مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت
نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور
پر کسی اور جگہ دفن کی جا سکتی ہے۔

۹۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ ۶ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے
تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری جائیداد

متروکہ سے وصول نہ ہوئے تھے ان کو بھی وصول کرنے اور خرچ
کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔ فقط
العبد۔ احمد نور ولد الٰہ نور قوم سید افغان ساکن قادیان۔

وصیت ۱۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں حکیم فضل الٰہی ولد حکیم پیر محمد صاحب قوم نارو راجپوت ساکن موضع کوٹ بھوانیداس
ضلع گوجرانوالہ حال وارد لاہور محلہ بھٹان نقاشی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں۔ (نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا پیرا فقرہ میں مضمون [illegible]
ہی ہے۔ اس لئے اُس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا۔)

۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں چونکہ میری جائیداد
منقولہ و غیر منقولہ کچھ موضع کوٹ بھوانیداس تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے
اور کچھ لاہور میں جو جائیداد ضلع گوجرانوالہ موضع مذکور وغیرہ میں ہے وہ حصص
غیر منقسم جائیدادات وغیرہ کے ہیں جن میں منتظمان مقبرہ بہشتی قادیان کو
وقت تا نون کا اندیشہ ہے لہٰذا میں اس جائیداد منقولہ و غیر منقولہ
مقبوضہ واقعہ ضلع گوجرانوالہ کو نہیں واقعہ لاہور کو تخمیناً دس ہزار
کی قیمت کی سمجھتا ہوں مناسب سمجھتا ہوں کہ جائیداد لاہور میں
سے جو خالص بلا شراکت غیرے میرے ہی تصرف اور قبضہ میں ہے ایک
حویلی جس میں سکونت رکھتا ہوں اس کا چہارم حصہ جو تخمیناً قیمتاً اس کی
ایکہزار روپیہ سمجھتا ہوں میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد
کیا جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد چہارم حصہ حویلی کو
فروخت کریں یا جس طرح چاہیں فائدہ اٹھاویں غرضیکہ انجمن قادیان مجوزہ حضرت
مسیح موعود کو کلی اختیار ہونگے جو میرے آقا اور شفیع نے تجویز فرما کر اپنی رضامندی
ظاہر فرمائی ہے ۲۰ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۷ء

العبد حکیم فضل الٰہی [illegible] بقلم خود

گواہ شد — حکیم محمد حسین احمدی تاجر مرہم عیسیٰ لاہور
گواہ شد — نبی بخش احمدی بلازمت گورنمنٹ [illegible] لاہور
گواہ شد — [illegible] کپیل

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں حافظ محمدین ولد حکیم الدین قوم آرائیں ساکن مرار ریاست کپورتھلہ کا ہوں۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ نوٹ۔ چونکہ
شرائط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے
اُس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا۔

۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
جائیداد اس [illegible] آلیت بروئے پیمائش ریاست ہے
جس میں [illegible] شامل ہے جس کی وصیت کرنے میں کچھ روک نہیں
اس واسطے [illegible] کی قیمت تخمیناً ہفت ہزار روپیہ کر کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت
کل مبلغ ہفت صد روپیہ ہوا جو یکمشت مظہر ادا نہیں کر سکتا فی سال
یکصد روپیہ ادا کرتا رہوں گا جس میں سے مبلغ یکصد روپیہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۷ء
کو داخل کیا گیا بعد فی سال یکصد روپیہ ادا کروں گا۔ اگر شاید مظہر فوت
ہو جائے تو میرے مرنے کے بعد میرے ورثاء اس اقرار کے پابند ہونگے یعنی بقیہ
فی سال ادا کرینگے اور آئندہ جو جائیداد پیدا کرونگا اُس کا بھی ۱/۱۰ حصہ حسب وصیت
مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کی سپرد ہوگا۔
کہ میرے ورثاء ان کے دستخط بھی ثبت کرا دیئے ہیں کہ کسی قسم کی حجت نہ ہو۔

العبد — حافظ محمدین نمبردار مرار بقلم خود
گواہ شد — امیر الدین ولد حافظ محمدین [illegible]
گواہ شد — نبی بخش [illegible]

چھ سال کا تجربہ

جبکہ ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے لوگ بھی اسی طرح مصیبت میں مبتلا تھے اور جبکہ ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ کہ جس سے انھوں نے مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرتے ہیں تب ہم بھی وہی راستہ اختیار کرنیکا مصمم ارادہ کرتے ہیں۔ کہ جس سے وہ کامیاب ہوئے۔ اس سے کبھی زیادہ بہتر تجربہ ہے جبکہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی دوا بتلاتا ہے جو ہمیں شفا بخشیگی۔ ڈاکٹر سی سی۔ منتر صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ (سور بکرجی کمپنی عطاران ۱۔ ۲۹ آکورن والیس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) کہتے ہیں میں نے گذشتہ چھ سال سے میرے انگریزی اور دیسی مریضوں کو گردوں کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں دی ہیں اور ورم گردوں کے اخلاط۔ درد کمر۔ اور درجہ مثانہ میں سفید پایا ہے۔ ایسے مرضوں سے تکلیف پانے والوں کو میں یہ دوا لینے کے بغیر پس و پیش کے صلاح دیتا ہوں۔ گردوں کی بیماری اس وجہ سے خطرناک ہے کہ وہ اتنی خفیہ اور آہستہ آہستہ اپنا گھر کرتی ہے کہ جو شخص کہ درد سر۔ چکروں اور قلب اور دل کی بیماری۔ بے خوابی۔ جگر کا سستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا ہے کہ یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات یعنی درد پشت جلدی بیماریاں اور درد مثانہ اور گردوں کا سڑنا۔ بیماریاں اس سبب کو شروع کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنی گردوں کی بیماری پیدا کرتی ہیں۔ دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست گولیوں کی اور ہیڈ آفس اکبر نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ۔ چھ شیشیوں کی قیمت ۱۰ روپیہ۔ اگر آپ اپنے حکیم سے اس اشتہار کے متعلق دریافت کرینگے تو آپ کے حکیم کی تمہیں خبر ہوگی۔

پیرا اوران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بنانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب بنتا ہے۔ جو داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھونرے کی طرح کالا ملائم اور چمکدار بنا دیتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف ۱ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔ المشتہر

مصنف مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی ۲ پوسٹ ماندوی بمبئی

ایک لاکھ سرٹیفکیٹ ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر ہمارا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے
(بر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ نور خاکی)

نیشنل لگانا۔ اور سر لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی بیماری وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزدیک بار ہا تک میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا دھند غبار سبل پانی۔ پڑبال۔ خارش ہونا بند۔ ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکیٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں عہدیداروں و عمدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر ہر ایک کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے فوائد بتفصیل درخواست آنے سے روانہ ہونگے۔ دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سودا سنگی سرخ و پختہ رنگ آفتاب حب الاستقامت خوشبو بہترین کیمیائی معلوم ہوتا ہے۔ ... جو ارزاں ہیں ... خوشنما ... خوبصورت ... اگر عرض اگر قیمت صرف ... نمایشات وی پی منگانے میں چاہتے ہیں البتہ محصول ... بذمہ خریدار ہوگا خط و کتابت و ترسیل زر بنام مہتمم کارخانہ سرمہ نور کا ہوئی ضلع ... ہونی چاہئے

مہتمم کارخانہ سرمہ نور کا ... ضلع ...

اشتہار ... سلطان ...

ایک قوی الجثہ شخص کو ... دیکھئے ... امراض حکمت ... ضرورت نہیں ... بیماری ... کمزوری ... لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف ... اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں

اسکاٹس املشن

بھار ... زور ... کو قوی اور مضبوط بنا کر ... ہر دوا ... خوبصورت ... طاقت

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس شخص کا ... گیر ... کا املشن ... اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

آجکل دنیا پر تباہی کیوں آ رہی ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آ رہی ہے اس کی نظیر زمانہ مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج و آرکی طوفان ہے۔ وہ طاعون جو یہود و نصاریٰ پر نازل ہوئی تھی اب ہندوستان میں بھی نازل ہو گئی جسنے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کیلئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا ملہمہ اسم اعظم ہے کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کی برکات پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معروف روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھانے رہیں جس سے طاعون کی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضل تعالیٰ ہمنے اس کو یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بطور حفظ ما تقدم اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً اسی درد و بخار کا فور ہو جائیگا اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہو گا۔ ... [illegible]

قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... [illegible] کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ جوہوں اور مردہ ... پر جب کبھی ... وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہمنے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے ... مچھر کاٹنے کا احتمال ہو اسکو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکینگے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موچی گیٹ ضلع لاہور ... سے طلب کریں۔ جو صاحب اشتہار اجتناب اخبار کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نوری شفاخانہ موچی ... [illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری ہے ... [illegible] ہمارا کام ... ہمیں کبھی دھوکا ہی ... مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ... ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ اجواب معجون طیار کی ہے ... جو امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ ان شاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگے ... کی بابت شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں ... تیار ہوتی ہے اول نمونہ مفت ... قیمت فی بکس ... طلائے السمسی ... پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور علیلہ کا ... جو مرض لاحق ہوتے ہیں ... خود کشی تک پہنچا دیتے ہیں ... ہمارے اس طلا کے استعمال ... ان شاء اللہ تعالیٰ ... مفید پائینگے ... قیمت ... [illegible]

سرمہ سلیمانی ... [illegible] ... سنون و ندان ... [illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو تمام وار توڑا ہے قیمت ۱۲ر ست بچن ۱ا۔ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے اتمام حجت کے ساتھ ... جو ابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر۔ نماز پر تقریر اور رسالہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ ... ہوا ہے ۱۲ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر۔ فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲ر۔ نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو مقبولیت ہو گئی ہے قیمت فی پارہ ۱۲ر۔ سالک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی صلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم نامل کے طور پر لکھا ہے۔ قیمت ۲ر

المشتہر مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

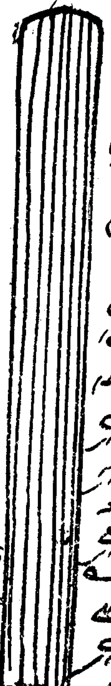

کرکٹ بیٹ۔ سبد ہو رشی دار کشمیری لکڑی کا مع ہینڈل کاک کین اور ... نہایت پائیدار ہیں قیمت ... روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سبد ہو رشی دار کشمیری لکڑی کا مع کین ہینڈل عمدہ ... نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ... کرکٹ بیٹ۔ آل کین۔ لکڑی ... عمدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ... کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ...

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۲-۱۳-۱۴ برس کی عمر والے ... ایک سٹ وکٹس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ

۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ...

بچوں کے لئے فٹ بال مع بلیڈر

کرکٹ بال گٹ سوئن نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے ... زنانگے کے ... بیچ

... پریکٹس

کرکٹ وکٹس فی کالی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امسال از قسم کرکٹس بیٹ پریکٹس کرکٹ سٹ فٹ بال وغیرہ جو پہنچا ہر طرح سے عمدہ قابل تعریف پایا ... کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم ... کا مصداق پایا ہوں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گرائی جہاد قادیان بینی | دو وابینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی سالانہ
... سے ... صہ/
... زمین سے عہ/
... سے باہر سے ۶/
... والوں سے ہے ۱۲/
... ت کے غیر مستطیع
... سے کم آمدنی والے
لوگوں سے ... ۱۲/

نمبر ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ جون ۰۷ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی خود نوشت سوانح عمری

(نمبر ۳)

قبل اس کے کہ گذشتہ نمبر کے سلسلے میں بقیہ حالات درج کئے جاویں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر کر دیا جاوے کہ حضرت حکیم الامۃ کی یہ لایف طبی لایف ہے ورنہ آپ کی زندگی کے نشیب و فراز کے دوسرے پہلوؤں سے اوس کو کوئی تعلق اور واسطہ نہیں کیونکہ دینی پہلو سے یہ لایف نہایت ہی گرانقدر جواہرات کا خزانہ ہے جس میں عیسائیوں۔ آریوں۔ سکہوں۔ دہریوں۔ برہموؤں۔ اور مختلف الخیال مسلمانوں سے مباحثات کا ایک لمبا سلسلہ ہے۔ اور یہ ایک زحمت اور خاص ترتیب کا کام ہے۔ ایڈیٹر الحکم کا ہمیشہ سے معمول ہے کہ وہ اخبار میں حتی الوسع ہر قسم کے ضروری مواد جمع کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہے پھر ان مواد اور مصالح۔ سے اصل رنگ میں مرتب کرنیکا کام وہ دوسرے وقت پر چھوڑا کرتا ہے اسی بنا پر حضرت حکیم الامۃ کی طبی لایف کا ایک ورق اسے مل گیا اور اس نے اسکو اخبار میں

— الحکم تک پہنچا دینا ضروری سمجہا خدا نے چاہا اور اسے توفیق ملی یا کسی اور کو تو وہ اس سے فائدہ اٹھا کر قوم کے سامنے وہ چیز رکھ سکیگا جو اس کے لئے خضر راہ اور آیندہ نسلوں کے لئے مایہ ناز ذخیرہ ہوگا۔ گذشتہ اشاعت میں مولوی **نصرت اللہ** کی جگہ مولوی **فضل اللہ** صاحب درست ہے۔ ایڈیٹر۔

بہوپال کے واقعات بہت ہی عجیب ہیں۔ مگر طبی امور کے متعلق۔ صرف دو واقع قابل ذکر ہیں۔ مینے نہایت عمدہ دو صدریاں بنوائیں تہیں جو مجہے ہمیشہ پہننے کی عادت تہی۔ اون میں سے ایک چوری گئی مجہے یقین ہوا کہ طالب علمی کی حالت میں یہ ایک مصیبت ہے مصیبت پر صبر کرنیوالے کو نعم البدل ملتا ہے۔ دوسری صدری کو اوس کے شکریہ میں دیدیا۔ تہوڑے دنوں کے بعد ایک امیر کبیر کے لڑکے کو سوزاک ہوا اوس نے اپنے آدمی کو کہا کہ کوئی ایسا طبیب جسکو لوگ نہ جانتے ہوں بلاؤ مگر وہ بہی ہوئی دوائی نہ دے بلکہ سہل دوائی بتلا دیوے اور ایسی بہی نہ ہو کہ جس کے بنانے میں مجہے عام لوگوں کو آگاہی کرنی پڑے۔ جن کو کہا تہا اون کا نام پیر ابو احمد مجددی ہے۔ اونہوں نے کہا کہ ایک طالب علم طبیب ہے اور اوس کے طبیب ہونے سے لوگ ناواقف ہیں میں اوس کو اپنے ساتہ لاؤں گا اور وہ مجہے وہاں لے گیا وہ نوجوان اپنے گہر کے ایک دالان کے آگے کرسی پر بیٹہا ہوا تہا وہاں ایک باغیچہ بہی تہا۔ وہیں ہمارے لئے کرسیاں منگوائیں۔ میں نے اوس کا حال دریافت کر کے کہا کہ بیج کیلا کا ایک چہٹانک پانی صاف کر کے اور میں یہ شورہ قلمی جو آپ کے دالان میں بارود کے لئے رکہا ہے کئی دفعہ بیس اور شام تک مجہے اطلاع دیں۔ میں کہکر چلا آیا اور قدرت الٰہی سے

اوس کو شام تک تخفیف ہوگئی اور اوس نے مجھے ایک گران بہا خلعت اور ساٹھ روپیہ دیا کہ مجھے حج فرض ہوگیا۔ ساتھ ہی یہ بات ہوئی کہ مجھے شدت بخار میں سیلان اللعاب خطرناک رنگ میں شروع ہوئی جس میں پانی بودار اور سیاہ رنگ نکلتا تھا۔ ایک شخص حکیم فرزند علی نے بھی رائے دی کہ آپ کا وطن اگر قریب ہے تو جلد چلے جاویں اس خطرناک مواد سے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اور شام کے قریب ایک بزرگ جو وہاں مہتمم طلبۃ العلم تھے اور نہایت ہی مخلصانہ حالتیں رکھتے تھے۔ اونہوں نے مجھ سے آکر پوچھا کہ میں بوڑھا ہوں میرے منہ سے لعاب آتا ہے کوئی ایسی چیز بتاؤ جو افطار کے وقت کھالیا کروں۔ میں نے کہا مربہ آملہ بنارسی۔ دانہ الائچی۔ ورق طلاء سے افطار کریں۔ وہ یہ نسخہ پوچھکر معاً واپس آئے اور ایک مرتبان مربہ اور بہت سی الائچیاں اور دفتری ورق طلاء کی میرے سامنے لا رکھی اور کہا کہ آپ کے منہ سے بھی لعاب آتا ہے آپ بھی کھائیں۔ اور میں نے اون کو کھانا شروع کیا۔ ایک آدھ کے کھانے سے مجھے چند منٹ کی تخفیف ہوگئی۔ جب پھر پانی کا آغاز ہوا تو ایک اور کھالیا۔ غرض مجھے یاد نہیں کہ کسقدر کھا گیا۔ مگر ستار کے بعد مجھے بہت تخفیف ہوگئی۔ اور میں نے بجائے وطن کے حرمین کا ارادہ کرلیا۔

حرمین میں جن شیوخ سے میں پڑھتا تھا۔ اون میں سے جو شیخ الحدیث تھے اون کے گھر میں قلاع کا مرض ہوا اور اطباء کے نارسے وہ تنگ آگئے۔ میں نے گستاخی سمجھا اور یہ نسخہ بنا کر پیش کیا۔ شورہ قلمی ۴ ماسہ کتھہ ۴ ماسہ۔ الائچی خورد ۶ ماسہ۔ گلنار ۲ ماسہ۔ کافور ۱ ماسہ۔ توتیائے سبز بریاں ۲ رتی۔ شاید کچھ کمی بیشی ہی ہو۔ مگر اس کے استعمال نے معاً فائدہ دیا۔ اور شیخ نے پوچھا کہ ایسا نسخہ اگر طبیب بتا سکے تو عمدہ بات ہے مگر یہ لوگ بتاتے نہیں۔ وہاں ایک اور امر میری طبی توجہ کے بڑھانے کا بنا یہ پیدا ہوا کہ ڈاکٹر مشہور وزیر خاں صاحب جو ہمارے شیخ مولوی رحمۃ اللہ صاحب کے بڑے دوست اور مناظرہ اکبر آباد میں شامل تھے۔ مولوی صاحب کے مکان پر اون سے تعارف ہوا اور اون دنوں میں ایک شریف کو سنگ مثانہ تھا۔ چونکہ فرانس کے ساتھ وہاں کے شرفا کا تعلق تھا۔ وہاں سے وہ آلہ جس سے پتھری کو پیسکر نکالتے ہیں منگوایا گیا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے اوس کو پیسکر نکالا۔ اس کامیاب تجربے سے مجھے ڈاکٹری طب کا بہت شوق ہوا مگر میری موجودہ حالت اور شغل اوس طرف جھکنے نہ دیتے تھے۔ ڈیڑھ برس کے بعد مجھے کچھ سبکدوشی ہوئی تو حضرت شیخ المشائخ پیر و مرشد حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے نیاز حاصل ہوا اور اس طبیب روح کے باعث مدینہ چلا گیا اور اون کے حضور بہت مدت رہا۔ اس درمیان تمام دنیاوی شغل چھوٹ گئے صرف ایک مخلص عنایت فرما جو عورتوں کے تپ دق سے بڑے ماہر تھے اون سے کبھی کبھی طبی تذکرہ ہو جاتا تھا۔ وہاں کی اقامت میں خود تجربہ کا خیال حضرت شاہ صاحب کی خاص توجہات کے باعث ہرگز نہ ہو سکا۔ واپس ہوا اور گھر میں پہونچا۔ تو آتے ہی مخالفت کا بازار علماء سے گرم ہوگیا۔ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است

زیر آں گنج کرم بنہادہ است

میں نے ایک طبیب سے مشورہ کیا کہ میں یہاں طب کروں تو اوس نے کہا کہ تم یہاں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میں نانگ پینے والا آدمی ہوں پھر بھی مجھے اس شہر میں پانچ روپیہ سے زیادہ نہیں مل سکتا۔ اور تم سنتے نہ تو نانگتے ہو اور تمہاری حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ دوا کا مفت دینا تمہاری عادت میں داخل ہوگا۔ اور اون سے کسی تقریب میں میں یہ بات بھی کر چکا تھا کہ معاجین۔ شربت۔ اور فصد کا طریق مجھے لیا نظر آتا ہے۔ تو اوس نے کہا کہ یہاں کے عطار اور جراح مخالفت کریں گے۔ علماء کی مخالفت اسپر علاوہ ہے۔ میں نے توکلاً علی اللہ اپنے ایک طالب علم کو کہا کہ یہ سرمہ بناؤ۔

جست۔ سرمہ سیاہ۔ زنگار۔ سفیدہ کاشغری۔ افیون۔ سمندر جھاگ

۲۰ ماسہ ۲ ماسہ ۳ ماسہ ۴ ماسہ ۳ ماسہ ۴ ماسہ

اور اسپطرح کا ایک اور سرمہ جس میں افیون نہ ہو۔ اور میں نے عصر کے بعد وضو کرتے ہوئے ایک شخص کی آنکھ کو غور سے دیکھکر پہلا قسم سرمہ ڈالدیا۔ اوس کے دیکھا دیکھی ایک اور نے درخواست کی اوسکو بھی لگا دیا یہ ہمارا پہلا اشتہار تھا۔ صبح بہت سے لوگ آئے اور سرمہ ہی طلب کیا۔ ہمارے شہر میں رطوبت کے زیادہ ہونے سے یہ بیماری بکثرت تھی بعض کو نزلی اور بعض کو معدی آشوب تھا۔ اور بعض کے طبقات العین میں۔ اسلئے ہم نے اطریفل گشنیزی جسمیں گل اسطوخودوس پڑتا ہے۔ اوس کی ہدایت کی۔ اور بعض کے کان کے پیچھے یا کسی ہڈی یا گردن پر بلسٹر لگا دیا۔ خدا کے ہی عجائبات ہیں اس تدبیر نے بڑی کامیابی کا منہ دکھایا۔ پھر ہمارے ایک اسی برس کے دوست فتح خاں رئیس بہت ملا کرتے تھے اور اون کی اولاد نہ تھی۔ میں نے اون کو اصرار سے کہا کہ آپ شادی کرلیں اور اونہوں نے کہا کہ ہمیں تو کبھی تحریک بھی نہیں ہوتی۔ مجھے صاحب میزان الطب کا قول بکر اگر گاہ گاہ میسر شود حکم اکسیر دارد۔ دلیری دیتا اور میں نے کہا کہ آپ یقین کریں کہ آپ کامیاب ہوں گے۔ آخر میرے اصرار پر اونہوں نے شادی کرلی۔ اور میں نے سم الفار اور عمدہ افیون کے ساتھ سیماب کا ایک مرکب بنا دیا اور اوس کے کھانے پر معجون فلاسفہ کی تاکید کر دی۔ قدرت الٰہی سے اون کے گھر میں حمل ہوا اور لڑکی تولد ہوئی میں نے ہر چند کہا کہ آپ لڑکی کو کسی اور کا دودھ پلائیں مگر نہ مانا۔ اور قریباً وہی دوائی پھر دی۔ تو اس سے پھر حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا۔ جواب اللہ کے فضل سے محمد حیات نام ایکسٹرا اسسٹنٹ ہے۔ اور مجھے ہمیشہ اپنا چچا ہی لکھا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اوس کی حیاتی میں بہت برکت دے۔ کیونکہ میرے نہایت پیارے دوست کی یادگار رہے۔ ہمارے نواح کے گاؤں میں ہماری طب کا غیر معمولی چرچا پھیل گیا۔ اور جموں سے ایک شخص جو اسوقت بھی افسر پولیس ہیں وہ مدقوق ہوکر علاج کے لئے میرے پاس آئے اور شہر میں وہ ہمارے پڑوسی تھے۔ اون کا نام لالہ متھراداس ہے۔ اس کے علاج تو بہت کئے اور کامیابی ہوئی۔ اور اس اثنار میں دیوان کرپارام وزیر اعظم جموں کا گذر پنڈ دادنخاں میں ہوا۔ بہرحال دیوان صاحب اور لالہ متھراداس کے ماموں بخشی صاحب نے سرکار جموں سے ذکر کیا۔ اون دنوں میں ایک بیمار ایسے فالج میں گرفتار ہوا جس کا فالج پاؤں کے اطراف عصابہ سے شروع ہوا اور روز مرہ بڑھتا گیا۔ پھر ہاتھ بھی مفلوج ہوگئے۔ اوس کے باپ نے میری طرف رجوع کیا۔ طب یونانی اوس مرض سے جہاں تک میرا علم ہے خاموش ہے۔ قواعد کلیہ سے کام لینا اور وقت میری طاقت سے باہر تھا۔

(باقی آئندہ)

الواح الھدٰی للرجال والنساء

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رات دن یہی فکر رہتا ہے کہ کس طرح سے دنیا میں تقویٰ اور طہارت پھیلے اور زمین پاک اور ہدایت سے پُر ہو جائے آپ ہمیشہ ایسی تجاویز سوچا کرتے ہیں اور سوچا کیا کرتے ہیں۔ خدا آپ کے دل میں [illegible] ڈالتا رہتا ہے۔ جس سے مخلوق الٰہی سیدھے راستہ پر آ جائے اور [illegible] بد اندر [illegible] اٹھ جائے۔ ۲۵ جون کی صبح کو آپ احباب کے ساتھ سیر کے واسطے باہر تشریف لے گئے۔ راستہ میں فرمایا۔ ہماری کوئی تصنیف ایسی نہیں جس میں [illegible] کے ذرایع بیان نہ کئے گئے ہوں۔ اور اخلاق حسنہ کے حصول کے وسایل کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ ہر ایک کتاب میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ [illegible] مخالفوں کے مباہلات اور بد اندیش دشمنان دین کی [illegible] [illegible] ہوتی ہے۔ بلکہ خود کو [illegible] اور [illegible] کے واسطے یہ کتابیں لکھی جاتی ہیں لیکن اب میرے دل میں [illegible] ایک اور [illegible] امر کے واسطے جوش [illegible] اور وہ یہ ہے کہ لمبی کتابوں کا پڑھنا سب کے واسطے آسان نہیں ہوتا۔ لوگ [illegible] عموماً ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ لمبی کتابوں کو [illegible] اور [illegible] کتاب کے تمام مضامین پر [illegible] اس واسطے خدا نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ [illegible] ایک [illegible] عبارت میں لکھا جاوے۔ اور اس [illegible] ایک لکڑی کی تختی پر لگا یا جاوے۔ اور ایسی تختیاں [illegible] کے اور بازار اپنے گھروں کی دیواروں پر لگا دو۔ [illegible] اور اس تلاش دل نیکی کی [illegible] [illegible] بھی ہوں اور [illegible] ہوں۔ مردوں کے واسطے جو [illegible] ان کے مناسب حال ہیں اور عورتوں [illegible] [illegible] میں کہتا ہوں کہ اگر انکو پاس [illegible] کیجاتی ہے اور اگر کوئی غور [illegible] بعض ضروری باتیں قابل اصلاح ہیں۔ اگر ایسی تختیاں ہر وقت نظر کے سامنے رہیں تو امید ہے کہ بہت اصلاح ہو جاسکتی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے پاس [illegible] کے آدمی کا آنا آج سے تیس سال پہلے کے الہام الٰہی سے ظاہر ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے [illegible] [illegible] دور دور سے آئینگے [illegible] نہ گھبرانا اور نہ بد سلوکی کرنا۔ اس الہام الٰہی [illegible] کثرت سے غریبوں کا آنا مقدر ہے لیکن امیر و غنی تو خواہ نخواہ ہر کوئی خاطر داری کرتا ہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو تاکید فرمائی [illegible] غرض ایسی تختیاں بہت جلد [illegible] [illegible] یہاں پہنچ کر [illegible] [illegible] اور ایسی [illegible] گھر [illegible] میں لگنے سے [illegible] امید ہے کہ یہ تختیاں ان کے [illegible] مفید ہونگی۔

ڈائری

الفضل الطیب

فطرت آریہ ۱۱ - جون ۱۹۰۸ء - فرمایا۔ ہمارا ایک پرانا واقف ہندو ہے۔ اس کا خط آیا تھا۔ کہ آریہ لوگ دراصل گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں۔ سرکار کو غلط فہمی ہوئی۔ میں نے [illegible] لکھا ہے۔ یہ تمہاری غلطی ہے کہ آریہ سرکار کے خیر خواہ ہیں۔ اس سلوک کو دیکھا جائے۔ جو گورنمنٹ نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ کہ انکو اعلیٰ تعلیم دی ہے اور تمام معزز عہدوں پر انکو [illegible] ان سے بڑھ کر [illegible] اور پھر اس سلوک کو دیکھا جائے جو کہ اب انھوں نے گورنمنٹ کے ساتھ کیا ہے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ گورنمنٹ کے صرف بدخواہ ہی نہیں بلکہ نمک حرام بھی ہیں اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریوں کی فطرت میں یہ بات ہے۔ کہ اپنے محسن کیسا تھ [illegible] کیا کریں۔ فرمایا۔ جو [illegible] اصلاح [illegible] کہ اپنا تعلق آریوں سے بالکل علیحدہ کر لو۔

ناجائز وعدہ ایک شخص کی درخواست پیش ہوئی۔ کہ میری ہمشیرہ کی منگنی ایک غیر احمدی کیسا تھ ہو چکی ہے۔ اب اسکو قائم رکھنا چاہیے یا نہیں۔ فرمایا۔ ناجائز وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی۔ کہ شہد نہ کھائینگے۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایسی قسم کو توڑ دیا جاوے۔ علاوہ ازیں منگنی تو ہوتی ہی اسی لئے ہے کہ اس عرصہ میں تمام حسن و قبح معلوم ہو جاویں۔ منگنی نکاح نہیں ہے۔ کہ اس کا توڑنا گناہ ہو۔

مشاعرہ ایک جگہ بعض شاعرانہ مذاق کے دوست ایک باقاعدہ انجمن مشاعرہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ اسکے متعلق حضرت سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ یہ [illegible] ہے۔ کہ ایسی انجمنیں قائم کی جاویں۔ اور لوگ شعر بنانے میں مستغرق [illegible] یہ جائز ہے۔ کہ کوئی شخص [illegible] کیفیت کوئی نظم لکھے۔ اور اتفاقی طور [illegible] میں سنا دے۔ یا کسی اخبار میں چھپوا دے۔ ہم نے اپنی کتابوں میں کئی نظمیں [illegible] مگر اتنی عمر ہوئی۔ آج تک کبھی کسی مشاعرہ میں اپنا نام پیدا کرنا چاہیں [illegible] کے طور پر شعر بنائے [illegible] ہوس روحانی ہی اور نہ خواہش نفسانی سے [illegible] تمام جو مخلوق [illegible] مفید [illegible] تو ہم مضائقہ نہیں۔ مگر یہی پیشہ کر [illegible]

[illegible] فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اس کے [illegible] ظاہر ہو رہی ہیں۔ اگر یہ معجزات اور نشانات [illegible] ایمان کیلئے کافی نہیں تو پھر کسی نبی کے ماننے [illegible] کوئی راہ دنیا میں باقی نہیں۔ تو پھر کسی نبی کے ثبوت کے واسطے کوئی دلیل قائم [illegible]

[illegible] انجام ایک شخص [illegible] سلسلہ حقہ کے ساتھ ہنسی کیا کرتا تھا اور [illegible] اس کا پوتا اور بیٹا مر گیا ہے۔ فرمایا۔ خدا کا رسول [illegible] جب تک کہ [illegible] نشانات کا نمونہ اپنی آنکھوں سے ہوتا ہوا نہ دیکھ لے۔

[illegible] ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء - ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضور نے [illegible] لکھے اور پڑھنے کی بار بار پڑھنے میں بہت محنت [illegible] حضور کی طبیعت علیل ہو جاتی ہے اب حضور چند روز بالکل آرام فرماویں۔ [illegible] فرمایا۔ ہماری [illegible] ہمیں تو شرم آتی ہے جبکہ صحابہ [illegible] کس طرح خوشی کیساتھ انھوں نے خدا کے [illegible]

[illegible] [illegible] جو شخص باوجود محتاج [illegible] وہ [illegible] بادشاہ [illegible] اختیار [illegible] ایک بادشاہ کے پاس ملازم تھا۔ بادشاہ کی عادت [illegible] جس سے یہ یقین تھا کہ بادشاہ کو جذام ہو جائیگا۔ [illegible] بادشاہ بار بار آتا تھا۔ اس سے تنگ آ کر جالینوس [illegible] بادشاہ [illegible] اختیار کیا۔ آخر [illegible] جنگل نکلا اور جالینوس کے [illegible] اور بادشاہ کی تواضع آئے [illegible] اور پورے زور سے اس کے علاج میں مصروف ہوا۔ تب خدا نے اسے شفا دی۔

(ایڈیٹر)

مختصر نوٹ

مقدمہ متعلقہ بلوہ راہوں | راہوں ضلع جالندہر کے بلوہ کے متعلق کسیقدر حالات اس سے پہلے شایع ہو چکے ہیں اب اس مقدمہ کا آخری فیصلہ ہوگیا ہے اور حکم سنا دیا گیا ہے اس میں منجملہ ۲۵ ہندو ملزمان کے ۱۸ کو چھ چھ ماہ قید کی سزا ہوئی ہے اور بعد رہائی سب کو تین سال کے لئے حسب حیثیت پانچسو روپیہ سے لیکر ۳ ہزار روپیہ تک نیک چلنی کی ضمانتیں دینی ہونگی۔ یہ ہے برٹش راج کی برکت اور عدالت کہ دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی الگ کرکے رکھدیا ورنہ سب انسپکٹر صاحب تھانہ راہوں نے قومی پاسداری اور تعصب کا پورا ثبوت دیدیا تھا اور سب پوسٹماسٹر راہوں نے مسلمانوں کے تار کو روک کر جو کہ ہرگز نہ مسلمانوں کو پہونچانا چاہتا تھا وہ نہایت ہی خطرناک تھا۔ مگر یوروپین ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ نے مقدمہ کی اصلیت کو نکال لیا۔ مسلمانان ہندوپنجاب خصوصاً راہوں کے مسلمان ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ صاحب کے جسقدر شکر گذار ہوں کم ہے۔ انہوں نے اونکی جان اور مال اور آبروہی کو نہیں بچایا بلکہ ایک خطرناک جرم سے اون کو مخلصی دی ہے ملزم اپنے کیفر کردار کو پہونچ چکے لیکن میں صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع جالندہر کو اس امر کیطرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جبکہ سب انسپکٹر پولیس راہوں کی کارروائی اس مقدمہ سے متعلق اعتراض سے خالی نہیں اور اس سے مذہبی تعصب اور پاسداری کا کہلم کہلا ثبوت ملتا ہے تو پھر کیا صاحب موصوف کی معدلت گستری سب انسپکٹر موصوف کے متعلق ایسا نوٹس لینے پر انہیں مجبور نہ کریگی جس سے دوسروں کو عبرت ہو مجھے یقین ہے کہ صاحب موصوف ضرور نوٹس لیں گے۔ ایسا ہی **پوسٹماسٹر جنرل** پنجاب کو ایسے مفسد اور ضرر رساں سب پوسٹماسٹر کو کافی سزا دینی چاہئے میرے خیال میں اگر قانونی طور پر ایسے سب پوسٹماسٹر کو کوئی سزا نہ دلائی جاسکے تو مسلمانان راہوں کو درگذر نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا تار روک دینے کیوجہ سے کچھ عرصہ کے لئے غریب **مسلمانوں کو سخت دکھ** اٹھانا پڑا۔ بہرحال یہ ہندو عہدہ داران راہوں اس قابل ضرور ہیں کہ انکو حاکمانہ طور پر معقول سرزنش کیجاوے۔

اسی بلوہ کے متعلق اس امر کا بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج راہوں کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ صاحب اور بعض ممبران نے جو کمال دکہایا ہے وہ فیصلہ عدالت سے ہویدا ہے۔ اب آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب راہوں کی سماج کے متعلق کیا کہتی ہے؟ کیا اسے پولٹیکل پارٹی مانیگی یا مذہبی اور اخلاقی تعلیم دینے والا گروہ۔ اس سماج نے آج سے نہیں عرصہ سے مسلمانوں کے خلاف فساد کرنیکا ارادہ کیا ہوا تھا۔ کیونکہ یوگندر پال جیسے بدزبان اور اشتعال دلانیوالے بیباک بچہ کو بار ہا راہوں میں بلا کر مسلمانوں کے خلاف لیکچر دلوائے۔ غریب مسلمان تہہ درویش برجان درویش خاموش ہو رہے۔ آخر وہ بیگنی رنگ کہل گیا۔ اور ظالم اپنے کیے کے سزا پانے کو جیل جا پہونچے۔

زلزلہ کا دھکا | ماہ رواں کو کشمیر میں ایک سخت طوفان باد و باراں کا آیا اور اس کے بعد زلزلہ کا ایک جہٹکا محسوس ہوا۔ ہفتہ کے روز آدہی رات کے وقت ایک اور جہٹکا زلزلہ کا محسوس ہوا تھا ہوا میں خنکی آگئی ہے

آریوں کی زباندرازی بدستور جاری ہے | ایکطرف تو آریہ لیڈر اپنی برکت کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے مقاصد کی انتہا تعلیم ہے دوسریطرف آریہ قوم کے نونہال اپنی بدزبانیوں اور شوریدہ سری سے باز نہیں آتے۔ پرکاش میں جس قسم کے مضامین شایع ہو رہے ہیں اسپر ایک الگ مضمون بہیجے لکہا ہے جو عنقریب شایع ہوگا۔ ۱۵ جون ۱۹ء کے مسافر میں جو پہلے سے باوجودیکہ کرشن نویسی کے مقدمہ میں مبتلا ہے ایک مضمون "پریشان وزیر ہند" کے عنوان سے لکھا ہے جسمیں مسٹر مورلی پر نہایت ہی بے جا اور بیہودہ حملے کرتا ہے یہ وہی مسافر ہے جسکی امداد کے لئے بعض آریہ اخباروں نے قوم کو متوجہ کیا تھا کیا یہ طریق ثابت نہیں کرتا کہ انکی بدزبانی ابہی تک بدستور جاری ہے؟

ایک ضروری چٹھی

سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مندرجہ ذیل سرکلر لیٹر احباب کو بھیجی ہے جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت توجہ طلب ہے اس خیال سے کہ اسپر فوری توجہ ہوسکے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان (مورخہ ۲۲ جون ۱۹ء)

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ابتدائے سنہ ۱۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ایک انجمن آپکے پیرووں کی قائم کیگئی تہی جسکا نام خود حضرت اقدس نے صدر انجمن احمدیہ تجویز فرمایا اس انجمن کے قائم کرنیکی غرض یہ تہی کہ سوائے لنگرخانہ کے جسقدر کام سلسلہ احمدیہ کر رہا ہے وہ ایک ضابطہ کی صورت میں آجاویں چنانچہ انجمن کے قواعد کی پہلی تین دفعات جو پہلے ہی کئی دفعہ شائع ہو چکی ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) انجمن ہذا کے اغراض حسب ذیل ہونگی۔ اشاعت اسلام تعلیم دینی و دنیوی۔ انتظام قبرستان تقسیم زکوٰۃ۔ امور متفرقہ متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ایک ایسا فرد جو کسی طرح کی امداد کرتا ہو وہ اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

(۳) ہر ایک انجمن احمدیہ جو ممبران سلسلہ احمدیہ کسی جگہ قائم کریں وہ اس انجمن کی شاخ ہوگی۔

چنانچہ اسی سال سنہ ۱۹۰۶ء میں یہ انجمن باضابطہ رجسٹری بھی ہوگئی اور اسوقت تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ دینیات۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز و تعلیم الاسلام مقبرہ بہشتی۔ ایک کتبخانہ اور کئی ایک مساکین اور یتامی کا اہتمام اس انجمن کے سپرد ہے مگر ان کاموں کو چلانا ایک یا دو یا چند آدمیوں کا کام نہیں بلکہ یہ فرض کل سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے اور سب کے سر پر یکساں ذمہ واری ہے۔ ہر ایک شخص جو بیعت میں داخل ہوتا ہے جبتک وہ ان اغراض میں ہمارا معاون نہیں ہوتا اسکے داخل ہونے سے سلسلہ کو کچھ فائدہ نہیں۔ دوسریطرف ایسے لوگ جو ایکدفعہ بیعت کرجاتے ہیں اور پہر ان کو اس سلسلہ کی کارروائیوں اور تحریکوں اور ان تازہ نشانوں سے

جو اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کیلئے دکھا رہا ہے کوئی اطلاع نہیں ہوتی وہ خود بھی ہمیں داخل ہو کر کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے ۔ اور تیسرا امر یہ ہے کہ وہ چندہ کام جنکا جاری رکھنا اہم اغراض سلسلہ میں سے ہے انہیں آسانی سے ... اسوجہ سے مشکلات پیش آتی رہتی ہیں کہ ان کے قیام میں سب احباب برابر حصہ نہیں لیتے اس سے نہ صرف بعض کاموں میں رکاوٹ ہی پیدا ہوتی ہے بلکہ جب کبھی کسی تحریک کی ضرورت پڑتی ہے تو انہیں چند احباب کو بار بار مخاطب کرنا پڑتا ہے اسلئے مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ نے ان ضروریات کو محسوس کر کے تجویز کیا ہے کہ جہاں احمدیوں کی معتدبہ تعداد ہو وہاں ایک مقامی انجمن قائم کیا دے جو اس انجمن کی ایک شاخ ہو ۔ اور اس کام کو زیادہ منضبط کرنے کے لئے یہ بھی ضروری خیال کیا گیا ہے کہ ہر ضلع میں صدر مقام ضلع میں یا اگر صدر مقام ضلع میں احمدی جماعت کی تعداد کافی نہ ہو تو کسی دوسرے مقام میں جہاں جماعت کی تعداد کافی ہو ایک بڑی انجمن قائم ہو جو اپنے ضلع کی تمام انجمنوں کا انتظام کرے اور چندوں کی وصولی وغیرہ کا اہتمام کرے اسی غرض کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا تھا کہ پہلے جہاں جہاں کوئی انجمن قائم ہے اسکی حالت کو دیکھا جاوے کہ آیا ایسی بڑی انجمنیں جو اپنے اپنے ضلع میں باقی کل انجمنوں کا بھی انتظام کر سکیں کہاں کہاں موجود ہیں اس غرض کے لئے مجلس معتمدین نے اپنے سالانہ اجلاس میں مندرجہ ذیل چند سوال تجویز کئے تھے جن کا جواب اس مجلس میں پیش ہو کر آخری فیصلہ اس امر کے متعلق ہونا تھا مگر باوجودیکہ ان سوالات کو اخبار میں شائع کئے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گذر گیا ایک آدھ انجمن کے سوائے کسی کیطرف سے کوئی جواب نہ آیا اور جہاں سے جواب آیا وہ بھی تسلی بخش نہ تھا لہذا بذریعہ خطوط پھر احباب کو توجہ دلائی گئی مگر اس کا نتیجہ بھی سوائے اس کے کچھ نہیں نکلا کہ تین چار انجمنوں کیطرف سے جواب آئے ہیں یہ سستی بہت نقصان رساں ہے لہذا اب میں سہ بارہ یہی سوالات آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ انپر غور کر کے بہت جلد ہر ایک سوال کا تفصیل کے ساتھ اور نمبروار عطا فرماویں ۔ وہ سوالات جنکا جواب ہر ایک انجمن کو دینا چاہیئے یہ ہیں ۔

(ا) تعداد ممبران کسقدر ہے ؟
(ب) نام و فرائض عہدہ داران کیا کیا ہیں ؟
(ج) ممبر ہونے کی کیا شرط ہے ؟
(د) قواعد و ضوابط انجمن کیا ہیں ؟
(ہ) وصولی چندہ کسطرح ہوتی ہے اور کل رقم چندہ کسقدر ہے جو سلسلہ کے مختلف مدات میں اس انجمن کیطرف سے ماہوار پیش ہوتی ہے ہر ایک مد کا الگ الگ چندہ اور کل میزان کیا ہے ۔
(و) اگر وہ انجمن کسی ضلع میں ہے تو اور کسقدر انجمنیں اسکے متعلق ہیں اور انکے ممبروں کی تعداد کیا ہے اور آیا انکا چندہ صدر مقام کی انجمن کے ذریعہ سے آتا ہے یا براہ راست ؟
(ز) انجمن نے اپنے ضلع میں احمدیوں کی تعداد معلوم کرنے یا انکو اس سلسلہ کی ہدایات اور ضروریات سے آگاہ کرنے کے لئے کیا انتظام کیا ہوا ہے ؟
(ح) انجمن کے جلسے ہفتہ وار ہوتے ہیں یا نہیں اور اوسط حاضری ممبران کسقدر ہوتی ہے ؟
(ط) انجمن کی کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہے اگر ہے تو کیا کیا ؟

ان سوالات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انجمن کی غرض انکے پوچھنے سے کیا ہے ۔ پہلا منشاء یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی اصل تعداد کا اندازہ لگ سکے اور اسطرح پر رجسٹر بیعت کی تکمیل ہو سکے جسکے لئے خود حضرت اقدس کئی دفعہ تاکیدی ارشاد فرما چکے ہیں جماعت کو بھی کئی دفعہ تاکید کیگئی مگر ابتک یہ کام تکمیل پذیر نہ ہوا ۔ دوسری غرض انجمن کی یہ ہے کہ ہر مقام پر احمدی احباب کی انجمنیں قائم ہو کر انکا باہمی میل جول اور تعارف اور تعلقات بڑھیں خدا نے اس سلسلہ کو ایک سلسلہ بنایا ہے اور جب دوسرے لوگوں سے ہمارا اس قسم کے تعلقات منقطع ہو چکے ہیں تو ضروری ہے کہ ایسے تعلقات باہمی پیدا ہوں ۔

تیسری غرض وصولی چندہ ہے اور اسبات کا اندازہ لگانا کہ ہر ایک مد کے لئے کسقدر ماہوار چندہ کسی جگہ سے آ سکتا ہے شاید بعض احباب کو یہ اطلاع بھی نہ ہو کہ کون کونسی مدات اس سلسلہ میں قائم ہیں اسلئے میں اسبات کا ظاہر کر دینا نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ کی مدات میں سے سب سے پہلی مد جو سب سے ضروری ہے مد لنگر خانہ کی ہے یہ وہ مد ہے جو سب سے پہلے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قائم کی اور اسی کا وجود سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ جو لوگ یہاں آتے ہیں خواہ وہ اپنے احباب ہیں جو اپنے آقا و محبوب کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور آپکی صحبت سے ایمانی ترقی حاصل کرنا چاہتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو طالب حق ہیں انکے لئے لنگر خانہ کا انتظام ازبس ضروری ہے کیونکہ ایک ... پھر ایک اپنی ضروریات خوردنی و نوشیدنی کا خود انتظام نہیں کر سکتا ۔ اسی مد میں وہ اخراجات بھی شامل ہیں جو مہمانخانہ کی تعمیر یا خطوط کا جواب دینے یا بعض کتابوں کے طبع کے لئے حضرت اقدس کو کرنے پڑتے ہیں ایسا ہی حضرت اقدس کے گھر کے مصارف بھی اسمیں شامل ہیں ۔ اس مد کا اہتمام حضرت اقدس کے ہاتھ میں ہے اور سلسلہ میں کوئی ایسا آدمی نہ ہونا چاہیئے جو اس مد میں کچھ نہ کچھ اعانت نہ کرتا ہو خواہ وہ کیسی ہی قلیل ہو مگر جو لوگ استطاعت رکھتے ہیں انکو دل کھولکر اسمیں مدد دینی چاہیئے ۔ اسمیں انکی اپنی بہتری ہے کیونکہ جو مال خدا کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے خدا اسکا عوض دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دو گونہ دیتا ہے ۔ دوسری مد مدرسہ کی ہے جسمیں اسوقت خدا کے فضل سے تین سو کے قریب طلبا کی تعداد پہونچ گئی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اسکے اخراجات بھی کثیر ہیں اور چونکہ اس مدرسہ کا اجرا تائید و نصرت سلسلہ کے لئے ہوا اور خود حضرت مسیح موعود نے کیا اسلئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس مد میں بھی کچھ نہ کچھ چندہ حسب استطاعت دے چنانچہ خود حضرت اقدس بھی اسکے لئے اشتہار دے چکے ہیں جسمیں آپ نے یہ کھولکر فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص ضرور اس مد میں چندہ دے اسکا خرچ اسوقت ایکہزار روپیہ مستقل ماہوار ہے اور عمارت کے کثیر اخراجات مزید برآں ہیں ۔ تیسری مد میگزین ہے یہ میگزین انگریزی میں بلاد غیر میں مفت تقسیم ہوتی ہے چونکہ ہندوستان سے باہر اشاعت اسلام اسی ذریعہ سے ہوتی ہے اسلئے جو لوگ اشاعت اسلام کے لئے اپنے دلمیں تڑپ رکھتا ہے وہ اس دینی جہاد میں اپنے مالوں سے مدد کر کے اللہ تعالیٰ کے پاک وعدوں کے مستحق بنیں پھر ایک مد صدقات کی ہے جسمیں ایک مساکین فنڈ اور ایک یتیم فنڈ اور اسکے علاوہ زکوٰۃ کا روپیہ بھی آتا ہے جو مستحقین میں تقسیم ہوتا ہے اور جس سے بہت سے غریب لوگ فائدہ اٹھا کر بسر کار ہو جاتے ہیں اور پھر اس سلسلہ کی اعانت میں حصہ لیتے ہیں ایک مد مقبرہ کی ہے جسکے لئے رسالہ الوصیۃ کو پڑھنا چاہیئے ۔

غرض چندہ کے لئے انجمنیں بنانی ہیں اور انکی باہمی تعلقات قائم کرنیکی یہ ہے کہ کل احباب وقتاً فوقتاً ہر قسم کی ضروری تحریکات اور اس سلسلہ کی ضروری ہدایات سے آگاہ ہوتے رہیں ۔ غرضیکہ یہ چند ایک ضروری امر ہیں جنکے لئے میں پھر آپ لوگوں کی خدمت میں یہ عریضہ پیش کرتا ہوں کہ آپ ان اغراض میں اس انجمن یعنی سلسلہ احمدیہ کی اعانت کریں اور اس کے منشاء کے مطابق ہر جگہ انجمنیں قائم کریں جہاں ابھی انجمنیں قائم ہیں وہ ان سوالوں کا جواب دیں جو ابتک نہیں دیا اور جہاں انجمنیں قائم نہیں ہیں وہ ایسی انجمنیں قائم کریں جو چھوٹی انجمنیں ہیں وہ یہ اطلاع دیں کہ وہ کس بڑی انجمن کیساتھ تعلق پیدا کر سکتی ہیں اور جو بڑی انجمنیں ہیں وہ کسقدر علاقہ میں اور کتنی انجمنوں کا انتظام کر سکتی ہیں ان اغراض میں اور ضلع وار فہرستیں تیار کرنیمیں یہ انجمن یعنی صدر انجمن احمدیہ بھی ہر قسم کی مشکلات میں مدد دینے کے لئے تیار ہے اگر ہر جگہ سے تھوڑی سی کوشش بھی کریں تو تین چار ماہ میں ضلع وار فہرستیں تیار ہو سکتی ہیں اس عمل میں اخراجات پیش آئینگے مگر جب ایک بڑی بھاری جماعت سے وصولی چندہ ہوگی تو اس سے نہ صرف یہ اخراجات ہی نکل آئینگے بلکہ سلسلہ کی مدات کو بھی بڑی بھاری اعانت پہونچیگی دیہات میں جہاں عموماً زمیندار لوگ ہوں ربیع اور خریف کے موقعہ پر اگر غلہ کی صورت میں ہی چندہ فراہم کیا جاوے تو بہت کچھ کامیابی کی امید ہو سکتی ہے اگر وہ احباب جنکے پاس یہ عریضہ پہنچتا ہے کوئی کارروائی اسکے متعلق کرنا چاہیں اور کسی قسم کا مشورہ لینا چاہیں تو وہ مجھ سے خط و کتابت کرکے ہر ایک امر کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں اگر ضرورت ہو تو صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم میں کوئی ایسا امر پیش کرکے انجمن کیطرف سے بھی فیصلہ کی اطلاع دیجاوے گی مگر بہر حال اس کام کو کرنا ضروری ہے اور بہت جلدی شروع کرنا ضروری ہے تاکہ سال کے اختتام سے پہلے پہلے یہ سب کارروائی مکمل ہو جاوے ۔ والسلام ۔ خاکسار محمد علی ۔ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

نوٹ: ایسی انجمنوں کے عہدیداروں کے نام بھی تحریر کرنے چاہئیں تا بوقت ضرورت صدر انجمن احمدیہ ان سے براہ راست خط و کتابت کر سکے ۔

اسلام کے نادان دوست

[illegible] آیات قرآنی اور احادیث رسول ربانی کی غلط فہمی سے [illegible] دشمنان اسلام و مخالفان [illegible] کیا [illegible] والزامات نارواکا موقعہ دیا ہے [illegible] وہ نا[illegible] [illegible] آج کل ہمارے علاقہ میں استفاظی ملانوں کی [illegible] انہوں نے طاعون کے بارہ میں دیا اسلام اور [illegible] اسلام [illegible] کے ساتھ منسوب کیا جارہا ہے اس کے بیان کرنے [illegible] مخالف بھی ان مردہ شو اور [illegible] سے بیزار اور مسجد ول سے سیدول [illegible] کی [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کو دیکھ بارہے [illegible] مسلمانان موضع [illegible] [illegible] ملانوں سے [illegible] حکم سنایا ہوکہ جو مسلمان [illegible] اسلام [illegible] [illegible] جن لوگوں [illegible] زندہ [illegible] [illegible] اور [illegible] پاس کے بند مکانات کے اندر [illegible] اور مریضوں کی قے اسہال سے اسقدر عفونت [illegible] گزرنا مشکل ہوگیا ان گند سے اور عفونت [illegible] ہیں مسلمانوں کو [illegible] کہتے ہیں کہ اسلام میں وضو غسل وغیرہ [illegible] ہے مگر طاعون زدہ مکانات میں بیٹھے رہنا [illegible] مسلمانوں کا یہ فعل بہت ہی قابل نفرت ہے جب تجربہ سے ثابت ہوگیا کہ طاعون ایک متعدی مرض ہے اور بہ نسبت گھروں کے میدان کی ہوا میں اس کا اثر کم ہوتا ہے اور انسان کا دل و دماغ بھی فطرتاً غلاظت و بدبو سے متنفر ہے تو پھر نہیں معلوم مسلمانوں کے پیغمبر نے فطرت انسانی اور صحیح تجربہ کے برخلاف کیوں تعلیم دی“؟

افسوس ہمارے سیال [illegible] استفاظ و صدقہ خیرات کے لالچ سے کہ باہر نکلنے میں کہیں اسباب میں کمی واقع نہ ہو قرآنی آیات ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور والرجز فاھجر وغیرہ کی مطلق پروا نہیں کرتے اور بطور علاج کے کھلی ہوا میں رہنے کو خلاف توکل [illegible] ناواقف اور سادہ لوح لوگوں سے زیورات و پارچات [illegible] اپنی جھونپڑے لوٹ رہے ہیں چنانچہ [illegible] مواجع و قومۃ الصدر سے سینکڑوں روپیہ انہوں نے طرح طرح کے [illegible] وصول کئے کوئی تعویذ گنڈا سے پیٹ پالنا ہے کوئی ایاچی [illegible] کو یا انکی اپنی جو تجاویز و تدابیر ہیں وہ تو بالکل موافق قضا و تقدیر ہیں لیکن کسی دوسرے خیر خواہ کی خیر خواہی اور ان کے نزدیک سراسر کفر و گمراہی ہے عوام کالانعام کو یہ کہکر کہ تقدیر میں جو کچھ لکھا ہے ہو کر رہیگا کسی کی حیات مقدرہ سے ایک سانس بھی کم و بیش نہیں ہوسکتا یا ہر بھی وہی خدا ہے جو گھروں میں ہے تم لوگ شہیدی چھوڑ کر کیوں بھاگے ہو“ ایسا دلیر کر دیا کہ یہ لوگ جو ہوں کے اٹھانے اور مریضوں کے پاس جانے میں ذرا احتیاط نہیں۔ راقم نے ایک عورت ساکنہ [illegible] کو یہ کہتے سنا کہ کل ہمارے گھر سے مردہ چوہے نکلے مگر میرا خاوند مکان کو اس لئے

نہیں چھوڑتا کہ شہادت کا درجہ ہاتھ سے جاتا ہے بھلا ان ملانوں سے کوئی پوچھے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود وعدہ الٰہی واللہ یعصمک من الناس کیوں مکہ مبارکہ سے بھاگ غار میں پناہ لی اور لڑائی میں اپنے ہاتھ مبارک سے خندق کھودی یا نعوذ باللہ انہوں نے مسئلہ تقدیر و توکل کے سمجھنے میں غلطی کھائی اگر قبل از اجل ہلاکت کا اندیشہ نہیں تو حضرت نوح علیہ السلام کے اس قول کا اطیعون یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمّی کا کیا مطلب ہے بطور علاج تبدیلی مکان اگر شرک اور کفر ہے تو آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم نے عرنیین کو بوجہ ناموافقت آب و ہوا مدینہ طیبہ سے باہر اونٹوں میں رہنے کا حکم فرمایا کیا وہ اس بنا پر تھا کہ صحرائی غذا میں صحت بخشی کی قوت زیادہ تھی۔ اسلام کے نادان دوستو تمہاری ان غلط فہمیوں سے اسلام بھی بدنام ہوگیا اگر تم میں خدا ترسی اور حق شناسی کا مادہ ہوتا تو طاعون کے اصل علاج یعنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت سے محروم رہکر تم کیوں اس عذاب سے ہلاک ہوتے اور دوسروں کے لئے موجب ہلاکت ٹھہرتے میں حیران ہوں کہ جب بہت سی احادیث صحیحہ اور روایات صریحہ کو محض تعصب مذہبی اور تناسب مشربی کی وجہ سے تم نے پس پشت ڈالدیا تو حدیث طاعون کے ایک آدہ لفظ کے مرادی معنے لینے میں تمہارا کیا حرج تھا یعنے حدیث ”فلیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ الخ“ اور ”اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا علیه واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارًا منه“ میں وہ فرار ممنوع اور منہی عنہ ہے جو دوسری زمین میں ہوتا کہ اس زمین کے لوگ بھی اس مرض میں مبتلا نہ ہوں متعدی امراض سے بچنے کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید فرمائی ہے فر من المجذوم کما تفر من الاسد۔ اس نقل مکانی کا نام فرار نہیں جو بطور علاج کے اسی زمین میں ایک مکان سے دوسرے مکان یا میدان میں ہو۔ شہر کی زمین شہر میں داخل ہے باہر نہیں قرآن شریف میں ہے سقناہ لبلد میت والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ ظاہر ہے کہ کھیتی باڑی باہر زمین میں ہوتی ہے نہ گھروں میں حدیث کا یہ جملہ ”واذا سمعتم به بارض فلا تقدموا علیه“ بتارہا ہے کہ تقدیر۔ توکل کا یہ مطلب نہیں جو ان لوگوں نے سمجھ رکھا ہے ورنہ طاعون زدہ زمین میں جانے سے کیا خوف کیونکہ وہاں بھی وہی خدا اور وہی تقدیر ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام میں طاعون سنکر واپسی کا حکم دیا تو ابو عبیدہ نے یہی تقدیر کا سوال پیش کیا اور کہا افرارًا من قدر اللہ کیا آپ تقدیر سے بھاگتے ہیں تب حضرت عمر نے فرمایا نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ یعنے ہماگنا یہ بھی خدا کی تقدیر ہے اور جو کچھ ہوتا ہے تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے الغرض دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ہونیکا نام شہادت نہیں مثلاً اگر کوئی احمق المبطون شہید والملعون شہید پڑھ پاسنکر کرٹن آئیل وغیرہ تیز مسہل کی زیادہ خوراک سے اپنے نفس کو ہلاک کرے تو کیا ایسا جاہل عند اللہ شہید کہلا سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں نام کے مسلمان نماز روزہ سے غافل شرک۔ چوری۔ زنا وغیرہ گناہوں کی حالت میں اس عذاب سے مر رہے ہیں۔ ہمارے مولویصاحبان بتادیں کہ یہ سب کے سب انکے نزدیک زمرۂ شہداء میں داخل ہیں میرے نزدیک تو ایسے شہید اس پنجابی مثل کے مصداق ہیں ”دو راہ جاندا ماریا دم ... شہیداں بیشک“

(راقم)

طاعون سے مرنیوالا مومن شہید ہے مگر یہ لوگ خصوصاً مسلمانان ودالمیال۔ تترال جو جماعت احمدیہ کے سخت دشمن ہیں بوجہ تکذیب و تکفیر مثیل مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثیل یہود ہیں نہ مومن حدیث شریف میں ہے اذا قال الرجل لاخیہ یاکافر فقد باء بہ احدھما الخ و من رمی مومنا بکفر فھو کقتلہ اور یہاں کے لوگ ہم کو باوجودیکہ ہم خدا و رسول کے قائل ہیں نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں پھر بھی کافر۔ ملعون۔ مرتد کہنے میں ذرہ نہیں ڈرتے کیا عالم کیا جاہل کیا مرد کیا عورت ہر ایک کا رات دن یہی شغل ہے۔ مسجدوں بیٹھکوں گلیوں میں جہاں تین چار جمع ہوکر بیٹھتے ہیں وہاں بجز اس کے اور کوئی ذکر نہیں کہ مرزا جی نے اسلام کو بگاڑ دیا قدیمی اماموں کے پیچھے نمازیں پڑھنی چھوڑ دیں بعض شریر الطبع اور جو شیلے آدمی تو ہمیں اور ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت ہی ناپاک اور گندے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کیوں محض اسلئے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل نہیں نہ اون کو انیس سو برس سے بغیر طعام خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ مانتے ہیں اور نہ اون کو خالق طیور اور عالم الغیب جانتے ہیں اور نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہی مسیح ناصری آسمان سے نازل ہوکر جناب سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کامل کے بعض احکام کو منسوخ کر دیگا علاوہ اس کے ان کے نزدیک ہمارا یہ قصور بھی ہے کہ ہم دجال میں خدائی صفات تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ ان کا اعتقاد ہے کہ وہ اپنی مرضی اور حکم سے جب چاہیگا مینہ برسائیگا مردے زندہ کریگا وغیرہ وغیرہ۔ اب ہم کو کافر کہنے والے ذرہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچیں کہ حدیث بالا کے رو سے کون کافر ہے اور کن مظلوم و مقتول مومنوں کے قصاص میں آسمانی عدالت نے اپنی افواج کو حکم دیا کہ یہودی خصلت ملزمان کو ملعونی صلیب پر لٹکایا جاوے جنکی لاشیں سنبھالنے سے تم لوگ اے باشندگان دولمیال و تترال تنگ آگئے رات کے اندھیرے اور طوفان بارشوں میں جس تکلیف کے ساتھ اس بوجہ کو تم اپنے کندھوں سے اتار رہے ہو اس حالت کو کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے باپ دادا نے دیکھا یہ خوفناک موتوں سے عجیب طرح پر "شور قیامت برپا ہے" کیا پہلے ہی سے تم کو اسکی خبر نہیں دیگئی۔ فصلوں کا کٹنے اور گنگی سے ضایع ہو جانا۔ ہر روز بارش اور آندھی کا آنا۔ بادلوں کی کڑک اور بجلی کا جلانا آسمان کا غضبناک ہوکر آگ برسانا۔ جیٹھ ہاڑ میں سردی کی وہ شدت کہ بغیر لحاف گذارہ نہیں۔ کیا اب بھی اے غافلو "آسمان ٹوٹ پڑا سارا" نہیں۔ سو یاد رکھو کہ بغیر اطاعت امام الوقت کے ان آفات سے کبھی چھٹکارا نہیں۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم بالاخر میں اپنے علاقہ کہوں کے رئیس المکذبین کو ذیل کے چند اشعار میں دعوت کرتا ہوں شاید وہ فتوی کفر سے باز آکر میرے لئے ثواب کا موجب ہوں۔

نظم

مسیحیہ ہادی میں گناہی سن کہا ہی آسمان
ایسے ماتھے پہ جس سے آتا آیا
دنیا پر اسو پیا ساتھ اون بہار جس سنوارا
ہند و مار بھی نصارا مار کر ڈ لیل

رہ نشانی پر سیاہی آ کر ہائی جس نشاں
کیسا بھاڑ پیش جانا ہو روانہ قادیاں
زمین بہارا سیہ یار کر نظارہ دلستان
مرید آ ناہ دکھیں ناروے آگ اپنے ہر مسلمان

ساتھ ڈولی جو کہ ہوئی سمجھے کوئی کر خیال
جیوسا می لیکھرامی خود ناکامی میں گئے
سوم اول دوم اچھر سوم انکی رشتہ دار
خود تصور کی ہو تصوری بات پوری کر گیا
جموں الاجو منہ کالا طوق لعنت گل میں ڈالا
جس دنانی کرنا دانی جس نشانی طلب کی
جب چھپائی ہی گواہی ذریک ہم پہر زمانی
دولیالی ہاتھ خالی خستہ حالی میں مرا
رعب نشان یا ہر جا چھایا دین غالب کر دکھایا

حق نیکوئی راستگوئی پیشگوئی ہو عیاں
چھوڑ خامی وید حامی کر جزامی ہندواں
اوم والے ہو ہم کا سے موم ما نگر دیدواں
اسکا دوری پہر لاہوری دعوی طور تھا
لڑکا پایا ہی سمبھالا قہر بالا ناگہاں
غم حیرانی میں ورنا نی عمر فانی رائگاں
کچھ نہ آئی کام بھائی اس خدائی ناتواں
دستے پیالی زہر والی جس نکالی نکلی جان ہم
جس بلایا دے کر آیا ایسا ہی پایا

قادیانی آسمانی ان کو مانی اے عزیز
فانی کیڑے جانی ان کے جانی دشمن سب نشان سمجھو

کرم دا د احمدی از دولمیال ضلع جہلم

۸ جون ۱۹۰۷ء کو جو جلسہ انجمن بٹالہ ...

اس میں جناب خان صاحب میاں حسین بخش پنشنر ڈسٹرکٹ جج و ممبر اعظم نے جو تجویز پیش کی کہ قانون نو آبادی پنجاب کی منسوخی ایک اعلٰے درجہ کا احسان گورنمنٹ قابل ... ہے۔ اس کے متعلق ... جنرل کشور ہند و جناب نواب لفٹنٹ گورنر ملک پنجاب کا شکریہ بجالایا جاوے۔ یہ تجویز جلسہ میں پاس ہوئی۔ اس کے بعد منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ نے تجاویز ذیل پیش کیں۔

(۱) کہ جو جلسہ اخیر مئی ۱۹۰۷ء کو نسبت ہمدردی لالہ لاجپت رائے ... میں ہوا ہے۔ اوس کو اور اوس قسم کے دیگر جلسوں کو یہ انجمن سخت ناپسند کرتی ہے۔

(۲) جلسہ مذکورہ بالا میں جو ہمارے شہر کے معزز مسلمان بھائیوں سے (منشا ء غرض ہ۔ انجمن مطیع سرکار بٹالہ) کوئی بھی شامل نہیں ہوا یہ انجمن ایسے صاحبان کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

(۳) اجیت سنگھ وریدہ دہنی اور فضول شورش پیدا کرنیکا خواہشمند جو ۴ جون ۱۹۰۷ء کو امرتسر سے نہایت شرمناک حالتیں گرفتار ہوا۔ اس انجمن کو ایسے شریر کی گرفتاری سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ اوس نے اپنے کئے کی سزا پائی۔ اور نا عاقبت اندیشوں نے سمجھ لوگوں کو ایسے لچرا اور بیہودہ گوئی اصلیت معلوم ہوگئی۔

ایسے ہی تجاویز اور اس قسم کے ہیچ قسم متعلق خیرخواہی سرکار کی طرف د جو بنیاد وفاداری رعایا کو مستحکم کر نیوالی ہیں رعایا ہند کو کامل طور سے متوجہ ہوکر اور ہمیشہ احسانات ... سرکاری یاد کر تازہ کر کے شورہ پشت لوگوں کو اپنے عمل اور فعل ... کے ساتھ نیک سبق دیکر اون کے بد خیالات کی اصلاح کرتے رہنا نہایت ضروری ہے۔

الراقم خاکسار عزیز الدین احمد بی اے ایل ... منشی فاضل سابق طالب علم ... کالج لاہور

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

حاکم یہ جواب سنکر حیرت زدہ سا ہوگیا۔ کیونکہ اوس کو خیال تہا کہ یہ انکساری اور عاجزی کی باتیں کریں گے۔ اور اس قید اور پریشانی کی حالت میں ان کی بہادری کا جذبہ ٹھنڈا پڑگیا ہوگا۔ اوس کو یہ شبہ ہوگیا کہ یہ سردار ہیں چنانچہ یونانی سرداروں سے جو اس مجلس میں بیٹھے تھے حاکم نے یونانی زبان میں کہا کہ ”معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اس فوج میں بڑا افسر ہے اور کچھ عجب نہیں کہ یہی سالار فوج ہو“ وردان رض یونانی جانتے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ اگر واقعی حاکم کو معلوم ہوگیا کہ یہی سالار فوج ہیں تو اون کو قتل نہ کرڈالے۔ اس لئے قبل اس کے کہ حاکم کا حملہ پورا ہو اونہوں نے عمرو بن العاص کیطرف کنکھیوں سے اشارہ کرکے خفت یہ کہنا شروع کیا کہ تم کیوں ایسی فضول باتیں کہتے ہو۔ اور ان کے کہنے کا کیا استحقاق رکہتے ہو۔ کیا تم کو فوج کے سرداروں نے اپنا قائم مقام کرکے بہیجا ہے۔ جو تم اون کی طرف سے گفتگو کرتے ہو۔ کیا تم یہ دعوی کرسکتے ہو کہ تم کو اون کے ارادے سے واقفیت ہے؟“

یہ سنکر حاکم کا خیال بدل گیا۔ لیکن اس جرأت اور جسارت سے وہ سخت حیران تہا اور اس وقت اور بہی حیرت بڑھ جاتی تہی جب یہ خیال آتا تہا کہ متکلم محض ایک معمولی عربی سپاہی ہے۔ مسلمہ بن مخلد نے کہا کہ جناب ہمارا افسر بہ نسبت جنگ کے صلح کا زیادہ خواہاں ہے لیکن قبل اس کے کہ وہ جنگ یا صلح کا فیصلہ کرے ایک مجلس منعقد کرنا چاہتا ہے جسمیں تمام بڑے بڑے سردار اوسکی فوج کے مجتمع ہوکر یہاں کی حالت کے لحاظ سے صلح یا جنگ پر غور کریں گے۔ اگر آپ ہم کو واپسی کی اجازت دیں تو ممکن ہے کہ اوس مجلس میں ہم آپ کی تہذیب اور مکارم اخلاق کا تذکرہ کریں۔ حاکم نے یہ سنکر اون کو واپسی کی اجازت دی۔ راستہ میں مسلمہ نے عمرو بن العاص سے کہا کہ آج تم کو وردان کے چکمہ نے موت سے نجات دلائی۔

واپسی کے بعد مجلس منعقد ہوئی اور اوسمیں یہی اقرار پایا کہ سختی کے ساتھ محاصرہ جاری رکہا جائے چنانچہ ۱۴ مہینہ تک اس محاصرہ نے طول کہینچا۔ اسی درمیان میں ہرقل مرگیا۔ اور اہل روما سلطنت کی اندرونی شورشوں میں گرفتار ہوگئے۔ الغرض آخر سنہ ۲۰ھ ماہ محرم میں جانباز مسلمانوں نے جان توڑ کر ایک مرتبہ چڑہائی کی۔ اور اوسی دن فتح کرلیا۔ اور حسب ذیل الفاظ میں امیر المومنین حضرت عمر رض کے پاس فتح نامہ لکہا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من جانب عمرو بن العاص بجانب خلیفہ عمر بن الخطاب علیہ سلام اللہ تعالے و برکاتہ اما بعد میں نے اللہ تعالی کی امداد سے یہ شہر اسکندریہ جو اس ملک کا پایۂ تخت ہے فتح کرلیا۔ میں اسکی زیادہ صفت کیا بیان کروں یہی کافی ہے کہ میں نے یہاں چار ہزار ایسے مکانات پائے جنمیں حمام بہی بنے ہوئے ہیں۔ چالیس ہزار یہودی ہیں جو جزیہ ادا کریں گے۔ اور چار سو امرا اور حکام کے بازی گاہ ہیں بارہ ہزار کونجڑے ہیں جو صرف سبزی اور ترکاریاں بیچتے ہیں۔“

اسی خط میں اونہوں نے حضرت عمر رض سے یہ بہی درخواست کی کہ میں اس ملک کا پایۂ تخت کہاں بناؤں۔ حضرت عمر نے مجلس سے دریافت کیا کہ کیا اسکندریہ کے اور میرے درمیان میں دریائے نیل بہی حائل ہے؟ اوس نے کہا کہ طغیانی کے زمانہ میں بیشک حائل ہوجاتا ہے۔ تو حضرت عمر رض نے حکم میں لکہا کہ تم ایسے مقام پر پایۂ تخت بناؤ جہاں میرے اور مسلمانوں کے درمیان میں پانی کسی موسم میں حائل نہ ہو۔ تاکہ اگر کسی وقت میں آنے کا ارادہ کروں تو بلا دقت آجاؤں۔ چنانچہ عمرو بن العاص رض اسکندریہ کو چھوڑ کر حصن بابل کیطرف آئے جہاں کچھ دنوں پہلے اسلامی لشکر رہ چکا تہا۔ اور وہ خیمے ابتک بدستور قائم تھے۔ اوسی مقام کو پایۂ تخت بنایا۔ اور وہاں جامع مسجد اور مکانات وغیرہ بنالئے۔ اور اوس کا نام فسطاط (خیمہ گاہ) رکہا۔ جو اب اگرچہ بالکل برباد ہوگیا ہے۔ مگر عمرو بن العاص رض کی جامع مسجد بدستور قائم ہے اور اوس اسلامی عظمت و جلال کی اور اوس کے مینارے فاتحہ خوانی کررہے ہیں جو آج سے تیرہ سو برس پہلے اس سرزمین پر تہا۔

عمرو بن العاص نے تمام ملک مصر کے انتظام کو درست کیا۔ اور بجائے آل فراعنہ کے ظالمانہ قوانین کے اسلامی قوانین حکومت کرنے لگے۔ جسکی وجہ سے مصر کی رعایا مطمئن اور خوش دل ہوگئی۔ کیونکہ روما والے اون سے جسقدر لگان وصول کرتے تھے۔ مسلمانوں نے اوس سے نصف سے بہی کم رکہا۔ اور ہر طرح کی ایذا دہی اوٹہا دی گئی۔

اس معزز فاتح نے ملکی نظم و نسق کیطرف توجہ کی اور کئی حصے الگ الگ کرکے ہر ایک پر خود قبطی حاکم مقرر کئے۔ مقیاس نیل اکثر خراب ہوگئے تھے۔ اونکی مرمت کروائی۔ اور تشخیص لگان کا باقاعدہ محکمہ مقرر کیا۔ اسی طرح اور بہت سے دواوین اور عدالتیں مرتب کیں۔ خراج میں جیسا کہ پہلے بیان کیا مسلمانوں نے نہایت آسانی کردی۔ اور بہت تخفیف لگان مقرر کیا کہ جسکی وجہ سے آمدنی بہ نسبت زمانہ فراعنہ کے نصف سے بہی کم ہوگئی۔ اور وہ بہی بہت دیر میں حضرت عمر رض کے پاس پہونچی بعض مسلمانوں نے جو عمرو بن العاص رض کے اس فعل سے ناراض تھے۔ کہ اونہوں نے مصر میں قبطیوں کو کیوں عامل مقرر کیا ہے حضرت عمر رض سے اون کی شکایت کی۔ جس کے متعلق انہوں نے عمرو بن العاص رض سے دریافت کیا۔ چونکہ یہ خط و کتابت کسی قدر دلچسپ ہے اس لئے ہم اوس کو درج کرنا نامناسب سمجھتے نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من جانب عبداللہ عمر امیر المومنین بجانب عمرو بن العاص۔ سلام علیک۔ میں نے تمہارے معاملہ میں خوب غور کیا ہے۔ میں دیکہتا ہوں کہ تمہارا ملک بہت لمبا چوڑا ہے۔ وہاں کے باشندوں کی تعداد بہی بہت ہے۔ اور زیادہ تر وہ لوگ کام کرنیوالے ہیں۔ خشکی اور تری دونوں میں اون کے کاروبار ہوتے ہیں۔ تم سے پہلے فراعنہ نے اون کو اچہی طرح درست کردیا ہے۔ اور ایک نہایت کاروباری اور مضبوط رعایا تم کو ملی ہے مگر اس کے ساتھ ہی مجھے تعجب اور تعجب پر تعجب ہوتا ہے کہ تم کو اوس خراج کا نصف بہی حاصل نہیں ہوتا جو فراعنہ اوسی سرزمین سے حاصل کرتے تھے جسپر اب تمہارا عمل دخل ہے۔ حالانکہ نہ قحط ہے نہ کوئی آسمانی بلا نازل ہے۔ میں نے خراج کے متعلق تم کو زیادہ لکہا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اب بلا تاخیر خراج آجائے گا۔ اور یہ بہی امید ہے کہ تم سنبہل جاؤگے اور ہوشیار ہوجاؤگے۔ اگر تم نے اس قسم کے بہانے میرے سامنے کئے جو میرے دل کو مطمئن نہ کرسکے تو میں نہیں قبول کرونگا۔ میں نہیں سمجہتا کہ کیوں میرے خط کا جواب تمنے نہ دیا۔

اور کس خیال سے اصل کیفیت تم نے مجھ پر ظاہر نہ کی۔ اس کی میرے خیال میں بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ تمہارے ماتحت حکام خائن اور بدنیت ہیں اور تم اون کے پشت و پناہ بنے ہوئے ہو۔ یاد رکھو کہ جو بات ہے تم سے پوچھ رہا ہوں۔ اوس کے شفا کی دوا میرے پاس موجود ہے۔ میں سال آئندہ تک تمہارا امتحان اور کروں گا۔ اگر تم نے اپنی براءت نہ کی جو تمہارے لئے نافع ہے تو تمہارے خلاف معاملہ ہوگا اور تمہارے دل میں جو غلط خیالات اور آرزوئیں ہیں وہ ہوا کی طرح اڑ جائیں گی۔ اے ابو عبد اللہ (عمرو بن العاص) واجبی حق کے دینے پر بزدل بننا غلطی ہے تم جانتے ہو کہ سمندر سے موتی نکلا کرتے ہیں۔

اس خط کے پہونچنے پر عمرو بن العاص نے نہایت بیباکانہ جواب بقول شخصیکہ

"آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک"

لکھا جس سے اون کی اخلاقی جرأت اور ایمانداری صاف واضح ہوتی ہے۔ وہو ہذا۔

بجانب عمر امیر المومنین من جانب عمرو بن العاص سلام اللہ علیک اما بعد مجھے فرمان والا ملا۔ اور میں اوس مضمون سے آگاہ ہوا جو خراج میں دیر ہونے کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔ اور آپ نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ فراعنہ کے زمانہ میں جو مجھ سے پہلے یہاں حکمران تھے یہاں کی وصولی زیادہ تھی۔ مگر آپ یقین فرمائیں کہ وہ باوجود کافر اور سرکش ہونے کے ہم سے زیادہ زمین کی آبادی کے خواہاں تھے اور اون کے وسائل بھی اون کے پاس تھے اس وجہ سے آمدنی بھی اون کی زیادہ تھی آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سمندر سے موتی نکلتے ہیں۔ لیکن اگر اس قدر موتی نکالے گئے ہوں کہ اون کے پیداوار کی جڑ ہی ٹوٹ گئی ہو۔ فرمان والا میں مجھ کو خبردار اور ہوشیار کیا گیا ہے جس سے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک مخفی بات کا نتیجہ ہے جو آپ کے دل میں ہے اور جو کسی غیر خیر خواہ نے ڈالی ہے۔ آپ مجھ پر الزام نہیں دیتے کیونکہ اعتبار کرنا ہمارے مذہب میں داخل ہے لیکن ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اون کے بعد جو کام کیا ہمیشہ سے دیانت اور امانت ہمارا شیوہ رہا۔ اور ادائے حق ہمارے نزدیک ایک بہت بڑا فرض ہے۔ ہم اسے ایمان رکھتے ہیں اور گناہوں کی جرأت سے ہمارا دل کانپتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بدگمانی نہایت درجہ دنائت طبع کی بات ہے اور جب سے آپ کا خط پڑھا جس میں ایک مسلمان کی آبرو اور عزت کا کم خیال کیا گیا ہے تو سب سے پہلے مجھکو اپنے نفس پر غصہ آیا میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اگر آپ مدینہ کے یہودی (معاذ اللہ) ہوتے تو دعا کرتا کہ اللہ آپ کی اور میری مغفرت کرے۔

یہ خط جس میں عجیب نے کس قدر سختی سے جواب دیا حضرت عمرؓ کی انصاف پسند طبیعت کو ناگوار نہیں گزرا کیونکہ ہمیشہ سچا اور کھرا آدمی اس قسم کے اعتراضات کا سختی سے جواب دیتا ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد پھر خلافت سے ایک فرمان عمرو بن العاص کے پاس پہونچا اور اب انہوں نے حقیقت حال کا اظہار ان لفظوں میں کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بجانب امیر المومنین عمر من جانب عمرو بن العاص۔ سلام اللہ علیک اما بعد۔ سال خراج کی تاخیر کا شکایت آمیز فرمان پہونچا جس میں آپ یہ خیال ظاہر فرماتے ہیں کہ میں نے کجروی اختیار کی ہے۔ یا خدا نخواستہ کسی قسم کی بدی میرے اندر اثر کر گئی ہے لیکن واللہ میں راہ حق سے نہیں پھرا۔ بلکہ یہاں کے کاشتکاروں نے فصل کی پیداوار تک کی جو ہمارے گرم ملک سے بہت بعد یہاں ہوتی ہے مہلت مانگی۔ اور میں نے اون کو دے دی تاکہ اون کو لگان دینے میں آسانی ہو۔ اور اپنی ضروری چیزوں کو وصولی کے لئے اون کو نہ بیچنا پڑے۔ کیا یہ نرمی تشدد سے بہتر نہیں ہے۔ والسلام

اس جواب کے بعد خلیفہ کو اطمینان ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی یہ ایک خاص خصوصیت تھی کہ وہ نہایت غور اور انصاف کے ساتھ اپنے تمام عمال کی ایک ایک ادا کو دیکھتے رہتے تھے۔ ملکی معاملات کا دیکھنا اور جانچنا تو اون کا فرض ہی تھا لیکن اس کے علاوہ وہ ان کی ذاتی حالت کی بھی خبر رکھتے تھے اور اگر اوس میں کسی قسم کی کمزوری دیکھتے تھے تو برطرف اور معزول کر دیتے تھے کہ کہیں اون کا اثر عامہ خلائق پر نہ پڑے۔ چنانچہ سعد بن وقاص کو صرف اس بنا پر انہوں نے معزول کر دیا تھا کہ وہ نماز میں امامت اچھی طرح نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان خطوط کے الفاظ بھی جو انہوں نے لکھے کس قدر سخت رکھے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ افسوس کرتے ہیں کہ ان خطوط کی اصلی خوبی ان خلاصوں میں ہم ناظرین کے سامنے نہ پیش کر سکے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ترجمہ اور التقاط سے اصل کا حسن ظاہر کرنا ممکن نہیں۔ ورنہ یہ خطوط انشا پردازی کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی فصاحت و بلاغت کے متعلق تو کچھ کہنا ہی فضول ہے لیکن عمرو بن العاصؓ بھی نہایت درجہ کے فصیح و بلیغ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ اون کو خط لکھا اس وقت عرب میں سخت قحط تھا اور اسکا مضمون یہ ہے "اے عمرو جب تیرا اور تیرے ساتھیوں کا پیٹ بھرا ہے تو تجھکو میری اور میرے رفیقوں کی کیا پروا ہوگی۔ الغیاث الغیاث۔"

عمرو بن العاصؓ جواب لکھتے ہیں "لبیک میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ ایسے اونٹ بھیجتا ہوں کہ پہلا آپ کے پاس اور پچھلا میرے پاس ہے۔ یعنے یہاں سے وہاں تک تانتا باندھ دیتا ہوں"

بلاغت کے معنے ہیں مقتضائے حال کے مطابق کلام کرنا۔ اب آپ سوچئے کہ جو جوش سوال میں مضمر تھا۔ وہی جواب میں بھی ہے یا نہیں۔

عمرو بن العاصؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک مصر پر فرمانروا رہے۔ انکے عہد میں مصر میں ملکی انتظام مکمل ہو گیا ممالک متعلقہ مصر بھی انہوں نے اپنی سلطنت کے رقبہ میں شامل کر لئے۔ تجارت کی وسعت کے لئے خلیج مصر سے نہر کاٹ کر بحر احمر میں ملادی جس ذریعہ سے مال تجارت کی درآمد و برآمد بڑھ گئی اور ملک خوشحال ہو گیا۔ یہ نہر وہی ہے جسکو فرانسیسیوں نے درست کیا ہے اور اب اس کو کینل سویز کہتے ہیں جس کو اہل یورپ ایشیا کی کنجی سمجھتے ہیں یہ دنیا کا نہایت عظیم الشان کام عمرو بن العاص ہی نے کیا ہے۔ اس سے اونکی مدبری اور عالی ہمتی کا اندازہ ہو سکتا ہے ہم نے فتح مصر کے واقعہ میں زیادہ بسط و اطناب کیا اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ عمرو بن العاص کا بہت زیادہ تاریخی تعلق اسی فتح کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے ورنہ اسلام کے بعد انکے ہاتھ سے اور بھی کئی فتوحات ہوئے ہیں۔

(باقی آئندہ)

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

(نمبر ۳)

پچھلے دو نمبروں میں بتفصیل یہ بات دکھائی جا چکی ہے کہ پنجاب میں صاحب ڈائرکٹر بہادر پبلک انسٹرکشن کا دفتر چونکہ بالعموم ہندو اہلکاروں سے بھرا ہوا ہے اسواسطے اون کے چھپے تعصب۔ اور قوم پرستی سے غریب مسلمان ملازمان سیغہ کے حقوق بڑی ناانصافی وبیدردی کے ساتھ پائمال ہو رہے ہیں اور انسی تقرر۔ تبدیلی۔ ترقی۔ غرض ہر معاملہ میں جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ اکثر و بیشتر صورتوں میں اُس برتاؤ کے برعکس ہو جاتا ہے جو ہمارے برادران کرام بقدر اپنے ہم قوموں کیواسطے بہر حال لازمی سمجھا ہوا ہے۔ خواہ اسکی خاطر حق وانصاف کا خون ہو۔ خواہ ضوابط کی تلاف ورزی ہو۔ خواہ کسی غریب بے بس اور بے زبان کا گلا کٹ جائے۔ یا کچھ ہی ہوا کرے انہیں اس سے کچھ بحث نہیں انکا نصب العین تو بہر اور صرف یہ ہوتا ہے کہ کسیطرح ہر قسم کی عزت منفعت اور سہولت اپنے ہی گھر میں رہے۔ اور مسلمان بیچارے حتی الامکان ذلیل و پریشان اور مبتلائے عسرت و زحمت ہی دیکھے جاتے ہیں۔

گزشتہ دو اشاعت میں جو دو فہرستیں دیگئی تہیں وہ تمہیں کافی سے زیادہ تفصیلی اسبات کی موجود ہیں کہ صیغہ عزل و نصب کی ہر بات سے جسکو ملحاظ واقعات ہندو عملہ باختیار رکھنا بیجا نہ ہوگا۔ بسبب مسلمانوں کی تو یہ گت بن رہی ہے کہ انہیں باوجود استحقاق کے ترقی سے محروم رکھا جاتا ہے مساوی تنخواہ یا نہایت قلیل اضافہ پر بلا لحاظ انکی کبرسنی۔ کار کردگی اور معذوری وغیرہ کے کالے کوسوں پھینکدیا جاتا ہے۔ انکی تعداد کو بڑہا کر دکھلانے کی غرض سے ایک ایک مدرس کو دو دو تین تین جگہ گنایا جاتا ہے متوفی اور مستعفی تک لسٹ میں ٹانک دیئے جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے خوش قسمت ہندوؤں کا یہ حال ہے کہ (دیکھو) عرصہ قلیل میں دو دو تین تین بار بیش قرار ترقیاں پا جاتے ہیں مقابلہ کی دو ربیں مستحق اور محنتی مسلمانوں سے آگے بڑہنے کے ناقابل ہوں تو بھی سر پرستوں کی پشت گرمی سے زبردستی کہینچا مار کر انہیں گرا دیتے اور آپ آگے نکلجاتے ہیں کسی ضرورت و مصلحت کی بنا پر گھروں سے دور جا پڑے ہوں تو جلد ہی معقول ترقی پر واپس بلائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے نمبر میں ہم نے محولا بالا دو لسٹیں اور اُن سے متعلق ضروری یادداشتیں دیکر ایک اور فہرست کا بھی وعدہ کیا تہا جس سے آخر الذکر صورت کی عملی نظیریں ملتی ہیں یعنے نام بنام اور تاریخوار اُن ہندو مدرسوں کا پتہ لگتا ہے جو مصلحتہً یا اتفاقیہ وطن سے کچھ فاصلہ پر تبدیل ہوگئے تھے تو تہوڑے ہی دنوں کے اندر عموماً ترقی پر اپنے وطن میں یا گھروں کے بالکل قریب بدل آئے وہ فہرست اسجگہ ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

(۱) نوٹیفیکشن نمبری ۲۸۵ – ایس مورخہ ۲ر اگست ۱۹۰۶ء کے بموجب لالہ شیو نرائن سکنہ ریواڑی (ضلع گوڑگانوں) ۳۰ مشاہرہ پاتے ہیے پالمپور بہیجا گیا تہا۔ ۲۳ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو بذریعہ نمبر ۱۸۳۸ ای) دس روپیہ ترقی دیکر ۴۰ پر ریواڑی ہی میں آگیا۔

(۲) کرم نراین سکنہ منٹگمری مدرسہ مظفرگڑہ میں للعہ پاتا تہا للعہ پر ملتان بدل دیا گیا اور پھر للعہ تنخواہ یعنے دس روپیہ ترقی پر جہاں سے گیا تہا وہیں آگیا (دیکھو نمبر ۲۰۰ – ای مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء)۔

(۳) گنگا ناتہ ساکن دہلی پہلے کرنال سے شملہ تبدیل ہوا پھر شملہ سے کرنال ہی میں آگیا۔

(۴) خان چند باشندہ منٹگمری منٹگمری سے ملتان گیا تہا۔ اور پھر بدلکر منٹگمری ہی میں آگیا جہاں اُسکے فرزند ارجمند لالہ کرم نراین بھی بہ ترقی ۱۰ روپیہ (دیکھو نمبر ۳)

گویا حسن اتفاق سے باپ بیٹا دونوں ایک ہی جگہ یعنی گہر پر رہے میں رہتے ہیں۔

(۵) رام چند سوبتیہ باشندہ جہنگ ریواڑی سے ۳۰ مشاہرہ پر مظفرگڑہ تبدیل ہوا تہا مگر ۵ جنوری ۱۹۰۷ء کو (نمبر ۲۴۵ ای) وہاں سے ۴۰ تنخواہ یا دس روپیہ اضافہ پر گہر کے قریب بہیرہ میں بلایا گیا۔

(۶) پنڈت تارا چند سیالکوٹی بہیرہ سے سیالکوٹ میں آبراجمان ہوئے۔

(۷) بہائی تارا سنگھ امرتسری۔ امرتسر سے جالندہر بدلگئے تھے پہر جالندہر سے پہر آگئے

(۸) بہائی تارا سنگہ پہلوری لدہیانہ سے (جو پہلور سے متصل ہے) ریواڑی جا پڑے تھے مگر خوش نصیبی انہیں پہر وہیں گہر کے پاس لے آئی۔

(۹) لالہ گنگا رام گوردا سپوری ملتان میں پڑے تہے مگر اب وطن مالوف میں رونق افروز ہیں۔

(۱۰) لالہ سندر رام ہوشیار پوری لدہیانہ سے ہوشیار پور آگئے۔

(۱۱) لالہ دیو بداس آف ڈیرہ غازیخاں جہلم سے ملتان میں بدل آئے جو نسبتہً گہر سے قریب ہے۔

(۱۲) بابو سوہن سنگہ سیالکوٹی ملتان سے سیالکوٹ میں۔

(۱۳) لالہ دہنارام سکنہ ڈیرہ غازیخاں پہلے ریواڑی پہر ملتان آئے پہر خاص گہر ہی آگئے

(۱۴) لالہ بادہو داس بی۔ اے سکنہ ” بہیرہ سے وطن مالوف تشریف لیگئے

(۱۵) لالہ رامچند دہلوی لاہور سے دہلی بدلے تھے مگر پہر دسو سے ایک سو ساٹھ یعنی مشاہرہ ساٹھ روپیہ ترقی پر حصار تبدیل کر دیئے گئے (نمبر ای ۶۸۵ مورخہ ۲ر فروری ۱۹۰۷ء)

یہ چند مثالیں سرسری طور پر گزٹ نوٹیفیکیشنز مورخہ جولائی ۱۹۰۶ء تا ۳۰ر اپریل ۱۹۰۷ء سے لیگئی ہیں ورنہ یہ امر یقینی سمجھنا چاہیے کہ غور سے چھان بین کرنے پر اس قسم کی اور بھی بہت سی نظیریں ملسکتی ہیں۔

ان شواہد سے یہ بات اچھی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ہندو مدرسین کی گہروں سے تبدیلیاں شروع میں محض عارضی طور پر دکھلاوے کے لئے اور مسلمانوں کا منہ بند کرنیکی غرض سے کیگئی تہیں جو غریب شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے گہروں سے دور پہینکدیئے گئے ہیں۔ ورنہ بظاہر اسکی کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں ہندوؤں کو پہلے وطن سے جدا کیا اور پہر تہوڑے ہی عرصہ میں (۳۰ر اپریل سے پہلے پہلے) اپنے اپنے گہروں کو لوٹا دیا؟۔

برعکس اس قوم پرستی کے بیکس مسلمانوں کے ساتھ ہندو عملہ کا یہ روکہا اور بیدردی کا سلوک ہے کہ شمس الدین نام ایک ورنیکلر ٹیچر کو گجرات سے مساوی تنخواہ پر لدہیانہ بہیجا تہا پہر جب وہ گجرات واپس ہوا تو غریب کو خرچ بھی اپنی ہی گرہ سے کرنا پڑا (نمبر ۳۱۹۱ – مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۶ء) حالانکہ جب تبدیلی سرکاری حکم سے ہو تو سفر خرچ بھی سرکار ہی سے ملنا چاہیے۔

ناظرین! مسلمانوں کی یہ حق تلفیاں اور انپر ایسے صریح ظلم آخر کیوں ہوتے ہیں؟ اسکی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ صیغہ عزل و نصب میں تمام ذمہ وار اور با اختیار اہلکار بندے ہی ہندو اکٹھے ہوگئے ہیں چنانچہ جیسا کہ ہم اس سلسلہ کے پہلے نمبر میں بھی بیان کر چکے ہیں۔ اسوقت دفتر متعلقہ کی شاف کی کیفیت یہ ہے کہ:-

(۱) ایک شاخ کا ہیڈ اسسٹنٹ پربہدیال نام ہندو ہے تو

(۲) دوسری برانچ کا ہیڈ بھی مسمی شیو ناتہ ہندو ہی ہے۔

(۳) تیسری شاخ کا عملی طور پر مالک و مختار دینا ناتہ نام ہندو ہے تو

(۴) بیورڈ آف کیس بھی ہندو ہی ہے۔

(۵) یہی نہیں بلکہ ریکارڈ برانچ میں بھی ایک ہندو کا ہی عمل دخل ہے۔ سابقاً عملہ میں ایک ہیڈ اسسٹنٹ مسلمان بھی تہا مگر اسکو پٹیالہ بہیجدیا گیا اور اسکی اسامی ایک ہندو کو ملگئی۔ حالانکہ حق کسی مسلمان کا تہا۔ چند قابل مسلمان امیدوار بھی موجود تھے یہ بھی ادنٰے ہی کیا جاتا کہ حق بحقدار رسید کیا جاتا تو انجام کار وہی ڈھاک کے تین پات۔ اسی حق تلفی پر بس نہیں بلکہ بعد ازاں دو اور اسامیاں ہیڈ اسسٹنٹ کی جو خالی ہوئیں وہ بھی ہندو خوش نصیبوں ہی کے حصہ میں آئیں جب اسٹیبلشمنٹ کے دفتر میں عنصر غالب کے اجتماع اور یکجہتی کی یہ کیفیت ہو تو پہر ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ ایسے انتظام میں بیکس مسلمان ملازمان کے حقوق کی حفاظت کیونکر

رودادِ جلسہ شاہ آباد ضلع ہردوئی

احمدیوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت اور خیر خواہی کا جو سبق دیا گیا ہے وہ ہر احمدی کے لوح قلب پر منقش ہو چکا ہے مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی کے ایک معزز رئیس اور ایک سرگرم احمدی ہیں۔ انہوں نے پنجاب کی شورش اور مفسدانہ تقریروں کے مضرات سے اپنے اہل وطن کو متنبہ کرنے کی خاطر وہاں ایک جلسہ کیا جس میں ہندو اور معزز مسلمان شامل تھے اس جلسہ کی روئداد بغرض اندراج الحکم پہونچی ہے جسکو میں اپنا فرض سمجھکر ذیل میں چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

۱۶ر جون ۱۹۰۷ء

آج کا دن بشرکت اہل اسلام و اہل ہنود جسمیں شاہ آباد کے معزز اور ذی اشخاص تخمیناً قریب پانسو کے شریک تھے۔ بمقام احاطہ جامع مسجد شاہ آباد بوقت ۷ بجے شام کے منعقد ہوا۔ باتفاق جلسہ انوار علیخان صاحب میر جلسہ منتخب ہوئے۔ یہ جلسہ بتحریک مولوی انوار حسین خانصاحب منعقد ہوا۔ حکیم خادم حسین خانصاحب نے باجازت میر مجلس صاحب مضمون مندرجہ ذیل پڑھا۔ بعدہٗ رزولیوشن نمبر ۱ کو حکیم صاحب موصوف نے پیش کیا اور مولوی شیخ عباد اللہ صاحب نے اوسکی تائید کی اور باتفاق جملہ حاضرین کے منظور کیا گیا اور رزولیوشن نمبر ۲ مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب نے پیش کیا۔ اور منشی عزیز احمد خانصاحب نے تائید کی اور باتفاق منظور کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر ۳ حکیم خادم حسین خانصاحب نے پیش کیا اور مولوی شیخ عباد اللہ صاحب نے تائید کی اور منظور کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر ۱

تمام اہل اسلام و اہل ہنود قصبہ ہذا بلا امتیاز کسی فرقہ کے اون تمام شورشوں اور مفسدانہ لکچروں سے جو کسی حصہ ملک میں دئیے گئے ہوں اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے توس کو جو اسبارہ میں لیا گیا ہے یا لیا جاوے امن قایم رکھنے کے واسطے نہایت ضروری خیال کرتے ہیں۔

رزولیوشن نمبر ۲

نقل کارروائی ہذا بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب ہردوئی بھیجکر عرض کیا جاوے کہ صاحب موصوف جملہ ساکنان قصبہ ہذا کے ان خیالات سے اگر مناسب خیال فرماویں تو گورنمنٹ کو مطلع فرما دیں۔

رزولیوشن نمبر ۳

نقل کارروائی ہذا بخدمت ایڈیٹر صاحبان ہیسہ اخبار و وطن و الحکم مرسل ہو کر گذارش کیا جاوے کہ براہ مہربانی اپنے اپنے اخبارات میں اس کارروائی کو چھاپ دیں۔

مضمون جو حکیم خادم حسین خانصاحب نے پڑھا تھا

حضرات حاضرین آپ کو اس جلسہ کے اغراض تو اشتہار سے معلوم ہو گئے ہوں گے۔ اون کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت ملک میں بعض ناعاقبت اندیش اور بدخواہان ملک کا خیال ہے کہ حکومت خود اختیاری بذریعہ ایجیٹیشن اور فسادات کے قائم کرا لیجاوے چونکہ بعض معاملات میں گورنمنٹ کی تحمل و چشم پوشی سے اس خیال کے لوگوں کے دماغ بہت خراب ہو گئے اور یہ سمجھے کہ ہمارے اجتماعی قوت کا یہ نتیجہ ہے اور ہم نے دباکر اس بات کو کرا لیا ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ خود گورنمنٹ ایسی مہربان اور ہمارے فوائد کی ہم سے زائد خیال کرنیوالی ہے جیسا کہ سرفلر کا استعفا منظور کرنا وغیرہ۔ جس نے اس خیال کے لوگوں کے دماغ کو زائد خراب کر دیا اور اب جنون اور دیوانگی کی حالت بعض اشخاص کی پہونچ گئی۔ حالانکہ ہر ایک سایل کا فرض ہے کہ وہ اپنے حاکم سے نہایت ادب اور متانت سے جایز درخواست پیش کرے۔ اور ابتک ہمیشہ ایسی درخواستیں معرض قبول میں آتی رہیں۔

اسوقت بعض ملکی دشمنوں کی عقل ایسی خراب ہوگئی کہ وہ نہ صرف جادہ اعتدال سے متجاوز ہوئے بلکہ فساد انگیزی شروع کر دی۔ گو ابتک تمام اہل اسلام اس سے الگ رہے اور جب تک کہ وہ اپنی مذہبی تعلیم پر قایم رہیں گے الگ رہیں گے۔ اور گورنمنٹ کا ہاتھ بٹا دیں گے کہ ہر طرح سے امن قائم رہے۔

162

تمام اہل اسلام ایسے فساد اور بغاوت سے دلی نفرت رکھتے ہیں اور کسی مفسد یا مغوی سے اون کو کسی طرح کی ہمدردی نہیں ہے۔ بلکہ اون کا اول خیال تھا کہ گورنمنٹ کیوں اسقدر چشم پوشی فرماتی ہے جس سے احتمال جاہل لوگوں کے دماغ بگڑ جانے کا ہے یعنی سر چشمہ باید گرفتن بہ بیل کی مثل بہت قدیم ہے اور جبکہ اب سرکار نے اون ناعاقبت اندیشوں کی حرکات سے مجبور ہو کر تدارک ہی شروع کر دیا ہے۔ جو ملک میں امن اور عافیت قائم رکھنے کیواسطے نہایت ضروری ہے۔ اس وقت اس ملک کے واسطے گورنمنٹ کی حکومت خدا کی مہربانی کا سایہ ہے جسمیں ہر طرح سے ہر قوم و ملت کو آزادی حاصل ہے اور ہر شخص دینی و دنیاوی ترقی کر سکتا ہے تمام مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اون کا وجود اور امن صرف گورنمنٹ انگلیشیہ کی بدولت یہاں قایم ہے ورنہ جان و مال و آبرو سب معرض خطر و ہلاکت میں ہو جاویں اب جو ناگوار واقعات بعض مقامات میں ظہور میں آئے ہیں اون سے کسی نیک طبیعت کو ہرگز ہرگز ہمدردی نہیں ہو سکتی اور نہ کسی اہل اسلام کو ہے کیونکہ اسلام میں فساد کرنیوالوں کی نہایت مذمت ہے۔ اور اسلام تعلیم امن و امان قایم رکھنے کی کرتا ہے جیسا کہ میں آپ صاحبان کے روبرو چند آیات قرآنی جسمیں فساد کی ممانعت اور مفسدین کی مذمت ہے بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں صاف الفاظ میں حکم فرماتا ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ یعنے اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا ہے (سورہ بقر آیہ ۲۱) دوسری جگہ یہ حکم ہے كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ یعنے اللہ کی دی ہوئی روزی سے کھاؤ پیو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو۔ (سورہ بقر آیہ ۶۰) اور ایک مقام پر اللہ جل وعلا فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ یعنے اللہ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا (سورہ مایدہ آیہ ۶۴) پھر ایک جگہ مثال دیکر فرماتا ہے فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ پس دیکھو تو کہ فساد کرنیوال کا انجام کیا ہوتا ہے (سورہ اعراف آیہ ۱۰۳) ایک جگہ اور حکم الٰہی ہے فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ یعنے پس اپنے باٹوں اور میزان کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم مت دو اور زمین میں اوسکی اصلاح کے بعد فساد مت کرو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اگر تم مومن ہو (سورہ اعراف آیہ ۸۴) ایک اور مقام پر پروردگار

ارشاد ہے۔ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔ یعنے اے میری قوم اپنے پیمانوں اور میزانوں کو انصاف سے پورا رکھو اور لوگوں کو انکی چیزیں کم مت دو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو (سورہ ہود آیہ ۸۵) اور ایک جگہ فرمان الٰہی ہے وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ۔ اور جو اللہ نے تجھکو دیا ہے اوس سے دار آخرت کی تلاش کر اور اپنے دنیاوی حصہ کو مت بھول اور جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی احسان کر اور زمین میں فساد مت چاہ تحقیق اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا (سورہ قصص آیہ ۷۷) ایک اور جگہ حکم الٰہی ہے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ یعنے یہ آخرت کا گھر ہے ہم اوس کو اونہیں لوگوں کے واسطے مقرر کرتے ہیں جو زمین میں سرکشی اور فساد کے طالب نہیں ہوتے اور انجام متقیوں کے واسطے ہے۔ (سورہ عنکبوت آیہ ۸۳) ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ اَلَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ۔ یعنے جس نے شہروں میں سر اوٹہا رکھا تہا اور اونہیں بہت فساد برپا کر دیا تہا پس انپر تیرے رب کی طرف سے عذاب کا کوڑا پڑا (سورۃ الفجر آیہ ۱۱) پس اے حضرات میں نے آپ کے روبرو چند آیات قرآنی کو جنمیں فساد کی مذمت اور اوس سے اجتناب کا حکم ہے سنائی ہیں اور بہت سے آیات قرآنی اس بارہ میں موجود ہیں ایسی صورت میں کوئی مسلمان ان احکامات کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نیز آیہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اور اوس کے رسول کی اطاعت کرو اور صاحب حکم کی جو تم میں سے ہو یعنے بنی نوع انسان سے (سورۃ النساء آیہ ۵۹) کی خلاف ورزی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم مسلمان اس وقت تمام عالم میں مشرق بعید سے لیکر مغرب بعید تک پہیلے ہوئے ہیں جن کی سلطنت میں بڑا حصہ مسلمانوں کا ہے اور وہ بھی اپنے بادشاہ وقت کی اسی قرآنی حکم کے مطابق کرتے ہیں اور امن قایم رکہنا چاہتے ہیں اور ایسے ہی سلطنت روس میں بھی بکثرت مسلمان آباد ہیں۔ اور وہ اپنے بادشاہ کی بھی ویسے ہی اطاعت کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے سلطنت انگلیشیہ دام اللہ ملکہا کے دامن فیض میں بہت بڑی تعداد مسلمانان کی موجود ہے اور اینک یہ سب مسلمان اپنے بادشاہ وقت کے خیر طلب اور اطاعت گذار ہیں اور ہمیشہ امید ہے کہ اپنے خدا اور رسول کے حکم کے پابند رہیں گے اور امن کے قایم رکہنے اور فساد کو روکنے میں جان و مال سے سلطنت کے شریک رہیں گے۔

مجہے یقین ہے کہ دیگر مذاہب میں بھی ایسی نیک تعلیم ضرور ہوگی۔ ورنہ اگر صرف عقل سلیم ہی سے اس بارہ میں کام لیں گے تو ہر طرح سے فساد کی خرابی خود وہ اپنے واسطے پاویں گے۔ ایسے فسادات سے سلطنت کا کچھ نہیں بگڑ سکتا بلکہ خود اپنے ملک اور قوم کو نقصان پہنچتا ہے پس سب سے بڑی ملکی خیر خواہی امن کا قایم رکہنا اور سلطنت کو اونہیں ہر طرح سے مدد دینا ہے۔ مجہے امید ہے کہ دیگر میرے ہم وطن بھائی یعنے اہل ہنود بھی جو عقل سلیم رکہتے ہیں میرے ہم خیال ہونگے تمام جایز خواہشات کا ادب کے ساتھ گورنمنٹ سے طلب کرنا چونکہ خود گورنمنٹ کا منشاء ہے اور کل اقوام ہند

ایسا ہی کرنا چاہئے۔

اب میں اس سے زائد آپ کا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا اور اپنے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مہربان اور عادل بادشاہ کو ہمارے سر پر قایم و دایم رکہے۔ فقط

بندہ حکیم خادم حسین خاں۔ شاہ آباد ہردوئی ۶ جون ۱۹۰۶ء

وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کب تک خاموش رہینگے؟

میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس تحریک کو الحکم میں شایع کر چکا ہوں کہ چونکہ سب کمیٹی صدقات کے فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہیں اس لئے ان طلبا کی اعانت اور امداد کے لئے جو وٹرنری کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور اپنے اخراجات ادا کرنے کے محض ناقابل ہیں احمدی وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ خدا اپنے بہت بڑے فضل کا ول کرے سید غلام حسین اور ڈاکٹر اشفاق کہ انہوں نے اس تحریک میں نہ صرف حصہ لینے کا وعدہ فرمایا بلکہ خود بڑے زور سے اس تحریک کو شروع کیا اور اپنے ہم عصر احمدی وٹرنری اسسٹنٹوں کو بطور خود اس کار خیر میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کیا انکی تحریک ابھی تک بدستور جاری ہے اگرچہ اسوقت تک صرف پانچ بہائیوں نے اس فنڈ میں ایک ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے اور ڈاکٹر مظلی احمد خاں اور خود قاضی صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنا اپنا ماہواری چندہ بہیج بھی دیا ہے۔ مگر یہ رقم ابھی ناکافی اور ضرورت بدستور داعی ہے۔ میں یقین رکہتا ہوں کہ یہ تحریک جو محض خدا کے لئے ہے ضرور کامیاب ہو جائیگی اور خدا تعالیٰ ایسے سامان مہیا کر دیگا جو ان مشکلات سے نجات دیں لیکن مبارک ہونگے وہ وجود جو اسمیں سرگرمی سے حصہ لیں گے۔ مئی ۱۹۰۶ء کے وظائف سب کمیٹی صدقات ادا نہیں کر سکی اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ طالب علم جو محض یہاں کے وظائف پر گذارہ کر رہے ہیں کسقدر مشکلات میں ہونگے۔ اس لئے میں ایک بار پھر جمیع وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس فنڈ میں مستقل اور یکمشت رقوم بہیجیں۔ وہ طلبا کی فیس کے لئے جو ایک سو روپیہ اس سال دیا گیا ہے چونکہ وہ مد زکوٰۃ پر بطور قرض ہے اس لئے رقم کو پورا کرنے کے یکمشت چندوں سے اس رقم کو جلد پورا کر دیا جاوے۔

اگر وٹرنری اسسٹنٹ صاحبان ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس فنڈ میں ایک سال کی اقساط میں دیدیں تو یہ فنڈ قوی ہو سکتا ہے مجہے امید ہے کہ پھر یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بہت جلد روپیہ بہیج دیا جاویگا ہاں اگر وہ ایسے ہی عدیم الفرصت ہیں کہ انہیں منی آرڈر تک کرانے کی فرصت نہیں ہوتی تو پھر میں بذریعہ وی پی ان سے روپیہ وصول کر لونگا بشرطیکہ ایک ہفتہ تک کسی کا جواب نہ آیا کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ مجہے اجازت دیتے ہیں۔ مئی کے وظایف ادا کرنے اور جون کی ۱۰ تک شاید یہ اخبار سب کے پاس پہونچے اس لئے مئی اور جون دونوں کے وظایف ادا کرنے ہوں گے۔

بالمبادرہ میں اس قضیہ کو دہرانا نامناسب سمجہتا ہوں جو کام آپ لوگوں نے کرنا ہے وہ آخر آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور نیکی اور بہلائی کے فرشتے آپ کے قلوب میں تحریک پیدا کریں۔ آمین

(ایڈیٹر)

وصیت نمبر ۱۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مَیں مساۃ شرم خاتون بنت الٰہی بخش قوم کھوکھر ساکن موضع بستی دریام کملانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس جگہ درج نہیں کیا۔

نمبر ۴ میری جائیداد بفضلہ تعالیٰ خود حاصل کردہ منقولہ ہے اور وہ کل قیمت صرف چاندی کے دو زیور ہیں بالیاں جن کی قیمت للعہ روپیہ اور دو عدد تنگہ جن کی قیمت عہ روپیہ ہے اس کا پانچواں حصہ تعمیل رسالہ الوصیت بغرض اشاعت دین اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو عنقریب ارسال کرونگی اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنی آمد سے بدستور اقرار الصدر تعمیل کرتی رہونگی۔

نمبر ۵ اور میرا حق مہر جو مبلغ صہ روپیہ ہیں وہ مَیں پہلی ہی سے نذر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کر چکی ہوں کہ وہ روپے بذمہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ اور اس حق مہر کی نسبت میرا کوئی تعلق نہیں رہا۔

نمبر ۶ میری وصیت ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کی تاریخ کو میرے خاوند کے وصیت نامہ میں لکھی گئی تھی پھر دوبارہ حکم اور چھپے ہوئے فارم آنیکے باعث علیحدہ از سر نو ترمیم کی گئی فقط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۶ء

العبد
شرم خاتون زوجہ نور احمد مدرس نشانی انگوٹھہ موضع بستی دریام کملانہ تحصیل کوٹ شورکوٹ ضلع جھنگ

گواہ شد
محمد کملانہ احمدی بقلم خود ساکنہ بستی دریام کملانہ شورکوٹ ضلع جھنگ

گواہ شد
نور احمد احمدی مدرس بقلم خود

ضمیمہ وصیت نمبر ۱ مورخہ ۶ مئی ۱۹۰۶ء۔ آئندہ اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا بعد وفات میرے میرا ترکہ ثابت ہو تو اس کی نسبت بھی میری یہی وصیت ۱/۵ حصہ کی ہے رقیمہ شرم خاتون نشانی انگوٹھہ

گواہ شد
محمد کملانہ احمدی ساکنہ بستی دریام کملانہ بقلم خود

گواہ شد
نور احمد احمدی بقلم خود

وصیت نمبر ۱۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مَیں نور احمد احمدی ولد محمد صالح قوم کھوکھر ساکن بستی دریام کملانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(نوٹ چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس جگہ درج نہیں کیا۔

نمبر ۴ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد جو بفضلہ تعالیٰ خود حاصل کردہ منقولہ ہے اور وہ قلیل سا کچھ گھر کا اسباب ہے جس کی قیمت مبلغ للعہ روپیہ ہے اس کا ۱/۵ حصہ حسب ہدایات رسالہ الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بمطابقہ واتق حین حیات تک ادا کرونگا۔

نمبر ۵ مَیں ایک مدرسہ امدادی کا معلم ہوں جو کچھ میری آمدنی سالانہ از قسم نقد و جنس اس مدرسہ کے ذریعہ ہوگی یا کسی اور ذریعہ سے متعلق ہے یا آئندہ ہوگی اس آمد کا ۱/۸ حصہ بھی مَیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیجتا رہونگا البتہ اس رقم میں اس طرح سالانہ بھیجتا رہونگا گو وہ چندے شامل تصور ہونگے جو مَیں حضرت اقدس کے مشن کی مختلف شاخوں میں آجکل ادا کرتا ہوں اور وہ حسب ذیل ہیں۔ لنگر۔ مدرسہ وغیرہ اور یہ ساری رقم میں صدر انجمن احمدیہ کے نام روانہ کر دیا کرونگا جس کے ساتھ میں تفصیل مدات کی کرونگا تاکہ انجمن کے سرمایہ کو نکال کر باقی چندے انجمن کا وہ عہدیدار جو اس کام پر سپرد ہوگا با قاعدہ ادا کر دیا کرے۔

نمبر ۶۔ میری وصیت ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کی تاریخ کو لکھی گئی تھی پھر دوبارہ حکم اور چھپے ہوئے فارم آنے کے باعث از سر نو ترمیم کی گئی اور یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے تعمیل الوصیت مذکورہ ہوگی فقط مکرر آنکہ اگر اپنی زندگی میں یہ رقم وصیت کردہ نہ کر سکوں تو انجمن میری جائیداد متروکہ سے بعد وفات وصول کر سکتی ہے مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۶ء

العبد
مدرس نور احمد احمدی ساکنہ موضع دریام کملانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد
محمد کملانہ احمدی ساکنہ بستی دریام تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

گواہ شد
محمد علی بقلم خود احمدی

وصیت نمبر ۱۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مَیں مساۃ مہرو بیوہ صدر الدین قوم موچی ساکنہ موضع سیکھواں تحصیل و ضلع گورداسپور کی ہوں۔ مَیں اس وقت بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھدیتی ہوں کہ میری وفات کے بعد اسی عمل ہو (نوٹ چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں

واحد مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس جگہ درج نہیں کیا)

میری جائیداد اس وقت نقدی و زیور کل مبلغ ... روپیہ کی ہے سو میں جائیداد مذکورہ موجودہ کا ۱/۱۰ حصہ یعنی مبلغ ... روپیہ برضا و رغبت خود صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیکر اپنی زندگی میں ہی قبل از وفات اس قبیل وصیت سے سبکدوش ہو گئی ہوں اور آئندہ میری وفات کے بعد اگر کوئی میری جائیداد زاید از جائیداد موجود ثابت ہو تو اس میں سے بھی چہارم حصہ صدر انجمن احمدیہ کے حوالہ کیا جاوے اور میری تجہیز و تکفین و جنازہ وغیرہ جماعت احمدیہ ادا کرے اور میری وفات کے بعد میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے لئے قادیان پہنچا یا جاوے اگر صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے مصلحتاً کوئی روک ہو تو ان کے حکم کی تعمیل کر کے حسب ایما ان کے کسی اور جگہ دفن کریں خواہ کوئی صورت ہو میری اس وصیت میں حارج نہیں میری وصیت بدستور قائم رہے گی ۔ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء

العبد

مسماۃ مہر بیوہ صدر الدین مذکور سکنہ سیکھوان نشانی انگوٹھا

گواہ شد

سماعیل ولد میلی قوم موچی ساکن سیکھواں ۔ نشانی انگوٹھا

گواہ شد

فتح الدین ولد میلی قوم موچی ساکن سیکھواں نشانی انگوٹھا

گواہ شد

امام الدین ولد محمد ... احمدی ساکن سیکھواں بقلم خود

گواہ شد

خیر الدین ساکن سیکھواں بقلم خود

وصیت نمبر ۱۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں حاکم علی ولد اللہ دوا قوم زمیندار ساکن چک پنیار ضلع گجرات حال چک نمبر ۹ ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

(نوٹ) چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اندراج اس جگہ ضروری نہ سمجھکر چھوڑ دیا ۔

نمبر ۴ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ جو میری جائیداد میرے ترکہ میں ثابت ہو اگر میں اپنی وصیت کے مطابق موعودہ رقم جو اپنی جدی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ مبلغ آٹھ سو روپیہ جسکا باقساط ایک سو روپیہ سالانہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا تو میری متروکہ جائیداد سے وصول کیا جا کر صدر انجمن کو حق پہنچ گا ۔ میں اپنے ورثا کو بھی یہی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اگر میرے ذمہ موعودہ رقم میں سے انجمن کا روپیہ باقی ہو تو ادا کر دیں ۔ نیز جیسا کہ اپنی پہلی وصیت میں لکھ چکا ہوں دوبارہ اس وصیت میں بھی لکھ دیتا ہوں کہ تین مربعہ نہر جہلم چک نمبر ۹ متصل پھلوال میں ہے اس کی آمدنی میں سے بھی ۱/۱۰ حصہ سال بسال تا حین حیات ادا کرتا رہوں گا اور اپنی اولاد کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد میری روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے ایسا ہی کرتے رہیں اس وصیت میں اپنے ورثاء کے دستخط کرا دیتا ہوں ۔ اگر اس وصیت کے رجسٹری کرانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی کسی دوسرے وقت کرا دوں گا ۔ ۱۸ مارچ ۱۹۰۶ء

العبد

بقلم خود حاکم علی احمدی

گواہ شد

غلام مصطفیٰ معہ نشانی انگوٹھا

گواہ شد

غلام رسول بقلم خود معہ نشانی انگوٹھا

گواہ شد

غلام حسین معہ نشانی انگوٹھا

وصیت نمبر ۱۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں اسد اللہ شاہ ولد برکت علی شاہ قوم سید ساکن نینو تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

(نوٹ) چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اس جگہ اندراج نہیں کیا ۔

نمبر ۴ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ چونکہ میری جائیداد غیر منقولہ مشترکہ ہے اور شرکاء جائیداد غیر احمدی ہیں جائیداد غیر منقولہ کی نسبت وصیت کرنے میں اندیشہ بیجا جھگڑوں کے اٹھ جانے اور مقدمات کھڑے ہو جانے کا ہے لہذا میں خدا تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ اللھم اید الاسلام والمسلمین الا تمام السلام العادل ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۲ ماہ محرم الحرام ۱۳۲۵ الہجری المقدس ۔

العبد

اسد اللہ ولد برکت علی شاہ قوم سید ساکن نینو بقلم خود

گواہ شد

بشارت احمد علی عنہ اسسٹنٹ سرجن ہنڈی گھیب

گواہ شد

شیخ محمد لمبو نمبر دار ہنڈی گھیب

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آرہی ہے ایسی نظر زمان مرسلین سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج و اولے و طوفان۔ وہ طاعون جو یہود پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی ہے جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا شعار بنائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام محمد و مہدی جبار رحیم کا الہام اسم اعظم ہے کل شئی خادمک رب فاحفظنی فانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری نئی بات طاعون معروفی و عن نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضل تعالیٰ ہم نے اس کی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں شوربہ یا ٹھنڈے پانی کے ساتھ چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوری آسمی دن دیکھا کا فوری ادھر سے سام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سہولت حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر ان کے بدن پر گھی میں ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے باہر کا بچہ بچھے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ہمہ روپیہ نیل دافع مکھی مچھر۔ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھکر جس تندرست انسان کو کاٹتے وہ مُبتلائے طاعون ہو جاتا ہی ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر مالش کرنے سے مکھی و مچھر کاٹنے کا احتمال نہیں ہوتا بلکہ دیتے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکیں گے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد سیرو پرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔ نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار اپنے اخبار میں درج کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیجدے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں جو ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ نوٹ اشتہار کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی ہوا چل رہی ہے وجہ سوء ہضم غفور بیر ضعف کی شکایت کی ہر قسم بیمار ان تخصیص کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طلائی ہے جس کے چند روز استعمال سے اس شکایت میں نمایاں فائدہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور نفع ہوگا اور بہتر نسبد کی یا سب شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم کچھ لکھیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو تو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ طلاء طلسمی جو ہر انہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے جا وعشق بازیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مرض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے اور انہیں سے پہلے نمونہ منگا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ۔ سرمہ سلیمانی آنکھ کی کل بیماریوں کیلئے مفید ہے جن کو ضعف بصارت یا دیگر تکالیف ہوں ضرور منگائیں قیمت ایک تولہ ۸ مسوڑوں و دانت ہو رہے ہیں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے کے لئے دانت نکل گئے ہوں آبدار بناتا ہے مسوڑوں کا مقوی فی بکس ۸ [illegible]

المشتہر حکیم محمد حسین لطف [illegible] سیانا کارخانہ [illegible] الکسیر صحت دہلی

برادرانِ مُلک

کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک مدت سے زبان جیں خضاب کا ہوشمند تقاضا شکر صد شکر! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب نیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملایم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد رنگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے قیمت فی بکس صرف عہ۔ روپیہ ہے محصول بذمہ خریدار

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

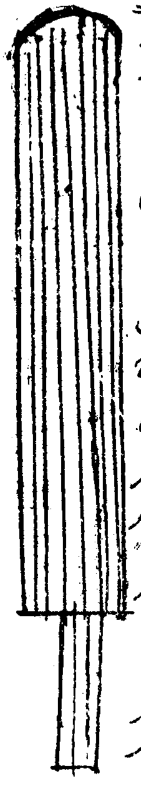

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی مع ابینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار قیمت سے روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی مع کین ہینڈل ربڑ کے بیچ کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۱۲ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۲ سے ۱۳ برس کے بچوں کیلئے وکٹ ایک سٹ ڈرکس ایک بال لکڑی کا مکمل سٹ ۸ سے

۱۰ اور ۱۱ سٹ ایک سٹ مکمل ایک بال ضمیکس صہ

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار [illegible]

ٹینس بال مع بلیڈر [illegible]

کرکٹ بال سٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کی [illegible]

مانگنے کے بیچ [illegible]

پریکٹس [illegible]

کرکٹ ڈس فی کا پی [illegible]

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سامان آپ کے کرکٹ بیٹ۔ ہاکی اسٹک۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے عمدہ قابل تعریف پایا۔ بیرونجال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں ہر طرح سے کم ہے پس کم خرچ بالا نشین کا مصداق پایا ہوں۔ [illegible] علی [illegible] اسلامیہ ہائی سکول

کیا یہ سچ ہے؟

ہمارے ہموطن حق بات پر بحث کر سکتے ہیں لیکن اسے جھٹلا نہیں سکتے ذیل میں جو رائے دی گئی ہے اس میں مثل دیباچہ کے کچھ زیادہ بڑھانا اُس کی قیمت اور وزن میں کم کرنے سا ہوگا بمبئی کے باشندوں کو ایسی تسلی بخش ثبوت سے فایدہ حاصل کرنیکے لئے انکی عقلوں پر چھوڑ دینا چاہئے۔ اسکا مطلب یہ ہے جیسے جیسے ظاہر کیگئی ہے ویسی ہی ہے۔ ڈاکٹر ڈی کے صاحب۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ ایم۔ اے۔ طبیب اور معالج سکر یٹری نرسنگ ایسوسی ایشن لنڈن کا طبی علاج اور مشورہ دینے کا مقام ٹلیس اینڈ کمپنی عطار کی بھلی کھلی کی دوکان ہے۔ فرماتے ہیں ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) اسکے فوائد کا بیان کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور حال کا ایک مریض کا واقعہ جو میری نظروں سے گذرا ایک خاتون ہمراہ اپنی لڑکی کے جسکی عمر ستر ہ سال کی تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے سُنا ہے آپ چند امراض کے خاص معالج ہیں اس لئے میں لڑکی کو ساتھ لائی ہوں یہ ہمیشہ پیشاب کے وقت درد کی شکایت کرتی ہے اس کو نیند برابر نہیں آتی اور اشتہا بھی بالکل کم ہے میں نے تین طبیبوں کا علاج کیا لیکن اسے کچھ بھی فایدہ نہیں ہوا بلکہ روز بروز پیشاب میں جلن اور سر میں سخت درد کی شکایت کرتا ہے میں نے اسکا علاج ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) سے شروع کیا اور اُس کو تھوڑے ہی عرصہ میں کامل شفا ہوگئی۔ اب اسکی صحت اچھی ہے اور ہر ایک شکایت سے اُس کو نجات ہے۔ یہ گولیاں گردہ پیشاب اور مثانہ کے امراض کو اور ان سے ہوتی ہوئیں۔ تمام بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ اور تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی اوریہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۵ روپیہ اگر آپ اپنی فرمایش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم بے نظیر کتاب۔ سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو مسمار کر دیا ہے قیمت ۱۲ ست بچن ۱۲۔ آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے معہ ضمیمت کے ساتھ جو ایڈیاں جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴۔ نماز پر القریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۱۲ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۴ فیصلہ سماوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ نور القرآن حصہ دوم [illegible] قیمت ۲۔ ایک عیسائی کے [illegible] کی ناالنصافی۔ تفسیر القرآن [illegible] تفسیر قوم اور بزرگان دین کے غیر مطبوعہ [illegible] پسندیدگی بھیجی ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے [illegible] ہوگئی ہے قیمتی پارہ اسلام مرقومہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۳ المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

ایک لاکھ بطریہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا طرہ مبارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(بہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ مالہ نوری)

تیل لگانا۔ ادھر لگایا اور آنکھیں صاف ہوگئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول الماء رتکہ میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں مثلاً ڈاکٹروں وحکیموں رئیسوں وعہدہ داروں کے موجود ہیں ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگی دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔ سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سونی سنگی شروع نہیں ہے بحج بالا شین خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ۔ چارگز... فی ۔۔۔۔۔ تر شک لحاف کیواسطے... پائیدار وخوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۴ درعہ ۱۶ گرہ عرض ۱۶ گرہ قیمت نصف عہ فرمایشات وی پی منگانی میں ہمیں کا اطمینان محصول بارہ آنہ خریدار کے ذمہ خط وکتابت وترسیل زر بنام مینیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے۔ المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک

وقت کا امتحان
سینتیس سال سے زیادہ تک
اسکاٹس املشن

نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور بابت بچے دونوں کیلئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ناقص نہیں چھوڑا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ابی گیر کا املشن بو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

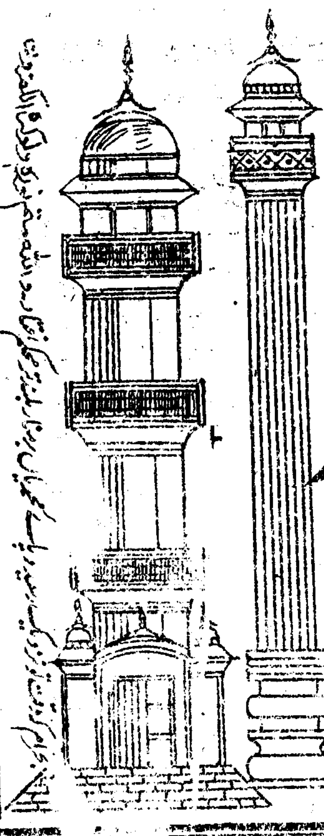

الحکم

چہ گویم با تو کہ آں کی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قیمت پیشگی سالانہ
۱۔ عوام سے ... صہ
۲۔ خواص و معاونین سے ...
۳۔ ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ...
جماعت کے غیر مستطیع
روپیہ سے کم آمدنی
والے لوگوں سے ...

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی | جلد ۱۳

اسلام کو اپنے نادان دوستوں سے بچاؤ

کسی پختہ کار نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے۔ اسلام کو جسقدر صدمہ اور نقصان اس کے نادان دوستوں نے پہونچایا ہے وہ اس کے دشمنوں کیطرف سے ہرگز نہیں پہونچا۔ علمی اور عملی حملے جو اسلام پر کئے جاتے ہیں اس کے پیدا کرنیوالے وہی نادان دوست ہیں جو اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کا حامی اور بہی خواہ ظاہر کرتے ہیں۔ میں اس مضمون کو اگر تصریح سے لکھوں تو یہ بہت لمبا ہو سکتا ہے۔ اور اس کے مختلف پہلو قابل بحث ٹھیرائے جا سکتے ہیں۔ مگر میں آج صرف موجودہ ملکی ہلچل یا شورش کے پہلو پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اسی سنہ ۱۹۰۹ء کے الحکم کے صفحہ ۴ پر میں نے ایک آرٹیکل اس عنوان سے لکھا تھا

بدخواہی سرکار کا نیا معلم

اس میں میں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث کے اس رویہ اور طرز تحریر کو خطرناک ظاہر کرنا چاہا ہے جو اس نے موجودہ ایجی ٹیشن پر ریمارک کرنے میں اختیار کیا ہے۔ فی الحقیقت یہ طریق بہت ہی خطرناک ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ اور تاج انگلستان کے خلاف ناسمجھ مسلمانوں کے گروہ یہ کہکر بد دلی پھیلانے کی کوشش کیجاوے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی پالیسی سے اسلامی ممالک کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ دانشمند اور زیرک مسلمان تو جانتے ہیں کہ اصلیت کیا ہے اور خود ان اسلامی ممالک کی اپنی اخلاقی اور روحانی حالت کیسی ہے؟ لیکن جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں ان کا بھڑک اٹھنا کچھ کم تعجب خیز نہیں۔ ہم احمدیوں پر تو ثناء اللہ اور اس کے امثال و اقران پہلے ہی سے بدگمان اور بدظن ہیں کہ یہ دوسری اسلامی سلطنتوں یہاں تک کہ ٹرکی کی حکومت کو بھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور سلطان کی حکومت پر دولت برطانیہ کی حکومت کو ترجیح دیتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ حالات اور واقعات کا علم رکھتے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ جب حسین کاظمی سلطنت ٹرکی کا ایک وائس قونصل قادیاں میں آیا تھا اور حضرت مسیح موعود نے محض خیر خواہی اور نیک نیتی سے اعیان سلطنت ٹرکی کی حقیقت کو اسپر منکشف کیا تھا تو اسلامی اخبارات نے ایک طوفان بے تمیزی حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے خلاف پیدا کر دیا تھا اور ایک بزرگ (جو اب وفات پا چکے ہیں) نے چودھویں صدی اخبار میں

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

کا شعر لکھکر خدا کے برگزیدہ مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو سخت دکھ دیا تھا اور آخر خدا نے اسی کو ایک نشان عظیم کا نشانہ بنایا۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت

دوسری اسلامی سلطنتوں پر حکومت انگلستان کو ترجیح دیتے ہے اور اسکی وجہ حکومت مذکور کا

عدل و انصاف اور عام مذہبی آزادی ہے

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ جس آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ کر سکتے ہیں اور جو سامان اور وسایل ہمیں یہاں حاصل ہیں وہ اسلامی ممالک میں قطعاً میسر نہیں۔ سلطنت برطانیہ کے تحت حکومت میں باوصف اس کے کہ عیسائی مذہب کی ہم تردید کرتے ہیں ہمارا ایک ہی فرد ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ سختی روا رکھی گئی مگر کیا سلطنت کابل کا یہ واقعہ ہم بھول سکتے ہیں جہاں ایک نہیں ہمارے دو معزز اور اہل اثر اور سرگرم احمدی حضرت جہاں کے فتوی پر شہید کر دیئے گئے۔

غرض

ہمیں خواہ کوئی خوشامدی کہے یا جو اس کا جی چاہے کہے ہم سچی بات کے کہنے سے نہ رک سکتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو اس ہدایت اور مشورہ دینے سے باز رہ سکتے ہیں کہ

مسلمانوں کے لئے تاج برطانیہ کا سایہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جسکی قدر کرنا اور وفاداری اور خیر خواہی سے اسکی رعایا رہنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ جو لوگ بیرونی سلطنتوں سے تعلقات کو محض سماعی باتوں پر یقین کر کے گورنمنٹ کے ذمہ لگا کر مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ ایسی بنا پر میں نے مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث کے اس طرز تحریر کو سخت ناپسند کیا تھا۔ یہ طریق کیسا مذموم اور مسموم ہے اس کا اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے جو شیخ عبد اللہ بلوچ نے شایع کی ہے جس میں اس نے کھلے طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ

سچے اسلامی خیالات کا اظہار کرنیوالا اہلحدیث ہی ہے بقول اس کے اہلحدیث علانیہ انگریزوں پر دنیا سے مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے کا الزام عاید کرتا ہے۔ یہ مضمون جو عبد اللہ بلوچ نے لکھا ہے اسی مضمون کی بنا پر لکھا ہے جس کا ذکر میں نے الحکم مورخہ ۱۴ر مئی ۱۹۰۸ء میں کیا تھا یعنی ۱۰ر مئی ۱۹۰۸ء کے اہلحدیث کی بنا پر وطن کا ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ کی اس تعریف کو جو عبد اللہ بلوچ نے کی ہے خدمت قرار دیتا ہے اور فی الحقیقت یہ بات ہے سچ کیونکہ اگر کوئی خود گورنمنٹ کی رعایا کہلا کر ہے ایک قوم کے نیست و نابود کر دینے کا الزام لگاتا ہے تو اس کے خیالات گورنمنٹ کی نسبت جو کچھ بھی ہو سکتے ہیں وہ ظاہر ہیں۔

مجھے اس سے بحث نہیں کہ ان دونوں میں سچا کون ہے؟ وطن یا اہلحدیث اور اس کا مداح عبد اللہ بلوچ مگر میں اس قدر ضرور کہوں گا کہ عبد اللہ بلوچ کا اس قسم کا مضمون شایع کرنا عبد اللہ بلوچ کی اندرونی حالت اور جذبات کو ظاہر کرنیوالا ضرور ہے اور یہی وجہ ہے جو وطن کے ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خاں نے اس کو حمید رضا کی طبقہ کا مسلمان کہا ہے اور حمید رضا جن خیالات اور جذبات کو اپنے اخبار میں ظاہر کر رہا ہے اور اسکی پبلک تقریروں سے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ ایک امر ظاہر ہے۔ بہر حال مولوی انشاء اللہ خاں نے اتنا تسلیم کر لیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ عبد اللہ بلوچ کے خیالات مسلمانوں کی عام رائے کا آئینہ نہیں ہونے چاہئیں۔ اور مسلمان گویا انہیں سخت ناپسند اور مکروہ خیال کرتے ہیں مگر مولوی انشاء اللہ خاں نے اگر دیدہ دانستہ واقعات کو نہیں چھپایا اور یا اگر انہیں فی نفسہ علم ہی نہیں تو میرا خیال ہے کہ واقعات کے ظاہر ہو جانے پر وہ یقین کرے گا کہ مولوی ثناء اللہ ہی کے خیالات کا اظہار بلوچ نے کیا ہے۔ اور اس کا فیصلہ مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پر ہو سکتا ہے جو مولوی ثناء اللہ کو دینا چاہئے۔

ان سوالات کا جواب جب مولوی ثناء اللہ شایع کر دیں گے تو اصلیت خود بخود کھل جائے گی۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ نے ان کا جواب نہ دیا تو ہم خود حقیقت کو آشکارا کریں گے۔ ان سوالات سے اس تعلق کا پتہ لگانا مقصود ہے جو مولوی ثناء اللہ سے عبد اللہ بلوچ کا ہے۔

وہ سوالات یہ ہیں

(۱) کیا عبد اللہ بلوچ اہلحدیث کے دفتر میں ایک عرصہ تک مقیم رہا ہے یا نہیں

(۲) کیا مولوی ثناء اللہ نے اس کو کوئی کتاب یا کتابیں پڑھائی ہیں یا نہیں۔

(۳) کیا عبد اللہ بلوچ کے مضامین کا سلسلہ اہلحدیث میں کبھی نکلا ہے یا نہیں۔

فی الحال میں ان تین سوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور ان کے جواب پر اس سلسلہ کو انشاء اللہ مکمل کروں گا۔ امرتسر کے لوکل ذمہ دار حکام اور قابل پولیس افسروں کو بطور خود تحقیق کر لینا چاہئے کہ عبد اللہ بلوچ امرتسر میں کتنے دن ٹھیرا تھا اور کہاں کہاں رہا؟ اس راز کا انکشاف ان کو بہت بڑی مدد دیگا۔

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے۔ اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۰۸ء میں بطور ضمیمہ شایع کر دیا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی ۸ محصولڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان۔

(نمبر ۴)

الایمان یزید وینقص

یہ ایک بڑے معرکے کا مسئلہ ہے۔ حنفیوں کا مذہب ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں اور اسی بنا پر کہہ دیا کہ ابوبکر (صدیق) کا ایمان اور ایک اس زمانے کے معمولی مسلمان کا ایمان برابر ہے۔ ان کے سوا دوسرے اہل مذہب ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے قائل ہیں۔ حال میں "المنار" مصر کے مشہور عربی ماہواری رسالے میں اس عنوان سے ایک نہایت لطیف مضمون چھپا ہے امید ہے ناظرین الحکم توجہ سے پڑھیں گے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ ہم میں علمی ذوق پیدا کریں اور مختلف قسم کے معرکۃ الآرا مسائل کے پڑھنے کی شائق ہو۔ یہ نہ کرے کہ کوئی مضمون اگر مولویانہ الفاظ میں دیکھا تو شروع کرتے ہی چھوڑ دیا۔ اصل میں ایمان کے زیادہ ہونے کا بیان قرآن مجید کی کئی آیات میں ہے۔ تعجب ہے کہ اسقدر صریح نصوص کے ہوتے کس جرأت سے کہا جاتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں۔

دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے (۱) انما المومنون اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسے ہر مومن جبکہ اسپر قرآن مجید کی آیتیں پڑھی جائیں، اپنے نفس میں پاتا ہے یعنی قرآن کے فہم اور اس کے معانی کی معرفت سے ایک خاص قسم کا ایمان (جو پہلے نہ تھا) اس کے قلب میں پیدا ہوتا اور بڑھتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ آیت پہلے کبھی پڑھی ہی نہیں [illegible] پڑھنے سننے والے کے قلب میں نیکی کی طرف رغبت اور بدی سے نفرت حاصل ہوتی ہے (جو پہلے نہ تھی) پھر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین اور اس کی عظمت کی محبت واسی دم بڑھتی جاتی ہے پس یہی زیادۃ الایمان ہے۔ (۲) الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل۔ یہاں بھی ایمان کی زیادتی کا ذکر ہے جبکہ دشمنوں سے ڈرایا گیا تو بجائے پریشان ہونے کے ان کا یقین ان کا [illegible] توکل جہاد میں ثبات اور توحید پر جمے رہنا [illegible] اور یہ بات دل میں کہ سوائے [illegible] مخلوق سے نہیں ڈرنا چاہئے [illegible] کا خوف رکھنا چاہئے (۳) واذا ما انزلت سورة [illegible] ايكم زادته هذه ايمانا [illegible] اللہ نے اس سورۃ کو نازل کیا [illegible] ذکر ہے تو اسکی طرف رغبت بڑھتی ہے۔ اور اگر کسی بات کی ممانعت ہے تو اس سے نفرت و کراہت پیدا ہو جاتی ہے اسلئے فرمایا "وهم يستبشرون" یہ "استبشار" تصدیق کے علاوہ ہے۔ (۴) وما جعلنا اصحاب النار الا ملائكة وما جعلنا عدتهم الا فتنة للذين كفروا ليستيقن الذين اوتوا الكتاب ويزداد الذين امنوا ايمانا یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب حدیبیہ سے واپس ہوئے یہاں سکینۃ کو زیادۃ الایمان کا موجب بنایا یعنی طمانیت قلبی کو۔ اور قولہ تعالیٰ ليطمئن قلبي [illegible] زیادتی ایمان ہے جیسا کہ فرمایا والذين اهتدوا زادهم هدى واتاهم تقواهم اور فرمایا انهم فتية امنوا بربهم وزدناهم هدى

شیخ الاسلام قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں زیادتی ایمان کئی وجہ سے ہے ایک تو اجمال و تفصیل (فیما امر بہ) کا یعنی جن باتوں کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔ ان کا اجمال و تفصیل دیکھئے گو تمام خلقت پر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان

واجب ہے اور تمام امت پر مجملاً ان امور کا التزام ضروری ہو گیا جن کا انہیں رسول نے حکم دیا مگر بہرحال یہ بات تو ظاہر ہے کہ اول امر میں وہ کچھ واجب نہیں ہوا جو کچھ تمام قرآن کے نزول کے بعد واجب ہو گیا۔ ایسا ہی جن باتوں کی رسول علیہ السلام نے خبر دی۔ ان پر مفصل ایمان اسقدر ہر مومن پر واجب نہیں جسقدر اس مومن پر واجب ہے جسے تمام احکام کی خبر لگ چکی ہے جو قرآن اور سنن نبویہ کی معرفت کامل رکھتا ہے اور سب معانی اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اسپر جو ایمان مفصل لازم ہے وہ اس کے غیر پر لازم نہیں۔ اسی بنا پر اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول پر دل وجان سے ظاہر و باطن ایمان لے آئے پھر شرایع دین جاننے سے پہلے مر جائے۔ تو مومن ہی مرتا ہے کیونکہ اسپر صرف ایمان ہی واجب تھا۔ اب جو کچھ اسپر واجب ہوا اور جو کچھ اس سے واقع ہوا (عمل) اس شخص کے ایمان کی مثل نہیں جو شرایع کی کامل معرفت رکھتا ہے۔ اسپر ایمان لائے۔ اور عمل کرے بلکہ اس آخر الذکر کا ایمان "اکمل" ہے۔ کیونکہ جو کچھ اسپر ایمان سے واجب ہوا وہ بھی اکمل اور جو کچھ واقع ہوا وہ بھی اکمل

(دوم) جو کچھ ان (مومنوں) سے واقع ہوا اسمیں اجمال و تفصیل پس جس نے علم تفصیلی حاصل کیا اور اسپر عمل بھی کیا۔ اس کا ایمان زیادہ کامل ہے اس سے جو صرف ما یجب علیہ کو جانے۔ اقرار کرے مگر عمل نہ کرے پھر یہ زبان و دل سے اقرار کرنیوالا مگر عمل بالارکان نہ کرنیوالا اگر اپنے ذنوب کا اقرار کرے۔ اور ترک عمل پر نادم ہو کر اپنے رب کی عقوبت سے ڈرے تو اس غافل سے زیادہ ایمان رکھتا ہے جس نے ما امر به الرسول کی معرفت طلب نہیں کی اور نہ اسپر عمل کیا اور نہ اس گناہ کی عقوبت سے ڈرا۔ بلکہ ما جاء به الرسول کی تفصیل سے بالکل غافل ہے اور باوجود اسکے آپ کی نبوت کا ظاہر و باطن دل و جان سے مقر ہے۔ پس جوں جوں کسی خبر رسول یا امر نبی کا علم اسے حاصل ہوگا۔ اس شخص سے اس کا ایمان زیادہ ہو جائیگا جسے یہ خبر حاصل نہیں ہوئی بہیئت مجموعی مجملاً وہ پہلے ہی ایمان رکھتا ہو۔ تاہم تفصیلی طور سے علم زیادتی ایمان کا موجب ہے اسیطرح جو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور ان کے معانی کو جانے۔ پھر ان پر ایمان لائے تو اس کا ایمان اس شخص سے اکمل ہے جسے یہ اسماء معلوم نہیں بلکہ صرف مجملاً سب پر ایمان رکھتا ہے یا بعض اسماء کا عرفان رکھتا ہے پس جوں جوں انسان اللہ کے اسماء و صفات و آیات کے عرفان میں بڑھتا جائیگا اسکا ایمان اکمل ہوتا جائیگا۔

(سوم) علم و تصدیق کے مدارج متفرق ہیں بعض میں یہ بات نہایت قوی [illegible] اور شک و ریب سے بالکل دور ہوتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جسے ہم اپنے ذاتی تجربہ سے مشہودات میں محسوس کرتے ہیں۔ ایک ہی چیز کو مختلف قسم کے آدمی دیکھتے ہیں۔ مثلاً رویت ہلال کو لیجئے اگرچہ اس کے دیکھنے میں بہت سے آدمی شریک ہوتے ہیں مگر تاہم بعض کی رویت بعض سے اتم ہوتی ہے اسیطرح آواز کے سننے، ایک ہی خوشبو کے سونگھنے اور ایک ہی قسم کے طعام کو چکھنے میں فرق ہوتا ہے پس کیا وجہ ہے کہ قلبی معرفت اور قلبی تصدیق میں متفرق مدارج نہ ہوں۔ اور متعدد وجوہ سے مومن ایک دوسرے سے متفاضل نہ ہوں۔ خود کلام اللہ کے معنے سمجھنے میں کتنا فرق ہوتا ہے پس اسی اعتبار سے ایمان میں بھی فرق ہوگا۔

(چہارم) وہ تصدیق جو مستلزم عمل القلب ہے اس تصدیق سے اکمل ہے جو اس کے عمل کی مستلزم نہیں۔ پس ایسا علم جس سے صاحب علم مذکور عمل کرے۔ یا یوں کہئے کہ ایسا ایمان جس کا ثمرہ اعمال صالحہ ہیں اس علم یعنے ایمان سے اکمل ہے۔ جس کا ثمرہ اعمال صالحہ نہ ہوں۔ دیکھو دو شخص ہیں وہ مانتے ہیں کہ اللہ حق ہے اس کا رسول حق۔ جنت حق۔ نار حق مگر ایک کے ایمان نے تو اللہ کی محبت اسکی خشیت اور جنت کی طرف رغبت اور دوزخ سے

نفرت پیدا کی اور دوسرے کے ایمان نے کچھ بھی ظاہر نہ کیا پس پہلے کا ایمان و علم اکمل ہے کیونکہ قوت مسبّب قوت سبب پر دلالت کرتی ہے اور جس قدر کام وہ مطابق کتاب وسنت کرتا ہے سب کا منشا ایمان اور علم ہے۔ یہ خوب یاد رکھیے کہ جب یقین ہو جائے فلاں شے اچھی ہے تو آدمی ضرور اسکی طلب میں لگ جاتا ہے ایسا ہی جب کسی شے کی نسبت یقین حاصل ہو جائے کہ خوفناک ہے تو پھر لامحالہ اس سے نفرت کریگا۔ بھاگیگا۔ اپنا بچاؤ چاہیگا۔ پس جب لازم حاصل نہ ہو تو یقیناً جان کہ یہ عدم حصول ملزوم کے ضعف کے سبب ہے۔ کامل ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ لازم ہیں۔ اعمال صالحہ نہیں تو بس ایمان ہی نہیں یا کمزور ہے۔ اسی لئے ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا لیس الخبر کالمعاینہ یعنی شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ دیکھنے سننے میں فرق ہوتا ہے۔ اسکی مثال موسٰی علیہ السلام کا واقعہ ہے جب رب العالمین نے انہیں خبر دی کہ تمہاری قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تو انہوں نے الواح کو نہیں پھینکا۔ مگر جب اگر بچشم خود یہ پرستش دیکھی تو غصے سے الواح پھینک دیں۔ کیونکہ یہ نہیں کہ اللہ کی خبر میں کچھ شک تھا ہرگز نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ مخبَر (جسے خبر دی جائے) خواہ مخبِر (جس نے خبر دی) کے صدق پر یقین رکھتا ہو مگر تاہم مخبِر و مخبَر بہ (جس بات کی خبر دی جائے) کا وہ تصور نہیں کر سکتا جو اسے عند المعاینہ حاصل ہو سکتا ہے خواہ دل سے اسکی تصدیق ہی کرتا ہو یہ ثابت ہے کہ معاینہ کے وقت ایسا تصور حاصل ہوگا جو خبر کے وقت نہ تھا۔ [illegible] (معاینہ والی) اس تصدیق [illegible] ایمان کا حال ہے۔

(پنجم) اعمال القلوب۔ مثلاً اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت اور اسکی خشیت اور اسکی رجا۔ سب ایمان سے ہیں چنانچہ اسپر کتاب وسنت اور اتفاق سلف شاہد ہے۔ اور آپس [illegible] ایک دوسرے سے متفاضل ہیں یہ ایک ایسی ظاہر بات ہے کہ ثبوت دینے کی حاجت نہیں۔

(ششم) اعمال ظاہری بھی ایمان ہی سے ہیں اور اسمیں بھی آدمی ایک دوسرے سے بڑھکر ہیں۔

(هفتم) انسان [illegible] (جو کچھ حکم ہوا) کو ولمیں یاد رکھتے اور ہر وقت اسے ایسا زیر نظر رکھے کہ غافل نہ ہو اس سے سول [illegible] ایمان والا ہے بہ نسبت اس کے جو کرے مگر پھر ان احکام سے غافل ہو جائے۔ کیونکہ غفلت ایمان کو گھٹا دیتی ہے۔ اور ایمان تصدیق۔ ذکر۔ اور استحضار کا کمال علم ویقین کے کمال کا موجب ہے اسی لئے عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم اللہ کو یاد کریں۔ اسکی حمد کریں۔ اسکی تسبیح وتقدیس کریں تو یہ اس ایمان کی زیادتی ہے اور جب ہم غافل ہو جائیں بھلا دیں۔ اور اعمال ضایع کر دیں تو یہ اسکا نقصان ہے۔

(هشتم) کبھی انسان کسی بات کا مکذب ومنکر ہوتا ہے نہیں جانتا کہ رسول کی اس نے خبر دی ہے یا اس کا حکم کیا ہے کیونکہ اگر جانتا تو تکذیب ہی نہ کرتا اور نہ انکار کرتا۔ وہ پورا یقین رکھتا ہے اس بات پر کہ میں نبی [illegible] سے راضی ہوں اور حق حق امر کر رہا ہوں۔ پھر کوئی آیت یا حدیث سنتا ہے یا اسپر تدبر کرتا ہے یا کوئی تفسیر سمجھتا ہے غرض کسی وجہ سے اصلیت کھل جاتی ہے تو پھر اس بات کی تصدیق کرنے لگتا ہے جسکی تکذیب کر رہا تھا اور اسی کا اقرار کر لیتا ہے جسکا اسے انکار تھا۔ اب یہ ایک نئی تصدیق اور نیا ایمان ہے اس سے اس کا ایمان بڑھ گیا اس سے پہلے کافر نہیں تھا [illegible] سے آگاہ نہیں تھا۔ یہ قسم بھی گو مجمل ومفصل میں آسکتی ہے مگر بعض وقت مطلب [illegible] کا یہ ہے تفاصیل میں سے کسی شے کی تکذیب وتصدیق ہے سیم

ہوتا ہے پھر اسی سادہ قلب پر اجمال کے بعد کوئی تفصیل کھلتی ہے۔ لیکن اہل علم واہل زہد سے کئی ایسے آدمی ہیں جنکو وہ تفاصیل سے ایسے بہت سے امور ملی جو ماجاء به الرسول کے مخالف ہوتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ مخالف ہیں۔ جسوقت اصلیت کھلتی ہے فوراً رجوع کر لیتے ہیں۔ ہر ایک جس نے دین میں کوئی نئی بات خطا سے کی اور وہ رسول پر ایمان رکھتا یا خطا سے کوئی کام کیا۔ مگر مومن بالرسول ہے۔ اور ہر ایک مبتدع جو بدعت سے متابعۃ الرسول کا قصد رکھتا ہے۔ وہ اسی قبیل سے ہے۔ پس جو ماجاء به الرسول کا علم رکھے۔ اور اسپر عمل کرے وہ اکمل الایمان ہے اس سے جو اسمیں خطا کرے اور جو خطا کے بعد صواب پا لے اور اسپر عمل کرے وہ اس سے زیادہ ایمان رکھتا ہے جسے اپنی خطا کا علم نہیں ہوا۔

ان تمام وجوہ کو زیر نظر رکھتے ہوئے آپ یقیناً جان لیجئے کہ سلف الامۃ اور جلیل الائمہ کا یہی مذہب ہے کہ ایمان قول عمل اور نیت کا نام ہے طاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔ امام ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اہل الفقہ والحدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان قول وعمل کو کہتے ہیں اور عمل بغیر نیت کے کچھ نہیں۔ پھر کہا ہے کہ ایمان ان کے نزدیک طاعت سے بڑھتا ہے معصیت سے گھٹتا ہے اور تمام طاعتیں ان کے نزدیک ایمان ہیں سوائے ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب کا ذکر ہے کہ وہ طاعتوں کو ایمان نہیں کہتے بلکہ صرف تصدیق واقرار (بقول بعض) اور صرف تصدیق کا نام ایمان ہے۔ ملک حجاز وعراق وشام ومصر کے تمام اہل الرائے واہل الآثار [illegible] مالک بن انس اور لیث بن سعد اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور [illegible] احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ اور ابو عبید القاسم بن سلام اور داؤد [illegible] اور طبری اور جو ان کے پیرو ہیں سب اسی بات کے قایل ہیں کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے یعنی زبان سے اقرار۔ دل کے ساتھ اعتقاد اور اعضا کے ساتھ سچی مخلصانہ نیت سے عمل کرنا۔ اور کہا کہ ہر فریضہ ونافلہ جس سے اللہ کی طاعت کیجائے ایمان سے ہے۔ ان سب نے یہ کہا کہ ایمان طاعات سے بڑھتا اور معاصی سے گھٹتا ہے۔ پھر امام نے لکھا ہے کہ مومنوں میں سے اہل ذنوب اپنے گناہوں کے سبب سے کامل الایمان نہیں رہتے۔ بلکہ ارتکاب کبائر سے ناقص الایمان ہوگئے۔ اسی لئے فرمایا رسول صلعم نے لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن (زنا کرنیوالا زنا نہیں کرتا حالیکہ وہ مومن ہو) یہاں مومن سے مراد مستکمل الایمان ہے۔ اور جمیع الایمان کی نفی مراد نہیں۔ کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ زانی۔ سارق اور شارب الخمر جب اہل قبلہ ہوں تو ورثہ کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد مرجیۂ۔ خوارج اور معتزلہ کا رد کرتے ہوئے (بدلیل موارثۃ وحدیث عبادۃ بن صامت (فعوقب فی الدنیا فھو کفارۃ) لکھا ہے کہ ایمان کے کئی مراتب ہیں اور ناقص الایمان کامل الایمان کے برابر نہیں ہو سکتا جبھی تو انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت الآیۃ کے آخر میں ھم المومنون حقا فرمایا اور نبی صلعم نے ہی اکمل المومنین ایمانا مومنوں میں سے اکمل ایمان والا جس کے ظاہر ہے کہ ناقص الایمان بھی ہوتے ہیں پھر فرمایا اوثق الایمان الحب فی اللہ اور لا ایمان لمن لا امانۃ لہ یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ بعض ایمان اوثق اور اکمل ہوتے ہیں۔ اسیطرح ابو عمر الطلمنکی نے اہل السنۃ کا اجماع بیان کیا ہے۔ کہ ایمان۔ قول وعمل ونیۃ کا نام ہے اور امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ نے کہا کہ جب امام فخر الدین رازی نے امام شافعی کے مناقب تصنیف کئے اور ان کا قول ایمان کے بارے میں "قول باللسان۔ عقد بالجنان۔ عمل بالارکان" یعنے اور صحابہ وتابعین کی مانند لکھا۔ چنانچہ شافعی نے خود ہی کہا کہ اسپر اجماع

صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے تو امام رازی پر یہ قول بڑا مشکل گزرا کیونکہ آپ کے دل میں اہل بدع و خوارج معتزلہ جہمیہ کرامیہ مرجیہ کا شبہ جاگزیں ہو رہا تھا کہ شئے مرکب میں سے جب بعض اجزا دور ہو جائیں تو کل کا زوال لازم آتا ہے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں اس کا جواب سہل ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ ہیئت اجتماعی جیسی کہ تھی قائم نہیں رہتی لیکن بعض کے زوال سے باقی کا زوال لازم نہیں آتا۔ اسکی مثال بدن الانسان ہے جب انگلی کٹ جائے یا ہاتھ یا پاؤں یا اور کوئی عضو تو بالاتفاق انسان پھر بھی انسان ہی رہتا ہے۔ ہاں ناقص انسان کہہ سکتے ہیں۔ اسی لئے شارع علیہ السلام نے زانی۔ سارق۔ شارب الخمر سے ایمان کی نفی کی ہے۔ یعنی وہ مجموعہ جس کا نام ایمان ہے زنا وغیرہ کے ساتھ کامل مجموعہ نہیں رہتا مگر کہتے ہیں کہ اسطرح بعض ایمان چلا گیا۔ اور بعض باقی رہ گیا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب بعض چلا جائے تو باقی بعض بھی چلا جاتا ہے۔ پس اسی خود ساختہ اصل سے خائف ہو کر مرجیہ بہ نسبت زیادۃ الایمان کے نقص الایمان کے لفظ سے بہت نفرت کرتے تھے کیونکہ بعض کے جانے سے کل کا جانا ان لوگوں کے قواعد کے مطابق لازم آتا ہے جو ایمان کے متعدد بعض اور شعبے وغیرہ کے قائل ہیں اور جہمیہ کے نزدیک ایمان ایک امر واحد ہے جو تعدد کو قبول ہی نہیں کرتا۔ گویا ایسا واحد ہے جسکی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ گویا وحدانیت میں [illegible] عز و جل کیطرح اسکی بھی وحدانیت ہے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں جس اصل نے انہیں اس مغالطہ میں ڈالا یعنی یہ کہ انسان میں بعض ایمان اور بعض کفر جمع نہیں ہو سکتے جسکی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ مسلمانوں میں متفق علیہ مسئلہ ہے چنانچہ ابو الحسن الاشعری نے ایسا ہی ذکر کیا) اور جس اعتقاد پر اجماع کا باطل خیال انہیں [illegible] ہوا۔ اسی نے انہیں ایسے عقیدے کا پابند کر دیا جو بالکل مخالف اجماع ہے۔ ہاں اس اجماع سلف کے مخالف جیسے کئی ائمہ نے ذکر کیا بلکہ ایک سے زیادہ نے تو اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا جو جہمیہ کا عقیدہ ایمان کے بارے میں رکھے۔ اور اس کیلئے نظائر متعدد ہیں۔ دیکھئے انسان ایک قول مخالف نص یا اجماع قدیم کہتا ہے اسبات کا یقین رکھتے ہوئے کہ وہ نص اور اجماع سے متمسک ہے جب اس کے علم و اجتہاد کا یہی منتہیٰ ہے تو صواب کا ثواب دیتا ہے اور جسکی معرفت سے عاجز رہا وہ معاف کر دیتا ہے۔ بعض لوگ انہیں میں سے کہتے ہیں کہ ایمان من حیث ہو ایمان (اس حیثیت سے کہ وہ ایمان ہے) زیادت و نقصان کو قبول نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں یہ کہنا تمہارا ایسا ہی ہے جیسے تم لوگ کہا کرتے ہو من حیث ہو انسان۔ من حیث ہو حیوان و من حیث ہو موجود [illegible] ان مسمیات کے لئے ایک وجود مطلق مجرد از جمیع قیود و لوازمات یقین کرتے ہو حالانکہ خارج میں اسکی کوئی حقیقت نہیں۔ اور سوا اسکے کچھ نہیں کہ وہ ایک ایسی شئے ہے جسے انسان اپنے ذہن میں فرض کر لیتا ہے جیسے ایک ایسا موجود فرض کر لیتے ہیں جو نہ قدیم ہے نہ حادث۔ اور نہ قائم بنفسہ اور نہ قائم بغیرہ۔ ایسا ہی (انسان من حیث ہی ہی) کو اذہان میں ایسا فرض کر لیا جاتا ہے [illegible] تو ان کا وجود نہیں۔ اسی طریق پر ایمان کو فرض کیا ہے جیسے ایسا ایمان [illegible] کوئی مومن متصف نہیں بلکہ ہر ایک قید سے مجرد ہے مگر تو کوئی صفۃ الخارج ایسا ایمان ہے جو مومنوں کے ساتھ نہ ہو اور نہ کوئی ایسی انسانیت فی الخارج سوا اس کے جسکے ساتھ انسان متصف ہے پس ہر انسان کے لئے انسانیت ہے جو اسی (انسان) کے ساتھ خاص ہے اور ہر مومن کے لئے ایک ایمان ہے جو اسی مومن کے ساتھ خاص ہے۔ اب زید کی انسانیت عمرو کی انسانیت کے مشابہ ہے مگر وہ وہی نہیں یعنی زید کی انسانیت وہی نہیں جو عمرو کی انسانیت ہے ہاں اشتراک ان دونوں میں ہے مگر وہ امر کلی مطلق [illegible] میں ہوتی ہے نہ فی الخارج اس کا کوئی وجود نہیں مگر اس کے افراد کے [illegible] (اور ہماری بحث اس ایمان کی نسبت ہے جو فی الخارج پایا جاتا ہے [illegible]

جس وقت کہا جاتا ہے کہ زید کا ایمان عمرو کے ایمان کی مثل ہے تو وہ واحد نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کو ایک تعین خاص حاصل ہے۔ اور یہی ہے وہ ایمان جو زیادت و نقصان کو قبول کرتا ہے اور جو تفاضل ایمان کی نفی کرتا ہے۔ وہ اپنے جی میں ایک ایمان مطلق تصور کر لیتا ہے جیسے کہ ایسے انسان کا تصور (ذہنی) کر لیتے ہیں جو جمیع صفات معینہ سے خالی ہو اگر وہ ہوتا کیا کچھ بھی نہیں۔ پھر یقین کرتا ہے کہ بس یہی وہ ایمان ہے جو لوگوں میں پایا جاتا ہے اور یہ تفاضل کو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ یہ تو اپنے نفس میں ہی تعدد کو قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ ایک تصور (خیال) محض ہے جو اپنے متصور کے نفس میں [illegible] ہے اور اسی وہم کی بنا پر بہت سے لوگ ان میں سے سمجھتے ہیں کہ امور مشترکہ جو کسی ایک شے میں ہوں وہ بلحاظ شخصیت و عینیت ہی واحد ہیں۔ اسی غلطی نے بڑے بڑے ان کے علماء و فقراء کو اس گمراہی میں ڈالا کہ وجود کو بھی ایسا ہی سمجھ بیٹھے۔ پہلے انہوں نے تصور کیا کہ تمام موجودات سبھی الوجود میں مشترک ہیں یعنے سب کے ساتھ وجود ہے پھر اس وجود کلی کا [illegible] اپنے نفس میں نہیں تصور کیا اور اسے فی الخارج ہی سمجھ بیٹھے۔ جیسا کہ وہ ان کے خیال میں تھا۔ پھر سمجھے کہ بس وہی وجود اللہ ہے (تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا) گویا رب العالمین کو وہ وجود [illegible] جو اپنے متصور کے نفس میں [illegible] ہے۔ اور فی الخارج بالکل نہیں پایا جاتا۔ اسیطرح بہت سے لوگ اعداد مجردہ اور حقائق مجردہ کا تصور کرتے ہیں [illegible] طبیعیہ بولتے ہیں۔ اور ایسا ہی ایک ایسا زمانہ کا تصور کرتے ہیں جو حرکت و متحرک سے مجرد ہو اور ایسے بعد کا جو اجسام [illegible] سے مجرد ہو پھر گمان کرتے ہیں کہ ایسے زمانے اور بعد کا وجود فی الخارج ہی ہے۔ الغرض یہ سب اسی غلطی میں ہیں کہ ما فی الاذہان کو ما فی الاعیان سمجھ بیٹھے ہیں اور ہر فرد کا اعتقاد [illegible] عقلی ورنہ فاسد ہوگئے۔

اور حافظ ابن حجر شرح بخاری میں کہتے ہیں کہ سلف کا یہی مذہب ہے ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے مگر اکثر متکلمین نے اس کا انکار کیا ہے امام نووی نے کہا ہے کہ اظہر اور مختار یہی ہے کہ تصدیق کثرت نظر اور وضوح ادلہ سے بڑھتی گھٹتی ہے۔ اسی بنا پر صدیق کا ایمان اس کے غیر سے اقویٰ تھا کیونکہ اسے کوئی شبہ لاحق نہ ہوتا تھا۔ اور ہر ایک جانتا ہے کہ جو کچھ دل میں ہو وہ بڑھتا ہے یہانتک کہ بعض اوقات بہ نسبت ما سبق زیادہ یقین اور اخلاص اور توکل اپنے آپ میں پاتا ہے۔ اسیطرح تصدیق و معرفت بھی براہین کی کثرت و قوت سے بڑھتی ہے۔ اور سلف سے جو اس بیان میں یزید و ینقص منقول ہے اسکی عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں سفیان ثوری اور مالک بن انس اور اوزاعی اور ابن جریج وغیرہم سے تخریج کی ہے۔ اور ابو القاسم نے اپنی کتاب السنۃ میں شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابی عبید اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے اور بخاری سے بسند صحیح مروی ہے کہ میں ہزار سے زیادہ علماء امصار سے ملا۔ اور میں نے کسی کو اسبات میں اختلاف کرتے نہیں دیکھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور بڑھتا گھٹتا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے صحابہ و تابعین کی ایک جمع کثیر سے یہ روایت کی۔ اور فضیل بن عیاض اور وکیع نے اہل سنت کا یہی عقیدہ نقل کیا ہے اور حاکم نے امام شافعی کے مناقب میں کہا ہے کہ ابو العباس الاصم نے ربیع سے خبر پائی کہ میں نے امام شافعی کو یہ کہتے سنا کہ ایمان قول و عمل کا نام ہے بڑھتا گھٹتا ہے۔ اور ابو نعیم نے سوانح شافعی لکھتے ہوئے حلیہ میں ربیع سے یہی روایت کی ہے۔ باقی اسی قدر کہ ایمان طاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے اور آیت پیش کی (لیزدادوا الذین آمنوا ایمانا) اور امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کیا

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ الایمان یزید وینقص اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی ہے اور صحابہ وتابعین وائمہ دین اہل سنت وجماعت و تمام اہل حدیث اور علماء صوفیہ کے آثار اس مسئلے کے متعلق اسقدر ہیں کہ اس مختصر میں انکی گنجایش نہیں سب کا اسی پر اتفاق ہے کہ الایمان قول باللسان وعقد بالجنان وعمل بالارکان یزید بالطاعة وینقص بالعصیان۔

اس قیمتی مضمون پر المنار کے لائق ایڈیٹر نے بہت عمدہ رائے دی ہے جو یہ ہے نقلی بحث سے تو مضمون نگار نے یہ ثابت کر دیا کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے جو طاعت سے بڑھتا معصیت سے گھٹتا ہے ہم عقلی نظر سے بھی دیکھتے ہیں تو یہی حق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس اعتقاد نے کہ ایمان ہی آخرت میں نجات وسعادت کا موجب ہے اور مومن بننے کے لئے صرف اس بات کی تصدیق کافی ہے کہ جو کچھ نبی صلعم لائے وہ حق ہے اور ایمان میں عمل داخل نہیں مسلمانوں کو فسوق اور عصیان پر جرأت دی اور صرف اس فاسد و باطل عقیدے نے قرآن مجید کی معنوی تحریف پر ابھارا۔ بحالیکہ قرآن تو باواز بلند پکار رہا ہے کہ نجات وفلاح ایمان اور عمل صالح دونو سے ہے نہ صرف ایمان سے نہ صرف عمل صالح سے۔ ایسا ہی ہلاکت اخروی بھی کفر اور مظالم میں برسر چلنے سے ہے۔ اسکے متعلق جسقدر آیات ہیں وہ تھوڑی نہیں بلکہ بمشکل گنی جاسکتی ہیں مگر یہ اہل مذہب میں برابر انکی تاویلیں کیے جاتے ہیں اور وہ انہیں شرماتے۔ انکی تاویلوں کا بد اثر ایسا پڑا۔ کہ ایسے اچھے فہیم مسلمان غلط فہمی سے کہنے لگ گئے۔ کہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچانے اور لذات اخروی دلانے میں عمل کو کوئی اتنا بڑا دخل نہیں بس صرف تصدیق بما جاء به النبی کافی ہے وہ بھی مفصلاً نہیں بلکہ مجملاً۔ اور قرآن کے تمام وعیدوں کو کفار کے حق میں خیال کرتے ہیں جب مشرکوں کا ذکر سنا تو کہہ دیا کہ یہ بت پرستوں کا ذکر ہے ہم تو ہوئے مسلمان خواہ ان سے زیادہ قبر پرستی و [illegible] پرستی اور کیا کیا پرستی کرتے ہوں اور جب کسی نبی کے انکار کا وعید پڑھا تو کہہ دیا اگلی امتوں کی نسبت ہے اور یہ خیال نہیں کہ ہم بھی ایک مامور من اللہ کی تکذیب کے مجرم ہو رہے ہیں) اور انہیں سے خاص سمجھتے ہیں گویا الٰہی سنت اس امت کے ساتھ اگلی امم کے خلاف ہوگئی اور گمان کرتے ہیں کہ یقین واذعان کا وجود بدوں اسکی تاثیر طبعی یا خاصہ فطرتی (جو عمل ہے) کے بھی پایا جاسکتا ہے حالانکہ یہ بالکل محال ہے۔

محمد ظہور الدین۔ اکمل گولیکی ضلع گجرات

کیا خریداران میگزین توجہ فرمائینگے

خط وکتابت کا ایک بڑا حصہ ابتک میرے نام پر یا ایڈیٹر کے نام پر ہوتا ہے جس سے نہ صرف میرا وقت ضایع ہوتا ہے۔ بلکہ خطوط کی تعمیل میں بھی دیر ہو جاتی ہے اسلئے التماس ہے۔ کہ جملہ صاحبان ہر قسم کی خط وکتابت متعلق میگزین کے منیجر میگزین یا نائب ناظم میگزین سے کریں البتہ اگر کسی مضمون کے متعلق خط وکتابت کرنی ہو تو وہ ایڈیٹر سے کریں۔

خاکسار محمد علی از قادیان

ایک قابل تقلید نمونہ

اخبار بدر و الحکم کے ذریعہ احمدی احباب تک یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ مسجد مبارک کیلئے وہ زمین خریدی گئی ہے۔ جو مسجد سے متصل ہے۔ اور جسکا مدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ اور یہ بھی اطلاع دی گئی ہے کہ مبلغ [illegible] اس زمین کی قیمت ہے۔ اور [illegible] قریب مسجد مبارک کی تعمیر پر خرچ ہوگا۔ یہ وقت ہے۔ کہ احمدی احباب فراخدلی اور عالی حوصلگی سے کام لیکر کار خیر میں قدم بڑھا کر فاستبقوا الخیرات پر عمل کرنیوالوں میں داخل ہو جائیں۔

اس چندہ کی تحریک کرتے ہوئے مجھے اسبات کے اظہار کی بہت خوشی ہے۔ کہ جماعت نے اسطرف ایک حد تک توجہ کی ہے۔ اور بعض مخلصوں نے قابل تقلید نمونے دکھائے ہیں انہیں سے دو نمونے میں اسجگہ آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اول الذکر میاں محمد حسین صاحب دفتری۔ دفتری میگزین قادیان ہیں۔ پہلے انہوں نے حسب استطاعت نقد چندہ میں حصہ لیا۔ پھر اس کے بچے رحمت علی نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے والد یعنی محمد حسین صاحب مذکور نے میری مرحومہ والدہ کا بقیہ زیور مسجد کے چندہ میں دیدیا ہے۔ اسپر میاں محمد حسین صاحب نے تمام زیور اسی روز مسجد مبارک کے چندہ میں دیدیا۔ جو ایک غریب انسان کی طاقت سے بڑھکر ہے۔

دوسری مثال جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ میاں حشمت اللہ صاحب احمدی ساکن شاہجہانپور خدمتگار ڈپٹی کمشنر تیز پور آسام ہیں جنہوں نے مبلغ ہے اس مبارک چندہ میں عطا فرمائے ہیں گو یہ رقم کسی امیر کے لئے بہت بڑی رقم نہیں مگر ایک خدمتگار کے لئے بہت بڑی رقم ہے۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں اور نہ کوئی دنیادار کرسکتا ہے یہ ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی جان و مال کی کوئی پروا نہیں کرتے۔

ان دو مثالوں سے میری مراد یہ نہیں کہ کوئی اور رقم وصول نہیں ہوئی۔ کیونکہ بعض اور بھائیوں نے بڑی ہمت سے کام لیا ہے۔ مثلاً حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی نے یکصد روپیہ عطا کیا ہے۔ جماعت لاہور نے آٹھ سو روپے کے قریب اس فنڈ میں جمع کیا ہے۔ اسیطرح خود قادیان دار الامان کی جماعت نے بھی پانسو روپے کے قریب جمع کرنیکا انتظام کیا ہے۔ مگر مندرجہ بالا مثالیں بہت ہی قابل قدر ہیں اور یہ اسلئے شائع کیا جاتا ہے کہ شاید کسی دوسرے بھائی کیلئے تحریک کا باعث ہو۔ والسلام

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے عام اعلان

قادیان سے جسقدر تحریکیں سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے ہوتی ہیں۔ وہ قومی اور سلسلہ کی تحریکیں ہیں جنکے لئے صدر انجمن احمدیہ ہر طرح ذمہ وار ہے۔ لیکن چونکہ یہاں بعض ذاتی اور شخصی کام بھی ہو رہے ہیں جنکا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے نہیں۔ اور نہ انجمن ان کے نفع و نقصان کی ذمہ وار ہے۔ ایسی صورت اور حالت میں جو تحریکیں اخبارات کے ذریعہ یا کسی اور صورت سے کیجاویں۔ وہ ذاتی اور شخصی ہونگی۔ ایسا ہی بعض لوگ یہاں کے بعض اشخاص کے ذاتی کاموں یا کارخانوں میں شراکت کرتے ہیں۔ یا کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ اس قسم کی شراکتوں کی ذمہ وار نہیں ہے۔ اسلئے انجمن نے اپنے اجلاس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ تمام احمدی احباب کو مطلع کیا جاوے۔ کہ جو لوگ قادیان میں کسی خاص شخص کے کسی ذاتی کام میں یا کسی کارخانہ میں کسی دنیوی غرض کے لئے شراکت کرنا چاہیں وہ ہر طرح کی سوچ بچار کے بعد شراکت کیا کریں۔ کیونکہ اگر اسطرح کی شراکت سے کسی کو کوئی نقصان پہونچا۔ تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صدر انجمن احمدیہ اسکی ذمہ وار نہ ہوگی۔ اور نہ معاملات میں حضور علیہ السلام کا یا انجمن کا کوئی تعلق یا دخل نہ ہوگا

محمد علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اسکی نظیر بزمان مرسلین یا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بہت ہی کم ملیگی یہی زلزال آیا تو کہیں تلخ ہوا اور وہ طاعون جو یہودیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس سے ہندوستان اور پنجاب میں قیامت برپا کر رہی ہے جو سبب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ اور ان آفات سے بچنے کی تدبیر توبہ و استغفار رکھو انبیاء اور حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا الہام ہے اعظم رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی مگر ظاہری اسباب ظاہری تدابیر طاعون معروف طاعون کے قطرات روغن کہاں ہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بلفور چڑھنے بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکا دے جاویں اور گلٹی پر ملکر بدن پر مالش کی جاوے تو فوراً سر درد بخار کا فور ہو کر سام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوگا جن لوگوں کو دوا کہانے سے نفرت ہے اگر ان کے بدن پر کہیں ملکر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بارہا کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بہت سی امراض کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن مقرر دیبیہ معہ محصول ڈاک

ملکھی مچھر ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون کے دنوں میں چوہوں اور مردوں پر بیٹھ کر مکھی یا مچھر جب تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلا ہے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اسی غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی و مچھر کاٹنے کا احتمال ہو اسکو مل دیتے ہیں کاٹنا تو کجا پاس بیٹھنے نہیں۔ ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ یہ دو نو روغن حکیم نور محمد پروپرائٹر مطب نوری شفاخانہ

موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔ نوٹ۔

جو اخبار یہ اشتہار رجسٹر درج اخبار کرتا ہے وہ ایک ہزار نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بہیجے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز رفتاری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سما دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول ان سے نمونہ منگا کر دیکھ لو اس میں کچھ بھی کہنا نہیں ہے قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ تولید انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ یا دیں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا کے تجربہ پسند ہو طلب فرماویں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ **طلاء طلسمی** بڑی سالی اثر اور جوانی کے لئے اعتدال بیان اور علط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتی ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں وہ ہمارے اس **طلاء طلسمی** سے فایدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کہائیں انشاءاللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزما و قیمت چہارشنبہ محاسن سیلانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر نیوالا اور لعابات تر نانیوالا قیمت ایکتولہ ۸ — منجن وندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانتوں کو سر آمد بنانا اسی منجن کا کام ہے فی بکس ۴ المشتہر حکیم محمد سید حکیم سرائے الکہ

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے یہ خضاب تیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بنا تا ہے پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی

محلہ عطار گلی پوسٹ مانڈوی بمبی

سامان ورزش کی ارزانی کی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدی ریشمی زار کشمیر کی لکڑی کے اسپینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بٹ ہو کر نہایت پایدار ہیں قیمت سے روپیہ کرکٹ بیٹ سید عزیز الدین کشمیر کی لکڑی کے لئے کین ہینڈل مع دو ۔ بچے بیج کے لئے نہایت عمدہ ہیں۔ کرکٹ بیٹ لکڑی ورنیہ کم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک بڑا اور کین ہوگا بچوں کی گیٹ بیٹ آل کین۔ لکڑی چیدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے عمدہ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ہیں بچوں کے کرکٹ سٹ کم ۱۲-۱۳ برس کیلو سطے دو آیات سٹ

ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ سے

" " ۱۰ او لاسٹ ایک سٹ وکٹس کیپ بال فیکبر صہ

نٹ بال عمدہ کاؤ با یشپا پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ہے

" " " " " ۵ صہ

بچوں کو نٹ بال معہ بلیڈر للعہ

" " " ۳ سے

کرکٹ بال کٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کی ۵ ۱۶

" " دہاگے کی سیتی سے

" " پریکٹس سے

کرکٹ وس فی کاپی ۱۲

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکٹ کم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بال از قسم پریکٹس کرکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے

عمدہ قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہیں اسکو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر

مقامی شہادت صداقت ظاہر کرتی ہے

کلکتہ کے ایک مشہور طبیب اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور ان بیسیوں بیانات میں جو سلسلہ وار ان کالموں میں شایع ہوتے ہیں ایسی شہادت کا اضافہ کرتے ہیں - ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت جو کہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر رہیں اس قسم کی رائے جیسی کہ ذیل درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے کیونکہ ہم لوگوں کو کلکتہ کی شہادت زیادہ مفید و قابل یقین ہوگی - ڈاکٹر ... ایم ... ایل ایم ایس ... جنکا دواخانہ ... بکن روڈ پر واقع ہے اور جنہوں نے سرکاری ریلوے کے ہسپتالوں ... سے اچھا تجربہ حاصل کیا ہے - اور جو ... طبیب ہیں کی شہادت سے زیادہ اچھی اور کس کی ہوگی - وہ لکھتے ہیں ... گردہ کی گولیاں (ڈولس بیک ایک کڈنی پلس) گردہ اور پشت ... ان ... لوگوں کو استعمال کرائی ہیں اور ... معلوم ہوا کہ وہ بہت مفید ہیں ... کیونکہ ایسے مریضوں ... استعمال ... ہونا اسکی نشانی ہے کہ گردے ... خراب ہوتے ... اگر اگلی قوت سے زیادہ ... کام لیا جائے تو ... جاتے ہیں - اور ... بیماری وغیرہ کا باعث ہوتے ہیں ... استسقا (جلندر) ... کی مہلک بیماریاں ... ہونا ... ہے ... اور گردے کی گولیاں ڈولس بیک ایک کڈنی پلس ... کی بیماریوں کے لئے ... خرابی کے خوف کے استعمال کر سکتا ہے - تمام دوا فروشوں ... یا براہ راست ڈون کی اور ... پوسٹ آفس ... نمبر ... بمبئی ... سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی ... روپیہ ... اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کے جس میں چھپا ہوا ہے ... تو آپکی فرمائش کی تعمیل بغیر ... ڈاک ... لئے کیجا سکتی ہے -

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام حصہ دوم - یہ بے نظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں ... مسئلہ ... نہایت شرح و بسط کا کام لیا ہے اور ... اعتراضوں کو ... قیمت ... آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو ... طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے ... قیمت ... اسلام پر کرتے ہیں ... نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت ... حضرت مسیح موعود نے ... کے اصرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے ... عقائد کا ... الجواب رد کیا ہے - یہ رسالہ ... سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر چند فلسفیانہ لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ... فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے - قیمت ... نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا ... قیمت ... ایڈیٹر الحکم کی تالیفات -

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے ... پسند فرمائی ہے ... یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہوگی ... قیمت فی پارہ ... سلسلہ عالیہ کی تعلیم ... المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

ایک لاکھ پڑیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

بر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ فرمودین

(سرمہ ... نور)

... لگاؤ اور آنکھیں صاف ہوکئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول مارتک فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا - دھند غبار - جہل - پانی - پڑبال ناخارش - موتیا بند - ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ جلد ہی دنونکے استعمال سے جاتا رہتا ہے - سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں - وحکیموں ورئیسوں وعہدہ داروں کے موجود ہیں - اسکیلئے سرمہ ... کوکافی ہر ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگی دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے سرمہ نور خاکی فی تولہ ... سرمہ سیاہ ...

سوتی سنگی ... گم ... بالا نشین خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ - جاڑوں میں ... توشک لحاف کیواسطے پائیدار خوبصورت کپڑا ہے - فی تھان طول ... عرض ... قیمت صرف ... فرمائشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول بار روانہ خریدار ... خط وکتابت و ترسیل زر بنام مینیجر کارخانہ ... ہونی چاہیئے - المشتہر محمد ... تاجر ... کارخانہ ... کاکوری ضلع لکھنو

آٹا پیسنے کی مشین - آہنی اور کماد پیڑنے کے بیلنے آہنی مستری مولا بخش وغلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور سے مل سکتے ہیں -

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کردیا گیا ہے جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں ... کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوا لیں - یقیناً مذہبی و اخبار ... کے ہر ممبر کو اسکا دیکھنا ضروری ہے - المشتہر عبدالعزیز - جگدمبا ... پرشاد مقام زینت محل دہلی -

سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک

وقت کا امتحان

ستائیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس ایملشن نے

... کے ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے ... آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر ... کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کیلئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے -

اسکاٹ اینڈ براون ... کیمسٹ لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کو جو ایملشن اور اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

از انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

سالانہ
عوام سے
۲۔ خواص و معاونین سے
۳۔ ہندوستان سے باہر سے
۴۔ غیر مذہب والوں سے
جماعت کے غیر مستطیع
بیدرویہ کم آمدنی والے
لوگوں سے

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے طلبا کا چندہ

مدرسہ تعلیم الاسلام ۸ جولائی ۱۹۰۷ء کو موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا باقاعدہ پڑھائی شروع ہو گئی طلبا اور دوست بخیریت واپس آ گئے۔ الحکم کے ناظرین کو علم ہے کہ ایام تعطیلات میں طلبا کو مدرسہ کے لئے فراہمی چندہ کی خدمت بھی سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ طلبا اس کام میں مصروف ہیں اور کامیابی سے مصروف ہیں۔ طلبا کی واپسی پر معلوم ہوا اور ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہماری جماعت نے اپنے بچوں کا نہایت مسرت سے استقبال کیا اور انکی قومی معاملات میں دلچسپی لینے پر نہایت خوشی اور اطمینان ظاہر کیا ہے اور حسب الوسع انہیں معقول امداد دی ہے۔ اسکی تفصیل تو پھر دی جائیگی اس وقت مجھے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ میں انکی طرف سے قوم کا شکریہ ادا کروں۔ کہ اس نے اپنے مدرسہ کے طلبا کی ہمت اور حوصلہ افزائی میں بڑا کام کیا ہے۔ اور بعض جیران نوجوانوں کا دل بڑھایا ہے تو کہ بجائے خود ایک قوم بننے والے ہیں خدا تعالیٰ ان بچوں کو سعادتمند اور قوم کیلئے مفید وجود بنائے اور قوم کے دل میں ان بچوں کی تربیت اور تعلیم کے انتظام اور مصارف کے لئے ایک سچا جوش اور اخلاص پیدا کرے۔ آمین۔

بندوبست دہلی کا کلکٹر

کپتان۔ ایچ۔ سی۔ بیڈن صاحب بہادر سٹلمنٹ افسر دہلی کے حسن اخلاق اور آپکی مفید مساعی جمیلہ کے متعلق میرے پاس متعدد مراسلتیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینداران ضلع دہلی کے ساتھ آپنے بڑے احسان اور سلوک کرنے میں ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ نے دورے کر کے زیر کوہی علاقہ جات میں علاقہ جات کو بگڑنے سے ملاحظہ فرما کر تعمیر بندات کا انتظام فرمایا ہے جو زمینداروں کی بہبودی اور خوشنودی کا موجب ہے کیونکہ اس انتظام سے پہاڑی پانی کی تقسیم مناسب ہو کر حیثیت اراضیات میں قابلقدر ترقی کی امید ہے۔ خصوصاً بندات جیند گھل کوٹ بہاری اور جدید بہت ہی مفید بیان کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی آپ نے عوام کے فائدہ کے لئے سڑک سوتہ و فریدآباد پر سے جنگل میں ایک آرام گاہ اور چاہ کے بنوا دینے کی بھی منظوری دی ہے۔ میں زمینداران ضلع دہلی کو ایسے قابلقدر رعایا پرور افسر کے تقرر پر قابل مبارکباد سمجھتا ہوں اگر محکمہ بندوبست کے دوسرے مہتمم صاحبان بھی اس طریق کو اختیار کریں تو زمینداروں کو اپنا گرویدہ اور ممنون احسان بنالیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ظاہر نہ کرنا بے انصافی ہوگی کہ ضلع دہلی کے زمینداروں کی خوش نصیبی پر یہ اور اضافہ ہے کہ انہیں چودھری محمد الدین صاحب جیسا نیک خیال اور دیندار افسر مال ملا ہے جو اپنی بے رو رعایت طبیعت کے لئے مشہور اور خود زمیندار ہونے کی وجہ سے زمینداروں کے حالات اور مشکلات سے خوب واقف ہے۔ اور لگاتار دورے کر کے سرگرمی سے ضروری انتظام میں مصروف ہے۔

کفر فروش علماء کی دیانتداری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نزول کے وقت آسمان کے نیچے بدترین مخلوق علماء سوء ہونگے۔ اب جبکہ خدا کے وعدہ کے موافق اس کا برگزیدہ بندہ نازل ہو چکا تو علماء سوء نے اپنی حالت سے دکھا دیا کہ فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کے موافق وہ بدترین مخلوق ہیں۔ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کے مقابلہ کے لئے انہوں نے کیا کیا حیلے تراشے اور کس کس راہ سے دکھ دینے کے منصوبے کئے وہ کوئی پیانی اور غیر معلوم بات نہیں اور نہ ان کا دہرانا یہاں مقصود۔

ان کفر فروش علماء کے ترکش میں جو تیر سب سے زیادہ تیکھا اور تیر بہدف سمجھا گیا ہے وہ ان کا کفر ہے جسکو وہ جب چاہتے ہیں اور جسپر چاہتے ہیں چلا دیتے ہیں اور اس پیشہ میں وہ ایسے مشتاق اور چالاک ہیں کہ دوسرو نکو انکی دست بازی کا پتہ لگانا آسان نہیں۔

ان لوگوں سے یہ توقع کرنا کہ وہ دین اور دیانت سے کام لیں گے قریباً محال ہو گیا ہے اس لئے کہ جتنے کفر کے فتوے ہم نے خدا کے مرسل مسیح موعود کے خلاف دیکھے ہیں انمیں ایک بھی ایسا نہیں دیکھا جو خداترسی اور دیانتداری سے لکھا گیا ہو۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دیانت اور تقوی اللہ سے کام لیتے تو مخالفت کے لئے قلم ہی نہ اٹھاتے۔ جب خدا کے موعود خلیفہ کے بالمقابل اگر وہ عدالتوں میں یہانتک کہدینے کو طیار ہیں کہ جھوٹ بولکر بھی ایک شخص متقی رہسکتا ہے تو پھر **تقویٰ کی** جو حقیقت اور وقعت انکے دلیں ہے وہ ظاہر ہے۔ اور اس اندازہ پر ان کے فتاوی کفر کی جو قدر و قیمت ہے وہ بھی عیاں۔ جی نہیں چاہتا کہ ان کفر **فروشوں** کی کسی تحریر پر نوٹس لیا جاوے مگر محض اس خیال سے کہ ان لوگوں کی چالاکیوں کے اظہار سے سعادتمند حق پسندوں کو فائدہ پہونچ جاتا ہے میں ذیل میں ایک **تازہ فتویٰ کفر** میں سے ایک دو فقرے نقل کر دیتا ہوں تاکہ ان کفر فروش علماء کی دیانتداری کا راز کھل جاوے۔ یہ جدید فتویٰ کفر علماء روہیلکھنڈ نے دیا ہے کیونکہ پہلا فتویٰ تکفیر جو مولوی محمد حسین صاحب نے طیار کیا تھا شاید پرانا ہو گیا ہے یا اس کا اثر کم ہو گیا ہے اس لئے علماء روہیلکھنڈ نے یہ سعی اور فرمائی ہے اور اسکو زیادہ موثر بنانے کے لئے یہ بھی انہوں نے ضروری سمجھا کہ ایسا افترا کریں جسکی نظیر ہی ممکن نہ ہو چنانچہ یہ مقدس علماء روہیلکھنڈ فرماتے ہیں

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس بارہ میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں اور اونکے عقیدتمندوں سے میل جول رکھنا اور ساتھ کھانا پینا اور اُن کے ساتھ مثل برادران اہل اسلام کے باہم ارتباط رکھنا چاہئے یا نہیں اور انکی امامت سے نماز ادا کرنا چاہئے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا ــ راقم محمد اکرام اللہ خاں۔

ھو المصوب۔ مرزا قادیانی ایک شعبدہ باز اور دنیاساز شخص ہے کبھی مسیحائی کا دعویٰ اور کبھی مہدی و مجدد ہونیکا اور گاہ کبھی کرشن جی کی نبوت کا اثبات کرکے اہل ہنود کو بھی اپنے اوتار ہونیکا معتقد کرانا چاہتا ہے۔ غرضیکہ عیسائی و مسلمان و ہنود ہر ایک کے مذہبی اصولپر حملہ آور ہو کر اپنی قابلیت کا جسکو بزعم خود بلفظ نبی و مہدی وغیرہ نعوذ باللہ تعبیر کرتا ہے بہرحال سکہ بٹھانا اور منوانا زور رہے۔ پس اس زمانہ شور و فتن میں راس المال ایمان کا ایسے قطاع الطریقوں سے بچانا عوام کو سخت مشکل ہے افسوس ان جاہلوں پر ہے کہ جنکو عربی سمجھنے اور سمجھانیکی لیاقت نہیں وہ قرآن شریف کی آیات اپنی ہیولانی طبیعت سے پڑھ کر مطلب مرزا صاحب کی مسیحیت کا نکالتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ انکو اتنی شرم نہیں کہ کروڑوں علمائے ہند و عرب و روم و افریقہ وغیرہ پر اتنک راہ راست پر نہ آئے۔ اور مرزا صاحب کے زبان و قلم سے تکفیر و و جالیت پر متفق ہیں۔ مرزا صاحب اگر حق پر ہیں اور منجانب اللہ ہونے کی تائید ہے تو افغانستان بہت قریب ہے تشریف لیجا کر اپنے زعم عیسوی کے اظہار سے منتظرین حضرت مسیحا علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ کو انتظار کی مصیبت سے نجات بخشیں علاوہ اس کے مرزا صاحب موصوف عجیب زیادہ گو شخص ہیں کہ جن کا یہ دعوی رہتا ہے کہ تمام حوادث کائنات میری ہی بد علامت ہوتے ہیں۔ طاعون و بائی حرکت زمین مرگ مفاجات کسوف خسوف نمونیا وغیرہ یہ سب مصائب دیگر سکے بانی جناب مرزا ہی ہوئے۔ افسوس مرزا صاحب تو اپنے تئیں مسیح کہتے ہیں۔ مرید و پیر بذات بطور عکس مسیحا مقرب ہیں۔ مگر معتقدین خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہیں۔ لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت سے بچا کریں اور جیسا بریلی میں معتقدین مرزا صاحب کو تمام مسلمین شہر نے اپنے گروہ سے علیحدہ کر دیا۔ اسی طرح ہر جگہ اجتناب لازم ہے اور مرزا صاحب کا معتقدین کو حکم ہے کہ جو لوگ مجھے مسیح یقین نہیں کرتے ان پر خدا کا عذاب ہوگا۔ اور وہ مردود ہیں۔ اُنکے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ انکی شرکت کرو سارا ان کا یہ حکم ناہی ہو تو **مرزا صاحب کو جو امام حسین علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام علمائے امت اور روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے** اور بزرگان دین کی سخت اہانت کرتا ہے۔ نبوت کا مدعی ہے۔ پس ہر شخص کہدیگا کہ یہ شخص گمراہ اور معتقدین اس کے بدمذہب اور خارج اہل سنت سے ہیں۔ لہذا عوام کو اگر اپنے ایمان کی محبت ہے تو ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کریں۔ ورنہ صحبت کے اثر سے ایمان میں ضرور نقصان آ جائیگا۔ اور اپنے علماء کی پیروی کرکے خدا سے سلامتی ایمان کی دعا کرتے رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ومنہ الہدایۃ المآب الراجی رحمۃ ربہ الاکرم سید محمد اعظم غفرلہ ما اجرم غرہ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ (محمد اعظم شاہ)

اس فتوی کو پڑھکر ان لوگوں کی خداترسی اور دینداری کا اندازہ ہوسکتا ہے جس فقرہ کو میں نے جلی کر دیا ہے وہ خصوصیت سے قابل غور ہے کیا علماء امت کا یہی کام ہے کہ وہ کفر فروشی کے لئے افترا کیا کریں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود نے اس فتوی کو پڑھا اور خدا تعالیٰ نے جو وحی آپ پر کی۔ وہ حضرت اقدس ہی کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی مجھے ملی جو درج ذیل ہے جو مومنوں کے ایمان کو بڑھائے گی اور خبیث القلب انسانوں کے رعب پر رعب پیدا کریگی اور وہ یہ ہے۔

یہ اشتہار میں نے پڑھا اور لوگوں کی سخت زبانی پر افسوس ہوا مگر یہ الہام ہوا:۔ **حالیا مصلحت وقت دراں می بینم** اور یہ بات سچ ہے کہ کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں آیا جو اسکو ستایا نہیں گیا اور عجیب بات یہ ہے کہ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسقدر ستائے گئے اور کوئی دکھ نہیں جو نہیں دیا گیا مگر مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے نبی جب اُٹھے تو انکو کسی نے نہیں ستایا اور ہزارہا آدمی ان کے ساتھ شامل ہو گئے جب تک کہ خدا نے ان کو ہلاک کیا پھر حضرت عیسیٰ ہی کے وقت تین شخصوں نے جھوٹے طور پر نبوت کا دعویٰ کیا مگر کسی یہودی نے ان کو صلیب پر نہیں چڑھایا لیکن حضرت عیسیٰ کے ساتھ جو کیا اس کے بیان کی حاجت نہیں اس سے ثابت ہے کہ اندھے ہمیشہ سچے سے دشمنی کرتے رہے ہیں اور سچوں کو دکھ دیتے رہے ہیں بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ ایسے افترا کرنیوالوں پر گورنمنٹ میں نالش کریں مگر یہ درست نہیں ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ دنیا کی عدالتوں کی طرف جاویں ایک ہے جو ہمارے دل پر اطلاع رکھتا ہے وہ جسطرح چاہے کریگا۔ اس قدر کافی ہے جو اس اشتہار کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے آج ۱۲ر جولائی ۱۹۰۹ء کو میرے پر ظاہر فرمایا۔

اور وہ یہ ہے رب اخرجنی من النار۔ الحمد للہ الذی اخرجنی من النار

انی مع الرسول اقوم۔ وا لوم من یلوم۔ واعطیک ما یدوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔ پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اسکو زمین پر گرتے …

کوئی سعادتمند حصہ لیگا | میاں محمد حسن ایک مخلص احمدی وہ مینار المسیح کو اراضی میں دینا چاہتے ہیں اور مہاجر قادیانی وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیان کی اقامت کا جوش اور شوق [illegible]

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کے اسلام کا سبب یہ ہوا کہ ۵ھ میں یہ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ نہایت سخت لڑائی کے بعد اوہمیں مسلمانوں کو غلبہ رہا۔ انہوں نے جب مسلمانوں کا جوش اور اون کے دن بدن ترقی کی حالت دیکھی تو یہ سمجھ لیا کہ اب کفر کو اسلام کے مقابلہ کی مطلق تاب نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اور کئی دوستوں کو بھی ساتھ لیا اور حبشہ میں چلے گئے۔ کہ اب وہیں بیٹھ کے کفر اور اسلام کی جنگ کا تماشا دیکھیں گے اگر قریش غالب ہو گئے تو اون کے ساتھ ہو جائیں گے۔ نہیں تو وہیں رہینگے۔ اون کی آمد و رفت کبھی کبھی نجاشی حبشہ کے یہاں ہوتی تھی اتفاق سے ایک دن یہ اوسی کے دربار میں تھے کہ ایک قاصد آنحضرتؐ کا کچھ پیغام لیکر نجاشی کے پاس پہونچا۔ مسلمان کی صورت دیکھتے ہی انکو طیش آگیا۔ اور بے ساختہ نجاشی سے کہ اُٹھے کہ اس قاصد کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں اسکو قتل کر ڈالوں۔ یہ سُنکر نجاشی کا چہرہ غصہ سے تمتما اُٹھا۔ کہ تم مانگتے ہو کہ میں تمہیں ایسے شخص کا قاصد قتل کرنے کیلئے دیدوں جسکے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا عمرو بن العاصؓ نے پوچھا کہ کیا واقعی ناموس اکبر اون کے پاس آتا ہے اوس نے جواب دیا کہ بیشک تم میرا کہا مانو اور اوس کے پیرو ہو جاؤ ان الفاظ میں نہیں معلوم کیا صداقت مضمر تھی کہ عمرو بن العاصؓ اسوقت مسلمان ہو گئے۔ لیکن چونکہ یہ خود بہت سے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اسلئے اونکے خیال سے اس راز کو ظاہر نہیں کیا۔ ۸ھ میں یہ مدینہ میں آئے۔ اور خالدؓ سے انکی ملاقات ہوئی۔ خالدؓ بن ولیدؓ سے انہوں نے پوچھا کہ تم کس ارادہ سے آئے ہو اونہوں نے کہا کہ میں اسلام کی صداقت کا قائل ہو گیا ہوں اور مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں۔ عمرو بن العاصؓ یہ سنکر بیحد خوش ہوئے اور کہا کہ علے ہذا میں بھی اسلام کی صداقت کا معترف ہوں اور اب اسلام لانے کے لئے آیا ہوں اسوقت خوشی خوشی یہ دونوں آکر مسلمان ہو گئے۔

اسلام کے لئے یہ ایک نہایت ہی مبارک دن تھا جسمیں آسمان نجات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اوسمیں داخل ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اس کیفیت کو خود ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم دونو (خود۔ اور خالدؓ بن ولیدؓ) صفر کا مہینہ تھا اور عصر کا وقت قریب تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچے۔ تمام مسلمان یہ خبر سُنکر کہ آج ہم دونوں مسلمان ہوں گے آنحضرتؐ کے پاس جمع ہو گئے۔ آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک پر اوس وقت ایک نہایت خوشی اور سرور کی چمک تھی جو ایسے وقت میں معمولاً نمایاں ہو جاتی تھی۔ پہلے خالدؓ نے بڑھ کر بیعت کی۔ اس کے بعد میں نے۔ جسوقت میں بیعت کے لئے بڑھا تو اُن پہلی جہالت اور مخالفتوں کے خیال سے مجھپر ایسی ندامت طاری ہوئی کہ میں آنکھ نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ اور نگاہیں نیچی کر کے آنحضرتؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ میں اسبات پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے پہلے گناہوں کو معاف کرے۔ آپ نے فرمایا کہ "الاسلام یھدم ما کان قبلہ" (اسلام پہلے گناہوں کے بنا دکو ڈھا دیتا ہے) اور اس کے بعد ہم نے مسجد میں آنحضرتؐ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔

اس کیفیت کے معلوم ہونے کے بعد اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ اپنے حقیقی شوق اور اسلام کی واقعی صداقت کو سمجھکر اسلام لائے تھے جس کی سب سے بڑی شاہد انکی وہ اعلےٰ خدمتیں اسلام کی تھیں جو اونہوں نے اس کے بعد حسبۃً للہ انجام دیں۔ ان سب واقعات کے بعد بھی اگر ان کے اسلام کی حقیقت میں کسی کو شبہ ہو تو اس شک کا کیا علاج۔

ان کے اوپر ایک حملہ کیا جاتا ہے کہ انکی ماں نابغہ بنت حرملہ لونڈی تھیں۔ جنکو رماح نے بنی حلان بن عنک کے قیدیوں میں پایا تھا۔ سوق عکاظ میں اوس کو بیچنے کے لئے بھیجا تو فاکہ بن مغیرہ نے خرید لیا۔ اور اونہیں سے عمرو بن العاصؓ پیدا ہوئے۔ اولاً تو باین تفصیل ایک کنیز کے سلسلہ کا قائم کرنا صاف بتلاتا ہے کہ یہ روایت بطور اتہام کے گڑھی گئی ہے۔ ثانیاً یہ کہ اس روایت کے سلسلہ میں ایک شخص فطر نامی ہے جو شیعہ ہے اس لئے ہم عمرو بن العاصؓ کے متعلق اوس کی یہ روایت اصولاً غلط سمجھتے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ شیعہ اور نیز خوارج کی یہ عادت ہے کہ وہ سب پر حملہ کرنے کے لئے اسی قسم کی رکیک روایتیں موضوع کرتے ہیں۔ اگر ہم خوارج کی روایتوں پر بالغرض اسیطرح اعتماد کرنے لگیں تو آج جو نسب مسلمانوں میں نہایت شریف اور اعلےٰ خیال کیا جاتا ہے اوسکی طرف اپنی نسبت کرنا لوگ ذلت سمجھنے لگیں ہم دراصل شرافت کا معیار نسب کو گردانتے ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک قوم آب و ہوا۔ ملک اور اقلیم کے اعتدال موسمی کے لحاظ سے ایک خاص دماغی قوے کی مالک ہوتی ہے۔ اور اوس کے افراد میں وہی قوت بطور وراثت طبعی کے پائی جاتی ہے اسمیں صرف اسیقدر دخل ہوتا ہے جسقدر زمین کو غلہ کی پیداوار میں۔ کیا زمین گیہوں کو جو یا جو کو گیہوں پیدا کر سکتی ہے۔ اسیطرح ماں کا حال ہے خواہ وہ کنیز ہو یا آزاد کسی حالت میں دماغ کی وراثت طبعی پر اس کا اثر نہیں پڑسکتا۔ اصلی شرافت مذہبی حیثیت سے تقویٰ پر ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقیٰکم) سب سے شریف اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اور دنیاوی لحاظ سے قوائے دماغی پر ہے یہی خیال خود حضرت عمرو بن العاصؓ کا بھی تھا اونہوں نے کوفہ کی کچہری میں جب زیاد کو دیکھا جو اس وقت وہاں ایک نہایت ادنیٰ ملازمت پر تھا تو کہا اگر میں جانتا کہ اس کے باپ کا نام کیا ہے تو میں کہ سکتا تھا کہ اس نے وراثتاً ایسے قوے پائے ہیں کہ یہ تمام عرب پر حکمرانی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ حضرت علیؓ بھی وہیں کھڑے تھے یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ واللہ میں جانتا ہوں کہ اس کا باپ کون ہے۔ زیاد دراصل سفیانؓ کا بیٹا تھا۔ وہ کوفہ میں کسی ضرورت سے آئے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں مختلف قسم کے نکاح رائج تھے اسلئے یہاں انہوں نے اونہیں قسموں میں سے کسی قسم کا نکاح ایک عورت سے کر لیا اور بعد میں زیاد پیدا ہوا چونکہ اس قسم کی عورتوں کے آئے دن

آئے دن نکاح ہوتے رہتے تھے اس لئے اس کے باپ کا ٹھیک پتہ نہیں لگتا تھا۔ حضرت معاویہ نے اس کا نام زیاد بن ابیہ یا د اپنے باپ کا بیٹا) رکھا۔ چونکہ وراثتاً اسکو باپ کیطرف سے شریفانہ اور بلند حوصلہ دماغ ملا تھا اسلئے ویسا ہی ہوا جیسا عمرو بن العاص نے اس کے قیافہ سے پیشگوئی کی تھی نہ صرف اس نے بلکہ اس کی اولاد نے ایسے ایسے اہم کارنامے چھوڑے ہیں جسکو تاریخ کبھی بھلا نہیں سکتی۔ عمرو بن العاص جنکو ہم ایک بہادر سپاہی ایک چالاک و بلیغ جنرل۔ ایک مدبر حاکم اور ایک زبردست فاتح کہہ سکتے ہیں پستہ قد وہرے بدن کے آدمی تھے۔ سر اُن کے جسم کے لحاظ سے بہت بڑا تھا۔ پیشانی اونچی اور چوڑی تھی آنکھوں میں غیر معمولی صفائی اور چمک تھی جو دماغ کی قوت۔ استقلال۔ متانت اور سنجیدگی کی دلیل تھی۔ آواز بہت بلند بارعب تھی۔

(اسلم جیراجپوری) از علیگڑھ کالج۔

نظم

(از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر)

محمد خاصِ درگاہ خدا ہے
محمد باعثِ تخلیق کل ہے
محمد عاشق و معشوق رب ہے
محمد ہی کا اک احمد بھی ہے نام
غلام احمد ہے اس کا اسم ظاہر
غلامِ احمدِ مختار بے شک
دل و جاں سے جو ہی قربان احمد
وجود اوس کا ہے رحمت ہم سبھوں کو
دل و دین کر چکے احمد پہ قرباں
دلِ احمد کو جو ظالم دُکھائیں
غلام خاکپا پر یا شہِ دین
گدا ہوں میں تری ہی در کا شاہا
محبت کا تری دم بھر رہا ہوں

محمد خاتم کل انبیا ہے
محمد بادشاہ دوسرا ہے
حسینانِ جہاں کا پیشوا ہے
بروزی رنگ اُس نے اب لیا ہے
وہ معنی میں محمد مصطفےٰ ہے
کہیں رتبہ میں عیسیٰ سے سوا ہے
وہ شیدائی محمد مصطفےٰ ہے
نصیبہ مومنوں کا کھل گیا ہے
محمد پہ ہمارے جاں فدا ہے
خدا کے قہر کی اونپر بلا ہے
نظر کیجے کہ کلفت میں پڑا ہے
ترا ہی وہ جہاں میں آسرا ہے
اویس خستہ میں تو مصطفےٰ ہے

دیگر

عجب گل باغ عالم میں کھلا ہے
نسیم شادمانی چل رہی ہے
چلے آتے ہیں بلبل ہر طرف سے
بہار آئی خزاں کے چلد یئے دن
بسانِ گل شگفتہ ہو گئے دل
ہوئی ہے بارش فضل الٰہی
روش اسلام کی روشن ہوئی ہے
جہالت کی ہوئی کافور ظلمت
لباس کفر عالم نے اوتارا
ہوئے ہیں ماسوا کے بت شکستہ

کہ ہر گوشہ معطر ہو رہا ہے
خوشی میں جھومتی پھرتی صبا ہے
ہر اک گوشہ میں نغمہ چھا رہا ہے
جہاں صحن گلستاں ہو گیا ہے
خوشی سے جہان ہی نغمہ سرا ہے
درخت آرزو پھولا پھلا ہے
ہر اک کے دل میں جوش اتقا ہے
اوجالا علم کا پھیلا ہوا ہے
اب اس کے تن میں اسلامی قبا ہے
جو بت گر تھا پرستار خدا ہے

کوئی ہے بادۂ توحید سے مست
کوئی پرہیزگاری کی ہوس میں
کوئی سرگرم تعلیم و تعلم
کسی رنگ اور کسی ڈھنگ میں کوئی ہو
جو سوچا جائے کیا باعث ہے اس کا
زمانہ مہدی معہود کا ہے
کرو خوشیاں گذارو عیش میں دن
کھلے ابواب افضال الٰہی
نصیبہ کیا ہمارا اوج پر ہے
نہ ہم ہوتے سا اس پر جس میں
نصیب دشمناں رنج و الم ہو
جہاں ہوتا ہے گو غافل اویس دو

عجم دارین کو بھولا ہوا ہے
مجسم اتقا ہی ہو گیا ہے
کوئی قرآن پر عاشق ہوا ہے
غرض وہ نصرت دین کر رہا ہو
ندا آئی کہ کہدے سوچ کیا ہے
جہاں پر باب رحمت وا ہوا ہے
عزیزو ان دنوں شادی رچاتے
بڑا ہی ہم پہ اکرام خدا ہے
کہ ایک ہم ہیں سکندر ہو گیا ہے
کلاہ جیں اوجہالیں تو بجا ہے
دل اپنا آجکل عشرت سرا ہے
مگر اوس کا نصیبہ جاگتا ہے

غزل دیگر

جو رتبہ مہدی معہود کا ہے
بشر اتنا ہی کر سکتا ہے ظاہر
وہ افضل ہے بہت سے انبیا سے
کہاں احمد کہاں شبیر و شبر
وہی کرتے ہیں انکار اس سخن سے
جو فرزند محمد اس کو سمجھے
تکبر میں مخالف مولوی ہیں
یہ جھوٹا زعم ہے دعویٰ غلط ہے
نبی بیزار ہیں ان ظالموں سے
کوئی اور اوس کا ہو سکتا ہے وارث
وہ پاتا ہے وراثت ظاہری کو
جو ہو فرزند روحانی کسی کا
عجب کچھ اس صدی کے مولوی ہیں
ہیں مغضوب علیہم میں یہ داخل
سمجھ انمیں نہ ہے اصلاً نہ باقی
صداقت کے نشاں دیکھے ہیں لاکھوں
مرید نفس و شیطاں ہو گئے یہ
بریلی میں ہے اک احمد رضا خاں
بہت بک بک کے بیہودہ کی باتیں
اسی باعث پھنسا قہر خدا میں
مجدد بن کے بیٹھا ہے سیہ رو
مرید ہوس کے ہیں حامی شیطنت کے
نہیں چلتے رہ صدق و صفا وہ
خدا کا قہر آ پہونچا ہے نزدیک
بچیں گے وہ جو ڈرتے ہیں خدا سے
جو موذی ہیں اونہیں پہونچیگی ایذا
کریں جو بیا ہیں ظالم بدزبانی
تعجب ہے جو کہلاتے تھے صوفی
نفرد ہو گیا نور و کرامت

خدا ہی خوب اوس کو جانتا ہے
کہ جتنا منکشف اوس پر ہوا ہے
یہ نکتہ ابن سیریں نے کہا ہے
زمین و آسماں کا فاصلہ ہے
کہ جنہیں مادہ کچھ رفض کا ہے
تو اوس انساں پہ اکرام خدا ہے
کہ ورثہ انبیاء ہم کو ملا ہے
انہیں شیطان نے بہکا دیا ہے
بہت ناراض اُن سے کبریا ہے
جسے بیٹا عطا حق نے کیا ہے
جو اس عالم میں بیٹا جسم کا ہے
تو حق باطن کا اوس کو پہونچتا ہے
سمجھ پر سب کی پردہ پڑ گیا ہے
یہود ی ان میں اک اک ہو گیا ہے
نہ ایماں سے انہیں حصہ ملا ہے
مگر انکار اب تک ہو رہا ہے
کہ شیخ نجد کا کلمہ پڑھا ہے
شرارت میں وہ ان کا پیشوا ہے
بریلی شہر کو گندہ کیا ہے
بدن بگڑا ہے کوڑھی ہو گیا ہے
مرید نفس و شیطاں ہو گیا ہے
مگر شیطان سر اک ہو گیا ہے
ہمیشہ کام ان کا افترا ہے
شریروں کا ذبوں کا خاتمہ ہے
خشیت سے جنہیں حصہ ملا ہے
طرف پرہیزگار و متقی خدا ہے
سمجھ رکھیں کوئی دم کی ہوا ہے
بہت دل ان کا کالا ہو گیا ہے
ہر اک خواہش کا بندہ ہو گیا ہے

اندھیرے کیطرف راہی ہو گئے ہیں | ہو جائے کا سر کا دشمن بنا ہے
خدایا کھولدے تو ان کی آنکھیں
ہو یہیں خستہ کی تجھ سے دعا ہے

ایک ثالثانہ رائے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام ـ ـ ـ ـ ـ ـ پر اہلحدیث نے اور اسکی کاسہ لیسی کرکے پیسہ اخبار نے ایک اعتراض کیا تھا چنانچہ وہ اعتراض یہ ہے جو روزانہ پیسہ کے ۱۷ جون میں شایع ہوا ہے۔

مطلب سعدی | میرزا صاحب قادیانی نے اپنے تازہ الہاموں میں ایک یہ الہام بھی شائع کیا تھا کہ اس سال ہیں انہیں بہت سے تحایف وصول ہوں گے۔ اسپر امرتسر کا اہلحدیث یہ ناقل ودل ریمارک کرتا ہے "بلی کو چھیچھڑوں کی خواب" گو شاید یہی جواب کافی ہو۔ لیکن ظاہراً تو اس الہام کی اشاعت کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں سے تحفے بھیجنے کا تقاضا کیا جائے اور اس اشاعت سے مرید اس الہام کے پورا ہونے میں مدد دیں

ع گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ دارد الخ

اسپر ایک معزز اہل قلم نے مذہبی مناظرات کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا ہے جو ۱۹ جولائی کے پیسہ ہی میں اوس نے چھپوایا ہے۔ اسمیں راقم مضمون الحکم کے اس نوٹ پر (جو اوس نے اہلحدیث کے ایک مضمون پر لکھا تھا) ہی رائے زنی کرتا ہے۔ بید اقم مضمون سے اس کے متعلق اسلئے اتفاق نہیں کرسکتا کہ واقعات نفس الامری پر یہ بحث کی ہے اور الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اسکی توضیح مزید کر دی گئی ہے۔ تاہم میں ان کے مضمون کو کلیتاً درج کرتا ہوں امید ہے کہ اہلحدیث بھی اس کو چھاپ دے گا۔ وہ مضمون یہ ہے :۔

مذہبی مناظرات

چونکہ پیسہ اخبار سب کے واسطے کھلا ہے۔ اس واسطے میں یہ آرٹیکل مضمون کی جرأت کرتا ہوں۔ گو میں مذہب کا چنداں پابند نہیں ہوں موجودہ صورت میں جو مذہبی مناظرات خصوص مسلمانوں کے باہم ہو رہے ہیں۔ دنیوی حالات کے اقتضا سے میں اون کے خلاف ہوں۔ مسلمانوں کا فرقہ مذہبی مباحثوں کے اعتبار سے ایک خاص فرقہ ہے۔ اور یہ اس واسطے کہ ان میں دوزخ اور جنت کی بحث اخیر پر ایک سخت تکلیف دہ رنگ پکڑتی ہے۔ دوسرے مذاہب میں مباحثات مذہبی ہوتے ہیں۔ مگر اونمیں دوزخ اور جنت کی بحث اسقدر بے لطفی پیدا نہیں کرتی۔ مسلمانوں میں دوزخ اور جنت کی بابت بہت جلد فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ جب ایک فریق دوسرے فریق سے ناراض ہوتا ہے۔ تو کفر اور ارتداد کی بحث لگا کر دوزخ یا جنت کا دروازہ بہت آسانی سے کھل جاتا ہے۔ یہ دروازہ یہانتک کشادہ کر دیا گیا ہے کہ اگر کل فرقوں کا بالمقابل کفر اور اسلام جمع کیا جاوے تو کوئی فرقہ بھی مسلمان رہتا نظر نہیں آتا۔ ایک فرقہ دوسرے فرقے کی تکفیر اور اسلام میں ایک خاص زور رکھتا ہے۔

"بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا" اگر دیکھا جاوے تو مسلمانوں کا کوئی فرقہ بھی حق پر نہیں ہے۔ کیونکہ جب سُنی شیعہ کی تکذیب کرتا ہے۔ اور شیعہ سُنی اہل حدیث اہل فقہ کی اور اہل فقہ اہل حدیث کی۔ اور گندے سے گندے الفاظ میں یہ فرض ادا کیا جاتا ہے۔ تو آخیر پر ایک تیسرا شخص یہی کہے گا کہ ان دونوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

دلائل سے بحث کرنا جدا بات ہے۔ اُس میں کچھ ہرج نہیں اور مذاہب میں بھی ایسا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہاں دوزخ اور جنت کے تیز اوزاروں سے یہ کوچہ طے کیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ بحث خاص ذاتیات اور خصوصیت میں جا پڑتی اور ہر ایک کو وہ منہ کے منہ پر جا چڑھتی ہے۔ اور مسلمانوں میں اب ایسی بحثوں کے عموماً اصول ذیل مرعی ہیں۔

جو زید کہے۔ اگرچہ وہ درست بھی ہے نہیں مانا جاسکتا۔
جو بکر کہے اگرچہ غلط ہی ہو۔ مان لیا جاوے۔

مسلمان بھائی غصہ نہ کریں۔ آجکل یہی ہوا چلی ہوئی ہے۔ اور یہی روش مسلمانوں کے لئے ایک خطرناک راہ ہے۔ اور یہ ضد یہانتک پہونچ گئی ہے کہ دوسرے کے الزام دینے کے واسطے بزرگوں پر بھی اعتراض کرلیا جاتا ہے۔

میں نے آپ کے اخبار ۱۱ جون ۱۹۰۹ء میں ایک نوٹ بعنوان "مطلب سعدی" جس سے آپ نے بھی اتفاق کیا ہے اور نتیجہ اس ساری بحث کا آپ نے بھی بلی کو چھیچھڑوں کا خواب نکالا ہے۔ اسی طرح اخبار الحکم نے اہل حدیث کے اخبار کے ایک مضمون متعلق پرشورش موجودہ پر ایک نوٹ کیا ہے۔ میں دونوں فریق میں سے نہیں ہوں۔ مگر دونوں نوٹ کے ضدانہ اور معاندانہ ہیں۔ اور وہ دونوں نے یہ نوٹ کر کے دوسروں کو بھی اس اعتراض میں ساتھ ہی لے لیا۔ الحکم نے میری رائے میں اہلحدیث کے مضمون محولہ کے وہ معنے لئے ہیں۔ جو خود لکھنے والے کے ذہن میں بھی نہ ہوں گے۔

اہل حدیث نے جو نوٹ متعلق مطلب سعدی دیا ہے۔ وہ بھی محض ضدانہ ہے۔ میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ایسی بحثوں میں پڑکر رہا سہا اعتقاد مذہبی بھی کافور ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس قدر عرض کئے بغیر نہیں رہا جاتا کہ جس قسم کے رویہ اور بیان پر اہلحدیث نے اعتراض کیا اور آپ نے ایک مصرعہ لکھکر اس کی تصدیق وتائید کی ہے۔ اُس نے تو بائبل سے لیکر قرآن تک اور قرآن سے لیکر صوفیائے کرام کے اقوال اور اعمال تک کہنا پڑتا ہے کہ ہمیشہ سب کو بلی کے چھیچھڑوں کے خواب آتے رہتے ہیں ہمیشہ وہی وعیدیں اور وہی وعدے بزرگان دین کے کلام میں بیان کئے جاتے رہے ہیں جو اسی قسم کے اندرونہ پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔

کتاب گنتی کے باب ۱۱ درس ۱۸۔ اور ۱۹ میں خداوند فرماتا ہے خداوند تمہیں گوشت دیگا۔ اور تم کھاؤ گے۔ اور تم ایک ہی دن

نہ کہاؤ گے۔ نہ دو دن نہ پانچ دن نہ دس دن نہ بیس دن بلکہ ایک مہینہ کامل کہاؤ گے۔ پہر باب ۱۸۔ ورس ۸ و ۹ لغایت ۱۹ میں خداوند کہتا ہے۔ پہر خداوند نے ہارون کو فرمایا۔ دیکہہ میں نے سب پاک چیزوں میں سے سب اُٹہائی ہوئی قربانیوں کی محافظت تجہے دی۔ مینے اونہیں تیرے ممسوح ہونے کے سبب سے تجہے اور تیرے بیٹوں کو ہمیشہ کے قانون کے طور پر دیا۔ سب سے پاک چیزوں سے جو آگ سے محفوظ ہیں۔ تیرے لئے ہوں گی۔ اُن کی ہر ایک قربانی کیا نذر کی قربانی۔ کیا عطا کی قربانی۔ کیا تقصیر کی قربانی جو مجہہ پاس لاویں۔ تیرے اور تیرے بیٹوں کے لئے نہایت مقدس ہونگی۔ تو اوسکو اوس جگہ پر۔ جو بیت المقدس ہے کہائیو۔ ہر کوئی مرد اوسے کہاوے۔ یہ تیرے لئے مقدس ہے۔ اور یہ بہی تیرے لئے ہے۔ بنی اسرائیل کے ہدیے کی اوٹہائی ہوئی قربانی اونکی سب ہلائی ہوئی قربانیوں کے سمیت تجہے اور تیرے بیٹوں کو تجہہ سمیت ہمیشہ قانون کے طور پر دیں۔ سب اچہے سے اچہا تیل اور اچہی سے اچہی مے اور گیہوں۔ اُن چیزوں کے پہلے پہل جنہیں وے خداوند کو گذرانیں۔ مینے تجہہ کو دیئے۔ اور انکی زمین کے سارے پہل جو پہلے پک جاویں۔ جنہیں وے خداوند کے حضور لاویں۔ تیرے ہوں گے۔ بنی اسرائیل کے ہر ایک حرم کی چیز تیری ہے۔ ہر ایک جو پہلا پیٹ کے کہولنے والا ہے۔ جانداروں سے جسے وے خداوند کی قربانی لاویں۔ خواہ انسان۔ خواہ حیوان تیرا ہوگا۔ کتاب یوئیل باب ۲ ورس ۱۸۔ ۱۹ دیکہو۔ میں تمہارے لئے اناج اور تیل بہیجوں گا۔

اِن تمام آیات توریت سے سارے بنی کے چہیچہڑوں کے خواب نظر آتے ہیں۔ اور صاف طور پر اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ بات دراصل کچہہ نہ ہوئی۔ نہ کوئی القا تہا۔ اور نہ کوئی خواب اور نہ کوئی الہام۔ صرف مریدوں سے یہ قربانیاں لینے کے واسطے سب حیلہ حوالہ بنایا گیا ہے اور بقول آپ کے یہ سب جال۔

مند ایک جدا بات ہے انصاف تو یہ نہیں کہنے کی اجازت دیتا کہ ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق ہے بلکہ حضرت ہارون کو جو خداوند کی جانب سے کہا گیا ہے۔ وہ سراسر ایک کشادہ حیلہ فراہمی قربانیوں اور تحایف کا معلوم ہوتا ہے۔

مینے عرض کیا تہا کہ مند میں بحث کے وقت بہت کچہہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ اب انصاف سے فرمایئے کہ اس مصرعہ کا اثر کہانتک جاتا ہے۔ بائبل پر ہی کچہہ موقوف نہیں۔ خود اسلامی کتابوں میں بہی اس قسم کی آیات اور آثار ہوں گے۔

اسوقت مجہے فرصت نہیں کہ اُنہیں پیش کر سکوں اور نہ مینے کسی بحث کی غرض سے یہ مضمون لکہا ہے

میری غرض اس کے لکہنے سے صرف یہ ہے کہ کسی دشمن پر اعتراض کرتے ہوئے یہ تو دیکہہ لینا چاہیئے کہ اسکی زد جاتی کہانتک ہے آپ ہی انصاف سے فرمایئے کہ مسلمانوں کے کس قدر صوفیا گدایاں مریدوں کی مدد سے خالی ہیں۔ کیا لاکہوں کی اس وقت بہی جائداد نہیں ہے۔ اور کیا کبہی کسی پیر نے تحایف اور نذر و نیاز سے انکار بہی کیا ہے۔ انکار کیا نذر دستی سالانہ وصولی ہوتی ہے اور اسے ایک امر مذہبی سمجہا جاتا ہے۔ دراصل جب کوئی نئی بات کسی سے سن لیجاتی ہے۔ تو مند کے پیرایہ میں اُس پر خواہ مخواہ اعتراض کیا جانا لازمی سمجہا جاتا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی کتابوں میں اسقدر بزرگونکی ایسی باتیں اور اقوال لکہے ہیں کہ ان میں سے کوئی بات بہی بے بحث اور بے اعتراض نہیں چہوڑی جا سکتی۔

کتاب ارشادات حضرت شیخ فریدالدین صاحب پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ میں لکہا ہے

دعاگو بخدمت شیخ بہاوالدین ذکریا بود در ملتان اوراد وقتے پیدا شدہ بود در از خانقاہ بیروں آمد۔ سوار شد۔ در جملہ ملتان مے گشت و می فرمود کہ ایں ندا در دہید کہ ہرکہ امروز روے بہاوالدین را بہ بیند۔ فردائے روز قیامت من ضامنم۔ اگر اورا در دوزخ برند۔ انگاہ ہرکہ بودند از ملتان می آمدند و روئے مبارک ایشاں می دیدند شیخ بہاوالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ سوگند خوردہ کہ فردا تو در دوزخ نروی در سر من خواندہ اند۔ اے بہاوالدین ہرکہ روئے تو در دنیا بہ بیند۔ آتش دوزخ بر او حرام کنم۔ ہمیں کہ ایں حکایت گفت دعاگو را وقتے پیدا شد و ایں بگفت کہ اے درویش۔ اگر برادرم بہاوالدین ایں سخن گفتہ کہ ہرکہ در دنیا روئے من بہ بیند۔ اورا دوزخ نزود۔ اما دعاگو سوگند میخورد۔ کہ ہرکہ در دنیا دست من گرفتہ باشد و یا مصافحہ کردہ باشد و یا دست مریدان من۔ و تا آنکہ از خانوادہ من کسے بود۔ ہرکہ دست او بگیرد۔ آتش دوزخ بر و حرام شود او در دوزخ نرود۔

اکنوں چہ فرمائید علمائے اُمّت

کیا کوئی حد باقی رکہی ہے۔ شیخ بہاوالدین صاحب اور بابا فرید صاحب مسلّمہ بزرگوں میں سے ہیں۔ ان دونوں کے یہ قول مستند ہیں ہاں یہ جدا بات ہے کہ مسلمانوں کی منطق کے ماتحت یہ لکہہ دیا جاوے کہ روایات ثقات سے ثابت نہیں۔ یا یہ کہ دیا جاوے کہ اضطراری حالت میں ایسا کہا گیا ہوگا۔

ہزاروں اس قسم کے اقوال ہیں۔ کس کس پر بحث کیجاوے۔ بے ادبی معاف۔ یا تو یہ کلمات درست ہیں۔ اور یا مسلمانوں میں اسقدر اعتراض کا مادہ ہے کہ اُسکی کوئی حد ہی نہیں۔ اور پہر اس کا سلسلہ عام لوگوں پر ہی ختم نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے صوفیا اور علمائے کرام پر جاکر ختم ہوتا ہے۔ یہاں صرف قادیانی صاحب کے انوکہے مکالمات پر ہی زد نہیں۔ سب خاندان اسلام پر ہی آمنّا وصدّقنا کہنے پڑے گا۔

میری رائے میں ایسے اخباروں میں۔ جو ایک دنیوی اور معاشرتی اخبار ہوں۔ کسی مذہب اور کسی فرقہ مسلمانوں کے متعلق ہی بحث نہیں ہونی چاہیئے بحیثیت معاشرتی اور تمدنی یا ملکی اغراض کے اخبار کے نزدیک سب مسلمانوں کے فرقے برابر ہیں۔ اگر اُن میں کوئی مذہبی لڑائی ہے۔ تو اُس کا کفیل میری رائے میں کوئی دنیاوی اخبار نہیں ہو سکتا۔

راقم نہ ایں نہ آں۔ دور از مسلمانان

تقریر مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب احمدی

(جو انہوں نے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے عام جلسہ میں کی)

صاحبو آپ کو اس جلسہ کے اغراض سے تو غالباً اشتہار واجب الاظہار سے آگاہی ہو ہی گئی ہوگی۔ اس وجہ سے مجھکو زیادہ تصریح و توضیح کی ضرورت نہیں صرف اس موقعہ پر البتہ بعض باتوں کے متعلق مجھکو کچھ عرض کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے ہم عقلاً بھی یہ بات پاتے ہیں کہ جمیع افراد انسانی تو بادشاہ ہو ہی نہیں سکتے اور نہ ایسی کوئی نظیر اب تک ہم کو ملی ہے۔ ضرور ہے کہ ہم اور آپ جو اس جلسہ میں موجود ہیں کسی نہ کسی کی رعایا ہی ہو کر رہیں گے اب رعایا سلطنت برطانیہ کے ہیں اس سے پیشتر مغلیہ کے تھے۔ اور اگر بفرض محال ان میں سے کوئی اپنی تقدیر سے بادشاہ بھی ہو جاوے تب بھی ضرور ہے کہ ایک ہی ہوگا۔ اور اُس حالت میں بھی ہم سب دیگر اشخاص کو اوس ایک کا رعیت ہی بنکر رہنا پڑے گا پس اس حالت میں وہ جیسے کہ جس کا حال آپ صاحبوں کو اگر معلوم نہیں تو میں مختصراً عرض کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ ناشائستہ و ناپسندیدہ پائے جاتے ہیں۔ تھوڑے زمانہ سے صوبہ بنگال و پنجاب کے بعض مقامات پنجاب میں چند لیاقت دار و سند یافتہ اشخاص وکلا نے اپنے جوش آزادی میں آکر آزادانہ مضامین کا اظہار کیا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے برخلاف مغویانہ و مغرورانہ کلمات استعمال کئے جو علاوہ قانونی زد کے عقل سے بھی بعید تھے، چونکہ اون کے مستعمل ہمارے برادران ملکی ہندو بھائی تھے۔ اور مسلمان بالعموم ایسے نامعقول و نازیبا جلسوں میں شریک نہ تھے۔ اور مسلمانوں کو ایسے ناجائز و نالائق جلسوں کی شرکت کا اون کی کتاب سے بھی جس کا نام قرآن و فرقان ہے اجازت نہیں۔ اور اسی وجہ سے کسی مسلمان کو بحالت مسلمان کہلانے کے ایسے موقع میں شریک بھی نہ ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ خدا اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے کہ کھاؤ[۱] اور پیو اور فساد مت کرو یا فسادی مت ہو۔ دوسری آیت میں ہے کہ خدا فساد کو زمین پر پسند نہیں کرتا۔ چونکہ آسمان کے فساد سے تو کسی کو مطلب نہیں، زمین ہی کا فساد معرض بحث میں ہے۔ اس لئے اسکی ناراضمندی ظاہر فرمائی گئی۔ ایک آیت میں ہے کہ زمین[۲] میں بعد اصلاح کے فساد مت کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح جیسے فساد کی مذمت اور اصلاح اور عدم فساد کی تعریف و توصیف بکثرت قرآن میں موجود ہے جس کا ترک بوجہ طوالت کے اولی ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ سے اور زبان سے دوسرے لوگ جو کہ نافرمان اور مفسد نہیں محفوظ رہیں پس میں یہ کہ سکتا ہوں کہ امن کے قایم رکھنے اور فساد نہ کرنے کا نام اسلام ہے اور اس کے عامل کا نام مسلمان چونکہ کلام ربانی میں ہم اصلاح اور عدم فساد کے تذکرہ کو بسیط پاتے ہیں۔ لہذا ہماری ایمانی قوت اور بھی قوی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ان کی مسلمہ کتاب کے ذریعہ سے ایسے مواقع سے احتراز کی ہدایت ہے۔ اور غالباً اُس کے مقابلہ میں ہمارے ملکی بھائی ہندو صاحبان اس سے محروم ہیں۔ یہ میرا ذاتی علم ہے شاید اونکے یہاں بھی اس کے متعلق کچھ ہو مگر ثبوت میں تو ہر دو فریق کی عملی حالت گواہ ہے علاوہ بریں مسلمانوں کو خدا کا حکم اپنے حاکم کی اطاعت کا بصیغہ امر کہ جو وجوب پر دلالت کرتا ہے فرماتا ہے وہ آیت

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور اوسکی جو تمہارے درمیان میں حکمران ہو۔ چونکہ قرآن شریف میں حاکم کی اطاعت کا بالعموم حکم دیا گیا ہے اور حاکم کی تابعداری اور فرمانبرداری ہمیں لازم و واجب گردانی ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ حاکم اطاعت میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں۔ خواہ وہ عیسائی ہو یا ہندو، یا بودہ ہو یا مسلمان بموجب حکم الٰہی کے اوس کی اطاعت کرنا چاہیے اور یہ بات بدیہی طور پر عقل کے موافق ہے اور مذہب بھی وہی برحق ہے جو عقل کے مطابق ہو اور اُس کے احکامات غیر متبدل اور ہمیشہ کے واسطے بکار آمد ہوں اور اوسی کے یقین کرنے سے کسی منصف مزاج کو چارہ نہیں ہوا کرتا۔ اب میں حکمرانوں میں اونکی حکومت کے واقعات سے موازنہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ دوسرے اشخاص خود قول فیصل نکال لیں۔ چونکہ دنیا میں مختلف طور پر یہودی، بودہ وغیرہ حکمران زمانہ قدیم میں گذر چکے ہیں جن کے واقعات کے صحت اور عدم صحت پر بحث ہو سکتا ہے۔ اور اسمیں ناحق کی تضییع اوقات ہے۔ لہذا میں طوالت سے گریز کرکے صرف ہندو و مسلمان و عیسائی حکمرانوں میں مقابلہ کرنا مناسب جانتا ہوں۔ ہندوستان میں پہلے ہندوؤں کے متعلق مجھکو دیکھنا ہے کہ اونکی حکومت کسطرح پر تھی۔ اور اون کے زمانہ کی کیا حالت تھی۔ پُرانے واقعات جو کہ ابتدا اسلام میں وقوع میں آئے اون کا ایسا یقینی اور ٹھیک پتہ کہ جس میں کوئی شک و شبہ نہو نہیں ملسکتا۔ مگر اسقدر ضرور تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ اونکی سلطنت میں بیحد تشدد و بیرحمی سے مسلمانوں کے ساتھ کام لیا جاتا تھا جسکا اندازہ اب تک منافرت سے لگتا ہے۔ ہندوؤں کی حکومت کے بعد مسلمانوں کی حکومت کا دور شروع ہوا۔ مسلمان حکمرانوں کے واقعات پر بہ نظر انصاف دیکھنے سے ہم کو اس نتیجہ پر پہونچنا ہوتا ہے کہ خلفا ارابعہ کا زمانہ بلاشبہ پورے عدل و انصاف کا تھا۔

— — — — — — — بعد ازاں ایک مدت تک ایک سلسلہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہا۔ مگر افسوس کہ اون کے کارنامے مصداق اس کے نہوئے کہ ہم وثوق کے ساتھ اون کی معدلت کا اقرار کرسکیں۔ مگر اس سے کوئی الزام مذہب اسلام پر نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ یہ صرف اونکی شخصی حالت تھی جس کے وہ خود ذمہ وار تھے اور چونکہ وہ زمانہ گذر چکا ہے لہذا اوس کے متعلق بھی صدق و کذب کا بحث کیا جاسکتا ہے۔ لہذا مجھکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ از منہ ماضیہ کے واقعات کو ترک کرکے زمانہ موجودہ کے مسلمان اور عیسائی حکمرانوں کا مقابلہ کروں کہ جس سے کسی منصف مزاج کو تصفیہ کرنے میں دقت واقع نہ ہو۔ اور دوسرے اصحاب خود ہی فیصلہ کر لیں۔

۱؎ کلوا واشربوا ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔

۲؎ لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها

پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف آیت ۵۶

ابھی تہوڑا زمانہ جسکو غالباً ۳ یا ۴ سال کی مدت منقضی ہوئی ہوگی کہ سرزمین کابل میں صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کا واقعہ جانگداز ہوا ہے۔ جسکا مختصر حال یہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب موصوف باشندہ بنوں کے رہنے والے تھے جو انگریزی علاقہ میں ہے اور اونکی جاگیر اس مقام پر تعدادی بیس ہزار کے تھی اور اون کو بوجہ بہت بڑے عالم ہونے کے امیر سابق امیر عبد الرحمن خانصاحب والی کابل نے ہندوستان سے بلا کر بمشاہرہ ایکہزار روپیہ کے مقرر کیا۔ اور خوست میں سنا ہے کہ جاگیر تعدادی ستر ہزار کی تھی۔ خواہ وہ امیر صاحب کا عطیہ ہو یا اور کسیطرح پر وہ جاگیر حاصل ہوئی ہو اور اون کے مرید یا شاگرد بھی تقریباً پچاس ساٹھ ہزار تھے صرف بوجہ اختلاف مذہب کے امیر حبیب اللہ خانصاحب امیر حال نے بے انتہا بیرحمی اور بیدردی سے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب سنئے کہ صاحبزادہ صاحب کا کیا قصور تھا اور اس سے پہلے اون کا کیا اعزاز تھا اور بعد اوس کے کیا برتاؤ کیا گیا۔ پہلے یہ حال تھا اور سنگیا ہے کہ امیر صاحب سابق کی نماز جنازہ بھی صاحبزادہ صاحب نے پڑہائی تھی اور یہ بھی سنا ہے کہ امیر صاحب حال کے اوستاد بھی تھے وغیرہ وغیرہ۔ صاحبزادہ صاحب کا صرف اسقدر قصور تھا کہ انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب کے دعاوی مسیح موعود اور مہدی معہود مان لیا اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کے کیوں قایل ہو گئے۔ حالانکہ اس کا ثبوت کافی و وافی قرآن شریف واحادیث سے واضح دلائل تھا اور حیات عیسیٰ کے کہ جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں کیوں نہیں مانتے جس سے ضرورت مہدی منتظر کی کہ جو سیف سے کام لیگا اور تمام فرق نصاریٰ کو قتل کر کے مسلمان بنائے گا اور بجز قتل یا اسلام کے منظور نہ کریگا۔ جزیہ بھی قبول نہ ہوگا نہیں رہے۔ چونکہ امیر سابق امیر عبد الرحمن خان صاحب نے اوس سے قبل ایک کتاب موسومہ رسالہ جہاد کہ جسمیں جہاد مفروضہ کی خونی حالت کے بڑے فضایل بیان کئے گئے تھے طبع کرا کر سرحد پر نہیں شایع کر دیئے تھے۔ اور غالباً اسی وجہ سے امیر صاحب اپنی حکومت کا بھی استحکام خیال کرتے ہوں گے۔ چونکہ صاحبزادہ صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ لہذا اون کا ایسے خیالات کا مخالف ہونا گویا کہ امیر صاحب کی عمارت کا متزلزل ہونا تھا۔ امیر صاحب حال امیر حبیب خانصاحب نے صاحبزادہ صاحب کو اس طور پر ہندوستان سے کہ وا سطے حج کے تشریف لائے ہیں طلب کیا کہ بلا خوف وخطر چلے آویں۔ اور جب کابل میں پہونچ گئے اس وقت بغیر ثبوت الزام کے اور بغیر جواب لینے اور قرار داد جرم کے اور بغیر تردید اور مہلت کے آہنی قلعہ میں قید کیا اور حکم دیا کہ زنجیر غراغر جو ایک من ۲۴ سیر کی ہے جس سے گردن سے کمر تک کس جاتا ہے اور تمام نصف بدن جکڑ جاتا ہے اور اوسمیں ہتکڑی بھی شامل ہے ڈالدیجاوے۔ مزید برآں انگریزی بیڑی کا بھی جو ۸ سیر تہیری کے وزنی ہوتی ہے اضافہ کا حکم دیا۔ اور ایک مدت تک کہ جسکی تعداد بعض قول کے بموجب چار ماہ ہے اور بعض کے موافق کم تھی اور بیدردی کے ساتھ قید رکھا آخر الامر ۲۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کو ناک میں چہید کر رسی ڈالکر مقتل تک کھینچ کر سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا گیا اور نہایت ٹھٹھے اور ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل

تک لے گئے اور وہاں سے جاکر تہیرو نہیں گاڑ دیا اور پتہراؤ کر کے بہشت منتہا نثار صاحبزادہ ممدوح کے جسم لطیف پر کر دیا۔ سینئے ابتک عملداری انگریزی میں کسی بڑے سے بڑے خونی اور ڈاکو کی بابت بہی نہیں سنا ہے کہ اس کا ہزار دل حصہ بھی برتا جاتا ہو میں تو کیا شائد دوسرے منصف مزاج بھی ان واقعات سے متاثر ضرور ہوں گے اور بقول پیسہ اخبار جسکی تاریخ یاد نہیں رہی اور جو مخالف بھی ہے لہذا مصداق والحق ما شہدت بہ الاعداء بعد واقعہ ہائلہ صاحبزادہ صاحب کے اون کے زن و فرزند کو - - - - جلا وطن کیا گیا۔ کیا خوب مخالف بھی اون مظلوموں کی بابت تصدیق کرتا ہے کہ زن و فرزند بھی انکی سزا سے محفوظ نہ رہے۔ اب سامعین خود اندازہ اس انصاف کا کر سکتے ہیں۔

یہ بھی سنا گیا ہے کہ امیر صاحب حال نے صاحبزادہ صاحب کو طمع جہوڑ دینے اور اعزاز سابق کی دی۔ اور خوف قتل کا ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنی جان پر رحم کرو ورنہ قتل کئے جاؤ گے۔ اوس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں دین کو دنیا سے نہیں بیچتا اور حق کا باطل سے معاوضہ کرنا نہیں چاہتا مگر باایں ہمہ امیر کی بار بار فہمایش اور وعدہ ہائے مستانی وغیرہ کے اوس شیر مرد نے حق کو خسیس دنیا یا عزت ظاہری کے مقابلہ میں نہ ترک کر کے استقامت سے جان دیدی اور مصداق ع

بمردان وے کہ نام نیکو بماند کے ہوئے۔ اور یہ بھی صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مدتے گذشت کہ روح ما بعالم بالا پرواز کرد من اینجا ہستم۔ افسوس کہ صاحبزادہ صاحب کو موقع تردید کا نہیں دیا گیا اور نہ جرم کا الزام اونپر ثابت کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے اب تک عملداری انگریزی میں نہیں سنا کہ کسی خونی کے ساتھ بھی اس قسم کا معاملہ کیا گیا ہو۔ سنا ہے کہ صاحبزادہ صاحب سے جب کہا گیا کہ تم عقیدہ ممات مسیح سے توبہ کرو ورنہ قتل کئے جاؤ گے۔ اوس پر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی ممات کا قایل ہو کہ جو افضل الرسل ہیں اور مومن رہے اور ممات عیسیٰ کا ماننے والا کہ جس کا تذکرہ صریح طور پر قرآن شریف میں متوفیک اور توفیتنی میں موجود ہے کافر ہو جاوے ثبوت دینا چاہیئے (ثبوت ندارد) طرہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق تصریحاً بیان فرمایا گیا ہے اور محمد صلعم اور موسےٰ وغیرہم انبیاء کی وفات کا ذکر کہیں نہیں بلکہ موسےٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے

— — — — سینئے اونکی ملاقات میں کسیطرح کا شک مت کرو۔ پھر کیوں عیسیٰ کا قایل واجب القتل اور کافر ہو سکتا ہے علاوہ بریں جب ہم قرآن شریف اور احادیث پر مجموعی حالت میں غور کرتے ہیں تو خلاصتہً اون سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ ابن مریم امام اور مہدی صاحب میں کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا ہے وہ ایک شخص امتی ہوگا کہ جو عدل کے زمانہ میں آوے گا اور خود بھی عادل ہوگا یعنی خدائی فیصلہ کو بلا رعایت بیان کرے گا اور اوس کے زمانہ میں گویا (شیر اور بہیڑ ایک گہاٹ پانی پئیں گے) اور اس کے زمانہ کے علامات جو احادیث میں آئے ہیں باختلاف روایات مگر باتفاق مضمون یہ پائے جاتے ہیں سو اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی

زمانہ سے علامات حسب ذیل ہیں۔ امانتیں جاتی رہیں گی شراب خوری زناکاری بکثرت ہوگی۔ جھوٹ اسقدر رائج ہوگا اور راست گو کے قریب ہی کوئی نہ بیٹھے گا اور دیانت داری مفقود ہو جاوے ستارہ دمدار نکلے گا قحط سالی ہوگی۔ مرگ مفاجات بکثرت ہوگی۔ طاعون پڑیگا زلزلے آویں گے اور زمین پورب اور پچھم میں دھنس جاوے گی ایک سواری ایسی نکلے گی کہ جس سے اونٹ بیکار ہو جاویں گے اور وہ پانی اور آگ سے تیار ہوگی اور رات ہی چلے گی اور دن کو بھی اور پکارے گی کہ چلو چلو یعنے اوس سواری کے واسطے چلو چلو کی ندا ہوگی۔ پہاڑ اوڑائے جاویں گے۔ اخبار منتشر ہوں گے نہریں نکالی جاوینگی۔ ماہ رمضان میں چاند کا گرہن ابتدا شب میں واقع ہوگا۔ اور آفتاب کا آخر دن میں۔ اور یہ اب تک کبھی نہیں ہوا جب سے آسمان و زمین پیدا ہوا ہے۔ یہ حدیث چونکہ بروایت امام جعفر صادق صاحب ہے اس وجہ سے ہمارے فریق شیعہ صاحبان کو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔

ان لمھدینا اٰیتین ماکان منذ خلق السمٰوات والارض تنکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی اٰخرہ۔ اور وہ ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء کے واقع ہو چکا ہے اور اس کے متعلق تمام اخبارات نے اوس زمانہ کے متفق اللفظ لکھا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایک ماہ میں دو گرہن نہیں ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اوس زمانہ میں لڑائی نہ ہوگی اور نہ جہاد سیفی ہوگا اور نہ اسلام کے واسطے کوئی قتل کیا جاوے گا بلکہ جہاد نفسی قیامت تک قائم رہے گا۔

وَجَاھِدُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ۔

یعنے اللہ کی راہ میں کوشش کرو اپنے مالوں سے اور نفسوں سے ہوگا اور بینہ اور ثبوت اور نشان آسمانی سے خنزیر طبع لوگ قتل کئے جاویں گے اور شوکت صلیب کو جس کے کفارہ کے عقیدہ نے ایک عالم کو تباہ و برباد کر دیا ہے توڑ ڈالیں گے وغیرہ وغیرہ مگر چونکہ یہ باتیں امیر کے خیال میں خلاف تھیں اسوجہ سے امیر نے حکمانہ تجویز کسی طرح کی سماعت و انصاف پسندی کے صاحبزادہ صاحب کو رجم کر دیا۔ تازہ ترین واقعہ عدل و انصاف امیر صاحب حال کا روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۰۷ء میں مرقوم ہے اوسکی اعادہ کی ضرورت نہیں صرف اشارہ کافی ہے۔ یہ حال ہے موجودہ بادشاہ اسلام کا۔ میں نے ابتک کوئی واقعہ اس عملداری کا ایسا نہیں سنا کہ مذہب کے متعلق کسی سے بازپرس کیا گیا ہو بلکہ اس کے خلاف عملداری انگریزی کی مثال میں کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور ملک پنجاب کا فیصلہ پاتا ہوں کہ جس نے انگریزی حکومت کی عدالت کا نمونہ دکھلا دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء میں ایک مقدمہ پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک مشنری افیسر اور ڈاکٹر نے بذریعہ عبدالحمید کے اقدام قتل کا بنام مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کے بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کپتان ڈگلس صاحب دائر کیا گو حاکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے باوصف ہم قوم و ہم مذہب اور پادری و ڈاکٹر ہونے کے اور مدعی علیہ مسلمان رعایا اور مشتبہ کے

خلاف کو بری کر دیا اور اجلاس میں بعزت تمام کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی اور کسی قسم کا خیال مذہبی پاسداری کا بمقابلہ انصاف کے نہ کیا اور نہ ذاتی تذلیل و تحقیر کی ہوئی اسی طرح جج صاحب بہادر جج امرتسر ۱۹۰۷ء میں بمقدمہ کرم الدین مدعی بنام مرزا غلام احمد صاحب و حکیم فضل الدین صاحب استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰ کہ جسمیں اجلاس بابو آتما رام صاحب ڈپٹی کلکٹر گورداسپور نے بعد التوا بسیار اور مدت دراز پریشانی بے شمار مبلغ عما ر ۵۰۰ اور ماعہ ۲۰۰ جرمانہ کئے اور ملزم قرار دیدیا اور جملہ ثبوتوں کو جو مرزا صاحب کیطرف سے مثل روز روشن کے پیش کئے گئے تھے نظرانداز کر دیا اور کسیطرح عدل و انصاف کرتا نہیں پایا۔ مگر روشن ضمیر اور عادل جج نے اوس فیصلہ کو منسوخ کر کے بہت طویل تجویز لکھی کہ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مقدمہ خواہ مخواہ کو اسقدر مدت تک چلایا گیا اور وقت ضایع کیا گیا۔ یہ مقدمہ ابتدائی مرحلہ میں خارج کر کے طے کر دینا چاہئے تھا اور جو الزام مدعی علیہ پر لگائے گئے ہیں سب بیجا و نادرست ہیں۔ لہذا مدعی علیہ مع مدعی علیہ ۲ بری کئے جاتے ہیں اور جرمانہ واپس۔ اب میں کسی فیصلہ یا رائے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ ظاہر کروں خود سامعین فیصلہ کر لیں گے۔

واضح ہو کہ میں نے جسقدر عرض کیا ہے متعصبانہ نہیں ہے بلکہ واقعاتی ہے اس وجہ سے واقعی وواجبی ہے۔ میں اس بات کا باعلان تمام اظہار کرتا ہوں کہ مذہب عیسائی سے نفرت رکھتا ہوں اور حکومت انگریزی کو نعمت پاتا ہوں۔ اور یہ بات میری خوشامدانہ و منافقانہ نہیں بلکہ جو کچھ کا نول سینہ میں ہے اوس کا اظہار ہے۔ آپ لوگ خوب جانتے ہوں گے کہ میں حد شعور سے خوشامدانہ و مکارانہ الفاظ سے ہمیشہ سے محترز و مجتنب رہا ہوں اور یہ بھی جانتے ہونگے کہ شاہ آباد میں انتخاب ممبری میں کسقدر کوشش ہوتی ہے اور کسطرح جبر اُس کے حصول میں جان فشانی کیجاتی ہے اور میں نے ابتک کبھی اوس کے متعلق خیال بھی نہیں کیا اور نہ کسی حالت میں پروا کی علاوہ بریں اگر بالعموم نہیں تو بالخصوص مسلمانوں سے تو اسقدر کہ اس مقام پر میرے مقابلہ علمی لیاقت میں تو کوئی فوقیت نہ رکھتا ہوگا اور میں باوصف تعلقات جائداد کے کہ بموجب تقسیم جائداد آبائی کے بھائی صاحب حکیم خادم حسین خانصاحب مجسٹریٹ و سکرٹری میونسپل کمیٹی شاہ آباد سے کم نہیں بلکہ بروے حصہ کے زائد ہی تھے کیونکہ میرے حصہ میں وقت تقسیم کے ½ تھی اور اون کے حصہ میں ⅛ مگر پھر بھی میں حکام وقت کی خدمت میں حاضری سے محروم رہا ہوں۔ پس مجھکو کوئی وجہ اسکی نہیں کہ میں خوشامد کے طور پر منافقانہ حالت میں رہوں۔ اور خواہ مخواہ کو مکاری سے کام لوں۔ میں اس وجہ سے اس بات کے اظہار پر مجبور ہوا کہ حدیث میں آیا ہے من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ یعنے جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اما بنعمۃ ربک فحدث یعنے لیکن اللہ کی نعمتوں کو پس بیان کرو چونکہ میرے نزدیک عملداری انگریزی خدا کی نعمت ہے اور خدا کیطرف سے اون کو

حکومت ملی ہے۔ لہٰذا مجھکو شکرگذاری اور تحدیث نعمت بھی ضروری ہوئی اس سے میں ان باتوں کے اظہار پر مجبور ہوا۔ اب میں حاضرین جلسہ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ گورنمنٹ برطانیہ کہ جس کے سایہ عاطفت میں رعایا خواہ ہندو ہو یا مسلمان آزادانہ اپنے مراسم مذہب بلاخوف وخطر ادا کرسکتے ہیں اور حکومت کسی قسم کی مزاحمت اور بازپرس نہیں کرتی غنیمت جان کر ایسے جلسوں سے جو سلطنت کے برخلاف ہیں احتراز کریں۔ اور اس عملداری کو غنیمت جانیں۔

اب میں اپنے علاقی ہندو بھائیوں سے عقلاً ملتمس ہوں کہ وہ خود واقعات سے اندازہ کرکے عقل سے کام لیں۔ اور اپنی منفعت ومضرت سے آگاہی حاصل کریں۔ اور اپنے عینی مسلمان بھائیوں سے شرعاً عرض پرداز ہوں کہ اسلام نے بہت بڑی نفرت مفسدہ پردازی سے فرمائی ہے۔ اور اصلاح اور امن کو بہت پسندیدہ قرار دیا ہے لہٰذا اس حکومت کو مغتنمات وقت سے خیال کرکے عبادت وریاضت اور فرمانبرداری ربانی سے کام لیں حکومت اور ملکی معاملات سے کوئی تعرض نہ کریں کیونکہ ہم کو کوئی غرض ومطلب ملکی معاملات سے نہیں۔ صلاح مملکت خویش خسرواں دانند کا مقولہ مناسب بلکہ انسب ہے۔ اور خلاف ورزی احکامات سلطنت کی نکریں اور کسی ایسے جلسہ میں جسمیں اندیشہ فساد کا ہو قریب نہ جاویں۔ اور اگر کوئی غلط فہمی سے ایسا خیال رکھتا ہو یا ناواقف ہو تو اوسکی صلاح نیک سے امداد کریں اور غلط فہمی کے دور کرنے کی کوشش کریں۔

اب میں زیادہ سمع خراشی کرنا مناسب نہیں جانتا صرف اسیقدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ آیندہ آپ صاحبوں کو اختیار ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

مسجدوں کا واگذار کرنا

گورنمنٹ انگلشیہ کی کس کس مہربانی اور عنایت خسروانی کا ہم شکریہ ادا کریں۔ مذہبی آزادی اور اشاعت مذہب کے لئے جسقدر آسانیاں اور وسایل اس سلطنت میں ہمیں حاصل ہوئے ہیں اسکی نظیر کسی دوسری سلطنت میں نہیں ملتی۔ مسلمانان ہند گورنمنٹ انگلشیہ کی اس عنایت کو کبھی فراموش نہیں کریں گے جو اس نے مسجدوں کو واگذار کرکے کی ہے۔ یہ تازہ واقعہ ہے کہ لاہور کی وہ مسجد جس میں ریلوے کا بڑا بھاری دفتر تھا اور جو سالہا سال سے گورنمنٹ کے قبضہ میں تھی آخر اسے واگذار کردیا گیا اور اب مسلمان پانچ وقت اس مسجد میں خدائے قدوس کی عبادت کرتے ہیں اور تاج برطانیہ کے لئے دلی جوش سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ریلوے کے محکمہ کو اس مسجد کے چھوڑنے اور دوسری جگہ اپنے دفاتر کو منتقل کرنے میں جسقدر نقصان برداشت کرنا پڑا ہے وہ تھوڑا نہیں ہے مگر رعایا پروری اور دلجوئی کے مقابلہ میں اس کو بالکل ہیچ اور لاشئے سمجھکر مسجد مسلمانوں کے حوالہ کردی گئی ہے۔ اسی طرح چبرموٹ کی مسجد جو دہلی اور قطب صاحب کے راستہ میں واقعہ ہے اور مدت سے ہندو جاٹوں کے قبضہ میں چلی آتی تھی وہ واگذار ہوگئی ہے ایسا ہی آگرہ میں ایک مسجد گورنمنٹ نے مسلمانوں کے سپرد کردی ہے + اس قسم کی نظیریں پیش کرکے پیسہ اخبار لاہور کی لنڈے بازار والی مسجد موسوم شہید گنج کے واگذار کئے جانے کی درخواست کرتا ہے امیر کابل کی تشریف آوری کے موقعہ پر بھی یہ تحریک بطور خود پیش کی گئی تھی۔ لیکن اب گورنمنٹ کے توسط سے چاہا گیا ہے کہ یہ مسجد واگذار کردی جاوے۔ مسلمان اس کا معاوضہ مناسب بھی دینے کو آمادہ ہیں امید تو یہ ہونی چاہیے کہ سکھ صاحبان اپنی ہمسایہ قوم کی دلجوئی اور ہمدردی کے خیال اور نیت سے اس مسجد کو واگذار کردینے کی صورت سوچیں گے والا معاوضہ لیکر دیدینے میں انہیں انکار نہیں ہونا چاہیئے امید ہے اگر گورنمنٹ نے اسپر نوٹس لیا تو یہ مسجد ضرور واگذار ہو جائے گی۔

یہ تو دور کی باتیں ہیں یہاں قادیان میں بھی ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ اور قادیان کے مسلمان اس مسجد کے واگذار ہونے کے لئے دل سے خواہشمند ہیں میں ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور دقیقہ رس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں التماس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانان قادیاں کو ان کی عبادت گاہ دلاکر انپر بہت بڑا احسان کریں۔ مسلمانان قادیاں اس مسجد کا مناسب معاوضہ دینے کو بھی آمادہ ہیں۔ امید ہے کہ یہ تحریک مفید ثابت ہوگی انشاء اللہ العزیز۔

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات مذہبی اگر تاریخی بناپر دیکھے جاویں اور حضرت باوا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معائنہ کئے جاویں تو ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ خود مساجد کی بڑی حرمت کرتے تھے۔ پس اگر سکھ صاحبان از خود ہی مہربانی کریں تو یہ تعجب کی بات نہیں ہوگی بلکہ انکی یہ فراخدلی اور فیاضی قابل تعریف سمجھی جاوے گی۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر فروری سنہ ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کرچکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیاں دارالامان۔

دجال کی حقیقت

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ - آپ کا خط ملا - معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے احمدی سلسلہ کی کتب کو مطالعہ نہیں فرمایا - ورنہ سب اعتراضات دور ہو جاتے -

عرض یہ ہے کہ پیشگوئی جب تک ظاہر نہ ہو یعنے وقوع میں نہ آئے اس کی حقیقت منکشف نہیں ہوتی - اور اُس کے سمجھنے میں ایک معمولی انسان تو درکنار ایک نبی بھی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے -

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور نبی اکرم صلعم کو دکھایا گیا کہ آپ صحابہ سمیت بیت اللہ کا حج فرما رہے ہیں آپ اس کو پورا کرنے کے لئے چلے گئے مگر آگے حدیبیہ کا معاملہ پیش آ گیا کفار نے روک دیا اور اس سال حج نہ ہو سکا - اور یہ سفر ایک سطحی خیالات والے کی نظر میں عبث گیا - ایسا ہی حضرت رسول اکرم صلعم نے دیکھا - کہ میں کھجوروں والے شہر کی طرف ہجرت کرتا ہوں آپ نے سمجھا وہ یمامہ ہے مگر نکلا مدینہ میرا مطلب ان مثالوں کے پیش کرنے سے یہ ہے کہ پیشگوئی جب تک واقع نہ ہو - اس کی مثال حاملہ کے بطن کی طرح ہے اب اس کا نتیجہ نکالنا تو یقینی ہے علامات سے کچھ [illegible] بھی ہو سکتا ہے مگر یہ پتہ لگانا کہ وہ مولود کیسا ہوگا [illegible]

ایسا ہی اگر دجال کی حقیقت صحابہ کرام کو کلی طور سے معلوم ہوتی تو حضرت عمر اس بات پر قسم نہ کھاتے کہ ابن صیاد دجال ہے اور رسول اکرم صلعم نے بھی اس کے جواب میں اِنْ یَکُنْ ھُوَ فرمایا - یقیناً نہ کہا کہ یہ نہیں - (دیکھو مشکوٰۃ)

اگر دجال کے یہ علامات جو آپ نے تحریر فرمائے اپنے ظاہری رنگ میں پورے ہونے تھے - تو پھر کیوں ابن صیاد کو دجال سمجھا گیا -

پس مختصر گزارش ہے

دجال کی وحدت نوعی ہے - اس سے مراد ایک گروہ ہے - جو دجل سے کام لے - کیا آپ نہیں دیکھتے کتابیں خود لکھنے اور اسے کلام اللہ کہتے ہیں یہ نبوۃ کا دعویٰ ہے - مینہ برسانا - وغیرہ کام جو کرتے ہیں تو خدائی کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟ سورۃ کہف کا اول و آخر پڑھئے -

چشم راست کا کور ہونا بھی مسلم ہے مطلب اس سے یہ ہے کہ دین کی آنکھ اندھی اور دنیا کی سیانی -

بے شک یہ مسیح موعود کے انفاس طیبہ کی برکت اور اس کی دعا کے حربے سے فنا ہوگا -

لُدّ تو آپ نے قرآن شریف میں پڑھا ہوگا مطلب اس سے جھگڑالو قوم ہے -

---

اور کشمیر میں لداخ ہے کشمیر میں عیلے کی قبر ملی ہے - عیلے کی موت ان کے مذہب کی موت ہے - کیونکہ پھر کام جاتا ہے - یہودی بے شک اسکے تابع ہوں گے -

یہودی کیوں کافر ہوئے مسیح کے انکار سے -

اس زمانے کے مُلّاں بھی مسیح موعود کے منکر ہیں اور اس کے مخالف اور پھر تمام ان اوصاف کو اختیار کر چکے جو یہودیوں میں تھیں وہ دجال کو مدد دے رہے ہیں کہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں - یہ ایک شخص میں ایسی اوصاف کے ہونے پر ایمان رکھتے ہیں - جو محض خاصۃ خدا ہیں گویا ایک پہلو سے یہ بھی عاجز انسان کو خدا مانتے ہیں -

مُردے کو زندہ کرنا - خالق ہونا - عالم الغیب ہونا - لایزول ولا یحول ہونا - یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں - والسلام ✦

(محمد ظہور الدین اکمل آف گوجرانوالہ)

آنحضرت صلعم کا منکر اور مسیح موعود کا منکر

آپ کا خیال درست ہے بیشک مسیح موعود کا منکر اور رسول اکرم صلعم کا منکر - کفر میں برابر نہیں - کیونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا کافر تو شریعت کا بھی منکر ہے مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا منکر بعض احکام کا منکر ہے - مگر یہ یاد رہے کہ ولی اللہ کا انکار آہستہ آہستہ سلب ایمان تک نوبت پہنچا دیتا ہے - انکار کی عادت ہو جاتی ہے اور اس کی ہر بات کو بدظنی و مخالفت سے دیکھتا ہے تو ایک دن آ جاتا ہے کہ وہ اُس کی تمام سچی باتوں کو بھی قبول نہیں کرتا [illegible] آہستہ آہستہ وہ سب بھلائیوں سے محروم رہ جاتا ہے [illegible] انکار میں بڑھتے بڑھتے کافر بلکہ [illegible]

[illegible]

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نئی شریعت والا نہیں آ سکتا - جو آئے گا آپ ہی کی مہر سے آئیگا - اور آپ ہی کے فیض سے مستفیض - یہ لفظ خاتم ہے جس کے معنے مہر کے ہیں نہ کہ ختم - حضرت مرزا صاحب نے کبھی مستقل نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا - حقیقۃ الوحی میں لکھ فرمایا [illegible] کثرت مکالمہ مخاطبہ و اظہار غیب کے لحاظ سے آپ کو خطاب [illegible] دیا گیا - اس کے مخالف بھی قائل ہیں - ان کی اصطلاح میں جس کو نبی کہتے ہیں وہ نبی نہیں - پھر دوسری وجہ نبی کے خطاب کی یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے موعود عیلے کے لئے نبی اللہ آیا (دیکھو مسلم) اور لیس بینی وبینہ نبی (ابو داؤد) باقی رہا یہ کہ ابو بکر صدیق و غیرہ کو کیوں نبی نہیں کہا گیا اسی لئے کہ ان کو یہ درجہ نہیں دیا گیا - نہ اُس کثرۃ سے ان کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الہی ہوا - نہ وہ مسیح موعود تھے - نیز خاتم النبیین کے بعد فوراً لقب نبی دینے سے نبوت کی حیثیت میں خلل پڑتا تھا - اور لوگوں کو دھوکہ ہو گا پس آنحضرت صلعم کی عزت کے قیام کے لئے مدت تک یہ خطاب کسی کو نہ ملا - جب اچھی طرح مرکوز خاطر ہو گیا کہ آپ خیثیت مآب ہیں - تو پھر ایک نبی بھی مبعوث ہوگا ✦ (محمد ظہور الدین اکمل)

ڈائری

دجال ۶ر جولائی ۱۹۰۶ء فرمایا دجال کی دو نشانیں ہیں۔ ایک تو پادری لوگ ہیں جو گویا نبوت کا دعوے کرتے ہیں۔ ہر قسم کے مکر اور فریب کے ساتھ لوگوں کو بہکاتے ہیں اور عیسائی بناتے ہیں۔ خود انجیل اور توریت کا ترجمہ در ترجمہ کرتے ہیں اصل کتاب ان کے پاس موجود نہیں۔ تراجم میں ہمیشہ تبدیلیاں کرتے ہیں اور انہی اپنے خیالات کے الفاظ کو دنیا کے سامنے پیش کرکے بیان کرتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے یہ ایک طرح نبوت کا دعوے ہے۔ دوسرے اس زمانہ کے فلسفی لوگ ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے ہی منکر ہو بیٹھے ہیں اور سات دن مادی دنیا کیطرف ایسے جھکے ہوئے ہیں کہ دین کو کچھ نہیں سمجھتے بلکہ دین کو غیر ضروری اور اپنی دنیوی ترقی کی راہ میں ایک حارج یقین کرتے ہیں۔

کفر فرمایا خدا تعالےٰ کی عدول حکمی سے کوئی شخص کسطرح بچ سکتا ہے۔ جو لوگ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کے مرسل کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کی عدول حکمی کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو یہود اور عیسائی تھے۔ وہ صاحب شریعت تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے تمام انبیاء کو مانتے تھے۔ مگر آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کے سبب وہ کافر قرار دیئے گئے اس زمانہ کے لوگ جو نہ صرف ہمارے مخالف ہیں۔ بلکہ ہم کو کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ بموجب حدیث نبوی مومن کو کافر کہکر خود کافر بنتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

زکوٰۃ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ تجارت کا مال جو ہے جسمیں بہت سا حصہ خریداروں کیطرف ہوتا ہے اور اگراہی میں پڑا ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

فرمایا جو مال معلق ہے اس پر زکوٰۃ نہیں جبتک کہ اپنے قبضہ میں نہ آجاوے لیکن تاجر کو چاہئے کہ حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ کو نہ ٹالدے آخر اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اخراجات بھی تو اسی مال میں سے برداشت کرتا ہے تقوےٰ کے ساتھ اپنے مال موجودہ اور معلق پر نگاہ ڈالے اور مناسب زکوٰۃ دیکر خدا تعالیٰ کو خوش کرتا رہے۔ بعض لوگ خدا کے ساتھ بھی حیلے بہانے کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔

دین مقدم فرمایا دین کو دنیا پر مقدم رکھنا نہایت مشکل امر ہے کہنے کو تو انسان کہہ لیتا ہے اور اقرار بھی کر لیتا ہے۔ مگر اس کا پورا کرنا ہر ایک کا کام نہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ جب انسان کا دنیوی مال میں نقصان ہو تو کس قدر درد اس کے دل پر پہنچتا ہے اور اس کے بالمقابل جب کسی دینی امر میں نقصان ہو جائے تو پھر کس قدر درد اس کے دل کو ہوتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس شناخت کے واسطے اپنے دل کو ہی ترازو بنائے۔ کہ دنیاوی نقصان کے واسطے وہ کس قدر بیقرار ہوتا ہے اور جتنا چلاتا ہے اور پھر دینی نقصان کے وقت اس کا کیا حال ہوتا ہے بد ہے وہ شخص جو دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے۔ مگر بدتر وہ ہے جو اپنے آپکو بھی دھوکہ دیتا ہے دین کو مقدم نہیں کرتا اور خیال کرتا ہے کہ میں دین کو مقدم کئے ہوئے ہوں وہ سچے طور پر خدا تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں بنا اور ظن کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جو شخص دوسرے پر ظلم کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ ظلم کرکے بھاگ جائے اور اسطرح اپنے آپ کو بچائے مگر وہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ کہاں بھاگ کر جائے گا اور اس ظلم کی سزا سے کس طرح بچ سکیگا۔ مبارک ہے وہ جو دین کو اور خدا کو سب چیز و نپر مقدم رکھتا ہے کیونکہ خدا بھی اسے مقدم رکھتا ہے۔

حقیقۃ الوحی فرمایا ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک بغور پڑھیں بلکہ اس کو یاد کرلیں کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکیگا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔

خواجہ غلام فرید صاحب فرمایا خواجہ غلام فرید صاحب کے سوانح کی ایک کتاب لکھی گئی ہے اس میں خواجہ صاحب نے جابجا ہماری تائید کی ہے ایک جگہ لکھا ہے کہ بعض مولویوں نے خواجہ صاحب مرحوم سے دریافت کیا تھا کہ آپ کیوں انکی تائید کرنے میں مولوی لوگ تو ان کو کافر قرار دیتے ہیں تو انہوں نے کیا خوب جواب دیا کہ مولوی لوگوں نے پہلے کس کو مانا ہے اور کس کو کافر قرار نہیں دیا۔ ان کا تو کام ہی یہ ہے۔ انکی طرف خیال مت کرو۔ (ایڈیٹر)

احمدی جماعت کو حضرت اقدس کے ایک ارشاد کی یاددہانی

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں اُن بھائیوں کو جنہوں نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کیا ہے حضرت کا حکم یاد دلاتا ہوں جس پر عمل کرنا فرض ہے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ کے فرستادوں کی باتیں معمولی باتیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کی ہر ایک بات جو لوگوں کو سنائی جاوے۔ خدا کے ارادے سے ہوتی ہے۔ تو پھر کیا ایسی باتوں کو بھول جانا چاہئے۔ ہرگز نہیں بلکہ دن بدن ان پر مضبوط ہونا چاہئے وہ احمدی بھائی جو حضرت اقدس کے اشتہار اور کتابیں پڑھنے کے شائق ہیں اُن کو معلوم ہوگا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار کے ذریعے اپنی جماعت کو ارشاد کیا تھا۔ کہ میرا کام کسر صلیب گمراہیوں اور غلطیوں کے دور کرنے کا ہے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ایک انگریزی رسالہ جس کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے نکالا گیا ہے۔ جس کے ذریعے سے بہت سے

عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام پر اتمام حجت کیا جاتا ہے۔ پس آپ سب جو دین کو دنیا پر مقدم رکہنا چاہتے ہیں۔ اسکی خریداری اور اعانت میں جہاں تک آپ سے ہوسکے خرچ کرکے مدد کریں۔ مگر اب میں دیکہتا ہوں کہ اوس بات کو پرانی سمجھکر اسپر غور وفکر اور خریداری اور اعانت میں روپیہ دینا بعض اصحاب نے بالکل ترک کردیا ہے۔ حالانکہ خدا کے مرسلوں کی بات چند دنوں تک نہیں ہوتی انکی ہر ایک بات کو اسطرح ماننا چاہیئے۔ جیسے صحابہ کرام رسول کریم صلعم کے حکم کو تسلیم کرکے جنگ کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ یہ زمانہ دوسرا زمانہ ہے۔ کیونکہ اس کا ذکر قرآن مجید کی سورہ جمعہ میں آچکا ہے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ایسا زمانہ پاکر اور جماعت میں داخل ہوکر پہر ایسی غفلت کرنا بے ہمتی کا کام ہے اور دوسرے ہمارے لئے شکر کا مقام ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے لئے ہر طرح آسانی کی ہے۔ اور ہماری آسانی کے لئے ریل اور ڈاک تیار کردی ہے۔ تاکہ گہر میں بیٹھکر ہی ہم تبلیغ دین کرسکیں۔ پس چاہیئے کہ تمام جماعت اس رسالہ کی خریداری اور اعانت میں روپیہ دیکر ثواب حاصل کرے۔ اسے معمولی رسالوں کی طرح ایک رسالہ نہ سمجھا جاوے۔ مگر بہت ہی افسوس ہوتا ہے۔ جب یہ دیکہا جاتا ہے۔ کہ بعض احباب اعانت تو ایک طرف رہی قیمت دینے میں ہی تساہل کرتے ہیں۔ جب میں انکاری وی پی دیکہتا ہوں اور بعض پر لکہا ہوا ہوتا ہے کہ لینے سے انکاری ہے۔ تو میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ حضرت اقدس کے تعمیل ہو رہی ہے اور دو یا تین روپیہ کا وی پی نہیں لے سکتے۔ جہاں یہ اقرار کیا تہا۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکہوں گا۔

برادران یہ کام تو خداوند تعالیٰ کے ہیں۔ اور وہ کر رہا ہے مگر میں آپ صاحبان کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ذریعہ حضرت اقدس کے حکموں کی تعمیل ہی ہے اور کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت اقدس کے ایک حکم کو مان لیا جاوے۔ اور ایک کو چھوڑ دیا جاوے۔ ہرگز نہیں۔ برادران ہمت سے حکموں کی تعمیل کرو۔ یہ وقت پہر مشکل ملیگا۔ اب زیادہ کیا لکھوں۔ حضرت اقدس کا حکم یاد دلاکر دیکھونگا۔ کہ کس کس نے تعمیل کی ہے۔ اور دوبارہ خریداری کے لئے خط لکہا ہے۔ والسلام

خاکسار عبدالخالق کلرک دفتر میگزین قادیان

اب اجیت سنگہ کو کیا بناؤ گے؟

اجیت سنگہ کی گرفتاری پر آریہ صاحبان نے سول ملٹری گزٹ لاہور اور بعض دوسرے اخبارات میں چہپوایا کہ اجیت سنگہ آریہ نہ تہا اور آریہ سماج کے ساتھ اوس کا کوئی تعلق نہ تہا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تہا کہ اس کی مخویانہ تقریروں کے ساتھ آریہ سماج کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اب جبکہ اجیت سنگہ گرفتار ہوکر جلاوطن ہوچکا ہے اور خود اس کی اپنی دو چٹہیاں پبلک میں آچکی ہیں اس وقت اس مسئلہ کا فیصلہ خود اجیت سنگہ کی اپنی تحریرات ہوسکتا ہے اور وہ بہت صاف ہے۔ اجیت سنگہ کی پہلی چٹہی اپنے بہائی کے نام یہ ہے

پیارے بہائی سورن سنگہ

مجہے ہر طرح سے آرام و تسلی ہے۔ کوئی تکلیف نہیں۔ جب لاہور سے چلے مجہے بولنا یاد نہیں رہا تہا کہ جو دس روپے میری جیب سے پولیس نے نکالے تہے۔ وہ ایڈیٹر ہندوستان کے پاس بہیجے جاویں۔ ۵ روپے بریڈلا ہال فنڈ کے واسطے اور پانچ روپے ہندو یتیم خانہ لاہور کے واسطے۔ اور گہڑی ایڈیٹر پرکاش کو دیکر بولیں کہ بدہوا ہوا کی رسم کے پرچار کی امداد میں صرف ہو۔ والد صاحب والدہ صاحبہ اور برادر بزرگ سب کو میری طرف سے نمستے۔ فتح ستہا ٹیکنا وغیرہ پہنچے۔ اگر آپ نے وہ دس روپے و گہڑی لے لئے ہوں تو مندرجہ بالا فنڈ میں دے دیں۔ ورنہ میں نے صاحب بہادر افسر پولیس کو بہی چٹہی لکہدی ہے۔ بلکہ یہ چٹہی بہی اُن کی معرفت آپ کو ملیگی۔ خدا پر بہروسہ رکہو۔ حوصلہ قائم رکہو مصیبت میں انسان کو گہبرانا نہیں چاہیئے۔ میری کتابیں اگر رکہنا چاہو تو رکہو۔ ورنہ ویدک لائبریری لاہور میں بہیجدو۔ آپ کا اجیت سنگہ۔

آریہ سماج کے سچے ہتیشی اور سچائی کو پیار کرنے والے غور کے ساتہ ان فقرات کو پڑہیں جنپر ہمنے خط کہینچا ہے۔ اجیت سنگہ اپنے خط میں ایک گہڑی ایڈیٹر پرکاش کو دلاتا ہے پرکاش کا ایڈیٹر آریہ اور آریہ سماج کا سرگرم ممبر ہے یا نہیں یہ مہاتما منشی رام سے پوچہنا چاہیئے کیونکہ انکی رائے پرکاش کے ایڈیٹر کے متعلق ضرور قابل وقعت ہوگی۔ اس سے اتنی ہی بات ثابت کرنا میرا مقصود نہیں بلکہ یہ خط ثابت کرتا ہے کہ ایڈیٹر پرکاش کے ساتہ اسے خاص تعلق ہے اور میرا کسی سابقہ اشاعت میں یہ ظاہر کرنا کہ ایڈیٹر پرکاش اجیت سنگہ کے مشن کی آبیاری کرتا ہے صحیح ثابت ہوجاتا ہے۔ منڈلے کے قلعہ کے زندان میں بہی جو شخص اسے یاد رہتا ہے وہ ایڈیٹر پرکاش ہے یہ معمولی بات نہیں۔ اور سرسری نظر سے دیکہنے کے قابل۔ یہ اب ایڈیٹر پرکاش کا کام ہوگا کہ نیک نیتی سے اس تعلق کا اظہار کرے جو اس کا اجیت سنگہ کے ساتہ ہے۔ پہر دوسرا قابل غور امر اس چٹہی میں یہ ہے کہ اجیت سنگہ اپنے والد والدہ اور برادر بزرگوار کو نمستے کہتا ہے جو خاص آریوں کا باہمی سلام ہے اسمیں شک نہیں کہ اس نے فتح اور ستہا ٹیکنا بہی لکہا ہے لیکن ابتدا اس نے نمستے سے کی ہے۔ جب تک کوئی شخص آریہ نہ ہو یا اس کا مخاطب آریہ نہ ہو وہ نمستے نہیں کہ سکتا۔

پہر تیسرا ثبوت جو اس چٹہی سے اجیت سنگہ کے آریہ ہونیکا ملتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنا کتب خانہ ویدک لائبریری کو دیتا ہے۔ اگر آریہ سماج کے ساتہ اس کا تعلق نہیں اور وہ آریہ نہ تہا تو اس کے کیا معنے کہ کتب خانہ ویدک لائبریری کے حوالہ کیا ہے اسکا کوئی مذہب اگر نہیں تہا جیسا کہ بعض نے ظاہر کیا تو اسے اپنا کتب خانہ پبلک لائبریری لاہور کو دینا چاہیئے تہا۔ نہ کہ ویدک لائبریری کو۔

ان باتوں کو سرسری نظر سے دیکہہ جانا امر دیگر ہے مگر جب غور کیا جاوے تو حقیقت حال پر پوری روشنی پڑتی ہے ان چٹہیوں کی اشاعت کے بعد اجیت سنگہ کے مذہب کا سوال پہر کچہہ دنوں کے لئے قابل بحث مسئلہ ہوگا۔ اور آریہ سماجی دائرہ میں اسپر چہ میگوئیاں ہونگی مگر واقعات انکی تکذیب کرینگے۔ اسلئے اب بہتر اور مناسب یہی ہے کہ آریہ سماج کے سچے ممبر صاف طور پر اعتراف کریں کہ اجیت سنگہ آریہ تہا ہیں بے انصافی کا مرتکب ہونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ خالصہ صاحبان نے جو کچہہ اجیت سنگہ کے متعلق لکہا تہا کہ وہ

وصیت ۱۳۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین

اللھم صل علی محمد وآل محمد وعلی اصحاب محمد وبارک وسلم وعبدک المسیح الموعود۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اما بعد میں مسمی شیخ غلام احمد نو مسلم ساکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔ میں شیر فروشی کا روزگار کرتا ہوں میری آمدنی کی صورت یہ نہیں ہے کبھی کم اور کبھی زیادہ ایک روپیہ ماہوار حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں دیا کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ دیتا رہوں گا میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ ہو اس کا نصف حصہ انجمن احمدیہ کے سپرد کر دیا جائے میرا جنازہ حضرت اقدس علیہ السلام پڑھائیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاوے اگر کسی مصلحت یا کسی خارجی سبب سے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو بھی میری وصیت واجب التعمیل ہوگی۔ فقط

العبد۔ شیخ غلام احمد بقلم خود۔

گواہ شد۔ مہدی حسین خادم المسیح مہاجر قادیان ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ شد۔ صفیہ بیگم نشانی انگوٹھہ۔

گواہ شد۔ قدرت اللہ خان نشانی انگوٹھہ۔

گواہ شد۔ خاکسار یار محمد بقلم خود۔

وصیت ۱۳۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد وعلی اصحاب محمد وعبدک المسیح الموعود وبارک وسلم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اما بعد۔ میں مسماۃ صفیہ بیگم زوجہ شیخ غلام احمد ساکنہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اور لکھ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہوں اور ان کی مرید اور پیرو ہوں۔

ہر ماہوار چندہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں دیتی رہتی ہوں اور انشاء اللہ العزیز آئندہ ادا کرتی رہوں گی میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو اس کا پانچواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیا جاوے۔

میرا جنازہ حضرت اقدس پڑھائیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاوے اگر کسی مصلحت یا کسی خارجی سبب کے باعث میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو سکے تو بھی میری وصیت قابل تعمیل بہمہ وجوہ سمجھی جاوے فقط زیادہ والسلام۔ العبد صفیہ بیگم نشانی انگوٹھہ۔

گواہ شد۔ قدرت اللہ خان۔ گواہ شد عبد الحمید خان۔

گواہ شد۔ مہدی حسین خادم المسیح مہاجر قادیان ۲۵ ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ شد۔ شیخ غلام احمد بقلم خود۔

وصیت ۱۳۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں امینہ بی بی زوجہ عبد اللہ خان قوم جٹ سکنہ ساکن بہلولپور ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(نوٹ۔ چونکہ شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس جگہ اندراج نہیں کیا گیا)

نمبر ۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میرا زیور موجودہ طلائی قیمتی الف ۱۰۰۰ ایک ہزار روپیہ کہ میری اپنی ملکیت ہے اس کا دسواں حصہ مبلغ ایک سو روپیہ میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی میرے مرنے کے بعد اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو میرے وارث اس کے دینے کے ذمہ وار ہوں گے اور اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کا بھی دسواں حصہ ادا کر دوں گی اور اسی طرح میرے وارث میرے بعد اگر میں اپنی زندگی میں نہ ادا کر سکوں ادائگی کے ذمہ وار ہوں گے۔

العبد

امینہ بی بی زوجہ عبد اللہ خان احمدی نمبردار بہلولپور ۱۲۷ ضلع لائل پور بقلم خود

گواہ شد

الٰہ بخش ولد نبی بخش دخیلکار ۱۲۷ ارکھ ضلع لائل پور نشانی انگوٹھہ

گواہ شد

عبد اللہ خان ولد چودہری غلام حسین احمدی نمبردار بہلولپور ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائل پور بقلم خود

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام حصہ دوم - یہ بےنظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت مشہور تالیف ہے جس میں آپ نے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے قیمت ۱۲؎ - ست بچن ۱؎ - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیا خوب اعداء کے جو دہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؎ - نماز پر تقریر امر مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۲؎ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲؎ - فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۴؎ - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴؎ - الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں - یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کو قبولیت ہو گئی ہے - قیمت فی پارہ (۴؎) سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ارکان میں سلسلہ عالیہ کی تاریخ کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴؎

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی کا ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار ہیں قیمت ۲ روپیہ - کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیری لکڑی کا کین ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ - کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی - ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا - کرکٹ بیٹ - آل کین لکڑی عمدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے - کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے -

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ برس کے بچوں کیلئے وسٹ اور بیٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ

۱۰ - ۱۱ سال ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائدار

بچوں کے لئے فٹ بال معہ بلیڈر

کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دھاگے کے بیچ

پریکٹس

کرکٹ وکٹس فی کالی

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا ارسال کردہ پریکٹس بیٹ … فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم - میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں -

اشتہار

آٹا پیسنے کی مشین آہنی اور اس کا ویٹر نے کے ملنے آہنی مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور سے مل سکتے ہیں -

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں آ رہی ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آ رہی ہے اس کی نظیر زمانہ گزشتہ میں سابقین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہی ملیگی - کہیں زلازل ہیں تو کہیں ثلج و اولے و طوفان - یہ طاعون جو یہود پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے - پس جو صاحب اس کا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں - اور اس آفت سے بچنے کیلئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد و مہدی چاردہم کا الہام اسم اعظم - رب کل شئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھا کریں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معروف روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہونے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس کی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بعض بخار کے اگر اس کے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً سر درد و بخار کافور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ دور اور طبیعت میں صحت و سرور حاصل ہوگا - جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر ان کے بدن پر گھی میں ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے بارہا کا تجربہ ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن دس روپیہ

تیل دافع مکھی و مچھر - ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھ کر جسم تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی مچھر کے کاٹنے کا احتمال ہو اس کو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکینگے - ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ - یہ دونوں روغن حکیم

نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب فرماویں

(نوٹ) جو احمدی یہ اشتہار دیکھ کر اخبار بدر یا اخبار الحکم کا حوالہ دیں وہ ایک پرچہ نوٹ نوری شفاخانہ موکل سے بلا قیمت …

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی نمبر وطراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے - ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایات ہیں ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہیہ شکایات کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جو اسرار سے طیار ہوئی ہے اصل نمونہ مفت منگا کر دیکھ لیجئے - جو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ - **طلا طلسمی** - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات سخت تکلیف پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے وابستہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ -

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸؎

سنون وندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴؎

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی

نا اُمید

صرف ایک ہی لفظ موت اس سے زیادہ خوفناک ہے آپ نے کسی اخبار میں ایک دلچسپ قصہ کہ جس کو آخر میں کسی چیز کا اشتہار پایا ہوگا [illegible] پڑھا ہوگا؟ کیا اس سے آپ کو اس سے آپ کو اس چیز مشتہرہ کی عمدگی کا کامل یقین ہوگیا تھا ہم خیال کرتے ہیں کہ آپ کو کبھی یقین نہ آیا ہوگا کیونکہ وہ اشتہار ایک اجنبی شخص کے تجربہ کو جو کسی دوسرے شہر میں رہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جب کہ اس قسم کا تحریری بیان کلکتہ کے ایک لائق طبیب ڈاکٹر ڈی۔ پی۔ سی۔ رائے صاحب ماڈرن ہندو ہسپتال کے ہاؤس سرجن طبیب اکثر ۱۲۸ ہیرسن روڈ نے کیا ہو جن کو مثل ایک کامیاب معالج کے کلکتہ باشندوں سے پہچان کروانے کی ضرورت نہیں تب تو وہ بیان قابل اعتبار ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) بہت عمدہ ہیں۔ ایک استسقاء (جلندر) کا مریض جو لاعلاج سمجھا جاتا تھا ان گولیوں کے استعمال سے اچھا ہو گیا۔ مرض کے معمولی علامات موجود تھیں پیٹ میں پانی کا جمع ہونا اور پاؤں اور چہرہ پر ورم وغیرہ کل جسم [illegible] مریض کو ایسی تکلیف ہوتی تھی کہ اس کے پیٹ میں نشتر لگایا گیا اور ۱۰۰ تولہ پانی نکالا گیا۔ تین ہفتہ میں اسی طرح تین مرتبہ کیا گیا۔ [illegible] پیشاب آتا تھا۔ اس حالت میں اسے ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) کھلانی شروع کیں جن کی وجہ سے ۲۴ گھنٹے میں [illegible] پیشاب آنے لگا اور تھوڑے ہی عرصہ میں استسقاء اور تمام علامتیں دور ہوگئیں اب وہ بالکل تندرست ہے۔ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) [illegible]

[illegible]

مفاصل (گنٹھیا) گردوں کے مرض کی وجہ سے ہوتا ہے جن کے لئے ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں مجرب دوا ہیں۔ تمام دوا فروشوں [illegible] کے پاس سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی [illegible] اگر آپ اپنی [illegible] کے ساتھ اس اشتہار کو بھیجیں گے اور نام [illegible] ارسال فرمائیں گے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل [illegible] خرچ [illegible] کی جائے گی۔

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے ہم زمانہ جس خضاب کا متمنی تھا۔ [illegible] الحمد آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھونرے کی طرح کالا [illegible] اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ۔ روپیہ [illegible] محصول بذمہ خریدار۔ المشتہر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی۔ پوسٹ ماندوی۔ بمبئی

ایک لاکھ بیس ہزار تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ کافوری)

بینائی اتنا بڑھ گیا اور آنکھیں صاف ہوگئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسے نزول آب تک میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ دھند غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیا بند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں ڈاکٹروں حکیموں رئیسوں مشہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے [illegible] درخواست آنے سے روانہ ہونگی دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔ سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ سرمہ سیاہ [illegible]

سونے کی تحریر پختہ رنگ کم خرچ بالانشین خوش وضع ایک نظر میں معلوم ہوتا ہے [illegible] نہایت عمدہ تحفہ تیار ہوتی ہیں [illegible] [illegible] محصول بذمہ خریدار حسب ضابطہ [illegible] کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ [illegible] المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری۔ ضلع لکھنؤ

یاالعصب

پندرہ روزہ اخبار یا العصب جاری کردیا گیا ہے۔ [illegible] ٹکٹ ارسال کرکے منگوالیں یقیناً مذہبی مضامین کے [illegible] ضروری ہے

المشتہر عبد العزیز احمد مبارک شاہ مقام زینت محل شہر دہلی

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون [illegible] بعض اوقات امراض جگر سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری بہت کمزور ہوں یا ان لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں

اسکاٹس املشن

تمہارے جسم کے کمزور مقامات کو قوی اور مفید بناکر اندر [illegible] کرتا ہے۔ [illegible] سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔ [illegible] یہ نشان کا ہی مچھلی [illegible] ایملشن اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیاں مینی | روا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت سالانہ
صہ
... سے عنا
... سے باہر کے
کم آمدنی والے
لوگوں سے
۱۲

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مؤرخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۵ھ | جلد

احمدی انجمنوں کا قیام

۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کے الحکم میں احمدی انجمنوں کے وہ قواعد درج کئے جا چکے ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظمہ نے تجویز کئے ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور اشاعت کے لئے جہانتک اسباب کا تعلق ہے انہیں سے احمدی انجمنوں کا قیام ایک لاینفک جزو ہے۔ احمدی انجمنوں کا قیام قوم کے لئے کسقدر مفید اور مبارک ہوگا۔ تجربہ خود بتادیگا۔ میں اسوقت ان قواعد کے موافق باقاعدہ انجمنوں کے قیام کے لئے ان احباب کو خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں جو اپنے حلقہ اور مقام پر ایک مستعد اور سرگرم احمدی تسلیم کئے جاتے ہیں یہ کام ایک دن میں ہونیکا نہیں اس کے لئے بہت وقت اور محنت کی حاجت ہے۔ لیکن اگر ابتدائی مشکلات کی پروا نکر کے انتھک کوشش سے کام لیا جاوے تو انشاء اللہ العزیز یہ مشکلات دور ہو جائینگی۔

ان قواعد کو پڑھکر جسقدر جلد ممکن ہو ان کے ماتحت احمدی انجمنوں کو قائم کر کے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع دینی چاہیے۔

*

ضلع گورداسپور میں میرا دورہ

میں مدرسہ کی ضروریات کے لئے چندہ اور احمدی انجمنوں کے قیام کی خاطر ضلع گورداسپور کے چند گاؤں میں ابھی تک جا سکا ہوں۔ کل ضلع میں دورہ ختم کرنے کے بعد میں انشاء اللہ مفصل رپورٹ شائع کرونگا۔ میں مسلسل دورہ نہیں کر سکتا

اسکی وجہ ظاہر ہے کہ قادیاں میں اپنے متعلقہ امور کا سر انجام بھی ضروری ہے۔ اس لئے مجھے وقت نکال کر باہر جاتا ہوں۔

*

کوئی سعادت مند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی آرائیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیاں ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیاں کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیاں لے آیا ہے جہاں کہ اس نے مستقل رہایش اختیار کر لی ہے اور دفتر میگزین میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے انہیں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایت کے موجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیاں ہو۔

*

اعلان

ایک شخص مسمی فضل کریم ولد عبد الکریم ساکن شادیوال خورد۔ ضلع گجرات سنہ ۱۹۰۷ء دفتر میگزین میں آکر ملازم ہوا تھا۔ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتا تھا۔ ۱۲ جولائی کو الہ دتا چپراسی دفتر میگزین کے مبلغ للعہ روپے جو اس کے پاس امانت تھے لیکر کہیں فرار ہو گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ہو یا کہیں ملے تو فوراً دفتر میگزین قادیاں میں اطلاع دیں۔ اس کا حلیہ حسب ذیل ہے قد درمیانہ۔ رنگ سفید۔ داڑھی چھوٹی کتری ہوئی۔ پیشانی اور بائیں ہاتھ پر

ایک نیا مسیح اور اسکی بلند پروازیاں

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام سے الحکم کے ناظرین بخوبی واقف ہیں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے جیسا کہ سب کو معلوم ہے حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک پیشگوئی کی تھی کہ تین سال کے اندر (خاک بدہن ایڈیٹر) وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے خدا سچے کا حامی ہو کے عنوان سے ایک اشتہار شایع کردیا۔ اس کے بعد عبدالحکیم مختلف طور پر اخبارات میں گالیوں سے بھرے ہوئے مضامین شایع کرتا رہا۔ میں نے ان پر نوٹس لینا ضروری نہیں سمجھا اسلئے کہ اب خدا تعالیٰ خود فیصلہ کردیگا عبدالحکیم خاں کی پیشگوئی سچے اور جھوٹے میں امتیاز کرکے دکھاویگی۔ انکی تحریروں میں عبدالحکیم خاں نے اپنا ایک الہام انک لمن المرسلین بھی شایع کیا تھا اسپر پیسہ اخبار اہلحدیث اور دوسرے اس کے ہمدرد اور ہم نوا اخباروں کو بتایا تھا کہ

عبدالحکیم خاں دعاوی رسالت کرتا ہے

مگر ان کو تو صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کا شوق اور جوش ہے انہوں نے عبدالحکیم کی حمایت کی اور خود عبدالحکیم نے بھی انکار کیا کہ مجھے ادعائے رسالت نہیں مگر اب حال میں عبدالحکیم نے ایک خط قادیان میں حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام لکھا ہے جو ۱۹ جولائی ۱۹۰۷ء کا لکھا ہوا ہے چونکہ اس خط میں عبدالحکیم خاں نے اپنے الہامات لکھے ہیں اور مسیح ہونیکا دعوی کیا ہے اور وہ خط سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسکو بجنسہ چھاپ دوں۔ ہاں ایک امر مجھے اور کہنا ہے وہ یہ ہے کہ الحکم مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۳ پر حضرت اقدس کیطرف سے ایک اعلان باردوم دیا گیا تھا۔ یہ خط اس کا بھی جواب ہے کیونکہ اس میں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اپنے طاعون سے محفوظ رہنے کا بھی الہام لکھا ہے اسلئے ضروری تھا کہ یہ خط شایع کیا جاتا امید ہے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے اس خط کی متعدد نقلیں مختلف اخبارات میں بھی بھیجی ہونگی تاکہ جسوقت حق کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہو اس وقت پبلک کو فیصلہ کے لئے سہولت ہو۔ اور اسطرح پر وہ تبلیغ حق کے فرض سے سبکدوش ہوں اس خط کے پڑھنے سے ناظرین کو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کھلے کھلے الفاظ میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے مسیح اور رسول ہونیکا دعوی کردیا۔ اور آپ گویا رحمۃ للعالمین ہوکر آئے ہیں۔

یہ فیصلہ اب وہ مولویصاحبان کریں گے کہ عبدالحکیم خاں ان دعاوی کی بنا پر دائرہ اسلام میں ہے یا خارج از اسلام ہوا یا کیا؟ مجھے اس بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں خصوصاً مولوی ثناء اللہ اور مولوی ابوسعید محمد حسین ۔ ۔ توجہ کریں گے مجھے صرف اس کے نئے دعوی کا اعلان مقصود ہے اور اب گویا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مسیح کے وجود میں دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں اور اس سے انکی تمام تحریروں کا ابطال ہوگیا جنمیں وہ کسی اور مسیح کے منتظر تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مولویوں کو مبارکباد دینی چاہیئے کہ آخر کوئی مسیح تو انہیں ہی اٹھا۔ دیکھیں اب وہ اسکو قبول کرتے ہیں یا اسے بھی دائرہ اسلام سے باہر کافر اکفر اور کافر فرنگ سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ ایک امر اور قابل ذکر ہے کہ چونکہ اعلان ع۲ کے متعلق بھی اس خط کا ایک حصہ ہے اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ مضمون پھر عام اذہان میں تازہ ہو جاوے اس کو ساتھ ہی درج کردوں۔ پس پہلے میں اعلان ع۲ درج کرتا ہوں پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا تازہ خط

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعلان

باردوم

(مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ)

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے۔ آخر ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضا و قدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے اس وقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اسجگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے۔

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔

ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاصکر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ ولعنت اللہ علی من کذب وحی اللہ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے ولعنت اللہ علی من افتری علی اللہ۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے۔ اور یاد رہے کہ مہر کسی امر میں

یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے گا طاعون سے محفوظ رہیگا بلکہ یہ ذکر ہے کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ۔ پس کامل پیروی کرنیوالے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے۔ بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہوکر شہادت کا اجر پاویں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی۔

اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کہاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعوے کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے افترا کی کیا جزا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا و مخدومنا مولوی نورالدین صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھکو خداوند عالم کی طرف سے ذاتی حفاظت کی نسبت یہ الہامات ہو چکے ہیں

(۱) دُنیا میں طاعون خواہ کیسی شدت سے پہیلے مگر تو طاعون سے ہلاک نہوگا کیونکہ خداوند عالم مجھکو ایک نشان بنانا چاہتا ہے۔"

(۲) خداوند عالم ہے میرا محافظ

(۳) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

(۴) انک لمن المرسلین

(۵) ولمن خاف مقام ربہ جنتان

(۶) انا ارسلنٰک بالحق بشیرا و نذیرا ولا تسئل من اصحاب الجحیم۔

(۷) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں۔

(۸) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ

مرزا کی نسبت ۱۲ر جولائی ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔ "آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائیگا۔"

مولانا گالیاں نکالنا تو ملعون کا کام ہے۔ نہ کہ خدا کے مسیح اور مرسل کا۔ خداوند عالم شاہد ہے کہ میں نے آجتک ایک بھی سخت لفظ مرزا یا مرزائیوں کی نسبت اپنی زبان یا قلم سے ظاہر نہیں کیا بلکہ وہی کہا اور وہی لکھا جو بار بار صفائی کے ساتھ خداوند تبارک و تعالیٰ کیطرف سے مجھے معلوم ہوا۔ دجال۔ کذاب۔ مسرف[1]۔ عیار۔ الطاغوت۔ شیطان۔ شریر۔ بدمعاش وغیرہ الفاظ جو میں نے مرزا کی نسبت استعمال کئے وہ بار بار خوابات صحیحہ میں معلوم ہونے کے بعد اور پھر واقعات و حالات مرزا سے تصدیق ہو جانے کے بعد استعمال کئے۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔ تعجب ہے کہ آپ حق اور واقعی امور کو گالیوں میں شمار کرتے ہیں۔ آج خواب میں مجھے مرزا کی حالت ایک شیشہ کی صورت میں دکھائی گئی جسکا بہت سا حصہ سیاہ ہو گیا ہے اور تھوڑا سا شفاف ہے اوس تھوڑے سے حصہ پر کبھی سیاہی پھر جاتی ہے اور کبھی پھر شفاف ہو جاتا ہے۔" گویا کہ یہ ایک تصویری بیان ہے کہ مرزا کو فطرتی استعداد عمدہ ملی ہے مگر اوس پر نفس پرستی کی سیاہی پھر گئی ہے۔ جب کبھی وہ خدا کی طرف رجوع کرتا اور اضطراری دعائیں کرتا ہے تب کچھ حصہ صاف ہو جاتا ہے۔ مگر پھر وہ حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ والسلام۔

الراقم

عبدالحکیم خاں۔ از پٹیالہ۔ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۷ء

[1] اصل سطابق نقل ہے۔ اصل لفظ مسرف ہے۔ جو قرآن مجید میں آیا ہے۔ شاید ڈاکٹر صاحب نے الہام سے الیسا لکھا ہو۔ ایڈیٹر الحکم

فساد کے بانی کون ہیں؟

لاہور کے آریہ گزٹ میں کسی گمنام شخص نے ایک آرٹیکل شایع کر دیا ہے جسمیں مندرجہ بالا عنوان کے نیچے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ ہل چل اور شورش کے بانی مبانی مسلمان ہیں اور کانگریس کے سپوتوں اور بھارت ماتا کے لخت جگروں کو اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں کیا خوب

کر ہوا ہے ڈاڑھی والا پکڑا جائے موچھول والا

آریہ سماج کے لیڈروں کی اس قسم کی کوششیں اور نامعقول عذرات الزام کو توی کرتے ہیں اور انہیں بجائے بری کرنے کے اور بھی جوابدہ ثابت کرتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے کس راستی کی بناپر ایسے لغو اور بے بنیاد مضمون کو اپنے اخبار میں اور پھر ایڈیٹوریل کالم میں جگہ دینے کی جرأت کی۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ انتہا بیہودہ اور سرتاپا بے بنیاد تحریر ولسے وہ الزام جو واقعات نفس الامری نے آریہ سماج کو دیا ہے دور کرسکیگا؟ ایسے بودے اور رکیک عذرات کی بجائے یہ مناسب اور موزون تھا کہ آریہ سماج صاف گوئی کو پالیسی اختیار کرتی اور کھلے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کرکے عفو تقصیر چاہتی۔ اور آیندہ اپنے طرز عمل سے بخوبی ثابت کر دیتی کہ

آریہ سماج نے فی الحقیقت سچی توبہ کرلی ہے

مگر اس طریق کو اختیار کرنے کی بجائے یہ سعی کی جارہی ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس گندگی کو چھپایا جاوے + یہ طریق آریہ سماج کے لئے نہایت خطرناک اور مضر ہے۔ میں نہایت خیر خواہی اور صدق دل سے آریہ سماج کے ممبروں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس روش کو چھوڑکر سچائی کے پہلو کو اختیار کریں۔

یہ خیال بالکل غلط اور بیہودہ ہے کہ مسلمانوں کو آریہ سماج کے ممبروں کے ساتھ کاوش ہے کسی وجود اور انسان کے ساتھ تو ایک طرف کسی حیوان کے ساتھ بھی ہمیں دشمنی اور عناد نہیں اور نہ ہونا چاہیئے ہاں یہ سچ ہے کہ آریہ سماج نے ہمارے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کی شان میں حد درجہ کی گستاخیاں کر کے ہماری دل آزاری کی ہے اور نہ صرف ہماری بلکہ سکھوں۔ عیسائیوں اور سناتن دھرمیوں کی بھی۔

اور یہ اس گستاخی اور دریدہ دہنی کا نتیجہ ہے کہ ادب اور احترام ان میں نہیں رہا۔ اور اطاعت اور فروتنی کا مادہ مفقود ہو کر خودسری اور خودغرضی کے خیالات پیدا ہوگئے ہیں۔ اور ہم کسی حالت اور صورت میں ان کو پسند نہیں کرتے اگر ان بیہودگیوں کے وار کرنے کے لئے کبھی آریہ سماج کو مشورہ دیا ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ ہم ان کے دشمن ہیں بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان کے دلی خیر خواہ ہیں۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی یہ غلطی ہے کہ جو وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مسلمانوں نے خواہ مخواہ ان کو متہم کیا ہے جیسا کہ اس آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔

مسلمانوں کو نہ اتنی فرصت اور نہ ان کی یہ حالت ہر محکمہ اور ہر صیغہ میں ان کے اپنے بھائی اعلےٰ عہدوں پر ممتاز اور قابض ہیں مسلمان غریب تو ان کے دست نگر ہیں اور ایسی شیخی نے آریوں کو یہ جرأت اور حوصلہ دلایا کہ وہ شورش کے خیالات پیدا کریں۔

آریہ سماج کے ڈیپوٹیشن کو جو جواب ہز آنر سر مائیکل اڈوائر صاحب کی گورنمنٹ نے بالمشافہ دیا ہے وہ ان کے کافی تھا اور ان کا فرض تھا کہ اس کے بعد ان کا منہ بند ہو جاتا اور اپنے طرز عمل کو بدل کر اس سے دکھا دیتے مگر بجائے اس کے آریہ سماج نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے کہ اپنی بلا مسلمانوں کے سر تھوپیں جو افسوس ہے اس روز روشن میں تھوپی نہیں جا سکتی۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔

اس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ دراصل موجودہ شورش کی تہہ میں مسلمانوں کا ہاتھ تھا۔

مگر افسوس ہے کہ قابل مضمون نگار یا ایڈیٹر اخبار ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا الزام دینے کے لئے کیا وجوہات اپنے پاس رکھتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہہ میں ہونا ایک ایسا بدیہی البطلان ہے کہ کوئی دانشمند تسلیم نہیں کر سکتا۔ اگر پنجاب کے کل ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹیں غلط ہیں اگر ان کے ماتحت ذمہ دار افسروں کی تحقیقات باطل ہے اگر واقعات نفس الامری کو غلط کہہ سکتے ہیں تو بے شک وہ آدمی جس کے سر میں عقل نہیں یہ مان لے گا کہ ہاں مسلمانوں ہی کا ہاتھ تھا لیکن اگر راستی کوئی شئے ہے اور حقیقت اور امر واقعی کا کوئی وزن ہے تو منشی رام یا ہنسراج یا کسی اور کے کہنے سے مسلمان اس الزام کے نیچے نہیں آ سکتے۔

اسباب شورش جو لالہ لاجپت رائے نے بیان کئے ہیں۔ ان پر غور کرنے کے بعد یہ امر ایسی وضاحت سے کھل جاتا ہے کہ کسی اور کی شہادت کی حاجت ہی نہیں رہتی انہوں نے جو سات وجوہ شورش لکھے ہیں ان پر کافی بحث کی حاجت ہے مگر میں مثال کے طور پر صرف ایک امر کو پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ کیا اس شورش کی تہہ میں مسلمانوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے یا آریوں کا۔

لالہ لاجپت رائے وجوہ ہفت گانہ میں سے ایک وجہ قانون انتقال اراضی پنجاب میں ترمیم ہی بتاتے ہیں۔ ہر سلیم الفطرت سمجھ سکتا ہے کہ کیا یہ امر زمینداروں کے اکسانے کا باعث ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کو کوئی رنج دلا سکتا تھا۔ قانون انتقال اراضی زمینداروں اور مسلمانوں کے لئے ایک باعث رحمت تھا البتہ ہندوؤں اور ساہوکاروں کے لئے نقصان رساں۔ کیونکہ وہ جس طریق سے زمینیں قبضہ میں لا رہے تھے وہ سلسلہ اس سے رک گیا۔ اور یہ غصہ ان لوگوں کو تھا اور اسکو دل میں رکھکر اور بیہودہ امور پیش کر کے شورش پھیلا دی میں چونکہ اس مضمون کو لمبا نہیں کرنا چاہتا اس لئے مختصر امثال کے طور پر دکھایا ہے ورنہ اگر ان وجوہ ہفت گانہ پر غور کیجاوے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہی لوگ موجب فساد ہیں کیونکہ ان کو کسی نہ کسی پہلو سے رنج تھا۔

یہ کہنا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی بھی مسلمان تھے سر سید اس کا جواب بخوبی دے چکا ہے اور اب اسکی اعادہ کی حاجت نہیں موجودہ شورش بخوبی ثابت کر رہی ہے کہ کون بانی تھا اس کے علاوہ ابھی لمبا زمانہ نہیں گذرا بنگال کے پولیٹیکل اخبار وں نے ہندوؤں کی بہادری کی اظہار اور انمیں جنگ جو سپرٹ پیدا کرتے ہوئے صاف طور پر تسلیم کر لیا تھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بانی ہندو تھے پھر میں نہیں سمجھتا کہ اب گڑے مردے اکھاڑنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟

سب سے بڑھکر بیہودگی جو اس مضمون نگار نے کی ہے وہ یہ ہے کہ احمدی سلسلہ پر بھی نکتہ چینی کی ہے اس حصہ کا جواب میں چونکہ کسیقدر وضاحت سے دینا چاہتا ہوں اسلئے ضروری ہے کہ اس کے اصل الفاظ نقل کر دوں۔ وہ لکھتا ہے

اطلاع

صفحہ اول پر جو اعلان فضل کریم کے متعلق ہے اس کے متعلق احباب تلاش نکریں۔ اس کا خط آ گیا ہے۔

درخواست برائے دعا

میری ہمشیرہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہے۔ اس واسطے برادران احمدی کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ مرحوم کے واسطے دعا فرماویں۔

خاکسار محمد صدیق احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ مہارا جکے۔

ہم حیران ہیں جبکہ وہ لکھتے ہیں کہ فرقہ احمدیہ کا گروہ اس وقت کیوں استدر ریاکاری سے کام لے رہا ہے اور کیوں گورنمنٹ کو اس قدر دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ ان ہی احمدیوں کے باپ دادا نے غدر ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر ایک طرح سے مدد کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تھا جس کو آج وہ اتنے لمبے سالوں کے گذر جانے پر خود ہی مان رہے ہیں کہ درحقیقت ایسا ہی تھا جیسا کہ فرقہ احمدیہ کے ایڈیٹر اخبار الحکم نے ۱۷ اجون ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں فرقہ احمدیہ کے لیڈر مولوی نورالدین کے اسی بارے میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ بھیجا کرتے تھے ہمارے مکان میں اُترے اُنھوں نے مجھے ترجمہ قرآن کی طرف متوجہ کیا یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا کہ اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ مسلمان لوگ نہ صرف غدر ۱۸۵۷ء کے بانی بھی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور ان ہی احمدی لوگوں کے آباء و اجداد جو اس وقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیرخواہ ہونے کا دم بھرتے رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ان مجاہدین کا یہ جہاد انگریزوں کے برخلاف نہ تھا تو اور کن کے برخلاف تھا"

یہ تحریر بلفظہٖ اس لئے چھاپ دی ہے کہ تا ناظرین کو لکھنے والے کی قابلیت و قضیت کے علاوہ دیانتداری اور راستبازی کا علم اور اندازہ ہو سکے۔

احمدی سلسلہ پر وہ یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ فرقہ اس وقت گورنمنٹ کو دھوکہ دے رہا ہے اور ان کے باپ دادا نے غدر ۱۸۵۷ء میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی تھی۔ یہ ایسا صریح **جھوٹ** ہے کہ جس پر کوئی دانشمند **لعنت** کئے بغیر نہیں رہیگا۔

اس وقت احمدی جو خیرخواہی کا اظہار کر رہے ہیں اس کو آریہ گزٹ اس لئے دھوکہ قرار دیتا ہے کہ غدر میں انھوں نے مفسدوں کی مدد کی تھی۔ پس اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس کا آخری جزو غلط اور بے بنیاد ہے تو پہلا بدرجہ اولیٰ باطل ہو جائیگا۔ اگرچہ گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ کون ریاکاری سے کام لیتا ہے اور کون راستی اور صدق دل سے کیونکہ اس کے علم کے ذریعے بہت وسیع ہیں لیکن اب جبکہ آریہ گزٹ نے یہ غلط فہمی پھیلانی چاہی ہے ضرور ہے کہ اس کا رد کیا جاوے اس الزام کے جواب میں کہ احمدیوں کے باپ دادا نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں مفسدوں کو ہر طرح سے مدد دی میں خود کوئی امر پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ ایک خطرناک مخالف مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی ایک تحریر میں تھوڑا سا اقتباس دیتا ہوں۔

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلینگے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح مُلّا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اُس زمانہ سے آجتک ہم میں اُن میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مؤلف کے آس پاس بھی نہیں پھٹکا وہ کیا ان کے خاندان میں اس خیال کا کوئی آدمی نہیں ہے بلکہ اُن کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ نے تو عین زمانہ طوفان بے تمیزی (غدر ۱۸۵۷ء) میں گورنمنٹ کا خیرخواہ جان نثار و وفادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دکھایا اس غدر میں جبکہ تمام گماشتہ پنشنل گورداسپور مفسدین بدطینت نے بورش کی تھی اُن کے والد ماجد نے باوجودیکہ وہ بہت بڑے جاگیردار سردار نہ تھے اپنی جیب خاص سے پچاس گھوڑے مع سواران و ساز و سامان طیار کر کے زیر کمان اپنے فرزند دلبند مرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت میں دیئے تھے گورنمنٹ کی طرف سے اُن کی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسی قدر انعام بھی ملا۔ علاوہ بریں ان خدمات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم ہمیشہ مورد کرم و الطاف گورنمنٹ رہے اور دربار گورنری میں عزت کیساتھ ان کو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلیٰ ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹھیات خوشنودی مزاج (جن میں سے کئی چٹھیات اس وقت ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہیں) وقتاً فوقتاً ان کو عطا کرتے رہے ہیں اُن چٹھیات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے دلی جوش سے لکھی گئی ہیں جو بغیر ایک خاص خیرخواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہیں ہو سکتیں اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنے ایام دورہ میں از راہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جا کر ملاقات کرتے رہے اور ان کی وفات پر صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر اور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنے خطوط میں بہت سا افسوس ظاہر کیا ہے اور آیندہ کے لئے قدردانی اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی شرف خاندان اور قدیم خیرخواہ ہونے کے لحاظ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے اخیر اپریل میں **مرزا سلطان احمد** (فرزند مؤلف) کے لئے **تحصیلداری** کی خاص سفارش کی ہے جس کی رپورٹ بہ تعمیل حکم ضلع سے روانہ ہو چکی ہے الغرض یہ خاندان قدیم سے خیرخواہ اور زیر نظر عنایت گورنمنٹ چلا آتا ہے۔ اِن حالات و واقعات کی تصدیق کے لئے منجملہ ان چٹھیات کے جو اسوقت ہمارے پیش نظر ہیں ہم تین چٹھیاں حاشیہ میں نقل کرتے ہیں تاکہ حاسد ناعاقبت اندیش اس خاندان کی گورنمنٹ انگریزی میں قدر و منزلت سے آگاہ ہو کر اپنے ارادہ بد و نیت فاسد سے باز آویں اور عام مسلمان اُن کے دھوکہ میں آ کر اس کتاب اور اُس کے مؤلف سے بدگمان اور متوحش نہ ہوں۔ ہرچند خاص کر مؤلف کتاب (مرزا غلام احمد صاحب) سے ان کی عالمانہ اور درویشانہ وضع و حالت کے سبب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جس قدر خیرخواہی گورنمنٹ منصب علماء اور درویشوں کے مناسب ہے اور اُن کی قدرت میں داخل ہے اس سے انھوں نے بھی دریغ نہیں کیا عالموں کی تلوار قلم ہے اور فقیروں کا ہتھیار دعا۔ مؤلف نے ان ہتھیاروں کے ساتھ گورنمنٹ کی خیرخواہی و معاونت سے دریغ نہیں فرمایا اپنی قلم سے بارہا لکھ چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت ان کا شبانروزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اُس کا احسان اُٹھاوے اُس کے ظل حمایت میں با امن و آرام رہکر اپنا مقسوم کھاوے اُس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور دعا سے بھی انھوں نے اسی گورنمنٹ کو

بہت دفعہ یاد کیا ہے اُن کی آخری دعا اُن کے وشتہ ار علیہ شہر میں نہیں شہد پریس امرتسر جس کی جبیں ۳۰ ہزار کاپی چھپوا کر ہندوستان و انگلستان میں بھی شتہر کی شائع کرنی چاہی ہے یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں - انگریزوں کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کرکے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم اُن کے دین و دنیا کے لئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورے و سپید منہ جس طرح دُنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں فنسئل اللّٰہ تعالٰی خیرھم فی الدنیا والاٰخرۃ - اللّٰھم اھدھم وایدھم بروح منک واجعل لھم حظا کثیرا فی دینک - الخ "

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہٗ

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب در آمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جاں نثار و وفاکیش ثابت قدم ماندہ اید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند بہر نہج تسلی و تشفی دارید سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شما ہرگز فراموش نخواہد کرد بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جاں نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است - فقط

المرقوم ۱۱ - جون ۱۸۴۹ء - مقام لاہور - انارکلی

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند -

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کی رفاقت و خیر خواہی و مددی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے - اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی و خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے

مرقومہ تاریخ ۲۰ - ستمبر ۱۸۵۸ء -

نقل مراسلہ

(فنانشل کمشنر پنجاب)

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ -

آپ کا خط ۲ - ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا ہم آپ کی خاندانی خدمات کے لحاظ سے اسی طرح پر عزت کرینگے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کیجاتی تھی ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا

خیال رہے گا - المرقوم ۲۹ - جون ۱۸۷۶ء -

الراقم - سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب - (باقی آئندہ)

دار الامان کا ہفتہ

۱ - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت اور خدام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں -

۲ - مولوی فضل امروہی صاحب البی تشریف لے آئے اور اپنے فرائض منصبی نائب ناظم مقبرہ بہشتی ادا کر رہے ہیں -

۳ - موسم میں برسات کا رنگ شروع ہو گیا اس ہفتہ بارش ہو گئی ہے -

تازہ الہامات

۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء - ۱ - انی مع الرسول اقوم وارُوم مایرُوم -

ترجمہ - میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا - اور اس بات کا قصد کروں گا جس کا وہ قصد کرے -

۲ - کشفی رنگ میں مغز بادام دکھلائے گئے اور کشف کا غلبہ اس قدر تھا کہ میں اٹھا کہ بادام لوں -

۳ - رب ارنی حقائق الاشیاء -

ترجمہ - اے میرے رب اب مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا -

۴ - ایسوسوا ایشن *

ناتجربہ کار ایڈیٹر اخبار

ہمعصر انڈین پیپل لکھتا ہے کہ اکثر اخبارات جو حال میں مشکلات کا شکار ہوئے ہیں ناتجربہ کار لڑکوں کے ہاتھ میں ہیں چنانچہ اخبار انڈیا اور ہندوستان کے ایڈیٹر بھی جو اسوقت سڈیشن کے الزام میں ماخوذ ہیں معمولی عمر میں جنہیں اخبار نویسی کا کوئی سابقہ تجربہ نہیں - اور کہ اخبار جگانتر کی بھی جس عنقریب مقدمہ چلنے کو ہے چند لونڈوں کی ایڈیٹری میں نکلتا ہے بنگالی کا ایڈیٹر اسقدر کمسن ہے کہ سوانی باپ کی گمرانی میں کویا ناولوں (؟) نابالغ ہی شمار ہوتا ہے اس کی ابھی اتنا بھی شعور نہیں کہ اخبار نکالنے سے قبل حسب ضابطہ ڈیکلریشن ہی داخل کرتا یہ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اخبار نویسی کیسا خطرناک کام ہے انقلاب خیز لٹریچر شائع پذیر تو ہو رہے ہیں جن کا ہونا ہر گز خفیف - گویا ہمعصر مذکور کے نزدیک ہندوستان میں ایسی تحریرات کا شائع ہونا اور بکثرت شائع ہونا ان لکھنے والوں کی ناتجربہ کاری پر دال ہے ہم نہیں کہ سکتے کہ مفسدانہ وقائع نگار یہ تفتیش معقول پسند صاحبان میں کی نظروں میں کہاں تک وقعت حاصل کر سکیگا لیکن ہمکو اسپر ضرور حیرت ہے کہ اگر آج کل کا انقلاب خیز لٹریچر بچوں کے ہی ہاتھ کا لکھا ہے تو آیندہ وقت کی پیری سے بوڑھے لیڈیشن کیوں اسکی حامی کار ہوتے اور بڑے جلسوں میں نہایت جوش و خروش کے ساتھ انقلابی خیالات پیدا کر رہے ہیں اور یہ ان طفلانہ خرافات سے عام بے چینی و بد امنی کس طرح پھیل جاتی ہے جسے انڈیا کے وہ پختہ مغز نجات دہندہ جنگ آگ باراں دیدہ اور ساتھ ہی لیڈر ناف دی مشن ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں ہوسکتا اُس مصلحت سے چپ کھڑے دیکھتے رہتے ہیں کیا بعض میں بیٹھے ڈال کر ماماں لونڈوں کو آگے کر دینا اور آپ الگ کھڑا تماشا دیکھنا اور محب وطن فدائیان قوم کا کام ہے - اگر ان سب باتوں سے قطع نظر کریں تو بھی انڈین پیپل کا یہ بیہودہ مشورہ نہایت پرخطر معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب انگیز لٹریچر کی اشاعت کا جو طریق برودہ میں جاری ہے وہی یہاں بھی مروج ہو - تب یہ جوشیلے نوجوان پارٹی بے کھٹکے ملک کی خدمت کر سکتی ہے جیسے کہ وہاں بھی

آریہ سماج میں بہت لوگ کس لئے شامل ہوتے ہیں

لالہ منشی رام صاحب اس سوال کا جواب اپنے اخبار ست دہرم پرچارک مطبوعہ ۷۔ اساڑھ سمت ۱۹۶۳ء میں اسطرح دیتے ہیں۔

"کوئی بڑی عمر تک بیوی نہ ملنے کے باعث صرف اس امید پر کہ آریہ سماج کا ممبر بنا ہے کہ بدھوا بواہ کرکے وہ نہ صرف اپنا گھر ہی بسائیگا۔ بلکہ دنیا میں ریفارمر کا اعلیٰ منصب بھی گرہن کرسکیگا۔ کوئی شرادھ اور دیگر قسم کے خرچوں کے بوجھ سے تنگ آکر آریہ سماج کا سبھاسد بن جاتا ہے۔ کوئی صرف پیدائشی قوم کی قیدوں سے چھوٹنے کے لئے ہی آریہ سماج کی شرن میں آتا ہے۔ وغیرہ۔ جہاں ہزاروں اس قسم کے آریہ سماجی دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں سوکشم درشٹی سے دیکھنے پر بیسیوں ایسے آریہ پرش ملیں گے جن کے لئے ویدک دہرم کا گرہن اور اس کے موافق آچرن زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

اس انتخاب میں ہم نے ہزاروں کا لفظ جلی اور لالہ جی کے ہندی الفاظ کا ترجمہ سلیس اردو میں کر دیا ہے۔ اگر لالہ جی اپنی "سوکشم درشٹی" سے دیکھے ہوئے "بیسیوں" سچے آریہ سماجیوں کی فہرست بھی کبھی شائع کر دیں تو وہ بھی ایک دلچسپ مطالعہ ہو سکتا ہے۔

آریہ سماج کے جلسے

(اسی اخبار میں لالہ منشی رام صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے پاس آریہ بھائیوں کے پتر آرہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے کچھ ضلعوں میں آریہ سماج کے) سادھارن اور اپاسنا کے جلسوں پر بھی سندیہ درشٹی ڈالی جاتی ہے۔

لالہ منشی رام جی کا نسخہ

"ویدک دہرم کا پرچار بالکل بند ہوتا نظر آتا ہے۔ اس کا علاج کیا کریں" کا مذکورہ بالا سوال لکھ چکنے کے بعد لالہ منشی رام صاحب اس کا جو "علاج" تحریر فرماتے ہیں اس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ اس مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"تمہارا پرشن ٹھیک ہے۔ اب کیا کریں؟ پہلا کرتویہ تمہارا یہ ہے کہ سنسار کی بڑی سے بڑی شکتیوں کی دھمکی سے بھی بے ہیبت نہ ہوتے ہوئے اپنے پوتر آریہ سماج سمندر میں آنے سے کبھی مت رکو۔ یدی تمہارے دل میں بزدلی کی دہل ہو تو اس کا کارن سوچو۔ ننانوے فیصدی حالتوں میں تمہارا بہیروپن (بزدلی) تمہارے نت کرم

سندھیا ۔ ہون ۔ یگیہ ۔ ویدپاٹھ ۔ اپاسنا آدی) کے پالن نہ کرنے کا نتیجہ ہوگا۔ جب دونوں کال کی سندھیا دل لگا کر کرو۔ اس سے بل آئیگا۔ پھر سب پرکار کے کشٹوں کو برداشت پورنگ سہن کر سکوگے۔"

لالہ صاحب کے مجوزہ نسخے کے خاص الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔

لالہ صاحب کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گستہ انسانی فطرت اور منش آتما کی شکتیوں کی سچی کیا نت سے بہرہ ہیں۔ لالہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسوقت جو آریو ممبر نہیں تو ہندو تو ہیں ایسے شخص ہزاروں کیا شاید لاکھوں کی تعداد میں ملیں گے کہ جو دو نہیں۔ بلکہ تین تین وقت سندھیا کرتے ہیں۔ مگر انکی دہشت کا کیا حال ہے؟ اور دور کیوں جاتے ہیں۔ ابتک خود آریہ سماجیوں نے کیا کیا ہے سوائے ہوم کا دہواں اڑانے اور سندھیا کے منتر اچارن کرنے کا نام ہی تو دہرم سمجھ رکھا ہے لیکن تیس برس کے تجربہ نے اس ساری کریا نے کیا پہل دکھایا ہے۔ اور دور نہ جایئے خود دیانند اینگلو ویدک کالج کے اندر سندھیا کا خوب گہونٹا چڑھایا جاتا ہے۔ لیکن پرنسپل اور پروفیسر صاحبان سے لیکر طالبعلموں تک میں سے کسی سے اتنا نہ ہوسکا کہ جس شخص نے اپنا جسم اپنی صحت۔ اپنا روپیہ۔ اپنی کمائی۔ اپنا دل اور اپنا دماغ بیدہڑک ہوکر بعد سالہاسال تک ان کے کالج کے لئے ارپن کیا۔ اور اپنی نہایت قابل تعریف قربانی سے نہ صرف موافقوں کی بلکہ مخالفوں کی نظر میں بھی عزت حاصل کی اسپر مصیبت کے آنے پر ایک زبانی ہمدردی اور افسوس تک کا ہی جلسہ وہ نہ کرسکے یہانتک کہ جب لالہ ہنسراج صاحب کو ذکر جو جہانتک ہمیں معلوم ہے اپنی سنتھا کی کشتی کی پار بہت باقاعدہ ہیں) لاٹ صاحب کے پاس پہنچنے کا موقع ہی ملا۔ تو انہوں نے اپنی عمر بھر کے ساتھی مگسدا ردلی) ہمدرد اور انمیں لالہ لاجپت رائے جی کا بہونے سے اشارتاً بھی ذکر تک نہ کیا۔ پھر کیا اس تجربہ کی بناپر سندھیا گایتری کے جادو ٹونے سے مردہ آتماؤں میں جان پڑنے کی امید ہو سکتی ہے؟ خود لالہ منشی رام صاحب ہی اپنی طرف دہیان دیں۔ کہ لالہ لاجپت رائے صاحب کے جلاوطن ہونے کے پورا ایک مہینہ اور دو دن بعد یہ کہنے کی مشکل سے جرات ہوسکی کہ وہ بھی ہم میں سے ہی ایک تھے۔ اور باوجود یکہ لالہ صاحب اپنے تئیں ۹۰ فیصدی آریہ سماجیوں کے لیڈر ظاہر کرتے ہیں اور لالہ لاجپت رائے اور لالہ ہنسراج اور لالہ گوردا س رام کو آریہ سماج کا پرامنیہ دہرکردہ ممبر تسلیم کرتے ہیں۔ مگر تاہم باوجود خود وکیل ہونے کے نہ خود لالہ صاحب اور نہ ان کے ساتھی کثرت سے آریہ وکیل ان لوگوں کی قانونی امداد کے لئے تیار ہوئے رہاں مدد کرنا تو کہیں رہا۔ آجتک کوئی ایک جلسہ ہمدردی کا بھی کسی آریہ سماج کے اندر نہیں ہوسکا۔ کیا یہ واقعات ظاہر نہیں کرتے کہ لالہ صاحب جس بزدلی کی شکایت کرتے ہیں۔ اس کا علاج سندھیا کے منتروں کا جادو ٹونا نہیں ہے۔ بلکہ وہ مرض بہت گہرا اور اس کا علاج بہت غور طلب ہے۔ کوئی مردہ قوم بنا زندہ شکتی کے کسی ظہور کے زندہ نہیں ہو سکتی۔ اور لالہ صاحب کو اپنی بیجا تنگدلی اور تعصب کو چھوڑ کر غور سے مطالعہ کرنا چاہئے کہ مردہ میں زندگی ڈالنے کا کام کہاں اور کس طرح سے ہورہا ہے۔ (جمیعت شتی)

ط لیکن لالہ صاحب خود اپنی اس نصیحت پر کہانتک کاربند ہونے کے واسطے تیار ہیں۔ اس کا پتہ آگی اس تحریر کے دوسرے حصہ سے ملتا ہے کہ جہاں پر لالہ صاحب لکھتے ہیں "دوسرے تجھی میں نہیں جانتا کہ کتنا اپنے وشے میں نیچے گر رہا ہے کہ جسدن راج کرمچاریوں (احکام) نے آکر ممنون حملوں کے کارن ویدک دہرم کا پالن سوتنتر تاپورن اسی ہو راج پرنش گورنمنٹ کے راج میں کٹھن ہو جائیگا۔ اسی دن اس جیون کو تیاگ کر کسی ایسی گورنمنٹ کی

ہم شرن لونگا۔ جہاں مجھے اپنے پرماتما کی بھگتی اپنے اپدیشوں کے انوسار کرنیکی آزادی ہو سکے" لیکن لالہ صاحب بھول گئے کہ اگر وہ آپ کی ... لالہ صاحب کی کہ جو ... حوصلہ گنجائش والے ہیں لالہ صاحب کو ... توجہ پہلے آریہ سماج مندر کا "گرو" اکوت اکہہ دیا۔ لالہ صاحب کی مثال ایک ...

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

نمبر ۴

۲۸۵

ہائی سکولوں کی سکیم میں جو نوٹیفکیشن نمبری ۹۵ - ایس نمبر ۲۔ ۱۷ر جولائی ۱۹۰۶ء نمبر ۱۹ ایس نمبر ۲۔ ۳۰ر اگست سنہ الیہ کے ساتھ شائع ہوئی انگلش شاخ کی ۱۹۲ اسامیاں جنکی مجموعی تنخواہ ۵۰۰، ۴۳۳ روپے ماہانہ تک پہنچتی ہے ہندو ماسٹروں [illegible] گئیں جس سے گویا اُن کو ۶۷۸ روپے ماہوار کی ترقی ملی۔ اسی طرح ورنیکلر ڈیپارٹمنٹ میں انہیں ۱۷۹ اسامیاں عطا ہوئیں جنکی تنخواہ ۲۵ ۴۳ ہوتی ہے اور رقم اضافہ ۵۱۴ ماہوار۔

برخلاف ازیں غریب مسلمانوں کو صرف ۱۰۲ اسامیاں ملیں جنکی رقم مشاہرہ مجموعہ ۸۱۰۰ روپیہ ہوئی اور میزان اضافہ فقط ۳۶ ۵ روپیہ۔ اور صیغہ ورنیکلر سے ۱۵۲ اسامیاں ان کے حصہ میں آئیں جنکی تنخواہ ۵ ۴ ۳۸ روپے تھی بعد ۴۲۳ روپیہ قوم ترقی کے۔ گویا جدید سکیم کی رو سے ۵۰ ۱۲۷ ۱۰ روپے کی اسامیاں ہندوؤں کو عطا ہوئیں اور ۵ ۵۹ ۹ روپے کی یعنے نسبتاً نصف سے کچھ ہی بیش مسلمانوں کے حصہ میں آئیں۔ علیٰ ہذا القیاس ترقیات کی میزان بھی ادھر ۱۸ ۱۲ روپے تک پہنچی اور ادھر ۷۷ روپیہ تک ہی رہی یعنی ہندوؤں کی نسبت آدھی سے ذرا زیادہ۔

ان شمار و اعداد سے پبلک یہ معلوم کرکے حیران ہوگی کہ مذکورہ بالا سکیم کے تیار کرنے میں کس قدر نا انصافی اور متعصبانہ قوم پرستی سے کام لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس سکیم میں مسلمانوں کی فہرست کو جن جن مکروہ چالاکیوں سے طول دیا گیا ہے اس کا تو ہم گذشتہ اشاعتوں میں بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ اب یہ امر بھی خاص دلچسپی و غور کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے کہ ہندوؤں کو جو گرانقدر ترقیاں دینی منظور تھیں انکی رقوم و مقدار کو کم کرکے دکھلانے کے لئے اس سے بھی زیادہ بیباکی و عیاری برتی گئی۔ وہ یہ کہ بہت سے خوش نصیب ہم قوموں کو سکیم نکلنے سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی بیش قرار ترقیاں دیدی گئیں جیسا کہ ذیل کی چند نظیروں سے معلوم ہوگا۔

۱۔ لالہ شیو دیال صاحب ۱۳۰ سے ترقی پاکر لدھیانہ میں ۲۰۰ ماہوار کے ہیڈ ماسٹر ہو گئے۔

۲۔ بابو بشن سنگھ صاحب کو چند ماہ پہلے ہی تلو سے ایک سو تیس روپے ترقی ملی تھی مگر سکیم میں بھی انکو مزید ترقی دیکر دو سو تنخواہ کر دی گئی۔

۳۔ اسی طرح بابو سہیل سنگھ کو جو سکیم مذکور میں ڈیڑھ سو سے ترقی دیکر دو سو روپے تنخواہ کر دی گئی۔ اس سے کچھ ہی پہلے وہ دس روپے ترقی پا چکے تھے۔ گویا ان کو عرصہ قلیل میں (۱۰۰ سے ۲۰۰) ساٹھ روپے ماہوار کی ترقی ہوئی۔

۴۔ لالہ رام ناتھ ہیڈ ماسٹر جھنگ کو ۱۴۰ روپے سے ۲۰۰ ساٹھ روپے ترقی بھی ملی۔ اور تیس روپے الاؤنس بھی۔

۵۔ بھائی دسوندھا سنگھ سو روپے ماہوار سے ایک سو اسی روپے ماہوار پا گئے۔ لالہ اندر بھان کی نظیر تو بہت ہی انوکھی اور بے مثل ہے۔ آپ نارمل سکول جالندھر میں ۴۵ پاتے تھے وہاں سے ۸۰ روپے ماہوار پر ہائی سکول شملہ میں بھیجے گئے (دیکھو نوٹیفکیشن نمبری [illegible] ۱۹۰۶ء) اور ۱۷ر جنوری ۱۹۰۷ء کو بذریعہ نمبری ۱۰۰ روپے کے نارمل سکول جالندھر

میں ہیں۔ ۲۰ روپے ترقی پا سو روپے مشاہرہ پنشن لے آئے۔ گویا ڈہائی تین مہینے کی قلیل مدت میں لالہ صاحب پینتالیس ۴۵ سے سو روپیہ تک پہنچ گئے۔

اب اُن ترقیوں کو ملاحظہ فرمایئے جو اس سکیم ہی میں بدنصیب اور بے کس مسلمانوں کو دی گئیں جس سے صاف پتہ لگ جائے گا کہ ہندو و مسلمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا ہے۔ با برعکس ازیں اس پر عملدرآمد ہوا ہے کہ انڈیا یا سٹے ریورٹوں پہر پہر مثولوں ہی کو دے۔ جن مسلمانوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اب کے انہیں خاص مراعات مرحمت ہوئی ہیں انکی میں کی چند مثالیں لیجیئے۔

۱۔ مولوی عالم علی صاحب کو باوجود ان کے تمام ترقیمتی تجربہ اور لیاقت کے جس کا وہ بحیثیت پروفیسر نیز پرنسپل کے کافی ثبوت دے چکے ہیں ۱۴۰ سے ۲۰۰ یعنے صرف ۶۰ روپے ترقی ملی۔

۲۔ سلطان احمد صاحب بمعہ ۲۵ بھتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تھے اور ایک عمدہ پایہ کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر تھے۔ مگر سکیم میں ان کو ما ۲۰۰ کی تھرڈ ماسٹری ملی۔ حالانکہ کوہاٹ ہائی سکول میں وہ کئی سال تک ہیڈ ماسٹری کر چکے تھے۔

۳۔ مسٹر خورشید ۲۵ بھتہ سمیت ایک سو پچاس پاتے تھے۔ اور آپ بڑے تجربہ کار اور قابل ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں۔ مگر صرف دس روپے اضافہ کے مستحق ٹھہرے (یعنے ۱۵۰ سے ۱۶۰ روپے)

۴۔ اسی طرح شیخ نیاز علی بھی ایک لائق اور اچھے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں انہیں بھی اس سکیم میں دس ہی روپے ترقی عطا ہوئی (۱۳۰ سے ۱۴۰ روپے)

اس کے مقابلہ میں بابو بشن سنگھ جی کی خوش قسمتی دیکھئے آپ بھی آخرالذکر تینوں مسلمانوں کیطرح جن کو ترقی معکوس یا خفیف ترقیاں ملی ہیں۔ ایک معمولی ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہی ہیں بلکہ سبارڈینیٹ ایجوکیشنل سروس میں ان تینوں سے جونیئر ہیں۔ سال بھر کے قلیل عرصہ میں سو روپے سے دو سو روپے ماہوار ترقی پا گئے اور ۳۰ بھتہ مزید براں جو پہلے ملتا تھا اور غالباً اب بھی ملتا ہوگا۔

۵۔ خان احمد حسن خاں جو اس سررشتہ کے کام میں گویا تمام عمر کا تجربہ رکھتے ہیں ۱۴۰ روپے سے ۱۶۰ کے ہو گئے۔

۶۔ مسٹر فضل حسین کو جو علاوہ ایم۔ اے ہونے کے ایک ممتاز و مستعد اور ہوشیار ڈسٹرکٹ انسپکٹر بھی ہیں ما ۱۲۰ سے ایک سو ساٹھ روپے ملنے لگے۔

۷۔ ایم۔ فتح دین بھی ۱۲۰ سے ۱۶۰ روپے تک پہنچے۔

۸۔ ایم غلام محمد کو سو روپے سے ایک سو چالیس یعنے ۴۰ ترقی ملی۔

کلام یہ چند ترقیاں ہیں جنہیں ذرا ظہور وقعت و اہمیت دیجا سکتی ہے اور جن سکیم مسلمانوں کے حصہ میں آنے کیوجہ سے ہندو پریس اپنا گلا پہاڑ ڈالتا تھا۔ ان گنتی کی چند اور قلیل المقدار ترقیات بالمقابل وہ ترقیات رکھکر غور کیجئے جو ہندوؤں کو اسی زمانہ میں ملیں۔ کیا دونوں پر ایک ساتھ نظر ڈال کر کوئی ایماندار اور منصف مزاج آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوؤں کی ترقیوں میں ازراہ جانبداری و قوم پرستی خوب فراخ دلی سے کام نہیں لیا گیا۔

۱- لالہ شیو دیال	تنخواہ سابقہ ۱۲۰ روپیہ	تنخواہ بعد ترقی ۲۰۰ روپیہ
۲- بابو سہیل سنگھ	۱۵۰	۲۰۰
۳- لالہ گوکل چند ہیڈ ماسٹر راولپنڈی	۱۴۰	۲۰۰
۴- لالہ گوکل چند ہیڈ ماسٹر جالندھر	۱۶۰	۲۰۰
۵- لالہ جیا رام	۱۴۰	۲۰۰
۶- بھائی وسوندھا سنگھ	۱۰۰	۱۸۰
۷- لالہ سندر داس بہل	۲۲۵	۲۵۰
۸- لالہ رام ناتھ	۱۴۰ (۳۰ بھتہ)	۲۰۰
۹- لالہ پربھو دت	۶۰	سے ۱۰۰ روپے گوجرانوالہ میں

ایک اور عجیب بات بھی سننے کے قابل ہے جس سے ہندو عملہ بااختیار کی ایمانداری و نیک نیتی کا پتہ چلتا ہے ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹری کی اسامی پر مسلمان بیچارے اول تو ہیں ہی برائے نام۔ خال خال۔ لیکن یہ لوگ ہمہ وقت ان کی ہی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ بقول شخصے "آنکھ بچی مال دوستوں کا" ان گنتی کے چند میں سے ایک کی پچھلے دنوں خالی ہوئی تھی جھٹ ایک ہندو کے حصہ میں آگئی۔ برخلاف ازیں ہندو ہیڈ ماسٹرز کی اسامیاں کسقدر محفوظ ہیں کہ خالی ہونے پر ہی گھر کے گھر ہی میں رہتی ہیں۔ جیساکہ ذیل کی مثالوں سے معلوم ہوگا کہ قائم مقامی کے لئے بھی صوبہ بھر میں ہندو ہی رہ گئے تھے۔ اگر کوئی مسلمان اس قابل ہوتا تو یہ عزت اُسے دیجاتی۔ وہ تو بدنصیبی سے ایسے گئے گذرے ہیں کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹری سے بے گناہ ڈگیریڈ ہو کر بھی ہیڈ ماسٹری کے لایق نہیں سمجھے جاتے۔ بلکہ تھرڈ ماسٹری ماسٹری پر پھینکے جاتے ہیں۔ چنانچہ سلطان احمد صاحب کی نظیر مذکورہ سے ظاہر ہے وہ مثالیں یہ ہیں۔

۱- راولپنڈی میں لالہ گوکل چند سِک لیو (رخصت بیماری) پر ہیں تو لالہ کرم چند سیکنڈ جو دراصل ۱۴۰ کے گریڈ میں ہیں اور عارضی طور پر ۱۶۰ کے درجہ میں ۲۰۰ روپے کے گریڈ میں قایم مقامی کر رہے ہیں ۱۶۰ روپے کے گریڈ میں تو شخص اُن سے سینیر موجود تھے۔ مگر ان میں سے کسی کو دوسو کا گریڈ نہیں ملا۔ نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قائم مقام لالہ صاحب صرف ایک انڈر گریجوایٹ ہیں۔ (دیکھو نمبر ۶۵۵ رجسٹر آف ایجوکیشن)

۲- جھنگ کے پنڈت رام ناتھ درجہ دوسو روپے میں آجکل ہوشیارپور میں ہیں (۹) انکی جگہ لالہ بیگوانداس کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ صرف ۱۲۰ روپے کے گریڈ میں ہیں۔ اور اُن سے اوپر پانچ اور مستحق موجود تھے۔ جن میں کا ایک تو ۱۲۰ روپے ہی کے گریڈ میں ہے اور چار شخص ۱۴۰ کے درجہ میں ہیں اور ان لالہ صاحب کی اپنی اسامی جھنگ کی سیکنڈ ماسٹری ہے۔

۳- منٹگمری بابو سہیل سنگھ (۲۰۰ روپے کے گریڈ میں) ان دنوں اسسٹنٹ انسپکٹری کا کام کر رہے ہیں۔ اور لالہ گردہاری لال سیکنڈ ماسٹر گجرات انکی جگہ برا جتے ہیں حالانکہ یہ ۱۴۰ روپے کے گریڈ میں ہیں اور تین مسلمان ان سے سینیر ۱۴۰ کے گریڈ میں موجود تھے۔

۴- اسی طرح بھیرہ کے ہیڈ ماسٹر لالہ گوکل چند (۲۰۰ کے گریڈ میں) ان دنوں جالندھر گئے ہوئے ہیں۔ اور لالہ برج بہاری لال انکی قائمقامی کر رہے ہیں۔

۵- ریواڑی کے مستقل ہیڈ ماسٹر (درجہ ۱۵۰ کے) لالہ کدار ناتھ رخصت [illegible]

طویل رخصت پر ہیں۔ اور لالہ رام پرشاد کو جو سلسلہ اپریل ۱۹۰۶ء تک سو روپیہ کے گریڈ میں تھے۔ اب انکی جگہ ۱۵۰ روپے پا رہے ہیں۔

ماسٹروں کی لسٹ دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ فی الحال ۷ مسلمان ۲۰۰ کے گریڈ میں ہیں ۲ مسلمان ۱۶۰ کے درجہ میں۔ ۳ شخص ۱۴۰ کے اور ۲ شخص سو روپے کے درجہ میں۔ کیا واقعی ان میں سے ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ اُسے ہیڈ ماسٹری کے منصب پر قائم مقامی تک کی عزت دیجاتی اور کیا یہ بین واقعات اور اعداد اس بات کا زبردست و مسکت ثبوت نہیں ہیں کہ ہندو عملہ والے مسلمانوں کی حق تلفی کا قسم اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ان کا ذرا بھی اُبھرنا یا فلاح پانا نہیں ایک لحظہ نہیں بھاتا۔

اس عنوان کے ماتحت ابھی بہت سی اہم باتوں کا انکشاف باقی ہے امید ہے کہ پبلک اور حکام اس سلسلہ کو بغور ملاحظہ فرماتے رہینگے

قصیدہ بصنعت توشیح در بار حضور پیش کیا گیا

ج	جب وہ ہی پیر طریقت مرتبہ دان سخن	ن	نا رہے پیر لکھے تو ابدل موج معنی [illegible]
ا	اس ہمایوں نام کا ہر حرف بے مثل ہوا	ب	بر سر بیت مصرع موزوں سدا [illegible]
ح	حضرت اقدس کی تربت ہی بہشتی مقبرہ	ض	ضامن او خال جنت ہے بنفس [illegible]
د	روز و شب تسبیح خواں ہیں اس مزار و پیر ملک	ت	تا رسجہ قدسیوں کا ہوگا [illegible]
ا	احمد ثانی کی خاطر ذات حق نے دیکھئے	م	ماہ رمضان میں لگایا چاند سورج [illegible]
ا	آج وقت خاص میں تشریف لائے ہیں امام	م	ملت اسلام کی عزت ہے [illegible]
ا	اے عدو اس شیر یزداں کے مقابل پر تو نہ آ	ل	لاش ہو جاتی ہے کسکی [illegible]
ذ	زندگی بخش دم عیسیٰ ہے ان کا خوش کلام	م	مان سے عیسیٰ احمد ہے مجیب [illegible]
ا	اے شقی اللہ سے ڈر بدزبانی چھوڑ دے	ت	نیش کژدم ہو گئی بد زباں [illegible]
غ	غمزۂ چشمان مست و نیم وا ہے صبح و شام	ل	لطف بخش چشم نرگس آنکھ [illegible]
ا	آپ کے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں میں ہوا	م	مہدی خونریز آئیگا جو ہوگا [illegible]
ا	آپ نے آتے ہی فرمایا کہ وحشی مت بنو	ح	حالت اپنی دیکھو اور ڈالو گریبان [illegible]
م	موبمو سودا ہے یہ سر سے نکالو جلد اسے	د	دل میں سچ جانو تمہارا ہے اک دیوانہ [illegible]
ق	قل ہو اللہ احد کی دل میں عظمت چاہئے	ا	اہل دل ہے جرم کیوں ہو قاتل [illegible]
د	دینداری ہے کہاں خونخوار ہے خلق خدا	ی	یہ عقیدہ ہے غلط اے عالمو یہ شیوہ دشمن
ا	اپنے محسن بادشاہ سے بغاوت ہے حرام	ن	نظم ملکی میں جو ہوں ہر دم [illegible]
ی	یہ حکومت ہو سدا قایم الٰہی یوں کہو	ع	ہین حکم آیت قرآن سے یہ دیکھا ہو جان من
ل	لطف ہو دنیا و دین کے شاہ کی تعظیم سے	ی	یاد رکھو تو سرکشی ہے باعث [illegible]
ہ	ہے سپہ برحق کی قبضہ میں ہے وہ تیغ قلم	ا	آبرو دین کی بڑھی جس سے کہ ہے وہ [illegible]
ل	الم نزل [illegible] تا دور فلک	س	سلسلہ بیشک احمد کا سچ ہے [illegible]
ل	[illegible]	ا	اسم الہامی [illegible]
ہ	[illegible] کے نام پہ قربان ہو		[illegible] یہ قصیدہ [illegible] صاحب [illegible]

(مصنف دعاگو خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ خاکسار سید قربان علی [illegible]
ریاست الیرکوٹلہ عفی عنہ۔

خفیہ پولیس

اس عنوان سے معزز ہمعصر پیسہ اخبار اعظم نے ایک چھوٹا سا لیڈر لکھا ہے میں اس مضمون سے لفظاً لفظاً متفق ہوں اور چونکہ آجکل خفیہ پولیس کے متعلق عام طور پر بدگمانی پھیلائی گئی ہے اور اسے غلط اور جھوٹی رپورٹیں کرنیوالا اگر وہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں ضرورت ہے اس امر کی کہ خفیہ پولیس کے فورس کو زیادہ مفید اور زیادہ باوقعت بنایا جاوے۔ فی الحقیقت اس گروہ میں ایسے قابل اور ذی علم آدمیوں کی ضرورت ہے جو اپنی مستقل مزاجی۔ دقیقہ رسی اور غور کن طبیعت اور راز داری کے اصولوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اور فن سراغرسانی کی انہیں باقاعدہ تعلیم دیجاوے اور اس فورس میں شریک اور شامل ہونیوالے معزز طبقہ کے لوگ ہوں یہ بالکل سچ ہے کہ اکثر لوگ محض خفیہ پولیس کا نام لیکر لوگوں کو دھمکا لیتے اور ان سے کچھ وصول کر لیتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی ایسا مشتبہ پایا جاوے تو قانون رازداری کے ماتحت ایسے لوگوں کو سخت اور عبرتناک سزائیں دی جانی چاہئیں کیونکہ وہ سسٹم سیکریٹ کو افشا کرتے ہیں بہرحال معاصر مذکور کا مضمون اس قابل ہے کہ خصوصیت کے ساتھ اس پر توجہ کیجاوے۔

گورنمنٹ نے خفیہ پولیس کا محکمہ جس ضرورت کے پورا کرنے کی غرض سے قائم کیا ہے۔ وہ ضرورت اون لوگوں سے فرد پوری ہوتی ہے کہ جو کم از کم سب انسپکٹری کے عہدہ میں ہوکر اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اور ہم نے خود تجربہ کیا ہے کہ جو معزز خاندان کے شریف النسل عہدہ دار ہیں جو پبلک پر اپنی اصلی پوزیشن ظاہر کرنے میں اسقدر احتیاط کرتے ہیں کہ انکی جانب کسی کو سوء ظنی کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اور اپنے کارنمایاں کی خدمت کو اس احتیاط سے انجام دیتے ہیں کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔

ایک سب انسپکٹر صاحب ریلوے اسٹیشن میں کار خاص پر تعینات کیے گئے۔ صوفیانہ کرتا اور اون کے ہاتھ میں عمدہ دانوں کی تسبیح تھی اور آنے جانے والوں سے بڑے اخلاق سے پیش آکر اپنے فرض کو انجام دیتے تھے۔

ایک انسپکٹر صاحب اپنی ڈیوٹی کے انجام دینے کی غرض سے کسی طوائف کے بالاخانہ پر چڑھے اور اون کا ملازم نیچے بیٹھا رہا۔ اون کے کسی ملنے والے کو کسی ذریعہ سے اطلاع ہوگئی اور انسپکٹر صاحب کی تلاش میں نیچے اون کے ملازم سے تصدیق کرکے بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ انسپکٹر صاحب نے اون سے دریافت کیا کہ آپ کو میرا پتہ کیونکر ملا۔ اور یہ غالباً میرے ملازم نے بتایا ہوگا۔ کہ میں یہاں ہوں۔ چنانچہ فوراً اپنے ملازم کو بلا کر اوس تک کا اس کا حساب دیکے باقی سے موقوف کر دیا۔

میرٹھ کی پولیس نے ایک شخص کا آوارہ گردی میں چالان کیا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ کے یہاں مقدمہ ہوا۔ پولیس کیطرف سے مصنوعی کافی ثبوت بہم پہونچایا گیا۔ اور ملزم کیطرف سے کوئی کافی صفائی نہ گذری مقدمہ ختم ہوا۔ اور فیصلہ سنانے کی تاریخ اور وقت مقرر کیا گیا۔ جسوقت حاکم فیصلہ سنانے کے لئے تیار ہوا اور قریب تہا کہ ملزم کو سزا دیجائے۔ اوس نے ڈپٹی مجسٹریٹ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے کان میں ایک بات عرض کرنی ہے اوس کے بعد آپ فیصلہ سنائیں۔ حاکم نے اس کو منظور کرکے ملزم کی بات کو علیحدہ سن لیا مگر اوس بات نے یہ اثر کیا کہ فیصلہ سنانا ملتوی کر دیا اور ملزم کی اوس خاص بات کی تصدیق کے لئے تار وغیرہ بھیجے گئے اور اخیر میں یہ نتیجہ ثابت ہوا جیسا کہ اس نے حاکم کے کان میں کہا تہا۔ کہ وہ خفیہ پولیس کا سب انسپکٹر ہے اور فلاں جگہ سے کار خاص پر تعینات کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ رہا کر دیا گیا۔ مگر جس ضلع کا وہ شخص تہا وہاں سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اوس پر اعتراض کیا۔ اور اوس پر مقدمہ چلانا چاہا۔ کہ کیوں اوس نے اپنی خفیہ حالت کو ظاہر کیا اس کے جواب میں سب انسپکٹر نے اپنا معقول عذر پیش کیا کہ میں نے دوران مقدمہ میں انتہا سے زیادہ احتیاط کی اور جب میں نے دیکھا کہ مجھے سزا ہوئی جاتی ہے تو میں نے سزا کو بے پروائی سے نہ قبول کیا۔ مگر اس خیال نے مجھے مجبور کیا کہ اگر میں جیلخانہ میں رہوں گا تو اپنے کار خاص کو انجام نہ دے سکونگا اس وجہ سے محض حاکم کے کان میں خفیہ طور سے اپنی حالت کا عذر کر دیا۔ عذر معقول تہا قبول کر لیا گیا۔ حالت موجودہ میں جو خفیہ پولیس کا محکمہ ہندوستان میں قایم ہے اوس میں جو سب درجہ کے ملازم ہونگی عجیب شان ہے۔ ضرورت تو یہ ہے کہ وہ اپنی شان کو اپنے عہدہ کو اپنے کام کو چھپائیں۔ مگر بجائے اس کے ہوتا یہ ہے۔ کہ مخبر بطور لوگوں کے ڈرانے دھمکانے بعض اوقات کچھ وصول کرنے اور پبلک پر اثر ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو خفیہ پولیس کا انسپکٹر یا سب انسپکٹر ظاہر کرتے ہیں۔ چاہے ہوں کانسٹبل یا یہ کوشش ہوتی ہے کہ لوگ ہم سے ڈریں۔ اور خفیہ پولیس کا نام سنکر ہماری وقعت کریں۔ جو لوگ اپنی خدمت کو اس بُرے عنوان سے انجام دینے کے عادی ہیں کیا اُن سے رعایا کا نفع۔ گورنمنٹ کی وفاداری ظاہر ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی وجہ سے ضرورت ہے کہ اس محکمہ میں ایسے لوگ رکہے جائیں کہ جو ان باتوں کے عادی نہ ہوں اور اپنی ڈیوٹی کو اوسی ایمانداری کے ساتھ انجام دیں کہ جس کے لئے وہ تعینات کیے گئے ہیں انسپکٹر جنرل پولیس ضلعوں کے سپرنٹنڈنٹ۔ اور ڈی ٹیکٹو پولیس کے افسر اعلیٰ اسپر نوٹس لیں اور اس کے انتظام اور ملازمین کی حالت کا اندازہ کرکے ایماندار اور معزز شخصوں کو مقرر فرمائیں۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو پوری تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کی کل دعاوں پر بھی مبسوط بحث کی ہے اور جیساکہ اسکے متعلق ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کرچکا ہوں۔ آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے ... ہے بیتے مع محصولڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان۔

(نمبر ۲)

مختصر نوٹ

ایک قابلِ اعتراض کتاب

انجمن امداد الاسلام کراچی نے حال میں ایک عرضداشت کے ذریعہ صاحب ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم صوبہ بمبئی کو گجراتی زبان کی چھپی کتاب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ کتاب سندھ کے ورنیکلر سکولوں میں مروج ہے اس میں ایک سبق بعنوان محمدؐ اور اسلام بھی ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نہایت سفیہانہ اور ناجائز حملے کئے گئے ہیں صرف نفس مضمون ہی نہیں بلکہ طرزِ بیان اور زبان بھی صاف طور پر اسلام اور مسلمانوں کی اہانت اور دل آزاری کرنے والی ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر اس کتاب میں مسلمانوں کی سخت دل آزاری کیگئی ہے نہیں معلوم ایسی فتنہ زا کتابیں کیونکر داخل کورس ہو جاتی ہیں امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد اس پر توجہ ہوگی اور اعلیٰ افسران سر رشتہ تعلیم صوبہ بمبئی انڈیا بھر کی مسلم کمیونٹی کو شکر گذار ہونے کا موقع دیں گے۔

اکنی کا سکہ

ایک آنہ کا جدید سکہ کل ہندوستان میں یکم اگست ۱۹۰۷ء سے جاری ہونے والا ہے یہ سکہ مروجہ چونی سے کسی قدر بڑا اور موٹائی میں بھی اس سے زیادہ ہوگا تاہم تمیز کیلئے اسکے کنارے کی بجائے دندانوں کی بجائے عجیب طرح کی بلدار بیل ہوگی اس کی ایک طرف حضور ملک معظم کی تاجدار شبیہ ہوگی جسکے گرد حسب معمول الفاظ ”ایڈورڈ ہفتم شاہ و شہنشاہ“ ہونگے اور دوسری طرف ملک اور سنہ کے نام کے علاوہ پانچ زبانوں انگریزی۔ اردو۔ ناگری۔ بنگالی۔ اور تلیگو میں ایک آنہ لکھا ہوگا اور وسط میں ایک موٹا ہندسہ ثبت ہوگا۔

انسداد

ناظرین کو معلوم ہے کہ سیالکوٹ اور لودیانہ میں ٹکٹ فروشی کی بہت بڑی کثرت ہوگئی تھی۔ بعض چالاک تاجر انعامی ٹکٹ وی پی کر کے بھیجتے تھے اور پابندہ ان ٹکٹوں کا انعام کی خاطر ان ٹکٹوں کو بھیجنے پر مجبور ہوتا تھا۔ اس طرح یہ سلسلہ خطرناک طور پر ترقی کر گیا اور لودیانہ اور سیالکوٹ میں بعض لوگوں نے اس طریق سے خوب روپیہ بنایا اور کتنے ہی غریب بیچارے اس طرز سے لُٹ گئے۔ اب ڈاکخانہ کے اعلےٰ افسروں نے حکم نافذ کیا ہے کہ آیندہ مفصلہ ذیل پانچ ڈاکخانوں یعنے سیالکوٹ شہر، کنک منڈی (سیالکوٹ) لودیانہ۔ لدھیانہ شہر و بیرانا بازار (لودیانہ) سے جو وی پی اشیاء روانہ ہوں اُن کے خریداروں کو خصوصاً اس امر کی تصدیق کرنی پڑیگی کہ تصدیق شدہ مرسلہ کا نام ان اشیاء کی فہرست میں درج ہے جن کی از روئے قواعد ڈاکخانہ ڈاک میں بھیجنے کی اجازت ہے اس حکم سے اس ٹکٹ فروشی کا انسداد ہوگیا۔ کیا اچھا ہو اگر ایسے لوگوں کے کاغذات کی پڑتال کر کے اُن سے باقاعدہ قانونی سلوک کیا جاوے۔ اور جن لوگوں سے روپیہ وصول کیا گیا ہے اُن کو واپس دلایا جاوے۔

فحش نویسی کی سزا

آگرہ کے اخبار مسافر کو جو لیکھرام مقتول کے مشن دشنام دہی کی یادگار سمجھا جاتا تھا فحش نویسی کے جرم میں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی۔ یہ مقدمہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے گورنمنٹ کی طرف سے دائر کیا گیا تھا۔ اخبار مسافر کے آریہ ایڈیٹر پنڈت بھوجدت صاحب نے کئے کا پھل پایا اور کسی سابقہ جنم کی کرتوت کا نتیجہ بھگتا اس خیال سے نہ انھیں افسوس ہوگا نہ دوسروں کو رنج البتہ آریہ سماج کو سنبھل جانا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی اہانت اور سرپرستی سے وہ اپنا ہاتھ روک لے جو اس کی بدنامی کا موجب ہیں۔

پیسہ اخبار کی غلط بیانی

منشی محبوب عالم صاحب ۱۵ جولائی کے پیسہ میں آریہ سماج کی سختی کی پالیسی کے عنوان کے نیچے ایک مختصر سا نوٹ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ:-

”لیکن آریہ سماج نے کچھ تو خود بخود ہی اپنی پالیسی ایسی اندھا دھند رکھی اور کچھ قادیانی جماعت کی کتب مثل سرمہ چشم آریہ نے ایسی آگ بھڑکتے کو ٹیلیے کا بہانہ بنا دیا“

اس فقرہ میں اگرچہ مسٹر محبوب عالم آریہ سماج کی بدگوئی کو تسلیم کرتا مگر اس عداوت کی وجہ سے جو اسے سلسلہ حقہ سے ہے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض کتب کو اس کی وجہ قرار دیتا ہے جو سراسر جھوٹ اور شرارت ہے۔ کاش اگر محبوب عالم سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیتا تو اسے ایسی کتاب کا اس موقعہ پر حوالہ دیتے ہوئے شرم آتی۔ سرمہ چشم آریہ کیا ہے؟ یہ ایک مباحثہ کی روئیداد ہے جو آریہ سماج کے ایک لیڈر منشی مرلی دھر اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے درمیان بمقام ہوشیارپور خود لالہ مرلی دھر کے اصرار اور تحریک سے ہوا اور پھر اس میں ایک بھی جملہ یا فقرہ یقیناً ایسا نہیں جس کو کوئی شریف۔ ذی علم خلاف تہذیب کہہ سکے یا سخت اور خلاف واقعہ بتائے۔

آریہ سماج نے خود مفسدانہ لٹریچر اور دل آزار تحریریں شائع کرنے میں ابتدا کی۔ کیا ستیارتھ پرکاش حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا جواب ہے جس کے چودہویں سمولاس میں دل کھول کر گالیاں دی گئی ہیں۔ حضرت اقدس نے اگر کوئی کتاب آریہ سماج کے مذہب کی قلعی کھولنے کے لئے لکھی ہے تو وہ خود آریوں کی اپنی تحریک اور اصرار پر انکے اعتراضوں کے جواب میں لکھی ہے۔ پھر آریہ سماج کی سخت گوئی کی پالیسی اور دل آزار لٹریچر کی وجہ میں قادیانی لٹریچر کا حوالہ دینا سخت درجہ کی بے انصافی اور ظلم ہے جس کی مسٹر محبوب عالم کو تلافی کرنی چاہیئے۔

آریوں کی بدزبانی کے خود آریہ گواہ ہیں

آریوں کی دشنام دہی اور سخت گوئی کی پالیسی پر کسی غیر کی شہادت کی حاجت نہیں گذشتہ سالانہ جلسہ گروکل کی مجلس شوریٰ میں جہاں قومی اہم معاملات پر آریہ سماج کے برگزیدہ رکن غور کر رہے تھے آریہ اُپدیشکوں کی بدزبانی کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ گوروکل کانگڑی کے ہیڈ ماسٹر رام دیو جی بی۔ اے نے صاف طور پر اقرار کیا کہ ”ہمارا طریقہ تحریر و تقریر اسقدر ناموزوں ہے کہ اس میں تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے“

اخبار ہندوستانی کے معزز اور ذی علم ایڈیٹر نے آریہ سماج کے لئے ایک خاص آرٹیکل کے ذریعہ سخت زبانی سے باز رہنے کی ہدایت کی تھی۔ ایسی حالت اور صورت میں آریہ سماج کی تحریر اور تقریر کا ناموزوں اور سخت طریق انکا اپنا ہی مسلم مسئلہ ہے۔ اور اسکے لئے کسی اور تائید کی حاجت نہیں ہے۔ خود مسٹر محبوب عالم اپنے ایک نوٹ میں آریہ اُپدیشکوں کو روکا جاوے یوں رقمطراز ہے۔

یہانتک کہ گذشتہ جلسہ گروکل کے موقع پر بعض آریہ لیڈروں کو خود ہی اس بات کا احساس ہونے لگا کہ ہماری سماج کی یہ عداوت انگیزی اور دشنام دہی کی پالیسی پسندیدہ نہیں چنانچہ اس موقع پر اس پالیسی کو نرم کرنیکی صلاح دیگئی۔ اور ایک گروہ نے مناسب سمجھا کہ آئندہ آریہ اُپدیشکوں کو ایسی ناگوار سخت کلامی سے روکا جائے کہ جس سے دیگر مذاہب والوں سے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ رہتی ہے۔ اور آریہ سماج اور دیگر مذاہب کے درمیان عداوت بڑھتی جاتی ہے۔ ابھی زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ چیمبرلین کے آریہ لیڈروں کو کالکا میں لاٹ صاحب کے حضور میں تسلیم کرنا پڑا کہ بوجہ آریہ سماج کی ایسی مذہبی پالیسی کے باقی سب مذاہب کے لوگوں سے اُن کی عداوت ہے۔ لیکن گھر پہنچکر ٹھنڈے دل سے اُنھوں نے سوچا تو ہوگا کہ اس قسم کی عداوت پیدا کرنے سے فائدہ کیا

ملفوظات کریم

میں معمولاً ایک روز حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرۃ کے لئے جمع کردہ مٹیریل کی پڑتال کر رہا تھا کہ مجھے مولانا مرحوم کا لکھا ہوا ایک ورق دستیاب ہوا یہ امر تو اظہر من الشمس ہے کہ مرحوم کی طبیعت میں روافض کے رد کے لئے اسقدر جوش اور سرگرمی تھی جو اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آپ کو ایسی محبت اور ان کی ایسی عظمت دل میں تھی کہ بیٹھتے اٹھتے ان کے کارناموں کا تذکرہ کر کے بے اختیار آبدیدہ ہو جاتے۔ یہ تحریر جو مجھے ملی ہے اسکو پڑھ کر ناظرین ایک غیر معمولی شوکت اسلام کا پتہ لگا سکیں گے جس کے اظہار کے لئے مولانا مرحوم کے قلم اور زبان کو توفیق دی گئی تھی۔ مولانا مرحوم کی یہ تحریر جہاں ناظرین کو محظوظ کریگی وہاں بے اختیار وہ نورانی بارعب شکل سامنے آکر ایک بار ناظرین کو پہلا سماں دکھا دے گی۔ میں اب زیادہ اس تمہید میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ

بیان یہ درد سے گذری ہوئی اگلی کہانی ہے

ہاں ناظرین سے یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کو پڑھ کر مولانا مرحوم کے مراتب و درجات کی بلندی اور قرب الٰہی کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب اور رضا کے مقام میں اٹھائے اور انکی کمیوں اور کمزوریوں پر قلم عفو پھیر کر اون کے مراتب بلند کرے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد و بارک وسلم۔

ایڈیٹر

(وہ مضمون یہ ہے)

ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون والذین کفروا الی جھنم یحشرون (سورۃ الانفال ع ۵)

آیت فسینفقونہا الآ اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کا انفاق ہر حال مفید ہوگا اور منافقین کا انفاق اسیر حسرت کا موجب ہوگا۔ رافضی بتاتے ہیں کہ ابوبکر نے انفاق کیا۔ یا کم سے کم آیت الذین انفقوا من قبل الفتح ثابت کرتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل ضروریات اسلام پر بہت کچھ خرچ کی اور بہت کچھ اس لئے کہ قرآن مثنیٰ بالشان امر کا ذکر کرتا ہے۔ ان کا نشان یہ ہے اعظم درجۃ اولاً خدا نے ابوبکر کو تمام قوم کی نسبت درجہ میں ممتاز فرمایا اور اس نے ثابت کر دیا کہ ان منفقوں کا یہی اسوہ ہے جنہوں نے قبل فتح کے انفاق کیا۔ شیعوں کے بڑے بڑے دانا پیشوا فرماتے ہیں انفاق کے لحاظ سے حضرت علی کا بڑا درجہ ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے عین نماز میں ایک سائل کو ایک چھلا عطا فرمایا تھا۔ یہاں جہاں ترغیب و تعلیم ہے خدا کی راہ میں بڑے بڑے نامی گرامی خرچ کرنے والوں کی مدح و تذکرہ ہے اسی دو ڈھائی پیسہ کے چھلے والے صاحب کی ہے۔ مگر شیعہ محقق منشا اس طرف توجہ کر سکتے ذرا ہی بیٹے

ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جسقدر قرضہ کے اعلان و اشتہار دیئے ہیں (کما قال تعالیٰ شانہ) من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضٰعفہ لہ اضعافا کثیرۃ اور مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضٰعف لمن یشآء اس درخواست کو حضرت علی نے ایک اور چھلے زر خریت کر کے پورا کر دیا اور جیش العسرۃ اور دوسری ضروریات اسلام کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت پڑی وہ سب غرض یہ جناب مشکل کشا کے اسی چھلے کی قیمت سے پوری ہو گئیں۔ مگر افسوس اور حیرت کرنے کی بات ہے کہ خدا کے کلام اور اس کے کام نے اس بڑے دولت مند اور سخی بہادر چھلے والے کی داد و دہش کی کوئی داد نہیں دی۔ ساری غرض تو اس کی یہ تھی اور قبلہ ہمت ایک ہی امر تھا کہ وہ حضرت نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یار اپنے خسر مکرم کا پہلا جانشین ہوتا اور حضرت خسر مکرم کی ساری عمر کی کوشش اور دہائی اور خم غدیر کی داد فریاد کا نچوڑ یہی تھا کہ اسکی گدی خالی ہونے کے بعد اسی کے وجود سے مزین ہو۔ اہل بیت گھروں میں خلفائے ثلثہ کے وقتوں میں الگ ماتم اور شیون برپا رہا۔ وہ آہ سرد کھینچ کر رہتے جلتے اور کوستے مخالفوں کا کشتہ و کشتنی مر گئے اور ان کی حق رسی نہ ہوئی۔ ان شاد کاموں کے بعد ان کے ترکہ کے وارث تیرہ سو برس سے اب تک عزاداری کی محفلیں اور چھاتی کوٹنے اور منہ نوچنے اور خلفائے ثلثہ پر گالیوں کے تبرا بھیجنے سے رات دن اس کوشش میں لگے ہیں کہ اس چھلے والے صاحب کا حق ثابت کریں مگر وہ گراں قدر محروم الارث اب تک ایک نمبر ہی آگے سرک نہیں سکا۔ خیر پہلے نمبر پر نہ سہی تو دوسرے پر۔ دوسرے پہ نہ سہی تیسری ہی پر پہنچ جاتا۔ مگر افسوس اب تک کچھ نہیں بنا۔ آیندہ بھی خیر نظر نہیں آتی۔ ساری امیدوں کا قبلہ گاہ تو وہ سرمن رای کی تاریک غار کا چلہ گزین بنا ہوا تھا سو بھی غار کے اندر دیمک چاٹ گئی۔ اسکی آمد کی خوابیں دیکھتے دیکھتے بڑے بڑے شیعہ مومنوں کے سر پر گئے ہیں اور اپنا دل بہلانے کی کہانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ آخر خدا خدا کر کے حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائے تو وہ بھی صدیقی ہی نکلے۔ اس سے بڑھ کر اس بے حسرت ناشاد مذہب کی بڑی بد قسمتی کی فال لیتا ہوں۔ اس لئے کہ وہی زمانہ تھے جن میں مومنوں کی امیدیں بر آسکتی تھیں۔ پہلا زمانہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اس طرح گذرا کہ حضرات شیعہ اور ان کے پیشوا ارمان بھرے سینے اور غمزدہ دل لیکر خاک میں مل گئے آخر غم غلط کرنے یا طفل تسلی کے طور پر چند افسانے تراشے اور سوگواری کی مجلسوں کی آب و تاب اور سیاہ پوشی کی رونق بازار ان سے کر لی اور شدت انتظار سے دل دھڑک رہے تھے کہ سرمن رای سے غائب پوش آ سکے ہیں اور غائب ناصبیوں سے اگلی پچھلی ساری کسریں نکال سکتے ہیں۔ وہ حضرت بھی ظہور فرما ہوا تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی کی صورت میں اور یہ حضرت مہدی ایسے سنی اور متعصب ابوبکر تھے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور عمر تو جلیل الشان صحابہ ہیں جو شخص ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کا بغض دل میں رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ سے راندہ ہو۔ وہ حضرت نبی کریم

صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے محروم ہے۔ پہلا زمانہ اس رنگ میں گذرا پچھلے کا یہ حال ہے اور تیسرا کوئی وقت نہیں۔ یہ عجیب بات اور مشترک اعتراف ہے کہ یہود۔ نصاریٰ۔ سنی اور شیعہ یہ دو ہی زمانے تسلیم کرتے ہیں۔ یہود بھی آخری زمانہ میں ایک مسیح کے منتظر ہیں جیسے غیر قوموں کے جوئے سے اپنی قوم کو سبکدوش کرنیوالا سمجھتے ہیں۔ نصاریٰ بھی مسیح اول کی نامرادی اور ناکامی کی تلافی کے لئے ایک جلالی آمد ثانی کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ شیعوں کے نعرے اور ان کی آوازیں آسمان تک کون نہیں سنتا جو مہدی کے ظہور کے لئے کیسے بے چین ہو رہے ہیں۔ سنی بھی آخری زمانہ میں مسیح و مہدی کی آمد پر ایمان رکھتے ہیں۔

بات تو یہ صحیح تھی اور یہ مشترکہ عقیدہ بڑا سچا عقیدہ اور خدا تعالیٰ کی کتابوں کا سکھایا ہوا اور تمام نبیوں کا بتایا ہوا عقیدہ تھا۔ آخر وعدہ الٰہیہ آیا اور وقت پر آیا اور ضرورت حقہ کے سارے سامان لیکر آیا اور فخر دعوت کا تاج سنیوں کے سر پر رکھا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام اور کام نے دو گواہیوں یعنی مضبوط شہادت سے پچھلے گروہ کی صورت و سیرۃ بھیجکر حق کو غالب اور باطل کو سرنگوں کر دیا فللہ الحمد مع الاول والآخرۃ

والذین کفروا الی جہنم یحشرون لیمیز اللہ الخبیث من الطیب۔ الآیہ۔ انجام کار یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھا دیگا۔ خبیث سے مراد ہے وہ انفاق (خرچ کرنا) جو اسلام کی عداوت اور حضرت رسول کریم کی بیخ کنی میں خرچ کیا جاتا تھا اور طیب سے وہ انفاق مراد ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی عجیب بات یہ ہے کہ اس موقع پر مولانا امام رازی رضی اللہ عنہ کا ذہن بھی اسی صداقت کی طرف منتقل ہوا ہے جیسے آپ فرماتے ہیں (رضی اللہ عنہ وارضاہ) المراد بالخبیث نفقۃ الکافر علی عداوۃ محمد وبالطیب نفقۃ المؤمن فی جہاد الکفار کانفاق ابی بکر وعثمان فی نصرۃ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اگرچہ حضرت رازی نے اس ترتیب اور نظام کا لحاظ نہیں کیا جو خدا تعالیٰ نے خاص حکمت اور ارادہ سے حضرت صاحب الغار اور امام الناصرین کی صداقت اور حقیت کے اثبات کے لئے اس ساری سورت میں ملحوظ رکھی ہے اور نہ حضرت رازی اور دوسرے مفسروں کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ کیوں اس ساری سورت میں آگے پیچھے ادھر ادھر منافقوں کا اور کافروں کا جوش ذکر ہے اور اسی کے ضمن میں ادھر ادھر موزوں مقامات میں مہاجرین مومنوں اور السابقون الاولون اور بخصوصیت اس عظیم الشان نصرت کا ذکر ہے جو یار غار سے ظہور میں آئی۔ مگر کہیں کہیں خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ان بزرگ قابل قدر مفسروں کے منہ سے بھی اور بیش قیمت بات نکل ہی جاتی ہے۔ غرض اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے جو مال خرچ کرتے ہیں اور پھر دعویٰ کیا ہے کہ ان دونوں گروہوں کی قسمت کا آخر کار فیصلہ کر دیا جائیگا۔ اور آخری فیصلہ سے ثابت ہو جائیگا کہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق کس کا مال خرچ ہوتا تھا اور اس کے خلاف کون خرچ کرتا تھا۔ اور ایک جگہ خدا تعالیٰ اپنے کلام میں یہ بھی وعدہ کر چکا تھا کہ جو اس کے منشاء کے موافق خرچ کرنیوالے اور فتح مکہ سے قبل مصائب کے زمانوں میں خرچ کرنیوالے ہیں ان کو سب سے بڑا درجہ دیگا۔ ان کا اکرام عالم پر آشکار کر دونگا۔ اب خدا تعالیٰ کے اس وعید کو جو خبیث و طیب کی تمیز کی نسبت فرمایا اور اس وعدہ کو جو قبل الفتح منفقین کے حق میں فرمایا آنکھ کے سامنے رکھکر غور کرنا اور سچے فیصلہ پر پہنچنا چاہئے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار اور ان کے ہمرنگ جو اسلام کی تباہی کے لئے روپیہ خرچ کرتے تھے نیست و نابود ہو گئے۔ اور کیا اس طرح یہ ثابت شدہ حقیقت نہیں کہ ایک گروہ ضرور تھا جو خدا کی راہ میں مالوں کو خرچ کرتا تھا۔ اس گروہ کے وجود کو تو بہت سے مقامات میں خود خدا کا کلام ثابت کرتا ہے۔ بہرحال یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یہ برگزیدہ گروہ تھا۔ اور ان میں بھی وہ گروہ خصوصیت سے مذکور ہوا ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پیشتر مصیبت اور تنگی کے وقتوں میں خدا کی راہ میں مال خرچ کیا۔ یہ تو واقعات ہیں جنکی صداقت کی گواہی خدا کا کلام دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ایسے گروہ کا نشان یہ بتایا کہ ان کو ان کے غیروں پر کھلا امتیاز اور فوق دیا جائے گا۔ اس لئے کہ خدا کی عادت اور سنت ہے کہ وہ کسی کا قرضہ اپنے پاس نہیں لیتا اور واپس نہیں کرتا۔ جبتک اس عالم میں بیشمار سود کے ساتھ اسے واپس نہ کرے۔ سو جب ہم خدا تعالیٰ کی کلام کی تفسیر کے لئے اس کے روشن کلام میں نظر کرتے ہیں۔ تو اس میں صاف دیکھتے ہیں کہ وہ دلربا وعدہ اسلام کے آدم ثانی خلیفہ بلافصل ابوبکر صدیق کے حق میں بعد میں حضرت خاتم النبیین امام المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت نبوت بلافصل سے بڑھکر کونسا درجہ اور فضل ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ بدقسمت کون ہے جو ان دو گواہیوں کی سچی گواہی کے بعد بھی حضرت صدیق کے فضل اور مرتبہ پر ایمان نہ لاوے۔

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ اس فیصلہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کفار کے حق میں نافذ ہو چکا ہے جو انبیاء کی راہ میں روکیں ڈالتے اور انکی تخریب و تذلیل میں مال خرچ کرتے ہیں جیسے فرماتا ہے۔

قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنۃ الاولین۔

ترجمہ۔ ان کافروں کو سنا دو کہ اگر وہ شرارتوں سے باز آ جائیں تو گذشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر ان شرارتوں پر اصرار کریں گے تو ان پر مخفی نہیں جو پہلے لوگوں کا حال ہوا جنہوں نے انبیاء کے خلاف سر اٹھایا تھا اور ان کے لئے بہت قریب وقت ہے جبکہ بدر کی نظیر گذر چکی ہے۔

اس فیصلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی لاتبدیل قطعی سنت بتائی ہے کہ گذشتہ شریر موذی جو کسی وقت انبیاء کے خلاف جان و مال سے کارروائی کرتے ہیں ہلاکت اور سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ ساری تمہید ایک سلیم الفطرت انسان کو آہستہ آہستہ اس مقصد کی طرف لیجاتی ہے جو اس تمام سورت کی علت غائی ہے۔ اور ان آیتوں کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ سابقون اولون مہاجر اور ان کا امام صاحب الغار رسول خدا کی معیت و نصرت و تائید اور اسلام کی خدمت میں

ثابت قدم اور سچے مخلص ہیں۔ جیسے ان کا آغاز مبارک تہا ان کا انجام اس سے بھی بڑھکر مبارک ہوا۔ انکی کامیابیوں نے جو خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق انکو حصہ میں آئیں اور ان کے مخالفوں نے جو خدا تعالیٰ کے وعید کے مطابق ہیزم نار جہنم ہوئے اسپر مہر لگا دی کہ وہ وہی سچے مومن تھے جن کی طرف خدا تعالیٰ کی کلام خوبصورت درختاں ہاتھ بنکر اشارے کرتے ہیں۔ اور وہ راستباز تھے اور انکی نیتیں رسول خدا کی بیعت اور اسلام کی خدمت میں دنیا کی سفلی شائبوں اور خسیس لالچوں سے ملوث نہیں۔ یا بقول شیعوں کے آخرکار ان کے نیتوں میں فتور آگیا اور خدا تعالیٰ کے علم میں تو ضرور تہا کہ آخرکار وہ کامیابی کا پیالہ پیکر بدمست ہو جاوینگے اور اس بدمستی میں کسی کا حق چھین لیں گے کسی کے باغ پر بیجا قبضہ کرلیں گے اور کسی کے پیٹ پر لات مارکر اسقاط حمل کردیں گے یا یوں کہو کہ خدا کے چنے ہوئے گھرانے کو ماتم کدہ اور نحوست خانہ بنا دیں گے تو سوال یہ ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ کے کلام میں مومنوں مخلصوں سابقوں پہلوں مہاجروں ناصروں کے حق میں وارد ہو ہیں ان کے حق میں کیوں پورے ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کی تمام مقرر کردہ علامتیں مومنوں کے امتیاز اور فرق کے لئے قرآن کریم میں مذکور ہوئیں ہر حرف انکی ان پر کیوں صادق آئیں۔ اور ان تمام وعیدوں اور لعنتوں سے جو خزی۔ ذلت حبط اعمال یعنی قد طبع اللہ کی قسم سے منافقوں اور کافروں پر پڑیں اور اسی جہان میں پڑیں وہ کیوں محفوظ رہے۔ اگر ان وعدوں کا مصداق آخری جہان میں کسیکو نہ مانا جائیگا اور ان وعیدوں کا مصداق اس عالم میں کسیکو تسلیم کیا جائے تو قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونیکا کوئی ثبوت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام اور واقعات عالم نے ثابت کردیا ہے کہ وہ قوم کو اسی جہان میں خدا تعالیٰ کے وعدہ وعید کا مزہ چکھا کر دوسرے عالم کی طرف گئے ہیں خدا تعالیٰ ہمیشہ انتقام سے کرتبع کے ہاتھ ہیں خدا تعالیٰ کی کلام اور کاموں میں کوئی شک نہیں۔ اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے پیروؤں کی جماعت ایسی بابرکت ہیں کسی شیعوں نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق نبوۃ کیطرح خلافت قائم کی ہو اور اسلام کو وہ شوکت اور نصرت اور اقتدار اور تمکن ملا ہو جو خدا تعالیٰ نے خلق کی بہتری کی علامت ٹھیرایا تہا۔ اس بات کے اظہار کے لئے کہ خلیفۃ اللہ و خلیفۂ رسول اللہ حضرت صدیق اور آپ کی جماعت ابتدا سے آخر تک سچے ایمان پر رہے اور اس ایمان اور اخلاص میں کبھی کسیوقت کوئی تزلزل اور تردد پیدا نہ ہوا اور وہ بڑی عظمی یعنی خلافت بلا فصل اس مستحکم اخلاص اور قوی ایمان کا ثمرہ تہا اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں ایک اپنی قدیم اور غیر متبدل سنت بیان فرمائی ہے۔ جس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ انسان پر کب ایسا وقت آتا ہے کہ وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے دی ہوئی نعمت سلب کرکے۔ کما قال ذٰلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ اللہ تعالیٰ کی عادت میں داخل نہیں کہ دی ہوئی نعمت کسی قوم سے چھین لے اور انکی خوشحالی کو بدحالی سے بدل دے جب تک وہ اپنی باطنی حالت اور خدا کے تعلقات میں فرق نہ ڈالیں۔ اسلئے آیت نے بڑی صراحت سے ثابت کردیا کہ وہ پہلے مومن جو نصرت اسلام میں قیامت تک ناصران اسلام کیلئے نمونے ہیں اور سب سے بڑھکر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوئے تھے ان کے دلی تعلقات اور انکی باطنی حالت خدا تعالیٰ سے ہمیشہ لاتبدیل صفا اور راستی کے ساتھ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی دی ہوئی نعمت خلافت نبوۃ نہ ان سے اسوقت چھینی اور نہ قیامت تک اس گراں بہا خلعت سے وہ کبھی برہنہ ہونگے۔ خواہ ان کے دشمن چیختے چلاتے ہلاک ہوجائیں

عالم الغیب خدا کو اگر نعوذ باللہ حضرت ابوبکر اور آپ کی جماعت کی نسبت ایسا دہوکہ لگ گیا جبکہ وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنے کہوٹے تانبے کو چمکدار سونا کرکے دکہلاتے تہے تو کیا اس وقت بہی دہوکے اور مغالطہ کی ٹٹی سامنے سے نہ اٹہہ گئی جب کہ خلافت کے منبر پر پاؤں رکھنے میں بدنیتی نے بڑے زور شور کے ساتھ اپنا ظہور دکہانا شروع کیا۔

حاشیہ۔ تفسیریں کے قادر مطلق خدا علی اور شیعہ مومنین کے مقصود الکل من الکل للکل اسد اللہ خیبر شکن عالم علم ماکان وسیکون زوج بتول داماد رسول علی کی حق تلفی اور تمام اہلبیت یا خدا کے کنبے کی تباہی کوئی آسان بات تہی۔ اول تو تغیر نیت ہی ابوبکر کی ساختہ پرداختہ کو زیر و زبر کرنے کے لئے کافی سامان تہا۔ پہر افعال ناشائستہ کا وقوع سلب نعمت کے لئے سب سے بڑھکر ذریعہ تہا۔ خدا تعالیٰ کو تخت کا تختہ بنا تا اور بنے بنائے کام کا بگاڑ دینا کوئی مشکل بات نہ تہی۔ جیسے اس صورت میں اپنی قدرت نمائی کے لئے نمونے دکہاتا ہے کہ کسی طرح ناتوان مسلمانوں کو یاس کی حالت میں بدر کی فتح کا شرف عطا کیا۔ خدا تعالیٰ قادر تہا کہ حضرت علی کے لئے ایسے سامان تیار کر دیتا کہ آپ ہی وہ پورا میسر پا لیتے۔ اس سورہ و شریف میں جو ایک ہی عظیم الشان مقصد کے لئے نازل ہوئی ہے صرف دشمنوں کی طرح ہر خدا تعالیٰ کا اپنی نصرت و تائید کی مثال میں یوم الفرقان اور اسکو پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی منشاء اور مقصد کے پورا کرنے اور اپنے حکم کے نافذ کرنے میں کسقدر قدرت رکھتا ہے اور کوئی انسانی منصوبہ اس کی تقدیر کے راہ میں روک نہیں ہوسکتا۔ جب اس نے ارادہ کیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیاب کرے اور قیامت تک انکے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے تو کسطرح قریش زبردست گروہ کو مع انکے مددگاروں کے پاش پاش کردیا اور وہ صناد یدعرب جو جبال راسیات کہلاتے تہے آپ کی راہ سے خس و خاشاک کی طرح اڑا دیئے گئے تو کیونکر ہوسکتا تہا کہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل جو شیعہ کے زعم میں نبوۃ محمدیہ کے متمم یا روح رواں اور مقصود اصلی تہی خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق ہوتی اور خدا تعالیٰ کا ارادہ شیعوں کے ارادہ اور انتخاب کا تابع ہوتا اور اس طرح اسکا تختہ الٹایا جاتا۔ یہ سورۃ مبارکہ اس بلیغ ترتیب کے جو بدر کے واقعہ کے درمیان لانے سے عیاں ہو رہی ہے اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح بہرہ تہاکہ فتنوں کے درمیان صفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرۃ کی پیش تہی کہ اس کا ارادہ نفاذ پاچکا تہا کہ اسلام غالب ہو اس طرح خدا تعالیٰ مقرر کرچکا تہا اور اسی بدر کے واقعہ کے بیان کرنے سے اشارہ فرما دیا تہا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبکہ فتنوں کی کالی گھٹا ہرات اسلام پر محیط ہوجائے گی۔ خلافت نبوۃ بہی منظفر و منصور ہوگی۔ اس لئے کہ اگر ایسے وقت میں جبکہ عرب میں آنحضرت کی وفات کے مشہور ہوتے ہی ہر طرف ارتداد کی آگ لگ گئی تہی خدا تعالیٰ کی نصرۃ حضرت صدیق پر شامل نہ ہوتی تو اسلام کا بیخ و بن سے اکھڑ جانا اسی طرح یقینی تہا جس طرح بدر کی لڑائی میں کفار مکہ کی فتح اسلام و بانئ اسلام کو بستر سے خاکستر گرم پر بٹہادیتی۔

غرض یہ دلربا ترتیب اور خوبصورت نظام خدا تعالیٰ کے منشاء کو صاف صاف ظاہر کرتا اور ایمان کا جوہر دل میں رکھنے والوں کو تعلیم دیتا ہے کہ امام الناصرین قدوۃ المہاجرین بخبۃ المومنین الاولین ابوبکر کی خلافت نبوۃ محمدیہ کی طرح خدا تعالیٰ کے ارادہ۔ علم اور قدرۃ کے مطابق واقع ہوئی۔ ورنہ حسب وعید الٰہی وہ نعمت اُن سے اُسی طرح چھینی جاتی جیسے کفار مکہ تباہ و برباد کردیئے گئے اور آخیر خدا تعالیٰ کی وہ مثال صادق آگئی تھی۔ قال و ضرب اللہ مثلاً قریۃ آمنۃ مطمئنۃ یاتیہا رزقہا رغدا فکفرت بانعم اللّٰہ۔

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے انکے حق میں پورے کئے جو مومنوں کے ایمان اور صدق کی علامت مقرر کئے گئے تھے اور ان وعیدوں سے ان کی پاک ذات کو محفوظ رکھا جو منافقوں کافروں

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے ان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اُن کی قابل کی تحریر کی - کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہے ہو نکہ اُنھوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے - ڈاکٹر [illegible] کے - کرجی صاحب ایل - ایم - ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم تشریح کے معلم اور دواخانہ ۱۲ - ۱۸ - اے کبل منسٹری کی گلی ہیرسن روڈ کلکتہ ہیں - گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی نا اُمید نہ ہونا چاہئے بلکہ یہ لوگ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں از ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فائدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے - پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہو جانے کی نشانی ہے کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے - دوسری علامتیں یہ ہیں - چکر آنا - درد سر - مرطوب ورم - اور رنگ کا گھٹنا یا ہونا وغیرہ - ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضاء پر اثر کرتی ہیں - اور اس وجہ سے درد پشت دور ہو کر مثانہ اصل [illegible] پیشاب کی شکایات اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں - تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ [illegible] کے پتے سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی [illegible] روپیہ [illegible]

اگر آپ اپنے فرمائش [illegible] نام اخبار [illegible] فرمائش کی تعمیل [illegible] کی جائے گی -

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] میں ہی [illegible] زمانہ میں [illegible] ہو گی [illegible] زمانہ میں بھی نازل ہو گی جبر [illegible] ہندوستان [illegible] ہے پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا [illegible] حتی نعمت [illegible] غور و خوض کریں اور [illegible] اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] شیٔ [illegible] فاحفظنی وانصرنی وارحمنی [illegible] تریاق طاعون [illegible] چند [illegible] جراثیم بدن کے اندر داخل ہو کر ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بعض [illegible] تجربہ کی [illegible] بخار [illegible] گلٹی [illegible] دوا [illegible] صحت [illegible] حاصل ہو گا - [illegible] آرام [illegible] ایک روپیہ [illegible] کالے [illegible] قیمت [illegible] ضلع لاہور [illegible]

[illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی نیر و طراری میں بیشک آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر خریدئیے [illegible] کچھ بھی معمولی ہے - قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب مجربات [illegible] ہے کہ چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہو کر اور ہر قسم کی باہمیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کر جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگاکر پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ **طلا طلسمی**

پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے طلا طلسمی سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسی کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ -

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ -

سنون عنبر دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل [illegible] آبدار بنانا اس سنون کا کام فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبلب [illegible] ضلع [illegible]

ایک لاکھ روپیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

(ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ [illegible] نور)

[illegible] آنکھیں صاف ہو کر کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا [illegible] نزول آب [illegible] فائدہ دکھلایا ہے اور دیگر امراض [illegible] غبار [illegible] ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے [illegible] معزز ڈاکٹر [illegible] حکیموں [illegible] عہدہ داروں کے [illegible] موجود ہیں - ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زیادہ کو کافی ہے - ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے -

سرمہ نور خاکی فی تولہ [illegible] - سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ر

[illegible] **حضرت پالان شین** [illegible] خوش وضع ایسا [illegible] معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ - [illegible] ہیں ..... [illegible] واسطے ..... پائیدار خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول [illegible] اگر عرض [illegible] قیمت صرف [illegible] ویلیو پے ایبل [illegible] کا اطمینان [illegible] خریدار [illegible] کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے -

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر!! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگانے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ ۱۵ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی ۔ بمبئی

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کر دیا گیا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں۔ ۲/ کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوالیں۔ یقیناً مذہبی دُنیا کے ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ المشتہر

عبد العزیز (جگہ مہا پرشاد) مقام زینت محل شہر دہلی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیچے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا بنڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۵ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ ۔ سید ھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا کین بنڈل مع دو ربڑ کے مہیج کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ بنڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عہ۔ کرکٹ بیٹ آل کین۔ لکڑی عمدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے عہ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑا کیا بکس فی سٹ ۱۰ اسٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس صہ

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ہے

بچوں کیلئے فٹ بال ہے مع بلیڈر

کرکٹ بال گست سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دھاگے کے بیچ

پریکٹس

کرکٹ بلس فی کابل

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بال از قسم کرکٹس بیٹ۔ کرکٹ وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا میں نے ان کو قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کی سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے جس سے بالکل ع بالا نشین کا مصداق پایا ہوں ستیار منشد حاکم علی ہیڈ ماسٹر

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب وغریب خوشبودار　تیار کی ہے جس میں خوشبودار عطر اور بوٹیاں شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ روزانہ استعمال سے داد۔ خشکی۔ چھیپ پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱/ تا تجربۃً ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو آٹا ر فی روپیہ کے حساب سے۔ محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتہر

مرزا قاسم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی ایجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً عہ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ اسعہ روپیہ اور دوم مبلغ ہے مبلغ عنہ بیعانہ آنے پر خراس خراس روی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کا ڈبیر بنانے والے بھی تیار ہیں

مستریاں مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے

اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اُس کو

اسکاٹ ایملشن

دینے میں توقف نہ چاہئے

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہوگا بچہ خوش و بشاش نظر آئیگا ہوا اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے۔

ہاتھ سے نہ چھونا چاہئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ ڈیون (متحدہ) دوا سازان لنڈن انگلینڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر

سالانہ

ا۔ عوام سے صہ

۲۔ خواص ومعاونین سے عٰہ

۳۔ ... سے باہر سے ٦ر

۴۔ غیر مذاہب والوں سے سے ۱۲

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔ ۲ ۱۲

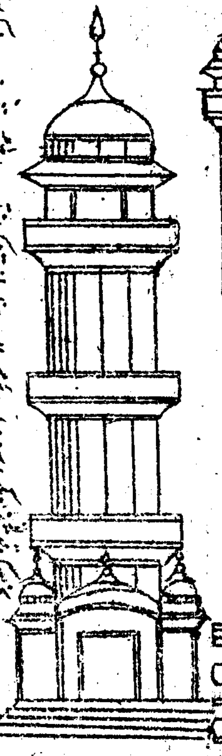

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آسی چہا در قادیاں بینی	دوائے شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

غزل

از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر قادیان

لکھے توصیف احمدؑ کس کی جاں ہے — خدا بس اوس کا خود ہی مدح خواں ہے
جو عشق احمدی میں خستہ جاں ہے — اوسے حاصل حیاتِ جاوداں ہے
عجب برتر امامِ قادیاں ہے — خرد سے اوس کا بالاتر مکاں ہے
خدا کا دوست خلقت کا پیارا — جہاں میں کوئی ایسا دلستاں ہے
ہر اک انداز ہے اوس کا نرالا — حسینوں میں جبیبوں کی وہ جاں ہے
کہے حق جس سے میں سمجھے تو مجھ سے — ٹھکانا اوس کے رتبہ کا کہاں ہے
زبان اوس کی زبانِ حق ہے گویا — جبیں سے اوسکی نورِ حق عیاں ہے
خلیق و خندہ رو شیریں سخن ہے — گل رخسار اوس کا گلستاں ہے
ہے اوسکی چال میں شاہانہ انداز — وہ اپنے وقت کا سلطاں نشاں ہے
سخن اوس کا سخن سنجوں کے دلمیں — برنگ ابر نیساں درفشاں ہے
ملا جو اوس سے حق سے مل گیا وہ — خدا کا اوسپہ لطف بیکراں ہے
اویسِ خستہ و دلریش خوش ہے — کہ مہمانِ مسیحائے زماں ہے

دیگر

سروش خوشخبر مژدہ رساں ہے — کہ دورِ احمدؑ آخر زماں ہے
بناز اے طالع فرخ بصد ناز — کہ تیرا کس بلندی پر مکاں ہے
ہمیں قسمت پہ اپنی کیوں نہو ناز — کہ پایا ہم نے مرزخ زماں ہے
نصیبہ اپنا کیسا ہے سکندر — خدا ہمپر ہمارا مہرباں ہے

ہمیں فضل خدا اس در پہ لایا
جہاں سو سو بلا میں مبتلا ہے
مریضان دل و دیں کیوں ہوں غمگیں
کرو اس در پہ آکر جبہہ سائی
چلو لوگو کرو جاں اوسپہ قرباں
اسی کے قدموں کے نیچے ہے جنت
ہیں ہوں سو جان سے اوس دلبر پہ قرباں
مخالف ہیں سیہ بختی سے محروم
ہزاروں شک کی دلدل میں پھنسے ہیں
نشانات سماوی دیکھکر بھی
سمجھ کو ان کی یارب ہو گیا کیا
سمجھتے ہیں نہیں نادان اتنا
سپاہ حق رہا ہے جوں سے راہی
ڈرو حق سے نہ غفلت کو بگاڑو
نہ ہو لو غفلت و نخوت کو چھوڑو
خدا تک پہونچنے کا صرف پیارو
محمدؐ احمدؐ احمد ہے محمدؐ
ادا شکرِ خدا کیونکر کروں میں
یہ مخفی راز اس نے مجھ پہ کھولا
نہ غیروں کی طرح مجھکو کیا خوار
اویس خستہ پہ یا شاہ والا

یہ تحیت سعد غیروں کا کہاں ہے
ہمارا قادیاں دار الاماں ہے
چلو وقت مسیحائے زماں ہے
ذرا احمدؑ در امن و اماں ہے
جو تم کو خواہش باغ جناں ہے
اسی کی پیروی نور جناں ہے
کہ احمدؑ سادہ گوئی دلستاں ہے
کہ اون کا نور حق سے بدگماں ہے
مسلمانوں میں خوے کافراں ہے
وہی بدقسمتوں کو بدگماں ہے
کہ راہ دیں میں ہر اک بلیہ ساں ہے
کہ جھوٹے کا موئید آسماں ہے
اور اب وہ کاذبوں پر مہرباں ہے
سنبھل جاؤ کہ وقت امتحاں ہے
عزیزو زندگی آب رواں ہے
امام وقت ہی اک نردباں ہے
جو دو سمجھے وہی کا میزباں ہے
زباں کو میری یہ طاقت کہاں ہے
کہ اپنا سب جسمیں سرگرداں جہاں ہے
ترا احسان خلاق جہاں ہے
کرم کیجے کہ کلفت میں پڑا ہے

فساد کے بانی کون ہیں؟

نمبر دوم

گذشتہ اشاعت میں ہمنے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحریر اور گورنمنٹ انگلشیہ کی چٹھیات کو دکھایا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں گورنمنٹ انگلشیہ کی حمایت اور نصرت میں دلیرانہ کام کرنیوالے وہ لوگ تھے جنکو آریا گزٹ مفسدوں کی حمایت کرنیوالا ٹھیراتا ہے اس ثبوت کے بعد اگر آریہ گزٹ اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے تو پھر اس سے بڑھکر بیحیائی کوئی نہ ہوگی۔ اگر یہ مدد مفسدوں کی مدد تھی تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے کہ آریہ گزٹ کے نزدیک مفسدہ پرداز انگریز تھے اور یہ اس سے بھی بڑھکر کورنمکی اور شرارت ہے۔ اگر آریہ گزٹ کا یہی مذہب اور عقیدہ ہے تو اس کو کھول کر کہدینا چاہیئے پس پردہ باتیں بنانے سے کیا حاصل!

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر اور لایق نامہ نگار کی قابلیت کے جانچنے کا وہ موقع ہے جہاں اوس نے حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی سوانح عمری کا ایک اقتباس دیا ہے اور اس کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مفسدوں کو مدد دیتے تھے۔

آریہ پرتی ندہی سبھا کو ایسے قابل مورّخ اور دقیقہ رس مضمون نگار کی خاص طور پر عزت افزائی کرنی چاہیئے۔ وہ فقرہ یہ ہے جہاں لالہ صاحب ٹھوکر کھاکر منہ کے بل گرے ہیں۔

”جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک بات یہ تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کو پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے انہوں نے مجھے ترجمہ قرآن کیطرف متوجہ کیا۔ یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا“

ان فقرات سے آپ نے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ ”مسلمان لوگ نہ صرف غدر کے بانی ہی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور انہی احمدی لوگوں کے آبا و اجداد جو کہ اسوقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیرخواہ ہونے کا دم بھر رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے تھے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے“ اس واقفیت اور تاریخ دانی پر آپ مسلمانوں خصوصاً احمدیوں کو الزام دینے کے لئے میدان میں نکلے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ نے جو کچھ لکھا ہے وہ امر واقعی کا اظہار ہے اور اس سے آپ نے اپنی ترجمہ قرآن کی طرف توجہ ہونے کے واقعہ کو بتایا ہے۔ ناعاقبت اندیش معترض اتنا نہیں سوچ سکا۔ کہ غدر کا نتیجہ اور مرکز کیا تھا؟ کیا کلکتہ کے تاجر کتب کو ایام غدر میں آریہ گزٹ کے خیالی مفسدوں کو نہیں روپیہ پہونچانا تھا۔ اور انکو پناہ لینے گوارے تھے۔ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے بھی ہماری مخالفت میں اندھا ہوکر بلا سوچے سمجھے ایسے لغو آرٹیکل کو درج کردیا مضمون نگار اور ایڈیٹر کو اتنا ہی معلوم نہیں۔ کہ مجاہدین سے کیا مراد ہے اور وہ کون لوگ تھے؟

مجاہدین وہ لوگ تھے جو مولوی اسمٰعیل شہید مرحوم کے ہمراہ ہوکر سکھوں سے لڑے تھے اور سرحد پر پہاڑوں میں رہتے تھے ابتک ان لوگوں کا ایک گروہ وہاں رہتا ہے ان لوگوں کا خیال تھا اور ہے کہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پھر آئیں گے اور مخالفوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ یہ لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور اس غلط خیال کو اپنے دل میں جگہ دیئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں بعض لوگ اس خیال کے تھے اور ممکن ہے اب بھی کوئی ہو جو ان کی اعانت کرتے تھے اور گورنمنٹ بھی ان سے ناواقف نہ تھی اور نہ ہے یہ لوگ غدر میں فساد کرنیوالے نہ تھے اور نہ انہوں نے اس وقت کوئی فساد کیا۔

ان لوگوں کو سکھوں کے ساتھ مخالفت اور عداوت تھی کیونکہ سکھا شاہی کے دور میں شعایر اسلام کی بجا آوری میں قسم قسم کی روکیں اور سزائیں وہ لوگ مسلمانوں کو دیتے تھے۔

مولوی نور الدین صاحب کے والد ماجد ایک معزز اور شریف آدمی تھے۔ اور ایک واجب الاحترام خاندانی مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے ہاں ایک بہت بڑا پرانا کتب خانہ تھا جس میں وہ ہر قسم کی کتابوں کا اضافہ کرتے رہتے تھے اسی وجہ سے وہ تاجر کتب ان کے ہاں آیا وہ ان کے ذوق سے آشنا تھا۔

مگر عداوت نے مخالف کے دل و دماغ کو ایسا مکدّر اور تیرہ و تاریک بنا رکھا ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں سوچتا کہ کیا مفسدین اس وقت چھپے ہوئے تھے یا فساد کرتے پھرتے تھے؟ اور فساد کا مرکز اور محل پنجاب تھا یا کیا؟

اب صاف ثابت ہے کہ معترض ناداں نے جو نتیجہ حضرت حکیم الامۃ کے صاف اور سادہ الفاظ سے نکالا ہے وہ کیا غلط اور محض تعصب اور جہالت کا نتیجہ ہے سچ ہے

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

آریہ سماجی اپنے الزامات اب دوسروں کے سر تھوپ کو خوش ہونا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں

ایں رہ کہ تو میروی بترکستان است

کا معاملہ ہے۔ وہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے ثابت کردکھائیں کہ جو الزام انپر لگا ہے وہ صحیح نہیں یا کم از کم انہوں نے اصلاح کرلی ہے میں نہیں چاہتا کہ آریوں کے خلاف قلم کو اٹھاؤں مگر مجبور ہوکر کچھ کہنا پڑتا ہے۔

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے مولوی ثناء اللہ پر کچھ لکھا ہے اس کے لئے وہ خود جوابدہ ہے۔ مجھے اس سے تعلق نہیں ہاں مسئلہ جہاد پر جو بحث کی ہے اسپر میں کسی اگلی اشاعت میں کچھ ضرور تاکہدونگا۔ وباللہ التوفیق۔ آخر میں میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ غلط اور بیجا اتہام دوسروں پر لگانے کی بجائے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ گورنمنٹ احمق نہیں ناواقف اور ناآشنا نہیں وہ

دوست اور دشمن میں تمیز کی قابلیت رکھتی ہے۔

ہفتہ زیر اشاعت کی تازہ وحی

(۱) پیغمبر کی آمدن ہونیوالی ہے - (یہ لفظ ہیں واللہ اعلم)
(۲) انی معہین من اراد اہانتک - انی معین من اراد اعانتک
(۳) اور خواب دیکھا کہ زمین پر ایک عورت کو تین روپیہ دیئے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کفن کے لئے ہیں آپ نے دیکھا گویا کوئی مرگیا ہے اسکی تجہیز و تکفین کے لئے تیاری کی ہے

عذر گناہ

لالہ لاجپت رائے نے بتاریخ ۹ مئی ۱۹۰۷ء بوجہ شامت اعمال خود لاہور میں ماخوذ ہوکر رہا پسے گئے - آریہ صاحبان حامیان کانگریس اخبارات نے شور واویلا مچایا اور دہائی دہائی کررہے ہیں کہ سرکار نے یہ سخت ظلم کیا ہے کہ بغیر دریافت کے اسکو جلا وطن کردیا - گورنمنٹ کے حق میں سخت ترش ناجائز کلمات کہہ رہے ہیں - اس کو شہید قوم کا خطاب دیا گیا گویا ہیں جو الفاظ عزت و حرمت کے ملسکتے ہیں وہ اسکے حق میں کہہ رہے ہیں - اور اس کی تعظیم کی کوشش ہورہی ہے - اس جلاوطنی سے کچھ تھوڑا وقت پہلے اس نے ایک چٹھی شائع کی - اسکے جیتا اسباب موجودہ بدامنی اور بیداکاؤ کے تبلائے جنمیں زیادہ تر تذکرہ کیا ہے - بل متعلق نوآبادی نہر چناب - ایکٹ انتقال اراضی پنجاب ۱۹۰۰ء - آریہ پرتینیدھی اخبار کا قید کیا جانا - نہر باری دو آبہ پر آبیانہ بڑھانا - اس کے بعد اس پر اسنے دو دفعہ مسٹر گورنمنٹ کی ہمدردی میں ایک چٹھی اخبار ٹائمز آف انڈیا میں شائع کی ہے جنمیں کہا ہے کہ گورنمنٹ نے بے انصافی کی ہے کہ پولیس کی رپورٹ پر (جو اکثر جھوٹی ثابت ہوا کرتی ہیں) بھروسہ کرکے اسکو جلاوطن کردیا وہ بعض وقت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے مگر کبھی ایسے نہیں سکتا کہ وہ حد سے تجاوز کرگئے ہوں جیتک واقعات پیش کرکے ثبوت نہ دیا جاوے میں نہیں مان سکتا کہ اس نے کبھی کوئی حرکت کی ہو جسکی بنا پر گورنمنٹ کو اس کے جلاوطن کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی - وغیرہ وغیرہ -

یہ تو گورنمنٹ کو ہی معلوم ہے کہ کن وجوہات سے وہ جلاوطن کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انکو معلوم تہا کہ اس شورش و بیداکاؤ کا کوئی نتیجہ جلد نکلنے والا ہے - آخر اس نے پیشبندی کرکے اپنے بچاؤ کے لئے چٹھی شایع کی -

جو اسباب بیداکاؤ و بدامنی کے اس نے بیان کئے ہیں علیحدہ علیحدہ دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں تک درست ہیں - پہلے سے پنجاب میں جوش کے مادہ کا کچھ نشو ونما ہورہا تہا کہ ان بل اور ایکٹوں وغیرہ کے اجرائے ان کو اس کے زیادہ مشتعل کرنیکا موقع ملگیا - آمدم برسر مطلب

صاحبان کانگریس پہلے تو خوش اسلوبی سے اپنے مگر کچھ عرصہ کے بعد جبکہ انہوں نے دیکھا کہ انکی خواہشات کیسی ہی ہوں گورنمنٹ جلد پورا نہیں کرتی تو وہ بڑی بے صبری سے بیدار ہوگئے اور سمجھ لیا کہ نرمی و ادب سے انکی پرکچھ نہیں ملتا - تب ناموزوں الفاظ استعمال کرنے لگے پونا کے مسٹر تلک نے جو باغیانہ تقریر بخلاف گورنمنٹ کی اس سے کل جماعت تعلیم یافتہ بخوبی واقف ہے اس سے کانگریس کے دلی خیالات و ارادوں کا اظہار ہوتا ہے -

وہ بعد جو جوڈیشل کارروائی سخت قید کا سزایاب ہوا جو بائی کورٹ تک بحال رہی - اسکی رہائی پر اس کی آگے سے بہت زیادہ عزت کیگئی - اسکو شہید قوم کا خطاب دیا گیا - غرض اس کے عمل سے ان صاحبان ہندوستان کو بخوبی آگاہ کرنیکی کوشش کی کہ اسکا فعل جو انکی دانست میں جرم بغاوت انگریزی ثابت ہوچکا تہا مستحسن و قابل تقلید تہا - اسطرح مسٹر تلک کا حال تہا -

پنجاب کے زیادہ تر آریہ صاحبان اس کانگریس کے دلی خیال حامی ہوگئے - بسبب اسکے انکی یہ بات کوشش مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ یہ کانگریس آخر ہندوستان اور رنگ لائیگی اسمیں شامل نہ ہوئے اگرچہ انہوں نے بنام اتفاق بلاکر انکو ملانیکی بہت کوشش کی مگر وہ مستقل رہے اور شامل نہ ہوئے -

اسمیں کچھ شک نہیں کہ کانگریس کے حامیان پنجاب کے زیادہ تر آریہ سماجی تعلیم یافتہ وکلاء صاحبان ہوتے ہیں اور سیلف گورنمنٹ کی خواہش میں جوش انگیز تقریریں کرتے رہے اس زمرہ کا سرگروہ پنجاب میں یہی بتاتا کہ لارڈ کرزن نے بلحاظ انتظام سلطنت تقسیم بنگالہ کی تجویز کی - بنگالی اس صدمہ کو نہ سہہ سکے اور کانگریس سخت مخالف ہوگئی جوش انگیز تقریریں تحریریں کیں اور یہ ظاہر کرکے کہ انگریز انکی مدد نہیں چاہتے اور محض انکی طاقت توڑنے کے واسطے یہ تقسیم بنگالہ کی گئی ہے تنگ آکر بائیکاٹ مقرر کردیا - بڑے بڑے بہانوں میں گورنمنٹ کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے سب نے حلف اٹھائی - کہ انگریزی اسباب نہ لیا جاوے - پنجاب کیطرف سے لالہ لاجپت رائے اور مسٹر گوکھلے انگلینڈ میں بھیجے گئے - شہر بیاد تہا کہ اسکو اگر گورنمنٹ انکی خواہشات پورا کرنے پر مجبور کریں تقسیم بنگالہ کے متعلق جو جوش انکا سے پہیلایا جارہا ہے اسکی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں آخر وہ سیلاب جوش و بدامنی کا پنجاب میں بھی پہنچا اور حامیان کانگریس و آریہ صاحبان نے اسکی خیر مقدم کیا پُر جوش تقریریں اور تحریریں سے پنجاب میں پہیلادی اور سیلف گورنمنٹ کے خواہاں ہوئے -

(۱) بل نو آبادی نہر چناب - پنجاب کے حالات جو اس بل کے شائع ہونے سے پیشتر تھے وہ تو بیان کئے گئے ہیں - یہاں یہ ظاہر کرنیکی کچھ ضرورت نہیں کہ بل لوگوں کے لئے مفید تہا یا نہ مگر میں یہاں پر وہ صحیح واقعہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جس باغیانہ طریق سے خاص لائلپور جو مقام نو آبادی میں متعلق بل کارروائی کی گئی - وہ گورنمنٹ کیلئے سخت خطرناک تہی - لالہ لاجپت رائے خود زمیندار ہیں - اور دیکھی زمینداروں کے ساتھ ہمدردی کی - یہ کوئی واجب نہ تہا کہ گورنمنٹ پولیس کی رپورٹ پر بھروسہ کرکے اسکو جلاوطن کیا فلاسفروں کا قول ہے - ع

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہر سال لائلپور میں مویشی و نمائش پیداوار کا میلہ اپریل میں ہوا کرتا ہے - اپریل ۱۹۰۷ء کے میلہ پر ہزارہا زمیندار آئے - انکو اپنی طرف زیادہ راغب کرنیکے لئے ایک گیت دیسی زبان میں (جو پہلے ہی تیار کیا گیا تہا) بامزہ و سہل فہم ترتیب دیکر دیا اور بلند آواز سے گایا گیا کہ لوگوں کے دلوں پر زیادہ اثر و جوش پیدا ہو اور عوام میں یہ گیت پہنچ کر زبان زد ہو - پنجاب میں یہ دستور ہے کہ جو نیا گیت پنجاب کے کسی حصہ میں گایا جاوے تو تھوڑے عرصہ میں کل پنجاب میں مشہور ہو جاتا ہے - اور زن و مرد خورد و کلاں ہر وقت گلیوں بازاروں میں گاتے ہیں - اسطرح یہ گیت پنجاب میں پہیل گیا -

اس میلہ میں لالہ لاجپت رائے اور اس کے دیگر رفیق کہتے ہیں - اور پُر جوش تقریریں ہوئیں آخر انکو بخوبی سمجھانے کیلئے یہ گیت گایا گیا - مشہور راگ "پگڑی سنبھال او جٹا" جسکے دو معنے ہیں - اول زمیندار لیس ہو جا - دوم "تیری عزت اتاری جاتی ہے تجھے لوگ حقیر سمجھتے ہیں اپنی عزت کو سنبھال" آگے اس گیت کی بڑی سخت جوش انگیز ہیں "تمہارا حق چھینا گیا ہمنے تو حق بہادر تھے اسلئے مجھ سے ہوسکا وہ تو بزدل نکلے پگڑی سنبھال" - محض باتوں سے کچھ نہیں بنتا ہم ہو وطن کا کچھ علاج کرو - پگڑی سنبھال" - "آج چپ رہنے کا زمانہ نہیں - آج کسی کے پیچھے ہوکر مرنیکا زمانہ ہے - پگڑی سنبھال" - "اگر ہماری بات سرکار نے نہ مانی ہم انکی کوئی بات نہیں مانینگے پگڑی سنبھال" - "تمہاری داڑھی ڈول ڈول ہے کیونکہ ہم نے خوش نہیں ہونا ہے - اور بہت کچھ کرینگے تو ہوگا - پگڑی سنبھال" - "اے جٹا اگر تیرا کہنا نہ مانا جاوے تو اس زندگی سے مرگ بہتر ہے - کھڑا ہو جا - اور اپنے ہاتھ (ہتھیار) دکھا - پگڑی سنبھال" - "اے دوست میں تجھے کیا کچھ کہوں - یہ اچھی بات نہیں کہ حق کھو کر چپ رہو - پگڑی سنبھال" -

افسوس ہے کہ پہلے لطف اصل دیسی زبان میں ا سکا ہو ترجمہ میں دیسا نہیں آتا - اسکی تشریح کی ضرورت نہیں اس کالونی میں بہت سے فوجی افسران کو بوجہ خدمات نمایاں زمینات دیگئی ہیں اس میں حامیان ذرا بھی و رشوخ والے اور خواست انکی طرف سے بنائی جنکے دستخط ہوکر جناب کمانڈر انچیف افواج ہند کے پاس بھیجی گئی تا کہ ہم کو جو خدمات فوجی میں ملیں اب پنجاب گورنمنٹ ہم کو ان سے محروم کرتی ہے - ان لوگوں نے معمولی طور سے اپنے رشتہ داروں کو جو فوج میں نوکر ہیں اپنی حالت نازک سمجھ کر اطلاع دی - معمولی عقل کا آدمی سمجھ لیتا ہے کہ ان فوجیوں کو اپنے رشتہ داروں کی نازک حالت سنکر کیسی پریشانی ہوئی ہوگی - بل و دیگر قانونوں کے فائدہ یا نقصانات کو سمجھنے کی کوئی لیاقت نہیں - ہمیں یہ اتفاق اس دفعہ ہوگیا کہ سرکار نے جس جگہ ۔۔۔ جانوروں اسوقت جو یہ الفاظ کہے اس کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں انکی حالت تہی - اب فرمایئے کہ اس خطرناک کارروائی کا کون ذمہ دار تہا ۔۔۔

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت

یورپین مسیحی مورخوں کی محققانہ رائے

افسوس مسلمانوں کی غفلت و ناعاقبت اندیشی اور باہمی مخالفت وغیرہ نے اُن کو حکومت و دولت اور عزت و اقتدار سے محروم کردینے کے ساتھ ہی اُن سے علمی دولت بھی چھین لی۔ جس سے وہ اقوام عالم میں فایق اور یگانہ روزگار تھے۔ شائد میرے اس بیان پر کسی کو تعجب ہو کہ اُس نے موجودہ مسلمانوں جیسی قوم کی ایسی تعریف کی جو اُس کی حالت موجودہ کے برعکس ہے۔ اس لئے شاید میرے بیان کو مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ مگر دراصل مبالغہ نہیں۔ بلکہ جو کچھ عرض کیا اور کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور یہ میری اپنی رائے نہیں۔ بلکہ زمانہ کا مسلمہ قول اور نامور مورخوں کا محققانہ بیان مستند فاضلوں مشہور عالموں کی تحریروں کا خلاصہ اور مشتے از خروارے نمونہ ہے۔ جس کی شہادت و صداقت میں دنیا کی تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

اس کے متعلق مخالفین اسلام یورپین مسیحی مورخوں کے بیانات ضرورت سے زیادہ موجود ہیں۔

تاریخ سے یہ امر بصراحت ثابت ہے کہ مسلمانوں کی جیسے ملکی فتوحات حیرت انگیز ہیں۔ ویسے ہی اُن کی علمی ترقیاں تعجب خیز ہیں جس کے موافق تو موافق۔ مخالف تک قایل و مقر ہیں

اسلام مقدس کا اثر

دراصل اسلام مقدس نے جو جوش مسلمانوں میں پیدا کر دیا تھا قانون قدرت کے مطابق اس کا یہی مقتضا تھا۔ جو وقوع میں آیا۔ یعنے اُنکی روحانی دماغی اور جسمانی قوتیں ترقی کے مدارج طے کرکے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئیں۔ اور جب تک مسلمان اسلام مقدس کی فرمانبرداری میں سرگرم اور دینی پابندی پر قایم رہے۔ اُن کی دنیاوی ترقی و عروج میں بھی کوئی چیز حارج اور کوئی امر مانع نہ ہو سکا۔ شروع زمانہ اسلام میں مسلمانوں کے مخالفین کے مقابلہ میں اور استحکام اسلام میں مصروف رہے۔ اس مصروفیت نے اُن کو علوم و فنون کی طرف توجہ کرنے کی مہلت نہ دی۔ جب کسی قدر مہلت ملی۔ تو اس جانب مستعدی کے ساتھ متوجہ ہوئے۔

اُنہوں نے اپنے دلی تقاضا اور مذاق کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید جمع کیا۔ اس کے بعد اس کے معانی حل کرنے اور سمجھنے پر توجہ کی۔ اور مسائل کی تشریح کی غرض سے صرف۔ نحو معانی بیان۔ عروض اور قوافی۔ اور وہ تمام علوم۔ جن پر زباندانی کا مدار اور اسکی باریکیوں کی فہمید کا انحصار ہے۔ مسلمانوں نے ایجاد کئے۔ اس سے فارغ ہو کر احادیث نبوی صلعم کے اجتماع اور علوم دینیہ کے تدوین پر متوجہ ہوئے اور ان کو کمال کے درجہ پر پہنچایا۔

خلافت اُمیّہ کے عہد کی ترقی

خلفائے بنی اُمیّہ کے زمانہ میں زباندانی اور انشاپردازی کو بڑی ترقی ہوئی۔ شہزادہ خالد نے علم کیمیا میں ناموری حاصل کی۔ فن تعمیر کی ترقی شروع ہوئی۔ دمشق میں مسجد اُمیّہ بنائی گئی جو بڑی وسیع و بلند اور نہایت خوشنما مستحکم اور عالیشان ہے۔ اس کو مختلف قسم کے خوشنما نقش و نگار سے اعلےٰ صنعت و کاریگری کا مجسم نمونہ بنایا گیا۔ جس کی خوبصورتی کو رنگ برنگ کی بلور کی پچی کاری کے ذریعہ اور بھی زیادہ بڑھا دیا گیا۔ اس کے بنانے میں فن انجنیری کے کمال کا لطف نہایت دلفریب پیرایہ میں دکھلایا گیا۔ جو دیکھنے پر منحصر ہے۔ یہ مسجد اُمیّہ جو امیر المومنین خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں تعمیر ہوئی اور خاندان بنی اُمیّہ کی یادگار ہے۔ اب تک دیکھنے والوں کے لئے عجیب و غریب لطف اور سیاحوں کی خاص دلچسپی کا ذریعہ ہے۔ جس سے اُس وقت کی اسلامی شوکت اور شاہان اسلام کی عظمت کا نمونہ ظاہر اور کاریگر و صناعوں کی صناعی و قابلیت اور کمال ثابت ہوتا ہے۔ اور کئی نئے شہر تیار ہوئے۔ اسلام مقدس کی پہلی صدی ختم ہونے سے پیشتر ہی علوم مختلفہ کی مضبوط بنیا د قائم ہوگئی۔ جس کو روز افزوں استحکام پہنچتا رہا۔ اور ترقی ہوتی رہی۔

خلافت عباسیہ کے زمانے کا عروج

خلفائے عباسیہ کے وقت میں فلسفہ و حکمت کو بے انتہا فروغ ہوا۔ خلافت عباسیہ میں مسلمانوں نے علمی و عملی ترقیاں حاصل کرلی تھیں۔ اور علمی مذاق اس درجہ ترقی کرگیا تھا کہ خلفائے وقت کے علم دوست ہونے کے علاوہ ان کے تمام وزرار و امرار تک علم اور عالموں کی قدر کرتے اور علمی کتابیں جمع کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں عالموں کی قدر اور علمی ترقی میں حصہ لینے۔ علمی کتابوں کی فراہمی اور اُنکی تعداد میں افزونی ایک اظہار تمول کا تھا۔ اُس زمانے کے اہل کمال کا۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی و نصاریٰ۔ ملجا و ماوا اور خلافت اسلامیہ کا صدر شہر بغداد شریف تھا۔ اور یہاں کے علمار و فضلار اور درسگاہیں۔ کتب خانے دنیا بھر میں مشہور عام تھے۔ (میں اس تحریر کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ورنہ صرف بغداد شریف کے متعلقہ حالات ہی اس بارہ میں بڑے طویل ہیں۔ جن سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ جن کو بخوف طوالت نظرانداز کردیا جاتا ہے)۔

خلافت کے ضعف کے زمانہ کا حال

تیسری صدی کے اخیر میں جب خلافت عباسیہ کی طاقت ضعیف ہوجانے پر اسلامی ممالک میں چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں قائم ہوگئیں۔ تو عرصہ دراز تک اِن حکومتوں میں سے ہر ایک بجائے خود منبع فیض بنی رہی۔ اور ہر ایک میں علمار فضلار اور حکمائے اسلام بکثرت پیدا ہوئے۔ جنکی تصانیف اسلامی دنیا میں شایع ہوئیں۔ جن سے دنیا بھر نے فیض پایا۔ مسلمانوں کی تصانیف ہر قسم کی۔ ہر علم کے متعلق ہر ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہوتی رہیں۔ انہوں نے کوئی ضروری صیغہ نہیں چھوڑا۔ جسمیں اُن کی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی تصنیفات نہ ہوں۔

مسلمانون کی ترقی

ڈاکٹر جانسن صاحب کو گو انگریزی میں سب سے پہلے لغت لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ مگر مسلمانوں میں اون سے پہلے اور بہت پہلے لغت کے مصنف ہو گذرے ہیں۔ ان میں لغت کی ایک کتاب ساٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ جس میں ہر لفظ کے معنی بسند علمار کے فقرات اور محاورے مستند شعرار کے اشعار کی سند پر بیان کئے گئے ہیں۔

غرناطہ کے حسن بن عبداللہ نے علم طبعیات کی ایک بڑی تاریخی لغات لکھی۔ جو مشہور ہے۔

شاعری کے مسلمان تو موجد ہی ہیں۔ اُنہوں نے نظم کی مختلف بحریں ایجاد کیں۔ مسلمانوں کی بدولت عیسائیوں میں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ جس سے اس زمانہ کے پادری مذہبی اشعار کہنے لگے اور پھر رفتہ رفتہ دلچسپ غزلیں اور عشقیہ فسانے منظوم ہونے لگے۔ مسلمانوں کے ذریعہ فرانس۔ اٹلی۔ سسلی وغیرہ میں شاعری پھیلی۔

اور ایسے ہی فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے باشندوں کو مسلمانوں کے سبب سے سواری کا شوق ہوا۔ اور وہ عربی گھوڑوں کے شایق ہوئے۔ اور ان ملکوں میں شکار کا شوق بھی مسلمانوں ہی کے ذریعہ پیدا ہوا۔

مورخ تو مسلمانوں میں اسقدر ہوئے۔ جنکا شمار نہیں۔ مسلمانوں کا تاریخی مذاق شہرۂ آفاق اور اُس میں اونکا کمال اظہر من الشمس ہے۔

مسلمانوں میں سیّاح بھی بکثرت گذرے ہیں۔ جو صرف علم کو ترقی دینے کے لئے مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کرتے اور اون ممالک کے باشندوں کے حالات قلمبند کرتے اور اپنے سفرنامے لکھتے رہتے تھے۔ مسلمانوں میں مردم شماری اور سلطنت کی آمدنی و خرچ کی تفصیل اور تجارت و صنعت وغیرہ کا حال کتابوں میں درج کئے جانے کا رواج بھی شروع سے چلا آتا ہے۔

مسلمانوں کی عربی میں پوری سائیکلو پیڈیا (وہ مکمل کتاب جسمیں دنیا کی جمیع اشیار کا پورا بیان ہو) ہے۔

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت مسیحی مورخونکی تحریر۔

مسلمانونکی ترقی و تصانیف کا کچھ قدرے قلیل اندازہ مسٹر ہار برگسٹال کی تاریخ سے ہوسکتا ہے۔ یہ ایک بڑا نامور جرمن عالم اور مستند مورخ ہے۔ اس نے مسلمانوں کے بیان میں ایک ضخیم کتاب سات جلدوں میں لکھی ہے جس کے صفحوں کی تعداد ۷ ہزار سے زیادہ ہے اور یہ ضخیم کتاب ۱۵۶ھ ہجری مقدسہ اور خلیفہ مکتفی بامر اللہ کے عہد خلافت کے دسویں برس تک کے حالات میں ختم ہوگئی ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں فاضل مصنف نے ایک فہرست عرب کی اُن کتب تواریخ و رجال کی درج کی ہے۔ جو اس کا ماخذ ہیں۔ اس فہرست میں (۱۰۵۷) زیادہ کتابیں درج ہیں۔ جن میں سے اکثر کے نام بھی اکثر موجودہ مسلمانان ہند نے سنے ہونگے۔ مسلمانوں اور اُن کے علوم و فنون سے دنیا اور اہل دنیا کو جو فیض پہنچا اور ان کے ذریعہ ترقی و عروج حاصل ہوا۔ اُس کا بیان بڑا طویل ہے جسکی اس مختصر تحریر میں گنجایش نہیں۔ لہذا بخیال اختصار بعض یورپین مسیحی مورخونکی تحریروں کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا ہے۔

بے تعصب انصاف پسند مسیحی یورپین مورخونکی رائے

مسٹر ڈراپر جو یورپین مسیحی نامور مورخ ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آجکل یورپ کے عالم و حکیم اور ہیئت دان وغیرہ چاہتے ہیں کہ اپنی بزرگی قائم کریں اور اصلی عالموں کو تاریکی میں چھوڑ دیں۔ لیکن انکی یہ کوشش انصاف کی نظروں میں حقیر و معیوب ہے۔

مسلمانونکی ترقی علوم و فنون کی تصدیق

آخرکار یورپ کے عالموں کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُن کے علم کی بنیاد اول عربوں نے ڈالی۔ جن کو وہ غیر مہذب اور وحشی کہتے ہیں۔ عربوں نے اپنا نام آسمان کے ستاروں پر لکھدیا ہے۔ اور آجکل کے ہیئت دانوں کو بھی وہی نام استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ جو عربوں کے مقرر کردہ ہیں۔

عربوں نے صرف علوم کی طرف ہی توجہ نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے روزمرّہ کی کارآمد چیزوں پر۔ جو زندگی کا جزو اعظم ہیں۔ بھی پوری توجہ کی۔ اُنہوں نے زراعت کو بہت بڑی ترقی دی۔ اور اس کے واسطے قانون مقرر کئے۔ جانورونکی نسل بڑہائی۔ گھوڑوں اور بھیڑوں میں ترقی دینے کے ذرایع پیدا کئے۔ چاول۔ نیشکر اور روئی کا استعمال ہم کو اُنہوں نے ہی سکہایا۔ باغ کے میوے اُن کا استعمال اور اُنکی ترقی کے وسائل ہم نے اُن سے ہی سیکھے۔ ریشم کی پیدایش اور اُس سے عمدہ کپڑے بنانے کی ترکیب ہم کو پہلے معلوم نہ تہی۔ اس کا علم ہم کو مسلمانوں کی طفیل ہوا۔ بارود اور بندوق مسلمانوں نے ایجاد کی۔ جو بندوق وہ استعمال کیا کرتے تھے۔ وہ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہوا کرتی تہی۔

علیٰ ہذا اور بہتیری ضروری و کارآمد اور مفید اشیار کے موجد و ترقی دہندے اور بالخصوص ہم کو اُن سے واقف کرتے اور مستفید ہونیکا طریق بتلانے والے یہی مسلمان ہی ہیں۔

یہی مسٹر ڈراپر لکھتے ہیں کہ آجکل کے مصنف عربوں کی تعلیم میں بہت غلطیاں نکالتے ہیں۔ اُن کو خوب سمجھ لینا اور ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کی علمی ترقی کو اُس زمانہ کے حالات اور دیگر قوموں کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے۔ کیا عجب ہے کہ ہمارے بعد ہمارے علوم میں۔ جنکو ہم اس وقت کامل سمجھ رہے ہیں۔ ہزاروں غلطیاں نکلیں۔ اسی فاضل مورخ کا بیان ہے کہ جسطرح اہرام مصری کے دیکھنے سے ہنر قدیم کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اسیطرح ہم عربوں کی کتابوں اور عمارتوں کے دیکھنے سے اُن کے علوم و فنون اور صنعت وغیرہ کی ترقی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ یہی بے تعصب و منصف مزاج مورخ افسوس کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ مسلمانونکی تصنیفیں اور انکی بنائی ہوئی چیزیں بہت کم موجود ہیں جن میں سے کچھ کو تو انقلاب زمانہ نے ضائع کردیا اور زیادہ تر عیسائیوں کے حسد کی نذر ہوگئیں۔ جنکو انہوں نے اسلئے تلف و برباد کر ڈالا کہ آیندہ اُن کی وحشیانہ حالت زمانہ پر ظاہر ہو۔ لیکن باایں ہمہ مسلمانوں کی تصنیفات اس قسم کی ابھی تک موجود ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکل علوم کے اوق اور نہایت نازک مسایل تحقیق و حل کرنے میں نہایت اعلیٰ درجہ کی قوت دماغی ظاہر کی ہے اور اپنے کمال کی طاقت دکھلائی ہے۔

(باقی دارد) راقم محمد محبوب الرحمٰن۔

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے تو رجوع کر لیا ہے

امید ہے کہ دوسرے علماء بھی جنمیں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں اپنے عقیدہ سے آگاہی عطا فرماویں گے

حضرت اقدس مرزا صاحب کے برخلاف بہت شور علماء نے اس وجہ سے مچایا تھا۔ کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود اور مہدی موعود تلوار نہیں چلائیگا۔ نہ کفار کو قتل کریگا۔ بلکہ امن اور صلحکاری کے ساتھ دلائل قاطع اور حجج نیرہ اور نشانات سماوی کے ذریعہ سے اسلام کی فتح تمام ادیان باطلہ پر کر دیگا۔ برخلاف اس کے علماء اسلام کا عقیدہ جیسا کہ انکی کتب میں درج ہے یہ ہے کہ ایک مہدی ایسا آنیوالا ہے جو کہ اسلام کی ظاہری سلطنت کو دنیا کے اندر قائم کرے گا اور کفار کو تلوار کے ذریعہ سے مغلوب کر دیگا۔ اب اخبار سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۱۱ء میں جو کہ لاہور سے شائع ہوتی ہے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے ایک مضمون شائع کیا ہے کہ مسلمانوں میں علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ آنیوالا مہدی یا مسیح تلوار نہیں چلائیگا بلکہ صرف امن اور صلح کے ساتھ اپنا کام کریگا گویا مولویصاحب موصوف کے نزدیک تلوار چلانے والے یا جلالی سلطنت قائم کرنیوالے مہدی کا عقیدہ صرف ان لوگوں کا ہے جو کہ **جاہل** ہیں۔ ہمیں اس بات کے پڑھنے سے خوشی ہے کیونکہ جو عقیدہ حضرت مرزا صاحب اتنی مدت سے شایع کرتے رہے ہیں اور جسکی وجہ سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا اور جو کہ صحیح عقیدہ اسلامی ہے وہی آخر کار جناب مولویصاحب نے اختیار کیا بلکہ شایع کیا خواہ وہ اشاعت صرف انگریزی زبان میں ہی ہو لیکن ساتھ ہی ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مولویصاحب کی اصطلاح کے مطابق ہندوستان پنجاب کے مولویوں میں سے کون کون عالم کہلانیکا حق رکھتے ہیں اور کون کون جاہل کہلانیکے مستحق ہیں اس واسطے ہم تمام مولوی صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ سے ہم کو مطلع فرما کر مشکور فرماویں جو صاحب اطلاع نہ دیں گے ان کی نسبت بہر حال یہی یقین کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے پرانے عقیدہ پر قائم ہیں۔ کہ ایک تلوار چلانے والا مہدی آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ جسکی سلطنت ظاہری بھی ہوگی اور جو کفار کو مغلوب کرے گا۔ بعض مولویصاحبان کے نام درج ذیل ہیں۔ اور اس غرض سے انکی خدمت میں یہ اخبار روانہ کیا جاتا ہے۔

مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی۔ مولوی عبد الحق صاحب غزنوی مولوی ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی قاضی سلیمان پھلواری مولوی محمد اسحٰق صاحب پٹیالہ مولوی محمد حسن صاحب لودیانوی۔ مولوی محمد بشیر صاحب ساکن دہلی

مولوی وحید اللہ صاحب امرتسری مولوی عبد الواحد صاحب امام مسجد چینیاں حافظ عبد المنان صاحب وزیر آباد

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

(نمبر ۵)

اس سلسلہ کے سابقہ نمبر میں اُن غیر مسلم ملازمان سررشتہ کی ایک مختصر فہرست دیجا چکی ہے جنہیں عرصہ قلیل میں مکرر سہ کرر ترقیاں دیگئی ہیں۔ اور ترقیاں بھی خاصی معقول و بیش قرار۔ حالانکہ غریب و بےبس مسلمانوں کو عموماً بہت کم ترقی ملی ہے اور بعض صورتوں میں باوجود صریح استحقاق و اہلیت کے انہیں محض از راہِ ناانصافی و قوم پرستی اضافہ و اعزاز سے محروم کیا گیا ہے۔ بعد میں اسی قسم کی چند اور نظیریں معلوم ہوئی ہیں جو درج ذیل کیجاتی ہیں:۔

(۱) ہیانا رام	۷۰ روپے سے	۸۰ روپے	نوٹیفکیشن نمبری ۱۹۳۱۹۔ ای مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	
مکرر	۸۰	۱۰۵	۹۶۶	۴ر اپریل ۱۹۰۷ء
(۲) باگھ سنگھ	۵۰	۶۰	۳۰۷۳ ایس	۴ر ستمبر ۱۹۰۶ء
مکرر	۶۰	۷۰	۱۹۷۔ ای	۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء
(۳) سیتا رام داس	۶۰	۷۰	۲۸۵۔ ایس	۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء
مکرر	۷۰	۹۵	۳۰۵۔ ای	۱۲ر فروری ۱۹۰۷ء
(۴) رام تابل	۵۰	۶۰	۲۸۵۔ ایس	۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء
مکرر	۶۰	۷۶	۱۲۱۰۔ ای	یکم مئی ۱۹۰۷ء

ناظرین آپ نے دیکھا کہ ہندوؤں کو کتنی جلدی جلدی اور کیسی فراخدلی سے ترقیاں دیجاتی ہیں۔ اور یہ تو بطور نمونہ بہت تھوڑی مثالیں ہیں جو صرف گورنمنٹ گزٹ پنجاب سے لیگئی ہیں۔ اور صرف سرکاری ہائی سکولوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ دیگر مدارس میں بھی اغلباً ایسے ہی بہتیرے کیس ہوتے ہونگے۔ برخلاف اس کے گورنمنٹ ہائی سکولوں میں مسلمان ایک بھی ایسا نہ ملیگا جسکو اس عرصہ میں ہندوؤں کی طرح مکرر سہ کرر ترقی ملی ہو۔ ٹریننگ انسٹی ٹیوشنوں (مدارس معلمی) اور انسپکشن لائن (صیغہ معائنہ) میں بھی ایسی ہی کیفیت ہے جو انشاء اللہ اپنے موقع پر بیان کی جائے گی۔

اب ہم حسب وعدہ ایک سرسری نظر ان ترقیوں پر ڈالتے ہیں جو ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء سے ۲۵ر فروری ۱۹۰۷ء تک دیگئی ہیں۔ واضح رہے کہ ۲۰ر اگست ۱۹۰۶ء وہ تاریخ ہے جسمیں کہ جدید سکیم شایع کیگئی۔ اور ۲۵ر فروری ۱۹۰۷ء وہ تاریخ ہے جسکو لالہ شیولال صاحب بی۔ اے نے عہدہ رجسٹرار کا چارج لیا تھا۔

نمبر شمار	نام	نمبر نوٹیفکیشن	تاریخ	تشریح ترقی	مقدار ترقی
(۱)	سندر داس صاحب ہیڈ ماسٹر	۱۹۲۴	یکم ستمبر ۱۹۰۶ء	۲۲۵ روپے سے ۳۰۰ روپے	۷۵
(۲)	گوکل چند صاحب	″	″	۲۰۰ سے ۲۵۰	۵۰
(۳)	برج بہاری لال صاحب	″	″	۱۶۰ سے ۲۰۰	۴۰
(۴)	مکھا داس صاحب	۱۵۹۳۔ ای	۲۶ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	۵۰ سے ۵۵	۵
(۵)	حکم چند صاحب	۲۱۳۶ / ۸۱۷	۲۶ر نومبر ۱۹۰۶ء / ۹ر مارچ ۱۹۰۷ء	۲۰ سے ۳۰	۱۰
(۶)	اندر بہان صاحب	۱۹۲۰	۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	۵۵ سے ۸۰	۲۵
(۷)	گنڈا رام صاحب	۲۱۶۳	۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۴۰ سے ۴۵	۵

(۸) وزیر چند صاحب	″	نوٹیفکیشن ۲۱۹۴۔ ای ۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء / ۵۷ ۱۸ر جنوری ۱۹۰۷ء			۱۵۵ روپے سے ۲۰۰
(۹) رامجی دت	″	۲۱۹۰	۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۵ سے ۲۰	۵
(۱۰) کرم چند قائمقام ہیڈ ماسٹر	″	۲۲۹۹	۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۴ سے ۱۶	۲
(۱۱) نہالچند صاحب	″	″	″	۱۰۰ سے [illegible]	[illegible]
(۱۲) مول چند صاحب	″	″	″	۹۰ سے ۱۰۰	۱۰
(۱۳) ہیانا رام صاحب	″	″	″	۷۰ سے ۸۰	۱۰
(۱۴) ماسٹر سادھو نراین صاحب	″	۲۲۳۸	۱۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۴۰ سے ۱۶۰	۲۰
(۱۵) پیارے لال صاحب	″	″	″	۱۲۰ سے ۱۴۰	۲۰
(۱۶) نرائن داس گپتا	″	۴۴	۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء	۱۰۰ سے ۱۴۰	۴۰
(۱۷) رامچند	″	۲۲۳۸	۱۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۹۰ سے ۱۰۰	۱۰
(۱۸) مکھن لال	″	″	″	۸۰ سے ۹۰	۱۰
(۱۹) بھگت رام	″	″	″	۷۰ سے ۸۰	۱۰
(۲۰) ہرچرنداس	″	″	″	۶۰ سے ۷۰	۱۰
(۲۱) تلسی رام	″	۲۲۴۰	۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۲۰ سے ۲۵	۵
(۲۲) شیو نرائن	″	۲۲۸۱	۲۲ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۷۰ سے ۸۰	۱۰
(۲۳) گنگا سنگھ	″	۵۵	۱۸ر جنوری ۱۹۰۷ء	۶۰ سے ۷۰	۱۰
(۲۴) گنگا رام	″	″	″	۵۰ سے ۵۵	۵
(۲۵) رام چند سوبخیہ	″	۵۴	″	۷۰ سے ۸۰	۱۰
(۲۶) برکت چند	″	۶۱	″	۴۰ سے ۴۵	۵
(۲۷) کرم نرائن	″	۱۹۶	۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء	۴۵ سے ۵۵	۱۰
(۲۸) باگھ سنگھ	″ / و ″	۳۰۷ ایس / ۱۹۷۔ ای	۴ر ستمبر ۱۹۰۶ء / ۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء	۵۰ سے ۷۰	۲۰
(۲۹) لبھو رام	″ / و ″	۲۴۱ / ۷۱۹	۲۲ر جنوری ۱۹۰۷ء / ۹ر مارچ ۱۹۰۷ء	۱۵ سے ۲۰	۵
(۳۰) جوتہہ رام	″	۲۵۱	۲۲ر جنوری ۱۹۰۷ء	۴۵ سے ۵۰	۵
(۳۱) میا داس	″	۴۱۰	۱۲ر فروری ۱۹۰۷ء	۴۵ سے ۵۰	۵
(۳۲) شام لال	″	۴۱۱	″	۵۰ سے ۵۵	۵
(۳۳) سیتا رام داس	″	۵۳۰	۱۲ر ″	۷۰ سے ۹۵	۲۵
(۳۴) چند کشور	″	۴۱۹	۱۲ر ″	۴۵ سے ۵۰	۵
(۳۵) بھگومل	″	″	″	۴۵ سے ۵۰	۵
(۳۶) دربارا سنگھ	″	۴۱۹	″	۳۰ سے ۳۵	۵

میزان ترقیات = ۵۹۵ روپے ماہوار

اور اسی عرصہ کے اندر مسلمانوں کو حسب ذیل ترقیاں ملیں:۔

(۱) محمد اشرف	″	۲۲۱۹	۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۶۰ سے ۲۰۰	۴۰
(۲) فقیر محمد	″	۱۹۴۷	۳ر نومبر ۱۹۰۶ء	۳۰ سے ۴۰	۱۰
(۳) الٰہی بخش	″	۲۰۳۶	۱۳ر ″	۳۵ سے ۴۰	۵
(۴) سلطان احمد	″	۲۲۱۹	۱۷ر دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۴۰ سے ۱۵۰	۱۰
(۵) نور بخش	″	″	″	۸۰ سے ۹۰	۱۰
(۶) ہدایت اللہ	″	″	″	۶۰ سے ۷۰	۱۰
(۷) عبد الرحمن	″	۱۱۳	۱۸ر جنوری ۱۹۰۷ء	۵۵ سے ۶۰	۵

میزان ترقیات ...... ۱۰۰ روپیہ

...حسب ذیل ترقیاں ہندوؤں کو بعد میں اور دیگئیں۔

...یا رام	″	۹۶۶	ای	۴ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء	۸۰ سے ۱۰۵ اردو ... عہ
...ج لال	″	۸۴۹	″	۲۱ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء	۳۰ ″ ۳۵ صہ
...کت رام	″	۸۳۴	″	″	۵۵ ″ ۶۰ صہ
(۴) سیتا پرشاد	″	۸۳۷	″	″	۲۰ ″ ۲۵ صہ
(۵) ...کمی دہر	″	۸۳۸	″	″	۱۵ ″ ۲۰ صہ

(یہ شخص سررشتہ تعلیم میں تازہ ہی ملازم تہا (دیکھو نمبر ۱۹۲ مورخہ ۴ر اکتوبر جو اسکی تاریخ تقرر ہے)

(۶) رام پرشاد کہوسلہ	″	۹۵۰	″	۳ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء	۱۰۰ ″ ۱۸۰ لـہ
	″	۱۰۱۴	″	۹ر ″ ″	
رام چندر	″	۵۶۵	″	۲۷ر فروری سنہ ۱۹۰۷ء	۱۰۰ ″ ۱۴۰ ـ سہ
...کت سنگھ	″	۵۶۸	″	″	۸۰ ″ ۱۰۰ عہ

(یہ شخص بہی سررشتہ تعلیم کا تازہ ہی ملازم تہا۔ اسکی تاریخ تقرر ۱۴ر ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء ہے دیکھو نمبر ۱۳۱۴ - الیس)

چھتر مل	″	۱۰۸۴	″	۴ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء	۴۰ ″ ۵۰ عہ
رام تامل	″	۱۲۱۰	″	یکم مئی ″	۶۰ ″ ۶۷ عہ
...شادداس	″	۱۲۱۱	″	″	۵۰ ″ ۶۰ عہ

(یہ شخص بہی تازہ ہی ملازم ہے تاریخ تقرر ۳ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء نمبر ۲۱۸۸ ای)

میزان ترقیات . . . . ۲۳۶ عہ

...مسلمانوں کو ان کے بالمقابل صرف یہ ایک ترقی ملی وہ بہی پانچ روپیہ کی :-

غلام علی۔ ۱۵ روپے سے ۲۰ روپے۔ صہ

اعداد مندرجہ بالا کسی تشریح و ریمارک کے محتاج نہیں۔ بلکہ زبان ...ل سے خود ہی ہندو عملہ با اختیار کی منصف مزاجی اور حق پسندی حق رسانی کی داد دے رہے ہیں۔ یعنی جبکہ ہندوؤں کو ۵۹۵ روپے ماہانہ ترقی دی گئی مسلمانوں کو اسی چہ ماہ کے عرصہ میں ان کے بالمقابل فقط سو روپے اضافہ ملا۔ اور بعد کے ڈہائی مہینوں میں جہاں ہندو خوش نصیبوں کو ۲۳۶ روپے ترقی مرحمت ہوئی وہاں ...میں اپنے ہموطن مسلمان بہائیوں کو صرف پانچ روپیہ کی قلیل ...ذلیل ترقی دینے کی ہی توفیق تہی۔ اور بس۔ کیا کوئی غیر متعصب اور انصاف دوست آدمی کہ سکتا ہے کہ عملہ مذکورہ کی یہ کارروائی قوم پرستی اور جنبہ داری سے خالی ہے؟۔ اور اسی پر تو یہ داستان بیدردی ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ابہی ہمیں اس بارہ میں اور بہت کچھ کہنا ہے ...ر واقعات و اعداد کی بناپر ان حضرات کی قوم پرستی کے بڑے ...ے کارنامے سناتے ہیں۔

احمدیوں کے مخالف کی بصیرت

...ب سکول ماسٹر صاحب حوالدار سلطان علیخان السلام علیکم۔ سراج الاخبار واقعہ ۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء ...کالم ۲ میں آپکی طرف سے بعنوان مرزائیوں کو شکست اس بحث کا خلاصہ چہپا ہے۔ جو مابین مولوی ...ین صاحب ولد حافظ غلام حید ساکن دمولیہ تحصیل پنڈ دادنخاں خاں ...امام بلیش ... ...و پیر حسین شاہ صاحب احمدی امام گیریشن بائری اور غلام مصطفےٰ صاحب باو چیل ... ٹانک کالگ میں بشمولیت منصفاں ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب صوبہ دار پیر بخش صاحب جمعدار۔ رمضانخان صاحب پوکی۔ خادم بحیثیت فوجی ہونے کے جواب دینا ضروری سمجھکر عرض پرداز ہے۔ آپ ملاحظہ فرماکر جواب سے سرفراز فرماویں۔

سوال اول۔ مولوی صاحب نے سید صاحب سے سوال کیا کہ آپ قرآن شریف میں ایک حرف بہی کم و بیش کرنیوالے کو کیا سمجہتے ہیں۔ اسنے کہا کافر مولوی صاحب نے جہٹ ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۱ سے آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی زیادتی دکہادی۔ **جواب۔** ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ پارہ ۱۵۔ کان سے سنا ہے تو آپ کسطرح محقق ہیں۔ کہ آنکہہ سے ملاحظہ فرماکر تحقیقات نہ کی۔ اور سچ یا جہوٹ سے غرض نہ رکہی اور جہٹ لکہنے کی فکر کی۔ اگر آنکہہ سے ملاحظہ فرمانے کے بعد لکہنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ تو جب وہاں اسی صفحہ بلکہ اسی سطر میں لکہا ہوا ہے۔ کہ یہ قرأت ابن عباس کی ہے۔ تو کیوں اسکو مرزا صاحب کیطرف منسوب کیا۔ یہ اعتراض مولویصاحب نے ابن عباس پر کیا ہے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف ناحق اعتراضات پر جو پیچ کہولتے ہیں۔ آپکی سمجھ کے مطابق کیوں ہمیں حق نہیں پہنچتا۔ کہ ہم لکہدیں کہ حوالدار سلطان علیخان سکول ماسٹر ٹانک کالگ نے سراج الاخبار ۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۷ء میں آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث لکہکر قرآن شریف میں زیادتی کی ہے۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔ نیز کس مطبع میں مرزا صاحب نے قرآن شریف چہپوایا ہے جسمیں زیادتی کی ہے۔ پتہ دیں۔

سوال دوم۔ جو شخص دعوی کرے کہ میں پیغمبر سے بڑہکر مفہوم قرآن پر حاوی ہوں۔ وہ آپکے نزدیک کیسا ہے۔ سید نے کہا کافر۔ اسپر مولویصاحب نے کرامات الصادقین صفحہ ۱۹ سے یہ عبارت پیش کردی "میں یہ خیال کرکہ گویا جو کچھ آنحضرت صلعم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا ہے اس سے بڑہکر ممکن نہیں۔ بدیہی البطلان ہے"۔ **جواب۔** اسی صفحہ ۱۹ میں اس عبارت سے پہلے مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے "کہ یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے معنے بیان فرمائے ہیں۔ وہی صحیح اور برحق ہیں۔ مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ معارف قرآن کریم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے۔ اُن سے زیادہ قرآن کریم میں کچھہ نہیں + خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کے لئے یہ ایک ضروری نشانی ہے۔ کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کی عجائبات کی ہزار برس تک ہی تحقیقات کیجاوے تو ہزار برس ختم ہو جاویگا۔ مگر اس درخت کے پتے کے عجائبات ختم نہ ہونگے"۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ایک پتے کے عجائبات ہزار برس تک ہی ختم نہیں ہوتے۔ تو قرآن کریم کے عجائبات کہاں ختم ہو سکتے ہیں۔ اسمیں سر یہ ہے۔ کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے۔ اسمیں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے۔ اور بے مثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر ایک چیز اُسی حالت میں بے نظیر ٹہیر سکتی ہے۔ جبکہ اس کے عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور یہی خاصیت خدا تعالیٰ کی ہر ایک مخلوق میں پائی جاتی ہے اور آیت قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا سے ظاہر ہے کہ کلمات ربی ہرگز ختم نہیں ہو سکتے۔ جنابکے نزدیک کلمات ربی سے کیا مراد ہے۔ اگر یہی قرآن کریم مراد ہے جو مابین دفتین میں موجود ہے۔ تو نعوذ باللہ وعدہ ربی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور اگر کلمات ربی سے مراد حقایق و معارف قرآنی مراد ہیں۔ اور وہ آپکے نزدیک ختم ہو چکے ہیں۔ تو بہی حسب آیت مذکورہ وعدہ ربی صادق نہیں ٹہیر سکتا۔ ہر دو جہت سے آپ کے عقیدہ کے بموجب وعدہ ربی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ حقایق و معارف قرآنی غیر محدود ہیں۔ اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ کما مر سابقاً۔ ہاں جسقدر معارف و حقایق قرآنی کے آنحضرت صلعم کو وقت میں ضرورت تہی وہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمائے۔ اور سورہ نور پارہ ۱۸ میں خداوند کریم نے آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض میں خلفائے محمدی کی بشارت دی۔ اور آنحضرت صلعم نے بہی فرمایا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابو داؤد۔ یعنی ہر صدی کے سر پر خداوند کریم مجدد مبعوث کریگا۔ اور وہ فیض محمدی سے مستفیض ہوکر حسب ضرورت زمانہ معارف و حقایق قرآنی بیان کریگا۔ جیساکہ مرزا صاحب نے خود بیان فرمایا ہے۔ کہ میں بہ اتباع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور جو کچھ معارف و حقایق مجہپر کہلتے ہیں وہ کامل متبع

ہونے کیوجہ سے بطفیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہلاتے ہیں۔ اور تابع کا کام ہمیشہ متبوع کا کام سمجھا جاتا ہے پس جو حقایق و معارف اس سے پہلے مجددوں نے بیان فرمائے یا مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں۔ اور بیان فرماوینگے۔ وہ دراصل معارف و حقایق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں کیونکہ بیان کنندے فیض محمدی سے مستفیض ہوتے کیوجہ سے وارث ان حقایق و معارف قرآنی کے ہوئے اور ہیں اور ہونگے۔ جو انہوں نے بیان فرمائے۔ یا مرزا صاحب بیان فرماتے یا فرماویں گے۔ آپ نے کسطرح خیال فرمایا کہ آنحضرت صلعم سے بڑھکر یا جدا ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جسقدر آپ کے زمانہ میں ضرورت تہی۔ حقایق و معارف قرآنی بیان فرمائے۔ آیندہ کیواسطے حسب آیت و حدیث مذکورہ جس زمانہ میں جسقدر ضرورت ہوئی تہی۔ یا ہے۔ یا ہوگی۔ فیض محمدی سے فیض یافتہ مامور من اللہ بیان فرماتے رہے اور مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ ہمارا اسی پر ایمان ہے۔ آپ معارف و حقایق قرآنی کو محمدی وہ مانتے ہیں یا غیر محمدی۔ وہ ہمارے نزدیک معارف و حقایق قرآنی ... ہیں۔ کہا درست تہا۔ آپ اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔

سوال سوئم۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آیا معجزات برحق ہیں یا نہیں۔ اور جو شخص ان کو مکروہ اور قابل نفرت سمجہے۔ کیسا ہے وہ بولے معجزات برحق ہیں۔ اور مکروہ جاننے والا کافر۔ مولوی صاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ سے یہ عبارت پڑہکر سنادی "بہرحال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ حال کے موافق بطور خاص مصلحت کے تہیں۔ مگر یاد رکہنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لایق نہیں جیساکہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل اور توفیق سے ابن مریم سے کم نہ رہتا۔"

جواب۔ مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز معجزات سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ازالہ اوہام میں آپکی پیش کردہ عبارت سے پہلے بیان فرمایا ہے کہ انبیا کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنہیں انسانی تدبیر اور عقل کو کچہہ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولانی صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تہا۔ اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے اس کو دکہایا تہا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کا وہ معجزہ صرح ممرد من قواریر جسکو دیکہکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔ آپ انصاف سے جواب دیں کہ کیا اسی کو انکار معجزات کہا جاتا ہے۔ یہ اقرار معجزات ہے۔ یا انکار۔ پہر اسی ازالہ اوہام میں صفحہ ۳۰۵ سے پہلے لکہا ہے "کہ جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کیطرح صرف عقلی معجزہ تہا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کیطرف لوگوں کے خیالات جہکے ہوئے تہے۔ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنیوالے تہے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے کام کرتے تہے۔ اور حضرت مسیح کیوقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پہیل گئے تہے۔ اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکہلئے تہے۔ جیساکہ قرآن کریم بہی اس بات کا شاہد ہے سو کچہہ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کہلونا کسی کل کے دبانے یا پہونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے" اور جبکہ یہ بہی امر ثابت شدہ بات ہے کہ مامور من اللہ کو حسب ضرورت زمانہ معجزہ دیا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحران مصر کے مقابلہ میں اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اور آنحضرت صلعم کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت کا بہت زور تہا۔ لہذا قرآن کریم میں اس قسم کی فصاحت و بلاغت عنایت فرمائی جسکے مقابلہ میں باوجود تحدی کے تاحال فصحا عاجز ہیں۔ اور تاقیامت عاجز رہیں گے۔ اسوقت بہی قلم کا زور ہے۔ سو حضرت اقدس کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ دیکہ لیجئے اعجاز المسیح کے مقابلہ میں باوجود طلب کرنے علمائے عرب۔ بغداد و مصر۔ کابل۔ ہند کے کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ اور نہ کر سکتا ہے اسوقت تو علم الترب کا زور ہے اور نہ سیدائی کی ہمکو دلیل سمجہا گیا ہے۔ لہذا یہ معجزہ نہ ہونے ضرورت حقہ کے حضرت اقدس کو عنایت نہیں فرمایا گیا۔ اب اس علم کو حاصل کرنے کے لئے تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا صاحب نے مکروہ اور قابل نفرت معجزہ مسیح کو ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ سلیمانی معجزہ سے مشابہ عقلی معجزہ تسلیم فرمایا ہے

زمانہ حال میں جسطرح کہ شعبدہ بازی صناعاں یورپ کرتے اور چڑیوں کو بناتے اور کہلونے کیطرح پر بناتے ہیں۔ اسکی آجکل ضرورت نہ ہونے کیوجہ سے اسکو مکروہ اور قابل نفرت فرمایا۔ مسیح کیوقت میں ضرورت حقہ ہونیکی وجہ سے معجزہ عقلی تہا۔ اب بغیر ضرورت مثل صناعاں یورپ مکروہ اور قابل نفرت یہ عمل ہے۔ اسوقت ضرورت حقہ کیوجہ سے معجزہ تہا۔ عوام الناس اس مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں سو یہ معجزہ ایسا نہ تہا کہ اس سے مسیح کی خالقیت سمجہی جاتی آپ کیطرح عوام الناس حضرت مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کا شرک ہے۔ میں آپ سے یہ پوچہتا ہوں کہ آپ ان چڑیوں کو جو بنا سکتے ہیں جو مسیح نے پیدا کی تہیں۔ کوئی فرق مابہ الامتیاز ہو تو پیش کریں۔ آپ اپنے اعتقاد کے ہموجب سوطلا دین وغیرہ کلہم مندرجہ ذیل آیات میں تطبیق دیں۔ (۱) سورہ توبہ پارہ ۱۰۔ اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابًا من دون الله والمسيح ابن مريم۔ ترجمہ۔ پکڑ لئے ہیں اپنے عالم اور درویش اللہ کو چہوڑکر رب۔ اور مسیح بیٹے مریم کو یعنی مسیح کو معبود مانا ہے۔

(۲) سورہ نحل پارہ ۱۴۔ والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئًا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون۔ ترجمہ۔ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچہہ پیدا نہیں کرتے۔ اور خود پیدا شدہ ہیں۔ مردے ہیں جنہیں جان نہیں اور خبر نہیں رکہتے کہ کب اٹہائے جاویں گے۔ یعنی نہ معبود زندہ ہیں اور نہ انہوں نے کچہہ پیدا کیا ہے۔

(۳) الله الذی خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم هل من شركائكم من يفعل من ذلكم من شيء سبحانه وتعالى عما يشركون ط ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پہر تم کو روزی دی پہر تم کو ماریگا پہر تم کو زندہ کریگا۔ کیا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے جو کرسکے ان کاموں میں سے ایک کو۔ (۴) ام جعلوا لله شركاء خلقوا كخلقه فتشابه الخلق عليهم قل الله خالق كل شيء وهو الواحد القهار۔ ترجمہ۔ کیا انہوں نے خدا تعالیٰ کے شریک ایسے صفات میں ٹہیرا رکہے ہیں۔ کہ جیسے خدا خالق ہے وہ بہی خالق ہیں۔ اس دلیل سے انہوں نے انکو خدا مان لیا۔ انکو کہدے اے محمد صلعم کہ اللہ تعالیٰ خالق ہر ایک چیز کا ہے۔ وہ اکیلا ہر چیز پر قادر اور غالب ہے۔ دیکہو پارہ ۱۳ سورہ رعد۔ جناب مولوی طالب دین صاحب یا جن کو چاہیں مددگار لیکر تناقض آیات کو رفع کریں مخفی نہیں کہ پہلی آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کو لوگوں نے معبود مانا۔ دوسری آیات سے واضح ہے کہ جو معبود مانے گئے ہیں۔ انہوں نے کچہہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ خود پیدا شدہ ہیں اور مر گئے ہیں۔ اس سے مسیح نہ تو خالق طیور رہا۔ اور نہ زندہ۔ اگر آپ کا یہ عذر ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے مسیح کو صفت خالقیت میں شریک کر رکہا تہا۔ تو یہ صریح الحاد ہے۔ اسلئے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفت خاصہ الوہیت بہی غیر کو دے سکتا ہے۔ تو اس سے اسکی خدائی باطل ہوتی ہے۔ اگر یہ عذر ہو کہ ہم یہ اعتقاد تو نہیں رکہتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے خالق طیور تہا۔ بلکہ یہ طاقت قادر مطلق نے دے رکہی تہی۔ اور اسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنا مثیل بنادے۔ ایسا عذر بالکل مشرکانہ عذر ہے۔ میں آپ سے پوچہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مارنے پر قادر ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو قادر مطلق نہ رہا۔ اگر ہے تو موت باری ممتنع الذات ہوئی پس یہ خیال کہ مسیح خالق طیور تہا سراسر مشرکانہ خیال ہے۔ کیونکہ خلق اوصاف خاصہ الوہیت سے ہے۔ اور خاصہ غیر میں نہیں پایا جاتا۔ اور اوصاف مخصوصہ خدائی اگر عباد میں تقسیم ہوسکتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذہب صحیح و درست ہو جائیں گے۔ جسقدر مخلوق پرست لوگ ہیں انکا یہ قول ہے کہ ہمارے معبود وں کو خدا نے خدائی کی طاقتیں دے رکہی ہیں + اس سے ثابت ہوا کہ مسیح کی نسبت جو يخلق من الطين کے الفاظ آئے ہیں وہ خالقیت اور قسم کی ہے خالقیت باریتعالیٰ سے اسکو کوئی مشابہت نہیں۔ اگر دراصل مسیح کے جاندار پرندے بنائے ہوئے ہوتے تو خدا کی خالقیت کے مشابہ ہو جاتے۔ اور **خلقوا كخلقه** کا دعویٰ باطل ہو جاتا۔ اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے **فتشابه الخلق عليهم** کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جاتی۔ ہو المطلوب + آپ جس اخبار میں جواب تحریر کریں اس کا پرچہ میرے پاس بہیجدیویں۔ فقط۔

خادم احمدی غلام حسین لیس نائک ساکن بہوجہال کلاں تحصیل پنڈدادنخاں
حال مقیم چہاونی جہلم پلٹن ۲۲ کمی ۸ +

حکیم محمد الدین صاحب امرتسری کا استفسار

جناب حکیم صاحب! چند روز ہوئے کہ ہمکو آپ کا ایک اشتہار بذریعہ بھائی جان جناب احمد حسین صاحب فریدآبادی رفیق انجمن امرتسر پہونچا ہے جسکا عنوان آپ نے یہ رکھا ہے کہ "مرزا صاحب قادیانی کی نرالی چال" جسمیں آپنے بہت سی باتیں بنا کے علاوہ میرزا صاحب قبلہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس نے میرزا صاحب نے ثناء اللہ امرتسری اور اپنے درمیان خدائی فیصلہ طلب کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر حملہ کیا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بڑے زور و شور سے کئی ایک قبیلوں کو اپنے دام میں کر لیا تھا بلکہ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلعم کے پاس گفتگو کرنیکو بھی گیا تھا اور دو بدو گفتگو بھی کی تھی اور اپنی جھوٹی نبوت کو آنحضرت صلعم کے سامنے پیش بھی کیا تھا مگر اوسکی زندگی میں آنحضرت صلعم فداہ روحی کا انتقال ہوا اور مسیلمہ زندہ رہا وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا مسیلمہ کو صادق مان لیا جاوے؟ اور آنحضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) کاذب؟ جواباً عرض ہے کہ یہ آپ کا اختیار ہے آپ کو کوئی نہیں روک سکتا کہ مسیلمہ کذاب کو صادق تسلیم کریں یا کسی اور کذاب اور مفتری نبی کو کیونکہ جو شخص صادق نبی اور اوس کے نشانات کا منکر ہوگا اور خواہ مخواہ اوس کے جھوٹے اور کذاب ثابت کرنیکی ہی دہن میں رہیگا اوس کے لئے آخر کو یہی سزا مقدر ہو جاتی ہے کہ وہ کذاب اور مفتری کو ہی قبول کرے چنانچہ آپ کو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں جو جناب جیسے دل و گردہ رکھنے والے تھے اونہوں نے آنحضرت صلعم کے بہت سے نشانات دیکھنے کے بعد بھی آپ کو قبول نہ کیا مگر مسیلمہ کو قبول کر لیا اور بہت جلد قبول کر لیا پس بدیں صورت آپکے لئے یہ کوئی مشکل امر نہیں کہ آپ اسحالت میں کہ آنحضرت صلعم کے بہت سے نشانات اور معجزات کا انکار کر چکے ہیں اور ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات کا۔ مسیلمہ کو یا کسی اور کو قبول کر لیں اور صادق مان لیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسوقت کے متعلق جسقدر نشانات اور علامات بیان کئے تھے اور مہدی معہود اور مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق جو جو نشانات بیان کئے تھے جنمیں سے ایک خسوف کسوف بھی تھا (جو اور نشانات کے ساتھ ظاہر ہو چکا ہے) جب ان تمام کا ماننا آپ کے نزدیک ایک ہتک کرنا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا آنحضرت صلعم یا مسیح موعود کی صداقت کا منکر ہونے کیلحاظ صرف یہ حجت تراشنا کہ مسیلمہ کذاب نے آپ سے گفتگو بھی کی تھی اور مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت صلعم وفات پا گئے تھے اور اسطرح پر انکار کر دینا کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کے علاوہ آپ لوگوں کے دل اس قسم کے ہی ہو گئے ہیں کہ آپ ایسے دوست مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جنکی حمایت میں آپنے یہ اشتہار شائع کیا ہے باوجودیکہ آنحضرت اہل دین آمد کلام اللہ معظم و انتن کا دعویٰ رہا ہے یہ بھی زٹل ہانکی ہے کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے دیکھو اہلحدیث ۳۶ جلد ۲ (حالانکہ کلام اللہ نے ومن یرتد منکم الخ میں صاف جتادیا ہے کہ بعض کج فہم مرتد بھی ہونگے) اور یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم سے اکثر لوگ مرتد بھی ہوئے خاصکر کاتب الوحی بھی اور ایسے ہی دوسرے انبیاء سے بھی ہوئے ہونگے اور یہ آپ کا پیشگر وہ مسیلمہ کذاب بھی مرتد ولی میں تھا۔ پس اسصورت میں جبکہ ایک طرف آپ آنحضرت صلعم کے نشانات کے منکر ہیں دوسری طرف آپ کا اور آپکے دوستوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے تو آنحضرت صلعم کی صداقت سے باغی ہو جاویں تو ممکن ہی نہیں بلکہ قرین قیاس یہی ہے

یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ مرزا صاحب قبلہ کا خدائی فیصلہ اپنے اور ثناء اللہ کے درمیان طلب کرنا تو آنحضرت صلعم پر حملہ ہو گیا۔ لیکن مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان محمد رسول اللہ صلعم و مسیلمہ کذاب کے قصہ کو پیش کرنا جناب نے کس وجہ سے مناسب سمجھا اور کیا یہی آپ کا اصل منشاء رکھا ہے؟ آیا آپ نے ثناء اللہ کو آنحضرت صلعم سے تشبیہ دی ہے اور مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) مسیلمہ سے؟ اگر یہی بات ہے تو کیا آپ نے آنحضرت صلعم کی ذات پاک پر آپ نے حملہ نہیں کیا جو کہ معمولی جیسے مولوی کو آنحضرت سے تشبیہ دیدی؟ دوسرے کیا ثناء اللہ کو ہی کبھی ایسا حوصلہ ہوا کہ اوس نے ایسا دعویٰ کیا ہو کہ گویا وہ بمنزلہ محمد رسول اللہ صلعم ہے یا کسی اور انبیاء سے مشابہت رکھتا ہے۔ اگر ثناء اللہ نے ایسا نہیں کہا اور ہرگز نہیں کہا ہوگا تو آپ نے اوسکی ذات پر ایسا افترا کیوں کیا؟ کیا اونکی آپ کو کوئی ایسی تحریر دی ہے جسمیں یہ اجازت آپکو حاصل ہے کہ آپ اوسکی سرپر ایسا بڑا افترا کریں جسکا کبھی اوسکو حوصلہ نہیں پڑا؟ ایسا ہی کیا اسکا بھی کوئی آپکے پاس ثبوت ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلعم کے اور اپنے درمیان بذریعہ دعا ایسا خدائی فیصلہ طلب کیا تھا یا آنحضرت صلعم نے ایسی دعا کی تھی جسکا مفہوم یہ ہو جیسے کہ جناب مرزا صاحب قبلہ نے ثناء اللہ اور اپنے درمیان خدائی فیصلہ کی دعا حضرت احدیت میں کی ہے؟ اور اگر نہیں تو ثناء اللہ اور مرزا صاحب کے معاملہ میں ایسی لایعنی کارروائی کرنی چہ معنی دارد؟ کیا مسیلمہ کذاب وہی نہیں ہے جسنے نبوت کا دعویٰ کر کے صرف چند عرصہ میں اپنی ہلاکت اور تباہی سے ثابت کر دیا کہ وہ جھوٹا اور محض بناوٹی نبی تھا؟ کیا آنحضرت صلعم وہی نبی نہیں کہ جسنے بیکسی اور بے بسی کی حالت میں نبوت کا دعویٰ کر کے ایسے وقت میں اپنے مولا کریم کے جان سپرد کی کہ جسوقت میں اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الخ کا اور مشن لیا اور ۲۳ برس کی کامیاب زندگی سے ثابت کر دیا کہ جھوٹا مرد دو اسقدر عمر نہیں پاتا کہ اتنے عرصہ تک افترا پردازیاں کرے پھر کس مونہہ سے تو صادق کو صدق جھٹلاتا ہے؟ کچھ شرم و حیا کر آخر مرنا ہے یاد رکھو کہ مولوی ثناء اللہ کا خدا کے صادق مسیح کے مقابل دعا مباہلہ کے لئے نہ نکلنا اور بیہودہ حیلے بہانے کر کے ٹالنا اور اپنی شوخیوں سے بھی باز نہ آنا یہی ثابت کرتا ہے کہ اوسمیں اور ان میں کچھ فرق نہیں جو آنحضرت صلعم کے وقت میں نجران میں رہتے تھے اور کہ جنکو سید الابرار نے دعائے مباہلہ کیلئے بلایا تھا اور تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی کا مصداق ہونا تو ثناء اللہ اہلحدیث نمبر ۴ جلد ۳ میں اقرار کر چکا ہے جس سے ثابت ہو گیا ہے کہ آیت ولا یتمنونہ ابدا الخ کی ہی تحدی اور صداقت کا ثبوت ہے جو وہ دعائے مباہلہ سے حیلے بہانے کرتا رہا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ثناء اللہ اپنے آپ کو شرح صدر سے مومن ہی یقین نہیں کرتا ورنہ یہ ناممکن تھا کہ اصل دین آمد کلام اللہ معظم و انتن کی ڈینگ مار کر لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا کو نظر انداز کر کے مرزا صاحب سے دعا مباہلہ سے گریز کرتا جنکو وہ ایجنٹا کافر دجال وغیرہ (نعوذ باللہ) جانتا ہے۔

غرضیکہ ان تمام تحقیقات سے جو کچھ نکلتا ہے وہ تو عرض کر دیا گیا مگر اب یہ بتلانا بھی کا فرض ہے کہ آپ اپنا اعتقاد مولوی ثناء اللہ کی نسبت ظاہر فرما دیں کیا آپ اوسکو مسیلمہ مانتے ہیں یا محمد رسول اللہ صلعم یا کسی اور نبی جیسا؟ اگر نبی کریم جیسا یا کسی دوسرے نبی جیسا تو اس کا ثبوت پیش کریں جہاں پر اوس نے خود ہی یہ دعویٰ کیا ہو نیز یہ بھی تحریر فرما دیں کہ اوس نے دعویٰ کر کے یہ مولویصاحبان نے کیا کچھ اوس کے ساتھ مہربانیاں کیں؟ کیا وہ جو کچھ عرصہ ہوا کہ اوسپر فتوے لگے تھے وہ اسی دعویٰ کے متعلق تو نہیں تھے؟ اور اگر مسیلمہ سمجھتے ہیں تو چونکہ مسیلمہ آنحضرت صلعم پر ایمان لاکر مرتد ہوا تھا اور بعد اوس کے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لہذا یہ ثبوت درکار ہے کہ ثناء اللہ کسوقت مرتد ہوا اور کس وقت اوس نے مسیلمہ جیسے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا؟ کیا مرتد ہونا ص

بلفظ کیونکہ اگر آپ کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اسکی تردید کرتے ہمنہ -

پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ طلب

محکمہ ڈاک خانہ کے متعلق جسقدر مضامین میں نے آج تک شائع کئے ہیں میں بڑی خوشی اور مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل نے انپر علی العموم توجہ فرمائی ہے۔

اور مجھے جب سے صاحب ممدوح سے ذاتی نیاز حاصل ہوا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اصلاح کے کاموں میں پبلک اوپنین کی بڑی قدر کرنے والے ہیں انہیں قدرت نے سوچنے والا دماغ عطا کیا ہے پچھلے دنوں میں نے جو ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی تھی کہ اکثر مقامات پر جہاں ہندو پوسٹماسٹر ہیں وہاں ڈپٹی مسلمان ہونا چاہئے آپ نے ایکشن لیا ہے اور مناسب اصلاح آپ کر رہے ہیں - ایک قوم کے عنصر کا بڑھ جانا انتظامی طور پر بھی خطرناک ثابت ہوا ہے اور صاحب پوسٹماسٹر جنرل اس امر کو مشاہدہ کر چکے ہیں اگرچہ صاحب ممدوح نے میری تحریروں پر توجہ فرما کر اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے مگر میں اس کے لئے ان کا ممنون ہوں میں انشاء اللہ سعی کروں گا کہ جہانتک ممکن ہو صحیح واقعات ان تک پہونچائے جاویں۔ اب میں ایک اور ضروری امر صاحب ممدوح کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں امید ہے کہ آپ جلد نوٹس لیں گے۔

پچھلی مرتبہ ڈاکخانہ دہلی کے بارہ میں عرض کیا تھا کہ وہاں پر کل اسٹاف ہندو ہے اب جو ہم فسٹ کلاس ہیڈ آفس کیطرف نظر کرتے ہیں تو ہم کو کل کے کل ایسے ہی نظر آتے ہیں مثلاً پشاور ہیڈ آفس میں انگریز پوسٹماسٹر ہے جن کے ڈپٹی لالہ منگل سین صاحب مستقل اور بابو بدھاوا رام صاحب قائم مقام ہیں۔ بابو ٹھاکر سنگھ صاحب سب پوسٹماسٹر پشاور شہر مستقل اور بابو دولت رام صاحب قائم مقام ہیں بابو نوبت رائے صاحب ہیڈ کلارک اور بابو ز ...یت رائے صاحب اکاؤنٹنٹ کلارک ... اور بابو ...رام اور بابو رامجی داس اور کندن لال ... ... گریڈ میں بابو دیو کی نندن شیو پرشاد رامجی اس غلام غوث لالہ گنپت رائے کلارک پشاور شہر اور ٹون انسپکٹر موتی رام صاحب ہیں۔

ایسا ہی حال راولپنڈی ہیڈ آفس کا ہے یہاں پر پوسٹماسٹر صاحب تو یورپین ہیں اور ڈپٹی پوسٹماسٹر صاحب بابو نانک چند صاحب ہیں اور اسسٹنٹ پوسٹماسٹر صاحب پنڈت ہیرانند صاحب ہیں اکاونٹنٹ منشی نور محمد ہیڈ کلارک لچھمی دھر ... گریڈ میں بابو نرنجن داس و بابو کریم بخش اور ... کے گریڈ میں بابو بیلی رام جنکی جگہ پر بابو برج لال آنیوالے ہیں بابو مرلی رام بابو کندن لال بابو لالہ رام و بابو لابھ ... اور ... کے گریڈ میں بابو بھوانی پرشاد کرپال سنگھ عبد القادر ... محمد حاضر خاں مولچند ہیں۔ اب اس موقعہ خیال کرنیکا مقام ہے جب اسقدر ہندو اسٹاف ہو تو بیچارے مسلمان کلارکوں کا کیا حال ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہوتا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو چیدہ چیدہ مسلمان کلارک ہیں انکو کسی دوسری جگہ تبدیل کر دیا جاتا تاکہ جو جو تکالیف ان کے ہاتھ سے مسلمانوں کو پہونچتی ہیں نہ پہونچتیں۔ اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو آرام کی برانچیں ہیں ان میں سب ہندو کلارک لگائے گئے ہیں مثلاً کارسپانڈنٹ برانچ بابو کرپا رام جو کہ ایک ... روپیہ ماہوار کا کلارک ہے ہیڈ آفس ڈی برانچ ہے اور بابو مہر چند اور بابو بدری ناتھ جو کہ ... روپیہ کے کلارک ہیں ان کے اسسٹنٹ ہیں اب اس موقع پر ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جو مسلمان کلارک جو دفتر میں کام کر رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ کارسپانڈنٹ میں کام کر سکے کیا کام ڈاکخانہ ان ہر سہ کلارکوں کو یاد رہ سکے گا جس حالت میں کہ ایک عرصہ دراز سے اس برانچ میں کام کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو ہمیشہ سے تکلیف دیتے رہتے ہیں اور افسروں کے سامنے چغلیاں کھا کر مسلمانوں کی بدگوئیاں کر کے انکو نقصان پہونچا رہے ہیں بابو نرنجن داس جو کہ ایک مستقل تنخواہ کے کلارک ہیں کیا کبھی ان کو منی آرڈر یا رجسٹری یا سیونگ بنک کے برانچ میں لگا کر بھی ان کا کام ملاحظہ کیا گیا ہے یا صرف ڈلیوری اور سارٹنگ ہی کا کام کر سکتے ہیں ... یوم کا ہوا کہ پوسٹماسٹر صاحب نے بابو کندن لال کو ہیڈ سارٹر کلارک کیا تھا پھر کیا وجہ ہوئی کہ ان کو فوراً ان کی اصلی جگہ پر ... پارسل کلارک کی پہ واپس کر دیا گیا بابو مہر چند جو کہ ... کی رسید بکہ ہی لگانے کے قابل ہیں ... روپیہ کی کلارکی اور ... چسپاں کرنا یہ آرام کی مدیں نہیں اور کیا ہیں۔ ٹون ہمیں آفسوں کو نظر کرو تو وہاں بھی اندھیر مچا ہوا ہے راولپنڈی کچہری میں بابو مہیا داس صاحب سب پوسٹماسٹر ہیں شہر میں بابو بدھاوا رام سٹیڈری روڈ کا ڈاکخانہ ہے اس میں بابو دنی چند ہیں گنج میں بابو بسنت سنگھ ہیں صدر بازار میں بابو پریم داس لال کرتی میں البتہ منشی عبد الحکیم ہے تو اسکی بھی خبر نہیں ہے اس کے برخلاف بہت سی شکایتیں ان ہندو کلارکوں کے اغواسے ہو رہی ہیں دیکھئے اس بیچارے کے ساتھ کیونکر گذرتی ہے میری رائے میں تو اس بیچارے کو کسی ہیڈ آفس میں تبدیل کر کے منی آرڈر کا ہیڈ کلارک کریں تو بہتر ہے تاکہ جو نقصان ہندوؤں کے ہاتھ سے اس کو پہونچتے ہیں نہ پہونچیں۔ کیونکہ اس برانچ میں پیشتر بھی اس شخص نے کام کر لیا ہے اور بجائے دو آدمیوں کے اکیلے سے کام لیا گیا تھا جس کے واسطے کہ اس کو نالائق کر دیا جاوے اور ... سے تنزل کرا کے ... پہ پھر واپس کرایا جاوے مگر خداوند کریم کی مہربانی شامل حال تھی تو اس مرحلہ کو طے کر لیا تھا اب ... سے ... علی ہذا القیاس انبالہ کے ہیڈ آفس کو ملاحظہ کریں معلوم ہو جائیگا کہ وہاں کیا حال ہے۔ پوسٹماسٹر صاحب یورپین ہیں بابو کرپا رام صاحب ڈپٹی پوسٹماسٹر ہیں بابو بشن داس اکاؤنٹنٹ اور بابو نہال سنگھ ہیڈ کلارک گوبند رام کلارک دوم۔ بابو مکرجی صاحب کلارک تنخواہ ... پر مقرر ہیں اور اسی ... بابو رامانند ہیں اور ... کے گریڈ میں بابو رام چھپال لوکنا تھ ... اور سید احمد ہیں اور ... گریڈ میں بابو گنپت ... ٹون انسپکٹر اور ... کانشی رام بابو سیتا رام سری کشن ہیگا ... اس میں اس کل ہیڈ آفس میں تو صرف دو ہی مسلمانوں کی شکلیں نظر آتی ہیں اب ان کے دل سے کوئی پوچھے کیا حالت گذرتی ہوگی ہم کو تو اس لسٹ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نہ تو اوپر کے کسی گریڈ میں ہی پائے جاتے ہیں اور نہ کم تنخواہ پر نظر آتے ہیں اگر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

کیا اپنا مذہب بدل دوگے؟ گوروکل میگزین جولائی کے نمبر میں لکھا ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ لالہ لاجپت رائے اور راولپنڈی کے آریہ معززین بالکل بےقصور تھے اور اس سختی کے سزاوار نہ تھے جو ان سے کی گئی ہے لیکن اس ناقص دنیا میں بعض اوقات ناکردہ گناہ بھی گنہگاروں کے ساتھ تکلیف اور مصیبت میں ڈالے جاتے ہیں۔"

میں گوروکل میگزین کی اس رائے پر علمی پہلو سے ریمارک کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس پہلو سے تو بداہتاً یہ خیال ناقص اور بیہودہ ہے۔ اس پاس ان لوگوں کی بےگناہی کا کوئی ثبوت موجود نہیں اور اس قسم کے خیالات ظاہر کرکے آریہ قوم کے اندر انتقام اور نفرت کا مادہ پیدا کرنا مقصود ہے۔

بلکہ میں اس رائے کے مذہبی پہلو پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا میں جو دکھ یا سکھ انسان کو ملتا ہے وہ اس کے کرموں کا پھل ہے۔ پس اگر لالہ لاجپت رائے یا راولپنڈی کے آریوں کو کوئی دکھ ملا۔ تو کیا یہ ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں؟ پھر ان کو بےگناہ کیوں کہا جاتا ہے۔ اگر آریہ سماج کا یہ ارگن آریوں کے اس اعتقاد کو تبدیل کرنے کی رائے رکھتا ہے تو ملکی پہلو سے اس پر نظر ہو سکتی ہے مگر مذہبی حیثیت سے یہ رائے نہایت بودی اور مضحکہ خیز ہے۔

عیسائیوں کا اخلاقی اثر پادری سدرلینڈ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں عیسویت کو اسلئے ترقی نہیں ہوتی کہ کالے پادری عیسائی اہل ہند کے سامنے برا نمونہ پیش کرتے ہیں جتنی خرابیاں ہیں وہ عیسائی ملکوں سے ہی ہندوستان میں پہونچی ہیں اسی ضمن میں آرک بشپ آف بمبئی کی یہ رائے بھی قابل غور ہے کہ اگر ہم ایک عیسائی ہندوستان میں بناتے ہیں تو ایک سو شراب خور بناتے ہیں یہ خیال کہ شراب خوری اور افیون خوری کے وسائل کو عیسائی مذہب نے ترقی دی ہے لوگوں کے دلوں پر عیسویت کے خلاف بد اثر پیدا کرتا ہے اور عیسائیوں کے کام کو جو وہ لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے کر رہے ہیں مشکل بنا دیتا ہے۔ آرک بشپ مذکور اور پادری سدرلینڈ کی رائے پڑھ لینے کے بعد عیسائی مذہب کی ناکامی اور اس کے اثر اور نتائج کا معلوم کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ عیسائی مذہب کے پیش کردہ عقیدہ کفارہ کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ انسان گناہ آلود زندگی کے دریا میں کود پڑے۔ کیونکہ جب یہ یقین دلایا گیا کہ انسان کے گناہ ایک دوسرے کے سر پر لاد دیئے گئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ گناہ نہ کرے۔ یہ مقولہ سچ ہے

عیسائی باش و ہرچہ خواہی کن

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے ڈیرہ غازیخاں سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی جماعت کو دکھ دینے کی غرض سے ان کے خلاف صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس ایک درخواست دی گئی ہے اس غرض کی بنا یہ ہے کہ شہر مذکور میں ایک مسجد جو مسجد تیلیاں والی کے نام سے مشہور ہے ایک ویران اور برباد مسجد تھی کوئی عرصہ [illegible] گذرا ہے کہ چند احمدی صاحبان نے اس کو با اجازت کمیٹی مرمت کر دیا اور اسے آباد کیا۔ یہ جماعت وہاں اس سے نماز پڑھتی اور خدا کی حمد کرتی تھی۔ کبھی کسی محلہ دار نے یا غیر نے اس پر اعتراض نہ کیا مگر اب بعض خدام دین کی اغوا سے چند محلہ داروں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اس مضمون کی عرضی دی ہے کہ احمدی جماعت کے لوگ وہاں نماز نہ پڑھیں کیونکہ مسجد مذکور سنی مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہے۔

اللہ اللہ! مسلمانوں کی حالت کہاں تک گر گئی ہے کہ وہ مسجدوں کو آباد بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس مقدمہ کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ حق ظاہر ہو کر رہیگا۔ ایک وقت تھا کہ نصاریٰ نجران نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مباحثہ کے لئے آتے ہیں اور وہ اپنے طریق و رسم کے موافق مسجد نبوی میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور ان کو اجازت دی جاتی ہے۔ آج وہ زمانہ ہے کہ ہمارے علماء ایک مسلمان کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا چاہتے ہیں۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے ظالم طبع مخالفو! خدا سے ڈر جاؤ اور مومنوں کو دکھ دینے میں حد سے مت گذرو۔ ان باتوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا۔ خدا کے گھروں کو برباد مت کرو انہیں آباد ہونے دو۔

اس طریق سے احمدی نماز تو نہیں چھوڑ دیں گے۔ پھر تمہاری اس مشقت سے کیا حاصل۔ ایک دفعہ برنگ ظرافت ظاہر کیا تھا کہ اگر احمدیوں کے مسجد میں آنے سے مسجد ناپاک ہو جاتی ہے اور وہ کام کی نہیں رہتی تو [illegible] مسلمانوں کو بڑی مصیبت پیش آئے گی کیونکہ احمدیوں نے نماز تو ضرور پڑھنی ہے اور قبلہ ہی کی طرف منہ کرکے پڑھنی ہے پھر قبلہ ہی پلید ہو جائیگا اور یہ قرآن شریف کو ام الکتاب اور خاتم الکتب اور کامل کتاب یقین کرکے اسکی تلاوت کرتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک اور آپ ہی اکیلا خدا مانتے ہیں پھر ان سب کی خیر نہیں ان عقل کے اندھے مخالفوں کو کیا ان سب کو چھوڑنا پڑیگا؟ مسجدوں کے جھگڑے چھوڑ دینے چاہئیں۔ اور خدا کے بندوں کو عبادت کا موقعہ نہیں دینا چاہئے۔ کیا ابھی سیالکوٹ کی مسجد کا مقدمہ جو چیف کورٹ تک پہونچا احمدیوں کے حق میں فیصل ہوا کافی نہیں۔ ڈیرہ غازیخاں میں اگر کوئی شخص مسلمانوں کا لیڈر یا [illegible] خیرخواہ اور اہل اثر ہے تو وہ انہیں سمجھائے کہ ایسی بیہودگیوں سے باز آئیں اور ظلم پرست اور دین فروش ملانوں کی باتوں میں نہ آئیں یہ اپنے مطلب کے لئے انہیں باہم لڑا رہے ہیں۔ یہ روپیہ جو مقدمات پر خرچ کرتے ہو۔ اسکو کسی کار خیر میں لگاؤ۔ اسی میں بھلائی اور بہتری ہے۔ ڈیرہ غازیخاں کے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں مجھے کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ وہ افسر ضلع ہونے کی حیثیت سے مقامی حالات سے بخوبی واقف ہونگے۔ مگر میں اتنا کہنا اپنا فرض یقین کرتا ہوں کہ احمدی قوم ایک امن پسند اور وفادار رعایا گورنمنٹ انگلشیہ کی ہے کیونکہ وہ خونی مہدی اور خونی مسیح کا اعتقاد نہیں رکھتی اور تلوار کے ذریعہ جہاد کا عقیدہ [illegible] ہے اسوجہ سے نادان اور ناواقف مسلمان انکی مخالفت کرکے انہیں دکھ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس جماعت کے واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے گئے ہیں یہ صرف گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت اور سطوت ہے کہ مخالف ہم پر وار نہیں کر سکتے ورنہ وہ اپنی طرف سے کوئی [illegible]

وصیت نمبر ۱۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں مسمی طفیل احمد ولد منشی نور محمد قوم شیخ ساکن مراد آباد محلہ ...... بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے لہذا اس جگہ درج نہیں کیا گیا۔

چہارم۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے قبضہ میں اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ لیکن مبلغ للعہ روپیہ ماہوار کا ملازم ڈسٹرکٹ بورڈ چندوسی ضلع مراد آباد میں سب اوورسیئر ہوں اس کی آمدنی کا دسواں حصہ مبلغ للعہ روپیہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہوں گا۔

پنجم۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد کے متعلق بھی میری یہ وصیت ہے۔ کہ میرے مرنے کے بعد اسکا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے اور انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی۔ اور اس کو اختیار ہوگا کہ میری اس جائیداد کو بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اسکو فروخت کر کے قیمت وصول کرے میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

ششم۔ میں نے یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجائے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیویں میری نعش کہیں اور دفن نہ کیجائے۔ البتہ امانت کے طور پر صندوق میں رکھکر دفن کیجاسکتی ہے۔

ہفتم۔ اگر کسی وجہ سے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد ...... وصول ہوئے تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار ...... کو نہ ہوگا بلکہ انجمن کو ہوگا۔ المرقوم ۳ مئی ۱۹۰۷ء

العبد

طفیل احمد سب اوورسیئر ڈسٹرکٹ بورڈ چندوسی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبدالرشید خان احمدی سگنیلر انچارج چندوسی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبدالحلیم خان احمدی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

محمد حمید اللہ خان مختار فوجداری ضلع مراد آباد بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبدالحی عفی اللہ عنہ ساکن بدایوں وکیل چندوسی ضلع مراد آباد بقلم خود

گواہ شد

نور محمد ولد امان نور محمد شیخ ساکن مراد آباد بقلم خود۔ نشان انگوٹھا

وصیت نمبر ۱۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ط میں مسمی الٰہی بخش ولد قادر بخش قوم بھٹی پیشہ حجام ساکن اندرون پاک دروازہ محلہ لوہاراں کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء وصیت ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں اور اپنی جمیع وصایات میں ادا کرتا رہوں اور ادا کرنے کو مستعد ہوں۔ خداوند کریم اس میں پوری استقامت بخشے اور میری وصیت کردہ کو پورا کرے۔ آمین ثم آمین۔

۔۔۔ میری جائیداد اس وقت مبلغ تین سو روپیہ کی ہے اور مبلغ دو سو روپیہ بابت زر حق مہر اہلیہ کا ادا کیا گیا ہے۔ اور مکان کی قیمت صرف یکصد روپیہ بعد ادائگی قرض و حق مہر ہوتے ہیں اس ...... یکصد روپیہ کا آٹھواں حصہ مبلغ ۱۲ روپیہ ... آنے ہیں ... مبلغ ... روپیہ ... جو ... ادا کرنے کیواسطے آٹھ ماہ کے اندر ... ہوگا اور مبلغ ... روپیہ ... جائیداد غیر منقولہ کے آٹھ ماہ کے اندر اندر اپنا ...... خداوند کریم رحیم مجھے ہمت و استقامت عطا فرمائے سکہ فرض مقدم مجھ سے ادا ہو۔ آمین ثم آمین۔ مکرر آنکہ میں مبلغ ... روپیہ مجلس کارپردازان کو ارسال کرونگا۔ ۵۔ علاوہ مکان کے باقی اسباب وغیرہ جن کی قیمت مبلغ للعہ روپیہ ہوتی ہے وہ آج کی تاریخ سے بذریعہ منی آرڈر بھیجتا ہوں اسی طرح آئندہ بھی میں اپنی محنت اور مزدوری کا آٹھواں حصہ جمع کر کے ۳ ماہ کے بعد ادا کرتا رہونگا چنانچہ اسوقت میرے پاس مبلغ تین روپیہ جمع ہوئے ہیں وہ بھی آج کی تاریخ سے بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں اور آپ میری مزدوری کی سہ ماہہ کی رقم میں سے حسب ذیل لنگرخانہ مدرسہ اعانت میگزین کل ماہوار ... ماہوار کے حساب سے تین ماہ کے بعد وضع کر لیا کریں اور باقی رقم مجلس کارپردازان مقبرہ بہشتی کے حوالے ہوگی۔ آج مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو مبلغ صد روپیہ آٹھواں حصہ جائیداد جن کی قیمت مبلغ للعہ روپیہ ہے اور مبلغ تین روپیہ اپنی محنت و مزدوری کا۔ کل مبلغ ... روپیہ بذریعہ منی آرڈر خدمت میں ارسال کرتا ہوں وصول فرما کر مشکور فرماویں۔ ۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہونگی دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی نسبت ... میری وہ جائیداد ہوگی جو حسب وعدہ بموجب اشتہار الوصیت حوالہ انجمن کر دی ہے بلکہ میری وصیت کی مقبوضہ جائیداد سے ہوگا بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی میں حسب منشورات کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے اور یہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالہ نکیا ہو اور انجمن نے اسکا اعلان باقاعدہ نکیا ہو اس حالت میں اگر زائد یہ رقم خرچ ہوگی تو وہ بھی میری جائیداد مقبوضہ وارثان سے دی جاویگی اور میرے وارث ذمہ وار ہونگے کہ ان اخراجات کو اہم اور خاص ضرورت شرعی سمجھینگے۔ البتہ میں اپنی زندگی میں خرچ اخراجات تجہیز و تکفین انجمن احمدیہ

کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان میں انجمن مذکور کی طرف سے شائع کرا دونگا۔
(۸) یہ کہ اگر میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کرا چکا ہوں گا یا کروں گا یا میری جائیداد متروکہ سے وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن مذکور کو ہوگا۔
(۹) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائیداد اس کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد سوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے میں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔
(۱۰) یہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے رسالہ الوصیۃ میں یہ بھی شرط فرمائی تھی کہ جو شخص اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے سو وہ بھی میں حسب توفیق پہلے ادا کر چکا ہوں۔ فقط۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

العبد

الٰہی بخش حجام ولد نادر بخش احمدی سکنہ ملتان اندرون پاک دروازہ
مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء

نویسندہ۔ خاکسار سربلند محرر نہر احمدی دورانہ لنگانہ

گواہ شد
محمد بدرالدین احمدی ہیڈ ماسٹر مدرسہ سٹی مڈل میونسپل بورڈ ملتان شہر

گواہ شد
الٰہی بخش احمدی سیکنڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ ملتان شہر

گواہ شد
عبدالرحمان ولد غلام نبی رنگریز احمدی بقلم خود

وصیت ۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں مسمی عبداللہ خان ولد چودہری غلام حسین قوم جٹ ساکن بہلولپور ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
نوٹ۔ چونکہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے یہاں پر درج نہیں کیا گیا۔
۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد موجودہ و آئندہ کا جو میں پیدا کروں دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو زیر شرائط موجودہ و آئندہ مجریہ انجمن مذکور۔ میری زندگی میں اگر میں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ادا کر سکوں یا میرے مرنے کے بعد میرے ورثا میری اس وصیت کے پابند ہونگے۔ کل جائیداد نو ہزار کا دسواں حصہ نو سو روپیہ بہ تفصیل ذیل ہے

تفصیل جائیداد موجودہ

نمبر شمار	قسم جائیداد	تعداد جائیداد	قبضہ کی حیثیت	قیمت کل	دسواں حصہ کی قیمت
۱	زمین زرعی واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ	۱۷ گھماؤں	مالکانہ	۱۷۰۰ سترہ سو روپیہ	۱۷۰
۲	زمین زرعی واقعہ چک ۱۲۷ بہلولپور ضلع لائلپور	۵۵ گھماؤں ۲ کنال	دخیلکاری	۵۶۰۰ پانچ ہزار چھ سو	۵۶۰
۳	"	۴۸ گھماؤں	غیر دخیلکاری بعوض خدمت نمبرداری	۱۷۰۰ ایک ہزار سات سو	۱۷۰
				۹۰۰۰	۹۰۰

مکانات سکنی واقعہ بہلولپور ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائلپور اور واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ موجودہ و آئندہ اس وصیت سے خارج ہونگے اگر کسی شہر میں مکان بناؤں یا زمین خریدوں یا کوئی اور تجارت کا سامان پیدا کروں یا کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکا بھی دسواں حصہ دینے کا میں اپنی زندگی میں خود اور میرے مرنے کے بعد اگر میں زندگی میں نہ ادا کروں تو میری ورثا ذمہ دار ہونگے چونکہ زمین دخیلکاری و غیر دخیلکاری جنکی مالک سرکار ہے کے متعلق وصیت کرنا جائز ہے اس واسطے بیشکل زمین ملکیت اور دخیلکاری اور غیر دخیلکاری کی قیمت مقرر کر دی ہے جو میری اپنی سمجھ کے مطابق نو ہزار روپیہ ہوتا ہے جو دسواں حصہ نو سو روپیہ اپنی زندگی میں ادا کر دونگا یا میرے بعد میری اولاد یا میرے وارث ادا کرینگے ذمہ دار ہونگی اسی طرح اور جائیداد کا بھی جو آئندہ زیر شرائط سند رجہ بالا خریدی جاوے دسویں حصہ کا روپیہ میں یا میری اولاد دینے کی ذمہ دار ہونگے۔ ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء
العبد عبداللہ خان ولد چودہری غلام حسین قوم جٹ احمدی نمبردار بہلولپور ۱۲۷ ضلع لائلپور بقلم خود۔
گواہ شد الٰہی بخش ولد نبی بخش آبادکار ۱۲۷ رکھ ضلع لائلپور برانچ الگو بقلم
گواہ شد محمد الدین احمدی ولد فضل داد قوم جٹ آبادکار چک ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائلپور

وصیت ۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
میں کریم بخش ولد لہنا قوم آرائیں ساکن سے پور علاقہ ریاست نابھہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
نوٹ۔ چونکہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور فارم مطبوعہ پر ہے۔ لہٰذا اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔
۴۔ میں اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنی وصیت کے متعلق ہبہ مکان اور زمین وغیرہ کے ۱/۳ حصہ کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر چکا ہوں اور انشاء اللہ العزیز اپنی آمدنی کا ۱/۳ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ فقط ۔ ۱۴
مکرر یہ کہ میری مرنے کے بعد جو میری جائیداد ہوگا اس کا ۱/۳ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔
العبد کریم بخش سکنہ سے پور علاقہ ریاست نابھہ۔ گواہ شد مہدی حسین مہاجر قادیان خادم مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔ گواہ شد میاں کریم بخش باورچی لنگرخانہ حضرت اقدس قادیان

وصیت ۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
میں لعل الدین ولد محمود قوم باغبان ساکن قتال پور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
نوٹ۔ چونکہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اسلئے اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔ ۴۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں بشرح صدق اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمدنی کا ۱/۳ حصہ انجمن کو بہ تعمیل رسالہ الوصیۃ مہینہ یا دو مہینہ کے بعد حساب کر کے بھیجا کرونگا اسمیں خود امین رہونگا یہ اقرار نامہ اشتغار العدم

تحریر کا گواہ رہے ۔ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء العبد لعل الدین باغبان۔ گواہ شد سلطان حامد احمدی بقلم خود۔ گواہ شد تابعدار حسام الدین بقلم خود

جبکہ یہ بات پھر کہہ رہا

ممکن ہے کہ ایک بات ایک دو یا تین مرتبہ وقوع میں آوے اور آپ کو اسکی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور اطبا اور آپکے ہمسایہ اسکی بابت آپسے کہیں تب تو ضرور آپ اس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ اپنے ہی شہر کے ایک مشہور طبیب سے ایسی حوصلہ بڑھانے والی خبر آپ بغیر جھجک کے ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ بامیو۔ بار۔ ایل۔ ایم۔ اینڈ۔ ایس۔ جن کا دوا خانہ ... وھوبی تالاب میں واقع ہے فرماتے ہیں کہ ڈوڈس گردوں کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلیس کے بارے میں اپنی سچی رائے آپکے سامنے ظاہر کرتا ہوں میں نے ان کا استعمال اپنے مریضوں پر کیا اور بہت مفید پایا۔ میں ایسے مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو سخت تکلیف دہ پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور اب تک اس مرض کی کسی قسم کی علامت انمیں نظر نہیں آئی۔ اگر گردے خراب یا کمزور ہو گئے ہیں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ ان سیال زہروں کو جسم سے نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بے قاعدہ حرکت۔ کمزوری۔ چکر آنا۔ حافظہ اور جوڑوں کا زائل ہونا درد پشت اور پیشاب کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (میٹھا پیشاب) یا گردوں کا انحطاط (سوجنا) لاحق ہوتا ہے۔ ڈوڈس کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور پیشاب کی بیماریوں کے لئے مجرب دوا ہیں اور جن لوگوں کو کسی دوا یا علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا انکو انکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ... کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ... اگر آپ اپنی فرمایش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کے جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائیگی۔

آجکل دُنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دُنیا پر آرہی ہے اس کی نظیر ... سیدنا علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بھی نہ ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ... طاعون ... پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں کبھی نازل ہوگئی جس نے ہندوستان ... تباہ ... کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت ... علیہ الصلوٰۃ والسلام ... صدی چہارم ہم کا ... اسم اعظم ... اچھی بکثرت پڑھیں اور ... اسباب ظاہری تو ... طاعون ... فوری کی چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ... اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے اگر ایام طاعونی میں بفور جنے ... اگر اسکی چند قطرات کانوں میں ٹپکائی جائیں اور کچھی ملی ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً ہی ... کافور اور ... کا خطرہ ... دور اور طبیعت میں ... حاصل ہوگا۔ ... گذرتی ہے اگر انکی بدن پر بھی ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار ... آرام ہوتا ہے ... علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... نافع کھی ... ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مریضوں پر جب کھی یا مچھر بیٹھ کر جب تندرست انسان کو کاٹتے ہیں وہ مبتلا ہو جاتا ہے ہم نے ... اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی مچھر کاٹنے کا احتمال ہو سب کو ملدیں ... کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ بیٹھینگے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفا خانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار ... درج کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفا خانہ موکل ... بھیجے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری ... مریضوں کی آہ وزاری آجکل عجیب ہوا کہا ہے لیکن ہمارا کام باتوں ہی نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمالو پھر منگاؤ بھلا آپ کی ... دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی ... کار ہونے کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے ... چند ہی استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلات انشاء اللہ تعالیٰ فوراً نفع ہونگا اور ہر قسم کی ... کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جو ہارت ... ہوگی پہلا اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی ... معجون طلسمی پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت ... دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنا تا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پچاس ہزار تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

(... درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(... نوری)

... لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی ... وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا ہے یہ سرمہ ... نزول ماء تک میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ ... سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند ابتدائی ... وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں حکیموں و رئیسوں عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے سرمہ ... خاکی فی تولہ ... سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سوتی لنگی ... پختہ رنگ کم خرچ بالا نشین خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں توشک لحاف کے واسطے ..... پایدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ... اگرہ عرض قیمت صرف ... فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول باردانہ خریدار کے ذمہ خط وکتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زیادہ جس خضاب کا خواہشمند تھا بشکر ہدیہ شکر ہے!! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب نیل ہے۔ آپ داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد رنگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی
محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کر دیا گیا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں۔ ۱؍ کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوالیں۔ یقیناً دنیا کے ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ المشتہر

عبد العزیز احمد مبارک شاہ مقام زینت محل شہر دہلی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ بہترین ... کشمیری لکڑی کا ہینڈل ... نہایت پائیدار قیمت ... روپیہ۔ کرکٹ بیٹ ... کرکٹ بال ... فٹ بال عمدہ کا ونڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ...
بچوں کے لئے فٹ بال معہ بلیڈر
کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑہ کا ... دھاگہ سے بنی
پیڈس
کرکٹ ولس فی کال

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

[illegible]

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ناقہ اور رشتہ دھوئے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار تیل تیار کی ہے جس میں خوشبودار عطر اور ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ روزانہ استعمال سے داد۔ خشکی۔ جھب پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱۲ تار نخچہ ایک روپیہ اس سے کم خریدار کو ۱ تار فی روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتہر

مرزا قائم علی احمدی مالک کارخانہ تاکی ایجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ... روپیہ اور دوم مبلغ ... ہے مبلغ ... بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سنہ ۱۸۶۶ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

تک اسکاٹس ایملشن نے

چالیس سال سے زیادہ فاضل طبیبوں کا تجویزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام گوشت اور بھوک کی کمی نکاہت اور یا سب بچے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے
اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا ایملشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

الوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۹ جمادی الثانی | جلد ۱۱

ایک دریافت طلب امر

براوران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سال گذشتہ کے اختتام پر ایک قاعدہ تجویز کیا گیا تھا جس کا منشاء یہ تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کی تمام مدات کی آمد مفصل ماہوار شائع ہوا کرے لیکن پہلے ہی مہینہ میں جب اس آمد کی تفصیل کمیٹی کے سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ اسکی چھپوائی پر ایک کثیر رقم ماہوار خرچ ہوگی لہذا اس قاعدہ کو منسوخ کرکے اسکی بجائے یہ قاعدہ تجویز کیا گیا کہ ہر ایک رقم کی جو دفتر محاسب میں پہونچے خواہ وہ کسی مد کی ہو ایک رسید باضابطہ دفتر محاسب سے دی جایا کرے جس کا مثنی دفتر محاسب میں رہے مگر ہر سے کم رقم کی رسید نہ دیجاوے۔ اور یہ اعلان کردیا جاوے کہ فرستندہ روپیہ کو اگر دفتر محاسب کی رسید نہ پہونچے تو اسے اپنے روپے کے متعلق فی الفور خط وکتابت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس قاعدہ پر اب تک عملدرآمد ہورہا ہے اور جو رسیدیں کارڈوں پر فرستندگان رقوم کی خدمت میں بھیجی جاتی ہیں ان کا مثنی کارڈ دفتر محاسب میں رہتا ہے اور حسب منشاء فیصلہ کمیٹی اخبارات کے ذریعہ اور رسالہ میں یہ عام اعلان کردیا گیا ہے کہ جو صاحب کوئی رقم دفتر محاسب میں بھیجیں اور انہیں باضابطہ رسید محاسب کے دفتر سے محاسب کی دستخطی نہ پہونچے وہ اپنی رقم کے متعلق خط وکتابت کرکے دریافت کریں۔ اب بعض احباب نے پھر یہ تحریک مجلس ناظم کے سامنے پیش کی ہے کہ رسیدیں بطور ضمیمہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز چھپنی چاہئیں۔ اسپر مجلس ناظم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس امر کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے احمدی پبلک کی رائے اس معاملہ میں لیجاوے لہذا بذریعہ اخبارات تمام احمدی احباب اور بالخصوص احمدی انجمنوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اس سوال کے دونوں پہلوؤں پر غور کرکے اپنی اپنی رائے سے سکرٹری مجلس ناظم کو مطلع کریں چونکہ ایک ایک فرد کی رائے سے معاملہ طول پکڑے گا۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہر ایک جگہ احمدی احباب اپنی اپنی انجمنوں میں اس معاملہ کو پیش کرکے انجمن کے فیصلہ سے اطلاع دیں اس طریق سے مجموعی رائے سب احمدی احباب کی مجلس ناظم کے سامنے آجاوے گی اور ان تمام راؤں پر غور کرکے مجلس ناظم اپنی رائے کے ساتھ اس معاملہ کو مجلس معتمدین میں پیش کرے گی۔ تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ماہ اگست کے اندر اندر اس معاملہ پر بحث کرکے آخری رائے سے مجلس ناظم کو اطلاع دیں۔ چونکہ یہ معاملہ جلدی پیش ہونا چاہیئے۔ اس لئے صرف اختتام اگست تک ایسی راؤں کا انتظار کیا جاوے گا۔

وجوہات رسیدوں کے چھپوانیکی ضرورت کے حسب ذیل دیئے گئے ہیں

(۱) اس سے تحریص چندہ دہندگان وغیرہم میں زیادہ چندہ [illegible] یا از سر نو چندہ شروع کرنے کی پیدا ہوتی ہے۔

(۲) چندہ دہندگان باقاعدہ ماہوار چندہ بھجوا [illegible] کوشش کرتے ہیں

(۳) مخالفوں یا منافقوں کی بہت سی بدظنیاں اس سے [illegible] جاتی ہیں

(۴) اس سے ہر قسم کی رسید [illegible] رقم [illegible] ہے جو کم [illegible] سکتی ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی رقومات کی رسید [illegible] کرنی [illegible] کیونکہ غلطیاں عموماً ایسی رقومات میں ہی غلطی ہوجایا کرتی ہیں

(۵) چونکہ یہ انجمن پبلک اور رجسٹرڈ ہے اس واسطے بھی اسکی آمد شائع ہونی

ضروری ہے + ان کے بالمقابل حسب ذیل وجوہات ہیں

(۱) کل آمد کی چھپوائی پر ایک کثیر رقم صرف ہوگی جو اور کسی دینی ضرورت کے لئے خرچ ہو سکتی ہے چنانچہ گذشتہ آمد کے چھپوانے کا جب اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس پر کم سے کم روپیہ ماہوار یعنی نو سو روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ اور جوں جوں آمد بڑھیگی یہ چھپوائی کا خرچ بھی بڑھتا چلا جاویگا۔ یہ خرچ صرف اس صورت میں ہے کہ آمد بطور ضمیمہ ریویو و بدر [illegible] تقسیم کرائی جاوے۔

(۲) اس رقم کے دیکھنے کے لئے ہر ایک شخص کو قریباً سولہ صفحے باریک لکھے ہوئے پڑھنے پڑیں گے جو محض تضیع اوقات ہے۔

(۳) ریویو [illegible] ضمیمہ کرنے سے چھپی ہوئی فہرست اصل فرستندگان رقوم کو نہ پہنچیگی بلکہ [illegible] لوں کو جو رسالہ خریدتے ہیں۔

(۴) باضابطہ رسید [illegible] خرچ آٹھ دس روپیہ ماہوار سے زائد نہیں اور اس سے فرستندہ کو جلدی اطمینان بھی ہو جاتا ہے مطبوعہ رسیدوں کے لئے بعض احباب کو ڈیڑھ ماہ کے قریب انتظار کرنا پڑا کرےگا۔ اور اتنی دیر بعد تحقیقات میں بھی مشکلات پیدا ہونگی پس اگر رسیدیں چھپوائی بھی جاویں تو بھی باضابطہ رسید فرستندہ کو دینے کے سوائے کام نہیں چل سکتا۔ (۵) اگر بطور ضمیمہ رسیدیں نہ چھپوائی جاویں بلکہ الگ رسالہ کی صورت میں چھاپ کر بھیجی جاویں تو خرچ اور بھی بڑھ جاوے گا۔

(۶) اکثر چندہ دینے والے اس قسم کی تحریص کے محتاج نہیں کہ ان کے نام چھپوائے جاویں بلکہ چندہ کی زیادتی اور قسم کی تحریکات سے ہوتی ہے۔

(۷) بدظنی کے دور کرنے کے لئے سب سے عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ قوم کی باضابطہ رسیدیں دی جاویں اور جس فرستندہ رقم کو رسید نہ پہنچے وہ اپنی رقم کے متعلق تحقیقات کرے اور کسی تنازعہ کی صورت میں یہی رسید کافی شہادت ہوگی۔

(۸) مخالفوں اور منافقوں کی بدظنیاں باوجود طبع آمد کے دور نہیں ہو سکتیں۔ [illegible] بدظنیوں کے دور کرنے کیلئے ایک مجمل نقشہ ہر مد کی آمد اور خرچ ماہوار کا طبع ہونا کافی ہے۔ جس پر صاحب امین اور ناظر اور محاسب صدر انجمن احمدیہ کے دستخط بتصدیق ہوں۔

(۹) پبلک یا رجسٹرڈ انجمنوں کے لئے اپنی آمد شائع کرانا ضروری نہیں ہے۔

زیادتی خرچ کے خلاف یہ دلیل دی گئی ہے کہ جسقدر خرچ ہوگا اس کے بالمقابل رسیدوں کے شائع ہونے سے آمد بڑھ جاوے گی۔ دوسری طرف سے یہ دلیل اس کے خلاف دیگئی ہے کہ محض طبع آمد سے آمد میں ترقی ہو جانا ایک موہوم امید ہے۔ مگر خرچ کثیر مستقل ماہوار پڑتا رہیگا۔

جملہ [illegible] انجمنیں اس معاملہ پر غور کرکے جلد تر اپنی اپنی راؤں سے مطلع فرما دیں۔ والسلام

خاکسار محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۶ اگست ۱۹۰۷ء

خدا کی تازہ وحی

۱۰ اگست ۱۹۰۷ء۔ رَبِّ اجْعَلْنِي غَالِبًا عَلٰی غَيْرِي
ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے میرے غیر پر غالب کر

[illegible] اٰتِيكَ بَغْتَةً
ترجمہ۔ میں اپنی فوج کے ساتھ تیرے پاس اچانک آؤں گا۔

۱۰ اگست ۱۹۰۷ء۔ اسلام۔

اِنِّي مُبَشِّرٌ۔

تعدد ازدواج کے مسئلہ پر ایک جاہلانہ حملہ

پایونیر مورخہ ۲۵ جولائی نے اپنے انڈین نیوز اینڈ نوٹس کے کالم میں سوتیا ڈاہ کے ایک ناگوار واقعہ کا ذکر کرکے تعدد ازدواج سے متعلق شریعت حقہ اسلامیہ پر ایک نہایت ناروا حملہ کیا ہے۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ضلع ٹپورا میں بابر علی نام ایک مسلمان کے دو بیویاں تھیں جن میں سے چھوٹی اور بعد کی بیاہی ہوئی بیوی کو وہ زیادہ چاہتا تھا۔ اس کے اس غیر عادلانہ سلوک سے بڑی سوکن اندر ہی اندر جلتی تھی اور اس کے ساتھ عداوت رکھتی تھی۔ آخر ایک دن جبکہ شوہر باہر گیا ہوا تھا اور وہ لیٹے پڑی سوتی تھی یہ ایک چھرا یا تیر لے کر اسکی چھاتی پر جا چڑھی اور اس کا کام تمام کرنا چاہتی تھی کہ وہ جاگ اٹھی اور واویلا کرنے لگی۔ ہمسایے سنکر دوڑے آئے تو یہ نکلنا چاہتی تھی لیکن گرفتار ہو کر پولیس کے حوالے کی گئی۔ ہمعصر پایونیر کے عنوان واقعہ سے ظاہر ہے کہ وہ اس کو تعدد ازدواج کی خرابیوں میں شمار کرتا ہے حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے کیونکہ اسلام ایسے تعدد ازدواج کو سرے سے جائز ہی نہیں رکھتا جس میں سب بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ برتا جاوے۔ قرآن کریم میں جو مسلمانوں کا سب سے مقدم دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے۔ صاف صاف ارشاد موجود ہے کہ اگر تم عدل نہ کر سکو تو پھر ایک ہی بیوی رکھو۔ اب اگر کوئی اسکی خلاف ورزی کرکے [illegible] اور فضیحت اٹھائے۔ تو اس میں احکام اسلام کا کیا قصور ہے؟ ایک شخص شراب پی کر بدمست ہو جاتا۔ اور جادۂ اعتدال سے گر کر سنتری کے ڈنڈے کھاتا ہوا گو توالی تک بصد خرابی اور رسوائی پہنچتا ہے تو ہمیں اسکی اپنی [illegible] گورنمنٹ کے اس قانون کی۔ جس نے شراب کی خرید و فروخت کو [illegible] جائز رکھا ہے۔ کیونکہ بعض صورتوں میں اس کے دوائی استعمال کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ یا اس [illegible] گورنمنٹ اور اس کے قانون کا اپنا کوئی مذہب نہیں [illegible] اگر اپنے مذاہب کا پاس ہے تو وہ خود اس ام الخبائث سے اجتناب کریں گے۔ اور جن کے مشرب میں اس کا پینا روا ہے وہ حد اعتدال کا خیال نہ رکھیں گے۔ تو آپ اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔ سرکار نے مے نوشی کو حکماً ضروری ولازمی قرار نہیں دیا۔ اور نہ قانون میں کہیں اس کے حد اعتدال سے بڑھتے ہوئے استعمال اور بحالت بدمستی حرکات کم ظرفی کی تاکید آئی ہے۔ اس قانونی آزادی سے ناجائز فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو طبعاً خباثت کے دلدادہ ہیں پھر قانون کو بدنام کرنا ہم نہیں سمجھتے کہ کیونکر حق بجانب ہو سکتا ہے؟

دل آزار درسی کتاب بدل دیگئی

جس ناگوار اور دل آزار کتاب کے متعلق الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا اس کے متعلق ناظرین الحکم بڑی مسرت سے پڑھیں گے کہ آخر بمبئی گورنمنٹ نے مسلمانوں کی شکایت پر فوری توجہ کرکے نصاب تعلیم میں سے وہ گجراتی کتاب کہ جس میں پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمات اور جھوٹی باتیں لکھی ہوئی تھیں نکلوا دی۔ اب یہ کتاب نئے سرے سے فوراً شائع کیجائیگی اور اس میں سے جھوٹ اور دل آزار باتیں نکال دیجائینگی جن طلباء نے یہ قدیم کتاب لے رکھی ہے انکو قدیم کتاب کے عوض نئی کتاب بغیر زائد دام دیئے ملجائیگی۔ گورنمنٹ بمبئی کی یہ کارروائی قابل مشکوری ہے ہندوستان میں تواریخ کی بعض کتابیں بھی ایسی ہی ہیں انکو پڑھنے سے ہندو اور مسلمانوں کے دلوں میں آپس میں نفرت بڑھتی ہے اور یہ بات ملک کی بہتری کے لئے مفید نہیں ہے۔ تواریخ کی کتاب میں سے ایسی باتوں کا نکال ڈالنا بھی نہایت مناسب ہے اب وقت ہے کہ گورنمنٹ

مخالفت

اخبار الحکم مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا ایک خط بجواب مولوی نور الدین صاحب چھپا ہے جسمیں انہوں نے اپنے الہام اور پیشگوئیاں بھی درج کی ہیں۔ اور قابل ایڈیٹر اخبار موصوف نے اس خط کے مضمون پر یہ ادعا ظاہر کیا ہے کہ دیکھئے مولویصاحبان مذہب اسلام ڈاکٹر صاحب کی نسبت کیا فتوے دیتے ہیں۔

مجھکو اس امر سے تو کوئی بحث نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئیاں صحیح ہیں یا غلط یہ امر تو خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ میرے نزدیک دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کیا فتوے دیں گے۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کچھ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ قدرت کا یہ مستمرہ قانون ہے کہ خدا کے ماموروں کے ساتھ اُس زمانہ کے آدمی مخالفت کیا کرتے ہیں اور یہی امر انکے کام کی ترقی کا باعث ہوتا ہے بلکہ جسقدر زیادہ مخالفت ہوگی اسی قدر ان کا طریق ریفارم زیادہ ترقی کرے گا۔ پہلے ہم اپنے پیارے نبی کے حالات کو پیش کرتے ہیں اُن کے مخالفوں نے کسقدر سخت مخالفت کی اور قتل تک منصوبہ کئے اور آپ اپنے مولا کے حکم سے جان بچاکر بھاگ گئے اور تین دن تک غار ثور میں چھپے رہے پھر مدینہ کو تشریف لے گئے۔ پھر ان کے شایع کردہ دین نے ان کی ہی آنکھوں کے سامنے کہانتک ترقی کی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ وقت کہ جب آنحضرت ایک فاتح کے شان سے حرم بیت اللہ میں بیٹھے ہیں اور وسار قریش مجرموں کی طرح دست بستہ حضور کے سامنے کھڑے ہیں کس امر کا نتیجہ تھا؟ سو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ تین دن تک غار ثور میں چھپے رہنے کا۔

غرض یہ مخالفت ہی ترقی اشاعت سچے مذہب کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اس میں قدرت کی یہ حکمت ہے کہ اس مخالفت میں مامورین اللہ کا امتحان مطلوب ہے۔ اس کے سچے جوش کی آزمایش ہے۔ اور یہی اوس کی سچائی کی بڑی بھاری دلیل ہے اگر اسمیں سچائی اور راستی کی روح نہیں بولتی تو اوس نے اتنی تکلیفات اور تنعمہ بیانت مخالفت کس لئے گوارا کر رکھی ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا بھی بڑا بھاری ثبوت ہے کہ ان کی سخت سے سخت مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اور آپ اوسی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور وہی مخالفت اُن کی ترقی ریفارم کا ذریعہ بن رہی ہے۔ اور یہ الہام۔ یاتیك من كل فج عميق۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچا ہوتا دیکھ لیا۔ سعید الفطرت آدمی کے لئے راستی کا ایک نکتہ کافی ہے العاقل تكفيه الاشارة۔ اور بد طینت اور شقی القلب آدمیوں نے آنحضرت کی ساری پیشگوئیوں کو اپنے سامنے پوری ہوتے دیکھا۔ مگر ایمان نہیں لائے۔

دنیا میں ہمیشہ سے سچائی کی مخالفت کی جاتی ہے کیونکہ راستی عام انسانی خیالات کے برخلاف ہوتی ہے اس لئے اسکی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ اور راستی چونکہ راستی ہے اور انسانی اُن طبیعتوں پر ضرور اثر کرتی ہے جن میں راستی کی طلب قدرت نے ودیعت کی ہے اس لئے وہ راستی کا حامی اور پیرو کار شخص ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

اور یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ دو شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں اور دونوں سچے ہوں؟ سچا وہی ہے جس کی صداقت کا ثبوت خدا کے مقرر قانون سے مل چکا۔ اور جو شخص جناب خاتم المرسلین کی پیروی کے سارے منازل (مخالفت عام۔ اور تکلیف دہی و دشنام دہی سے یاد کرنا) اور اُن کا اوسی اصلاح مذہب میں لگے رہنا جن کے لئے وہ مامور ہوئے ہیں وہی شخص محمد رسول اللہ کا سچا خادم کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ نہ کہ ہر ایک شخص جو منہ سے کہدے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎

سر مد غم عشق بو الہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند

جو مخالفت مرزا صاحب کی ہوئی وہ ڈاکٹر صاحب کی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا دعوے سچا نہیں ہے۔ اور ان کا دعویٰ اس لئے سچا نہیں کہ پہلے دعویدار کا دعوے تصدیق ہو چکا۔ کیا ہر ایک مدعی مسیحیت سچا ہو سکتا ہے اور اس کے دعوے کے بطلان کی یہی دلیل کافی ہے کہ اسکی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکی تائید کی جاتی ہے۔

محمد رسول اللہ پر تو فوجیں لے کر چڑھائی کرتے ہیں۔ اور مسیلمہ کی مدد کو لاکھوں آدمی خود بخود جمع ہو جاتے۔ میری رائے میں ڈاکٹر صاحب کا یہ دعوے (مسیح موعود) حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی غرض سے ہے جیسا کہ مسیلمہ کا دعویٰ جناب خاتم المرسلین کی مخالفت کے لئے تھا اور امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی بمقابلہ حضرت مرزا صاحب کے وہی کامیابی حاصل کریں گے جو مسیلمہ کو ہوئی۔ اور ضرور ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ نیچرل لا یہی ہے۔

غلام احمد خاں کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور

کوئی سعادتمند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی ارائیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیان ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیان کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیان لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہایش اختیار کر لی ہے اور دفتر میگزین قادیان میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس میں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے۔ محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد و ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک کا اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیان ہو۔

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

آجکل کا فقر اور فقراء ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء ۔ فرمایا ۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ آجکل بہت لوگ فقیر بنتے ہیں ۔ مگر سوائے نفس پرستی کے اور کوئی غرض اپنے اندر نہیں رکھتے ۔ اصل دین سے بالکل الگ ہیں ۔ جس دنیا کے پیچھے عوام لگے ہوئے ہیں اسی دنیا کے پیچھے وہ بھی خراب ہو رہے ہیں ۔ توجہ اور دم کشی اور منتر جنتر اور دیگر ایسے امور کو اپنی عبادت میں شامل کرتے ہیں ۔ جن کا عبادت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف ہتیا پرستی کی باتیں ہیں اور ایک ہندو کافر اور ایک مشرک عیسائی بھی ان ریاضتوں اور انکی مشق میں شامل ہو سکتا بلکہ ان سے بڑھ سکتا ہے اصلی فقیر تو وہ ہے جو دنیا کے اغراض فاسدہ سے بالکل الگ ہو جائے اور اپنے واسطے ایک تلخ زندگی قبول کرے ۔ تب اس کو حالت عرفان حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک قوت ایمانی کو پاتا ہے آج کل کے پیرزادے اور سجادہ نشین نماز جو اعلیٰ عبادت ہے ۔ اسکی پابندی نہیں کرتے یا ایسی طرح جلدی جلدی ادا کرتے ہیں جیسے کہ کوئی بیگار کاٹتی ہوتی ہے ۔ اور اپنے اوقات کو خود تراشیدہ عبادتوں میں لگاتے ہیں جو خدا اور رسول نے نہیں فرمائیں ۔ ایک ذکر اره بنایا ہوا ہے جس سے انسان کے پھیپھڑے کو سخت نقصان پہونچتا ہے ۔ بعض آدمی ایسی مشقتوں سے دیوانے ہو جاتے ہیں اور بعض مر بھی جاتے ہیں جو دیوانے ہو جاتے ہیں اُن کو جاہل لوگ ولی سمجھنے لگ جاتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی جو راہیں خود ہی مقرر فرما دی ہیں وہ کچھ کم نہیں ۔ خدا تعالیٰ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے ۔ کہ انسان عفت اور پرہیزگاری اختیار کرے ۔ صدق و صفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے ۔ دنیوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتل الی اللہ اختیار کرے ۔ خدا تعالیٰ کو سب چیز پر اختیار رہے ۔ خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے ۔ نماز انسان کو منزہ بنا دیتی ہے ۔ نماز کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے اپنا دھیان خدا کی طرف رکھے یہی اصل مدعا ہے جس کو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں ۔ ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں ۔ فکر کے ساتھ شکرگزاری کا مادہ بڑھتا ہے ۔ انسان سوچے اور غور کرے کہ زمین اور آسمان ہوا اور بادل ۔ سورج اور چاند ۔ ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدے کے واسطے خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں ۔ فکر معرفت کو بڑھاتا ہے ۔ غرض ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں اسی پر کسی نے کہا ہے ۔ کہ جو دم غافل سو دم کافر ۔ آجکل کے لوگوں میں صبر نہیں ۔ جو اس طرف جھکتے ہیں وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر ایک دم میں سب کچھ بنا دیا جائے ۔ اور قرآن شریف کی طرف دھیان نہیں کرتے ۔ کہ اس میں لکھا ہے ۔ کہ کوشش اور محنت کرنیوالوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور وہ آستانہ الٰہی پر آگے سے آگے چلا جاتا ہے ۔ تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے ۔ ہمارے فقراء نے بہت سی بدعتیں اپنے اندر داخل کر لی ہیں ۔ بعض نے ہندوؤں کے منتر بھی یاد کئے ہوئے ہیں ۔ اور ان کو بھی مقدس خیال کیا جاتا ہے ۔ ہمارے بھائی صاحب کو ورزش کا شوق تھا ۔ ان کے پاس ایک پہلوان آیا تھا ۔ جاتے ہوئے اس نے ہمارے بھائی صاحب کو الگ لیجا کر کہا کہ میں ایک عجیب تحفہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی قیمتی ہے ۔ یہ کہکر اس نے ایک منتر پڑھکر ان کو سنایا اور کہا کہ یہ منتر ایسا پُر تاثیر ہے کہ اگر ایک دفعہ صبح کے وقت اس کو پڑھ لیا جاوے تو پھر سارا دن نہ نماز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ وضو کی ضرورت ۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کی ہتک کرتے ہیں ۔ وہ کلام پاک جسمیں ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن کا وعدہ دیا گیا ہے خود اسی کو چھوڑ کر دوسری طرف بھٹکتے پھرتے ہیں ۔ انسان کے ایمان میں ترقی تب ہی ہو سکتی ہے ۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ پر چلے اور خدا پر اپنے توکل کو قائم کرے ۔

ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو دیکھا کہ وہ کھجوریں جمع کرتا تھا ۔ آپ نے فرمایا کہ کس لئے ایسا کرتا ہے ۔ اس نے کہا کہ کل کے لئے جمع کرتا ہوں ۔ آپ نے فرمایا کہ کیا توکل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتا لیکن یہ بات بلال کو فرمائی اور ہر ایک کو وعظ اور نصیحت انکی برداشت کے مطابق کیا جاتا ہے ۔

نصیحت ایک شخص نے عرض کی ۔ کہ میں پہلے فقراء کے پاس پھرتا رہا اور کئی طرح کی مشکل ریاضتیں انہوں نے مجھ سے کرائیں ۔ اب میں نے آپ کی بیعت کی ہے ۔ تو مجھے کیا کرنا چاہئے ۔ فرمایا نئے سرے سے قرآن شریف کو پڑھو ۔ اور اس کے معانی پر خوب غور کرو ۔ نماز کو دل لگا کر پڑھو ۔ اور احکام شریعت پر عمل کرو ۔ انسان کا کام یہی ہے آگے پھر خدا کے کام شروع ہو جاتے ہیں جو شخص عاجزی سے خدا تعالیٰ کی رضا کو طلب کرتا ہے خدا اس سے راضی ہوتا ہے ۔

اختلاف فقہاء فرمایا آجکل کے علماء کے درمیان باہم مسائل کے معاملہ میں اسقدر اختلاف ہے ۔ کہ ہر ایک مسئلہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے ۔ کہ اس میں اختلاف ہے ۔ جیسا کہ لاہور میں ایک طبیب غلام دستگیر نام تھا وہ کہا کرتا تھا ۔ کہ مریضوں اور اُن کے لواحقین کی اس ملک میں رسم ہے ۔ کہ وہ طبیب سے پوچھا کرتے ہیں ۔ کہ دوا گرم ہے یا سرد ۔ تو میں نے اس کے جواب میں ایک بات رکھی ہوئی ہے ۔ میں کہدیا کرتا ہوں کہ اختلاف ہے ۔ اول تو اس اختلاف کے کئی فرقے ہیں ۔ پھر مثلاً ایک فرقہ حنفیوں کا ہے انمیں سے آپس میں اختلاف ہے ۔ پھر خود امام ابو حنیفہ کے اقوال میں اختلاف ہے ۔

آجکل کے پیروں کے مرید فرمایا آجکل کے پیر اکثر فاحشہ عورتوں کو مرید بناتے ہیں ۔ بعض ہندوؤں کے پیر ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگ اپنی بدکاریوں پر اور اپنے کفر پر برابر قائم رہتے ہیں صرف پیر کو چندہ دیکر وہ مرید بن سکتے ہیں اعمال خواہ کیسے ہی ہوں ۔ اسمیں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا اگر ایسا کرنا جائز ہوتا ۔ تو آنحضرت ابو جہل کو بھی مرید بنا سکتے تھے ۔ وہ اپنے بتوں کی پرستش بھی کرتا رہتا اور اس قدر لڑائی جھگڑے کی ضرورت نہ پڑتی ۔ مگر یہ باتیں بالکل گناہ ہیں ۔

آخری مرحلہ

۲۱ر جولائی ۱۹۰۷ء۔ ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت کے متعلق جو الہام شائع کیا ہے اس کا ذکر تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ آخری مرحلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب آخری فیصلہ کی تقریب پیدا کر دی ہے براہین احمدیہ کے آخر میں وحی الٰہی درج ہے۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا وہی فتح ہے۔ اسپر اللہ تعالیٰ ایسے امور ظاہر کریگا۔ کہ لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ اب آخری فیصلہ ہے۔

ایک دوست نے عرض کی کہ حضور کا ایک پرانا الہام ہے۔

لا تنقطع الاعداء الا بموت احدٍ منھم

ترجمہ۔ دشمن نہیں منقطع ہوں گے مگر انہیں سے ایک کی موت کے ساتھ۔

فرمایا۔ ہاں یہ پرانا الہام ہے۔ ہمیں اس وقت یاد نہیں کہ یہ الہام کہیں چھپ چکا ہے یا نہیں۔ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے۔ مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی ریس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہ سکتا کہ کسی نے اس طرح خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغدین اور عبدالحکیم اور کئی ایک دوسرے پیدا ہو گئے ہیں۔

جلد باز نکتہ چین

حضرت کی خدمت میں ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ میں کسی جگہ گیا تھا اور میں نے آپکی جماعت کے بعض لوگوں کو نماز کی بروقت پابندی میں، اور باہمی اخوت کے شرائط کے پورا کرنے میں قاصر پایا۔ فرمایا۔ اصلاح ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ بعض مستعجل لوگ ہیں جو نکتہ چینی پر جلدی کرتے ہیں۔ اخلاص اور ثبات قدم خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے داخلہ کے فضل کی توفیق پائی اور اثبات قدم اور اخلاص کی توفیق کے حاصل کرنے کے واسطے ہنوز وہ منتظر ہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی حالت کو دیکھے۔ کیا وہ جسدن اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ اوسدن اس کی حالت وہ تھی۔ جو آج اسکی ہے۔ ہر ایک آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ اور کمزوریاں آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں۔ گھبرانا نہیں چاہیئے اور اصلاح کے واسطے کوشش کرنی چاہیئے۔ اپنے بھائی کو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واسطے دعا کرو۔ اس کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔ بلکہ اسکی اصلاح کی فکر کرو۔

موت کو یاد رکھو

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ فرمایا کہ موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے۔ اسکی اصل جڑ یہی ہے۔ کہ اس نے موت کو بھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کے اندر طول امل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو اور کشتی غرق ہونے لگے تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہگاری کے خیالات دل میں لا سکتا ہے۔ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آ جاتی ہے اس واسطے گناہ نہیں کر سکتا اور نہ بدی کیطرف اپنے خیالات کو دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔

سلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا۔ فرمایا تم نے ان کے سلام میں سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام وہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا جسکو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو۔ بندے اسپر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آ سکتے قرآن شریف میں آیا ہے۔ سلامٌ قولاً من ربٍّ رحیم۔ ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی ہم نے دعا کی الہام ہوا السلام علیکم۔ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو باقی سب رسمی سلام ہیں۔

چکڑالوی لوگ غور کریں

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں ایک فقہی مسئلہ پیش کر کے درخواست کی کہ اس کا جواب صرف قرآن شریف سے دیا جاوے۔ حضرت نے فرمایا کہ متقی کے واسطے مناسب ہے کہ اس قسم کا خیال دل میں نہ لاوے کہ حدیث کوئی چیز نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو عمل تھا۔ وہ گویا قرآن کے مطابق نہ تھا۔ آجکل کے زمانہ میں مرتد ہونے کے قریب جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک خیال حدیث شریف کی تحقیر کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کاروبار قرآن شریف کے ماتحت تھے۔ اگر قرآن شریف کے واسطے معلم کی ضرورت نہ ہوتی تو قرآن رسول پر کیوں اترتا۔ یہ لوگ بہت بے ادب ہیں۔ کہ ہر ایک [illegible] اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ قرآن شریف اسی پر نازل ہوا ہے۔ یہ بڑی گستاخی ہے۔ کہ ایک چکڑالوی مولوی جو معنے قرآن کے کرے۔ اس کو مانا جاتا ہے اور قبول کیا جاتا ہے۔ اور خدا کے رسول پر جو معنے نازل ہوئے۔ ان کو نہیں دیکھا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو انسانوں کو اس امر کا محتاج پیدا کیا ہے کہ ان کے درمیان کوئی رسول مامور مجدد ہو۔ مگر یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کا ہر ایک رسول ہے اور اپنے آپ کو غنی اور غیر محتاج قرار دیتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ ایک بچہ محتاج ہے کہ وہ اپنے والدین وغیرہ سے تکلم سیکھے اور بولنے لگے۔ پھر استاد کے پاس بیٹھ کر سبق پڑھے۔ جائے استاد خالی است۔ چکڑالوی لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ کیا قرآن محتاج ہے۔ اے نادانو! کیا تم ہی محتاج نہیں اور خدا کی ذات کی طرح بے احتیاج ہو۔ قرآن تمہارا محتاج نہیں پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو سمجھو اور [illegible] جبکہ دنیا کے [illegible] کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو۔ تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن پڑھنے لگ [illegible] بہرحال معلم کی ضرورت ہے۔ جب مسجد کا ملاں ہمارا معلم ہو سکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہو سکتا جسپر خود قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ دیکھو قانون سرکار [illegible] اس کے سمجھنے اور سمجھانے کے واسطے بھی آدمی [illegible] حالانکہ [illegible] کوئی ایسے معارف اور حقائق نہیں۔ جیسے کہ خدا کی [illegible] کتاب میں ہیں۔ یاد رکھو کہ سارے انوار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کی اتباع نہیں کرتے۔ ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بجز نور اتباع خدا کو بھی پہچاننا مشکل ہے۔ [illegible] اسی واسطے ہے کہ اس کو نور اتباع حاصل نہیں۔

آنحضرت صلعم ۲۳ سال دنیا میں رہے متقی کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اسباب کو محبت کی نگاہ سے دیکھے کہ آنحضرت صلعم کا عمل کیا تھا۔

عملی نمونہ دکھاؤ ہم بعض اعرابیوں کا قصہ حدیث میں پڑھ کر تعجب کیا کرتے تھے اب بعض اوقات مدینۃ المسیح میں یہ نظارہ دائن آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے آج ۱۷ر جولائی قبل از خطبۂ جمعہ باہر سے آئے ہوئے ایک شخص (جسے اعرابی ہی کہنا چاہیئے) عرض کیا کہ حضور میری بیوی کسی صورت میں مسلمان نہیں ہوتی۔ کیا کروں میں تو اسے بہتیرا سمجھا چکا ہوں۔

فرمایا دیکھو زبانی واعظوں سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا اپنی حالت درست کر کے اپنے تئیں نمونہ بنانے سے تم اپنی حالت کو ٹھیک کرو اور ایسے ہو کر لوگ بے اختیار بول اٹھیں اب تم وہ نہیں رہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو تمہاری بیوی کیا کئی لوگ تمہارا مذہب قبول کر لیں گے۔ حدیث میں آیا ہے۔ خیرکم خیرکم لاھلہ۔

پس جب بیوی سے تمہارا اچھا سلوک ہوگا۔ تو وہ خود بخود محبوب ہو کر تمہاری مخالفت چھوڑ دے گی اور دل سے جان لیگی کہ یہ مذہب بہت ہی اچھا ہے۔ جس میں ایسے نرم و عمدہ سلوک کی ہدایت ہوتی ہے پھر وہ خواہ مخواہ متابعت کرے گی احسان تو ایسی چیز ہے کہ اس سے ایک کتا بھی نادم ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک انسان۔

اس نے عرض کی۔ کہ حضور وہ تو کبھی نہیں ماننے کی۔

فرمایا۔ دیکھو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ جب کسی دل میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے تو کسی چھوٹی سی بات سے کر دیتا ہے۔ دعا کرنی چاہیئے کہ دل سے نکلی ہوئی دعا ضائع نہیں جاتی اور لطیف پیرائے میں نصیحت بھی کرتے رہیں مگر سختی نہ کریں۔ اسے سمجھائیں۔ کہ ہمارا وہی اسلام دین ہے یہ کوئی نیا مذہب نہیں وہی نماز وہی روزہ وہی حج وہی زکوٰۃ۔ صرف فرق اتنا ہے۔ کہ یہ باتیں جو صرف جسم بے روح رہ گئی ہیں ہم انہیں اخلاص کی خاص روح پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اثر جو مرتب نہیں ہوتے ہم چاہتے ہیں کہ ایسے طور سے ادا کئے جاویں۔ کہ انمیں اثر پیدا ہوں۔ عقیدہ میں یہ بات ہے کہ حضرت عیسیٰ کو ہم اور نبیوں کی طرح فوت شدہ مانتے ہیں اور ایک مسلمان کی محبت جو اسے اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ جب آپ فوت ہو گئے۔ تو ان کے بعد کسی کو زندہ نہ سمجھیں۔ صحابہ کرام کس قدر درد و الم میں تھے۔ جب ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سنا تو سب کو ٹھنڈ پڑ گئی۔ گویا درکھو ان وعظوں سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک ساتھ دعا اور اپنا عملی نمونہ نہ ہو۔ بڑے بڑے مولوی کس قدر سر کھپاتے ہیں مگر خاک بھی اثر نہیں ہوتا کیوں؟ اسلئے کہ جو کچھ کہتے ہیں۔ انکا خود اس پر عمل نہیں۔ جتنے پیغمبر دنیا میں آئے انہیں سے کسی نے بھی وعظ پر اتنا سر نہیں مارا۔ جتنا دعا و عملی نمونہ کام دیتا ہے۔ سو اس سے میسر لانے کی کوشش کرو۔

(اکمل آف گولیکی)

ایک خط اور اس کا جواب

(۱) سوال۔ سونا اور ریشم کی حرمت کی دلیل قرآن کریم سے تحریر فرماویں

(۲) سوال۔ طاعون زدہ مقاموں سے ہجرت کی دلیل کونسی ہے اور متفق علیہ حدیث جو معروف ہے اس کا کیا جواب۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم۔ امابعد احادیث صحیحہ میں پارچہ ریشمی حریر وغیرہ کا پہننا مردوں کو ممنوع ہے اور سنت نبوی بیان کرنیوالی ہے قرآن مجید کی ہے۔ پس اگر قرآن مجید میں ہم کو کوئی مسئلہ بہ تصریح نہ ملے تو سنت صحیحہ سے معلوم کرنا چاہیئے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ اٰتٰکم وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حرمت پارچہ حریر ریشم کی احادیث یہ ہیں۔ انما یلبس الحریر فی الدنیا من لاخلاق لہ فی الاخرۃ۔ یعنے ریشم حریر کے کپڑے وہ شخص پہنتا ہے جس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ رواہ مسلم۔

اس حدیث سے بھی مردوں کے لئے حرام ہونا پارچہ ریشمی کے پہننے کا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری حدیث مسلم میں ہے لا تلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ۔ یعنی مت پہنو تم کپڑے ریشمی حریر کے۔ کیونکہ جو شخص دنیا میں اس کو پہنے گا۔ تو آخرت میں اسکو نہ پہن سکیگا۔

طاعون کی نسبت حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہمارے لئے کافی ہے جو صحیح مسلم میں بھی مذکور ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ملک شام میں گئے۔ یہانتک کہ مقام سرغ میں پہونچے تو آپ کے پاس امراء فلسطین۔ اردن۔ دمشق۔ حمص اور قنسرین کے آحاضر ہوئے انہوں نے آپ سے کہا کہ ممالک شام میں وبا طاعون کی پڑی ہوئی ہے تو حضرت عمرؓ نے مہاجرین اولین کو طلب فرمایا اور مشورہ کیا تو انہوں نے باہم اختلاف کیا بعض نے کہا کہ آپ نے جس کام کے لئے خروج کیا ہے اس امر سے لوٹ جانا نہیں چاہیئے بعض نے کہا کہ آپ کے ہمراہ کچھ اصحاب رسول صلعم کا بقیہ ہے ہماری رائے میں نہیں آتا کہ انکو آپ وبائے طاعون کی محل میں لیجاویں۔ پھر حضرت عمر نے جماعت انصار کو طلب فرمایا اور انسے مشورہ طلب کیا تو انصار نے بھی ویسا ہی اختلاف کیا جیسا کہ مہاجرین اولین نے کیا تھا تب بڈہوں قریش کو جو تجربہ کار تھے بلایا۔ جو قبل فتح مکہ کے اسلام میں داخل ہوئے تھے ان شیوخ قریش نے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ محل طاعون میں نہ جاویں اور یہاں سے لوٹ جاویں پھر حضرت عمر نے منادی کرائی کہ صبح کو فلاں ٹیلے یعنے اونچے مقام کیطرف کوچ کرینگے اور وہیں ٹھہرینگے پس صبح کو آپ نے کوچ کیا اور اسی اونچے مقام میں جا ٹھہرے تو حضرت ابو عبیدہؓ نے آپ پر اعتراض کیا کہ اے عمرؓ! کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے تم بھاگتے ہو تو آپ نے حضرت عبیدہ سے فرمایا کہ اگر اے عبیدہ تیرے سوائے کوئی اور یہ اعتراض کرتا تو اسکو میں ٹھیک کر دیتا (حالانکہ حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ کا خلاف کرنا بہت ناپسند رکھتے تھے) اور پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم تقدیر اللہ سے فرار کرتے ہیں مگر تقدیر اللہ ہی کیطرف رجوع کرتے ہیں یعنی یہ ہمارا پھرنا بھی تقدیر اللہ سے باہر نہیں ہے اور ایک دلیل عقلی بھی بیان فرمائی کہ اگر ایک وادی کی ایکطرف تو سبزہ زار ہو اور دوسری طرف خشک ہو تو اگر اپنے اونٹوں کو تو سبزہ زار میں چراوے تو یہ بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے اور خشک طرف میں اونٹوں کا چرانا بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھکو عقل بھی دی ہے۔ اسلئے بالضرور تو اپنے اونٹوں کو سبزہ زار ہی میں چراویگا مگر اس

تبصرہ

(ریویو)

۱۲ر جولائی ۱۹۰۷ء کو جناب اوستاد نا بابو عمر دراز خاں صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری ڈیرہ اسمٰعیل خاں حال وارد لاہور جہاونی کی معرفت مجھکو ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "یجر وید کے اول منتر کا ترجمہ اور تفسیر" بغرض ریویو اور آدمیتی ان کے دیکھنے کو ملا جو جناب شیخ عبدالعزیز صاحب (جگدمبا پرشاد) نامی نومسلم نوجوان کا تصنیف کیا ہوا ہے۔ میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑہا اور پڑہنے سے اس نتیجہ پر پہونچا کہ واقعی اگر اس طرز پر ویدوں کا ترجمہ اردو میں شایع ہو جاوے تو بہت ہی مفید ہو گا یعنے وہ اصحاب اس سے بہت سا فائدہ حاصل کر سکیں گے جنکو آریوں اور سناتن دہرمیوں سے گفتگو کرتے یا تحریری و تقریری بحث مباحثہ کرنے کی ضرورت لاحق ہو جایا کرتی ہے مگر ویدوں کے اردو میں لفظی ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الزامی جواب دینے پر ایسے قادر نہیں ہو سکتے جیسے کہ ہونا چاہئے۔ اسلئے ایسے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مگر میرے خیال میں اگر لفظی ترجمہ کرنے کے بعد ہر دو تفاسیر (آرین و سناتنی) کو نقل کیا جاوے تو زیادہ دلچسپ ہو جاویگا جیسے کہ اس رسالہ میں ان ہر دو تفاسیر (آرین و سناتنی) سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ سناتنی درحقیقت بت پرست اس لئے ہیں کہ اون کے نزدیک وید کے رو سے (یعنے اون کے ترجمہ و تفسیر کے لحاظ سے) ہر ایک شئے پرمیشر ہے (یعنے وے ہمہ اوست کے قایل ہونے کی وجہ سے بت پرستی کرتے ہیں کیونکہ اون کے نزدیک مثلاً اگر ایک پتھر کو شوجی کی یا کرشن جی و رام چندر و لچھمن جی کی مورت بناکر پوجا جاتا ہے تو وہ اس پتھر کی پرستش نہیں ہے بلکہ دراصل پرمیشر کی پرستش ہے جیسے کہ اس رسالہ (زیر ریویو) میں پنڈت جوالا پرشاد سناتنی مفسر کے بہاؤ ارتھ یعنے مطلب وید منتر میں بیان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی کہے کہ پلاس (ڈہاک) کے درخت کی شاخ وغیرہ کو مخاطب کرنے سے کیا وہ سنتے ہیں؟ اس سے کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب خلقت ایشور روپ (پرمیشر کی شکل صورت والی) ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

पुरुष एव इदम सर्वम

یعنے وہ پرش (پرمیشور) ہی یہ سب کچھ ہے یجور وید کی ۳۱ ویں ادہیا ایسے ہی یہ کہ सर्वं खल्विदं ब्रह्म یعنے یقیناً یہ سب برہم ہی ہیں (چہاند وگیو اوپنشد) اس کے بعد جوالا پرشاد صاحب سناتنی لکھتے ہیں کہ "ان منتروں کے بموجب سب خلقت کے ایشور روپ (پرمیشور کی شکل) ہونے سے یہ سمجہنا چاہئے کہ یہ ساری باتیں اوسی پرماتما کو مخاطب کرکے کہی جاتی ہیں"

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک شئے دراصل پرمیشور ہے اور اس لئے کسی چیز کی پرستش کرنی دراصل پرمیشر کی پرستش (پوجا) کرنی ہے مثلاً اگر ایک شخص لنگ کی پوجا کرتا ہے تو وہ دراصل لنگ کی نہیں بلکہ پرمیشور کی پوجا کرتا ہے کیونکہ پرمیشور نے لنگ روپ دہارن کیا ہے (نعوذ باللہ) اسی طرح اس عقیدہ کے بموجب ہر ایک چیز پرمیشور ہو سکتی ہے مگر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب خلقت ایشور روپ ہے تو کسی کو کسی کی پرستش کرنے کی کیا ضرورت ہے جس حالت میں کہ سب کی حالت ایک سی ہے یعنی ایشوری روپ ہیں اور ہر ایک طرح کی کمزوری سے بری ہیں کیونکہ کمزور اور ناتوان کوئی نہ تہا اور القادر کی امداد کی ضرورت ہے نہ کہ القادر کو کسی دوسرے اپنے ہم جنس کی۔ علاوہ ازیں اس تعلیم کو پڑھکر کسی قدر تعجب ہم کو ہوتا ہے کہ کیونکر ہندو صاحبان اس تعلیم کو ایشور کرت ثابت کرتے ہیں کیونکہ اگر ایک درخت کی شاخ (جیسے ڈہاک کے درخت کی شاخ جو اس منتر میں مخاطب ہے) جب ایشور کا روپ یقین ہو سکتی ہے تو دوسرے بزرگان دین کو مثلاً مسلمانوں کے بزرگوں کو کیوں ایشور روپ یقین نہیں کیا جاتا؟ اگر سناتنی صاحبان فرماویں کہ وے ان بزرگان کو برہم اور پرمیشور کا روپ یقین کرتے ہیں تو سوال ہے کہ اونکی تعلیم و تربیت کو کیوں نہیں گرہن کیا جاتا؟ کیونکہ جب ایک شخص کو ایشور روپ مان لیا گیا تو ضروری ہے کہ ایشور روپ کی زبان سے جو کچھ نکلے گا وہ ہی عین حق اور حقیقت سے پر ہوگا۔ لیس ضروری کا امر لازمی ٹھہرتا ہے کہ سناتنی صاحبان و دیگر اگیا پالن کرکے ان بزرگان کے اقوال اور افعال کو عین حق جانکر عمل درآمد کریں جنکو کہ مسلمان۔ یہود و عیسائی اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں کیونکہ جبکہ قوم کے نزدیک ڈہاک درخت اور اوسکی شاخیں پرمیشر کا روپ دہارن کر سکتی ہیں تو اون کے نزدیک ایسے ایسے بڑے اور عالیشان وجودوں کو پرمیشر کا روپ نہ ماننا دراصل اون کی کمزوری دماغ یا بزدلی کی دلیل ہے۔ اگرچہ جبتک ہم باریک نظر اور منطقی نظر سے غور کرتے ہیں یہ عقیدہ نہایت گندہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے کیونکہ اس سے ہر ایک گندہ سے گندہ چیز کو بھی (نعوذ باللہ) ایشوری روپ تسلیم کیا جا سکتا ہے جس سے پرمیشور (جو پوتر تاؤں سے پوتر ہے) کی کمال بے ادبی اور گستاخی در حد درجہ کی توہین لازم آتی ہے نیز اس طرح پرمیشور کی ہستی مشکلات سے پرخار و دشت میں پہنسی ہوئی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب یہ عقیدہ رکھا جاوے کہ دنیا کی ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ مثلاً ایک شخص کی عورت ہے اور بد قسمتی سے وہ بدکار ہے یعنے اوس نے ایک عرصہ سے زنا کاری کا وتیرہ اختیار کیا ہے جسمیں وہ رات دن منہمک رہتی ہے تو اس فعل پر کوئی ایسا شخص اس صورت میں کہ وہ اوس کو پرمیشور کا روپ مانتا ہے تادیب نہیں کر سکتا کیونکہ پرمیشور کے روپ پر اعتراض کرنا یا اوس کو عیب لگانا یا برا کہنا دراصل پرمیشور کی توہین کرنا ہے ایسا ہی جو اوس کے ساتھ زنا کرتے ہیں وے بھی اس صورت میں قابل اعتراض یا قابل سرزنش نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ پرمیشور کا روپ ہیں اور ان ہر دو کا ہر فعل پرمیشور کا فعل ہے لہذا ان کو کچھ سمجہانا پرمیشور کو سمجہانا ہے (ایسا ہی) انکو سزا دینا پرمیشور کو سزا دینا ہے جس سے پرمیشور کی توہین لازم آتی ہے۔

عقل انسانی اس بات کو قبول کرنے سے سخت عاجز ہے کہ وہ ایک اپنے جیسے دکھ اور تکلیف میں مبتلا شخص کو پرمیشور کو جو بالکل ہر عیب اور ہمہ خوبی سے متصف ہے ایسی ذلت اور تکلیف میں مبتلا دیکہتے ہوئے بھی اوسکو وہی تصور کرے جو پرمیشر ہے۔

آدم زاد اور ایسے ہی تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ جو کچھ دنیا و مافیہا کے تعلقات ہیں نیز اونکی کمزوریوں اور الجھنوں پر جو

ہوئے دن گلتی رہتی ہیں غور کرنے سے یہ مسئلہ نہایت صفائی سے حل ہوجاتا ہے کہ در اصل اوس بےچون و بےچگون ہستی کو ان حقیر بلکہ احقر چیزوں سے ایسی کچھ ہی مناسبت نہیں ہوسکتی کیونکہ فرق بین ہے کہ ایک چیز فنا پذیر یعنے ترقی و تنزل کے مرحلے طے کرنے والی اور دوسری ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی ایک جیسی نہیں ہوسکتی پس ان دونوں صورت اس قسم کا کوئی پرمیشور کا روپ دہارن نہیں کرسکتا کیونکہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بعض صاحبان جو اپنے تئیں صوفی مشرب ظاہر کرتے ہیں آجکل ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ بلتشے اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو بایں طور پر فانی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم کچھ ہی چیز نہیں ہیں جو کچھ ہے وہ آپ ہی آپ ہے یعنے ہمارے اندر جو کچھ ہے اوس کا ہی ظہور ہے جو ہمارے اس ناسوتی وجود کے فنا ہونے کے بعد جہاں سے نکلا ہے وہیں جاکر پیوست ہو جاویگا اور پیوست ہو جاتا ہے۔ اور اسکی مثال یوں پیش کرتے کہ جیسے کہ پانی میں حباب (بلبلے) پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ہمارے وجود کی کیفیت بھی ہے۔ اور کہ جیسے کہ حباب فنا ہونے کے بعد پانی میں مل کر بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے اسی طرح ہمارے فنا ہونے کے بعد بھی خدا میں ہمارے لئے ایسی ہی پیوست ہے جیسے کہ بلبلے کو پانی میں۔ مگر ہمارے خیال میں یہ بات اور مذکورہ بالا بات ایک حد تک مطابقت کہاتی ہے ہاں اگر فرق ہے تو اسیقدر ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ ناک کہاں ہے تو مخاطب ہاتھ کو اوٹھا کر سیدہا ناک پر رکھکر بتلا دیوے (ایسے ہی) جب یہی سوال ایک دوسرے سے کیا جاوے تو وہ سر پر سے ہاتھ کو گھما کر ناک پر ناک کا اظہار کرے اور ان دونوں عقیدوں میں صرف معرفت الٰہی کی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ غلطی کہا گئے۔ کیونکہ جو شخص خداوند کریم کی ہستی کو ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت اور ازلی و ابدی لم یزل لا یزال اور مطہر پاک صاف بے عیب، سیدا نسیطہر، اور جامع جمیع کمالات، قائم بذات، اور مثالوں سے بری فنا و زوال سے منزہ تسلیم کرے گا وہ کبھی بھی کسی صورت میں کسی ضعیف البنیان ہستی کو اوس کے ساتھ ایسی تشبیہ نہیں دیگا جو پانی کو حباب سے ہوتی ہے کیونکہ حباب اگرچہ پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے مگر پانی اوس کے معدوم کرنے یا پیدا کرنے کی ایسی قدرت و طاقت نہیں رکہتا جیسے کہ مولا کریم رب العالمین ان تمام مخلوقات کے فنا کرنے اور پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کیا یہ نظارہ کچھ کم اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ طاعون اور ہیضہ اور دیگر مہلک بیماریوں سے کس طرح دم کے دم ہزاروں کو تباہ کر دیتا ہے اور کس طرح بہتوں کو اپنی ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت سے بچا لیتا ہے اور کیونکہ ہزار در ہزار بلکہ بے شمار نشانات قدرت (روحانی و جسمانی) دکہلاتا ہے مگر دوسرے وجود میں یہ قدرتیں نہیں پائی جاتیں۔

پھر جس حالت میں انسان کی پیدایش ایک ایسے حقیر پانی سے ہوتی ہے کیا وہ اس بات کا دعوے کرنیکا حق رکہتا ہے کہ اپنے وجود کی خدا کی ہستی کے ساتھ ایسی تشبیہ دے جیسے کہ حباب کو پانی کے ساتھ ہوتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں کیونکہ جیسے کہ پانی اور حباب کمزور اور عاجز محض ایک دوسری ہستی کے قبضہ قدرت میں ہیں ایسے ہی انسان ضعیف البنیان بھی عاجز محض بقبضہ قدرت رب العالمین ہے تو پھر کیوں اوس کو ایسی جرأت ہوسکتی ہے کہ اپنی وجود کو پانی اور حباب کی تشبیہ دیکر اللہ تعالیٰ سے ایسا نکلا ہوا بیان کرے جیسے کہ حباب پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے۔

پھر جس حالت میں کہ انسان کے وجود سے ہزار در ہزار ایسی حرکتیں بھی ہوتی ہیں کہ جن کا بیان موجب طول طویل ہے یعنے گناہ اور بدکاریاں و بدیاں وغیرہ جن کے کرنے سے انسان ناپاک ہوکر جہنم میں جلنے کے لائق ہوجاتا ہے تو کیونکر وہ اوس پاک اور بے عیب ہستی سے اپنا ایسا تعلق بیان کرسکتا ہے جو بالکل بے عیب اور بے مثل ہے؟ اگر یہ بات سچ ہے کہ جو کچھ دنیا و مافیہا کے اندر ہے وہ در اصل خدا تعالیٰ سے ایسے ہی ہویدا ہوا ہے جیسے کہ پانی سے حباب پیدا ہوتا ہے اور کہ وہ فنا ہونے کے بعد اوسی طرح خدا میں مل جاوینگی یا ملجاتی ہیں جیسے کہ حباب پانی میں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں عین غین کے قایل اپنے فرزندوں کو تادیب کرتے ہیں اور کیوں اپنی عورتوں پر بعض دفعہ ناراض ہوکر اون کو سخت و سست الفاظ کہا کرتے ہیں جس حالت میں کہ اون کے اندر جو کچھ ہے وہ وہی ہے جو کل میں (جو خدا وند کریم ہے) ہے کیونکہ جو کل میں ہوتا ہے وہی جزو میں ہوتا ہے یعنے جیسے کہ ایک انگلی میں خون ہے ویسے ہی جسم کے دوسرے حصے کے اعضا میں ہے تو کیوں ان کو وہ کام سکہایا جاتا ہے جو کہ وہ ازلی ابدی ہونے کی وجہ سے اونہیں خود موجود ہونا چاہیے کیونکہ جب ایک چیز خدا کے وجود میں سے ایسی نکلے جیسے کہ حباب پانی سے نکلتا ہے تو اوس کو ویسی ہی صفات رکہنا چاہئے جیسے کہ اوس کے کل میں موجود ہے مثلاً خیال فرمائیے کہ جو صفت آگ کے ایک بڑے سے بڑے انگارے میں موجود ہے وہی ایک چنگاری میں موجود ہے یعنے گرمی پہونچانا اور جلانا پھر کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ عین غین کے قایل کو اپنے بچوں یا بیوی کے علاج کرانے کی ضرورت ہے یا تادیب کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جو کل میں نہ ہو وہ جزو میں کہاں سے آسکتی ہے یعنے کل جو خدا ہے عالم الغیب اور ہر ایک دُکھ درد بیماری سے مبرا ہے تو کیونکر جزو میں بیماری یا دکھ درد عود کرسکتا ہے؟۔

اب کہا جاوے گا کہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اس میں ایسی حالتیں ہونا از بس ضروری ہے مگر ہم یہی کہیں گے کہ بے عیب ہستی سے کوئی ایسی چیز جو پانی و حباب کی مثال میں نکلی ہو کوئی دکھ اور تکلیف حاصل کرسکتی ہی نہیں۔ ایسے ہی ایسے حضرات کو کسی کو اپنی بیوی یا بچے ظاہر کرنا بھی اون کی سخت غلطی پر دال ہے کیونکہ جب ایک ہی شئے ہے تو ترجیح بلا مرجیح محض غلط اور قطعاً ناقابل سماعت ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا ہے مگر ہمارے خیال میں یہ ایک بالکل صاف بات ہے کہ بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا ہوتا ہے جیسے کہ کسی کو

نوٹ: افسوس صد افسوس کہ اس ہفتے میں ہمارے مہربان اوستاد جناب بابو عمردراز خان صاحب بھی بیمار ہوگئے ہیں اور در اصل اس امر پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ بابو صاحب ممدوح کے ہی زبانی دلایل سنکر لکھا ہے کاش کہ بابو صاحب قرآن کریم پر غور کرتے اور خالق و مخلوق کی تمیز کا لحاظ کرکے اس عقیدہ کی پڑتال کرتے تو کیا اچھا ہوتا مگر مشکل تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ جب ان امور میں زبانی طور پر پختہ ہوگئے تو نجات یافتہ ہوگئے اسلئے اعمال وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں پس یہ کسطرح اوسطرف توجہ کریں۔ منہ

مارنا پیٹنا۔ یا کرسی و میز بنانا وغیرہ مگر بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا جیسے کہ روٹی کہانا پانی پینا سانس لینا رونا ہنسنا وغیرہ۔ پہر کہا جاتا ہے کہ عالم علم سے جدا نہیں ہوتا مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کا فائدہ کیا ہے اور ان سے بنتا کیا ہے؟ جب یہ مانا گیا کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں اور صفات میں یکتا۔ اور منشٔا ہے تمام فیضوں کا اور منبع ہے تمام طاقتوں کا اور مستجمع ہے جمیع کمالات کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور قیوم ہے تمام چیزوں کا اور لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور لا یدرک ہے اپنی وجود کی کُنہ میں اور اپنے کاموں کے کُنہ میں وہ نزدیک ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہ سکتے کہ اوس سے کوئی چیز نیچے ہے سب کی جان ہے مگر نہیں کہ سکتے کہ وہ کسی چیز کا عین حقیقت ہے وہ غیر محدود ہے اور برتر ہے خیال اور گمان سے اور قیاس سے نظریں اوسے احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ نظروں پر محیط ہے کوئی بھی ایسی شئے نہیں کہ اوس کے مانند ہو پس اوس کیلئے تم مثالیں مت گہڑ ہو"

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت خود ہی یہ امور بیان کئے ہوں تو اوس کے لئے کسی قسم کی مثال گڑہنا دراصل حماقت پر دال ہے کیونکہ جیسا وسکو علم و فضل وغیرہ کی مثال ہی نہیں ہو سکتی تو پانی اور حباب وغیرہ کی مثال بہی ناقص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نسبت کب کسی عارف نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اوسکا علم جو کسی شئے کے پیدا کرنے کے وقت تہا وہ اوس شئے کے پیدا کرنے یا فنا پذیر ہونے کے بعد ضایع ہو گیا یا ضایع ہو سکتا ہے جب یہ بات کوئی مانتا ہی نہیں اور نہ اُس سے کسی نے انکار کیا ہے تو ایسا سوال ہی محض غلط اور بے فایدہ اور بے سرو پا ہے۔ لیکن اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ عالم یا صانع کا کسی چیز کے بناتے یا ترکیب دینے سے اس کا علم بمعہ اُس عالم و صانع کے وجود کے اوس چیز میں ترکیب دیا جانا ضروری ہے تو یہ بات نہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہے اور نہ تجربہ اس بات پر شہادت دیتا ہے کہ ایسا ہوتا ہے یا کبھی ہوا ہے۔ ہاں البتہ بڑی بڑی صنعتوں کو دیکھنے سے اون کی ترکیب دینے والوں کے اعلیٰ عالم اور صانع ہونے پر کامل یقین آتا ہے کہ واقعی اون کے علم نے کمال حاصل کیا ہے مگر یہ نہیں

اون میں نظر آتا ہے کہ دراصل صانع کا سارا وجود یا وجود کا کچھ حصہ بہی اوس میں جلوہ گر ہو ہاں اون کا علم اپنی پوری جہلک دکہلاتا ہے۔ پس اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ علم عالم کا اوس کے وجود سے ایسا جدا نہیں ہوتا جیسے کہ اوس کی علمی صنعت اوس سے جدا ہوتی ہے اور عالم و صانع اپنی صنعت کے ساتھ ایسا پیوست نہیں ہوتا جیسے حباب پانی سے نکل کر اوسی میں پیوست ہوتا ہے جس سے کہ یہ بات آسانی سے طے ہو گئی کہ مخلوق خالق کا عین نہیں ہے اور اس سے شرک ہرگز ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ شرک کہتے ہیں کسی کو کسی کی ذات و صفات و حالت و حیثیت وغیرہ میں برابر یقین کرنے کو مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر عالم الغیب خالق مالک رازق رحمٰن رحیم لم یزال لایزال غیر فانی ابدی قیوم ہے اگر ہم کسی دوسرے کو ایسا یقین کریں تو دراصل یہ شرک ہو گا۔ ہاں مخلوق کو خالق کا عین کہنا فی الحقیقت شرک ہے کیونکہ ایک شئے فانی اور ترقی اور تنزل کے مرحلے طے کرنیوالی دوسری غیر فانی اور ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی کیونکر اسکی عین ہو سکتی ہے۔ جس سے اس عقیدہ کا باطل ہونا تو اظہرمن الشمس ہو جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے شرک کو سمجھا ہی نہیں اور نہ یہ شرک کی تعریف کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ایسی ایسی باتیں پیش کرتے ہیں کہ جو کوئی مخلوق کو خالق کا عین نہ سمجھے وہ مشرک ہے۔ حالانکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات وغیرہ کے ساتھ کسی دوسرے کی ذات و صفات ویسی ہی تسلیم کرے اور مخلوق کو خالق کا عین کہنے والا اس شئی کو پیدا کر دیتا ہے جس کے اُس کا مشرک ہونا اوس کے اپنے مُنہ سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ جب وہ یہ مانتا ہے کہ مخلوق خالق کی عین ہے تو گویا اِن کا دوسرا شریک بنا تا ہے کرتا ہے کہ دراصل وہ اُس میں بہی وہی صفات یقین کرتا ہے جو اوس میں ہیں جس کا کہ وہ عین ہے مانتا ہے مثال کے طور پر انسانی فوٹو (عکس) پر غور کرنا کافی ہے کیونکہ جو اصل میں خط و خال ہوتے ہیں وہی فوٹو (عکس) میں جو عین ہونا ہے آتے ہیں۔ پس جب مخلوق کو خالق کا عین تسلیم کر لیا تو بڑا بہاری شرک ہو گیا لہذا ثابت ہوا کہ وحدۃ الوجودی اول درجے کے مشرک ہیں نہ کہ معرفت سے آشنا۔

الحاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق مالک رازق ہے جس کے ارادہ اور حکم سے ہم پیدا ہوئے ہیں کہ جس کے سہارے سے ہم سب زندہ ہیں نیز

✻ یہ تمام صفات اللہ حضرت امام ہمام امام صادق جناب مرزا صاحب علیہ السلام نے (مظہر حسین الہ آبادی وحدۃ الوجودی کے جواب میں جو خط لکھا ہے اور جو الحکم کے تین پرچوں میں سنہ ۱۹ء میں طبع ہوا ہے) قرآن کریم سے لیکر ایک جا پر اکٹھی کی ہیں جن کے مطالع کے بعد کوئی شخص وحدۃ الوجودیوں کے پہندے میں نہیں پہنس سکتا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا کامل اور مکمل امام (علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ) عطا فرمایا ہے کہ جس نے حَکَم اور عدل ہونے کی حالت میں ہر ایک مختلف فیہ مسایل پر اچھی طرح روشنی ڈال کر ہم کو گرداب ضلالت میں گرنے سے بچایا۔ ناظرین اچھی طرح خیال فرمالیں کہ وحدۃ الوجودیوں سے ٹکر کہانا اور پہر اون کے ساتھ سوال و جواب میں برابر اوترنا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ منزل بڑی کٹھن ہے کیونکہ یہ حضرات ایسے چالاک ہوتے ہیں کہ جہاں پر گرنے لگتے ہیں وہاں پر جہٹ ایسی راہ اختیار کر لیتے ہیں کہ جس کو سایل خود تسلیم کرتا ہے مگر باایں ہمہ قرآن کریم اور اسلام جنت دوزخ پر اعتراض کرتے ہیں۔ رات دن لوگوں کو یہی سبق پڑہاتے ہیں کہ بہائی! اپنے آپ کو پہچانو! اپنے آپ کو پہچانو! مگر جب وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت میں نے تو اپنے آپ کو پہچان لیا ہے یعنے میں مانتا ہوں کہ میں ایک ناچیز ہستی ہوں اور فنا پذیر ہستی ہوں اور ہر ایک عیب اور دکھ سے محض بغیر فضل ایزدی کے رہائی نہیں پا سکتا اور کہ اللہ تعالیٰ میں ہی ساری خوبیاں اور صفتیں ہیں اور وہی تمام عیبوں سے پاک اور ہر ایک کمزوری سے بالکل مبرا ہے تاہم یہ حضرت تسلیم نہیں کرتے بلکہ طوطے کی طرح پہلے ہی الفاظ دہرائے جاتے ہیں اور اپنا یہ حال ہے کہ سوائے ان گپ بازیوں کے کبہی ایسی جہلک نہ دکہائے۔ . . . . . کہ جس سے کوئی نکتہ

(ختم مجہ)

جس کے حکم اور امر سے ہم مریں گے اور مرنے کے بعد حساب کتاب کے لئے زندہ کئے جائیں گے پھر مطابق اعمال کے انعام اور سزا کے مستحق ٹھہر کر جزا و سزا حاصل کریں گے اور کہ ہم معہ اپنی طاقتوں قوتوں اور استعداد دلوں عقلوں اور شعوروں ادراکوں کے مخلوق اور محض عاجز مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہے اس لئے ہمارا نیکی کرنا یعنے نیک افعال کرنا نیکی کا ثمرہ پانے اور بدی کرنا بدی کا ثمرہ پانے کا مستحق ٹھہراتی کی مثال ہم دنیوی زندگی میں بھی ملاحظہ کرتے ہیں کہ کیونکہ بدکار اپنی بدکاری کی سزا بھگتتے اور علمی روشنی سے حصہ لینے والے اوس کے مطابق حصہ لینے وا اوس کے مطابق فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ پس اس سے صاف طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل درآمد کرنا انعام پانیکا ذریعہ اور نافرمانی کرنا جہنم اور عذاب میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے جس سے صاف طور پر اوسکی ترقی و تنزل کیحالت منکشف ہوتی ہے لیکن اگر ایسی حالت تسلیم کیجاوے جیسے کہ حباب کو پانی سے ہوتی ہے تو حفظ مراتب کا خیال مفقود ہوجاتا ہے جس کے لئے یہ فقرہ چسپاں کرنا پڑتا ہے کہ ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی + کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور تنزل سے بالکل مبرا و منزہ ہے اس لئے لازم آیا کہ اگر ہماری حالت مثل حباب اور پانی یا ہمیں کے ہوتی تو ہم میں بھی وہی صفت ہونی چاہیئے تھی مگر ہم میں چونکہ ترقی و تنزل کا مادہ ہے اس لئے یقیناً ہم کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق نہیں جیسا کہ پانی کا حباب کے ساتھ ہوتا ہے ۔ پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسا عقیدہ دراصل گمراہی کا عقیدہ ہے نہ کہ صوفی صافی کا کیونکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو کہ اپنے خیالات کا نگہداشت رکھنے والا اور اپنے دل کو ان امورات سے خالی رکھنے والا جن کے کہ وہ لایق نہیں یعنے صوفی وہ ہے جو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال زیر نظر رکھے اور اپنی اصل حقیقت و بساط اور ہستی سمجھے کہ کیونکر محض عاجز اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کی محتاج ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور شفقتوں پر پورا وثوق حاصل کرے کہ کیونکہ وہ اس کو رفعت اعلیٰ پر پہونچاتی ہیں اور کس طرح اوسکو ضلالت اور گمراہی کے تنگ و تاریک گڑھے میں گرنے سے بچالیتی ہیں۔ یہ تو صوفی کے معنے ہماری سمجھ میں آئے ہیں مگر آجکل صوفی اس قسم کے پائے جاتے ہیں کہ وہ حفظ مراتب کی نگہداشت نہ کرنے کا نام صوفی رکھتے ہیں ۔ یعنے جو یہ اقرار کرتا پھرے کہ آپ ہی آپ ہیں اور کچھ نہیں وہ صوفی ہے یا میں ہمہ اعمال کچھ بھی نہیں کرتے ۔ اور یہ بھی سچ اعمال کی ضرورت ہی کیا جب آپ ہی آپ ہوئے جس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہر ایک فعل کو فعل اللہ یقین کرنے کی وجہ سے اباحت کی تعلیم دے دیگر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں ۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی کمال بے ادبی ہوتی ہے۔

بات لمبی ہوگئی اور کہاں سے کہاں چلی گئی مگر اب ناظرین کو نتیجہ کی سیر کرانی ضروری اور لازمی ہوگئی ۔ ان تمام امور سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا صوفیت کے مدعی اور سناتنی دراصل ایک عقیدہ کے پابند ہیں کیونکہ جسطرح سناتنی ہر ایک چیز کو پرمیشر کا روپ بیان کرکے ہر ایک چیز کے غیر فانی اور ازلی ابدی ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں اسی طرح صوفی صاحبان بھی اور جملہ مخلوق کے وجود کو پانی اور حباب کی مثال دیکر غیر فانی و ازلی ابدی ثابت کرتے ۔ تیسرے ان کے بالمقابل آریہ سماجی ہیں تو وہ تو علانیہ ہر ایک چیز اور ذرہ ذرہ کو ازلی ابدی اور غیر فانی تسلیم کرتے ہیں جس سے اقبالی ڈگری اس امر پر ہوجاتی ہے کہ دراصل یہ ہر سہ عقائد کے پابند ایک حد پر جا کر آپس میں گڈ مڈ ہو جاتے ہیں جس سے ایک دوسرے کی تمیز کرنا ایسا ہی مشکل ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا ۔ اور یہ تمام عقاید عدم معرفت الٰہی کے نتائج ہیں اور کہ انکی سمجھ نے خالق و مخلوق کے حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھا جس کی سبب سے یہ انتہا کنندہ اب ایسی غلطان و پیچان ہوگئی کہ اب ان سے نکلنا مشکل ہوگیا ۔ اللہ تعالیٰ انکی چشم ہوش وا کرے اور ان کو خالق و مخلوق کے مراتب پر غور کرنے کا سبق دے ۔ آمین

خلاصہ کلام یہ کہ وید کی تعلیم کے آدھار (جوہر) ایک ایسی تفسیر ہے جس کا ارادہ جناب بابو عبد العزیز صاحب نے کیا ہے اچھی طرح وا ہو جاویگی مگر ہمارے رائے میں کسی تیسری تفسیر کا ترجمہ لکھنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے کتاب کی ضخامت بڑھ جاوے گی ہاں بعض جگہ پر ضروری ریمارکس دینا حسب ضرورت مناسب ہے ایسے ہی ضروری ریمارکس منجانب مترجم بھی ضروری ہیں اس سے دیانند کی چالبازیاں اچھی طرح ظاہر ہو جاویں گی اور شائقین کو بہت کچھ فائدہ پہونچیگا ۔ مگر بہتر یہ ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں شائع کیا جاوے ایسی ہی قیمت بھی تھوڑی رکھی جاوے تاکہ عوام کو آریہ سماج اور سناتن دھرم پر ریویو کرنے کا عمدہ موقع نصیب ہو سکے اور مطالعہ بھی بآسانی کر سکیں ۔ فقط۔

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) یقین کر سکے کہ فی الواقع انہوں وہ معرفت حاصل کرلی ہے جس کیطرف لوگوں کو توجہ یہ حضرت سید دلا رہے ہیں اور ہدایت کر رہے ہیں ۔ صاف ظاہر ہے کہ ان حضرات کی ایسی خشک باتوں کا کیا اثر پڑسکتا ہے جبکہ لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کا صاف اور صریح حکم موجود ہے بار بار جتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم اور دوسرے انبیاء بھی یہی معرفت سکھانے آتے تھے مگر ایسی باتوں سے ہم کیا فائدہ حاصل کرسکتے ہیں جبکہ حالت یہ ہے کہ حضرت اقدس رسول اللہ صلعم کو ہم نماز روزے اور عبادت الٰہی میں ایسا مشغول جو پاتے ہیں کہ اوسکا ثبوت پاتے کہ جسکی نقل کرنی ہر ایک سے محال ہے۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اوس نے اپنے سچے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک زندہ نمونہ بھیجکر ہمکو ایسی نالایق خیالوں سے بچا لیا کہ جو خود کچھ بھی کرکے نہیں دکھاتے اور صرف منہ سے ہی معرفت معرفت کا راگ گاتے ہیں حالانکہ اگر فی الحقیقت ایسی معرفت نصیب ہوتی جیسے کہ انبیاء کو ہوتی ہے تو ساری دنیا تو بہ کر دندے بچشم راز خوں بارے + منہ

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی بلحاظ اوسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

نظم

از صوفی تصور حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیان

احمدی وہ گروہ ہے دیندار
وہ غلام غلام احمد ہیں
احمدی ہیں وہ متقی مومن
فکر عقبےٰ میں رہتے ہیں شب و روز
غم دنیا ہے دوں کو مار کے لات
احمدی خوش نشیں ہیں خوش اطوار
حب اور بغض اونکا ہے للہ
دشمنان خدا سے لڑتے ہیں
اون کا ہتھیار ہے زبان قلم
احمدی ہیں وہی ذکور و اناث
اون کا مسلک ہے سنت و قرآں
صادق الوعد احمدی ہیں تمام
وقف راہ خدا ہے جاں اونکی
احمدی ہیں بہت خلیق و فہیم
احمدی ہیں جماعت حق آگاہ
پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں
روزے رکھتے ہیں مقتدی ہیں
نفلیں پڑھتے ہیں سحر کو اوٹھتے ہیں
احمدی شرع کے ہیں سب پابند
حق و باطل کی ہے تمیز اون کو
پیش خصم و مخالف بد کیش
معترض کو بنا تے ہیں مبہوت
کون ان کے مقابل آتا ہے
احمدی وہ خدا کے بندے ہیں
حق کی درگاہ میں ہیں مقبول
احمدی عاشقان یزداں ہیں
رات دن کرتے ہیں خدا سے دعا
کوششیں کر رہے ہیں توڑ کے دل
یہ تڑپ اون کے دل میں رہتی ہے
پوری حجت کریں مخالف پر
آنکھ کہل جائے جس سے اندہوں کی
دین اسلام کے بجیں ڈنکے
احمدی راست باز ہیں واللہ
ہیں وہ منصف مزاج سچے سب
دل سے مرضات حق کے جویاں ہیں
صاف ہے جن کا اندرون بروں

لو ہیں احمد پہ جان و دل سے نثار
جس پہ اللہ کا بہت ہے پیار
جو ہیں مستغفرین بالاسحار
فکر دنیا سے ہو گئے بیزار
دین کے غم میں ہیں وہ لیل و نہار
نرم دل پاک جان و خوش گفتار
نہیں اون کو کسی سے رنج و غبار
پر لڑائی ہے اونکی بے ہتھیار
یہی گویا کہ تیغ کی ہے دہار
نیک ہے جنکی عادت و رفتار
ہیں محب درود و استغفار
شادی و غم میں شاکر و صابر
مال اون کا رضائے حق میں نثار
نہیں رکھتے وہ ذرہ استکبار
شرک و بدعت سے مطلقاً بیزار
ہے صفت جسکی قرۃ الابصار
بہر ارضاء ایزد غفار
احمدی ہیں بہت نماز گزار
اونہیں سنت کے ہیں نمود آثار
علم دیں میں ہیں وہ بہت ہشیار
علم و فضل اپنا کرتے ہیں اظہار
جلوۂ دیں سے دکھا انوار
ہیں یہ شیر اور خصم روبہ خوار
جن سے اللہ خوش ہے لیل و نہار
انپہ وا ہو گیا در اسرار
نام حق سے ہے ان کے دل کو قرار
رہے شاداب دین کا گلزار
کہ فزوں باغ دیں کی ہو بہار
دیں کی حقیقت کا ہو اظہار
تا ہو وہ کفر چھوڑ کر دیندار
روز روشن وہ دیکھیں و شب تار
دین ہو دین احمد مختار
نہ کوئی مفتری نہ کج رفتار
کذب و بہتاں سے پڑا نکو عار
جاں سے حق کے طالب دیدار
بس وہی احمدی ہیں خوش کردار

ڈہونڈتے ہیں خدا و خلق کی صلح
احمدی ہیں بہت سے صاحب عزم
ہیں بہت انمیں عارف باللہ
کچھ ہیں شکر ور اور نو آموز
احمدی سب ہیں بہائی آپسمیں
ایک کے پاؤں میں جو خار چبھے
یہی ہمدردی و اخوت ہے
ایک کا دوسرا دعا گو ہو
خود غرض خود پسند انسان پر
رہے ملحوظ حق عبد و خدا
نسبت احمدی جمالی ہے
ملیں آپسمیں خندہ رو ہو کر
ہوں خرید و فروخت او وستد
نفس کو اپنے خوش نہ آئے جو بات
قرض سے گر ادا کریں جلدی
نہ بنیں سخت گیر نے کج خلق
ہوں غرض سب معاملے ستہرے
ہم کو توفیق خیر دے یارب
فضل سے اپنے دے مدد ہم کو
بطفیل مسیح و مہدی ما
دور کر ہم سے غفلت و عصیاں
بہتری کی و فلاح کا اپنی
سب کی بگڑی بنا خدا وندا
دور کر دے ہمارے عیبوں کو
تیری رحمت کے منتظر ہیں ہم
رکھ ہمیں احمدی جماعت میں
نسبت احمدی سے کہول آنکھیں

نفس و شیطان سے کرتی ہیں تکرار
فخر ہے ہم کو جس پہ لیل و نہار
اون کے رخ پر چمکتے ہیں انوار
اون کو مولا بنا ئے طاقتدار
بہائی پر بہائی جان کر دے نثار
بے نکالے نہ آئے اوس کو قرار
کر رہے بہائی بہائی کا غمخوار
اور برے وقت میں ہو ہمدم و یار
ہے خدا و رسول سے پہٹکار
احمدیوں کا بس یہی ہے شعار
رافت و رحم سکو ہے درکار
نہوں چیں بر جبیں نہ دل افگار
راستبازی کے ساتھ بے آزار
نہ کریں وہ پسند بر اغیار
ہو نہ دینے میں حجت و تکرار
حرص و بغض و حسد ہے سب بیکار
جیسا ہوتا ہے مومنوں کا شعار
تجھسے یہ التجا ہے با دل زار
نفس و شیطان کے ہو نہ پامیں شکار
وقفا ربنا عذاب النار
تا نہ عقبےٰ میں ہوں ذلیل و خوار
تیرے ہی فضل پر ہے دارومدار
طاقتیں بخش کر دے مخلص کار
رکھ نہ اسدرجہ ہم کو زار و نزار
تو رحیم و کریم ہے غفار
نہ چھٹا ہم سے زمرۂ ابرار
کر خدایا ہمیں اولے الابصار

آرزو ہے اویس کی یارب
راہ دیں کا ہمیں ہو گل ہر خار

ملازمان سرکاری اور پالٹیکس

مدراس گورنمنٹ نے حال ہی میں ایک حکم اس مضمون کا جاری کیا ہے کہ چونکہ ہز ایکسیلینسی گورنر باجلاس کونسل کو اس بات کا یقینی علم ہے کہ پولیٹیکل تحریکوں اور جلسوں کی شرکت سے متعلق گورنمنٹ کے احکام کی ملازمان سرکاری خلاف ورزی کرتے ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں انہوں نے ایسی مجالس کی صدارت بھی قبول کی ہے لہذا صاحب گورنر بہادر باجلاس کونسل تمام ملازمان سرکار کو گورنمنٹ سرونٹس کونڈکٹ رول ۱۹۰۴ء کے قاعدہ نمبر ۲۰ پر توجہ دلانا ضروری سمجھتے اور اوسکی خلاف ورزی سے متنبہ کرتے ہیں۔ امید ہے کہ رفتہ رفتہ دیگر تمام لوکل گورنمنٹیں بھی اس بارہ میں گورنمنٹ مدراس کی پیروی کو ضروری سمجھیں گی۔ ✤

ایام طاعون میں باہر نکلنا

عزیز من ہماری اضطراری و ناچاری بے جو فراری کا الزام و اتہام لگایا گیا ہے۔ یہ محض موافق و مطابق حکم خدا و رسول کے ہوا ہے۔ یہی اول الفرارین نہیں ہوں بلکہ ہمارے محلہ کے کل لوگ جس وقت باہر میدان میں چلے گئے چونکہ ہمارے پاس کوئی سامان خیمہ مہیا نہیں تھا۔ تو تبدیلی ہوا مصفا و آب شیریں کے لئے موضع دعولیہ چلے گئے تھے۔ یہ اعتراض عزیز کا محض کم علمی و کم فہمی و غلطی پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب دانش خالق ارض و سماوات رب الکائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ (ولقد کرمنا بنی آدم) جس کے واسطے زمین آسمان وما فیہا کل سامان خوراک پوشاک حیوانات نباتات جمادات اس کی نفع رسانی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ اور اس کی صحت و حفاظت جسمانی و روحانی کیلئے کس قدر سرمایہ ظاہری و باطنی مہیا کیا ہے۔ (سخر لکم ما فی السموات والارض) بلکہ چاند سورج ستارگان باران۔ اشجار احجار میوہ جات ثمرات غلہ جات وغیرہ انعام و اکرام رحمانی پر ذرا عمیق نظر سے نگاہ کرو۔ یہ سب کچھ اس انسان کی خاطر و خدمت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس قدر خداوند تعالیٰ کو اس کا پاس ملحوظ ہے۔ بہت سے آیات بینات سے اظہر من الشمس ہے۔ باعث تطویل چند سطور پر حضور کرتا ہوں۔ تو کیا اس انسان پر جب مصیبت مرض یا ہجوم تنگی و ترشی یا بصورت عذاب عقاب کا عتاب ہو۔ تو پھر کوئی چارہ و علاج و درمان نہیں رکھا ہے۔ حدیث صحیح (لکل داء دواء) ہر مرض کی دوا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک اشیاء میں بلکہ ہر ذرہ تک میں خواص و اثر رکھا ہے (ما خلقت ہذا باطلا) کسی چیز کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے۔ تو اگر بحالت علالت طبع یا امراض پر توکل ہی کمر بستہ رہتی تو گویا خدا کا ادویات پیدا کرنا بھی عبث ہوا۔ اور خدا کا اسم حکیم بھی معاذ اللہ عبث کو ٹھیرا۔ مختصر کلام یہ کہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اول دعا بدرگاہ رب العالمین پھر استغفار پھر اس مسبب الاسباب نے جو سلسلہ ادویہ کا درمیان سبب و دوا بواسطت بنایا ہے۔ وہ بھی ضروری ہے۔ جناب رسول صلعم کے عمل سے ظاہر ہے۔ کہ آپ خود دوا کرتے اور اوروں کو بتلاتے تھے۔ تو جب طاعون خدا کی طرف سے بطور عذاب نازل ہے تو پھر اس کے لئے استغفار بھی کریں۔ اور اسباب کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اسباب کل حکماء و ڈاکٹران کا متفق مجرب قول ہے۔ کہ جس گھر میں ... اس میں کیڑے زہر دار باریک پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس مکان کی ہوا دار ... اور ادویہ زہر دار سمی جس سے کہ کیڑے مر جاویں۔ استعمال کریں۔ اور اس مکان کو چھوڑ دیویں۔ جس میں زہر پھیل جاوے۔ تو کیا شریعت نبوی میں تبدیلی مکان وہوا منع ہے۔ ہرگز نہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ (ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ) جان بوجھکر اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس سے بڑھکر اپنی حفاظت کے سامان مہیا کرو۔ کیا جس مکان میں آگ لگ جاوے۔ اس میں بیٹھے رہنا یہ شریعت نبوی اور توکل علی اللہ ہے۔ جس رسول صلعم نے خیر خواہی و ہمدردی ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی دنیاوی و عقبیٰ کے لئے ہماری طرف آکر ... کر کر ہمکو آگاہ کیا۔ (لعلکم تتقون) (لعلکم تفلحون) (لعلکم تعقلون) تاکہ تم بچو۔ تاکہ تم فلاح اور نجات پاؤ۔ اور عقل کرو اور سمجھو۔ اگر تدبیر اور تفکر کرو۔ اس نبی سرور کائنات فخر موجودات جو بصد ہزار اسرار روحانی کے مصدر و مصدر و مخزن و منبع فیض و حکمت تھے۔ کیا ان کا حکم ہے۔ کہ زہر آلود مکان کے اندر گھسے رہو۔ اور ہلاک ہو جاؤ۔ تو تب تمکو شہادت ملیگی؟ نہیں وہ ملامت ہوگی کیا بدبودار اور متعفن مکان میں رہنے کا حکم ہے۔ کیا کسی انسان کی طبیعت و مزاج اس بار گراں کو سر پر برداشت کر سکتا ہے۔ او ... نیا یک خطرہ والرجز فاہجر) بلکہ جا بجا نبی (علیہ السلام) اس پر الف الف رحمت) کی بھی تعلیم ہے۔ کہ ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی طہارت کو ہمیشہ ہر امر میں مدنظر رکھو (ویحب المتطہرین) یا رچات و بدن مکان صاف رکھو۔ ہر ایک پلیدی و گندی و مضر و متعفن ہوا سے پرہیز و احتراز کرو۔ اور چھوڑ دو۔ کیا سانپ یا اور زہر دار ذی روح کے منہ میں انگل دینی چاہئے۔ یا کنارہ باسم اللہ کو عمداً کھانا چاہئے۔ کہ توکلت علی اللہ کھا لیتا ہوں۔ جو چاہے گا سب کرے گا۔ کیا خود بخود چاہ میں گرنا اور خود کشی کرنا۔ یہ توکل ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ جب تک روح نفس میں ہے۔ اس کا معالجہ کرنا فرض ہے۔ ایک دم کے واسطے بھی اگر ہزار دام لگے۔ تو توقف نہ کرے۔ اسباب خدا نے کیوں مقرر کئے۔ کیوں زوجین کا جوڑہ بنایا۔ اسی طرح اولاد پیدا کر الینا۔ نبیوں کو کیوں بھیجا۔ خدا خود بخود سمجھا دیتا۔ اور ہزار ہا اشیاء پر نگاہ کرو۔ سب میں یہی راز ہے۔ ظاہری اسباب کو تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی و روحی) نے بھی چھوڑا نہیں ہے۔ جنگ کے واسطے سامان مہیا کرنا۔ زرہ گھوڑے ہتھیار وغیرہ خریدنا۔ جنگ میں خندق کا کھودنا۔ کیا سمجھے۔ کیا اس میں توکل نہیں ہے (زانوئے اشتر بند و توکل بہ) باوجود (واللہ یعصمک من الناس) وعدہ عصمت و حفاظت من جانب اس حی و قیوم خدا جناب نبی علیہ السلام کو پہنچ چکا تھا۔ پھر دشمنوں کے فساد و عناد و مشورہ قتل کے وقت معہ صدیق اکبر غار ثور میں جا پناہ گیر میں ہوئے کیا وہ توکل چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ ان لوگوں کو جن کو آب وہوا مدینہ شریف ناموافقت و عدم الفت سے بخار شروع ہو گیا تھا۔ ان کو تبدیلی ہوا و آب و دانہ کے واسطے باہر چراگاہ میں سکونت رکھنے کا کیوں حکم دیا گیا تھا۔ کیا اس جگہ ہوا وہ نہیں تھا۔ جو باہر تھا۔ طاعون کے ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لشکر کو واپس کرنے پر جو اعتراض حضرت ابو عبیدہ صاحب نے کیا تھا۔ وہ یاد ہے۔ اور جو جواب فرمایا۔ وہ یاد ہے۔ (نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ) میں تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتا ہوں۔ یعنے یہ بھی اسی کا حکم ہے۔ کہ جلتی آگ میں عمداً کود کر نہ گریں۔ حالانکہ یہ مرض متعدی ہے۔ جو ہزار ہا بار تجربہ ہو چکا ہے۔ جو مجذوم کے مشابہ ہے۔ جس کے واسطے رسول صلعم کا حکم ہے کہ ... مجذوم سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے کیونکہ اس کا زہر دار اثر فوراً تم میں سرایت کر۔ اس قدر مجرب واقعات شواہدات بینات کی موجودگی میں پھر کہنا کہ طاعون سے کیوں بھاگے۔ یہ سراسر لوگوں کی حماقت و تعصب و سینہ زوری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت و عداوت کے واسطے یہ باطنی ہلاکت کے گڑھے میں گر کر نابود معدوم ہو ہی چکے تھے۔ اب ظاہری و جسمانی قویٰ کو بھی خود بخود ہلاک کر رہے ہیں اور (ولا تلقوا) کے مصداق بن رہے ہیں (وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون) پر عمل نہیں کرتے۔ انکار و اصرار سے باز آکر اگر استغفار ظاہری و باطنی پر کار بند ہوتے۔ تو عذاب الٰہی سے بچ جاتے کیونکہ وعدہ رحمانی ہے۔ کہ (وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا) رسول کے ساتھ عذاب کا وابستہ ہونا اس آیت کا مطلب مفہوم ہے جب رسول فرستادۂ خدا بھی موجود ہے تب ہی عذاب کا وجود ہے۔ پھر مسیح موعود و مہدی مسعود سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم کسی بستی یا قوم کو عذاب سے بالکل تباہ نہیں کرتے۔ جبتک ان کو رسول کی معرفت آگاہ نہیں کرتے

در آنحالیکہ یا ہستے لوگ خدا کے عفو و حفاظت ظاہری و باطنی کے حصول و وصول و جذب و کشش کی طرف پورے طور سے عاقل و سائل ہو کر بائل دل توجہ و جگری انشراح و خشوع و خضوع سے سرتسلیم تعظیم کو بر آستان رحمان رب الرحیم والکریم نہ کریں تو نفس و زبان کہتی ہوں۔ اور جیسا کہ عذاب سمجھ لوں (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ) اور جیسا یہ سبب زمانہ فیج اعوج الکثیرہ الاکثر امت محمدیہ پیشگوئی رسول مقبول صلعم ہو رہا ہے مسلمانان بالمثال یہود و صرف ظاہری الفاظ پرستی کو اپنا زیور تحفہ سرمایہ سمجھا سینہ زوری کی ضد پر آ رہے ہیں۔ اور آیت و حدیث کی ظہر و بطن ہر دو معانی پر عمیق و گہری نگاہ سے غور و تدبر و فکر کے ساتھ دل ودماغ کو صرف دل و مصروف نہیں کرتے۔ اسی واسطے تو اسقدر مخالفت کا جنگ و شور برپا کیا ہوا ہے۔ اور اس نور کو جو ماموریں اللہ وخلیفۃ اللہ و جری اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باصد ہزار دلایل ثبتہ اقدس قوی عقلیہ و نقلیہ و حجت قاطع و ساطع و آیات بینات بدیہات و علامات روشن صفات منور اظہر و اظہر ہو کر ملا ہے۔ (لیطفئوا نور اللہ بافواھھم) اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھاتے ہیں۔ اور اُس روشنائی و بینائی کے چمکدار صاف و شفاف چشمہ و آئینہ کو اپنی تعصب و تخلف کی میل کچیل سے مکدر کرتے ہیں۔ اور اُن حقائق و دقائق و معارف و اسرار و رموز کو جو بطور انعام و اکرام بذریعہ الہام مکالمہ و مخاطبہ مشرف ہو کر برائے صداقت و شہادت اسلام اُس آخرالزمان امام خیر الانام کو عطا ہوئے ہیں۔ چشم پوشی کر کے عمداً کتمان حق کرتے ہیں۔ اور اُس خزانہ و مال کو جو مسیح موعود کے ساتھ وابستہ تھا۔ اُس کی تقسیم سے حصہ لینا نہیں چاہتے۔ بلکہ بھاگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے اسرار کا خزانہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ درہم و دینار و اشرفی و روپیہ کا خزانہ ہو گا۔ جو آ کر ہمکو بانٹے گا۔ اور (یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر) کے بھی ظاہری الفاظی معنے کرتے ہیں۔ کہ وہ سولی جو لکڑی کی گاڑی جاتی ہے۔ آ کر توڑ دیگا۔ اور یہی خنازیر جو باہر جنگلوں میں رہتے ہیں۔ ان کا شکار کر کے مارے اور پھر ہائے گا۔ یہ تاویلی اور حقیقی معنے پسند نہیں کرتے۔ کہ وہ آ کر صلیب پرستی کے مذہب کو اور تثلیث خبیث کی بیخ کو جڑ سے اکھیڑ دیگا۔ اور اُن خنازیر کو جو اہل اسلام کے سخت و کرخت مخالف اور دین کی اضاعت کے باعث عنادی و فسادی اور ایمان کی آبادی اور زراعت کو ضائع و تباہ کرتے اور قتلی ذات سب و شتم و دشنام دہی سے لب کھول کر ستم و غم و الم کے زخم پہنچا رہی ہیں اُن کو آ کر قتل کرے گا۔ اصل مطلب و غرض یہ کہ یہ لوگ یک طرفہ کارروائی کرتے ہیں۔ اور یک چشم کی طرح دیکھتے ہیں۔ اور دوسری آنکھ کے نور سے بے بہرہ ہیں ایک حدیث کے لفظ پر ضد لگا کر اڑے رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف صدہا حدیث نزوح منفصل و صحیح کیوں نہ ہوں۔ پرواہ نہیں ہے۔ عالم حالانکہ مقدم کلام قرآن شریف ہے اس کے بالمقابل حدیث شریف خواہ کس قدر صحیح اسناد و معتبر روایات سے ثابت ہو۔ اگر مخالف و معارض ہے۔ ہرگز مقبول و قابل وقعت نہ ہوگی۔ ہاں اس میں تطبیق و توفیق سے باہم مضمون موزون کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر احادیث بھی باہم متضدین واقع ہوں۔ تو اُن کو بھی قرآن و سنت و تعامل کے ساتھ مطابقت رہا انطباقت کرنی چاہیے۔ نہ یہ کہ کسی حدیث میں کچھ اور کسی میں کچھ۔ اور وہ سب صحیح۔ یہ ناانصافی و کج فہمی ہے۔ کیونکہ حدیث یقینی و قطعی علم نہیں ہے۔ بلکہ ظنی ہے۔ سوا ان میں ضعیف بھی ہیں۔ اور موضوع بھی داخل ہیں۔ ان میں تمیز و تحقیق و تشخیص سے تاعیش و تنقید کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ جواہرات و طلائی و نقرہ کا پرکھنا بغیر صراف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح احادیث کی تنقید کو بھی کامل و عامل و عارف باللہ و منفذ متقی عالم ربانی و حقانی محک علم و عمل پر پرکھ سکتے ہیں (اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ) حدیث شریف میں جو لفظ بلد وارد ہے۔ کہ ایام طاعون میں بلد سے نہ نکلیں۔ سو بلد سے مراد مکان سکونتی نہیں ہے۔ کہ خواہ کیسی ہی ہوا گندی متعفن و زہریلی و مہلک و قاتل ہو جاوے۔ مکان سے نہ نکلے کہ توکل ٹوٹ جاویگی۔ بلکہ بلد حدود شہر پر حاوی ہے۔ قرآن کلام حضرت نظام ذوالجلال والاکرام اسپر شاہد ہے (بلدۃ میتا فاثرنا بہ ...) جس سے زمین زراعت و شہر مراد ہے۔ نہ کہ مکان جو باران سے سرسبز ہو کر روئیدگی نکالتے ہیں۔ دوسری حدیث میں حرف ارض آیا ہے۔ جو اور بھی نہایت وسیع اور کشادہ ہے۔ مطلب صاف کہ اُس زمین سے نہ نکلو۔ یا اپنی حدود یعنے باہر میدان مصفا ہوا میں سکونت رکھو یہ منع ہے۔ کہ وبائی امراض سے بھاگ کر کسی دوسرے گاؤں میں بیماری پھیلانے کے واسطے نہ جاؤ۔ تا کہ اُس کی زہریلی انفاس سے موثر ہو کر دوسرے لوگ بھی مبتلائے مرض نہ ہو جاویں اور یہ سخت گناہ ہے۔ ہاں ابتدائی حالت بیماری کے جس وقت قدرے آثار نمودار ہوں۔ دوسرے گاؤں میں بھی جانا کچھ ہرج نہیں ہے مگر جس وقت کہ زور و شور سے بحر طغیانی موج مارنے لگے۔ تو پھر اس وقت اپنی حدود باہر میدان میں رہ سکتا ہے۔ دوسرے گاؤں میں نہ جاوے۔ یہی حکم مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ نیز صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے۔ (اذا انزل اللّٰہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیھم) حدیث ہے۔ کہ جس وقت کسی قوم میں عذاب اترے۔ تو غیر صالح کیا صالح بھی شامل ہو کر گرفتار عقوبت ہو جاتے ہیں۔ اسواسطے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے طلبگار و استغفار کے خواستگار صبح و شام کے اذکار کرنے والے لوگ اُس معذب گاؤں سے علیحدہ ہو جاویں۔ ورنہ خواہ مخواہ عذاب الٰہی کو نہ خریدیں اور اُسپر سنت اللہ و قرآن فرقان شاہد ناطق ہے۔ اہل مکہ کے حق میں جناب باری تعالیٰ رسول صلعم کو فرماتا ہے (ما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم) جبتک تو اس گاؤں میں ان لوگوں سے علیحدہ نہ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب نہیں کرتا۔ اس سے بھی یہی سبق حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ اصفی الاصفیا اتقی الاتقیا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفاظت و عصمت کا وعدہ تو دیا ہوا تھا۔ اور مکہ شریف میں بھی جناب کو محفوظ رکھ سکتا تھا۔ دشمن کو فناہ و تباہ کر سکتا تھا۔ مگر اُس نے علیحدگی کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہی موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بوقت غلبہ کفار نابکار رات کو ہی معہ قوم نکلنے کا حکم دیا۔ (اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی انکم متبعون) اور ابراہیم اور داؤد علیہ السلام بھی بوقت رات ہی قبیلہ کفار کے نکلے تھے۔ اسی طرح یونس علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو۔ کہ وہ بھی اپنے اہل قریہ مخالفین کو وعدہ عذاب دیکر علیحدہ ہو گئے (وذالنون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ) کیا اللہ تعالیٰ اُن کو وہاں اُس بستی میں رکھ کر نہیں بچا سکتا تھا۔ اس میں بھی یہی راز اور حکمت بھری ہوئی ہے۔ کہ خالص مومن بندے خود بخود علیحدہ ہو جاویں اور استغفار بالاسحار میں مشغول ہوں۔ اور ظاہری اسباب کے ساتھ بھی تعلق رکھیں۔ اسی طرح نوح علیہ السلام کو بوقت نزول عذاب علی الکافرین معہ اپنے جمیع مومنین و عیال اقربین کے بغیر فرزند کنعان اُن لوگوں سے علیحدگی کا ارشاد فرما کر سامان و اسباب نجات بنانے کا حکم نافذ کیا۔ (واصنع الفلک ...) کیا اللہ تعالیٰ سوائے اسباب کشتی کے محفوظ و مصئون نہیں کر سکتا تھا۔ اسی طرح لوط علیہ السلام کو قرین کی تباہی و فناہی کے وقت خدا سے آگاہی پا کر فوراً رات کی سیاہی میں معہ جمیع مومنین کے اپنے شہر سے نکل جانے کا حکم ہوا (فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت) اللہ تعالیٰ نے اُن کو بچا لیا۔ وہاں منکرین کیساتھ عذاب میں شریک و شامل نہ ہوئے۔ بھاگنے و نکلنے کا الزام سب نبیوں پر عاید ہو سکتا ہے کیا وہ توکل چھوڑ گئے تھے۔ یا خود خدا کا پیغام ملا۔ مگر یاد رکھو۔ کہ جب سے دنیا کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ تب سے اُس منتظم و منتقم حقیقی نے اسکے ساتھ اسباب ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی دونوں کا سلسلہ یکساں منسلک رکھا ہے۔ تاکہ انسان اُن کی فیض و فوائد سے فائز ہو کر محروم نہ رہے۔ اور سعادت دارین حاصل کرے۔ ہاں جس قدر رشد ہی کی کوشش کو اپنا اصل ہو علماء و اکمل ... حقیقت ... تا ... کو ... ۱۱ ... سلام ... تو ... سعادت ... ہو۔ اور کامل ہدایت نصیب کرے۔ آمین

احمدیوں پر ظلم

ستایا ہے ناحق ہمیں تونے ظالم
یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

آدم اور ابلیس کی لڑائی ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور شیطان اور اسکی ذریت آدم اور اس کے متبعین کو ہمیشہ دکھ دیتے آئے ہیں جب جب کوئی راستباز اور خدا کا مامور مصلح دنیا میں آیا۔ اسکی مخالفت کی گئی اور اس کے ساتھ والوں کو جو غربا اور ضعفاء کی جماعت ہوتی ہے سختی سے سخت اور کینہ سے کینہ طریق ایذا رسانی کا اختیار کیا گیا۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات کا تذکرہ اسی رنگ میں آتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھ والوں کو کہا گیا کہ ہم تمہیں اپنے شہروں اور بستیوں سے نکالدیں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم جو معزز اور محترم لوگ ہیں ان ذلیل اور چھوٹے آدمیوں کو نکال دیں گے۔

یہ سنت اللہ ہے جو ہر صادق کے وقت میں عیاں نظر آتی ہے اس وقت بھی جب خدا کا مسیح اور مرسل ظاہر ہوا۔ تو ان پہلوں کی یادگار نے اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر چلکر جری اللہ اور اسکی جماعت کو ہر جگہ ہر قسم کے دکھ اور تکالیف پہونچائیں کیا ان تکلیفوں اور مشکلات اور مصائب نے خدا کے مرسل کی راہ میں کوئی روک پیدا کی؟ یا کیا ان تکلیفوں اور دکھوں نے اسکی مخلص جماعت کو پراگندہ کیا؟ کبھی نہیں۔ خدا کا مرسل پہلے سے زیادہ وثوق زیادہ استقلال اور ثبات قدم اور جوش کے ساتھ آگے بڑہا اور یہ تمام تکلیفوں اور دکھوں کے چٹان جو اسکی راہ میں پھینکے گئے تھے ہباءً منثورا ہوگئے اور پرکاہ کی طرح اڑ گئے۔ اور اس کی جماعت باوجود ان تکالیف اور مشکلات کے بڑہی اور بڑہ رہی ہے۔ اس نتیجہ سے اگر ناعاقبت اندیش مخالف سبق لیتے تو وہ اپنی کوششوں میں کامل ناکامی دیکھکر آئندہ کے لئے توبہ کرتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اگر ایک تلخ دشمن اپنی نامرادیوں کو دیکھکر زاویہ گمنامی میں پڑتا ہے یا اس دنیا سے اٹھایا جاتا ہے تو ایک اور پیدا ہو جاتا ہے جو خدا کے مسیح اور اسکی جماعت کو دکھ دینے کا عزم کرکے اٹھتا ہے اور وہ پہلوں کے انجام کو مدنظر نہیں رکھتا۔

اس تمہیدی نوٹ کے بعد میں اس تازہ واردات ظلم کی داستان سنانا چاہتا ہوں جو کھاچوں تھانہ بنگہ ضلع جالندہر کی کمزور اور غریب احمدی جماعت پر وہاں کے شدید اور غلیظ مغضوب مخالفوں نے روا رکھا۔ کھاچوں میں صرف چند احمدی ہیں اور وہ بھی غریب۔ وہ ایک مسجد میں ہمیشہ نماز پڑہا کرتے تھے مگر شیطان اور اسکی ذریت کب گوارا کر سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کا اظہار ہو۔ اس لئے انکی مخالفت کے لئے چند شورہ پشت اٹھے اور عصر کی نماز کے وقت انکو پکڑ کر اسقدر مارا کہ بعض کو سخت چوٹیں آئیں۔ احمدی جماعت کے ان ضعیف اور مظلوم افراد نے یہ بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا + اور اپنی جان اور مال اور آبرو کو خطرہ میں ڈالا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے ایمان کو متزلزل کریں۔ یہ نمونہ جو کھاچوں کی احمدی جماعت نے دکھایا ہے ہر طرح قابلقدر اور واجب التقلید ہے۔ کھاچوں کے احمدی ان شریروں اور شورہ پشتوں کو عدالت سے سزا دلا سکتے تھے مگر انہوں نے عدالت ربانی ہی کے فیصلہ کا انتظار کرنا مناسب سمجھا خدا ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ظالم اپنے کئے کی سزا پائینگے تاہم میں تھانہ بنگہ کے نیکدل اور شریف الطبع سب انسپکٹر باوا بھاگ سنگھ صاحب کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ کھاچوں کے ان شورہ پشت لوگوں کو مناسب تنبیہ کریں اور غریب احمدی جماعت کی حفاظت جان و مال کے لئے مناسب نوٹس لیں۔ ورنہ یہ لوگ دلیر ہوکر ان بیچاروں کو سخت سے سخت دکھ اور تکلیف دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ سب انسپکٹر صاحب کی توجہ فرمائی سے آئندہ مظلوم احمدیوں کو امن ملسکتا ہے اور چونکہ احمدی جماعت جیسا کہ اس کے امام اور پیشوا کی تعلیم ہے ہمیشہ ہر قسم کے فتنہ اور فساد کے محل سے بچتی ہے اور یہ تازہ نمونہ کھاچونکی جماعت کا موجود ہے کہ باوجود مار کھانے کے خاموش ہو رہے اسلئے اندیشہ ہے کہ مخالف بیباک اور بھی ہو جائیں۔ کھاچوں کی احمدی جماعت کا صبر اور استقلال اللہ تعالیٰ اور اسکے صادق مرسل کے حضور خوشنودی کا موجب ہے اور یہی صبر ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو جذب کریگا اور یہی وہ کلید ہے جو ان کے لئے ہر قسم کے امن اور سلامتی کے دروازے کھولدیگی۔ خدا کرے کہ ہمیں بھی توفیق دیجاوے۔

ایک خطرناک بدعت کا اعلان

(اسلامی اخبارات کی توجہ طلب)

بعض اسلامی اخبارات میں میںنے ایک ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان پڑہا ہے جسکو فیض بخش پریس فیروزپور شہر نے چھاپا ہے + مجھے سخت حیرت اور تعجب ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کی ہمدردی و حمایت اور قومی ریفارم کی صدائیں بلند کرتے ہیں جنکی ہر پر قلم سے قومی قومی کی آواز نکلتی ہے اکثر دفعہ وہ اپنی ذاتی اور شخصی مفاد کے مقابلہ پر مسلمانوں کو ہی نہیں اسلام کو سخت نقصان پہونچانے میں بھی تامل اور مضایقہ نہیں کرتے پچھلے دنوں لاہور کے اخبار وطن کی کفر فروشی کا کچا چٹھا شایع کیا گیا تھا۔ اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ امرتسر کا اخبار وکیل اور بعض دوسرے اسلامی اخبارات بھی ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان چند پیسے لیکر شایع کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں وہ بدعت پھیلانا چاہتے ہیں جسکی گذشتہ تیرہ صدیوں میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اس تجویز ترجمۃ القرآن اردو کی مجوزین میں کسی عیسائی کا مشورہ اور ہاتھ نہ ہو ورنہ ایک مومن مسلمان کبھی اس بیہودہ اور مضر تجویز کو پسند نہیں کر سکتا عیسائیوں پر جو مصیبت اپنی اصل کتاب کے کھو بیٹھنے کی آئی اسکی وجہ یہی کہ انہوں نے متن کو چھوڑکر ترجمہ پر کفایت کی اور کلام اللہ کو ہاتھ سے دے بیٹھے۔ اب مسلمانوں میں سے متن ترجمہ کا رواج اسی بدعت کی اشاعت ہی کیا یہ لوگ قرآن مجید کے متبرک اور مقدس الفاظ کو شائع کرنے کی سعی نہیں کرتے؟ اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا کا کلام مٹ نہیں سکتا خدا خود اسکا محافظ ہے مگر یہ تدبیر اور سعی اس قسم کی ہے کہ خدا اس کے دور کرنا چاہتا ہے اور ایسی تجویزوں سے سخت بیزاری کا اعلان کرنا چاہئے۔ مسلمان اخبار نویسوں کا تو یہ فرض ہونا چاہئے تھا کہ اس شنیع فعل سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے اور زور ڈالکر ایسے ترجمہ کو رکوا دیتے مگر وہ اپنے فائدہ کیلئے دین فروشی کرتے ہیں یہی بات ہمیشہ بری لگتی ہے۔ اسلامی اخبار وکیل کی کمیٹی کے مایہ ناز ایکٹر تعجب نہیں مجھے گالیاں دیں مگر میں انکی گالیوں کے ڈر کر اظہار حق سے نہیں رکونگا۔ بہتر ہے اخبار وکیل اس ترجمہ کے اعلان کو بند کرکے اس کے مضرتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرے ورنہ میں مسلمانوں کو صلاح دونگا اور اس کی ...

آپ خود انصاف کریں

کہ کون سی بات بہتر ہے؟ تجربہ کرنا یا کلکتہ کے ایک مشہور طبیب کے تجربہ سے فایدہ حاصل کرنا تجربہ بڑی بات کو معلوم کرتے کو کہتے ہیں جو چیز جیسی ظاہر کیجاہے ویسی ہی ثابت بھی ہونی چاہئے اور آپ کے ذاتی تجربہ میں اگر وہ مفید یا ایسی ثابت ہو جیسی کہ ظاہر کیجاتی ہے تو ضرور شکر ہو گی ایک اجنبی شخص کا تعریف کرنا تسلی بخش ثبوت نہیں ہوتا اس لئے اپنے ملک اور وطن کے لوگوں کی پسندیدگی ہی ڈومن کی درد پشت اور گردے کی گولیاں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلیس) کی ہر ایک بوتل کے لئے بڑی سفارش ہے یہ بیان پڑھئے ڈاکٹر اے - سی - رائے - ایل - ایم - ایس طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم نباتات اور امراض چشم کے معلم (آلبیٹ اینڈ میڈیکل ہال ۱۰۰ -۱۵۲ ابو بازار اسٹریٹ کے طبیب) کہتے ہیں میں نے ڈومن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلیس) درد پشت میں اور خاصکر مستورات کی بیماریوں میں جہانکہ درد پشت بھی موجود تھا استعمال کرائی ہیں اور ان کو بہت مفید پایا ہے مستورات کی بہت سی بیماریاں گردوں اور پیٹ کے اعضا کے خراب ہوجانے سے ہوتی ہیں اور ایسی حالت میں یہ گولیاں بہت جلد شفا دیتی ہیں۔ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلیس) گردوں کے لئے مجرب دوا ہیں اور گردوں کو زہریلے مادوں کے نکالنے میں مدد کرتی ہیں جن کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کو بیخوابی پٹھوں کے امراض درد پشت درد مفاصل اور پیشاب کی شکایت ہوتی ہیں خون صاف کرنے میں بھی مدد دیتی ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈومن کی اودیہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بذریعہ ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آ رہی ہے اس کی نظیر زمان مرسلین یا نبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بھی نہ ملیگی۔ کہیں زلزلہ ہیں تو کہیں تلیج و ادار و طوفان ہے وہ طاعون ہو دوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو رہی ہے جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا پر غور و خوض کریں اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا الہام بھی یاد رکھیں کل شئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی و ارحمنی اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون سے فایدہ اٹھائیں ادویہ کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہمنے اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ اگر طاعونی ایام میں پہلا تیز بخار ہے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً آدمی درد و بخار کا فور اور رسی سام و گلٹی کا خطرہ دور ہوگا اور طبیعت میں صحت ہی حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر انکے بدن پر بھی مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے یہ بات ہاں کا مجرب ہے علاوہ انہیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن عہ روپیہ نیل نافع بلکہ مجھے ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جو کھی یا پچھو بیٹھتی ہیں تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلائے طاعون ہوجاتا ہے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں کھی یا مچھر کاٹنے کا احتمال ہو اسکو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہیں پھٹکنے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کریں (نوٹ) جو خریدار تھوڑا تجربہ کرنا چاہیں وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیج دے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری کا آجکل عجیب سما ں بندھا ہوا ہے لیکن ہمارا کلام بانوں ہی میں نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اوّل آزماؤ پھر منگاؤ جیسا اس میں کچھ بھی وہم کا نہیں۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی جو کاویں نکل رہی ہے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے الحمد للہ معجون طلسمی ہے جسکے چند روزہ استعمال میں امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہمیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اوّل نمونہ مفت منگاؤ جو پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ —

سرمہ سلیمانی — آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان — دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ ٹریکٹ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے
(بہ درخواست کیفیت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ ماہ نو)

نظر تیز اور صاف ہو جاتی اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب تک میں فایدہ کھلایا ہے اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیا بند۔ شبکوری۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکٹ معزز ملا و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عمدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہوں گے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ ۴ — سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

کم خرچ بالا نشین خوش وضع

سوتی لنگی شروع پختہ رنگ کر ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں ..... تو شک لحاف کے واسطے ..... پایدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۸ درعہ اگر عرض قیمت صرف عہ فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول بار دانہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے۔ المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

برادران مُلک

کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے سیہ خضاب اٹل ہے یعنی داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگانے سے ہی فقط چار منٹ میں بسان بھونرے کی طرح کالا سیاہ اور چمکدار بنا تا ہے پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے قیمت فی بکس صرف ۱۲ روپیہ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر
حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی
محلہ عطار گلی ۶ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

بلاتعصب

پندرہ روزہ اخبار بلاتعصب جاری کر دیا گیا ہے جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں ۱ کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوا لیں۔ یقیناً مذہبی دنیا کے ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ المشتہر
عبدالعزیز احمد جگہ مبارک شاہ مقام زینت محل شہر دہلی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی پشتی دار کشمیری لکڑی کا مضبوط ہینڈل کا کین اور دو تار والے نہایت پائیدار قیمت ۳ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی پشتی دار [illegible] کین ہینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی عمدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے
بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ انچ کے سٹ ایک سٹ کرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ
۱۰ اسٹ ایک بیٹ وکٹ ایک بال فی بکس
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار
بچوں کیلئے فٹ بال معہ بلیڈر
کرکٹ بال کیسٹس نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دھاگے کے سیے
پریکٹس
نی کا پی
کرکٹ بلس

المشتہر نظام الدین سٹری احمدی شہر سیالکوٹ

نمبر سرٹیفکیٹ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ [illegible] نٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں آپکو کرخیر بالا الشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول [illegible] ضلع کانگڑہ

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان سب کیلئے تحفہ اور نہ دھوئے اور نہ دیکھا ایسا عجیب و غریب خوشبودار کھیلی تیار کی ہے جس میں خوشبو معطر اور بات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ مفرح روح بدن کو بالکل صاف کرتی ہے سات روز انشاء اللہ تعالیٰ روز انہ استعمال سے داد رخشاں چہرہ پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے ہمراہ ترکیب ہمراہ ہوگا قیمت فی بکس ۱ اشار یعنی ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو آتار فی روپیہ کے حساب سے۔ محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتہر
مرزا قاسم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی ایجنسی مالیر کوٹلہ پنجاب

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے جو زمین تخمیناً ہر من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۱۲ روپیہ اور دوم مبلغ ۹ مبلغ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کا دوپیٹرنے والے بھی تیار ہیں۔
مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

اسکاٹس اِملشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات اور مضبوط بنا کر انسداد مرض کر رہا ہے۔

ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود رہتا ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

الفضل [illegible] پریس قادیان میں [illegible] مرزا احمد بیگ کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

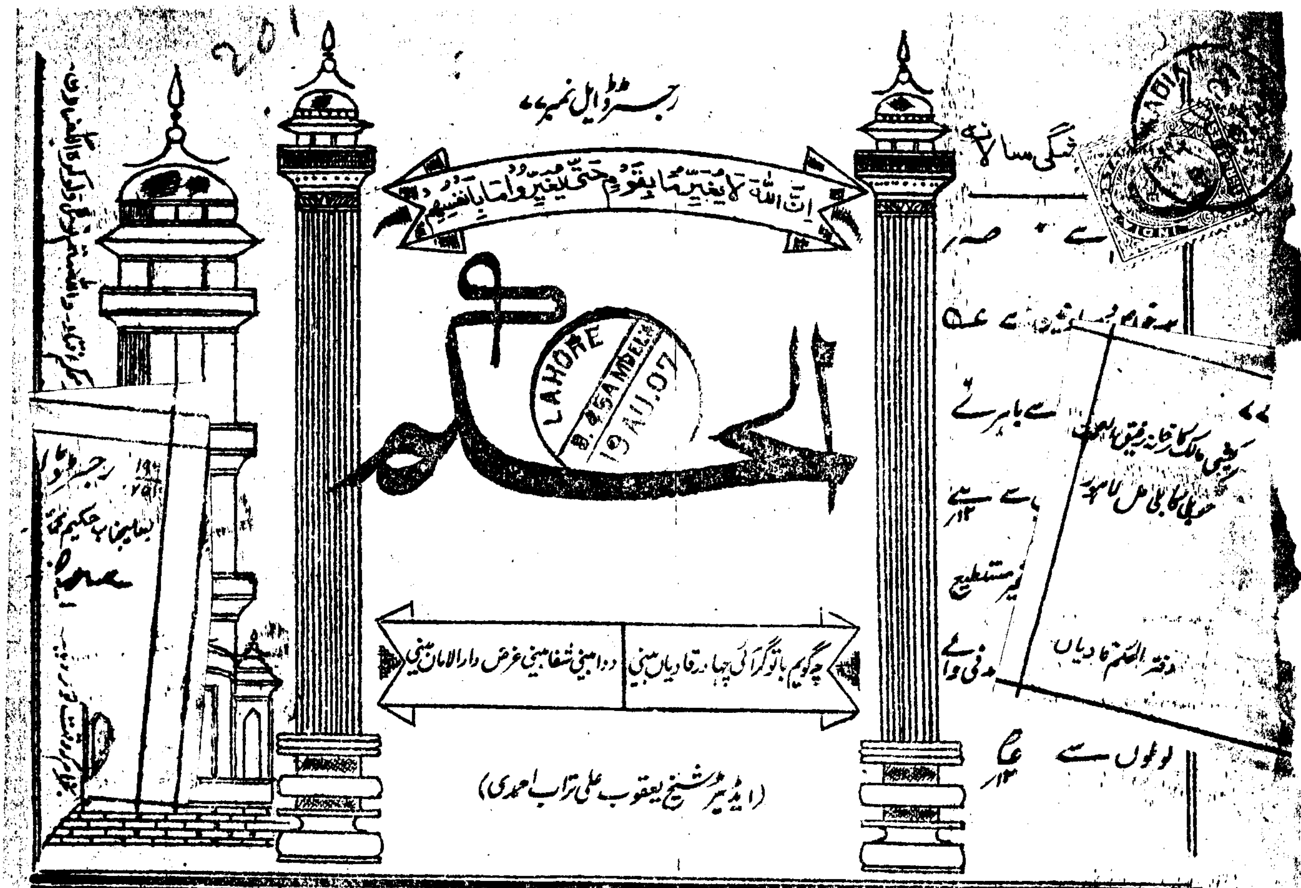

نمبر ۲۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۷ رجب ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

چند استفسار بر خط مولوی محمد حسین صاحب

از طرف سید محمد احسن صاحب امروہوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - حامداً و مصلیاً

حبی القدیم مولوی محمد حسین صاحب آپ کا محبت نامہ جو نہایت درجہ ایسا مشکوک اور محکوک اور غلط در غلط تھا جسکی نسبت خود آپ نے تحریر فرمایا ہے "کہ اگر آپ اس کو پڑھ سکیں تو درج اخبار کر دیں ورنہ واپس کریں تاکہ میں نقل کرا کے واپس کردوں" الخ موصول ہوا۔ خاکسار کو بڑا تعجب ہوا کہ مولوی صاحب نے ایسا خط غلط در غلط ارسال ہی کیوں فرمایا جسکو واپس بھی طلب فرماتے ہیں اور تعجب پر تعجب یہ ہوا کہ جو جواب دیا گیا ہے وہ محض نسیہ ہی نقد نہیں کیونکہ ۱۲ جلد ۲۱ اشاعۃ کا جس جا بجا حوالہ دیا گیا ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ گہر گہو بنا شخص محل۔ اور اسلئے بہت ہی حیرانی ہوئی کہ مولوی صاحب نے خاکسار کے سوالات کا جواب ایسا اوہن من بیت العنکبوت کیوں عنایت فرمایا جسمیں جواب نسیہ ہی نسیہ ہے اور نقد کچھ بھی نہیں بہر حال خاکسار نے آپکے خط کو بخوبی پڑھ لیا۔ خواہ وہ آپ کے نزدیک کیسا ہی مشکوک یا محکوک تھا۔ سے بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را می شناسم۔ گو میں ابھی اُس کا جواب لکھنا مناسب سمجھتا ہوں جبتک حوالجات نسیہ نقد نہ ہو جاویں اور نہ اس خط کا طبع کرانا مناسب ہے کیونکہ مبادا آپ خود ہی شکایت نہ کریں کہ میرا ایسا خط مشکوک کیوں طبع کرایا ہاں بالفعل واسطے استفسار و تعین چند امور جملہ تنازعہ فیہا مندرجہ خط کے آپسے استفسار کر کر جناب کو تکلیف دیجاتی ہے۔ تاکہ آیندہ غلط بحث نہ ہو جاوے اور امور تنقیح طلب منقح ہو جاویں۔ استفسار اول۔ اگر تسلیم کیا جاوے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے اخبار وطن میں جسکی اصل عبارت ۱۱ جلد ۱۱ میں آیندہ آپ شائع فرماوینگے۔ ایمان و اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے لئے شرط نجات قرار دیا ہے جنکو دعوت اسلام پہونچ چکی ہو گر مولوی صاحب نص قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی وقت بعد نزول قرآنی کے ایسا آنیوالا ہے جسمیں آنحضرت صلعم کی دعوت عامہ کل زمین کے لوگوں کو پہونچ جاوے گی۔ قال اللہ تعالیٰ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ الذی لہ ملک السموات والارض۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ وغیرہ وغیرہ معہذا اب اس زمانہ میں جو مصداق ہے لیظہرہ علی الدین کلہ کا۔ ڈاکٹر صاحب اور وطن اور جناب کو کونسی ایسی ضرورت واقع ہوئی ہے جو برائے تسکین کیطرح یہ تقسیم حال کے زمانہ کے لئے کی جاتی ہے کہ جن کو دعوت اسلام پہونچ چکی ہے ان کے لئے تو ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کو ہے اور جن کو نہیں پہونچی ان کے لئے شرط نجات کی نہیں اور یہ تقسیم بھی اسوقت کیگئی جب ہر طرف سے وادیلا بلند ہونے لگا۔ پھر اس تقسیم کے لئے ان تینوں صاحبوں پر ضروری ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایسی بستی کا وجود دکھلاویں جسمیں دین اسلام بذریعہ کسی مسلمان کی موجودگی کے پہونچ چکا ہو ورنہ خاکسار تو اس مصرعہ کے پڑھنے کے لئے مجبور ہے کہ سے خوئے بد را بہانۂ بسیار۔ استفسار دوم۔ دعوت اسلام پہونچ جانے کی حد مقررہ فرمائی جاوے کہ کیا ہے کیا آپ صاحبوں کے نزدیک جن لوگوں نے ترجمہ قرآن مجید کا نہیں پڑھا یا کسی واعظ اسلام کی مجلس میں نہیں بیٹھے وے سب لوگ مصداق ہیں اس کے کہ انکو دعوت اسلام نہیں پہونچی اور ان کے لئے آپ کے نزدیک ایمان و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط نجات کی نہیں۔ بس در جواب استفسار ہذا دعوت اسلام کے پہونچنے کی تحدید فرما دیجاوے کہ اس کی حد کیا ہے۔ استفسار سوم علم مناظرہ میں جواب الزامی دینا اور مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا آپ کے نزدیک اداب علم مناظرہ سے ہے یا نہیں۔ بشق ثانی آپ کسی کتاب علم مناظرہ کے حوالہ سے ثابت فرما دیں کہ مسلمات خصم کے بموجب خصم کو ساکت کرنا خارج از آداب علم مناظرہ ہے۔ مگر اندرینصورت آپ کو اکثر مناظرات مندرجہ قرآن مجید سے بھی دست بردار ہونا پڑیگا۔ بلکہ بہت ایسی آیات بینات کی تکذیب کا الزام آپ پر عائد ہوگا۔ جسطرح آپ حضرت مرزا صاحب کے جوابہا بموجب مسلمات خصم لنا می کو تکذیب کر رہے ہیں۔ ونعوذ باللہ منہ اور بشق اول حضرت عیسیٰ یا کسی نبی کی توہین نعوذ باللہ کس مردود یا کافر نے کی ہے۔ کلا و حاشا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ بلکہ مسلمات خصم جوابہائے الزامی

دندان شکن ہو جیسا کہ داب علم مناظرہ کے دیئے گئے ہیں اور پھر مشہور اشتہاروں میں اس امر کی تصریح بصراحت کھول کھول کر بلکہ باعلان ہی کردی گئی ہے۔ پھر باوجود اس کے آپ جیسے مدعی حقیقت و حق گوئی کا ایسا الزام کسی پر قائم کرنا جس سے یا تو تکذیب صدہا آیات قرآنی کی لازم آتی ہو یا نصف علم مناظرہ کو ضائع کر دینا واقع ہوتا ہو۔ آپ ہی جیسے اہل فضل و علم کا کام ہے۔ ؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ افسوس کہ آپ کی ایسی ہی تحریروں نے سرحدی لوگوں اور نیز امیر کابل کو قتل نفوس کیہ پر آمادہ کیا ہے کیونکہ جس مسئلہ کو وہاں کے عوام اور جہلا مسلمان اپنے خیال سے نہیں پایا اس کا قائل آپ ہے اور ان کے نزدیک واجب القتل ہو گیا حالانکہ مسئلہ کتاب و سنت صحیح کا لب لباب ہے۔ جیسا کہ ماتحن فیہ میں محض خلاف واقع رخلاف الزام تو من فعہم اپنے خیال میں لگا کر قتل نفوس زکیہ کا فتوی آپ نے لگا دیا آپ فرمایئے کہ نقض امن عامہ آپ کی طرف سے واقع ہوا یا کسی اور کی طرف سے۔ بینوا توجروا۔ ہز ایکسیلنسی امیر تو اپنے نزدیک شاید کسی قدر اس جرم قتل سے دنیا میں بری بھی ہو جاویں تو ہو جاویں مگر آپ اس اعتراض سے ہرگز بری نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو آپ لوگوں کے فتوی کا تابع ہے نہ متبوع۔ پس اسی لئے مترجم انگریزی نے آپ کے منشا کے بموجب صرف دعوی نبوت کو ہی داخل سبب قتل کر دیا۔ پھر آپ خواہ مخواہ اس کی شکایت کیوں فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کا یہ منشا نہیں ہے تو ضرور بہت جلد اس غلطی کا ازالہ سول ملٹری سے بہت جلد کرایا جاوے کیونکہ مسئلہ قتل مومن کا نہایت نازک ہے۔ و من یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا۔ الایۃ

استفسار چہارم۔ آپ کا مضمون کفر وکافر مندرجہ جلد چہارم اشاعۃ السنہ نمبر اور نیز رسالہ ہدایۃ المہتدی مندرجہ جلد ہفتم اشاعۃ السنہ۔ اگر ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کو کفر و وجوب قتل سے بچاتا ہے اور بموجب آپ کے اقرار کے حضرت مرزا صاحب کو بھی سابق میں اسی مضمون نے بچایا تھا مگر اب یہ استفسار ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف سے تو سالہا سال ہو گئے کہ صدہا اشتہارات میں اور نیز بدر کے اول ہی سر لوح پر ہر ایک ہفتہ میں بضمن دس شعر ایک بیت اور بضمن اشتہار اپنے مذہب و عقائد اسلامی کے تمام دنیا میں نظم و نثر میں اشتہار دیا جاتا ہے اور نظم کا اول شعر یہ ہے ؎ ما مسلمانیم از فضل خدا۔ مصطفی ما را امام و پیشوا۔ اور آخری شعر اس ۱۶ اشعار کا یہ ہے کہ ؎ بیکفد ہم دوری ازاں عالیجناب۔ نزد ما کفر است و خسران و تباب۔ اور پھر ہر ایک اس کے شعر میں اتباع کتاب و سنت کو ہی اپنے مذہب کا مرکز اور دارومدار نجات کا قرار دیا گیا ہے اور عام رسائل اور رسالہ اور کتاب میں بھی بدلائل قاہرہ اس امر کو ثابت کیا گیا ہے جس کا جواب جناب ابھی تک نہیں دے سکے تاہم باوجود اس کی کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب تو باوجود کہ اس کے کرانے کے رسول رحمۃ للعالمین و عیسی نبی اللہ وغیرہ وغیرہ تراہم سے رہیں اور تاویلی کہ جیسے کا اقرار کے کوئی تاویل ہی انہوں نے ان کی وہ تو آپ کے نزدیک سچے مسلمان ہو گئے اور حضرت مرزا صاحب باوجود اعلان کرنے مراداتِ شاعری اور بیان مذکورہ بالا کے مرتد واجب القتل ہو گئے۔ اگرچہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کے لئے ہی بطور نسخہ واجب القتل ہونے کا فتوی عطا فرما دیا ہے مگر استفسار تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب جو کچھ عذر آئندہ کو کریں گے وہ تو آپ کے نزدیک مقبول ہو جاویگا اور حضرت مرزا صاحب کی طرف سے جو دلائل ظاہرہ کتاب و سنت کے اور نشانہائے آسمانی اور وجوہ موجبہ عقلی و نقلی حقیت اپنی دعاوی کی نسبت پیش کرنے کے اور باوجود اشتہار و اعلانات اس قسم کے مضامین کے ؎ آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست۔ بادہ عرفان ما از جام اوست۔ آں رسولے کش محمد ہست نام۔ دامن پاکش بدست ما مدام۔ مہر او باشیر شد اندر بدن۔ جان شد و باجان بدر خواہد شدن۔ ہست او خیر الرسل خیر الانام۔ ہر نبوت را بروشد اختتام۔ ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست۔ زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست۔ ؎ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ ہاں ملہم ہستم و ز خداوند منذرم۔ وغیرہ وغیرہ کے مرتد اور واجب القتل ہیں۔ و نعم ماقیل ؎ چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار۔ کے شناسد ظالم از مظلوم زار ؎ چوں قلم در دست غدارے فتاد۔ لاجرم منصور بر دارے فتاد۔

استفسار پنجم۔ آپ فرماتے ہیں کہ چراغ الدین جمونی کی طرح اگر ڈاکٹر صاحب مرتد ہو جاویں تو یہ سب آپ ہی کی فیض تقلید سے ہے یعنی مطلب یہ کہ مرزا صاحب ان دعاوی کے بانی ہوتے اور نہ یہ لوگ مرتد ہو جاتے یہاں صرف یہ استفسار ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ وغیرہ جو مدعی نبوت ہو کر ہلاک و تباہ ہو گئے اور آنحضرت صلعم کے دعاوی کی حقیقت و تمکنا فوقتا دنیا میں ترقی پذیر ہوتی چلی گئی تو ان سب مرتدین کو دعاوی جو بعد دعوی نبوۃ خاتم النبیین کے واقع ہوئی ہیں کس کی فیض تقلید سے تھی اگر حضرت صلعم کی فیض تقلید کی تھی تو یہ تقلید تو قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الایۃ کے مصداق تھے وہ بیچارے ہلاک اور تباہ کیوں ہو گئے جس نبی کریم کی یوما فیوما ترقی مالی ہوئی ہے اس سے ظاہر ہے ان کی ترقی ہوتی اور اگر اس ارتداد کا سبب کچھ اور تھا یعنی وساوس شیطانی بسبب حسد و بغض و حرص و تحصیل جاہ وغیرہ کے۔ تو پھر یہاں بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیجئے کیونکہ یہاں پر بھی ویسا ہی حال شبر بشبر واقع ہوا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارہ۔ دیکھو کتاب حقیقۃ الوحی کو۔ استفسار ششم۔ اگر تسلیم کیا جاوے کہ آپ نے سابق میں کسی اپنی تحریر یا تقریر زبانی میں بتصریح اس عقیدہ پر اپنے اعتقادات ظاہر نہیں فرمایا کہ حضرت مسیح بن مریم اور ان کے رفیق امام مہدی علیہما الصلوۃ والسلام اگر تلوار چلاویں گے تو آپ نے اشاعۃ میں اس کا رد بھی نہیں فرمایا اور چونکہ آپ اہلحدیث کہلاتے یا کہیل ان علما اور نیز ان عوام کے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو کہ یہ عقیدہ رکھتے تھے یا اب رکھتے ہیں اور انہیں علما اور عوام کی سواد اعظم نے اپنے فتوی کفر پر ثبت کرائی تھیں تو اس حالت سے بھی یہی مفہوم ہوتا رہا کہ آپ کا بھی عقیدہ یہ تھا ہے مگر اب تو راز کھل گیا اور آپ نے ہمارا اصل الاصول کا مذہب اختیار فرمالیا گویا تامل بسیار کی ہو جیسا کہ کہا گیا ہے ؎ ہرچہ دانا کند کند ناداں۔ لیک بعد از تامل بسیار۔ پس چونکہ آپ اس عقیدہ مہدی خونی سے انکاری فرماتے ہیں تو اب ہم کو آپ سے اس بارہ میں بحث کرنا بھی ضروری نہیں ہے مگر یہ استفسار ہفتم ضروری ہے کہ آپ اور نیز ڈاکٹر صاحب بھی ضرور بالضرور واضح طور پر اپنا عقیدہ حضرت مسیح بن مریم موعود کی نسبت اور خوب واضح طور پر تحریر کر دیویں کہ آیا آپ کے نزدیک مسیح بن مریم اسرائیلی اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر بقید حیات اب تک زندہ موجود ہیں اور اسی جسم عنصری سے کسی زمانہ آخری میں نزول فرما کر اسلام کی اشاعت اور تائید فرماویں گے اور آیا ابھی تک ان کے جسم اور جسمانی حالت میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں آیا الان کما کان کے مصداق ہیں یا کیا جو کچھ آپ کا اور نیز ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ اس بارہ میں ہو اس کو واضح طور پر تحریر فرما دیویں تا کہ آئندہ گفتگو میں خلط مبحث واقع نہ ہو اور طوالت موجب ملالت ناظرین نہ ہو جاوے۔ حضرت امام مہدی کی نسبت تو آپ نے ظاہر کر ہی دیا ہے کہ وہ اگر جہاد کریں گے بلکہ نشانہائے آسمانی سے دین اسلام کی تائید کریں گے فنعم الوفاق اور آپ جو ہم سے اس بارہ میں حدیث صحیح بشرائط مندرجہ خط تحریر فرماتے ہیں وہ تو محض عکس القضیہ ہے جس کے لئے ایک کتاب حقیقۃ المہدی کا کیا ذکر ہے ۲۵ یا ۲۶ سال سے صدہا اشتہار اور رسائل و کتب ہماری طرف سے تمام دنیا میں اسی مسئلہ کی تحقیقات میں شایع ہو چکی ہیں یہ تو خیال آپ کا سابق میں ہوگا یا آپ کے ان لوگوں کا خیال جو ولیضعن الجزیۃ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ لا یقبل الا الاسلام او القتل ھکذا قالہ الخطابی سراج وہاج مصنفہ حضرت نواب صاحب جو آپ کے نزدیک مجدد بھی ہے چونکہ اس زمانہ اس کی سلطنت گورنمنٹ عالیہ دام اقبالہا میں ایسا اعتقاد باطل خلاف تعلیم الاسلام اور صدہا آیات قرآنی کا نہایت بد اعتقاد و مذہب اسلام میں داخل ہو چلا تھا دیکھو اس قسم کی روایات غلط اکثر کتب میں مندرج ہو گئیں مثلاً یہ روایت ابوہریرہؓ کی کہ سمعت رسول اللہ صلعم وذکر الہند فقال لیغزون الہند لکم جیش یفتح اللہ علیہم حتی یاتوا بملوکہم مغللین بالسلاسل یغفر اللہ ذنوبہم فینصرفوا حین ینصرفون فیجدون ابن مریم بالشام اخرجہ نعیم بن حماد۔ و ایں حدیث است در آنکہ مراد غزوہ ہند در زمان مہدی ہے جیسے علیہا السلام است الی قولہ پس شبہ نیست کہ مراد دریں غزوہ آخرین ہند است کہ دراں ملوک را گرفتار کردہ بیارند و ایں چنیں غزوہ تاحال نشان نداد و ہند پس متعین شد کہ وقوع آں در آخر زمان خواہد شد واللہ اعلم۔ پھر اس کے آگے یہ روایت بھی موجود ہے سالم از منصور و روایت کردہ کہ فرمودہ رسول خدا صلعم برپا شود قیامت تا نشوند روم بیشتر از ہمہ کس مراد بروم دیگر نصرانیا نند کہ قریب زمانہ قیامت بسیار شوند و حاکم اکثر روئے زمین گردند مصداق ایں خبر از مدت یکصد سال بلکہ زیادہ در عالم موجود و مشہود گشت و در رسالہ حشریہ نوشتہ چوں جملہ علامات حاصل شود قوم نصاری غلبہ کنند و بر ملکہا بسیار متصرف شوند انتہی حجج الکرامۃ ۳۴۳ مطبوعہ سنہ ۱۲۹۱ھ یہ روایت کس قدر موحش اور موجب نقض امن عامہ خلائق کی ہے جس کی رو سے آج کل طرفدار علمائے مخالفین ہمارے اب تک اس کے منتظر اور معتقد ہیں اور اسی کی بنا پر مہدی کے لئے وہ روایت جو اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۵ میں لکھی ہوئی ہے یعنی تمام روئے زمین قبضہ اقتدار مہدی علیہ السلام آمدہ اسلام قرار گیرد و گردن انداز و جمیع ملوک ارض حلقہ اطاعتش کشند و لشکرے بر ہندوستان فرستد

قابل توجہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے

وکیل رقمطراز ہے کئی بار شکایت سنی گئی ہے کہ جن لوگوں کو اپنا مال و اسباب بذریعہ گڈس ٹرین کہیں روانہ کرنا ہو تو انہیں بک کراتے وقت عموماً بڑی دشواری و دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ جن بیوپاریوں کو یہ کام ہمیشہ رہتا ہے اُن کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ اول تو ان کا یہ کام مقررہ معاوضہ پر دلالوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر یہ واسطہ بھی درمیان میں نہ ہو تو روز مرہ کا کام پڑتے رہنے کی وجہ سے بابو صاحبان کے ساتھ راہ و رسم پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی نیا آدمی جسے شاذ و نادر مال گودام سے کام پڑتا ہو وہاں جا پہنچے تو بیچارے کی شامت ہی آ جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو اس کو یہ مرحلہ پیش آتا ہے کہ جس لاین پر اُس کا مال جاتا ہے اُس کا بکنگ آفس کونسا ہے اور کونسے کانٹے پر مال وزن کرنے کو رکھنا چاہیئے۔ یہ غریب ادہر سے اُدہر اور اُدہر سے ادہر مارا مارا پھرتا ہے مگر کوئی سرکاری ملازم سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ اسی طرح تولنے والے۔ شرح محصول بتانے والے۔ بلٹی بنانے والے۔ چیک کرنیوالے۔ اگر بیٹھا ہوا ہو تو محصول لینے والے۔ غرض تقریباً تمام حضرات جن سے سابقہ پڑتا ہے اپنی اپنی جگہ پر بڑی فراخدلی و تمکنت کو کام فرماتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض تو موقعہ ہو کر کچھ کھانا پینا [illegible] طلبگار ہوتے ہیں۔ اگر نہ دیا جائے تو جان جان کے کام میں ڈھیل ڈالتے اور دیر لگا کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو ریلوے کمپنی تنخواہیں نہیں دیتی جو پبلک کو اس طرح دق کرتے ہیں۔ یا پبلک وہی محصول ادا نہیں کرتی جو ریلوے کا حق ہے اگر انہیں اپنا حق الخدمت ملتا ہے اور لوگ کمپنی کو معاوضہ دیکر اس سے روانگی مال کا کام لیتے ہیں تو پھر اس اندھیر کھاتہ کی کیا وجہ ہے۔ حکام ریلوے کا فرض ہے کہ ملازمان کمپنی کی ایسی بدعنوانیوں پر نظر رکھیں اور غریب پبلک سے رشوت کھانے یا اُسے دق کرنیوالوں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ کیونکہ اس قماش کے بددیانت اور ناانصاف ملازم بیچاری پبلک ہی کے حق میں بُرے نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی محسن یعنی ریلوے کمپنی کے ساتھ بھی بے ایمانی و خیانت کرنے میں جہاں تک قابو چلے دریغ نہیں کیا کرتے یعنی جب وہ ناجائز جلب منفعت کو روا ہی سمجھتے ہیں تو پھر انہیں خواہ کسی کا فائدہ یا نقصان ہو۔ اُن کو ہر حال میں اپنا اُلّو سیدھا کرنے سے غرض ہے۔ چنانچہ کبھی نذرانہ نہ ملنے کے باعث اپنے معمولی فرائض تک کی انجام دہی تک نخرے کرتے ہیں۔ تو کبھی مٹھی گرم ہو جانے پر کمپنی کو نقصان پہنچا کے بھی پبلک کا فائدہ کرنے سے نہیں چوکتے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان خائن ملازموں کی عادت سے وہی چلتے پرزے فائدہ اٹھاتے ہیں جو خود بھی کسی حد تک بددیانت ہوں اور اسے غنیمت سمجھیں کہ جلیو بابو یا قلی کو کچھ دینا پڑا تو کیا ہوا انکی مہربانی سے محصول میں اس سے دوگنی چوگنی بچت بھی تو ہو گئی وگرنہ سیدھے سادے بھلے مانس اور ایماندار لوگ تو نہ دوسروں کی حق تلفی روا رکھتے ہیں۔ اور نہ اپنا ذرا سا بھی نقصان گوارا کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں ضروری ہے کہ حکام ریلوے اور نیز ریلوے پولیس جس طرح مسافروں اور مسافر گاڑیوں کے متعلق ہر قسم کے معاملات کی دیکھ بھال رکھتے اور پیش آمدہ حادثات و شکایات کی حتے الوسع چھان بین اور تحقیقات لازمی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح گوڈس ڈیپارٹمنٹ کے تمام متعلقات پر بھی خاطر خواہ توجہ فرمائیں۔ اور اس میں پبلک کی سہولت اور حق رسی کو اپنا فرض سمجھیں۔ امید ہے کہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے اس گذارش پر ضرور توجہ فرمائینگے۔ اور بغیر اس کے کہ ہمیں مختلف مقامی شکایات پیہم وار اور بقید تاریخ و تعین درج کرنی پڑے۔ گوڈس ڈیپارٹمنٹ کے خائن اور بددیانت ملازموں کی تفتیش اور انہیں تنبیہ و ہدایت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

ہیڈ آفس امرتسر میں کام کی تقسیم

کیا یہ امر واقعی ہے کہ ہیڈ پوسٹ آفس امرتسر میں تقسیم کام کا گوارٹرلی (سہ ماہی) وار نقشہ ایک حد تک محض ضابطہ کی کارروائی ہوتی ہے ورنہ اصل میں دکھانے کے دانت اور ہوتے ہیں۔ دکھانے کے اور۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہوئی تو صاحب پی۔ایم جی بہادر ڈائرکٹر تجارت پنجاب کو مناسب تحقیقات سے جاری ہی اور بسہولت پتہ لگ جائیگا کہ گو سہ ماہی جدولوں میں حسب معمول مختلف [illegible] پارسل برانچ سیونگ بنک اور ڈلیوری وغیرہ وغیرہ کے انچارج اور [illegible] دکھائے جاتے ہوں لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ کام کی وقعت و سہولت کے لحاظ سے با اختیار [illegible] کے بعض [illegible] ایک ہی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جب یہ [illegible] ہو جاسکے تو خواہ مخواہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا [illegible] لئے ضروری نہیں ہے کہ دیگر برانچوں کے کام کا بھی تجربہ حاصل کریں۔ اور اپنی باری میں نسبتہً شاقہ محنت کی بھی ڈیوٹی بھگتا ئیں اور کیا دوسروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کبھی کبھی آسان ڈیوٹی پر بھی لگائے جایا کریں۔ اور [illegible] وقت و تجربہ سے بالکل بے بہرہ نہ رہیں۔ موجودہ حالت میں ایک صریح نقص یہ ہے کہ جب ایسے ہیڈ آفس کے ماتحت کلرک کسی سب آفس کے انچارج ہونگے تو ضرور ہے کہ فرائض متعلقہ میں سے بعض کو وہ پوری پوری مستعدی ہوشیاری یا قاعدگی و عمدگی کے ساتھ انجام دینے سے قاصر رہیں ہم اس بارہ میں تفصیلی اطلاعات ملنے پر انہیں ابھی اس خیال سے محفوظ رکھتے ہیں۔ کہ شاید اتنا اشارہ ہی کافی ہو جائے امید ہے کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر اور ہیڈ پوسٹ ماسٹر صاحب امرتسر ضرور التفات فرمائیں گے۔ (وکیل)

کابل میں ہیضہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ریاست کابل میں ایک عام موت کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کس رنگ میں اور کس صورت میں پوری ہوگی مگر جو تازہ خبریں کابل سے آئی ہیں وہ بڑی سخت تشویشناک ہیضہ کے پھیل جانے کی مظہر ہیں۔ [illegible] پایا جاتا ہے کہ وہاں ہیضہ کی وارداتیں زیادہ ہو رہی ہیں خصوصاً اس [illegible] بعض مقامات کا تو ایسا صفایا ہو گیا کہ بمشکل پورے گاؤں میں ایک مکان بھی ایسا دکھائی دے گا جس میں کوئی موت نہ ہوئی ہو۔ گو دولت افغانستان میں ڈاکٹری علاج (اتنا) معقول ہوتا جاتا ہے جا بجا ہسپتال بن رہے ہیں [illegible] دور دراز کے مقام ایسے بھی ہیں جہاں حفظ صحت کا پورا انتظام نہیں۔ [illegible] کہ جاہل افغان انگریزی ادویہ کا استعمال مذہباً ممنوع سمجھتے ہیں ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور اس تشویش کو دور کرے۔ اصل امر

سچی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب بلاوجہ نہیں آیا کرتے ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا پر غور کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت اور سچی تبدیلی ہی عذاب الٰہی کو ٹال سکتی ہے اگر اس پیشگوئی کے پورا ہونیکا یہی وقت ہے جو ان الفاظ میں کیگئی ہے

ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے

تو بہت خطرہ کا مقام ہے۔

مرتد ڈاکٹر یا مسیح کاذب

(نمبر ۱)

ناخن ندے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیئے ادھیڑ تو

مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے تازہ الہامات الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع کئے جا چکے ہیں ان الہامات کی بنا پر ڈاکٹر موصوف نے کھلے الفاظ میں **مسیح** اور **مرسل**۔ **رحمۃ للعالمین** ہونیکا دعویٰ کیا ہے مگر جھوٹ کے پاؤں کہاں ؟ اس نوٹ کا نکلنا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مرزا یا نشناختہ دیوانہ وار پیسہ اخبار میں اسکی تردید کے لئے دوڑے چنانچہ ۱۳ اگست ۱۹۰۶ء کے روزانہ میں ایک مضمون بہ عنوان

مرزائیوں کا ایک نیا جھوٹ اور نئی چالاکی

شائع کرادیا۔ اور وہ نیا جھوٹ اور نئی چالاکی کیا ہے ؟ یہ کہ دعویٰ رسالت کا مدعی عبدالحکیم خاں کو قرار دیا اور کہا کہ اس نے مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے

اس امر کا فیصلہ تو اب سعید پبلک خود کریگی کہ یہ **نیا جھوٹ اور نئی چالاکی** یا تو مرتد ڈاکٹر کی ہے یا اس کے قرین ملیش المفترین کی جس نے اس کو یہ الہام کیا

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

جو شخص پبلک میں یہ الہام پیش کرتا ہے وہ حق رکھتا ہے کہ پبلک اس کی بنا پر اسے **مسیح** سمجھے ہاں اگر اس نے اس الہام کے پیش کرنے میں جھوٹ بولا ہے تو بیشک

وہ جھوٹا مسیح اور مسخرا دجال ہے

جو خدا تعالیٰ پر افترا کرتا اور ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا کا مصداق ہے۔ جس حال میں وہ کھلے الفاظ میں اپنے آپ کو خدا کا **مسیح** اور **مرسل** کہتا ہے پھر اسمیں ہمنے یا دوسرے احمدیوں نے کیا جھوٹ بولا اور کیا چالاکی کی جو اس نے یہ افترا ہم پر کیا اس جھوٹ کی **لعنت** کا مستحق اگر کوئی ہے تو وہی

مسیح کاذب ہے

جو پہلے ایک الہام پیش کرتا ہے اور جب اسپر اعتراض ہوتا ہے تو اس پر دوسروں کو گالیاں دیتا ہے اسی برتے پر تتا پانی

۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء کا وہ خط (جسکی بنا پر ہمنے شائع کیا تھا) پیسہ اخبار میں بھی چھپا ہے اور اسمیں

(۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

(۲) انک لمن المرسلین

(۳) انا ارسلناک بالحق بشیرا و نذیرا و لا تسئل عن اصحاب الجحیم

(۴) دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں **مسیح** ہوں

(۵) یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی الآیۃ

یہ الہامات چھاپے گئے ہیں۔ کیا ان الہامات کو پڑھکر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے گا کہ مرتد ڈاکٹر کھلے الفاظ میں **مرسل** اور **مسیح**۔ **بشیر و نذیر**۔ **رحمۃ للعالمین** ہونے کا مدعی ہے۔

ان الہامات کی تصریح کے لئے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کسی پہلے خط کے ایک نوٹ کا حوالہ دیتا ہے (کہ اسمیں میں نے لکھا تھا کہ جیسا مسلمان اپنی اولاد کا نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھدیا کرتے ہیں نہ کہ میں مسیح یا امام ہوں)

مرتد ڈاکٹر کی دانشمندی اور ایمانداری کو اس موقعہ پر دیکھنا چاہئے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا نام خدا نے اگر مسیح رکھا ہے تو اسی طرز پر رکھا ہے جسطرح پر ماں باپ اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی پر رکھدیتے ہیں۔ بہت خوب !

مگر ڈاکٹر صاحب ! کاش اس نوٹ کے دیتے وقت آپ اگر خدا ترسی سے نہیں تو عقل ہی کام لیتے کیا ہم لوگ جو اپنے بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر رکھتے ہیں تو یونہی انہیں بے حقیقت سمجھکر رکھدیتے ہیں یا اسمیں کوئی غرض اور مقصد بھی ہوتا ہے ؟ صاف طور پر ماننا پڑیگا کہ ماں باپ یمن اور برکت کے لئے وہ نام رکھتے ہیں اور انکی غرض اور منشاء یہ ہوتا ہے کہ انمیں بھی وہ صفات اور حسنات پیدا ہوں یہ منشاء انکی ہرگز نہیں ہوتی کہ نام تو موسیٰ رکھا جاوے اور اسمیں شمائل فرعونیت پیدا ہوں یا نام تو عیسیٰ رکھا جاوے مگر وہ پورا دجال ہو۔ لیکن چونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہوتے اس لئے بسا اوقات وہ نام اسم بامسمیٰ نہیں ہوا کرتے ایک کا نام خالد رکھا جاتا ہے مگر وہ شام سے بھی پہلے ہی مرجاتا ہے ایک کا نام عبدالحکیم کہا جاتا ہے مگر وہ نراکودن اور شیطان رجیم ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ تو **عالم الغیب** ہے وہ جب اپنے بندے کو کسی نام سے پکارتا ہے تو وہ اسم بامسمیٰ ہوتا ہے اس کے اندر اس نام کے شمائل اور صفات موجود ہوتے ہیں جب وہ کسی کو کہتا ہے محمد (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) تو فی الحقیقت وہ محمد ہی ہوتا ہے اس کا کوئی قول اور فعل حرکت و ادا ایسی نہیں ہوتی کہ اسپر حرف آسکے جب وہ کسی کو مسیح یا عیسیٰ کہکر پکارتا ہے تو مسیحی شمائل اور عیسوی خصائل سے متصف ہوتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی کو کہے کہ تو **مسیح** ہے مگر وہ

دجال ہو

اگر آپ کا نام خدا تعالیٰ نے اس نوعیت سے رکھا ہے تو پھر مرتد ڈاکٹر کے

کانے دجال

ہونے میں شبہ نہیں لیکن عالم الغیب خدا نے **مسیح** کرکے پکارا ہے تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ **مسیح** ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو خدا کو آپ ایسا مانا ہے کہ اسے بھی آپ کے **والد ماجد** کی طرح کوئی خبر نہیں اور یا آپ کا یہ عذر

عذر لنگ اور نرا جھوٹ ہے

علاوہ بریں قابل غور یہ امر ہے کہ اگر ان الہامات کے اندر کوئی حقیقت نہیں یہ صرف الفاظ پرستی ہی ہے تو پھر یہ آیات جب پہلی مرتبہ خدا تعالیٰ کے جلیل القدر رسول انبیاء علیہم السلام کے سرتاج نبی آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر وحی ہوئی تہیں کیا انسے بھی یہ حقیقت نہیں اور صرف نام ہی ہوئی ہیں ؟ اگر مرتد ڈاکٹر کا یہ عقیدہ ہے تو یہ اور بھی

خطرناک ہے

کیونکہ یہ آیات آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر زبردست دلائل ہیں مگر مرتد ڈاکٹر کے اس بیان کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی ایمان نہیں رکھتا اور نہ خدا تعالیٰ کی اس جلیل الشان وحی پر ایمان لاتا ہے ورنہ وہ اس طرح پر اس کا استخفاف نہ کرتا۔

صادق اور کاذب میں یہی تو امتیاز ہے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ اس کا مامور اور مرسل جب یہ کہتا ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ مجھپر وحی ہوئی ہے تو اس کے وہ وہی معنے لیتا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا مرسل اور نبی پر اس وحی کے اترنے وقت سمجھتے تھے اور جب اسپر کوئی آیت اترتی ہے اور اس کا نام داؤد یا موسیٰ یا احمد یا عیسیٰ رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ نے

میرا یہ نام رکھتا ہے اور اس نام رکھنے میں وہ مجھ شان موسوی یا عیسوی یا محمدی کا بروز اور مظہر ٹھہراتا ہے وہ کبھی نہیں کہتا کہ اس میں کوئی حقیقت نہیں سرسری طور پر یہ نام رکھدیا ہے۔ مگر برخلاف اس کے کاذب کہتا ہے کہ اس میں کوئی حقیقت نہیں تو کیا پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ

خدا تعالیٰ ایک لغو کام کر رہا ہے

ایک شخص کا نام عیسیٰ رکھتا ہے بجالیکہ وہ عیسوی شمایل سے محض معرا اور بے نصیب ہے ایک کو کہتا ہے انک لمن المرسلین مگر یہ محض (معاذ اللہ) ہزل ہے وہ رسول نہیں اور رسالت کے منصب سے اس کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا اسے کہتا ہے کہ تو بشیر و نذیر ہے مگر تبشیر و انذار کا کوئی کام اسے نہیں دیا گیا۔ اب مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح بتائے کہ اگر اس کے الہامات اسی قبیل اور قسم کے ہیں تو پھر ان کا فائدہ؟ اور انکی اشاعت سے کیا مقصد؟

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ڈاکٹر خدا تعالیٰ کے کلام پر ہنسی کرتا اور اسے ٹھٹھوں میں اڑاتا ہے مگر یہ احمقانہ خیال ہے یاد رکھو

خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا

مرتد ڈاکٹر پر یہ زبردست سوال ہے اور اس کا جواب دینا اس کے لئے موت احمر ہوگا

پھر

ایک اور رنگ میں، میں مرتد ڈاکٹر کے الہامات پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ — مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا کہ

دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا اور میں مسیح ہوں

اب جبکہ انک لمن المرسلین کے الہام پر اعتراض ہوتا ہے تو کہدیتا ہے کہ اس سے ادعائے رسالت نہیں پایا جاتا یہ صرف وعدہ حفاظت ہے مگر مندرجہ بالا الہام کے لئے کہتا کہ یہ صحیح ہے اور اس میں بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس الہام کے ایک جزو کو تو ایک فرد پر چسپاں کرکے اسے دجال موعود قرار دیتا ہے مگر بالمقابل مسیح کے لئے کہتا ہے کہ میں مسیح نہیں ہوں یہ عجیب الہام

اد ناتیتر ادہا بٹیر

کا مصداق ہے۔ کہ اس کا ایک حصہ تو اپنے اصلی اور صحیح معنوں میں لیا جاتا ہے اور دوسرا خیالی اور فرضی اس سے مرتد ڈاکٹر یا کاذب مسیح کے عقیدہ

نزول مسیح

کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ اسے صاف طور پر اپنے عقیدہ نزول مسیح کو ظاہر کرنا چاہئے کہ کیا وہ وفات مسیح کا قایل ہے یا مع جسم عنصری آسمان پر اٹھائے جانیکا عقیدہ رکھتا ہے اور کیا وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا یا شمایل عیسوی سے موصوف امت احمدؐ کا کوئی فرد کامل ہوگا۔ اس کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تاویلات پر بھی نظر کیجائے جو مرتد ڈاکٹر مسیح کاذب نے پیش کی ہیں (۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسکی اسقدر تعبیر ہے کہ دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش کر دیا جاویگا جس نے چار لاکھ انسانوں کو ہلاک کر دیا اور تیس کروڑ مسلمانوں کو خصوصاً اور تمام عالم کو عموماً طاعون، زلزلوں، آتش فشانیوں اور قحطوں کی دہمکیاں دیتا رہتا ہے"

اس الہام کی جو تاویل کاذب مسیح کرتا ہے وہ قابل غور ہے یہ امر تو بدیہی ہے کہ کاذب مسیح اپنی تحریروں میں دجال سے مراد (خاک بدہنش) متقیوں کے سردار، نبیوں کے موعود اور مصداق حضرت مسیح موعودؑ کو لیتا ہے اب اس تاویل سے دو امر تو بڑی صفائی سے ثابت ہیں۔ اول یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت چار لاکھ ہو چکی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ صرف چند سو آدمیوں کا گروہ ہے وہ کاذب مسیح کے اس قول کو یاد رکھیں۔

دوم۔ حضرت مسیح موعودؑ نے عذاب الٰہی کی پیشگوئیوں کی عام تبلیغ کر دی ہے جیسا کہ وہ خود تسلیم کرتا ہے پھر کیسے شرم کی بات ہے کہ جب عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے تو اعتراض کر دیتا ہے کہ وہاں تبلیغ نہیں ہوئی وہ روز فکر را حافظ نباشد۔ یہ تو ضمنی باتیں تھیں۔ مرتد ڈاکٹر کہتا ہے کہ طاعون، زلزلہ وغیرہ کی دہمکیاں دیتا رہتا ہے۔ مگر ذرا غور طلب امر تو یہ ہے کہ وہ واقعات پورے بھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ طاعون، زلزلہ، آتش فشانی اور قحط نے اپنے تئیں پورا ثابت کیا یا نہیں کہ جسطرح قبل از وقت کہا گیا تھا پورا ہوا؟ علاوہ بریں اے

مسیح کاذب!

ذرا سوچکر بتا کہ طاعون، زلزلہ، آتش فشانیاں اور قحط یہ **مسیح موعود کے لئے** نشانات مقرر کئے گئے ہیں یا **دجال کے لئے**۔

تیری تفسیر سازی اور الہام بازی کی ساری قلعی اس ایک بات سے کھلتی ہے اور تیرے علم و معرفت کا پردہ فاش ہوتا ہے۔ یہ نشانات بالاتفاق مسیح موعود کے ہیں اور خدا تعالیٰ کی وحی سے خبر پاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہیں اور جسکو تو دجال کہتا ہے اسی کے ہاتھ پر وہ نشانات پورے ہوتے ہیں

اب

اے عقل کے اندھے اور دین کے دشمن بتا کہ دجال تو ہے یا مسیح موعود؟

طعنہ بر خوباں بہ ایں روئے سیاہ

اگر کچھ بھی شرم اور حیا تجھ میں ہوتی اور فی الحقیقت تو کانا دجال نہ ہوتا تو اس موٹی سی بات کو سمجھ لیتا۔ مگر تیری دین کی آنکھ بند ہے جو کانے دجال کیلئے ضروری ہے اصلی تو ہر وہ دائیں کرتا ہے اور اسے حقایق و معارف یقین کرتا ہے کیا خدا بھی بھول گیا کہ وہ مسیح موعود کے نشانات دجال کے ہاتھ پر دکھانے لگا اور اس نے امر ایسا مشتبہ کر دیا کہ باطل کو حق کر دیا اگر یہ بات ہے پھر تو کیا تیرا باپ اور تیرے اسلاف بھی اس حق کو نہیں مٹا سکتے

وہ خود چور چور ہوگا جو اس حق کے پہاڑ سے ٹکرائیگا

کیا اس شیخی پر تو اس سلسلہ حقہ کو تباہ کرنیکا دعویٰ کرتا ہے تجھ سے پہلے کتنے اٹھے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا اور تیری طرح الہام کی بنا پر دعویٰ کیا کیا تو بتا سکتا ہے؟ وہ جھوٹی مسیح کاذب کہاں ہے جس نے کہا تھا کہ مجھے دجال کے قتل کرنے کے لئے عصا دیا گیا اس عصا کو اور عصا والے کو دابۃ الارض (طاعون) نے ہلاک کر دیا اسکی موت نے تمہیں آگاہ کیا مگر تم نے انکی قدر نہ کی؟ پھر عبد الحکیم لاہوری ملہم اٹھا جانتے ہو اس کا حشر کیا ہوا؟ وہ تمہارا واجب الاحترام بزرگ تھا وہ فرعون کو (جو فی الحقیقت راستبازوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور بلاشبہ

انت منی بمنزلۃ موسیٰ

کا صحیح مصداق اور مخاطب تھا) ہلاک کرنیکا دعویٰ کرکے نکلا مگر خود ہی موسوی جلال کے سامنے دنیا سے اٹھ گیا۔ اب جھوٹی اور لاہوری ملہم کی گدی پر تو بیٹھا ہے اور دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنیکا مدعی ہے خدا تعالیٰ کی قہری تجلی جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے خود فیصلہ کریگی

کہ حق و حکمت کے ساتھ کون اترا ہے

بہرحال تیرا یہ الہام یا تو بالکل جھوٹا ہے اور یا تو محض خوف تکفیر سے اسکی الٹی تاویل کرتا ہے دونو صورتوں میں تو جھوٹا اور کاذب ہے اور اس لحاظ سے **کانا دجال ہے**۔

کیونکہ صادق مومن جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا اور کسی تکفیر یا مصیبت سے ہرگز نہیں ڈرتا ولنعم ما قیل

کجا غوغائے شاں بر خاطر من وحشتے دارد * کہ صادق بزدلے نبود وگر بیند قیامت را

(باقی آیندہ)

خدا کی تازہ وحی

قریباً ۱۰ر اگست ۱۹۰۷ء (۱) شرفنا بکلام منا۔ ترجمہ۔ ہم نے اپنے کلام سے مشرف کیا۔ (۲) شرفنا باکرام منا ترجمہ ہم نے اپنے اکرام سے مشرف کیا (۳) مسلم (۴) انی مبشرٌ ترجمہ میں بشارت دینے والا ہوں (۵) ان اللہ معنا۔ ترجمہ خدا ہمارے ساتھ ہے (۶) انی مع اللہ۔ ترجمہ۔ میں خدا کے ساتھ ہوں

نظم

از صوفی تصور حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیان

طرف سے پاک جو مخفی علی ہے / اوسی کی ہر طرف جلوہ گری ہے
صفات و ذات میں ہے وہ نرالا / عجب اوس کی ہر اک صنعت گری ہے
دکھاتا ہے وہ اپنی جلوہ گریاں / دوئی میں جلوہ گر یکتائی ہی ہے
ہمیشہ اوسکو زیبا ہے نئی شاں / کہ بھید اوسکی ہر جلوہ گری ہے
عجب نیرنگ میں اوسکے جہاں میں / کہیں غم ہے کہیں شادی رچی ہے
کبھی سرسبز باغ و بوستاں ہے / کبھی باد خزاں اوس پر چلی ہے
اسی ڈہب سے جہاں میں سنت اللہ / جو نیچا ہے کبھی اونچا کبھی ہے
یونہی قدرت نمائی ہے خدا کی / یونہی زیب جہاں ہوتی رہی ہے
خزاں سے باغ بے رونق ہوا جب / بہار اللہ نے پھر بھیجدی ہے
ہوا جب باغ دیں رونق سے خالی / نبی بھیج آبیاری اوسکی کی ہے
پھر اوس میں تازگی کی روح پھونکی / سر نو اس کو سرسبزی ہوئی ہے
ہوا تاریک جب [illegible] زمانہ / تو بھیجا اوس نے وہ برتری ہے
جو سردار گروہ انبیا ہے / طفیل اوس کے یہ نعمت ہوئی ہے
محمد مصطفیٰ حق کا پیارا / امام دوسرا شاہ جری ہے
جہاں جو جس سے تھا پیدا اوسکی ذات / دو عالم کی اوسے دولت ملی ہے
بہت سے جانشیں اوسکے ہوئے ہیں / حمایت دین کی اون سب نے کی ہے
پھر آیا جب کہ دجالی زمانہ / تو کفر و شرک کی نوبت بجی ہے
مسلماں ہو گئے گمراہ و بد دل / طلب دنیا کی اونمیں بڑھ گئی ہے
روسے کے لب [illegible] دجال آج ہے / نہ اٹھانی دین کی طاقت رہی ہے
خدا نے خود حمایت دین کی کی / کہ حامی دین کا اللہ ہی ہے
بروزی رنگ میں اسکو بھیجا / قلم کی اوس کی اک تلوار ہی ہے
جری اللہ جب میداں میں آیا / صف دجال برہم ہو گئی ہے
سراسیمہ ہے وہ حیران و مضطر / اور اوسکی قوم بیکل ہو گئی ہے
صلیبی بت کو پہلے اوسنے توڑا / جو عالم میں بڑی پر فتنہ گر تھی
کیا ثابت کہ عیسیٰ ہو گئے فوت / صلیب و قتل سے جاں بچ گئی ہے
یہودی خو مسلمانوں کو اس سے / بڑی ہی حیرت و تشویش ہوئی ہے
ہوئے وہ حامی دجال دل سے / خصومت حامیان دین کی ہے
مچایا ہے بہت کچھ شور و غوغا / سراسر اونکی یہ بدقسمتی ہے
پھرے ہیں سید کونین سے وہ / یہ حالت اونکے دین اسلام کی ہے
غضب جو مہدی آخر زماں ہے / اوسے بدقسمتوں نے تیغ دی ہے
مسیح خلق جو اللہ سے ہے / عزیزوں کو اوسی سے دشمنی ہے
مدد دینا جسے تہا فرض اون کا / خصومت اوسکی دل میں پال لی ہے
تعجب ہے بڑی حیرت کی ہے بات / مسلماں تو نہیں خوئے کافری ہے
زباں پر کلمہ اور انکار دل میں / منافق کی صفت یارو یہی ہے
اونہیں انصار بننا چاہیے تہا / کہ قرآں میں صفت انصار کی ہے
مدد جیسے رسول اللہ کی کی / خدا کی اوس کے کیا رحمت ہوئی ہے
جو غافل ہوتے حصہ اس سے لیتے / یہ نادانی سے لعنت مول لی ہے
نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی کرو ہوش / کہ توبہ کی ابھی کھڑکی کھلی ہے
بھلا جب باب توبہ ہو گیا بند / تو اس دم دوستو مشکل بڑی ہے
خدا کے واسطے کچھ ہوش کر لو / یہ کیسی نفس پہ غارت گری ہے
تمہاری آنکھ کھل جائے گی جب / تڑپ یہ قلب میں کیسی بھری ہے
بریلی کا بڑا صدمہ ہے مجھکو / بڑی اس شہر کی بد قسمتی ہے
کوئی اوس شہر میں زندہ نہ نکلا / وہ بستی مثل گورستان کی ہے
وجود اون کا بھی اک مثل عدم ہے / اگر دو ایک نے جنبش بھی کی ہے
کہاں جا کر بخار دل نکالوں / کہوں کیا جو مجھے درد دلی ہے
خدایا رحم کر بندوں پہ اپنے / غضب سے تو تری رحمت بڑی ہے
خطائیں بخشدے یارب ہماری / سیاہی جرم کی دل پر چڑھی ہے
ہٹا دے آنکھ سے ظلمت کے پردے / یہی ہر وقت تجھسے لو لگی ہے
حقیقت کیا گناہوں کی ہمارے / کہ بیحد تجھکو یارب ارحمی ہے
ترے بندے نہ ضائع ہوں خدایا / اگرچہ ان میں اب غفلت بھری ہے
تو کر مردوں کو زندہ یا الٰہی / تو قادر ہے صفت تیری یہی ہے
بریلی قادیاں ہو جائے یارب / دعا تجھسے یہی یارب مری ہے

اویس اوس کے قدم کی خاک ہو جا
کہ خاک پا میں اوس کی روشنی ہے

تہذیب النسواں

ملک کے تمام روشن خیال اہل الرائے اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ عورتوں کو تعلیم دینا ضروری ہے بشرطیکہ طرز تعلیم حتی الوسع شریفانہ اصول پر ہو۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھکر ۱۸۹۸ء اخبار تہذیب النسواں اہلیہ مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع رفاہ عام لاہور کی ایڈیٹری میں (لاہور سے) جاری کیا گیا جو بفضلہ تعالے اس وقت تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ یہ اخبار کیسا ہے اور اس کے مطالعہ سے شریف مستورات پر کیا اثر پڑتا ہے اس کا اندازہ پرچہ دیکھنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ عام رائے اس اخبار کی نسبت یہ ہے کہ مرد اس کو بلا تامل اپنے زنانخانے میں بھیج سکتے ہیں اور ہندوستان میں شریف مستورات کے لئے اس سے بہتر کوئی پرچہ نہیں۔ ہر مضمون نہایت احتیاط اور غور و تامل کے بعد درج کیا جاتا ہے۔ اسکی نامہ نگار عموماً معزز گھروں کی تعلیم یافتہ بہو بیٹیاں۔ جو لوگ تعلیم نسواں کے حامی ہیں۔ انہیں اس پرچہ سے ضرور کام لینا چاہیے۔ زبان نہایت سلیس۔ لکھائی چھپائی بغایت نفیس۔ تقطیع ۲۰×۲۶/۸ حجم ۱۶ صفحے۔ ہفتہ وار۔ قیمت عہ سالانہ۔ نمونہ کا پرچہ مفت مل سکتا ہے۔

المشتہر منیجر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ

ممالک غیر خصوصاً یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا سوال ایسا سوال نہیں جو آج پہلے ہی دفعہ پیش ہوا ہو بلکہ اس میں کلام نہیں کہ یہ سوال قوم کے ادعائی ریفارمروں حمایت اسلام کی مجلسوں میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بارہا اٹھایا گیا اور شاید نہیں یقیناً لوگوں سے اس مقصد کے لئے چندہ بھی لیا گیا مگر اصل سوال جہاں تھا وہیں رہا اور اس کا حل عمل میں آسکا اس سے یا تو یہ نتیجہ نکال لو کہ قوم میں وہ درد مند دل نہیں جو اسلام کی موجودہ حالت کا احساس کرسکے اور یا یہ کہ اس کو ضرورت حقہ سمجھا ہی نہیں گیا۔ دونوں صورتوں میں مآل واحد ہے۔ اب امریکہ سے ایک آواز آئی ہے یہ آواز مسٹر برکت اللہ بھوپالی کی ہے جو آجکل نیویارک میں ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر مسلمانان ہند ایک ہزار پونڈ مسٹر ممدوح کو بھیجدیں تو وہ مسٹر الگزینڈر رسل ویب کے ساتھ مل کر قرآن مجید کا ترجمہ کرکے چھاپ دیں اور اس کو وہ یورپ اور امریکہ میں شائع کریں گے۔

بہت خوب! تجویز کے معقول یا غیر معقول ہونے کی بحث کو چھوڑ کر ضرورت کا سوال پیش آتا ہے اور جسے بالاتفاق تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت یورپ اور امریکہ اشاعت اسلام کے لئے — — — — — یا کم از کم ان لوگوں کے خیالات متعلق اسلام میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ **قرآن مجید کی سچی تعلیم** سے واقفیت پیدا کریں۔ اس وقت تک جس قدر علم اہل یورپ اور امریکہ کو اسلام کے متعلق ہوا ہے اس کا مخزن اور منبع عیسائیوں کی تصانیف ہیں گو ایک دو مسلمانوں سے اس علم میں سچے اسلامی علوم کے الہام کا بھی اضافہ ہوا ہے جس کا ذکر میں بعد میں کرونگا۔

مسٹر برکت اللہ اور ویب صاحب کے اسماء گرامی ایسے نہیں ہیں جو اہل ملک کیلئے بالکل اجنبی ہوں۔ ویب صاحب نے امریکہ میں اشاعت اسلام کے لئے روپیہ جمع کرنے کیواسطے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا مگر افسوس وہ اس کام میں ناکام رہے واپس جا کر انہوں نے نیویارک سے ایک انگریزی اخبار بھی جاری کیا جو بعد میں بند ہوگیا اس ناکامی کے کلنک کے ٹیکے کو خواہ مسلمانان ہند کے سر تھوپو یا خود ویب صاحب کی کسی مخفی کمزوری کا نتیجہ قرار دو یہ سچی بات ہے کہ ہوئی ناکامی۔

اب مسٹر برکت اللہ کے ساتھ مل کر پھر انہوں نے معلوم ہوتا ہے ہندوستان کے مسلمانوں سے امید رکھی ہے کہ وہ انہیں مدد دیں گے۔ اس سوال کو بھی برطرف رکھ دو کہ مسلمانان ہند روپیہ دیں گے یا نہیں دیں گے۔ ترجمہ قرآن مجید کے متعلق جو اہم سوال ہے وہ یہ ہے کہ جو قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں کیا وہ یہ قابلیت بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا حل بہت ضروری ہے جن صاحبان جرائد نے محض ایک خوش کن خبر سمجھکر اسکی تائید کی اور مسلمانان ہند کو روپیہ جمع کر دینے کے لئے اکسایا بہتر ہوتا وہ پہلے اس کو حل کرتے۔ انجمن حمایت اسلام کے ایک گذشتہ سالانہ اجلاس میں جبکہ جاپان کے روشن مستقبل کے نقشے دکھائے گئے تھے میں نے ایک اہل الرائے سے اشاعت اسلام کے سوال پر پوچھا تھا کہ پہلے آپ اس کا فیصلہ کریں کہ یورپ میں یا امریکہ میں آپ کونسا اسلام پیش کریں گے کیا غیر مقلدوں کا یا مقلدوں کا؟ شیعوں کا یا سنیوں کا۔ خوارج کا یا معتزلہ کا وغیرہ وغیرہ وہ بیچارہ حیران سا رہ گیا تھا۔ مسٹر ویب اسلام کی حقیقت سے کیا واقف ہیں؟ اور انہوں نے قرآن مجید کے معارف اور حقایق سے کیا حصہ لیا ہے؟ ایسا ہی مسٹر برکت اللہ کا حال ہے

پھر جو ترجمہ یہ لوگ پیش کریں گے کیا وہ یورپ اور امریکہ پر کوئی اثر ڈال سکیگا اگر کوئی اثر پڑ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ انکی ذات سے وہ اثر اب تک نہیں پڑا؟

میں اس امر کے اعتراف سے پرے نہیں دیکھتا کہ انگریزی میں قرآن مجید کے ترجمہ کی تو اشد ضرورت ہے لیکن اس کے لئے ایک ایسے فاضل کی ضرورت ہے جو ایک طرف عربی زبان کی وسعت پر اگر پورا قابض نہ ہو تو ایسا تو ہو جیسے عربی زبان کا امام کر سکیں اور ایسا ہی انگریزی زبان میں قادر الکلام اور اسکی تحریر پر پوری حکومت رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل تعلق اور محبت کا پیوند رکھتا ہو اور پھر اس کے دل میں **اسلام** کی اشاعت کا ایک جوش اور اسکی موجودہ حالت کیلئے درد سینہ کی طرح بھرا ہو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ زکی النفس اور مطہر القلب انسان اس راہ میں پورا قدم جا سکتا ہے ورنہ یہی نہیں کہ وہ خود گرے گا بلکہ اوروں کو بھی گرائے گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ زمانہ کے حالات سے پورا واقف ہو اور اس کو ان اعتراضات پر پوری نظر ہو جو اس زمانہ کے ملحد۔ دہریہ۔ فلاسفر آریہ۔ عیسائی۔ سائنس دان اور دوسرے لوگ اسلام پر کرتے ہیں تاکہ جن مقامات قرآن مجید پر ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے وہاں وہ دوسروں کیلئے شمع ہدایت پیش کر سکے۔

قرآن مجید اور اسلام کی اعلیٰ سچائیوں کے اظہار اور اسکی علمی تاثیرات اور معجزات کو صحیح طور پر جیسا خدا تعالیٰ کا مامور سمجھ سکتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس کا قلب مطہر ہوتا اور وہ براہ راست خدا سے اس کے کلام کو پڑھتا اور سمجھتا ہے پس اسکی تعلیم سے اگر کوئی طیار شدہ شاگرد اس کام کو کرے تو وہ اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

میں اگر اس موقع پر ایک بزرگ کا نام لوں گا تو شاید اس کو یار فروشی کہا جاوے مگر یہ ایک حقیقت ہے اگر آج زمانہ اس سے آشنا نہیں تو ایک وقت آئیگا کہ اسے پتہ لگ جائیگا وہ بزرگ قابل قدر نوجوان **مولوی محمد علی ایم - اے** ہے جس نے اسلام کی حمایت اور اسکی صداقتوں کے اظہار کے لئے ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ یورپ اور ایشیا میں اپنے قلم کا وہ سکہ بٹھایا ہے کہ خود رسل **ویب** جیسے شخصوں نے اور کونٹ ٹالسٹائے جیسے فلاسفروں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام کا فلسفہ جس طرح اس رسالہ میں ظاہر کیا گیا ہے وہ دل کو اطمینان دینے والا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں رسالہ مذکور کے مضامین نہایت دلچسپی سے پڑھے گئے ہیں اور انہیں خاص قدر سے دیکھا گیا ہے پھر یہ مضامین معمولی نہیں بلکہ ایسے اہم امورات پر ہیں جنپر قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں۔ مثلاً دوزخ بہشت تعدد ازدواج۔ غلامی۔ جہاد۔ حفاظت قرآن کریم۔ احادیث وغیرہم

جو شخص چاہے ان رسایل میں دیکھ سکتا ہے کہ فلسفہ اسلام کو کس شان سے بیان کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے نام ترجمہ قرآن کریم کے لئے پیش کئے جاتے ہیں وہ اس کام کے نہ اہل ہیں اور نہ وہ کر سکیں گے۔ اور اگر بفرض محال انہوں نے کچھ کیا تو وہ اسلام کو اس سے زیادہ بدنام کریں گے جو عیسائیوں نے کیا ہے اور یہ اسلام کیلئے اس سے زیادہ مضر ہوگا کیونکہ وہ ایک مسلمان کے قلم کا نتیجہ ہوگا۔

اس لئے مسلمانوں کو اس کام میں پیشدستی کرنے سے پہلے اسکی اہل کو سوچ لینا چاہیئے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا نام میں نے اسلئے پیش نہیں کیا کہ مسلمانان ہند انہیں اس مقصد کے لئے منتخب کریں یا انکو چندہ بھیجیں انکو نہ اسکی ضرورت نہ وہ ایسی خواہش رکھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے مامور کے ماتحت نہایت اخلاص اور جوش سے سالہا سال سے اسلام کی خدمت کر رہا ہے جسکا محرک نہ کوئی لالچ ہے اور نہ کوئی تکلیف یا دکھ اور خدا کرے وہ ہمیشہ اس سے محفوظ رہے) اسکو روک سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے توفیق دی تو وہ چپ چپاتے یہ کام کرکے دکھا دیگا اور دنیا کو پتہ لگ جائیگا کہ خدمت اسلام اور حمیت ملت کا جوش کس طرح ظاہر ہوا کرتا ہے ہاں میں یہ ضرور کہونگا کہ جو لوگ اس کام کو ضروری سمجھتے ہیں

قوانین طب و احکام دین کی مطابقت

تخللوا علی اثر الطعام وتمضمضوا فانہ مصحۃ للناب والنواجذ یعنی کھانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو۔ کیونکہ خلال اور کلی کرنا تمام تمام دانتوں کے لئے موجب تندرستی ہے۔ لایبیتن احدکم وفی یدہ غمر الطعام فان اصابہ شیء فلا یلومن الا نفسہ یعنی اے مسلمانو! تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ سوئے کہ اس کے ہاتھ کھانے کی چکنائی سے آلودہ ہوں۔ اگر اس کے بعد اس کو کوئی تکلیف ہو جائے تو اس کو اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہئے (کیونکہ اس نے ہماری نصیحت پر عمل نہیں کیا) سوتے وقت پاک صاف رہنے کیلئے فرمایا من نام علی طہارۃ ثم مات من لیلتہ مات شہیدا۔ یعنی اگر کوئی شخص رات کو پاک صاف ہو کر سو جائے اور اسی رات کو مر جائے تو وہ شہیدوں میں شمار کیا جائیگا۔ الطاہر النائم کالصائم القائم یعنی جو شخص پاک صاف ہو کر سوتا ہے وہ مرتبہ کے لحاظ سے اس روزہ دار کے برابر ہے جو دن بھر نماز پڑھتا رہا ہو۔

کئی حدیثوں میں سونے سے پہلے وضو کرنے کی تاکید ہے۔ کئی حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ سونے سے پہلے اور سونے کے بعد اپنے بستر کو جھاڑو۔ سونے سے پہلے کھانے پینے کے برتن ڈھک دو تاکہ کوئی کثافت انہیں گرنے نہ پائے۔

پاک و صاف کپڑے پہننے کی تاکید ان احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ البسوا الثیاب البیض فانہا اطہر واطیب یعنی اُجلے اور سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ بہت پاکیزہ اور صاف ہوتے ہیں۔ خیر ثیابکم البیاض فالبسوہا احیاءکم وکفنوا فیہا موتاکم یعنی تمہارے بہترین کپڑے وہ ہیں جو سفید ہوں ان کو اپنے زندوں کو پہناؤ اور انہی میں اپنے مردوں کو کفناؤ۔

جوتیوں کی نسبت ارشاد ہوا استجیدوا النعال فانہا خلاخیل الرجال۔ یعنی جوتیاں اچھی پہنو کیونکہ وہ مردوں کے لئے زینت ہیں۔

اعتدال اور پرہیز کی نسبت ... احادیث کو غور سے مطالعہ کرو۔

اذا اقل الرجل الطعام ملاء جوفہ نورا یعنی جو شخص کھانا کم کھاتا ہے وہ اندر روشنی سے بھر جاتا ہے۔ کلوا فی انصاف البطون یعنی آدھا پیٹ کھانا کھایا کرو۔ من قل طعامہ صح بطنہ وصفا قلبہ ومن کثر طعامہ سقم بطنہ وقسا قلبہ یعنی جو شخص کم کھاتا ہے اس کا جسم تندرست اور دل صاف رہتا ہے۔ اور جو شخص کھانا بہت کھاتا ہے اس کا جسم بیمار اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ما زین اللہ رجلا بزینۃ افضل من عفاف بطنہ یعنی خدا نے انسان کو اس سے زیادہ کوئی زینت کی چیز نہیں دی کہ وہ اپنے معدہ کو بچا اور تندرست اور پاک و صاف رکھے۔ ان من الشرہ الاکل سؤم یعنی بہت کھانا بدبختی اور نحوست کی علامت ہے۔ حضرت صلعم اکثر فرمایا کرتے تھے ایاکم والبطنۃ فی الطعام والشراب فانہا مفسدۃ للجسد مورثۃ للسقم مکسلۃ عن الصلوٰۃ وعلیکم بالقصد فیہما فانہ اصلح للجسد وابعد من السرف وان الرجل لن یہلک حتی یؤثر شہوتہ علی دینہ یعنی اے مسلمانو! کھانے پینے میں زیادتی کرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ عادت جسم کو بگاڑتی ہے بیماری پیدا کرتی اور نماز سے غافل کرتی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ کھانے پینے میں اعتدال سے کام لو کیونکہ اعتدال کی عادت سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے اور فضول خرچی نہیں ہوتی

جو شخص اپنی نفسانی امنگوں کو خدا کے حکم پر ترجیح نہیں دیتا وہ کبھی تباہ اور برباد نہیں ہوگا۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ البطنۃ تذہب الفطنۃ۔ یعنی پرخوری سے عقل انسانی ضایع ہو جاتی ہے۔ معتدل ریاضت کرنی بھی نہایت ضروری ہے۔ ریاضت جسمانی کے لئے جو مذہبی تاکید ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شراب سے سخت ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا الخمر فانہا مفتاح کل شر یعنی شراب کے سوا تمام نشہ کی چیزوں سے بھی صاف طور پر ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا کل مسکر یعنی ہر نشہ کی چیز سے پرہیز کرو۔ حکمائے اسلام کا مقولہ ہے۔ من قل جماعہ فہو اصح بدنا واتقی جلدا واطول عمرا۔ یعنی جو شخص جماع کم کرتا ہے۔ اس کا بدن تندرست اور بدن کی جلد صاف اور پاکیزہ رہتی ہے اور اسکی عمر بہت دراز ہوتی ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی نسبت فرماتے ہیں۔ یکفی المومن الوقعۃ فی الشہر یعنی مسلمان آدمی کو مہینے میں ایکمرتبہ مجامعت کرنا کافی ہے۔

احادیث میں جسطرح کثرت جماع سے بچنے کی نصیحت ہے اسیطرح عیاشی اور فسق و فجور سے بھی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ الزنا یورث الفقر یعنی بدکاری سے انسان پر افلاس کی مصیبت طاری ہوتی ہے۔ ایاکم والزنا فان فیہ اربع خصال یذہب البہاء عن الوجہ ویقطع الرزق ویسخط الرحمٰن والخلود فی النار یعنی اے مسلمانو زنا سے بچو کیونکہ اسمیں چار خرابیاں ہیں۔ چہرے کی رونق اڑجاتی ہے انسان کی روزی بند ہو جاتی ہے۔ خدا غضبناک ہوتا ہے۔ بدکار آدمی جہنم کی آگ میں دھکیلا جاتا ہے۔

یا معشر المسلمین اتقوا الزنا فان فیہ ستۃ خصال ثلث فی الدنیا وثلث فی الآخرۃ فاما اللواتی فی الدنیا فیذہب بہاء الوجہ ویورث الفقر وینقص العمر الخ یعنی اے مسلمانو! بدکاری سے دور ہو۔ کیونکہ اسمیں چھ خرابیاں ہیں۔ تین خرابیاں دنیا میں ہیں۔ اور تین آخرت میں۔ دنیاوی خرابیاں یہ ہیں۔ اول یہ کہ انسان کے چہرے کی رونق اڑجاتی ہے۔ دوم یہ کہ اس سے افلاس کی بلا نازل ہوتی ہے۔ سوم یہ کہ اس سے عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ ان تمام نصیحتوں اور ہدایتوں کے ساتھ تقدیر کے مسئلہ کو شامل کرو۔ اور سوچو کہ اگر کوئی شخص ان نصیحتوں اور ہدایتوں پر عمل کرے تو اسکی حالت کیا ہوگی؟ وہ صاف اور ہوادار مکان میں رہنا پسند کریگا گھر کے کسی کونے میں کوڑا اور کثافت نہ رہنے دیگا اپنے بدن کو ہر قسم کی نجاست اور میل سے پاک و صاف رکھیگا۔ کھانے اور پینے کی چیزوں کو پاک و صاف رکھنے کی کوشش کریگا۔ جب قدرے بھوک رہے تو کھانا چھوڑ دیگا۔ کھانا کھانے کے بعد منہ ہاتھ دھوئیگا۔ سونے اور جاگنے کے وقت بستر کو جھاڑیگا اُجلے اور سفید کپڑے پہنیگا۔ غرضکہ ہر چیز میں صفائی اور نفاست کو پسند کریگا بدکاری اور فسق و فجور میں کبھی مبتلا نہ ہوگا۔ مجامعت میں بھی کمی کریگا۔ ریاضت جسمانی میں مشغول رہیگا۔ اعتدال کو ملحوظ رکھیگا۔ ہر حال میں تکلیف ہو یا آرام۔ خدا کا شاکر رہیگا۔ اور اپنے تئیں رنج و غم میں نہ پھنسائیگا یہی وہ تمام ہدایتیں اور نصیحتیں ہیں جو علمائے طب اور حفظان صحت نے تندرستی قائم رکھنے اور عمر کے دراز ہونے کے لئے بیان کی ہیں۔ اور ارباب معرفت نے صفائی قلوب کے واسطے

(منقول از شحنہ شیعہ میرٹھ)

احمدیوں پر ظلم اور ریاست پٹیالہ میں اندھیر

نالہ اس شور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ضلع جالندھر کے موضع کہاجون کے مظلوم احمدیوں کا واقعہ لکھکر دکھایا ہے کہ کس طرح بیر ظالم طبع دوران کمت مخالف ہمیں دکھ دیتے اور ستاتے ہیں۔ اب جبکہ مجھے سنور ریاست پٹیالہ میں سید عبدالحی صاحب کے نکاح کی تقریب پر جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے حسب معمول وہاں کے احمدیوں اور مخالف فریق کے عام حالات معلوم کرنے چاہے جس تحقیقات کے ضمن میں مجھے ایک ایسا خطرناک واقعہ معلوم ہوا جو ریاست پٹیالہ کے انصاف اور عدل کے درخشاں چہرہ پر ایک نہایت ہی بدنما داغ ہے اس میں شک نہیں کہ اس واقعہ نے غریب احمدیوں کو سخت تکلیف دی ہے لیکن وہ ریاست جس کا والی تاج برطانیہ کا فرزند خاص کہلاتا ہے وہاں عدل و انصاف کے حصول کے لئے اسقدر مشکلات ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کونسل راج پٹیالہ نے اس مقدمہ کی مثل کو منگوا کر ملاحظہ کیا تو اسے صاف معلوم ہو جاوے گا کہ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں مقدمہ سے کوئی خاص وجہ مقدمہ کو اسقدر عرصہ تک التوا کرنے کی نہیں بیان کر سکتے بجز اس کے کہ وہ شیعہ ہیں اور بحیثیت شیعہ ہونے کے انہیں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کی جماعت سے خاص دشمنی ہے مگر یہ عداوت و رنج انصاف کی راہ میں عدالت کی کرسی پر بیٹھکر ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ یہی تو باعث ہے کہ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت کو اپنے لئے خدا تعالیٰ کی خاص برکت اور احسان سمجھتے ہیں جہاں باوجود یکہ ہمارا امام مسیح موعود ہونے کا مدعی ہے اور وہ عیسائی مذہب کے ابطال کے لئے برز ور حملے کر رہا ہے لیکن جب وہ ایک پادری دین عیسوی کے سرگرم حامی کے مقابل بحیثیت مستغاث علیہ جاتا ہے تو ایک انگریز جج جس کو بحیثیت عیسائی ہونے کے پادری کا احترام واجب ہے اپنے عدل کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کے دعویٰ اور پادری کے احترام کے سوال کو بالائے طاق رکھ کر دونوں کو برٹش رول کی رعایا قرار دیکر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھاتا ہے۔ یہ انگریز کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور تھا جو بہادر سے پٹیالہ میں بھی ایک عرصہ تک اعلیٰ آفیسر ہونے کی حیثیت سے زندگی بسر کر چکا ہے اور میں اپنے علم اور واقفیت کی بناپر کہہ سکتا ہوں کہ صاحب موصوف کے ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں سے ایکدفعہ کی ملاقاتوں میں عام باتوں کے ضمن میں حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے رہے اور اس کے انصاف اور نکتہ رسی نے جستجو کرکے شہرت ان کو دی ہے وہ مشہور کسی تقریر کی محتاج نہیں ایسا ہی جب کہ دوسرا اول جج امرتسر کے سامنے خود ایک مقدمہ کی تاریخ مجسٹریٹ تھا وہ مشہور و معروف مقدمہ جس کا مستغیث مسیح موعود تھا جس میں ایک ہندو مجسٹریٹ نے مقدمہ دراز تک التوا کرنے کے باوجود کوئی معقول وجہ جرمانہ کر دیا تھا اور حکم دیا تھا تو اس نے چند ہی منٹ میں جرمانہ واپس دلانے کا حکم

صادر کرنے کے ساتھ ہی اسقدر عرصہ تک التوا کرنے پر اپنے فیصلہ میں مجسٹریٹ ماتحت پر اعتراض کیا اور یوں برٹش انصاف کی دھاک بٹھا دی مگر ریاست پٹیالہ کے ایک شیعہ مجسٹریٹ کے سامنے جب سنور کے دو احمدیوں کا ایک معمولی استغاثہ پیش ہوا تو اس میں آجتک باوجود یکہ پچاس پیشیاں ہو چکنے کے ابھی تک استغاثہ کی شہادت بھی نہیں لی گئی۔ اور پھر تعجب اور افسوس یہ ہے کہ اس مقدمہ کے واقعات عجیبہ ہیں جو ایک مسلمان کو غیرت دلائے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن باوجود اس کے شیعہ مجسٹریٹ صاحب نے اسے لٹکائے رکھنا شائد اپنا فرض منصبی سمجھا ہے اگر انہیں حضرت امام یا آپ کی جماعت سے مذہبی مخالفت ہے تو کیا ان کے عہدہ کے فرائض میں بھی یہ داخل ہے کہ مذہبی مخالفت کیوجہ سے فریق مخالف کو تنگ کیا جاوے۔ اگر یہ تنگ کرنا نہیں کہ ایک مقدمہ کی بلاوجہ ۵۰ پیشیاں ہوں اور کچھ بھی کارروائی نہ ہو تو اسکی تصریح کرکے بتا دیا ہے ریاست پٹیالہ کا تو یہ احسان کہ ایک سکھ ریاست ہوکر ایک شیعہ مسلمان کو مجسٹریٹ بنا دیا۔ مگر کیا کسی احمدی کا یہ قصور ناقابل عفو جرم ہے کہ وہ احمدی ہوکر انکی عدالت میں جاوے۔

واقعات مقدمہ یہ ہیں

شیخ کرامت علی و عبدالصمد متولیان و معافیداران درگاہ شاہ ابراز الدین علیہ الرحمۃ ساکنان سنور مستغیث	بنام	سراج الدین خاں و محمد صدیق خاں و ابراہیم و خدابخش و کرم بخش و غیرہ ساکنان سنور مستغاث علیہم

جرم زیر دفعہ $\frac{143}{296}$ تعزیرات ہند

مقدمہ مندرجہ عنوان کے متعلق مختصر کیفیت یہ ہے کہ ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء کو مستغیثان نے بوجہ احمدی ہونے کے رسم طبلہ و سارنگی کو مسدود کرکے بجائے اس کے درس قرآن شریف کرانا چاہا۔ مستغاث علیہم نے تقریباً دو صد مردماں کو ہمراہ لے کر خانگاہ میں پہنچکر زبردستی پولیس یہ بیان کیا کہ یا تو جو قدیم سے تم مجلس رقص و سرود ہر سال عرس پر کراتے ہو کراؤ ورنہ اگر تم بجائے اس کے قرآن شریف کا درس کراؤ گے تو ہم تمہاری گردنیں اڑا دینگے اور جان سے مار دینگے۔ مستغاث علیہم کو مستغیثان نے بہتیرا سمجھایا کہ ہم اپنے امام آخرالزمان علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہرگز نہیں کرینگے اور صبح کو مجسٹریٹ سنور میں استغاثہ دائر کر دیا عدالت مذکور میں عجیب کیفیت اس مقدمہ کی ہو رہی ہے ... مقدمہ کو جسکو آج تقریباً سوا سال ہوئے کو ہے عام طور پر مدعا علیہم کی استغاثہ کے بیانات بھی قلمبند نہیں ہو سکے تقریباً اس مقدمہ میں پچاس تاریخ پیشی ... جناب مجسٹریٹ صاحب ... جو نہایت نرم دل ہیں آجتک جملہ مدعا علیہم عدالت میں طلب ... اسقدر عرصہ تک مدعا علیہم طلب نہیں ہو سکے اور اسقدر تواریخ ... ہیں تو جب مدعا علیہم حاضر آئینگے تو سابقہ کارروائی کے لئے تو نہیں معلوم کسقدر عرصہ کی ضرورت ہوگی۔

ہم ... مقدمہ میں اس مقدمہ کے متعلق کونسل عالیہ پٹیالہ کے پریسیڈنٹ جناب سردار گورمکھ سنگھ صاحب بہادر کی توجہ منعطف کرانی چاہتے ہیں وہ اس مثل کو منگوا کر ملاحظہ فرماویں اور دیکھیں کہ ایک فریق کو بلاوجہ اسقدر عرصہ تک عدالت میں لٹکائے رکھنا کہاں تک ... اور اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو اسپر ایسا نوٹس لینا چاہیئے کہ آئندہ کسی مجسٹریٹ کو ایسی جرأت نہ ہو۔ عدالت ہو انصاف کے لئے

چھاپنے کی مشین آرہی ہے

سرپرستانِ الحکم یہ سنکر یقیناً مسرور ہوں گے کہ کارخانہ الحکم کے لیے چھاپنے کی مشین آرہی ہے۔ میرے ایجنٹ نے جسکی معرفت ولایت سے مشین منگوائی گئی ہے اطلاع دی ہے کہ ۲۴ رجولائی ۱۹۰۷ء کو ولایت سے مشین روانہ ہو چکی ہے اور دو ہفتہ تک اس کے پہونچ جانے کی پوری امید ہے۔

اس کے بعد جبکہ مشین پریس اور سٹیم پریس کا ذکر کیا گیا تھا چونکہ کوئی جدید اطلاع قابل ذکر نہ تھی اس لئے اب جبکہ مشین روانہ ہو چکی ہے مینے ضروری سمجھا کہ الحکم کے سرپرستوں کو متوجہ کرنے کے لئے یہ نوٹ شائع کردوں۔ یہ میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں کہ اب نرا مشین پریس نہیں بلکہ سٹیم پریس بفضلہ تعالیٰ قائم کیا جاوے گا اور لیتھو کے علاوہ انگریزی پریس بھی اس کے ساتھ ایزاد ہوگا اور انگریزی اور لیتھو کی مشین انجن کے ذریعہ چلائی جائیں گی۔ یہ معمولی اور سرسری محنت کا کام نہیں بلکہ بڑا اہم اور محنت طلب کام ہوگا اور کام کی نئی شاخ ہونے کی وجہ سے ابتدا اس کی راہ میں بعض روکوں کا پیدا ہونا بھی کچھ بعید نہیں لیکن جب اپنے رب محسن پر بحمد اللہ یقین رکھتا ہوں کہ جس نے الحکم کے ایک معمولی بیج کو ایسا بارور فرمایا اور نشو و نما دیا کہ ہزار دل روحیں اس کے پھلوں سے سیر اور مسرور ہوتی ہیں وہ ان تمام روکوں کو دور کرکے اس کو قوم کے لیے ایک مفید کارخانہ بنا دے گا۔ اس کے فضل سے یہی امید ہے سٹیم پریس کے لیے چھپائی کے کام کی بہت ضرورت پڑے گی۔ پہلے وہ احباب جن کے ہاتھ میں کچھ بھی چھپائی کا کام ہو اس طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ اور ابھی سے اس کا انتظام کریں کیونکہ جب کہ واقعات بتاتے ہیں خدا تعالیٰ نے چاہا تو اسی مہینے میں مشین کام کرنے لگے گی۔ خدا کرے کہ یہ نیا سلسلہ ہر طرح سے دین و دنیا کے لئے مفید اور مبارک ہو (آمین)

دل کو کون مطمئن رہنے نہیں دیتا

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کا دل مطمئن رہے اور اوسے کسی قسم کا خوف و اندیشہ نہ ہو وہ اپنے افعال کو درست حالت میں رکھے اگر اوسکی رفتار سیدھی ہوگی کبھی اوس کے دل میں کسی طرح کا اندیشہ پیدا نہ ہوگا انسان کے دل میں جسقدر خوف و خطرہ پیدا ہوتا ہے اوس کے افعال اور اس کی حرکات کی نادرستی کی وجہ سے جن لوگوں کی یہ خواہش ہو کہ انکی برخلاف دفعہ ۱۲۴-الف تعزیرات ہند کا کبھی استعمال نہ ہو وہ اپنے دل میں کبھی باغیانہ خیالات کو جگہ نہ دیں نہ صرف قانونی خوف سے بلکہ اخلاقی اور مذہبی خیال سے بھی انسان کو کبھی باغیانہ خیالات کو دل میں جگہ نہ دینی چاہیے۔

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

حضرت حج کو نہیں جاتے ایک شخص نے عرض کی کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہونچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسایل موجود ہوں جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خیال نہیں کرتے۔ تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے۔ کہ ہم حج نہیں کرتے کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار نامہ لکھدیں۔ کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کرکے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھدیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دیگا تاکہ آیندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت پر بھی پڑتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

توکل فرمایا توکل کرنیوالے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے جو آدمی صرف اپنی کوشش میں رہتا ہے اسکو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی سنت اللہ یہی چلی آتی ہے۔ کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اسکو پاتے ہیں۔ اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگرچہ چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کرلیں۔ تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں۔ جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیا گذرے ہیں ان لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی مگر خدا نے انکی عزت کو ظاہر کر دیا۔ ہم نے بٹالہ میں ایک پیرزادہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے غبار آلودہ ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا میں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں سچی نیکی ہوتی اور یہ خدا پر توکل کرنیوالا ہوتا تو ایسے مکدرات میں کیوں گرتا۔

اخلاق کے خراب کرنیوالے پادری ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ دیسی عیسائی ہے اور مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ مگر روپے مانگتا ہے یا تنخواہ مانگتا ہے۔ حالانکہ لیاقت کچھ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پادریوں نے ہندوستانیوں کے اخلاق خراب کر دیئے ہیں اور ان کو مذہب فروش بنا دیا ہے کئی عیسائی دیکھے ہیں کہ وہ ہندوؤں یا مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان یا ہندو ہونے کے واسطے تیار ہیں لیکن عیسائی لوگ ہم کو اس قدر تنخواہ دیتے ہیں تم کیا تنخواہ دوگے۔

(مفتی محمد)

جدھر سے زیادہ تنخواہ کی امید ہو اُدھر ہی جھک پڑتے ہیں اور بسااوقات کبھی اِدھر سے اور کبھی اُدھر سے بطور نیلام کے اپنی قیمت کے بڑھانے میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ بداخلاقی ہندوستان میں پادریوں نے ہی پھیلائی ہے ورنہ ان سے پہلے ہندوستانی لوگ مذہب کے معاملہ میں ایسے رذیل اخلاق رکھنے والے نہ تھے۔ آدمیوں کو چاہیئے کہ جب ایک مذہب کو سچا سمجھ کر قبول کرے تو پھر اس پر استقامت دکھلائے۔ خداتعالیٰ رازق ہے وہ خود تمام سامان مہیا کر دیگا۔ جب انسان خدا کے واسطے کوئی کام کرتا ہے تو پھر اس کو موت کی پرواہ نہیں رہتی اور نہ اسے خداتعالیٰ ضائع کرتا ہے۔ اندرونی تقویٰ اور طہارت کا خیال کرنا چاہیئے جن لوگوں کے دل اور دماغ میں صرف دنیا ہی رچی ہوئی ہے وہ کس کام کے آدمی ہیں جو لوگ سچے دل کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ خدا کی طرف جھکتے ہیں خدا ان کی دستگیری کرتا ہے اس قسم کے عیسائی نو مسلموں کی نسبت تو ہم نے ان لوگوں کو بہت ثابت قدم دیکھا ہے۔ جو ہندوؤں میں سے مسلمان ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ جیساکہ شیخ عبدالرحیم ہیں سردار فضل حق ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب۔ شیخ عبدالعزیز صاحب ہیں۔ ان لوگوں نے اسلام کی خاطر بہت دکھ اٹھائے مگر اپنے ایمان پر قائم رہے۔ جب سردار فضل حق صاحب مسلمان ہوئے تو انکو قتل کرنے کے واسطے کئی سکھ یہانتک آئے۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو بچایا اور سردار صاحب نے کسی کا خوف نہ کیا ایسا ہی شیخ عبدالرحیم کے چہرے سے نیک بختی کے آثار نمایاں ہیں شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو ایک دفعہ ان کے رشتہ دار دھوکہ سے لیگئے تھے اور وہاں لیجا کر ان کو قید کر دیا تھا۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور خود بخود یہاں چلے آئے۔ برخلاف عیسائیوں کا مذہب عموماً تنخواہ پر ہے۔ اگر آج ان کو موقوف کر دیا جائے تو بس ساتھ ہی انکی عیسائیت بھی موقوف ہو جائے۔ امرتسر میں ایک پادری رجب علی تھا وہ کئی مرتبہ مسلمانوں میں آکر ملتا تھا۔ پھر عیسائی ہو جاتا تھا۔ عیسائی ہونے کی حالت میں اس کا ایک اخبار نکلتا تھا۔ عیسائیوں سے کچھ ناراض تھا ان دنوں ایک گرجہ پر ایک بجلی گری تھی۔ اس خبر کو اپنے اخبار میں درج کرتے ہوئے اس نے لکھا کہ گرجے پر بجلی گرنا دو اسباب سے خالی نہیں یا تو اس کا یہ سبب ہوا ہے کہ روح القدس کو مصالح بہت لگ گیا تھا اور اس نے گرجے پر اُتر کر گرجے کو جلا دیا ہے اکثر اس قسم کے عیسائی دہریہ اور کمینہ طبع ہوتے ہیں۔ عیسائی مذہب کے کفارہ نے ایسی بے قیدی کر دی ہے کہ جو گناہ چاہو کر لو۔ سزا تو یسوع بھگتیگا۔ اسی واسطے ضرب المثل ہو گئی ہے کہ ؎

عیسائی باش ہرچہ خواہی کن

کیونکہ اگر زنا اور شراب حرام ہے تو پھر کفارے سے فائدہ کیا کفارے کا یہی تو فائدہ ہے کہ اس نے معافی کی ایک راہ کھولدی ہے۔ اگر عیسائی بھی گناہ کرنے سے پکڑا جاتا ہے جیساکہ غیر عیسائی پکڑا جاتا ہے۔ تو پھر دونوں میں فرق کیا ہوا اور اسکو عیسائی بننے سے فائدہ کیا حاصل ہوا۔

ڈاکٹر مرتد

یکم اگست ۱۹۰۷ء کو تازہ الہام الٰہی۔ انّی مھین من اراد اھانتک کا ذکر تھا۔ فرمایا کہ قریب العہد اہانت کرنیوالا تو ڈاکٹر عبدالحکیم ہے جس نے بہت اہانت کے لفظوں میں ایک خط لکھا ہے اور ہماری موت کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ یہ وحی الٰہی پہلے بھی بہت بار نازل ہو چکی ہے۔ مگر ہر بار اس کا شان نزول جدید ہوتا ہے ایسے لوگوں کی مخالفت سے رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے۔ ضرور ہے کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں تاکہ صادق اور کاذب کے درمیان ایک فرق ہو جائے۔ سب انبیاء کے وقتوں میں ایسے مخالف ہوتے چلے آئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے آدمی موجود تھے مگر اس قسم کے لوگ ہمیشہ بعد میں آتے ہیں۔ شروع میں صادق ہی ظاہر ہوتا ہے پھر اس کو دیکھکر دوسرے لوگ بھی ریس کرتے ہیں۔ اسمیں خداتعالیٰ کی حکمت ہے کہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ اچھی طرح سے شائع نہ ہو گیا تب تک کوئی آدمی ایسا پیدا نہ ہوا۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تاکہ کوئی ایسا نہ کہہ سکے کہ اس شخص نے فلاں شخص کی ریس کر کے دعویٰ نبوت کر دیا ہے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں مطلق خاموشی تھی۔ کوئی شخص خدا سے وحی پانیکا اور مسیح موعود ہونیکا مدعی نہ تھا۔ ایسے وقت میں خداتعالیٰ نے ہم پر اپنی وحی نازل کر کے ہمیں مسیح موعود بنایا۔ یہ امر بھی منہاج نبوت میں داخل ہے کہ صادق کا دعویٰ اول ہو اور کاذب پیچھے ہوں اور لوگوں کی بیخبری کے علاوہ ہم تو خود بھی بیخبر تھے۔ اپنے طور پر میری عادت تھی۔ کہ غیر مذاہب کے برخلاف اخبارات میں مضامین دیتا تھا اور اسلام کی صداقت کے ظہور میں کوشاں رہتا تھا۔ ان ایام میں ایک عیسائی کا اخبار سفیر ہند نام نکلا کرتا تھا اور ایک برہموؤں کا رسالہ بنام برادر ہند شائع ہوتا تھا۔ ان ہر دو میں بعض مضامین بھیجے لکھے تھے۔ مگر ان مضامین میں ہمارا مطلب صرف عقلی دلائل کے پیش کرنے کا ہوتا تھا۔ اور وحی الٰہی اور نشانات کے دکھلانیکا کوئی خیال نہ تھا۔ وہ جلدیں براہین احمدیہ کی میں لکھ چکا تھا اور اس وقت تک مجھے خبر نہ تھی جبکہ یکدفعہ یہ الہام ہوا۔ الرحمٰن علم القرآن۔ قل انی امرت و انا اول المومنین۔ اسی براہین احمدیہ میں ہم نے یہ الہام بھی درج کیا ہے کہ یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الی اور [illegible] ہم نے حضرت عیسٰے کے متعلق اپنا وہی عقیدہ پیش کیا ہے جو پرانا عقیدہ تھا۔ کہ مسیح آسمان پر ہے۔ اس سے دیکھنے والوں کیواسطے یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم تصنع اور بناوٹ سے کوئی کام کرتے اور افترا کے ساتھ یہ باتیں بناتے تو ہم ایسا کیوں کرتے۔ جو شخص افترا کر رہا ہوتا ہے وہ تو اول ہی سب پہلو سوچ لیتا ہے۔ اس میں بھی خداتعالیٰ کی ایک مصلحت تھی کہ ہم نے ایسا لکھ دیا۔ تاکہ ہماری سچائی پر ایک دلیل قائم ہو جاوے۔ پہلے سے ہی براہین کے اندر ایک تناقض ہو گیا اور ہم خود بھی اس تناقض کو نہ سمجھ سکے۔ یہ خداتعالیٰ کی ایک بڑی حکمت تھی۔

کوئی اور نشان

فرمایا گذشتہ دنوں میں خداتعالیٰ بہت سے نشانات دکھا چکا ہے جنمیں سے بعض کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہو چکے ہیں مگر اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان پر کسی اور نشان کی طیاری ہو رہی ہے۔ تاکہ ایمانداروں کے ایمان اور قوی ہو جاویں۔ ہر ایک نشان جو ظاہر ہوتا ہے اس سے لوگوں کے ایمان قوی ہوتے ہیں۔ کیونکہ نشان کے ذریعہ سے ایک انکشاف تام ہو جاتا ہے۔ جب آدمی اچھی طرح سے معلوم کر لیتا ہے۔ کہ خداتعالیٰ کس بات میں راضی ہے اور کس دین کے حق میں وہ اپنے نشانات زبردست دکھاتا ہے۔ تب انسان اس دین کو سچے دل سے قبول کرتا ہے اور اخلاص کے ساتھ اسکی خاطر ہر ایک تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ نشانات کے ذریعہ سے تکمیل ایمان ہوتی ہے۔ جماعت کے واسطے خداتعالیٰ نے یہ ایک عمدہ راہ نکالی ہے جب خدا کی فرمائی ہوئی باتیں پوری ہوتی ہیں تو دلکو سرور اور خوشی ہوتی ہے۔ انسان خداتعالیٰ کے فضل سے سیراب ہو جاتا ہے اور اسکا یقین بڑھتا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے اختیار کرنے میں مَیں نے کوئی غلطی نہیں کھائی مگر یہ مت خیال کرو کہ غلطی کے نہ کھانے میں تمہاری کوئی بہادری ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ بھی خداتعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ تم نے غلطی نہیں کھائی ورنہ بڑے بڑے فاضل اور مولوی لوگ اس جگہ ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ +

عربوں میں علمی ترقی کا اظہار

علم کا انحصار کسی خاص قوم یا زبان یا مذہب پر نہیں ہے۔ بلکہ باشندگان عالم کے درمیان بدرجہ مساوات وہ پھیلا ہوا ہے۔ تا بقیکہ ان لوگوں سے جنکو کسی علم میں درک حاصل ہوتا ہے اقتباس کرتے ہیں اور اپنی علمی ترتیب اور رابطہ اتحاد کے بڑھانے میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس طرح سے کہ عیش و فارغ البالی دست بدست گردش کرتی رہتی ہے اسی طرح علم بھی ایک قوم سے دوسری قوم میں جاتا رہتا ہے اور ایک جماعت دوسری جماعت کو علمی ورثہ عطا کرتی رہتی ہے اسی وجہ سے کوئی قوم نقل اور ترجمہ سے بے پروا نہیں رہی۔ چنانچہ اہل ایران نے ہندوستان سے۔ رومیوں نے یونان سے۔ یونانیوں نے مصر سے۔ عربوں نے یونان اور فارس سے۔ اور یورپ نے عرب یونان اور روما سے علمی سرمایہ حاصل کیا ہے۔ کسی دوسری قوم سے علم کے اخذ کرنے میں ضرورت پڑتی ہے کہ اپنے ملک کی زبان میں تاریخ ادب۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ طب۔ مذاہب۔ صنعت سے متعلق کتابوں کا ترجمہ کیا جاسکے۔

آجکل جو ہم اپنے زمانے میں اس کثرت سے علوم وفنون کی کتابیں دیکھ رہے ہیں جو دنیا اور اس کے باشندوں کی سعادت و خوشحالی کی موجب ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ مدت دراز کے تجربے نیز آدم کا نتیجہ اور اگلے لوگوں کے نقل کیا ہوا ترجمہ ہیں جس سے قومیں بنی ہیں اور مٹ گئیں۔ ان کے علوم واخلاق کا کچھ حصہ بذریعہ تراجم ہم تک پہونچا اور کچھ حصہ ان کے جسم کے ساتھ پیوند خاک ہو گیا۔ یہی حال زبان اور خیال کا حال ہے کہ ابتدا میں اس کے اصول واعد و قواعد مختصر تھے مگر رفتہ رفتہ دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیل گئی۔ وہی حال علم کا بھی ہے کہ زمانہ اور قوم کی ترقی کے ساتھ وہ بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک قوم دوسری قوم کی جانشین بنتی جاتی ہے۔

جب عربوں کے فتوحات کا سلسلہ ایک حد پر رک گیا اور وہ دنیا کے بیشتر حصہ میں پھیل گئے۔ اور ان کی زبان نے وسعت اور وقعت حاصل کی تو انہوں نے نظام مملکت اور پالٹیکس کی طرف توجہ کی جس میں دوسری گزشتہ قوموں کی تقلید لازمی سمجھی گئی کیونکہ عربوں نے معلوم کر لیا تھا کہ قوم و ملک کی بقا اور بہتری کی کفیل علم سے بڑھکر اور کوئی دوسری شے نہیں ہو سکتی اور اس مقصد میں کامیابی بغیر اس کے نہیں ہو سکتی کہ دوسری اقوام سے نقل کریں۔ مسلمانوں میں علمی ترقی کا شوق کیونکر پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت رسول پاک نے اپنے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی زبان سیکھے اور بعضوں کو ہجرت کے زمانہ میں حبش کی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں کا ذکر طول طویل ہے جنہوں نے ایرانیوں کی جماعت میں سے نکلکر اسلام قبول کیا اور عربی زبان کو اپنی مادری زبان بنا لی اسی طرح سے وہ عرب بھی بکثرت دریافت ہوسکتے ہیں جنہوں نے فارسی زبان میں درک حاصل کیا۔ اگرچہ یہ کوئی اہم بات نہ سمجھی جاسکے مگر ہم کہتے ہیں کہ ترقی کا آغاز نہیں تھا چونکہ قوم امی تھی اس لئے عرصہ تک علمی مشاغل کتابوں کی صورت میں مدون نہیں کئے جاسکتے۔ اس کے بعد مذہبی مشاغل میں انہماک ہوا اور چونکہ اس بارے میں وہ فرد تھے اس لئے کسی دوسری قوم سے استفادہ کی حاجت نہ تھی۔

عربی زبان میں پہلی کتاب جس کا ترجمہ کیا گیا اس کا مصنف اہرن بن اعین تھا۔ جسے عمر بن عبدالعزیز نے کسی کتب خانہ سے حاصل کیا تھا چالیس دن تک اس نے اسے اپنے بحفاظت رکھا اس کے بعد عام مسلمانوں کے روبرو پیش کیا۔ خلفائے عباسیہ میں منصور پہلا خلیفہ ہے جس نے تراجم کتب کی طرف توجہ کی۔ اسکی پیروی جعفر برمکی اور چند دوسرے ہوشیار لوگوں نے بھی کی لیکن مامون نے جو توجہ اوہر کی وہ بے نظیر تھی۔

قاضی صاعد بن احمد اندلسی بیان کرتے ہیں کہ عربوں نے صدر اسلام میں انہیں موجودہ علموں پر قناعت کی جو انکی زبان میں تھے جنہیں مذہبی اور طبی علم ممتاز ہیں۔ یہ دونوں علم ایسے ہیں کہ عربوں کو دوسری قوموں کیطرف نظر دوڑانے کی ضرورت نہ تھی۔ مذہب تو انہوں نے ایک جدید اختیار ہی کیا تھا اسکی تعلیم وتہذیب اور انفسیاتی قواعد میں مصروف رہے۔ رہی طب وہ ایک ایسا ضروری علم ہے جس سے کوئی معمولی سی معمولی قوم بھی خالی نہ ہے اور نہ تھی۔ یہ حال عربوں کا دولت بنی امیہ کے عہد تک باقی رہا لیکن جب حکومت ہاشمی خاندان میں منتقل ہوئی تو علمی بیداری کا آغاز ہوا۔ سوتی ہوئی طبیعتیں جاگ اٹھیں۔ اور علمی سررشتہ کیطرف عام میلان پیدا ہو گیا۔ خلیفہ ثانی ابوجعفر منصور خود علم فقہ میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی علم فلسفہ نیز علم ہیئت سے اس کو ازبس رغبت تھی۔ علمی ترقی کا آغاز اسی کے عہد سے سمجھنا چاہیئے۔

اس کے بعد قاضی موصوف لکھتے ہیں کہ جب عبداللہ مامون کا زمانہ آیا تو اس نے اپنے دادا منصور کی کارروائی کی تکمیل کی۔ شہنشاہ روم سے علمی کتابیں طلب کیں اور اپنے یہاں مترجموں کی ایک قابل اور بڑی جماعت مہیا کر کے عربی زبان کو مالا مال کر دیا۔ اس کے ساتھ لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ علوم کی تحصیل کریں۔ مامون کی علم دوستی کا یہ عالم تھا کہ وہ گھنٹوں اہل علم سے مباحثہ کرتا تھا اور مختلف مسایل پر مکالمے کیا کرتا تھا علما کی جماعت کی بڑی توقیر اسکی نظروں میں تھی۔

بلاشبہ مامون کی توجہ علم کی طرف جیسی تھی اس سے زیادہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ تین سو مترجموں کا مجمع اس کے پایہ تخت میں تھا جن کو خلیفہ نے دوسرے ممالک سے بھیج کر بصرف زر کثیر بلوایا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس علمی کمیٹی کے ممبروں کے مذہب ومعتقدات سے کچھ بحث نہ تھی۔ خلیفہ کا حکم تھا کہ مذہبی تعصب پس پشت ڈال دیا جائے اور یہ کمیٹی خالص علمی رہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہفتہ میں اس کمیٹی کا ایک عام جلسہ ہوتا تھا جس میں علما اور ادبا کے سامنے تراجم پیش کئے جاتے تھے اور بڑی رد و قدح کے بعد جو مناسب سمجھا جاتا تھا رکھا جاتا تھا ورنہ کاٹ دیا جاتا تھا کمیٹی کا کام صرف ترجمہ ہی کرنے کا نہ تھا

بالکل علمی اور فلسفی مصطلحات کی وضع کرنا بھی تھا جس سے عربی زبان اس وقت تک بالکل خالی تھی۔ درحقیقت مصطلحات کا وضع کرنا ایک بہت بڑا کام تھا اور نسبتاً ترجمہ سے یہ کچھ کم دشوار نہ تھا۔ اس کی ایجادات میں ناموں سب سے زیادہ قدر کی گئی تھی۔

لوگوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی کتاب کو کئی باتوں سے مزین نہ کریں اس کے مصنف کی عزت ان کے دلوں میں نہیں ہوتی خواہ وہ ترجمہ سے ہو یا اور طرح دہر کے مضامین کا جیسا ہوا۔ یہ مسئلہ شدہ ہے کہ مصنفوں اور مترجموں کی قابلیت پر اگر نظر کی جاوے تو مساوات کا درجہ لازمی طور پر قائم کیا جاتا ہے جن لوگوں نے دوسری علمی زبانوں سے عربی میں ترجمہ کیا ان کی لیاقت اور قابلیت ہزاروں مصنفوں اور مولفوں سے بڑھکر تھی۔ باین وجوہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان نامور مترجموں کا جن کا پتہ چلا ہے ذکر ناظرین کے سامنے پیش کریں۔

اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اکثر قدیم و جدید مترجمین کے شمار میں غیر مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے شاید اس میں بھی یہ نکتہ ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر آسمان سے علم نازل ہوتا تو اہل فارس میں سے کوئی جماعت اسکی مستحق ہو جاتی۔ زیادہ تر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے علمی کاموں کی تقسیم کر لی تھی اور ان کے علماء نے اپنے ذمہ علوم دین کی تدوین و ترتیب لی تھی اور زبان کی بحث میں بھی بکثرت حصہ لیا اور علمی اشتغال کو دوسروں کے لئے چھوڑ دیا جنہیں اکثر ذمی لوگ ختم کرتے تھے۔

قدیم کتاب کیمیا کا ترجمہ اصطفان نے کیا۔ یہ پہلی کتاب تھی جو اس فن میں ترجمہ کی گئی۔ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کے حکم سے ماسرجویہ سریانی نے اہرن بن اعین کی مصنفہ کتاب کا ترجمہ کیا۔ یہ شخص منصور کے عہد حکومت میں تھا اسکی قابلیت دیکھکر منصور نے ترجمہ کے خاص کام پر اسے مقرر کیا تھا کہ قدیم علوم کے ذخائر تلاش کر کے عربی زبان میں نقل کرے۔ اس کا بیٹا ابو زکریا یحییٰ بھی ایک مترجم تھا جس نے ترجمہ میں بھی بڑی محنت کی۔ حنین بن اسحٰق پہلا وہ شخص ہے جس نے رومی علوم سے سریانی میں اور سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ حنین بن اسحٰق سریانی۔ عربی۔ رومی۔ فارسی زبانوں میں بڑی مداخلت رکھتا تھا۔ متوکل نے اسے مترجموں کا ہیڈ مقرر کیا تھا۔ ہر ایک ترجمہ کی تصحیح اور نکات جیسے اسی کے متعلق تھی۔ اصطفان بن بسیل۔ موسیٰ بن خالد ترجمان داری۔ سرجیس راسی مترجموں کا کام وہی دیکھتا تھا۔ اگر یہ بات کہی جاوے تو کچھ مبالغہ نہیں کہ تمدن اسلام کے زمانہ میں علوم قدیمہ سے عربی میں جسقدر علمی ذخیرہ لایا گیا اس کا ایک ربع حصہ حنین کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس نے جسقدر ترجمہ کیا نہایت پاک وصاف اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ مختلف زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتا تھا۔

حنین کے دو بیٹے تھے ایک کا نام داؤد اور دوسرے کا نام اسحٰق تھا۔ ان کی تعلیم کے لئے طبی کتب کا ترجمہ اکثر حنین نے کیا جالینوس کے رسائل کل کے کل ترجمہ کر دیئے اسحٰق کو بھی علم طب میں بڑی مداخلت تھی اس فن میں اسکی کئی کتابیں مشہور ہیں۔ لیکن زیادہ تر اسحٰق کی توجہ فلسفی کتب کیطرف تھی۔ اپنے باپ کی طرح اس کو بھی متعدد زبانوں میں کامل مداخلت تھی۔

وفقرہ منصور اور دیگر بلاد روم سے ہارون رشید نے علمی کتابیں منگوائی تھیں۔ اور یوحنا بن ماسویہ کو ترجمہ کا معتمد بنایا تھا۔ جرجیس ابن جبرئیل پہلا وہ شخص ہے جس نے منصور کے حکم سے کتب طبیہ کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ حبیش اعسم اور اس کا شاگرد ناقل دونوں حنین کے ساتھ کام کرتے تھے۔ عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم کے ترجمہ پر حنین کو بڑا اعتماد تھا اور بارہا اسکی قابلیت کی تعریف و توصیف کی۔ قسطا بن لوقا بعلبکی بھی مترجموں میں بڑا ہوشیار تسلیم کیا گیا تھا اور حکمت کے اصناف میں اس کو بڑی مہارت تھی۔ ایوب المعروف بہ ابرش نے بھی بڑا نام پیدا کیا اور حنین سے اس کا ترجمہ کسی طرح کم نہ تھا۔ بہاؤ کے زمانہ میں سلام ابرش نے بڑی شہرت پائی۔ ابو نصر بیاری بن ایوب۔ ابن رابطہ یتوفلی بعلبکی۔ عیسیٰ بن نوح قویری۔ دراثیٰ راہب۔ ہیلاتون۔ صیدلی۔ ثابت بن قرہ بھی مترجموں میں شریک تھے۔ ایوب اور سمعان نے بطلیموس کی جسٹری کا ترجمہ محمد بن برمک کے حکم سے کیا تھا۔ ابو عمر یوحنا بن یوسف کاتب تھے۔ آل نوبخت نے فارسی زبان کی بڑی خدمت کی۔ فضل بن نوبخت نے حنین کی کتابوں کو بیشتر فارسی زبان میں نقل کیا۔ موسیٰ اور یوسف بن خالد نے بھی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ مترجموں کی لمبی فہرست کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارسی زبان کی طرف بکثرت لوگوں نے توجہ کی اور جس سرگرمی سے دوسری زبانوں سے کتابیں لی گئیں اسی طرح فارسی سے بھی عربی زبان میں بکثرت کتب کا ترجمہ کیا گیا۔ جو لوگ اس کام میں معروف تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

علی بن زیاد تمیمی۔ سہل بن ہارون۔ بلاذری۔ احمد بن یحییٰ۔ جبلہ بن سالم کاتب۔ ہشام۔ اسحٰق بن یزید۔ محمد بن بہرام بن مہیار اصفہانی۔ فتح کی علی بنداری۔ عبد اللہ بن علی۔ ابو حاتم بلخی۔ محمد بن جہم۔ ہشام بن قاسم۔ موسیٰ بن عیسیٰ کردی۔ زادویہ ابن شاہویہ اصفہانی۔ بہرام بن مرداشاہ۔ عمر بن فرخان۔ جیس ٹھیسے حنین بن اسحٰق۔ یعقوب بن اسحٰق کندی۔ ثابت بن قرہ حرانی مشہور و ممتاز مترجموں میں سے ہو گذرے ہیں۔ اسی طرح عمر بن فرحان نے بھی اپنی قابلیت کا سکہ بٹھایا۔ ابو معشر لکھتا ہے کہ عمر کا درجہ مذکورہ لوگوں سے کسی طرح کم نہ تھا۔

علی بن ابراہیم دہکی کی ماتحتی میں حسن بن بہلول اوانی۔ ابو البشر متی۔ نفیسی مراغی نے سریانی زبان سے ترجمہ کیا۔ اسحٰق بن سلیمان کا وارث یشوع مددگار تھا۔ اسی طرح ابراہیم بن بکس علی بن ابراہیم ایوب بن قاسم نے بھی بڑی مدد کی ایسا غوجی موغا الذکری کے ترجمہ سے ہے۔ منکہ ہندی۔ ابو ریحان بیرونی ابن وحشیہ نے سنسکرت زبان سے ترجمہ کیا۔ ابن وحشی نے کلدانی زبان سے اور سعید فیومی نے عبرانی زبان سے ترجمہ کیا۔ ابو علی عیسیٰ بن زرعہ یعقوبی منطقی بھی ترجمہ کے باب میں نہایت مشہور تھا اس کے تصانیف بھی بکثرت ہیں۔

سیف الدولہ ابن حمدان کے طبیب عیسیٰ رقی نے طبی کتاب کا سریانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا اسی طرح ماسرجین طبیب

عیسےٰ بن ماسرجیس نے بھی طب پر بڑا احسان کیا۔ شہدی کرخی اور ابن شہدی متوسط درجہ کے مترجم تھے۔ ابن اباہ نے آخر عمر میں بڑا نام پیدا کیا۔ ابن جلجل اور ابو عبد اللہ صقلی بھی بہت مشہور تھے۔

ماموں کے حکم سے اقلیدس اور مجسطی کا ترجمہ حجاج ابن مطر نے کیا۔ ثابت بن قرہ حرانی نے بعد میں اس کی تصحیح کی۔ حبیش بن بہریز نے بھی حسب الحکم ماموں بہت سی کتب کا ترجمہ کیا۔ ابو الخیر حسن بن سوار اور ابو الفرج ملکی۔ یحییٰ بن عدی یعقوبی نے سریانی سے عربی میں زیادہ کتب کا ترجمہ کیا۔ عبد اللہ بن علی فارسی نے فارسی سے اور عبد اللہ بن مقفع نے پہلوی سے عربی میں ترجمہ کیا۔

حسن ثابت بن قرہ نے جسقدر سریانی وغیرہ سے عربی میں ترجمہ کیا وہ نہایت اعلےٰ اور معقول درجہ کا ہے اس کے شاگرد عیسےٰ بن سعید نے بھی اس کا ہاتھ بٹایا۔ ایک رومی راہب نظیف نامی نے یونانی سے خاصکر ترجمہ کرکے بڑا مواد جمع کیا۔

عبد المسیح بن عبد اللہ ناعمی حمصی متوسط درجہ کا مترجم تھا۔ تاہم جسقدر کام کیا اچھا کیا ابن ناجہ وہی عبد المسیح ہی کے رتبہ کا مترجم تھا۔ ہلال حمصی کا ترجمہ نہایت صحیح ہوتا تھا مگر اس کے الفاظ ترجمہ کے مبتذل ہوتے تھے۔ اسی طرح فیثون غیر زبانوں کا ماہر تھا۔ مگر عربی زبان کا علم بہت معمولی تھا۔ ابو نصر بن ناری نے بہت ہی کم ترجمہ کیا جس کا شمار مترجموں میں کرنا مشکل ہے۔ بسیل مطران کا درجہ ابو الفرج سے بڑھکر تھا جس کی کوشش صحت کیطرف بہت تھی۔ متوسط طبقہ کے اکثر مترجموں کے نام یہ ہیں۔

اسطاث۔ جیرون بن رابطہ۔ ابراہیم بن صلت۔ ثابت۔ یوسف تلمیذ عیسےٰ بن مہہ بخت۔ ایوب۔ رہاوی ابو یوسف یحییٰ بن بطریق۔ تدرس سنقل۔ ابو سعید عثمان دمشقی۔ منصور بن باناس۔ عیسیٰ یشوع بن بہریز ابراہیم بن بکس۔

جسقدر مترجموں کے نام ہم تک پہونچے ہیں وہ اپنے انہی ترجموں سے گزر اوقات کرتے تھے اور امرا اور رؤسا کی خدمت میں اپنے تراجم پیش کرتے تھے۔ یعقوب بن اسحٰق کندی مشہور فلاسفر عرب کا نام البتہ اس زمرہ سے خارج ہے۔ اس نے رزق پیدا کرنے کا ذریعہ ترجمہ کو نہیں قرار دیا۔ جسقدر ترجمہ کیا خود اپنے ہی لئے کیا۔

جن امرا اور خلفا نے مترجموں کی ہمت بڑہائی اور ان کے کاموں کی قدر دانی کرکے ترجمہ پر ایک کثیر جماعت کو آمادہ کیا انکا نام کسی طرح سے مترجموں کی شہرت اور لیاقت سے کم درجہ پر نہیں رکھا جا سکتا۔ عمر بن عبد العزیز۔ خالد اموی۔ منصور۔ رشید۔ ماموں۔ متوکل کا نام نہایت اور عزت سے لیا جائے گا جنہوں نے بڑی دریا دلی سے فن ترجمہ کو ترقی دی۔

جعفر برمکی اور اس کے خاندان کے اکثر ممبر نقل وتعریب سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ ہندوستان کا مشہور حکیم منکہ اسحٰق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے ساتھ تھا۔ وہ سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرتا تھا۔ شیرغیوع بن قطرب مترجموں کی حوصلہ افزائی کے لئے ہروقت آمادہ رہتا تھا۔ صرف یہی نہیں کہ وہ کتابوں کو مہیا کرتا تھا بلکہ مترجموں کے لئے صرف کثیر برداشت کرتا تھا۔ محمد بن موسےٰ منجم خوریاضی وعلم نجوم کے فن میں شہرۂ آفاق تھا حنین کے ساتھ بڑا احسان کرتا تھا۔ ابو سلیمان منطقی سجستانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ شاکری خاندان کے اکثر ممبروں نے حنین محمد۔ احمد۔ حسن زیادہ مشہور ہیں مترجموں کی بڑی خدمت کی۔ حنین بن اسحٰق۔ حبیش بن حسن۔ ثابت بن قرہ ماہوار پانچ سو اشرفی پاتے تھے۔

خلیفہ ماموں کا ایک ہمنشین علی بن یحییٰ نہایت فیاض منش واقع ہوا تھا۔ خصوصاً علم طب سے اس کو بڑی دلچسپی تھی۔ تیاذرس راہب نے بھی فن طب سے بڑی دلچسپی ظاہر کی تھی اور طبی کتب کا بڑا ذخیرہ اس نے فراہم کیا تھا۔ محمد بن موسےٰ بن عبد الملک نے عیسےٰ کے لئے بہت سی کتابیں طب کی ترجمہ کیں۔ اور عیسےٰ بن یونس نے جو علماء عراق میں بے مثل تھا یونانی علوم سے بہت کچھ اخذ کیا جس کے ساتھ وہ بہت شفقت رکھتا تھا۔

شہر فیوم کا حاکم علی نامی تھا مگر وہ اپنی فیاضی اور نیکی کی وجہ سے فیومی ہی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کو بھی علمی معاملات سے گہری دلچسپی تھی احمد بن معروف نے اسکی سخاوت سے بڑا فائدہ حاصل کیا۔ علی مترجموں کے حق میں آب رحمت تھا۔ ابراہیم بن محمد ابن موسےٰ یونانی تراجم کے لئے نہایت مشہور تھا۔ اسی طرح عبد اللہ بن اسحٰق نے بھی بہت سی کتابیں جمع کی تھیں۔ محمد بن عبد الملک ہزاروں اشرفی ترجمہ کے لئے صرف کرتا تھا۔ اس کے نام سے اکثر کتابیں ترجمہ کی گئیں۔ یوحنا بن ماسویہ جبرئیل بن بختیشوع بختیشوع بن جبرئیل داؤد بن سرابیون۔ سلمویہ بن بنان۔ یسع اسرائیل بن زکریا حبیش بن حسن کی اس نے بڑی قدر دانی کی تھی۔

یہ قدیم مترجموں کے نام تھے جو تفصیل کے ساتھ اوپر دکھائے گئے۔ تیرہویں صدی ہجری کے وسط سے یورپ کے اکثر علماء ادہر متوجہ ہوئے ہیں۔ ان کی کوششوں سے بہت نایاب کتب کا پتہ چل گیا ہے۔ درحقیقت اگر یورپ اسلامی علوم سے دلچسپی نہ لیتا تو ہم بہت کچھ اپنے اسلاف کے کارنامے گم کر دیتے۔

(ترجمہ المنقفیس قاہرہ) صدیق احمد۔

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیساکہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصول ڈاک ۸؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان۔

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلایق کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دے سکتا اگر ایسا ہو تو ضرور لوگ اس کی چالبازی سے آگاہ ہو جائینگے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ تنگ ہو جاتا ہے اور شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی دور حصہ میں گذرا ہو پڑھکر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جن سے آپ واقف ہیں اور جن سے آپ مل سکتے ہیں اور جن سے ہم گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہوگا اب اس بیان کو پڑھئے - ڈاکٹر بی - ایس - گاندلا صاحب ایم - ڈی - امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جن کا دواخانہ گرگانی پورہ کی دسویں گلی میں واقع ہے - بیان کرتے ہیں - میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ میں نے درد پشت اور گردوں کی گولیاں ڈاڈونس بیک ایک کڈنی پلیں گردہ اور مثانہ کی بیماری اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھے یہ تجربہ کر کے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسے امراض کیلئے واقعی عجیب کارآمد دوا ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ ایسے امراض کیلئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں ان سے یہ بدرجہا بہتر ہیں - اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھو درد پشت اور گردہ کی گولیاں ڈاڈونس بیک ایک کڈنی پلیں اسکے لئے مخصوص ہیں - گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں - درد پشت اور جگر کے اعضا میں ورم - درد شقیقہ یعنی آدھا سیسی گٹھیا - چکر آنا - بیخوابی اور دل کی بے قاعدہ حرکت وغیرہ ان سب مرضوں کے خاص سبب زہریلے مادے ہیں جن کو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈھولن کی ادویہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ/ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی -

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آ رہی ہے اس کی نظیر زمانہ مرسلین یا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بھی ملیگی - کہیں زلزلہ ہیں تو کہیں برف باری و طوفان - سو طاعون جو کبھو بنی اسرائیل پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں تباہی برپا کر رکھی ہے - بس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا میں غور و خوض کریں اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا الہام ظاہر ہے کل شیئ خادم لک ہی رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی - بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معہ ہمراہ غنی لونی کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بھور چڑھنے بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً آسی دم کان درد جاتی کانوں اور سر میں سام و گلٹی کا خلل کا دفع اور طبیعت میں صحت وہی حاصل ہوگا - جن بچوں کو دستا کھانسی ستاتی ہے اگر ان کے بدن پر گھی میں ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے نزلہ کا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کے لئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ۱۰ روپیہ تیل نافع مکھی مچھر - ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جب مکھی یا مچھر بیٹھکر جب تندرست انسان کو کاٹ کر وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہم نے یہ تیل اسی غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی مچھر کاٹنے کا احتمال ہو سب کو ملدینے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکنیگے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پراپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو -

(نوٹ) جو صاحب ہمارے اشتہار اچھا ہونے کی صرف آزمائش کرنا چاہیں وہ ایک پیسہ کے ٹکٹ بھیج کر نمونہ مفت نوری شفاخانہ موکل سے منگوا لیں -

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزما لو پیچھے منگاؤ دیکھنا اس میں کچھ غلطی نہ ہوگا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہو رہی ہے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایات کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جو اشتہارات سے کیا رہوتی ہے اول نمونہ مفت منگا کر دیکھ لیں بلکہ طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ - طلاء طلسمی - پیرانہ سالی کے امتناء و جوانی کی ناسمجھی اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں ایسے مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزما لو قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ - سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت کو بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ آنہ -

مسنون و ندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنا دیتا ہے سنون کا کام فی بکس ۴ آنہ

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پر یہ الفیصلہ ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر یا فتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(بہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(منمی ماہر ... نور)

بخشل اثنا - اور سرمہ لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی بیماری وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول آب ... تک میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا دھند سفید بارہ شب کوری پانی - پڑبال - خارش - موتیابند ابتدائی سرخی - ناخنہ وغیرہ چند ہی روز کے استعمال سے جاتا رہتا ہے - سیکڑوں سارٹیفکٹ - معزز مسلمان و انگریز ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں - ایک تولہ سرمہ ایک جوڑ سے زیادہ کو کافی ہے - ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے - دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے -

سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ - سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سوتی سنگی شروع بخیتہ رنگ کم خرچ بالانشین خوش وضع اب کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ - چار قسم ہیں ... تو شک لحاف کے واسطے ..... پائیدار اور خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۲ گز عرض ۱ گرہ قیمت صرف عہ زیادہ تعداد میں منگانے میں بیان کلا کمیشن محصول پارسل خریدار کے ذمہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے -

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری - ضلع لکھنؤ

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے۔ جو داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا ملائم اور چمکدار بنا تا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے محصول بذمہ خریدار

المشتہر

حضرت مولانا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ عطار گلی پوسٹ ماندلنونی — بمبئی

بلاتعصب

پندرہ روزہ اخبار بلاتعصب جاری کر دیا گیا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں۔ ۲ کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوالیں یقیناً مذہبی دنیا کے ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے

المشتہر

عبدالعزیز (جگدمبا پرشاد) مقام زینت محل شہر دہلی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

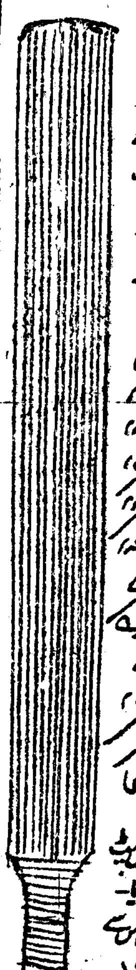

کرکٹ بیٹ۔ سیدھو ریشہ دار کشمیری لکڑی کا بنا ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت ۷ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی کا عمدہ کین ہینڈل عمدہ بڑے میچ کھیلنے کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عا۔ کرکٹ بیٹ۔ آل کین۔ لکڑی عمدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے عہ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کیلئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲—۱۳ برس کی عمر والوں کو سٹ ایک سٹار کس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ ۷
اور ۱۰ اسٹمپ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس صہ
فٹ بال عدہ کا فونڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائدار عہ ۶
بچوں کیلئے فٹ بال معہ بلیڈر علعہ
کرکٹ بال گٹ سوین نہایت عمدہ اور مضبوط ربڑ کے دھاگے کے پیچ ۲
پریکٹس ۱۲
کرکٹ گلوز فی کاپی ۴

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سال گذشتہ کرکٹ بیٹ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمتیں اس سے بہت کم۔ میں اس کو خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ سینٹ ہند حاکم علی سیلم پیا سٹیم مڈل اسکول ناشیر ضلع کانگڑہ ۵ جولائی ۰۷ء

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس وتجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت۔ بوڑھا ہو یا جوان کے ناتھ اور منہ دھونے اور نہانے کیلئے عجیب وغریب خوشبودار کھلی تیار کی ہے جس میں خوشبودار معطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ ساتھ ہی انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ استعمال سے داد خشکی عجیب پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱۲ تا ر بختہ ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو اٹھ آنہ فی روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کیلئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو

المشتہر

مرزا قائم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی الحنبسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمینا ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ عہ روپیہ اور دوم مبلغ للعہ مبلغ عملہ بیعانہ آنے پر خراس روانہ کیا جاتا ہے۔ بیلنے کا ریز اٹے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش وغلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

بھاگلپوری ٹسر اینڈ سلک کلاتھ

خاص وعام کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ ہمارے یہاں بھاگلپوری کپڑا ہر قسم کا لٹھی وغیرہ خاص طیار ہوتا ہے جس صاحب کو ضرورت ہو مہربانی کر کے ایک پیسہ کا کارڈ لکھ کر نمونہ منگا کر دیکھیں فقط

المشتہر

شیخ محبوب علی عبداللہ تاجر پارچہ بھاگلپوری محلہ نرگہ ڈاکخانہ چپانگر ضلع بھاگلپور

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اسکو

اسکاٹ ایملشن

پلانا مفید ہوتا ہے

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو بچہ خوش بشاش نہ چاہنگا ہو اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھاتا ہے۔

ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں۔

(اسکاٹ ایلن (انجمد) دواسازان لندن انگلینڈ)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

ڈائری

۱۵۔ اگست بروز جمعرات۔ بعداز نماز ظہر ایک شخص نور محمد نامی نے بیعت کے واسطے عرض کی۔ فرمایا عصر کے وقت کر لینا۔

عصر کے وقت جب حضرت تشریف لائے تو وہ شخص بیعت کے لئے آگے بڑھا حضرت نے فرمایا جس جس نے بیعت کرنی ہے آجاوے چونکہ جگہ تنگ اور لوگ زیادہ تھے حضرت نے فرمایا تم لوگ ایک دوسرے کی پیٹھ پر ہاتھ رکھدو۔ بیعت کے بعد حضرت صاحب نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا آپ ملتان کے ہیں
شخص۔ حضور ملتان سے۔ حضرت۔ خاص ملتان کے ہیں یا گردو نواح میں؟
شخص۔ حضور امیر پور ایک گاؤں تحصیل کبیر والا میں ہے۔ وہاں بڑے بھاری مخالف ہیں۔ حضرت۔ اس طرف بھی بارش ہوئی ہے؟ شخص۔ حضور اس طرف کم بارش ہوئی ہے۔ حضرت۔ اس طرف بارش ہمیشہ کم ہی ہوا کرتی ہے اس طرف لوگوں کی صحت تو اچھی ہوگی کوئی بیماری تو نہیں ہوگی۔ شخص۔ بیماری کم ہی ہے۔ حضرت۔ اس طرف تو اس سلسلہ کی مخالفت کثرت سے نہیں۔ شخص۔ بہت لوگ مخالف ہیں۔

اس پر حضرت نے فرمایا۔ عادت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جس سلسلہ کو خدا تعالیٰ خود قائم کرتا ہے اسکی سب سے زیادہ مخالفت ہوتی ہے جس سلسلہ کی مخالفت نہ ہو یا اگر ہو بھی تو بہت کم ہو وہ سلسلہ سچا سلسلہ نہیں ہوتا سچے سلسلہ کی سچائی کا ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ اسکی بہت مخالفت ہو۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم نے جب دعویٰ نبوت کیا تو کمبخت مخالفوں نے بہت شور مچایا اور بڑی مخالفت کی۔ مگر جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا تو سب آپس میں مل جل گئے کسی نے مخالفت نہ کی۔ وجہ یہ ہے کہ شیطان جھوٹے کا دشمن نہیں ہوتا سچے کی مخالفت میں سب اپنا زور لگاتا ہے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم کے اپنے بیگانے سب دشمن ہو گئے۔ کیا عالم اور کیا جاہل سب کے سب مخالفت پر کمربستہ ہو گئے یہانتک کہ جن کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا وہ بھی دشمن ہو گئے۔ آجکل بھی یہی حال ہے ہر ایک نے مخالفت پر کمر باندھی ہوئی ہے بڑے بڑے جرائم پیشہ اور بدکار لوگ ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں بہت لوگ ایسے ہیں جو دنیا طلبی کے ہی فکر میں ہر وقت لگے رہتے ہیں اور پہلے سے ہی کبھی دین کا نام نہیں لیتے ہر وقت زمینداری اور ملازمت میں ہی مست رہتے ہیں اور دین کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے اور مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے وہ ہماری مخالفت کرتے اور ہمارا نام سنتے ہی آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر تمام دنیا سے بدتر ہوں تو میں ہی ہوں۔ سو ایسے لوگوں کا فیصلہ تو اب خدا خود کرے گا۔ ایسوں کو کیا جواب دیا جاوے۔ ان کا فیصلہ تو خدا کے پاس ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بہت گندوں اور شرارتوں کا ذکر نہیں کیا گیا صرف اشارات ہی پائے جاتے ہیں مثلاً ایسے لوگوں کی بابت کہا ہے کہ وہ ہمارے نبی صلعم کے زمانہ میں کہتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو شور ڈالا کرو اور تالیاں بجایا کرو اور پھر بعض لوگ ایسے ہی تھے جنکی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون ۔ اب ایسے لوگ بہت پائے جاتے تھے جو دوسروں کو کہتے تھے کہ جھوٹے طور پر بیعت کر آؤ اور پھر کہو کہ ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں کوئی بات نہیں وہ تو دکانداری ہے اور پھر مرتد ہو جاؤ۔ اللہ پھر ایسے لوگوں کو جو بیعت کر کے پھر جاتے تھے پیش کر کے کہتے تھے کہ دیکھو یہ تجربہ کار لوگ ہیں۔ مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ محض جھوٹا سلسلہ ہے۔ ایسا ہی چند آدمیوں نے ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ پہلے جھوٹے طور پر یہاں آکر بیعت کی پھر بعد ازاں یہاں سے جا کر چھپوا دیا کہ ہم سب کچھ دیکھ آئے ہیں کچھ بھی نہیں ہم بھی مرید ہوئے تھے سب پتہ لیا محض دھوکہ بازی ہے۔

بیوقوف اتنا نہیں جانتے کہ آخرکار کام تو وہی ہو کر رہے گا اور وہی بہر صورت پورا ہو کر رہے گا جو ارادہ الٰہی میں ہے۔

خدا کی قدرت دیکھو کہ جہاں ہماری مخالفت میں زیادہ شور اٹھا ہے وہاں ہی زیادہ جماعت تیار ہوئی ہے۔ جہاں مخالفت کم ہے وہاں ہماری جماعت بھی کم ہے۔

ایک شخص نے سلسلہ تقریر میں عرض کی کہ اگر کوئی حقیقۃ الوحی کو خدا کے خوف سے پڑھے تو ضرور مان لیوے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کا خوف انہیں رہا ہی کہاں ہے خدا کا خوف ہوتا تو ہماری مخالفت ہی کیوں کرتے۔ خدا نے اتمام حجت کر دی۔ ہماری تائید میں بڑے بڑے نشان دکھائے گئے مگر ان لوگوں کا کیا کیا جاوے۔ اتنے نشانات میں کسی کی نظیر تو پیش کریں اور نشان جانے دو ان سے کوئی پوچھے کہ ۲۶۔۲۷ سال ہمیں دعویٰ کئے گذر گئے۔ اور ہزاروں نشانات ہماری تائید میں ظاہر ہوئے کسی ایسے جھوٹے کی نظیر تو پیش کرو جس نے خدا پر افترا کیا ہو اور اتنی مہلت اور نشانات اسکی تائید میں دکھائے گئے ہوں خدا نے اسکے مخالف ہلاک تباہ اور ذلیل کر دیئے ہوں حالانکہ خدا جانتا تھا کہ وہ مفتری ہے۔

بھلا کوئی نظیر تو دو سنت اللہ اسی طرح سے ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے تو عبدالحکیم وغیرہ کی طرح بعض لوگ الہام کے دعویدار بن بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بھی رسول ہیں۔ مگر ایسے دعویٰ کرنے والے ہمیشہ بعد میں ہوتے ہیں۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم نے جب دعوے کر لیا اور اسکی اچھی طرح سے شہرت ہو گئی تب مسیلمہ کذاب وغیرہ نے بھی دعویٰ کر دیا۔ ایسا ہی ہمیں بھی ۲۶۔۲۷ برس دعوے کئے گذر گئے تو ان لوگوں کو بھی دعوے یاد آگئے مگر یاد رکھو کہ سچے کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ سب سے پہلے دعوے کرتا ہے وہ کسی کی ریس نہیں کرتا۔ ابوسفیان وغیرہ جب کفر کے زمانہ میں قیصر کے پاس گئے تو اس نے ان سے یہی پوچھا تھا کہ محمد (صلعم) سے پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا ہوا ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب اس نے کہا کہ اگر اس سے پہلے کوئی دعویٰ کرنیوالا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ ریس کرتا ہے۔

ابتداءً دعوے کرنا یہ سچے کی شناخت پر ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔ دیکھو ۲۶۔۲۷ برس گذر چکے ہیں اس عرصہ میں تو ایک بچہ بھی پیدا ہو کر باپ بن سکتا ہے۔

رپورٹ جلسہ احمدیہ تحصیل پھالیہ

ہمارے ضلع میں اس تحصیل کی جماعت سابق بالخیرات ہے۔ جب میں نے سہ ماہی جلسوں کی تجویز کی۔ تو سب سے پہلے اسی جماعت نے میری تجویز کو لبیک کہا تھا آخر وہ پودا پھل لایا اور تمام ضلع کے مشہور مقامات میں پندرہ روزہ جلسے ہوئے جن کا قومی بیداری پر اچھا اثر ہوا اور غیر احمدیوں پر بھی اتمام حجت ہوئی۔ اس کے بعد جب دہ بدہ کمیٹیاں بنانے کی تجویز الحکم میں شائع ہوئی تو سب سے اول اس جماعت نے جلسہ کر کے کمیٹی منعقد کی۔ اس کے بعد اب ۱۴؍جولائی ۱۹۰۷ء کو موضع ہیلاں میں جلسہ ہوا۔ تاکہ اس تحصیل کے سب بھائی جمع ہو کر کمیٹیوں کے قومی انتظام کے متعلق باہمی مشورہ سے ایک ضابطہ بناویں اس جلسہ میں عاجز (اکمل) کو بھی مدعو کیا گیا تھا بلکہ گھوڑی بھی بھیجی گئی مگر افسوس کہ ایک طرف میں دارالامان جانے کے لئے تیار دوسری طرف بیمار ہو رہا تھا ندامت کے ساتھ معذرت کی اور اپنی بجائے پیارے بھائی غلام رسول (راجیکی) کو تکلیف دی انہوں نے اس تکلیف کو گوارا فرمایا۔ جزاہ اللہ۔ ۱۳ تاریخ سے مہمان آنے شروع ہو گئے۔ ملک مولا بخش صاحب کا گورالی سے تشریف لانا خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے برادر امام الدین صاحب رنگلی سرحد ریاست جموں سے اور مولوی ابراہیم ملوانال سے اور جماعت احمدیہ مونگ و سعد اللہ پور سے شدت گرمی میں تشریف لا کر رونق افزائے جلسہ ہوئے اور عین دوپہر کے وقت جماعت رجوعہ و لالہ پنڈی کے بزرگ تشریف لائے۔ جماعت ہیلاں نے جو صرف تین چار آدمی ہیں سب کا فراخدلی سے خیر مقدم کیا۔ نماز جمعہ مولوی صاحب راجیکی نے پڑھائی اور سورۃ توبہ کا ۱۵ رکوع پڑھ کر وعظ فرمایا۔ انفاق فی سبیل اللہ اور کونوا مع الصادقین کی ضرورت کو سمجھایا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کو عملی صورت میں لانے کی ہدایت کی نماز جمعہ کے بعد ملک صاحب نے افتتاح جلسہ کیا۔ اور مختصر تقریر ضروریات قوم پر فرمائی۔ اس کے بعد پیر برکت علی صاحب نے تجویز پیش کی۔ کہ جماعت احمدیہ تحصیل پھالیہ میں چونکہ جماعت کم اور ناخواندہ ہے اس لئے ایک ہی کمیٹی کافی ہے۔ اور بعض بزرگوں کو دو دو عہدے دیئے جائیں حکیم علی احمد صاحب میر مجلس و ناظر ہوں۔ مولوی فضل الرحمن صاحب صدر محاسب و امین اور رنگل میں پیر برکت علی سعد اللہ پور میں مولوی غوث محمد مونگ میں میاں امام الدین رجوعہ میں حکیم نور احمد محاسب مقرر ہوں۔ سوئم۔ ایک رجسٹر حسب ہدایت صدر انجمن تیار کیا جائے۔ چہارم۔ ایک ایک رسیدی رجسٹر دیا جائے جس پر چندہ جمع کر کے امین کے پاس جمع کرائیں۔ اور ایک رجسٹر امین کے پاس ہو۔ جس میں مفصل آمد و خرچ کا حساب ہو۔ اور ایک رجسٹر ناظم اپنے پاس رکھے جس میں تمام اخراجات کا حساب ہو۔ اور ناظر صاحب ماہواری ہر رجسٹر کو ملاحظہ کیا کریں۔ پنجم۔ ہر احمدی اس انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے جو کہ حسب توفیق چندہ دے۔ ششم۔ یہ کہ ہر جگہ کی جماعت تعلیم الاسلام قادیان کی ضروریات کے لئے ہر گھر میں ایک برتن پر فی سبیل اللہ کا ٹکٹ لگا کر رکھا جائے جس میں آٹا گوندہنے کے وقت ایک مٹھی آٹا ڈالا جائے اور محاسب ہفتہ وار جمع کر کے فروخت کرتا رہے۔ اور ماہوار امین کے پاس جمع کرایا کرے

ان سب تجاویز کی ملک صاحب نے تائید کی اور تمام احمدی حاضرین نے بالاتفاق منظور کیں۔

اس کے بعد چندہ وصول ہونا شروع ہوا للعہ ۱۴ جو بصیغہ رسید دارالامان میں بھیجا گیا۔ نماز عصر کے بعد مولوی غوث محمد نے جوش کے ساتھ سادہ طرز پر سورۃ حشر کے تیسرے رکوع پر وعظ فرمایا اور برادر امام الدین صاحب نے ضلع گجرات کے لئے ایک واعظ کی ضرورت پر زور دیا جو کہ قوم کو تقوے و طہارت اور عملی رنگ میں اپنے تئیں نمونہ بنائے اور ضروریات قومی کی تحریک کرتا رہے۔ اس کے بعد عاجز کا مضمون پیر برکت علی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ یہ پیغام اخیر رپورٹ میں درج ہے۔ نماز مغرب کے وقت سب بھائیوں کے لئے دعا کی گئی۔ جماعت ہیلاں نے تمام مہمانوں کی خاطر و تواضع میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اور اپنی مقدار سے زیادہ حق میزبانی کو ادا کیا۔ مدات کو مستورات میں بھی وعظ ہوا۔ اور فرض تبلیغ کو ادا کیا گیا۔ غرض یہ نمونہ ہے گجرات کی ایک علاقہ کا۔ میں چاہتا ہوں تمام اضلاع میں اسی طرز کمیٹیاں قائم کرا کے انتظام کیا جائے۔ اخیر میں یہ کہہ دینا بھی بےموقع نہ ہوگا کہ عاجز (اکمل) نے گولیکی میں کمیٹی قائم کر دی ہے اور سب کام و انتظام باقاعدہ ہو گیا ہے۔ اب میں اس فکر میں ہوں کہ صدر کمیٹی ایسی جگہ ہو جہاں سب کام ایک خاص نظام کے ساتھ ہوتا رہے چھوٹے چھوٹے جلسوں کا قیام میرے خیال میں بہت ضروری ہے۔ اللہم ایّد الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات۔

اکمل کا پیغام۔ اپنے بھائیوں کی خدمت میں

میرے پیارے بھائیو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ایک باغبان جس نے زمین کو جوتا۔ درست کیا۔ صاف کیا پھر اس میں تخم ریزی کی۔ پودے نکلے اور وہ چلا گیا پھر جب اس کے پھلنے پھولنے کی خبر سنیگا۔ تو کیا خوشی سے پھولا نہ سمائیگا۔ میں جب سنتا ہوں کہ مضمون کے گروہ میں شامل ہونے کیلئے تم لوگوں نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الآیۃ پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے تو بخدا نہایت ہی خوش ہوتا ہوں اگرچہ بعض معذوریوں بلکہ مجبوریوں کے ساتھ تمہارے جلسہ میں جسم کے ساتھ حاضر نہیں ہو سکیگا مگر میری روح تمہارے ساتھ کام کر رہی ہے اور میں اپنے دل کیساتھ اپنی دعا کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شریک ہوں میری عدم حاضری کو امید ہے تم محسوس نہیں کرو گے کیونکہ جو کچھ کہنا تھا اسی چٹھی کے ذریعہ کہہ دیا۔ بلحاظ کہنے والی کے تو میں وہی اکمل ہوں اور بلحاظ سنانے والے کے میں پیر برکت علی ہوں + دوستو! زبانی باتوں سے کیا بنتا ہے اگرچہ گھنٹہ بھر کہہ لیا اور آپ کا بھی وقت لیا اور عملی رنگ میں کچھ نہ کیا تو کیا فائدہ مجھے تو حضرت امام علیہ السلام کا یہ قول کچھ ایسا پسند آیا ہے کہ میں نے لمبی تقریریں ہی چھوڑ دیں۔ فرمایا جو کچھ کرنا ہے عملی رنگ میں کرو زبانی باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ + سو اے حاضرین جلسہ! ع میری سنو! جو گوش نصیحت نیوش ہے۔ بیع کے معنے ہیں ایک چیز دوسری کے عوض میں لینا بیعت کے معنے یکدم جو کچھ ہے مال و جان و اختیارات دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دینا جیسے فرمایا ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم وامولہم بان لہم الجنۃ گویا بیعت کے وقت اپنا مال اپنی جان فروخت کر دی جنت کے عوض :۔ تم نے غلاموں کی نسبت سنا ہوگا کہ جب انہیں کوئی خرید لیتا ہے تو پھر ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں رہتا بلکہ جو کچھ وہ کماتے ہیں وہ بھی انکے مالک کا ہو جاتا ہے اور کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتے۔ پس اسیطرح ہم اپنے تئیں خدا کے مسیح مرزا غلام احمد ایدہ اللہ کے ہاتھ پر فروخت کر چکے ہو اب تمہارا اپنے پر کچھ اختیار نہیں چاہیے کہ ہمارا ہر ایک قول ہمارا ہر ایک فعل ہماری ہر ایک حرکت اسی کے حکم کے ماتحت اسی کی مرضی و منشاء کے مناسب ہو اگر یہ نہیں تو پھر ہوئی ہے ہماری بیعت پھر جو کچھ کمائیں وہ ہمارا نہیں بلکہ اس کا ہے۔ وہ اپنی مہربانی سے جو ہمارے گذارے کے لئے دے وہ لے لیں باقی سب اسی کا

خطرناک بدعت کی اشاعت پر کچھ اور

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے ترجمۃ القرآن اردو کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اور اخبار وکیل امرتسر کے مالک اور ایڈیٹر شیخ غلام محمد صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسے اشتہاروں کو جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں ہوں نہ صرف نکال دیں بلکہ مسلمانوں کو آگاہ کریں تاکہ وہ اس ترجمہ کو خرید کر اس کی اشاعت کا موجب بن کر خسر الدنیا والآخرہ نہوں۔ شیخ صاحب باوصفیکہ لاولد ہیں یہ نہیں معلوم چند پیسوں کا لالچ انہیں اسلام اور حمیت اسلام کے خیال کو کیوں کچل دینے پر مجبور کر رہا ہے۔ میں نے اس نوٹ میں یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اس تجویز میں کسی عیسائی کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ اب جبکہ واقعات کی تحقیقات کی گئی تو اصلیت معلوم ہو گئی۔ اور ایڈیٹر الحکم کا خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ فیض بخش پریس کا منیجر ایک عیسائی ہے جس کا نام غلام قادر ہے یہ شخص پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اخبار وکیل کے دفتر میں محرر کا کام کرتا رہا۔ آخر عیسائی ہو گیا۔ اور امرتسر مشن پریس کا منیجر ہوا جب پریس مذکور امرتسر سے لاہور تبدیل کیا گیا تو منشی غلام قادر صاحب بھی لاہور چلے گئے۔ اور پریس مذکور کے بند ہو جانے پر انہوں نے فیض بخش ایجنسی لاہور میں قایم کی جس میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر فضل (جو پنجاب ریلجس بک سوسائٹی کے اسسٹنٹ سکرٹری ہیں) بھی شریک تھے اسی ایجنسی کے متعلق یہ پریس کی شاخ کھولی گئی ہے اور سب کاروبار فیروزپور شہر میں منتقل کر دیا گیا ہے اور وہاں ہی سٹیم پریس قایم کیا گیا ہے۔ بظاہر اس پریس کا مالک کرم الٰہی نام ایک مسلمان ہے جو مسٹر فضل کا غالباً بھائی ہے اس فیض بخش ایجنسی میں عیسائیوں ہی کا کام کثرت سے ہو رہا ہے اور وہی منشی غلام قادر عیسائی اس کے منیجر ہیں کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ ایک ایسے کام کا مہتمم اور منیجر وہ شخص ہو جس کو اسلام سے دشمنی اور بیزاری ہے۔

اسی عیسائی کی تجویز سے یہ اردو ترجمۃ القرآن بغیر متن کے چھپایا جا رہا ہے یا چھپایا گیا ہے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پادری عماد الدین نے جو ترجمہ کیا تھا اسی میں کچھ اصلاح کر کے چھپایا گیا ہے بہر حال ترجمہ خواہ کسی کا بھی ہو قرآن کریم کا بدوں متن چھاپنا ایک ایسی حرکت ہے جس کو کوئی مسلمان جو قرآن کریم کی تکریم کرتا اور اس کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتا پسند نہیں کر سکتا۔ عیسائی مذہب پر جو آفت آئی اور جس آفت نے ان کے مذہب وملت کی اصلیت کو کھو دیا اور خدا تعالیٰ کی الہامی کتاب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی وہ یہی ترجمہ بدون متن کی آفت تھی اسی نے ان کو یہ روز بد دکھایا کہ وہ آج اتنا بھی نہیں بتا سکتے کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ اور اب یہ عیسائی منیجر قرآن کریم پر اپنا ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔ ان نادان اور زرپرست مسلمانوں پر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ انہوں نے دنیا کی خاطر دین فروشی کو پسند کر لیا۔

فما ربحت تجارتہم وما کانوا مہتدین

اخبار وکیل کے مالک اور ایڈیٹر کا خدا سے قوم کہلانے کا شوق تو روز افزوں ہے اور مسلمانوں کی حمایت اور انکی بہبودی کا خیال کویا ان کے بدن میں خون کیطرح دوڑ رہا ہے مگر یہ کرتوت کسی صورت میں بھی ایسی نہیں جو انہیں

دین کو بدنام کرنے اور کتاب اللہ کو خراب کرنے

کے الزام سے بری کر سکے انہوں نے محض چند پیسوں کے لالچ اور غلام قادر عیسائی کیخاطر اسلام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کو مالی نقصان پہنچانے سے

فرق نہیں کیا

میرا خیال تھا کہ میرے پہلے نوٹ پر اخبار وکیل کے با فاجی خدا ترسی سے کام لیں گے اور اس مخرب اسلام اعلان کو اپنے اخبار سے نکال کر ندامت کا اظہار کریں گے۔ باداجی کے مزاج میں تو صلاحیت تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ یاران ہمدم نے شاید مشورہ نہ دیا ہو کہ باداجی کیوں ہرج کرتے ہو؟

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ مجھے اخبار وطن کے ایک مخرب اسلام فعل پر کچھ لکھنا پڑا تھا اور علمار ملت نے اس کے حق میں فتوی بھی دیا تھا۔ مولوی انشاء اللہ خاں نے اگرچہ ہٹ دھرمی اور ملاہٹ سے کام لیا تھا تاہم اپنے اس فعل کو مستحسن قرار نہیں دیا تھا اور اپنے ذخیرہ کتب نزد فضتی میں سے ان کتابوں کو نکال دیا تھا۔ مگر اخبار وکیل کی شوخ چشمی دیکھنے کہ باوجودیکہ اسے بتایا گیا ہے کہ یہ طریق اسلام اور مسلمانوں کے لئے مضر ہے مگر ابھی تک اس نے ان اشتہاروں کو نہ اپنے اخبار سے نکالا ہے اور نہ اس کے لئے افسوس ظاہر کیا ہے۔ وہ اخبارات جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلنے کے لئے راگ کا یا بہانا یا کرتے ہیں اور گلے کی رگیں پھلا پھلا کر منہ سے جھاگ گرایا کرتے ہیں وہ اب کیوں خاموش ہیں کم از کم اہل حدیث کو اس موقع پر اپنے شہری معصر کو سمجھانا چاہئے۔ ورنہ الحکم اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر نہ رہے گا اور وہ وکیل کے کسی جرم فروشی نامہ نگار کی گالیوں سے ڈر کر رک نہ جائے گا۔ مسلمانوں کو آگاہ کریگا اور اخبار وکیل کی حمایت اسلام کا راز فاش کر کے رکھدے گا (انشاء اللہ)

بالآخر میں پھر وکیل کو متوجہ کر کے بتانا چاہتا ہوں کہ دیکھ تو نے خدا کے راستباز اور برگزیدہ بندہ کی اہانت کا ارادہ کیا تجھ پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ چند پیسوں کے لئے تو نے ایسا اشتہار شائع کیا جو اسلام اور مسلمانوں کے دین اور دنیا کے لئے سخت ضرر رساں ہے کیا یہی وہ راز ترقی ہے جو آپ کے ایوان پر نازل ہوا ہے خدا سے ڈرو اور اس فعل سے ندامت کی ساتھ رجوع کرو اور اس ترجمۃ القرآن کی مخالفت میں میرے ہم آہنگ ہو کر مسلمانوں کو آگاہ کرو ورنہ یاد رکھو

روزے داوے ہست

مختصر نوٹ

اسلام کیوں روبہ تنزل نہیں؟

اس لئے کہ عیسائیوں کی مذہبی مشنریاں مسلمانوں کے درمیان اپنا مذہب پھیلانے کی پورے زور سے کوشش کر رہی ہیں اور باوجود طرح طرح کے حیلوں اور دلکش فریبوں کے ان کو دن دوگنی اور رات چوگنی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ مشہور سیاح سنسن ہیڈن اپنے ایشیا کے سفرنامہ میں یوں رقمطراز ہیں کہ مجھے ایک مشنری ملا جس نے کہا کہ مجھے یہاں کام کرتے دس سال ہوئے مگر ایک مسلمان بھی عیسائی نہیں ہوا۔

ایک صاحب پیسہ اخبار میں لکھتے ہیں۔ کہ "اب مسلمان علما کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی ہے جو علم و مذہب کی تطبیق کرتی ہے۔ یہ لوگ بڑے بڑے یورپین علما سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے مرض کو پہچان کر علاج شروع کر دیا ہے اس واسطے کامل یقین ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کے مقابلہ میں روز بروز قوی ہوتا جائے گا" مگر یہ نہیں بتایا کہ آیا عیسائی امراض کو پہچاننے اور حاذق حکیم سے تعلیم پا کر محل اور موقع کے مطابق علاج کرنے والی صرف احمدی جماعت ہی ہے یا کہ کوئی اور بھی؟

انگریزی عہدہ دار اور سیاح مثلاً گیلٹن۔ پال گریو۔ لاسس۔ ریڈ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ایک حبشی اسلام قبول کر لیتا ہے۔ بت پرستی جنات پرستی۔ مخلوق پرستی۔ مردم خواری۔ انسانی قربانی۔ اطفال کشی اور جادوگری اس سے فوراً دور ہو جاتی ہے۔ وحشی کپڑے پہننے لگتے ہیں ان میں کثافت کی جگہ صفائی آ جاتی ہے اور وہ ذاتی شرافت اور خودداری حاصل کر لیتے ہیں۔

ایک آریہ کو بدگوئی کا سارٹیفکٹ

ایبٹ آباد میں ایک آریہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو برسر بازار گالیاں دینے کے جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ ماخوذ ہوا۔ اور سرحدی صوبہ کے قوانین کے ماتحت ایک سال کے لئے جلاوطن ہوا۔ آریوں کے لئے بدگوئی کا یہ ایک اور سارٹیفکٹ ہے کاش اب ہی سمجھیں ؎

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں ہی دینا
کتوں سا کھونا موتہ تخم فنا ہی ہے

فیصلہ قرآنی

ڈاکٹر نور حسین صاحب جواب حاجی ہو چکے ہیں نے روزانہ پیسہ اخبار میں فیصلہ قرآنی کا عنوان دیکر حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں کچھ سوال لکھے ہیں۔ مگر یہ عجیب فیصلہ ہے کہ آپ قرآن کریم ہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ورنہ اس قسم کے بیہودہ سوالات اس مضمون کے ماتحت شائع نہ کرتے۔ ان کا فرض تھا کہ وہ قرآن کریم سے وہ معیار پیش کرتے جو اللہ تعالیٰ نے صادقوں اور کاذبوں کے امتیاز کے لئے رکھا ہے اور پھر اس معیار پر حضرت مسیح موعود کو پرکھتے مگر برخلاف اس کے وہ سوالات کا ایک سلسلہ پیش کرتے ہیں مثلاً مفسر قرآن ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے جو نکتہ چینی حضرت کے کیرکٹر پر کی ہے اس کی تردید اب تک نہیں ہوئی اس کے جواب میں بجز لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہیں اگر ڈاکٹر صاحب احمدی لٹریچر پڑھتا تو اسے معلوم ہو جاتا مگر پڑھے کون؟

بھلا صاحب کیا انبیا علیہم السلام کے کیرکٹر پر مخالفوں نے نکتہ چینیاں کی ہیں یا نہیں؟ اگر کی گئی ہیں تو کیا آپ نے ان سب کے جوابات دیدیئے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا یہ امر ان کی نبوت یا صداقت کا مبطل ٹھہریگا؟ سوال کرنے سے پہلے سوال کی زد اور اس کے پہلوؤں پر غور کر لینا چاہیئے تھا۔ معترضین کا وجود کسی زمانہ میں گم نہیں ہوا۔ ابتک سید المعصومین سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے کرنیوالے موجود اور مسیح ابن مریم پر نکتہ چینیاں کرنیوالے یہودی قائم ہیں تو کیا ان باتوں سے رسالت حقہ اور نبوت صادقہ پر حرف آ سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح سلسلہ حقہ پر منہ چڑانیوالے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہوگئی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱ فروری ۱۹۰۶ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۸؍ اور علاوہ محصول صرف ۸؍ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

تہذیب النسوان

ملک کے تمام روشن خیال اہل الرائے اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ عورتوں کو تعلیم دینا ضروری ہے بشرطیکہ طرز تعلیم حتی الوسع شریفانہ اصول پر ہو۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھکر ۱۸۹۸ء سے اخبار تہذیب النسوان اہلیہ مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع رفاہ عام لاہور کی ایڈیٹری میں (لاہور سے) جاری کیا گیا جو بفضلہ تعالیٰ اسوقت تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے یہ اخبار کیسا ہے اور اس کے مطالعہ سے شریف مستورات پر کیا اثر پڑتا ہے اس کا اندازہ پرچہ دیکھنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ عام رائے اس اخبار کی نسبت یہ ہے کہ مرد اس کو بلا تامل اپنے زنان خانے میں بھیج سکتے ہیں اور ہندوستان میں شریف مستورات کے لئے اس سے بہتر کوئی پرچہ نہیں ہر مضمون نہایت احتیاط اور غور و تامل کے بعد درج کیا جاتا ہے۔ اسکی نامہ نگار عموماً معزز گھرانوں کی تعلیم یافتہ بہو بیٹیاں ہیں۔ جو لوگ تعلیم نسواں کے حامی ہیں۔ انہیں اس پرچے سے ضرور کام لینا چاہیئے۔ زبان نہایت سلیس۔ لکھائی چھپائی نہایت نفیس تقطیع ۲۰×۲۶/۸ حجم ۱۶ صفحے ہفتہ وار قیمت (سے) سالانہ نمونہ کا پرچہ مفت مل سکتا ہے

المشتہر منیجر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۱ رجب ۱۳۲۵ھ | نمبر

خدا کی تازہ وحی

۲۳ راگست ۱۹۰۷ء - ۱- اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَیَنَالُہُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ

ترجمہ تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور خدا تعالیٰ کے راہ سے روکا ان کو ان کے رب سے غضب پہونچے گا

۲- یَوْمَ تَأْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ

ترجمہ- جسدن آسمان کھلے طور پر دہواں لائے گا-

۳- اِنَّ خَبَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاقِعٌ

ترجمہ- اللہ کے رسول نے جو خبر دی تہی وہ واقع ہونیوالی ہے

۴- لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا-

ترجمہ- غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے-

۵- اِنَّ رَبِّیْ کَرِیْمٌ قَرِیْبٌ

ترجمہ تحقیق میرا رب سخی ہے اور نزدیک ہے

۶- اِنَّہٗ فَضْلُ رَبِّیْ- اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا-

ترجمہ میرے رب نے فضل کیا وہ مجہپر مہربان ہے

۷- اِنِّیْ مَعَکَ یَا اِبْرَاہِیْمُ

ترجمہ- میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم-

۸- لَا تَخَفْ صَدَقْتَ قَوْلِیْ-

ترجمہ- تو کچھ خوف نہ کر میری اپنی بات کو سچا کر دکھایا یعنی سچی کر کے دکھاؤنگا-

۲۷ راگست ۱۹۰۷ء- صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب جو سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابتک بیمار ہیں ان کی نسبت آج الہام ہوا

قبول ہو گئی - نو دن کا بخار ٹوٹ گیا

یعنی یہ دعا قبول ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے یہ ٹھیک طور پر یاد نہیں رہا کہ کسدن بخار شروع ہوا تہا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی اور نویں دن تپ کے ٹوٹ جانیکی خوشخبری پیش از وقت عطا کی ہے نویں دن کی تصریح نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تپ کی شدید حالت جسدن سے شروع ہوئی وہ ابتدا مرض کا ہوگا- واللہ اعلم بالصواب-

ہندو مسلمانوں کے تعلقات

(ابزرور سے ترجمہ کیا گیا)

جب سے مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ہے۔ ہندوؤں نے کبھی ان کے ساتھ کامل دوستی کا برتاؤ نہیں کیا۔ مسلمان فرمانرواؤں نے بہت کوشش کی کہ اُن کے دل سے بیگانگت کے خیال کو جو محکوم قوموں کے دلوں میں قدرتاً جاگزین ہوتا ہے دور کریں۔ لیکن ہندوؤں کی سوشل سسٹم کی بندشوں اور اسی قسم کے دیگر اسباب نے اُنکی اس کوشش کو کلی طور پر بارآور نہ ہونے دیا۔ بایں ہمہ اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ انگریزی حکومت سے پہلے ہندو مسلمانوں کے تعلقات اگر مخلصانہ نہ تھے تو معاندانہ بھی نہیں تھے۔ ہندو تمام اجنبیوں کو جو اُن کے ہم قوم و ہم مذہب نہ ہوں نظر غیریت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دونوں قومیں امن و عافیت سے بسر کرتی تھیں۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت اور تہواروں میں شریک ہوتی تھیں۔ ملک میں چاروں طرف یہی حالت تھی۔ اور اب بھی کئی گاؤں میں جہاں نئے دنیائی جوش کا اثر نہیں پہنچا یہی حالت ہے۔ لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انگریزی حکومت کے دوران میں ہندوستان کی ان دو عظیم الشان قوموں کے باہمی تعلقات میں نہایت ناگوار تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ اب [illegible] اپنے حقوق کی نگہداشت کے خیال سے دونوں میں رقابت کا مادہ پیدا ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ناواقف یا مفسدہ پرداز مؤرخوں کے ہندوستان کی جو تاریخیں لکھی ہیں انہوں نے بھی اس منافرت [illegible] کے بڑھانے میں کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ لیکن اصلی تفرقہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں نے سر سید مرحوم کی مصلحت پر کاربند ہوکر عدم شرکت کانگریس کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ مرحوم کی زندگی میں اکثر مسلمانوں نے اُنکے مذہبی خیالات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور انہیں بُرے الفاظ سے یاد کیا۔ چنانچہ اسی بنا پر اکثر مسلمانوں نے اُنکی تعلیمی پالیسی اور علیگڑھ کالج کی بھی سخت مخالفت کی۔ لیکن اُنکے پولیٹیکل [illegible] کو عام مسلمانوں نے پسند کیا کہ اُن مخالفوں میں سے بعض تو اُن کے نہایت زبردست مؤید اور دوست و مددگار ثابت ہوئے۔ اسکی وجہ ظاہر ہے۔ مسلمان پہلے کانگریس والوں کے مشاہدے دل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اسلئے ان کا عدم شرکت کانگریس کا فیصلہ کسی قسم کی ریا یا نفاق پر مبنی نہ تھا بلکہ ایک قدرتی امر تھا لیکن اس سے ہندوؤں کے بغض و عناد کی آگ اور بھی مشتعل ہوگئی۔ مسلمانوں کو چاہئے تھا۔ خوشامدی ابن الوقتی اور طرح طرح کے [illegible] ہیں اور زبان کا مسئلہ چھیڑ کر اُن کو اپنے سے الگ کرنیکی سخت زور سے کوشش کی گئی۔ اس انہماک و ہندکوشش میں انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ اس مفسدانہ تحریک کا اثر بالآخر خود ان کے اپنے حق میں بھی مضر ثابت ہوگا۔ سرسید کی زندگی تک تو انہیں کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اُنکی وفات کے بعد اس تحریک نے اردو و ہندی کے مسئلہ کی صورت میں تمام ہندوستان میں تہلکہ برپا کردیا اور صوبجات متحدہ میں انہیں خاصی کامیابی حاصل ہوگئی۔ اس کے بعد پنجاب میں پنجابی زبان کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ جہاں کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات پہلے ہی کشیدہ ہوگئے۔ تقسیم بنگال کا حال سب کو معلوم ہے۔ بنگالیوں نے محض خود غرضی سے اسکی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے تحفظ حقوق کے خیال سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھکر اسکی تائید کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے ایک ایسے حصہ میں جہاں مدتوں سے مغایرانہ خیالات دونوں قوموں کے باہمی تعلقات کو سخت صدمہ پہنچا رہے تھے تعلقات کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے۔ اور جس سختی مسلمانوں کے ساتھ پورے زور سے دشمنی کے اظہار [illegible] یہ ہے کہ وہ حال کی ایکسٹریمسٹ ایجی ٹیشن میں عدم شرکت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں ناحق فتنہ و فساد وقت کے خلاف تمردانہ ایجی ٹیشن برپا کرنا مذہباً ممنوع ہے۔ انہیں اس کے دنیوی اور اُخروی بُرے نتائج سے [illegible] اس نصیحت پر کاربند ہوکر حکام وقت کے خلاف ہر قسم [illegible] رہے۔ لیکن جیسا کہ توقع تھی مفسدہ پرداز ایجی ٹیشن [illegible] جلاوطنی اور گرفتاری کی صورت میں اپنے کیفر کردار کو [illegible] علیحدگی کا باعث وہ پہلے ہی بدظن ہورہے تھے۔ مگر ان [illegible] غیظ و غضب کا جوش حد تک پہنچ گیا۔ کھلے طور پر تو وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ لیکن اندر پردہ وہ اس کا بخار [illegible] ہیں۔ مسلمانوں کو سرکاری ملازمت میں شدید نقصان پہنچا رہے ہیں یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ محکموں میں ہندوؤں کی بہت کثرت ہے اور اسطرح انکو بکثرت ایسے مسلمان ملازموں پر ظلم توڑنے کا خاطر خواہ موقع ملجاتا ہے۔ ایسے موقعوں سے انکو پورا پورا فائدہ اُٹھایا جارہا ہے۔ انکو طرح طرح سے تنگ کیا جاتا ہے۔ بلا ضرورت تبدیل کیا جاتا ہے۔ اور خفیف و بے حقیقت قصور پر انکو جرمانہ۔ تنزلی۔ یا موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ وہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔ اُنہوں نے گورنمنٹ کی تائید اور حمایت کی۔ لیکن گورنمنٹ نے اُن کے اس فعل کو بنظر استحسان دیکھنے سے زیادہ اُن کے حقوق کی نگہداشت کے بارہ میں کسی قسم کی کارروائی نہ کی۔ حالانکہ وہ فریق جس نے گورنمنٹ کی مخالفت کی تھی بدستور سابق دفتروں میں برسر اقتدار ہے۔ مسلمان عجیب مخمصہ میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ اس نامعقول ایجی ٹیشن میں ہندوؤں کا ساتھ دیتے تو یقیناً انہیں اس کا سب سے زیادہ خمیازہ بھگتنا پڑتا۔ عدم شرکت کی حالت میں بھی وہ سخت سزا بھگت رہے ہیں اگرچہ یہ سزا ہندوؤں کیطرف سے ہے۔ ہم کوئی خیالی واقعات یا حالات کا نقشہ نہیں پیش کر رہے۔

ہندوؤں کی اس جدید جابرانہ پالیسی کا اثر پہلے ہی سے مسلمان محسوس کر رہے ہیں۔ اور ابھی آیندہ انہیں اسکے متعلق نہایت فکر و اندیشہ لاحق ہورہا ہے۔ پیسہ اخبار میں ہم نے ایک نامہ نگار کی چٹھی چھاپی ہے جسمیں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو حقیقی واقعات پر مبنی ہونے کے علاوہ اسلامی پبلک کی عام رائے کا آئینہ ہے۔ اس موقعہ پر گورنمنٹ کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی امداد کرے۔ اُن کا بڑا قصور یہ تبلایا جاتا ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ سے بیوفائی نہیں کی۔ کیا گورنمنٹ انہیں بابوؤں کے دست تظلم سے نہیں بچا سکتی؟ اس کا علاج نہایت سہل ہے اور وہ یہ ہے کہ تقسیم ملازمت میں تناسب کا کافی اور مناسب لحاظ رکھا جائے اور جو افسر دفتروں میں مسلمانوں کو ناحق تکلیف دیں انہیں عبرت بخش سزائیں دیجائیں۔ اس بارہ میں مسلمانوں کی شکایتیں روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ اور وقت ہے کہ گورنمنٹ اُن کے رفع کیطرف توجہ کرے۔ اور اس بات کا خیال رکھے کہ مسلمان اپنی وفاداری کی وجہ سے نقصان نہ اٹھائیں۔

حضرت حکیم الامۃ کی نوٹ بک کا ایک ورق

وقتاً فوقتاً سعی کیجاوے گی کہ حضرت حکیم الامۃ کی اپنی بیاض میں سے کچھ باتیں نذر ناظرین کیجاویں اس سے پہلے ایک عرصہ تک حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات کا کالم الحکم میں کھلا رہا ہے اور اب انشاء اللہ العزیز مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت آپ کے ارشادات درج ہوا کریں گے۔ ایڈیٹر

معراج نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق — جہاں تک میرا علم تجربہ اور ایمان یقین دلاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت روح اور جسم دونوں کا اس میں دخل تھا کیونکہ صرف روح بدوں جسم کے کوئی علم حاصل نہیں کر سکتا اور جسم بدوں روح کے کوئی عمل نہیں کر سکتا۔

اہل اللہ قیامت ہوتے ہیں — بعض اہل اللہ ہی قیامت ہوتے ہیں جن سے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر اور اظہار مافی الضمیر ہو جاتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے میں نے کیا حاصل کیا — ایک شخص نے حضرت حکیم الامۃ سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر کے کیا فائدہ حاصل کیا؟ جواب میں فرمایا یہ

دنیا سے سرد مہری۔ رضا بالقضا کا ابتداء۔ اخلاص۔ فہم قرآن میں بین ترقی طول امل سے تنفر۔ اور المنکر سے بحمد اللہ حفاظت۔ فتن دجال سے بحمد اللہ حفاظت تامہ۔ کبر کسل کذب عجز کفر جبن سے امن تامہ

قرب الٰہی کیلئے نہایت ضروری ہے — ۱۔ اتباع نبی کریم کی جاوے
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
۲۔ کبر اور کسل سے کلی اجتناب۔ ومن عند اللہ یستکبرون عن عبادۃ
۳۔ استغفار و استقلال کے ساتھ درود شریف

(ا) استغفروا ثم توبوا۔ (ایڈیٹر)
(ب) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔
(ج) یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (ایڈیٹر)

ماہ رمضان کی شب کو کیا کرے؟ — ۱۔ بار بار تہجد پڑھے تاکہ بار بار عرض کا موقعہ ملے
۲۔ ایسے اضطراب سے کہ گویا آخری فیصلہ ہے
۳۔ پورے ابال اور جوش سے۔ ۴۔ خلوت
رمضان میں گریہ۔ خشیت۔ دعا۔ عذاب میں تغیر کرو تاکہ آسمان سے تمہارے لئے برکات کا نزول ہو میرے نزدیک ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم دلیل ہے بڑا بد نصیب ہے جس نے رمضان پایا اور تغیر نہ پایا

رمضان کے دن میں کیا کرے؟ — سب وشتم غیبت۔ لغو۔ بد نظری اور کثرت کلام سے بچے وتواصو بالحق پر رہے۔
منزل قرآن اور مجاہدہ اور قرآن پڑھتے وقت ہر ایک آیت کو اپنے اوپر چسپاں کر کے دیکھے۔

جو یندہ یابندہ۔ دعا۔ توبہ نصوح کرے۔

خدا تعالیٰ پر حکیم الامۃ کا ایمان اور بھروسہ — اللہ تعالیٰ پر میرا بھروسہ اتنا ہے کہ الہام کشف اور رؤیا اور انکا تواتر جو یقین تام کا موجب ہو اور میں قسم کھا لوں تو اللہ تعالیٰ کو اگر زمین کا تختہ الٹنا پڑے تو الٹ دے

طب اور طبیب — طب میں اضطراب دعا توجہ الی اللہ اخلاص۔ تضرع اور اپنی کم علمی۔ کم فہمی سمجھنے کا خوب موقعہ ملتا ہے اس لئے علاج کی جستجو میں الہام الٰہی ہی ہو جاتا ہے۔ اگر تقویٰ۔ رحم۔ فکر۔ اسباب و علامات کی جستجو جو ضروری ہے ساتھ مل جاویں تو موجب نجات ہے اور ایک ہی علاج دین میں اور ایک ہی دنیا کے لئے کفایت کر جاتا ہے

قرآن کریم نے اس علم کے اصول پر علماً اور خاتم الانبیاء (صلے اللہ علیہ وسلم) نے عملاً توجہ دلائی بڑے بڑے ڈاکٹروں میں معالج بننا معیوب نہیں وہ خود پسندی کے باعث پیچھے اور منکسر متوجہ الی اللہ آگے نکل جاتا ہے۔

طبیب اگر کامیابی تک نہ پہونچے تو مت گھبراوے کیونکہ طبیب کا کام تقدیر کا مقابلہ کرنا نہیں بلکہ ہمدردی اور غمخواری

انسان بیادات نباتات اور حیوانات کیطرح بفکر اور کمانیوالا نہیں بنایا گیا
تفکر۔ فکر۔ فکر۔ تردد۔ تردد۔ تردد کرو

مٹی کا برتن ٹوٹنے سے جتنا رنج ہوتا ہے اس کا عشر عشیر ارتکاب معاصی نہیں ہوتا اسلامیوں نے تشریح کی طرف کم توجہ کی ہے لیکن فکر نے اتنا کام لیا ہے کہ ان کے لاعلاج ابتک لاعلاج ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا پرانا خط حضرت حکیم الامۃ کے نام — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز (مولف براہین احمدیہ) حضرت جل جلالہ کیطرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی مسیح کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بیخبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے) اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کی انوار دکھائی دیتے ہیں دکھاوے (۸ر مارچ ۱۸۸۵ء)

فلاسفر اور ملہم میں فرق — عقل کو کافی سمجھنے والا اور نیچر کا محقق اللہ پر اس کی دریافت کا احسان کرتا ہے بخلاف اس کے ملہم اللہ تعالیٰ کا احسان مانتا ہے۔

لوگ دنیوی ترقی کو مقصود بالذات بناتی مگر ضروری غیر محدود ترقی سے بے پرواہیں
لوگ دنیوی آرام کے لئے جان دینے کو طیار ہیں مگر آخرت کیلئے کاہل و سست ہیں
لوگ اگر ان کے والدین کو کوئی گالی دیوے انکی حقارت کرے تو آگ بگولا ہو کر کیا نہیں کرتے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق گالیاں سنکر کہتے ہیں بکنے دو احمق ہے
لوگ ایک انجمن کا نام فرضی رکھتے ہیں اور اس کے کاموں میں عزت۔ فخر۔ خوشی وغیرہ وغیرہ یقین کرتے ہیں مگر تعجب کہ قرآن مجید جیسی نور۔ رحمت۔ فضل۔ روح۔ ہدایت کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو آگ ہو جاتے ہیں۔

بدی کو انسان بدی مانتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ کبھی نجات پا وے مگر اعتقاد فاسد کو برا نہیں جانتا اس لئے اس سے امید نجات کیونکر ہو۔

آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تصانیف میں سے ایسے ایسے نکات اور معارف بیان ہوئے ہیں جو بالکل اچھوتے ہیں اور اردو خوان دنیا ان سے محض ناواقف ہے اس لئے وقتاً فوقتاً ان میں سے بعض کا ترجمہ الحکم میں ہوتا رہے گا بحولہ تعالےٰ۔ یہ مضمون خطبہ الہامیہ کے ایک حاشیہ کا ترجمہ ہے

ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس لئے پیدا کیا تا وہ لوگوں کو عدم سے وجود اور وحدت سے کثرت کیطرف لائے اور پھر انکی کئی شاخیں پھیلیں۔ فرقے اور گروہ بنا دیئے تا کہ وہ اپنی قدرت کی نیرنگیاں دکھائے۔ اور ان کو آزمائے کہ کون انمیں نیک اور پسندیدہ کام کرتا ہے اور کون ہے جو سابق بالخیرات ہے اور آدم کو اپنے اس اسم کا مظہر ٹھہرایا جو پیدائش عالم کا موجب اور مبدا ہے یعنی اسم الاوّل کا جیسا کہ خود اس نے کتاب مبین میں فرمایا

ھوالاوّل

اور چونکہ اولیت اپنے مابعد کو چاہتی ہے اس لئے نفس آدم نے بہت سی مرد اور عورتوں کا تقاضا کیا۔ پس امر الٰہی نازل ہوا۔ اور مرد اور عورت بڑھ گئے اور زمین مخلوقات سے بھر گئی پھر ان پر مدت دراز گذری اور انکے خیالات اور گروہوں میں کثرت ہوئی۔ اور انکی خواہشیں اور آرزوئیں ایک دوسرے سے جدا ہوگئیں اور اکثر ان میں سے فاسق فاجر ہوگئے۔ اور ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور فسق و سرکشی میں تجاوز کر گئے اور زورآور نے کمزور کو کھاجانا چاہا اسی طرح جیسے ایک کیڑا دوسرے کیڑے کو کھاجاتا ہے اور وہ غافل ہوگئے یہاں تک کہ ان میں وہ تمام مواد گمراہی کے جمع ہوگئے جو مسیح موعود کے زمانہ کے مقتضی تھے اور ہر ایک قسم کی معصیت اسلام پر نازل ہوئی اور دوزندہ درگور ہوگیا اور دل اپنی حد کو پہونچ گئے اور اندھیری راتوں کیطرح ہوگئے اور زمانہ نے

آخری جنگ[1] کا تقاضا کیا

[1] حاشیہ۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے یہ مقدر کیا تھا کہ شیطان اور انسان کے درمیان دو مرتبہ سخت جنگ واقع ہوگی ایکبار ابتدائی زمانہ میں اور دوسری مرتبہ انتہائی زمانہ میں۔ جب پہلے وعدہ کا ذکر آیا تو شیطان نے جو پرانا سانپ ہے حوا کو بہکایا اور آدم کو جنت سے نکالدیا اور ابلیس اپنی مرادوں میں کامیاب و غالب ہوا۔ اور جب دوسرے وعدہ کا وقت آیا تو خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ آدم کو ابلیس اور اس کے لشکر پر غلبہ دے۔ اور اس دجال یعنی ابلیس کو اپنی تلوار سے مارنا چاہا پس مسیح موعود کو جو معناً آدم ہے پیدا کیا تاکہ وہ اس سانپ کا سر کچل ڈالے اور جہاں اس نے برائی اور سرکشی کی ہے وہاں سے اس کا استیصال کرے اس لحاظ سے مسیح موعود کا آنا ضروری تھا۔ تاکہ آخر زمانہ میں آدم کو فتح ہو اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا جو ہو کر رہنے والا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اس فتح عظیم اور اس دجال قدیم یعنے شیطان کے قتل کیطرف قرآن کریم میں اشارہ کیا ہے چنانچہ فرمایا

انک من المنظرین

یعنی تیری پوری ہلاکت اور استیصال نہ ہوگا مگر آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا یعنے ہر قسم کا شرک۔ کفر۔ فسق تو لوگوں سے کراتا ہے وہ اسوقت نہ رہیگا۔ اگر عاقل ہو تو سمجھ جاؤ۔ منہ

پس خدا تعالیٰ نے اس جنگ کے لئے اپنے مسیح کو بھیجا ہے تاکہ وہ کفر کی تاریکی کو دور کرے۔ اور مشرکوں اور خدا اور اس کے بندوں کے حقوق شناخت نکرنے والوں کو دلائل قویہ اور براہین ساطعہ سے ہلاک کرے۔ اور

سیف و سنان کا جنگ[2] موقوف کرے

اور لوگوں کو اتحاد و اتفاق و یگانگت کیطرف رجوع دلائے۔ اور منافقت اور جھگڑے کو مٹائے پس اس مقام سے ثابت ہے کہ مسیح موعودؑ ان صفات میں

آدم کے مقابل ہے

جیسا کہ ایک ضد کا مقابلہ دوسری ضد سے خواص و تاثیرات میں ہوتا ہے اور اس بات میں متقیوں کے لئے عبرت کے نشانات ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ضد اور تخالف جو آدم اور مسیح موعودؑ کے درمیان ہے کوئی مخفی اور نظری امر نہیں بلکہ ظاہر اور بدیہی ہے کیونکہ آدم اس لئے دنیا میں آیا کہ مخلوق کو اس دنیا میں لائے اور انمیں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور امتوں کا مسیح اس لئے دنیا میں آیا کہ لوگوں کو دار الفنا کی طرف لیجائے اور ان کے درمیان سے اختلاف اور جھگڑوں اور حسد کو دور کرے اور تفرقہ اور اختلاف کا استیصال کرے اور لوگوں کو یگانگت و اتفاق و محویت اور نفی غیر اور محبت صافی کی طرف جذب کرے مسیح موعود اللہ تعالےٰ کے اس اسم کا مظہر ہے جو سلسلہ مخلوقات کو ختم کرنیوالا ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ کے کلام میں اشارہ کیا گیا ہے

ھوالاخر

کیونکہ مسیح موعودؑ کا آنا علامت ہے موجودات کے خاتمہ کی اسلئے مسیح کے نفس کثرت کے خاتمہ کا موت کے ساتھ تقاضا کیا۔ یا مختلف ادیان کو اس دین میں شامل کرکے جسمیں نفوس کی خواہشات نفسانی و ارادات شیطانی پر موت وارد ہوتی ہے اور مسیح موعود نے لوگوں کو اس فطرتی راستہ پر چلانے کا ارادہ کیا ہے جو خدا تعالےٰ کی مصلحت کے نیچے جاری ہے اور ان کو نفسانی خواہشات کے عفو و انتقام اور محبت و دشمنی سے چھڑانا چاہا ہے (یعنی انمیں للہیت اور اخلاص پیدا کرنے کا ارادہ کیا ہے ایڈیٹر) کیونکہ فطرتی شریعت جو انسان کے سارے قویٰ کی خدمتگار ہے وہ پسند نہیں کرتی کہ ایک ہی قوت کی خادم ہو اور نہ وہ انسان کے اخلاق کو عفو کے دائرہ کے اندر محدود کرتی ہے اور نہ انتقام کے حلقہ میں بند کرتی ہے بلکہ اس کو ناپسندیدہ عادات میں داخل کرتی ہے اور ہر قوت کو بمطلب ضرورت و اقتضائے وقت اس کا حق ادا کردیتی ہے اور عفو و انتقام اور محبت و دشمنی کا حکم حسب مصلحت وقت بدلتی رہتی ہے یہی خواہشات نفسانی اور جذبات شہوانی کی موت ہے جسکی تکمیل سے انسان فانیوں میں داخل ہوجاتا ہے پس حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح موعودؑ لوگوں کو وجود سے عدم کیطرف لارہا ہے اور ان کو ویران شدہ خانہ یاد دلا رہا ہے۔ (باقی آئندہ)

[2] حاشیہ۔ اس جنگ سے مراد مذہبی جنگ ہے جو مختلف خیال اور مختلف مذہب لوگوں کے درمیان ہونیوالی تھی کیونکہ مسیح موعود کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرکے دکھاوے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ اسکی تائید کرتا ہے۔ پس جہاں یہ مقدر تھا اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا کہ اس کا غلبہ ادیان باطلہ پر حجج و براہین کے ذریعہ ہوگا نہ سیف و سناں سے۔ اور اسلام کی اشاعت اور توسیع کے لئے کسی قسم کے ہتھیار استعمال کرنیکی حاجت نہ ہوگی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی تائیدات اور اسلام کی تعلیمات کا عملی فلسفہ خود لوگوں میں ایک کشش اور جذب پیدا کرے گا یہی وجہ تھی کہ آنیوالے مسیح موعود کیلئے یضع الحرب کا نشان قرار دیا گیا تھا۔ وہ روحانی اور مذہبی جنگ اسوقت جاری ہے

خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بزرگ نشان

معہ تقریب شادی

سب حمد و ثنا اس قادر توانا کے لئے ہے جو غیب کی خبریں صرف اپنے رسولوں پر ظاہر کرتا ہے اور صلوٰۃ اور سلام ان رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ پر ہوں جس کے معجزات اور کرامات نے آج مسیح موعود اور اس کے کاموں میں نمودار ہو کر دنیا پر خدا کی ہستی کو پھر ظاہر کر دیا ہے کیا ہی مبارک ہے اس مبارک (حضرت صاحبزادہ مبارک احمد فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کا وجود جو بہت سے نشانات سماوی کا مظہر ہو کر خود آیت اللہ ہے۔ اس کے متعلق تازہ نشان کی تفصیل یہ ہے۔ کہ صاحبزادہ تپ شدید سے سخت بیمار ہو گیا تھا یہاں تک کہ بارہا غشی تک نوبت پہونچ گئی اور اکثر تپ ۱۰۴ سے بھی زیادہ ۱۰۵ درجہ تک پہونچ جاتا تھا اور سرسام کی سی حالت ایسی تھی جو سرسام کا خوف دلاتی تھی۔ رات کے وقت اس نومیدی کی حالت میں حضرت مسیح موعود نے دعا کی تو خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا " قبول ہو گئی ۹ دن کا بخار ٹوٹ گیا یہ دعا قبول ہو گئی اور تپ جو لازم حال ہو رہا ہے وہ ۹ دن پورے کر کے دسویں دن ٹوٹ جاوے گا (یہ الہامات اخبار بدر مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء میں شایع ہو گئے تھے) چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا تعالیٰ نے دسویں دن بخار توڑ دیا یہاں تک کہ لڑکا تندرست ہو کر باغ سیر کرنے کے لئے چلا گیا یہ خدا کا بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا کیونکہ اسمیں ایک دعا کے قبول ہونے کی بشارت ہے اور دوسری تاریخ صحت مقرر کر دی گئی ہے جس کی تمام جماعت گواہ ہے اور اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنے خدا تعالیٰ کھلے کھلے غیب پر اسی کو اطلاع دیتا ہے جو اس کا پسندیدہ رسول ہو اور اس الہام کے ساتھ یہ بھی الہام تھا انی معک یا ابراھیم لا تخف صدق قولی یعنی اے ابراہیم میں تیرے ساتھ ہوں کچھ خوف نہ کر میں اپنی بات کو سچی کر دوں گا چنانچہ فرمودہ خدا تعالیٰ سچا ہو گیا اور اس خوشی کے ساتھ یہ مبارک تقریب بھی پیش آئی کہ مبارک احمد کا نکاح ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی لڑکی مریم کے ساتھ اسی مبارک دن (۳۰ اگست ۱۹۰۷ء) میں ہو گیا خدا اس نکاح کو مبارک کرے اور اسی روز اسی وقت حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے لڑکے عزیز عبدالحی کا نکاح پیر منظور محمد صاحب کی لڑکی حامدہ کے ساتھ ہو گیا خدا تعالےٰ دونوں نکاح مبارک کرے اور دونوں کو مع بیویوں کے عمر دراز کرے۔ آمین

رسول کا احترام عقلاً واجب ہے

دانائوں کا یہ قول ہے کہ۔ انسانی نظام کا کسی نہ کسی صورت میں ظل یا عکس ہے۔ اگر دونوں نظام کی تطبیق کیجاوے تو اگرچہ من وعن نہیں لیکن کچھ نہ کچھ مطابقت ضرور ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کے نظام میں "درجہ بندی" "ترتیب" "وضع الشئے فی محلہٖ" کا انتظام پایا جاتا ہے وجودوں اجسام۔ ذرات اور انواع میں ایک درجہ بندی اور ایک ترتیبی سلسلہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بالمقابل انواع کے ہی نہیں۔ بلکہ انواع کے اندر بھی درجہ بندی پائی جاتی ہے۔ بیشک بعض امور اور بعض حالات میں مساوات کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ لیکن درجہ بندی بالعموم ہے۔ اور مساوات کامل شاذ ونادر یا صرف کیفیات میں ہی پایا جاتا ہے۔ بعض حکیموں کے خیال میں مساوات کا وجود بالکل ہی نہیں۔ جہاں جہاں مساوات کا شبہ پڑتا ہے۔ وہ صرف ایک تشابہ یا جزوی تناسب ہوتا ہے۔ مساویت نہیں ہوتی جیسے یہ ثابت ہے کہ دنیا کی کوئی دو شئیں یا کوئی دو وجود یا کوئی دو کیفیتیں یا کوئی دو حالتیں مساوی الحیثیت اور ایک نہیں ہوتیں ایسے ہی یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا کی ہر ایک حالت کسی نہ کسی ترتیب اور درجہ بندی کے ماتحت ہے۔ سلسلہ ترتیب ثابت کرتا ہے کہ اس میں عموماً اصول وضع الشئے فی محلہٖ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جو درجہ بندی کی ابتدائی بنیاد ہے اور جس پر تمام نظام قدرتی کا مدار اور انحصار ہے۔ بہت لوگوں نے یہ کوشش ضرور کی ہے کہ سلسلہ مساوات ثابت کیا جاوے۔ لیکن اخیر پر وہ یہ معلوم کر کے خاموش ہو گئے ہیں کہ "نہ تو نظام قدرت میں یہ ثبوت ملتا ہے" "اور نہ ہی خود انسانی نظام میں اس کا وجود ہے"

بیشک نظام قدرتی ایک ہی دست قدرت کا نمونہ ہے۔ اور اس کا منشا ایک ہی چشمہ ہے لیکن اختلافات اور مختلف مدارج ثابت کرتے ہیں کہ درجہ بندی بھی اسکی پاک مرضی کے ماتحت واقع ہوئی ہے۔ ہر نوع اپنی نوعیت میں اطلاقاً بیشک ایک ہی تعریف کے تابع ہے اور ہر جنس ایک ہی مفہوم ابتدائی کے ماتحت ہے لیکن باوجود اس کے بھی آپس میں درجہ بندی ہے۔ ہر نوع کے افراد ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور انکا شروع واخیر ہمیشہ مختلف ہوتا۔ اور مختلف نتائج پیدا کرتا ہے۔ ہم ہر وقت دیکھتے ہیں کہ ایک ہی جگہ یا ایک ہی ماخذ یا ایک ہی مخرج سے دو چیزیں نکل کے مختلف حالتوں کا نمونہ بنتی ہیں۔ ایک سیپ سے دو موتی نکلتے ہیں ایک تاج شاہی کی زینت اور رونق کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوسرا کھرل میں پسکر سرمہ کی صورت میں چشم بیمار جگہ لیتا ہے۔ ایک شاخ پر دو پھول کھلتے ہیں ایک کسی دلربا اور خوبرو کے سینہ کی زیبائش ہوتا ہے اور دوسرا باد مخالف کے جھونکوں سے مرجھا کر گر جاتا ہے۔ آنے جانیوالے اسے پاؤں بے اعتنائی سے پامال کرتے ہیں۔

ایک ہی رحم اور ایک ہی سکول سے دو بھائی اور دو متعلم نکلتے ہیں ایک علم یا تحقیق یا مدارج کو مسلسلاً علیٰ پر پہونچتا ہے اور دوسرا قعر ضلالت اور معائب او بار میں گرتا ہے۔ دنیا میں ایسی اور ہزاروں مثالیں ہیں جو ایک درجہ بندی اور مابہ الامتیاز کو ثابت کرتے ہیں برہان واثق کا حکم رکھتی ہیں ہم دور کیوں جائیں۔ انسان اپنے بدنی نظام کے ہی ملاحظہ سے یہ استدلال کر سکتا ہے۔ کیا بدن کے سب اجزا اور اعضاء ایک درجہ رکھتے ہیں اور کیا سب کی غرض خلقت ایک ہی ہے اور کیا انہیں نسبتیں فرق اور امتیاز نہیں ہے۔ کیا سر اور پاؤں یا آنکھ اور رخسار ایک ہی درجہ میں رکھے جا سکتے ہیں۔ کیا جو کام آنکھ دیتی ہے وہ ایک خال سے لیا جا سکتا ہے۔ یا پاؤں سر کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ کیا دماغ ضمیر کا کام دیکھ سکتی ہے۔ یا ضمیر سے دماغ کا کام لے سکتے ہیں۔ بیشک بدن ہی میں یہ سارے اعضاء پائے جاتے ہیں اور وہ ہیئت مجموعی انسان ہے۔ لیکن یہ ہیئت مجموعی اس امر کی مستلزم نہیں کہ انہیں تمیز اور فرق نہ کیا جاوے۔ مثلاً فلاسفی اور فن تشریح یہ ثابت کرنے کیواسطے ایک عمدہ ذریعہ اور عملی شہادت ہیں کہ ہر عضو اور ہر پرزہ ٹھیک اپنے اپنے محل میں رکھا گیا ہے۔ اگر پرزہ آنکھ کان کی بجائے رکھا جاوے تو دونو عضو کی اصل منصبی میں فرق آ جاویگا۔ اگر پاؤں سر کی بجائے ہو تو کل جو پوری نہ اتریگی۔ لوگ بعض وقت جلد بازی کر کے کہدیتے ہیں۔

ہم سب کے سب برابر ہیں۔
ہم میں کوئی فرق اور کوئی امتیاز نہیں۔
ایک دوسرے کے مقابلہ میں فوقیت نہیں رکھتا۔

لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس فرضی نظام سے کسقدر خرابی پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور نظام قدرت کہاں تک ان کا حامی ہے۔ آفتاب اور ماہتاب اور اسکے حوالی موالی ستارے ایک ہی دست قدرت کے نمونے ہیں اور ایک ہی آسمان پر درخشاں وتاباں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ انکے اجسام اور مقادیر اور فرائض اور تصرفات میں مساوات ہے اور وہ ایک ہی ہیں بیشک چاند روشن اور خاموش نورانی دیتا ہے۔ مگر آفتاب کے مقابلہ میں اسے دوسرے درجہ پر رکھا جاتا اور وہ آفتاب سے مستفیض ہوتا ہے۔ ایک باغ میں ہی سب بوٹے اور سب گل وگلزار ہوتے ہیں۔ گل اور خار ایک ہی شجر کا ثمرہ اور پیداوار ہیں۔ کوا اور بلبل ایک ہی چمن میں رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ شیر اور گیدڑ ایک ہی جنگل میں رہتے ہیں۔ گھوڑا اور گدھا ایک ہی مالک کے طویلہ میں بندھتے ہیں۔ ہرن اور لومڑی ایک ہی دامن پہاڑ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ باز اور چیل ایک ہی آسمان کے نیچے اڑتے ہیں۔ غلام اور آقا رعیت اور بادشاہ ایک ہی سرزمین کی پیداوار کھاتے اور ایک ہی آب وہوا میں نشو ونما پاتے ہیں۔ لیکن باوجود مخارج اور اماکن واحد کے ان میں امتیاز اور فرق کیا جاتا ہے۔

بڑا بھائی اور چھوٹا ایک ہی والدین سے ہوتے ہیں لیکن بڑا بڑا ہوتا ہے اور چھوٹا چھوٹا۔ زید اور خالد دونوں بکر کے لڑکے ہیں۔ زید عالم ہونیکی وجہ سے بمقابلہ خالد کے تعظیم دیا جاتا ہے اور خالد بوجہ بہادری اور شجاعت کے زید سے تمیز رکھتا ہے۔ دونو خدا کی پیدائش ہیں۔ لیکن کیا ایک حسین بمقابلہ بدقسمت بدصورت کے دیکھنے والوں کی نظروں میں کوئی دلچسپی حاصل نہیں کرتا۔

روپیہ بھی چاندی کا ہوتا ہے۔ اور ایک زیور بھی اسی دھات کی لیکن دونو کی قیمت میں فرق ہے ایک خوش آواز اور دلکش صدا دلپر اثر کرتی ہے۔ لیکن ایک بری آواز دل کے لئے ایک صدمہ ہوتا ہے۔ استاد اور شاگرد ونہیں نوعیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا لیکن شاگرد استاد کا بعض خصوصیات کی وجہ سے ادب کرتے ہیں۔ حاکم اور محکوم میں باعتبار انسانیت کیا فرق ہے مگر حاکم کی خصوصیت محکوم کو دلپر نقش ہوتی ہے۔ اور اسکی وجہ سے محکوم جادہ ادب سے باہر نہیں ہو سکتا۔ والدین میں بمقابلہ اولاد کے کیا فوقیت ہے ترتیب اخلاق اور ضرورت ہمیشہ تعلیم دیتی ہے کہ ان کا ادب کیا جاوے۔ چاہے گہری نظروں سے دیکھو اور چاہے سرسری سے ہر سلسلہ میں ایک مسلسل درجہ بندی اور ترتیب پائیجاویگی۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہ اگر ہم اس درجہ بندی اور ترتیب کے خلاف عمل کریں تو نظام عالم میں گو نا ابتری ناشی ہونیکا اندیشہ رہتا ہے۔ اندیشہ ہی نہیں بلکہ ابتری پیدا ہی ہو جاتی ہے۔

درجہ بندی کا دوسرا نام — حفظ مراتب ہے۔

حفظ مراتب دنیاوی اور دینی دونوں میں واجب الاحفاظ ہے۔ جہاں اس سلسلہ میں فرق آیا خود نظام عالم میں فرق آگیا۔ قدرتی اور انسانی دونوں سلسلوں میں

درجہ بندی یا حفظ مراتب کی ترتیب بہت کچھ انتخابی اصولوں کے تابع رکھی گئی ہے۔ انسان جو دوسری مخلوق پر گونہ شرف ظاہر کرتا ہے وہ بھی بذریعہ اسی انتخابی اصول کے ہے چند انواع میں سے ایک نوع خاص کرلی گئی ہے۔
ایسے انتخابات مختلف وجوہ سے کئے جاتے ہیں "
بوجہ اعلےٰ فطنت و قدس فطرت " بوجہ متانت و حزم کی طبیعت "
بوجہ تمکنت و فتوت " بوجہ استقلال و ہمت "
بوجہ امتیاز ذات عالیہ " بوجہ دیگر خصوصیات خاصہ "
ہم بالخصوص قدرتی انتخاب کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اصلی موجبات اور کیا کیا ہیں کیونکہ ہم اُن سے کسیقدر ناواقف ہیں لیکن اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ جنہیں قدرت بمقابلہ دوسرے ابنائے جنس کے انتخاب کرتی ہے۔ اس کے اسباب خاص خاص ضرور کچھ نہ کچھ ہونے چاہئے۔ اس دلیل سے کہ جب خود ہمارے اپنے انتخابات بعض خاص اسباب کے تابع رکھے جاتے ہیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ قدرتی انتخابات میں بھی یہی اصول مرعی ہو۔ نظام عالم کی تکمیل کے واسطے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ جو جو انتخابات عمل میں آچکے ہیں۔ اُن کے مطابق عمل ہوتا رہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاوے۔ تو خرابی عائد ہونے کا اندیشہ ہے رعایا پر بادشاہ کی تعظیم کیوں واجب ہے۔ اور ایک بادشاہ رعایا کے افراد کے مقابلہ میں کیوں مقدس اور برتر مانا جاتا ہے اس واسطے کہ اُس کا انتخاب لاکھوں اور کروڑوں مخلوق کے مقابلہ میں ہوا ہے کروڑوں مخلوق دنیا میں بستی ہے۔ اور انہیں سے کوئی پچاس ساٹھ ہی بادشاہ ہونگے ہر قوم میں اُنکی عزت ہے۔ اور ظل اللہ اور حضور اعلےٰ کہا جاتا ہے۔
صرف اس واسطے ہی نہیں کہ اُن کے پاس حشم و خدم ہیں بلکہ اسواسطے بھی کہ۔
"اُن کا انتخاب اعلےٰ پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔
" اور تقریباً کل افراد نے انہیں تسلیم کرلیا ہے۔
اگر حشم و خدم ہی موجب احترام ہو تو پھر ان سے بعض ساہوکار اور مہاجن بھی کہیں زیادہ دولتمند ہیں۔ ایک حاکم کی کیوں تعظیم کیجاتی ہے۔ اسلئے کہ اُسے ایک ملک کی گورنمنٹ اور ایک بادشاہ نے ملکی اور شاہی خدمات کے واسطے انتخاب کیا ہے۔
ایک ادنیٰ چوکیدار و نمبردار گانوں والوں سے ہی تنخواہ پاتا ہے چونکہ چوکیدار کا انتخاب سرکاری قانون کے تابع ہوتا ہے۔ اسواسطے اُسے گانوں بھر میں عزت دیجاتی ہے میونسپل کمشنر ان کو لوگ آپ ہی چنتے ہیں۔ اور پھر آپ ہی اُنکی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نکریں تو نظام شہری میں خرابی پیدا ہوکر انتظام آسائش بگڑنے لگتا ہے ہر خاندان میں کوئی کوئی سرغنہ اور اعلےٰ ممبر سمجھا جاتا ہے۔ اور ماتحت ممبران خاندان اسکی واجبی تعظیم کا فرض احتیاط سے پورا کرتے ہیں۔
ہر جلسہ میں ایک چیئرمین ہوتا ہے۔ اور باقی کے ممبران اُسے خاص اختیارات دینے میں تامل نہیں کرتے بیشک اُستاد۔ اور ٹیچر شاگرد کی نوع میں سے ہی ہے۔ لیکن اگر شاگرد کی جگہ اُستاد آجاوے تو ضابطہ تعلیم کے خلاف ہوگیا۔ اور تعلیمی اغراض کے منافی۔
ایک حکومتی سفیر یا وکیل جس گورنمنٹ کا یا جس بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کے نام پر فرمان شاہی یا مراسلہ یا پیغام سفارت لیتا ہے وہ گورنمنٹ یا وہ بادشاہ سفیر ہی کی نوع سے ہوتا ہے۔ اور جس دوسری گورنمنٹ میں جاتا ہے۔ وہ بھی انسان ہی ہوتی ہے۔
لیکن اُس عزّ سفارت اور احترام انتخاب وکالت کیوجہ سے اُس سفیر کا خاص اعزاز کیا جاتا ہے۔ باوجود باہمی کشمکش اور منافرت کے بھی اسکی جان کی حفاظت کیجاتی ہے۔ اور دوسری گورنمنٹ اُسکی جانی و مالی نقصانات کا ذمہ اٹھاتی ہے۔ سفارت نامہ کی تعمیل ہوکر بھی اُسکی حفاظت اور احترام میں سرمو فرق نہیں آتا۔
خاتمہ سفارت کے بعد لڑائی شروع ہوجاتی ہے لیکن سفیر بعد حفاظت و احترام اپنے ملک کے حدود سے پار کیا جاتا ہے۔
یہ کیوں صرف اسواسطے کہ وہ شخص بذریعہ ایک خاص انتخاب کے بھیجا گیا تھا۔ دونوں گورنمنٹوں پر اُس کا اعزاز اور احترام لازم ہے اور نیز دونوں گورنمنٹوں کی رعایا پر بھی یہ فرض تھا۔ کہ اُس کے اعزاز و احترام میں حصہ لیں۔
کیا ہر شخص سفیر اور قاصد شاہی مقرر کیا جاسکتا ہے؟
کیا تو جاسکتا ہے۔ لیکن ہر شخص اس کا شایاں نہیں ثابت ہوسکتا ہے۔
جب کوئی سفارت مقرر کیجاتی ہے۔ تو دونوں گورنمنٹوں ملکی۔ قومی۔ حکومتی۔ اور نظامی اعتبارات کے لحاظ سے کیجاتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا کام ہوتا ہے۔ جو بہت ہی تدبر اور حزم اور احتیاط چاہتا ہے دنیوی نظام کی طرح قدرتی نظام میں بھی ایسے انتخاب میں خاص خاص صفات پر لحاظ کیا جاتا ہے نظام بدنی کے واسطے جو اعضاء عضو رئیسہ کے سلسلہ میں رکھے گئے ہیں۔ واقعی وہ اسی قابل تھے۔ بیشک ایک خال یا ایک مسہ یہ سوال کرسکتا ہے کہ مجھے چشم بینا کیوں نہیں بنایا گیا۔ لیکن آنکھ کا کام اسکی تسلی کرسکتا ہے۔ کہ وہ اس قابل نہیں تھا۔ یا پاؤں سر کے مقابلہ میں خود ہی یہ فیصلہ کرسکتا ہے۔ کہ دماغ ہی اسکام کے قابل تھا۔ تدبیر نظام بدنی کیواسطے جو جو اخلاط معرض خلقت میں آئے ہیں انکی فضیلت بمقابلہ عضلات کی معلوم اور ثابت ہوسکتی ہے۔ روحانی نظام بھی دنیوی نظام سے کم نہیں بلکہ مذہبی وجوہ کی جہت سے دنیوی نظام سے یہ نظام فائق اور برتر ہے کیونکہ دنیوی نظام کے بعد جو نظام آنیوالا ہے۔ وہی روحانی نظام ہے ہر مذہب اور ہر مذہبی سلسلہ میں۔
کوئی نہ کوئی "ہادی" "بانی" "یا امام" ہوتا ہے۔
جیسے کہ ہر گورنمنٹ کوئی نہ کوئی شاہ یا صدر مجلس رکھتی ہے۔ اس ترتیب اور اس نظام سے ثابت ہوا کہ دنیوی حکومت کی طرح مذہبی سلسلوں میں بھی۔
"کسی نہ کسی اعلےٰ ہستی یا ممتاز وجود کا ہونا لازمی ہے
" خواہ فی الحقیقت ہی وہ ممتاز اور اعلےٰ ہو یا بوجوہ مان لیا گیا ہو۔
" خواہ ایسا امتیاز فطرتی وجوہ سے ہو۔
" اور خواہ انتخابی اصولوں سے۔
کوئی ہی صورت ہو جو شخص اس کام کے واسطے انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور جس کے ذمہ ہمت یہ ایسا کام لگایا جاتا ہے۔ وہ دوسروں کے مقابلہ میں۔
"اصلی" "مفروضہ" "اعتقادی" فوقیت ضرور رکھتا ہے۔
مسٹر شاپن ہاور جو ایک نامور فلاسفر گذرا ہے کہتا ہے۔
"جو لوگ قدس فطنت۔ تکمیل فطرت۔ استقلال۔ اور روشن ضمیری کیوجہ سے ممتاز ہیں وہی نبی ہوتے اور وہی رسول بنتے ہیں۔
" اون کا دماغ اور اُن کا ضمیر اوروں سے قدرتاً خاص اور روشن و کمل ہوتا ہے۔
" اون کی خلقت خاص اس غرض کے واسطے ہوتی ہے۔
" کوئی دوسری خلقت اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔
" وہ اپنے ابنائے جنس کے فخر ہیں۔
پھر اُسی فلاسفر کا یہ قول بھی ہے کہ
" چونکہ فلاسفر اور حکیم کی دماغی بناوٹ اور ضمیری ساخت اور ابنائے جنس سے فائق اور خاص ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ دوسروں سے تمیز دیا جاتا ہے۔ ہر مذہبی سلسلہ ایک روحانی گورنمنٹ ہے۔ جسطرح دنیوی گورنمنٹ بغیر کسی صدر مجلس یا شاہ کے نہیں چل سکتی اسیطرح روحانی گورنمنٹ بھی بغیر پاک اور ممتاز ہستی کے قائم نہیں رہسکتی۔ اسواسطے ہی بانی مذہب اور بانی مذہب کی تقدیس اور تکریم کی ضرورت ہے۔ کہ مذہب انسانوں کو واسطے ہے۔ اور انسان انسان سے ہی زیادہ تر تسلی پاتا ہے۔ کیونکہ باعتبار حیثیت ایک نسبت دونوں میں ہوتی ہے۔ اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو فرشتوں کا رسول ہوکر آنا زیادہ تر مناسب تھا۔

جوش و محبت مذہبی ہی پیدا کرتے ہیں۔ وہ بانی مذہب کی محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ جس مذہب کا کوئی بانی نہیں اسمیں جوش ہی نہیں۔ خدا ہی مذہب کا جزو اعظم ہے لیکن یہ کم تر ہوتا ہے کہ خدا ہی کی بحث میں کوئی جوش میں آوے۔ ہمیشہ رسول یا اوتار اور بانی مذہب یا ہادی کی بابت ہی جوش آتا ہے۔ چونکہ ایک بانی مذہب محسوس عالم میں ہوتا ہے اسواسطے اسکی نسبت زیادہ تر تحریک اور جوش رکھتے ہیں اس سے ایک بانی مذہب کی تعظیم اور اعزاز کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کون خدا کو نہیں مانتا اور کون توحید کا کسی نہ کسی رنگ میں قائل نہیں۔ لیکن جبتک کوئی بانی اور رسول مخلص نہیں منتخب کیا جاتا مذہبی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

کسی بانیٔ مذہب کی اسواسطے تعظیم نہیں کیجاتی کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا ٹکڑا یا خدا کا جزو ہے۔ یا خدائی کاموں میں اسکو بغیر رضامندی خدا کے کوئی دخل ہے۔ بلکہ صرف اسلئے کہ وہ خدا کا برگزیدہ ہے۔ اور خدا نے اسکو بہتوں میں سے اپنے کام کے لئے چن لیا ہے۔ حضرت موسیٰ کی مذہبی دنیا میں کیوں تعظیم کیجاتی ہے۔ اور فرعون نے کیا قصور کیا۔ صرف اسواسطے کہ خدا کی نظر میں موسیٰ ایک برگزیدہ بندہ تھا اور فرعون یہ درجہ نہیں رکھتا تھا۔ مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کے صاحب بہادر والی گورنر پر کیا فوقیت ہے۔ مسیح تو ایک عاجز بندہ تھا اور وہ گورنر صاحب اختیار تھا۔ اس لئے کہ خدا نے مسیح کو چن لیا تھا۔

ابوجہل پر کیوں قرآن نہیں اتارا گیا۔ حضرت محمد رسول کیوں خاص کئے گئے۔ یہ خدا کی مرضی اور خدا کا اپنا انتخاب تھا۔ جسکی بیہودہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس سے ثابت ہے کہ احمد عربی ابوجہل پر ضرور کوئی فطرتی یا جبلی فوقیت رکھتے تھے اسوجہ سے احمد عربی عزت کیساتھ اس عہدہ کے لئے منتخب کرلئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نوع انسانیت میں یزید کے برابر تھے یزید کی تعظیم کیوں نہیں کیجاتی اسوجہ سے کہ امام صاحب کی فطرت میں تقدس تھا اور یزید کی اس سے خالی۔

شاگرد استاد کی اور مرید اپنے پیر کی کیوں تعظیم کرتا ہے۔ اسلئے کہ وہ اس کا ہادی اور رہنما ہے۔ ایک بانی مذہب ہمیشہ یہی کہتا ہے۔

وہ خدائے واحد کی پرستش کرو۔ "میں بھی ایک بندہ تم سا ہوں" "میرا کچھ اختیار نہیں" یہی باتیں اور یہی تعلیم ہے۔ جو اسکی تعظیم کراتی ہے۔ وہ کتنا بردبار عالی حوصلہ عالی ظرف حلیم رسول اور پر شوکت امام ہے جو خدائے واحد کے مقابلہ میں اپنی ذات ایک معمولی پرستار کیطرح الگ کرتا ہے وہ کتنا قابل تعظیم ہادی ہے جو نفسانیت سے کوسوں دور رہکر صاف لفظوں میں یہ کہنے کا عادی ہے۔ ان اجری الا علی اللہ۔ وہ کتنا بڑا عالی منش رسول ہے جو یہ کہتا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون۔ وہ کسقدر عالی ظرف امین ہے۔ جو باوجود ایک بڑے انتخاب کے فروتنی عاجزی اور عبدیت میں ذرا بھی پرے نہیں جاتا۔ رسولوں پر خدا کا کلام چھاپہ خانوں میں چھپکر نہیں نازل ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ اترتا اور کلام کی وضاحت کرتا تھا۔ کونسا ایسا رسول ہے جس نے ابلاغ حکمۃ اللہ میں تکلیف پر تکلیف اور مصیبت پر مصیبت نہ اٹھائی ہو کون ایسا رسول ہے جو اخباروں کی طرح احکام الٰہی سناتا پھرتا ہو۔ اور کوئی اسکو کچھ نہ کہتا ہو بیشک ان مصائب کا اجر رسول پاویگا۔ لیکن کیا اسکی امت کے لئے ضروری اور لازمی نہیں کہ ایسے جید پاکباز پاک دل رسول کی دل سے تعظیم و تقدیس کرے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

کیا یہ حملہ رسولوں کے واسطے نہیں۔ اور کیا رسول اس قابل ہیں کہ انہیں حرف غلط کیطرح متن اوسے نکالدیا جاوے۔ اگرچہ رسولوں کو ہماری مدح و ثنا کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکا کفیل خود خدا ہے لیکن کیا ہماری خادمیت (خادمیت نہ سہی ایک نسبت ہی سہی) اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اُسے محبت اور تعظیم کی پیاری نگاہوں سے دیکھیں اور اپنے سلسلہ کا آخری امام اور بانی سمجھکر اسکی تقدیس کریں۔

بیشک خدا اسواسطے رسول کی تعظیم کے بھی بخش سکتا ہے۔ رسول کیا ایمان قرآن کے بغیر بھی نجات دیسکتا ہے۔ لیکن احمد عربی اور دیگر بزرگان مذہب کی جانثاری خدمات اور استقلال کا یہی معاوضہ ہے کہ۔ اُن کا نام لینا ہی ہمیں برا معلوم ہوتا ہے دنیوی رہنما مردوں کی برسیاں اور چوبرسیاں کیجاتی ہیں۔ شاعر نظمیں پڑہتے ہیں اور ناظم شعر و اشعار بولنے والے لیکچر دیتے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ وہ کسی گروہ یا کسی فرقہ کے نام لیوا اور خدمت گذار تھے۔

کیا مذہب کے بانیوں کا نام لینا ہی خدا پرستی کے مخالف یا ایک زاید شئے ہے۔ وہ کون بیوقوف ہے جو احمد عربی کا نام تعظیم سے صرف اسواسطے لیتا ہے۔ کہ وہ خدائی انتظام میں کوئی دخل رکھتے ہیں۔ یا انہیں خدا کے مقابلہ میں کوئی شرکت حاصل ہے۔ کافر ہے وہ دل جو یہ خیال کرے مرتد ہے وہ ضمیر جو ایسا عقیدہ رکھے ہاں یہ ایمان اور تقاضائے محبت ہے کہ

" بزرگان ملت ہمارے سرتاج اور سربرآوردہ ممتاز ممبران ہیں۔
" انہیں خدا نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہم پر فوقیت بخشی ہے۔
" وہ خاص فطرت اور خاص دماغ کے لوگ تھے" "ہم اُن کے نام لیوا ہیں۔
" اُن کا ادب اور اُن کا اتباع ہمارے لئے موجب فخر اور عزت ہے۔
" سب ہدایات اُن کے طفیل سے ہم تک پہنچائی گئی ہیں۔
" وہ اپنے قاصد اور ایسے رسول ہیں رسول کا ادب ہر حالت میں ہم پر لازمی ہے"
" انکی ریاضت اور انکی نیک نیتی نے بمقابلہ ہمارے انہیں خاص درجہ دلایا ہے۔
" وہ ان وجوہ سے خدا کی درگاہ میں ہمیشہ ممتاز ہیں۔
" خدا انپر فضل کرتا اور انہیں خاص امتیاز بخشتا ہے" "خدا کے برگزیدہ اور پیارے ہیں
" ان کا روشن ضمیر قبولیت دعا کا ایک کافی وسیلہ ہے۔
" وہ ہمیں حکمت اور دانائی کی تعلیم دیتے رہتے ہیں" "انکی تبلیغ کا ہم پر ترکہ ملا ہے"
" اُن کے اعمال اور انکی ریاضتیں ہمارے واسطے ایک نمونہ ہیں۔
" باعتبار انسانیت کے وہ اور ہم بیشک ایک ہیں۔ لیکن باعتبار خاص امتیازات کے اُن کا درجہ اُن کا احترام ہم سے لاکھوں کیا کروڑوں درجہ زیادہ ہے۔ اور ہم ان کے خاکپا سے بھی اسفل ہیں۔ اور یہی ہمارا فخر ہے۔
" انکی تقدیس۔ انکی مداح انکی پیروی انکا اقتدا ہمارے ضمیروں کے لئے ایک روشنی اور ایک خدائی نعمت ہے۔
" وہ ایسے جامع اور روشن مشعل ہیں۔ جن سے ہزاروں مشعلیں دنیا میں وقتاً فوقتاً روشن ہوتی رہتی ہیں۔
" خدائے قدیر اپنی رحمت اور فضل کے تقاضہ سے بزرگان ملت کی سنتا ہی رہا اور سنتا ہے اور انہیں اپنی مرضی سے کچھ کچھ اقتدار بھی بخشتا ہے۔
" صل علی محمد و علی آله واصحابه اجمعین

کوئی مذہب اس وقت تک مذہبی شوکت نہیں قائم رکھ سکتا جبتک بانی مذہب کی تعظیم اور تقدیس اسکا ایک روشن ماٹو نہ ہو کوئی مذہب مذہب نہیں رہ سکتا جبتک اس کے رسول اُس کے امام کی عزت اور احترام صحیح معنوں میں نہ کیا جاتا ہو۔ گو ایک بانی مذہب رسول اور امام خدا کی ذات اور خدا کے صفات میں کوئی شرکت نہیں رکھتا۔ لیکن خدا کی مہربانیوں اور خاص افضال سے جدا نہیں اور بمقابلہ اور اپنے جنس اور امتیوں کی خصوصیت اور خاص فخر رکھتا ہے رسول اور امام کی محبت اور تعظیم دوسرے الفاظ میں خدا کی محبت ہے۔ کیونکہ رسول سراسر خدا کی محبت کا نمونہ ہوتا ہے اور اس سے جسقدر محبت کیجاتی ہے وہ خدا ہی کیواسطے کیجاتی ہے اور یہ بھی خدائی احکام کی ایک قسم کی تعمیل ہوتی ہے اور ایک عبادتی شکل میں اسکی نعمتوں کا شکریہ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ فقط — مرزا سلطان احمد۔

ہندوستان میں اموات طاعون

غیرمعمولی گزٹ آف انڈیا میں اطلاع کے لئے حسب ذیل مراسلت شایع ہوئی ہے:

منجانب وائیسرائے بنام افسران جملہ لوکل گورنمنٹاں
ومحکمہ جات

جو مراسلہ آج میں آپ کو لکھ رہا ہوں اُسی کی ضمن میں اور اُسی مضمون کے متعلق میں ایک خط پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے آج ہی حضور ملک معظم کی پیشگاہ سے مجھے وصول ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔

ملک معظم کا پیغام

از پیشگاہ حضور ملک معظم بخدمت ہز ایکسیلنسی وائیسرائے
۱۴ ؍ اگست ۱۹۰۷ء بمقام قصر بکنگھم

میرے پیارے وائیسرائے!

وبائے طاعون جس میں ہندوستان عرصہ گیارہ سال سے ایسی مصیبت کے ساتھ مبتلا ہے اُس کے گذشتہ حالات کو میں نے اضطراب آمیز دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اپنی ہندوستانی رعایا کی بہبودی میرے لئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر کا باعث رہی ہے۔ اور میں تہِ دل سے متاثر ہوتا ہوں جب میں اُس مصیبت کا خیال کرتا ہوں جو تمام طاعون زدہ گھروں میں ایسے خاموش صبر کے ساتھ برداشت کیگئی ہے۔ میں خوب واقف ہوں کہ کس طرح آپکے پیشرووں اور خود آپ نے اس وبا کے باعث دریافت کرنے اور اس کے اثرات کا قلع قمع کرتے میں پیہم کوششیں کی ہیں۔ میری دلی آرزو اور دعا ہے کہ آپ جو مشورہ قابل وسرگرم افسران آیندہ کے لئے تجاویز وضع کر رہے ہیں اُن کے سر اکامیابی کا سہرا رہے۔ میں آپ سے خواہش کرتا ہوں آپ میری ہمدردی کے اس اظہار کو میری ہندوستانی رعایا تک پہنچا دیں۔ باور کیجئے۔ میرے پیارے وائیسرائے مجھے اپنا صادق ایڈورڈ قیصر وشہنشاہ

{حضور وائیسرائے کی چٹھی گورنراں صوبجات کے نام}

منجانب ہز اکسیلنسی وائیسرائے بنام افسران جملہ لوکل گورنمنٹاں ومحکمہ جات
شملہ۔ مورخہ ۱۶ ؍ اگست ۱۹۰۷ء

طاعون کی خوفناک تباہی کو ہندوستان کے مصیبت زدہ باشندوں نے جس دل اور صبر اور بہادری سے برداشت کیا ہے اُس سے مجھے بڑا افسوس اور تعلق خاطر لاحق ہوا ہے اور مجھے سخت قلق ہے کہ اس ملک کو اس بلا کے درمان سے نجات دلانے کے متعلق ہماری کوششوں کو مقابلتاً بہت کم کامیابی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے راستہ میں مشکلات بے حد حایل رہی ہیں۔ جس میں سے شاید سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ آبادی کے جس حلقہ پر طاعون کا اثر زیادہ ہوتا ہے وہ قواعد واصول حفظان صحت کو نہیں سمجھتا۔ حالانکہ ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ ان پر کاربند ہو۔ لیکن بسا اوقات ان لوگوں نے ان اصول و قواعد کے سراسر خلاف کیا ہے اور اگرچہ ہمارے میڈیکل اور اگزیکٹو افسروں اور فیاض غیر سرکاری اصحاب نے تمام ہندوستان میں نہایت مردانہ ایثار کا ثبوت دیا اور انہوں سے بعض نے طاعون کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اپنی جان ہی گنوائی لیکن اس تمام صرف زر اور صرف محنت کے نتیجہ جیسا ہونا چاہئے تھا اُس سے بہت ہی کم ہوا

کمیشن طاعون کی تحقیقات کا پہلا حصہ اب ختم ہوگیا ہے مگر ان سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وبا کا انسداد آسانی کے ساتھ ہو جائے۔ جیسا کہ ابتداء میں سمجھا جاتا تھا۔ مگر کم ازکم ان سے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ آخری کامیابی کی بہتر امید کے ساتھ ہمیں کن اصول پر چلنا چاہئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ بہت سے قیمتی اور جانکاہ تجربے جو اب تک ہم کرتے رہے ہیں اُن سے بلاخوف دست بردار ہوجانا چاہئے۔ آیندہ جس طرح کارروائی ہونی چاہئے۔ اُس کے متعلق گورنمنٹ ہند آپ کی گورنمنٹ سے گفتگو کر رہی ہے اور اس مراسلہ میں اُسپر کوئی تفصیلی بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ سائنس نے جو طریقہ بتایا ہوا ہے طاعون زدہ صوبہ اور باشندوں کے مناسب حال کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے گذشتہ تجربہ نے ہمیں ایک نہایت ضروری سبق سکھایا ہے۔ کہ جسے ہمیں کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک ہم اُس خاص گروہ کی جس کی حفاظت کے لئے کوئی خاص کارروائی کی جاتی ہے امداد حاصل نہ کریں اُس وقت تک اُس کارروائی میں کامیابی کی امید نہیں ہوسکتی۔ پس انسداد طاعون کی کارروائی میں سب سے بڑا اصول مدنظر رکھنے کے قابل یہ ہے کہ خود باشندگان ہند اپنی نجات کے لئے بہت زیادہ کام کریں۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ جو طریقہ بتایا جائے اُسپر صبر ہمدردی کے ساتھ اور خواہشات اور روایات کی بناپر توہمات کو دخل دیئے بغیر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ہندوستانی قواعد حفظان صحت سے کسی طرح مستغنی نہیں ہیں۔ رعایا کے بہت سے طبقوں کے اپنے ذاتی اصول نہایت عمدہ ہیں۔ اور جو مقصد ہمیں مدنظر ہے اُسے سخت شکست ہوگی۔ اگر ہم ان لوگوں کو اپنے زمانہ حال کے اصول حفظان صحت کو ماننے کے لئے ناواجب طور پر مجبور کریں۔

یہ مسئلہ سخت مشکل ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سرکاری طور پر آپ کو جو تجاویز بتائی جائیں گی۔ اُن پر آپ گہری اور ہمدردانہ توجہ کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ خود رعایا کی امداد سے اس وبا کی دست برد کا پورا انسداد ہو جائے گا۔

(امپیریل گورنمنٹ کی چٹھی پراونشل گورنمنٹ کے نام)
(طاعون سے مقابلہ کے لئے نیا معرکہ)

منجانب سر ہیرلڈ اسٹوارٹ بجانب لوکل گورنمنٹاں ومحکمہ جات سیاری ٹینٹک کمیشن جو طاعون کی تحقیقات کے لئے ۱۹۰۵ء میں مقرر ہوا تھا اُس نے اپنے کام کا ابتدائی درجہ طے کرلیا ہے اور مرض کے اسباب پر بحث کر کر ایسے نتایج پر پہنچا ہے جو بڑی عملی اہمیت رکھتے ہیں۔ کمیشن کے کام کی رپورٹ شایع کرنے کے لئے تو کچھ عرصہ درکار ہوگا۔ لیکن مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ کمیشن کی تحقیقات کے وہ قیمتی نتایج جن کا براہ راست ان کارروائیوں سے تعلق ہے جو انسداد طاعون کے لئے کرنی چاہئیں ہیں۔ آپکی خدمت میں فوراً پیش کردوں۔ نمایاں نتایج یہ ہیں۔ (۱) یہ کہ وبا طاعون زدہ چوہوں سے پھیلتی ہے (۲) چوہے اور چوہے کے درمیان اور چوہے انسان کے درمیان ذریعہ تعدیہ چوہوں کا کیڑا ہے (۳) طاعونی جراثیم زمین فرش اور مکانات کی دیواروں میں ہوتے ہیں اور انکی زندگی کی مدت بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے ان نتایج سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب تک جو ہم طاعونی جراثیم کی غارت گری میں بڑے بڑے مصارف اور عظیم تکلیفیں برداشت کرتے رہے ہیں وہ تمام موقوف کردی جائیں۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ طاعون زدہ چوہے

امداد ان کے کیڑے آدمیوں تک نہ پہنچنے پاویں۔ اور طاعون زدہ کپڑوں کے کاٹنے کا اثر باطل ہو۔

ایک مشکل مسئلہ

گورنمنٹ ہند تسلیم کرتی ہے کہ انسان اور طاعون زدہ چوہوں اور کیڑوں کے حملہ کا انسداد ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کرنے میں بڑی مشکلات حائل ہیں۔ اکثر ہندوستانی مکانات کی ساخت ایسی ہے جو چوہوں کی افزائش کے لئے مفید ہے۔ ان گھروں میں چوہوں کے کھانے کا سامان بکثرت ہوتا ہے اور بسا اوقات صرف یہی نہیں ہوتا کہ لوگ خود چوہوں کے مارنے میں پس و پیش کرتے ہوں۔ بلکہ اگر چوہوں کو غارت کرنے میں ان کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ تو اُن کے منظور کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اس کی مشکلات ہمیشہ حائل نہیں ہوتیں اور یہ ثابت کرنے کے لئے شہادت موجود ہے کہ اگر استقلال کے ساتھ کوشش جاری رکھی جائے تو اگرچہ بالکل نابود نہ ہو جائیں تو انکی تعداد تو ضرور بہت کم ہو جائے گی اور اس طرح طاعون کی ترقی بھی رکیگی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ چوہوں کے اندر توالد و تناسل بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ اور چوہوں کے مارنے کی کوشش اگر غلط طریقہ سے کیگئی تو صرف یہی نہیں کہ اس کا کچھ نتیجہ نہ ہو بلکہ مضر اور دوسری کارروائیوں کی کامیابی میں مخل ہوگی۔

لہذا مناسب ہے کہ اس نمونہ کے مکانات جیسے کہ ہمیں درکار ہیں لوگوں کے لئے مہیا کئے جائیں۔ مضر صحت مکانات توڑ دیئے جائیں۔ اور گنجان محلے کو فراخ کر دیا جائے۔ اور یہ ایسی کارروائی ہے جسکی نسبت گورنمنٹ ہند کا خیال ہے کہ اس کا اثر بلا واسطہ چوہوں کی کمی پر پڑے گا۔ بلکہ بالواسطہ ایسے نتائج پر بھی پڑے گا۔ مزید برآں گھروں میں چوہوں کی خوراک کی کمی اس طرح ہو سکتی ہے کہ گھروں میں غلہ کے انبار کی سخت حفاظت کی جاوے اور باورچی خانہ کے سامان کو بے احتیاطی سے اور ایسی جگہ نہ رکھا جائے جہاں چوہے بالکل آسانی سے پہنچ سکیں۔ اس سے یقین ہے کہ چوہوں کی بہت کمی ہو جائیگی۔ کیونکہ انکی کثرت اشیائے خوردنی کی افراط پر منحصر ہے۔

(رعایا کی امداد طلب کیجائے)

مگر گورنمنٹ ہند کو اندیشہ ہے کہ چوہوں کی تباہی کے لئے جو کوشش کیجائیگی اس کا اثر بہرحال چندے تو محض جزوی اور مقامی ہوگا اور غالباً ایسا ہی ہوگا کہ آدمیوں کا طاعون زدہ چوہوں سے علیحدہ رکھا جا سکنا صرف اس صورت میں ممکن ہوگا کہ طاعون زدہ مکانات عارضی طور پر خالی کر دیئے جائیں۔ اور ہماری واقفیت کی موجودہ حالت میں گھروں کا خالی کر دینا طاعون سے بچنے کا نہایت یقینی ذریعہ ہے۔ جو ہم لوگوں کو بتا سکتے ہیں اور جتنا جلد اُسے کیا جائے اور جسقدر پورے طور پر اس پر کاربند ہو جائے — — — — — — اُسی قدر انسانی جانوں کی حفاظت ہوگی۔ لیکن درحقیقت ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ گھروں کے خالی کرنے میں لوگوں کو بسا اوقات نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ پس حکام ضلع کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح اُس کا فرض ہے کہ ہر ممکن کوشش سے رعایا کے لیڈروں پر اثر ڈال کر انہیں عارضی مکانات میں منتقل ہونے کی ترغیب دیں۔ اسی طرح اُن کا یہ بھی فرض ہے کہ لیڈروں کو مدد دیں اور لوگوں کو جیسے انہیں سوجھتے ہے حسب حال عمدہ قواعد وضع کریں۔ تاکہ انکی انسدادی کارروائیاں کم تکلیف دہ ہوں۔

(حکام ضلع کے اختیارات)

یہ ناممکن ہے کہ ہر حالت کے لئے کوئی خاص ہدایت دیجا سکے کیونکہ مختلف مقامات کے حالات بھی مختلف ہیں۔ اس وجہ سے حکام ضلع اور ان کے ماتحتوں کو پوری آزادی دینی چاہئے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ رعایا کو کس قسم کی مدد دینی چاہئے۔ اور جو قواعد وضع کرنے مناسب ہوں اُن کے متعلق وہ اپنے مشیروں سے مشورہ کریں۔ ممکن ہے کہ کسی جگہ لوگوں کو روپیہ دینے کی ضرورت پیش آئے۔ ممکن ہے کہیں خس پوش مکانوں کا سامان قیمتاً یا بلاقیمت دینا پڑے۔ اور ممکن ہے کہ کہیں ان عارضی مکانوں کے لئے لوہے کا سامان دینے کی حاجت پیش آئے۔ اکثر مویشیوں کی حفاظت لازم آئیگی۔ اور لوگ مکانوں میں جو مال چھوڑ کر جائینگے اُس کی سخت نگرانی کرنی پڑے گی۔ غرض جس قسم کی مدد کی رعایا کو ضرورت پیش آئے دینی چاہئے۔ لوگوں کی خواہشات کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور انہیں سمجھانا چاہئے کہ مکانات خالی کرنیکا کیا نفع ہے۔ اور کس طرح اس ذریعہ سے انکی جان بچ سکتی ہے۔ جب لوگ گھروں کو چھوڑنا منظور کریں۔ تو یہ ضروری ہے کہ عارضی مکانات پہلے طاعون زدہ مکانات سے بہت فاصلہ پر ہوں۔ البتہ اتنا خوب دیکھنا چاہئے۔ کہ طاعون زدہ چوہے اور کیڑے لوگوں کے ساتھ طاعونی کیمپ میں نہ جا سکیں۔ اور سوائے ضروری احتیاط کے لوگوں پر بیجا اور ناقابل برداشت قیود عائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ٹیکہ ایک مفید شئے ہے)

دوسرا طریقہ انسداد طاعون جسکی جانب مجھے توجہ دلانے کی ہدایت ہوئی ہے ٹیکہ ہے۔ بلا کسی شک و شبہ کے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ طاعونی ٹیکہ ایک نہایت مفید شے ہے اور اگر اس سے طاعون بالکل رک نہیں جاتا تو ہلاکت کا خوف تو بہت کچھ جاتا رہتا ہے۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل واقف ہیں کہ ٹیکہ کے خلاف لوگ سخت وہم میں پڑے ہوئے ہیں پہلے اسکی حمایت نہایت ہوشیاری اور دانائی سے کرنی چاہئے اور مرض کیلئے شفاخانے کے ملازمین سے کام لینا چاہئے۔ اور اگر ضرورت ہو تو خاص ٹیکہ والے مقرر کرنے چاہئیں یہ کام نہایت سادہ ہے۔ ٹیکہ ہر حالت میں نہایت ضروری ہے۔ اور یہ خواہ پرائیویٹ شفاخانوں میں لگتا چاہئے۔ یا اس کے لئے خاص افسر مقرر کرنے چاہئیں میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسکے متعلق فوراً اپنے صوبہ کی ضروریات پر غور کریں۔

یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ آدمیوں اور چوہوں کے اندر سے طاعون بالکل جاتا نہیں ہے بلکہ بالکل مرض سے کہ طاعون کا سالانہ دورہ اُن مقامات سے شروع جنہیں وہ کمی کے زمانہ میں بھی تھوڑا بہت رہا ہے۔ ہر صوبہ میں ایسے مقامات کو ہمیشہ بڑے غور سے پیش نظر رکھنا چاہئے اور انکو طاعون سے نجات دینے اور وہاں سے طاعون پھیلنے کی انسداد کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر سال طاعون ایک ہی جگہ سے شروع ہو۔

(اشتعال انگیز کارروائی نہ ہونی چاہئے)

گورنر جنرل باجلاس کونسل اسے ضروری نہیں خیال کرتے کہ لوکل گورنمنٹوں کو بار بار اس جانب متوجہ کیا جائے۔ کہ ایسی کوئی کارروائی نہ کیجائے جس سے رعایا کے اندر اشتعال پیدا ہو اور وہ انسدادی کارروائیوں کی مخالفت کرے۔ بلکہ لوگوں کو سمجھانا چاہئے۔ کہ طاعون کے اسباب کیا ہیں۔ اور ان کے انسداد کی کیا تدابیر ہیں۔ انہیں برافروختہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انکی رہبری تشفی اور امداد کرنی چاہئے۔ ہز اکسیلنسی باجلاس کونسل واقف ہیں کہ طاعون سے خوفناک کثرت اموات سے ہر سرکاری افسر کو جو لوگوں کی حالت کو دیکھتا رہتا ہے۔ ہمدردی کے جذبات جوش میں آتے ہیں مگر اب تک اس ہمدردی کیساتھ اکثر مایوسی اور ناامیدی بھی تھی۔ اگرچہ طاعون کے ساتھ مقابلہ کا مسئلہ ہنوز مشکلات سے خالی نہیں لیکن یہ یقین کرنیکی ہر ایک وجہ ہے کہ متصل اور پوری کوششوں سے اگر طاعون کا پورا استیصال نہ ہوا تو انکی تباہی میں کمی تو ضرور ہو جائیگی۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو پورا بھروسہ ہے کہ لوکل

(ختم)

خطبہ جمعہ

(از حکیم الامت - ۲۴ ؍ اگست ۱۹۰۷ء)

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اما بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ یایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم الخ ۔۔۔۔۔۔ عذاب عظیم۔ ۴

تم نے سنا ہوگا جب کبھی ہم کوئی خطبہ پڑھتے ہیں۔ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا مضمون ہو یا لیکچر یا کوئی اور نصیحت ہو تو میری عادت ہے کہ اس کے شروع میں میں اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھ لیتا ہوں۔ گو میری یہ عادت نہیں کہ اپنی ہر ایک حرکت اور بات کو بلند آواز سے ظاہر کروں مگر جب کوئی لمبی بات یا دردمند دل کی بات کرنی ہو تو میں اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اس کے اول ضرور پڑھتا ہوں اور میری غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو میری نصیحت سنتے ہیں اس بات کے گواہ رہیں جو میں خدا کو واحد لاشریک اس کی ذات اور صفات میں مانتا ہوں۔ اور میں حضور قلب سے یقین سے استقلال سے یہ بات کہتا ہوں کہ میں اسکی قدر اس کو بیان کرتے ہوئے کبھی شرمندگی نہیں اٹھاتا۔ میں اسے اپنا محبوب مانتا ہوں اور محمد رسول اللہ صلعم کو سب انبیاء کا سردار اور فخر رسل سمجھتا ہوں اور میں اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس کی امت سے مجھے بنایا اس کے محبوں سے بنایا اس کے دین کے محبوں سے بنایا۔ اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ تم نے دیکھا ہوگا کہ میں سخت بیمار ہو گیا تھا اور میں نے کئی دفعہ یقین کیا تھا کہ میں اب مر جاؤں گا۔ ایسی حالت میں بعض لوگوں نے میری بڑی بیمار پرسی کی تمام رات جاگتے تھے ان میں سے خاص کر ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہیں بعضوں نے ساری ساری رات دبایا اور یہ سب خدا کی غفور رحیمیاں ہیں ستاریاں ہیں جو ان لوگوں نے بہت محبت اور اخلاص سے ہمدردی کی اور یاد رکھو کہ اگر میں مر جاتا تو اسی ایمان پر مرتا کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اپنی ذات اور صفات میں اور حضرت محمد اس کے سچے رسول اور خاتم الانبیاء اور فخر رسل ہیں۔ اور یہ بھی میرا یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب مہدی ہیں مسیح ہیں اور محمد رسول اللہ صلعم کے سچے غلام ہیں بڑے راستباز اور سچے ہیں۔ گو مجھ سے ایسی خدمت ادا نہیں ہوئی جیسی کہ چاہئے تھی اور ذرہ بھی ادا نہیں ہوئی۔ میں آج اپنی زندگی کا ایک نیا دن سمجھتا ہوں گو تم یہ بات نہیں سمجھ سکتے مگر اب میں ایک نیا انسان ہوں اور گویا نئی مخلوق ہوں۔ میرے قویٰ پر میرے عادات پر میرے دماغ پر میرے وجود پر میرے اخلاق پر جو اس بیماری نے اثر کیا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ایک نیا انسان ہوں۔

مجھے کسی کی پروا نہیں۔ میں ذرہ کسی کی خوشامد نہیں کر سکتا میں بالکل الگ تھلگ ہوں میں صرف اللہ کو اپنا معبود سمجھتا ہوں وہی میرا رب ہے بعضوں نے مجھے پوچھا بھی ہے اور میری بیمار پرسی بھی کی ہے اور میرے ساتھ ہمدردی بھی کی ہے مگر کتنے ہی ہیں جنہوں نے پوچھا تک نہیں اور بہت ہیں جو کہتے ہیں کہ مرتا ہے تو مر جائے ہمیں کیا کیونکہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ آئندہ ہفتہ تک میری زندگی بھی ہے کہ نہیں۔ ایسا ایسا دکھ درد اور تکلیف مجھے پہنچی ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ اب دوسرا سانس آئے گا کہ نہیں اس لئے میں تم کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا فرماتا ہے تقویٰ اختیار کرو اور اپنے باطن کو ایسا پاک صاف کرو جیسا کہ چاہئے۔ خدا بڑا پاک قدوس اور سب سے بڑھ کر مطہر ہے اس کی جناب میں مقرب بھی وہی ہو سکتا ہے جو خود پاک ہے گندا آدمی قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ دیکھو ایک پاک صاف اور عمدہ لباس والا آدمی ایک پیشاب والی گندی جگہ پر نہیں بیٹھتا۔ اسی طرح ایک پاک اور قدوس خدا ایک گندے کو اپنا مقرب کس طرح بنا سکتا ہے؟ اسی واسطے اس نے سعیدوں کے واسطے بہشت اور شقیوں کے لئے دوزخ بنایا ہے۔ ایک ناپاک انسان تو بہشت کے قابل ہی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کے قرب کے لائق کب ہو سکتا ہے۔

تنہائی میں بیٹھ کر اگر ایک شخص کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ ایسا مکان ہو ایسا لباس ہو ایسا بسترہ ہو ایسے ایسے عیش و عشرت کے سامان موجود ہوں اس اس طرح کے خوش کن اسباب میسر آجاویں تو اس کی موت مسلمان کی موت نہیں ہو سکتی۔ مومن اور مسلمان انسان کی تو ایسی حالت ہو جانی چاہئے کہ مرتے وقت کوئی غم اور اندیشہ نہ ہو اسی واسطے فرمایا لا تموتن الا وانتم مسلمون یعنی فرمانبردار ہو کر مرو۔ کس کو خبر ہے کہ موت کے وقت اسکی ہوش بھی قائم ہو گی یا نہیں۔ کئی مرنے کے وقت خراٹے لیتے ہیں۔ وہی بلوں کیطرح آواز نکالتے ہیں اور طرح طرح کے سانس لیتے ہیں کئی کتے کیطرح ہا ہا کرتے ہیں۔ جب یہ حال ہے اور دوسری طرف خدا یہی کہتا ہے کہ مسلمان ہو کر مرو ایسے ہی رسول نے بھی کہا تو یہ کس کے اختیار میں ہے جو ایسی موت مرے جو مسلمان کی موت ہو گھبراہٹ کی موت نہ ہو۔ اس کا ایک سر ہے کہ جب انسان سکھ میں اور عیش و عشرت اور ہر طرح کے آرام میں ہوتا ہے۔ سب قویٰ اس میں موجود ہوتے ہیں کوئی مصیبت نہیں ہوتی۔ اس وقت استطاعت اور مقدرت ہوتی ہے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کر کے حظ نفس کو پورا کرے اور کچھ دیر کے لئے اپنے نفس کو آرام دے لے پر اگر اس وقت خدا کے خوف سے بدی سے بچ جاوے اور اس کے احکام کو نگاہ رکھے تو اللہ ایسے شخص کو وہ موت دیتا ہے جو مسلمان کی موت ہوتی ہے اگر وہ اس وقت مرے گا جب کہ من ثقلت موازینہ یعنی جب اسکی ترازو وزن والی ہو گی تو وہ بامراد ہو گا اور مسلمان کی موت مرے گا۔ ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مرتے وقت عورتیں پوچھتی ہی رہتی ہیں کہ میں کون ہوں دوسری کہتی ہے دس خاں میں کون ہوں تیسری پوچھتی ہے دسو خاں جی میں کون ہاں اور اسی میں اسکی جان نکل جاتی ہے

اس کے بعد اللہ کریم فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ ہر مدرسہ میں ایک رسہ ہوتا ہے کچھ لڑکے ایک طرف سے پکڑتے ہیں اور کچھ دوسری طرف سے اور آپس میں کھیلتے ہیں کبھی وہ فتح پا لیتے ہیں اور کبھی وہ اور کبھی رسہ ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اللہ کریم فرماتا ہے ہم نے ہی ایک رسہ بھیجا ہے۔ مگر سب مل کر ایک ہی طرف کھینچو۔ تفرقہ۔ رنج بغض اور عداوت کو بالکل چھوڑ دو۔ ایسی کوئی بات تم میں نہ پائی جاوے جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ دیکھو تم طالب علموں میں سے کسی کا باپ اعلیٰ عہدہ پر ہے۔ کوئی خوبصورت ہے کسی کے پاس مال و دولت بہت ہے کوئی عقلمندی کا دعویٰ کرنیوالا ہے کوئی طاقت والا ہے مگر ان پر ناز مت کرو۔ اور بھول میں مت پڑو۔ یاد رکھو اللہ ایک دن میں تباہ کر دیا کرتا ہے۔ بڑے بڑے امیروں اور دولتمندوں کے بچوں کو میں نے بھیک مانگتے اور بھیک مانگ کر مرتے دیکھا ہے اور بعضوں کو میں نے اپنے والدین کو گالی نکالتے دیکھا ہے کہ انہوں نے یہ پختہ حویلیاں اور در و دیوار ایسے بنائے ہیں اور ایسے محل بنا کر مر گئے ہیں کہ ہم آسانی سے بیچ ہی نہیں سکتے۔ خدا کے فضل اور رحمت کے امیدوار ہو دیکھو ہم کس قدر بیٹھے ہیں ایک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے چھوٹے سے کلمہ طیبہ نے ہم سب کو اکٹھے کر دیا ہے اور ایسے ملاپ کر دیئے صرف اللہ کریم کا ہی کام ہے انسانی کوشش سے یہ کام نہیں ہوا کرتے۔ خدا کے فضل سے ہی ہم اکٹھے ہو گئے ہیں اور اس طرح سے ہی بچ سکتے ہیں۔ کسی کی شکل پر حرکات پر غرض افعال اور اقوال پر کوئی چھیڑ چھاڑ کی بات نہ کرو۔ اور یہ اچھی طرح سے یاد رکھو کہ جو جڑ بناتے ہیں اور تفرقہ ڈالتے ہیں وہ عذاب عظیم میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ بدی کا انجام ہمیشہ بد ہوتا ہے اور سرخروئی اللہ کریم کی رحمت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو ہم نے تم کو پڑھ کر سنا دیں اللہ ظلم نہیں چاہتا۔ اللہ کریم ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔

اس کے بعد حضرت حکیم الامت نے دوسرا مسنونہ خطبہ پڑھنا شروع کیا شروع کرنا ہی تھا کہ ایک دو شخص شاید وضو کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور پھر انہیں کی دیکھا دیکھی بھیڑ چال کی طرح بیسیوں اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس پر حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ دوسرا خطبہ بھی نصیحت ہی ہوتی ہے اس وقت اٹھ کھڑے ہونا درست نہیں۔ اور نہ ہی رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ جب دوسرا خطبہ ہو تو ہلنے جلنے لگ جاؤ۔ دیکھو میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ ان اجری الا علی رب العلمین ۱۹/۱ کوئی خوشامد نہیں تمہارے سلام کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں تمہاری دعاؤں کی بھی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ کوئی نصیحت جو ہم کرتے ہیں تو محض اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ میرے دل میں جوش تو بہت تھا اور چند نصائح بھی میں کہنی چاہتا تھا مگر اب موقع نہیں رہا اتنا ہی یاد رکھو کہ دوسرے خطبہ میں بھی انتظار واجب ہوتا ہے۔ اور تقوے تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الرحمن

۱۲ راگست بوقت ظہر

طاعونی نشان

فرمایا۔ امریکہ کے ایک بڑے حصہ میں بڑی تیزی سے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ ایسا ہی یورپ کے بعض حصوں کی نسبت بھی لکھا ہے۔ اصل میں یہ دونوں ملک آپس میں بہت آمد و رفت رکھتے ہیں ایک ہی طرح کا لباس ہے ایک ہی بولی ہے اور تقریباً ایک ہی طرح کی سردی ہے۔ اخبار والوں نے بڑا خطرہ ظاہر کیا ہے کہ چونکہ یہ ملک سرد ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ یہ بیماری زیادہ تباہی لاوے۔ ہماری پیشگوئی میں یورپ بھی ہے اور کابل بھی ہے۔ سنا گیا ہے کہ کابل میں ہیضہ ہے۔ مگر اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کوئی عذاب نہیں ہے۔ پوری خبر تو طاعون ہی لیتی ہے۔ دیکھو ابھی اس بیماری کا نام و نشان بھی نہ تھا تو میں نے اشتہار شائع کرا دیا تھا کہ پنجاب میں طاعون کے پودے لگائے گئے ہیں۔ ثناء اللہ کو بھی یہ اشتہار پہنچ گیا تھا۔ تاریخ کو دیکھ لو۔ ایک طرف طاعون کی آمد کی تاریخ اور دوسری طرف اشتہار کے طبع ہونے کی تاریخ موجود ہے۔ اب گیارہ سال سے تباہی شروع ہے۔ کیا یہ انسانی کوشش اور طاقت کا کام ہے کہ اتنے بڑے واقعہ کی قبل از وقت خبر دیوے۔ اب یورپ کابل وغیرہ کی باری آئی ہے مگر پھیرے گی سارے جہان میں۔ اللہ کریم فرماتا ہے

وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا ۱۵/۹

اس کے یہی معنے ہیں کہ طاعون آخری زمانہ میں تمام جہان میں دورہ کریگی۔ اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں دس آدمی ہوں گے تو سات مر جائیں گے اور تین بچے رہیں گے۔ اور یہ مہدی کی علامات میں سے ہے کہ اسکی مخالفت سے سخت طاعون پڑیگی۔

عجیب بات ہے کہ خسوف کسوف کے رمضان میں واقع ہونیکی نسبت لکھا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ ایک خارق عادت امر ہے پھر یہ زلزلے اور طاعون بھی خارق عادت امور ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے اور نشان پر نشان مانگتے ہیں یہ ان کے لئے اچھے تو نہیں ہوں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نشان جب آئیں گے تو پھر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ (پھر لیکھرام کے نشان کا ذکر فرماتے رہے)

قیصر کی چٹھی طاعون پر

قیصر کی چٹھی متعلقہ طاعون کا ذکر کرکے حضور نے فرمایا ہم نے ایک اعلان کے ذریعہ لکھدیا ہے کہ ایسے امور میں گورنمنٹ کو ہر قسم کی مدد دینے کو طیار رہیں۔ ہم اپنی جماعت کو بھی یہی تاکید کریں گے کہ وہ خاص احتیاط کرے اور گورنمنٹ کی ہدایت کے بموجب جب ضرورت پڑے باہر کھلے میدانوں اور کھلی ہوا میں چلی جاوے۔ ہماری تمام جماعت ایسی امور میں گورنمنٹ کو خاص امداد دیگی کیونکہ وہ گورنمنٹ کی خیر خواہی کو اپنا مذہبی فرض سمجھتی ہے۔

سرحدی اضلاع میں ایسے موقع پر کیا کیا جاوے

ایک معزز خادم نے عرض کی کہ پشاور

جیسے سرحدی مقام پر کیا گیا جاوے کیونکہ وہاں تو لوگ قتل سے نہیں ڈرتے وہ انجام کو نہیں سوچتے ادنیٰ ادنیٰ بات پر قتل ہو جاتے ہر ایک شخص نے ڈیڑھ روپیہ فی کس دینا تھا اسپر یہانتک نوبت پہنچی کہ تین آدمی قتل ہو گئے اور قاتل علاقہ غیر میں بھاگ گئے۔

ان باتوں کو سنکر فرمایا ایسے مقامات پر گورنمنٹ کو توجہ دلائی جاوے تو وہ ہماری جماعت کی طرف خاص توجہ کریگی اور حفاظت کے سامان بہم پہونچاویگی۔ کیونکہ یہ بالکل سچ ہے کہ بعض اضلاع میں لوگ ڈاکہ کے عادی ہیں اور ہماری جماعت سے بھی خاص دشمنی رکھتے ہیں اس لئے خاص طور پر گورنمنٹ کو حفاظت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ ہم گورنمنٹ کی ہدایتوں پر عمل کرنے کو طیار ہیں مگر ایسے خطرناک مقامات کے لئے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ چونکہ ڈاکو لوگ مخالف مولویوں کے بھڑکانے سے اور بھی تکلیف دینے پر آمادہ ہو جائیں گے اسلئے گورنمنٹ کو حفاظت کا پورا انتظام کرنا چاہیئے ایسے موقع پر کافی اور مسلح پہرہ اگر ہو تو خطرہ دور ہو سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر طاعون نے نہ مارا تو ڈاکوؤں نے مار دیا۔

۲۴ر اگست ۱۹۰۷ء بوقت عصر

ڈاکٹر عبد الحکیم خاں مرتد کی مسیحیت کا ذکر تھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمارا نام وہ دجال رکھتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ بیس برس تک دجال ہی کا مصدق رہا ہے اور اسی کے ماتحت رہا ہے بھلا کوئی دنیا میں ایسا بھی مسیح گذرا ہے جو بیس سال تک دجال کے ماتحت رہا ہو۔

ایک ہندو نے عبد الحکیم کی نسبت لکھا ہے کہ جنکی وہ بیعت ہے انکی زبان سے تو کوئی گندہ لفظ تک نہیں نکلا مگر یہ بڑا کمبخت ہے کہ جنکی بیس برس تک بیعت رہا ہے اس کو گالی نکالتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس سوال کے جواب سننے کا مجھے بہت شوق ہے کہ وہ کیسا مسیح ہے جو بیس برس تک دجال کے ماتحت رہے کیسی عجیب بات ہے کہ سچا بھی تھا مسیح بھی تھا اور رسول بھی تھا مگر بیس برس تک دجال کی بیعت رہا اُس کا مصدق رہا اسکی تائید میں سچی خوابیں رویا اور الہامات بھی سناتا رہا۔

ایک شخص کی بابت کسی کو لکھتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی ہے کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا۔ کیونکہ یہ سچے مسیح کا منکر ہے اور پھر اس خواب کے سچا ہونے کا دعوی کرتا ہے۔

اسپر ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اس کے لیں تو یہ بات ہوگی کہ آپ ہی حقیقت میں سچے مسیح ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ دل مسخ ہوگیا ہے مسیلمہ کذاب کی طرح پہچانا پھر انکار کر دیا۔ ختم اللہ علی قلوبھم کے بھی یہی معنے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کی تو پہلے نظیر بھی موجود تھی مگر اسکی تو نظیر بھی کوئی نہیں۔

احمدیہ انجمنیں

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احمدیہ انجمنوں کے قایم کرنے کیلئے میں متواتر تحریک کر چکا ہوں۔ بذریعہ اخبار بھی اور بذریعہ خطوط کے ذریعہ بھی اب قواعد طبع کراکر جہاں جہاں کے احمدی احباب کے پتے معلوم تھے۔ وہاں تو بھیجے گئے ہیں اور سب احباب سے درخواست کیگئی ہے کہ وہ بلا توقف انجمن قائم کر کے ۱۵ر ستمبر تک جواب سے مطلع فرماویں۔ اب آپکی خدمت میں اس خط کے لکھنے کی یہ غرض ہے کہ آپ بھی اخبار میں تحریک فرماویں

اول ان احباب کیطرف جنہیں قواعد بھیج گئے ہیں یہ التماس کیا جاوے کہ وہ ۱۵ر ستمبر تک انجمن قایم کرکے اور انکے متعلق سب کارروائی کر کے خاکسار راقم کو امور مستفسرہ کے جواب سے مطلع فرماویں

دوئم۔ ان احباب کیخدمت میں جنکا پتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قواعد نہیں بھیجے جاسکے۔ یہ التماس کیا جاوے کہ وہ بذریعہ اطلاع ہذا قواعد کی کاپی منگوا کر انجمن قایم کریں یا جیسی صورت ہو اطلاع دیں امید ہے۔ آپ ایک دو اخبار ونمیں متواتر یہ تحریک کر کے ممنون احسان فرماویں گے۔

نوٹ ۔ امور مستفسرہ یہ ہیں

(۱) آپ کی انجمن میں ممبروں کی تعداد کس قدر ہے۔

(۲) کون کون صاحب کس کس عہدہ کیلئے تجویز ہوئے ہیں۔

(۳) ہر ایک مد میں کس قدر چندہ ماہوار کا وعدہ ہے۔

(۴) کیا آپکی انجمن۔ انجمن ضلع ہو سکتی ہے۔ یا نہیں اگر ہو سکتی ہے۔ تو کون کون مضافات کی انجمنیں آپکے متعلق ہونگی۔ اگر نہیں تو کونسی انجمن ضلع کے متعلق آپکی انجمن ہوگی۔

(۵) اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی انجمن۔ انجمن ضلع ہو۔ تو آپ کون کون سی حدود کے اندر اور کسقدر عرصہ تک اپنی شاخیں قایم کر کے انکے ممبران کی تعداد اور رقم چندہ سے اطلاع دے سکتے ہیں۔

والسلام ۔ محمد علی سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مستورات کی پکار

رسالہ

صحت النساء

جو کہ ایک عالم نے ہندوستان کی عورتوں کی حالت درست کرنے کیلئے ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے صرف معزز پبلک میں مفت تقسیم کرنے کے لئے گیارہ لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر طیار کرایا ہے اسلئے نوٹس ہذا کا مطالعہ کرتے ہی جتنی جلدیں مناسب سمجھیں پتہ ذیل بالکل مفت منگا کر (جن پر محصول ڈاک بھی نند کیطرف سے ہوگا) فی خواندہ آدمی ایک کتاب بالکل مفت تقسیم کر کے دونوں جہانوں میں ثواب حاصل کریں۔

از جنرل منیجر لائبریری بک ایجنسی ایرانڈیا جگادھری ضلع انبالہ (پنجاب)

زکوٰۃ

مد زکوٰۃ کے متعلق اس سال میں جس قدر تکلیف رہی ہے اس کا ذکر وقتاً فوقتاً الحکم میں ہوتا رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ کے ایک جگہ جمع کرنے اور حسب منشائے شریعت تقسیم کرنے کی تحریک پہلے پہل سال گذشتہ میں کیگئی تھی اور اس تحریک میں اس قدر کامیابی ہوئی اور جماعت نے اس قدر توجہ کی کہ اوسط آمد گذشتہ سال کے آخری چند مہینوں میں دو سو روپے سے بھی زائد رہی۔ چنانچہ اسی آمد کو خیال میں رکھکر اس سال اس مد کے منتظمین نے ابتدائے سال میں ہی اس کے خرچ کو دو سو روپیہ ماہوار کے قریب کر دیا۔ یا اس سے بھی زیادہ کر دیا۔ جس میں مستقل خرچ ہی کوئی سوا سو یا ڈیڑھ سو ماہوار کے قریب ہوگیا۔ مگر تین چار ماہ گذرنے کے بعد اس مد میں آمد کی اس قدر کمی ہوئی۔ کہ اخراجات کا ادا ہونا مشکل ہوگیا اور جن لوگوں یا طالب علموں کے لئے اس مد سے وظائف مقرر کئے گئے تھے۔ ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ اسپر اخبار میں بار بار تحریک کی گئی مگر تین چار ماہ سے اسکی حالت وہی رہی ہے اور اس وقت نہ صرف یہ مد تین سو روپیہ سے زیادہ کی مقروض ہے بلکہ قریباً دو ماہ کا خرچ بھی اس وقت قابل ادا ہے جو اس مد میں روپیہ نہ ہونے کے سبب ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ تخفیف اخراجات کی بھی بہت کوشش کیجا رہی ہے مگر اسوقت تخفیف اخراجات بھی آسان کام نہیں۔ یہ واقعات میں نے صحیح صحیح لکھدیے ہیں۔ کیونکہ جس قدر یہ واقعات صاحب نصاب احباب کے لئے باعث تحریک ہو سکتے ہیں۔ اس قدر میرے خالی الفاظ نہیں ہو سکتے بہت سے مساکین جن کی مدد کی جا رہی تھی۔ اس وقت تکلیف میں ہیں اور آئندہ جسقدر درخواستیں آتی ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سے لوگ مستحق امداد بھی ہوتے ہیں۔ مگر اسی تنگی کیوجہ سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ یہ رجب کا مبارک مہینہ ہے اور عموماً لوگ اس مہینہ میں زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ اس لئے میں مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تمام احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ فی الفور اپنی اپنی زکوٰۃ کے روپے کا حساب کر کے مواسب صدر انجمن احمدیہ کے نام ارسال فرما دیں اور کوپن میں اس امر کی تشریح کر دیں۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے تاکہ کسی اور مد میں جمع نہ ہو جاوے۔ اگر جملہ احباب توجہ فرما دیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں بھی تحریک کریں تو بہت جلد یہ تمام مشکلات رفع ہو سکتی ہیں۔

خاکسار محمد علی۔ جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

احمدیہ انجمنوں کیلئے قواعد

یہ قواعد جن کے متعلق پہلے بھی احباب کو اطلاع دیجا چکی ہے۔ اب چھپکر تیار ہیں۔ تجویز کا جلدی قائم ہوجانا از بس ضروری ہے خاصکر یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء تک بجٹ اخراجات سنہ ۱۹۰۸ تیار ہو کر مختلف انجمنوں کے پاس بھیجا جائیگا۔ لہذا جہاں جہاں ضلعوں کی مد انجمنیں قائم ہونی ہوں چاہیئے کہ ایک ایک کاپی قواعد کی منگواکر فی الفور انجمنیں قائم کریں اور مضافات میں اپنی شاخیں قائم کرنیکا انتظام کریں اس معاملہ میں زیادہ التواء ہو گیا ہے۔ میں دوسری جگہ لکھ چکا ہوں کہ حضرت اقدس بھی بار بار تاکید فرماتے ہیں کہ یہ کام جلدی ہونا ضروری ہے جہاں جہاں احمدی احباب انجمنیں قائم کرنے کیلئے تیار ہوں وہ کاپی قواعد کی راقم سے طلب کریں۔ ضلع کی انجمنیں اگر خود ہی مضافات میں کاپیاں بھیجنے کا انتظام کر سکتی ہوں تو زیادہ کاپیاں طلب کریں۔ ورنہ مضافات کے احباب براہ راست کاپی قواعد کی طلب کر کے انجمنیں قایم کریں

المعلن خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۱۸ اگست ۱۹۰۸ء

نوٹ۔ جہاں جہاں انجمنیں قائم ہونیکی اطلاع دفتر سکرٹری میں پہنچ چکی ہے وہاں بغیر طلب کرنیکے قواعد کی کاپیاں بھیجی جا چکی ہیں۔

واعظین کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا یہ فرما چکے ہیں کہ جماعت کی تعداد تو بہت بڑی ہے اور دن بدن ترقی بھی خدا کے فضل سے خوب ہو رہی ہے حالانکہ ہماری طرف سے کوئی واعظ بھی مقرر نہیں ہیں بلکہ خود ہی خدا تعالیٰ دلوں میں ڈال رہا ہے اور لوگ کثرت سے اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں مگر ابتک اس اتنی بڑی جماعت میں کوئی ایسا انتظام نہیں ہوا جس سے وہ سب لوگ جو بیعت میں داخل ہو رہے ہیں اسکی اعانت میں بھی حصہ لیں اور نہ ہی ابتک کوئی ایسی تجویز ہوئی ہے جس سے ان لوگوں کو جو سلسلہ میں داخل ہوتے رہتے ہیں اس کے حالات سے پوری پوری آگاہی ہوتی رہے چنانچہ حضور کے اسی ارشاد کی تعمیل میں اس سال میں کئی دفعہ انجمنیں قائم کرنے کیلئے میں بھی تحریک کر چکا ہوں جسکی طرف بہت سے احباب نے توجہ فرمائی ہے مگر کثیر حصہ جماعت کا ابھی خاموش ہے اسی غرض کیلئے اب قواعد بھی تجویز ہو کر چھپ گئے ہیں۔ جو ہر ایک مقام پر احمدی احباب کیخدمت میں طلب کرنے پر بھیجے جاویں گے تاکہ اس کے مطابق ہر ایک ضلع میں اور دیہات میں انجمنیں قائم ہوں جن کا باہمی تعلق ہو اور اس طرح سے احباب کا باہمی تعلق اور تعارف بھی بڑھے اب اسپر عمل کر کے دکھانا ہمارے احباب کا کام ہے۔ میں تمام احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت اقدس کی یہ عین خواہش اور منشاء ہے۔ کہ اس قسم کا نظم سلسلہ میں قائم ہو کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ جسقدر کام اشاعت اسلام کا اس سلسلہ نے شروع کر رکھا ہے اور جو روز بروز ترقی پر ہے وہ کثیر اخراجات کو چاہتے ہیں اور اگر یہ نظم سلسلہ میں قائم ہو جاوے اور تمام احباب باقاعدہ چندہ وصول کیا جایا کرے تو ایک ایسی کثیر رقم جمع ہو سکتی ہے جو اسے دن کی تحریکوں سے مستغنی کر سکتی ہے یہ چندہ جیسا کہ حضرت اقدس بارہا فرما چکے ہیں کسی پر بوجھ کے طور پر نہیں ڈالا جاتا بلکہ طیب خاطر اور انشراح صدر سے جو شخص جو کچھ چاہے دے لیکن اگر تمام احباب سے چندہ وصول ہو تو تھوڑی تھوڑی سی بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے اگر کچھ نہ کچھ اعانت کرنا ضروری ہے کیونکہ جبتک کوئی شخص سلسلہ کی اعانت نہیں کرتا اس کا سلسلہ میں شامل ہونا اس کے اپنے لئے بھی مفید نہیں ہو سکتا بہرحال یہ ایک ضرورت ہے جسکو خود حضرت مسیح موعود نے محسوس فرمایا ہے آج ہی اسی امر کا ذکر درمیان میں تھا کہ جیسی کہ تجویز کیگئی تھی کہ ہر ضلع میں وہاں کی جماعت اپنے سارے ضلع میں انجمنیں قائم کرنے اور چندہ وصول کرنیکا انتظام کرے اسمیں اکثر احباب ابتک سستی دکھا رہے ہیں اسپر حضرت اقدس نے یہ اشارہ فرمایا کہ خود ایسے واعظین مقرر کر کے مختلف ضلعوں میں بھیجدیئے جاویں جو ہر ایک ضلع میں دورہ کر کے چندہ وغیرہ کی وصولی کا مستقل انتظام کریں اور فرمایا کہ عام اعلان کر دیا جاوے کہ جو لوگ اس کام کرنیکے لئے تیار ہوں وہ اپنی اپنی درخواستیں بھیجدیں اسپر واعظین کیلئے فرمایا تین چیزیں ضروری ہیں اول یہ کہ دیانتدار ہوں دوم محنتی ہوں اور اس قسم کی مشقت جو دورہ کرنے میں پیش آتی ہے برداشت کرنے کیلئے طیار ہوں تیسرے اس قدر علم رکھتے ہوں کہ وہ وعظ بھی کر سکیں چنانچہ اسی ارشاد کے مطابق یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب اس کام کے لئے تیار ہوں اور

آپ اسکو ثابت کر سکتے ہیں

اگر یہ بات کسی دوسری جگہ ہوتی ہوتی تو آپ اسپر یقین کر لیتے لیکن ثابت نہ کر سکتے اور یہی گویا بڑی بات ہے۔ آپ نے اس سے پیشتر بہت سے بیانات پڑھے ہونگے لیکن آپ اُن کی طرف بالکل توجہ نہ کی ہوگی کیونکہ نہ تو آپ اُن اشخاص سے واقف ہیں کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے اور نہ ان شہروں سے کہ جن میں وہ رہتے ہیں۔ لیکن دیکھیے یہ الفاظ ایک بمبئی کے طبیب کے ہیں بمبئی کی خلائق کی بہتری کے لئے ہیں اور یہی سبب ہے کہ جیسا پہلے بیشتر کہا آپ اُن کی تصدیق کر سکتے ہیں جیسی گلی کماٹی پر اسپٹریکل اور سرجیکل ہال کے طبیب ڈاکٹر وی۔ ایم تولے صاحب لکھتے ہیں میری ان مریضوں کو جو کہ جوڑوں کے سخت اور پرانے دردوں میں مبتلا تھے ڈوڈن کی انٹیسپٹ اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس) دینے سے مجھے بہت ہی عمدہ تجربہ حاصل ہوا کیونکہ ایسے بہت سے مریضوں کو کہ جن کو یہ گولیاں میں نے استعمال کرائیں اُن کو شفا حاصل ہوئی [illegible] مریضوں کے لئے میں نے اس دوا کو نہایت مجرب پایا اور میں نے ان گولیوں کو بارہا استعمال کرایا ہے یہ گولیاں نازک گردوں کو صحت بخشتی ہیں اور [illegible] خون صاف کرنے اور ان سیال زہروں کو نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جن کی وجہ سے درد پشت۔ گٹھیا۔ پیشاب کی بیماریاں۔ جلندھر۔ ذیابیطس میٹھا پیشاب اور گردوں کا ضعف اور [illegible] جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ تمام دوافروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی [illegible] روپیہ یا چھ شیشیوں کے [illegible]۔ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو [illegible] بھیجینگے تو آپ کو تفصیل بغیر محصول [illegible] بھیجی جائیگی

آجکل دنیا پہ تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آ رہی ہے [illegible] مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے [illegible] کہیں زلازل ہیں تو کہیں [illegible] وطوفان [illegible] نازل ہوا تھا اس زمانہ [illegible] نازل ہوئی [illegible] ہندوستان [illegible] قیامت [illegible] پس جو صاحب اسکا باعث [illegible] قرآن [illegible] [illegible] توبہ استغفار [illegible] حرز [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی [illegible] کا الہام [illegible] والضحیٰ [illegible] اسباب ظاہری [illegible] طاعون [illegible] روزانہ [illegible] جس سے طاعونی [illegible] ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ [illegible] یہ عجیب وغریب [illegible] تجربہ [illegible] طاعونی [illegible] بخار [illegible] کانوں میں [illegible] تو فوراً اسم داء دبخار کا فور [illegible] طبیعت میں صحت [illegible] حاصل ہوگا۔ جن [illegible] بدن [illegible] ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے [illegible] علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن [illegible] روپیہ [illegible] ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ [illegible] جب کبھی [illegible] تندرست [illegible] مبتلا [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی [illegible] روغن حکیم نور محمد [illegible] موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو [illegible] ضرور [illegible] موکل [illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہو نگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایات کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر نیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ [illegible]

منجن دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام فی بکس [illegible]

المشتہر

حکیم محمد حسین [illegible] حکیم سرافراز حسین [illegible] کارخانہ [illegible] ضلع [illegible]

ایک لاکھ پیر تعجب ہوگی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈمارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

(ہر درخواست میں [illegible] کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ نور)

بیشک آنا۔ ادھر لگاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھ پر نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب۔۔۔ تک میں فائدہ دکھلایا ہے اور اسی فی امراض جالا پھولا [illegible] غبار [illegible] پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیا بند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکیٹ معززین و ڈاکٹروں و حکیموں ورئیسوں و عمدہ عہدوں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ [illegible] — سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

سوتی سنگی سرمہ پختہ رنگ کم خرچ بالا نشین خوش وضع اب کہ یہ نئی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ۔ چار طرح میں ۔۔۔۔۔ تو خشک لطف کے واسطے ۔۔۔۔۔ پائیدار خوبصورت کیڑا ہے فی تھان طول ہر دو [illegible] عوض قیمت صرف [illegible] از پاپشات وی پی منگانے میں جانبین کا نقصان محصول بار روانہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے۔ المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری۔ ضلع لکھنؤ

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے - کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا - شکر صد شکر یا الٰہی کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے ہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے - یہ خضاب تیل ہے - جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگانے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا - ملائم اور چمکدار رہتا ہے - پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے - ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے - قیمت فی بکس صرف عہ - روپیہ ہے - محصول بذمہ خریدار -

المشتھر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی محلہ ھطار گلی - پوسٹ ماندطوی - بمبئی

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار تیار کی ہے جس میں خوشبودار عطر ادویات شامل کی گئی ہیں - مقوی دماغ - مفرح روح - بدن کو بالکل صاف کرتی ہے - انشاء اللہ تعالےٰ روزانہ استعمال سے داد - خشکی چھیپ پیدا نہ ہوگی - بال نرم ہو جاوینگے - ہر چیہ ترکیب ہمراہ ہوگا - قیمت فی بکس ۱ تار بختہ ایک روپیہ - اس سے کم خریدار کو ۱ تار فی روپیہ کے حساب سے - محصول بذمہ خریدار - فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو -

المشتھر

مرزا قاسم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی الجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹھ گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ... من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت در جا اول فی من پختہ مبلغ ... روپیہ اور دوم مبلغ ... مبلغ عشہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے ... بیٹھنے والے آدمی تیار رہیں -

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

بھاگلپوری ٹسر اینڈ سلک کلاتھ

... کو خوشخبری دیجاتی ہے کہ ہمارے یہاں بھاگلپوری کپڑا ہر قسم کا ٹسری وغیرہ ... تیار ہوتا ہے جن صاحب کو ضرورت ہو مہربانی کرکے ایک ... خاکسار ...

المشتھر

شیخ محبوب علی عبد اللہ تاجر پارچہ بھاگلپوری محلہ نرگہ ... الخانہ چمپانگر ضلع بھاگلپور

احتیاط سے علاج بہتر ہے

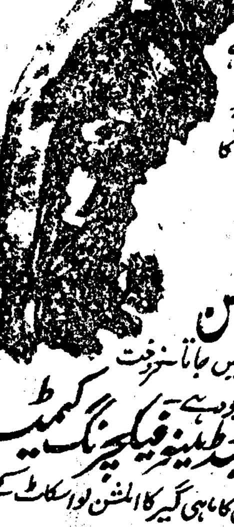

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں -

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے - ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا - ساخت کے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے -

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس

لنڈن { ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کر دیا گیا ہے - جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں - ۲ کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوالیں - یقیناً مذہبی دنیا کے ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے -

المشتھر

عبد العزیز احمد ... امقام زینت محل شہر دہلی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھ رشیم دار کشمیر کی لکڑی کا ہنیڈل کاک کین اور ربر کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہی قیمت ۲ روپیہ - کرکٹ بیٹ - سیدھے ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کا ۲ کین ہنیڈل ... بچے کھیلنے کے نہایت عمدہ

کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی - ہنیڈل میں ... کین ہوگا - کرکٹ بیٹ - آل کین - لکڑی ... مضبوط و صاف ...

پریکٹس کھیلنے کو کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹے { ۱۲ - ۱۳ برس کی عمر ... ایک بال لکڑی ... فی بکس ... ۱۰ والا سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹبال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

بچوں کے لئے فٹبال ... معہ بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ ... عمدہ اور مضبوط ...

... کے پیچ

پریکٹس

فی کاپی

کرکٹ رولس

المشتھر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ { السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مال ہر قسم کرکٹ بیٹ - پریکٹس وکٹ - فٹبال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میری خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے سا اور قیمت میں اس سے بہت کم - میں آپکو کم ... بالانتین کا مصداق پاتا ہوں - نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر ... سکول ... ضلع کانگڑہ

... شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت پیشگی سالانہ
۱- عوام سے
۲- خواص و معاونین سے
۳- ہندوستان سے باہر کے
۴- غیر مذاہب والوں سے
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپیہ سے کم آمدنی والے
لوگوں سے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۳۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر ... مطابق یکم شعبان ... | جلد

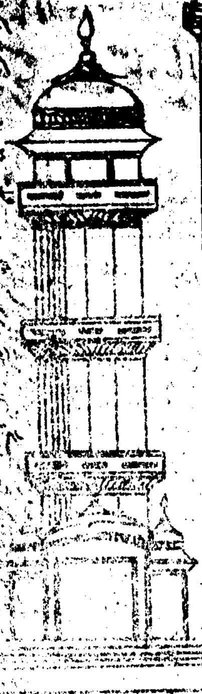

ایک اہم قومی ضرورت

آج پہلی مرتبہ نہیں بلکہ کئی سال سے میں یہ تحریک کر رہا ہوں کہ احمدی قوم باضابطہ جیسے روحانی طور پر ایک سلک میں منسلک ہے اسی طرح جسمانی طور پر اس کا شیرازہ قائم ہو اس ضرورت کو میں نے نہیں خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے اسی دن محسوس کیا تھا جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے اذن اور الہام سے سلسلہ بیعت کا اعلان کیا تھا۔ کیونکہ وہ فوائد اور منافع جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قیام سے وابستہ کئے ہیں اس کے لئے اس انتظام کا ہونا ضروری تھا۔ بہر حال بارہا تحریکیں ہوئیں اور جہاں کا کم و بیش اثر ہی ہوا۔ آخر صدر انجمن احمدیہ کی صورت میں یہ پودا حضرت اقدس کے حکم سے لگایا گیا۔

صدر انجمن احمدیہ بالطبع چاہتی ہے کہ اس کے ماتحت دوسری انجمنیں اس سے وابستہ ہوں اس کے لئے جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے باقاعدہ تحریک کی ہے اور متعدد مرتبہ کی قومی ضرورتوں کے پورا کرنے اور ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قیام سے وابستہ رکھی ہیں ضروری ہے کہ مختلف مقامات پر احمدی انجمنیں قائم ہوں اور افراد سلسلہ کا ایک باضابطہ ... صدر انجمن احمدیہ نے احمدی انجمنوں کے لئے ضروری قواعد تیار کر کے چھاپ دیئے ہیں اور مختلف مقامات پر ان قواعد کی کاپیاں بھیج دی گئی ہیں جن احباب کو انکی اور ضرورت ہو وہ دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ سے درخواست کر کے منگوا لیں اور بہت جلد ان قواعد کے ماتحت انجمن قائم کر کے اطلاع دیں۔ جب باضابطہ انجمنیں قائم ہو جائیں گی تو قومی کاموں میں جو دقتیں یا مشکلات آئے دن پیدا ہوتی ہیں انشاء اللہ وہ پیدا نہ ہوں گی۔ کیونکہ مرکزی طور پر قوم ان مشکلات سے آگاہ ہو گی اور ان ضرورتوں کے

پورا کرنے کے لئے تجاویز سوچے گی اور ان پر عمل درآمد کرنے کا راستہ ... یہ مضمون نیا نہیں پرانا ہے۔ اس ... ناپسند ہو مگر ...

خوبی حدیث یار کہ تکرار میکنم

ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ صاحبان خاموش ہیں

زکوٰۃ فنڈ کی سو کا مقروض ہے اس لحاظ سے وابستگان زکوٰۃ فنڈ کی جو حالت ہو سکتی ہے وہ قابل غور ہے اس مہینے میں علی العموم زکوٰۃ دی جاتی ہے اسکے لئے سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ توجہ دلا چکے ہیں میں اس وقت ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں۔ قاضی سید غلام حسین صاحب اور ڈاکٹر اشفاق علی صاحب نے اپنے احمدی معاصرین کو ان احمدی طلباء کی امداد کے لئے متوجہ کیا تھا جو ورنیکلر کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور بتایا تھا کہ محض ان طلباء کو مدد دینے کی وجہ سے ہی زکوٰۃ فنڈ مقروض ہو گیا ہے اس پر صرف ڈاکٹر غلام غوث صاحب اور ڈاکٹر احمد علی خان صاحب نے توجہ فرمائی ہے۔ اول الذکر نے پانچ روپیہ اور آخر الذکر نے ... چندہ بھیجا ہے اگر ... ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ توجہ کر کے اس فنڈ کی اعانت فرماویں تو کم از کم زکوٰۃ فنڈ کے سر سے تو بوجھ اتر جاوے امید ہے یہ تحریک خالی نہ جاوے گی خدا کرے کہ ہمارے بھائیوں کو توجہ ہو

یہ سچ ہے قادیان دار الامان ہے
نزول رحمتِ حق کا مکان ہے

انسان کی امن پسند طبیعت ہر مکان اور ہر زمان میں امن وامان کی طالب ہے ہر موسم کا تغیر اسکی تدابیر امن و آسائش میں اس کے مال وجان کے متعلق نئے سے نیا تغیر پیدا کراتا رہتا ہے۔ دن کی روشنی جن سامانوں کو اس کے گرد وپیش دکھلاتی ہے رات کی تاریکی اس سارے نقشہ کو بدل کر کچھ اور ہی سمان سامنے لاتی ہے۔ اور روشنی میں جو تدابیر تو سوچتے ہیں رات کی تاریکی میں انکی طاقتوں کو بچانے کے واسطے دیگر تدابیر کی ضرورت پڑتی ہے۔

رات اور دن کا ادل بدل کرآنا موسموں کا یکے بعد دیگرے تبدیل ہونا انسان کے امن وآسائش پر خاص اثر ڈالتا ہے۔ ان فی اختلاف الیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ انسانی مقدورات کئی انقلابات کے ماتحت ہیں۔ مگر ان زبردست انقلابات سے غیر محفوظ انسان اپنی غلط کاریوں سے موجبات امن کے چھٹنے کی بھی اکثر دہوکہ کھاجاتا ہے۔ کسی چیز کو جو اس کے حق میں مضر ہے مفید سمجھتا ہے اور جو مفید ہے اس کو مضر خیال کرتا ہے۔ سچی ہدایت کی خلاف ورزی سے یہ امن وآسائش کی متلاشی روح دکھوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور غلط نتیجہ پیدا کرتے ہوئے اس عالم سے رخصت ہوکر ایک ایسے عالم کیطرف جاتی ہے کہ جہاں اس عالم کی کوئی چیز اس کے امن کی ذمہ وار نہیں ہوسکتی۔ آیندہ زندگی یا انجام بخیر کی فکر ایک ایسی فکر ہے کہ زمانہ ماضی کے گذشتہ واقعات زمانہ حال کو علم میں مبتلا کرسکتا آیندہ زندگی کے زمانہ کو بامن بنانے کی تیاری میں مصروف رکھتے ہیں۔ اگر کسی طبقہ میں زندگی کا احساس مذہبی پہلو کے تعلق سے نہیں ہوتو بھی وہ اپنی موجودہ زندگی کو کسی نہ کسی آیندہ نتیجہ یا انجام نیک طرز سے طریق پر بسر کرنیکی کوشش کرتا ہے کہ موجودہ کارروائی آیندہ نتیجہ یا انجام کو جو اسکی موجودہ عملی زندگی کا خاتمہ یا آخری سرا ہے اس کیلئے مفید اور سچی خوشی اور امن کا موجب بنا وے خواہ اسکی نظر اسی دنیا کی صلاح وفلاح تک محدود ہو اور خواہ اس عالم فانی سے گذر کر دوسرے جاودانی عالم تک پہنچتی ہو۔

جب سے انسانی نسل اس زمین پر آباد ہوئی ہے اور جب کسی قوم میں تمدن کا رنگ آیا ہے یہ اصول کہ انسان کی عملی طاقتیں مفید انجام اور بہتر نتائج پیدا کریں نظر انداز نہیں ہوا۔ اس اصل کے قائم کرنے اور اس مقصد میں کامیاب ہونے کیلئے دو نظام نوع انسان میں پائے جاتے ہیں ایک نظام جسمانی اور دوسرا نظام روحانی۔ انسان کے جسم وجان کے متعلق جو قوانین کہ الٰہی منشاء کے مطابق ہوں وہی انسان کے لئے واقعی مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور ان قوانین کی عملی رفتار اگر اپنے اصولوں پر سیدھی سیدھی چلی جاوے تو آخر کار نظام روحانی کے قیام اور اجرا کے لئے ممد ومعاون ہی ثابت ہوتے ہیں۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ انسانی غلط کاریاں جب وحدت ارادی مجموعی تعلق اور امن عامہ خلائق میں خلل انداز ہونے لگ جاتی ہیں تو نظام جسمانی اس نظام روحانی کے کسی نہ کسی مخالف سمت پر چلکر انسانی اصلاح وفلاح اور امن وآسائش کے اصلی مرکز سے ہٹا دیتا ہے اور نظام عالم میں ایک خلل اور نقص کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

اصلی منشاء ان قوانین کا ہی جو انسان کے جان ومال کے متعلق وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کیطرف سے نافذ کئے جاتے ہیں یہی ہوتا ہے کہ انسان کا جان ومال امن میں رہے اور انسانی نسلیں جبتک زمین پر آباد رہیں اپنے حقوق جائز کے حاصل کرنے میں اس طریق کو مرعی رکھیں کہ جسمیں خود غرضی اور نفسانی جوش کیساتھ غصب حقوق کی کارروائی کا دخل نہ ہو اور ظلم وتعدی کی راہوں کو بند کیا جاوے اور انسانی نسلوں کو وحدت قہری کے نیچے لاکر امن وآسایش عامہ خلائق کو قائم رکہا جاوے۔ بلا خیال اس کے کہ اس انتظامی صورت کا مآل دوسرے عالم کی پاک اور مبارک زندگی کے لحاظ سے کیا ہے یہ نظام قائم کیا جاتا ہے۔ وہ نظام جو نظام روحانی کہلاتا ہے یا جس کو وحدت ارادی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اگرچہ اپنے نفاذ واجرا میں انسانی نسلوں کے اس پہلو کو جو ان کی جان ومال کے متعلق ہوتا ہے فراموش نہیں کرتا اور امن عامہ خلائق کے احکام اس میں بھی داخل ہوتے ہیں مگر اسکی غرض وغایت صرف اسی عالم کے امن آسایش تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ اس نظام کا سلسلہ اس عالم فانی کے بعد آنیوالے عالم کے لئے انسانی نسلوں کو تیار کرنا ہوتا ہے اور اس نظام کے قوانین میں یہ عالم اس عالم کی تیاری کیلئے ایک منزل قرار دیا جاتا ہے پس اس نظام کے ماتحت جو عملی کارروائیاں قوموں کی تہذیب سے ظاہر ہوتی ہیں ان کا رنگ وحدت قہری یا انسانی گورنمنٹوں کے رنگ سے اس خاص صورت میں جو آیندہ زندگی یا عالم آخرت کے متعلق ہوتی ہے ایک نرالا رنگ ہوتا ہے اس نظام روحانی کے بادشاہ انبیاء ورسل کے نام خدا سے آسمان وزمین سے پاکر دنیا میں آتے ہیں اور جو آسمانی سلطنت یہ خدا کے پاک بندے قائم کرنا چاہتے ہیں اس کا تعلق براہ راست خدائے زمین وآسمان سے ہوتا ہے۔ زمینی انتظام یا زمینی گورنمنٹوں کے نظم ونسق میں انکو دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ زمینی سلطنت قائم کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے بلکہ زمینی گورنمنٹوں کے اس حصہ نظم ونسق میں جو امن عامہ خلائق کے قائم کرنے اور بغاوت وفساد کے موجبات کو دور کرنے اور ظلم وتعدی کی راہیں بند کرنے اور ملک کو وفاداری اور راستی اور اتفاق کی برکتیں دینے کا ہوتا ہے یہ نظام مددگار ہوتا ہے ہر ایک زمینی گورنمنٹ جو عدل وانصاف کی رعایت رکھکر مخلوق خدا کو اپنے رحم اور شفقت سے متمتع کرتی ہے۔ اس آسمانی گورنمنٹ کے نظام سے جو ان خدا کے پاک بندوں کے سپرد ہوتا ہے انکی دعا اور مدد کے ذریعہ سے برکت پر برکت پاتی ہے۔ یہ خدا کی مرضی کو زمین پر پہلانیوالی بابرکت قوم وہ قوم ہے جسکی پیروی سے انسانی نسلوں میں وحدت ارادی پیدا ہوتی ہے انسانی قوتیں انکی روحانی پاک تعلیم سے مہذب ہوکر سچے اخلاص اور پاک محبت کا اثر پیدا کرکے وہ پاک اور مبارک نتائج دنیا میں ظاہر کرتی ہیں جو وحدت قہری یا زمینی گورنمنٹوں کے جبر اور سزا کے قانونوں سے حاصل نہیں ہوسکتے۔ مبارک ہے وہ سلطنت جسمیں ایسا انسان موجود ہو اور مبارک ہے وہ انسان جسکو عدل وانصاف کی رعایت کرنیوالی ایسی سلطنت ملی ہو۔ سلطنت انگریزی کے مبارک عہد میں۔ ہندوستان کی سرزمین میں پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان سے ایک امن کی آواز نکلی ہے صلح وآشتی کا جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ مذہب اسلام کی پاک تعلیم کو ان حشو وزواید سے علیحدہ کرکے پیش کیا گیا ہے جو انسانی غلط کاریوں اور نفسانی اغراض کی آمیزش سے قابل اعتراض ٹھہر گئے تھے وہ پاک چشمہ جس نے پوری صفائی سے خوشگوار اور شیریں پانی انسانی نسلوں کو پلاکر پاکیزگی اور طہارت کو نفوس کے اندر پیدا کیا تھا اور جس نے علم وحکمت کے چمکتے ہوئے مصفا جواہرات کے ڈہیر لگادیئے تھے نااہلوں کے بیجا تداخل اور غارت گری سے بربادی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور قومیں ناواقفی کے سبب اسکی سچی معرفت اور قابلقدر شناسائی سے محروم ہوچکی تہیں۔ یکبیک اس امن کی آواز نے جو آسمانی مرضی کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے نکلی ہے لوگوں کو اس صداقت اور حقیقت کیطرف بلایا ہے جو دنیا اور اہل دنیا کو ہر ایک خطرہ سے بچاکر سلامتی کے طریق پر ڈالنے والی ہے۔

یہ بالکل یقینی اور واضح امر ہے کہ اس سلامتی کے آواز دینیوالی اور اس صلح وآشتی کے منادی کرنیوالے نے ایک ایسے آنیوالے انسان کے رنگ میں امر الٰہی سے اپنے آپ کو

ظاہر کیا ہے جو کل اب ہی کتابوں کو ماننے والوں اور مذہبی پابندی اختیار کرنیوالوں کے لئے ایک عجوبہ بلکہ عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ نے اپنے پہلے رنگ میں مختلف زمانوں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں ایک سخت تشویش پیدا کی اور بڑے نظارہ دکھایا ہے۔ سلطنت کی بے امنی ملک کی تباہی نافذ الوقت قوانین کو درہم برہم کرنے کی سازشوں سے قوموں میں جنگ و جدال کی روح پھونک کر امن و آسائش اور حفاظت جان و مال کے برباد کن واقعات دکھلائے ہیں۔ تاریخ دنیا کے صفحات ان واقعات پر پوری روشنی ڈالتے ہوئے ان پر فساد اور خلاف امن کار روائیوں پر ملامت کے ووٹ پاس کر چکے ہیں۔

مسیح موعود یا مہدی معہود کا مسئلہ اپنے پہلے رنگ کے عقیدہ میں واقعی ایک ایسا خطرناک مسئلہ ہے کہ اس لفظ کے کان میں پڑتے ہی بہی خواہان اقوام محافظان ملک ارکان سلطنت اور ذمہ داران رفاہیت خلائق چونک پڑتے ہیں اور اس عقیدہ کی متعلق پہلی کارروائیاں معاً ایک خونریز جنگ و جدال کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لے آتی ہیں اگرچہ موجودہ سلطنتیں اپنے نظام میں ایسی مستقل اور پایہ برجا واقع ہوئی ہیں کہ اس قسم کی شورش اور فساد پیدا کرنیوالے باغیوں کے قلع و قمع کرنیکا کافی سامان انکے پاس موجود ہے۔ مگر پھر بھی آئے دن ایسے غلط اعتقاد کی بنا پر منصوبہ بازیوں کا بازار گرم ہونے سے عدل و انصاف کی کارکنوں کو مشکلات کا پیش آنا عامہ خلائق کی رفاہیت کے برخلاف قدم بڑھانے پر مجبور کرتا ہے۔ مگر اس خدا سبحانہ نے جو زمین و آسمان کا حاکم ہے ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک انسان کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا شرف خود عطا فرمایا اور اسکو امن و سلامتی صلح و آشتی کا شہزادہ بنا کر بھیجا ہے اور اس کے ذریعہ سے اس عقیدہ کے غلط مفہوم کو ظاہر کر دیا ہے اور ہمیشہ کے واسطے خونریز جنگ و جدال کا جو خلاف امن ساز شوں منصوبوں اور فساد انگیز دعاوی کے ہمیشہ ہوتا رہتا تھا خاتمہ کر دیا ہے اور اپنے رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو اب تک اپنے سچے مصداق کی انتظار و امید میں تھی پورا کر دیا ہے۔ جس نے آتے ہی بموجب حکم یضع الحرب جہاد کی ہیبت ناک اور تشویش میں ڈالنے والے عقیدہ کو موقوف کر دیا اور اس کے منسوخ ہو جانیکا فتویٰ دیدیا ہے اور کل مسلمانوں کو اپنے حکم و عدل ہونیکی حیثیت سے آگاہ کر دیا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بخوف و بیگزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

یہ پاک مسلم جو امن پسند انسان جو مسیح موعود یا مہدی معہود کے نام پر بھیجا گیا ہے۔ ایک ایسے معزز خاندان سے ہے جو نسل فارس کی ایک یادگار ہندوستان میں موجود ہے اور اس خاندان کے بزرگ اپنی پارسائی زہد و اتقا کے زندہ نشانات اپنے اندر رکھتے ہوئے ہیں۔ سلطنت انگریزی کے ساتھ وفاداری کرنا اور دانشمندی اطاعت اور فرمانبرداری سے خدمات بجا لانا اس خاندان کے خمیر میں موجود ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی زبردست شہادتیں اس خاندان کی وفاداری اور نمک حلالی کا اعتراف کرتے ہوئے پیش ہو چکی ہیں۔

میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اس معزز و محترم خاندان وفادار گورنمنٹ انگریزی کی یادگار ہیں جنکو خود خدا تعالیٰ اپنے زبردست آسمانی منشا کے پورا کرنے کے لئے مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام پر مبعوث فرمایا ہے اور اس نے چاہا ہے کہ جملہ غلط اعتقادات اور فساد انگیز روشوں کو بدل دے جو خود غرضانہ ناپاک نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کیلئے ڈالی گئی ہیں اور اسلام کی پاک تعلیم کو اس کے اصلی اور ابتدائی رنگ میں ظاہر کرے جس سے صلح و محبت کی ہوا صاف ہوا اطراف عالم میں پھیل جائے اور قوموں کو پتہ لگ جائے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو جملہ انبیاء صادقین اور راستباز ان متقین کی پاک صداقتوں کا جامع مذہب ہے اور سب پاک صحیفے جو خدا کیطرف سے نازل ہوئے ہیں اور جناب ابراہیم ؑ سے لیکر جناب مسیح علیہ السلام تک مخلوق کو پہنچائے گئے ہیں اور جس کی تبلیغ کل انبیاء نے کی ہے وہ اپنی اصلی صورت اور سیرت میں قرآن کریم کے اندر محفوظ ہیں۔ یہ تبلیغ حق کا رنگ جو مسیح موعود اور مہدی معہود نے اختیار کیا ہے پاک جماعت انبیاء اور مرسلین کے رنگ پر ہے اور اس زمانہ میں اسواسطے ایک نرالا رنگ ہے اور اس میں شک نہیں کہ پرانے طریقوں اور تعلیموں کے دلدادہ لوگوں کو خواہ کسی قوم کسی مذہب اور کسی طبقہ میں ہوں ناگوار گذرتا ہے اور وہ صرف ایسی خیالی تعلیموں پر مرمٹے ہیں جن میں زندگی کی روح نہیں ہے اور اسی لئے وہ تعلیمیں انسانی اصلاح و فلاح کا اثر پیدا کرنے میں کمزور ہو گئی ہیں خدائی تعلق اور باطنی طہارت اور مذہب کی سچی فرمانبرداری سے قومیں دور جا پڑی ہیں۔ مذہب کی بیجا حمایت جو بلا دلیل و برہان ہو اور جس میں صداقت اور حقانیت کا کوئی نشان نہ ہو کچھ بھی اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ مخلوق کی سچی خیرخواہی اور انسانوں کی واقعی مفید اور نتیجہ خیز اصلاح اسی تعلیم کے ذریعہ سے ہوگی جو مسیح موعود نے اختیار کی ہے اس پاک اور مفید تعلیم کی تفصیل سے اس امن پسند مصلح جو انسان کی تالیفات اور تصنیفات جو اس کے آغاز دعویٰ سے اب تک ملک میں شائع ہو چکی ہیں بھری پڑی ہیں ہزار ہا اشتہار اور سینکڑوں رسالے جو ملک میں پھیلائے گئے ہیں مسیح موعود کے پاک اغراض کو ظاہر کرتے ہیں انمیں ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کیگئی ہے۔ حقوق اللہ کے متعلق بنی نوع انسان کے حقوق کے متعلق جن کو حقوق العباد بھی کہتے ہیں اور پھر اس کے ضمن میں گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلق کی نسبت جس زور و شور سے کلام ہوا ہے وہ اپنی طاقت میں اپنی صداقت میں اپنے زور دلایل میں لاجواب ہے اور اپنی لاثانی جامعیت کو ظاہر کر رہا ہے۔ گو اندرونی اور بیرونی مخالفین نے اپنے دلوں کی بیماری کے سبب سے جو بغض و حسد یا بداعتقادیوں کے راسخ ہو جانے کی وجہ سے انمیں پیدا ہو گئی ہے اس کا خلاف کیا ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ غلط الزاموں افتراپردازیوں غلط بیانیوں اور بیجا تہمتوں سے اسکی سچی اور مفید تعلیم کو جو رعایا اور گورنمنٹ دونوں کے حق میں مبارک ہے قوموں کے دلنشین ہونے سے روک دیں۔ مگر پھر بھی آسمانی تائیدات اور خدا کے زبردست نشانوں سے وہ تعلیم پھیل رہی ہے اور خدا کے راستباز بندے مشرق و مغرب سے اس کے پاس چلے آتے ہیں اور اس کی پاک صحبت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اس خدا کے برگزیدہ نے ایک قوم خدا کی فرمانبردار اور گورنمنٹ کی وفادار تیار کی ہے جو احمدی قوم کے نام سے موسوم ہے اس قوم کے افراد مختلف طبقوں سے ہیں۔ سنی۔ شیعہ۔ مقلد۔ غیر مقلد کی تفریق اس جماعت احمدیہ میں باقی نہیں رہتی ہر ایک شخص جو اس جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ ان تنازعات کو قطعاً ترک کر دیتا ہے جو اسلام کے مختلف فرقوں میں موجب تفریق ہوتے ہیں فروعات کی بحثیں اور لاطائل مسائل پر گفتگو بند ہو جاتی ہے۔ باہمی محبت اور صلح تحقیق حق اور اصلاح حال کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ مذہبی عناد اور فرقہ بندی سے نفرت کی جاتی ہے۔ پوری سلامتی اور صدق سے قرآن کریم کے احکام اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنن کی پیروی ہر ایک احمدی کی اصلی

غرض ہوتی ہے تفصیل اور تعیین چھوڑ دی گئی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ الہدی کے ذرائع اور
بھی توضیح انسان کے متعلقہ ذرائع کی سمجھ پیدا کی گئی ہے۔ مگر اہل مذاہب کے ساتھ
صرف اس وجہ سے کوئی عداوت نہیں رکھی جاتی کہ وہ کیوں دیگر مذاہب کے پابند
ہیں اس خلاف کا منشاء من حیث المذہب ہوتا ہے نہ من حیث الافراد مذہب
ایسی باتیں یا ایسا اعتقاد جو خدا کی شان اور اس کی پاک صفات کے برخلاف ہوتا ہے
اس کا خلاف کیا جاتا ہے۔ حجت ہائے قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس اعتقاد
کی شناعت کو ثابت کیا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ ہر ایک مذہب ان بد اعتقادیوں
سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے جو خدا کی شان اور اس کی صفات کے منافی
ہیں۔ نکمان بد اعتقادیوں کی وجہ سے مذاہب میں جو ہر قسم کی بدراہی اور فساد پیدا
ہوکر اس یگانہ صاحب قدرت خدا سے انحراف ہو گیا ہے اور اس کی سچی اطاعت
اور فرمانبرداری کو ترک کر کے لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے ہیں اور سلامتی کے
طریق کو چھوڑ بیٹھے ہیں یہ اس کامل بالقدرت زندہ خدا کا چہرہ دیکھ لیں اور اس کی
الفت کا پیالہ پی کر اس کے ساتھ سچی محبت اور وفا کا طریق اختیار کریں تاکہ دین
و دنیا میں ان کا بھلا ہو اور وہ ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے جو ان کے شامت
اعمال کے سبب سے ان کے عائد حال ہو رہی ہیں نجات پاویں اس اجنبیت
کو دور کرنے کے لئے جو ہر ایک مذہب میں باوجود ایک خدا ہونے کے پیدا
ہو گئی ہے اور واحد خدا کی مخلوق غلط کاریوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے
علیحدہ ہوکر راستبازوں کی نسبت بدظنیاں پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی رضامندی
کی راہوں سے ناآشنا ہو گئے اور وحدت کے اصول سے نفع حاصل کرنا بھول
گئے تھے اور اس غرض کے لئے کہ نفرت و کدورت باہمی دور ہو جائے امن و سلامتی
اور صلح و آشتی کی تعلیم کے قریب آ جائے۔ اس زمانہ کے امام معصوم۔ مجدد۔
یا ریفارمر نے خدا کے حکم سے علی الاعلان اشتہار دیا ہے کہ میں مسلمانوں کیلئے
مہدی ہوں۔ عیسائیوں کے لئے آنیوالا مسیح ہوں اور آریوں اور
ہندوؤں کے لئے وہ کلنکی یا کرشن اوتار ہوں جو اس زمانہ میں وعدہ دئے
گئے ہیں۔ جن روایات یا اندراجات کتب الہامی کی بنا پر یہ عقیدہ کہ آئندہ
زمانہ میں ایک ایسا مصلح موعود خدا کی طرف سے آنیوالا ہے قائم ہوا ہے ان
روایات اور اندراجات پر اس مدعی نے معقولی اور منقولی رنگ میں اپنے
دعوے کو پیش کیا ہے اور ہر پہلو سے اس پر بحث کر کے نہایت واضح دلایل
پیش کئے ہیں وہ خدا کے فضل اور اس زمانہ کے ۔ ۔ ۔ آسمانی امداد
نشانات سے کامیاب ہوا ہے اور ان سب باتوں کا اپنی تالیفات اور تصنیفات
میں اس نے مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ یا پیغام کسی حسد عداوت
یا خود غرضی کی بنا پر نہیں ہے بلکہ محض خیر خواہی سے خدا تعالیٰ کے امر سے وہ
اس پر قائم ہوا ہے۔ اس نے جملہ مذاہب کے پاک بانیوں اور ان کے راستبازوں
سے انکار نہیں کیا بلکہ ان کی عظمت اور بزرگی کو تسلیم کیا ہے اور ان کے اس
تعلق کو جو وہ اپنے اخلاص اور محبت سے خدائے یگانہ کے ساتھ رکھتے تھے نہایت صفائی
سے بیان کیا ہے اور اس کا اقرار کیا ہے۔

ہاں اس حق پرست خدا کے غیرت مند موعود نے انکی ایسی عظمت کو جو خلاف
شان خدا و صفات خدا اور ان پاک برگزیدوں کی تعلیم کے منافی ان کے ماننے
والوں نے ظاہر کی ہے تسلیم نہیں کیا اور اس بات پر اس خدا کے واسطے غیرتمند
نے سختی سے زور دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ وہ اس غلطی کو دور کریں اور صرف
اسی قدر عظمت اور عزت کسی بانی مذہب کی تسلیم کریں جو خود خدا نے ان کو
دی ہے یا اسکی سچی تعلیم سے پیدا ہوتی اور خدا کی صفات کے منافی نہیں ہے اس

تعلیم کے پھیلانے اور اس حق و صداقت کے ظاہر کرنے میں بیشک اس نے کسی
مذہب یا اہل مذہب کا لحاظ نہیں کیا اور کسی قسم مداہنت یا بیجا خوشامد کے طریق کو
پسند نہیں کیا اور نہ کسی کی ناراضگی یا بدگوئی کی پرواہ کی ہے۔ اس کی یہ تعلیم جو صرف
خدا تعالیٰ کی عظمت اور شان کو قائم کرتی ہے اس کی ہر ایک تصنیف میں نہایت
صفائی سے موجود ہے اور اس سچی اور پاک بے عیب تعلیم کو پیش کرنا ہر ایک احمدی
کے لئے فخر کا موجب ہے۔

اس نے اس طوفان سے بچنے کے لئے جو طبائع کی شورش اور فساد سے
خلاف منشار الہی عالم میں پیدا ہوا ہے یا کسی طوفان ہلاکت کے آئندہ پیدا ہونے
کی خبر ہے ایک سفینہ تیار کیا ہے جس کا نام کشتی نوح رکھا گیا ہے۔ یہ ایک
رسالہ ہے جو ملک میں شایع ہوا ہے قوم احمدی کے لئے خصوصاً اور جملہ عالم کیلئے
عموماً بہت مفید اور مبارک سبق اسمیں درج ہیں اور امام کا حکم ہر ایک احمدی کو
یہ ہے کہ جو مرید اس کتاب کے سبقوں کو حفظ کرتا اور اس کی تعلیم پر عمل کرتا ہے
وہی اس کا مرید ہے اور وہی ہے جو خدا کے نزدیک اسکی کشتی پر سوار کہ یا سوار
ہونے کا امیدوار ہے وہ بیشک اس زمانہ کا نوح ہے مگر اس کی کشتی صرف اسی
شخص کو اس زمانہ کے طوفان سے بچا سکتی ہے جو اس کے حکموں پر چلتا اور اسکی
ہدایتوں کو عمل میں لاتا اور اسکی تعلیم کا صدق دل سے پابند ہوتا ہے۔ وہ جو اس کے
حکموں کی پیروی نہیں کرتا اور اسکی پاک باتوں کا شنوا نہیں ہوتا اور اسکی پاک تعلیم
کی پروا نہیں کرتا اور اسکی شرایط بیعت کا پابند نہیں ہوتا وہ اسکی کشتی سے دور ہے
اور وہ خدا کے فضل سے مہجور ہے وہ خدا جو کہ دلوں کو دیکھتا ہے نہ کہ ظاہر کو اور
وہ جو حال کو دیکھتا ہے نہ کہ قال کو ایسے مرید کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا اور وہ باوجود
قریب ہونے کے دور رہے گا اس کا مرید ہونا کچھ کام نہیں آئے گا وہ ہلاکت
کے حوالہ کیا جائے گا۔ جہاں سوائے دانت پیسنے اور رونے کے اس کو
کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اب میں یہاں ہر ایک اہل دل عقلمند باہوش و حواس انسان سے سوال
کرتا ہوں کہ کیا ایسا انسان جس کی یہ تعلیم ہے اس قابل ہے کہ رد کیا جائے اور
اسکی ایسی پاک تعلیم سے انکار کیا جائے۔ اور اسکی ہمدردانہ کارروائیوں کو نابود
کرنے کے لئے ناکامیاب کوشش کی جائے اور بدظنی کا مواد پیدا کر کے ان حقایق
حقہ کو جو وہ ظاہر کرتا ہے برے اور خلاف پیرایوں میں دکھلایا جاوے اور اس کو
ایک مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ثابت کرنے کی کمزور کوشش کی جائے اللہ اللہ اگر
یہ غریب صلح جو برگزیدہ انسان جو ہر رنگ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا آسمانی مرضی سے خیر خواہ
وفادار ہے اور ہر وقت گورنمنٹ کی حمایت کے لئے تیار ایک کثیر جماعت کا امام
اور سردار ہے مفسد اور بدخواہ گورنمنٹ ہے تو پھر مشرق سے مغرب تک کسی خیر خواہ
گورنمنٹ کا پیدا ہونا یا تلاش کرنا سخت مشکل اور محال ہے۔

اے دیکھتی آنکھو اور اے سننے کانوں ان صداقتوں اور سچی باتوں کا جو
نہایت وضاحت سے سچے اور صحیح اقرار سے روز روشن میں بلاخوف لومۃ لائم
کے ملک کے اندر ظاہر ہو رہی ہیں۔ انکار کرنا اور ان کو پوشیدہ کرنا تم کو کیوں پسند
آیا ہے۔ مسلمانو اسلام کے ماننے والی قوم جو پہلے ہی ۷۲ کی فرقہ بندی میں مبتلا ہے
کیوں اسلام کے اقبال و دولت کا زوال چاہتی ہے کیوں اس کو اچھے حال میں
دیکھنا پسند نہیں کرتی کیا یہ بات سچ ہے۔ کہ (محمد) نے جو حساب جمل یعنے
ترتیب ابجدی کے لحاظ سے ۹۲ کا عدد اپنے اندر رکھتا ہے ہفتاد و دو یعنے بہتر
فرقے تجھ میں پیدا کر دیے ہیں۔ اب کہ دنیا کا آخری دن ہے اور فیصلہ کا وقت
قریب ہے اس حسد کو چھوڑ اور خدا کے پاک منشار کو سمجھ اور اس آخری صلح و آشتی

چند دنوں کے پیچھے آتا کہ خدا کا ہاتھ تیرا محافظ ہے۔ دیگر اہل مذاہب شاید عداوت اور بغض کی وجہ سے اسلام کی ترقی و اقبال کے خلاف کوشش کرنا اپنی بہتری کا موجب سمجھتے ہوں۔ مگر مجھکو ان پر فوق ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور دست نگر رہنے میں کیسے ہو سکتا ہے دیکھو تو ہیرون کی ہم زبان نہ ہو اپنے اور بیگانے میں تمیز پیدا کر اور خدا کا خوف کر خیر خواہ کو بدخواہ مت خیال کر بیگانوں کی مخالفت پر تو خوش نہ ہو بیگانے تو اس کو بیگانہ سمجھیں گے مگر تیرا تو واقعی بیگانہ ہے پس تو بیگانہ کو بیگانہ سمجھ باز آ باز آ خدا کا ہاتھ زبردست ہاتھ ہے یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔

مسیح موعود کی پاک اور مصفیٰ تعلیم کی نسبت بدگمانی پیدا کرانا گویا آفتاب کو چھپانا ہے یہ تعلیم کیا بلحاظ نظام جسمانی کے اور کیا بلحاظ نظام روحانی کے امن کی تعلیم ہے۔ اس تعلیم کا لانے والا محبت و وفا صلح و اتقا صدق و اخلاص سے خمیر کیا گیا ہے وہ راستی کا عصا ہے مبارک ہے یہ سلطنت انگلشیہ جسکی ظل حمایت میں خدا نے اس کو قائم کیا ہے یہ سلطنت اپنے عدل و انصاف اور مذہبی صداقتوں کو غیر متعصبی کی نگاہ سے دیکھنے میں لاثانی ہے اسی لئے مختلف المذاہب قوموں پر خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے اقتدار عطا بخشا ہے اور مسیح موعود جیسا دعاگو اور احمدی قوم جیسی تابعدار و وفادار دیانتداری سے اپنے فرائض کو ادا کرنے والی قوم اس کو عطا کی ہے

ہاں قادیان ہی وہ دارالامان ہے جس سے امن و سلامتی اور صلح و آشتی کی تعلیمیں نافذ ہوتی ہیں۔ قادیاں کے اندر احمدی قوم کے امام اور سردار کے زیر سایہ زندگی بسر کرنیوالے بزرگ ہی اس قابل ہیں کہ دنیا میں عزت کی نظر سے دیکھے جائیں۔ ان بزرگوں کی شب دراز کی دینی خدمات جو وہ نہایت اخلاص اور دردمندی سے بجا لا رہے ہیں اس لائق ہیں کہ اسلام کی بہتری چاہنے والے اور مسلمانوں کی صلاح و فلاح کی فکر کرنیوالے ان کی پیروی کریں۔

اسی امن و امان کے مکان سے حق و صداقت کی حمایت ہوتی ہے۔ اسلام کے وہ انوار جن سے دنیا بے خبری کی تاریکی میں پڑی ہوئی ہے اور جن کی حق کے متلاشیوں کو ضرورت ہے قادیاں کے مشرق سے نمودار ہو کر خدا کے بے نفس بندوں کے ذریعہ سے اکناف عالم یعنی یورپ اور امریکہ تک پھیل رہے ہیں۔ ان مہاجرین کے اقوال و افعال دین کی نورانیت کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کا حال و قال فنا فی اللہ کا رنگ دکھلا کر پورے جوش سے اسلام کی ترقی پر تلا ہوا نظر آتا ہے ان کی جسمانی ہمتیں اور دعائیں رات دن اس مقصد میں مصروف ہو رہے ہیں۔ اسی دارالامان میں وہ درس گاہ بھی قائم ہے جو اسم بامسمیٰ تعلیم الاسلام ہے۔ گلستان اسلام کے نوخیز نونہال جو اس درس گاہ میں تعلیم پا رہے ہیں ان کی پرورش جس طریق سے اس چمن میں ہو رہی ہے اور آسمانی باغبان کی نگرانی میں جس طرح سے ان پودوں کی آبیاری کیجاتی ہے نورالدین جیسا نافع الناس عالم بے بدل جس کا علم قرآن اور جس کا روشن دماغ ہر ایک میدان میں بالاسے بالا۔ دلائل حقیت اسلام پیش کرتا ہے انجمن صدر احمدیہ قادیان کی صدارت پر ممتاز ہو کر اپنے بے نفس اصحاب کی مدد سے اس درس گاہ کی نور و پرداخت میں مشغول ہے۔ صبح سے لیکر شام تک ہر ایک طبقہ میں ہر طرح کے علم کا فیضان بانٹ رہا ہے۔ درس قرآن۔ درس حدیث۔ درس فقہ۔ درس علم کلام۔ درس تصوف۔ درس علم طب غرضیکہ ہر ایک شاخ میں اسی قابل حبیب قوم اور مخلص خادم مسیح موعود کا روشن دماغ کام کر رہا ہے۔ اور مولوی سید محمد احسن صاحب جو علم مناظرہ میں ید طولےٰ رکھتے ہیں مخالفین کی تحریرات اور تصنیفات کے قلع قمع کرنے میں سرتاپا مصروف ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز کا ایڈیٹر اپنے ہی دھن میں لگا ہوا ہے وہ یورپ اور امریکہ میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ سے اسلام کی زبردست تحریک کر رہا ہے اور اس سلسلہ کا سردار اور امام حضرت مسیح موعود اپنی روحانی فوج کے ساتھ رات دن دعاؤں میں لگا ہوا ہے اور اپنے پاک انفاس سے ہر قسم کے باطل کو پاش پاش کر کے اپنی روحانی فوج کی ترقی کے واسطے میدان خالی کرا رہا ہے جس سے امید پر چڑھ بڑھ کر یقین دلاتی ہے کہ گلستان اسلام کی پر رونق بہار کے دن آنیوالے ہیں۔

دارالامان کے بزرگوں کی مساعی جمیلہ جسطرح اسلام کی پاک روشنی کو ظاہر کر رہی ہیں اسیطرح گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے ملک میں امن و امان کی روح پھونکنے والی ہیں اس سلسلہ احمدی کے سردار کی تعلیم اور ان بزرگوں کی نصائح مبارک ہیں قوم کے حق میں۔ مبارک ہیں گورنمنٹ کے حق میں وہ دل جو اس سرزمین میں تیار کئے جاتے ہیں یا تیار کرنے کی کوشش کیجاتی ہے سچے ہمدرد دل ہیں اسلام کے اور سچے ہمدرد ہیں بنی نوع انسان کے اور سچے ہمدرد و وفادار دل ہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے۔ دارالامان کا ہر ایک اخبار یا رسالہ ہر ایک تحریر چھوٹی ہو یا بڑی اس وفاداری کا سبق اپنے اندر رکھتی ہے جو ان کا امام خدا کے حکم سے ان کو دیتا ہے۔ مبارک ہیں وہ احمدی جو اس وفاداری کے سبق کو یاد رکھتے ہیں اور مبارک ہیں وہ بزرگان قوم جو یہ وفاداری کا سبق یاد کراتے ہیں اور مبارک ہے وہ مقام جس سے یہ وفاداری کی تعلیم ملک میں پھیلتی ہے اور مبارک ہے وہ امام جو اس وفاداری کی تعلیم دیتا ہے اور پھر مبارک ہے وہ گورنمنٹ جس کے عہد حکومت میں یہ وفاداری کی تعلیم محض صدق و راستی کی پیروی کر کے خدا یکتا کا جلال پھیلانے کے واسطے دیجاتی ہے تاکہ جیسی اسکی مرضی آسمان پر ہے زمین پر بھی قائم ہو اور آسمان و زمین کا صرف ایک ہی یگانہ خدا تسلیم کیا جائے اور اسی کی یگی فرمانبرداری کی جوا گردن پر رکھا جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر کہ ہر قسم کی قدرت اور طاقت تیرے ہی ہاتھ اور حقیقی نجات تیرے ہی فضل پر موقوف ہے۔

آخر پر حضور مسیح موعود کا ایک چھوٹا سا خط درج کیا جاتا ہے جو آپ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام تحریر فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کس غرض اور مقصد سے خدا کا حکم پہنچانے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ یہ مختصر خط بجائے خود احمدی قوم کیلئے ایک یاد رکھنے والا سبق ہے۔ جس سے زندگی بسر کرنیکا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اپنے امام کے حکموں پر چلنے کی پوری توفیق بخشے اور ایسا ہو کہ وہ امام کے منشاء کے مطابق وفاداری کا طریق اختیار کریں اور غربت اور عجز سے زندگی بسر کرنیوالے ہوں

حضرت مسیح موعود کا پورا نا خط حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلل اور تواضع سے اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دینے لگتے ہیں) دکھاوے۔ ۸ مارچ ۱۸۸۵ء

حضرت مسیح موعود کا عاجز خادم خاکسار میر حامد شاہ حال مقیم قادیان۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء

کلام المسیح

آج ۵ ستمبر صبح ۹ بجے حضرت روح اللہ کے دست مبارک پر دس بارہ آدمیوں نے دار البرکات کے صحن میں بیعت کی۔

حضور نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ عرض ہے۔ کیونکہ عاجز کو وہاں حاضری کا موقع مل گیا تھا۔ فلیبلغ الشاھد الغائب

حدیث میں آیا ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اب جو تم لوگوں نے بیعت کی۔ تو اب خدا تعالیٰ سے نیا حساب شروع ہوا ہے پہلے گناہ صدق و اخلاص کے ساتھ بیعت کرنے پر بخشے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے لئے بہشت بنا لے یا جہنم۔

انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے دوسرے عباد کے پہلے میں تو اسی وقت نقصان ہوتا ہے جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کیجاوے مگر دوسرے حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے رہنے کا مقام ہے۔ کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا ہی نہیں۔ ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے۔ کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گو یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی اور اتقا کے قایل ہو جائیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی نظر جذر قلب تک پہنچتی ہے پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ دل و جان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جاوے اور آیندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جاوے اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواست کیجاوے اگر اس حقیقت کے ساتھ استغفار نہیں ہے تو وہ استغفار کسی کام کا نہیں انسان کی خوبی اسی میں ہے کہ وہ عذاب آنے سے پہلے اس کے حضور میں جھک جاوے اور اس کا امن مانگتا رہے عذاب آنے پر گڑگڑانا اور ربنا وقنا پکارنا تو سب قوموں میں یکساں ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ خدا کا عذاب چاروں طرف سے محاصرہ کئے ہوئے ہو ایک عیسائی ایک آریہ ایک چوہڑا بھی اس وقت پکار اٹھتا ہے کہ الٰہی ہمیں بچائیو۔ اگر مومن بھی ایسا کرے تو پھر اس میں اور غیروں میں فرق کیا ہوا۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ عذاب آنے سے قبل خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لا کر خدا کے حضور گڑگڑاوے۔ اس بات کو اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ کہ مومن وہی ہے جو عذاب آنے سے پہلے کلام الٰہی پر یقین کر کے عذاب کو وارد سمجھے۔ اور اپنے بچاؤ کے لئے دعا کرے دیکھو ایک آدمی جو توبہ کرتا ہے دعا میں لگا رہتا ہے تو وہ صرف اپنے پر نہیں بلکہ اپنے بال بچوں پر اپنے قریبیوں پر رحم کرتا ہے کہ وہ سب ایک کے لئے بچائے جا سکتے ہیں ایسا ہی جو غفلت کرتا ہے تو نہ صرف اپنے لئے برا کرتا ہے بلکہ اپنے تمام کنبے کا بدخواہ ہے۔

یہ بڑا نازک وقت ہے خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ مشتعل ہے نہیں معلوم کہ آیندہ موسم طاعون میں کیا ہونیوالا ہے اس کا کلام مجھے اطلاع دیتا ہے۔ کہ آگے سے بڑھ کر مری پڑے گی پس مومنو! قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ دعا میں لگے رہو۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم۔ ایک انسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں ایسے لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے یاکلون کما یاکلون الانعام والنار مثوی لھم۔ یعنے چارپایوں کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ پس تمہاری بیعت کا اقرار اگر زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائیگی۔ چاہیے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ میں ہرگز یہ بات نہیں مان سکتا کہ خدا کا عذاب اس شخص پر وارد ہو جس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف ہو۔ خدا اسے ذلیل نہیں کرتا جو اسکی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرے یہ سچی اور صحیح بات ہے۔ مرنا تو بیشک سب نے ہے مگر یہ موتیں جو آجکل ہو رہی ہیں یہ تو ذلت کی موتیں ہیں خدا اس سے محفوظ رکھے کہ ایک ابھی دفن نہیں ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ تیار ہے پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے تنہائی میں دعا کرو۔ کہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اپنا معاملہ صاف رکھو۔ کہ خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہو جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو۔ تا خدا کے حضور اجر پاؤ۔ حضرت علیؓ کی نسبت روایت ہے کہ ایک کافر نے جسپر قابو پا چکے تھے ان کے منہ پر تھوکا تو آپ نے چھوڑ دیا۔ اس نے پوچھا کیوں تو فرمایا اب میرے نفس کی بات درمیان میں آگئی اس نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نفسانی کاموں سے اس قدر الگ ہیں تو مسلمان ہو گیا ایسے ایسے عملی نمونوں سے وہ کام ہو سکتا ہے جو کئی تقریریں اور وعظ نہیں کرتے۔

اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

باز دو دعوی کا مقدمہ اور مسلمان بی بی کا عیسائی نکلنا

جناب من۔ فیروزپور کا شہاب الدین ناطق والا مقدمہ جسمیں انہوں نے اپنی بیوی پر باز دعوی کی نالش کی تھی جب منصف صاحب فیروزپور کی عدالت سے ڈگری ملگئی تو اجرائے ڈگری کے وقت مولوی فضل الرحمن نے جو مدعی کے خسر ہیں کہا کہ مدعی کی بیوی عیسائی ہو گئی ہے اور چونکہ عیسائی ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لہذا مدعی کو باز و نہیں ملسکتا ہے۔ اسپر مدعی نے صاحب سشن جج فیروزپور کی عدالت میں اپیل کیا۔ صاحب سشن جج نے نہایت دادرسی اور حق شناسی کے واقعات اور شہادتوں کی بنا پر نہایت منصفانہ فیصلہ دیا کہ لڑکی جس کے باز دعوی کی نالش ہے بدنیتی سے عیسائی ہے۔ یا بنائی گئی ہے۔ واقعات اسکی نیک نیتی کی شہادت نہیں دیتے اور شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ وہ اب بھی عملاً اسلام کی پابند ہے۔ لہذا چونکہ بدنیتی سے وہ عیسائی ہے۔ اس لئے نکاح فسخ نہیں ہوا۔ مدعی کو باز و ملنا چاہیئے۔ اگر مسمٰی مریم زینب مسماۃ جینت بی بی دختر مولوی فضل الرحمن (زوجہ شہاب الدین ناطق) اپنے خاوند کے گھر نہ جائے تو ۶ ماہ کے لئے سول جیل میں بھیجی جاوے۔ اسپر لڑکی کے ہٹ دھرم باپ نے چیف کورٹ میں اپیل کیا ہے جو رکھ لینا ہو گیا ہے سمن جاری ہو نیوالے ہیں دیکھئے فاضل جج اس اہم مقدمہ میں کیا فیصلہ دیتے ہیں گو صاحب سشن جج کا فیصلہ قابل اعتراض نہیں مگر تاہم آنریبل جج کے فیصلہ کا ضرور انتظار ہے۔ علمائے دین کو اس موقع پر ضرور اس مسئلہ کے فیصلہ کی طرف کامل توجہ کرنی چاہیئے۔ (راقم ناظر)

محکمہ ڈاک میں مزید رعایات

وزیر ہند نے اس محکمہ میں نئی کی مزید رعایات منظور کی ہیں جنکے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے کامرس و تجارت کو ڈپارٹمنٹ کی جانب سے اعلان شائع ہو گیا ہے + رعایات۔ نصف آنہ میں جہانکہ اس کے پہلے (دیون) تولہ وزن کی چٹھی ہندوستان میں بذریعہ ڈاک جا سکتی تھی۔ اب اس کی بجائے ایک تولہ تک جا سکیگی۔ (۲) ایک آنہ میں جہانکہ آگے صرف ۲½ تولہ وزن کی چٹھی جا سکتی تھی اب دس تولہ تک جا سکیگی۔ اور ہر دس تولہ یا دس تولہ کی کسر کیلئے ایک آنہ چارج کیا جاویگا۔

انجمن احمدیہ مونگیر اور ہماری احمدیوں کو دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ انجمن احمدیہ مونگیر (جو قریب چار برس سے قائم ہے۔ مگر بے توجہی ممبران کی وجہ سے عملی کارروائی بہت کم کر سکی ہے) کے چند ممبر اب بموجب ارشاد و تاکید حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ پوری مستعدی کے ساتھ اس انجمن کو مطابق قواعد شائع کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مضبوطی کے ساتھ قائم کر کے صدر انجمن احمدیہ کی ایک شاخ قرار دیجائے تاکہ عملی کارروائی اب سے برابر پوری کامیابی کے ساتھ عمل میں آیا کرے۔ مگر چونکہ صوبہ بہار میں ابھی تک احمدیوں کی جماعت بہت مختصر اور مختلف جگہوں میں ہے اس لئے یہ رائے قرار پائی ہے کہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار بمقام مونگیر جمع کیا جائے اور بمشورہ کُل احباب کے امور طے پائیں۔ چنانچہ جن حضرات کے نام ممبران انجمن کو معلوم تھے اُن کے نام سے خطوط دعوت بھی روانہ کئے گئے ہیں اور اب اس اخبار گوہر بار کے ذریعہ سے بھی اضلاع مونگیر، بھاگلپور، پورنیہ، پٹنہ، مظفرپور، دربھنگہ، چھپرا، شاہ آباد، ہزاری باغ وغیرہ غرضیکہ تمام صوبہ بہار کے احمدیوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۲۲ ستمبر بروز اتوار انجمن احمدیہ مونگیر کو باضابطہ بنانے کے لئے کمیٹی ہوگی اُس میں آپ کُل صاحبان کی شرکت بہت ضروری ہے اور امید کی جاتی ہے کہ آپ صاحبان اس کام کو دینی کام سمجھکر اور اپنے اقرار "دین کو دُنیا پر مقدم رکھونگا" کا خیال فرما کر ۲۱ ستمبر کو ہی بمقام مونگیر محلہ لال دروازہ غریب خانہ پر اس عاجز کے کہ جہاں احباب کے قیام اور کمیٹی کا بندوبست کیا گیا ہے تشریف لائینگے۔ اور اپنے آنے کی اطلاع سے کم سے کم چار روز قبل بھی ضرور خاکسار کو مطلع فرمائینگے۔ اگر آپ لوگوں نے اس پہلی ہی سیڑھی پر بے توجہی سے کام لیا تو صوبہ بہار کی اس پہلی احمدیہ انجمن کا قیام بھی محال معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ اور مقاموں میں بھی انجمنوں کے قائم کرنے کی تجویز پیش کی جائے۔ مگر خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ آپ لوگوں کے دل میں جوش پیدا کریگا اور آپ لوگ اپنا اپنا دُنیاوی نقصان گوارا کر کے بھی ضرور تشریف لائینگے۔ اور پھر ایک جہتی کے ساتھ ایسا کام کرینگے کہ صرف اس ایک انجمن کا قیام کیا صوبہ بہار کے کم سے کم ہر شہر میں بہت جلد جلد احمدیہ انجمنیں قائم ہو جائینگی۔ اخیر میں ایک عرض یہ ہے کہ جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ صرف اپنی ہی ذات تک اس خبر کو محدود نہ رکھیں بلکہ جن جن احباب سے وہ واقف ہوں اُن تک بکوشش تمام اس خبر کو خود سے جا کر یا بذریعہ خط پہنچائیں اور مجبور کر کے اُنکو اپنے ساتھ لائیں۔ خدا اسکا اجر دیگا۔ فقط

(آپکا مخلص بھائی حکیم محمد خلیل پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ مونگیر)

استفسار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم۔ بخدمت جناب حضرت اقدس خلیفۃ اللہ و رسول اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ امابعد عرض چنان است کہ در معنے این آیۃ شریف کہ در سورۂ واقعہ است والسابقون السابقون ۝ اولٰئک المقربون ۝ فی جنّٰت النعیم ۝ ثلّۃ من الاولین ۝ و قلیل من الاٰخرین ۝ کہ مردم میگویند کہ مقربین گروہ ہستند از اولین کہ صحابہ محمد رسول اللہ ہستند و مقربین اندک ہستند از آخرین کہ صحابہ مسیح موعود ہستند۔ این معنے نزد ما بان درست نیست۔ بلکہ صحیح این است کہ مقربین در اولین صحابہ بسیار ہستند و در آخرین صحابہ اندک ہستند۔ والیضاً در اتباع مسیح موعود در آن کسان کہ در مدت اول در بیعت داخل ہستند۔ در آن مقربین بسیار ہستند و آن کسان کہ در بیعت آخرین باشند در آن مقربین کم ہستند۔ ہر چہ معنے دیگر مردم است درست نیست ازین سبب کہ آن از سورۂ فاتحہ مخالف است زیرا کہ این ہم یک نعمت عظیم است کہ در اتباع مسیح موعود مقربین بسیار باشند ہمان مقدار کہ در صحابہ محمد رسول اللہ بسیار بودند پس این نعمت بہ مسیح موعود چرا دادہ نشدہ است۔ دیگر اینکہ از حدیث شریف نیز مخالف است کہ پیغمبر ما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ است کہ مثال امت من مثل باران است معلوم نمی شود کہ اولش خیر است یا آخر آن۔ و از این آیۃ شریف نیز مخالف است۔ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان الخ سورۃ التوبۃ پ ۱۱۔ و ازین آیۃ شریف نیز مخالف است سورۂ جمعہ پ ۲۸ و آخرین منہم الخ الحرض و دین امر فیصلہ میخواہیم دیگر اینکہ دعای جامع میخواہیم کہ در حق ما یان عاجزان مرحمت فرمودہ شود۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الحارض عبد الستار افغان از قادیان۔ و غلام محمد افغان از قادیان۔

جواب از طرف حضرت مسیح الزمان مہدی دوران سلمہ الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ این عاجز از صبح بیمار است اسہال و پیچش است ازین باعث درین امر زیادہ نتوانم نوشت حق الامر این است کہ در آیت ثلّۃ من الاولین و قلیل من الاٰخرین بیان آن واقعہ است کہ در آن زمانہ بظہور آمدہ و مراد این است کہ آنانکہ در اول حالت اسلام باوجود قلت جماعت و صدہا مصائب و شدائد داخل اسلام شدند۔ و از ہمہ نوع مصیبت ہا دیدند و صدق و وفاء خود ظاہر نمودند و جان ہائے خود درین راہ دادند یا برائے دادن طیار شدند آن گروہ مقربین است لیکن این صورت اخلاص آنانرا کم میسر آمدہ کہ در حالت فتح و نصرت اسلام و خاتمہ مصائب داخل اسلام شدند پس از ایشان مقربان کم ہستند ہمین قاعدہ بزمانہ مسیح عائد می شود۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ و نکات فرمودہ حضرت حکیم الامۃ

۱۔ خدا کی رحمانیت اور فضل میں یہ فرق ہے کہ رحمانیت کیلئے کسی جاذب کی ضرورت نہیں مگر فضل کے لئے کسی جاذب کی ضرورت ہے۔

۲۔ فضل کا جاذب ایمان ہے اور ایمان اور اعمال صالحہ لازم ملزوم ہیں۔

۳۔ نجات فضل سے ہے اور فضل کو ایمان کھینچتا ہے۔ جیسے جیسے ایمان مضبوط ہوتا جائیگا ویسے ویسے اعمال صالحہ بھی ترقی کرتے جائینگے۔

۴۔ اعلےٰ درجہ کے انسانوں سے تعلق پکڑنے سے واہیات خیالات دور ہو جاتے ہیں۔

۵۔ یار خدا کو ڈھونڈ کر بھی اسکے پاس چلا جا کیونکہ وہ خدا کے پاس ہی رہتا ہے۔

۶۔ بہت بکواس آدمی کے قلب کو مردہ کر دیتا ہے۔

۷۔ کیمیاگروں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں سمجھی اگر وہ قانون قدرت پر غور کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے دودھ بچہ کے سپرد نہیں کیا اگر دودھ بچے کے سپرد ہوتا تو وہ پیتے پیتے اپنا پیٹ پھاڑ ڈالتا۔ تو کیمیا کی خواہش کبھی نہ کرتے ۔

فیصلہ قرآنی پر نظر

بکم اگست ۱۹۰۷ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ایک مضمون منجانب ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب انچارج سول ہسپتال وانو (وزیرستان) بعنوان "فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی" دیکھنے میں آیا۔ اس کو دیکھکر مضمون نگار صاحب کی عقل وفکر پر بکمال افسوس ہوا کہ کیونکر ان صاحب نے "فیصلہ قرآنی" عنوان رکھنے کے باوجود قرآنی دلائل سے گریز کیا ہے۔ چونکہ مضمون لمبا ہے اس لئے اس پر بطور قولہ واقول کے کلام کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور عجب نہیں کہ کوئی سعید روح اس سے فایدہ حاصل کرلے بنابرین اسی طرز (قولہ واقول) پر فیصلہ قرآنی پر نظر کی جاتی ہے اور پیسہ اخبار روزانہ کے ایڈیٹر صاحب سے التماس ہے کہ براہ عنایت اس کو اپنے اخبار میں بھی جگہ دیکر مشکور فرماویں جیسے کہ انھوں نے ڈاکٹر صاحب کا مضمون درج کردیا ہے اس لئے جواب کا درج ہونا بھی پیسہ اخبار میں ضروری ہے۔ اگر پیسہ اخبار نے اس مضمون کو درج نہ کیا تو اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ پیسہ اخبار میں انصاف کا مادہ بالکل مفقود ہے۔

قولہ۔ آجکل کے شور وشغب کے زمانے میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عجیب مصائب وحوادث سماوی نازل ہورہے ہیں۔ یہ سب کچھ انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلنے کا ثمرہ۔ علماء دین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہرطرح کی **بدعات سیئہ** جاری کررہے ہیں۔

اقول۔ جب آپ نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ اس زمانے میں اُمت محمدیہ صلعم کا ایسا خراب حال ہورہا ہے اور وہ ہر ایکطرح کے حوادث و مصائب سماوی میں مبتلا ہورہی ہے تو گویا خود اس ضرورت کو آپنے تسلیم کرلیا ہے کہ جسکا دعوے حضرت میرزا صاحب نے کیا ہے کیونکہ میرزا صاحب کا بھی یہی دعوے ہے کہ میں حکم عدل ہوکر اور مسیح موعود ومہدی معہود ہوکر ان تمام خرابیوں کو دور کرانے کے لئے آیا ہوں کہ جنکا ڈاکٹر نور حسین صاحب نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ میرزا صاحب کا کام اُن تمام بدعات سیئہ کو مٹانا اور عجیب مصائب وحوادث سماوی سے بچنے کی تدبیریں بتلانا ہے جس سے کہ وہ اُن میں گرفتار ہونے سے بچ جاویں اور ایسا ہی اس ایک بڑے سے بڑے اور مشرک بنانے والے بدعت کو دور کرنا بھی ملحوظ خاطر ہے کہ جس میں مبتلا ہوکر کثیر التعداد مسلمانوں نے حضرت عیسٰے کو آسمان پر چڑھاکر آنحضرت صلعم کی توہین روا رکھی ہے۔ جس سے ایک نصرانی کو یہ کہنے کا حوصلہ دلایا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کی اللہ تعالے کو ہرگز ہرگز خاطر منظور نہ تھی کیونکہ آنحضرت صلعم سے باوجودیکہ کفار نے او ترقی فی السماء کہکر آسمان پر چڑھنے کا معجزہ مانگا مگر پھر بھی اُن کو آسمان پر نہ چڑھایا گیا اور ھل کنت الا بشرا رسولا کہکر ٹالدیا گیا یعنے بشریت کو آسمان پر چڑھنے سے مانع ٹھیرایا مگر حضرت عیسٰی کو باوجود بشر ہونے کے بھی آسمان پر چڑھا لیا جس سے یہ استدلال کرنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا کہ یا تو حضرت عیسٰی بشر نہیں ہیں اور یا وہ قول کہ ھل کنت الا بشرا رسولا صرف آنحضرت صلعم کو ٹالنے کے لئے تھا جس سے اُس کے سچے قول ہونے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلعم بشریت کی وجہ سے آسمان پر چڑھ نہیں سکتے تھے تو حضرت عیسٰے بھی اگر بشر ہیں تو نہیں چڑھ سکتے اگر چڑھے ہیں تو بشر ثابت نہ ہونے سے ہی قول بالا سچا ہوسکتا ہے جس سے عیسائیوں کی بن آتی ہے۔ ایسا ہی یہ بدعت بھی بڑی سے بڑی بدعت ہے جو یقین کیا جاتا ہے کہ گویا آنحضرت صلعم کو مخالفوں نے جب چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالنا چاہا تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو ایک ایسی غار میں جانے کا امر کیا کہ جس میں سانپ تھے جن میں سے ایک نے حضرت ابوبکر کے پاؤں میں کاٹا بھی تھا۔ مگر جب حضرت عیسٰی کے مخالفوں نے اُن کو گھیرا اور مار ڈالنا اور پکڑنا چاہا تو بقول ان عقل کے دشمنوں کے خدا تعالےٰ نے اُنکو آسمان پر اُٹھالیا تاکہ کسی طرح کی اُن کو زمینی ایذا نہ پہنچ سکے مگر سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسٰے کو ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے آسمان پر اُٹھایا تھا تو کیا اللہ تعالےٰ پر نعوذ باللہ ایسا یہودیوں کا خوف طاری ہوگیا تھا جو زمین پر بچانا محال لازم آگیا تھا؟ کیا وہ قوم جو ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ الخ کی مصداق ہے ایسے ہی سخت تھی کہ اللہ تعالےٰ بھی نعوذ باللہ اُن کے حملے سے حضرت عیسٰے کو محفوظ زمین پر نہیں رکھ سکتا تھا؟ اگر نعوذ باللہ ایسا ہی تھا تو یہ بتلانا فرض ہوگا کہ آنحضرت صلعم کو کس طرح بچا سکا کیونکہ عرب کی جنگجو قوم بھی کسی طرح کم نہ تھی جیسے کہ اُن کے کارناموں سے پایا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر بچاس بچاس برس کی لڑائی رہتی تھی اور ہزاروں کا خون خرابہ ہوجاتا تھا کیا ابوبکر اور تغلب کی لڑائی کا واقع آپکو بھول گیا؟ جب ایسی سخت قوم سے آنحضرت صلعم کو بچا لیا اور بڑی آسانی سے بچا لیا تو پھر یہودیوں سے ایسا خوف کھانا نعوذ باللہ کیسے تسلیم کیا جاوے؟ اس کے علاوہ ایک نصرانی یہ بھی اس سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ گویا اللہ تعالےٰ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کا ہرگز ہرگز پاس نہ تھا کیونکہ جب آنحضرت صلعم کے دشمنوں نے آپ کو گھیرا تو آپ کو ایسی غار میں جانے کا حکم ہوا کہ جس میں جان کا خطرہ تھا یعنے سانپ تھے مگر جب ویسا ہی واقع حضرت عیسٰے کے ساتھ پیش آیا تو اُن کو فوراً آسمان پر چڑھا لیا تاکہ ہرطرح کے زمینی صدمہ سے محفوظ رہ سکیں اس لئے معلوم ہوا کہ حضرت عیسٰے کی اللہ تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلعم سے زیادہ عزت ہے۔ غرضکہ ایسی ایسی ہزاروں بدعات ہیں جو جاری کررکھی ہیں مگر تعجب تو یہ ہے کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب کو باوجودیکہ یہ امر مسلم ہے کہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے اُنکا ایسا خراب حال ہوگیا ہے کہ **وہ بدعات سیئہ** جاری کررہے ہیں اور خواہ مخواہ آنحضرت صلعم کی توہین کرنے کے درپئے ہورہے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ کی بھی توہین لازم آتی ہے کہ گویا وہ یہودیوں سے نعوذ باللہ وہ ایسا ڈرا کہ اُس کو آسمان سے ورے حضرت عیسٰے کے بچانے کی کوئی جگہ ہی نظر نہ آئی۔ میرزا صاحب کے مبعوث ہونے پر برا مناتے ہیں حالانکہ جو ٹکڑے پارچے دین کے علماء نے کردئے ہیں اُن کے جوڑنے کی ازحد ضرورت ہے۔ پھر نہ معلوم ڈاکٹر جی کو کیوں

میرزا صاحب کا مبعوث ہونا زہر ہلاہل کی طرح نظر آیا؟ جب کہ وہ خود دیکھتے ہیں کہ امت مرحومہ عجیب مصائب وحوادث سماوی میں مبتلا ہے کیا قرآنی فیصلہ لکھتے وقت ظہر الفساد فی البر والبحر کالفقرہ نظر کے سامنے سے اوتر گیا تھا کیونکر ایسے وقت میں مامور من اللہ کا آنا نہایت ضروری ہے؟ اگر اس بات سے آپنے جان بوجھکر اغماض کیا ہے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ قرآنی نہیں ہے بلکہ مکائد شیطانی ہیں کہ باوجود تسلیم ضرورت مامور کے مامور پر حملہ بازی کی جاتی ہے۔

قولہ۔ ان میں سے ایک تو میرزا صاحب ہیں جنھوں نے دعوے مسیح موعود کیا ہوا ہے گو کہ **علماء کرام** نے آپ کو ہزاروں چیلنج دیئے اور میدان میں مباہلہ و مباحثہ کے واسطے بلایا مگر آنجناب قادیان سے باہر نکلے

اقول۔ خود ہی غور کریں کہ جن علماء کی ایسی گندی حالت کو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جو آپ کے ہی الفاظ میں آپکے رو برو پیش کی جاتی ہے کہ "علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے نئے فرقے بنا رہے ہیں" کیا وہ اس لائق ہیں کہ آپ اُن کو علماء کرام کا خطاب دیں یا کوئی اُن سے کسی قسم کا بحث مباحثہ یا مباہلہ کرے؟ میرے خیال میں آپ عجیب قسم کے آدمی معلوم ہوتے ہیں کہ خود ہی اُنکو علماء کرام بنا کر اُن سے بحث مباحثہ و مباہلہ کرنے کا سبب دریافت کرتے ہیں کہ کیوں میدان میں نہیں نکلے؟ اجی! مرزا آدمی! کیا کہ رہے ہو کچھ ہوش کی دوائی کر فیصلہ قرآنی لکھا ہوتا؟ کیا یہ علماء جن کو آپ مخرب دین بدعات سیئہ کے جاری کرنیوالے۔ اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے بنکر اُن کی نئے فرقے بنانے والے تسلیم کرتے ہیں اس لائق ہیں کہ اُن سے کسی قسم کا مباحثہ کیا جاوے میرے خیال میں آپ جیسا اگر ایسا خیال کرے تو اُس کی کمال دانائی پر دال ہے۔

قولہ۔ حضرت اقدس خواجۂ عالم قطب زمان **مجدد دوران** آل عبا حضرت مخدومی سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے مقابلہ میں ہرگز نہ آئے۔

اقول۔ **مجدد دوران** کا لقب پیر جی نے کب سے اختیار کیا ہے؟ آیا یہ لقب پیر گولڑوی صاحب کو خدا کی طرف سے الہامی عطاء ہوا ہے یا پیراں نمی پرند و مریداں می پرانند کی مثل کو پورا کرنے کے لئے آپنے پیر صاحب کی گردن پر یہ احسان کیا ہے کہ جس بات کی اُنکو کبھی جرأت نہ ہوسکی وہ بات اُن کے لئے تحریر کر ماری؟ کیا میرزا صاحب گولڑوی صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئے یا گولڑوی صاحب تفسیر القرآن لکھنے سے بوجہ اپنی کم علمی کے انکار و فرار و حیلہ و بہانہ کرکے رو پوش ہوئے اور اب اُن کے چیلے چانٹے گپ بازیوں سے دل خوش کرکے پیر جی کی سبجے کا راگ الاپ رہے ہیں؟

قولہ۔ میرزا صاحب اپنے آپ کو بروزی نبی بتلاتے ہیں مگر اُس کی دلیل قرآن وحدیث نبوی سے ہرگز نہیں لائے حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جتنے نبی و مرسل آچکے ہیں اُن میں سے کسی ایک بروزی کا نام لیجئے یہ دعوے ختم نبوت کے برخلاف ہے۔

اقول۔ میرزا صاحب نے اپنی کتب میں اپنے دعوے کے متعلق نہ ایک نہ دو بلکہ بے شمار دلائل پیش کئے ہیں جو کہ قرآن وحدیث عقل نقل کے علاوہ نشانات سماوی وزمینی پر بھی مبنی ہیں مگر آپنے یا تو میرزا صاحب کی کتابیں نہیں مطالع کی ہیں یا پیر جی کی مدح سرائی نے آپ کو حق کی تکذیب کرنے کے لئے بھڑکایا اور با این ہمہ مخلوق کو دھوکہ دینے کی خاطر فیصلہ قرآنی کا عنوان لکھوایا۔ حالانکہ آپ کے مضمون میں اس کی کچھ بھی جھلک نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے سرور عالم صلعم تک جسقدر انبیاء گذرے ہیں اول تو اُن کا نام وحال اللہ تعالےٰ نے ظاہر نہیں کیا بلکہ صرف یہی کہکر فیصلہ کر دیا کہ منھم من قصصنا ومنھم لم نقصص دوم آپ کو تمام انبیاء کے بروز دریافت کرنے کی ضرورت کیوں کیا ہے جس حالت میں کہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء کے کمالات کا جامع ہر ایک مومن مسلمان تسلیم کرتا ہے کیا آپ کو یاد نہیں کہ یہ آنحضرت صلعم کے لئے ہی کہا گیا ہے اور اعلیٰ وجہ البصیرت کہا گیا ہے کہ ؎ حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ پس جب آنحضرت صلعم کے اندر تمام انبیاء کے کمالات تسلیم کئے گئے ہیں تو خود آپ کو جملہ انبیا کا بروز تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ بروز کے معنے ہی یہ ہیں کہ ایک کی صفات کا دوسری میں داخل ہونا پس جبکہ آنحضرت صلعم کو جامع جمیع کمالات انبیاء تسلیم کیا گیا تو گویا دوسرے لفظوں میں اس کے معنے یہ ہوئے کہ آپ (صلعم) تمام انبیاء کے بروز ہیں اور یہی سچ ہے کیونکہ آں حضرت صلعم کو افضل الرسل اور افضل الانبیاء تسلیم کیا گیا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ افضل کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اُن تمام کے جن سے کہ وہ افضل ہے کمالات سے فیضیاب ہو مگر یہ ضروری نہیں کہ اُن کمالات میں یا خرق عادت میں یا نشانات میں از الف تا یا مطابقت کھاتا ہو۔ کیونکہ نکتہ شناس کے لئے اس کی کچھ ایسی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک نمونہ اس کا ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو کہ طالب صادق پر یہ امر اچھی طرح ہویدا کر سکتا ہے کہ فی الواقع آں حضرت صلعم دیگر انبیاء کے بروز تھے۔ **سورة یوسف** کے سُنانے سے علاوہ دوسری منشاء کے یہ بھی ایک غرض تھی کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ماجائے بھائیوں سے دُکھ وایذا پاکر اپنے ملک سے نکالے گئے تھے اسی طرح مکہ کی سرزمین سے آنحضرت صلعم جو بروز یوسف علیہ السلام ہیں نکالے جاویں گے اور کہ جس طرح جناب یوسف علیہ السلام ایک عرصہ بعید کے بعد اعلےٰ مرتبہ ہوگئے تھے اور اُن بھائیوں نے اُن سے آخر کو معافی چاہی تھی جسپر یوسف علیہ السلام نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر عفو کیا تھا ایسے ہی آنحضرت صلعم بھی مکہ سے نکالے جانے کے ایک عرصہ بعد کامیاب مظفر و منصور ہوکر مکہ میں واپس آوینگے اور یہ تمام برادران قوم جن کو برادران یوسف کہنا کسی طرح بھی بیجا نہیں اُن سے معافی کے خواستگار ہونگے اور آں حضرت صلعم معافی کے لفظ وہی الفاظ زبان پر لاکر معافی دینگے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بیان کرکے اپنے بھائیوں کو معافی دی تھی یعنے لا تثریب علیکم الیوم۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز آنحضرت صلعم نے قریش کے معافی طلب کرنے پر لا تثریب علیکم الیوم کہکر معافی دی تھی جس سے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم نے اپنے آپ کو برعذر یوسف علیہ السلام خیال کرنے کی وجہ سے ہی لاتثریب علیکم الیوم فرمایا تھا۔ ہمارے خیال میں ڈاکٹر نورحسین صاحب کے غور کرنے کیلئے صرف اسی قدر ہی کافی سے زیادہ ہے بشرطیکہ گولڑویت یا بیسزان (زہر) نے اپنا پورا گھر نہ کر لیا ہو۔ رہا بروز دعوے کا ختم نبوت کے منافی ہونا تو اُس کے لئے یہ لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب پہلے ختم نبوت کے معنے بیان کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کلام تا قیامت نہیں کریگا یعنے اُس کی کلام کرنے کی صفت ہی اُس کی ذات سے زائل ہو جاویگی؟ اگر یہی بات ہے تو سہ خوب ملائی تم نے توحید الہ۔ وہ خدا جو اپنی ذات و صفات میں یکتا اور لم یزل لایزال ہے اپنی ذات و صفات میں وہ آں حضرت صلعم کے بعد نعوذ باللہ ایسا عاجز و کمزور ہو گیا کہ صفت کلام کرنے کی ہی اُس کی ذات سے زائل ہو گئی؟ اگر ایسا ہی ہے تو معلوم ہوا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی تعلیم محض بے سود اور ایسی دعا کرنا بے وقوفی پر دال ہے کیونکہ سب سے اعلیٰ نعمت خدا سے ہمکلام ہونا ہے۔ علاوہ ازیں اگر میرزا صاحب کا دعوے مسیحیت و مہدویت ختم کا منافی ہے تو حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا اور چالیس برس رہکر کاروزار کرنا کیوں ختم نبوت کے منافی نہیں؟ بینوا توجروا۔

قولہ۔ خرق عادات و معجزات جس قدر انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوئیں اُن کا عشر عشیر بھی جناب میرزا صاحب سے نہیں ظاہر ہوا۔ افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات کا زور یہ سب عذاب الٰہی میرزا صاحب کے دعوے کے باعث ہیں۔ اگر میرزا صاحب نبوت کا دعوے آج چھوڑ دیں تو یہ قہر ربانی بھی مخلوق خدا سے اُٹھ جاوے سہ

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست ؎

اقول۔ تمام انبیاء کے منکر اور خود آں حضرت صلعم کے منکر بھی یہی کہتے رہے کہ خرق عادت و معجزات جس قدر انبیاء سے ظاہر ہوے وہ اس نبی سے ظاہر نہیں ہوئے قرآن گواہ ہے خارجی دلائل کی ضرورت نہیں غور سے دیکھیں اور غور کریں۔ لیکن مجکو پھر در قرآنی فیصلہ کا عنوان دیکھکر تعجب پر تعجب آتا ہے کہ یہ کس قسم کا فیصلہ قرآنی ہے جسکو قرآن دھکے دیتا ہے؟ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ آئی ہے کہ چونکہ ڈاکٹر نورحسین صاحب ایسے علماء کو جن کو کہ وہ خود تفرقہ ڈالنے والے۔ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ بدعات سیئہ جاری کرنے والے تسلیم کرتے ہیں اُن کی حمایت کرتے ہیں اور اُنہیں سے بعض کو مجدد دوران و قطب زمان بناکر چھوٹا مُنہ بڑی بات والی مثال کو پورا کرتے ہیں اس لئے قرآن نے اُن کو دھکے دیے اور فیصلہ قرآنی کا تحریر کرنے کے بجائے اُن سے ایسی تحریر شایع ہوئی کہ جسکو مکاید شیطانی کہنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا۔ شاباش! شاباش!! ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مگر کیسے مرداں! ایسے ہی! جو کہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ یہ الفاظ بیان کرتے رہے کہ ویقولون لولا انزل علیہ ایٰت من ربہ سورۃ یونس اور کہتے ہیں کہ اسپر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اُترا وقالو لولا انزل علیہ آیٰت من ربہ سورۃ عنکبوت ویقول الذین کفرو لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ ط سورۃ رعد اور منکرین کہتے ہیں کہ اسپر اسکے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اُترا۔ بل قالوا اضغاث احلام بل افترٰہ بل ھو شاعر فلیاتنا باٰیۃ کما ارسل الاولون سورۃ الانبیاء بلکہ کہنے لگے کہ یہ تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے (کلام الٰہی نہیں ہے) بلکہ اس نے جھوٹی جھوٹی باتیں اپنے دل سے بنالیں ہیں بلکہ یہ شاعر ہے (اور اگر یہ واقعی میں پیغمبر ہے) تو جس طرح اگلے پیغمبر (معجزوں کے ساتھ) بھیجے گئے اسی طرح یہ بھی کوئی معجزہ ہمارے سامنے لے آئے۔

پس جبکہ منکر معاندین کے پاس معجزات و خرق عادت نشانات دیکھنے کی یہ وجہ کور باطنی کی ہمیشہ مذکورہ بالا گفتار ہے تو اس زمانے کے علماء (جو ڈاکٹر نورحسین صاحب کے نزدیک بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے اور قرآن شریف کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے۔ نئے فرقے بنانے والے ہیں جن کے ڈاکٹر صاحب خود بھی باوجود اس اقرار کے مدح سرائی کرتے ہیں اور بعض کو اُن میں سے قطب زمان مجدد دوران اور مسیح الزمان بنانے کا بھی شوق رکھتے ہیں جسکے دعوے کی کبھی اُنکو جرأت نہ ہوسکے جسکے لئے پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند کی مثل صادق آتی ہے) اور اُن کی تائید کرنے والوں کو کیونکر خرق عادت و معجزات نظر آویں حالانکہ تریاق القلوب اور حقیقت الوحی وغیرہ اُن کے ذکر سے بھری پڑی ہیں۔ رہا افلاس طاعون ہیضہ۔ زلزلے اموات وغیرہ کا میرزا صاحب قبلہ کے دعوے کے سبب ہونا اور یہ کہ اگر میرزا صاحب یہ دعوے چھوڑ دیں تو یہ دور ہو سکتے ہیں تو اسپر عرض ہے کہ اس کی شق اول تو بالکل درست ہے یعنے یہ کہ میرزا صاحب کے دعوے کرنے اور اُن کے دلائل قرآنیہ و حدیثیہ و عقلیہ و نقلیہ کے پیش کرنے اور اتمام حجت کرنے کے بعد بموجب سنت اللہ کے یہ عذاب آئے ہیں جیسا کہ ذیل کی آیات اس مدعا کو ثابت کرتی ہیں کہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا سورۃ بنی اسرائیل یعنے جب تک ہم رسول نہ مبعوث کرلیں عذاب نہیں دیا کرتے۔ وما کان ربک مھلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امھا رسولا یتلو علیھم آیٰتنا ج وما کنا مھلکی القریٰ الا واھلھا ظالمون سورۃ القصص۔ اور جب تک تمہارا پروردگار کسی قصبہ میں پیغمبر نہ بھیج لے اور وہ اُن کو ہماری آیتیں پڑھکر نہ سناوے اُس کی (شان انصاف) سے بعید ہے کہ (بے اتمام حجت) بستیوں کو ہلاک کر دیا کرے اور ہم بستیوں کو تب ہی ہلاک کرتے ہیں **جبکہ وہاں کے لوگ نافرمانی اختیار کر لیتے ہیں**۔ اب جبکہ قرآن ان عذابوں کو جن کو ڈاکٹر صاحب میرزا صاحب کے دعوے کا موجب قرار دیتے ہیں **نافرمانی** کا سبب قرار دیتا ہے تو پھر نہ معلوم ڈاکٹر صاحب نے فیصلہ قرآنی تحریر کرنے کا کیا مطلب سمجھا ہے؟ جس حالت میں کہ وہ خود مقر ہیں کہ امت محمدیہ صلعم پر جو مصائب و حوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں یہ سب کچھ انحراف احکام الٰہی کا نتیجہ ہے" ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر صاحب کی کس عقلمندی کی دلیل اس امر کو گردانیں اور کیونکر ڈاکٹر صاحب کو سمجھاویں کہ فیصلہ قرآنی تحریر کرنا آپکا کام نہ تھا بلکہ کسی ایسے انسان کا کام تھا جسکو قرآن کی کچھ خبر ہو۔ لطف یہ کہ بقول ڈاکٹر صاحب جھوٹا دعوے کریں میرزا صاحب اور عذاب میں گرفتار ہو امت محمدیہ صلعم! کیا یہ فہم اور عقل بھی داد دینے کے قابل نہیں؟ (باقی دارد) محمد حسین از لاہور چھاؤنی

علم ہیئات اور مسلمان

دنیا کے تمام علوم و فنون کا وجود - مدبرین عالم کی دماغ سوزیوں کا نتیجہ ہے لیکن صرف علم ہیئات اپنے وجود میں ایشیا کی صحرانشین چرواہوں کا ممنون احسان ہے جو ایشیا کے کھلے میدانوں میں اپنی پرمصیبت راتیں اختر شماری میں بسر کرتے تھے - بے شغلی سے گھبرا کر صفحہ افلاک کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے - مزید مطالعہ کے بعد ستاروں کی ہر سطر میں انہیں یہ عبارت نظر آنے لگی کہ "اس دائرہ افلاک کا ہر نقطہ کوکب ایک مستحکم قانون کی سطح پر ساکن ہے یا حرکت کرتا ہے کوکب کا سکون و حرکت ہماری زراعت پر خاص اثر کرتی ہے ان ستاروں کا تغیر و تبدل کسی خاص اصول پر ہے"۔

دماغ میں ان خیالات کے آنے ہی انہوں نے ستاروں کے نام رکھے اُن کی حرکت کا اندازہ کیا - اُن کے منازل مقرر کئے ثوابت کی مدد سے خاص خاص سمتوں کی علامتیں قرار دیں - رفتہ رفتہ یہی معمولی قواعد زراعت کے فصول اور بے نشان صحرا اور بے پایاں دریا کی دلیل راہ بنے -

مدت تک یہ چند سادہ اصول جو صحرانشینوں کے مشاہدوں کے نتیجے تھے خلفاً عن سلف ایشیا کے جنگلوں میں گشت کرتے رہے - لیکن امتداد زمانہ کا پرکار اُن معمولی اصولوں کا دائرہ وسیع کر رہا تھا جن کو آج علم ہیئات (اسٹرانومی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے - مگر اب تک اس علم نے فن کی حیثیت نہیں پیدا کی تھی - سب سے پہلے ہندوستان میں ان چند معمولی اصولوں نے جو اب تک معلوم ہو چکے تھے - فن کا قالب اختیار کیا - علم ہیئات کے سرپرستوں کی فہرست میں ہندوستان کے بعد مصر کا نام ہے -

یہاں پہونچکر مورخین میں ایک بڑا اختلاف یہ ہوتا ہے کہ مصر میں یہ علمی فیض ہندوستان سے آیا - جسطرح ہندوستان کو مستقل طور پر اس کے موجد ہونے کے حق حاصل ہے مصر کو بھی ہے - لیکن صحیح فیصلہ یہ ہے کہ دنیا کے دونوں قدیم حصوں میں اس علم نے مستقل زندگی حاصل کی تھی - نہ ہندوستان اس کے لئے مصر کا ممنون ہے نہ مصر ہندوستان کا کیونکہ اگر مصری ہیئات کا ماخذ ہندوستان ہوتا تو دونوں کے اصول مسائل طریقہ بحث ایک ہوتا - یا کم از کم مشابہ ہوتا - حالانکہ دونوں کے اصول میں اتنا ہی بعد ہے جتنا مصر کو ہندوستان سے - نیز تاریخی طور سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قدیم الایام میں ان دونوں ملکوں میں سلسلہ آمد و رفت تھا مصر و ہندوستان کا تعلق حملہ اسکندریہ سے شروع ہوتا ہے اور علم ہیئات کا وجود مصر میں اس سے پہلے ہو چکا تھا - ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اپنے علوم کے ساتھ جو بخل تھا وہ کیونکر اجازت دے سکتا تھا کہ ہندوستان مصر کے لئے اپنے خزانہ کا دروازہ کھولدے - اس لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ ہندوستان اور مصر میں الگ الگ یہ فن پیدا ہوا - ہاں یہ ضرور ہے کہ ہندوستان کی سرزمین اور آب و ہوا سے علم ریاضی کو ایک قدرتی مناسبت تھی - ہندسہ - موسیقی علم نجوم کا گہوارہ طفولیت یہی ہندوستان ہے لیکن مصر کا پایہ بھی علم اقلیدس کی ایجاد ہندوستان سے کچھ زیادہ پست نہیں رہنے دے سکتی -

علم ہیئات نے مصر اور ہندوستان میں نشو و نما پا کر اپنے حدود سے جب باہر قدم نکالا تو حتا بابل - ایران میں داخل ہوا - شاہان پارس میں سے ضحاک اور جاماسپ نے اسکی زیادہ قدر کی - ان متمدن ملکوں کی سیر کرتا ہوا فنیقیہ اور یونان پہونچا اور گو اسی طرح علم ہیئات اپنی ترقی کے منازل طے کرتا جاتا تھا لیکن اس کا حقیقی پہلا دن وہ تھا کہ جسدن مصر میں اسکندریہ کی بنیاد ڈالی گئی - اب یہ مدرسہ دنیا میں علم ہیئات کا سب سے پہلا مدرسہ ہے - اس مدرسہ کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا تھا - جس میں علم ہیئات کی تمام کتابیں بقدر امکان جمع کی گئی تہیں - ہیپارک یونانی اور بطلیموس مصری جو علم ہیئات کے سب سے پہلے مدون ہیں اسی مدرسہ کی تعلیم کے نتائج اور اسی پراگندہ بزم کے دو رکن ہیں - اور گو ان سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے اس فن کے ماہرین پیدا ہوئے جیسے ارشمیدس ۲۸۷ق م (بسقلاوس) ۱۶۰ ابلونیوس شاذن - خالیس رومی تاونیس ریگلوس بابلی - مزا باز (بخت نصر کا منجم) ابیون وغیرہ پیدا ہوئے جن کی کوششوں سے ہیئات نے ایک حد تک ترقی کی مگر ہیپارک اور بطلیموس دو ایسے شخص ہیں جن کے ذکر سے علم ہیئات کی تاریخ کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتی -

ہیپارک سنہ مسیحی سے چند سال پہلے شہر بروسہ میں پیدا ہوا تھا - جغرافیہ کا طول و عرض البلد پہلے اسی نے دریافت کیا ستاروں کی ایک فہرست تیار کی - جس میں اُن کی چالوں کی تفصیل تھی - اُس کی زندگی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے - کہ اُس نے نقطہ اعتدال کی رجعی حرکت دریافت کی [1]

بطلیموس دوسری صدی عیسوی میں تھا - مدرسہ اسکندریہ میں اس نے ہیئات کی تعلیم پائی اس فن میں اتنا کمال کیا کہ مدرسہ اسکندریہ کی تاریخ میں سب سے پہلے جلی نام بطلیموس لکھا گیا - علم ہیئات کی معلومات میں معتدبہ اضافہ اسوقت سے ہونے لگا جب سے آلات رصد ایجاد ہوئے - آلات رصد کی ایجاد اور ستاروں کی ترصید سب سے پہلے بطلیموس نے کی - بطلیموس نے ہیئات کی ایک گراں بہا خدمت یہ کی کہ اس نے علم ہیئات کی منتشر معلومات ایک کتاب کی صورت میں منتظم کر دیئے جو مجسطی کے نام سے مشہور ہے [2]

چونکہ اسلامی علم ہیئات کی تاریخ مجسطی سے شروع ہوتی ہے اس لئے اس کے متعلق ہم کچھ تفصیل سے لکھنا چاہتے ہیں جس سے یہ قیاس ہوگا کہ جب صرف ہیئات کی کتاب مجسطی کے متعلق مسلمانوں نے اتنی جانکاہ کوششیں کی ہیں تو نفس علم ہیئات کے متعلق کیا کچھ نکیا ہوگا -

مجسطی ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنے ترتیب کے ہیں چونکہ بطلیموس نے اسی کتاب کے ذریعے ہیئات کے پراگندہ معلومات کو یکجا کیا تھا - اس لئے مجسطی سے بڑھکر اس کتاب کا کوئی نام موزون نہیں ہوسکتا تھا - یہ ہیئات کی سب سے پہلی جامع کتاب اور پانوس اور انطونیوس کے عہد میں انہیں دونوں میں سے ایک کیلئے لکھی گئی تھی [3] ملا کاتب چلپی کا دعوی ہے کہ یہ کتاب ہیئات کی اعلیٰ ترین تصنیف ہے - بلکہ کتاب اصل ہے اور ہیئات کی

ضرورتِ نبوّت

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک انسان ہار جیت کے خیال کو دل سے نکالکر محض سچائی کا جستجو کرنے والا بن جاتا ہے تو وہ اکثر ان دشواریوں سے بچ جاتا ہے جو ایک ٹیڑھی اور ترچھی راہ میں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جتنے مذاہب خدا کے قائل ہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جاوے تو ان کے بانی حقیقت میں نبی رسول رشی منی اور اوتار ہی تھے۔ (نعوذ باللہ) اگر رشیوں منیوں اور نبیوں کے سلسلہ کا انکار کر دیا جاوے تو الوہیّت اور عبودیّت کے علاقہ کا پتہ مجرد عقل کے ذریعہ سے لگانا محض اپنے آپ کو ایک بھنور میں پھنسانا ہے جس میں سوائے ہلاکت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے۔ اور حقیقت میں دُنیا کی محبت شفقت مال و دولت عیش و عشرت اور طرح طرح کی دلربا باتوں سے کنارہ کش ہو کر خدا تعالیٰ کے وجود کا یقینی طور پر مجرد عقل کے ذریعہ سے معلوم کر لینا اور اس کی مرضی اور منشاء سے آگاہی حاصل کر لینا ایک ایسی بات ہے جو کسی طرح سے بھی وہم و گمان میں نہیں آ سکتی۔ انسان کی محدود سمجھ بوجھ ہرگز ہرگز اس لائق نہیں جو ایک لامحدود ہستی کا محض اپنی کوشش سے پتہ لگا سکے۔

گو تجربہ بتلا رہا ہے کہ انسانی دماغ نے بڑے بڑے عجیب کام کئے ہیں اور بڑی بڑی عجیب ایجادیں اور حیرت انگیز ترقیں کر کے دکھائی ہیں مگر تھوڑی ہی دیر کیلئے بھی غور اور فکر سے کام لینے پر معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ اُس کی اپنی مجرد کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ اس دُنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ وسائل اور اسباب کے ذریعہ سے ہو رہا ہے دنیا کے ایک پیشہ اور ہر ایک کام پر نگاہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ بغیر اسباب اور وسایل کے کبھی نہیں چلتا۔ ہاں وسائل اور اسباب مختلف ہیں کسی جگہ کچھ اسباب ہیں اور دوسری جگہ کوئی اور ہی اسباب کام کر رہے ہیں مگر بغیر اسباب کے کوئی سلسلہ اور کوئی کام نہیں چلتا اور جب تک دوسرے ممد اور معاون ساتھ نہ ملیں تب تک کوئی کام انجام پذیر کیا شروع بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہماری آنکھ میں ایک دیکھنے کی قوت ہے مگر جب تک کوئی خارجی روشنی اُس کی مددگار نہ ہو وہ دیکھنے کا کام نہیں دے سکتی ایسا ہی کان وغیرہ کا حال ہے زیادہ تشریح موجب طوالت ہوگی۔ مختصر طور پر آپ جمادات نباتات اور حیوانات کی ترقی اور تنزل پر غور کریں کہ وہ بغیر طرح طرح کے ممدوں معاونوں اور محرکوں کے کسی قسم کی حرکت ترقی یا تنزل کی طرف نہیں کر سکتے اور یہی حال عقل انسانی کا بھی ہے۔ مگر فی الحال میں اس مسئلہ کو نظر انداز کر کے کارخانہ قدرت کی ذرا اور سیر آپ کو کرانی چاہتا ہوں۔ اگر نظر کو ذرا اور وسیع کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب اسباب اور وسایل ہوا آگ پانی مٹی اور طرح طرح کے ایلیمینٹس یعنے عناصر کے آپس میں ملنے اور جدا ہونے یعنے قوت انفصالی اور قوت اتصالی کا نتیجہ ہیں۔ اور پھر اسپر بھی اگر ہم اور ترقی کریں اور اپنے دل کو رعونت تکبّر اور دُنیاوی لالچ سے پاک صاف کر کے سوچیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے گن خواص اور قوتوں اور لطیف سے لطیف ذرات کا پیدا کرنیوالا ایک اور مخفی وجود ہے اور وہ نہایت ہی نہاں در نہاں اور لطیف در لطیف ہے۔ اب میں اپنی اس عرض کو بعد التماس آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ہم موجودہ کارخانہ کو مشہود اور محسوس کر کے اور اسباب اور وسایل کے سلسلہ پر غور کر کے ایمانی رنگ میں ایک ایسے نکتہ پر پہنچ گئے ہیں جو حواس ظاہری سے مشہود اور محسوس نہیں ہو سکتا اور ہم مصنوعات کے سلسلہ پر غور کر کے اور ایک کو ایک کا ظاہری طور پر محرک اور صانع قرار دیکر ایک ایسے صانع پر پہنچے ہیں جو از حد لطیف ہے اور وہم گمان سے بڑھ چڑھکر ہے۔ اُس لئے ہر ایک اہل دانش کا یہ ضروری فرض ہونا چاہیئے کہ پہلے اس وجود کا پتہ لگاوے اگر وہ ہماری تسلی نہ کر سکا اور ہماری کانشنس نے گواہی دی کہ ہاں اس کا بھی کوئی اور صانع ہونا چاہیئے تو خیر پھر ہم بڑی خوشی سے اس سے بھی اعلےٰ صانع کی تلاش کریں گے مگر فی الحال اسی لطیف در لطیف وجود کا پتہ لگانا ہمارا فرض ہے اور جب تک اس کا پتہ نہ لگا لیں تب تک ایک فرضی اور خیالی لامحدود سلسلہ قایم کر لینا اور جان بوجھکر تسلسل میں پھنسنا محض بیوقوفی ہے۔

اب ہم نیچے اُتر کر جب انسانی بناوٹ پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مالک الکل وجود کی تلاش کرنا ہماری فطرت کا ایک لازمی خاصہ ہے اور ہر ایک شخص اس خالق الکل ہستی کا پتہ لگانے کے لئے طرح طرح کے اسباب اور وسائل ڈھونڈتا ہے اور حیران و سرگرداں مارا مارا پھرتا ہے اور اکثر کر کے انھیں ظاہر اسباب اور عیش و عشرت کے فانی تلازمات سے دل لگا لیتا ہے۔ گو اپنی اس غلطی کا بھی اسے آخر کار اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور بڑی حسرت اور نامرادی کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔

مگر اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان کے دل میں ایک اعلےٰ ہستی کی پیاس لگی ہوئی ہے اور وہ اپنا سارا آرام حقیقی طور پر اُس اعلےٰ ہستی میں معلوم کرتا ہے مگر محجوبوں کی طرح غلطی سے فانی اشیا سے دل لگا لیتا ہے۔

مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ اُس خالق الکل اور مالک الکل ہستی کا کچھ پتہ بھی لگتا ہے یا نہیں اور آیا جس ہستی نے انسان کو بولنا سکھایا اور ایک مٹی کے پتلے کو گویائی کی طاقت بخشی ہے وہ خود بھی بولنے کی صفت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور اپنے وجود کا خود پتہ دے سکنے کے قابل ہے یا نہیں؟

اس سوال پر غور کرتے کرتے جب ہم دُنیا میں ایک ایسے وجود کا نام سُنتے ہیں جس کو ڈھونڈنے کے لئے ہم بھی مارے مارے پھرتے ہیں یعنے اللہ خدا پرمیشر گاڈ وغیرہ تو ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے وجود کا پتہ کس طرح سے لگا ہے۔ آخر معلوم کرنے پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ قدیم سے نبیوں رسولوں اور روحانی لوگوں کا ایک گروہ چلا آیا ہے جو اس کی مرضی اور منشا سے دُنیا کو آگاہ کرتا آیا ہے۔ اور بڑی بڑی اقتداری پیشگوئیاں کر کے اسکی ہستی کے بڑے بڑے ثبوت دیتا آیا ہے اور نیز وہ پاک گروہ اسبات کا بھی ثبوت دیتا آیا ہے کہ وہ لطیف در لطیف وجود جس کی جستجو میں تم لوگ مارے مارے پھرتے ہو اور کہیں کے کہیں خوار ہوتے پھرتے ہو وہ ہمارے ساتھ بولتا ہے اور ہمیں قبل از وقت بہت سی باتوں کی خبر دیتا ہے اور اپنے وحی اور الہام کے ذریعہ سے ہمیں اپنی مرضی سے مطلع کرتا ہے۔ الغرض خدا پر ایمان لانے کے لئے سلسلہ نبوت پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ اور اسی بات کو اللہ کریم نے اس آیت شریفہ میں حل کیا ہے جہاں لکھا ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا o اولئک ھم الکفرون حقا و اعتدنا للکفرین عذابا مھینا o (النساء)

تمام تصنیفات اسکی خوشہ چین ہیں۔

سب سے پہلے یحییٰ ابن خالد برمکی فرمایش سے چند لوگوں نے ملکر اس کتاب کو عربی عبا و دستار سے آراستہ کیا یحییٰ کے خاطر خواہ یہ ترجمہ نہوا اس لئے اس نے بیت الحکمت کے مترجمین ابو حسان اور سلم کو اس خدمت کے انجام دینے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے ماہرین فن کی ایک جماعت کو اس ترجمہ کے لئے مقرر کیا۔ جب یہ سب ترجمہ کر چکے۔ ان تراجم میں سے جو سب سے زیادہ صحیح اور بامحاورہ تہا اس کا انتخاب کیا۔ اسپر بہی شوق کی آگ ٹھنڈی نہوئی۔ حجاج بن مطر نے ماموں کے عہد میں اس کا دوبارہ ترجمہ کیا۔ تبریزی نام ایک شخص نے اس کا تیسرا ترجمہ کیا۔ ثابت بن قرہ (مترجم بیت الحکمت) نے اس ترجمہ کی اصلاح کی۔ اسحٰق نے اس کا چوتہا ترجمہ کیا جسکی اصلاح پہر ثابت نے کی ماموں اس کتاب کا عاشق تہا۔ ماموں کے عہد میں حجاج بن یوسف ثابت قرہ نے پہر اسپر نظر ثانی کی۔

اس کتاب میں تیرہ مقالے ہیں سے صرف پہلے مقالہ کی ظرفیوس اور عمر بن الفرحان اور ابراہیم بن صلت نے تفصیل کی ہے۔ ابوریحان بیرونی نے حشو و زوائد سے پاک کر کے اس کو مختصر کیا۔ فاضل نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری نے اسکی شرح لکہی۔ قاضی زادہ رومی نے اس شرح پر حاشیہ لکہا فاضل جمال الدین ابو الفرج کے ایما سے محی الدین یحییٰ اندلسی نے اس کا خلاصہ کیا۔ اور مجسطی پر کچہ ایزاد کیا۔ محقق نصیر الدین طوسی نے مجسطی کے اشکالات ایک خاص تصنیف کے ذریعہ سے حل کئے۔ محقق شمس الدین سمرقندی نے اسکی شرح لکہی ہے۔ بعض علمائے متاخرین نے بہی مجسطی کی شرح کی ہے [۱]

مجسطی کے سوا اور کسی خاص ہیأت کی کتاب کا ترجمہ مسلمانوں نے نہیں کیا دنیا کی اہل علم قوموں کی معلومات سے فائدہ اٹہایا۔ ان کو اپنی تصانیف میں جگہ دی اور صفحہ عالم پر آج یونانی تالیفات کا نشان نہ ہوتا اگر مسلمانوں کی علمی قدر دانی ہاتہہ ان کو نہ تہامتا۔ ایک انگریز مصنف کہتا ہے۔

> علمائے عرب نے ریاضیات کی پوری پوری خدمت کی اگر انکی توجہ نہ ہوتی تو یونانی ریاضی تصنیفات کا اکثر حصہ برباد ہوگیا ہوتا۔ لیکن اصل یونانی نسخوں کے ضائع ہوجانے پر عربی تراجم میں محفوظ رہا۔ [۲]

منالاوس اسکندرانی جو سنہ ۔۔ھ میں تہا ہیأت کا بہت بڑا عالم تہا بطلیموس نے مجسطی میں اس کا تذکرہ کیا ہے اسکی تصنیفات یورپ نے عرب کے ہاتہوں سے پائی [۳]

مسلمانوں نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ قدیم تصنیفات کو معدوم نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی خاص تحقیقات اور معلومات سے علم ہیأت کی تجدید کردی۔ علم ہیأت کیطرف مسلمانوں کی توجہ ابوجعفر منصور دولت عباسیہ کے دوسرے تاجدار کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ ابوجعفر کے بعد ہارون کے عہد تک اس علم کی ترقی ایک معمولی انداز سے ہوئی۔ ماموں جب سریر آرا ہوا تو اس نے ہیأت پر ایک خاص لطف کی نگاہ ڈالی اور یہ اسلامی ہیأت کی ترقی کا دیباچہ تہا مسلمانوں نے اس علم کو تقلیدی طور سے نہیں سیکہا بلکہ بجائے خود بہی اسکی تحقیق کی۔

بنو موسیٰ ماموں کے زمانہ میں محمد، احمد، حسین تین بہائی تہے جن کو فلسفہ اور ہیأت کے ساتہہ خاص شغف تہا۔ عربی میں اکثر تراجم انہیں کی مدد سے ہوئے ہیں۔ علم ہیأت میں ان کو کامل دستگاہ تہی ماموں کے ایما سے خط نصف النہار کے ایک درجہ کی پیمایش اس غرض سے کی تہی کہ محیط ارض دریافت کیا جائے اور اسکی تحقیق کی جائے کہ یونانی مصنفین نے جو محیط ارض بتایا ہے وہ کہانتک صحیح ہے۔

افلاک اور ستاروں کی تحقیق کے لئے ماموں نے رصد بنوائی تاکہ یونانی مسایل کی جرح و تعدیل کیجائے۔

مسلمانوں نے اپنی ہیأت کی بنیاد صرف یونانی تصنیفات پر نہیں ڈالی بلکہ دنیا کے تمام اہل علم ملک مصر ایران ہندوستان کے منتخب مسایل پر۔ بیرونی نے قانون مسعودی میں اہل پارس کی علم ہیأت کو سب سے زیادہ قریب صحت بتایا ہے۔ کتاب الہند اور نیز قانون مسعودی میں ہندوستان کے علم ہیأت کے مبسوط مسایل لکہے ہیں۔ قانون کو بیرونی نے سلطان غزنوی مسعود محمود بن سبکتگین کے لئے لکہا تہا کہ برلن اور لندن میں چند بار یہ چہپ چکا ہے۔ ابو القاسم غرناطی المتوفی سنہ ۴۲۶ھ نے ایک ضخیم کتاب ہندوستان کی ہیأت پر لکہی۔

شاہان اسلام نے اس علم کی طرف جتنی نگاہ توجہ کی اس سے زیادہ کسی دوسرے فن کیطرف نہیں کی۔ اس کا اندازہ اس سے کرو کہ فرماں روایان اسلام میں سب سے زیادہ علم کا دشمن وحشی خونریز جاہل کون تہا؟ چمنستان بغداد کا تاراج کرنیوالا تاتاری ہلاکو۔ مگر اس نے بہی مراغہ کی رصدگاہ اپنی یادگار چہوڑی کسی قوم میں کسی چیز کے حسن قبول اور کثرت کی کیا دلیل ہے؟ یہی کہ اس قوم کا اعلیٰ سے اعلیٰ فرد اور ادنیٰ سے ادنیٰ فرد اس کو قبول کرے۔ ہیأت کے حسن قبول کا یہ حال تہا کہ سلاطین تک اس علم کے ماہر ہوتے تہے۔ الغ بیگ المتوفی سنہ ۸۵۳ اس علم کا ایک کامل الفن صاحب تصنیف استاد تہا۔ اسکی یہ کتاب لندن میں سنہ ۱۶۵۰ء میں اور اوکسفورڈ میں سنہ ۱۶۶۵ء میں چہپکر شائع ہوگئی ہے۔

کثرت کا یہ حال تہا کہ مسلمانوں کے غلام تک ہیأت میں کمال رکہتے تہے۔ ابو المعشر فلکی المتوفی سنہ ۲۷۲ جو مسلمانوں میں ایک ماہر ہیأت دان گذرا ہے اس شوق کو دیکہو کر ایک مشہور محدث تہا۔ ہیأت کا جوش ہوا تو ۴۷ برس کی عمر میں ہیأت سیکہی اور ایسی سیکہی کہ اب اس فن کے ماہرین میں اسکا شمار ہے [۱]

اسی ابو معشر کا ایک غلام تہا۔ آقا کے کمال شوق کو دیکہکر یہ بہی ہیأت کی طرف متوجہ ہوا۔ مرتے وقت کتاب مطرح الشعاع کتاب تحاویل سنی العالم والحکم الیہا کتاب تحاویل سنی الموالید یادگار چہوڑی۔ ابو الفتح عبد الرحمن علی خازن مروزی نام ایک شخص کا غلام تہا اس نے علوم ہندسہ کی تکمیل کی اور ایک زیچ تصنیف کی اس کا آوازہ شہرت جب سلطان سنجر کے کانوں تک پہونچا تو اس نے ہزار دینار عبد الرحمن کو نذر بہیجے [۲]

مسلمانوں کی رصدگاہیں

اسی سلسلہ میں مسلمانوں نے رصد کے متعلق جو ترقیاں کیں وہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہیں شمس الدین علی خواجہ نے چالیس برس تک ترصید کی مختلف مقاصد کے لئے مسلمانوں نے آلات رصد ایجاد کئے۔ زیچیں بنائیں جنمیں سے اکثر آج یورپ میں چہپ گئی ہیں۔ یا قلمی محفوظ ہیں۔ آلات رصد کے نام اکثر تاریخ میں ملتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کا استعمال ایک مدت سے چونکہ متروک ہے اس لئے یہ دقت سے دریافت ہوسکتا ہے کہ یہ آلے کس مقصد کے لئے بنائے گئے تہے۔ ذیل میں ہم صرف ان آلوں کے نام

بتائیں گے جن کے موقع استعمال سے ہم کو کسی قدر واقفیت ہوئی ہے۔ بشرطیکہ اس کی ایجاد کا شرف مسلمانوں کو ہوا ہو۔

نمبر	نام آلہ	کیفیت	کس کام کے لئے ہے	موجد
۱	لبنہ	مربع مستوی	اس سے میل کلی عرض البلد اور تاروں کی دریافت کیجاتی ہے	مسلمان
۲	حلقۃ الاعتدالی	ایک قسم کا حلقہ ہوتا ہے جو دائرہ معدل کی سطح میں نصب کیا جاتا ہے	اس سے تحویل الاعتدالی دریافت کی جاتی ہے	؍؍
۳	ذات الاوتار	چار مربع اسطوانی ہیں اس کی ایجاد نے حلقہ اعتدالیہ سے مستغنی کر دیا	تحویل اعتدالی اور تحویل لیل دریافت ہوتی ہے	علامہ تقی الدین
۴	ذات السمت و الارتفاع	ایک نصف حلقہ ہے جس کا قطر چند متوازیۃ السطوح اسطوانوں کی سطح ہے۔	اس سے سمت اور ارتفاع معلوم ہوتا ہے	مسلمان
۵	ذات الجیب	۰		؍؍
۶	المشتبہ بالناطق	۰	اس سے دو ستاروں کے درمیان کا بعد معلوم ہوتا ہے	علامہ تقی الدین راصد
۷	الربع التام	۰	۰	ابن الشاطر دمشقی المتوفی ۷۷۷ھ

ابن الشاطر مسلمانوں میں ایک بہت بڑا ہیئت دان گذرا ہے۔ النفع العالم اُس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں ایک موقع پر آلہ الربع التام کی ایجاد کی یہ وجہ لکھی ہے کہ "اب تک میں نے جتنے آلات رصد دیکھے ہیں ان سب میں کچھ نہ کچھ فروگذاشت تھی اُس کی اصلاح کے لئے میں نے الربع التام بنایا جو آسانی سے اور تمام باتوں کے برخلاف کرہ ارض کے ہر حصہ پر استعمال کیا جاسکتا ہے"[1]

رصدگاہوں کا وجود مسلمانوں سے پہلے تھا تاون اسکندرانی نے ۲۹۵ ق ع میں طیموحارس نے ۲۸۳ ق ع میں اسکندریہ میں ابرخس نے ۱۶۱ء میں بالانوس نے رومہ میں ۶۸ء میں بطلیموس نے ۱۲۷ء میں رصد گاہیں قایم کی تھیں عہد اسلام میں سب سے پہلے مامون نے رصد بنوائی۔

(۱) جب مامون کے زمانہ میں مجسطی کا ترجمہ ہوا تو اُس نے اُن سب آلات کے بنانے کا حکم دیا۔ جن کا مجسطی میں ذکر کیا گیا تھا۔ دُنیا کے ہر گوشہ سے ماہرین ہیئات جمع کئے گئے۔ جن کے ہاتھوں سے شہر شماسیہ بغداد اور دمشق میں ۲۱۴ھ میں رصد گاہیں طیار ہوئیں۔ ان رصد گاہوں نے صرف چار برس کی عمر پائی ہے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ۲۱۸ھ میں مامون کا انتقال ہوگیا۔ مگر اس قلیل عرصہ میں بھی چند نئی باتیں دریافت ہوئیں جو ایک کتاب کی صورت میں زیج مامونی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ رصدگاہیں یحیےٰ ابن منصور خالد بن عبد الملک مروزی سند بن علی عباس بن سعید کے زیر اہتمام تھیں۔

(۲) رصد ابی حنیفہ دینوری ۲۳۵ھ میں اصفہان میں قائم کی گئی۔ اسی رصد میں ستاروں کے متعلق جو معلومات ہوئے تھے انکو ابو حنیفہ المتوفی ۲۸۱ھ نے ایک کتاب میں ترتیب دیکر رکن الدولہ دیلمی کے نام سے معنون (ڈیڈیکیٹ) کیا تھا

(۳) رصد حاکمی۔ حاکم بامر اللہ مصر کا چھٹا فاطمی خلیفہ تھا اس نے

[1] کشف الظنون ج ا ص ۱۵۹ ۱۴۵ قبل از حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

مصر میں ایک رصد بنوائی تھی[۹۳] ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ میں اس کا مہتمم تھا۔ ابن یونس نے حاکم کے نام سے ایک زیج بھی لکھی تھی اس زیج کو ۱۸۰۴ء میں فرنچ ترجمہ کے ساتھ کون ساڈی پرسفال نے چار جلدوں میں شایع کیا ہے اُس کے قلم سے اور کتابیں بھی نکل چکی ہیں جن میں سے بعض خدیوی کتب خانہ مصر میں موجود ہیں۔

(۴) رصد ہوا الاعلم۔ یہ رصد بغداد میں ۵۰۲ھ میں بنائی گئی تھی۔

(۵) رصد بیرونی ابوریحان بیرونی المتوفی ۴۳۰ھ اس کا الغیر تھا۔

(۶) رصد طوسی ہلاکو خان نے نصیر الدین طوسی المتوفی ۶۷۲ھ کے درخواست پر مراغہ میں یہ رصد بنوائی تھی اس رصد کی تیاری میں ہلاکو نے بے شمار روپے صرف کئے رصد کے ماہانہ اخراجات کے لئے بیس ہزار اشرفیاں مقرر تھیں۔ اسکے اہتمام کے لئے دور و دراز ملکوں سے اس علم کے ماہرین طلب کئے گئے تھے۔ مویدعرضی دمشق سے فخر مراغی موصل سے فخر خلاطی تفلیس سے نجم الدین قزوین سے بلانے گئے ماہ جمادی الاولی ۶۵۷ھ سے یہ رصد بنی شروع ہوئی تھی۔ یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا جو بغداد شام جزیرہ کی تاراج کردہ کتابوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

(۷) رصد الوغ بیگ۔ الوغ بیگ بن شاہ رخ بن تیمور لنگ المتوفی ۸۵۳ھ اس کا دار السلطنت سمرقند تھا۔ خود بھی علم ہیئات کا ماہر اور علمائے ہیئات کا ایک مجمع بھی اپنے پاس رکھتا تھا موسیٰ بن محمود قاضی زادہ رومی مصنف شرح چغمینی نورِ رصدی میں تھا اور غیاث الدین جمشید کاشانی گرو تھا۔ انہیں دونوں کے مشورہ سے اس نے سمرقند میں اس رصد کی بنیاد ڈالی۔ مگر اُس کی بدقسمتی سے ہیئات کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب اختتام رصد سے پہلے ہی غروب ہو گئے۔ لیکن ملک بھی با کمالوں سے خالی نہ تھا۔ جمشید کے لائق جانشین فرزند علی قوشجی کے اہتمام سے یہ رصدگاہ تکمیل کو پہنچی۔

اِن مذکورہ بالا رصدوں کے علاوہ اور بہت سی رصدگاہیں تھیں۔ جیسے رصد بن الشاطر رصد نابخور رصد بتانی۔ رصد طلیطلہ۔ مگر انکے واضح حالات چونکہ دستیاب نہ ہوسکے اسلئے افسوس کیا تھا اُن کو قلم انداز کرنا پڑا۔

مضمون کے خاتمہ پر ہمیں اس مسئلہ پر بھی غور کرنا ہے کہ یورپ کی گردن میں اسلامی ہیئات کا طوق تلمذ ہے کہ نہیں۔ تاریخ سے اسکا جواب اثبات میں ملتا ہے جرمن کا علم دوست بادشاہ فریڈرک دوم ایک طرف تو صلیبی جنگ میں مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کے علوم سے سیراب ہو رہا تھا اور میدان جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے صف آرا بھی ہے اور ریاضی کے مسایل ہلالی فوج کے سپہ سالار سے حل بھی کرتا ہے۔

ابن یونس المتوفی ۳۹۹ھ جو حاکم بامر اللہ خلیفہ فاطمی کا مشہور فلکی تھا جسکی کتاب الجلید اول الحاکمیہ پیرس میں چھپ گئی ہے۔ اسکے حالات میں اڈورڈ پین ملیس فاندھ لکھتا ہے:

ابن یونس نے مصر میں ہیئات کے چند طریقے استعمال کئے۔ جن کو ابن یونس سے اسکے بعد یورپ کے ہیئت والوں نے اخذ کیا۔

سب سے بین دلیل اس دعوی کی ہیئت کی اُن عربی اصطلاحات سے ملتی ہے جو یورپ میں آجتک مستعمل ہیں جن سے پتا ہوتا ہے کہ یورپ میں عربی لغت و علم ہیئات پھیلا ہے۔ م

[۹۳] اس رصد کی تاریخ بناکاتب چلپی نے ۵۰۲ھ لکھی ہے مگر کسی طرح صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا مہتمم ابن یونس تھا اور حالانکہ خود یونس کی ولادت ۳۴۰ھ میں ہے اور حاکم بامر اللہ جو چوتھی صدی میں تھا ۴۱۱ھ میں وفات پائی ہے۔

چھ سال کا تجربہ

جب ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ہمسایہ بھی اس طرح کی مصیبت میں مبتلا تھے اور جب ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ جس سے انھوں نے اس مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرنے میں تب ہم بھی وہی رستہ اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کرتے ہیں جس سے وہ کامیاب ہوئے تھے۔ اس سے بھی زیادہ بہتر خبر یہ ہے کہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی ولیمز کی پنک پلز کے بارے میں بتاتا ہے ... سی سی مسٹر صاحب ایل ایم ایس۔ اسور کرجی کمپنی مطالان ۱-۱۲۹ کورن والس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) کہتے ہیں میں گذشتہ چھ سال سے اپنے انگریز اور دیسی مریضوں کو ڈوعان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں استعمال کراتا ہوں اور ان کو گردوں کے انحطاط۔ درد جگر۔ اور وجع مفاصل میں مفید پایا ہے ایسے مرضوں سے تکلیف پانے والوں کو میں بغیر کسی پیش و پیش کے اس دوا کے استعمال کرنے کی صلاح دیتا ہوں۔ گردوں کی بیماری اس وجہ سے خطرناک ہے کہ وہ اچھی خفیہ اور آہستہ آہستہ اپنا عمل کرتی ہے کہ جو شخص درد سر بیچشوں اور قلب (دل) کی بیماری بے خوابی۔ بیجا ناسستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا۔ یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات بھی۔ درد پشت جلندھر پیشاب کی بیماریاں اور وجع مفاصل اور گردوں کا پتھر۔ یہ گولیاں ان سب باتوں کو رفع کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنے گردوں کی بیماری دور کرتی ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈوون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۱ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشوں کے گیارہ۔ اگر آپ اپنی فرمائش کیسا تھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کیجائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے سجادہ کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگاکر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق کی بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملاکر بحران پر مالش کیجائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام امراض بالخصوص بچوں اور انکے لئے اجنکو بیہوشی یا بندش گلہ کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے نسخہ حلفی اقرار عدم افشا و ادائے فیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت (نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اجرت سے مطلع فرمائیں:

المشتہر فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری رنگینی کی آہ و زاری آجکل بہت سیلاب کی طرح بہ رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اعلیٰ آزماؤ پھر منگاؤ ہمارا اس میں کچھ بھی نہ ہوگا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بد پرہیزی کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دفع ہونگے بطور تجربہ ہر قسم کی باہ کی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم بغیر طبیب کے جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو تو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ طلاء طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کیساتھ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسکو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ آنہ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بناتا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ آنہ

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلیب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ لٹریچر تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(ہر مہر پر بہت سبز سفید و حوالہ مشہور دیں)

(سرمہ نور)

نینسل تھا۔ اور ادھر لگا ادھر آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی و غبار کا نام و نشان نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب... تک میں فائدہ دکھلایا ہے علاوہ بریں امراض جالا پھولا۔ ضعف و غبار۔ ڈھلکا۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ سوتیا بند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معززوں مثلاً ڈاکٹروں حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہونگے مفت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔ سرمہ نور خاکی فی تولہ ۱ روپیہ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ آنہ

سونف شگی شروع ... زنگم خرج بالالشلین خوشبودار البیا کہ ... تمام ... بستر کے حالی عمدہ ... جاڑہ دنیں ... تو زنگ لحاف کیجا سکے ... پائیدار عمدہ مجرب البیان ... طشل ... اگر غرض قیمت صرف ... فرمائشات وی پی منگانے میں جنکے الیبان محصول بذمہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام ... ہونی چاہئیں

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر شخص خواہ مرد ہو یا عورت
بوڑھا ہو یا جوان سر کے بالوں اور سر دھونے اور نہانے کے لئے
عجیب و غریب خوشبودار کھلی تیار کی ہے جس میں خوشبودار
معطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔
بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ استعمال
سے دماغ [illegible] خشکی۔ عجیب پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے
ہر چیز ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی جس [illegible] ایک روپیہ
[illegible] کم خریدار کو آٹھ آنہ روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ
خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

الراقم
مرزا قاسم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی ایجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

[illegible] کتاب [illegible] ل [illegible] یہ تمام ہندوستان میں [illegible]
[illegible] سیر [illegible] جاتا ہے وزن [illegible]
۲۵ سیر [illegible] ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من [illegible] مبلغ [illegible] روپیہ
اور دوم مبلغ [illegible] سے مبلغ [illegible] بحساب آنے پر خراس وی
پی کیا جاتا ہے۔ [illegible] والے بھی تیار ہیں۔
مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

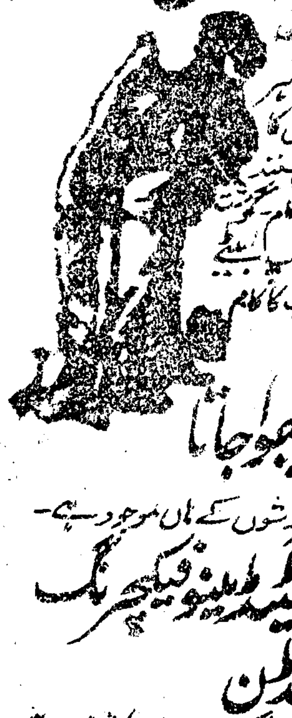

سینتیس سال سے زیادہ [illegible]
الشن نے فاضل طبیبوں کے تجویزہ ہر
سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا
نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند
علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ نقرس
اور کمزوری کی کمی ہے اور بار [illegible] بچے
دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام
دیتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا الشن لو [illegible] کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

بہ اوران ملک

کچھ مدت میں گذارش ہے کہ ایک مدت سے زیر [illegible] خضاب کا
[illegible] شکر ہے کہ آج بارہ سال کی [illegible]
کے بعد ہم اس خضاب کے [illegible]
خضاب تیل ہے۔ جو داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگانے سے
ہی فقط چار منٹ میں سیاہ [illegible]
چمکدار بنا دیتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی
ہے۔ ایک [illegible] ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت [illegible]
[illegible] روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار

الراقم
حضرت [illegible]
[illegible]

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

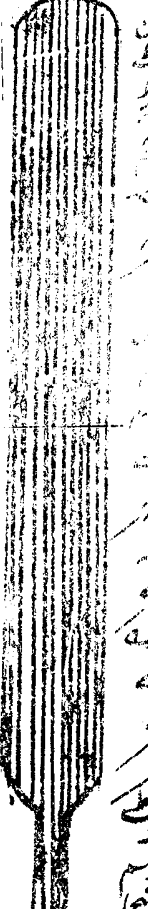

کرکٹ بیٹ سپر [illegible] کشمیری لکڑی [illegible]
اور [illegible] نہایت پائیدار [illegible]
بیٹ [illegible] کشمیری [illegible]
کے [illegible] نہایت عمدہ [illegible] کرکٹ بیٹ لکڑی [illegible]
کی [illegible]
[illegible]
کرکٹ بیٹ معمولی [illegible]
[illegible]
ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] فٹ بال [illegible]

کرکٹ بال [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible]
کرکٹ [illegible] ٹوپی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ سال از قسم
[illegible] فٹ بال وغیرہ پہنچا
[illegible] سامان کا مقابلہ
[illegible] کا مصداق
[illegible] ضلع کانگڑہ [illegible]

[illegible] یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ ... بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دو اہمی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

۳- خواص و معاونین سے ...

... سے باہر سے

... دس سنے ... ۱۲/

... غیر مستطیع

... آمدنی ... ۱۲/

... صاحب قریشی مالک کارخانہ رفیق الصحت ... موچی دروازہ لاہور

دفتر الحکم قادیاں

نمبر ۳۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

قصیدہ

واضحے آیا نظر چہرۂ زیبا تیرا — کیا سراپا ہے پر انوار سراپا تیرا
گردنیں خم ہوں تعظیم کی خاطر کیوں نہ — نشان ارفع ہے تری ... تیرا
ہر مقابل کو کیا کشتۂ شمشیر جلال — ہے ید اللہ کہ بازوئے توانا تیرا
ہے تری شان میں ... گرگا بروز — ہر طرف کیوں نہ زمانے میں ہو چرچا تیرا
لفظ باقی وہ شہادت ہے کہ اللہ اللہ — ہیں قرآں کے مطابق ہے ... تیرا
مولوی چڑتے ہیں گر تیری مسیحائی سے — نام کہیں گے ہم اب رشک مسیحا تیرا
دل روشن ہے ترا مطلع مہر زمان — مظہر جلوۂ قدرت رخ زیبا تیرا
نظر آتا ہے چمن زار جہاں میں ہم کو — سرو گلزار امامت قد بالا تیرا
تجھسے پرنور ہوئے سیکڑوں ... — روکش مہر جہاں تاب ہے جلوہ تیرا
فتح پائی ہے سر جنگ مقدس تو نے — گرگیا ساحت آفاق میں جھنڈا تیرا
دیکھی ہے آنکھ سے آتھم کی ڈوبی کیا بیت — کیوں نہ کہئے کہ ہر اک قول ہے سچا تیرا
لیکھرام آپ دم تیغ میں ڈوبا کیسا — چھ برس پہلے کا صادق ہوا کہنا تیرا
ہستی حق پہ نشاں ہوگئے قائم کیسے — ہم نے آیات خدا دیکھا سراپا تیرا
کسکی طاقت ہے تری سامنے آکر ہو کھڑا — پست کر دیتا ہے سب کو ید بیضا تیرا
گبر و ترسا کو یہودی و سماجی برہمو — کوئی دنیا میں نہیں نور ہے جو دیکھو تیرا
ہم نے ہر فرد ملل ہائے زمن کو دیکھا — رعشہ کہتا ہے وہیں نام جو آیا تیرا
تو مجدد ہی نہیں مہدی بھی عیسیٰ بھی ہے — درجہ امت سے نبوت پہ ہے پہنچا تیرا

فتح ہوگی تجھے آئیں ہے خدا کا وعدہ — ہے اقالیم مذاہب پہ چڑھ دھاوا تیرا
بیقراری سے نکل جاتیکو تھی جان حزیں — مرمٹے ہوتے نہ ہوتا جو دلاسا تیرا
مخلصی مرتے ہوئے ... بلبلوں نے پائی — کیا ہی جاں بخش ہے لب ہیں مسیحا تیرا
نام پیارا ہے ترا پیارے غلام احمد — ہے شگفتہ بہی ہر وصف سنایا تیرا
ذات اطہر پہ تیری لاکھوں درود اور سلام — اور شگفتہ بہی شناہا جو ہے آقا تیرا
رحمت حق ہو ہر مومن اخیار پہ بھی — جن کا ہر فرد دل و جان سے ہے شیدا تیرا

دونوں عالم کے عذابوں سے خدا بخشی نجات
بس یہی چاہتا ہے طالب شیدا تیرا

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہوچکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کرچکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنے مع محصولڈاک ۸؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ - درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

تازہ الہامات

۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء - انی معک ومع اھلک

لک البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا -

انی احافظ کل من فی الدار -

۲۱ ستمبر - والضحٰی واللیل اذا سجٰی - ما ودعک ربک وما قلٰی

انی معک ومع اھلک -

انی معک یا ابراھیم -

انی مبارک -

۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء - خدا خوش ہو گیا - یا عبد اللہ انی معک

دارالامان میں آجکل

دارالامان خدا تعالےٰ کے فیوضات و برکات کا مہبط ہے اور کل یوم ھو فی شان ہر نیا دن نئی برکات لیکر آتا ہے - خدا کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی عجیب و غریب تجلیات کا مظہر بنا ہوا ہے صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کے انتقال نے آپ کی سچائی - خدا تعالیٰ کی ہستی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نئی زندگی عطا فرمائی ہے اور یہ نکتہ حل ہو گیا کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے - عبث صاحبزادہ صاحب کے انتقال کے متعلق خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر الحکم کی پہلی اشاعت میں لکھا جا چکا ہے اس کے اعادہ کی حاجت نہیں مگر یہاں مجھے ایک خاص بات کا ذکر کرنا ہے جو خصوصیت سے ایمان کو زندہ کرنیوالی بات ہے - اور جسکی نظیر دنیا میں بجز انبیاء علیہم السلام کے گروہ کے نہیں مل سکتی وہ کیا ہے ؟

حضرت مسیح موعود کے رضا بالقضا کا نمونہ

دنیا میں صبر اور استقلال کی تعلیم دینے والے اور رضا بالقضا اور قیام فی ما اقام اللہ کے بنے بنے وعظ کہنے والے اور درس دینے والے دیکھے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کی کسی ابتلا اور امتحان کے نیچے آئے ہیں تو انہوں نے وہ بزدلی اور کم ہمتی دکھائی ہے جسکی حد نہیں - فی الحقیقت کامل ایمان اور خدا پرستی کا کمال کا ایک ہی امتحان ہے کہ انسان مصائب کے عسر میں قدم پیچھے نہ ہٹائے بلکہ آگے بڑھاتا جاوے اب یہ چشم دید واقعہ ہے اسکا ایک یا دو گواہ نہیں بلکہ صدہا لوگ ہیں جو آجکل اس واقعہ کی تقریب کیوجہ سے اور حسب معمول یہاں آ رہے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ خدا کا مسیح موعود کس جلال اور شوکت کیساتھ اس واقعہ صاحبزادہ صاحب کو بیان کرتا ہے عام طور پر اگر غور کیا جاوے تو وہ انسان جو ستر برس کے قریب ہو اور جسکا ہونہار نیک سعادتمند بچہ فوت ہو جاوے اسکی کمر ٹوٹ جاتی ہے مگر یہاں معاملہ ہی الگ ہے -

حضرت مسیح موعود اس واقعہ کو ایسے جوش اور مزے سے بیان کرتے ہیں کہ الفاظ نہیں ملتے جو اس کیفیت کو ظاہر کیا جاوے

حضرت مسیح موعود خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں پوری ہو گئیں - حضرت مسیح موعود خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کے امتحان میں پورے اترے سب سے بڑھکر جو امر مسرت کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا چنانچہ حضرت مسیح موعود پر یہ وحی ہوئی ہے کہ

خدا خوش ہو گیا

انسانی زندگی کی اگر کوئی غرض اور غایت ہو سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ خدا اس سے خوش ہو جاوے اور وہ خدا سے راضی ہو جاوے اور اس طرح پر رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ کا نمونہ کامل بن جاوے - پس یہ کس قدر خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے خوش ہو جانے کا اظہار کر دیا - یہ چھوٹی سی بات نہیں یہی وہ بات ہے جس کے لئے نبیوں کی بعثت ہوتی ہے اور یہی وہ مقام ہے جو سلوک کی تمام منزلوں کا انتہائی مقام کہنا چاہیئے -

بس

آج کل دارالامان میں خدا تعالیٰ کا نزول ہو رہا ہے ایک نئی شان میں جن لوگوں کو آجکل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے وہ بڑے ہی خوش قسمت ہیں کیونکہ وہ ایک ایسا عملی سبق پڑھ رہے ہیں جس کو تقریر یا تحریر کی صورت میں ادا کرنا مشکل ہے -

ناداں اور ناحق شناس دشمن اس واقعہ پر استہزا کریں گے - وہ کریں اور زور سے کریں کیونکہ اسی سے خدا تعالیٰ کی نصرت اور غیرت میں جو وہ اپنے بندے کے لئے رکھتا ہے غیر معمولی جوش اور حرکت پیدا ہوتی ہے - اعتراض کرنا آسان امر ہے لیکن اگر حیا اور ایمان کوئی چیز ہے اور ضرور ہے تو اعتراض کرنے سے پہلے اس امر کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ کیا انبیاء علیہم السلام کی جماعت اس قسم کے امتحانوں اور آزمایشوں سے الگ رہی ہے ٭ احمق کے نزدیک یہ انگلی رکھنے کی جگہ ہے مگر دانشمند کے ازدیاد ایمان کا موجب - جب ایک سلیم الفطرت اس امر پر غور کرتا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

گیارہ بچوں نے وفات پائی

تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور بھی مضبوط ہوتا ہے کیونکہ وہ اندازہ کرتا ہے اس صبر اور **رضا بالقضا** کا جو **گیارہ موتوں** پر آپ نے دکھایا -

بہرحال

اعتراض کرنیوالے احمق ان باتوں کو کب دیکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی آیات کے نزول پر ان کا تو خبث اور رجس اور بھی بڑھتا ہے - ایمان والوں ہی کے ایمان بڑھا کرتے ہیں -

مگر

انھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں تو خدا تعالیٰ نے **انا نبشرک بغلام حلیم** کہکر ایک اور **بشارت** دی ہے اور خدا تعالےٰ نے اس کی **ذریت** کے بڑھنے کا آج نہیں کئیں برس پہلے اعلان کیا ہوا ہے - اسی میں بعض کے کم عمری میں فوت ہونے کی پیشگوئی ہے - آپکی جسمانی اور روحانی نسل بڑھ رہی ہے اور بڑھیگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے کہ ابراہیم کی طرح اس سے ایک قوم نکالے - ہاں

ان شانئک ھو الابتر

کی وحی بھی اسے ہو چکی ہے پس ناخدا ترس **معترض** کو ڈرنا چاہیئے -

(باقی پھر سہی)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الرحمن

بوقت نماز ظہر ۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء

سید نادر علی شاہ صاحب سب رجسٹرار زمیں چکوال کے بیعت کرلینے کی بعد ذکر امراض پر فرمایا قبرستان میں جتنے لوگ دفنائے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اصل میں یہ سب طبیبوں کی غلطیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ بہت کم آدمی ہوں گے جو عمر طبعی تک پہنچے ہوں۔ عمر طبعی عموماً سو اسّی سال تک سمجھی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں

ہر درد را درمان ہست

لکھا ہے ما من داءٍ الا لہ دواءٌ یعنی کوئی بیماری نہیں جس کی دوائی موجود نہ ہو۔ اگر اصلی دوا اور علاج ہوتا رہے تو عمر طبعی سے پہلے انسان مرے کیوں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ انسان ایک نہایت ہی کمزور ہستی ہے۔ ایک ہی بیماری میں باریک در باریک اور بیماریں شروع ہو جاتی ہیں۔ انسان غلطی سے کب تک بچ سکتا ہے۔ انسان بڑا کمزور ہے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اکثر اوقات تشخیص میں ہی غلطی ہو جاتی ہے اور اگر تشخیص میں نہیں ہوئی تو پھر دوا میں ہو جاتی ہے۔ غرض انسان نہایت کمزور ہستی ہے غلطی سے خود بخود نہیں بچ سکتا خدا کا فضل ہی بچائے اس کے فضل کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیے

دافع بلیات الٰہی ہے

کہ دافع بلیات تو صرف خدا تعالیٰ ہے۔ ہندو تو پتھروں کی پوجا کرتے ہیں کبھی تو کبھی خیال آ ہی جاتا ہوگا کہ اپنے ہی ہاتھوں سے انہیں بنایا ہے اور پھر انہیں کی پوجا کی جاتی ہے مگر اسباب کی پرستش کرنے والے ان سے بھی زیادہ مشرک ہوتے ہیں نیچری وغیرہ جو اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں اور وہ جو اپنی علمیت دولت پر گھمنڈ کرتے ہیں وہ خطرناک مقام پر ہوتے ہیں۔ ہاں اسباب کا تلاش کرنا منع نہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب جمعہ کی نماز پڑھ لو۔ تو اپنے کام کاج کی تلاش میں لگ جاؤ اور اللہ کریم کا فضل مانگتے رہو۔ اسباب پر بھروسہ مت کرو۔ مومن کو چاہیے کہ بظاہر اسباب تلاش کرے اور نظر اللہ تعالیٰ پر رکھے۔

علم طب پہلے یونانیوں کے پاس تھا پھر ان سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو انہوں نے ہر نسخہ سے پہلے ہو الشافی لکھنا شروع کر دیا۔ اور یہ طریق مسلمانوں کے سوا کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔

بڑا سعید طبیب وہ ہے جو ایک طرف تو دوا کرے اور دوسری طرف دعا میں مشغول رہے اور یہ سمجھے کہ شفا صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔

فرمایا شیخ سعدی لکھتے ہیں کہ "ایک بادشاہ کو نار وا کی بیماری تھی۔ اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے شفا بخشے تو میں نے جواب دیا کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قید ہوں گے ان کی بد دعاؤں کے مقابلہ میں میری دعا کب سنی جا سکتی ہے۔ تب اوس نے سب

دوسروں پر رحم کرو تا رحم کیا جاوے

قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہو گیا" غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جاوے تو خدا بھی رحم کرتا ہے۔ جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں ان پر اللہ اور اس کے رسول کو بھی رحم آجاتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنا اور بیجا طور پر مال اکٹھا کرنا اور اسباب پر ہی گرے رہنا بہت بُری بات ہے۔

فرمایا۔ گو ہمارا وہ کلام کا ہوتا ہے مگر چونکہ غفلت لگی ہوئی ہے ایک طرف وعظ و نصیحت سنی جاتی ہے اور دل میں تقویٰ حاصل کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتا ہے مگر

خطاب بہ جماعت

پھر غفلت ہو جاتی ہے اسلئے ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہیے۔ اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں خوب یاد رکھو کہ وہ ایک دم میں فنا کر سکتا ہے۔ طرح طرح کے دکھ اور مصیبتیں موجود ہیں بیخوف اور نڈر رہنے کا مقام نہیں۔ اس دنیا میں ہی جہنم ہو سکتا۔ اور بڑے بڑے مصائب آ سکتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آ سکتا اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا جبتک خدا خود دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دور نہ کرے۔ اسیواسطے ہر ایک کو چاہیئے کہ خدا کے ساتھ پوشیدہ علاقہ رکھے۔

جو شخص جرأت کے ساتھ گناہ فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہوتا ہے وہ خطرناک حالت میں ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا عذاب اس کی تاک میں ہوتا ہے اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ اور وہ سب باتیں جو خدا کو ناراض کرنیوالی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوف الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچائے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں ایسے وقت انکی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے اور ان کا تقویٰ انہیں بچا لیتا ہے۔

انسان اپنی چالاکیوں شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ کوئی انسان بھی نہ اپنی جان کی حفاظت کر سکتا ہے نہ مال و اولاد کی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہیے۔ اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ عقلمند انسان وہی ہے جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور جو اس تعلق کو محفوظ نہیں رکھتا وہ بیوقوف ہے۔ جو اپنی چترائی پر نازاں ہے وہ ہلاک کیا جائے گا۔ اور کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہوگا۔ دیکھو یہ زمین و آسمان اور جو کچھ کہ نظر آرہا ہے۔ اتنا بڑا کارخانہ کیا یہ خدا کے پوشیدہ ہاتھ کے سوائے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں + یاد رکھو جو ان حالات میں ڈرتا ہے وہ خوف کی حالت میں بچایا جاتا ہے اور خوف کیحالت میں ڈرتا ہے تو وہ کوئی خوبی کی بات نہیں ایسے موقع پر تو کافر مشرک بیدین بھی ڈرا کرتے ہیں۔ فرعون نے بھی ایسے موقع پر ڈر کر کہا تھا اٰمنت انہ لآ الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرآئیل وانا من المسلمین ۱۱/۱۴ اس سے صرف اتنا فائدہ اسے ہوا کہ خدا نے فرمایا کہ تیرا بدن تو ہم بچا لیں گے۔ مگر تیری جان کو اب نہیں بچائیں گے۔ آخر خدا نے اس کے بدن کو ایک کنارے پر لگا دیا ایک چھوٹے سے قد کا وہ آدمی تھا۔ غرض جب گناہ اور معصیت کیطرف انسان ترقی کرتا ہے تو پھر لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ۳۶ والا معاملہ ہوتا ہے جب اجل بلا آجاتی ہے تو پھر آگے پیچھے نہیں ہوا کرتی۔ انسان کو چاہیے کہ پہلے ہی سے خدا کے ساتھ تعلق رکھے۔ مگر ؎

خیال زلف تو بستن نہ کار خاماں ہست — کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

انبیاء کا ہی گروہ ایسا گروہ ہوتا ہے کہ وہ بے سلسلہ چلتے ہی نہیں۔ جو لوگ انبیاء کی زندگی میں فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور عاقبت کی کچھ فکر نہیں کرتے اور راستبازوں پر حملے کرتے ہیں ایسوں ہی کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا یخاف عقبٰھا ۱۶/۳۰ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ایک موذی بے ایمان کو اللہ کریم مارتا ہے تو پھر کچھ پروا نہیں رکھتا کہ اس کے عیال اطفال کا گذارہ کس طرح ہوگا۔ اور اس کے پسماندہ کیسی حالت میں بسر کریں گے۔

والنجم اذا ھوٰی ایک شخص نے ستاروں کے ٹوٹنے کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا جہاں تک پتہ لگ سکتا ہے مفسرین بھی لکھتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم کے دعویٰ سے پہلے بہت ستارے ٹوٹے تھے اور یہاں بھی شاید ۱۸۸۵ء میں ہمارے دعویٰ سے پہلے بہت سے ستارے ٹوٹتے تھے ایک لشکر کا لشکر اس طرف سے اس طرف چلا جاتا تھا اور اس طرف سے اس طرف چلا آتا تھا۔

والنجم اذا ھوٰی ۲۷/۵

کا بھی یہی مطلب ہے۔ جب کبھی خدا تعالیٰ کا کوئی نشان زمین پر ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے تو اس سے پہلے آسمان پر کچھ آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مفسر اور اہل کشف بھی یہی بیان کرتے ہیں اور قرآن شریف میں بھی یہی لکھا ہے۔ مجھے ایک خط آیا تھا کہ ایک ستارہ ٹوٹا جس سے بہت روشنی ہوگئی اور یہ ایسا خطرناک آواز آئی کہ لوگ دہشت ناک ہوگئے اور بڑا خوف ہوا۔ اور پھر نہیں معلوم کہ آئندہ ابھی کیا کیا ہونے والا ہے۔ آئے دن نئے نئے حوادث ہوتے رہتے ہیں کوئی سال ایسا نہیں گذرتا جس میں کوئی نہ کوئی حادثہ واقع نہ ہو۔ ستاروں کا ٹوٹنا ظاہر کرتا ہے کہ زمین پر بھی اب کچھ نشانات ظاہر ہونیوالے ہیں۔ اور پھر خدا نے بھی مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں بہت سے عجیب نشان ظاہر کروں گا۔ کچھ اول میں اور کچھ آخر میں — زلزلہ کی خبر بھی اس نے دی ہے گذشتہ کی نسبت زیادہ سخت طاعون پڑنے کی بھی اطلاع دی ہے معلوم نہیں کہ اس سال وہ خطرناک طاعون پڑے گی یا آئندہ سال میں مگر وہ خطرناک بہت ہوگی۔

اس پر سید نادر علی شاہ صاحب نے عرض کی کہ "ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیئے"۔

خدا کے عذاب سے بچنے کا گر فرمایا۔ توبہ و استغفار کرنی چاہیئے بغیر توبہ و استغفار کے انسان کر ہی کیا سکتا ہے سب نبیوں نے یہی کہا ہے کہ اگر توبہ و استغفار کرو گے تو خدا بخشش دے گا۔ سو نمازیں پڑھو اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہو اور پہلے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور بار بار استغفار کرو تاکہ جو قوت گناہ کی انسان کی فطرت میں ہے وہ ظہور میں نہ آوے۔ انسان کی فطرت میں دو طرح کا ملکہ پایا جاتا ہے ایک تو کسب خیرات اور نیک کاموں کے کرنے کی قوت ہے اور دوسرے بُرے کاموں کو کرنے کی قوت اور ایسی قوت کو روکے رکھنا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور یہ قوت انسان کے اندر اس طرح سے ہوتی ہے جسطرح کہ پتھر میں ایک آگ کی قوت ہے۔

استغفار کے معنے اور استغفار کے یہی معنے ہیں کہ ظاہر میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ اور گناہوں کے کرنیوالی قوت ظہور میں نہ آوے انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اسواسطے کرتے ہیں کہ تا آئندہ وہ قوت ظہور میں نہ آوے۔ اور عوام کے واسطے استغفار کے دوسرے معنے بھی لئے جاویں گے کہ جو جرائم اور گناہ ہوگئے ہیں ان کے بد نتائج سے خدا بچائے رکھے اور ان گناہوں کو معاف کر دے اور ساتھ ہی آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔

بہر حال یہ انسان کے لئے لازمی امر ہے کہ وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔ یہ جو قحط اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں۔ ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے رہیں۔ اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کی وجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی۔ مگر جو استغفار کا مطلب اور معنے پوچھو تو بس کچھ نہیں بھکا بکا رہ جاویں گے انسان کو چاہیئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خدا سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے رکھے۔ خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی استغفر اللہ استغفر اللہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے۔ تو پھر خداوند رحیم و کریم ہے وہ بلا ٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اور بہت استغفار کرنا چاہیئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا۔ اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ۔ چاہیئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ خوب یاد رکھو اگر صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑیگا۔ آنحضرت صلعم کا کتنا بڑا رعب تھا۔ ایکدفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت صلعم بد دعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور بد دعا نہ کریں سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کے لئے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا۔

---

۱۶ ستمبر بروز دوشنبہ

صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات پر حضرت اقدسؑ کی تقریر باغ میں

فرمایا۔ قضاو قدر کی بات ہے۔ اصل مرض سے (مبارک احمد نے) بالکل مخلصی پالی تھی۔ بالکل اچھا ہوگیا تھا۔ بخار کا نام نشان بھی نہ رہا تھا۔ یہی کہتا رہا کہ مجھے باغ میں لے چلو۔ باغ کی خواہش بہت کرتا تھا سو آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی پیدائش کے ساتھ ہی موت کی خبر دے رکھی تھی تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ "انی اسقط من اللہ واصیبہ" مگر قبل از وقت ذہول رہتا ہے اور ذہن منتقل نہیں ہوا کرتا۔ پھر ایک جگہ پیشگوئی ہے "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" پھر کئی دفعہ یہ الہام بھی ہوا ہے "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" اور پھر اہل بیت کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم اور پھر فرمایا ہے یا ایھا الناس اتقوا ربکم اللہ خلقکم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے یہ بڑا تطہیر کا موقع ہے۔ ان کو بڑے بڑے تعلقات ہوتے ہیں اور ان کے ٹوٹنے سے رنج بہت ہوتا ہے میں تو اس سے بڑا خوش ہوں کہ خدا کی بات پوری ہوئی۔ گھر کے آدمی اس کی بیماری میں بعض اوقات بہت گھبرا جاتے تھے میں نے ان کو جواب دیا تھا کہ آخر نتیجہ موت ہی ہونا ہے یا کچھ اور ہے۔ دیکھو ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم ۲۴/۱۱ یعنی اگر تم مجھ سے مانگو تو قبول کروں گا اور دوسری جگہ فرمایا ولنبلونکم بشئی من الخوف .... الآیۃ واولئک ھم المھتدون ۲/۱ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کیطرف سے بھی امتحان آیا کرتے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی اس بات کی بھی ہے کہ میری بیوی کے مونہہ سے سب سے پہلا کلمہ جو نکلا ہے وہ یہی تھا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۲/۱ کوئی نعرہ نہیں مارا کوئی چیخیں نہیں ماریں۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں انسان اسی واسطے آتا ہے کہ آزمایا جاوے۔ اگر وہ اپنی منشاء کے موافق خوشیاں مناتا رہے اور جس بات پر اس کا دل چاہے وہی ہوتا رہے تو پھر ہم اس کو خدا کا بندہ نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے ہماری جماعت کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے۔ اس لئے اس تقسیم کے ماتحت چلنے کی کوشش کیجاوے۔ ایک حصہ تو اس کا یہ ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو مانتا ہے اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ وہ اپنی منواتا ہے۔ جو شخص ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا ہمیشہ اسی کی مرضی کے مطابق کرتا رہے اندیشہ ہے کہ شائد وہ کسی وقت مرتد ہو جاوے۔

کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلا کا زمانہ آیا ہے۔ بلکہ ابتدا سے سب نبیوں پر آتا رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا جب فوت ہوا تھا تو کیا انہیں غم نہیں ہوا تھا۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے آخر بشریت ہوتی ہے۔ غم کا پیدا ہونا ضروری ہے مگر ہاں صبر کرنیوالوں کو پھر بڑے بڑے اجر ملا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں کا منشا یہی ہے کہ انسان رضا بالقضا سیکھے۔ جو شخص اپنے ہاتھ سے آپ تکلیف میں پڑتا ہے اور خدا کے لئے ریاضات اور مجاہدات کرتا ہے۔ وہ اپنے رگ پٹھے کی صحت کا خیال بھی رکھ لیتا ہے اور اکثر اپنی خواہش کے موافق ان اعمال کو بجا لاتا ہے۔ اور حتے الوسع اپنے آرام کو مدنظر رکھتا ہے۔ مگر جب خدا کیطرف سے کوئی امتحان پڑتا ہے اور کوئی ابتلا آتا ہے تو وہ رگ اور پٹھے کا لحاظ رکھکر نہیں آتا۔ خدا کو اس کے آرام اور رگ پٹھے کا خیال مدنظر نہیں ہوتا۔ انسان جب کوئی مجاہدہ کرتا ہے تو وہ اپنا تصرف رکھتا ہے مگر جب خدا کیطرف سے کوئی امتحان آتا ہے تو اس میں انسان کے تصرف کا دخل نہیں ہوتا۔ انسان خدا کے امتحان میں بہت جلد ترقی کر لیتا ہے اور وہ مدارج حاصل کر لیتا ہے جو اپنی محنت اور کوشش سے کبھی حاصل نہیں کرسکتا۔ اسیواسطے ادعونی استجب لکم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بشارت نہیں دی مگر ولنبلونکم بشئی ... الآیۃ میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اور فرمایا ہے کہ یہی لوگ ہیں جنپر اللہ تعالیٰ کیطرف سے بڑی بڑی برکتیں اور رحمتیں ہونگی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ غرض یہی طریق ہے جس سے انسان خدا کو راضی کرسکتا ہے۔ نہیں تو اگر خدا کے ساتھ شریک بنجاوے اور اپنی مرضی کے مطابق اسے چلانا چاہے تو یہ ایک خطرناک راستہ ہوگا۔ جس کا انجام ہلاکت ہے۔ ہماری جماعت کو منتظر رہنا چاہیے کہ اگر کوئی ترقی کا ایسا موقع آجاوے تو اس کو خوشی سے قبول کیا جاوے۔

آج رات کو (مبارک احمد نے) مجھے بلایا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا اور مصافحہ کیا جیسے اب کہیں رخصت ہوتا ہے اور آخری ملاقات کرتا ہے۔

جب یہ الہام۔ انی اسقط من اللہ واصیبہ ہوا تھا تو میرے دل میں کھٹکا ہی تھا اسی واسطے میں نے لکھدیا تھا۔ کہ یا یہ لڑکا نیک ہوگا اور بخدا ہوگا اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا۔ قرآن شریف پڑھ لیا تھا کچھ اردو بھی پڑھ لیتا تھا اور جسدن بیماری سے آفاقہ ہوا میرا سارا اشتہار پڑھا اور یا کبھی کبھی پرندوں کے ساتھ کھیلنے میں مشغول ہو جاتا تھا۔

فرمایا بڑا ہی بدقسمت وہ انسان ہے جو خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتا ہے۔ خدا کے ساتھ تو دوست والا معاملہ چاہیے کبھی اس کی مان لی اور کبھی اپنی منوالی۔

زبخت خویش برخوردار باشی
بشرط آنکہ با من یار باشی

ہمارے گاؤں میں ایک شخص تھا اسکی گائے بیمار ہوگئی صحت کے لئے دعائیں مانگتا رہا ہوگا مگر جب گائے مرگئی تو وہ دہریہ ہوگیا۔

خدا نے اپنی قضاو قدر کے راز مخفی رکھے ہیں۔ اور اس میں ہزاروں مصالح ہوتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ کوئی انسان ہی اپنے معمولی مجاہدات اور ریاضات سے وہ قرب نہیں پاسکتا جو خدا کیطرف سے ابتلا آنے پر پاسکتا ہے زور کا تازیانہ اپنے بدن پر کون مارتا ہے۔ خدا بڑا رحیم و کریم ہے ہم نے تو آزمایا ہے ایک تھوڑا سا دکھ دیکر بڑے بڑے انعام واکرام عنایت فرماتا ہے۔ وہ جہان ابدی ہے جو لوگ ہم سے جدا ہوتے ہیں۔ وہ تو واپس نہیں آسکتے ہاں ہم جلدی ان کے پاس چلے جاویں گے۔ اس جہان کی دیوار کچی ہے اور وہ بھی گرتی جاتی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہاں سے انسان نے لے ہی کیا جانا ہے۔ اور پھر انسان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کب جانا ہے جب جائیگا ہی تو بیوقت جائے گا۔

اور پھر خالی ہاتھ جائے گا۔ ہاں اگر کسی کے پاس اعمال صالحہ ہوں تو وہ ساتھ ہی جائیں گے بعض آدمی مرنے لگتے ہیں۔ تو کہتے ہیں میرا اسباب دکھا دو اور ایسے وقت میں مال و دولت کی فکر پڑ جاتی ہے۔

ہماری جماعت کے لوگ بھی اس طرح کے ابھی بہت ہیں جو شرطی طور پر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض لوگ خطوں میں لکھتے ہیں کہ اگر ہمیں اتنا روپیہ ملجاوے یا ہمارا یہ کام ہو جاوے تو ہم بیعت کرلیں گے بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ خدا کو تمہاری بیعت کی ضرورت کیا ہے۔ ہماری جماعت کا ایمان تو صحابہ والا چاہئے جنہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں کٹوا دیئے تھے۔

اگر آج ہماری جماعت کو یورپ و امریکہ میں اشاعت اسلام کیلئے جانے کو کہا جاوے تو اکثر یہی کہدیں گے۔ جی ہمارے بال بچوں کو تکلیف ہوگی۔ ہمارے گھروں کا ایسا حال ہے یہ ہے وہ ہے۔ ان بیوتنا عورۃ ۲۱/۱۸ اور ہم نے یہ تو نہیں کہنا کہ جا کر سر کٹوائیں بلکہ یہی ہے کہ دین کے لئے سفر کی تکالیف اور صدمے اٹھاویں مگر اکثر یہی کہدیں گے "جی گرمی بہت ہے زیادہ تکلیف کا اندیشہ ہے مگر خدا کہتا ہے کہ جہنم کی گرمی اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ نار جہنم اشد حرا ۱۰/۱۱ صحابہ کا نمونہ مسلمان بننے کے لئے یکا نمونہ ہے۔ ابھی تو جماعت پر مجھے یہ بھی اطمینان نہیں کہ اس کا نام میں جماعت رکھوں ابھی تو یہ حشو ہے۔ ایسا انسان تو ہمیں نہیں چاہئے جو صرف خوشی میں ہی خدا کو پکارے۔ ایسے شخص پر تو ذرا خدا کا امتحان آیا اور طرح طرح کی مایوسیاں اور بدامیدیاں ظاہر کرنی شروع کردیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ۲۰/۱۴

کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اتنا کہدینے سے ہی کہ ہم ایمان لائے چھوٹ جائینگے اور ان کا امتحان نہ لیا جاویگا۔ امتحان کا ہونا تو ضروری ہے اور امتحان بڑی چیز ہے سب پیغمبروں نے امتحان سے ہی درجے پائے ہیں۔ یہ زندگی دنیا کی بھروسہ والی زندگی نہیں ہے کچھ ہی کیوں نہ ہو آخر چھوڑنی پڑتی ہے۔ مصائب کا آنا ضروری ہے۔ دیکھو ایوبؑ کی کہانی میں لکھا ہے کہ طرح طرح کی تکالیف اسے پہنچیں اور بڑے بڑے مصائب نازل ہوئے اور اس نے صبر کئے رکھا۔ ہمیں بہت خیال رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری جماعت صرف خشک استخوان کیطرح ہو۔ بعض آدمی خط لکھتے ہیں تو ان سے مجھے بو آجاتی ہے شروع خط میں تو وہ بڑی لمبی چوڑی باتیں لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو کہ ہم اولیا اللہ بنجاویں اور ایسے اور ویسے ہو جاویں اور آخیر پر جاکر لکھ دیتے ہیں کہ فلاں ایک مقدمہ ہے اسکے لئے ضرور دعا کریں کہ فتح نصیب ہو۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اصل میں یہ ایک مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خط لکھا گیا تھا۔ خدا کی رضامندی مدنظر نہ تھی۔ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے کبھی تو وہ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی انسان کی مان لیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہمیشہ انسان کی مرضی کے مطابق ہی کام ہوا کریں۔ اگر ایسا سمجھا جائے کہ خدا کی مرضی ہمیشہ انسان کے ارادوں کے موافق ہو۔ تو پھر امتحان کوئی نہ رہا۔ کون چاہتا ہے کہ آرام عیش و عشرت اور ہر طرح کے سکھ سے دکھ میں مبتلا ہوں۔ جس کے تین چار بیٹے ہوں وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مر جائیں۔ اور کون چاہتا ہے کہ میری تمام خوشیاں دکھوں اور مصیبتوں سے تبدیل ہو جاویں۔ غرض خدا نے امتحان کو انسان کی ترقی کیلئے اور یا اسکی بدگوہری ظاہر کرنے کیلئے مقرر کیا ہے۔ بہت لوگ امتحان کیوقت طرح طرح کی باتیں بنانے لگ جاتے ہیں اور طرح طرح کے باطل توہمات اور وساوس انہیں اٹھا کرتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۱/۲ - یاد رکھو خدا کا ساتھ بڑی چیز ہے۔ اگر فرض بھی کرلیں کہ نہ کوئی بیٹا رہے۔ نہ کوئی مال و دولت رہے پھر بھی خدا بڑی دولت ہے۔ اس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اس کے ہو کر رہتے ہیں انکو بھی تباہ کر دیا ہو۔ اس کے امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہئے۔

یاد رکھو کہ امتحان ہی وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کرسکتا ہے۔ نری نماز اور دنیا کے لئے ٹکراں کچھ چیز نہیں مومن کو چاہئے کہ خدا کے قضا و قدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضا پر عمل کرنا سیکھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے میرے نزدیک وہی صدیقوں شہیدوں اور صالحین میں سے ہے۔ جان سے بڑھکر اور تو کوئی چیز نہیں۔ اسکو خدا کی راہ میں قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہم چاہتے ہیں۔

فرمایا ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ انسان جہاں چاہتا ہے کہ بیمار بچ جاوے وہاں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ اسپر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے عرض کی کہ چند دن ہوئے حضور نے فرمایا تھا کہ خواب میں دیکھا ہے کہ اس مکان میں موت ہونیوالی ہے۔ اور یکایک وہ بچ گئی۔ اور ان دنوں میں مولوی نورالدین صاحب چونکہ بیمار تھے اس لئے انکی نسبت خطرہ پڑ گیا تھا۔ اور نواب محمد علیخانصاحب اور ڈاکٹر عبدالستار شاہصاحب اور میں۔ ہم تینوں اسبات کے گواہ ہیں۔

فرمایا تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے ایک کو تقدیر معلق کہتے ہیں اور دوسری کو تقدیر مبرم کہتے ہیں۔ ارادہ الٰہی جب ہو چکتا ہے تو پھر اس کا تو کچھ علاج نہیں ہوتا۔ اگر اس کا بھی کچھ علاج ہوتا تو سب دنیا بچ جاتی۔ مبرم کے علامات ہی ایسے ہوتے ہیں کہ دن بدن بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور حالت بگڑتی چلی جاتی ہے۔ دیکھو ۹ دن کا تپ ٹوٹ گیا تھا بالکل نام ونشان باقی نہ رہا تھا۔ مگر پھر دوبارہ چڑھ گیا۔ یہ تو خدا نے نہیں کہا تھا کہ بخار ٹوٹنے کے بعد زندہ ہی رہے گا۔ خدا کی دونوں پیشگوئیاں پوری ہونی تھیں۔ بخار بھی ٹوٹ گیا اور خوردسالی میں فوت بھی ہوگیا۔

کچھ مدت گذری کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک جگہ پانی بہ رہا ہے۔ اور مبارک اس میں گر گیا ہے۔ بہتیرا دیکھا اور غوطے بھی لگائے مگر تلاش کرنے پر پتہ نہ ملا یہ خواب ہمیشہ میری مدنظر رہا ہے۔

سید میر حامد شاہصاحب نے عرض کی کہ حضور میری والدہ نے آج صبح کو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور کے چار روشن ستارے ہیں ایک انہیں سے ٹوٹ کر زمین کے اندر چلا گیا ہے۔ پھر خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب نے عرض کیا کہ مبارک احمد کو لوگ اکثر "ولی ولی" کرکے پکارا کرتے تھے فرمایا ہاں۔ ولی وہی ہوتا ہے جو بہشتی ہو۔

میاں مبارک احمد کی قبر دوسری قبروں سے کسقدر فاصلہ پر ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔ بعض اوقات اگر باپ خواب دیکھے تو اس سے مراد بیٹا ہوتا ہے اور اگر بیٹا خواب دیکھے تو اس سے باپ مراد ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں خواب میں یہاں (بہشتی مقبرہ) آیا اور قبر کھودنے والوں کو کہا کہ میری قبر دوسروں سے جدا چاہئے۔ دیکھو جو میری نسبت تھا وہ میرے بیٹے کی نسبت پورا ہوگیا۔

محمد اسمٰعیل

مختصر نوٹ

اختلاف ایک رحمت ضرور ہے — یہ امر ناممکن ہے کہ کل دنیا کے انسان ایک ہی نکتہ خیال پر متحد ہوں اس لئے مختلف خیالات اور مختلف راؤں کی موجودگی ایک قدرتی امر ہے۔ دنیا کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک زبردست دلیل ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اختلاف لسان اور اختلاف الوان کو اس ضمن میں پیش کیا ہے پس مختلف راؤں کا ہونا دلشکن امر نہیں ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں اگر اس مخالفت میں سفلی جذبات کو دخل نہ ہو تو یہ مخالفت ملک اور قوم کے لئے مفید نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ کیونکہ اس اختلاف سے علم اور عقل میں ترقی ہوتی ہے اور انسان میں غور اور فکر کی قوت پرورش پاتی ہے۔ اور اس نکتہ خیال سے یہ کہنا کہ سوسائٹی یا مجلس کا وجود اختلاف کی گلکاریوں کا نمونہ ہے امر واقعہ کے خلاف نہیں ہے پس جس مقام پر کوئی مجلس یا انجمن ہو وہاں اختلاف رائے کا ہونا ضروری امر ہے اس لئے اس اختلاف کو سفلی جذبات سے ہرگز ملنے نہ دو۔ بلکہ ہر ایک شخص کو کسی امر پیش افتادہ کے متعلق رائے دیتے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ اس کا اثر شخصی ہے یا قومی۔ **قومی مفاد** کے مقابلہ میں شخصی مفاد کو فوراً قربان کر دینا چاہئے اور اپنی رائے کی کچھ بھی اہمیت اور وزن نہیں رکھنا چاہئے۔ اور نہ اس سے رنج یا افسوس کرنا چاہئے کہ جو ہم چاہتے تھے وہ کیوں نہیں ہوا؟ جب کسی جماعت میں یہ رنگ پیدا ہو جاوے اور سفلی جذبات وہاں کام نہ کریں تو اختلاف رائے رحمت کا کام دے گا اور اس اختلاف سے ہی اتحاد پیدا ہوگا۔ خدا کرے کہ ہماری احمدی انجمنوں میں یہی اصل کام کرے (آمین)

بدظنی پھیلانے کا ایک نیا طریق — میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شور و پشت لوگ کیوں عام لوگوں کو گمراہ کرنے اور گورنمنٹ سے بدظن کرنے کے لئے نئے طریق ایجاد کرتے رہتے ہیں کیا انہیں دنیا میں صرف یہی ایک کام کرنے کے لئے باقی رہ گیا ہے۔ حال میں بعض اخبارات نے ایک آنہ کے نکل کے سکہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کی سعی کی ہے۔ بعض نے حسابات شائع کئے کہ اسمیں اسقدر فائدہ ہے اور بعض نے اور رنگ اختیار کیا۔ آریہ گزٹ لکھتا ہے۔

”ایک آنہ والے جدید سکہ کی نسبت شکایت ہے کہ وہ تھوڑی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے اور پھر لکھتا ہے کہ روپیہ میں تو دس آنہ کی چاندی ہوتی ہے تانبہ کا پیسہ بھی دھیلے کا مال ہے مگر ایک آنہ کے ۱۶ سکوں پر سرکار کا خرچ ۳ر آتا ہے“

ایسے چبھتے ہوئے ریمارکس کا کیا منشاء ہے؟ کیا ایڈیٹر آریہ گزٹ لوگوں کو یہ بتا کر ان سکوں کے چلن میں روک ڈالنے کی فکر کرتا ہے؟ یا اسکا یہ منشاء ہے کہ لوگ یہ یقین کر کے کہ ۳ر کا مال ایک روپیہ میں گورنمنٹ دیتی ہے ان سکوں کا لینا بند کر دیں اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچایا جاوے۔ بہر حال ایسی باتیں جہلا کو بدظن کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اور یہ طریق نہایت مکروہ ہے۔ آریہ گزٹ اور اس کے ہم خیال لوگوں کو ایسی مکروہ پالیسی سے باز آنا چاہئے۔ سکہ کی ضرورت اور اسکی ایجاد کی فلسفی پر غور کرنی چاہئے اور اس کے فوائد کو سوچنا چاہئے۔ یہ راہ کعبہ مقصود پہنچنے کا نہیں۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

قرآن مجید اور ہندو مطابع — مسلمانوں کی بدقسمتی سے جہاں انمیں اور غیر ضروری اور بے ہنگام بحثیں شروع ہیں وہاں آجکل بعض مسلمان اخبار نویسوں کو ہندوؤں کے مطابع میں قرآن مجید چھاپنے یا نہ چھاپنے کی بحث کیطرف توجہ ہوئی ہے ایک نے تو یہانتک اپنی تجویز اور رائے کو پہونچایا کہ وہ گورنمنٹ سے اس بارہ میں مدد کی درخواست کرتا اور مسلمانوں کو اکساتا کہ وہ گورنمنٹ سے ضرور ایسی استدعا کریں کہ حکماً ہندو اہل مطابع کو قرآن مجید چھاپنے سے روکدے اس لئے کہ وہ پورا اہتمام قرآن مجید کی تعظیم اور تکریم کا نہیں کر سکتے۔ برخلاف اس کے ہمعصر وکیل یہ رائے تو نہیں دیتا البتہ مسلمانوں کو یہ رائے دیتا ہے کہ آیندہ عزم کر لو کہ غیر مسلم دوکانداروں کے ہاتھ سے قرآن مجید ہرگز نہ لیا کریں گے۔

مجھے حیرت ہے کہ اصل مرض کی نہ وکیل تشخیص کرتا ہے نہ اس کا مخالف ہمعصر ظاہرداری کے جھگڑے اور بکھیڑے میں دونو الجھے ہوئے ہیں۔

گورنمنٹ کے حضور میموریل بھیجنے کی رائے تو صریح لغو اور بیہودہ ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا حماقت ہوگی۔ مگر وکیل کی رائے اس سے بھی بڑھکر مضر اور نقصان رساں ہے، وہ دوسرے ہمعصر کی رائے پر اس وجہ سے نکتہ چینی کرتا ہے کہ غیر قوموں سے جنکی پہلے ہی سے مسلمانوں سے عداوت ہے اس قسم کی ضد نامناسب ہے مگر کوئی وکیل ایسے دانشمند ایڈیٹر سے پوچھے کہ کیوں حضرت ہندو دوکانداروں کے ہاتھ سے قرآن مجید لینے کو بائیکاٹ کرنا کیا یہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد کو بڑھائیگا یا ان کے درمیان ضد اور عداوت کی خلیج کو اور فراخ کرے گا۔

تمہاری یہ تجویز اس سے بھی بدتر اور مضر ہے۔ میں اس بات کو دل سے چاہتا ہوں کہ مسلمان تجارتی معاملات میں ترقی کریں اور اپنی ہمسایہ قوموں سے کسی صورت میں پیچھے نہ رہیں بلکہ آگے بڑھیں مگر اس قسم کی بیہودہ ضد اور عداوت ایک فضول امر ہے اور اسلام کی عالی حوصلگی اور **فراخدلی** کے صریح خلاف ہے۔ باقی تجارتوں میں تو تم ان کے دست نگر ہو اور صرف قرآن مجید کے ان کے ہاتھ سے لینے میں مضایقہ کرو یہ کیسی بیہودگی ہے۔

یہ تو سوال ہی بعد میں پیدا ہوگا کہ قرآن مجید کا احترام کسطرح ہو سکتا ہے پہلے قرآن مجید کے پڑھنے والے تو پیدا کر دیں تو وہ حال ہو رہا ہے کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے

رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔

اور خود وکیل کی اپنی یہ حالت ہے کہ وہ قرآن مجید کے اردو ترجمہ کے اشتہارات ایک عیسائی قوم کے چند پیسوں کے لالچ کے لئے چھاپ رہا ہے اور جب اسے منع کیا جاتا ہے تو منہ میں گھنگنیاں بھر کر بیٹھ رہتا ہے۔ اگر خوف خدا اور دین کی حمیت اور پاس ہوتا تو ایسے مضر اشتہارات لاکھ روپیہ پر بھی نہ چھاپتا۔ ان باتوں کا جواب کچھ نہ آیا تو بمصداق کھسیانا بلا کھمبا نوچے۔ ابزرور کے کسی ترجمہ کے بلا حوالہ درج ہونے پر منہ چڑانے لگا۔

بہر حال

میں مسلمانوں میں اس قسم کی بحث کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ اسکو انکی دینی اور دنیوی ترقی کے ساتھ کوئی مناسبت اور تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کو سوچکر پڑھنا اور اسپر عمل کرنے کی سعی کرنا اور خدا تعالیٰ کی توفیق چاہنا ہی سچا احترام ہے اگر ایک شخص تعریفاً ہند کو ریشمی اور سنہری غلاف میں مجلد کرا کر رکھ چھوڑے اور اس کے حدود کی پروا نکرے تو اس کارروائی سے گورنمنٹ کے نزدیک نہیں پہنچ سکتا۔ اسیطرح اگر قرآن مجید کا احترام یہی ہے کہ بلا وضو ہاتھ نہ لگایا جاوے اور ریشمی غلاف میں بند کر کے رکھا جاوے اور نہ اسے پڑھا جاوے اور نہ عمل کیا جاوے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ امر کہاں تک اصلاح حال کا موجب ہو سکتا ہے وکیل کو ایسے شر انگیز مضامین سے پرہیز کرنا چاہئے اور اسے اس ناواجب فعل کی تلافی کر لینی چاہئے جو عیسائیوں کے ترجمہ اردو قرآن مجید کے اشتہار کی اشاعت کے رنگ میں کیا ہے۔

۲۰ ستمبر بوقت سیر

فرمایا۔ آج رات کو پھر الہام ہوا کہ" انی احافظ کل من فی الدار"
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال یا دوسرے سال شدت سے طاعون پڑے گی۔ گو بڑے بڑے انتظام ہو رہے ہیں کہ کسی طرح طاعون دور ہو مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان تدابیر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر تک بھی نہیں کیا جاتا۔ ہم نے مانا کہ فوائد بھی ہیں طبیب اور ڈاکٹر بھی ہیں۔ انتظام بھی ہیں مگر یہ تو بڑی بے ادبی کی بات ہے کہ اصلی اور حقیقی محافظ کا اشارہ تک نہیں کیا جاتا۔ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون ہیضہ یا کوئی اور وبائی امراض پھیلنے والے ہیں۔ اور اللہ کریم وعدہ فرماتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ اور اخبار وزانہ میں جو میری نسبت پیشگوئی کیگئی ہے کہ طاعون سے ہلاک ہو جاؤنگا اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ ہماری طرف سے تو بالکل خاموشی تھی۔ مگر خدا تو مسیح علیہ کے پیشگوئی میں جو لکھا ہے کہ میں ہو جاؤں گا اور میری جماعت پاش پاش ہو جاویگی خدا اس کا جواب دیتا ہے کہ میں ہر ایک کی جو تیرے گھر میں ہوگا حفاظت کروں گا۔ ہمیں تو شک پڑتا ہے کہ کرامت علی بھی کہیں فرضی نام نہ ہو۔ ورنہ مسلمان ہو کر اسلام پر ہنسی ٹھٹھا کرتا کچھ تعجب ہی آتا ہے۔ ہم یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جو پیشگوئی کیگئی ہے آیا کسی الہام کی بنا پر کیگئی ہے یا فرضی طور پر ہنسی ٹھٹھے سے کام لیا گیا ہے۔ اگر خدا نے تبلائی ہے تو پھر اس وحی اور الہام کو شائع کیا جاوے۔ ورنہ یوں تو یہاں اچھر نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ میں طاعون سے نہیں مروں گا۔ اپنے ارادہ پر تو ہر ایک نے مرنا ہی ہے۔ ایسے فضول دعووں پر ہم توجہ نہیں کیا کرتے چاہئے کہ ہمارے مقابلہ میں یہ شائع کیا جاوے کہ خدا کیطرف سے یہ الہام ہوا ہے

جھوٹے الہام پر خدا کو غیرت آتی ہے

تاکہ خدا کو بھی غیرت آسکے۔ خدا کو غیرت تو تبھی آئے گی۔ جب اسپر افترا کیا جاوے گا۔ اور اس کا نام لیکر جھوٹ بولا جاویگا اور پھر اس پیشگوئی میں ایک انسان کی پرستش کرنیوالے اور اسلامیوں کے روسے کفر کا عقیدہ رکھنے والے کو اس نے حقیقی مسیح قرار دیا ہے کیا کوئی مسلمان اس سے خوش ہو سکتا ہے؟ ہمارا تو خیال ہے کہ ایک پادری بھی اس کو پسند نہیں کرے گا اور ایسی بات سے کبھی خوش نہیں ہوگا۔ عیسائی ایسی باتوں کو کب مانتے ہیں یہ تو سب فرضی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کی اطاعت اور امر ہے اور مذہبی امور اور بات ہے۔ جہانتک ہمارا خیال ہے ایسی چور کارروائی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی فرضی نام ہوگا کئی خطوط آتے ہیں۔ جب ان کا جواب بھیجا جاتا ہے تو کئی دنوں کے بعد وہی واپس آجاتا ہے جس پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اس نام کی بہتیری تلاش کی گئی۔ مگر کوئی شخص اس نام اور پتہ کا نہیں ملا۔ اس موقع پر ایک شخص نے عرض کی کہ بدر میں اس بات کی اطلاع دیدی گئی ہے اور غالباً مہدی حسین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس نے عرض کیا کہ حضور ایسے ہی حقیقت الوحی کے کئی وی پی بھی واپس آئے ہیں جس سے کتب خانہ کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے اخبار الحکم کے ذریعہ سے ہی اطلاع کر دی گئی ہے کہ آئندہ

مخالفوں کی عجیب چالیں

اس صورت میں کتاب روانہ کی جایا کرے گی جب کہ قیمت پیشگی آجاوے یا کم از کم محصولڈاک پیشگی آجایا کرے گا)
حضرت اقدس نے فرمایا۔ میں نے پڑھا ہے اصل میں یہ لوگ ہمارے مقابلہ پر ہر ایک شر سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں ہر طرح کے نقصان پہنچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ امام حسینؓ کو قریباً پچاس ہزار کوفے کے آدمیوں نے خط لکھا کہ آپ آئیں ہم نے بیعت کرنی ہے۔ اور جب وہ آئے تو وہ سب مل کر قسمیں کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو کوئی خط روانہ نہیں کیا اور صاف انکار کر دیا۔ اور ابھی تقویٰ اُس زمانہ میں بہت تھا کیونکہ زمانہ نبوت کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ مگر اس

زمانۂ حال کی چال

زمانہ کے لوگوں میں تو تقویٰ اور دیانت امانت کا نام ونشان بھی نہیں رہا اور جھوٹ تو ایسے مزہ سے بولتے ہیں کہ گویا وہ گناہ ہی نہیں۔

فرمایا۔ ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں ایک لڑکے کا باپ جنگ میں شہید ہو گیا۔ جب لڑائی سے واپس آئے تو اس لڑکے نے آنحضرت صلعم سے پوچھا میرا باپ کہاں ہے۔ تو آنحضرت صلعم نے اس لڑکے کو گود میں اٹھالیا۔ اور کہا کہ میں تیرا باپ ہوں۔ ایک عورت کا حال بیان کرتے ہیں کہ اس کا خاوند اور بیٹا اور بھائی

حقیقی ایمان

جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب لوگ جنگ سے واپس تو انہوں نے اس عورت کو کہا کہ تیرا خاوند۔ بیٹا اور بھائی تو لڑائی میں مارے گئے۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ مجھے صرف اتنا بتا دو۔ کہ پیغمبر خدا صلعم تو صحیح سلامت زندہ بچکر آگئے یا نہیں؟ تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی عورتوں کا بھی کتنا بڑا ایمان تھا۔

فرمایا۔ کل والا الہام کہ" خدا خوش ہو گیا" ہم نے اپنی بیوی کو سنایا تو

اعلیٰ ایمان

اس نے سنکر کہا کہ مجھے اس الہام سے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ اگر دو ہزار مبارک احمد بھی مر جاتا تو میں پروا نہ کرتی

فرمایا یہ اس الہام کی بنا پر ہے کہ" میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں"
اور پھر چار دفعہ یہ الہام بھی ہوا تھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اور پھر ہے تو بہاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔ اور پھر لائیف آف پین یعنے تلخ زندگی۔ فرمایا۔ اگر یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو ایک اندھا بھی

صاف نشان

انکار نہیں کر سکتا اور پھر پیدا ہوتے ہی الہام ہوا تھا۔ انی اسقط من اللہ واصیبہ میرے دل میں خدا نے اسی وقت ڈال دیا تھا تبھی تو میں نے لکھدیا تھا یہ لڑکا نیک ہوگا اور روبخدا ہوگا اور خدا کیطرف اسکی حرکت ہوگی اور یا یہ جلد فوت ہو جائیگا" کوئی بدمعاش اور راستی کا دشمن ہو تو اور بات ہے مگر یکجائی طور پر نظر کرنے سے ایک دشمن بھی مان جاوے گا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے خدائی وعدوں کے مطابق ہوا ہے اور پھر یہ الہام بھی ہوا تھا انی مع اللہ فی کل حال"۔ اب بتلاؤ ایسی صاف بات سے انکار کس طرح ہو سکتا ہے۔ اصل میں ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اگر انسان عمدہ عمدہ کھانے گوشت پلاؤ اور طرح طرح آرام اور راحت میں زندگی بسر کرکے خدا کے ملنے کی خواہش کرے تو یہ محال

بغیر امتحان ترقی محال

ہے بڑے بڑے زخموں اور سخت سے سخت ابتلاؤں کے بغیر انسان خدا کو مل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔
احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ۲۰/۱۳ غرض بغیر امتحان کے تو بات بنتی ہی نہیں اور پھر امتحان بھی ایسا جو کہ کمر توڑنے والا ہو۔ ہمارے نبی کریم صلعم کا سب سے بڑھکر مشکل امتحان ہوا تھا۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ۳۰/۱۹

جب سخت ابتلا آئیں اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلا اُسے فرشتوں سے جا ملاتے ہیں۔ انبیاء اسی واسطے زیادہ محبوب ہوتے ہیں کہ ان پر بڑے بڑے سخت ابتلا آتے ہیں۔ اور وہ خود ہی ان کو خدا سے جا ملاتے ہیں۔ امام حسینؓ پر بھی ابتلا آئے اور سب صحابہ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا

ترقی ابتلاؤں سے ہی ہوتی ہے کہ وہ سخت سے سخت امتحان میں ڈالے گئے۔ گوشت اور پلاؤ کہا لینے سے اور آرام سے بیٹھکر تسبیح پھیرتے رہنے سے خدا کا ملنا محال ہے۔ صحابہ کی تسبیح تو تلوار تھی۔ اگر آجکل کے لوگوں کو کسی جگہ اشاعت اسلام کے واسطے باہر بھیجا جاوے۔ تو دس دن کے بعد تو ضرور کہدیں گے کہ ہمارا گھر خالی پڑا ہے۔ صحابہ کے زمانہ پر اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ابتدا سے فیصلہ کرلیا ہوا تھا۔ کہ اگر خدا کی راہ میں جان دینی پڑ جائے تو پھر دیدیں گے۔ انہوں نے تو خدا کی راہ میں مرنے کو قبول

اپنے آپ کے فیصلہ کرلو کیا ہوا تھا۔ جتنے صحابہ جنگوں میں جاتے تھے کچھ تو شہید ہو جاتے تھے اور کچھ واپس آجاتے تھے اور جو شہید ہو جاتے تھے ان کے اقربا پھر ان سے خوش ہوتے تھے کہ انہوں نے خدا کے راہ میں جان دی اور جو بچے آتے تھے وہ اس انتظار میں رہتے تھے۔ اور شاکی رہتے کہ شاید ہم میں کوئی کمی رہ گئی جو ہم جنگ میں شہید نہیں ہوئے۔ اور وہ اپنے ارادوں کو مضبوط رکھتے تھے اور خدا کے لئے جان دینے کو طیار رہتے تھے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

من المؤمنين رجالٌ صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبهٗ ومنهم من ينتظر وما بدّلوا تبديلا ۲۱/۱۹

سب سے زیادہ تقویٰ پر قدم مارنیوالی استقامت اور رضا کے نمونے دکہانیوالی تو ہماری جماعت ہی ہے۔ مگر ان میں سے بھی ابھی بہت ایسے ہیں جو دنیا کے کیڑے ہیں۔ اور ایسے موقع پر میں ایک شعر سناد یتا ہوں کہ۔ ؎

دین کو دنیا پر مقدم کرو

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اور پھر موت کا اعتبار نہیں کہ کب آجاوے اس لئے انسان کو نڈر نہیں ہونا چاہیئے اور سفلی دنیا کی خاطر دین سے غفلت نہیں کرنا چاہیئے۔ ؎

ندامت ہو

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازی روزگار

وہ موت تاریکی کی موت ہے جو انسان اپنے دنیاوی دہندوں میں مصروف ہوتا ہے اور موت اوپر سے آدباتی ہے۔ حافظ نے ایسے موقع پر ایک شعر کہا ہے۔ ؎

چو روزے مرگ نہ پیدا است بارے آں اولے
کہ روزے واقعہ پیش نگار خود باشد

خدا کو مت بھولو یعنے موت کا دن تو مخفی ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ مرنے کے دن میرا محبوب اور میرا معشوق میرے پاس ہو۔ موت جب آتی ہے تو ناگہانی طور پر آجاتی ہے انسان کہیں اور تدبیروں اور دہندوں میں پھنسا ہوا ہوتا ہے کہ یہ کام اسطرح ہو جاوے یا ایسے ہو جاوے۔ اور اوپر سے موت آجاتی ہے اور پھر

لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون والا معاملہ ہوتا ہے

ہم یہ نہیں کہتے کہ ملازمت تجارت زمینداری اور دوسرے وجوہ معاش کو انسان . . . . چھوڑ دیوے بلکہ چاہیئے کہ عملی طور پر اس تعلق کو بھی ثابت کرکے دکہاوے جو خدا کے ساتھ رکھنے کا اقرار کرتا ہے۔ جتنی جانفشانیاں اور جدوجہد دنیا کے لئے کرتا ہے دوسری طرف دین کے لئے بھی تو کرکے دکہا دے۔ منہ بانی

زبانی دعووں سے کیا بنتا ہے دعوے تو خواہ آسمان تک پہنچ جاویں جبتک عملی طور پر کرکے نہ دکہاؤ گے کچھ نہیں بنے گا۔ مومن آدمی کا سب ہم و غم خدا کے واسطے ہوتا ہے۔ دنیا کے لئے نہیں ہوتا اور وہ دنیا دی کاموں کو کچھ خوشی سے نہیں کرتا بلکہ اداس سا رہتا ہے اور یہی نجات حیات کا طریق ہے۔ اور وہ جو دنیا کے پھندوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کے ہم و غم سب دنیا کے ہی لئے ہوتے ہیں انکی نسبت تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا ۱۶/۱۲ ہم قیامت کو ان کا ذرہ بھر بھی قدر نہیں کریں گے۔

رضا بالقضا کا نمونہ فرمایا۔ مبارک احمد کی وفات پر میری بیوی نے یہی کہا ہے کہ ”خدا کی مرضی کو میں نے اپنے ارادہ پر قبول کرلیا ہے“ اور یہ اس الہام کے مطابق ہے کہ ”میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے“

خدا جب تمہاری مانتا ہے تو تم اوسکی مانو فرمایا پچیس برس شادی کو ہوئے اس عرصہ میں انہوں نے کوئی واقعہ ایسا نہیں دیکھا جیسا اب دیکھا میں نے انہیں کہا تھا کہ ایسے محسن اور آقا نے جو ہمیں آرام پر آرام دیتا رہا اگر ایک اپنی مرضی بھی کی تو بڑی خوشی کی بات ہے۔

دل میں فیصلہ ضرور کرو فرمایا ہم نے تو اپنی اولاد وغیرہ کا پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سب خدا کا مال ہے اور ہمارا اس میں کچھ تعلق نہیں۔ اور ہم بھی خدا کا مال ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کو غم نہیں ہوا کرتا۔

مومن ضائع نہیں کیا جاتا فرمایا۔ میں تو کبھی نہیں مان سکتا کہ جو شخص دل سے خدا تعالیٰ کیطرف قدم رکھے وہ ضائع ہو۔ مومن آدمی کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اس کو دین بھی ملتا ہے اور دنیا بھی عزت بھی ملتی ہے اور مال بھی۔

نبی مال جمع نہیں کرتے فرمایا آنحضرت صلعم نے ایکدفعہ اپنے گھر میں آکر پوچھا کہ ہمارے گھر میں کیا ہے عائشہ نے دو اشرفیاں نکالکر دیں۔ اور کہا کہ یہی ہیں۔ آنحضرت نے ہتھیلی پر رکھ لیں اور کہا کہ کیا حال ہے اس نبی کا جو پیچھے دو اشرفیاں چھوڑ جاوے۔ اور پھر اسی وقت تقسیم کر دیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اگر ہمارے پاس کبھی کچھ ہو تو دوسرے دن سب خرچ ہو جاتا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے جماعت کا ہوتا ہے اور وہ بھی لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتا ہے بعض اوقات کچھ بھی نہیں رہتا۔ اور ہمیں غم پیدا ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ کہیں سے بھیجدیتا ہے + اکثر لوگ خدا تعالیٰ کی پوری پوری قدر نہیں سمجھتے وما قدروا الله حق قدره ۱/۸ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے وفي السماء رزقكم وما توعدون ۲۶/۱۸

نبیوں کا فلسفہ فرمایا اس زمانہ کے فلسفی تو ایسی باتیں کرنیوالوں کو نادان بیوقوف اور پاگل کہتے ہیں مگر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے مجرب اور آزمودہ فلسفہ کو ہم رد کسطرح کرسکتے ہیں۔

حقیقی ایمان پیدا کرو چونکہ خدا پر پورا ایمان نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی راہ میں مال

طاعون کے متعلق عجیب پیشگوئی

مندرجہ بالا عنوان سے روزانہ اور ہفتہ وار پیسہ اخبار میں دہلی کے کسی نور احمد نامی شخص نے مندرجہ ذیل مراسلت شائع کرائی ہے۔

پچھلے سال اکتوبر مہینہ میں افسر الاطباء جناب حافظ محمد اجمل خانصاحب کے دولت خانہ میں بموجودگی جناب نواب شجاع الدین صاحب رئیس لوہارو۔ خان بہادر غلام حسن خانصاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی۔ نواب مرزا اکبر علی خانصاحب حاجی عبد الغنی و دیگر معززین جناب مولانا مولوی میر کرامت علی خان صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ اب کے طاعون فروری سے زور پکڑے گا۔ اور اپریل مئی میں یہانتک زور ہوگا کہ ۹۰ ہزار فی ہفتہ اموات طاعون ہوں گی۔ ۴۔ اپریل صبح ½ ۵ بجے اٹلی میں زلزلہ آئے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ دلی میں بھی طاعون ہوگا اور افراتفری پھیلے گی۔ لیکن جس محلہ میں آپ کا مسکن ہے وہاں طاعون نہیں ہوگا جس طاعون کے مریض کو تعویذ چھوؤں گا وہ طاعون سے نہیں مریگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی

فراش خانہ میں حضرت کا مکان ہے وہاں طاعون نہیں ہوا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ جن بیماروں کو آپ نے تعویذ دیا وہ بچ گئے چنانچہ ولایت علی اور قمر الدین سوداگران صدر بازار دہلی کا بیان ہے کہ ۴۰ مریضوں کو تعویذ پلائے گئے سب کے سب بچ گئے اب کے طاعون کے متعلق جو پیشگوئی کیگئی ہے۔ برائے اندراج پیسہ اخبار ارسال خدمت ہے۔ پیشین گوئی متعلقہ طاعون بابت سال ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء۔ پنجاب میں اب کے طاعون کا پچھلے سال جیسا زور نہیں ہوگا۔ البتہ ممالک مغربی و شمالی میں بہت زور ہوگا۔ دلی میں بھی گذشتہ سال سے زیادہ ہوگا۔ پنجاب کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر جن کو دعویٰ ہے کہ ان کو طاعون نہیں ہو سکتا طاعون سے انتقال کریں گے۔ ان کے مرید اس واقعہ سے متاثر ہو کر اپنے کئے سے پشیمان ہوں گے۔

ہندوستان سے طاعون دور نہیں ہوگا۔ جبتک کہ اصلی مسیح موعود یعنی پرنس ایڈورڈ خلف جناب پرنس آف ویلز و نبیرہ حضور ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہندوستان میں بطور وائسرائے نہیں آئیں گے۔ (نیاز محمد نور احمد خریدار روزانہ پیسہ اخبار معرفت ایجنٹ دہلی)

اس مراسلت کو پڑھکر نور احمد کے ہی اسلام اور عقل پر افسوس نہیں ہوتا بلکہ خود پیسہ اخبار کے ایڈیٹر پر بھی تعجب آتا ہے کہ وہ ایک مراسلت کو درج کرتے وقت اتنا بھی نہیں دیکھ سکتا کہ وہ کسی پہلو سے مقدس اسلام اور راستبازوں اور صادقوں کے سردار اور امین حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر تو حملہ کا موجب نہیں ہے۔

قطع نظر اس امر کے کہ یہ تحریر پیشگوئی کے رنگ میں کوئی حجت اور قابل تمسک تحریر ہو سکتی ہے کیسی بیہودگی اور لغویت ہے کہ مسیح موعود کی بعثت اور نزول کے مسئلہ پر استہزا کیا جاتا ہے کیا مسلمانانِ عالم کا یہی عقیدہ اور احادیث متعلقہ نزول مسیح کا یہی منشا اور مقصد ہے کہ آنیوالا مسیح موعود

ہند کا وائسرائے اور ملک معظم کا نبیرہ ہوگا

یہ پیشگوئی کرنے والے بزرگ بظاہر تو مولوی کہلاتے ہیں اور میر صاحب بھی ہیں مگر اس پیشگوئی میں تو انہوں نے پولوس اور پطرس کو بھی مات کر دیا۔ دراصل یہ اس مخالفت کا نتیجہ ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی کیجاتی ہے میں یقیناً جانتا ہوں اور میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کے لئے کھڑا ہوتا ہے آخر

اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے

اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے اسلئے اس کے اندر وہ

نور ایمان رہ نہیں سکتا

جو حق و باطل میں اس کو امتیاز بتا سکے اس لئے وہ جو کچھ بھی کہتا ہے وہ تمام راستبازوں اور صدیقوں کی مخالفت اور عداوت پر جا پڑتا ہے۔

مسلمانو! کس قدر افسوس اور گریہ کا مقام ہے کہ ایک شخص اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کامل سے مستفیض ہو کر مسیح موعود کا دعویٰ کرے تو تمہارے نزدیک کافر۔ دجال اور کافر فرنگ سے بدتر لیکن ایک شخص مولوی اور سید کہلا کر مسیح موعود کے متعلق یہ خیال ظاہر کرے کہ

وہ تثلیث کا پابند مسیح کو خدا سمجھنے والا ہوگا

تو تم خوش ہو کر اسکی بات سن لو۔ اور تمہیں ذرا بھی افسوس نہ ہو

تلك اذا قسمة ضيزى

ملک معظم کا نبیرہ بہر حال عیسائی اور یسوع مسیح کو خدا یقین کرنے والا اور اس کے کفارہ کو نجات کا موجب اور اکیلا ذریعہ تسلیم کرنے والا اگر مولوی میر کرامت علی کے قول کے موافق وہی مسیح موعود ہے تو بتلاؤ کہ

اسلام کا دشمن ہوگا یا خیر خواہ

وہ آکر کسر صلیب کرے گا یا صلیبی مذہب کی شوکت کو بڑھائیگا تمہاری عقلوں اور تمہارے ایمان کو کیا ہو گیا؟

کیا پھر اسلام سچا مذہب ہوگا یا نعوذ باللہ ایک انسانی افسانہ! آہ!

مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب

خدا جانے اس استہزا کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے اور آسمان کن آفتوں اور بلاؤں کے تیر اس عالم پر برسانے کو ہے کیونکہ

تیر بر معصوم مے بارد خبیثے بدگہر
آسمان را می سزد گر سنگ بارد بر زمین

میں ابھی اس پیشگوئی پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ جبتک کرامت علی صاحب خود اپنے ہاتھ سے اور دو معزز آدمیوں کی تصدیق سے طاعونی پیشگوئی شائع نکریں اس وقت تک اس اہمیت قابل لحاظ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس حصہ کو جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کے متعلق ہے میں نے چھوڑ دیا ہے اور صرف نزول مسیح موعود کے متعلق مختصر سا نوٹ کرنا ضروری سمجھا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ علماء اسلام مولوی کرامت علی صاحب کی کہانتک تصدیق کرتے ہیں اور وہ دہلی جہاں خدا کے برگزیدہ بندے اور مقدس مامور صادق مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اس شخص کے لئے کیا کہتی ہے جو مسلمانوں اور سیدوں کی ذریت کہلا کر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

آنیوالا مسیح موعود ملک معظم کا نبیرہ ہوگا

جو عیسائی مذہب کا حامی اور تثلیث اور کفارہ کا معتقد ہے اور جس کا ایمان یسوع مسیح کی فرضی اور خیالی خدائی پر جا کر ختم ہو جاتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کا دشمن ہو۔ کیونکہ اسلام ان عقائد کا صریح مخالف ہے۔ ایڈیٹر

فیصلہ قرآنی پر نظر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آنحضرت صلعم کسقدر عزیز تھے مگر بایں ہمہ اللہ تعالیٰ چونکہ بموجب اس کے اپنے زمانہ کے ایک قانون کو نہیں توڑا کرتا اس لئے کفار کے سوال اذا ترقی فی السماء یعنی ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمان پر چڑھ جاؤ کا یہی جواب دیا کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنی اے نبی کہدے کہ اللہ تعالیٰ جو میرا رب ہے پاک ہے اور میں صرف ایک بشر ہوں یعنی یہ کہ بشر کے رہنے کے لئے جو جگہ بنائی گئی ہے وہی اس کیلئے ہے پس کیوں ایسا سوال کیا جاتا جو رب کی شان بلند کی حکمت و مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ اس نے صاف فرمایا ہے کہ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون پس کیوں وہ ایسا کام کرے جو اس کی مرضی و مصلحت کے خلاف ہے۔ مگر اس زمانہ کے مسلمان اب عقل و خرد سے ہیں کہ باوجودیکہ قرآن نے صاف صاف حق و باطل الگ کرکے دکھلا دیا مگر وہ ہیں تو نہیں نہیں ہی کرتے جاتے ہیں اور ہرگز ہرگز نہیں چاہتے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات پاویں خواہ قرآنی نظام ٹوٹ جاوے قرآنی دلائل چھوڑ ہو جاویں مگر کیا مجال جو حضرت عیسیٰ کی موت کا اقرار کریں کیا ان سے بڑھکر عملی نصاری کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! پس ایسے عقائد کو چھوڑکر حضرت تقدس مآب مرزا صاحب کا دامن پکڑنا اور حلقہ بگوش ہونا نصاری و مشرکین کا ایمان لانا ہے کیونکہ مشرکین ہندی ہی ہیں وہ بہتر اور دل سے مشرکین بھی بہت سے ہیں۔ جو بت پرست۔ تعزیہ پرست۔ قبر پرست۔ پیر پرست وغیرہ ہیں اور نہیں اکثر ایمان لائے ہیں تفصیل کی حاجت نہیں اظہر من الشمس ہے۔ رہا یہ کہ مرزا صاحب مسلمانوں کو کافر بنانے کے واسطے ہیں“ تو اسپر عرض ہے کہ کوئی نبی یا مثیل نبی کافر بنانے کے لئے نہیں آیا اور نہ کافر بنانا ان کا کام ہے بلکہ وہ تو کافروں کو ایماندار بنانے آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی ایسے تند و مد سے کفر کے فتوے شائع نہیں کئے جیسے کہ ان علماء اسلام نے (جو ڈاکٹر صاحب کے نزدیک وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے مگر اپنی کم نصیبی اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے خلاف عمل کرنے اور بدعات سیئہ کے جاری کرنے کیوجہ سے اس سے محروم کئے گئے مگر انہی خود لوگ کفر کے فتوے لگایا کرتے ہیں ایسا ہی مرزا صاحب نے کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ ان لوگوں نے باوجودیکہ مرزا صاحب اہل قبلہ ہیں اور شریعت کے حلال کو حلال اور شریعت کے حرام کو حرام جانتے ہیں اور آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء اور سید ولد آدم افضل الرسل مانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم پر کسی دوسرے نبی کو ایسی بزرگی و فضیلت دینا نہیں چاہتے جس سے آنحضرت صلعم کی توہین لازم آتی ہو مثلاً یہ کیونکر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم پر جب مخالفین حملہ کریں اور ہلاک کرنا چاہیں تو ان کو ایک غار میں چھپنے کا حکم ہو مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھنے کا ایسا ہی آپ سے باوجود آسمان پر چڑھنے کا معجزہ طلب کرنے کے آپ کو ھل کنت الا بشرا رسولا کا حکم ہو مگر حضرت عیسیٰ کو بغیر معجزہ طلبی کے آسمان پر چڑھا لیا جاوے۔ حالانکہ ایک نصرانی ان واقعات کو سامنے رکھکر بڑی دلیری سے ایک مسلمان کو عیسائی بنا سکتا ہے پس کب ایک ایسا شخص جو دین کی ترقی کے لئے اور آنحضرت صلعم کی عزت قائم کرنے اور فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے ایسے عقاید سے اتفاق کر سکتا ہے جس سے آنحضرت صلعم کی سخت توہین لازم آتی ہے اس لئے لازم آیا کہ عقائد فاسدہ کی بیخ کنی کرے چنانچہ جب ان فاسد عقائد کی تردید کی تو ان لوگوں نے (جنکے دلوں میں یہ عقیدے نقش کالحجر کیطرح تھے) کفر کے فتوے دینے شروع کر دیئے اور اسطرح آنحضرت صلعم کی حدیث کے بموجب خود ہی کافر بن گئے ورنہ مرزا صاحب نے یہ بات ہرگز ہرگز نہیں کی کہ کسی پر کفر کے فتوے لگائے ہوں بلکہ ان لوگوں نے خود مرزا صاحب کو جو اول المومنین ہیں کافر کا خطاب دیکر خود ہی اپنے لئے کفر کا خطاب بموجب حدیث نبوی کے حاصل کر لیا۔

قولہ۔ بحث حیات مسیح میں وماقتلوہ وما صلبوہ اور انی متوفیک ورافعک الی زبردست قرآنی دلائل ہیں۔ اول آیت شریف سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے اور نہ ان کو صلیب ملی بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

اقول۔ کیا جو مقتول و مصلوب نہ ہو وہ آسمان پر چڑھا کرتا ہے؟ اگر یہی بات ہے تو ذیل کے انبیاء کا جو یقیناً مقتول و مصلوب نہیں ہوئے آسمان پر چڑھنا ثابت کریں۔

حضرت موسیٰ۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمٰعیل۔ حضرت یعقوب۔ حضرت سلیمان علیہم السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر ان انبیاء کا آپ آسمان پر چڑھنا دلائل قاطعہ سے ثابت کر دینگے تو پھر ہم دوسرے چند اور بزرگوں کے آسمان پر چڑھنے کا ثبوت آپ سے طلب کریں گے جنہیں آپ کے خاندان کے ہی بعض انسان ہوں گے کیونکہ ہم پورے وثوق سے ایمان رکھتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں کیا لاکھوں کروڑوں اربوں ایسے آدمی ہو گذرے ہیں جو نہ تو قتل کئے گئے اور نہ مصلوب ہوئے مگر بایں وہ آسمان پر چڑھنے سے محروم کئے گئے۔ ایسا ہی ڈاکٹر صاحب نے اگر ہمارے سید و مولا کا آسمان پر چڑھنا ایسا ہی تسلیم کر لیا جیسا کہ وہ حضرت عیسیٰ کا مع جسد عنصری تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم ان سے اس قبر شریف کے بارہ میں ہی چند معقول سوال کریں گے جس سے کہ ڈاکٹر صاحب کا قافیہ تنگ ہو جاویگا اور لینے کے دینے پڑ جاویں گے۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم ڈاکٹر صاحب کے علم و یقین کے لحاظ سے بیچے جو کہ مقتول و مصلوب نہ ہو وہ آسمان پر چڑھا کرتا ہے آنحضرت صلعم آسمان پر چڑھ گئے ہیں تو وہ قبر جو مدینہ میں آنحضرت صلعم کے نام سے ہے وہ کس کی تسلیم کیجاویگی؟ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر لٹکائے بھی گئے مگر وہ زندہ اترے اور ان پر ایسی حالت وارد نہیں ہوئی کہ جس کے سبب سے ان کو مصلوب کہا جاوے مگر آنحضرت صلعم پر تو ایسا کوئی منصوبہ ہی پیش نہ چل سکا پھر کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی منطق کے لحاظ سے جناب سرور کائنات آسمان پر گئے ہوں کیونکہ آپ یقیناً مقتول و مصلوب نہیں ہوئے۔

اسمیں شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے مقتول کا لفظ بالکل صاف ہی ایسا ہی اسکے معنے بالکل صاف ہیں کوئی پیچ والا لفظ نہیں ہے۔ اور ایسا ہی مصلوب کا لفظ ہی بالکل صاف ہے کہ نہ تو حضرت عیسیٰ صلیب کے ذریعہ مارے گئے اور نہ ان کی ہڈیاں توڑی گئیں اور اس کے بعد قرآن شریف میں کوئی ایسا لفظ نہیں آیا ہے کہ جس کے یہ معنے ہوں کہ حضرت عیسیٰ مقتول و مصلوب نہ ہونے کے بعد آسمان پر جا بیٹھے ہیں۔ ہاں یہ بیشک آیا ہے کہ ان کا رفع الی اللہ ہوا۔ جس کے معنے بالکل صاف ہیں حضرت عیسیٰ کے منکرین و معاندین کی اولاد اب تک موجود ہے ان سے ہر ایک شخص جو طالب حق ہو دریافت کر کے بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کیونکہ یہودیوں کا منشا ان کے مصلوب و مقتول کرنے کا بجز اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ اسطرح وہ رفع روحانی سے جیسا کہ ایمانداروں کا ہوتا ہے بسبب مقتول یا مصلوب ہونے کے محروم ہو جاوینگے کیونکہ بائبل میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے اور جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔ ان الفاظوں سے حقیقت شناس اچھی طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ یہاں پر صاف طور پر یہ ارشاد ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا نہ یہ کہ جو کاٹھ پر لٹکا کر زندہ اتارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے“

ایسا ہی جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے مگر قتل کا حضرت عیسے کیطرف خیال بھی نہیں ہوسکتا قرآن نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ما قتلوہ یقیناً یعنے قتل تو وہ یقیناً نہیں ہوئے۔ اور صلیب کے ذریعہ مارنے کی نسبت بھی فیصلہ کیا کہ ما صلبوہ یعنے وہ صلیب کے ذریعہ نہیں مارے گئے اور نہ اُن کی ہڈیاں توڑی گئیں پس جب وہ نہ تو صلیب کے ذریعہ مارے گئے اور نہ قتل کئے گئے تو تورات کے احکام ذیل کے حکم میں کیوں آسکتے ہیں کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور جو کاٹھہ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے ان دونوں امور کی نفی کرنے کے بعد فرمایا کہ بل رفع اللہ الیہ یعنے جب وہ نہ تو قتل ہوئے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارے گئے تو یقیناً ان کا رفع الی اللہ ہوا کیونکہ رفع الی اللہ کی ضد ہی جب غلط ہے تو یقیناً وہ رفع الی اللہ ہوئے۔ جیسے کہ یہودیوں کے منصوبے کرنے کے ایام میں حضرت عیسیٰ کو بشارت دی تھی کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ یعنے اے عیسے ہم تم کو طبعی موت دیں گے (یہودی تمہارے مارنے پر قادر نہ ہوں گے) اور ایسا ہی ہم تم کو اپنی طرف ایسا رفع بھی دیں گے (جیسے کہ ایمان داروں کا ہوتا ہے) کیونکہ یہودیوں کی منشا رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ کے صلیب کے ذریعہ یا قتل کے ذریعہ مار دینے کا نتیجہ یہ ہوگا عام خلقت کا رجوع جو انکی طرف ہے وہ رُک جاویگا مگر یہودی اس کام میں ناکام و نامراد ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او کذب بایتہ انہ لا یفلح الظلمون۔ یعنے اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا چونکہ حضرت عیسے علیہ السلام صادق اور مقرب بارگاہ ایزدی تھے اور یہودی ان کو راندہ درگاہ رب العلمین ثابت کرنا چاہتے تھے اور اسی لئے اونہوں نے اون کو صلیب پر ٹانگ بھی دیا تھا مگر صلیب پر مارنا اون کے بس میں نہ تھا اور خدا تعالےٰ نے اون کے بچانے کا سامان کرکے (جیسا کہ پہلے ذکر کیا) بچا لیا اس لئے حضرت عیسے علیہ السلام نہ تو مصلوب ہوئے اور نہ مقتول ہوئے بلکہ اونکا رفع الی اللہ جیسا کہ ایمان داروں کا ہوتا ہے ہوا۔ نہ کہ رفع الی السماء جو کہ ایمان دار کے لئے ضروری نہیں ہاں رفع الی اللہ ضروری ہے یہودیوں کی منشا کے بموجب آیت مذکورہ بالا کی پوری نہ ہوئی اس لئے وہ ناکام اور نامراد ہوئے۔ اس آیت کی صداقت ہمارے اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا صاحب کے وجود سے ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ کے مخالفین و معاندین نے جسقدر کوششیں آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو تباہ کرنے کے لئے کیں اُسیقدر زور سے اس سلسلہ کو ترقی ہوئی اس کے مخالف و معاند اپنے ناکام و نامراد ہوئے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو باوجود انتہائی سیاہ دلی کے جو اوس کی سلسلہ عالیہ اور اس کے بانی کے ساتھ ہے اپنے قوالی تحریرات الہامات میں اقرار کرنا پڑا کہ ... اس کے مقابل جس قدر کوششیں ہم نے کیں حقیقت میں کافی سے زیادہ ہیں مگر ... کوئی عام یا دیرپا فائدہ نہیں ہوتا ہے" ہاں کیوں عام اور دیرپا فائدہ ہو کیا کلام اللہ نعوذ باللہ جھوٹا ہوسکتا ہے ہاں پس جب اللہ تعالیٰ کی پہلے سے یہ سنت مقررہ ہے کہ ملعون لوگ ہمیشہ ناکامی اور نامرادی کا سیاہ داغ لیں تو کیونکر یہودی اپنے منصوبے میں کامیاب ہوسکتے تھے۔ مگر نہ معلوم کہ ڈاکٹر صاحب کو کس وادی کا شوق چرایا ہے کہ وہ بل رفع اللہ الیہ کو معنے آسمان پر ... سمجھتے ہیں ... نہیں

ڈاکٹر صاحب کے ہسپتال میں جالی ہیں یا انکو علم ہیں اُن کو تو ہم خوب جانتے ہیں ہمارے ہاتھوں سے لگ کر ہی جاتی ہیں ہم کو تو کوئی ایسی دوا اسمیں نظر نہیں آتی کہ اسکی تاثیر ہو کہ اوس کے سونگھنے یا ہاتھ لگانے اور پینے سے رفع الی اللہ کے معنے رفع الی السماء سمجھ میں آجاویں۔

قولہ۔ قرآن شریف کی آیات صاف وظاہر ہیں ہمیں کسی قسم کا گورکھ دہندا نہیں ہے اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف شریف ہیں۔

اقول۔ اگر قرآن شریف کی تمام آیات کو آپ صاف وظاہر تسلیم کرتے ہیں تو انی متوفیک ورافعک الیّ کے معنے آسمان پر چڑھنے کے کیسے آپ نے سمجھ لئے کیونکہ اس کے صاف معنے تو یہی ہیں کہ اے عیسٰے میں تجھکو وفات دینے والا اور تیرا رفع کرنیوالا ہوں۔ نہ معلوم کہ آپ قرآن کی آیت کو صاف و ظاہر تسلیم کرکے کیوں انکو گورکھ دہندا تسلیم کرتے ہیں جو انکا بیچ معنے بذریعہ تاویل کرتے ہیں جو آپکے اعتقاد کے بموجب آپ کو کرنا کسیطرح بھی جائز نہیں ذرا مہربانی کرکے بتلاویں تو سہی کہ جب قرآن کی آیات صاف وظاہر ہیں تو آپ نے آسمان پر چڑھنے کا لفظ کہاں سے لاکر دبر گھسیٹا؟ کیا یہ کام آپکے اپنے فتوی کے نیچے آپ کو نہیں کیا ہے یا صادق کے لئے جو فتویٰ آپنے تیار کیا تھا اوس کا مصداق خدا نے آپ کو خود ہی بنا دیا غور کیجئے کہ آپ نے لکھا ہے کہ "اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف قرآن شریف ہیں"۔ خیر یہ تو ہوا نہ آپکی کارروائی کے متعلق اب قرآن کی دوسری آیات کی نسبت سن لیا کیا آپ کے نزدیک من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا۔ الایۃ۔ کے بموجب اس جہان کے تمام نابینا آخرت میں بھی نابینا ہی اُٹھیں گے؟ خبردار تاویل نہ کرنا۔ ورنہ "اپنی طرف سے تاویل کرنیوالے مخالف قرآن شریف ہوتے ہیں" کے ذیل میں آجاؤ گے۔

قولہ۔ قرآن مجید میں وہ جگہ دکھایئے جہاں متوفی ورافع اکٹھے آئے ہوں اور اس کے معنے موت کے لئے جاویں۔

اقول۔ دور جانے کی کیا ضرورت ہے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کافی ہے جو کہ بقول آپ کے کہ "قرآن کی آیات ظاہر و صاف ہیں اور کہ اسمیں کسی قسم کا گورکھ دہندا نہیں ہے" پہلے متوفی کا لفظ استعمال کرکے بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ وفات پائینگے پھر انکا رفع ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔ اگر اپنے قول پر جو اوپر نقل ہو چکا ہے یعنی یہ کہ قرآن کی آیات صاف ہیں کوئی گورکھ دہندا نہیں ہے آپ کو توفی کے معنے میں تامل ہو تو توفنا مع الابرار۔ توفنی مسلماً والحقنی بالصلحین پر غور کرنا کافی ہے دقت اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں بشرطیکہ آپ قرآن کی آیات کو صاف و ظاہر تسلیم کرتے ہیں

قولہ۔ سرور عالم صلعم کے واسطے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انک میت وانھم میتون اور حضرت عیسے کے واسطے انی متوفیک ورافعک الیّ ان جداگانہ الفاظ سے غرض کیا ہے؟

اقول۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے رفع الی اللہ ہونے کا یہ سبب ہوا کہ یہود کا اعتقاد تھا کہ وہ قتل کئے گئے یا صلیب کے ذریعہ مارے گئے انکا رفع نہیں ہوا مگر آنحضرت صلعم کی نسبت کوئی ایسا خیال نہ تھا اور نہ ہے اس لئے حضرت عیسیٰ کے مقتول یا مصلوب ہونے کی نفی کی گئی اور اس کے ثبوت میں یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کو بطور پیشگوئی پیش کرکے ظاہر کیا گیا کہ جب وہ اپنے وقت مقررہ پر اپنی طبعی موت وفات پاویں گے ... کیطرح انکا رفع ہوگا تو وہ قتل کیسے کئے جا سکتے یا مصلوب کیسے ہوسکتے اور جب وہ مصلوب و مقتول نہیں ہوئے تو پھر تورات کا یہ فتویٰ کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے اور جو کاٹھہ پر لٹکا کر مارا جاتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے کیسے راست آکر اون کے رفع روحانی مثل مومنین کا مانع ہوسکتا ہے۔ پس صاف ہے جو کچھ ان ہر دو آیتوں کے بیان کرنے کا مطلب و منشا ہے۔

قولہ - مفسر قرآن ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے جو میرزا صاحب کے کرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اُس کی تردید آج تک نہیں ہوئی ہے -

اقول - اس کے متعلق اگرچہ میرے محسن و پیارے بھائی شیخ یعقوب علی صاحب نے الحکم نمبر ۳ جلد ۱۱ میں کافی سے زیادہ بذریعہ ایک نوٹ کے لکھا ہے مگر جو کچھ ہم نے تحریر کیا ہے اُس کا بھی ملاحظہ ہونا ازبس ضروری ہے اس لئے عرض ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے صرف میرزا صاحب کے ہی کرکٹر پر نکتہ چینی نہیں کی بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے کرکٹر پر بھی نکتہ چینی کی ہے غور کریں کہ قرآن تو آں حضرت صلعم کی نسبت یہ بیان کرتا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم الخ اور ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ۔ تؤمنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم الخ مگر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ ”خداوند عالم کی توہین اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس کا ماننا اور اُس کی عطا کردہ عقل و فطرت کے مطابق اعمال صالح کرنا بدی سے بچنا موجب نجات نہیں تاوقتیکہ ایک **انسان کو ساتھ نہ مانا جاوے**“ پھر فرماتے ہیں کہ ”اُس بے انت ذات کے تمام **قوانین رحمت و مغفرت ایک انسان ہی کے تابع ہو گئے**؟“ دیکھو روزانہ پیسہ اخبار ۱۲۷ جلد ۱۷ صفحہ ۷ کالم ۳ درحاشیہ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۰۶ء

اگرچہ ہم ڈاکٹر صاحب کے ان الفاظ کی تردید کرنے پر بہت کچھ بفضل اللہ دسترس رکھتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے مفسر ہونے کا اچھی طرح سے حال ظاہر کرسکتے ہیں اور کہ ڈاکٹری اصول کے بموجب بھی ڈاکٹر صاحب پر یہ امر پایہ ثبوت پہنچا سکتے ہیں کہ کیونکہ ڈاکٹر صاحب صرف صرف بعض دوائیوں کو ہی بعض امراض صرف صرف کے دفعیہ کا ذریعہ یقین کرکے مریضوں کو استعمال کراتے ہیں جس سے آں حضرت صلعم کی اتباع کے ذریعہ ہی رحمت و مغفرت الٰہی کا نازل ہونا ایسا صاف و کھلے طور پر بہ پایۂ ثبوت پہنچ جاتا ہے کہ پھر اُس کے بعد نکتہ رس کو ایسا اعتراض کرنے سے ہی شرم آتی ہے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کیا ہے اور اسی طرح پر ایک نکتہ رس یقینی طور پر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے کہ دراصل ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مفسر قرآن ہو کر اور ڈاکٹری سیکھ کر ہی گنوا دی جو یہ ایک معمولی بات اُس کی سمجھ میں نہ آسکی - مگر چونکہ ایک تو اس طرح مضمون لمبا ہو جاویگا - دوسرے ڈاکٹر عبدالحکیم خان مخاطب نہیں ہیں - تیسرے یہ کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب بھی آں حضرت صلعم کی اتباع کے مدعی ہیں بنا برین لازم آیا کہ ڈاکٹر صاحب یہ بیان فرماویں کہ جو مذکورہ بالا نکتہ چینی آں حضرت صلعم کے کرکٹر پر ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے کی ہے اُس کی انہوں نے کب اور کہاں تردید کی ہے - رہا میرزا صاحب کے کرکٹر پر نکتہ چینی کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ متعدد دفعہ ان نکتہ چینیوں کے معقول اور مدلل جواب ہمارے سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں - اور کہ خود ہمارا ایک مضمون بعنوان ”شاگرد کا خط اُستاد کے نام“ بھی ڈاکٹر عبدالحکیم کی تردید کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے جو الحکم کے فائل میں اب تک موجود ہے - مگر نہ معلوم کہ ڈاکٹر صاحب کس گوشے میں کیسے بیٹھے رہتے ہیں جو اُن کو اب تک اس بات کا علم نہیں ہوا اور دُنیا سے تو یہ امر پوشیدہ نہیں ہے - اب براہ کرم ڈاکٹر صاحب یہ بیان کریں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے جو آں حضرت صلعم کے کرکٹر پر نکتہ چینی کی ہے اُس کی تردید آپ نے یا آپ کے قطب زمان پیر گولڑوی صاحب نے کی ہے کہ نہیں اگر نہیں کی تو اُس کے وجوہات سے تفصیلی طور پر بذریعہ روزانہ پیسہ اخبار مطلع فرمایا جاوے -

قولہ - جبکہ ایک مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ ہو مگر میرزا صاحب کو نہ مانے تو وہ کون سے دلائل قرآنی سے کافر ہو سکتا ہے؟

اقول - جن دلائل قرآنی سے ایک یہودی پابند صوم و صلوٰۃ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و آں حضرت صلعم پر ایمان نہ لانا موجب کفر تھا - کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب عقیدہ جناب کے جب آسمان سے اُتریں گے تو اُن پر کوئی مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ ایمان نہیں لاویگا بلکہ جو ر اُچکے ..... وغیرہ ہی ایمان لاوینگے؟ اگر ایسا ہے تو اُن کو حضرت عیسیٰ کا کافر کہنا کیا بیجا ہوگا؟ اور یہ بھی واضح رہے کہ میرزا صاحب نے کسی پر کفر کا فتوےٰ نہیں لگایا ہے اور نہ میرزا صاحب کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو کافر بے دین بناویں کیونکہ وہ تو مثل انبیاء کے مومن بنانے اور دین دار بنانے کے لئے تشریف لائے ہیں اس لئے کسی کو کافر بنانا اُن کی شان کے ہی بعید ہے بلکہ لوگوں نے خود اُن کو کافر اور بے دین بیان کرکے بموجب حدیث نبوی کے اپنے اوپر کفر کا فتوےٰ چسپان کر لیا اس کے علاوہ آں حضرت صلعم کے صدہا نشان و خرق عادت کا جو حضرت میرزا صاحب کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں انکار کرنے کی وجہ سے بھی یہ لوگ جو میرزا صاحب کو نعوذ باللہ کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں اس لائق ہو گئے ہیں کہ اُن کو اُن منکران انبیاء سے نیز آں حضرت صلعم کے منکران سے کم نہ سمجھا جاوے کہ جنھوں نے اُن کی زندگی میں صدہا نشان دیکھکر بھی انکار و کفر کیا تھا -

قولہ - جبکہ فی زمانہ ہر ملک و دیار میں مسلمان موجود ہیں **نماز روزہ** حج کی ممانعت نہیں - دین متین کے عالم و فاضل و واعظ ہر ایک جگہ پائے جاتے ہیں تو میرزا صاحب کے بعثت کی کیا ضرورت ہے؟ -

اقول - ع اللہ رے ایسے حُسن پہ یہ بے نیازیاں!

کیوں صاحب! سچ اور ایمان سے کہنا کہ جو دین متین کے عالم و فاضل و واعظ ہر ایک جگہ پائے جاتے ہیں وہ جناب کے قول کے بموجب جواب کے ہی الفاظ میں آپ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے ”ہر طرح کے بدعات سیئہ کے جاری کرنے والے - قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے نئے فرقے بنانے والے ہیں کہ نہیں؟ جن میں سے کسی کو باوجود اُن کی ایسی ایسی کرتوتوں کے آپ نے قطب زمان اور مسیح الزمان بنایا ہے حالانکہ وہ وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق ہی نہیں کیونکہ احکام الٰہی سے بقول آپ کے انحراف کرتے اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے برخلاف چلتے ہیں جس کی وجہ سے عجیب مصائب و حوادث سماوی نازل ہو رہے ہیں - کیا ایسی خرابیاں تسلیم کرنے کے باوجود بھی میرزا صاحب مثیل کی بعثت کی ضرورت ثابت نہیں ہوتی؟ اگر نہیں تو پھر یہ بتلانا فرض ہوگا کہ جبکہ آنحضرت صلعم کے وقت اور حضرت مسیح کے وقت کے یہودی صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے تو اُن کی بعثت کی اُن کے نزدیک کیا ضرورت تھی؟ ایسے آدمی! تو خود تسلیم کرتا ہے کہ علماء دین متین جو وارث الانبیاء کہلانے کے مستحق تھے دین نبوی صلعم میں ہر طرح کی بدعات سیئہ جاری کر رہے ہیں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے نئے فرقے بنا رہے ہیں تو کیا اس وقت میں کسی ایسے وجود کی ضرورت نہیں جو وارث الانبیاء بنکر ان جھگڑوں کو دور کرنے اور ٹکڑوں پارچوں کو جوڑ کر ایک کرے؟ -

قولہ - بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے

پاک پروردگار کی کہ تمہارے درمیان عیسےٰ ابن مریم آئیگا تو صریح الفاظ میں کیسے تاویل ہوسکتی ہے ؟

اقول۔ جب حدیث کے ایسے صریح الفاظ میں تاویل نہیں ہوسکتی تو قرآن شریف کے صریح الفاظ میں بھی تاویل نہیں ہوسکتی چنانچہ اس کو جناب نے خود ہی تسلیم کیا ہے اور اسی لئے میرزا صاحب کے دعوے کو قبول کرنے سے انکار و فرار کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ دعوےٰ (مسیح موعود کا) آیت ختم نبوت کے برخلاف ہے"۔ تو حضرت عیسےٰ ابن مریم کا آنا کیوں ختم نبوت کے برخلاف نہ خیال فرمایا ؟ کیونکہ قرآن کے صریح الفاظ یہ بیان کرتے ہیں کہ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** ایسا ہی حدیث کے بھی صاف الفاظ **لا نبی بعدی** آپ کی اس دلیل کو توڑتے ہیں اور بقول آپ کے صریح الفاظ کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں پس یہ ظاہر کرنا ضروری ہوا کہ کون سے عیسےٰ ابن مریم آویں گے اور کہاں سے آویں گے اور کیسے آویں گے ؟ کیا آں حضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) ختم نبوت کے معنے معلوم نہیں تھے یا یاد نہیں رہے تھے جو قسم کھا کر فرمایا کہ عیسےٰ ابن مریم آوینگے یا اُس کا آنا اُن کے نزدیک کچھ اور ہی حکم رکھتا تھا ؟ ہمارے سمجھ میں نہیں آتا کہ میرزا صاحب کا دعوے تو ختم نبوت کے برخلاف ہو جاوے اور عیسےٰ ابن مریم کا آنا ختم نبوت کے برخلاف نہ ہووے کیا اچھا ہو کہ اگر ڈاکٹر صاحب اس عقدہ لاینحل کو حل کرکے ہم کو مشکور فرماویں۔

اس کے بعد نمبر ۱۳ میں ڈاکٹر صاحب نے ایک حدیث کا ترجمہ لکھا ہے جو بقول اُن کے بخاری کی حدیث ہے مگر چونکہ اُس کے اصلی الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہم کو اُن کے اصلی الفاظ کی خبر ہے اس لئے ہم اُس پر کچھ نہیں تحریر کر سکتے کیونکہ جبکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ یہ حضرات حدیث کی تحریف کرنے میں کمال رکھتے ہیں تو پھر اُس پر لکھنا ہی عبث ممکن ہے کہ ایسی کوئی حدیث ہو جس کا اگلا اور پچھلا مطلب خبط کرکے یا کانٹ چھانٹ کر کچھ کا کچھ بنا کر کچھ کا کچھ نتیجہ نکالا ہو۔ رہا یہ کہ میرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی کئی کئی پیرایوں میں توہین کی ہے اس پر اسی قدر لکھنا طالب صادق کے لئے کافی سے زیادہ ہے کہ میرزا صاحب کا دعوے مثیل مسیح کا ہے اگر وہ باوجود مثیل مسیح کے دعوے کے مسیح کی عزت نہیں کرتے بلکہ مسیح کی توہین کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں تو گویا خود وہ اپنے دعوے مثیل مسیح کی توہین کرتے ہیں۔ یہ بات نہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہے اور نہ کوئی عقلمند اس کو سمجھ سکتا ہے کہ ایک شخص باوجود دعوے مثیل مسیح کے کیونکر مسیح کی توہین کر سکتا ہے۔ میرزا صاحب نے مسیح کی توہین کبھی نہیں کی اور نہ کوئی صادق کسی صادق کی توہین کر سکتا ہے البتہ عیسائیوں کے یسوع کی نسبت بائیبل کے بعض فقرے نقل کرکے عیسائیوں پر جو حملے شک کی ہے جو کہ علم مناظرہ میں ہر طرح جائز ہے اسکو توہین خیال کرنا عقلمندی کا خاکہ اُڑانا ہے۔

ایسے ہی میرزا صاحب کا اپنے آپ کو امام حسین علیہ السلام سے بموجب حکم ربانی کے افضل ظاہر کرنا ہرگز ہرگز جناب سید نا حسین علیہ السلام کی توہین پر دال نہیں میرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں امام حسین علیہ السلام کی تعریف کی ہے اور اُن کی توہین کرنے والوں کو بُرا ظاہر کیا ہے اگر باوجود ان خیالات کو ظاہر کرنے کے میرزا صاحب کا صرف یہ کہنا کہ وہ امام حسین ع سے افضل ہیں۔ امام حسین کی توہین کا موجب ہوگیا تو آں حضرت صلعم کی نسبت تمام مسلمانوں کا یہ اقرار کرنا کہ آپ (صلعم) تمام انبیاء سے افضل ہیں کیوں موجب توہین جملہ انبیاء نہ گردانا جاوے ؟ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ فضیلت کے معاملے میں کیوں اڑ بیٹھے ہیں اور کیوں کسی کے یہ کہنے پر کہ وہ فلاں سے افضل ہے اُس کی توہین کا موجب گردانتے ہیں حالانکہ یہ صاف اور بالکل صاف ہے کہ فضیلت۔ عزت و بزرگی بنی ہوئی ہے۔ یعنے اگر ایک ایم اے یہ دعوے کرتا ہے کہ میں ایف اے اور بی اے سے افضل ہوں یا ایک اسسٹنٹ سرجن دعوے کرتا ہے کہ وہ ایک کمپونڈر اور ہاسپٹل اسسٹنٹ سے افضل ہے تو کیا وہ اس بیان سے ایف اے و بی اے اور کمپونڈر و ہاسپٹل اسسٹنٹ کی توہین کرتا ہے یا امر واقعی بیان کرتا ہے ؟ ہمارے خیال میں اس سے کوئی بھی توہین لازم نہیں آتی بلکہ ایک طرح سے اُن کی عزت قائم ہوتی ہے یعنے وہ اپنے کو اُن سے افضل ظاہر کرنے میں دراصل اُن کی عزت کی ایک حد تک قدر کرکے اپنا مرتبہ ظاہر کرتا ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ آج کل دُنیا کے لئے عقل خرچ کی جاتی ہے اور دین کے لئے کچھ بھی غور و فکر سے کام نہیں لیا جاتا صرف سُنے سنائے اعتراض بیان کرکے ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں کا دم بھرا جاتا ہے۔

بالآخر ڈاکٹر صاحب جن تیس۳۰ دجالوں کا انتظار کر رہے ہیں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ہم نے اُن کو بھی دیکھ لیا ہے نہ صرف تیس۳۰ بلکہ تیس۳۰ سے بھی کچھ زیادہ ہی چنانچہ وہ دجال کچھ عرصہ ہوا ہمارے ہاں لاہور چھاؤنی بھی آئے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں کو دیکھکر ایسے بھاگے کہ پھر اُس دن سے آج تک یہاں آنے کا نام تک نہیں لیا اور اب ہم اُن کے دیکھنے کو اس طرح ترستے ہیں جیسے کہ گدھے کے سینگ دیکھنے کو۔

میرے خیال میں ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر کے تمام ایسے اعتراض کا جواب ہوگیا جو کہ جواب کے لائق تھے اُمید کہ ڈاکٹر صاحب ان کو پڑھکر بذریعہ روزانہ پیسہ اخبار لاہور جواب باصواب سے مشکور فرماویں گے اگر ڈاکٹر صاحب اس کو پڑھکر بحر تفکر میں غوطہ زن ہوگئے یا جواب نہ بن آئے تو پیر گولڑوی سے مدد لیکر جواب دیں جو اُن کے نزدیک مسیح الزمان ہیں والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٭ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی)

بقایا دار احباب توجہ کریں

خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ سال رواں سے تیسری سہ ماہی بھی ختم ہونے والی ہے جن حضرات کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ اپنے فوگی حساب بے باق کرکے ممنون فرماویں ٭

جبکہ یہ بات پھر بھی ہو

ممکن ہے کہ ایک بات ایک یا دو تین مرتبہ وقوع میں آوے اور آپ کو اسکی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور ہلیا اور آپکے ہمسایہ اسکی بابت آپسے کہیں تب تو ضرور آپ اس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے۔ یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ آپکے ہی شہر کے ایک مشہور طبیب سے ایسی حوصلہ بڑھانیوالی خبر آپ سنیں جیسی کہ ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ بلیمور یا۔ ایل۔ ایم۔ اینڈ ایس۔ جن کا دوا خانہ ملکا دھوبی تالاب میں واقع ہے فرماتے ہیں کہ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈوڈنس بیک ایک کڈنی پلس) کے بارے میں اپنی سچی رائے آپکے سامنے ظاہر کرتا ہوں میں نے ان کا استعمال اپنے مریضوں پر کیا اور بہت مفید پایا۔ میں ایسے مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو سخت تکلیف دہ پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور اب تک اس مرض کی کسی قسم کی علامت ان میں نظر نہیں آتی۔ اگر گردہ خراب یا کمزور ہو گئے ہیں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ "ان سیال زہروں کو جسم میں سے نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بیقاعدہ حرکت کمزوری چکر آنا۔ حافظہ اور جوانی کا زایل ہونا درد پشت اور پیشاب کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (میٹھا پیشاب) یا گردوں کا انحطاط (سڑنا) لاحق ہوتا ہے ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور پیشاب کی بیماریوں کیلئے مجرب دوا ہیں اور جن مریضوں کو کسی دوا یا علاج سے فایدہ نہ ہوتا تھا انکو اسکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ اگر آپ اپنی فرمایش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بذریعہ ویلیوپی ایبل خرچ لیئے بغیر کی جائے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہوسکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر **مجرب المجرب** خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلا ہے

طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص **بچوں** اور ان کے لئے جن کو **بیہوشی یا بندش گلو** کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق **نعمت غیر مترقبہ ہے۔**

تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز اسکے نسخہ کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو گئے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں بنصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون بمقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کو آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگاؤ بھلا اسمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہمنے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگی اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ؏

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دھلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نیست و نابود کر دیا ہے قیمت ۱۲؍ ست بچن ۱؍ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جو اعتراض آریہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۳؍ تقریر دلپذیر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ؏ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۲؍ نشان آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲؍ نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب مرد۔ قیمت ۴؍ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کی قبولیت ہوگئی ہے۔ قیمت فی پارہ ؏ سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۳؍ سلک مروارید حصہ دوم۔ قیمت ۴؍

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا۔ شکر صد شکر!! کہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب تیل ہے جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ قیمت فی بکس صرف عمہ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔

المشتـــــــہر

حضرت مولنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمدانی
محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

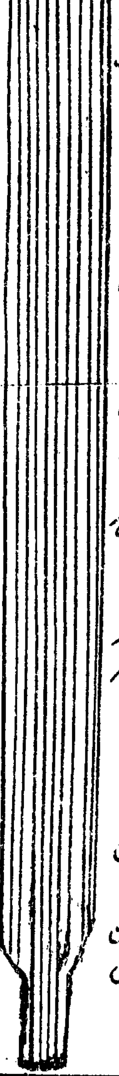

کرکٹ بیٹ۔ سیدھو ریشہ دار کشمیری لکڑی کی ۔ہینڈل کا کین اور دور لڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار ہیں قیمت ملے روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھو ریشہ دار کشمیری لکڑی عہ کین ہینڈل عہ دور لڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۔
بچوں کیلئے کرکٹ سٹ ۔ ایک سٹ بیٹ دو سٹ ایک سٹ اسٹمپس
ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ
ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائدار
بچوں کیلئے فٹ بال معہ بلیڈر
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط میچ کیلئے
ڈھلے گے کے میچ
پریکٹس
کرکٹ دلیس فی کاپی

المشتـــــــہر
نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اسکو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان سب کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار کھلی تیار کی ہے جس میں خوشبودار معطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے انشاء اللہ تعالےٰ روزانہ استعمال سے داد۔ خشکی۔ چھیپ پیدا نہ ہوگی بال نرم ہو جاوینگے پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱ ثار پختہ ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو ۱ ثار فی روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتـــــــہر
مرزا قائم علی احمدی مالک کارخانہ قاسمی ایجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ عہ روپیہ اور دوم مبلغ ... مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ اسکے لگانے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر املشن کو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

پرگوہم باتو گرآئی جہا در قادیاں ہیں	وا ہیں شفا ہیں غرض دارالاماں ہیں

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے — صہ
… معاونین سے — عہ
… دستان سے باہر کے
… سب والوں سے — ۱۲/
… عت کے غیر مستطیع
… سے کم آمدنی
… لوگوں سے — عا ۱۲/

نمبر ۳۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۲۵ھ

اطلاع

موسمی عوارض کی وجہ سے چھاپنے والا عملہ بیمار ہے۔ اور مشین ابھی تک پہونچ نہیں سکی۔ اس لئے جہاں پچھلے ہفتہ کا اخبار دو روز تعویق سے شائع ہوا وہاں اس ہفتہ کا اخبار بمشکل آٹھ صفحوں پر شائع ہو سکا ہے امید ہے ناظرین معذور سمجھیں گے۔

ناظرین الحکم کی خدمت میں واضح رہے کہ اگر انہیں مذہبی امور کے متعلق کبھی کبھی ایسے شبہات اور سوالات پیدا ہوا کریں جن کا جواب دینا مذہبی اخباروں کا فرض ہوا کرتا ہے تو وہ بے خوف وخطر سوالات لکھکر دفتر الحکم میں بھیجا کریں۔ ہم بفضل خدا معقول سوالوں کے جواب اخبار میں چھاپ دیا کریں گے۔

عجیب نوٹ

خدا تعالیٰ نے اگر اوپر کو آسمان بنا دیا ہے تو نیچے کو زمین بنا دی ہے اگر علو بنایا ہے تو سفل بھی بنایا ہے۔ نور بنایا ہے تو پھر اندھیرا بھی بنایا ہے باقی رہنے والی چیزیں بنائی ہیں۔ تو فنا ہونیوالی چیزیں بھی بنائی ہیں بعض کو قرب کا موجب بنایا ہے تو بعض کو دور رہنے کا موجب بنایا ہے۔ اگر فرشتے بنائے ہیں تو پھر شیطان بھی بنایا ہے۔

جب مرد و عورت دونوں کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجیں اپنے رسول بھیجے اور سب سے آخر اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنا کامل اور افضل الرسل رسول … بھیجا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرد تو تعلیم حاصل کرلیں اور … فائدہ اٹھا دیں اور اپنی عاقبت سنوار لیں مگر عورتوں … رکھا جاوے۔ اور جیسے الٹا پڑا پیدا ہوئی تھیں ویسی ہی جاویں کیا اس معاملہ میں مرد گنہ گار نہیں … ستیاناس نہیں۔

مرد اور عورت میں اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی قدرتاً بہت فرق ہے اور جو کام مرد کر سکتا ہے عورت نہیں کر سکتی اور جو عورت کر سکتی ہے وہ مرد … بعض امور میں شراکت بھی ہے۔ مگر مقابلۃً مرد غالب ہے … مرد حاکم ہے اور عورت محکوم ہے۔ اس لئے مرد و عورت … کبھی نہیں ہو سکتے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت

مدرسہ ہذا میں ایک ہیڈ ماسٹر بی اے گریجوایٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستیں معہ سندات کے بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیاں کے جلدی آنی چاہئیں +

الہامات۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء … الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل …

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۹- ستمبر بوقت نماز ظہر-

کرامت علی نے حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران سلمہ الرحمٰن کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے۔ جو کہ گذشتہ اخبار میں پیسہ اخبار سے نقل کر کے شائع کی گئی تھی۔ [illegible] وہ پیشگوئی جب روزانہ اخبار مطبوعہ ۱۸ ستمبر سے پڑھکر حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں سنائی تھی۔ تو اسپر جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا پیشتر اس کے کہ وہ درج کروں حضرت اقدس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کے لئے اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ گذشتہ اخبار کے صفحہ ۱۰ سے وہ پیشگوئی ایک دفعہ پھر بغور پڑھ لیویں۔ (ظہیر)

اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔ پیشگوئیاں تو وہ ہوتی ہیں جو قبل از وقتِ وقوع اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے عام طور پر شائع ہوں۔ اور دنیا میں ان کی عام طور پر شہرت ہو۔ آجکل کے لوگوں کی زبانی شہادتوں کا کیا بھروسہ ہے۔ ہمارے مخالفوں کی اس وقت عجیب حالت ہو رہی ہے۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ کہ ایک جگہ آٹھ آدمیوں نے قسم کھا کے بیان کیا کہ ہم دیکھ آئے ہیں جو مجھے جذام ہو گیا ہے زبانی شہادتوں پر تو بڑی بڑی کرامتیں لوگوں میں مشہور ہو جایا کرتی ہیں حالانکہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ فرمایا یہ اخبار تو رکھنے کے لائق ہے۔ اسکی پہلی پیشگوئیوں کی نسبت صرف زبانی شہادتوں کو ہم کافی نہیں سمجھتے۔ ہاں یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے۔ اب خود بخود سچائی ظاہر ہو جاوے گی اس نے بڑا ہی ظلم کیا ہے جو دلی میں ہزاروں آدمی طاعون سے مر گئے اور اس نے ان کو چھوا تک بھی نہیں۔ زبانی شہادتیں آجکل کے لوگوں کی قابل قدر نہیں البتہ اسکی یہ پیشگوئی محفوظ رکھنے کے لائق ہے۔ یہ کیسی حیلہ سازی ہے کہ جو پیشگوئی کرتا ہے وہ تو چپ ہے اور اسکی بجائے ایک دوسرا شخص شائع کرتا ہے۔ دیکھو جتنی پیشگوئیاں ہم کرتے ہیں خود ہی لکھتے اور شائع کرواتے ہیں۔ اصل میں قرون ثلاثہ کا حال کمال پر پہنچ چکا ہے۔ اس زمانہ میں جھوٹ تو حلوہ بے دود سمجھا جاتا ہے۔ ہمپر بڑے بڑے افترا کئے گئے اور طرح طرح کے بہتان لگائے گئے۔ عدالتوں میں ہمپر طرح طرح کے جھوٹے الزام ثابت کرنیکی کوشش کیگئی اور ان لوگوں نے ہمارے برخلاف آتمارام اور چندو لال کے سامنے کتنے جھوٹ بولے۔ فسق و فجور کی کوئی حد نہیں رہی اور خاص کر جھوٹ میں تو ان لوگوں نے وہ کمال حاصل کیا ہے کہ اگر لاکھ آدمی بھی ملکر شہادت دیں تو اعتبار نہیں ہو سکتا۔

شیخ یعقوب علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ تمہارا ذمہ ہے کہ پیسہ اخبار کیطرف اصلیت کو دریافت کرنے کے لئے ایک خط لکھو بلکہ میں کہتا ہوں کہ خود ہی ایک دو آدمی کرامت علی کے پاس دلی چلے جاؤ۔ اور اس کو یہ اخبار دکھادو۔ کسی شخص نے عرض کی کہ منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل دلی میں ہوتے ہیں اور بڑے مخلص ہیں انہیں کو لکھا جاوے۔ حضرت نے مولوی محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا ہم تو اسی وقت آدمی بھیجنے کو بھی تیار تھے مگر خیر انہیں کو لکھدو اور تاکیداً لکھدو کہ ہمارا خط دیکھتے ہی خود اس کے پاس جائیں اور اخبار دکھادیں اگر وہ اقرار کرے تو بھی اس سے لکھوا لیں اور اگر انکار کرے تو بھی لکھوا لیں منشی قاسم علی اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل ہمارے خط کو دیکھتے ہی اس کے پاس جاویں اور پوری کوشش سے کام لے کر اس سے اقرار لیں۔ ایسی جو کارروائی ٹھیک نہیں ہے۔ ان کو تاکیداً لکھدو کہ خود جا کر اس سے اقرار لیویں اور اس کے ہاتھ سے لکھوائیں۔ یہ تو بڑی فیصلہ کی بات ہے۔ گویا تمام دنیا کو ایک فیصلہ نے ہی چھوڑ دیا۔ اس کے پاس ضرور خود جا کر امر کی تصدیق کرانی چاہیئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں شہادت پیدا کرنے کے لئے ایسی پیشگوئیاں کر دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

واللہ مخرج ما کنتم تکتمون

ایک ہفتہ تک پتہ لگ جائے گا کہ اصلیت کیا ہے۔ چاہیئے کہ یہی اخبار ان کو بھیجا جاوے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں سے اخبار ہی تلاش کرتے پھریں۔ کرامت علی کے پاس جا کر اخبار کی وہ جگہ اسے دکھلائیں جہاں پیشگوئی درج ہے اور اس کو کہدیں کہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہے اسکی تصدیق ہم کرنے آئے ہیں اور اس بات کی بھی اچھی طرح سے تصدیق کر لیں کہ وہ کونسے ساٹھ آدمی ہیں جن کو چھونے سے اذیتِ طاعون جاتی رہی اور وہ تندرست ہو گئے۔

فرمایا کئی دنوں سے ابتلاؤں کا سامنا تھا بیس پچیس دن رات تو میں سویا ہی نہیں۔ آج ذرا سی میری آنکھ لگ گئی تو یہ فقرہ الہام ہوا۔ "خدا خوش ہو گیا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم اس بات سے بہت خوش ہوا ہے کہ اس ابتلا میں میں پورا اترا ہوں اور اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ اس ابتلا میں تو پورا اترا۔

اس کے بعد پھر آنکھ لگ گئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوشخط خوبصورت کاغذ میرے ہاتھ میں ہے جسپر کوئی پچاس ساٹھ سطر لکھی ہوئی ہیں۔ میں نے اس کو پڑھا ہے مگر اسمیں سے یہ فقرہ مجھے یاد رہا ہے کہ "یا عبد اللہ انی معک" یعنے اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور اس کو پڑھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی۔ کہ گویا خدا کو دیکھ لیا۔ دیکھو ہمارے ساتھ تو خدا کے یہ معاملے ہیں۔ اور یہ ہیں جو ہماری ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ اگر خدا کو اپنے دین کا بڑا غرق کر دینا منظور ہے تو جو چاہے سو کرے اس کو کوئی روک نہیں سکتا مگر یہاں تو اس نے بڑے بڑے وعدے دیئے ہوئے ہیں۔ ایک طرف خدا تو یہ فرماتا ہے۔

ولک نری آیات ونھدم ما یعمرون - الیک ولا اجیحک واخرج منک قوما۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ کمثلک درٌ لا یضاع۔ لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون۔

(یعنی میں تجھے آرام دوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھسے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھلا دیں گے۔ اور ہم ان عمارتوں کو ڈھا دیں گے جو بنائی جاتی ہیں۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے۔ اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں) مگر یہ کہتے ہیں کہ اسکی تمام جماعت پاش پاش ہو جاویگی اور یہ خود بھی طاعون سے ہلاک ہو جاوے گا۔

فرمایا۔ ایک دفعہ دلی میں تین شخص ہمارے پاس آئے۔ اور ان میں سے ایک نے کہا تھا کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ مسیح ناصری فوت ہو چکا اور آنے والا مسیح میں ہوں اور توفی کے معنی قبض روح کے کرتے ہو حالانکہ اس کے معنے پورا کرنے کے بھی ہیں اور اس کی تائید میں یہ مصرع پڑھ کر سنایا۔

توفی کل نفس ما ضمنت

میں نے جواب دیا کہ مولوی بن کر مفسر بن کر ایسی بات کرنی۔ بھلا یہ تو پہلے بتلاؤ کہ یہ صیغہ کا ہے کا ہے۔ بس پھر تو بہت گھبرانے لگ گیا جی غلطی ہو گئی۔ (توفی کے معنے پورا دینے کے وہاں ہوں گے جہاں باب تفعیل میں ہوگا۔ اور قبض روح کے معنے وہاں ہوں گے جہاں باب تفاعل سے ہوگا)

فرمایا عجیب بات یہ ہے کہ ہمیں تو رد کر دیا اور ایک عیسائی کو مسیح بنا دیا۔ امید ہے کہ یہ ایک ہنسی ٹھٹھہ کی پیشگوئی ثابت ہوگی۔ ورنہ ایک مسلمان کا ایسے شخص کو مسیح قرار دینا جو انسان کی پرستش کرتا اور انسان کو خدا بناتا اور مسلمانوں کے نزدیک کفر کا عقیدہ رکھتا ہے نیک نیتی پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ محض ہنسی ٹھٹھا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا۔ طاعون تو ابھی سر پر ہے۔ یہ کوئی صحیح فیصلہ تو نہیں کہ اب طاعون دور ہو گئی ہے۔ یاد رکھو کہ مفتری کو خدا تعالیٰ بے سزا کبھی نہیں چھوڑتا۔ ابھی تو طاعون کی نسبت گورنمنٹ خود ہی حیران ہے۔ کہ اس کو روکنے کی کیا تدبیر کیجاوے اور اس طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں یہی خبر دے رکھی ہے۔ کہ اس سال یا اگلے سال سخت طاعون پڑے گی اور شدت سے پڑے گی اور مغربی ممالک میں بھی خطرناک طاعون پڑے گی۔ اور کابل کی نسبت طاعون تو نہیں مگر یہ فرمایا ہے کہ وہاں پچاسی ہزار آدمی ہلاک ہوں گے۔ اور ساتھ ہی ہمارے ساتھ وعدہ ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار" اگر یہ افترا ہے تو دکھاؤ کہ ان گیارہ برسوں میں کتنے ہلاک ہوئے۔ دیکھو فقیر مرزا نے میری نسبت کتنے زور سے پیشگوئی کی کہ یہ شخص آیندہ ماہ رمضان میں طاعون سے مرے گا اور بڑا بڑا دعویٰ کیا کہ میرا عرش معلےٰ تک گذر ہوا ہے اور میری نسبت بار بار کہا کہ یہ جھوٹا ہے اور مجھے خدا کی آواز آئی ہے کہ اس پر آیندہ رمضان کی فلاں تاریخ کو بڑا غضب نازل ہوگا۔ اور تباہ ہو جائے گا۔ مگر دیکھو کہ پھر خود ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ اور پھر عجیب بات یہ کہ آیندہ رمضان کی اسی تاریخ کو آپ ہی ہلاک ہو گیا جس تاریخ کو میری ہلاکت کی پیشگوئی لکھی تھی۔

پھر چراغ الدین کو دیکھو جو بڑا دعوے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسےٰ نے مجھے عصا دیا ہے اور پھر میری ہلاکت کے لئے بڑی بڑی دعائیں کرتا رہا مگر آخر خود ہی اپنے لڑکوں سمیت طاعون سے مارا گیا یہ تو ان پیشگوئی کرنیوالوں کے حال ہیں اور ان کے کشفوں اور الہاموں کا حال یہ ہے کہ خدا ان کو کہتا تو کچھ اور ہے اور ہو کچھ اور جاتا ہے۔ اور پھر ایک نہیں دو نہیں کئی ہیں حقیقۃ الوحی میں ہم نے نمونہ کے طور پر لکھ دیئے ہیں۔ دیکھو غلام دستگیر نے لکھا تھا کہ جیسے مجمع بحار الانوار کے مولف کی دعا سے ان کے زمانہ کے مہدی کاذب کا بیڑا غارت ہوا تھا ویسے ہی میری دعا سے مرزا قادیانی جڑ سے کاٹا جاوے۔ پھر دیکھو وہ خود ہی تباہ ہو گیا۔ اور یہ باتیں ایسی نہیں جو یونہی چھوڑ دی جاویں۔ بلکہ ان پر غور کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ اصل میں جیسے کافر اور مشرک لوگ آنحضرت صلعم کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑانا چاہتے تھے۔ ویسے ہی ہم کو بھی ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا چاہتے ہیں۔ اب تو وہ عورتوں کی طرح چھپ کر بیٹھا ہوا ہوگا۔ اصل میں دلی میں ہنسی ٹھٹھا بہت ہے۔ کوئی دیندار ایسے لفظ کب استعمال کر سکتا ہے کہ ایسا شخص نصرانیت کے شرک میں مبتلا ہو اور ایک انسان کو پوجنے والا ہو اصلی مسیح ہے خیال تو کرو کہ مسلمان ہو کر اپنے مذہب کو کیسے ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتا ہے آریہ وغیرہ بھی اپنے مذہب سے ایسے ٹھٹھے نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دلی کی کمبختی کچھ باقی ہے۔

(۱۱ ستمبر بوقت ظہر)

فرمایا۔ سنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے اور ہمارا اعتقاد بھی یہی ہے کہ بعض لوگوں کو نہ ہی تو خدا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے اخلاق عادات اچھے ہوتے ہیں۔ مگر جب کسی اپنے پرائے نے مرنا ہو یا کوئی اور ایسا ہی واقع ہونا ہو تو بعض اوقات خوابوں کے ذریعہ سے کچھ نہ کچھ اطلاع ہو جاتی ہے۔ یہانتک کہ ایک چوہڑی کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ اسکی اکثر خوابیں سچی نکلا کرتی تھیں بلکہ ایک پہلے درجہ کی زانیہ اور بدکار عورت کو بھی کچھ نہ کچھ خوابیں آسکتی ہیں۔ اور بازاری عورتیں طوائف وغیرہ بھی اکثر اوقات بیان کیا کرتی ہیں کہ میری فلاں خواب سچی نکلی۔ ہاں اگر یہ سوال کیا جاوے کہ خدا نے ایسا کیوں کیا تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ تا یہ لوگ ایسا نمونہ پاکر کارخانہ نبوت کو سمجھ لیں اگر ایسا نمونہ نہ ہوتا تو پھر نبیوں کے تعلق کو سمجھنے میں دقت ہوتی یہ بھی بات ہے

سچی خواب تو فاسق فاجر بھی دیکھ لیتا ہے

کہ کافر فاسق فاجر سب کو سچی خوابیں کبھی کبھی آ جایا کرتی ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم لوگ باوجود طرح طرح کے عیبوں فسق و فجور اور دنیا کے گند میں مبتلا ہونے کے ایسی خوابیں دیکھ لیا کرتے ہو تو پھر وہ جو ہر وقت خدا کے پاس رہتے ہیں اور اسی کے آستانہ پر ہر دم گرے رہتے ہیں ان کو سچا کیوں نہ سمجھا جائے۔ ایکدفعہ چند آریہ ہندو ہمارے پاس آئے تھے اور کہنے لگے کہ ہمیں بھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ میں نے ان کو یہی کہا تھا کہ ہم تو مانتے ہیں کہ چوہڑوں اور چماروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ جس کو سچی خواب آوے اسکی عملی حالت بھی بڑی اعلےٰ ہے اور اس کا دل بڑا پاک ہے۔ بلکہ یہ تو کارخانہ نبوت کو سمجھنے کے لئے ہر ایک کی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے اتنا مادہ رکھا ہے۔

یکجائی طور پر دیکھنے سے نشان صداقت

فرمایا۔ مبارک احمد کی نسبت جو کچھ قبل از وقت لکھا گیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر اسکی والدہ کی نسبت خاص طور پر الہام ہونا کہ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" اور پھر چار دفعہ "انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا" اور پھر "لالف آف مین" یعنی تلخ زندگی۔ اگر یکجائی طور پر ایک دشمن بھی دیکھے تو بجز اس کے کچھ بھی جواب نہیں دے سکیگا کہ خدا کا ایک نشان ظہور میں آیا ہے۔ ہاں اگر بیحیائی اور شرارت سے کام لے تو اور بات ہے چاہیئے کہ منہاج نبوت پر

عقلی طور پر بھی ماننا پڑتا ہے

دیکھا جاوے یا کم از کم عقل کے رو سے ہی سہی کہ اتنے پیچے تھے اور صرف مبارک کی نسبت ایسا لکھا گیا کیا کوئی انسان عقل سے ایسا کر سکتا ہے موت فوت کی خبر دینا یہ خدا کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ خدا کا یہ فضل ہے جو سب کچھ پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا تھا۔ اگر اب کہتے تو کون مانتا۔ سوچنا چاہیئے کہ آیا جو کچھ وفات کے پہلے ظاہر کیا گیا ہے وہ وفات بتلا رہا ہے یا زندگی "انی اسقط من اللہ واصیبہ" تو مبارک کی ولادت سے بھی پہلے کہا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ تو صاف فرماتا ہے۔ فانا نقیم ... ذرا سی مجھے غنودگی ہوئی ...

حضرت اقدس کا ایک پرانا خط

حضرت اقدس علیہ السلام نے قاضی سلطان محمود صاحب آئی اعوان والے کو خط لکھا ہے اس کی تحریک مولوی فضل الدین صاحب ساکن کھاریاں نے جو آجکل یہاں ہیں اور ہمارے مخلص احباب سے ہیں کی۔ مولوی صاحب قاضی صاحب کے شاگرد اور معتقد ہیں۔ پانچ سال قاضی صاحب سے تعلیم پاتے رہے۔ بڑے ہی عابد۔ زاہد۔ نیک اخلاق آدمی ہیں ان کا ابتک مضبوط خیال ہے کہ قاضی صاحب متکبر دنیا طلب آدمی نہیں رائے اور اعتقاد کی غلطی میں مبتلا ہیں اور ممکن ہے کہ مغالطہ سے نکل جائیں۔ حضرت نے انکی خاطر خط لکھدیا ہے:۔ رات اس قدر لمبی تقریر فرمائی۔ کہ اگر کوئی لکھتا تو رسالہ مرتب ہو جاتا۔ بڑے درد دل کے ساتھ سلسلہ کلام شروع کیا کہ ہماری جماعت کا اعلیٰ فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق کا تزکیہ کریں اور حقوق عباد اور حقوق اللہ کے ادا کرنے کی وقیق سے دقیق رعایت کیا کریں کوئی منصوبہ اور جہل ان کے کسی عضو پر نہ ہو کوئی کتا اور بلی بھی ان کے احسان سے محروم نہ رہے۔ چہ جائیکہ بنی آدم میں ان لوگوں کو بہت برا جانتا ہوں۔ جو دین کی آڑ میں کسی غیر قوم کی جانی اور مالی ایذا روا رکھتے ہیں۔ غرض خلاصہ ساری تقریر کا یہی ہے کہ اب وقت ہے کہ جماعت اپنی حالت میں بین تبدیلی دکھائے۔ فرمایا کہ مجھے سخت درد دیا گیا ہے۔ کہ بہت عظیم الشان نشان تیرے ہاتھ سے ظاہر ہوں گے۔ مگر یہ علم مجھکو نہیں دیا گیا۔ کہ کون کون لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ فرمایا کہ نشانوں کی نا قدردانی دو طرح سے وقوع میں آتی ہے ایک کفر و انکار سے اور ایک اس طرح سے کہ دور دور تک اس کے وقوع کے بعد واہ واہ کیجائے اور پھر آہستہ آہستہ فراموش کر ڈالا جائے اور خدا کی عظمت و جبروت اس کے وقوع کے بعد نئے سرے دل پر وارد نہ کیجائے۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کا بھی یہی حال ہے کہ نشان الٰہی کی چنداں پروا نہیں کرتے اور غفلت و تساہل سے وقت گذارتے ہیں اور اکثر انمیں ایسے ہیں کہ سوز و گداز ان کے افعال میں نظر نہیں آتا۔ فرمایا اگر دین الٰہی کے اعلاء اور تعظیم اور حرمات الٰہیہ کی ہتک کے انتقام کے لئے روح میں جوش اور قوت اور عقد ہمت نہ ہو۔ تو یہ نمازیں نری جنتر منتر ہیں۔ اب وقت ہے کہ گداز گداز ہو ہو جائیں اور رات دن دعاؤں میں مصروف رہیں۔ میں فکر و غم میں ہلاک ہوا جاتا ہوں۔ مگر جب دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ہنوز یہ روح پیدا نہیں ہوئی۔ میں ان روکھی سوکھی نمازوں کا ہرگز قائل نہیں۔ جو رسم و عادت کے پیرایہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ کن لوگوں نے گذشتہ نشانوں کی قدردانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی وہ انہی کو آیندہ بھی مستفید ہونے کی توفیق بخشے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں ویسا بننے کی توفیق دے۔ جو ہمارے امام کی آرزو ہے:۔

خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

۷۔ شعبان المبارک ۱۳۱۷ھ

از عاجز باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایدہ۔

بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا میں مامور ہوں۔ کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اپنی بابت سے اطلاع دوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اس قسم کی تجدید کے لئے بھیجا ہے۔ کہ تا وہ فتنہ عیسائیت کا جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعہ سے فرو کئے جائیں۔ چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدایت پر قائم کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ سے فرو ہو اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو وہ وہی مجدد ہے جس کا نام آسمان پر مسیح ہے اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے کہ جب اکثر مسلمان مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھے ہوں اور وہ اس لئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ تا دوبارہ حقیقی ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکی وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیساکہ یہ حدیث ہے۔ لا مہدی الا عیسٰی۔ اور خدا نے چودہویں صدی کو اس لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور کا نظارہ صرف چودھویں رات میں ہوتا ہے اور چودھویں رات کے دونوں طرف اختلاط ہے اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھیگا۔ اگر وہ فراست رکھتا ہو تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ خود زمانہ کی حالت موجودہ کہے جاتا ہے کہ اسی صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے پکارا جائے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے پھر جسکی خدمت کسر صلیب ہے۔ اس کا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور جو قوم کے مردہ قالب میں دوبارہ ہدایت اور ایمان اور تقویٰ کی روح ڈالنا چاہتا ہے وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام لیجانا حالت موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مسیح اور مہدی ہونا چاہیئے۔ اگر یہ حالت موجودہ خود مجھکو طبعاً یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتی۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اور اگر کرتی ہے تو ہر ایک متقی خدا ترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہو جاوے اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کر کے یہ خط آپ کیطرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا انحطاط اعمال کا موجب ہوگا۔ میری نصرت میں لگ جاویں ہر ایک روح خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالیٰ سے گواہی طلب کریں گے خدا تعالیٰ میری مسیحائی کی اس کو خبر دیگا۔ سو اے عزیز! خدا سے خوف کر کے اور اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپرواہی کی بازپرس ہوگی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگو۔ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ۔ جنہوں نے خدا کے مسیح کو پا کر۔ سر اٹھا کر اسکی طرف نہ دیکھا یہ میری طرف سے ایک تبلیغ ہے اور ان تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے۔ جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ سے حق کو قبول کر سکتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ الراقم المامور من الرب الغفور میرزا غلام احمد مکرر یہ کہ حضرت احدیت کا محب صادق جو اپنے تئیں محجوبانہ حالت میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ کسی حصہ تاریکی کے ساتھ اس دار ناپایدار سے سفر کرنا

چاہتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اپنی معرفت کی منزلوں کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے۔ کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقایق معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کھاوے اور اس سعادت سے عمداً محروم نہ رہے جس کے آسمان سے دروازے کھولے گئے ہیں۔ فقط

خطبۃ النکاح

(از حکیم الامۃ - ۱۳ ستمبر ۱۹۰۷ء)

سید عبدالرحیم سیالکوٹی کا نکاح منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی کی دختر نیک اختر امۃ اللہ نام سے یک صد روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو مبارک کرے۔ ظہیر

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ اما بعدہ ان الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔

اسلامیوں کی ہر ایک کتاب ہر ایک سبق ہر ایک تصنیف اور خطوط وغیرہ میں ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھی گئی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی بزرگی عظمت بڑائی اور کبریائی کا بیان ہو ہر ایک تحریر اور تقریر سے پہلے اسی کی صفات کا تذکرہ اور اسی کی حمد و ستائش کو مقدم رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک سبق سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا جاتا ہے غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ انسان کے اقوال ہوں یا افعال ہوں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ اور ہر ایک کام میں خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں خدا کی عظمت کا خیال رکھا جاوے۔ یہاں تک کہ پاخانہ میں جانے کے لئے بھی دعائیں سکھائی ہیں۔ الٰہی جیسے ظاہری طور پر گندگی دور کرنے کا مجھے تقاضا ہوا ہے ویسے ہی روحانی طور پر بھی گندگی دور کرنے کا تقاضا ہو اور جیسے یہ گندگی دور ہو گئی ہے ویسے ہی میری روحانی گندگی اور میل کچیل بھی دور ہو۔ ایسے ہی کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کرنا چاہئے۔ اور ختم کرتے وقت الحمد للہ رب العالمین جیسی دعا سکھائی ہے۔ ایسے ہی بیوی کے ساتھ محبت کرنے کے لئے بھی دعائیں سکھائی ہیں اور پھر فراغت کے لئے بھی دعائیں بتائی ہیں۔ یہانتک کہ بازاروں میں جانے کی بھی دعائیں ہیں اور واپس آنے کی بھی دعائیں ہیں مسجدوں کے اندر داخل ہونے کی بھی دعائیں ہیں اور مسجد سے باہر نکلنے کی بھی دعائیں ہیں۔ اور مطلب ان کا یہی ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت و رضامندی کا خیال ہر دم کر لیا جاوے۔ اس کے انعاموں کو یاد کر کے اور فضلوں کا امیدوار بن کے ہر ایک کام کو کرنا چاہئے۔ بڑے بڑے کاموں میں سے نکاح بھی ایک کام ہے۔ اکثر لوگوں کا یہی خیال ہوتا ہے کہ بڑی قوم کا انسان ہو حسب نسب میں اعلےٰ ہو۔ مال اس کے پاس بہت ہو یا حکومت اور جلال ہو۔ خوبصورت اور جوان ہو مگر ہمارے نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ کوشش کیا کرو کہ دیندار اور نیکو کار انسان ملجاوے۔ اور چونکہ حقیقی علم اخلاق عادات اور دینداری سے آگاہ ہونا مشکل کام ہے جلدی سے پتہ نہیں لگ سکتا اس لئے فرمایا کہ استخارہ ضرور کر لیا کرو۔ اور صرف نکاح کی رسم رکھی ہے اور نکاح کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غرض صرف مستی کا مٹانا ہی نہ ہو۔ بلکہ محصنین غیر مسافحین ۵/۱ کو مدنظر رکھے۔ اور ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتھ میں مال جان اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے۔ اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکوں کا ہو یا لڑکیوں کا۔ کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے اور ابتلا کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ راستبازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

واذا بتلی ابراھیم ربہ ۱/۱۵

۲۔ بدذاتوں۔ بے ایمانوں کافروں اور مشرکوں پر بھی ابتلا آتے ہیں جیسے فرمایا

نبلوھم بما کانوا یفسقون ۹/۱۱

۳۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے انپر بھی ابتلا آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ وبلونھم بالحسنات والسیئات لعلھم یرجعون ۹/۱۱

۴۔ اور کبھی ابتلا ترقی مدارج کے لئے بھی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین۔ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ۲/۱

انسان کا نکاح اصل میں ایک نیا رشتہ ہوتا ہے۔ ایک اجنبی عورت سے تعلقات شروع ہو جاتے ہیں بعض ملکوں میں تو عورت کو مرد کا یا مرد کو عورت کا پتہ تک بھی نہیں ہوتا۔ اور ان کا آپسمیں نکاح شروع کر دیتے ہیں۔ عورتیں حقیقت میں فطرتاً ناقص العقل اور ناقص الدین ہوتی ہیں۔ اور پھر بدقسمتی سے ہمارے ملک میں تو عورتیں کچھ پڑھی لکھی بھی کم ہوتی ہیں۔ لوگوں کی غفلت سستی اور کاہلی کے سبب بہت ہی کم عورتیں تعلیم یافتہ ملیں گی۔ اور پھر بے پرواہی اور غفلت کے سبب عورتوں کی تعلیم میں بہت کم توجہ کیجاتی ہے اور ایسے ضروری کام میں بہت بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے۔ مرد فطرتاً چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور ہر طرح سے میرے مذاق کے مطابق بنجاوے۔ اس لئے بعض وقت خفا ہو کر اور غصہ میں آکر طعن اور تشنیع دیتا ہے اتنا نہیں سوچتا کہ مجھے تو دنیا کے سرد و گرم کی واقفیت بڑے بڑے تجربہ کاروں کی صحبت کا اثر اور عمدہ عمدہ مجلسوں کی اعلےٰ اعلےٰ باتوں کے باعث ہے۔ اور اس بیچاری کو اتنی خبر ہی کہاں ہے اور ایسا موقع ہی کب میسر آسکتا ہے۔ اور پھر عورت مرد کے تعلق کی آپسمیں ایسی خطرناک ذمہ واری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حسن و جمال کا خیال بھی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے کسی فعل سے کراہت پیدا ہوتے ہوتے کچھ اور کا اور ہی بنجاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰی ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً

پس عزیزو - تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک کرو شاید خدا تعالیٰ اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دے یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ مجھ پر حملہ کرتا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ بلکہ مجھے شروع سے ایک درد مند دل دیا گیا ہے پس میں چاہتا ہوں کہ اپنے اقوال اور افعال کا بہت مطالعہ کرو۔ اب میں وہ آیات پڑھتا ہوں جو حضرت نبی کریم صلعم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

یا ایها الذین امنوا اتقوا الله حق تقته ۔ $\frac{۳}{۴}$

مومن کو چاہیئے کہ تقوے کے لئے بیاہ کرے۔ بیاہ سے غرض صرف تقویٰ ہو۔ ہر ایک چیز کو دیکھ لینا چاہیئے کہ اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ اخلاق پر اس کا کیا اثر ہوگا خدا اس سے راضی ہوگا کہ نہیں ہوگا مخلوق کو کوئی نفع پہونچے گا کہ نہیں پہونچے گا۔

یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظیما ۔ $\frac{۲۲}{۹}$

نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور ہم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے وہ کریں گے مگر جب نیا معاملہ پیش آ جاتا ہے تو بہت مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ اور بد عہدی کرنی پڑتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سے سوچ لو اور پڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو۔ اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کریگا۔ اور جو شخص اللہ کی اطاعت کرکے رسول اللہ صلعم کا کہا مانتا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔

یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا کثیرا ونساء واتقوا الله الذی تساءلون به والارحام ان الله کان علیکم رقیبا $\frac{۴}{۱۴}$

نکاح کے اصل اغراض یہ ہیں۔ کہ انسان کو ایک قسم کا آرام حاصل ہو اور بہت سی حاجات رفع ہوں۔ اور صالح اولاد حاصل ہو۔ جیسے دعا سکھائی

رب هب لی من لدنك ذریة طیبة $\frac{۳}{۱۲}$

ایک دفعہ الحکم[*] کے ایڈیٹر شیخ یعقوب علی نے اولاد کے حصول کیلئے بڑے بڑے اشتہار مجھے دکھائے اور کہا کہ آپ کے اولاد نہیں ہوتی دیکھو کتنا بڑا دعوے کرتا ہے آپ ضرور اس اشتہار پر عمل کریں۔ میں نے اسے یہی جواب دیا تھا کہ ایسی اولاد کی مجھے ضرورت ہی نہیں نفس اولاد چیز کیا ہے مجھے تو سعادتمند روح کی ضرورت ہے۔ اور رشد اور سعادت کا پتہ غالباً اٹھارہ برس کی عمر تک لگ ہی سکتا ہے اگر اس طرح کی اولاد کوئی ٹھیکہ اٹھاوے تو ہم اس کے اشتہار پر عمل کر سکتے ہیں۔ تب اس نے جواب میں کہا کہ ایسا تو وہ نہیں کر سکتے۔ پھر میں نے جواب دیا کہ مجھے ایسی والی اولاد کی ضرورت ہی نہیں ایسی اولاد کا فائدہ ہی کیا ہے نہ ہو تو بہتر ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت نکاح کرو تاکہ میری امت بڑھے یہ تو نہیں کہا کہ انسان بہت سارے ہوں یہی کہا ہے کہ میری امت بہت ہو۔ غرض مومن کو چاہیئے کہ اپنی بیوی سے جماع کرتے وقت اور اپنے اقوال اور افعال میں بھی تقوے کو مدنظر رکھے۔ اور ہر فعل میں خدا کی رضامندی کا خواہاں رہے۔ خدا کرے کہ تمہارے تقوے میں ترقی ہو۔ آمین۔

[*] نوٹ - میں بحمد اللہ اس امر کا زندہ گواہ ہوں میں نے حضرت حکیم الامۃ کو ایک خاص غرض سے اس امر کی تحریک کی تھی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ میرا دل آرزومند تھا کہ ایسے عالم ربانی کی یادگار ہو جب میں نے ایک اشتہاری طبیب کا ذکر کیا تو مولویصاحب نے نہایت سنجیدگی سے مجھے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے مگر خدا کا فضل ہے میری ہاں اولاد ہوتی ہے۔ اور مجھے مجرد اولاد کی حاجت نہیں ہاں مجھے سعادتمند اور سچے مسلمان اولاد کی ضرورت ہے جو اسلام کے لئے نمونہ اور سچی خادم ہو۔ پس اگر ایسا نسخہ کسی کے پاس ہے تو میں بیس ہزار روپیہ تک اس کو دینے کو آمادہ ہوں۔
ایڈیٹر

ایک غور طلب امر

کسی پچھلے پرچہ میں ضرورت نبوت پر میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس کا مختصر مطلب یہ تھا کہ سلسلہ نبوت کے بغیر خدا تعالیٰ کے وجود کا حقیقی اور یقینی طور پر پتہ لگانا ایک امر محال ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ جو یہودیوں کے نامعلوم رشیوں پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں پر یا آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء پر سلسلہ نبوت کو ختم کر بیٹھے ہیں اور خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بند کرکے ان واقعات کو محض قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں اس پر توجہ کریں گے اور ان قصوں کی تصدیق کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے قائل ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی کسی صفت کو معطل اور بیکار قرار نہیں دیں گے۔ انہیں میں اسی غرض کو مدنظر رکھکر گناہ کے متعلق ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ عام طور لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ "اے بھائی گناہ سے بچ کہ یہ ایک زہر ہے"۔ کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے اور تقریباً کل جہان اس بات پر متفق بھی ہے کہ گناہ بری چیز ہے اس سے بچنا چاہیئے اور یہ کہ کسی گناہ کا مرتکب ہونا ہلاکت کی راہ اختیار کرنا ہے مگر جب دنیا کی عملی حالت پر نگاہ کیجاتی ہے تو یہ دیکھکر حیرانگی ہوتی ہے کہ باوجود یکہ نیک و بد چھوٹے بڑے اس بات پر متفق ہیں کہ نیکی عمدہ چیز ہے اور بڑے بڑے نیکے اور اعلیٰ درجہ کے بدمعاش اور شریر لوگوں سے بھی ہمیشہ ایسے لوگوں کی ہی تعریف سننے میں آتی ہے جو دیانتدار راستباز نیکوکار اور صالح ہوں۔ مگر پھر بھی نیکی اور بدی میں بکلی تمیز اور تفریق نہیں پائی جاتی۔ جیسے کہ دیکھا جاتا ہے بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو بعض قوموں کے نزدیک تو بری اور نہایت ہی مکروہ سمجھی جاتی ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک بیگانہ عورت کو عمداً نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے مگر عیسائیوں کے نزدیک بیگانہ عورت سے آنکھیں ملاتے ہوئے شیک ہینڈ

کرنا اور آپس میں ہاتھ سے ہاتھ ملاکر میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہوئے کسی خوشگوار سبزہ زار یا خوشبودار ہرے بھرے سرسبز باغ کی سیر کرنا اور کبھی کبھی گلے لگ کے بوس و کنار کرنا اور ساتھ ہی ساتھ باتوں ہی باتوں میں اس یسوع مسیح پر قربان ہوتے جانا جس نے کفارہ جیسا عجیب و غریب مسئلہ بنایا ہے۔ ایک قسم کی پاک نعمت سمجھی جاتی ہے۔ اور آریہ صاحبان کے نزدیک اپنی پیاری غمگسار جان نثار وفادار جوان بیوی کا محض اولاد لینے کی خاطر کسی بیگانے شخص نوجوان سے منہ کالا کروانا وید مقدس کے اعلےٰ اصولوں میں سے ایک ایسا اصول سمجھا جاتا ہے جس پر دنیاوی اور آخروی زندگی کا دارومدار ہے۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے شائع شدہ اصولوں میں اس بات پر متفق ہی نہیں کہ گناہ کسے کہتے ہیں تو پھر ان سے کسی متفقہ کامیابی اور ترقی کی امید رکھنا محض بے سود ہے۔ مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں اور دیگر معزز صاحبان میں سے جو شریف طبع آدمی ہیں پہلے ان کو اس بات پر متفق ہونے کی کوشش کرنی چاہیے کہ بدی کیا چیز اور گناہ کس کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً انہیں بتانا چاہیئے کہ بانیان مذاہب یا اہل دنیا نے افعال کی تقسیم جو دو حصوں میں کی ہے یعنے نیک کام اور بد کام تو آیا یہ تفریق نیک و بد محض قیام انتظام تمدن کے لئے انہوں نے اپنی سمجھ عقل اور تجربہ سے کی ہے یا کہ اس عالم کو پیدا کرنیوالے اور روحوں کی پوشیدہ اور ظاہر خواص اور اسرار کے پورے پورے واقف کار نے خود یہ تقسیم کی ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی فعل خلاف نیچر یا خلاف قوانین تمدن یا خلاف قوانین اخلاق کیا جاوے تو وہ گناہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایسے فعل کا نتیجہ بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ مگر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان گناہوں کا آئندہ زندگی سے بھی کچھ تعلق ہے یا نہیں؟ اور آیا خدا کے نزدیک بھی وہی باتیں گناہ سمجھی جاتی ہیں جو انسانوں کے نزدیک گناہ ہیں یا یہ کہ خدا نے خود نیک و بد باتیں مقرر کی ہیں۔ اور ان میں ایک حد قائم کر دی ہے اور پھر انکی تصدیق بھی ہر زمانہ میں کرتا رہتا ہے۔ یہ ایک سوال ہے جسپر اخباری دنیا کو توجہ کرنی چاہیئے تاکہ گناہ کے اصلی علاج کیطرف رجوع کیا جاوے۔ (ظہیر)

ڈائری

۲۵ ستمبر بوقت ظہر

صحابہؓ کا نمونہ اختیار کرو

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ایک تجویز کی تھی اگر راست آجاوے تو بڑی مراد ہے یونہی عمر گذرتی جاتی ہے آنحضرت صلعم کے صحابہ میں ایک کا بھی نام نہیں لے سکتے جس نے اپنے لئے کچھ حصہ دین کا اور کچھ حصہ دنیا کا رکھا ہو اور ایک صحابی بھی ایسا نہیں تھا جس نے کچھ دین کی تصدیق کر لی ہو اور کچھ دنیا کی۔ بلکہ وہ سب کے سب منقطعین تھے اور سب کے سب اللہ کی راہ میں جان دینے کو تیار تھے۔ اگر چند آدمی ہماری جماعت میں سے بھی تیار ہوں جو مسائل سے واقف ہوں اور ان کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ قانع بھی ہوں تو ان کو باہر تبلیغ کے لئے بھیجا جاوے۔ بہت علم کی حاجت نہیں۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ سب امی ہی تھے۔ حضرت مسیحؑ کے حواری بھی امی تھے۔ تقویٰ اور طہارت چاہیئے۔ سچائی کی راہ ایک ایسی راہ ہے جو اللہ تعالیٰ خود ہی عجیب عجیب باتیں سمجھا دیتا ہے۔

لوگ جو اپنے لڑکوں کو تعلیم دینے کے لئے یہاں کے سکول میں بھیجتے ہیں اگرچہ وہ اچھا کرتے ہیں اور یہ اچھا کام ہے مگر وہ محض للہ نہیں بھیجتے کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ جو سرکاری تعلیم اور جماعت بندی اور دوسرے قواعد دیگر سکولوں میں ہیں وہی یہاں بھی ہیں۔ اور یہاں بھیجتے وقت دنیاوی تعلیم کا ہی خصوصیت سے خیال رکھ لیتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ جو تعلیم دوسرے سکولوں میں ہے وہی یہاں ہے۔ مگر تاہم بھی نیک نیتی کی بنا پر یہ سب عمدہ باتیں ہیں اور اس سے کچھ عمدہ نتیجہ ہی نکلنے کی توقع ہے۔ اور یہاں کے سکول میں تعلیم پانے سے

قادیان کے سکول میں پڑھنا بہرصورت مفید ہے

اتنا فائدہ تو ضرور ہے۔ کہ دن رات نیکوکاروں اور صادقوں کی صحبت میں رہنا پڑتا ہے۔ عمدہ عمدہ کتابوں اور ہماری تصانیف کے پڑھنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے اور مولوی (نورالدین) صاحب کی عمدہ عمدہ باتوں اور نصیحتوں اور درس کے سننے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور جب بچپن سے ہی ان طالب علموں کے کانوں میں صالح اور راستباز استادوں کی آواز پڑتی ہے تو اس سے وہ متاثر ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ دینداری کیطرف ترقی کرتے رہتے ہیں۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ اس مدرسہ کی بنا فائدہ سے خالی نہیں اگر تین یا چار سو لڑکا تعلیم پاتا ہو تو اتنی امید ہے کہ تیس یا چالیس ہماری منشا کے مطابق بھی نکل آویں گے۔

مگر جو بات ہم چاہتے ہیں وہ اس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خواہ

حضرت چاہتے ہیں کہ ملونی نہ ہو

کچھ ہی ہو یہ باتیں ملونی سے خالی نہیں۔ ہمارا مطلب اس بات کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ خدا جس نمونہ پر اپنی جماعت کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نمونہ ہے ہم تو منہاج نبوت کے طریق پر ترقیات دیکھنی چاہتے ہیں۔ موجودہ کارروائی کو خالص کارروائی نہیں کہہ سکتے۔ ہزارہا مرتبہ رائے زنی کیجاوے اصل میں جیسا کہ میں نے کل کہا تھا ابھی تو پانی کے ساتھ پیشاب کی ملونی ہے۔ غرض اس طرح کی تعلیم ہماری ترقیات کے لئے کافی نہیں ہمارے سلسلہ کو تو صرف اخلاص صدق اور تقویٰ جلد ترقی دے سکتا ہے۔

خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار ہو جاؤ

آنحضرت صلعم کے صحابہ ایک لاکھ سے متجاوز تھے میرا ایمان ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی ملونی والا ایمان نہ تھا۔ ایک بھی ان میں سے ایسا نہ تھا۔ جو کچھ دین کے لئے ہو اور کچھ دنیا کے۔ بلکہ وہ سب کے سب خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار تھے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر ۲۱/۱۹

جو لوگ ملونی والے ہوتے ہیں ان کو خدا نے منافق کہا ہے بیعت کرنے والوں کو خوش نہیں ہونا چاہیے کیونکہ منافق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کچھ ملونی کی۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جو منافق تھے اگر وہ آج

منافق کون ہوتے ہیں

اگر وہ اس زمانہ میں ہوتے تو بڑے بزرگ اور مومن سمجھے جاتے۔ کیونکہ شر جب بہت

بڑھ جاتا ہے تو اس وقت تھوڑی سی نیکی کی بھی بڑی قدر ہوتی ہے وہ لوگ جن کو منافق کہا گیا ہے اصل میں وہ بڑے بڑے صحابہ کے مقابل پر منافق تھے۔ یاد رکھو جس شخص نے خدا کے ساتھ کچھ حصہ شیطان کا ڈالا وہی منافق ہے۔

فرمایا قرآن شریف میں ہماری جماعت کی نسبت لکھا ہے۔

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۲۸/۱۱

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے ایک اور گروہ بھی ہے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں۔ ان کے اخلاق عادات صدق اور اخلاص صحابہ کی طرح ہوگا۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کیا وے چاہئے کہ ایسے

صحابہ کے نمونہ پر چلنے کا وقت قریب آگیا

آدمی ہم میں منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ انکی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں مستقل راست العزم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کرسکتے ہوں مسائل سے واقف اور متقی ہوں۔ کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے وہ آپ [illegible] ہوتا ہے وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔ جس سے اس سلسلہ کو [illegible] پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو

متقی میں ایک قوت جذبہ و کشش ہوتی ہے

صحابہ کے رنگ میں رنگین اور انہیں کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے۔ اور خدا کی راہ میں ہر طرح کی [illegible]
وہ صحابہ کا درجہ پائیں گے۔

محض اقوال کچھ نہیں اسلام کو قبول کرو

اللہ تعالیٰ نرے اقوال کو پسند نہیں کرتا اسلام کا لفظ ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جیسے ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے ویسے ہی انسان خدا کی راہ میں جان [illegible] کے لئے تیار رہے۔ آنحضرت صلعم کے پاس ایک قوم آئی [illegible] کہنے لگی کہ ہمیں فرصت کم ہے ہماری نماز بھی معاف کی جاوے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہ ہو

وہ دین ہی نہیں جس میں عملی آزمائش نہیں

جبتک عملی طور پر ثابت نہ ہو کہ خدا کے لئے تکلیف گوارا کرسکتے ہو تب تک نرے اقوال سے کچھ نہیں بنتا۔ نصاریٰ نے بھی جب عملی حالت سے لاپرواہی کی تو پھر ان کی دیکھو کیسی حالت ہوئی کہ کفارہ جیسا مسئلہ بنا لیا گیا۔ اگر آدمی صدق دل سے محض خدا کے لئے قدم اٹھاوے تو میرا ایمان ہے کہ یہ بہت برکت ہوگی میں تو جانتا ہوں کہ وہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاوے گا۔ یاد رکھو ایک

ایک ہی قدم میں ولی بن سکتے ہو

قدم سے ہی انسان ولی بن جاتا ہے جب غیر اللہ کی حرکات نکال لی بس عباد الرحمٰن میں داخل ہوگیا۔ جب اس کے دل میں محض خدا ہی خدا ہے اور کچھ نہیں تو پھر ایسے کو ہی ہم ولی کہتے ہیں۔ دیکھو صادق کے واسطے یہ کوئی مشکل کام نہیں اس میں ایک کشش ہوتی ہے وہ خالی جاتا ہی نہیں۔

دنیا کی زندگی کا آرام ہو ہر طرح سے آسودگی اور عیش و عشرت کے

ایمانی اصول کیا چاہتا ہے

سامان ہوں یہ ایمانی اصول کے مخالف پڑا ہوا ہے۔ ایمانی اصول تو چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کا نہ دن نہ رات کوئی وقت آرام سے گذرتا ہی نہیں۔ ایک مرحلہ مصائب کا اگر طے کرتے ہیں تو دوسرا مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ کاش اگر صحابہ کی طرح بعد میں آتے تو ایک ہی کا نمونہ رہتا۔ مگر وہ دل نہ ہوئے جو ان کے تھے وہ اخلاص اور صدق نہ ہوا جو ان کا تھا۔ وہ تقویٰ اور استقلال نہ رہا جو ان کا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگ گو مالی امداد میں تو کچھ فرق نہیں کرتے

ہماری جماعت کو کیا چاہئے

مگر اللہ تعالیٰ تو ہر امر میں آزمانا چاہتا ہے اب تلوار کی بجائے گالیاں کہا کر صبر کرنا چاہیئے۔ چاہئے کہ بڑی نرمی اور خوش خلقی سے لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے جاویں۔ بہ نسبت شہروں کے دیہات کے لوگوں میں سادگی بہت ہے اور ہمارے دعویٰ سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو نرمی سے سمجھایا جاوے تو امید ہے کہ سمجھ لیں گے۔ جلسوں کی بھی ضرورت نہیں اور نہ ہی بازاروں میں کھڑے ہوکر لیکچر دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس طرح سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ چاہئے کہ ایک ایک فرد سے علیحدہ علیحدہ مل کر اپنے

جلسوں اور مجمعوں میں فتنہ اور ہارجیت کا خیال

قصے بیان کئے جاویں۔ جلسوں میں تو ہارجیت کا خیال ہو جاتا ہے۔ چاہئے کہ دوستانہ طور پر شریفوں سے ملاقات کرتے رہے اور رفتہ رفتہ موقع پاکر اپنا قصہ سنا دیا۔ بحث کا طریق اچھا نہیں بلکہ ایک ایک فرد سے اپنا حال بیان کیا اور بڑی آہستگی اور نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ پھر تم دیکھو گے کہ بہت سے آدمی ایسے ہی نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہم پر تو ان مولویوں نے اصلیت ظاہر ہی نہیں ہونے دی۔ چاہئے کہ جس شخص میں علم اور رشد کا مادہ دیکھا اسی کو اپنا قصہ بتا دیا اور فرداً فرداً واقفیت بڑھاتے رہے۔ یہ نہیں کہ سب کے سب ظالم طبع اور شریر ہوتے ہیں بلکہ شریف

جہاں بد ہوں وہاں نیک بھی ہوتے ہیں

اور مخلص بھی انہیں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ لاہور کی نسبت ایک شخص نے رات کے پہلے حصہ میں کشف میں دیکھا کہ زنا فسق و فجور بدکاری اور بے حیائی کا بازار بڑا گرم ہے تب وہ جاگا اور خیال کیا کہ اگر ایسا ہی حال ہے تو یہ شہر تباہ کیوں نہیں ہوتا مگر جب وہ تہجد کی نماز پڑھ کر پچھلی رات کو پھر سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ صدہا آدمی ہیں جو دعاؤں میں مشغول ہیں اور خدا کی یاد میں مصروف ہیں۔ کوئی صدقہ اور خیرات کر رہے ہیں کوئی بیکسوں اور یتیموں کی مدد کر رہے ہیں۔ غرض توبہ اور استغفار کا بازار گرم ہے۔ تب اس نے سمجھا کہ انہیں کی خاطر یہ شہر بچا ہوا ہے۔ یہ سنت اللہ ہے

نیکوں کی خاطر بد بچائے جاتے ہیں

کہ ابرار اخیار کے واسطے بڑے بڑے بدکار اور بدمعاش آدمی بھی بچائے جاتے ہیں۔ یاد رکھو کچھ نہ کچھ نیک لوگ بھی ضرور مخفی ہوتے ہیں۔ اگر سب ہی بد ہوں تو پھر دنیا ہی تباہ ہو جاوے۔

اطلاع

منشی حسن علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گوجرانوالہ سے احمدی احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ انکی والدہ مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا جاوے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

قیمت پیشگی سالانہ

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۳۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

سلسلہ روایات پر بدظنی کرنے کا نتیجہ

جب ہم لوگوں کے میل، ملاپ، قیل وقال اور دوسرے امور میں غور کرتے ہیں تو ہمارا دل بے اختیار بول اٹھتا ہے کہ یہ سب [illegible] سلسلہ روایات کی بنا پر چل رہا ہے ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑا [illegible] سب سے بلند پہاڑ ہمالیہ ہے سب سے بڑا براعظم ایشیا اور سب سے چھوٹا براعظم یورپ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اکبر اورنگ زیب شیواجی بادشاہ تھے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم نبوت کے دعویدار تھے حضرت ابوبکر عمر عثمان اور علی ان کے اصحاب خاص تھے اور آنحضرت کی صحبت سے فیض اٹھانیوالے اور نبوت کے نوروں کو حاصل کرنیوالے [illegible] تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ موجودہ قرآن شریف انہیں کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ تدریجاً ہم تک پہنچا ہے ہم جانتے ہیں کہ فلاں فلاں ہمارے حقیقی والدین ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ تقریباً کل کی کل باتیں جو ہم جانتے ہیں ان کی بنا اصل میں سلسلہ روایات ہی ہے اور بس۔ اگر انسان اس سلسلہ پر بدظنی کرنے لگے تو سب سے پہلے اپنی ہی خبر نہیں ہوتی کیونکہ محض اپنی والدہ کی روایت سے ہی انسان اپنے والدین کی راستبازی پر کامل یقین رکھ کر اپنے آپ کو یقینی طور پر ان کا فرزند سمجھتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ میں بدظنی حد سے زیادہ بڑھ گئی [illegible] دل بہت ناپاک ہو گئے اور دیانت امانت کا نام و نشان [illegible] سچ بولنے کی عادت [illegible]

[illegible] ان راستبازوں اور دیانتدار [illegible] پر [illegible] گھر بار دوست یار مال دولت عزت [illegible] اور اپنے سر [illegible] افسوس کہ ان پاک باطنوں پر طرح طرح کے الزام لگا [illegible] تو ان کو غاصب ظالم ستمگار غیروں کے حقوق چھیننے والے [illegible] ان کو دروغگو ثابت کرکے ان کی متبرک تحریروں [illegible] کسی ذاتی غرض سے راستہ اختیار کر لیا اور بعضوں نے یہ خیال [illegible] ہمارے دینی معلومات کا تمام ذخیرہ ایسے لوگوں کے ذریعے [illegible] ظالم غاصب اور دروغگو تھے اور غیروں کے حقوق [illegible] تو انہوں نے ہر ایک روایت سے خواہ وہ [illegible] مناسب سمجھا اور دین کے بنیادی انکار [illegible] قرآن شریف کو ناقص اور حدیثوں کو غلط روایتیں قرار دیکر [illegible] اور اپنی اندر نظر دوڑاتے تاریخی [illegible] اور ان کی نسبت بدظنی سے کام [illegible] راستبازوں پر بدظنی کرنیکے لئے جھٹ تیار ہو جاتے ہیں مگر ان سب [illegible] سے ایمان کو کوئی تعلق نہیں حسن ظنی ہو تو چلے جائیں گے [illegible] تاریخی [illegible] باتوں میں آ جاتی ہیں کیونکہ [illegible] خوب [illegible] اور صدق [illegible] ان کے اعمال اور اقوال اس رنگ [illegible] اور ان کی روایتوں کو ہر [illegible] اور ان کی ایک روایت کے مقابلہ پر محض ہیچ

کیا مسلمان ہی بدمعاش ہیں

کسی خاص فرقہ ہندو یا مسلمان کی حمایت اور بالخصوص جو اطبعی ہو کرنا ہمارے فرائض سے خارج ہے۔ لیکن جب کوئی خاص فرقہ [illegible] اتفاق و اتحاد پھیلانے کی بجائے ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ کا مخالف بنا سکے [illegible] مگر ہم خود اس وقت جب کچھ کہنا ہی پڑتا ہے۔

ہم نہایت افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ جو ہندو اخبارات تو دیکھتا ہوں [illegible] انگریزی اخبارات [illegible] بلحاظ تعلیم یافتہ اور زیادہ روشن ضمیر [illegible] ملک کے بہت [illegible] سے ہیں اس بیماری سے بری [illegible] ہندوستان [illegible] جو آج کل ان مبارک [illegible] ایک ایک [illegible] اور دیکھو [illegible] منانے کی صلاح دیتے [illegible] باہمی اتفاق کی نصیحت کرتے [illegible] اور [illegible] ناشدنی واقعات [illegible] کوئی فیصلہ نہیں ہوا [illegible] موجودہ ۱۰ اکتوبر میں ایک نوٹ زیر عنوان [illegible] مسلمان [illegible] درمیان لڑائی [illegible] ایک مسلمان [illegible] چاہی۔ مگر دوکاندار نے اس کو ایک کانسٹبل کے ہاتھ [illegible] ابھی کانسٹبل [illegible] سے دو چار قدم گیا ہوگا کہ مسلمان [illegible] روانہ ہوا [illegible] تھوڑی دیر [illegible] مسلمان [illegible] کی حمایت کو [illegible] آیا کسی مسلمان [illegible] سر میں چوٹ لگی اور دو [illegible] جان کے خوف سے اپنے گھروں میں چھپ رہے۔ جو قریب تھا واقع ہے۔ اس وقت وہاں دو ہزار سے زیادہ مسلمان جمع ہو گئے اور ان سب نے کانسٹبلوں کے مکان گھیر لئے۔ خالی بندوق مرتے گئے تاکہ وہ خوف میں آ کر منتشر ہو جائیں۔ مگر جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ان کے پاس گولی نہیں ہے وہ بندوق چھیننے کے لئے گھروں میں گھس پڑے مجبوری کیا تھیں فیر کر دینا حکم دیا گیا۔ دو آدمی مر گئے۔ گیارہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ چار قریب المرگ ہیں یہ سب مسلمان ہیں۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو سر پر چڑھا لیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے

ابھی کیا ہوا ہے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہم اپنے معزز دوست پنڈت رام بھجدت صاحب بالقابہم صاحب سے دریافت کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ کیا واقعات مندرجہ نوٹ ہذا کسی دماغ کو جس میں ذرہ بھی مغز ہو قرین قیاس معلوم ہو سکتے ہیں۔ اول تو مسلمان خریدار کا کانسٹبل خریدار کے پیچھے پڑنا اور یہ کہنا کہ تو نے چیز کیوں خریدی کیسا سنسنی انگیز امر ہے اور دو کم دو ہزار مسلمانوں کا اکٹھا ہو کر صرف دو کانسٹبلوں پر حملہ کرنا دو مسلمانوں کا مرنا اور گیارہ مسلمانوں کا مجروح ہو کر ہسپتال میں جانا اور ان میں سے بھی چار کا قریب المرگ ہونا۔ پھر دونوں کانسٹبلوں کا بچ رہنا اور بندوق چلانے کے قابل رہنا ایک عجیب معمہ ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ شاید جس مسلمان خریدار نے کانسٹبل کو چھیڑا دیوانہ ہوگا اور دو ہزار مسلمان جو کانسٹبلوں پر حملہ آور ہوئے لولے لنگڑے اور لنجے ہوں گے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ جو دو کانسٹبل جان کے خوف سے گھر میں گھس رہے ان کے گھر میں بندوقیں بھی تھیں اور اسقدر خالی اور بھرے ہوئے کارتوس بھی تھے کہ پہلے ڈرانے کے لئے خالی بندوقیں فیر کریں اور پھر تیرہ مسلمانوں کو نشانہ بنا سکیں ان کو گھر نہ ہوئے میگزین ہو گئے۔

آخیر میں پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو سر چڑھا لیا ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ ابھی کیا ہوا ہے۔ بیشک پنڈت صاحب بجا فرماتے ہیں کہ مسلمان سخت سر چڑھ گئے ہیں کم بخت کچہریوں اور ملازمتوں سے نکالے جاتے ہیں نشانہ بندوق ہوتے ہیں بعض بیگناہ جیلخانوں میں جاتے ہیں اور پھر اسی ملک میں رہتے ہیں۔ اور یہی بدنصیب مسلمان ایسے سر چڑھ گئے ہیں کہ اخبار ہندوستان کو بھی خریدتے ہیں اور اپنے پسینے سے کمائے ہوئے روپے سے ہندوستان کی مدد کرتے ہیں۔ اگر پنڈت صاحب ہندوؤں اور مسلمانوں میں اسیطرح اور ایسے مضامین سے نااتفاقی پھیلانا مناسب اور ملک کیلئے مفید خیال کرتے ہیں۔ تو

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے

ہم پنڈت صاحب سے بادب دریافت کرتے ہیں کہ پونا کانگرس کی تعلیم یافتہ پارٹی میں کون بدمعاش مسلمان گھس آیا تھا۔ اسی طرح اسی اخبار ہندوستان میں اس پہلے نوٹ کے ساتھ ہی ایک اور نوٹ زیر عنوان ایک اور ہنگامہ شایع ہوا ہے اور وہ یہ ہے

"باریسال میں ایک مسلمان نے کسی ہندو دوکاندار کے لڑکے پر اینٹ چلائی۔ ان کے درمیان لڑائی ہو پڑی۔ مسلمانوں کی تعداد کثیر دوکان کے قریب جمع ہو گئی۔ اور اس غریب کی دوکان لوٹنے لگی۔ دوسرے دوکاندار خوف میں آ کر وہاں اکٹھے ہو گئے تاکہ اس غریب کی مدد کر سکیں پھر تو فریقین میں لڑائی ہونے لگی جسمیں دو مسلمان زخمی ہوئے۔ پولیس کا تھانہ قریب ہی ہے مگر کسی نے بھی کچھ خبر نہیں لی۔ جب سب لوگ لڑ جھگڑ کر اپنے گھر گئے۔ تب کانسٹبل موقع کی جگہ پر آنے لگے۔ تحقیقات ہو رہی ہے"

اس نوٹ میں بھی پنڈت صاحب کہ غریب دوکاندار بھی دو ظالم اور چار مسلمان زخمی ہو گئے۔ اور غریب دوکانداروں کا بال بیکا نہ ہوا مسلمان درحقیقت بدمعاش اور مفسد ہیں کہ جہاں کہیں لڑائی ہوتی ہے زخمی ہو جاتے ہیں۔ ہندوستان شکایت کرتا ہے کہ پولیس کانسٹبل دیر میں آئے شاید یہ کانسٹبل اسی قسم کے لولے لنگڑے مسلمان ہونگے۔ ہم اپنے منصف مزاج ہندو بھائیوں سے انصاف چاہتے ہیں کہ کیا اس قسم کی تحریرات سے ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

(زمیندار)

قرآن کے منجانب اللہ ہونیکی ایک دلیل

اور

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک اور نظارہ

جب سے قرآن شریف کو اللہ تعالے نے نازل کیا ہے اس کے منجانب اللہ ہونیکے وقتاً فوقتاً ایسے ایسے زبردست دلائل اللہ تعالے نے پیش کئے ہیں کہ مخالف و معاند کو بھی کئی ایک بار سرنگوں ہوکر اسکے خائب و خاسر ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ قرآن کی مثل لانے میں تو قادر ہونے کا نشان تو اب ایسا نہیں رہا جو اسکی نسبت کوئی چون و چرا کر سکے کیونکہ خدا کے برگزیدہ مسیح کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی وہ وہ دلائل پیش کئے کہ جبّے پوش اور فضیلت کی پگڑیاں باندھنے والے بھی ایسے عاجز اور خاموش ہوئے کہ گویا عربی کبھی انہوں نے پڑھی ہی نہیں اس سے ایک نکتہ رس اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت کے منکرین نے بھی ایسے ہی بحر ندامت میں غرق ہوکر اپنی عجز و انکساری کا ثبوت دیا ہوگا۔ دیکھو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف سے کسقدر کتب عربی میں شائع ہوئیں اور انکی مثل لانے پر باوجود یکہ ایک معقول رقم دینے کا وعدہ کیا گیا مگر ہرگز ہرگز اسکی مثل لانے کی ان مولویوں اور جبہ پوشوں کو جرأت نہ ہوسکی حالانکہ یہ لوگ خود اقرار کرتے رہتے ہیں کہ مرزا ایک اردو نویس منشی ہے وہ عربی کو کیا جانے مگر اب اس اردو نویس کی عربی دانی سے ان کا ایسا کافیہ تنگ کیا کہ ان کے منہ پر گویا مہر خاموشی لگ گئی۔ خیر یہ بھی ایک بڑی زبردست دلیل قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ہے مگر اسوقت ہمارے زیر نظر ذیل کی دلیل پیش کرنی ہے۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ من اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب بآياته انه لا يفلح الظالمون یعنی اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہے جو اللہ پر افترا کرے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے بیشک نہیں کہ ایسے ظالم کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

دوستو! پیارو! عزیزو! یہ ایک دعوےٰ تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی کلام الٰہی نے پیش کیا تھا جسکو مخالف و معاند افترا علے اللہ کے بجزاء کچھ وقعت نہ دیتے تھے۔ مگر اسکی صداقت نے اس کے کلام الٰہی ہونے پر مہر لگائی اور ثابت کردیا کہ دراصل یہ اسی کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہے جو اس کا نازل کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلعم کے وقت میں اس آیت نے جو کچھ اپنی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے نشان دکھا دیئے اور جو ہرگز ہیں ... کرنے کو تو ممکن نہیں کہ مضمون مضمون ... ایک ... خاص رسالہ ہو جاوے گا جس کے ... نہ تو ... کچھ نہ اخبار کے کالموں میں جگہ ہے ... کے آگے کچھ نہ کچھ ... پیش کیا جاوے ... ہم ...

دوستوں کو مسیح موعود علیہ السلام کے ایک سیاہ منکر کا وہ اقرار سناتے ہیں جو اس نے کرکے اس آیت کی صداقت اور مسیح موعود کے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ یہ امر تو ہمارے دوستوں سے پوشیدہ نہیں کہ اس آیت شریفہ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کے دو پہلو زیر نظر ہیں کہ ایک تو مفتری علے اللہ کامیاب نہیں ہوتا دوسرے آیات اللہ کا منکر کامیابی کا منہ ہرگز ہرگز نہیں دیکھتا۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت تقدس مآب سیدنا مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مامور من اللہ ہیں مسیح موعود و مہدی معہود ہیں مگر دوسری طرف منکروں معاندوں کا یہ اقرار ہے کہ حضرت اقدس جری اللہ مفتری علے اللہ ہیں قطع نظر افترا کی حد کے یہ خیال کرنا ضروری امر ہے کہ حضرت مسیح مآب کا دعویٰ ہے کہ سارا جہان ہی ملکر مجھکو مٹانا چاہے تو میں نہ مٹونگا اور نہ تباہ ہونگا کیونکہ میں خدا کیطرف سے ہوں میرے لئے بد دعا کرنیوالے اور میری موت کی دعا مانگنے والے خود ہلاک و تباہ ہونگے۔ ایکطرف تو اس کا دعوےٰ ہے جو مامور من اللہ ہے جسمیں ایسے اعلیٰ درجہ کی استقامت پائی جاتی ہے کہ جھوٹے شیاطین میں ہرگز نہیں پائی جا سکتی۔ مگر ہم دوسری طرف اس کے مخالفوں میں سے ایک سیاہ مخالف کو اقرار کرتا ہوا پاتے ہیں کہ قادیانی کے مقابل جسقدر کوششیں ہورہی ہیں حقیقت میں کافی سے زیادہ ہیں مگر ..... ان سے کوئی کام اور دیرپا فائدہ نہیں ہوتا۔

اب انصاف پسند اور غیور طبیعت بتائے کہ اس سے بڑھکر کیا عجز وانکساری کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے کہ مخالف و معاند اپنی ناکامی اور نامرادی کا خود اقرار کرتا ہے کہ دراصل ہم جسقدر کوشش کر رہے ہیں وہ خام اور دیرپا فائدہ سے محض خالی ہیں یا بالفاظ دیگر یہ کہ وہ محض کھوکھلی باتیں ہیں جس کا اثر کچھ نہیں۔

پیارے بھائیو! کیا اس سے خدا کے جری کی کامیاب زندگی کا نظارہ نظر نہیں آتا کہ کیونکر بالآخر اس کے مخالفوں کو اپنی حرمان نصیبی کا اقرار کرنا پڑا۔ ایکطرف حضرت تقدس مآب مسیح موعود علیہ السلام کے استقلال اور اولوالعزمی کو مشاہدہ کرو اور اس وثوق اور ایمان باللہ پر نظر کرو جس کا آپ وقتاً فوقتاً نمونہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسباب کو نظر کے سامنے لاؤ اور ایمان سے خدا کو حاضر و ناظر کرکے بتلاؤ کہ اس صریح نشان کے ہوتے بھی کیا کسی اور نشان کی ضرورت ایک طالب صادق کو ہوسکتی ہے؟ یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوسکتا ہے۔ میرے نزدیک حضور کی صداقت اور قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی یہ بڑی دلیل ہے کہ جو قرآن نے دعویٰ کیا تھا کہ آیات اللہ کا منکر کامیاب نہیں ہوتا وہ سچ کر دکھایا اور ایسا سچ کر دکھایا کہ خود منکر کو اقرار کرنا پڑا کہ فی الواقع ان کی کوششیں اور محنتیں ناکامی اور نامرادی کا صریح نشان ہیں۔

محمد حسین ... چھاونی

ڈاکہ زنی قابل توجہ پولیس گورداسپور

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی شام کو بٹالہ سٹیشن سے ۶ بجے کی گاڑی سے اتر کر خاکسار ایڈیٹر الحکم یکہ میں قادیاں کو آرہا تھا کہ ۹ بجے قریب نہر کے کنوئیں پر جہاں ایک مختصر سا مکان بھی بنا ہوا ہے چار آدمی نظر آئے۔ جب یکہ نہر کے پل سے گذر کر اس راستہ کے بنگلہ پر پہونچا جو موضع چھینے کو جاتا ہے تو دو آدمی ان میں سے آملے اور تھوڑی دور تک باتیں کرتے گئے اور آخر انہوں نے یکہ پکڑ لیا اور آلہ چھوی کے ذریعہ مجھ پر حملہ کیا خدا تعالےٰ کے فضل سے میں اس ضرب سے محفوظ رہا کیونکہ وہ چھوی الٹی ہو کر یکہ کے ڈنڈے اور رستے سے لگ کر میری کہنی اور گردے پر لگی اور بالآخر انہوں نے میری [illegible] لیکر دو روپیہ ۶ پائی نقد ایک صدری اور ایک تولیہ مجھ سے اور ایک پگڑی اور چادر یکہ والے سے چھین لی۔ جس مقام پر مجھ پر یہ حملہ کیا گیا اس مقام پر اکثر اس قسم کی وارداتوں کی شکایتیں سننے میں آیا کرتی تھیں۔ اس قسم کی سینہ زوری اس سڑک پر بہت خطرناک معاملہ ہے کیونکہ ہماری جماعت کے اکثر لوگ رات کو اور اکثر لوگ پیادہ پا قادیاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ جناب سب انسپکٹر صاحب بٹالہ اس واقعہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے کامل تفتیش کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میاں خدا بخش صاحب ایک مشہور متدین اور مستعد پولیس افیسر ہیں وہ میری کسی تعریف کا محتاج نہیں اسکی دیانتداری اور راستبازی اسکے اعلےٰ افسروں تک مسلم ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ انکی اور ان کے ماتحتوں کی سعی اور توجہ اس معاملہ کو روز روشن میں لے آئیگی۔ اور اصلیت کھل جاویگی مفصل حالات پھر لکھونگا۔ اسوقت میں اپنی جماعت کے ان احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں جو علی العموم رات کو آیا جایا کرتے ہیں کہ وہ آئندہ احتیاط سے کام لیں کچھ ہرج نہیں ہے اگر وہ بٹالہ میں [illegible] صبح کو روانہ ہوا کریں اگرچہ ان کا شوق اور ارادت انہیں کھینچے لئے آتی ہے مگر لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ بھی ارشاد الٰہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میاں خدا بخش سب انسپکٹر بٹالہ کی توجہ اس راستہ کو خطرناک نہیں رہنے دیگی تاہم احتیاط ضروری ہے۔

پوسٹماسٹر گورداسپور کے مظالم کی داستان

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک مختصر سا نوٹ پوسٹماسٹر گورداسپور کے متعلق درج کیا تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ اپنے طریق کو بدل کر اپنے ماتحتوں اور ہمعصروں میں ہردلعزیزی پیدا کرنے کی سعی کرینگے مگر انہیں شاید اسکی ضرورت اور حاجت نہیں مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ پوسٹماسٹر گورداسپور نے اگر اپنے طرز عمل کو نہ بدلا اور یہ پارٹی فیلنگ کی روح جو وہ پیدا کر رہے ہیں اسکو نہ چھوڑا تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا بہرحال ان شکایتوں کو جو میرے پاس آرہی ہیں سلسلہ وار درج کرونگا۔ اگر لالہ تاراچند صاحب ان شکایتوں کا کوئی جواب رکھتے ہیں تو انہیں اختیار ہے کہ وہ میرے پاس بھیجدیں میں اسے بھی درج کر دونگا میں امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب اور جناب پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان شکایتوں کی ضرور تحقیقات ہونی چاہئے جو پوسٹماسٹر گورداسپور کے خلاف کیجاتی ہیں۔ اور چونکہ لالہ تاراچند نے ایک پارٹی بنائی ہوئی ہے اسلئے جبتک انکی تبدیلی یہاں سے نہ ہوگی ممکن نہیں کہ اصلاح ہو سکے۔ میں آج چند سوالات پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور سے پوچھنا چاہتا ہوں اور ان کا جواب بعض معاملات پر خاص روشنی ڈالے گا۔

(۱) کیا یہ سچ ہے کہ گوردیال ناری پوسٹماسٹر گورداسپور کی روٹی پکاتا رہا ہے اور اس خدمت کے عملہ میں بدوں داخل کرنے ضمانت کے اس نے چٹھی رسانی کا کام کیا ہے۔ اور یہ بھی کہ اسکی عمر پچیس سال سے زیادہ ہے۔

(۲) کیا یہ سچ ہے کہ پوسٹ ماسٹر گورداسپور نے بلونت سنگھ دیہاتی چٹھی رسان سے دو روپیہ کا گھی منگوایا اور اسکی قیمت مانگنے پر اظہار ناراضی کیا؟

(۳) کیا یہ سچ ہے کہ عداوت کی وجہ سے لالہ تاراچند نے پولیس گورداسپور کو غلام قادر دیہاتی چٹھی رسان کی نگرانی کرنیکیلئے لکھا؟ اور کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز تھے؟

(۴) کیا یہ سچ ہے کہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء کو پوسٹماسٹر صاحب ڈاک گاڑی پر شہری کے پل پر سیر کرنے کیلئے گئے جس گاڑی کے ذاتی طور پر استعمال کرنیکی انہیں اجازت نہیں ہے؟

فی الحال یہ چار سوالات جواب طلب شائع کئے جاتے ہیں ان کے جواب اگر پوسٹماسٹر صاحب دینگے تو بہتر ہے ورنہ میں خود واقعات کی بنا پر ان سوالات کا جواب صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر کی توجہ کیلئے شائع کرونگا۔

کارخانہ الحکم میں مشین پہنچ گئی

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور محض اسکی تائید اور توفیق سے آخر وہ آرزو بھی پوری ہوگئی جو دو سال بیشتر الحکم کے ذریعہ میں نے ظاہر کی تھی کہ چھپائی کی آسانی اور دن کی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے مشین کا آنا ضروری ہے ہر اوقات مختلف دنوں میں اس ضرورت کو ظاہر کرتا رہا بعضوں نے میرے ان خیالات پر ہنسی اڑائی لیکن بالآخر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسکی راہ کھولدی اور ولایتی مشین کارخانہ الحکم میں ۱۵ اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو پہنچ گئی والحمد للہ علیٰ ذالک۔ انگریزی پریس کے نئے ٹائپ کی ایک مشین کا آرڈر دیا ہوا ہے اس کے عنقریب پہونچ جانیکی توقع ہے اور ایسا ہی تار کے ذریعہ سلائی کی مشین اور کتابوں اور رسالوں کے کاٹنے کی مشین کیلئے بھی آرڈر دیا جا چکا ہے اسطرح میں خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے کہ کارخانہ الحکم میں انگریزی اور فارسی اور سلائی اور کٹائی کی مشین کام کرتی نظر آئیں گی میں ابھی نہیں بتا سکتا کہ کارخانہ اب کیا کام کریگا مگر خدا کے فضل پر بہت بڑی امیدیں ہیں کہ پریس کے متعلق قومی ضروریات کو پورا کرنیکی کوشش کیجاوے گی۔ انہیں برکت ڈالنا اور اسکی توفیق دینا اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے جو کچھ ہوا اسی کے فضل سے ہوا اور جو کچھ ہوگا اسی کے کرم سے ہوگا سرپرستان الحکم اپنے پیارے الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے پوری سعی کریں اور مشین کیلئے کام مہیا کریں۔ خدا کرے کہ ہمارے کاروبار میں اسکی عظمت اور جلال کا اظہار اور اس کے پاک رسول کی صداقت اور جلالت شان کی اشاعت

الہامات

۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء ۔ خیر اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ وما منّا الّا لہ مقام معلوم۔

ترجمہ۔ اور ہم میں سے ہر ایک کے واسطے ایک مقام معلوم ہے۔

۳۔ ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء۔

ترجمہ۔ تجھے وہ لوگ مدد دیں گے جنکو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

۴۔ قد افلح من زکّٰہا وقد خاب من دسّٰہا

ترجمہ۔ اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو گاڑ دیا۔

۵۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

ترجمہ۔ اور ہم کسی بستی پر عذاب نہیں لاتے جب تک کہ اس میں رسول نہ بھیج لیں۔

۶۔ حنیف مسیح ۔

۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۷ء انی انا الرحمٰن ۔ لا یخزی عبدی ولا یُہان ۔ عشقک قائم ووصلک دائم

قصیدۂ حمیدہ در شان امام ہمام عالیجناب المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام متضمن بر خیلے از احوال عاشقان آنجا از غلام غلامان [illegible]

خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور

ندارم احتیاج شہریارے | کہ ہستم بر درے امیدوارے
شدم فارغ ز شاہان زمانہ | [illegible]
گدایانہ بکوئیش اوفتادم | ندارم پیش شہریارے در کارے
دلم رم کردہ از آہو نگاہاں | بہ بینم چشم عنایت کردہ یارے
سلامم وہ بزلف تابداراں | کہ دل بستہ [illegible]
چہ دانی حال ما اے خشک زاہد | [illegible]
جنونِ عشق او شد عقل عقل | [illegible]
علاج درد من شد درد عشقش | [illegible]
بیا بنشیں بہ بزم دردمنداں | اگر خواہی کہ باشی ہوشیارے
در آنجا نام بیمارے شفا است | [illegible]
ہماں شد دانہ افسر حقیقت | [illegible]
بچشم ناکساں یک سادہ لوحے | [illegible]
[illegible] | [illegible]

کسے کو شوق بر عشقش شدہ دیوانہ
ز اقبال زماں شد رستگارے

الا اے منکر از شان مسیحا | بیا بشنو ز من احوال یارے
شفا ہے ہر مرض در تاویل یارت | شدہ دارالاماں [illegible]

ہلاکت شد دم او بہر اغیار | مگر آب حیاتے بہر یارے
ز دستش حل مشکلہائے محروم | ز انفاسش شود گلزار نارے
ز نطقش سحر ملایان شکستہ | عصا شد خامۂ او بہر مارے
ز علم دنیوی ناآشنائے | مگر اسرار حق را راز دارے
ز دنیائے دنی چوں تافتہ رو | کند دنیا بر ویش جاں نثارے
غم روزے نخورد جان عزیزت | کفیل او شدہ پروردگارے
ز بہر خوشتہ رساند خرمن او را | بیارد نعمتے از ہر دیارے
نشان بے نشانے گر بجوئی | بیا کن مجلسے با آں نگارے
[illegible] نشاں خارج ز عادت | خدا داند کہ من دیدم ہزارے
چو آید بر لبش حرف دعائے | قضائے آسماں گوید کہ آرے

دعائے او ۔ قضائے آسمانی
برائے آسماں شدہ ہر صعب کارے

ز اخلاق کریم او چہ گویم | دریں آواں نبی را یادگارے
بشفقت از پدر افزوں تر آمد | بمہرش مہر مادر ہیچ کارے
بخدمت چاکرے ۔ در دوستداری | رفیق و مونس و غمخوار و یارے
ترحم میکند بر دشمناں ہم | پئے ایمان شناسنت اشکبارے

برافشنت مسلم و کافر برابر
پئے اغیار و یارے غمگسارے

مسیح عالم و مخدوم دنیا | مگر در کار دیں خدمت گذارے
غم اسلام [illegible] | دو چشمانش پئے دیں اشکبارے
شمارہ ایں کشتہ را دشمن دیں | ہمیں حل است تف اے بد شعارے

مثال عالم تو آمد بہ قرآن
کتابے چند بر پشت حمارے

شنو یک نکتہ از من کہ کافی است | اگر باشی عقیل و ہوشیارے
بزعم تو کسے کو حق پرست است | خدا کردہ چرا رسوا و خوارے
تمرّد کس [illegible] بدشمن دیں | بہر مولیٰ ہموں شد کامگارے
[illegible] | با و شد با خصمش سازگارے
خدا را افترا کن گاہے تو دیدی | کسے شد با عدوے خویش یارے
اگر او مفتری بودے و کذاب | بروزے چند گشتے سخت خوارے
مگر کارش بہر دم در ترقی است | خدا در نصرتش چوں دوستدارے
زمان او فزوں از بست و سہ شد | چرا از وحی اش مطلب کرد یارے
چو ایں کذب است چرا نام چہ گوئی | بشان آں رسول کردگارے

مگر تو طمع و [illegible]
چہ شد عقل ترا اے ہوشیارے

خدا را تو ببیں زیں فسق و عصیاں | بترس از اخذ آں غیرت شعارے
کہ او طاعون را کردہ مسلط | بر آں کو سینہ اش پر از نقارے
بلاہائے دگر ہم کرد پیدا | خبر داد از بلا در ہر دیارے

نجاتے تبس ہماں باید کہ باشد
امام وقت را خدمت گذارے

الا اے فرخ طبع ایں چہ بینم | شنا در قعر ایں عالم قرارے

مگر اوج کمالے مسکنت بود
از ایں پستے خدا را یک فرارے

بھیڑ چال

مندرجہ بالا عنوان میں نے اس واسطے رکھا ہے کہ بعض کیا اکثر لوگ محض رسوم کے پابند ہوتے ہیں اور اتنا حوصلہ نہیں رکھتے کہ تھوڑی سی مردانگی سے کام لیکر اپنے دل سے وہ میل دھو ڈالیں جو ان کو ڈرپوک بنائے رکھتی ہے۔ اسی واسطے بجائے اس کے کہ وہ کسی بدرسم کو دور کریں اور استقلال سے اس کا مقابلہ کریں خود بخود ہی ایسی بیہودہ رسومات کے سیلاب میں گر کر غرق ہو جاتے ہیں اور یہاں تک نیچے چلے جاتے ہیں کہ آخر خود ہی اس بدرسم کی ایک بنیاد بن جاتے ہیں جیسے عام لوگ باتوں ہی باتوں میں ایک مضبوط دیوار قائم کر لیتے ہیں جس کا گرانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اصل میں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ بعض لوگ دنیا میں بھیڑ چال چلا کرتے ہیں اور اس بات کی طرف ان کا ذہن کبھی بھی منتقل نہیں ہوتا اور ان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں گذرتی کہ اصلیت کو ڈھونڈیں۔ اور رسومات سے الگ ہو کر تھوڑی دیر کے لئے حقیقت پر غور کریں۔ آجکل رمضان کا مہینہ ہے۔ اور ایمانداروں کے لئے بڑی خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ مگر افسوس کہ بعض نام کے مسلمانوں کو یہ مہینہ ایک قسم کی قید معلوم ہوتا ہے۔ اور تقریباً ۳/۴ حصہ سے زیادہ ایسے رسمی مسلمان ہوں گے جو حقیقت میں بے روزہ ہوتے ہیں۔ مگر جو روزہ دار بھی ہیں ان میں سے بھی بعض کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ وہ خواہ بیمار ہو جائیں غشی پر غشی ہو کر مرنے لگیں مگر روزہ رکھیں گے اور ضرور رکھیں گے۔ ایسے ہی اپنے خیال کا سفر ہو واقف کار لوگ موجود ہوں صبح سے لیکر شام تک سفر کرتے رہیں گے۔ مگر روزہ نہیں چھوڑیں گے اور بڑے فخر سے بیان کریں گے کہ باوجودیکہ ہم چند دن سے بیمار تھے مگر روزہ نہیں چھوڑا اور بار بار غشیاں آ رہی تھیں یا ہم نے اتنے میل سفر کیا مگر ذرہ پرواہ نہیں کی باوجودیکہ فلاں فلاں بے وقوف ہمیں منع کرتے رہے کہ روزہ چھوڑ دو سفر میں روزہ جائز نہیں مگر ہمیں کوئی تکلیف نہ تھی۔ ایسے ایسے بہانوں سے ہم روزہ نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ہی ماہ رمضان کے بعد ان دنوں کی گنتی کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ سمجھانے والوں کو طرح طرح کی صلواتیں بھیجتے اور عجیب عجیب القابوں سے یاد کرتے ہیں۔ اصل میں یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو بھیڑ چال چلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس بات سے ان کو کوئی غرض نہیں ہوتی کہ خدا بھی ہمارے اس فعل سے راضی ہے یا نہیں وہ تو اپنے آپ کو روزہ دار کہلوانا چاہتے ہیں۔ خواہ خدا کے حکم کی فرمانبرداری ہو یا نہ ہو۔ ہم لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی مرضی کو چھوڑ کر خدا کی مرضی پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور ہر ایک کام سے پہلے سوچ لیا کریں کہ خدا کیا فرماتا ہے اور لوگ کیا کہتے ہیں۔ فقط

محمد ظہیر الدین

مسلمانوں کی بے تعصبی

یہود اور دولت عثمانیہ

مسلمانوں کی بے تعصبی کے متعلق بہت سے تاریخی واقعات اس طرز حکومت کے پیش کئے جا چکے ہیں جو مدت ہوئی مٹ چکی ہے مگر اس وقت ہم ایک موجودہ اسلامی سلطنت کی بے تعصبی دکھانا چاہتے ہیں یعنی دولت عثمانیہ کا اپنی یہودی رعایا کے ساتھ کیا برتاؤ رہا ہے یہی مضمون کا موضوع ہے + موجودہ زمانہ میں دولت عثمانیہ ایشیائے کوچک۔ شام۔ عراق۔ طرابلس الغرب اور چند جزیروں سے مرکب ہے۔ دولت عثمانیہ کے پہلے طرابلس کے سوا یہ تمام ملک رومیوں کے ہاتھ میں تھے۔ اسوقت دارالسلطنت قسطنطنیہ تھا۔ سلطنت کا مذہب عیسائیت تھا۔ اور زبان یونانی تھی۔

سنہ عیسوی کی ابتدا میں ان ملکوں میں سلانیک۔ اتھینا۔ کورنت۔ قبرص۔ دمشق۔ انطاکیہ۔ قونیہ وغیرہ میں یہودیوں کے بہت سے فرقے آباد تھے۔ یہ مقامات گو اب ویران ہیں یا چھوٹے دیہات ہیں مگر اس سے پہلے وہ بڑے آباد شہر تھے۔ یہودیوں کی اصلی زبان تو عبرانی ہے مگر یہاں جو یہودی آباد ہو گئے تھے انکی دوسری زبان یونانی تھی۔ یونانی زبان کا انمیں اتنا رواج ہو گیا تھا کہ وہ مذہبی عبادات بھی اسی زبان میں ادا کرتے تھے علوم اسی زبان میں سیکھتے تھے لیکن عبرانی کی تعلیم بھی جاری تھی۔ یہودیوں کے قسطنطنیہ میں مدارس تھے جہاں علمائے یہود۔ تورات۔ تلمود۔ حساب۔ ہندسہ۔ جبر۔ ہیئات موسیقی کی تعلیم دیتے تھے۔

بنجمن۔ طلیطلہ (ٹالیڈو) کا ایک مشہور قدیم سیاح ہے۔ اس نے سنہ ۱۰۶۶ء میں مشرق کا سفر کیا تھا۔ اس نے اس سلطنت کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہاں ۱۵۰۰۰ یہود آباد ہیں جن میں سے ۲۵۰۰ صرف قسطنطنیہ میں رہتے ہیں + ترکوں کی سلطنت جب تیرھویں صدی عیسوی میں وسیع ہونے لگی۔ تو جہاں یہ ہوتے تھے۔ یہودیوں کو انہوں نے زیر حمایت لے لیا۔ ترکی سلطنت کی ابتدا میں ترکوں کا پایہ تخت بروسہ تھا وہاں بہت سے یہودی ترکوں کے زیر سایہ رہتے تھے۔ ہر ایک سے سلطنت سالانہ جزیہ (ٹیکس) لیتی تھی۔ خاخام باشی وہاں ایک عہدہ تھا جس کا فرض یہ تھا کہ وہ ان جزیوں کو جمع کر کے بیت المال میں داخل کر دے۔ اس تھوڑی سی مقدار جزیہ کے عوض میں انکو ہر قسم کی راحت اور آزادی حاصل تھی۔ تجارت۔ زراعت۔ زمینداری اور ہر قسم کے پیشوں کی انکو عام اجازت تھی۔ ملک کے ہر حصہ میں بغیر کسی ممانعت کے وہ سفر کر سکتے تھے سنہ ۱۴۵۳ء میں دولت عثمانیہ نے ادرنہ اور قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں میں کثرت سے یہودی آباد ہو گئے تھے سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ نے قسطنطنیہ کے بطریق کو رہا کر کے اسکو تمام یہودیوں کا مذہبی سرگروہ منتخب کیا۔ اور خاخام باشی کا اس کا خطاب دیا۔ بطریق روم کی طرح اسکو بھی مجلس وزرا میں آنے کی عام اجازت عطا کی۔ اور یہاں تک اسکی عزت ملحوظ رکھی کہ اعزازی مجلسوں میں اسکی کرسی تخت کے داہنی جانب ہوتی تھی۔

پندرہ صدی عیسوی میں اسپینیوں نے یہود کو جب اسپین سے جلا وطن کر دیا تو ان کا ایک بڑا حصہ ممالک عثمانیہ ہی میں آکر آباد ہوا۔ یہودیوں میں اب تک یہ جلا وطنی ہجرت کبریٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ گروہ قسطنطنیہ سلانیک اور بلقان کے جزیرہ نما میں آکر آباد ہوا۔ کچھ لوگ ایشیائے کوچک بر اعظم اور فلسطین مصر وغیرہ میں آکر بسے۔ مصر اور فلسطین اس وقت تک ترکی دائرہ حکومت میں شامل نہ تھا۔ اسوقت عنان حکومت بایزید کے ہاتھ میں تھی۔ جو سلطان محمد فاتح کا بیٹا تھا۔ سلطان بایزید بڑا مدبر اور بڑے جبروت کا بادشاہ گزرا ہے اسپین سے بلاد عثمانیہ میں یہودیوں کی ہجرت دیکھکر یہ بہت خوش ہوتا تھا اسکی خوشی اور مسرت کا اس سے اندازہ ہوگا کہ ایک دن اس نے اپنے خاص وزرا سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے کہ اسپین کا بادشاہ فرڈنیڈ بڑا عاقل ہے کیا یہ عاقل بادشاہ وہی ہے جو اپنا ملک تباہ کرکے میرا ملک آباد کر رہا ہے ان مہاجرین کی کثرت اتنی ہوئی کہ خود یہاں کے خاص یہود بھی ان لوگوں سے متاثر ہوگئے۔ اسی لئے آج ممالک عثمانیہ میں کم کوئی ایسا یہودی ہوگا جسکی زبان پر ایک دو اسپینی زبان کا لفظ نہ ہو۔

عثمانی حکومت کے زیر سایہ یہود اسی عیش و آرام سے رہے۔ جیسے وہ اندلس کی عربی سلطنت میں رہے تھے۔ یہودیوں کی بدولت ممالک عثمانیہ میں صنعت و حرفت کو بڑی ترقی ہوئی۔ توپ۔ بارود کی صنعت یہی لوگ بلاد عثمانیہ میں لائے جہاں یہ آباد ہوئے تجارت کو خوب وسعت دی سلطنت کو انپر بڑا اعتماد تھا۔ ترجمانی جیسا سخت ذمہ داری کا عہدہ انہیں لوگوں کے لئے مخصوص تھا۔ کیونکہ یہ لوگ عموماً چند زبانوں میں ماہر ہوتے تھے۔ ان مہاجرین یہود میں ایسے افراد بھی کثرت سے تھے جنہوں نے اندلس میں طب حاصل کی تھی جب ممالک عثمانیہ میں انہوں نے سکونت اختیار کی تو یہاں انہوں نے طبابت شروع کردی جس سے ان کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

سلاطین عثمانیہ نے ان لوگوں پر جو شاہانہ عنایتیں کیں انکا ایک شمہ یہ ہے کہ سلطان مراد خاں دوم کا خاص طبیب اسحٰق نام ایک یہودی تھا۔ سلطان اسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ پاشا کے خطاب سے بھی سرافراز تھا۔ سلطان محمد فاتح کا بھی خاص طبیب موسیٰ ہاموں اندلسی یہودی تھا۔ اسکی اولاد اب تک ممالک عثمانیہ میں باقی ہے۔ اسوقت تک انکا یہ احترام ہے کہ وہ جزیہ سے سبکدوش ہیں۔ سترہویں صدی عیسوی یہود کے لئے ایک ممتاز صدی ہے جسمیں بہت سے یہودیوں نے ملک میں بڑے بڑے درجے حاصل کئے۔ محکمہ مال کے معتمد مقرر ہوئے۔

سلطنت عثمانیہ کے یہودی رعایا کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ یہ ہے جس سے یہ معلوم ہوگا کہ سلطان کا یہودیوں کیساتھ کتنا عنایت آمیز برتاؤ ہے۔ سترہویں صدی ہجری میں یہودیوں میں ایک مدعی مسیحیت گروہ میں مدعی سلطنت پیدا ہوا۔ یہ ایک بہت ہی معمولی سا آدمی تھا۔ اسکا باپ کسی انگریزی کمپنی میں دلال تھا۔ چند سال پہلے مقتدایان یہود نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ آغاز عالم سے ۵۴۲۶ سال بعد ۱۶۶۶ء میں مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اس حیلہ سے اس نے ادعائے مسیحیت کیا اور اپنی کو مسیح موعود ظاہر کیا۔ یہ شخص گورا اور بہت خوبصورت تھا عزلت نشینی زیادہ پسند کرتا تھا روزہ بہت رکھتا تھا۔ ہمیشہ دریا کے پانی سے غسل کیا کرتا تھا۔

ایک مدت تک یہ اسی طرح عزلت نشین رہا۔ پھر اس نے ایکدن ازمیر کے کنیسہ میں اپنی مسیحیت کا اعلان کیا۔ لوگ دشمن ہوگئے یہ یہاں سے سلانیک چلا گیا اور وہاں اس نے لوگوں کو اپنے جدید مذہب کی دعوت دی۔ بہت سے لوگ اسکے حلقہ میں داخل ہوگئے۔ سیلانیک سے یہ قاہرہ گیا۔ مگر وہاں اس نے ایک یہودی عورت سے جسکا نام سارہ تھا بیاہ کر لیا۔ قاہرہ سے کامیابی کے ساتھ بیت المقدس آیا اور یہاں ایک مدت تک اقامت کی۔ بیت المقدس سے پھر ازمیر چلا آیا یہود اس سے بڑی تعظیم کے ساتھ پیش آئے اور اب عام لوگ اسکو مسیح ماننے لگے۔ جب کبھی یہ گھر سے باہر نکلتا لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے آگے حلقہ باندھ لیتے اور توراۃ کی آیتیں تلاوت کرنے لگتے سلطنت نے پہلے اسکو خفیف معاملہ سمجھکر اس سے کچھ تعرض نہیں کیا مگر ازمیر کے گورنر نے جب یہ دیکھا کہ روز بروز اس کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے جو سیاسی حیثیت سے بالکل غیر مناسب ہے اس نے مسیح موعود کو گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا۔ قسطنطنیہ میں یہ مدتوں قید رہا لیکن کسی وجہ سے قسطنطنیہ سے نکالکر دردانیال کے قریب کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ مسیح کی اس بیچارگی پر بھی معتقدین ہمیشہ قیدخانہ میں اسکی زیارت کو آتے تھے — — — اس قلعہ سے مصلحتاً اورنہ کے قیدخانہ میں بھیجدیا گیا۔ اتفاق سے اس وقت سلطان محمد چہارم بھی یہیں مقیم تھا۔ سلطان نے مناسب سمجھا کہ اسکی مسیحیت کا امتحان کیا جائے۔

سلطان نے حکم دیا کہ مسیح موعود کو میرے سامنے ستون میں باندھ دو اور اسکو تیر مارو۔ اور مسیح موعود سے سلطان نے کہا کہ اگر تم واقع میں مسیح موعود ہو تو اس سے پہلے کہ ایک عالم کے لئے باعث فلاح ہو۔ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچالو۔ جب اس نے رہائی کی کوئی تدبیر نہیں دیکھی اور ہر طرف سے اسکو مایوسی ہوگئی تو اسی وقت مسلمان ہوگیا اور اپنا نام محمد آفندی رکھا سلطان نے اس کے لئے ایک وظیفہ مقرر کر دیا۔ سارہ بھی مسلمان ہوگئی اس کا نام فاطمہ رکھا گیا۔

محمد آفندی چونکہ صرف اپنی جان کی حفاظت کے لئے مسلمان ہوا تھا۔ دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس لئے کبھی یہ مسجد میں آتا تھا اور کبھی کنیسہ میں ایک قدم مسجد میں تھا تو دوسرا کنیسہ میں مسلمانوں کو اسکی یہ طرز روش پسند نہ آئی انہوں نے کچھ کرنا چاہا مگر سلطان نے اسی پر کفایت کی کہ اسکو ارناؤد کیطرف جلا وطن کر دیا بقیہ زندگی اس نے یہیں گذاری اور یہیں مرا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے کل معتقدین بھی مسلمان ہوگئے۔ اور سب نے سلانیک میں توطن اختیار کر لیا۔ ان لوگوں کی آبادی اب تک باقی ہے اور قریباً دس ہزار انکی اسوقت تعداد ہے۔ مگر اپنے مسیح موعود کیطرح نہ یہ مسلمان ہیں اور نہ یہ یہود ہیں مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء۔ ترک انکو مسلمان نہیں سمجھتے ان کو دونمہ کہتے ہیں۔ خود دونمہ بھی اپنے کو نہ مسلمان سمجھتے ہیں نہ یہودی نہ مسجد کی طرف ان کا قدم بڑھتا ہے اور نہ کنیسہ کی طرف مگر نام کو یہ مسلمان ضرور ہیں اپنا نام مسلمانوں ہی کے طریقہ کا محمد علی۔ وغیرہ رکھتے ہیں + لیکن جو لوگ خاص یہودی ہیں وہ ممالک عثمانیہ میں ایک یعنی انیسویں صدی تک بہت آرام اور آزادی سے رہتے ہیں اور اب تو اس ملک کا نظام قانون ہی بدل گیا۔ سلطانی فرامین اکثر صادر ہوتے رہتے ہیں کہ مغربی تمدن اختیار کیا جائے اور تمام رعایا میں بلا تفریق ملک و ملت مساوات ملحوظ رکھی جائے۔ اس حکم کے رو سے یہودیوں کو بھی وہی حقوق ہیں جو اور قوموں کے ہیں۔ ملکی فوجی ہر قسم کے عہدہ و نیز یہود ممتاز ہیں بعض بعض یہودیوں نے بڑے بڑے عہدے حاصل کر لئے ہیں ممالک عثمانیہ میں یہودیوں کی تعداد ۴۷۲۰۰۰ ہے۔

سیلانیک میں ۷۵۰۰۰ قسطنطنیہ میں ۶۵۰۰۰ بیت المقدس میں ۴۰۰۰۰

ازمیر میں ۲۰۰۰۰ صنعا میں ۳۰۰۰۰ اورنہ میں ۱۷۰۰۰

بغداد میں ۴۰۰۰۰ مختلف ممالک میں ۱۸۵۰۰۰

تمام دنیا کے یہودیوں نے ملکر جو انجمن بنام الاتحاد الاسرائیلی العام قائم کی ہے اسکی وجہ سے ممالک عثمانیہ کے یہودی علوم و فنون میں طرز معاشرت میں بہت کچھ ترقی کر رہے ہیں۔ اس انجمن نے اب تک سو نمبر مدرسے جابجا کھولے ہیں مگر قریباً ۵۰

242

حضرت مسیح موعود اور برٹش گورنمنٹ

میری ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ بعض ضروری مضامین کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ یا اس کے مقدس اور محترم بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائف کا جزو اعظم ہیں یکجا کر دیا جاوے تاکہ وہ آئندہ مفید ثابت ہوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مورخ کو سہولت اور آسانی ہو۔ علاوہ بریں ایسے یکجائی مضامین ایک خاص اہمیت اور اثر بھی پیدا کرتے ہیں چنانچہ میں نے اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے حصہ کو الگ الحکم میں جمع کرنا شروع کر دیا تھا اور ایک بڑا حصہ میں اس کا شائع کر چکا تھا کہ ایک دوست نے اس کو کتاب کی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ کر لیا اس لئے میں نے اس کو وہیں رہنے دیا۔ ازاں بعد حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو حضور کی مختلف تصانیف۔ اشتہاروں اور تقریروں سے لیکر پورے طور پر الحکم میں جمع کر دیا۔ اب میں مندرجہ بالا عنوان پر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور ہدایتوں کو جمع کرنا چاہتا ہوں جس سے ثابت ہو جاوے گا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنی جماعت اور دوسرے مسلمانوں کو کیا تعلیم دی ہے۔ میں اس حصہ میں اپنی طرف سے کسی قسم کے حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ہی کے الفاظ درج کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

مجھے اس امر کے اعادہ کی بھی یہاں ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کا خاندان گورنمنٹ کا ایک وفادار دوست خاندان رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے اس اقتباس میں میں اس تحریر کا حوالہ دیتا جاؤں گا جہاں سے وہ لی گئی ہے۔ اس حصہ کو جمع کرنے کا ایک موجب حضرت حکیم الامۃ کی وہ تقریر بھی ہے جو آپ نے اس جلسہ میں کی تھی جو قادیان میں اظہار وفاداری کی خاطر گذشتہ شورش کے ایام میں کیا گیا تھا۔ بہرحال امید کی جاتی ہے کہ ناظرین اس حصہ کو غور سے پڑھیں گے۔ اور بہت فائدہ اٹھائیں گے و باللہ التوفیق

سب سے اول جو اشتہار حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب براہین احمدیہ کے متعلق اردو اور انگریزی میں ۱۸۸۴ء میں شائع کیا تھا اس میں آخری حصہ میں لکھا ہے۔

بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخشے کہ تا وہ رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو کامل و مقدس کلام پہچان کر اس پر ایمان لاویں اور اس کے حکموں پر چلیں تا ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ یاب ہوں کہ جو نہ صرف عقبیٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جنکی شائستہ

اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔“

پھر کتاب براہین احمدیہ جلد سوم کے شروع میں ایک مضمون اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے عنوان سے لکھا جس کے بعض حصے درج ذیل ہیں۔

مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں مگر اس جگہ ان امروں میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہیے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے کہ جو کمیشن تعلیم کے اب پریسیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعوے پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہر ایک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہیں اتفاقی مشاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہو گیا ہے کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدین سے دور و مہجور ہیں۔ اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے سکلین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ انکی بے فاقی حرکات میں نہ شرعی پابندی ہے۔ اور ان کے مقابل پر ان ہزارہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہیئے کہ جو ہمیشہ جان نثاری سے خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کی اور اپنی غربیانہ حالت سے بڑھ کر خیر خواہی دکھلائی اور جو مسلمان لوگ صاحب دولت و ملک تھے انہوں نے تو بڑے بڑے خدمات نمایاں ادا کئے۔ اب پھر ہم اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ گو مسلمانوں کی طرف سے اخلاص اور

وفاداری کے بڑے بڑے نمونے ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانوں کی بدنصیبی کی وجہ سے ان تمام وفاداریوں کو نظرانداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت ان مخلصانہ خدمات کو اپنے قیاس کے صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کبریٰ میں۔ بہرحال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر ان کے دھوکوں سے متاثر ہونے سے پہلے مجدداً اپنی خیرخواہی ظاہر کریں جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام [illegible] اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کر کے نادان لوگوں کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے رہیں جن اعتراضوں سے اسلام کے دین کی کسر شان پائی جائے اور ان کی دنیا کو بھی نقصان پہنچے۔ سو میری دانست میں قرین مصلحت یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور و [illegible] وغیرہ یہ بندوبست کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان جن کی فضیلت اور علم اور زہد اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے لئے چن لئے جائیں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے گرد نواح میں کسی قدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جن میں برطبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو ان علماء کی خدمت میں بہ ثبت مواہیر بھیج دیں کہ جو بموجب قرارداد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور جب سب خطوط جمع ہو جائیں تو یہ مجموعہ خطوط کہ جو مکتوبات علماء ہند سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں بصحت تمام چھاپا جائے اور پھر دس ہزار نسخہ اس کا گورنمنٹ میں اور باقی نسخہ جات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ ....

بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکرگزار ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ ان کو سوچنا چاہئے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے جس کے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہو گئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں۔ اور جس صفائی سے اس سلطنت کے ظل حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اور ان کی بدعات مخلوطہ دور کرنے کے لئے وعظ ہو سکتا ہے اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کے لئے دلی جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام لینا پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیفات ہو کر حقیت اسلام مخالفین پر پوری کھل جاتی ہے وہ میری دانست میں آج کل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جس کی عادلانہ حمایت نے کئی مدتوں کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ دیا کہ جید شرک و بدعات کی آلودگیوں سے اور شرک کی خرابیوں سے اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے نادان لوگوں کو مطلع کریں اور رسول مقبول کا صراط مستقیم ہو کر ان کو بتا دیں۔ کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جس کے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہیں اور فرائض دین کو کما حقہ بجا لاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکوں سے زیادہ مشغول ہیں جائز ہو سکتی ہے۔ حاشا و کلا ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل میں لا سکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔ شیعوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظوں سے افروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے خائف ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کی بلاد میں دم نہیں مار سکتے اور کوئی کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر منہ سے بات نکالنے کا موقع نہیں رکھتے۔ آخر یہی سلطنت ہے جس کی پناہ میں ہر ایک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل حق کے لئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہے۔ راستی پھیلانے کے لئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ دینی جہادوں سے اصلی غرض آزادی کا قائم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد انہیں ملکوں کے مقابل پر ہوئے تھے جن میں واعظین کو اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جن میں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن سلطنت انگلشیہ کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں سے خالی ہے بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور مؤید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس خداداد نعمت کا قدر کریں اور اس کے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں اور اس طرف بھی توجہ کریں

کہ اس محسن سلطنت کی شکرگزاری کے لئے یہی بہ ضرورت ہے کہ جیسا انکی دولت ظاہری کی خیرخواہی کیجاتی ہے ایسا ہی اپنے وعظوں اور عمدہ تالیفات سے یہ کوشش کیجائے کہ کسی طرح درمعقول بیان برکتیں بھی اس قوم کے حصہ میں آجائیں اور یہ امر بجز ... دین اسلام کی ہو رہے گی انجام پذیر نہیں ہوسکتا خدا کے بندوں پر رحم کرنا اور عرب اور انگلستان وغیرہ ممالک کا ایک ہی خالق سمجھنا اور اسکی عاجز مخلوق کی دل وجاں سے غمخواری کرنا اصل دین و ایمان ہے پس سب سے اول بعض ان ناواقف انگریزوں کے ... ہم کو دور کرنا چاہیئے کہ جو بوجہ ناواقفیت یہ سمجھ رہے ہیں کہ گویا قوم مسلمان ایک ایسی قوم ہے کہ جو نیکی کرنیوالوں سے بدی کرتی ہے اور اپنے محسن ... وں سے ایذا کے ساتھ پیش آتی ہے اور اپنی محسن گورنمنٹ کی بدخواہ ہے حالانکہ اپنے محسن کے ساتھ باحسان پیش آنے کی تاکید جس قدر قرآن شریف میں ہے اور کسی کتاب میں اس کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصطنع الیکم معروفا فجازوہ فان عجزتم عن مجازاتہ فادعوا لہ حتی یعلم انکم قد شکرتم فان اللہ شاکر یحب الشاکرین ۔ الملتمس خاکسار غلام احمد عفی عنہ

انجمن احمدیہ ضلع گورداسپور

حسب الحکم صدر انجمن احمدیہ قادیان تمام ضلعوں میں ایک ضلع کی انجمن بنائی گئی ہے گورداسپور کے ضلع کی انجمن قادیان میں بنائی گئی ہے اور اس کی شاخوں کا بنانا ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات میں ضروری ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا ان تمام احمدی برادروں کی خدمت میں جو کہ گورداسپور کے ضلع کے کسی قصبہ میں رہتے ہوں۔ التماس ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مقامات میں اس انجمن کی شاخیں بنا کر راقم کو جلد مطلع فرماویں اور جس جگہ بسبب تھوڑے احمدی ہونے کے انجمن نہ بن سکے اس جگہ کے احباب کسی قریب کی انجمن کے ممبر بن جاویں ہر ایک شاخ انجمن اپنے علاقہ کی حد بندی مقرر کر کے عاجز کو اطلاع دے کہ کس حد تک کے احمدی برادران اس کے ممبر ہیں یا ہو سکیں گے۔ نیز ہر ایک مقام کے احمدی برادران اپنی ایک فہرست بطریق نقشہ ذیل بنا کر بہت جلد عاجز کے پاس ارسال کر دیں تاکہ تمام احمدی برادران ضلع گورداسپور کے نام ایک رجسٹر میں لکھے جاویں۔

نمبر	نام	ولدیت	پتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	چندہ					[illegible]
							[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

کنبہ کے دیگر اشخاص میں بیوی اور خورد وکلاں تمام بچگان اور دیگر متعلقین کے نام بھی لکھنے چاہئیں سوا اس کے جو سلسلہ احمدیہ کا ممبری سے انکاری ہو جیسا کہ ہر ایک مذہب کی مردم شماری میں نابالغ بچے اسی مذہب میں شمار کئے جاتے ہیں اسی طرح احمدیوں کے بچے سب احمدی شمار ہوں گے۔

چونکہ اخبار سب جگہ نہیں پہنچتا اس واسطے جن احباب کو یہ اخبار ملے وہ اپنے قریب کے گاؤں میں اس کی اطلاع کر دیں۔ یہ فہرستیں بہت جلد دفتر عاجز میں پہنچ جانی چاہئیں خط پر کسی شخص کا نام نہ ہو صرف وہ پتہ ہو جو درج ذیل ہے کیونکہ عہدہ دار ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں جن صاحب کے پاس انجمن بنانے کے قواعد نہ ہوں وہ دفتر ہذا سے منگوا سکتے ہیں

المشتہر سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ ضلع گورداسپور قادیان

رمضان المبارک کی سحری وافطار کا وقت

اکتوبر ۱۹۰۷ء	رمضان المبارک	انتہائے وقت سحر	وقت افطار
۹	۱	۴-۵۸	۶-۱۰
۱۰	۲	۴-۵۸	۶-۹
۱۱	۳	۴-۵۹	۶-۸
۱۲	۴	۵	۶-۷
۱۳	۵	۵-۱	۶-۶
۱۴	۶	۵-۱	۶-۵
۱۵	۷	۵-۲	۶-۴
۱۶	۸	۵-۳	۶-۳
۱۷	۹	〃	۶-۲
۱۸	۱۰	۵-۴	۶-۱
۱۹	۱۱	〃	۶-۰
۲۰	۱۲	۵-۵	۵-۵۹
۲۱	۱۳	۵-۶	۵-۵۸
۲۲	۱۴	۵-۷	۵-۵۷
۲۳	۱۵	۵-۸	۵-۵۶
۲۴	۱۶	۵-۹	۵-۵۵
۲۵	۱۷	〃	۵-۵۴
۲۶	۱۸	۵-۱۰	۵-۵۳
۲۷	۱۹	۵-۱۱	۵-۵۲
۲۸	۲۰	۵-۱۲	۵-۵۱
۲۹	۲۱	۵-۱۱	۵-۵۰
۳۰	۲۲	۵-۱۴	۵-۴۹
۳۱	۲۳	۵-۱۵	۵-۴۸
یکم نومبر ۱۹۰۷ء	۲۴	۵-۱۶	۵-۴۷
۲	۲۵	۵-۱۶	۵-۴۶
۳	۲۶	۵-۱۷	۵-۴۵
۴	۲۷	۵-۱۸	۵-۴۴
۵	۲۸	۵-۱۹	۵-۴۳
۶	۲۹	۵-۲۰	۵-۴۲
۷	۳۰	۵-۲۱	۵-۴۱

نوٹ۔ یہ اوقات ریلوی ٹائم کے مطابق ہیں جو کہ ہندوستان کا ٹائم ہے اور مختلف شہروں میں تھوڑا بہت فرق ہو جاتا ہے ہر ایک شہر میں اپنی گھڑی کو ایک دن سورج کے نصف النہار سے مقابلہ کر لینا چاہیئے پھر اسکے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ یہ وقت بلحاظ سنٹو کے بالکل درست نہیں ہوگا لیکن اس سے ایک تخمینہ مل جائیگا۔

احمدی انجمنوں کیلئے پہلا نازک کام

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آخر مختلف مقامات پر احمدی جماعتوں کے قائم کرنے کی تحریک نے کامیابی کا خوشنما چہرہ دکھایا۔ اکثر جگہ انجمنیں قائم ہوچکی ہیں اور ہورہی ہیں۔ بعض جگہوں پر صدر انجمن احمدیہ نے ضلع کی انجمنیں بھی قائم کردی ہیں۔ ضلع کی انجمنوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنے ضلع کے کل احمدیوں کی ایک باقاعدہ فہرست تیار کریں۔ اور جہاں جہاں مناسب سمجھیں احمدی انجمنیں قائم کریں اور اپنے صدر مقام پر ایک لائبریری قائم کریں جہاں سلسلہ کے اخبارات و رسالجات کے علاوہ سلسلہ کی کل تصنیفات موجود رکھیں۔ جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں اور سلسلہ کے متعلق اپنی معلومات کو وسیع کریں۔ ایسا ہی ان ضلع کی انجمنوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنے ضلع کے کل احمدیوں میں سلسلہ کی ضروریات کی تحریک کرکے چندہ وصول کرکے باضابطہ قادیان پہونچائیں خدا کے فضل اور توفیق سے امید کیجاتی ہے کہ یہ انجمنیں کسی وقت میں ایک نہایت ہی مفید وجود ثابت ہونگی۔

مینے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا تھا کہ انجمنوں کے انعقاد کے وقت ایک ابتدائی مصیبت اور آفت آیا کرتی ہے اور وہ عہدہ داروں کا تقرر یا کسی کی ذاتی رائے کی مخالفت ہوتی ہے اس لئے ایسے موقعوں پر ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ ہم ضد اور سخن پروری سے کام نہ لیں بلکہ جو کچھ کہیں

نیک نیتی اور للہیت سے کہیں

اور اس کی پروا نہ کریں کہ ہماری رائے کا اتباع کیا گیا ہے یا نہیں اسی کو خیر و برکت کا موجب سمجھنا اور یقین کرنا چاہیئے جو سب احباب مل کر طے کریں۔ اور ایسا ہی حصول عہدہ کے لئے کوئی جد و جہد یا جوڑ توڑ کی حاجت نہیں۔

جس کو سب بھائی ملکر کوئی کام سپرد کریں اسپر پوری رضامندی ظاہر کیجاوے گو ابتدا اپنی رائے کے خلاف ہی ہو۔ بہرحال پورے امن اور سلامت روی سے اس کام کو کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری غلطیاں اور فروگذاشتیں۔ ہماری خود غرضیاں اور سخن پروریاں خدا کے برگزیدہ بندے کی راہ میں روک ہوں۔

اس کے بعد میں ایک اور ضروری امر پر احمدی انجمنوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ان کے قیام کے ساتھ ہی ایک نہایت نازک اور ذمہ واری کا کام ان کے سامنے آتا ہے وہ کیا

۱۹۰۸ء کا بجٹ

عنقریب مجلس ناظم کے سکرٹری صاحب احمدی انجمنوں کے پاس ۱۹۰۸ء کا بجٹ بغرض اظہار رائے بھیجنے والے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ بجٹ ان کے پاس پہونچے میں احمدی انجمنوں کو آگاہ کروں کہ ان کو اس کے متعلق کیا کرنا ہوگا۔

۱۹۰۸ء کے بجٹ میں مجموعی طور پر وہ سال تمام کے اخراجات کی ایک مشخص میزان پائیں گے اور انہیں معلوم ہوگا کہ اسقدر روپیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مختلف شاخوں اور صیغوں کے لئے بکار ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ **لنگرخانہ کی ضروریات اور اس کے اخراجات** اس سے الگ ہیں اور لنگر کے اخراجات کسی صورت میں

تین ہزار روپیہ ماہوار

سے کم نہیں اور ان ایام میں جبکہ گرانی اور قحط کا عام شور مچ گیا ہے یہ اخراجات ڈیوڑھے کے قریب ہورہے ہیں۔ پس احمدی انجمنوں کو جہاں اس بجٹ پر غور کرنا ہے اور اس روپیہ کے فراہم کرنے کی تجاویز سوچنا ہے اس کے ساتھ ہی لنگرخانہ کے **پچاس ہزار** روپیہ سالانہ کے اخراجات کو بھی ملحوظ خاطر رکھ لینا چاہیئے۔ احمدی جماعتوں کی روز افزوں ترقی اور سلسلہ میں شامل ہونیوالوں کی کثرت اس سوال کو تو آسانی سے حل کرسکتی ہے بشرطیکہ ایک خاص ترتیب اور ضابطہ تحصیل کو مدنظر رکھا جاوے اگر ہر احمدی چندہ دینے والوں کی فہرست میں داخل ہو اور وہ ایک روپیہ سالانہ بھی دے تو کئی لاکھ جمع ہوسکتا ہے چہ جائیکہ بعض کئی کئی سو بھی دیتے ہیں۔ اس لئے احمدی انجمنوں کا فرض ہوگا کہ وہ وصولی چندہ کے لئے خاص التزام اور اہتمام کریں + میرا خیال ہے کہ وہ بجٹ کے مختلف حصوں پر شاید کوئی رائے زنی نہ کرسکیں گو انہیں پورا حق ہے اور صدر انجمن احمدیہ ان راؤں پر انشاءاللہ کافی غور کرنے کو آمادہ ہے۔ تاہم اس بجٹ کے مطالعہ سے قریباً ہر احمدی کو علم ہوجائیگا کہ قادیان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ماتحت کیا کام ہورہا ہے اور اصل کام کے اخراجات کس پیمانہ پر ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے ہمیں کیا سبیل کرنی چاہیئے۔

اس سے پہلے وہ لوگ جو سلسلہ کے ان صیغوں کا اہتمام کرتے ہیں اپنی صیغہ کی ضرورتوں کے لئے عام تحریک کیا کرتے تھے اور انہیں بہت سا وقت ان تحریکوں کیلئے دینا پڑتا تھا مگر اب یہ تحریکیں ان انجمنوں کی معرفت ہونگی اسلئے احمدی انجمنوں کو اپنے اس فرض کا **احساس بڑے زور سے** کرنا چاہیئے + ان کے ذمہ معمولی کام نہیں رکھا گیا بلکہ ایک **نازک ذمہ واری** انپر رکھی گئی ہے خدا کرے کہ ہم سب اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں اور وہی اپنے فضل سے توفیق دے کہ اس امتحان میں پورے اتریں۔

سینکڑوں اور ہزاروں سے گذر کر لاکھوں پر بات آگئی ہے اور دن بدن بڑھیگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے اسلئے بڑی مستعدی کیساتھ انجمنیں اس کام میں حصہ لیں۔ میرا اپنا خیال ہے کہ اگر احمدی انجمنوں نے ہر احمدی سے پورا چندہ لینے کا التزام کرلیا ہے خواہ وہ کیسی ہی خفیف سے خفیف رقم بھی کیوں نہ ہو تو انشاءاللہ العزیز یہ قومی ضرورتیں بڑی آسانی سے طے ہوتی جائینگی + اکثر جگہ زمینداروں کے گروہوں کے گروہ اس سلسلہ میں شامل ہیں اسلئے اگر وہ فصل کے موقع پر اجناس کی صورت میں چندہ دیں تو یہ بھی مفید صورت ہوسکتی ہے۔ بہرحال اسوقت چندہ کی کسی خاص صورت پر زور دینا میرا مقصد نہیں بلکہ میں صرف اس **ذمہ واری** سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو سال آیندہ کیلئے ہم پر ہے اور جسکا تہیہ اور تیاری ہمیں ابھی سے کرنی چاہیئے۔ یہ سب کچھ ہوگا اور ضرور ہوگا اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ یہ سلسلہ بڑھے اور پھولے کیونکہ وہ **دنیا کی رستگاری** کا ذریعہ ہے اور خود خدا تعالیٰ نے اسے قائم کیا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے دام درم قلم قدم اور خدمات اس سلسلہ کے لئے کام آئینگے۔ اے خدا تو آپ ہی ان ضرورتوں کا احساس ہم میں پیدا کر اور تو ہی توفیق دے کیونکہ ساری توفیقیں

مکتوبات

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ پہونچا۔ اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ برخلاف طبیعت کچے دنیا داروں کے جو ایک رنگ میں دہریہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے آپ کو استقامت بخشی یہ بڑی نعمت ہے بشرطیکہ دوسرے لوازم اطاعت بھی ساتھ ہوں مجھے بہت کم اتفاق ہوا ہوگا کہ آپ کے امر میں مینے کبھی قسم کھائی ہو لیکن میں اس خدا کے حی و قیوم کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے اسقدر آپ کے لئے دعائیں کیں ہیں کہ اگر وہ ایک درخت خشک کے لئے کیجاتیں تو وہ بھی سبز ہو جاتا اسا بھی میں تھکا نہیں جبتک وہ فرشتہ ظاہر نہ ہو کہ جو قضا و قدر کے امر کو ظاہر ہوتا ہوا دکھلائی دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ عادت ہے کہ جب دعا انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو آخر ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے اس روک کو توڑتا ہے تب بعد اس کے بلا توقف رحمت الٰہی ظاہر ہو جاتی بلکہ قبل اس کے جو صبح ہو آثار رحمت نمودار ہونے لگتے ہیں۔ سو میں اسی غرض سے دعا میں مشغول ہوں آپ پر یہی لازم ہے کہ آپ دعاؤں پر دل سے ایمان لاکر ایسے خوش رہیں۔ جیسا کہ ایک شراب پینے والا عین نشہ کیحالت میں خوش بلکہ اس سے بڑھکر اور جو دہریہ کے رنگ کے لوگ ہیں انکی باتوں کے سننے سے پرہیز کریں کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہیں مومن پر ضرور ابتلا آتا ہے اور کبھی ابتلا لمبا بھی ہو جاتا ہے مگر آخر کار رحمت الٰہی کی صبح نکلتی ہے اور تمام غم کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے لیکن جب فاسق یا کافر پر ابتلا آتا ہے۔ تو وہ اسکی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں صرف اسباب پر بھروسہ ہوتا ہے جب اسباب نابود ہو گئے تب وہ بھی نابود ہونے کو طیار ہو جاتا ہے سو آپ کے لئے جو تخم ریزی ہے یہ ایسی نہیں کہ خالی جائے صرف صبر درکار ہے اور سوء ظن زہر قاتل ہے اگر زمین مدراس کی آپکو تکلیف دہ معلوم ہو تو آپ مع جمیع قبائل قادیان میں آجائیں۔
غرض اب آپ سے صبر اور استقامت کا مطالبہ ہے جب پھر آپ کے لئے دن پھریں گے۔ تو آپ ان دنوں کو یاد کریں گے۔ اور ضرور دل میں حسرت کریں گے کہ کاش پہلے جسقدر مصیبت پیش آوے برداشت کیا اس سے زیادہ کرتا تب آپ کی معرفت بڑھ جائے گی اور جسطرح دنیا دار کی جان صرف جمعیت ہوتی ہے یہ بات نہیں رہے گی بلکہ آپکے اندر ایک نئی روح آجائے گی کیونکہ میرے دعاؤں کے یہ بھی ایک نتیجہ ہے زیادہ خیریت۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد ۱۶۔ اگست سنہ ۱۹۰۳ء

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ پہونچا موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہ ہوں اور نہ کبھی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلجائے تو میں اس کو ممکن مانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کیگئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کے قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں اور اس خاص طور کے فیض کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالیٰ عز و جل کے دفتر میں سعید لکھے گئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپکے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ سے منہ پھیر لیتی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک کی مٹھی کو سبز باغ کر سکتا ہے۔ اگر خدائے عز و جل کا آپکے حق میں کوئی نیک ارادہ نہ ہوتا تو مجھے آپ کے لئے اس قدر جوش نہ بخشتا یہ خیال مت کرو کہ بربادی درپیش ہے یا بکلی ہو چکی ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مردہ نطفہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے۔ یہ باتیں محض خیالی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور معجزوں کے نمونے دیکھ چکے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور انسان میں ناامیدی اور بیدلی صرف اسی وقت تک رہتی ہے جب تک اس خدائے کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے۔ لیکن نمونے دیکھنے بعد وہ قادر خدا اس شئے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا اس وقت یہ خدا کو تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر دوسرے چیز کے ہونے نہ ہونے سے کبھی غم کرتا نہیں کیونکہ اب وہ اپنے خدا کو ایک خزانہ جانتا ہے جسمیں تمام جواہرات ہیں۔ اسی کے موافق مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا جو اپنے عشق میں نہایت بیتاب تھا آخر ایک با خدا آیا اور اس کو مراد تک پہنچایا اور خدا کی طرف آنکھیں کھولدیں تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ ہو گیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا۔ اور یہ کہا۔

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں
لیک کار از کار خیزد در جہاں

خلاصہ ان تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلاویں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصاب مصائب ہو کر سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں۔

ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار
کہ آب چشمہ حیواں درون تاریکیست

والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد۔ ۲۳؍مئی سنہ ۱۹۰۳ء۔

نافرمانوں کی تلخ کامیاں

اسوقت ہماری نظر میں بنی نوع انسان تین اقسام پر منقسم ہے ایک دنیادار لوگ۔ دوسرے دیندار اور تیسرے دونوں سے بے تعلق۔ آخرالذکر گروہ کو تو ہم اس بحث سے خارج از بحث کرتے ہیں کہ یہ فرقہ نہ دینی نہ دنیوی کسی آئین و قوانین کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتا۔ ان کی خود رائی اور آزاد مشربی ہی ان کا قانون ہے اور وہی ان کا مذہب۔ اسی کے زیر اثر یہ لوگ جو جی میں آتا ہے کر گذرتے ہیں اور جیسی زندگی چاہتے ہیں بسر کرتے ہیں۔ نہ انہیں دنیاداروں کی تحسین و مرحبا کی کچھ پروا ہے نہ دینداروں کے طعن و ملامت کا کوئی کھٹکا۔ اپنے ہی خیالات و خواہشات کو پورا کرنے کی دھن انکی زندگی کا مقصد اعظم ہے۔ اسی کے حصول میں یہ لوگ شب و روز مصروف منہمک رہتے ہیں۔ اب یہ جدا بات ہے کہ اس انہماک میں کبھی تو انہیں ناکامی و نامرادی نصیب ہوتی ہے اور کبھی کامیابی و سرخروئی۔ کسی کوشش کا نتیجہ عزت ہوتا ہے اور کسی کا بے آبروئی و ذلت۔ غرض ان لوگوں کی دنیا ہی گویا ایک علیحدہ اور سب سے بے تعلق دنیا ہے۔

ثانی الذکر لوگ بھی اگرچہ رہتے اسی دنیا میں ہیں۔ اور اس سے قطع تعلق کرکے آخر جائیں کہاں؟ لیکن چونکہ وہ احکام دین کی سختی سے پابندی کرتے ہیں اور نری دنیا کی فلاح و بہبود کو اپنا مقصود حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ اپنے خالق و مالک کی طاعت اور اس کے پاک برگزیدوں کی اطاعت و اتباع کو عموماً اسقدر ضروری و قابل لحاظ جانتے ہیں کہ بسا اوقات اس کی خاطر بہت سے دنیوی نقصانوں اور تکالیف کو بھی بطیب خاطر گوارا کر لیتے ہیں قطع نظر اس سے کہ انکی خوش اعتقادی یا غلط فہمی یا لاعلمی انہیں کبھی کبھا غلط راہوں پر چلا کر بعض ایسے اعمال و افعال کا بھی مرتکب بنا دیتی ہو جو نہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوں نہ اس کے برگزیدوں کے نزدیک مستحسن۔ بہرحال ان لوگوں کی حالت بہر نہج اس امر کی مستوجب نہیں معلوم ہوتی کہ ہم ان کو نافرمانوں کے زمرہ میں شامل کریں جنکی تلخ کامیوں اور عبرت انگیز و تاسف خیز حالات زندگی پر ہم اس مختصر مضمون میں ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

اب رہے اول الذکر لوگ جو ازاد منش یا دہریہ صفت حضرات کی مانند دین و دنیا دونوں سے مستغنی ہی نہیں ہیں مگر اپنی عملی زندگی میں پابند مذہب یا دیندار لوگوں کیطرح احکام شریعت کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور چونکہ اس موقعہ پر ہمارا اصلی مقصود اپنی قوم کے غفلت شعار افراد کی اصلاح و تنبیہ ہے اس واسطے اب ہم صاف الفاظوں میں اس گروہ کا پتہ دیتے ہیں کہ وہ مطلقاً بیدین تو نہیں مگر بضرور کہیں گے کہ صرف پیدائشی یا نام کے مسلمان ہیں اور عادتاً رسوم آبائی کے پابند۔ گوشت کھانے یا ڈاڑھی رکھنے سے مسلمان بھی ہم انہیں اس وجہ سے نہیں سمجھتے کہ اس ملک اور نیز دیگر ممالک میں بہت سے غیر مسلم اقوام کے افراد بھی ڈاڑھی رکھتے اور گوشت کھاتے ہیں تو گویا ہمیں ذرا شک نہیں کہ یہ لوگ باعتبار اپنی عملی زندگی کے شعار اسلام سے بالعموم بہت ہی دور جا پڑے ہیں انہیں ہزاروں لاکھوں بار سے ... ہیں کہ مفصل احکام شریعت اور انکی پابندی تو کیا ذکر سرسری و مجمل اعتقادات بھی صحیح کی ہی واقفیت نہیں

رکھتے۔ اصل دین تو ایک طرف جزوی علامات دینداری اور معمولی کلمہ کلام سے بھی بے بہرہ ہیں اور اسلام کی موٹی موٹی نشانیوں یعنے صوم و صلوٰۃ تک کے خوگر نہیں۔ اس مقام پر پہنچکر ہمیں اپنی قوم کی حالت پر بے تحاشا رونا آتا ہے کہ جو لوگ آزاد خیالی میں حد سے تجاوز کرکے دہریوں کے درجہ کو پہنچ گئے ہیں ان کا عدم وجود برابر تھا ہی لیکن جو حضرات دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ جزوی اختلافات کی کشاکشی میں اپنی طاقت کو تباہ کر رہے ہیں اور جو دنیا دار ہیں وہ یوں جہالت غفلت اور بے دینی کیوجہ سے گویا عملی طور پر جمعیت اسلام کو ضعف پہنچا رہے ہیں کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ دینی ہوں خواہ دنیوی کسی قسم کی برکات قوم کو حاصل نہیں ہو سکتیں تاوقتیکہ اوس کے افراد میں اعتقادی اور نیز عملی یک رنگی و ہم آہنگی موجود نہ ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آخرالذکر گروہ جسے ہم نے تمہید میں اوّل نمبر پر رکھا تھا رسم پرستی میں ایسے غرق ہیں کہ انہیں اپنے اعمال و افعال میں نہ دینی اوامر و نواہی کی کچھ خبر ہے نہ دنیوی منافع و مصالح کی چنداں پروا۔ رسوم آبائی کی تیج بھائی برادری کی جھوٹی لاج اور عارضی نام و نمود یا داد کا خیال ان کے دلوں میں اس قدر گھر کئے ہوئے ہے کہ ان کو اپنے کو تباہی و بربادی اور بالآخر رسوائی سے کچھ خوف آتا ہے نہ خدا اور رسول کی عدول حکمی اور عاقبت کی بازپرس سے کوئی ہراس پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم نے اپنے عنوان میں ان کو نافرمان کے نام سے موسوم کیا ہے۔

انکی تلخکامی و بدانجامی کی داستان بہت طویل ہے مگر ہم مختصر طرف ایک تمثیل سے اسپر سرسری روشنی ڈالتے اور یہ دکھاتے ہیں کہ محض جہالت غفلت اور بیدینی کے باعث انکی زندگی کے اہم ترین کارنامے کسطرح انہیں خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا رہے ہیں۔ اور ہمیں نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ صرف دیہات اور قصبات ہی کے مسلمان اس مہلک و رسوا کن مرض میں مبتلا نہیں ہیں۔ بلکہ بڑے شہروں تک میں جہاں تعلیم و شائستگی کا خاصہ چرچا پھیل چکا ہے ہزارہا مسلمان نہ فقط نیچ قوموں کے بلکہ ہزار اونچے اونچے گھرانوں کے اکثر اس وبا کا شکار دیکھے جاتے ہیں۔

غمخواران امت مرحومہ کو ایسی بہت سی نظیریں اپنی آنکھوں دیکھنے اور دل ہی دل میں کڑھنے کا بارہا اتفاق ہوا کہ ایک گھر یا کنبہ میں شادی یا غمی کی کوئی تقریب ہوتی ہے تو محض بھائی برادری کی رضا جوئی کے لئے خدا و رسول کے صریح ارشادات کی ذرا مطلق پروا نہ کرکے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی میں سے یا قرض دام لے کر علی قدر حیثیت سینکڑوں یا ہزاروں روپے پر پانی پھیر دیا جاتا ہے سارا اندوختہ لٹا کر کنگال ہو جاتے ہیں یا قرضہ میں بال بال بندھ جاتا ہے۔ پھر اس ناعاقبت اندیشی و تباہ کاری کا خمیازہ انہیں یہانتک بھگتنا پڑتا ہے کہ برسوں افلاس کی مصیبت یا مقروضی کی رسوائی و ذلت سے رستگاری نہیں ملتی اور لطف یہ کہ جنکی خاطر یہ سب کچھ گوارا کیا جاتا ہے وہ پھر بھی خاطر میں نہیں لاتے بھائی برادری کے لوگ اس شادی غمی کے کاج میں کوئی نہ کوئی نقص نکالتے اور نام ہی دھرتے رہتے ہیں۔ اور جی ہی جی کہ ابد میں ہزاروں فضیحت خیز خفا ہونے کے شکوے یا شکوے

شکایات کے دفتر کھلتے ہوں بلکہ دوران تقریب میں ہی بیسا اوقات سخت غضبناک تو تو میں میں اور جنگ ہنسائی تک نوبت پہنچی ہے۔ یہ کسقدر صدمہ و رنج کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جس کا رنج بھی سارہی دہی ٹانگ رہی ادھر گماڑی یہ بھائی برادری کے پاس خالص سے تو تمام زیر باری و زحمت گوارا کی اور وہی کسی عنوان راضی ہونے میں نہیں آتی۔ اور خدا رسول کی نافرمانی کا بار گناہ جو سر پہ دھرا گیا سو علیحدہ۔

آہ! اس تمام تباہی و مصیبت کا باعث کیا ہے؟ - - - یہی کہ لوگ اپنی غفلت و جہالت کے سبب دین کیطرف سے بے پروا ہو گئے ہیں اور دنیا اسپر مقدم رکھتے ہیں۔ اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ اسلام دنیا میں رہ کر ہی اختیار کرنے کے لئے ہے اور مصالح عقبےٰ کے علاوہ دنیا کے بھی سارے نشیب و فراز سمجھا کر فلاح دارین کا ذمہ اٹھاتا ہے تو وہ ضرور اپنی موجودہ حالت پر غور کرکے اس نتیجہ پر پہنچ سکیں کہ نری دنیا کا بندہ بن کر تو انسان نہ صرف فلاح عقبےٰ سے بے نصیب رہتا ہے بلکہ اکثر دنیا میں بھی یا بظاہر یا اندر ہی اندر تلخیوں اور نامرادیوں کا شکار ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے اگر دین کو مقدم رکھے یا دنیا کی دلفریبیوں سے ان شرائط کے تحت رہ کر تمتع اٹھائے جنہیں دین لازمی قرار دیتا ہے تو دنیا خود دست بستہ اس کے آگے آن حاضر ہوتی ہے اور دونوں جہان میں شادکامی و سرخ روئی کا وارث ٹھیرتا ہے اور اگر بفرض امکان اس دار الابتلا میں اس کو کسی طرح کی تکالیف اور آزمائشوں کا سامنا ہو بھی تو دار آخرت کے لئے ضرور اسکی امیدیں خوشگوار اور خدا کی رحمت کی حقدار و خواستگار ہوتی ہیں۔

قوم کے ایک بڑے حصہ کی اس افسوسناک حالت کا چارہ کار آخر کیا ہے؟ ہماری رائے میں اس کا علاج یوں ہو سکتا ہے کہ بیدار و ہوشمند افراد ملت عام اس سے کہ وہ محترم علمائے دین ہوں یا نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لیڈر۔ اپنے غافل بھائیوں کو ہوش میں لانے کے اپنے اپنے حلقۂ اثر میں ذمہ دار بنیں۔ ان کو رسم پرستی کے نقصانات اور مسرفانہ بیہودگیوں کے خطرناک و بربادی بخش نتائج سے خبردار کریں اور یہ سمجھ لیں کہ کروڑوں افراد ملت میں سے فقط معدودے چند ممتاز اشخاص کی عزت اور ثروت یا دینداری و نیک کرداری تمام قوم کو ہرگز دنیا و عقبیٰ میں سرخ رو نہیں کر سکتی۔ اور جب تک کافۂ ملت کی حالت افسوسناک و عبرت انگیز ہے۔ خدا و رسول کے حضور وہ خاص خاص ممتاز اشخاص بھی اس امر کی جوابدہی سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ تم نے اپنے ملت کی سچی ہمدردی اور اصلاح حال کا فرض کہاں تک ادا کیا اور اگر نہیں کیا تو کیوں +

(احمد حسین فرید آبادی) (وکیل)

مختصر نوٹ

سکھوں کے بعض گاؤں میں مسلمان اذان نہیں دے سکتے

راجہ جنگ تحصیل قصور کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں شائع کیا گیا تھا کہ وہاں مسلمانوں کو سکھ لوگ اذان نہیں دینے دیتے یہ امر مسلمانوں کی مذہبی دلشکنی اور مذہبی مداخلت کا ہی باعث نہیں بلکہ قانون انگریزی کی بے حرمتی کا موجب بھی ہے۔ راجہ جنگ ہی پر منحصر نہیں بلکہ اور دیہات میں بھی جہاں سکھوں کا زور ہے مسلمانوں کو اذان کہتے پر لاٹھیاں پڑتی اور سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مجھے نہایت معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ کتھو ننگل ضلع امرتسر میں بھی مسلمانوں کو اذان کہنے سے سکھ لوگ روکتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمان غریب اور کمزور ہیں اس لئے ہی عدالت میں چارہ جوئی بھی نہیں کر سکتے۔ مقامی حکام اگر توجہ فرمائیں تو ایسی شکایتیں رفع ہو سکتی ہیں۔ میرے خیال میں خالصہ کمیونٹی کے معزز افراد جیسے مہاراجہ صاحب نابھہ ہیں یا دربار صاحب امرتسر کے سربراہ صاحب اگر عام طور پر ایک سرکلر پریس قوم میں شائع کر دیں تو یہ فتنہ اور فساد کی تحریک مٹ سکتی ہے اور سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات (جو اصول مذہب کے لحاظ سے قریباً ایک ہی ہیں) بہت کچھ خوشگوار رنگ اختیار کر لیں گے

میعاد رہن نامہ جات

مسلمانوں کو یہ سنکر ضرور خوشی ہونی چاہئے کہ پریوی کونسل نے یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ کفالتی دستاویزات کی میعاد ۱۲ سال ہی سمجھنی چاہئے۔ اس سے امید کیجاتی ہے کہ مسلمانوں کی لاکھوں روپیہ کی جائیدادیں واپس ہو سکیں گی کیونکہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء کو ممبران پریوی کونسل نے احاطہ مدراس کے ایک مقدمہ ورسم مدالیا وغیرہ اپیلانٹاں بنام سری نواز ملائی وغیرہ رسپانڈنٹاں میں جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کے رو سے تمام کفالتی دستاویزات کی میعاد اب بارہ سال سمجھی جاویگی جنکی مدت بارہ سال سے زیادہ ہو گئی ہے وہ دستاویزات اب تمادی شدہ سمجھی جاوے گی۔ مہاجنوں کے زمرہ میں اس نظیر نے ایک اضطراب پیدا کر دیا ہے مگر پریوی کونسل کا یہ فیصلہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔

گردواروں کے جلانے اور لوٹنے کی خبر جھوٹ نکلی

موجودہ شورش اور بے چینی کا راز فاش ہونے پر ہمارے آریہ سماجی معاصرین نے جو ہند کی آزادی کے گیت گانے اور ملک کے لئے قربان ہو جانے کے شور و غل سے نہ تھکتے تھے مسلمانوں کو بدنام کرنے کی یہ راہ نکالی کہ انپر جھوٹے الزام لگانے شروع کر دیئے چنانچہ ان شرارتوں کے ضلع جہلم اور اٹک میں سکھوں کے مندر جلا دینے کی خبر شائع کرکے مسلمانوں پر الزام لگایا اور اتنا شور مچایا کہ مہاراجہ صاحب نابھہ کو یہ سوال گورنمنٹ ہند کی کونسل میں پیش کرنا پڑا۔ جن الزامات کی تحقیقات ہو رہی تھی اس کے متعلق پنجاب گورنمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا کو حسب ذیل اطلاع دی ہے کہ اضلاع جہلم اور اٹک کی موضع فرید (جس کو موضع فرید کہسار بھی کہتے ہیں) اور گوندیکا میں سکھ مندر کو جلانے اور لوٹنے کی افواہی خبر کی کامل طور پر تحقیقات کی گئی مگر ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ان دونوں دیہات کے تمام سربرآوردہ ہندو اس قصہ کو بالکل جھوٹ بتلاتے ہیں۔ معلوم نہیں اس تحقیقات پر ہمارے معاصر کیا حاشیہ چڑھائیں گے انہیں مناسب ہے کہ ایسی خبروں کی اشاعت سے مختلف قوموں میں فساد ڈلوانے کی پالیسی کو

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے انکو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کی قابلیت پر کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہے کیونکہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر [illegible] صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے [illegible] ۱۳-۱۸-۱۳ ارکیبل مسٹریری کی گلی ہریسن روڈ لکھتے ہیں۔ گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی ناامید نہ ہونا چاہئے بلکہ وہ لوگ گردوں کی ڈوڈز کڈنی پلز استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دوائی نے فایدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے [illegible] ہونا گردوں کے خراب ہو جانے کی نشانی ہے کیونکہ یہ درد [illegible] ہوتا ہے۔ دوسری علامتیں یہ ہیں۔ چکر آنا۔ [illegible] اور نظر کا دھندلا ہونا وغیرہ۔ ڈوڈز کی [illegible] اور گردوں کی گولیاں [illegible] راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں۔ [illegible] ڈوڈز کی اصل سبب کو دور کرتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دکانوں یا [illegible] راست ڈوڈز کی اور یہ [illegible] قیمت فی شیشی [illegible] روپیہ [illegible] اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جاوے گی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا اصل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو [illegible] نور محمد پروپرائیٹر نور محمد شفاخانہ مو کل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگاکر فروخت کریں [illegible] آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق کی بیحد تعریف [illegible] الاثر مجرب المجرب [illegible] ہے کہ [illegible] حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون [illegible] سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلا ہے طاعون کے ہو گئی ہیں تو بخار شروع ہوتے ہی چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گلٹی پر ملا کریں [illegible] ہوگا اور سر درد و بخار چند منٹ میں دور ہو کر سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں [illegible] صحت وسرور حاصل ہوگا۔ تمام [illegible] اُن کے لئے جن کو بیہوشی یا شدت [illegible] سے [illegible] استعمال ہو جاتا ہے یہ تریاق [illegible] تعمیم افادہ کے لئے شرط حلفی اقرار [illegible] اس کا تیار کرنا بھی سکھایا جاتا ہے قیمت [illegible] فی شیشی [illegible] روپیہ [illegible] اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار [illegible] سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام مو کل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

[illegible] کی گرم بازاری [illegible] مضمون کی نسبت [illegible] آمد ورفت [illegible] بے [illegible] انکا نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے [illegible] قیمت [illegible] ایک روپیہ

[illegible] ہم نے [illegible] اور [illegible] ایک دوا [illegible] بیماریوں کو دفع کرنے والا اور [illegible] قیمت ایک تولہ [illegible]

المشتہر [illegible]

[illegible] حکیم [illegible] مالک کارخانہ احمدیہ [illegible]

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

[illegible] سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] ثابت [illegible] کام [illegible] قیمت [illegible] مسیح [illegible] سے [illegible]

[illegible] سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ [illegible] رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت [illegible] حقیقۃ المسیح [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم [illegible] مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت [illegible] فصل الخطاب [illegible] حضرت خلیفۃ [illegible] کا عجیب رسالہ قیمت [illegible] [illegible] تفسیر القرآن۔ پارہ اول [illegible] تفسیر [illegible] بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط [illegible] بھیجے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر [illegible] اس کو قبولیت ہو گئی ہے۔ قیمت فی پارہ [illegible] سالک مرد [illegible] سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ ہو مستورات کی اصلاح اور تعلیم [illegible] سلسلہ عالیہ کی تعلیم ناول کے طور پر لکھا ہے۔ قیمت [illegible] سالک مرد [illegible] حصہ دوم یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہے۔ قیمت [illegible]

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار کھلی تیار کی ہے جس میں خوشبودار معطر ادویات شامل کی گئی ہیں ۔ مقوی دماغ ۔ مفرح روح ۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے ۔ انشاء اللہ تعالے روزانہ استعمال سے درد ۔ خشکی ۔ چھپ پیدا نہ ہوگی ۔ بال نرم ہو جاویں گے ہر جگہ ترکیب ہمراہ ہوگا ۔ قیمت فی بکس ۱ تار نجتہ ایک روپیہ ۔ اس سے کم خریدار کو ۸ آنہ فی روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ خریدار ۔ فہرست کیلئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو ۔ المشتہر

مرزا قائم علی احمدی مالک کارخانہ قائمی الحبنی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۱۰ سیر نجتہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۱ من ۲۵ سیر نجتہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من نجتہ مبلغ ۳۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۲۵ مبلغ محصول بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے ۔ بیلنے اور آٹا پیسنے کے والے بھی تیار ہیں ۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

احتیاط سے علاج بہتر ہے

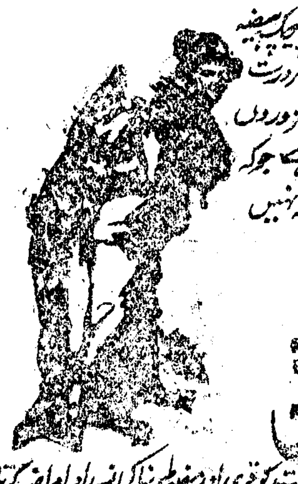

ایک قوی الجسہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا اُن لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں ۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے ۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا ۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے ۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

یہ نشان مچھلی کا ہی گویا املشن اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے ۔

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی ۔ بینڈل کاک کین اور دو دو ٹکڑے بنے ہوئے نہایت پائیدار ۔ قیمت ۱۲ روپیہ ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی ۔ کین بینڈل عمدہ ربڑ کے بیچ لگے نہایت عمدہ ۔ کرکٹ بیٹ ۔ درجہ سوئم کی ہوگی ۔ بینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا تمام کرکٹ بیٹ ۔ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے عمدہ ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عمدہ بچوں کے کرکٹ سٹ ۔ ۱۲ سال عمر کے لئے بیٹ وکٹ ایک سٹار کس

ایک بال ایک بیٹ کا ایک ان سٹ	ﷲ	۴
۱۰ سال ایک سٹ وکٹ ایک بال ایک بکس	ﷲ	عہ
فٹ بال عمدہ کا گوٹ بٹ پائیدار مضبوط لمبے نہایت پائیدار ۵	ﷲ	۴
	ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ	صہ
بچوں کیلئے فٹ بال ۳ عمدہ پائیدار		للعہ
	ﷲ	عہ
کرکٹ بال گسٹاسون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے		۴
دھاگے کے بیچ	ﷲ ﷲ	۴
پریکٹس	ﷲ ﷲ	۴
کرکٹ ویلس فی کاپی		۴

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ آپ کا آرڈر مال از قسم پریکٹس بیٹ سپر کرکٹ وکٹ ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے ۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم ۔ اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں ۔

نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول .... ضلع کانگڑہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۲

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ

عوام سے ... ۴ روپے

خواص و معاونین سے ...

ہندوستان سے باہر کے ... سے

غربا جماعت کے غیر مستطیع ... سے کم آمدنی والے لوگوں سے

چھ گریم بائر گرائی چھاپہ قادیان ... | ... دارالامان ...

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمن

۱۹ - اکتوبر - بوقت سیر

فرمایا - طرح طرح کے نشانات اور موجودہ حالات زمانہ کی اور صدی کا سر سب کے سب ضرورت مجدد ثابت کر رہے ہیں - اور مجدد کا کام اپنے زمانہ کی اصلاح اور فتنہ موجودہ کا دور کرنا ہوتا ہے - جو سب سے بڑا فتنہ ہو اور وہ اسی زمانہ کے مطابق ضروری اصلاح کرنے کے لئے آتا ہے - اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں اس سے بڑھکر فتنہ نہیں کہ ایک طرف تو ایک عاجز بندہ کو خدا بنایا جائے اور اسی کو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا سمجھا جائے اور دوسری طرف ایک صادق نبی کو جو دنیا میں سب سے بڑھکر توحید کا حامی آیا ہے نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیا جائے یہ وہ فتنہ ہو جس نے لاکھوں انسانوں کو خدا پرستی سے برگشتہ کر کے انسان پرست بنا دیا اور اسی کے اثر سے اکثر لوگ دہریہ بن گئے اور توحید کی محبت دلوں میں سے جاتی رہی اور اسلام صرف برائے نام رہ گیا اور سب کے سب چھوٹے بڑے اس فتنہ عظیمہ سے اثر پذیر ہو رہے تھے - سو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اور فتنہ کے مناسب حال جو امام اور مجدد بھیجنا تھا اس کا نام اسی فتنہ کو دور کرنے کے لئے مسیح رکھا - کیونکہ حضرت عیسٰے کی امت نے ہی بگڑ کر یہ فتنہ برپا کیا ہے اس لئے انکی اصلاح کے لئے اور زمانہ کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے ضرور تھا کہ اسی نام پر کوئی پیدا کیا جاتا اسی مصلحت سے اس صدی کے مجدد اور امام کا نام مسیح موعود رکھا گیا - فتنے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک بیرونی اور دوسرے اندرونی - بیرونی طور پر تو پادریوں اور دوسرے مخالف مذاہب والوں نے اسلام پر وہ ناجائز اور بے بنیاد اعتراض کئے کہ جن کو سنکر ہزارہا لوگ مرتد ہو گئے ہزاروں رسالے اور کتابیں اسلام کی مخالفت میں لکھی گئیں - اور ہر ایک اسکے محض غلط اعتراض کیا اس پاک مذہب کے نابود کرنے کی کوشش کی گئی اور ایک عورت کے بچہ کو طرح طرح کے پیرایوں میں پیش کر کے خدا کا بیٹا بنایا گیا یہ تو سچ ہے کہ وہ خدا کا رسول تھا مگر خدا تو نہیں تھا اور نہ اس میں اور رسولوں سے ایک ذرہ زیادتی ہے اور نہ اس کے معجزات کچھ انوکھے معجزات ہیں - اور اندرونی طور پر اسلام کو یہ فتنہ درپیش تھا کہ خود مسلمانوں نے عیسٰے میں وہ وہ صفات قائم کیں جو صرف خدا کے لئے مخصوص تھیں اور اس طرح سے عیسائیوں کو بہت مدد دی -

(باقی آیندہ)

ضرورت دعا

منشی محمد عثمان صاحب احمدی حال مقیم سیالکوٹ جماعت احمدیہ کے احباب کو اپنی بیمار والدہ صاحبہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت کامل عطا فرماوے -

خدا ہر چیز پر قادر ہے لیکن بنا سکتا نہیں عیسے کا ثانی

حاشا وکلا میرا یہ عقیدہ نہیں اور نہ ہی کسی ایسے شخص کا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق مانتا ہو۔ تو پھر آپ ضرور یہ مضمون بعنوان شعر کے لکھنے کی وجہ دریافت فرمانے کے درپے ہوں گے۔ سنئے حضرت میں آپ کو زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ دنیا میں باوجود ہر قسم کی ترقی علم و دانش کے ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام زندہ بجسد عنصری آسمان پر اللہ تعالیٰ کے داہنے بازو بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آخری زمانہ میں قیامت کے قریب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو سنوارنے اور سدھارنے کیلئے آسمان سے اتر پڑیں گے۔ عیسائی صاحبان تو اُن کے حق میں جو کچھ بھی بیان کریں تھوڑا ہے کیونکہ ان کے اعتقاد میں تو وہ خدا کے اکلوتے بیٹے بلکہ خود خدا خالق الارض والسما ہوئے۔ مگر مسلمان کہلا کر اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہو کر عیسائیوں کی تائید کرنا اور انکی ہاں میں ہاں ملانا شقاوت کے قریب اور سعادت سے بعید نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر حضرت عیسے علیہ السلام کے زندہ بجسد عنصری آسمان پر چڑھنے اور پھر اسیقدر عرصہ دراز تک خلاف قانون قدرت وہاں پڑا رہنے پر عقلی اور منقولی اعتراض کیے جاویں تو اکثر گھبرا کر کہدیا کرتے ہیں کہ میاں اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔ مگر میرے نزدیک بلکہ ہر ایک ذی شعور کے نزدیک اس معاملہ میں تو اللہ تعالیٰ کی نہایت درجہ کی کمزوری بے بسی اور ناتوانی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی موجد ومخترع کسی قسم کی کل یا آلہ ایجاد کرتا ہے یا کوئی مصنف کتاب تصنیف کرتا ہے تو قاعدہ کی بات ہے کہ دوبارہ یا سہ بارہ نظر ثانی وثالث کے وقت ضرور رفو ورکچھ نہ کچھ ترمیم کرکے پہلے سے بہتر بنا دیتا ہے بلکہ جتنی دفعہ از سر نو وہ کل یا آلہ تیار کیا جاوے۔ اس میں کوئی نہ کوئی جدت یا بطرز جدید بڑھانا خود بخود سوجھا کرتا ہے۔ یا کتاب کو دوبارہ سہ بارہ چھپوایا جاوے تو اسمیں کوئی نہ کوئی نیا مضمون بطور ضمیمہ اضافہ کیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو پہلی ہی دفعہ بنا کر باقی مخلوقات کیطرح مار دینے اور فنا کرنے میں متامل اور متفکر ہو رہا ہے کہ ایسا عمدہ آلہ اور کاری حربہ (عیسے علیہ السلام) میرے ہاتھ سے تیار ہو گیا ہے۔ جو آخری زمانہ میں بگڑے ہوئے لوگوں کے درست کرنے کیلئے بہت بڑا کام دیگا۔ اگر اس کو بھی باقی مخلوقات کیطرح مار دیا جاوے تو پھر شائد ایسا عمدہ اور اعلیٰ قسم کا آلہ (عیسے علیہ السلام) اور بیشل ہتھیار دوسری دفعہ تیار ہو سکے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا قربان جائیے ایسی قدرت کاملہ کے۔ ناظرین نہایت ٹھنڈے دل سے انصاف کو مد نظر رکھکر غور فرمائیں کہ اس حالت میں کمال قدرت ہے یا اس رنگ میں قدرت اور جلال کمالیت پر نظر آتا ہے کہ ایک دم میں ایک کن کے اشارہ سے ہی ہزاروں لاکھوں عیسے علیہ السلام پیدا کر دیوے۔ توحید اور رسالت پر ہی تو ایمان کی بنیاد ہے اور ان دونوں کو یہ عقیدہ جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ اول توحید۔ الٰہی صفات اور خدائی افعال میں عیسے علیہ السلام شریک ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کو بجاے قادر مطلق ہونے کے کمزور اور ناتوان ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا شدہ انسان تو عقل خداداد کی رسائی سے اپنی صنعت وکاریگری میں نئی نئی ایجادیں بڑھا سکیں اور دستکاریوں میں ابتدائی حالتوں سے خواہ مخواہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتے جاویں مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق عیسے علیہ السلام کو اگر دیگر مخلوقات کیطرح مار دے تو مشکل بلکہ محال ہے کہ دوبارہ ان کا ثانی پیدا کرنے پر قادر ہو سکے۔ اسیواسطے تو ہزار جتن کے قریباً دو ہزار سال سے عیسے علیہ السلام کو کبھی زمین پر کبھی آسمان پر سنبھال سنبھال کر رکھا ہوا ہے مبادا مر جاوے تو پھر ایسا چلتا پرزا مجھ سے تیار نہ ہو سکے۔ دوم رسالت کی تو اس گندہ عقیدہ نے وہ ہتک اور بے عزتی اور بے حرمتی کی ہے کہ کچھ کسر باقی نہیں چھوڑی یہ نہیں چھوڑی کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوں تو مسلمانوں کے نزدیک۔ افضل الرسل۔ ہادی السبل۔ رحمت للعٰلمین۔ خاتم النبیین۔ باعث کائنات۔ فخر موجودات ہیں۔ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی وہ خاتم الکتب۔ امت آپ کی سب امتوں کی سردار۔ آپ کی امت کے علما انبیاے بنی اسرائیل کی مثل۔ تعلیم آپ کی کامل۔ باقی نبی اور رسول تو صرف اپنی اپنی قوم ہی کے لئے تشریف لاے مگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے سنوارنے اور سدھارنے کیلیے مبعوث ہوئے۔ غرض کہنے اور بیان کرنے کو تو ساری جہان کی فضیلتیں ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات جامع کمالات میں اور آپ کی امت میں جمع ہیں مگر آخر کار جب موقع آیا تو ساری شیخیاں کرکری ہوگئیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام باوجود پیرانہ سالی اور عمر رسیدہ اور پیر فرتوت ہونیکے اتنے فاصلہ (آسمان) سے اترنیکی تکلیف گوارا کریں گے۔ پھر نبوت اور رسالت کا جامہ اتار پھینکینگے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر قرآن اور حدیث پر عملدرآمد کریں گے اور بصد دقت قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو سمجھائیں گے اور بہزار مشکل ان کے ذہن نشین کرینگے کہ بھائیو میں اب وہ پہلا عیسیٰ علیہ السلام رسول اور نبی نہیں رہا اور نہ میرا اب انجیل مقدس اور عیسائی قوم سے کسیطرح کا تعلق وعلاقہ باقی ہے۔ میں تو آجکل اپنے عہدہ سے معزول ہو کر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی بن کر انکی امت کو سنوارنے اور سدھارنے کے لیے آیا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہی میرے جیسا دوسرا انسان پیدا کر سکتا تھا اور نہ ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل۔ اولاد۔ اصحاب۔ امت میں کوئی ایسا لایق آدمی پیدا ہو سکا جو اس مہم کو سنبھال سکتا۔ اس عقدہ کو حل کر سکتا۔ ایسے بڑے اہم کام کو پورا کر دکھاتا مجبوراً مجکو اسقدر تکالیف اٹھانی پڑی اور اتنا لمبا عرصہ اور مدت دراز تک کہ باقی نبی اور رسول اپنا اپنا فرض منصبی ادا کرکے داخل جنت بھی ہوگئے میرا مردہ خراب ہو رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ میرے جیسا دوسرا آدمی بھی بنانے پر قادر ہو سکتا یا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی میں کچھ تاثیر ہوتی اور کوئی شخص ان کی امت سے اس اہم کام کا بیڑا اٹھانے کے لایق ہوتا تو کیوں آج میری مٹی خراب ہوتی سو بقول ان لوگوں کے یہ شعر لکھا گیا ہے۔ ؎ خدا ہر چیز پر قادر ہے لیکن بنا سکتا نہیں عیسے کا ثانی ۔

شائد کسی سعید روح کو فائدہ پہونچ جاوے۔

گلاب الدین احمدی رہتاسی ۔

تازہ الہامات

۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ ۱۔ من عاد ولیالی فقد تماخر من السماء

ترجمہ جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی گویا آسمان سے گرا

۲۔ اِنّی موجود فانتظر

ترجمہ۔ میں موجود ہوں انتظار کر۔

۳۔ لایُھدُّ بناءک وتوُتی من ربّ کریم۔

ترجمہ تیری بنا توڑی نہ جاویگی اور تو رب کریم سے دیا جائیگا۔

۴۔ وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک

فرمایا۔ انی موجود کا الہام ان لوگوں کے جواب میں معلوم ہوتا ہے جو خدا کے مرسل کے مقابل پر ایسی شوخی اور تکذیب سے پیش آتے ہیں گویا خیال کرتے ہیں کہ خدا موجود نہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں موجود ہوں معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر کچھ ہو رہا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ کس قدر بے جا حملے اور حد سے زیادہ زبان درازیاں ہو رہی ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمداللہ تندرست ہیں بزرگان ملت بھی خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامت سلمہ اللہ تعالےٰ نے رمضان شریف میں تدریس قرآن مجید کے لئے خصوصیت سے علی سبق دینا چاہا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم وعمل میں برکت دے۔

۲۔ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو جناب مولوی نذر محمد صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ امرتسر قادیان تعلیم الاسلام سکول کے سالانہ معائنہ کے لئے تشریف لائے اور نہایت توجہ اور حسن اخلاق سے مدرسہ کے معائنہ میں مصروف رہے۔ معائنہ مدرسہ کی رپورٹ آئندہ شائع ہوگی (انشاء اللہ)

۳۔ موسم میں بدستور خشک سالی پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ رحم فرماوے آمین

ایک قابل تقلید نمونہ

احمدی برادران ہمارے مکرم بھائی شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکیدار کسٹریٹ انبالہ چھاؤنی کے نام نامی سے واقف ہیں انہوں نے ایک رسالہ منظوم بنام "صبر جمیل" بقول "خلیل" ایک مولوی صاحب کے منظوم رسالہ کے جواب میں تصنیف کیا اور اس کو چھپوایا اور مفت تقسیم کیا اسکی خوبی بیان اور طرز ادا بالکل احمدیت کے اصول کے موافق نرمی اور حلم پر مبنی ہے احباب پڑھکر محظوظ ہوں گے۔ اسکی پانسو جلد شیخ صاحب نے نہایت عالی ہمتی اور فیاضی سے دارالامان قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کو عطا فرمائی ہیں۔ اور چونکہ یہ رسالہ میری اصلاح و ترمیم و نگرانی میں طبع ہوا ہے اور میرے ہی اہتمام میں چھپا ہے حسب الایماء شیخ صاحب موصوف ۵۰۰ جلدیں مہتمم مدرسہ کے ڈپو میں پہنچا دی ہیں۔ احباب احمدی اس کو خرید کر اعانت سلسلہ میں حصہ لیں اور ثواب حاصل کریں۔ اور شیخ صاحب کو دعائے خیر سے یاد فرماویں۔
خاکسار۔ منشی فاضل محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ۔

اطلاع عام

بعض صاحبان غلطی سے اخبارات کے مضامین کے متعلق یا چندوں کے متعلق کچھ حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں لکھ دیتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کی اطلاع کے واسطے پہلے بھی کئی دفعہ لکھا گیا ہے اور اب پھر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت اقدس کو ان اخبارات کے مضامین یا انتظام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت اقدس کو ایسا لکھنا ان کو بے فائدہ تکلیف دینا ہے۔

دربار میلہ مال مویشی و نمائش پیمانہ ضلع گورداسپور

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے گذرے سال سے گورداسپور میں ایام دسہرہ کی تقریب پر ایک منڈی مال مویشی کا قائم کرنا تجویز فرمایا تھا چنانچہ سال گذشتہ میں بھی یہ منڈی لگی اور مختلف جگہ سے ہر قسم کا مال مویشی آیا اور فروخت ہوا اور انعام بھی ملے امسال میجر پی۔ ایم ٹامسن صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ایک وسیع پیمانہ پر اس منڈی کو قائم کیا اور اس تقریب پر تقسیم انعام کے لئے ایک دربار کی تجویز فرمائی جسکی کرسی صدارت کو جناب صاحب کمشنر بہادر قسمت لاہور نے زینت بخشی۔ یہ دربار ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء ۳/۴ ۷ بجے صبح کے بمقام پڑاؤ گورداسپور منعقد ہوا۔ اور اسی کے مختصر حالات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

پروگرام دربار مذکور کا پروگرام ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۷ء پنڈت سری کشن ریونیو اسسٹنٹ کے نام سے شایع کیا گیا تھا اور یہ پروگرام معہ داخلہ کے ٹکٹوں کے ان لوگوں کے پاس بھیجا گیا تھا جنکو دربار میں شامل ہونے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ دربار کے متعلقہ انتظام کا کام پنڈت صاحب موصوف کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ان کے معاون اور دست بازو منشی ہرگوبند رائے تحصیلدار پٹھانکوٹ تھے۔ جو نہایت ہی مستعد ہوشیار اور موقعہ شناس انسان ہیں میری اپنی رائے یہی ہے کہ اس انتظام میں لالہ صاحب موصوف کا ہاتھ در اصل قابل تعریف تھا اور دربار کی کامیابی انتظامی حیثیت سے منشی ہرگوبند رائے کی قابلیت کو بتاتی ہے۔ پروگرام کی تیاری میں ریونیو اسسٹنٹ صاحب کو ضروری تھا کہ وہ ایڈیٹران اخبار اور نامہ نگاروں کے لئے بھی کوئی انتظام کرتے مگر ان کی اس کمی کو منشی ہرگوبند رائے نے عملی طور پر پورا کر دکھایا۔

عام انتظامی حالت منڈی کی تقریب پر ہر قسم کے آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور کثرت کے ساتھ آتے ہیں مگر پولیس گورداسپور کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ اسقدر اژدہام اور ہجوم میں کوئی نقصان نہیں ہوا اور کسی قسم کی بد امنی پیدا نہیں ہوئی۔ ہرچند یہ صحیح ہے کہ پولیس کے انتظام کی عمدگی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اور صاحب ضلع کی بیدار مغزی کا نتیجہ ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر اور لالہ بوڑا مل صاحب انسپکٹر ایسے مستعد اور منتظم آدمیوں کا گورداسپور کی پولیس میں ہونا ضلع کی بڑی خوش قسمتی کا موجب ہے۔ لالہ بوڑا مل صاحب اپنی کورٹ انسپکٹری کی حیثیت سے ممتاز ہیں تو بابو غلام محمد صاحب کے نام سے ضلع بھر کے بدمعاش کانپتے ہیں۔ بہرحال منڈی میں ہر طرح کا امن رہنا گورداسپور کی پولیس کے لئے قابل تعریف امر ہے۔

منڈی کی عام حالت منڈی میں ہر قسم کا مال آیا اور فروخت ہوا۔ اگرچہ قحط سالی کی وجہ سے کثرت کے ساتھ خرید و فروخت نہیں ہوئی تاہم گذشتہ سال سے بڑھکر ہوئی۔

دربار ۱۷ر اکتوبر کو پونے آٹھ بجے دربار کا وقت مقرر کیا گیا تھا اور پروگرام مشتہرہ کے مطابق کارروائی ہوئی۔ اسلئے وہ پروگرام دوسری جگہ درج کیا جاتا ہے صرف اس میں اتنا تغیر و تبدل ہوا کہ درباریوں کے بلانے اس کے بعد کمشنر صاحب کی تقریر کہی تھی جو سب سے پیچھے ہوئی اور تقسیم انعام و سندات کے موقع پر یہ تبدیلی ہوئی کہ پانیدگان انعام کو پیش کرنیوالے اس محکمہ کے اعلیٰ افسر تھے جسکی طرف سے انعام دیا گیا تھا اور صاحب کمشنر بہادر اپنے دست خاص سے انعام مرحمت فرماتے تھے اور تبسم ہوکر اپنی خوشنودی ظاہر کرتے تھے۔

تقسیم انعام کے بعد صاحب صدر نے ایک مبسوط تقریر فرمائی جسمیں زراعتی بنکوں کے اجرا۔ ٹیکہ مال مویشی کے فوائد اور طاعون کے انسداد کی تدابیر اور سرکاری کاموں میں رعایا کو امداد دینے کی تحریک پر آپ نے زور دیا۔ وہ ساری تقریر مفصل الحکم کی اگلی اشاعت میں درج کر دی جائیگی۔ صاحب موصوف کی تقریر کے بعد دربار ختم ہوا۔

چند ضروری امور قابل توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر چونکہ منڈی مال مویشی کا سلسلہ مستقل طور پر قائم کیا گیا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے ضلع کے بیدار مغز اور رعایا کے بہی خواہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو چند ضروری امور پر توجہ دلاؤں

اول - عام تفریحی باتوں میں آتشبازی کو بالکل بند کر دینا چاہئے ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کی شام کو منڈی میں جو آتشبازی چھوڑی گئی تھی اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے نہ پبلک کو اور نہ سرکار کو۔

اگر ناظمان جلسہ صاحب ضلع کے حضور اس امر کو پیش کرتے تو مجھے کامل یقین ہے کہ وہ نہایت مسرت سے منظور کرتے شبرات کے موقع پر آتشبازی کے بند کرنے کے لئے کسقدر زور دیا جاتا ہے اور مختلف شہروں اور مقامات پر ذمہ دار افسر اور میونسپل کمیٹیاں بڑی سعی کرتی ہیں سررشتہ تعلیم کے افسر دل سے چاہتے ہیں کہ طلباء کو دل میں آتشبازی کی برائیاں نقش کیجائیں مگر جب ایسی تقریبوں پر آتشبازی چھوڑی جاوے تو پھر ان نصائح کا فائدہ کیا ہو؟ آتشبازی قطعاً بند کیجاوے اس سے بہت نقصان ہوتا ہے ۱۶ر اکتوبر کو بھی بہت سی گھوڑیاں بدکیں اور بھاگیں مگر خدا کا شکر ہے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ روپیہ کسی مفید کام میں صرف کیا جاوے۔

دوم - دربار میں جو تقریر ہوئی ہے وہ اس قابل تھی اور ہے کہ حالات موقعہ کے لحاظ سے عام لوگوں میں اسکی تشہیر ہوتی دربار کے خیمہ میں جسقدر لوگ موجود تھے وہ ان باتوں کو سمجھتے ہیں غلط خیال اگر پیدا ہوتی ہیں تو عوام میں۔ اس لئے عوام کو شریک ہونیکا موقع دیا جانا چاہئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب نے دربار کا جو سلسلہ شروع فرمایا ہے: گورنمنٹ اور رعایا کے لئے بہت مفید اور موثر ہے مگر ایسے دربار جو عام ہونے ضروری ہیں خاص درباریاں کے لئے یہ انتظام جو امسال ہوا ہے نشست کے لئے ہو مگر عام لوگوں کو بھی موقعہ دیا جاوے وہ ایک حلقہ میں چٹائیوں یا دریوں یا زمین پر بھی بیٹھ سکتے ہیں ایسی تقریریں جو مناسب موقعہ ہوں ان لوگوں کو بہت موثر ہوتی ہیں کیونکہ وہ اسے بادشاہ کے قائم مقام کے منہ سے سنتے ہیں۔

سوم - مال مویشی کی منڈی کو زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کے لئے اس کے ساتھ ایک ضروری نمایش کی ضرورت ہے اور یہ نمایش آلات کشاورزی کے متعلق ہو اور اس کے ساتھ مختلف قسم کے پودوں کے بیج اور اور ضروری امور متعلقہ زمینداره ہوں۔ ابتک پنجاب میں مختلف مقامات پر منڈیاں لگتی ہیں مگر اسطرف توجہ نہیں گئی

اگر ہمارے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے اس طرف توجہ فرمائی تو یہ نہایت مفید اور مبارک کام ہوگا۔ اگرچہ ایڈیٹر الحکم زمیندار نہیں مگر اپنے مرشد و مولا حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے موافق گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد [illegible] اپنا مذہبی فرض یقین کرتا ہے اس لئے وہ اس سیدھا اور سادہ [illegible] اپنے صاحب ضلع کو ایسے امور کے لئے اپنی خدمات اور [illegible] طور پر پیش کرنے کے لئے طیار ہے۔ یہ نمائش ہی نہیں کہ مفید ہوگی بلکہ اس کی آمدنی بہت سے نیک کاموں میں کام آسکے گی۔ فی الحال اسکو چھوٹے پیمانہ سے شروع کیا جاوے۔

فی الحال یہ تین امر ہیں جو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ کے لئے میں پیش کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ صاحب موصوف اس پر غور فرمائیں گے اور ایک بہترین نظیر ضلع گورداسپور میں قائم کریں گے۔

آخر میں میں صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی کمال مہربانی سے مجھے دربار میں شمولیت کی اجازت دیکر اسکی کارروائی نوٹ کرنے کا موقع دیا۔

پنڈت شری کشن صاحب ریونیو اسسٹنٹ جو گویا جلسہ دربار کے ناظم تھے انکی خدمت میں مجھے یہ ضرور کہنا ہے کہ اسپیہ دربار کے لئے آئندہ انہیں انتظام یا پروگرام تجویز کرنے کا موقع ملے تو دربار کے تمام لوازمات کو ملحوظ رکھ لینا چاہیئے اور پروگرام ایسا تجویز کرنا چاہیئے جس میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت واقع نہ ہو۔ صاحب صدر مجلس کی تقریر ہمیشہ آخر میں ہونی چاہیئے اسلئے باقی امور پہلے ہو جانے ضروری ہیں جیسا کہ اس مرتبہ عملی طور پر ان کو بتایا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی ضروری انعام [illegible] شمار اور اعداد کے ساتھ ہونی ضروری ہے کیونکہ زیادہ موثر وہی ہے مثلاً اگر وہ کمشنر صاحب بہادر کی تقریر سے پہلے ایک نقشہ اپنے ہاتھ میں مرتب رکھتے جس سے سالگذشتہ کی آمد مال مویشی اور فروخت کا مقابلہ ہوتا تو کمشنر صاحب صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا نہ کرتے کہ میں نے سنا ہے مال مویشی کثرت سے آیا اور بکری بھی ہوئی۔ بہرحال میں یہ امور اس لئے پیش کرتا ہوں تاکہ آئندہ یہ دربار اور یہ میلہ مال مویشی بڑی رونق سے ہو اور اس کے اغراض اور مقاصد گورنمنٹ اور رعایا کے لئے بہت مفید اور مبارک ہوں اور ہمارا ضلع اس بارے میں سب سے سبقت لے جاوے

پروگرام دربار میلہ مال مویشی و نمائش اسپاں

ضلع گورداسپور

سنہ ۱۹۰۶ء

اجرائے خلعت

۱۔ جناب صاحب کمشنر بہادر قسمت لاہور [illegible] میلہ مال مویشی و اسپاں واسطے تقسیم انعام و [illegible] ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء بروز چہارشنبہ [illegible] قبل دوپہر بمقام [illegible] دربار منعقد فرماویں گے جس میں ضلع ہذا کے تمام درباریاں فوجی افسران

پنشن یافتہ و سول افسران [illegible] واسطے شمولیت دربار کے نام [illegible] بعد ازاں پنشن کارڈ از جانب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جاری ہو [illegible]

تیاری ٹکٹ دربار

۲۔ دربار کے واسطے ٹکٹ تقسیم ہونگے ٹکٹوں کی خانہ پری صاحب افسر مال کی زیر نگرانی ہوگی۔ دربار کی نشست کے واسطے نمبر درباریاں کا بمطابق فہرست منظور شدہ کے ہوگا۔ اور سول افسران کی نشست کے واسطے سول لسٹ اور قواعد دربار کو دیکھ لینا ہوگا۔ فوجی افسران کی ترتیب تحصیلدار صاحبان سے دریافت کیجاویگی کرسی نشیناں کا نمبر تحصیل وار ہوگا۔ اور وہ بلحاظ اضلاع سینیارٹی بٹھلائے جاوینگے۔

انتظام نشست

۳۔ دربار کا خیمہ جگہ انتخاب کے سامنے ایستادہ ہوگا۔ جسمیں صدر کیجانب ایک پلیٹ فارم پر کرسی صاحب پریذیڈنٹ بہادر رکھی جاویگی۔ صاحب پریذیڈنٹ کی دائیں جانب درباریاں بٹھائے جائیں گے۔ درباریوں کے پیچھے دو لائنوں میں ممبران [illegible] کو جگہ دیجاوے گی۔ بائیں جانب سول افسران کے لئے کرسیاں بچھائی جاوینگی اس سے آگے پیچھے کی جانب دروازہ خیمہ دربار تک ہر دو جانب پہلی دو لائنوں میں ملٹری افسران بٹھائے جاویں گے۔ اور انہیں کے ساتھ دروازہ خیمہ کے قریب سب انسپکٹران جگہ پاویں گے۔ بائیں جانب ملٹری افسران کے پیچھے نائب تحصیلداران وغیرہ (جو بحیثیت عہدہ کرسی نشین ہیں) کی نشست ہوگی۔ ان سے پہلی لائن میں ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ بٹھائے جاوینگے۔ دائیں جانب ملٹری افسران کے پیچھے والیس پریذیڈنٹان و کرسی نشیناں کو جگہ دیجاویگی۔ اور ان نشستوں کے بعد جو جگہ باقی رہیگی ہر دو جانب دروازہ خیمہ کے قریب ذیلداراں کیواسطے بنچ ہائے بچھا جاویں گے۔ صاحبان یورپین و ریٹرز کے لئے پلیٹ فارم کے پیچھے متعدد کرسیاں رکھی جاوینگی۔

ہر ایک جماعت کے نشست اور اُن امورات کی رہنمائی کے واسطے جو دربار میں انجام پاویں گے۔ ایک ایک منتخب اہلکار تعینات ہوگا اور جب داخلہ شروع ہووے۔ ہر ایک کو اپنا نمبر اور موقع دکھا دینا ہوگا۔ اور تمام باتوں کا انتظام رکھنا ہوگا۔ کہ کوئی بے ترتیبی دربار میں نہ ہونے پاوے۔ اور تمام رسمیات درستی کے ساتھ انجام دیجاویں۔

داخلہ دربار

۴۔ دربار کا افتتاح ٹھیک پونے آٹھ بجے صبح کے ہوگا اس لئے تمام درباریاں و کرسی نشیناں و دیگر اصحاب کو جو دربار میں بلائے گئے ہیں۔ سات بجے صبح کے خیمہ دربار پر جانا چاہیئے اور جن کے آرام کے واسطے خیمہ دربار سے علیحدہ خیمہ جات نصب ہوں گے۔ اور جب تک داخلہ شروع نہ ہووے۔ اسجگہ انتظار کریں گے۔ داخلہ ٹھیک ساڑھے سات بجے شروع ہوگا۔ داخلہ کے وقت ٹکٹ دربار کا ہمراہ رکھنا ہوگا۔ دروازہ خیمہ کے قریب گارڈ آف آنر پولیس کا کھڑا ہوگا اور جسکی کمان انسپکٹر صاحب کے سپرد ہوگی۔

استقبال صاحب پریذیڈنٹ

صاحب پریذیڈنٹ کا استقبال دروازہ خیمہ پر صاحبان اسسٹنٹ کمشنر و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس و صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و تحصیلدار صاحبان کریں گے۔ اور جب صاحب پریذیڈنٹ خیمہ دربار میں داخل ہوں۔

اس وقت تمام حاضرین دربار ایستادہ ہوں گے اور جب تک کرسی صدر پر تشریف فرما نہ ہو جاویں ایستادہ رہیں گے۔

درباریاں کا انٹروڈیوس کرایا جانا

۵- صاحب پریذیڈنٹ کی جانب سے دربار کا افتتاح ہوگا۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر درباریان کرسی نشینان کو حسب ترتیب ذیل انٹروڈیوس کراویں گے۔

ا- درباریاں "نذر طلائی" دکھاویں گے۔

ب- سول افسران

ج- فوجی افسران پنشن یافتہ "قبضہ شمشیر" پیش کریں گے۔

د- ممبران بار "نذر طلائی" پیش کریں گے۔

ھ- کرسی نشین سرکاری عہدہ داران یعنے نائب تحصیلداران و سب انسپکٹران وغیرہ۔ "نائب تحصیلداراں کو نذر طلائی و سب انسپکٹراں کو قبضہ شمشیر پیش کرنا ہوگا"

و- ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ جنکو پانچ روپیہ کی نذر پیش کرنی ہوگی۔

ز- وائس پریذیڈنٹان میونسپل۔ نذر پانچ روپیہ

ح- کرسی نشینان " "

ماسوائے ان کے اور کوئی پیش نہیں ہوگا۔ جب یہ کارروائی ختم ہو جاوے گی تو صاحب پریذیڈنٹ بہادر تقریر فرماویں گے۔

انعام و سندات کا تقسیم ہونا

۶- بعد ختم ہونے سپیچ کے تحصیلدار صاحب گورداسپور صاحب پریذیڈنٹ کے روبرو سے حاضر ہوں گے۔ اور ترتیب وار انعام گیرندگان کو پیش کیا جاوے گا۔ اور جن لوگوں کے نائب تحصیلدار صاحب دروازہ خیمہ کے قریب حاضر رکھیں گے۔ اور تحصیلدار صاحب کے آواز دینے پر ان کو روانہ کرتے رہیں گے۔ صاحب اسسٹنٹ کمشنر صاحب پریذیڈنٹ کے پہلو میں ایستادہ ہوں گے۔ اور تھیلیاں انعام و سندات جو میز پر چنی ہوئی ہونگی۔ صاحب پریذیڈنٹ کے روبرو پیش کریں گے۔ اور صاحب ممدوح انعام گیرندگان کو اپنے ہاتھ سے عطا فرماویں گے۔ جب انعام تقسیم ہو جاوے گا تو تحصیلدار صاحب اداب بجا لا کر اپنی جگہ پر چلے جاویں گے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اطلاع دیویں گے کہ اب کارروائی حسب الحکم ختم ہوئی ہے۔ اور اس اطلاع پر جناب صاحب پریذیڈنٹ دربار سے تشریف لیجاویں گے۔ اور ان کے تشریف لیجانے پر سب

دربار کا ختم ہونا

صاحبان ایستادہ ہوں گے۔ اور کارروائی دربار ختم۔ اور دربار برخاست ہو جاوے گا۔

المشتہر۔ پنڈت سری کشن ریونیو اسسٹنٹ - ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

مقدمہ ڈاکہ زنی

مجھ پر جو حملہ کیا گیا تھا اسکی خبر کی اشاعت پر جن احباب نے بحمد اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے محفوظ رہنے پر شکر ادا کیا ہے اور مجھ سے ہمدردی ظاہر کی ہے میں انکی غائبانہ عنایت فرمائی کے لئے جزاہم اللہ احسن الجزا کے سوا کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اس مقدمہ کے مزید کوائف یہ ہیں کہ موضع دیہنے تحصیل بٹالہ کے زمینداروں میں سے دو ملزم جیسے دور کے والے اور میرے دوسرے رفیق سفر نے شناخت کر لیا ہیں

یہاں خدا بخش صاحب سب انسپکٹر بٹالہ نے (جو تفتیش کر رہے تھے) دونوں ملزموں کو گرفتار کر لیا ہے اور اسی گاؤں کے دو اور آدمی بھی گرفتار کئے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے ایک واردات اس قسم کی کی تھی۔ اس واردات میں بھی جملہ کرنیوالوں میں سے بھی ایک مشتبہ تھا۔ ایسا ہی اس تفتیش کے دوران میں شہر سے بنا جا رہا ہے گا ایک مقدمہ بھی برآمد ہو گیا ہے۔ اب ان ملزمان کا باضابطہ چالان عدالت میں کیا جاویگا اور نتیجہ سے پھر اطلاع دیجاویگی۔

پوسٹماسٹر گورداسپور

گورداسپور کے پوسٹماسٹر صاحب لالہ تارا چند سپرے گذشتہ ہفتہ کے نوٹ کو پڑھکر بہت بیقرار ہوئے ہیں اور انہوں نے تحکمانہ لہجہ میں ایک دھمکی سے بھرا ہوا خط مجھے لکھا ہے شاید خط لکھتے وقت انہوں نے خیال کیا ہوگا کہ میں غلام قادر جیسی رسال سے جواب طلب کر رہا ہوں پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور یاد رکھیں کہ ایڈیٹر الحکم نے گولیاں نہیں کھیلا ہے۔ جو ان کی اس قسم کی دھمکیوں کی پروا کرے گا۔ وہ واقعات کی بنا پر ان مضامین کے لکھنے سے رک نہیں سکتا جو اس کے فرض منصبی کے اندر ہیں وہ اپنی قانونی ذمہ داریوں کو پوسٹماسٹر صاحب گورداسپور سے بہت زیادہ سمجھتا ہے۔ پوسٹماسٹر صاحب کو یہ حق تو ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی امر خلاف واقعہ وہ سمجھتے ہیں تو اس کی معقول تردید کریں۔ لیکن یہ ان کا حق نہیں ہے کہ وہ ناجائز دباؤ ڈال کر اس سلسلہ تحریر کو بند کرنا چاہیں۔ ہاں مجھے بھی کوئی ضد اور دشمنی نہیں اگر اصلاح ہو جاوے تو مجھے اخبار میں ایسے مباحث کے چھیڑنے کی حاجت نہیں۔ بہر حال اگر ضرورت ہوئی تو پوسٹماسٹر صاحب کی چٹھیوں کو اخبار میں درج کر دیا جاوے گا تاکہ ناظرین کو پوسٹماسٹر صاحب کی گرما گرم طبیعت کا اندازہ ہو جاوے۔

نواب محسن الملک فوت ہو گئے

نواب محسن الملک کا نام اخباری دنیا اور مسلمان کمیونٹی میں خاص عزت سے لیا جاتا ہے اور فی الحقیقت دنیوی پہلو کے لحاظ سے یہ شخص مسلمانوں کے لئے قابل قدر آدمی تھا۔ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو شملہ پر محسن الملک کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علی گڈھ کالج کے سکرٹری کا سوال مسلمانوں کے لئے اب ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہوگا۔ اور سکرٹری کے انتخاب کے ساتھ کالج کی زندگی اور موت کا سوال وابستہ ہے۔ نواب محسن الملک مرحوم سرسید کے مذہبی اصولوں سے متفق نہ تھے بلکہ ان سے اکثر مسائل میں اختلاف کرتے اور جھگڑتے تھے تاہم کالج کے مقاصد میں ان کے زبردست حامی اور انکی موت کے بعد نہایت بہترین جانشین ثابت ہوئے۔ افسوس ہے کہ انہوں نے خلیفۃ المہدی کا زمانہ پایا اور وہ اس سے فائدہ اور فیض نہ اٹھا سکے اور انکی ساری تگ و دو کالج ہی تک رہی اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ انپر رحم کرے اور انکی خطاؤں سے درگذر فرماوے۔ (آمین)

قانون انسداد مجالس باغیانہ

۱۸ ماہ رواں کو وائسرائے بہادر کی امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے سامنے ایک ایسا مسودہ پیش ہونیوالا تھا جو ایسے جلسوں پر عاید ہوگا جن کے انعقاد سے اشاعت بغاوت یا امن عامہ میں نقص واقع ہونیکا احتمال ہو اس واسطے ان جلسوں کے انسداد کے واسطے حسب ذیل دفعات اس قانون میں وضع کیگئی ہیں۔

اول - اس قانون کا نام قانون انسداد مجالس مفویانہ سنہ ۱۹۱۱ء ہوگا۔

(۲) یہ قانون تمام برٹش ہندوستان پر عاید ہوگا (دیسی ریاستیں اس سے مستثنیٰ ہیں) مگر اسپر صرف ایسے صوبوں میں عملدرآمد ہوگا۔ جنکا گورنر جنرل باجلاس کونسل وقتاً فوقتاً گزٹ ہند میں اعلان کرے گا

دوم - صوبوں کی گورنمنٹیں اپنے لوکل گزٹوں میں اس صوبہ کے تمام علاقہ یا اس کے کسی حصہ میں جس کا اعلان گزٹ ہند میں ہوچکا ہے۔ جلسوں کا امتناع مشتہر کر سکتی - اور اسس حصہ کو مشتہر رقبہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

سوم - (۱) اس قانون میں "پبلک میٹنگ" (جلسہ عام) سے ایسا جلسہ مراد ہے جہاں ہر کوئی جانے کا مجاز ہو۔ یا جہاں کسی ایسے مبحث پر بحث ہونیوالی ہو۔ جس سے بدمزگی یا نقص امن واقعہ ہونے کا احتمال ہو۔ یا جہاں کسی ملکی مسئلہ پر حاضرین میں سے ایک یا زیادہ آدمی بحث کرنیوالے ہوں اور جہاں اسس قسم کے مضمون کے متعلق تحریری یا چھپے ہوئے رسایل اور اشتہار نمایاں کئے جاتے ہوں یا تقسیم ہوتے ہوں۔

(۲) اگر کسی پرائیویٹ جگہ میں جلسہ کیا گیا ہو اور داخلہ ٹکٹوں سے یا کسی اور ذریعہ سے محدود ہو۔ تو بھی ایسا جلسہ "پبلک میٹنگ" سمجھا جائیگا۔

(۳) بیس آدمیوں کا مجمع بھی اس قانون کی روسے "پبلک میٹنگ" شمار ہوگا تاوقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہ کیا جاوے۔

چہارم - (۱) رقبہ مشتہرہ میں کوئی جلسہ عام منعقد نہیں ہوگا۔

(ا) تاوقتیکہ سات روز پیشتر انعقاد جلسہ کی تحریری اطلاع پولیس سپرنٹنڈنٹ یا پولیس کمشنر کو نہ دیگئی ہو۔

(ب) پولیس سپرنٹنڈنٹ یا پولیس کمشنر سے تحریری اطلاع حاصل کئے بغیر کوئی جلسہ منعقد نہیں کیا جائے گا۔

(۲) پولیس کا ہر ایک افسر جو انسپکٹر سے کم تر درجہ کا نہ ہوگا اس قسم کے جلسے کی کارروائی کی رپورٹ تیار کرنیکو تحریری ہدایت سے ایک دو پولیس افسران یا دیگر اشخاص کو جلسہ میں بھیج سکتا ہے۔

پنجم - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر جیسی حالت ہو۔ جب چاہے تحریری حکم سے مشتہرہ رقبہ کے اندر ایسے جلسوں کی ممانعت کر سکتا ہے جس سے اس کی رائے میں بغاوت یا بد دلی پھیلنے یا امن عامہ میں نقص واقعہ ہونے کا احتمال ہو۔

ششم - (۱) جو شخص ایسا جلسہ منعقد کرے گا ... یا جلسہ ... جسکی بابت از روئے ضمن دفعہ ۴ اجازت نہ لیگئی ہو یا تحریری اطلاع نہ دیگئی ہو اسے (T) قید کی جسکی میعاد چھ ماہ سے زیادہ نہ ہوگی سزا دیجائیگی - یا جرمانہ اور قید دونوں کی سزا دیجاسکتی ہے

(۳) ہر ایک جلسہ جس کا امتناع دفعہ ۵ میں کیا گیا ہے تعزیرات ہند کی فصل نمبر ۸ اور ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی فصل نہم کے معنے کی رو سے ناجائز مجمع سمجھا جائیگا۔

ہفتم - کوئی آدمی رقبہ مشتہرہ رقبہ کی کسی پبلک جگہ میں یا کسی جگہ میں لوگ عموماً جمع ہوتے ہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا پولیس کمشنر سے تحریری اجازت حاصل کئے بغیر کسی ایسے مضمون پر جس سے بدمزگی یا امن عامہ کے نقص کا احتمال ہو۔ لیکچر دے یا تقریر کرے یا کسی ملکی مضمون کے متعلق چھپے ہوئے رسالے سامعین کو تقسیم کرے یا تحریری کاغذ نمایاں کرے بلا وارنٹ گرفتار ہوسکتا ہے اور ایسے قید کی سزا دیجاسکتی ہے جسکی میعاد چھ ماہ سے متجاوز نہ ہوگی یا جرمانہ اور قید ہر دو قسم کی سزا دیجاسکتی ہے۔

ہشتم - (۱) قواعد مجالس سنہ ۱۹۰۷ء جو ماہ مئی میں نافذ کیا گیا تھا اس قانون سے منسوخ کیا جاتا ہے

(۲) ضمن (۲) دفعہ اول قواعد مجالس کی رو سے جو اعلان نافذ کئے گئے ہوں وہ بدستور مروج رہیں گے اور ان کا اجرا اس قانون کی دفعہ ۲ کے رو سے سمجھنا چاہئے۔

(۳) قواعد مجالس ماہ مئی گذشتہ کے عملدرآمد جس کے متعلق اس قانون میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ کوئی اثر نہ ہوگا۔ اگر کوئی کارروائی ان قواعد کی رو سے کی گئی ہو یا کوئی شخص قواعد مذکور کی خلاف ورزی سے سزایاب ہوا ہو یا تفتیش کی کارروائی کیگئی ہو۔ یا کوئی قانونی کارروائی کی گئی ہو تو وہ بحال اور جاری رہے گی اور سزا دیجاسکتی ہے گویا کہ قواعد مذکورہ منسوخ نہیں ہوئے ہیں۔

مقاصد اور وجوہ دربارہ قانون ہذا

پنجاب اور مشرقی بنگال و آسام میں ایسے جلسوں کی کثرت کی وجہ سے جن کے وسیلہ سے بغاوت پھیلائی گئی - یا امن عامہ میں نقص واقع ہوا تھا گورنر جنرل نے امن و سکون اور قانون کیخاطر آرڈیننس نمبر اول سنہ ۱۹۰۷ء قانون کونسل ہائے ہند سنہ ۱۸۶۱ء کی دفعہ ۲۳ کی رو سے وضع کیا تھا تاکہ ان صوبوں کے جلسے باقاعدہ ہو جائیں۔ قواعد مجالس ۱۰ نومبر کو ختم ہو جائے گا۔ گذشتہ چھ ماہ کے واقعات سے گورنمنٹ ہند کو ضروری معلوم ہوا کہ امن عامہ اور اپنے قانون آبادی کے تحفظ کے واسطے ایک عام قانون بنا کر مفویانہ جلسوں کا مستقل انسداد کیا جائے اور حسب ضرورت ہندوستان کے کسی حصہ میں اس قانون کی دفعات کو نافذ کرنے کی کارروائی کیا جائے۔ یہ مسودہ جو شائع کیا جاتا ہے اسی غرض سے تیار کیا گیا ہے۔

ایچ - ایڈمسن

(روزانہ پیسہ)

جاکے دارالامان میں کیا دیکھا

اولیاء اللہ کے حضور حاضر ہونا پھر وہاں کی کیفیت کو ضبط تحریر میں لانا سطحی خیالات والے کے نزدیک شاید معمولی بات ہو مگر ہمارے نزدیک ہرگز ہرگز معمولی بات نہیں اور کہ وہاں کی کیفیت کو ضبط تحریر میں لانے کے لیے ہی ایک بڑے لمبے مضمون کی ضرورت ہے جس کی میرے جیسے عدیم الفرصت انسان کو فرصت نہیں کیونکہ اول تو ہم کو فرصت ہی میسر نہیں آتی کہ دارالامان میں اطمینان کے ساتھ کچھ روز رہ سکیں اور وہاں کی کیفیت سے حظ حاصل کر کے اسکی تصویر کھینچنے کے قابل ہو سکیں وجہ یہ کہ اگرچہ ہمارے دفتر میں تعطیلیں تو ضرور ہوتی ہیں مگر سخت ناقص طور پر یعنے اگر کوئی تعطیل چار دن کی آجاوے تو اس میں ایک دن یعنے تیسرے دن ضرور دفتر کی حاضری مقدم کر دیجاتی ہے کیا معنے کہ تیسرے روز دفتر چند گھنٹوں کے لئے ضرور کھلتا ہے جس کیوجہ سے دو دن سے زیادہ کہیں رہنا میسر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جسطرح کہ ہمارے پیارے بھائی اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی ایک دفعہ گھبرا کر چلا اٹھے تھے کہ ع مجھے ماں باپ کی خدمت سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ بارہا ہم کو بھی کہنا پڑتا ہے کہ ع ہمیں سرکار کی خدمت سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ مگر کیا کریں مجبور ہیں قہر درویش بر جان درویش۔

میرے پیارے بھائی بابو علی احمد صاحب کلرک دفتر چیف سپلائے اینڈ ٹرانسپورٹ لاہور چھاونی جن کے دل میں اپنے پیارے وآقا مسیح موعود علیہ السلام کے دیدار کا شوق زیادہ سے زیادہ جوش مار رہا تھا ایک عرصے سے جیسی کے خواہاں تھے یعنے چاہتے تھے کہ چار یا پانچ چھٹیاں ہوں تو دارالامان چلیں مگر ایسا موقع اب تک میسر نہ آتا دیکھکر آخرکار دسہرہ کی چھٹیوں پر عزم بالجزم کر لیا کہ ضرور چلیں گے چنانچہ ۱۳ تاریخ ماہ حال کو صبح کو روانہ ہوکر سوا بارہ بجے ہم دونوں دارالامان میں پہنچے۔ ہم دونوں کو ان دو تعطیلوں میں جو صرف ۱۳ و ۱۴ کی تھیں اور ۱۵ کو حاضری تھی صرف ۲۴ گھنٹے دارالامان میں رہنا میسر ہو سکا اور راستہ میں ہی ۶ گھنٹے چھ گھنٹے صرف ہوئے باقی ۱۸ گھنٹے رہے خیال کرنا چاہیے کہ ان ۱۸ گھنٹوں میں ہم نے دارالامان میں کیا دیکھا؟ ناظرین خود قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ بہت قلیل وقت ہے اس میں کوئی ایسا نظارہ مشکل سے نظر آسکتا ہے جسکی کیفیت کی کامل طور پر تصویر کھینچی جاسکے۔ مگر حضرت امام المتقین علیہ السلام کے بعض اعلےٰ نمونے دیکھنے کا اتفاق میسر آگیا اور نیز اور دوسرے امور بھی قابل ذکر ہیں اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ تھوڑی دیر کے لئے ناظرین کو تکلیف دیکر وہ اون کے آگے پیش کر دیں ممکن ہے کہ کچھ نہ ہو تو حضور کے اخلاق اور حضور کے اثر سے ہی کسی سعید روح کو فائدہ پہنچ جاوے۔

اگرچہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت بسبب زکام وکھانسی کے ناساز تھی مگر حضور کا قاعدہ ہے کہ جب ذرا بھی افاقہ ہو تو آپ ضرور باہر تشریف لایا کرتے ہیں چنانچہ نماز عصر کے وقت حضور تشریف لائے چونکہ نماز میں ذرا ابھی دیر تھی اس لئے حضور تھوڑی دیر بیٹھے مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوئیں مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے ہم کو اور بابو علی احمد صاحب کو یہ کہتے ہوئے کہ یہ بھائی میانمیر (لاہور چھاونی) سے آئے ہیں حضور سے ملایا اس کے بعد مفتی صاحب باہر کے بھائیوں کے آئے ہوئے خطوط کے متعلق گذارشیں کرتے رہے جن میں سے ایک خط میں یہ بھی تھا کہ ایک بھائی نے لکھا تھا کہ میرا ایک مقدمہ ہے اور فریق مخالف کے وکیل جناب نور احمد صاحب ہیں حضور ان کو منع کر دیں کہ میرے مخالف کی وکالت وہ نہ کریں۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ حق دیکھنا چاہیئے اگر ایک مخالف حق پر ہے تو اس کا مقدمہ لینے میں کوئی برائی نہیں ہے اور ایک مثال پیش کی کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں ایک یہودی اور ایک مسلمان کا بھی ایسا ہی واقعہ پیش آگیا تھا مگر یہودی حق پر تھا سو آنحضرت صلعم نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا تھا۔ پھر خواجہ کمال الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ نظیر ہمارے لئے کافی ہے اور اسی کو زیر نظر رکھنا چاہیئے۔ اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کے اندر حق پرستی کا مادہ کس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور کسقدر آپ کی روح میں حق کا جوش ہے۔ اور کہ جو حضرات حضور کو متعصب کا خطاب دیتے ہیں وے کیسی شرمناک حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

مسجد مبارک کی عمارت زیر تعمیر ہے اور ماشاء اللہ مسجد مبارک میں اب بہت سی وسعت ہوگئی ہے جس سے احباب بہت سا فائدہ حاصل کر سکینگے حضرت اقدس کے ہمراہ نماز میں شامل ہونے سے بسبب تنگی جگہ کے جو بھائی محروم ہوجایا کرتے تھے اب وہ تنگی دور ہوگئی ہے یہ بھی اللہ تعالےٰ کا ایک فضل عظیم اور **وسع مکانک** کا ایک نیا نظارہ ہے۔

مفتی محمد صادق صاحب اور مولانا شیخ یعقوب علی صاحب تراب کے اخلاق تو ہیں ہی ماشاء اللہ قابل تعریف جنکی آزمائش کا ہم کو اکثر موقع ملا ہے۔ مگر اب کی دفعہ حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی کے اخلاق فاضلہ کی آزمایش کا اچھا خاصہ موقع نصیب ہوا۔ مسئلہ جواز سود کے متعلق جو کچھ مولانا نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی نے اپنی کتاب الحقوق والفرائض میں بحث کی ہے اوسپر دیر تک ہم مولانا سے گفتگو کرتے رہے آپ نے ہماری باتوں کو نہایت متانت سے سنا اور ایسا ہی ہر ایک استفسار کا نہایت مناسب اور عمدہ لہجہ میں جواب باصواب دیا مولانا کی اس خوش خلقی سے پیش آنے نے ہم کو بہت کچھ شکریہ کا موقع دیا۔

مولانا نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے ساتھ کچھ عرض و معروض کرنیکا ہم کو موقعہ نصیب نہیں ہو سکا۔ مگر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کے اخلاق سے ہم نے البتہ فائدہ اوٹھایا۔ ایسا ہی منشی برکت علی خاں محرر الحکم بھی قابل تعریف ہیں منشی محمد ظہیر الدین صاحب سب ایڈیٹر الحکم بھی اچھے اخلاق سے پیش آئے۔

نماز عصر کے بعد ایک ایسا عجیب نظارہ مسجد اقصےٰ میں دیکھنے میں آیا کہ سبحان اللہ! ہم نے دیکھا کہ نماز عصر سے فراغت پاتے ہی مدرسہ کے تمام طلبا ایسے ہی دوسرے تمام احباب کے علاوہ میگزین اور پریسوں کے ملازم وغیرہ وغیرہ تمام ملازم مسجد کے صحن میں حلقہ باندھکر اور قرآن شریف ہاتھوں میں لیکر جمع ہوگئے۔ وہاں حسن اتفاق سے ہماری اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی بھی ملاقات باہیں طور پر ہوگئی کہ بابو علی احمد صاحب میرے ساتھی کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب

ہم ایک دوسرے سے خوش اخلاقی میں بڑھے ہوئے ہیں اور یہ تمام ہمارے سید و مولا کی پاک صحبت کا اثر ہے اللہ تعالیٰ ہم میں بھی ایسی باتیں پیدا کر دے۔ آمین۔

بالآخر حضرت اقدس آپ امام المتقین جناب مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ احسان فرمایا ہے وہ بھی قابل ذکر ہے اور آپ کے اخلاق فاضلہ کا ایک نمونہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز ہیں اور ہمدردی بنی نوع آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ۱۴ تاریخ کو ہم نے واپس آنا تھا کیونکہ ۱۵ کو ہماری حاضری تھی صبح کی نماز میں حضرت اقدس بوجہ زکام و کھانسی کے تشریف نہ لا سکے ہم نے خواجہ کمال الدین صاحب سے کہا کہ اگر حضرت اقدس سے اجازت ملجاتی تو ہم چلے جاتے کیونکہ کل ہماری حاضری ہے خواجہ صاحب نے حضرت کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا جسمیں صرف ہم دونوں کا ذکر تھا حضرت اقدس رقعہ پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد تشریف لائے جس سے ہم دونوں کو اجازت طلب کرنیکا موقعہ بھی نصیب ہو گیا اور بابو علی احمد صاحب کی بیعت بھی ہو گئی خوش قسمتی سے یہ بڑا عمدہ موقع نصیب ہو گیا اسوقت سوائے خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے و بابو علی احمد صاحب اور خاکسار راقم السطور کے کوئی اور شخص نہ تھا اس سے ہر ایک بھائی خیال کر سکتا ہے کہ کیا عمدہ موقع نصیب ہو گیا۔ اس سے پہلے بھی ہم کو ایکدفعہ ایک نہایت ہی عمدہ موقع نصیب ہوا تھا اور وہ نہایت ہی مبارک موقع تھا۔ لاہور سے ہم چند بھائی دارالامان گئے تھے جنمیں مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر بھی تھے۔ منشی تاج الدین صاحب لاہوری بھی تھے اوس دن خوش قسمتی سے سونے کے لئے وہ جگہ میسر آگئی تھی کہ جہاں خدا کا مسیح سوتا ہے گرمیوں کا موسم تھا ۱۸۹۸ء کی سال تھی محرم کی نویں تاریخ تھی چہار ناکہ تمام شیعہ اور سنیہ خصلت ماتم حسین (علیہ السلام) میں مبتلا تھے وہاں ہم خدا تعالیٰ کی حمد سے رطب اللسان تھے اور خدا کے اس برگزیدہ کے حسن اخلاق کا تذکرہ ہمارا رگ و ریشہ کر رہا تھا۔

الحمد للہ و المنۃ کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو اس برگزیدہ بندہ کے پہچاننے کی بصیرت عطا کی پھر اس کے وجود سے ہمکو فائدہ پہونچایا۔ برادران! یہ سب اللہ تعالیٰ کے احسان ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنیکا وقت ہے کہ ہم سب جسطرح ایمان لائے ہیں اسیطرح عمل میں بھی ویسے ہی کامل و پختہ ہو جاویں جیسے کہ اسکے مبعوث کرنے سے مولا کریم کی منشاء ہے۔ آمین ثم آمین۔ یہ ہے مختصر سا جواب دارالامان میں جا کر کیا دیکھا کا۔

فالحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً ہو مولانا نعم المولا و نعم النصیر و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ فقط۔ خاکسار محمد حسین از لاہور رچپارٹی ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء

حکیم الامۃ اور تراویح

مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو درس قرآن شریف کے بعد ایک نوواردصاحب نے حضرت حکیم الامۃ سلمہ ربہ سے استفسار کیا کہ نماز تراویح کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا کہ میرے خیال میں ماہ رمضان میں ایک تو روزہ دن کا حکم ہے دوسرا حسب طاقت دوسروں کو کھانا کھلانا۔ تیسرا درس قرآن کا جو تھا قیام رمضان کیا یعنی نماز میں معمول سے زیادہ کوشش۔ صحابہ میں تین طریقہ قیام رمضان کے رائج تھے۔ بعض تو بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے تھے بعض آٹھ رکعتیں اور بعض صرف تہجد گھر میں پڑھ لیتے۔ اسپر نو وارد صاحب نے کہا کہ رسول اکرم سے تو نماز تراویح کا پڑھنا تین چار دن سے زیادہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے بعض لوگ اسکو بدعت عمری کہتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا۔ کہ خواہ آنحضرت نے صرف ایک دن ہی نماز تراویح پڑھی ہو سنت تو ہو گئی۔ دوام نہ کرنے سے سنت تو نہیں ٹوٹتی۔ ہاں فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ مگر سنت پر عمل کرنا ہی تو چاہئے۔ اور یہ جو آپ نے بدعت عمری کہی ہے۔ اسمیں ہرج کیا ہے چلو بدعت عمری ہی سہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ اس آیت سے عمرؓ کی اتباع کا بھی تو حکم ہے۔ اگر ہم بیشک رسول اکرم کی اتباع جو صحابہ رضی اللہ عنہم کرتے تھے تو صرف اسی واسطے کہ اللہ کریم کا حکم ہے والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ اسپر صاحب موصوف بولے۔ کہ آپ کا اپنا عمل کسطرح سے ہے؟ حضرت حکیم الامۃ نے فرمایا کہ اپنے فتوی کے بخلاف عمل میں کسطرح کر سکتا ہوں۔ تراویح کے متعلق میرا فتوی تو یہی ہے جو میں نے بتا دیا۔ اگر کوئی عمدہ قرآن پڑھنے والا ہو تو اس کے پیچھے بیس رکعت بھی پڑھ لیتا ہوں۔ اور کبھی آٹھ رکعت ہی پڑھ لیتا ہوں اور کبھی صرف تہجد ہی پڑھ لیتا ہوں۔ یہاں تو کل سنت صحابہ کی پوری ہو جاتی ہے اور شاید آپ کو تو معلوم نہیں میں کوئی تین برس سے بیمار رہتا ہوں اسلئے آجکل بڑی مسجد میں جا نہیں سکتا۔ اسپر نووارد صاحب بولے کہ اب مجھے اچھی طرح سے یہ بات سمجھ میں آگئی ہے۔ (ظہیر)

پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ طلب

مسلمانوں کی حقوق کو تلف کرنے کیلئے جو ناجائز تدابیر اور مساعی کیجاتی ہیں میں نے وقتاً فوقتاً انپر روشنی ڈالی ہے۔ محکمہ ڈاکخانہ امرتسر ڈویژن کے متعلق مجھے ایک عرصہ سے مضامین لکھنے کا موقع ملا ہے اور بارہا میں نے مسلمانوں کی حقوق کو تلف ہونے سے بچانے کی سعی کی ہے جس میں اعلیٰ افسروں کی انصاف پسندی سے مجھے کامیابی ہوئی ہے۔ حال میں دو مسلمانوں کے حقوق کو امرتسر کے ہیڈ آفس میں تلف کیا گیا ہے اور میں گناہ سمجھتا ہوں اگر اس معاملہ کو صاحب پوسٹماسٹر جنرل کی توجہ کے لئے پیش نہ کروں امرتسر کے بڑے ڈاکخانہ میں دو آسامیاں ملعٹ کے گریڈ کی خالی تھیں۔ عام قاعدہ اور دستور کے موافق چاہئے تو یہ تھا کہ ان اسامیوں کے پر کرنے کیلئے گریڈیشن لسٹ کو دیکھ لیا جاتا اور جو ان اسامیوں کا مستحق ہوتا اسے دیجاتیں مگر برادران یوسف کی مہربانیاں کب اپنا اثر کئے بغیر رہ سکتی تھیں چنانچہ باہمی صلاح و مشورہ کے بعد وہ دونوں آسامیاں دو ہندوؤں کو یعنی ٹیک چند اور بھگت رام کلرکان ڈاکخانہ مذکور کو عطا کر دی گئیں حالانکہ منشی اللہ دتا کلرک ڈاکخانہ امرتسر اور منشی نورالدین سب پوسٹماسٹر کٹڑہ گھنگل ان دونوں سے سنیئر ہیں۔ یہ آسامیاں بجائے ٹیک چند اور بھگت رام کو ملنے کے منشی نورالدین اور منشی اللہ دتا کو ملنی چاہئے تھیں مگر ان دونوں کے حقوق کو تلف کر کے ٹیک چند اور بھگت رام کو دی گئی ہیں اگرچہ یہ تقرر امرتسر کے ہیڈ پوسٹماسٹر نے کیا ہے مگر وہ بوجہ نئے ہونے کے امرتسر ہیڈ آفس کے چلتے پرزوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے۔ بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ جب یہ معاملہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل کی توجہ میں آئیگا تو انصاف ہو کر رہیگا اس لئے کہ مسٹر میکسیول انصاف پسندی اور حق پژوہی میں مشہور ہیں اور انہیں پوری واقفیت ہے اگر گریڈیشن لسٹ کو دیکھ لیا جاوے اگر ٹیک چند اور بھگت رام واقعی حقدار ثابت ہوں تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ورنہ اس فروگذاشت کا مناسب انسداد ہونا چاہئے اور آئندہ کیلئے ایسی کارروائیوں کا مناسب تدارک کیا جاوے واقعات پر غور کرنے کے بعد صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن ہی اس کارروائی سے واقف

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الرحمٰن

۱۷؍ اکتوبر - بوقت سیر

ایک شخص نے سوال کیا کہ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ جل شانہ کا کس طرح کا نقشہ پیش نظر ہونا چاہیئے؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ موٹی بات ہے قرآن شریف میں لکھا ہے ادعوہ مخلصین لہ الدین ؂ اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہیئے۔ چاہیئے کہ اخلاص ہو احسان ہو اور اسکی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہے۔ عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اسطرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے۔ ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تاکہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے سچا تعلق ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے۔ اور یہی ساری نماز کا خلاصہ ہے اور یہ سارا سورہ فاتحہ میں ہی آ جاتا ہے دیکھو ایاک نعبد وایاک نستعین میں اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا گیا ہے اور امداد کے لیے خدا تعالیٰ سے ہی درخواست کیگئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور نصرت طلب کیگئی ہے۔ اور پھر اس کے بعد نبیوں اور رسولوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگی گئی ہے اور ان انعامات کو حاصل کرنے کیلئے درخواست کیگئی ہے جو نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے اس دنیا پر ظاہر ہوئے ہیں اور جو انہیں کی اتباع اور انہیں کے طریقہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا مانگی گئی ہے کہ ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے تیرے رسولوں اور نبیوں کا انکار کیا اور شوخی اور شرارت سے کام لیا اور اسی جہان میں ہی ان پر غضب نازل ہوا۔ یا جنہوں نے دنیا کو ہی اپنا اصلی مقصود سمجھ لیا اور راہ راست کو چھوڑ دیا۔ اصلی مقصد نماز کا تو دعا ہی ہے اور اس غرض سے دعا کرنی چاہیئے کہ اخلاص پیدا ہو اور خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو اور معصیت سے جو بہت بری بلا ہے اور نامۂ اعمال کو سیاہ کرتی ہے طبعی نفرت ہو۔ اور تزکیہ نفس اور روح القدس کی تائید ہو۔ دنیا کی سب چیزوں جاہ و جلال مال و دولت عزت و عظمت سے خدا مقدم ہو اور وہی سب سے عزیز اور پیارا ہو۔ اور اس کے سوائے جو شخص دوسرے قصے کہانیوں کے پیچھے لگا ہوا ہے جن کا کتاب اللہ میں ذکر تک نہیں۔ وہ گمراہ ہے اور محض جھوٹا ہے پھر نماز اصل میں ایک دعا ہے جو سکھائے ہوئے طریقہ سے مانگی جاتی ہے یعنی کبھی کھڑے ہونا پڑتا ہے کبھی جھکنا اور کبھی سجدہ کرنا پڑتا ہے۔ اور جو اصلیت کو نہیں سمجھتا وہ پوست پر ہاتھ مارتا ہے۔

فرمایا۔ مصائب اور شدائد کا آنا نہایت ضروری ہے کوئی نبی نہیں گذرا جس کا امتحان نہیں لیا گیا۔ جب کسی کا کوئی عزیز مر جاتا ہے تو اس کیلئے یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو ایک پہلو پر جا نیوالے لوگ مشرک ہوتے ہیں۔ آخر خدا کی طرف قدم اٹھانے اور حقیقی طور پر اھدنا الصراط المستقیم والی دعا مانگنے کے یہی معنے تو ہیں کہ خدایا وہ راہ دکھا جس سے تو راضی ہو اور جس پر چل کر نبی کامیاب اور بامراد ہوئے آخر جب نبیوں والی راہ پر چلنے کے لئے دعا کیجاوے گی تو پھر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے اور ثابت قدمی کے واسطے خدا سے مدد طلب کرتے رہنا چاہیئے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ صحت و عافیت بھی رہے مال و دولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی اور جانی آرام بھی ہوں کوئی ابتلا بھی نہ آوے اور پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جاوے وہ ابلہ ہے وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا ہے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا۔ حضرت ابراہیم پر دیکھو کیسا نازک ابتلا آیا تھا اور پھر اس کے بعد سب نبیوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم صلعم کا زمانہ آگیا۔ دیکھو ان کو پیدا ہوتے ہی یتیمی کا سامنا ہوا۔ یتیمی بھی تو بری بلا ہے خدا جانے کیا کیا دکھ اٹھانے اور پھر دعویٰ کرتے ہی مصیبتوں کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

یاد رکھو انبیا کا دوسرا نام اہل بلا و اہل ابتلا بھی ہے ابتلاؤں سے کوئی نبی بھی خالی نہیں رہا۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے۔ اور پھر انبیا کو تو رہنے دو۔ امام حسین کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں آخری وقت میں جو ان کو ابتلا آیا تھا کتنا خوفناک ہے لکھا ہے کہ اسوقت انکی عمر ۵۷ برس کی تھی اور کچھ آدمی انکے ساتھ تھے جب ۱۶ یا ۱۷ آدمی ان کے مارے گئے۔ اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرہ بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا جاہل تو کہیں گے کہ وہ گنہگار اور بداعمال تھے اسلیئے انپر یہ تکلیف آئی مگر انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ آرام سے کوئی درجہ نہیں ملا کرتا۔ جو لوگ ایک ہی پہلو پر زور دیئے جاتے ہیں اور ابتلاؤں اور آزمائشوں میں صبر کرنا نہیں چاہتے اندیشہ ہے کہ وہ دین ہی چھوڑ دیں جیسے کہ شیعہ لوگ ہیں کہ اس حقیقت کو تو دیکھتے نہیں جو امتحانوں اور آزمائشوں کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے اور نہ ہی اسکی پروا کرتے ہیں مگر سیاپا لگاتار کئے جاتے ہیں اور چھوڑنے میں نہیں آتے۔ کیا امام حسین نے انہیں وصیت کی تھی کہ میرے بعد میرا سیاپا کرتے رہنا۔ یاد رکھو جتنے اولیا ء اللہ اور مقرب لوگ گذرے ہیں انکے بڑے بڑے تلخ امتحان ہوئے ہیں۔ اور جو پہلوں کا حال ہے وہ آنے والوں کے لئے ایک سبق ہے۔ یہ تو بڑی غلطی ہے کہ ایک طرف تو انسان چاہے کہ ہر طرح کی آسودگی اور آرام ہو اور خوشنودی کے سب سامان مہیا ہوں اور دوسری طرف مقرب اللہ بھی بنجاوے یہ تو ایسا مشکل ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا بلکہ اس سے بھی ناممکن۔ جبتک ابتلاؤں

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

ساڑھے تیرہ سو برس گذرنے کو آئے جب خدا نے محض اپنے فضل سے ایک روشن چراغ کو منور کرنے کا ارادہ کیا اور دنیا کو اپنی ہستی اور مالکانہ اختیارات کا ایک زندہ ثبوت دینا چاہا چنانچہ اس نے ایک شخص کو پیدا کیا جس کے والدین بچپن میں ہی فوت کر دیئے اور دنیا پر اسکی یتیمانہ حالت اور بے بسی اور بے کسی کا زمانہ ظاہر کر کے جتلا دیا کہ دنیا کے فرزند کیا جانتے ہیں کہ یہ کیسا در یتیم ہے اور کس قادر اور توانا ہستی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ وہ بچہ یتیم بیکس اور حلیم الطبع تھا۔ اور بظاہر نظر دوسروں کا دست نگر تھا دنیا کے سرد و گرم اور اتار چڑھاؤ سے بالکل ناواقف اور محض نابلد تھا۔ دوسروں کی نگرانی میں پرورش پاتا اور یتیموں کیطرح اپنی حاجات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ دنیا کے کیڑے کبھی بھولے سے بھی یہ خیال دل میں نہ لاتے تھے کہ یہ وہ پاک روح ہے جو کروڑہا مخلوقات کو اپنی طرف کھینچے گی اور لکھوکہا انسان اس کے اشارہ پر ہی سر کٹوانے کو تیار ہو جاویں گے اور اپنے خونوں کو پانی کیطرح بہا کر عزیز جانوں کو اس کے حکم سے خرچ کریں گے۔ وہ بچہ اپنے ہم جولیوں سے کھیلتا بھی تھا اچھلتا اور کودتا بھی تھا۔ دوسروں کیطرح ہی کھاتا پیتا اور روتا چلاتا تھا مگر فرق تھا تو یہ تھا کہ دوسرے لڑکے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنے والدین کو مجبور کرتے اور انہیں کو اپنا معبود سمجھتے تھے مگر یہ اندر ہی اندر کچھ کے کچھ خیالات دوڑا کر خاموش ہو رہتا۔ اس کا معبود کوئی اور ہی تھا وہ اُسی سے سرور حاصل کرتا۔ اور اپنی خواہشات کو پورا کرتا تھا۔ اس کی روح دن بدن عروج پر تھی اور ایک لامحدود ہستی کیطرف بلند پرواز یاں کر رہی تھی وہ اپنے سارے آرام اور ذرائع اُسی ایک ہستی میں معلوم کرتا تھا۔ اور اگر کبھی اپنے اندر گھبراہٹ اور بے چینی پاتا تو خلوت میں جا کر اپنے دل کے بخار نکال لیتا اور اپنے آنسوؤں سے دل کو ٹھنڈا کرتا اور اُسی ایک سے اپنی امیدیں پوری کرنی چاہتا وہ بچپن سے ہی اس دنیا کو چند روزہ اور فانی سمجھتا تھا اور اپنا حقیقی کارساز اور امیدوں کا بر لانیوالا صرف ایک غیب الغیب احد صمد اور اسی ہستی کو سمجھتا تھا۔ مگر یہ جو کچھ تھا اندر ہی اندر تھا دنی الطبع لوگ ان بھیدوں سے واقف نہ تھے۔ وہ بچہ ان لوگوں کے سامنے جوان ہوا اسکی راستبازی پاک دامنی صاف دلی اور دیانتداری کے سب چھوٹے بڑے قائل تھے اور ہر ایک نیک مجلس میں اسکی مدح سرائی کیجاتی تھی ---

+ + + + + + + + + + + + + + + + + +

ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے تجارت کا کام سیکھا۔ وہ اوّل درجہ کا دیانتدار سوداگر اور اپنا نامدار تجار تھا۔ مگر باوجود دنیا کے اتنے بڑے دھندے میں مستغرق اور منہمک ہونے کے وہ بالکل الگ تھلگ تھا۔ وہ اپنے ہر فعل اور ہر قول میں اُسی ایک حقیقی مالک الملک اور کارساز سے مدد مانگتا تھا۔ وہ اگر کوئی نگاہ تو اسباب پر ہوا کرتی تھی مگر وہ حقیقی اور اصلی مسبب الاسباب کو تکتا تھا۔ اسی اثنا میں اسکی شادی بھی ہو گئی اور ایک بڑی مالدار دیانتدار اور نیک عورت نے اسے اپنے لئے انتخاب کیا۔ ہر طرح سے اس کے ساتھ بڑے بڑے سلوک سے تعلقات قائم کئے گئے اور چاروں طرف سے گھیرنا چاہا مگر جوں جوں دنیا اسکی طرف لپکتی تھی توں توں وہ اس سے آزاد ہو کر اور بڑے حوصلہ سے کام لیکر دنیا پیچھا چھڑائے جاتا تھا۔ ہوتے ہوتے اس کے قوائے اپنے پورے کمال کو پہنچ گئے۔ اور وہ اس منزل کے سب امتحانوں اور ابتلاؤں میں پورا اترا۔ دنیا تو اسے کچھ اور ہی سمجھے بیٹھی تھی مگر ہونا وہی تھا جو پہلے ہی سے مقدر تھا خواہ دنیا لاکھ روڑے اٹکائے کرے ہزاروں جد و جہد اور کوششیں کرے اور کروڑوں مرتبہ سر پٹکے مگر آخر جن کاموں کو خدا کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر ہی رہتے ہیں ؎

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

وہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ جب پھل دینے پر آیا۔ تو باغبان نے مختلف حالتوں میں اسکی مختلف طریقوں سے آبپاشی کی جب ہر طرح سے اسکی درستی ہو گئی تو اس نے بے بہا پھل دینے شروع کئے ان پھلوں میں کچھ عجیب عجیب تاثیریں تھیں ہزارہا قسم کی ردی اور مہلک بیماریاں اُن کے استعمال کرنے سے دور ہوتی تھیں۔ اور ہزاروں کو فائدہ پہنچتا تھا۔ مگر یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ دنی الطبع لوگ باوجودیکہ قدر ذائقہ چکھنے اور فائدہ اٹھانے کے اس پھل کے اصلی نام سے ہی واقف نہ ہو سکے اور سوائے ایک دو آدمیوں کے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آیا کہ اس حقیقی رب اور پرورش کرنیوالے کیطرف نظر کریں جس سے اس درخت کی جڑیں رطوبت حاصل کرتی تھیں۔ جب وہ درخت اپنے پورے زور پر تھا تو آواز دینے والے نے آواز دی کہ اے میرے ہاتھ کے لگائے ہوئے پاک اور مطہر درخت تو دنیا کو کہدے کہ میں ایک رسولی درخت ہوں۔ دن بدن بڑھوں گا اور پھولوں گا ہزارہا لوگ میرے سایہ کے نیچے آ کر آرام لیں گے کروڑوں درخت میرے ہی بیجوں سے اگیں گے باد مخالف مجھپر اثر نہیں کر سکتی۔ ہزاروں جھونکے آئیں اور آندھیاں چلیں اور طوفان اڈھتے چلے آئیں مگر میرے بیج بڑھیں گے اور درختوں کی شکل میں نمودار ہوں گے۔ اور ایک وقت آئے گا جب یہ درخت اپنے پورے کمال کو پہنچیں گے اور دنیا حیرت کی نگاہ سے دیکھے گی۔ اگر درمیانی عرصہ میں وہ درخت بے پھل اور خشک سے نظر آئیں تو گھبراؤ مت کہ آخر ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو بہار کا موسم ہے۔ ناظرین یہ پاک اور نوری درخت ہمارے حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبین کا وجود باجود ہے اور آواز دینے والا اللہ کریم خالق الکل اور مالک الکل اور حقیقی رب ہے وہ ذرہ ذرہ کی پرورش کرتا اور ادنیٰ سے اعلیٰ حالت تک پہنچاتا ہے وہی ہے جو خود مست ہو کر اپنی قدرت کاملہ سے دوسری چیزوں کو ہست کرتا ہے اور اپنی ہستی کا زندہ ثبوت دینے کے لئے مناسب وقتو نپر اپنے رسول مبعوث کرتا رہتا ہے۔ اور مخلوقات کو اپنی مرضی سے مطلع کرتا ہے۔ وہ بڑا مہربان اور رحیم خدا ہے جس نے یہ معلوم کر کے کہ انسان نہایت کمزور ہستی ہے اور خواہ کتنی ہی کوشش کرے دوسرے انسان کی مرضی سے ہی بخوبی آگاہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ شخص خود اپنی مرضی کو ظاہر نہ کرے اس لئے اس نے محض اپنے فضل سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کا قانون مقرر کیا۔ اور وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہنا اور اپنے پہلے احکام اور قدرت نمائیوں کو قصوں اور کہانیوں کے درجہ سے نکال کر واقعات حقہ اور یقینیہ ثابت کرنا نہایت ضروری سمجھا۔ اور اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے اس نے محمد رسول اللہ صلعم کو مبعوث کیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً کا اعلان

(نجم محمد)

سنا دیئے اور ساتھ ہی وعدہ دیا کہ مخالفوں کی مخالفت اور دشمنوں کی دشمنی اور قاتلوں کے قتل سے میں تجھے محفوظ رکھوں گا اور واللہ یعصمک من الناس[۱] والی اقتداری پیشگوئی بڑے زور شور سے تمام معاندوں خون کے پیاسوں اور جانی دشمنوں کے سامنے سنادی اور بڑے دعویٰ سے سنادی کہ **خالق الکل اور مالک الکل خدا** تمہارے ہر ایک طرح کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا۔ اللہ اللہ کتنا بڑا دعویٰ ہے وہ یتیم بیکس حلیم دل انسان خدا کی بیشمار رحمتیں اور برکتیں ہر آن اسپر نازل ہوتی رہیں اپنے تمام مخالفوں کو للکار کر کہتا ہے کہ باوجود تم لوگوں کی کوششوں اور طرح طرح کے منصوبوں اور قتل کے ارادوں کے میرا مولا اور میرا حقیقی حافظ اور ناصر تمہارے ہر ایک طرح کے شرارت و منصوبہ سے مجھے بچائے رکھے گا۔ کیا کوئی دنیا کا عقلمند وسایل اور اسباب پر غور کر کے نتیجہ نکالنے والا ایک منٹ کے لئے بھی اس دعوے کو باور کر سکتا ہے؟ اور ہونے سے ہی دل میں خیال لا سکتا ہے کہ ایک یتیم بیکس بے سروسامان شخص کا کوئی **خفیہ دوست اور مولا** اس کے تمام دشمنوں سے اُسے محفوظ رکھے گا؟ اللہ اکبر کتنا بڑا عظیم الشان دعویٰ ہے اور کسی **خفیہ ہستی** پر کیسا **حق الیقین** ہے، مگر افسوس کہ اس دعوے کے سنتے ہی وہی لوگ آنحضرت صلعم کو (معاذ اللہ) مجنوں سودائی جادوگر اور دوکاندار وغیرہ کہنے لگ گئے جو پہلے آنحضرت صلعم کی عقلمندی دیانتداری اور راستبازی کے گیت گاتے تھے۔ اور دعوے سنتے ہی کوئی کہنے لگ گیا کہ آنحضرت صلعم کو (معاذ اللہ) دنیا کی طمع لگ گئی اور روپیہ کمانے کا ایک ڈھنگ نکال لیا اور یہ سارا **سلسلہ محض ایک دوکانداری ہے**۔ اور معاذ اللہ وہ سب الزام لگاتے جو اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ أَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا[۲] کے تحت میں داخل ہیں اور باوجودیکہ آنحضرت صلعم نے انکو بارہا سمجھایا کہ دیکھو چالیس برس تک اس سے پہلے میں نے تم ہی میں گزارے اور تم سب لوگ میری راستبازی اور دیانتداری کے گواہ ہو تو کیا اب ہی میں جھوٹ بولنے لگ گیا اور بار بار فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ[۳] کا دعویٰ پیش کر کے انکو سمجھاتا جاتا مگر (معاذ اللہ) وہ لوگ هٰذَا سِحْرٌ كَذَّابٌ[۴] اور أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ[۵] بکا ہی کہتے رہے کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ جلد بازی سے کام نہ لیتے اور راستباز کے دعویدار کے انجام کو دیکھتے جو زمین و آسمان کے خالق اور حقیقی مالک کے ساتھ کلام کرنے اور اپنی سچی محبت اور دوستداری کا دم مارتا تھا مگر افسوس کہ انہوں نے ذرہ بھی پرواہ نہ کی۔ جہانتک میں سوچتا ہوں مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُن لوگوں کو خدا کے ساتھ محبت ہوتی اور انکی دشمنیں اور دوستیں خدا کے لئے ہوتیں اور وہ خدا سے پیار کرنیوالے ہوتے اور اسی کو اپنا معشوق سمجھنے والے ہوتے تو ہرگز ہرگز تکذیب اور مخالفت کے درپے نہ ہوتے اور ایسی منصوبہ بازیوں اور بیجا افترا پردازیوں پر کمر نہ باندھتے کیونکہ آنحضرت صلعم نے اور تو کچھ نہیں کہا تھا انہوں نے تو یہی فرمایا تھا کہ وہ خدا جس کو تم لوگ ڈھونڈھتے ہو اور بعضے تم میں سے اسکی عاشقیت کا دم بھرتے ہو اور اکثر اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اس سے غافل ہو بیٹھے ہو اور بتوں کی روگردان ہو گئے ہو وہ میرے ساتھ بولا ہے اور اس نے اپنی ہستی کا مجھے آپ ثبوت دیا ہے اور وہی زندہ خالق الکل اور مالک الکل خدا ہے۔ اگر تم حقیقی طور پر اسکی جستجو کرنیوالے ہو اور اسکی محبت کا دم بھرنیوالے ہو تو پھر میرے پیچھے ہو لو تا کہ میں تمہیں اس حقیقی دلدار کی باتیں سناؤں اور میری باتیں بنی سنائی نہیں ہیں بلکہ میں تو اسی کی طرف سے چند باتیں بتانے کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں مگر وہ تو رسوم کے پابند تھے ان کے معشوق تو بیجان بت اور خالی سکہ تھے۔ اس لئے آنحضرت صلعم کا دعوے سنتے ہی وہ لوگ آگ بگولا ہو گئے اور مخالفت پر کمر باندھ لی۔ عقلمند سوچ سکتے ہیں کہ اگر انہیں خدا سے محبت ہوتی اور اس کے سچے عاشق ہوتے تو خواہ کوئی جھوٹ موٹ اور تصنع سے ہی باتیں سناتا مگر وہ مزے سے سنتے۔ کیونکہ ہم دنیا میں ان کے افعال اور اقوال کو بنظر غور دیکھنے سے معلوم کرتے ہیں کہ جن سے ان کو کسیقدر بھی سچی محبت ہوتی ہے ان کے حالات اور خیالات کو بڑے تپاک سے سنتے ہیں اور خواہ کوئی جھوٹی باتیں ہی انہیں بتائے مگر وہ انہیں کو ہی سچا سمجھ لیتے ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ان کے معشوق کی جائے رہایش کا ہی ذکر کیا جاوے تو طبعاً ان کے چہروں پر بشاشت اور خوشی کے آثار دکھائی دیتے ہیں اور بار بار ان باتوں کو سننا چاہتے ہیں اور ان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ ایسے راوی کی تکذیب اور تردید کریں۔ بلکہ اس کے سلسلہ کلام کو لمبا کرنے کے لئے طرح طرح کے پہلو اختیار کرتے ہیں۔ اور دل ہی دل میں بات بات پر قربان ہوتے جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جب حقیقی معشوق اور سچے دلدار کی باتیں سنانیوالا آیا اور معشوق حقیقی خدا کی بڑی بڑی نصرتیں رحمتیں اور برکتیں اسپر ہوں ان کے سامنے جلوہ گر ہوا تو چمگادڑ کیطرح روشنی سے دشمنی اور اندھیرے سے پیار کرنے لگ گئے اور بڑے زور شور سے مخالفت پر کمر باندھ لی۔ اور ہر حیلہ اور بہانہ سے اسے نابود کرنا چاہا۔ اور خدا کے اس وعدہ کو جو اس نے اپنے پیارے نبی سے کئی برس پہلے سے ہی کیا ہوا تھا کہ یہ لوگ **تیری سخت مخالفت کریں گے اور تجھے تباہ کرنے کیلئے منصوبہ بازیاں کریں گے لیکن میں تجھے ان کے شر سے بچاؤں گا**۔ ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ اور باوجود دعوے سننے کے اور اس تحدیانہ پیشگوئی کو جاننے کے اپنی اس کرتوت سے باخبر نہ ہو سکے۔ اور سرمستوں اور مدہوشوں کیطرح اس پاک اور مطہر انسان صلعم کی تکذیب اور تفسیق پر ڈٹے رہے اور اپنا پورا زور لگایا۔ اور اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اور جتنے فریب اور دہو کے انکی سمجھ میں آسکے سب پر عمل کیا مگر آخر انہیں نامراد اور ناکامیاب ہی رہنا پڑا اور خدا کی خدائی اور ایک زندہ ہستی کی موجودگی پر انہیں مہر لگانی پڑی۔ — اللہ اللہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بیکس اور بے بس انسان اپنی کمزوری اور بے سروسامانی کیحالت میں ایک دعویٰ کرتا ہے اور دعویٰ بھی ایسا جس سے مخالف جتھہ داروں اور بڑے بڑے جباروں طاقتوروں اور اقتداروں کے سینے چِر گئے دل جل گئے اور بدن جلنے لگے اور جس کے سنتے ہی سب کے سب مل ملا کر اس غریب انسان کو تباہ کرنے پر اپنے پورے زور سے مستعد ہو گئے۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ وہ بیکس انسان ان کو بار بار سنائے جاتا ہے کہ تمہاری کوششیں اور مخالفتیں آخر رہجائینگی اور تم نامراد اور ناکامیاب رہجاؤ گے اور مظفر اور منصور ہوتا اور فتحمندی اور کامیابی کا جھنڈا بلند کرنا میرا ہی حق ہے اور یہ وہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر اور آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان کر دینے والا

ڈائری

مومن کی فراست سے بچو — بعض دوستوں نے حضرت کی خدمت میں ایک شخص کی سفارش کی۔ کہ وہ اب اپنی اصلاح کر رہا ہے۔ فرمایا اتقوا فراسة المومن۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔ میری فراست اس کی حالت کو تم سے بہتر جانتی ہے۔ فرمایا ایک بزرگ کے پاس دو شیعہ آئے اور اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا اور اس بزرگ سے سوال کیا۔ کہ اتقوا فراسة المومن کے کیا معنے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے شیعہ پن سے توبہ کرو اور سچے دل سے سنی مسلمان بن جاؤ۔

خدا سے تسلی — فرمایا بعض نادان خیال کرتے ہیں۔ کہ مبارک احمد کا مرنا ہمارے واسطے کسی سخت رنج اور صدمہ کا سبب ہوا ہے وہ نہیں جانتے کہ اس واقعہ پر خدا تعالےٰ نے کس قدر تشفی اور تسلی اور اپنی خوشنودی کا اظہار اپنی پاک وحی کے ذریعہ سے کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہمارے صبر اور شکر اور والدہ مبارک احمد کے صبر پر جو خوشی کا اظہار کیا ہے اور فتح و نصرت کے وعدے دیئے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ خدا تیرے ہر قدم کے ساتھ ہوگا۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ والدہ مبارک احمد نے کہا کہ خدا کا خوش ہو جانا مجھے ایسا پیارا ہے۔ کہ اگر دو سو مبارک احمد مر جائے تو مجھے اس کا غم نہیں۔

مخالف سے بھی کس سلوک کی امید رکھنی چاہیئے — ایک دوست کو حضرت نے ایک مخالف کے کسی موقع پر سمجھانے کے واسطے تاکید کی۔ فرمایا وہ مانے یا نہ مانے۔ آپ تبلیغ کا حق ادا کریں۔ کیونکہ جو شخص تبلیغ کرتا ہے۔ اس کو بہر حال ثواب مل جاتا ہے اور تم یہ امید نہ رکھو کہ مخالف تمہارے ساتھ خوش خلقی یا تہذیب سے پیش آئے گا۔ کیونکہ وہ تو مخالف ہے۔ ہم کو برا جانتا ہے اس کے دل میں ہمارا ادب نہیں۔ جبتک کہ وہ دشمن ہے۔ اس کے دل میں نہ ہمارا ادب ہو سکتا ہے۔ نہ اعزاز اور خیر اندیشی اور نہ وہ منصف مزاجی سے گفتگو کر سکتا ہے۔ ایک دفعہ ایک ایلچی حضرت رسول کریم صلعم کے پاس آیا۔ وہ بار بار آپ کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑہاتا تھا۔ اور حضرت عمرؓ تلوار کے ساتھ اس کا ہاتھ ہٹاتے تھے۔ آخر حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روکدیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ ایسی گستاخی کرتا ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کو قتل کر دوں۔ مگر آنحضرت نے اسکی تمام گستاخی کی حلم کے ساتھ برداشت کی۔

سرشت زمین — فرمایا۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ گجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر اسلامی سرشت کی خاصیت رکھتی ہے ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا ہے اور کثرت سے مرید ہوئے ہیں۔ انکی تبلیغ کے خاص ذرائع پیدا کرنے چاہئیں۔

مرزا عزیز احمد صاحب نے تجدید بیعت کی — مرزا عزیز احمد صاحب[1] نے میانوالی سے مفصلہ ذیل خط حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

بخدمت امام زمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام۔

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

فدوی اپنے گذشتہ قصوروں کی معافی طلب کرتا ہے اور التجا کرتا ہے۔ کہ اس خاکسار کی گذشتہ کوتاہیوں کو معاف کر کے زمرہ تابعین میں شامل کیا جائے۔ نیز اس عاجز کے حق میں دعا فرماویں کہ آیندہ اللہ تعالےٰ ثابت قدم رکھے۔

حضور کا عاجز عزیز احمد۔

اس کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا۔

کہ ہم وہ قصور معاف کرتے ہیں۔ آیندہ اب تم پرہیزگار اور سچے مسلمانوں کیطرح زندگی بسر کرو اور بری صحبتوں سے پرہیز کرو۔ بری صحبتوں کا انجام آخر برا ہی ہوا کرتا ہے۔

[1] مرزا عزیز احمد صاحب آجکل بتقریب رخصت ہوہی یہاں آئے ہوئے ہیں (ایڈیٹر)

(بدر)

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۶ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے معہ محصولڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔

درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

258

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلائق کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دے سکتا اگر ایسا ہو تو ضرور رفتہ رفتہ اس کی چالبازی سے آگاہ ہو جائیگے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ شکی ہو جاتا ہے اور شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی دور حصہ میں گذرا ہو بلا چھان بین کے قبول کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ اشتہار کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جس جگہ آپ وہ اشخاص اور جس سے آپ مل سکتے ہیں اور جن سے ہم گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہو گا اب اس بیان کو پڑھئے۔ اکثر پی ایس کا ملا صاحب ایم۔ ٹی۔ ایچ امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالی جن کا دواخانہ کمائی بورہ کی دسویں گلی میں واقع ہے۔ فرماتے ہیں۔ میرا کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ ڈینے ڈون کی درد پشت اور گردوں کی گولیاں ڈونس بیک ایک کڈنی پلس اگردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور ذیابیطس کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھ یہ تجربہ کرکے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسی امراض کیلئے واقعی عجیب کارآمد دوا ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ ایسی امراض کیلئے جو دوائیاں ویکلائی ہیں ان سب سے یہ بدرجہا بہتر ہیں۔ اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھیئے ڈومن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں ڈونس بیک ایک کڈنی پلس آپکے لئے مخصوص ہیں۔ گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں۔ درد پشت اور پیچھے کے اعضاء میں درد۔ دردشقیقہ یعنی آدھا سیسی گٹھیا۔ چکر آنا بیخوابی اور دل کی بیقاعدہ حرکت وغیرہ ان بیماریوں کے خاص سبب وہ زہریلے مادے ہیں جن کو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈومن اور یہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے مبلغ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو یا نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کیجائیگی۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلا ئے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کیلئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز نسخہ اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مرعوبیت کی آہ و زاری آجکل جیسا دکھا رہی ہے لیکن ہمارا ان باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگائیے بھلا اس میں کیا کبھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہر جگہ امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند ہی روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ اثنا و اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی ناامیدی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جو بالطبع کیا ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی۔ بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسکو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۲

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ طب گڈھا ضلع دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں انبیاء علیہم کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفین کے اعتراضوں کو نیست و نابود کر دیا ہے قیمت ۱۲ر ست بچن ۱۰ر آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے نہایت ازہام کر دیا ہے خصوصیت کیا خوب جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۲ر سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۴ر نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کو عجیب رد قیمت ۴ر۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی کے پہنچے ہیں۔ یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کی قبولیت ہو گئی ہے قیمت فی پارہ (۱۲ر) سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ ہے مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ر سلک مروارید حصہ دوم۔ قیمت ۴ر

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سید ھو لیشی دار کشمیر کی لکڑی کے ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے لگے ہوئے نہایت پائیدار ہر قیمت ۱۲ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی ۲ کین ہینڈل ہو۔ دو ربڑ کے بیچ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ہے۔ کرکٹ بیٹ۔ آل کین۔ لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے عمدہ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہر

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳-۱۴ برس کے لئے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ

" " ۱۰-۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

بچوں کے لئے فٹ بال مع بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے

" " دھاگے کے بیچ

" " پریکٹس

کرکٹ ولس فی کاپی

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس رکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند

حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۲۰ [illegible]

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار کھلی تیار کی ہے جس میں خوشبودار معطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ استعمال سے داد خشکی۔ چھپ پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ۱۰ تار بختہ ایک روپیہ۔ اس سے کم خریدار کو ۸ تار فی روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتہر

مرزا قائم علی احمدی مالک کارخانہ قائمی ایجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے۔ وزن تخمیناً ۴ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۱۴ روپیہ اور درجہ دوم مبلغ ۱۰ روپے مبلغ ۵ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے بیلنے کماد کے بیلنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۷ء تک
وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے۔ اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن بوتکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

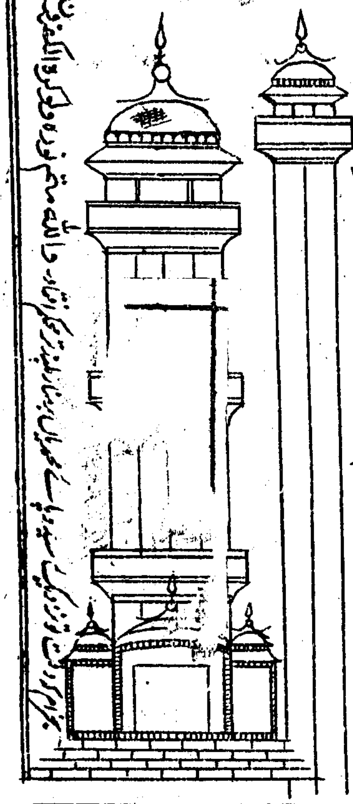

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باز گر آئی بیا در قادیاں ... شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

واسے لوگوں سے

نمبر ۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۳ رمضان ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

تازہ الہامات

۱۔ اُرِیْکَ مَا اُرِیْکَ وَمِنْ عَجَائِبَ مَا یَرْضِیْکَ
ترجمہ۔ میں تجھے دکھاؤں گا جو کچھ دکھاؤں گا اور نیز وہ عجائب باتیں دکھاؤں گا جن سے تو خوش ہوگا۔

۲۔ آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے (یعنی آیندہ کسی وقت لڑکا پیدا ہوگا)

۳۔ رَدَّ اِلَیْہَا رَوْحَہَا وَرَیْحَانَہَا۔
یعنی تمہاری بیوی کیطرف تازگی اور تازہ زندگی واپس آگئی۔

۴۔ وَاِمَّا تَرَیِنَّ اَحَدًا مِّنْہُمْ
اور اگر مخالفین یا معترضین میں سے تیرے پاس کوئی آوے (تَرَیِنَّ کے اسجگہ یہی معنے ہیں)

۵۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ
ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

۶۔ یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ۔
ترجمہ۔ وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔

۷۔ ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔

۸۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ
ترجمہ۔ تحقیق اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوے اختیار کرتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں۔

فرمایا۔ بعض متوحش خوابیں بھی ہیں جیساکہ بعض کو قبرستان میں دفن کیا

یک گونہ پسند سلوخ دیکھا ... نہیں کہ حقیقت کیا ہے اور کونسا محل ہے

انوار احمدیہ مشین پریس

آخر خدا تعالےٰ کے فضل وکرم نے تائید کی اور لیتھو کی مشین قادیان دارالامان میں پہونچکر ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے کام کرنے لگی ہے چنانچہ الحکم کا یہ نمبر اسی مشین پر چھاپا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ چھپائی میں اور بھی صفائی اور خوبی پیدا ہو جانے کی توقع ہے۔ ۲۷ و ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو حضرت حجۃ اللہ علے الارض حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انوار احمدیہ مشین پریس کو کام کرتے ہوئے خدام موجودہ دارالامان کے ساتھ ملاحظہ فرمایا اور ازبس محظوظ ہوئے۔
مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اس کاروبار میں برکت دیگا جو اسی کے فضل پر موقوف ہے خدا کرے کہ یہ سب کاروبار اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہو اور کسی فتنہ اور ابتلا کا باعث نہ ہو۔ اس کے ذریعہ سے وہ کام ہو جس کے لئے خدا نے اپنا مرسل ہم میں نازل کیا ہے۔
اس خوشی کی تقریب پر ایک اشتہار اگلے الحکم میں نکلے گا۔

منیجر

مومن کی تعریف

(تقریر بابو برکت علی احمدی بمقام شملہ)

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ ط بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ وان تطیعوا اللّٰہ و رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا۔ ان اللّٰہ غفور رحیم ○ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللّٰہ و رسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللّٰہ۔ اولٰئک ہم الصادقون ط

ترجمہ۔ گنواروں نے کہا ہم ایمان لائے۔ اُن کو کہو کہ تم ایمان نہیں لائے ولیکن کہو ہم مسلمان ہوئے۔ کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرو تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے۔ پھر کسی طرح کا شک نہ کیا اور اپنی مال اور جان کے ساتھ اللہ کے رستہ میں کوشش کی۔ ایسے لوگ سچے ایمان والے ہیں۔

اسلام کے معنے ہیں فرمانبرداری کرنا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اسلم۔ تو اُنھوں نے جواب دیا اسلمت لرب العالمین (میں پروردگار عالم کا مطیع ہوگیا) اور اطاعت کا وہ کمال دکھایا کہ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے طیار ہوگئے۔ پس مسلمان وہ ہے جو رضائے مولا کے آگے سر تسلیم خم کردے اور نہایت انکساری سے احکام خداوندی کو بجالائے۔ اُس کے حکموں کی متابعت میں نتیجہ کا خیال نہ کرے بلکہ جیسا ایک غلام اپنے آقا کا حکم مانتا ہے۔ اسی طرح نگر عاجزانہ بلاچون وچرا کا خیال دل میں لائے اللہ تعالےٰ کے حکموں کی متابعت کرے۔

ایمان کے معنے ہیں کسی بات پر اعتقاد رکھنا۔ پس مومن وہ ہے جو صدق دل سے قال اللہ اور قال الرسول پر اعتقاد رکھے اور ان پر ایسا یقین ہو جیسا کہ ایک انسان کو اس پر یقین ہوتا ہے کہ اگر وہ آگ میں ہاتھ ڈالے گا تو ہاتھ جل جائیگا۔ اور ان کی خلاف ورزی کی مطلقاً جرأت پیدا نہ ہو۔

ان حقیقی معنوں کے لحاظ سے مومن اور مسلمان کی تعریف میں چنداں فرق نہیں۔ بلکہ ان دونوں الفاظ میں اس قدر قریبی تعلق ہے کہ ان کو مترادف سمجھنا چاہیئے۔ مگر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے عوام الناس کے محاورہ میں الفاظ آمنا اور اسلمنا کو استعمال کیا ہے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت بیعت سے نابلد ہیں۔ اُن کو کہہ دے کہ تم صرف مُنہ کے اقرار سے مومن کہلانے کے مستحق نہیں ہوسکتے تم حلقہ اسلام میں داخل ہو۔ اس لئے کہہ سکتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ مگر چونکہ ایمان نے تمہارے دلوں میں گھر نہیں کیا۔ اس لئے تم مومن نہیں۔ مومن انسان تبھی ہوسکتا ہے جب ایمان اُس کے دل میں دخل کرے اور اس کی علامت یہ ہے کہ جب مومن اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی احادیث پر ایمان لاتا ہے اور کسی طرح کا اُس کو شُبہ نہیں رہتا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے رستہ میں یعنے ابتغاء لمرضات اللہ اور اشاعت دین کی خاطر۔ جان اور مال کے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتا۔ محض زبانی اقرار کچھ چیز نہیں۔ جب تک عملدرآمد نہ کیا جائے فائدہ مترتب نہیں ہوسکتا۔ ایمان کی تصدیق اعمال سے ہوتی ہے اللہ تعالےٰ ہمارے دلوں کے راز کے واقف ہیں۔ اُس کو ضرورت نہیں کہ وہ ہماری ایمانی حالت معلوم کرنے کے لئے ظاہری اعمال کا محتاج ہو۔ مگر جب انسان کا ایمان پکا ہوتا ہے تو قدرتاً اس سے اعمال حسنہ صادر ہوتے ہیں۔ اور کبھی ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف افعال شنیع کا مرتکب ہو۔ آئینہ کی طرح انسان کے افعال اس کی قلبی حالت کا پتہ دیتے ہیں۔ جو شخص مومن کہلاکر احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ ایمان واقعی طور پر اس کے دل میں داخل نہیں ہوا۔ انسان کے سینہ میں ایک دل ہے دو نہیں۔ پس ناممکن ہے کہ جب اس میں ایمان باللہ والرسول نے دخل کرلیا ہو۔ تو شیطان دست اندازی کرسکے۔

قرآن مجید نے انسان کی تین حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک حالت وہ ہوتی ہے کہ وہ نفس امارہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور حیوانوں کی طرح نفسانی جذبات اور شہوات کی پیروی کرتا ہے۔ اس درجہ سے گذر کر نفس لوامہ کی حالت پیدا ہوتی ہے اس حالت میں وہ فی سبیل اللہ مجاہدہ کرتا ہے۔ مگر کبھی کبھی شیطان اس کو دھوکہ دیدیتا ہے اور وہ پھسل پڑتا ہے۔ مگر پھر سنبھلتا ہے۔ توبہ کرتا ہے۔ رجوع الی الحق کرتا ہے اور استغفار پڑھتا ہے۔ اس کشمکش میں آخر وہ شیطان پر غالب آجاتا ہے اور نفس مطمئنہ کی حالت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور انسان حقیقی معنوں میں مومن مسلمان ہوجاتا ہے۔ اور وسوسہ شیطانی کا خوف نہیں رہتا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں میں شامل ہوجاتا ہے اور دُنیا اور آخرت میں جنت کا وارث قرار دیا جاتا ہے ○ پس جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو۔ مسلمان کو کسی منزل میں تھک کر ٹھیر جانا نہیں چاہیئے۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انسان ضعیف ہستی ہے وہ محض اپنی کوشش سے کچھ حاصل نہیں کرسکتا جبتک اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق نہ ملے۔ اور اُس کا فضل شامل حال نہ ہو۔ کچھ نہیں ہوسکتا۔ پس چاہیئے کہ سچے دل سے اور عاجزانہ توبہ کرے۔ استغفار پڑھتا رہے اور دعا میں مشغول رہے۔ اور کسی حالت میں ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ سچے دل سے اُس کے احکام کو بجا لاسکیں۔

بالعکس اسکے جب انسان شرارتوں سے باز نہیں آتا۔ فسق و فجور میں پڑا رہتا ہے کسی نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔ اور تنبیہ سے فایدہ نہیں اُٹھاتا تو رفتہ رفتہ اس کا دل بالکل سیاہ ہوجاتا ہے۔ اور ختم اللہ علیٰ قلوبہم کا فتوے لگ جاتا ہے۔ وہ بالکل شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے اور جہنمی ہوجاتا ہے ○ آپ نے بعض ہندو جوگیوں کو دیکھا ہوگا کہ جب وہ ہاتھ کو بیکار چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو ایک نعمت عطا کی ہے۔ اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور اس کی بے قدری کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو اس قدر خشک کردیتا ہے کہ پھر اگر وہ چاہیں بھی تو اس سے کوئی کام نہیں لے سکتے۔ پس جیس قانون، خداوندی کے ماتحت ظاہری اعضا میں وہی قانون اندرونی قوے پر حاوی ہے۔ جب انسان بدی میں اصرار کرتا ہے اور اُس سے باز نہیں آتا انجام کار اللہ تعالیٰ اس سے نیکی کی توفیق چھین لیتا ہے۔

اس بات پر بار بار غور کرنا چاہیئے کہ محض زبانی اقرار کچھ فایدہ نہیں دیتا کتاب اللہ میں نظیریں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ مقدس شہر میں داخل ہوجائینگے۔ مگر قوم نے نافرمانی کی۔ اس لئے وہ اس پر قبضہ نہ کرسکے۔ حضرت خاتم النبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں جو

لوگ ایسے تھے۔ کہ وہ زبان سے اسلام کا اظہار کرتے تھے مگر دلی یقین سے مومن نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو منافق قرار دیا اور وہ ظاہری اقرار سے کچھ فایدہ نہ اُٹھا سکے۔ غرض قرآن پاک میں اکثر انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔ وہ محض قصے کہانیاں نہیں ہیں۔ ان کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ جس قوم نے صدق ایمان سے اُن کا ساتھ نہ دیا وہ ناکام رہے۔ ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئیے۔ اور اللہ تعالےٰ سے توفیق مانگنی چاہئیے کہ وہ ہمیں ایمان حقیقی عطا فرمائے اور اعمال صالح کی توفیق دے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کی پوری جزا دیگا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ غفر کے معنے ہیں ڈھانپنا۔ پس جو لوگ گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور نیکی کی طرف آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے گناہوں کو رحمت سے ڈھانپ دیتا ہے۔ رحیمیت کا تقاضا یہی ہے کہ جب انسان سچے دل سے توبہ کرے تو اُس کے گناہ معاف کر دئے جائیں۔ تناسخ کا قایل کہتا ہے۔ کہ خدا گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ مگر نہیں سوچتا کہ جب وہ خدا ہے تو اُس کے لئے روک کون سی ہو سکتی ہے۔ انسان رحم تو اس کی مخلوق میں بھی پایا جاتا ہے کہ جب انہیں علم ہو جاتا ہے کہ ایک مجرم نے توبہ کر لی ہے اور آیندہ کے لئے اپنا چال چلن درست کر لیا ہے۔ تو وہ اس کی سزا میں تخفیف کر دیتے ہیں اور بعض حالتوں میں اس سے درگذر کرتے ہیں۔ تو کیا خدا انسان سے بھی گیا گذرا ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کے گناہ معاف ہی نہ کر سکے۔ وہ انسان کے دل کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ سچی توبہ کس نے کی ہے اور وہ قادر مطلق ہستی ہے۔ پس اس کی نسبت ایسی بدگمانی کرنا معصیت میں داخل ہے اور کج فہمی کی دلیل۔

آیت مذکور کے معانی میں ایک بات غور طلب یہ ہے۔ کہ قال اللہ کی مانند قال الرسول کا ماننا مومن پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں کھلے کھلے احکام مندرج ہیں۔ اور جو مخفی ہیں ان میں سے بعض پر حضرت رسول اللہ صلعم نے عملدرآمد کر کے دکھلا دیا جو آپ کی سنت قرار دئیے گئے اور ہمارے لئے قابل اتباع ٹھہرے۔ کیونکہ لکھا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (ان کو کہدے۔ اگر تم محبوب الٰہی بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا) اور بعض کی احادیث سے تشریح کر دی۔ جن کا ماننا بموجب حکم اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جہاں کہیں اللہ تعالےٰ نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فرمایا ہے۔ وہاں اطیعوا اللہ کو مقدم رکھا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ احادیث نبوی کتاب اللہ کے ماتحت ہیں۔ اس پر قاضی نہیں ہیں۔ اور یہی صحیح بھی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا تو وعدہ فرمایا ہے اور کہا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ مگر احادیث نبوی کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت بہت سی احادیث ہیں جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ صحاح ستہ جو سنیوں کی مستند حدیث کی کتابیں ہیں وہ شیعہ کے نزدیک قابل سند نہیں۔ اور جو شیعوں کے پاس ہیں وہ ساری کی ساری اہل سنت والجماعت کے لئے قابل پذیرائی نہیں۔ مگر جب وہ قرآن شریف کے ماتحت ہیں تو مجبوراً یہ اصول قائم کرنا پڑا کہ ان کو کلام الٰہی پر عارض کیا جائے اور جو حدیث ظاہراً اسکے مطابق ہو اس کو تسلیم کیا جائے اور جو مخالف ہو اس کو موضوعی سمجھکر ترک کیا جائے۔ البتہ جس حدیث کے خلاف یا مطابق کوئی نص قرآنی نہ ملے۔ اس کی صحت میں شک کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔

افسوس ہے کہ آج کل ایک فرقہ ایسا بھی نکل آیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ حدیث کچھ چیز نہیں اور اس کا ماننا ضروری نہیں۔ اور حکم اطیعوا الرسول کے یہ معنے کرتے ہیں کہ ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ میں وحی متلو کی طرف اشارہ ہے پس اطاعت رسول سے مطلب یہی ہے کہ قرآن شریف کی متابعت کی جائے۔ مگر جب یہ ظاہر ہے کہ بعض احکام پر عملدرآمد کرنے کے لئے سنت الرسول کا نمونہ ضروری ہے تو اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ یہ بھی ضروری ہے کہ بعض آیات کے سمجھنے میں احادیث سے مدد لیجائے۔ اور پھر جب اطیعوا الرسول کے یہی معنے ہیں کہ صرف کلام اللہ کی اطاعت کی جائے۔ تو اطیعوا اللہ کے کیا معنے ہیں۔ اگر اطیعوا اللہ کے بھی یہی معنے ہیں تو پھر اطیعوا الرسول کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ احادیث کا ماننا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں بعض باتیں اصولی طور پر بیان کی گئی ہیں۔ اگر احادیث نبوی سے مدد نہ لیجائے تو اُن کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے علاوہ ازیں فقہ کا اکثر حصہ احادیث پر مبنی ہے اگر ان کو ترک کر دیا جائے تو بہت سے مسائل کی تمہید میں دقت واقع ہو جائے۔ غرض ایک وہ لوگ ہیں جو احادیث کے سامنے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور احکام الٰہی کی قدر نہیں کرتے اور ایک وہ ہیں جو احادیث کی بالکل پروا نہیں کرتے۔ یہ ہر دو گروہ افراط اور تفریط میں مبتلا ہیں۔ صراط مستقیم وہ ہے جو ان دونوں کے بین بین ہے۔

مَیں نے اس آیت میں جہاد کے معنے سعی کے کئے ہیں۔ اصل میں جہاد کے معنے سعی کے ہی ہیں چنانچہ مجاہدہ اسی لفظ کی ترکیب سے ہے اور جیسا اس آیت سے ظاہر ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ (جن لوگوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا۔ ہم ان کو اپنا رستہ بتا دیتے ہیں)۔ جو لوگ جہاد کے معنے محض دینی جنگ کے کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ البتہ جہاد کا لفظ ایسا وسیع ہے کہ جو جنگ فی سبیل اللہ کیا جاتا ہے اُس پر بھی حاوی ہے۔ اکثر لوگ سمجھتے ہیں اور غیر مذاہب والے اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام اشاعت دین کی خاطر جنگ کا حکم دیتا ہے حالانکہ قرآن شریف میں وارد ہے لااکراہ فی الدین۔ (دین میں کسی قسم کا جبر نہیں)۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ محض تلوار سے کسی کو تبدیلی مذہب کے لئے مجبور نہیں کر سکتے۔ دین و ایمان کا تعلق دل سے ہے۔ اگر فرضاً کوئی خوف جان سے زبان سے اسلام کا اقرار کر بھی لے مگر جبتک تصدیق بالقلب نہ ہو وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو منافق قرار دیتا ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے۔ پس جب انسان کسی کی دلی حالت سے واقف نہیں ہو سکتا تو وہ کیونکر خیال کر سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہوا بھی ہے یا نہیں۔ مسئلہ جہاد کے متعلق دو باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ اول تو یہ کہ اسلام محض نفسانیت کی غرض سے جنگ کا حکم نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ ہو اور دین کی خاطر ہو دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تب جہاد کا حکم دیا جب کفار کی تکالیف حد سے بڑھ گئیں۔ مکہ شریف میں انھیں طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ اور انھوں نے صبر سے برداشت کیں۔ مگر جب آں حضرت صلعم نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تب بھی پیچھا نہ چھوڑا اور فوج کشی کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیدیا کہ اب تم پر بھی بطور مدافعت جہاد فرض ہے۔ اسی طرح جتنی لڑائیاں پیش آئیں اُن کا کوئی نہ کوئی ایسا ہی باعث تھا۔ پھر جو ملک قبضہ میں آئے ان کو جبراً مسلمان کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ ان کو مناسب مذہبی آزادی دی گئی۔ اور جزیہ لگا دیا گیا۔ حفاظت ملک اور رعایا کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لئے فوج اور پولیس رکھی جاتی ہے اور اس کا خرچ رعایا اور ملک پر ہی پڑتا ہے۔ مسلمان ملکوں میں مسلمانوں سے زکوٰۃ لیجاتی ہے اور غیر اقوام سے جزیہ۔ البتہ غیر اقوام میں سے اگر وہ فوجی امداد کریں تو اُن سے جزیہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (باقی آیندہ)

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

گو سچائی کے بھوکھوں اور حق کے پیاسوں کے لئے خدا کی ہستی پر یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے اور ایک ایسی صاف اور مبین راہ ہے جسمیں شک وشبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ لیکن ناظرین اخبار غور فرماویں کہ یہ روشن اور چمکتی ہوئی لاجواب دلیل کسقدر نورٌ علےٰ نور ہوجاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جلیل القدر صحابی آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کے سبب قتل کئے گئے جو بڑے صاحب اقبال اور صاحب اقتدار تھے۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا۔ اور حضرت علی جیسے بہادر اور سیف اللہ کو شہید کرنیوالے نے شہید کیا مگر اس بےکس اور بےبس انسان صلعم کے قتل پر وہ لوگ قادر نہیں ہوسکے جس نے ان کو علانیہ طور پر سنا دیا تھا کہ میرا خدا تمہارے ہر ایک طرح کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا۔ ان لوگوں نے ہزاروں منصوبے کئے ہر ایک پہلو سے زور لگایا۔ مگر خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے پاک حبیب صلعم کی حفاظت کی اور دنیا کو اپنی زندہ ہستی اور مالکانہ اختیارات کا جلوہ دکھایا۔ اور ہزاروں لاکھوں مردوں کو از سر نو زندہ کیا۔ اور زندگی کی روح اور جاودانی حیات کو حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب اور آب زر سے لکھنے والا نسخہ بتایا اور کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی ۲۸/۳ کا عظیم الشان دعوےٰ کرکے اور اسکی سچائی کا نمونہ دنیا کو دکھا کے اپنے اس کیمیا کے نسخہ کو مفت تقسیم کیا۔ وہ نسخہ تمام جہان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور ان پاک اور مطہر الفاظ میں اسکی اشاعت کی گئی کہ ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم ۳/۱۲ یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ۹/۱۲ ہزارہا اور لاکھوکھہا لوگ اس نسخہ کے استعمال کرنے سے روبصحت ہونے لگے۔ ہزاروں اندھے بینا ہوگئے۔ لاکھوں مردے زندہ ہوگئے اور دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب آنے لگا۔ اس تریاق کو استعمال کرنیوالوں کے چہرے چمکنے لگے اثر السجود ۲۶/۱۲ ان کے ماتھوں پر روشن ہونے لگے۔ فتح پر فتح اور نصرتوں پر نصرتیں ان کے شامل حال ہونے لگیں۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیات الدنیا ویوم یقوم الاشتہاد ۲۴/۱۲ یعنے ہم اپنے رسولوں اور ان لوگوں کی جو ان پر ایمان لاتے ہیں اسی دنیا میں نصرت اور مدد کیا کرتے ہیں اور یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ ہم قیامت کو بھی ان کی مدد کریں گے اور الا ان حزب اللّٰہ ہم المفلحون ۲۸/۳ اور فان حزب اللّٰہ ہم الغلبون ۶/۱۲ کا جلوہ ہر طرف سے نظر آنے لگا۔

اللہ۔ اللہ۔ جب ہم ایک طرف اس یتیمی ناتوانی اور بےبسی کیحالت پر غور کرتے ہیں جس کا ذکر میں شروع مضمون میں کرچکا ہوں اور دوسری طرف قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق پے درپے دن دوگنی اور رات چوگنی فتح اور نصرت کا جلوہ دیکھتے ہیں تو بے اختیار ہمارے دل بول اٹھتے ہیں کہ کوئی خالق الکل اور مالک الکل زندہ اور قدوس خدا بھی ہے جو اپنے پیاروں کی آپ حفاظت کیا کرتا ہے۔ اور اپنی ہستی کا آپ ثبوت دیا کرتا ہے۔

اب میں آپ کو ذرا اور آگے سیر کرانی چاہتا ہوں۔ اور اس حقیقی معبود قادر مطلق اور بااختیار خدا کی زندہ ہستی کے چند ایک اور ثبوت دینا چاہتا ہوں۔ یہ تو آپ اچھی طرح سے سن چکے ہو کہ خدائی وعدوں کے مطابق ہزارہا مردے جو ہمارے نبی کریم صلعم کے وجود باجود سے زندہ ہوئے تھے وہ ثبوت ہستی باریتعالےٰ کے زندہ گواہ تھے۔ اور قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق انہوں نے اپنے اخلاق و عادات میں ایک سچی اور پاک تبدیلی دکھا کر اور دن بدن عروج اور اقبال حاصل کرکے ایک ایسی ہستی کا جو خفیہ طور سے اپنے وعدوں کے مطابق ان کی ہر طرح سے مدد کرتی تھی کامل طور پر ثبوت دیدیا تھا۔ لیکن آپ یاد رکھیں کہ یہی وہ عظیم الشان ثبوت ہستی باریتعالےٰ ہے جس کے مقابلہ پر اور کوئی دلیل ٹکا نہیں کھا سکتی۔ مجرد قانون قدرت کا ملاحظہ کرنے سے یا پتہ پتہ میں اسکی قدرت کاملہ کا نمونہ دیکھنے سے ابتدائی حالت میں تسکین نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی شکوک اور شبہات سے نجات ملتی ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر انسان سعید ہو تو وہ موجودات پر نظر ڈال کر ایک حد تک خدا کی ہستی کا قائل ہوجاتا ہے مگر وہ ایمان ایک کچا اور شکی ایمان ہوتا ہے۔ اور ایسے ایمان سے دل کو سکینت اور طمانیت حاصل نہیں ہوا کرتی۔ فرض کرلو کہ ایک شخص قانون قدرت پر غور کرکے صانع کے وجود کو مان گیا ہے مگر ساتھ ہی اس کے دل میں یہ وہم بھی تو اٹھ سکتا ہے کہ اس صانع پر ایمان لانے کی ضرورت کیا۔ اور اسی کو اس موجودات کا خالق اور حقیقی مالک ماننے سے ہماری ذات کو فائدہ کیا ہے۔ ہے تو بھی نہیں ہے تو بھی ہمارا اس کے ساتھ کیا تعلق اور اس کا ہمارے ساتھ کیا واسطہ۔ غرض انسان ایسی باتوں سے تذبذب اور شبہات کے جال سے کبھی بچ نہیں سکتا۔ اور جب تک کہ کامل معرفت اسے حاصل نہ ہوجاوے ان دھندوں اور بکھیڑوں میں ہی سرگردان اور مارا مارا پھرتا ہے۔ لیکن نبی اور رسول جو دنیا میں آتے ہیں تو سب سے پہلی آواز ان کی یہی ہوتی ہے کہ اے لوگو جو دنیا میں آباد ہو تم عبث پیدا نہیں کئے گئے ہو اور نہ ہی دوسرے حیوانات کیطرح صرف کھانا پینا ہی تمہارا کام ہے بلکہ فطرتی طور پر خدا کی معرفت حاصل کرنے کا ایک مادہ اور ملکہ تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ اور تمہارے اندر ایک اور لطیف وجود اور انسانی روح موجود ہے جو مرنے کے بعد بھی رہتی ہے۔ اور جب تک تم اس حقیقی مقصود اور اصلی مطلوب کو حاصل نہ کرلوگے تب تک حقیقی سکھ کا منہ نہیں دیکھ سکوگے۔ اور دنیا کے کھیل تماشے اور عیش و عشرت پرست ہو لو یہ تو تمہاری آزمائش اور ترقی کے لئے ایک مدرسہ ہے۔ یہ مت خیال کرنا کہ یہی چندروزہ زندگی ہے۔ بلکہ تمہاری زندگی تو ایک لامحدود زندگی ہے۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ ان امتحانوں میں پورا اترے اور آیندہ زندگی کا فکر کرے۔

اے دنیا کے رہنے والو یاد رکھو جو کوئی بےپرواہی سے کام لے گا اور اکڑبازوں کیطرح تکبر رعونت اور خودستائی سے کام لے گا اس کا انجام نہایت درجہ کا دکھ ہوگا۔ جہاں رونا چلانا اور دانت پیسنا ہوگا۔

یہ مت خیال کرو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ بلکہ ہر ایک کو اس گھاٹی پر سے گذرنا ہوگا۔ اور وان منکم الا واردھا کان علٰی ربک حتما مقضیا [۱۱] کا سچا وعدہ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھنا پڑے گا مبارک وہ جو ابھی سے اپنے انجام کی فکر کریں۔ اور وہ راستہ اختیار کریں جس پر چل کر ہم کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ راستہ بڑا کٹھن ہے وہی طے کر سکتے ہیں جو راستہ بنانے والے کے اپنے بنائے ہوئے احکاموں پر چلتے ہیں اور اسی کی ہدایتوں پر عمل کرنا اپنا اہم اور اعلٰے فرض سمجھتے ہیں۔ ہم کو اس نے تمہارا لیڈر اور رہبر بنا کر بھیجا ہے ہم اس راستہ کی تکالیف اور دوسری ضروری باتوں سے خوب واقف ہیں۔ ہم یہ منزل اچھی طرح سے طے کر کے اور کامیابی کا سارٹیفکٹ حاصل کر کے تمہاری ہدایت کے لئے آئے ہیں مبارک وہ جو ہمارے پیچھے پیچھے ہولیں اور ہمارے ساتھ اپنا پیوند مضبوط کرلیں۔ کیونکہ ہمارے بغیر سب اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ تم لوگ اپنے دلوں کو صاف کرلو اپنے مال و اسباب کی ہر طرح سے جانچ اور پڑتال کرلو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ کسی طرح کے خفیہ دغا اور فریب سے تم پار اتر سکو گے بلکہ یہ مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا والا معاملہ ہوگا اس کے بغیر کوئی راہ نجات کی نہیں۔ اس راستہ میں چلنے کے لئے اپنے دلوں کو منوالو جب ایمان پیدا ہو جائے گا۔ تو پھر حقیقی حافظ اور کمزوروں کا سہارا حفاظت اور مدد کرے گا۔ اور خدا تعالٰی کا فضل تمہاری دستگیری کریگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ وقت آوے اپنے حساب کتاب کی درستی کرلو اور اپنے نوکروں (آنکھ۔ کان۔ منہ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ اور عضو تناسل) کے گفتار اور کردار سے اچھی طرح سے تسلی کرلو کہ کہیں یہ قافلہ سے ہی تمہیں خارج نہ کرادیں۔ غرض پورے پورے پرہیزگار بنجاؤ۔ اور اپنے آپ کو کمزور اور ناتوان سمجھکر اس اعلٰے ہستی کے آگے جھک جاؤ۔ اور ہمارے حکموں کے مطابق حسب مقدرت چلنے کی کوشش کرو۔ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے کہ تم لوگ اصلی مقصود کو حاصل کرلو گے۔ بہر حال میں اپنے اس خیال اور وہم کو مختصر طور پر ظاہر کرنے کے بعد اپنے اصلی مضمون کیطرف توجہ کر کے لکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے خدائی وعدوں کے مطابق جو ہزارہا مردے زندہ کئے تھے۔ تو وہ ہستی باری تعالٰی کا ایک بڑا بھاری ثبوت تھے جس سے کوئی شخص بھی سچے دل سے انکار نہیں کرسکتا۔ (باقی آئندہ) محمد ظہیر الدین

ف۱ نوٹ۔ یہی ہیں دوزخ کے سات دروازے جو آنیوالے جہان میں جسمانی طور پر متشکل ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ف۲۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہوگی کہ ہر ایک بات کو حاصل کرنے کے لئے بعض قواعد ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے ضروری طور پر پہلے اچھی طرح ابجد سیکھنی پڑتی ہے اور مناسب حال تدریجی طور پر اساتذہ کے بتائے ہوئے قواعد کا پابند ہونا پڑتا ہے یا ایک شخص مکان کی چھت پر چڑھنا چاہتا ہو تو اسے سیڑھی پر سے ہی ایک قاعدہ کے ماتحت چڑھنا پڑے گا بغیر اس کے وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں چند سوال پیش کئے بمعہ جواب ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ظہیر

سوال نمبر اول۔ زردشت نبی تھا یا نہیں؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ آمنت باللہ ورسلہ۔ خدا کے کل رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔ مگر اللہ کریم نے ان سب کے نام اور حالات سے ہمیں آگاہی نہیں دی۔ جیسے فرمایا ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك [۲۴/۱۳] اتنے کروڑ مخلوقات پیدا ہوتی رہی اور کروڑہا لوگ مختلف ممالک میں آباد رہے تو نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالٰے نے ان کو یونہی چھوڑ دیا ہو اور کسی نبی کے ذریعہ سے ان پر اتمام حجت نہ کی ہو آخر ان میں رسول آتے ہی رہے ہیں ممکن ہے کہ یہ بھی انہیں میں سے ایک رسول ہوں۔ مگر انکی تعلیم کا صحیح پتہ اب نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ زمانہ دراز گذر جانے سے تحریف لفظی اور معنوی کے سبب بعض باتیں کچھ کا کچھ بن گئی ہیں حقیقی طور پر محفوظ رہنے کا وعدہ تو صرف قرآن مجید کے لئے ہی ہے مومن کو سوء ظن کی نسبت نیک ظن کیطرف زیادہ جانا چاہیئے قرآن مجید میں وان من امة الا خلا فيها نذير [۲۲/۱۵] لکھا ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ بھی ایک رسول ہوں۔

سوال نمبر دوئم۔ براہین احمدیہ میں آپ نے کلام الٰہی کی ایک نشانی یہ بھی لکھی ہے۔ کہ وہ ہر ایک پہلو میں دوسری کلاموں سے افضل ہوتا ہے۔ توریت انجیل بھی تو خدا کا کلام ہیں۔ کیا ان میں بھی یہ وصف پایا جاتا ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ ان کتابوں کی نسبت قرآن مجید میں يحرفون الكلم عن مواضعه [۶] لکھا ہے وہ لوگ شرح کے طور پر اپنی طرف سے ہی کچھ ملا دیا کرتے تھے اس لئے جو کتابیں محرف مبدل ہو چکی ہیں ان میں یہ نشانی کب مل سکتی ہے؟ اس پر حضرت حکیم الامت نے عرض کی۔ کہ حضور! توریت میں لکھا ہے "پھر موسٰی خدا کا بندہ مرگیا اور موسٰی جیسا کوئی پیدا ہوا نہ ہوگا اور اسکی قبر بھی آج تک کوئی نہیں جانتا" تو یہ کلام حضرت موسٰی کی ہو ہی کس طرح سکتی ہے۔ اور انجیل کی نسبت تو عیسائی خود قائل ہیں کہ وہ اصلی جو عیسٰی کی انجیل تھی نہیں ملتی یہ سب تراجم در تراجم ہیں اور مترجم اپنے خیالات کے مطابق ہوا کرتے ہیں اور ان میں بہت سا اس قسم کا پایا جاتا ہے جو دوسروں کا بیان ہے۔ جیسے صلیب کا واقعہ وغیرہ۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا۔ کہ یہ ٹھیک بات ہے اگر تمام دنیا میں تلاش کریں۔ تو قرآن مجید کیطرح خالص اور محفوظ کلام الٰہی کہیں نہیں ملتا۔ بالکل محفوظ اور دوسروں کی دست برد سے پاک کلام تو صرف قرآن مجید ہی ہے۔ وہ باتیں بڑی

یادر کھنے والی ہیں ایک تو قرآن شریف کی حفاظت کی نسبت کہ روئے زمین پر ایک ہی ایسی کتاب نہیں جسکی حفاظت کا وعدہ خود اللہ کریم نے کیا ہو اور جسمیں انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا پرزور اور تحدیانہ دعوے موجود ہو اور دوسرا آنحضرت صلعم کی اخلاقی حالتوں کی نسبت۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر ایک طرح کے اخلاق کو ظاہر کرنیکا موقع ملا۔ حضرت موسیٰ کو دیکھو کہ وہ راستہ میں ہی فوت ہو گئے تھے اور حضرت عیسیٰ تو ہمیشہ مغلوب ہی رہے معلوم نہیں اگر غالب ہوتے تو کیا کرتے مگر ہمارے نبی کریم صلعم نے ہر طرح سے اقتدار اور اختیار حاصل کرکے اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اپنے سامنے بلا کر کہدیا

لا تثریب علیکم الیوم

اور پھر یہ بھی دیکھو کہ آنحضرت صلعم اس وقت مبعوث ہوئے تھے جب فسق و فجور شرک اور بت پرستی اپنے انتہا کو پہنچ چکی تھی اور ظھر الفساد فی البر والبحر [۲۱] والا معاملہ ہو رہا تھا اور گئے اس وقت تھے جب ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا [۳۰] والا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا تھا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جسکی نظیر تمام دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہی تو کاملیت ہے کہ جس مقصود کے لئے آئے تھے اس کو پورا کرکے دکھا دیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تو صلیب کا ہی منہ دیکھتے پھرے۔ اور یہودیوں سے رہائی نہ پا سکے مگر ہمارے نبی کریم صلعم نے غالب ہو کر وہ اخلاق دکھائے جنکی نظیر نہیں۔

سوال نمبر سوئم ۔ عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت تو قرآن شریف میں کلمۃ اور روح منہ لکھا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ہم بھی تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش کو مس شیطان سے پاک سمجھتے اور دوسرے نبیونکی ارواح کیطرح انکی روح کو بھی روح منہ مانتے ہیں۔ اور یومن باللہ وکلماتہٖ [۱۰] پر یقین رکھتے ہیں مگر اس سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دوسرے انبیاء پر کوئی فضیلت تو ثابت نہیں ہوسکتی۔ آپ ہی بتائیں کہ ہر ایک شخص روح منہ ہوتا ہے یا کسی اور طرف سے۔ سب ارواح خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اسی کیطرف سے ہوتی ہیں نہ کسی اور طرف سے ہاں اسمیں ایک لطیف اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ فاسقوں فاجروں کی ارواح کو بسبب ان کے فسق و فجور اور شرک کی گندگی کے روح منہ نہیں کہ سکتے بلکہ وہ روح الشیطان ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ وشارکھم فی الاموال والاولاد [۱۵] اور اس طرح سے ہم مانتے ہیں کہ بعض روح الشیطان ہوتے ہیں اور بعض روح منہ ہوتے ہیں۔ بعض آدمی ایسے خراب ہوتے ہیں کہ وہ نہایت ہی خبیث الفطرت اور شیطان خصلت ہوتے ہیں ان سے توقع ہی نہیں ہوسکتی کہ وہ کبھی رجوع الی اللہ کر سکیں۔ ایسے لوگوں پر روح منہ کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ وہ روح الشیطان ہوتے ہیں۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر جو روح منہ یا کلمتہ کا لفظ بولا گیا ہے تو وہ بطور ذب اور دفع کے ہے اور اس الزام کو دور کیا گیا ہے جو ان پر لگایا گیا تھا ورنہ کل راستباز اور نیکوکار لوگ روح منہ ہی ہوتے ہیں۔

سوال نمبر چہارم ۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تو خدا نے بے باپ پیدا کیا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اگر بے باپ پیدا ہونا دلیل الوہیت اور ابنیت ہے تو پھر حضرت آدم علیہ السلام بدرجۂ اولیٰ اس کے مستحق ہیں۔ کیونکہ نہ انکی ماں ہے نہ باپ۔ اور خدا فرماتا ہے۔ ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل ادم [۳] اور سوچنے والی بات یہ ہے۔ کہ چونکہ حضرت عیسےٰ کے بے باپ پیدا ہونے سے خلقت کو دھوکا لگنے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے خدا نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کرکے ایک نظیر پہلے ہی سے قائم کر دی تھی لیکن اگر اس کے آسمان پر جانیوالی بات بھی صحیح مانی جاوے تو چاہیئے تھا کہ اللہ تعالیٰ اسکی بھی ایک نظیر قائم کر دیتا۔ اب بتلاؤ جبکہ خدا نے آسمان پر جانیکی کوئی نظیر پیش نہیں کی تو پھر اسی سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے آسمان پر جانے والی کہانی محض جھوٹی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم پر جب کفار نے سوال کیا تھا کہ اوترقی فی السماء [۱۵] یعنے آسمان پر چڑھ جاؤ۔ تو خدا نے یہی جواب دیا تھا کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا جیسے فرمایا۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا [۱۵] اگر بشر آسمان پر جا سکتا تھا۔ تو چاہیئے تھا کہ کفار نظیر پیش کر دیتے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے بیوجہ پادریوں کی مدد پر کمر باندہ لی ہے۔ جب وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی رو سے بشر تو آسمان پر جا نہیں سکتا مگر عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اس لئے وہ خدا ہیں تو پھر یہ تکتے رہجاتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام تو ایک کمزور اور عاجز انسان تھے اور خدا کے رسول تھے ایک ذرہ بھی اس سے زیادہ نہ تھے اگر وہ خدا تھا تو یہ بار ثبوت عیسائیوں پر ہے کہ وہ کوئی سورج چاند یا زمین کا پتہ دیویں جو اس نے بنائی تھی۔ وہ بیچارے تو ایک مچھر بھی پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ قرآن مجید میں تو صاف لکھا ہے کہ وہ ایک عبد تھے کھانے پینے اور دوسرے حوائج کے محتاج تھے اور دوسرے نبیوں کیطرح وفات پا گئے تھے۔

سوال نمبر پنجم ۔ ایسے موقع پر مسلمان معراج پیش کر دیتے ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ یہ بکنے ہوتنے والا وجود تو نہ تھا۔ بلکہ وہ ایک الطف اور نہایت ہی نورانی وجود تھا۔ کس غلطی کی اصلاح کیجاوے۔ بخاری میں صاف طور پر ثم استیقظ لکھا ہے۔ یعنے پھر وہ جاگ اٹھے۔ اب بتلاؤ ہم یہ بات کسطرح مان لیں کہ وہ یہی وجود تھا۔ ہمارا تو تجربہ ہے کہ پاک لوگوں کو ایک نورانی وجود ملتا ہے یاد رکھو ایک الہام ہوتا ہے اور ایک رؤیا اور کشف بھی ہوتا ہے کشف رؤیا سے بڑھکر ہوتا ہے۔ صاحب کشف جانتا ہے کہ میں ایک اور جگہ پر ہوں اور وہ دوسروں کی آواز بھی سنتا ہے۔ صوفیائے کرام اس بات کے قایل ہیں کہ اولیاء اللہ کو ایک نوری جسم ملتا ہے بلکہ بعض اوقات اسے دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور سب صوفی اس بات کے بھی قایل ہوتے ہیں کہ وحی کا سلسلہ بند نہیں ہوتا بلکہ ظلی طور پر انسان نبی بن سکتا مگر کمزوری کے ساتھ وحی دل کھینتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ وہ یہ وجود نہیں تھا جو معراج میں تھا۔ بلکہ وہ ایک اور ہی وجود ہوتا ہے۔ اسی سے انسان مردوں سے بھی ملاقات کرتا ہے۔ اور اس کا نمونہ کسیقدر خواب میں بھی پایا جاتا ہے۔ کہ انسان کا یہ وجود تو چارپائی پر ہوتا ہے۔ مگر ایک آنکھیں ہوتی ہیں جن سے دیکھتا ہے اور ایک پاؤں ہوتے ہیں جن سے چلتا ہے۔ اور خواب کو موت کی بہن بھی اسیواسطے کہا گیا ہے۔ کہ اس سے اس عالم کی کسیقدر سمجھ آجاتی ہے۔ جب بخاری جیسی کتاب میں ثم استیقظ لکھا ہے اور حضرت عایشہ صدیقہ کا بھی یہی مذہب ہے تو ہمیں کیا بنی ہے جو یونہی کچھ کا کچھ پیش کر دیا کریں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا مذہب بھی یہی تھا کہ آنحضرت صلعم کو معراج اس وجود سے نہیں

ریویو

فتح الیزدان المعروف بہ ثبوت یزدان اس نام کا ایک رسالہ منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ نے پنڈت مست رام کے رسالہ مذہب دریکس نہند نام زنگی کافور کے جواب میں شایع کیا ہے پنڈت مذکور نے اپنا رسالہ وجود باری کے انکار میں لکھا تھا۔ اس کا جواب منشی صاحب موصوف نے عقلی اور فلسفی طرز پر نہایت معقول دیا ہے اور پنڈت مذکور کے مسلمات اور دلائل کی خوب دھجیاں اُڑائی ہیں ضمناً تدع اور مادہ کے اناوی ہونے اور نیستی سے ہست ہونے کی بحث بھی قابل دید ہے۔ یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لئے بھی مفید ہے جو کالجوں میں فلسفہ کے مضامین پڑھکر ہستی باری تعالیٰ کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ رسالہ مذکور کی چھپائی اور کتابت عمدہ ہے اور کاغذ بھی اچھا لگایا گیا ہے یہ منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ سے ۲ر قیمت پر ملے گا۔

خیالات یعنی مجموعہ مضامین مختلفہ ۳۴۰ صفحوں کی ایک ضخیم کتاب عمدہ کاغذ پر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور نے مندرجہ حاشیہ نام سے خوبصورت چھاپ کر شائع کی ہے۔ اور اس کی قیمت ۱۲ر فی جلد رکھی ہے اس کتاب کے مصنف خان صاحب مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال سیانوالی (پنجاب) ہیں۔ یہ ان مضامین کا مجموعہ ہے جو معزز مصنف نے ملک کے مشہور ماہواری رسایل میں وقتاً فوقتاً لکھے ہیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب ایک مشہور اہل قلم ہیں اور نیچرل مضمون نگاری میں انھیں خاص مہارت اور مذاق حاصل ہے۔ اس کتاب میں جو میرے پاس ریویو کے لئے آئی ہے بڑے بڑے عجیب مضامین درج ہیں میں اُن لوگوں کو جو علم و ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ذہنی تلطف اور مقدنی خیالات کی حقیقت اور نیرنگیوں سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں مشورہ دونگا کہ وہ اس کتاب کو ایک مرتبہ ضرور پڑھیں۔ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے یہ کتاب ۱۲ر پر ملے گی۔

رفیق مسافران ریلوے بورڈ انڈیا نے رفیق مسافران نام ایک کتاب —— منشی عبدالرشید لائبریرین سے حال میں تالیف کرائی ہے اور اس کی ایک کاپی بصیغہ رجسٹری اڈیٹر الحکم کو بھی ریویو کے لئے بھیجی ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں مؤلف کو بہت محنت کرنی پڑی ہے اور ریلوے بورڈ نے ایسی تالیف سے پبلک کو بہت فایدہ پہنچانے کی کوشش کی ہے اس قسم کی ضروری تالیفات کا ریلوے بورڈ کی طرف سے شائع ہونا ازبس ضروری ہے۔ اس کتاب میں اُن مقامات کا حال لکھا ہے جہاں لوگ بغرض زیارات و دیگر وجوہات سے بکثرت جاتے ہیں اگر بعض مقام ریلوے لائن پر نہیں تو اُن کا فاصلہ وغیرہ امور سے آگاہی دی ہے اور آخیر میں ریلوے کے عام قواعد درج کر دئے ہیں جن کے نہ جاننے کی وجہ سے عوام کو بعض اوقات سخت تکالیف ہوتی ہیں ہر ایک سٹیشن کا کسی بڑے سٹیشن سے فاصلہ اور تیسرے درجہ کا کرایہ بھی درج کر دیا ہے اور آخیر میں ایک نقشہ ہندوستان بھی دیا ہے یہ کتاب باوجودیکہ عجلت میں طیار ہوئی ہے۔ اور اس وجہ سے بعض فروگذاشتیں بھی ہوئی ہیں مثلاً قادیان کے متعلق لکھا ہے کہ آریوں کا مڈل سکول بھی یہاں ہے حالانکہ وہ عرصہ ہوا بند ہو چکا ہے۔ تاہم نہایت مفید معلومات اور قابل دید مقامات کے حالات اور تصاویر اور ریلوے کے قواعد کی یادداشتوں اور مختلف ریلوے لائنوں کے متعلق ضروری انفرمیشن کا مجموعہ ہے یہ کتاب بڑے سٹیشنوں پر کتابیں بیچنے والوں سے بہت ارزاں ملتی ہے باوجودیکہ اڑہائی سو صفحوں کے قریب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔

اخگر اس نام کا ہفتہ وار اخبار بٹالہ ضلع گورداسپور سے حال میں شائع ہونے لگا ہے اس کے ایڈیٹر منشی غلام محی الدین اخگر ہیں۔ ہر قسم کے ضروری مضامین کا مجموعہ ہوتا ہے اور اخگر صاحب اخبار کو دلچسپ بنانے کی پوری سعی کر رہے ہیں ہم اپنے ہمسایہ ہم عصر کی کامیابی چاہتا ہوں نمونہ بٹالہ سے منگوا لیا جاوے۔

نیرنگئ دہر ناولوں کا دور ہے اس لئے ملک میں جس قدر ناول نکلتے ہیں اسقدر علمی کتابیں نہیں نکلتیں۔ یہ ملک کے بگڑے ہوئے مذاق کا ثبوت ہے نیرنگی دہر بھی ایک ناول ہے جو محمد عبدالغفور منیجر ڈیوٹی شاپ علی گڈھ نے لکھا ہے اس میں ناول ہی کے ذریعہ نوجوانوں کے بگڑے ہوئے اخلاق اور عادات کی اصلاح کی سعی کی ہے اور نفس مضمون کے لحاظ سے یہ ناول نوجوانوں کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت ۶ر ہے۔

مُبادی الصرف والنحو یہ مختصر سا رسالہ حضرت حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی تصنیف ہے جو آپ نے بیچوں۔ نوجوانوں اور دوسرے مشاغل سے کم فرصت لوگوں کے لئے لکھا ہے تاکہ وہ تھوڑا سا وقت نکالکر بھی عربی صرف و نحو میں اتنی واقفیت پیدا کرلیں جو انھیں قرآن مجید اور دوسری دینی کتابوں کے مطالعہ کے لئے مدد دے سکے یہ رسالہ اب دوسری مرتبہ مناسب اصلاح اور ترمیم کے بعد نہایت عمدہ اور خوشخط رفاہ عام سٹیم پریس میں سید عبدالحیی عرب نے چھپوایا ہے اور ۲ر قیمت پر عرب صاحب ہی سے ملے گا۔ چونکہ تھوڑی کاپیاں چھاپی گئی ہیں اس لئے جلد منگوا لینا چاہیے۔

عید فنڈ کی طرف توجہ کرو

عید سعید کی تقریب بہت ہی قریب ہے اور اس اخبار کے بعد دوسرا نمبر یقیناً عید کے بعد شائع ہوگا اس لئے جملہ احمدی احباب کو عموماً اور احمدی انجمنوں کو خصوصاً توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ عید فنڈ نہایت مستعدی اور ہمت اور دلی جوش سے وصول کرکے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضروریات کے لئے یہاں روانہ کریں اور ایسا ہی مساکین کے لئے صدقہ عید الفطر حسب معمول باقاعدہ جمع کرکے بھیجیں میں امید کرتا ہوں یہ مختصر تحریک یاددہانی کا کام دیگی

خطبہ جمعہ

از حکیم الامت ۱۸ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ - امابعد - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم و لا تجسسوا و لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ و اتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ۱۴/۲۶

بعضے گناہ ہوتے ہیں کہ وہ اور بہت سے گناہوں کو بلانے والے ہوتے ہیں - اگر ان کو نہ چھوڑا جائے تو اُن کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص کے بتوں کو توڑا جائے مگر بُت پرستی کو اُس کے دل سے دور نہ کرایا جاوے - اگر ایک بت کو توڑ دیا تو اُس کے عوض سیکڑوں اور تیار ہو سکتے ہیں - مثلاً صلیب ایک پیسہ کو آتی ہے اگر کسی ایک کی صلیب کو توڑ ڈالیں تو لاکھوں اور بن سکتی ہیں - غرض جب تک شرارتوں اور گناہوں کی ماں اور جڑ دور نہ ہو تب تک کسی نیکی کی امید نہیں ہو سکتی - اور تاوقتیکہ اصلی جڑ اور اصلی محرک بدی کا دور نہ ہو - فروعی بدیاں لکلی دور نہیں ہو سکیں - جب تک بدیوں کی جڑ نہ کاٹی جاوے تب تک وہ اور بدیوں کو اپنی طرف کھینچے گی اور دوسری بدیاں اپنا پیوند اس سے رکھیں گی مثلاً شہوت بد ایک گناہ ہے - بدنظری - زنا - لواطت - حسن پرستی - سب اسی سے پیدا ہوتی ہیں - حرص اور طمع جب آتا ہے تو چوری جعلسازی ڈاکہ زنی ناجائز طور سے دوسروں کے مال حاصل کرنے اور طرح طرح کی دھوکہ بازیاں سب اسی کی وجہ سے کرنی پڑتی ہیں - غرض یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ بعض باتیں اصل ہوتی ہیں - اور بعض ان کی فروعات ہوتی ہیں - جو لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے وہ کوئی حقیقی اور سچی نیکی ہرگز نہیں کر سکتے - اور وہ کسی کامل خلق کا نمونہ نہیں دکھا سکتے - کیونکہ وہ کسی صحیح نتیجہ کے قائل نہیں ہوتے - مَیں نے بڑے بڑے دہریوں کو مل کر پوچھا ہے کہ کیا تم کسی سچے اخلاق کو ظاہر کر سکتے ہو اور کوئی حقیقی نیکی عمل میں لا سکتے ہو تو وہ لاجواب سے ہو کر رہ گئے ہیں - ہمارے زیر علاج بھی ایک دہریہ ہے مَیں نے اس سے یہی سوال کیا تھا تو وہ ہنس کر خاموش ہو گیا تھا - ایسے ہی جو لوگ قیامت کے قائل نہیں ہوتے وہ بھی کسی حقیقی نیکی کو کامل طور پر عمل میں نہیں لا سکتے - نیکیوں کا آغاز جزا سزا کے مسئلہ سے ہی ہوتا ہے جو شخص جزا سزا کا قائل نہیں ہوتا وہ نیکیوں کے کام بھی نہیں کر سکتا - ایسے ہی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے اس قسم کے الفاظ سے مجھے رنج پہنچتا ہے وہ کسی کی نسبت ویسے الفاظ کیوں استعمال کرنے لگا - یا جو شخص اپنی لڑکی سے بدنظری اور بدکاری کروانا نہیں چاہتا اور اسے ایک بُرا کام سمجھتا ہے وہ دوسروں کی لڑکیوں سے بدنظری کرنا کب جائز سمجھتا ہے - ایسے ہی جو اپنی ہتک کو بُرا خیال کرتا ہے وہ دوسروں کی ہتک کبھی نہیں کرتا - بہرحال یہاں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کا ایک گُر بتایا ہے -

یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم

ایماندارو ! ظن سے بچنا چاہئیے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے -

ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث - ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے - لیکن اس کے گھر کی حالت اور اس کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے - اپنی حاجت براری ہوتے نہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اُس نے جان بوجھ کر شرارت کی اور رہبری دستگیری سے مُنہ موڑا - تب محض ظن کی بنا پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہئیے تھی - عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں - کئی لوگوں سے مَیں نے پوچھا ہے کہ جب تم نے میرا نام سُنا تھا تو میری ہی تصویر اور موجودہ حالت کا ہی نقشہ آپکے دل میں آیا تھا یا کچھ اور ہی سما اپنے دل میں آپ نے باندھا ہوا تھا - تو انھوں نے یہی جواب دیا ہے کہ جو نقشہ ہمارے دل میں تھا اور جو کچھ ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ نقشہ نہیں پایا - یاد رکھو بہت بدیوں کی اصل جڑ سوء ظن ہوتا ہے - مَیں نے اگر کبھی سوء ظن کیا ہے - تو اللہ تعالیٰ نے میری تعلیم فرما دی کہ بات اسکے خلاف نکلی ہیں اس میں تجربہ کار ہوں - اس لئے نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوء ظنیوں سے بچو اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے - اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے - و لا تجسسوا تجسس نہ کرو - تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے - جب انسان کسی کی نسبت سوء ظنی کی وجہ سے ایک خراب رائے قایم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے - اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کا کیا جواب دوں گا - اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے اور پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے - جیسے فرمایا اللہ کریم نے

و لا یغتب بعضکم بعضا

غرض خوب یاد رکھو کہ سوء ظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے - اور چونکہ آجکل ماہ رمضان ہے اور تم لوگوں میں سے بہتوں کے روزے ہوں گے اس لئے یہ بات مَیں نے روزہ پر بیان کی ہے - اگر ایک شخص روزہ بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور تجسس اور نکتہ چینیوں میں مشغول رہتا ہے - تو وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا -

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ

اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزہ کیا رکھتا ہے وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مُردہ بھائی کے گوشت کے -

اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ہی ایسا بدآدمی ہوتا ہے جو اپنے مُردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے - مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی - تب اس سے قے کرائی گئی تو اُس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن سے بُو بھی آتی تھی۔ یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں - یہ واقعات ہیں - جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں وہ نہیں مرتے جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سُن لیتے اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور دردِ دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو بغض اور کینہ سے اجتناب اور بکلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو - اس سے بڑا فایدہ ہوگا - میری نہ کوئی جاگیر مشترکہ ہے نہ کوئی مکان مشترکہ ہے میرا کوئی معاملہ دُنیا کا کسی سے مشترکہ نہیں اسی طرح میں اوروں پر قیاس کرتا ہوں کہ وہ بھی یہاں آکر الگ تھلگ ہوں گے - اور اگر کچھ معمولی سی شراکت ہوگی بھی تو کوشش کرنے سے بالکل الگ رہ سکتے ہیں - انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا - اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالےٰ سے اس کے لئے دعا کرو کہ اُس کی وہ غلطی نکال دیوے - اور اپنے فضل سے اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے - یاد رکھو اللہ کریم تواب الرحیم ہے وہ معاف کر دیتا ہے - جب تک انسان اپنا نقصان نہ اُٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سکھ نہیں پہنچا سکتا - بد صحبتوں سے بکلی کنارہ کش ہو جاؤ - خوب یاد رکھو کہ ایک جوہر طبی یا لہار کی بھٹی یا کسی عطار کی دوکان کے پاس بیٹھنے سے ایک جیسی حالت نہیں رہا کرتی - ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ - کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا - اور اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو تو پھر بھی رُک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے - اور یہ ایک بہت بُری بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے -

واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم -

تقویٰ اختیار کرو اور پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ - مگر یہ سب کچھ اللہ ہی توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے - ہم تو انباروں کے انبار ہر روز معرفت کے پیش کرتے ہیں - گو فائدہ تو ہوتا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ بہت فائدہ ہو اور بہتوں کو ہو - خدا تعالیٰ توفیق عنایت فرماوے - آمین - (محمد ظہیر الدین عفی عنہ)

یاد رکھنے والا نکتہ

گناہ گار انسان کا دل بیمار ہوتا ہے - جیسے بیمار کو میٹھی چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے - ویسے ہی گنہ گار انسان کو بھلی باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں - مبارک انسان وہ ہے جو اپنی حالت کا مطالعہ کرتا ہے - گناہ کا چھوڑنا دل کے لئے حیوۃ ہی اور نفس کے خلاف کرنا اسکے لئے بہتری کا باعث ہے کیونکہ بیجا شہوت حرص اور طمع نفس کی بیماریوں میں سے مہلک بیماریاں ہیں - (ظ)

ڈائری طیبہ

فرمایا - حال ہی میں بعض مولویوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ اور اُن کی ماں ہی مس شیطان سے پاک ہیں اور اس کی تائید میں بخاری وغیرہ کتابوں کی حدیثیں پیش کی ہیں - اگر

مولوی اور مس شیطان

انصاف کی پابندی ہوتی تو یہ لوگ قرآن مجید کو دیکھتے اس میں تو صاف طور پر ان عبادی لیس لک علیہم سلطان لکھا ہوا ہے احادیث کو تو اسی حد تک ماننا چاہئے جس حد تک وہ قرآن مجید کی تعلیم اور آں حضرت صلعم کی عصمت کے خلاف نہ ہوں - ہمارا تو ایمان ہے کہ سب انبیاء پیدائش سے ہی معصوم ہوتے ہیں اور جن کو اللہ کریم نبی اور رسول اور دنیا کے لئے اسوہ حسنہ بنانا چاہتا ہے - ان کو شیطانی مس سے ہر طرح سے بچائے رکھتا ہے - حضرت عیسےٰ تو ایک خاص قوم کے ہادی بن کر آئے تھے انھیں کے مقابلہ

مختص القوم رسول

پر ان کو شیطانی مس سے پاک کہا گیا ہے کیونکہ بموجب بیان انجیل یہودی لوگ جو حضرت عیسےٰ کے دشمن تھے سب کے سب حرام کار اور شیطان کے فرزند تھے - اور چونکہ وہ لوگ حضرت مریم کو متہم کرتے اور (معاذ اللہ) ایک شخص یوسف نام کا الزام لگاتے ہیں اس لئے دفع اور ذب کے طور پر کہا گیا کہ حضرت عیسےٰ مس شیطان سے پاک ہیں اور حضرت مریم فاسقہ نہیں بلکہ صدیقہ ہے - دوسرے انبیاء

صدیقہ کہکر الزام دور کیا

پر یہ شبہات ہی نہیں اُٹھے تو تردید کس کی کیجاتی - افسوس کہ ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی توحید اور عظمت پر الزام لگائے اور ہمارے نبی کریم صلعم کی ذات پر حملے کئے اور اس طرح سے عیسائیوں کی پوری پوری مدد کی - اگر قرآن مجید میں ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اور اسی قسم کی دوسری آیات نہ بھی لکھی ہوئی ہوتیں

سچی محبت

تو بھی ہم اس عشق اور محبت کی وجہ سے جو کہ آنحضرت صلعم سے ہمیں ہے ان کو بالکل پاک اور پیدائش سے ہی معصوم سمجھتے -

فرمایا تزکیہ نفس ایک ایسی چیز ہے کہ قرآن مجید کے بہت سے حصہ کی سمجھ اس کے بغیر آ ہی نہیں سکتی - جن لوگوں کا

تزکیہ نفس

تزکیہ نفس ہوتا ہے اور جو پاک دل اور مطہر لوگ ہوتے ہیں ان کو بہت سی باتیں خود بخود ہی ایسی سوجھ جایا کرتی ہیں - جو کہ قرآن مجید کے منشا کے مطابق ہوتی ہیں - اور قرآن مجید خود بخود ہی حل ہوتا جاتا ہے -

بھلا دینے والا نکتہ

جن لوگوں کے دل میں یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسمانی مُردے زندہ کرتے تھے اور خود بھی ہوش سے بجسد آسمان پر چلے گئے تھے - ان کو چاہئے کہ جتنی جلدی ہو سکے اس آبائی وہم کو دل سے دور کر دیں کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات کے بھی برخلاف ہے اور نیز عقل اور نقل پر بھی یہ خیال پانی پھیرتا ہے - (ظ)

جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی چٹھی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جیساکہ آپ کے اخبار کے ذریعہ سے پہلے ہی احمدی احباب کو مطلع کیا جاتا رہا ہے۔ انجمنوں کا قیام ہر جگہ جہاں کافی تعداد احمدیوں کی موجود ہو نہایت ضروری ہے۔ اسکے متعلق جسقدر تحریک کیگئی تھی اسمیں اب کسیقدر کامیابی کا رنگ نظر آنے لگا ہے۔ فالحمد للہ علٰے ذٰلک۔ قواعد برائے شاخہائے صدر انجمن طبع کراکر ہر جگہ احمدی احباب کیخدمت میں بھیجے گئے اور بعض جگہ انجمنیں قائم ہو کر کام شروع ہو گیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے بالفعل حسب ذیل مقامات پر تجربۃً انجمنہائے ضلع قائم کی ہیں اور ان انجمنوں سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں مفصلات کے اندر انجمنیں قائم کرکے رجسٹروں کی تکمیل کریں۔ اور تعطیلات دسمبر سے پہلے پہلے اس کام کی تکمیل کی کوشش کریں۔ ذیل کے مقامات پر انجمنہائے ضلع قائم کیگئی ہیں۔

انجمن احمدیہ قادیان دار الامان۔ ضلع گورداسپور کیلئے۔ انجمن احمدیہ کپورتھلہ۔ ریاست کپورتھلہ کیلئے
انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ ضلع سیالکوٹ کیلئے۔ انجمن احمدیہ مالیرکوٹلہ۔ ریاست مالیرکوٹلہ کیلئے
انجمن احمدیہ شملہ۔ ضلع شملہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ لاہور۔ ابھی حد مقرر نہیں کیگئی
انجمن احمدیہ کوئٹہ۔ ضلع کوئٹہ وغیرہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ پشاور ضلع پشاور کیلئے تحصیل مردان ہوتی شامل
انجمن احمدیہ مردان۔ تحصیل ہوتی و مردان وغیرہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ گجرات۔ ضلع گجرات کیلئے۔
انجمن احمدیہ گوجرانوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ بھٹنڈہ۔ ملازمین ریلوے کیلئے
انجمن احمدیہ چندوسی۔ ضلع مرادآباد کیلئے۔ انجمن احمدیہ بنگہ۔ ضلع جالندھر کیلئے
انجمن احمدیہ پٹیالہ۔ ریاست پٹیالہ کیلئے۔ انجمن احمدیہ لکھنو۔ ضلع لکھنو کے لئے
انجمن احمدیہ مظفرنگر۔ ضلع مظفرنگر اور نجیب آباد۔ انجمن احمدیہ کراچی۔ ضلع کراچی کیلئے۔
انجمن احمدیہ گھوگی و منبو۔ کمشنری گھوگی کیلئے۔ انجمن احمدیہ بستی دریام کلاں۔ ضلع جھنگ کیلئے
انجمن احمدیہ انبالہ۔ ضلع انبالہ کے لئے۔ انجمن احمدیہ سہارنپور۔ ضلع سہارنپور کیلئے
انجمن احمدیہ الہ آباد۔ ضلع الہ آباد کیلئے۔ انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن۔ ریاست حیدرآباد دکن کیلئے

اسوقت جناب کو تکلیف دینے سے میری غرض ایک اور ہے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک نیک کام شروع ہو کر چھوٹی چھوٹی رکاوٹوں ہی یا بعض سستی سے وہ رک جاتا ہے۔ میری استدعا سب احمدی احباب اور خصوصًا ان احمدی انجمنوں کیخدمت میں یہ ہے کہ اس کام میں اب کسی روک اور مشکل کی پرواہ نہ کریں بلکہ جس مستعدی کیساتھ اس کو شروع کیا ہے اس سے بھی زیادہ مستعدی اور دینی جوش سے اسکی تکمیل کی کوشش کریں۔ صدر انجمن بھی انشاء اللہ اس کام میں ہر طرح کی امداد کیلئے تیار ہے اور اپنے وعدہ کے مطابق انجمن ہذا نے انجمنہائے ضلع کی خدمتمیں بجٹ اخراجات ۱۹۱۰ء بھیج بھی دیئے ہیں۔ میں صدر انجمن کیطرف سے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں سبقت کر کے ایک نظم قائم کرنا چاہا ہے بالخصوص قابل شکریہ ایڈیٹر صاحب الحکم ہیں جو اس کیلئے اکثر اپنے قیمتی اخبار میں احباب کو توجہ دلاتے رہتے ہیں اور ایسا ہی ایڈیٹر صاحب بدر جو ایڈیٹر صاحب الحکم کیطرح ہر قسم کی قومی تحریکوں میں لگے رہتے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور انجمنوں میں خاص طور پر قابل شکریہ انجمن ضلع سیالکوٹ ہے جسنے اپنے ضلع میں نظم قائم کرنیکو صدر انجمن احمدیہ سے بھی پہلے محسوس کیا۔ اور بہت کچھ ہمت کی اور کر رہے ہیں۔ ہر ایک تجویز میں برکت ڈالنے والا اور اسکو کامیاب کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر انجمن ضلع سیالکوٹ کو نہ صرف بہت سی مفید اور نیک تجاویز کے پیش کرنیمیں ہی بلکہ ان تجاویز پر عمل کر کے دکھانیمیں بھی سبقت لگئی ہے۔ خداتعالیٰ اس جماعت کے ارکین وجملہ افراد کو جزائے خیر دے۔ اسیوقت مجھے ذیل کی مطبوعہ چٹھی میرے مکرم سید حامد شاہ صاحب سکرٹری انجمن ضلع سیالکوٹ کیطرف سے پہنچی ہے۔ جسکو میں اس غرض سے آپ کے قیمتی اخبار میں طبع ہونے کے لیے بھیجتا ہوں کہ تا اس نمونہ کو دیکھکر دوسری انجمنہائے ضلع بھی عملی کارروائی میں سعی کریں اور جلدی کریں دراصل بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور یہ کام بڑا اہم ہے اور صدر انجمن احمدیہ کی یہ خواہش ہے کہ تعطیلات دسمبر میں جب احباب جلسہ پر تشریف لاویں تو اسوقت تک انجمنوں کا نظم پوری طرحسے قائم ہو چکا ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ دیگر احمدی انجمنیں عملی کارروائی کی خوشخبری سنا کر بہت جلد خاکسار کو اور صدر انجمن احمدیہ کو مشکور فرماویں گے۔ اور اس جواب کے لئے بہت دیر انتظار میں نہ رکھیں گے اور جن اضلاع سے ابھی تک انجمن ضلع قائم کرنیکی درخواست نہیں آئی وہ بھی اسطرف توجہ فرماویں گے۔

چٹھی موسولہ منجانب سکرٹری صاحب انجمن ضلع سیالکوٹ جو دراصل وہ چٹھی ہے جو انہوں نے اپنے ضلع کے احمدی احباب میں شائع کی ہے۔ ذیل میں درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علٰے رسولہ الکریم۔

(۱) اخویم حبی فی اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ کیطرف سے ہدایت کیگئی ہے کہ آپکی خدمتمیں اس کارروائی کی اطلاع دیجائے۔ جو اجلاس منعقدہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء میں حسب منشاء قاعدہ (۵) قواعد شاخہائے مرتبہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دربارہ انتخاب عہدہ داران جدید عمل میں آئی ہے سو میں حسب ہدایت طبع شدہ انتخاب عہدہ داران جلسہ منعقدہ ۱۳ اکتوبر کو اس عریضہ کے شامل کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ اس انتخاب عہدہ داران کی اطلاع آپ کیخدمتمیں اسلئے دیجاتی ہے۔ کہ تا آیندہ آپ حسب منشاء قاعدہ نمبر ۱۰ قواعد شاخہائے اپنی تمام انجمنوں کے ہر قسم کے چندے انجمن ضلع کی معرفت صدر انجمن احمدیہ قادیان کیخدمت میں ارسال کریں۔ اور آیندہ بہ پابندی قواعد جدید کوئی رقم کسی قسم کی براہ راست انجمن احمدیہ صدر قادیان میں ارسال کرنے سے اجتناب کریں تاکہ انتظام مجوزہ صدر احمدیہ قادیان احسن طریق سے حسب منشاء قواعد عمل میں آوے۔ آپ قواعد جدید متعلقہ شاخہا کے قاعدہ نمبر (۶) میں ہر ایک عہدہ دار منتخبہ کے فرائض ملاحظہ کرینگے۔ اور انتخاب طبع شدہ مشمولہ عریضہ ہذا سے آپ کو وہ معزز عہدہ داران معلوم ہونگے جو باتفاق رائے جلسہ منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء میں مقرر ہوئے ہیں۔ بہ پابندی قواعد جدید آپ کو ضروری ہوگا کہ آپ آیندہ ہر ایک عہدہ دار کے متعلق اس کے فرائض کا لحاظ رکھیں

(۲) نیز مجھے ہدایت کیگئی ہے کہ میں حسب منشاء رزولیوشن نمبر (۱) اجلاس منعقدہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء انجمن ضلع سیالکوٹ آپکی خدمتمیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے کارڈ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء کی نقل پیش کروں جو اپنے مقاصد اور اغراض کی تکمیل کیواسطے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان نے انجمن ضلع سیالکوٹ کے پاس ارسال فرمایا ہے

وھوھذا: ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان۔ بخدمت سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱) مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے اجلاس ۱۹ منعقدہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۰ء میں بروئے رزولیوشن ۱۵۱ پاس کیا ہے کہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو انجمن ضلع مقرر کیا جاوے۔ اسکا علاقہ ضلع سیالکوٹ ہوگا۔ اسلئے یہ وہی فیصلہ رزولیوشن مذکورہ آپکی خدمتمیں عرض کیا جاتا ہے کہ تعطیلات دسمبر ۱۹۱۰ء سے پہلے پہلے اپنے ضلع میں انجمن کی شاخیں قائم کرکے رجسٹرات مندرجہ قواعد کی تکمیل کریں۔ اور چندہ کی وصولی کریں۔ اور ہر طرح کی تکمیل سے دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرماویں (۲) بروئے قاعدہ ۱۲ قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ قادیان بجٹ اخراجات و آمد صدر انجمن احمدیہ برائے ۱۹۱۰ء ارسال ہے۔ براہ مہربانی حسب قاعدہ مذکورہ بہت جلد اپنے ضلع کی انجمنوں کی رائے کیساتھ واپس ارسال فرماویں والسلام

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء

دُم دار سیّارے اور شہاب ثاقب

(رقم زدہ اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی ثم قادیانی)

درس قرآن مجید میں چند مرتبہ اوستاذ نا سیّدنا مولانا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں سے بڑھکر کوئی قوم ہیئت و ریاضی کا دعویٰ نہیں کرسکتی کیونکہ مسلمانوں کی آسمانی کتاب نے متعدد مقامات پر اجرام فلکی اور اُن کے مشاہدہ و حساب کی طرف توجہ دلائی ہے پھر یہ مسلمانوں کی بدنصیبی اور اُن کا اصل مذہب سے بے خبر رہنا ہے جو وہ علم ہیئت اور ریاضی سے ناآشنا ہونے ہی کو اپنے لئے ایک خاص امتیاز تصور کرتے ہیں شاید حکیم الامت کے اسی قسم کے ارشادات کا یہ اثر ہوا کہ میری نسبت یہ معلوم کرکے کہ اس کو علم ہیئت سے کچھ تعلق ہے کبھی کبھی نماز عشا کے بعد بورڈنگ ہوس کے بعض نہایت ذہین اور ستین لڑکوں نے آسمان پر ستاروں کے نام و مقام مجھ سے دریافت کئے سب سے پہلے شاید پانچ مہینہ میں مَیں نے چند لڑکوں کو اُن کی خواہش پر سہیل یمن آسمان پر دکھایا۔ پھر بنات النعش یعنے دُب اکبر کے ذریعہ سے قطبی ستارہ کی شناخت کا قاعدہ بتایا۔ پھر مئی سنہ ء سے جولائی سنہ ء تک دو لڑکوں کو مریخ کی عجیب و غریب حرکات یعنے اُس کا اول مغرب کی طرف تیزی سے سفر کرنا پھر یکلخت مشرق کی جانب تیزی سے واپس ہونا مشاہدہ کرایا۔ پھر ایک لڑکے کو صبح کی نماز کے وقت سیریس یعنے کلب الجبار مشہور ستارہ بتایا۔ اُنھیں ایام میں آسمان پر دُم دار سیارہ نمودار رہا اس لئے ہماری سب کی توجہ اور بھی آسمان کی جانب مبذول ہوگئی۔ یہ اس قسم کی باتیں ہائی کلاسوں کے چند شریف الطبع لڑکوں سے نماز عشا یا نماز فجر کے وقت کبھی کبھی اب بھی ہوا کرتی ہیں۔ اس وقت کہ رات کے بارہ بجے کا وقت ہے اور ستارہ سیریس اُفق مشرق سے نمودار ہو چکا ہے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ نیند تو آتی ہی نہیں بورڈنگ کے تمام کمروں میں سناٹا ہے۔ سب سو رہے ہیں اس تنہائی اور اطمینان کے وقت کو غنیمت جانکر لاؤ علم ہیئت کے متعلق ایک الیسا دلچسپ عام فہم مضمون لکھوں کہ الیس جس میں دقیق اور باریک باتیں نہ ہوں اور الحکم یا بدر جیسے معزز صحائف میں جگہ پانے کے قابل بھی ہو۔ اول توجہ میں آیا کہ مریخ کے متعلق الیسا دلچسپ مضمون بآسانی لکھا جاسکتا ہے پھر جب لکھنے بیٹھا اور لکھتے لکھتے انھیں سطروں تک پہنچا تو خیال بدل گیا۔ دُم دار ستاروں اور شہاب ثاقب کے متعلق مضمون مریخ سے بھی زیادہ دلچسپ اور سلیس معلوم ہوا لہٰذا مضمون کی پیشانی جو پہلے ہی مریخ لکھ لی تھی کاٹ کر دُم دار سیارے اور شہاب ثاقب لکھدی۔ دُم دار سیاروں کے ساتھ شہاب ثاقب کی دُم اس لئے لگانی پڑی کہ دونوں کو ایک دوسرے سے کچھ اس قسم کا تعلق ہے کہ تنہا ایک کے بیان میں اس قدر زیادہ لطف نہیں آسکتا جو دونوں کا ذکر کرنے میں آتا ہے۔ اس وقت میرے بکس میں میری ایک پرانی کاپی ہے جس میں علم ہیئت کے متعلق یادداشتیں لکھی ہوئی ہیں اور ایک چھوٹا سا رسالہ نظام شمسی ہے اور ایک معمولی سی مشہور کتاب اسٹار لینڈ ہے۔ اس مذکورہ بالا سامان اور اپنی قوت حافظہ کی مدد سے یہ مضمون لکھنا شروع کرتا ہوں۔ اگر میرے پاس میری تمام کتابیں اور کافی سامان ہوتا تو شاید اس سے بہتر مضمون لکھ سکتا جواب لکھ سکوں گا۔

فضائے عالم میں جس قدر سیارے پائے جاتے ہیں اُن میں بعض کے اجسام تو مضبوط اور منجمد ہوتے جیسے زمین یا چاند یا مریخ وغیرہ بعض کے اجسام نرم اور بعض کے رقیق بھی ہوتے ہیں مثلاً مشتری، سیلا نینس وغیرہ سوم وار سیارے عموماً رقیق اور منجمد دونوں اجزاء سے مرکب ہوتے ہیں۔ سو دُمدار سیارے بھی آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں۔ دوسرے تمام سیارے تو لنڈورے ہوتے ہیں اور ان کے بڑی لمبی شاندار دُم بھی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ دوسرے تمام سیارے اپنے مقررہ راستوں میں آفتاب کے گرد دورہ کرکے اور مقررہ اوقات میں اپنے دورہ کو پورا کر لیتے ہیں۔ لیکن دُم دار سیارے عموماً کچھ ایسے لہری اور بے ہنگم ہوتے ہیں کہ جدہر کو جی چاہتا ہے چلدیتے ہیں کبھی مشتری سے مصافحہ کرانے کے لئے بڑھے چلے گئے اور اُس کے چاروں چاندوں کے بیچ میں ہو کر نکل گئے۔ کبھی دبیر نالک سے جا بچہ کیا اور اپنا سا منہ لیکر چلے آئے کبھی اس بیچاری بوڑھی زمین سے ٹکر لڑانے کو موجود ہوگئے اور قریب پہنچے تو کترا کر اپنی دُم سے زمین کا سر سہلاتے ہوئے نکل گئے۔ اس آوارہ گردی کی وجہ سے ان کے دورے کی ٹھیک تعین نہیں ہوسکتی چنانچہ ہیئت دان لوگ اس بات کی پیشگوئی بہت ہی کم کرسکتے ہیں کہ کب دُم دار سیارہ نمودار ہوگا۔ دوسرے سیارے تو عموماً بیضوی شکل میں آفتاب کے گرد دورہ کرتے ہیں مگر ان کا دورہ عجیب شکل کا ہوتا ہے یعنے تسبیح کے دانے ہاتھ کی انگلیوں کے گرد گردش کرتے ہیں مگر اُن کی گردش اس قسم کی ہوتی ہے کہ ایک طرف تو وہ انگلی سے مس کرتے ہوئے نکلتے ہیں اور دوسری طرف وہ انگلی سے بہت فاصلہ پر نیچے کی طرف چلے جاتے ہیں اسی طرح دُم دار سیارے بھی آفتاب کے بہت ہی قریب سے آکر اُس کے گرد ہوتے ہوئے دوسری طرف اتنی دور چلے جاتے ہیں کہ دوربین کے ذریعہ سے بھی نظر نہیں آسکتے اور سیکڑوں برس تک غائب رہتے ہیں۔ پھر یکلخت تیزی سے آفتاب کی طرف آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ دُم دار سیارے ہمارے اس نظام شمسی کی حد سے باہر کسی دوسرے آفتاب کی حد میں بھی چلے جاتے ہیں اور ہمارے نظام شمسی کی بہت سی تاثیرات دوسرے نظام میں اور اس دوسرے نظام کی تاثیرات ہمارے نظام میں لاتے ہیں اور اس طرح گویا ڈاک کے ہرکارے یا پیغام رساں کی طرح اثر رسانی کا کام کرتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دُم دار سیارے جو بعض سیکڑوں ہزاروں برسوں کے بعد لوٹ کر آتے ہیں کئی کئی آفتابوں کے گرد گھوم گھام کر آتے ہوں بعض دُم دار سیارے ایسے بھی بھلے مانس ہیں جو مقررہ اوقات میں آفتاب کے گرد اپنا دورہ پورا کر لیتے ہیں اور اسی وجہ سے اُن کے نمودار ہونیکے اوقات بھی مقرر ہیں۔ ایسے پابند اوقات دُم دار سیاروں میں سب سے زیادہ شاندار اور معزز ہیلے کا دُم دار سیارہ ہے جو کبھی ۷۵ کبھی ۷۶ کبھی ۷۷ برس کے بعد نمودار ہوا کرتا ہے۔ ہیلے ایک ہیئت دان کا نام تھا اس نے سنہ ۱۶۸۲ء میں جبکہ یہ نمودار ہوا تھا اس سیارہ کی گردش کے باقاعدہ ہونے کا حال تحقیق کیا تھا اسی لئے یہ ہیلے کا دُم دار سیارہ مشہور ہے۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۶۶ء ۔ سنہ ۱۵۳۱ء ۔ سنہ ۱۶۰۷ء ۔ سنہ ۱۶۸۲ء ۔ سنہ ۱۷۵۹ء ۔ سنہ ۱۸۳۵ء میں شاندار دُم دار تارے نمودار ہوئے۔ حقیقت میں وہ ایک ہی ہیلے کا دُمدار سیارہ تھا جو اپنے مقررہ اوقات میں نمودار ہوتا رہا۔ اس لئے اب ہم کو سنہ ۱۹۱۰ء کے قریب زمانہ میں پھر اُس کے نمودار ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ ایسے دُم دار سیارے جن کی نسبت قوی خیال ہے کہ وہ بڑے ہی جہاں نیاں جہاں گشت اور بہت سے بزرگوں کے مرید یعنے کئی آفتابوں کے گرد طواف کرنیوالے اور بہت سے نظاموں کی خبر لانیوالے ہیں اُن میں سے ایک وہ دُم دار سیارہ تھا جو

۱۶۸۰ء میں نمودار ہوا تھا (اس کا بیان آگے بھی آئے گا)۔ ایسے چھوٹے دُم دار سیارے جو مقررہ اوقات میں اپنا دورہ آفتاب کے گرد پورا کرتے ہیں مگر بغیر دوربین کی مدد کے بآسانی نظر نہیں آسکتے اُن میں انکیے کا دُم دار سیارہ زیادہ مشہور ہے جو تقریباً تین سال میں اپنا ایک دورہ پورا کرتا اور تین برس کے بعد بذریعہ دوربین نظر آتا ہے۔ اُن چھوٹے دُم دار سیاروں میں جو بیچارے فوت ہو چکے ہیں سب سے زیادہ مشہور بیلا کا دُم دار سیارہ ہے۔ بیلا ایک ہیئت دان کا نام ہے جس نے یہ دُم دار سیارہ دریافت کیا تھا۔ یہ سیارہ بھی دوربین کے ذریعہ سے دیکھا جاتا تھا اور ساڑھے سات برس میں اپنی گردش آفتاب کے گرد پوری کر لیتا تھا۔ ۱۸۶۵ء میں ہیئت دانوں کو آخری مرتبہ اُس جان نثار کی صورت دیکھنی نصیب ہوئی تھی ۱۸۷۲ء میں جبکہ اُس کا انتظار تھا تو ٹھیک اُسی مقررہ وقت پر اُسی کے راستہ پر اُسی کے آنیکی سمت سے چھوٹے چھوٹے بہت سے ٹکڑوں یا ریزوں کا ایک غول آتا ہوا نظر آیا اور بیلا کا البیلا دُم دار کہیں نظر نہ آیا۔ بات یہ ہوئی کہ کہیں رستہ میں اُس کی کسی زبردست سیارے سے مٹھ بھیڑ ہو گئی اور دُم دار سیارہ اُس سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے بعد بھی اُس کے ریزوں میں وہی گردش برابر قائم رہی اور وہ ہمکو اُسی رستہ میں بجائے دُم دار سیارے کے ۱۸۷۲ء میں نظر آئے۔ پھر انھیں ٹکڑوں میں سے اکثر کو ہماری زمین نے اپنی طرف کھینچ لیا جس نے شہاب ثاقب کی کثرت کا وہ عظیم الشان نظارہ دکھائی دیا جس نے دُنیا کے تمام ہیئت دانوں کو حیران و مبہوت بنا دیا تھا اور وہی ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا زمانہ تھا (شہاب ثاقب دُم دار سیاروں کے ٹکڑے ہوتے ہیں یہ بات آگے چلکر بخوبی سمجھ میں آ جائے گی)۔ دُم دار سیاروں کی مختصر سی ہسٹری جو اس وقت میں لکھ سکتا ہوں یہ ہے۔

۱۴۵۶ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ بہلول خان لودی کے زمانہ میں جبکہ بہلول خان اور سلطان الشرق (سلطان جونپور) کے درمیان میدان کارزار گرم تھا نمودار ہوا اور زمین کے اس قدر قریب آگیا کہ چاند اور زمین کے درمیان حائل ہو کر چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا۔

۱۵۳۱ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ ہمایوں کے زمانہ میں جبکہ بہادر شاہ بادشاہ گجرات نے ملک مالوہ فتح کرکے اپنی سلطنت کو وسیع کیا تھا نمودار ہوا۔

۱۶۰۷ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ جہانگیر کے زمانہ میں نمودار ہوا جبکہ ملک بنگالہ میں ایک قسم کی طائف الملوکی ہو رہی تھی اور جنگ و پیکار کا بازار خوب گرم تھا۔

۱۶۸۰ء میں اورنگ زیب کے عہد میں ایک نہایت شاندار اور تمام تاریخی دُم دار سیاروں میں سب سے زیادہ عجیب و غریب دُمدار سیارہ نمودار ہوا۔ اُسی سال سیواجی مرہٹہ لقمہ نہنگ اجل ہوا۔ یہ دُم دار سیارہ چار مہینے تک نمودار رہا تھا اس کی رفتار فی منٹ ۱۵ ہزار میل تھی یعنی تقریباً ڈیڑھ منٹ میں وہ ہماری زمین کے گرد پورا چکر لگا سکتا تھا۔ یہ سیارہ ۱۱۰۵ء میں بھی نمودار ہوا تھا۔ ۱۶۸۰ء میں پانسو پچھتّر برس کے بعد اپنا ایک دورہ پورا کرکے آیا تھا۔ اس دُم دار سیارہ کی نسبت خیال ہے کہ یہ ہمارے آفتاب کے سوا اور بھی دوسرے آفتابوں کے گرد چکر لگایا کرتا ہے وہ نہایت تیزی کے ساتھ ہمارے نظام شمسی کی حدود میں داخل ہوا اور آفتاب کی طرف بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ آفتاب کے آدھے قطر کے فاصلہ پر آفتاب کے قریب پہنچکر عطارد کے دورہ کے درمیان آفتاب کے گرد پھرنا شروع کیا پھر یکایک وہاں سے ایسا اُلٹے دُم بھاگا کہ ہمارے نظام شمسی کی حدود سے باہر چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ خدا جانے اس وقت وہ کہاں گشت کر رہا ہوگا اور کون سے آفتاب کی حدود میں ہوگا۔ اسحٰق نیوٹن نے حساب لگا کر معلوم کیا تھا کہ جس وقت وہ سورج سے بہت ہی قریب تھا اُس وقت اُس کی حرارت گرم لوہے سے دو ہزار درجے زیادہ تھی۔

۱۶۸۲ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ اورنگ زیب کے عہد میں نمودار ہوا۔ اسی مرتبہ ہیلے نے اُس کی آمد کے زمانہ کا باقاعدہ ہونا معلوم کیا۔

۱۷۵۹ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ عالمگیر ثانی کے عہد میں نمودار ہوا اور اس سال غازی الدین نے اپنی چالاکیوں اور ریشہ دوانیوں سے ہند کے اکثر صوبوں میں بڑی بدامنی پیدا کر رکھی تھی۔

۱۷۷۰ء میں ایک بڑا تیز روشن شاندار دُم دار نمودار ہوا وہ جب آفتاب کی قدم بوسی سے فارغ ہو کر واپس جا رہا تھا تو زمین کے اسقدر قریب ہو کر گذرا کہ زمین کی کشش نے اُس کی رفتار کو سست کر دیا تھا لیکن جب کشش زمین کے پنجہ سے بچکر تیزی کے ساتھ بھاگا تو سیدھا مسماۃ مشتری کے گھر میں جا گھسا مشتری کے گرد اُس کے چار چاند برابر گشت کرتے رہتے ہیں یہ دُم دار اُن کے بیچ میں جا کر پھنسا تو تھا بیڈھب مگر کچھ ایسا چالاک اور گرگ باراں دیدہ تھا کہ اُن چاروں کے بیچ میں سے اودھر اُدھر کترا کر اور دُم دبا کر صاف بچکر نکل آیا ورنہ مشتری کے چاروں چوکیدار ایسے تنومند ہیں کہ اُن میں سے کسی ایک ہی کا مُکا اُس کے سر پر لگتا تو کھوپڑی پاش پاش ہو جاتی۔ اسی سال امیر الامرا نواب نجیب الدولہ کا جو پانی پت کی لڑائی اور عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کے انتقال کے بعد آٹھ نو برس سے دہلی میں حکومت کر رہا تھا انتقال ہوا اور شہزادہ عالی گہر الہ آباد سے آ کر دہلی کے تخت پر بیٹھا اور شاہ عالم لقب اختیار کیا۔ اسی سال ملک بنگالہ میں ایسا عظیم الشان قحط پڑا کہ ایک تہائی باشندے فاقوں کے مارے مر گئے۔

۱۸۱۱ء میں ایک دُم دار اکبر ثانی بادشاہ دہلی اور ارل آف منٹو والیسرائے کے زمانہ میں نمودار ہوا جس کی دُم کی لمبائی نوے لاکھ میل تھی۔

۱۸۳۵ء میں ہیلے کا دُم دار سیارہ نمودار ہوا۔

۱۸۵۸ء میں جبکہ ہند سے عظیم الشان بغاوت کا فتنہ فرو ہو رہا تھا ایک نہایت شاندار دُم دار نمودار ہوا تھا اسی سال ملک ہند کمپنی کے قبضہ سے نکلکر بادشاہت انگلستان کے قبضہ میں آیا۔

۱۸۶۱ء میں ایک دُم دار نمودار ہوا جو ۱۸۵۸ء والے دُمدار سے چھوٹا تھا اُس نے ہماری زمین کو [illegible] اپنی دُم کے اندر دو گھنٹہ تک ہماری زمین رہی تھی بہ خیر گذری [illegible] اور مضر حصہ یعنے سر بچ گیا تھا ورنہ خدا جانے کیا آفت برپا ہوتی [illegible] بخیر گذشت۔ اس کی دُم سے زمین یا زمین والوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اسی سال لارڈ کیننگ نے اسٹار آف انڈیا کا خطاب قائم کیا تھا۔ اسی سال شاہزادہ البرٹ اور ابوظفر سراج بہادر شاہ نے وفات پائی۔

۱۸۶۲ء میں ایک نہایت ہی شاندار دُم دار نمودار ہوا تھا جسکی دُم اُنیس کروڑ میل لمبی تھی اسی سال کی ۱۷ اکتوبر کو وہ ہماری زمین اور آفتاب کے بیچ میں اس طرح ہو کر گذرا تھا کہ آفتاب اور وہ دُمدار اور ہماری زمین تینوں ایک خط مستقیم میں تھے۔ سو رستہ میں اپنے بہت سے اجزا بکھیرتا جاتا تھا اُن اجزا کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ تھا مگر سب علیحدہ علیحدہ اپنا

اپنا سفر طے کرتے چلے جاتے تھے۔ اُس دُم دار کا سر ایک نہیں تھا بلکہ پانچ چھ چھوٹے چھوٹے تارے اسطرح جڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے جیسے ایک لڑی میں موتی پاس پاس جڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ میری عمر اُس وقت تقریباً تین سال کی تھی میں اپنی نانی صاحبہ مرحومہ کے پاس اندر کے دالان میں رات کو سویا کرتا تھا ایک روز صبح ۴ بجے کے قریب جبکہ لوگ نماز فجر کی تیاریاں کر رہے تھے میں بھی بیدار ہوگیا اور اُٹھکر نانی صاحبہ کے ہمراہ باہر صحن میں چلا آیا اُسوقت میں نے آسمان کے مشرقی حصہ میں عمر بھر میں پہلی مرتبہ دُم دار تارا دیکھا یہ نظارہ میرے لئے نہایت عجیب اور ہیبت ناک نظارہ تھا جو مجھکو نہایت اچھی طرح سے ابتک یاد ہے۔ بس پھر اُسکے بعد میں نے اُس کو کبھی دوبارہ نہیں دیکھا۔ اسوقت اگر وہی دُم دار یا اُسی طرح کوئی دوسرا شاندار دُم دار نظر آئے تو میں اُس کو بڑی ہی دلچسپی کیساتھ راتوں کو اُٹھ اُٹھکر دیکھا کروں۔ ایک اور دُم دار جس کی دوربین تحقیق اسی کے قریب زمانہ میں نمودار ہوا تھا جو ستارہ ذوالسنین کے نام سے مشہور ہے۔ مجھکو اسوقت اُس کے نمودار ہونے کی صحیح تاریخ اور ماہ و سال یاد نہیں۔ مدراس بمبئی وغیرہ بہت سے مقامات میں دیکھا گیا تھا اور اُس زمانہ کے اخبارات میں اسکا ذکر شائع ہوا تھا۔ یہ وہی ذوالسنین ستارہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی نمودار ہوا تھا۔

سنہ ۱۹۰۷ء میں یعنے اسی سال جو دُم دار نمودار ہوا تھا اگرچہ اُس کی دم بھی شیطان کی آنت کی طرح بہت طویل تھی مگر یہ کچھ شاندار نہ تھا اور سنہ ۱۸۵۸ء والے دُم دار کی گرد کو بھی نہ پہنچتا تھا۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں پھر پہلے کے دُم دار سیارے کے نمودار ہونے کا انتظار ہے۔ دُم دار سیارے جس قدر آفتاب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اُسی قدر اُنکی دم طویل اور شاندار ہو جاتی ہے۔ دُم دار تارہ کی دم اُس کی رفتار کی سیدھ میں پیچھے کو نہیں ہوتی دُم دار تارہ چاہے کسی سمت کو جاتا ہو مگر جس سمت میں آفتاب ہوتا ہے اُس کے مخالف سمت میں اُس کی دُم ہوتی ہے۔ دُم دار سیاروں میں عموماً کاربن سوڈیم اور لوہا یا اجزا ضرور ہوتے ہیں۔ حرارت آفتاب سے کاربن اور اُس کے رقیق اجزا پگھل کر اور بھاپ بن کر اُڑتے ہیں وہی اُس کی دم ہوتی ہے۔ جُوں جُوں وہ آفتاب کے قریب آتا جاتا ہے حرارت آفتاب تیز ہوتی جاتی ہے اور لوہا وغیرہ تمام اجزا بھاپ بن کر اُڑنے لگتے اور اُس کی دُم کو شاندار بناتے جاتے ہیں۔ پھر جب آفتاب سے فاصلہ زیادہ ہوتا جاتا ہے تو دُم بھی گھٹتی جاتی ہے۔ ہمارے نظام شمسی میں اول عطارد اُس کے بعد زہرہ پھر زمین پھر مریخ پھر مشتری وغیرہ کے دورے ہیں ان تمام سیاروں کے دوروں میں ایک خاص اندازہ کی موافق فصل ہے مگر مریخ اور مشتری کے دوروں کے درمیان اسقدر زیادہ فاصلہ ہے کہ خواہ مخواہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انکے درمیان میں ایک سیارہ اور ہونا چاہیئے۔ اسی خیال نے ہیئت دانوں کی توجہ اسطرف مبذول کی کہ وہ ان دونوں کے درمیان میں کوئی سیارہ تلاش کریں چنانچہ بڑی کوششوں کے بعد۔ پالس۔ جونو۔ وسٹا وغیرہ چار نہایت چھوٹے چھوٹے سیارے ملے۔ اعلیٰ درجہ کے ہیئت دانوں کا خیال ہے کہ یہ چاروں سیارے کسی ایک بڑے سیارہ کے ٹکڑے ہیں جو کسی سیارے سے ٹکرا گیا اور کسی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ دُم دار سیاروں میں اس طرح ٹکرا کر ٹوٹ جانے کا احتمال سب سے زیادہ ہے چنانچہ وہ اکثر ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ پہلے بیلا کے دُم دار کا حال بیان ہو چکا ہے۔ معمولی سیارے یا دُم دار سیارے جب ٹوٹتے ہیں تو اُن کے ٹکڑوں میں بھی وہی گردش وہی حرکت اور وہی تمام ادائیں باقی رہتی ہیں جو سالم سیارہ میں ہوتی ہیں۔ معمولی سیاروں کے ٹکڑے تو اپنے اپنے مقررہ دوروں میں باقاعدہ گردش کرتے ہیں (مثلاً پالس۔ جونو وغیرہ) کیونکہ سیارے باقاعدہ گردش کے عادی ہیں۔ مگر دُم دار سیارے چونکہ ہمیشہ ٹیڑھے راستوں میں چلنے کے عادی ہوتے ہیں اس لئے ٹوٹنے کے بعد اُن کے ننھے ننھے بچے بھی اُنھیں کی طرح شتر بے مہار کی مانند بادہوائی پھرتے رہتے ہیں۔ اول تو عرصہ دراز کے بعد دُم دار سیارہ اپنی دُم کے ذریعہ سے اپنی مادہ کو کم کرتا کرتا خود ہی چھوٹا اور تاریک ہو جاتا ہے پھر جب ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو اُن ٹکڑوں میں کوئی دُم وغیرہ باقی نہیں رہتی منجمد مادہ کے تو ٹکڑے ہو جاتے ہیں رقیق اور دُم بنانے والا مادہ فضا میں منتشر یا اُن ٹکڑوں میں جذب ہوکر نابود ہو جاتا ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی بڑا دُم دار سیارہ ٹوٹتا ہے تو اُس کے نہایت بڑے بڑے ٹکڑوں میں دُم بھی تقسیم ہو جاتی ہے اور ہر ایک ٹکڑا ایک چھوٹا سا دُم دار سیارہ بن جاتا ہے مثلاً سنہ ۱۸۸۲ء میں نمودار ہونے والے تارے کے وہ چند ٹکڑے جو لڑی کے موتیوں کی طرح معلوم ہوتے تھے اگر کسی صدمہ سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو ظن غالب ہے کہ اُن میں سے ہر ایک ٹکڑا ایک چھوٹا سا دُم دار بن جائیگا۔ ہیئت دان اس بات سے واقف ہیں کہ بعض اوقات دوربین کے ذریعہ سے دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے کئی کئی دُم دار سیاروں کا ایک غول آفتاب کی طرف آتا ہوا نظر آتا ہے وہ تمام چھوٹے چھوٹے دُم دار سیارے جو ایک ساتھ ہی پاس پاس سفر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یقیناً کسی ایک بڑی دُم دار سیارے کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ دُم دار سیاروں کے لاتعداد اور نہایت چھوٹے چھوٹے تاریک ٹکڑے جو اکثر کئی کئی پونڈ کے وزنی ہوتے ہیں فضا میں آوارہ پھرتے رہتے ہیں۔ زمین کے چاروں طرف کئی سو میل بلند ہوا کا ایک غلاف لپٹا ہوا ہے۔ اُن ٹکڑوں میں سے جب کوئی کمبخت کا مارا زمین کے قریب ہوکر گذرتا ہے تو زمین اُس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ ایسے ٹکڑوں کی رفتار عموماً بندوق کی گولی کی رفتار سے سو گنی زیادہ تیز ہوتی ہے اُنکی اپنی رفتار پر جب زمین کی کشش کا اثر ہوتا ہے تو وہ زمین کیطرف اُسی تیزی سے متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن عمودی حالت میں زمین کی طرف نہیں آتے۔ ہاں اگر اُنکی اپنی ذاتی رفتار کا کسی جانب کو میلان نہ ہوتا تو بے شک وہ زمین پر عمودی حالت میں گرتے ہوئے معلوم ہوتے۔ وہ جب ہوا کے سمندر کو غضبناک تیزی سے طے کرنے لگتے ہیں تو ہوا کے ذرات کی رگڑ سے کاربن۔ لوہا وغیرہ جن سے وہ مرکب ہوتے ہیں اول گرم ہوتے ہیں پھر سرخ انگارے کی مانند ہو جاتے ہیں پھر حرارت کی زیادتی سے سفید ہو جاتے ہیں پھر رقیق پھر ہوائی شکل میں بن کر اکثر زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی ہوا میں مل جاتے ہیں اور انھیں کو شہاب ثاقب کہتے ہیں۔ یہاں یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ لوہے کے پگھلنے اور ہوائی شکل میں تبدیل ہو جانے کے لئے تو نہایت ہی سخت حرارت کی ضرورت ہے ہوا میں اس قدر حرارت کہاں سے آتی ہے۔ اس کا جواب بآسانی اس طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ بندوق کی گولی جب نشانے پر جا کر لگتی ہے تو فوراً اُس کو چھونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرم ہے اُس کی تمام حرارت باروت کے جلنے سے تو ہے نہیں کیونکہ جب باروت مشتعل ہوئی تو اُس کے بعد گولی اُس مشتعل باروت کی مصاحبت میں اس قدر کم عرصہ تک رہی کہ جس کا تصور بھی بمشکل ہو سکتا ہے اتنی دیر میں سیسہ کی گولی ایک طرف سے دوسری طرف تک تمام گرم نہیں ہو سکتی

دراصل گولی کی وہ گرمی بندوق کی نال اور ہوا کی رگڑ کے باعث ہے ہے فرض کرو کہ بندوق سے نشانہ تک کا فاصلہ طے کرنے میں ہوا کی رگڑ سے گولی میں صرف ایک درجہ حرارت پیدا ہوتی ہے تو شہاب ثاقب کی رفتار چونکہ بندوق کی گولی سے سوگنی زیادہ ہے لہٰذا اُس میں ۱۰۰ × ۱۰۰ یعنے دس ہزار درجے حرارت پیدا ہو جائے گی اور دس ہزار درجے کی حرارت لوہے کو پگھلا کر ہوائی شکل میں تبدیل کر دینے کے لئے کافی ہے۔ بعض اوقات شہاب ثاقب کے کچھ جلے ہوئے حصے راکھ کی شکل میں زمین پر گرتے ہیں چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۰۷ء کو جب میں نجیب آباد گیا تھا تو وہاں میں نے مکرمی مولوی حکیم منشی علی صاحب سے سُنا کہ چند روز ہوئے ایک شہاب ثاقب نمودار ہوا اور اُس کے کسی قدر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بشکل خاکستر نواب میاں جان خان کے صحن میں گرے اور کئی شخصوں نے ان کو دیکھا۔ اگر ہوا اس طرح رستہ ہی میں ان آسمانی گولوں کا کام تمام نہ کر دیا کرتی تو زمین پر رہنے والے جاندار ہمیشہ سخت اندیشہ اور خطرہ کی حالت میں رہتے اور اکثر ان کا نشانہ بنا کرتے بحکم النَّاقب کے باعث ان کل نفس لما علیھا حافظ نے اس وقت مجھکو بڑا ہی لطف دیا۔ شہاب ثاقب کے ذرات جو ہوا میں مل جاتے ہیں ہوا کو کثیف کرتے ہیں اور جب ان کی کثرت ہوتی ہے تو ہوا زیادہ کثیف ہو کر بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ حکمائے متقدمین بھی شہاب ثاقب کی کثرت کو امراض وبائی کا موجب خیال کرتے تھے علم ہیئت کے عجائب و غرائب پر غور کرنے سے اُس وراء الوراء ذات باری تعالیٰ کی اس قدر عظمت و جبروت انسان کے دل پر طاری ہوتی ہے اور مومن کے ایمان میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ جس کا اظہار دشوار ہے۔ شہاب ثاقب کے متعلق مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نہایت مشہور و معروف کتاب آئینہ کمالات اسلام میں ایسی عجیب بحث لکھی ہے جو دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اس وقت اگر میرے پاس آئینہ کمالات اسلام کا وہ حاشیہ جو والسماء والطارق کے متعلق کتاب مذکور کے ابتدائی جزوں میں ہے ضرور مطالعہ کریں۔

۱۴ نومبر ۱۹۰۷ء کو زمین گردش کرتے کرتے ایک ایسے مقام پر پہنچنے والی ہے جہاں اس کو بہت سے شہاب ثاقب ملنے ممکن ہیں۔ اس لئے ۱۴ نومبر کی شب میں آسمان پر غیر معمولی طور سے تارے ٹوٹنے کا تماشا نظر آئے تو تعجب نہیں۔

آسمان میں جب دُم دار سیارے نمودار ہوتے ہیں یا شہاب ثاقب کی کثرت ہوتی ہے تو زمین پر بھی کوئی نہ کوئی غیر معمولی حادثہ واقع ہوتا ہے یا کسی عظیم الشان شخص کا ظہور ہونے والا ہوتا ہے۔ یعنے جب خدا تعالےٰ آسمان پر غیر معمولی نظارے دکھاتا ہے تو زمین پر بھی عظیم الشان حیرت انگیز واقعات ظاہر فرماتا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت آسمان پر عجیب و غریب ستارے اور ایک ذوالسنین نمودار ہوا تھا۔ وہی ذوالسنین مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت دُنیا کے اکثر مقامات پر دیکھا گیا۔ حضرت نبی کریم سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی آسمان پر بڑی کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹتے ہوئے نظر آئے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت بھی ایسی ہی کثرت سے ۱۸۸۵ء میں شہاب ثاقب نظر آئے تھے جن کا ذکر بیلا کے دُم دار سیارے کے بیان میں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ خدا تعالےٰ کی عظمت اور اُس کے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کس قدر دل پر چھا جاتی ہے جب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی سنت پوری کرنے (جو وہ مامورین کی بعثت کے وقت کیا کرتا ہے) یعنے غیر معمولی شہاب ثاقب کی کثرت دکھلانے کے لئے ایک مشہور و معروف دُم دار سیارہ کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور تمام ہیئت دانوں کو ششدر و حیران بنا دیا۔ وہ خدا کہ جس نے اپنے مامور کی نشانی کے لئے عظیم الشان اجرام سماوی کے تہ و بالا کر دینے اور توڑ ڈالنے میں دریغ نہیں فرمایا کیا ان زمینی متکبروں کے (جو مسیح موعود کے دشمن ہیں) سر کچل ڈالنے اور اپنے مامور کی صداقت پر صداقت دکھانے میں دریغ فرما سکتا ہے؟

صبح کو رمضان المبارک کی تیرھویں تاریخ ہے۔ صبح کے وقت نکلنے والے ستارے اُفق مشرق سے سر نکال کر جھانکنے لگے ہیں میں اب سحری کے چند لقمے کھاتا ہوں اس کے بعد نماز فجر کی تیاری اور بعد نماز فجر انشاء اللہ تعالےٰ اپنے فرائض میں مصروف ہوں گا۔ یہ تمام رات اختر شماری ہی میں گذر گئی۔ میری اکثر راتیں اسی طرح آنکھوں ہی میں کٹ جاتی ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے اس مضمون لکھنے کے نماز ہی پڑھتا۔ اے میرے خدا میری خطائیں کو معاف فرما میری مدد کر۔ مجھکو نیک توفیق دے۔ گناہوں کے بد نتائج سے مجھ کو محفوظ رکھ۔ آمین۔ اللھم اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والاٰخرۃ۔ (راقم اکبر نجیب آبادی)

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کُل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کُل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اسکی خوبیوں کے کم ہے یعنے معہ محصولڈاک ۱۲؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل پتہ پر آنی چاہئے۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ۔ حصہ دوم ۔ یہ بنظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے قیمت ۱۲ ست بچن ۱۰ ۔ آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جو ابدیا ہے جو دو ۵ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۱۲ ۔ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط ۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ ۔ فیصلہ آسمانی قیمت ۲ ۔ نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب قیمت ۴ ۔ ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول ستیا تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱۴) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۱۲ حصہ دوم ۱۴

المشتہر مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں ۔ اس تریاق بے نظیر سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے ۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور تکھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث زواحلق سے اتر نا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء او ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی (۱۲) دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت ۔

(نوٹ) ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اجرت سے مطلع فرمائیں ۔

المشتہر
حکیم فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ ۔ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بد پرہیزیوں کی وجہ سے عام طبیعتیں ضعف کی شکایت کی ہے جتنے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے بیہ لاجواب معجون تیار کی ہے جسکے چند سے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی ایسی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ ۔

طلا طلسمی ۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ بیمار اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ ۔ قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

(۱)

نا اُمید

صرف ایک ہی لفظ "موت" اس سے زیادہ خوفناک ہے۔ آپ نے کسی اخبار میں ایک قصہ کہ جس کو آخر میں کسی چیز کا اشتہار پایا ہوگا ضرور پڑھا ہوگا؟ کیا اس سے آپ کو اس چیز مشتہرہ کی عمدگی کا کامل یقین ہو گیا تھا۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ آپ کو کبھی یقین نہ آیا ہوگا کیونکہ وہ اشتہار ایک اجنبی شخص کے تجربہ کو جو کسی دوسرے شہر میں رہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جبکہ اس قسم کا تحریری بیان کلکتہ کے ایک لائق طبیب ڈاکٹر پی سی رائے صاحب مارواڑی ہندو ہسپتال کے ہاؤس سرجن (طبیب نمبر ۱۴۴ ہریسن روڈ) نے کیا ہو جن کو مثل ایک کامیاب معالج کے کلکتہ باشندوں سے پہچان کروانے کی ضرورت نہیں تب تو وہ بیان قابل اعتبار ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں ڈوون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) بہت عمدہ ہیں۔ ایک استسقاء جلندھر کا مریض جو لاعلاج سمجھا جاتا تھا ان گولیوں کے استعمال سے اچھا ہو گیا۔ مرض کی معمولی علامات موجود تھیں۔ پیٹ میں پانی کا جمع ہونا اور پاؤں اور چہرہ پر ورم وغیرہ کہ جن کی وجہ سے مریض کو ایسی تکلیف ہوتی تھی کہ اس کے پیٹ میں نشتر لگایا گیا اور ۲۶۰ تولہ پانی نکالا گیا۔ تین ہفتہ میں اس طرح تین مرتبہ کیا گیا ہے تمام دن میں صرف ۵ تولہ پیشاب آتا تھا۔ اس حالت میں اسے ڈوون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) کھلانی شروع کیں جن کی وجہ سے ۲۴ گھنٹے میں ۸۰ تولہ پیشاب آنے لگا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں استسقاء (جلندھر) کی تمام علامتیں دور ہو گئیں اب وہ بالکل تندرست ہے۔ ڈوون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) متعدد جن امراض کے لئے مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ان میں اوپر کا واقعہ بہت عجیب ہے کیونکہ جلندھر جب اس نوبت پر پہنچ جاتا ہے۔ تو مہلک ہوتا ہے اگر یہ بیان مارواڑی ہسپتال میں قلمبند نہ ہوتا کہ جہاں سے کل حال دریافت کیا جا سکتا ہے تو ضرور شک کرنے کا موقع ہوتا جلندھر نیز مثل درد پشت پیشاب کے امراض اور وجع مفاصل (گٹھیا) گردوں کے مرض کی وجہ سے ہوتا ہے جن کے لئے ڈوون کی درد پشت اور گردے کی گولیاں مجرب دوا ہیں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پاس سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ۔ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو بھیجینگے اور نام اخبار سے مطلع فرمائینگے۔ تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر وی۔ پی خرچ کے کی جائے گی۔

ڈوون کا مرہم (ڈوونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا جاتا ہے بواسیر اندرونی باہر نکلی ہوئی یا خونی سرخ بادہ۔ کھرجوا۔ کبر۔ جیٹر۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح سوزش نمکین پھوڑا اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۳ روپیہ اور دوم مبلغ ۲ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی۔ پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سب سے بہتر دار کشمیر کی لکڑی کے ۲ ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۴ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیم سے پشتو دار کشمیر کی لکڑی ۲ کین ہینڈل عمدہ ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی جس پر مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے عمدہ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے۔

بچوں کے کرکٹ سٹ	۱۲ سے ۱۳ برس کی عمر کیلئے دو سٹ ایک سٹ پرکس	
”	ایک بال لکڑی کا بکس فی سٹ	۲
”	۱۰ سے ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس اور ایک بال فی بکس	۲
فٹ بال عمدہ کارڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار		۲
” ” ” ”		۲
بچوں کے لئے فٹ بال مع بلیڈر		۲
”		
کرکٹ بال گٹ سوں نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے		
” ” دھاگے کے بیچ		
” ” پریکٹس		
کرکٹ وکٹس	فی کاپی	۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال یار قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول بجواڑہ ضلع کانگڑہ ۲۰ اپریل

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے

اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اسکو

اسکاٹ ایملشن

بچائیں تو نفع پہنچائیگا

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو۔ بچہ خوش باش نہ چڑچڑا ہو اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے۔

ہاتھ سے نہ چھونا چاہئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ ایڈ باون) سنجیدہ دوا سازان لنڈن انگلینڈ

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

سالانہ
عوام سے
خواص ومعاونین سے
ہندوستان سے باہر کے
... والوں سے ۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپے سے کم آمدنی
والے لوگوں سے

نمبر ۴۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۳ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ۔ یعنی تم لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار کر ہی کس طرح سکتے ہو جبکہ تم پر موت طاری تھی پھر اس کے بعد تم کو زندگی عطا کی گئی تھی۔ اور اس کے بعد پھر ایک اور زمانہ آئیگا جبکہ تم پر موت وارد ہو جائے گی اور اس کے بعد پھر تم لوگوں کو زندگی عطا کی جاویگی۔ اس آیت سے صاف طور پر دو ایسے زمانوں کا پتہ لگتا ہے جس میں اللہ کریم صحابہؓ کی روحانی زندگی کو اپنی ہستی کا ایک زندہ ثبوت گردانتا ہے۔ میرے خیال میں جن صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کی نطفہ کے وقت یا اس سے پہلے جو حالت ہوتی ہے۔ وہ ایک موت ہی ہوتی ہے۔ آخر خدا تعالےٰ اپنی حکمت کاملہ سے ہستی کا جامہ پہناتا ہے اور عدم سے وجود میں لاتا ہے اور یہی وہ زندگی ہے جس کا بیان آیت کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ میں پایا جاتا ہے اور آیت ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ سے مراد وہ موت اور حیات ہے کہ جب انسان اس دنیا فانی سے کوچ کر جاتا ہے اور خاک میں خاک اور روح میں روح ملجاتی ہے۔ تب قیامت کو دوبارہ خدا تعالیٰ از سر نو زندگی بخشے گا۔" وہ ایک حد تک راستی پر ہیں اور ان معنوں سے مجھے انکار نہیں میں مانتا ہوں کہ موت اور حیات دو ایسے وسیع المعانی لفظ ہیں۔ جن کے بیسیوں معنی ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ معنے میرے جیسے کم فہم آدمی کو آیت مطہرہ کے منشا کے مطابق معلوم نہیں ہوتے۔ اس لئے کمال سادگی اور آزادگی خیالات کی وجہ سے اتنا کہنے کو جی چاہتا ہے کہ اس طرح کی موت اور حیات مراد لینے سے ثبوت ہستی باریتعالیٰ پر کوئی کامل اکمل دلیل پیدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس طرح سے دوسرے درجہ پر یعنے ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ میں جو موت اور حیات ہے۔ وہ تو ابھی برائے نام اور صرف وعدہ ہی وعدہ ہے خدا ہی جانے کہ کب قیامت ہوگی اور کب یہ واقع ظہور میں آئے گا اور قیامت کے منکر کا تو پھر خدا ہی حافظ۔ باقی رہی پہلی دلیل۔ اس پر بھی یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ لوگوں کا اس بات پر بکلی اتفاق نہیں کہ ہماری روح ہماری پیدائش سے پہلے موجود تھی یا نہیں۔ گو ہمیں تو خبر ہی تب ہوئی جب سانس لینے لگے بلکہ اس سے بھی کئی برس بعد۔ اور پھر ہم لوگوں کو جو زندگی عطا ہی کی گئی۔ تو وہ بھی والدین کے ذریعہ سے خدا کی تو ہمیں خبر ہی نہیں۔ کہ کب زندہ کیا اور کس وقت اپنی ہستی کا ثبوت ہمیں دیا؟ اور پھر کروڑہا حیوانات بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی عجیب وغریب حالتوں میں تبدیل ہو کر پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری کوئی خصوصیت نہیں اور پھر اور بھی وہم وگمان سے بڑھکر حیرت انگیز ترقیات نباتات کی پیدائش میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ مگر اس سے یہ بات کہاں سے گلے کا ہار بن گئی۔ جو ہم ایک خدا ہی ضرور مان لیں اور اس کے مانے بغیر ہمارا چھٹکارا نہیں ہوتا۔ اور ساتھ ہی ان معنوں پر تشکیک بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ جیسے والدین کے ذریعہ سے پیدا کر کے اس وقت خدا تعالیٰ نے دھینگا دھانگی سے اپنی ہستی منوانی چاہی ہے۔ ویسے ہی دوبارہ پیدا کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ والدین سے ہی سلسلہ حیات

شروع کریگا۔ بغیر اس کے محال۔ اور اگر آپ کہیں کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا تو مہربانی کرکے کوئی نظیر پیش کریں تاکہ اسپر ہی قیاس کر لیا جاوے۔ اور پھر ان معنوں پر شائد کسی کو یہ خیال ہی پیدا ہو جاوے۔ کہ جیسے دوسری موت یعنے ثم یمیتکم سے پہلے ایک حیات فاحیاکم یقینی طور پر موجود ہے ویسے ہی پہلی موت یعنے کنتم امواتاً سے پہلے بھی ایک حیات ضرور ہوگی جس سے کچھ کچھ تو تناسخ کی بھی آتی ہے۔ ایسے ہی ان معنوں پر اور بھی کئی اعتراض پیدا ہو سکتے ہیں جن کا بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ غرض جس طور پر ہمارے نام کے رہبر اور لیڈر اس آیت کو ثبوت ہستی باریتعالیٰ میں پیش کرتے ہیں۔ اس طرح سے تو آیت الٹی وبالِ جان ہو جاتی ہے اور خدا تعالےٰ کے منکر کو عجیب در عجیب پھندوں میں پھنساتی ہے۔

میرے اپنے خیال میں قرآن مجید ایک روحانی کلام ہے اور روحانی مخلوق کے ذریعہ سے ایک روحانی شخص صلعم کے منہ سے نکلی ہے۔ اس لئے اس کی لغت اور دوسرے پیچ در پیچ جالوں میں پھنسانے کی حاجت نہیں۔ اور نہ ہی ایسی سر دردیوں سے کوئی روحانی فائدہ پہنچا کرتا ہے۔

معزز ناظرین بات تو بالکل صاف ہے کہ اللہ کریم اس ضلالت اور گمراہی کی موت کو یاد دلاتا ہے۔ جو ان لوگوں پر آنحضرت صلعم کے دعویٰ نبوت کرنے سے پہلے طاری تھی جیسے موتھا ۱۴/۱۴ و ۲۱/۵ و ۶ و ۸ و ۲۶/۱۸ ضلال مبین ۲۸/۱۱ اور قست قلوبھم ۲۷/۱۸ وغیرہ آیات سے اظہر من الشمس ہے۔ اور پھر اس زندگی کو اپنی ہستی کے لئے بطور ایک زندہ گواہ کے پیش کرتا ہے جو قبل از وقت خدائی وعدوں کے مطابق ظہور میں آتی تھی۔ جیسا کہ یحی الارض ۲۷/۱۸ لما یحییکم ۹/۱۴ اور وایدھم بروح منہ ۲۸/۴ اور اسی قسم کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ ہاں ایک شبہ ان معنوں پر بھی پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ پہلی موت اور حیات میں تو ہم نے مان لیا کہ روحانی موت اور روحانی حیات مراد ہے۔ اور آیت لما یحییکم ۹/۱۴ اسبات کی تائید ہی کرتی ہے۔ لیکن چونکہ محمد رسول اللہ وفات پا چکے ہیں اور نہ ہی ان کے بعد کوئی نیا یا پرانا رسول آسکتا ہے۔ کیونکہ وہ خاتم النبین ہیں۔ اس لئے دوسری موت اور حیات کے یہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر میرے نزدیک یہ شبہ بہت جلدی دور ہو سکتا ہے اور عقلمندوں کے لئے ایک لاجواب جواب دیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ حق کی پیاس بھی ہو۔ اور میرے خیال میں جو جواب میں اپنی ناقص سمجھ کے مطابق ذیل میں درج کروں گا وہ بذات خود ایک ایسا جواب ہے جو خدا تعالےٰ کی ہستی کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

ناظرین اخبار! قرآن کریم کو بنظر غور پڑھنے سے محمد رسول اللہ صلعم کی دو بعثتیں ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ جسمانی طور پر وفات پا چکے ہیں اسلئے دوسری دفعہ بھی محمد رسول اللہ صلعم ہی مبعوث ہوں گے لیکن بروزی اور ظلی طور پر جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

بعثت اول۔ ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ۲۸/۱۱ یعنے وہی عزیز اور حکیم اللہ ہے جس نے امیوں کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ جو اللہ کی آیات کی ان پر تلاوت کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور انکو الٰہی کتاب اور الٰہی حکمت کی باتیں سکھاتا اور سمجھاتا ہے اور پھر فرمایا۔

(بعثت دویم) واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ۲۸/۱۱۔ اور انہیں صحابہ میں سے ایک گروہ صحابہ کا آخر میں بھی ہوگا لیکن وہ لوگ ان لوگوں سے نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہوں گے۔ اور یہی رسول آیات الٰہیہ کی تلاوت انپر کرے گا۔ اور ان لوگوں کا تزکیہ کریگا اور الٰہی کتاب اور الٰہی حکمت کی باتیں انہیں سکھائیگا اور یہ کوئی مشکل کام نہیں بلکہ خدا سب پر غالب ہے اپنے اس کام کو اپنی حکمت سے سرانجام دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔

مندرجہ بالا آیات کو بنظر غور دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی خدا تعالےٰ نے دو بعثتیں رکھی ہیں ایک جسمانی طور پر اور ایک ظلی اور بروزی طور پر۔ لیکن چونکہ آخری بعثت کے وقت جو لوگ مخالفت کریں گے ان کا نام قرآن کریم میں یہود رکھا گیا ہے جیسا کہ حملوا التورات اور اس قسم کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اس وقت نصاریٰ کا عام غلبہ ہوگا اور عیسیٰ پرستی کا بہت شور برپا ہوگا۔ اور نیز امن اور آزادی کا زمانہ ہوگا۔ اس لئے دوسری دفعہ آنحضرت صلعم بحیثیت حضرت عیسیٰؑ کے آئیں گے اور نہایت حلیمی فروتنی مسکینی اور انکساری سے اپنے جمالی نام احمدؐ کا ظہور فرمائیں گے ایسا ہی اس آخری زمانہ کے لئے قرآن کریم میں بہت سے اشارات بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً نہروں کا کثرت سے کھودا جانا۔ رسالوں کتابوں اشتہاروں اور اخباروں کی عام طور پر اشاعت ہونا۔ چاند اور سورج کو ماہ رمضان میں گہن لگنا عیسیٰ پرست لوگوں کا حکمران ہونا۔ میل ملاپ اور دیگر تعلقات کو قائم کرنے کے لئے بہت سے ذرائع اور اسباب کا پیدا ہو جانا۔ ایسی ایسی سواریوں کا نکلنا جن سے اونٹوں کی وقعت کم ہو جانا۔ مختلف مذاہب کے آپس میں بحث مباحثوں کا بہت شور برپا ہو جانا۔ طاعون کا کثرت سے پھیلنا۔ زلزلوں کا بار بار زور سے آنا وغیرہ وغیرہ بہت سے نشانات ہیں جن کو تفصیل سے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ بلکہ میں اپنے اصلی مقصود کی طرف توجہ کرکے کہتا ہوں کہ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ آنحضرت صلعم کی دو بعثتیں ہیں تو اس سے ایک علم یہ آتا ہاتھ پڑے گا کہ آیت وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم میں انہیں دو زمانوں کیطرف اشارہ ہے جن میں اللہ کریم محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے لوگوں کو روحانی طور پر زندہ کرے گا۔ اور اپنی ہستی پر ایک لاجواب اور دنداں شکن دلیل قایم کریگا۔ گو یہ سچی بات ہے کہ نصف حصہ اس دلیل کا پہلی صدی میں ہی ظہور میں آچکا تھا۔ اور آنحضرت صلعم کی پہلی بعثت میں ہی دنیا پرست لوگ ایک قادر اور توانا مالک الکل اور خالق الکل ہستی پر ایمان لے آئے تھے اور دنیا نے ایک انقلاب عظیم کا چہرہ دیکھا تھا لیکن حقیقی کمال اسی صورت میں ظہور میں آئے گا۔ جبکہ دونو پہلو ہر طرح سے پورے ہوں گے اور بعثت ثانی کا نورانی جلوہ نظر آئے گا۔ اور جیسے چاند جب چڑھتا ہے تو گو اسکی حالت ایک حد تک ظاہر کرتی ہے کہ ایک وقت یہ اپنے پورے کمال کو پہونچیگا۔ لیکن حقیقی کمال اس کا تبھی سمجھا جاتا ہے جب چودھویں تاریخ آجاتی ہے۔ اور نورانی چاند پردوں کو چیرتا ہوا اپنا کامل چہرہ دکھاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کے نور کے کامل جلوہ یعنے بعثت ثانی کے لئے چودھویں صدی مقرر ہے اور کل موعودہ آثار اولیاء اللہ کے الہامات اور اہل کشوف کے رؤیا ت اور کلام الٰہی کے استدلات سب کے سب چودھویں صدی کا پتہ بتاتے ہیں۔ (باقی آیندہ)

اشارہ تھا اور علاوہ اس کے اور کئی الہام تھے جن میں بصراحت اس لڑکے کے مرنے کی خبر دی گئی تھی اور صرف یہی نہیں تھا کہ زبانی اپنی جماعت کو یہ پیشگوئیاں بتلائی گئی تھیں بلکہ یہ پیشگوئیاں اس واقعہ سے کئی سال پہلے اخبار بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھیں جس کا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ مبارک احمد قبل اس کے کہ جو بلوغ کی عمر کو پہونچے فوت ہو جائیگا اور باوجود اس کے کہ میرے کئی اور لڑکے تھے جو اس کے حقیقی بھائی تھے مگر میں نے خدا سے الہام پا کر صریح طور پر پیشگوئی میں شائع کیا تھا کہ قبل از بلوغ وفات پانیوالا مبارک احمد ہے اور صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ مبارک احمد نابالغ ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو جائیگا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان تھا جو خدا نے کھلے کھلے طور پر خبر دے دی کہ مبارک احمد بلوغ کی عمر تک نہیں پہونچیگا اور خورد سالی میں ہی فوت ہو جائیگا اب کوئی ایماندار سوچے کہ کیا کیسی اعتراض کی جگہ تھی بلکہ یہ موت تو پہلے ہی سے مقرر ہو چکی تھی اور اخباروں میں شائع ہو چکی تھی اسلئے یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا کیونکہ ایسے عمیق غیب پر انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا مگر تعصب کا کیا علاج۔ متعصب انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اس وقت اس پر یہ شعر صادق آتا ہے

ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ انا نبشرک بغلام حلیم۔ ینزل منزل المبارک۔ یعنے ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی تا یہ سمجھا جاوے۔ کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ انی اریحک ولا اجیحک واخرج منک قوما یعنی میں تجھے راحت دونگا اور میں تیری قطع نسل نہیں کرونگا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کرونگا یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو وہ دیکھیں گے۔ کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور طاقت سے ظہور میں آئے گی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں وہ خدا جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو اور سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانی اور خونی دشمنوں سے بچایا وہ مجھے بھی بچالے گا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ دشمن اپنے کردار کی سزا پائینگے کیونکہ خدا شریر کو دوست نہیں رکھتا جو شخص تقویٰ سے کام نہیں لیتا اور بدزبانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے مگر خدا متقی کے ساتھ ہوتا ہے یہ بھی جاننا چاہئے کہ معمولی سلسلہ موت کا ہر ایک بد اور نیک پر محیط ہے کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہیں اگر ہماری اولاد میں سے کوئی مر گیا یا آئیندہ مرے تو دشمنوں کے لئے یہ خوشی کی بات نہیں کیونکہ یہ موت ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے بلکہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ ہمارے گھر کے عزیزوں میں سے یا ہمارے بہت قریب متعلقین میں سے بعض کی اجل قریب ہے سو ایسے واقعات دشمن کیلئے خوشی کی جگہ نہیں کیونکہ موت فوت سے کسی نبی کا خاندان مستثنیٰ نہیں۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی لڑکے فوت ہو گئے یہانتک کہ خبیث فطرت کافر نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھا مگر آخرکار خدا نے فتح اور نصرت کے تمام وعدے پورے کئے یہانتک کہ اُن عرب کے کافروں کا نام و نشان نہ رہا جو
آنحضرت کو معدوم کرنا چاہتے تھے اور جزیرۂ عرب اسلام سے بھر گیا یہ سچ ہے کہ العاقبۃ للمتقین۔ سو خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ مجھ سے بھی ایسا ہی کریگا جیسا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جاہل دشمنوں کا منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے وہ جڑ سے کاٹے
جاوینگے اور اُن کا نام و نشان نہیں رہیگا۔ اس بارہ میں ان دنوں میں جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ پیشگوئی اس جگہ لکھتا ہوں چاہیئے کہ میری جماعت اس کو یاد رکھیں
اور اس کو اپنے گھروں کے نظارہ گاہ جگہوں پر چسپاں کریں اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اس سے اطلاع دیں اور جہانتک ممکن ہو نرمی اور آہستگی سے اپنے ناواقف کاروں کو
اس امر پر مطلع کریں۔ کیونکہ یہ دن آنیوالے ہیں اور خدا نے سب کچھ دیکھا ہے اور اب وہ ہم میں اور ہمارے ان مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے فیصلہ کریگا وہ حلیم ہے مگر
اس کا غضب سب سے بڑھکر ہے اور وہ سزا دینے میں دھیما ہے مگر اس کا قہر بھی ایسا ہے کہ فرشتے بھی اُس سے کانپتے ہیں اور اس پیشگوئی میں ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ
ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالیاں دینے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے بلکہ بعض نے ان میں سے میرے قتل کے فتوے دئے کہ وہ سب لوگ چاہتے
ہیں کہ میں قتل کیا جاؤں اور زمین سے نابود کیا جاؤں اور میرا تمام سلسلہ پراگندہ اور نابود ہو جائے مگر خدا جو میرے دل کے حالات کو جانتا ہے وہ وہی فیصلہ کریگا جو اس کے علم کے موافق
ہے اُس نے مجھے اپنے فیصلہ کی خبر دی ہے اور وہ یہ ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ انک بمنزلۃ
ی الاسلام انزلتک واخترتک۔ ترجمہ۔ تو نے دیکھ لیا یعنی تو ضرور دیکھیگا کہ اصحاب الفیل یعنی سو جو بڑے حملے والے تھے اور جو آئے دن تیرے پر حملہ کرتے ہیں اور
ا کہ اصحاب الفیل نے خانہ کعبہ کو نابود کرنا چاہا تھا وہ تجھے نابود کرنا چاہتے ہیں ان کا انجام کیا ہوگا یعنی انکا انجام وہی ہوگا جو اصحاب الفیل کا ہوا۔ پھر فرمایا۔ وینصرک
رجال نوحی الیھم من السماء یاتون من کل فج عمیق۔ یعنی تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں میں ہم الہام کرینگے وہ دور دراز جگہوں سے تیرے پاس آئینگے
استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ سے مشابہت دی کیونکہ آیت یاتون من کل فج عمیق خانہ کعبہ کے حق میں ہے اور پھر فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ اسلام کی چکی
ہے اور اس چکی میں جو پڑیگا وہ آخر کو پیسا جائیگا یعنی تجھ سے لڑنیوالے اور تیرے پر حملہ کرنیوالے سلامت نہیں رہینگے اور پھر فرمایا کہ تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افناء تیرے ہی ہاتھ سے
رہتا یعنی جو لوگ تجھے رسوا اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہی رسوا اور ہلاک ہو جائینگے اور پھر فرمایا۔ انی انا ربک الرحمن۔ ذو العزّ والسلطان من عاد اولیائی فکانما
من السماء۔ انی موجود فانتظر۔ سینالھم غضب من ربھم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا
انی امرت لکم فافعلوا ما تؤمرون۔ الیوم یوم البرکات یا عبد اللہ انی معک والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ یعنی میں
ہوں صاحب عزت اور سلطنت جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرے گویا وہ آسمان سے گر گیا میں موجود ہوں پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے عنقریب اُن پر
بھی نازل ہوگا ہم عذاب نازل نہیں کرتے مگر اس حالت میں کہ جب پہلے رسول آجاوے یعنی دنیا پر عذاب شدید نازل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول آگیا ہے اور پھر فرمایا کہ عذاب سے
نجات پائینگے جنہوں نے دلوں کو پاک کیا اور وہ لوگ سزا پائینگے جنہوں نے اپنے نفسوں کو گندہ کیا اور پھر فرمایا میں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کرونگا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ تجھے خدا کریم
دیگا ان کو کہدے کہ میں تمہارے لئے مامور ہو کر آیا ہوں پس وہی کرو جو میں حکم کرتا ہوں یہ برکت کے دن ہیں ان کا قدر کرو۔ اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں مجھے
روشن کی قسم ہے اور اس رات کی جو تاریک ہو جو تیرے رب نے تجھے دشمن نہیں پکڑا اور بیزار ہوا اور فرمایا کہ ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ موافق ہوں اور تیرے منشا کے

مطابق ۔ اور پھر فرمایا ۔ لکم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا **خیر و نصرت و فتح انشاء اللہ تعالیٰ** ووضعنا عنک وزرک الذی

انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک ۔ انی معک ذکرتک فاذکرنی وسع مکانک حان اَن تعان وترفع بین الناس

انی معک یا ابراھیم انی معک ومع اھلک انک معی واھلک انی انا الرحمٰن فانتظر قل باخذک اللہ یعنی تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے تیرا انجام نیک ہے خیر ہے اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالیٰ ہے ہم تیرا وہ بوجھ اتار دیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی اور تیرے ذکر کو اونچا کر دینگے میں تیرے ساتھ ہوں میں نے تجھے یاد کیا ہے سو تو مجھے بھی یاد کر اور اپنے مکان کو وسیع کر دو وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جاویگا اور لوگوں میں تیرا نام عزت اور بلندی لیا جائیگا میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کیساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل میں رحمان ہوں میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لیگا اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دونگا یعنے دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر کو بڑھا دونگا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جسمیں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا اوبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائیگا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کیطرح نابود اور تباہ ہوگا خدا ایک قہری تجلی کریگا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے انکی ذلت اور تباہی ظاہر کریگا مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دیگا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دیگا سو چاہیئے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیشگوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ و طہارت سے پاک نمونہ دکھاویں۔

اس پیشگوئی کیساتھ یہ پیشگوئی بھی ہے کہ ایک سخت طاعون اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بھی آنیوالی ہے جسکی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی وہ لوگوں کو دیوانہ کیطرح کر دیگی معلوم نہیں کہ اس سال یا آیندہ سال میں ظاہر ہوگی مگر خدا مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اور تمام ان لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں بچاؤنگا ۔ گویا اسدن یہ گھر نوح کی کشتی ہوگا جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائیگا وہ بچایا جائیگا اور خدا نے فرمایا میں روزہ بھی کھولونگا اور افطار بھی کرونگا اور اس گھڑی تک جسکو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا ۔ میرا عذاب دنیا کے شامل حال رہیگا اور طاعون دور نہیں ہوگی اور کبھی دور نہیں ہوگی جبتک کہ لوگ اپنی اصلاح کر کے نیکی اور خدا کیطرف رجوع نہ کریں خدا چاہتا ہے کہ زمین گناہ سے پاک ہو جائے سو اس لئے ایک طرف اس نے طاعون اور کئی اور عذاب بھیجے اور دوسری طرف اپنی راہ کی منادی کرنیوالا بھیجا ۔ تا زمین کو گناہ سے پاک کرے ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار

مرزا غلام احمد ۔ ۵ نومبر ۱۹۰۶ء

ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چہاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کیلئے اشتہار کے طور پر اپنے گہر کی نظرگاہ میں چسپاں کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

تبصرہ

مجہے اِس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ میں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی منکر کروں اور سننے والوں کو ان امور پر قائم کروں جن سے ان کا ایمان قوی اور معرفت زیادہ ہو اور صراط مستقیم پر قایم ہو جاویں واضح ہو کہ مینے اس ہفتہ کے اخبار عام میں اسکے پہلے کالم میں ہی پڑہا ہے کہ بعض کوتہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے بلکہ دوسرے بعض اخباروں میں بہی بڑے زور سے اس واقعہ کو ظاہر کرکے یہ رنگ اُسپر چڑہایا ہے کہ گویا انہیں کو کسیکا مباہلہ میں فتحیاب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے تاہم اسجگہ زیادہ لکہنا نہیں چاہتے کیونکہ جہوٹ کی سزا دینے کے لئے خداتعالیٰ کافی ہے واضح ہو کہ مینے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اسطرح پر معیار صدق وکذب بنایا جاوے کہ اگر اُس فریق کا کوئی مر گیا تو وہ جہوٹا ٹہہرے گا بلکہ میں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو جس کا گناہ ہی جس نے خدا پر افترا کیا ہے یا صادق کو کاذب ٹہیراتا ہے ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو کر خود مباہلہ سے حصہ لے اور افترا کے حامی یا تکذیب کے حامی ہو جاویں جیسا کہ قرآن شریف سے سمجہا جاتا ہے تب وہ کاذب ہونے کیحالت میں عذاب میں بہی شریک ہوں گے جیسا کہ وہ مقابلہ میں شریک ہو گئے ورنہ بموجب حکم آیت لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ خدا ایک کے گناہ کے لئے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا میرا لڑکا مبارک احمد نابالغ تہا اور ابہی نو برس کی عمر کو نہیں پہونچا تہا جب وہ فوت ہوگیا اور خدا نے اُسکی وفات سے کئی برس پہلے دو مرتبہ اسکی نسبت خبر دی تہی کہ ابہی وہ بالغ نہیں ہوگا جو فوت ہو جائیگا اور یہ بہی فرمایا تہا کہ دشمن اُسدن خوش ہوگا اور اپنا وار کریگا مگر ساتہہ ہی دشمن کی بدانجام کی بہی خبر دی تہی کہ آخرکار وہ غضب الٰہی کے نیچے آئے گا اور میری نسبت یہ بہی فرمایا تہا کہ وہ دن تلخ زندگی کے ہوں گے اور ساتہہ اُس کو میرے دل کی حالت کو ان الفاظ سے ظاہر کیا تہا کہ انی مع اللہ فی کل حال یعنے میں ہر ایک حال میں خدا کے ساتہہ ہوں اور جو اسکی رضا ہے وہی میری رضا ہے اور یہ بہی میرے گہر کے لوگوں کو خدا نے مخاطب کرکے مجہے یہ الہام کیا تہا کہ ہے تو بہاری مگر خدا کی امتحان کو قبول کر اور یہ بہی اسکی نسبت الہام تہا کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ یعنی اے اہل بیت خدا تمہیں ایک امتحان کے ذریعہ سے پاک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔ اس الہام میں بہی اسی مصیبت کیطرف

266

خدا کی تازہ وحی

۶ اور ۷ نومبر کو خدا تعالےٰ نے مخاطب کرکے فرمایا ۔ ساھب لك غلامًا زکیا ۔ رب ھب لی ذریۃ طیبۃ ۔ انا نبشرك بغلام اسمہ یحیٰی ۔ الم تر کیف فعل ربك باصحٰب الفیل ۔ اخذھم اللہ بقی وحدہٗ لا شریك معہ ۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ۔ موت قریب ان اللہ یحمل کل حمل ۔ من خدمك خدم الناس کلھم ۔ ومن آذاك اذی الناس جمیعا ۔

آمدن عید مبارک بادت ۔ عید تو ہے چاہو کرو یا نہ کرو ۔ ترجمہ ۔ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں ۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش ۔ میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جسکا نام یحیٰے ہے (معلوم ہوتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تو دیکھیگا کہ تیرا رب ان مخالفوں سے کیا کریگا جو تیرے معدوم کرنے کیلئے حملے کرتے ہیں ۔ خدا انکو پکڑیگا اور یہ خدا کا بندہ اکیلا رہیگا اسکے ساتھ کوئی شریک نہ ہوگا حق آگیا اور باطل بھاگ گیا یعنے باطل بھاگ جائیگا ۔ ایک شخص کی موت قریب ہے ۔ خدا ہر ایک بوجھ کو آپ اٹھائیگا اس کے معنے اب تک معلوم نہیں ہوئے ۔ آیندہ خدا قادر ہے کہ تفصیل ظاہر کردے ۔ جو شخص تیری خدمت کرتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا سارے جہان کی خدمت کی اور جو شخص تجھے دکھ دیتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا ساری دنیا کو دکھ دیا ۔ اس کے بعد ایک اور الہام ہے جس کے اظہار کی اجازت نہیں ۔ شائد بعد میں اجازت ہو جائے اس کا پہلا فقرہ یہ ہے ۔ " **دیکھ میں ایک نہایت چھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں** " ۱۰ر نومبر ۱۹۰۷ء بروز یکشنبہ کو الہام ہوا ۔ **ایک وبا پڑیگی** ۔ معلوم نہیں یہ کس قسم کی وبا ہوگی ۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس علیہ السلام کی صحت خدا کے فضل و کرم سے تو م کیلئے راحت افزا ہے ۔ آپ ہر روز صبح کے وقت سیر کو تشریف لے جاتے ہیں

(۲) حکیم الامۃ کا درس قرآن کریم حسب معمول بڑی مسجد میں ہوتا ہے ۔

(۳) حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب بھی بخیریت تمام اپنے دینی کام میں مصروف ہیں

(۴) ناظرین کو عید مبارک ہو ۔ دار الامان میں عید جمعہ کے دن ہوئی حضرت حکیم الامۃ نے خطبہ عید پڑھا جو آیندہ اشاعت میں درج ہو سکے گا ۔ انشاء اللہ تعالےٰ

مبارکباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ مہربانی فرماکر مفصلہ ذیل خبر اپنے اخبار گوہربار میں شائع فرماکر ممنون فرماویں خدا کے فضل و کرم سے بتاریخ ۶ر نومبر ۱۹۰۷ء بوقت ۸ بجے صبح بروز چہارشنبہ مطابق ۲۹ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ اس عاجز کی چھوٹی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام حضرت مسیح موعود نے صلاح اللہ بن ۔ رکھا ہے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔ خلیفہ رشید الدین ایل ۔ ایم ۔ ایس سول اسسٹنٹ سرجن اضلاع متحدہ ۔ ہم جناب ڈاکٹر صاحب کو صدق دل سے مبارکباد دیتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ کا سچا خادم اور دنیا کے لئے نافع الناس وجود ثابت کرے ۔ آمین ثم آمین ۔ ایڈیٹر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

ایک شخص نے دریافت کیا کہ مُردے کو کھانے کا ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔ اور ساتھ ہی مختلف اشیا کے نام لے لے کر تفصیل وار پوچھنا شروع کر دیا۔ کہ ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے یا نہیں حضرت اقدس نے فرمایا کہ طعام کا ثواب پہنچتا ہے بشرطیکہ حلال کا

مُردہ کو طعام کا ثواب پہنچتا ہے

طعام ہو قرآن شریف جس طرز سے حلقہ باندھکر پڑھتے ہیں۔ یہ تو سنت سے ثابت نہیں۔ مُلاں لوگوں نے اپنی آمدن کے لئے یہ رسمیں جاری کر دی ہیں۔ ہاں اگر خدا چاہے تو مُردہ کے حق میں دعا بھی قبول ہو جاتی ہے لیکن یاد رکھو کہ اپنے ہاتھ سے ایک پیسہ دینا بھی بہتر ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی دوسرا آدمی اس کے عوض میں بہت سا مال خرچ کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے وہ نیتوں کو جانتا ہے اور وہی ثواب پہنچانے والا ہے جب یہ بات ثابت ہے کہ مُردوں کو بھی ثواب مل جاتا ہے تو پھر تفصیلوں کی کیا ضرورت

اُس عالم کی تفصیل نہیں ہو سکتی

ہے۔ ایک صحابی کا بیٹا دعا مانگا کرتا تھا کہ یا اللہ مجھے بہشت بھی دے اور انار اور انگور بھی دے صحابی نے کہا کہ جب بہشت مل گیا تو انار انگور سب چیزیں اسی میں آگئیں۔ اس کی تفصیلوں کی ضرورت کیا ہے۔ اس عالم کی تفصیلیں ہو نہیں سکتیں۔ وہ تو ایک پوشیدہ اور مخفی عالم ہے۔

فرمایا۔ آج کل دُنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے تم لوگ اچھی طرح سے نظر ڈال کر دیکھ لو۔ شہروں اور بازاروں میں جا کر دیکھ لو۔ لاکھوں اور کروڑوں آدمی ادھر

دُنیا کی حالت

سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر محض دُنیا کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں ایسے آدمی تھوڑے نکلینگے جو دین کی غرض سے پھرتے ہوں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے تو یہی دعا سکھلائی تھی۔ کہ صراط الذین انعمت علیھم کہ یا الٰہی وہ راہ دکھا اور اُسی راہ پر چلنے کی توفیق دے جس پر چلنے سے منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاویں

زندگی کی اصل غرض

اصلی مقصد انسان کا تو دین ہونا چاہئے۔ اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ جو لوگ یہاں دین کی خاطر آتے ہیں۔ اُن کو کچھ دن ضرور ٹھہرنا چاہئے شاید کوئی مفید کلمہ اُن کے کانوں میں پڑ جاوے۔ بعض لوگوں کی کوشش اور تدبیریں محض دُنیا کمانے کی خاطر ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بڑی بڑی پنشنیں پا لیتے ہیں لیکن

دُنیا کی غرض ختم ہونے میں نہیں آتی

پھر بھی بس نہیں کرتے اندر ہی اندر اس جستجو میں لگے رہتے ہیں کہ اب کوئی خطاب ہی مل جاوے لیکن جونہی یہ مال متاع چھوٹتا نظر آتا ہے اور موت سر پر آجاتی ہے تب ہاتھ ملتے

دُنیا کی محبت کا آخری نتیجہ دُکھ ہے

ہیں کہ او ہو یہی دُنیا تھی جس کے لئے ہم مارے مارے پھرتے تھے اور ہر وقت اسی کے فکر اور غم میں مبتلا رہتے تھے۔ اور اُس وقت سخت دُکھ اور پریشانی ہوتی ہے۔ اور اسی میں جان نکل جاتی ہے

فرمایا۔ جب ایک چیز کی کثرت ہو جاوے تو پھر اس کی قدر نہیں رہتی۔ پانی اور اناج جیسی کوئی چیز نہیں۔ اور یہ سب چیزیں آگ ہوا مٹی پانی ہمارے لئے نہایت ہی

ایک چیز جب کثرت سے مل جاوے تو پھر انسان غلطی سے اُس کی بے قدری کرتا ہے

ضروری ہیں۔ مگر کثرت کی وجہ سے انسان اُن کی قدر نہیں کرتا لیکن اگر جنگل میں ہو اور کروڑہا روپیہ بھی پاس ہو مگر پانی نہ ہو تو اس وقت کروڑہا روپیہ بھی ایک گھونٹ کے بدلے دینے کو تیار ہوتا ہے۔ اور

دُنیا کچھ چیز نہیں اللہ بڑی چیز ہے

آخر بڑی حسرت سے مرتا ہے دُنیا کی دولت چیز ہی کیا ہے جس کے لئے انسان مارا مارا پھرتا ہے۔ ذرا سی بیماری آجاوے۔ پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے مگر کسی ایک منٹ کے لئے بھی نہیں آتا۔ جب یہ حال ہے تو انسان کی یہ کس قدر غفلت ہے کہ اُس حقیقی کارساز کی طرف توجہ نہ کرے جس کا بنایا ہوا یہ سب کارخانہ ہے اور اُس کا ذرہ ذرہ جس کے تصرف اور اختیار میں ہے۔

فرمایا۔ لوگ تلاش کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت ملے۔ لیکن یہ بات جلد بازی سے

جلد بازی اچھی نہیں

سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جب انسان کی روح پگھل کر آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے۔ اور اسی کو اپنا اصلی مقصود خیال کرتی ہے۔ تب اس کے لئے حقیقت کا دروازہ بھی کھولا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے اور صحبت صادقین سے یہ باتیں حاصل ہوا کرتی ہیں۔

فرمایا۔ لوگ دُنیا کا حساب و کتاب کس قدر محنت سے یاد رکھتے ہیں۔

عمر کا حساب رکھو

لیکن عمر کا حساب نہیں رکھتے۔ اور خیال بھی نہیں کرتے کہ اب عمر کا کس قدر حصہ باقی رہ گیا ہے اور اس کا اعتبار کیا ہے۔

فرمایا۔ دُنیادار دُنیا کے ہم و غم میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ انجام کا اُسے بھولے سے بھی خیال نہیں گذرتا۔ اور جس طرح ایک خارش والا بس نہیں کرتا۔ جب تک کہ

دُنیادار کی حالت کا مختصر نقشہ

خون نہ نکل آوے۔ اسی طرح وہ بھی سیر نہیں ہوتا۔ اور کتے کی طرح اپنا خون آپ پیتا ہے اور جانتا نہیں کہ دُنیا کی زندگی چیز ہی کیا ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم نے مسلمانوں کو غیر المغضوب علیھم ولا الضالین والی دعا سکھائی ہے۔ کہ جو لوگ اسی دُنیا کے کیڑے ہوتے ہیں اور اسی دُنیا کی خاطر رسولوں اور نبیوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور پھر اسی دُنیا میں ہی ان پر عذاب نازل ہوتا ہے ان میں شامل ہونے سے بچا۔ یہ بڑے خطرہ کا مقام ہے۔ دیکھو اب تو مرنے کے لئے نئے نئے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ بہت سی ایسی بیماریں نکل آئی ہیں۔ جو بالکل نئی ہیں۔ اور پھر طاعون کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ گھر

عبرت حاصل کرو

کے گھر خالی ہو گئے ہیں۔ اور دُنیا میں ایک تباہی آگئی ہے۔

بوقت ظہر۔ ۲۲۔ اکتوبر

فرمایا۔ ہماری جماعت میں کوئی بیس ۲۰ پچیس بلکہ تیس ۳۰ کے قریب ایسے آدمی

ملہم اور جنون

ہوں گے جو الہام کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ مجھے اُن کے جنون کا ہی اندیشہ رہتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی حالت کا مطالعہ کرے اور اپنے اس معاملہ کو دیکھے جو وہ خدا کے ساتھ رکھتا ہے اور حدیث النفس کا خیال نہ رکھے۔ ایسے لوگوں کے خط جب مجھے آتے ہیں تو بجائے اس کے کہ میں خوش ہوؤں۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ان کو جنون نہ ہو جاوے۔ جب وہ خط میں پڑھتا ہوں تو بدن کانپ جاتا ہے اللہ کریم

کاہن اور مجنون کی کیوں تردید کی

نے کاہنوں اور مجنونوں کی جو تردید کی ہے تو اسی واسطے کہ آخر ان کو بھی بعض باتیں معلوم ہو جایا کرتی ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے تعلق کو خدا سے پاک کرے۔ زانی فاسق فاجر تو ابھی توبہ کر سکتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ کبھی توبہ نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں۔ اور ایسی باتوں سے اکثر پاگل ہو جاتے ہیں۔

فرمایا۔ موقعہ کے مناسب حال بعض اوقات الزامی جواب دینے پڑتے ہیں۔

الزامی جواب دینے کی وجہ

جب دل بہت دُکھایا جاتا ہے تو عیسائیوں کو متنبہ کرنے کے لئے کہ اگر جواب انہیں باتوں کو کہا جاتا ہے تو

ایسا جواب ہم بھی دے سکتے ہیں۔ انھیں کی کتابوں سے وہ باتیں پیش کی جاتی ہیں اور ایسے جواب قرآن مجید میں بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہ جواب صرف پادریوں کو متنبہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ورنہ حضرت عیسیٰؑ کو ہم خدا کا رسول اور خدا کا مقبول اور برگزیدہ سمجھتے ہیں۔

۲۳ - اکتوبر بوقت سیر

• ایک شخص نے سوال کیا کہ آں حضرت صلعم پر کافروں نے جو جادو کیا تھا۔ اُس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔

جادو شیطان کی طرف سے ہے

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے۔ بلکہ ان کو دیکھکر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لایفلح السّٰحر حیث اتٰی ۱۶/۱۲۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر جادو تھا۔ آخر موسیٰ غالب ہوا کہ نہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آں حضرت صلعم کے مقابلہ پر جادو غالب آ گیا۔ ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔

آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم نہ مانو

آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو۔ ایسی ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (معاذ اللہ) آں حضرت صلعم کا حافظہ جاتا رہا یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتیں۔

خبیثوں کی کرتوت

معلوم ہوتا ہے کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔ گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف آں حضرت صلعم کی عصمت کے برخلاف ہو اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اُس وقت احادیث کے جمع کرنے کا وقت تھا۔ گو انہوں نے سوچ سمجھکر احادیث کو درج کیا تھا مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے۔ وہ جمع کرنے کا وقت تھا لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے۔

آثار نبی جمع کرنا کار ثواب ہے

آثار نبی جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے۔ جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے۔ ایسی بات کہ آں حضرت صلعم پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا۔

ایمان کا خیال رکھو

اس سے تو **ایمان اُٹھ جاتا ہے** خدا تعالیٰ فرماتا ہے اذ یقول الظّٰلمون ان تتبعون الّا رجلًا مسحورًا ۱۵/۵۔ ایسی ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ کہ مسلمان۔ یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم پر (معاذ اللہ) سحر اور جادو کا اثر ہو گیا تھا اتنا نہیں سوچتے کہ جب (معاذ اللہ) آنحضرت کا یہ حال ہے تو پھر امت کا کیا ٹھکانا وہ تو پھر غرق ہو گئی۔ معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس معصوم نبی صلعم کو تمام انبیاء مس شیطان سے پاک سمجھتے آئے ہیں۔ یہ اُن کی شان میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہیں۔

فرمایا۔ یہ بات ہمارے تو وہم و قیاس میں بھی نہ تھی۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مریم رکھا ہے اور پھر اس میں نفخ روح کر کے عیسیٰؑ پیدا کیا ہے۔

فرمایا۔ پہلے عیسیٰؑ کے وقت تو ابن حلال مریم میں شک تھا لیکن یہاں ابن مریم میں شک کیا گیا ہے۔

فرمایا۔ باوجود براہین احمدیہ کے ریویو لکھنے کے کسی نے اس پر جرح نہیں کی کہ کیوں مریم نام رکھا۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اسی کتاب میں یا عیسیٰؑ انی متوفیک و رافعک کا الہام بھی مندرج ہے مگر اس طرف کسی نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔

آریوں کی مذہبی کانفرنس

ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج صاحب جو لاہور کی وچھووالی آریہ سماج کے سکرٹری ہیں ایک چٹھی اخبار الحکم میں چھاپنے کیلئے بھیجتے ہیں میں اُن کی چٹھی کو چھاپ دینے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا لیکن بڑا افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آریہ سماج وچھووالی اس قسم کے تماشوں سے کیا فایدہ اُٹھانا یا فایدہ پہنچانا چاہتی ہے ڈاکٹر صاحب کے اعلان سے مترشح ہوتا ہے کہ چند گھنٹے اس مقصد کے لئے نکالے جاویں گے کیونکہ ۲ دسمبر کی شام کو خاص جلسہ ہوگا۔ چند منٹوں میں کوئی شخص "الہامی کتاب" کے مضمون پر کس قدر گفتگو کر سکتا ہے یہ ظاہر امر ہے۔ اگر آریہ سماج وچھووالی کو مذہبی کانفرنس ہی کا شوق تھا تو اُس کے لئے **کئی دن** رکھے ہوتے تا کہ جو لوگ اس مضمون پر کچھ کہنا چاہتے وہ پورے اطمینان سے کہہ سکتے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ اس جلسہ میں وہ لوگ بھی مدعو ہیں جو سرے سے خدا تعالیٰ کے منکر ہیں وہ کسی الہامی کتاب پر کیوں گفتگو کرنے لگے۔ غرض یہ اشتہار بجز ایک نمایشی ہستی کے اور کوئی پہلو نہیں رکھتا۔ اور نہ اس قسم کے جلسوں سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہے۔ تاہم میں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے موافق اُن کی چٹھی کو ذیل میں درج کر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے :-

مہاشہ ور - نمستے
اوم

کرپا کر کے مضمون ذیل کو اپنے قیمتی اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرماویں

دھرم چرچا

آریہ سماج لاہور وچھووالی کے تیسویں سالانہ جلسہ کے موقع پر بتاریخ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء بروز سوموار بوقت شام دھرم چرچا کے لئے ایک خاص جلسہ کیا جاوے گا۔ جس میں سناتن دھرمی، مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ۔ جینی۔ دیو سماجی۔ براہم سماجی۔ اور ویدک دھرم اویمی ہر مذہب کے ودوان مہاشہ مفصلہ ذیل مضمون پر اپنے اپنے مذہبی عقاید کے بموجب مہذبانہ طور پر تقریر فرماویں گے۔ امید ہے۔ کہ مندرجہ بالا مذاہب کے عالم لوگ اس نادر موقع پر عوام الناس کو فایدہ پہنچانے سے دریغ نہیں فرماویں گے اس لئے جو جو بھائی دھرم چرچا میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ کرپا کر کے ۵ انومبر ۱۹۰۷ء تک اپنے ارادہ سے سکرٹری آریہ سماج کو اطلاع بخشیں۔ تا کہ مناسب انتظام کیا جاوے۔

مضمون

کوئی پستک (کتاب) ایشور وکت (الہامی) ہو سکتی ہے
اگر ہو سکتی ہے۔ تو کون سی

چرنجیو بھاردواج - ایف آر ایس وغیرہ
سکرٹری آریہ سماج وچھووالی - لاہور

انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت مختلف مقامات پر احمدی انجمنیں قائم ہوری ہیں اور تجربتاً بعض مقامات پر انجمنہاے ضلع بھی قائم ہوگئی ہیں جیساکہ کسی گذشتہ اشاعت میں آپ پڑھ چکے ہیں اسی بنا پر صدر انجمن کے ماتحت قادیان دارالامان میں انجمن احمدیہ قائم ہوگئی ہے اور ضلع گورداسپور کے لیے وہی انجمن ضلع ہے بعض لوگ بیرونی مقامات سے انجمن احمدیہ قادیان کے قواعد مانگتے ہیں اور سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مجھسے ان قواعد کی نقل بھی مانگی ہے میںنے مناسب سمجھا ہے کہ عام اطلاع کے لئے ان قواعد کو یہاں چھاپ دوں تا اگر ان سے کوئی فائدہ بیرونی انجمنیں اٹھانا چاہیں تو اٹھاسکیں۔ مجھے یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ ہر ایک انجمن کے قواعد اسکی مقامی ضرورتوں کے لحاظ سے ہونگے۔ البتہ عام قواعد سب کے یکساں ہیں اور وہ خود صدر انجمن احمدیہ کی مجلس ناظم نے تجویز کردیے ہیں وہ قواعد جو قواعد مذکورہ کے قاعدہ ۱۱ کے ماتحت انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے لئے تجویز کئے ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کی تمام انجمنہاے احمدیہ کے لئے انجمن ضلع ہوگی۔ اور اس ضلع میں جہاں کوئی انجمن احمدیہ ہوگی وہ اس انجمن کی شاخ ہوگی۔

(۲) اس انجمن کے مقاصد اور کام حسب ذیل ہونگے۔

ا قادیاں میں رہنے والے افراد سلسلہ احمدیہ کی فہرست تیار رکھنا اور ان سے دینی ضروریات کے واسطے ماہوار اور وقتی ضرورتوں کے چندوں کا وصول کرنا۔

ب مفصلات میں جہاں جہاں مناسب ہو شاخوں کا مقرر کرنا اور ضلع گورداسپور کے کل احمدی افراد کی فہرست تیار کرنا اور آیندہ اسے مکمل رکھنا۔

ج ایک لائبریری بنانا جس میں حتے الوسع سلسلہ کی تمام کتب اور اخبارات مہیا کی جاویں اور حسب ضرورت دیگر مفید دینی کتب رکھی جاویں۔

د قادیاں میں جلسوں کے موقع مہمانوں کی رہائش اور کھانا کھلانا وغیرہ۔ انتظامات میں ناظماں لنگر و مہمانخانہ کی امداد کرنا۔

ہ احمدی احباب جو قادیاں میں رہتے ہیں ان کے حقوق کی نگہداشت کرنا۔ اور اگر احمدیوں میں باہم کوئی تنازعہ ہو تو اس کا فیصلہ کرنا اور ان کی ضروریات کے واسطے مناسب اشیاء کے بہم پہونچانے کی تجاویز کرنا۔

و جو دوکاندار احمدی محلہ میں دوکان رکھتے ہوں انکی نگرانی کرنا۔

ز جس حصہ قادیان میں احمدیوں کی رہائش اور آمد و رفت کثرت سے ہو اس کے راستوں کی صفائی اور روشنی کا انتظام کرنا۔ اور ایسے امور کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلانا جو عام طور پر صحت کے واسطے ضروری اور مفید ہوں۔

ح احمدیوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً حضرت امام کے حکم اطاعت و شکریہ برٹش گورنمنٹ و مخالفت جہاد کیطرف توجہ دلاتے رہنا۔

ط اس کے علاوہ ہر ایک کام جو صدر انجمن احمدیہ اس کے سپرد کرے اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق اس کو سرانجام دینا اس انجمن کا فرض ہوگا۔

(۳) ہر ایک احمدی جو انجمن ہذا کے قواعد کی پابندی کرے اس انجمن کا ممبر ہوگا۔

(۴) انجمن کے انتظامی کاروبار کو سرانجام کرنے کے لیے ایک کارکن کمیٹی انجمن ہذا کے ممبروں میں سے تجویز ہوگی جس کے ممبروں کی تعداد بیس سے زیادہ نہ ہوگی مگر مندرجہ ذیل امور انجمن کے اجلاس عام میں طے ہونگے۔

ا عہدیداران انجمن و ممبران کارکن کمیٹی کا تقرر سالانہ یا بوقت ضرورت

ب انجمن ہذا کے لئے نئے قواعد بنانا یا موجودہ قواعد میں ترمیم و تنسیخ کرنا۔

ج بجٹ سالانہ ضروریات مقامی کا منظور کرنا۔

د مفصلات میں شاخوں کا تقرر۔

ہ بجٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پر غور کرنا۔

و ضلع کے واعظ یا محصل کا تقرر۔

ز لائبریری کے لئے کتابوں اور رسالوں اور اخبارونکی منظوری دینا۔

نوٹ (۱) اجلاس عام کا کورم پچیس ممبروں کا ہوگا۔

نوٹ (۲) اجلاس عام انجمن ہذا میں کوئی ایسی بات پیش نہ ہوگی جو کارکن کمیٹی کی معرفت نہ آئی ہو۔

(۵) کارکن کمیٹی کا اجلاس کم از کم ایک بار ہر ماہ میں [illegible] ں سے زیادہ ضرورت کے لحاظ سے ہوگا۔ اور اس کا کورم [illegible] ے ممبروں کا ہوگا۔

(۶) کارکن کمیٹی کا فرض ہوگا کہ ہر سہ ماہی کے بعد ایک رپورٹ اجلاس عام انجمن میں پیش کرے۔

(۷) سکرٹری کارکن کمیٹی کا فرض ہوگا کہ اجلاس کی اطلاع معہ ان امور کے جو اجلاس میں پیش ہونیوالے ہوں ایک روز پہلے ہر ایک ممبر کارکن کمیٹی کو دے۔ ایسا ہی جب انجمن کا اجلاس عام ہو تو اسکی اطلاع سکرٹری تمام ممبران انجمن کو مع ان امور کے جو انجمن میں پیش ہونیوالے ہیں دیگا اور جہاں قواعد شاخہاے صدر انجمن احمدیہ کے رو سے ضرورت ہو کافی وقت پہلے شاخہاے انجمن احمدیہ قادیاں کے میر مجلسوں اور سکرٹریوں کو ایسی اطلاع دے گا۔

(۸) کارکن کمیٹی کے ممبروں میں ضروری ہوگا کہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ یا دیگر دفاتر اور مختلف محلہ جات میں سے ایک ایک ممبر منتخب کیا جاے۔ ان کے علاوہ کل عہدیداران انجمن کارکن کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔

(۹) بالفعل حسب ذیل دفاتر اور محلہ جات کے لئے ایک ایک ممبر تجویز کیا جاوے گا۔ مدرسہ۔ میگزین۔ دیگر دفاتر صدر انجمن الحکم۔ بدر۔ مہمانخانہ۔ بورڈنگ ہوس۔ الدار۔ محلہ احمدی و متفرق مہاجرین۔ احمدی ساکنین قادیاں ہر محلہ۔ ڈیرہ نواب صاحب درسگاہ مولوی نورالدین صاحب۔

(۱۰) قادیاں کے چندوں کی وصولی کی نگرانی محاسب انجمن نہیں

ممبران کے ذریعہ کرے گا جو اپنے اپنے دفتر یا اپنے اپنے چندے کی وصولی کے ذمہ دار ہوں گے اور جو تغیر یا کمی بیشی چندے کی ایسے ممبران کے ماتحت دفاتر یا محلوں میں ہوگی اسکی اطلاع وہ باقاعدہ محاسب کو دیں گے۔

(۱۱) انہی ممبران کا فرض ہوگا کہ سکرٹری انجمن کو رجسٹر افراد سلسلہ احمدیہ کے تیار کرنے میں مدد دیں۔ اور جو ممبران کے دفاتر یا محلوں میں سے وقتاً فوقتاً خارج ہوتے رہیں یا جو نئے ممبر داخل ہوتے رہیں انکی اطلاع بھی سکرٹری کو دیتے رہیں۔

نوٹ۔ قاعدہ ۱۰ و ۱۱ کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ممبران انجمن کے اہل وعیال یا دیگر متعلقین بھی اسی دفتر یا محلہ کے متعلق سمجھے جاوینگے جس کے متعلق خود ایسا ممبر ہے۔

(۱۲) کارکن کمیٹی بجٹ کے مطابق ہر ایک خرچ کی اجازت دے سکیگی۔

(۱۳) علاوہ ان فرائض و اختیارات کے جو عہدیداران کے لئے قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ میں تجویز کئے گئے ہیں: سکرٹری کا فرض ہوگا کہ ہر ایک مد کا روپیہ یا ہوار اس مد میں داخل کرتا رہے اور محاسب کا فرض ہوگا کہ ہر ایک چندہ دہندہ کو ایک رسید اپنی دستخطی دے جس کا مثنی دفتر محاسب میں موجود رہے۔

(۱۴) ان عہدیداران کے علاوہ جن کا ذکر قواعد شاخہائے صدر انجمن احمدیہ میں ہے حسب ذیل دیگر عہدیدار اس انجمن میں ہوں گے۔

نایب میر مجلس۔ جو میر مجلس کی غیر حاضری میں میر مجلس کا کام کرے گا۔

چودہری۔ جو انجمن کے مقاصد مندرجہ قاعدہ ۲ ضمن (ق) و (ہ) کی تکمیل کرے گا۔

مہتمم حفظان صحت۔ جو انجمن کے مقصد مندرجہ قاعدہ ۲ ضمن (ذ) کی تکمیل کرے گا۔

(۱۵) ممبران کے لئے ضروری ہوگا کہ مندرجہ ذیل مدات یعنے لنگر۔ مدرسہ میگزین۔ ضروریات مقامی کے لئے الگ الگ چندہ دیں۔ یا انہیں اختیار ہوگا سب کے لئے اکٹھی ایک رقم تجویز کردیں۔

جو ممبران اکٹھی رقم دیں گے ان کے چندوں کی تقسیم مختلف مدات میں حسب ذیل طریق پر ہوگی۔

ضروریات مقامی ایک چوتہائی۔

باقی تین چوتہائی حسب ہدایت صدر انجمن نصف لنگر میں اور نصف مدرسہ اور میگزین بحصہ نسبت ۵ و ۳۔

(۱۶) جو لوگ وصیت کے قواعد کے ماتحت ۱/۱۰ ماہوار آمد کا دیتے ہیں انہیں صرف مقامی ضروریات کے لئے چندہ دینا لازمی ہوگا۔

یعقوب علی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

موسم سرما آگیا ہے

ہماری جماعت اس امر سے ناواقف نہیں ہے کہ قادیاں میں جو لوگ رہتے ہیں انہیں سے بعض یتیم بچے ہیں اور بعض مسکین اور نادار ہیں اور اکثر اوقات ایسے لوگ مہمانخانہ میں آتے رہتے ہیں جن کے پاس سردی سے بچنے کے لئے کوئی سامان اور انتظام نہیں ہوتا اور مہمانخانہ کے مہتمم کو انکی واجب الرحم حالت دیکھکر سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے موسم سرما کی آمد پر خاص طور پر بعض احباب کو رضائیوں وغیرہ کے بنوانے کے لئے یاددہانی کیجاتی ہے مگر جو کام مجموعی طور پر کل قوم کے کرنے کے ہوں وہ کسی فرد واحد یا چند دوستوں پر ڈالدینے سے تکلیف مالایطاق کے نیچے آجاتے ہیں۔ اور یہ ہم لوگوں کا فرض ہے کہ قومی ضروریات کو قوم کے کانوں تک پہونچاویں اور انہیں بار بار یاد دلاتے رہیں۔

میں اس امر کو ہرگز معیوب نہیں سمجھتا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی تحریک کیجاوے کیونکہ جو کام خود ہم نے کرنے ہیں وہ تب ہی ہو سکتے ہیں کہ ہم سب انکی نوعیت اور حالت سے آگاہ ہوں۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئیے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو ہر قسم کے کپڑے زنانہ ہوں یا مردانہ اور نئی یا پرانی رضائیاں یہاں بھیجدے۔ اس قسم کے کپڑے حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے پاس جمع ہوتے ہیں اور وہ نہایت حزم و احتیاط اور کفایت سے مناسب موقع خرچ کرتے ہیں۔ اسبات کی پروا نہیں کرنی چاہیئے کہ نیا ہے یا پرانا۔ یہاں سب کام دیجاتے ہیں۔

اسکے ساتھ ہی مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ہر صاحب جو ان دنوں قادیان دارالامان آنیکا عزم فرماویں انکا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنا بستر اور رضائی ساتھ لاویں تاکہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ مہمانخانہ اسقدر رضائیاں اور بستر مہیا نہیں کرسکتا۔ اسلئے اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے۔ کہ موسم سرما میں سفر کرتے وقت بستر اور لحاف لیتے آویں۔ احمدی انجمنیں احباب کو ایسے مقاصد سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھیں۔

عصر جدید کی راستبازی

عصر جدید ایک شیعہ ایڈیٹر کا ماہواری رسالہ ہے جو شیعوں سے مرکز لکھنؤ سے میرٹھ مالیر کوٹلہ وغیرہ کی ہوا کھا چکنے کے بعد نکلنے لگا ہے۔ اس کے تازہ نمبر میں عبرت کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد - - - - کی وفات پر نکلا ہے۔ اور خود ایڈیٹر صاحب کا لکھا ہوا ہے اس نوٹ میں لائق اور وکیل ایڈیٹر لکھتا ہے کہ "چند روز قبل وفات دسوم دنام سے پیشگوئی ہوئی تھی بلکہ وہ الہام باقی ہے کہ نو دن کے بعد بخار ٹوٹ گیا اور صحت ہوجائے گی"!!

اب اگر راستبازی اور حیا کوئی چیز ہے اور ضرور ہے بلکہ من الایمان ہے تو ایڈیٹر عصر جدید بتائیں کہ اور صحت ہوجائے گی یہ پیشگوئی کب کیگئی تھی اور کہاں شائع ہوئی تھی۔ صاحبزادہ صاحب کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں وہ بعین وقتہٖ الحکم میں درج کردیگئی تھیں اور آپ کی وفات انہیں پیشگوئیوں کے موافق ہوئی۔ اب یہ خود ساختہ پیشگوئی خواجہ صاحب کو دکھانی چاہیئے ورنہ شرم کرنی چاہیئے۔

میرے مقدمہ سرقہ بالجبر کا فیصلہ ہو گیا

مجھ پر حملہ کرنیوالوں کا چالان ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو بمقام بٹالہ سردار غلام حیدر خان صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش ہوا۔ سردار غلام حیدر خان اس ضلع میں ایک مشہور نکتہ رس اور عدل گستر۔ دیانتدار مجسٹریٹ ہیں اور سب سے بڑی خوبی جو اس عدالت میں ہے وہ یہ ہے کہ مقدمہ کو بلاوجہ لمبا نہیں کیا جاتا بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کے فیصلے کی کوشش کی جاتی ہے مقدمات کی طوالت فریقین مقدمہ کو جس قدر زیر بار کرتی ہے وہ ایک نمایاں بات ہے اور اس طرح پر اس عدالت میں مقدمات کی طوالت کے بد نتائج سے فریقین کو بہت آرام ملتا ہے بر تجربہ ہے صاحب ممدوح کی مستعد اور ہوشیار طبیعت کا۔ بعض مجسٹریٹوں میں ایک یہ بھی نقص ہوتا ہے کہ اُن کا مزاج بہت گرم ہوتا ہے اور بات بات پر ایک یا دوسرے فریق کو ایسے گھورتے اور دباتے ہیں کہ گویا اسے کچا کھا جائیں گے مگر بر خلاف اس کے سردار صاحب کے مزاج میں تحمل۔ اعتدال اور خوشخوئی ہے جس کی وجہ سے فریقین پوری آزادی کے ساتھ اپنے مطالب کو عرض کر سکتے ہیں۔ یہ ساری باتیں خاندانی وجاہت اور تربیت کا نتیجہ ہیں۔ بہر حال ۲۷ اکتوبر کو ۱۱ بجے کے قریب بمقام بٹالہ مقدمہ پیش ہوا جسکو بابو پورن مل صاحب ضلع گورداسپور کے لائق اور قابل کورٹ انسپکٹر نے پیش کیا میں ایک سے زیادہ مرتبہ بابو صاحب موصوف کے متعلق لکھ چکا ہوں کہ وہ اپنے فرائض نہایت قابلیت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کو مقدمات میں علی العموم کامیابی ہوتی ہے ملزموں کی طرف سے بابو کاہن چند اور میاں محمد بخش وکلا رہے۔ عدالت نے بعد لینے بیانات استغاثہ و شہادت استغاثہ ملزموں پر فرد قرارداد جرم لگا دیا اور ۳۰ اکتوبر کو صفائی لیکر ایک ملزم کو جس نے مجھ پر چھوی کا حملہ کیا تھا دو سال قید اور [illegible] جرمانہ کیا اور باقی تین کو ایک ایک سال قید اور چالیس چالیس روپیہ جرمانہ کیا۔ یہ ملزم کسی پہلے سرقہ بالجبر میں جو میرے مقدمہ کی تفتیش میں ثابت ہو گیا ماخوذ تھے اور اس طرح پر یہ ملزم اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ اب یہ راستہ خدا کے فضل سے صاف ہو گیا ہے میں اس مقدمہ کی کامیابی پر میاں خدا بخش صاحب انسپکٹر بٹالہ کو مبارکباد دیتا ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھکو بلا سے محفوظ رکھا اور ظالموں کو سزا دی۔ چونکہ ابھی تک بعض بد وضع لوگ ان دیہات میں موجود ہیں اس لئے یا تو ایسے مشتبہ چال چلن کے آدمیوں سے سنگین ضمانتیں لی جائیں اور یا اگر مناسب ہو تو نہر کے پل پر ایک نفری پولیس کی ان دیہات کے لئے بٹھائی جاوے اور اس کا خرچ اُن سے لیا جاوے پھر یہ درست ہو جائینگے۔ مجھکو اس معاملہ پر زیادہ زور اس لئے بھی دینے کی ضرورت ہے کہ زیادہ کثرت کے ساتھ ہماری جماعت کے لوگ مختلف جگہ سے وقت بے وقت آتے ہیں اور کبھی وہ راستہ سے بھی ناواقف ہوتے ہیں چونکہ نواح ضلع گجرات سے مجھے ایک خط ملا ہے کہ وہاں کی جماعت آ رہی تھی تو اُن پر بھی حملہ آور ہوئے تھے مگر اُن کی کثرت دیکھ کر ٹل گئے نکلے۔ بہر حال ان بد وضع لوگوں کا کچھ انتظام مزید ہونا چاہئے۔ جو ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی توجہ سے بعید نہیں۔

بٹالہ ایم بی سکول کا ایک شرمناک مقدمہ

بٹالہ کے ایم۔ بی سکول کا ایک ٹیچر پنڈت رام لال ایک شرمناک مقدمہ کی علت میں پکڑا گیا ہے۔ پہلے جب الزام پنڈت مذکور پر لگایا گیا تو معمولی تفتیش کے بعد کارروائی آگے نہ چلی لیکن صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور جو بڑے غیور اور ایسے معاملات میں پورا نوٹس لینے والے ہیں۔ مزید تفتیش کے لئے ضلع گورداسپور کی پولیس کے ایک نہایت ہوشیار اور باخبر پولیس آفیسر بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر ضلع گورداسپور کو خصوصیت سے اس مقدمہ کی تفتیش کے لئے مقرر کیا۔ جنھوں نے ایک مہینے کی گویا کالعدم کارروائی میں پھر نئی روح پیدا کر دی اور مقدمہ پورے طور پر برآمد کر لیا۔ جن لڑکوں کے ساتھ اس پنڈت نے فعل ناجائز کیا ہے ان کے بیانات تحریری قلمبند ہو چکے ہیں۔ پنڈت جی مہاراج حوالات میں گایتری کا پاٹھ کرتے ہیں یہ **مرض** علی العموم مدرسوں میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے لئے قابل عبرت سزاؤں کا دیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ خلاف وضع فطری ایسا جرم ہے جس میں دونوں فریق ملزم ہوتے ہیں اس لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ان لڑکوں کے لئے سفارش فرمائی ہے اور لڑکوں کے بیانات سے پایا گیا ہے کہ جبراً ارتکاب کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حلقہ کے انسپکٹر صاحب لالہ جگل کشور صاحب بھی دل سے چاہتے ہیں کہ ایسے بد وضع مدرس کو خطرناک سزا دی جاوے کیونکہ معلم اصلاح عادات اور اخلاق کے لئے مامور ہوتے ہیں نہ کہ اُن کی اخلاقی حالت کو وہ خود بگاڑنے والے ٹھیریں۔ بہر حال یہ مقدمہ خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت میں ہوگا اور امید کی جاتی ہے کہ **حق** اور **انصاف** کی پوری تائید ہوگی اور اس مقدمہ کے فیصلہ پر جملہ مدرسین اور طلباء کے لئے خاص عبرت کا موقع ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ چاہے تو یہ وبا کسی قدر رک جاوے گی۔ جسکے لئے ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر اور بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر خاص شکریہ کے مستحق ہوں گے۔

ریلوے حادثے

چند دنوں میں ریل کے کئی سخت حادثے وقوع میں آئے ہیں۔ ایک کوئٹہ الکھ پتی اسٹیشن پر جولاہورا اور بھٹنڈہ کے مابین ہے ہوا ہے جس کا حال پچھلے ہنگامی میں نذر ناظرین ہو چکا ہے۔ دوسرا جگادھری اور کالکا کے درمیان ہوا ہے جس میں کئی جانیں غارت ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حادثہ ایک یوریشین (یا یورپین) ڈرائیور کی بدولت ہوا ہے۔ جو ہر وقت شراب میں مدہوش رہتا تھا۔ تیسرا تصادم گریٹ انڈین پننسولا ریلوے کے اسٹیشن اٹارسی کے متصل اسپیشل ٹرین اور مسافر گاڑی میں ہوا ہے۔ یہ حادثہ بھی سخت تھا۔ دونو کے انجن چکنا چور ہو گئے۔ اسپیشل ٹرین میں مہاراجہ صاحب گوالیار سوار تھے۔ جو بمبئی سے واپس آ رہے تھے۔ گو بظاہر مہاراجہ صاحب کی سواری کا لوٹ کر قلع قمع ہو گیا۔ مگر شکر ہے کہ انہیں کوئی گزند نہیں پہونچی حکام ریلوے کو چاہئے کہ اس آئے دن کی تصادم کا جلد انتظام کریں اور وجہ سبب معلوم کریں۔ کہ کیوں یہ وقوعے ہوتے ہیں۔ ورنہ پھر یہ نتیجہ ہوگا کہ اہل ملک ریل کی سواری کو بھی خطرناک سمجھ کر چھوڑ بیٹھیں گے۔ (ہنگامی)

جوشِ اُلفت

کمتے ہیں جوشِ اُلفت یکساں نہیں ہے رہتا۔ دلبر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے

یہ شعر تو نکلا ہے نا اُس مبارک دل سے جس کی نظر کے سامنے دُنیا کی چاہت و محبت و اُلفت کچھ حیثیت ہی نہیں رکھتی ہے۔ دُنیا کی چیزوں سے دل لگانا مولا کریم کی رضا کو اور خود مولا کریم کو جو اصل مقصود ہے (جس کے لئے ہے کہ ع خوردن برائے زیستن و ذکر کردنست) بھولنا بسر نا مادی دُنیا کے پتلے اور ہلاکت کے کیڑے کا کام ہے۔ اُس دل میں مولا کریم کی چاہت اور محبت کچھ ایسی انوکھی قسم کی گھسی ہے کہ کیا بتاؤں اور کیا سناؤں؟ اُس کو سوائے اُس کے (مولا کریم کے) کوئی اچھا ہی نہیں لگتا۔ اُس کے سوا کوئی چیز اُس کی نظر میں ہی نہیں آتی۔ اُس کو اُسکے عشق کی کچھ ایسی لگن لگی ہے کہ نہ اپنے ہی اچھے لگتے ہیں اور نہ بیگانے ہی بھلتے ہیں۔ مگر وہی جو اُس پیارے تاں دل وجان اُسپر واری کا شیدائی ہو اُس کے عشق کا متوالا ہو اُس کو ہی مقصودِ اصلی خیال کرتا ہو دنیا کی چیزوں سے بیزار ہو۔ بتلائیے! کہ ایسے دل کی نسبت ظاہر میں اور خشک فلاسفر کیا رائے لگا سکتا؟ بجز اس کے کہ اس کو جنون ہو گیا ہے یا کسی مرض میں گرفتار ہے۔ مگر نہیں نہیں خبردار!! کہیں ایسا لفظ نہ کہنا چھوٹا منہ بڑی بات۔ اُف غضب کر دیا ہائے رُ بھُس میں چنگاری لگادی۔ خوب یاد رکھو سچی بات یہی ہے۔ ؏ ۔ دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے۔

دُنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حُسن اور خوبصورتی اور اعضاء کی درستگی اور بناوٹ قد کی موزونی چال ڈھال کی عمدگی جس کے لئے شاعر تو ہزاروں طرح کی مثالیں اِدھر اُدھر سے دھر گھسیٹ کر رائی کا پہاڑ بنا دیتے ہیں مگر مشکل تو یہ درپیش ہے کہ ہم کو شاعری سے بالکل مس نہیں۔ یعنے شاعری سے تو ہوئے ہم محض نابلد اس لئے شاعروں کیسے جوڑ توڑ ملانے ہم سے مشکل ہے کیونکہ حضرات شاعر اشاروں کنایوں میں ہی ہزار ہا ایسی ایسی گل کاریاں کر جاتے ہیں کہ باید وشاید۔

خوبصورتوں اور حسینوں میں دُنیا پرست مادے دنیا کے کیڑے صرف چند باتیں ہی دیکھا کرتے ہیں گویا کہ اُن کی ظاہر میں نظر صرف چند باتوں کو ہی خوبصورتی کا دار و مدار سمجھتی ہے یعنے ناک کان کی درستگی چہرہ کی خوبصورتی لبوں کی باریکی قد کی موزونی کمر کی باریکی وغیرہ ایسا ہی اجزا کے خواص و تاثیر اور اجلاء سادہ کی چال ڈھال ان سب کو درست پا کر اول الذکر تو ایسے لٹو ہو جاتے ہیں کہ جان دینا بھی گوارا کر لیتے ہیں صدقے ہوتے ہیں واری ہوتے ہیں کہ کہیں معشوق صرف زبان سے چند صلواتیں ہی سُنا دے تاہم جان میں جان آئے مگر یہ مادی معشوق خدا اُن سے بچائے ایسے اول درجہ کے جفاکار ظالم خشک اور ترش رُو اور بدمزاج ہوتے ہیں کہ الاماں! الاماں!! ان میں مروت نہیں۔ ان میں وفا نہیں۔ ان میں حلم نہیں۔ ان میں ہمدردی نہیں۔ ان میں مہر نہیں۔ ان میں رحم نہیں۔ ان میں خلق نہیں۔ ان میں حیا نہیں۔ ان میں اُنس نہیں۔ ایسا ہی مادی اشیاء اور تاثیر کواکب پر اپنے خیال اور اعتقاد کے مطابق بھروسا رکھنے والے کے ساتھ ان مادی اشیاء و وغیرہ کا ایسا ہی سلوک ہے جو اوپر مذکور ہوا اگر فی الحقیقت ان میں مہر وفا یا حق دوستی ادا کرنیکا مادہ ہوتا تو ہرگز ہرگز ممکن نہ تھا کہ اپنی ساری عمر کے بندہ اور پرستار اور عاشق زار کو جس نے ان کے اوپر ایسا ہی بھروسا یقین کر لیا تھا جیسا کہ مولا کریم پر رکھنا چاہئے تو یہ چیزیں اس کے ساتھ حق دوستی کو خوب نبھاتیں اور ہرگز ایسا وقت اُن کے لئے نصیب نہ ہوتا کہ ساری عمر کے تجربے برباد ہو کر وہ اشیاء محض بے کار بے تاثیر ہو کر اُس کی نعش کو دُنیا پرستی کی سزا کی چار لاتیں لگاتیں اس لئے یقینی طور پر ان مادی اشیاء کی نسبت بھی یہی فتوے لگانا پڑا کہ ان میں مروت نہیں۔ ان میں مہر نہیں۔ ان میں وفا نہیں۔ ان میں ہمدردی نہیں۔ ان میں اُنس نہیں۔ ان میں رحم نہیں۔ ان میں حیا نہیں غرض کہاں تک گنوں اور کہاں تک اپنے پیارے ناظرین کا دماغ چاٹوں ایک عیب ہو تو بیان کیا جاوے اور ضبطِ تحریر میں لایا جاوے۔ انسانی تپلا اور مادی اشیا جہاں کسی قدر خوبی رکھتے ہیں تو وہاں ہزاروں طرح کے عیب سے بھی بھرپور ہیں اور اُن کے عیب و ثواب پر قلم اُٹھانا بھی ٹیڑھی کھیر اور ایک خاصے دفتر کی ضرورت ہے اور کسی قدر علم کی بھی ضرورت ہے فرصت کی بھی حاجت اور ہم ہوے ان تمام باتوں سے دور و مجبور تبلائیے کہ کیسے اس اہم کام کو نبھا سکیں۔؟

پیارے ناظرین! اس مادی معشوق کے بالمقابل عارفوں نے ایک اور معشوق کا بھی کھوج لگایا ہے وہ کیسا ہے؟ اُس کے وصف کیا ہیں؟ بس کچھ نہ پوچھو! وہ تو ایسا ہے کہ اُس کے احسان کو۔ اُس کی مروت کو۔ اُس کے وفا کو۔ اُس کے رحم کو۔ اُس کے خُلق کو۔ اُس کے لطف کو۔ اُس کی بخشش کو۔ اُس کی ہمدردی کو۔ اُس کی مہر کو۔ اور بالآخر اُس کے حق دوستی ادا کرنے وغیرہ کو دیکھکر زبان کیا دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے۔ ؏ ۔ دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

جس طرح زمین میں ایک قوتِ کشش ہونے کی وجہ سے اوپر پھینکے والی چیز نیچے کو فوراً اُتر آتی ہے اسی طرح حُسن اور خوبصورتی میں بھی ایک طرح کی کشش ذاتی ہے جو کہ اپنی طرف اپنی استعداد والی طبیعتوں کو کھینچتی ہے یہی وجہ ہے کہ مادی دنیا کی طرف دل لگانے والے اکثر کسی نہ کسی کے خواہ وہ انسانی قسم کا بت ہو خواہ مادی اور حسی اشیاء کا بُت ہو فریفتہ و عاشق زار ہو کر مولا کریم سے ایسے ہی دور و مہجور ہو جاتے ہیں کہ گویا اُن کا اُس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اور یہی راز ہے الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ سخن کا یعنے اپنی استعداد والی طبیعت کی خواہش و چاہت مگر حُرم ذالک علی المومنین کہکر مومن کو اُس کی طرف سے نفرت دلا کر یہ ظاہر کیا ہے کہ مومن کا اصل مقصود بالذات اور ہی ہوتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی اور اُس کی رضا کا تابع ہونا یہی وجہ ہے کہ باریک بین اور فیلسوف یعنے فلسفہ الٰہیہ کے اوراق کے مطالعہ کرنے والے حضرات منبع خوبصورتی و حُسن و جمال کے دیوانہ اور شیدا ہو جاتے ہیں یعنے اگر اُنکی نظر سے خوبصورت سے خوبصورت انسان۔ پرند۔ یا اشیاء کی خوص و تاثیر پر پڑتی ہے تو وہ اُس منبع خیر و خوبی کی طرف اپنے خیالات کو منتقل کر لیتے ہیں اور اُن کے دل بے اختیار ہو جاتے ہیں اُس یگانہ کے لئے جس نے ان مادی چیزوں کو بنایا اور اس طرح اُن کا علم جُوں جُوں کسی کی خیر و خوبی سے آگاہی حاصل ہے توں توں حضرت احدیت اکی نسبت بیش از بیش ہوتا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ پھر اُس کے عشق کے ایسے دیوانے و متوالے ہو جاتے ہیں کہ مادی اور حسی تپلا کوئی اُن کے خطرے میں ہی نہیں آتا کیوں آئے اور کیونکر اُن کی نظروں میں مادی اور حسی کی وقعت بیٹھے؟ جس حالت میں کہ وہ اصل حقیقت سے آگاہ ہو گئے مثلاً یہی غور کرنا چاہئے کہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے جو کہ خود ایک روشن کرہ ہے جس کا اس روشن کرہ سے تعلق پیدا ہو جاوے تو پھر وہ چاند یا کسی دوسرے اُس کی امثال کوکب خطرے میں لا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولا کریم کے عاشق اور اُس کے شیدائی ساری دُنیا کو ہیچ سمجھ لیتے ہیں جو کہ فی الحقیقت ہیچ ہے اور اس لئے مادی اور حسی اشیاء سے دل لگانا ہی اپنی ہتک کا موجب خیال

کرتے ہیں لعد ہے بھی یہ سچ جو چیز کہ چند روزہ ہے جس کے وجود کے لئے یہ سبق رٹا جاتا ہے کہ آج ہے کل نہیں اُس کے ساتھ دل لگانا اول درجہ کی نالایقی اور سخت صدمہ کے خسران میں پڑنے کی دلیل ہے۔ اللہ اللہ!! یہ عشق اور یہ محبت اور یہ جوش کہاں سے آگیا اور کدھر سے آکود اکس کونے میں رکا ہوا بیٹھا تھا کیوں دنیا کی محبت کو بالکل سرد کر دیا کیوں نہ یہ خیال ڈالدیا یا پٹی پڑھا دی کہ بس جو کچھ ہے یہی مادی اور حسی چیزوں میں ہی سب عیش ہے سب لطف ہے سب سرور ہے۔ مادی اور حسی معشوق سے کوئی چیز بڑھکر نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ کم بخت دُنیا پرست دنیا کی اشیا کو ہی خوشی اور سرور کا موجب یقین کر لیتا ہے اور اُسی کو دیکھکر لٹو ہوا جاتا ہے اور خیالات کے گھوڑوں کی اگاڑی پچھاڑی چھوڑکر سرپٹ چھوڑ دیتا ہے مگر مادی دنیا ہی تو آخر کار اُس کی وفاداری کی بالکل قدر نہیں کرتی اور نہ رتی بھر اُس پر احسان کرتی ہے بلکہ وقت پڑے پر صاف اور کورا جواب دیکر اپنی بے وفائی کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باریک بین اور فلسفہ الہیہ کے شیدائی حضرات ابتدائے سے ہی اس کی چالوں کو تاڑ جاتے ہیں وہ اس کے پھندوں میں ہی نہیں پھنستے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے پھندے میں پھنسنا سخت درجہ کی گستاخانہ حرکت کا ارتکاب کرنا ہے۔ ارے میاں! ساری حقیقی لذتیں سرور تو صرف ایک ذات والاصفات میں ہیں جسکے حکم اور اشارے سے یہ تمام چیزیں پیدا ہوئی ہیں پھر ہم کو کیا پڑی ہے کہ ان نامراد چیزوں سے دل لگا دیں کیوں نہ اُس کو ہی دل دیں جو دل لینے کا اہل ہے جو دل لیکر دل کی پوری قدر کریگا دنیا کی طرح بیوفائی نہیں کریگا کیونکہ اُس کے لئے یہ ایک سچا فلسفہ ایک عارف کی زبان سے نکلا ہے کہ

جس نے دل تجھکو دیا ہو گیا سب کچھ اُسکا ؞ سب ثنا کرتے ہیں جب ہو ثنا خواں تیرا ؞

پھر بتلائیے! کہ اُس کو کیوں نہ دل دیں؟ مگر دُنیا پرست نے سخت بُرا کیا جو مادی اور حسی اشیا کو دل دیدیا کاش اب بھی واپس لینے کی کوشش کرتا تو اُس کے لئے بہتر ہوتا۔ عارفان الٰہی کا دُنیا پرستوں کو خدا کی طرف رجوع کرنا بھی اسی ہمدردی پر مبنی ہے جو اُن کے دل میں ہوتی ہے یعنے اُن کا دل ہی چاہتا ہے کہ وہ اُدھر ہی متوجہ ہوں جو کہ قدر کرنے والی ذات ہے بے قدروں کی طرف رجوع کرنا در اصل اچھا کام ہی نہیں یہی وجہ ہے عارفان الٰہی دُنیا پرستوں کی حالتِ زار پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے کاش! تمہارے گوش ہوش وا ہوتے تمکو حقیقت پر نظر ہوتی تو سچی لذت سچے سرور سچے لطف سچے ذوق کے خواہاں ہوتے اور چند روزہ فائدوں سے دل لگانا ہی موجب تباہی خیال کرتے تو وہ تیرے پُر راز کھلتے ؏ جو تجھکو لذتیں اور سرور ملتے کہ مادی اور حسی معشوق کی چاہت کے خواب و خیال میں بھی وہ بات میسر نہ ہوتی اور اس کے حاصل ہونے سے دُنیا کی محبت تیرے دل سے ایسی دور ہوتی جیسے کہ گدھے کے سر سے سینگ۔ مگر کون کہے اور کون سمجھائے جس دل میں دنیا نے چاہت کی دھاک بٹھائی یا جس دل میں دُنیا کی الفت کا نامراد زنگ بیٹھا اُس نے کیا خاک اُس طرف آنکھ اُٹھائی ہے اُس نے کیا خاک حقیقی منعم اور سچے قدردان معشوق کو دل کی نظر بھر کر دیکھا ہے؟

یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جس طرح دو دل ایک سینہ میں نہیں رہ سکتے اُسی طرح دو کی محبت والفت بھی صرف بناوٹی بات ہے دو محبتیں اور الفتیں ایک دل میں جمع ہونا ایسا ہی مشکل جیسے کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا یعنے دُنیا کی اور مولا کریم رب العالمین فیض بخش نیض رسان غفور معطی رحمن رحیم خلق مالک رازق کی۔

کہنے کو تو صرف دو آنکھیں ہیں مگر کیا کہیں اور کیا ذکر سنائیں کہ ان کی بدولت ہی سارا مزا ہے یہ نہ ہوں تو کوڑی کام کے نہیں ٹھوکریں کھانا اور در بدر پھرنا ایک سہل بات ہو جاتی ہے (اللہ تعالی محفوظ رکھے آمین) ایسا ہی کہنے کو تو دل و دماغ چھوٹے چھوٹے عضو ہیں مگر اُن سے کیسے مفید کام لئے جا سکتے ہیں اور انسانی ہستی کے لئے یہ کیسے بہاور مددگار ہیں ایسا ہی کہنے کو تو صرف ایک جوڑی ہاتھ اور ایک جوڑی پیر ہیں مگر کیا کہیں کہ اُن کے نہ ہونے سے جو علتیں اور دقتیں پیش آسکتی ہیں اُس کے خیال کا سماں ہی دل میں لانے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ایسا ہی زبان ناک کان ہوا پانی زمین آسمان چاند سورج ستارے بلکہ ہر قسم کے میوے اور اناج وغیرہ وغیرہ ہزاروں لاکھوں کروڑوں اربوں ایسے ایسے روحانی و جسمانی انعام اُس مالک بے چون و چرا نے عطا کئے ہیں کہ جن کی تہ تک پہنچنا تو ہوا نا عقدہ لاینحل اُن کی تفصیل اور گنتی کرنی بھی امر غیر ممکن ہے۔ یہ تمام اشیا بغیر محنت اور ہمارے اعمال کے پیدا کی ہیں جن سے ہم کثرت سے فوایدا خذ کرتے ہیں۔ دُنیا کے معشوقوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اول تو قابو میں ہی نہیں آتے اور اگر آگئے تو بس کیا ہے جیبیں خالی اور کھوکھلی اور ساری عمر کا ٹنٹنا رہا سو الگ۔ مگر معشوق ازل کی شان ہی نرالی ہے اُس کا طرز ہی جدید ہے اُس کی ادا ہی نیا رنگ رکھتی ہے اُس میں مادی اور حسی معشوقوں کی طرح کج خلقی نہیں اور نہ حُسن کا غرہ ہے کیونکہ غرہ ہونے سے ہمدردی کافور ہو جاتی ہے اسی لئے تو اُس لم یزل لایزال نے جہاں کہیں اپنے حسن کا ذکر کیا ہے وہاں رحمن و رحیم اپنی صفت کو ضرور بیان کر دیا ہے تاکہ عارف کامل اور عاشق صادق اُسکے حُسن کو غرہ سے خالی پاوے دیکھو! اور غور کرو! ہم صرف دو آیتیں ہی آپ کے روبرو پیش کرنا اپنے مطلب کی تائید کے لئے کافی خیال کرتے ہیں کہ ایک جگہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ دوسری جگہ فرمایا کہ هو الذی لا اله الا هو علم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم

یعنے باوجودیکہ اللہ تعالی تمام جہان کا رب ہے تمام چیزوں کو پیدا کیا اُن کی کنہ اور حقیقت سے واقف ہے اُن کے پیدا کرنے اور عدم کرنے پر قادر ہے جیسا اُن کو حسن و جمال عطا فرمایا اُس سے کہیں بڑھکر اور چڑھکر حسن و جمال رکھتا ہے یعنے ایسا کہ خود اپنے حسن و جمال کو لیس کمثلہ شئ اور لا تضربوا للہ الامثال کے ذریعہ پیش کرتا ہے مگر پھر بھی الرحمن اور الرحیم ہے ایسا ہے اگرچہ نہ تو اُس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ معشوق ہے اور نہ مقصود ہے اور نہ مطلوب ہے اور غیب اور نہاں درنہاں چیزوں کو خوب جانتا ہے مگر باوجود اِن تمام حُسن اور خوبی کے الرحمن اور الرحیم ہے غرہ نہیں کرنا چاہتا جو اُس کی طرف ایک قدم اُٹھائے وہ دو قدم اُٹھاتا ہے اور جو اس سے زیادہ بڑھتا تو وہ مالک اُس سے زیادہ بڑھتا ہے ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالی کا عاشقِ زار اُس کے حسن کا تو پہلے سے ہی گرویدہ ہوتا ہے اُس کے احسانات سونے پر سہاگے کا کام دیکر اُس کو ایسا بیخود اور از خود باختہ کر دیتے ہیں کہ آخرکار چلا اُٹھتا ہے کہ

کہتے ہیں جوش الفت یکساں نہیں ہے رہتا ؞ دل پر کبھی ہمارے ہر دم گھٹا ہی ہے
کیوں دل پہ ہر دم یہی گھٹا نہ رہے ؞ اور کبھی جوش الفت یکساں نہ رہے میری
جاں صدقے میرے باپ ماں تیرے واری تمیز تو وہ وقت ہی نہیں ہے تا کہ جوشِ الفت یکساں نہ رہ سکے تمہارا تو یہ حال ہے جو تم نے خود بیان کر دیا ؏ ہم ہوئے دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا ؞ عشق میں پورے اُترے جیسے تم ہو وفا تھی ویسی تمہارے معشوق ازل میں بس تلاش کہ جوشِ الفت کیسے کم ہو تم اُس معشوق ازل کے احسانوں کو ایک آن بھی بھول نہیں سکتے مگر کہ جس نے تم کو کیا سے کیا بنا دیا یہاں تک کیا کہ انت منی وانا منک بھی فرما دیا اور یہ عشق کی منزل کی انتہا ہے

اس میں شک نہیں کہ تم میں صدق تھا۔ تم میں وفا تھا۔ تم میں مہر تھی۔ تم میں مروت تھی۔ تم میں اخلاص کا مادہ تھا۔ تم میں یقین تھا۔ تم میں اصلی اور حقیقی محبت تھی اور بالآخر تم میں سچا جوش تھا اس لئے تو کامیابی کا سہرا تمہارے سر پر باندھا گیا اور تم کو برات کا دولہا بنایا گیا یہی وجہ ہے کہ اب دنیا تمہاری جوتیوں کو چوم رہی ہے۔

یہ ہے سچی الفت اور سچے جوش کا نتیجہ اور عاشقان الٰہی کی سچی تصویر مگر اس کے بالمقابل مادی اور جسمی تمثال میں ہزاروں لاکھوں کے علاوہ جو ورطہ ہلاکت میں غرق ہو کر خراب خستہ ہو چکے ہیں مجنوں لیلیٰ کو دیکھو سوہنی مہینوال کو دیکھو۔ ہیر رانجھا کے حال کو مطالعہ کرو سسی پنوں کے انجام کو سوچو! اور پھر آدم سے تا ایندم کے عاشقان الٰہی کی سیرت والفت کے اوراق کا مطالعہ کرو کیونکر اول الذکر ناکام نامراد اپنے ننگین طالع پر ماتم کرتے ہوئے ناکامی اور نامرادی کی جانگداز گھڑی میں داخل ہوئے اور آخر الذکر ایسے کامیاب اور بامراد ہوئے کہ ایک دنیا نے صرف اُن کی جوتیوں کے صدقے نہ صرف گند سے بلکہ جہنم کی جھلس سے نجات پائی۔

اللہ اللہ! یہ کیا معاملہ ہے عقل کام نہیں کرتی دماغ چکر کھائے جاتا ہے کہ ساری عمر دنیا کی محبت میں تو گنوادی اور کچھ نہ بنا نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے۔ ہائے اُف! غضب مگر یہ کیا ہو گیا عمر عزیز کا پیارا حصہ اور جلیا ہوا پرزے کے موافق حصہ کس ہم و حزن میں گذر گیا۔ کیا یہ خبط تھا یا جنون تھا آخر کیا تھا جس کے سبب خدا سے غافل اور دنیا کے ساتھ مشغول تھے۔ پیارے ناظرین! یہ بھی کم نصیبی سیہ بختی بدبختی و ہلاکت اُٹھانے کی تدبیر۔ سچا عشق کرتے بتوں کے فراق میں نہ پڑتے معشوق ازل کو پہچانتے اُس کی ہر ایک ادا کو نظر غور سے دیکھتے تو کاہیکو کسی بیٹے درجہ والے نامراد کو خطرے میں لاتے۔ مگر یہ سچ ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے بھاگا نہیں کرتے آخر کار ناکامی اور نامرادی انسان کو سب کچھ سکھا دیتی ہے۔

مادی دنیا کے عشق کے متوالو! ان جھینیوں کا لڑکپن ہی رہے یا الہ! آگے آواز لگانے والو! ایک طرف لیلیٰ مجنوں سوہنی مہینوال وغیرہ کے داستان کی تصویر پیش نظر رکھو اور دوسری طرف آدم سے اسوقت تک کے عاشقان الٰہی کی کامیابیاں سے خدا کو حاضر ناظر کر کے کہو کہ کون جیتا اور کون ہارا! کس کے ان کانگلوں کی لڑائی میں جھڑی کس کے ملی چیتے کے چنے؟ یہ ہے ایک صریح فیصلہ سیدھا راہ کا کہ اول الذکر کے لئے ارشاد الٰہی تھا کہ اللہ لا یھدی کید الخائنین اور آخر الذکر کے لئے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۔

اے خدا! تیری قدرتوں اور احسانوں کے قربان تو نے کیسے کیسے نظارے دکھائے زبان میں کہاں طاقت کہ اُن کو بیان کرے اور قلم تو اس راہ میں گویا ٹوٹا ہوا ہے۔ ہم سے جو کچھ بھی بن پڑتا ہے کہ اُٹھتے ہیں اور تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہم کو اپنی [illegible] سے بچا لینا۔ دیکھنا! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تجھ سے [illegible] ہو کر تیرے راہ کو کچھ [illegible] اور تیرے احسانوں کو بھول جاویں [illegible] اپنے کرم سے اپنی محبت کی آگ ہمارے سینوں میں بھڑکا اور اپنا الفت سے ہمارے [illegible] اور ہمارے [illegible] [illegible] سبلنا وان اللہ لمع المحسنین [illegible] یا الہ تیری قدرتوں [illegible] [illegible] [illegible] جماعت کو [illegible] یا الٰہی [illegible] اور بالآخر [illegible]
آمین یا رب العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین فقط۔ (خاکسار محمد حسین [illegible])

لنگرخانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگرخانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگرخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اسکے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چکے ہیں بعض اوقات لنگرخانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کیلئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ المسیح تحریک کو عادی نہیں اسلئے یکمشت رقوم لنگرخانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیے لنگرخانہ کی ضروریات میں سے مہمان خانہ کی توسیع بھی ہے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے نئی مہمان خانہ ہے باورچیخانہ اسکی متصل کی زمینوں میں منتقل کرنیکے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت اخراجات کی وجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنیکی تکلیف پیدا ہوگی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ پہنچنا چاہیے۔ ایک حق بہشت اور حق جو قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی الٰہی زبانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی ہیں ایسے امور کو ناحق نہیں ہونے دینا چاہیے اس لئے ہمیں ایسے امور پر توجہ کرنی چاہئے۔ یاد رہے کہ لنگرخانہ کے متعلق رقوم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہئے اور ضروریات لنگرخانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - حصہ دوم - یہ بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے قیمت ۴ر ست بچن ۱۰ر - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر فیصلہ آسمانی قیمت ۲ر نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پسر و پراپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلا طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتر نا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشار ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کی متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند دن کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی۔ اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتی ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہونچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت یکتولہ عہ

سنون دنداں - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ حمیدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی

کیا یہ سچ ہے

ہمارے ہموطن حق بات پر بحث کر سکتے ہیں لیکن اسے چھپا نہیں سکتے ذیل میں جو رائے دی گئی ہے اس میں مثل دیباچہ کے کچھ زیادہ بڑھانا اسکی قیمت اور وزن میں کم کرنے سا ہوگا بمبئی کے باشندوں کو ایسی تسلی بخش ثبوت سے فائدہ حاصل کرنے کے لیئے ان کی عقلوں پر چھوڑ دینا چاہیئے اس کا مطلب یہ ہے چیز جیسے ظاہر کی گئی ہے ویسی ہی ہے۔ ڈاکٹر ڈک صاحب۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ ایم۔ ای۔ طبیب اور معالج سیکرٹری زسنر پنشل پنشن فنڈ جن کا طبی علاج اور مشورہ دینے کا مقام فلپس اینڈ کمپنی عطاران بہائیکلہ کی دوکان ہے فرماتے ہیں ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلیس) کے فوائد کا بیان کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور خاصکر ایک مریض کا واقعہ جو میری نظروں سے گذرا ایک خاتون معہ اپنی لڑکی کے جسکی عمر سترہ سال کی تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مینے سنا ہے آپ چند امراض کے خاص معالج ہیں اس لئے لڑکی کو ساتھ لائی ہوں یہ ہمیشہ پیشاب کے وقت درد کی شکایت کرتی ہے اسکو نیند برابر نہیں آتی۔ اور اشتہا بھی بالکل کم ہے مینے تین طبیبوں کا علاج کیا لیکن اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا بیس روز سے پیشاب میں جلن اور سر میں سخت درد کی شکایت کرتی ہے مینے اس کا علاج ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلیس) سے شروع کیا اور اس کو تھوڑے ہی عرصہ میں کامل شفا ہوگئی۔ اب اس کی صحت اچھی ہے۔ اور ہر ایک شکایت سے اس کو نجات ہے۔ یہ گولیاں گردوں پیشاب اور مثانہ کے امراض کو اور ان سے ہوتی ہوئیں تمام بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ اور تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جسمیں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کی کیجائیگی۔

ڈون کا مرہم (ڈون اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبہ چیاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ۔ کھر جوا۔ کیڑا۔ چنبہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین۔ ثبور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس۔ قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۴ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت بدرجہ اول فی من پختہ ۴۰ روپیہ اور دوم مبلغ ہے مبلغ ۵ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریاں مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدہے ریشے دار کشمیری لکڑی کے ۱۱ بینڈل کاک کین اور دو ربڑ بنے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت ۱۲ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدہی ریشہ دار کشمیری لکڑی کے ۱۲ کین بینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ۱۲ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی بینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۶ کرکٹ بیٹ۔ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے ۱۲ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۸
بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲، ۱۳، ۱۴ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹکس

ایک بال لکڑی کے کا بکس فی سٹ ۔۔ ۷
۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۵
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶ ۸
۵ ۸
بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر للعہ
۳ ۲
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دہاگے کے بیچ
پریکٹس
کرکٹ ولس فی کاپی ۱۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہونچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں
نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور زیرہ ضلع کانگڑہ

احتیاط سے علاج بہتر ہے

ایک قوی الجثہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیماری ہمیشہ کمزوروں یا ان لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمیٹس لنڈن ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۷

انّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّی یغیّروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو گرائی جہار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی سالانہ

ام سے صہ

ونین سے عہ

سے باہر کے

والوں سے ہے

کے غیر مستطیع

سے کم آمدنی

والے لوگوں سے عہ

نمبر ۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۰ شوال سنہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خداتعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں بعض وقت لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں ان دنوں جبکہ **گرانی** عالمگیر ہو رہی **اخراجات** لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے **یکمشت رقوم** لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہئے لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کے لئے جگہ کی سخت تنگی ہے + نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کیلئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے **سالانہ جلسہ** پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ بھیجنا چاہئے۔ ایک **حق پرست** اور **حق جو** قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اس زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہئے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہئے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہئے۔

مسلمان برّاعظم یورپ کے انگریزی مقبوضات میں

پیرس (دارالسلطنت فرانس) کے ناموَر میگزین "دنیائے اسلام" میں اس عنوان سے ایک مضمون چھاپا گیا ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ انگریزی مقبوضات یورپ میں جسقدر مسلمان موجود ہیں اُنکی صحیح صحیح تعداد معلوم کرنی مشکل ہے۔ شاید اُن کی تعداد ایک ہزار ہو۔ اور اگر مسلمان ملاح اور وہ ترک اور عرب اور مصری مسلمان بھی شامل کر لئے جائیں جو چند روز یا چند ہفتے کے لئے قیام کرتے ہیں تو شائد اُنکی تعداد اس سے دو چند یا سہ چند ہو جائے۔ کیونکہ ہر ایک انگریزی بندرگاہ میں تقریباً پچاس سے دو سو تک مسلمان پائے جاتے ہیں۔

جو مسلمان قیام پذیر ہیں۔ اور جو اکثر تاجر ہیں۔ یا ہوٹلوں کا اہتمام کرتے ہیں یا طالب علم ہیں وہ چند ایرانیوں اور چند ہندوستانی مسلمانوں کے سوا سب کے سب سُنّی مذہب کے ہیں مسلمانوں کی بڑی تعداد لورپول میں ہے۔ جہاں شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلیم رہتے ہیں۔ اس ناموَر شخص کی سرگرمی سے اخیر بیس سال کے عرصہ میں چھ سو کے قریب انگریز مسلمان ہو چکے ہیں۔ شیخ عبداللہ کوئیلیم ۱۸۵۶ء میں لورپول میں پیدا ہوئے۔ اسی شہر میں تعلیم پائی۔ اور ۱۸۷۸ء میں وہ وکیل بنائے گئے۔ ۱۸۸۴ء میں وہ اول اول مراکو کی سیر و سیاحت کو گئے۔ اس سے ایک سال بعد انہوں نے مذہب اسلام قبول کیا اور ۱۸۸۷ء میں لورپول میں ایک اسلامی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ اسوقت سے دنیائے اسلام کے ساتھ اُن کا تعلق بڑھتا گیا۔ ۱۸۸۹ء میں انہوں نے شاہ کجکلاہ ایران سے ملاقات کی ۱۸۹۱ء میں وہ قصر یلدز میں سلطان کے مہمان ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں انہوں نے مراکو کا دوسری بار سفر کیا۔ اور سلطان مراکو سے ملاقات کی۔ اور فاس کے اسلامی مدرسے سے تحصیل علم کی سند حاصل کی۔ ۱۸۹۴ء میں وہ سلطان عبدالحمید خاں کیطرف سے لاغوس (افریقہ) کو گئے اور انہوں نے سلطانی تمغہ وہاں کے فرمانروا محمد شتا بے کو پہنایا۔ ۱۸۹۵ء میں اُنکی ملاقات پرنس نصراللہ سے ہوئی۔ جو امیر عبدالرحمن خانصاحب مرحوم فرمانروائے افغانستان کے بیٹے ہیں ۱۸۹۸ء میں وہ لورپول میں سلطان کیطرف سے نائب کونسل مقرر ہوئے ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۰ء میں جلالتمآب سلطان عبدالحمید خاں کی حضور میں حاضر ہونیکا پھر اُنکو اتفاق ہوا۔ آخری سن میں دارالسلطنت فرانس میں شاہ ایران مظفر الدین شاہ سے اُنکی ملاقات ہوئی۔ سلطان عبدالحمید خاں نے اُنکو اعزاز و احترام کے کئی تمغے اور نشان عطا فرمائے ہیں۔ امیر افغانستان نے بھی اُنکو سونے کا میڈل اور (۱۵۰۰) پونڈ کا عطیہ مرحمت کیا ہے۔

انگریز مسلمانوں کی طرف سے ایک ہفتہ وار اخبار "ہلال" کے نام سے انگریزی زبان میں نکلتا ہے جو لورپول سے شایع کیا جاتا ہے۔ یہ اخبار پندرہ سال سے نکلتا ہے اور اس کے ۱۶ صفحے ہوتے ہیں اسمیں عام طور پر دنیا کے مسلمانوں کے اور خاص طور پر انگلستان کے مسلمانوں کے حالات درج کیے جاتے ہیں۔ انگریز مسلمانوں کیطرف سے ۳۲ صفحات کا ایک ماہوار رسالہ بھی نکلتا ہے جسکا نام "اسلامی دنیا" ہے جسمیں مختلف مضامین درج کئے جاتے ہیں۔ اس کے ایڈیٹر خود شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلیم ہیں۔ لورپول کی اسلامی انجمن ایک قدیم شاندار عمارت میں ہے۔ اسی عمارت میں ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ اور ایک عجائب خانہ اور ایک کیمیا خانہ اور ایک کمرہ مطالعہ کتب و اخبارات کے لئے ہے۔ انکی پشت پر مسجد ہے جسمیں انگریز مسلمان جمع ہوکر نماز پڑھتے ہیں۔ بدھ کی شام کو یہ مسلمان جمع ہوکر اخلاقی اور تمدنی مضامین پر بحث کرتے ہیں۔ اور انجمن کے انتظامی معاملات پر غور کرتے ہیں۔ اتوار کی شام کو مذہبی لیکچر سنتے ہیں۔ علاوہ اس ایک یتیم خانہ بھی ہے۔ جس میں ہر مذہب اور ہر گروہ کے یتیم بچے پرورش پاتے ہیں شیخ عبداللہ کوئیلیم چاہتے ہیں (۴۵۰۰) پونڈ کے خرچ سے ایک شاندار مسجد لورپول میں تعمیر کرائیں مگر اسقدر روپیہ میسر نہیں ہے۔ انکی تمنا ہے کہ دنیائے اسلام اس کام کے لئے فیاضی سے چندہ دے۔

جزائر برطانیہ میں جو مسلمان ہیں اُن میں سے صرف لورپول میں ۴۲۰ سُنّی مسلمان ہیں جنمیں سے ۲۰۰ مسلمان انگریز قوم کے ہیں۔ بیس ترک اور مصری اور مراکشی اور حبشی مسلمان ہیں۔ تمام جزائر برطانیہ میں صرف یہی ایسا شہر ہے۔ جسمیں مسجد ہے۔ مانچسٹر میں ۸۰ مسلمان ہیں ان میں سے ۷۷ سنی ہیں۔ ان کی تقسیم اسطرح ہوتی ہے کہ منجملہ ان کے (۴۵) ترک اور شامی ہیں ۲۰ مغربی ہیں اور ۱۲ انگریز ہیں۔ باقی ۸۰ مسلمانوں میں ۳ شیعہ ہیں۔ جو ایران کے باشندے ہیں۔

ساوتھ پورٹ میں ۱۲ سُنّی مسلمان ہیں جن میں سے چھ انگریز ہیں اور ایک ہندوستانی۔ لنڈن میں ۱۶۲ مسلمان ہیں اُن میں سے ۱۰۷ مسلمان سنی اور ۵۵ شیعہ ہیں۔ سنیوں میں سے ۷۰ ہندوستانی ۲۵ ترک اور ۱۲ انگریز ہیں۔ شیعوں میں ۵۰ ہندوستانی اور ۵ ایرانی ہیں۔

لنڈن میں جو مسلمان ہیں اُنمیں سے اکثر وہ ہیں جو تحصیل علم کے لئے یہاں آئے ہیں اولڈہم اور براڈفورڈ میں بھی کچھ مسلمان ہیں۔ ہل میں ۹ سنی مسلمان ہیں جن میں سے ۵ عرب اور ۴ ترک ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں ۵ مسلمان۔ اڈنبرا میں ۱ اور ۲۰ گلاسگو میں اور چند مسلمان اور شہروں میں ہیں۔ آئرلینڈ میں ۱۲ مسلمان ہیں جنمیں سے ۱۰ انگریز ہیں۔ اور ایک خاص آئرش اور ایک مصری مسلمان ہے، جزیرہ مین میں ۱ مسلمان ہے۔ جزائر نارتھ مین میں ایک مسلمان ہے، جبرالٹر میں ۶۰ مسلمان ہیں انمیں سے اکثر مراکو کے باشندے ہیں اور سب سنی مسلمان ہیں یہاں ایک مسجد بھی ہے۔ مالٹا میں بھی ۴۰ مسلمان ہیں انمیں سے ۳۵ طرابلس (شمالی افریقہ) کے رہنے والے ہیں ۱ اور باقی ٹیونس اور الجزائر کے مسلمان ہیں۔ یہ بیچارے مسلمان باربرداری اور مزدوری کا کام کرتے ہیں۔ اور نہایت محنتی اور جفاکش ہیں۔ اور اسلئے مزدوروں سے کم اُجرت پر کام کرتے ہیں۔ ہر سال مالٹا میں تقریباً (۱۵۰) مسلمانوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ جبرالٹر پر مسلمانوں کا قبضہ ۷۱۱ء سے ۱۳۰۲ء اور ۱۳۳۳ء سے ۱۴۶۲ء تک رہا اور مالٹا پر ان کا تسلط ۸۷۰ء سے ۱۰۹۰ء تک تھا۔ مالٹا کی زبان میں مسلمانوں کی زبان کا عنصر آج تک موجود ہے اور مالٹا والوں کے خط و خال میں عربی خط و خال کی جھلک پائی جاتی ہے ۱۸۴۷ء میں دولت عثمانیہ نے پانچ ہزار پونڈ کے صرف سے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی تھی ۱۸۷۸ء میں شکستگی سے مسلمانوں کے اس جزیرہ میں ایک شاندار قلعہ بھی بنایا تھا۔

(انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڈھ)

کلمات طیّبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

فرمایا۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم انبیاء کو گالی نکالتے ہیں حالانکہ کسی کو وفات یافتہ کہنا گالی نہیں ہوتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وفات پاگئے تو اور کون ہے جو زندہ رہے انہوں نے خود مرکر دکھایا کہ سب نبی فوت ہوگئے ہیں اور پھر معراج کی رات میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسےٰ کو وفات یافتہ انبیاء میں دیکھا۔ اصل میں گالی

انبیاء کو کون گالی نکالتا ہے تو یہ لوگ نکالتے ہیں۔ جو افضل الرسل سید المعصومین کو (معاذ اللہ) شیطانی مس سے آلودہ سمجھتے ہیں اور حضرت عیسےٰ کو پاک سمجھتے ہیں۔ کتنے اندھیر کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتے ہیں انہیں کا کلمہ پڑھتے اور انہیں کی اُمت سے ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں مگر پھر اُنہیں سے نافرمان ہوکر انہیں

مسلمان ہوکر آنحضرت صلعم پر الزام لگانا پر الزام لگاتے ہیں۔ یہ آخری زمانہ ہے اگر عیسائی ہدایت پا جائیں تو پا جائیں مگر یہ لوگ اپنے اس عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے۔ بلکہ اُسی کی تائید پر زور

بے موقع تائید دیں گے۔ اتنا نہیں سوچتے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ مانگا گیا تھا اور اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ یعنی آسمان پر چڑھ جاؤ کہا گیا تھا۔ تو خدا تعالےٰ نے یہی جواب دیا تھا۔ کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ پ۱۵ یعنی خدا اس سے پاک ہے۔ کہ وہ اپنے وعدے کا تخلف کرے۔ میں تو ایک بشر رسول ہوں۔ بشر رسول آسمان پر نہیں جایا کرتے۔ اب یہ لوگ جو حضرت عیسےٰ

بشر آسمان پر جا ہی نہیں سکتا کو آسمان پر چڑھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اسے بشر بھی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ بشر کے لئے تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اصل میں یہ لوگ اسلام کے سخت دشمن ہیں جس شخص کو آنحضرت صلعم کا پاس نہیں وہ بے ایمان ہے۔ خدا تعالیٰ تو ایک مومن کا بھی پاس

آنحضرت صلعم کا پاس کرو کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ پ۳ع۱۵ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ پ۲۵ع۱۸ افسوس کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلعم پر کیسے کیسے الزام لگائے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک چاروں طرف دوڑو کسی سچے مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت عیسیٰ تو مس شیطان سے پاک ہیں لیکن آں حضرت صلعم (معاذ اللہ) پاک نہیں۔ اس بات کا ہمیں کوئی جواب دے۔ بشرطیکہ وہ ایماندار ہو۔ کہ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یونس سے بھی گئے گذرے ہو گئے؟ افسوس کہ ان لوگوں نے دین کا ستیاناس کر دیا۔ جب کافروں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائی تھیں کہ آپ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ کر دکھا دیں اس کے بعد ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں ہوگا بلکہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ تو ہمیں بتلاؤ۔ کہ آنحضرت صلعم نے آسمان پر چڑھنے سے کیوں انکار کر دیا تھا اور کیوں کہہ دیا تھا کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا اور پھر ان لوگوں کے پاس اگر کسی بشر کے آسمان پر جانے کی نظیر

وہ نظیر پیش نہ کر سکے موجود تھی۔ تو وہ پیش کر دیتے۔ کیوں وہ اس جواب کے سنتے ہی خاموش ہوگئے۔ ہمیں بتلاؤ۔ کہ جب انہوں نے آسمان پر چڑھتے دیکھ کر ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا تو کیوں نہ آنحضرت صلعم نے آسمان پر چڑھ کر دکھا دیا۔ یہ کیوں کہہ دیا کہ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا پ۱۵ سبحان کا لفظ اس واسطے بولا گیا ہے۔ کہ سبحان کے معنے ہیں۔ ہر عیب سے مبرا

سبحان کے معنے لیکن وعدہ کو توڑنا تو سخت عیب ہے۔ خدا نے وعدہ کیا ہوا تھا۔ کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا پ۲۹ جس کا یہ

مطلب ہے کہ ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کے سمیٹنے کے لئے کافی بنایا

زمین میں ایک کشش ہے ہے اور اس میں ایک کشش ہے۔ جس کی وجہ سے زمین والے کسی اور جگہ زندگی بسر کر ہی نہیں سکتے۔ اب اگر بشر آسمان پر گیا ہوا مان لیا جاوے۔ تو نعوذ باللہ ماننا پڑیگا۔ کہ خدا نے اپنا وعدہ توڑ دیا۔ غرض اسی کی تائید کے واسطے سبحان کا لفظ بولا گیا ہے۔ کہ اللہ بے عیب ہے، وہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا اور میں تو ایک بشر ہوں بشر آسمان پر نہیں جا سکتا اور پھر دیکھو کہ فلما توفیتنی میں حضرت عیسےٰ کا صاف طور پر اقرار موجود ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے

اور نہیں تو حضرت عیسیٰ کا ہی کہا مانو کی مجھے خبر نہیں۔ اب ان لوگوں کی یہ عجیب قسم کی سمجھ ہے کہ حضرت عیسےٰ تو قیامت کے دن اقرار کریں گے کہ میں دوبارہ زمین پر نہیں گیا اور عیسائیوں کے بگڑنے کا جب ان سے سوال کیا جائیگا تو وہ کانوں پر ہاتھ دھریں گے اور اپنی بے خبری جتلائیں گے لیکن یہ ہیں کہ ان کو دوبارہ اُتار رہے ہیں اب انصاف سے بتلاؤ۔ کہ کیا تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ سوچو تو سہی۔ کہ وہ تو بیچارے بار بار خدا تعالےٰ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ مجھے خبر نہیں کہ عیسائیوں نے مجھے پوجا ہے۔ یا کسی اور کو۔ اور آپ نے خدا یا خدا کا بیٹا بنائے جانے سے لاعلمی ظاہر کریں گے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دُنیا میں نازل ہوں گے۔ کسر صلیب کریں گے۔ لڑائیاں کرینگے

کیا حضرت عیسےٰ نے جھوٹ بولا اور سب مشرکوں کو قتل کرکے مسلمان کر دیں گے جس سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ خدا کے سامنے جھوٹ بولیں گے اور باوجود عیسائیوں کے اعتقاد سے خبر رکھنے کے لاعلمی ظاہر کریں گے اور پھر یہ بھی یاد رکھو۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے لئے

مامورین اللہ کی صداقت کے چند نشان چند نشان ہوا کرتے ہیں۔ جن سے اس کی سچائی پرکھی جاتی ہے۔

پاک تعلیم اوّل یہ کہ وہ پاک اور صاف تعلیم لے کر آتا ہے۔ جب اس کی تعلیم گندی ہوگی۔ تو اس کو قبول کون کرے گا۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیسی پاک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں اور کسی قسم کے شرک کی گنجائش نہیں۔ دوسرے یہ کہ اُس کے ساتھ بڑے بڑے نشان ہوتے ہیں اور

نشانات الٰہیہ وہ نشان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ بحیثیت مجموعی دُنیا میں کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

سابقہ پیشگوئیوں کا وقوع تیسرے یہ کہ گذشتہ انبیاء کی جو پیشگوئیاں اُس کے متعلق ہوتی ہیں۔ وہ اس پر صادق آتی ہیں۔

حالت زمانہ چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اس وقت زمانہ کی حالت خود ظاہر کرتی ہے کہ کوئی مامور من اللہ آوے۔ پانچویں بات یہ ہے۔ کہ سچے مُدعی

مدعی کا تقویٰ اور کشش کا صدق اور اخلاص استقلال اور تقوےٰ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اور اس میں ایک کشش ہوتی ہے جس سے وہ اوروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

امتحان کر لو تمام قرآن مجید میں یہی موٹی باتیں ہیں جن سے کسی مامور کی سچائی کا پتہ لگتا ہے۔ اب جس کو ایمان کی ضرورت ہے۔ وہ یہی پانچ علامتیں پیش کرکے ہمارا امتحان کرے اور پھر دیکھو۔ کہ یہ لوگ خود بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرتا ہے۔ لیکن افسوس کہ بقول ان کے چودہویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آیا۔ حالانکہ چوتھائی حصہ صدی کا گذر بھی گیا ہے اور ہزارہا لوگ دین اسلام سے مُرتد بھی ہو چکے ہیں۔ ہر ایک خاندان اور ہر ایک قوم کے لوگ عیسائی بن چکے ہیں ایک وقت وہ تھا کہ اگر ایک مسلمان بھی مُرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ لیکن اب تو ہر ایک قوم سادات مغل۔ قریش پٹھان اور ہر ایک طبقہ کے لوگ عیسائی مذہب میں موجود ہیں اور مخلوق پرستی کا وہ طوفان برپا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی۔ ایسا سننے میں نہیں آیا۔ تو اب بتلاؤ۔ کہ جن صدیوں میں

ایسا طوفان نہ تھا۔ اُن میں تو مجدد آتے رہے لیکن جس صدی میں اسلام کو نیست و نابود کرنے کے ہزار ہا سامان پیدا ہو گئے اور لاکھوں انسان مُرتد ہو گئے اور بے دینی اور فسق و فجور حد سے زیادہ بڑھ گیا اور صدی میں سے پچیس برس گذر بھی گئے۔ اس میں کوئی مجدد نہ آیا اور جو دعوے کرتا ہے۔ کہ اس صدی کا مجدد

اس صدی کو کیا ہو گیا

میں ہوں تو اُسے دجّال سمجھا جاتا ہے اور کذّاب اور مفتری خیال کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو چاہیئے تھا کہ ہمارے

انجام کو دیکھو

انجام کو دیکھتے۔ ہم نے ایک سو ساسی نشانات کتاب حقیقۃ الوحی میں نہائت ہی اختصار کے ساتھ درج کئے ہیں اب ان کو چاہیئے کہ کسی جھوٹے میں وہ نشانات ثابت کریں۔

تعلیم کی نسبت سُن لو۔ کہ ہم ان تمام ناپاکیوں کو دور کرتے ہیں جو آنحضرت صلعم پر لگائی جاتی ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ افضل الرسل سید المعصومین رحمۃ للعالمین

سب سے بڑھکر پاک نبی

اور خاتم النبیین ہیں اور مس شیطان سے سب سے بڑھ کر پاک ہیں اور تمام کمالات نبوت انہیں کی ذات پاک پر ختم ہو گئے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ کوئی بشر آسمان پر نہیں جا سکتا۔ قرآن مجید میں صاف طور پر سبحان ربّی ھل کنت الا بشرا رسولا ۞ لکھا ہے اور پھر اسی قرآن مجید میں فلمّا توفّیتنی بھی درج ہے۔ اگر حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے۔ کسر صلیب کی ہوتی۔ کافروں کو قتل کیا ہوتا تو کیا اُن کو قیامت کے دن خدا کے حضور میں یہی جواب دینا چاہیئے تھا۔ کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں؟ باوجودیکہ دوبارہ آکر انہوں نے کافروں اور مشرکوں کو مسلمان کیا۔ اپنے ذاتی مشاہدہ سے تمام حالات معلوم کر لئے۔ مگر خدا کے روبرو کہیں گے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی خبر نہیں۔ کیا وہ خدا کے عرش کے سامنے جھوٹ بولیں گے۔ اور خدا خاموش ہو رہے گا۔ کیا خدا اتنا بھی نہ کہے گا۔ کہ تم کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ تم تو دوبارہ دُنیا میں گئے تھے۔ عیسائیوں کو تم نے مسلمان کیا تھا پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ اس کی خبر نہیں۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ادنےٰ عدالتوں میں بھی انسان حلف دروغی کے باعث پکڑا جاتا ہے۔ تو کیا

حلف دروغی

خدا کی درگاہ میں جھوٹ کی پُرسش نہیں ہوگی؟ افسوس کہ ان لوگوں نے خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات اور صفات کو بٹہ لگایا۔ قرآن مجید کی توہین کی۔ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ تمام راستبازوں کی توہین کی۔ اب ایسے مذہب کو کون قبول کرے۔ ایسی باتیں تو وہی بولیگا جس کو خدا کا خوف نہ ہو۔ دوسرا شخص ایسی باتوں کو کب مان سکتا ہے بار بار ہم سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ تمہارے نبی اور رسول ہونے کی دلیل کیا ہے

اوّل تو ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا دعوےٰ صرف نبی یا رسُول ہونے کا نہیں ہے اور نہ ہم کسی شریعت لانے کے مدّعی ہیں بلکہ ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ میں ایک پہلو سے اُمّتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی۔ اور وہ نبوت براہ راست نہیں بلکہ اُمّتی ہونے کی کامل برکات نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض تامہ نے مجھے یہ درجہ نبوۃ بخشا ہے اور در حقیقت وہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ میں جو میرے آئینہ صافیہ میں جلوہ نما ہوئی ہے اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ میرے پاس بھی اپنی اس قسم کی نبوت کے وہی دلائل ہیں جو سب انبیاء کے پاس

ہوتے چلے آئے ہیں۔ بعض انبیاء کے پاس تو صرف ایک دلیل تھی کہاں لکھا ہے۔ کہ اُن کے پاس پچاس یا ساٹھ نشان تھے بلکہ اکثر انبیاء کے لئے تو یا اس سے بھی کم نشان ہوا کرتے تھے۔ لیکن ہم نے تو نہائت اختصار کے ساتھ ایک سو ستاسی

نشان ۱۸۷

نشان حقیقۃ الوحی میں لکھدئے ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ابھی بڑے بڑے نشانوں کا وعدہ کرتا ہے۔ کم ازکم یہ لوگ کچھ مدّت کے لئے کفّ لسان اختیار کرتے اور ہمارے انجام کو دیکھتے۔ مگر افسوس کہ بغیر کسی یقینی علم اور پختہ دلیل کے ہماری تکفیر اور تکذیب پر آمادہ ہو گئے حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ۱۵/۴ اور اگر حضرت عیسیٰ کے مرنے پر ان لوگوں کو طیش آتا ہے۔ تو یہ سچی بات ہے۔ کہ وہ مر گئے ہیں اور سب انبیاء مرتے ہی آئے ہیں۔ آخر یہ لوگ بھی تو مانتے ہیں۔ کہ وہ دوبارہ آکر مرینگے۔ پھر تکفیر کے کیا معنے؟ باقی رہا یہ کہ عیسائیوں کو جواب دیتے وقت بعض اوقات سخت الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ تو یہ بات بالکل صاف ہے۔ جب ہمارا دل بہت دُکھایا جاتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے ناجائز حملے کئے جاتے ہیں۔ تو صرف متنبہ کرنے کی خاطر انہیں کی مسلّمہ کتابوں سے الزامی

الزامی جواب

جواب دئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ہماری کوئی بات ایسی نکالیں۔ جو حضرت عیسےٰ کے متعلق ہم نے بطور الزامی جواب کے لکھی ہو اور وہ انجیل میں موجود نہ ہو۔

آخر یہ تو ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین سُنکر چُپ رہیں۔ اور اس قسم کے جواب تو خود قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں جیسے لکھا ہے اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی ۲۷ فَاسْتَفْتِہِمْ اَلِرَبِّکَ الْبَنَاتُ وَلَہُمُ الْبَنُوْنَ ۲۳ ۔ وہ لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ کیا تمہارے بیٹے اور ہماری بیٹیاں۔ غرض الزامی رنگ کے جواب دینا تو طریق مناظرہ ہے۔ ورنہ ہم حضرت عیسےٰ کو خدا تعالےٰ کا رسول اور ایک مقبول اور برگزیدہ انسان سمجھتے ہیں اور جن لوگوں کا دل صاف نہیں ان کا فیصلہ ہم خدا پر چھوڑتے ہیں۔

سال رواں قریب ختم ہونے کو ہے۔ ہمارے بقایا داران جلد حساب بیباق کریں

ایڈیٹر

نہیں اور وہ ایں دے دے کر روپیہ کماتا ہے تو وہ بھی بطلان سے مال کماتا ہے۔ وہ مال طیب نہیں بلکہ حرام مال ہے۔ اسی طرح جتنے جعلساز جھوٹے اور فریبی لوگ ہوتے ہیں اور دھوکوں سے اپنا گذارہ چلاتے ہیں وہ بھی بطلان سے مال کھاتے ہیں۔ ایسا ہی طبیبوں کے ساتھ بیماری بھی ہوتے ہیں۔ جو جھوٹی چیزیں دیکر سچی چیزوں کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور بے خبر لوگوں کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں۔ اور پھر پیچھے سے کہتے ہیں کہ فلاں تھا تو دانا مگر ہم نے کیسا اُلو سا بنا دیا۔ ایسے لوگوں کا مال حلال مال نہیں ہوتا بلکہ وہ حرام ہوتا ہے اور بطلان کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ مومن کو ایک مثال سے باقی مثالیں خود سمجھ لینی چاہئیں۔ مَیں نے زیادہ مثالیں اس واسطے نہیں دی ہیں کہ کہیں کوئی نہ سمجھ لے کہ ہمیں بدظنیاں کرتا ہے۔ اسی واسطے مَیں نے اپنے پیشہ کا ذکر کیا ہے۔ میں اسے کوئی بڑا علم نہیں سمجھتا میں اسے ایک پیشہ سمجھتا ہوں طبیبوں سے حکما لوگ ڈرتے ہیں اس لئے انھوں نے اس پیشہ کا نام صنعت رکھا ہے۔ یاد رکھو یہ بھی ایک کمینگی کا پیشہ ہے اس میں حرامخوری کا بڑا موقع ملتا ہے۔ اور طب کے ساتھ بیماری کی دوکان بنانا اس میں بہت دھوکہ ہوتا ہے۔ صحت کا اندازہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے نہ مریض کی پوری تشخیص ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ہی معمولی سی جنگل کی سوکھی ہوئی بوٹی دیکر مال حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سخت درجہ کا بطلان کے ساتھ مال کھانا ہے وہ جو مَیں نے اپنے جیبوں کا ذکر کیا ہے چند روز ہوئے ایک عمدہ کتاب بڑی خوشنما بڑی خوبصورت اور دل لبھانے والی اس کی جلد تھی جس پر رنگ لگا ہوا تھا۔ اس کو جو کہیں رکھا تو اور چیزوں کو بھی اس سے رنگ چڑھ گیا۔ جس سے ہمیں بہت دکھ پہنچا۔ غرض ایسی جلد گرنے جو جلد کی قیمت لی ہے حقیقت میں وہ حلال مال نہیں بلکہ بطلان سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی پیشے ہیں مگر ان کا ذکر میں اس واسطے نہیں کرتا کہ کسی کو رنج نہ پہنچے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکام تک مال نہ پہنچاؤ۔ بعض لوگ یونہی لوگوں کو وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ناجائز طور پر پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ اُن سے ڈر جاتے ہیں۔ اور نقصان اُٹھا لیتے ہیں۔ غرض روزہ جو رکھا جاتا ہے تو اس لئے کہ انسان متقی بننا سیکھے ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ پانچ سات روزے باقی رہ گئے ہیں ان میں بہت کوشش کرو اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سُن لو سمجھ لو سمجھا لو۔ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو۔ اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں توفیق دے۔ آمین۔

مُجرّباتِ نورِ دین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دُنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے مَیں نے اپنے ذاتی اور عام فایدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور ارشاد سے اس کو مرتب کیا۔ جس کی اصلاح بھی آپ نے زبانی یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اس میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کی مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لیگا۔ فی الحال پہلی جلد تیار ہے قیمت ۱۰/ علاوہ محصولڈاک۔

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی مع محصولڈاک ۱۲/ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

اخبار مفیدِ روزگار

یہ ہفتہ وار پرچہ ہندوستان کے عظیم الشان شہر بمبئی سے شائع ہوتا ہے۔ سوشیل اور پولٹیکل معاملات پر نہایت متانت سے بحث کی جاتی ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کا سچا جان نثار اور رعایا کا خدمت گذار ہے رعایا کی شکایت کو مناسب پیرایہ میں حکام تک پہنچانا اس کا اعلےٰ فرض ہے۔ مراسلت میں ملک کے مستند اور اعلےٰ پایہ والے حضرات کے مضامین ہوتے ہیں۔ چیدہ چیدہ خبریں اور تجارتی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ اسلامی واقعات کی خبروں اور تجارتی خبروں کے دینے میں مفید روزگار ہندوستان کے اخبارات سے سبقت کر گیا ہے۔ اللواء۔ المؤید۔ الحرام۔ المنار۔ منظور وغیرہ کے ترجمے ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی لائق اور رنگ دار عظام اسپر نظر عنایت رکھتے ہیں باوجود اس کے قیمت ۳ سالانہ پیشگی۔ نامہ نگاروں کو انعام بھی تقسیم ہوتے ہیں۔

مینیجر دفتر اخبار مفید روزگار سے طلب فرمایئے۔ بمبئی

خطبہ جمعۃ الوداع

(از حضرت حکیم الامۃ یکم نومبر ۱۹۰۷ء)

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہ ۔ امابعد ۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن .... الآیۃ .... ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھآ الی الحکام لتاکلوا فریقًا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون ۔

رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں ۔ اب یہ گذرنے کو ہیں ۔ یہ دن پھر ہم کو اسی رمضان میں نہیں آئے گا ۔ نہیں معلوم آئندہ رمضان تک کس کی حیاتی ہے اور کس کی نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں خاص احکام دئے ہیں اور اُن پر عمل کرنے کی خاص تاکید کی ہے ۔ جو لوگ مسافر ہیں یا بیمار ہیں ۔ ان کو تو سفر کے بعد اور بیماری سے صحتیاب ہو کر روزے رکھنے کا حکم ہے ۔ مگر دوسرے لوگوں کو دن کے وقت کھانا پینا اور بیوی سے جماع کرنا منع ہے ۔ کھانا پینا بقائے شخص کے لئے نہایت ضروری ہے اور جماع کرنا بقائے نوع کے لئے سخت ضروری ہے اس مہینہ میں خدا نے دن کے وقت ایسی ضروری چیزوں سے رُکے رہنے کا حکم دیا تھا ۔ ان چیزوں سے بڑھکر اور کوئی چیزیں ضروری نہیں ہیں بے شک سانس لینا ایک نہایت ضروری چیز ہے مگر انسان اس کو چھوڑ نہیں سکتا ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ اس واسطے بنایا ہے کہ جب انسان گیارہ مہینے سب کام کرتا ہے اور کھانے پینے بیوی سے جماع کرنے میں مصروف رہتا ہے تو پھر ایسی ضروری چیزوں کو صرف دن کے وقت خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک ماہ کے لئے ترک کر دے ۔ اور پھر دیکھو جہاں ایک طرف ان ضروری اشیاء سے منع کیا ہے دوسری طرف تدارس قرآن ۔ قیام رمضان اور صدقہ وغیرہ کا حکم دیا ہے ۔ اور اس میں یہ بات سمجھائی ہے ۔ کہ جب ضروری چیزیں چھوڑ کر غیر ضروری چیزوں کو خدا کے حکم سے اختیار کیا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے برخلاف غیر ضروری چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے ۔ رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت تدارس قرآن قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے ۔ حدیث شریف میں لکھا ہے ۔ من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ

مگر افسوس کہ بعض لوگ کہتے ہیں ۔ کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں ۔ سحرگی کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بدہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل سے جو کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا بھی تو پھر افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے اکٹھا کے وہ اندھیر مارا اور ایسی شکم پُری کی کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا ۔ نہ یہ کہ آگے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھکر خرچ کیا جاوے اور خوب پیٹ بھر کے کھایا جاوے ۔ یاد رکھو اسی مہینہ میں ہی قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا ۔ اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہئے روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے ۔ اور دُنیا کے کاموں میں سکھ حاصل کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں ۔ آرام تو یا مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا اور متقی بن سکتا ہے ۔ اور اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہو سکتا ہے ۔ تو کہدے

انی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون ۔ یعنے میں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سُنتا ہوں چاہئے کہ پہلے وہ ان احکاموں پر عمل کریں جن کا میں نے حکم دیا اور ایمان حاصل کریں تاکہ وہ مراد کو پہنچ سکیں ۔ اور اس طرح سے بہت ترقی ہوگی ۔ بہت لوگ اس مہینہ میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے ۔ مگر خدا تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ قوی آدمی ایک مہینہ تک صبر نہیں کر سکتا ۔ اس لئے اُس نے اجازت دیدی کہ رات کے وقت اپنی بیویوں سے تم لوگ صحبت کر سکتے ہو ۔ بعض لوگ ایک مہینہ تک کب باز رہ سکتے ہیں ۔ اس لئے خدا نے صبح صادق تک بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دے دی ۔ بدنظری ۔ شہوت پرستی ۔ کینہ بغض ۔ غیبت اور دوسری بدباتوں سے خاص طور پر اس مہینہ میں بچے رہو ۔ اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا ۔ کہ رمضان میں اس سنت کو بھی پورا کرو کہ رمضان کی بیسویں صبح سے لیکر دس دن اعتکاف کیا کرو ۔ ان دنوں میں زیادہ توجہ الی اللہ چاہئے ۔ اور پھر رمضان کے بعد بطور نتیجہ کے فرمایا ۔ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقًا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون یعنے ناحق کسی کا مال لینا ایسا ضروری نہیں ۔ جیسے کہ اپنی بیوی سے جماع کرنا یا کھانا پینا ۔ اس لئے خدا تعالیٰ سکھاتا ہے کہ جب تم خدا کی خاطر کھانے پینے سے پرہیز کر لیا کرتے ہو تو پھر ناحق کا مال اٹھانا نہ کرو ۔ بلکہ حلال اور طیب کما کر کھاؤ اکثر لوگ یہی کہتے ہیں ۔ کہ جب تک رشوت نہ لی جاوے اور دروغ فریب اور کسی طرح کی بددیانتیاں عمل میں نہ لائی جاویں ۔ روٹی نہیں ملتی ۔ یہ ان کا سخت جھوٹ ہے ۔ ہمیں بھی تو ضرورت ہے ۔ کھانے پینے پہننے سب اشیا کی خواہش رکھتے ہیں ہماری بھی اولاد ہے ان کی خواہشوں کو ہمیں بھی پورا کرنا پڑتا ہے ۔ اور پھر کتابوں کے خریدنے کی بھی ہمیں ایک دھت اور ایک فضولی ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہے ۔ گو اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے اور دوسری کتابوں کا خرید کرنا اتنا ضروری نہیں مگر میرے نفس نے ان کا خرید کرنا ضروری سمجھا ہے ۔ اور گو میں اپنے نفس کو اس میں پوری طرح سے کامیاب نہیں ہونے دیتا مگر پھر بھی بہت سے روپے کتابوں پر ہی خرچ کرتے رہتے ہیں ۔ مگر دیکھو ہم بڈھے ہو کر تجربہ کار ہو کر کہتے ہیں ۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کو اس کی ضرورت سے زیادہ دیتا ہے ۔ بد سے بد پیشہ طبابت کا ہے جس میں سخت جھوٹ بولا جا سکتا ہے اور حد درجہ کا حرام مال بھی کمایا جا سکتا ہے ایک راکھ کی پڑیا دیکر طبیب کہتا ہے کہ یہ سونا کا کشتہ ہے ۔ فلانی چیز کے ساتھ اسے کھاؤ ۔ اور ایسے ہی طرح طرح کے دھوکے دیئے جا سکتے ہیں ۔ جس طبیب کو پوری فہم نہیں پوری تشخیص

نہیں اور دوائیں دے دے کر روپیہ کماتا ہے تو وہ بھی بطلان سے مال کماتا ہے۔ وہ مال طیب نہیں بلکہ حرام مال ہے۔ اسی طرح جتنے جعلساز جھوٹے اور فریبی لوگ ہوتے ہیں اور دھوکوں سے اپنا گذارہ چلاتے ہیں وہ بھی بطلان سے مال کھاتے ہیں۔ ایسا ہی طبیبوں کے ساتھ بیماری بھی ہوتے ہیں۔ جو جھوٹی چیزیں دیکر سچی چیزوں کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور بے خبر لوگوں کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں۔ اور پھر پیچھے سے کہتے ہیں کہ فلاں تھا تو دانا مگر ہم نے کیسا اُلّو بنا دیا۔ ایسے لوگوں کا مال حلال مال نہیں ہوتا بلکہ وہ حرام ہوتا ہے اور بطلان کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ مومن کو ایک مثال سے باقی مثالیں خود سمجھ لینی چاہئیں۔ مَیں نے زیادہ مثالیں اس واسطے نہیں دی ہیں کہ کہیں کوئی نہ سمجھ لے کہ ہم بدظنی کرتا ہے۔ اسی واسطے مَیں نے اپنے پیشہ کا ذکر کیا ہے۔ میں اسے کوئی بڑا علم نہیں سمجھتا میں اسے ایک پیشہ سمجھتا ہوں طبیبوں سے حکما لوگ ڈرتے ہیں اس لئے انھوں نے اس پیشہ کا نام صنعت رکھا ہے۔ یاد رکھو یہ بھی ایک کمینگی کا پیشہ ہے اس میں حرامخوری کا بڑا موقع ملتا ہے۔ اور طب کے ساتھ بیماری کی دوکان بنانا اس میں بہت دھوکہ ہوتا ہے۔ صحت کا اندازہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے نہ مریض کی پوری تشخیص ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ہی معمولی سی جنگل کی سوکھی ہوئی بوٹی دیکر مال حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سخت درجہ کا بطلان کے ساتھ مال کھانا ہے وہ جو مَیں نے اپنے جیون کا ذکر کیا ہے چند روز ہوئے ایک عمدہ کتاب بڑی خوشنما بڑی خوبصورت اور دل لبھانے والی اس کی جلد تھی جس پر رنگ لگا ہوا تھا۔ اس کو جو کہیں رکھا تو اور چیزوں کو بھی اس سے رنگ چڑھ گیا۔ جس سے ہمیں بہت دکھ پہنچا۔ غرض ایسی جلد گرنے جو جلد کی قیمت لی ہے حقیقت میں وہ حلال مال نہیں بلکہ بطلان سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی پیشے ہیں مگر ان کا ذکر مَیں اس واسطے نہیں کرتا کہ کسی کو رنج نہ پہنچے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکام تک مال نہ پہنچاؤ۔ بعض لوگ یونہی لوگوں کو وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ناجائز طور پر پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ اُن سے ڈر جاتے ہیں۔ اور نقصان اُٹھا لیتے ہیں۔ غرض روزہ جو رکھا جاتا ہے تو اس لئے کہ انسان متقی بننا سیکھے ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ پانچ سات روزے باقی رہ گئے ہیں ان میں بہت کوشش کرو اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سن لو سمجھ لو سمجھا لو۔ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو۔ اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں توفیق دے۔ آمین۔

مجرباتِ نورین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے مَیں نے اپنے ذاتی اور عام فایدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور ارشاد سے اس کو مرتب کیا۔ جس کی اصلاح بھی آپ نے زبانی کر دی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فایدہ اُٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اس میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کی مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لیگا۔ فی الحال پہلی جلد تیار ہے قیمت ۱۰؍ علاوہ محصولڈاک۔

حقیقتِ نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی مع محصولڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

اخبار مفیدِ روزگار

یہ ہفتہ وار پرچہ ہندوستان کے عظیم الشان شہر بمبئی سے شائع ہوتا ہے۔ سوشیل اور پولیٹیکل معاملات پر نہایت متانت سے بحث کی جاتی ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کا سچا جان نثار اور رعایا کا خدمت گذار ہے رعایا کی شکایت کو مناسب پیرایہ میں حکام تک پہنچانا اس کا اعلیٰ فرض ہے۔ مراسلت میں ملک کے مستند اور اعلیٰ پایہ والے حضرات کے مضامین ہوتے ہیں۔ چیدہ چیدہ خبریں اور تجارتی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ اسلامی واقعات کی خبروں اور تجارتی خبروں کے دینے میں مفید روزگار ہندوستان کے اخبارات سے سبقت کر گیا ہے۔ اللوا۔ المؤید۔ الاہرام۔ المنار۔ مقطم وغیرہ کے ترجمے ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی لائق اور ذی وقار عظام اسپر نظر عنایت رکھتے ہیں باوجود ایسی خوبیوں کے قیمت صرف ۲ سالانہ پیشگی نامہ نگاروں کو انعام بھی تقسیم ہوتے ہیں۔

منیجر دفتر اخبار مفید روزگار سے طلب فرمایئے۔ بمبئی

نظم

ذیل میں ایک نظم مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات کی درج کیجاتی ہے۔ جو مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس ؑ کے حضور سنائی تھی اور جسے حضور علیہ السلام نے پسند فرمایا ہے۔ ایڈیٹر

مسیحا آگئے دنیا میں کوئی انکو جا دیکھو ۔۔۔ مثیل ابن مریم اور شبیہ مصطفےٰ دیکھے
رسولوں کا سا مکھڑا اور نبیوں کا سا چہرہ ہے ۔۔۔ جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الرُّسُلِ وَالْاَنبیاء دیکھے
ہے یکتا دلبری میں اور یگانہ دلربائی میں ۔۔۔ نہیں اس سا کوئی ہمنے بہت سے دلربا دیکھے
نرالا نازنینوں سے ہے ہر ناز و ادا اس کا ۔۔۔ حسینوں کے بھی ہیں ہمنے بہت ناز و ادا دیکھو
نہ چھیڑو حسن یوسف کی پرانی داستاں ہمدم ۔۔۔ کہ ہم نے آج یوسف سے زیادہ دلربا دیکھو
وہ جانان ازل کا راز سربستہ کھلا اس سے ۔۔۔ خدا کو دیکھنا ہو جس نے وہ بس اسکو آ دیکھے
خدا کی ذات الطف گرچہ بس مخفی و پنہاں ہے ۔۔۔ مگر دیکھے اسے جو آئینہ حق نما دیکھے
غلام احمد ہے احمد اور احمد ظاہر ہے احمد سے ۔۔۔ مگر دیکھے وہی جو بیچ سے پردہ اٹھا دیکھو
زمانہ میں نیا رنگ آگیا ہے اسکے آنے سے ۔۔۔ سماں دیکھا نیا ہے اور نئے ارض و سما دیکھے
جدھر دیکھو ہوا اک چل رہی ہے تیز وحدت کی ۔۔۔ امید ہے اب نہ ہونگے تفرقے جو سالہا دیکھے
مچی اب ایکسر ہلچل مچلی ہے ساری دنیا میں ۔۔۔ بدلتے ہی نئے کچھ ڈھنگ ہر سو جابجا دیکھے
سنا ہے اہل یورپ اور امریکہ تلک ہر ایک ۔۔۔ محقق ہوگیا مذہب کا تار راہ صفا دیکھے
وہ تثلیث اور کفارہ کا پرانا جن نصاریٰ کا ۔۔۔ ہر طرف آج اس سے ہی کئی قیدی رہا دیکھے
تھے عیسیٰ کی الوہیت کو صدہا لڑتے جو شیدائی ۔۔۔ وہ اب انکی عبودیت کے قائل برملا دیکھے
بحمداللہ ہوا ٹکڑے وہ بت عیسیٰ پرستی کا ۔۔۔ نصاریٰ کا خدا کشتہ میں ہر اک مرا دیکھے
بخوبی ہوگیا ثابت کہ عیسیٰ مرگیا لیکن ۔۔۔ ہے صد افسوس یہ ملاں بانکار و ابا دیکھو
خدا نے خود بتادی ہے وفات انکی صراحت سے ۔۔۔ ہے لکھا صاف قرآں میں شواہد جابجا دیکھے
نبی پاک اور اصحاب نبی بھی اسکے قائل ہیں ۔۔۔ غضب کرتے ہیں یہ ملاں عجب یہ ماجرا دیکھو
بذکر موت احمدؐ کچھ نہیں ظاہر ہے غم کا ۔۔۔ بھڑک اٹھتے ہیں عیسیٰ کے لئے کوئی سنا دیکھو
محمدؐ خاک یثرب میں مسیحا آسمان پر ہو ۔۔۔ ہے اُف ایسے عقیدہ پر کہ جسمیں افترا دیکھو
مثیل ابن مریم کو سمجھ بیٹھے وہی عیسیٰ ۔۔۔ یہودی جیسے سمجھے اور مثیل ایلیا دیکھو
ہیں لکھے صاف قرآں میں برابر سلسلے دو تو ۔۔۔ مثیل اول کا ثانی اور تناسب بالصفا دیکھو
مثیل اول کو اول کا تو خود اقرار کرتے ہیں ۔۔۔ مگر اول کے آخر کا نہ مانیں۔ کیا خطا دیکھے
یہ دونوں سلسلے سمجھے پہلے دونوں کو الگ سمجھیں ۔۔۔ مگر دونوں کے آخر میں فقط عیسیٰ بنا دیکھو
تعجب ہے کہ موسیٰ کا مثیل ہو اور عیسیٰ کا ۔۔۔ یہ ہو کوئی عجب لوگوں کی کج فہم و ذکا دیکھو
مسلماں ہوگئے صد آہ یہودی اور نصاریٰ پر ۔۔۔ نبیؐ نے جیسے فرمایا وہ وصف انہیں بجا دیکھو
بانکار مثیل ابن مریم ہیں یہودی یہ ۔۔۔ نصاریٰ ہاں بانکار مثیل مصطفےٰ دیکھو
بنے انکار سے جس کے یہ امت حال مغضوبیں ۔۔۔ دیا نے حال مغضوبیں اسکو۔ کیا جفا دیکھے
ہزاروں اور لاکھوں ہیں نشاں اسکی صداقت پر ۔۔۔ ہیں سچا اپنے دعویٰ میں یہ حضرت میرزا دیکھو
صدی کا ابتدا بھی ہے نشاں اسکی صداقت کا ۔۔۔ مجدد آگئے دیں کے جو ہیں بدرالدجیٰ دیکھے
زمین و آسمان شمس و قمر اور بحر و بر شاہد ۔۔۔ زلازل اور طاعون نشاں ہیں جابجا دیکھے
سواری ریل کی اور تار برقی اور اخباریں ۔۔۔ ہیں یہ سب گواہ آج جہاں تا صفا دیکھے
ہوئی دنیا مثال شہر وحدت کی بنی صورت ۔۔۔ کہ تا ہر ایک اک ناآشنا کو آشنا دیکھے
دلالت کر رہا ہے اجتماع یہ اہل دنیا کا ۔۔۔ کہ مذہب کا بھی ہوگا اجتماع جیسے ادا دیکھے
مسیحی قوم سے دیکھا کمال دنیوی لیکن ۔۔۔ مسیح موعود سے دیں کے کمالات العلیٰ دیکھو
خدا کے فضل و رحمت سے یہ دور آیا مبارک ہے ۔۔۔ کہ جسمیں دین اور دنیا کے باہم اتحاد دیکھے
گئی اٹھ دقتیں سب دین اور دنیا کی آہوں سے ۔۔۔ عجب اسباب پیدا ہوگئے مشکل کشا دیکھے
مبارک وقت ہے یہ نور اور باران رحمت کا ۔۔۔ ہیں نازل ہو رہے برکات جسمیں جابجا دیکھو
صدائیں آرہی ہیں کان میں اور گونج وحدت کی ۔۔۔ وہ غوغائے تفرقہ کے مائل وا رد الفنا دیکھے
ہے ڈنکا بج رہا توحید کا ہر سو زمانہ میں ۔۔۔ جہاں میں حق پرستی کے بھی ہیں مجد و علا دیکھو
ہے ہونیکو نیا کچھ اب زمانہ میں جہاں والو ۔۔۔ کہ دنیا کے بدلتے کچھ نئے طرز و ادا دیکھے
ہے سمجھا کچھ کہ یہ دلکش بہاریں اور عجب موسم ۔۔۔ ہوئی کیوں جلوہ گر جن سے عجائب دلکشا دیکھو
میں سچ کہتا ہوں یہ سب کچھ مسیحا کی ہے آمد سے ۔۔۔ وہی جسکی طرف سارا جہاں آنکھیں لگا دیکھے
اتر آیا مسیحا اے جہاں تجھکو مبارک ہو ۔۔۔ ہے اترا آسماں سے کوئی گر چشم وا دیکھے
مبارک سرزمین قادیاں دارالاماں جسمیں ۔۔۔ زمانہ کے مبارک وہ مطاع و مقتدا دیکھے
بحمداللہ کہ ہم نے خود بچشم خود میں جا دیکھو ۔۔۔ مسیحا ہے محمدؐ میں محمد مصطفےٰ دیکھے
کوئی پوچھے اگر ہم سے عجائب ان میں کیا دیکھو ۔۔۔ تو بتلائینگے ہم اسکو کہ ہم نے رہنما دیکھے
ہاں ایسے۔ واسطے ہے جنکو صدق و نور و ضیا دیکھے ۔۔۔ خدا اور دنیا دیکھے ہاں سا اولیا دیکھے
کھڑے ہیں خدمتیں جو انکی وہ سب ہی پارسا دیکھے ۔۔۔ جو بیٹھے پاس ہیں سب اتقیا و اصفیا دیکھے
صحابہ کا نمونہ دیکھا ہے ان کی جماعت میں ۔۔۔ سبھی بھائی جماعت کے ہیں اخوان الصفا دیکھو
ہے روز افزوں ترقی میں جماعت پاک حضرت کی ۔۔۔ بحمداللہ مقابل پر تنزل میں عدا دیکھے
اترتے ہیں یہاں ہر روز نئے طالب نئے مہماں ۔۔۔ کھڑے در پر فقیروں کی طرح شاہ و گدا دیکھے
عجب ہے قادیاں دارالاماں گر کوئی آ دیکھے ۔۔۔ تو اپنے ہر مرض کی یاں دوا دیکھے شفا دیکھے
چمکتا ہے یہ جیبیا نشانوں کی تجلی سے ۔۔۔ معارف اور حقائق ہیں نئے صبح و مسا دیکھے
مچی ہے دھوم عالم میں مسیحا کے نشانوں کی ۔۔۔ بھرا ارض و سما ہے ان سے کوئی چشم وا دیکھے
رسولوں کا نمونہ اور وا دیکھے ہیں آئیں ۔۔۔ اگر دیکھے دم عیسیٰ تو موسیٰ کا عصا دیکھے
اسی کے ہاتھ سے دیکھا فرو دجال کا فتنہ ۔۔۔ اسی کے نام سے شیطاں ہے کمزور فنا دیکھے
اسی کے خنجر حق سے وہ بت باطل پرستی کا ۔۔۔ گرا ہے پاش پاش ہو کر نہ پھر یہ اعتلا دیکھے
اسی کی تیغ براں سے صف اعدا ہوئی ٹکڑے ۔۔۔ مرے لاکھوں یہودی اور نصاریٰ آ رہا دیکھے
کھڑا میدان دعوت میں اکیلا اور سب دنیا ۔۔۔ مقابل میں ہے تا اپنا ہر اک زور آزما دیکھے
گئے سب بھاگ میداں سے بڑی لاف و غضب کرکے ۔۔۔ بجا ہوں کا مسیحا کا عجب مجد و علا دیکھے
نبی کے دین کا جھنڈا قلم سے آج بڑھ نکلا ۔۔۔ مسیحا المفیض احمد عجب شیر خدا دیکھے

عاجز غلام رسول احمدی ساکن موضع راجیکے ضلع گجرات پنجاب

خطاب بمخالفین از گلاب الدین احمدی رہتاسی

نظم

ناراض آپ کیوں ہیں مسیح الزماں سے ۔۔۔ باتیں تو انکی سنئے لیں فرما دل کے کان سے
مہدی کو لقب کافر و بیدیں کا دیکھتے تم ۔۔۔ ڈرتے نہیں ہو مالک کون و مکان سے
عیسیٰ کو ہو جانتے ہو مثانے دجال کا خطاب ۔۔۔ انصاف ہی تمہیں ہو گیا گم ہے جہان سے
کافر ہی یاں فقط نیاں کرتے ہیں دین پر؟ ۔۔۔ قربان راہ حق پہ ہوئے مال و جان سے!
دین کا ہو بول بالا تمنائے دل ہو بس! ۔۔۔ اس دہن میں کھپے کا یہاں ساری جہان سے!

ابھی نہیں ہیں دور سے یہ بدگمانیاں
بھیجا اُسے سلام رسول کریم نے
آزادہ ورہیدہ ہی جذبات ارض سے
حق کا فدائی اور فنافی الرسول ہے
آیات بینات فزوں ہیں شمار سے
کردی ہیں ختم دیں کی آکر لڑائیاں
پہونچی ہے ریل دونو دیکھو حجاز تک
کسرِ صلیب کردیا عیسےٰ کو مار کر
طاعون و زلزلے کی شہادت زمین پہ ہو
آخر کو منہ کی کہا گئے گرا چاروں شانے چت
تفسیر لکھ سکے نہ مقابل میں گولڑوی
کرسی نشیں بٹالوی ایسا ہوا ذلیل
مہدی خونی کا تو ہے انکار کر چکا
پہونچا مراد اپنی کو ہیں کا وہ نکتہ چیں
ثابت ہوا عدالتِ اعلےٰ میں کرم دیں
لدہیانوی فنا ہوا۔ امرتسری مرا
مرزا فقیر فوت ہوا دوالمیال میں
آتہم مرا۔ ڈوئی مرا۔ اور لیکھرام بھی
ہاں گیں ہے مت کہ اٹھایا نہ فائدہ
آنکھوں سے دیکھے ٹھیک نشانہ پہ بیٹھتے
کہتے ہو مہدی نکلیں پہاڑوں کے غار سے؟
اوپر سے اُترنے آئیں گو مسیح پرند اور رہ؟
ہوئنگے لباس زرد میں نازل دمشق میں؟
خنزیر ماریں توڑیں صلیب اور نکالدیں؟
دجال کانا آکے تو اودہم مچائیگا؟
کہلائیگا رسول خدا اور خدا بھی وہ؟
مردے جلائے زندوں کو آکر ملائیگا؟
پاس اسکے سیم و زر ہو زیادہ شمار سے؟
غرضیکہ چند روز خدائی کریگا وہ؟
یاجوج پہیل جائیں گے ساری زمین پہ؟
بڑہینگے ہاتہ پاؤں کو اوزار کی جگہ؟
وہ کچھ ظہور ہو کہ رسول کریم نے؟
مذہب ہی کیا وہ جسمیں ہوں قصے کہانیاں
وہ معتبر ہے جو ہو روایاتِ عمرو زید؟
زندہ رسول۔ زندہ کتاب۔ اور زندہ دین
آنکھوں سے دور کرد و تعصب کی پٹیاں
ماموریت سے کرتے ہیں ہو مقابلہ
خاصانِ حق ایک ہی ایسا بتائیے
کوئی نبی۔ ولی تو بتاؤ کہ جو نہ ہو
گھر سے نکالا اور چڑہایا صلیب پہ
توبہ کرو ابھی تو درِ توبہ باز ہے

پاس آکے جانچو تجربہ اور امتحان کر
اور خود خدا ہے بولتا اسکی زبان سے
نازل ہوا ہے گویا ملک آسمان سے
ملہم من اللہ واقف سرِ نہاں سے
اور پیشگوئیاں ہیں زیادہ بیان سے
ہوگا ہی جنگ و جدل تو قلم و زبان سے
او نٹونکی مانگ وٹہہ گئی سارے جہان سے
اور مار ڈالے کتنے ہی خنزیر جان سے
شمس و قمر گواہیاں دیں آسمان سے
جس نے سباہ کیا اس پہلوان سے
لاہور گرچہ پہونچے بڑے عزو شان سے
کرسکا کچھ نہیں لئے ہاتہ اور زبان سے
باقی ہے اتحاد امام الزمان سے
حسرت ہو ہاتہ ملتا گیا اس جہان سے
ویسا ہی جیسا نکلا مسیح کی زبان سے
غرضیکہ جو اڑا وہ گرا آسمان سے
جہوٹی بے چراغ گیا خان و مان سے
لاہوری اور قصوری گئے اس جہان سے
طاعون اور زلزلے جیسے نشان سے
نکلے ہی تیر جتنے کہ اسکی کمان سے
اُتریں مسیح ناصری پہر آسمان سے؟
پاس آکے وہم سے کو دپڑیں نردبان سے؟
مینار پر وہ اڑتے ہوئے آسمان سے؟
سیف و سناں سے کفر کو سارے جہان سے؟
وہ ڑائے گا گدہے کو وہ کس آن بان سے؟
مومن پہریں گے بہاگتے اس خاکدان سے؟
موڑیگا جس کو چاہیگا اگلے جہان ہی؟
جہکڑے ہوں اسکے ساتھ لدے آب و نان سے؟
پہر عیسےٰ اس کو مارینگے آخر کو جان سے؟
ماجوج بڑھ کے ہوں گے وہم و گمان سے؟
اور اوڑہنے بچھونے کا لیکام کان سے؟
عملاً کیا ہے اور نہ کہا ہے زبان سے؟
مذہب ہے وہ جو زندہ ہو تازہ نشان سے
یا جو براہِ راست ہو حق کی زبان سے؟
زندہ خدا ہے گا تو دارالامان سے
پہونچے گا تم کو نور سہ قادیان سے
کرتے ہو جنگ خالق ہر دو جہان سے
جو بچ رہا ہو خلق خدا کی زبان سے
نالاں مخالفین کے دست و زبان سے
اور زہر دیکے مارے ہیں کتنی ہی جان سے
بولو نہ ان کے حق میں کبھی بد زبان سے

طاعت کرو شرایط بیعت کو مان لو | گر دو جہاں میں رہنا ہے امن و امان سے
پوری کبھی تو ہوگی تیری التجا گلاب | تائید حق کئے جا تو قلم و زبان سے

گلاب الدین احمدی رہتاسی

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** ؎ بھی اس واقعہ عظیمہ کی طرف رہنمائی کرتی۔ کیونکہ دین کی تکمیل دو ہی حصوں میں تقسیم ہوسکتی ہے۔ ایک حصہ کا نام تو **تکمیل ہدایت** ہے اور دوسرے حصہ کا نام **تکمیل اشاعت** ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں اور کسی مسلمان کو بھی اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ **تکمیل ہدایت** تو پہلی بعثت میں ہی ہو چکی تھی۔ اور ہر ایک طرح کی دینی ہدایت ہمارے لئے قلمبند ہو چکی تھی اور ایک ایسی جامع کتاب ہمارے پاس موجود ہوگئی تھی جس میں دین اسلام کے ہر ایک ضروری مسئلہ کا کامل بیان ہے۔ اور ان سب احکام کی ہر طرح سے تفصیل موجود ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے ہماری ہدایت کے لئے ضروری سمجھا ہے۔ مگر یہ بات کسی عقلمند سے پوشیدہ نہ ہوگی کہ **تکمیل اشاعت** اس زمانہ میں نہیں ہوئی تھی۔ امریکہ۔ افریقہ اور یورپ وغیرہ براعظم تو درکنار ایشیا میں بھی پورے طور پر اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ ان دنوں میں تو اسلامی سورج ایشیا کے ایک الگ تھلگ حصہ اور تقریباً تمام دنیا کے نقطہ مرکز پر اپنی شعاعیں دکہارہا تہا۔ اور زبان حال سے ایک ایسے زمانہ کیطرف اشارہ کررہا تہا جبکہ تمام دنیا اس حقیقی آفتاب سے روشنی حاصل کرکے ایک نورانی چمک دکہائیگی۔ اور الفاظ **الیوم اکملت** بھی ایک ایسے زمانہ کا پتہ دیتے ہیں جبکہ دین اسلام باطنی اور ظاہری طور پر اپنے پورے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ اور جیسے یہ اپنے آپ میں پورے طور سے کمال کو پہنچا ہوا ہے ویسے ہی یہ عملی اور ظاہری طور پر اوروں کو کمال حاصل کرکے دکہاوے گا۔ اور جیسے آج کے **دن** ہدایت کامل ہو چکی ہے ویسے ہی ایک **دن** آئے گا جبکہ اشاعت بھی کامل ہو جائیگی اور طرح طرح کے سامانِ اشاعت ظہور میں آئیں گے۔ کئی طرح کی چہاپنے والی مشینیں۔ ڈاکخانے۔ چھاپہ خانے۔ تارگھر۔ ریل گاڑیاں۔ سٹیم انجن۔ فونوگراف فوٹوگراف وغیرہ ظہور میں آئیں گے۔ اور دین اسلام کی ہر طرح سے تکمیل اشاعت ہو کر **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ** ؎ والی آیت کا کامل ظہور ہو جائے گا اور دنیا اللہ تعالےٰ کے ہزارہا برسوں کے قبل از وقت کئے ہوئے وعدوں کو اپنے مقرر کردہ وقت پر پورا ہوتے دیکھے گی۔ اور دین اسلام ہر پہلو سے کامل اکمل طور پر اپنا جلوہ دکہائیگا اور آنحضرت صلعم کا کامل بروز الٰہی وعدہ کے مطابق مبعوث ہوکر مذاہب فاسدہ کا رد کرے گا اور نشانات الٰہیہ اور براہین قاطعہ سے

مذاہب باطلہ کا بطلان ثابت کر کے ان کا قلع قمع کر دے گا اور مشرق سے لیکر مغرب تک دین اسلام کی سچائی کا ڈنکا بجا دے گا۔ اور دین حق کو سب ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھا دے گا۔

غرض یہ تو آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کے متعلق اور اسی کی تائید میں مختصر طور پر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جس سے یہ بات ایک حد تک قدر دانوں کے نزدیک قابل قدر معلوم ہوتی ہے۔ کہ آیت زیر قلم یعنے ثم یمیتکم ثم یحییکم میں آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا بھی صاف طور پر اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دہریہ لوگ کثرت سے ہوں گے اور خدا تعالےٰ کی ہستی سے منکر ہونے کی مرض عام طور پر دنیا میں پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور کچھ کچھ لوگ جو زبانی اور علمی طور پر خدا تعالےٰ کی ہستی کے قایل ہوں گے۔ انکی عملی حالتیں اسبات کی گواہی دیتی ہونگی کہ وہ حقیقت میں خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ اور وہ ایسے امن اور آزادی کا زمانہ ہوگا۔ کہ ایک خبیث سے خبیث خدا تعالےٰ کا منکر بھی اپنے دلایل کو عام طور پر علانیہ شایع کر سکے گا۔ اس لئے ایسے خطرناک زمانہ کے آزاد مشرب سوفسطائی اور نام کے مسلم لوگوں کے لئے اس آیت میں اللہ تعالےٰ اپنی ہستی کا ایک عظیم الشان اور لاجواب دنداں شکن ثبوت دیتا ہے کہ

ایک بیکس یتیم انسان کے ساتھ قبل از وقت حفاظت اور کامیابی کے وعدے کر کے اور دنیا کے فرزندوں کو انکی بداعمالیوں کیوجہ سے اسکی مخالفت پر کمربستہ کر کے اور ہزارہا اس کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے پیدا کر کے آخر اپنے وعدوں کے مطابق اسے صحیح سلامت رکھنا اور ہر طرح سے قبل از وقت وعدوں کے مطابق مظفر و منصور کرنا اور پھر یہ کہ اس کی متبعین کو روحانی زندگی عطا کرنا اور روح القدس سے مدد دینا۔ کیا یہ میری ہستی پر ایک ایسا زندہ اور بیّن ثبوت نہیں ہے جس کا تم لوگ کسی طرح سے انکار کر ہی نہیں سکتے ہو؟ اور پھر اس پاک اور معصوم رسول خاتم النبین سے ایک ایسے سلسلہ کی بنیاد ڈالنا اور اسکی اقبالمندی اور فتحمندی کی ۱۳۰۰ برس پہلے خبر دینا اور پھر اس کا وعدہ کے مطابق مقررہ وقت پر ظہور کرنا اور ان سب باتوں کو جو قبل از وقت آنحضرت صلعم کی معرفت بتائی گئی تھیں صاف طور پر پورا کرنا۔ کیا یہ ایسا صاف اور صریح نشان میری ہستی پر نہیں ہے جسمیں کسیطرح سے بھی شک و شبہ کی گنجایش نہیں؟ اور پھر فرمایا ثم الیہ ترجعون یعنے یاد رکھو کہ اگر تم اب بھی انکار کرتے رہوگے۔ تو آخر تم لوگونکو ہماری درگاہ میں تو ضرور ہی حاضر ہونا پڑیگا۔ اسوقت تو سب لوگونکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ تمہارا انکار کن وجوہات پر مبنی تہا۔ اور یہ کہ تمہارا کانشنس تمہاری اس حرکت پر تمہیں ملزم کیا کرتا تہا یا نہیں؟ الغرض آیت کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۱/۲ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک صاف اور روشن دلیل ہے جس سے کسی طرح بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اب پیشتر اس کے کہ میں ان فلسفی دلایل کیطرف رجوع کروں جن سے ماننا پڑتا ہے، کہ ایک خدا بھی ہونا چاہیئے اور جو مندرجہ بالا دلایل سے ملکر بفضل خدا ہونا چاہیئے سے ہے تک پہنچ جاتے ہیں انشاء اللہ چند ایک اور دلایل اس قسم کے پیش کرنیکی کوشش کرونگا۔ جن کے آگے چون و چرا کی بالکل گنجایش نہیں۔ سو واضح رہے کہ آپ لوگوں میں جو صاحب میرے مضمون کو غور سے پڑہتے رہے ہونگے وہ خوب جانتے ہونگے کہ میں اکثر جگہ مختلف پیرایوں میں زمانہ موجودہ کیطرف اشارہ کرتا آیا ہوں کیونکہ میرے نزدیک آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا بھی زمانہ ہے اور وہ کرشن عیسےٰ اور مہدی علیہم الصلوٰۃ والسلام جنکے آخری زمانہ میں نزول کرنیکا مختلف مذاہب میں کسی نہ کسی رنگ میں وعدہ پایا جاتا ہے۔ میرے نزدیک وہ آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کیطرف اشارہ ہے اور حقیقت میں وہ ایک ہی موعود شخص کے مختلف صفات کیوجہ سے مختلف اسماء ہیں۔ ورنہ اصلی کرشن یا عیسےٰ یا مہدی یا دوسرے انبیاء اپنے اپنے وقتوں میں اپنا اپنا مفوضہ اور مفروضہ کام کر کے اس خاکی جسم کو یہاں ہی چھوڑ کر چلدیئے تھے اور ان کا دوبارہ آنا حقیقت میں ایک اور شخص کا آنا ہے جو انکی صفات کے رنگ میں رنگین ہوگا اور ہندوؤں کے لئے بحیثیت کرشن کے اور عیسائیوں کے لئے عیسےٰ اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہوگا لیکن وہ ہوگا ایک ہی شخص۔ یا مثال کے طور پر یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ موضع دارالفنا میں تین شخصوں نے ملکر ایک قطعہ زمین کا خرید کیا اب ان تینوں نے اس مشترکہ کھیت میں بیج بونے کی ٹھانی ان میں سے ایک کہنے لگا کہ ہو نہ ہو میں تو گندم بوؤں گا۔ دوسرا بولا کہ بھائی یہ تو ہوئی نا تمہاری اپنی مرضی میں تو نہ ہی گیہوں کے سوائے کسی اور چیز کا بیج ڈالوں گا اور نہ کسی اور کو ہی کوئی دوسرا بیج بونے دونگا۔ غرض یہ کہنا ہی تہا کہ دونوں کی آپس میں خوب جوتم پیزار ہوئی۔ ایسی شوراشوری دیکھکر تیسرے نے موقع کو غنیمت جانا اور آپے سے باہر ہو کر یوں اکڑ کر بولا کہ تم دونوں ہی نالایق ہو اور فضول بکواس کرتے ہو۔ میں تو گنگ کا بیج ڈالوں گا دوسرے بیج ڈالنے محض بیوقوفی ہے۔ ہوتے ہوتے اس معاملہ پر ان کا عجیب گھمسان سا مچ گیا۔ اور شور و غل سے قیامت برپا ہونے لگی آخر چار و ناچار ان کو اپنے اپنے حصے کرنے پڑے اور کھیت کی بانٹ اور تقسیم کرنی پڑی۔ الغرض مارپیٹ کرتے کراتے انہوں نے اپنا اپنا بیج بو ہی دیا لیکن جب انگوری نکلی اور سبز سبز پتیاں نمودار ہوئیں اور آخر پودے پہل دینے پر آئے تو ان کا جہاڑ اور ماحصل واحد تہا جس سے ان بیوقوفوں کو اپنی غلطی کا اقرار کرنا پڑا۔ یہی حال موجودہ لوگوں کا ہے کہ پیشگوئی تو ایک خاص انسان کے لئے ہی اور ایک اوتار کے ہی مختلف نام زبان زد خلایق تھے مگر ان لوگوں نے بیوجہ وہ کہلبلی مچا رکہی ہے کہ تو بہلی بسچ ہے کہ

اول سے ہی بشر کو ہے رغبت خلاف کی + لینا تہا کام منہ سے شکم میں یہ ناف سے
گل ہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن + اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

غرض ایک ہی موعود شخص ہے جس نے آخری زمانہ میں نزول کرنا تہا اور جس نے چھٹے ہزار کے آخیر پر پیدا ہو کر ساتویں ہزار کے سر پر ظہور کرنا تہا اور سینکڑوں اور ہزاروں سچی باتوں کے علاوہ ایک بزرگ کے پنجابی شعر

پچہے اک ہزار دے گذرن ترے سو سال
عیسےٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

کو بھی سچا کرنا تہا۔ اور اسی واقعہ عظیمہ کو قرآن مجید نے ایک اور طرز سے بھی ادا کیا ہے یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی حضرت موسیٰ کے ساتھ مشابہت تامہ ثابت کر کے خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے اپنی پاک کلام کے ذریعہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع ہوا تہا اور تیرہ سو برس کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر آکر ختم ہوا تہا ویسے ہی اے میرے امّی نبی تجھ سے بھی ایک سلسلہ شروع ہوگا۔

آریوں میں جوتی پیزار

اخبار عام لکھتا ہے

لالہ لاجپت رائے اور آریہ سماج

معلوم ہوتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کے اصل باعث کے خیال سے آریہ سماج لاہور میں ایک اور ناچاقی کی فیلنگ کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی ہے ناگوار بات اس خط سے معلوم ہوتی ہے جو لالہ امیر چند صاحب نے اخبارات میں شائع کی ہے۔ لالہ صاحب آریہ سماج لاہور کے ممبر ہیں اور نیز ڈی اے وی کالج لاہور کی انتظامی کمیٹی کے بھی ایک ممبر ہیں اور اُن پر الزام لگایا جاتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کا اصلی باعث آپ ہی ہیں۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے کہ اخبار ٹربیون لاہور میں دو خطوط علی التواتر شائع کئے گئے تھے اور اُن خطوط کا راقم نہ معلوم کون تھا۔ راقم کی جگہ پر ایک آریہ لکھا گیا تھا۔ لیکن لالہ ملک راج بھلہ صاحب کو یقین واثق ہے کہ ان دونوں خطوط کا اصل راقم بھی امیر چند تھا اور اس نے جان بوجھ کر اپنے اصل نام کی جگہ پر "ایک آریہ" کا فرضی نام درج کیا تھا۔ لالہ ملک راج بھلہ صاحب یقین کرتے ہیں کہ انھیں دونوں خطوط کے باعث لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور جلاوطنی وقوع میں آئی ہے اور چونکہ راقم ان خطوط کے آپ کے خیال میں لالہ امیر چند سمجھے جاتے ہیں لہذا لالہ امیر چند پر یہ الزام دھرا جاتا ہے کہ ذمہ وار اُن کے یہی حضرت ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ اگر لالہ ملک راج بھلہ کا خیال واقعی درست ہے کہ لالہ لاجپت رائے انہیں دونوں خطوط کی وجہ سے جلاوطن کئے گئے ہیں اور ان خطوط کا اصل راقم ہے لالہ امیر چند پر جہاں تک ناراضی اور افسوس اور رنج ظاہر کیا جائے بالکل بجا اور روا ٹھیرتا ہے۔ بلکہ ہر حالت میں قدرتی اور لازم ہے۔ واضح ہو کہ لالہ ملک راج بھلہ صاحب جو لالہ امیر چند پر ایسا سخت اور شرمناک الزام لگاتے ہیں کوئی ایسے ویسے معمولی نہیں ہیں بلکہ وہ لالہ ہنسراج بی اے کے بڑے اور حقیقی بھائی ہیں۔ کون لالہ ہنسراج بی اے جو کہ ڈی اے وی کالج لاہور کے واجب التعظیم پرنسپل ہیں اور آریہ سماج لاہور کے پریذیڈنٹ ہیں اور نیز جو کہ آریہ پراو نشیک پرتی ندہی سبھا پنجاب کے بھی پریذیڈنٹ ہیں اور اس باعث جن کا رعب داب تمام آریہ سماج میں مسلمہ طور پر بھاری پایا جاتا ہے۔ پس آریہ سماج کے ایسے جلیل القدر بزرگوار کے برادر مکرم و حقیقی کا ایک ممبر سماج اور ممبر کالج کمیٹی پر اس طرح کا سنگین الزام عاید کرنا۔ لالہ امیر چند کے لئے واقعی ایک سخت مصیبت اور عظیم بدنامی کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہرچند لالہ امیر چند نے اس الزام سے صاف انکار کر دیا ہے اور وہ لاتے ہیں کہ لالہ ملک راج بھلہ صاحب کا خیال بالکل غلط ہے۔ ہرچند وہ بڑے زور سے کہتے ہیں کہ وہ ان دونوں خطوط کے نہ تو راقم ہیں اور نہ جانتے ہیں کہ وہ خطوط کس نے لکھے اور بھیجے تھے لیکن لالہ ملک راج بھلہ صاحب بالکل کہتے ہیں کہ لالہ امیر چند اگر سچے ہیں تو بذریعہ عدالت کے اپنے دعوے کو صحیح ثابت کریں ورنہ اُن کی زبانی باتیں ہرگز قابل یقین کے نہیں ہیں اور ان کا عذر محض فرضی اور بناوٹی ہے۔ اس کے دوسرے معنے یہ بھی ہیں کہ اگر لالہ امیر چند عدالت میں چارہ جوئی کریں تو اس وقت لالہ ملک راج صاحب مزید اور کافی ثبوت بہم پہنچا کر لالہ امیر چند کو جھوٹا ثابت کریں گے لیکن لالہ امیر چند صاحب اس معاملہ کو اس درجہ تک طوالت دینا نہ تو مناسب سمجھتے ہیں اور نہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس بارہ میں ایک خط اخبار ٹربیون اور دیگر اخبارات میں بھی شائع کرایا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ:-

جناب عالی کچھ دن ہوئے ہیں لالہ ملک راج بھلہ کو ڈی اے وی کالج کے احاطہ میں ملا جب انھوں نے لالہ نہال چند اور دیگر بعض شرفاء کے سامنے مجھ پر الزام لگایا کہ ان دونوں خطوط کا لکھنے والا میں ہوں جو (کچھ عرصہ ہوا) "ایک آریہ" کے نام سے اخبار ٹربیون میں نکلے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ دونوں خطوط لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کا باعث تھے۔ میں نے انھیں جواب دیا کہ آپ مجھ پر جو الزام لگاتے ہیں وہ بالکل غلط ہے تب انھوں نے کہا کہ اجلاس عدالت میں اس الزام کو غلط ثابت کرو۔ زبانی انکار کو کون مانتا ہے۔ بہرحال میں اس بات کو نہ تو ضروری خیال کرتا ہوں اور نہ مناسب سمجھتا ہوں کہ عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ سے الزام ہذا کو غلط ثابت کر کے اپنے چلن کی صفائی کروں لیکن چونکہ لالہ ملک راج بھلہ۔ لالہ ہنسراج بی اے کے برادر حقیقی ہیں جو کہ ڈی اے وی کالج کے پرنسپل ہی نہیں ہیں بلکہ آریہ سماج لاہور کے پریسیڈنٹ ہیں اور ان مناصب کے کارن ظاہر اور باطن طریقہ سے اُن کا دباؤ بڑا ہے اور اس لئے اُن کی بات اور رائے کو آریہ سماجیوں کا ایک بڑا حصہ مثل ایک آدمی کے صحیح مان لیتا ہے اور چونکہ اس بات کا خوف غالب ہے کہ جو الزام مجھ پر ایسی زبردستی سے خواہ مخواہ عاید کیا جاتا ہے کہ آریہ سماج کے تئیں نقصان پہنچانے کا باعث ہو۔ لہذا میں ہر خاص و عام پر واضح کر دینا مناسب و ضروری سمجھتا ہوں کہ اُن دونوں خطوط کے لکھنے یا شائع کرانے سے میرا مطلق کچھ تعلق یا واسطہ نہیں تھا اور مجھکو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اُن دونوں خطوط کا راقم کون ہے۔

میں آپ کا شکر گذار ہوں گا اگر آپ براہ مہربانی اس خط کو شائع کر دیں گے۔ اس معاملہ پر رائے زنی کرنا بظاہر آسان کام نہیں ہے۔ ایسر آیندہ غور کر سکتے ہیں اور ہر ایک صاحب بجائے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں ؎

مختصر نوٹ

لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی رہائی قیصرِ ہند کی سالگرہ کی مبارک تقریب پر لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کو رہا کر دیا گیا ہے اور وہ اپنے وطن لاہور کو واپس آ رہے ہیں۔ گورنمنٹ کی اس فیاضی اور فراخدلی کی بیحد تعریف کرنی چاہیئے جو ان پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی سے دکھائی ہے امید کیجاتی ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کے خلاف آواز اٹھانے میں آئندہ یہ لوگ نہایت احتیاط سے کام لیں گے اور گورنمنٹ کے اس احسان کو کبھی نہ بھولیں گے۔ اور یقیناً اپنے رویہ کو بدل لیں گے جبکہ ہز آنر سر ڈینزل ایبٹسن کی گورنمنٹ نے یہانتک فیاضی اور رحم سے کام لیا ہے کہ مذکورہ بالا پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی تک کے لئے تحریک کی ہے تو کیا انکی مہربانی اور عنایت سے یہ توقع جایز نہیں کہ وہ ہندوستان کے ایڈیٹر لالہ دینا ناتھ کی جوانی پر رحم کر کے اسے بھی معاف کر دیں۔ جسقدر تنبیہ اسکو ہو چکی ہے وہ کسی صورت میں کم عبرت انگیز نہیں اور آئندہ زندگی میں اسے کافی سبق دے سکیگی۔

***

طاعون اور گورنمنٹ پنجاب پنجاب میں خصوصیت سے طاعون نے جو تباہی اور بربادی کی ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے ہر قسم کی ضروری اور مناسب تدابیر انسداد طاعون کے لئے اختیار کی گئیں مگر شامتِ اعمال نے اس بلا سے خلاصی نہیں ہونے دی۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اب پھر گورنمنٹ پنجاب نے حال میں ایک اور نہایت ضروری ریزولیوشن جاری کیا ہے جسمیں وہ طریقہ بتایا گیا ہے جس کے موافق آئندہ وبا طاعون کے انسداد کے لئے کارروائی کیجائیگی۔ میں اس مقام پر یہ امر ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں انسداد وبا طاعون کے لئے ہر قسم کی تدبیروں سے کام لیا جاتا ہے کیوں اس امر کیطرف توجہ نہیں کیجاتی جو خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح موعود نے پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے اندر سچی تبدیلی پیدا کریں اور ہر قسم کے فسق و فجور سے باز آئیں۔ اگر اس تجویز کو ان تدابیر کے ساتھ ملا دیا جاوے اور لوگ عملی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ اس بلا سے نجات بخشے۔ اور اگر ایک طرف ان تجاویز کو تو عمل میں لایا جاوے اور ہر قسم کی بدعملیوں اور بدکاریوں کے بند کو توڑ دیا جاوے تو یہ امر غضب الٰہی کے اور بھی بھڑکانے کا موجب ہوگا۔ ایسے مواقع پر تو قدرتی طور پر خشیت اور خضوع پیدا ہونا چاہیئے چہ جائیکہ بیباکی اور بدروشی میں ترقی کیجاوے وقت بہت نازک ہے اسلئے اس سے پہلے کہ بلا نازل ہو اسکی فکر کر لی جائے۔ **صدقات اور خیرات** سے بھی کام لینا چاہیئے۔ جو لوگ عملی تبدیلی کیطرف توجہ کریں گے وہ گورنمنٹ کو اس کے مقاصد انسداد وبا میں بہت بڑی مدد دینے والے ٹھیریں گے کیونکہ اس اصلاح سے جرایم میں بھی کمی واقعہ ہو جائیگی۔ اسوقت ایک نہیں دو خطرناک بلائیں سامنے ہیں۔ طاعون اور قحط اور دونوں کا نتیجہ خطرناک موت ہی ہیں خدا تعالیٰ ہی کے فضل کو ڈھونڈنا چاہیئے اور اسکو جذب کرنیوالے امور میں خشوع خضوع اور صدقہ و خیرات کو بہت بڑا دخل ہے اس کے ساتھ ہی میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ احمدیوں کا فرض ہے وہ گورنمنٹ کو جہانتک ان سے ممکن ہے انسداد طاعون کی تدابیر میں پوری مدد دیں ان کا امام (علیہ الصلوٰة والسلام) دل سے اس امر کو پسند کرتا اور چاہتا ہے۔

اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ریزولیوشن کا خلاصہ یہاں درج کر دوں پنجاب میں گذشتہ سال جسقدر سختی کے ساتھ وبا طاعون کا زور رہا اس کا ذکر کر کے ریزولیوشن میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ عوام الناس کو کامیابی کیساتھ وبا طاعون سے بچنے کی تدابیر میں امداد دینے پر لوکل گورنمنٹ کی توجہ نہایت مصروف غور رہی ہے پنجاب گورنمنٹ نے ابھی ایک مختصر کمیٹی شوریٰ مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی میں دو ممبر دیسی بھی ہیں یہ کمیٹی وبا طاعون کے دفعیہ کیلئے گورنمنٹ پنجاب کو مشورہ دیگی۔ پنجاب میں پلیگ اسٹاف تو پہلے ہی سے موجود ہے۔ جسمیں کئی انگریز ڈاکٹر کمیشن یافتہ ہیں اور بہت سے اسسٹنٹ سرجن اور ہسپتال اسسٹنٹ ڈاکٹر معہ ضروری کمپونڈروں اور دیگر ادنیٰ ملازموں کے مقرر ہیں۔ حالمیں اس عملہ میں اور بھی زیادتی کر دیگئی ہے۔ ریزولیوشن میں تحریر ہے کہ وبا طاعون سے بچنے کیلئے ابھی تک علمی تجربہ اور سائنٹیفک تحقیقات سے جہانتک معلوم ہو سکا۔ خلو مکانات۔ ٹیکہ طاعون۔ موش کشی۔ اور مکانات کو گرمی پہنچا کر ڈس انفکٹ کرنے سے بڑھکر اور کوئی کارگر تدبیر دریافت نہیں ہوئی۔ سب سے بہتر یہ تدبیر ہے کہ طاعون زدہ محلوں کو بالکل خالی کر دیا جائے۔ گو بڑے عرصہ تک مکان کو چھوڑے رکھنے میں تکلیف ضرور ہوتی ہے اور جو مال و اسباب مکان میں چھوڑا جائے اس کا چوروں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا بھی مشکل ہے اور غریب لوگوں کو نقل مکان کرنا بہت دشوار ہے۔ اسیطرح بعض فرقے مذہبی اور ذاتی خیالات سے بھی نقل مکان پسند نہیں کرتے۔ مگر طاعون سے بچنے کیلئے بظاہر اسباب سب سے بہتر تدبیر یہی ہے۔ گورنمنٹ مذکورہ بالا تمام مشکلات کو رفع نہیں کر سکتی۔ اسلئے ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کے اختیار میں کچھ رقم صرف کرنے کے لئے دیدینگے۔ اس رقم کے خرچ سے وہ دیہات میں لوگوں کو مکانات کو خالی کر دینے کی ترغیب دینگے۔ اس بارہ میں کوئی مقررہ قاعدہ وضع نہیں کیا جا سکتا۔ جن دیہات میں زمیندار اپنے مکانات اور اسباب کی حفاظت کے لئے زاید چوکیدار مقرر نہیں کر سکتے۔ گورنمنٹ انکے مکانات خالی کر دینے پر اپنی طرف سے زاید چوکیداران کے مال و اسباب کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیگی۔ ان چوکیداروں کو گاؤں کا نمبردار ملازم رکھیگا جن مقامات میں مکانات کو بڑے پیمانہ پر خالی کیا جائیگا۔ وہاں گورنمنٹ چوروں کی نگرانی رکھنے کے لئے پولیس کے پہرہ مقرر کر دیگی۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ چھپر ڈالنے کا اسباب مہیا کرنیکا صرف اپنے ذمہ لیلیگی۔ جن دیہات میں گورنمنٹ سے نقد امداد لئے بغیر کامیابی کیساتھ مکانات کو دیہاتی خالی کر دیں گے۔ انکو گورنمنٹ انعام بھی دیگی۔ اسیطرح جسے ان تدابیر کے اختیار کرنے کی راہ میں جسقدر مذہبی معاشرتی رکاوٹیں حایل ہوں۔ انکو دور کرنے والوں کو بھی انعام دیا جائیگا + شہروں کی نسبت میونسپل کمیٹیوں کو گورنمنٹ نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ باشندوں کی رہایش کے لئے جگہ مقرر کرنے اور عارضی طور پر رہنے کیلئے چھپر بنا کر طاعون زدہ محلوں کے لوگوں کو مکانات چھوڑ دینے کی ترغیب دیجاوے۔ یہ سب تدابیر نہایت عمدہ ہیں اگر ان پر عمل کیا جاوے تو اس مہلک مرض کا کچھ نہ کچھ انسداد ضرور ہو سکتا ہے۔ اس ریزولیوشن میں پھر ٹیکہ طاعون کے لگانیکی نسبت آسانیاں کر دینے اور چوہوں کو ہلاک کرنے کی تدبیر کا ذکر ہے۔ اسکے بعد مکانات کو گرمی پہنچانیکا فائدہ بیان کیا گیا ہے غریبوں کو ایندھن یا کوئلہ اپنے مکان کو گرمی سے ڈس انفکٹ کرنیکیلئے مفت دئیے جائیں گے۔ گورنمنٹ نے طاعون کا مقابلہ کرنے میں ان تدابیر کے اختیار کرنے کیلئے پبلک سے بھی امداد طلب کی ہے اور وہ ان تدابیر پر عملدرآمد کرنے میں سرکاری حکام کے ہاتھ بٹائیں۔ ڈاکٹروں کو ہدایت کر دیگئی ہے کہ وہ تمام طاعونی مریضوں کا علاج کریں گورنمنٹ نے ہر ایک ضلع کو کہ جہاں طاعون کا سخت زور ہوگا ان تدابیر کے اختیار کرنے کیلئے بیس بیس ہزار روپیہ امداد دینے کا ارادہ کر لیا ہے + آخر میں تمام میونسپل کمیٹیوں اور لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا گیا [illegible]

نمبرہ کی قیمت ۲ اشتہار صفحہ ۱۲ پر دیکھو۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ۱۱ نومبر ۱۹۰۷ء بوقت ظہر

سائیں عالم دین صاحب ساکنہ دھاروال نے اپنے مجاہدات کا حال سُنایا اور طرح طرح کے الہامات اور کشوف بیان کئے اور ایسے ایسے حیرت انگیز مقامات کا ذکر کیا جہاں وہ خود بخود پہنچ کر کُل نبیوں اور پیغمبروں سے اپنے آپ کو افضل اور اعلےٰ سمجھتے تھے ۔ اور (معاذ اللہ) بذات خود خدائی کے دعویدار بن بیٹھتے تھے اور کبھی خیال کرتے تھے کہ مَیں خالق اور مخلوق میں درمیانی واسطہ اور وسیلہ ہوں اور خلقت میری محتاج ہے اور پھر اپنے آپ کو بالکل بے پرواہ اور بے نیاز سمجھتے تھے بیان کرتے تھے کہ آیندہ مجھ سے کچھ نشان ظاہر ہوں گے ۔ اور عجیب تر یہ کہ حضرت اقدس سے مخاطب ہو کر یہ بھی کہنے لگ جاتے تھے کہ مَیں آپ کو مسیح اور مہدی سمجھتا ہوں اور ایسا اولوالعزم امام مانتا ہوں کہ جیسا نہ آگے کبھی ہوا اور نہ ہوگا اور ساتھ ہی آنحضرت صلعم کی اتباع کا بھی دم بھرتے تھے ۔ غرض ایک فقرہ تو ایسا بولتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا ۔ کہ سائیں صاحب اپنے آپ کو تمام دنیا سے اعلےٰ اور زکی النفس خیال کرتے ہیں اور ساتھ ہی کُل ذات اور کُل فعل والے سبقوں کی عجیب عجیب تجلیات سُناتے تھے ۔ لیکن پھر باتوں ہی باتوں میں اپنے آپ کو حقیر ذلیل اور کچھ کا کچھ سمجھنے لگ جاتے تھے ۔ غرض بیچارے (خدا اپنے فضل وکرم سے ان پر رحم کرے) پیچ در پیچ مشکلات میں پھنسے ہوئے تھے اور فیج افوج کی نذر کردہ منزلوں کو طے کرتے کرتے عجیب وغریب آثار چڑھاؤ میں مشغول تھے اور مُصیبت پر مُصیبت یہ تھی کہ اس قسم کے معاملات سے اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ گئے تھے ۔ اور خود بینائی اور کبریائی کی منازل میں بھی کافی گذر کر چکے تھے ۔ اسی لئے وہاں کے احمدی احباب نے سائیں صاحب کو مخبوط الحواس اور پاگل خیال کرکے نماز کے لئے امام بنانا چھوڑ دیا ۔ اور ان کے پیچھے نماز کا ادا کرنا ناجائز جانا ۔ سائیں صاحب موصوف کی اس قسم کی سرگذشت سُن کر ۔

حضرت اقدس نے فرمایا ۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں مختلف طبقات کے انسان پائے جاتے ہیں ۔ مگر مسلمان تو انسان اُسی صورت میں رہ سکتا ہے جب سچے دل

مسلمان بننے کا طریق

سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاوے اور پورے طور سے اس پر کاربند ہو جاوے ۔ اور اس کے بعد قرآن شریف پر ایمان رکھے کہ وہ خدا تعالےٰ کی سچی اور کامل کتاب ہے ۔ اور وہی ایک کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے ۔ انسان کو اُسی کے مطابق عمل درآمد کرنا چاہئیے ۔ اور اسی کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا اور آنحضرت صلعم کے دکھائے ہوئے نمونہ پر کاربند ہونا ہی صراط مستقیم ہے اس کے سوائے کوئی تحریر کشف رویا یا الہام بغیر مُہر کے جائز نہیں ۔ جبتک کسی الہام پر خدا کی مُہر نہ ہو وہ ماننے کے لائق نہیں ہوتا ۔ دیکھو قرآن شریف کو عربوں جیسے اشد کافر کب مان سکتے تھے اگر خدا کی مُہر یہ اُس پر نہ ہوتی ۔ ہمیں بھی اگر کوئی کشف رویا یا الہام ہوتا ہے تو ہمارا دستور ہے کہ اُسے قرآن مجید پر عرض کرتے ہیں اور اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اگر کوئی الہام قرآن مجید کے مطابق بھی ہو لیکن کوئی نشان ساتھ نہ ہو تو وہ

کسی الہام کشف یا رویا کس صورت میں ہم مان سکتے ہیں

قابل قبول نہیں ہوتا ۔ قابل قبول الہام وہی ہوتا ہے جو قرآن مجید کے مطابق بھی ہو اور ساتھ ہی اس کی تائید میں نشان بھی ہوں اگر ایک شخص کہے کہ مَیں بادشاہ کے دربار سے فلاں عہدہ حاصل کرکے آیا ہوں لیکن اس کے ساتھ کوئی نشان نہ ہو اور بادشاہی سامان اور فوج سپاہ سے بالکل خالی ہو تو صرف یہ کہنے سے کہ مجھے فلاں عہدہ مل گیا ہے اس کی کچھ عزت نہیں ہو گی ۔ ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ آں حضرت صلعم معصوم

ہمارے نبی کریم معصوم اور خاتم الانبیاء تھے

نبی ہے کہ جس پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہو گئے ہیں ۔ اور ہر ایک طرح کا کمال اور درجہ انہیں پر ختم ہو گیا ہے ۔ اور ان پر وہ کامل اور جامع کتاب نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں آئیگی ۔ وہ ایسی کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے اور جو ہزاروں فرشتوں کے ساتھ اور اُن کی حفاظت میں آں حضرت صلعم پر نازل ہوئی تھی ۔ اگر کوئی الہام ہو یا کشف ہو یا وحی ہو جب تک وہ اُس کے ساتھ مطابقت نہ رکھیگی من جانب اللہ نہیں ٹھیر سکتی ۔ ہاں اگر کوئی الہام یا وحی اُس کے مطابق ہو اور ساتھ ہی اپنی تائید میں نشانات بھی رکھتی ہو تو سب سے پہلے ہم اس کو قبول کریں گے ۔ ہمارا مقدور نہیں کہ ایک ذرہ بھر بھی چون و چرا کریں ۔ الہام کشف یا رویا تین قسم کے ہوتے ہیں ۔

الہام کی تین قسمیں

۱۔ اول وہ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں ۔ اور وہ ایسے شخصوں پر نازل ہوتے ہیں جن کا تزکیہ نفس کامل طور پر ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بہت سی موتوں اور محویت نفس کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے ۔ اور ایسا شخص جذبات نفسانیہ سے بکلی الگ ہوتا ہے اور اس پر ایک ایسی موت وارد ہو جاتی ہے جو اُس کی تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے ۔ جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ جو شخص جس کے نزدیک ہوتا ہے اُسی کی آواز سُنتا ہے ۔

۲۔ دوسرے حدیث النفس ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی تمنا ہوتی ہے اور انسان کے اپنے خیالات اور آرزوؤں کا اس میں بہت دخل ہوتا ہے اور جیسے مثل مشہور ہے بلی کو چھیچھڑوں کی خوابیں وہی باتیں دکھائی دیتی ہیں جن کا انسان اپنے دل میں پہلے ہی سے خیال رکھتا ہے ۔ اور جیسے بچے جو ان کو کتابیں پڑھتے توریت کو بعض اوقات وہی کلمات اُنکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں یہی حال حدیث النفس کا ہے ۔

۳۔ تیسرے شیطانی الہام ہوتے ہیں ۔ ان میں شیطان عجیب عجیب طرح کے دھوکے دیتا ہے کبھی سُنہری تخت دکھاتا ہے اور کبھی عجیب وغریب نظارے دکھا کر طرح طرح کے خوش کن وعدے دیتا ہے ۔ ایک دفعہ سید عبد القادر رحمۃ اللہ کو شیطان اپنے زرین تخت پر دکھائی دیا اور کہا کہ مَیں تیرا خدا ہوں مَیں نے تیری عبادت قبول کی ۔ اب تجھے عبادت کی ضرورت نہیں رہی جو چیزیں اب اوروں کے لئے حرام ہیں وہ سب تیرے لئے حلال کر دی گئی ہیں ۔ سید عبد القادر رحمۃ اللہ نے جواب دیا کہ دور ہو اے شیطان جو چیزیں آں حضرت صلعم پر حلال نہ ہوئیں وہ مجھ پر حلال کیسے ہو گئیں ۔ پھر شیطان نے کہا کہ اے عبد القادر تو میرے ہاتھ سے علم کے زور سے بچ گیا ورنہ اس مقام پر کم لوگ بچتے ہیں ۔

یہ سُن کر سائیں صاحب بول اُٹھے کہ مَیں کیا ہوں اور کس مرتبے پر ہوں ۔ اور میرا کیا حال ہے ؟

حضرت اقدس نے فرمایا ۔ مجھے کچھ علم نہیں کہ تم کس مرتبہ پر ہو تو بہ و استغفار بہت کرو ۔ اور یہ باتیں میں صرف تمہارے لئے نہیں کہتا بلکہ ہر ایک کیلئے کہتا ہوں ۔ ہماری جماعت میں کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کے قریب ہونگے جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں ۔ دیکھو

جماعت کے لئے نصیحت

آنحضرت صلعم نے جو صاحب وحی ہونے کا دعوےٰ کیا تھا تو وہ بے نشان نہیں تھا۔ کافروں نے جب ثبوت مانگا تھا کہ آپ کی وحی کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل کیا ہے تو اُن کو جواب دیا گیا تھا۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۱۳/۱۲ یعنے یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں انکو

دو گواہیاں

کہدے کہ میرے پاس دو گواہیاں ہیں — ۱۔ ایک تو اللہ کی کہ اُس کے تازہ تازہ نشانات میری تائید میں ہیں ۔ اور دوسرے وہ لوگ جن کو کتاب اللہ کا علم دیا گیا ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ میں سچا ہوں ۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا نام غیب بھی ہے ۔ وہ نہاں در نہاں اور پوشیدہ سے پوشیدہ ہے کسی کا حق نہیں کہ کسی بات کو خدا کا الہام سمجھ لے ۔ جبتک کہ خدا کا فعل اسپر شہادت نہ دے ۔ شہادت بغیر تو کوئی کام نہیں چلتا ۔ اگر شہادتوں یعنے خدا کے نشانوں سے یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہ الہام خدا کی طرف سے ہے تو سب سے پہلے ایمان لانیوالے ہم ہیں ۔ اپنا قیل و قال تو قابل اعتبار نہیں ہوتا خدا کے فعل کی اس کے ساتھ شہادت ہونی چاہیئے ہماری جماعت کے مولوی عبد اللہ صاحب تیما پوری اپنے خطوط کے ذریعہ سے بہت کچھ الہامات اور کشوف لکھا کرتے تھے آخر نتیجہ یہ ہوا تھا کہ چند دنوں کے بعد اُن کو جنون ہو گیا تھوڑے دن گذرے ہیں کہ قادیان میں آکر ایسے الہامات سے انھوں نے توبہ کی اور نیز میری بیعت کی میں مانتا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ حق ہیں اور خدا کے اولیا مخاطبات اللہ سے شرف پاتے ہیں لیکن یہ مقام بغیر تزکیہ نفس کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور بغیر تزکیہ نفس کے شیطان ان پر باری کرتا ہے ۔ علاوہ اس کے سچے الہام کے لئے ہمیر تین گواہ ہوئے ہیں ۔
(۱) اپنی پاک حالت (۲) خدا کے نشانوں کے ساتھ گواہی (۳) تیسرے الہام کی کلام الٰہی سے مطابقت ۔

یہاں پر پھر سائیں صاحب کہنے لگے کہ پھر میرے ایمان کا کیا حال ہے ؟ ۔

حضرت اقدس نے فرمایا ۔ میرا کام تو ایک حق بات کا پہنچا دینا ہے آگے فائدہ اور نقصان صرف تمہارے لئے ہو گا دوسرے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔ تم توبہ اور استغفار بہت کرو ۔ اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو ۔

سائیں صاحب بولے کہ پھر یہ جو مجھے سیر ہوتے ہیں ۔ اور عجیب عجیب مقامات دیکھنے میں آتے ہیں کیا یہ یونہی ہیں ۔ اور کیا ان کی اصلیت کچھ بھی نہیں ؟

ہم کس سیر کے قائل ہیں

حضرت اقدس نے فرمایا ۔ ایسی سیروں کا تو میں قائل ہی نہیں ۔ ہم تو آں حضرت صلعم کی سیر کے قایل ہیں جنھوں نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سر جھکا دئے ۔ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے اور خدا کی طرف سے بھی ہوتی ہے جو وحی خدا کی طرف سے ہوتی ہے ۔ اُس میں ایک تاج عزت پہنایا جاتا ہے اور خدا کے بڑے بڑے نشان اس کی تائید میں گواہ بن کر آتے ہیں ۔

سائیں صاحب نے آداب رسول کا لحاظ نہ کر کے پھر قطع کلام کیا اور بولے کہ پھر میرے اختیار میں کیا ہے ؟

حضرت اقدس نے فرمایا ۔ کہ تم قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرو ۔ اور ایسی باتیں زبان پر نہ لاؤ جن کا تمہیں علم نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۱۵/۴ تم نیکی کی طرف پورے زور سے مشغول ہو جاؤ اور اعمال صالحہ

تزکیہ نفس

بجا لاؤ اگر تمہاری حالت اس لائق ہو گئی اور تم نے پورے طور پر اپنا تزکیہ نفس کر لیا تو پھر خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بھی حاصل ہو سکتا ہے اکثر لوگ آجکل ہلاک ہو رہے ہیں اُنکی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے اور اس تعلق کو نہیں دیکھتے جو وہ خدا سے رکھتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کس زور سے خدا کی طرف جا رہے ہیں ۔ اور کیسے کیسے مصائب کے نیچے ثابت قدم نکلے ہیں اور ابتلاؤں میں پورے اُترے ہیں ۔ انسان کو چاہیئے

انسان کا کام صرف اعمال صالحہ کر کے دکھانا ہے

کہ اپنا فرض ادا کرے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے الہام کرنا اور رویا دکھانا یہ تو خدا کا فعل ہے اس پر ناز نہیں کرنا چاہیئے اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیئے خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۳۰/۲۴

خیر البریۃ کون ہیں

یہ نہیں کہا کہ جن کو کشوف اور الہامات ہوتے ہیں وہ خیر البریۃ ہیں ۔ یاد رکھو ایسی باتیں ہرگز زبان پر نہ لاؤ ۔ جو قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف ہوں ۔ اس قسم کے الہامات کچھ چیز نہیں ۔ دیکھو بارش کا پانی سب کو خوش کرتا ہے مگر پرنالہ کا پانی لڑائی

کیا ب مثالیں

ڈالتا ہے ۔ اور فساد پیدا کرتا ہے ۔ جن الہامات کی تائید میں خدا کا فعل نہیں ہوتا اور نشانات الٰہیہ گواہی نہیں دیتے وہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پرنالہ کا پانی ۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہے کہ نہ اُس کے سر پر پگڑی ہے اور نہ پاؤں میں جوتی ۔ پھٹے پرانے کپڑے اور ابتر سی حالت ہے اور پھر کہے کہ میں بادشاہ ہوں اور سارے ملک کی سب فوجیں میرے کہنے پر عمل کرتی ہیں تو ایسا شخص سوائے سودائی کے اور کون ہو سکتا ہے ۔ یاد رکھو کہ قول بغیر فعل کے کچھ چیز نہیں اور یہ آیت کہ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۱۳/۱۲ اس میں ایک عجیب نکتہ ہے ۔ یعنے اگر خدا میری گواہی دیتا ہے تو مانو ورنہ نہ مانو ۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں وہ الہام درج ہے جو خدا نے مجھے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ قُلْ عِنْدِيْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۔ قُلْ عِنْدِيْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ یعنے ان کو کہدے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے ۔ پس کیا تم خدا کی گواہی

خدا کی شہادت

قبول کرتے ہو یا نہیں ۔ دیکھو براہین احمدیہ میں یہ سلسلہ الٰہی شروع ہی ہوا تھا ۔ کہ ساتھ اسکے خدا کی شہادت بھی موجود ہو گئی ۔ سارے انبیا اولیا کا اسی پر اتفاق ہے کہ بغیر کسی شہادت کے دعوےٰ کرنا جنون ہے ۔

سائیں صاحب نے کہا کہ میں تو آپ کو مسیح اور مہدی مانتا ہوں اور دوسرے لوگوں کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتا ہوں یہ احمدی لوگ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اسکی بابت کیا حکم ہے ؟

حضرت اقدس نے فرمایا ۔ اگر توبہ کر لو اور زبان بند رکھو اور قال اللہ و قال الرسول کے برخلاف کوئی بات نہ کہو تو پھر یہ نماز پڑھ سکتے ہیں بغیر دلائل قویہ اور براہین قاطعہ کے دعوےٰ کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے آپکو آگ میں ڈالنا ۔ یہ کہنا کہ میں فلاں نبی ہوں یا فلاں رسول سے افضل ہوں یہ کفر کے کلمات ہیں ۔ دلیر تو کسی کی حکومت نہیں زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے دنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں دیکھو عورت اور مرد کا آپس میں نکاح

زبان کو قابو میں رکھو

ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں انکا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے ۔ ایسی دعوےٰ کرنے ایک لاکھ چوبیس ہزار ۱۲۴ پیغمبر کی تکذیب کرتا ہے ۔ اگر خدا کا خوف ہو تو پھر انسان ایسا نہیں کرتا ۔ اگر آپ زبان کو بند رکھیں تو بہتر ورنہ یاد رکھو اسکا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہو گا ۔ ؎

ہر چہ دانا کند کند ناداں ۔ لیک بعد از کمال رسوائی

سائیں صاحب نے کہا ۔ تو کیا میں یہ سب باتیں جھوٹ کہتا ہوں ۔ حضرت

مشنری لیڈی کی شکایت

صوبجات متحدہ آگرہ سے کسی مشنری لیڈی نے اخبار انگلشمین کلکتہ میں ایک چٹھی چھپوائی ہے۔ اس میں وہ لکھتی ہے۔ کہ میں دس سال سے اپنا کام کر رہی تھی۔ عورتوں کی طرف سے کہ جن کا اور جن کے بچوں کا میں علاج کرتی تھی اور اُن کے رشتہ دار مردوں کی طرف سے میرے ساتھ اچھا سلوک ہوتا تھا۔ چونکہ میں کسی قدر ڈاکٹری سے واقف تھی اس لئے ہر ایک گھر میرے لئے کھلا تھا۔ اگرچہ میں جس مشن سے متعلق ہوں اس نے کچھ بہت تعداد عیسائی نہیں بنائی لیکن جو کام وہ کر رہا ہے وہ نیک ہے۔ مجھے عورتوں کو سکھلانے پڑھانے کی کھلی اجازت تھی۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ میں کئی معاملات میں ان کی واقفیت بڑھا رہی ہوں۔ میں اُنھیں پسند کرتی تھی اور وہ مجھے چاہتی تھیں۔ اور میرے دل پر ہندوستانی عورتوں کی خانگی زندگی کا ایسا اثر ہوتا تھا۔ کہ جو ظاہر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب یکلخت تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اب میری طرف غصہ اور شبہ کی نظریں ڈالی جاتی ہیں جو دروازے میرے لئے ہمیشہ کھلے تھے وہ اب بند کر لئے جاتے ہیں۔ اور جہاں کہیں میں جاتی ہوں یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں مخبر ہوں۔ کہ جس کی ہر ایک حرکت پر نگاہ رکھنی چاہئے اور جس کی کسی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

اس تبدیلی کی وجوہات تلاش کرتے مشنری لیڈی کو پتہ لگا ہے کہ یہ سب ایک عورت کی کارستانی ہے جو پہلے پہل اسی مشنری لیڈی کے پاس آئی اور یہ معلوم کر کے کہ لیڈی اکثر عورتوں سے آشنا ہے اس سے درخواست کی۔ کہ وہ اس کے لیکچر کے لئے جو ہندو فلاسفی پر ہوگا عورتوں کو بلوا دے۔ عورتوں سے تعارف حاصل کر کے اس عورت نے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا ہے۔ اس کا اثر یہ تبدیلی تھی۔ ایک خاندان کے ایک ممبر سے معلوم ہوا کہ ساری خرابی اس کی پیدا کی ہوئی تھی۔ اس نے صرف یہی نہیں کہا کہ طاعون اور قحط گورنمنٹ کے پیدا کئے ہوئے ہیں بلکہ اور بھی کئی جھوٹی باتیں پھیلائیں۔ جس خاندان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے ممبر نے مشنری لیڈی سے پوچھا کہ گورنمنٹ اس کھانڈ میں جو ہمارے لئے بنتی ہے گائے کی ہڈیاں کیوں ملاتی ہے۔ مشنری لیڈی نے کہا اس قسم کا کوئی فعل گورنمنٹ نہیں کرتی۔ لیکن اس نے کہا نہیں گورنمنٹ ایسا کرتی ہے کیونکہ بی بی کہتی ہے۔ اس نے پھر کہا گورنمنٹ کنوؤں میں زہر کیوں ملواتی ہے۔ اور جب اس کا جواب بھی نفی میں ملا تو اس نے کہا بی بی ایسا ہی کہتی ہیں۔

مشنری لیڈی شکایت کرتی ہے کہ اس عورت نے سب کے دلوں میں زہر بھر دیا ہے۔ خاتمہ پر مشنری لیڈی درخواست کرتی ہے کہ گورنمنٹ کو ایسے مفسدانہ خیالات کی اشاعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ بات دراصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ مدراس کے گذشتہ واقعہ کو لیکر جو اخباروں میں چھپتا رہا اور جس میں مشنری لیڈی ایک کنواری لڑکی کو پھسلا کر لے گئی تھیں۔ مشنری لیڈیوں کے داؤ گھاٹ اور زہریلے اثر اور راز کے نتیجے سے کسی نے عورتوں کو آگاہ کیا ہوگا۔ اور مشنری لیڈی کی بے تکلف آمد و رفت سے لوگ محتاط ہو گئے ہوں گے۔ مشنری لیڈی نے اس کے ساتھ ہی ایک کہانی بھی سُنی سُنائی باتوں پر بنا ڈالی کہ عورتیں مفسدانہ خیالات کی اشاعت کر رہی ہیں۔ جب مشنری لیڈیاں موقعہ پا کر شریف خاندانوں سے پانچ کنواری لڑکیوں اور نوجوان بیواؤں کو پھسلا کر دام فریب میں لے آتی ہیں۔ اور اس قسم کے کسی واقعہ کو خاص شہرت ملتی ہے تو مشنری لیڈیوں سے بے تکلف راہ و رسم رکھنے والے گھر محتاط ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ ان کے گھر پر بھی ان مشنری لیڈیوں کے ذریعے وہی مصیبت وارد ہو سکتی ہے۔ لیکن بہت مدت نہیں گذرتی کہ وہ خیال دھوئیں کا بادل بن کر اڑ جاتے ہیں۔

عیسائی مذہب کے زرّین اصول کا موجد مسیح نہ تھا

علم الاخلاق کی گہرائی تک پہنچنے والے اصول بدیہ شہادت پیش کرتے ہیں جو اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ احکام عشرہ میں وہ اعلیٰ درجہ کا فرمان جو عیسائی دنیا میں اخلاق کا زرین اصول یا سنہری قاعدہ مانا جاتا ہے اور جس کو حضرت مسیح نے بالکل سادہ الفاظ میں متعدد موقعوں پر دوہرایا۔ "تو اپنے ہمسایہ سے ایسی محبت کر جیسی اپنی ذات خاص سے کرتا ہے"۔ یہ بیشک اصلیت رکھتا ہے ہر چند مارک کے خیال میں اس سے زیادہ دقیع کوئی دوسرا حکم نہیں ہے۔ اور متی فرمان مذکورہ کو تمام مذہبی قانون اور پیغمبروں کی تلقین کا لب لباب بتلاتا ہے۔ مگر ہم اس کی تردید میں بالکل سچے اور تاریخی واقعات پیش کرتے ہیں کہ اس فرمان پر نزک وضع کرنے کی عزت مسیح کا حصہ نہیں ہو سکتی جیسا کہ پیشوایان مسیحی مذہب آج تک تسلیم کئے ہوئے ہیں اور بلا تنقید اس کو اپنے مذہب کا سنگ بنیاد جانتے ہیں یہ سنہری اصول مسیح سے پانچ صدی پیشتر ایجاد ہو چکا تھا اور بہت سے یونانی اور مشرقی دانشمند اس کو علم اخلاق کا بہترین اصول قائم کر چکے تھے مثلاً تھیلس متوطن مائیٹالین جو یونان کے سات دانشمندوں میں سے ایک رکن سمجھا جاتا ہے مسیح سے (۶۲۰) برس پیشتر یہ الفاظ کہہ چکا تھا "اپنے ہمسایہ کے ساتھ وہ بات نہ کر جو تو اُس کی طرف سے گوارا کرنا نہیں چاہتا۔ پھر کنفوشیس چین کا زبردست فلاسفر اور چینی مذہب کا بانی جو جسمانی خدا اور بقائے روح سے منکر ہے ۵ صدی قبل مسیح کہہ چکا تھا" ہر شخص کیساتھ وہ بات کر جو تو اپنے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور وہ بات مت کر جو اپنے ساتھ کرانا نہیں چاہتا" یہ زرین اصول جو احکام عشرہ میں باقی کل احکام کی بنیاد مانا گیا ہے اس کی پیشین گوئی خود ارسطو بھی اپنی زبان سے چوتھی صدی قبل عیسوی کے وسط میں کر چکا تھا کہ ہم کو اوروں کیساتھ ایسا کرنا چاہئے جیسا ہم اوروں سے اپنے ساتھ کیا جانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ بالکل ایک معنی اور تقریباً یکساں الفاظ میں زرین اصول کو دیگر مشاہیر تھیلس۔ اسیوکریٹر۔ ارسطیپس۔ فیثاغورث کا مقلد سکٹس اور اسی طرح کلاسیکل قدامت کے دوسرے فلاسفر مسیح سے کئی صدیاں پیشتر اپنے اپنے الفاظ میں پیش کر چکے ہیں اسی طرح ایک قدیم ایرانی ضرب المثل ہے۔ آنچہ بر خود نمے پسندی بر دیگراں میسند۔ ان شہادتوں کے انبار سے صاف ظاہر ہے کہ سنہری اصول متعدد النسب حیثیت رکھتا ہے یعنے وہ مختلف اقوام کے چکر میں پڑ کر پشت در پشت اپنے الفاظ میں جزوی ترمیم کے ساتھ چلا آیا ہے اور اس کی ایجاد کا حق مدعیوں میں سے کسی واحد شخص کی ملک نہیں ہو سکتا ❊

کارخانہ الحکم کا رعایتی اعلان

مفصل اشتہار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء میں ضمیمہ شائع ہو چکا ہے

تفسیر سورۃ البقرہ - یہ تفسیر ایڈیٹر الحکم نے حضرت حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹوں، آپکی پرانی یادداشتوں اور تحریروں سے لئے ہوئے نوٹس کی بنا پر مرتب کی ہے۔ اور سلیس اور آسان زبان میں قرآن کریم کے حقایق اور معارف کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ بڑے بڑے جججوں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے اسکو نہایت قدر کی نظر سے دیکھا ہے قیمت ۱۲ رعایتی قیمت عہ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حقیقت نماز - کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے۔ یعنی نماز کی حقیقت - ارکان نماز کا فلسفہ - نماز کے متعلق ضروری مسائل مخالفوں کے اعتراضوں کے جواب اور آخری پارہ قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے عام طور پر اس کتاب کو پسند کیا گیا ہے قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۲ (ایکہزار درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی)

سلک مروارید ہر دو حصہ - یہ ایک عجیب مذہبی رسالہ ہے جو مستورات کے فائدہ کیلئے لکھا گیا ہے اور قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اسمیں مستورات کو عیسائی عورتوں کی ہتھکنڈوں سے آگاہ کر کے کلام الٰہی اور اسلام کی عظمت انکو دلوں میں قایم کی گئی ہے۔ قابل دید یہ رسالے ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۸ رعایتی قیمت ۶

مراۃ الجہاد - مسئلہ جہاد پر ایک بسیط اور مفصل بحث - اس مسئلہ پر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں خصوصاً لیکھرام مقتول آریہ کے رسالہ جہاد کا جواب ہے۔ قیمت ۱۲ رعایتی قیمت عہ

مجربات نوردین - حضرت حکیم الامتہ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے طبی مجربات یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جسے چالیس سال تک آپ نے زرکثیر اور اپنی عمر کا ایک گرانمایہ حصہ خرچ کر کے جمع کیا ہے اور اسمیں صرف وہ نسخہ جات ہیں جو آپکے صد ہا مرتبہ تجربہ کئے ہیں۔ ایسے مجربات کو اطبا ہمیشہ چھپایا کرتے ہیں مگر حضرت حکیم الامتہ کی فیاض اور نفع رساں طبیعت نے انہیں عام کر دیا ہے کارخانہ الحکم نے انہیں چھپوایا ہے دو جلدیں طیار ہیں۔ ان مجربات کو پڑھکر ہر شخص اس فن سے فایدہ اٹھا سکتا ہے۔ کیونکہ نہایت ہی مختصر صاف اور سلیس طرز پر لکھا گیا ہے قیمت ہر دو حصہ ۱۲ رعایتی قیمت عہ

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء - ۱۸۹۷ء کے اس جلسہ کی کمل رپورٹ ہے جو قادیان میں ہوا تھا۔ اس میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامتہ اور مولوی عبدالکریم مرحوم کی تقریریں بھی شامل ہیں یہ رپورٹ نہایت گرانقدر حقایق کا مجموعہ ہے اور روحانی اصلاح کے لئے ایک مفید رپورٹ ہے قیمت عہ رعایتی قیمت ۶ (صرف ۲۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی)

برہان الحق - ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف جس میں اس نے عیسائیت کے اصولوں پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور اس رسالہ کا جواب عیسائی نہیں دے سکے قیمت ۳ رعایتی قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف قیمت ۲ رعایتی قیمت ۱ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

نورالقرآن حصہ دوم - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست اور صلیب شکن تصنیف جو فتح مسیح ایک زبان دراز عیسائی کے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی اور اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور قرآن مجید کی عظمت اور اسلام کی خوبیوں کو عیسائی مذہب کے مقابلہ میں دکھایا ہے قیمت ۴ رعایتی قیمت ۳

آریہ دھرم - آریوں کے مسئلہ نیوگ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زور قلم کا نتیجہ قیمت ۴ رعایتی قیمت ۳

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - مضمون نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ حضرت اقدس کی تقریر اور آپ ہی کے ایک خط کا مجموعہ ہے۔ تین مرتبہ چھپ چکا ہے قیمت ۲ رعایتی قیمت ۱ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں - یہ وہ مضامین ہیں جو حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی بعثت اور ماموریت سے پہلے ملک کے مشہور اور زبردست اخبارات اور رسایل میں شایع کئے ہیں قیمت ۲

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملاکر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشار ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند سے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو تو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلاء طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ عہ۔

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

مقامی شہادت صداقت ظاہر کرتی ہے

کلکتہ کے ایک دوسرے طبیب اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور ان بیسیوں بیانات میں جو سلسلہ وار ان کالموں میں شائع ہوتے ہیں اپنی شہادت کا اضافہ کرتے ہیں - ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت جو کہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہیں اس قسم کی رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے - کلکتہ کے لوگوں کو کلکتہ کی شہادت زیادہ مفید اور قابل یقین ہوگی - اور ڈاکٹر ایس سی - سین - ایل - ایم - ایس دھرم کا دواخانہ ۴۲ ہیرین روڈ پر واقع ہے اور جنھوں نے سرکاری اور ریلوے کے اسپتالوں اور شفاخانوں میں بوجہ ملازمت اچھا تجربہ حاصل کیا ہے اور جو فی الحال کلکتہ کی ٹراموے کمپنی کے طبیب ہیں انکی شہادت سے زیادہ اچھی اور کس کی ہوگی - وہ کہتے ہیں - میں نے ڈوون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے امراض میں لوگوں کو استعمال کرائی ہیں - اور مجھے تجربہ سے معلوم ہوا کہ وہ بہت مفید ہیں - کیونکہ ایسے مرضوں میں ان کے استعمال سے جلد تسکین ہوتی ہے پشت میں درد ہونا اس کی نشانی ہے - کہ گردے کمزور اور خراب ہوگئے ہیں ایسی حالت میں اگر اُن کی قوت سے زیادہ اُن سے کام لیا جائے تو وہ درد سر تکان - مزاج کا چڑچڑاپن اور پٹھوں کی بیماری وغیرہ کا باعث ہوتے ہیں - اگر لاپروائی کی گئی تو استسقا (جلندر) وجع مفاصل (گٹھیا) پیشاب کے امراض اور اسی قسم کی مہلک بیماریاں نمودار ہونے کا احتمال ہوتا ہے - ڈوون کی درد پشت اور گردے کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور مثانہ کی بیماریوں کے لئے مجرب دوا ہیں - اور اُنھیں ہر فرد بشر بغیر کسی قسم کی آئندہ خرابی کے خوف کے استعمال کر سکتا ہے - تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوون کی اوور یہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۴۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰؎ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر دبلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی -

---

ڈوون کا مرہم (ڈوونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر دفعہ تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سوج بادہ - کھر جا - کیڑے - چنبل - داد - اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین تبور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ ۲؏ فی ڈبیا -

---

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۴۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۳۵ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے - بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں -

مستریان مولا بخش و غلام حسین

بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھی ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا ہینڈل کاک کین اور دو دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۷ روپیہ - کرکٹ بیٹ سیدھی ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا کین ہینڈل ۳ درجہ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ۶؏ - کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۴؏ - کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۱۲؏ - کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱۲؁

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۲-۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس

" ایک بال لکڑ یکا بکس فی سٹ ۱؏

" ۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۱؏

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶ ۱؏

" " " ۵ ۱؏

بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر ۱؏

" ۳ ۱۲؁

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۵؏

" " دھاگے کے بیچ ۲؏

" " پریکٹس ۱۲؁

کرکٹ ویلس فی کاپی ۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مال از قسم پریکٹس بیٹ - پریکٹس وکٹ - فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے - اور قیمت میں اس سے بہت کم - میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں - نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ڈیرہ ضلع کانگڑہ ۱۵/۱۰/۰۷

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

پینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر کھانسی - زکام - گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور بیاپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے -

ماہی نیش جواب

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود رہتا ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینو فیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

کیا یہ سچ ہے

ہمارے ہموطن حق بات پر بحث کر سکتے ہیں لیکن اسے چھپا نہیں سکتے ذیل میں جو رائے دی گئی ہے اس میں مثل دیباچہ کے کچھ زیادہ بڑہانا اسکی قیمت اور وزن میں کم کرنے سا ہوگا بمبئی کے باشندوں کو ایسی تسلی بخش ثبوت سے فائدہ حاصل کرنے کے لیئے ان کی عقلوں پہ چہوڑ دینا چاہیئے اس کا مطلب یہ ہے چیز جیسے ظاہر کی گئی ہے ویسی ہی ہے - ڈاکٹر ڈوک صاحب - ایف - آر - آئی - ایم - ای - طبیب اور معالج سیکرٹری زسنر مشنل پنشن فنڈ - جن کا طبی علاج اور مشورہ دینے کا مقام فلیس اینڈ کمپنی عطاران بہائیکہلہ کی دوکان ہے فرماتے ہیں دون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈودنس بیک ایک کڈنی پلس) کے فوائد کا بیان کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور خاصکر ایک مریض کا واقعہ جو میری نظروں سے گذرا ایک خاتون معہ اپنی لڑکی کے جسکی عمر سترہ سال کی تھی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مینے سنا ہے آپ چند امراض کے خاص معالج ہیں اس لئے لڑکی کو ساتھ لائی ہوں یہ ہمیشہ پیشاب کے وقت درد کی شکایت کرتی ہے اسکو نیند برابر نہیں آتی - اسکا اشتہا بھی بالکل کم ہے مینے تین طبیبوں کا علاج کیا لیکن اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا بیس روز سے یہ پیشاب میں جلن اور سر میں سخت درد کی شکایت کرتی ہے مینے اس کا علاج ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈودنس بیک ایک کڈنی پلس) سے شروع کیا اور اس کو تہوڑے ہی عرصہ میں کامل شفا ہوگئی - اب اس کی صحت اچھی ہے - اور ہر ایک شکایت سے اس کو نجات ہے - یہ گولیاں گردوں پیشاب اور مثانہ کے امراض کو اور ان سے ہوتی ہوئیں تمام بیماریوں کو دور کرتی ہیں - اور تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جسمیں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کی کیجائیگی -

---

ڈون کا مرہم (ڈون اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ چہاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ - کہر جوا - کپلہ - چنبہ - داد - اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین - تہور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکانداروں کے پاس - قیمت دو روپیہ فی ڈبیا -

---

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمینا ۴ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ ۴۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۳۸ مبلغ عہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے - بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں -

مستریاں مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدہے ریشے دار کشمیری لکڑی کے عہ بینڈل کاک کین اور دو ربڑ بنے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت سے روپیہ - کرکٹ بیٹ - سیدہے ریشہ دار کشمیری لکڑی کے عہ کین بینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ عہ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی بینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عہ کرکٹ بیٹ - آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائدار پریکٹس کیلئے عہ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ کرکس
ایک بال لکڑی کے کاکس فی سٹ سے ر
۱۰ واسٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس صہ ر
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار عہ
" " " " عہ صہ
بچوں کے لئے فٹ بال عہ معہ بلیڈر للعہ ر
" عہ ۳ سے
کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے عہ
" " دہاگے سے بیچ سے
" " پریکٹس سے
کرکٹ ولس فی کاپی عہ

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مال از قسم پریکٹس بیٹ - پریکٹس وکٹ - فٹ بال وغیرہ پہونچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم - میں اسکو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں
نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور تحصیل ضلع کانگڑہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء

احتیاط سے علاج بہتر ہے

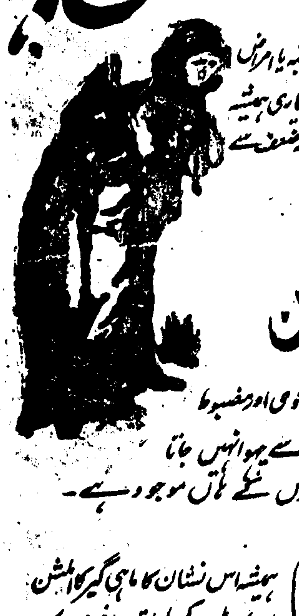

ایک قوی الجسہ شخص کو طاعون چیچک ہیضہ یا امراض جگر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے - بیماری ہمیشہ کمزوروں یا ان لوگوں پر حملہ کرتی ہے جو کہ ضعف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے -

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو قوی اور مضبوط بنا کر انسداد امراض کرتا ہے - ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے -

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن - ہمیشہ اس نشان کا ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے -

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰؍ - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؍ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲؍ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲؍ - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴؍ - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ ۱۲؍ - سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴؍ - حصہ دوم ۴؍ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲؍ - برہان الحق قیمت ۳؍ - محامد المسیح - قیمت ۳؍ - خطبات کریمیہ قیمت ۴؍ - تفسیر سورۃ تبت - قیمت ۳؍ - نمونہ قرآن مجید - ۳؍

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں - اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائی جائیں اور گلٹی پر ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور انکے گرنے غش کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتر نا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے - قیمت فی شیشی دو روپیہ - مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں - نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار ذرا جرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینگی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے تناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایات کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیے - قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلاء طلسمی - بیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض العنین ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چہار ماشہ دو روپیہ ۲

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے ہوالا دیے جات بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸؍

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گدھ ضلع دہلی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

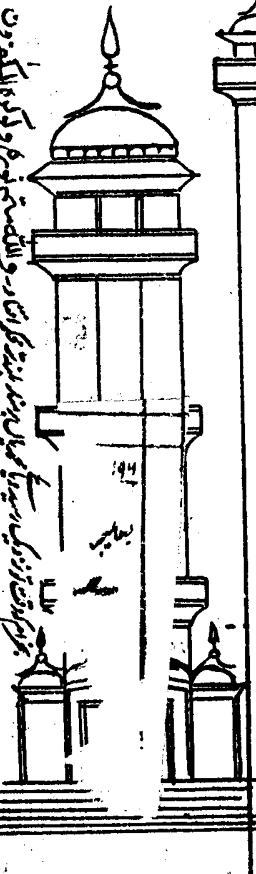

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی عرفانی احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

نمبر ۴۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۷ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگرخانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگرخانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگرخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں بعض اوقات لنگرخانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے یکمشت بھی قوم لنگرخانہ کی امداد کے لئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیئے لنگرخانہ کی ضروریات میں سے مہمان خانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمان خانہ میں مہمانوں کے لئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کیلئے جدید پکے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال الکو روکنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جاویں۔ تو آئندہ جلسہ سالانہ پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کے لئے روپیہ بھی بھیجنا چاہیئے ایک حق پرست اور حق جو قوم کیلئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسی زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہیئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ ہونی چاہیئے یاد رہے کہ لنگرخانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس کے

سرپرستان الحکم سے ایک ضروری مشورہ

میں اس امر کو ہمیشہ اپنے لئے موجب فخر و مباہات اور باعث سعادت و نجات یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ کو یہ توفیق دی کہ آج سے قریباً گیارہ سال پیچھے (جبکہ احمدی قوم کی تعداد سینکڑوں کے اندر محدود تھی جب اس پر ہر قسم کے حملوں کی یورشیں ہو رہی تھیں) اجرائے الحکم کا نہایت نازک اور خطیر بوجھ اٹھاؤں۔ سرپرستان الحکم میں ایک معقول تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو یوم اشاعت سے اس کے ساتھ چل رہے ہیں اور جن دشوار گذار اور پر خطر راستوں سے وہ ہو کر نکلا ہے وہ ساتھ رہے اگرچہ بعض بعض مقامات اور قدم پر اس کا ساتھ ناگوار بھی معلوم ہوا مگر اسمیں کوئی ایسی طاقت جذب اور دلربائی تھی کہ وہ اسکی آبلہ پائی۔ کمزوری اور بے کسی کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے عزم اور ہمت کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر ساتھ نہ چھوڑنے پر مجبور تھے اور آج انہیں اور مجھ کو یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ وہ پودا جو غیر ذی زرع وادی میں لگایا گیا تھا نشو و نما پا رہا ہے اور اس کے شیریں پھل دل و دماغ کو لذت اور سرور بخشتے ہیں اس کامیابی کو دیکھ کر بے اختیار میرا سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے۔

اور للہ الحمد

کہنا پڑتا ہے اگرچہ جس مقام پر الحکم پہونچنا چاہیئے وہ منزل ابھی دور ہے لیکن دوسری منزل کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں میں قوت اور عزم میں صلابت پیدا ہوتی جاتی ہے جس پر نظر کرکے یہ کہدینا مشکل نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور تائید اسی طرح شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں کہ میں اور میرے وہ سرپرست اور وفادار دوست جو یوم اول سے میرے ساتھ ہیں اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس قابل دیکھیں کہ لاکھوں انسان اسکے سایہ میں اتر کر اس کے شیریں پھلوں سے سیر ہوں اور حمد الٰہی کے گیت گائیں۔ یہ مضمون میں نے اس غرض سے لکھنا نہیں چاہا کہ سرپرستان الحکم کو الحکم کے اجرائے اور اس کے تدریجی نشو و نما کی تاریخ سناؤں۔ بلکہ اس مضمون کو میں الحکم کی دس سالہ رپورٹ میں انشاء اللہ لکھوں گا اسوقت میں ایک نہائیت ضروری غور طلب امر اپنے ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس کی تحریک کئی دن سے میرے قلب میں ہو رہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ سرپرستان الحکم اس کو نہائت غور سے پڑھیں گے۔

جسطرح پر آج سے گیارہ سال پیشتر ایک ہفتہ وار اخبار کی ضرورت تھی وہ ضرورت اب ہفتہ وار سے بڑھکر یومیہ ضرورت سمجھی جاتی ہے اور باقی رہا قومی اخبارات میں ایک روزانہ پرچہ کی ضرورت کا اظہار مختلف صورت میں ہوا ہے اس سے پہلے الحکم کے روزانہ کر دینے کے لئے بھی ایک دو مرتبہ تہیہ کیا گیا مگر سال گذشتہ میں تو بڑے زور سے طیاری بھی کی گئی لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے وہ ارادہ مجھے ملتوی کرنا پڑا اس لئے کہ میں دیکھتا تھا کہ جبکہ ہفتہ وار اخبار کے لئے بہت سی مشکلات اور دقتیں ہیں تو روزانہ اخبار کے لئے تو ان مشکلات کا سات گنا بڑھ جانا ضروری ہے مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات میں سے چھپائی کی مشکلات کو آسان کر دیا ہے تو یہ تحریک میرے دل میں جوش زن ہے سال گذشتہ میں جب روزانہ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا تھا تو میں نے ایک سو درخواستوں کے آجانے پر اس کے اجرا کا بندوبست کر دینا چاہا اور ایسی قلیل اشاعت میں دو روپیہ ماہوار قیمت رکھی گئی تھی مگر اب جہاں روزانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی عالمگیر قحط کی ڈراؤنی شکل میرے سامنے ہے اور قومی ضروریات کا ایک انبار جو نظر آتا ہے ایسے حالات میں میں حوصلہ نہیں کرنا چاہتا کہ قوم کے افراد کو خواہ ان کی تعداد کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو ایک جدید خرچ کے لئے تحریص دلاؤں البتہ یہ خیال ہے کہ ہفتہ وار کی بجائے ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جائے تو اس اندازہ سے اس وقت بھی ہمارے ہاتھ میں گویا ہفتہ میں ۳ بار اخبار کی حیثیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک ہفتہ وار اخبار ہوا اور دوسرا دوبارہ۔ اسطرح پر ہفتہ میں تین اشاعتیں ہو جاتی ہیں اور اس طریق سے اخراجات کا بھی بہت بوجھ نہیں پڑتا اس صورت میں اگر اخبار ہفتہ میں دوبار کر دیا جائے تو اس کی ہر ایک اشاعت ۱۲ اور ۸ صفحوں کی ہوگی اور قیمت میں عہ کا اضافہ کیا جائیگا۔ مگر ہفتہ میں اخبار کا دوبار کر دینا ہی ناکافی نہیں جبتک کہ اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع نہ ہو جسقدر خریداروں میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کے اخراجات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اسلئے میں تمام سرپرستان الحکم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک دو دو جدید خریدار دسمبر ۱۹۰۷ء تک ہم پہنچا دے اور جو مندرجہ بالا تجویز کے ساتھ متفق ہوں وہ مجھے ۱۷۔ دسمبر تک اطلاع دیں جو صاحب متفق ہوں انہیں ضرورت اطلاع کی نہیں ۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ حسب معمول وی پی بھیجا جاویگا اس میں اضافہ قیمت شامل نہیں ہوگا بلکہ وہی پرانی قیمت وصول کی جائیگی اور ۱۷۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اسی تجویز کے عملدرآمد کا قطعی فیصلہ شائع کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اگر روزانہ کے لئے درخواستیں آئیں تو پھر روزانہ کے سوال پر بھی غور ہو سکیگا۔ بہرحال خریداروں کی تعداد کے بڑھانے کے لئے پوری سعی کرنی چاہیئے۔ آخر میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ بعض احباب سہل انگاری سے مطبع کے رسلہ وی پی واپس کر دیتے ہیں کیا سال بھر کی دماغ سوزی اور جگر کاری کا یہی صلہ ہونا چاہیئے قومی اخبارات اس قسم کے نقصان برداشت کرنیکی طاقت نہیں رکھتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جن احباب کی خدمت میں بذریعہ وی پی پہونچیگا وہ اسے فوراً وصول کریں گے جس سے کارخانہ سال آئندہ کے لئے انکی خدمت گذاری کے لئے طیاری کر سکیگا چنانچہ اس سال وہ دیکھ چکے ہیں کہ کاغذ وغیرہ کا اکٹھا ذخیرہ جمع کر لینے کیوجہ سے مشکلات کا کم سامنا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ سال آئندہ کے لئے سال بھر کا کاغذ اکٹھا لیا جاوے اس لئے ہر شخص ممکن امداد سے دریغ نہ کریگا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ سال نو سے انشاء اللہ اخبار بڑی سائز تقطیع پر شائع ہوگا کیونکہ مشین کے آجانے کیوجہ سے چھپائی کی دقت نہ ہوگی

تازہ الہامات

قذف فی قلوبھم الرعب

ترجمہ- خدا تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈالدیا۔

وعد غیر مکذوب

ترجمہ- یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا یعنے ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

فرقہ بھگت رام نمازی

صرف مسلمانوں اور عیسائیوں میں ہی فرقہ بندی نہیں ہے اور نہ انہی دونو مذاہب سے ہی جدید فرقے نہیں نکلتے ہیں۔ بہر دیگر مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ ہندوؤں میں سے بھی جدید فرقے وقتاً فوقتاً نکلتے رہتے ہیں۔

ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں تیس سال کا عرصہ قریباً گذرتا ہے کہ ایک نیا فرقہ ہندوؤں میں سے نکلا ہے۔ اس کا بانی ایک شخص بھگت وستی رام گذرا ہے۔

اس کا اصل مسکن اور جائے ولادت موضع کلور تحصیل عیسیٰ خیل ہے اور پھر وہ تحصیل عیسیٰ خیل میں ہی آکر رہتا رہا۔ وہ ایک ناخواندہ شخص تھا۔ عادات میں بالکل سادہ اور صابر و بُردبار غریب جفاکش۔

اگر کوئی شخص اس کو گالی دیتا۔ تو وہ نہایت نرمی سے کہتا "پھر کہو کیا اچھی بات کہی ہے"۔

۲۲ یا ۲۳ سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ وہ خدا کی مرضی سے مرگیا۔ اسوقت دیہات ذیل میں اُس کے چیلے اور پیروکار موجود ہیں۔ بنوں۔ مروٹ کمرشانی۔ سلطان خیل۔ کلور۔ عیسیٰ خیل۔ پہاڑپور۔ جلال پور۔ کندل وغیرہ وغیرہ۔

لوگوں کا تخمینہ ہے اُس کے مریدوں اور پیروکاروں کی تعداد اس وقت ۴-۵ ہزار کے قریب ہوگی۔

اُس کے مرید یا پیروکاراں سب کے سب ہنود ہیں۔ کسی دوسری قوم کا کوئی شخص نہیں ہے

یہ لوگ مسلمانوں کیطرح قبلہ رو ہو کر یا ہر چہار طرف چھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ پانچ نمازوں کا وہی وقت ہے جو مسلمانوں میں مروج ہے اور چھٹی نماز بوقت چاشت کے پڑھی جاتی ہے۔ گویا یہ نماز اشراق ہے۔

نماز میں سجود۔ قعود۔ جلسہ۔ قیام وغیرہ اسی طرح کیا جاتا ہے جیسے عموماً مسلمان کرتے ہیں۔ وضو بھی قبل از نماز کیا جاتا ہے۔ استنجا بھی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی اکٹھے ہو کر بھی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں ہرے رام ہرے رام کرتے ہیں۔

گرنتھ صاحب پر اعتقاد ہے اور اُسے اکثر پڑھتے ہیں۔ مُردے دفن کرتے ہیں۔ جلاتے نہیں ہیں۔

تایا- چاچا- ماموں کی لڑکیوں لڑکوں کے ساتھ مسلمانوں کیطرح شادیاں کرنا اِن میں منع نہیں ہے۔ دو تین خاندانوں میں یہ عمل ہو بھی گیا ہے۔

ان میں چھوت بہت کم ہے۔ جسطرح دیگر اہل ہنود مُردہ وغیرہ کی سخت چھوت کے عادی ہیں یہ نہیں ہیں۔

بھگت وستی رام نے اپنے اعتقادات اور تعلیمات میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ چونکہ بھگت موصوف خود پڑھا لکھا نہیں تھا۔ اسواسطے دوسروں کو خود مضمون لکھا دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ ایک کتاب یا دستورالعمل بن گیا۔ ہمیں اب تک اُس کتاب کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اگر کسی وقت کتاب ملگئی۔ تو ہم انشاء اللہ اُس کی تعلیمات یا اعتقادات کا خلاصہ نذر ناظرین کرینگے۔ بالفعل اسی قدر پر کفایت کرتے ہیں۔

راقم ایک واقف۔

ملتا نہیں

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں　　ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں
معرفت خالق کی عالم میں بہت دشوار ہے　　شہر تن میں جبکہ خود اپنا پتا ملتا نہیں
غافلوں کے لطف کو کافی ہے دنیاوی خوشی　　عاقلوں کو بے غم عقبےٰ مزا ملتا نہیں
کشتی دل کی الٰہی بحر ہستی میں ہو خیر　　ناخدا ملتے ہیں لیکن باخدا ملتا نہیں
غافلوں کو کیا سناؤں داستان عشق یار　　سننے والے ملتے ہیں درد آشنا ملتا نہیں
زندگانی کا مزا ملتا تھا جنکی بزم میں　　اُنکی قبروں کا بھی اب مجھکو پتا ملتا نہیں
صرف ظاہر ہوگیا سرمایۂ زیب و صفا　　کیا تعجب ہے کہ باطن باصفا ملتا نہیں
پختہ طبعوں پر حوادث کا نہیں ہوتا اثر　　کوہساروں میں نشان نقش پا ملتا نہیں

جنازہ غایب پڑھ دیا جاوے

میاں محمد حسن صاحب جہلم کی احمدی جماعت کے ایک معزز رکن تھے۔ گذشتہ ہفتہ میاں صاحب مرحوم بعارضہ بخار بیمار ہو کر وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم باوجود ایک متمول اور معزز مسلمان ہونے کے غریب دوست اور شریف نواز تھا۔ مرحوم کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف لڑکیاں ہیں

جن میں سے ایک میرے مکرم بھائی ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب نومسلم انچارج تعلیم الاسلام ڈسپنسری قادیاں کے گھر میا ہے۔ حضرت اقدس کے ساتھ میاں صاحب مرحوم کو مخلصانہ تعلقات تھے۔ انکی وفات سے جہلم کی احمدی انجمن کو ایک قابلقدر رکن کے جاتے رہنے کا صدمہ پہونچا ہے مگر رب کریم سے امید ہے کہ وہ نعم البدل عطا فرمائے گا۔ مجھے اور تمام دوستوں کو میاں صاحب مرحوم کے پس ماندگاں سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگاں کو صبر جمیل عطا فرماوے (آمین) مرحوم کے لئے جنازہ غایب پڑہا جاوے۔

لاہور آریہ سماج کا دہرم پرچار

کسی گذشتہ اشاعت میں سکرٹری صاحب آریہ سماج لاہور کا مرسلہ اشتہار دہرم پرچار میں نے چھاپ دیا ہے اور اسپر اسوقت کے مناسب حال ریمارک بھی کیا تھا۔ اس موقع کو زیادہ بارونق بنانے کے لئے آریہ سماج نے چار دن رکھے ہیں یعنے [illegible] سے [illegible] تک اور ان چاردنوں میں ہر روز ۲ گھنٹے وقت رکھا گیا ہے یعنے ۷ بجے شام سے لیکر ۹ بجے رات تک ہر ایک تقریر کنندہ کو ۲ گھنٹے وقت دیا جاویگا اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا جسکی قیمت ۴ ہوگی۔ میں اس طریق داخلہ کو پسند کرتا ہوں کیونکہ اسطرح صرف وہی لوگ داخل ہوسکیں گے جنکو مذہبی تحقیقات کے ساتھ دلچسپی اور مذاق ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ۴ قیمت ٹکٹ کی وجہ سے یہ بھی ممکن کیا یقینی امر ہے کہ ایسے لوگوں کی کثیر تعداد شامل نہ ہوسکے گی جو مذاہب اور مذہبی تحقیقات سے دلچسپی رکھنے کے باوجود ان ایام قحط سالی میں ۴ بھی خرچ کرنے کے قابل نہیں ہیں اس لحاظ سے اگر لاہور کی آریہ سماج مناسب سمجھے تو ٹکٹ داخلہ کی قیمت ۴ کی بجائے ۲ کردے۔ تو کثرت سے لوگ آسکیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اس روپیہ کے مصرف کا سوال بھی قابل غور ہے وہ روپیہ جو ٹکٹوں کی فروخت سے جمع ہو۔ آریہ سماج کے کسی فنڈ میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ اور نہ کسی اور انسٹیٹیوشن کی ضروریات میں صرف ہو بلکہ اس روپیہ کو اس انجمن تحقیق مذاہب کے مقاصد پر صرف کردیا جاوے اور وہ اسطرح پر کہ جسقدر مشہور لیڈران مذاہب کی تقریریں ہوں ان سب کو یکجا چھاپ کر مفت تقسیم کردیا جاوے اور مفت تقسیم کرنے میں سنجیدہ پبلک کا لحاظ رکھا جاوے۔ یہ نہیں کہ اشتہاری طبیبوں کے اشتہاروں کی طرح تقسیم ہو بلکہ اس کا عام اعلان مختلف اخبارات میں کیا جاوے اور جو لوگ چاہیں محصول ڈاک بھیجکر منگوالیں۔ اگر لاہور کی آریہ سماج فی الحقیقت سچائی کی اشاعت کی خواہشمند ہے تو مجھے امید ہے کہ میری اس تجویز کو سرسری نظر سے نہ دیکھے گی بلکہ اسپر غور کرکے عملدرآمد کی سعی کرے گی انشاء اللہ اس طریق سے یہ غرض بہت وسیع اور مفید ہوسکے گی دیکھنا چاہیئے کہ آریہ سماج اس مفید تحریک سے کہانتک فایدہ اٹھاتے گی۔ علاوہ بریں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ اگر کسی مقرر کی تقریر یا تحریر دو گھنٹہ میں ختم نہ ہوسکے تو سچائی اور صداقت کے اظہار کی عظمت کو مدنظر رکھکر اسے اور وقت دے دینا خلاف مصلحت نہ سمجہا جائے۔ حتی الوسع ہر ایک تقریر کنندہ کو اپنے مضمون کو وقت مقررہ کے اندر ختم کردینے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی وسعت معلومات کی بناپر اپنے مضمون کو زیادہ وضاحت اور قوی دلایل سے بیان کرنے پر قادر ہو۔ اور ضیق وقت کی وجہ سے اس کا مضمون ادہورا رہتا جاتا ہو تو آریہ سماج کو فراخدلی سے کام لینا چاہئے اور اپنے اصول "ست کے قبول کرنے کو سدا تیار رہنا چاہئے" کے موافق کچھہ وقت ضرور اسے بڑہا دینا چاہئے۔ اور ایسی صورتیں شاذی ہونگی اور یہ بھی ممکن ہے ایسا موقع پیش ہی نہ آوے تاہم اگر ایسا کرنے پڑے تو آریہ سماج کو تنگ خیالی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ اور یہ وقت ایسا ہے کہ اس میں مثلاً اگر ایک گھنٹہ اور اضافہ ہوجاوے تو پبلک بڑے شوق سے سن سکتی ہے۔ بہرحال یہ ضروری امور ہیں جو آریہ سماج لاہور کی توجہ کے لئے عرض کردیئے ہیں اور کافی وقت ان پر وچار کرنے کا باقی ہے اس کے ساتھ ہی میں ایک اور امر بھی بیان کردینا ضروری سمجہتا ہوں کہ اگر صرف طلبا کالج کو قیمتاً ٹکٹ لینے سے مستثنیٰ کردیا جاوے تو ہرج نہ ہوگا صرف کالج کے طلبا وہ اپنے کالج کے کسی پروفیسر کا سارٹیفکٹ پیش کردیں۔

آخر میں میں احمدی قوم کو یہ بشارت سنانی چاہتا ہوں کہ ہمارے سید و مولا آقا امام ہمام علیہ السلام نے بھی بعض سخت مخالف اور دشمنان سلسلہ کی استدعا اور حمیت وحمایت اسلام کے خیال سے ارادہ فرمایا ہے کہ اگر صحت اچھی رہی تو انشاء اللہ العزیز اس تقریب کے لئے ایک تحریر مضمون مقررہ پر لکھیں گے۔ جسکو غالباً ہمارے سلسلہ کے درخشندہ گوہر حضرت مولوی محمد علی صاحب پڑہیںگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مولویصاحب موصوف کی مدد کرے اور اعلائے کلمۃ الحق کے واسطے ان کے وجود کو ممتاز فرماے اس وقت خود مولویصاحب کی صحت بھی بفضل خدا اچھی نہیں تاہم وہ خدمت دین اور احیاء ملت کے لئے اپنی صحت کی بھی پروا نہیں کرتے۔

امید کیجاتی ہے کہ حضرت اقدس کا مضمون ۳ یا ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو پڑہا جاوے۔ صحیح اور یقینی رائے آئندہ اشاعت میں درج ہوسکے گی۔ انجمن احمدیہ لاہور کو بجائے خود ایسے موقع پر اپنے احباب کی آمد کا متوقع رہنا نامناسب نہ ہوگا۔ اس لئے ان کے فروکش ہونے کے لئے امید ہے وہ مناسب انتظام زیر نظر رکھے گی۔ جو لوگ جانا چاہیں وہ سکرٹری انجمن احمدیہ [illegible]

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی صحت کی خبر خدا تعالیٰ کے فضل سے قوم کے لئے مژدہ راحت افزا ہے

۲۔ بزرگان ملت صحت و عافیت سے خدمت دین میں مصروف ہیں۔

۳۔ بعض ضروری کاموں کے انصرام کیوجہ سے حضرت مولوی محمد علی صاحب جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیاں نے ڈیڑہ ماہ کی رخصت بحیثیت سکرٹری لی ہے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب آپکی جگہ کام کریں گے۔ اور چہہ سال کی لگاتار محنت کے بعد ایڈیٹر ریویو کی حیثیت سے تین ماہ کی رخصت مولانا ممدوح نے لی ہے۔

* نوٹ۔ سکرٹری [illegible] آریہ سماج لاہور نے بھی دعوت کی تھی۔ ایڈیٹر

ہندوستان میں خیرات کا مسئلہ

اس میں شک نہیں ہے کہ ہندوستان میں مسئلہ خیرات نہایت ہی ضروری اصلاح طلب ہے کیونکہ آج کل اس ملک کی قریباً تمام خیرات ٹھیک طور پر استعمال نہیں ہوتی اگرچہ ہندو اور مسلمان ہر دو اصحاب کی مذہبی کتابوں میں خیرات کے متعلق بہت ہی ٹھیک قاعدے واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں مگر ملک میں عام جہالت پھیلی ہوئی ہونے کے باعث لوگ مذہبی اصولوں سے بھی ناواقف ہیں۔ اور اس لئے ہم سوشل پولیٹیکل اور تمدنی بُرائیوں میں پھنسکر افلاس اور جہالت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگرچہ اس ملک کے لوگ دیگر مہذب اور تعلیم یافتہ قوموں اور ملکوں کی نسبت زیادہ فیاض اور رحم دل ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری قومی فیاضی اور خیرات ٹھیک طور پر ان طریقوں میں استعمال نہیں کی جاتی جن سے قومی ترقی اور بہبودی بڑھے یورپ امریکہ اور جاپان جیسے مہذب اور آزاد ممالک میں لوگ اپنی خیرات اور فیاضی کو تعلیم کی ترقی کی طرف اور اُن لوگوں کی امداد کی طرف مائل کرتے ہیں۔ جو اپنی معذوری کے باعث خود دیانت داری سے نہیں کما سکتے۔ مثلاً قومی مدرسوں۔ کالجوں۔ اور یونیورسٹیوں کے قیام یا یتیموں اور محتاج خانوں کی پرورش میں فیاض لوگ اپنی خیرات کو صرف کرتے ہیں۔ اور نیز ان مہذب قوموں میں اس بات کی بڑی پابندی ہے کہ ملک میں سُستی یا جہالت نہ پھیلے۔ اس لئے انھوں نے دو قاعدے قانوناً باندھ رکھے ہیں۔ اول تو تعلیم ان مہذب ممالک میں لازمی ہے اور ابتدائی تعلیم مفت دیجاتی ہے۔ ان مہذب ممالک کی گورنمنٹیں اپنے تمام لوگوں کو علم کی روشنی سے بے بہرہ رکھنا ایک گناہ کبیرہ سمجھتی ہیں کیونکہ بغیر تعلیم کے نہ لوگ مذہبی پابندیوں کو جان سکتے ہیں اور نہ ملکی و قومی ترقی کے وسایل سے واقف ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ اس مصرع کے پورے مصداق ہوتے ہیں کہ ؎ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ اس لئے ان ممالک میں ابتدائی تعلیم بالکل مفت ہونے کے علاوہ لازمی بھی ہے۔ یعنی ہر ایک بچے کو سولہ برس تک ضرور ہی حسب الحکم سرکار تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے اور اس لئے علم کی روشنی سے وہاں کے لوگ منور ہو کر محب وطن عالم اور ملک و قوم کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اگر یورپین اقوام دیگر قوموں پر حکومت کر رہی ہیں تو اس کا بڑا بھاری سبب یہی ان کی تعلیمی ترقی ہے نیز انھوں نے اپنے ممالک میں بھیکھ مانگنا بھی جُرم قرار دے رکھا ہے۔ کیونکہ بھیکھ مانگنے سے انسان اور قوم سُست بن جاتی ہے یورپ کے قریباً تمام ممالک میں بھیکھ مانگنا ایک جُرم ہے۔ اور اس لئے کوئی شخص بھی وہاں بھیکھ نہیں مانگ سکتا۔ کیونکہ اس جُرم کی سزا چھ ماہ قید ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہندوستان میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہاں نہ تو تعلیم کی ترقی ہے اور نہ بھیکھ مانگنے کی کمی۔ ہندوستان میں تعلیم یافتہ اصحاب بمشکل دو فی صدی ہوں گے۔ اور باقی ۹۸ فی صدی لوگ جاہل اور علم کی روشنی سے بے بہرہ ہیں اس لئے وہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کر رہے ہیں یعنے نہ تو اُن کو ملک اور قوم کی حالت اور اُس کی ضرورتوں سے واقفیت ہے اور نہ اس کی بہبودی اور ترقی میں کوئی دلچسپی۔

ہندوستان میں بھیکھ مانگنے کی حالت یہ ہے کہ پچھلی مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء کے مطابق اس ملک میں ۵۲ لاکھ آدمی ایسے دکھائے گئے ہیں جو صرف بھیکھ پر گذارہ کرتے ہیں اور اگر چار روپے ماہوار بھی ایک آدمی کی خوراک اور پوشاک وغیرہ میں خرچ ہو تو ہندوستان کو صرف ان بھیکھ منگوں کی پرورش میں قریباً ۲۵ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کا پڑتا ہے۔ اگر محتاج و مسکین لوگ یعنے یتیم اندھے لنگڑے لولے اور بیمار بھیکھ مانگیں تو اتنا قابل اعتراض نہیں مگر آج کل کے بھک منگوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جوان اور مضبوط ہیں مگر دیانتداری سے کما کر کھانے اور محنت کرنے سے جی چُراتے ہیں اور چونکہ ان مضبوط اور جوان لوگوں کو مفت میں بغیر محنت اور مشقت کے تمام ضروریات انسانی صرف بھیکھ مانگنے سے میسر ہو جاتی ہیں اس لئے یہ بالکل سُست و آرام طلب ہو کر ملک اور قوم کے لئے ایک بڑا بھاری بوجھ بن گئے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو لوگ اصلی خیرات کے مستحق تھے وہ خیرات سے محروم ہو رہے ہیں یعنے قومی مدرسے اور کالج اور محتاج خانے اور یتیم خانے کافی امداد نہ ملنے سے بہت ہی بُری حالت میں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں بھیکھ مانگنے والوں کی بڑی بھاری تعداد ہونے کا یہ بھی باعث ہے کہ لوگوں کو دیانتداری سے کمانے کے ذرائع اور وسایل بھی پورے میسر نہیں ہیں یعنے ملک کے ہر قسم کے کارخانجات صنعت اور حرفت جن سے لوگ دیانتداری سے کما کر اپنی پرورش کرتے تھے آجکل بالکل معدوم ہو گئے ہیں۔ اور ہم اپنی انسانی ضروریات کو لئے غیر اقوام کے محتاج بن گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر سال اسی ملک سے ایک ارب پچیس کروڑ روپیہ سالانہ غیر ملکوں۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی وغیرہ کو چلا جاتا ہے جس سے ہندوستان مفلس ہو گیا ہے اور اسی افلاس کے باعث قحط اور پلیگ یہاں کے مستقل اور بن بُلائے مہمان بن گئے ہیں جن سے ہر سال ۲۰ لاکھ جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ اور ان کے یتیم بچے بھی پادریوں کی کوشش سے عیسائی مذہب اختیار کر لیتے ہیں ان تمام بُرائیوں کا صرف یہی ایک علاج ہے کہ ہم اپنی خیرات اور فیاضی کو صرف قومی مدرسوں اور کالجوں کے قایم کرنے اور ترقی دینے میں صرف کریں جس سے علم کی روشنی ملک کے تمام فرقوں میں پھیلے اور وہ اپنی ضروریات زندگی کے لئے اپنے ملک کی پیداوار یعنے مختلف کارخانہ جات صنعت اور حرفت کی تیار شدہ اشیاء پر منحصر رہیں جس سے نہ صرف ہمارے ملک سے ایک سو پچیس کروڑ روپیہ ہر سال غیر ممالک کو جانا موقوف ہو جائے۔ بلکہ وہی روپیہ ہندوستان میں نئے نئے کارخانے صنعت و حرفت کے جاری کرنے میں صرف کیا جائے جن میں ہندوستان کے مزدوری پیشہ لوگوں کو دیانتداری سے کمانے کے وسایل میسر ہوں۔ ”ہمت مرداں مدد خدا“ اس لئے ہمیں ان دونوں ضروری سوشل اصلاحوں کی تکمیل میں کمر ہمت باندھکر مستعد ہو جانا چاہیئے۔

(راقم ٹہل رام گنگا رام از مقام لاہور۔ مورخہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء)
(وکیل)

ضرورت دعا

ڈاکٹر محمد صدیق صاحب احمدی وٹرنری ہانگ شان ملک چین اپنے حقیقی بھائی بابو محمد عظیم اللہ صاحب کے دعا صحت کامل کی درخواست کرتے ہیں جو ایک عرصے سے بیمار چلے آتے ہیں۔ ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ بابو صاحب موصوف کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ صحت کامل عطا فرماوے۔

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے۔ نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں۔ آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے مع محصول ڈاک ۱۲/ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ۔ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

اشتہار مظہر الاسرار

للعموم بیس روپیہ انعام عام

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ محمد نبی اخر الزمان ۔ وجعلنا من اھل السنۃ والجماعۃ بالفضل والاحسان وابعدنا عن الرفض والتشیع والطغیان ۔ وحفظنا عن الاعتزال والالحاد والمیلان والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ الی کافۃ الناس لتبلیغ الاحکام القرآن ۔ وعلی آلہ واصحابہ الذین قمعوا عرق الملحدین والمبتدعین بالسیوف والسنان ۔

اما بعد چونکہ آجکل ہمارے بعض ناعاقبت اندیش فتنہ پسند علماء عوام کو ہمارے برخلاف اکسانے میں روز بروز ترقی کر رہے ہیں اور انکی اس مخالفت کا اصل سبب صرف یہی ایک بات ہے ۔ کہ ہم فرقہ احمدی (محمدی) از روئے قرآن شریف و تقدیم سنت اللہ کے وفات مسیح کے قائل ہیں ۔ اور بشارت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحت لیستخلفنھم فی الارض ..... الخ (سورہ نور) ۔ اور حدیث ینزل فیکم ابن مریم ۔ الی کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم اور حدیث ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (دیکھو مشکوٰۃ) کا مصداق ایک امتی محمدی کو قرار دیتے ہیں ۔ اور ہمارے مخالفین فرقہ حنفیہ و وہابیہ حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ بجسم عنصری الآن کما کان موجود علی السماء یقین کرتے ہیں ۔ مگر اب تک معلوم نہیں ہوا کہ ان لوگوں کے عقاید کی بنیاد کس چیز پر ہے ۔ اگر کتب قصص و روایات اہل کتاب ہیں تو پھر ان سے ہمیں کوئی شکایت نہیں کیونکہ اہل کتاب اہل قرآن کی مخالفت اس سے بیشتر بھی کرتے رہے ہیں ۔ اور اب بھی کرتے ہیں ۔ اور اگر ان کے عقاید کی بنیاد آیات بینات قرآن کریم ہیں ۔ تو پھر براہ عنایت حیات مسیح قرآن شریف سے بپابندی شرائط ذیل ثابت کریں ۔ اور مبلغ بیس (عنـ۲۰ـہ) روپے انعام لے لیں ۔ اگر مثبتین کئی صاحب ہوں تو یہ انعام باہم تقسیم کر سکتے ہیں ۔ شرائط یہ ہیں :۔

(۱) خداوند تعالٰے فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال سمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوما یتدارؤن فی القرآن فقال انما ھلک من کان قبلکم بھذا ضربوا کتاب اللہ بعضہ ببعض وانما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا فلا تکذبوا بعضہ ببعض فما علمتم منہ فقولوا وما جھلتم فکلوہ الی عالمہ رواہ احمد وابن ماجہ ۔ دیکھو مشکوٰۃ باب العلم ۔ اب اس آیۃ اور حدیث نبویہ سے یہ ثابت ہوا کہ کسی آیت کے ایسے معنی کرنے جائز نہیں ہیں جس سے تعارض بین الآیات واقع ہو ۔ اس لئے مدعیان حیات مسیح علیہ السلام صرف قرآن شریف ہی سے کوئی ایسی آیت پیش کریں جس سے حیات مسیح بجسم عنصری علی السماء ثابت ہو جاوے ۔ اور یہ آیت کسی دوسری آیت قرآن کے خلاف بھی نہ ہو ۔

(۲) چونکہ بنیاد عقاید یقینیات ہیں نہ ظنیات ۔ اس لئے اس بحث میں بجز آیات بینات اور کچھ پیش نہ کرنا چاہئے ۔ کیونکہ تفاسیر اور کتب احادیث میں فریقین کے لئے روایات بکثرت موجود ہیں ۔ جن سے فیصلہ مشکل ہے ۔ صرف قرآن شریف سے ہی حیات مسیح ثابت کر کے انعام مذکورہ حاصل کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیدیں ۔ بالآخر یہ عرض ہے کہ جس صاحب کو یہ اشتہار مسمی بہ مظہر الاسرار پہنچے ۔ وہ اپنے گاؤں یا شہر کے مولوی یا مفتی ۔ قاضی صاحب کو اسکے جواب لکھنے پر آمادہ کریں ۔ اگر وہ جواب باصواب سے کسی حیلہ و بہانہ سے پہلو تہی کریں تو پھر انکو یہ نصیحت کریں کہ وہ آیندہ فرقہ احمدی (محمدی) کی تکفیر اور بدگوئی اور عداوت سے باز آجاویں ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اس کا جواب تحریری دینا ہوگا ۔ زبانی ہرگز قبول نہ کیا جاویگا ۔ فقط (نوٹ) جو کوئی اشتہار ہذا کا کچھ جواب لکھے اس کی ایک کاپی میرے نام ارسال فرماویں تاکید تاکید

المشتہر

محمد یمین احمدی از مقام داتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

(مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اگر بپابندی شرائط بالا کسی نے جواب تحریری دیا تو مبلغ عنـ۲۰ـہ روپیہ میری طرف سے ملیگا ۔ راقم شاہ ولی خان مدرس مدرسہ داتہ ۔

تاریخ تولد مولود مسعود سید قمر الزمان سلمہ الرحمن

مورخہ ۔ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بعد نماز صبح اور پھر آخیری ہفتہ ماہ جولائی ۱۹۰۷ء میں ایک شخص کے پاس ایک خوبصورت چیت چالاک لڑکا دیکھا میں نے اس شخص سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے اس نے جواب میں کہا کہ یہ سید سرور شاہ صاحب کا لڑکا ہے ۔ پھر میں نے پوچھا اسکا نام کیا ہے اس نے کہا اسکا نام ہے سید قمر الزمان ۔ ایسا ہی دو تین دفعہ محمد ایوب شاہ فرزند کلاں سید محمد سرور شاہ صاحب نے اس کو دیکھا ۔ آخر خداوند تعالٰی کے فضل اور عنایت سے مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء بعد نماز عصر سید قمر الزمان سلمہ الرحمن صاحب تولد ہوئے اور جیسے خوابوں میں دکھائی دے چکے تھے ویسا ہی پائے گئے الحمد رب السموت و رب الارض رب العلمین ولہ الکبریاء فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم ۔ پس خدا تعالٰے کی اس عنایت کے شکریہ میں چند نسخے رسالہ عصمت انبیاء اور رسالہ دافع البلاء کے للہ تقسیم کئے جاتے ہیں ۔ غریب احمدی بھائی صرف محصول ڈاک بھیجکر مفت منگوا لیں اور اس مولود مسعود کی سلامتی فی الدارین کیلئے دعا فرماویں ۔ امید کہ سید قمر الزمان کے ماموں صاحبان بھی خدا تعالٰے کی اس عنایت کے بدلہ میں کچھ تبلیغ الاسلام میں حصہ لینگے فقط

محمد یمین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ داتہ ضلع ہزارہ

(مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء)

حضرت مسیح موعود کی ایک تازہ تحریر

الہام کی فلاسفی

اپنی جماعت کے ایک دوست نے اپنے بعض الہامات اور پھر انہیں ایک وقت شیطانی دخل کا اور اپنی خوابوں اور مکاشفات کا ذکر کرتے ہوئے ایک تحریر حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں بھیجی جس کے جواب میں حضرت اقدس نے ان کو ایک خط لکھا ہے جس میں وضاحت کے ساتھ حضور نے بیان فرمایا ہے۔ کہ سچا الہام کن لوگوں کو ہو سکتا ہے۔ عام فائدہ کے واسطے وہ خط شایع کیا جاتا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے یہ تمام خط پڑھ لیا ہے۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا۔ کہ انسان مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بڑا مشکل امر ہے۔ جبتک انسان فنا کی حالت تک نہ پہونچے۔ اور وہ خدا کی سخت آزمایشوں کے وقت صادق نہ ٹھہرے اور کئی موتیں اسپر وارد نہ ہوں اور کئی قسم کی تلخیاں خدا کی راہ میں نہ اٹھاوے اور جبتک کہ ہر ایک قسم کی نفس پرستی اور عجب یا شہرت کی خواہش اس سے دور نہ ہو اور جب تک کہ سچی تبدیلی اس میں پیدا نہ ہو اور جب تک کہ خدا کی رضا جوئی کے نیچے ایسا محو نہ ہو۔ کہ کچھ بھی نہ رہے اور جب تک کہ وہ خدا کو وہ استقامت نہ دکھاوے کہ بارش کیطرح اسپر بلائیں برسیں اور وہ صابر رہے اور جب تک کہ اس کا حقیقی تعلق خدا سے نہ ہو جاوے۔ کہ تمام نفسانی پر و بال جھڑ جائیں اور تمام سفلی خواہشیں جل جاویں اور جبتک کہ نفس لوامہ کا جنگ ختم نہ ہو جاوے اور جب تک یہ آگ اس میں پیدا نہ ہو۔ کہ وہ خدا کی رضا کو اپنی تمام اور کامل مراد بنا وے اور دوسری تمام مرادیں اور حقیقت معدوم ہو جاویں اور جب تک ایک تپش اور خلش لازمی طور پر خدا کی محبت کی اس کے سینے میں پیدا نہ ہو جائے اور جب تک کہ وہ درحقیقت خدا کے لئے ذبح نہ ہو جائے اور جب تک کہ اوس کی ہستی پر ایک بھاری انقلاب نہ آوے اور جب تک کہ وہ خدا کے مقابل پر سخت امتحانوں کے وقت اور اس کے جلال ظاہر کرنے کے لئے ہر ایک لحظہ میں اور ہر ایک حالت میں فدا ہونے کے لئے طیار نہ ہو اور جبتک کہ ریا کی تمام جڑیں اور عجب کی تمام جڑیں اور نفسانی غضب کی تمام جڑیں اور نفسانی حسد کی تمام جڑیں اور نفسانی خود نمائی کی تمام جڑیں اس کے دل سے بکلی دور نہ ہو جاویں اور جبتک کہ خدا کی ہیمنت ایسے زور سے اسپر اثر نہ کرے کہ دوسرے تمام وجود ایک مرے ہوئے کیڑے کیطرح محسوس ہوں نہ انکی ستایش سے خوش ہو نہ انکی مذمت سے رنج پہونچے اور جب تک کہ ایک سچی اور پاک قربانی اپنے تمام وجود اور تمام قوتوں کی خدا کے سامنے پیش نہ کرے اور جبتک کہ نہ معمولی روح سے بلکہ اس کے ساتھ زندہ ہو اور جب تک کہ اس کے لئے ہر ایک بلا ہی اپنے ہاتھ سے کرنے کے لئے طیار نہ ہو اور جب تک سچی اور کامل محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں پیدا نہ ہو اور جب تک کہ وہ سچے اور کامل طور پر اعلاء کلمۃ الاسلام پر عاشق نہ ہو تب تک ہرگز ہرگز مکالمات الٰہیہ سے مشرف نہیں ہو سکتا اسی کیطرف خدا تعالیٰ نے ان دو مختصر لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے قد افلح من زكها وقد خاب من دسها۔ ایسے لوگوں کی دماغی بناوٹ ہی ایک خاص ہوتی ہے۔ جسقدر اُنپر غم پڑتے ہیں اور جسقدر وہ متواتر نہایت سنگین امتحانوں کے ساتھ آزمائے جاتے ہیں اور ایک لمبا سلسلہ ناکامی کا دیکھنا پڑتا ہے اور کسی شخص کا دل اور دماغ ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر اُن کے مسلسل غموں میں سے کچھ تھوڑا غم بھی دوسرے پر پڑے تو وہ تو وہ مرجاتا ہے اور یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔

پس مکالمات الٰہیہ کی اپنے نفس سے خواہش نہیں ظاہر کرنی چاہئے خواہش کرنے کے وقت شیطان کو موقع ملتا ہے اور ہلاک کرنا چاہتا ہے بلکہ اپنا مدعا اور مقصود ہمیشہ یہ ہونا چاہئے۔ کہ خدا تعالےٰ کی مرضی کیموافق تزکیہ نفس حاصل ہو اور اسکی مرضی کے موافق تقوےٰ حاصل ہو اور کچھ ایسے اعمال حسنہ میسر آجاویں کہ وہ راضی ہو جائے۔ پس جس وقت وہ راضی ہوگا تب اس وقت ایسے شخص کو اپنے مکالمات سے مشرف کرنا اگر اسکی حکمت اور مصلحت تقاضا کرے گی۔ تو وہ خود عطا کر دے گا اصل مقصود اس کو ہرگز نہیں ٹھہرانا چاہئے کہ یہی ہلاکت کی جڑ ہے بلکہ اصل مقصود یہی ہونا چاہئے کہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق احکام الٰہی پر پابندی نصیب ہو اور تزکیہ نفس حاصل ہو اور خدا تعالےٰ کی محبت اور عظمت دل میں بیٹھ جائے اور گناہ سے نفرت ہو خدا تعالےٰ نے یہی یہی دعا سکھائی ہے کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم۔ پس اسجگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ تم یہ دعا کرو کہ ہمیں الہام ہو۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ تم یہ دعا کرو۔ کہ راہ راست ہمیں نصیب ہو۔ ان لوگوں کے راہ جو آخرکار خدا تعالےٰ کے انعام سے مشرف ہو گئے۔ بندہ کو اس سے کیا مطلب ہے کہ وہ الہام کا خواہشمند ہو اور نہ بندہ کی اس میں کچھ فضیلت ہے۔ بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے نہ بندہ کا عمل صالح تا اسپر اجر کی توقع ہو اور پھر جبکہ انسان کے ساتھ یہ آفتیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ کہ کبھی حدیث النفس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسی کو الہام سمجھنے لگتا ہے اور کبھی شیطان کے پنجہ میں پھنس جاتا ہے اور اسی کو الہام سمجھنے لگتا ہے۔ پس کسقدر یہ خطرناک راہ ہے۔ بغیر خدا کی زبردست شہادتوں کے ایسے الہام کب قبول کے لایق ہیں۔ سخت بدقسمت وہ لوگ ہوتے ہیں کہ کبھی اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے کہ کن کن باتوں میں وہ خدا کے نزدیک پاس یافتہ ٹھہر سکتے ہیں اور کن کن آزمایشوں کے بعد ان کا صدق خدا کے نزدیک ثابت ہو سکتا ہے۔ ان سخت گھاٹیوں کے طے کرنے سے پہلے ہی الہام کے خواہشمند ہو جاتے ہیں اس سے پرہیز کرنا چاہئے اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہونا چاہئے۔ الہام بغیر پورے تقویٰ اور پوری جان فشانی اور پوری محویت کے طفیل تہی ہے۔ اور سخت خطرناک اور زہر قاتل ہے۔ انسان جس سے قریب ہوتا ہے اسی کی آواز سنتا ہے۔ پس پہلے خدا سے قریب ہو جاؤ اور شیطان سے دور۔ تا خدا کی آواز سنو۔

خاکسار مرزا غلام احمد

(بدر)

تجارتی کمپنی

منشی غلام محمد صاحب پھلواری نے ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے بدر میں "احمدی قوم کا اخباری اور تجارتی بیڑا" کے عنوان سے ایک چھوٹا سا مضمون لکھا تھا اور اس معاملہ پر انھوں نے مجھے بھی متوجہ کیا تھا پھر بذریعہ تاکیدی خط کے بھی انھوں نے مجھ سے خواہش کی کہ کیوں میں اس مضمون پر اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا۔

میں نے اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر غور کیا ہے۔ تجارت فی نفسہ ایک عمدہ اور مفید پیشہ ہے اور حضرت حکیم الامت مدظلہ العالی فرمایا کرتے ہیں کہ قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کو زراعت پر بھی فضیلت حاصل ہے۔ لیکن ایک مشترکہ سرمایہ سے کوئی کمپنی قائم کر کے کام کرنا [illegible] مشکلات اور دقتیں ہیں۔ مشترکہ سرمایوں سے کام کرنے والوں کی کامیابی اگر اصول تجارت کو [illegible] خدا تعالیٰ کے فضل [illegible] تجارتی رنگ [illegible] ترقی کی ہے وہ بھی ایک نمایاں بات ہے۔

تجارت کے مختلف شعبوں کو چھوڑ کر اگر صرف [illegible] شعبہ کو لیا جاوے تو یہ نہایت مفید اور مبارک ہے مسلمانوں کے لئے اس سلسلہ میں ایک میدان وسیع ہے کہ اگر چند متمول اور سرمایہ دار یہ کام کرنا چاہیں اور دیانت امانت۔ استقلال، ہمت، صبر اور محنت کو ہاتھ سے نہ دیں بلکہ کام کریں تو یہ خرما و ہم ثواب [illegible] منافع کے علاوہ دینی خدمت بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس زمانہ میں جبکہ اشاعت کتب اور ذرائع اشاعت کی سہولت ہوگئی ہے یہ تجارت بہت [illegible] اسلامی کتب کی اشاعت اور طبع سے جس قدر فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے اور [illegible] مسلمان قوموں نے جہاں جہاں تجارت کتب کے کام کو وسیع پیمانہ پر ہاتھ میں لیا ہے خدا تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں برکت دی ہے اور اتفاقی قوت بہرحال انفرادی طاقت سے بڑھکر ہوا کرتی ہے مگر مشترکہ سرمایوں سے کام کرنے میں جہاں مشترکہ اصول تجارت کی پابندی کی ضرورت ہے وہاں اعتبار، حسن ظن ایک فریق کی طرف سے اور ایثار اور مروت دوسرے کی طرف سے ہونی لازمی ہے۔

چونکہ ابھی تک ہم لوگ اس مقام تک نہیں پہنچے اس لئے مشترکہ سرمایوں سے کام کرنے کی روح بھی ہم میں پیدا نہیں ہوئی۔ اور بعض وقت ناتجربہ کاری اور جلد بازی بھی نقصان پہنچاتی ہے جبکہ سرمایہ دار سرمایہ لگا کر چند ہی روز میں بہت بڑے فائدہ اور نفع کا متمنی ہو جاتا ہے بجالیکہ ایسے امور میں ایک وقت تک انتظار کرنا پڑتا ہے پس منشی غلام محمد صاحب اگر ایسے اشخاص سے آگاہ اور واقف ہیں جو نہایت حوصلہ اور بردباری کے ساتھ اپنا سرمایہ تجارت میں ملکر لگانا چاہتے ہیں تو ان کے لئے مبارک ہے وہ اپنی ذمہ واری پر یا کسی ایسے شخص کی ذمہ واری پر جس کی دیانت اور امانت پر انھیں پورا اطمینان ہو یا اطمینان کرنے کے قوی وجوہات ہوں کوئی کام شروع کر سکتے ہیں۔

اگر کوئی ایسا انتظام منشی غلام محمد صاحب کر سکتے ہوں تو سب سے پہلا آدمی جو ان کو اس مقصد میں اپنی ذمہ واری کے بوجھ سے الگ رہکر مدد دینے کو طیار ہو سکتا ہے وہ میں ہوں۔

بارہا میرے دل میں یہ خیال آیا ہے اور اس خیال نے مجھے مضطرب کیا ہے کہ ہرچند الحکم ایک قومی اخبار سمجھا جاتا ہے مگر اس کا تعلق فی الحقیقت میری شخصیت اور ذات سے وابستہ ہے۔ اور کسی قومی کام کا فرد واحد کے وجود سے وابستہ ہونا کسی حالت اور صورت میں خطرہ سے خالی نہیں ہو سکتا اس کی موت فوت بیماری غیر حاضری وغیرہ امور کا اثر اس پر ضرور پڑتا ہے۔ اس لئے کیا اچھا ہوتا اگر کوئی ایسی صورت ہوتی کہ وہ ایک شخص کی ملکیت سے نکل کر بہت سے مالکوں کی ملکیت میں ہوتا جن میں سے ہر ایک اپنے ذاتی تعلق کی وجہ سے اس کی بہتری اور ترقی کی سعی کرتا۔

اور ایک شخص جو اس کی منیجری - ایڈیٹری اور مالکیت کے بکھیڑوں میں رہ کر بہت تھوڑا وقت اس کی بہتری اور بھلائی کے لئے دے سکتا ہے شاید کسی ایک حصہ میں خود بحیثیت منیجر یا ایڈیٹر کام کرتا اور اسی پہلو سے اس کو خدا کے فضل سے عمدہ پیمانہ پر لیجا سکتا ہے مگر جب اسے سارے بکھیڑے خود ہی کرنے ہوں تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کس قدر نقص اس میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ بہرحال میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو قومی ضرورتوں کا احساس قومی رنگ میں کریں۔

تالیف اور طبع کتب کا میدان جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں بہت وسیع ہے اگر چند آدمی ملکر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو یہ بخیر انشاء اللہ مفید ہو سکتا ہے۔

اسلامی دینی کتب کا سلسلہ خاص اشاعت چاہتا ہے خود قرآن مجید کی اشاعت ایک اہم کام ہے اور [illegible] جس شخص نے اس مقدس کتاب کی اشاعت کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہے خدا تعالیٰ نے اس کو ضائع نہیں کیا۔ ایسا ہی کتب احادیث کی اشاعت وسیع کام ہے۔ اور خود حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تالیفات کی اشاعت ایک ضروری کام ہے اگر یہ کتابیں نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھپا کر سستے داموں بیچی جاویں تو ان کی بڑی اشاعت ہو سکتی ہے مگر یہ سب کام سرمایہ کی ایک معقول تعداد چاہتا ہے مختصر یہ کہ اگر منشی غلام محمد صاحب اور جیسا کہ انھوں نے ظاہر کیا ہے کہ احباب نے اطمینان بخش خطوط لکھے ہیں اور اس کام میں حوصلہ افزائی [illegible] سے کام لیا ہے تو ان کے لئے مبارک ہے مگر یہ ضروری امر ہے کہ تمام پہلوؤں کو سوچ کر اس میدان میں قدم رکھنا چاہیئے اور ذمہ وار اشخاص کی [illegible] سے کام کرنے کا حوصلہ کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی امر موجب فتنہ و ابتلا ہو جس کی برداشت کے لئے اس ابتدائی زمانہ میں ہم طیار نہیں اور خدا نہ کرے کہ اس قسم کے کسی ابتلا کا ہم نشانہ ہوں۔

اسی مضمون کے ضمن میں ایک نہایت ضروری امر ہے جس کی طرف میں قوم کے سربرآوردہ اشخاص کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ

قرآن مجید کی اشاعت ہے

خدا تعالیٰ نے علمی اور عملی رنگ میں اس سلسلہ کو ممتاز فرمایا ہے اس لئے کہ اس نے اپنا رسول اور برگزیدہ امام اسی قوم میں نازل فرمایا مگر اب تک جو چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ گذرنے کو آیا ہماری جماعت کی طرف سے

قرآن مجید معرّا یا مترجم

ابھی چھپا کر شائع نہ ہوا۔ اور اس ضرورت کو ایک سے زیادہ مرتبہ محسوس کیا گیا اشتہار ہوئے۔ کچھ نہ کچھ روپیہ بھی وصول ہوا جو من بعد واپس کیا گیا میں نے باوجود اپنی علمی اور عملی کم بضاعتی کے سب سے پہلے اس ضرورت کو محسوس کر کے اپنی طاقت کے موافق بزرگان ملت کی ہی خوشہ چینی کر کے اس ضرورت کو پورا کرنا چاہا اور تفسیر کے رنگ میں کچھ پیش بھی کیا جس پر ہر طرف سے صدائے احسنت و مرحبا بھی اٹھی اور آئندہ کام کرنے کے لئے حوصلہ بھی دلایا گیا لیکن وہ کام اس کے بعد بعض مشکلات کی وجہ سے معرض التوا میں آیا۔ پھر مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم نے ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترجمہ چھاپنے کا اعلان کیا لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت اور مرضی یہی تھی کہ یہ کام ابھی معرض التوا میں رہے اس کے بعد میرٹھ سے ہمارے ایک مکرم دوست اور بھائی نے بڑے زور شور سے حکیم الامت کے ترجمہ قرآن مجید کا اعلان کیا اور ایک پارہ شائع بھی کیا اگرچہ جس رنگ میں انھوں نے اس

پارہ کو شائع کیا وہ اُن کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے جس طرز اور تقطیع پر چاہیے تھا نہ نکل سکا۔ تاہم غنیمت تھا مگر پھر اب خاموشی ہے۔

بہرحال یہ کام بہت ضروری ہے اگرچہ یہ آسان کام نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر متفق سعی سے کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ اسے آسان اور بابرکت کر دیگا۔ فی الحال اگر کسی جدید ترجمہ کو نہ بھی شائع کیا جاوے تو میری رائے میں پہلے ترجمہ جو ہو چکے ہیں مثلاً شاہ عبد القادر صاحب یا شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ ان میں سے کوئی ایک ترجمہ ساتھ دیا جاوے اور اُن مقامات پر جن کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے امام کے ذریعہ کھولی ہے مختصر نوٹ دے دئے جاویں اور نہایت خوشخط اور صاف ایک حمایل چھاپ دی جاوے ایسا ہی اسکے شروع میں ایک محنت سے طیار کی ہوئی فہرست ہو جو اپنے مقاصد کو مد نظر رکھکر بنائی جاوے اس قسم کی حمایل بہت مفید اور بابرکت ہو سکتی ہے انشاء اللہ العزیز اور اگر یہاں قادیان ہی میں اس کے چھاپنے کا بھی انتظام ہو تو مجھے یقین ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا ترجمہ بھی چھپ سکتا ہے

حضرت حکیم الامۃ ترجمہ کر چکے ہوئے ہیں۔ یہ کام ایک زر خطیر کو چاہتا ہے میرے ہاتھ میں اس وقت نہیں ورنہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے توفیق پاکر اسے ضرور شروع کر دیتا اس کے لئے یک مشت روپیہ کی حاجت ہے تا کہ یکدم ایک ہی قسم کا کاغذ خرید لیا جاوے۔ اور ایک عمدہ اور اعلیٰ خوشنویس کی خدمات لی جاویں یہ لوگ معقول پیشگی لئے بغیر کام نہیں کرتے۔ ایسا ہی دو تین تقسیم کے اس طرح پر ایک معقول تنخواہ کا عملہ اس مطلب کے لئے رکھنا پڑتا ہے اگر صرف خریداران الحکم ہی توجہ کریں اور وہ زیادہ نہیں چار چار روپیہ اس کے لئے جمع کرا دیں تو یہ حمایل چھپ سکتی ہے یا کوئی سرمایہ دار اپنے طور پر یہاں یہ کام شروع کر دے۔ میں بھی اس کام میں انشاء اللہ مدد دے سکوں گا۔ اس ضرورت کو محسوس کرنے والے بہت سے دل پیدا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ خود توفیق دے۔ آمین۔ آخر میں حضرت امامؑ کے اس شعر پر اسکو ختم کر دیتا ہوں

اے بے خبر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو حسب معمول سابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ بقایا اور ۱۹۰۸ء کی سالانہ قیمت وصول کرنیکے لئے وی پی کیا جائیگا۔ جو خریدار کسی وجہ سے ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی وصول نہ کر سکتے ہوں اُن کو ضروری ہے۔ کہ وہ ۸ دسمبر تک اطلاع دیں۔ کہ انکے نام کس تاریخ کا الحکم وی پی کیا جاوے تا کہ مطبع والیسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ یاد رہے کہ اسکے سوا الگ اطلاع اور نہیں کی جاوے گی ——— ایڈیٹر

حضور انور رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین

آپ ہمارے سچے آقا اور عظیم محسن ہیں۔ حضور نے اس دُنیا میں ظہور فرما کے ہم پر وہ وہ احسان کئے ہیں کہ ہم اُنھیں نہیں گنوا سکتے۔ نہ صرف ہمارے باپ دادا بلکہ ہماری صدہا پشتیں حضور کی غلامی کا فخر رکھتی ہیں حضور نے نہ تنہا تمام دُنیا میں توحید کا ڈنکا بجا کے ہمارے لئے عالی ہمت بننے اور اپنے ارادہ میں مستقل رہنے کا ایک جیتا جاگتا نمونہ قائم کر دیا ہے۔ حضور کے بازو میں لاریب زور قضا چھپا ہوا تھا۔ اسی روحانی قوت سے حضور نے اس کرۂ ارض کو اپنے ہاتھ میں اُٹھا لیا اور تمام دُنیا کو دکھا دیا کہ خداوند تعالےٰ کے برگزیدہ بندے اور اپنے ارادہ کے پورے ایسے ہوا کرتے ہیں۔

حضور نے ایک ایسی ناہنجار قوم میں زندگی کی روح پھونکی جو ہمیشہ سے مُردہ چلی آتی تھی جس نے نہ کبھی زندگی پائی اور نہ کبھی نبی نوع انسانی میں شمار ہونے کے قابل بنی۔ وحشی۔ ناخدا ترس۔ پانی کے گھونٹ پر صدہا سال جنگ قائم رکھنے والے۔ جاہل۔ قمار باز۔ بُت پرست دختر کش۔ مردم خوار اور درندے انسانوں کو وہ فضیلت بخشی اور اُن کی مذموم عادات ایسی کھوئیں کہ وہ متمدن اقوام جن کے قدیم مہذب قوموں کے اُستاد ہو گئے۔ حضور نے آناً فاناً میں اُن کی وحشت کو تہذیب سے بدل دیا۔ اور اُن کی جہالت کو علم سے۔ اور بُت پرستی کی جگہ خدا پرستی قائم کر دی۔ حضور انور کے صدقہ سے صدیق جیسے رقیق القلب۔ پاکباز۔ راست گو اور سچے ہمدرد بنی نوع کا ظہور ہوا جن کی اطاعت پر لاکھوں بندگان خدا نے سر جھکا دیا اور فاروق اعظم جیسے شیر خدا۔ جری۔ اولو العزم سپہ سالار اور بارعب انسان بنا دیئے جنھوں نے کسریٰ اور قیصر کی قدیم اور زبردست سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور جن کے فوجی افسروں نے ایران اور روم کی اُن شایستہ فوجوں کو فاش شکستیں دیں جن کا لوہا تمام دُنیا ہزارہا سال سے مانتی چلی آتی تھی اور جن کی دہشت سے کسی کو دم زدن کا یارا نہ ہوتا تھا۔

حضور کا ایک ایسے خاندان میں ظہور ہوا جو مثل اپنے ہموطنوں کے کم تعلیم یافتہ بُت پرست اور بھوت پریت کی زبردست قوتوں کا قایل تھا جو کعبہ کے بتوں پر قربانی کا جانور چڑھانا اور نیاز نذر ماننا اپنا خاص مذہب تصور کرتا تھا۔ یہ واقعی ایک حیرت انگیز بات تھی کہ حضور ایسے لوگوں میں پرورش پاکر اُن ہی کی آوازیں حضور کے کانوں میں گونجتی رہیں اور اُن ہی میں ہوش سنبھالیں اور مثل عرب بچوں کے جانوروں کے گلہ کو چرائیں۔ بکریوں کا دودھ دوہیں اور پہاڑوں پر سارا سارا دن گذار دیں اور پھر جب حضور انور اپنی ناہنجار قوم سے خطاب کریں تو معلوم ہو کہ قدرت کی آغوش روحانی کا پرورش کیا ہوا اور فطرت کا لاڈلا فرزند بول رہا ہے۔ ایسی ناہنجار قوم کو جو آج تک نہ کسی کی مغلوب ہوئی تھی اور نہ کسی پر غالب حضور نے جزیرہ نمائے عرب سے نکال کے دُنیا کی شائستہ قوموں کے آگے پیش کیا اور وہ ان عربوں کا تمدن اُن کی تہذیب۔ اُن کی آزادی خیال۔ ان کی مذاہب غیر کے ساتھ رواداری دیکھ کے سکتہ میں رہ گئیں۔ اور بخوشی اپنے ممالک کی کنجیاں اُن کے قدموں پر نثار کر دیں۔

حضور کی مقدس پیدایش ایک ایسے پُر آشوب زمانہ میں ہوئی تھی کہ دُور دُور تک بُت پرستی کی تاریکی نے فطرت کے نورانی چہرہ کو چھپا رکھا تھا۔ عربوں کا سوائے مختلف باطل معبودوں کے کوئی سر دھر نہ رہا تھا۔ حضرت موسیٰ کی تعلیم گم ہو چکی تھی۔ توریت کو دیمک لگتی چلی تھی۔ دوسری طرف نصرانیت دم توڑ رہی تھی اور خداوند مسیح کی بھیڑوں میں تن پرست بھیڑیئے پیدا ہو کے ان کا نوالہ تمام کر رہے تھے۔

گئے۔ خانقاہیں اور کُل معابد زناکاری کے گھر یا بازاری عورتوں کے اڈے بن رہے تھے اور پیشوایان یہود و نصاریٰ کے دل ایسے سیاہ ہو گئے تھے کہ وہ جہالت کو نجات کی کنجی سمجھنے لگے تھے۔ اخلاق کی ایسی زبون ترین حالت اور روحانیت کے اس انتہائی تنزل کے زمانہ میں اگر کیسے ہی زبردست دل و دماغ والے انسان سے کہا جاتا اور اس کا کلیجہ شق ہو جاتا۔ مگر حضور نے نہ صرف ان اردگرد کی قوموں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا بلکہ یہ دعوےٰ کیا کہ میں تو عالم کی رحمت بنانیکے لئے بھیجا گیا ہوں حضور کی تنہائی بے بسی اور بے یار و مددگار ہونے نے دشمنوں کو آپ پر پیشوایا اور جس طرح قدیم سے چلا آتا تھا کہ خدا کے برگزیدہ۔ خالص اور صادق پر جاہل قوم چھیتاں کستی اور ان کا مذاق اڑاتی ہے اسی طرح حضور کا بھی ٹھٹھہ اُڑایا گیا اور ہر طرح حضور کو چڑایا اور اذیت دیگئی مگر مرحبا ہے اس غیر معمولی اور لاجواب استقلال کو کہ حضور کا قدم اپنی جگہ سے مطلق نہیں ڈگمگایا اور روز بروز حضور کے استقلال میں ایک زور۔ تمکنت اور جوش پیدا ہوتا گیا اور اخیر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کُل ٹھٹھے۔ ہنسیاں اور پھبتیاں مغلوب ہو گئیں اور سب نے حضور کی اطاعت میں اپنی گردنیں خم کر لیں حضور کو خاتم النبیین کا لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا جس کے یہ معنے تھے کہ نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور اب علوم معرفت کی ایسی تکمیل ہو گئی ہے کہ آئندہ کسی نبی کے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ لہذا یہ بات قدرتی طور پر لازم آئی کہ حضور میں وہ کُل اوصاف ہوں جو اور انبیاء سابقین کی ذات میں ودیعت ہوئے تھے اور اس کے علاوہ معرفت کی بھی پوری تکمیل آپ کی ذات اقدس و اطہر میں کر دیجائے اور وہ غیر معمولی کامیابی بھی آپ کو نصیب ہو جو کسی نبی کو اپنی زندگی میں نصیب نہ ہوئی تھی عام فہم کے مطابق ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے بتدریج اپنی معرفت اور رحمت کا دروازہ خلقت پر کھولا اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ دور آخر میں پورا دروازہ کھولدیا گیا اور صاف طور سے آسمانی آواز نے دین خدا کے تکمیل اور نعمت اللہ کے پورے ہونے کی بشارت دیدی جس کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ جس طرح اس دُنیا کے کُل کام بتدریج کمال اور عروج کو پہنچتے ہیں اسی طرح روحانی سبق بھی اس کی الف۔ بے۔ تے سے شروع ہوا اور پیر حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر اُس کی تکمیل ہو گئی اور سبق پورا ہو گیا۔

انبیاء کے بعث کی غایت اگرچہ ایک ہی بتائی گئی ہے لیکن تلقین میں فرق ہے اور وہ ایسا باریک ہے کہ باطنی بصر کی آنکھ اُسے اچھی طرح دیکھ سکتی ہے جو کچھ سرکشی۔ تمرّد۔ نافرمانی انبیاء کی گئی ہے اس کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں مگر سب سے زیادہ وحشی پن۔ ناانسانیت اور سنگدلی جو حضور انور سے برتی گئی اُسکے پڑھنے سے تو دل دہل جاتا ہے اور کلیجہ ہلنے لگتا ہے۔ تقاضائے قدرت یہی تھا کہ جس طرح خداوند تعالیٰ نے حضور کو خاتم النبیین بنایا اور حضور کی اقدس و اطہر و مبارک ذات پر اپنے دین اور نعمت معرفت کی تکمیل کر دی اسی طرح تمام قسم کی مخالفتوں سختیوں۔ جفا کاریوں۔ مظالم اور بے دردیوں کی بھی تکمیل ہوتی اور ایسی تکمیل کہ جور و ظلم کی حد ختم ہو جاتی تاکہ کسی قسم کی چھوٹی بڑی مخالفت باقی نہ رہ جاتی۔ کیونکہ دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت رکھی گئی اور نہ حکم دیا گیا پھر مخالفت کا حصّہ کس کی ذات کیلئے محفوظ رکھا جاتا۔ ساتھ ہی اسکے کامیابی بھی پوری عطا کی گئی اور ایسی کامیابی جو کسی نبی کو اپنی زندگی میں میسر نہ ہوئی۔ ہم دل سے اسے معصوم نبی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ حضور بے شک کُل انبیاء کے سرتاج ہیں اور سب سے زیادہ بارگاہ خداوندی میں تقرب کے لحاظ سے حضور ممتاز کئے گئے ہیں ہم پیغمبروں میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتے کیونکہ وہ ایک ہی مقصد اعظم کی تکمیل کے لئے دُنیا میں مبعوث ہوئے تھے مگر یہ ضرور کہتے ہیں کہ وہ مقصد اعظم اے فخر کائنات تیری پاک ذات سے حاصل ہوا۔ (کرزن گزٹ)

تبصرہ جلد منگالو

تبصرہ کو بصورت اشتہار جیسا کہ حضرت اقدس کی منشاء ہے عام نظر گاہوں وغیرہ پر لگوانے اور عام مشتہر کرنے کیلئے چھاپا ہے۔ ذیل کے نرخ سے ملسکتا ہے۔ قیمت ۱۰۰ اشتہار ۱۲ قیمت ۵۰۰ اشتہار ؎ قیمت ۱۰۰۰ اشتہار ۔/۲ ۱۰۰ سے کم قیمت فی پرچہ ۔/ کے حساب سے چارج ہوگی محصولڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست بنام مینیجر الحکم قادیان۔

۲۶ و ۲۷ و ۲۸ نومبر کے متعلق اطلاع

الحکم کے ساتھ رعایتی کتابوں کا جو اعلان شائع کیا جا رہا ہے اسکے متعلق بعض احباب کو مغالطہ ہوا ہے اور انھوں نے دریافت کیا ہے کہ آیا قادیان اس تاریخ کو منی آرڈر پہنچ جانا چاہیے یا اپنے مقام سے روانہ کیا جاوے۔ اسلئے عام غلط فہمی کو رفع کرنیکے لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ بالا تاریخوں کو اپنے اپنے مقام سے منی آرڈر روانہ کر دینا چاہیے قادیان خواہ وہ کسی تاریخ کو پہنچے۔ مینیجر

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملسکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور اُنکے لئے جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اُسقدر تعداد سے اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی ایسی تمام اطلاعیں ۵ ڈسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کی جاوے۔

پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمان خانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلباء اور بعض دوسرے نادار طلباء کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصّہ لیں وہ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

احمدی بہنوں کے لئے کچھ

ایک عرصہ سے ہمارے دل میں یہ خواہش جوش زن تھی کہ کچھ نہ کچھ کبھی نہ کبھی اپنی احمدی بہنوں کیخاطر بھی لکھا جایا کرے - اور اس تحریک کی زیادہ تر محرک تو خواہرہ مکرمہ محترمہ اہلیہ صاحب ملک کرم الٰہی صاحب ہیں جن کے مضمون الحکم و وکیل میں دیکھے گئے تھے مگر کم فرصتی ایک ایسا مرض ہے کہ وہ انسان کو بہت سے کام کاج سے روکدیا کرتا ہے - ہم آج کے روز ایک مضمون تحریر کرتے ہیں جو اگرچہ ایک خط کی صورت میں ہے - مگر نتیجہ خیز ضرور ہے - اور ہماری خواہش ہے کہ گاہ بگاہ اس طور سے یا کسی اور طور سے جو پھر خیال میں آوے گا اپنی احمدی بہنوں کے لئے (انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی و توفیق) جو خطوط اور قصوں کے علاوہ معنے و نتیجہ خیز باتیں ہونگی اور اس کے ضمن میں بعض قرآنی آیات کے معانی و مطالب بھی موقع و محل کے لحاظ سے سنائے جائیں گے - مگر یہ ضروری امر ہے کہ ہم احمدی بہنوں سے یہ دریافت کریں جو اہل قلم ہیں کہ وہ اس طرز تحریر کو جو اسطرح شائع ہو پسند کرتی ہیں کہ نہیں - ہماری اس غرض کا جواب دینا بذریعہ الحکم کے خواہرہ مکرمہ اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب آف بھیرہ اور محترمہ اہلیہ صاحبہ اکمل آف گولیکی اور عزیزہ احمدی خاتون صاحبہ اور ایسے ہی دوسری اہل قلم اور تعلیمیافتہ بہنوں کو ضروری اور لازمی ہے - تاکہ آئندہ کو اگر ناپسند ہو تو ہم لکھنے سے باز رہیں - فی الحال اس تحریر کے ساتھ بطور نمونہ کے ہم ایک مضمون خط کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ ذیل میں درج ہے

خاکسار محمد حسین از لاہور بہاونی۔

نند* کا خط بھاوج کے نام

جناب بھاوج صاحبہ مکرمہ معظمہ دام عصمتہٗ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ گذارش یہ ہے کہ میں آپ سے رخصت ہو کر مع الخیر اپنے سسرال میں پہونچی سب کو تندرست پایا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا کہ بار سے اس نے ہر ایک آفت سے محفوظ رکھا - جب سے کوٹ لکھپت میں اور چکاوری دکلانور کے درمیان ریل گاڑیاں لڑی ہیں تب سے گاڑی میں بیٹھتے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - یوں تو مولا کریم کی مرضی ہے ہم سب اسی کے بندے ہیں اور عاجز بندے ہیں گنہگار ہیں ایک گناہ کے مرتکب نہیں دو کے نہیں بلکہ انبار در انبار گناہوں سے لدے ہیں جس گناہ کی سزا میں مولا کریم وہ پکڑے بجا ہے کوئی اس کے لئے روک تھام نہیں اور نہ اسپر کوئی حرف آسکتا ہے مگر تاہم اس کا یوں خیریت سے پہونچا دینا اور ہم کو استغفار کرنے اور گناہوں سے پاک ہونے اور متقی بننے کا موقع عنایت کرنا بھی اسکی عنایت ازلی سے کم نہیں - چھوٹے بھائیوں اور بہنوں اور آپ کی جدائی سے بہت رنج ہے خصوصاً والدین کا چلتے وقت کا رونا یاد کرکے اب تک دل بھر آتا ہے بلکہ سچ پوچھو تو دل بیتاب ہو جاتا ہے یوں تو انسانی خلقت کی نسبت ہی اس کے خالق مالک کا ارشاد ہے کہ خلق الانسان ضعیفا مگر اس کا زیادہ تر تو غریب عورت ذات کے ہی حصہ میں آیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی کمزور ہوتی ہیں سو جیسے اونکی فطرت کمزور ویسے ہر ایک قوی کمزور اسی لئے تو وہ ذرا سے غم والم کو بھی رائی کے پہاڑ کی مثال بہت بڑا سمجھ لیتی ہیں اسمیں شک نہیں کہ اکثر ایسی کمزوریاں لا علم یعنے علم سے بے بہرہ ہونے سے ہی پیدا ہوتی ہیں - مگر جس کے نصیب میں خدا تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ علم کا حصہ مقرر کیا ہے اُنکی کیا بات ہے اسمیں شک نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کا خاص فضل ہے کہ میں کچھ تھوڑا بہت ٹوٹا پھوٹا لکھنا پڑھنا جانتی ہوں مگر جہاں تک اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھتی ہوں اپنے آپ کو بہت کمزور خیال کرتی ہوں یہی وجہ ہے کہ والدین کا رونا یاد کرکے اب تک میرا دل بھر آتا ہے مگر کیا کریں مجبور ہیں کچھ اپنے بس کی تو بات ہے نہیں مولا کریم کی یہی مرضی ہے اور اس نے یہی چاہا ہے کہ ایک لڑکی کو وہ جب پل پلا کر بڑے ہو کر اس کے گھر بار کو خیرباد کہدے اور دوسرے اجنبی کے گھر کو جا کر آباد کرے وہ اپنوں کو چھوڑ کر بیگانوں کو اپنا بناوے اور انکی اپنی بنے اور اپنوں سے ایسی دور ہو جاوے جیسے کہ دودھ کی مکھی - دودھ کی مکھی کی مثال اگرچہ کسیقدر مکروہ معلوم ہوگی - لیکن اگر غور سے دیکھو تو یہ مثل ہر طرح سے ٹھیک آتی ہے وجہ یہ کہ جسطرح دودھ میں پڑی ہوئی مکھی کو جب نکال کر پھینک دیا جاوے تو پھر اوس کا دودھ سے کچھ ایسا تعلق نہیں رہتا جیسا کہ دودھ میں ہونے کی حالت میں تھا ایسا ہی بیاہی بیٹی کا ماں باپ کے گھر سے کچھ زور نہیں چل سکتا - ایک وقت تھا کہ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ تھا اور سب کام کاج میں ہی منتظم تھی مگر اب وہ وقت ہے کہ خداوند کریم نے وہ تمام کام آپکے سپرد کرا دیا اور ہم کو اوس سے بالکل بے دخل کرا دیا اب اول تو ہمارا میکے میں جانا ہی نہیں ہوتا اور اگر جاتے ہیں تو صرف مہمانوں کیطرح چند روز یا غایت کار مہینہ دو مہینے رہکر پھر آپ کو اور بھائی بہنوں والدین کو کلپتا اور گریہ زاری کرتا ہوا چھوڑ کر آنا ہی پڑتا ہے کیونکہ بیگانے پوتوں کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کا نتیجہ ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنوں کی محبت کو سرد کرنا پڑتا ہے۔

پیاری بھاوج! میری طبیعت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ میں اکثر فرصت کے وقت بعض امور کیطرف توجہ کرکے سوچا کرتی ہوں - اور مفید مطلب و نتیجہ خیز باتوں کی ٹوہ میں رہا کرتی ہوں پھر ان مفید اور نتیجہ خیز باتوں کو اپنے تک محدود رکھنا ادل درجہ کی کنجوسی خیال کرکے یہ خواہش ہوتی ہے کہ بہنوں کی خدمت میں بھی ان کو پہنچا دوں چنانچہ اکثر دفعہ ایسا کرتی ہوں کہ خطوں کے ذریعہ تحریر کرکے اپنی بہنوں اور سہیلیوں کی خدمت میں ایسی ایسی باتیں لکھتی رہتی ہوں مگر چونکہ ہماری طبیعتیں ایک جیسی تو ہوتی نہیں ہماری اکثر بہنیں اور سہیلیاں دنیا پرستی کیطرف زیادہ مائل ہیں اسلئے اکثر دفعہ وہ مجھکو پاگل اور وہمی خیال کرتی ہیں اور کبھی تو ایسی بھی ہیں کہ لکھ بھیجتی ہیں کہ بی بی! اگر تم ایسے ہی خیال میں ہمکار رہنا چاہتی تھیں تو تم نے شادی ناحق کی تم کو تو چاہیئے تھا کہ کنواری مریم کیطرح رہبانیت اختیار کرنے کا عزم بالجزم کر لیتیں اور رات دن اسی وہم اور خیال میں مبتلا رہتیں - مگر مجھکو ان بہنوں کیحالت زار پر سخت رونا آتا ہے بلکہ اگر سچ پوچھو تو بعض دفعہ انکی حالت پر ملالت سے آٹھ آٹھ آنسو بھی

* پنجابی زبان میں نند خاوند کی ہمشیرہ۔ منہ

گرہی پڑتے ہیں اگرچہ بہتیرا روکتی ہوں۔ وجہ یہ کہ ان بہنوں نے اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں بلکہ اگر میں یہ کہدوں کہ ان کے لایق شوہروں نے جنکو ہم اپنا معزز دینی بھائی یقین کرتے ہیں ان کو سمجھانے سے کسقدر پہلو تہی کی ہو یا یہ کہ انکی نصیحت پر ان بھولی بھالی عورتوں نے کان نہ دہرے ہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ اس لئے مجھکو یہ وہم خیال کرلیتی ہیں اور ایسے لفظ اپنی زبان اور زبان قلم سے نکالتی ہیں کہ جن کا نکالنا عقلاً وشرعاً اون کے لئے جائز نہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ اسلام ہاں پیارا اسلام وہ سچا دین الٰہی ہے کہ وہ کسی قوائے انسانی کی بے حرمتی کرانا نہیں چاہتا اور نہ چاہتا ہے کہ کسی قوای سے ایسا زیادہ کام لیا جاوے جو اسراف میں داخل ہو اس لئے تو اس نے رہبانیت کی جڑ کاٹ دی اور ایسا ہی کثیر التعدادی کے سبق پڑہانے سے کنارہ کشی کی۔ یہی وجہ ہے کہ اوس نے ہرایک کام کے لئے حدود قائم کئے یعنے جہاں اسلام نے لا رہبانیۃ فی الاسلام کا حکم دیا وہاں صرف چار تک بیویاں کرنے کی بھی حد باندھ دی جس سے اسراف کا بھی بندوبست ہوگیا اور قوائے انسانی کی بیحرمتی کا بھی قلع قمع ہوگیا۔ مگر دوسرے ادیان میں آڈ ہبتا کر کچھ نہ کچھ ایسی بات کہدی ہے کہ نہ دہری جائے اور نہ اوٹہائی جائے ؎

کچھ وہ سر پہ پڑا ہے کہ اوٹہائے نہ اوٹھے
بات بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائی نہ بنے

جب میں آپ سے رخصت ہوکر ریل گاڑی میں اسوار ہوکر روانہ ہوئی ہوں تو رنج وغم تو تہا ہی ماں باپ کی جدائی بھائیوں بہنوں اور آپ جیسی مخلصہ بہاوج کو چھوڑکر آنا دلپر بہت کچھ غم والم کے پہاڑ توڑ رہا تہا کچھ رستہ تو میں اسی ہم وغم میں مبتلا رہی مگر کچھ دیر کے بعد میری طبیعت نے پلٹا کہایا اور میری طبیعت کو دوسریطرف رجوع ہوئی یعنے یہ خیال دل میں آنے لگا کہ دیکھو! خداوند کریم کی حکمت ومصلحت کو کہ ماں باپ کی گود میں پلے پوسوں کو کسطرح جدائی صرف ایک بندۂ خدا کے سبب نصیب ہوتی ہے اپنے بھائیوں بہنوں خویش اقربا ذرا دیر میں سب کے سب چھوڑ کر اوسی ایک دم کیخاطر ایسی بے مروتی کرنا کونسے اخلاق میں داخل ہے کیا یہ کوئی نیکی ہے کیوں نہ ہم اس کو اعلےٰ درجہ بدی۔ بدعہدی بے وفائی بے مروتی۔ خود غرضی مان لیں کیا ماں باپ کا یہ احسان تہوڑا ہے کہ اونہوں نے گودیوں میں کہلایا اور ہر طرح کے ناز ونعم میں پالا پوسا سوطرح کا دکھ اوٹہایا تکلیف اوٹہائی اگر بیمار ہوگئی تو اپنے پر روٹی کہانا پینا حرام کرلیا۔ بیمار کے لئے سوطرح کی دوڑ دہوپ کی کبہی کچھ دوائی پلائی کبہی کچھ اور اس فکر میں اپنی جانوں پر رنج وغم کے پہاڑ توڑ لئے سوالگ دوائی دارو میں جو روپیہ پیسہ پانی کیطرح بہایا اس کا حساب کتاب نہیں باوجود ایسی اعلےٰ درجہ کی خدمت کے صرف ایک آدمی کے بخشنے کیخاطر اون سے طوطا چشمی کرنا اخلاقی گناہ تو ضرور ہونا چاہئے کیا جس نے بچپن سے ہماری خاطر تواضع کرنیکا ٹہیکہ لیا تہا اور ہم کو طرح طرح کا سکھ وآرام دیا اوس کے احسانوں کا یہی بدلا ہونا چاہئے تہا کہ ہم ایسے بے مروت ہوجاتے اور اون کے رونے دہونے کو خاطر میں نہ لاتے اور نہ ان کے کلیجے کا خیال کرتے اور شکر چہنے پر ترس کہاتے اور یوں اون کو روتا اور کڑہتا چھوڑکر چلے آتے ایک بندہ خدا کی خاطر۔ کیا اس بندۂ خدا کے سر خاب کا پر لگا ہے جسکی خاطر ہم کو اون کے تمام احسان پس پشت ڈالنے پڑے؟

نہیں نہیں پیاری بہن! یہ دنیا کی بے ثباتی کا نظارہ ہے اور خدا کی وحدانیت ثابت کرنے اور انسان کو خبردار کرنے کے لئے ایک نہایت ہی عجیب وغریب اشارہ ہے اور اس سے ایک عارف کے لئے دریائے معرفت الٰہی کے راز کی ایک نہر ظاہر ہوتی اسمیں شک نہیں کہ ماں باپ کی محبت والفت اپنے بچوں اور بچیوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نہیں چاہتے کہ اونکی آنکہوں سے اوٹ اون کا جایا یا جائی ہو مگر اصل پوچھو تو یہ دنیا ہی بے وفا ہے اس کے ساتھ دل لگانا ہی گمراہی کی دلیل ہے اس نے کسی کے ساتھ مروت نہیں کی۔ احسان نہیں کیا۔ رحم نہیں کیا۔ مہر نہیں کی شفقت نہیں کی۔ لطف نہیں کیا۔ بلکہ یہ ہمیشہ سے جانی مخالف ومعاند اور سیاہ دشمن کیطرح کبہی مال بیری رہے کبہی عزت کی کبہی اولاد کی کبہی جان کی۔ اور ان میں سے آخر کار ایک نہ ایک کو لیکر ہی چھوڑتی ہے اور کبہی یہی بہوکے گہڑیال کیطرح سیر نہیں ہوتی جبتک کہ سب کو کہینچکر اپنے پیٹ کی بہٹی میں نہ بہرلے۔ آہ صد آہ۔ یہ دنیا کیا ہے؟ ناپائیدار۔ بے ثبات۔ بے وفا۔ غدار ہے۔ اور اس کے ساتھ دوستی لگانیوالے کا انجام کبہی اچہا نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔

میں آپ سے ہزل سے نہیں بلکہ جد وصدق سے کہتی ہوں کہ اگر باریک بین اور فیلسوف بنکر دنیا کے کرشموں پر نظر کروگے تو ایکبار بحر حیرت کی غواص ہوجاؤگی اور ایسی حیرت میں محو ہوجاؤگی کہ کبہی دنیا کی محبت الفت اور عشق کا نام نہ لوگی۔ آج کل کے نئی روشنی کے دلدادہ ناولوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جنکا پڑہنا ہمارے نزدیک زہر ہلاہل کے استعمال سے کم نہیں ہے اگر اونپر نظر کیجاوے تو دنیا کی بے ثباتی کے ہزاروں لاکہوں ایسے نقشے کہچے ہوئے ہیں کہ دل کانپ اٹہتا ہے اور بدن کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہیں کہ یہ کیسے کیسے اچہوں اچہوں کو خراب خستہ ذلیل ورسوا اور دربدر خاک بسر کرتی رہی ہے مگر وہ بزرگ نام وہ مبارک اور قابل تعظیم اور قابل تقلید صورتیں اونپر واری جاؤں۔ اونپر قربان جاؤں۔ اونپر صدقے جاؤں جنہوں نے اس کو سو طلاقیں دیدی ہیں وہ اس کے بہت کہنڈوں سے بال بال بچ گئے جنہوں نے اسکی چال ڈہال کو نظر تعمق (دگہری) سے دیکھ لیا اور اس کے ساتھ دل لگانا ہی موجب خسران خیال کرکے محبوب حقیقی کے والا وشیدا ہوگئے۔ والا وشیدا کیا ہوگئے بلکہ اصل پوچھو تو وہ حضرات تر گئے یعنے کامیابی کا سہرا اون کے ماتہے پہ باندہا گیا۔

ہم نے تو یہ سمجہا ہے کہ اللہ تعالےٰ رب العلمین نے والدین کو اپنے پالی پوسی لڑکی دوسروں کے بیٹوں کے حوالے کرنیکا حکم دینے میں یہ فلسفہ سمجہایا ہے کہ جسطرح لڑکی محض ایک وجود کیخاطر اپنے خویش واقارب بہائی بہن کی محبت کو بالائے طاق رکہکر اسکی ہاں میں ہاں ملانا اور اس کا ادب وحرمت کرنا باعث فخر ونجات یقین کرتی ہے اسی طرح اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ جسقدر قوی ہم کو عطا کئے گئے ہیں اونکو بمنزلہ خویش واقارب اور بہائی بہن کے خیال کرنا ایک حدتک ٹہیک ہے جب اللہ تعالیٰ سے دل لگایا جاوے تو صرف وہ کام اختیار کیا جاوے جو اوسکی مرضی کے مطابق ہو ہمارا ہر ایک اعضا ر نفسانی خواہش سے

ایساہی دور و مہجور ہو جیسا کہ لڑکی ماں باپ اور خویش و اقارب سے دور ہو جاتی ہے وہ اپنوں کی محبت کو سرد کر دیتی ہے اور بیگانوں کی محبت کو اپنے سینے سے بہر لگا لیتی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ لڑکی کے سسرال والے جیسے بیگانے ہوتے ہیں ویسے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہمارے لئے بیگانہ ذات نہیں ہے بلکہ وہ وہی ہے جو ہمارا خالق ہے مالک ہے رازق ہے کھیل ہے معطی ہے فیض بخش ہے فیض رساں ہے ہماری حقیقت اور کنہ کو جانتا ہے اور ہمارے دلی خیالات کا علم رکھتا ہے مگر تاہم ہماری روحانی اور جسمانی بناوٹ سے ورا الورا تو ضرور ہے وہ لیس کمثلہ شئی ہے اور اس کے لئے لا تضربوا للہ الامثال ہے پس وہ ہماری ہیئت کذائی سے تو ضرور اجنبی ہے یعنے ہمارے جیسا تو ہرگز ہرگز نہیں ہے ہم ہر ایک بات کے محتاج وہ ہر ایک بات و احتیاج سے مبرا و منزہ۔ پس اس لحاظ سے بلا تشبیہ ہم اوسکی نسبت اجنبی کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں جس کے یہ معنے نہیں ہونگے کہ وہ ہماری حقیقت یا کنہ سے بے خبر ہے بلکہ یہ کہ وہ ہماری ذات پات اور ہماری طرح پابندیوں اور عجز و انکسار سے بری اور محض بری ہے۔ تو ہاں لڑکی کو دوسروں کے سپرد کرنے ہی یہ سمجھایا گیا ہے کہ جسطرح ایک لڑکی کے لئے خاوند کی محبت ماں باپ خویش اقارب کی محبت سے زیادہ رکھنی ضروری اور لازمی ہے اور اسکی مرضی کی تابعدار ہونا ضروری اور لابدی ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ کا پورا تابعدار بننا اسکی مرضی کو ہر ایک امر میں مقدم رکھنا ہی زیبا اور فرض منصبی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو ماں باپ سے بھائیوں بہنوں کی جدائی کے سبب سے اس کا دل بوجہ اس کے کہ اون کے ساتھ رہے اور ہلی ملی ہوتی ہے بہت ہی کڑھتا ہے رنج و غم سے اون کا دل بھر جاتا ہے اور بار بار یہ خیال آتا ہے کہ سسرال والے خبر ہے کس قماش کے آدمی ہیں کسطرح اونمیں گذارہ ہوگا خبر ہے عمر عزیز کیسے کٹیگی کیا کیا مصیبتیں اور دکھ اور تکلیفیں و سختیاں جھیلنی پڑینگی اور جن میاں سے واسطہ پڑا ہے وہ خبر ہے کیسے مزاج کے ہوں گے غرض اسطرح کے ہزاروں خیالات آتے ہیں۔ مگر قربان جاؤں مولا کریم کی عنایتوں کے کہ اس نے ان تمام خیالات کا پہلے سے ہی قلع قمع کر دیا اور اس وہم میں مبتلا ہونے سے ہی بچا لیا۔ یعنے کہیں اپنے تواب ہونے کو رحمٰن ظاہر کیا کہیں رحیم کہیں نعم المولیٰ و نعم النصیر کہیں تواب الرحیم۔ کہیں خیر الوارثین۔ کہیں القادر کہیں فعال لما یرید کہیں غفور وغیرہ جس سے یہ تمام خدشات اور وہم کافور ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب ایک وجود خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرتا جیسا رجوع کرنیکا حق ہے اور اسکی ہر ایک صفت پر ایمان لاتا ہے تو پھر وہ اس قسم کے رنج و غم بالکل نہیں کرتا یعنے نہ تو مادی اور جسمی تعلقات کے چھوڑنے کا اسکو رنج و غم ستاتا ہے اور نہ کسی دکھ تکلیف کا خیال آتا ہے بلکہ خوشی خوشی ہر ایک دکھ درد کو بھی اس پیاری ہستی کے لئے برداشت کرنا ہی موجب راحت اور عین سرور کے خیال کرتا ہے اسکو نہ بھائیوں بہنوں ماں باپ کی جدائی کا رنج ہوتا ہے اور نہ خویش اقارب کے لئے اسکا جی کڑھتا ہے بلکہ یہ جدائی اس کے لئے خوشی اور سرور کا موجب ہوتی ہے کیونکہ تنہائی میں محبوب ازل کی باتوں سے جو لذت ملتی ہے وہ دنیاوی تعلقات اور جسمی چیزوں یا رشتوں میں کہاں برخلاف اس کے ماں باپ بھائی بہن کی جدائی غم و الم کے پہاڑ ڈہاتی ہے رنج و غم سے دل بیتاب ہو جاتا ہے جدائی سے بہت بری حالت ہوتی ہے مگر کیا کریں یہ دنیا کا سلسلہ ایسا ہی بنایا گیا اور اس کے لئے یہ امر ضروری قرار دیا گیا کہ وہ اپنوں کو چھوڑے اور بیگانوں سے تعلق پیدا کرے اور بیگانوں کے گھر کو بسائے اپنے خاوند سے سچی محبت کرے سچا دل لگائے اوسکی پوری وفادار ہو اوس سے پوری ہمدردی کرے اوس کے مال اور جان کو ایسی ہی عزیز سمجھے جیسے کہ اپنی پیاری جان کو عصمت اور پرہیزگاری اختیار کرے اور امانت میں خیانت کا خیال ہی دل میں نہ لاوے اور در اصل امانت میں خیانت کرنیکا شیوہ ہی بہت برا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سے ہر مومن و مومنہ کو بچا دے (آمین)

محبت الٰہی کے ترقی کرنے اور اس کے فلسفہ کو سمجھنے کے لئے یہ ایک نہایت عمدہ اور قابل قدر اشارہ ہے اور ایسی ہی دنیا کی بے ثباتی کا اعلےٰ درجہ کا نقشہ ہے مگر اس سے فائدہ اٹھانیوالیاں بی بیاں بہت کم ہیں اور در اصل دنیاوی تعلقات ہی اس قسم کے ہیں کہ انسان کو غفلت میں ڈالدیتے ہیں لیکن ہاں اگر ہم مولا کریم سے استمداد کریں اور حتے الوسع کوشش کریں تو غفلت سے ضرور بضرور بچ ہی سکتے ہیں اور یہ ظاہر ہی ہے کہ غفلت میں پڑنا مولا کریم کو بھولنا بسرنا نتیجہ ہوتا ہے بدی اور بدکاری اختیار کرنے اور گناہ میں مبتلا ہونے کا۔ یہ تو مولا کریم نے ہی اپنے پاک کلام قرآن مجید میں فرما دیا ہے کہ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطانا فهو له قرین یعنے جو الرحمٰن کے ذکر سے یاد اعراض کرتا ہے اوس پر ایک شیطان تعینات کر دیا جاتا ہے جو کہ اوس کے ساتھ رہتا ہے خیال کرو کہ شیطان کا ساتھ رہنا سخت گمراہی اور ہلاکت کے گڑھے میں اوندھے منہ گرنے پر دال ہے۔ کیونکہ وہ نامراد تو راضی ہی نہیں ہوتا اس بات سے کہ کوئی اپنے رب کریم الرحمٰن کی یاد میں رہے اور اوس کے احسانوں کے ذکر سے رطب اللسان رہے چونکہ وہ حسب فرمان ایزدی انسانی نسل کا کھلا ہوا دشمن ہے اس لئے وہ اس غفلت سے بہت سا فائدہ اٹھاتا ہے اور وہ وہ کام کرا دیتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ وہ کمبخت تو یہ چاہتا ہی نہیں کہ کوئی پاکی و طہارت اختیار کرے مولا کریم کا ہو جائے اور مولا کریم کی رضا کا تابعدار ہو جاوے اس لئے تو بعض حضرات نے غفلت سے بچنے کیخاطر اور ہوشیار رکھنے کیخاطر ان پیارے لفظوں سے چونکایا ہے کہ "جو دم غافل سو دم کافر" اسمیں شک نہیں کہ یہ بالکل سچی بات کہی ہے ہماری سمجھ میں اس کا فلسفہ بھی آیا ہے اور تجربے نے شہادت دی ہے کہ ذرا غفلت ہوئی نہیں کہ حضرت شیطان آموجود ہوئے اور اوٹکنے کو ٹہیلتے کا بہانے والا معاملہ کر کے لگے تباہی اور خسران مبین کی اتھاہ گنڈ میں دھکیلنے (اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے آمین) یہی وجہ ہے کہ شیطان کی اس آخری جنگ کے میدان مارنیوالے بہادر فاتح و مظفر انسان نے (خدا تعالےٰ کے لاکھ لاکھ سلام ہوں اوس پر) ایسے ایسے کاری حربے شیطان کشی کے لئے بتائے ہیں کہ باید و شاید۔ اور اسی لئے تو شیطان اپنے لاؤ لشکر سمیت خدا کے برگزیدہ کے کیمپ پر حملہ آور ہوا ہے مگر ہر میدان میں منہ کی کھاتا ہی اور ہلاکت کی جا نگداز بستی میں داخل ہونا اور فی النار والسقر ہونا اوسکی قسمت میں لکھا ہے بھلا خیال کرو کہیں بہادروں اور نبرد آزماؤں سے مقابلہ ہوا کرتا ہی بہار ٹسٹ تکمد لگانا اپنے سر کا پھوڑنا ہے۔ توپ اور بندوق کے منہ کے سامنے آنا اپنے بدن میں چھید کرانا اور اپنے بدن کے پرخچے اوڑانا ہے۔

پیاری بہن! قرآن بھی ایک عجیب وغریب کتاب ہے یہ نہ آتی تو نہ معلوم انسانی نسل کی کیا درگت لگتی اسی کی برکت سے ہزاروں تر گئے اسی کے ذریعہ ہزاروں معشوق ازل سے واصل ہو گئے یعنے اللہ تعالیٰ کا پاک چہرہ اون کو اسی آئینہ کے ذریعہ نظر آیا۔ اسی مبارک کتاب کی یہ برکت ہے کہ جہاں آیت ومن یعش عن ذکر الرحمٰن الخ بیان کیگئی ہے وہاں ساتھ ہی اس کا علاج بھی بتلایا گیا یعنے کہا گیا کہ واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ انہ ھو السمیع العلیم یعنے جب تم کو کوئی شیطانی وسوسہ گدگدائے تو تم خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے لگا کرو اور وہ خدا تعالیٰ ہر ایک فریادی کی فریاد سنتا ہے اور جانتا ہے کہ اوس نے کس غرض سے فریاد کی ہے یہی وہ بہتر سے بہتر سامان مہیا کریگا کہ شیطانی حملے سے بچا لیتا ہے اور یہی راز ہے استغفار کا کہ استغفار پڑھنے والے پر لازم ہے کہ اس کا دل ان موکو آجتک بلکہ اسوقت کے جسقدر گناہ ہیں انکو وبال اور ضرر سے بچایا جاوے اور آیندہ کو بھی۔ اور اس سے زیادہ خطرناک گناہوں سے بچایا جاوے اور مولا کریم اپنی رضامندی کا تابعدار بناوے اور شیطان کی رضامندی کے کاموں سے بالکل دور اور مہجور کر دے اسمیں شک نہیں کہ اس قسم کی استغفار بہت کچھ مفید ہوتی ہے بشرطیکہ انسان خود بھی ایاک نعبد وایاک نستعین کا خیال ذہن نشین کر کے گناہوں اور بدیوں و بدکاریوں سے کنارہ کشی کرے دعا مانگنا استغفار کرنا جیسا ہمارا کام ہے ویسا ہی بدیوں سے اجتناب کرنا اور نیکی کیطرف مائل ہونا بھی ہمارے لئے ضروری اور لازمی امر ہے اگر ہم صرف منہ سے استغفار اور ایاک نعبد و ایاک نستعین اور اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پڑھتے ہیں مگر اپنے حال کو درست نہیں کرتے تو در اصل ایسا کام کر رہے ہیں جو حلف دروغی میں پکڑے جانیکا کام ہے (خدا اللہ بچالینا آمین) اگر ایسا کرو گے تو پھر تمہاری وہ مثل ہوگی کہ ع نہ الی الذی نہ اوے الذی + ع نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپ کو اور کل مومنوں کو اور مومنات کو اس سے بچاوے آمین + سو پیاری بہن اسکا فلسفہ یہی ہے کہ ہم اور ہمارے والدین اس سے عمدہ نتایج اخذ کریں اور وہ کام کریں جو مولا کریم کی رضا کا موجب ہوں لڑکی کا ماں باپ کو چھوڑنا اور ایک کا ہونا اوسکی رضا کا ہر وقت طالب رہنا لاریب اسی سبق کو لئے ہوئے ہے اور سمجھدار کے لئے گویا ہدایت کے صحیفہ کا ایک زریں ورق ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ حاصل کریں اور میں تو بھی دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے سب مومن بھائیوں اور بہنوں کو اس کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور ایسے ہی انکی نظر کو وسعت اور دلی خیالات کو وسعت دے تاکہ اس سے وہ بات حاصل کرلیں جو خلقتِ انسانی کی اصل غرض ہے۔

پیاری بہن! جانتی ہو! کہ انسانی خلقت کی غرض کیا ہے وہ کس لئے پیدا کیگئی اوسکا فرض منصبی کیا ہے۔ سو ہماری سمجھ میں تو یہی آیا ہے بموجب فرمان ایزدی کے کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنے جنوں اور انسانوں کی پیدایش اور بناوٹ محض اس لئے کیگئی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضامندی پر چلیں یعنے اوسکی تابعداری کریں اوس کے بلائے بولیں اوسکے چلائے چلیں اوسی کے حکم کے اندر اون کا ہر ایک قول و فعل ہو یہ تو تھی اصل غرض اور اس سے مقصود یہ تہا کہ انسانوں اور جنوں کو فائدہ پہونچایا جاوے اور قدرت نمائی کیجاوے اور صنعت وحرفت کے میدان کو گرمایا جاوے پھر اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اور اور سامان کی بھی ضرورت تہی جو کہ اس کے لئے لازم ملزوم کا حکم رکھتے تھے مثلاً زندگی کو قایم رکھنے کے لئے غذا اور قوائے انسانی کے حاجات کے مطابق دوسری چیزیں ہوا۔ چاند۔ سورج زمین آسمان اناج میوہ جات وغیرہ وغیرہ تاکہ وہ اس کے ذریعہ تر و تازہ رہ سکے مگر اس کو مقصود بالذات نہ سمجھ لینے کیخاطر فرمایا کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ ع خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است + ہوا چاند سورج زمین آسمان کی غرض یہ اگر کچھ اپنے خیالات ظاہر کرنے لگوں تو ڈرتی ہوں کہ خط لمبا ہو جاویگا۔ ویسے بھی تم کو فرصت کم ہے کیسے پڑھ سکو گی اور کیسے جواب دے سکو گی اسلئے اس کو نظر انداز کرتی ہوں مگر یہ اشارہ کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتی کہ یہ بھی صنعت و حرفت اور قدرت نمائی کی دلیل سے باہر نہیں ہیں ہوا کا چاند کا سورج کا زمین کا ظاہرا فائدہ جو کچھ ہے وہ انسان کی بھلائی و بہبودی ظاہر کرتا ہے مگر اس کے ظاہری فوائد کے علاوہ اون کے وجود سے جو جو روحانی و جسمانی سبق ایک عارف حاصل کرسکتا ہے وہ بھی ایک درجہ کے لطیفے سے کم نہیں۔

ہم نے تو سمجہا ہے کہ جسطرح انسانی خلقت لیعبدون کیلئے پیدا کیگئی ہے اسیطرح اس کے ہر ایک تعلق میں اس کا یہ نظارہ موجود ہے ماں باپ سے تعلق ہے تو میاں بی بی سے تعلق ہے تو ماں باپ خویش اقارب سے جدائی ہے تو میاں بی بی سے جدائی ہے تو غرضیکہ باریک نظر سے دیکھو تو یہ تمام جنکا حضرتِ انسان کے ساتھ تعلق ہے وہ ع ۔ ہر ورق صفحۂ ہدایت کا مصداق ہے ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ لڑکی اپنے خاوند اور ساس کی خاطر اپنے پیارے ماں باپ اور عزیزوں کو چھوڑتی ہے اور ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ میاں یا بی بی باوجود ایسے گاڑھے محبت و تعلق کے ان تعلقات کا کچھ بھی پاس نکر کے ایکدوسرے سے ایسا جدا ہوتے ہیں اور ایسی بے مروتی دکھاتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہ تمام دلیل ہے دنیا کی بے ثباتی کی اور یہ اسبات کا سبق پڑہا رہی ہے کہ اصل مقصود کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور خلقت کی غرض کے پہلو کو مد نظر رکھکر ہر ایک کام کیا جاوے یعنے مولا کریم کی محبت کا بیج سینے میں اس قسم سے بویا جاوے کہ وہ بڑے اور بہولے اور پہلے اور اس کا مقابلہ کوئی دنیوی تعلقات ہرگز ہرگز نہ کرے۔ اگر پہلے ہی سمجھ جاوے تو بہتر ہے اور پہلے سمجھنے والا دنیا کو خوشی سے چھوڑتا ہے۔ دیکھو ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکی زبان مبارک سے کیا ہی مبارک کلمے نکلے تھے یعنے یہ کہ میں اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جاتا ہوں یہ تہا دنیا سے محبت نہ کرنیکا نتیجہ اور دنیوی زندگی میں مولا کریم کی رضا کو ہر ایک قول و فعل میں مقدم رکھنے کا نتیجہ۔ مگر دنیا پرست مادی دنیا کے شیدائی آخر کار ناکامی و نامرادی سے مرتے ہیں اور سینکڑوں حسرتیں سینے میں لیجاتے ہیں اور یہ ہوتا ہے دنیا پرستی کا نتیجہ۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپ کو اور ہر ایک اس کے پڑھنے والے کو ہر ایک آفت سے بچاوے اور وہ کام کرادے جو ہماری پیدایش کی اصل غرض ہے آمین ثم آمین۔ آپکے بچوں اور بھائیوں بہنوں کو پیار والدین اور آپکے میاں کو سلام

کارخانہ الحکم کا رعایتی اعلان

مفصل اشتہار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء میں بصورت ضمیمہ شائع ہو چکا ہے

تفسیر سورہ بقرہ - یہ تفسیر ایڈیٹر الحکم نے حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹوں اُن کی پرانی یادداشتوں اور تحریروں سے لئے ہوئے نوٹس کی بنا پر مرتب کی ہے - اور سلیس اور آسان زبان میں قرآن کریم کے حقایق اور معارف کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے - بڑے بڑے مجبوں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے اسکو نہایت قدر کی نظر سے دیکھا ہے قیمت ہے رعایتی قیمت ۱۲ (صرف ... درخواستوں کی تعمیل ہوگی -

حقیقت نماز - کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے - اسمیں نماز کی حقیقت - ارکان نماز کا فلسفہ - نماز کے متعلق ضروری مسائل مخالفوں کے اعتراضوں کے جواب اور آخری پارہ قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے عام طور پر اس کتاب کو پسند کیا گیا ہے قیمت عہ رعایتی ۲ (ایکہزار درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

سلک مروارید ہر دو حصہ - یہ ایک عجیب مذہبی رسالہ ہے جو مستورات کے فایدہ کیلئے لکھا گیا ہے اور قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اسمیں مستورات کو عیسائی عورتوں کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کرنے کیلئے اور اسلام کی عظمت انکے دلوں میں قائم کی گئی ہے - قابل دید رسالے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۸ رعایتی قیمت ۵

مرآۃ الجہاد - مسئلہ جہاد پر ایک مبسوط اور مفصل بحث - اس مسئلہ پر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب دئے گئے ہیں خصوصاً لیکھرام مقتول آریہ کے رسالہ جہاد کا جواب ہے - قیمت عہ رعایتی قیمت عہ

مجربات نور دین - حضرت حکیم الامۃ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے طبی مجربات یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جو سالہا سال تک آپ نے زر کثیر اور اپنی عمر کا ایک گرانمایہ حصہ خرچ کرکے جمع کیا ہے اور اسمیں صرف وہ نسخہ جات ہیں جو آپ نے صدہا مرتبہ تجربہ کئے ہیں - ایسے مجربات کو اطبا ہمیشہ چھپایا کرتے ہیں مگر حضرت حکیم الامۃ کی فیاضی اور نفع رسانی کی نیت نے انہیں عام کر دیا ہے کارخانہ الحکم نے انہیں چھپوایا ہے دو جلدیں طیار ہیں - ان مجربات کو پڑھکر ہر شخص اس فن سے فایدہ اٹھا سکتا ہے - کیونکہ یہ نہایت ہی مختصر - صاف اور سلیس طور پر لکھا گیا ہے قیمت ہر دو حصہ عہ رعایتی قیمت عہ

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء - ۱۹۰۶ء کے اس جلسہ کی مکمل رپورٹ ہے جو قادیان میں ہوا تھا - اس میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبدالکریم مرحوم کی تقریریں بھی شامل ہیں یہ رپورٹ نہایت گرانقدر حقایق کا مجموعہ ہے اور روحانی اصلاح کیلئے ایک مفید ذریعہ ہے قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۲ (صرف ۲۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

برہان الحق - ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف جس میں اس نے عیسائیت کے اصولوں پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور اس رسالہ کا جواب عیسائی نہیں دے سکے قیمت ۳ رعایتی قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف قیمت ۲ رعایتی قیمت ۱ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

نور القرآن حصہ دوم - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست اور صلیب شکن تصنیف جو فتح مسیح ایک زبان دراز عیسائی کے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور قرآن مجید کی عظمت اور اسلام کی خوبیاں کو عیسائی مذہب کے مقابلہ میں دکھایا ہے قیمت ۴ رعایتی قیمت ۳

آریہ دھرم - آریوں کے مسئلہ نیوگ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم کا نتیجہ قیمت ۴ رعایتی قیمت ۳

لاہور کی تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - مضمون نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ حضرت اقدس کی تقریر اور آپ ہی کے ایک خط کا مجموعہ ہے - تین مرتبہ چھپ چکا ہے قیمت ۴ رعایتی قیمت ۱ صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں - یہ وہ مضامین ہیں جو حضرت اقدس نے اپنی بعثت اور ماموریت سے پہلے ملک کے مشہور اور زبردست اخبارات اور رسایل میں شائع کئے ہیں قیمت ۲

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نور ہی شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں - اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے - اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز دائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف -

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اُجرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ - پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے بے لاجواب معجون طیار کی جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ -

طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چھ ماشہ دو روپیہ عہ -

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے قامت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ہر ایک کے فائدہ کے لئے

ہر ایک اخبار میں آپ ایسے اشخاص کے بیانات پڑھینگے جو کسی دور دراز شہر میں رہتے ہیں اور جن کو کسی عجیب علاج یا اکسیر دوا سے شفا حاصل ہوئی یا بہت فائدہ ہوا - لیکن ہم بمبئی کے صرف مشہور طبیبوں اور باشندوں کے بیانات شائع کرتے ہیں کیونکہ بمبئی کی خلایق کو بمبئی کی ہی شہادت چاہیئے ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب (طبیب نارتھ کوٹ پولیس ہسپتال کہ جن کو بمبئی کی خلایق ایک نہایت تجربہ کار طبیب جانتی ہے) سے زیادہ معتبر کس کی شہادت ہوگی - وہ فرماتے ہیں - میں نے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) کا استعمال کیا جن سے گردوں کی شکایات میں اعلیٰ درجہ کا فایدہ حاصل ہوا - گردوں اور پیشاب کی کسی قسم کی شکایت کی پہلی علامت معلوم ہونے پر اُن گولیوں کا استعمال کرنا چاہیئے کیونکہ بے پروائی کرنے سے تو یہ امراض مہلک ہو جاتے ہیں - یہ گولیاں گردوں کو قوت بخشتی ہیں - اور خون میں سے ان زہریلے مادوں کو نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جن کی وجہ سے درد پشت - وجع مفاصل (گٹھیا) جلندھر) پیشاب کی بیماری اور گردوں کے دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں - تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں - قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے دس ۱۰ روپیہ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جاۓ گی -

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا جن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ - کھرجواب کیبڑ - چنبہ - داد - اور جلد کی سب طرح کی سوزش - نمکین - ثبور - اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا -

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۳ روپیہ اور دوم مبلغ ۲ مبلغ عـ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے - بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں -

مستریان مولا بخش و غلام حسین
بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا بینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۲ روپیہ - کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا کین ہینڈل معہ ربڑ کے پیچ کیلئے نہایت عمدہ ہے - کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی - ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا - کرکٹ بیٹ - آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے - کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۲ - ۱۴ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس

" ایک بال لکڑ یکا بکس فی سٹ	...
" ۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس	...
فٹ بال عمدہ کا ڈ ہینڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار نمبر ۵	...
" " " نمبر ۵	...
بچوں کے لئے فٹ بال نمبر ۳ معہ بلیڈر	...
" نمبر ۳	...
کرکٹ بال گمٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	...
" " دھاگے کے بیچ	...
" " پریکٹس	...
کرکٹ وکٹس فی کاپی	...

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ } السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مال از قسم پریکٹس بیٹ - پریکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے - اور قیمت میں اس سے بہت کم - میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں - نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے

اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اس کو

اسکاٹ ایملشن

بچوں کو زندگی بخش

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دیئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو - بچہ خوش بشاش نہ چانگلا ہو اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے -

ہاتھ سے نہ چھونا چاہیئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ ویون لمیٹڈ) دوا ساز لنڈن انگلینڈ

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہار در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ ر

۲۔ خواص و معاونین سے عہ

۳۔ ہندوستان سے باہر سے ٦ ر

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ر

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع ... سے کم آمدنی ... لوگوں سے ۱۲ عہ

نمبر ۴۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجّہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں۔ بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اسلئے یکمشت قوم لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بڑھ کر ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑتا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کے لئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیئے۔ ایک حق پرست اور حق جو قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہیئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیئے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیئے۔

المفتی

خاص قابل توجہ حضرات مُفتی صاحبان نامدار و ایڈیٹر صاحبان اخبار

یہ بات خوب ظاہر ہے کہ پیاری احمدی جماعت میں ہر یک فرقہ کے اہل اسلام داخل ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض جناب معلی القاب سید الثقلین محبوب رب المشرقین مولانا مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے دامن عاطفت میں پناہ لیتے اور سلک وحدت میں منسلک ہوتے ہیں۔ اور اسی نعمت خداداد کی بدولت یا کہو کہ حضرت اقدس امام والاکرام مشارٌ الیہ کی ذات و اتباع کی معرفت باوجود مختلف خیالات تحقیقات حاصل رکھنے کے دوسرے مُسلمان فرقوں کی طرح اختلاف اعتقادیات کا جوش کبھی بھی اظہار اور عمل میں نہیں لاتے بلکہ خوش ہیں کہ ہمارے ہر ایک بھائی کا فروعی اعتقاد و تعامل جو بھی ہے درست ہے اور مسنون و مدلل ہے۔ یہ صفت اس زمانہ میں عموماً غیر اقوام کے مقابلہ میں کیا اور خصوصاً عوام اہل اسلام کے مقابلہ میں کیا یا تو صحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھی یا اب اصحاب بروز محمد رسول اللہ مسیح موعود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے (فللہ الحمد علی ذالک) اور فی الحقیقت رسول اللہ اور امام برحق کا اعلیٰ کام اور مقصد مبعوث ہونے کے یہی ہوتا ہے۔ اور یہی اُس کی کامیابی اور عنایت ہوتی ہے اور نیز یہی دلیل صداقت ہوتی ہے۔

قال اللہ عزّ وجل۔ لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین پ ۴ ع ۷ ، واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا پ ۴ ع ۱۰)

اس کے بعد جب دیکھا جاتا ہے کہ دوسرے مُسلمان فرقوں میں باوجود متحد الخیالات اور اعتقادیات ہونے کے آپس میں وحدت نہیں ہے بلکہ وہ اختلاف کی مہلک وبا میں مُبتلا و ہلاک ہو رہے ہیں۔ کیوں ہو رہے ہیں؟ تو اس کے بظاہر دو سبب معلوم ہوتے ہیں۔ (اوّل) اختلاف فتاویٰ۔ (دوم) عدم اتباع امام الزمان ؑ۔ اور یہ دونوں سبب وہی پُر غضب سبب ہیں جو کہ بدنصیب بنی اسرائیل کو اور نصاریٰ کو تباہ کرنے والے اور مغضوب آلہی و ضال و مضل بنانے والے نیز بہتّر فرقے کر دینے والے تھے۔ الامان الامان۔

اللہ عزّ وجل کا شکر ہے کہ جماعت احمدی کو اُس ہادی مطلق جل شانہ نے جہاں ایک عظیم الشان امام برحق علیہ السلام مسیح موعود جیسا مقتدا بخشا اور اُس کی اتباع کی توفیق بخشی ہے۔ وہاں پر دوسرا سبب اختلاف فتویٰ کی روک کا **المفتی** بھی عطا فرمایا ہے جس میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء خلیفہ برحق کے خصوصیت کے ساتھ فتویٰ اجرا ہوتے ہیں اور فروعی اختلافات کو جڑ سے کھوتے ہیں اور بفحوائے آیۃ کریمہ فلا وربک **لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم الخ** اور **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الخ** کا قطعی فیصلہ دیتے ہیں۔ جن کا مخزن فی الحال **الحکم** اور بدر اخبارات ہیں۔

اب توجہ کے قابل یہ امر ہے جو کہ خاکسار راقم کی رائے ناقص میں بلا تصفیہ امور مندرجہ ذیل غیر ضروری اور قابل احتیاط ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے بعض اخبارات وغیرہ نے فی الحال بلا عزم بعض اوقات میں دیگر مفتیوں کے فتویٰ یعنی مشن احمدی کے علاوہ فروعی مسائل میں جن کو تعامل سے ہی خاص تعلق ہوتا ہے بعض احباب اور مخالف اصحاب کی رائے کے بموجب ایک ہی امر میں مختلف تحریریں اور فتوے شائع کر دئے ہیں مثلاً اکمل آف گولیکے صاحب کی تحریر۔ اور فتوے حضرت حکیم الامۃ صاحب دام حشمتہم کا بیس رکعت تراویح کے بارہ میں شائع شدہ ہیں۔ اگرچہ امید ہے کہ واقف کار عالموں نے ان کی تطبیق کر لی ہو گی کیونکہ ممکن ہے لیکن پھر بھی بظاہر عجیب حیرانی پیش آنے کا پیش خیمہ ہے۔ ماسوائے اس کے ایک فتویٰ یا تحریر دوسرے فتوے یا تحریر کی بے اعتباری یا تردید و تکذیب کئے دیتے ہیں جن کا اثر لکھنے والوں پر بھی جا کر پڑتا ہے جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی نقص اس پہلو میں مخفی ہونگے۔ چونکہ ایسے مائہ اختلاف و مضر کو قبل از وقت روک لینا ازبس ضروری اور سہل ہے۔ اس لئے حضرات مفتی صاحبان غیر از امام (علیہ السلام) کی اور نیز ایڈیٹران اخبارات کی خدمت عالی میں عاجزانہ و مؤدبانہ عرض ہے کہ۔

(۱) آں صاحبان ایدہم اللہ تعالیٰ اول تو اپنے فتووں کی ڈیوٹی متعلق مشن احمدی سے ہی خاص رکھیں اور فروعی مسائل متعلقہ تعامل کے فتووں کی ڈیوٹی حضرت اقدس امام حکم و عادل علیہ السلام پر چھوڑ دیں کیونکہ یہ اہم کام حضور عالی کی ہی ذات بابرکات سے خاص ہے (۲) یا سب حضرات متفق ہو کر ایک کتاب یا حسب ضرورت کئی کتابیں حدیث یا فقہ کی حضرت امام عالی مقام علیہ السلام سے منظور کرا لیں جو کہ دستور العمل عوام بھی ہو جائیں اور بوقت ضرورت مفتیوں کیلئے بھی یہ عمل کو غرض مفید ہوں اور فتووں کو کام آئیں۔ (۳) یا حضرات مفتی صاحبان فتوے دیتے وقت دریافت فرما لیا کریں کہ امر پیش آمدہ میں ہمارے حضرت امام علیہ السلام کا فتویٰ تو پہلے نہیں ہوا اگر ہو چکا ہی تو مسائل کو حوالہ دیدینا ہی کافی سمجھیں۔ اور جو نہ ہوا ہو اور خود فتویٰ دینا ضرور ہو تو اپنے فتویٰ پر حضور والا امام ہمام علیہ السلام سے بھی استمزاج حاصل کر لینا ضروری سمجھیں اور فتوے میں اس اجازت کا حوالہ و تذکرہ بھی لازمی جانیں (۴) حضرات مفتی صاحبان اپنا فتویٰ لکھتے وقت یہ بھی دیکھ لیں کہ اس سے پہلے اس امر میں کوئی دوسرا بھائی بھی کچھ لکھ چکا ہے یا نہیں۔ اگر لکھ چکا ہے اور وہ تحریر حضرت امام حکم کے استمزاج کے حوالے سے ہے تو اُسکا حوالہ و تذکرہ ہی کافی ہے۔ اور اگر وہ از خود ہے یا منسوخ ہے یا قابل تنقیح ہے یا لائق منسوخی یا اصلاح ہے تو اُس تحریر و فتوے پر کھلے الفاظ میں مناسب ریمارک دیا جاوے تاکہ پیارے احمدی بھائی کی تردید و تکذیب کا کسی وقت میں کسی طرح موقعہ پیدا نہ ہو اور اختلاف کا بیج نہ بکھرے۔ (۵) ضرورت و اجرائے فتوے سے پہلے پہلے ایسا انتظام کر دینا ضرور چاہئے کہ جماعت احمدی ایک دستور العمل کے ماتحت خود یا اپنے مقامی علماء کی معرفت اپنا تعامل بلا اختلاف جاری رکھ سکے۔ (۶) ایڈیٹر صاحبان بھی کوئی فتوے یا تحریر درباره مسائل تعامل درج اخبارات فرماتے ہوئے اگر مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھ کر اشاعت میں لائیں تو قابل اجر عمل ہوگا اور قوم پر احسان بیکران بھی۔

اُمید ہے کہ اس ناچیز گذارش پر جو کہ محض نیک نیتی اور بضرورت و احتیاط کیساتھ حوالہ قلم کی گئی ہے ہمارے مفتیان عالی وقار اور ایڈیٹران نامدار اپنی توجہ مبذول فرما کر متفق ہونگے اور اس عقدہ کے حل کرنے میں قابل شکریہ سعی عمل میں لائینگے اور بھولی بھالی جماعت احمدی کو اختلاف کی آئندہ بلا میں مُبتلا ہونے سے پہلے پہلے بچے رہنے کا موقع دلائینگے اور پھر اس بارہ میں خاکسار راقم سے کچھ زیادہ روشنی بھی پیدا کرینگے۔ نیز گذشتہ بعض مختلف فیہ فتووں مندرجہ اخبارات میں حتی الوسع قوماً مکرر توجہ دیکر وحدت پیدا کرانے کی بھی کوشش بلیغ فرمائینگے۔ والسلام۔ معروضہ خاکسار بھائی احمدیوں کا غلام

[illegible]

وجود باری اور توحید

خدا کی ذات و صفات اور اس کے وجود کا مسئلہ تمام مذاہب کی جان ہے اور بقیہ تمام مسائل مذہبی فروعات اور اس کا ضمیمہ کہلائے جاتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے اور تاریخ عالم کی ورق گردانی کیجاوے تو جو ٹھوکریں دنیا کی تمام قوموں نے اس راس المسائل میں کہائی ہیں اور اس مسئلہ کے متعلق جن غلطیوں میں تمام اہل مذاہب بلکہ تمام عالم باستثناء اسلام کے پڑے ہیں وہ حد بیان سے باہر ہیں بلکہ اگر یوں کہا جاوے کہ مذہبی مسائل میں جسقدر اہم المسائل وجود باری کا مسئلہ ہے اوسیقدر اہم ترین غلطیاں اوس کے سمجھنے میں انسانوں سے ظہور میں آئیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔

انسان کی فطری حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب سے اول انسان کرہ ارض پر تخلیق کیا گیا ہوگا تو وہ بہی مثل اور بہایم کے جنگل اور میدانوں میں مارا مارا پہرتا ہوگا۔ اوس میں نہ اپنی حفاظت کا ادراک ہوگا اور نہ لوازمات آسایش کے بہم پہونچانے کی قابلیت ہوگی نہ وہ اپنے سے زبردست دشمنوں کا مقابلہ کر سکتا ہوگا۔ اور نہ اون کے حملوں سے اپنی حفاظت کی اوس میں قدرت ہوگی۔ لیکن خطروں کے وقت وہ ضرور اپنے سے کسی بالاتر طاقت کی پناہ چاہتا ہوگا۔ جسطرح چارپایوں اور بہائم حتیٰ کہ چیونٹیوں تک کی حرکات سے آج اس امر کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ بہی خطرہ کے وقت اپنے سے کسی بالاتر قوت کی حفاظت و پناہ میں اپنے آپ کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ تو خدائے قدیر کے وجود و ہستی کی ایک دلیل ہے۔ لیکن یہ امر انسانی ادراک سے بالاتر ہے کہ وہ ذات واجب الوجود کیا ہے؟ اوس کے اوصاف و صفات کیسے ہیں؟ اور کن کن صفات سے وہ موصوف ہو سکتا ہے۔ یہ تمام امور ادراک بشری سے باہر تہے پس اُس زمانہ کے انسانوں نے ہر اپنے سے بالاتر طاقت کو اپنا رب اور رازق بنالیا اور جب تک اوس کے سچے مرسلوں نے دنیا میں آنکر اوصاف باریتعالےٰ کو نہ بتلایا انسان اپنے سچے خالق کو نہ پہچان سکا۔ لیکن تمام گذشتہ شریعتوں کو ان کے متبعین نے کچھ ایسا خلط مبحث کر دیا کہ وجود باری کی نسبت صحیح عقائد تقریباً معدوم ہوگئے۔ اور ملت عیسوی کے پیرو تین خدا ماننے لگے اور پہر تین کو ایک اور ایک کو تین کہنے لگے حالانکہ یہ اجتماع النقیضین خود انکی سمجھ میں بہی نہ آیا اور جب بالکل مجبور ہوگئے تو کہنے لگے کہ عقیدہ کا سمجھنا کچھ ضروری امر نہیں ہے۔

مصری کئی کروڑ خداؤں کو تسلیم کرتے تھے۔ پارسیوں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ نیکی و بدی کا خدا ایک کیونکر ہو سکتا ہے اس لئے انہوں نے نیکی و بدی کے دو خدا علیحدہ علیحدہ مقرر کئے۔ ہندوؤں کے یہاں کم سے کم تین خدا تہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش۔ یہود البتہ ایک خدا کے قایل تہے۔ لیکن جن اوصاف سے وہ لوگ خدا کو نسبت دیتے تہے وہ ایک معمولی انسانی صفت سے بہی کمتر تہی۔ مثلاً یہودیوں کا خدا ایک رات یعقوبؑ سے کشتی لڑ رہا اور جب اوس کو نیچا دکہا رہا تو صبح کے وقت یعقوب کے پاؤں کی نس چڑہا کر اوس سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ اور اس طرح دم بکر دے کر وہ آسمان پر چڑھ گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اُن قوموں کا تذکرہ ہے کہ جو خدا کے وجود کو تسلیم کرتی تھیں لیکن ان کے علاوہ بہت سی وہ قومیں بہی تہیں جو سرے سے خدا کی قایل ہی نہیں۔ مثلاً زندیق۔ دہریہ۔ ماوین۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیا اسی قسم کی عالمگیر تاریکی میں مبتلا تہی اور انسانی دلوں کو اسی قسم کے توہمات نے مسخر کر رکہا تہا کہ ان غلط خیالات و معتقدات کے تاریک پردہ کو چاک کر کے دفعتہً اسلام نے اپنا نورانی چہرہ دنیا کو دکہلایا اور بتلایا کہ جن غلط معتقدات میں تم مبتلا ہو اور جن محدود اوصاف کے ساتہ اس افضل ترین عالم ذات کو منسوب کرتے ہو اُن سب سے وہ خدائے حی و قیوم ارفع و اعلےٰ ہے۔

اسلام نے جس خدا کو دنیا سے متعارف کرایا وہ خدا واحد محض ہے اور زمان و مکان جہت و اشارہ تحت و فوق ہر قسم کی قیود اور خصوصیات سے مبرا و منزہ ہے۔ یہ وہ تقدیس و تنزیہ تہی جس پر یورپ نے بہی حیرت ظاہر کی اور یورپ کا مشہور فاضل گبن کہ اٹہا کہ جب زمان و مکان جہت و اشارہ تمامی خصوصیات کو علیحدہ کر لیا جاوے تو پہر خیال کے لئے کیا باقی رہتا ہے؟ بے شبہ اسلام کو ایسی ہی وسیع الخیالی کی بنیاد قایم کرنا تہی جو جسمانی خصوصیات سے بالکل مبرا ہو۔ اور اسی بنا پر اسلام نے ہر قسم کی بت پرستی کو خواہ وہ اشارۃً ہی کیوں نہ ہو ناجائز قرار دیا کیونکہ اسلام نے خدا کی جو پاک و منزہ خیال قایم کیا تہا وہ ایسا نہ تہا کہ خدا کا تصور بغیر جسمانی پیکر و صورت کے انسانی دلوں میں نہ آ سکے۔ ہندو مصری صابی۔ رومن کیتھلک عیسائی سب خدا کے تصور کے لئے تمثیل کے محتاج تہے اور اسی وجہ سے طرح طرح کی بت پرستیوں میں مبتلا تہے لیکن اسلام میں باوجود صدہا فرقوں کے پیدا ہو جانے کے کسی فرقہ کو آج تک بت پرستی کا خیال ہی نہ آ سکا۔ دنیا میں آج تمام دیگر مذاہب کے لوگ جسقدر روشن ضمیر اور بلند خیال ہوتے جاتے ہیں وہ توحید خالص کے قریب آتے جاتے ہیں۔ علوم و فنون اور خیالات کی وسعت جسقدر بڑہتی جاتی ہے اسیقدر خدا کی نسبت جسمانی قیود کا خیال مٹتا جاتا ہے۔ دیکھئے آریہ سماج کے بانی نے بہی جب ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اونہوں نے بہی ایک ایسا خدا دنیا کے سامنے پیش کیا جو جسمانی قیود سے مبرا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسلامی تعلیم کو بخوبی نہ سمجھ سکے تہے اس لئے مسئلہ توحید میں اسلام کی صحیح نقل ہی نہ کر سکے۔ اور جس خدا کو اونہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا اوس کے ساتہ ہی انادیت میں اس کے دو اور شریک بہی کر دیئے یعنے جسطرح خدا کو انادی اور غیر مخلوق بتلایا اوسیطرح اوس کے ساتہ مادہ اور روح کو بہی ازلی اور انادی اور غیر مخلوق ٹہرایا۔ علاوہ ازیں سوامی دیانند اپنے پرمیشور کو تحت و مکان سے بہی مستثنےٰ نہ کر سکے اسی کا سبب ہے کہ آریہ پرمیشور کو ہر اعلےٰ و ادنیٰ کثیف و غلیظ نجاست بول و براز تک میں بہی متمکن مانتے ہیں بخلاف اس کے اسلام نے نہایت وضاحت کے ساتہ بتلا دیا ہے کہ جس خدا کو عالم کے سامنے پیش کرتا ہوں نہ صرف خود بلکہ اس کا علم ہر جگہ محیط ہے۔ اسلام نے جس خدا کو پیش کیا ہے اُس کو ان الفاظ کے ساتہ پیش کیا ہے کہ:۔

"اللہ (وہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ (کارخانہ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اوس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اوسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کیسی کی) سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش (آ رہا ہے) وہ اور جو کچھ اون کے بعد (ہونیوالا ہے) وہ اس کو (سب) معلوم ہے اور لوگ اسکی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے"۔ پھر آگے چلکر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"آسمانوں اور زمین کی حفاظت اوسپر مطلق گراں نہیں ہے وہ بڑا عالیشان اور عظمت والا ہے" (سورہ بقر رکوع ۳۴)

اور آگے ارشاد ہوا ہے کہ:۔ "وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر (سب کا) جاننے والا وہی بڑا مہربان (اور) رحم والا ہے۔ وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ ہے پاک ذات ہے (تمام) عیبوں سے بری ہے امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے بڑا دباؤ والا ہے۔ بڑی عظمت رکھتا ہے یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اللہ (کی ذات) اوس سے پاک ہے وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد ہے (مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتیں بنانیوالا ہے (اوسکی اچھی اچھی صفتیں ہیں اور اسی سبب سے) اوس کے اچھے ہی اچھے نام ہیں۔ جو (مخلوقات) آسمانوں اور زمین میں ہے (سب ہی تو) اوسکی تسبیح و تقدیس) کرتے ہیں اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے" (سورہ الممتحنہ رکوع ۴)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔ "کہو کہ وہ اللہ ایک اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اوسکی برابری کا ہے" (سورۃ الاخلاص)

ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ:۔

"آسمان اور زمین میں کسقدر بیشمار نشانیاں ہیں لیکن یہ لوگ انپر گذر جاتے ہیں اور انکی طرف رُخ نہیں کرتے"

دوسری جگہ وارد ہوا ہے کہ:۔

"بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے باب میں بے علمی کے ساتھ جھگڑتے ہیں کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے"

ایک تیسرے مقام پر آیا ہے کہ:۔

"اگر آسمانوں اور زمین میں کئی خدا ہوتے تو دونوں میں فساد پڑ جاتا"

آیات متذکرہ بالا تقریباً ہر ایک فرقہ یعنے پارسیوں۔ عیسائیوں ہندوؤں اور آریوں وغیرہ کے لئے معارضہ میں جنکی تشریح تحصیل حاصل ہے۔

"تاہم مختصراً سمجھ لیجئے کہ نہ تو خدا کو کسی نے جنا۔ اور نہ خدا نے کسی کو جنا اوسکی ذات توالد اور تناسل (جو لازمہ بشریت ہے) کے سلسلہ سے بالکل مبرا ہے اس لئے باپ بیٹے اور روح القدس کا سلسلہ بالکل مہمل ہے۔

اور بیشمار خدا تو درکنار۔ اگر صرف دو خدا ہی ہوتے تو اختلاف ارا سے نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ اس لئے وہ ذات پاک بے شک واحد محض ہے۔ پس کئی کروڑ یا نیکی و بدی کے دو جدا جدا خداؤں کا عقیدہ باطل ہے۔

اب رہا وہ خدا جو اپنے ایک بندے سے کشتی لڑکر بازی نہ لیجا سکا وہ خدائی کے قابل نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی وہ بھی خدا نہیں ہوسکتا جس کے طفیل ہی مثل اوس کے ازلی و ابدی ہوں۔

رہا وجود باری سے انکار وہ بھی جہالت محض ہے کیونکہ جب نظام عالم کا مترتب کرنیوالا کوئی نہیں تو یہ عالم کہاں سے ظہور میں آیا کیونکہ علت بدوں معلول اور فعل بغیر فاعل ناممکن ہے

آخرکار ایک ایسے خدا کا وجود تسلیم کرنا پڑتا ہے جو تمام عیوب و نقایص سے منزہ اور تمام اوصاف اور ہر ایک قسم کی قابلیتوں۔ قوتوں۔ قدرتوں میں وحید اور فرد ہو اوس کا کسی شعبہ اور کسی نوع میں کوئی شریک نہ ہو چنانچہ اس مسئلہ کو کس خوبی سے اسلام نے حل کر دیا ہے کہ اگر کوئی بھی اس اللہ پاک کا کسی قسم کا بھی شریک ہوتا تو یہ نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔

اسی مسئلہ کو اگر فلاسفر اور منطقی شخص کے سامنے منطقی پیرایہ میں پیش کیا جائے تو پہلے مقدمات ذیل کو ذہن نشین کرانا ہوگا۔

(۱) عالم میں گو بظاہر ہزاروں لاکھوں اشیا نظر آتی ہیں لیکن عالم ایک شئے واحد ہے اور یہ تمام اشیا اوسکی ذاتیات اور اجزا ہیں جسطرح انسان میں ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ منہ۔ اور بہت سے اندرونی اعضا موجود ہیں تاہم انسان ایک شئے واحد ہے۔

(۲) ایک چیز کی دو علت تامہ نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ علت تامہ کے یہ معنے ہیں کہ اوس کے وجود کے ساتھ بلا انتظار کسی اور چیز کے معلول وجود میں آجائے اس لئے اگر ایک معلول کے لئے دو علت تامہ ہوں ایک بالکل بیکار ہوگی۔

(۳) خدا عالم کی علت تامہ ہے۔

اب استدلال کے مقدمات یہ ہیں۔ عالم ایک شئے واحد ہے اور شئے واحد کی دو علت تامہ نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے عالم کی بھی دو علت تامہ نہیں ہوسکتیں۔ خدا عالم کی علت تامہ ہے اور علت تامہ متعدد نہیں ہوسکتی اس لئے خدا بھی متعدد نہیں ہوسکتا"

پس جس پاکیزہ عنوان سے خداوند عالم کو واحد محض اسلام نے بتلایا ہے اوس عنوان کی نظیر خود اسلام ہی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا کے اقرار و اعتراف کا دل پر جو اخلاقی پڑتا ہے وہ بغیر توحید کامل کے پیدا نہیں ہوسکتا۔

اطاعت۔ انقیاد۔ خشوع و خضوع۔ توکل اخلاص کی حالت اوسی وقت دل پر طاری ہوسکتی ہے جب یہ خیال ہو کہ ہماری تمام حاجتوں۔ تمام ضرورتوں ساری امیدوں۔ کل خواہشوں کا کوئی ایک ہی مرکز ہے۔ انسان میں استقلال ارادہ۔ دلیری۔ بے نیازی کے اوصاف بھی توحید کامل کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتے۔

غور کیجئے کہ جو شخص ایک کے سوا اور کوئی دوسرا بھی حاجت روا مانتا ہے اس کا سر ہر ایک آستانہ پر جھکنے کے واسطے طیار رہتا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ اوس درجہ مکمل نہیں ہوسکا ہے جس پایہ کا مضمون ہے تاہم غور کرنے اور سبق حاصل کرنے کے واسطے کافی ہے۔

(ضیاء الاسلام مراد آباد)

مسئلہ سود پر مولانا شبلی نعمانی سے خط و کتابت

آجکل دُنیا میں جہاں اور ہزاروں طرح کی بدیاں و بیاہ کاریاں پھیلی ہوئی ہیں وہاں یہ کوشش بھی برابر جاری ہے کہ کسی طرح مذہبی آڑ میں ہمارے لئے وہ تمام باتیں جائز ہو جاویں جو اور قوموں کے نزدیک جائز اور حلال مطلق ہیں اس لئے کوئی صاحب تو یہ تجویز پیش کرتے ہیں نماز کمتی کی جاوے اور روزے اُڑائے جاویں قرآن کا کچھ حصہ نکالا جاوے۔ حج کے بجائے دوسرے کام جائز قرار دئیے جاویں پردہ کی رسم کو بالائے طاق رکھکر کھلے مُنہ ہوا کھانے کی اجازت دی جاوے۔ سود کو حلال کیا جاوے کیونکہ یہی ایک بڑا بھاری مسلمانوں کی نکبت و افلاس کا ذریعہ ہے۔ غرضیکہ جتنے مُنہ اُتنی باتیں ہیں سب کو قلمبند کرکے اُن پر خامہ فرسائی کرنا موجب طول طویل ہے بھلا کہاں سے ایسی فرصت لاویں جو اس کو نباہویں۔ پیسہ اخبار میں آجکل سود کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے جس پر آئے دن مضامین نکلتے رہتے ہیں انجمن نعمانیہ کا فتویٰ شائع ہوگیا انجمن مستشار العلماء کے فتوے کا ابھی انتظار ہی دیکھئے وہ ٹولی کیا ارشاد فرماتی ہے مولوی نذیر احمد خان صاحب دہلوی ایل ایل ڈی بھی مجتہدانہ طور پر فیصلہ کرچکے اور اقرار کرچکے کہ مسئلہ سود مسلمانوں کی آنکھوں کا ٹپنٹ ہے خیر اس پر تو کسی فرصت کے وقت میں ناظرین کی توجہ مبذول کرنے کے قابل ہوسکینگے فی الحال مولانا شبلی نعمانی ناظم ندوۃ العلماء کی جو رائے ہے وہ ناظرین کی دلچسپی کی خاطر پیش کی جاتی ہے۔ مولانا اس بات کے قائل ہیں کہ **غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے** مگر شرعی دلیل ہمارے خیال میں آپ کے پاس کوئی نہیں۔ مولانا سے جو کچھ ہماری خط و کتابت اس بارہ میں ہوئی ہے اس سے ناظرین اچھی طرح حال معلوم کرسکینگے اور اُس نتیجہ پر پہنچ سکینگے کہ کیونکر ایسے وقت کسی ایسے وجود کی ضرورت ہے جو اسلام ہاں سچے دین کی رکھوالی کے لئے آوے کیونکہ اس کے اصولوں کو ملیامیٹ کرنے کی اب حد ہوگئی دوست بن کر جڑوں میں پانی دینا سیکھنا ہو تو آن حضرات سے سیکھے جو فی زمانہ علماء کہلائے جاتے ہیں یا اصلاح کنندہ پہلے تو ہمیں ان علماء کی اس حالت پر رونا آتا تھا کہ اُنھوں نے صفات اللہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کی صفات کو بھی شریک کرکے بڑے بھاری شرک کی بُنیاد ڈالی جس نے ایک عالم کو عیسائی بننے پر مجبور کیا اور سیکڑوں کو مرتد کرا دیا مگر مسئلہ سود کے ذریعہ جو ان حضرات نے اسلام پر بغلی گھونسے مارے ہیں وہ نہایت ہی خطرناک معاملہ ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر اس وقت اپنے فضل و کرم سے اپنا موعود نہ بھیجتا تو نہ معلوم یہ حضرات اسلام کی کہاں تک نوبت پہنچانے کے لئے زور مارتے اب میں تمہید کو زیادہ لمبا کرنے کے بدون ہی اصل خط و کتابت کو درج کرتا ہوں جس سے ناظرین بہت کچھ نتائج اخذ کرسکتے ہیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

میرا پہلا خط (۱)

جناب مولانا المکرم!۔ السلام علیکم ۔ واضح باد کہ چونکہ آپ نے روم مصر و شام کا سفر کیا ہے اور وہاں کے حالات آپکے چشم دید ہیں۔ بنابریں گذارش ہے کہ براہ مہربانی مندرجہ ذیل امور سے اطلاع دیکر مشکور فرماویں۔

(۱) کیا ترکوں اور مصریوں اور شامی مسلمانوں کے اپنے بینک ہیں یا نہیں؟* (۲) اگر بینک ہیں تو کیا اُن میں سود لینے دینے کا رواج ہے یا کہ نہیں؟ (۳) اگر سود لینے دینے کا رواج ہے تو کیا وہ مسلمان مالک بینک یا دوسرے مسلمان جو ان بینکوں سے سود کا لین دین جاری رکھتے ہیں کچھ اس کی حرمت و حلت پر بھی کبھی کچھ خامہ فرسائی کرتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور کہ کیا وہاں بھی انٹرسٹ اور ربوٰ پر کچھ طبع آزمائیاں ہوتی ہیں کہ نہیں فقط خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

*اس سوال کے دریافت کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پڑی تھی کہ اخبار وطن میں ڈپٹی سردار احمد صاحب نے یہ دعوے کیا تھا کہ ترکوں اور ایرانیوں کے ہاں سودی بینک جاری ہیں اور وہ سود کو لینے دینے میں کچھ عیب نہیں سمجھتے۔ یہ صرف آگاہی کے لئے تھا ورنہ ناظرین خیال کرسکتے ہیں کہ قرآن شریف کے ہوتے ہوئے ترکوں شامیوں یا مصریوں کا رویہ ہمارے لئے اور ہر ایک مسلمان کے لئے حجت نہیں ہوسکتا۔ منہ

مولانا کا پہلا خط میرے خط کے جواب میں

مصر و شام بلکہ خود مکہ معظمہ میں سود کا لین دین عام طور پر جاری ہے لیکن اس کا نام بدل دیا ہے جسے **فائنس** کہتے ہیں میں نے خود بیت المقدس کی عدالت کی ایک ڈگری دیکھی تھی جس میں سود دلایا تھا۔ باقی رہا جواز و عدم جواز کی وجہ تو یہ بڑا لمبا قصہ ہے۔ **میں تو غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں**۔ میرا ایک رسالہ بھی اسپر ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ شبلی ۲۸ اگست ۱۹۰۶ء

میرا دوسرا خط (۲)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا کارڈ ملا تھا اور اُسپر کچھ عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی اس لئے اب اُس عرض کو گذارش کرتا ہوں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں اور کہ میرا اسپر ایک رسالہ بھی ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ چونکہ رسالہ چھپا نہیں اس لئے عرض کرنی پڑی کہ غیر اقوام سے سود لینا آپ کے نزدیک کس طرح شرعاً جائز ہے؟ میں آپ کی اس عنایت کا کمال مشکور ہوں گا اگر ایک مفصل خط میں اُن تمام دلائل سے جو سود کے غیر اقوام سے لینے کے متعلق ہیں اطلاع دیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

مولانا کا دوسرا خط

۹ نومبر ۱۹۰۶ء

مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہوسکتا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کے متعدد فتوے ہیں وہ نظر سے گذرے ہونگے۔ ان میں صاف جواز کو ثابت کیا ہے میرا رسالہ ابھی صاف نہیں ہوا کاتب لکھ رہا ہے طیار ہولے تو شاید چھپنے کی نوبت آئے۔ **اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاسکتی وہاں وہ معاہدات و معاملات جائز ہوجاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔ ہدایہ شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ شبلی
ندوہ لکھنؤ

میرا تیسرا خط (۳)

جناب مولانا صاحب!۔ تسلیم۔ جناب کا کارڈ پہنچا کمال مشکور ہوا.....

اس کارڈ میں جو جناب نے ایک اصل تحریر فرمایا ہے اُس کے متعلق کچھ تھوڑا سا دل میں وسوسہ پیدا ہوگیا ہے جو کانٹے کی طرح میرے دل میں کھٹک رہا ہے اگر اس کو بھی حل کردیں تو بعید از عنایت نہ ہوگا۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کے بالکل صاف الفاظ سود کی ممانعت میں موجود ہیں جو کہ یہ ہیں **اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا** اسی کے مطابق ہم لوگوں کے رگ و ریشہ میں یہ بات پیوست ہوگئی ہے کہ سود کا لینا دینا بالکل **حرام** ہے۔ آپ نے اپنے اصل میں ظاہر فرمایا ہے کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی **جبراً نہیں کرائی جاسکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہوجاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔

قطع نظر **لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ**

الّا یہ کہ یہ بات قابل گذارش ہے کہ یہ اصل صرف جواز سود کے لئے ہی ہے یا کہ دوسرے اوامر و نواہی قرآن کے متعلق بھی؟ یعنے اگر کوئی من چلا اس اصول کو مدنظر رکھکر نماز سے روزہ سے یا حج و زکواۃ سے انکار و فرار کر دے تو کیا کوئی اُس کے لئے تسلی بخش جواب موجود ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہے تو کون سا اور کیا؟ نیز یہ بتلا دیں کہ اُس کے جواز (سود کے اور اس کے (یعنے ترک نماز روزہ وغیرہ) عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟ اور اگر یہ اصول صرف جواز سود کے لئے ہے تو اسپر شرعی دلیل کیا ہے؟ جس حالت میں کہ احل اللّٰہ البیع و حرم الربوٰا کا صاف مفہوم اور صریح حکم موجود ہے جن کا موٹی عقل والا بھی مطالب سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ اصول درست ہے تو کیا مندرجہ ذیل کا امور کرنیکے لئے مسلمان تیار ہو جاویں یعنے اُن کو ذیل کے کام کرنے سے کون سی بات مانع ہے۔ (۱) بعض قوموں کے نزدیک اس حالت میں کہ اولاد نہیں ہوتی یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں لڑکا نہیں ہوتا یا شہوت فرو کرانے کی ضرورت درپیش ہے یہ امر جائز قرار دیا گیا ہے کہ اپنی عورت کو دوسروں کے پاس اولاد حاصل کرنے یا شہوت فرو کرانے کے لئے جانا نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب بھی گردانا و مانا گیا ہے کیا مسلمان اس ملک کے محض اس لئے کہ اُن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبرًا نہیں کرائی جاتی یہ کام جسکا نام اس کو جائز قرار دینے والی قوم کے نزدیک "نیوگ" ہے جائز ہو گا؟ (ب) ایسا ہی بعض کے نزدیک شراب پینا اور شراب میں ڈبل روٹی بھگو کر جب تک ایک نو مُرید معہ بزرگان دین کے اُس کو کھا پی نہ لیں دینی سرٹیفکیٹ حاصل نہیں ہو سکتا تو کیا مسلمان اُن ملکوں کے جس میں اُن سے احکام شرعیہ میں پابندی جبرًا نہیں کرائی جاتی اُن کے لئے بھی یہ معاملات و معاہدات جائز ہو جائینگے؟ (ج) ایسا ہی بعض کے نزدیک ہر قسم کے سوئر خواہ کالا ہو خواہ سفید سبز ترکاریوں کی طرح ہیں تو اُن مسلمانوں کے لئے جن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبرًا نہیں کرائی جاتی یہ حرام مطلق حلال محض ہو نگے؟ (د) ایسا ہی بعض کے نزدیک یعنے اُن کے عقائد کے رو سے انسانوں کو خدا بنانا اور پتھر پرستی کرنا یا خدا کے لئے بیٹے بیٹیاں تجویز کرنا جائز مانا گیا ہے تو کیا وہ مسلمان جن سے اُن کے ملکوں میں (جہاں وہ سکونت رکھتے ہیں اور اسلامی حکومت نہیں ہے) احکام شرعیہ کی پابندی جبرًا نہیں کرائی جاتی یہ معاملات و معاہدات جائز ہو نگے؟ غرضیکہ میری سمجھ ناقص میں اگر یہ اصول جواز سود کے لئے صحیح مانا جاوے تو مذکورہ بالا تمام معاملات و معاہدات مسلمانوں کے لئے جائز و موجب ثواب ہو جاتے ہیں۔ غور فرماویں کہ ہندوستان۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی۔ آسٹریلیا۔ آسٹریا۔ روس وغیرہ میں اسلامی سلطنتوں میں احکام شرعیہ کی پابندی جبرًا نہیں کرائی جاتی تو ان سلطنتوں کے رہنے والے مسلمان اس طرح پر مذہب و ملت یعنے احکام شرعیہ کی عدم پابندی کے مجاز ہیں؟ براہ مہربانی مفصل کیفیت یعنے جواب باثواب سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور فرماویں ...... خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

مولانا کا تیسرا خط

مکرمی۔ تسلیم۔ قرآن پاک میں ربوا کا لفظ ضرور آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن اسقدر کہ حضرت عمر اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ سود

نوٹ: اس خط و کتابت میں ابتدا سے چونکہ حتی الوسع اختصار پر کفایت کی گئی ہے اس لئے صرف یہ ایک ہی ریت ضبط تحریر میں لائی گئی تھی۔ منہ

کن کن حالتوں میں حرام ہے۔ اس بنیاد پر سود کے متعلق جس قدر تفصیل احادیث سے ثابت ہو گی وہی حرام ہو گی۔ آپ نے جو صورتیں لکھی ہیں وہ قیاس مع الفارق ہے میں نے جو اصول لکھا ہے وہ صرف اُن معاملات سے متعلق ہے جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ۔

آں حضرت (صلعم) جب مکہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکر کو اجازت دی کہ وہ فتح روم پر بازی لگائیں چنانچہ وہ کئی اونٹ جیتے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس کی یہ وجہ تھی کہ مکہ میں اُس وقت تک اسلام جاری نہ تھا۔ غرض جن ممالک میں اسلامی احکام جاری نہیں ہیں وہاں ان معاملات میں جنکا تعلق دوسروں سے مجبوراً پڑتا ہے اُسی طرح معاملہ کرنا ہو گا جس طرح دوسری قومیں کرتی ہیں۔ شراب پینا یا دوسرے کو اپنی بیوی سپرد کرنا ذاتی معاملہ ہے کسی دوسرے سے اس کا تعلق جبریہ نہیں ہو سکتا یعنے دوسرا شخص اسپر مجبور نہیں کرتا۔ یہ میری ذاتی رائے نہیں بلکہ درمختار وغیرہ سے تمام کتابوں میں لکھا ہے۔ والسلام

شبلی ۱۹ نومبر ۱۹۰۶ء

میرا چوتھا خط

(۴)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا مجھکو ملا چونکہ جیسے تسلی کی تمنا تھی حاصل نہ ہو سکی اس لئے کچھ اور عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی جسکو کہ اب پورا کرنا مناسب سمجھتا ہوں آپ کا پہلا کارڈ جو مجھکو ملا تھا اُس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ میں غیر اقوام سے سود لینا شرعًا جائز سمجھتا ہوں جسپر میں نے عرض کی تھی کہ آپ سود لینا غیر اقوام سے شرعًا جائز سمجھتے ہیں تو اُس کا ثبوت قرآن و حدیث سے عنایت فرمائیے جس کا جواب جناب کی طرف سے یہ ملا تھا کہ مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبدالعزیز کے متعدد فتوے ہیں اور اُن میں جواز ثابت کیا گیا ہے اور کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی جبرًا نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو دوسری قوموں میں جائز ہیں اس اصول پر جو کچھ میں نے عرض کی اور اُس کے جواب میں جو کچھ جناب نے ارشاد فرمایا اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سود کا غیر اقوام سے لینا شرعًا جائز ہونے کی دلیل جناب کے پاس نہیں ہے ورنہ ضرور پیش کرتے کیونکہ میری منشا اُس طول طویل و مسلسل خط و کتابت سے بجز اس کے اور کیا تھی اور اب تک ہے کہ یہ اصول (جو آپ نے تحریر فرمایا ہے) درایت و روایت کے لحاظ سے محض غلط ہے آپ فرماتے ہیں کہ اُس اصول کی منشا صرف یہ ہے کہ جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک خرید و فروخت وغیرہ بغیر سود لینے دینے کے چل نہیں سکتی حالانکہ یہ اصول بہ مذاہب باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام میں اکثر سوداگری پیشہ ہی تھے بعد نزول آیت الربوا کے بھی وہ سوداگری کرتے رہے مگر سود لینا دینا قطعًا بند کر چکے تھے علاوہ ازیں جس طرح شراب پینا یا دوسرے سے نیوگ کرانا ذاتی معاملات کے سبب جبرًا نہیں کیا کرایا جا سکتا ایسا ہی خرید و فروخت وغیرہ بھی جبرًا نہیں کرائی جا سکتی

نوٹ: دیکھا ناظرین! یہ ہیں آج کل کے علماء کی چالیں پہلے تحریر فرماتے ہیں کہ غیر قوموں سے سود لینا شرعًا جائز ہے اور اُس کے لئے اصول اختراع کیا کرتے ہیں مگر معقول گرفت کی جاتی ہے تو اُس کو محدود کرتے ہیں مگر پھر بھی شرعی دلیل کوئی نہیں پیش کرتے ہماری تو سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ یہ اصول صرف خرید و فروخت تک کیوں اور کس دلیل سے محدود ہو سکتا ہے؟ اگر محدود نہیں ہوا تو اس ملک میں زنا کرنا شراب پینا وغیرہ ترک صوم صلوٰۃ سب کچھ جائز ٹھہرتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اسکے جواز اور اُسکے عدم جواز کا راز مولانا فاش کر دیتے۔ منہ

اگر فرماویں کہ ایک سوداگر کو دوسرے سوداگر سے بعض اشیاء کا لینا ضروری ہوتا ہے تو عرض ہے کہ یہ ضرورت صحابہ کو بھی لاحق ہوتی تھی جنھوں نے ربوا کو بھی چھوڑا اور سوداگری کو بھی جاری رکھا پھر آپ فرماتے ہیں کہ "قرآن پاک میں ربوا کا لفظ بے شک آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن سعد کہ حضرت عمرؓ اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے" اسپر عرض ہے کہ اگر قرآن نے ربوا کی کچھ حقیقت نہیں بیان فرمائی تھی اور نہ حدیث میں اس کی کافی تشریح تھی تو صحابہ کرام نے کس بناپر ربوا کو چھوڑا تھا جس کا لازمی نتیجہ آج تک ہم لوگوں میں پشت بہ پشت یہ چلا آتا ہے کہ سود کو حرام مطلق خیال کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تک ایک شخص ایک کو بُرا نہ سمجھے اور اُس کی بُرائیاں اُس کو نہ سمجھائی جاویں وہ اُس بدی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ باوجودیکہ قرآن میں اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی اور احادیث میں کافی اس کی تشریح نہیں کی گئی اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا یہ ایمان تھا (بقول آپ کے) کہ آں حضرت صلعم نے نہیں بتلایا کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے صحابہ نے کیوں اس کام کو چھوڑ دیا؟ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے قرآن میں جسقدر سود کی حقیقت و تشریح کی ضرورت تھی مذکور ہے آپ غور کرتے تو ضرور مل جاتی خیال فرماویں کہ ایک جگہ تو فرمایا کہ "یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون" دوسری جگہ فرمایا کہ "وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون" تیسری جگہ فرمایا کہ "یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون"

اب خود ہی غور فرماویں کہ اس سے بڑھکر اور کس حقیقت کی ضرورت درکار ہے جو قرآن بیان فرماتا؟ اگر فرماویں کہ اس میں اس قدر حقیقت بیان نہیں کی جسقدر ضرورت تھی تو عرض ہے کہ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کیوں فرمایا جس حالت میں کہ اُن کو اس کی حقیقت ہی معلوم نہیں؟ رہا حضرت عمرؓ کا قول سو اُس کے بارہ میں عرض ہے کہ اول تو قرآن کی آیات بینات کے سامنے کسی دوسرے کا قول قابل سند نہیں ہو سکتا۔ دوم حضرت عمرؓ وہ شخص ہے جو حسبنا کتاب اللہ کہنے کا مدعی تھا سوم اُس قول کا ماخذ یہ نہیں جو آپ نے فرمایا ہے اُس سے اگر کچھ نکلتا ہے تو یہی کہ سود کو چھوڑ دیں" غور کریں ابن ماجہ میں حضرت عمرؓ کے قول کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ "ان آخر ما نزلت آیۃ الربوا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولم یفسرھا لنا فدعوا الربوا والریبۃ یعنے آخری وحی جو نازل ہوئی وہ ربا کی آیت ہے پس ربا و ریبہ چھوڑ دو۔"

اب کون ایسا دل و گردہ والا ہے کہ ان الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کرسکے جو جناب نے اخذ کیا ہے؟

※ حدیثوں کے متعلق سیرۃ النعمان حصہ دوئم میں مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حدیثوں کے سُننے اور قلم بند کرنے کو صاف صاف منع فرماتے تھے پس جس حالت میں کہ قرآن میں اُس کی حقیقت نہیں۔ احادیث سُنانے کا حکم نہیں تھا کیونکر مسلمان سود کے حرام ہونے کے قائل ہوگئے اور کیونکر قرآن اولے کے مسلمانوں نے اس امر کو چھوڑا تھا جس کا اثر آج تک ہم لوگوں تک پہنچا ہے فتدبر ولا تکن من الغافلین - منہ (یہ نوٹ پہلے خط میں نہیں ہے)

علاوہ بریں اگر سود کی آیات سُنا کر آں حضرت صلعم کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ اُس کی تفسیر کرتے تو اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ شریعت حقہ کی تبلیغ جیسی آں حضرت صلعم کو کرنی تھی نہیں کی اور کہ شریعت آں حضرت صلعم کے ذریعہ کامل نہیں ہوئی بلکہ ناکمل ہونے کی حالت میں آں حضرت صلعم نے انتقال فرمایا حالانکہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کا جو کچھ ماخذ ہے اُس سے تکمیل شریعت ثابت ہوتی ہے پس کس طرح یہ دلیل قابل صحت ہو کر آں حضرت صرف الربوا سُنا کر چل دیئے اور یہ نہ بتلا گئے کہ الربوا کتنے کس کو ہیں۔ مزید براں احادیث پر جب غور کیا جاتا ہے تو اُس میں جس کثرت سے ربا کی تشریح اور حقیقت بتلائی گئی اور ممانعت فرمائی گئی ہے کہ اُس کا اس جگہ نقل کرنا موجب طول طویل ہے اور کہ اگر اُس حدیث پر بھی غور کی جاوے کہ جس میں حجۃ الوداع کے خطبہ کے متعلق ذکر ہے تو اُس میں بھی پہلے سود ہی کا ذکر کر کے آیت قرآنی سے استدلال کر کے اُس کی ممانعت کو ثابت کیا گیا ہے چنانچہ اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "عن سلیمان ابن عمرو عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع یقول الا ان کل ربا من ربا الجاھلیۃ موضوع لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون الا وان کل دم الحارث بن عبد المطلب ..... قال اللھم ھل بلغت قالوا نعم ثلاث مرات قال اللھم اشھد ثلاث مرات" یعنے سلیمان بن عمرو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ دیکھو! ہر ایک ربا رباء جاہلیت کا موقوف کیا جاتا ہے ہاں راس المال لینے کا حق تمہیں ہے نہ تم دوسروں پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جاوے۔ دیکھو! ہر ایک خون جاہلیت کے خون سے موقوف کیا جاتا ہے اور پہلا خون جسکو میں موقوف کرتا ہوں حارث بن عبد المطلب کا خون ہے۔ ..... اسکے بعد آپ نے پکار کر فرمایا کہ کیا تم نے لوگوں تک پیغام پہنچا دیا ہے سب نے کہا ہاں اور تین دفعہ آپ نے یونہی پکارا اور یہی جواب کل حاضرین نے آپ کو دیا۔ اسکے بعد آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہ یعنے اس بات پر کہ میں نے ان لوگوں کو پیغام پہنچا دئے ہیں اور یہ اسکا اقرار کرتے ہیں۔ حدیث کے یہ الفاظ ابو داؤد سے لئے گئے ہیں جہاں سے آپ چاہیں تو ملاحظہ فرما سکتے ہیں اب اس حدیث سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ ربوا کی حقیقت سمجھکر ہی صحابہ نے ربو کو چھوڑا تھا کیونکہ یہاں صحابہ کو یہ اقرار ہے کہ جو پیغام لیکر آپ آئے تھے آپ نے ہم کو پہنچا دئے اور ہم نے اُن کو سمجھ لیا ہے اور سمجھکر ہی اُنپر عمل درآمد کیا ہے یعنے کل اوامر و نواہی سے ہم کو پوری واقفیت و آگاہی ہو چکی ہے پھر بتلائیے کہ کیونکر کوئی مسلمان باوجود ان دلایل کے جواز سود کا قائل ہو سکتا ہے؟ اگر باوجود ان براہین ساطعہ کے اب بھی آپ کے نزدیک غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے تو خاکسار اُن دلایل کے سننے کا اب تک محتاج ہے آپ براہِ مہربانی اُن دلائل سے اس خاکسار کو آگاہ فرماویں ہاں یہ بات الگ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو روپیہ عطا کیا ہے اور آپ اسکو اس راہ سے ترقی دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں کوئی آپ کو روک نہیں سکتا۔ لیکن اگر آپ شرعاً جائز ہونے کا ارشاد فرماوینگے تو اُس کا ضرور بالضرور آپ کو ثبوت قرآن و حدیث سے دینا پڑے گا کیونکہ مسلمانوں کے یہ بات رگ و ریشہ میں پیوست ہو گئی ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق ہیں جیسا کہ حدیث ذیل خاص گواہی دیتی ہے کہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ پھر کس طرح سے مسلمان اسکے جواز شرعاً کے قائل نہ ہوں والسلام خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی

اس خط کا جواب آج تک مولوی صاحب نے بالکل نہیں دیا۔

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

حضرت عیسیٰ کی وفات پر ایک اور شہادت

ابن جریر کی ایک روایت کہ حضرت عیسیٰ مر گئے

اسلامی دنیا کیا بلکہ یورپ امریکہ کی کتاب خوان دنیا بھی ابن جریر علیہ الرحمۃ کے نام سے واقف ہے۔ کیونکہ آپ کی کتابیں نہایت عزت کے ساتھ اُن ممالک میں چھاپی جاتی اور شایع کیجاتی ہیں۔ ابن جریر تیسری صدی کے ایک بڑے مفسر اور مشہور مورخ مجتہد مطلق گذرے ہیں اور صاحب علوم مذہب اسلامیہ میں آپ کا ایسا رتبہ تھا اور لوگ یہانتک آپ کے قایل ہوئے کہ ایک خاص فرقہ آپ کے نام پر جریریہ کہلاتا تھا۔ اہل حدیث کے نزدیک آپ سب سے بڑھکر قابل اعتبار مفسر قرار دیئے گئے ہیں ایک ضخیم تفسیر قرآن شریف اور ایک ضخیم کتاب تاریخ کی آپ کی تصانیف میں سے بہت کثرت سے چھاپی اور پڑہی جاتی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۷۳۹ جلد دوم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق ایک روایت لکھی ہے جو ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ اس جگہ ہم یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ یہ روایت صحیح ہے یا اسپر کوئی جرح ہوسکتی ہے۔ یہ غلط ہو یا صحیح ہو۔ بہر حال اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیسری صدی میں ایسی روایات کا ایک ایسے بزرگ عالم کی قلم سے نکلنا اور اس کثرت سے شایع ہونا اور اُسپر کسی مسلمان عالم کا اظہار مخالفت نہ کرنا اس امر کو پایہ ثبوت پر پہونچاتا ہے کہ اس وقت تک جب یہ کتاب شایع ہوئی مسلمانوں کے علماء سب کے سب نہیں تو اس کثرت کے ساتھ وفات مسیح کے قایل تھے۔ کہ اس کے برخلاف قلم اٹھانا کسی نے ضروری نہ سمجھا۔ اور اُن کے نزدیک حضرت عیسےٰ کے مرجانے کا قائل ہونا کوئی ایسا امر نہ تھا جس کیوجہ سے وہ باہمی اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے اور وہ اس زمانہ کے علماء کی طرح حضرت عیسےٰ کے ایسے شیدائی نہ تھے۔ کہ اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو خود ہی کہتے پھریں کہ وہ فوت ہوگئے اور اگر حضرت عیسےٰ کے متعلق کوئی کہے۔ کہ وہ مر گئے تو جھٹ اپنے کفر کے بقچہ کو کھولکر سارے کا سارا اسپر اُلٹ دیں اور ایسے نیلے پیلے ہوجاویں کہ گویا عیسےٰ ہی ان کا خدا ہے۔ اور اس کے مرنے سے وہ نابود ہوجاویں گے۔ اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بزرگ مصنف تیسری صدی میں گذرے ہیں۔ اور تین ہی صدیاں قرون اولیٰ میں داخل ہیں اور ان کے بعد فیج اعوج ہے جو تفسیریں فیج اعوج میں لکھی گئیں اُن کی روایتیں اس کے مقابل پر کوئی قدر نہیں رکھ سکتیں۔ اب ہم اصل روایت بمعہ ترجمہ اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

عن ابن سلیم الانصاری ثم زرقی قال کان علےٰ امرأۃ منّا نذرٌ لتظہرن علی راس الجماء جبل بالعقیق من ناحیۃ المدینہ قال فظہرت معہا اذا استوینا علی راس الجبل اذا قبر عظیم۔ علیہ حجران عظیمان حجر عند راسہ وحجر عند رجلیہ فیہما کتاب بالمسند لا ادری ما ہو فاحتملت الحجرین معی حتی اذا کنتُ ببعض الجبل منہبطا ثَقُلا علی فالقیت احدہما وہبطت بالاٰخر فعرضتہ علی اہل السریانیہ ہل یعرفون کتابہ فلم یعرفوہ وعرضتہ علےٰ ما یکتب بالزبور من اہل الیمن ومن یکتب بالمسند۔ فلم یعرفوہ قال فلما لم اجد احدا من یعرفہ القیتہ تحت التابوت لنا فمکث سنین ثم دخل علینا ناس من اہل ماہ من الفرس یبتغون الخرز قلت لہم ہل لکم من کتاب فقالوا نعم فاخرجت الیہم الحجر فاذا ہم یقرؤنہ فاذا ہو بکتابہم

ہذا قبر رسول اللہ عیسےٰ ابن مریم عم ارسل الی ہذہ البلاد۔ فاذا ہم کانوا اہلہا فی ذٰلک الزمان نات عندہم فد فنوہ علےٰ راس الجبل۔

"ترجمہ۔ ابن سلیم انصاری کہتے ہیں کہ ہماری مستورات میں سے ایک عورت نے جبل جماء پر جانے کی نذر مانی تھی اس وجہ سے مجھے بھی اس کے ساتھ اُسپر جانیکا اتفاق ہوا۔ جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہونچے۔ تو وہاں ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی۔ جس کے دونوں طرف یعنے سر اور پاؤں کی جانب دو بڑے بڑے پتھر پڑے تھے۔ جن پر کچھ لکھا تھا۔ چونکہ میں اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا۔ ان دونوں پتھروں کو مینے ساتھ اٹھا لیا اور اس وجہ سے کہ وہ پتھر بھاری تھے میں نے ایک کتبہ کو اترتے ہوئے پہاڑ پر ہی پھینک دیا۔ دوسرا کتبہ جو میں ساتھ لایا تھا مینے اپنے ہاں کے سریانی عالموں اور اسیطرح بعد ازاں اہل یمن کے زبور نویسوں کی خدمت میں پیش کیا اور اس وجہ سے کہ ان میں سے اس کو کوئی نہ پڑھ سکا وہ کتبہ ہمارے گھر میں کئی سال پڑا رہا اور مدت کے بعد ہمارے یہاں ملک فارس کے چند اہل ماہ آئے باتوں ہی باتوں میں اس کتبہ کا ذکر ذکر آگیا تو میں نے ان کو یہ کتبہ نکال کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے عیسےٰ بن مریم رسول اللہ عم کی قبر کا کتبہ ہے۔ جو ہمارے بلاد میں رسول کرکے بھیجے گئے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد انکو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا ہے۔ کتبہ پر یہ عبارت لکھی تھی

یہ حضرت عیسےٰ کی قبر ہے۔ جو ان بلاد میں رسول بھیجے گئے تھے۔ (بدر)

تبصرہ جلد منگالو

تبصرہ کو بصورت اشتہار جیسا کہ حضرت اقدس کی منشاء ہے عام نظرگاہوں وغیرہ پر لگوانے اور عام مشتہر کرنے کے لئے چھاپا ہے۔ ذیل کے نرخ سے مل سکتا ہے۔ قیمت ۱۰۰ اشتہار عہ قیمت ۵۰۰ اشتہار للعہ قیمت ۱۰۰۰ اشتہار ہے۔ ۱۰۰ سے کم قیمت فی پرچہ ۸/ کے حساب سے چارج ہوگی محصولڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست بنام منیجر الحکم قادیان۔

نظم

ا ابتدا اسازم بنام پاک رب العلمین — مبتلا مانند زبان در وصف ختم المرسلین
ح حبذا طالع بدنیا یا ختم دار الامان — ہاتف غیبی دہد مژدہ جنان القادیان
م مہدی دین محمد جلوہ فرما بر زمین — نو بتے آمد کہ از حالات عشق المسلمین
د دولت دارین برباشند عیان از ستتر — مدتے دیریں پسے از پیش گوئی مستتر
ک کاشف الاسرار ماکان المعاد المبین — والی مرزا غلام احمد مسیح الصدق دین
ب بلغ اللھم رحمت خاص برآں پاکذات — آنکہ بکشا بہ مسلماناں را باب نجات
ی یاور یاران دینی صاحب والاہمم — منتخب نفسے بہ تخصیص الجلال والشیم
ر رونق راہ ہدایت بیکساں را دستگیر — خوئے آں کنز الکرامت محرم روشن ضمیر
ن نائب دین محمد قاضی حاضر جواب — نطقۂ بحر الدلالت فہم ام الکتاب
و وارث شرف پیمبر بر خلایق برترین — گفت موسیٰ کاش من باشم بہ امت ہمچنیں
ر رحمتے رحمٰن بر انسان نازل رحمان — مرہم مجروح دل صاحبدلان عاشقان
م مرحبا اے شوکت انسان آدم را جگر — باخلف ہمچوں مشرف چون نباشد بو البشر
ح حجت عیسےٰ بدست وشل روح اللہ را — تا فرو بر و ند یک عالم بجو دافواہ را
م مقبض بر مدعی بر مقتدی را پیشوا — لا ابالی از ہمہ موجود الا ما سوا
د داور دیوان حق فعل شرارت را لئیم — ماحی راہ ضلالت در صراط مستقیم
ا افسر فوج شریعت اختر برج نیر — دعوت اسلام تا مشرق بمغرب مشتہر
ح حادی کامل کہ بر ادیان ہر اقوام را — صدق را صادق بود ناسخ ہمہ اوہام را
م مظہر نوری بشکل اشرف ایں ناسوت را — بلبلے ترنم کناں از روضۂ لاہوت را
د دارو ے بنواز اے ہر زخم باطن طبیب — کر بطفیلش تا شفائے سرمدی باشد نصیب
ی یا الٰہی دہ مرا توفیق قبل انہدام — پاک کن چشمم بدیدار مشرف السلام

مملوط وصف پاک بمولا تو چوں شدی
احمد کبیر نور محمد ہ احمدی

دیبینے الراقم خاکسار۔ اے۔ کے۔ نور محمد احمدی مقام نمبر ۲۳ منٹگمری ڈسٹرکٹ منٹگمری

غزل از اکبر نجیب آبادی

مندرجہ ذیل غزل اکبر صاحب نے اسوقت ارسال کی تھی جبکہ آپ نجیب آباد تھے آج کاغذوں میں سے ملگئی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر۔

باغ جہاں سے رتبہ میں کم قادیاں نہیں
میں حال دل کہوں تو کہوں کس سے آجکل
کمشنر گئے ہیں ڈاکٹر عبد المجید خاں
کیا لطف شعر گوئی ہو حاصل مجھے یہاں
اے بزدلو جو ہو سکے تم سے وہ کر دکھاؤ
غم آتے ہیں مگر نہیں کر سکتے کچھ بھی یہ
جینے کا اوسپہ آرزو کی پہونچنا محال ہے
ہم ایک کے عوض میں سناسیں دو کو سو
ترکی بترکی چاہیں تو دیسکتے ہیں جواب
شہزادے یہ ملے کے اکبر سبق ملا

بدبخت وہ جو شایق دار الاماں نہیں
ہمدرد کوئی شہر میں اسرار داں نہیں
عبد العلیم خاں ہی تو اکبر یہاں نہیں
موجود جبکہ مضطر جادو بیاں نہیں
مجھکو تمہارے ہاتھ سے خوف زیاں نہیں
ان بزدلوں میں شرم کا نام نشاں نہیں
یہ آسماں ہے گھر کا ترے سائباں نہیں
اوسکی ہی کیا زباں ہے ہماری زباں نہیں
لیکن ہمیں تو حکم امام زماں نہیں
ایام آشتی میں یہ وقت سناں نہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو حسب معمول سابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ بقایا اور ۱۹۰۸ء کی سالانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جائیگا۔ جو خریدار کسی وجہ سے ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی وصول نہ کر سکتے ہوں **اُن کو ضروری** ہے۔ کہ وہ ۸ دسمبر تک اطلاع دیں۔ کہ اُن کے نام کس تاریخ کا الحکم وی پی کیا جائے۔ تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ یاد رہے کہ اس کے سوا الگ اطلاع اور نہیں کیجاویگی۔ ایڈیٹر

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو مل سکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور اُن کے لئے جگہ کی تجویز میں وقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد سے اطلاع دیں۔ جس قدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اس طرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں **وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں** لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ **مہمان خانہ** میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلباء اور بعض دوسرے نادار طلبا کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینگے وہ عند اللہ ماجور ہوں گے۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

قرآن شریف سے آنحضرت صلعم کی شفاعت کا ثبوت

قرآن شریف میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارہ میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ ترجمہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا ضروری نتیجہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اُس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو آگ کیونکر ایکدم میں جلا دیتی ہے۔ پس اسی طرح پر جوش نیکی جو محض خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کی جاتی ہے وہ گناہ کا خس و خاشاک بھسم کرنے کے لئے آگ کا حکم رکھتی ہے جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلعم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپکی پیروی کرتا ہے یہانتک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچتا ہے تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپکے ساتھ ہو جاتا ہے وہ آلہی نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا ہے اُس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے تب چونکہ ظلمت اور نور کی باہم منافات ہے وہ ظلمت جو اُس کے اندر ہے دور ہونی شروع ہو جاتی ہے یہان تک کہ کوئی حصہ ظلمت کا اُس کے اندر باقی نہیں رہتا اور پھر اس نور سے قوت پاکر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اُس کے ہر ایک عضو میں سے محبت الہی کا نور چمک اُٹھتا ہے۔ تب اندرونی ظلمت بکلی دور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے آخر ان نوروں کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی اُس کے دل سے کوچ کرتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ نور اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لہذا ایمانی نور اور گناہ کی تاریکی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی اور اگر ایسے شخص سے اتفاقاً کوئی گناہ ظہور میں نہیں آیا تو اس کو اس اتباع سے یہ فایدہ ہوتا ہے کہ آیندہ گناہ کی طاقت اُس سے مسلوب ہو جاتی ہے اور نیکی کرنے کی طرف اُس کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اُس کی نسبت اللہ تعالے آپ قرآن شریف میں فرماتا ہے حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان یعنے خدا نے پاک روح نازل کرکے ہر ایک نیکی تمہیں پیاری لگائی اور کفر اور فسق اور عصیان تمہاری نظر میں مکروہ کیا۔

لیکن اگر اس جگہ یہ سوال ہو کہ وہ نور جو بذریعہ نبی علیہ السلام کے پیروی کرنے والے کو ملتا ہے جس سے گناہ کے جذبات دور ہو جاتے ہیں وہ کیا چیز ہے سو اس سوال کا یہ جواب ہے۔ کہ وہ ایک پاک معرفت ہے جس کے ساتھ کوئی تاریکی شک و شبہ کی نہیں۔ اور وہ ایک پاک محبت ہے جس کے ساتھ کوئی نفسانی غرض نہیں اور وہ ایک پاک لذت ہے جو تمام لذتوں سے بڑھکر ہے جس کے ساتھ کوئی کثافت نہیں۔ اور وہ ایک زبردست کشش ہے۔ جس پر کوئی کشش غالب نہیں۔ اور وہ ایک قوی الاثر تریاق ہے جس سے تمام اندرونی زہریں دور ہوتی ہیں۔ یہ پانچ چیزیں ہیں جو نور کے طور پر روح القدس کے ساتھ سچی پیروی کرنے والے کے دل پر نازل ہوتی ہیں۔ پس ایسا دل نہ صرف گناہ سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے بلکہ طبعاً اُس سے متنفر بھی ہو جاتا ہے۔ ان پانچ چیزوں کی طاقت کا جدا جدا بیان تو بہت طول چاہتا ہے۔ مگر صرف پاک معرفت کی خاصیتوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا اس حقیقت کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ کیونکر پاک معرفت گناہ سے روکتی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان بلکہ حیوان بھی نقصان رساں چیز کی نسبت علم صحیح اور یقینی پاکر اُس کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ چور کو اگر یہ اطلاع ہو کہ اُس جگہ میں نقب زنی سے پکڑا جاؤں گا۔ تو وہ ہرگز اس بات پر جرأت نہیں کر سکتا کہ نقب لگاوے بلکہ اگر ایک پرند بھی اس بات کو تاڑ جاوے کہ یہ چند دانہ جو میرے لئے زمین پر پھیلائے گئے ہیں۔ اُن کے نیچے دام ہے تو وہ ان دانوں کے نزدیک نہیں آتا۔ ایسا ہی مثلاً اگر ایک نہایت عمدہ لطیف کھانا پکایا گیا ہو مگر کسی شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کھانے میں زہر ہے تو وہ کبھی اُس کھانے کے نزدیک نہیں آتا۔ پس ان تمام مشاہدات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انسان جب ایک موذی اور نقصان رساں چیز کی نسبت پورا علم حاصل کرلے تو کبھی اُس چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی شکل سے بھاگتا ہے لہذا یہ امر قابل تسلیم ہے۔ کہ اگر انسان کو کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہو جاوے کہ گناہ ایسی مہلک زہر ہے جو فی الفور ہلاک کرتی ہے۔ تو بلاشبہ انسان بعد اس علم کے گناہ کا مرتکب ہرگز نہیں ہوگا۔

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا ذریعہ ہے۔ کیا عقل وہ ذریعہ ہو سکتی ہے تو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل ہرگز کامل ذریعہ نہیں ہو سکتی جبتک کوئی آسمانی مددگار نہ ہو۔ کیونکہ دل میں یہ یقین ہوتا کہ گناہ کے لئے واقعی ایک سزا ہے جس سے انسان بچ نہیں سکتا۔ یہ یقین کامل طور پر اُس وقت ہو سکتا ہے کہ جب کامل طور پر معلوم ہو کہ خدا بھی ہے جو گناہ پر سزا دیسکتا ہے لیکن مجرد عقلمند جس کو آسمان سے کوئی روشنی نہیں ملی خدا تعالیٰ پر کامل طور پر یقین نہیں کر سکتا کیونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کے کلام کو نہیں سنا اُس لئے اُس کو خدا تعالیٰ کی نسبت بشرطیکہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات پر غور کرکے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکے۔ صرف اس قدر علم ہو سکتا ہے کہ ان تمام مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہئے لیکن اس یقینی قطعی علم تک نہیں پہنچ سکتا کہ وہ صانع موجود بھی ہے اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے۔ اور ہے میں بڑا فرق ہے۔ یعنے جو شخص صرف اسی قدر علم رکھتا ہے کہ فقط ہونا چاہئے کے مرتبہ پر آکر ٹھیر گیا ہے پھر بادرا اسکے اسکی نظر کے سامنے تاریکی ہی تاریکی ہے وہ اُس شخص کی مانند ہرگز نہیں علم کے روسے ہرگز نہیں کہ جو اُس صانع حقیقی کی نسبت صرف یہ نہیں کہتا کہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اُس نور کی شہادت سے جو اسکو دیا گیا ہے محسوس بھی کرلیتا ہے کہ وہ ہے بھی اور یہ نہیں کہ صرف وہ آسمانی نور سے خدا کی ہستی کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ اس آسمانی نور کی ہدایت سے اُسکی فہم اور عقلی قوی نہایت تیز ہو جاتے ہیں اُسکا قیاسی استدلال بھی اعلیٰ سے اعلیٰ ہو جاتا ہے

تازہ الہامات

۲۶ نومبر ۱۹۰۷ء - ۱ - بلا رنا گہانی

۲ - ایک عربی لفظ بجخری الہام ہوا جس کے معنے ہیں تو اُن کی چیخیں سنے گا - ۳ - یا اللہ فتح -

۲۹ / نومبر ۱۹۰۷ء - اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ -

(۲) - وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنی فریب کاری سے میدان مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو گھٹانا چاہتی ہے مگر خدا تعالیٰ اسے بامراد نہیں کریگا بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی -

قرآن مجید مترجم کی اشاعت کا سوال

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں تجارتی کمپنی کے عنوان سے جو آرٹیکل میں نے لکھا تھا - اُس نے قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کے سوال کو زندہ کر دیا اور پھر گویا ایک نئی جان ڈالدی ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس ضرورت کو کس حد تک محسوس کیا جاتا ہے میرے پاس جو خطوط آئے ہیں اُن میں سے ایک ہی بزرگ کا خط میرے لئے پورے اطمینان اور تسلی کا موجب ہے اور میں اُس کے اخلاص اور محبت پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس کام کو اٹھانے کا اگر بوجھ اُٹھائیگا تو کر گذریگا - اس بزرگ کا نام چوہدری رستم علی ہے ان کا نام دیدینا ہی اس امر کی گارنٹی سمجھنا چاہیے کہ وہ اس سلسلہ کی ضروریات اور خدمت کے لئے کس طرح پر مستعد ہے -

چوہدری صاحب خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے اس تجارتی طریق پر روپیہ جمع کر لینے کا یقین رکھتے ہیں اور وہ یقیناً جمع کر سکتے ہیں ایسا ہی میرے ایک اور مکرم اور مخلص دوست ہیں جن کا نام میں اس وقت مصلحتاً ظاہر نہیں کرتا اُنھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ ایسی حمایل شریف کیلئے چار سو یا پانچسو کاپیوں کے خرید لینے کے ذمہ دار ہیں اور اُنکا روپیہ بھی پیشگی دیدینے کی سعی کریں گے -

بہرحال ایسے بزرگ قوم میں موجود ہیں اور یہ کام فی الحقیقت ضروری اور نہایت ضروری ہے چونکہ اس کی اشاعت کے لئے روپیہ بہم پہنچانے کی صورت تجارتی صورت ہے اس لئے قوم پر اس کا کوئی بوجھ نہیں ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے - جن بزرگوں نے مجھے اس تحریک میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے انھوں نے اس کام کا [illegible] اس لئے بجائے فرداً فرداً جواب دینے کے میں اخبار میں اس سوال کو حل کر دینا چاہتا ہوں [illegible] ترجمہ کے لئے فی الحال جیسا کہ [illegible] عرض کر چکا ہوں یہی ہوگا کہ شاہ عبد القادر و [illegible] مرحوم یا شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کا ترجمہ ہوگا اور اُس کے اُن مقامات پر جہاں کوئی امر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے خلاف ہوگا نوٹ کے ذریعہ اصلاح کی جاویگی اور ایسا ہی بعض مشکل مقامات کو بذریعہ نوٹ صاف کیا جاویگا -

ترجمہ کے اول ایک فہرست مضامین کی ہوگی جو نہایت محنت اور کوشش سے طیار ہوگی اور یہ فہرست سلسلہ کی ضروریات اور صداقت اسلام کے پہلو کو مدنظر رکھکر طیار کرنی پڑے گی - مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اس عنوان کے ضمن میں اُن آیات کا حوالہ دیا جاویگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلایل ہیں یا ضرورت نبوت کا عنوان ہوگا - یا نبایت - ملائکہ قرآن کریم کی ضرورت - معجزات کی حقیقت - احیاء موتی کی حقیقت - مردے واپس نہیں آتے - وفات مسیح - ابطال الوہیت - رد کفارہ - رد تثلیث - قدامت روح و مادہ کا رد غرض اس قسم کے ضروری عنوانوں پر مشتمل وہ فہرست ہوگی جو ہر ایک مناظر اور ہر مسلمان کیلئے ہر وقت ایک مفید حربہ ہو سکتی ایسا ہی میں

چاہتا ہوں کہ اس حمایل پر ریفرنس ہو ریفرنس والی حمایل یا قرآن مجید آجتک چھاپا نہیں گیا اگرچہ یہ کام بڑی محنت طلب ہے مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل کی بات ہے کہ میرے پاس اس کا قریباً مکمل میٹیریل موجود ہے اور میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ یہ عطیہ مجھ حضرت حکیم الامۃ سے ملا ہوا ہے خود حضرت حکیم الامت نے اپنی حمایل شریف جس پر وہ نوں سے درس دیا ہے اور اس پر ریفرنس لکھا ہے میری درخواست پر مجھے عطا فرمائی تھی جزاہ اللہ احسن الجزاء - اور ایسا ہی اس حمایل شریف کے ساتھ صرف وہ لغات القرآن ہو جو بخاری نے لکھی ہے اور فوز الکبیر میں شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسے دیا ہے وہ اگرچہ کسی قدر نامکمل ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ ہم کو فضل سے اس کی تکمیل کا سامان بھی موجود ہے - اس طرز کی حمایل شریف بالکل نرالی اور مفید حمایل شریف ہوگی - اس کی اشاعت کیلئے کم از کم تین مصلح ہونگی جن میں سے دو حافظ اور ایک جید اور مسلم فاضل مولوی صاحب ہونگے - ان کو کم از کم ڈیڑھ سال تک کام کرنا ہوگا - نوٹوں کی ترتیب اور فہرست کی طیاری اور ریفرنس اور لغات القرآن کی تکمیل کے لئے مجھے بھی پورا وقت اُن کے ساتھ دینا پڑیگا ایسی حالت میں ایک مستقل ایڈیٹر ہو جو سب ایڈیٹر کے علاوہ اخبار کے لئے مجھے رکھنا پڑے گا نوٹوں کی ترتیب بہت مشکل کام ہے مگر اس میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ جن مقامات پر نوٹ لکھے جائینگے اس مقام کے حسب حال حضرت اقدس کی جو تحریر ہوگی ایسی ہی مقدم کر کے لکھا جاویگا - ایسا ہی کسی مشکل مقام کی شرح میں حضرت اقدس کی تحریر کو درج کرنا بھی ضروری ہوگا - اور یہ ایسی محنت کا کام ہے کہ حضرت اقدس کی کل تحریروں اور تقریروں کو زیر نظر رکھنا پڑیگا - ڈیڑھ سال میں یہ حمایل شریف انشاء اللہ العزیز طبع ہو سکتی ہے -

کم و بیش سات ہزار روپیہ میں یہ حمایل پانچہزار انشاء اللہ العزیز چھپ جائینگی - اور جو حمایلیں چار چار روپیہ میں بک رہی ہیں اُن سے ہزار درجہ بہتر اور مفید ہوگی قرآن مجید اور حمایلیں چھاپنے کیلئے لوگ زمانہ کی ضروریات اور اسلامی خدمت کے خیال کو بہت کم مدنظر رکھتے ہیں اس موقعہ پر میں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں کرتا - کہ ان ضروریات کو ایک حد تک ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے چھپوائے ہوئے قرآن مجید اور حمایلوں میں ملحوظ رکھا گیا ہے -

ورنہ اکثر لوگوں نے ایسے قرآن مجید چھپوائے ہیں جو محض رکھنے کے کام کے ہیں - یا نو بیت [illegible] کہیں اور یا کوشش کی ہے کہ کسی ایک یا دوسری صنعت کا خیال رکھا جاوے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ اَلف سے شروع ہوتا ہے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ پر ایک آیت ختم ہو جاتی ہے کسی میں التزام ہے کہ بسم اللہ کا ہر جگہ طغرا ہو - یا مختلف رنگ کا ہو اس قسم کی بیسیوں صنعتوں سے کام لیا گیا ہے میں بجائے خود اس کو قرآن مجید کی ایک خدمت سمجھتا ہوں اور اسکی حفاظت کا ایک سامان - لیکن اس خدمت میں ضروریات قوم کو مدنظر رکھنا بھی بڑا ہی اہم کام ہے بہرحال میرے اپنے خیال میں سات ہزار کے صرف سے ایک ایسی جامع اور خوبصورت حمایل پانچہزار چھپ سکتی ہے جو چار روپیہ پر ہر ایک شخص نہایت خوشی سے لے لیگا - اور اگر تین روپیہ بھی اس کا ہدیہ ہو تو اس میں انشاء اللہ العزیز فایدہ ہی فایدہ ہے - میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے خرچ کرتے وقت اس سے بھی کم خرچ ہو - اور جسقدر تعداد میں زیادہ چھپے گی اُسی قدر کم خرچ آئیگا اور اگر صرف پچاس مختصر ایسی حمایل کے ہمیشہ موجود رکھے جاویں - جو ایک بار چھپکر پڑے رہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مثلاً چار ہزار روپیہ کے صرف اڑھائی ہزار کے قریب چھاپ لی جاوے اور پھر ضرورتاً چھپوائی جاتی رہے - یہ صورت ہے اخراجات کی اب اسکے بعد اگر کوئی صاحب کچھ دریافت کرینگے تو انہیں جواب الگ خط میں دیدیا جاوے گا ؎

قوم کے تعلیم یافتہ اصحاب پڑھیں

میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے "بدر" میں ایک آرٹیکل لکھکر قوم کے نوجوانوں کو متوجہ کیا ہے اور سلسلہ کی ضروریات کو پیش کرکے گویا اپیل کیا ہے کہ وہ بھائی جنکو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ موقع حاصل ہے کہ وہ سلسلہ کی ضروریات کے کسی شعبہ میں اپنی خدمات پیش کرسکیں اس تقریب پر آگے بڑھیں اور آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ باقیات الصالحات کا رہنے دیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس اپیل کا ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ میں بجائے خود کافی یقین کرتا تھا کہ اس کے بعد کسی تحریک کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن۔ دیو سماج ہائی سکول موگہ کے متعلق لالہ امراؤ سنگھ انسپکٹر آف سکولز کی میٹنے یہ رائے پڑھی کہ موگہ دیو سماج ہائی سکول کے کسی بھی اوستاد کو تیس روپیہ سے زیادہ تنخواہ نہیں ملتی۔

اس رائے کو پڑھکر میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ اس فقرہ کو اپنی قوم کے گریجوئیس کے سامنے رکھدوں وہ انسٹیٹیوشن جو خدا پرستوں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے منکروں کی ہے اس میں کام کرنیوالوں کے اندر قربانی کا اس قدر جوش اور شوق ہو کہ وہ دنیوی ترقیوں کی خواہشوں پر لات مار کر صرف قوت لایموت پر گذارا کرنے کے لئے بیٹھ جائیں اور ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کے اسوہ حسنہ پر ایمان رکھنے والوں کے سامنے جب ایسی تحریک کی جاوے تو وہ اس کا جواب خاموشی سے دیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہو اور اس کے لئے اشتہار دیا جاوے اور اس کا جواب خاموشی ہو۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میںنے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت سہ ماہ کا اعلان کیا تھا۔ اس کو پڑھکر بعض دوستوں نے پوچھا کہ مولوی صاحب اس عرصہ میں کہاں رہیں گے کسی نے پوچھا کہ یہ رخصت کیوں لی جاتی ہے۔

جس جوش اور محبت کے جذبہ سے اپنے استفسارات ہوئے ہیں اس سے یقین ہوتا ہے کہ قوم مولوی صاحب موصوف کے لئے دل میں کسقدر عزت اور عظمت رکھتی ہے مگر کیا اس عزت اور عظمت کا نتیجہ ہونا چاہئے کہ اون کو مجبور کر دیا جاوے کہ وہ اپنی رخصت کو منسوخ کرالیں۔ یہ جملہ تشریح طلب ہے۔ اس لئے میں اسکو کہولکر بتانا چاہتا ہوں

مولویصاحب ممدوح پر سلسلہ کی خدمات کا اس قدر بوجھ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمانے کی ضرورت پیش آئی کہ مولویصاحب کا کوئی مددگار مقرر کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے منہ سے یہ الفاظ نکلے میں یہ تو پورے ہوکر رہیں گے مگر مبارک ہوگا وہ وجود جس کو ایسے وجود کی اعانت کا مرتبہ ملیگا۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان ذمہ واریوں کی تفصیل دوں جو مولویصاحب کے سر پر پڑی ہوئی ہیں۔ کام کی کثرت اور لگاتار محنت نے انکی صحت پر جیساکہ قانون قدرت ہے اچھا اثر نہیں کیا۔ دشمنان خدا و رسول ایسی باتوں پر خوش ہوتے ہیں اور حامیان حق کے دلوں پر چوٹ لگتی ہے اور ایک درد پیدا ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ مولویصاحب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور بدستور کام کرتے ہیں مگر لگاتار محنت انسان کو تھکا ضرور دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ قانون قدرت نے دن اگر کام کے لئے پیدا کیا ہے تو رات آرام کیلئے مقرر تا کہ صبح کو پھر تازہ دم ہوکر انسان کام کرنے لگے۔ غرض سوچا گیا تھا کہ - - - - - سالہا سال کی لمبی محنت کے بعد تین ماہ تک مولویصاحب کو کچھ وقت اور فرصت دیجاوے اس تین ماہ کے عرصہ میں یہ نہیں تھا کہ وہ قادیان سے باہر جانیوالے تھے یہ بھی نہ تھا کہ وہ صرف بیکار رہنے والے تھے اور سیر و تفریح میں اوقات گذارنے کے لئے رخصت لی تھی بلکہ مقصد اس رخصت سے یہ تھا کہ وہ ایک وسیع مطالعہ کے لئے وقت پیدا کرکے بعض نہایت خطیر مگر ضروری مضامین اور تصانیف کے لئے طیار ہو جاتے کیونکہ جہاں تک مجھے مولوی صاحب کے حالات معلوم کرنے کا موقع ملا ہے اور میں نے ان کے خدمت دین کے ارادوں کو ٹٹولا ہے وہ ایک بہت بڑا مقصد اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہیں اور فی الحقیقت

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

کے دین کی خدمت کرنیوالے کے سامنے جو عظیم الشان مقصد ہوسکتا ہے وہ ظاہر امر ہے یورپ کے متعصب اور عیسائی مصنفوں نے اسلام پر جس جس پہلو سے اعتراض کیا ہے یہ خدا کا بندہ چاہتا ہے کہ اسی رنگ سے اسلام کی عظمت اور صداقت کو روز روشن کیطرح دکھایا جاوے اور جس جس طرف سے عیسائیت کا زہر پھیلایا جاتا ہے اس پہلو سے اس کا تریاق پیدا کیا جاوے منجملہ ان مقاصد کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف بھی ایک اہم مقصد ہے جس کیلئے یورپ کے تمام ان مصنفوں کی تصنیفات کو پڑھنا ضروری ہے جنہوں نے اسلام پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ لکھا ہے۔ پھر انکی تحریروں کی تنقید اور تحقیقات یہ چھوٹا سا کام نہیں۔ یورپ میں ایسی تصانیف کے لئے بہت بڑے اجتماع ہوتے ہیں اور متعدد اشخاص میٹیریل جمع کرتے ہیں اور اسکو مرتب کرتے ہیں۔ یہاں ایک وجود

یک سر و ہزار سودا

کا مصداق ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں پھر میں اصل مطلب سے دور جا رہا ہوں رخصت لینے اور دینے سے غرض یہ تھی کہ ان تین ماہ کے اندر ان کو مطالعہ کے لئے کافی وقت ملیگا۔ اور پھر تازہ دم ہوکر وہ اس اسلامی خدمت کے لئے آمادہ ہوں گے۔ مگر یہ رخصت مشروط تھی یا ہے کہ کوئی اہل علم اور اشاعت اسلام اور خدمت دین کا جوش رکھنے والا نوجوان جو انگریزی کی اعلیٰ قابلیت رکھتا ہو اور مضمون نویسی پر قادر ہو ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے لئے اپنی خدمات پیش کرنیکا حوصلہ کرے مفت نہیں بلکہ تنخواہ پر ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ فی الحال صرف تین ماہ کے لئے۔

یہاں قادیان میں ایک اور وجود اس خدمت کو سرانجام دے سکتا ہے یعنے مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ اور ان کی خدمات تین ماہ کے لئے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی حیثیت سے لینے میں مدرسہ کے لئے ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت آپڑتی ہے مجلس ناظمہ نے خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے مولویصاحب کی رخصت منظور کرلی اور مولوی شیر علی صاحب کا تقرر بہ حیثیت ایڈیٹر تجویز کرلیا۔ اپنی قوم کے نوجوانوں سے انکی خادم مجلس ناظمہ نے امید کی تھی اور اب بھی ہے کہ انمیں سے کوئی نہ کوئی ضرور یہاں [illegible] ثابت ہوگا اور وہ مدرسہ کی ہیڈ ماسٹری یا رسالہ کی ایڈیٹری کے لئے اپنی خدمات پیش کرے [illegible] متشدد ہوگا بلکہ اپنی سعادت سمجھے گا کہ [illegible] خدمت دین [illegible] ایک [illegible] اپنی ملک کی [illegible] کی مزید [illegible] [illegible] جو [illegible] مولوی محمد علی صاحب کی [illegible] اپنے دل میں عظمت اور عزت رکھتے ہیں [illegible]

بہت سے کام ہیں۔ تین ماہ کا عرصہ کوئی لمبا عرصہ نہیں۔ اگر ہمارے تین گریجویٹ جو تعلیم کے کام سے بھی پوری دلچسپی رکھتے ہیں اس کام میں مدد دیں تو یہ تین ماہ نکل سکتے ہیں۔ ابھی تک انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا صرف تحریک ہے وہ اس سعادت سے حصہ لیں ورنہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دن گذر جائینگے اور خدمات کیلئے یہ زمانہ پھر نہ ملیگا

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنین ایام را

آدمیوں کی کمی نہیں رہیگی کام کرنیوالے آئیں گے وہ کام چلائیں گے اور رہنہیں نہیں ملیگا۔ مگر اس وقت جو آمادہ ہونگے وہ خدا تعالےٰ کے حضور اور اس کے مامور کے حضور وہ حصہ پائیں گے جو ہر ایک کو میسر نہیں آتا۔ یہ وقت ہے ضرورت کا مینے اور بتایا ہے کہ دیو سماج کے سکول میں تیس روپیہ سے زیادہ کا کوئی اوستاد نہیں یہ کس قدر غیرت کا مقام ہے کہ ہم تنخواہ اور معقول تنخواہ لیکر بھی کام کرنیکی جرأت نہ کریں اور اگر کسی دل میں یہ تحریک نہ ہوگی تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ہمارا محترم مخدوم جو سید القوم خادمہم کے موافق مخدوم بنا ہے اپنی غیرت اور حمیت دین کے مقابلہ میں اپنی صحت کی پروا نہ کرتا ہوا اپنی رخصت کو منسوخ کرانے پر مجبور ہوگا۔ قوم کے نوجوانو! دیکھو یہ اپیل اور تحریک ابھی تک کسی بزرگ کیطرف سے بھی نہیں ہوئی آپ کو معمولی طور پر بیدار کیا گیا ہے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں تم میں بیداری کی حس ہے اور زندگی کی روح کام کر رہی ہے اپنی اولوالعزمی اور زندگی کا ثبوت دو۔ اور جیسے ہوا تھا کھڑے ہو مضمون نویسی کی مہارت ہے اور ایڈیٹر میگزین کو مدد دو۔ تعلیم کا تجربہ ہے تو مدرسہ کی خدمت کرو۔ انتظامی اور تجارتی صیغہ کا تجربہ ہے تو اسی شعبہ میں مدد دو۔ ایک وقت تھا کہ جانیں دینے کے لئے لوگ طیار ہوتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے ایسا امتحان نہیں رکھا اب اس کا بدل روپیہ اور وقت سے کر دیا ہے جو تمہارے پاس ہے اور جو تم دے سکتے ہو دو۔ جو وقت دے سکتے ہیں وہ وقت دینے میں تامل نہ کریں۔ جنہیں روپیہ دینے کا موقع ہے وہ روپیہ دیں۔ بہرحال یہ وقت ہے مدد کا۔ خدا کرے کہ آپ اس وقت کو شناخت کریں اے اللہ تو خود دلوں میں تحریک فرما۔ اور ان لوگوں کے دل میں القا کر جو تیرے دین کی نصرت اور حمایت کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں اور فی الحقیقت وہ مفید وجود ہیں۔ یہ ضرورت یہی ضرورت ہے پوری ہو کر رہے گی اور خدا تعالےٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو چن لیگا جو واقعی اس مقصد کے لئے مفید ہوگا۔ جو صاحب اپنی خدمات پیش کریں وہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کو لکھیں۔

ڈائری

الہام منسوخ بھی ہو جاتے ہیں

فرمایا۔ خدا تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے ہمارا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ ایک الہام ہوتا ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر وہ [illegible] امر ہوتا ہے اور [illegible] تو بسا اوقات مثلاً ایک [illegible] وہ منسوخ ہو جاتا ہے اور [illegible] خدا تعالیٰ کے دوسرے حکم سے [illegible] جاتی ہے۔

فرشتوں کے ذریعہ الہام

فرمایا۔ بعض الہامات کے وقت اگرچہ فرشتہ نظر نہیں آتا تاہم الفاظ کے معانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام فرشتہ کے ذریعہ نازل ہوا ہے مثلاً الہامات میں ایسے الفاظ کہ قال ربک

اور ما نتنزل الا بامر ربک۔

تاریخ قادیان

فرمایا کہ اس قادیان میں پانچ سو حافظ قرآن شریف کے رہتے تھے۔ اس وقت اسجگہ کا نام اسلام پور تھا۔ اب یہاں کیا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بھی اس قدر تعداد حفاظ کی نہیں ملسکتی۔ اسجگہ کی اسلامی شوکت کو سکھوں نے خراب کر دیا تھا۔ یہاں بہت سے مغل رہتے تھے جن میں سے بعض نے سید احمد صاحب کے ساتھ بھی لڑائیاں کی تھیں مگر رفتہ رفتہ وہ سب مر گئے اور اب دو چار باقی ہوں گے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ دارا شکوہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایک شہر میں تیس ہزار حافظ قرآن شریف کے موجود تھے۔

جہاد

فرمایا۔ جہاد کا مسئلہ بھی ہمارے مولویوں نے کچھ الٹا ہی سمجھا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث اور آنحضرت کے سوانح سے کہیں ایسا نہیں معلوم ہوتا۔ کہ کوئی اس قسم کا جہاد اسلام میں جائز ہو۔ یا کبھی کیا گیا ہو کہ کفار کو زبردستی مسلمان بنایا جاوے۔ ۱۳ برس تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کفار کے ہاتھوں سے دکھ اٹھایا۔ جب کفار کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئیں تب اجازت ہوئی۔ کہ ان لوگوں کو قتل کرو جو تم کو قتل کرتے ہیں اور بسبب مظلوم ہونے کے مسلمانوں کو بھی اجازت دیگئی کہ ہاتھ اٹھائیں۔ سارا خلاصہ جہاد کا یہی ہے اور جزیہ جو بہت ہی قلیل رقم کا ٹیکس ہے خود اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کفار کو اپنے ماتحت امن کے ساتھ رکھنے کا اسلامیوں کو حکم تھا۔

اسلام نے مذہبی جنگ کو قطعاً بند کیا ہے

اسی بات پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے۔ ولولا دفع اللّٰہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم اللّٰه كثيرا ولينصرن اللّٰه من ينصره۔ ان اللّٰه لقوي عزيز۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا ہے۔ کہ مذہب کیخاطر جنگ کرنا اور دوسرے مذاہب کو تلوار کے ذریعہ سے منہدم کرنیکی کوشش کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالےٰ تمام مذاہب کے نشانات کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور جو سچا ہے اور اسکی خاص نصرت فرماتا ہے وہ خود بخود فروغ پکڑتا ہے۔ اس کو کسی جہاد کی ضرورت نہیں۔

طریقہ انبیاء

فرمایا۔ آجکل یہ حالت ہے کہ رات کے وقت جسکی زبان پر ایک لفظ جاری ہوا وہ سمجھتا ہے کہ میں ملہم ہو گیا اور اس پر فخر کرنے لگتا ہے اور اپنے نفس کی حالت کو نہیں دیکھتا کہ وہ کیسی ہے۔ سارا قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھو۔ اسمیں کہیں نہیں یہ لکھا کہ کسی شخص پر خدا تعالیٰ اسلئے خوش ہوا کہ اسپر الہام ہوتا تھا بلکہ انبیاء کی تعریف خدا نے قرآن شریف میں اس وجہ سے کی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور میں صدق اور وفا کا کمال دکھایا اور اعمال صالحہ بجا لائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کیا۔ یہ ایک نہایت مکروہ طریق ہے جو آجکل انسان فخر کرتا ہے۔ یہ ایک زہرناک غلطی ہے۔ یہ باتیں انسان کے واسطے نازیبا [illegible] انسان کا تو یہ کام ہے کہ اپنے تمام قوے اللہ تعالیٰ کے راہ میں خرچ کرے [illegible] تعالےٰ کے تمام حکموں پر عمل کرے۔ تب وہ خدا کا ولی ہوگا۔ بغیر [illegible] نہیں مانا جا سکتا۔ بغیر دلیل کے تو پیغمبر بھی نہیں مانے [illegible] نے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ مجھے کوئی دلیل [illegible] کے آگے پیش کروں۔

(بدر)

عظیم الشان ریلوے اسٹرائیک

ایسٹ انڈیا ریلوے کی عظیم الشان اسٹرائیک کے حالات آج کل ملک کے روزانہ اخبارات میں تفصیل کیساتھ درج ہو رہے ہیں اور انکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا نظارہ ہندوستان میں پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایسٹ انڈیا ریلوے کی ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹرینوں کی نقل و حرکت موقوف ہے جس سے کاروباری دنیا کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ٹریفک کی آمد و رفت میں سخت ہرج واقع ہو رہا ہے مسافر جابجا اسٹیشنوں پر پڑے ہوئے ہیں اور انکی منزل مقصود تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں ہو سکتی۔ اسانسول اس اسٹرائیک کا مرکز ہے۔ جہاں ٹرینوں کا اور مسافروں کا ہجوم ہے۔ حسن امام صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور خان بہادر سید محمد صاحب انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن بنگال کے اسمائے گرامی بھی ان مصیبت زدہ مسافروں کی فہرست میں نظر آئے ہیں جو اسٹرائیک کے ہو جانے سے اسانسول سے آگے نہ جا سکے بابو جیچند بابل بھی پریذیڈنسی جیل کلکتہ سے بکسر جیل جاتے ہوئے اسانسول میں رک گئے تھے۔ دوسری لائنوں سے بھی ملازموں کا انتظام نہ ہو سکا۔ ایک غیر لائن کا ڈرائیور کوئلہ لے کے کانپور ایک ٹرین لیجاتا ہوا گولی سے مار دیا گیا دوسرا اجنبی ڈرائیور اسی طرح کہیں اور ایسٹ انڈیا لائن کی ٹرین چلاتا ہوا پایا گیا تو اسے بھی اسٹرائیک والوں نے پکڑ کر تالاب میں ڈبو دیا اور وہ ہلاک ہو نیسے بال بال بچ گیا غرضکہ نہایت مستعدی اور نہایت منضبط طور پر ایسٹ انڈیا ریلوے کی حملہ ڈرائیور۔ فائرمین اور گارڈ اسٹرائیک پر جمے ہوئے ہیں جن میں کہیں کہیں سے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹروں۔ اور تار والوں کی شمولیت کی بھی اطلاع آئی ہے اور جو تدبیریں ریلوے افسران کیطرف سے اسکے فرو کرنے کی کیجاتی ہیں وہ اسقدر کوتاہ اندیشانہ ہیں کہ بجائے اسکے کہ اسٹرائیک والوں کو نرم کریں انھیں موجودہ اسٹرائیک میں زیادہ راسخ بنانیکا باعث ہوئی ہیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ انکی دیکھا دیکھی دوسری لائن والے بھی کام چھوڑ دینگے چنانچہ بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے پر بعض جگہ کام بند ہونیکی خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اور گریٹ انڈین پنینسولر ریلوے کے لوگوں سے بھی خوف ہے کہ کہیں یہ حرکت وہ بھی نہ کر بیٹھیں۔ علاوہ کاروباری دنیا کیلئے یہ اسٹرائیک نقصان رسان ہونے کے اس نے ہندوستان کو دارالسلطنت کو صوبجات ملحقہ سے منقطع کر کے اپنی اہمیت کو ثابت کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ افواہ بھی مشہور ہو رہی ہے کہ گورنمنٹ نے ایسٹ انڈین ریلوے کو نوٹس دیا ہے کہ اگر ہم گذشتہ کے اندر اسٹرائیک کا خاتمہ نہ ہو گیا تو لائن گورنمنٹ اپنے اہتمام میں لیلیگی۔ برخلاف گذشتہ اسٹرائیک کے جسے ناکامی ہوئی تھی موجودہ اسٹرائیک جو کامیاب ہوتی نظر آتی ہے یورپین یوریشین اور دیسیوں کی متفقہ اسٹرائیک ہے جس کی خصوصیتیا قابل غور ہیں سب سے بڑی خصوصیت اسکی یہ ہے کہ اسکی بنیاد محض متشرکہ شکایات پر رکھی گئی ہے اور اسکو پولیٹیکل رنگ آمیزی سے بالکل پاک رکھا گیا ہے۔ اسٹرائیک کرنیوالوں نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ اگر وائسرائے یا کمانڈر انچیف یا لفٹنٹ گورنر کی سپیشل ٹرین ہو تو اسکے چلانے کیلئے ہم بدل و جان حاضر ہیں کیونکہ انسے ہمیں کوئی شکایت نہیں۔ اس پولیٹیکل بے تعلقی نے انکی شکایات کو وزن دار بنا دیا ہے اور ہر شخص کے دلمیں انکی طرف سے ایک ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ لوگ رائے دیتے ہیں کہ شکایات بہت کچھ معقول ہیں اور افسران ریلوے نے غلطی کی جو ملازموں کی معروضات پر توجہ نہ کی۔ ٹائمس بھی تحریر کرتا ہے کہ گو کسی مستقل راہ کا قائم کرنا ابھی قبل از وقت ہے لیکن یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اسٹرائیک والوں کی بعض شکایات بے بنیاد نہیں اور ہندوستان کی ریلوے لائنوں کا انتظام اصلاح طلب ہے۔ اس اسٹرائیک سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیئے جو ادنیٰ ادنیٰ سی ...

الہامی کتاب پر حضرت اقدس کا مضمون

۳ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر پڑھا جائیگا۔ میںنے انجمن احمدیہ لاہور کو اپنے احباب کے اترنے کیلئے توجہ دلائی تھی انجمن نے نہایت فراخدلی سے اپنے احباب کے اترنے کا انتظام فرمایا ہے۔ انجمن مذکور کا اعلان اسی کالم میں درج ہے۔

یہ مضمون مستقل رسالہ کی صورت میں بھی شائع ہو جائیگا

از انجمن احمدیہ شاخ لاہور

اُن احمدی احباب کی آسایش اور اطلاع کے آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون سننے کے لئے تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اعلان

کیا جاتا ہے کہ منتظمان جلسہ سالانہ آریہ سماج لاہور نے حضرت اقدس مسیح موعود کا مضمون پڑھے جانیکے لئے ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء شام کا وقت مقرر کیا ہے۔ یہ مضمون غالباً حضرت حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب پڑھینگے۔ انجمن ہذا نے تمام مہمان احباب کی فرودگاہ کیلئے خواجہ کمال الدین صاحب وکیل احمدی کی جدید کوٹھی میں منزل مقرر کی ہے۔

کوئی صاحب انارکلی میں اخبار روڈ پر جہاں خواجہ صاحب پہلے رہتے تھے تشریف نہ لیجائیں۔ کیونکہ اب خواجہ صاحب وہاں نہیں رہتے اپنی کوٹھی میں آ گئے ہیں۔ یہ کوٹھی کیلیانوالی سڑک پر جو ریلوے سٹیشن سے سیدھی لوہاری دروازہ کو جاتی ہے واقع ہے اور اسکے مقابل ہی اسلامیہ کالج ہے کوٹھی کے اوپر بجلی اور سنگ مرمر پر خواجہ صاحب کا نام لکھا ہوا ہے۔ تمام احمدی احباب سیدھے اسی جگہ آئیں اور اپنے اپنے بستر ساتھ لیتے آئیں۔

بنیز واضح ہے کہ اس جلسہ پر آنیکے لئے ریلوے کی رعایتی ٹکٹوں کا انتظام کیا گیا ہے

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ر۔ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام کرتے ہیں قیمت ۴ر۔ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر۔ نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر۔ فیصلہ آسمانی۔ قیمت ۲ر۔

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں۔ ۲/۰۔ برہان الحق قیمت ۳ر محامد المسیح قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر۔ تفسیر سورۃ تبت۔ قیمت ۳ر۔ نمونہ قرآن مجید۔ ۳ر

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور ہو اور پھر سام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش نگلو کے باعث رواحلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز نے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونے کے پیشتر کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار مع اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینے کی گرم بازاری مضمون نگاری تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وجہ مماد کہہ رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزما دیجئے منگا کر پہلا اسمیں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہوں گے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم کہیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی۔ بیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ عا دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ڈاکٹر صاحب کیا فرماتے ہیں

کلکتہ کے باشندے ان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کی ذیل کی تحریر کلکتہ کے باشندوں کے لئے بہت اچھی سند ہے کیونکہ انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر اے۔ کے۔ بکرجی صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ہندوستان کے طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم تشریح کے معلم (دواخانہ ۱۲-۱۸ اولیل سٹریٹ کی گلی ہرین سٹا) لکھتے ہیں۔ گردوں مثانہ اور پیشاب کی بیماریوں کے مریضوں کو جن کو اب تک کوئی عمدہ دوا دستیاب نہیں ہوئی نا امید نہ ہونا چاہیئے بلکہ وہ لوگ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلیس) استعمال کریں کیونکہ جن مریضوں کو دوسری دواؤں نے فائدہ نہیں کیا وہاں ان گولیوں نے مرض کو دور کیا ہے۔ پشت میں درد ہونا گردوں کے خراب ہوجانے کی نشانی ہے۔ کیونکہ یہ درد درحقیقت گردوں میں ہوتا ہے۔ دوسری علامتیں یہ ہیں۔ جگر آنا۔ دردِ سر۔ مرطوب۔ ورم۔ اور نظر کا دھندلا ہونا وغیرہ۔ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں براہ راست گردوں اور پیشاب کے اعضا پر اثر کرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے درد پشت وجع مفاصل (گنٹھیا) پیشاب کی شکایات اور گردوں کی بیماریوں کے اصل سبب کو دور کرتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوڈن کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو۔ پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

ڈوڈن کا مرہم۔ ڈوڈس اینٹ منٹ ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے۔ اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا جہاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ۔ کھرجا۔ کیڑ۔ چٹہ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین۔ تبور اور خارش وغیرہ کو بہت جلد بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کیلئے کافی پائی گئی ہے تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۵۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۴۵ مبلغ ۴۰ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کماد پیڑنے والے بھی تیار ہیں

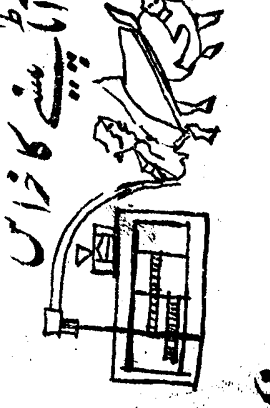

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی کا بینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ہے روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی کا کین بینڈل معہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ عہ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ بینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عہ۔ کرکٹ بیٹ۔ آل کین یا لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے عہ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ ڈکس ایک بال لکڑ یکا فی بکس فی سٹ	سے
۱۰ واسطے ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس	صہ
فٹ بال عمدہ کا ٹائٹ پائیدار اور مضبوط بلیڈ نہایت پائیدار ۶	سے
″ ″ ″ ۵	صہ
بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر	للعہ
″ ۳	ہے
کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	عہ
″ ۳ دھاگے کے میچ	ے
″ ″ پریکٹس	ہے
کرکٹ ہیلیس فی کاپی	۴

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ڈیرہ ضلع کانگڑہ ۱۵ جولائی ۰۶ء۔

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک

وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ماہی گیر سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گوئی ہم بانو کرائی جیاد قادیان | دو امی شعلہ فی غرض دارالامان بیمی

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے — صہ
۲- خواص و معاونین سے — عٰه
۳- ہندوستان سے باہر سے
۴- غیر مذاہب والوں سے
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے — عٰہ

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگرخانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگرخانہ خدا تعالیٰ کی قایم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگرخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چکے ہیں بعض اوقات لنگرخانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ ان دنوں جبکہ گرانی ہو گئی ہے **اخراجات** لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے **یکمشت قوم** لنگرخانہ کی امداد کیلئے بہت جلد پہنچکر ثواب چاہیے۔ لنگرخانہ کی ضروریات میں مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے نئے مہمانخانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں اگر قلت فنڈ کی وجہ سے ان کو روکنا پڑتا اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے **سالانہ جلسہ** پر مہمانوں کے آنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیے۔ ایک **حق پرست اور حق** پرست قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ بار بار ان کو عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی ہیں ایسے امور کو ہارج نہیں ہونے دینا چاہیے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیے یاد رہے کہ لنگرخانہ کے متعلق ہر قسم کی رقم براہ راست **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیے اور ضروریات لنگرخانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیے۔

سرپرستان الحکم سے ایک ضروری مشورہ

(بار ثانی)

میں اس امر کو ہمیشہ اپنے لئے موجب فخر و مباہات اور باعث سعادت و نجات یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ توفیق دی کہ آج سے قریباً گیارہ سال پیچھے (جبکہ احمدی قوم کی تعداد سینکڑوں کے اندر محدود تھی جب اس پر ہر قسم کے حملوں کی پیشین ہو رہی تھیں) اجرائے الحکم کا نہایت نازک اور خطیر بوجھ اٹھاؤں۔ سرپرستان الحکم میں ایک معقول تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو یوم اشاعت سے اس کے ساتھ چل رہے ہیں اور جن دشوار گذار اور پرخطر راستوں سے وہ ہو کر نکلا ہے وہ ساتھ رہے ہے اگرچہ بعض بعض مقامات اور قدم پر اس کا ساتھ ناگوار بھی معلوم ہوا مگر اس میں کوئی ایسی طاقت جذب اور دلربائی تھی کہ وہ اسکی آبلہ پائی۔ کمزوری اور بے بسی کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے عزم اور ہمت کو بڑھتے ہوئے دیکھکر ساتھ نہ چھوڑنے پر مجبور رہتے اور آج انہیں اور مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ وہ پودہ جو غیر ذی زرع وادی میں لگایا گیا تھا نشوونما پا رہا ہے اور اس کے شیریں پھل دل و دماغ کو لذت اور سرور بخشتے ہیں اس کامیابی کو دیکھ کر بے اختیار میرا سر اللہ تعالےٰ کے حضور جھک جاتا ہے

اور للہ الحمد

کہنا پڑتا ہے اگرچہ جس مقام پر الحکم پہونچنا چاہیئے وہ منزل ابھی دور ہے لیکن دوری منزل کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں میں قوت اور عزم میں صلابت پیدا ہوتی جاتی ہے جس پر نظر کر کے یہ کہدینا مشکل نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور تائید اسیطرح شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں کہ میں اور میرے وہ سرپرست اور وفادار دوست جو یوم اول سے میرے ساتھ ہیں اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس قابل دیکھینگے کہ ایک انسان اس کے سایہ میں اتر کر اس کے شیریں پھلوں سے سیر ہوں اور حمد کے گیت گائیں۔ یہ مضمون میں اس غرض سے لکھنا نہیں چاہتا کہ سرپرستان الحکم کو الحکم کے اجراء اور اس کے تدریجی نشوونما کی تاریخ سناؤں۔ بلکہ یہ مضمون تو میں الحکم کی دس سالہ رپورٹ میں انشاء اللہ لکھونگا اس وقت میں ایک نہایت ضروری غور طلب امر اپنے ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جسکی تحریک کئی دن سے میرے قلب میں ہو رہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ سرپرستان الحکم اس کو نہایت غور سے پڑھیں گے۔

"جسطرح آج سے گیارہ سال پیشتر ایک ہفتہ وار اخبار کی ضرورت تھی وہ ضرورت اب ہفتہ وار سے بڑھکر یقیناً ضرورت سمجھی جاتی ہے اور باقی رہا قومی اخبارات میں ایک روزانہ پرچہ کی ضرورت کا اظہار مختلف صورت میں ہوا ہے اس سے پہلے الحکم کے روزانہ کر دینے کے لئے بھی ایک دو مرتبہ تہیہ کیا گیا مگر سال گذشتہ میں تو بڑے زور سے طیاری بھی کی گئی لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے وہ ارادہ مجھے ملتوی کرنا پڑا اس لئے کہ میں دیکھتا تھا کہ جبکہ ہفتہ وار اخبار کے لئے بہت سی مشکلات اور دقتیں ہیں تو روزانہ اخبار کے لئے تو ان مشکلات سے کئی گنا بڑھ جانا ضروری ہے مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات میں چھپائی کی مشکلات کو آسان کر دیا ہے تو یہ تحریک میرے دل میں جوش زن ہے سال گذشتہ میں جب روزانہ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا تھا تو میں نے ایک سو درخواستوں کے آجانے پر اس کے اجرا کا بندوبست کر دینا چاہا اور ایسی قلیل اشاعت میں دو روپیہ ماہوار قیمت رکھی گئی تھی مگر اب جہاں روزانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی عالمگیر قحط کی ڈراونی شکل میرے سامنے ہے اور قومی ضروریات کا ایک انبار جو نظر آتا ہے ایسے حالات میں میں حوصلہ نہیں کرتا چاہتا کہ قوم کے افراد کو خواہ انکی تعداد کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو ایک جدید خرچ کے لئے تحریص دلاؤں البتہ یہ خیال ہے کہ ہفتہ وار کی بجائے ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جاوے تو اس انداز سے اس وقت بھی ہمارے ہاتھ میں گویا ہفتہ میں ۳ بار اخبار کی حیثیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ایک ہفتہ وار اخبار ہوا اور دوسرا دوبار۔ اسطرح ہر ہفتہ میں تین اشاعتیں ہو جاتی ہیں اور اس طریق سے اخراجات کا بھی بہت بوجھ نہیں پڑتا اس صورت میں اگر اخبار میں دوبار کر دیا جائے تو اسکی ہر ایک اشاعت ۱۲ اور ۸ صفحوں کی ہوگی اور قیمت میں عہ کا اضافہ کیا جاوے گا۔ مگر ہفتہ میں اخبار کا دوبار کر دینا بھی نا کافی نہیں جب تک کہ اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع نہ ہو جسقدر خریداروں میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کے اخراجات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں تمام سرپرستان الحکم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک دو دو جدید خریدار دسمبر ۱۹۰۷ء تک بہم پہونچاوے اور جو مندرجہ بالا تجویز کے ساتھ متفق ہوں انہیں فوراً اطلاع دینی چاہیئے ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جو حسب معمول وی پی بھیجا گیا ہے اس میں اضافہ قیمت شامل نہیں ہے بلکہ وہی پرانی قیمت وصول کیگئی ہے اور ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اس تجویز کے عملدرآمد کا قطعی فیصلہ شایع کر دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز اگر روزانہ کے لئے درخواستیں آئیں تو پھر روزانہ کے سوال پر بھی غور ہو سکیگا بہر حال خریداروں کی تعداد بڑھانے کے لئے پوری سعی کرنی چاہیئے۔ آخر میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے۔ کہ بعض احباب سہل انگاری سے مطبع کے مرسلہ وی پی واپس کر دیتے ہیں گیا سال بھر کی دماغ سوزی اور جگر کاری کا یہی صلہ ہونا چاہیئے قومی اخبارات اس قسم کے نقصان برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ۱۰ دسمبر کا پرچہ جن احباب کی خدمت میں بذریعہ وی پی پہونچیگا وہ اسے فوراً وصول کریں گے جس سے کارخانہ سال آئندہ کے لئے انکی خدمت گذاری کے لئے طیاری کر سکیگا چنانچہ اس سال وہ دیکھ چکے ہیں کہ کاغذ وغیرہ کا اکٹھا ذخیرہ جمع نہ ہونے کیوجہ سے مشکلات کا کم سامنا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ سال آئندہ کے لئے سال بھر کا کاغذ اکٹھا کیا جاوے اس لئے ہر شخص ممکن امداد سے دریغ نہ کریگا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ سال نو سے انشاء اللہ اخبار بڑی سائیز (تقطیع) پر شایع ہوگا کیونکہ مشین ملنے آجانے کیوجہ سے چھپائی کی دقت نہ رہیگی اور چھپائی بھی عمدہ ہوتی جائیگی۔

الحکم اخبار کو باوقعت اور موقت الشیوع اور کثیر الاشاعت بنانا یہ ناظرین کی سعی کو چاہتا ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل کا محتاج ہے ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہو نعم المولےٰ و نعم الرفیق۔

لاہور میں مذہبی کانفرنس

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ امسال لاہور کی اندرونی آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسہ کی تقریب پر مذہبی مباحثہ کو مذہبی کانفرنس کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس قسم کی مذہبی کانفرنس کی آریہ سماج میں گوجرانوالہ کے گورو کل کے پچھلے سالانہ جلسہ میں بنیاد رکھی گئی تھی ورنہ اس سے پہلے دہرم پرچار مباحثہ مذہبی کے لئے آریہ سماجوں میں ایک وقت رکھا جاتا تھا جہاں دس دس پندرہ منٹ میں سوال و جواب ہوا کرتے تھے میں متعدد مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں اور قادیاں کی آریہ سماج کے ایک سالانہ جلسہ کی تقریب پر جبکہ پنڈت رام بہجدت چودہری بھی موجود تھے مجھے عام جلسہ میں کہنے کی ضرورت پڑی تھی کہ یہ طریق نہایت فضول اور نامعقول ہے کہ مرغوں اور بٹیروں کیطرح مقابلہ ہوتا ہے یا قماربازوں کیطرح چند منٹوں میں مذہب جیسے عظیم الشان اور انسانی زندگی کے مقصد اعظم کا فیصلہ کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے اگر آریہ سماج حق جوئی کا کچھ بھی مادہ رکھتی ہے جیساکہ وہ ظاہر کرتی ہے تو اسکی بہترین صورت اختیار کرنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ ایک مضمون مقررہ پر ایک مذہب کا معتقد اپنا مضمون دل کہول کر پڑہے اور پہر دوسرا تیسرا علیٰ ہذا القیاس۔ اس وقت آریوں کو میرا یہ کہنا ناگوار معلوم ہوا تہا۔ مگر سالہاسال کے تجربہ نے آخر ان کو اس اصل کی خوبی کو کلی طور پر تسلیم کرنے کے لئے مجبور کر دیا۔ اور جس کانفرنس کی بنیاد گوجرانوالہ میں رکہی گئی تہی لاہور میں اسپر کام شروع کیا گیا ابتداً اس کانفرنس کو بھی بہی پرانا اکہاڑا بنانے کا خیال رکہا گیا تہا مگر جیسے جب اسپر ریمارک کیا تو لاہور کی اندرونی سماج (جس سے مراد گوروکل پارٹی ہے) نے دو گہنٹہ وقت مقرر کر دیا۔ اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ مقرر کیا۔

اس کانفرنس کے لئے پہلے راجہ دہیان سنگہ کی حویلی تجویز ہوئی تہی مگر بعد میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر آریہ سماج کو اپنے ہی مندر واقعہ وچہووالی میں اس کا اہتمام اور انتظام کرنا پڑا۔ یہ کانفرنس ۲۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء سے لیکر ۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء تک ہر روز چار گہنٹہ ہوتی رہی۔ مضمون جسپر مضامین پڑہے جانے تجویز ہوئے تہے وہ

کیا کوئی کتاب الہامی ہوسکتی ہے اور اگر ہے تو کونسی؟

تہا۔ ۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو سناتن دہرم اور عیسائیوں کیطرف سے مضمون پڑہا گیا اور ۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو برہموؤں اور مسلمانوں کیطرف سے اور ۴ر دسمبر کو خود آریوں کیطرف سے۔

جیساکہ الحکم کے پڑہنے والوں کو معلوم ہے حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھی آریہ سماج لاہور نے مضمون مذکورہ بالا پر تقریر کرنے کے لئے التماس کیا تہا اور بعض سخت مخالف بھی بذریعہ تحریر درخواست کر چکے تہے کہ حضرت اقدس اس مضمون پر لکہیں اگرچہ بڑے محرک تو یہی لوگ تہے مگر خود حضرت اقدس کی ہمت و غیرت اسلام کسی ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی جہاں اسلام کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کی تقریب ہو۔

لیکن تو توں میں میں کے مباحثوں اور جلسوں کو کبہی حضرت اقدس نے پسند نہیں فرمایا بلکہ عموماً ایسے مناظروں اور مباحثوں کو

مذہبی قماربازی

کے نام سے نامزد کیا کرتے ہیں۔ موجودہ کانفرنس نے جب موزون صورت اختیار کر لی تو حضرت حجۃ اللہ نے بہی اس تقریب پر ایک

جامع مضمون

لکہنے کا ارادہ فرمایا اور وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ العزیز ہم مضمون لکہیں گے چنانچہ آریہ سماج نے ۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو ۸ بجے سے دس بجے تک مضمون مذکور کے پڑہنے کے لئے مقرر کیا جس کا عام اعلان میں ۳۰ر نومبر کو کر سکا۔

بہرحال ۳ر دسمبر کو وہ مضمون پڑہا گیا۔ اور اس مضمون کو سننے کے لئے ہماری اپنی جماعت کے بہی بہت سے احباب جنہیں موقع مل سکا اور وقت پر اطلاع ہوسکی لاہور پہنچ گئے۔ اپنی جماعت کے لئے لاہور کی انجمن احمدیہ نے باوجودیکہ وقت نہایت ہی تنگ تہا مگر حتے الوسع نہایت سعی اور سرگرمی سے مختلف مقامات پر احباب کو اطلاع دی کہ

انہوں نے اپنے بہائیوں کے اترنے کیلئے پورا انتظام کیا ہے خوش قسمتی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور و معروف وکیل جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کے مکانات ریلوے سٹیشن سے بہت ہی قریب حال میں تعمیر ہوئے ہیں جو بہت وسیع اور فراخ ہیں اس لئے انجمن احمدیہ لاہور نے ان مکانات کو مہمانوں کے اترنے کے لئے تجویز کیا۔ اور سب احباب وہیں ٹھہرے۔

اس تقریب پر انبالہ۔ لودہیانہ۔ کپورتہلہ۔ قادیاں۔ سیکہواں۔ ہرسیاں اوجلہ۔ امرتسر۔ اجنالہ۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ ضلع گجرات اور کئی مقامات سے احباب حاضر ہوئے تہے اور کئی سو کا مجمع تہا۔ مگر نہایت خوشی اور مسرت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاہور کی جماعت نے اس موقع پر جس فراخدلی اخوت اور مہمان نوازی کے ساتہہ

اپنے بہائیوں کی مدارات کی

وہ نہایت ہی قابل قدر اور شکرگذاری کے لائق ہے کچھ شک نہیں انہوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ہے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ کیا ایسی محبت اور یگانگت اور ایثار پیدا ہوسکتا ہے جب تک کسی قوم کا تزکیہ کرنیوالا

کوئی مزکی نہ ہو

دنیا میں اس وقت برادر ہڈ (اخوت) کے لئے ہر طرف سے چیخ پکار ہو رہی ہے اور ہر پلیٹ فارم سے اسی کی صدائیں آتی ہیں مگر کوئی بتائے کہ کیا جس طریق پر اخوت کا رنگ پیدا کرنے میں خدا کا برگزیدہ رسول کامیاب ہوا کوئی اور بہی ہے؟ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسکی نظیر نہیں ملے گی اور یہ ایک ادنیٰ ثبوت ہے ہمارے امام کی صداقت کا

بہرحال

جماعت لاہور نے اپنے بہائیوں کو مہمان نہیں بہائی بناکر رکہا اور کسی قسم کی تکلیف احباب کو نہیں ہوئی جس کے لئے میں بحیثیت خادم قوم جماعت کی طرف سے انجمن احمدیہ لاہور کا شکریہ ادا کرکے کہتا ہوں

جزاہ اللہ احسن الجزا فی الدنیا و فی الآخرۃ

حضرت اقدسؑ کا مضمون پڑھنے کے لئے حضرت حکیم الامۃ مقرر ہوئے تھے اور چونکہ حضرت حکیم الامت بوجہ پیرانہ سالی اور بعض امراض کے متواتر حملوں کی وجہ سے ضعیف ہو گئے ہیں اس لئے یہ ہی تجویز ہوا تھا کہ کچھ حصہ مضمون کا حضرت حکیم الامۃ پڑھیں اور کچھ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور پڑھیں۔

اس موقعہ پر میرے محسن و مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آئی اور اپنی یاد سے دل میں ایک چوٹ لگا جاتی ہے ؎

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں جانے ہمیں یاد آیا

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ ایک عام مجمع میں حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا جانیکو تھا۔ اور ابھی حضرت اقدسؑ نے مضمون لکھا ہی نہ تھا کہ مضمون کے پڑھنے کا سوال قابل غور ٹھہرا۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور مختلف نام پیش کئے گئے مگر حضرت اقدسؑ نے صرف دو شخصوں کو منتخب فرمایا۔

حضرت حکیم الامۃ اور مولوی محمد علی صاحب

حضرت حکیم الامۃ کے متعلق تو فرمایا کہ اس وقت اگر مولوی عبدالکریم صاحب بھی زندہ ہوتے تو بھی میں مولوی صاحب ہی کو ترجیح دیتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب بھی مولوی صاحب ہی کے شاگرد اور خوشہ چین تھے۔

فی الحقیقت حضرت حکیم الامۃ کی وسعت معلومات آپ کی وجاہت آپکی ثقاہت اخلاص اور مذہبی دنیا کے حالات سے آگاہی اسپر قادر الکلام اور قوی القلب ہونا ایسے منصب کے ہر طرح قابل ٹھہراتا ہے۔ بڑے سے بڑے مجمع اور کسی مقرر اور سپیکر کا کوئی اثر اور رعب آپ کے قلب پر نہیں پڑ سکتا۔ جو دل خشیت الٰہی سے معمور ہو وہ حقیقی علوم کا مورد ہو جاتا ہے اور دنیا کے کسی انسان کا اسپر رعب نہیں پڑ سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق فرمایا کہ بے شک یہ اس قابل ہیں ان کے بیان میں ایک شیرینی ہوتی ہے اور ان کے معلومات بھی وسیع ہیں اور میں پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ مضمون پڑھیں لیکن مولوی صاحب کی صحت ان دنوں اچھی نہ تھی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جہیر الصوت اور ایسے جلسوں میں بولنے کے عادی ہیں اس لئے حضرت حکیم الامۃ کے معین وہ قرار پائے۔

۲۴ر نومبر ۱۹۰۷ء کو حضرت اقدسؑ نے مذکورہ بالا مضمون پر قلم اٹھایا اور ۲ر دسمبر کی صبح تک چند گھنٹوں میں ۴۸ صفحہ کا ایک مبسوط مضمون لکھ دیا یعنی چند گھنٹے اس لئے کہا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ان ایام میں اپنے معمولات کو نہیں چھوڑا تھا سیر کے لئے نکلتے تھے اور دوسرے ضروری کام ڈاک کا پڑھنا اور نمازوں کے لئے باہر آنا۔ لنگر خانہ کی ضروریات کا تہیہ اور دعاؤں کے لئے اوقات غرض جو مشاغل حضور کے پہلے تھے ان میں کوئی کمی نہیں آئی اور چند گھنٹوں میں یہ رسالہ لکھا گیا۔ پھر اسکی کاپیاں اور پروف بھی آپ ہی پڑھنا ان کے ساتھ تھا اور ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ یہ کیسی تائید الٰہی ہے کہ ایسے سامان تاویاں جیسے گاؤں میں میسر آ گئے کہ ادھر حضرت اقدسؑ مضمون کی تحریر سے فارغ ہوئے اور ادھر چند ہی گھنٹے بعد کل مضمون

چھپ کر تیار ہو گیا

ایسی تائید الٰہی صادق کے سوا کاذب کو نہیں مل سکتی۔ اس تائید سے قرآن کریم کی صداقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر

میرا ایمان تازہ ہو گیا

۲ر دسمبر کو ۱۰ بجے کے قریب حضرت اقدسؑ نے حضرت حکیم الامۃ کو روانہ فرمایا اور خود مشایعت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ یہ امر بھی حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا ایک عملی نشان ہے اور

اخلاقی معجزہ ہے

ہر ایک آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی اور ہر ایک دل اسکو نہیں سمجھ سکتا۔

ناظرین

ان تمہیدی امور کے بیان کے بعد اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کے پنڈال میں آپ چلیں۔ ۲ر دسمبر کے جلسہ میں میں موجود نہ تھا۔ اس لئے اسکے متعلق میری چشمدید واقعات کی بنا پر کوئی رائے نہیں تاہم جو کچھ معتبر ذرائع سے میں نے سنا وہ یہ ہے کہ حاضری معمول تھی۔ سناتنی بزرگ کا مضمون حاضرین کی دلچسپی اور توجہ حاصل نہ کر سکا۔ اور اسے ادھورا ہی چھوڑ دینا پڑا۔ اور یہ بھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آریہ سماج کی اس کانفرنس کیطرف سے اعلان کیا گیا کہ جسقدر مضمون سنایا گیا ہے اتنا ہی رپورٹ میں شائع ہوگا۔ اس امر کے بیان کرنے کی مجھے اس لئے ضرورت پڑی کہ آریہ وکیل کے مضمون کا ایک حصہ بھی مجلس میں پڑھا نہیں گیا اس لئے وہ بھی رپورٹ میں درج نہیں کیا جائے گا اسپر مفصل بحث اس مقام پر کریں گے۔

سناتنی کے بعد پادری علی بخش صاحب اور ریورنڈ ٹھاکر داس نے اپنے اپنے مضامین پڑھے پادری علی بخش اور ٹھاکر داس کے مضامین میں ویسا ہی فرق بتایا جاتا ہے جتنا یسوع کی الوہیت اور انسانیت میں۔ اول الذکر کا مضمون عیسائیت کے نئے رنگ میں تھا اور ٹھاکر داس کا پرانی عیسائیت کا ویسا ہی نمونہ تھا جیسا کہ دونوں بولنے والے نئی اور پرانی پود کے نمونے ہیں مگر علی بخش صاف بولنے والا اور گھبرانے والا نہ تھا برخلاف اس کے جن لوگوں نے پادری ٹھاکر داس کو اس کی تصنیفات میں دیکھا ہے وہ اس کی اس تقریر کو سنکر سخت مایوس ہوئے اور انہوں نے بولتے ہوئے ٹھاکر داس اور تحریر و نظم میں نمودار ٹھاکر داس کو متغایر پایا۔

اس کانفرنس میں در اصل معرکہ کا دن تو وہی دن تھا جس روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون پڑھا جانے کو تھا یعنے ۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء

حاضری آریہ مندر میں آج پانچ بجے ہی سے لوگ جانے شروع ہوئے اور یہ یقین ہو چکا تھا کہ ۹ بجے کے بعد جگہ کا ملنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو جائیگا۔ چنانچہ ۶ بجتے بجتے آریہ مندر کا صحن اس کے کمرے اسکی گیلری اسکی چھت قریباً بھر چکی تھی۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آج کے جلسہ کے لئے یہ مندر

بالکل ناکافی تھا

اور آریہ سماج کے ممبر باوجودیکہ جانتے تھے اور اس سے پہلے وہ لاہور میں حضرت اقدسؑ کے لیکچروں کی تقریب پر مخلوق کے اجتماع کو دیکھ چکے تھے پھر بھی وہ بہترین انتظام کرنے کے ناقابل رہے میں صحیح تعداد نہیں بتا سکتا مگر اتنا کہدینا ہی کافی ہے کہ اس سے پہلے کہ برہمو سماج کا مضمون ختم ہو جگہ نہ ہونے کیوجہ سے ٹکٹ داخلہ کی فروخت بند کرنی پڑی تھی اور آریہ سماج کے ناظم مجبور ہوئے کہ

اُمڈ آنے والی خلقت کے لئے دروازہ بند کردیں

روشنی کا انتظام کافی تھا۔ مگر سپیکروں کے بیٹھنے کے لئے کوئی موزوں انتظام نہ تھا اور پلیٹ فارم جو اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا وہ ایسا ناکافی تھا کہ اس پر صرف سپیکر ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ رپورٹروں کے لئے بھی کوئی انتظام نہ تھا حالانکہ ایسے بڑے جلسہ میں یہ انتظام ازبس ضروری تھا۔ میں نے لالہ کیدار ناتھ صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور کو جب اس نقص پر توجہ دلائی تو وہ بیچارے بجز افسوس کے ساتھ اس فروگذاشت کو تسلیم کرنے کے کچھ نہ کہہ سکے۔

مخالفت کے اشتہار اس امر کا بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں نے قلمی اشتہار چسپاں کر دیئے تھے کہ لوگ اس جلسہ میں نہ جائیں مگر ان اشتہار دینے والوں کو شاید شرم تو نہ آئی ہوگی جب انہیں یہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس قدر کثرت اور اژدہام تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی اور جلسہ کے ناظم ٹکٹ بند کر دینے پر مجبور تھے یہانتک کہ جب برہمو سماج کے وکیل اپنا مضمون پڑھ چکے تو کثرت کیوجہ سے لوگوں کا دم گھٹنے لگا۔ اور ناظمان جلسہ کو اوپر کا سائبان قدرتی فضا کے لئے چھوڑ دینا پڑا

برہمو کا مضمون ٹھیک ۶ بجے برہمو سماج کیطرف سے مضمون شروع ہوا۔ یہ مضمون شروع سے پرکاش دیو جی پڑھنے والے تھے مگر انکی ناسازی طبیعت کے باعث یہ مضمون لالہ رگھوناتھ سہائے بی۔ اے۔ برہمو نے پڑھا۔ اور کچھ شک نہیں قابلیت کے ساتھ پڑھا۔

مضمون نگار نے اپنے مضمون کو ہادی یا پیغمبر کی ضرورت کی تمہید سے شروع کیا۔ اور اصل سوال کا جواب دیتے وقت کہا کہ اس سوال کا جواب بہ حیثیت برہمو ہونے کے یہ ہے کہ ہمارے اعتقاد کے موافق بہت سی کتابیں الہامی ہیں اور ایک بڑی ضخیم الہامی کتاب صحیفہ نیچر ہے جو ساری کی ساری الہامی ہے جسکی ادھوری نقل کتابوں میں ہے۔

پھر اس سوال کا جواب دینے سے پہلے کہ ”الہامی کتاب کونسی ہے؟“ انہوں نے خدا تعالیٰ اور الہام کے متعلق عام اختلاف رائے بیان کیا اور خصوصیت سے دیوسماج کیطرف سے جو اعتراض ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا مگر دیوسماج کا نام نہیں لیا۔

خدا تعالیٰ کے منکروں کے مختلف مغالطوں کے بعد مضمون نگار نے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق اپنا یقینی عقیدہ بیان کیا اور ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا کہ جسطرح ایک ہی شخص باپ۔ بیٹے۔ شوہر۔ بھائی۔ آقا وغیرہ مختلف حیثیتوں میں ظاہر ہو سکتا ہے اسیطرح گویا اقوام عالم نے اپنی وِدیا اور معرفت کے موافق خدا تعالیٰ کو سمجھا ہے اس سے خدا تعالیٰ کی نفی نہیں ہوتی۔

ازاں بعد الہامی کتابوں کے متعلق منکرین کے اس اعتراض کا ذکر کیا کہ جسطرح وہ خدا تعالیٰ کے انکار کے لئے مغالطہ پیش کرتے ہیں ویسے ہی مانی ہوئی الہامی کتابوں کو لیکر ان کے طریق عبادت اور خدا تعالیٰ کی صفات وغیرہ کو بیان میں ان کے باہمی اختلاف سے لازم آتا ہے کہ وہ ایک ہی ہستی کیطرف سے نہیں اس مغالطہ کو بھی اسی مثال کے ذریعہ رد کر کے کہا کہ

ہم برہمو سب الہامی کتابوں کو خواہ وہ اس ملک کی ہوں یا کسی اور کی سنسکرت کی ہوں یا عربی کی لاطینی کی ہوں یا یونانی کی انگو اپنی کتب مقدسہ تسلیم کرتے ہیں اور ان پر جو ناجائز حملہ کیا جاتا ہے اس کو بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

بظاہر براہموؤں کا یہ قول بڑا ہی خوش کن ہے اور آریوں کے مقابلہ میں تو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ عملی معیار پر اگر براہمو پورے نہیں اترتے ایک طرف تو وہ کتب مقدسہ یقین کرتے ہیں لیکن دراصل وہ اپنے دل و دماغ کو ان کتابوں پر حکم قرار دے لیتے ہیں جو باتیں انہیں پسند آ جاتی ہیں وہ لے لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں ان کا یہ عقیدہ عملی نظر سے کوئی وقعت نہیں رکھتا تاہم آریہ سماج کے مقابل میں قابل قدر ہے اور صلحکاری کے لئے ایک تحریک کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے خدا تعالیٰ کی نسبت اپنی کمزوری معرفت کا ذکر کیا اور اسی ضمن میں خدا تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ الہام قرار دیا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر وہ یقین جو عین الیقین کے رنگ میں ہوتا ہے وہ الہام ہی کے ذریعہ ہوتا ہے مگر براہمو لوگ الہام کو صرف اپنے ہی ضمیر کی آواز یا استشارہ قرار دیتے ہیں اور اس لئے وہ بھی معرفت اور حقیقی گیان کو حاصل نہیں کر سکتے۔

آخر میں صاف طور پر کہدیا کہ شروع میں انسانی دل میں گیان کی چنگاری روشن ہوتے ہی اس ضخیم کتاب پر نظر پڑی اور گویا عجائبات قدرت و مناظر کائنات کو دیکھکر خدا تعالیٰ پر نظر پڑی جسکو ہمارا ناشک معترض کہتا ہے کہ انسان نے ایشر کو گھڑا ہے یہ عقیدہ جس شکل میں پیش کیا گیا ہے اس صورت میں ناشک معترض کا اعتراض وزن دار ہے۔ اور یہ گویا خدا پر احسان ہے حالانکہ یہ بات غلط اور خطرناک گستاخی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اس لئے یہاں مجھے بحث کرنے کی حاجت نہیں آخر میں برہمو سماج کا عقیدہ دربارہ الہامی کتب یوں ظاہر کر دیا کہ دوسری الہامی کتابوں کو غلطی سے خالی اور کسی کو ختم المرسلین نہیں مانتے اور سلسلہ الہام کا دروازہ کسی خاص کتاب میں بند نہیں کر دیتے اور ابھی برہم دھرم کے بانی کیشب بابو دیوندر ناتھ۔ موزندار وغیرہ کو اپنا ہادی اور مہاپرش مان کر انکی تعلیم کو الہامی یقین کرتے ہیں۔

یہ ہے خلاصہ براہمو سپیکر کی تقریر کا۔ جو میں نے اپنے طور پر لکھا ہے۔ برہمو سماج کا یہ عقیدہ بہت سی غلطیوں اور کم فہمیوں کا مجموعہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر میں ان سب باتوں کا جواب دیا گیا۔

ماسٹر رگھوناتھ سہائے نے اپنا لیکچر ایک ہی گھنٹے میں ختم کر لیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا جانے کو تھا مگر جلسہ گاہ میں اوپر نیچے کہ آیا ہوں سندر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور نیچے اوپر کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ آریہ سماج کے لیڈر مل اور ناظمان جلسہ نے شامیانہ کو اتار دینا ضروری سمجھا کیونکہ دم گھٹنے لگا تھا۔ چند منٹ اس مقصد کے لئے صرف ہو سکے۔ اور

حضرت حکیم الامۃ پلیٹ فارم پر آئے پلیٹ فارم پر آپ کا کھڑا ہونا تھا کہ چاروں طرف ایک سناٹا اور خاموشی طاری ہو گئی اور لوگ ہمہ شوق منتظر بیٹھے تھے۔ حضرت حکیم الامۃ نے پوری بلند آواز سے لیکچر کو پڑھنا شروع کیا۔

لیکچر کا ایک ایک حرف اور جملہ باطل کو کچلتا ہوا تھا۔ جب کوئی آیت قرآنی آتی تھی تو مجلس پر ایک وجد سا طاری ہو جاتا تھا میں نے اپنے کانوں ایک معزز اور اہل الرائے شخص سے سنا ہے (جو اس نے ایک مشہور اخبار کے دفتر میں بیان کیا اور میں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ وہ احمدی نہیں) کہ

مولوی صاحب کی تلاوت قرآن مجید تو سخت سے سخت لوگوں کو بھی ہلا دیتی ہے

یہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیے کہ خدا تعالے کے ماموروں اور رسولوں کا طرز بیان اور طریق خطاب دنیا کے دوسرے لوگوں کے طرز بیان سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے دنیا کے خود ساختہ لیڈر اور ریفارمر جو کچھ کہتے ہیں اس میں ایک تکلف اور بناوٹ ہوتی ہے مگر خدا تعالے کے مرسل جب بولتے ہیں تو انمیں ایک سادگی اور آمد ہوتی ہے نہ کہ آورد وہ گویا ایک مشین ہوتے ہیں اس میں ان کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا اور علاوہ بریں وہ اپنی تقریر کے وقت ان تمام بیماروں اور بیماریوں کو مدنظر رکھتے ہیں جو عام طور پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں جن کے علاج اور اصلاح کے لئے اللہ تعالے انہیں مامور کرتا ہے اس لحاظ سے ان کا بیان جامع اور مانع ہوتا ہے یہی وجہ ہے جو بعض احمقوں اور کلام الٰہی کے طرز بیان سے محض ناآشناؤں نے قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا ہے کہ

آیتوں میں باہم ارتباط نہیں

ایک مضمون شروع کر کے اسے ختم نہیں کرتا اور دوسرا اس میں شروع کر دیتا ہے اگرچہ یہ یقینی امر ہے کہ آیات میں ایک محکم اور بلیغ ارتباط ہوتا ہے اور یہ الگ امر ہے کہ قصور فہم کی وجہ سے معترضین کو معلوم نہیں دیتا مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ حق کا کام باطل کو کچلنا ہوتا ہے اس لئے جس راہ سے باطل گھر آتے دیکھتا ہے وہ ساتھ ہی ساتھ اس کو اور اس کے اندرونے بچوں کو کچلتا ہوا چلتا ہے جس طرح ایک تیز رو پانی جب بہتا ہے تو ہر قسم کے خس و خاشاک کو ادھر ادھر سے صاف کرتا ہوا نکلتا ہے۔ پس خدا تعالے کے ماموریں اور مرسلین کے کلام میں یہ ایک خصوصیت ہوتی ہے وہ اصل مقصد سے کبھی الگ نہیں ہوتے۔

بہر حال

ابتداً خدا تعالے کی حمد اس رنگ میں کی گئی جس سے اس باطل اعتقاد کا رد مقصود تھا کہ خدا تعالے نے روح اور مادہ کو پیدا ہی نہیں کیا گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کیا گیا جس کے عہد معدلت مہد میں مذہبی آزادی دی گئی ہے اس کے بعد نفس مضمون

دنیا میں کوئی الہامی کتاب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کون؟

پر بحث اٹھائی۔ اور اس کے ضمن میں خلاصۃً الہام کے متعلق لوگوں کے عقائد کا ذکر کیا اور پھر الہام کے ماننے والوں میں ان کا ذکر کیا جو کہتے ہیں کہ اب نہیں ہوتا اس کے بعد اپنا مذہب الہام کے متعلق بیان فرمایا اسکے ضمن میں اسلام کی عالمگیر تعلیم اور تمام قوموں اور اقطاع عالم میں نبیوں کی بعثت پر لطیف بحث فرمائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی ہدایت اور وحی کی شوکت اور جلال کو پر شوکت الفاظ میں ادا کیا۔ اور ثابت کیا کہ صرف صرف

اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کے ذریعہ اس زمانہ میں نبوت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

اسی بحث میں امن عامہ اور عام صلحکاری کی ہدایت فرمائی۔

قرآن کریم کی تعلیم کے عالمگیر ہونے کی بحث نہایت ہی پر لطف تھی اس کا مقابلہ انجیل اور وید سے کر کے دکھایا گیا تھا اس کے بعد مسئلہ جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کی اصلاح کر کے دکھائی گئی تھی اور ثابت کر دیا تھا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی اور نہ اٹھائی جائے گی۔ جہاد کی بحث کے ضمن میں مسیح موعود اور مہدی مسعود کے متعلق جو یہ غلط خیال پھیلایا گیا تھا کہ وہ کافروں سے جنگ کرے گا اسکی اصلاح فرمائی۔ اور واقعی طور پر بتایا کہ وہ نشانات اور آیات کے ساتھ اسلام کو پھیلا رہا ہے۔ یہ سلسلہ ایک دانشمند اور دقیقہ رس انسان کی نظر میں باہم مربوط اور مسلسل ہے اور سلک گہر کی طرح باہم رشتہ ہے

اس کے بعد اس ضرورت پر بحث کی کہ الہامی کتاب کی ضرورت کیوں ہے؟ پھر الہامی کتاب کے اخص امتیازی نشان کے بیان میں فرمایا کہ اس میں الٰہی طاقت ہو زاں بعد وید کے دعویٰ قدامت پر دلچسپ تنقید فرمائی۔ اس کے بعد کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ

امتیازی نشان جو الہامی کتاب میں ہونا چاہیے وہ صرف قرآن مجید میں ہے

اور اس کے ثبوت میں ظاہر فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ طاقت ہے کہ اس کا سچا پیرو خدائی طاقت کے نمونہ معجزات کے رنگ میں دکھاتا ہے اور اس کے لئے اپنے باجود وجود کو پیش کیا اور ان کثیر التعداد نشانات اور معجزات میں سے بعض کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالے نے

آپ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ہیں

پھر قرآن شریف کے بعض دوسرے معجزات اور اسکی اعلےٰ اور اکمل تعلیم اور ہدایت کا ذکر فرمایا اور دوسرے مذاہب سے مقابلہ کر کے دکھایا جس کے ضمن میں نجات کی حقیقت بتائی اور اس کے ساتھ ہی شفاعت کی فلاسفی سمجھائی۔ اور گناہ سے بچنے کا ذریعہ بتایا کہ خدا تعالے کی سچی معرفت اور اس پر حقیقی یقین ہو جو صرف قرآن مجید پیدا کرتا ہے اسی طرح یہ پاکیزہ اور معرفت اور نور سے بھرا ہوا مضمون جس میں باطل کو ہر پہلو سے کچلا گیا تھا دس بجے کے قریب ختم ہو گیا۔ اخیر میں اس مضمون کے لکھنے کے وقت جو الہامات حضرت کو ہوئے تھے وہ درج تھے ان کے ترجمہ کے متعلق عام لوگوں نے خواہش ظاہر کی۔ جس پر حضرت حکیم الامۃ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ جب ملہم نے ترجمہ نہیں دیا تو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ان کا ترجمہ کروں لیکن حاضرین کی پر زور خواہش اور آرزو کی بھی میں قدر کرتا ہوں اس لئے میں اپنے فہم اور سمجھ کے موافق ان کا ترجمہ سنا دیتا ہوں مگر یاد رہے کہ ملہم جس پر یہ وحی ہوئی ہے میرے اس ترجمہ کا پابند نہیں اور نہ اس پر یہ ترجمہ حجت ہو سکتا ہے اصل وہی ہوگا جو وہ خود پیش کریگا جب چاہیگا۔ یا یہ کہ جب خدا تعالیٰ اسپر کھولیگا بہر حال ترجمہ حاصل بالمطلب کے طور پر یہ ہے۔

کہ تیرے مخالفوں اور منکروں نے تیرے خلاف جو منصوبہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تیری عظمت اور تیرے اقبال اور ان سچائیوں کو جو تو پیش کرتا ہے پامال کریں یاد رکھ وہ باریک در باریک تجویزیں اور منصوبے تیرے خلاف

کرتے ہیں اور کریں گے مگر وہ یقیناً یقیناً ان میں بامراد نہیں ہوں گے خواہ وہ کسی رنگ میں حملہ کریں جس طرز سے حملہ کریں گے اسی رنگ میں نامراد رہیں گے تو میرے حضور میری روح کیطرح ہے تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے گویا تیرے کلام اور بیان میں وہ اثر اور روشنی ہے کہ شیطانی باتیں اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ

حق آگیا ہے اور باطل اپنی نحوستوں کو لیکر بھاگ گیا

ترجمہ کو لوگوں نے نہایت شوق سے سنا۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامۃ نے اپنی جماعت کیطرف سے حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے نہایت توجہ۔ استقلال اور خاموشی کے ساتھ اس مضمون کو سنا اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اسپر غور کریں گے۔

پھر لالہ کاشی رام ودیہ جو پریسیڈنٹ تھے کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی فرمایا کہ میں ہنسی یا اعتراض کے رنگ میں نہیں کہتا بلکہ سچے دل سے کہتا ہوں کہ

جسطرح ہیرو دو آریوں کے حق میں مرزا صاحب کی دعا قبول ہوئی ہے آپ ہمارے لئے بھی دعا کریں کہ ہم کو بھی ہدایت نصیب ہو

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مضمون کے متعلق عام رائیں مضمون ختم ہو چکا اور جلسہ برخاست ہو گیا تو میں عام رائے سننے کے لئے مجمع میں ادھر اودھر پھرنے لگا۔ عام طور پر مضمون کی پسندیدگی کا اظہار ہوتا تھا۔ اور لوگوں کی زبانوں پر تعریفی لفظ تھے۔

جبکہ مضمون پڑھا جاتا تھا ایک حصہ میں ایک نوجوان کہہ اٹھا کہ جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے پاس والے نے کہا کہ پھر اٹھکر مسلمان ہو جاؤ۔

مختلف مذاق مختلف خیال کے لوگ مجمع میں موجود تھے ایک آریہ صاحب نے جو پلیٹ فارم کے پاس کھڑے تھے چند شخصوں کے سامنے جن میں پولیس کے رپورٹر بھی تھے کہا کہ اصل مضمون پر بہت ہی بحث نہیں کی اس کے جواب میں ایک سکھ صاحب نے کہا یہ بالکل غلط ہے سارا مضمون اصل ہی مضمون پر تھا کونسا حصہ ایسا تھا جس کو تم بے تعلق کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ اپنے دعوی پر بحث شروع کر دی تھی۔ سکھ صاحب نے فرمایا تم سمجھے ہی نہیں انہوں نے پہلے بیان کیا تھا کہ الہامی کتاب میں یہ قوت اور طاقت ہونی چاہیئے کہ وہ امتیازی نشان دکھانے کی قوت اپنے پیرؤں میں پیدا کر دے۔ اور پھر انہوں نے کہا ہے کہ کامل اور اکمل کتاب قرآن شریف ہے اور وہ یہ قوت دیتا ہے چنانچہ مجھے قرآن شریف کی پیروی سے یہ طاقت ملی ہے اور مجھسے یہ نشان ظاہر ہوئے ہیں اس لئے وہ منکرین کو دو ماہ کی دعوت بھی کرتے ہیں اسپر وہ آریہ صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔

اصل یہ ہے کہ دل اللہ تعالے ہی کے ہاتھ میں ہیں اس مضمون کا اثر دلوں پر کیسا ہوا۔ اللہ تعالٰی ہی بہتر جانتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے مامور نے جو بیج بویا ہے وہ رائیگاں نہیں جائیگا۔

پیسہ اخبار کی نادانی پیسہ اخبار نے ۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کے جلسہ کے متعلق حسب ذیل رائے دی ہے: ناظرین الحکم اس بات سے بے خبر نہیں کہ پیسہ اخبار سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قدیم دشمن ہے اور اس لئے اس کے مشن میں فرق آجاوے اگر وہ مخالفت کا رنگ اختیار نہ کرے۔ بہر حال میں ذیل میں اسکی رائے درج کر کے اسپر ریمارک کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

"دہرم چرچا۔ مذہبی مباحثہ کا جلسہ بسرپرستی آریا سماج شہر لاہور ۴ر دسمبر کی شام کو سماج مذکور کے مندر واقع وچھو والی میں ٹھیک ۶ بجے شروع ہوا اور ۱۰ بجے شب تک قایم رہا خلقت کا ہجوم پہلے دن سے کہیں زیادہ اور اس قدر عظیم تھا۔ کہ مندر کا سارا صحن۔ دالان کمرے بالائی برآمدے اور سب سے اوپر والی چھت کے کنارے لوگوں سے بھر گئے۔ اندر کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی آخر کار گیٹ بندکر دینے پڑے اتنے بڑے اژدہام میں خوش انتظامی تو دشوار تھی۔ تاہم غنیمت ہے کہ کسی قسم کی بدمزگی نہ ہونے پائی۔ کارروائی جلسہ کا افتتاح مسٹر روشن لال صاحب پریسیڈنٹ کی ایک مختصر تقریر سے ہوا اور پہلے گھنٹہ میں برہمو سماج کے ایک قایم مقام نے اپنا لیکچر بلند آواز سے پڑھا جو جملہ مذاہب کی کتب مقدسہ کو قابل قدر ماننے کے خیالات پر مشتمل تھا اس کے بعد حکیم مولوی نورالدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے بالترتیب ایک ایک گھنٹے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک مطبوعہ لیکچر جسکی ضخامت ۴۶ صفحہ تھی سنایا جسکے ابتدائی حصہ میں اسلام کی عالمگیر تعلیم صلح جوئی و امن پسندی پر قابل تعریف بحث کیگئی تھی اور مذاہب غیر کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اسلام جسطرح اپنے پیرؤں کو سابق پیغمبروں کی تعظیم اور کتب مقدسہ کی تکریم کا حکم دیتا ہے۔ اسیطرح وہ بھی بزرگان اسلام کو ناگوار لفظوں میں یاد کر کے مسلمانوں کا دل نہ دکھائیں۔ مگر چونکہ نصف لیکچر کے بعد سے مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ شروع ہو گئی تھی اور اصل مضمون مقررہ پر بہت ہی مختصر و ناکافی بحث کیگئی تھی۔ اس لئے لوگوں کو شکایت رہی۔ اور حاضرین پر لیکچر کا وہ خوشگوار اثر نہ پڑسکا جو خالص مذہب اسلام و قرآن کے محامد و فضایل کے ذکر سے متصور تھا"

اسپر ہمارا ریمارک مضمون کے آخر میں منشی محبوب عالم صاحب نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ ایسی کوتاہ اندیشی اور ناواقفی پر مبنی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس لیکچر کو ہرگز نہیں سنا اور بغیر سننے اور پڑھنے کے ایسی رائے ظاہر کرنا ایڈیٹر پیسہ اخبار کی متانت اور منصب کے صریح خلاف ہے۔ منشی محبوب عالم کا یہ کہنا کہ اصل مضمون مقررہ پر بہت ہی مختصر اور ناکافی بحث کیگئی تھی ظاہر کرتا ہے کہ ان سے زیادہ اس سکھ نے ہی لیکچر کو توجہ سے سنا جس نے متذکرہ بالا آریہ کو جواب دیا ہے اس کا فیصلہ آسان ہے منشی محبوب عالم پیسہ اخبار میں اس لیکچر کو پورا چھاپ دیں ناظرین خود فیصلہ کریں گے کہ

جھوٹا کون ہے؟

اس سارے لیکچر کا نفس ناطقہ تو اسی سوال کا جواب ہے کہ الہامی کتاب کون ہو سکتی ہے؟

یہ لوگ ہیں جو اسلام کو ذلیل کرتے ہیں اور اس کو بدنام کرنے کی پروا نہیں کرتے چونکہ خود کچھ کر نہیں سکتے۔ لاہور کی حمایت اسلام یا کسی اور مجلس کے دل میں یہ جوش اور تحریک نہ ہوئی کہ اس میدان مقابلہ میں قرآن مجید کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر نکلیں جو نکلا اسکی مخالفت کے لئے یہ اسلام کے نادان دوست آمادہ ہو گئے

مضمون کا ایک ایک جملہ ایک ایک سطر قرآن مجید کی عظمت اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعلان کر رہی ہے مگر اسلام کے نادان دوست کر رہے ہیں کہ ناکافی بحث کی گئی ہے

اگر کوئی کافی بحث منشی محبوب عالم خود کر کے دکھا دیتے تو انہیں ناکافی کہنے کا حق تھا مگر جینگڑ محلہ میں بیٹھے ہوئے رائے زنی کرنا ان کا ہی کام ہے۔ حضرت اقدسؑ نے قرآن مجید کی خصوصیتوں اور امتیازی نشانوں میں سے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے سچے متبعین کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ ان پر بھی خدا کا کلام اترتا ہے اور ان کو امتیازی نشان دیئے جاتے ہیں اور پھر اس صداقت کو نرے دعویٰ کے رنگ میں نہیں بیان کیا

بلکہ

اپنے وجود باوجود کو بطور آیت اللہ پیش کیا ہے کہ اس صداقت کا میں زندہ گواہ ہوں یہ خصوصیت ہے جو اسلام اور صرف اسلام ہی کو دی گئی ہے دوسرے مذاہب اس سے عاری ہیں اس کو پیسہ اخبار اپنے مشن کی تبلیغ کہتا ہے۔ اپنا مشن کیا ہے؟ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی اور زندہ کتاب ثابت کرنا۔ پھر اس تبلیغ سے بیزار کیوں ہوتے ہو؟ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر جیسے ہی لوگ ہیں بلکہ اس کے رہنما اور گورو جنہوں نے قرآن مجید کے طرز بیان پر بھی حملہ کیا ہے۔

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

غرض لیکچر مذکور چند روز میں شائع ہو جائیگا اوس وقت پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو اپنی ناواقفی کا علم یقیناً ہو جائیگا کیونکہ اس وقت اس نے جو کچھ لکھا ہے خود سنکر بھی نہیں لکھا۔

یہاں میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس لیکچر کو کثرت سے شائع کریں تاکہ حق ظاہر ہو اور خدا کی مجید کتاب کی عظمت کا اظہار ہو۔ لیکچر کے لئے تمام درخواستیں مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نام بمقام قادیاں ہوں ۔

۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کی روئداد ۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو صرف آریہ سماج کا لیکچر تھا جس کے لئے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج مقرر ہوئے تھے اور ۷ بجے سے لیکچر شروع ہونیکو تھا عام حاضری اگرچہ گذشتہ راتوں کی سی نہ تھی مگر معقول تھی۔ چونکہ مسلمانوں کو شب گذشتہ میں خاص طور پر کہا گیا تھا کہ آپ تشریف لائیں اس لئے مسلمان بھی کثرت سے موجود تھے۔

اور لیکچرار نے اپنا مضمون پڑھنا شروع کیا جس کو سنکر سخت مایوسی اور افسوس ہوا اول اس لئے کہ جن امور کا جواب بارہا مسلمانوں کیطرف سے دیا جا چکا تھا انہیں اعتراضوں کو انہوں نے دوہرانا شروع کیا۔ اور ابھی ہم ۲۴ گھنٹہ بھی اس عالمگیر صلح اور امن کی ہدایتوں کو سننے پر نہ گذرے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کی تھیں مگر آریہ لیکچرار نے ان باتوں کی کچھ بھی پروا نہ کر کے اور نہ اپنے اشتہار کو مدنظر رکھکر

مسلمانوں کے مسلم راستباز نبیوں پر حملے شروع کر دیئے

انہوں نے اپنے اعلان اور دعوتی خطوط میں وعدہ کیا تھا کہ تہذیب اور شائستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا جاوے گا مگر مضمون پڑھتے وقت ان باتوں کو بھول گئے۔

جس دلیری اور بے باکی سے انہوں نے ناپاک حملے کئے ہیں ان پر ایک مبسوط ریویو کی حاجت ہے جو میں انشاءاللہ اگلی اشاعت میں لکھونگا اور جس پر مقامی حکام کی سخت توجہ لگا رہے۔

آریہ سماج نے مسلمانوں پر سخت ظلم کیا ہے کہ انہیں اپنے گھر بلا کر اور ان کا بہت سا روپیہ خرچ کرا کر ان کے مقدسوں کو گالیاں دیں اور انکی سخت دلشکنی کر کے اونہیں روحانی دکھ پہونچایا۔ آریہ سماج کی یہ حرکت سخت نفرت کے قابل ہے اس سے مضمون کا اندازہ ہو سکتا ہے میں اگلی اشاعت میں انشاءاللہ مفصل لکھونگا۔

ٹھیک ۹ بجے یہ گالیوں سے بھرا ہوا مضمون ختم ہو گیا جلسہ کے اختتام پر ایک صاحب نے اپنی چٹھی کے حوالے سے تین منٹ مانگے مگر اس کو نہ دیئے گو بھائیوں نے بہت زور دیا۔ وقت نہ دینے کے مباحثہ پر تو دس منٹ سے زیادہ گذر گئے مگر اسے تین منٹ نہ دیئے گئے۔

جو حق پسندی پر صریح ظلم ہے

بہرحال جس محبت اور صلح کے ساتھ آغاز ہوا تھا نہایت خطرناک کینہ اور عداوت کو آریوں نے پیدا کر کے اس جلسہ کو ختم کیا جس کے نتائج اچھے نہیں ہو سکتے۔

زلزلہ کا دھکا

۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کی رات کو حضرت اقدسؑ کے مضمون میں زلزلہ کی پیشگوئیاں پڑھی گئیں اور ۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو ۱۲ بجے کے قریب سخت دھکا لگا۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ دھرم سالہ میں ۴ر دسمبر کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ کا زور کا جھٹکا محسوس ہوا جس سے لوگ سراسیمہ ہو کر گھروں سے باہر نکل گئے معلوم ہوتا ہے کوہستان کانگڑہ میں زور کا زلزلہ آیا ہوگا جس کے سبب کئی پہاڑ پھٹ گئے۔ سات مختلف مقامات سے ملبہ میں سے دھوئیں کے بادل اٹھے جو پاؤ گھنٹے تک رہے۔ اس زلزلہ سے چمبہ میں بہت نقصان ہوا۔ نگروٹہ کے قرب میں بہت سے گھر گر پڑے ہیں۔

تازہ الہامات

مندرجہ ذیل الہامات حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو اس لیکچر کی تصنیف کے وقت ہوئے جو ۳ر دسمبر کو لاہور میں پڑھا گیا

انت منّی بمنزلۃ النجم الثاقب یعنے تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔ اور یہ ساڑھے پانچ بجے صبح کا وقت تھا روز دوشنبہ ۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء۔

انھم ما صنعوا ھو کید ساحرٍ ولا یفلح الساحر حیث اتٰی۔ انت منّی بمنزلۃ روحی۔
انت منی بمنزلۃ النجم الثاقب۔
جاء الحق وزھق الباطل۔

سوڈانی عرب

ہرایک زمانہ میں سوڈان کے عربی قبایل اپنے خلق اوصاف کیوجہ سے دنیا میں مشہور رہے ہیں چونکہ ان کا ملک بہت گرم ہے اس لئے مصری اور شامی عربوں سے اپنے رنگ وخط وخال میں امتیاز رکھتے ان کے چہرہ کا رنگ نہایت درجہ پر گندم گون ہوتا ہے اور بال بڑے بڑے ہوتے ہیں ان کی عورتوں کا رنگ بیشتر گندم گون ہوتا ہے یا کچھ گندم گون زردی مایل رہتا ہے مصر کے آثار قدیمہ کے عجایب خانہ میں ملکہ ابتھوپیا آمن رائیس کا مجسمہ بالکل سوڈانی عورتوں کے خط وخال کا نمونہ ہے۔

زیب وزینت | ہرایک قبیلہ کے لوگ زیب وزینت کے اعتبار سے باہمی امتیاز رکھتے ہیں۔ اپنے رخساروں پر نقطہ دار لکیریں کھینچنا خاص زینت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز ہرایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے نوعیت میں گو متحد ہو مگر کیفیت میں کچھ نہ کچھ فرق رکھتا ہے جسکی وجہ سے بآسانی دیکھتے ہی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ فلاں شخص کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ قبیلہ شایقیہ کے مرد اپنے دونوں رخساروں پر تین تین افقی لکیریں کھینچتے ہیں۔ قبیلہ عمودی بھی تین ہی لکیریں کھینچتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انکی لکیریں عمودی ہوتی ہیں۔ قبیلہ عابدلاب تین لکیریں کھینچنے کے بعد نیچے ایک افقی خط کھینچ دیتا ہے۔ جس کا مونہہ زیادہ چوڑا ہوتا ہے اس کے رخساروں پر بجائے تین کے چار خط ہوتے ہیں۔ عورتوں کا حال اس سے جداگانہ ہے۔ جس عورت کا کوئی بچہ نہیں جیتا۔ وہ اپنے چہرہ پر خفیف خفیف خطوط کھینچتی ہے۔ اور دوسرے قبایل انہیں تینوں مذکورہ قبایل کی پیروی کرتے ہیں۔ نوبہ اور بربری لوگ بھی یہی کرتے ہیں۔ عام طور پر چہروں کو لکیر دار کرنا اور ہونٹوں کو رنگنا خوبصورتی میں داخل سمجھا جاتا ہے۔

خوبصورت مرد | ان کے مذاق میں خوبصورت مرد وہ کہلاتا ہے جو میانہ قامت گندمی رنگ۔ کشادہ سینہ۔ متوسط کمر۔ طویل گردن۔ پست شانے۔ دھاریدار رخسارے چکنی بلند ناک سامنے کے کھلے ہوئے دانت۔ کشادہ ابرو۔ شریف عادات کا ہو۔

حسین عورت | حسین عورت وہ ہے جو میانہ قامت مایل بہ طول ہو۔ رنگ زردی مایل۔ گیسو دراز۔ آنکھیں سیاہ۔ پلکیں دراز۔ ستواں ناک۔ متوسط ہونٹ جو رنگ سے منقش ہو۔ گردن لمبی۔ سینہ چوڑا اور زیادہ ابھرا ہوا۔ پتلی کمر۔ انگلیاں باریک۔ چھوٹے پاؤں۔ نرم بدن عالی ہو۔ رقص کیحالت میں اگر پیچھے کیطرف جھکتا ہو تو سر قدم تک پہنچ جائے۔ چلنے میں شاخ درخت کیطرح لچک پیدا ہو۔ اور خندہ رو ہو۔ الجیریا کی عورتیں سوڈانی نقطۂ خیال سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔

اخلاق | عربوں کے عادات واخلاق کیطرح سوڈانی عرب بھی ضیافت وکرم ومروت اور جرأت وشہامت میں مشہور ہیں۔ عزت وآبرو کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کینہ اور حسد ہمسایوں کی حفاظت نسب پر فخر کرنا اُن کا خاص شیوہ ہے۔ موت کو بڑی حقارت اور بے پروائی سے دیکھتے ہیں۔

اگر قحط پڑتا ہے اور بھوکھ کا غلبہ ہوتا ہے تو ایک سوڈانی عرب اپنا دروازہ بند کرکے بال بچوں سمیت گھر میں بیٹھ جاتا ہے اور تڑپ تڑپ کر مرجاتا ہے مگر کسی سے سوال کرنے کی ذلت برداشت نہیں کرسکتا۔ اگر کسی مریض کی حالت سخت درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اپنی تکلیف کا اظہار ہرگز نہیں کرتا۔ اگر کسی کو زخم لگ جائے تو وہ اپنی بیقراری اور صدمہ کا اظہار مونہہ تک نہیں لاتا۔ اگر کسی کو قتل کے لئے ماخوذ کیا جاتا ہے تو وہ مطلق موت سے ہراساں نظر نہیں آتا۔ اگر کسی مریض نے تکلیف ظاہر کی یا درد سے چیخ اٹھا یا موت سے آہ وبکا کی۔ تو اسکی اولاد ہمیشہ کے لئے اپنے باپ کی بزدلی پر مطعون کیجاتی ہے۔ اگر راستہ میں کوئی سوڈانی جارہا ہے۔ اور دفعتاً اُس کے پیچھے شور وغوغا بلند ہو تو وہ یہ نہیں کرتا کہ جاتے جاتے سر موڑ کر دیکھے۔ بلکہ بڑی پھرتی سے پیچھے کیطرف مڑجاتا ہے کہ گویا وہ جنگ کے لئے تیار ہے اگر پیچھے سے کوئی کتا پاؤں میں لپٹ کر کاٹ کھاتا ہے تو یہ بزدلی کی بات ہے کہ وہ اسے ہٹائے بلکہ کوئی دوسرا رہگذر اگر آگیا تو وہ کتے کو مار کر بھگا دیتا ہے۔

ان کے نزدیک یہ بڑے عیب میں داخل ہے کہ قتل سے بھاگنے کی کوشش کیجائے۔ اگر کسی نے کوئی جرم واجب القتل کیا تو وہ ایسی جگہ پر نہایت صبر واستقلال کے ساتھ موت کا منتظر کھڑا رہتا ہے

قبیلہ ضبیانہ کی ایک روایت مشہور ہے کہ عبدالرسول نامی ایک سوڈانی عرب کو اپنی بیوی سے عشق تھا۔ اور اسکی بیوی کو اُس کے ماموں سے بڑی نفرت تھی۔ اُس نے عبدالرسول کو آمادہ کیا کہ اُسے قتل کرے۔ چنانچہ ایک دن موقع پاکر عبدالرسول نے اپنے ماموں کا کام خنجر سے تمام کردیا اور اُس کی لاش کی جگہ منتظر کھڑا رہا۔ کہ اس کے بھائی بدلہ لیں۔ تمام بھائی اور بہنیں جمع ہوگئیں مگر چونکہ قاتل عبدالرسول عزیز قریب تھا۔ لہذا اسپر ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔ اتنے میں عبدالرسول کی ماں آئی اور اپنے بھائی کی لاش پر گریہ وبکا کرنے لگی۔ اور اپنے بیٹے عبدالرسول سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تو میرا اور اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ تو اپنا کام تمام کرے۔ فوراً اُس نے خنجر سے اپنا کام اُسی جگہ ختم کرڈالا۔ جب جاکے اُسکی ماں کو تسکین ہوئی اور اپنے بیٹے کی بڑی تعریف کی۔ الغرض دونوں لاشیں ایک ہی قبر میں دفن ہوئیں۔ میدان جنگ سے بھاگ جانا ان کے نزدیک خواہ مقتضائے وقت ہی کیوں نہو۔ مگر بڑی حقارت اور ذلت سے دیکھا جاتا ہے اگر کسی قبیلہ کو شکست ہوگئی تو یہ نہیں ہوتا کہ بچے کھچے لوگ بھاگ جائیں۔ یا لڑتے ہوئے بھاگیں۔ فوراً اپنے گھوڑے کو قتل کرکے زین وفرش بچھاکر بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دشمن آکر اس کا کام تمام کردیتا ہے۔ وادی نیل کے عرب اور مشرقی سوڈان کے قبیلے یہی عادت رکھتے ہیں۔ مغربی سوڈان میں البتہ دستور ہے کہ اگر موقع اسی کا آجائے تو بھاگ جانا ہوشیاری میں داخل ہے۔

عورتوں کی عزت اور احترام اُن کے دلوں میں بہت ہے۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کے سامنے جاکر اپنا برقع اتار دے اور اُس سے اپنی ضرورت کے لئے مدد مانگے تو اُسپر فرض ہے کہ سب سے پہلے اُسکی فرمایش پوری کردے خواہ کتنی مصیبت کیوں نہ برداشت کرنی پڑے مگر کام سے مونہہ نہیں موڑ سکتا۔

ضیافت اور مہمانداری کا یہ حال ہے کہ ہرایک مقام پر ایک چھوٹا سا مکان مہمانوں کے قیام کے لئے بنا رہتا ہے۔ ہرایک مہمان کو وہیں ٹھہراتے ہیں اگر کوئی مسافر آگیا تو بڑی برکت سمجھی جاتی ہے اور ہرایک گھر میں ایک عید مچ جاتی ہے۔ لوگ جوق جوق مسافر کے پاس مبارکباد دینے کے لئے دوڑے آتے ہیں

اور ہر ایک گھر سے باری باری کھانا بھیجا جاتا ہے مہمانی کا یہ حال الجیریا اور مشرقی سوڈان میں ہے۔ مغربی حصہ میں ہر ایک مکان کا ایک حصہ مہمانوں کیلئے ہمیشہ الگ رہتا ہے اپنے مہمانوں کے دل بہلانے میں بڑی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کے سامنے طرح طرح کے جنگی کرتب دکھاتے ہیں۔ کوئی تلوار کو دو انگلیوں سے پکڑ کر اٹھاتا ہے کوئی اسکی دھاری کیطرف سے پکڑ کر اٹھاتا ہے۔ کوئی عمودی شکل بنا رہا ہے طرح طرح کے بڑے بڑے پتھر کندھوں اور پشت اور انگلیوں پر اٹھا کر مہمان کو خوش کیا جاتا ہے۔

بطلان سوڈانیوں کی ایک مشہور رسم بطلان کے نام سے مشہور ہے۔ یورپ میں جنگ ڈویل جسطرح سے کیجاتی ہے ویسا ہی سوڈانیوں میں یہ رسم بطلان کے نام سے مشہور ہے اور یہ اکثر عورتوں ہی کی بابت کیجاتی ہے۔ بطلان کا طریقہ یہ ہے کہ جن دو شخصوں میں رقابت پیدا ہوتی ہے تو وہ دونوں ایک ایک مضبوط موٹے ڈنڈے ہاتھ میں لے کر سامنے آتے ہیں۔ ان کے بیچ میں ایک تخت بچھا دیا جاتا ہے اور وہ کپڑے والے ایک دوسرے کی برہنہ پشت پر اپنی قوت بھر زور سے مارتا ہے۔ لوگ اس کے گرد بڑی بھیڑ سے مجمع لگائے رہتے ہیں اور لڑنے والوں کے عزیز و وارث بھی موجود رہتے ہیں۔ انہیں سے جو صدمات ضرب سے آخر گر جاتا ہے اسکی شکست ہوتی ہے۔ اس کے ورثا اس کو اٹھا لیجاتے ہیں۔ یہ رسم عوام الناس میں بالعموم اور خصوصاً قبیلہ الی عرض میں زیادہ رواج ہے۔ جو غالب رہتا ہے۔ عورت اسی کا حق سمجھی جاتی ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بطلان میں شریک ہونیوالے دو سے زیادہ بھی ہو جاتے ہیں اور ڈنڈے لیکر ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہیں سے پہلے ایک صف کے سامنے آتا ہے اور ہر ایک کے ڈنڈے لگا کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسیطرح سب باری باری مارتے اور کھاتے ہیں۔ کبھی کبھی جس عورت کی بابت یہ لڑائی ہوتی ہے۔ وہ بھی تماشا دیکھنے کو موجود رہتی ہے۔ اگر ان میں سے اثنائے جنگ میں کسی کی جرأت اور صبر سے محبت اس کے دل میں آئی تو وہ اپنا کنگن اتار کر اسی مجمع میں اس کو حوالے کر دیتی ہے یہ اس کا ثبوت ہے کہ اس مرد سے اسے محبت ہے۔ اس وقت یہ خوش نصیب یا بد نصیب شخص کنگن اپنی ہتھیلی پر رکھکر ہاتھ بلند کرتا ہے۔ اور اپنی محبوبہ کے سر پر رکھکر کہتا ہے۔ کہ کامیابی کی تم مجھے خوشخبری دو۔ میں بھی دس بہنوں کا بھائی ہوں۔ اسوقت فوراً مجمع میں حرکت ہوتی ہے۔ اور حریف اس کو نیچا دکھانے کی سعی کرتے ہیں۔ اس خاص وقت کا طریقہ جنگ بدل جاتا ہے اور ایک ایک شخص ہر آدمی کے کندھوں پر ہاتھ رکھکر ڈنڈے اس کے لگاتے ہیں۔ جب تک ہاتھ شل نہیں ہوتا برابر مارے جاتے ہیں۔ جب تھک جاتے ہیں تو دوسرے کی باری آتی ہے۔ بس اسی میں جو کم ہار گیا اسے کامیاب سمجھنا چاہیے۔

اگر کوئی نوجوان شخص کسی عورت پر عاشق ہو گیا تو اظہار عشق کا یہ طریقہ ہے کہ فوراً چھری نکال کر اپنے بازو اور پشت سے خون نکالکر عورت کا سر اور کپڑا بالکل اس سے رنگین کر دیتا ہے اس وقت ایک دوسرا شخص اس کو اس حرکت سے باز رکھتا ہے۔ اور خون لیکر اسکی معشوقہ کی پیشانی پر لگا دیتا ہے۔ بس عشق کی تکمیل ہو گئی۔ عورت بھی بھولی نہیں سماتی اور اپنے عاشق کو صادق سمجھ لیتی ہے اور اپنی ہمجولیوں میں بڑے فخر اور ناز سے اپنے عاشق کی داستان بیان کرتی ہے۔

ان کے عشق و محبت کا حال بھی عجیب و غریب ہے اور اس میں ابنائے بادیہ کی غیرت و حمیت کا پورا پورا خمیر موجود ہے۔ چونکہ وہ عورتوں اور اپنے معشوقوں کی آنکھ کی تشبیہ ہرن سے دیتے ہیں۔ اس لئے کبھی وہ ہرن نہیں مارتے۔ اور نہ اوس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اگر کسی شکاری نے ہرن پکڑ لیا ہے تو فدیہ دیکر اسے چھوڑا دیتے ہیں میدان جنگ میں بڑی پامردی سے اترتے ہیں اور اپنی معشوقہ کا نام لے کر بڑی جرأت سے مشغول بہ پیکار ہوتے ہیں عورتیں بھی اپنے مردوں کو خوب خوب بڑھاوے دیتی اور غیرت دلا کر لڑاتی ہیں۔

مہدی کا فتنہ جو آخر میں برپا ہوا اس کا نتیجہ سوڈانیوں نے بہت بھگتا۔ اور ان میں اب قابل نفرت خصلتیں پیدا ہو چلی ہیں جو قانوناً واجب الترک ہیں۔ اور ابنائے بادیہ کے لئے اعلٰے خصایل سے بہت بعید ہیں۔ مکر و دغا و کذب و تملق کا رنگ پھیل گیا ہے۔ (دبدبۂ آصفی)

ضروری یاد دہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملسکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اتارنے اور انکے لئے جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اسقدر تعداد کی اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدیں گے۔ اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اسمیں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے۔

پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمانخانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین و یتیم طلبا اور بعض دوسرے نادار طلبا کیلئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عند اللہ ماجور ہوں گے

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱ار - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے - خصوصیت کیساتھ جو ابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ ۱عہ - سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر - محامد المسیح قیمت ۳ر - خطبات کریمیہ قیمت ۴ر - تفسیر سورہ بت قیمت ۳ر - نمونہ قرآن مجید ۳ر ۴ر

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ سوکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگاکر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں - اس تریاق بینظیر و سریع الاثر - مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں چند صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کیلئے جن کو دبے ہوتی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے - قیمت فی شیشی ۸ر روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں - نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونۃً اخبار ذرا جیرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری ملمع سازی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں کی نہیں ہم پیر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ کھلا اسمیں کچھ بھی دھوکہ ہے - تواے منتظر اسکے متعلق ان مرضوں مختلف قسم کی بیکاریوں کا وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ... کیلئے بے لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند ہی استعمال سے ... انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی ... شکایت کیلئے ... بالکل ... جہاں تک ... طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیں پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی - بیرانہ سالی کے آثار اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگواکر آزماؤ - قیمت عہ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم محمد سعید خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ اکبر آباد ضلع دہلی

جبکہ یہ بات پھر پھر ہو

ممکن ہے کہ ایک بات ایک دو یا تین مرتبہ توجہ میں آوے اور آپ کو اس کی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور اخبار اور رسالے میں بار بار اس کی بابت آپ کہیں تب تو ضرور آپ اس کی جانب متوجہ ہوں گے اور ہرگز در گذر نہ کریں گے۔ یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ آپ کبھی فتح کے ایک مشہور طبیب سے ایسی دوا جو کہ تیار کی ہو اس کی خبر پائیں جیسی کہ ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر غلام حسین صاحب ایل ایم ایس پنجاب (دواخانہ نمبر ۱۵۸ کھڑک) نے توجہ جماعت فلاسفہ کے سامنے فرمائی ہیں جو بہت اعلیٰ درجہ گردوں اور ریڑھ کے مریضوں کیلئے تیار کی گئی ہیں۔ اگر آپ ہیں ان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں ڈوڈز ایکی ایک گولی ملیس ا[illegible] کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ یہ دوا گولیوں کی شکل میں ہے اس وجہ سے وہ مریض جو کہ سیال دوائی کو پینے سے تھک گئے ہیں اس کو بخوبی استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ دوا نہایت صحت بخش ہے۔ اگر گردے خراب یا کمزور ہوں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ ان سیال زہروں کو گردے جسم میں سے نکالتے ہیں۔ گردوں کی بے قاعدہ حرکت سے کمزوری، چکر آنا، حافظہ اور حیات کا زوال ہو جانا وغیرہ اور ریڑھ کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (پیشاب) یا گردوں کا اخطاط ... لاحق ہوتا ہے۔ ... کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور ریڑھ کی بیماریوں کے لئے ... ہیں ... ان کے استعمال سے شفا ہو جاتی ہے۔ ... تمام دوا فروشوں کی دکانوں پر ... ان کی قیمت فی شیشی ... لیکن اگر آپ اپنی خریداری کے ... آپ کو ہمارا نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا ... بھیجیں گے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر وی پی اور ریل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

ڈوڈن کا مرہم (ڈوڈز اینٹی سپٹک) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو دور ہو جاتی ہے اور اکثر زخم تو ایک ہی ڈبیا سے اچھا ہو جاتا ہے (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ باد، گرم پھوڑا، کنپیڑا، سودا، اور جلد کی سب طرح کی سوزش، ایکزیما، شورہ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت فی ڈبیہ ... روپیہ فی ڈبیا۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۔۔۔ من سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۵ من ۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ... فی ... روپیہ اور درجہ دوم ... ہے۔ ... ۵ روپیہ کہ یہ خراس کو جی پی کیا جاتا ہے۔ ... گاہک پیش کرنے والے بھی تیار ہیں۔

خراس ارزان

مشتہر بانی مولا بخش غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی پشت دار کشمیری لکڑی کی بلا ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ... روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی پشت دار کشمیری لکڑی کا بنا کین ہینڈل ... روپیہ کے بیچ کے لئے نہایت عمدہ ہیں۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ... کرکٹ بیٹ ... کین لکڑی جیسے مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ... کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ...

بچوں کے کرکٹ سٹ — سو روپیہ سے ۱۲ برس کے واسطے ووٹ ایک سٹ فی بکس

ایک بال لکڑی کی فی بکس فی سٹ	...
۱۰ برس سے ایک سٹ وکٹ ایک بال فی بکس	...
فٹ بال عمدہ ... پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت ... نمبر ۶	...
... نمبر ۵	...
بچوں کے لئے فٹ بال ... عمدہ بلیڈر	...
نمبر ۳	...
کرکٹ بال گٹ ... نہایت عمدہ اور مضبوط ...	...
... کے بیچ	...
...	...
کرکٹ وکٹیں ...	...

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سامان نیٹ کٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ، سپرنگ اور کشتی ... بال وغیرہ پہنچا، ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم۔ میں لوگوں کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند ... علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ... ضلع کانگڑہ ...

اسکاٹس املشن

مقامات اور مضبوط

بخار سے جسم کے کمزور ... ہاتھ سے اور مرض کرتا ہے

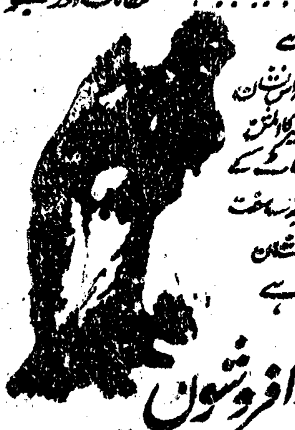

ہاتھ سے چھوڑا نہیں جاتا فروخت

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر والا املشن ہی اسکاٹ کے طریقہ سخت کا نشان ہے

کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

قیمت پیشگی سالانہ

از عوام سے ۔۔۔ صہ
۔۔۔ سے ۔۔۔ عہ
۔۔۔ باہر سے
۔۔۔ سے ۱۲؍
۔۔۔ غیر مستطیع
دس روپے سے کم آمدنی
۔۔۔ ۱۲؍

مطبع کارخانہ رفیق العون
عولجی کا بی مل لاہور
دفتر الحکم قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

یہ گویم بآواز گرامی جہاد در قادیان ہیں | دواہی شفا ہیں غرض دار الامان ہیں

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۴۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگرخانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگرخانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہوں اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنے کی تجویز کی ہے اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے۔ ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں کی جماعت بھی ضروریات لنگرخانہ کیلئے یکمشت چندہ کرینگے اسیطرح میں یقین کرتا ہوں کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک کم و بیش اپنا اثر کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے اس نمبر کے پہونچنے کے بعد دوسرا نمبر سالانہ جلسہ ہی کے شروع ہونیکے دن پہونچیگا جبکہ شاید بہت سے بھائی اپنے گھروں سے دارالامان کے ارادے سے نکل کھڑے ہونگے۔

وہ کچے مکانات جنکا میں ذکر کرتا رہا ہوں قریبًا طیار ہو گئے ہیں۔ اب بار بار اس امر کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل بکتی ہے لنگرخانہ کے اخراجات تین ہزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی مہمانوں کی اور دیگر ضروریات بڑھ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہیں مگر جو اسکے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے اموال ایسے کاموں میں صرف ہوں جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے اپنے ہاتھ سے سرانجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھی جاویں اور ماہواری چندوں کا باقاعدہ التزام ہو لنگرخانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیے۔ آخر میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور وہ چندے سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

کیا لاہور کی آریہ سماج خونی منظر کی محرک نہیں؟

گورنمنٹ خبردار رہے!!!

گذشتہ شورش اور فتنہ پردازی میں آریہ سماج کے متعلق جس عام رائے کا اظہار ہوا ہے اور گورنمنٹ نے جس فرزانگی اور سیاسی دانشمندی کے ساتھ ملک اور اہل ملک کو آنیوالی مصیبت سے بچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ گورنمنٹ کی اس عطوفت اور مراحم خسروانہ کا جو اس نے آریہ سماج کے ساتھ دکہائی ہے ان لوگوں کو ایسا شکر گذار ہونا چاہیے تہا کہ آئندہ کے لئے وہ اپنی شوخی اور بے باکی کے رویہ کو بالکل بدل لیتی مگر گورنمنٹ کے متعلق اگر کسی مصلحت سے وہ خاموشی اختیار کر رہی ہے تو

مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہو رہی ہے

آریہ سماج کے لیڈروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آریہ سماج کی شورش کو ظاہر کرنیوالے مسلمان تھے اور مسلمانوں نے گورنمنٹ کے کان بہرے ہیں جس پر لالہ لاجپت رائے کو جلا وطن کیا گیا۔ مگر

گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے گورنمنٹ نے پوری تحقیقات سے کام لیا اور اپنے تمام معتبر ذرائع کی بنا پر وہ اس نتیجہ پر پہونچی جس پر پہونچی لیکن ان اخوان الشیاطین کو مسلمانوں سے پہلے ہی کچھ کم کینہ اور دشمنی نہ تہی جو اس پر اس شورش کے نتائج نے جلتی آگ پر تیل کا کام کیا۔ آریہ سماج نے مسلمانوں کو بہڑکانے اور جوش دلانے کے لئے تمام حیلوں کو استعمال کرنا شروع کیا تا کہ مسلمان جوش میں اگر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جس سے وہ بہی بدنام اور معتوب ہوں مسلمانوں کے ملکی اور مذہبی لیڈروں کو اس موقع پر بڑی جدّ و جہد کرنی پڑی اور اپنی قوم کو سمجہایا کہ وہ ان لوگوں سے ہر آئینہ الگ رہیں چنانچہ

مسلمان الگ رہے

مسلمانوں کے اس الگ رہنے کی پولیسی نے ہی سماجیوں کو بہڑکایا اور جوش دلایا اور انہوں نے مسلمانوں کے بزرگوں اور رہنماؤں کو کوسنا شروع کیا چنانچہ آریہ اخباروں میں جہاں ایک طرف قوم کو بہڑکانے کے لئے سکھ گروؤں کے حالات لکھنے شروع کئے وہاں ساتھ ہی مسلمان بادشاہوں خصوصاً محی الدین اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کی نسبت نہایت ہی ناشایستہ اور دل دکہانے والے الفاظ استعمال کر کے مسلمانوں کے دل دکہانے کا ذریعہ اختیار کیا گیا۔

آریہ سماج کا مذہبی لٹریچر جو مسلمانوں اور عیسائیوں اور دوسرے مخالف مذہب والوں کے خلاف شایع ہوا ہے پہلے ہی سے امن عامہ کو توڑنے والا اور دوسری قوموں کو سخت جوش دلانیوالا ہے مگر ان ایام میں خصوصیت سے یہ رنگ اختیار کیا گیا اسکی غرض یہی تہی

مسلمانوں کو جوش دلانا تہا

مگر اس غرض کی تکمیل کے لئے ایک اور حیلہ تجویز کیا گیا اور وہ یہ تہا کہ پچہلے سالانہ جلسہ پر جو نومبر کی آخری تاریخوں میں ہوا لاہور کی آریہ سماج نے ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء لغایت ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء تک ایک مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکھی جس میں مختلف مذاہب کے لیڈروں کو شمولیت کی دعوت کیگئی اور بذریعہ اشتہارات عام طور پر شایع کیا کہ نہایت ادب اور تہذیب کے ساتھ مضمون مقررہ پر مضامین پڑہے جائیں گے۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہی دعوت کیگئی۔

یہ امر کسی سے مخفی نہیں اور گورنمنٹ کے ذمہ دار آفیسر بہی جانتے ہیں کہ حضرت اقدس کبہی ایسے جلسوں میں شامل نہیں ہوتے اور نہ ہونا پسند کرتے ہیں بلکہ وہ مباحثات کو نفرت بڑہانے کا ذریعہ اور ملک کے امن عامہ کے خلاف سمجہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے کئی سال گذرے گورنمنٹ آف انڈیا کو ایک خاص قانون مذہبی مناظرات اور مباحثوں کے متعلق مرتب کرنے کی طرف توجہ دلائی تہی اور چاہا تہا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کیجاوے

لیکن

آریہ سماج نے اس مرتبہ جبکہ نہایت تہذیب اور رعایت ادب کے ساتھ مضمون مقررہ پر مضمون پڑہنے کا وعدہ کیا اور ہر طرح سے اطمینان دلا دیا کہ نکتہ چینی اور بدگوئی نہیں ہوگی اور یہ یقین کر کے کہ ان لوگوں نے گذشتہ تادیب سے اپنا طرز بیان بدل لیا ہوگا تو انکی درخواست پر آپ نے بہی مضمون لکہا اور اسی بنا پر مختلف شہروں سے ہماری جماعت کے کئی سو آدمی شریک جلسہ ہوئے۔

سناتن دہرم والوں، برہموؤں اور عیسائیوں نے ہر طرح سے حفظ مراتب کو نگاہ رکہا اور کسی قسم کا دل آزار فقرہ یا جملہ انکی تحریر میں نہیں آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے جو مضمون پڑہا گیا وہ تو

امن عام اور صلح اور سلامتی کا پیغام تہا

جو شہزادہ امن کیطرف سے دیا گیا تہا۔ چنانچہ اس میں بڑی صراحت اور تفصیل کے ساتھ ہندوؤں اور آریوں کے مسلّمہ بزرگوں کی عزت اور عظمت کا نہایت صدق دلی سے اعتراف کیا گیا تہا۔ اور مختلف فرقوں اور قوموں کے درمیان عام اتحاد اور اتفاق کی محکم تجویز بتائی تہی۔ اور صاف طور پر فرمایا تہا کہ

ہم اس بات کا اعلان کرتا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شایع کرنا اپنی ایک سعادت سمجہتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تہے ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنیوالے جو آریوں کے مقدس بزرگ تہے جیسا کہ راجہ رام چندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تہے اور انہیں سے تہے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے مگر ہم ان شکایات کے لئے کسی کے آگے روویں اور کسی سے اہانت کا انصاف طلب کریں کہ دوسری قومیں ہم سے یہ معاملہ نہیں کرتیں

دیکہو یہ کیسی ہماری تعلیم ہے جو دنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کیطرح بنانا چاہتی ہے یعنی یہ کہ

دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو

بار بار اس اصل پر زور دیا گیا اور سمجہایا گیا مگر دوسرے ہی دن آریہ سماج نے

ان تمام باتوں کو ملیامیٹ کر دیا گیا۔ بجائیکہ آریہ ورت کے کسی رشی منی پر کوئی حملہ نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ انکی عزت اور تعظیم کیگئی تھی۔ اور آریہ سماج نے لیڈر سن چکے تھے اور وہ چھپا ہوا لیکچر بھی ان کو دیا گیا تھا مگر

آریوں نے ہم پر سخت ظلم کیا

۴ دسمبر کی شام کو جب انہوں نے اپنا مجوزہ مضمون پڑھا۔ تو اس میں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں اور راستبازوں اور مقدس لوگوں پر وہ دل آزار حملے کئے گئے اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور امن اور سلامتی کی ہدایتوں کو پڑھا اور سنا ہوا نہ ہوتا تو

آریہ سماج کے مندر میں خون کی ندیاں بہ جاتیں

آریہ سماج نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ادب اور تہذیب سے مضمون پڑھیگا اور کسی پر حملہ نہیں کیا جائیگا کوئی دل آزار فقرہ نہیں بولا جائے گا ہم نے اس وعدہ کی پوری رعایت کی اور کرنی چاہیے تھی مگر آریہ سماج نے اس کو توڑ کر ہم کو اپنے گھر بلا کر مہمان نوازی کے عام اخلاق کو بالائے طاق رکھکر اور قانون انگریزی کی بھی پروا نکرتے ہوئے

نہایت گندے۔ نہایت ناپاک اور دل آزار حملے کئے

کیا آریہ سماج نے ہماری قوم کا کئی ہزار روپیہ جو اس مطلب کے لئے اسے خرچ کرنا پڑا اتباہ کرا کے ہم کو سخت دکھ نہیں دیا۔ سینکڑوں آدمی اپنے کاروبار چھوڑ کر راستہ اور سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے وہاں پہونچے اور لاہور کی جماعت کو ایک کثیر خرچ اپنے بھائیوں کے لئے خرچ کرنا پڑا مگر آریہ سماج کے لیڈروں نے گھر بلا کر

ہمارے مقدسوں اور مسلمہ بزرگوں کو گالیاں دیں

جو طریق آریوں نے اس مرتبہ اختیار کیا۔ اسکی نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جب سے برٹش راج کا پرچم ہندوستان پر لہرانے لگا ہے اور جب سے مذہبی آزادی اور تحریر و تقریر کی آزادی کا عطیہ گورنمنٹ نے دیا ہے عیسائیوں نے باوجود اسلام کے مخالف ہونے کے کبھی اسطرح اشتہار دیکر اور مسلمانوں کو اپنے گھر بلا کر اور ادب اور متانت کی گفتگو کا وعدہ کر کے دل آزار الفاظ میں حملے نہیں کئے۔ یہ پہلا موقع ہے اور اندیا بھر میں اسکی نظیر یہی جلسہ ہے کہ مسلمانوں کو مدعو کر کے اور ان کو اپنی شائستگی کا یقین دلا کر اسطرح دھوکہ دیا جو آریہ سماج کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔

اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ بندہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جسکو (اگرچہ یہ غلطی ہے) روئے زمین کی بڑی بڑی سلطنتیں اور شاہنشاہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں معاذ اللہ معاذ اللہ

قانون قدرت کے خلاف پیدائش رکھنے والا

کہا گیا۔ خدا تعالےٰ کے ایک قدوس بزرگ کی شان میں اس قسم کا بیجا حملہ جسقدر دکھ دینے والا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ قلم نہیں کر سکتا۔

ایسا ہی تمام راستبازوں حضرت ابراہیم حضرت موسٰی حضرت داؤد حضرت نوح حضرت آدم علیہم السلام سب پر نام بنام حملہ کیا اور ان کی بے ادبی دل آزار الفاظ میں کی ہمارے لئے نہ راہ رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہو رہا تھا۔ یہ بےشک توہین صرف عیسائیوں کی ہی نہ تھی بلکہ مسلمانوں کی بھی تھی

کیونکہ مسلمان سچے دل سے ان سب کو اپنا امام اور پیشوا یقین کرتے ہیں پھر یہی نہیں بلکہ

راستبازوں کے سردار اور مقدسوں اور معصوموں کے امام

سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر دیدہ دلیری اور بے باکی سے ساتھ

دل آزار اور ناپاک حملے کئے گئے

آریہ سماج کے لیڈر ہم ۴ گھنٹہ پیشتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق سن چکے تھے کہ

"رجوع خلائق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنیوالے تھے آپ کے قدموں پر ادنےٰ غلاموں کیطرح گرے رہے ہیں اور اس وقت کے اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کیطرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے اتر آتے ہیں

اور ایسا ہی انہوں نے صاف طور پر سنا تھا کہ

خاص کر ہمارے مقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو گندی گالیاں دیتے ہیں صرف وہ زبان سے تو صلح صلح کرتے ہیں مگر اسی زبان کو تلوار کیطرح کھینچکر ہمارے اس پیارے نبی پر چلاتے ہیں جس کے قدموں کے نیچے ہماری جانیں ہیں"

ایسا ہی انکو کھول کر بتا دیا گیا تھا

"ہم اس اصول کو اپنے ہاتھ میں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ گواہ رہیں جو ہم نے مذکورہ بالا طریق کے ساتھ آپ کے بزرگوں کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کیطرف سے تھے اور آپ کی صلح پسند طبیعت سے ہم امیدوار ہیں کہ آپ بھی ایسا ہی مان لیں۔ . . . . . اور اگر اس طریق سے صلح نہ ہو تو آپ یاد رکھیں کہ کبھی صلح نہ ہوگی بلکہ روز بروز کینے بڑھتے جاویں گے۔ مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریم کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جنکا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے ان کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ انکی راہ میں کانٹے بوتے ہیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابان کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے"

ان تمام باتوں کو سن لینے کے بعد آریہ سماج کے لیڈروں کو اس حرکت سے باز رہنا چاہیئے تھا جو انہوں نے کی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اشتعال دلانے اور بھڑکانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور مسلمان ان آزردہ الفاظ کو

جو اُن کو گھر بلا کر اُن کے مقدسوں کی شان میں بولے گئے مگر اس بے غیرتی کو گوارا نہیں کر سکتے جو اُن کی ہوئی ہے۔ گرچہ

قانون برطانیہ کے ادب

اور احترام کی وجہ سے وہ اس جلسہ میں بیکس ہو کر بیٹھے رہے مگر امن عامہ میں کوئی خلل نہیں آنے دیا مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ جب وہ الفاظ شائع ہوں گے

تو عام فساد کا اندیشہ ضرور ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ لیکھرام اپنی زبان درازی ہی کی وجہ سے قتل ہوا۔ کیا یہ درست نہیں کہ سرحدی علاقہ میں اگر ایک آریہ کو وہاں سے نہ نکال دیا جاتا تو اُس کی جان کی خیر نہ تھی۔ اس لئے میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کی بنا پر جو ہمارا مذہبی فرض ہے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ ڈاکٹر چرنجیو سکرٹری آریہ سماج لاہور کی اس تقریر کے نوٹس لے جو ۴ دسمبر ۱۹۱۰ء کی شام کو اُس نے پڑھی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ پولیس کے رپورٹر موجود تھے اور اُن کا فرض تھا کہ وہ ان کلمات کو نوٹ کریں جو انھوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے عمداً بیان کئے اور اگر انھوں نے ایسا نہیں کیا تو لاہور پولیس کا فرض ہے کہ وہ

امن عامہ کے قائم رکھنے کے لئے اُس مضمون کو حاصل کرے اور اُس کی اشاعت روک دے اور اسپر

پورا نوٹس لے۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد ڈاکٹر مذکور ممکن ہے اصل مضمون کو تلف کر دے مگر پولیس رپورٹرز اُن دل آزار الفاظ اور فقروں کو بھول نہ گئے ہونگے اور حاضرین کی ایک کثیر تعداد کو یاد ہوگا۔ ایسا ہی مجھے امید رکھنی چاہئے کہ ہر شریف اور [illegible] کی ذمہ وار اور بیدار مغز حکومت اپنی پیاری رعایا کو اس خطرہ سے بچانے کے لئے توجہ فرمائے گی جو ایسے

دل آزار اور اشتعال دہ مضمون کی اشاعت سے متصور ہے

میں اس سے زیادہ سر دست کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں مسلمانوں کی خدمت میں ایک لفظ کہونگا اور بس کہ وہ نہایت صبر و حلم اور صبر سے اس نتیجہ کو دیکھیں جو گورنمنٹ کی توجہ کے بعد پیدا ہو۔ ہے جس صبر اور حلم سے تم نے اب تک کام لیا ہے اسی کو اپنا شعار بناؤ۔ آریہ چاہتے ہیں تمہیں بھڑکائیں اور جوش دلائیں انھوں نے جوش دلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور بے شک تمہاری عزت اور حمیت دینی مقتضی ہے کہ تم اپنا انصاف آپ کر لو مگر نہیں

برٹش راج مظلوموں کی حمایت کرتا ہے

اپنا دکھڑا گورنمنٹ کے سامنے رکھو۔ ہمیں امید ہے وہ ضرور سنیں گی

ریویو

شری دیو گورو بھگوان کے دربار میں میری اپیل

نام کا ایک ہی صفحہ کا رسالہ دسمبر ۱۹۱۰ء کے اندر سے قائم تھا

بابا بی۔ اے مضمون آریہ نے شائع کیا ہے اور ۲ اس کی قیمت رکھی ہے اس رسالہ کو ادنیٰ درجہ کا کاغذ لگایا گیا ہے اور اس طرح یہ روپیہ کمانے کا اچھا خاصہ ڈھکا ہے اس رسالہ میں دیو سماج کے بعض کرم چاریوں کے خطوط اور ڈائریاں حاصل کر کے ان کے چال چلن پر حملے کئے ہیں اور ان کے اس اعتراض کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے جو وہ خدا پرستوں کی کمزوریوں کو دیکھکر کیا کرتے ہیں۔ میں اس قسم کے جوابات کو پسند نہیں کرتا۔ نہیں معلوم کہ محترم بابا نے یہ کاغذات کس طرح پر حاصل کئے ہیں۔ ہاں یقین نہیں کر سکتا کہ کسی جائز طریق سے ان کاغذات کو حاصل کیا گیا ہو۔

میں دیو سماج کے ممبروں کی اس پالیسی کو بھی ناپسند کرتا ہوں جو وہ کسی شخص کی کمزوری کو مد نظر رکھ خدا تعالیٰ پر حملے کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے منکر ہی سہی مگر اس کے یہ معنے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ ایسے رنگ میں مخالفت کا اظہار کریں جو اخلاقی پہلو سے بھی گرا ہوا ہو۔ محترم بابا نے اس جواب میں استہزا اور تمسخر کو اختیار کیا ہے جس کے لئے میری ذاتی رائے یہی ہے کہ بہتر تھا وہ اس رنگ کو اختیار نہ کرتا۔ دیو سماجیوں کو جواب دینے کی خاطر اگر اس نے ان کاغذات کو ناجائز وسایل سے حاصل کیا ہے تو یہ اور بھی شرمناک امر ہے کیا اُس نے اسلام کو اسی لئے چھوڑا تھا کہ وہ اپنے دوسروں کے مال پر خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو دست تصرف دراز کرنے سے روک نہ تھا۔ محترم بابا کا یہ فعل سنجیدہ پبلک پسند نہیں کریگی۔ اور ایسا اعتراض کرنے سے پہلے اسکو اب آریوں کے کرم محترم کو دیکھ لینا چاہئے تھا۔ کتاب مذکور ۲ قیمت پر مینیجر اندر لاہور سے ملیگی۔

سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ چھوٹی سی سوانح عمری شری ہے پرکاش دیوجی پرچارک برہمو محترم لاہور نے حال میں شائع کی ہے۔ مسلمانوں نے اردو زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف لکھنے کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جو ایک نہایت افسوسناک امر ہے۔ شری ہے پرکاش دیو نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مختصر سی سوانح عمری جس رنگ میں لکھی ہے وہ نہایت قابل قدر کام ہے اگرچہ ایک ایسے شخص کے قلم سے جو مسلمان نہیں بلکہ برہمو ہے آں حضرت کی لائف کا لکھا جانا تعجب انگیز امر ہے مگر جس سپرٹ سے انھوں نے اس کتاب کو لکھا ہے وہ بہرحال قابل شکر گذاری ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اس کتاب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ کے بہت سے پہلوؤں پر سیر کُن بحث کی حاجت ہے مگر ایک برہمو کے قلم سے نکلی ہوئی سوانح عمری متعصب عیسائیوں اور آریوں سے کروڑوں درجہ بے تعصبی سے لکھی گئی ہے۔ ایسی کتاب قابل قدر ہے اور پڑھنے کے لائق ہے عمدہ طور پر چھاپی گئی ہے قیمت ۵

مینیجر برہمو پرچارک لاہور سے منگواؤ۔

آپ جلسہ پر آتے ہیں تو آپکا فرض کیا ہونا چاہیے؟

سالانہ جلسہ بالکل قریب ہے اور الحکم کی اس اشاعت کے بعد دوسرا نمبر اسی روز نکلے گا جبکہ قادیان میں سالانہ جلسہ کی تقریب پر بہت سے احباب آپہنچے ہوں گے اور اکثر راہ میں ہونگے یہ سالانہ اجتماع کی تقریب ہماری جماعت میں ایک قسم کی عید کی تقریب ہے جبکہ دور دراز اور ہر گوشہ ملک سے احباب جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر انھیں مسرت ہوتی ہے وہ اپنے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیحا دم کلمات سے اپنی بہت سی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ میں اس وقت چند ایسی باتیں پیش کرتا ہوں جو میرے خیال اور سمجھ میں اس قابل ہیں کہ ہماری قوم کے ہر فرد کو ان پر غور کرنا چاہئے خصوصاً جبکہ قادیان کی سرزمین پاک میں وہ داخل ہوتے ہیں۔ اور ایسی تقریب پر جبکہ ہزارہا انسان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں سب سے اول جو مقصد ہر آنے والے بھائی کے دل میں مرکوز ہونا چاہئے وہ یہ ہو کہ جس طرح سے ممکن ہو اُس کے ساتھی اور رفیق کو آرام ملے یعنے ان میں ایک دوسرے کے لئے ایثار اور مروت ہو۔ ایسے بڑے مجمعوں میں کئی قسم کی فروگذاشتیں ہوسکتی ہیں ہوسکتا ہے کسی کو وقت پر کھانا نہ ملے حسب دلخواہ اترنے کے لئے جگہ نہ ہو یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو اس لئے ایسے وقت میں ہر شخص کو اپنی جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے ایسی صورت میں یہ امر مدنظر رہے کہ جہاں تک ہوسکے دوسرے کو آرام پہنچے۔ ان معمولی باتوں پر کبھی بھی کوئی آواز کسی کے کان میں شکایت کی نہیں آنی چاہئے۔ اس لئے کہ یہاں آنے کا مقصد آرام اور آسایش نہیں بلکہ یہ باتیں ہر شخص کو علی قدر مراتب اپنے گھر میں بہترین طور پر حاصل ہوتی ہیں یہاں آنے کی غرض تو وہ ہے جو

دوسری جگہ پوری نہیں ہوتی

یعنے خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا مستحکم رشتہ قائم کرنے کی سبیل ہاتھ آجاوے اور ان امراض نفس سے نجات ملے جن میں ہم گرفتار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مقصد کو حاصل کرسکیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے

اپنا موعود خلیفہ ہم میں نازل کیا ہے

پس اس مقصد کے حصول کی راہ میں آنی اور فانی ضروریات کے لئے بیجا جدّ و جہد اور اس سلسلہ میں بیجا رنج و تعب یہاں نامناسب ہے۔ بلکہ ہر حالت میں ہمارے نصب العین وہ غرض اور مقصد ہو جس کے لئے سفر کیا گیا ہے۔ اور اخراجات اور سفر کی تکالیف برداشت کرکے اتنے میلوں کے فاصلہ پر ہم آئے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا امر جس پر مجھے توجہ دلانے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی ہماری کسی غلطی یا کمزوری سے متاثر ہونے کی حاجت نہیں اور نہ یہ سوال تمہاری راہ میں آنا چاہئے۔ ہم لوگ جو یہاں رہتے ہیں بے شک ان میں سے ایک گروہ اس قسم کا ہے جو حضرت امام علیہ السلام کی صحبت سے بہت متأثر اور سابقین اور اولین کا گروہ ہے اور بہت سے ہم میں ایسے بھی ہیں جو ابھی بہت سی روحانی امراض میں مبتلا ہیں اور خدا تعالیٰ کے محض فضل اور اُس کے برحق خلیفہ کی

نظر مسیحا اثر

سے شفا پا رہے ہیں اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی امراض کا فکر کرنا چاہئے نہ دوسروں کے امراض پر نظر اگر ایک سر درد کا بیمار جو رات بھر ایک کھانسی میں مبتلا بیمار کے پاس رہے صبح کو اُٹھکر اپنے دوسرے ہم نشین کی شکایت کرے تو اُس کی یہ شکایت دانشمندوں کے نزدیک قابل توجہ نہ سمجھی جاویگی۔ پس اسی طرح یہ اگر روحانی امراض کے مختلف مریض ایک دوسرے کی شکایت کریں تو یہ بھی نازیبا بات ہے۔ اور اگر ہم شکایات ہی کے سلسلہ میں پڑ جائیں تو اپنے

اصل مقصد کو کھو بیٹھینگے

ان دو باتوں کے بعد تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ نہایت اہم اور نہایت ہی ضروری ہے۔

اگر ہم یہاں جمع ہوں اور کچھ حضرت اقدس علیہ السلام کی باتیں سُنیں اور کچھ بزرگان ملت کے مواعظ اور تقریریں سُنیں اور پھر عام طور پر ایک میلے کی طرح اِدھر اُدھر پھر کر اپنے وقت کو بسر کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارا حصہ

اپنے وقت کا ضایع کرینگے

ہمارا کام دو حصوں میں تقسیم ہوچکا ہے ایک شخصی مفاد پر اور ایک قومی مفاد پر۔ شخصی مفاد سے میری مراد اپنی ذاتی اصلاح اور بہتری ہے اور قومی مفاد سے میری غرض ان امور سے ہے جن کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو ایک شخص سے شروع کرکے اسپر ہی ختم ہی نہیں کردیا بلکہ اسکو ایک

کثیر جماعت اور قوم کا باپ بنا دیا ہے

وہ بجائے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند ابراہیم ہوکر ایک اُمّت ہے اس لئے یہ ضروری بات ہے کہ ہم جب سال میں ایک مرتبہ ایک جگہ ہاں اس جگہ جو خدا تعالیٰ کے فیض اور فضل کے نزول کا مقام ہے جمع ہوں تو صرف اپنی ذاتی بھلائی کے سوال ہی کو سوچ کر الگ نہ ہو جائیں بلکہ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ

ان امور پر غور کرنے کے لئے کافی وقت نکال سکیں جو قومی کاموں کی اصلاح کے سوال پر غور کرنے کا وقت ہو۔ بجائے اس کے جو ہم دو دو چار چار کی منڈلیوں میں اِدھر اُدھر پھر کر اپنا وقت گذاریں ہمیں مناسب ہے کہ سلسلہ کی ضروریات پر متفقہ رائے زنی کریں۔

ضروریات سلسلہ میں سب سے اول ہمیں لنگرخانہ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یہ وہ شاخ ہے جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک عظیم الشان شاخ ہے لنگرخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور چونکہ اس [illegible] کا کوئی مستقل خرچ تجویز نہیں ہوسکتا اور نہ اس کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے اس لئے کہ نہ تو آنے والے مہمانوں کی حد بست ہوسکتی ہے اور نہ ان کی حیثیتوں کا کوئی تشخص ہوسکتا ہے کہ کس قسم کے مہمان آئینگے اور نرخ اجناس کا کوئی قطعی فیصلہ ہوسکتا ہے اس لئے کوئی تخمینہ یا بجٹ لنگرخانہ کا پیش نہیں کیا جاسکتا تاہم اندازہ اور قیاس کسی حد تک ہوسکتا ضرور ہے میں نے اخبار کے پہلے صفحہ پر تین ہزار ماہوار کا سرسری اندازہ درج کردیا ہے مگر یہ بالکل سچی بات ہے کہ یہ ضروریات کے لئے بہت کم ہے۔

اس کے بعد مدرسہ ہے جو آپ کے بچوں کی تعلیم کے لئے آٹھ سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے۔ مدرسہ کی ضروریات کا بجٹ آپ پڑھ چکے ہیں۔ مگر اتنا ہی آپ کا کام نہیں کہ مدرسہ کی ضروریات کا علم حاصل کریں اور انکے پورا کرنے کی فکر کریں۔ آپ کا فرض ہونا چاہئے کہ ان صورتوں پر غور کریں جو مدرسہ کے لئے زیادہ مفید اور مؤثر ہوسکیں۔ قوم کے بچوں کی قسمتیں ایک طرح پر تمہارے ہاتھ میں دی گئی ہیں۔ اس لئے یہ آپکا فرض ہے کہ انکے لئے ہر مناسب پہلو پر غور کریں۔ میں صنعتی تعلیم کے پہلو کو ہمیشہ پسند کرتا رہا ہوں۔ میں ہمیشہ اپنی رائے نیک نیتی کے ساتھ پیش کرنے سے پرہیز نہیں کیا کرتا مجھے اسپر اصرار نہیں رہا اور نہ ہوگا کہ ضرور اسے واجب التسلیم سمجھا جاوے تاہم

مسئلہ تعلیم کا حل

ایک مشکل سوال ہے جو اس زمانہ میں تمام قوموں کے سامنے ہے یہ کہہ دینا بہت

آسان ہے کہ یہ دنیاداروں کی باتیں ہیں مگر میں کہوں گا کہ جب دنیوی مقاصد کو ملحوظ رکھ کر دنیوی تعلیم کے سلسلہ پر ہزاروں روپیہ سال بھر میں خرچ کر دیا جاتا ہے تو کیوں ضروری نہیں کہ اس مفید پہلو کو نظرانداز کر دیا جاوے۔ قوم کو ہر قسم کے افراد کی ضرورت ہے اس لئے کہ قوم بجائے خود مختلف قسم کے افراد کے مجموعہ کا نام ہوتا ہے تو پھر کیوں یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ قومی ضرورتوں کا سارا مدار صرف انگریزی اور رسمی تعلیم ہی پر آ گیا ہے۔

آپ کو اگر اعلیٰ درجہ کے انگریزی دان گریجویٹس کی ضرورت ہے تو لوہاری اور نجاری کے فن میں ہوشیار مستریوں کی بھی حاجت ہے۔ یہ مضمون بہت تفصیل طلب ہے گورنمنٹ کو خود مسئلہ تعلیم پر غور کرنے کی ضرورت پڑی ہے اور یونیورسٹی نے جو اصول اس بارہ میں اختیار کیا ہے وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہونا چاہئے اور ایسا ہی دوسری قومیں اس عقدہ کو جس طرح پر حل کر رہی ہیں

اس پر بھی غور کرنا چاہئے

تتبع اور تقلید کا سوال ایک روشن خیال اور محقق جو قوم کے سامنے نہیں آنا چاہئے اسے ہر حکمت کو اپنا ہی حق سمجھنا چاہئے۔ اور فی الحقیقت یہ سچ ہے

الحکمۃ ضالۃ المومن

حکمت مومن کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے۔

مدرسہ کے ضمن میں ہی ضرورت ہے ایسے سپیکروں اور محرروں کی جو خدمت دین کے ایسے پہلوؤں میں کام کر سکیں۔ پچھلے دنوں حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت کے سوال پر ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کیلئے چار لاکھ کی جماعت میں ایک فرد کے سوا دوسرے پر نظر نہ پڑ سکا کیسا افسوسناک امر ہے بحالیکہ بیسیوں ایسے آدمی ہونے چاہئیں تھے۔ بعض لکھ سکتے ہیں مگر جرأت نہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کے لئے مشق کی ضرورت ہے مگر انہیں توجہ نہیں۔ ایسا ہی بولنے والوں کا حال ہے۔ بہت تھوڑے آدمی نکلینگے جو اس مقصد کو پورا کر سکیں اس لئے اس سوال پر بھی غور کرنا چاہئے۔

پھر **اشاعت** سلسلہ کا سوال ہے میری اپنی سمجھ میں اس مقصد کی دو شاخیں ہیں۔ **بیرونی اشاعت** اور **اندرونی اشاعت** یا یہ کہو کہ جیسے ہمارے امام کی دو شانیں ہیں۔ ایک شان عیسویت۔ دوسری شان مہدویت۔

اسلام کو ممالک غیر میں شائع کرنا اس زمانہ میں بہت ضروری اور اہم فرض ہے اور یہ کام میگزین کے ذریعہ ہو رہا ہے اندرونی اشاعت کا کام دو اخبارات اور دو رسالے کر رہے ہیں۔ جن میں سے صرف اردو میگزین **قومی** رسالہ کہلایا جا سکتا ہے۔ باقی دو اخبار **الحکم** اور بدر اور **تشحیذ الاذہان** شخصی اخبار اور رسالہ کہلانے چاہئیں گے۔

باوصف اس کے کہ میرا اخبار الحکم سے تعلق ہے اور اس کے نفع ونقصان کا اثر میری ذات پر پڑتا ہے مگر میں امر حق کے کہنے سے کبھی رک نہیں سکتا **اردو اشاعت** کا موجودہ طریق قوم کے لئے گراں ضرور ہے اگر کوئی ایسی صورت ممکن ہو کہ ان سب اخبارات اور رسالجات کو متحد کر کے **قومی** رنگ میں کسی اخبار کو چلایا جاوے تو شاید زیادہ سودمند اور ارزاں طریق نکل آوے۔ مگر ضرورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں ... ان کو زیادہ مفید اور طاقتور بنا...

کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس کے بعد بعض دوسری قومی ضرورتوں کا سوال ہے مثلاً **یتیم خانہ** وہ ایک نامکمل صورت میں پڑا ہے۔

ایسا ہی **تعلیم نسوان** کے مسئلہ کی طرف توجہ بکار ہے۔ ہم نے اپنی مستورات کے متعلق کیا کیا ہے؟ اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں بجز اس کے جو یہ کہدیں کہ قادیان میں ایک چھوٹا سا سکول جاری کیا ہے یہ سچ ہے کہ ابتدائی حالت نہایت ناقابل اطمینان اور ڈرانے والی ہوتی ہے مگر یہ بھی تو ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ اس کی حفاظت اور اہتمام کے لئے پوری کوشش کریں۔

ایسا ہی ایک اور مشکل ہے اور وہ بھی بجائے خود قابل غور ہے اور وہ قوم کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی امداد کی کسی معقول صورت کا تجویز کرنا ہے۔

غرض

قوم کی مختلف ضرورتوں پر بڑے غور سے بحث کرنی چاہئے اور باہم تبادلہ خیالات کر کے اُن کے لئے کوئی راہ اختیار کی جاوے۔ ان سب کے علاوہ ایک معمولی امر کی فروگذاشت سے بھی ایک غیرمحسوس نقصان قوم کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ باہم احباب میں تعارف بھی نہیں ہوتا۔ اور اس سے جو فوائد پہنچ سکتے ہیں نہیں پہنچ سکتے۔

خلاصہ

پس آپ آئیں اور اپنی بھلائی کے ساتھ سلسلہ کی ضروریات پر غور کریں اور اُن کو پورا کرنے کی فکر کیجئے اپنی رائے ہیں جو مفید سمجھا عرض کر دیا ممکن ہے کہ ان میں سے بعض باتیں اہل الرائے لوگوں کی نظر میں بالکل فضول ہوں لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر غور کے بعد وہ اس رائے پر بھی پہنچینگے تو میں اپنی **محنت کا صلہ** یقین کرونگا کیونکہ میرا مقصد ضروریات قوم پر توجہ کرنے کا تو پورا ہو جائے گا۔

آخر میں پھر باادب التماس کرتا ہوں کہ آپ آکر اپنی قومی ضروریات کے مختلف شعبوں اور صیغوں میں جو یہاں جاری ہیں پوری دلچسپی لیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین!

ضروری یاددہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تا کہ ضروری انتظام کیلئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں عین وقت پر مہمانوں کا آ اترنے اور انکی جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسلئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد کی اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی ایسی تمام اطلاعیں **جلسہ** سے پہلے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو ہرگز فروگذاشت نہ کیا جاوے۔ پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے۔ چونکہ مہمانخانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلبا اور بعض دوسرے نادار طلبا کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عنداللہ ماجور ہونگے۔ یعقوب علی سکرٹری

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خانصاحب ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

جناب مولانا المکرم! السلام علیکم۔ چند روز ہوئے کہ آپ کی کتاب الحقوق الفرائض حصہ دویم ایک دوست کے ذریعہ مجھ کو دیکھنے کو ملے اس میں آپ نے سود کے متعلق جو کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ اس کی نسبت بجائے اس کے کہ میں کچھ فوائد نقل کرتا یا وہ تحریر میرے لئے اطمینان قلبی کا باعث ہوتی اولٹی اسکے برخلاف بہت سے ایسے امور پیدا ہوگئے ہیں کہ جنکا حل ہوجانا میرے نزدیک ضروری امر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ خط و کتابت جناب کے قیمتی اوقات میں ہرج واقع کرے مگر تاہم ایک نفس کا بھلا کرنا اور اسکو ایک امر کے سمجھانے سے پہلو تہی کرنا بھی ضروری اور لازمی امر اور علمار اسلام کی شان کو شایان ہے اور یہ ظاہر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اس عرض میں میرا ہی بھلا مقصود نہیں ہے بلکہ بنی نوع میں بہتوں کا بھلا ایک یقینی بات ہے۔ وجہ یہ حرمت سود مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں ایسی پیوست ہوئی ہے کہ گویا ان کی گھٹی میں یہ بات اُن کو پلائی گئی ہے۔

سود کے متعلق جسقدر آج تک علمار عصر نے فتاوے دئے ہیں اُن میں سے اکثر باوجود ملازمت سرکاری اور قلیل الفرصت ہونے کے مجھکو دیکھنے کو ملے ہیں اور اُن پر اپنے خیالات کو غور کرنے کا اچھے طرح موقع میسر آگیا ہے۔ مگر جہانتک میری عقل نے میرے یاری کی ہے میں بہ وثوق کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمام فتوے معقول دلایل سے سراپا دور و مہجور ہیں اور یقیناً ان میں اسباب کی کوئی جھلک نہیں کہ جس سے طالب صادق کے لئے اطمینان قلبی کا موجب ہوسکے۔

یہ ازظاہر ہے اور عقل سلیم نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے کہ القرآن مجید نے جسقدر احکام ظاہر کئے ہیں وہ انسانی ہستی کے لئے امر ممکن ہیں یعنی اُن کے کرنے پر لاریب بفضل اللہ وہ قادر ہے ان میں کوئی تکلیف مالا یطاق کا مصداق نہیں اور کہ وہ انسانوں کی بہبودی اور بہتری کا صرف ذریعہ اور کامل و مکمل بنانے کا سچا آلہ ہیں ہلاکت اور تباہی کی راہوں سے دور رکھنا اور گمراہی و ضلالت ۔ ۔ ۔ ۔ سے بچانا اُن کا مقصود اصلی ہے اور انسانی ہستی کو وہ بنانا ملحوظ خاطر ہے کہ جو اُس کی ہستی کی اصل غرض ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسان نے محض دنیا دولت و ثروت بٹورنے کی خاطر ہی جنم نہیں لیا کہ وہی تدبیرین اختیار کی جاوین۔ یا اسلام وہی تدبیرین بتلاتا۔ جو دنیا کی دولت کے تدوین کو ضروری اور لابدی تعین مگر یہ بات اس لئے نہیں بتلائی گئی کہ اس کی پیدائش کا اصل منشار تو یہ تھا جو کہ آیت ماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون میں ظاہر کیا گیا پس اس کے لئے جسقدر کافی وافی تھی وہی مناسب تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس غرض کو پورے کرنے کی خاطر اسلام نے جو مسایل پیش کئے ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ناممکن التعمیل ہو ہاں یہ بے شک ہے کہ بعض مسایل اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق صرف ہمارے ذاتیات تک محدود ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا تعلق بادشاہ اسلام کے ساتھ ہے جیسے رجم زانی یا قطع ید سارق وغیرہ۔ یہ اس قسم کے احکام ہیں کہ ان کی تعمیل کے اہل وہی حضرات ہیں اس کے علاوہ جسقدر احکام ہیں نماز ہے تو روزے ہیں تو زکوٰۃ ہے وغیرہ ان میں ہمکو کوئی بات ایسے نظر نہیں آتی کہ وہ ناممکن التعمیل ہو۔ ربوا۔ زنا۔ شرک۔ شراب خوری قمار بازی وغیرہ عیوب سے بچنا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے۔ نماز کے پڑھنے کا حکم ہوا۔ تو روزہ رکھنے کا حکم ہوا۔ تو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوا۔ تو آنحضرت صلعم نے انکی تعمیل کرکے ہمکو دکھلا دیا۔ کہ ایسے عمل کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی ربوا کے ترک کرنے کا حکم ہوا۔ تو زناکاری اور شراب خوری کی بدعادات کے چھوڑنے کا حکم ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمل درآمد کرکے بتلا دیا کہ اس طرح سے ہم نے ان کاموں کو چھوڑا تھا۔ اور حکم آلہی کی تعمیل یوں کی تھی۔ اسی مسئلہ سود پر اگر غور کی جاوے اور صحابہ اور تبع تابعین کی سیرت و لائف کے اوراق کا مطالعہ کیا جاوے تو اون کے سیرت و لائف میں یہ کہیں نظر نہیں آتا کہ بعد حرمت ربوا اونہوں نے اس کے یہ معنے گھڑے ہوں کہ اس ممانعت سے صرف ۲۵ روپیہ سیکڑہ کی ممانعت ہے۔ ایک روپیہ سیکڑہ کی نہیں۔ ہم جہانتک صحابہ کرام کی لایف پر غور کرتے ہیں۔ تو ہمکو تو یہی نظر آتا ہے کہ اُن میں اکثر تجارت پیشہ ہی تھے اگر تجارت کا کام بغیر سود کی داد و ستد کے چلنا دوبھر تھا۔ تو صحابہ کی تجارت کس طرح چلتی رہی؟ ہمارے خیال میں تو یہی آتا ہے۔ اور واقعات حقہ اسپر شاہد ہیں کہ سود کے ترک کرنے سے ہی صحابہ کی تجارت کو وہ عروج ہوا۔ کہ وہ دنیا کے مالک بن گئے۔ قرآن نے جو احل اللہ البیع وحرم الربوا فرمایا ہے اس نے بھی تو آخر کچھ رنگ دکھلانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے ترک کرنے سے تعامل کے طور پر مسلمان آج تک سود کو حرام مطلق خیال کرکے اوس سے کنارہ کرنا عین ایمانداری سمجھتے ہیں۔ اور اس سے اس امر کی حقیقت روشنی پڑتی ہے۔ کہ سود کے عدم جواز معلوم ہونے پر صحابہ کرام ایسے ہی بہ وثوق ایمان رکھتے تھے جیسے کہ تعامل کے طور پر مسلمانوں میں یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق۔

آپ نے اس کے جواز کے جو کچھ دلایل تحریر فرماتے ہیں اسکو پڑھکر مجھکو سخت افسوس ہوا ہے اور دلایل کی کمزوری نے مجھکو یہ نیاز نامہ تحریر کرنے کے لئے مجبور کیا ہے جس سے میرا منشار یہ ہے کہ آپ اسپر نظر ثانی کرکے جواب باصواب سے ممنون و مشکور فرماوین۔ تو بعید از عنایت بے غایت نہ ہوگا۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ نقد کا سود یہی متعارف سود ہے کہ زید نے مثلاً خالد سے ایک ہزار روپیہ اس اقرار سے قرض لیے کہ چھ مہینے میں یکمشت یا باقساط تمہارے ہزار روپیہ کے ادا کردونگا اور ایک روپیہ سیکڑہ ماہانہ کے حساب سے سود دونگا۔ سوا کہ اس میں کچھ کلام نہیں کہ قرآن میں ایسے ہی سود کی مناہی ہے لیکن یہاں میں اشتباہ یہ واقع ہوا ہے۔ کہ قرآن میں ایک جگہ تو اضعافاً مضاعفہ یعنی سود در سود کی مناہی ہے۔ دوسری جگہ مطلق سود کی تو جس صورت میں مطلق سود منع تھا۔ تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ اس کے لئے

حکم خاص کی کیا ضرورت تھی؟ یہ اشتباہ امام رازی کی تفسیر سے رفع ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عرب کے لوگوں میں سود در سود کا رواج تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن میں جہاں مطلق سود کی مناہی ہے۔ وہاں بھی سود بسے سود در سود مراد ہے۔ چونکہ مطلق سود کو الربوا معرف باللام فرمایا ہے۔ نحو کے قاعدے سے وہی ربوا سمجھا جاویگا۔ معھود فی الذھن۔ جو کہ عرب میں مروج تھا۔

الفرائض صفحہ نمبر ۳۴۴۔

اب صاف ظاہر ہے کہ جواز سود کی یہ توجیہ اس قسم کی ہے کہ اگر اسکو درست تسلیم کیا جاوے تو دوسرے امور میں اسکو زریں اصول قرار دیکر فیصلہ کر دینے کی کوئی وجہ انصافاً مانع نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس صورت میں مطلق سود حرام تھا تو سود در سود بدرجہ اول حرام ہوگا۔ اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی ویسا ہی اسی طرح اس اصول کو مد نظر رکھکر ایک شخص آیت لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ الخ کو پیش کرکے اس کی توجیہ اس آیت سے کرے کہ الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا الا زان وحرم ذالک علی المومنین۔ یعنی یہ ظاہر کرے کہ مشرک عورت کے متعلق ہی ہے۔ مذکورہ بالا آیت ہے کیونکہ اگر زنا مطلق حرام تھا۔ تو آیت لا تقربوا الزنا کے بعد اس دوسرے موخر الذکر آیت کی کیا ضرورت تھی۔ وجہ یہ کہ زنا حرام ہوا۔ تو مشرکہ عورت ہو خواہ زانیہ ہو۔ سب ایک جیسے ہی ہیں اس لئے دوسری آیت کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر چونکہ دوسری آیت آئی ہے اس لئے اس سے وہی زنا مراد ہے جو مشرکہ عورت یا زانیہ یعنی کسبی سے ہو۔ ورنہ دوسری ایسی عورتیں اس سے مراد نہیں ہو سکتیں۔ جو کنواری اور بیوہ ہوں اور بدقسمتی سے یہاں بھی زنا معرف باللام ہے۔ آپ کے مسلمہ نحو کے قاعدے سے جب دیکھتے ہیں۔ تو معھود فی الذھن وہی زنا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ آپکی دلیل کو تسلیم کرنے کی حالت میں جو کہ عرب میں مروج تھا۔ اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ عرب میں مشرکہ عورتیں بکثرت موجود تھے۔ اور ان میں زنا کا بیشہ تھا یعنی زنا کی کثرت تھی۔ ایسا ہی ایک جگہ آیا ہے کہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ مگر دوسری جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ تو اس سے مگر ایک آپ جیسا نکتہ رس یہ نکتہ نکال لیوے۔ کہ خمر اور میسر شیطانی حرکات کا موجب ہوں تب ہی حرام ہیں اور اگر شیطانی حرکات تک نہ پہنچیں تو جائز نہیں۔ اور چونکہ یہاں بھی خمر میسر معرف باللام ہے۔ نحو کے قاعدے سے معھود فی الذھن وہی استعمال خمر اور میسر تسلیم کیا جانا جناب کی دلیل کو تسلیم کے بعد ضروری ہوتا ہے۔ جو کہ عرب میں مروج تھے۔ اور کہ جس سے خدا بیان واقع ہوئی تھیں ورنہ کمتر درجہ کا ہرگز ہرگز نہیں پس بتلائے اسکے جواز اور اسکے عدم جواز کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

ہم حضرت رازی یا کسے اور کی کوئی دلیل کیسے قبول کریں جب حالت میں کہ ہم قرآن کا یہ نظام پاتے ہیں کہ اس نے ہر ایک بدی کو تدریجاً رد کیا ہے۔ خیال فرمائیے۔ کہ اول اول خمر کے بارے میں صرف یہ حکم آیا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ جب اس کے عادی ہو گئے تو فرمایا یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ اس میں پہلے حکم کے بموجب زیادہ تشریح موجود ہے اور خمر اور میسر کے منافع کو جہاں تسلیم کیا گیا ہے وہاں اس کے عیب کی بھی تشریح کر دی گئی ہے۔ جب اس کے بھی عادی ہو گئے تو صاف سنا دیا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ بتدریج ایک بدی کی جڑھ کاٹی گئی ایک آیت دوسری آیت کی نہ تو نقیض ہے اور نہ کوئی اور نتیجہ نکالنا مناسب ٹھہر سکتا ہے بلکہ یہ مختلف حالتوں کے لئے مختلف نسخے ہیں ایسے ہی سود کے متعلق کیا گیا کہ اول اضعافاً مضاعفۃ کہکر سود در سود کو رد کا جب اس کے عیب سے آگاہ ہو گئے۔ اور اس کی عادت پڑ گئی تو مطلق سود کو حرام کرکے صاف حکم سنا دیا کہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین یعنی اگر تم مومن ہو تو جو کچھ بھی سود تم نے لینا ہے چھوڑ دو ان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ یعنی اگر باوجود سمجھانے عیب سود خوری کے باز نہیں آتے تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس سے خدا اور رسول سے لڑنے کی شان نہیں وہ مومن ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین۔ یعنی اگر مومن ہو تو سود کو چھوڑ دو کیا معنے کہ مومن کی شان ہی نہیں کہ سود کھاوے پس نہ تو ایک آیت دوسری آیت کی نقیض ثابت ہوتی ہے اور نہ غیر ضروری بلکہ ایک ٹھیک یہ ہے کہ ہر ایک مرض آہستہ آہستہ دور ہو سکتا ہے یکدم دور ہونا غیر ممکن ہے۔ اور روزمرہ کا تجربہ اس کی تردید کرتا ہے۔ قانون قدرت میں ہم کو یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے۔ کہ بدی بھی ابتداً تھوڑی تھوڑی کرکے ترقی پکڑ کر اول درجہ کا بدکار بنا دیتی ہے۔ اسی طرح نیکی کا بھی حال ہے۔ دیکھو اگر ایک شخص افیون کھانا شروع کرتا ہے تو اول چاول یا خشخاس کے دانے کے برابر شروع کرتا ہے۔ پھر یہ تدریجاً ترقی کرتے کرتے اونسوں تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرے کہ اول روز ہی ماشہ بھر کھالے تو پہلے ہی روز دنیا سے کوچ کر جاوے۔ ایسے ہی افیون چھوڑنے والے یا دوسرے نشہ باز بھی آہستہ آہستہ ہی چھوڑا کرتے ہیں۔ ورنہ ضرور بضرور تکلیف ہونا ایک فطرتی بات ہے کیونکہ اُن کی طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ اُن کی غذا بن جاتی ہے۔ اس لئے اس کے وقت پہ نہ میسر آنے کی طبیعت میں بے کلی پیدا ہوتی ہے پس اسکا نتیجہ جو کچھ ہے وہ صاف ہے اور یہ سود در سود کے حکم اور مطلق سود کے حکم کا راز سمجھنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے مبارک وے جو اسپر عمل کریں۔

ہم جہاں تک باریک نظر اور عقل سلیم سے غور کرتے ہیں۔ ہمارا ایمان تو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر بیش از بیش ہوتا جاتا ہے اور اس حکمت لدا وندی پر ہمارے دل اسکی صداقت سے بھر جاتے

ہیں کہ اوسنے مطلق سود اور سود در سود کی مناہی کر کے اپنے ہمہ دانی اور ہمہ علم کا ثبوت دیا ہے وجہ یہ کہ اگر ہم آپ کی دلیل کو ہی بفرض محال سچا تسلیم کر لیں یعنی یہ مان لیں کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں صرف سود در سود کا ہی رواج تھا۔ دوسرے قسم کے سود کا رواج نہ تھا۔ تاہم ان ہر دو آیات کا ہونا قرآن کریم کی صداقت کی بڑی دلیل ہے یعنی عالم الغیب خدا کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں انٹرسٹ اور یوژری کے سوال پیدا ہو کر اول الذکر کو حلال محض ثابت کرنے پر زور لگایا جاویگا۔ اور آخر الذکر کو حرام۔ لہٰذا قرآن کریم نے ہر دو کا حرام ہونا دلائل قاطع سے ثابت کر کے اپنی صداقت کو اظہر من الشمس کر دیا یعنی بقول آپ کے اضعافاً مضاعفہ سے تو آنحضرت کے وقت کے رائج سود کی حرمت کو ثابت کر دی اور دوسری آیت سے جسکو آپ مطلق سود کے ذکر میں پیش کر کے سود در سود کا استدلال کرتے ہیں۔ ہمارے اس زمانے کے سود کو حرام کر دیا۔ گویا کہ پہلی آیت زمانہ حال یعنی آنحضرت صلعم کے زمانے کے واسطے تھی اور دوسری آیت زمانہ استقبال کے واسطے یعنی جس میں ہم اور آپ ہیں۔ پس اس دلیل سے بھی سود کا حرام ہونا ہی نکلتا ہے۔ حلال ہونے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن کریم کا بڑا احسان ہے کہ اس کی تعلیم ہر زمانے کے لئے کافی ہے اور اس نے کسی بدی و بدکاری کے روکنے سے اغماض نہیں کیا۔ خواہ وہ بدی زمانہ حال یعنی اس کے نزول کے وقت میں پھیلی ہو۔ خواہ آئندہ کسی زمانے میں پھیلے اس نے برابر ہر ایک کے دور کرنیکا سامان کر دیا ہے اور یہ اس کے عالم الغیب خدا کی طرف سے ہونے کی بڑی بھاری دلیل ہے۔ جو کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ یہ کتنی بڑی بات ہے اور کیسا کچھ نتیجہ خیز امر ہے۔ کہ اگر قرآن شریف صرف ایک ہی شق کو لیتا یعنی سود در سود کا ہی صرف ذکر اور ممانعت کرتا یا صرف مطلق سود کو ہی منع فرماتا سود در سود سے اغماض کر جاتا تو خوش فہم حضرات اس سے کیا کچھ نہ نتائج اخذ کرتے دیکھئو! باوجودیکہ دو آیتیں دو فرمانوں اور دو حالتوں پر دلالت کرتی ہیں مگر آپ ہیں تو صرف ایک ہی حالت میں اسکو دھر گھسیٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس حالت میں سود منع تھا تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہوگا اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ صرف سود در سود کی ممانعت ہے دوسرے قسم کے سود کی جسکو انگریزی میں انٹرسٹ کے نام سے پکارا گیا ہے ممانعت نہیں حالانکہ اس پر ہزاروں ایسے اعتراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ کہ اگر کم شرح کا سود جائز ہے تو کمتر درجہ پر زنا۔ جوا۔ شراب۔ چوری۔ وغیرہ کیوں جائز نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ کے خیال میں سود کے متعلق دو آیتیں ہیں جس سے کہ آخرکار یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف سود در سود ہی ناجائز ہے ایسے ہی شراب کے بارے میں نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ غور فرماویں کہ ایک جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان اور دوسری جگہ آیا ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ کیا اس سے ایک شخص یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ شراب اور جوا شیطانی حرکات کا موجب ہوں جب بھی حرام ہیں۔ ورنہ تھوڑی مقدار چونکہ خرابی کا باعث نہیں ہوتی اس لئے جائز ہیں۔ اور قرآن شریف بھی منافع للناس کہکر اس کے نفع کو تسلیم کرتا ہے اگرچہ اثمھما اکبر من نفعھما کہا ہے مگر وہ کثرت کے لئے ہے نہ کہ کم مقدار کے لئے بتلائے کہ اس کے جواز اور اس کے عدم جواز کی کیا دلیل ہے!

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے ہماری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ ابتداءً ہر ایک بدی اور بدکاری تھوڑی تھوڑی کی جاتی ہے مگر رفتہ رفتہ کرکے وہ انسان کو اول درجہ کا بدکار بنا دیتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "سود کے لین دین میں کوئی عقلی اور اخلاقی برائی تو سمجھ میں نہیں آتی پھر مذہبی مناہی کس مصلحت پر مبنی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ سود کے بارہ میں عقل اور مذہب ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ عقل تو سود کے جواز کا فتوے دیتی ہے اور مذہب ہے کہ سود کے نام سے چڑتا ہے یہیں سے ہم عقل کی حکومت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر سود کا رواج ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا۔ ابتداءً اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہود و نصاریٰ سب ہیں تو مذہباً اس کے مخالف ہیں اور پھر کنگر خزانے دھڑلے سے لیتے ہی ہیں۔ اور دیتے بھی ہیں یہاں تک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین ہو رہا ہے۔" الحقوق والفرائض صفحہ ۴۳۹

ہمارے تو سمجھ میں یہی نہیں آتا کہ جناب کے نزدیک عقلی اور اخلاقی برائی کسکو کہتے ہیں ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دیتے ہیں اور اس سے گیارہ سو نقد وصول کر لیں آپ کے نزدیک نہ عقلی برائی ہے اور نہ اخلاقی مگر اس کے نفع و ضرر سے وہ آگاہ ہو سکتے ہیں کہ جس نے مثلاً ایک ہزار روپیہ لئے تو ہوں۔ تجارت میں لگانے کے لئے اور بدقسمتی کہ تجارت میں گھاٹا آگیا ہو۔ تو اس وقت عقلی اور اخلاقی بدی اور برائی کا قافیہ تنگ ہو جاتا ہے اس کے علاوہ جس طرح سود کے لین دین میں عقلی اور اخلاقی برائی سمجھ میں نہیں آتی ایسے ہی شراب۔ اور زنا و جوئے کے بارے میں کونسی اخلاقی و عقلی برائی ہے شاید فرماویں۔ کہ زناکاری میں حقوق العباد کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے میں کہتا ہوں۔ کہ کسبی و کنواری اور بیوہ سے زنا کرنے میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ رہا جوا اگر اسکو بھی حقوق العباد کی ضمن میں لاکر آپ رد کرینگے تو ایک اسکا قائل اس پر یہ دلیل لا سکتا ہے کہ جیسے ہمارا روپیہ دوسرے کے ہاتھ میں جانا اس میں ممکن ہے ایسے ہی دوسرے کا ہمارے ہاتھ میں آنا پس اس میں اگر حق العباد کے تلف ہونے کا جرم ہے تو سود خوری میں بھی یہ بات موجود ہے کہ ایک بندہ خدا کی گاڑھے پسینے کی کمائی ایک مفت خورہ اڑا کر فقیر کرتا ہے۔ رہی شراب اس میں کسی کی نہ تو حق تلفی ہے اور نہ کچھ اور برائی ظاہراً نظر آتی ہے اگر ہے تو صرف صرف اپنے پیسہ کا نقصان ہے مگر لطف اور ذوق جو آتا ہے جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ کیسا عجیب و غریب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شراب کے جسقدر آج تک فوائد ظاہر ہوئے ہیں ان سے ایک باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا ہے۔

ہمارے تو یہی سمجھ میں آیا ہے کہ انسان محض دولت جمع کرنیکی خاطر پیدا نہیں ہوا ہے۔ مگر اوسکا جنم اس مادی دنیا میں یعبدون کے لئے ہوا ہے۔ اسی لئے القرآن المجید نے اس کے لئے وہی سبیل ظاہر فرمائی کہ جس سے اس کے اس مقصد میں نقص لازم نہ آوے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے سود خوری۔ جوا۔ شراب وغیرہ سے منع فرمایا۔ کیونکہ ان تمام میں پڑنے سے انسان ایک طرح کے فتنہ میں پڑ جاتا ہے اور اصل مقصود کے فوت ہو جانے کا اندیشہ لازمی بات ہو جاتی ہے۔ قرآن شریف نے ہمکو یہ حکم دیا ہے کہ تم دن رات میں پانچ وقت یہ کہا کرو کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ یعنی ہم کہ قوی تو نے اے مولا کریم اعطاء فرمائے ہیں اُن کو ہم بے کار یا بے فائدہ تصرف نہیں کرتے ہیں بلکہ ان سے کام لیتے ہیں اور تیرے اس عنایت کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے جو تو نے ہمکو ایسے عجیب و غریب لاثانی قوی عطار فرمائے ہیں تجھ سے مدد بھی مانگتے ہیں یعنی خواہش کرتے ہیں کہ اے مالک ایسا وقت یا لمحہ ہمپر نہ آوے جو تیرے اس عطار کو محض بے سود خیال کرکے ایسا کام شروع کر دیں جو نستعین یعنی امداد طلبی کے برخلاف ہو۔ اس میں شک نہیں کہ تجارت جس میں نفع و ضرر دونوں صورتیں ہوتی ہیں وہ اگر بے ایمانی دغا بازی سے پاک صاف ہو تو وہ بھی خدا تعالےٰ سے امداد طلبی کی ایک سبیل ہے مگر سود خوری تو ایسا وتیرہ ہے کہ جس میں صرف ایک ہی پہلو ہے دوسرے پہلو کا نام و نشان نہیں یعنی صرف فائدہ ہی فائدہ ہو اور ہر وقت بڑھوتری کی کیا امید بلکہ یقین ہے جس سے انسان کا محنت و مشقت سے جی چرانا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اسکی نیت ہمیشہ دوسرے کے مال پر لگے رہتے ہیں۔ جو اپنے گاڑھے پسینے سے کمائی کرتے ہیں مگر کسی وجہ سے اگر دیندار ہو گئے مگر سود خور میاں کو کسی طرح کی فکر و محنت کرنے کی نہ تو حاجت ہے اور نہ ضرورت بلکہ انکو کسی قسم کے خسارہ کا خواب و خیال ہی نہیں۔ پس نہ تو اسکو توکل کرنے کی ضرورت ہے اور نہ امداد طلبی کی حاجت ہے توکل کے معنے ہم یہی سمجھتے ہیں۔ کہ محنت بھی کرنا اور امداد بھی طلب کرنا جو صرف خشک توکل کرتا ہے اور محنت نہیں کرتا وہ خدا کو آزماتا ہے اور جو نری محنت کو باعث چین خیال کرتا ہے اور امداد طلبی کا خیال کرنا بُرا سمجھتا ہے وہ دہریت کے خمیر سے مرکب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو شخص تجارت کرتا ہے اور ایک رقم کثیر یا کچھ اسباب یا مال خرید کر کسیقدر منافع پر تھوڑا تھوڑا یا جسقدر فروخت ہوتا ہے۔ وہ توکل کا پہلو کسی نہ کسی صورت میں مدنظر ضرور رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے گندم (کنک) فی روپیہ بیس۲۰ سیر کے حساب سے خریدے اور وہ اٹھارہ۱۸ سیر کے حساب سے بیچکر دو سیر فی روپیہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ گندم کا نرخ اس سے زیادہ ارزان ہو جاوے اور اسکو بجائے نفع کے الٹا نقصان ہووے اس لئے خریدنے کے وقت اُس کا توکل ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تجارت کو پسند کرکے حکم دیا کہ احل اللہ البیع مگر سود خوری میں کوئی توکل کی صورت نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر حالت میں فائدہ کی ہی امید کیا بلکہ یقین ہے۔ خواہ روپیہ ایک سوداگر پیشہ نے لیے ہوں اور اسکو کسی وجہ سے نقصان بھی آیا ہو۔ اس سود محود کو اس کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ وہ تو رقم مع سود لیکر ہی اس غریب کا پیچھا چھوڑیگا۔ خواہ وہ گھر بیچ کر دے چہ دے اور ضرور دے ورنہ مع خرچہ عدالت سے لے لیا جاویگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امر کو خدا نے ناپسند فرمایا حرم الربوا کا حکم صادر فرماکر اس تباہ کن مرض کے روکنے کے لئے قرار واقعی علاج تجویز کیا مگر آپ تو ایسے تباہ کن مرض کو نہ اخلاق برائی میں جگہ دیتے ہیں اور نہ عقلی برائی میں حالانکہ ایک انسان کا سود کے پیچ میں آکر گھر بار اور جائداد کو کھو بیٹھنا نہ صرف اخلاقی بلکہ بڑے کرکے عقلی برائی ہے مگر سمجھائیں کسکو اور بتائیں کسکو کہاں تو یہ حالت ہے کہ سود خوری کے بارے میں عقل و مذہب کی لڑائی نے آپ کے آگے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ عقل کی حکومت زبردست ہے کیوں؟ اس لئے کہ مذہب نے بہتیرا ہی غل مچایا مگر سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کرسکا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذہب سود کو نہ روک سکا تو کیا زنا کو چوری کو ڈکیتی کو سینہ زوری کو جوے شراب اور عیارٹھگی کو روک سکا؟ تو ان سب کا جواب نفی میں ہی ملتا ہے وجہ یہ کہ اگر مسلمان سود خور اور سود دینے والے موجود ہیں تو زنا کاری کرنے والے چوری کرنے والے جواری شرابی وغیرہ بھی بہت سے ایسے ہیں جو اپنے کو مسلمانوں کا فرزند اور مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ تو اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ مذہب نے ان کو کیوں نہ روکا۔ آخرکار یہی کہنا پڑتا ہے کہ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر ان کے کاموں کو ہرگز ہرگز نہ روک سکا۔ اکیلا اسلام ہی زناکاری چوری۔ عیاری۔ ڈکیتی وغیرہ کا دشمن نہیں یہودی نصاریٰ کے علاوہ ہندو وغیرہ بھی تو مذہباً اس کے دشمن ہیں پھر کھلے خزانے دھڑلے سے کرتے بھی ہیں تو کیا اس سے مذہب کا قصور لازم آویگا؟ ہرگز ہرگز نہیں! وجہ یہ کہ مذہب کا کام صرف یہ ہے کہ ایک فعل کے عیب و ثواب پر بہ ثبوت بحث کرے۔ پس اگر مذہب کے ذمہ یہ کام بھی ہوتا ہے۔ کہ فرداً فرداً ہر ایک کو بالاکراہ والجبر ہر ایک عیب سے روکتا اور ہر ایک ثواب کا کام کراتا لامحالہ ہم اس اسباب کے تسلیم کرنے کے لائق ہو جاتے اور تجربہ اسبات پر شہادت دیتا کہ فی الوقع بدی اور بدکاری کا روکنا اسطرح ہوا کرتا ہے۔ وجہ یہ کہ جب صرف اس کے ذمہ یہ بات ڈالی گئی کہ وہ ہر ایک نیکی و بدی اور بدکاری کے عیب و ثواب پر بحث کراوے اور اسکے اثر سے یہ فائدہ پہنچا کہ ایک عالم محض اس کے پیروی کرنے سے گرداب ضلالت میں اوندھے منہ گرنے سے بچ گیا۔ اور جو گرے ہیں وے صرف ان راہوں سے اعماض کرنے کی وجہ سے گرے ہیں تو کیوں ہم یہ بات مان لیں۔ کہ بزور بضرور وہ بدی اور بدکاری کے دروازے کو ایسا بند کرتا کہ گویا قفل فولادی لگا دیتا مگر جبر و اکراہ کا نہ تو اسکو اذن ہی دیا گیا۔ اور نہ اسمیں یہ قوت رکھی گئی اس لئے اُس کے ذمہ جو ڈیوٹی ڈالی گئی تھی وہ ادا کر دی اور ادا کرتا ہے جو اس پر غور کرتے ہیں۔ وے فائدہ اُٹھاتے ہیں اعماض کرنے والے اوندھے منہ چاہ ضلالت میں گر کر ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر خسران مبین کے وارث بنتے ہیں۔ بتلائیے کہ مذہب کا کیا قصور ہے؟ قصور ہے تو ہماری کرتوتوں کا نہ کہ مذہب کا پس مذہب کے سر اسکا الزام لگانا کیسی نادانی کی دلیل خیال کی جاوے!۔

اس میں شک نہیں کہ انسانی ہستی کے لئے عقل ایک روشن چراغ ہے اور اس کے وجود سے اُسکے بہتری کے بہت سے آرام و سلسلہ میسر ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں اور یقیناً اس روشن چراغ نے ہی انسانی ہستی کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ہے۔ مگر تاہم یہ بات ماننے کو کبھی تیار نہیں ہیں کہ مجرد عقل ہی

کسی بات کا تصفیہ ہی کر سکتی کے قابل ہے یہی خیال فرمایئے کہ آپ بھی صاحب عقل و فراست ہیں اور ہم کو بھی خدائے تعالیٰ نے عقل اور سوچنے کا مادہ دیا ہے آپ کی عقل سود کے جواز کا فتویٰ ہی دیتی ہے مگر ہمارے عقل تجربہ صحیحہ کی مدد سے اسکو دیکھ دیتی ہے اور اس کو ایک خطرناک اور بنی آدم کے لیئے تباہ کن فعل یقین کراتی ہے۔ اب کہاں سے ایسا جج تلاش کریں جو ہماری اور آپ کی عقل کا موازنہ کرکے آپ کے عقل اور ہماری عقل سے غلط کو رد ہونے کا فیصلہ کرے؟ لیکن نہ تو ہم ایسے بھولے میاں ہیں کہ عقل کو بالائے طاق رکھیں اور نہ ایسے ہیں کہ عقل کو ہر ایک امر میں رہبری کا قرار واقعی ہی ذریعہ دین۔ وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک عقل کے ساتھ ساتھ تجربہ صحیحہ بھی کچھ چیز ہے۔ سو جب ہم ان ہر دو کو لے کر غور و خوض سے کام لیتے ہیں تو لا محالہ ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اے کاش! اگر سود کا چلن دنیا میں نہ ہوتا تو یہ سیکڑوں اور ہزاروں خاندان جو ہلاکت میں غرق ہو کر خراب و خستہ ہوئے ہیں نہ ہوتے۔ یہ سود کے چلن کے اٹھنے نہی ان کو فضول خرچی عیاشی اور تماش بینی کا فریفتہ اور گرویدہ کر دیا جس سے ان کی بنائی عزت اور جائیداد کو بیگانے ہاتھوں میں جانا پڑا۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے دین کے علماء جو قرآن فہمی کا دم مارتے ہیں جن کو یہ گمان ہے کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ایسے امور کو روکیں جو تباہی اور ہلاکت کا پیش خیمہ ہے الٹا ایسے امور کے لیئے دلیری دلاتے ہیں۔ جو کہ فلاکت و نکبت کا نہ صرف ذریعہ ہے بلکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ انہیں کے اثر سے نکبت و ادبار نے آ دبوچا ہے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار محمد حسین لاہور چھاؤنی۔

دھرم چرچا کے جلسہ میں آریا سماج کی شیریں زبانی

لاہور کے "دھرم چرچا" کے جلسہ میں مختلف مذاہب کے لکچروں کے بعد ۴ دسمبر ۱۹۰۰ء کو آریا سماج کیطرف سے جو تقریر ہوئی اس میں بجائے اس کے کہ وید کا الہامی ہونا ثابت کیا جاتا یا آریہ دھرم کی کچھ خوبیاں ظاہر کی جاتیں۔ لیکچرار صاحب نے (جیسا کہ قدرتی طور پر اس گروہ سے توقع ہو سکتی ہے) تمام انبیائے کرام و کتب مقدسہ خصوصاً حضرت سید الانبیاء بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآنی تعلیم کے خلاف انہی خود تراشیدہ لغو اعتراضات کو دہرایا۔ جو پنڈت لیکھرام مقتول اور دھرم پال وغیرہ علم عربی سے بے بہرہ ہونے کے سبب وضع کئے تھے۔ اور جن کے بیسیوں معقول اور دندان شکن جواب علمائے اسلام کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں صاف اور مدلل طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جن الفاظ کے معانی کو آریہ صاحبان محل اعتراض خیال کرتے ہیں۔ وہ عربی لغت اور محاورہ کے رو سے محققین اسلام کے نزدیک مسلم نہیں۔ پھر انہیں باتوں کو بار بار سو دو اعتراض ٹھہرا کر بغلیں بجانا شاید آریہ صاحبان کے لیئے مایہ ناز ہو تو ہو مگر کوئی عقلمند و انصاف پسند روا نہ رکھیگا۔ آریہ صاحبان بھی فی الحقیقت معذور ہیں۔ اگر وہ غیر مذاہب پر ناجائز حملے چھوڑ کر صرف وید مقدس کی خوبیاں ہی بیان کرنی چاہیں تو کیا بیان کریں کیونکہ مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اپنی موجودہ تعلیم سے جس کو وید کی تعلیم ظاہر کرتے ہیں آریہ صاحبان کسی روحانی منزل پر نہیں پہنچ سکو۔

آریہ لیکچرار صاحبان کو مناسب تھا کہ اسلام وغیرہ پر غیر مسلسل اعتراضات تھوپنے کی بجائے وہ وید کی تعریف یوں فرماتے کہ وید وہ الہامی کتاب ہے جسکی سچی اطاعت سے فلان فلان زمانوں میں فلان فلان لوگ مقربان الٰہی بن گئے تھے جس کے ثبوت میں وہ زمانہ حال کے چند نمونے بھی پیش کرتے جو ایک حق پسند طبیعت کے لئے سود مند ہوتا کیونکہ اگر بقول آریہ صاحبان آج ویدوں میں وہ صداقت باقی نہیں جو کسی پہلے زمانہ میں تھی تو ایک طالب حق کے لیئے ایسی کتاب کا عدم و وجود برابر ہے۔ ہاں الہامی کتاب درحقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اپنے سچے متبع کو ملہم اور قرب الٰہی بنا دینے میں ہر زمانے میں مقناطیسی اثر رکھتی ہو۔ سو یہ فضیلت اور عزت قرآن مجید کو حاصل ہے جس کے سچے پیرو۔ ہر ایک عہد میں اس کمال سے مستفیض ہوتے رہے ہیں اور جن کے زندہ نمونہ اب بھی دنیا میں موجود ہیں چنانچہ جلسہ مذکور کے اس لکچر میں جو جناب میرزا غلام احمد صاحب ارسال کیا تھا اس امر کو بلوضاحت تمام ثابت کیا گیا ہے۔

علاوہ بریں یہ ہر ایک معقول مذہب کا مسلمہ اصول ہو کہ جس جماعت کے نزدیک مقدسوں کی توہین اور درشت زبانی جزو دین یا عبادت سمجھی جاوے وہ جماعت روحانیت سے بالکل بے نصیب رہتی ہے چنانچہ آریہ صاحبان کی مذہبی تعلیم اپنی موجودہ صورت میں اس نتیجہ کی گواہ ہے لیکن آریہ سماج کے لئے وہ وقت بہت ہی مبارک ہوگا۔ جب ان کا کوئی خیر اندیش ریفارمر بد زبانی اور بیجا حملوں سے روک کر صرف اُن کی مذہبی خوبیاں بیان کرنے پر انہیں فارغ کر دے ورنہ یہ تو ایک مجرب بات ہے کہ جو مذہب اپنی ذاتی خوبیوں کے لحاظ سے تہیدست ہو اور جسکا سرمایہ سوائے بے معنی اور دل آزار نکتہ چینی کے کچھ نہ ہو۔ یقیناً اس کے لئے بار فنا گھاٹ میں بیٹھی ہے جو ایک نہ ایک دن اس کا کام تمام کر دے گی۔

آخر میں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ مذکورہ کے دلخراش لکچر سے نہ صرف مسلمانوں کو صدمہ پہنچا ہے بلکہ ہندو کمیونٹی کے دیگر صلح جو فرقوں کے اکثر نیک نیت اصحاب بلکہ چند شریف طبع آریہ بھی اس کی طرف سے شاکی پائے گئے۔ حالانکہ آریہ لکچرار نے برہمو، سناتن دھرمیوں، سکھوں۔ وغیرہ کے مضامین یا عقاید کی ذرا بھی تردید نہیں کی جس سے شبہ ہوتا کہ شاید اب آریہ سماج ان فرقوں کے معتقدات سے کچھ اتفاق ہو چلا ہے۔ لیکن جب ہم آریہ گروہ کے گذشتہ لٹریچر پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتفاق مبنی بر نفاق ہے ورنہ ان سب فرقوں کی تردید میں آج تک

ہزار صفحے سیاہ نہ کئے جاتے اور نہ ان کے بزرگوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر ان کی دل آزاری کیجاتی بہر حال نتیجہ میں یہ ظاہر کرنا ضرور ہے کہ مد وہرم چرچا ،، کو اگر واقعی دلچسپی و نتیجہ خیز بنانا منظور رہے تو آریہ صاحبان ، . . . .
اس تحریں دل آزاری کے طریق کو ترک کردیں اور اپنی اپنی مذہبی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنے دیں -

خاکسار ماسٹر ولی اللہ اسسٹنٹ ماسٹر دیال سنگھ ہائی سکول لاہور

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت -

امر بالمعروف و نہی عن المنکر تو فرائیض انسانی میں سے ایک فرض ہے جو ہر ایک شخص کے لئے علی قدر مراتب ضروری اور لازمی ہے اس معاملہ میں کلام مجید میں از حد تاکید پائی جاتی ہے - ابتدائے آفرینش سے ہی وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری ہے - سب سے بڑا اور ناصح تو خود اللہ تعالے جل جلالہ عم نوالہ ہی ہے جس نے اپنے نہایت ہی پیارے انسانوں رسولوں - نبیوں کی معرفت بذریعہ الہام و وحی ہمیشہ ہمیشہ اپنی مخلوقات کی دستگیری اور مشکلکشائی فرمائی - رسالت نبوت کا منصب ہی محض خیر خواہی خلایق کے لئے مقرر ہوا - قصص الانبیا پڑھنے اور سننے سے ایک دانشمند اور منصف مزاج آدمی کو بخوبی پتہ لگتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی فطرت ہی کچھ ایسی قسم کی بنائی گئی ہے کہ وہ خالق اور مخلوق میں گویا درمیانی واسطہ ہوتے ہیں - اللہ تعالے سے وہ محبت اور پیار کہ والذین آمنوا اشد حبا للہ کے پورے مصداق اور مخلوق الہی کے ایسے خیر خواہ کہ ان کی بہبودی اور بھلائی میں کوئی دقیقہ بھی اٹھا نہیں رکھتے - لوگوں کیطرف سے ٹھٹھے مخول تمسخر سے شروع ہو کر گالی گلوچ - بدزبانی - بدگوئی بلکہ ایذا رسانی تکلیف دہی تک نوبت پہنچتی ہے - حتی کہ گھر بار مال جان تک اللہ تعالی کی محبت اور مخلوق الہی کی خیر خواہی میں صرف کر دینے تک سے دریغ نہیں کرتے یا یوں کہو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں کہ ذرہ ذرہ سے صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کی آواز آنے لگ جاتی ہے - پہلی نبوتیں اور رسالتیں تو صرف بطور طوطیہ و تمہید کی تھیں - اور اب کی تعلیمیں بھی مختص القوم اور مختص الزمان ہی تھیں جنکا خلاصہ تھا - یا قوم اعبدوا للہ مالکم من الہ غیرہ - مگر ہماری سرکار جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر سب کے سب مراتب مناقب انسانی تکمیل کو پہنچ کر خاتمہ کی نوبت پہنچ گئی - اور حکم ہوا - قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعا - انسانی کمال خواہ کسی قسم کا ہو ادنی سے لیکر اعلی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں موجود ہوگا - اسی لئے تو فرمایا گیا - کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - اب حضور والا کی مہر منیر براہ راست نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہو گیا - یہی معنے ہیں خاتم النبین کے - مگر الحمد للہ والمنت کہ فنا فی الرسول ہو کر یا دوسرے لفظوں میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا متبع ہو کر اور آپ کے قدم بقدم چلکر - رویا - الہام - مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مستفیض ہو سکتا ہے - چنانچہ ہر صدی کے سر پر ایک نہ ایک مجدد - دین اسلام کی حفاظت و اصلاح و تجدید کی ضرور آتا ہے جو آیت استخلاف کے مطابق سچا جانشین اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مانا جاتا ہے گویا بروزی رنگ میں خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ظہور ہوتا ہے - اب میں اصل مضمون کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ وعظ و پند اصلی تو نبیوں اور رسولوں اور ان کے حقیقی جانشینوں ہی کا کام ہے یا جو لوگ ان کے پورے پیرو اور تابعدار ہوں جنہوں نے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کا سبق اچھی طرح یاد کر لیا ہو - ان کا وعظ حالی ہوتا ہے - نہ صرف قالی - وہ تصنع اور بناوٹ سے کوسوں دور ہوتے ہیں ریاکاری سے سخت بیزار - وعظ سے پہلے ان اجرہی الا علی رب العلمین کی آواز بلند کرتے ہیں نبض شناس طبیبوں کیطرح مرض تشخیص کر کے علاج شروع کرتے ہیں - ڈاکٹروں اور جراحوں کی طرح درشتی اور نرمی دونوں سے کام لیتے ہیں نہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا ڈر ہوتا ہے نہ کسی کی شاباش اور واہ واہ کا خیال - یہ نہیں کہ آجکل کے واعظین کیطرح اس روحانی اور اصلی کام کو نفسانی اور نقلی بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے پھریں - جہاں گئے وہاں کے لوگوں کے خیالات و معتقدات کو مدنظر رکھتے ہوئے سریلی اور رسیلی آواز سے لگے زمین و آسمان کے قلابے ملانے - نہ توحید نہ رسالت نہ امامت نہ قیامت نہ عمل صالح کی ترغیب نہ اعمال بد سے ترہیب نہ اخلاص و ریا میں فرق نہ سنت و بدعت میں تمیز نہ عبادت کی علت غائی نہ گناہ اور نافرمانی کی فلاسفی نہ تقوی و طہارت کے فائدے نہ فسق و فجور کے نقصان - غرض کوئی کام کی بات تو چھیڑنی تک نہیں - مگر مجلس وعظ کو ایسا گرمایا کہ کبھی ہنسایا کبھی رلایا - مسایل ایسے ایجاد بندہ اور خود تراشیدہ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان نہ سر نہ پیر - عجائبات کا مجموعہ نادرات کا ذخیرہ - نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سنے کبھی کسی مخالف فرقہ پوک جھوک کبھی کسی فریق مقابل پر اشارے کنارے نہیں نہیں کھلم کھلا پھبتیاں اور دل لگیاں - اور دل کھول کر اور جی بھر کر دوسروں پر بہتان بندیاں - مجلس اور اہل مجلس کو لوٹ لوٹ ہی تو کر دیا - سامعین بھی جیسی روح ویسے ہی فرشتے عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے - چاروں طرف سے مرحبا جزاک اللہ کے ساتھ ساتھ ہی لگے روپیے پیسے اور کپڑے پھینکنے - آج ایک محلہ کی مسجد میں تو کل دوسرے محلہ کے کسی رئیس کے مکان کی چھت پر - غرض شہر شہر - گاؤں گاؤں - محلہ محلہ - گھر گھر وعظ ہوا - کسیکو معلوم تک نہ ہوا کہ پیدا کس لئے ہوئے ہیں اور ہمارے فرائیض منصبی کیا کیا ہیں - عقائد صحیحہ اور اعمال صالح کس چیز کا نام ہے؟

(باقی آئندہ)

اخبار الحکم کی ہفتہ میں دوبار اشاعت کا فیصلہ

جیسا کہ گذشتہ اشاعتوں میں لکھا جاتا رہا ہے ناظرین الحکم سے اس سوال کے متعلق استصواب کیا گیا تھا۔ مَیں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ ایک بھی کارڈ اسکے خلاف دفتر اخبار الحکم میں نہیں پہنچا۔ اس بنا پر یہ قطعی فیصلہ ہو جانا چاہئے تھا کہ الحکم کو مستقل طور پر ہفتہ میں دوبار کر دیا جاتا۔ کیونکہ ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید اخراجات کو برداشت کرنے پر آمادہ ہیں۔ تاہم مَیں نے مناسب سمجھا ہے کہ فی الحال امتحاناً تین ماہ کے لئے الحکم کو ہفتہ میں دوبار کر دوں اور اگر اس عرصہ میں اسکی خدمات پسندیدہ ہوئیں اور عملی طور پر اس کی قدر کی گئی جس کی خدا کے فضل سے مجھے سرپرستان الحکم سے توقع ہے تو پھر یہ اجرا مستقل کر دیا جائے گا (انشاء اللہ العزیز) ورنہ نہیں اگرچہ یہ آزمایشی صورت انوکھی اور نرالی نظر آئیگی مگر مَیں اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھتا اِس لحاظ سے آئندہ الحکم جو جنوری ۱۹۰۸ء سے شائع ہوگا اگر اس اشاعت کا موقعہ میری زندگی میں آیا تو اس کی اشاعت کی تاریخیں حسب ذیل ہوں گی

۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰

اور ہر دو اشاعتوں کے مضامین کی ترتیب مناسب اور معقول ترمیم اور اضافہ کے ساتھ ہوگی اور اخبار کو اُس رنگ پر لیجانیکی سعی کیجاویگی جو اسکی اشاعت کا دائرہ وسیع ہو سکے یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے وابستہ ہیں اسی پر بھروسہ ہے اور وہی کارساز ہے۔ آخر میں مجھ کو اپنے ناظرین سے پھر یہ عرض کرنا ہے کہ آپ لوگ کوشش کریں کہ اس کا حلقہ اشاعت وسیع ہو۔ اور اس طرح پر اس سے فایدہ اُٹھانے والوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو۔

یعقوب علی ایڈیٹر و مالک الحکم

آریوں کا سفید جھوٹ

آجکل اخبارات میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ ضلع اٹاوہ کے چند راجپوت خاندان جو دو سو برس سے مسلمان ہو گئے تھے پھر بمقام آگرہ شدھ کر لئے گئے۔ وہ معدودے چند مسلمان جو آریہ حضرات کی چالاکیوں اور غلط بیانی میں جسارت کرنے کی عادت سے آگاہ ہیں ان کے علاوہ باقی سب اہل اسلام اس خبر کو لفظ بلفظ سچا مان کر اظہار افسوس کر رہے ہیں اگر حقیقت پر سے پردہ اُٹھا دیا جائے اور اصل حالات بتلائے جائیں تو اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ خبر بھی آریہ غلط بیانی کے رنگ سے رنگی ہوئی ہے جن لوگوں کو گذشتہ سال متواتر اخبار راجپوت گزٹ لاہور۔ یا اخبار مسافر آگرہ کو دیکھتے رہنے کا اتفاق ہوا ہے اُنھیں خوب معلوم ہے کہ مذکورہ بالا راجپوتوں کے شدھ کرنے کی تجویز ایک عرصہ سے زیر بحث تھی۔ راجپوت گزٹ کے ان مسلسل آرٹیکلوں سے جو راجپوتوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے لکھے گئے تھے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ ملانے پر رضامند ہوں۔ پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ لوگ جو اس وقت شدھ کئے گئے ہیں۔ مذہباً مسلمان نہ تھے بلکہ شاہان اسلام کے زمانہ میں ان لوگوں نے اپنی جبلی اخلاقی کمزوری کے باعث طمع زر سے یا کسی اور مصلحت سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے لئے اُنھوں نے سوائے اس کے کہ گوشت کھانا شروع کر دیا اور کوئی بات ہندو مذہب کے برخلاف نہ کی۔ اگرچہ اس زمانہ میں تو اکثر ہندو لوگ علانیہ گوشت کھاتے ہیں۔ مگر قدیم زمانہ میں ان لوگوں کو اس نعمت خداوندی سے بہت نفرت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر راجپوتوں نے ان گوشت خور راجپوتوں کو ذات باہر کر دیا اور انہیں مسلمان کہنے لگے۔ ظاہر ہے کہ صرف گوشت کھانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ خدا کی وحدانیت آنحضرت صلعم کی رسالت قیامت اور ملایک وغیرہ پر ایمان نہ لائے کوئی شخص یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ میں مسلمان ہوں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان راجپوتوں کو صرف گوشت خوری سے مسلمان تسلیم کیا جائے۔

پیارے مسلمانو! خبردار ہو کہ یہ آریہ لوگوں کی محض افترا پردازی ہے جو آپ کو اسلام کی کمزوری دکھانے کے لئے ایسی غلط خبریں مشہور کرتے ہیں ورنہ خیال رہے

کہ وہ شخص جو ایک دفعہ اسلام کے سیدھے سادے موافق فطرت اصولوں کو سمجھ چکا ہے۔ کبھی ایسا بیوقوف نہیں ہو سکتا کہ نیوگ سے مخرب اخلاق اور تاریخ سے لاعینی اور قانون قدرت کے برخلاف مسایل پر آسنا و صدقنا کہنے کے لئے تیار ہو جائے۔

گذشتہ سال جب ایک دفعہ انہی راجپوتوں کے مسلمان کرنے کی تجویز کے متعلق اخبار مسافر آگرہ نے ایک نوٹ بعنوان "عظیم الشان شدھی اور آریہ توجہ کریں" شایع کیا تھا تو ہم نے اس کے جواب میں اخبار ضیاء الاسلام امرتسر مطبوعہ ۳ جلد ۲ میں ایک طویل مضمون شایع کروایا تھا جس میں ہم نے راجپوت گزٹ کے مختلف مقامات کے حوالجات سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ راجپوت جن کے شدھ کرنے کی تجویز ہے مذہباً مسلمان نہیں بلکہ صرف ہندو لوگ انہیں طنزاً مسلمان کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ مت کی اخلاقی تعلیم کا اثر ہے۔ آریہ مہاشے ان کو مسلمان بنا کر علانیہ جھوٹ بولتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ ہمارے اس مضمون کے جواب میں اخبار مسافر آگرہ نے پھر ایک بیہودہ مضمون کا طول وطویل مضمون "شدھی عظیم الشان اور مسلمان پریشان" یا انہی کے مترادف الفاظ تھے ایسے عنوان سے شایع کیا تھا جس کے جواب میں ہم نے پھر اخبار ضیاء الاسلام میں ایک مضمون "عظیم شدھی اور مسافر کا اپنی غلطی پر اصرار" چھپوایا تھا جن لوگوں نے مذکورہ بالا آرٹیکلوں کو پڑھا ہے وہ بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ آیا آریہ حضرات نے اس خبر کے مشہور کرنے میں صداقت سے کام لیا ہے یا شرمناک غلط بیانی سے ہم اپنے بیان کی تائید میں اس سے بڑھکر اور زیادہ واضح ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ جن راجپوتوں کے شدھ ہونے کی خبر ہے ان کی عادات و رسومات بالکل ہندوانہ تھیں ان میں کوئی بات ایسی نہ پائی جاتی تھی جو انہیں عام ہندوؤں سے علیحدہ کر کے مسلمانوں میں شامل کرتی ہو۔ حتےٰ کہ ان کے نام بھی اسلامی نام نہ تھے۔ بلکہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اہل ہنود کے اکثر ہوتے ہیں اگر وہ آریہ حضرات جو یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا راجپوت صاحبان پہلے اسلام مذہب رکھتے تھے ان راجپوتوں کی کم از کم ایک بھی ایسی عادت۔ رسم یا روش پیش کر دیں جس سے ان کے مسلمان ہونے کا ثبوت ہو سکے تو ہم مانیں کہ واقعی پانڈ ی چیلے کچھ نہ کچھ سچائی کا پاس رکھتے ہیں اور اگر وہ یہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ہم اعلان کئے دیتے ہیں کہ جس مذہب کے عام پیروؤں کو چھوڑ کر پیشواؤں میں بھی ایسی صریح دروغگوئی کی جرأت موجود ہے۔ وہ مذہب کبھی بھی مذہب حق نہیں ہو سکتا کیونکہ خداوند کریم خالق کون ومکان جسے دنیا میں امن رکھنا پسند ہے وہ کبھی بھی اپنے بندوں کو ایسی بداخلاقی کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ الراقم افسر ہوشیار پوری

ایک سرکاری اطلاع

ایک سرکاری اطلاع بدیں مضمون شائع ہوئی ہے اور ہمارے پاس بھیجی گئی ہے کہ ۱۳ نومبر کو جلالپور جٹاں ضلع گجرات (پنجاب) میں کئی اشخاص کو طاعونی ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ ٹیکہ کا لگانے والا پلیگ میڈیکل افسر گجرات تھا۔ ۱۵ نومبر کو ان میں سے ایک لڑکا مسمی محمد شفیع بیمار پڑ گیا۔ مرض تشخیص کیا گیا تو تشنج نکلا۔ ۱۸ تاریخ کو اسے شفاخانہ میں داخل کرایا گیا۔ وہ یوروپین ڈاکٹروں نے اس کا علاج کیا۔ مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اور ۲۱ تاریخ کو اس نے داعی اجل کو لبیک کہدیا۔ ٹیکہ لگانے کے وقت اوزاروں کے صاف کرنے کے متعلق جس قدر احتیاطیں تھیں سب برتی گئی تھیں۔ مزید برآں ٹیکے لگے ہوئے مقام پر کسی قسم کی سوزش کا نہ ہونا۔ اور ٹیکہ لگنے وعلامات مرض ظاہر ہونے کے درمیان قلیل ہی عرصہ کا گذرنا اس خیال کی تردید کے لئے زبردست ثبوت ہیں کہ ٹیکہ اس مرض کا باعث نہیں ہوا۔ چھ اور بھی اشخاص کو اسی شیشی سے ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ لیکن وہ سب کے سب اب تک اچھے بھلے ہیں۔ لڑکے کی مرض کا باعث غالباً وہ چوٹ ہے جو اسے کرکٹ کھیلتے وقت چند روز قبل لگ گئی تھی۔ اگرچہ اس کی موت کا باعث طاعونی ٹیکہ ہرگز نہیں تاہم واقعات پر نظر کر کے گورنمنٹ نے اس کی ماں کی درخواست کو منظور فرما کر غمزدہ ماں پر ترس کھایا ہے۔ اور اسے کچھ رقم عطا فرمائی ہے۔ حضور لفٹنٹ گورنر نے ذاتی طور پر بھی اس کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے ٹیکہ کا کام گجرات کے ضلع میں عارضی طور پر بند ہو گیا تھا۔ مگر اب پھر جاری ہے۔

سالانہ جلسہ کے متعلق اطلاع

۱۔ مہمانوں کے لئے چارپائیوں کا کوئی انتظام نہیں ہوگا۔ بعض خاص اور اشد ضروری حالات کے ماتحت اگر کوئی استثنائی صورت ہو تو قابل اعتراض نہ ہوگی عام طور پر فرش پر سونے کا انشاء اللہ معقول انتظام ہوگا۔

۲۔ مہمانوں کو ان کی فرودگاہ بتلانے کے لئے منشی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی مامور ہونگے جو ان کو مدرسہ کے بڑے دروازے پر ملیں گے۔ حتی الوسع ضلعوار جماعتوں کو اتارنے کا انتظام کیا جاویگا۔ اور ہر جماعت کے ڈیرہ کے لئے عام ضروریات مہیا کرنے کیلئے والنٹیر رہینگے۔ جو اطلاع ہونے پر فوراً انتظام کرینگے اس لئے اپنی ضروریات کے لئے والنٹیر مقررہ کو اطلاع دینی ہوگی۔

۳۔ ہر آنے والی جماعت اپنی جماعت سے ایک شخص کو اپنا امیر مقرر کر لے وہ اپنے رفقاء کی ضروریات اور آسایش کے متعلق مقرر شدہ والنٹیر کو اطلاع دیتا رہے گا اس طرح پر وہ جماعت گویا خود ذمہ دار ہوگی۔ اور اسے تکلیف بھی نہ ہوگی۔

۴۔ ہر ضلع کی جماعت ہر پندرہ آدمیوں پر ایک کارکن آدمی جو مضبوط اور جفاکش ہو قادیان کی خادم جماعت کو کام کرنے کے لئے دیگی۔

۵۔ جن مکانوں میں احباب فروکش ہونگے ان کیلئے جو ضروری اشیاء ان کی تحویل میں خادمان قادیان کی طرف سے دی جائینگی۔ وہ ان کی احتیاط اور حفاظت کے لئے ذمہ دار ہونگے۔

۶۔ مہمانوں کو کھانا کھانیکے لئے ان اوقات مقررہ کی پابندی لازمی ہوگی جو پہلے سے ان کو بتا دئیے جاویں گے۔ اگرچہ بعض احباب اپنے مقررہ اوقات پر کھانے کے عادی ہوتے ہیں لیکن امید ہے وہ اتنے بڑے مجمع کے انتظام کو قائم رکھنے کی خاطر اور ضابطہ اور قواعد کی پابندی کے خیال سے ان باتوں کا لحاظ رکھینگے۔ تاہم خادمان قادیان بھی ایسے امور کا پورا لحاظ کریں گے جو کسی اشد بے ضابطگی کے بدوں اپنے احباب کی آسایش اور آرام کا موجب ہوں۔

فی الحال یہ علم باتیں بطور لکھدی ہیں بعض ضروری امور اور ہدایات ضرورتاً یہاں پہنچ جانے پر بھی دی جاسکیں گی۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

آج ۱۶ دسمبر ۱۹۰۷ء تک رعایتی کرایہ کا فیصلہ نہیں ہوا آج تار دیا گیا ہے امید ہے کوئی فیصلہ ہو سکے۔

الہامات اگلے ہفتہ میں درج ہوں گے ——— ایڈیٹر

تقدیر

متقدمین کو کامل یقین تھا کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے یہ بات زمانۂ حال میں بھی بہت سے علماء مان رہے ہیں اور نہیں مانتے کا کوئی سبب بھی پایا نہیں جاتا کیونکہ اس جہان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے افعال خواص اور حالات سے انسان کو ابھی تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے۔ ہم تقدیر کے قائل ہوں یا نہ ہوں۔ تاہم جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی اور ان میں بھی ہزاروں عقلمند لوگ تقدیر اور خاصکر جیوتش کی تقدیر کی ہستی کے مقر ہیں تب تو ہماری توجہ ضرور اس طرف کھینچتی ہے مذکورہ بالا عبارت لوون کے فالنامہ کے دیباچہ کی ہے جس کی ایک نقل شائع کرنے والوں نے ہمارے پاس بھیجی ہے۔ یہ ایک نادر اور عجیب خیز فالنامہ ہے اور تقدیر کے حالات اس طرح صحیح صحیح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی نہایت مستند اور مشہور فالنامہ بیان کرے کیونکہ اس میں جو جو جوابات دیئے گئے ہیں ان کو بیرونی کتابوں میں سے جمع کیا گیا ہے۔ ابتدائی صفحہ پر ایک نہایت خوبصورت عورت کی تصویر دی گئی ہے اور اگر غور کیا جائے تو صرف یہ تصویر ہی کیلئے اس کتاب کی قیمت ایک ڈالر سے بہت ارزاں ہے کیونکہ اردو کی کتابوں میں جو تصاویر نظر آتی ہیں ان سے بدرجہا عمدہ ہے اور مصوری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ہم کو یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ لوون کا فالنامہ لوگوں میں زیادہ مرغوب ہو اس لئے ہمارے جو ناظرین اپنا نام و پتہ صاف صاف اردو یا انگریزی میں لکھکر لوون۔ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پاس بھیجینگے اور اس اخبار کا جس میں یہ تحریر شائع ہوئی ہے حوالہ دینگے ان کے نام یہ کتاب مفت بلا کسی قسم کے خرچ کے بھیجی جائیگی۔ اس کتاب کو فوراً منگوائیے کیونکہ آپ ضرور اسکے مطالعہ سے خوش ہوں گے۔ براہ عنایت اس اخبار کا نام ضرور لکھئے ورنہ کتاب مفت نہ بھیجی جائے گی ۔

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیری لکڑی کی بڑا ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے منڈھو ہوئی نہایت پائیدار ہے قیمت ۵ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیری لکڑی کے کین ہینڈل معہ ربڑ کے بیچ کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۱۲۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ۲؎۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲ سے ۱۳ برس کیواسطے دو سٹ ایکسٹرا کس

ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ	”	۳؎
۱۰ و ۱۱ سٹ ایکسٹ وکٹس ایک بال فی بکس		۵؎
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶		۳؎
۵ ” ” ” ”		۵؎
بچوں کے لئے فٹ بال ۴ معہ بلیڈر ۳		۱۰؎
کرکٹ بال گٹ مسون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے		عہ
” ” دھاگے کے بیچ		۷
” ” پریکٹس		۱۲؎
کرکٹ ویلس فی کاپی		۸؎

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بال اور قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت اسکی بہت کم میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول سجانپور ضلع کانگڑہ

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے اگر بچہ چڑچڑا ہو معدہ ضعیف ہے تو ان کو

اسکاٹ املشن

شتابی بلا توقف دینا چاہیئے

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دیئے جائیں تو بچے میں تغیر معلوم ہوگا بچہ خوش بشاش نظر آئیگا اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے

ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہیئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ اینڈ بون (متحدہ) دوا سازان لنڈن انگلینڈ

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین جو تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۱۰ من بیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲۰ من ۔۔۔ پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۲۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۱۰ روپیہ مبلغ ۔۔۔ بیلنہ اپنے یہ خراس دی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کی وہیلیں پرزے والے بھی تیار ہیں۔

اطلاع

پیسنا خراس

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مہتمم چھپکر شائع ہوا

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۲؍ آریہ دھرم ۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جو اندیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴؍ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲؍ ۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲؍ ۔ نور القرآن حصہ دوم ۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴؍ ۔ فیصلہ آسمانی ۔ قیمت ۴؍ ۔

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات ۔ تفسیر القرآن پارہ اول ۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ ۱۲؍ ۔ سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴؍ حصہ دوم ۴؍ ۔ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲؍ ۔ برہان الحق قیمت ۳؍ محامد المسیح قیمت ۱؍ خطبات کریمیہ قیمت ۴؍ ۔ تفسیر سورہ تبت قیمت ۱؍ ۔ نمونہ قرآن مجید ۔ ۱؍

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا ہو اور ایسے نفیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت ۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرانا چاہیں نمونہ اخبار و اجرت سے مطلع فرمائیں ۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مصنوعوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدپرہیزیوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کی ہے جسکے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ دور و دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں ۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ ۔

طلاء طلسمی ۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ مند ہونگے اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۲؍

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۸؍

سنون دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سلطان حسین مالک کارخانہ الحمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

تقدیر

متقدمین کو کامل یقین تھا کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے یہ بات زمانۂ حال میں بھی بہت سے علماء مان رہے ہیں اور نہیں ماننے کا کوئی سبب بھی پایا نہیں جاتا کیونکہ اس جہان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے افعال خواص اور حالات سے انسان کو ابھی تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے - ہم تقدیر کے قائل ہوں یا نہ ہوں - تاہم جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی اور اُن میں بھی ہزاروں عقلمند لوگ تقدیر اور خاصکر خود کی تقدیر کی ہستی کے مقر ہیں تب تو ہماری توجہ ضرور اس طرف کھینچتی ہے مذکورہ بالا عبارت ڈوون کے فالنامہ کے دیباچہ کی ہے جس کی ایک نقل شائع کرنے والوں نے ہمارے پاس بھیجی ہے - یہ ایک نادر اور عجیب خیز فالنامہ ہے اور تقدیر کے حالات اس طرح صحیح صحیح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی نہایت مستند اور مشہور فالنامہ بیان کرے کیونکہ اس میں جو جو ابات دیئے گئے ہیں اُن کو پرانی کتابوں میں سے جمع کیا گیا ہے - ابتدائی صفحہ پر ایک نہایت خوبصورت عورت کی تصویر دی گئی ہے اور اگر غور کیا جائے تو صرف یہ تصویر ہی اکیلی اس کتاب کی قیمت کے لحاظ سے بہت ارزاں ہے کیونکہ اردو کی کتابوں میں جو تصاویر نظر آتی ہیں اُن سے بدرجہا عمدہ ہے اور فن مصوری کا اعلےٰ نمونہ ہے - ہم کو یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ ڈوون کا فالنامہ لوگوں میں زیادہ مرغوب ہو اس لئے ہمارے جو ناظرین اپنا نام و پتہ صاف صاف اردو یا انگریزی میں لکھکر ڈوون پوسٹ آفس بکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پاس بھیجینگے اور اس اخبار کا جس میں یہ تحریر شائع ہوئی ہے حوالہ دینگے اُن کے نام یہ کتاب مفت بلا کسی قسم کے خرچ کے بھیجی جائیگی - اس کتاب کو فوراً منگوا لیجئے کیونکہ آپ ضرور اس کے مطالعہ سے خوش ہوں گے - براہ عنایت اس اخبار کا نام ضرور لکھئے ورنہ کتاب مفت نہ بھیجی جائے گی ۔

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھی پشت دار کشمیر کی لکڑی کا ہینڈل کاک کین اور دو دو ربڑ کے نمبر ہوئی نہایت پائیدار بے قیمت ... فی بیٹ - کرکٹ بیٹ سیدھی پشت دار کشمیر کی لکڑی ... کین ہینڈل معہ دو دو ربڑ کے نمبر کے نہایت عمدہ ہے - کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہو گی - ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہو گا ... - کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ... - کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ...

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ برس کیلئے دو سٹ ایک سٹ ٹرکس

ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ	۳/
۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹ ایک بال فی بکس	۵/
فٹ بال عمدہ کانڈ ... پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار	۳/
...	۵/
بچوں کے لئے فٹ بال ... معہ بلیڈر	
کرکٹ بال گیند سوتی نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	
دھاگے کے بیچ	
پریکٹس	
کرکٹ وکٹ ... ٹی کاپی	

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مال از قسم پریکٹس بیٹ - پریکٹس و کٹ - فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے - اور قیمت اس سے بہت کم میں اسکو خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں - نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ... ضلع کانگڑہ ...

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے اگر بچہ چڑچڑا ہے معدہ ضعیف ہے تو اس کو

اسکاٹ ایملشن

استعمال میں توقف نہ چاہیئے

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دیئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو - بچہ خوش بشاش نظر آئیگا اور غذا جو صحت کی نشانی ہے ہضم ہونے لگیگی

ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہیئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ اینڈ باؤن لمیٹڈ) دوا سازان لندن انگلینڈ

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ... سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ... من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ... روپیہ اور دوم مبلغ ... مبلغ ... پیشگی آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے - پیسنے کی دو پڑ والے بھی تیار ہیں -

آٹا پیسنے کا خراس

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت پیشگی سالانہ
۱- عوام سے ۔۔۔
خواص و معاونین سے ۔۔۔
۔۔۔تان سے باہر سے
۔۔۔ والوں سے ۱۲
۔۔۔ت کے غیر مستطیع
سے کم آمدنی والے
۱۲

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۴۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہوں اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنیکی تجویز کی ہے۔ اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے۔ ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ وہاں کی جماعت بھی ضروریات لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ کر رہی ہے اسیطرح میں یقین کرتا ہوں کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک کم و بیش اپنا اثر کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے۔

اور یہ نمبر انشاء اللہ اس وقت شایع ہو گا جبکہ بہت سے بھائی اپنے گھروں سے دارالامان کے ارادہ سے نکل کھڑے ہونگے۔

وہ کچھ مکانات جنکا میں ذکر کرتا رہا ہوں قریبًا تیار ہو گئے ہیں۔

اب بار بار اس امر کے ذکر کرنیکی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل بک رہی ہے لنگر خانہ کے اخراجات تین ہزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں ایسا ہی مہمانوں کی دیگر ضروریات بڑہ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہے اگرچہ اسکے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر وہ مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو اموال اسی کام میں صرف ہوں جو خدا تعالیٰ کے **مسیح موعود** کے اپنے ہاتھ سے سر انجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھیجی جاویں اور ماہواری چندوں کا باقاعدہ التزام ہو لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیئے آخر میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور دو چند سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

ایمان باللہ ایمان بالملائکہ و ایمان بالکتب و ایمان بالرسول و ایمان بالقیامہ وغیرہ وغیرہ سے مطلب پورا مراد ہی کیا ہے۔ نہ ہاتھ پاؤں کی زیادتیان اور گنہگاریان بتلائی گئی۔ نہ آنکھ۔ کان اور زبان کی خطاکاریان جتلائی گئیں۔ سامعین اہل مجلس کو ندامت اور شرمندگی اور گریبان میں منہ ڈالنا تو در کنار۔ الٹا خوشامدی وعظ نے اور بھی شوخ اور متکبر اور زبان بنا دیا کہان وہ مامورین من اللہ اور ان کے سچے تبعین کی بے لاگ۔ جگری اور اصلی وعظ و نصیحت اور کہان یہ مبتدعین خوش الحان کی محض مردہ اور خشک سمع خراشی پراز فضیحت اور ان کے حاشیہ نشین مولود خوان جو طبلہ اور سارنگی کے ساتھ نعت خوانی کر کے لوگون کو رقص اور وجد میں لاتے ہیں جن لوگون نے عرسون اور میلون کے موقعون پر خانقاہون اور درگاہون پر جا کر دیکھا ہوگا۔ وہ بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ اس قوالی اور مولود خوانی نے بڑے بڑے واعظون۔ مولویون ... کی زبان پر گویا مہر لگا دی ہے حتیٰ کہ پیر دستگیر روشن ضمیر سجادہ نشین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی سر جھکائے خاموش بیٹھے ہیں۔ اشاعت دین اور تائید اسلام اور پیغام الہی یعنی قرآن مجید کے مضامین بیان کرنیکے یا تو وہ مجاز نہیں یا اس سے دلچسپی اور مناسبت نہیں رکھتے یا کسر شان سمجھتے ہیں۔ ایک اور ان کے ہمسائے محرم شریف کے پیرو۔ کتاب خوان۔ مرثیہ خوان سوزخوان وغیرہ وغیرہ دو دو تین تین ملکر کیسا سمان باندھتے ہیں کہ حد ہی تو کر دیتے ہیں۔ نظم و اشعار۔ مجرے۔ سلام۔ مرثیے۔ وقت وقت کے راگون یعنی جوگ بہاگ۔ سورٹھ۔ کوشیہ۔ کانڈہرا۔ رام کلی۔ بھیرون جنگلہ۔ سندہڑا۔ پیلو وغیرہ وغیرہ میں موقع بموقع ایسا ادا کرتے ہیں کہ بڑے بڑے گویے بھی کان پکڑتے ہیں۔ عوام الناس بلکہ خواص بھی ایسی ایسی مجلسون اور محفلون بلند دلی زبان سے بھی ان کو متنبہ کرنا چاہئیے تو فوراً ہی ناک منہ چڑھا کر۔ نیچری یا وہابی یا مرزائی بلکہ کافر کا بڑکتا ہوا لقب دیتے ہوئے پیچھے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ قرآن مجید بھی صرف رسم کے طور پر پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔ مرے ہوؤن کے چوتھے۔ چالیسوین اور تیسرے دن قل کی رسم ادا کرنے کے موقع پر ختم کیا جاتا ہے۔ یا بیماری اور تنگی کے موقعون پر ختم سے برکت اور آسانی حاصل کیجاتی ہے بعض لوگ ہر روز منزل بھی پڑھتے ہیں۔ خوبصورت اور قیمتی کپڑون کی چولیان اور غلاف انپر چڑھاتے ہیں رمضان میں تراویحون میں بھی اکثر سنایا جاتا ہے مگر یہ ساری محبت اور دلچسپی اوراق اور حروف ہی تک محدود اور مقید ہے۔ معانی و مطالب۔ معارف۔ و حقایق سے کچھ واسطہ ہی نہین۔ بڑے بڑے قرآن خوانون اور ورد و وظائف کے دلدادون اور پابندون کو شادی۔ غمی۔ ختنہ۔ وغیرہ وغیرہ کے موقعون پر دیکھا گیا ہے کہ جس جگہ ہر روز بلاناغہ قرآن مجید کی تلاوت کیجاتی تھی۔ اسی جگہ پر شیطانی مجلس آراستہ کر کے بہت کچھ روسیاہی حاصل کی ہے کوئی شخص حکام کے حکم کو خوش آوازی سے ہر روز پڑھے اور سنے اور سنائے مگر عمل نہ کرے۔ تو اس ملازم کا کیا حشر ہوگا۔ یہی حال ہم

لوگون کا ہے جو صرف حروف ہی کے بار بار دہرانے کو عبادت سمجھتے ہیں اور بس۔ الغرض وعظ و پند کی کایا ہی پلٹ گئی ہے۔ ان ساری باتون کو دیکھتے دیکھتے اور غور کرتے کرتے بعض رقت بے اختیار رونا آجاتا ہے کہ الہی یہ کیسا اندھیر ہو گیا ہے۔ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ احسان اور کروڑ کروڑ شکر کہ اسی نے چودہوین صدی کا مجدد مسیح موعود و مہدی مسعود ملہم و مامور من اللہ خلق خدا کی اصلاح کے لئے۔ فنا فی الرسول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم انہی کے لباس سے ملبس اور انہی کے اخلاق سے متخلق کر کے دنیا میں بھیجا گویا دوبارہ خود جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لے آئے ہیں۔ عیسیٰ پرستی کا فتنہ چونکہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے اسکی اصلاح کی مناسبت سے تو مسیح موعود اور اندرونی فسادون اور جھگڑون کے دور کرنیکے لحاظ سے محمد مہدی کے نام سے پکارا اور یاد کیا گیا ہے۔ اب میں نہایت ادب سے دست بستہ محض خدا کے لئے خیر خواہانہ جمیع بزرگانِ ہر فرقہ و جملہ معززین۔ علما۔ فضلا۔ سجادہ نشین۔ واعظین۔ مولود خوان۔ مرثیہ خوان۔ پیر و فقیر اور ان ماننے والون کی خدمت میں عرض کرتا ہون کہ کیا واقعی طور پر یہ ساری خرابیان فرقہ ہائے اسلام میں نہیں ہیں جو بیان کی گئی ہیں۔ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اب حقیقی اور اصلی مصلح اور وعظ کی واعظ و نصیحت پر کان نہیں دہرنا چاہیئے؟ خدا کے لئے ساری کدورتیں اور بیجا نکتہ چینیاں اور نفسانیتین۔ اور تعصب اور بدظنیان۔ بدگمانیان۔ دل سے نکال کر ٹھنڈے دل سے قبر و قیامت کو پیش نظر رکھکر موت کو سر پہ تصور کر کے سوچین اور اچھی طرح سوچین کہ منہاج نبوت اور معیار رسالت سے اگر اس شخص کو پرکھا جاوے تو اسکی لائف یعنی سوانح ایک بے داغ بے لاگ پاک دل اور نیک نہاد لوگون کیطرح۔ دوست دشمن۔ اپنے بیگانے کی زبانی ثابت نہیں ہوتی؟ اسکی تعلیم میں حقانی اور روحانی چمک دمک نہیں پائی جاتی؟ اس کی کلام میں روحانیت اور اطمینان نہیں پایا جاتا؟ اللہ تعالےٰ کا جلال اور جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اس میں تڑپ اور جوش نہیں پایا جاتا؟ غیر قومون کے مقابلہ میں دینِ اسلام کا بول بالا کرنیکی خاطر ہر وقت سینہ سپر نہیں رہتا؟ آریون۔ برہموؤن۔ سکھون۔ عیسائیون۔ اور اسلام کے بگڑے ہوئے فرقون میں اس نے ہلچل نہیں ڈالدی! کیا یہ شخص پچیس تیس سال سے ڈنکے کی چوٹ نہیں کہہ رہا کہ اسلام جیسا زندہ مذہب اور قرآن مجید جیسی زندہ کتاب اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا زندہ رسول کوئی نہیں اور مقابلے کے لئے تحریر سے تقریر سے مال سے جان سے ہمہ وجوہ تیار ہے بلکہ اپنی طرف سے سب کچھ قربان ہی کر چکا ہوا ہے۔ رویا صادقہ۔ کشف۔ الہام۔ وحی۔ وغیرہ فیوض سے مستفیض نہیں؟ اس کی صدہا پیشگوئیان پوری نہیں ہوئیں! اللہ تعالےٰ کیطرف سے نشان پر نشان اور تائید پر تائید اور نصرت پہ نصرت اس کو عطا نہیں ہوئی؟ جہان بھر کے زیرک۔ ذکی۔ ذہین۔ فہیم۔ ہر فرقہ اور ہر مذہب و ملت سے فوج فوج اور گروہ گروہ اس کے خادمون اور مریدون میں شامل نہیں ہوئے! اور شامل ہوتے ہی زبان سے قلم

سے مل سو جان سے غرض جس طرح سے ہو سکا دین کی خدمت میں مصروف نہیں ہو گئے تو زمانہ کی حالت پکار پکار کر نہیں کہتی کہ ایک حقیقی اور اصلی واعظ اور مصلح کی ضرورت ہے۔ کیا کسوف خسوف رمضان شریف میں واقع نہیں ہوا؟ طاعون زلزلے۔ قحط جیسے نشان بھی ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے کافی نہیں؟ عربی کتابیں قدرتی طور پر نہیں لکھیں جنکا مقابلہ کسی اہل زبان سے بھی نہ ہو سکا۔ نہیں ۔ ارادہ کیا وہ کامیاب ہو سکا؟ جھوٹے مقدمے بنا کر لوگوں نے استیصال کرنا چاہا مگر وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہوئے بلکہ ان مقدمون کے اندر بہت سے نشان ظاہر ہوئے۔ غرض کہاں تک گنتا جاؤں۔

ان نعمت اللہ ولی کا قصیدہ والی بات ہے۔ اگر ایسی باتیں اور اللہ تعالے کے نشان اور انعام اور نشان۔ ٹھگوں۔ فریبیوں مکاروں۔ دجالوں۔ کافروں میں بھی پائے جاتے ہوں تو حق باطن میں مابہ الامتیاز کیا چیز ہوگی۔ مگر نہیں درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ابو بکر صدیق رضنے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف چہرہ ہی مبارک دیکھکر کہدیا تھا۔ کہ یہ منہ جھوٹا نہیں ہو سکتا ہے۔ سالہا سال دوران دکھاتا نہیں۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ آؤ جھوٹ موٹ کی بے سند اور بناوٹی اور بدعتی مجلسوں محفلوں اور نفسانی اور نقلی وعظوں سے الگ ہو کر اصلی حقیقی واعظ کی وعظ نصیحت پر دل کے کان لگائیں تاکہ کامیابی حاصل ہو۔

نظم

ناداں نہ کیوں ہے مسیح الزمان سے ۔
اچھی نہیں دور سے یہ بدگمانیاں ۔
آنکھوں سے دور کرو تعصب کی پٹیاں
سب ہو کیا وہ جسمیں ہوں قصے کہانیاں
وہ معتبر ہو جو ہو روایات عمر و زید !
امور حق سے کرتے نہیں ہو مقابلہ
طاقت کرو شرایط بیعت کو مان لو
پوری کبھی تو ہو گی تری التجا گلاب

باتیں تو ان کی سن لیں ذرا دل کو کان سے
پاس آ کے جانچو تجربہ اور امتحان سے
پہنچیگا تمکو نور مہ قادیان سے ۔
مذہب ہو وہ جو زندہ ہو تازہ نشان سے
یا جو براہ راست ہو حق کی زبان سے
کرتے ہو جنگ خالق کون و مکان سے
گر دو جہاں میں رہنا ہو امن و امان سے
تائید حق کئے جا تو قلم و زبان سے

گلاب الدین احمدی رہتاسی ۔

آرین تہذیب کا ایک عجیب نقشہ

آریہ لوگوں کو اپنی تہذیب قدیم پر بڑا ناز ہے اسکے متعلق اُن کی عجیب دغریب تحریریں پڑھنے میں آیا کرتی ہیں۔ اس وقت آرین تہذیب کے تمام پہلوؤں پر ریمارک کرنے کا نہ موقع اور نہ گنجایش مگر ان کی تہذیب و شائستگی

ان کی خوش اطواری اور پاک چال چلن کے متعلق جو شہادت معدوم ہو گئی گذر جانے پر بھی اب تک ان کے ہاتھوں میں موجود ہے ۔ اس پر غور کرنا ہر منصف کا فرض ہے خصوصاً اس حالت میں کہ ان کے دعاوی کی بلند پروازیاں سامنے ہوں ۔ یہ شہادت آرین مالی تہذیب کی شہادت ہے۔ جو ان کے مندروں سے نمایاں ہے ۔

قدیم مندروں کی حالت اور صورت جہاں آرین تہذیب کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ وہاں ان کی طرز عمارت اور ان کے نقش و نگاران کی اخلاقی حالت کا پورا پتہ دیتے ہیں۔ اگر کسی مندر کے متعلق میں اپنے طور پر کچھ لکھوں تو شاید وہ ایک بیجا بات سمجھی جاوے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود آریہ سماج کے ایک مشہور رسالہ آریہ مسافر کے حوالہ سے چند سطریں ناظرین کے سامنے پیش کروں چنانچہ آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲۷۸ پر مندرجہ ذیل عبارت ہے ۔

311

نقش تصویریں

مندر کی ہر چہار طرف قد آدم نقش تصویریں نمایاں شکل میں بنی ہیں ہم سمجھتے ہیں۔ کام شاستر خواہ کوک شاستر کا شکل سے کوئی آسن ہوگا جو یہاں جگناتھ جی کے مندر میں نہ دکھایا ہو۔ یہ نہیں معلوم ہوتا ۔ کہ ان تصویروں کے بنانے کی مندر کے باہر کیا ضرورت تھی؟ اس کا نتیجہ یاترا کرنے والوں پر کیا اثر پڑتا ہوگا ۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے جس وقت ہم پرکرمان کر رہے تھے ۔ ایک آدمی ان کو دیکھ کر زور سے ہنسا اور کہنے لگا ۔ دیکھو ۔ بھگوان کا کوتکھن دیکھو کیسا مزہ لوٹ رہے ہیں۔ جس مکان میں ہم ٹھیرے تھے وہاں ایک مندر میں بھی کیطرف چار نقش تصویریں اسی قسم کی بنی ہوئی موجود ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ کسی زمانہ میں یہ وام مارگ کا مندر تھا۔ اس لئے یہ نقشے ذہن نشین کرنے کے لئے بنا دئے گئے تھے۔ مگر ہماری دانست میں اس کے سوا کوئی اور بات ہوگی۔

یہ تو ہم آریوں کی عبادت گاہ کا ایک نمونہ ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ کیسے پوتر چلن کے بزرگ ہونگے شاید یہ نیوگ مندر ہونگے ۔

فحش تصویروں کا چھاپنا بھی ایک جرم ہے ۔ پھر ایسے مندروں پر ایسی فحش تصویروں کا قائم رکھنا کیوں جرم نہیں قرار دیا جاتا ۔ آریوں کو چاہیے کہ وہ باضابطہ میموریل بھیجکر اصلاح کرالیں تاکہ ان کی سلسلہ تہذیب کے چہرہ سے یہ داغ اتر جاوے ۔ کیوں آریہ صاحبان آپ شرماتے تو نہیں ہونگے ؟

تازہ الہامات

۱۔ انی معک و مع اھلک۔ آشفی اولادک۔

ترجمہ۔ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بچوں کو شفا دونگا۔

۲۔ میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔

۳۔ انی معک یا مسرور۔

ترجمہ۔ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں

۴۔ وقع واقع [illegible] ھالک

ترجمہ۔ ایک واقع وقوع میں آئیگا اور ہلاک ہونیوالا

[illegible]

۵۔ [illegible] الناس تحت اقدامک

ترجمہ۔ ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے رکھدیا

۶۔ وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک

ترجمہ۔ ہم نے تجھ سے وہ بوجھ اٹھا دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اور تیرے ذکر کو بلند کیا۔

۷۔ اُجیبت دعوتک۔

ترجمہ۔ تیری دعا قبول کی گئی۔

۸۔ سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم

ترجمہ عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے گرد و نواح میں اور خود اُن میں۔

۲۴ ستمبر [illegible]

۹۔ اجیبت دعوتکما۔ ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر۔

ترجمہ۔ تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے

۱۰۔ انی معک یا ابراھیم۔

ترجمہ۔ میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم۔

۱۱۔ انی انا ربک الاعلیٰ۔

ترجمہ۔ میں تیرا رب اعلیٰ ہوں۔

۱۲۔ اخترت لک ما اخترت۔

ترجمہ۔ میں نے تیرے لئے وہ پسند کیا جو تو نے اپنے لئے پسند کیا۔

۱۳۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔

۱۴۔ ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق۔ اللہ خیر و ابقیٰ

۱۵۔ خوشیاں منائینگے

۱۶۔ بعد سنۃ واحدۃ

ترجمہ۔ ایک سال کے بعد۔

۱۷۔ صلوتک خیر و ابقیٰ ان صلوتک سکن لھم

ترجمہ۔ تیری عبادت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ تیری دعا ان کو آرام کا موجب ہو

دخلتم الجنۃ۔ وما علمتم ما الجنۃ۔ ذالک الیوم الآخر۔

ترجمہ۔ تم داخل ہوئے بہشت میں اور تم جانتے ہو کہ کیا چیز ہے بہشت۔ یہ آخری دن ہے۔

۳۰ ستمبر [illegible] - ۱۔ آج ہماری بخت بیداری

۲۔ ان شانئک ھو الابتر۔

۳۔ خدا نے اُسے لیا

۴۔ والدہ! والدہ! پیدا ہوا ہو یا آور لا۔

۵۔ وقت رسید۔

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خانصاحب

ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر مسلمان حضرت جابر رضی کی بیان کی ہوئی حدیث کا خیال رکھتے یا ہمارے دین کے معاملہ فہم اسکی جیسی اشاعت کرنے کا حق تھا اور سمجھانے کا حق تھا۔ حق ادا کرتے تو امید نہیں کہ ہماری قوم کو یہ گت پہنچتا۔ اور ان کی بہت سی جائدادیں جو فضول خرچی عیاشی وغیرہ کے باعث بنئے مہاجنوں کے ہاتھوں چلی گئیں ہیں نہ جاتیں۔ اور نہ یہ روز بد ہمکو دیکھنا پڑتا۔ مگر آہ۔ صد آہ!! کہ بجائے اس رسم بد روکنے کے ہمارے دین کے علمائوں کے دماغوں میں یہ خبط سما گیا ہے۔ کہ سود کے نہ لینے سے ہی مسلمانوں کو ادبار اور افلاس و نکبت کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ اگر فی الواقع ہی سود کے نہ لینے سے ہی یہ حالت۔ ہوئی ہوتی تو کیا اس کے اثر سے صحابہ کرام رضہ کو حصہ لینا ضروری نہ تھا تھا اور ضرور تھا مگر سوچے کون اور سمجھائے کون؟ یہاں تو یہ حالت ہے کہ بجائے رفع کرنے کے الٹا اور بہت بڑا کیا جو سود لینے والے اور دینے والے اور سودی دستاویز لکھنے والے اور گواہون وغیرہ کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا۔ کیا یہ خوش فہمی بھی داد دینے کے قابل نہیں؟ مگر اے ہمارے جابر رضہ! تیرے پر ہزار رحمتیں ہوں خدا تجھکو جنت کی سلسبیل کا پانی پلاوے اور خدا کی رحمت کی بے حساب تجھپر بارشیں ہوں۔ اور پانی میں مغفرت کے تو ہمیشہ نہاتے رہے اور تجھکو خدا ہمیشہ سے بڑا مقام دے کہ تو نے حق بات کہی اور صداقت کے [illegible] تو نہ ڈرا (یعنی) تو نے جو کچھ جہان کے سردار محبوب رب [illegible] ہوئے کلمہ سنے تھے۔ اسکا اعلان کیا جس کے نشیب و فراز کو ہم نے دیکھ لیا نہ صرف ہم نے بلکہ جس نے زمانے کے نشیب و فراز لیل و نہار کی دوربین لگاکر دیکھا وہ اس کے قائل ہوگئے یعنی ان کو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا کہ جس نے تیرے اعلان کی پیروی کی وہ ادبار اور نکبت سے بچ گیا۔ اور جس نے تیرے اعلان کو نظر حقارت سے دیکھا اور اس پر عمل درآمد کرنے سے اغماض کیا اور سودی روپیہ لیئے اُنکا ایسا خانہ خراب ہوا کہ خدا کسی دشمن کا بھی نہ کرے۔ مگر اے [illegible] پیارے! اے میرے محبوب!! اگرچہ زمانے سے جہان اور ہزاروں سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں وہاں تیرے پر نکتہ چینی کرنے والے اور تیرے اعلان کی بے قدری کرنے والے بھی اسلام میں بہت پیدا ہوگئے ہیں۔ مگر تیری روح تیری قدر کرتی ہے اور حق کی قدر کرتی ہے تو نے ہمدردی کا حق ادا کردیا۔ تو نے پوری غمخواری کی تو نے لوگون کے مالوں اور عزتوں کے بچانے کا پورا امتیاز جمع کیا اس سے بہتوں کو فائدہ پہنچا اللہ تعالے تجھکو اس خیر کا اجر کثیر دے اور ہمکو تیرے اعلان کی تائید اور اسپر عمل کرنے کی توفیق رفیق نصیب کرے آمین ثم آمین۔

ہم تو جہاں سوچتے ہیں اور تجربہ صحیحہ کی شہادت طلب کرکے غور و خوض سے کام لیتے ہیں مسلمانوں کے ادبار اور نحوست اور تباہی کا ذریعہ اسی رسم بد کو پاتے ہیں اگر مسلمان اپنے دین کی ہدایت پر عمل کرتے تو کاہیکو ان خرابیوں کا شکار ہوتے مگر شکل تو یہ پڑ گئی کہ ایک طرف تو سود دینے والے موجود تھے۔ دوسری طرف مذہبی احکام نظرانداز کئے گئے نتیجہ یہ نکلا کہ سودی قرضے لے کر فضول خرچی عیاشی کی گرم بازاری ہوئی مگر بقول آنکہ ع۔ نتیجہ فعل بد کا فعل بد ہے۔ بالآخر افلاس اور نکبت نے اپنی بھیانک شکل دکھلائی اور جو کچھ ماں باپ یا خویش اقارب سے ترکہ میں ملا تھا۔ نقدی تو عیاشی اور فضول خرچی میں اڑائی باقی رہی جائداد اس کو سودی روپیہ پر گروی رکھکر بال بال سودی قرضے میں بندھ گیا جسکا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ بزرگون کا تمام اندوختہ بنئے مہاجنون کے باپ داوون کی جاگیر ہوگیا۔

ہمارے تو خیال ہی میں اور سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ اسلام نے صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا ہو یعنی اس امر پر کہ مسلمان کو روپیہ ہی جمع کرنے کے وسایل ہم پہنچانے چاہیئے خواہ وہ دوسرے کے تباہی اور ہلاکت کا ذریعہ کیوں نہ ہوں۔ اسلام کا منشاء تو جہاں تک غور کیا جاتا ہے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تدبیر کی جاوے کہ جس سے روپیہ بنتا ہوا ہر نہ تو کوئی ایسا ہو جاوے کہ تمام غریب اور متوسط درجہ کے غرباکی تمام کی تمام جائدادیں اس کے قبضے میں آجاویں اور وہ اس کے قرضے سے بال بال بندھ جاویں اور نہ بالکل مفلس قلاش ہو جاوے اور سب کو کھو دیوے یہی وجہ ہے کہ اوسنے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ جیسی پاک تعلیم دیکر ہمکو ایسی حرکات سے بچانے کا ذریعہ سمجھایا جو کہ مفلسی اور تنگدستی کا ذریعہ ہے اور امیروں اور صاحب جائداد صاحب وسعت اصحاب کو زکواۃ دینے کا حکم دیا اور غریبوں یتیموں اور [illegible] کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور [illegible] کرنے کا حکم دیا اور دوسرے طرف [illegible] کی بے ثباتی [illegible] ظاہر کیا کہ یہ تمام چیزیں چند روزہ فانی ہیں اس لئے ان سے وہ کام لو کہ جس کے لئے دراصل یہ چیزیں ہیں مثلاً اگر ایک آدمی کو مال و دولت کثرت سے خدائے تعالی نے عطا کی ہے تو وہ محض اس لئے نہیں ہے کہ مزے کرے اور گل چھرے اڑائے یا چور نگ بن جاوے اور کسی اپنے بنی نوع کو خطرہ میں نہ لاوے بلکہ رات دن اسی فکر میں منہمک رہے کہ کس طرح یہ روپیہ بڑھے اور ترقی کرے نہیں نہیں! بلکہ یہ اس کی ایک آزمایش کا ذریعہ ہے جس سے اسپر بہت سے حقوق واجب ہو جاتے ہیں یعنی اس روپیہ اور شے سے وہ کام لینا جس کے لئے وہ عطا کیا گیا ہے یعنی حق بحقدار رسانیدن پر عمل درآمد کرنا۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضہ اگر دولت اکٹھی کرنی چاہتے تو بہت کچھ اکٹھی کرسکتے تھے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے جو دنیا کی بے ثباتی کے نقشے کھینچے تو اسکا ان وجودوں پاک مبارک وجودوں پر وہ اثر پڑا کہ جسکا ایک نمونہ جناب آدم ثانی حضرت مولانا سیدالاسلام ابوبکر صدیق علیہ الصلواۃ والسلام کی مبارک لائف کا ایک زرین ورق ہے کہ تمام اندوختہ کو راہ خدا میں خرچ کردیا اور صرف صرف ایک کمبل رکھ لیا

گر نتیجہ جانتے ہو کیا ہوا؟ کیا اس پر ابو بکر قلاش ہو گیا یا اسپر ادبار نکبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے؟ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اوس تمام دولت و ثروت و حشمت کا مالک وہی بنایا گیا جس نے زر سے پیار نہیں کیا تھا بلکہ مولا کریم کی چاہت و محبت و الفت سے اسکا سینہ ایسا منور ہو گیا تھا جیسے ایک قندیل۔ اس میں شک نہیں کہ جس نے دنیا کی دولت کو لات ماری ہے اس کے قدم اس مادی دنیا کی دولت و ثروت چوما کرتی ہے اور جو اسکا غلام بنتا ہے وہ طرح طرح کے عذاب کے شکنجوں میں گرفتار رہکر رنج و محن کا وارث ابدی بنتا ہے۔

آپ جیسے متبحر عالم کا یہ فرمایا کہ مذہب نے بہتیرا ہی عمل کیا یا مگر وہ سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہودی نصاری سبھی تو مذہبا اس کے مخالف ہیں اور پھر کھلم کھلا خزانے و ہر ملے سے بھی لیتے ہیں اور دیتے بھی ہیں یہاں تک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین جاری ہے۔ نہایت ہی قابل افسوس کارروائی ہے۔ کیا حضرت! روم و مصر کا روپیہ اور یہود اور نصاری کا چلن ہمارے لئے حجت ہو سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں! ہم تو یہی کہینگے کہ روم و مصر جو ادبار کی حالت میں ہیں یا ان میں جو کچھ کمزوریاں ہیں وہ اسلامی احکام کی بے قدری کرنے کی وجہ سے ہی ہیں آخر اسلامی سلطنت سات آٹھ سو برس جو ہندوستان میں [illegible] رہی۔ اور ترقی کے معراج تک پہنچی ہے وہ سود خوری سے تو ہرگز نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلامی احکام زیر نظر رکھنے اور انپر عمل درآمد کرنے کی وجہ سے ہی اسلام نے اپنے پیروؤں کو بادشاہ اور دنیا کا فاتح و مظفر و منصور بنا دیا۔ مگر روم و مصر نے اپنے بزرگوں کا جنکے وے جانشین ہیں راستہ چھوڑ دیا۔ اور یورپ کی تقلید اختیار کی محض اس لئے کہ یہ کامیابی کا زینہ ہے مگر انکی وہ مثل ہوئی کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے۔ پس میرے خیال میں اگر آپ روم و مصر کا حوالہ ہی نہ دیتے تو بہتر تھا کیونکہ روم و مصر ہمارا قبلہ و کعبہ تو ہیں نہیں کہ ان کا رویہ ہمارے لئے حجت ہو سکے جس کے واسطے ہم قرآنی احکام کو پس پشت ڈالکر روم و مصر کے روپیہ کے گرویدہ ہو جاویں۔

ہم تو جہاں تک غور کرکے سوچتے ہیں ہماری عقل تو یہی فیصلہ کرتی ہے کہ سود کا چلن نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ تمام ہی نوع انسان کے لئے ایک مہلک مرض کی طرح سراسر خرابی سے مملو ہے۔ سود کا منشا تو یہ ہے کہ مال میں بہتری ہوتی جاوے بغیر اسکے کہ محنت کی ضرورت اور نہ ہاتھ پاؤں سے کام لینے کی حاجت ہو یہی وجہ ہے کہ بعضے مہاجن جنہوں نے محض سود خوری کا ذخیرہ اختیار کر رکھا ان کے پیٹ ایسے پھول جاتے ہیں کہ ان سے اٹھنا بیٹھنا دوبھر ہو جاتا ہے منجملہ دیگر وجوہات کے سود کی حرام مطلق ہونے کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے آدمی سست کاہل اور نکما ہو جاتا ہے اور یہ بھی سچ کہ جب بیٹھے بٹھائے سودی روپیہ سے فوائد حاصل ہوتے رہیں اور کافی رقم ہاتھ آتی رہے تو محنت کرے ان کی بلا ارے کیونکہ یہاں یہ تو ڈر ہی نہیں ہے کہ سستی اور کاہلی سے کہیں گھاٹا نہ آوے بلکہ یہاں تو ہمیشہ بڑھوتری کی ہی امید ہے۔ اگر کسی قرضدار نے قرضہ دینے میں تاخیر کی تاہم اصل رقم معہ سود کے کہیں نہیں جا سکتی۔

متوہمہ چلانے پر معہ سود و خرچہ وغیرہ کے ملجانا ایک لازمی بات ہے اور اگر بفرض محال اس صورت میں بھی کسی قسم کے دشواری پیش آگئی یعنی قرضدار کے پاس روپیہ نہ ہوا تو گھر بار معہ اسباب قرق کرکے گھربار سے بےدخل کر دینا سود خور کے نزدیک ایک سہل سی بات ہے پس بتلائیے کہ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ سوداگری کے لئے مال خریدے محنت و تکلیف برداشت کرے پھر ایسے ہی اسکو فروخت کرنیکا ناگوار بوجھ برداشت کرے۔

اس میں شک نہیں کہ اپنے کمائی سے انسانی قوی کی سخت پرورش ہوتی ہے قرآن شریف کا منشا یہ ہے کہ تمام قوی کو مناسب موقع پر استعمال کیا جاوے اور ان سے وہ کام لیا جاوے کہ جس کے لئے وے بنائی گئی ہیں اس لئے ان سے ایسے کام سے منع فرمایا کہ جسکا وجود ہی باعث خرابی ہو۔ قرآن نے احسان کرنے مروت کرنے کی تعلیم محض اس لئے نہیں دی کہ ہم اسکو پس پشت ڈالکر خود غرضی میں مبتلا ہو جاویں بلکہ اسلئے دی کہ اسپر عمل درآمد کریں اور بنی نوع انسان کو اسکے ذریعہ سے فایدہ پہنچاویں اگر روپیہ ہے تو غریبوں اور ناداروں کا بھلا کرنا اور انکی دستگیری کرنی وقت پڑے پر ان کی مدد کرنی نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری و لازمی ہے مگر جسکو سود خوری کا چسکا لگ گیا وہ نہ تو احسان کر سکتا ہے اور نہ اسکی آنکھوں میں مروت آسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدائے تعالے نے سود خوری کے واسطے فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا و یربی الصدقات اور فی الحقیقت سود کی رسم مٹانے کے لایق ہی ہے کیونکہ اس سے نہ صرف ایک اخلاقی گناہ سرزد ہونا ممکن ہے بلکہ بہت سا غور کرنا چاہئے کہ اگر ہمکو خدا نے دولت دی ہے تو وہ اس لئے تو ہے ہی نہیں کہ اسکو سینت سینت کر رکھیں ایسا کہ اسکو ہوا نہ لگے۔ بلکہ محض اس لئے ہے کہ اس سے اپنا کام بھی نکالیں اور غریبوں اور ناداروں کا کام بھی نکالیں مگر سود خوری کا لالچ ایسے وقت کہ اگر دولت ہے اور بدقسمتی سے سود خوری کا مہلک مرض لگ گیا ہے تو یہ سکھلاتا ہے کہ ایسے دینے سے اتنا نقصان ہوگا اور سودی دینے سے اتنا فائدہ پس وہ بھلا اسکی نیکی اور اخلاقانہ کارروائی کو چھوڑ دیتا ہے جس سے احسان و مروت ایسی کافور ہو جاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ کیا اس کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ اپنے ایک ہم جنس کی غریبی ناداری تنگدستی پر رحم کرتا اور اسکی بیکسی پر کچھ تو نظر شفقت کرتا کرتا تو سب کچھ مگر سود خوری کا چسکا جو اسکو لگا ہوا تھا اس کے لالچ نے اسکو ایسے ایسے پاکیزہ اخلاق سے روک دیا کہ جسکا ہونا ایک ایسے ذات میں ضروری اور لابدی ہے کہ جسکو دولت و مال عطا کیا گیا ہے پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سود خوری سے خود غرضی۔ طمع۔ لالچ۔ قطع رحمی۔ بے مروتی۔ ناحق شناسی۔ کنجوسی۔ تنگدستی بخیلی وغیرہ بداخلاقیاں پیدا ہو کر انسان کو ایک وقت ایسے درجہ تک پہنچا دیتی ہیں کہ اول درجہ کا بے رحم۔ ظالم۔ جابر۔ وغیرہ ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کی جائداد کو قرق کرانے میں ذرا بھی نہیں جھجکتا اور ذرا نہیں اس کے ظلم و ستم سے بھرے ہوئے دل میں قرضدار کی غریب اولاد کا ترس آتا کہ وے آفت کے مارے اور بدقسمتی کے مارے کہاں رات بسر کرینگے کیسے اپنے زندگی کاٹینگے۔

یہی وجہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ایسے اخلاق سوز اور اخلاق کے خرمن میں آگ لگانے والی رسم کا قلع قمع کیا اور صاف فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا۔ کیونکہ اس سے بندگان الٰہی کی ہلاکت اور تباہی پوری پوری ہو جاتی ہے چند روپیہ لیکر بیڑا غرق ہو جانا امر ممکن ہے لطف یہ کہ حضور کے آگے سود کے لینے دینے میں کوئی اخلاقی برائی تو سمجھ میں نہیں آتی مگر ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ اخلاقی بھلائی ہو۔ یا یہ کہ اخلاق کا اعلےٰ نمونہ ہے کہ ایک شخص نے سودی روپیہ لیا اور بعض وجوہات سے ادا نہ کرسکا میاں سودخوار نے نالش ٹھوکدی قرضدار کے پاس کچھ تو تھا ہی نہیں آخر سودخوار صاحب کی نظر غریب کی مکان رہایش پر لگی لہذا ڈگری ہوئی پر اسکو قرق کرا کے چلتے ہوئے اور نہ اس غریب کے بال بچوں کی اور اس کے بے گھر بے در ہونے کا خیال کیا اور نہ اس کے افلاس اور تنگدستی پر رحم کہایا۔ شاید آپ کے نزدیک یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہو تو ہو پر ہم تو اسکو سودخوری کی اخلاقی برائی میں لاکر سود کو مضر ہونے کے لئے ایک ایسی معقول دلیل تصور کرتے ہیں کہ جس سے رحم شفقت علی خلق اللہ۔ احسان۔ مروت۔ ایثار۔ فیض وغیرہ کا کافور ہونا اظہر من الشمس ہو۔ اور قطع رحمی۔ بداخلاقی بلکہ کج خلقی بے رحمی ظلم و ستم۔ بلکہ جور و ظلم غریب کشی پر دال تصور کرینگے۔ غرضکہ جہاں تک ہم غور کرتے ہیں ہماری سمجھ میں تو عقلی اور اخلاقی برائی نہ ایک نہ دو بلکہ بہت سی سمجھ میں آتی ہیں گر آپ ہیں تو عقلی اور اخلاقی برائی سے ہی منکر ہیں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کس عقل اور اخلاق کی کسوٹی سے اسکو پرکھتے ہیں جو وہ آپ کو شاہراہ سے کوسوں دور لیجاتی ہے۔ جس سے کہ آپ کو سودخوری کے جواز پر کوئی عقلی اور اخلاقی گناہ نظر نہیں آتا حالانکہ ہماری تحقیقات اسکو سراسر بداخلاقی اور بے عقلی یقین کراتی ہو۔ کہ ایسی بات کا رواج دیا جاوے کہ جس سے بنی نوع انسان فتنہ میں پڑ کر تباہی اور ہلاکت کی جانگداز بیٹھی کا کندا بنیں۔

پھر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اسلام کے علاوہ تمام دوسرے ادیان میں ہم ایسے رخنے نکال سکتے ہیں مگر سود کے مسئلے نے ہماری ساری شیخی کرکری کردی اور منہ پر مہر لگادی۔ دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھوں کا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا ٹینٹ ہے۔ قرآن میں تو مسلمانوں کو صرف سود لینے کی مناہی ہے اتنی مناہی نے بھی مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچایا کہ جس کے پاس بزرگوں کی متروکہ دولت تھی کچھ اور نہ کرتے تو سود کے ذریعہ سے اسکو بڑھاتے شرعیہ ممانیت نے یہ بھی نہ کرنے دیا" الحقوق والفرائض حصہ دوم صفحہ ۱۴۴

سچ ہے مولانا شریعت نے بہت برا کیا جو مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچایا اور ان کو بزرگونکی متروکہ دولت کو بذریعہ سود کے ترقی دینے سے روک کر صریح خسارہ میں ڈالا۔ جبھی تو آپ کو یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ اگر دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھوں کا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا ٹینٹ ہے کیوں نہ ہو اسلام نے کام ہی ایسا برا کیا ہے جو اسکے روشن اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا نام ٹینٹ رکھا گیا ہو اگر اسلام سود کے جواز کو حرام نہ کرتا اگر اسلام بیع کو حلال نہ کرتا تو نہ مسلمانوں کو بقول آپ کے نقصان اٹھانا پڑتا اور نہ اسلام کی روشن آنکھیں ٹینٹ اپنا نام رکھا تھیں۔ مگر اسلام کی بدقسمتی افسوس صد افسوس

کہ اسکی بدقسمتی کا اثر جناب کے وجود باجود پر بھی اثر کئے بدون نہ رہا اس نے آپ کی ساری شیخی کرکری کردی اور آپ کے منہ پر مہر لگادی۔ مگر سوال یہ درپیش ہوتا ہے کہ جب مہر لگ گئی تھی تو جواز سود کی تدبیریں کیسے آپ بیان کرسکے ساری شیخی کی کرکری کو تو ہم مان لیتے ہیں اور شرح صدر سے مان لیتے ہیں مگر مہر لگنے کے بعد جواز سود کی تدبیریں بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ مہر تو ہرگز ہرگز نہیں لگی ہو نہ ہوا ایسا ہوا کہ کسی مجلس میں یا کسی سودخور حضرت سے مقابلہ کے وقت اسکی حرمت کی توجیہ کرنے سے آپ قاصر ہوگئے ہونگے۔ یعنی اسوقت آپ سے اس کی گرفت اور اعتراضوں کا جواب شاید نہ بن پڑے کے حالت میں آپکو خاموش ہونا پڑا ہوگا اس لئے اس مضمون کے لکھنے وقت وہ سمان آنکھوں کے سامنے پھرنے سے آپ مہر کا لفظ نکال بیٹھے ورنہ فی الحقیقت ہم کو مہر لگ جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وجہ یہ کہ اگرچہ آپ نے سودخوری کے لئے بہت ہاتھ پیر مارتے ہیں تاہم اسباب کا تو ضرور اقرار کرنا پڑا یا یوں سمجھئے کہ حرمت سود پر جو اسلام نے جابجا قرآن پاک میں ارشاد فرمائے ہیں اس کے اقرار کا پیالہ تو ضرور آپ کو پینا پڑا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ حرام کا اقرار کرنے سے آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کی آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارنے اور زبان ہلانے سے آپ مہر لگی کے مصداق ثابت ہوتے ہیں نہ رہا شیخی کا کرکری ہونا اسکو تو ہم تسلیم ہی کرچکے ہیں۔ مگر مولوی صاحب اسلام بیچارہ بھی کیا کرے وہ تو اپنا نام ہی اب اسلام رکھانے سے آپ جیسے وجودوں کی واویلا دیکھکر پچھتا رہا اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اے کاش! میرا نام اسلام نہ رکھا جاتا تو بہتر تھا۔ کیونکہ میرے اسلام نام نے ہی مجھکو مجبور کیا ہے کہ میں ایسی تمام رخنوں کا قلع قمع کروں جن سے قوی انسانی کی بیحرمتی ہوتی یا جن سے بنی نوع انسان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں یا ہلاکت اور تباہی کی اچانک یا بےوقت لاٹھی ٹوٹتی ہے۔ ع۔ اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ آپ کی ساری شیخی کی کرکری ہونیکا جب خیال آتا ہے اور آپ کے منہ پر مہر لگنے کا آپ کے قول کے بموجب جب سمان آنکھوں کے سامنے پھرتا ہے تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اے کاش! اسلام اگر ہمدردی کا سبق نہ دیتا اور قوائے انسانی کو برمحل و موقع استعمال کرنے کی تعلیم نہ دیتا اور انسان کو کاہل سست اور بے کار بیٹھے رہنے کی تعلیم دیتا اور کوشش و محنت کرنے کا سبق نہ پڑھاتا یا ظلم و ستم اور جور کو برا سے اور کسیکا بندوبست نہ کرتا دوسرے کی امداد کرنی یعنی غریبوں ناداروں تیموں بیکسوں بیکسوں کی خبرگیری کا حکم نہ دیتا قطع رحمی۔ بے مروتی بے رحمی لالچ۔ طمع۔ حرص۔ دوسروں کا مال ہضم کرنے کا سبق پڑھاتا تو نہ تو اسکی روشن آنکھیں ٹینٹ کہلاتیں اور نہ اس کے وجود پر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا مگر اسلام نے کام ہی ایسا کیا ہے کہ ایک طرف ان باتوں سے روکنا چاہا جو ہلاکت اور تباہی کا پیش خیمہ ہیں دوسری طرف غمخواری اور ہمدردی کے پہلو کو مدنظر رکہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسکا یہ خیال کہ روپیہ بٹا ہوا رہے اور دنیا کی تمام دولت چند ایک کے پاس نہ جاوے اور اسطرح بنی نوع انسان تباہی و خسران میں سے بچ جاویں ضرور قابل قدر تھا مگر زمانے کی نیرنگیاں فلک

الافلاک کے ظلم وستم نے آخر کار ہمارے اسلام پر بھی حملہ کر ہی دیا۔ پہلے تو ہم نے یہی سمجھا تھا کہ یہ صرف مادی دنیا رکے عاشقون اور عشق مزاجون کا ہی دل جلایا کرتا ہے اور ان کو ہی طرح طرح کی ٹھوکرین کھلایا کرتا ہے مگر آب معلوم ہوا کہ یہ چرخ کہن غمخوارون ہمدردون کا بھی جانی دشمن ہے اور ہے بھی سچ دنیا میں یہی سلسلہ جاری ہے یا یون سمجھو کہ مادی دنیا کی گھاتیں بڑی نامراد گھاتیں ہیں یہ ہمیشہ سے ہر ایک کے ساتھ بلے تن اغیار والا معاملہ کرتی رہی ہے اور کبھی بھی اس نے کسی سے وفاداری نہیں کی دیکھو کہ جب اسلام نے عرب جیسے ظلمت کدے میں جنم لیا اور یہ حضرت اسلام لگے اپنی ہمدردی دکھلانے یعنی آپ کے دل نے جوش مارا کہ عرب کے پوت پتھر پرستی کو چھوڑ دین اور خدا پرستی اختیار کرین اخلاق رزیلہ کو چھوڑ کر اخلاق کریمہ کیسے ہوان اور بہادر پوت نہ تیغ کو گئے کیسے کیسے ان کی درگت نبائی گئی تھی دفع تو ان کو اپنی جان کے ہی لالے پڑ گئے پر یہ غیرت نہ ہمدردی سے اور نہ غمخواری کا خبط ان کے دماغ سے دور ہوا بلکہ جون جون ان کے فرزند زیادہ سے زیادہ ان کے مقصد ادا کرنے میں کام آئے تون تون ان حضرت کا غمخواری ایک آگ تھی اور ان کے بہادر فرزندون کا اپنے مقصد ادا کرنے میں جانیں دینا تیل کا کام دیتا تھا جس سے کہ ہمدردی اور غمخواری کی آگ ان کے سینہ میں اور بھی بھڑکتی تھی۔ آخر کار وہ وقت بھی آ گیا کہ کامیابی کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور ان کو دولہا بنایا گیا یہ کامیاب اور بامراد ہوئے اور ان کے مخالفت کرنے والی مادی دنیا معہ اپنے دنیا پرست فرزندون کے ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر اور لوگون کو کرشمہ نامرادی اور ناکامی دکھلا کر حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ غرضکہ ہمدردون کے ساتھ ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے وجہ یہ کہ ان کے اندر ہی ایک طرح کا عشقی مادہ سرایت کر گیا ہوتا ہے اور اس لئے اس کی ہمدردی کی بے قدری کرنے والے جہان پیدا ہوتے ہیں وہان قدردان بھی کسی نہ کسی قدر ضرور ہوتے ہیں مگر یہ حق ہے کہ ابتدا میں بے قدرون کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور قدردان تھوڑی مگر ہوتے دونون فریق ضرور ہیں اس لئے بے قدر ان حضرات زیادہ سے زیادہ نکتہ چینیان کرنا ہی باعث فخر خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کی ظاہر بین آنکھ کو عیب ہی عیب نظر آتا ہے ثواب کی کوئی توجہ کی طرف نہ تو وہ خیال ہی کرتے ہیں اور نہ سوچتے ہیں بس جو منہ میں اور خیال میں آتا ہے کہہ اٹھتے ہیں ورنہ بات تو سیدھی سی ہے کوئی پیچ دار بات نہیں تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ سود خورون کو ذریعہ کسقدر ذلیل ہو گئے ان کے وجود کیسی خرابی کا باعث اور ہلاکت کا ذریعہ ہوئے انہی کی ہی بدولت بدچلنی اور عیاشی کی جرات ہوئی جس کے باعث بزرگون کی متروکہ دولت کھڑے کھڑے آنکھون کے سامنے نیلام و قرق ہو کر بنئے مہاجنون کے باپ دادون کی جاگیر ہو گئی وہ جو ایک وقت خود ایسے تھے کہ کسی آنکھ سے بیٹھے غریب نادار کو خطرے میں نہیں لاتے تھے ہر وقت روپیہ کے نشہ میں مخمور رہتے امیری اور دولت اور صاحب جائداد ہونیکا تھا۔ اب ایسے پڑے مکھیاں مار رہے ہیں کہ کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ میان تم کس باغ کی مولی ہو؟ مگر کیا کرین ؛ شومئ اعمال نے یہ روز بد دکھایا اگر اسلام کے تابعدار رہتے احل اللہ البیع وحرم الربوا کو زیر نظر رکھتے تو آج ہلاکت اور تباہی کی مجسم تصویر بنکر باعث عبرت ہوتے

اس میں شک نہیں کہ آپ کی بیان کی ہوئی تدبیرون پر مسلمانون کے سود لینے سے یہ تو ضرور ہوگا کہ مسلمانون کی جائدادین جو آئے دن بنئے مہاجنون کے ہاتھون جاتی ہیں نہ جا وینگی مگر یہ تو ضرور ہوگا کہ بنئے مہاجنون کے قائمقام مسلمان ہو کر۔ ع۔ مرے کو مارین شاہ مدار والی مثال کو پورا کرینگے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ نہ تو ہمدردی ہوگی اور نہ سودی روپیہ لینے کا چلن بند ہوگا اور نہ عیاشی اور فضول خرچی کے روکنے کا سدباب ہوگا مگر کہے کون اور سمجھائے کون یہان تو یہ حالت ہے کہ شریعت اسلام نے برا کیا اور بہت برا کیا کہ سود کے لینے کو منع کیا جس سے مسلمانون کو معتدبہ نقصان پہنچا بزرگون کی متروکہ دولت کو سودی پر لیکر بہاتے تو وارے نیارے ہو جاتے ہیں مسلمان مسلمان بھائی کا گلہ کاٹنے کسی ہندو کافر مشرک کو یہ موقع ہی نہ ملتا مگر مسلمانون میں جو اہل دولت تھے سود کی ممانعت کر کے اسلام نے لٹیا ڈبو دی اس میں شک نہیں کہ دنیا نے اس وقت اپنی بہار اور جوبن کی ہٹک ایسی دکھلائی ہے اور وہ ایسی عروس حسین مہ جبین سرو قد سیمین عذار نرگس چشم سنبل زلف بنکر نکلی ہے کہ زاہد صد سالہ بھی اسکو دیکھکر لٹو ہوا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے دنیا پرستی کی آوازون نے ہمارے مغز کو چاٹ لیا ہے۔ مگر دین کا ظرف ایسا خالی رہ گیا ہے کہ اس میں خال خال کوئی نظر آتا ہے مگر ہے ضرور اس لئے ہر ایک کیسہ درہم دینار کی طرف ہی جھکتا ہے قاعدے کی بات ہے کہ جس طرف کی کشش زیادہ ہوئی ہر اسی طرف جھکنا لازمی امر ہے الناس علی دین ملوکھم تو سنا اور پڑھا ہی تھا مگر اب مشاہدہ نے اسکو سچ کر کے دکھلا دیا پتلون کوٹ کالر نکٹائی کی بہار تو دیر سے قول مذکورہ بالا کی تصدیق کرتی تھی مگر یہ امید کم تھی کہ جبہ پوش حضرات پر بھی الناس علی دین ملوکھم حملہ کئے بدون نہیں رہیگا مگر مشاہدہ نے یہ بات بھی آسان کر دی کہ وہ جو دین کے سمجھنے کے دعوے دار تھے جن کو دعوے تھا کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے اس بات کی طرف مطلق نہ وہ بیان کر کے کہ اسلام نے سود کو کیون حرام کیا ہے اس کے جواز کی نرہ وہ تدبیرین پیش کیں کہ تو بہ ہی بھلی۔

اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "سب سے آسان تدبیر جو سوجھ پڑتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہم اپنی خاص حالت کی وجہ سے اپنے تئین حکم ممانعت سود کا مامور بہ اور مخاطب ہی قرار نہ دین تو یہ اس سے بدرجہا بہتر ہوگا کہ مامور بہ اور مخاطب بنکر بیباکی اور شوخ چشمی کے ساتھ خلاف حکم کرین۔ معتقدات اور عبادات کے علاوہ معاملات کا ارنگا ہمارے پیچھے ایسا لگا ہے کہ ہم حکم تشریع کی تعمیل کرنا چاہین بھی تو نہیں کر سکتے ایک آدھ ہو تو کہی جاوے۔ رجم زانی قطع ید سارق مسلمانون کے مقابلہ میں نامسلم کی شہادت میعاد۔ سماعت حدود و کتنے احکام شرعی ہیں کہ انگریزی عملداری میں معطل ہیں قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اب نہ ہندوستان میں پورا اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں" الحقوق والفرائض حصہ دویم صفحہ نمبر ۴۴۔

اس میں شک نہیں کہ یہ بہانہ بہت عمدہ دستیاب ہوا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں اس سے بہت ہی آزادی کی صورت نکل آتی۔ اور سارے جھگڑون بکھیڑون سے پاک ہونے کی سبیل تیار ہوگئی

کیوں جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان میں بہ وجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور ادا نہیں ہوتے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جو جی میں آئے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری و لازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں کھلے خزانے دھڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہاں انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے شکنجہ میں قابو آجائے ورنہ شریعت کیطرف سے بےفکر رہو اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی وہ پامال بھی اور کس مپرسی کی حالت میں ہو گئی اسی طرح نکاح طلاق وغیرہ قوانین کی کچھ ضرورت ہی ضروری نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک سے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کئے جاسکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کب یقینی ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی تمام کا صفایا ہوا جاتا ہے پھر مولوی صاحب الحقوق والفرائض کی تصنیف کا ناگوار بوجھ بھی برداشت کرنا چہ معنی دارد کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تھی جسمیں سے بعض امور کو ہم مامور بہ مخاطب ہی نہیں جو کسی کو لباس پہننے کا حق رکھتا تھا ؟ ہرگز نہیں ! پھر آپ یہ کیا کر بیٹھے ؟ بتلائیے کہ آپکو اس اصول کو مدنظر رکھکر ایک شخص اپنے آپکو زنا کا، چوری کا، عیاری کا، ٹھگی کا، ڈکیتی کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر یہ کام شروع کردے تو اسکو قابو کرنیکے لئے کیا دین ہو سکتی ہے پھر بیعنی اسکو عدم جواز اور سود کے جواز ہونیکی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہماری تو سمجھ میں آتا ہے کہ اس کو مد نظر رکھ کر تمام اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا اثر لگا ہوا ہے یہ ہمیں لگتا ہے کہ ہم حکم شرع کی تعمیل کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہیں تو کر سکتے ہیں اور اگر نہ چاہیں تو نہیں کر سکتے ہیں۔ غور کیجیے کہ ! کیا ایک شخص چاہے تو زناکاری کرنے سے نہیں رک سکتا ؟ بے شک رک سکتا ہے ایسے ہی شراب خوری قمار بازی عیاشی سے بھی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر ایک شخص دوسروں کے حال و مال پر رحم کرنا چاہیے تو سود کھانے سے بے شک پرہیز کر سکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے مرض نے اس میں اپنا گھر نہ کر لیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہے تو سودی روپیہ لینے سے پرہیز کر سکتا ہے۔ ہماری تو سمجھ میں یہی آتا ہے کہ مذکورہ بالا معاملات انسان چاہے تو کر سکتا ہے اور نہ چاہے تو نہیں کر سکتا اور اسی طرح تمام قرآن کے اوامر و نواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش کئے ہیں کہ جن پر بفضل اللہ انسان عمل درآمد کر سکتا ہے پھر بتلائیے کہ اڑ سکنے کی کیا دال گل سکتی ہے ؟ یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہو گئی تو بقول کسے کہ دولت میں ڈوب گئے خدا کو بھول گئے۔ اپنے حالت کو حکم ممانعت سود کا مامور بہ مخاطب بننے سے انکار کر دیا یا زنا اور شراب و جوئے کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہو گئے اور لگے گل چھرے اوڑانے اوڑ آئے اور شوق سے اور مزے سے اوڑائے مگر مامور بہ اور مخاطب تو ضرور ہیں۔ غضب یہ کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے مگر آپ یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ ہے کہ اپنی حالت کا خیال کرکے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیوں اور بدکاریوں کے لئے ... اصول ہو سکتا ہے۔ ہاں رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ یہ ایسے حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ اسلام سے ہے ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانعت سود کا زنا کا چوری کا ڈکیتی کا شراب خوری قمار بازی کا تو ضرور مخاطب و مامور بہ ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاویں کہ صرف حالت اور دولت کے ..... نشہ میں ایسے مخبوط الحواس ہو جاویں کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئیں مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بھی ہمارے پر آجانا ممکن ہو کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ وغیرہ کا بھی مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر اباحت اختیار کریں اور یہ تو آپ نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہے اس لئے جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاوے بدکاری کے سیلاب کا بند کھول نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن مواد اکٹھا نہیں کرتے ہماری تو یہی سمجھ میں آتا ہے جہاں تک ہمنے غور و خوض سے کام لیا ہے کہ ایسے اشارے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بدی اور بدکاری کا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے بہت ہی مفید ہو سکتے ہیں۔ مسلمان نوابوں اور امیروں میں سے اکثروں نے جو احکام شریعت سے اغماض کر کے ہر ایک بات میں اعتدال سے باہر قدم رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی کسی آپ جیسے مہربانوں نے سبق پڑھائے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہو گیا ہے اس لئے سردست بس کرتا ہوں جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچھ اور بھی عرض شاید کر سکوں بشرطیکہ تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکھنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف ایک مسئلے کے عیب و ثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے وبس لمبے جھگڑوں سے ہمکو کیا واسطہ اور مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز۔ محمد حسین از لاہور چیا منی۔

۱۷ دسمبر ۱۹۰۷ء

استفسار بمعہ جواب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام عریضہ کردہ بودم درباب بیان نمودن معانی صفات اللہ تعالیٰ مثل وجہ اللہ - و نور - و محیط - و نحن اقرب - و ھو معھم این ما کانوا - و از طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمدہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آرید و تفاصیل آن حوالہ بخدا کنید۔ الغرض من ایمان آوردہ ام بفرمودہ اللہ تعالیٰ و تفصیل آن حوالہ بخدا میکنم و کردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمین است کہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ - اللہ نور السموات والارض - الا انہ بکل شیء محیط - و نحن اقرب الخ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن الخ - ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا - نزد من بندہ از روی بینش معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند - رو بخدا نور آسمانہا است و نور زمین است - آگاہ باش او بہر چیز گرد اگرد است - ما نزدیک ہستیم - او اول است و آخر است و آشکارہ است و نہان است نیست ہیچ گروہ مگر

کیون جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان میں بہ وجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور ادا نہیں ہوتے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جو جی میں آئے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری و لازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اچھی طرح نماز کا روزہ کا حج کا زکوۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں کھلے خزانے دہڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہان انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے شکنجہ میں قابو آجائے ورنہ شریعت کے فرسودہ نکمے ہو اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی وہ پامال بھی اور کس مپرسی کی حالت میں ہو گئی اسیطرح نکاح طلاق رجوع وغیرہ قواعد کی کام تہوڑی ہی ضرورت نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک کے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کیئے جاسکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کیونکر یقینی ہو سکتے ہیں اور ایسی ہی تمام کا مسئلہ پایا ہوا جاتا ہے پھر مولوی صاحب الخرق والفتق کی تصنیف کا ناگوار بوجہ بیدا خت کرنا چہ معنی دارد کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تھی جسمیں سے بعض امور کے ہم مامور بہ مخاطب ہی نہیں جو کسی نیک لباس پہنے کا حق رکھتا تھا؟ ہرگز نہیں، پہر آپ یہ کیا کر بیٹھے؟ بتلائے کہ آپکے اس اصول کو مدنظر رکھکر ایک شخص اپنے آپکو زنا کا، چوری کا، عیاری کا، ٹھگی کا، ڈکیتی کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھکر یہ کام شروع کردے تو اسکو قابل گرفت کیا دلیل ہو سکتی ہے یعنی اسکو عدم جواز اور سود کے جواز ہونیکی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہماری تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس کی مدد سے تمام اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا اڑ لگا جائے تو ہمیں لگتا ہے کہ ہم علم شرع کی تعمیل کرنا چاہئیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہئیں تو کر سکتے ہیں اور اگر نہ چاہئیں تو نہیں کر سکتے ہیں۔ خود دیکھو کہ کیا ایک شخص چاہے تو زناکاری کرنے سے نہیں رک سکتا؟ بے شک رک سکتا ہے ایسے ہی شراب خوری قمار بازی عیاشی سے بھی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر ایک شخص دوسرون کے حال و مال پر رحم کرنا چاہیئے تو سود کہانے سے بے شک پرہیز کر سکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے مرض نے اس میں اپنا گہر نہ کر لیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہے تو سودی روپیہ لینے سے پرہیز کر سکتا ہے۔ ہماری تو سمجھ میں آتا ہے کہ مذکورہ بالا معاملات انسان چاہے تو کر سکتا ہے اور نہ چاہیئے تو نہیں کر سکتا اور اسی طرح تمام قرآن کے اوامر و نواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش کئے ہیں کہ جنپر بفضل اللہ انسان عمل درآمد کر سکتا ہے پہر بتلائے کہ اڑ سکنے کی کیا دال گل سکتی ہے؟ یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہو گئی تو بقول اس کے کہ دولت میں ڈوب گئے خدا کو بہول گئے۔ اپنے حالت کو حکم ممانعت سود کا مامور بہ مخاطب ہونے سے انکار کر دیا یا زنا اور شراب وجوئے کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہو گئے اور انکو کھلی چہوٹ اوڑا نے اڑا آئے اور طوق سے اور مزے سے اوڑائے مگر مامور بہ اور مخاطب تو ضرور ہیں۔ غضب! کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے مگر آپ یہ پٹی پڑہاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ ہے کہ اپنی حالت کا خیال کرکے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیون اور بدکاریون کے لئے بہت اصول ہو سکتا ہو سہا رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ یہ الہیہ حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ اسلام سے ہے ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانعت سود کو زنا کو چوری سے ڈکیتی کے شراب خوری قماربازی تو ضرور مخاطب و مامور بہ ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاویں کہ صرف حالت اور دولت کے . . . . .

کشتی میں ایسے محبوط الحواس ہو جاوین کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئین مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بھی ہمارے پر آجانا ممکن ہے کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکواۃ وغیرہ کا بھی مامور بہ اور مخاطب سمجھکر باعث اختیار کریں اور یہ تو آپ نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں اس لئے جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاوی بدکاری کے سیلاب کا بند کہول نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن مواد اکٹھا نہیں کرتے ہماری تو یہی سمجھ میں آتا ہے۔ تعجب تک ہے کہ طور خوض سے کام لیا ہے کہ ایسے اشارے ان لوگون کے لئے جنہون نے بدی اور بدکاری کا وتیرہ اختیار کر رکہا ہے بہت ہی مفید ہو سکتے ہیں مسلمان نوابون اور امیرون میں سے اکثرون نے جو احکام شریعت سے اغماض کرکے ہر ایک بات میں اعتدال سے باہر قدم رکہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی کسی آپ جیسے مہربانون نے سبق پڑہائے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہو گیا ہے اس لئے سردست بس کرتا ہون جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچھ اور بھی عرض شاید کر سکون بشرطیکہ تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکھنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف ایک مسئلہ کے عیب و ثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے ورنہ بس ہم جھگڑون سے ہمکو کیا واسطہ اور مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز محمد حسین از لاہور چابکی۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء

استفسار بمعہ جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عریضہ کردہ بودم در باب بیان نمودن معانی صفاتِ اللہ تعالیٰ مثل وجہ اللہ۔ و نور۔ و محیط۔ و نحن اقرب۔ و ھو معھم این ما کانوا۔ و از طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمد کہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آرید و تفاصیل آن حوالہ بخدا کنید۔ الغرض من ایمان آوردہ ام بفرمودہ۔ اللہ تعالیٰ و تفصیل آن حوالہ بخدا میکنم و کردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمین است کہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ الا انہ بکل شیء محیط۔ و نحن اقرب الخ۔ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن الخ۔ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔ نزد من بندہ از روی بینش معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند۔ روی خدا نور آسمانہا است و نور زمین است۔ آگاہ باش او بہر چیز گرداگرد است۔ ما نزدیک ہستیم۔ او اول است و آخر است و آشکارہ است و نہان است نیست ... کہ ...

او چہارم آن است و پنجم مگر او ششم آن است و نہ کمتر ازین و نہ زیادہ مگر خدا همراہ آنہا است ہر جا کہ باشند بہ علم آوردن بہ تفصیل و حقیقت آن حوالہ بخدا میکنیم زیرا کہ چنانچہ او بی مثل است ہمین طور ہر صفت او بی مثل است العرض و خواست معانی از مسیح موعود علیہ السلام ازین سبب میکنم کہ مفسرین دیگر طور میگویند۔ مثلاً از وجہ توجہ و از نور ظہور و از احاطہ او احاطۂ علم او و از قرب او قرب قدرۃ او و از غلبہ غالب و از معنی معیت علم او ہمراہ میگیرند و میگویند کہ فرمودۂ خدا این است لہذا فیصلہ میخواہم کہ کدام معانی صحیح ہستند و فرمودۂ خدا کدام معانی است یعنی آن معانی صحیح است کہ کُنہ معلوم نمیشود و دیگر تفصیلش حوالہ میکنیم و یا معانی دیگر تفاسیر صحیح است کہ ہر صفت را تاویل دادہ است فقط والسلام

العارض غلام محمد افغان۔

جواب از طرف حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

واضح باد کہ مذہب ما ہمین است کہ درین امر ہیچ دخل نمی باید او چرا کہ خدا تعالے فرمودہ است کلاں کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار و آنانکہ دخل دادہ اند آنان اگر خطا کردہ اند معذور بقول خود خواہند نمود این قدر کافی است کہ امنا بہ کل من عندنا۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد۔

حقیقت نماز شایع ہو گئی۔

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصول ڈاک ۱؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان۔

رسالہ

ردّ چکڑالوی

الموسوم ظہیر نمبر اوّل

یہ ایک عجیب و غریب رسالہ ہے جو پڑھنے والیکو عام فہم عبارت میں تدبر اور تفکر سے کام لینے کی ہدایت کرتا اور غور اور خوض کرنیکی عادت ڈالتا ہے اور جس میں علمی اور عقلی طور پر صرف قرآن کریم سے ہی استدلال کرکے چکڑالوی کے خیالات کا قلع قمع کیا گیا ہے اس کا طرز بیان بالکل ایک نئے رنگ کا ہے جو پڑھنے والے کے اندر بفضل خدا ایک نئی روح پھونکدیتا ہے اور ایسی سادگی سے لکھا گیا ہے کہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ الغرض یہ لاجواب رسالہ جس کا ایک ایک فقرہ قابل قدر ہے ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ اور ہر ایک شخص کو خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ برہمو ہو یا دہریہ اس کے مصنف منشی محمد ظہیر الدین صاحب کے باریک اور عمیق خیالات سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

یہ رسالہ حضرت حکیم الامت نے بھی دیکھا ہے اور اس پر آپ نے یہ رائے دی ہے۔ "جو میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے اور جہاں تک مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو مثمر بثمرات نیک کرے" نور الدین۔ ۷؍جون ۱۹۰۷ء

یہ رسالہ دفتر الحکم قادیان سے ۵؍ پر مل سکتا ہے۔ چودہ جلدوں کے خریدار سے صرف للعہ روپیہ لئے جاوینگے محصول ڈاک ہر صورت بذمہ خریدار۔

"چیستان مرزا" کا حل۔

۲۱؍ دسمبر ۱۹۰۷ء کو تیار ہو چکا ہے۔ تجویز ہوئی ہے کہ اس کو رسالہ کی صورت میں شایع کیا جاوے۔ کاپی لکھی جا رہی ہے۔ ایڈیٹر مرقع امرتسر جن کی درخواست پر یہ مضمون لکھا گیا ہے مطمئن رہیں کہ انشاء اللہ یہ چھپا ہوا رسالہ ان کی مقرر کردہ تاریخ کے اندر اندر ان کو ضرور پہنچ جاوے گا۔ گھبرائیں نہیں۔

ناظرین یہ جواب اس مضمون کا ہے جس کو ایڈیٹر صاحب نے دسمبر ۱۹۰۷ء کے مرقع میں انعامی رقم مبلغ پانسو روپیہ کے وعدہ پر شایع کیا ہے۔ والسلام۔

فضل دین مدرس قادیان۔

خطبۂ جمعہ

از حکیم الامتہ — ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ - اما بعد - اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم -

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۲۶/۱۴

قرآن میں بہت جگہ پر اس قسم کا ذکر پایا جاتا ہے کہ اکثر لوگ اس قسم کے بھی ہوا کرتے ہیں کہ زبان سے تو وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں مگر عملی طور پر کوئی کارروائی نہیں دکھاتے زبان سے وہ ایسی ایسی باتیں بھی کہہ لیتے ہیں جن کو اُن کے دل نہیں مانتے - چنانچہ قرآن کریم کے شروع میں ہی لکھا ہے - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْآخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۱/۱ ایسے لوگ اللہ پر ایمان لانے اور آخرت پر ایمان لانے کے زبانی دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل مومن نہیں ہوتے اسی لئے باوجود اس کے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا دعوے کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو مومنوں میں سے نہیں سمجھتا - وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ پر اور آخرۃ پر ایمان ہے مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ کہ وہ اللہ کے نزدیک مومن نہیں ہیں - ایسے ہی ایک اور جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے - اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۲۸/۱۴ کہ بہت سے آدمی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اے محمد صلعم تو ہمارا رسول ہے لیکن ہم قسم کھاتے ہیں کہ یہ لوگ جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں تو یہ صریح جھوٹے ہیں اور منافق ہیں کیونکہ ان کا عمل اور اعمال ان کے دلی ایمان کے خلاف ہے - اور جو باتیں یہ زبان سے کہتے ہیں اُن کے دل ان باتوں کو نہیں مانتے اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ - کہ مومن وہی لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور ایمان لاتے ہیں اللہ کے رسول پر اور اگر ان پر کچھ مشکلات آ پڑیں تو کوئی شک و شبہ نہیں لاتے بلکہ جَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کرتے کہ کسی اور کی کمائی سے یا کسی اور کا مال حاصل کر کے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں — کیونکہ وہ سوچتے ہیں کہ پھر ان کو کہاں سے دونگا اس لئے وہ خود کما کر اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں -

آج کل قحط کا زور ہوتا جاتا ہے مومن کو چاہئے کہ اپنی روٹی کا ایک حصہ کسی ایسے شخص کو دیدیا کرے جس کے پاس روٹی نہیں - اگر اس میں سے نہیں دے سکتا تو کوئی پیسہ ہی سہی کہ وہ بیچارہ خرید کر کے ہی کھالے - مومن آدمی کو تو خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں ہوتا - دیکھو آجکل سردی کا موسم ہے کسی مفلس کو اوڑھنے کے لئے کپڑا دینے سے تم کو دریغ نہیں کرنا چاہئے - مومن کو جُوں جُوں ضرورتیں پیدا ہوتی رہیں سب میں شرکت لازمی ہے - اسی واسطے میں نے یہ آیات پڑھی ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جنھیں اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان ہوتا ہے اور وہ اپنے مال اور جانیں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا خرچ کرنا ضائع نہیں جائیگا - اور ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے نزدیک بھی صادق اور سچے مومن ہوتے ہیں - اور پھر اس کے آگے فرمایا قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰہَ بِدِیْنِکُمْ - کہ کیا تم لوگ زبانی دعوے کرنے سے اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری جتلانی چاہتے ہو؟ اللہ کے نزدیک تو تب ہی صادق ٹھہر سکوگے جب عملی طور پر دُکھوں دردوں اور مُصیبتوں میں ثابت قدم رہوگے اور اپنے مالوں اور جانوں سے دوسروں کی غم خواری کروگے اور محتاجوں اور غریبوں کی امداد کروگے - یاد رکھو دوسروں کی غم خواری بہت ضروری ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی ہی توفیق سے ہو سکتا ہے - اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے - آمین - ایک اور ضروری بات جو اس زمانہ کے لئے نہایت ضروری ہے میں بیان کرنی چاہتا ہوں - کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ بہت سے زمینداروں کو اکٹھا کر کے بتایا تھا - کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس ملک پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے اور پودے لگانے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ طاعون کے پودے ہیں آخر وہ پودے لگے اور لوگوں نے اس کے پھل بھی کھائے اب حضرت صاحب نے پھر فرمایا ہے اور پے در پے الہامات ہوتے ہیں - کہ عنقریب طرح طرح کی نئی نئی بلائیں وبائیں اور بیماریں پھیل جائینگی اور عالمگیر قحطوں اور زلزلوں سے دنیا پر سخت درجہ کی تباہی آئیگی اور شدت سے طاعون اور دوسری آفات دُنیا کو گھیر لینگی اور وہ وقت نہایت ہی قریب ہے جبکہ اس قسم کے خطرناک مصائب دُنیا کو بدحواس اور دیوانہ سا بنا دینگے اب دیکھو چار بلاؤں کا مقابلہ دُنیا کو کرنا پڑیگا - ایک تو خاص وبائیں دوسرے شدت سے ایک نئی قسم کی طاعون تیسرے سخت زلزلے چوتھے قحط شدید - اور دوں کو جانے دو ان میں سے ایک قحط کو ہی لو - گو بچے تو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہ لوگ جن کے کنبے ہیں خوب سمجھتے ہیں کہ کن کن تکلیفات کا سامنا ہو رہا ہے آگے ربیع کا موسم آیا ہے اس میں اور بھی مشکلات نظر آتے ہیں - اور پھر اس کے ساتھ ہی وبائیں ہیں طاعون ہے زلزلے ہیں - اس لئے چاہئے کہ استغفار اور لاحول اور الحمد اور درود شریف بہت پڑھو اور صدقہ اور خیرات بہت دو اور دعاؤں میں کثرت سے لگے رہو - مگر افسوس کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ "او کیا ہے - مرنا تو ہے - کیا تم نے نہیں مرنا؟ آخر سب نے ہی مرجانا ہے بات ہی کیا ہے" - مگر خوب یاد رکھو کہ جس کے گھر پر مُصیبت آتی ہے وہی جانتا ہے کہ اس قسم کی باتیں کس موقع پر انسان مُنہ سے نکالا کرتا ہے - افسوس کہ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مادہ بہت بڑھ گیا ہے مگر وہ یاد رکھیں کہ اُن کی بدظنیوں سے کسی کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا مگر اُن کو نقصان پہنچ گیا - میرا کام کہنا ہے سو وہ تو میں کسی نہ کسی صورت میں کہہ ہی دونگا - اکثر آدمی کہہ دیتے ہیں - کہ "میاں! یہ سب باتیں

کہنے کی ہوا کرتی ہیں ان کو دیکھا ہوا ہے ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں کیا انہوں نے مر کر دیکھا ہوا ہے۔ اس قسم کے وعظ کرنے کی تو ان کی ایک عادت ہے۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ قرآن کریم میں لکھا ہے۔

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذنٰھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون۔ فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنٰھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین ۱۱

سو میں نہایت ہی درد بھرے دل سے کروڑوں دفعہ تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ اور صدقہ اور خیرات بہت کرو۔ اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو کہ **ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین**۔ یہ نہایت ضروری باتیں ہیں جو میں تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ دیکھو چار بلائیں سامنے ہو رہی ہیں قحط کو تو خود تم بھی محسوس کر رہے ہو اگر انسان بڑی محنت بھی کریگا تو کس قدر کمالے گا۔ عام لوگ تو ۸ یا ۹ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں کما سکتے۔ آجکل چھ سیر روپیہ کا آٹا بکتا ہے اور ہر ایک چیز گراں ہو گئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بد صحبتوں سے کنارہ کش رہو۔ بعض صحبتوں میں بیٹھکر انسان پھر انہیں کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اور بعض طبیعتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوسروں کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں۔ کسی نے نظم شنائی تو اور اگر کسی نے نثر شنائی تو کسی نے نکتہ چینی کی تو اور اگر کسی نے غیبت شروع کر دی تو ایسی طبیعتوں کے لوگ سب کے شریک ہو جاتے ہیں۔ بقدر طاقت اور مقدرت کے انسان کو چاہیئے کہ ایسی صحبتوں سے کنارہ کش رہے جن کا اسپر برا اثر پڑتا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت لحاظ رکھو۔ میں یہ اللہ کے لئے نصیحت کرتا ہوں۔ نمازوں میں بہت دعائیں کرو۔ میں خود بھی مانگتا ہوں۔ اس لئے تمہیں بھی کہتا ہوں کہ تم بھی مانگو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اسپر عمل کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔ (الٰہ‌دین)

قومی اخبارات سے کیا مراد ہے

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں سالانہ جلسہ کے متعلق قوم کی توجہ منعطف کراتے ہوئے میں نے قومی اخبارات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے اس حصہ سے کہ صرف (ایک ہی رسالہ میگزین قومی رسالہ کہلانے کا مستحق ہے) بعض دوستوں کو غلط فہمی واقع ہوئی ہے اور سمجھ لیا گیا ہے کہ اخبارات کو بجائے خود چھوڑ کر رسالہ تشحیذ الاذہان (جو ہمارے قابل قدر نوجوانوں کی مذہبی تعلیم اور اشاعت اسلام کے لئے حقیقی جوش کا نتیجہ ہے) ذاتی یا شخصی رسالہ ہے میری اس سے ہرگز یہ مراد نہیں بلکہ میں نے یہ بحث صرف اس اصول کو مدنظر رکھکر کی ہے کہ **صدر انجمن احمدیہ** کے ماتحت یا اس کی ملکیت میں صرف ایک ہی رسالہ نکلتا ہے اور باقی اخبارات شخصی ہیں۔ اس شخصی سے یہ سمجھ لینا کہ قوم کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں سخت غلطی اور غلط فہمی ہوگی۔ اخبار **الحکم** اور بدر قومی اخبارات کہلاتے ہیں بلکہ میں یہ امر فخر سے ظاہر کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اخبار **الحکم** کو احمدی قوم کا **آرگن** سمجھتی ہے اور اس کی تحریروں پر باضابطہ نوٹس لیا جاتا ہے۔ تاہم میں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں سمجھتا اور نہ اس غلط فہمی میں کسی کو رکھنا جائز سمجھتا ہوں کہ یہ اخبارات اپنے مالی انتظام کے لحاظ سے بہرحال شخصی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ **تشحیذ الاذہان** ایک ایسا رسالہ ہے جو اس پہلو سے شخصی کہلایا جا سکتا ہے لیکن اس کی آمد فی انجمن تشحیذ الاذہان کی اغراض ہی کے لئے وقف ہے اور کسی **فرد واحد** کو اس سے واسطہ نہیں۔ اور ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی نامناسب نہیں کہ میں نے اخبارات یا رسالجات کو متمد کرنے کی طرف جو ایما کیا ہے وہ قوم کی مالی حالت کے لحاظ پر کر کے کیا ہے والا میں نے اسی مضمون میں صاف لکھدیا ہے کہ صورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں رکھکر بھی ان کو زیادہ مفید اور طاقتور بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اطلاع

میں اس نمبر کے ساتھ ناظرین الحکم سے ۲ جنوری ۱۹۰۸ء تک رخصت ہوتا ہوں اس لئے کہ یہ سال کا آخری نمبر ہے اور حسب معمول ۳۱ دسمبر ۱۹۰۷ء کو تعطیل رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو الحکم کے ذریعہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو ناظرین سے پھر ملاقات ہوگی جو سال نو کا پہلا نمبر ہوگا اور چہار روزہ اشاعت کا بھی پہلا ہی نمبر ہوگا۔

واقعاتِ حقّہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

جیسے فرمایا اللہ کریم نے ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفّینا من بعدہ بالرسل واٰتینا عیسی ابن مریم البیّنٰت وایدناہ بروح القدس ﴿۱۱﴾ یعنے یہ سچی بات ہے کہ موسےؑ کو ہم نے اپنی کتاب دی تھی اور پھر اس کے بعد پے در پے کئی رسول بھیجکر اس کتاب کی تجدید کی تھی اور مریم کے بیٹے عیسےؑ کو ہم نے کھلے کھلے دلائل اور معجزات عطا کئے اور روح القدس سے اس کی ہم نے تائید کی تھی۔

اس آیت سے صاف طور پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب دے کر اور پے در پے اسی کتاب کے حکموں پر چلنے والے اور اسی دین کی طرف لوگوں کو بلانے والے کئی اور رسول بھیجکر ایک عظیم الشان روحانی سلسلہ شروع کیا تھا اور پھر اس سلسلہ کو حضرت عیسےٰؑ بن مریم پر ختم کیا تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا تو اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کا قرآن مجید میں ذکر تک نہیں جس کو اس سلسلہ کے ختم کرنے والا مانا جاوے۔ اور نہ ہی تواریخ پتہ دیتی ہے کہ کوئی ایسا رسول بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تھا جس نے حضرت موسیٰؑ کی کتاب پر عمل درآمد کرنے کا دعوےٰ کیا ہو اور توریت شریف سے ایک لفظ کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو کفر سمجھا ہو۔ اور پھر خدا تعالیٰ سورہ مائدہ کے گیارہویں رکوع میں صاف طور پر تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ ہم نے موسےٰ علیہ السلام کو اپنی کتاب یعنے توریت دی اور اس کے بعد اُسی کتاب کی تجدید کے واسطے اور نبی بھیجے جو اس کتاب پر عمل درآمد کرتے اور لوگوں کو بھی اُسی کتاب پر چلنے کا حکم کرتے تھے۔ اور اسی کتاب کے مطابق ہی وہ نبی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور اُن سب انبیا کے آخیر پر عیسےٰ بن مریم بھیجے گئے تھے جو اُنھیں کے نقش قدم پر چلتے تھے جیسے فرمایا وقفّینا علےٰ آثارہم بعیسی ابن مریم ﴿۱۱﴾ غرض یہ ماننا پڑتا ہے اور اس میں ذرہ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع کر کے عیسےٰؑ بن مریم پر اس سلسلہ کو ختم کیا تھا۔ اب اس سلسلہ کو ہم اپنے دماغ میں جگہ دیکر قرآن مجید کی اور آیات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کے نمونہ پر ایک اور عظیم الشان سلسلہ قائم کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ جیسے فرمایا اللہ حکیم نے انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ﴿۲۹/۱۴﴾ یعنے اے لوگو ہم نے محمد صلعم کو تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ تم پر اس بات کا شاہد ہے کہ ہماری تعلیم اور ہمارے احکام سے تم لوگوں کو اُس نے خبردار کر دیا ہے اور جس کام کے لئے یہ بھیجا گیا ہے اس کو اس نے کامل طور پر ادا کر دیا ہے اور یہ اسی طرح کا رسول ہے جس طرح کا رسول ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا یعنے جیسے موسےٰؑ ایک خاص **کتاب** کا مالک تھا ویسے یہ بھی ایک خاص عظیم الشان اور **کامل اور مفصل کتاب** لے کر آیا ہے۔ اور جیسے موسےٰؑ کے مقابل پر آخرکار **فرعون** اور اُس کا لشکر **تباہ** اور برباد ہوا تھا۔ ویسے ہی اس کے **مخالفوں** کا بھی **ناش** ہو گا اور اس کے مکذب نہایت ہی بُری طرح سے **نامراد** اور **ذلیل و خوار** ہوں گے۔ اور جیسے موسےٰؑ ہر طرح سے **فتح** اور **نصرت** حاصل کر کے بادشاہ بن گئے تھے یہ بھی اس سے ہزارہا گنا بڑھکر خدائی وعدوں کے مطابق **مظفر و منصور** اور **کامیاب و کامگار** ہو گا۔ اور جیسے حضرت موسےٰ کے بعد ایک **سلسلہ روحانی خلفا** کا شروع کیا گیا تھا اور مورخوں اور علم ریاضی کے ماہروں کے مسلمہ حساب بموجب موسےٰؑ سے تقریباً چودہ سو برس بعد وہ سلسلہ عیسےٰ بن مریم پر ختم ہوا تھا۔ ویسے ہی اس افضل الرسل سید المعصومین اور خاتم الانبیاء کے بعد بھی یقیناً ایک **روحانی سلسلہ** شروع ہو گا جو ایک عیسےٰ بن مریم پر تقریباً اتنی ہی مدت بعد آن کر ختم ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض کوئی **نیچری** ہو یا دہریہ برہمو ہو یا آریہ یہ بات تو اُس کو ہر صورت ماننی پڑے گی بشرطیکہ حق کی تلاش ہو کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ ایک سلسلہ کا **ابتدا** اور **انتہا** بتا کر اور روحانی خط م ع بتا کر اسی کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع قایم کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُس کو لفظ بلفظ پورا کر کے اپنی ہستی کا کامل ثبوت دینا چاہتا ہے کیونکہ صدہا برسوں کے قائم شدہ **سلسلہ** کے نمونہ پر ایک اور **سلسلہ** قائم کرنے کا وعدہ کرکے اور پھر اسیطرح پورا کر کے اپنی زندہ ہستی کا ثبوت دینا ایک ایسی بات ہے جس سے سوائے اُس شخص کے جس کو حق کے لینے سے نفرت ہو اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

اب معزز ناظرین کی دلچسپی کے لئے میں ثابت شدہ اور ملنے ہوئے خط م ع کا نقشہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

م = (موسےٰؑ) ——— تقریباً چودہ سو برس کا عرصہ ——— ع = (عیسےٰؑ)

سلسلۂ روحانی جو موسیٰؑ سے شروع ہو کر عیسےٰؑ پر ختم ہوا

مندرجہ بالا نقشہ اُس سلسلہ کو ظاہر کرتا ہے جس کا ذکر میں مفصل طور پر اوپر درج کر چکا ہوں۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اپنی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے ایک سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع کر کے اور اپنی پاک کتاب عنایت فرما کر پے در پے اُسی کی تائید میں اور رسول بھیجنے شروع کئے جن کے آخیر پر عیسےٰؑ بن مریم کو بھیجکر اُس سلسلہ کو ختم کر دیا۔ لیکن اب میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس خط کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع یعنے م = (محمدؐ) سے شروع ہو کر اور پہلے خط کی طرح ہر طرح کی خیر و برکات اور فتوحات اور تائیدات الٰہیہ کو ساتھ لیتے ہوئے تقریباً اسی قدر عرصہ میں

ع ۔ (عیسیٰ ۴) پر ختم ہو۔ قائم کرنے کا وعدہ کیا ہے جس پر آیت ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الخ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون ۔ ۳۴ پورے طور پر روشنی ڈال رہی ہے ۔ اب سوچنے اور سمجھنے والی بات جو ہے اور جس کے لئے میں نے اس مضمون کو شروع کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح سے ہزاروں برس پیشتر ایک سلسلہ کا قائم کرنا اور پھر اسی کے نمونہ پر ایک اور سلسلہ اس کا مثیل قائم کرنے کا وعدہ کرنا کیا یہ انسان کی کسی اندرونی طاقت یا قوت کا کام ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی متعصب سے متعصب اور دین اسلام کا دشمن بشرطیکہ شرم اور حیا والا ہو۔ کہ سکتا ہے کہ یہ سب انسانی منصوبہ ہے؟ کیا کوئی انسانی دل و دماغ قبول کر سکتا ہے کہ یہ سب انسانی کارسازی اور بشری محنت اور علمیت کا نتیجہ ہے؟ کیا کوئی ایسا انسان تمام روئے زمین پر موجود ہے یا کسی بشر کے وہم و گمان میں بھی یہ جرأت اور اس قسم کا حوصلہ اور جوش پیدا ہو سکتا ہے اور کبھی بھولے سے بھی کوئی شخص اس قسم کے دعوے کرنے کا اپنے دل میں خیال لا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! غرض یہ ایک دعویٰ ہی ایک ایسا عظیم الشان دعوے ہے جو خدا کی ہستی کے منکروں اور دیگر اقسام کے ناستکوں اور دہریوں کے لئے ایک فارق حربہ ہے اور یہ ایک ایسا پر زور شان و شوکت والا اور اپنے ساتھ بڑی بڑی اقتدار کی پیشگوئیاں رکھنے والا دعوے ہے جس کے سنتے ہی ایک دہریہ کا دل دھڑکتا جان تڑپتی اور دم گھٹنے لگتا ہے اور بدحواسی سے اُسے چکر آنے لگتا ہے اور بے اختیار ہو کر اس کا دل بول اٹھتا ہے کہ کوئی مالک الکل اور خالق الکل قادر و توانا ہستی موجود ہے۔ جو جیسے چاہتی ہے کرتی ہے اور نہ صرف اس زمین کو بلکہ اس سے لکھو کھا درجہ بڑھ کر کروڑوں اور اربوں کرّوں کو ایک کٹھ پتلی کی طرح نچاتی ہے اور محض اپنے حکم سے ان کے مقررہ محوروں میں انہیں گردش دئے جاتی ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے جیسے سامان چاہتی ہے پیدا کر دیتی ہے۔

معزز ناظرین گو میں اس مضمون پر کافی بحث کر چکا ہوں اور منکرین ہستی باری تعالیٰ کی زبان بند کرنے کے لئے مفصل خدا کافی دلائل دے چکا ہوں۔ مگر میں اس مضمون کو اپنی طرف سے ایک حد تک مکمل کرنے کے لئے اب یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بتایا تھا اور دنیا کو ہلا دینے والا اتنا بڑا عظیم الشان دعوے کیا تھا۔ آیا وہ پورا بھی ہوا ہے یا نہیں۔ سو واضح رہے کہ یہ بڑی عام فہم اور موٹی بات ہے اور کسی ذی ہوش کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یتیمی اور بے کسی کی حالت سے اپنے مولا کی مدد سے وہ عروج حاصل کیا جس سے ان سب بچو کچھ دشمنوں معاندوں مخالفوں اور مکذبوں کو سر جھکا کر اطاعت قبول کرنی پڑی جو پہلے طرح طرح کے دکھ دیتے اور آنحضرت صلعم کے ذلیل و خوار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ اور ہمارے نبی کریم صلعم اس اعلیٰ معراج پر پہنچے کہ جسمانی طور پر تو ایک عظیم الشان بادشاہ بن کر دنیا کی ایک طاقتور سلطنت کے بانی ٹھہرے اور روحانی طور پر قیامت تک کے لئے اولیا اور خلفاء کے باپ ٹھہرے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی کامل اکمل اور مفصل کتاب ان پر نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ اور جس میں دین اسلام کے اُن کل مسایل کا بیان ہے جن کی کہ ہم کو ضرورت ہے اور جن کا بیان کرنا خدا تعالیٰ کے علم میں ہمارے لئے ضروری ہے اور ہر ایک ایسی ہدایت کو کمال تک پہنچا دیا گیا جس کا دین کی ایک کامل کتاب میں پایا جانا لازمی ہے۔ اور آپ کے بعد خلفاء کا وہ سلسلہ جاری ہوا کہ جس کا آخری خاتم یعنی خاتم الخلفا بفضل خدا اس وقت ہمارے پاس زندہ موجود ہے۔ مبارک وے جو اس سے زندگی حاصل کریں۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔

چونکہ ان کی صداقت کے دلائل اسی مضمون میں میں اس سے پیشتر بیان کر چکا ہوں اس لئے اس وقت مختصر طور پر وہی دلائل لکھتا ہوں جن سے ان کا مثیل مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہ

دانائی کی باتیں

ایک دانا کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو تم بے ضرورت بولتا دیکھو تو جان لو کہ وہ دیوانہ ہے۔ اس لئے ہر ایک عقلمند کو "پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو" والی مثل پر عمل کرنا چاہیئے جب کوئی شخص کسی میٹنگ یا کلب سوسائٹی یا مجلس میں کسی امر پر گفتگو کر رہا ہو اور اس کے بیان میں خواہ کتنے ایک نقص بھی ہوں۔ تاہم جب تک وہ اپنے سلسلہ سخن یا تقریر کو ختم نہ کر لے۔ تم اپنی رائے مت دو اور اپنے معلومات کو ظاہر کرنیکی کوشش مت کرو۔ کیونکہ داناؤں کے نزدیک دوسرے کا قطع کلام کر کے اپنی واقفیت اور لیاقت کا اظہار کرنا بیوقوفی ہے

اگر تمہارے روبرو کسی ایسے امر پر بحث ہو رہی ہو جس میں تم کو کچھ واقفیت نہیں تو تم ہرگز اس میں دخل نہ دو اور بن بلائے کبھی نہ بولو۔ کیونکہ جو شخص بن پوچھے سوال کا جواب دیتا ہے وہ احمق ہے

اگر کچھ آدمی اپنے راز کی باتیں کر رہے ہوں تو تم ان کی طرف کان مت لگاؤ۔ اس سے پہلے کہ تم کسی اور کو سنوارنے کی خواہش کرو اپنے آپ کو سنوار لو۔

خریداران کو اطلاع

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری نہیں دیتے جس سے تلاش نمبر میں بہت سا وقت ضایع جاتا ہے۔ عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ خریدار خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری درج کیا کریں۔

منیجر

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلایق کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دیسکتا اگر ایسا ہو تو ضرور لوگ اس کی چال بازی سے آگاہ ہو جاوینگے جس شخص کو دہوکہ دیا جاتا ہے وہ شکی ہو جاتا ہے اپنے شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی دور حصہ میں گذرا ہو پڑھکر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جن سے آپ واقف ہیں اور جن سے آپ مل سکتے ہیں اور جن سے گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہوگا اب اس بیان کو پڑہیے ڈاکٹر پی ایس ۔ کانلا صاحب ۔ ایم ۔ ڈی ۔ امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جن کا دواخانہ کماٹی پورہ کی دسویں گلی میں واقع ہے فرماتے ہیں ۔ میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ میں نے ڈون کی درد پشت اور گردوں کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلیس) گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھے یہ تجربہ کرکے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسے امراض کے لئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں ان سے بدرجہا بہتر ہیں ۔ اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچہار کھئے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلیں) اسی کے لئے مخصوص ہیں ۔ گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں ۔ درد پشت اور پیچے کے اعضا میں ورم ۔ درد شقیقہ یعنے آدہا سیسی گٹھیا ۔ چکر آنا ۔ بے خوابی اور دل کی بے قاعدہ حرکت وغیرہ ان سب مرضوں کے باعث سبب وہ زہریلے مادے ہیں جن کو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوکی اودیہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی ۔

ڈون کا مرہم (ڈوونس اینٹی سپٹک) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) نخ بادہ ۔ کہرجوا ۔ کیڑ ۔ چیٹہ ۔ داد ۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش ۔ نمکین ۔ شرر ۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے ۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ ۱۲ فی ڈبیا

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۴۰ روپیہ اور دوم مبلغ ۳۵ مبلغ ۵ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے بیلنے کی دبیرنے والے بھی تیار ہیں ۔

مستریان مولابخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھی رشتہ دار کشیری لکڑی کی ۔ بینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہے قیمت ۷ روپیہ ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی رشتہ دار کشیری لکڑی ۔ کین ہینڈل عمدہ ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ہے ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ سال کین لکڑی چپیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲ ۔ ۱۳ برس کی عمر کے واسطے درست ایک سٹ وکٹ	
ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ	۔
۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹ ایک بال فی بکس	۔
فٹبال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار	۔
؍؍ ؍؍ ؍؍	۔
بچوں کے لئے فٹ بال معہ بلیڈر	۔
کرکٹ بال گٹ سوئن نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	۔
؍؍ دھاگے کے بیچ	۔
؍؍ پریکٹس	۔
کرکٹ دستانے فی کاپی	۔

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ سال از قسم پریکٹس بیٹ ۔ پریکٹس وکٹ ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے ۔ اور قیمت بہ نسبت اس سے بہت کم ۔ میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں ۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ضلع کانگڑہ

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک

وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر ۔ کھانسی ۔ زکام ۔ گوشت کھورنے کی کمی کا ہو اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب دیتا ہے ۔

مالکم نہیں چھوا جاتا

تمام دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ لیمیٹڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان یعنی مچھلی گیر کا املشن جو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دار الامان ۔ باہتمام شیخ یعقوب علی تراب چھپکر شائع ہوا

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱ر - آریہ دہرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کردیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱عہ) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر محامد المسیح - قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر - تفسیر سورہ تبت - قیمت ۳ر - نمونہ قرآن مجید - ۳ر

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں - اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملاکر بدن پر مالش کیجائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں چالاکی و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور آنکھنے کے بعد جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہوتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھایا جاتا ہے - قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں - نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار زراہت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے تناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چندروزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چھ ماشہ دو روپیہ عہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے نظر کو تیز کرنے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلک کدھے ضلع دہلی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ۔ صہ ر
۲- خواص و معاونین سے ۔ عـــ
۳- ہندوستان سے باہر ۔ ۔ ے
۴- غیر مذاہب والونسے ۔ ۱۲/ ے
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگونسے ۔ ۱۲/ ے

نوٹ۔
عـہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتون ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰
تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ پا در قادیان بینی | دو اینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

[illegible] واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

نمبر ۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۸ء مطابق ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۲

قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کا سوال فیصلہ ہو گیا

چاہا گیا تھا کہ حضرت حکیم الامۃ کا ترجمہ قرآن مجید معہ مفید نوٹون اور حواشی کے ایک حمایل اور قرآن شریف کے ساتھ چھاپا جاوے مگر مین فی الحال یہ اعلان کرنے پر مجبور ہون کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے مین اس کام کو ملتوی کرتا ہون اسکی وجہ یہ ہے کہ منشی عبدالرشید صاحب مالک مطبع احمدی میرٹھ نے جب مجھ سے گفتگو کی ہے۔ تو مجھے صاف طور پر یہی معلوم ہوا تھا۔ کہ وہ آئندہ اس کام کو نہین کرین گے۔ اور اسی بنا پر انہون نے اپنی لکھوائی ہوئی حمایل مجھے دیدی تہی۔ مگر بعد مین خط و کتابت کے ذریعہ سے معلوم ہوا۔ کہ انہون نے اپنا ارادہ فسخ نہین کیا وہ مولوی صاحب کے ترجمہ کو جس طرح ان سے ممکن ہوگا چھاپین گے۔ اور ایک پارہ وہ پہلے ہی شایع کر چکے ہین۔ ایسی حالت اور صورت مین مین نے مناسب نہین سمجھا۔ کہ ایک کام کو دو آدمی شروع کر دین۔ اس لئے مین نے اپنے ارادہ کو کسی دوسرے وقت تک ملتوی کر دیا ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور پہر جس رنگ اور جس صورت مین وہ چاہیگا مدد کریگا۔ اور محض اپنے فضل سے توفیق اور تائید کریگا۔ یہ میرا اپنا یقین اور تجربہ ہے مین جانتا ہون میرے اس اعلان پر بعض کم **حوصلہ** اور واقعات پر غور نہ کرنے والے مختلف قسم کی رائے زنیان کرین گے۔ مگر یہ ان کی اپنی سمجھ اور دانش ہے۔ مجھے اسپر اعتراض کرنے یا اس سے ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے۔ وہ جو چاہین کہین۔ مین ہرگز یہ پسند نہین کرتا۔ کہ منشی عبدالرشید بہی اس کام کو کرین اور مین بہی اس کام کو لے بیٹھون۔ مین تو تقسیم محنت کے اصول کو مبارک سمجھتا ہون میری غرض اس سے یہ تھی۔ کہ ترجمہ کی اشاعت ہو جب ایک شخص اس کے لئے ہمہ تن طیاری ظاہر کرتا ہے تو پہر مین بے سروسامانی کی حالت مین اس پر ہاتھ ڈالون۔ یہ سراسر نادانی ہے اس لئے مین منشی عبدالرشید صاحب کو مبارکباد دیتا ہون۔ کہ انہون نے ترجمہ کی **اشاعت** کا کام اپنے ذمہ لے لیا ہے اب شاید بعض لوگ یہ کہین۔ کہ ایڈیٹر الحکم نے جب **ترجمہ قرآن مجید** کے لئے پہلے سوال اٹھایا تھا۔ تو اس مین حضرت حکیم الامت کے ترجمہ کا ذکر نہ تھا۔ بلکہ **شاہ رفیع الدین** صاحب کے مقبول ترجمہ کا اظہار کیا تھا۔ البتہ بعض مقامات پر نوٹ دینے کا ارادہ بتایا تھا۔ اس لئے اب اگر منشی عبدالرشید صاحب حضرت حکیم الامۃ کا ترجمہ چھاپین۔ تو کیون کارخانہ الحکم سے وہی مجوزہ ترجمہ شایع نہ ہو جائے۔

یہ بالکل درست ہے۔ کہ مین نے اول مرتبہ اعلان کیا تھا۔ تو میرے زیر نظر یہی امر تھا۔ پہر اسی تجویز مین منشی عبدالرشید صاحب سے گفتگو کرنے کے بعد اضافہ ہوا اور وہ تجویز مین نے بجائے خود ملتوی نہین کی ہے۔ مین اس کے سامان اور اسباب لیلئے ساعی رہونگا اور جس وقت کام شروع کرنے کا موقع مجھے ملگیا۔ وہ انشاء اللہ شروع ہو جائیگا۔ اس کے لئے مین اپنے ناظرین کو مایوس نہین کرتا۔ ہان اس کو ختم کرتے ہوئے مین یہ بہی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہون۔ کہ جبتک ترجمہ قرآن مجید کے سامان اللہ تعالیٰ بہم پہنچا دے اور اسکی رحمت اور نیکی کے فرشتے میری مدد کرین مین محض اسی کے فضل سے توفیق پا کر یہ خوشخبری اپنے ناظرین کو پہنچاتا ہون۔ کہ وہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء تک سورہ آل عمران کی تفسیر پڑہکر انشاء اللہ محظوظ ہونگے۔ جو تفسیر القرآن کے سلسلہ مین چھپ رہی تہی سورہ **بقرہ** کی مکمل تفسیر پہلے پہنچ چکی ہے۔ اور سورہ آل عمران کی پوری تفسیر **یکدم** ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء تک انشاء اللہ شایع ہو جائیگی۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ ناظرین یہ اچھی تلافی سمجھین گے اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اسی کی تائید اور توفیق سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔

سالانہ جلسہ کے اجمالی حالات

(رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

کسی انسٹی ٹیوشن کی سالانہ رپورٹ ہمیشہ دلچسپی سے دیکھی جاتی ہے اور میری اپنی سمجھ اور رائے کے موافق سالانہ رپورٹ کا چھاپ کر تقسیم کرنا مفید اور مبارک ہوتا ہے اس سے جہاں عام پبلک سلسلہ کے حالات سے واقف ہوتی ہے وہاں سلسلہ کے مفید اور مبارک کاموں میں حصہ لینے کے لئے طیار ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جن درسگاہوں اور سوسائیٹیوں کی سالانہ رپورٹیں شایع ہوتی ہیں۔ عام لوگوں میں اس کے متعلق عام دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک ضروری امر ہے کہ ہمارے سلسلے کے ان کاموں کی جو قومی کاموں کے رنگ میں ہو رہے ہیں باضابطہ ایک رپورٹ مرتب ہو کر اگر کثرت سے نہیں تو کم از کم اپنی جماعت میں اس کی ہزاروں کاپیاں شائع ہوا کریں۔ اس سے جماعت کو معلوم ہوگا کہ وہ کون سے کام ہیں جن کے لئے وہ ذمہ وار ہے اور اسکا فرض ہے کہ ان کے استقلال اور قیام کے لئے ایثار روپیہ اور وقت خرچ کرنے کی حاجت ہے۔ ایک مختصر سی تعداد کے مجمع میں سالانہ رپورٹ کا سرسری طور پر یا جستہ جستہ مقامات سے پڑھ دینا اس ضرورت کو رفع نہیں کر سکتا۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ جن لوگوں کے سامنے یہ رپورٹ پڑھی جاتی ہے وہ قوم کے ممتاز اور برگزیدہ اصحاب کا مجمع ہوتا ہے تاہم عام احمدی پبلک میں اس کا پہنچنا لازمی امر ہے۔ اگر یہ رپورٹ مستقل طور پر نہ شائع ہو تو کم از کم مدرسہ اور میگزین کی رپورٹ تفصیلی ہونی چاہئے۔ مدرسہ کو جاری ہوئے کئی سال گذر چکے ہیں مگر اس کی مستقل رپورٹ اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا ایک مرتبہ کے سوا کبھی شائع نہیں ہوئی۔ اس مرتبہ بھی جناب مولوی **محمد علی** صاحب ایم اے کی سعی اور توجہ سے وہ شائع ہوئی تھی۔ پھر اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ قادیان کے تعلیم الاسلام کی رپورٹ بہت سے غیر احمدیوں کو بھی مجبور کریگی کہ وہ اپنے بچوں کو یہاں بھیجیں۔ اور ایسا ہی اس رپورٹ کی متعدد کاپیاں مختلف صوبوں کے معتز اور دینی اخبارات میں بھیجی جاویں۔ جو اسپر مناسب ریویو اور ریمارک کر کے کام کرنے والی جماعت کو مفید مشورے دیں اور پبلک کو ایسی مفید انسٹی ٹیوشن کی امداد کے لئے آمادہ کر سکیں۔ اور خود جماعت کے اندر ایک جوش پیدا ہو کر اس کی اپنی درسگاہ کیا کام کر رہی ہے اور اس کو زیادہ مفید اور بابرکت بنانے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ رپورٹ بجائے خود ایک قومی اپیل ہوگی اس کے کارنامے بڑے زور کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرینگے اس وقت تک بجز ان لوگوں کے جو مدرسہ کے انتظامی امور کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں دوسروں کو بہت ہی کم معلوم ہے کہ ان کے قائم کردہ مدرسہ کے کیا پھل ہیں؟

اس لئے مدرسہ کی مکمل رپورٹ ۱۸۹۸ء سے لیکر ۱۹۰۷ء کے آخیر تک نکلنی چاہئے۔ ہاں اس رپورٹ کو ایسے طور پر مرتب کرنا کہ وہ رپورٹ سمجھی جاوے ایک محنت اور وقت کو چاہتا ہے اور اس میں خصوصیت سے ان پہلوؤں کو دکھانا چاہئے جو دوسرے سکولوں اور تعلیم گاہوں کے مقابلہ میں ممتاز ہیں۔ مثلاً لڑکوں کے چال چلن کی نگرانی ان کی اخلاقی اور مذہبی تربیت۔ ملکی معاملات سے ان کی علیحدگی ان کی زندگی کا مقصد جو انہیں سمجھایا جاتا ہے اس قسم کے بہت سے پہلو ہیں جن پر مفصل بحث ہو سکتی ہے اور وہ دوسرے سکولوں سے بالکل نرالی مگر ضروری ہیں۔

مدرسہ کے بعد عظیم الشان **شاخ** میگزین کی ہے میگزین کی اشاعت کو ساتواں سال شروع ہو گیا مگر اب تک اس کی مفصل رپورٹ بھی روز روشن میں نہیں آئی۔ حالانکہ میگزین کے ذریعہ **اشاعت اسلام** کا ایک ایسا قابل قدر اور لانظیر کام ہوا ہے جس کا فخر صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ہے۔

ممالک غیر میں اس کے مضامین نے مذہبی دنیا پر جو اثر پیدا کیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ انگلینڈ اور امریکہ کے اخباروں میں ہی رہے یا ایڈیٹر میگزین کے دفتر میں ان کا ذخیرہ رہے بلکہ وہ اس قابل ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ اس میگزین کے ذریعہ کیا **کام** ہوا ہے۔ یہی وہ رسالہ ہے جس کو مخالف مسلمانوں نے بھی تسلیم کیا تھا کہ **اشاعت اسلام** کا اکیلا کام کرنے والا ہے۔ اس کی مفصل رپورٹ بڑی مؤثر اور دلچسپ ہو سکتی ہے۔ رپورٹ میں زیادہ بحث اس کام پر ہونی چاہئے جو اس کے ذریعہ کیا گیا ہے اور پھر اسی ضمن میں ان تجاویز کا بھی ذکر کر دیا جاوے جو اشاعت اسلام کے سلسلہ میں مدنظر ہیں تو اور بھی مفید ہو۔ بہر حال سلسلہ کی ان دو ضروری شاخوں کی مکمل رپورٹ نکلنی چاہئے اور اگر اب اس کے لئے وقت باقی نہیں رہا تو میں سمجھتا ہوں اگلے سال میں مدرسہ کی دہ سالہ اور میگزین کی ہفت سالہ رپورٹ ضرور شائع ہونی چاہئے اور یہ اشتہار کا بہترین ذریعہ ہے۔

سالانہ رپورٹ کی اشاعت کی ضرورت پر اس قدر بحث کرنے کے بعد اب میں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز ۱۹۰۷ء کی **رپورٹ** پر مختصر ریویو کروں گا۔

اشاعت اسلام کا سوال

اشاعت اسلام کا سوال بہت قابل توجہ ہے۔ ہم نے یہ کام رسالہ انگریزی کے ذریعہ سے شروع کیا تھا اور بعض چھوٹی چھوٹی کتابوں کی اشاعت کا بھی خیال تھا۔ مگر احمدی جماعت کی توجہ اس کی طرف دلچسپی نہیں رہی۔ اشاعت اسلام کے لئے جو رقم ۱۹۰۶ء میں وصول ہوئی تھی سال گذشتہ میں اس سے کم رقم وصول ہوئی ہے میں تو یہ خیال نہیں کر سکتا کہ ہمارے احباب اس کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ خود حضرت امام علیہ السلام نے بڑے پرزور الفاظ میں اس کی تحریک فرمائی تھی۔ اور اس کو سلسلہ کا ایک اہم مقصد بیان فرمایا تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر جو قواعد احمدیہ انجمنوں کے لئے تجویز ہوئے تھے ان میں حضرت امام کی اجازت اور آپ کے حکم سے **اشاعت اسلام** کے چندہ کو لنگر اور مدرسہ کے چندہ کی طرح ضروری قرار دیا گیا تھا۔ مگر اس کی طرف بھی اکثر احمدی احباب اور احمدی انجمنوں نے توجہ نہیں فرمائی۔ اردو میگزین کی اشاعت میں جو مقصد مدنظر تھا وہ بھی صرف اشاعت رسالہ انگریزی کو ہی مدد پہنچانا تھا۔ مگر اس کی خریداری میں بھی سال حال میں بہت سی کمی ہو گئی ہے۔ میگزین اردو کی خریداری اور انگریزی کی اعانت دونوں کم ہو جانا بہر حال جملہ احمدی احباب اور احمدی انجمنوں کے لئے قابل توجہ امر ہے کیونکہ اس کا اثر بلاد غیر میں جو اشاعت بذریعہ زبان انگریزی کی جاتی ہے اسپر پڑتا ہے۔ خصوصاً میں ان احباب کو بغیر نام لینے کے ہی توجہ دلاتا ہوں جنھوں نے ۱۹۰۶ء کے ابتدا میں ہمیں بڑی بڑی امیدیں دلائی تھیں اگر اس وقت ابتدائے سال میں بڑی بڑی انجمنوں اور ذی مقدرت احباب کی طرف سے زور کی تحریکات اور توجہ کا اطمینان ہو تو ہم ابھی سے اس کارروائی کو وسیع پیمانہ پر شروع کر سکتے ہیں ورنہ سال گذشتہ کی کمی کو مدنظر رکھکر کام کرنا پڑے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس تحریک پر کسی عملی کارروائی کی اطلاع ان احباب اور انجمنوں کی طرف سے جلدی مجھے ملیگی۔ جو اشاعت اسلام کے سوال میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ انجمنیں اردو میگزین کی خریداری کی توسیع کے سوال پر بھی غور کرینگی۔ اسی اثنا میں میں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ انگریزی مطبع کے لئے جو سال گذشتہ میں تحریک کی گئی تھی اس تجویز کو بھی ابھی ملتوی کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ جس قدر رقم بکار تھی اس کی چوتھائی کے قریب بمشکل جمع ہوئی ہے اور جس صورت میں اعانت کی رقم میں کمی واقع ہو رہی ہے تو مطبع کے خیال کو بالفعل چھوڑ کر اور اس کے لئے کسی آیندہ وقت کے منتظر رہ کر اس امر کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ جو بہر حال مقدم ہے۔

تازہ وحی

۲۸ر جنوری ۱۹۰۸ء۔ انی معک یا ابراہیم

" " از خدا یا بندہ مرانِ خدا۔

ایڈیٹوریل برنب نوٹس

اس نفاق سے کیا فائدہ؟

جب اجیت سنگھ پولیٹیکل قیدی کی حیثیت میں جلا وطن کیا گیا تو ہر فرقہ آریہ اور سکھ نے اس سے علیحدگی کا اظہار کرتا تھا لیکن جب وہ مراحم خسروانہ کی بنا پر رہا ہو کر آیا تو اسے ملکی لیڈر سمجھ لیا گیا اس نفاق سے کیا فائدہ؟ کیا اس نفاق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تم میں خود غرضی اور دو رنگی کام کر رہی ہے۔

کانگرس اور قانون اسلحہ

اخبار وکیل نے خوب لکھا ہے کہ قانون اسلحہ کی منسوخی پر کانگرس ابتدا سے زور دے رہی ہے۔ خدانخواستہ اگر اس میں کامیابی ہو جاتی تو ۲۶ اور ۲۷ دسمبر ۱۹۰۷ء کو سورت میں کس قدر ہولناک سین نظر آتا۔ کانگرس کے تمام ڈیلی گیٹس۔ عام تماشائی اور بالخصوص وہ قومی والنٹیر جن کے سوکھے ہونٹ جام شہادت کے لئے بیقرار ہیں خونریز آلات حرب سے مسلح ہو کر نبرد آزمائی کرتے اور مدفن کانگرس خون میں لتھڑے ہوئے لاشوں اور کٹے ہوئے خونچکاں اعضا سے بھر جاتا چشم تصور سے تھوڑی دیر کے لئے کام لو دیکھو کہ کس قدر وحشت ناک اور ہوشربا منظر ہے۔ بیسیوں ہندی کی مہلک گولیوں بارود کے کثیف دھوئیں اور دھوئیں کی کثیف فضا میں کبھی کبھی چمک جانے والی تلواروں نے کانگرس پنڈال کو مہابھارت کا میدان بنا دیا ہے اس وحشت اور جہالت کے سمندر میں کن کی خون آلود لاشیں تیر رہی ہیں؟ انکی جو ہندوستان کو اجانب کی غلامی سے نجات دلانے والے ہیں جو ماڈرن انڈیا کی منتخب ترین جماعت ہے جو مقدس ہندوستان کو برومنۃ الکبریٰ کے ہمپایہ دیکھنے کے لئے سخت پریشان ہے۔

انجمن حمایت اسلام میں پھوٹ

ہر چند لاہور کی انجمن حمایت اسلام نام کی حمایت اسلام ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ وہ صوبہ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت میں مدد دینے والی انجمن ہے اور اگر اور کچھ نہیں تو اس نے ایک کالج اور یتیم خانہ اور کچھ زنانہ مدرسے مشنریوں کے مدارس کے مقابل میں کھولکر کچھ کام کیا ہے۔ مگر یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ کچھ عرصہ سے اس میں پھوٹ پڑ رہی ہے اور دو پارٹیاں ہو کر ایک دوسرے کی تذلیل اور تخریب کے درپے ہیں۔ اب ان کے جنگل اجلاس کے کمروں سے نکل کر اخباروں میں مشتہر ہونے لگے ہیں اور انجمن ہی کے بعض ممبر انجمن کے حساب کو مشکوک ثابت کر رہے ہیں۔ ہم افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ یہ خانہ جنگی انجمن کو سخت نقصان رساں ثابت ہوگی اور دونوں پارٹیوں میں سے کوئی ایک بھی اس کے انجام کو نہیں سوچتی۔ اگر اخلاص اور للّٰہیت انجمن کے کارپردازوں میں کام کرتی ہے تو کیوں ایک فریق اپنی ضد نہیں چھوڑ دیتا۔ باوجودیکہ انجمن حمایت اسلام کی کوئی نمایاں اسلامی خدمت ہمارے سامنے نہیں مگر پھر بھی وہ مسلمانوں کی انجمن کہلاتی ہے اس لئے اس کی ابتری کی خبر خوش کن خبر نہیں سمجھی۔ بہتر ہے لاہور کے معزز اور معاملہ فہم مسلمان اس ضد کو دبا دیں اور دوسروں کو ہنسی کا موقع نہ دیں۔

نانک دکھیا سب سنسار سو سکھیا جس نام ادھار

حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد ایک امر واقعہ اور صداقت ہے فی الحقیقت دنیا میں سچی راحت اور حقیقی سکھ کسی کو حاصل نہیں بجز ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار اور نام لیوا ہیں نہ مال و دولت سے انسان مسرور رہ سکتا ہے اور نہ اولاد اور دوسرے رشتہ دار اس کو راحت پہنچا سکتے ہیں بلکہ حقیقی سکھ محض اللہ تعالیٰ کے ہی فضل پر موقوف ہے اور اس فضل کو اللہ تعالیٰ کی سچی فرمانبرداری جذب کرتی ہے۔ خدا کرے ہم اس کی توفیق پا سکیں اور وہ اسلام ہمیں نصیب ہو جس کا نتیجہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ہے۔

انجمن اخوت اسلام

سیالکوٹ میں ایک نئی انجمن نے کتم عدم سے سر نکالا ہے اس کے متعلق غالباً انجمن مذکور کے فنانشل سکرٹری نے ایک مضمون انجمن کے اغراض و مقاصد پر چھپوایا ہے جس میں سب سے پہلے ہی یہ لکھا ہے "انجمن اخوت اسلام پنجاب جس کا انگریزی نام مسلم برادرہڈ پنجاب ہے ایک خالص تعلیمی جماعت ہے اس کو مذہبی اور ملکی جھگڑوں اور مخمصوں سے کچھ سروکار نہیں"

مگر جب مقاصد کا اظہار کیا تو دوسرا مقصد یہ قرار دیا کہ مستند مذہبی کتب کا عربی اور فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کر کے انگریزی خوانوں کی دینی حالت کو تقویت دی جاوے اور غیر مذاہب کے حملوں کو لئے ایک مستحکم قلعہ طیار کیا جاوے۔

ناظرین انجمن اخوت اسلام کے فنانشل سکرٹری کی اس تحریر کو اب پڑھ کر سمجھ لیں ہم تو قاصر ہیں کس قدر افسوس اور تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اسلام نے اخوت پیدا کس طرح کی تھی اگر وہ اس اصول کو پیش نظر رکھیں تو بات بنے مگر یہاں ایک برکت اور فضل کا نام لے لیا جاتا ہے مگر اس کے حصول کی راہ کو چھوڑ دیا جاتا ہے

ترقی ہے یا پردہ دری

اخبار عام نے لاہور کی ایک عجیب خبر لکھی ہے جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے بجنسہ درج کی جاتی ہے اس کو پڑھ کر معلوم ہوگا کہ ملک میں اخلاق اور آزادی اور ترقی کی آڑ میں پردہ دری والوں کی حالت کہاں تک پہنچی ہے۔ پہلے ہندو اپنی لڑکیوں اور بیویوں کو نئے پہنرنا اور اس طرح پر نمایش کرنے کو شوقیہ دکھلانا کسی صورت میں ترقی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں ایسی ترقی کا باعث یہ ضرور ہے جو ملک کی اخلاقی حالت پر ایک بجلی گرائے گی ہمارے ہندو بھائیوں کو یہ ترقی شاید راس آ جاوے مگر ہمارے دل و دماغ تو اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں بہرحال وہ خبر یہ ہے "ترقی کا نمونہ۔ چشم بد دور یہاں لاہور میں مغربی تہذیب کی ترقی سے متعلق ایک خبر دی گئی ہے جو مدت سے اخبارات میں چکر کاٹ رہی ہے۔ تعلیم یافتہ ولیسی شرفا کے بچے مثل یورپین کے ہر روز صبح شام۔ آپ کے ساتھ میدانوں میں ہوا خوری کرتے ہیں۔ بعض دلیر حضرات شام کو اپنی اہلیہ کو ہلکی گاڑی میں اپنے ساتھ سوار کر کے ہوا خوری کراتے ہیں اور پردہ کا خیال بالکل اٹھتا جاتا ہے۔ مغربی طرز نے شرم و حیا کا بھی اب عجب حد و مد کر دیا۔ اس روز سٹیشن ریلوے کے پلیٹ فارم پر دیکھا کہ ایک معزز اور متمول ہندوستانی کی نوجوان لڑکی اپنے والد کے ہمراہ ٹہل قدمی کرتی تھی اس کا لباس بالکل فرنگیوں کا سا تھا گون زیب تن اور اونچی ایڑی کی چست گرگابی پاؤں میں پہنے تھی۔ چہرہ بالکل کھلا تھا۔ اتنے میں اس ماہ پارہ نوجوان لڑکی کا خاوند آ یا۔ تب وہ لڑکی جھٹ اپنے والد کو چھوڑ کر پیارے خاوند اور اسی کے ساتھ ٹہل قدمی کرتی تھی۔ جن لوگوں کے رشتہ دار لاہور میں ہیں ان کو تاکید کی گئی ہے کہ خود وہاں جا کر دیکھیں اور ان حالات کی بآسانی تصدیق کریں۔ وہ دیکھیں گے اور ضرور دیکھینگے کہ نوجوان عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ شانہ بشانہ نکل کر شام کو ہوا خوری کی غرض سے ٹہل قدمی کرتی ہیں اور ان کی چہل پہل بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اس کو شخص اپنے دل میں اندازہ کر سکتا ہے تمام قدیم تہذیب اور حیاداری کو خیرباد کہا جاتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ترقی اور تبدیلی کا ہے کہ اگر کوئی آدمی از راہ دلیری کے پرانے طریق کو واپس لانا چاہے تو اس کی باتیں محض ہنسی سے اڑائی جائیں گی۔ اسکے لڑ جھگڑ کیا ہوگی؟"

برٹش حکومت کی برکت

ایک وہ وقت تھا کہ مسلمانوں کو اپنی مسجدوں میں نماز کی اذان تک دینے کی ممانعت تھی یہ سکھوں کا دور تھا مگر آج برٹش حکومت کے نیچے مسجدوں کی حفاظت اور مرمت میں گورنمنٹ ہزاروں روپیہ دیتی ہے شاہی مسجد لاہور کی مرمت کی خاطر نصف لاکھ سے زیادہ روپیہ گورنمنٹ دے چکی ہے اب دہلی کی ایک قدیم اور مشہور مسجد جو شمسی تالاب کے نام سے پکاری جاتی ہے کی مرمت اور حفاظت کے لئے بھی گورنمنٹ پنجاب نے ذمہ اٹھایا ہے۔ اس مسجد کو تاریخی عمارت کی ذیل میں شامل کیا گیا ہے، اس کی مرمت گورنمنٹ کریگی اس کے دونوں بغل کے جبوترے اور دروازے بھی بطور یادگار محفوظ رکھے جائیں گے۔

تائید حق

تیرے جلوہ کی لائے تاب اتنی کس میں طاقت ہے
تو بے شک ثانیٔ یوسف کہاں اُس کو فضیلت ہے
تیری یہ سادگی دلبر نہیں محتاج زیور کی
خدا نے نور سے اپنے تجھے دی زیب و زینت ہے
لکھوں تعریف تیری میں میرا مقدور کیا ہادی
قلم تیرے میں طاقت ہے زباں تیری میں قوت ہے
تیری تحریر کے آگے سبھی تحریریں ناقص ہیں
تیری ہی اک عبارت میں فصاحت ہے بلاغت ہے
تیرے قدموں کے آگے آکے سب سر کو جھکاتے ہیں
خدا نے تجھکو بخشی آج ایسی شان و شوکت ہے
سکندر اور دارا سے ہیں آگے کانپتے تیرے
تیرا وہ جاہ و حشمت ہے کہ سب پر رُعب و ہیبت ہے
تیرا جو ہے عدو اُس کا خدا دشمن یقیناً ہے
مگر جو تیرے گھر میں ہیں خدا کی اُن پہ رحمت ہے
تو ہی ہے عیسےٰ دوراں تو ہی ہے مہدی سلطان
کہ در پر جس کے عاصی کو بھی اب ملتی ہدایت ہے
تو ہی تو اس صدی کا ہے چمکتا آج کوکب ہے
کہ جس صاحبقراں نے سب مٹایا شرک و بدعت ہے
وہ حلیہ جو تیرا ہم کو تھا پیغمبر نے بتلایا
وہی یہ قد و قامت ہے وہی یہ پیاری صورت ہے
ہیں تیرے بال سیدھے اور گندم گوں تیری رنگت
تو ہی وہ پاک ہے جس کے زباں میں جس کی لکنت ہے
تیرے ہی ہاتھ نے توڑا نصاریٰ کی صلیبوں کو
بنائیں اُن کو دوبارہ کہاں وہ اِن میں ہمت ہے
ہے مدت سے عیسےٰ کو اُٹھایا آسماں پر تھا
مگر کشمیر میں تو نے دکھائی اُس کی تربت ہے
وہ لیکھو آتھم و ڈوئی سبھی خنزیر ہیں واللہ
کہ ان کی تیرے ہاتھوں سے ہوئی کیسی ہلاکت ہے
تیری خاطر ہی طاعون نے زلازل نے غضب ڈھایا
مہ و خورشید نے رمضاں میں دی تیری شہادت ہے
عبث ہیں مانگتے تجھ سے نشاں یہ عقل کے اندھے
تیری ہر بات ہی پیارے مسلّم اک کرامت ہے
غرض تعریف تیری یاں قلم سے ہو نہیں سکتی
خدا مداح ہے تیرا بھلا پھر کس کی حاجت ہے
تمنا ہے میرے دل کی تیرے کوچہ میں دم نکلے
بہشتی مقبرہ مدفن ہو گر میرا تو جنت ہے
مگر ہے دل میں یہ خدشہ ہو پوری کس طرح خواہش
ادھر کیسہ زر خالی ادھر ایماں کی قلت ہے
گو اک دن ہر بشر اپنے کئے کا اجر پائے گا
یہ نیت پر مراد آوے یہ مشہور اک کہاوت ہے

دعا کر اے میرے پیارے تیرے سایہ میں آ جاؤں
تیرے دیدار سے دل کو بتاؤں کیا جو راحت ہے
بشکل مرغ بسمل ہے مرا دل ہجر میں تیرے
جہاں اس دل کو چین آوے تیری وہ پیاری قربت ہے
نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑینگے کبھی ہم اپنے دلبر کو
تیری بے سود اے ناصح یہ سب وعظ و نصیحت ہے
کوئی محبوب دُنیا میں نظر اس سا نہیں آتا
خدا نے حسن بخشا ہے عجب جس میں ملاحت ہے
بجز رشک قمر کوئی میرے دل کو نہیں بھاتا
کہ اتنی اُس شہ والا کی دل میں میرے اُلفت ہے
اُسی کے نام کا ڈنکا بجا ہے آج دُنیا میں
اُسی کے حُسن کی یارو ہر اک عالم میں شہرت ہے
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا وہ اپنی خوشنمائی میں
یہ اُٹھنا بیٹھنا چلنا بھی جس کا اک نزاکت ہے
ہر اک معشوق کے ظلموں سے روتا ہی نظر آیا
مگر یہ ایسا دلبر ہے کہ جس کی سب پہ شفقت ہے
کسی کی دل آزاری میں وہ راضی ہی نہیں ہرگز
ہر اک سے گفتگو اُس کی وہ ایسا خوش طبیعت ہے
کبھی سنتے تھے حسن ترک ہے معروف عالم میں
مقابل پر مگر اس کے اسے بھی سخت غیرت ہے
نگاہیں اور ہی کچھ ہیں ادائیں اور ہی کچھ ہیں
غرض ہر بات میں اس کی انوکھی ہی نزاکت ہے
وہی محبوب خالق ہے وہی محبوب احمد ہے
وہ محبوب ملائک ہے مجھے جس سے محبت ہے
مگر علمائے دیں پرواہ نہیں ایمان کی کرتے
زباں پر اللہ اللہ ہے چھپی دل میں کدورت ہے
بٹھائیں ابن مریم کو فلک پر زندہ برسوں سے
سلائیں مصطفےٰ کو زیر پا یہ اُن کی غیرت ہے
کسی کو زندہ بتلائیں جو اب تک ہو رہا باقی
پھر عیسیٰ زندہ ہو کیونکر وہ کیا اس میں فضیلت ہے
وہ ثابت جبکہ مردہ ہے حدیثوں اور قرآں سے
تو پھر ہم سے بھلا ان کی یہ کیوں بیجا شکایت ہے
محمد فوت ہو جائیں جو سب نبیوں سے افضل ہیں
تو باہر موت سے عیسےٰ عجب یہ مولویت ہے
یہ دل سے مانتے ہیں سب مسیحا کی حقیقت کو
بجز اس کے نہیں کچھ پر شرارت ہی عداوت ہے
گئے گذرے ہیں کتے سے حریص نان ایسے ہیں
بھلا مانینگے پھر کیونکر کہ جن کی یہ حقیقت ہے
نہ مانینگے نہ مانینگے خدا بھی خواہ اُتر جائے
یہ اندھے بہرے گونگے ہیں کفر پہ استقامت ہے
نہ پوچھو حالتیں ان کی نہیں کچھ ربط دیں سے ہے
یہ لگے بھگت ہونا ان کا شکلوں ہی سے ثابت ہے

زباں سے اور کہتے ہیں عمل کچھ اور کرتے ہیں
منافق ہیں مخالف ہیں ریاکاری سے رغبت ہے
گلہ کیوں ہم سے کرتے ہیں یہ اپنی بدنصیبی کا
انھیں کے شامت اعمال کی ان پہ مصیبت ہے
خدا نے ہیں نشاں ظاہر کئے لاکھوں کروڑوں تک
مگر ان میں سے کوئی بھی نہیں صاحب بصیرت ہے
خدایا فضل کر اِن پر کہ آخر تیرے بندے ہیں
دلوں کو صاف کر اِن کے جو چھائی ان پہ ظلمت ہے
بنے ہیں گو مخالف یہ تیرے مہدی و عیسےٰ کے
مگر یہ دشمنی اُس کی صداقت کی علامت ہے
ضروری ہے نبی کے ہوں مطابق بھی مخالف ہوں
سوا اِسکے نہیں ظاہر کبھو ہوتی صداقت ہے
خدایا تیرے کاموں میں ہے قدرت اک نظر آتی
تیری ہر بات میں یارب کوئی نہ کوئی حکمت ہے
تیرا اور تیرے نبیوں کا جہاں میں جو کہ منکر ہو
تو دونوں ہی جہانوں میں برستی اُس پہ لعنت ہے
تیرا دیکھا وستادہ ہے اپنی آنکھوں سے
کہ جس کے دشمنوں پر آج برپا اک قیامت ہے
تیرے جو پاک بندے ہیں انھیں کو ملتی نصرت ہے
مگر جو مفتری ہووے اُسے ذلت پہ ذلت ہے
مقابل پر مسیحا کے تھا نکلا آریہ لیکھو
زمانے پر بھی روشن ہے بنائی اُس کی جو گت ہے
بنا تلوار کا کشتہ تیرا جو جو مخالف تھا
مگر پیارا جو تیرا تھا ابھی تک وہ سلامت ہے
الٰہی کر مدد اپنی دعا آخر میں کرتا ہوں
کرم کر تو مسلمانوں پہ آئی ان پہ غربت ہے
مسلماں بھی مسلماں نام کے ہیں یاں نظر آتے
یہ حالت ہر مسلماں کی بنی اب جائے عبرت ہے
ہے مطلب ان کو دُنیا سے مگر ہے دین سے غفلت
تو اپنی روشنی سے دور کر جو ان پہ ظلمت ہے
لگا تھا بوٹا ہاتھوں سے محمد کے نہ ضائع ہو
الٰہی کھا رہا دل کو میرے یہ فکر ملت ہے
برائے مصطفےٰ اب تو خود ہی ایک نظر فرما
ترحم کر ترحم کر نبی تیرے کی اُمت ہے
دلوں کو پھیر دے انکے مسیحا کی طرف یارب
تو قادر ہے توانا ہے تیری یہ اک عنایت ہے
ارے لوگو چلو جلدی مسیحائے زماں کے پاس
کہ لٹتی در پہ اُس کے اب گراں ایمان دولت ہے
چلو دار الاماں میں اب اگر تم امن ہو چاہتے
وگرنہ یہ سمجھ رکھو کہ پھر اک روز حسرت ہے
قلم کو بند کر اشرف تجھے اوروں سے کیا مطلب
خدا کا شکر کر تجھکو ملی توفیق بیعت ہے

کانے دجّال کے صاحب کو ایکسو اسی ۱۸۰ روپیہ انعام

پٹیالہ اور **تراوڑی** سے ہوتا ہوا جو **کانا دجال** نکلا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا صاحب فی الحقیقت پورا دجال ہے۔ اس لئے کہ دجال کا جو کام بتایا گیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ بلکہ گالیاں دینے میں تو اس کے بھی کان کترے ہیں۔ دجال کا کام یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ حق اور باطل کو ملتبس کر کے لوگوں کو گمراہ کریگا۔ اس لحاظ سے مرتد ڈاکٹر نے التباس حق و باطل میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اگرچہ خدائی فیصلہ

حق کی نمایاں فتح

کے رنگ میں ہو کر نہایت شان و شوکت سے اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ مگر اس دجل و زور کے پتلے کے کانے ٹیٹوے کو توڑنے کیواسطے اس کے دماغ کو سہلانے کی کچھ ضرورت ہے۔ تاکہ کم از کم اس میں سے متعفن مادہ کبر و نخوت کا تحلیل ہونے لگے اور خلق اللہ کو نفع پہنچے۔

مرتد ڈاکٹر نے ایک فصل میں اس عظیم الشان آیت اللہ کو جھٹلانے کے لئے بڑے ہاتھ پاؤں مارے ہیں جو کسوف و خسوف کے رنگ میں ۱۳۱۲ھ ہجری میں ظاہر ہوا۔ دار قطنی کی مشہور حدیث ان لمھدینا آیتین الاخرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق دعوی میں وہ زبردست حربہ ہے جس سے دجال کے دجل کا طلسمی بت ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر مرتد نے نہایت چالاکی کے ساتھ اپنی تفسیر کے خلاف اسی آیت اللہ کو مشکوک کرنے کی کوشش کی ہے۔ مرتد نے اپنے کانے دجال کے ذریعہ یوز آف دی گلوبس اور حدایق النجوم وغیرہ کا حوالہ دیکر اور ایک نقشہ کھینچ کر بتایا ہے کہ ابتدائے سنہ ہجری سے ۱۳۱۲ھ ہجری تک پچیس یا چھبیس مرتبہ خسوف کسوف بالکل اسی طرح واقع ہوا ہے جسطرح کہ ۱۳۱۲ھ ہجری میں ہوا۔ کانا دجال اگرچہ تراوڑی کے کھنڈرات اور پٹیالہ کی گلیوں ہی میں منڈلاتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور اہل علم کے دروازے تک اسکی رسائی ناممکن معلوم ہوتی ہے تاہم اگر کسی اہل علم نے اسے دیکھا ہوگا اور اس فصل پر نظر کی ہوگی تو اس نے

اسپر تھوک دیا ہوگا

مگر عوام کو علم ہیئت سے چونکہ مذاق نہیں اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ کانے دجال کی علم ہیئت کی کتابوں کے نام اور اس کے نقشوں کو دیکھکر مغالطہ کھا جائیں۔ (حالانکہ مرتد خود بھی ہیئت کی ان کتابوں اور بالخصوص کسوف و خسوف کے متعلق حصوں اور نقشوں کو بالکل نہیں سمجھا) اس لئے دجال کی اس چالاکی اور مغالطہ کا راز طشت از بام کرنے کے لئے اس اعلان اور انعام کو شایع کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔

پہلا مغالطہ جو کانے دجال نے دیا ہے یہ ہے کہ اسنے ہرگز ثابت نہیں کیا۔ کہ جن لوگوں کی اسنے فہرست دی ہے انہوں نے مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا ہو۔ اور یہ اقرار کیا ہو۔ کہ یہ کسوف و خسوف کا نشان میرے لئے ہوا۔ اس لئے مرتد کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے فہرست کے دیئے ہوئے ناموں میں سے ہر ایک کے متعلق یہ ثابت کرے کہ اس نے فلاں سنہ میں یہ دعوے شایع کیا تھا۔ کہ میں مہدی موعود ہوں۔ اور یہ کسوف خسوف مہدی کے نشانات کے ضمن میں

میرے لئے واقع ہوا ہے

دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ ہمارا دعوی تو یہ ہے جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ واقع ہوئے ہیں ۱۳۱۲ھ ہجری میں جس طرح کسوف و خسوف اکھٹے واقع ہوئے ہیں اسی طرز پر کبھی کسوف و خسوف اکٹھے رمضان کے مہینے میں واقع نہیں ہوئے۔ مگر مرتد اپنی دجالیت کے ثبوت میں ایک فہرست دیتا ہے اور نہیں سوچتا اور سمجھتا۔ کہ میں کس امر کی تردید کر رہا ہوں۔

پس

میں اس اعلان کے ذریعے مرتد اور اس کے مویدین پر اتمام حجت کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ ایک ماہ تک کانے دجال کے کسوف و خسوف والے نقشہ کو حدیث دار قطنی کی مشہور شرایط کے موافق صحیح ثابت کر دے تو اسکو ایک سال تک پندرہ روپیہ ماہوار بطور انعام دیا جائیگا۔ یہ انعام امرتسری موید مرتد کے ہم رنگ نہیں ہوگا جسکو اس کے امرتسری احباب و یار بیٹہ نے معما سازی اور چیستان فہمی کی خوب مشق کرائی ہوئی ہے۔ اور جب سے اس کی انعامی چیستان کا حل میرے ایک معزز دوست نے کیا ہے۔ وہ کچھ ایسا متحیر اور ششدر ہوا ہے کہ اسے اتنا بھی پتہ نہیں لگتا۔ کہ میں کیا کہتا ہوں۔ اور اسپر دوسروں کے دماغ کا اس کو فکر پڑا ہوا ہے۔ اس کے **تنقیہ دماغ** کے لئے مرتد ڈاکٹر جس مناسب نسخہ سے چاہیے کام لے مجھکو اس سے کچھ سروکار نہیں۔ البتہ یہ امر ضرور حیرت کی نظر سے دیکھا گیا ہے کہ تراوڑی سے کانا دجال نکل آیا۔ مگر امرتسری موید نے **مہتدی** کی پیٹھ نہ ٹھونکی۔

اگر ایک مہینے کے اندر ایک سے زیادہ اشخاص کامیاب اور مستحق انعام ثابت ہونگے۔ تو مقررہ رقم ان پر تقسیم کر دی جائے گی۔

یہ مضمون ناقص اور ناتمام رہ جائیگا۔ اگر یہ نہ دکھایا جاوے کہ مرتد ڈاکٹر نے اپنی تفسیر القرآن میں اسی کسوف و خسوف کے متعلق کیا لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے (۱۸)

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۔ اگر (محمد) بعض باتیں ہم پر بناکر کہتا۔ ہم اس کا دہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور گردن کی رگ کاٹ ڈالتے پھر کوئی بھی تم میں سے اس کو بچانیے والا نہ ہوتا۔ یہی علامات توریت میں جھوٹے نبی کی بیان کی ہوئی ہیں۔ کہ وہ قتل کیا جاویگا۔ اس کی پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہونگی۔ جو الہام کا جھوٹا دعوے کرتا ہے۔ وہ جلد ہلاک ہوگا۔ چنانچہ مقامات ذیل کو دیکھو (استثنا [illegible]) (استثنا [illegible]) (یرمیاہ [illegible]) (یرمیاہ [illegible]) (یرمیاہ [illegible]) (متی [illegible]) (اعمال [illegible]) یہی ابدی صداقت قرآن مجید نے خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں پیش کی تھی۔ اور یہی حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حالات پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ آپ کو دعوے الہام کرتے ہوئے پچیس سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا۔ جو زمانہ نبوت محمدی سے زیادہ ہے۔ آیات قرآنی و توراتی کے مطابق چاہیے تھا۔ کہ اگر آپ جھوٹے ہوتے تو اب تک آپ اور آپ کے مرید برباد ہو جاتے آپ کی کوئی پیشگوئی سچی ثابت نہ ہوتی۔ آپ پر ذلت اور مصیبت روز بروز زیادہ ہوتی اور کوئی انسان آپ کو بچا نہ سکتا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ بلکہ آپ کی عزت اور قبولیت روز بروز زیادہ ہے آپ کے مخالف برباد ہوتے جاتے ہیں۔ اور ذلت پر ذلت اٹھاتے ہیں۔ آپ کی صدہا پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ بلکہ آپ کے مریدوں کی بھی صدہا پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ اور ان کے مخالف ذلت و مصیبت اٹھاتے ہیں۔ اور زمانہ قریب ہے کہ عالم کا عالم آپ کی طرف جھک جائے۔

(۱۰) وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۔ جب چاند گہنا جائے۔ اور شمس و قمر اکھٹے کئے جائیں۔ یعنی سورج گرہن ہو جائے۔ اور انسان کہے گا۔ کہ اب بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔ طبعیات سے ثابت ہے کہ جب چاند اور سورج ایک سیدھ میں جمع ہوتے ہیں یعنی سورج اور زمین کے درمیان چاند آجاتا ہے۔ تو سورج گرہن واقع ہوتا ہے۔ گویا کہ اجتماع شمس و قمر کا ذکر کرنا۔ سورج گرہن کا علمی بیان ہے۔ مگر بعض علماء نے ناواقفیت طبعیات کیوجہ سے اس آیت کے یہ معنی کر لئے کہ جب چاند اور سورج ایک جگہہ اکٹھے ہوں ایسا ہونا نہ محض علم طبعیات و نجوم کی رو سے باطل ہے۔ بلکہ قرآن بھی اس کی تردید فرماتا ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

اور سورج ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ کہ چاند کو جا کر پکڑے۔ الغرض چاند گرہن اور سورج گرہن کا ایک مہینے میں واقعہ ہونا مسیح موعود کی قطعی علامت بیان فرمائی گئی ہے۔ جیسا کہ ایک

[illegible] سے ظاہر ہے کہ اب جائے گریز کہان ہو یہی مضمون دار قطنی کی حدیث مین پوری تشریح کے ساتھ اس طرح پر بیان ہوا ہے۔ تحقیق مہدی کی تصدیق کے واسطے دو نشان الٰہی ہین جب سے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہین وہ دونون نشان کسی کی تصدیق کے واسطے نہین ہوئے۔ چاندگرہن اولرات مین اور رمضان مین سورج گرہن ہوگا۔ نصف مین ہیئت سے ثابت ہے کہ چاندگرہن تیرہوین اور چودہوین اور پندرہوین تاریخ مین ہوا کرتا ہے اور سورج گرہن ۲۷-۲۸-۲۹ کو چنانچہ حدیث شریف کی تشریح مین مطابق ۱۳۱۲ہجری کے ماہ رمضان مین چاندگرہن تیرہوین کو جو چاندگرہن کی پہلی رات ہو واقعہ ہوا تھا۔ اور سورج گرہن ۲۸ تاریخ کو جو اس کی مدت گرہن کی نصف سے ظہور مین آیا تھا۔ پس اب بتلاؤ کہ جائے کونسی ہے جیسے زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ دو نشان اس ہیئت کے ساتھ سوائے مہدی کے اور کسی مدعی مہدویت کے واسطے نہین ہوئے جیسا کہ حدیث شریف مین صاف مذکور ہے اور اس سے زیادہ صحیح حدیث بھی کونسی ہو سکتی ہے۔ جو قرآنی آیت کے مطابق اور اس کے مفسر زیادہ زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہو۔ اور ۱۳ صدیون کے بعد دعوے مسیح موعود کے زمانہ مین اس کے مطابق ظہور بھی ہو جائے اس حدیث شریف مین مہدی لفظ ہے اور ابن ماجہ و حاکم نے جو انس سے روایت کی ہے اس مین یہ لفظ ہین **لا مهدی الا عیسیٰ** یعنی عیسیٰ کے سوائے مہدی اور کوئی نہین ہے جس سے ظاہر ہے کہ مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہو چنانچہ حضرت مسیح الزمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا بھی یہی دعوے ہے کہ مہدی موعود اور مسیح موعود مین ہی ہون نعمت اللہ ولی کے شعر مین ہے۔ شعر

مہدی وقت عیسیٰ دوران۔
ہر دو را شہسوار مے بینم۔

اب ناظرین خود نتیجہ نکال لین کہ مرتد کا ستانے دجال مین سچ کہتا ہے یا تفسیر القرآن مین۔

راقم علم ہیئت کا مطالعہ کرنے
والا اکبر شاہ خان نجیب آبادی

مکتوب العرب

۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء

مصر کی انجمن

مدارس عالیہ مین عمر تو احمد زکی آفندی نے جو مجلس نظار کے سکرٹری ہین اور جو علمائے مشرقیات کی بین الاقوامی مجلس کے ایک سالانہ اجلاس مین مصر کی طرف سے وکیل ہو کر جا چکے ہین۔ اور جن کا سفرنامہ یوروپ نہایت مقبول ہوا ہے۔ ایک علمی و تاریخی لیکچر دیا۔ اس لیکچر کا خلاصہ ہم اپنے اخبار کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل مین درج کرتے ہین۔

فاضل لیکچرر نے اول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ خلافت مین تاریخ ہجری کی بنیاد پڑنے کا ذکر کیا۔ پھر عربون کی فتوحات اور ان کی علمی ترقیات کا اجمالی بیان کیا۔ مامون عباسی کے علمی عہد کے بیان مین انہون نے ارسطو کی کتاب **السیاستہ** کا ذکر کیا۔ کہ وہ نہایت مشکل سے دستیاب ہوئی تھی۔ اور اس کا عربی مین ترجمہ کیا گیا تھا۔ پھر کہا کہ میرے پاس یہ کتاب موجود ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ایسی نادر کتاب کتب خانہ خدیویہ مین موجود نہین ہے پھر علامہ شریف ادریسی کی بادشاہ سراجوہر کی بے نظیر کتاب **نزہتہ المشتاق** کا ذکر کیا ہے جو جغرافیہ مین ہے۔ اور جو سیلی کے عیسائی بادشاہ سراجوہر کی سرپرستی مین لکھی تھی انہون نے کہا کہ اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کیا گیا ہے اٹلی کے ایک عالم میشیل اماری نے اس کتاب کے اس خاص حصہ کو اصل مین چھپوایا ہے۔ جو جزیرہ سسلی کے حالات مین ہے۔ نیز اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کیا ہے۔ ایک اور عالم نے اس حصہ کو علیحدہ کر کے شائع کیا ہے جو مسلطین کی نسبت ہے۔ پھر کہا کہ یہ افسوس ہے۔ کہ یہ نادر کتاب بھی کتب خانہ خدیویہ مین موجود نہین ہے۔

پھر فاضل لیکچرار نے اس عجیب روایت کا بیان کیا۔ جو ادریسی نے اپنے جغرافیہ مین لکھی ہے۔ اور کتاب جس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ کلمبس سے پہلے ۴۴۳ ہجری مین امریکہ کا خیال عربون کے ذہن مین آیا تھا۔ اور انہون نے امریکہ کی تلاش کا ارادہ کیا تھا۔ ادریسی نے یہ اس زمانہ کا ذکر لکھا ہے جب کہ عربون کی حکومت اسپین اور پرتگال مین تھی۔ اس نے لکھا ہے کہ لشبونہ (یعنی لزبن حال دارالحکومت پرتگال) کے ۸۰ عربون نے جو ایک ہی قبیلہ کے تھے بحر ظلمات مین سفر کرنے اور اسکی انتہا معلوم کرنے اور نئے ملکون کا سراغ لگانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور اس غرض کے لئے وہ ایک بڑی کشتی مین سوار ہوئے۔ مگر بعض جزائر سے آگے نہ بڑھ سکے۔ کیونکہ راستے مین بلشون کے ایک گروہ نے (جو شکاری پرندے ہین) ان کو گھیر لیا۔ اور ان کو اس قدر تنگ کیا۔ کہ وہ آگے نہ جا سکین۔ لزبن کے جس محلہ مین یہ عرب رہتے تھے۔ وہ آج تک درب المغررین کے نام سے مشہور ہے درب کے معنی پھاٹک کے ہین اور ان معزرین لوگون کو کہتے ہین۔ جو اپنے تئین خطرہ مین ڈالدین لیکچرار نے کہا کہ یوروپ کے سفر مین اس مقام کو مین نے دیکھا ہے۔

اس کے بعد فاضل لیکچرار نے اسی واقعہ کے متعلق ایک اور روایت بیان کی جو ادریسی نے اپنی کتاب مین درج کیا ہے اس روایت مین بجائے ۸۰ عربون کے ۸ کی تعداد درج کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ یہ سب چچازاد بھائی تھے انہون نے کئی مہینہ کا کھانا اور پانی کشتی مین رکھا۔ اور مشرقی ہوا پر ہوا کے رخ پر چل پڑے۔ گیارہ دن چلنے کے بعد وہ ایسے مقام پر پہنچے۔ جہان سمندر کا پانی غلیظ تھا۔ اور روشنی کم تھی۔ یہان ان کو خطرہ محسوس ہوا اس لئے انہون نے کشتی کو جنوب کی طرف چلانا شروع کیا۔ بارہ دن کے بعد وہ ایک جزیرہ مین پہنچے۔ جس مین بکریان کثرت سے تھین۔ مگر ان کا چرواہا کوئی نظر نہین آیا۔

انہون نے ایک بکری کو ذبح کیا۔ مگر گوشت کا مزہ تلخ معلوم ہوا اس جزیرہ سے چلکر بارہ دن تک وہ اور سفر کرتے رہے۔ اس مدت کے بعد ان کو ایک نیا جزیرہ نظر آیا جس مین کھیتی اور آبادی دکھائی دی۔ اس جزیرہ کے باشندون نے یکایک ان کی کشتی کو گھیر لیا اور ان کو کشتی سے اتار کر اپنے جزیرہ مین لے گئے اس جزیرہ کے باشندون کے قد لمبے تھے۔ چہرے گلابی رنگ کے تھے۔ سرون کے بال کندھون پر چھوٹے ہوئے تھے۔ عورتین بھی حسین تھین حسن اتفاق سے ان کو ایک شخص ملگیا۔ جو عربی زبان مین گفتگو کر سکتا تھا اور جو جزیرہ کے حاکم کا ترجمان تھا اسنے حاکم سے ان کا حال بیان کیا۔ حاکم ان کے حال پر رحم آیا۔ چند روز اپنے ہان ان کو ٹھہرایا پھر اسکی حکم سے انکی آنکھون پر پٹیان باندھی گئین۔ اور ان کی مشکین کسی گئین۔ اور اس کے ملازمون نے ان کو کشتی پر سوار کیا۔ اور تین دن کے بعد ان کو رات کے وقت خشکی پر اتارا۔ اور اسی حالت مین چھوڑ گئے صبح کے وقت جب سورج نکلا۔ اور لوگون کی آمد و رفت ان کو معلوم ہوئی۔ تو انہون نے اپنی مدد کے لئے لوگون کو بلایا۔ اس پر چند آدمی ان کے پاس آئے اور ان کی مشکین کھولی گئین۔ اور آنکھون پر سے پٹیان اتاری گئین۔ اور ان کا حال پوچھا گیا۔ یہ بربر کے باشندے تھے۔ ان مین سے ایک بربری نے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ یہان سے تمہارا وطن کس قدر دور ہے انہون نے کہا ہم نہین جانتے۔ اس نے کہا دو مہینہ سے کم عرصہ کی مسافت نہین ہے اس پر ان عربون کے سردار نے آہ سرد بھر کر کہا۔ **وااسفی**۔ یعنی افسوس صد افسوس!!! اسی روز سے بندرگاہ کا نام **اسفی** مشہور ہو گیا۔ آج کل یہ بندرگاہ مراکو کے مغرب مین ہے۔ اور اس کا نام بگڑ کر۔ سافی ہو گیا ہے۔

یہ روایت بیان کرنے کے بعد فاضل لیکچرار نے ایک نقشے کی طرف اشارہ کیا۔ جو دیوار پر آویزان تھا۔ اور عربون کے سفر کی اسطرح تشریح کی کہ وہ اول بخط مستقیم مغرب کی جانب چلے پھر انہون نے جنوب کی طرف رخ کیا جس جگہ سمندر کا پانی ان کو غلیظ دکھائی دیا۔ یہ وہ موقع ہے۔ جہان کی نسبت افلاطون نے کہا ہے۔ کہ ایک بر اعظم اٹلانٹا۔ کے نام سے یہان آباد تھا۔ پھر سمندر مین غرق ہو گیا اور بحر ظلمات کا نام اٹلانٹک اسی بر اعظم کے سبب سے رکھا گیا ہے۔ پانی کے غلیظ ہونے کی وجہ یہی تھی۔ کہ یہان خشکی کا ایک بہت بڑا حصہ غرق ہو چکا تھا۔ آج کل بھی

اس موقع پر پانی گندلا معلوم ہوتا ہے اور اس کی سطح پر کہر چھائی رہتی ہے اس کہر کے سبب سے اکثر جہاز ٹکرا جاتے ہین سب سے پہلے وہ مجمع الجزائر سعد کے کسی جزیرہ مین پہنچے جہاں آج کل بھی بکریاں کثرت سے ہوتی ہین۔ اور جہان کے باشندے کھالون کی تجارت کرتے ہین۔ یہ جزیرہ جس مین اول اول پہنچے۔ غالباً جزیرہ اسو وتہا۔ پرتگیزون نے بھی اس جزیرہ کے قریب وحشی پرندون کا ہجوم دیکھا۔ جیسا کہ عربون کو دکھائی دیا تہا۔ یہان سے چل کر وہ مجمع الجزائر مڈیرا مین پہنچے۔ جہان کے باشندے اب بھی سرخ وسفید ہوتے ہین مڈیرا کے معنی پرتگیزی زبان مین لکڑی کے ہوتے ہین۔ ان جزائر مین کشتیان بنانے کی لکڑی کثرت سے دستیاب ہوتی ہے اور اسی لئے ان کا نام رکھا گیا۔

فاضل لیکچرار نے کہا۔ یہ سچ ہے کہ لزبن کے عرب امریکہ نہین پہنچ سکے۔ مگر یہ بھی کچھ کم بات نہیں ہے۔ کہ ایک جدید ملک کا خیال اُن کے دلون مین آیا اور اس کے معلوم کرنے کے لئے انہون نے اپنے تئین خطرہ مین ڈال گو کہ وہ کامیاب نہ ہوئے اسکے بعد جب کلمبس نے یہ خیال لوگون پر ظاہر کیا۔ تو اُن عربون کی طرح اس کو بھی لوگون نے دیوانا بتایا۔

اس کے بعد لیکچرار نے اندلس مین عربون کی سلطنت پھر اُن کے اُس ملک سے نکالے جانے کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ چارلس دوم نے جب عربون کے نکالے جانے کے بعد ملک کو ویران پایا تو ابن عوام اندلسی کی اس کتاب کا ترجمہ اندلسی زبان مین کرایا جو علم زراعت مین ایک نادر کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اور اہل ملک کے سامنے وہ ترجمہ یہ بات کہکر پیش کیا۔ کہ اگر عرب یہان موجود نہین ہین۔ تو ان کی یہ نادر یادگار تو موجود ہے۔ تم لوگ اس پر غور کرو۔ اور اپنے ملک کو سرسبز اور شاداب کرنے کی کوشش کرو۔ پھر لیکچرار نے کہا کہ اسی زمانہ مین اندلسی عربون مین سے جو اس ملک مین سے نکال دیئے گئے تھے۔ ایک عرب اس ملک مین باقی رہ گیا تھا۔ جو رات دن عربون کے اس ملک مین واپس آنے کے خواب دیکھا کرتا تھا۔ امریکہ کے دریافت ہو جانے اور اسپین کے جنگی جہازمین ملاح بن کر نوکری کر لی اور وہ توپون اور بندوقون کے بنانے اور چلانے اور جہاز رانی اور بحری جنگ کا فن چپ چاپ سیکھتا رہا جب وہ ان فنون مین کامل ہو گیا۔ تو اس نے ٹیونس مین آکر پناہ لی۔ ٹیونس کے کنارے جاتا اور باشندگان اندلس لوٹ کر واپس چلا آتا تہا۔ کہ ایک لڑائی مین اتفاقاً وہ زخمی ہوا۔ اور اس سبب سے صاحب فراش ہو گیا۔ اسی زمانہ مین اُسنے ایک کتاب ان جنگی فنون پر لکھی جو اسنے اسپین کے جہاز پر سیکھے۔ یہ کتاب اس نے اسپین کی زبان مین لکھی تہی۔ مگر ایک شخص نے جو شمالی افریقیہ کے مسلمان فرمانروا کا ترجمان تہا۔ اس کا ترجمہ عربی زبان مین کر دیا۔ اس کتاب کا نام وہ کتاب العزو المنافع فی الجہاد فی سبیل اللہ بالمدافع "ہے۔ لیکچرار نے کہا کہ ۱۹۰۴ء مین حسن اتفاق سے یہ نادر قلمی کتاب مجھے قسطنطنیہ مین ملی۔ مین نے ساٹھ پونڈ خرچ کرکے اس کتاب کے صفحات کا عکس فوٹو لیتھوگرافی کے طریقے سے تیار کرایا۔ یہ کہکر لیکچرار نے اس کتاب کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا کہ اس کا ایک نسخہ قسطنطنیہ مین اور ایک وائینا مین موجود ہے اور دو نسخے الجزائر مین ہین۔ اس شخص کا نام جس نے یہ کتاب تصنیف کی "ابن غانم" تہا۔ اس شخص کا نام جسنے اس کا ترجمہ عربی زبان مین کیا ابن قاسم اندلسی تہا۔ اس کتاب مین بہت سی ریاضی شکلین اور نقشے ہین۔ جو ابن ذکریا اندلسی کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہین جہاز رانی اور بحری جنگ اور آتش فشان ہتھیارون سے کام لینے کے طریقے اس کتاب مین نہایت شرح وبسط سے بیان کئے گئے ہین۔

یہ خلاصہ اس لیکچر کا ہے۔ جو احمد زکی آفندی نے مصر مین دیا ہے اور جو مصر کے اخبارات مین چھاپا گیا ہے مین نے خود بھی سر سید مرحوم کی زندگی کے اخیر زمانہ مین ترجمہ کرکے لکھی تہی۔ اور اس پر ایک مضمون تحریر کیا تہا۔ بلاشبہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب اندلس کے دلون مین ایک جدید اور نامعلوم ملک کا خیال آیا تہا اور وہ اس کے دریافت کرنے کے درپے ہوئے تھے۔ کچھ عجب نہین ہے۔ کہ یہ روایت یوروپ مین مشہور ہو گئی ہو اور کلمبس کو اسی روایت نے امریکہ کے دریافت کرنے پر آمادہ کیا ہو۔ اگر اندلس مین عربون کی سلطنت قایم رہتی۔ تو کسی زمانہ مین وہ ضرور امریکہ کو دریافت کر لیتے۔ اور وہان بھی اسلام کا علم بلند کرتے۔ مگر کسی نے سچ کہا ہے۔ تدبیر کند بندہ وتقدیر کند خندہ۔

(از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

خبرونکا گلدستہ

دنیائے اسلام کی خبرین

جدہ کی خبرون سے پایا جاتا ہے کہ ایام حج مین روزانہ دو سو حاجی مرض ہیضہ سے تلف ہوتے رہتے ہین۔ اور اب مرض کا اس قدر زور ہو گیا ہے کہ روزانہ پانچسو اموات تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ اللہ تعالے اپنے عاجز بندون پر رحم فرمائے۔

مدنیہ منورہ مین عین الزرقہ نامی نہر کا پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر دولت علیہ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ صحت کے مضر ہے اس لئے سلطان المعظم نے چار ہزار اسیر اسکی اصلاح کے لئے منظور کیا ہے تاکہ اسباب مضر صحت کو دور کیا جاوے۔

باخبار ترجمان روای ہے کہ پچھلے دنون قبایل عرب کے شیوخ نے ایک عام جلسہ کرکے ایک عرضداشت بابعالی مین اس مضمون کی ارسال کی ہے کہ ہمارے لڑکون کو ورکشاپ مین کام سیکھنے کے لئے بھرتی کیا جاوے اور انہین مفید پیشے سکھائے جائین۔

طہران مین جرمن بنک قایم کرنے کی تجویز فی الحال معرض التوا مین پڑگئی۔

ایران کی حسب درخواست گورنمنٹ فرانس نے ایک فرانسیسی انسپکٹر مال کو مالیہ ایران کو از سر نو ترتیب دینے کے لئے بعہدہ مشیر مال مقرر کیا۔

کابل کی خبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر صاحب اور ان کے مشیر عہد نامہ روس وبرطانیہ کی شرائط پر غور کر رہے ہین اور کابل مین جب لوگون کو اس عہد نامہ کی کیفیت سے آگاہی ہوگئی ہے۔

تیونس۔ تیونس کی حکومت نے ایک اعلےٰ افسر کو مصر مین اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ یہان کے زراعتی اور مالی حالات پر غور کرے اور مفید تحقیقات کرکے واپس جائے۔ تاکہ پھر اس کی معلومات مین سے مناسب امور پر ٹیونس مین بھی عمل ہو۔ (اللواء)

ایران کی حالت:۔ اخبار ٹائمز کی خبرین پڑھکر ایران کی حالت جس قدر افسوسناک معلوم ہوتی تہی۔ تازہ ایرانی ڈاک نے وہ خیال دور کردیا۔ اور معلوم ہوا کہ ہمعصر ٹائمز نے محض ہول دلانے کے لئے اتنی خراب حالت لکھ دی تہی (ہ)

دولت علیہ کی بحری طاقت:۔ حال ہی مین تین تارپیڈو کشتیان جو کہ دولت علیہ نے فرانس کے کسی کارخانے سے بنائی تہین بہمہ صفت کمل ہو کر آستانہ علیہ مین آگئی ہین۔ اوران کے نام درعین تاب مدملاطیہ در اور "فرات" ہین۔ ان کے اپنے شاخ زرین مین داخل ہونے کا شاندار جلسہ ہوا جسمین تمام اُمرا اور عمائد اور بحری افسر وہان موجود تھے۔ یہ نظارہ بڑا دلچسپ تہا۔ (المویا)

سلطانی فیاضی:۔ دولت عالیہ نے ایک لاکھ پونڈ کا غلہ گندم مزارعین مین اعانتاً تقسیم فرمانے کے لئے اس قدر رقم منظور کی ہے (اللواء)

مرمت نہر:۔ مدنیہ منورہ مین جس نہر سے پانی جاتی ہے اس مجاری مین خرابی آجانے سے اس کی مرمت ہو رہی ہے اور چندہ جمع ہو رہا ہے۔ (ہ)

سارے جہاں سے بہتر دارالاماں ہمارا
دارالاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا

یہ شعر ہمارے سلسلے کے کسی جوشیلے بھائی کی زبان سے نہیں بلکہ دل سے نکلا ہے شعر کیا ہے حقیقت الامر کی سچی تصویر کھینچی ہے جس کی صداقت پر وہ مہر لگا سکتا ہے کہ جو دارالاماں میں چند دن گذارے ہم اگرچہ قادیان میں عرصے سے آنے والے ہیں مگر بد قسمتی سے ہم کو دو یا ڈیڑھ دن سے زیادہ رہنے کا موقعہ کبھی بھی میسر نہیں آیا ہے۔ اگرچہ وہ عرصہ بھی حقیقت شناس کے واسطے فایدے سے خالی نہیں ہوتا مگر تاہم جس قدر زیادہ رہا جاوے زیادہ لطف زیادہ ذوق زیادہ سرور ہی حاصل ہوتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ موسم جو موسم سرما ہے ہمارے لئے نہایت ہی مبارک موسم آیا کہ جس میں ہم کو خوش قسمتی سے تین بار دارالامان جیسے سرزمین میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔ گویا کہ تین موقع تبدیلی کرنے کے لئے میسر آگئے گو ہر ایک شجر کے لئے موسم بہار ہی نیا جوبن دکھلانے اور نئے خلعت کو زیب بدن کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جس میں کہ وہ اپنی پرانی پوشاک سے نفرت کرکے اُس کو اوتار پھینکتے ہیں جس کی آخر درگت یہ ہوتی ہے کہ وہ جو ایک وقت میں زیب و زینت کا کام دیتے تھے وہ اب ایسی کس مپرسی کی حالت میں ہو گئے ہیں کہ لوگ اُن کو پیروں کے نیچے کچلتے پھرتے ہیں اور کہ جو بالآخر آگ میں جلانے پر کام آتے ہیں۔ مگر ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایک موسم میں تبدیلی کے تین ایسے نایاب موقعے دے کر بایدو شاید۔ اگر اب بھی باوجود ایسی نعمت پانے کے ہم اس سے محروم رہیں تو ضرور بضرور ہماری بد قسمتی اور کم ہمتی پر دال ہے۔ چونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اکثر ایسا ہوتا ہے کہ غور اور توجہ سے کام نہیں لیا جاتا اور اکثر اغماض کیا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر کوئی کام نہیں چل سکتا مگر فضل کو جذب کرنا بھی ہمیں لازم ہے اگر ہم ایسے ہو جاویں کہ فضل الٰہی کے جذب کرنے کی تدابیر چھوڑ دیں تو ضرور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم فضل الٰہی سے محروم ہو جاویں گے اور اگر خدا کی نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے اُن تدابیر پر بھی عملدرآمد کریں گے تو بہت کچھ فایدہ حاصل کر لینگے۔

اس مبارک موسم میں ہم کو تیسری بار خدا کے فضل و احسان سے سہ یا چہار ہفتے رہنے کا موقعہ نصیب آگیا جس سے ہم کو یہ اندازہ لگانے کا اچھا خاصہ وقت مل گیا کہ دارالامان کی زندگی دراصل بے نظیر زندگی ہے۔ ہم جب اپنے خاص مقام زندگی اور یہاں کی زندگی کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہمارا دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے کہ ؎

سارے جہاں سے بہتر دارالاماں ہمارا
دارالاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا

یہاں کا رہنا دراصل نکتہ شناس کو بہت کچھ سوجھا دیتا ہے وجہ یہ کہ یہاں کا کوئی لحظہ اور کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہے۔ یہاں رات اور دن کا پتہ ہی نہیں لگتا کہ کدھر جاتے ہیں۔ پہلے تو ہم حیران ہوا کرتے تھے کہ کس طرح یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ رات اور دن کا پتا لگانا مشکل ہوا کرتا ہے مگر اب پتہ لگا کہ ضرور بضرور ایسا ہوا کرتا ہے۔ کہ نہ رات کا پتہ لگتا ہے اور نہ دن کا۔

ہم جب رات کو سونے کے لئے بستر پر جاتے ہیں تو خدا کا ذکر ہی ہر چہار طرف سے سنتے ہوئے سوتے ہیں جب صبح سویرے منہ اندھیرے اُٹھتے ہیں تو اُس وقت بھی ہر طرف سے یہی صدائیں آتی ہیں گویا کہ یہ جگہ ایک ایسا چمن بے نظیر بنا ہوا ہے کہ جس میں ہر طرف پرندے چہچہا رہے ہیں۔

صبح کی نماز کے بعد مہمان خانہ میں حکیم فضل الدین صاحب کا درس عجیب لطف دیتا ہے۔ مولانا حکیم الامت کا سارے دن فیض کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ مولانا کی عجیب و غریب باتیں سنتے سنتے ہی نماز ظہر کا اور پھر عصر کا وقت آجاتا ہے۔ ظہر اور عصر کی نمازوں میں اکثر حضور انور مسیح موعود علیہ السلام تشریف لاکر دیدار سے مشرف کرتے ہیں اور پاک نصیحتوں سے روحانی بیماریوں کا تسلی بخش علاج کرتے ہیں۔ نماز عصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں درس قرآن مجید سے جو جو دُرِ بے بہا حکیم الامت عطا کرتے ہیں اُن کا بیان کرنا موجب طول طویل ہے۔ اس مبارک درس کے تھوڑی دیر بعد ہی نماز مغرب ہوتی ہے اُس کے بعد اور پھر عشاء کی نماز کے بعد تک کوئی ایسی جگہ اور کوئی مقام یہاں کا نہیں دیکھا جاتا کہ جہاں ذکر اللہ نہ ہوتا ہو۔

گویا کہ دارالامان کے در و دیوار سے ہی ذکر اللہ کے آوازے آکر عاشقان الٰہی کو لذت اور سرور سے بھر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بہتوں نے یہاں کی زندگی میں ہی اپنی خیر دیکھی ہے اور دُنیا کے سب تعلقات کو چھوڑ چھاڑ کر یہیں کے ہو رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ ان کی یہ ہمتیں بڑی ہی قابل قدر اور قابل تقلید ہمتیں ہیں جن پر گویا خدائی رنگ چڑھ گیا ہے اور فی الحقیقت انھیں لوگوں نے دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کا راز سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب میں توفیق پیدا کرے کہ ہم ان کے جیسے اپنے دل بناویں اور خدا کے مسیح علیہ السلام کے ایسے ہی تابعدار بنیں جیسا کہ حق تابعدار بننے کا ہے۔

بالآخر یہ عرض کر دینا بھی بے جا نہ ہو گا کہ اگر دُنیا میں جنت کا کوئی جگہ زندہ نمونہ ہے تو وہ دارالامان قادیان ہے۔ پھر افسوس ہم پر جو اس نعمت غیر مترقبہ سے ایسے دور و مہجور رہتے ہیں کہ مدتوں یہاں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو آج آئے اور کل یا پرسوں چل دیئے۔ یہ نعمت جو ہم کو خدا نے دی ہے اس سے ایک جہان بے خبر ہے بے نصیب ہے اور بہت سے مر کر اس سے محروم گئے ہم کو تو چاہیئے کہ اس کی پوری قدر کریں اس سے پورا فایدہ حاصل کریں۔ مگر آہ! صد آہ!! ہم میں بہت کم ہیں جو اس طرف توجہ کرتے ہیں اگرچہ اُن کے کان شنوا تو ہیں پر سُننے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ آنکھیں بینا بھی ہیں مگر پھر بھی نہیں دیکھتے۔ اور تو اور رہا اگر اپنے پیارے بچوں سے حقیقی محبت اکرموا اولادکم کو زیر نظر رکھ کر کرتے تو یہاں سے بڑھکر اُن کو تعلیم دینے کا موقع اور کوئی جگہ نظر ہی نہ آتی مگر کس سے کہیں اور کس کے آگے روئیں کہ خدا کا مسیح علیہ السلام تو بچوں پر اس قدر شفقت کرے کہ اُن کی خاطر ایسے سامان مہیا کرتا ہے تو قوم اُس کی قدر نہیں کرتی اور اُس سے فایدہ نہیں اُٹھاتی اس میں شک نہیں کہ بہت سے ایسے بھی ہیں جنھوں نے بچوں سے سچی محبت کی ہے اور خدا کے مسیح علیہ السلام کی اس شفقت کی قدر کی ہے جو حضور نے مدرسہ بنانے کے ذریعہ سے کی ہے مگر ایسی بہت ہی کم ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم سب مل کر خدا کے مسیح موعود علیہ السلام کے پاک ارادوں کی قدر کر کے اُس سے فایدہ اُٹھاویں اور دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کے عہد میں پورے اُتریں یا اللہ! ہماری تمام کمزوریوں کو دور کر دے اور ہم کو اپنے حکموں پر عملدرآمد کرنے کی توفیق اور طاقت بخش دے آمین ثم آمین۔ فقط (خاکسار محمد حسین حال وارد دارالامان قادیان شریف)

کون رہبر ہو سکے جو خضر بکانے لگے

پولیس رعایا کے جان و مال اور آبرو کی محافظ ہے اور امن عامہ کا قیام اس کے فرایض میں داخل ہے مگر بعض اوقات اس سے ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں جو نہایت شرمناک اور قابل نفرین ہوتی ہیں جہلم میں ایک پولیس آفیسر کی شرمناک کرتوت کا ایک راز افشا ہوا ہے کہ گیان چند ڈپٹی انسپکٹر پولیس شنداس سارجنٹ کے گھر موقع پاکر ارتکاب زنا کے لئے پہنچا۔ شنداس کو معلوم ہونے پر اُس نے حکمت عملی سے اس کو گرفتار کرا کر محکمانہ سزا دلائی چنانچہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء سے اُسے موقوف کیا گیا ایسی خبیث الفطرت ہرگز اس قابل نہیں ہوتے کہ لوگوں کے مال و جان اور آبرو کے محافظ ہوں۔

نوٹ:۔ اشتہارات اس اشاعت میں شایع نہیں ہو سکے (ایڈیٹر)

انوار احمدیہ مشین پریس میں شیخ یعقوب علی تراب کے لئے چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار مہینے کی ۶ و ۲ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ - تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے صہ
۲- خواص و معاونین سے عـــه
۳- ہندوستان سے باہر ے
۴- غیر مذاہب والوں سے ے
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے۔ ۱۲

نوٹ

عیسم کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

دوا مینی شفا مینی غرض دارالامان مینی	چہ گویم با تو از آئی جہاد قادیان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۲

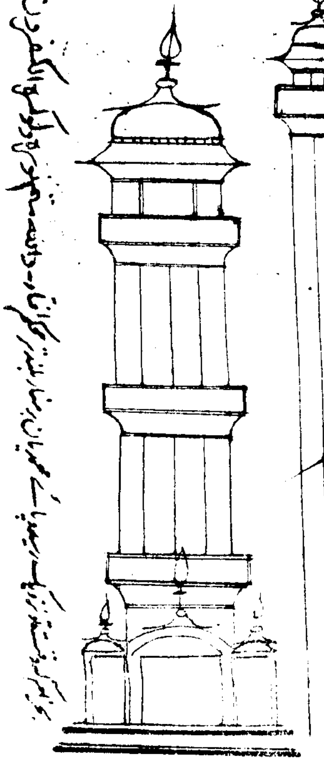

سلسلہ کے متعلق نوٹ

لنگر خانہ کی ضروریات قوم کی توجہ بدستور چاہتی ہیں

جناب مولوی محمد علی صاحب کو مجلس معتمدین نے مامور کیا ہے۔کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی بلڈنگ (عمارت) کیلئے ایک سرکلر لیٹر شایع کریں۔ اس چٹھی کے ذریعہ وہ قوم کو توجہ دلائیں گے۔کہ مدرسہ کی جدید عمارت کیلئے ایک کافی رقم چندہ کے ذریعہ جمع کریں۔ایسا ہی وہ اسی چٹھی میں ان احمدیوں کو بھی توجہ دلائیں گے جن کے پاس روپیہ جمع ہو۔کہ وہ اپنے روپیہ کو مدرسہ تعلیم الاسلام کے کمروں کی تعمیر میں لگا دیں جب تک مجلس ان کا روپیہ ادا نہ کرے اس وقت تک وہ ان احباب کو کرایہ دیتی رہے۔ امید کی جاتی ہے۔کہ اس طرح پر جلدی وہ رقم جمع ہو جائے گی۔جس کے لئے اپیل کیا جائیگا ہر حال مدرسہ کی عمارت کا سوال بہت ضروری سوال ہے۔ جس کے لئے سرمایہ کا جلد تر بہم پہنچانا ازبس ضروری ہے۔

شیخ محمد حسین ... جنکا پہلے کسی اشاعت ... مدرسہ تعلیم الاسلام

میں فی الحال ایک ماہ کے لئے صرف کام کرنے کیواسطے تشریف لے آئے ہیں۔اور اس طرح پر انہوں نے ایک قابل قدر نظیر قومی خدمت میں ایثار کی قایم کی ہے۔خانصاحب ذوالفقار علیخانصاحب کی خدمت چونکہ خاص طور پر ریاست رامپور میں منتقل ہو چکی ہیں۔اس لئے وہ اسوقت آنے سے معذور رہے۔ جسکا انہیں بھی افسوس ہے۔شیخصاحب مدرسہ میں کام کرنے لگ گئے ہیں۔اسوقت مدرسہ اور میگزین کی بڑھتی ہوئی ضروریات میں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔جو تعلیمی اور اخباری مذاق رکھتے ہیں۔ یہ موقع ہے۔خدمت دین کا۔اور مبارک ہونگے۔وہ لوگ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک ایسے مولوی کی ضرورت ہے۔جو مڈل کی جماعتوں کو ادب عربی اور دینیات کی تعلیم دے سکے۔جو لوگ اس عہدہ کے لئے آسکیں۔نہیں فوراً مولوی شیر علی صاحب افسر صیغہ تعلیم کے نام قادیان درخواست بھیجدینی چاہئے۔تعلیمی تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائیگی۔

وصایا کے متعلق احمدی انجمنوں کو بڑی کوشش کرنی چاہئے اور احمدیوں کو رسالہ الوصیت کے مقاصد سے آگاہ کرنا لازمی ہے۔وصیتوں کی آمد کے سلسلہ میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہے۔اس لئے اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ضرورت ہے اس امر کی کہ احمدی انجمنیں اپنے جلسے کر کے اپنے ممبروں کی وصیتیں حاصل کرکے بہت جلد افسر مقبرہ بہشتی کے نام بھیجیں۔ مگر اس سے پہلے کہ وصیت تحریر کر کے بھیجی جاوے۔وصیت کا مسودہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور کے پاس بھیج دینا چاہئے۔خواجہ صاحب انجمن کے مشیر قانونی ہیں۔خواجہ صاحب کے ساتھ خط وکتابت کرتے وقت یہ پتہ مدنظر رکھنا چاہئے۔ نولکھا عزیز منزل۔خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب۔لاہور لکھنے کی حاجت نہیں۔نولکھا ڈاک خانہ ہے۔وہاں سے ڈاک خواجہ صاحب کو براہ راست مل جاتی ہے۔

اگر خواجہ صاحب کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے لاہور سے باہر بھی گئے ہوئے ہوں۔تب بھی ان کی ڈاک ان کے دفتر میں پہنچ جاتی ہے۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

سانپ اور عیسویت

سانپ کا لفظ عیسائیوں کی کتب مقدسہ میں سب سے زیادہ خطرناک مقدر ہے۔ شیطان کا مظہر سانپ کو قرار دیا گیا ہے۔ اور جناب مسیح کا یہ فرمان دکھایا گیا ہے کہ میں سانپ کا سر کچلنے کے لئے آیا ہوں۔ یورپ کے بعض سوداگران شراب کی دوکان پر سانپ کی شکل بناتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں شیطان کا مظہر ایک معنوں سے شراب ہے اور ایک حد تک مذہبی لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحیح بات ہے قرآن مجید نے بھی اس کو عمل الشیطان قرار دیا ہے مگر غور طلب بات یہ ہے کہ کیا اس شیطان کا سر کچلا گیا یا عیسویت نے اسے ترقی کی دی؟ اس کا جواب تجربہ سے دیا جا سکتا ہے۔ یورپ میں شراب کی جو کثرت ہے وہ ایک ظاہر امر ہے۔ عشاء ربانی میں شراب مذہبی رسم کے لئے لازمی سمجھی جاتی ہے اور مسیح کا پہلا معجزہ شراب سازی کا ہے پھر یہ شیطان (سانپ) کا سر کچلا گیا یا اسے پرورش کیا گیا۔ یہ عیسویت کا زندہ معجزہ سمجھنا چاہیئے!!!

ملک کی اخلاقی حالت کا اندازہ

ضروریات ہر شخص کی اخلاقی حالت کو ظاہر کر سکتی ہیں اور ایسا ہی جس ملک میں جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو وہ بتا سکتی ہے کہ ملک کی اخلاقی حالت کیسی ہے۔ ٹربیون گزٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ امرتسر کے کارخانہ شراب کے لئے ساٹھ ہزار من گڑ خریدا گیا ہے اور اس کارخانہ کو ابھی اور بڑھانے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ کارخانہ میں ۲ ہزار بوتل روزانہ طیار ہوتی ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملک کی حالت کیسی بگڑی ہوئی ہے اسپر ہندوستان کی مفلسی کا اندازہ غلط ہوگا یا نہیں۔ یا اللہ رحم کر۔

گورنمنٹ کی تعریف کیوں نہ کریں

گورنمنٹ انگلشیہ کی دی ہوئی مذہبی آزادی کی برکات کو جب ہم دیکھتے ہیں تو بے اختیار اسکے لئے دل سے دعا نکلتی ہے اور جن اُن برکات کے لئے ہم گورنمنٹ کے شکرگذار ہوتے ہیں تو نا اہل اور محسن کش ہمیں خوشامدی کہتے ہیں۔ حال میں موضع بیلا (ضلع گیا) میں مسلمانوں پر جو ظلم کیا گیا ہے وہ سکھا شاہی زمانہ سے بھی زیادہ تاریک اور خونچکاں ہے۔ اور اس فساد کے بانی مبانی بہرحال آریہ سماجی ہیں۔ کیونکہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۸ء کو عین عید کے دن آریہ سماج کا جلسہ ہوا جس میں پنجاب اور دوسری جگہ کے آریہ سماجیوں نے گئورکھشا کے متعلق پرزور اور پرجوش تقریریں کیں جس کا نتیجہ بیلا کا فساد ہے جہاں غریب مسلمانوں کے دس بارہ گھر میں ہندوؤں نے انھیں مار اُٹھایا۔ ان کی عورتوں کو بے عزت کیا۔ چار عورتیں گیا کے ہسپتال میں آئی ہیں۔ کیا اسی سلوک پر ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہمارے ساتھ اتفاق کرو۔ آریہ اخبار اس کو کچھ اور ہی رنگ دینگے مگر یہ ظلم غریب مسلمانوں پر ایک ادنیٰ جانور کے لئے کیا گیا ہے جو قوم انسان کے مقابلہ میں **حیوان** کو ترجیح دیتی ہے۔ اس سے انسانیت اور ہمدردی کی امید رکھنا فضول ہے کیا معزز اخبار ہندوستان کا ایڈیٹر اس بنا پر اتفاق کا مشورہ دے سکتا ہے؟

اسلام نے دوسرے مذاہب کو عالمگیر بننے کی ہدایت کی

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کل نوع انسان کو اپنے اندر جذب کرلیتا ہے اور فی الحقیقت وہ مذہب جو خداتعالیٰ کی طرف سے ہو ایسا ہی ہونا چاہئیے۔ ہندوؤں یا سکھوں میں آج تک یہ نہیں ہوا تھا کہ وہ دوسری قوموں کو اپنے مذہب میں داخل کریں بلکہ بعض قومیں رہتیے۔ میگھ وغیرہ سکھ کہلا کر بھی ان سے باہر تھے۔ اب **اسلام** کو دیکھکر آریوں نے پہلے غیر قوموں کو برائے نام داخل کرنا شروع کیا اب سکھوں نے بھی یہ عزم کیا ہے۔ چنانچہ موضع بلا ہی متصل سنگواڑہ آج بڑی بھاری شدھی ہوگی اور رہتیے اور میگھ وغیرہ سکھوں میں شامل کئے جائینگے۔ یہ آثار مبارک ہیں اس سے اسلام کی عظمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان لوگوں نے یقین کر لیا ہے کہ اسلام ان سب کو اپنے میں شامل کر لیگا۔ اور ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ اب **چوہڑوں** کو بھی خوش ہونا چاہئے شاید وہ وقت دور نہ ہو کہ آریہ **سماجی** ہمیں آریہ بنالیں اس لئے کہ سرکاری کاغذات میں چوہڑے ہندو لکھے جاتے ہیں۔

خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے۔ جو ان بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جان نثاری کا رتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جاتے ہیں اور ان کو برا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجال اور ٹھگ اور فریبی اُن کا نام رکھا جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں پھر خداتعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ انکی تائید میں کوئی نشان دکھاوے تب ایک دفعہ ان کا دل دکھتا ہے اور ان کا سینہ مجروح ہوتا ہے تب وہ خداتعالیٰ کے آستانہ پر تضرعات کیلئے گرتے ہیں اور ان کی دردمندانہ دعاؤں کا آسمان پر شور پڑتا ہے اور جس طرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں۔

گورنر بمبئی اور دیسی اخبارات

یہ دوسرا موقعہ ہے کہ ۲۰ جنوری کو سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے احاطہ بمبئی کے دیسی زبانوں کے اخبارات کے پچاس ایڈیٹروں کو لیبورٹری میں جہاں پلیگ کے ٹیکے کا سیرم تیار ہوتا ہے۔ مدعو کر کے شفقت آمیز سلوک کا اظہار کیا۔ پہلے کپتان لسٹن نے انہیں لمف تیار کرنے کے متعلق جس قدر احتیاطیں کی جاتی ہیں مشاہدہ کرائیں۔ پھر گورنر صاحب خود تشریف لائے۔ اور ایڈیٹروں کو خوش آمدید کہکر ایک مختصر سی تقریر میں فرمایا کہ جب سے میں ہندوستان میں آیا ہوں ٹیکے کے استعمال پر بہت زور دے رہا ہوں اس لئے کہ میرے یقین میں پلیگ سے بچنے کا ایک ہی سب سے زبردست علاج ہے پلیگ عموماً غریب آدمیوں پر حملہ کیا کرتی ہے۔ جس کی آپ اور مجھے سب کو پرواہ کرنی چاہئے جب تک آپ کا خود خاطر خواہ اطمینان نہ ہو جائے میں نہیں کہتا کہ آپ پبلک کو اس کی طرف مائل کریں۔ جو کچھ آپ نے یہاں دیکھا اُس سے اور شمار و اعداد پر غور کرنے سے آپ کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ اس طریق کو بہت کچھ کامیابی ہوئی ہے ملک معظم کو ہندی رعایا سے جو ہمدردی ہے۔ آپ کو معلوم ہی ہے۔ میری آرزو ہے کہ میں ہز مجسٹی کو مطلع کر سکوں کہ احاطہ بمبئی میں ہم سب ملکر غربا کی جانیں بچانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ ضروری ہے کہ میں اور آپ ایک دوسرے کو سمجھیں۔ بعض دفعہ ہم میں اختلاف رائے بھی ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارا اصل منشا ایک ہی ہے آپ اس ملک میں رہتے ہیں اور اپنے ملک والوں کی بہتری کرنا چاہتے ہیں۔ میں انگلستان سے اس لئے آیا ہوں کہ اس ملک کے لوگوں کے ساتھ کچھ بھلائی کروں اس لئے آپ یہ نکتہ بھول نہ جائیں کہ میرا اور آپ کا مقصد ایک ہی ہے اخبارات کی طاقت دن بدن بڑھ رہی ہے اور یہ اپنے سر پر ایک بھاری ذمہ واری رکھتے ہیں میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنی ذمہ واری کو سنجیدگی کی نظر سے دیکھیں۔

مسیح اور مہدی کا مشن

﴿حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے پاک الفاظ میں﴾

شریعت دو حصوں پر منقسم تھی۔ بڑا حصہ یہ تھا۔ کہ لا اله الا اللہ یعنی توحید۔ اور دوسرا حصہ یہ کہ ہمدردی نوع انسان کرو۔ اور ان کے لئے وہ چاہو۔ جو اپنے لئے۔ سو ان دو حصوں میں سے حضرت مسیح نے ہمدردی نوع انسان پر زور دیا ہے۔ کیونکہ وہ زمانہ اسی زور کو چاہتا تھا۔ اور دوسرا حصہ جو بڑا حصہ ہے یعنی لا اله الا اللہ جو خدا کی عظمت اور توحید کا سرچشمہ ہے اس پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا۔ کیونکہ وہ زمانہ اسی قسم کے زور کو چاہتا تھا۔ پھر بعد اس کے ہمارا زمانہ آیا۔ جس میں ہم ہیں۔ اس زمانہ میں یہ دونوں قسم کی خرابیاں کمال درجہ تک پہنچ گئی تھیں۔ یعنی حقوق عباد کا تلف کرنا۔ اور بے گناہ بندوں کا خون کرنا مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہو گیا تھا۔ اور اس غلط عقیدہ کی وجہ سے ہزارہا بے گناہوں کو وحشیوں نے تہ تیغ کر دیا تھا۔ اور پھر دوسری طرف حقوق خالق کا تلف کرنا بھی کمال کو پہنچ گیا تھا۔ اور عیسائی عقیدہ میں داخل ہو گیا تھا۔ کہ وہ خدا جس کی انسانوں اور فرشتوں کو پرستش کرنی چاہیئے۔ وہ مسیح ہی ہے۔ اور اس قدر غلو ہو گیا۔ کہ اگرچہ ان کے نزدیک عقیدہ کے رو سے تین اقنوم ہیں لیکن عملی طور پر دعا اور قبولیت میں صرف ایک ہی قرار دیا گیا ہے یعنی مسیح۔ یہ دونوں پہلو اتلاف حقوق یعنی حق العباد اور حق رب العباد اس قدر کمال کو پہنچ گئے تھے۔ کہ اب یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان دونوں میں سے کونسا پہلو اپنے غلو میں انتہائی درجہ تک جا پہنچا ہے سو اس وقت خدا نے جیسا کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا۔ اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت مسیح کا اوتار کر کے بھیجا ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا۔ اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں خدا کو چھونے والا۔ اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ جس کے معنے ہیں۔ کہ فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھ کو وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں۔ بروز عیسیٰ و بروز محمدؐ۔ غرض میرا وجود ان دونوں نبیوں کے وجود سے بروزی طور پر ایک معجون مرکب۔ عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے۔ کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے[*] جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے۔ اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آ چکا ہے۔ خاصکر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے نہ محض نفاق سے اور یہ وہ مصلحکاری کا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے۔ کہ اگر ایک لاکھ مولوی بھی چاہتا۔ کہ وحشیانہ جہادوں کے روکنے کے لئے ایسا پر تاثیر سلسلہ قایم کرے تو اس کے لئے غیر ممکن تھا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو چند سال میں ہی یہ مبارک اور امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی پن کے خیالات کو مٹا رہی ہے۔ کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ اور وحشیانہ جہاد کرنے والے اپنا چولہ بدل لینگے۔

اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قایم کروں۔ کیونکہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بت پرستوں کے دلوں میں قایم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے روح القدس سے مدد دی گئی ہے وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا۔ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا۔ اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلی فرما ہوا ہے اس نے مجھ سے باتیں کیں۔ اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے میں ہوں۔ میں اکیلا خالق اور مالک ہوں۔ اور میرا کوئی شریک نہیں اور میں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا۔ کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے یعنی تثلیث و کفارہ وغیرہ یہ سب انسانی غلطیاں ہیں۔ اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنی زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے۔ اور مجھے اس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو نے خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہدے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں اور دوسرا یہ نشان ہے۔ کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے۔ مثلاً کسی دعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس قبولیت کا علم دیا جانا یا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حد علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہیگا۔ گو وہ مشرقی ہو یا مغربی یہ وہ دو نشان ہیں۔ جو مجھ کو دیئے گئے ہیں۔ تا ان کے ذریعہ سے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو کھینچوں جو درحقیقت ہماری روحوں اور جسموں کا خدا ہے جس کی طرف ایک دن ہر ایک کا سفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ مذہب کچھ چیز نہیں جس میں الٰہی طاقت نہیں۔ تمام نبیوں نے سچے مذہب کی یہی نشانی ٹھرائی گئی ہے۔ کہ اس میں الٰہی طاقت ہو یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ دونوں نام جو خدا تعالیٰ نے میرے لئے مقرر فرمائے یہ صرف چند روز سے نہیں ہیں بلکہ میری کتاب براہین احمدیہ میں جس کو شایع کئے قریباً تیس برس گذر گئے یہ دونوں نام خدا تعالیٰ کے الہام میں میری نسبت ذکر فرمائے گئے ہیں یعنی عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی تا میں ان دونوں گروہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو وہ پیغام پہنچاؤں جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کاش اگر دلوں میں طلب ہوتی اور آخرت کے دن کا خوف ہوتا۔ تو ہر ایک سچائی کے طالب کو یہ موقع دیا گیا تھا۔ کہ وہ مجھ سے تسلی پاتا۔

اے خدا اے چشمۂ نور ہدےٰ۔
از کرم ہا چشم این امت کشا
یک نظر کن سوئے این راز نہاں
تا رہے اے طالب از وہم و گمان

---

[*] اگرچہ خاص آدمی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہونگے۔ مگر ہر ایک قسم کے لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس[*] ہزار سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ شاید زیادہ ہوں۔ منہ

[*] اب یہ تعداد چار لاکھ تک پہونچی ہے۔

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمان

[حضرت حجۃ اللہ کے چند مکتوبات جو شکستہ خاطروں کے لئے اکسیر اور ابتلا میں آئے ہوئے لوگوں کے لئے موجب تسکین ہیں منقول از رسالہ تشحیذ الاذہان]

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم - مخدومی مکرمی سیٹھ صاحب سلمہٗ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - عنایت نامہ پہنچا یہ بھی خدا تعالیٰ کی آپ پر ایک رحمت ہے کہ آپ نے میری اس نصیحت میں غفلت نہیں کی کہ خط برابر بھیجا جاوے اور میں جس قدر خدا تعالیٰ کی عجیب اور خارق عادت فضلوں پر یقین رکھتا ہوں کاش اگر کوئی ایسا طریق ہوتا کہ میں آپ کے دل میں بھی ڈال سکتا خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت اور قدرت کا تجربہ اگر ہو تو وہ اس حالت میں بھی انسان کو ناامید نہیں کر سکتا کہ جب انسان پابزنجیر زندان میں ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے اور اسباب سے سب امیدیں ہماری ٹوٹ چکی ہیں لیکن جب تک ہم قبر میں داخل ہو جائیں یہ امید ہماری ٹوٹنے کے قابل نہیں ہے کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو ہر ایک بات پر قادر ہے انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ دو چار تجربہ سے خواص اشیا پر یقین کر لیتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ پانی ہمیشہ پیاس کو بجھاتا ہے اور روٹی ایک بھوکے انسان کو سیر کرتا ہے کسٹرائل دست لاتا ہے سم الفار پوری خوراک پر ہلاک کر دیتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم پر کیوں یقین نہ کریں جس کو ہم اپنی زندگی میں صدہا مرتبہ آزما چکے ہیں سچ تو یہ ہے کہ گھبراہٹ ضعف ایمان کے باعث ہوتی ہے اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے ہرگز ضائع نہیں کریگا تو ممکن ہی نہیں کہ وہ غمگین ہو اور کیونکر غمگین ہو سکے انسان تو آدمی سے بھی تسلی پاکر غمگین نہیں ہوتا مثلاً اگر کسی کو لاکھ دو لاکھ روپیہ کی ضرورت پیش آجائے اور اس کے پاس ایک پیسہ نہیں اور وہ فکر اماندگی میں مر رہا ہے اور کوئی رفیق نہیں تو غم سے ہلاک ہو جائیگا - جس طرح سر سید احمد خان ایک لاکھ روپیہ کے غم سے دنیا سے کوچ کر گئے لیکن اگر ایسے مضطرب آدمی کو کوئی دوست مل جائے جو دولت کا بہت بڑا بینک ہے یا جاہ ہے اور وہ بہت دولتمند ہو اور وہ اس کو تسلی دے کہ تو غم نہ کر کچھ دیر کے بعد یہ تمام ہزار روپیہ ادا کرونگا اور اس کو یقین آجائے کہ اب بلاشبہ اپنے وعدے پر یہ شخص تمام روپیہ ادا کریگا تو قبل پہنچنے روپیہ کے جس قدر اس کو کشاکش ہو رہی ہے وہ اس کی نظر میں ایک معمولی ہو جائیگا اور چہرہ پر افسردگی نہیں رہے گی ایسا ہی وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ضائع نہیں کریگا اور بلاشبہ ضائع نہیں ہوگا غم تب آتا ہے جب ایمان جاتا ہے ایک بشریت کا غم ہے اس میں تو انسان ایک حد تک معذور رہتا ہے جب کہ کسی کی موت پر غم آتا ہے اس میں تو انبیاء بھی شریک ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کی جدائی میں چالیس برس تک روتے رہے وہ بشریت کا غم تھا۔ مگر ایک ضعف ایمان کا غم ہوتا ہے جب کہ کوئی نادان یہ غم کرے۔ کہ اب میرا کیا حال ہوگا۔ کیونکر مجھے روٹی کپڑا ملیگا عیال کا کیا حال ہوگا اس غم سے اگر انسان توبہ نہ کرے تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اپنے رازق کا منکر ہے دعا کا سلسلہ خوب سرگرمی سے جاری ہے ہر ایک ساعت خدا تعالیٰ کے فضل کی امید ہے۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمدؐ عفی اللہ عنہٗ - ۱۷- جولائی ۱۹۰۲ء

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - عنایت نامہ پہنچا - آپ بکلی مطمئن رہیں آپکے لئے اس قدر دعا کی گئی ہے کہ جو دنیا میں ایک بڑے خوش نصیب کے لئے ہو سکتی ہے - خداوند عزّوجل غفور رحیم ہے اسکی درگاہ سے بڑی امیدیں ہیں لیکن ضرور ہے کہ درمیان میں کچھ تشویش لاحق حال ہو جب تک خدا تعالیٰ کا وہ مقرر کردہ دن آجائے اس لئے بڑے استقلال اور قوت اور مردانگی سے ایسی تشویش کا مقابلہ کرنا چاہئے - انسان دنیا طلبی کی حالت میں ضرور ہے دل کا کمزور ہوتا ہے درحقیقت جس قدر خدا تعالیٰ پر ایمان کمزور ہوتا ہے اسی قدر دل کو مصائب پیش آمدہ سے صدمہ پہنچتا ہے اور اسی قدر نومیدی طاری ہوتی ہے سو ایسا نہیں کرنا چاہئے - آپ کے لئے خدا تعالیٰ نے مبشر الہام صادر فرمایا ہے اور خدا کا کلام غلط نہیں جاتا - میرا یہ حال ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ متفق ہوکر ایک وعدہ کریں تو میں اس وعدہ کو پھر بھی یقینی نہیں سمجھتا - کیونکہ ممکن ہے کہ قبل ایفائے وعدہ کے وہ لوگ مر جائیں یا اس کے ایفاء پر قادر نہ ہو سکیں اور مجبور ہیں مگر خدا تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے مجھے معلوم نہیں کہ کس راہ سے اور کس طور سے خدا تعالیٰ ان غموم سے آپ کو نجات دیگا اور نہ ابھی تک یہ معلوم ہے کہ وہ وقت کب ہے لیکن کسی قدر مدت کی بات ہے - کہ اس خداوند قادر کی طرف سے یہ وعدہ ہے والکریم اذا وعد وفا اس لئے اب جوانمردی سے اس ذوالجلال کے منتظر رہیں اور کسی کی بے التفاتی پر کچھ بھی پرواہ نہ کریں جس طرح بارش نامعلوم آتی ہے - نہیں معلوم ہوتا کہ کب بادل ہوگا اور کب مینہ برسیگا اسی طرح خدا کا فضل بھی چور کی طرح آتا ہے پوری استقلال اور استقامت کے منتظر رہنا چاہئے - بلکہ بہت خوش رہنا چاہئے - کہ خدا کا وعدہ ہے نہ انسان کا اگر آپ دیکھیں کہ میں آگ میں پڑ گیا ہوں یا پڑتا ہوں تب بھی آپ خوش رہیں۔ کیونکہ جس نے یہ آگ پیدا کی ہے وہ ایک دم میں اس کو بجھا سکتا ہے - دنیا میں میں اس بات کو خوب سمجھتا ہوں - کہ کیونکر وہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے - اس لئے میں آگ میں بھی ہوکر اس کو بہشت تصور کرتا ہوں - تمام دکھ اس بات سے ہوتے ہیں جب انسان نہیں جانتا کہ یہ تکلیفیں کیوں آتی ہیں اور کیونکر دور ہو سکتی ہیں مگر جب خدا تعالیٰ کی آوازیں خبر دیتی ہیں کہ یہ تکلیفیں اس کی طرف سے ہیں اور اس کے ارادہ کے ساتھ محو نیست و نابود ہو جاتی ہیں تو کیوں غم کیا جائے باقی خیریت ہے - اس وقت قادیان کے چاروں طرف طاعون ہے قریباً دو کوس کے فاصلہ پر اور قادیان اس وقت ایک ایسی کشتی کی طرح ہے جس کے اردگرد طوفان ہو اور وہ دریا میں چل رہی ہے ہر ایک ہفتہ میں شاید بیس ہزار کے قریب آدمی مرجاتا ہے خدا نے ان شکوک کو دور کر دیا کہ اس وقت عام طاعون پھیلے گی۔ والسلام - خاکسار میرزا غلام احمدؐ - ۳۰- اپریل ۱۹۰۲ء

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - عنایت نامہ پہنچا - یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے کم یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے مگر وہ جو بگاڑتا ہے - وہی بنانے پر بھی قادر ہے پس دنیا میں شکستہ دلوں کی اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس خدائے ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک لحظہ میں پھر تخت پر بٹھاتا ہے اس جگہ یہ کہنا کفر ہے کہ کیونکر اور کس طرح اور ایسے اوہام کا جواب یہی ہے کہ جس طرح ایک قطرہ نطفہ سے انسان کو پیدا کیا الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ۔ نابینائی اور شک اور بدظنی کی وجہ سے تمام دکھ پیدا ہوتے ہیں ورنہ وہ ہمارا خدا عجیب قادر بادشاہ ہے جو چاہے کرے کوئی بات اس کے آگے اَن ہونی نہیں۔ اگر یقین کی لذت پیدا ہو جائے تو شاید انسان دنیا طلبی کے ارادوں کو خود ترک کر دے کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی لذت نہیں کہ اس بات کو آزما لیا جائے کہ درحقیقت خدا موجود ہے اور درحقیقت وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ کریم و رحیم ہے ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اسکے آستانہ پر گرتے ہیں والسلام - خاکسار میرزا غلام احمد - ۷ جولائی ۱۹۰۲ء

متفرق مضامین

ایمان باللہ کا انکار

امریکہ میں سونے اور چاندی کے سکّوں پر پہلے یہ عبارت کندہ ہوا کرتی تھی In God we trust مگر پریسیڈنٹ روزویلٹ نے نئے سکوں میں سے یہ عبارت نکالدی ہے اور کہدیا کہ بالکل مہمل اور بے معنی ہے سکّوں سے مذہبی جذبات کو کیا تعلق؟" کیا خوب اس سے امریکہ کی مذہبی دلچسپی کا اندازہ کرنا سہل ہے پریسیڈنٹ کے اس حکم سے مذہبی جماعتوں میں ناراضی پائی جاتی ہے اور وہ اسے مذہبی ہتک قرار دیتی ہیں۔

ایک اور شگوفہ

امریکہ کے تمام مدارس میں عید میلاد مسیح کے موقعہ پر ایک ترانہ گایا جاتا ہے جس میں مسیح کی بعض فضیلتیں بھی بیان کی گئی ہیں یہودیوں نے کوشش کی کہ یہ ترانہ منسوخ کیا جاوے کیونکہ یہودی اور دیگر مذاہب کے لڑکے بھی مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں ان کو

کیوں مجبور کیا جاوے کہ وہ مسیح کی منقبت سرائی میں شامل ہوں - سررشتہ تعلیم کے افسروں نے اس اعتراض کو صحیح قرار دیا۔ اسپر تمام پادریوں میں جوش پھیل گیا منعقد جلسے بھی ہوئے اور عدم تنسیخ پر حکومت کو توجہ دلائی گئی -

صوبہ پنجاب کی لفٹنٹ گورنری

سابقہ اطلاع کے بموجب اُمید لگائی جاتی تھی کہ آج ۱ یکم فروری ۱۹۰۸ء سے جناب سر لوئی ولیم ڈین بہادر بالقابہم صوبہ ہذا کی زمام حکومت اپنے دست مبارک میں لے لینگے اور آپ اپنے وسیع تجربہ اور اعلیٰ قابلیت سے پنجاب کو فایدہ پہنچانے لگینگے - مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس صوبہ کے لئے کچھ عرصہ اور بھی جناب آنریبل سر تھامسن گارڈین واکر صاحب بالقابہم کی نیک دلی و معاملہ فہمی سے مستفید ہونا مقدر ہے کیونکہ نہ صرف سر لوئی ڈین بہادر کی روانگی کلکتہ سے بالفعل ملتوی ہو گئی ہے - بلکہ تازہ ترین خبر کے بموجب وہ ڈھائی مہینے کی رخصت پر ولایت تشریف لے جانیوالے ہیں - جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ ابھی وسط اپریل آیندہ تک پنجاب کی لفٹنٹ گورنری کا موجودہ عارضی انتظام برقرار رہیگا اور جناب آنریبل سر گارڈین واکر صاحب اپنی قائم مقامانہ حیثیت میں فرائض حکومت انجام دینگے - سر گارڈین واکر بالقابہم چونکہ باستثنائے واحد صوبہ پنجاب کے سینیئر سویلین ہیں اور مختلف انتظامی و عدالتی مناصب کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں - اس لئے اُن سے بڑھکر کسی کے انتظام سے پبلک خوشنود و مطمئن نہیں ہو سکتی!

وی پی پی ایبل پارسل

آج یکم فروری ۱۹۰۸ء سے تمام ڈاکخانہ جات ہند میں وی پی پی ایبل پارسلوں اور پیکٹوں کے متعلق جدید مختصر فارم رائج ہو گئے ہیں - جن سے فرستندگان پارسل و ڈاکخانہ دونوں کو بڑی سہولت رہیگی اور تجارتی کارخانوں کے دفاتر میں ایسے پارسلوں کا حساب بھی آسانی سے رکھا جا سکے گا - مگر پبلک کو پوری مسرت اُسی وقت ہو سکتی ہے کہ ڈاکخانہ قیمت طلب پارسلوں کے متعلق منی آرڈر کی فیس پیشگی وصول کرنے اور بصورت عدم وصول روپیہ وہ فیس مجرا دینے کا ناجائز طریقہ موقوف کرے!

اگر عورتوں کو اختیارات حکومت مل جائیں تو وہ کیا کرینگی؟

(ترجمہ پیسہ اخبار)

یورپ میں لیڈیوں نے جس آزادی حاصل کرنے کا دعوےٰ باندھا ہے - اُس کا مفہوم یہ نہیں کہ اُن کے حقوق پامال ہو رہے ہیں یا وہ کسی طرح ستائی جاتی ہیں - بلکہ اُن کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح مرد تمام امور میں آزاد اور حکومت و سیاست میں خود مختار ہیں - ویسے ہی وہ بھی مردوں کے پہلو بہ پہلو کھڑی ہو سکیں اور کسی بات میں اُن سے کم نہ رہ جائیں - تاکہ یہ نہ ہو کہ مرد کسی اختیار اور حکومت پر تنہا قابض رہے اور عورت اُس سے محروم رہ جائے - جرمن اخبار "نوکل انزیجر" نے بعض مشہور عورتوں سے مندرجہ عنوان سوال کیا تھا اور اسپر یہ جوابات موصول ہوئے:-

کارمن سلوا :- "میرا خیال ہے کہ ملکہ کیتھرائن - ملکہ الزبتھ - اور ملکہ میری وغیرہ نامور تاجدار لیڈیوں نے دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح قوموں پر حکومت اور ملکوں کا انتظام کر سکتی ہیں"

سارہ برنارڈ :- "جس طرح مردوں میں نیکی اور بدی کی عادتیں ہیں اور رہینگی - یہی کیفیت عورتوں میں بھی پائی جائیگی کچھ حکومت اُن میں شرخاب کے پر نہ لگا دیگی"

ڈچس آف ٹولیسبرلیس :- "آپ پوچھتے ہیں کہ عورتیں حاکم ہو کر کیا کرینگی؟ اُن کے گرد بیش جھیڑ - بچوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا"

ڈی وٹ گلیمیز :- "مجھے امید ہے کہ عورتیں سب سے پہلے اخبارات کو بند اور ماں کے حقوق کی حفاظت کرنے پر آمادہ ہونگی - اور ایسی گورنمنٹ کے لئے میں اپنے تئیں وزیر مال تجویز کرتی ہوں"

میڈم ریبر از گلنش لیڈیہی :- "جب تک قومی زندگی کا مدار ظلم و ستم پر رہے گا - اُس وقت تک سوسائٹی کا حال کبھی درست نہ ہوگا اور زندگی مرض میں مبتلا رہے گی - اور عورتوں کا تخت حکومت پر قدم رکھنا سوسائٹی کی عمارت کو موجودہ حالت سے کہیں زیادہ مضبوط ستونوں پر کھڑا کر سکے گا"

عورتیں انصاف کا مطالبہ کرینگی - ظلم و ستم کو مٹانے کے لئے لڑینگی اور قوموں کو یگانگت کی - اور قوموں کے حاکموں کو باہم دوستانہ برتاؤ رکھنے کی دعوت دیں گی"

میڈم الشکی :- "مجھے حکومت ملی - تو تھوڑے سے مدرسوں کے علاوہ باقی تمام مدارس کو منہدم کر دوں گی اور کامل نسل کو اس مصیبت بھرے زمانے کی زندگی سے نجات دلا دوں گی"

میڈم بلیوال کوڈ امریکن لیڈی :- "عورتوں اور مردوں ... کو یہی فکر ہے کہ سلطنت کے عہدے حاصل کریں ... پہلی بات ... کی فکر عورت کو ہوگی - وہ یہ ہے کہ گھروں میں خوب جنگ ... اور ... کے ... نظر آئیں - عورت یہی چاہے گی کہ جس طرح ... مردوں کو ... جائیں یا بچائے" (الکوا)

انجمن نگرانی اطفال مصر

ڈاکٹر عبد العزیز نظمی آفندی نے ان دنوں مصر میں ایک انجمن نگرانی اطفال قایم کی ہے - جس کے مقاصد و ضوابط حسب ذیل ہیں:-

(۱) عموماً سب ماؤں کو ترغیب دلائی جائے کہ وہ طبی - قانونی اور شرعی صحیح قواعد کے مطابق عمل کرنے کے لحاظ سے اپنے بچوں کو خود ہی دودھ پلایا کریں - تاکہ اُن کی صحت عمدہ رہے اور نوع انسان کی خدمت ہو۔

(۲) بچوں کو پیدا ہونے کے وقت ہی سے اُن تمام خطرات اور آفات سے بچانے کی تدبیر اختیار کرنے کی ہدایت کی جائے - جن سے اُن کی صحت - تربیت اور آیندہ زندگی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

(۳) ایسے حفظان صحت کے قواعد شایع کئے جائیں کہ جن سے بچوں کی صحت محفوظ رہتی ہے - اور اُن کی وفات کی اوسط کم ہو جاتی ہے - اور خاندان کو اچھی تربیت کے طریقے بتائے جائیں اور اُن سے اُنہی قواعد پر عملدرآمد کرایا جائے -

(۴) غریب لوگوں کے بچوں کی خبرگیری اور اُن کی بیماریوں کا علاج کرنے کے لئے خیراتی اسپتال اور دواخانے وغیرہ قائم کئے جائیں اور اندھوں - بہروں - گونگوں اور دوسرے مجبور لوگوں کے واسطے خیرات خانے اور مدرسے ان امراض کے خاص طور پر علاج کرنے والے لائق ڈاکٹروں اور ذی علم اور روشن دماغ ناصحوں کی زیر نگرانی کھولے جائیں۔

(۵) ہر درجہ کے بچوں کی نگرانی کیجائے اور دیکھا جائے کہ اُن کے والدین اور مربی اُن کے ساتھ بُرا برتاؤ کرتے ہیں - یا اچھا - اگر برتاؤ اچھا نہ ہو - اور خوف ہو کہ بچوں کے اخلاق بگڑ جائینگے - تو انجمن کی طرف سے اُس کی روک تھام کی سعی عمل میں آئے -

(۶) ایسے بچے - جن کے اخلاق بگڑنے کا اندیشہ کسی وجہ سے ہو یا خاصکر تنگدستی اور کسی سرپرست کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ آوارہ ہو رہے ہوں اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے خاص خاص مدرسے قائم کئے جائیں اور اُن کو دستکاریاں اور پیشے سکھائے جائیں - اور سزا یافتہ لوگوں کے قیدخانے سے نکلنے کے بعد اُنہیں ایسے مدارس میں بھرتی کیا جائے تاکہ آیندہ وہ شریف طریقے سے روٹی کما سکیں۔

(۷) یتیم بچوں یا اُن کی مانند قیدیوں کی اولاد اور اُن بالوں کی اولاد جو کسی سبب سے اپنے بچوں کی خبرگیری نہیں کر سکتے - یا وہ بچے جن کا کوئی سمجھدار مربی نہیں ہے - اُن کی نگرانی کا اہتمام انجمن کیطرف سے ہو -

(۸) غریب لڑکیوں کو بدچلن مردوں یا والا عورتوں کے ہاتھوں میں پڑکر عصمت و آبرو گنوا دینے سے بچایا جائے - غرضکہ اس انجمن کے یہ قابل قدر مقاصد عام طور پر قبولیت پا چکے ہیں - اور ملک کے غریب مقتدا و ذی وجاہت لوگوں نے شادی کی ہے - اسکے علاوہ حضور خدیو معظم نے بھی اس کی سرپرستی فرمائی ہے (مجلۃ المجلات العربیہ)

معارف قرآن کریم کس پر کھلتے ہیں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا تحدی کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم کے معارف اور حقایق کا علم دیا ہے اور اس میں کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا اور یہ ایک زندہ اور نمایاں نشان ہے۔ کہ کبھی کوئی شخص اس تحدی کے مقابلہ میں نہیں آیا۔ اس وقت مجھے اس امر کے بیان کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی۔ کہ کسی پادری نے ایک اعتراض ووجدک ضالا فہدیٰ پر کیا۔ اس کا جواب ایک اسلامی رسالہ انوار الاسلام نے دیا ہے اس جواب کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بے اختیار درود پڑھنے کے لئے جوش پیدا ہوا کہ آپ نے جو حقایق اس آیت کے بیان فرمائے ہیں وہ ایسے ہیں کہ نہ پہلے آنکھ نے دیکھے اور نہ کان نے سنے اور کسی دل پر گذرے اس لحاظ سے کہ موازنہ ہو جائے میں دونوں جوابات کو یہاں درج کرتا ہوں۔ اول اسلامی رسالہ کا جواب اور بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب تاکہ موازنہ کرنے کا موقعہ مل سکے۔

پادری کا اعتراض اور مسلمان کا جواب

پادری۔ محمدؐ بھولا ہوا بھی تھا۔ ووجدک ضالا فہدیٰ الآیہ۔

مسلمان۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں۔ ووجدک ضالا عن معاملۃ النبوۃ واحکام الشریعۃ غافلا منہا فہداک الیہا وھو المراد بقولہ ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر احسان اور انعام جتا کر فرماتا ہے۔ کہ اے نبی تجھکو نبوت کے اعلان اور شریعت احکام کا راستہ بتایا جس سے تو پہلے بے خبر تھا۔ اور ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان سے یہی مراد ہے یعنی تو نجانتا تھا۔ کہ کتاب کیا ہوتی ہے۔ اور ایمان کس کس چیز کے ماننے کو کہتے ہیں۔

بے ایمانی کا تو کچھ جواب نہیں۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اسی کو قدیم اور ہر شے کا خالق جانتا ہے اس کے نزدیک یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔ کہ اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے تمام انبیاء کے ہاتھ پاؤں آنکھ ناک منہ دل۔ جگر و دماغ وغیرہ تمام اعضا شکم مادری میں پیدا کئے ہیں۔ اور مقام مخصوص سے پیدا کر کے قوت عقل و شعور اور علم اور ایمان اور نبوت اور رسالت وغیرہ کمالات ظاہری اور باطنی عطا کئے اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اب اگر کوئی نادان ان باکمال حضرات پر یہ اعتراض کرے کہ جملہ انبیاء معہ حضرت عیسیٰ کا وجود خدا تعالیٰ نے پہلے پیدا کیا بعدہٗ یہ کمالات عطا فرمائے ان کمالات کے عطا فرمانے سے پہلے نہ ان میں عقل تھی۔ نہ شعور تھا۔ نہ علم تھا نہ ایمان تھا۔ نہ نبوت تھی نہ رسالت تھی اور یہ تمام بے عقل بے شعور بے علم بے ایمان بے نبوت بے رسالت تھے اور سب کے سب عورت کے مقام مخصوص سے پیدا ہوئے اس لئے ناپاک ہیں۔ تو یہ اس کی بے ایمانی ہے۔

انوار الاسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب

جو شخص قرآن کریم کی اسالیب کلام کو بخوبی جانتا ہے اس پر یہ پوشیدہ نہیں کہ بعض اوقات وہ کریم و رحیم جلشانہ اپنے خواص عباد کیلئے ایسا لفظ استعمال کر دیتا ہے کہ بظاہر بدنما ہوتا ہے مگر معناً نہایت محمود اور تعریف کا کلمہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ اپنے نبی کریم کے حق میں فرمایا۔ ووجدک ضالا فہدیٰ اب ظاہر ہے کہ ضال کے معنے مشہور اور متعارف اہل لغت کے منہ پر چڑھے ہوئے ہیں گمراہ کے ہیں جس کے اعتبار سے آیت کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے (اے رسول اللہ) تجھ کو گمراہ پایا اور ہدایت دی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گمراہ نہیں ہوئے اور جو شخص مسلمان ہو کر یہ اعتقاد رکھے۔ کہ کبھی آنحضرت صلعم نے اپنی عمر میں ضلالت کا عمل کیا تھا تو وہ کافر بیدین اور حد شرعی کے لائق ہے۔ بلکہ آیت کے اس جگہ وہ معنے لینے چاہئیے جو آیت کے سیاق اور سباق سے ملتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ جلشانہ نے پہلے آنحضرت صلعم کی نسبت فرمایا الم یجدک یتیما فاویٰ ووجدک ضالا فہدیٰ ووجدک عائلا فاغنیٰ (یعنی خدا تعالیٰ نے تجھے یتیم اور بیکس پایا اور اپنے پاس جگہ دی اور تجھکو ضال (یعنی عاشق وجہ اللہ) پایا پس اپنی طرف کھینچ لایا اور تجھے درویش پایا پس غنی کر دیا۔ ان معنوں کی صحت پر یہ ذیل کی آیتیں قرینہ ہیں جو ان کے بعد آتی ہیں یعنی یہ کہ فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمۃ ربک فحدث۔ کیونکہ یہ تمام آیتیں لف نشر مرتب کے طور پر ہیں اور پہلی آیتوں میں جو مدعا مخفی ہے دوسری آیتیں اس کی تفصیل اور تصریح کرتی ہیں۔ مثلاً پہلے الم یجدک یتیما فاویٰ اس مقابل پر یہ فرمایا فاما الیتیم فلا تقہر یعنی یاد کر کہ تو بھی یتیم تھا۔ اور ہم نے تجھکو پناہ دی ایسا ہی تو بھی یتیموں کو پناہ دے۔ پھر بعد اس کے فرمایا ووجدک ضالا فہدیٰ اس کے مقابل پر یہ فرمایا واما السائل فلا تنہر۔ یعنی یاد کر کہ تو بھی ہمارے وصال اور جمال کا سائل اور ہمارے حقایق اور معارف کا طالب تھا۔ سو جیسا کہ ہم نے باپ کی جگہ ہو کر تیری جسمانی پرورش کی ایسا ہی ہم نے استاد کی جگہ ہو کر تمام دروازے علوم کے تجھ پر کھول دیئے اور اپنے لقا کا شربت سب سے زیادہ عطا فرمایا اور جو تو نے مانگا سب ہم نے تجھ کو دیا سو تو بھی مانگنے والوں کو رد مت کر اور ان کو مت جھڑک اور یاد کر کہ تو عائل تھا۔ اور تیری معیشت کے ظاہری اسباب بکلی منقطع تھے۔ سو خدا خود تیرا متولی ہوا۔ اور غیروں کی طرف حاجت لیجانے سے تجھے غنی کر دیا نہ تو والد کا محتاج ہوا نہ والدہ کا نہ استاد اور نہ کسی غیر کی طرف حاجت لے جانے کا۔ بلکہ یہ سارے کام تیرے خدا تعالیٰ نے آپ ہی کر دیئے اور پیدا ہوتے ہی اس نے تجھکو آپ سنبھال لیا سو اس کا شکر بجا لا اور حاجتمندوں سے تو بھی ایسا ہی معاملہ کر۔ ان تمام آیات کا مقابلہ کر کے صاف طور پر کھلتا ہے کہ اس جگہ ضال کے معنی گمراہ نہیں ہے۔ بلکہ انتہا درجہ کے تعشق کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب کی نسبت اسی کے مناسب یہ آیت ہے۔ انک لفی ضلالک القدیم۔ سو یہ دونو لفظ ظلم اور ضلالت اگرچہ ان معنوں پر بھی آتے ہیں کہ کوئی شخص جادۂ اعتدال اور انصاف کو چھوڑ کر اپنے شہوات غضبیہ یا بہیمیہ کا تابع ہو جائے۔ لیکن قرآن کریم میں عشاق کے حق میں بھی آئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے راہ میں عشق کی ہستی میں اپنے نفس اور اس کے جذبات کو پیروں کے نیچے کچل دیتے ہیں اسی کے مطابق حافظ شیرازی کا یہ شعر ہے۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند۔

اس دیوانگی سے حافظ صاحب حالت تعشق اور شدت حرص اطاعت مراد لیتے ہیں۔

امید ہے اس جواب کو پڑھ کر ناظرین محفوظ ہونگے۔ اور ان کی ایمانی قوت بڑھے گی۔

کوکبانِ دُرّیانِ

زہرہ ۔ مریخ ۔ مشتری ۔ تین سیارے ایسے ہیں جن سے عام لوگ واقف ہیں اور جو بلا مدد دوربین کے رات کے وقت آسمان پر نظر آتے اور تمام اوّل درجہ کے بڑے بڑے ثوابت سے بھی زیادہ آب و تاب دکھلاتے ہیں ۔ ہماری زمین بھی مثل ان کے ایک سیارہ ہے ۔ سب سیارے آفتاب کے گرد مختلف بُعد اور مختلف رفتار سے حرکت کرتے ہیں اس لئے ان سیاروں کے درمیان آپس میں فاصلہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور اس بُعد کی کمی زیادتی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ کبھی کوئی سیارہ رات کے وقت ہم کو نظر آتا ہے اور کبھی نہیں ۔ کبھی کوئی سیارہ بوجہ قرب کے دیکھنے میں بہت بڑا ہو جاتا ہے اور کبھی دوری کے سبب بہت چھوٹا نظر آتا ہے ۔

مریخ جو آخر جون اور شروع جولائی ۱۹۰۷ء میں زمین سے بہت قریب یعنے صرف ۵ کروڑ میل کے فاصلہ پر بہت روشن اور اپنی عجیب و غریب کج رفتاری سے میری اور میرے دوستوں کی توجہ اپنی طرف مبذول رکھتا تھا آج کل بوجہ زیادتی فصل بہت ہی چھوٹا اور ناقابل التفات ہے ۔

زہرہ اور مشتری کے متعلق اس جنوری ۱۹۰۸ء کی آخر تاریخوں میں ایک خاص بات قابل تذکرہ ہے ۔ مشتری اور ہماری زمین کے درمیان زیادہ سے زیادہ تقریباً ۶۰ کروڑ میل بُعد ہو جاتا ہے اور کم سے کم تقریباً ۴۰ کروڑ میل فاصلہ رہ جاتا ۔ جب مشتری اور زمین میں صرف ۴۰ کروڑ میل کا فاصلہ ہوتا ہے اس وقت مشتری اپنی بڑی سے بڑی اور روشن سے روشن حالت میں ہم کو نظر آتا ہے ۔ لیکن بخلاف مریخ و مشتری کے زہرہ جب ہم سے قریب تر ہوتا ہے تو بالکل نظر ہی نہیں آتا ۔ چونکہ زہرہ کی گردش کا دورہ زمین کے دورہ سے چھوٹا ہے اس لئے وہ جب زمین سے قریب تر یعنے صرف ۲ کروڑ ۷۰ لاکھ میل کے فاصلہ پر زمین اور آفتاب کے درمیان ہوتا ہے تو اُس کا تاریک حصہ ہماری جانب ہوتا ہے اور روشن حصہ ہم کو بالکل نظر نہیں آتا ۔ جبکہ زہرہ اور زمین کے درمیان زیادہ سے زیادہ بُعد یعنے تقریباً ۱۶ کروڑ میل کی دوری ہوتی ہے تو اُس کا پورا روشن حصہ ہم کو (سوائے اُن چند روز کے جبکہ زہرہ ۔ سورج اور زمین تینوں خط مستقیم میں ہوں) نظر تو آتا ہے مگر فاصلہ کی زیادتی اور سورج کی شعاعوں کے سبب غروب آفتاب کے بعد ہی یا طلوع آفتاب سے کچھ ہی پیشتر شام یا صبح کو بہت ہی چھوٹا سا ستارہ معلوم ہوتا ہے لیکن جبکہ زہرہ پر سورج اور ہماری زمین کے ساتھ زاویہ قائمہ بنتا ہے اور اُس کا نصف روشن حصہ ہم کو نظر آتا ہے اُس وقت وہ سورج سے زیادہ فاصلہ پر بچا ہوا نظر آتا ہے یہی وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ زہرہ بڑی سے بڑی حالت میں نمودار ہوتا ہے اور سورج غروب ہونے کے بعد دیر تک یا سورج طلوع ہونے سے بہت پہلے ہم اس کو دیکھ سکتے ہیں ۔

آجکل حُسنِ اتفاق سے زہرہ اور زمین کے درمیان ۴ کروڑ ۲۳ لاکھ میل کا فاصلہ ہے یعنے زمین و آفتاب کے ساتھ زہرہ پر زاویہ قائمہ بنتا ہے اور زہرہ غروب آفتاب کے بعد مغرب میں نہایت روشن اور شاندار نظر آتا ہے اسی طرح مشتری بھی آجکل زمین سے قریب تر ہونے کے باعث شام کے وقت مشرق میں نہایت آب و تاب کے ساتھ نمودار ہوتا ہے ۔ غرضکہ شام کو ۸ بجے مشرق و مغرب میں اُفق کے قریب مشتری اور زہرہ اپنی اپنی پوری شان و شکوہ کے ساتھ آسمان پر ایکدوسرے کے مقابل عجیب لطف دکھلاتے ہیں ۔ زہرہ اور مشتری کا ایک ہی وقت میں اپنی بڑی سے بڑی اور زیادہ سے زیادہ روشن حالتوں میں نظر آنا پھر مشرق و مغرب میں ایک دوسرے کے مقابل ہونا اس قسم کے اتفاقات حسنہ میں سے ہے جو کبھی کبھی میسّر آتے ہیں ۔ اس لئے میرا جی چاہا کہ اُن لوگوں کو جو آسمان پر کسی قدر دلچسپی کے ساتھ نظر ڈالتے ہیں ۔ اس دلچسپ نظارہ کی بروقت اطلاع دے کر محظوظ و مسرور ہونے کا موقع دوں ۞ (راقم اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی ۱۳ ۔ جنوری ۱۹۰۸ء)

ایران میں اسلحہ کا استعمال

ایران کے شہر برجند کے بعض فاضل اشخاص نے علماء سے درخواست کی کہ وہ قوم کو استعمال اسلحہ کی نسبت کیا حکم دیتے ہیں جو اس سوال پر جناب حاجی محمد باقر مجتہد نے فتویٰ صادر کیا کہ بحالت موجودہ ہر ایک مسلمان پر فنون جنگ کی مشق بہم پہنچانا ضروری ہے ۔ اور اسلامی فوجی قوت کو مکمل بنانا لازم ۔ چنانچہ پندرہ اور تیس سال کے مابین کوئی ایرانی نوجوان ایسا نہ ہونا چاہیے ۔ جس کو زمانہ موجودہ کے قواعد جنگ سے ناواقف پایا جائے ۔ اور وہ آتشبازِ اسلحہ کے استعمال سے ناواقف رہے ۔

اس فتوے کے صادر ہوتے ہی حاجی مُلا محمد حسین صاحب تاجر نو ایجاد بندوقوں کی ایک کثیر تعداد اپنے ساتھ لی اور مع اپنے اہل خاندان کے شہر سے باہر میدان میں چاندماری کے لئے تشریف لے گئے و ہر ایک شائق نوجوان کو بھی بندوق اور کارتوس اُنھوں نے عطا کئے ۔ اور اعلان کر دیا کہ جس کو بندوق خریدنے کی استطاعت نہ ہو ۔ وہ اُن سے آکر مشق کے لئے بندوق لے لے ۔ پھر دوسرے دن فاضل مجتہد مع طلبا کی جماعت اور دیگر علماء کے میدان میں جا کر ظہر کے بعد سے قریب مغرب تک چاندماری کرتے رہے ۔ اور بعد ازاں جن لوگوں نے کامیابی کے ساتھ نشانہ لگایا تھا ۔ اُن کے سروں پر پھول نثار کر کے اُنھیں کچھ انعام بھی دیا ۔ غرضکہ شہر برجند میں اس وقت جنگی تعلیم حاصل کرنے کا عام شوق پھیلا ہے ۔ اور کم سن بچّے والدین سے اصرار کرتے ہیں کہ ہم کو بندوق خرید دیجئے ۔ تاکہ ہم اپنے ملک کی حفاظت کے قابل ہو سکیں ۔ اور اگر یہی حالت رہی ۔ تو اُمید ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں صرف اسی ایک ایرانی شہر سے پچاس ہزار لائق جنگجو جوان مسلح ہو کر میدان میں اُتر سکینگے ۔ اس گروہ نے اپنا نام "قومی سپاہی" رکھا ہے

(اللواء)

الجزائر میں تعلیم کی ترقیات

۱۸۹۱ء میں الجزائر میں صرف (۱۶) مدارس تھے ۔ اور اُن میں (۱۳۱۷۲) مُلکی طلبہ تعلیم پاتے تھے ۔ اس کے بعد مدرسوں کی تعداد دوچند ہو گئی ۔ اور ۱۹۰۱ء یعنے دس سال کے عرصہ میں (۱۲۲۷۰) طالب علم وہاں تعلیم پانے لگے ۔ اس کے بعد پھر مدارس کی تعداد بڑھتی اور صرف چھ سال کے زمانہ میں یعنے ۱۹۰۶ء میں اکتیس ہزار طالب علم زیر تعلیم ہو گئے ۔ جو اس وقت تیس ہزار کی تعداد رکھتے ہیں ۔ حکومت فرانس نے الجزائر والوں کی تعلیم پر بہت توجہ فرمائی ہے اور مقامی حکومت کو ۱/۲ ۱ ملین (ایک کروڑ پچیس لاکھ فرانک قرض لیکر اشاعت تعلیم پر خرچ کرنے کی اجازت دی ہے اور قریب قریب تمام ملک میں تعلیم کو لازمی بنا دیا ہے ۔ جس سے امید ہے زاید سے زاید تیس سال کے بعد تمام الجزائر میں تعلیم ایسی وسعت پذیر ہو جائے گی کہ ایک بھی ناخواندہ آدمی تلاش کرنے پر مل سکے گا ۔ (اللواء)

مقدمہ :۔ لدھیانہ کے متصل لاڈووال میں جو خوفناک تصادم ۲۵ دسمبر گذشتہ کو ہوا تھا اس کے متعلق ڈپٹی کمشنر لدھیانہ کی عدالت میں مقدمہ شروع ہو گیا ہے ۔ سرکار کی طرف سے سرکاری وکیل ۔ ملزم نمبر ا اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر محمد رشید اور ملزم نمبر ۲ نوہریا رام سگنلر ہے ۔ جن کی طرف سے شیخ محمد نصیب بیرسٹر اور سردار گجن سنگھ پیروکار ہیں ۔

نشانہ بندوق :۔ سٹیشن روڈ الہ آباد پر ایک لڑکے کو کسی نے نشانہ بندوق بنایا ۔ مگر مجرم کا پتہ نہیں ۔ پولیس تلاش کر رہی ہے ۔

ہم نے جناب مسیح موعود علیہ السلام کو کیا دیکھ کر قبول کیا

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس میں شک نہیں کہ جس زمین کے قطعہ کو اولیاء اللہ کی آرام گاہ بننے کا فخر ملا وہ خوش نصیب تو ضرور ہے۔ مگر یہ حرکت سخت سے سخت مکروہ ہے کہ ہم اولیاء کی قبروں کو مراد ونکا قاضی الحاجات یقین کر کے اُن سے وہ حرکات کرنی شروع کر دیں کہ جو [illegible] رب العالمین کے ساتھ کرنی ضروری اور موجب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انسان مقرب بارگاہ الٰہی ہو کر [illegible] بن سکتا ہے اور نہ مالک و رازق اور نہ ہم اُس کے بندے اور مخلوق الٰہی ہی جیسے خداوند کریم کے ہیں ہاں! یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہم کو بہت سا فائدہ پہنچا سکتے ہیں کبھی دعاؤں کے ذریعہ کبھی وعظ و نصیحت کے ذریعہ کبھی خرق عادت تدبیروں کے ذریعہ اور یہ وہ باتیں ہیں کہ جو ہم پر اُن کی بزرگی کو ثابت کرتی ہیں مگر اس سے وہ ہمارے خالق رازق نہیں بن سکتے اور نہ اُن کا یہ حق ہو جاتا ہے کہ بعد مرنے اُن کی قبریں ہمارے لئے مرادوں کا داتا بن جاویں مسلمانوں میں یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم تمام جہان کے رسولوں اور نبیوں وغیرہ سے افضل ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ایسے اعلےٰ درجہ پانے کے حضورؐ کو حکم ہوتا ہے کہ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم اللہ واحد ط تو پھر اور کوئی کس باغ کی مولی ہے کہ ہم اُس کو مرادوں کا داتا تصور کر کے اُن سے وہ کام شروع کر دیں کہ جس کے وہ حق دار نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ممتاز انسان تو ضرور ہیں اُن کی بزرگی میں کلام نہیں۔ مقرب بارگاہ الٰہی ہونے سے انکار نہیں اُن کی بڑائی کے ہم قائل ہیں مگر اُن کو عالم الغیب مان کر اُن کی قبروں پر کھڑے ہو کر اُن سے نہ صرف یہ کہنا کہ تم ہمارا فلاں کام کر دو شرک ہے بلکہ یہ کہنا بھی کہ تم خدا سے فلاں امر کے لئے ہمارے واسطے دعا کرو اعلےٰ درجہ کی نامعقول حرکت پر دال ہے۔ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیٰمۃ

وھم عن دعاءھم غافلون سورۃ الاحقاف رکوع ۱ یعنے اُس سے بڑھکر گمراہ کون ہے جو خدا کے سوا ایسے (معبودوں) کو پکارے جو روز قیامت تک اُس کو جواب (تک) نہ دے سکیں اور (جواب دینا تو درکنار) اُن کو تو دعاء (تک) کی (بھی) خبر نہیں۔ پس جب وہ ایسے غافل ہیں کہ ہماری دعاء کرنے تک کا اُن کو علم نہیں تو کس قدر شرم کی بات اور قابل افسوس کارروائی ہے کہ ہم اُن کی قبروں سے ایسی حرکتیں کریں کہ جو مضحکہ خیز حرکت سے کم نہیں۔

میاں! موٹی بات کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اگر فوت شدہ اولیاء اللہ کی قبریں ہی ہماری دینی اور دنیوی فلاح کے لئے کافی ہوتیں تو خداوند کریم کو زندہ اولیاء اور انبیاء و رسولوں کے مبعوث کرنے کی کیا ضرورت تھی جب خداوند کریم اپنے افعال سے ہم کو یہ سبق پڑھاتا ہے کہ ضرورت کے [illegible] [illegible] ہدایت کے [illegible] اور اپنے اقوال سے ظاہر کرتا ہے کہ فوت شدہ انسان کسی کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو یہ ہماری کمزوری ادائی ہے کہ ہم وہ بات یقین کریں کہ جو محض بے سود ہے۔ اگر اولیاء اللہ کی قبروں سے ہی کام نکل سکتے تھے تو زندوں کا وجود عبث ہو جاتا ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے جس کثرت سے اولیاء زمین میں مدفون کئے ہیں اُن کا اندازہ لگانا بھی نہایت مشکل ہے اگر اُن کی قبریں باعث مفاد ہوتیں تب بھی ہمارے لئے مشکلات کے پہاڑ حائل ہو جاتے کہ کہاں کہاں جائیں کس کس سے منت سماجت کریں کیونکہ

؎ چپہ چپہ ہیں یاں گوہر یکتا تہہ خاک۔ دفن ہوگا کہیں اتنا نہ خزانہ ہرگز ٭

اس میں شک نہیں کہ اولیاء اللہ کا وجود خزانہ تو تھا مگر وہ ایسا خزانہ تھا کہ صرف زندگی میں ہی دُرِ بے بہا نچھاور کرتا تھا اب اُس میں دُرِ بے بہا نچھاور کرنے کی طاقت نہیں رہی اس لئے کسی اور دُر و گوہر لٹانے والے کی ضرورت پیش آئی اور یہی وجہ ہوئی کہ جیسے امساک باران کے وقت سخت گھبراہٹ ہوتی ہے جسکو کہ بارش آکر دور کرتی ہے اسی طرح روحانی بارش سے تمام ایسی گھبراہٹیں دور ہوا کرتی ہیں جو کہ کسی خدا کے برگزیدہ کے مبعوث کرنے سے اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور یہ ایک صاف بات ہے کہ زندوں کے لئے زندے کی ضرورت ہے یہ جسمانی زندگانی کی طرف اشارہ ہے یعنے جیسے کہ ہم دُنیا میں کھاتے پیتے انسان ہیں ایسے ہی ہماری ہدایت کے لئے کسی ہمارے ہم جنس انسان کی ضرورت ہے فوت شدوں سے ہم کو ہدایت ملنی مشکل ہے کیا بلکہ غیر ممکن ہے۔

ان معقول باتوں کو چھوڑ کر ہم دُنیاء کی جاہت کے والا و شیدا ہو گئے تھے دُنیاء کی محبت نے ہم کو دھوکا دیا تھا حقیقت الامر سے ابلوں کا انکار تھا ڈھکوسلے بازی کے سیکڑوں افسانے برزبان یاد تھے۔ اس سے آگے بڑھے تو راستے میں وہابیت سے ٹاکرا (مقابلہ) ہو گیا جس سے یہ تمام خبط تو جیسا منثورا ہو گئے مگر توحید کے اصلی مفہوم سے اب بھی ہم گونا محروم کیا بلکہ بدنصیب خیال کیجئے۔ اولیاء اللہ کو تو غیب دان ماننے سے وہابیت نے منکر کرا دیا دعاؤں کو نہ سُننے والا یقین کرا دیا۔ مگر حضرت مسیح ع کے لئے اس خیال کو گویا پیٹنٹ سمجھکر اُسپر بدستور اڑائے رکھا۔ وہابیت کے ایام میں جب کبھی ہمارے سامنے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی کشتی کو معہ اُس کے سواروں کے زندہ کرنے کا تذکرہ آتا تو فوراً اُس سے انکار کر دیتے مگر مسیح علیہ السلام کے مُردے زندہ کرنے کا اقرار کرنے سے کبھی بھی نہ چوکتے۔ یہ کیوں ترجیح بلا مرجح چہ معنے دارد؟ میاں! دل کی خوشی اور خوش فہمی! باوجود اس اقرار کے انکار و فرار کر جانا گویا ہمارے نزدیک [illegible] تعجب اگر [illegible] حالت میں [illegible] حضرت عیسےٰ مُردے باذن اللہ زندہ کیا کرتے تھے تو کیا باذن جناب شیخ عبدالقادر سے ناممکن تھا؟ عقل سلیم تو ہرگز اس کو ناممکن نہیں تصور کراتی مگر ہم ایک کے لئے ممکن اور دوسرے کے لئے ناممکن یقین کر کے عیسائیوں کی مدد کرنے کے باوجود بھولے میاں بنے ہوئے تھے۔

غرضیکہ یہ اُس اسلام کی مختصر سی تصویر ہے کہ جس کے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے سے پہلے قائل ہی کیا بلکہ گرویدہ تھے۔ جس میں ترقی کی تو کیا اُمید ہو سکتی ہے بلکہ ادبار اور تنزل کی اُمید رکھنا یقینی بات ہے۔ اس کے بالمقابل ہم اے پیارے ناظرین! اب مختصراً وہ پیارا اسلام پیش کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ جو خدا کے پیارے مسیح موعود کو ماننے سے ہم نے پایا ہے جو کہ کئی شعبوں پر تقسیم ہے ہم چاہتے ہیں کہ اُس کے ہر ایک شعبے پر مختصراً بحث کر کے آپ کے آگے اپیل کریں کہ کیا یہ اسلام دیکھکر انسانی ہستی جو نفع پسند واقع ہوئی ہے۔ اس کے قبول کرنے کے لئے بے قرار نہیں ہو سکتی کہ جس قدر جلد ہو سکے اسکا والا و شیدا ہو جاوے؟ اس میں شک نہیں کہ مسیح صادق علیہ السلام نے اسلام کا ایسا خوبصورت چہرہ دکھلایا ہے کہ اُس کو دیکھکر دل لٹو ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اور اگر ہم ذیل کے شعر کو اسلام کی خوبی کے لئے پیش کر دیں تو ہرگز ہرگز بے جا نہ ہوگا

؎ ہمہ خوبانِ عالم را بزیورہا بیارائید ۔ تو سیمین تن چناں خوبی کہ زیورہا بیارائی ٭

اگر انسانی اعضاء وغیرہ زیور انسانی ہیں تو پیارا اسلام ہاں مبارک اسلام ضرور بضرور ایسا ہے کہ وہ زیورہا بیارائید کا پورا پورا مصداق ہے۔ باقی پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ ٭

(خاکسار محمد حسین جلال عفا عنہ مولد الامان قادیان شریف)

الفضل [illegible] قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی [illegible] پرنٹر و پبلشر [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ ـ
تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے ـ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

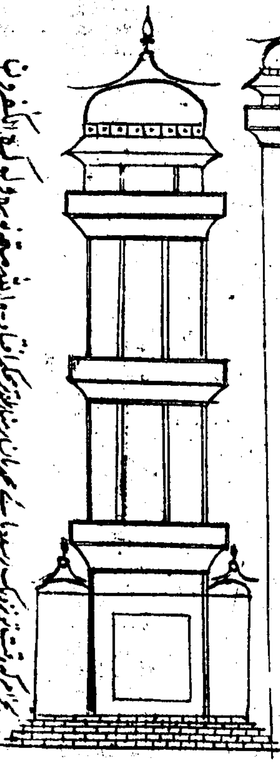

بجرام کہ وقت تو نزدیک رسید پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد ـ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۷ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۲

تازہ وحی

۱ ـ ۹ فروری ۱۹۰۸ء اَنْتَ اِمَامٌ مُّبَارَکٌ
۲ ـ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ کَفَرَ ـ
۳ ـ اِنِّیْ مَعَکَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ـ
۴ ـ اِنِّیْ مَعَکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ـ
۵ ـ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ـ
۶ ـ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ـ
۷ ـ لَا تَقْتُلُوْا زَیْنَبَ ـ
۸ ـ آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا

مولود مسعود

اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے یہ خوشی کی خبر شائع کی جاتی ہے کہ ۸ فروری ۱۹۰۸ء کو چار بجے دن کے قریب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے محسن و مخدوم حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین سلمہ ربہ کے مشکوئے معلیٰ میں ایک اور لڑکا پیدا ہوا ـ حضرت حکیم الامۃ رضاء الٰہی کے ایک خاص اور زندہ نمونہ ہیں ـ میرے کانوں میں وہ الفاظ اب تک گونجتے ہیں جو ایک اشتہاری طبیب کے اولاد نرینہ کے لئے علاج کرنے کی تحریک پر آپ نے فرمائے تھے کہ

مجھے دیندار اور سعادت مند اولاد کی ضرورت ہے مجرد اولاد کی حاجت نہیں

یہ الفاظ کسی معمولی دنیادار کے منہ سے نہیں نکل سکتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ پیرانہ سالی ہو اور پھر جب اس بڑھاپے میں اس کے کئی بچے فوت ہو چکے ہوں بلکہ ان الفاظ میں نبیوں کی ایمانی قوت اور روح بول رہی ہے ـ ایسے ارادے اور خواہش کو جو محض خدا تعالیٰ کے لئے ہو اللہ تعالیٰ ضایع نہیں کرتا بلکہ بارور فرماتا ہے یہ اس کی شان کریمی ہے چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عبدالحی جیسا بچہ جو

خدا تعالیٰ کی ہستی پہ ایک آیۃ ہے

مولوی صاحب کو عطا فرمایا اور پھر اس سے دو اور بھائی پیدا ہوئے جن میں سے ایک اپنے وقت پر اللہ تعالیٰ کے حضور بلایا گیا اور اب تیسرا بیٹا خدا نے عطا فرمایا ـ یہ خبر ایک خوشی کی خبر ہے اللہ تعالیٰ اس بچے کی عمر نیکی اور سعادت میں دراز کرے اور وہ اپنے

نافع الناس باپ کی طرح

اسلام کا سچا خادم اور

نوع انسان کا حقیقی ہمدرد ہو (آمین)

میں مولوی صاحب قبلہ کو بڑی مسرت سے مبارکباد دیتا ہوں اور آخر میں دعا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں حضرت حکیم الامۃ اور اس کی اولاد کے لئے قبولیت دعا کا نشان ٹھہریں خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے والدین کے کنار عاطفت میں نیکی اور رحمت کے فرشتوں کے سایہ میں اس بچے[1] کی حفاظت فرمائے ـ آمین ـ

ایک مفید رسالہ ـ میں نے پہلے بھی ایک مرتبہ رسالہ فتح الیزدان کے متعلق لکھا تھا کہ یہ مفید اور معقول رسالہ ایک دہریہ کے جواب میں لاجواب لکھا گیا ہے اس میں آریوں کے بعض مسلمہ عقاید روح و مادہ کے انادی ہونے پر بھی لطیف بحث ہے ـ ایسے رسالوں کی اشاعت بکثرت ہونی چاہیئے خصوصاً ان ایام میں جبکہ دہریت کی تند ہوائیں چل رہی ہیں نوجوانوں کے لئے ایسے رسالوں کا پڑھنا بہت مفید ہے ۲؍ قیمت پر بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے ملے گا ؁

شری نہہ کلنک اوتار ـ مولوی عبدالصمد صاحب سنوری نے ہندوؤں کی مستند کتابوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرشن اوتار ہونے پر بڑی دلچسپ بحث کی ہے ـ ۲؍ قیمت پر مولوی عبدالصمد سنوری مدرس بنیاد العلوم پٹیالہ سے ملیگا ؁

سفرنامہ کشمیر ـ منشی محمد دین ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور نے لکھا ہے مضمون نظم سے ظاہر ہے کشمیر کے مسلمانوں کے حالات سے واقفیت کا عمدہ ذریعہ ہے ـ کشمیری میگزین کے دفتر لاہور سے ۱؍ قیمت پر ملے گا ؁

ضرورت ہے

دو ایسے اشخاص کی جو عربی انگریزی جانتے ہوں اور دونوں زبانوں میں بالمقابل ترجمہ کر سکیں انھیں سمالی لینڈ میں جانا ہوگا ایک آسامی کی تنخواہ ۸۵ سے ماہوار روپیہ تک ہوگی پانچ روپیہ سالانہ ترقی کے حساب سے اور دوسری کی ۵۰ سے ۶۰ تک ہوگی درخواستیں مع ۳ کے ٹکٹ کے ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجنی چاہئیں وہ افسر مقررہ کے پاس بھیج دیگا ؁

[1] حضرت اقدس امام علیہ السلام نے مولود کا نام عبدالوہاب رکھا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص موہبت ہے ـ

ویدون کی حقیقت

ویدون کی نسبت ہندوؤن کی طرف سے کبھی یہ دعویٰ نہین ہوا کہ ان کی تعلیم شرک اور مخلوق پرستی سے خالی ہے بلکہ سب ہندو جو تقریباً للعہ یا ۲۰ کروڑ پنجاب اور ہندوستان مین رہتے ہین بڑے پیار سے ان دیوتاؤن کو مانتے ہین جو وید مین لکھے گئے ہین اور جس ہندو سے اس کی بت پرستی یا آتش پرستی یا دوسرے ہزارون دیوتاؤن کی پوجا کی نسبت سوال کیا جاوے کہ کس کتاب کے حکم سے یہ کام اختیار کیا گیا ہے۔ تو وہ جھٹ یہی جواب دیتا ہے کہ یہ سب طریق پرستش کا وید مین درج ہے اور اسی کے ہدایت کے موافق ہم ان چیزون کی پرستش کر رہے ہین اور حقیقت مین یہ جواب اس کا صحیح ہے۔ کہ جس قدر ہندوؤن مین آتش پرستی و آب پرستی و آفتاب پرستی وغیرہ پرستش جاری ہین ان سب پرستشون کا حکم وید ہی مین درج ہے اور نہ ایک اور نہ دو بلکہ صدہا جگہ ان چیزون کی پوجا کے لئے تاکید ہے اور وید کا کوئی ایسا صفحہ نہین جو مخلوق پرستی کی تعلیم سے خالی ہو جیسا کہ یہ بات اس شخص پر صاف کھل سکتی ہے کہ جو وید کو اپنی ہاتھ مین لیکر کسی جگہ سے اس کو پڑھے غرض کہ وید کا یہ مقصد ہرگز نہین ہے کہ وہ خلق اللہ کو توحید پر قایم کرے بلکہ اول سی آخر تک وید مین یہی تاکید پائی جاتی ہے کہ آگ اور ہوا اور سورج اور چاند اور ستارون اور پانی وغیرہ کی پرستش کرنی چاہیے اور انہین چیزون سے اپنی مرادین مانگنی چاہئیں یہی باعث ہے۔ کہ جو کچھ آج تک وید کی تعلیم کا ہندوؤن کے دلون پر اثر پڑا ہے وہ یہی مخلوق پرستی ہے۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کسی حصہ پنجاب یا ہندوستان مین ایسے ہندو بھی پائے جاتے ہین جو مخلوق پرستی سے بیزار اور اپنی تمام عقاید اور عبادات مین موحد ہین۔ حاشا و کلا ہرگز ثابت نہین ہو سکتے۔ بلکہ جہان جاؤ اور جس ملک مین جاؤ سچا ہندو لوگ سخت درجہ کے شرک اور مخلوق پرستی مین گرفتار ہین۔ یہان تک کہ انسان سے لیکر حیوانات اور نباتات تک ان نادانون نے اپنے معبود ٹھہرا لیے ہین نہ پانی چھوڑا نہ آگ نہ ہوا نہ پتھر بلکہ دنیا مین جو چیز از قسم اجرام علوی یا اجسام سفلی نظر آتے ہین وہ سب کے سب ہندوؤن کے معبود اور دیوتا ہین اور جیسا کہ ہم بھی بیان کر چکے ہین اس قدر مخلوق پرستی مین ہندوؤن کا قصور نہین ہے بلکہ یہ تمام قصور وید اور شایع کرنے والون کا ہے غرض وید جس جنس سے بھرا ہوا ہے وہ سب شرک ہی شرک ہے اور جو کچھ وید نے دنیا کو فائدہ پہنچایا وہ مشرکانہ تعلیم ہے جس مین آج تک سب ہندو مبتلا اور گرفتار ہین اور کوئی ہندو اس مشرکانہ حالت مین اپنی غلطی اور قصور کا اقرار نہین کرتا بلکہ سارے کے سارے یہی کہتے ہین۔ کہ یہ تحفہ ہماری وید مقدس سے ہمکو ملا ہے اور اس نے اس راہ پر ہمین کو لگایا اور جب ہم بذات خود وید کو کھولکر دیکھتے ہین تو ہندوؤن کو ان کی اس بیان مین راست گو پاتے ہین اور ہندوؤن کی مشرکانہ حالت جو ہزارون برسون سے چلی آتی ہے۔ وہ ان کی خود تراشیدہ معلوم نہین ہوتی بلکہ وید کی پیروی کے نتایج ہین جو بطور داغ ملامت ایک ٹیکہ کے وید کے اندرونی حالت کو ظاہر کرتے ہین۔ تھوڑے دنون سے پنڈت دیانند سرسوتی نے (جو اب اس دنیا سے کوچ کر گئے ہین) اس خیال سے کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ مشرکانہ تعلیم ہر ایک سلیم الطبع کو بری معلوم ہوتی ہے اس بے بنیاد خیال کے ثابت کرنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤن مارے کہ کسی طرح داغ مخلوق پرستی کی تعلیم کا وید کی پیشانی سے دھویا جاوے اور برخلاف اپنی تمام قوم کے یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ اگرچہ وید مین بظاہر مشرکانہ تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ مگر در پردہ اس کے اندر مین توحید چھپی ہوئی ہے۔ لیکن وہ اس اپنے مطلب کے پورا کرنے کے لئے کامیاب نہ ہو سکے اور ہندوستان اور پنجاب مین تمام محقق پنڈتون نے ان کی خیالی وید بھاش کو رد اور نامنظور کیا اور اسپر یہ ریویو لکھے کہ پنڈت صاحب کا یہ وید بھاش اصل مین ویدون کی تفسیر نہین ہے بلکہ ان کا ایک نیا وید سمجھنا چاہیے جسکو پنڈت صاحب اپنے من سے گھڑت سے بنا رہے ہین ہندوؤن کے وید سے اسکو کچھ تعلق نہین۔ بلکہ اس کی سراسر مخالف اور منافی ہے اور جب پنڈت صاحب نے دیکھا کہ ہندوستان اور پنجاب کے پنڈتون مین ہماری دال نہین گلتی اور کوئی ہمارے دھوکہ مین نہین آتا تو پھر انہون نے ایک اور تدبیر سوچی کہ وہ مصنوعی وید بھاش یونیورسٹی مین درسی کتاب بنانے کے لئے سرکار انگریزی مین پیش کیا جاوے تو پنڈت صاحب نے ایسا ہی کیا اور صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت مین ایک درخواست معہ چند جز اپنی وید بھاش کے بدین التماس رسل کئے۔ کہ یہ وید بھاش میرا یونیورسٹی مین پڑھا جاوے۔ کیونکہ مین نے بڑی ہمت اور بہادری کر کے وید مین توحید ثابت کر دکھائی ہے اور وہ لاکھون پنڈت جھوٹے ہین جو وید کو توحید سے خالی سمجھتے ہین۔ اسپر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کو اس درخواست کے سننے سے بہت تعجب ہوا۔ کہ یہ کیونکر اور کیسے ممکن ہے کہ وید جو اپنی مشرکانہ تعلیم مین سارے جہان کے اعتراضون کا نشانہ بنا ہوا ہے اور ضرب المثل ہے۔ وہ شرک اور دیوتا پرستی سے خالی ہو۔ سو انہون نے وہ درخواست یونیورسٹی کے چند اور منتخب پنڈتون کے پاس بھیجدی۔ کہ وہ لوگ پنڈت دیانند کے وید بھاش کو دیکھکر اپنی اپنی رائے لکھین۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ سب پنڈتون نے بالاتفاق یہ رائے لکھی کہ یہ وید بھاش دیانند کا سراسر غلط اور پوچ اور لغو ہے وید کے مخلوق پرستی کی تعلیم اور جابجا دیوتاؤن کی پوجا کے لئے ترغیب اور تحریک ایسا امر نہین ہے کہ اسکو چھپا سکین یا پوشیدہ رکھ سکین سو دیانند کا وید بھاش ویدون سے کچھ تعلق نہین رکھتا۔ ہان اگر اس کو نیا وید کہین جسکو خود پنڈت صاحب ہی مصنف ہین تو یہ کہنا بجا اور درست ہے اس رائے کے پہنچنے سے لفٹنٹ گورنر بہادر نے پنڈت دیانند کی درخواست کو نامنظور کر کے ان کو اطلاع دیدی کہ یہ وید بھاش تمہارا عام رائے پنڈتون سے برخلاف ہے اس لئے قابل منظوری نہین۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اگر وید مین ایک ذرہ بھی توحید کی بو پائی جاتی۔ تو کیونکر تمام ہندوستان کے پنڈت اس سے انکاری یا غافل رہتے۔ اور اگر بفرض محال یہ تسلیم کر لین۔ کہ وید مین بطور معما یا چیستان اور پہیلی کے ایک چھپی ہوئی توحید ہے جسپر صرف پنڈت دیانند کو اطلاع ہو گئی اور دوسرے تمام دنیا کے پنڈت اس سے بیخبر رہے۔ تو پھر یہ سوال عائد ہوگا کہ ایسی پیچیدہ اور سربمہر توحید سے دنیا کو کیا فائدہ ہوا۔ اور بجز اس کے کہ لاکھون بندگان خدا وید کے الٹے معنے سمجھ کر دیوتا پرستی مین مبتلا ہو گئے۔ اور کیا نتیجہ ایسے پیچیدہ بیان سے نکلا کیا ہندوؤن کے پرمیشر کو بات کرنے کا سلیقہ ہی نہین کہ بجائے اس کے جو توحید کو کہ جو اس کا اصل مطلب تھا۔ واضح تقریر سے بیان کرتا ایسے بے سر و پا اور غیر فصیح لفظون مین بیان کیا جس سے لوگ کچھ کا کچھ سمجھنے لگے اور ہزارہا دیوتاؤن کی ہندوؤن مین پوجا شروع ہو گئی اور مخلوق پرستی اس حد تک پہنچ گئے جس کی نظیر دنیا مین نہین پائی جاتی اور یہ تو ہمنے بطور تنزل کہا ہے اور ایک فرضی طور پر بیان کیا ہے ورنہ اگر کوئی ذرا آنکھ کھول کر ایک صفحہ وید کا بھی پڑھے تو بہ یقین تمام اسکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وید کے منتر کا اصل مقصد اور مطلب یہی ہے کہ تلو دیوتاؤن کی پوجا کرائی جائے۔ مگر پنڈت دیانند نے اس بدیہی بات کو چھپانے کے لئے کوشش کرنا چاہا آخر ناکام رہا اور بجائے اسکو کہ وید مین توحید ثابت کرتے اور اس عیب سے مبرا ہونا اسکا پایہ ثبوت کو پہنچاتے کئی ایک اور عیب بھی جو وید مین پائے جاتے ہین انہون نے ظاہر کر دکھائے اور ایک نہ شد دو شد کا معاملہ ہو گیا ہے

— — — — — — — — —

اب صرف اجمالی طور پر لکھا جاتا ہے کہ ہندوؤن کے وید نعمت توحید سے بالکل تہیدست اور بے نصیب ہین اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی فائدہ سے خالی نہین کہ وہ کتاب جو وید سے موسوم کی گئی ہین وہ ایک شخص کی تالیف نہین ہین۔ بلکہ مختلف لوگون نے مختلف وقتون مین ان کو تالیف کیا ہے۔ اور مولفین کے نام اب تک منترون کے سر پر جدا جدا لکھے ہوئے پائے جاتے ہین اور وہ منتر بطور شعر کے ہین۔ جو دیوتاؤن کی تعریف مین

خوش اعتقاد لوگون نے بنالیے تھے۔ ان کتابون کے پڑہنے سے ہرگز پایا نہین جاتا۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کو کسی ایک یا دو چند پیغمبرون پر نازل کیا تھا۔ بلکہ منجانب اللہ ہونے کا ذکر ہی نہین۔ جا بجا منترون کے سرون پر لکہا ہوا نظر آتا ہے کہ یہ منتر فلان شخص نے تالیف کیا ہے اور یہ فلان شخص نے اور یہی وجہ ہے کہ زمانہ حال کے محققون نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ وید ایسی کتاب نہین جو یہ دعوے کرتی ہو کہ مین آسمانی کتاب ہون۔ اور فلان فلان پیغمبر پر مین اتری ہتی۔ بلکہ ایک مجموعہ اشعار ہین جنکو کئی شاعرون نے اوقات مختلفہ مین جوڑا ہے ماسوا اس کے وید مین یہ بات ہی نہین کہ جیسے ربانی کتاب ربانی قدرتون اور صفتون کا ایک آئینہ ہونی چاہیے اور خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کے قدرت تامہ اور اسکی غیب بینی اور اسکی خالقیت ورزاقیت وغیرہ صفات کو صرف عقلی طور پر ثابت نہ کرے بلکہ آسمانی نشان کے طور پر طالب حق کا مشاہدہ کرا دے کہ خدا فی الحقیقت موجود اور اس مین یہ صفات موجود ہین۔ کیونکہ درحقیقت ربانی کتابون کے نازل ہونے سے عمدہ فائدہ یہی ہے کہ خدا اور اس کے صفات کو نہ صرف عقلی اور قیاسی طور پر شناخت کیا جائے بلکہ آسمانی کتاب خدا تعالےٰ کی ہستی اور صفات کو ایسا ثابت کر کے دکہلا وے کہ اس کے پیروان تمام امور مین گویا رویت کے گواہ ہو جائین اور اس طرح پر وہ ایمان کو اس کمال کے درجہ تک پہنچاوین جس تک مجرد عقل کے پیروی سے ایسا پہنچ نہین سکتا۔ مثلاً خدا تعالےٰ مین جو صفت غیب دانی

غیب یزدانی

ہے اگرچہ عقلی طور پر انسان یہ خیال کر سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ غیب دان ہونا چاہیے۔ لیکن ربانی کتاب مین شہودی طور پر اس بات کا ثبوت دینا از بس ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ حقیقت مین غیب دان ہے اور وہ ثبوت اس طرح پر میسر آسکتا ہے۔ کہ ربانی کتاب مین بہت سی پیشگوئیان اور اخبار غیبیہ درج ہون۔ جو لوگون کے سامنے پوری ہو چکین ہون۔ علیٰ ہذا القیاس خدا تعالےٰ کا قادر ہونا اور اپنے نبیون اور مرسلون کا حامی اور ناصر اور موید ہونا اگرچہ عقلی طور پر بہی ضروری اور محسوس سمجہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بہی ضرور ہے کہ خدا تعالےٰ کا کلام شہودی طور پر اپنے قدرت کاملہ اور حمایت اور نصرت خاصہ کا ایک ایسا عمدہ اور کامل نمونہ دکہلا دے جسکو دیکہکر اپنے ایمان اور اعتقاد پر قوی ہو جائے اسی طرح خدا تعالےٰ کے دوسرے صفات بہی اسی طور پر خدا تعالیٰ کے کلام مین ثابت ہو جانے چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا کلام اس کی ذات اور صفات کے پہچاننے کے لئے ایک نہایت صاف اور شفاف آئینہ ہے۔ جو ہم عاجز اور بیخبر بندون پر اس غرض سے عنایت ہوتا ہے۔ کہ تا ہماری معرفت صرف عقلی اور قیاسی خیالات تک محدود نہ رہی۔ بلکہ ہم ان تمام صداقتون کو بچشم خود بہی دیکہہ لین کیونکہ اگر خدا تعالےٰ نے صرف اسی قدر ہمکو بذریعہ اپنی کتاب کی معرفت اور بصیرت عنایت کرے جس قدر بذریعہ عقل سے بہی ہمکو حاصل ہو سکتی ہے۔ تو یہ ربانی تعلیم اور عقلی تفہیم مین کیا فرق رہا۔ اور اس بات مین خدا تعالےٰ کی کتاب پر ایمان لانے والے کو برہمو سماج نیچر والے جو عقلی الکلون پر چلتے ہین انکو کونسی ترجیح ہوئی۔ سو اس تحقیق سے بہ بداہت عقل ثابت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے کلام مین یہی عمدہ خوبی ہے کہ جن صداقتون کو ہماری عقل ناقص صرف قیاسی طور پر پیش کرتی ہے ان صداقتون کو خدا کا کلام ہماری آنکہون کے سامنے لاکر دکہلا بہی دیتا ہے مثلاً جیسا کہ ہم نے ابہی بیان کیا ہے کہ عقل یہ تجویز کرتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ غیب دان ہونا چاہیے۔ سو خدا تعالیٰ کا کلام صدہا پیشگوئیون سے جو صحیح طور پر پوری ہو گئین۔ ہم پر اس صداقت کو یقینی اور قطعی طور پر کہول دیتا ہے لیکن وید اس مرتبہ اعلیٰ سے جو خدا کی ذات اور صفات کا آئینہ ہو سکے ہزار کوس دور اور مہجور ہے بلکہ مجرد عقلی طور سے بہی خدا اور اس کے صفات کا ثبوت دینی سے وید عاجز ہے کیونکہ وید کا پہلا اصول یہی ہے کہ عالم بجمیع اجزائیہ انادی یعنی قدیم اور غیر مخلوق اور پرمیشر کی طرح واجب الوجود ہی اور پرمیشر نے کسی چیز کو پیدا نہین کیا اور نہ پیدا کرنے کے اسکو طاقت اور لیاقت ہے بلکہ اس کا صرف اتنا ہی کام ہے کہ بعض چیزون کو بعض سے جوڑتا ہے مثلاً جسم کا قالب بنا کر روح کو اس مین داخل کر دیتا ہے یا کبہی قالب سے روح کو نکالتا ہے سو یہی تالیف اور تفریق پرمیشر سے ہو سکتی ہے اس سے زیادہ نہین یعنی اگر پرمیشر کچہ کام کر سکتا ہے تو بس یہی۔ کہ بعض اجزا سے عالم کو بعض سے جوڑتا ہے اور کبہی بعض سے بعض کو الگ کرتا ہے اب ظاہر ہے کہ اس اعتقاد مین صرف اتنی ہی خرابی نہین کہ پرمیشر کو قادر مطلق ہونا چاہیے۔ عاجز اور ناتوان سمجہا گیا ہے اور قدیم اور غیر مخلوق ہونے مین کل اجزاء عالم کے اس کے شریک اور حصہ دار اور بہائی بند ٹہرائے گئے ہین۔ اور ہر ایک موجود اپنے اپنے نفس کا آپ مالک قرار دیا گیا ہے گویا پتی داری کانو کے طرح قدامت اور وجوب وجود کے جنس پر سب ارواح اور پرمیشر کا برابر اور یکسان دخل اور قبضہ چلا آیا ہے۔ بلکہ ایک بڑی بہاری خرابی وید کی اس اصول سے یہ بہی پیش آئی کہ عقلی طور پر پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل باقی نہ رہی کیونکہ جس حالت مین تمام عالم بجمیع اجزائہ خود بخود قدیم سے موجود ہے اور پرمیشر کا کام صرف تالیف اور تفریق ہے۔ تو پہر اس سے وجود پرمیشر کا کیونکر ثابت ہو سکے۔ پہلے تم آپ ہی غور سے دیکہو اور انصاف کرو۔ کہ اگر دنیا کے تمام چیزون مین سے کوئی چیز بہی اپنے وجود کی پیدایش مین پرمیشر کی محتاج نہین تو پہر اس پر کیا دلیل ہے۔ کہ اپنے تفریق یا اتصال مین پرمیشر کی محتاج ہے۔ ظاہر ہے کہ ماسوا اللہ کے وجود سے صانع عالم کے وجود پر اسی وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ ماسوا اللہ کا وجود خود بخود ہونا بہ بداہت عقل محال ہے اور جس حالت مین یہ تسلیم کیا جائے کہ ماسوا اللہ بہی خود بخود ہو سکتا ہے تو عقل کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین کرنے کے لئے کونسی راہ باقی رہ گئی۔ کیا ایسے ناپاک اعتقادون سے دہریہ مذہب والون کو مدد نہین پہنچیگی غرض آج وید کے ایسے فاش غلطی ہے کہ اسکی تابعین کو اس کے جواب مین کوئی بات بن نہین آتی اور وہ لوگ کسی طور سے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہین بیان کر سکتے اور کیونکر بیان کر سکین جب آپ ہی پرمیشر کی طرح قدیم اور واجب الوجود ٹہری۔ تو پرمیشر سے ان کو کیا تعلق اور غرض رہا۔ اور اس کے وجود کی کونسی ضرورت اور حاجت رہی۔ اب دیکہنا چاہیے کہ ایک طرف تو وید خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کی ثابت کرنے کے لئے آئینہ ہونیکی لیاقت نہین رکہتا یعنی طالب حق کو شہودی طور پر اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات پر یقین نہین لا سکتا۔ بلکہ طرح طرح کی بدگمانیون مین ڈالتا ہے اور پہر دوسری طرف اس مین یہ خرابی پیدا ہو گئی۔ کہ عقلی طور پر بہی وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت دینے سے بے نصیب اور بے بہرہ ہے۔ تو اب منصف سوچ سکتا ہے کہ معرفت الٰہی کے دونون طریقون عقلی اور شہودی سے ہندوؤن کا وید کس قدر دور اور مہجور ہے اور جس قدر ہم نے اب تک بیان کیا کچہہ یہی اصول وید کا ایسا نہین ہے کہ جو عقل کے برخلاف ہو بلکہ وید کے سارے اصول جو بنیاد دہرم کے سمجہے جاتے ہین۔ ایسے ہی ہین۔ ہان وید کے رو سے پہلے ہدایت تو یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کسی چیز کا خالق نہین مگر اس کے سوا وید کی دوسرے ہدایتین بہی ایسی ہین جن کی پڑہنے سے عاقل کو ضرور یہ شک پڑیگا کہ شاید وید کا زمانہ کوئی ایسا زمانہ تہا جس مین ہنوز آریہ دیس کے لوگون نے کوئی حصہ عقل اور دانشمندی کا نہین پایا تہا۔ چنانچہ ہم بطور نمونہ ایک دو اصول وید کے اور بہی لکہتے ہین۔ یا جو لوگ وید کے اندرونی حقیقت سے بیخبر ہین۔ ان کو اس عجیب کتاب کے حالات کسی قدر معلوم ہو جائین چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات مین ایک ذرا رحم اور عفو نہین۔ اور کسی گنہ گار کے گناہ کو اسکی توبہ یا استغفار سے ہرگز نہین بخشتا اور جب تک ایک گنہ کے سزا مین جو اسی لاکہہ جون مین ڈالکر شخص مجرم کو پورا پورا عذاب نہ پہنچالے تب تک اس کا ایک غصہ فرو نہین ہوتا۔ اور گو انسان اپنے گناہ سے باز آکر پرمیشر کی محبت اور اطاعت مین فناہ ہو جائے تب بہی جب تک پرمیشر اسکو لاکہون جونون مین ڈالنے سے سزا نہ دیدے تب تک ہرگز اس کا پیچہا نہین چہوڑتا۔ اب دیکہنا چاہیے۔ کہ اس اصول مین صرف اتنی ہی قباحت نہین کہ پرمیشر کو ایک ایسا شخص ماننا پڑتا ہے کہ جو نہایت درجہ کا سنگدل اور بے رحم ہے کہ جو بہکنے والون کی طرف ہرگز نہین جہکتا اور محبت کرنے والون سے ہرگز محبت نہین کرتا۔ اور ایک ادنیٰ خطا یا قصور سے ایسا چڑ جاتا ہے کہ پہر کوئی سبیل اسکو راضی ہونیکا نہین۔ بلکہ ایک بڑی قباحت

یہ ہے۔ کہ اس اصول کے رو سے نجات پانے کا راستہ بکلی مسدود ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ مین محنت اور مجاہدہ کرنا اور اسکی طاعت اور عبادت مین دل لگانا سراسر لغو اور بیفائدہ ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ جس حالت مین پرمیشر ایسا کینہ ور اور پر غضب ہے۔ کہ کسی خطا کے سرزد ہو جانے سے بجز لاکھون برسون تک جونون مین ڈالنے کے ہرگز کسی بندہ پر رحم نہین کر سکتا۔ تو پھر اس حالت مین وہ نومید بندہ کہ گویا جیتے جی مر گیا ہے کیونکر اس کی بندگی مین دل لگائیگا۔ اور کس امید پر عبادت اور زہد اور رجوع الی اللہ اختیار کریگا۔ اور پھر زیادہ تر مشکل بات (جسکو عاجز بندہ اپنی ضعیف اور کمزور حالت پر نظر کرنے سے بخوبی جانتا ہے) یہ ہے کہ بعد چوراسی لاکھ جون بھگتنے کے پھر بھی ایسے پاک اور مصفا حالت کہ جس مین ایک ذرا خطا یا غفلت سرزد نہ ہو اسکو نصیب نہین ہو سکتی۔ کیونکہ یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ کہ انسان اپنی کمزوری کی وجہ سے قصور اور خطا سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ بات جو بشر کے لئے لازمی غیر منفک کی طرح ہے غفلت ہے جو انسانی سرشت کا پہلا گناہ اور سب گناہون کی جڑھ ہے۔ مگر دنیا مین ایسا آدمی کہان اور کدھر ہے جو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اپنی مولیٰ کے ذکر سے غافل نہین رہ سکتا۔ اور ایک لحظہ کے لئے بھی قبض کی حالت اس پر طاری نہین ہوتی۔ ماسوا اسکے جہان تک ہم انسان کے عام حالتون پر نظر ڈالتے ہین۔ اور ان کے سلسلہ زندگی کو اول سے آخر تک دیکھتے ہین۔ تو ہم پر صاف کھل جاتا ہے۔ کہ کوئی انسان اپنے بلوغ کے ابتدائی زمانہ مین کسی قدر خطا یا زلت یا لغزش یا غفلت یا لہو و لعب سے خالی نہین رہ سکتا اور نہ جیسا کہ نعماء الٰہی اس پر وارد ہوئے ہین ان کا پورا پورا شکر کر سکتا ہے اور یہ ایسی صاف اور روشن صداقت ہے۔ کہ جو ہماری کوائف زندگی اور واقعات عمری اس پر شہادت دے رہے ہین۔ اور موجودات کا ہر ایک ذرہ اور قدرت کا ہر ایک قانون اسکی تصدیق کر رہا ہے اور ہماری روحین پکار پکار کر ہمین بھی کہتی ہین کہ ہم بوجہ مخلوق اور ضعیف اور کمزور اور ممنون منت ہونے کے ایسی فتح عظیم اپنے خالق اور محسن حقیقی اور مربی بے علت پر ہرگز حاصل نہین کر سکتے۔ کہ جو اس کو یہ کہہ سکین کہ جو کچھ تیرے حقوق ہماری گردن پر تھے۔ وہ سب ہم نے جیسا کہ چاہیے ادا کر دیے ہین۔ اور ہم تیرے حساب سے فارغ اور تیرے مطالبہ سے امن مین ہین اور جبکہ ہم لوگ ایسی فارغ خطی حاصل نہین کر سکتے تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اگر خداوند کریم ہمارے گناہون پر ہمیشہ ہمکو سزا دیتا ہے اور درگذر اور عفو کسی حالت مین نہ کرے تو پھر ہرگز ممکن نہین کہ ہم کسی زمانے مین نجات کا منہ دیکھ سکین۔ کیونکہ جب گناہ غیر محدود ٹھہرے تو پھر سزا بھی بصورت لازمی اور ضروری ہونے کی غیر محدود اور دائمی چاہیے سو یہ اصول نہایت منحوس اور نامبارک ہے۔ اور اگر یہی بات سچ ہے تو انسان غایت درجہ کا بدبخت اور بے نصیب ہوگا جسکے لئے سخت دل پرمیشر کا یہ ارادہ ہے کہ جب تک وہ کلی گناہون کے صادر ہونے سے (کہ جو انسان کے سرشت سے لازم آدی ہین) محفوظ نہ رہے تب تک مختلف جونون کا تختہ مشق رہیگا

اب دیکھنا چاہیے کہ اس کے مقابلہ پر یہ اصول قرآن شریف کا کیسا بابرکت اور پیارا اور تسلی بخش اور انسانی فطرت کے لئے ضروری اور مناسب حال ہے کہ گناہ کا تدارک توبہ اور استغفار سے ہو سکتا ہے اور بدیون کی تلافی نیکیون سے ممکن ہے یہ ایسا ضروری اور لابدی اصول ہے کہ انسان کی مغفرت اور نجات یابی بجز اس کے ممکن نہین خیال کرنا چاہیے کہ اکثر تمام انسانون کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی ابتدائی عمرون مین کسی قدر غفلت اور لہو و لعب یا نالایق باتون اور بدچلنیون مین رہ کر پھر کسی نیک صحبت کی برکت سے یا کسی واعظ اور ناصح کے سمجھانے سے یا اپنی ہی انصاف دلی کے جوش سے اسبات کے مشتاق ہو جایا کرتے ہین۔ کہ اب ہم خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ ہون اور برے کامون اور خراب راہون کو چھوڑ دین۔ تو اب سوچنا چاہیے۔ کہ اگر ایسے طالب حق کے لئے جناب الٰہی مین باریابی کا کوئی سبیل نہین اور توبہ منظور ہی نہین اور استغفار قبول ہی نہین تو پھر بیچارہ اپنی اخروی بہبودی کے لئے اگر کچھ کوشش بھی کرے تو کیا کرے اور کیونکر کرے اور کدھر جائے ممکن ہے کہ وہ ایسے پرمیشر سے سخت نومید اور شکستہ دل ہو کر اور اس کی رحمت سے بکلی ہاتھ دھو کر پھر اپنے گناہون کی طرف رجعت قہقری کرے اور خوب دل کھول کر ہر قسم کے گناہ اور بدمعاشی سے تمتع اور حظ اٹھاوے۔ غرض یہ اصول ہے کہ نہ بندہ اس سے نجات تک پہنچ سکتا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہی اس سے قایم رہتی ہے۔ کیا یہ بات اللہ تعالیٰ کے عادت کریمانہ کے موافق ہے کہ وہ انسان کی کامیابی مین اس قدر مشکلات ڈالے اور اس کی نجات کو متعلق بالمحال کر کے اس کے گناہ کو ہمیشہ یاد رکھے۔ مگر اس کے رجوع اور محبت اور توبہ اور استغفار کا ایک ذرہ قدر نہ کرے اور چوراسی لاکھ جونون مین سے ایک جون کے تخفیف کرنے سے بھی دریغ کرتا ہے۔ کیا ایسے پرمیشر پر کوئی امید رہ سکتی ہے ہرگز نہین۔ پھر تیسرا اصول وید کا جو عقل کے برخلاف ہے۔ یہ ہے۔ کہ نجات ابدی کسی کو حاصل نہین ہو سکتی۔ بلکہ لوگ کچھ مدت محدود تک نجات پا کر پھر مکتی خانہ سے ناکردہ گناہ باہر نکالے جاتے ہین اور پرمیشر ہرگز قادر نہین کہ ان کو ہمیشہ کے لئے نجات دے سکے۔ اب جو لوگ عشق الٰہی کی ایک چنگاری بھی اپنے اندر رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ ایسی بے مروتی اس محبوب حقیقی سے ہرگز نہین ہو سکتی۔ کہ عزت دیکر پھر بے عزتی کرے اور ایک نعمت بخش کر پھر اس سے چھین لے اور ایکدفعہ اپنا مقرب اور پیارا بنا کر پھر ناکردہ گناہ کیڑون مکوڑون اور کتون بلون کے جونون مین ڈالتا ہے جس شخص کو محبت الٰہی کے جام مین ایک گھونٹ بھی میسر ہے اسکو عارف باللہ روح جو اس جود مطلق پر بڑی بڑی امیدین رکھتی ہے اور سب کچھ کھو کر اسی کی ہو رہی ہے وہ ہرگز اسکو یہ فتویٰ نہین دیتی کہ اس کا پیارا اور محبوب جانی آخر اس سے ایسا بد معاملہ کریگا۔ کہ اسکی سب امیدین خاک مین ملا کر اور اسکی خوشحالی دائمی کے خواہش جو اس نے دل مین ڈالی تھی نظر انداز کر کے اسکو اس مصرعہ کیطرح جو بار بار دور مصرع سے دکھلاتا ہے مختلف جونون کے عذاب سے معذب کرتا رہیگا اور اسکے صدق اور وفا پر اسکو کچھ بھی خیال نہین رہیگا۔ اور اسکی خاص محبتون پر اس کو کچھ بھی نظر نہین ہوگی افسوس کہ ہندو لوگ کیسا اعتقاد رکھتے سے خود اپنے اوتارون اور رشیون کی عزت کو خاک مین ملاتے ہین کہ اول ان کو بڑے ہی مقبول الٰہی بلکہ خدا کا اوتار سمجھکر پھر ان کے لئے یہ تجویز کرتے ہین کہ ان بیچارون کو نجات ابدی حاصل نہین اور وہ بھی کیڑون مکوڑون اور کتے بلے بننے سے مستثنیٰ نہین رہ سکتے جن لوگون کو ان مقدس ویدون کے خبر نہین وہ تعجب کرینگے کہ یہ کیسے اصول ہین جو ویدون کی طرف نسبت دئیے گئے ہین اور کچھ بعید نہین۔ کہ وہ بدگمانی سے یہ خیال کرین کہ یہ ویدون پر تہمت ہے واقع ہو کہ ہم نے ان اصولون کو کمال تحقیق اور تدقیق سے لکھا ہے اور اسوقت وید ہمارے سامنے پڑا ہے اور اس کے بھاش ہمارے پاس موجود ہین اگر کسی کو شک ہو تو ہر طرح ہم تسلی کرا سکتا ہے اور خود ویدون کے ماننے والی اس سے بے خبر اور انکاری نہین ہین۔ اور اگر کوئی ہم تک نہ پہنچ سکے اور نہ پنڈتون سے دریافت کر سکے تو ہم اسکو صلاح دیتے ہین کہ وہ رگ وید کو جو دہلی سوسائٹی مین بکمال تصحیح و تحقیق سے چھپا ہے ذرا نظر غور اور تدبر سے مطالعہ کرے اور پھر یہ بھی مناسب ہے کہ پنڈت دیانند کے ستیارتھ پرکاش اور رگ وید بھاش کا بھی درشن کرے تا اسے معلوم ہو کہ وید کیا شے ہے اور اس کی تعلیم کیا ہے۔

بعض جاہل ہندو اور مسلمان اپنشدون کو جو براہم پستک ہین اور صدہا سال ویدون کے بعد لکھے گئے ہین وید ہی سمجھتے ہین جیسے دارا شکوہ نے بعض اپنشدون کا ترجمہ بھی کسی پنڈت سے لکھوا کر ایک رسالہ تالیف کیا ہے لیکن جاننا چاہیے کہ یہ لوگ صریح غلطی پر ہین۔ ویدون اور اپنشدون کے مضامین مین کچھ تعلق بھی نہین بلکہ وہ خیالات جو اپنشدون مین درج ہین صرف برہمنون کے دلون کے تراش و خراش ہین اور ان خیالات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان وغیرہ مخلوق پرمیشر کے وجود کا ایک ٹکڑا ہے اور اسی سے نکلتا ہے اور اس مین داخل ہو جاتا ہے اور یہ صورت دخول اور خروج کی ہمیشہ بنی رہتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیالات برہمنون نے ایک مدت کے بعد بدھ مذہب والون سے لئے ہین اور یہ اس زمانے کے خیالات ہین کہ جب برہمن لوگ وید کی تعلیم سے بیزار ہو چکے ہین اور انکا منشا تھا کہ بجائے تعلیم کے ان خیالات کو جو اپنشدون مین درج ہین شایع کیا جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی برہمن وید کے دیوتاؤن سے الگ نہین ہوئے اور انکی پرستش سے کنارہ نہین کیا۔ بلکہ صدہا طرح کی مشرکانہ باتین حاشیہ کے طور پر چڑھا دین اور کئی طرح کے جھوٹے قصے اور کتھا اور کہانیان برہما اور بشن اور مہادیو اور اندر وغیرہ کے بارے مین لکھ ڈالین اور کئی پستک اپنی طرف سے تالیف کر کے یہ مشہور کرنا چاہا کہ یہ بھی وید انگ یعنی وید کی جزین ہین چنانچہ انہین مین سے وہ اپنشدین بھی ہین جنکا بعض نادان مسلمان نے ترجمہ بھی کیا تھا۔ اور اپنی اوپری واقفیت سے یہ سمجھ بیٹھے تھے۔ کہ یہی وید ہین مگر اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ کوئی امر مشتبہ نہین رہ سکتا

وہی وید کہ برہمنون کے تہ خانون مین چھپے ہوئے تھے۔ اب کتب فروشون کی دوکانون مین چھپے ہوے رکھے ہین۔ اس مقام پر بڑے افسوس سے لکھتے ہین۔ کہ مرزا جان جاناں صاحب کہ جو نقشبندی فقیرون مین سے ایک نامی اور مشہور بزرگوار ہین۔ دخل در معقولات کر کے ویدون کے بارہ مین ایک مکتوب کسی اپنے مرید کے بارے مین لکھا ہے اور اس مین ویدون کی تعریف کی ہے کہ وہ مخلوق پرستی اور شرک سے پاک ہین اور توحید کی تعلیم ان مین بھری ہوئی ہے اب جب ایکطرف ہم ویدون کی مشرکانہ تعلیم اور ملحدانہ عقائد کو بچشم خود دیکھتے ہین۔ اور صد ہا کروڑ ہندوؤن کو اس مین مبتلا پاتے ہین اور دوسرے طرف مرزا صاحب کا یہ مکتوب پڑھتے ہین جس کو انہون نے نہایت سادہ دلی اور لاعلمی سے لکھا ہے تو ہم بجز اس کے کہ حضرت مرزا صاحب کے حق مین دعا مغفرت کرین اور خدا تعالیٰ سے ان کی خطا کی معافی چاہین اور کسی طرح سے ان کے کلام پر پردہ نہین ڈال سکتے۔ مرزا صاحب نے نہایت بیجا اور نامناسب کام کیا کہ بیخبر محض ہونے کے حالت مین وید دانی کا بھی دعویٰ کر بیٹھے۔ ان کے لئے یہی بہت فخر کی بات تھی۔ کہ وہ اپنی فقیرانہ اشغال اور اذکار مین مشغول رہتے اور جس کوچہ مین ایک ذرا بھی ان کی رسائی نہین تھی۔ اس کی نامعلوم خبرین لوگون کو نہ بتلاتے پھر مرزا صاحب اپنے مکتوبات مین یہ لکھتے ہین کہ ہندوؤن کا وید چار دفتر ہین جو احکام امر و نہی و اخبار ماضیہ و مستقبلہ پر مشتمل ہے اور یہ وید بذریعہ ایک فرشتہ کے جس کا نام برہما تھا جو آلہ ایجاد عالم ہے ہندوؤن کو پہنچا۔ اسے ویدمین سے ان کی پران اور شاستر نکالی گئی ہین۔ اس وید مین بلحاظ عمر طولانی عالم کے چار طور کے مختلف ہدایت رکھے گئے ہین جن مین سے بعض ہدایتین ست جگ کے مناسب حال اور بعض ہدایتین کل جگ کی مناسب حال ہین اور ہندو اگرچہ مختلف فرقے ہین۔ مگر وہ سب کے سب توحید باری پر اتفاق رکھتے ہین اور عالم کو مخلوق سمجھتے ہین اور روز حشر کے قایل ہین اور معارف اور مکاشفات مین ید طولیٰ رکھتے ہین اور ان کی بت پرستی حقیقت مین بت پرستی نہین ہے۔ بلکہ وہ بعض ملایکہ کو جو بامر الٰہی عالم کون و فساد مین تصرف رکھتے ہین یا بعض کاملین کے ارواح کو جن کا تصرف بعد گذر جانیکے اس نشہ دنیا سے باقی ہین یا بعض زندون کو جو ان کے زعم مین خضر کے طرح ہمیشہ زندہ رہتے ہین قبلہ توجہ کر لیتے ہین یعنی صوفیا اسلامیہ کی طرح انکی خیالی صورتون کی طرف متوجہ ہوتے ہین جیسے صوفیا اسلامیہ اپنے پیر کی صورت کا تصور کرتے ہین اور اس سے فیض اٹھاتے ہین۔ مگر صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اسلامی صوفی ظاہر مین کوئی تصویر شیخ کی اپنے آگے نہین رکھتے اور یہ لوگ رکھ لیتے ہین سو ان کی یہ صورت عبادت کفار عرب کی بت پرستی سے مشابہ نہین ہے کیونکہ کفار عرب اپنے بتون کو متصرف و موثر بالذات مانتے تھے اور ان کو خدائی زمین سمجھتے تھے اور خدا تعالیٰ کو خدائی آسمان سمجھتے تھے اسی طرح ہندو لوگ جو ان تصویرون کو سجدہ کرتے ہین وہ سجدہ بھی سجدہ عبادت نہین بلکہ سجدہ تحیت ہے ان کی شرع مین باپ

پیر اور استاد کے لئے بجائے سلام کے یہی سجدہ مرسوم اور معمول ہی انتہی۔ اب مرزا صاحب نے اپنے اس بیان مین جس قدر غلطیان کی ہین اور دھوکہ کھائے ہین اور خلاف واقعہ لکھا ہے ہم کس کس کی اصلاح کرین مرزا صاحب نے صرف کسی ہندو کی زبانی سنکر بغیر اپنی ذاتی تحقیق کے یہ خس و خاشاک غلطیان کا اپنے خط مین بھر دیا ہے نہ معلوم کہ انہون نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ ہندوؤن کے یہی خیالات اور عقاید ہین جو ان کے محققون نے اپنی معتبر کتابون مین لکھے ہین کیونکہ اول مرزا صاحب لکھتے ہین۔ کہ وید کے چار دفتر ہین سو مرزا صاحب کے یہ پہلی غلطی ہے کہ وید کو ایک قرار دیکر اس کے چار دفتر خیال کرتے ہین بلکہ حق بات جسکا ثبوت ایک امر بدیہی کیطرح حال کے زمانے مین کہہ گیا تھی ہے کہ وید کے مجموعہ چار کتابین ہین جو چار مختلف زمانون مین کئی لوگون نے ان کو بنایا ہے۔ چنانچہ چوتھا وید جو اتھرون سے موسوم ہے اسکی نسبت اکثر پنڈتون کی یہی رائے ہے کہ وہ پیچھے سے ویدون کے ساتھ ملایا گیا ہے اور کسی برہمن نے اسکو لکھا ہے اور اس کے سوا جو تین وید ہین وہ چار الگ الگ کتابین ہین جنکو الگ الگ رشیون نے جمع کیا ہے۔ اور ہندوؤن کے محققون کے نزدیک برہما کچھ چیز نہین ہے بلکہ وہ وید اگنی اور وایو اور سورج پر اوتری ہین اور محقق ہندو کبھی یہ بھی کہتے ہین کہ جو اٹھارہ پران اور شاستر وغیرہ اور اپنشدین ہندوون کے ہاتھ مین ہین۔ وہ وید کے رو سے بڑا گناہ اور پاپ کی بات ہے۔ بلکہ وید کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہین دنیا خود بخود قدیم سے ایسی چلی آتی ہے جیسا پرمیشر چلا آتا ہے اور پرمیشر کے وجود سے دنیا کے وجود کو کسی قسم کا فیض نہین پہنچتا یہانتک کہ اگر پرمیشر کا مرنا فرض بھی کر لیا جائے تو دنیا کا اس مین کچھ بھی حرج نہین اور ایسا ہی ہندوؤن کے محقق یہ بھی کہتے ہین کہ حشر اجساد کچھ چیز نہین اور وید پر عمل کرنے سے ہرگز کسی کا گناہ عفو نہین ہو سکتا اور نہ توبہ اور استغفار کچھ کام آتی ہے بلکہ ایک گناہ کے عوض مین ہر یک شخص کو جو راسی لاکھ جونون مین سزا بھگتنی پڑیگی۔ ان کا یہ بھی قول ہے کہ وید اخبار ماضیہ اور مستقبلہ سے بکلی خالی ہے اور کوئی امر خارق عادت کہ جو نبیون سے ظہور مین آتا ہے اس مین درج نہین اور مکاشفات کا تو ذکر تک نہین اور انکے نزدیک مکاشفات اور خوارق اور پیشگوئیان اور اخبار غیبیہ از قبیل محالات ہین جن کا وجود ہرگز ممکن نہین اور جن لوگون پر وید نازل ہوا وہ لوگ بکلی ان باتون سے محروم تھے اور وید کے رو سے ان باتون کا ظہور مین آنا قطعی طور پر ناجائز اور غیر ممکن ہے۔ اب دیکھنا چاہیے۔ کہ ہندوون کے محقق تو اپنے وید کو اخبار ماضیہ اور مستقبلہ سے بکلی عاری اور مکاشفات سے بکلی بے نصیب اور خدا تعالیٰ کے خالقیت اور حشر اجساد سے بکلی انکار قرار دیتے ہین اور مرزا صاحب ایک قدم آگے بڑھ کر ہندوؤن کے وید کی نسبت ان سب چیزون کو مانتے ہین۔ اب دیکھئے کہ بقول شخصے کہ مدعی سست گواہ چست کیسا نالایق غلو مرزا صاحب کے بیان مین پایا جاتا ہے۔ اگر آج کل محقق اطلاع پاوین تو مرزا صاحب کو ایک نہایت درجہ کا سادہ لوح قرار دین اور انکی باتون پر قہقہہ مار کر ہنسین پھر دیکھنا چاہیے کہ مرزا صاحب گرامی مکتوب

مین ہندوون کو بت پرستی سے بَری قرار دینا چاہتے ہین۔ یہ کس قدر بیخبری اور لاعلمی مرزا صاحب کی ہے کہ ہندوستان مین پرورش پاکر ہندوؤن کے عقاید سے کس قدر بیخبر اور غافل ہین انہین معلوم نہین کہ ہندو لوگ تو عرب کے بت پرستون سے اپنی شرک مین کئی درجہ بڑھ کر ہین کیونکہ عرب کے بت پرست اگرچہ اپنی مرادین بتون سے مانگتے تھے۔ مگر ان کا یہ قول تو ہرگز نہ تھا کہ دنیا کے خالق و مالک وہی دیوتے ہین جنکی تصویرین اور مورتین پتھر یا دھات وغیرہ سے متشکل کر کے پوجی جاتی ہین لیکن ہندوؤنکا اصول جیسا کہ ابھی مین نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ پرمیشر دنیا کا خالق نہین ہے بلکہ ان کے دیوتے دنیا کے خالق ہین اور انہین سے مرادین مانگنی چاہیے اس بات کو کون نہین جانتا کہ ہندو لوگ اپنے بتون سے مرادین مانگتے ہین بڑے سرگرم ہین مرزا صاحب نے شاید کس نہ خانہ مین پرورش پائی ہوگی کہ ان کو اپنی مدت العمر تک یہ بھی خبر نہین ہوئی کہ ہندو لوگ اپنی پورانے بت خانون کے درشن کے لئے کس جوش و خروش مین جایا کرتے ہین۔ یہانتک کہ جگناتھ وغیرہ بت خانون کے بڑی بڑی بتون کے درشن اور خوش کرنے کے لئے بعض بعض ہندو اپنی زبانین بھی کاٹ کر چڑھا دیتے ہین۔ اور گنگا مائی کے درشن کرنے والے جو ہر سال ہزارہا جاتے ہین اور پکار پکار کر مرادین مانگتے ہین۔ یہ بات بھی مرزا صاحب سے چھپی رہے اور اسی طرح وہ صدہا کتابین ہندون کے جنہون نے خود اپنے بت پرستی کا اقرار کیا ہے۔ اور اپنے دیوتاؤن اور بتون وغیرہ سے مرادین مانگنے کے طریق لکھے ہین۔ اگر ان مین سے کوئی کتاب مرزا صاحب کی نظر مین گذر جاتے ہین۔ تو مین خیال کرتا ہون کہ مرزا صاحب موصوف بہت ہی شرمندہ ہوتے اب ہم کہان تک لکھین بہتر ہے کہ اب اس خط کو ختم کر کے اپنے گذرے ہوئے بھائیون کے لئے دعا مغفرت کرین۔

ربنا اغفر لنا ذنوبنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

اطلاع

اخبار کی قیمت اور بقایا سال گذشتہ جلد آنا چاہیے۔

یعقوب علی

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک بے نظیر نشان

خموشی نے بڑی مدّت سے کھولی ہے زباں میری
چلا ہے رُکتے رُکتے دردِ دل سے اب قلم میرا

میرے ہم خیال محض مُسلمان توجہ کریں!

سب سے پہلے میں اُس قادر ذوالجلال کا شکرگذار ہوں کہ جس نے میرے اخباری - نیچرل اور دہریہ خیالات کو بمصداق اس کے کہ **کٹی گناہوں میں عمر ساری آلہی توبہ آلہی توبہ** اپنی قدرتِ کاملہ سے متغیّر کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تحریروں اور دو سالانہ جلسوں کی تقریروں کے سُننے سے میرے دل کا زنگاری پردہ ساڑھے تیراں مہینہ کی رہائش قادیان دارالامان کے بعد الوداعی وقت پر دُور ہوا گو طبیعت میں حُسن اعتقاد اس سے پہلے عرصہ چھ ماہ سے بیٹھ چکا تھا اور حُسن اعتقاد زیادہ تر بحث مخدومی مولوی حکیم عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری سے کرتے ہوئے بیٹھا لیکن اس پر بھی دہریت اور نیچرل کے باطل خیالات اکثر اوقات غلبہ پاکر بیعت کرنے کے مانع ہوتے رہے اور ان مذبذبانہ خیالات کے دُور کرنے کے لئے کئی ایک رقعہ رہائشی میعاد مندرجہ بالا کے اندر حضرت اقدس کے حضور میں نہایت صاف بیانی سے بھیجتا رہا جن پر یہ حکم ہوا کرتا تھا "کبھی کبھی یاد دلاتے رہو انشاء اللہ دعا کریں گے"- میرے اخباری دوست اور رشتہ دار بالخصوص میرے واقعات پر غور کریں ؎

دل کو سمجھائیں - ہی سمجھ کی بات
ناسمجھ سے کہا - نہیں جاتا

میرا خواب گذشتہ ماہ رمضان سحری کے وقت مجھے ایک خواب آیا تھا کہ میں حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے شفاخانہ سے گذرتا ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حکیم الامۃ ایک بڑے بھاری جلسہ کی ایک خوش نما چوکی پر **صدر نشین** ہیں اور اُن کے آگے ایک ولیسند میز بھی ہے - میں بخلاف عادت یکایک دیوانہ وار داڑھی نتراشیدہ عادتاً صورت میں حضرت حکیم الامۃ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور حضرت ممدوح نے بشاش چہرہ سے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم **وزیر آباد** کے رہنے والے ہو اور تم نے کبھی ملازمتیں کی ہیں - اس پر میں عادتاً ہنسی کے لہجہ میں شرمساری سے یہ جواب عرض کرتا ہوا کہ "بہت سی ملازمتیں کیں اور چھوڑ دیں" میز کے سایہ کی آڑ میں فرش پر بیٹھ گیا دیکھتا ہوں کہ شفیق امیر احمد صاحب قریشی طالب علم حاضرین جلسہ کو بند لفافوں میں چٹھیاں رجسٹر کر کے تقسیم کر رہے ہیں - میں نے اُن سے اپنی ذاتی واقفیت کے ذریعہ وہ چٹھی مانگی تو انھوں نے کہا کہ بغیر حکم حضرت حکیم الامۃ آپکو چٹھی نہیں مل سکتی - اس جواب کے سُننے سے میرے ہجوم خیالات کا فانوس زیر و بالا ہوتے ہوئے مجلس موجودہ سے چلے جانے کے لئے ترغیب دہ ہوا اور طبیعت میں رنج سا پیدا ہوا - اُٹھ کھڑا ہونے کو تھا کہ شفیق امیر احمد صاحب رشتہ دار حضرت حکیم الامۃ نے میری طرف ایک بند لفافہ پھینک دیا کہ اب مولوی صاحب ممدوح کا حکم ہو گیا ہے یہ **چٹھی** لے لو - میں نے اُس چٹھی کو بڑے شوق سے کھولا تو اُس میں ایک عظیم الشان کسی آئندہ جلسہ کا انعقادی نوٹس (جس کی تاریخ مجھے یاد نہیں رہی) الجروف سُنہری پڑھا جس میں **مجھے بھی شامل ہونے کی اجازت دی گئی تھی** - یہاں تک دیکھ چکنے کے بعد میں نیند سے بیدار ہوا تو کان میں بڑی مسجد سے علی الصبح کی اذان سُنائی دی اور اس خواب کو میں نے **آج سے پہلے** بہت آدمیوں سے بیان کیا ہے اور میں بخدا سچ کہتا ہوں کہ یہ میرا اصلی اور سچا خواب ہے - اگر میں اس میں اپنی طرف سے کوئی تصنع رکھتا ہوں تو خداوند تعالیٰ مجھے اُس تصنع کی سزا دے اور یہ خواب میرے دل پر اُس جلسہ کی کیفیت و حالت کا نقشہ اب تک بجنسہ منقش ہے ؛

چونکہ حضرت حکیم الامۃ کی ذات مُبارک عوام نفع رساں مخلوق خدا سے نیاز مند کو اپنی رہائش جموّں - بھیرہ کے مختلف وقتوں سے پوری واقفیت ہے **محض** اپنی شرمساری اور گناہگاری کی وجہ سے شفاخانہ میں حاضر نہ ہو سکا - لیکن مخدومی مفتی فضل الرحمٰن صاحب سے پُرانی آشنائی تازہ ہوتی رہی - اب میں حضرت حکیم الامۃ مولوی **نورالدین** صاحب بالقابہ کی **عطا کردہ چٹھی** مندرجہ بالا بحالت خواب - بغرض شمولیت غائبانہ عظیم الشان جلسہ کا تہ دل سے شکرگذار ہوں اور آئندہ کے لئے بھی حضرت ممدوح کی دعا کا محتاج رہوں گا ؛

حضرت حکیم الامۃ صاحب کی متذکرہ عطا کردہ چٹھی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج **میں** حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مُبارک پر صدقِ دل اور ایمان سے **عملی احمدی** ہونے کے لئے **بیعت** کرتا ہوں اور بیعت کا احسان حضرت اقدس پر نہیں بلکہ اس کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ اپنے بوجھ **گناہگاری** کے دُور کرنے اور عملی دینداری حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس سے امداد نیکی طلب کرنے کے ہیں بدیں وجہ حضرت اقدس کا احسان ہے ؛

میری رائے میں یہ واقعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بڑا بھاری **صداقتی نشان** ہے بحالیکہ میں **سنہ ۱۹۰۴ء** میں اپنے ذاتی اخبار موسومہ **دیہاتی گزٹ لاہور** کے ذریعہ متعدد پرچوں میں حضرت اقدس کے مشن کے برخلاف **الحکم** کو بھی مخاطب کرتا رہا - پھر **سنہ ۱۹۰۶ء** قصبہ قصور (لاہور) سے روزانہ پیسہ اخبار لاہور کی تقطیع کا ہفتہ وار اخبار موسومہ **اخبار مختار عام قصور** نکالا - اس کی **ایڈیٹری** بھی میرے ہاتھ میں تھی - ایک خبر آتشزدگی مقامی لوکل لکھتے ہوئے میں نے نقصان رساں شخص کو احمدی جماعت کا ظاہر کیا تھا - لیکن اس پر کسی **ڈپٹی** صاحب لاہور نے مجھ سے تردید کی خواہش کی - کہ یہ ہمارا ہی جماعت کا آدمی نہیں - غلط فہمی کی کاوش اُس وقت ایسی تھی کہ خواہ مخواہ ہی **ریمارک** کرنے کو دل چاہتا تھا - افسوس!

خدا کی قدرت ہے کہ آج میرا وہی **آہنی قلم** حضرت اقدس کی **سچائی** کے آگے چالاک جگری سے اپنی غلط فہمیوں کی **تردید** کرتا ہے - اور اُن گذشتہ تحریروں سے معافی مانگتا ہے - آخرکار حضرت اقدس کی صداقت **سعید الفطرت** انسانوں کو راہ **راست** پر لا رہی ہے - یاد رہے کہ مجدد وقت سے نقرت لیکر نہیں کی -

اظہار دل بیعت کی **دس** شرائط کی پابندی اوقات پر پورا ہونا خوف زدہ کرتی ہے اور زیادہ کمزوری یہ بھی ہے کہ میں اِس سے پہلے صوم وصلوٰۃ کا عادتاً پابند نہیں تھا - اس لئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور حضرت حکیم الامۃ سے بالخصوص دعا کا خواستگار ہوں کہ میری کمزوریاں اور باطل خیالات مجھ سے دُور ہوں اور راہ راست **نصیب ہو** ؛

ضروری التماس قابل عمل مجھ بدنصیب کے دو لڑکے ایک کا نام **عبد العزیز** ۸ سالہ اور دوسرے کا نام **عبد الحق** ۹ سالہ طاعون سے فوت ہوئے تھے - اُن کے لئے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ اور صحابہ کرام و تمام **احمدی احباب** سے **غائبانہ نماز جنازہ** اور دعائے **مغفرت** کے لئے لازماً **درخواست** کرتا ہوں - اُمید ہے کہ ہر ایک بھائی بجائے خود مرحوموں کے لئے دعا کر کے اس فرض سے سبکدوش ہوگا ؛

دعا بدرگاہ احکم الحاکمین اے مالک الملک قادر ذوالجلال **میں تجھ سے نیکی کی توفیق** مانگتا ہوں - اور تیری برکتوں کا اُمیدوار ہوں ؎

من گناہگاریم تو آمرزگار

احمدی جماعت کا جدید بھائی خاکسار عاجز
عبد الغنی احمدی وزیر آبادی
حال مقیم قادیان دارالامان - ۹- جنوری ۱۹۰۸ء

نوٹ :- دو نوجوان عزیزوں کی بیوقت موت نے مجھے بعد دیگرے دائرہ دہریت کی حد تک پہنچا دیا - یاد رہے کہ ابتدائی حالت دہریت کی نہ تھی - بلکہ ہمارے خاندان میں اسلامی اصلاح کا رواج قدامت سے تاہنوز مسلسل چلا آتا ہے

الحمد للہ کہ میں نے کبھی دہریت میں بھی دُنیاوی زندگی کے لالچ سے اپنے آپ کو عیسائی مشن کے حوالے نہیں کیا - بلکہ کتب جیسی محنت کا عادی رہا جیسا کہ اکثر ہمرنگوں نے اخبار والے بھی عیسائی مشن میں ایمان فروشی کر چکے ہیں مصیبت کے آزمائشی زمانہ میں خود حفاظتی ہمّت مردانگی کا کام دیتی رہی ہے **خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے** - اس موقعہ پر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کے پارہ آٹھواں سورۃ الاعراف رکوع تیسرا میں سے مندرجہ ذیل آیات بینات معہ ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی نقل کر کے حضرت اقدس کے متعلق قرآنی شہادت محض مُسلمانوں کی توجہ کیلئے پیش کر کے بتاتا ہوں کہ یہ تاریخی کا وقت ہے - یعنی **یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ**

یہ وظیفہ اختیار کرکے مصلحتاً کچھ عرصہ کے لئے خاموش ہو جاتا ہوں ؎ خدا جانے یہ میری کشتِ عمل سرسبز کب ہوگی - وہی آج بھول ... جاری ہے نکلا دل آہی ...

وصیّت ۱۶۱/۱۱۵

مَیں سماۃ فتح بانو زوجہ مستری قطب الدین مہاجر قوم اوان پیشہ آہنگری ساکن قادیان دارالامان۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ و بلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں۔

نوٹ۔ شرط اول ودوم وسوم کا مضمون ہر ایک وصیّت میں واحد ہے اس لئے یہاں پر اس کا اندراج نہیں کیا۔

چہارم۔ میری جائداد حسب ذیل ہے مبلغ ۲۵ روپیہ ہیں جن پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس میں میرا کوئی شریک نہیں۔ آج کی تاریخ سے اس جائداد کے ⅓ حصہ کے متعلق یہ وصیّت کرتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جائے اور یہ مبلغان مذکور میں نے اپنی دوکان میں تجارت کے لئے دئے ہوئے ہیں۔ ان کی نسبت میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ اس میں نفع دیگا تو اس کی انجمن مذکور ہی مالک متصور ہوگی۔ یعنے وصیّت کردہ جائداد کے نفع کی اور انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اس وصیّت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ بڑھ جاوے جیسا کہ میں نے اوپر اقرار کیا ہے تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

پنجم۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن کو اطلاع دیتی رہوں گی۔ المرقوم ۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء

العبد۔ سماۃ فتح بانو۔ نشانی انگوٹھا

گواہ شد۔ مستری قطب الدین بقلم خود کاتب وصیت ہذا و شوہر موصیہ

گواہ شد۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر اخبار بدر قادیان

وصیّت ۲۵۶/۱۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مَیں محمد عارف ولد میاں عادل قوم کلیار ساکن امیر پور ضلع ملتان مہاجر قادیان۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ وبلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط اول ودوم وسوم کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے اس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا گیا۔

چہارم اپنی جائداد متروکہ کے متعلق میں حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں۔ کہ میرے پاس کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے منقولہ جائداد یہ ہے۔ کتب واوزار جلد سازی قیمتی معہ ۱۷ اس کا نہم حصہ بعد وفات میری ملکیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہوگا۔ علاوہ اس کے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ علاوہ اس کے اگر اور کوئی جائداد پیدا کروں یا بعد وفات میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ⅓ حصّہ کی ہے۔ ۸ جولائی ۱۹۰۷ء

العبد

محمد عارف احمدی ساکن امیر پور ضلع ملتان حال وارد قادیان

گواہ شد۔ نورالدین

گواہ شد۔ غلام محمد بقلم خود

گواہ شد۔ روشن علی بقلم خود

وصیّت ۲۶۷/۱۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مَیں دین محمد ولد امام دین قوم لوہار ساکن قادیان دارالامان بقائمی ہوش وحواس وبلا جبر واکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ وصیت کا فارم مطبوعہ ہے اور شرط اول ودوم وسوم کا مضمون ہر ایک وصیت میں واحد ہے اس لئے اُس کا اندراج یہاں پر نہیں کیا گیا۔

چہارم۔ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق میں حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے قبضہ میں ایک مکان قادیان میں ہے جسکا حدود اربعہ یہ ہے۔ مشرق شاہ راہ عام۔ مغرب مکان شیخ خیراتی قریشی۔ جنوب مکان جین گمہار۔ شمال مکان عبداللہ گمہار۔ واقعہ محلہ گمہاراں ہے۔ بالفعل قیمتی ایک سو بیس روپیہ اس کے علاوہ اسباب آہنی جو میری دوکان میں فروخت کے لئے موجود ہے۔ اور میرے گھر کے برتن وغیرہ ہیں۔ میں اپنی جائداد متروکہ کے متعلق یہ وصیّت کرتا ہوں کہ اس کا ⅓ حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ میرے کسی وارث کو میری اس وصیت کے خلاف کرنے کا ہرگز ہرگز اختیار نہ ہوگا۔ ایسا ہی میری اس جائداد کے متعلق جو میں آئندہ پیدا کروں یا جو میری وفات کے بعد میری جائداد ثابت ہو۔ غرضیکہ میری ہر قسم کی جائداد کا ⅓ حصہ میری موت کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ صدر انجمن کو میری موجودہ جائداد کے متعلق ہر قسم کا اختیار ہوگا جس طرح چاہے وہ کرے۔ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۷ء

العبد

دین محمد لوہار ولد امام الدین لوہار ساکن قادیان ضلع گورداسپور

گواہ شد

مستری قطب الدین لوہار ساکن قادیان

گواہ شد

محمد صادق عفی اللہ عنہ ۲۵/۹

وصیّت ۲۶۶/۱۲۸

مَیں عبداللہ پروفیسر جہانگیر ولد ولی بیگ قوم مغل ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس وبلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ وصیت کا فارم مطبوعہ ہے اور شرط اول ودوم وسوم کا مضمون ہر ایک وصیت میں واحد ہے لہٰذا اس جگہ اس کا اندراج نہیں کیا گیا۔

چہارم۔ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میرا مال سنہار ذرشتی تخمیناً دوسو روپے کا ہے اس کے متعلق میں وصیت کرتا ہوں کہ اس کا تیسرا حصہ یعنے مبلغ ۶۶/۱۱ اپنی زندگی میں ادا کروں گا۔ اگر ادا نہ کرسکوں۔ تو میری جائداد مذکورۃ الصدر سے وصول کرلیا جاوے۔ اگر بعد وفات میرا کوئی وارث ہو۔ تو بعد تجہیز وتکفین بقیہ مال میرے ورثاء کا حق ہوگا اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو وہ بھی میرے وارث حقیقی وآقا وشفیع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اُن کے جانشینان کی ملکیت ہوگا اور اپنی آمدنی ماہوار کا دسواں حصہ ماہوار از روئے ایمانداری ادا کرتا رہوں گا۔ فقط المرقوم ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء

العبد

محمد عبداللہ بیگ عرف پروفیسر جہانگیر مہاجر قادیان بقلم خود

گواہ شد

حافظ تصور حسین مہاجر بریلوی

گواہ شد محمد صادق عفی اللہ عنہ

گواہ شد مفتی فضل الرحمن بقلم خود

وصیّت ۱۴۳/۱۲۵

مَیں عبدالسمیع ولد عبدالرحمن قوم شیخ ساکن مراوہ

ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ - بقائمی ہوش وحواس وبلا جبرو اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۱۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

نوٹ - چونکہ شرط اول ودوم وسوم کا مضمون ہر ایک وصیت میں واحد ہے - لہذا اس جگہ بوجہ طول درج نہیں کیا گیا -

چہارم - میری جائیداد جبیر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے صرف مبلغ مالئہ ۱۸۰ روپیہ ہے - جو سیونگ بینک ڈاک خانہ کپورتھلہ میں جمع ہے - اس روپیہ میں جنیے جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں ہے - آج کی تاریخ سے اس جائیداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے انجمن مذکور کو اختیار ہوگا - کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اس وصیت کردہ جائیداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے - غرض کہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی - میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا -

پنجم - میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو - تو ایسی جائیداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے - جس کا ذکر فقرہ ماسبق نمبر ۴ میں کیا ہے - میں وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو ایسی جائیداد کی اطلاع دیتا رہوں گا - فقط

العبد
عبدالسمیع ولد عبدالرحمان قوم شیخ سکنہ مرادہ ضلع میرٹھ حال وارد کپورتھلہ

گواہ شد
ظفر احمد ولد شیخ ابراہیم ساکن حال کپورتھلہ احمدی بقلم خود

گواہ شد
فضل محمد خان رئیس بگوال حال وارد کپورتھلہ

وصیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں عبداللہ ولد مراد قوم کھرل ساکن یوسف والہ چک ۲۷۸ تحصیل سمندری ضلع لائل پور سابق ٹھٹھہ بپشر ضلع منٹگمری -

بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی خوشی و رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

نوٹ - چونکہ شرط اول ودوم وسوم کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے - اس لئے اس کا اندراج اس جگہ نہیں کیا گیا -

چہارم - اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میں اپنی جمیع پیداوار از قسم زمین ومال ومویشی کمائی وغیرہ کا اپنی زندگی میں ۱/۱۰ انجمن احمدیہ قادیان کو ہر سال بعد وضع خرچ وقرضہ (جو حصول پیداوار کے لئے کرنا پڑتا ہے) ادا کرتا رہوں گا - اور میرے مرنے کے بعد بھی میری یہ وصیت قائم رہے گی - اور میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو - میرے اس وصیت کردہ حصہ آمدنی سے کوئی تعلق نہیں - اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد (منقولہ غیر منقولہ) کی قیمت کا تخمینہ لگا کر اور اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالے کر کے باقاعدہ رسید بھی حاصل کر لوں - تب بھی میری وصیت مذکورہ بالا دربارہ دسواں حصہ پیداوار بقیہ جائیداد پر قائم رہے گی اور میرے ورثاء احمدی ہوں یا غیر احمدی - ان کو یکمشت ادا کردہ روپیہ کی بابت گنجائش حجت یا عذر نہ رہے گی -

اگر میرے مرجانے کے بعد میرے ورثاء ۱/۱۰ حصہ پیداوار دینے میں خیانت کریں - تو انجمن مذکور کو یہ بھی وصیت ہے - کہ دسواں حصہ جائیداد الگ کر لیوے اور اپنے قبضہ میں کر لیوے -

العبد
موصی عبداللہ احمدی ولد مراد ذات کھرل سکنہ چک ۲۷۸ تحصیل سمندری ضلع لائل پور -

گواہ شد
بوٹے خان احمدی ساکن تلہ سوبہا سنگھ ضلع سیالکوٹ حال پٹواری نہر حلقہ نمبر ۲۸۰ بقلم خود

گواہ شد
محمد عمر ولد عبداللہ قوم کھرل ساکن چک ۲۷۸ تحصیل سمندری ضلع لائل پور

گواہ شد
امام بخش احمدی مدرس چک ۲۸۲ تحصیل سمندری ضلع لائلپور بقلم خود

گواہ شد
تاجا ولد سرشتہ احمدی قوم کھرل ساکن چک ۲۷۸ تحصیل سمندری ضلع لائل پور

مجربات نور دین

حضرت حکیم الامتہ مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالے کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے - اللہ تعالی نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے - میں نے اپنے ذاتی اور عام فایدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اس کو مرتب کیا جس کی اصلاح بھی آپ نے فرمائی - یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فایدہ اٹھا سکتا ہے - ہر مرض کے اسباب - علامات - اور مختلف مجرب اور آسان علاج اس میں لکھے گئے ہیں - یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کے مجربات ہیں - حضرت ممدوح کے تجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک عملی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خرید لیگا - فی الحال پہلی جلد طیار ہے قیمت ۱۲/ علاوہ محصولڈاک ..

المشتہر مفتی فضل الرحمن ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے - شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے مع محصولڈاک ۱۲/ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے -

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم
قادیان دارالامان

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ۱۰ر بینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۱۲ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی ۱۲ کین ہینڈل ہمہ دو ربڑ کے بیچ کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی عمدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۔

بچوں کے کرکٹ اسٹ } ۱۰ ایرس کیو سٹمپ وسٹ ایک سٹ ٹرکس ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ ۔

۱۰ اسٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس

فٹ بال عمدہ کاؤ بائنڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

〃 〃 〃 〃 〃 〃

بچوں کے لئے فٹ بال ۴ سمہ بلیڈر

〃 ۳

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے

〃 〃 دھاگے کے بیچ

〃 〃 پریکٹس

کرکٹ وکٹس فی کاپی

المشتہر
نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ } السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت میں اس کے کم ہیں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول بیجناتھ ضلع کانگڑہ

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر تخمینہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۳ من ۲۵ سیر تخمینہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ ۳۰ روپیہ اور دوم ۲۵ روپیہ ہمراہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے ۔ بیلنے کماد بیڑنے والے بھی تیار ہیں۔

آپ اسکو ثابت کر سکتے ہیں

اگر یہ بات کسی دوسری جگہ ہوئی ہوتی تو آپ اس پر یقین تو کر لیتے لیکن ثابت نہ کر سکتے اور یہی گویا بڑی بات ہے ۔ آپ نے اس سے پیشتر بہت سے بیانات پڑھے ہونگے ۔ لیکن ان کی طرف بالکل توجہ نہ کی ہوگی کیونکہ نہ تو آپ ان اشخاص سے واقف ہیں کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے اور نہ ان شہروں سے کہ جن میں وہ رہتے ہیں لیکن لیجئے یہ الفاظ ایک بمبئی کے طبیب کے ہیں جو خلایق کی بہتری کے لئے ہیں اور یہی سبب ہے کہ جیسا ہم نے پیشتر کہا آپ ان کی تصدیق کر سکتے ہیں ۔ ممبئی گلی گمانی پورا میڈیکل اور سرجیکل ہال کے طبیب ڈاکٹر سدی سایم نولے صاحب لکھتے ہیں ۔ میرے ان مریضوں کو جو کہ جوڑوں کے سخت اور پرانے درد میں مبتلا تھے ڈمان کی پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) دینے سے مجھے بہت ہی عمدہ تجربہ حاصل ہوا کیونکہ ایسے بہت سے مریضوں کو کہ جن کو یہ گولیاں میں نے استعمال کرائیں پوری شفا حاصل ہوئی ایسے مریضوں کے لئے میں نے اس دوا کو نہایت مجرب پایا اور میں نے ان گولیوں کو بارہا استعمال کرایا ہے یہ گولیاں نازک گردوں کو صحت بخشتی ہیں اور ان کو خون صاف کرنے اور ان سیال زہروں کو نکالنے میں مدد کر دیتی ہیں کہ جن کی وجہ سے درد پشت ۔ گٹھیا ۔ پیشاب کی بیماریاں ۔ جلندھر ۔ ذیابیطس ۔ میٹھا پیشاب اور گردوں کا اختلاط سٹرنا وغیرہ جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں ۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈمان کی اور پر پوسٹ آفس باکس نمبر ۳۰ ممبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ روپیہ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو مع نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ڈیلیوری پیل لینے سے کی جائے گی ۔

دوون کا مرہم (ڈوڈس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چیاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ ۔ کھرچا ۔ کیٹر ۔ چنبہ ۔ داد ۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش ۔ نمکین ۔ تنور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے ۔ تمام دوکانداروں کے پاس ۔ قیمت دو روپیہ فی ڈبیا ۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں

جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں یہ تریاق بے نظیر و سریع الاثر ۔ مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا راز اس کا نسخہ اور ترکیب بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ۸ روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت ۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار زر اجرت سے مطلع فرمائیں ۔

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون
مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگائیے اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جو اسرار سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ ۱ عہ

طلا طلسمی ۔ پیرانہ سالی کے آثار اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے نابود ہو جائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ جو اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت شیشہ دو روپیہ ۲ عہ

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱ر - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸ر - نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۸ر - فیصلہ آسمانی قیمت ۲ر -

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱۲ر) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۸ر حصہ دوم ۸ر - حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر - محامد المسیح قیمت ۳ر - خطبات کریمیہ قیمت ۸ر - تفسیر سورہ تبت قیمت ۳ر - نمونہ قرآن مجید ۳ر -

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخرے پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنے ۸ر محصول ڈاک ۸ر اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے -

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

منجن دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین

مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

اسکالٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو مضبوط بنا کر انسداد مرض کر رہا ہے -

کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ و مینو فیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے [illegible]

۲۔ خواص و معاونین سے عـــہ

۳۔ ہندوستان سے باہر سے

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نوٹ عــہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۱۰ ۱۴ ۱۸ ۲۲ ۲۶ ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

پرگرام بالتو گرائی چھاپہ قادیان میں | دوا میں شفا میں غرض دارالامان میں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۱۱ محرم ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

احمدی ڈیپوٹیشن

سلسلہ عالیہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات ایک عرصہ سے توجہ دلا رہی ہیں کہ ایک قومی وفد قادیان سے نکلے اور وہ اپنی قوم کے دروازوں پر پہونچے اور انہیں بالمشافہ ضروریات سلسلہ سے آگاہ کر کے روپیہ وصول کرے۔ میں ایک سے زیادہ مرتبہ اس ضرورت کو پیش کر چکا ہوں لیکن ہر ایک کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے جو اس ضرورت کو قوم کے سربراوردہ اور کارکن ممبر عملی رنگ میں محسوس کریں مجلس معتمدین میں یہ سوال آگیا ہے اور بہت جلد اس کے متعلق فیصلہ ہونے کی توقع ہے۔

یہ ڈیپوٹیشن جہانتک میرا خیال ہے اسی مہینہ میں نکلے گا لیکن چونکہ ڈیپوٹیشن میں ایسے لوگ ہوں گے جو ایک لمبے عرصہ تک متواتر اپنے ہیڈ کوارٹر سے باہر نہ رہ سکیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ انہیں ایسا کرنا پڑے گا کہ مختلف اوقات میں مختلف مقامات کا سفر کریں بہرحال وہ وقت قریب ہی ہے کہ یہ ضروری وفد اب نکلے۔ اس لحاظ سے میں کل احمدی انجمنوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ ان گدایانِ قوم کے استقبال کے لئے ہر طرح آمادہ رہیں۔ ڈیپوٹیشن ہر ایک مقام پر زیادہ عرصہ تک غالباً نہیں ٹھہر سکیگا۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ڈیپوٹیشن کسی جگہ پہونچے پہلے ہی سے احباب کو طیار رہنا ضروری ہے۔ ڈیپوٹیشن کی غرض اہم سلسلہ کی ضروریات کے لئے چندہ بہم پہونچانا ہوگا۔ جب باقاعدہ ڈیپوٹیشن کے نکلنے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ تو اخبار میں اس کا پروگرام چھاپ دیا جائے گا۔

خدا کی تازہ وحی

۹ فروری ۱۹۰۸ء۔ ۱۔ انت امام مبارک

ترجمہ۔ تو امام مبارک ہے۔

۲۔ لعنة الله على من كفر

ترجمہ۔ اللہ کی لعنت اس پر جس نے انکار کیا۔

۳۔ انی معک فی السماء والارض۔

ترجمہ۔ میں تیرے ساتھ ہوں آسمان اور زمین میں۔

۴۔ انی معک فی الدنیا والاخرة۔

ترجمہ۔ میں دنیا اور آخرت میں تیرے ساتھ ہوں۔

۵۔ ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون

ترجمہ۔ اللہ ساتھ ہے ان کے جو تقویٰ اختیار کریں اور نیکوکار ہیں۔

۶۔ اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلاً۔

ترجمہ۔ جہاں کہیں پائے گئے پکڑے جائیں گے اور ہلاک کئے جاویں گے۔

۷۔ لا تقتلوا زینب

ترجمہ۔ زینب کو قتل نہ کرو۔

۸۔ "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا"

۱۱ فروری۔ یا مسیح اللہ عدوانا۔

ترجمہ۔ اے اللہ کے مسیح ہماری شفاعت کر۔

---

۱۳ فروری کو قاضی عبداللہ صاحب کا نکاح سید عزیز الرحمٰن کی دختر سے ہوا۔ مبارک ہو (باقی پھر)

اکارت نہیں گئی

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں سالانہ جلسہ کے حالات کے ضمن میں اشاعت اسلام کی رپورٹ پر ریمارک کرتے ہوئے میں نے ممالک غیر میں میگزین کی اشاعت کی کمی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ میں نے اس مضمون میں یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر کوئی شخص الحکم کو بند کر کے مدد کر سکتا ہے تو میں اسکو ناپسند نہیں کرتا بلکہ خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ کہ وہ اس صیغہ اشاعت میں مدد دیوے۔ میرے پاس ایک دوست کی چٹھی آئی ہے کہ وہ اس غرض کے لئے الحکم کو بند کرنا چاہتا ہے۔ میں بھی اس درخواست پر خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایثار کی توفیق دی۔ بہرحال میری صدا اور سعی اکارت نہیں گئی اسی ضمن میں میں انجمن احمدیہ انبالہ کے سرگرم ممبروں کی تعریف کرتا ہوں کہ انھوں نے سب سے اول اس سلسلہ میں قدم اُٹھایا ہے اور اسی تحریر سے متاثر ہو کر ۲۶ رسالوں کے ولایت بھیجے جانے کا انتظام کیا ہے اگر کل انجمنیں اس طرح پر کام کریں تو یقیناً ایک ہزار رسالہ ولایت جا سکتا ہے۔ اس حوصلہ پر میں اس اپیل کو ایک ہزار رسالوں تک بڑھا دینا چاہتا ہوں اس لئے احباب کو چاہیے کہ وہ اس سال کے لئے

ایک ہزار رسالوں

کے ولایت بھیجے جانے کا انتظام کریں۔ اسی سلسلہ میں میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کے متعلق سرکلر لیٹر کے اس جواب کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو انجمن احمدیہ انبالہ نے دیا ہے۔ انبالہ کی انجمن نے چار سو سینتالیس روپیہ کی رقم اس مد میں جمع کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس ارادہ میں برکت اور اخلاص پیدا کرے اور ان کے اموال کو بڑھائے۔ انجمن احمدیہ انبالہ کی یہ کارروائی

سابق بالخیرات

کی مصداق ہے۔ اب میں اسکا اصل خط یہاں درج کر دیتا ہوں۔

انجمن احمدیہ انبالہ کا اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ آج بتاریخ ۹ فروری بر مکان بابو عطاء اللہ خان صاحب وٹرنری دفعدار کورٹ ۲۷ ہوا۔ عاجز راقم نے جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن قادیان کی چٹھی مطبوعہ پڑھکر سُنائی۔ جناب پریذیڈنٹ صاحب نے تحریک کی کہ ہر ایک ممبر ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا آمدنی بطور چندہ مدرسہ کے مکان کے واسطے ادا کرے۔ جس کی تائید جناب شیخ محمد یوسف صاحب محاسب انجمن نے کی۔ اسی کے ساتھ ہی امداد میگزین کی درخواست کی گئی جو بعد اتفاق رائے پاس کی گئی۔ اور اصحاب ذیل نے مندرجہ ذیل رقوم کے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

جناب چوہدری رستم علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن انبالہ چندہ مدرسہ ماہ ۱۰۰؍ روپیہ اور ۸ رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز کی نسبت۔

	چندہ مدرسہ		تعداد رسالہ
بابو عبدالرحمن صاحب ہیڈ وٹرنری کلرک	للعہ	رر	۲
بابو عطاء اللہ خانصاحب وٹرنری دفعدار	للعہ	رر	۳
بابو محمد یوسف صاحب محاسب انجمن	؍ار	رر	۴
بابو عبدالعزیز صاحب اسسٹنٹ سکرٹری	للعہ	رر	۔
اہلیہ بابو صاحب مذکور	۔	رر	۲
بابو غلام مصطفیٰ خانصاحب وٹرنری دفعدار	عہ	رر	۱
بابو عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ وٹرنری کلرک	عہ	رر	۱
بابو احمد اللہ صاحب بوٹ فیکٹری	ۂ	رر	۱
بابا شادی صاحب	عہ	رر	۱
میاں مولا بخش صاحب	۔	رر	۱
خادم راقم	صہ	رر	۲
کُل میزان للعامعہ ۴۷			۲۶

بابو عطاء اللہ خان صاحب نے مبلغ للعہ روپے جلسہ میں ہی ادا کر دئے۔ جو امین انجمن کے پاس جمع کر دئے گئے۔

چونکہ چند ایک ممبر جلسہ مذکور میں شامل نہ ہو سکے تھے اس لئے ۲۳ فروری کو دوسرے جلسہ کی تاریخ مقرر کی گئی جس کی اطلاع بعد میں روانہ کی جاویگی۔ خدا خوش رکھے چوہدری رستم علی صاحب و شیخ محمد یوسف صاحب کو جن کی ہمت نے انجمن ہذا کو اس کار خیر میں شمولیت کی عزت بخشی۔ (راقم عاجز فضل احمد سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ)

بیعت کی غرض کیا ہے؟

یاد رکھنا چاہیے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور بہ برکت توجہ صادقین و جذبۂ کاملین طبیعت میں داخل ہو جاوے اور اس کا جزو بن جاوے اور وہ مشکوٰتی نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جس کو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدا تعالیٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بُری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خود خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ اور بُری ہے۔ اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر ایک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے سو اس نور کے پیدا ہونے کے لئے ابتدائی اتقا جس کو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھدیً للمتقین یہ نہیں فرمایا ہدی للفاسقین یا ھدی للکفرین ابتدائی تقویٰ جس کے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولیٰ اُس کی مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشاناہ خلقاً آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی تولد ثانی پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اس کے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولد ثالث پاتا ہے۔
(مسیح موعودؑ)

الوقت میگویدزہیں

اے کج دل قوم! خدا تیری ہر ایک تسلی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو خدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچے جانے کے لئے طیار ہو دیکھو! یہ کیا وقت ہے۔ کیسی ضرورتیں ہیں جو اسلام کو پیش آگئیں کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا تعالیٰ کے رحم کا وقت ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے مگر اس زمانہ کے اندھے ابتک بے خبر ہیں آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اُتر رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مُبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں۔ (د رر)

مومنو اشک بہاؤ کہ محرم آیا
سید بیکس و مظلوم کا ماتم آیا

یہ کسی شیعہ صاحب کا شعر ہے جس مین محرم شریف کی آمد آمد پر رونے اور ماتم

اصل پوچہین تو اس شعر کے پڑہنے سے سارے کا سارا تعزیہ داری اور رقت اور سوز گداز اور مجالس و محافل محرم شریف کا فوٹو ہو بہو نظر آجاتا ہے اور چونکہ یہ عاجز عرصہ دراز تک اس بلا مین مبتلا اور گرفتار رہ چکا ہے۔ انواع واقسام کی بدعتون کے نظارے جو جو کچہ نظر سے گذر چکے ہین سب کے سب سامنے آجاتے ہین تو رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین اور دل پر سخت چوٹ لگتی ہے اور آنکہون سے خون اتر آتا ہے۔ کہ سبحان اللہ انسان کی پیدایش کی علت غائی تو ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے لحاظ سے محض عبادت اور فرمانبرداری ہے اور پہر عبادت کی کئی اقسام مثلاً تحیات۔ صلوات۔ طیبات۔ وغیرہ جس مین حقوق اور حقوق عباد وغیرہ سب کچہ آجاتا ہے۔ اور ان کی تفصیل وتشریح قرآن مجید مین ہے۔ جو بحکم انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ایک محفوظ اور مصئون کتاب ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ محرم شریف کا رونا پیٹنا چیخنا۔ چلانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ عبادت کی کونسی قسم مین داخل ہے۔ آؤ کلام مجید مین ہی تلاش کرین۔ کہ کہین بہی باقی فرائض کیطرح کسی شخص کی موت مرگ پر یا مصیبت پر صف ماتم بچھا کر دردانگیز لہجہ مین بیان کر کے رونا رلانا موجب اجر وثواب بیان کیا گیا ہے۔ یا نہ۔ سب سے پہلے سورہ فاتحہ مین اللہ تعالے نے منعم علیہ گروہ کا طریق طلب کرنے اور مغضوب علیہم اور ضالین کی راہ سے بچنے کے لئے دعا سکہلائی ہے۔ جو ہر نماز کی ہر رکعت مین پڑہنی کا نہایت ہی ضروری حکم ہے۔ اور منعم علیہ گروہ کی تشریح دوسری جگہ فرمائی ہے کہ وہ نبین صدیقین۔ شہداء۔ صالحین ہین۔ اور مغضوب علیہم یہود اور ضالین نصاریٰ ہین۔ اب ایک ایک کر کے دیکہتے جائین۔ نبین۔ یہ وہ گروہ ہے جن کو اللہ تعالے نے برگزیدہ کر کے خاص اپنے واسطے چن لیا ہے اور تمام مخلوق کے لئے نمونہ اور اسوہ بنا کر ان کی اتباع اور تابعداری فرض و واجب کر کے ان کی پیروی کا نام سنت اور ان سے انحراف کرنیکا نام کفر و بدعت رکہکر ان کے تابعدارون کے لئے جنت کا وعدہ اور ان کے منکرین و مخالفین کے واسطے دوزخ کی وعید فرمائی ہے پہر ایسی سردار اور معزز اور پاک گروہ پر جس قدر ابتلا اور مصائب صادر ہوتے ہین وہ کسی دوسرے پر وارد اور نازل ہون۔ تو جیتا ہی مر جاوے وہ خدا کے بندے تکالیف شرعیہ اور مصائب آسمانی کو بطیب خاطر کس خوشی سے جہیلتے ہین کہ دیکہنے والے

حیران اور ششدر رہ جاتے ہین۔ وجہ یہ ہے کہ جس طرح کسی چیز کی تکمیل اور درستی کے لئے مثلاً لکڑی۔ لوہے۔ سونے چاندی وغیرہ کی درستی اور تکمیل کے لئے اس پر اوزارون ہتہیارون سے طرح طرح سے حملے کئے جاتے ہین۔ نہ اس لئے کہ ان کو خراب وخستہ کیا جاوے بلکہ اس واسطے کہ اسکا چہیلا اور گلایا اور کوٹا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے کمال تک پہنچ کر ایک قیمتی اور قابل قدر چیز بن [illegible] کے لئے ہم ایک لطیف شرعیہ

یعنی نماز روزہ حج۔ زکواۃ۔ وغیرہ مقرر کی ہین۔ مگر چونکہ صرف انسان اس مین طرح طرح کے حیلے حوالے نکالکر ٹال مٹول کر کے کما حقہ روحانیت اور طمانیت حاصل کرنے سے قاصر رہتا ہے اس لئے مجبوراً دوسرے ہتہیارون یعنی تکالیف قضا و قدر سے اسکی اچہی طرح خبر لی جاتی ہے پہر تو خوب ہی سیدہا ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی ظلم اور زیادتی نہین بلکہ قانون قدرت ہی اسی طرح چلا آتا ہے کہ ہر ایک چیز کی تکمیل اور درستی کیلئے خواہ نخواہ طرح طرح کے الٹ پہیر ضروری کرنے پڑتے ہین اب جس پاک گروہ کو سارے جہان کے لئے نمونہ اور اسوہ بنایا گیا ہے اسکو کیون نہ پورا پورا درست اور ٹہیک کر کے دکہلایا جاوے اس مین ظلم کیا اور زیادتی کی کونسی بات ہوئی چنانچہ فرمایا ہے۔ ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیہم صلوات من ربہم واولئک ہم المہتدون یعنی ہم ضرور ہی انسان کو طرح طرح کی بلاؤن اور قسم قسم کی آفتون اور انواع انواع کے نقصانون اور تکلیفون مین پہنسا کر اور مصیبتون اور رنجون مین مبتلا اور گرفتار کر کے امتحان لیتے ہین تو جو لوگ صبر وسہار اور رضا بقضا ہونے سے کام لے کر امتحان مین پورے نکلتے ہین اور اف تک نہین کرتے اور اگر کچہ بولنا چاہین تو صرف تسلیم و رضا سے بہرے ہوئے الفاظ کہ ہم سب لوگ اللہ تعالیٰ ہی کا مال ہین اور اسی کے پاس آخر کو حاضر بہی ہونا ہے اور بس اس قسم کے لوگون پر درود و رحمت شاباش مرحبا وغیرہ اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ گروہ مانے جاسکتے ہین۔ اور جس شخص نے ایسے امتحان کے وقت بےصبری اور جزع فزع کیا اور شکوہ وشکایت سے لب کشائی کی تو مصائب تکالیف کے علاوہ ناراضگی مولا مزید برآن۔ اب اس قطعی حکم کے سن لینے کے بعد بہی کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ نبیون اور رسولون کے پاک گروہ نے اس امتحان مین پورے پورے نمبر نہین حاصل کئے یا کبہی بہی کسی قسم کی بےصبری یا شکوہ و شکایت کی ہو۔ حاشاہ وکلا ہرگز نہین بلکہ ہر ایک خدا سے ڈرنے والے مومن کا نور قلب شرح صدر سے گواہی دیتا ہے۔ کہ نبیون اور رسولون کے گروہ نے ضرور ضرور اللہ تعالیٰ کی بہیجی ہوئی بلاؤن اور نازل کئے ہوئے امتحان مین تعریف کے ساتہہ پورے پورے نمبر حاصل کر کے درگاہ الٰہی سے سارٹیفکیٹ اور ڈپلومے حاصل کئے۔ اور اگر رونا پیٹنا اور صف ماتم

بچہانا ہی اگر کوئی ضروری امر ہوتا۔ تو خواہ نخواہ نبیون اور رسولون کا گروہ مقدس ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا تیسرے کے بعد چوتہا علیٰ ہذا القیاس اپنے سے پہلے بزرگ نبی اور رسول کی مصیبتون اور تکلیفون اور دکہون۔ دردون اور بلاؤن کو یاد کر کے رسم تعزیت اور عزاداری بوجہ احسن بجا لا کر اس سنت کے دنیا مین قایم کرنیکا اپنا فخر سمجہتا خصوصاً ہماری سرکار خاتم النبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایک لاکہہ چوبیس ہزار من امۃ الا خلا فیہا نذیر
کے موجب [illegible] تعداد گروہ کی تعزیت اور عزاداری بجالانی پڑتی اور اگر ایسا ہوتا تو کس کا دین اور کہان کا اسلام جنگ جہاد۔ وعظ۔ پند۔ شب خیزیان اور تہجد گزاریان ساری کی ساری بہول جاتین۔ ایک منٹ بہی رونے پیٹنے اور صف ماتم بچہانے اور نام بنام ہر ایک بزرگ نبی اور رسول کا تابوت اور تعزیہ بنا کر گذشتہ حالات کی پوری پوری نقل کرنے سے فرصت نہ ملتی پر نہ ملتی۔ مگر نہین انہون نے تسلیم و رضا اور صبر وشکر سے کام لے کر سب کے سب مسلمان اور مومنون کے لئے نمونہ قایم کر دیا۔ جب نبیون اور رسولون کے گروہ کا یہ حال ہے۔ تو صدیق۔ شہدا۔ صالحین جو انہی کے پیرو اور جانشین اور حلقہ بگوش ہین وہ کس طرح ان سے انحراف کر سکتے ہین بعض لوگ کہا کرتے ہین۔ کہ یہ بہی ایک محبت کا نشان ہے۔ کہ ہم لوگ ان کے غم سے غمگین اور ان کی خوشی سے خوش ہوتے ہین اسبات کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے کہ مان سے زیادہ چاہے۔ پہاپہا کٹنی کہلائے۔ بعض فرمایا کرتے ہین کہ جس قدر ظلم اور ستم اور زیادتی اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے وہ اور کسی نبی یا رسول پر وارد اور صادر نہین ہوئے اور دوسرا پہلے رسولون اور نبیون کو تکلیف ہو ہو کر آخرکار دشمنون پر فتح اور غلبہ اور نصرت نصیب ہو گئی تہی۔ مگر اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری دم تک تا دم مرگ مصیبت ہی مصیبت اور تنگی ہی تنگی اور جفا پر جفا ہوتا رہا یہان تک شہید ہو کر قبرون مین دفن بہی ہو گئے۔ اول تو ان کا یہ فرمانا ہی بیجا ہے۔ کیونکہ اس مین قاعدہ کلیہ العاقبۃ للمتقین اور کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور انا لننصر رسلنا وغیرہ۔۔۔ ٹوٹ جاتا ہے اگر بفرض محال تہوڑی دیر کے لئے ان کی بات مان بہی لین تب بہی اگر موجود حالت پر عین اس وقت جبکہ مصیبت اور تنگی نازل ہو رہی اور ہمارے رو برو ہو رہی تہی۔ با اقتضائے بشریت ہم بہی غمگین اور غمناک ہو کر بیساختہ آنسو بہانے لگتے تو بحکم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا قابل معافی تہے نہ کہ لایق اجر وثواب۔ لیکن اس عاجز کا تو یہ سوال ہے کہ جن بزرگ شہدا کے غم سے ہم رو رہے ہین۔ یا رونے کی تیاری کر رہے ہین یا اگر رونا نہ آوے تو رونی شکل ہی بنا کر داخل ثواب ہونا چاہتے ہین وہ مقدس گروہ اس وقت ہے کہان۔ آیا کسی تکلیف یا مصیبت مین مبتلا اور گرفتار

اور دشمنون کے تیر وتفنگ کا نشانہ بن رہے ہین۔ یا عندہ ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ولٰکن لا یشعرون۔ کا خلعت حاصل کرکے عیش وآرام خوشی وفرحت مین ہمیشہ کے لئے ایسے زندہ ہوچکے ہین کہ اب موت اور ہلاکت ان کے پاس بہی تو نہین پہٹکتی۔ تو اب اس وقت رونا کیون اور پیٹنا کس لئے۔ اب اچھی طرح واضح ہوگیا کہ شیعہ صاحبان کا رو ... گروہ سے تو کسی طرح بہی لگا نہین ہانا۔ اب باقی رہ گئے۔ مغضوب علیہم اور ضالین۔ سو اب اپنی طرف سے تو کچھ کہنا بے سود ہے۔ وہ خود ہی خدا کے خوف سے دل مین جگہ دیکر سوچین کہ کہین خدانخواستہ تقوےٰ۔ طہارت اور خشیتہ اللہ کو چہوڑ چہاڑ کر صرف تبرا اور لعنت اور گالی گلوچ بدزبانی پر زور دیکر مطلق العنان یہودیون سے اپنی مطابقت پیدا نہ کرین یا جس طرح نصاریٰ شریعت کو لعنتی قرار دیکر صرف حضرت خداوند مسیح کی خدائی پر ایمان لاکر ان کو کفارہ گناہون کا مقرر کرتے ہین اسیطرح کہ اب ہی شرعی اور عبادتی اور دینی طرز وطریق کو چہوڑ کر صرف اسی ایک بات پر زور دیتے ہین کہ امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کے غم والم مین رونے پیٹنے سے سب کے سب گناہ بخش جاتے ہین اور انہون نے اپنا سر مبارک محض اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بخشوانے ہی کے واسطے کٹوایا ہے اور بس۔ بہلا جس چہوٹے چہوٹے بچون یا عمر رسیدہ جاہلون کو سال بسال یا ہمیشہ ہمیشہ مجلسون محفلون مین جمع کرکے بار بار یہی اور صرف یہی کچھ سنایا اور سمجہایا جائے تو وہ لوگ تقوےٰ طہارت کی کٹھن منزل کے طے کرنے کو تکلیف کیون گوارہ کرنے لگے۔ میرے پیارے بہائیو پہلے بزرگون کیلئے غم والم کرنیکی جگہ دعائین کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کے زیادہ اور زیادہ سے زیادہ کرے اور مناقب اور فضایل مین ان کو بہت ہی بڑہائے اور ان کی تعلیمون اور تلقینون کو جو افراط تفریط سے بالکل پاک وصاف ہین حاصل کرنے کی سعی کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ کہ اس نے آپ کے اس زمانے کو بہی خالی نہین چہوڑا۔ بلکہ ایک نہایت ہی بزرگ انسان کو اپنے الہام وحی ومکالمہ ومخاطبہ سے مستفیض ومستفید کرکے محض اصلاح خلق اللہ کیلئے مبعوث فرمایا ہے شیعہ ہوکر اس امام مہدی کی ناقدری کرو تو نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ اس بزرگ ہادی کی تعلیم وتلقین کا خلاصہ دس شرایط بیعت مین بدر اخبار کے پہلے ہی صفحہ پر آپ کو ملیگا۔ انپر عمل درآمد کرکے بہی پورا اطمینان اور تسکین دل حاصل نہ ہوجاوے تو اس عاجز کے حق مین جو چاہین کہہ لین۔

گلاب الدین احمد۔

ثناء اللہ کی بے حیائی

کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ فرزانہ عرب نے کہ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ ثناء اللہ امرتسری نے اس مقولہ کو اپنا بدرقہ بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت ... بہت ... وہ جو ... علم کے ذریعہ ظاہر کی جا چکی ہین۔ ایک عرصہ سے الحکم مین اس کے متعلق ایڈیٹر کیطرف سے کچھ نہین لکہا گیا۔ لیکن اس کی بڑہتی شوخی اور باوجود دعوی علم وفضل حق پوشی کی ترقی کرتی ہوئی عادت مجھے مجبور کرتی ہے کہ اسکی مزورانہ کاروائیون کو طشت از بام کرون مین یقیناً جانتا ہون کہ اس نے حضرت امام کے مقابلہ مین نکل کر اپنا مقابلہ خدا تعالےٰ سے کرنا چاہا ہے اور یہ بہی بالکل سچ ہے کہ

خدا سزا دینے مین دہیما ہے۔

اسی الٰہی حلم اور مہلت سے اس نے فائدہ نہین اٹھایا۔ خدا تعالیٰ کا فیصلہ بہر حال ایک روشن فیصلہ ہوگا وہ جس طرح چاہیے گا اور جب چاہیگا کرکے دکہا دیگا۔ اس لحاظ سے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت بہی نہ تہی۔ مگر محض اس خیال سے کہ اس کا خاموشی سے بعض سادہ لوح لوگون کو دہوکا لگ جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ثناء اللہ کے تمام مغالطون پر قلم اٹھایا جاوے اور اس کے علم وفضل اور اس تقوےٰ اور راستبازی کا جسکی تعریف وہ شہادت مین کرچکا ہے حقیقت کہول کر دکہا دی جاوے تاکہ اسے اپنی تصویر اس آئینہ مین نظر آجاوے مرقع قادیانی کی تازہ اشاعت مین جس بے حیائی سے اس نے کام لیا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ اسے ثناء اللہ پر واضح کیا جاوے صفحہ ۲۲ پر لکہتا ہے۔

آپ نے اپنے کذبات (ذرا فضیلت کی دم کو سامنے رکہہ کر اپنے کذبات پر غور کرین۔ ایڈیٹر)

آپ نے اپنے کذبات کی بنا ایک ہی رکہی ہوئی ہے کہ جب کبہی کوئی مخالف آپ کا مرتا ہے تو آپ جہٹ سے کہدیتے ہین کہ مرا اور اس کا مباہلہ تہا۔ کہ جہوٹا اور سچے سے پہلے مریگا اس دفعہ اخیر دسمبر کے جلسہ مین بہی آپ نے اسی اصول سے کام لیا چنانچہ آپ نے پنڈت لیکہرام کی بابت دُر افشانی فرمائی ہے۔ کہ

اخر اس لیکہرام نے مباہلہ کے طور پر ایک دعا لکہی اور اس مین میرا نام اور اپنا نام لکہکر اپنے پرمیشر سے نہایت تضرع اور ابتہال کے ساتہہ پرارتہنا کی کہ ہم دونون مین سے جو جہوٹا ہے پرمیشر اسے ہلاک کرے (الحکم ۲ جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۵)

اس سے آپ کی غرض جو ہے وہ تو ظاہر ہے مگر مین جانتا ہون کہ آپ نے اس مین بہی اسی اپنے کذب سے کام لیا ہے پس آپ اگر اس دعوی مین سچے ہین کہ پنڈت لیکہرام نے آپ کے ساتہہ اس قسم کا مباہلہ کیا ہے۔ تو آپ اس کتاب کا نام اور مع نشان صفحہ بتلادین مرتب قادیانی

اب ناظرین غور کرین جن الفاظ کو مین نے جلی کردیا ہے۔ وہ ثناء اللہ کے مغالطہ کو واضح کردیتے ہین اس سے پہلے کہ مین ثناء اللہ کو وہ مباہلہ دکہاؤن۔ مین ثناء اللہ سے پوچہتا ہون کہ کیا اسکے بعد وہ اس بے حیائی اور حق پوشی کا اقرار کرکے توبہ کرلیگا۔

اس کی تو ناظرین اس سے امید نہ رکہین۔ کیونکہ اس کی شرافت ... ثناء اللہ ... مین ... اظہار حق کی خاطر اسے دکہاتا ہون کہ اس کے مخدوم لیکہرام نے مباہلہ کیا اور اسے چہاپ کر شائع کیا

جس کو مین ذیل مین درج کرتا ہون۔ ثناء اللہ کو چاہیے کہ عینک اوتار کر نہین بلکہ لگا کر پڑہے اور اگر بالکل ایمان وعلم مامور من اللہ کی مخالفت مین سلب نہین ہوگیا تو اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور لوگون کو حق اور ہدایت سے روکنے کے لئے ایسی راہ اختیار نہ کرے۔ لیکہرام کے مباہلہ کے متعلق دیکہو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۸۵

خدائی فیصلہ کی درخواست از جانب لیکہرام

پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بدر دروازہ باید رسانید۔ پر عمل کرکے ... صاحب (رئیس اسلام) کی اس آخری التماس کو منظور کرتا ہون (یعنی خدا کا فیصلہ مانگتا ہون) مین نیاز الیتام لیکہرام شرما ولد پنڈت تارا سنگہ (مصنف تکذیب براہین احمدیہ) اقرار صحیح بدرستی ہوش حواس کرکے کہتا ہون کہ مین نے مرزا صاحب کے دلایل کو خوبی سمجہہ لیا لیکن انہون نے میرے دل پر کچہہ اثر نہین ڈالا اور مین پرمیشر کو حاضر ناظر جانکر اقرار کرتا ہون کہ وید ہی ست ودیاون کا پستک ہے اور میری شرح ہے مادہ انادی ہین اور خدا نے نیست سے ہست نہین کیا اور نہ وہ کسی کا گناہ بخشتا ہے اور نہ اسکے ہان شفاعت کارگر ہے۔ بلکہ ٹہیک انصاف سے ہر ایک اپنے کرمون کا پہل محدود پاتا ہے اور وید اور اسکی ساری تسلیمات کو خدا کیطرف سے مانتا ہون مقدمہ کرتا ہون آریہ سماج کی تعلیم اور پرمیشور کی تعلیم یقین کرتا ہون جسطرح مین راستی کے برخلاف باتون کو غلط سمجہتا ہون ایسا ہی مین اسلام کو اور قرآن اور اس کے اصولون اور تعلیمون کو جو وید کے مخالف ہین ان کو غلط اور جہوٹا سمجہتا ہون۔ لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد (صاحب) ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور

بد مرزا صاحب کو دروغگو گمان کرکے تا بدروازہ پہنچاتا ہے لیکن یہ بددعا اسی پر الٹ پڑی کیونکہ بذات خود دروغگو ثابت ہوکے تا بدوزخ رسید ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک اور مرزا صاحب بفضلہ تعالیٰ صادق وراستباز ثابت ہوکر اسی دنیا مین بہشتی زندگی بسر کر رہے ہین۔ منہ

اس کی سب تعلیمون کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور غلطی سے لوگون کو دھوکے مین پھنساتا ہے سب ہے پرمیشور ہم دونون مین سچا فیصلہ کر ایسا ہو کہ جہالت اور تعصب اور جور و ستم والے کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور مین عزت نہین پاتا

دستخط لیکھرام شرما از پشاور

مولوی صاحب فرمائے ابھی تسلی ہوئی کہ نہین۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود کا مباہلہ جو سرمہ چشم آریہ کے آخر مین درج ہے۔ وہ بھی پڑھ لو۔

فیصلہ کی درخواست از جانب حضرت مرزا غلام احمد صاحب

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱

بعد حمد و صلوۃ مین عبد اللہ الاحد الصمد غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم المؤلف کتاب براہین احمدیہ حضرت خداوند کریم کی قسم کھا کر کہتا ہون۔ کہ دین اسلام اور قرآن کریم منجانب اللہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہین۔ قرآن کریم تمام پاک صداقتون اور سچائیون پر مشتمل ہے اور اس کی تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجوب ذاتی اور قدامت ہستی اور قدرت کاملہ اور دوسرے اپنے جمیع صفات مین وحدہ لاشریک ہے اور سب مخلوقات کا خالق اور سب ارواح و اجسام کا پیدا کنندہ ہے اور صادق وفادار اور ایماندار کو ہمیشہ کے لئے نجات دیگا۔ وہ رحمٰن اور رحیم اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور ان تمام باتون کا دوہرا ثبوت مجھ اس نے بذریعہ الہام بھی دیدیا ہے۔ الغرض مین دل و جان سے قرآنی صداقتون اور اس کی کل تعلیمون کو منجانب اللہ مانتا ہون اور دوسرا فریق مخالف (آریہ) دعویٰ کرتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ سیدنا محمد مصطفیٰ سچے نبی نہین اور قرآن کریم انجیل توراۃ وغیرہ سب جعلی کتابین ہین اور خدا کی طرف سے نازل نہین ہوئین اور کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ارواح اور اجسام کا پیدا کنندہ نہین اور نجات یعنی مکتی ابدی ہرگز نہین اور جو کچھ ویدون مین بھرا ہوا ہے۔ وہ سب سچ ہے اور اس کے برخلاف جو قرآن شریف مین ہے وہ سب جھوٹ ہے سوائے قادر مطلق خدا تو ہم دونون فریقون مین سچا فیصلہ کر اور ہم دونون مین سے جو شخص اپنے بیانات مین اور عقاید مین جھوٹا ہے۔ اور بصیرت کی راہ سے نہین بلکہ تعصب اور ضد کی راہ سے ایسی باتین منہ پر لاتا ہے جن پر یقین کرنے کے لئے کوئی قطعی دلیل اس کے ہاتھ مین نہین پس اسے قادر کبیر کوئی ایسا عذاب نازل کر کے کاذب کی پردہ دری کر اور صادق کی مدد کر اور لعنت سے بھرے ہوئے دکھ کی مار ایسے شخص کو پہنچا جو دانستہ سچائی سے دور اور راستی کا دشمن اور راست بازی کا مخالف ہے کیونکہ سب قدرت اور انصاف اور عدالت تیرے ہی ہاتھ مین ہے آمین یا رب العالمین۔

مرزا غلام احمد قادیانی

ان دونون مباہلون کو پڑھ کر بھی اگر کوئی کہے کہ مباہلہ نہین ہوا۔ تو پھر ایسے بے حیا کا جواب یہ ہے کہ وہ اس نسخہ کو آپ آزمالے۔ اب مین ثناء اللہ صاحب کو غور کا موقع دیتا ہون۔ اگر اس نے اس پر بھی شوخی اور بیباکی سے کام لیا۔ تو اس کے مغالطون کی حقیقت کھولنے مین پھر قلم اٹھاؤنگا۔ انشاء اللہ۔

نظم

شکر حق آئی چمن مین پھر بہار جان فزا۔
آسمان سے ابن مریم بن کے احمد آگیا۔
مہدی معہود آیا ہے بصد عز و وقار۔
باغ اسلام ہوگیا پھر جس کی برکت سے ہرا
للہ الحمد آگیا وہ دور آخر کا امام۔
جس نے افسردہ دلون کو آکے تازہ کردیا
ابن مریم سے زیادہ پاکے شان و مرتبہ۔
آگیا ہے نائب شاہنشہ ہر دوسرا
دے گئے جس کی بشارت صاحب لولاک ہین
دوستو اٹھو کہ اب وہ دلستان ہے آگیا
گیتا مین لکھی ہوئی ہے جس کی مہان کہوکر
قادیان مین وہ کرشن اوتار جلوہ گر ہوا
جب بجائی اس نے آکر بانسری توحید کی
اس جہان شش جہت مین غلغلہ ہر پڑگیا
ہین مسیح ناصری اس کے نشان تبلا گئے
کہول کر انجیل دیکھو تاکہ تم کو پتہ
الغرض کتب سماوی مین لکھے تھے جو نشان
اس نے آکر ان نشانون کو ہے ثابت کردیا
جو لگا رمضان مین تھا چاند سورج کو گہن
اس کے صدق دعویٰ پر ہے کیسا شاہد پہلا
اور عرب مین ریل کے ہونیسے جاری دوستو
اعشار عطلت کا وعدہ پورا ہو گیا۔
ماننے مین اس کے کی ہیت و مس دنیا نے جب
کی مسلط ان پہ حق نے قحط و طاعون کی بلا
غافلون کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے
زلزلہ کا اس زمین کو بارہا دھکا لگا
کررہی طاعون ہے کیا غور کیون کرتے نہیں
شامت اعمال نے مدہوش کیسا کردیا۔
وہ دکھا دیوے جھلک دیدار کی اپنی تمہین
پردہ کبر و خودی کو دو اگر دل سے اٹھا
غیرت دین تم سے رخصت ہوگئی ہے العجب
نام کو باقی نہین تم مین ہی شرم و حیا۔
دیدہ ور کرتے ہین اس سے اکتساب نور لیک
بوم کو باقی نہین ہے مہرتابان کی ضیا
اس تکبر نے ہے کہو یا قوم اسرائیل کو
خاندان مین جن کے ہوگذرے ہین اتنے انبیا
حال دیکھو ان کا اب وہ کیسے بدتر خوار ہین
کیسا انکار و عداوت نے انہین رسوا کیا
تم بھی باز آجاؤ شوخی سے اگر ہو چاہتے
تلخ کامی اور ہلاکت کا نہ چکھو تم مزہ۔
اس کا تم نے کیا بگاڑا اپنی کرتوتون سے ہے
اپنا ہی ایمان ہے زاین تمہارا ہو گیا۔
ساری دنیا درپئے ایذا رہی اس کے مگر
بال بیکا اس کا مولا نے نہین ہونے دیا
کاذب ہوتا وہ اگر مدت کا ہوجاتا ہلاک
کاذبون کو کب خدا کرتا ہے یہ نصرت عطا
منہ کی پہونکون سے نہین بجھنے کا ہرگز یہ چراغ
دمبدم فضل خدا سے ہے یہ روشن ہو رہا
آیت اللہ کو نہ جھٹلاؤ کرو کچھ خوف حق
باز آؤ اپنی بدحرکات سے بہر خدا
دشمنی مرد خدا کی اچھا پہل لائق نہین
دشمن خاص خدا ہے دشمن مرد خدا

کارسیت از زمیت آیا ہو قرآن بنا — اور ید اللہ فوق ایدیہم کی ہی صدا
بولہب فرعون اور بوجہل اعدائے رسل — ہوگئی تکذیب حق سے مورد غضب خدا
آتھم بھی مرگیا اور لیکھرام شوخ چشم — تیغ بران محمد کا ذبیحہ ہوگیا
سومراج و چراغ شریر و بدزبان ہین آپکا — بدزبانی نے انہین کیسا چکھایا ہے مزہ
الگزنڈر ڈوئی جو امریکہ کا تھا — جسنے تھا اسلام کی تخریب کا دعویٰ کیا
غیرت دین نے ابطال مسیح موعود کر — ایک ہی حربہ مین اسکا کام پورا کر دیا
اے خدا افضلون پہ تیرے جان مری قربان ہو — تیری ہمت نے مسیح موعود تک پہنچا دیا
رکھیو گنا ہون سے مجھے محفوظ اے میرے خدا — اور مجھ ثابت قدم ایمان پر رکھیو خدا
نادم آخر محبت ہو مسیح پاک سے — شافع روز جزا سے مجھکو الفت ہو سدا

جواب لاتقدم خاکسار اللہ دتا احمدی سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
۲/۲

اسلام وسط افریقہ میں

آستانہ علیہ کے ترکی معاصر صباح نے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون شائع کیا ہے۔ یہ کسی یوروپین سیاح کے مشاہدات ہیں جس نے بڑی دقت نظر سے اس خطہ کو مطالعہ کیا ہے سیاح مذکور لکھتا ہے کہ:-

"میں اپنے اس سفر میں وسط افریقہ کے درمیان ایک وسیع صحرا طے کر کے وہاں تک پہنچ گیا ہوں جہاں اس علاقہ کے متعدد قبایل اور اقوام رہتی ہیں۔ ان تمام قبایل میں مسلمان اقوام ہی ترقی میں اول نمبر پر ہیں اور یہی لوگ یہاں کے تہذیب یافتہ ہیں۔ وسط افریقہ کا احوال ابھی تک نامعلوم ہی رہا ہے۔ باشندوں کا اکثر حصہ ابھی اپنی پہلی وحشیانہ حالت میں ہے۔ اس سرزمین میں بڑی بڑی نہریں بہ رہی ہیں۔ اور معدنیات کی بھی بہتات ہے خودرو نباتات اور پھولوں اور شگوفوں سے جنگل نمونہ گلشن نظر آتا ہے۔ اور جنگل بھی اس قدر وسیع ہے کہ سینکڑوں میل اسکا دامن پھیلتا چلا گیا ہے۔ باشندوں کی یہاں تک کثرت ہے کہ اُن کا حساب ملینوں تک جا پہنچا ہے۔ اور اُن سب کو بڑی سہولت سے مسلمان کر لیا جا سکتا ہے۔

جو شخص یہاں تک آنا چاہے اُسے پہلے مغربی افریقہ سے نہر کانگو کے دھانے تک آنا پڑتا ہے۔ اس دہانے کے نزدیک پست میدان چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان میں دلدل اور تالاب موجود ہیں۔ اور آنیوالا جب یہاں سے بھی پار ہو جاتا ہے۔ تو اُسے سرزمین خط استوا سے ہو کر اُس مقام کو جانا پڑتا ہے جو پہاڑی زنجیروں اور عمیق عمیق غاروں اور وادیوں سے لبریز ہے۔ اور جن کے کناروں پر بڑے بڑے میدان اور گنجان جنگل واقع ہیں وسط افریقہ کو آنے کے لئے اور اسکی دشواری کے رستہ نہر کانگو میں سفر کرنا ضرور ہے اور یہ سفر دو مہینوں میں پورا ہوتا ہے۔ نہر کے کناروں پر قدرتی باغ لگا ہے جو نگاہوں کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے ایسا کہ درختوں اور شگوفوں اور پھولوں اور سبزہ نے مل کر کنارہ کی زمین کو ایک سدا بہار سبز خلعت پہنا دیا ہے۔ انسان کو یہاں دیکھ کر بڑا تعجب آتا ہے کہ بڑے بڑے گرانڈیل درخت اور اُن کے نیچے ایک دوسرے سے اس طرح مل جل گئے ہیں کہ آسمان کے نیچے ایک خوشنما سبز گنبد سا نمودار ہو رہا ہے۔ اور یہ گنبد اُن غاروں کے مشابہ ہے کہ جن میں رہ کر چھوٹے چھوٹے نباتات اور جنگلی سبزہ آفتاب کے مدسے پناہ میں آ جاتا ہے۔ پس یہی باعث ہے کہ ان اشجار کے نیچے زمین ہمیشہ مرطوب رہتی ہے اور گھاس کا وہ عالم ہے کہ مٹاپے اور لمبان میں بڑے بڑے درختوں سے باتیں کرتا ہے۔ میدان کے خودرو پھولوں میں قدرتی خوشبو ہے چاندنی راتوں میں جو سماں ان کناروں پر ہوتا ہے۔ اُس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی۔ جب چاند اپنی کرنوں کے سلسلہ کو جو ہو بہو ایک روپہرے پہاڑی زنجیرے کے مشابہ ہوتے ہیں اُن آپس میں پیچ تاب کھائی ہوئی عشق پیچہ جیسی شاخوں پر ڈالتا ہے۔ اور قمر اُن کی ہری ہری پتیاں چاندنی کی گوری گوری رنگت میں نکھر اُٹھتی ہیں تو عجب بہار پیدا ہو جاتی ہے اور اس پر روشنی کو جگنوؤں کے جرگے اور بھی رونق نثار کرتے الغرض جو جنگل سے نکل کر نہر کے کنارے آتے اور اپنے لمبے لمبے سونڈ دراز کر کے سطح نہر پر دوڑنے والے جہازوں کو پکڑنا چاہتے ہیں۔ اس عمیق نہر کے سکوت کو جو چیز توڑتی ہے۔ وہ کنارہ کے درختوں پر کے پرندوں کی میٹھی میٹھی آوازیں ہیں جو سُریلی تانوں میں اُٹھ کر جنگل میں منگل مناتی ہیں۔ ہوا کی فضا میں تو طیور کا چہچہا ہوتا ہے اور ادھر اونچے اونچے گھاس کے اندر سانپ اور اژدہے پڑے رینگتے ہیں۔ اور پانی میں گرمچھوں کے نشتر عمر بے تو سارے دریا میں ایک تلاطم بپا کر دیتے ہیں جو درخت کنارے پر موجود ہیں وہ یا آبنوس ہیں یا اسی قسم کے اور اشجار خاردار۔

یہاں کے باشندوں کا حال دریافت کرنا۔ اور اُن کے نسب کا سلسلہ ڈھونڈھ نکالنا اور اُن کے قومی حالات اور خصایص کو دریافت کرنا ایک دشوار امر ہے۔ کیونکہ سب ایک نسل کی اولاد نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں سب کی اصلی شاخ اور خانوادہ کو جاننا کوئی آسان کام نہیں۔ تاہم میں نے اپنے اس سفر میں بہت سے قبایل کو دیکھ چکا ہوں کہ جن کے حالات خود بخود نگاہوں کو اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ سواحل افریقہ میں کچھ انسان ایسے بھی مجھے دیکھنے میں آئے جو بہت بلند قامت ہیں۔ اُن کا نام بابوٹین ہے۔ جسم بہت کالا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی چہرہ بھی۔ دانت بالکل باریک ہوتے ہیں جیسے کنگھی کے دندانے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ لوگ اپنے دانتوں کو سوہن سے ریت کر اس شکل میں لے آتے ہیں۔ اور اس علاقہ کی سیاحت میں کچھ اور قبایل بھی میری نظر پڑے ہیں جو بڑے جنگجو ہیں۔ دن رات مار کٹائی ہی ان میں ٹھنی ہے۔ اور لوٹ تو شیر مادر۔ مگر ساتھ ہی بڑے تیز مزاج اور جری بھی ہیں۔ یہاں ان کا نام "بان والا" ہے بت پرستی کرتے ہیں بحر الغزال کے شمالی سمت میں جو قبایل بستے ہیں وہ مسلمان ہیں۔ اور جوق جوق دائرہ اسلام میں آ کر داخل ہو گئے ہیں یہ لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ اور کھیتی بھی کرتے ہیں ان کے قبایل کے سوا ایک قبیلہ "بارگومیان" ہے جو کپڑے بنتے اور زراعت کرتے۔ اور بہادری میں بہت نام آور ہے "قوتو باس" نامی جو قبیلہ ہے۔ اُس نے حال ہی میں اسلام اختیار کیا ہے اور یہاں اُن کا دینی جوش بڑا مشہور ہے۔ ان سب مذکورہ قبایل میں اسلام کا صرف نام ہی نام ہے اور بجز دو کلمات شہادت کے ارکان و اعمال اسلام سے بالکل انجان ہیں۔ ان اسلامی قبایل کے علاوہ ایک اور قبیلہ بھی ہے۔ جس کا نام "فوربس" ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ ارکان اسلام کے عالم اور اُن کے عامل ہیں۔ ہر روز پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ زکوۃ دیتے ہیں ماہ رمضان میں روزہ رکھتے ہیں۔ اور حج بھی کرتے ہیں۔

اس چھوٹے سے مراسلہ میں اُن تمام اسلامی دیہات کے بیان کی گنجایش نہیں جو وسط افریقہ میں موجود ہیں۔ مگر میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک قریہ کی حالت دوسرے قریہ سے کچھ چنداں الگ نہیں۔ صرف جزئی اختلاف ہے۔ ان قریوں میں گھر سب مٹی کے بنتے ہیں شکل ہر ایک مکان کی گنبد نما ہے۔ چھتیں یا تو گول ہیں یا چار کونی۔ اندر حصیر اور بورئے نہایت صفائی کے ساتھ بچھے ہوئے ہوتے ہیں۔ شمالی افریقہ میں مذہب اسلام بہت ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور بت پرست اقوام آہستہ آہستہ اسلام اختیار کرتے چلے جاتے ہیں مصر اور خود شمالی افریقہ کے مسلمان علما یہاں علاقوں کو آتے۔ اور بت پرست قبایل میں اسلام کا وعظ کہتے۔ اور اُنھیں دین اور دُنیا کے متعلق جمیع امور کی تعلیم دیتے ہیں۔ بالخصوص زراعت کرنا اور صنعت و حرفت کی اُنھیں تعلیم دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان کو خلافت مقدسہ اسلام سے برابر تعلق ہے اس کے سوا یہ بھی اُنھیں سکھایا جاتا ہے کہ مسلمان خواہ کہیں کے ہوں۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور پھر مذہبی اور قومی محبت اور صلہ رحمی کی بھی اُنھیں تعلیم دیجاتی ہے یہ لوگ سب کام بتدریج ادا کرتے ہیں اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ ایک دن آنے والا ہے کہ جس میں وسط افریقہ سے اسلام بُت پرستی کو نکال باہر کریگا۔ جو آج کل وہاں ہر طرف چھا رہی ہے۔ مجھے اپنی اس سیاحت میں مسلمانان افریقہ کے خیالات اور افکار کو بھی جاننے کا موقع ملا ہے جو میری نگاہوں میں اُن کو قابل وقعت بتاتے ہیں۔ ان لوگوں میں غیرت و حمیت کا مادہ موجود ہے۔ اخلاق اور مروت بھی پائی جاتی ہے۔ اور یہ پاک صفات عوام سے بڑھکر قبایل کے خواص اور ان کے شیوخ میں بخوبی اپنی جلوہ گری دکھلا رہے ہیں۔

یہ شیوخ اور سردار اپنی مذہبی تعلیمات کو بڑی کوشش کیساتھ ان قبایل میں پھیلا رہے ہیں جو ان تعلیمات سے انجان ہیں اور لطف یہ ہے کہ انھیں کامیابی بھی ہوتی جاتی ہے۔ اس حالت کو دیکھکر مجھے تجسس ہوا کہ انکی کامیابی کے اسباب کیا ہیں اور کیونکر اسلام اسقدر تیزی کیساتھ انکی ذریعہ پھیل رہا ہے مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ پہلے اچھی اچھی نصیحتوں اور میٹھی میٹھی باتوں سے ان قبایل کے دلوں میں اپنا سکہ بٹھاتے ہیں۔ پھر اسلامی تعلیمات کو اُن میں پھیلاتے ہیں لیکن تعجب اس امر پر ہے کہ خود یہ بت پرست اقوام بھی ان مسلمان واعظین کی کوششوں سے خوش ہیں۔

غرض سارے بُت پرست اقوام میں اسلام تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ چند ہی روز میں سارے قبایل مسلمان ہو جائینگے۔ میں اپنے مراسلہ کے خاتمہ پر اُن علماء فضلا کی تعریف و توصیف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو بت پرستوں کے دل و دماغ سے توہمات اور جہالت دور کرنے کے لئے اپنے وطن چھوڑ چھوڑ کر اتنے مسافت ہائے بعیدہ کو طے کر کے آتے ہیں۔ اور اُن میں علم و لیاقت کو پھیلاتے ہیں۔ یہ بت پرست قبایل بھی اُن علماء کے محنت ہائے شاقہ کو جانتے ہیں۔ چنانچہ یہی سبب ہے کہ یہاں ہر طرف اُن کی

ملفوظات احمدیہ

(از بدر)

اسلام ہی خدا کو واحد لاشریک مانتا ہے اگر یہ مسلمان بھی اس توحید سے الگ ہو گئے۔ تو ان کے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔

دوسری قوموں کی تقلید ان کے لئے مبارک نہیں ہو سکتی۔ دوسروں کو اگر بے دینی سے کامیابی بھی ہوتی ہے تو یہ بطور ابتلا ہے۔ ہر شخص سے خدا تعالیٰ کا معاملہ علیحدہ ہے عیسائی قومیں زنا کریں۔ شراب خوری۔ قمار بازی کریں تو یہ ان کے لئے مفید ہو سکتے ہیں لیکن اگر مسلمان ایسے کام کریں تو ان پر ضرور عذاب نازل ہو گا۔ دیکھو ظاہری سلطنت کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ کہ اگر ملازم کسی شورش کے جلسہ میں شامل ہو تو اس کو عبرت ناک سزا دی جاتی ہے۔ ایسا ہی طرح جو کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ یہ خدا کے خاص بندے ہیں اگر یہ لوگ گستاخی کریں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہ کریں تو ضرور گرفتار ہوں گے۔ یہ الہام جو ہم کو ہوا۔ وہ وعدہ ٹلنے کا نہیں جبتک خون کی ندیاں چاروں طرف سے بہ نہ جائیں۔ تو اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔ کہ اس کی توحید دنیا سے گم ہو۔ جب مسلمان ہی کفر و شرک کو پسند کرنے لگیں۔ تو پھر دوسری قوموں کا کیا گلا ہو سکتا ہے سب سے پہلے گھر صاف ہو۔ تو پھر دوسرے لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے تمام قوموں میں دہریت بڑھتی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ہستی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور اوّل خوانیاں بعد درویشاں کے مطابق ہمارا فرض ہے۔ کہ پہلے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ جب مسلمانوں ہی میں ہزاروں گند ہوں۔ تو دوسروں کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ جہاد جہاد پکارتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر ہمیں جہاد کرنے کا حکم ہوتا تو سب سے پہلے انہی سے کیا جانا چاہئے تھا۔ یہ عادت اللہ ہے۔ کہ جس قوم کے اندر کتاب ہو۔ پہلے اُسے درست کیا جاتا ہے پھر دوسری قوموں کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے سب سے پہلے قریش کی اصلاح کی۔ پھر یہود و نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ (یہاں سے یہ اعتراض بھی دور ہو گیا جو کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب مسلمانوں کو ہی کہتے ہیں تم ایسے دوسری قوموں میں سے کتنے مسلمان کئے) مسلمانوں میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک جو پورا کلمہ بھی پڑھنا نہیں جانتے جن میں سے وہ بھی ہیں۔ جن کی نسبت آریہ مشہور کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے اتنے مسلمانوں کو آریہ کر لیا۔ پہاڑ میں ایسے آدمی ہم نے بہت دیکھے ہیں جنکو اسلام کی کچھ خبر ہی نہیں اور دوسرے وہ جو مہذب تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ یہ اسلام کو کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ نماز کے ارکان پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ نماز روزہ وحشیانہ زمانے کی باتیں ہیں یہ احکام آجکل کے زمانہ میں مناسب نہیں پس ان دونوں گروہوں کی اصلاح سب سے اول ضروری ہے۔ مگر ہم کیا اصلاح کر سکتے ہیں۔ جبتک آسمان ہی سے نہ ہو۔ جن کے کان سننے کے ہوں ان سے ہم بخوشی سنتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ بیان کردہ سُننگے ہی نہیں۔ یا بات کو دوسری طرف لیجائینگے۔ بے دینی کی ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ جس نے کسی کو ہلاک کر دیا کسی کو اندھا کسی کو سُست۔ وہ جو خدا سے تعلق پیدا کرنیوالے ہیں بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ خدا کی ہستی ثابت کرنے کی بڑی ہی ضرورت ہے۔ فرقے تو بہت ہو گئے تھے مگر دہریہ سب سے زیادہ ہیں عظمت الٰہی مطلق نہیں رہی عظمت کیا ہو جبکہ خدا کے وجود پر ہی پورا یقین نہیں رہا۔

ہر نبی کے زمانہ میں کچھ نہ کچھ خونریزی ہوئی۔ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض۔

انسانوں کے ہاتھوں پر جو امور مقدر تھے۔ وہ تو ختم ہو چکے اب خدا نے ایسے کل امور کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہ طاعون زلزلے طرح طرح کے امراض مصائب سب خدا کی تلواریں ہیں۔ تعجب ہے کہ حادثے پر حادثے آتے ہیں مصیبت پر مصیبت آتی ہے۔ مگر ہماری جماعت کے سوا دوسرا کوئی ان سے متاثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ سب بلائیں اس لئے ہیں کہ لوگوں کی غفلت دور ہو۔ وہ تفرع اختیار کریں اور سمجھیں کہ خدا ہے۔ دیکھو ہر پہلو سے حادثے واقع ہو رہے ہیں اور ابھی کیا معلوم کہ آگے آگے کیا ہونے والا ہے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ اب جو کچھ کریگا خدا ہی کریگا۔ جراحی آخری علاج ہے اور علاج تو سب ہو چکے۔ پس یہ آخری علاج ہے اب یا بیمار مرے گا یا صحت یاب ہو گا۔

کئی لاکھ انسان مر چکا ہے۔ مگر عملی حالت دکھاتی ہے کہ ابھی کچھ بھی نہیں ہوا۔ نیکی کی طرف سے بہت دُور ہیں اور بدی کی جانب قریب ہیں۔ استغفار کرنا چاہیے۔ آگے قاعدہ تھا۔ کہ مسلمان بادشاہ عام طور پر وباؤں کے وقت انابت الی اللہ اور دعا صدقہ و خیرات کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔ اب یہ بھی نہیں بلکہ خدا کا نام لینا بھی خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔

سلطان المعظم نے وزراء سے ایک امر کی نسبت مشورہ کیا۔ اور اُسکے متعلق تجویزیں پوچھیں۔ جب سب تجویزیں بیان ہو چکیں تو کہا اور تو سب کچھ کہا مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ دعا بھی کرو۔ آخر مسلمان کا بچہ تھا۔ کچھ نہ کچھ خدا پرستی تو تھی۔ سلطان المعظم جمعہ کی نماز کو بھی جاتا ہے۔ نقرا سے بھی نیاز رکھتا ہے۔ اس لئے اچھا ہے۔

خدا تعالیٰ ابتداء زمانہ میں بولا کہ میں تیرا خدا ہوں ایسا ہی اخیر زمانہ میں بھی اس نے فرمایا کہ انا الموجود۔ یاد رکھو کہ وہ ہادی ہے۔ اگر چھوڑ دے تو سب دہریہ بن جائیں پس وہ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا رہتا ہے اور یہ زمانہ تو بالخصوص اس بات کا محتاج ہے جس چیز کی حکومت ہو اُسکا اثر ظاہر ہو جاتا ہے۔ آجکل اگر صالح آدمی جسنے حق پا لیا ہے۔ خیال پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ضلالت کی حکومت ابھی باقی ہے۔ جب ایسی ہوا چلتی ہے تو سب اسکے اثر سے متاثر ہو جاتے ہیں مومن اگرچہ بچا رہتا ہے۔ مگر دوسروں پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ ضلالت کے رُعب کا یہ حال ہے۔ کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ ہیں ان سے مذہب کی نسبت کوئی کچھ نہیں کہتا کہ شاید یہ ناراض ہو جائیں یا مجھ سے ٹھٹھا کریں مگر صحابہ کرام کی طرف دیکھنا چاہیے کہ اسلام کے ضعف کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شاہوں کو خط لکھ دیا۔ اس وقت ایسا سرسبز زمانہ بھی نہیں تھا۔ نہ یہ امن کی صورت۔ صحابہ نے ان خطوط کو پہنچایا۔ اور بر سر دربار اپنے عقائد کو کھول کر بیان کیا۔ ایک عیسائی بادشاہ کو جب اسلام کا پیغام پہنچا اور اس نے صحابہ سے کلام الٰہی سنا۔ تو وہ بول اُٹھا۔ یہ اس کا کلام معلوم ہوتا ہے۔ جس نے تورات نازل کی اور کہا۔ اگر اس نبی کے پاس میں جا سکتا۔ تو اس کے قدم چومتا۔ پادریوں کو بُلا کر کہا دیکھو اسلام کیسا عمدہ مذہب ہے۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو۔ جب ان سے مخالفت محسوس کی۔ تو کہدیا کہ میں تو تمہیں آزماتا تھا۔ یہ کمزوری دنیا کی حرص کا نتیجہ تھی۔ جن میں دنیا پرستی نہیں وہ حق کہتا اور حق کا اعلان کرنے سے نہیں ڈرتے۔ اور ان کی خدا مدد کرتا ہے۔

ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر طبقہ کے انسانوں کو مناسب حال دعوت کرنے کا طریق سیکھے۔

بعض کو باتوں کا ایسا ڈھنگ ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ کہنا ہوتا ہے وہ کہہ لیتے ہیں اور اس سے ناراضی بھی پیدا نہیں ہوتی۔ بعض بظاہر مومن خبیث معلوم ہوتے ہیں جن سے ناامیدی ہوتی ہے۔ مگر وہ قبول کر لیتے ہیں اور بعض غریب طبع دکھائی دیتے ہیں اور ان پر بہت کچھ امید ہوتی ہے۔ مگر وہ قبول نہیں کرتے۔ اس لئے قول موجہ کی (دلیل یا دلائل جو اپنے ساتھ روشنی رکھنے والا ہو) ضرورت ہے۔ جس سے آخر کار فتح ہوتی ہے۔

دہلی میں سخت مخالفت ہوئی۔ آخر میں نے کہا۔ کہ ۱۳۰۰ برس رہ نسخہ (حیات مسیح) آزمایا۔ اس کا نتیجہ دیکھا کہ کئی مرتد ہو گئے۔ اب یہ نسخہ (وفات مسیح) آزما دیکھو۔ دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ ایک شخص بے اختیار اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا حق وہی ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں۔ غرض قول موجہ بڑی نعمت ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ ایہو سنگی کیمیا جو کوئی جانے بول۔ ہر ایک کو ایسی بات کرنی نہیں آتی۔ پس چاہیئے۔ کہ جب کلام کرے۔ تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا۔ پس چھوٹا سا چٹکلہ کسی وقت چھوڑ دیا۔ جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔ غرض آہستہ آہستہ پیغام حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں۔ کیونکہ آجکل خدا کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہیں۔ اگر صحابہ اس زمانے میں ہوتے تو لوگ انہیں سودائی کہتے اور وہ انہیں کافر کہتے۔ دن رات بیہودہ باتوں اور طرح طرح کی غفلتوں اور دنیاوی فکروں سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔ ایک شخص علیگڈھ جانا تحصیلدار تھا۔ میں نے اُسے کچھ نصیحت کی۔ وہ مجھ پر ٹھٹھا کرنے لگا۔ میں نے دل میں کہا میں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے کا۔ آخر باتیں کرتے کرتے اس پر وہ وقت آ گیا۔ کہ وہ یا تو مجھ پر تمسخر کرتا تھا۔ یا چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ بعض وقت سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے شقی ہے یاد رکھو۔ ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسبت طرز ہے۔ جس طرح دواؤں کی نسبت مشاہدہ کیا ہے کہ کوئی کسی کے لئے مفید ۴۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کیلئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کہی جائے۔ بولنے والے کو چاہیے۔ کہ کسی کے برا کہنے کو برا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے

۴ اور کوئی کسی کے لئے مفید ہے

محرم الحرام

محرم الحرام پر معزز ہمعصر وکیل نے ایک قابل قدر آرٹیکل لکھا ہے اصلاح کی نظر سے مین اسے ضروری سمجھتا ہون کہ الحکم مین چھاپ دیا جاوے اس لئے ذیل کے صفحہ مین اس مضمون کو نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

محرم الحرام

ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون؟

میکس مُلر کہتا ہے کہ مذاہب کی ابتدائی صداقت سے ہوتی ہے مگر انتہا توہمات پر اور صرف میکس ہی نہین کہتا دنیا کی ہزارون برسونکی تاریخ مذاہب اور صدیون کے استقرا کا فلسفہ تاریخ بھی یہی کہتا ہے محقق دنیا یقین کرتی ہے کہ تمام مذاہب عالم کی ابتدا وحدت آلہی اور تہذیب نفوس کی تعلیم سے ہوئی۔ مگر آج کتنے مذہب ہین جو اپنی انتہا کو ابتدا سے تطبیق دیتے ہوئے شاد کام نظر آسکتے ہین؟ ہندو ازم کی بنیاد یقیناً صدا ئے توحید نے ڈالی تھی مگر ہندوستان کی سرزمین قرون وسطی مین سب سے بڑا بت کدہ بنی مسیح نے کہا کہ اس ایک باپ کے آگے جھکو جسنے سب کچھ پیدا کیا لیکن ایک نصف صدی بھی ابھی نہین گذر رہی تھی کہ باپ کو بیٹے اور روح القدس کے کبوتر کیلئے تحت لوہیت مین جگہ نکالنی پڑی یہ مصائب تو ان مذاہب سے دو چار ہوئے جنکی تعلیم ہی مشتبہ اور پیچیدہ طرز بیان مین ملفوف تھی جنکو اعمال ودلیین مین غلط فہمی اور فریب خوردگی کا کافی سامان موجود تھا جنہون نے فقط توحید فی الذات اور توحید فی العبادت پر ہی زور دیا تھا اس لئے اگر ایسا ہوا تو وقوع گو کتنا ہی دردانگیز ہو مگر اعجوبہ زا نہین ہے مگر عجائبات عالم کی فہرست مین سب سے بڑا حیرت انگیز واقعہ یہ نظر آئیگا کہ جس مذہب کی تولید کا اصلی سبب صدائے توحید اور حقایق کی حمایت تھی جسنے اپنی صاف اور غیر پیچیدہ تعلیم مین غلط فہمیون کی گنجایش نہین رکھی جو دنیا مین فقط اسلئے آیا کہ توہمات اور شرک کو ہمیشہ کیلئے ضعیف کر دینے والی شکست دیدے اور جسکی توحید فی الصفات کی صدائے رعد آسا سے فضائے عالم گونج اٹھا آج اسکی انتہا بھی اورون کیطرح ابتدا سے بالکل متضاد ہے مسیح کی تعلیم مسخ ہوکر پولوس کی شرکیات مین مدغم ہوگئی ہندو ازم عالیشان مندرون اور سنگین بتون کے ہجوم مین چھپ گیا اگرچہ اسکی حالت یہانتک متغیر نہین ہوئی مگر یہ کیا کم جگر دوز سانحہ ہے کہ خصوصیات مٹ گئی ہین اصلیت نے رسم ورواج کا برقع اوڑھ لیا ہے توہمات خط پیشانی ہین اور شرک آمیز کثافت سے روشن مطلع تاریک ہوگیا ہے۔

یہ تبلانے کی ضرورت نہین کہ ہمارا اشارہ کسطرف ہے؟ مذہب اسلام نے اپنی اصلاح کی بنیاد توحید کامل اور حقایق واصلیت کی روشن سرزمین پر رکھی تھی لیکن کتب خانون سے باہر نکلکر دیکھتے ہین تو توہمات غلط فہمی رسم ورواج اور شرک آمیز اعمال کا کثیف ابر ہر طرف چھایا ہے اور قریب ہے کہ ایک نیا مذہبی ظلمت کدہ تیار ہو حقیقت کی آنکھیں کیون نہ خونبار ہون! اصلاح کے جگر مین کیون نہ ٹھیس آئے کہ یہ حالت پیروان قرآن کی ہے وہ قرآن جو چھٹی صدی عیسوی کی عام تاریکی مین ایک شعلہ نور بنکر درخشندہ ہوا جسنے دنیائے قدیم کی تمام توہمات اور عقلی غلط فہمی کو آگ لگادی جسنے پورے بچے ازمنہ مظلمہ کے جہل وتوہم پر فتح پائی اور جو دنیا مین ایک ہی غیر مادی تحریک ہے جسنے پوری صدا قت کیساتھ عقل انسانی کیلئے ارتقا کامل کی راہین کھولین اور انسانکو پستی اور ندامت سے نکالنے کیلئے صدیون تک کار ہائے نمایان انجام دیتا رہا۔

سب سے زیادہ اسلام مسلمانان ہند کا رہین آرا ہے انہون نے اپنا اصلی مرکز چھوڑ کر بالکل بے تعلق ہوگئے فتنہ تاتار نے اسلامی دار الخلافہ کی اینٹین بجادین مگر انکو خبر نہ ہوئی اسپین مین ہشت صد سالہ اسلامی تمدن وحشیانہ سفاکی سے فنا کیا گیا مگر انہون نے گردنا موڑ کر دیکھا تک نہین کہ یہ کس کے خون کی چھینٹین اڑ رہی ہین اس بے تعلقی کا یہ نتیجہ نکلا کہ آہستہ آہستہ خصوصیتین چھوڑ دین لوگو اور بت پرستونکی مرسم پیسا دو دامن مین بیٹھ گئے یہی دامن تھے جو کبھی اسلام کے آگے پھیلائے جاتے ہین مگر یہ ہندوستان کی ملکی جہل وتوہم کے کانٹون سے لبریز ہونگے بے تعصبی اور فیاض طبعی جو مسلمان حکمرانون اور فاتحونکا خاصہ تھا اسنے اس شکست دہست کیلئے راستہ صاف کر دیا محکوم اقوام سے مساویانہ سلوک ہونے لگا اور میل جول ومراسم صحبت نے تہوڑے ہی دنون مین ایسا اثر ڈالا کہ اسلام کی صورت متغیر ہوگئی آج ہندوستان کے رسمی اسلام کو دیکھتے ہین تو حیرت مین ڈوب جاتے ہین اللہ اکبر! یہ وہی اسلام ہے جو حجاز مین پیدا ہوا تھا اور جسنے عراق کے گہوارہ مین نشو ونما پائی تھی اب از فرق تا بقدم ہندوستانی رسم ورواج اور جملہ توہمات مین غرق ہے قرون اولیٰ کی پاک نژاد اگر آج قبرون سے اٹھین تو شاید پہچان بھی نہ سکین ابن جبیر اور بطوطہ کو بھی پہچاننا مشکل ہوگا

ہندوستان مین اس عرب کے مسافر پر جو مصیبتین آئین انکا فسانہ غم بہت طولانی ہے بغیر ارادہ کے دل درد آشنا نے اتنی تمہید سنادی ورنہ آج ہمین صرف ماہ محرم الحرام کے ہندوستانی بدعات ومراسم کی نسبت کچھ عرض کرنا تھا یہ مہینہ جاہلیت عرب مین خاص عظمت اور اہلیت کی نظرون سے دیکھا جاتا تھا۔ تمام جھگڑے اور لڑائیان بند کر دی جاتی تہین امن وصلح اسکا کیلئے جنکو عرب کو امن ودوست بنادیا تھا اسلام نے بھی عرب کے اس تخیل کو قایم رکھا اور اسکی عظمت پر اور زیادہ زور دیا اس واقعہ کا نتیجہ تو یہ ہونا تھا کہ مسلمانون کیلئے محرم صحیح معنون مین محرم الحرام ہوتا اسکی حرمت اور عظمت کیجاتی۔ اعمال حسنہ مین ہر شخص مصروف نظر آتا اور اسلامی سنین کا آغاز خیر وبرکت کی جگہ سے ہوتا مگر صد حسرت ودریغ کہ حالت بالکل نقیض اور بالکل متضاد ہے۔ محرم کا آنا گویا مسلمانون کیلئے باب بداعمالی کا افتتاح ہے بدعات کی تو مسلمانون پر حکومت ہے مگر محرم کا چاند اذن عام کے پروانہ کا کام دیتا ہے اس پروانے کے ملتے ہی ہماری تمام سوسائٹیان یکایک بدل جاتی ہین بدعات اور شرک آمیز افعال کا بادل جھکر برسنے لگتا ہے فسق وفجور اور بدافعالی کا علانیہ بازار گرم ہوجاتا ہے۔ تعزیے سینکڑون روپون کے صرف سے تیار کئے جاتے ہین وہ بانس کی کھپچیون اور کاغذ یا کپڑے کے سوا کچھ نہین ہوتے مگر چند دنون کیلئے ہر قسم کی قدرتون اور طاقتون کو خدا سے چھین کر ان کے سپرد کر دی جاتی ہین اور اسطرح خدا کی تمام مخصوص صفات انکے لئے وقف ہو جاتی ہین ہزارون انسان انکے آگے سجدے کرتے ہین منتین مانتے ہین اپنی مرادین پیش کرتے ہین اور پھر اکھاڑون اور اسباب لہو ولعب کیساتھ وہ کاغذون کے بنائے ہوئے بت کدے سڑکون مین پھرائے جاتے ہین عورتون کو عقیدت مندانہ جوش کیساتھ اجازت دیدی جاتی ہے کہ ان توحید سوز ہنگامون کا تماشا دیکھین آرایش وتزئین کیساتھ وہ نکلتی ہین اور ناگفتہ بہ حالات پیش آتے ہین فتنہ گران بازاری کیلئے محرم کے ہنگامے بہترین تجارتگاہین ہوتی ہین ان کے حیا سوز کرشمون سے ان ہنگامون مین دلچسپی پیدا کیجاتی ہے اور بالخصوص لکھنؤ مین جسطرح دلچسپی پیدا کیجاتی ہے۔ اسکا نظارہ ایک ذکی الحس مسلمان کے دل وجگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے یہ ہنگامے جب شہر وںمین برپا ہوتے ہین تو نبی عرب اور قرآن عربی کی پیرو عجیب حالت مین دکھائی دیتے ہین کوئی کاغذونکے بتونکی پرستش مین مصروف ہوتا ہے کوئی استاسف ہوتا ہے کہ کیون اسکی روح کو انسان بننے کی ذلت دی گئی اس لئے رنگ وروغن اور مصنوعی چہرون سے بدلین خرس وپلنگ کی صورت اختیار کرتا ہے شائستہ تو ہین دیکھئے کیسے مستی مین اور کہتی ہین کہ دنیا کی عالمگیر اصلاح کے مدعی آئے اور اسکی پیرون کا دل پذیر تماشہ ہے فما جزی علی المسلمین؟ وما الذی دفع بھم من علیین الی اسفل السافلین

اسلام ہر جگہ بگڑا اسلامی ممالک کے کس حصہ مین اسکی اصلیت قایم رہی؟ مگر محرم کے یہ بیہودہ مناظر فقط ہندوستان ہی کے حصہ مین آئے ہم چشم بصیرت اگر خونکا جلوہ بہا دے تو کچھ بیجا نہین کہ قرآن کی دعوت کو اس سفاکی کیساتھ ملیا میٹ کیا گیا ہے کہ اصلیت کی ہلکی سی جھلک بھی نظر نہین آتی سمجھ مین نہین آتا مسلمانون نے توحید کا کیا مطلب سمجھ رکھا ہے اگر صرف خدا تعالیٰ کی وحدت کا اقرار اور اسکو عبادت کا مستحق سمجھ لینا ہی اصل توحید ہے تو اسلام سے پہلے بھی انکار جو دیا پایا جاتا تھا کسی بیسیر ہندو کو ڈھونڈھ کر نکالو جو جہل وتوہم کا ایک ہی نمونہ ہو اس سے کہو دو کہ گو کیسا ہی خواہ کتنا ہی بت پرستی کا شایق ہو مگر کبھی مٹی اور پتھر سے بنائے ہوئے بتونکو خالق کون ومکان نہین بتلائیگا ستمدر جاؤ اور پارسیون کو ستور اعظم سے او وہ بھی یہی کہیگا کہ آگ مظہر ایزدی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہین عرب جاہلیت بھی بتونکو وسیلہ تقرب اور شفاعت کنندہ سمجھتے تھے کسی ان دیکھی ہستی کے وجود سے اسکو بھی انکار نہ تھا اسلام نے سب سے پہلے یہ ندا بلند کی ان الامر کلہ للہ۔ سب کام خدا ہی کے اختیار مین ہین۔ اور کہا کہ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیٔ۔ خدا ہی کو پکارنا سچی پکار ہے جو لوگ اسکے سوا دوسرے بنائے ہوئے معبودون کو پکارتے ہین وہ انکی کچھ نہین سنتے۔ پھر کہا کہ افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضرا قل ھل یستوی الاعمی والبصیر۔ کیا تم نے خدا کے سوا دوسرے کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے جو اپنے ذاتی نفع ونقصان کے بھی مالک نہین اسے پیغمبر انسے کہو کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہکر اس نے تمام طاقتون اور ہر قسم کی قدرتونکو خدا کیلئے مخصوص کر دیا اور کہدیا کہ اسکے دربار مین کسی شافع یا وسیلہ کی ضرورت نہین پس جو لوگ گشتہ سے شہادتین کا اقرار کرتے ہین مگر تعزیون نشانون اور قبرون کے آگے منتین اور مرادین لیجاتے ہوئے نہین جھجکتے یا ان چیزونکا مافوق البشر احترام بجالاتے ہین کیسے کہین کہ وہ اسلامی توحید پر عامل ہین اسی بزرگون کی مفرط عظمت اور انسے منسوب اشیا کی غیر معمولی عزت نے تمام مذاہب سابقہ کو مبتلائے شرک کیا یہی عزت بڑھتے بڑھتے پرستش بن جاتی ہے اور آخر مین انسانی دلونکو اصلی عبادت سے پھیر کر صرف اپنی ہی طرف لگا لیتی ہے یہی خوف تھا جسنے آنحضرت سے کہلوایا کہ لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یعنی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت انہون نے نبیونکی قبرونکو سجدہ گاہ بنالیا مسلمانو! خدا کیلئے اپنے شائستہ مذہب کو اپنے ہاتھون ذلیل نہ کرو محرم کی حرمت کو رام لیلا کا موسم نہ بناؤ تعزیون کی پرستش عام فسق وفجور لہو ولعب اور حیا سوز آوارگی کا شکار فقط تم ہی کو بدنام کرتین مگر افسوس کہ انکا اثر اسلام تک پہنچتا ہے اور اغیار واجانب اسلام کو ان افعال کے پردے مین چھپا ہوا دیکھکر تمیز نہین کر سکتے ہر تعلیم یافتہ مسلمان کا فرض ہے کہ انکے انسداد کیلئے اپنی تمام طاقت سے کام لے اسلام کو ازمنہ مظلمہ کا رہین کیے ہلاک مذہب بنانا کوئی ایسا واقعہ نہین ہے جسے نظر اغماض سے دیکھا جائے ہر سال اسلامی تعلیم کی بربادی کا یہ دردانگیز منظر ہمارے سامنے آتا ہے اور ہم سرسری نظر ڈالکر آگے بڑھ جاتے ہین یہ حالت کب تک رہیگی اور کب تک اسلام کا بے دردانہ خون کیا جائیگا سب سے زیادہ حیرت یہ ہے کہ یہ افعال تعزیہ ہر جگہ زیادہ تر اہلسنت کیلئے مخصوص ہین حالانکہ اندرونی تعلیم مین کوئی اشارہ ان مزخرفات کی نسبت نہین پایا جاتا اس معنون مین ہمارے روئے سخن اگرچہ عام ہین مگر اہلسنت سے خاص طور پر التماس کرتے ہین برادران شیعہ کو مشورہ دینے کا تو ہمین حق نہین مگر اتنا ضروری کہین گے کہ اگر حضرات ائمہ کے مجموعہ ارشادات اور قدما کی تصنیفات کو مطالعہ کی تکلیف گوارا کرین تو موجودہ رسم محرم سے ایک بڑا حصہ انہین چھانٹ دینا پڑے۔

محرم حضرت سید الشہدا علیہ السلام کی نہایت فرسا شہادت کی یادگار ہے انکو چاہیئے کہ اس جگر گوشہ رسول کی لائف کا چشم خونبار سے مطالعہ کرکے دیکھو کہ یہ زندگی صفات حسنہ کی کن عجیب نظیرون سے پر ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

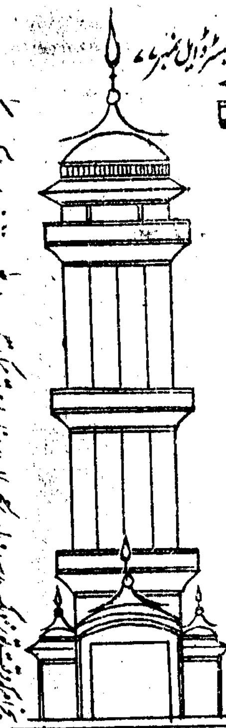

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

دوا ہی شفا ہی غرض دارالامان ہی	چہ گویم بالوگراں کی جہاد رقادیاں ہی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ... ۵ر

۲۔ خواص و سامانین سے ... ہے

۳۔ ہندوستان سے باہر ... ۷

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ... سے

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ

کم آمدنی والے لوگوں سے ... ۱۲

نوٹ۔ ہم نے جو سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں کیا ہے وہ ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۵ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

تعلیم الاسلام عمارت فنڈ

تعلیم الاسلام سکول کی عمارت کے سوال کو مدنظر رکھکر قوم کو ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ آگاہ کیا گیا تھا اور مدرسہ کی ضروریات نے مجبور کر دیا ہے کہ مدرسہ کو اس کھلی زمین میں لے جائیں جو آبادی سے باہر اس مقصد کے لئے پچھلے سالوں میں خریدی گئی ہے مگر مدرسہ کی اپنی ضرورتیں ہی اس امر کی داعی نہیں بلکہ سلسلہ کی بہت سی ضروریات نے مجبور کر دیا ہے کہ مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارت کو باہر بنایا جاوے۔ کیونکہ مہمان خانہ کی ضروریات الگ وسعت مکان کو چاہتی ہیں اور لڑکیوں کے مدرسہ کے لئے بجائے خود ایک مکان کی حاجت ہے اس وقت جس مکان میں مدرسہ ہے وہ اپریل ۱۹۰۸ء سے خالی کرالیا جاوے گا۔ کیونکہ صرف ایک ہی سال تک کے لئے ایک بھائی نے لڑکیوں کے سکول کے لئے مکان کے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور یہاں قادیان میں مکانات ملنے مشکل ہو رہے ہیں۔ اور اپریل تک زنانہ سکول کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام ہو جانا چاہیئے۔ ایسا ہی بورڈنگ ہوس کی ضروریات جب تک مدرسہ باہر نہ جاوے اس کے لئے بجز عمارت کے نا ممکن ہے۔

غرض

سلسلہ تعلیم الاسلام میں عمارت کا سوال بڑا ہی اہم اور ضروری ہے اس ضرورت پر اب زیادہ بحث کی حاجت نہیں اب ضرورت ہے اس امر کی کہ جسقدر جلد ممکن ہو تعمیر فنڈ میں کافی روپیہ جمع ہو جاوے تو کام شروع کیا جاوے۔ انبالہ کی جماعت نے جس اولوالعزمی سے اس فنڈ میں حصہ لیا ہے وہ نہایت قابل قدر ہے۔ چودھری رستم علی صاحب نے انبالہ سے لکھا ہے کہ ایک مہینے کی پوری آمدنی کا مطالبہ کرنا چاہیئے تھا۔ اور جیسا کہ ناظرین کو جماعت انبالہ کی فہرست سے معلوم ہوا ہوگا وہاں کی جماعت کے افراد نے ایک ایک ماہ ہی کی آمدنی اس مد میں دی ہے۔ بجز ایک بھائی کے جنہوں نے ½ حصہ دیا ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ بھی اس ضرورت کے اہم اور اشد ہونے کو تسلیم کر کے پورے ہی مہینے کی آمدنی دیدیں تاکہ انبالہ کی جماعت اس امر میں ممتاز نظر آوے۔ اس وقت ضرورت تھی کہ مدرسہ کی تمام اغراض اور میگزین کی مفت اشاعت کے لئے بھی تحریک ہوتی یہ سمجھکر کہ ایک ہی وقت میں مختلف تحریکوں سے تینوں ہی ادھوری نہ رہیں صرف

عمارت فنڈ

کی تحریک کی گئی تھی اور میگزین کے متعلق ایڈیٹر الحکم نے قوم کو توجہ دلائی تھی کہ یورپ اور امریکہ میں اس کی بہت سی کاپیاں مفت جانی چاہئیں۔ انبالہ کی جماعت نے اس تحریک کو ساتھ رکھ لیا ہے۔ اور ۲۶ رسالوں کے لئے اپنے انتظام کر دیا ہے۔

بہرحال انبالہ کی جماعت کے اسوہ پر اگر قوم نے قدم مارا تو چالیس ہزار کیا ایک لاکھ جمع ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے چار لاکھ کی جماعت میں یہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں فیروزپور کی انجمن احمدیہ کی چٹھی بھی قابل قدر اور شکرگذاری کے لائق ہے۔ فیروزپور کی انجمن کے ایک سرگرم ممبر چودھری محمد حیات خان صاحب سب انسپکٹر مندرجہ ذیل خط بھیجتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری صاحب نے اشاعت میگزین کے سلسلہ میں بھی پانچ خریدار دیئے ہیں اور آئندہ وہ سعی کر رہے ہیں بہرحال اُن کا خط یہ ہے

آپ کی تجویز متعلق طیاری عمارت مدرسہ واقعی نہایت عمدہ ہے اور فی الحقیقت اُس قوم کے آگے جو آخرین منھم کی مصداق ہے۔ اور ایسے امام کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ جس نے اس زمانہ میں اسلام کی لاج رکھ لی ہے۔ کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ میرا اپنا ایمان گواہی دیتا ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ اس ارادہ میں کامیاب ہو جاویں گے مختلف مقامات پنجاب ہندوستان میں بڑی بڑی کثیر التعداد کی انجمنیں ہیں۔ یہاں فیروزپور میں چند آدمیوں کی ایک چھوٹی سی انجمن ہے۔ اور ایک پودہ کی طرح ہے۔ جو ابتدا کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ آج اتوار کے دن آپ کی مرسلہ تجویز کو پیش کر کے کہا گیا۔ کہ واقعی اس عمارت کا شروع ہونا

چندہ جات سے جس کا ذکر جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے موقعہ جلسہ سالانہ پر کیا تھا۔ نہایت ضروری ہے۔ مَیں نے اپنی نصف تنخواہ کا دینا منظور کر کے تحریک کی تو آناً فاناً ہر ایک بھائی نے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ماہواری پیش کر دیا۔ کیونکہ عموماً اصحاب یہاں کے ۵۰ روپیہ سے کم تنخواہ والے تھے۔ اور بیرونجات میں سکرٹری صاحب انجمن کو مامور کیا گیا کہ وہ جماعت زیرہ ضلع فیروزپور سے فراہمی چندہ کے ساعی ہوں انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ یہاں سے ہمت ہو سکی۔ کی جاوے گی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ یہ سلسلہ خود اُس کا قائم کردہ ہے۔ مجھے ایسے ایسے ذی وجاہت اصحاب اس سلسلہ میں دکھائی دیتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے نام پر ایک ایک کمرہ بنوا سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ گرایہ کے خواہاں ہوں۔ خدا کرے اُن کے دل میں یہ اُمنگ پیدا ہو سکے وہ بہت جلد اپنے نام پر کمرہ کی طیاری کا بندوبست کریں۔

اسی سلسلہ میں تیسرا خط انجمن احمدیہ کپورتھلہ کا ہے جو بجنسہٖ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نامہ نامی مطبوعہ درباره فراہمی چندہ پینتیس ہزار روپیہ بنا بر تعمیر عمارت مدرسہ وغیرہ موصول ہوا۔ انجمن احمدیہ کپورتھلہ احباب کی اس تجویز کو کہ ہر ایک احمدی اپنی تنخواہ آمدنی ماہوار کا دسواں حصہ دیا کرے نہایت پسند کرتی ہے۔ بے شک یہ بہت ہی سہل طریق ہے جس کی ادائگی کے لئے چار ماہ تک کی آزادی بھی ہے۔ اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر اسپر عملدرآمد شروع کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعد وصولی قسط وار یہاں سے روپیہ پہنچتا رہے گا اور میں اندازاً عرض کرتا ہوں کہ قریباً دو سو روپیہ یا کچھ زیادہ انجمن احمدیہ کپورتھلہ کی معرفت پہنچ جائے گا

والسلام۔

اِن خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ تحریک شروع ہے اور ابھی لاہور۔ سیالکوٹ۔ **وزیر آباد۔ پشاور۔ ضلع جالندھر۔ لودہانہ۔** وغیرہ کی انجمنوں سے قابل اطمینان جواب پہنچنے کی توقع ہے جیسے جیسے خطوط آتے جائینگے وہ درج اخبار ہوتے رہینگے۔

لیکھرام کا مباہلہ

اگرچہ گذشتہ اشاعت میں لیکھرام کے مباہلہ کو میں درج کر چکا ہوں۔ اور اس کے مباہلہ میں سے بہت سی بیہودہ اور دور ساز کار باتوں کو چھوڑ دیا گیا تھا تاہم محض اس خیال سے کہ نادان کو اسپر حرف رکھنے کا موقع نہ ملے اس کی اپنی کتاب نسخہ خبط احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۳۴۴ و ۳۴۵ کو نقل کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کتاب پر لیکھرام کے اپنے دستخط بھی ہیں۔ اور وہ یہ ہے

(خاتمہ مباہلہ) غلام احمد ۲۵۔ اور اگر پھر بھی باز نہ آئیں۔ تو آخر الحیل مباہلہ ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارت کر آئے ہیں مباہلہ کے لئے وید خوان ہونا ضروری نہیں ہاں باتمیز اور ایک باعزت اور نامور آریہ ضرور ہے جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر صاحب اور پھر لالہ جیونداس صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

آریہ چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی جیونداس صاحب بسبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں بنابراں اپنے اونشاء اور اُنکے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیازمند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید عمل کر کے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور۔

میں نیاز النسیاء لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ مَیں نے اول سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اور اُس کے دلایل کو بخوبی سمجھ لیا۔ بلکہ اُن کے بطلان کو بروے ست دھرم خود رسالہ ہذا میں شائع کیا۔ میرے دل میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا۔ اور نہ وہ راستی سے متعلق ہیں میں اپنے جگت پتا پرمیشور کو ساکھی جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا ہر چہار وید مقدس میں ارشاد ہدایت بُنیاد ہے اُسپر میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری روح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنے قطعی ناش نہیں ہے اور نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ میرے روح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہے گا۔ ایسا ہی میرا جسمی مادہ یعنے پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود نہیں ہونگے۔ اور تمام جگت کا سرجن ہار ایک ہی کرتار ہے دوسرا کوئی نہیں۔ مَیں پرمیشر کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں ہوں۔ اور نہ سرب بیاپک ہوں۔ اور نہ انتر یامی بلکہ اُس مہان شکتی مان کا ایک ادنی اسیوک ہوں مگر اُس کے گیان اور شکتی میں ہمیشہ سے ہوں معدوم کبھی نہیں ہوا اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے۔ بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں۔ ایسا ہی وید کی اس انصافانہ تعلیم کو بھی مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ مکتی یعنے نجات کرموں کے مطابق مہا کلپ تک ملتی ہے۔ بعد اُس کے پرماتما کے نیائے کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے۔ محدود کرموں کا بے حد پھل نہیں ہے۔ مَیں ویدوں کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں کہ پرمیشور جڑ نہیں اور نہ جڑھ جگت پرمیشور ہے۔ اور نہ پرمیشور کی ذات سے یہ جگت بطور حصہ کے بنا ہے۔ اور نہ کُن فیکون سے۔ بلکہ پرمیشور کے قبضہ میں سرب شکتی مان ہونے سے یہ مادہ جگت کا ہمیشہ سے ہے اور رہے گا۔ کبھی کوئی شے ناش مطلق نہیں ہوتی۔ ہاں رنگتیں۔ حالتیں اور کیفیتیں بدلتی ہیں اور اصلیت مادہ کی کبھی نیست نہیں ہوتی۔ مَیں یہ بھی مانتا ہوں۔ کہ پرمیشور گناہوں کو بالکل نہیں بخشتا ہے۔ بلکہ انصاف قدیم کے سبب سے سب کو مطابق اعمالوں کے سزا و جزا دیتا ہے۔ میرا کسی کی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں کیونکہ مَیں خدا کو راشی یا ظالم نہیں جانتا اور مَیں وید کے رو سے اس بات پر کامل و صحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید ضرور ایشور کا گیان ہے اُن میں ذرا بھی غلطی یا جھوٹھ یا کوئی قصہ کہانی نہیں اُن کو ہمیشہ ہر نئی دُنیا میں پرماتما جگت کی ہدایت عام کے لئے پرکاش کیا کرتا ہے۔ اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتما نے ویدوں کو شری اگنی شری وایو شری آدت شری انگرہ جیو چار رشیوں کے آتماؤں میں الہام دیا۔ مگر جبرئیل یا کسی اور چٹھی رسان کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی۔ کیونکہ وہ آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیاپک ہے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشور کامل ہے پس اُس کا الہام بھی کامل زبان میں ہونا چاہئیے۔ سو یہ صدہا فضلا و علماء غیر ممالک کی شہادت سے بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ سنسکرت سب سے کامل ہے۔ پس وید ہی سب سے کامل اور مقدس گیان کی پُستک ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام دُنیا نے فضیلت سیکھی آریہ لوگ ہی سب کے اُستاد اول ہیں کیونکہ تواریخ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر (۵-۶ ہزار سال میں) آئے ہیں۔ اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ

کتب لائے ہیں بلکہ دلی یقین سے اُن پستکوں کے مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے اور استنائے اُن بانوں کے جو وید مقدس اپ نشدوں یا شاستروں میں درج ہیں اُن کی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی اصلی الہام کے بدنام کرنے والی تحریریں خیال کرتا ہوں میرا پورا یقین ہے کہ ایشور کا الہام یا گیان نہیں بدلتا - اور نہ اُس میں غلطی یا دھوکا یا ظلم ہوتا ہے - اس واسطے اُس میں کمی بیشی کو بھی مادہ نہیں مگر چونکہ توریت زبور انجیل قرآن باہمی ناسخ و منسوخ اور تغیر و تبدل سے بھری ہوئی غلطیوں سے مملو اور جور و ستم سے لادی ہیں اُن کی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا ناروائی یا تلوار کے اُن کے پاس کوئی نہیں اس واسطے وہ سچے نہیں ہیں کیونکہ راستی لاتغیر ہوتی ہے اور اُن میں صدہا مقام پر تغیر و تبدل ہے پس ناراستی کے پھیلانے والا اور جھوٹ کو ترقی دینے والا سچا کبھی نہیں ہوسکتا -

چونکہ سچائی ویدوں سے نکلتی ہے اور وید آریہ ورت میں ظہور پذیر ہوئی پس بھگوان پرماتما کا کامل گیان سب سے پہلے آریہ ورت میں ہوا - بعد ازاں اور ملکوں میں پھیلا اور رشی لوگ بھی منفرق اوقات دور دراز ملکوں میں جاکر ست دھرم کا اپدیش سُناتے اور غیر آبادیوں کو آباد بناتے رہے - جیسا کہ اب سوامی دیانند جی مہاراج نے کیا اُن کا ملک امریکہ میں بھی جانے کا ارادہ تھا مگر آریہ ورت کی مذہبی اصلاح نے اُنھیں فرصت نہ دی - جس طرح میں توراتی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی میں قرآن اور اُس کے اصولوں و تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں یا راستی اور علمیت کے قطعی ورودھ - اُن کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں - لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے - وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اُس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے خواہ وہ راستی اور معقولیت اور علمیت کے کس قدر برخلاف ہوں جس طرح میں قرآن وغیرہ کو پڑھکر غلط سمجھتا ہوں ایسے وہ اُمّی محض سنسکرت سے اور ناگری سے محروم مطلق عربی کے گھمنڈ میں نچلا ہوا بغیر سیکھے پڑھے یا دیکھے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے - جس طرح بعض فضلا ء اسلام کے ترجمہ سے اُسکے ملزم بنایا اور قرآن کی اصلی عبارت کو سنداً لاتا ہوں ویسے ہی وہ نہیں مرزا صاحب کے غیر مستند ترجموں کو خود پڑھکر نہیں بلکہ سُنکر سُنائے یا افواہی طور پر لکھکر بے بنیاد حوالوں سے چھپواتا ہے

اور لوگوں کو دھوکے میں پھنساتا ہے -

اے پرمیشور ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور جو پتر راست دھرم ہے اُس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلایل کے اظہار سے جاری کرا اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر تاکہ جہالت و تعصب و جور و ستم کا ناش ہو - کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا * (راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور پنجاب)

حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ اور مشرقی

مشرقی تخلص ایک سکھ شاعر کا ہے جس کا نام گنڈا سنگھ ہے اس نے حبیب جی کے ساتھ ایک نظم حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کی شان میں لکھی ہے حُسن اعتقاد الگ چیز ہے وہ انسان سے جو چاہے کرالے - مگر واقعات نفس الامری کو شاعرانہ مذاق میں بالکل چھوڑ دینا خصوصاً مذہبی شاعری میں ایک دیندار کے لئے نہایت ہی قبیح امر ہے - ہم نہیں کہتے کہ باوا صاحب کی تعریف نہ کی جاوے ضرور کی جاوے اس لئے کہ وہ ایک راست باز حق جو اور حق گو تھے مگر ان کی وہ تعریف کرنا جس کے وہ سزاوار نہوں اور نہ مدعی اخلاق اور راست بازی کے خلاف ہے اور پھر ایسی تعریف کرنا جو کسی فریق کے لئے موجب دل آزاری ہو اور بھی شرمناک ہے - مشرقی صاحب نے باوا صاحب کی تعریف میں جو نظم کہی ہے اس کے چند شعر یہ ہیں :-

امامِ رُسل قدوۃ الانبیا — شفیع الامم زبدۃ الانبیا
سرِ سروران سرورِ مقبلاں — شہ عارفاں مرشدِ کاملاں
غرض بے شمار انکی ہیں معجزے — زبان قلم کیا ادا کر سکے
ملا جب شرف ان کو معراج کا — رہے زیر صد سدرۃ المنتہیٰ
ہوئے چرخ بالا سے بالا گئے — وہاں چھوڑ بالا کو اقصیٰ گئے
نہ بالا رہا بلکہ مردانہ بھی — رہی طاقت نہ نہیں پرواز کی
وہ درگاہِ نورِ اعلیٰ نور تھے — تجلے میں مانند صد طور تھے
ہوئے جب تجلی میں قدرت کے گم — معاً گوش میں آئی آواز قم
ہویدا ہوا نورِ ربِ جلیل — ندا ہوئی تب غیب سے کای خلیل
یہ ساغر ہے زندگی نوش کر — ہوا ارشاد ہو غیب سے گوش کر
ہوئے جس قدر پیشتر انبیا — تجھے سب کا سردار ہم نے کیا

اِن اشعار پڑھکر سکھ بھی تو خوش نہیں ہوسکتے اس لئے کہ وہ باوا نانک کو خدا کا رسول ہرگز یقین نہیں کرتے اور نہ سکھ ازم کا یہ اصول ہے کہ وہ مسئلہ رسالت و الہام کا اقرار کریں اُن کے ہاں کوئی آسمانی اور الہامی کتاب نہیں -

پھر جبکہ وہ رسالت ہی کے منکر ہیں تو باوا صاحب کو خیر الرسل اور سرور مقبلاں وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرنا دراصل

باوا صاحب کا تمسخر اُڑانا ہے

جو ہمارے نزدیک سخت گناہ اور توہین ہے ایک راستباز کی - مثلاً مشرقی صاحب کے والد صاحب کو جو ایک انسان ہے یہ کہدیا جاوے کہ وہ تو جن ہے تو کیا مشرقی صاحب خوش ہو جائیں گے یا خود مشرقی صاحب کو - شاعر ہے یہ کہدیا جاوے کہ وہ زار روس ہیں تو کیا مشرقی صاحب اس سے خوش ہو جائیں گے بلکہ وہ صاف اقرار کریں گے کہ یہ میری ہنسی اُڑائی گئی ہے -

اسی طرح پر باوا صاحب کے متعلق ان صفات کو موصوف کرنا جس کا انھوں نے خود کبھی دعوے نہیں کیا اور نہ ان کے معتقدین نے کبھی ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھا ان کی ہجو ہے نہ مدح -

اور یہ مشرقی صاحب نے اپنے حسن اعتقاد کا اچھا ثبوت دیا - کیا مشرقی بتا سکتا ہے کہ باوا صاحب نے کبھی معراج کا دعوے کیا یا رسالت کا اعلان کیا ؟ ان اشعار میں مشرقی نے سکھوں کے اعتقاد پر سخت حملہ کیا ہے اور سکھ کہلا کر

باوا صاحب کی وہ ہجو کی ہے

جو پنڈت دیانند نے بھی اپنی سیتارتھ پرکاش میں نہیں کی ہوگی - آج تک ہم پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش کو باوا صاحب کی ہجو میں سب سے زیادہ سخت سمجھتے تھے مگر اب

اِس نادان دوست نے اسپر بھی کمال کیا

دراصل مشرقی نے پرائی بدشگونی کے لئے اپنی ناک کٹوائی ہے اس نے ارادہ کیا تھا کہ اس طرح پر مسلمانوں کو ستاؤں اور دُکھ دوں اُن کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہنچیگا مگر نادان نے اتنا نہیں سوچا کہ یہ تو اُلٹا سکھوں کو رنج دے رہا ہوں - دانشمند سکھ اس دوست کو

اُس احمق بندر کی مانند سمجھیں گے

جس کا ذکر انوار سہیلی میں ہے اور جو نادان دوست کا مصداق ہوا تھا - ہمیں اس نظم کو پڑھکر سخت رنج ہوا اس لئے کہ ہم بجائے خود باوا صاحب کے ایک ادنیٰ داس ہیں اور ان کی ہی پاک تعلیم نے ان کے چال چلن اور نمونے نے ہم کو وہ راہ دکھایا جس پر وہ

صراط مستقیم سمجھکر خود چلے

ہیں اس امر کو سکھوں کی سنجیدہ اور روشن خیال پبلک کے

سامنے پیش کرکے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس دلآزار نظم کو جب جی سے الگ کریں اور گنڈا سنگھ پر قومی تعزیر لگائیں کہ اُس نے

باوا صاحب کی توہین کی ہے

یہ بالکل سچ ہے اور میرا اپنا ایمان ہے کہ باوا صاحب ایک نیک باخدا مرد تھے اور میں اس امر کے کہنے سے نہیں رک سکتا کہ اُنھوں نے اپنی صاف دلی اور نیک فطرتی کی وجہ سے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ادنےٰ خادموں اور چاکروں کے مقابر پر جاکر عرصہ تک استفاضہ روحانی کیا اور انھوں نے اپنا طرز عمل ایسا رکھا جس سے ان کے مذہب کے متعلق کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہ جاتی۔ چولا صاحب ان کے مذہب کا اعلان کرتا ہے کہ وہ

صادق مسلمان تھے

اگر گرنتھ صاحب اور ساکھی (اور ان کی تعلیم جس طرح پر مل سکتی) اصاف بتاتی ہے کہ انھوں نے ایک متدین اور متقی مسلمان کی طرح اپنی زندگی بسر کی۔ یہ ایک جدا مضمون ہے جس پر اس وقت بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ پھر اسی نظم کے سلسلہ میں مشرقی صاحب نے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو ناگوار بنانے کے لئے بہت ہی بیہودہ طریق اختیار کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں

ستم جب لگا کرنے اورنگ زیب۔ دلش غافل زبیم وروز حسیب
ہوا ختم اقبال تیموریہ۔ بحکم خدا بخت بابر سیاہ
چھپا کوکب حشمت مغلیہ۔ ہوا نور افگن خور خالصہ

اِن اشعار میں اورنگ زیب کے خیالی مظالم کا ذکر کیا ہے اور بابر جیسے جلیل القدر اور فقیر دوست بادشاہ پر سخت حملہ کیا ہے۔ اگر مشرقی کو تاریخی واقعات سے کچھ بھی علم ہوتا تو ایسی بزدلی اور اخلاقی کمزوری سے کام نہ لیا جاتا وہ لوگ جو صدیاں گذر گیئں اس عالم فانی سے کوچ کر گئے اُن پر حملے کرنا جبکہ وہ اس کے جواب اور مدافعت کے لئے موقع نہیں پاتے

کیسی بزدلی ہے

بابر نے سکھوں پر جو احسان کئے ہیں اور خود باوا صاحب کی ذات سے جو سلوک کیا ہے وہ تاریخ کے صفحات سے مٹ نہیں گیا۔ اگر کسی اور تاریخ کے پڑھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ تو تاریخ خالصہ ہی پڑھو اگر مشرقی نے ان احسانات کا انکار کیا تو ہم اُس کو بتا دیں گے اور منوا دینگے۔ ہم یقین نہیں کرتے کہ دانشمند اور ذی علم سکھ کمیونٹی میں نہیں رہے نہیں ہیں اور ضرور ہیں۔ وہ تسلیم کریں گے اور مشرقی کو شرمندہ کریں گے۔ مشرقی نے پہلے تو

باوا صاحب کی ہجو کی

اور اب سکھ کمیونٹی پر محسن کشی کا الزام لگانا چاہتا ہے کیا اس نے سکھوں کو ایسا بے وقوف سمجھ لیا ہے کہ وہ اس کی اس تحریر کا مطلب نہ سمجھ سکیں ہم مشرقی کو

انعام دیں گے

اگر وہ بابر بادشاہ کا کوئی ظلم سکھوں پر ثابت کردے اور اگر ثابت نہ کر سکے اور نہیں کر سکے گا تو پھر اس کی پاداش میں بجز لعنت اللہ علے الکاذبین۔

اور کیا کہیں۔ پھر مشرقی صاحب کو یہاں تک بھی صبر نہیں آیا۔ باوا صاحب کی ہجو۔ قوم کی ہجو کرکے بیٹھے نہیں بھرا۔ باوا صاحب کے خوارق بیان کرتے ہوئے عقلمندوں کو اور بھی ہنسی کا موقعہ دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

قدم زن ہوئے بحر پر مثل بر
اُڑے آسمانوں پہ لے بال و پر

مشرقی صاحب سے تو کیا پوچھنا ہے اس نے تو عقل کو شاید مغرب میں بھیج دیا ہے مگر ہم سکھوں کی تعلیم یافتہ پارٹی سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ہوا میں اُڑنا اور دریا میں پاپیادہ چلنا معجزہ یا نبوت کی شان ہے ہم تو باوا صاحب کو نہایت ہی عزت اور تعظیم کی نظر سے دیکھتے اور

واجب الاحترام گورو

سمجھتے ہیں مگر اس شعر کے مصنف نے تو سخت ہتک کی ہے۔ پانیوں پر چلنا تو آبی پرندوں کا کام ہے اور ہوا میں اُڑنا زاغ و زغن کا۔ ہاں ایسی ایجادیں ہوئی ہیں جن سے انسان پانی پر چل سکتا ہے اور ہوا میں اُڑ سکتا ہے پھر اس میں خوارق کی کیا بات ہوئی۔ صلحا اور راستباز لوگ ایسے شعبدہ بازیوں سے اعلےٰ مقام رکھتے ہیں۔

اور یوں ایسے لوگ گذرے ہیں جو

ترا کشتی آورد و مارا خدا

کہہ اُٹھتے ہیں۔ اسپر بھی بس نہ کرکے مشرقی نے گرنتھ صاحب پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے۔ یہ مضمون لمبا ہوتا جاتا ہے اس لئے ہم اس کو اسی مقام پر ختم کرتے ہیں۔ اور اگلی اشاعت میں اسپر کچھ اور لکھینگے۔ اور خالصہ کمیونٹی سے اپیل کریں گے کہ وہ ایسی بیہودہ۔ رنجیدہ اور باوا صاحب اور سکھ کمیونٹی کی سخت توہین کرنے والی نظم کو جلا کر مشرقی سے جواب لیں کہ کیوں اُس نے ایسی حرکت کی۔

راقم داسن داس
برہم چاری سورن سنگھ

مختصر نوٹ اور نکات

عام نظارہ قدرت پر جو لوگ غور کرنے کے عادی ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اجسام میں دو قسم کی قوتیں ہیں متوثرہ۔ اور متاثرہ یعنے یا تو وہ دوسروں پر اثر ڈالتے ہیں یا دوسروں کا اثر قبول کرتے ہیں اور انسان کا لفظ جو دو قسم کی قوتوں اور محبتوں کا مجموعہ ہے فی نفسہ اس امر کو ظاہر کرتا ہے۔ انھیں قوتوں کے اصول کو مدنظر رکھکر خالق فطرت نے انسان کو یہ حکم دیا ہے۔

کونوا مع الصادقین

صادقوں کی صحبت اور محبت میں ایک خاص اثر ہے۔ ان کی توجہ ان کی عقد ہمت ان کا استقلال ان کا عتا ان کا دائمی سرور اور اطمینان ان کے حرکات سکنات اندر ہی اندر صحبت میں رہنے والے پر اثر کرتے ہیں اور وہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی ایسی تبدیلی اور انقلاب اس کی حالت میں پیدا ہو رہا ہے جو پہلے نہ تھا۔ پس جبکہ صادق اور مصدوق دُنیا میں موجود ہو تو اس کی صحبت اکسیر اور اس کی معیت نور علے نور ہے کیونکہ

نیست ممکن نکند صحبت نیکاں تاثیر
گل بہ خورشید رساند اثر شبنم را

قوموں کے عروج اور اوج اور ان کے زوال اور انحطاط کے اسباب پر محققین اور فلاسفروں نے بڑی بڑی دلچسپ اور ضخیم بحثیں کی ہیں ان میں سے اسباب انحطاط اور زوال پر لکھنے والوں کی بحثوں کا خلاصہ جو قدر مشترک کے طور پر نکالا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی قوم اپنی خصوصیت قومی کو چھوڑ دیتی ہے یا اس سے دور جا پڑتی ہے تو اس کا نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم مردہ ہو جاتی ہے اور اس میں وہ روح باقی نہیں رہتی جو اس کی قومی زندگی کا سہارا تھی۔ اور جسکو دوسرے الفاظ میں

حمیتِ قومی

کہا جاتا ہے حمیت قومی اس طریق عمل کا نام ہے جسکے ذریعہ اس خصوصیت کو قائم رکھا جاتا ہے جو اسے دوسری قوموں یا افراد انسانی سے ممتاز بناتی ہے۔ اسلام نے قوم میں زندگی کی اس روح کو

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

کہہ کر پیدا کیا تھا کیونکہ جب ایک شاخ ایک درخت سے الگ ہو جاوے تو خواہ اُس کی زندگی کے لوازمات اور اسباب سے کتنا ہی حصہ کیوں نہ دیا جاوے وہ ضرور سڑ جائے گی۔ اور ایک عضو جو جسم انسانی سے کاٹا جاوے

خواہ اسے کیسا ہی کھلی ہوا میں رکھا جاوے اور شیریں پانی میں اسے رکھا جاوے مگر وہ دن بدن سڑ جائے گا۔ یہ ایک اصل تھی جس پر قرآن مجید نے مسلمانوں کو قایم کیا تھا مگر انھوں نے اسے چھوڑا اور اس کا نتیجہ بھگت لیا۔ قومیت اور عصبیت کو چھوڑ کر قوم کا نشان مٹ جاتا ہے اور وہ مردہ قوم متصور ہوتی ہے

از صراط المستقیم قوم پا بیروں منہ
چوں گسست از رشتہ سوزن زود خود را گم کند

حمیت قومی کی روح کے نفخ کا بھی دراصل ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وقت وہ ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور اور مصلح آتا ہے اس وقت ہر قسم کی طبیعتوں میں ریفارمیشن کی ایک اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے کوئی اس کا محرک ہو یا نہ ہو کیونکہ فطرت میں ایک نفخ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا **ارادہ** اور قضا و قدر اس وقت چاہتی ہے کہ حالت موجودہ میں اصلاح ہو۔ جیسے اس وقت جبکہ بارش ہوتی ہے ہر بیج خواہ وہ کیسا ہی ناقص کیوں نہ ہو اپنی طاقت کے موافق نشو و نما پاتا ہے ٹھیک اسی قاعدہ کے ماتحت جب خدا تعالیٰ کا مامور آتا ہے تو ہر عقل اور ہر طبقہ کے لوگوں میں ایک اصلاح شروع ہو جاتی ہے کہیں وہ اصلاح سیاسی اصلاح کے رنگ میں نمودار ہوتی ہے کہیں اخلاقی رنگ میں کہیں علمی طرز پر اور کہیں مجلسی صورت میں۔ پس یہ کیسا آسان اور موٹا نکتہ ہے کہ جب دُنیا میں اصلاح کا عام جوش اور شوق ہو تو دانشمندوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی تحقیقات کے سلسلے کو وسیع کریں اور اسی پر قانع نہ ہو جائیں کہ اصلاح اور ریفارمیشن کی صدائیں اُن کے کانوں میں گونجتی ہیں بلکہ انھیں اس **مامور مصلح** کو تلاش کرنا چاہیئے جس کی آمد کی وجہ سے یہ عام تحریک ہو رہی ہے۔

بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند ایں ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

مسلمانوں نے خیرات کا مطلب ایسے بُرے معنوں میں سمجھا ہے کہ خیرات کا اصلی مفہوم ہی فوت ہو گیا ہے اور اب خیرات کا مفہوم نری شہرت کا مترادف قرار دیا گیا ہے اس سے کوئی بحث نہیں کہ اصل غرض کیا ہے؟ امرتسر کے ایک رئیس نے لڑکے کی شادی پر بہت کچھ خرچ کیا اسے توجہ دلائی گئی تو اب معلوم ہوا کہ آپ نے ایک اسلامیہ کتب خانہ کو ایک ہزار روپیہ نقد دیا۔ مگر نہیں معلوم کہ اس کتب خانہ کے اغراض کیا ہیں؟ ایک اسلامیہ کتب خانہ امرتسر میں کتابوں کی تجارت کرتا ہے اگر وہ اسلامی کتابوں کی اشاعت کے لئے ہی یہ رقم دینا چاہتے تھے تو ضروری تھا کہ یورپ اور امریکہ میں **اشاعت اسلام** کے سلسلے میں اسی رقم کو خرچ کرتے۔ یا اپنے شہر کے اسلامیہ سکول میں دینیات کی شاخ کے لئے خرچ کر دیتے مگر سمجھائے کون؟

ذکا خیل افغانوں نے سرحد پر جو طوفان لوٹ مار کا طوفان برپا کر رکھا تھا اور پشاور میں جس دلیری کیساتھ ڈاکہ کی واردات ہوئی ہے اس نے سرکار کو انتظام کی طرف متوجہ کیا ہے اور اب تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ذکا خیل کی شرارتوں کو روکنے کے لئے ایک مہم روانہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے جو چھاؤنی نوشہرہ میں فوجی طیاریوں سے عیاں ہے ۱۳ فروری کو کوچ بولدیا گیا ہے۔ خدا خیر کرے

مکہ معظمہ کو دُنیا کی ناف کہتے ہیں احمقوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ جب اسلام یا مسلمان مکہ کو ناف عالم کہتے ہیں تو وہ زمین کے متعلق اس کی کرویت کے مسئلہ مسلمہ کا انکار کرتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ ایسے معترضین نے سوچا ہی نہیں کہ مکہ کو ناف کہنے سے مطلب کیا ہے؟ حقیقت الامر یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچے کو کھانا پینا سب کچھ ناف کے ذریعہ سے ملتا ہے اور پیدا ہونے پر بھی ناف کا تعلق ماں سے ہوتا ہے۔ پس اس استعارہ کے نیچے یہ امر مخفی تھا اور ہے کہ دراصل **توحید** کا دودھ یہیں سے یعنے مکہ معظمہ سے لوگوں کی پرورش کے لئے پہنچا ہے اس حیثیت سے وہ دُنیا کی ناف اور مکہ **ام القریٰ** ہے۔

مسلمانوں کی شومی اعمال نے انھیں کچھ ایسا متفرق اور پریشان کر دیا ہے کہ بجائے اس کے کہ ان میں باہم کوئی ہمدردی اور اخوت ہوتی ہے باہم لڑمرتے لگے ہیں بمبئی میں **محرم** کے روز وہاں کے شیعہ سُنیوں میں ایسا ہنگامہ ہوا کہ امن قائم رکھنے کے لئے گورہ فوج طلب کی گئی بیسیوں آدمی مجروح ہوئے اور پولیس کمشنر کے فایر کرنے پر چار آدمی ہلاک ہوئے۔ اور زخمیوں سے کئی ہسپتال بھرے پڑے ہیں فساد کی بنا تعزیوں کا اُٹھانا اور ماتم تھا۔ گذرے ہوئے واقعات پر رونا اور چلانا تو اب کہانی سمجھی جائے گی مسلمانوں کو تو ابھی موجودہ زمانے کے واقعات پر ہی رونے سے فرصت نہیں کیا یہ واقعہ قوم کے لئے رونے کا موجب نہیں۔ وہ ملت بیضا جس نے مختلف قوموں اور نسلوں کو ملا کر ایک کر دیا تھا اور جابلانہ کے کینوں اور انتقام لینے کی عادتوں میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا۔ اب اس حالت میں ہے کہ ایک تاریخی واقعہ کو مذہبی رنگ دیکر اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ اب آپس میں بھائی بھائی لڑ مرے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے بڑھکر اور رونے کا کیا مقام ہوگا پس جو ماتم حسین میں رونا چاہتا ہے۔ اسے پہلے اپنی قوم کا ماتم کرنا چاہیئے۔

سُنیوں اور شیعوں تک ہی یہ اختلاف اور جدال محدود نہیں مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں یہ وبا اور آگ پھیلی ہوئی ہے اور تو اور وہ لوگ جو صوفی اور درویش کہلاتے تھے اور جن کا مسلک

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

کہا جاتا تھا۔ ہر چند یہ مسلک ایک موحد اور مخلص مسلمان کا نہیں ہو سکتا تاہم عام طور پر یہ مشہور تھا کہ صوفیوں اور درویشوں میں اتحاد ہوتا ہے اب اس گروہ نے جنوبی ہندوستان میں جو نظارہ دکھایا ہے وہ نہایت ہی خطرناک اور عبرت بخش ہے نقشبندیہ کہتے ہیں ہم اچھے ہیں قادریہ کہتے ہیں ہم افضل ہیں اس تو تو میں میں میں شیرازہ قوم بکھر رہا ہے اندر جگ ہنسائی ہو رہی ہے مگر یہ جھگڑے ہیں کہ بڑھ رہے ہیں گھٹنے میں نہیں آتے۔ اس پر بھی کہا جاتا ہے کہ

امام کی ضرورت نہیں

آہ صد آہ! چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

قبرستان میں کبھی کبھی جانے سے انسانی قلب پر عجیب رقت پیدا ہوتی ہے اسے اپنی زندگی کا انجام اور آخری گھر نظر آتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس شہر کے رہنے والے کیسے خاموش اور امن جو ہیں ان میں کیا صبر اور برداشت ہے وہ کسی آنے والے کو نہیں روکتے اور تھوڑی سی زمین میں گذارہ کر لینے کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ کیا عبرت کا سماں ہے اس خاک میں سونے والے مختلف اوقات میں انسانی زندگی کے مختلف مرحلوں سے گذرے ہیں اور مختلف طبقوں کے لوگ ہیں۔

دیدہ عبرت سے گورستاں کی جانب کر نگاہ
خاک پر سوتے ہیں کیا کیا قصر و ایواں چھوڑ کر

انسان عجز و انکساری سے عزت پاتا ہے مغرور اور متکبر رسوائی اور ذلت کے صدمے اُٹھاتا ہے عجز و حلم اپنے آپ میں پیدا کرو یہ ہر دو وصف دنیاوی مشکلات میں تمہاری گرہ کشا ہونگے [illegible]

اسلام کے ثمرات

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اُسکے کام میں لگ جائے تو آخری نتیجہ اُس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے اعلیٰ تجلیات تمام حجب سے مبرا ہو کر اُس کی طرف رُخ کرتے ہیں اور طرح طرح کے برکات اُس پر نازل ہوتے ہیں اور وہ احکام اور وہ عقاید جو محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور الہامات یقینیہ قطعیہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں اور مغلقات شرع اور دین کے اور اسرار سربستہ ملت حنیفیہ کے اُس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور ملکوت الٰہی کا اُس کو سیر کرایا جاتا ہے تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کامل حاصل کرے اور اُس کی زبان اور اُس کے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمت اُس کو عطا کی جاتی ہے اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اُسکو عنایت کیا جاتا ہے اور بشریت کے حجابوں کی تنگدلی اور خست اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور غلامی شہوات اور رزالت اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلی اُس سے دور کر کے اُس کی جگہ ربانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے تب وہ بکلی مبدل ہو کر ایک نئی پیدایش کا پیرایہ پہن لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے سُنتا اور خدا تعالیٰ سے دیکھتا اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹھیرتا ہے اور اُسکا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اُس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم ہو جاتا ہے اور اس درجہ میں اُس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں نہ بطور ابتلا کے اور وہ زمین پر حجت اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے اور آسمان پر اُس کے وجود سے خوشی کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اُس کو عطا ہوتا ہے مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات حضرت یزدانی ہیں جو بغیر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نور کی طرح اُس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور طمانیت اور تسلی اور سکینت بخشتے ہیں اور اس میں کلام اور الہام میں یہ فرق ہے کہ الہام کا چشمہ تو گویا ہر وقت مقرب لوگوں میں بہتا ہے اور وہ روح القدس کے بلائے بولتے اور روح القدس کے دکھائے دیکھتے اور روح القدس کے سُنائے سُنتے اور اُن کے تمام ارادے روح القدس کے نفخ سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ وہ ظلی طور پر اس آیت کا مصداق ہوتے ہیں **وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ** لیکن مکالمہ الٰہیہ ایک الگ امر ہے اور وہ یہ ہے کہ وحی متلو کی طرح خدا تعالیٰ کا کلام اُن پر نازل ہوتا ہے اور وہ اپنے سوالات کا خدا تعالیٰ سے ایسا جواب پاتے ہیں کہ جیسا ایک دوست دوست کو جواب دیتا ہے اور وہ اُس کلام کی اگر ہم تعریف کریں تو صرف اس قدر کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ جل شانہ کی ایک تجلی خاص کا نام ہے جو بذریعہ اُس کے مقرب فرشتہ کے ظہور میں آتی ہے اور اُس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دعا کے قبول ہونے سے اطلاع دی جائے یا کوئی نئی اور مخفی بات بتائی جائے یا آیندہ کی خبروں پر آگاہی دی جائے یا کسی امر میں خدا تعالیٰ کی مرضی اور عدم مرضی پر مطلع کیا جائے یا کسی اور قسم کے واقعات میں یقین اور معرفت کے مرتبہ تک پہنچایا جائے بہرحال یہ وحی ایک الٰہی آواز ہے جو معرفت اور اطمینان سے رنگین کرنے کے لئے منجانب اللہ پیرایہ مکالمہ و مخاطبہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اور اس سے بڑھکر اُس کی کیفیت بیان کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ صرف الٰہی تحریک اور ربانی نفخ سے بغیر کسی قسم کے فکر اور تدبر اور خوض اور غور اور اپنے نفس کی دخل کی خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک قدرتی ندا ہے جو لذیذ اور پُر برکت الفاظ میں محسوس ہوتی ہے اور اپنے اندر ایک ربانی تجلی اور الٰہی صولت رکھتی ہے۔

اس جگہ ہر ایک سچے طالب کے دل میں بالطبع یہ سوال پیدا ہوگا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے کہ تا یہ مرتبہ عالیہ مکالمہ الٰہیہ حاصل کر سکوں پس اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک نئی ہستی ہے جس میں نئی قوتیں نئی طاقتیں نئی زندگی عطا کی جاتی ہے اور نئی ہستی پہلی ہستی کی فنا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جب پہلی ہستی ایک سچی اور حقیقی قربانی کے ذریعہ سے جو فدائے نفس اور فدائے عزت و مال و دیگر لوازم نفسانیہ سے مراد ہے بکلی جاتی رہے تو یہ دوسری ہستی فی الفور اُس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ پہلی ہستی کے دور ہونے کے نشان کیا ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب پہلے خواص اور جذبات دور ہو کر نئے خواص اور نئے جذبات پیدا ہوں اور اپنی فطرت میں ایک انقلاب عظیم نظر آوے اور تمام حالتیں کیا اخلاقی اور کیا ایمانی اور کیا تعبدی ایسی ہی بدلی ہوئی نظر آویں کہ گویا اُن پر اب رنگ ہی اَور ہے غرض جب اپنے نفس پر نظر ڈالے تو اپنے تئیں ایک نیا آدمی پاوے اور ایسا ہی خدا تعالیٰ بھی نیا ہی دکھائی دے اور شکر اور صبر اور یاد الٰہی میں نئی لذتیں پیدا ہو جائیں جن کی پہلے کچھ بھی خبر نہیں تھی اور بدیہی طور پر محسوس ہو کہ اب اپنا نفس اپنے رب پر بکلی متوکل اور غیر سے بکلی لاپرواہ ہے اور تصور وجود حضرت باری اس قدر اُس کے دل پر استیلا پکڑ گیا ہے کہ اب اُس کی نظر شہود میں وجود غیر بکلی معدوم ہے اور تمام اسباب ہیچ اور ذلیل اور بے قدر نظر آتے ہیں اور صدق اور وفا کا مادہ اس قدر جوش میں آگیا ہے کہ ہر ایک مصیبت کا تصور کرنے سے وہ مصیبت آسان معلوم ہوتی ہے اور نہ صرف تصور بلکہ مصائب کے وارد ہونے سے بھی ہر یک درد پر ایک لذت نظر آتا ہے تو جب یہ تمام علامات پیدا ہو جائیں تو سمجھنا چاہیئے کہ اب پہلی ہستی پر بکلی موت آگئی۔

اس موت کے پیدا ہو جانے سے عجیب طور کی قوتیں خدا تعالیٰ کی راہ میں پیدا ہو جاتی ہیں وہ باتیں جو دوسرے کہتے ہیں پر کرتے نہیں اور وہ راہیں جو دوسرے دیکھتے ہیں پر چلتے نہیں اور وہ بوجھ جو دوسرے جانچتے ہیں پر اُٹھاتے نہیں ان سب امور شاقہ کی اُس کو توفیق دی جاتی ہے کیونکہ وہ اپنی قوت سے نہیں بلکہ ایک زبردست الٰہی طاقت اُسکی اعانت اور امداد میں ہوتی ہے جو پہاڑوں سے زیادہ اُس کو استحکام کی رو سے کر دیتی ہے اور ایک وفادار دل اُس کو بخشتی ہے تب خدا تعالیٰ کے جلال کیلئے وہ کام اُس سے صادر ہوتے ہیں اور وہ صدق کی باتیں ظہور میں آتی ہیں کہ انسان کیا چیز ہے اور آدم زاد کی حقیقت ہے کہ خود بخود اُن کو انجام دے سکے وہ بکلی غیر سے منقطع ہو جاتا ہے اور ماسوا اللہ سے دونوں ہاتھ اُٹھا لیتا ہے اور سب تفاوتوں اور فرقوں کو درمیان سے دور کر دیتا ہے اور وہ آزمایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے اور طرح طرح کے امتحانات اُس کو پیش آتے ہیں اور ایسی مصائب اور تکالیف اُس پر پڑتی ہیں کہ اگر وہ پہاڑوں پر پڑتیں تو اُنھیں نابود کر دیتیں اور اگر وہ آفتاب اور ماہتاب پر وارد ہوتیں تو وہ بھی تاریک ہو جاتے لیکن وہ ثابت قدم رہتا ہے اور وہ تمام سختیوں کو بڑی انشراح صدر سے برداشت کر لیتا ہے اور اگر وہ ہاون حوادث میں پیسا بھی جاوے اور غبار سا کیا جائے تب بھی بغیر انی مع اللہ کے اور کوئی آواز اُس کے اندر سے نہیں آتی۔ جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اُس کا معاملہ اس عالم سے وراء الورا ہو جاتا ہے اور اُن تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پا لیتا ہے جو اُس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیا

اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیا میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیا میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔

گلدستۂ اخبار

(دنیائے اسلام)

فروری کے مہینے میں بعض جلیل القدر مسلمانوں کی وفات کی خبر افسوسناک ہیں۔ نواب محسن الملک مرحوم کی بیوہ نے ۳ فروری ۱۹۰۸ء کی شب کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ مرحومہ بیش قرار مال و دولت چھوڑ گئی ہیں۔

خلیفہ سید محمد حسین بانی پرائم منسٹر حال ممبر کونسل پٹیالہ نے ایک ہفتہ بخار سے بیمار رہ کر پچھلے ہفتہ کو ریاست پٹیالہ میں رحلت فرمائی۔ ریاست پٹیالہ میں یہ خاندان بڑا معزز اور محترم خاندان تھا۔ اور گورنمنٹ اور ریاست ان کے خاندان کو اور خود خلیفہ صاحب کو اپنے وقت بہت بڑا محسن یقین کرتی تھی۔

ان خبروں کے ضمن میں وہ خبر بھی ہے جو مصری نیشنلسٹ **مصطفیٰ کامل** کی وفات کی ہے لنڈن کی ۱۰ فروری کی تاربرقی مظہر ہے کہ مصطفیٰ کامل نے وفات پائی۔ **مصطفیٰ کامل** برسوں سے پولیٹیکل تحریک کا محرک تھا اس نے مصر میں ایک گروہ **الحزب الوطنی** نام پیدا کر دیا تھا۔ اور اس نے مصر میں **اللوا** نامی ایک سربرآوردہ **جریدہ یومیہ** جاری کر رکھا تھا مگر انگلستان کی سیاحت کے بعد انگریزی اور فرنچ میں دو روزانہ اخبار جاری کر دئے جن کا نام **ایجپشین سٹنڈرڈ** اور **لتنڈرا ایجپشین** بھی جاری کر دئے تھے مگر موت کی حکومت عجیب حکومت ہے اس نے آتے ہی وہ صف لپیٹ دی اور **مصطفیٰ کامل** اس سے پہلے کہ اپنی جدوجہد کو بارور ہوتے دیکھتا اس دنیا سے رخصت ہوا مصطفیٰ کامل کے جنازہ کے ساتھ پچاس ہزار آدمی تھے جن میں بہت سے طلبا تھے۔ نظارہ موثر تھا۔

خدا تعالیٰ مرنے والوں پر اپنا رحم کرے۔ آمین۔

بحکم سلطانی قونیہ اور حلب میں دو جدید قانونی مدارس کھولے جائیں گے۔

حجاز ریلوے لائن پر جدید فوجی افسروں کی آسامیاں مدارس جنگی کے تازہ کامیاب طلبہ سے پر کی گئی ہیں۔

جامع ازہر کی یونیورسٹی کی اصلاح کے لئے خدیو معظم عباس حلمی پاشا نے ایک مینجنگ کمیٹی بنائی ہے۔

اس یونیورسٹی میں اب علوم ریاضیات اور دیگر علوم جدیدہ اور کارآمد فنون خوشخطی اور عربی انشاپردازی بھی شامل کر دئے ہیں۔

زکا خیل آفریدیوں پر تادیبی مہم روانہ کی گئی جنہوں نے انگریزی علاقہ میں گیارہ چھاپے مارے ہیں جس میں علاوہ بہت سی لوٹ کے کئی جانیں ہلاک کی ہیں۔ نوشہرہ میں فوج جمع ہو گئی ہے۔

مکہ سے حاجی واپس آ رہے ہیں ہیضہ وغیرہ سے ان لوگوں کو بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی کئی روز تک چار چار سو آدمی ہلاک ہوتے رہے جمعہ کے روز جو لوگ جہاز سے اترے وہ آرتھر روڈ کے شفاخانہ میں بھیجے گئے۔

عام خبریں

بمبئی میں چیچک کا بہت زور ہے ٹیکہ پر زور دیا جاتا ہے۔

مسز اینی بسنٹ ہندوستان میں تھیاسوفیکل سوسائٹی کے متعلق ایک یونیورسٹی قائم کرنا چاہتی ہیں۔

مہاراجہ دربھنگہ نے راجکمار کی ولادت کی خوشی میں اڑھائی لاکھ روپیہ کلکتہ یونیورسٹی کے کتب خانہ کو پچاس ہزار بانکی پور کے یتیم خانہ کو جسے پچاس ہزار پہلے بھی دئے جا چکے ہیں اور پچاس ہزار دربھنگہ کے یتیم خانہ کو اور ۱۴ ہزار روپیہ یتیم خانہ کی عمارت کے لئے کلکٹر کو دیا ہے۔

روسی ریلوے چور مدراس میں گرفتار ہو گیا ہے۔

سو ماہ رواں کی شب کو کراچی چھاؤنی میں کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کے دفتر کے قریب چار پٹھانوں نے ڈاک کی گاڑی پر حملہ کیا گاڑی بان کو سخت زدوکوب کیا تھیلوں میں جو کچھ تھا نکالا اور بھاگ گئے پولیس سرگرم تلاش ہے مگر وہ اب تک گرفتار نہیں ہوئے۔

حضور وائسرائے ۲۰ ماہ رواں کو منڈالہ واقع ممالک متوسط کو تشریف لے جائیں گے راستہ میں ایسٹ انڈین ریلوے کے والنٹیروں کے قواعد ملاحظہ کرنے کے لئے ایک دو روز قیام کریں گے۔

دہلی کے جنرل پوسٹ آفس پر ڈاکہ پڑا صرف پارسلوں کا صندوق اٹھا کر چلدئے۔

کراچی میں ایک نیا کارخانہ کاتنے اور بننے کا کھلنے والا ہے جس کا سرمایہ ۱۲ لاکھ ہے اس کے مالک اور مہتمم بہت تجربہ کار مہاجن اور متمول آدمی ہیں ساڑھے چار لاکھ روپیہ انھوں نے اپنی جیب سے دیدیا ہے۔

پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب مسٹر میکسویل قائمقام ڈائرکٹر جنرل صیغہ ڈاک خانہ ہند مقرر ہوتے ہیں۔ کیونکہ مسٹر سٹوارٹ ولسن رخصت پر جانے والے ہیں۔

شمسی ہنٹ کے پیر ہز ہائینس سر آغا خان کے خلاف ایک مقدمہ بمبئی ہائی کورٹ میں دائر ہے۔ مدعیہ حاجی بی بی ہیں۔ یہ دعویٰ ہے کہ مدعیہ آغا خان اول جائیداد میں اپنی جائز شرکت ظاہر کرتی ہے اور اس کا حصہ لینا چاہتی ہے بمبئی کے نامور وکلاء فریقین کے پیروکار ہیں۔

مدراس میں ایک کانفرنس ہونے والی ہے کہ درستی گرگٹوں کے وسیلہ سے توربانی کو ترقی دینے کی تجاویز سوچے اور وسایل اختیار کرے۔

بارہ بنکی کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے پانچ چھ ڈاکوؤں کو بڑی ہوشیاری سے صرف ایک کنسٹبل کی مدد سے گرفتار کیا۔

امسال گورنمنٹ ہند کے دفاتر خلاف معمول بہت جلد شملہ پر کھلینگے۔ ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء کو کھل جائیں گے۔

کلکتہ میں افواہ گرم ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی کے دو حصے کئے جائیں گے۔

احمدی ڈیپوٹیشن

آخر احمدی ڈیپوٹیشن کی تجویز بعمل ہو گیا اور یہ قرار پایا ہے کہ ڈیپوٹیشن اپنا کام شروع کرے۔ اس ڈیپوٹیشن میں فی الحال خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ میاں چراغ دین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ میاں معراج الدین عمر اور بزرگ بھی شامل ہو سکینگے۔ لاہور سے اس ڈیپوٹیشن نے کام شروع کیا ہے۔ لاہور کی رپورٹ جو نہایت اطمینان بخش ہے اگلی اشاعت میں درج ہوگی فی الحال پروگرام آئندہ کا دیا جاتا ہے امید ہے ہر جگہ کی جماعتیں اپنے قومی وفد کو خیر مقدم کہینگی۔

پروگرام

یہ وفد ۲۸ فروری ۱۹۰۸ء شام کو سات بجے امرتسر پہنچیگا۔ اور ۲۹ فروری کو دو پہر کو روانہ ہو کر کرتارپور سٹیشن سے ۲۹ ہی کو کپورتھلہ پہنچ کر کام کریگا۔ یکم مارچ تک وہاں قیام ہوگا۔ یکم کو وہاں سے واپس ہوگا۔ ۸ مارچ ۱۹۰۸ء کو **لائلپور** ۱۴ مارچ کی شام کو گوجرانوالہ ۱۵ مارچ کی صبح کو راولپنڈی۔ راولپنڈی سے اسی روز شام کو روانہ ہو کر ۱۶ مارچ کو مردان اور پھر اسی رات کو پشاور پہنچیگا۔ باقی پروگرام پھر

ویدک تعلیم کی عالمگیری

دسمبر ۱۹۰۶ء کے بیراہ مسافر جالندھر میں ایک دیانندی نے "ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس کے اول میں ہی آپ نے یہ لکھدیا ہے کہ "نکتہ چینیوں کی اصول بحث سے ناواقفیت" اگر واقعی اس مضمون کا لکھنے والا دیانندی پنتھ سے خوب واقف ہوتا تو ہمیں زیادہ سمجھانے کی ضرورت نہ رہتی مگر اس مضمون کے پڑھنے سے ہمارے اس خیال کو بہت تقویت ہوتی ہے کہ دیانندی اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ دیکھتے ہوئے دوسروں کے تنکے کو شہتیر بنا دیا کرتے ہیں بہرحال ہم محققین کے روبرو اس مضمون کا لب لباب رکھکر التجا کرتے ہیں کہ وہ نظر انصاف سے دیانندی صاحب کی دلایل کو پرکھیں۔

منشی محمد حسین صاحب کا اصل اعتراض یہ ہے کہ اگر سب ارواح نیک بن جاویں تو حیوانات و نباتات پیدا ہونے بند ہو کر پرمیشور کو انسان کے گذارے کے لئے کچھ اور انتظام سوچنا پڑے مگر چونکہ دنیا کی جملہ اشیاء کی حالتیں ازلی اور ابدی ہیں جن کے بدلنے پر پرمیشور بھی قادر نہیں اس لئے حیوانات وغیرہ کی عدم موجودگی میں اس کا دوسری اشیاء سے کام لینا کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔

اتنے اعتراض پر جو "ناواقفیت پر مبنی" لالہ صاحب بہت اُچھلے کودے ہیں اور صرف ممکن ہو سکنے کے مفہوم پر بڑی بالے دے کی ہے اور آخر میں نتیجہ یہ نکالا ہے کہ "ہمارا (دیانندیوں کا) عقیدہ ہے کہ جس طرح سارے آدمیوں کی شکلیں یکساں نہیں ہوتیں جیسے کہ ان کے خیالات اور رائیں ایک طرح کی نہیں پائی جاتیں ایسے ہی چونکہ وہ (یہ امتیاز تفریق نیک و بد کے) فعل کرنے میں خود مختار ہیں لہذا کبھی ایک وقت میں ان کے کرم بھی یکساں **نہیں ہونگے۔ نہ ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں اور** یہی سبب ہے کہ ویدک دھرم نے آغاز آفرینش سے بنی نوع انسان کی دو ہی قسمیں بتلائی ہیں (۱) آریہ (۲) دیو۔ یعنے نیک اور بد"

یہ ہے نتیجہ جو عالمگیر مذہب کے پیرو لالہ دیانندی نے نکالا ہے اس نتیجہ کے پڑھنے سے جہاں ہمیں مدعی عالمگیر پنتھ کے ناواقف حامی کی عقل و خرد پر افسوس ہوا وہاں ایسے فضول اور بے اصول مضمون کے اندراج کے لئے بیراہ مسافر پر بھی سخت افسوس ہوا کہ اُس نے بلا سوچے سمجھے ایک ایسے مضمون کو درج رسالہ کر دیا جس نے دیانندی پنتھ کے اصولوں کو جڑ سے کاٹ دیا۔ بہرحال چونکہ ہمیں دیانندیوں کی تسلی کرنی منظور ہے اس لئے ہم اس مضمون پر بوضاحت بحث کرنے کے لئے اسے مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو اس کے سمجھنے میں دقت محسوس نہ ہو

(۱) فطرت الیشور۔ روح و مادّہ بموجب عقیدہ دیانندیاں (۲) کیا کوئی ایسا وقت ہو گذرا ہے جس میں بموجب ویدک عقیدہ کے تمام انسانوں کے کرم یکساں تھے (۳) کیا جو بات ایک دفعہ قانون قدرت میں ہو چکی ہے وہ دوبارہ ہو سکتی ہے یا نہیں (۴) کیا ویدک دھرم نے بنی نوع کی تقسیم آغاز آفرینش میں ہی کر دی تھی یا بعد ازاں ہوئی (۵) آریہ اور دیو کے معنے (۶) ہمارا فیصلہ۔

اب ہم اصل مضمون کی طرف رجوع کر کے ہر ایک عنوان پر لکھتے ہیں۔

(۱) الیشور۔ روح۔ مادّہ کی فطرت

لالہ دیانند ستیارتھ پرکاش سملاس سات دفعہ ۱۰ صفحہ ۲۱۷ میں الیشور اور جیو کی ذات اور طبیعت کے بارے میں لکھتا ہے کہ ہر دو یعنے الیشور اور روح بالذات چیتن (ذی عقل) ہیں طبیعت ہر دو کی پاک غیر فانی اور دھارمک وغیرہ ہے آگے چل کر سملاس آٹھ دفعہ چار صفحہ ۲۳۸ پر پرکرتی یعنے مادّہ کی تعریف لکھتا ہے کہ ستو (لطافت و پاکیزگی) رج (حالت متوسط) تم (کثافت یا غیر ذی شعوری) ان صفات کے جامع کو مادّہ کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہو گیا کہ روح جو ذی شعور ہے اس کی فطرت پاک اور دھارمک ہے اور مادّہ محض ایک بے جان غیر ذی شعور تابع روح ہے یعنے جو افعال روح (جو ایک خود مختار ہستی ہے) اس سے کرانا چاہے وہ کر سکتی ہے۔ چونکہ لالہ دیانند کا عقیدہ ہے (ستیارتھ پرکاش سملاس آٹھ دفعہ ۱۴ صفحہ ۲۴۳) کہ کسی چیز کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ جس چیز کی ازلی اور ابدی فطرت ہی دھارمک اور پاک واقع ہوئی ہے تو وہ اپنی پہلی حالت میں یعنے جبکہ اُس کا تعلق مادّہ سے پہلی بار ہوا کیوں نہ ایک ہی حالت پر دھارمک اور پاک ہوگی اور پھر اگر گناہ کی کثافت سے جو ایک عارضی فعل ہے کچھ عرصہ کے لئے خراب بھی ہو جاوے تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ کسی وقت جلد یا بدیر وہ اپنی اصلی فطرت پر پھر جمع ہو جائے گی کیونکہ کسی چیز کے فطرتی خواص ضائع نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ایک سفید کپڑا لیجیے جس کی اصلیت سفید ہے مگر بباعث کثرت استعمال اس پر میل لگ گئی ہے اور جونہی کہ میل کو دور کر دیا جاوے اسی وقت وہ اپنی اصلیت حاصل کر لیتا ہے۔ اس سے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ انسان پیدا ہونے پر بالکل پاکیزہ دھارمک اور ایک ہی حالت پر تھے ان کے کرم یکساں تھے فطرتیں ایک تھیں۔ گویا لالہ دیانندی کے ناممکنات کی قلعی کھل گئی اور ثابت ہو گیا کہ بموجب ویدک عقیدہ کے کسی وقت گو اسے کتنا ہی لمبا چوڑا عرصہ گذر چکا ہو تمام انسانوں کے خیالات سرائیں۔ شکلیں اور کرم بالکل ایک جیسے یعنے اپنی اصلی فطرت پاکیزگی و دھارمک پر تھے۔ اور جس طرح میلا کپڑا دھونے سے اور نیز دیگر تدابیر سے سفید ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ویدک عقیدہ کے مطابق تمام انسان کسی وقت بہ عارضی پاپ کی میل دور کرنے پر اپنی فطرت اصلی یعنے دھارمک پن پر آ جائینگے گو کتنے عرصہ دراز تک آویں مگر اصل فطرت پر آ جانا لازمی ہے کیونکہ کسی چیز کے فطرتی خواص ویدک پرمیشور ہرگز نہیں بدل سکتا۔

(۲) کیا کوئی ایسا وقت گذر چکا ہے جس میں بموجب عقیدہ دیانند تمام انسانوں کے کرم یکساں تھے؟

بے شک ویدک عقیدہ کے مطابق ایک زمانہ میں تمام انسانوں کے کرم شکلیں خیالات سب یکساں گذر چکے ہیں جس کی تشریح لالہ دیانند نے اُپدیش منجری صفحہ ۵۹ پر اس طرح کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ آدی سرشٹی (یعنے دنیا کے شروع میں) کے پیدا شدہ انسانوں میں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق ہو گیا ہے موجود نہ تھا اُن لوگوں کو صرف کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا اور ان وحشیوں میں بھی سب جاندار ایک ہی سے اور ایکرس تھے۔ پھر ذرا آگے چل کر مزید تشریح کر کے لکھتا ہے کہ آدی سرشٹی میں امیتھنی (سائکلیک) سرشٹی ہونے کی وجہ سے بہت سے جیو آتما انسانی جامہ میں پیدا ہوئے حیوان وغیرہ نہ ہوئے پھر چال چلن کے فرق اور پاپ پُن کے مطابق وہ بھی جنمانتر کے چکر میں آ پھنسے اب ہم مسافر بے راہ کے نامہ نگار سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا یہ عقیدہ کہ کسی زمانہ میں تمام آدمی ایک ہی شکل خیال رائے اور یکساں کرم کے نہیں ہو گذرے کس وید منتر یا دیانند کی کس پستک پر مبنی ہے اور یا یہ آپ کا خود تراشیدہ عقیدہ ہے

(۳) کیا جو بات ایک دفعہ قانون قدرت میں ہو چکی ہے وہ دوبارہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

چونکہ بموجب ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ صفحہ ۲۶۳ لالہ دیانند کا عقیدہ ہے کہ گناہ وغیرہ ایک عارضی فعل ہے طبعی نہیں۔ اس لئے جیسا کہ جیو کی طبعی صفت پاکیزگی ہے وہ گناہ کے عارضی فعل کو دور کر کے اپنی اصلی فطرت پر آ سکتا ہے یعنے چونکہ انسان خود مختار ہے اس لئے پاپ کے عارضی میل کو دور کرنے پر قادر ہے۔ چونکہ ایک وقت ایسا گذر چکا ہے کہ تمام انسان پاک تھے اور پاپ سے مبرا تھے اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ ایک عارضی چیز کے دور ہونے پر وہ اپنی اصلی فطرت پر جمع ہو سکتے ہیں۔ کُل شَیءٍ یرجع الیٰ اصلہ۔ مشہور مقولہ ہے۔ تمام انسانوں کا ایک ہی حالت پر آ جانا کسی طرح قانون قدرت کے خلاف نہیں کہا جا سکتا۔

(۴) کیا ویدک دھرم نے بنی نوع کی تقسیم شروع دنیا میں ہی کر دی تھی یا بعد ازاں ہوئی؟

(باقی)

نمبر دوم کے ملاحظہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ ویدک دھرم نے شروع آفرینش میں کسی قسم کی تفریق انسانوں میں نہیں مانی۔ مزید ثبوت اس کا یہ ہے کہ لالہ دیانند آپدیشں منجری صلا پر لکھتا ہے کہ آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے ان کے لئے کوئی امر و نہی نہیں تھا نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا اور کہ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی بعد ازاں پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا۔ بس وید کے گیان سے ہی گناہ اور پاپ کا علم ہوا اور اسی اسی قسم کے چلن ہوتے گئے (گویا وید ہی سب سے پہلا معلم پاپ ہوا) اور اس کے سیکھنے سے لوگوں میں پاپ کا مادہ پیدا ہوا۔ ورنہ اگر یہ کوک شاستر اور نیوگ شاستر دنیا میں نہ آتا تو لوگ پاپ پر ہرگز مزاولت نہ کرتے۔ چونکہ مسافر بے راہ کے نامہ نگار کا عقیدہ ہے کہ شروع دنیا میں ہی ویدک دھرم نے انسان کی دو اقسام بتائیں اس لئے اس کے ثبوت میں اور دیانند کی تردید میں کوئی وید منتر پیش کرنا چاہئے۔

(۵) آریہ اور دیو کے معنے

ستیارتھ پرکاش کے بموجب آریہ اور دیو کے ایک ہی معنے ہیں یعنے نیکوکار عالم اور نیک۔ مگر چونکہ مسافر بے راہ کا نامہ نگار سنسکرت اور اپنی کتب سے محض بے بہرہ ہے اس لئے آریہ و دیو کے معنے اس نے نیک و بد لکھے ہیں۔ بے راہ کے اڈیٹر صاحب بھی مکھی پر مکھی مارنا جانتے ہیں خواہ ویدک دھرم کا بیڑا ہی غرق ہو جاوے۔ جب نامہ نگار اس سمجھ اور عقل کا آدمی ہے تو ویدک دھرم کی ایسوں سے حمایت ہونا معلوم۔ موٹی عقل کے آدمی نے اردو پڑھکر دیانند کا نام سنکر اول جلول جو آیا دھر گھسیٹا۔ چونکہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں ایک جگہ لکھا ہے کہ شریفوں کا نام آریہ عالم۔ دیو الخ ہو گیا تو اس کے معنے نامہ نگار نے سمجھے کہ آریہ کے معنے تو عالم ہوئے اور اس کی ضد میں بباعث درمیانی لکیر کے دیو کا لفظ پڑا ہے جسکے معنے آپ نے بُرا کر دیئے گویا دیو کے لفظ نے دیو پری کی کہانی یاد آ گئی واہ ری عقل اور اسپر حامی وید ہونے کا دعوے

بریں عقل و دانش بباید گریست

(۶) ہمارا فیصلہ

جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ تمام انسان شروع دنیا میں ایک ہی دھارمک حالت پر تھے پھر چونکہ ویدک ایشور سب کا انجام بخیر کرنے والا (ستیارتھ پرکاش سملاس اول دفعہ ۷ صلا۲) اور سب کا پتا یعنے بہتری چاہنے والا (دفعہ صہ۵۱) سب کی ماتا یعنے سب کی ترقی چاہنے والا (دفعہ صہ۵۴) اور شدھ یعنے سب کو پاک کرنے والا (دفعہ صہ۶۷) اور پھر سب سے بڑھکر ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ مجھ سے اس طرح پرارتھنا یعنے دعا کرو کہ اے پرماتما آپ اپنی رحمت سے از خود تمام جیووں کے دلوں میں جلوہ گر ہو جیئے تاکہ سب جیو دھرم پر چل کر اور ادھرم کو چھوڑ کر غایت درجہ کے آنند کو حاصل کریں اور دکھوں سے الگ رہیں۔ (دفعہ ۲۵) جب انسانوں کی کوشش نیک اعمالی کے ساتھ ایشور کی مدد بھی جیسے مانگی گئی ہے شامل ہو جاوے تو ضروری بات ہے کہ تمام انسان کسی زمانہ میں نیک ہو جاوینگے۔ ورنہ ایسی دعائیں مانگنے کے لئے جن سے کچھ فایدہ حاصل نہ ہو تو تعلیم دینا فضول امر ہے اگر ویدک ایشور تمام جیووں کو ادھرم سے چھڑا کر آنند نہیں دے سکتا تو اس سے مانگنا یا التجا کرنا لا حاصل ہے۔

ہر دو فریقین کی دلائل دیکھنے سے ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ بے راہ نامہ نگار دیانند کی تعلیم محض بے بہرہ اور کندہ ناتراش ہے اور بجائے ویدوں کی حمایت کے ان کی تعلیم کی جڑ کاٹ رہا ہے اس لئے اُسے حق نہیں پہنچتا کہ وہ حامی وید ہونے کا دعوے کر سکے منشی محمد حسین صاحب کے اعتراضات بہت معقول اور ستیارتھ پرکاش کی اصل تعلیم پر مبنی ہیں۔ اس لئے بجنسہ قائم ہیں۔ ہم کسی لائق و ودوان دیانندی کے معقول دلائل پر غور کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ بہتر ہو کہ ویدک دھرمی کالت کے لئے کوشش کریں۔ (خاکسار ابوالفضل محمد منظور الٰہی سوہدروی ٹھٹھنڈہ)

انجمن حمایت اسلام اور اسکے مخالف

مَیں نے الحکم کی کسی دو اشاعتوں میں انجمن حمایت اسلام کے متعلق دو نوٹ لکھے تھے۔ مَیں یہ کئی مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ انجمن حمایت اسلام ہمارے سلسلہ کے مخالف ہے لیکن اس کی مخالفت یہ نہیں سکھاتی کہ مَیں محض اس ایک خیال کو دل میں رکھکر اس کی مخالفت شروع کروں خدا نکرے کہ ہم لوگ ایسا کرنے والے ہوں کیونکہ یہ فرمان الٰہی کے خلاف ہے۔

لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا

علاوہ بریں یہ مُسلمانوں اور اسلام کے ساتھ دشمنی ہے کہ ایک مفید کام کو نقصان پہنچانے کے لئے کوشش کی جاوے مَیں نے اپنے پچھلے ریمارک میں جو کچھ ظاہر کیا تھا وہ ان واقعات کی بنا پر تھا جن کو محض خود غرضی کی بنا پر انجمن کے مخالف پیش کر رہے ہیں۔ کسی کو تنخواہ دار یا اجارہ دار انجمن ہونے کے طعنے دینا بتا رہا ہے کہ اصلاح طلب فریق کی غرض و غایت کیا ہے؟ اور جب ان مطالبات پر نظر کی جاوے جو یہ لوگ کرتے ہیں تو اصل حقیقت اور بھی کھل جاتی ہے پیسہ اخبار میں جس قدر مضامین انجمن کے خلاف شائع ہوئے ہیں اُن کو پڑھکر مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مخالفت محض ذاتی اغراض کی بنا پر ہے۔ اور مخالف فریق اس میں ایسا مدہوش ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں سوچتا کہ اس کا یہ طریق عمل مسلمانوں کے ایک چلتے ہوئے کام کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ عین سالانہ جلسہ کے قریب آکر مخالفت کا علم بلند کرنا کس دانشمندی اور مآل اندیشی کا نتیجہ ہے مجھے انجمن کے حسابات یا اندرونی حالات پر بحث کرنے کی اس وقت حاجت نہیں مَیں عام نظر سے اس مخالفت کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ مسلمانوں کے اس تعلیمی کام کے لئے مفید ہے یا نہیں؟ اس کا جواب صاف ہے کہ وہ مضر ہے مسلمانوں میں پہلے ہی خانہ جنگیوں کی کمی نہیں جو آپ اس سلسلہ کو شروع کر کے اس کی تکمیل کی جاتی ہے۔ جن لوگوں نے شروع سے لیکر اب تک انجمن کے لئے محنت کی ہے اور بڑی جانفشانی سے کام کیا ہے انکو اس طرح پر ہدف ملامت بنانا بالکل نامناسب ہے۔ دو سال پہلے جب اس فریق نے شور مچایا تھا اُس وقت کیا کیا تھا جو آپ کریں گے۔ انجمن کے بعض کارکنوں کو مقدمات کی دھمکیاں دینا اور قوم میں بدنام کرنا۔ انجمن کو بدنام کرنا اور اس طرح پر مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے یہ وقت تھا کہ انجمن کے فنڈز کے لئے یہ مہذب اور معترض گروہ سعی کرتا مگر اس نے اُلٹی راہ اختیار کی ہے۔ اگر انجمن کے کام میں کوئی نقص ہے یا اُس کے حسابات قابل پڑتال ہیں تو کچھ مضایقہ نہیں انتظامی کونسلیں اور کمیٹیاں کس مرض کی دوا ہیں وہاں ان جھگڑوں کا فیصلہ کرو۔ اور وہ کالج اور مدرسے جو انجمن کے ماتحت ہیں اُنھیں قومی کام سمجھکر باہم متفق ہوکر اُنکی ترقی اور بہتری کی فکر کرو اس لئے کہ یہ اب مشترکہ کام ہو گیا ہے۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ کم از کم اس قسم کے تعلیمی اور دوسرے مشترکہ کاموں میں مسلمانوں کو مل کر کام کرنا چاہیئے جو قومی کام سمجھے جا سکتے ہیں اگر وہ اسلامی فرقہ بندیوں سے نجات نہیں پا سکتے۔ اگرچہ اگر دین مقدم ہو اور ہم اُس راہ پر چلیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور خود اور اپنی جماعت کو لیکر اسپر عمل کے دکھایا تو یہ جھگڑے آج مٹ جائیں۔ بہر حال وہ بڑی اصلاح کا مدعی پیسہ اخبار جو طنز سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اعتراض کیا کرتا ہے کہ اس فرقہ نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالدی کیا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ سکتا ہے کہ اس نے ایک چلتے ہوئے کام میں روڑا اٹکانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ اس خطرناک طریق کو چھوڑنا چاہیئے۔ اگر کوئی قابل اصلاح امر ہے تو اُس کی بادبانہ طور پر اصلاح کرنی چاہیئے نہ کہ وہ رنگ اختیار کیا جاوے جو غیروں کو ہنسی کا موقع دے۔ اے خدا تو مسلمانوں کو چشم بصیرت عطا کر اور انہیں سمجھ دے کہ وہ اپنے نفع و نقصان کو

قرانُ السعدین

اللہ تعالےٰ ہی کی حمد اور ستایش ہو جس نے صہر اور نسب کو بنایا اور اس کے رسول پر صلوٰۃ اور سلام ہو جس نے رحمۃ للعالمین ہو کر دنیا میں صہری رشتوں کی عظمت اور قدر کو قایم کیا اور پھر خدا تعالےٰ کے اپنے ہاتھ سے معطر کئے ہوئے مسیح موعودؑ اور ہمارے امام پر سلام ہو جس کے نسبی اور صہری شرف کے اظہار کیلئے اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام سے شہادت دی

الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر و النسب

یعنی وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہارے نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے اللہ تعالےٰ کی یہ وحی ایک لمبا زمانہ ہوا حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق (جیسا کہ صراحت کے ساتھ پیشگوئی میں مذکور تھا) حضرت جری اللہ کا صہری تعلق دہلی کے ایک صحیح النسب اور سیدانی میں ممتاز خاندان سے ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق اس رشتہ کو بار ور فرمایا۔ چنانچہ کئی بچے جو اپنی اپنی رنگ میں

آیۃ اللہ

تھے اور ہیں خدا تعالےٰ نے عطا فرمائے ان میں سے حضرت بنتِ رسول صاحبزادی مبارکہ بیگم کے نکاح کی تقریب سعید

آج ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء یوم دوشنبہ کو بعد نماز عصر

دارالامان کی جامع مسجد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خدام کی موجودگی میں ہوئی۔ صاحبزادی صاحبہ سلمہا اللہ تعالےٰ کا نکاح

۵۶ ہزار مہر

پر جناب نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت حکیم الامۃ مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام کے ارشاد کے موافق حسب معمول پڑھا۔
اس تقریب سعید پر میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کو

مبارکباد دیتا ہوں

جناب نواب صاحب پر جو فضل ہوا ہے اور خدا کے برگزیدہ رسول مہدی اور مسیح نے جس شفقت اور کرم سے انکو نوازا ہے وہ بہت ہی شکر گزاری کے قابل ہے اور اس لئے نواب صاحب بہت ہی مبارکباد کے قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ شرف اور بزرگی عطا فرمائی ہے اسلئے میں صدق دل سے اس انعام عظیم پر جو اللہ تعالےٰ نے انپر کیا ہے انہیں

مبارکباد دیتا ہوں

اس تعلق سے وہ خدا تعالےٰ کے مسیح کی دعاؤں سے بیش از بیش فیض اٹھائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے ان انعام و اکرام سے حصہ لیں گے جو نواب مبارکہ بیگم کی ذات بابرکات کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود و مامور کے ذریعہ وعدہ فرمائے ہوئے ہیں اور جنکی صراحت کسی دوسرے وقت پر کیجائیگی۔ ہاں اشارۃً حضرت مسیح موعود کے یہ دو شعر یہاں درج کرتا ہوں جو

نواب مبارکہ بیگم

کے متعلق ہیں۔

ہوا اک خواب میں مجھپر یہ ظاہر — کہ اس کو بھی ملیگا بخت برتر
لقب عزت کا پاوے وہ مقرر — یہی روز ازل سے ہے مقدر

نواب مبارکہ بیگم یہ ہی الہامی اعزاز ہے اور اللہ تعالیٰ جسطرح چاہیگا اور جسوقت چاہیگا اپنے وعدوں کو پورا کریگا۔ بہرحال نواب صاحب کی سعادت اور خوش قسمتی جس کا اس تعلق سے

دورِ جدید

شروع ہوا ہے بہت بہت مبارکباد کے قابل ہے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو اس انعام عظیم کی عظمت کا اظہار کرسکیں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اپنے خطبہ میں کیا ہی لطیف فرمایا کہ ایک وقت تھا جب نواب محمد علیخاں صاحب کے مورث اعلیٰ شیخ صدر جہاں (علیہ الرحمۃ) کو ایک رئیس اعظم نے اپنی لڑکی دی تھی مگر یہ خدا کا فضل کا نتیجہ ہے اور اسی نکتہ نوازی ہے کہ آج محمد علیخاں کو

سلطانِ دین نے اپنی لڑکی دی ہے

اور یہ اس بزرگ مورث سے زیادہ خوش قسمت ہیں یہ میرا دین میرا علم اور ایمان بتاتا ہے کہ وہ حضرت صدر جہاں سے زیادہ خوش قسمت ہیں۔

بہرحال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تقریب سعید بعد نماز عصر ہوئی۔ اور اسکے ساتھ ہی تین اور نکاح بھی ہوئے اور اسطرح پیر آج کا دن ہماری احمدی جماعت مقیم قادیان دارالامان کیلئے از بس خوشی کا دن اور مبارک دن تھا جبکہ حضرت خلیفۃ اللہ نے اپنے ایک خادم کی ذرہ نوازی فرمائی + بالآخر میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر طرح مبارک فرماوے اور اپنے فضلوں کے وعدوں کو پورا کرے تا دنیا کی آنکھیں روشن ہوں اور اس کے برگزیدہ بندے مسیح موعودؑ کا جلال چمکے۔ آمین۔
اس تقریب سعید کی شمولیت کیلئے لاہور سے عزیز احباب شیخ رحمت اللہ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور منشی تاج الدین میاں چراغ الدین صاحب ڈاکٹر نور محمد صاحب حکیم محمد حسین صاحب قریشی بابو غلام محمد صاحب خلیفہ رجب الدین صاحب مستری محمد موسےٰ صاحب وغیرہم ہی حاضر ہوگئے تھے + حضرت حکیم الامۃ کا خطبہ اگلے الحکم میں

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ - سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے بنے ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۵ روپیہ

کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار کشمیر کی لکڑی ۱۲ کین ہینڈل ۳ ربڑ کے پیچ کے لئے نہایت عمدہ ہیں - کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی - ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۲ - کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے ۴ - کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱۲

بچوں کے کرکٹ سٹ } ۱۲ سے ۱۴ برس کیواسطے درست ایک سٹ لڑکیں

ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ ۴

۱۰ ۱۱ اسٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس ۵

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۶ ۵

" " " " " " " " ۵ ۵

بچوں کے لئے فٹ بال ۱۲ معہ بلیڈر ۴

" ۳ ۲

کرکٹ بال گٹ سن نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ۵

" دھاگے کے بیچ ۱

" پریکٹس ۱

کرکٹ ویلس فی کاپی ۲

المشتہر نظام الدین سنتری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مال از قسم پریکٹس بیٹ - پریکٹس وکٹس - فٹ بال وغیرہ پہنچا - ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے - اور قیمت میں اس سے بہت کم - میں اسکو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں - نیاز مند - حاکم علی ہیڈماسٹر مڈل سکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۵ ۵

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ۳ روپیہ اور دوم مبلغ ۲ روپیہ مبلغ ۱۰ بیعانہ آنے پر خراس روانہ کیا جاتا ہے - بیلنے کرتا اور چلنے والے بھی تیار رہیں -

چھہ سال کا تجربہ

جب ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ہمسایہ بھی اس طرح کی مصیبت میں مبتلا تھے اور جب ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ جس سے انھوں نے اس مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرتے ہیں تب ہم بھی وہی راستہ اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کرتے ہیں جس سے وہ کامیاب ہوئے تھے اس سے بھی زیادہ بہتر خبر یہ ہے کہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی دوا بتائے جو ہمیں شفا بخشیگی - ڈاکٹر سی سی - مسٹر صاحب ایل - ایم - ایس سور کرجی کمپنی عطاران - ۱ - ۱۳۱ کورن والس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) کہتے ہیں میں گذشتہ چھہ سال سے اپنے انگریز اور دیسی مریضوں کو ڈوون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں استعمال کراتا ہوں اور اُن کو گردوں کے انحطاط - درد کمر اور درد مفاصل میں مفید پایا ہے - ایسے مرضوں سے تکلیف والوں کو میں بغیر کسی پس و پیش کے اس دوا کے استعمال کرنے کی صلاح دیتا ہوں - گردوں کی بیماری اس وجہ سے خطرناک ہے کہ وہ اتنی خفیہ اور آہستہ آہستہ اپنا گھر کرتی ہے کہ جو شخص درد سر - گھٹیوں اور قلب (دل) کی بیماری - بیخوابی - جگر آنا - سستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا - یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات بھی - درد پشت جلد جلد پیشاب کی بیماریاں اور درد مفاصل اور گردوں کے سکڑنا - یہ گولیاں ان سب باتوں کو رفع کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنے گردوں کی بیماری دور کرتی ہیں تمام دوا فروشوں کی دکانوں پر یا براہ راست ڈوون کی ادویہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۳۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۰ - اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ریلوے پارسل خرچ لینے کے کی جائے گی

ڈوون کا مرہم (ڈوونس اینٹمنٹ) ایکدفعہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ - چھاجن - بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ - کھرجوا - کیڑے - چیچڑ - داد - سادہ جلد کی سب طرح کی سوزش - نمکین - شبورہ - اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ عا فی ڈبیا -

---

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں

حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں - اس تریاق طاعون پیٹنٹ مجرب الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملاکر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام لوگوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشار ادائے فیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے - قیمت فی شیشی ۱۰ روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کر یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں - نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار زر اجرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون

مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل یکساں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے نئے بے لاجواب معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایکبار روپیہ ۱۲

طلا طلسمی

پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۲ر - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جو اعتراض آریہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸ر - نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر فیصلہ آسمانی قیمت ۲ر - ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱۲ر) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر - حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۴ر - مجاہد المسیح قیمت ۳ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر تفسیر سورہ فاتحہ ۲ر - نمونہ قرآن مجید ۱ر

المشتہر

منیجر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

تعالےٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۲ع

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین

مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس املشن نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر - کھانسی - زکام گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے -

ماہی سے نہیں چھوجاتا

از فرنٹ کے اب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمٹڈ

مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ انشان ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

حقیقت نماز شائع ہوگئی

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور معروف اخبار ہر مہینے کی
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰
قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

پھر گویم با تو گر آئی چہار قادیان ہیں | دو ابینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔۔۔ ؎ ۱/
۲۔ خواص و معاونین سے ۔۔۔ عـــہ
۳۔ ہندوستان سے باہر ۔۔۔ ؎
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ؎ ۱۴/
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ
کم آمدنی والے لوگوں سے ۔۔۔ ؎ ۱۴/

نوٹ ۔ عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل شاعت کیوجہ سے کیا گیا ہے۔

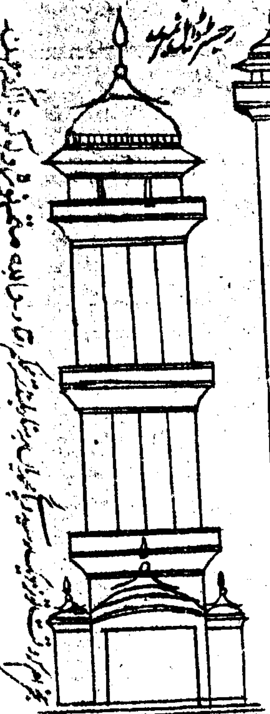

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۶ | جلد ۱۲

احمدی ڈیپوٹیشن

احمدی ڈیپوٹیشن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات پر قوم کو آگاہ کرنے کے لئے نکلا ہے جیسا کہ میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں۔ ڈیپوٹیشن میں شریک ہونے والے بہت عدیم الفرصت اور بعض ان میں سے قومی خدمات کے بوجھ کے نیچے بہت ہی دبے ہوئے ہیں مگر موجودہ ضروریات نے انھیں مجبور کیا ہے کہ وہ قومی گدا بن کر قوم کے دروازوں کو کھٹکھٹائیں۔

اس سے پیشتر کہ باضابطہ ایک وفد روانہ ہو مولوی محمد علی صاحب پچھلے اتوار کو لاہور تشریف لے گئے اور انھیں نے مناسب سمجھا کہ لاہور ہی سے کام شروع کریں لاہور شہر میں انھوں نے بعض دوستوں کو مدرسہ کی عمارت کے لئے تحریک کی اور پچاس ساٹھ آدمیوں ہی میں **دو ہزار** کے قریب چندہ تجویز ہو گیا۔ اس وقت لاہور کی ساری جماعت بھی جمع نہ تھی۔ اور ابھی ضلع لاہور بالکل باقی ہے۔ لاہور کی جماعت کی یہ **اولوالعزمی** باقی جماعتوں کے لئے قابل قدر نمونہ ہوگی خاص شہر **لاہور** کا اور وہ بھی ستّر سے کم افراد کا چندہ **دو ہزار** ایک معقول رقم ہے اس چندہ کی تفصیل ابھی میرے پاس نہیں آئی اور نہ تفصیلی حالات مجھے ملے ہیں کیونکہ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۸ء کو محمد علی صاحب نے لاہور میں یہ تحریک کی اور پھر انھیں دارالامان میں واپس پہنچکر صاحبزادی صاحبہ کے نکاح کی تقریب میں شامل ہونا ضروری تھا۔ اور پھر اس سعید تقریب سے فارغ ہو کر بعض ضروریات کی بنا پر دو دن کے لئے انھیں وطن جانا پڑا۔ ۲۲ فروری کو دوپہر لاہور انشاء اللہ پہنچینگے اور لاہور کے چندہ کی فہرست مکمل کرینگے۔ میں امید کرتا ہوں کہ لاہور کی باقی ماندہ جماعت کم از کم **دو ہزار** اور پورا کر کے **چار ہزار** صرف شہر لاہور سے دیگی اور ضلع کی باقی جماعتوں کا چندہ اس سے الگ ہوگا۔

۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۸ء کی شام کو یہ ڈیپوٹیشن امرتسر پہنچیگا۔ اور ۲۹ کی دوپہر تک وہ امرتسر میں کام کریگا اور جماعت سے مدرسہ کی عمارت فنڈ میں چندہ لیگا۔ اور ۲۹ کو بعد دوپہر کلکتہ میل میں سوار ہو کر کپورتھلہ کے ارادہ سے کرتارپور سٹیشن پر اُترے گا اور اسی شام کو یعنی ۲۹ فروری کی شام کو کپورتھلہ میں **پہلا جلسہ** ہوگا۔ اس لئے میں امرتسر اور کپورتھلہ کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس **قومی وفد** کے خیر مقدم کے لئے طیار رہیں۔ اور جن امیدوں کو لیکر وہ اپنے برادران طریقت کے پاس آتا ہے انھیں پورا کر کے خبروں میں یہ نمونہ قائم کر دو کہ حق پرست قوم حق کی حمایت اور نصرت کے لئے

اپنے مالوں کو عزیز نہیں رکھتی

وفد کی خدمت میں میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ **اشاعت اسلام** کے سوال کو بھی ساتھ ہی رکھیں۔ جبکہ آج بالکل بھرا ان لوگوں ہی سے لینا ہے تو پھر کیوں آج ہی انھیں اس ضرورت پر بھی متوجہ کیا جاتا احمدی قوم کا یہ پہلا ڈیپوٹیشن ہے یہ خیال قوم کے دل سے محو نہ ہو جاوے کہ وہ سمجھ لے کہ اب ضرورت پیش آگئی ہے تو یہ بزرگان ملت اپنے گھروں سے نکلے ہیں کہ قوم سے کچھ مانگیں اپنے لئے نہیں بلکہ

قوم ہی کے لئے

مدرسہ میں تربیت اور تعلیم پانیوالے بچے دراصل وہ قوم ہے جو احمدی قوم پورے معنوں میں کہلائے گی کیونکہ اُن کا نشوونما احمدیت ہی میں ہوگا۔ اور آنکھیں کھولتے ہی وہ احمدیت میں ہونگے اس لئے اس قوم کی حفاظت اسکی تربیت کے لئے ہمیں پوری سعی کرنی چاہئیے۔ اور اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے

چالیس ہزار

کی رقم کچھ چیز نہیں۔ عمارت فنڈ کے سوال کیساتھ مدرسہ کے مستقل اخراجات کو نظرانداز نہ کر دینا۔ مدرسہ کا مستقل خرچ ایک ہزار روپیہ ہے اور یہ احمدیوں ہی کے پاس سے آنا چاہئیے۔

بہرحال

۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۸ء کی شام کو جماعت احمدیہ امرتسر کو اپنے جلسہ کا وقت مقرر کر لینا چاہئیے۔ اور جماعت کپورتھلہ کو ہمیں تاکید ان سے ... الامر فقط ... قوم کا وقت کچھ چیز نہیں ... سات بجے شام

حزب اللہ

{اس عنوان کے نیچے وقتاً فوقتاً اولیاء اللہ اور صلحاء امت کی باتیں درج ہوا کریں گی۔ ایڈیٹر}

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی چند باتیں

ایک اعرابی حسن کے پاس آیا اور صبر کی بابت پوچھا آپ نے جواب دیا صبر دو طرح پر ہے۔ ایک تو بلا اور مصیبت پر ہوتا اور دوسرا ان چیزوں پر جن سے خدا نے ہم کو منع کیا ہے اور صبر کا جیسا کہ حق ہے اُس کو بیان کیا اعرابی نے سُنکر کہا میں نے تم سے زیادہ زاہد کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی تم سے کوئی زیادہ صابر آدمی سُنا ہے حسن نے کہا اے اعرابی سب کا صبر تو اس جہت سے ہے کہ ان کو اس کی طرف میل ہے اور میرا صبر جزع کی جہت سے ہے اعرابی نے کہا اس قول کے معنے کھولکر بیان کر کیونکہ اس مقولہ سے میرا اعتقاد پریشان ہو گیا ہے فرمایا میرا صبر بلاؤں اور طاعت غالق میں ہے جس کا باعث دوزخ کی آگ سے میرا خوف ہے اور یہ عین جزع ہے اور دنیا میں جو میرا زہد ہے اور آخرت میں رغبت ہے اور یہ عین نصیبہ کا طلب کرنا ہے اس کے بعد فرمایا اُس شخص کا صبر قوی ہوتا ہے جو اپنے نصیب کو درمیان سے اُٹھا لے تا کہ اس کا صبر خدا کے واسطے ہو اس واسطے نہ ہو کہ دوزخ سے میرے تن کو آرام ملے۔ اور اس کا زہد حق کے واسطے ہو نہ اپنے بہشت کے پہنچنے کے واسطے۔ اور یہ اخلاص کی علامت ہے۔ اور کہا مرد کو ایسا علم چاہیئے جو فایدہ دینے والا ہو اور کامل علم ہونا چاہیئے اور پورا اخلاص ہو اور پوری قناعت ہو اور پورا صبر ہو جب یہ تینوں باتیں حاصل ہوں تو اس کے بعد میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا کرینگے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ بھیڑ بکریاں آدمی سے زیادہ آگاہ ہیں کیونکہ جب چرواہے کی آواز سُنتی ہیں تو آگاہ ہو کر چرنے سے باز رہ جاتی ہیں اور آدمی خدا کی کلام سُنتا ہے اور اپنی خواہش سے باز نہیں رہتا۔ اور آپ نے فرمایا ہے بدوں کی صحبت آدمی کو نیکوں کے حق میں بدگمان کر دیتی ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر کوئی مجھکو شراب پینے کے واسطے بلائے تو میں اُس آدمی کو اس سے زیادہ دوست رکھتا ہوں جو مجھ کو دُنیا کی طلب کے واسطے بلاتا ہے اور فرمایا ہے معرفت یہ ہے کہ تو اپنے آپ میں خصومت کا ایک ذرہ بھی نہ پائے اور آپ نے فرمایا ہے جو بے انتہا ہمیشگی کا بہشت ہے وہ ان چند دنوں کے عمل سے حاصل نہیں ہوتا وہ نیک نیت سے ملتا ہے اور فرمایا ہے کہ جب بہشتی آدمی پہلے بہشت میں دیکھینگے تو سات سو ہزار سال تک بے ہوش ہو جائینگے کیونکہ حق تعالیٰ ان پر تجلی ظاہر کریگا اگر اس کے جمال میں دیکھینگے تو وحدت میں غرق ہونگے اور اگر اس کے جلال میں دیکھینگے تو ہیبت میں مست ہو جائینگے اور آپ نے فرمایا کہ فکر آئینہ ہے جو تیری نیکیاں اور تیری برائیاں تم کو دکھلاتا ہے اور فرمایا ہے جس کا سخن حکمت کے بھید سے نہیں وہ عین آفت ہے اور جو فکر سے خاموش نہیں اس کا سب فعل شہوت اور غفلت ہے۔ اور جو نظر عبرت سے نہیں ہوتی وہ سب بازی اور ذلت ہے اور فرمایا ہے کہ توریت میں ہے کہ جس آدمی نے قناعت کی وہ لوگوں سے بے پروا ہو گیا اور جب لوگوں سے گوشہ اختیار کر لیا تو اس سے سلامتی میں ہو گیا اور جب شہوت کو پاؤں کے نیچے ڈال دیا تو آزاد ہو گیا اور جب حسد سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے تو اس سے دوستی پیدا ہوتی ہے اور جب کچھ روز صبر کرتا ہے تو اس سے پھل پاتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ اہل عقل ہیں وہ خاموش رہنے کی عادت کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے دل گویائی میں آ جاتے ہیں اور اس کے بعد وہ گویائی زبان پر جاری ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے ورع یعنے پرہیزگاری کے تین مقام ہیں۔ ایک یہ ہے کہ آدمی بات نہ کرے مگر وہی جو حق چاہے غصہ میں ہو اور چاہے راضی ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ جس میں خدا کا غصہ ہو اس سے اپنے اعضاؤں کو نگاہ رکھے۔ تیسرا یہ ہے کہ آدمی کا ارادہ اس چیز میں ہو جس میں خدا تعالیٰ نے رضا دی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ پرہیزگاری کا ایک ذرہ ہزار سالوں کے نماز روزے سے بہتر ہے۔ اور فرمایا ہے کہ سب عملوں میں سے زیادہ بزرگ عمل فکر اور پرہیزگاری ہے۔ اور فرمایا ہے اگر مجھکو یہ معلوم ہو جائے کہ مجھ میں نفاق نہیں ہے تو جو کچھ سطح زمین پر ہے۔ اس سے میں اپنے آپ کو زیادہ دوست رکھوں اور فرمایا ہے باطن اور ظاہر کا خلاف نفاق میں ہے اور فرمایا ہے کہ گذشتہ لوگوں میں سے کوئی مومن ایسا نہیں ہوا اور نہ ہو گا جو اس خوف سے نہیں کانپتا۔ کہ ایسا نہ ہو میں منافق ہوں اور فرمایا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں مومن ہوں خدا کی قسم یقیناً وہ مومن ہے اور فرمایا ہے مومن وہ ہے جو آہستہ ہو۔ اور حاطب اللیل کی مانند نہ ہو یعنے اُس شخص کی مانند نہ ہو جو کہ جو کچھ کر سکتا ہے وہ کرے اور جو کچھ اُس کی زبان پر آئے وہ کہدے اور فرمایا ہے تین آدمیوں کے لئے غیبت نہیں۔ ایک تو اُس شخص کے واسطے جو صاحب ہوا ہے اور دوسرے فاسق کے واسطے۔ اور تیسرے ظالم امام کے لئے یعنے اُن کے حق میں جو کچھ کہا جائے وہ غیبت میں شمار نہیں ہوتا۔ اور فرمایا ہے اگر تو صفائی چاہتا ہے تو غیبت کے کفارہ کے واسطے استغفار کافی ہے۔ اور فرمایا ہے آدم کا مسکین فرزند اس سرائے میں راضی ہو گیا ہے جسکے حلال کا تو حساب ہے اور اس کے حرام کا عذاب۔ اور فرمایا ہے کہ آدم کا فرزند کسی حال میں دنیا سے جدائی نہیں کرتا مگر تین حسرتوں سے ایک تو یہ ہے کہ جمع کرنے سے سیر نہیں ہوتا اور اس کی حسرت رکھتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ جو اس کے دل میں اُمید ہوتی ہے اسکو حاصل نہیں کر لیتا۔ تیسری یہ ہے کہ جو راستہ اس کے پیش آیا ہے اس کے واسطے توشہ تیار کیا ہوا نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے آپ کو کہا کہ فلاں آدمی جان توڑ رہا ہے کہا تو ایسا نہ کہو کیونکہ وہ تو ستر سال سے جان توڑنے کی حالت میں ہے اور اس وقت وہ جان توڑنے سے چھوٹ جائیگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ ہلکے بوجھ تھے وہ نجات پا گئے اور جو بھاری بوجھ تھے وہ ہلاک ہو گئے اور فرمایا ہے کہ اس قوم کے لوگوں کو خدا نے بخش دیا جن کے پاس دنیا امانت تھی اور اس امانت کو واپس دیا اور ہلکے بوجھ ہو کر یہاں سے چلے گئے اور آپ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک دانا آدمی وہ ہے جو دنیا کو خراب کرتا ہے اور اس کے خراب کرنے سے آخرت کی عمارت کرتا ہے اور آخرت کو خراب نہیں کرتا۔ اور آخرت کو خراب کر کے دنیا کو نہیں بناتا اور آپ نے فرمایا ہے جس نے خدا کو پہچانا اُس نے اُس کو دوست بنا لیا اور جس نے دُنیا کو پہچانا اُس نے خدا کو دشمن جانا۔ اور فرمایا ہے دنیا میں سخت لگام دینے کے لائق تیرے نفس سے بڑھکر کوئی اور چوپایہ نہیں ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ یہ دیکھے کہ میرے بعد دُنیا کیونکر ہو گی تو اس کو دیکھ لے کہ دوسروں کے مر جانے کے بعد دُنیا کیونکر ہے اور آپ نے فرمایا ہے خدا کی قسم لوگوں نے بُتوں کی پوجا نہیں کی مگر دُنیا کی دوستی کے واسطے۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں انھوں نے اس زمانہ کا قدر جان لیا جو حق کی طرف سے اُن کو پہنچا تھا رات کے وقت اس میں سوچتے تھے اور دن کو اسپر عمل کرتے تھے۔ اور تم اس کو درست تو کرتے ہو مگر اس کے موافق عمل نہیں کرتے۔ اعرابوں اور حرفوں کو ہی بناتے رہتے ہو اور پھر دنیا کا نام بناتے ہو۔ اور فرمایا ہے کہ خدا کی قسم چاندی اور سونے کو وہی عزیز جانتا ہے جسکو خدا تعالیٰ خوار کرتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ جو احمق آدمی قوم کے لوگوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اُس کے پیچھے چلنے لگ گئے ہیں اس کا دل بجا نہیں رہتا جیسے آتش کے آگے کی مانند پھول کر کپا ہو جاتا ہے اور بڑا غرور کرتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی دوسرے لوگوں کی باتیں تیرے پاس لا کر بیان کرتا ہے وہ تیری باتیں بھی اوروں کے پاس لیجائیگا۔ اور فرمایا ہے بھائی ہمارے نزدیک جوروں اور فرزندوں سے زیادہ عزیز ہیں کیونکہ وہ دین کے یار ہیں اور جورو اور فرزند دُنیا کے یار ہیں اور دین کے دشمن۔ اور آپ نے فرمایا ہے ماں اور باپ پر جو کچھ آدمی خرچ کرتا ہے اُس کا تو حساب ہوتا ہے مگر اس طعام کا حساب نہیں ہوتا جسکو مہمان اور دوستوں کے آگے رکھتے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے جو نماز ایسی ہو کہ اُس میں دل حاضر نہ ہو وہ عذاب کے نزدیک ہوتی ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ خشوع کیا ہے جواب دیا وہ خوف ہے جو دل میں جما ہوا ہوتا ہے اور دل نے اُس کو اچھی طرح پکڑا ہوا ہوتا ہے لوگوں نے آپ کو کہا کہ ایک آدمی کو بیس سال ہو گئے ہیں وہ نماز جماعت میں نہیں آیا ہے اور کسی کے ساتھ ملتا جُلتا نہیں حسن اس کے پاس گئے اور جا کر کہا لے فلانے تو نماز میں کیوں نہیں آتا۔ اور کسی سے ملتا جلتا نہیں اُس نے جواب دیا مجھکو معذور رکھ کیونکہ میں مشغول ہوں۔ پوچھا تو کس میں مشغول ہے جواب دیا کوئی سانس میرے اندر سے ایسا باہر نہیں آتا جس سے کہ ایک نعمت حاصل نہ ہوتی ہو اور کوئی نہ کوئی گناہ مجھ سے وجود میں نہ آتا ہو پس اس نعمت کے شکر اور اس گناہ کے عذر میں مشغول ہوں یہ شکر

حسن نے فرمایا اسی طرح مشغول رہو اور تو مجھ سے بہتر ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کبھی آپ خوش وقت بھی ہوئے ہو۔ جواب دیا کہ ایک دن میں مکان کے اوپر تھا۔ میں نے سنا ہمسایہ عورت اپنے شوہر کو یہ کہہ رہی تھی کہ قریب پچاس برس ہوتے ہیں کہ میں تیرے گھر میں ہوں۔ اگر کوئی چیز موجود ہوا اور اگر نہ ہو میں ہر حال میں صبر کرتی ہوں گرمی اور سردی میں کوئی زیادہ چیز تجھ سے نہیں مانگتی اور تیرے نام اور ننگ کو نگاہ رکھتی ہوں اور کبھی کسی کے پاس تیرا گلہ نہیں کیا لیکن اس ایک بات پر راضی نہیں ہوں کہ تو میرے اوپر دوسری [illegible] اور اس قدر صبر کی سختی اور تکلیف جو میں نے برداشت کی ہے وہ اس واسطے کی ہے کہ تجھ کو دیکھوں اور تو مجھ کو دیکھے۔ اس میں راضی نہیں کہ تو دوسری محبوبہ کو دیکھے۔ اگر آج کے دن تو دوسری معشوقہ جان کی طرف توجہ کرتا ہے تو دیکھ میں تیری ملامت کے واسطے مسلمانوں کے امام کا دامن پکڑتی ہوں۔ یہ سن کر میرا وقت خوش ہوا اور خوشی کے مارے میری آنکھوں سے پانی نکل پڑا۔ میں نے قرآن منگوایا تا کہ اس میں اس کی نظیر دیکھوں۔ یہ آیت ملی ان اللہ لا

یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء

تحقیق اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا جو اس کے ساتھ شریک کریگا اور اس کے سوا جسکو چاہے گا اس کو بخش دیگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں تیرے سب گناہ بخش دونگا لیکن اگر تو اپنے دل کے گوشہ کو کسی طرف میل دیگا اور میرے سوا غیر کو دیکھیگا تو پھر ہرگز نہیں بخشونگا نقل ہے کہ ایک نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ جواب دیا اُس قوم کا حال کیا ہوتا ہے جو دریا میں ہو اور اُس کی کشتی ٹوٹ جائے اور ہر ایک کسی نہ کسی ٹوٹے ہوئے تختہ پر دریا میں بہتا ہوا رہ جائے۔ اس نے جواب دیا اس کا حال بڑا سخت ہوتا ہے آپ نے فرمایا میرا حال بھی ایسا ہی ہے نقل ہے کہ عید کے دن آپ کچھ لوگوں پر گذرے جو آپس میں ہنس رہے تھے اور کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا ان لوگوں پر مجھکو تعجب آتا ہے جو ہنستے ہیں اور انکو اپنے حال کی حقیقت معلوم نہیں۔ نقل ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قبرستان میں روٹی کھا رہا تھا آپ نے فرمایا یہ منافق ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں۔ جواب دیا ان مردوں کے روبرو جسکی شہوت حرکت میں آتی ہے وہ گویا موت اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور یہ منافقوں کی علامت ہے۔ نقل ہے کہ آپ مناجات میں کہا کرتے تھے الٰہی تو نے مجھکو نعمت دی ہے اور میں نے اُس کا شکر نہیں کیا تو نے مجھ پر بلا بھیجی ہے تو میں نے اُس پر صبر نہیں کیا اور شکر نہ کرنے کے باعث تو نے نعمت کو مجھ سے ہٹا نہیں رکھا اور اس واسطے کہ میں نے صبر نہیں کیا بلا کو ہمیشہ تو نے مجھ پر مقرر نہیں کیا الٰہی کرم کے سوا تجھ سے اور کیا آتا ہے۔ اور جب آپ کی وفات نزدیک ہوئی تو اُس وقت ہنس پڑے اور آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ اور اس وقت یہ کہتے تھے کونسا گناہ کونسا گناہ اور اسی حال میں جان دیدی۔ ایک بزرگ آدمی نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ سے پوچھا کہ تو زندگی بھر میں تو ہنسا نہیں مگر نزع کے وقت ہنسا ہے یہ کیا حال ہوا ہے جواب دیا کہ اس وقت میں نے یہ آواز سنی تھی کہ اے ملک الموت اس کو سخت پکڑ کیونکہ ابھی اسکا ایک گناہ باقی ہے مجھکو اس سے خوشی ہوئی اور میں ہنسا اور پوچھا کونسا گناہ اور اسی حال میں میں نے جان دیدی۔ جس رات انھوں نے وفات پائی ہے اس رات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتوں نے آسمان کے دروازے کھولے ہوئے ہیں اور پکار رہے تھے کہ حسن بصری آیا ہے اور ان کے آنے سے آسمانوں میں بڑی خوشی تھی ؛

شذرات اور خبریں

انجمن حمایت اسلام کے مخالفوں نے اپنا معمول بنا لیا ہے کہ کچھ نہ کچھ [illegible] رہیں۔ اسکا نتیجہ جو کچھ بھی ہو **مسلمانوں ہی کا نقصان** ہے اسلامیہ انسٹیٹیوشن کو اگر نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار اور بزعم خود ہمدرد محض تشنیع کی بارش ہوگی۔ ہمنے ان تمام تحریروں کو پڑھا ہے جو انجمن کی مخالفت میں شائع ہو رہی ہیں ہم انھیں محض اصلاح کی بنا پر مبنی نہیں یقین کر سکتا۔ انجمن پر حساب نہ دکھانے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جنرل سکرٹری نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن الحکم میں شائع ہونے کو بھیجا ہے اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ انجمن حساب نہیں دکھاتی تو یہ **ظلم ہوگا**۔

ریزولیوشن جو انجمن حمایت اسلام کی منیجنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۶ فروری ۱۹۰۵ء میں متعلق معائنہ حساب کتاب انجمن پاس ہوا ہے یہ ہے۔

چونکہ حساب کے معاملہ میں بہت سی غلط فہمیاں ہوئی ہیں اس لئے آج کی تاریخ سے ایک شخص [illegible] سے [illegible] ماہوار تک تنخواہ کا ملازم رکھا جائے جو انجمن کے دفتر میں ۷ بجے سے ۹ بجے تک صبح اور ۴ بجے سے ۸ بجے شام تک رہے اور انجمن کے حساب کی کتب اُسکے پاس رکھی جائیں جو مسلمان انھیں دیکھنا چاہے وہ اُن کو دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ کوئی صاحب اس کمرہ میں نوٹ قلم دوات سے نہ لے اور اپنا نام ایک رجسٹر میں مع ملاحظہ شروع کرنیکے وقت اور اختتام کے وقت کے درج فرماوے رجسٹر محرر معائنہ کے پاس موجود رہے گا اور جنرل سکرٹری کا حق نہ ہوگا کہ وہ کسی شخص کو اس معائنہ سے روکے اور اگر بسبب کثرت معائنہ کنندگان سکرٹری یا افسر انچارج اجازت نہ دیں تو ان کو اپنی وجوہات تحریری اس شخص کو دینی ہونگی فی الوقت یہ انتظام ایک ماہ کے لئے کیا جاوے اس محرر کو رخصت جمعہ کے روز ہوگی نگرانی کا سکرٹری انتظام کرے اس ریزولیوشن پر ۲ ماہ مارچ تک عملدرآمد شروع ہو جاوے

گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر

ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور روشن خیال ڈپٹی کمشنر میجر پی طامسن ریاست ہائے پھلکیاں میں پولیٹیکل ایجنٹ ہو کر جاتے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ آج یا کل آپ ضلع گورداسپور کا چارج مسٹر کنگ سابق ڈپٹی کمشنر میانوالی کو دیدینگے۔ میجر پی طامسن کے متعلق اخبار الحکم میں بہت کم کہنے کا موقع ملا ہے اب جبکہ صاحب موصوف اس ضلع سے تشریف لیجانے والے ہیں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ صاحب موصوف کے متعلق اُن خیالات کا اظہار کروں جو ہم لوگ ان کے لئے رکھتے تھے۔ ضلع گورداسپور کی رعایا میجر ٹامسن کی ڈپٹی کمشنری کے دوران میں بیحد خوش تھی اس کی وجہ صاحب موصوف کا پبلک کو اپنے خیالات اور خواہشوں کے اظہار کا موقعہ دینا تھا۔ منگل کے دن ہر شخص سے جو اُن سے ملنا چاہتا اور جو وہ کہنا چاہتا اسے سنتے تھے۔ اور جہاں تک مصلحت وقت اور قرین انصاف ہوتا ایسے جواب دیتے۔ ضلع کے بعض عمال کے متعلق جب انھیں شکایات پہنچیں تو انھوں نے اس پر پورا نوٹس لیا۔ پنڈت کاہن چند سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر کی شکایتوں سے بہت لوگ نالاں تھے۔ صاحب موصوف پر جب اس کی شکایتوں اور اخلاقی کمزوریوں کا راز کھلا۔ تو آپ نے اس پر توجہ فرمائی۔ پنڈت کاہن چند مستعفی ہوئے اور ان کی جگہ ایک ہوشیار اور مستعد نوجوان منشی **منور الدین** سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوا ہے۔ ایسا ہی صاحب موصوف کے عہد کا ایک واقعہ جو اخلاقی اصلاح کے سلسلہ میں نہایت قابل قدر ہے بٹالہ ایم بی سکول کے پنڈت **رام لال** کا خلاف وضع فطری میں سزا پانا ہے میجر ٹامسن ایک غیور اور ایک نیک خیال انسان ہیں رام لال کو سزا دیکر انھوں نے طلبا کی اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے قابل قدر کام کیا ہے اور اس سلسلہ میں ضلع گورداسپور کی پولیس کے رکن بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر اور بٹالہ سٹی کے لائق سب انسپکٹر منشی الطاف الرحمن بہر حال شکریہ کے مستحق ہیں۔ ایک دو مقدمات نہیں جن میں میجر ٹامسن کی غیر معمولی ذہانت اور نکتہ رسی نے ضلع گورداسپور میں نام پیدا کیا ہو بلکہ ایسی بہت سی مثالیں ہیں مختصر طور پر میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ ان کا **عہد حکومت** گورداسپور میں بہت قابل قدر ہی جیسا کہ میں اوپر کہہ آیا ہوں امید کیجاتی ہے آج **مسٹر کنگ** ضلع گورداسپور کی ڈپٹی کمشنری کا چارج لینے والے ہیں مسٹر کنگ کو ضلع گورداسپور کی ہوا کیسی راس آئیگی ابھی کچھ نہیں کہا جاتا تاہم پچھلا تجربہ بتاتا ہے کہ آپ بڑے راستباز اور راستی پسند بیدار مغز افسر ہیں۔ میں احمدی قوم کی طرف سے جانیوالے ڈپٹی کمشنر کو خدا حافظ اور آنیوالے صاحب ضلع کو

خیر مقدم

کہتا ہوں۔ اور اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اس ضلع کے دوسرے حالات سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ضروری حالات سے بھی واقفیت حاصل کرینگے بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ واقف ہونگے یہ جماعت انکی ماتحتی ضلع کے اندر گورنمنٹ انگلشیہ کی ایک حقیقی خیر خواہ اور وفادار جماعت ہی اور اسی سلسلہ کا بانی اور امام و پیشوا **حضرت مرزا غلام احمد صاحب** ادام اللہ برکاتہ گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک پرانے وفادار اور خیر خواہ انگریزی خاندان کی یادگار ہے جس خاندان نے ۱۸۵۷ء کے طوفان [illegible]

ثناء اللہ کی یاوہ گوئی اور طاعون کی پیشگوئی

حجت رحماں برایشاں شد تمام
یاوہ گوئی ماندہ در دست لئام

مجھے مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری کی تحریریں کے پڑھنے کا اکثر موقعہ ملا ہے علی الخصوص آپ کی وہ تحریرات جو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ہیں خاکسار کی نظر سے گذر چکی ہیں۔ جس دن سے آپ نے مرقع جاری کیا ہے میں مرقع کی ایک ایک سطر کو پڑھتا رہا ہوں اور میں یہ بیقین تام سے کہتا ہوں کہ مولوی فاضل نے جو کچھ حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں لکھا ہے وہ آنکھوں پر تعصب اور دشمنی کی پٹی باندھ کر لکھا ہے۔ جب میں سوچتا ہوں کہ مولوی صاحب کو کس چیز نے تشدید دوں تو میرے دل میں فوراً یہ خیال آتا ہے کہ مولوی صاحب مندرجہ ذیل شعر کے واقعی مصداق ہیں اور شاید انہیں کے حق میں کہا گیا ہے۔

نیش عقرب نہ از رہ کین است ۔ مقتضائے طبیعتش این است

اعتراض کس پر نہیں ہوئے اور کس پر نہ ہونگے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنان اسلام باوجودیکہ اسلام ایک مصفا چشمہ توحید ہے اس پر بھی اعتراضات کرنے سے نہیں رکتے۔ حالانکہ ہزار ہا مرتبہ انکے بوسیدہ اعتراضوں کا جواب دیا جا چکا ہے۔ مگر بوجہ فتنہ جوئی انکا وہی دن وہی اعتراض ہے۔ اگر ہم اعتراضوں کے پیچھے چلیں تو جملہ انبیاء میں سے کسی نبی کا وجود ایسا نہ ملیگا جس پر اعتراض نہ کیا گیا ہو۔ اصل تو یہ ہے کہ ان اعتراضات میں کوئی جان نہیں ہوتی جن کی حقیقت صرف یہ ہے کہ

مہ فشاند نور و سگ عو عو کند

ان تمام اعتراضوں کا نہایت معقول جواب تو ان تمام انبیاء کی خود عصمت ہی ہے جو ایک باحیا انسان کو اعتراض کرنے سے فوراً روک دیتی ہے۔ مگر بے حیاؤں کی بلائیں دور وہ ان کے پردۂ عصمت پر بھی اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک نہایت لطیف دلیل بیان فرماتا ہے فقد لبثت فیکم عمراً جس کا مطلب یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو آنحضرت کے منکر ہو ذرا یہ تو بتلاؤ کہ محمد صلعم نے تم میں کس قدر اپنی عمر گذاری کیا اس عرصہ دراز میں تم نے کوئی اس میں بدی دیکھی۔ کیا تم نے اس کو امین ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں دیا۔ چونکہ اس کی گذشتہ زندگی ایسی مطہر ہے کہ تم خود ہی تو اسے امین کہا کرتے تھے۔ پس کیا تمہیں اتنی عقل بھی نہیں کہ ایسے سچ بولنے والے امین پر بدظنی نہ کرو۔ بھلا جس نے انسانوں کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت کی ایسا امین کس طرح خدا پر افترا باندھ سکتا ہے۔ بالیقین وہ صادق رسول اللہ ہے پس اس کی اطاعت کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

یہ کیسا معقول ازالہ اوہام منکرین تھا مگر بدبخت انسان اپنی شومی اعمال کے باعث ... ہدایت نہیں پاتے۔ چونکہ انسانوں کی طبائع مختلف ہیں کوئی ... کی موشگافانہ طبیعت رکھتا ہے اور کوئی ابوجہل کی سی منکرانہ ... ایسا ہی مؤثر ثابت ہوا۔ اس لئے ہر زمانہ میں ... کے مرسلوں کے لوگ مخالف بھی رہے ہیں اور موافق بھی۔ اطاعت کرنے والوں نے اس محکم اصول سے فائدہ اٹھایا اور مخالفوں کو سوائے استہزا کے اور کچھ نہ سوجھی۔ آج بھی وہی انسان موجود ہیں جن میں سے بعض کے دل بسبب اپنی کرتوتوں کے ابوجہل کے رنگ میں رنگے جا چکے ہیں اور بعض کے دل حلیم اور باحیا مومنوں جیسے ہیں جنھوں نے امام وقت کی آواز کو سنکر لبیک کہا ہے اور ان کا سلسلہ روز افزوں ترقی پر ہے جیسا کہ سنت اللہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگ بھی بکثرت ہیں جو ان سلیم الفطرت انسانوں کے اصنام صدق تنا کہنے پر معترض ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ انؤمن کما آمن السفہاء کیا ہم بھی بے وقوفوں کی طرح ایمان لے آویں۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ کثیر التعداد جماعت منکرین سچائی پر ہے ہاں اللہ تعالیٰ تو گواہی دیتا ہے الا انھم ھم السفہاء ولکن لا یعلمون بیشک یہی لوگ بے وقوف ہیں جو راستی پر نہیں ہیں مگر ان کو سمجھ نہیں ہے کہ راستی اور ناراستی میں فرق کر سکیں۔ جس کا نتیجہ مخالفت رسل ہے مخالفین مرسلین کی عقلیں مسخ ہو جایا کرتی ہیں اور پھر سیدھا بھی ٹیڑھا ہی نظر آتا ہے۔

اب شاید کوئی یہ پوچھے کہ تم نے جو اتنی بات کی اس کا ثبوت بھی تو چاہیئے کس کی عقل ماری گئی ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مخالف میری مدنظر ہیں اور ان میں سے بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُن کی ہاں میں ہاں ملانے والے مخالف ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت کہ عالی جناب مرزا صاحب موصوف دام اقبالہ سچے مرسل من اللہ ہیں اور گروہ ثانی ان کی مخالفت میں حق پر نہیں ہے یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے جملہ اعتراضات اسی قسم کے ہیں جو کفار قدیم سے انبیاء پر کرتے آئے ہیں۔ نیز یہ بھی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کوئی معتبر گواہ نہیں ہیں۔ مجھے اس وقت ذاتیات سے بحث نہیں۔ لوگ مولوی صاحب کے حالات سے واقف ہونگے میں اس وقت ان کے جہل کا ایک کھلا کھلا ثبوت ناظرین کے سامنے پیش کرنے والا ہوں۔ اور آپ دیکھ لینگے کہ مولوی فاضل کی کیا ہی ردی حالت ہے۔ مجھے اس بات کے اقرار کرنے میں کہ میں مولوی صاحب کی طرح فاضل نہیں ہوں کوئی شرم نہیں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ مسیح موعود کی برکت سے ثناء اللہ کے مرقع کی قلعی کھولنے کی توفیق مجھے دی گئی ہے۔ میں مولوی صاحب کے اعتراضات کی کچھ بھی قدر نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ سب روباہ بازی ہی ہے۔ ہاں یہی خواہاں مرقع اگر انھیں شیر پنجاب کا خطاب دیں تو نامناسب نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح شیر پنجاب رنجیت سنگھ کے عہد میں مسلمانوں کو اسلام کے باعث تکالیف دیجاتی تھیں ویسے ہی اب مولوی صاحب کی حالت ہے۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں ۔ کیا یہی ہے ایمانداروں کا نشاں

اب ہم ناظرین کی خاطر مولوی صاحب کی رذی حالت کا فوٹو کھینچتے ہیں تاکہ مولوی صاحب ہم پر خفا نہ ہو جائیں اور یہ نہ کہیں کہ بیجا الزام لگایا ہے اور پھر مولوی صاحب کو جواب الجواب دینے کو بھی تیار ہیں لیکن اس وقت تک کہ مولوی صاحب شرافت سے کام لیں ورنہ ہم فضول کلام کرنا پسند نہیں کرتے۔

سنئے مولوی فاضل صاحب آپ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضمون "طاعون اور پیشگوئی" پر جو ایک آرٹیکل مرقع بابت ماہ دسمبر میں شائع کیا اس میں آپ نے متعدد غلطیاں کی ہیں اور آپ نے اسلام کے ایک مسلم اصول کے خلاف لکھا ہے۔ ریویو آف ریلیجنز کا مضمون میری یا کسی اور کی تعریف کا محتاج نہیں مگر افسوس تو مولوی فاضل صاحب پر ہے کہ آپ صداقت کو چھپانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں۔

مہر تاباں چو بر فلک رخشید ۔ چوں توانی بخاک و خس پوشید

تاکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میں نے آپ کی عبارت میں کوئی دست اندازی کی ہے اور یونہی اعتراض کر رہا ہے۔ اس لئے آپ کے اصل الفاظ نقل کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"سارا زور بلکہ زور اس مضمون کا تکلم کے لفظ پر ہے جس کے معنے آپ نے کئے ہیں وہ دابہ زخمی کریگا حالانکہ اس لفظ کے معنے کلام کرنے کے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں کئی ایک مقام پر یہ لفظ آیا ہے۔ غور سے سنو! پارہ ۳ رکوع ۱۲۔ پارہ ۷ رکوع ۵۔ پ ۱۲ رکوع ۶ و پ ۲۳ رکوع ۳۔ ان سب مقامات پر تکلم کا لفظ آیا ہے یہ صیغہ مفرد مؤنث اور مخاطب فعل مضارع کا ہے یہی لفظ بصیغہ جمع فعل نہی کی صورت میں پ ۱۸ رکوع ۶ میں بھی آیا ہے۔ وکلم اللّٰہ موسٰی تکلیما۔ ان سب مقامات میں اس لفظ کے معنے کلام کرنے یعنے بولنے کے آئے ہیں۔ یہ صیغہ باب تفعیل سے ہے یعنے تکلیم سے ہے۔ تکلیم کے معنے ہمیشہ کلام کرنے کے آئے ہیں مگر قادیانی نبوت جیسی جدیدہ ہے اس کی لغات بھی جدیدہ کیوں نہ ہو۔

بنے کیونکر کہ ہے سب کارِ اُلٹا ۔ ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

آیت کا مطلب صاف ہے کہ ان منصوب مفعول ثانی ہے تکلم کا یعنے وہ دابہ لوگوں سے یہ کلام کریگا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اس دابہ کی تحقیق کا کہ اس سے کیا مراد ہے یہاں موقع نہیں صرف یہ دیکھنا اور دکھانا ہے کہ اس آیت کے مطابق اگر طاعونی کیڑے آئے ہیں تو کسی کیڑے نے یہ کلام کیا بھی ہے؟ کیا تو کس نے سنا۔ یہ ہیں ان حضرات کے معارف قرآنی جن پر یہ فخر کیا کرتے ہیں جن کی بابت یہ کہنا بے جا نہیں۔

گر تو قرآن بریں نمط خوانی ۔ ببری رونق مسلمانی"

ناظرین آپ مولوی فاضل کی چال کو دیکھیں کہ کس طرح صاف انکار کر رہے ہیں کہ تکلم کا مطلب کاٹنا یا زخمی کرنا مطلق نہیں بلکہ اس کے معنے صرف کلام کرنے کے ہی ہیں۔ مجھے یہ تو ہرگز یقین نہیں کہ مولوی صاحب یہ جانتے ہوں کہ اس کے معنے زخمی کرنے کے بھی ہیں کیونکہ صراح جیسی مشہور عالم لغات میں بھی کھلے طور پر تکلم کا ترجمہ زخمی کرنا لکھا ہے اب لطف یہ کہ وہاں پر یہی آیت قرآنی لکھکر

بتادیا ہے کہ تکلیم کے معنے تجریح یعنے زخمی کرنا لکھے ہیں۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب یہ جانتے ہی ہیں کہ مرقع خوان یہ کب کرنے لگے کہ لغات کو بھی دیکھ لیں اور تعصب نے بہت دلوں کو اندھا تو کر ہی رکھا ہے جو کچھ جی میں آئے لکھدو۔ میں نے ایک مرقع خوان کو اس نہجل سے جو مطلع کیا تو وہ نہایت افسوس کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بھائی ہمیں کیا معلوم تھا کہ اس کے یہ معنے صراح میں بھی لکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ تو آپ نے کوشش کی اور لغات کو دیکھ لیا ورنہ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا کرتا ہے۔ میں نے اس قیل و قال سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر لوگوں کی ایسی حالت نہ ہوتی تو مولوی صاحب بھی کچھ سوچ سمجھکر اس میدان میں قدم دھرتے۔

ناظرین آپ غور سے مولوی صاحب کے اس اعتراض کو پڑھیں اور دیکھیں کس قدر زور مولوی صاحب کا صرف اسی تحقیقات پر ہے اور بخیال خویش انہوں نے اصل مضمون کی دھجیاں اُڑا دی ہیں صرف اس بات سے کہ تکلم کے لفظ کے معنے ان کے نزدیک کلام کرنے کے ہی ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ مولوی صاحب اہلحدیث کہلاتے ہیں اور احادیث میں کلمی کا لفظ پڑھتے ہیں جس کے معنے زخمیوں کے ہیں اور پھر مولوی صاحب کلم کے معنے زخم کے بھی جانتے ہیں۔ مگر عداوت کے باعث پسند نہیں کرتے کہ کبھی حق منہ سے نکلے۔

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں "بس سارا زور اسی آیت پر تھا جس کا پردہ اُٹھا دیا گیا۔ باقی دوسری آیات میں جس عذاب کا ذکر ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے کہیں نہ کہیں دُنیا میں وبا ہے کہیں قحط ہے کہیں زلزلہ ہے کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے۔ اس لئے ان آیات کا مضمون ہمیشہ سے اپنی تصدیق کراتا ہے مگر اس سے مرزاجی کی نبوت کو کوئی تعلق نہیں مرزاجی کی نبوت سے اس کو تعلق ہوتا تو مرزاجی کے سخت مخالف جن سے مخالفت نکل کر دوسرے لوگوں تک پہنچتی ہے سب سے پہلے تمام کے تمام اس کی بھینٹ ہوتے نہ یہ کہ مرزاجی کے راسخ مرید پہلے چلدیتے جن کی تفصیل کبھی آئے گی"

میں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب باوجودیکہ آپ نے جھوٹ کی نجاست پر بھی منہ مارا اور کہدیا کہ تکلم کے معنے صرف کلام کرنے کے ہی ہیں مگر پھر بھی حقیقت میں آپ کو خائب و خاسر ہی ہونا پڑا۔ جیسا کہ ہم نے ابھی دکھلادیا ہے اور علاوہ اس شرمندگی کے جو آپ کو یوں اُٹھانی پڑی۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ واقعی آپ نے یہ بات صرف دھوکہ دہی کے واسطے ہی لکھدی تھی۔ مگر جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

آپ کا یہ ارشاد کہ جس عذاب کا ذکر دوسری آیات میں ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے .... الخ یہ بھی بڑے درجہ کی ایمانداری کا ثبوت ہے۔ ذرا آپ ان آیات کو تو پڑھیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اشارہ صرف آیۃ شریفہ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا کی طرف ہے کیونکہ اور جتنی آیات نقل کی گئی ہیں وہ سب کی سب بقول خود آں جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے زمانے کے متعلق ہیں اب ان کا کوئی فایدہ نہیں ہے۔ آپ گھبرا نہ جائیں میں آگے چل کر یہ بھی کھول کر بتاؤں گا کہ کیونکر آپ قرآن مجید کی آیات کو فضول بتا رہے ہیں۔

مولوی صاحب ہیں تو مفسر قرآن بھی مگر چار پائے بر و کتابے چند کی مثال پوری پوری آپ پر صادق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کھلے لفظوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرماتا ہے کہ قیامت سے پہلے دُنیا پر ایک عذاب عام نازل کیا جائیگا مگر مولوی صاحب کہتے میں کہ دوسری آیات میں جس عذاب کا ذکر ہے وہ ہمیشہ ہوتا ہے کہیں قحط ہے کہیں زلزلہ کہیں کچھ کہیں کچھ۔ مولوی صاحب اگر یہ عذاب جس کا ذکر اوپر والی آیت شریفہ میں ہے کہ جس سے ہندسے قریہ تو بالکل نیست و نابود ہونگے اور بہت عذاب شدید کا مزا چکھینگے۔ معمولی اور ہمیشہ ہوتا رہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیا بات بتائی بقول آپ کے نہ تو یہ غیب کی خبر ہے اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے بلکہ یہ روزمرہ کا باقاعدہ دستور ہے۔ اور یہ خبر ویسی ہی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ آج سورج غروب ہو جائیگا۔ افسوس ہے تو یہ ہے کہ صرف مرزا صاحب کی مخالفت کے باعث فاضل ثناء اللہ قرآن مجید کی ایک بڑی زبردست پیشگوئی کو ردی میں پھینک رہا ہے مولوی صاحب اس سے تو بہتر ہوتا کہ آپ اس عذاب کو بھی آدم سے لیکر قیامت تک کے لئے مقرر کر دیتے کیونکہ قبل یوم القیامت سے مراد تمام پہلا زمانہ بھی تو ہو سکتا ہے پھر یوں کہدیتے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی امت نہیں کہ جس میں ہم نے نذیر نہ بھیجا ہو اور پھر یہ پیش کر دیتے کہ چونکہ اُمتیں تمام دُنیا پر حاوی تھیں اس لئے رسول بالضرور ہر جگہ آئے اور جہاں رسول آئے وہاں عذاب بھی ضرور آیا بس عذاب شدید تو محمد رسول اللہ سے پہلے تمام دُنیا پر نازل ہو چکا۔ اب مرزا صاحب کو اس سے کیا تعلق۔ اگر آپ یہ کہتے ہم جانتے کہ مولوی صاحب نے ایسا اعتراض کیا ہے جو نیا ہے مگر خدا جس کو بیچارہ کرنا چاہتا ہے ایسے ہی اسباب پیدا کر دیتا ہے آپ اپنے اسی مضمون پر تشحیذ الاذہان کے ریمارکس کو پھر پڑھیں جو یہ ہیں "مولوی صاحب کے جس قدر اعتراض ہیں سب ہی ایسے ہیں کہ وہ کفار عرب کی طرف سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو چکے ہیں۔ اب آپ نے از سرِ نو ثابت کر دیا ہے کہ واقعی آپ اعتراضات کرنے میں انبیا کے منکرین کے زمرے سے کسی طرح باہر نہیں ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں کہ یہ عذاب ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور معمولی بات ہے کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے اب آپ منکرین انبیا کے الفاظ بھی سُنیے۔ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون ۔ ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس آباءنا الضراء والسراء فاخذناھم بغتۃ وھم لا یشعرون ۔ اس میں قابل غور الفاظ کے نیچے خط کھینچ دیا ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے جو انبیا کے مخالف تھے کہا کہ ہمارے باپ دادا کو بھی تو تکالیف پہنچیں تو معمولی بات ہے جو ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی تھی۔ کیوں مولانا یہی مطلب ہے نہ؟ آہ مولوی وہ اعتراض کریں جو کفار نے کئے تھے شرم! شرم!! شرم!!! مولوی صاحب کیا یہی تو ہیچکاروں کا راز تھا۔ جس پر برسوں سے تمہیں ایک ناز تھا۔ اگر مولوی صاحب قرآن مجید کو غور سے پڑھینگے تو انہیں صاف معلوم ہوگا کہ طاعون زلزلہ قحط اور سیلاب وغیرہ ہی وہ عذاب ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے قوموں کو نیست و نابود کر دیا ہے اور بلاشک اس وقت جو کئی ایک طرح کا عذاب دُنیا پر نازل ہو رہا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ کیا کیا عذاب آنے والا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ عذاب آویں اور ناظرین کو معلوم ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی بھی حال ہی میں شائع کی ہے کہ ایک نہایت سخت قسم کی طاعون نمودار ہوگی اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ ضرور ایسا ہی ہوگا کیونکہ یہ خدا کا وعید ہے۔ غرض یہ تمام قسم کے عذاب جو ہم دیکھ چکے ہیں گواہی دے رہے ہیں کہ بلاشک دُنیا میں خدا کا مرسل موجود ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے یہ معمولی عذاب نہیں ہے لاکھوں انسان تو صرف اس طاعون کا ہی شکار ہو چکے ہیں اور زلزلوں سے جو قریباً تمام دُنیا میں آئے زمین تہ و بالا ہو چکی ہے اور لاکھوں انسان مرگئے اور لاکھوں بے خانماں ہوئے مگر تعجب ہے کہ ایک مسلمان ہاں فاضل مسلمان نہیں مفسر قرآن مسلمان کہتا ہے کہ یہ ایک معمولی بات ہے۔

اے مولوی صاحب آپ ذرا تاریخی طور پر تو کوئی ایسی مثال بتایئے کہ جب دُنیا پر یہ تباہی اسی طرح آئی ہو تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ اور یقیناً یاد رکھو نہیں ایک بھی مثال نہ ملے گی اگرچہ دن کو مشعلیں جلا کر بھی کتابوں کو ڈھونڈو۔ اس قسم کا عالمگیر عذاب کبھی پہلے نہیں آیا۔ دُنیا بول اُٹھی ہے کہ یہ زلزلے تو کچھ ایسے آئے ہیں کہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آج ہندوستان میں تو کل بلوچستان میں اور پرسوں یورپ کے ایک حصے میں اور دوسرے حصہ میں اور اگلے دن کسی اور میں علیٰ ہذا القیاس تمام ملکوں میں زلازل متواتر آئے۔ اور اگر یہ عذاب نہیں ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ کبھی عذاب آیا ہی نہیں ایک مومن تو اس نظارہ کو دیکھکر فوراً سورہ تغابن پڑھتا ہے جیسے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ ذالک بانہ کانت تاتیھم رسلھم بالبینات میں اس کی دوا موجود ہے۔ اور اسی بے خطا نسخہ سے ہر شخص حسب عقل فایدہ اُٹھاتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ایسے مشکل وقت میں جبکہ مولوی فاضل جیسے بھی این المفر کا اقرار کرتے ہیں تو اسی قرآنی دوا سے اپنا علاج کر کے نجات پاتا ہے۔ ہاں اس جگہ مولوی صاحب ایک اور اعتراض پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے اگر مرزاجی کی نبوت کو اس عذاب سے کچھ تعلق ہوتا تو مرزاجی کے سخت مخالف جن سے مخالفت نکلکر دوسرے لوگوں تک پہنچتی ہے سب سے پہلے وہ تمام کے تمام اس طاعون کی بھینٹ ہوتے نہ یہ کہ مرزاجی کے راسخ مرید چلدیتے۔

اس اعتراض کے لکھتے وقت بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب مالت شک میں تھے یا یوں کہو کہ مولوی صاحب کے دل میں نہ خوف خدا ہی تھا

اور یہ قرآن پاک پر ہی نظر تھی ہم سب باتوں کو چھوڑتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے [illegible] خدا تعالیٰ میں جوش [illegible] کے بعد قتل [illegible] کس قدر اور مخالف [illegible] وجود [illegible] کہ وہ اسی کی ذریت تھے اس [illegible] ان میں سے بالآخر ابوجہل اور [illegible] جہنم میں گرائے گئے۔ اگر آپ انصاف سے [illegible] گا کہ سنت اللہ یہی ہے کہ افلا یرون

انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها أفهم الغالبون

(سورۃ انبیاء) یعنی اللہ تعالیٰ کفر کو آہستہ آہستہ مٹاتا ہے اور اسلام کو غالب کر رہا ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کس طرح دنیا سے دھکے گئے۔ آج ایک مسلمانوں کے ہاتھوں سے راہی ملک عدم ہوا کل دوسرا اور بالآخر زمین اپنے کناروں سے گھٹتے گھٹتے ایک نئی زمین نکل آئی جس میں اسلام کا جھنڈا اور پھولا اور پھر غور کرو کہ حضرت موسیٰ کا بڑا دشمن فرعون کس طرح ہلاک کیا گیا پہلے متعدد عذاب آئے اور ہزارہا لوگ تباہ ہوئے مگر وہ سب سے آخر نیل ہی میں غرق ہوا۔ الغرض یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ عذاب کو چھوٹے چھوٹے مخالفوں سے شروع کر کے بالآخر سخت سخت مخالفوں تک پہنچاتا ہے اور انجام کار میدان صرف متقی لوگوں کے ہی ہاتھ رہ جاتا ہے۔ کاش یہ صحیح سنت سر بیگانہ ناصح قرآن کا فاضل ہوتا اور وہ یہ اعتراض نہ کرتا۔ جو سیدھا تمام انبیاء پر جا پڑتا ہے۔ عربی دانی کا تو مولوی صاحب کو بہت گھمنڈ ہے مگر لا یمسہ الا المطهرون کا کچھ بھی خیال نہیں۔

مولوی صاحب آپ کے لئے بھی خدا کی غیرت کرشمہ دکھلائیگی صادق کی دعا تیر قضا ہے جو سیدھا جگر کے پار ہونے والا ہے۔ ہاں یہ معلوم نہیں کہ کب ایسا ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ آخری فیصلہ ضرور ہو۔ اُس وقت معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے ماموروں کی ذلت ہو۔ میں آپ کو کوئی دھمکی نہیں دیتا بلکہ صرف آپ کو یہ سمجھانے کی خاطر کہ آپ کا یہ کہنا کہ چونکہ آپ بڑے سخت مخالف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہیں اور آپ کی مخالفت اوروں تک اثر کرتی ہے اس لئے چاہیئے کہ آپ کا پہلے خاتمہ ہو۔ بالضرور پورا ہوگا مگر اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ کو منظور ہے اکثر حصہ ملک میں تبلیغ حق کا ذریعہ یہ بھی ہے کہ آپ جیسے مخالفت کریں اور ساری کوشش سے مخالفت کریں اور نتیجہ یہ ہو کر خود خائب و خاسر ہو جاویں اور پھر وعدہ الٰہی پورا ہو جو أفهم الغالبون میں مسطور ہے۔

میں اس بات کو ذرا آسان طور پر بیان کرتا ہوں تا کہ میرا مطلب آپ کے خیال مبارک میں اچھی طرح سے رچ جائے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک زبردست بادشاہ ایک چوروں کے گروہ کے نیست و نابود کرنے کے لئے حکم دیتا ہے تو اس کے لشکر ان چوروں کے پیچھے لگ جاتے ہیں حتی کہ انہیں ایک مکان میں گھیر لیتے ہیں اور دروازہ پر آگ لگا دیتے ہیں تا تمام اندر آگ لگ جاوے اور وہ چور جلکر خاک سیاہ ہو جاویں تو ہم پہلے تو اس وقت جب بادشاہ کا یہ حکم ہی سنتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ بس اب وہ چور [illegible] ابھی وہ زندہ ہیں کیوں نہ ہوں اور [illegible] سے ہاتھ پاؤں کاٹتے ہوں اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ [illegible] کو آگ لگا دی گئی تو ہم کہتے ہیں کہ اب تو بس ان کا خاتمہ ہوا حالانکہ اب بھی وہ زندہ ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں اور وہ غافل سو رہے ہیں اور انجام [illegible] کہ آگ جو دروازہ کو لگائی گئی تھی آہستہ آہستہ چھت کی کڑیوں تک جا پہنچتی ہے اور انجام کار شہتیر بھی جل اٹھتا ہے اور ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں کہ وہ چور جو بمنزلہ گھر کی کڑیوں کے ہیں اور ان کا سردار جو شہتیر ہے سب کے سب جل کر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں۔ افلا یبصرون۔

اس عذاب الٰہی کی حقیقت کا مفصل بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے اور میں اپنے لئے سب سے اچھا فیصلہ تو اس طرح کر سکتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے یقینی پہلو کی طرف غور کیا جاوے یہ کہنا کہ محمد افضل ایڈیٹر البدر طاعون سے مر گیا یا فلاں مرزائی مر گیا صرف شرارت کی باتیں ہیں اگرچہ اس کے بھی کئی ایک جواب ہیں مگر میرے نزدیک سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ ہم اس پیشگوئی کے یقینی پہلو کی طرف غور کریں یعنے خود ملہم اور اُس کے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے جو چھپّر کے قریب ہیں اور جو ایام طاعون میں بطیب بھی جاتے ہیں اُن کا یقیناً اب تک بچ رہنا اور آئندہ کے لئے قطعی حفاظت کے وعدہ کی طرف غور کریں یہ ہے یقینی پہلو جو تمام اعتراضات کو صاف کرتا ہے۔

قرآن مجید سے بھی یہ ثابت ہے کہ خدا کے رسل اور اُن کے سچے مطیعین جو اپنے ایمان کو نفسانی آلائشوں سے پاک رکھتے ہیں بالضرور عذاب الٰہی سے بچے رہتے ہیں۔ اور اُن کا یقیناً بچے رہنا ان کے صادق ہونے کے لئے مہر الٰہی ہے اگر مولوی فاضل کو اس میں شک ہو تو قرآن مجید کے الفاظ "ثم ننجی رسلنا والذین امنوا کذالک حقا علینا ننجی المؤمنین" پر غور کریں۔ القصہ حضرت مرزا صاحب کا بذات خود بلا ہر قسم کی شرائط کے طاعون سے محفوظ رہنا ان کے صادق ہونے کی قطعی دلیل ہے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو لوگ اس کے ساتھ ہونگے وہ بھی اسی طرح بچائے جائینگے مگر چونکہ ہر شخص نورالدین نہیں یا مولوی محمد علی نہیں یا مولوی عبدالکریم نہیں۔ اس لئے سب کی حفاظت بھی یکساں نہیں ہو سکتی ہاں یہ الگ امر ہے کہ خدا کسی کو نوازے اور اُس کو اپنی رحمت کی پناہ دے مگر چونکہ عام طور پر امنوا کی شرط ہے اس لئے ہر ایماندار اپنے ایمان کے مطابق رحمت سے حصہ لے گا۔ فرداً فرداً کسی شخص کے ایمان کے متعلق ذکر کرنا تو خدائے علام الغیوب کا ہی کام ہے ہاں جن لوگوں کی نسبت یہ وعدہ الٰہی ہے کہ وہ ضرور بچائے جائینگے یعنے مرزا صاحب کے گھر کے اندر رہنے والے لوگ ضرور طاعون سے محفوظ رہینگے سو ہمارا ایمان ہے کہ وہ ضرور بچائے جائینگے جیسے کہ اب تک بچ رہے اور ان لوگوں کا یقینی طور پر بچے رہنا اس بات کی شہادت صادقہ ہے کہ طاعون مرزا صاحب کے دشمنوں کے لئے عذاب الٰہی ہے۔ جس سے وہ رہائی نہیں پا سکتے۔ اے نجات کے طالبو! دوڑو کہ وہ امام الوقت کے سایہ میں ہے جو تمہیں مدت سے اپنی طرف بلا رہا ہے۔ مت خیال کرو کہ مولوی صاحبان کیا کہہ رہے ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمان ہے کہ آخری زمانہ میں مولوی بدترین خلائق ہو جاویں گے۔ اور قرآن مجید بھی اسی کا موید ہے جیسے کہ آیت استخلاف سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح ابن مریم پر کفر کا فتوے دینے والے بھی یہودی عالم ہی تھے اور تم خود جانتے ہو کہ ان مولویوں کے کفر کے فتووں سے کون بچا ہے۔ سو تم ان کو چھوڑ دو مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو جاؤ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

ہاں خبردار ہو ورنہ یہ عالم ہی تو ہیں جو تمہیں ڈبونا چاہتے ہیں۔ ذرا دیکھنا کہ امرتسری فاضل کس طرح آپ لوگوں کے راستے میں دجل کے جال بچھا رہا ہے سُنا وہ کہتا ہے۔

"ما کنا مهلکی القریٰ حتی نبعث فی امها رسولا"

آیت میں زمانہ ماضی کی حکایت ہے جب تک رسولوں کا آنا بند نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اس میں کنا ماضی کا صیغہ یعنے یہ صیغہ حال میں جب آتا ہے کہ اس کے لئے کوئی قرینہ ہو ورنہ اصل ماضی ہے علیٰ ہذا القیاس ما ارسلنا والی آیت میں بھی ماضی کا صیغہ ہے۔ پس معنے آیت کے یہ ہوئے کہ گذشتہ زمانے میں ہم رسول بھیجنے کے بغیر عذاب نہ کرتے تھے لیکن اب جو حضرت محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ وسلامہ خاتم النبیین ہو کر تشریف لائے ہیں اس لئے اُن کی تعلیم بمنزلہ ارسال رسول اور نبی جدید کے قائم مقام ہے پس جبکہ کسی جدید رسول کی آمد کو آیت خاتم النبیین نے مسدود کر دیا ہے تو اب کس رسول کی تلاش کی جاوے جو کوئی بعد آں حضرت کے رسول ہونے کا مدعی ہے یہ دعوے ہی اس کے کذب کی دلیل ہے۔"

اے مولوی فاضل کیا یہی ایمان داری ہے کہ یوں لوگوں کو دھوکہ دیا جاوے۔ اس جگہ تو آپ نے کمال ہی دجل سے کام لیا ہے قرآن مجید کو ایک فسانہ بنا دیا ہے۔ جیسے کہ آپ نے لکھا ہے کہ یہ زمانہ ماضی کی حکایت ہے۔ اس حکایت کے کیا معنے ہیں کیا کوئی فائدہ بھی اس سے مدنظر ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیا ہے آپ خود ہی بتائیے تاکہ آپ کے مُنہ سے ہی معلوم ہو جائے کہ آپ کے اعتراض کی حقیقت کیا ہے۔

چونکہ مجھے امید نہیں کہ آپ مُنہ سے حق بات کہیں اس لئے میں خود ہی بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان حکایات کے ذکر کرنے کی یہ فلاسفی بیان کرتا ہے کہ تا لوگ نصیحت حاصل کریں۔ کیوں مولوی صاحب سچ ہے نہ؟ ہاں ضرور یہی حق ہے ورنہ قرآن مجید کی شان سے بعید ہے کہ وہ مہمل کہانیاں بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ہم گذشتہ زمانے میں رسول مبعوث کئے بغیر عذاب نہ دیا کرتے تھے یہ سمجھانے کے لئے ہے تا لوگ عذاب کے اسباب کی طرف متوجہ ہوں اور جب کبھی عذاب آئے تو اس علاج کے درپے ہوں جو خدا کے تمام نبیوں کا آزمودہ ہے اور جس کے بے خطا ہونے پر اللہ کریم بھی گواہ ہے۔ جہاں کہیں عذاب الٰہی کے نزول کا ذکر ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ اس کی اصلی وجہ ماموریت الٰہی کا انکار ہے اور جنھوں نے انبیاء کا ساتھ دیا وہ بچے اور باقی جو قابل فنا تھے ہلاک کر دیئے گئے۔ اور پھر کہا گیا ہے کہ ان واقعات سے عبرت پکڑو۔ اس بیان سے غرض یہ ہے کہ تا ان خطرناک راہوں سے بچ جائیں کہ جن پر چلکر ان سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔ کیوں مولوی صاحب آپ کیا فرماتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عذاب الٰہی کا ذکر کرنے کے بعد اکثر مقامات

ہیں فرماتا ہے ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا اور ولن تجد لسنت اللہ تحویلا سنت اللہ کبھی نہیں بدلیگی ہرگز نہیں ہوسکتا کہ سنت اللہ میں کوئی تبدیلی واقع ہو اور خدا سے زیادہ سچ بولنے والا کون ہوسکتا ہے پس مطلب صاف یہ ہے کہ اگر پہلے عذاب آنے سے پہلے خدا کے نبی دُنیا کو ڈرا لیتے تھے کہ ڈرو عذاب آنے والا ہے تو اب بھی ضروری ہے کہ عذاب سے پہلے نذیر موجود ہو تاکہ خدا کا وعدہ پورا ہو اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر کہنا ہوگا کہ معاذ اللہ خدا بھی اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرتا بلکہ معاذ اللہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہائے افسوس ان مولویوں کو کیا ہوگیا یہ کیسی اُلٹی راہ پر چل رہے ہیں مگر پھر بھی کہتے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ہم ہی مصداق ہیں۔ مولوی صاحب ذرا یہ تو بتادو کہ اگر اب عذاب عظیم جس کا وقت قبل قیامت ہے اور یہی وہ وقت بھی ہے۔ آرہا ہے اور کوئی رسول موجود نہیں ہے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ پہلے جو عذاب کسی قوم پر آیا کرتا تھا اس وقت ضرور رسول مبعوث ہوتا تھا۔ اگر اس عذاب شدید کے وقت کوئی رسول نہیں آیا تو کبھی بھی رسول نہیں آیا۔ کیونکہ جو ضرورت بعثت عذاب سے پہلے بیان کی جاوے ہم کہ سکتے ہیں کہ وہ غلط ہے کیونکہ جب ہم ایک عذاب عظیم کو دیکھتے ہیں اور کوئی رسول نظر نہیں آتا تو ہمیں خیال آتا ہے کہ قرآن مجید میں جو وارد ہے کہ عذاب سے پہلے اللہ رسول بھیج لیا کرتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔ غرض یہ راہ تو تمام انبیاء کی صداقت کو مشکوک ٹھیراتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور ہم ایمان لائے کہ سرور عالم کا فرمان سچ ہے کہ جب عذاب آئے تو سورہ تغابن کو پڑھو جس میں صاف لکھا ہے کہ عذاب الٰہی کا سبب اعلےٰ یہ ہے ذالک بانہم کانت تاتیہم رسلہم بالبینات پس یہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ عذاب تو آئے اور یہ سبب موجود نہ ہو۔ اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو قیامت سے پہلے خدا ایک عذاب عام کی پیشگوئی فرماتا ہے اور ساتھ ہی بعثت مسیح الموعود کی خبر بھی دیتا ہے جس کا صاف نتیجہ یہ ہے کہ یہ عذاب مسیح الموعود کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ و بس۔

مولوی فاضل کہتا ہے کہ یہاں آیت میں کنا آیا ہے جو ماضی کا صیغہ ہے پس آیت گذشتہ زمانہ کے لئے ہے۔ ہم پہلے تو مولوی صاحب کا اپنا اقرار دکھاتے ہیں کہ کنا حال کے لئے بھی آتا ہے اور بلا کسی قرینہ کے پھر قرآن مجید سے اس کا ثبوت دینگے۔ سُنئے مولوی فاضل صاحب آپ نے حیات و وفات مسیح پر بحث کرتے ہوئے تفسیر ثنائی میں کانا یاکلان الطعام والی دلیل بر وفات مسیح کو رد کرنے کے لئے لکھا ہے کہ مرزا صاحب اُن علماء سے جو قادیان میں ہیں پوچھ لیں کہ کانا کے لفظ سے زمانہ حال کی نفی کس طرح ہوتی ہے" کیا اس سوال سے آپ کی یہی مراد نہیں کہ کانا کا لفظ **زمانہ حال کے لئے بھی آتا ہے اور یہاں یہ لفظ زمانہ حال** کے لئے ہی آیا ہے کانا تثنیہ غائب کا صیغہ ہے اور کنا جمع متکلم کا صیغہ ہے پس جس طرح کانا سے مراد زمانہ حال کی نفی نہیں ہے اسی طرح کنا سے بھی زمانہ حال کی نفی بعید ہے (کیوں مولوی صاحب سچ ہے نہ؟)

یہ کیسی ایمانداری ہے کہ جب مسیح کو زندہ ثابت کرنا چاہا تو کانا کے معنے زمانہ حال میں کئے اور جب بعثت رسول قبل عذاب موعود کا سوال پیش ہوا تو اسی لفظ کو جمع متکلم کے صیغہ کو ماضی محض کہ دیا اور جھٹ اعتراض کر دیا کہ مرزائیوں کو سمجھ نہیں کہ وہ مولوی صاحب کی طرح ۲+۲ کا جواب ۲ + ۲ = چار روٹیاں ہی دیں۔

قرآن مجید تو مولوی صاحب کے حلق سے اُترا ہی نہیں ورنہ یہ سب فضول قیل و قال وہ نہ کرتے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وما کنا عن الخلق غافلین (یعنے ہم خلق سے کبھی غافل نہیں) اب اس آیت کے سامنے وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا اور وما کنا مھلک القریٰ دونوں آیتوں کو رکھو اور دیکھو کہ کیا وما کنا تینوں جگہ ایک ہی طرز پر مستعمل ہوا ہے کہ نہیں۔ دیکھو تو تینوں جگہ یکساں طور پر استعمال ہوا ہے پس تینوں جگہ معنے استمراری لئے جائینگے۔ ہاں مولوی ثناء اللہ سے بعید نہیں کہ وہ کہدیں کہ وما کنا عن الخلق غافلین میں بھی کنا ماضی ہی کے لئے ہے اور اس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ کہتا ہے کہ ہم خلق سے غافل نہیں تھے مگر میں کہتا ہوں کہ بھلا کیا اب خدا عن الخلق غافل ہے معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں ہے وہ تو حی ہے۔ اور ہمیشہ خبردار ہے اگر ایک دم کے لئے بھی وہ غافل ہو تو دُنیا کا سلسلہ زیر و زبر ہو جاوے۔ پس چونکہ یہاں استمراری معنے ہیں اس لئے دونوں دوسری آیتوں میں بھی استمراری معنے مراد ہیں۔ کیونکہ تینوں جگہ الفاظ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اب مولوی صاحب کا ایک اعتراض باقی رہا اور وہ یہ ہے کہ خاتم النبین کے بعد تو کسی رسول نے آنا ہی نہیں پھر اب یہ کہنا کہ ضروری ہے کہ ایک رسول مبعوث ہو قبل اس کے کہ کاٹنے والا کیڑا پیدا ہو بالکل غلط ہے بلکہ جو شخص رسالت کا دعوےٰ کرے اُس کے کاذب ہونے پر اسکا دعویٰ ہی کافی دلیل ہے۔

یہ اعتراض بظاہر تو بہت ہی مضبوط ہے اور ممکن ہے کہ مولوی صاحب کے مرقع خوان بھی اس دلیل کو بہت ہی مضبوط خیال کرتے ہوں مگر ہمارے نزدیک یہ اعتراض بھی ویسا ہی بودا ہے جیسے پہلے اعتراضات۔ آں حضرت صلعم کے بعد ہر صدی کے سرے پر ایک رسول مبعوث ہوتا ہے ہاں وہ آنحضرت کا ہی مظہر ہوتا ہے۔ اور ان کی رسالت کوئی ایسی رسالت نہیں ہوتی کہ جسے ہم ایک ایسا رسول سمجھیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو۔ بلکہ وہ محمد رسول اللہ کے دین کے خادم ہوتے ہیں۔ ہاں وہ اس لحاظ سے کہ خدا کا کلام اس پر بھی نازل ہوتا ہے جو مبشرات اور منذرات سے مملو ہوتا ہے وہ بشیر و نذیر ہوتا ہے۔ اور یہی حقیقت حضرت مرزا صاحب کے دعوے رسالت کی ہم نے سمجھی ہے۔ سنو خود حضرت والا شان فرماتے ہیں۔

"اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح"

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

پھر آپ اپنے قصیدہ الہامیہ میں فرماتے ہیں جو مدت سے ازالہ اوہام میں چھپ چکا ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

قرآن مجید پارہ ہشتم سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس آیت کا اول اور آخر سارا دیکھو کہیں یہودیوں کو مخاطب نہیں کیا کھلے لفظوں میں اُمت محمدیہ کو خصوصاً اور دیگر انسانوں کو عموماً مخاطب کیا گیا ہے۔ اس آیت کا مطلب صاف ہے یعنے اے انسانو جب کبھی تمہاری طرف تم میں سے رسول آویں اور تمہیں میری آیات سُنائیں تو تم تقویٰ اختیار کرو کیونکہ متقی کا ہی انجام بخیر ہوتا ہے اور اپنی اصلاح کرو کیونکہ صالحین ہی جنت کے وارث ہیں۔ کیوں مولوی صاحب اس آیت کو بھی کبھی غور سے پڑھا ہے اگر پڑھا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آں حضرت کے بعد رسل منکم کے آنے سے انکار ہے۔

مولوی صاحب کی اس طرز استدلال سے تو ہم یہ نتیجہ بھی نکال سکتے ہیں کہ عذاب پہلے ہی آیا کرتے تھے اب جبکہ عذاب کے آنے سے پہلے آنے والے منذروں کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے تو بالضرور عذاب بھی ختم ہوچکا ہے۔ اور آں حضرت صلعم کے وقت میں یا بعد آپ کے کبھی عذاب نہ آیا اور نہ آئیگا۔ مگر یہ بات واقعات کے خلاف ہے۔ اول تو ہم عذاب کو ہی بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور مدعی رسالت (بروزی) بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور نشانات جو اس کی تائید میں نازل ہوئے ہیں ان کو دیکھکر سعید دل تو فوراً بول اٹھتے ہیں کہ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار

ہم ان تمام باتوں سے درگذر کرتے ہیں اور خود مولوی صاحب کا قلمی اقرار پیش کرتے ہیں ہاں مولوی صاحب میرے ان الفاظ سے یہ فایدہ نہ اُٹھائیں کہ جواب دیتے وقت تمام باتوں کو نظر انداز کردیں بلکہ چاہئے کہ وہ میرے اس مضمون کو مرقع میں شائع کردیں اور ایک ایک پوائنٹ پر بحث کریں۔

سُنئے مولوی صاحب آپنے اسی مضمون میں آگے چل کر ترمذی باب فتنۃ الدجال کی وہ حدیث نقل کی ہے کہ جس کا پہلا ٹکڑا دیوبند کے مضمون میں مشکوٰۃ سے نقل کی گیا ہے جو یہ ہے فیہ شعب

نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی اللہ فلا یجد موضع شبر الا ملاءہ زہمہم ونتنہم جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی اور اسکے دوست خدا سے دعا کرینگے پھر خدا اُن لوگوں پر آسمانی کیڑا بھیجدیگا۔ جو اُنکی گردنوں میں پیدا ہوگا اور لوگ ایک نفس واحد کیطرح یکایک مرجائینگے اور آخر خدا تعالیٰ اُنکا نبی مسیح اور اُس کے ساتھی زمین کیطرف جائینگے اور تمام زمین کو بدبو سے بھری ہوئی پائینگے۔ اگرچہ ترمذی کی حدیث میں تو نبی اللہ کا لفظ نہیں ہے مگر مشکوٰۃ میں تو ضرور ہے اور آپ قائل ہیں کہ مشکوٰۃ کی حدیث بعینہٖ ترمذی کی حدیث ایک ہی ہے۔ اور آپ کو مشکوٰۃ کے الفاظ میں نبی اللہ پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے پس آپکے ہی اقرار سے ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے بعد عیسیٰ نبی اللہ آنے والا ہے پھر نہیں جانتا کہ عیسیٰ نبی اللہ کی آپ کیا تاویل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو آپ ختم نبوت کے یہ معنے کر رہے ہیں کہ آنحضرت کے بعد جو شخص نبی ہونیکا دعوے کرے وہ جھوٹا ہے اور دوسری طرف مان رہے ہو کہ عیسیٰ نبی اللہ مبعوث ہوگا۔ کیوں مولوی عیسیٰ نبی اللہ جو نبی ہونیکا دعویدار ہوگا تو آپ اسکو کاذب ہونیکا الزام لگائینگے یا نہیں۔ اگر آپ نے یہ سچے دل سے لکھا ہے تو ضرور آپ کے نزدیک آنیوالا نبی اللہ بھی جھوٹا ہوگا۔ پس سوچو اور جواب دو کہ ختم نبوت کے کیا معنے ہیں۔ کیونکہ ان معنوں کے رو سے تو آنحضرت صلعم کی حدیث کو بھی معاذ اللہ غلط کہنا پڑتا ہے۔

یہ سیدھی بات ہے کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی ایسا پیدا نہیں ہوسکتا مگر وہی جو آنحضرت کی اتباع سے نبی ہو اور وہ آپکی نبوت ظلی ہو۔ کیونکہ یہ صورت خاتم النبیین کے خلاف نہیں بلکہ قرآن مجید اسکا مؤید ہے جیسا کہ فرمایا من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ آنحضرت کا کمال تو یہی ہے کہ آپکی اطاعت کے فیضان سے انبیا پیدا ہوں۔ اور خاتم النبیین کے یہی معنے ہیں جو قرآن مجید میں خاتم النبیین کا لفظ آنحضرت کو ابو الانبیا ظاہر کرنیکے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ کفار کا یہ اعتراض ہے کہ محمد رسول اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے اور اُنکا سلسلہ آپکی وفات کے بعد نیست و نابود ہو جاویگا جیسے کہ ان شانئک ہو الابتر سے عیاں ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اس بات کو مانکر کہ ہاں محمد کا بیٹا تو کوئی نہیں کہتا ہے مگر محمد خاتم النبیین ہیں۔ اب غور کرو کہ جب کفار کا سوال یہ ہے کہ محمد کا بیٹا کوئی نہیں اور خدا بھی کہتا ہے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے اب اسکے بعد یہ کہنا کہ محمد وہ خاتم النبیین ہیں کیا معنے رکھتا ہے۔ اسکے معنے صاف یہ ہیں کہ صلبی اولاد نہیں تو کیا ہوا دیکھو محمد ابو الانبیاء ہے اسکے فیض نبوت سے نبی پیدا ہونگے صدیق پیدا ہونگے شہید پیدا ہونگے اور صالحین پیدا ہونگے سو لا نبی یہی حقیقت ختم نبوت کی۔ اسکے بالمقابل ذرا اس بات کو بھی رکھکر دیکھو کہ محمد کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا خواہ وہ آپ کی اطاعت میں ایسا محو ہو کہ اُس کا وجود بھی باقی نہ رہے۔ موسیٰ کے جانشین تو نبی تھے مگر محمد کے جانشین اس مرتبہ سے بکلی محروم ہیں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نے تو اُمت محمدیہ کو یہ دعا سکھائی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور یہ بھی بتایا ہے کہ انعمت علیہم سے مراد انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں مگر باوجود یہ محمد کے جانشین اس انعام سے محروم رہینگے کیونکہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ ان دونوں معنوں کو بالمقابل رکھکر سوچو تو معلوم ہوگا کہ خاتم النبیین کے معنے وہی ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے کئے ہیں۔ پس مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ آنحضرت کے بعد نبوت کا مدعی خواہ وہ نبوت کسی رنگ میں ہو کاذب ہے۔ بالکل غلط ہے۔ قابل اعتراض امر تو یہ ہے کہ آنحضرت کی نبوت کی گدی پر حضرت مسیح ناصری کو بٹھایا جاوے ہمارا تو ایمان ہے کہ یہ گدی آنحضرت کے اُمتیوں کے لئے ہی ہے۔ یہ محال ہے کہ حضرت مسیح جن کی نبوت آنحضرت کی نبوت سے الگ ہے کبھی آنحضرت کی گدی پر جانشین ہوسکیں۔ اور خدا کا وعدہ بھی یہی ہے جیسا کہ آیت استخلاف سے ظاہر ہے۔ اور صحیح بخاری اور مسلم میں بھی امامکم منکم ہی کہا گیا ہے۔ مگر خدا جانے مولوی صاحب کو کیوں اُمت محمدیہ کی ذلت پسند ہے کیونکہ اُن کے خیال میں

اُمت احمدیہ میں مسیحیت کے لائق کوئی نہیں بلکہ خدا کو اپنا وحی اسرائیلی مسیح بھیجنا پڑے گا۔ حالانکہ یہ سراسر ختم نبوت کے برخلاف ہے۔ رہا یہ پہلو یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب خاتم النبیین آنحضرت صلعم ہیں تو پھر ان کے بعد مرزا صاحب کا دعوٰے نبوت کیونکر تسلیم کر لیا جاوے جس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں مگر یہ سوال کرنے والے اپنے گھر کو بھی بھول ہی جاتے ہیں نہیں سوچتے کہ ان کا اپنا عقیدہ کیا ہے اور کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔ اگر یہی سوال یہ لوگ اپنے سامنے اس طرح رکھیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح اسرائیلی جو نبی ہے اور جسکی نبوت آنحضرت کی نبوت سے الگ ہے کیسے آسکتا ہے تو انکو فوراً اپنی غلطی معلوم ہو جاوے لیکن یہاں تو غرض صرف اعتراض کرنا ہے وبس۔

مرقع بابت فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۸ پر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ مسیح عم کی نبوت تو محمد رسول اللہ سے پہلے کی ہے بعد کی نہیں پس ان کی بعثت آنحضرت کی ختم نبوت کے مخالف نہیں اگر ہے تو مرزائیوں کے اپنے خیالات کے مخالف ہے بس مرزائی اپنے خیالات کی اصلاح کرائیں۔ حضرت عیسیٰ اس وقت بھی رسول ہیں مگر مامور بتبلیغ نہیں نہ اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تب از سر نو وصف ماموریت اُن میں پیدا کر دیا جائے گا۔ پس مرزائیوں کا وہ اعتراض جو وہ عام طور پر کیا کرتے ہیں (جیسا احمدی نے اوپر لکھا ہے) ٹوٹ گیا۔

یہ تو میں مانتا ہوں کہ یہ انوکھی تشریح جدید ہے اور یہ فاضل ثناء اللہ ہی کا کام تھا مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا قصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ کی ماموریت کا عہد ختم ہو چکا ہے کیونکہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ماموریت تا قیامت ہے انکے عہد میں کوئی دوسرا مامور نہیں ہو سکتا جس طرح قرآن سے تمام پہلی کتابیں منسوخ ہو گئیں اسی طرح تمام پہلی رسالتیں بھی ختم ہو چکی ہیں ہم یہ نہیں مان سکتے کہ عہد محمدی میں دور عیسوی بھی آوے۔ جس طرح قرآن کے ہوتے ہوئے انجیل یا توریت کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح محمد کی ہر پس محمد کے دور کے غلام ہونگے ہم غلام ہیں۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ مامور ہونگے۔ کچھ گول مول ہے کیونکہ نبی جس وقت دنیا کی طرف بھیجا جاتا ہے تو وہ مامور کہلاتا ہے اور اس عہد میں وہ توحید الٰہی اور اپنی رسالت کی تبلیغ کرتا ہے اور اسی کام کا نام بعثت یا ماموریت ہے۔ پس اب مولوی صاحب بتائیں کہ دوبارہ ماموریت عیسیٰ کے کیا معنے ہیں حضرت عیسیٰ جب دوبارہ مامور بالتبلیغ ہونگے تو اُن کی تبلیغ کیا ہوگی۔ نبی کی تبلیغ کا جزو اعظم اس کی اپنی رسالت

کی تبلیغ ہوتا ہے تو کیا حضرت عیسیٰ اس وقت اپنی رسالت کا اقرار کرائینگے اور انجیل کی منادی کرینگے اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ کا کلمہ پڑھائینگے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو حضرت عیسیٰ کے مامور ہونے کے یہی معنے ہیں۔ اور یہی مطلب ہے اب دوسری صورت یہ رہ گئی کہ وہ مامور بتبلیغ رسالت محمدیہ ہونگے۔ مگر اس صورت میں سوال ہوتا ہے کیا ان کو اپنی رسالت سے معزول کیا جائیگا۔ اگر انکی وہی حالت رہے جو محمد سے پہلے اس وقت تھی کہ جب وہ مامور تھے تو اس حالت میں وہ مامور بالتبلیغ رسالت خود ہونگے اور اگر وہ حالت بحال نہ رہے تب وہ تبلیغ رسالت محمدیہ کر سکتے ہیں مگر یہاں وہی سوال ہے کہ نبی کی معزولی کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ پس وہ کیونکر مطاع سے مطیع ہونگے یہ الگ امر ہے کہ کسی نبی کو اللہ تعالیٰ مطلوع بنا کر کسی دوسرے نبی کا مبعوث کرے مگر جو نبی مطاع ہے وہ مطیع کیونکر ہوگا۔ حضرت عیسیٰ بھی مطاع ہیں اب مطیع نہیں ہو سکتے۔

مولوی صاحب کا صرف یہ سوال رہا کہ جب انکی نبوت پہلی کی ہے تو وہ خاتم النبیین کی نبوت کے توڑنے والے نہیں ہو سکتے۔ سو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ تمام جانشین محمد اُمت احمدیہ میں سے ہونگے پس محمد رسول اللہ کی نبوت ہی باطل ہو جاویگی اگر اس وعدہ کے خلاف ظہور میں آوے۔ دوم قد خلت من قبلہ الرسل کا بیان غلط ہو جاویگا۔ مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ خلت سے مراد یہ ہے کہ اپنی ڈیوٹی یا فرض منصبی ادا کر کے چلے گئے یہ نکے معنے نہیں ہیں پس بقول مولوی صاحب مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ اپنی ڈیوٹی پوری کر کے چلے گئے ہیں یہاں معنوں کے رو سے نتیجہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ آئینگے ہی نہیں کیونکہ فرض منصبی ادا کر چکے اور چلے گئے۔ مولوی صاحب جس شخص کا فرض ادا ہو چکا اب اسے بھیجنے کی خدا کو کیا ضرورت ہے۔ سوم اگرچہ حضرت عیسیٰ کی نبوت پہلے کی ہے مگر یہ ختم نبوت کے خلاف ہوگی اگر آپ دوبارہ مامور ہو جاویں جیسے کہ اگر ایک لاٹ صاحب حکومت کرتے کرتے تنگ آکر ولایت چلے جاویں اور انکی جگہ دوسرے لاٹ صاحب مقرر ہو جاویں مگر پہلے لاٹ صاحب دوسرے لاٹ صاحب کی وفات کے بعد پھر آ جاویں تو وہ پہلے لاٹ صاحب دوسرے لاٹ صاحب کے بعد میں بھی کہلائینگے اور پہلے بھی اسی طرح کہنا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کی رسالت محمد سے پہلے بھی ہے پیچھے بھی ہے اور اس وقت بھی جبکہ آپ ہی بتائیں خاتم النبیین کون ہوا۔ عقلاً تو اسکا جواب یہ ہے کہ جسکا عہد اول و آخر ہے وہی خاتم النبیین ہے لا غیر۔ مولوی صاحب یہ بھی یاد رکھو کہ مسیح اسرائیلی یہود کیطرف رسول تھا اور اسی قوم کیلئے مختص تھا۔ پس وہ کبھی مسلمانوں کی اصلاح کیلئے نہیں آسکتے۔ مسلمان جب مثیل یہود ہو گئے تو اُن کیلئے مثیل مسیح چاہئے کہ اصل مسیح جو اصل یہود کیلئے تھا اور نیز خود وہ پیشگوئی کر گئے ہیں یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنے احمد میرے بعد آئیگا جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ میری نبوت کی حد یہیں تک ہے جبتک محمد رسول اللہ مبعوث نہ ہوں بعد اسکے وعدہ ہی سا اور نیز یہ کہ آنحضرت آپکی وفات کے بعد آئینگے شاید مولوی صاحب کہیں کہ اگر یہ کہا جاوے کہ میرے پیچھے فلاں آدمی آئیگا تو اس سے یہ معنے تو نہیں کہ میرے مرنے کے پیچھے پس من بعدی کے یہ معنی ہیں کہ بعد از وفات۔ ...

عرف عام کا محاورہ یاد رکھنا چاہئے۔ ... اگر یہ بھی مان لیں کہ میرے دنیا سے گذر جانے کے بعد خواہ مرکر یا خواہ زندہ ہی گو سنت اللہ کے مخالف ہے مگر تاہم اس سے یہ تو ثابت ہے کہ احمد عیسیٰ کے بعد ہے ... پس حضرت عیسیٰ کا احمد کے بعد آنا غلط ہے۔ اگر غلط نہیں تو پھر مولوی صاحب بتائیں کہ من بعدی کے ہوتے ہوئے احمد کے بعد عیسیٰ کس طرح آسکتے ہیں۔ ... نہ سمجھنے سے ہی آپنے پیش کی ہے ... بلکہ آپ ... قبول کر لیا ہے ...

* سچائی بڑی زبردست ہے کوئی لاکھ منہ کو دبائے مگر یہ منہ سے نکل ہی جاتی ہے کیوں نہ ہو آخر سچائی ہے۔ اسی ضمیمہ میں مولوی صاحب کا یہ اعتراف موجود ہے۔ (۱) ... کہ رسالت اور چیز ہے اور مامور ہونا اور چیز ہے۔ اسی صفحہ پر اس اوپر کے ... حضرت مسیح کی دوبارہ تشریف آوری کی بابت ... آیا ہے وہ بھی دو قسم سے ہے یعنے صفت ماموریت انہیں از سر نو پیدا کر کے بھیجے جائینگے۔ نمبر اول میں تو مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مامور ہونا الگ امر ہے اور رسالت الگ امر۔ مگر نمبر دوم میں آپ قائل ہیں کہ بعثت کے معنے صفت ماموریت از سر نو پیدا کر کے بھیجا جانا ہیں (۲) اب ناظرین اسی مرقع کے صفحہ ۹ کو پڑھیں یہاں مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ غور سے سنو زمانے تین ہوتے ہیں۔ نمبر (۱) ... رسل کا زمانہ (۲) بعثت جسمیں کوئی نبی مامور ہو کر خلق خدا کی طرف آئے (۳) تبلیغ یعنے وہ زمانہ جس میں نبی خدا کا احکام بندوں کو سنائے اس جگہ بعثت کا زمانہ مولوی صاحب نے بتایا ہے کہ جب نبی مامور ہو کر آوے اور ایسے ہی نمبر دوم میں بھی یہی معنے لکھے ہیں اب پہلے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب نبی مامور ہو کر آگیا تو یہ امر رسالت سے الگ کیسے ہوا نبی تو رسالت ہی دوم جب نبی مامور ہو کر آگیا ہے تو اب تبلیغ کو الگ زمانہ قرار دینا کیسے ہو گی ... اسی قدر تھی کہ جب کسی کو نبی یا رسول بنایا جاوے وہ زمانہ بعثت ... ماموریت ... جسمیں نبی خلق خدا کو ہدایت کرتا ہے تو ... نتیجہ مختصر یہ کہ مذکورہ بالا تقریر ... ایک ہی ہیں ... بعثت (۲) ... یا ماموریت کا عہد بالکل غلط ہوگیا ... منہ

مولوی ثناء اللہ کے مخالف مضامین کا جواب دیا جاتا ہے: آخر پر میں مولوی صاحب کو ... کے انعام کے اعلان کیطرف متوجہ کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اس تجویز پر جو مولوی فضل الدین نے پیش کی تھی رضامند ہیں ... مولوی فضل الدین ... مم

الوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

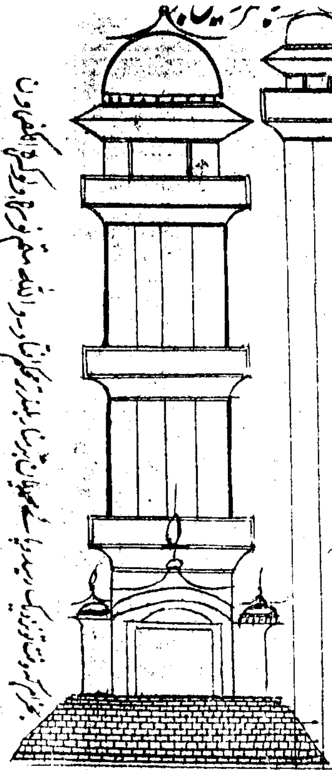

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے — عہ/

۲۔ خواص و معاونین سے — عـــہ

۳۔ ہندوستان سے باہر — سے

۴۔ غیر مذاہب والوں سے — سے ۱۲/

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے کم آمدنی والے لوگوں سے — عـہ ۱۲/

نوٹ

عہ/ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ذیل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

چھ گویم بانو گر آئی چہادر قادیا نینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۸ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

اطلاع

شروع جنوری ۱۹۰۸ء سے الحکم چہار روزہ شائع ہو رہا ہے اور یہ انتظام امتحاناً کیا گیا تھا تا کہ اگر اس کی اشاعت چہار روزہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاوے تو اسے مستقل کر دیا جاوے۔ دو مہینے کا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ ایزادی یا ترقی جو الحکم کی رفتار میں کی گئی ہے عام طور پر پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہے۔ اس لئے اب کسی مزید انتظار کے بغیر میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ الحکم کی چہار روزہ اشاعت کو مستقل کیا جاتا ہے آئندہ جب تک خدا تعالیٰ چاہے الحکم اسی طرح چہار روزہ شائع ہوگا۔ اور اس لئے اضافہ چندہ سرپرستان ان لوگوں سے جن کی قیمتیں پہلی شرح سے وصول ہو چکی ہیں وصول کیا جائیگا۔ اس مطلب کے لئے

۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء

کو الحکم ان سرپرستان الحکم کے نام عہ کے لئے وی پی ہوگا جن کی سالانہ قیمتیں ۱۰ اپریل سے پہلے سے وصول ہو چکی ہیں۔ کئی سالوں سے الحکم کی قیمت وصول کرتے وقت وی پی کمیشن ایک آنہ شامل نہیں کیا جاتا جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کے اضافہ سے ایک آنہ کا زاید ٹکٹ لگانا پڑتا تھا۔ اس لئے وہ ایک آنہ بقایا اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اور آئندہ جن احباب کے نام سالانہ قیمت کے وی پی ہوں گے ان کی موجودہ قیمت میں عہ کا اضافہ ہو کر وی پی ہوگا لہذا تمام سرپرستان الحکم کی عام اطلاع کے لئے یہ چند سطریں شائع کی جاتی ہیں۔ امید ہے سرپرستان الحکم بہ وی پی وصول کر کے کارخانہ کی اعانت کریں گے بار بار یاد دہانیوں کی نہ حاجت ہے نہ متوقع۔ اور نہ کارخانہ واپسی وی پی کے اخراجات کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے نقصان آخر ایک معقول رقم بن جاتے ہیں۔ میں الحکم کے متعلق عنقریب ایک چٹھی تمام سرپرستان الحکم کی خدمت میں بھیجنے والا ہوں۔ جس پر اگر غور کیا گیا تو مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ انشاء اللہ الحکم ایک نہایت مفید جریدہ ہو سکے گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

یعقوب علی
ایڈیٹر و مینجر الحکم

دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے مسرت فزا ہے۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ تشریف لے گئے ہیں آپ کی غیر حاضری میں صیغہ مقبرہ کا کام حضرت مولوی محمد علی صاحب کر رہے ہیں اور مولوی صاحب جمعرات گذشتہ کو ڈیپوٹیشن میں شامل ہونے کے لئے امرتسر چلے گئے۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام سے ۱۶ طالب علم انٹرنیس کے امتحان میں شامل ہونے کے لئے گئے ہیں آج سے امتحان شروع ہوگا۔
حلقہ امرتسر کے کھیلوں کے مقابلہ میں فٹ بال کے لئے ضلع گورداسپور میں سے مقابلہ کے لئے قادیان تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیم منتخب ہوئی۔

۴۔ مدرسہ کی جدید عمارت کے لئے اینٹ عنقریب طیار ہونے لگینگی۔ مدرسہ کی زمین کے احاطہ میں حد بندی کے لئے فی الحال شیشم کے پودے لگائے گئے ہیں۔ اور کنواں طیار ہو رہا ہے

۵۔ موسم میں تغیر ہو چکا ہے۔ دو تین دن تیز ہوا چلتی رہی اور آسمان پر بادل بھی رہے بارش نہیں ہوئی۔ خدا کے فضل کی امید ہے

۶۔ حضرت حکیم الامۃ عربی زبان کا مذاق قوم میں پیدا کرنے کی فکر میں ہیں۔ پسرور سے ایک عرب صاحب کو بلایا ہے جو عربی زبان کے سکھنے کے لئے کوئی

نوٹ۔ جو صاحب ۱۰ مارچ کا الحکم کسی وجہ سے نہ وصول کر سکیں وہ فوراً اطلاع کریں کہ کب ان کے نام وی پی ہو۔

پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ طلب

صوبہ پنجاب و شمال مغربی سرحد کے سابق پوسٹماسٹر جنرل مسٹر ڈبلیو میکسویل صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ہو کر تشریف لے گئے ہیں جو عنقریب مسٹر سٹوارٹ ولسن کے رخصت پر جانے ہی ڈائرکٹر جنرل ہونگے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ صوبہ پنجاب کا پوسٹ ماسٹر جنرل عموماً ڈائرکٹر جنرل کی کرسی پر بٹھایا جاتا ہے۔ مجھے مسٹر ڈبلیو میکسویل صاحب سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ پبلک کی عام شکایات کو رفع کرنے میں بہت جلد توجہ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے اُن کی ڈائرکٹری کا زمانہ بہت سی ترقیوں اور اصلاحوں کا زمانہ ہوگا۔ اب ان کی جگہ مسٹر جے ہملٹن صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل ہوئے ہیں جو یہاں ہی ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل تھے چونکہ اب ان کا خصوصیت کے ساتھ پبلک سے واسطہ ہوگا اس لئے تجربہ بتائیگا کہ آپ کو پبلک شکایات کے تعداد کا کہاں تک مذاق ہے۔ میں اپنے صوبہ کے نئے پوسٹماسٹر جنرل کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ذیل کے امور پر بہت جلد نوٹس لیں۔

اول وی پی کا نیا طریق جو فروری ۱۹۰۸ء سے جاری ہوا ہے یہ نہایت فضول اور تکلیف دہ ہے تجارتی کارخانوں کو اس سے سخت تکلیف ہو رہی ہے اور ڈاک خانہ کا جس قدر کام بڑھ گیا ہے وہ ذمہ دار افسروں سے معلوم ہو سکتا ہے اگر پوسٹ ماسٹروں سے متفقہ رائے طلب کی جاوے تو وہ اس سسٹم کے سب مخالف ہونگے اور تجارتی کارخانہ والوں کو جو تکالیف ہیں وہ اخبارات میں نکل رہی ہیں پس اس طریق کو منسوخ کر کے پہلا طریق جاری کیا جاوے۔

دوم - قادیان کے سب آفس کے متعلق میں اشد ضرورت سے توجہ دلاتا ہوں۔ قادیان کا ڈاک خانہ امرتسر ڈویژن میں ایک بڑا ڈاکخانہ ہے جہاں سے ایک ہفتہ میں دو بار ایک ہفتہ وار اور تین ماہواری رسالے شائع ہوتے ہیں اس کے علاوہ کثرت سے ڈاک کی آمد رفت ہوتی ہے یہ امر ڈاک خانہ کے کاغذات سے بخوبی ظاہر ہے۔ قادیان کے ڈاک خانہ کی اہمیت کو سمجھ کر سابق سپرنٹنڈنٹ خلیفہ فضل حسین صاحب نے بذریعہ یکہ ڈاک کے آنے جانے کے لئے رپورٹ کی تھی۔ اور چنانچہ اب ڈاک یکہ ہی کے ذریعہ آتی جاتی ہے مگر کچھ عرصہ سے ایک ایسے شخص کو ٹھیکہ ڈاک دیا گیا ہے جس کے گھوڑے ایسے خراب ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کوئی مہینہ کم خالی جاتا ہوگا جس میں کئی مرتبہ ڈاک گاڑی کو نہیں مل سکی۔ نمونے کے طور پر جنوری اور فروری کے مہینوں میں دریافت کیا جاوے کہ کتنی مرتبہ ڈاک نہیں مل سکی۔ پوسٹ ماسٹر جنرل توجہ کریں اور سپرنٹنڈنٹ صاحب سے دریافت کریں کہ انھوں نے اس پر کیا نوٹس لیا۔

پہلے ٹھیکہ دار پر جو ایک مسلمان تھا کئی مرتبہ جرمانہ ہوا۔ مگر اس ٹھیکہ دار پر جو ہندو ہے ایک پیسہ جرمانہ تو کہاں اس سے جواب تک بھی شاید نہیں لیا گیا۔ میں نہیں جانتا یہ امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کی چشم پوشی ہے یا ان کے ہیڈ کلرک صاحب کی مہربانی۔ بہرحال یہ امر تعجب خیز ضرور ہے کہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ قریباً مہینے میں ایک ہفتہ ڈاک گاڑی ہی کو نہ مل سکے اور ٹھیکہ دار صاحب سے کوئی پوچھے بھی نہیں۔ اس عدم توجہی نے یہاں کے کاروباری سلسلہ میں سخت گھبراہٹ پیدا کی ہے۔ اور عام شکایت پیدا ہو رہی ہے۔ کہاں تو یہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی کہ قادیان کی ڈاک دو دفعہ آئے اور جاوے اور کہاں یہ حالت کہ ایک مرتبہ بھی وقت پر نہیں پہنچتی اور اس کو کوئی نہیں پوچھتا۔ نئے پوسٹ ماسٹر جنرل اپنی فوری توجہ سے قادیان کی پبلک کو ممنون فرماویں۔

اس سے بہتر ہے کہ بذریعہ یکہ کے ڈاک کی آمد رفت کے سلسلے کو بند کر کے ہرکاروں کے ذریعہ ڈاک کا سلسلہ جاری کیا جاوے اور ڈاک بجائے ایک مرتبہ کے دو مرتبہ کر دی جاوے۔ یعنے دو مرتبہ ڈاک قادیان سے روانہ ہو اور دو ہی مرتبہ تقسیم ہو۔ اس طرح پر ڈاک خانہ کا خرچ بھی کم ہوگا اور یہ شکایت بھی نہ ہوگی۔ یکہ والے اچھے جانور نہیں رکھتے اور یوں معاہدہ میں سب کچھ لکھ دیتے ہیں لیکن جب کوئی پوچھتا ہی نہیں تو پھر انھیں کیا مصیبت پڑی ہے کہ اچھے گھوڑے رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ ٹھیکہ دار خود تابعدار رہتا ہی نہیں اور نہ وہ پروا کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر جلد توجہ نہ کی گئی تو سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں اگلی اشاعت میں پوری سکیم لکھونگا جس پر عمل کرنے سے قادیان کی ڈاک کی آمد رفت میں سہولت ہو سکے گی۔ **بہرحال** ڈاک کو دو مرتبہ کر دیا جاوے اور ڈاک کو بدستور سابق بذریعہ ہرکاروں کے کر دیا جاوے۔

اور اب تک جتنی مرتبہ ڈاک قادیان کے ٹھیکہ دار نے مس کی ہے اس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کی معرفت اس سے معاہدہ کے موافق سلوک کیا جاوے تاکہ آیندہ کے لئے احتیاط ہو سکے۔ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب یہ بھی دریافت فرمادیں کہ اس نئے ٹھیکہ دار کا کوئی معاہدہ بھی ہے یا یونہی کام چلایا جا رہا ہے۔ کیونکہ ایسی بے توجہی شبہ میں ڈالتی ہے کہ شاید اس کا معاہدہ بھی ابھی نہ ہوا ہو۔ بہرحال اگر معاہدہ لیا گیا ہے تو معاہدہ کے موافق سلوک ہونا چاہیئے۔ وہ معاہدہ عملدرآمد کے لئے ہے نہ کہ توڑنے کے لئے ٭

لنگرخانہ کی طرف توجہ چاہیئے

لنگرخانہ کی ضروریات پر ایک سے زیادہ مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے۔ لنگرخانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور قحط سالی کے سبب سے اور بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب یک مشت چندے لنگرخانے کے لئے دیں اور ماہواری چندے اپنے وقت پر ادا ہوتے رہیں تاکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اوقات گرامی میں تشویش کی وجہ سے ہرج واقعہ نہ ہو۔ اس تحریک کو معمولی اور عام نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ ڈیپوٹیشن جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کیلئے نکلا ہے اسکے مقاصد میں لنگرخانہ کیلئے یک مشت چندہ جمع کرنا بھی داخل کیا گیا ہے جہاں احباب عمارت مدرسہ کے لئے چندہ دیں۔ لنگرخانہ کے لئے یک مشت چندہ بھی دیں۔ بار بار اس قسم کی تحریکیں کرنے کی ضرورت نہیں۔ لنگرخانہ سب سے اول نصب العین رہنا چاہیئے۔ یاد رہے لنگرخانہ کیلئے جس قدر روپیہ بھیجا جاوے وہ براہ راست حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نام

مختصر نوٹ

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء اپنی قوم کو ایک بڑے بھاری فتنہ سے جس کا نام فتنۂ دجال ہے ڈراتے آئے ہیں۔ یعنے اجماعی طور سے یہ امر ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ فتنۂ دجال سب سے بڑا فتنہ ہے۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مختلف قسم کے اعمال بد کی مختلف سزائیں بیان ہوئی ہیں۔ جھوٹ۔ چوری۔ زنا۔ فسق۔ فجور۔ شراب خواری۔ قمار بازی۔ شرک۔ افتراء علی اللہ۔ انبیاء کا کفر۔ خود خداتعالیٰ کی ذات کا انکار۔ غرض ان سب کی سزائیں قرآن شریف نے مختلف طور سے کھول کھول کر بیان کی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ غضب اور قہری عذاب جو بیان کیا ہے اور وہ کل صغائر کبائر کے عذاب سے بڑھکر ہے وہ قوم نصاریٰ کے اتخاذ ولد کے بدترین عقیدہ کا نتیجہ ہے۔ چونکہ سزا سب قسم کے گناہوں صغائر و کبائر سے سخت ہے اور ناراضگی سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ جس امر کا نتیجہ ایسا خطرناک اور سب سے بڑھکر ہے وہ گناہ یا فتنہ بھی سب سے بڑھا ہوا ہے اور یہ امر صاف ہے کہ وہ عقیدہ اتخاذ ولد ہے۔ پس صاف طور سے معلوم ہوا کہ اتخاذ ولد کا عقیدہ رکھنے والے لوگ ہی وہ لوگ ہیں جن کے فتنہ کا نام فتنۂ دجال ہے۔

وما ارسلنک الا رحمة للمومنین ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قوم کے لئے ایک قبولیت دعا عطا ہوا کرتی ہے۔ جس کو انبیاء نے مختلف مقامات پر برتا ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اُس دعا کو رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا کہ کر قوم کا بیڑا ہی غرق کرا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم کہہ کر اس دعا کو پورا کیا۔

مگر حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ الف الف صلوٰة والسلام اُنھوں نے اس دعا کو اپنی امت کے لئے کوئی عذاب مانگ کر پورا نہیں کیا بلکہ آپ نے اس موقع کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی نجات کے واسطے رکھ لیا۔ جو شفاعت کے رنگ میں اُمت محمدیہ کے واسطے باعث انعامات الہیہ ہوگی۔ کیا ہی رحم ہے اور کیسی شفقت ہے اسی لئے تو آپ کا نام رحمة للمومنین رکھا گیا اور رؤف رحیم ہوا۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

دُنیا میں مختلف قوتیں کام کرتی ہیں۔ آجکل مادی دُنیا میں قوت مقناطیس کا بہت چرچا ہو رہا ہے مگر قوت ایمانی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ جیسے طوفان باد و باران۔ آتش سوزاں۔ اور ننگی تلواروں سے یا کسی طمع یا خوف کا یا کسی لومة لائم کا خطرہ نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے واسطے فرعون نے ساحر جمع کئے۔ مقابلہ سے پہلے اُن لوگوں کی جو حالت تھی اُس کا نقشہ قرآن شریف نے الفاظ ذیل میں کھینچا ہے۔ ء ان لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین۔ ہاتھ جوڑکر۔ نہایت عجز اور انکسار سے جیسے کمین بادشاہوں سے مانگا کرتے ہیں۔ حضور ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا اگر ہم نے فتح پا لی۔

مگر جب قوت ایمانی کی پر زور اور سچی طاقت اُن میں آئی اور اُن پر ثابت ہو گیا کہ واقعی حضرت موسےٰ ساحر نہیں بلکہ خدائی طاقت ان کے ساتھ کام کرتی ہے تو پھر فرعون نے اُن کو دھمکیاں دیں وہی فرعون ابھی ابھی جس کے سامنے وہ نہایت ہی تذلل اور انکساری سے ہاتھ جوڑ جوڑکر درخواست پیش کر رہے تھے کہ ہمیں کچھ انعام بھی دیا جاوے فرعون کے جبروت اور اسکی سطوت اور اُس کے جلال کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح جان کر بالکل بے پرواہی سے اُس کی دھمکیوں کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں لا ضیر انا الی ربنا منقلبون کچھ پرواہ نہیں تیری حقیقت ہی کیا ہے ہمیں اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ گویا ہاتھ پاؤں کا کاٹا جانا تو در کنار جان تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ سبحان اللہ یہ ہے قوت ایمان۔ اور زیور ایمان۔ اُن کی پہلی اور پچھلی حالت کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی قوت ایمانی ہی سب طاقتوں سے بڑھکر کام کرنے والی ہے۔

قرآن شریف میں تدبر و تفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احیاء موتیٰ تین کا کام ہے۔ اللہ اور اُس کے رسولوں اور ساحروں کا۔ اللہ تعالیٰ کا احیاء موتیٰ جیسا کہ آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم۔ ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔

رسولوں کا احیاء موتیٰ جیسا کہ ذیل کی آیت سے معلوم ہوتا ہے یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔

ساحروں کا احیاء موتیٰ جیسا کہ آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ

غرض اب ان اقسام ثلثہ میں سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جو مرتبہ کوئی دینا چاہے وہ دے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام میں اُن کو رسولوں کی ذیل میں شمار کیا گیا ہے لہذا اُن کا احیاء موتیٰ بھی رسولوں کا سا تھا۔

حقیقی مردوں کا زندہ کرنا چونکہ صرف ذات باری تعالیٰ کی صفت ہے جو کہ قیامت کو ہوگا اور اس صفت میں نہ کوئی رسول اور نہ کوئی ساحر کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہے۔ روحانی مُردے زندہ کرنا رسولوں کا کام ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام بھی خدا کے مرسلین میں سے ایک تھے لہذا اُن کا احیاء موتیٰ بھی وہی حقیقت رکھتا ہے جو رسولوں کے متعلق بیان ہوئی۔ تیسرا گروہ جادوگروں اور ساحروں کا ہے سو اس گروہ سے نعوذ باللہ حضرت مسیح کی شان بہت بلند ہے اب با ایں ہمہ اگر کوئی مسلمان کہلا کر بھی حضرت مسیح کی ذات میں خدائی کے صفات یقین رکھتا ہے تو اُس کا اختیار ہے کہ حضرت مسیح کے احیاء موتیٰ کو اللہ تعالیٰ کے احیاء موتیٰ کی طرح یقین کرے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ اسلام نہیں بلکہ کفر صریح ہے۔

وجود ملائکہ۔ بدون محرک کوئی تحریک نہیں ہوتی۔ دیکھو کبھی عین نیکی کرتے کرتے انسان کے دل میں بدی کا خیال اور کبھی عین بدی کرنے کے وقت نیکی کا خیال موجزن ہو جاتا ہے۔ یہ بدون تحریک محرک نہیں ہے پس نیکی کی تحریک کا محرک ملک اور بدی کی تحریک کے محرک کا نام شیطان ہے۔

ملائکہ پر ایمان۔ پس جب انسان کے دل میں نیکی کا خیال پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فوراً اُس کو مان لے اور اس نیک تحریک کے مطابق کام کرنے لگ جاوے دیر نہ کرے۔ یہی ایمان بالملائکہ ہے۔ اس طرح سے چونکہ عام طور سے انسانوں میں بھی ہم اس قاعدہ کو مشاہدہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کی بات کو مان کر اُس کے کہنے کے مطابق عمل کرے یا بدوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ کسی کی فرمانبرداری کرے تو وہ شخص فرمانبرداری کرنیوالا اپنے فرمان دہ شخص کا پیارا بن جاتا ہے اور قدرتاً اسکے دل میں جسنے اس کو حکم دیا ہے اسکا حکم ماننے والے کی محبت پیدا ہو جاتی ہے پس اس قاعدہ سے چونکہ انسان اس نیک تحریک کو مان لیتا ہے تو اُس فرشتہ کو جسکی تحریک کو اس نے مانا ہے اس سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ فرشتہ اپنے دوستوں میں اسکی تعریف کرتا ہے تو اس طرح سے عام طور سے کہ فرشتے ساتھ نیکی کی تحریکات کو مان لینے سے آہستہ آہستہ فرشتوں کے سردار جبرئیل تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور آخرکار جبرئیل کی تحریکات کو ملنے کی وجہ سے انسان کا تعلق جبرائیل سے ہو جاتا ہے۔ آخر یہی اس طرح سے ان تحریکات کے قبول کرنیکا نتیجہ ہوتا ہے کہ تتنزل علیھم الملائکہ فرشتے اس پر نازل ہونے لگتے ہیں۔

اور اگر برعکس اسکے انسان جان بوجھکر نیکی کی تحریک کو جو کہ درحقیقت ایک فرشتے کی تحریک ہوتی ہے نہیں مانتا اور اس کی پرواہ نہیں کرتا تو اس فرشتے کو اس سے نفرت ہو جاتی ہے۔ اس طرح سے فرشتہ اُس سے دور اور متنفر ہو جاتا ہے۔ پس جب نور نہیں تو ظلمت آموجود ہوتی ہے پھر اس شخص کا قرین ایک شیطان ہو جاتا ہے۔

پس اسی واسطے مسلمانوں کے ارکان اسلام میں یہ امر داخل ہے کہ ایمان بالملائکہ ہو۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ؟ یعنے جب نیکی کی تحریک انسان کے دل میں پیدا ہو تو فوراً اسپر کاربند ہو۔ ورنہ سستی اور کاہلی کرنے سے توفیق چھن جاتی ہے۔ غرض وجود ملائکہ اور شیطان اس طرح سے صاف طور سے نظر آجاتا ہے۔

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۲۵ فروری ۱۹۰۸ء قبل از عصر

ایک شخص نے سوال کیا کہ یا حضرت والدین کی خدمت اور اُن کی فرمانبرداری اللہ نے انسان پر فرض کی ہے مگر میرے والدین حضور کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھ سے سخت بیزار ہیں اور میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے چنانچہ جب میں حضور کی بیعت کے واسطے آنے کو تھا تو اُنھوں نے مجھے کہا کہ ہم سے خط و کتابت بھی نہ کرنا اور اب ہم تمہاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اب میں اس فرض الٰہی کی تعمیل سے کس طرح سبکدوش ہو سکتا ہوں فرمایا کہ قرآن شریف جہاں والدین کی فرمانبرداری اور خدمت گذاری کا حکم دیتا ہے وہاں یہ بھی فرماتا ہے کہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم۔ ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفوراً ۔ بنی اسرائیل رکوع ۳۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم صالح ہو تو وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے واسطے غفور ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی بعض ایسے مشکلات آ گئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے اُن کی اُن کے والدین سے نزاع ہو گئی تھی۔ بہرحال تم اپنی طرف سے اُن کی خیریت اور خبر گیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو جب کوئی موقع ملے اُسے ہاتھ سے نہ دو تمہاری نیت کا ثواب تم کو مل رہے گا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ اصلاح کو مدِ نظر رکھو اور نیت کی صحت کا لحاظ رکھو۔ اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو۔ یہ معاملہ کوئی آج نیا نہیں پیش آیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ بہرحال خدا کا حق مقدم ہے۔ پس خدا کو مقدم کرو۔ اور اپنی طرف سے والدین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو۔ اور صحت نیت کا خیال رکھو۔

۲۶ فروری ۱۹۰۸ء بوقت سیر

فرمایا کہ اصل میں ہمارے دعوے کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو حضرت عیسیٰؑ کی وفات۔ دوسرا اُن کی آمد ثانی۔ وفات کے متعلق تو ہم ہزاروں بار بیان کر چکے ہیں کہ قرآن شریف میں خود مسیح کا ۔۔۔ اقرار لکھا ہے۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ یہ عجیب نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیان کو قیامت کے دن کے لئے خاص کر دیا ہے۔ اس سے تو صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں کہ کیا ایسے مشرکانہ خیالات اور عقاید تم نے ان لوگوں کو بتائے ہیں حضرت مسیحؑ صاف انکار کرتے ہیں اور کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں کہ یا الٰہی میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم دی تھی۔ یہ مشرکانہ تعلیم میری وفات کے بعد انھوں نے اختیار کی ہے۔ میں اس کا ذمہ وار نہیں ہوں۔ چاہے ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش تیرے بندے ہیں۔ اب صاف بات ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دُنیا میں آئے ہوتے اور عیسائیوں کے ایسے فاسد عقاید کی اصلاح کی ہوتی تو بڑے زور سے عرض کرتے کہ یا اللہ میں نے بڑے بڑے جنگ کئے ہیں اور بہت مشکلات اُٹھا کر اُن کے مشرکانہ خیالات اور عقاید کی جگہ دوبارہ تیری توحید اُن میں قائم کی ہے میں تو بڑے انعامات کا مستحق ہوں چہ جائیکہ مجھ سے ایسا سوال کیا جاتا۔ غرض خود اُن کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ وفات پا چکے اور دوبارہ دُنیا میں نہیں آئینگے۔ پھر آنحضرتؐ نے اُن کو معراج کی رات میں مردوں میں دیکھا۔ بھلا زندوں کو مردوں سے کیا تعلق۔ اگر مسیحؑ زندہ تھے تو پھر مردوں میں کیوں جا شامل ہوئے۔

اس کے سوا سینکڑوں مقامات قرآن شریف میں ہیں جن سے ان کی وفات ثابت ہے۔

عجیب بات ہے کہ یہی توفی کا لفظ ہے جب اوروں کے واسطے آوے تو اُس کے معنے موت کے کئے جاتے ہیں اور جب حضرت عیسیٰؑ کے واسطے آوے تو کچھ اور کئے جاتے ہیں۔ نہ معلوم یہ خصوصیت حضرت عیسیٰؑ کو کیوں دی جاتی ہے۔ دیکھو حضرت یوسفؑ کی دعا ہے کہ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ علاوہ ازیں اور بیسیوں جگہ توفی کا لفظ موت ہی کے معنوں میں وارد ہوا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ توفی فعل کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح چیز ہو تو معنے بجز موت کوئی اور ہو سکتے ہیں۔

احیاءِ موتیٰ ان کے مُردے زندہ کرنے کے معجزے کو بھی خواہ مخواہ خصوصیت دی گئی ہے تعجب آتا ہے ان مولویوں پر کہ حضرت عیسیٰؑ کے واسطے احیاء موتیٰ کا لفظ آوے تو حقیقی مُردے زندہ ہو جاویں جو سنت اللہ اور قرآن مجید کے منشاء کے خلاف ہیں۔ مگر جب وہی لفظ آنحضرتؐ کے واسطے آتے ہیں تو اُس سے مراد روحانی مُردے بن جاتے ہیں۔

انجیل میں لکھا ہے کہ جتنے مُردے قبروں میں تھے سب زندہ ہو کر شہروں میں آ گئے اس کثرت سے آپ نے مُردے زندہ کئے۔ بھلا ان سے کوئی سوال تو کرے کہ ہزار ہا مُردے زندہ ہو کر شہروں میں آ گئے اُن کا گذرہ کیسے ہوا اور دوسرا یہ کہ باوجود اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے پھر وہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے۔ اُن کو کوئی سمجھاتا کہ انھوں نے ہی دعا کی اور تم زندہ ہوئے اب انپر ایمان لے آؤ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا بڑا معجزہ نہ اُن مُردوں کے واسطے مفید ہوا نہ اُن کے رشتہ داروں کے واسطے جنھوں نے ان مردوں کو بچشم خود زندہ ہوتے قبروں میں سے نکلکر شہروں میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ علم تعبیر رویا میں لکھا ہے کہ جب کوئی دیکھے کہ مُردے قبروں میں سے زندہ ہو کر شہروں میں آ گئے ہیں تو اُس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اُس وقت کے نیک طبع لوگ قید سے رہائی پا جاویں گے۔ اس وقت چونکہ خود حضرت مسیحؑ قید میں تھے تو ممکن ہے کہ اُنھوں نے خود یا کسی اور نے یہ رویا یا مکاشفہ دیکھا ہو۔ مگر بعد میں وہ مکاشفہ یا رویا تو ترک کر دیا گیا اور اصل مطلب لے لیا گیا۔ آنحضرتؐ کی نسبت بھی مُردے زندہ کرنے کے متعلق کئی روایات تھیں مگر معتبر کتب احادیث میں انکا ذکر نہیں کیا گیا۔ دیکھو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے بڑے مشکلات جھیل کر قریب ایک لاکھ کے حدیث جمع کی مگر آخر اُن میں سے صرف چالیس ہزار رکھی باقی متروک کر دیں۔ ہمارے مسلمان ان معاملات میں بڑے محقق گذرے ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کا خلق طیور کا مسئلہ ہے۔ ہم معجزات کے منکر نہیں بلکہ قائل ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کا خلق طیور کا مسئلہ بعینہٖ موسیٰ علیہ السلام کے سوٹے والی بات ہے۔ دشمنوں کے مقابلہ کے وقت وہ اگر سانپ بن گیا تھا تو دوسرے وقت میں وہی سوٹے کا سوٹا تھا۔ نہ یہ کہ وہ کہیں سانپوں کے گروہ میں چلا گیا تھا۔ پس اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے وہ طیور بھی آخر مٹی کی مٹی ہی تھے۔ بلکہ حضرت موسیٰؑ کا سوٹا تو چونکہ مقابلہ میں آ گیا تھا اور مقابلہ میں غالب ثابت ہوا تھا اس واسطے حضرت عیسیٰؑ کے طیور سے بہت بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ طیور تو نہ کسی مقابلے میں آئے اور نہ اُن کا غلبہ ثابت ہوا۔

غرض ایک حصہ تو ہمارے دعاوی کا حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے ثابت کرنے کے متعلق ہے جسکو ہم نے ہر طرح سے عقل سے نقل سے۔ اقوال آئمہ سے غرض ہر پہلو سے بیسیوں کتابیں تالیف کر کے ثابت کر دیا ہے۔ دوسرا حصہ آمد ثانی کے متعلق ہے سو وہ اللہ تعالیٰ نے خود آسمانی نشانات اور تائیدات سماوی کے ذریعہ سے اور آئے دن ہماری ترقی دشمنوں کا تنزل کر کے ظاہر کر دیا۔ ایک طوفان اور دریا کی لہریں تائید اور نصرت کی خدا کی طرف سے آ رہی ہیں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

تازہ نشانات اور قبل از وقت زبردست کثیر پیشگوئیاں دلوں پر اثر ڈالتی ہیں۔ اور انہی سے ترقی ہوئی ان ملانوں کے پرانے رطب و یابس جو اُن کے پاس قصے کہانیوں کے رنگ میں ہیں اُن سے کیا ترقی ہو سکتی ہے۔ بلکہ تنزل کے اسباب ہیں۔

تعجب ہے کہ یہ لوگ ممبروں پر چڑھکر رویا کرتے تھے کہ یہ تیرھویں صدی سخت منحوس ہے۔ چودھویں صدی انعامات و برکات کا موجب ہوگی۔ اور امام مہدی اور مسیح موعود اس صدی میں آویگا۔ صدیق حسن خان نے کئی اولیاء اللہ کی روایات سے اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے کہ سب کا اتفاق تھا کہ مسیح آنے والا چودھویں صدی میں آویگا۔ مگر خدا جانے اب لوگوں کو کیا ہو گیا۔ خیر اصل بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی صفائی کرنی چاہئیے صرف زبان سے کہہ دینا کہ مَیں نے بیعت کر لی ہے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا جب تک عملی طور سے کچھ کر کے نہ دکھلایا جاوے صرف زبان کچھ نہیں بنا سکتی۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون۔ یہ وقت ہے کہ سابقوں میں داخل ہو جاؤ۔ یعنے ہر نیکی کے کرنے میں سبقت لے جاؤ۔ اعمال ہی کام آتے ہیں زبانی لاف و گزاف کسی کام کی نہیں۔

دیکھو حضرت فاطمہؓ کو آں حضرتؐ نے کہا کہ فاطمہ اپنی جان کا خود فکر کر لے مَیں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ بھلا خدا کا کسی سے رشتہ تو نہیں۔ وہاں یہ نہیں پوچھا جاویگا کہ تیرا باپ کون ہے بلکہ اعمال کی پرسش ہوگی۔

انسان میں کئی قسم کے گناہ۔ کسل۔ کبر۔ سستیاں اور باریک در باریک گناہ ہوتے ہیں ان سب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نفس انسان کے تین مرتبے بیان فرمائے ہیں۔ امارہ۔ لوامہ۔ مطمئنہ۔ نفس امارہ تو ہر وقت انسان کو گناہ اور نافرمانی کی طرف کھینچتا رہتا ہے۔ اور بہت خطرناک ہے۔

لوامہ وہ ہے کہ کبھی کوئی بدی ہو جاوے تو ملامت کرتا ہے۔ مگر یہ بھی قابل اطمینان نہیں ہے۔ قابل اطمینان صرف نفس کی وہ حالت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نفس مطمئنہ کے نام سے پکارا ہے۔ اور وہی اچھا ہے۔ وہ اُس حالت کا نام ہے کہ جب انسان خدا کے ساتھ ٹھیر جاتا ہے۔ اسی حالت میں آکر انسان گناہ کی آلائش سے پاک کیا جاتا ہے۔ یہی ایک گناہ سوز حالت ہے اور ایسی درجہ کے انسانوں کے ساتھ برکات کے وعدے ہوئے ہیں۔ ملائکہ کا نزول اُن پر ہوتا ہے۔ اور حقیقی نیکی اور پاکی صرف انہی کا حصہ ہوتی ہے۔

صرف زبان کا اقرار تو خدا کے نزدیک کچھ چیز ہی نہیں ہے۔ ہم نے اکثر ہندو دیکھے ہیں کہ خیانت کرتے ہیں۔ کم تولتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ دُنیا کی محبت میں مرے جاتے ہیں مگر زبان سے دوسری طرف یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ راجی صاحب دُنیا فانی ہے ناپائیدار ہے۔

پس تم ایسے ہو جاؤ کہ خدا کے ارادے تمہارے ارادے ہو جاویں اُسی کی رضا میں رضا ہو اپنا کچھ بھی نہ ہو سب کچھ اُس کا ہو جاوے۔

صفائی کے یہی معنے ہیں کہ دل سے خدا کی عملی اور اعتقادی مخالفت اُٹھا دی جاوے۔ خدا کسی کی نصرت نہیں کرتا جب تک وہ خود نہیں دیکھتا کہ اس کا ارادہ میرے ارادے اور اُس کی مرضی میری رضا میں فنا نہیں ہے۔

مَیں کثرت جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ چار لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر صرف بیعت کر لی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے اُن میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے۔ اور اُن کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خدا کی رضا میں محو ہو جاویں۔ حق اللہ اور حق العباد کو فراخ دلی سے پورے اور کامل طور سے ادا کریں۔ دین کے واسطے اور اشاعت دین کے لئے اُن میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے۔ اپنی خواہشات اور ارادوں آرزوں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گمراہ ہو سوائے جسے مَیں ہدایت دوں۔ تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو مَیں نور بخشوں۔ تم سب مردے ہو مگر وہی زندہ ہے جس کو مَیں روحانی زندگی کا شربت پلاؤں۔ انسان کو خدا کی ستاری ڈھانکے رکھتی ہے ورنہ اگر لوگوں کے اندرونی حالات اور باطن دُنیا کے سامنے کر دئے جاویں تو قریب ہے کہ بعض کے بعض قریب تک بھی جانا پسند نہ کریں۔ خدا بڑا ستار ہے۔ انسانوں کے عیوب پر ہر ایک کو اطلاع نہیں دیتا۔

پس انسان کو چاہئیے کہ نیکی میں کوشش کرے اور ہر وقت دعا میں لگا رہے۔ یقیناً جانو کہ جماعت کے لوگوں میں اور اُن کے غیر میں اگر کوئی مابہ الامتیاز ہی نہیں ہے تو پھر خدا کوئی کسی کا رشتہ دار تو نہیں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اِن کو عزت دے اور ہر طرح حفاظت میں رکھے اور اُنکو ذلت دے اور عذاب میں گرفتار کرے۔ انما یتقبل الله من المتقین۔ متقی وہی ہیں کہ خدا سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشاء الٰہی کے خلاف ہیں نفس اور خواہشات نفسانی کو اور دُنیا و ما فیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں۔ ایمان کا پتہ مقابلے کے وقت لگتا ہے۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سُنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اُتارتے۔ چاہو جتنی نصیحت کرو مگر اُن کو اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ خدا بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو اُن باتوں کے واسطے اُس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء

ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئیے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے بُرے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مَیں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔

ان الله مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئیے اور اُس میں غور کرنا چاہئیے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔ انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اُسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔ ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے اُن کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے سمندر میں طوفان آگیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اُس کی دعا سے بچا لیا گیا اور دعا کے وقت اُس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔ مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں۔

دیکھو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ دیا ہے۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ مگر دیکھو کہ ان میں غافل عورتیں بھی ہیں مختلف طبائع اور حالات کے انسان ہیں خدانخواستہ اگر ان میں سے کوئی طاعون سے مرجاوے یا جیسا کہ بعض آدمی ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہوگئے ہیں تو ان دشمنوں کو ایک اعتراض کا موقع ہاتھ میں آگیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم۔ بہرحال جماعت کے افراد کی کمزوری یا برے نمونہ کا اثر ہم پر پڑتا ہے۔ اور لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ پس اس واسطے ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کوئی پاک ہوگیا یفعلون ما یؤمرون۔ فنافی اللہ ہوجانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہوجانا چاہیئے۔ کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد بیوی بچوں۔ خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقع ہرگز ہرگز نہ دینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فمنھم ظالم۔ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات۔ پہلے دو نوصفات ادنے ہیں۔ سابق بالخیرات بننا چاہیئے۔ ایک ہی مقام پر ٹھیر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھیرا ہوا پانی آخر گندہ ہوجاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار بدمزہ ہوجاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ ستھرا اور مزے دار ہوتا ہے اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہوگا مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کرسکتا ہے۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھیر نہیں جانا چاہیئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہیئے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہیئے۔ ورنہ خدا انسان کی مدد نہیں کرتا۔ اور اس طرح سے انسان بے نور ہوجاتا ہے جس کا نتیجہ آخر کار بعض اوقات ارتداد ہوجاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہوجاتا ہے۔ خدا کی نصرت انھی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں ایک جگہ نہیں ٹھیر جاتے۔ اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ابتدا میں تو ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھیر جاتے ہیں۔ اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اصلح لی فی ذریتی۔ میری بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ سو اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں۔ اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدمؑ پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بددعا کرنے کیواسطے اکسایا تھا۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہیئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہیئے ۔

تعلیم الاسلام عمارت فنڈ

تعلیم الاسلام عمارت فنڈ کے متعلق گشتی چٹھی پر سیالکوٹ کی انجمن نے اپنے ضلع کی انجمنوں میں بطور خود ایک چھپی ہوئی سرکلر لیٹر شائع کی ہے اور اس کے ساتھ چھپے ہوئے فارم بھیجے ہیں میں اس چٹھی کو اس غرض سے شائع کرتا ہوں تاکہ دوسری انجمنوں کو بھی باقاعدہ اور باضابطہ کام کرنیکا جوش اور شوق پیدا ہو۔ انجمنوں کے قیام سے سلسلہ کی اعانت اور ضروریات کی تکمیل میں سہولتیں پیدا ہونی چاہئیں نہ یہ کہ اس میں اور بھی روکیں پیدا ہوں۔ انجمنوں کے کاموں میں بہت توجہ درکار ہے اور جہاں انجمنوں کے قیام میں ضرورت ہے کہ چستی سے کام لیا جاوے وہاں قائم شدہ انجمنوں کو اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ وہ چٹھی جو انجمن ضلع سیالکوٹ نے شائع کی ہے یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ چٹھی نمبر ۲ مجریہ دفتر انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء بنام انجمن ہائے مقامی ضلع سیالکوٹ۔ برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو مطبوعہ چٹھی مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۸ء دربارہ فراہمی چندہ رقم چالیس ہزار روپیہ متعلق عمارت مدرسہ دفتر صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان سے مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن نے جاری فرمائی ہے وہ انجمن ہذا میں پیش ہوئی ہے جو کچھ اس چٹھی میں ذکر کیا گیا ہے اور جو طریق فراہمی چندہ کا قائم کیا گیا ہے وہ قطعی ہے اور گویا ایک حکم ناطق ہے جس میں کسی احمدی کو یا کسی عہدہ دار انجمن ہائے مقامی یا ضلع کو کسی طرح دخل دینے کا اختیار نہیں ہے خادمان سلسلہ احمدیہ کے ذمہ اب صرف یہ امر باقی ہے کہ بموجب اصل مقررہ کردہ کے ہر ایک احمدی کی آمدنی یا تنخواہ ایک ماہ سے نصف یا ثلث حصہ وضع کر کے بالمقطع یا بصورت اقساط وصول کر کے بخدمت صاحب سکرٹری و محاسب صدر انجمن احمدیہ ارسال کریں۔ انجمن سیالکوٹ نے ایک فوری جوش کیساتھ اس بارہ میں عملی کارروائی شروع کردی ہے اور ایک فہرست بہ نمونہ منسلکہ مرتب کرلی ہے ہر ایک احمدی کی آمدنی درج کرنے کے بعد وصولی شروع ہوگئی ہے اور کوشش اور پوری کوشش اس بارہ میں صرف کی جارہی ہے کہ رقومات چندہ جلدی وصول ہوں۔ پہلی قسط دو یا رقم بالمقطع کا روپیہ تو اخیر مارچ ۱۹۰۸ء تک قادیان میں پہنچ جانا چاہیئے۔ باقی اقساط مقررہ کی ادائیگی بھی اخیر جولائی ۱۹۰۸ء تک ختم ہوجانی چاہیئے۔ اراکین انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء میں یہ امر فیصلہ کیا ہے کہ اس چٹھی کی ہمراہ آپ کی خدمت میں دو قطعہ سادہ فارم فہرست مجوزہ کے بھیج دئے جائیں اور آپ سے التماس کی جائے کہ آپ ایک فارم اس فہرست کا نہایت صحت سے پُر کرکے دفتر انجمن ضلع سیالکوٹ میں ارسال کردیں۔ جس قدر جلدی ممکن ہو یہ فارم مکمل ہوکر دفتر انجمن ضلع میں پہنچ جانا چاہیئے۔ دوسرا فارم اپنے پاس رکھ کر وصولی رقم کی کارروائی شروع کردیں اور پوری ہمت اور محنت صرف کرکے اخیر مارچ ۱۹۰۸ء سے ایک ہفتہ پیشتر زر وصول شدہ دفتر انجمن ہذا میں بنام محاسب ارسال کردیں تاکہ فوراً قادیان میں وہ رقم ارسال کردی جائے۔ اور باقی رقومات اقساط کی وصولی باترتیب اپنے وقت مقررہ پر کرکے روپیہ ارسال کرتے جائیں تاکہ ساتھ ساتھ قادیان میں پہنچتا رہے اس انجمن کو اب اس امر کی ضرورت نہیں کہ اپنی طرف سے آپکے واسطے جوش دلانیوالے اور رغبت پیدا کرنیوالے الفاظ استعمال کرے جو کچھ ہمارے اور قوم کے سچے خیر خواہ اور مکرم بھائی مولوی محمد علی صاحب نے چٹھی میں تحریر فرمایا ہے وہ کافی سے بھی زیادہ ہے ہر ایک مقامی انجمن گردونواح کے احباب کو شامل کرکے پورا اجلاس کرے اور فوراً فہرست منسلکہ کو مکمل کراکر کارروائی شروع کردے اور انجمن ہذا کو اطلاع دیوے کہ اسنے کارروائی شروع کردی ہے۔ وما علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ایک چٹھی سفید منسلکہ بغرض اطلاع بخدمت صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ارسال کی گئی ہے ۔ دستخط خاکسار میر حامد شاہ سکرٹری انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ ۔

شملہ کی انجمن احمدیہ کے سرگرم اور پُرجوش سکرٹری بابو برکت علی صاحب نے مندرجہ ذیل خط اسی سلسلہ میں مجھکو بھیجا ہے۔ جو بہت ہی ہمت افزا ہے اگر اس طرح پر انجمنوں میں کارروائی شروع ہوگئی تو چالیس ہزار روپیہ کا اپیل بہت جلد پورا ہوجائے گا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کو عمارت مدرسہ کی تکمیل کے لئے بہت سی سہولتیں میسر آجائیں گی۔ خدا کرے کہ قوم کے دل میں یہ درد پیدا ہو۔

جماعت شملہ کی چٹھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ

مکرم و معظم جناب شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ چونکہ جماعت شملہ کے بعض احباب رخصت پر گئے ہوئے ہیں اور بعض اس وقت کلکتہ میں ہیں جو ماہ آئندہ کے اختتام پر دفتروں کے ساتھ یہاں آئیں گے۔ اس لئے یہ مناسب خیال کیا گیا تھا کہ جب بہت احباب موجود ہوں گے تو عمارت سکول کے چندہ کے متعلق تحریک کی جائے گی۔ مگر جماعت انبالہ کی اس کارروائی سے کہ پہلے انھوں نے چندہ کا وعدہ موجودہ احباب سے لے لیا اور باقیوں کے لئے پھر کمیٹی کر لی۔ اخبار الحکم میں یہ پڑھکر ہم نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور گذشتہ اتوار کو اس غرض کے لئے کمیٹی کر لی۔ چنانچہ مفصلہ ذیل احباب نے وعدے دئے ہیں جن کا چندہ جیسا وصول ہوتا رہے گا۔ دارالامان بھیجدیا جائیگا۔ برکت علی ۱۲۰ روپیہ
مولوی خدا بخش ۳۷½ روپیہ مولوی عمرالدین ۳۰ روپیہ
بابو امیرالدین ۲۵ روپیہ۔ صوفی کرم الٰہی ۳۰ روپیہ
شیخ الہ دین ۲۰ روپیہ۔ شیخ کلن ۲۰ روپیہ
چودھری وزیر حسین ۱۲ روپیہ۔ بابو ولی محمد ۱۲ روپیہ
بابو عبدالرحمن ۳۷½ روپیہ۔ منشی شمس الدین ۳۰ روپیہ
شیخ ولی اللہ ۲۷½ ۔ ۴۰۷

علاوہ اس کے احباب موجود نہیں تھے اور چار رخصت پر ہیں۔ کلکتہ میں ہیں۔ ان کے آنے پر پھر کمیٹی منعقد کی جائے گی اور امید ہے کہ سوا سو روپیہ اور بھی ہو جائے گا چونکہ آپ نے لکھا ہے کہ چندہ عمارت سکول کے متعلق مختلف انجمنوں کی کارروائی آپ چھاپتے رہیں گے۔ اس لئے یہ چند سطور بطور اطلاع ارسال خدمت ہیں۔ والسلام ۔ خاکسار برکت علی سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ۔

کسب و عمل اور اسلام

کہتے ہیں کہ توکل کا بڑا مرتبہ ہے متوکل کو خدا اپنے غیب کے خزانہ سے بھیجتا ہے یہ صحیح ہے لیکن افسوس ہے کہ توکل کے اصل معانی کو سمجھنے والے کم اور نہایت کم ملتے ہیں۔ اور اُس کے بدنام کرنے والے بہت زیادہ ہیں اس لئے کہ توکل کے معنے یہ نہیں ہیں کہ آدمی اپنے ہاتھ پاؤں کو توڑ کر سعی و عمل کسب و وسائل کو چھوڑ کر ایک طرف ہو بیٹھے اور کہے کہ ہم تو خدا پر توکل رکھتے ہیں۔ اُسی نے ہمیں پیدا کیا اُسی نے توکل کا حکم دیا۔ وہی ہمیں کھانے کو دیگا۔ ہماری ضرورتیں پوری کریگا ہم ہاتھ پاؤں ہلا کر کیوں اُس کے نافرمان بنیں۔ کیوں سمجھیں کہ ہم بھی اپنے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ فرض کرو کہ کسی مذہب کا یہی شرعی حکم ہے کہ لوگو توکل کرو (وہی توکل جسکی تعریف اوپر ہو چکی) تو اس حکم پر تمام قوم مکلف ہوگی نہ کہ چند افراد اب خیال کرو کہ اُس مذہب کو ماننے والی قوم کے تمام افراد اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں اس کا انجام کیا ہوگا؟ یہی کہ ساری قوم محتاج ہو جائے گی۔ قومی ثروت کا نام و نشان نہ رہیگا ہر طرح کی ندامت و ذلت اُس کے سامنے آئے گی۔ خواری و ہلاکت آکر اُس کا نرغہ کریں گی اور رفتہ رفتہ قوم صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جائے گی۔ جس طریق عمل کا یہ مآل ہو کیا عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے کہ کوئی سچا مذہب اسکا حکم دیگا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پھر اسلام جیسے کامل و مکمل مذہب کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ بھی ایسے ہی غیر سوجھ توکل کا حکم دیتا ہے سراسر غلط نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن یہ خیال ہے کہ مسلمانوں میں پھیلا ہوا ہے اور کاہل و نکمی اور دوسروں کی کمائی پر نگاہ رکھنے والے اپنے آپ کو متوکل بتلا کر اپنے انسانی عیوب پر پردہ ڈال لیتے یا غیروں کی کمائی سمیٹنے کی ایک تدبیر نکال لیتے ہیں اور سیدھے مسلمان اُن کے دھوکوں میں آکر اور اُن کی مدد کر کے اوروں کو بھی حوصلہ دلا دیتے ہیں کہ ایسا ہی کریں انھیں دونوں قسم کے لوگوں کی بدولت مسلمانوں میں تلے معنے اور اسباب سعی کو معطل کر دینے والے توکل کا خیال عام ہوا۔ اور خیال اصل ہے اعمال کی۔ جب خیال یہ ہو کہ سعی و عمل نہ کرنا چاہیئے تو پھر اکتساب کی کوشش ہو تو کیونکر؟ یہی وجہ ہے کہ مسلمان کاہل ہو گئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اس کا ذمہ وار اپنے فاسد خیال کے موافق خدا کو سمجھتے ہیں اور اس کے رسول کو۔ حالانکہ خود خدا فرماتا ہے۔

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ یعنے جونہی تم نماز سے فارغ ہو۔ زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کے فضل و کرم کو تلاش کرو کہ وہ کس طرح سے ملیگا اور کیونکر اور کس تدبیر سے روزی ہاتھ آئے گی۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگو! معاش کی تدبیر سے غافل نہ ہو اور کسی نہ کسی ایسے مشغلہ میں لگے رہو۔ جس سے روزی حاصل ہو سکے۔ اللہ اس مومن کو پسند کرتا ہے جو کسی پیشہ میں لگا ہو اور فرمایا کہ جس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو اُسے مانگنا نہ چاہیئے۔

علمانے ابوہریرہؓ کی کثرت روایت کی بابت لکھا ہے چونکہ وہ امیر تھے خدمت رسول اللہ میں زیادہ حاضر رہتے اور اور صحابہ معاش کے دھندوں میں لگے رہنے کی وجہ سے اس قدر حضوری میں حاضر نہ رہ سکتے تھے کیونکہ کوئی ان میں تاجر تھا کوئی حرفت پیشہ۔ کوئی کاشتکار۔ یہی اور اسی قسم کے ذرائع اُن کی معاش کے تھے وہ ان کاموں میں لگے رہتے۔ جب اُن سے فرصت پاتے حاضر خدمت ہوتے۔ صحابہ کرام سے بڑھکر اور کون دیندار اور سچا مسلمان ہوگا؟ اگر اسباب معاش کا معطل کر دینا ہی توکل ہوتا تو وہی سب سے زیادہ اس کے پابند ہوتے۔ لیکن زینہاران بزرگواروں نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں؟ اسی لئے کہ وہ جانتے تھے کہ خدا کا حکم ہے کہ روزی کی تلاش آپ کرو۔ یہی تمہاری فطرت ہے یہی وجہ تھی کہ ہر صحابی کسی نہ کسی کسب سے روزی کماتا تھا کیا وہ لوگ متوکل نہ تھے؟ کتنے اور ضرور تھے پھر توکل کے کیا معنے ہیں؟ توکل کے معنے ہیں کہ آدمی اپنی سعی و تدبیر ہی پر نہ پھولے اور خدا کو نہ بھلا بیٹھے سعی خود کرے اور اُس کا ثمرہ دینے والا خدا کو سمجھے اس لئے کہ جب تک خدا کا فضل و کرم شامل حال نہ ہو کوئی سعی و تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہی توکل اصل توکل ہے اور قرن اولیٰ میں اسی کو توکل سمجھتے تھے۔ لیکن جب یہ زمانہ گذر گیا اور مسلمانوں کی ہمتوں کی چستی سستی سے بدلنے لگی تو مسلمانوں کی ایک جماعت ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئی اور اُس نے اپنے اس اخلاقی عیب کو چھپانے کے لئے توکل کی آڑ پکڑی اور حیر کو اپنا اعتقاد بنا لیا کہ جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے اور جو کچھ دیتا ہے خدا ہی دیتا ہے سعی و کوشش سب رائگان اور بے سود ہے اور خلاف توکل ہے اور چونکہ یہ بات بالکل ایک نئی بات تھی اور مسلمان اس پر اعتراض کرتے تھے۔ اس لئے اُن لوگوں نے اپنے عیب کو چھپانے اور اپنے مسلک کے ثابت کرنے کے لئے ان نصوص شرعیہ سے مدد لی جو زہد و قناعت اور مذمت دنیا کے بارے میں وارد ہیں اور کچھ قصے کہانیوں سے اپنے اس من گھڑت کو ایسا دلکش بنایا کہ لوگ اُسپر لوٹ ہونے لگے کیونکہ کسل و بیکاری کو آدمی پسند کرتا ہی ہے۔ لیکن درحقیقت نصوص شرعیہ میں سے ایک نص بھی ایسی نہیں جو بطالت و کسالت پر آمادہ کرتی ہو۔ اسلام بیشک قناعت کا حکم دیتا ہے زہد کی ہدایت کرتا ہے۔ دنیا کی مذمت کرتا ہے۔ لیکن نہ اُن معانی میں جو ان کاہلی اور بیکاری کا سبق پڑھانے والے استادوں نے سمجھے۔

اسلام نفوس انسانی کا طبیب ہے وہ ہر مرض کا علاج بتاتا ہے یا مزاج کو اعتدال پر قائم رکھنے کی تدبیر۔ ایک طرف اُس نے حکم دیا کہ سعی و کسب کرو اور دوسری طرف کہا کہ دُنیا سے کنارہ۔ مطلب اُس کا یہ ہے کہ کسب و سعی کا ثمرہ پا چکے تو پھر اس کے خیال کو چھوڑ دو اور خدا کی طرف رجوع لاؤ۔ اس لئے کہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ جہاں اُس کی حاجت پوری ہوئی وہ خدا کو بھول جاتی ہے

اور یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ رازق حقیقی کون ہے اُس نے رزق پیدا کیا یا کسی شئی کے اسباب و وسائل مہیا کیے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ فراموش کاری کفران نعمت ہے۔ اس کفران نعمت سے باز رکھنے کے لئے اسلام نے زہد یعنی خدا کی یاد اور اُس کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ تاکہ جیسے بیکار بیٹھنے کی وجہ سے توکل کے [illegible] ویسے ہی خدا کو بھول بیٹھنے سے اعلیٰ روحانیت کو گھن نہ لگ جائے۔ پس زہد کے معنے قناعت دلی ایسا یہ ہے کہ آدمی کو اپنے ہاتھ کی چیزوں کی نسبت خدا کے فضل و عنایت پر زیادہ بھروسہ ہو اور یہ بات سعی و عمل کی منافی نہیں ہے۔

اسلام نے قناعت کا بھی حکم دیا اس لئے کہ انسانی طبیعت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو چیز غیروں کے پاس دیکھتا ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہوتی۔ اُس کی غرض کرتا ہے اور حرص کے پورا کرنے کے لئے اکثر ایسی باتیں کر گذرتا ہے جو نہ کرنی چاہئیں۔ یا حرص و طمع کے جال میں پھنس کر ایک طرف سے جتنا حاصل کرتا ہے دوسری طرف اُس سے زیادہ کھو بیٹھتا ہے اور خصوصاً اخلاق و روحانیت کو نقصان پہنچا دیتا ہے اسلام کی غرض چونکہ یہ ہے کہ آدمی عادل اور حلیم عفیف و کریم ہو۔ اس لئے اُس نے قناعت کا حکم دیکر حرص اور طمع کی بیماری کا علاج کیا۔ یہی قناعت کی حقیقت ہے اور بس۔ نہ یہ کہ جو کچھ ہاتھ میں ہے اُسی پر بس کر کے سعی و کوشش کو ٹھوکر مار دے اور بیکار پڑا رہے۔ دیکھو عثمان ابن عفان۔ عبد الرحمن بن عوف و طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی غنا و تمول کے باوجود کسب و عمل سے غافل نہ ہوئے اور صرف انہیں پر کیا منحصر ہے جس مسلمان نے بھی اسلام کو جیسا سمجھنا چاہئے تھا سمجھا۔ اُس نے ہرگز موجود حال پر اکتفا کر کے زیادہ کمانے سے ہاتھ نہیں کھینچا۔

لاریب اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں جو بیکاری و کسالت پر اُبھارنے والی یا اُس کو مباح کرنے والی ہو بلکہ جو باتیں اس قسم کی اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ کاہلوں کی خود تراشیدہ یا کھینچ تان کر بنائی ہوئی یا مکاروں کی مکاریاں ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ اپنا پیٹ پالتے ہیں اور دوسروں کو ترک تدبیر کا سبق پڑھا کر اپنی چھپی تدبیر سے اپنا کام نکالتے ہیں مسلمان جب تک کہ ان باتوں کو دل میں جگہ دیتے اور خود ایسے خیالات کے پابند رہینگے وہ ہرگز [illegible] نہیں سکتے۔ صدیاں گذر گئیں کہ وہ بے معنے زہد و توکل اور ناواجبی قناعت کرتے چلے آتے ہیں ذرا دل میں سوچیں کہ اب تک ان باتوں سے کیا حاصل کیا جو آئندہ اُن سے بھلائی کی امید ہو۔ برخلاف اس کے اس زمانہ کے مسلمانوں کو دیکھیں جبکہ کسب و کمال کی گرم بازاری

تھی کہ اُن کا کیا حال تھا اور اب ان [illegible] کا کیا حال ہے [illegible] کس قدر شرم کی بات ہے کہ ہم مسلمان اپنے خود تراشیدہ خیالات و اعتقادات کی وجہ سے تو خراب ہوں اور اسلام کو بدنام کریں اور [illegible] مسلمان اپنے [illegible] کی وجہ سے اس [illegible] [illegible] (دیکھو)

انجمن حمایت اسلام لاہور کی مخالف پارٹی

انجمن کے متعلق جو نوٹ آپ نے گذشتہ نمبروں میں شائع کئے ہیں ان کے متعلق ایک احمدی بھائی نے مجھے مندرجہ ذیل چٹھی لکھی ہے جسکو میں محض اس غرض سے چھاپتا ہوں کہ تا لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ انصاف پسند احمدی قوم موازنہ کے وقت اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے اور کسی حالت میں وہ انصاف کو ہاتھ سے نہیں دے سکتی۔ جن لوگوں پر مخالفان انجمن کی حقیقت کھل چکی ہے وہ طالبان اصلاح کی ان شنیع حرکتوں کو نہایت افسوس کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے لئے اپنے سینہ میں درد مند دل رکھتے ہیں وہ اس اصلاح طلب پارٹی کے اس طرز عمل کو ناپسند کرتے ہیں۔ انجمن کی اس مخالفت کا اثر ایک اور قومی اور دینی کام پر پڑتا ہوا نظر آتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ اس میں بھی کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ وہ حجاز ریلوے کا چندہ ہے جو اخبار وطن اور وکیل کے دفتر میں جمع ہوتا ہے۔ ایک مستفسر نے معتمد ہند لاہور میں کچھ سوالات حجاز ریلوے فنڈ کے متعلق مولوی انشاء اللہ خان صاحب پر کئے ہیں۔ جن کا جواب خواہ کچھ ہی دیا جاوے مگر وہ سوالات اس انداز سے کئے گئے ہیں جو پڑھنے والے پر اچھا اثر نہیں کرتے۔ ان سوالات کے بعد کوئی تعجب نہیں جو مولوی انشاء اللہ خان یا ایڈیٹر وکیل کو بھی منہ توڑ جواب دینے کا موقع دیا جاوے۔ اور اس سے ایک سلسلہ شروع ہو جاوے جو اس قومی کام میں بھی روک پیدا ہو۔ یہ سلسلہ کیوں شروع ہوا انجمن کی مخالفت کی وجہ سے۔ اس لئے میں مصلحان قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس قسم کے طریق مخالفت کو قطعاً بند کرنے کی فکر کریں اور ذاتی عداوت اور بغض کو چھوڑ کر اگر کوئی اصلاح طلب امور ہیں ان کا فیصلہ بطور نجی کر لیں۔ اور اگر اس طرح بیرون قومی کاموں میں روڑا اٹکانا اور تمام کارکنوں کی بدنامی کر کے اُن کے حوصلوں کو پست کرنا ہی مقصود خاطر ہے تو اس کا انجام اچھا نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ اب تک جس قدر مخالفانہ مضامین شائع کئے گئے ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو قابل منفعت قرار دیا جا سکے۔ سب میں وہ طریق درج کیا ہوا ہے جس کا وعدہ اوپر کیا ہے اور یہ کہتا ہوں کہ اگر اس آگ کو روکا نہ گیا تو یہ کبھی قوم کا [illegible] کے قومی کو تباہ کر کے غیروں کے لئے ہنسی کا باعث ہوگی۔ سمجھو اور خدا سے ڈرو جو [illegible] یہ ہے کہ۔

مضمون متعلق انجمن حمایت اسلام لاہور پڑھکر اور اس سے پہلے پرچوں کے نوٹ دیکھ کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔ اور سچائی کی مدد اور حق کے اظہار کے لئے آپ کے دل و دماغ و قلم کو اس سے زیادہ توفیق بخشے۔ میرے بھائی اس فانی دنیا میں آئے ہوئے مجھے چالیس برس کے قریب ہو گئے ہیں۔ ہوش سنبھالے ہوئے بھی قریباً [illegible] برس کا زمانہ گذرتا ہے۔ میں نے اس لمبی مدت میں اس [illegible] سب سے بڑھکر نفرت دلانیوالی بات اگر کوئی دیکھی ہے تو وہ یہی ہے کہ کلمہ حق کا کہنے والا اور خصوصاً علے الاعلان کہنے والے الا ماشاء اللہ کوئی نہیں۔ ساری دنیا میں ایک منافقت کا طوفان اور جھوٹ سے پیار۔ فساد۔ نفرت و دشمنی کا دستور ایسا گھر کر گیا ہے کہ ایک مسلمان بشرطیکہ مسلمان ہو ان لوگوں سے میل جول و اختلاط قریباً حرام کے درجہ پر سمجھنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے ایسا ہی ایک انجمن کا اختلافی معاملہ ہے۔ جو میری ناقص سمجھ میں بالکل ذاتی اور خود غرضی پر مبنی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ پر بھی دباؤ ڈالا جاویگا۔ اور سخت پیچیدہ طریق سے آپ کو (میں جانتا ہوں) روکنے کی کوشش کی جائے گی مگر میرے بھائی مجھے امید ہے کہ حق کے مقابلے کسی کی ذاتی غرض آپ پر اثر نہ ڈال سکے گی۔ اور اس کا بدلہ اللہ کے ہی پاس۔ والسلام۔
خاکسار حکیم محمد حسین قریشی لاہور۔

ایڈیٹر۔ انشاء اللہ العزیز [illegible] حق گوئی اور حمایت حق سے نہیں رکونگا یہ سب اللہ ہی کی توفیق پر منحصر ہے۔

اسلامی نوٹس

اس اسلامی نوٹس میں ہمدردان قوم، انجمن ہائے اسلامی و متولین ملت کو مخاطب کر کے یہ استدعا کی جاتی ہے کہ اگر کوئی صاحب حسبۃً للہ ایک اسلامی وقف کی حالت کو درست کر کے اپنی قوم پر احسان کرنا چاہتے ہیں تو بذریعہ کرزن گزٹ دہلی یا النجم لکھنو یا الکیمیا یا الیرکوٹلہ مطلع فرما دیں تاکہ تفصیلی حالات سے آگاہی دیجاوے۔ یہ جائیداد موقوفہ مالک [illegible] میں واقع ہے اور قریباً چار ہزار روپیہ ماہوار سے اسکی آمدنی تھی۔ قریباً نصف کل آمدنی مدارس و محتاجین و مساکین وغیرہ میں صرف کے لئے مخصوص تھی۔ ابھی تک اُس کے تغیر کو بارہ سال کا زمانہ نہیں گذرا [illegible] قانوناً مسلمان [illegible] انداز ہوں [illegible] حال ہی مجھکو امید ہے کہ اسلامی دنیا کی بہبودی مد نظر رکھ کے دیگر اسلامی ایڈیٹر صاحبان

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخوں کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے۔

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے صہ
۲- خواص و معاونین سے عـہ
۳- ہندوستان سے باہر سے
۴- غیر مذاہب والوں سے ۱۲/
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عا ۱۲/

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

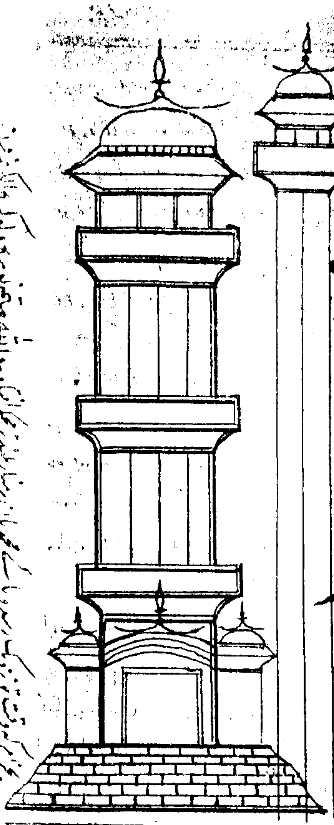

الحکم

چہ گویم با تو کز آب چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۶ صفر ۱۳۲۶ء | جلد ۱۲

خطبہ جمعہ

۶ مارچ ۱۹۰۸ء از حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ

الحمد للہ۔ نحمدہٗ ونستعینہ ونومن بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

یہ اذان جو اس وقت تم نے سنی ہے یہی جناب الٰہی کی طرف سے ایک فرشتہ کے ذریعہ اسلام کو سکھائی گئی ہے اور یہ ایسے پاک کلمات ہیں۔ کہ سارے اسلام کا نچوڑ ہیں۔ جس طرح سے عبادات الٰہی نماز۔ روزہ۔ اور حج وغیرہ کے طریق ہمیں بڑی حفاظت اور تواتر سے پہنچائے گئے ہیں۔ ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر تواتر سے ہمیں اذان کے الفاظ پہنچے ہیں۔ بڑے بڑے بلند مقامات پر مناروں پر چڑھ کر بلند آواز سے پورے زور اور طاقت سے پانچ وقت ان الفاظ سے اسلام کی منادی ہوتی چلی آئی ہے۔ جہاں تک میری سمجھ۔ علم۔ طاقت پہنچ سکتی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ اس اذان میں بڑے اسرار ہیں۔ ایک انگریز جس کے ذریعہ سے میں نے عیسائیت کے متعلق اس قدر معلومات پیدا کی کیونکہ وہ عیسائیت کی بہت سی کتابیں مجھے بھیجا کرتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ مجھے کہا کہ بڑی ترقی کا زمانہ ہے۔ امریکہ اور یورپ بہت ترقی کے معراج پر پہنچ گئے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ یورپ اور امریکہ بے چارہ کیا دینی ترقی کریگا۔ اور کیا ترقی اس نے کی ہے۔ ۱۹۰۰ برس گذر گئے۔ ہر اتوار کے دن گھنٹوں اور گھڑیالوں کی شور و پکار ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کیوں اور کس غرض کے لئے یہ بجائے جاتے ہیں کسی کو بلانے کے واسطے بجائے جاتے ہیں۔ یا کہ شوقیہ۔ اگر بلانے کو بجائے جاتے ہیں۔ تو کس مطلب کس غرض و غایت کے واسطے بلایا جاتا ہے۔ اس بلانے میں کوئی حقیقت نہیں اس میں دنیا کو کوئی وعظ نہیں۔ تبلیغ نہیں۔

برخلاف اس کے اسلام کی منادی کو دیکھو کس طرح جرأت اور دلیری سے اپنے پاک اصولوں کی پنج وقتہ تبلیغ کرتے ہیں۔ کس بلند آوازی سے اور کیسی بلند مقامات پر سے اور کیسی حقیقت ان الفاظ میں بھری ہے۔ اول اپنے مذہب کے اصل الاصول بیان کئے جاتے ہیں۔ پھر بلانے کی غرض و غایت اور پھر آنا بے فائدہ نہیں کسی کھیل تماشے کے واسطے نہیں کوئی لہو و لعب کوئی خدا سے غافل کرنے والا یا بے حقیقت بچوں کا کھیل نہیں بلکہ اس کا نتیجہ فلاح ہے۔ بھلا اس طرز دعوت کو اور اپنے طرز دعوت کا مقابلہ تو کر کے دیکھو پھر کہنا کہ ترقی کس نے کی ہے۔

اسلامی آذان میں سارا اسلام کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ غور کرنے والا غور کرے اور سوچنے والا دل گہری سوچ کے بعد بتائے کہ بھلا اپنے مذہب کی تبلیغ اور خدا کے جلال اور اس کی عظمت اور جبروت کے اظہار کی اس سے بہتر بھی کوئی تجویز ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلی جوش۔ ان کے سچے ارادوں اور ولولوں کا ایک سچا فوٹو ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے الفاظ اذان میں بیان کیا اور ان الفاظ کی تہ میں گویا صحابہ کرام کے سارے اغراض و مقاصد کا سچا نقشہ جناب الٰہی سے فرشتہ کی معرفت بھیج کر بتایا گیا ہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے اور انسانی فطرت میں یہ امر مرکوز ہے۔ کہ انسان اپنے سے بڑے کی بات کو مان لیتا ہے۔ آج کل کا کوئی نادان لڑکا اپنی بے ہودگی کی وجہ سے اپنے بڑے بزرگوں کی نہ مانے تو یہ اس کی بیہودگی ہے۔ انسانی صحیح فطرت میں روز ازل سے یہی رکھا گیا ہے بڑے علم والوں۔ تاجروں۔ حاکموں۔ فلاسفروں۔ تجربہ کاروں سے پوچھکر دیکھ لو کہ سب اپنے سے بڑوں کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور یہی سلیم فطرت کا تقاضا ہے اگر کسی کی فطرت مسخ ہو گئی ہے تو اس کا ہم ذکر نہیں کرتے چنانچہ اذان میں بھی اول اللہ کے نام سے ابتدا کی ہے سارے محامد سے متصف۔ سارے صفات کا ملہ کنہ

والا اور سارے نقائص اور عیوب سے مبرا و منزہ ذات اس کا نام اللہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی نہین ہے اور پہر وہ اکبر ہے۔ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر قسم نقائص سے منزہ ہونے کے ساتھ وہ اکبر بھی ہے یعنی بہت بڑا۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ اب اپنے کاروبار یارون دوستون غرض ہر ایک کو چہوڑ کر اللہ کی طرف آجاؤ۔ اور چونکہ وہ سب سے ہر رنگ مین بڑا ہے اب اس کا حکم آنے پر دوسرون کے احکام کی پرواہ مت کرو۔ ایک طرف خدا کا بلاوا آجاوے دوسری طرف کوئی یار دوست آشنا بلاوین۔ یا کوئی دنیا کا کام بلاوے تو اللہ کے مقابلہ مین ان کو ترک کردو کیونکہ اللہ اکبر ا سب سے بڑا ہے اور سب سے بڑے کی بات کو مان لینا تمہاری فطرت مین رکہا گیا +

حتی کہ ماں باپ جن کی اطاعت اور فرمانبرداری کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ خدا کے مقابلہ مین اگر وہ کچہ کہین تو ہرگز نہ مانو۔ فرمانبرداری کا پتہ مقابلے کے وقت لگتا ہے۔ کہ آیا فرمانبردار اللہ کا ہے یا کہ مخلوق کا۔ ماں باپ کی فرمانبرداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکہا ہے اور بڑے بڑے تاکیدی الفاظ مین یہ حکم دیا ہے۔ ان کے کفر و اسلام اور فسق و فجور یا دشمن اسلام وغیرہ ہونے کی کوئی قید نہین لگائی اور ہر حالت مین ان کی فرمانبرداری کا تاکیدی حکم دیا ہے مگر پہر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق بہی فرما دیا کہ ان جاھداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما اگر خدا کے مقابلہ مین آجاوین۔ تو خدا کو مقدم کرو۔ ان کی ہرگز نہ مانو۔

اولی الامر۔ حاکم وقت کی فرمانبرداری کا بہی بہت تاکیدی حکم ہے۔ فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول۔ کہہ کر بتا دیا۔ کہ اللہ اور رسول کے آگے پیش کرو۔ پہر جیسا کہ حکم ہو کرو۔

غرض نفس ہو یا دوست ہون۔ رسم ہو یا رواج ہو۔ قوم ہو یا ملک ہو۔ ماں باپ ہون۔ یا حاکم ہون جب وہ خدا کے مقابلہ مین آجاوین یعنی خدا ایک طرف بلاتا ہو اور یہ سب ایک طرف تو خدا کو مقدم رکہو۔

یہان اس وقت ہمین ایک اعتراض یاد آیا ہے ایک ہمارے دوست نے ہم سے یہ اعتراض بیان کیا کہ چار شہادتون کا مہیا ہونا صرف زنا کے بارہ مین ہی آیا ہے ورنہ اور کسی امر مین چار گواہیان نہین۔ اس وقت آذان کے الفاظ سے ہی یہ بہی حل ہوا۔ کہ اذان مین بہی اللہ اکبر کے بعد کلمات شہادت کے متعلق بہی چار بار بیان کرنے کی روایات ہین۔ غرض موذن بہی ہمیشہ چار ہی شہادت دیتا ہے اور یہ حد کمال شہادت ہے +

اللہ اکبر کی شہادت اپنی کامل حد تک ادا کر چکنے کے بعد موذن لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہے

یعنی کوئی بہی بجز اللہ تعالےٰ قابل عبادت اور واجب الاطاعت وجود نہین ہے۔ پس خدا کے مقابلہ مین کسی دوسرے کی فرمانبرداری کرنا۔ سجدہ کرنا۔ رکوع کرنا۔ دعا کرنا۔ کسی پر بہروسا رکہنا اللہ کے سوا بالکل جائز نہین ہے۔

بعض لوگ جو کم فرصتی کی شکایت کرکے آذان کی چندان پرواہ نہین کرتے وہ بہی اسی ذیل مین ہین۔ جو ایمان کی حقیقت اور آذان کے سچے مضمون سے ناواقف ہین۔ پہر چونکہ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کے واسطے اس کے احکام اوامر و نواہی کا ہونا بہی ضروری ہے۔ پس جس انسان کے ذریعہ سے وہ احکام اوامر و نواہی ہمین پہونچے ہین۔ وہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین چونکہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت محمد رسول اللہ کے ساتھ ہی وابستہ ہے اور بغیر رسول صلعم کے بتانے کے ہمین اللہ کے اوامر و نواہی کی اطلاع نہین ہو سکتی۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم اللہ تعالےٰ کے صفات کا مظہر اتم ہین۔ اور آپ ہی کے ذریعہ سے ہمین اللہ تعالےٰ کی ذات کا یقین ہوا ہے اور آپ کا وجود خدا نما وجود ہے۔ اس واسطے اشھد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ لازم ملزوم کر دیا +

پہر چونکہ شکریہ کا کامل ذریعہ۔ عبادت کا کامل ذریعہ اپنے مطالب کے حصول کا کامل ذریعہ۔ حق سبحانہ تعالےٰ کی تعظیم کا اعلیٰ مقام۔ انسانی ترقیات کا انتہائی نتیجہ جس کا نام معراج ہے۔ گناہ اور گندون سے پاک ہونے کی سچی راہ صرف صرف نماز ہی ہے اس واسطے بلانے کی وجہ بتائی کہ نماز کیطرف بلاوا ہے۔ پہر نماز مین اھدنا الصراط المستقیم۔ کیسا پاک کلمہ ہے۔ نبی۔ شہید۔ صدیق اور صالحین جیسے عظیم الشان محسنون کی راہ جن کے احسانات کی کوئی قیمت ہی نہین بجز اس کے کہ کوئی جان ہی فدا کردے ان کی راہ پر چلنے کی درخواست کرتا ہے اور ان کے رنگ مین رنگین ہونے کی خواہش کرتا ہے اور ان کے واسطے دعائین کرتا ہے سلام بہیجتا ہے پہر رسول اللہ صلعم جو سردار انبیاء ہین عجیب طرح سے گداز ہو ہو کر درد دل سے ان کے واسطے کہتا ہے اور دل مین محبت کا ایسا جوش پیدا کرتا ہے کہ گویا ان کے احسانات کے باعث ان کو اپنے تصور مین سامنے سے آتا ہے اور کہتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

غرض آذان ایک اعلیٰ قسم کا کامل و اکمل طرز دعوت ہے جس مین خلاصہ اسلام بیان کر دیا ہے۔ دعوت کی وجہ بیان فرمائی گئی ہے اور پہر نتیجہ بہی بتا دیا گیا ہے۔ کہ حی علی الفلاح۔

فلاح۔ کے معنے ہین۔ کامیاب ہو جانا۔ دشمنون کے مقابلہ مین مظفر و منصور ہو جانا۔ اسی واسطے حکم ہے۔ کہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر نماز تمام بدیون اور بدکاریون سے بچا لیتی ہے اور پہر اس فرمانبرداری کا نتیجہ فلاح ہے۔

پہر بعد آذان کے جوش مین آکر کہتا ہے اور دعوت کو ختم کرتا ہے۔ لا الہ الا اللہ + فرمایا کہ اذان کے معنے سوچو اور ان پر غور کرو +

جلسہ کے بعد

فرمایا۔ الحمد للہ۔ ایسا پاک کلمہ ہے اور اس مین ایسے سمندر حکمت الہی کے بہرے ہوئے ہین کہ جن کا خاتمہ ہی نہین۔ مین بعض اوقات نماز مین الحمد للہ پڑہنے کے بعد ٹہر جاتا ہون۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مین ان کے معانی مین غور و خوض کرتا ہوا۔ غرق ہو جاتا ہون۔ دیکہو بعض وقت مجہے بہی سخت سے سخت مشکلات اور تکالیف پہنچی ہین۔ کہ ان سے جان جانے کا بہی اندیشہ ہوا ہے۔ مگر مین نے جب قرآن شریف کو شروع کیا ہے اور اس مین اول ہی اول الحمد للہ سے شروع ہوا ہے اور مین نے اس آیت پر غور کیا ہے۔ تو دل مین بسا اوقات جوش آیا ہے کہ تبارک و تعالیٰ اب الحمد للہ۔ کا کیا مقام ہے ان مصائب اور دکہون کے سمندر مین کس طرح سے الحمد للہ کہو گے اور ممکن ہے کہ کسی دوسرے مومن کے دل مین بہی آیا ہو۔ کیونکہ میرے دل مین ایسا بارہا آیا ہے۔

تو اس کے واسطے مین نے غور سے دیکہا ہے کہ مصائب اور مشکلات مین واقعی اللہ تعالےٰ کی ذات ستائش طرح سے الحمد للہ کہے جانے کے لایق ذات ہے۔

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است۔
زیر آن گنج کرم بنہادہ است۔

(۱) اول تو اس لئے کہ مصائب اور شدائد کفارہ گناہ ہوتے ہین۔ سو یہ بہی اس کا فضل ہے۔ ورنہ قیامت مین خدا جانے ان کی سزا کیا ہے اس دنیا ہی مین بہگت کر نپٹ لیا۔

(۲) اس لئے کہ ہر مصیبت سے بڑہکر مصیبت ممکن ہے اس کا فضل ہے کہ اعلیٰ اور سخت مصیبت سے بچا لیا +

(۳) مصائب دو قسم کے ہوتے ہین دینی اور دنیوی ممکن ہے کہ گناہ کی سزا مین انسان کی اولاد مرتد ہو جاوے یا یہ خود ہی مرتد ہو جاوے۔ سو اس کا فضل ہے کہ اس نے دینی مصائب سے بچا لیا اور دنیوی مشکلات ہی پر اکتفا کر دیا +

(۴) مصائب شدائد پر صبر کرنے والون کو اجر ملتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا۔ کہ ہر مصیبت پر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑہکر یہ دعا مانگو۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا

اور قرآن شریف مین مشکلات اور مصائب

پر صبر کرنے والون کے واسطے تین طرح کے اجر کا وعدہ ہے۔

وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون - اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون یعنی مصایب پر صبر کرنے والون اور انا للہ کہنے والون کو تین طرح کے انعامات ملتے ہین -

(۵) صلوات ہوتے ہین ان پر اللہ کے -

(۶) رحمت ہوتی ہے ان پر اللہ کی -

(۷) اور آخر کار ہدایت یافتہ ہو کر ان کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے - اب غور کرو جن مصائب کے وقت صبر کرنے والے انسانکو ان انعامات کا تصور آجاوے جو اس کو اللہ کی طرف سے عطا ہونے کا وعدہ ہے تو بھلا پھر وہ مصیبت مصیبت رہ سکتی ہے اور غم رہتا ہے - ہرگز نہین پس کیسا پاک کلمہ ہے الحمد للہ - اور کیسی پاک تعلیم ہے وہ جو مسلمانون کو سکھائی گئی ہے - یہ نہایت ہی لطیف نقطہ معرفت ہے اور دل کو موہ لینے والی بات یہی وجہ ہے - کہ قرآن شریف اسی آیت سے شروع ہوا - اور رسول اکرم صلعم کے تمام خطبات کا ابتدا بھی اسی سے ہوا ہے -

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحبان اخبار الحکم و بدر -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

اس کاغذ کی پشت پر ایک فہرست وصولی عید فنڈ کی ہے جو گذشتہ عید کے موقعہ پر وصول ہوا ہے - مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اس فہرست کو اس تحریر کے ساتھ اپنے اخبار مین شایع فرماوین - تاکہ احباب غور کرین - کہ ضروری اور اہم معاملات مین کس قدر بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوگا کہ عید فنڈ کی تحریک سے اس وقت اس سال مین کل پونے تین سو روپیہ وصول ہوا ہے اس مین اگر زیادتی کی امید ہو تو صرف جماعت سیالکوٹ سے جہان کی سرگرم جماعت میرے خیال مین اسی کے قریب قریب روپیہ بھیجے گی - جو باقی کل احمدی جماعت سے وصول ہوا ہے کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ جہان آدمی کی توجہ سے ہزار ہا روپے اکٹھے ہو سکتے تھے وہان ایک پونے تین سو کی رقم آتی ہے - جو مدرسہ کے دس دن کا خرچ ہے -

دوسری طرف ماہواری چندون کا یہ حال کہ بہت تھوڑی جماعتین ہین جو توجہ کرتی ہین - مین ان کو شایع نہ کرتا اگر مین اس تکلیف کو محسوس نہ کرتا - کہ بات کہ احباب کی بے توجہی سے سلسلہ کو ایک بڑا بھاری نقصان پہنچ رہا ہے - ہر ماہ مین ایک طرف لنگر خانہ کا فکر خود حضرت اقدس کو ہوتا ہے کہ یہ کام کس طرح چلیگا - اور دوسری طرف مدرسہ میگزین وغیرہ کا فکر منتظمین صدر انجمن احمدیہ کو ہوتا ہے - کیا سارے پنجاب اور ہندوستان مین اسی قدر احمدی جماعتین ہین - جسقدر عید فنڈ کی تحریک مین شامل ہوئی ہین ؟ - اور کیا باقی کی جماعتین جن کے نام اس فہرست مین نہین ہین اس سلسلہ کی ضروریات کو محسوس نہین کرتین - اور ہر روز اخبارون مین کمی آمد کا شور نہین سنتین ؟ پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود ان سب باتون کے دلون مین وہ جوش پیدا نہین ہوتا جو ہونا چاہیے ؟ چار لاکھ آدمی کو چھوڑ کیا چار ہزار آدمی بھی اس جماعت مین ایسا پیدا نہین ہو سکتا - جو عید کے دن ایک روپیہ مدرسہ فنڈ کے لئے لکھدیا کرین - مین نہین جانتا کہ کن الفاظ مین مختلف انجمنون کے کارکنونکو ان کے فرایض کی طرف توجہ دلاؤن - آخر کار اللہ تعالیٰ کے آگے ہی یہ التماس ہے - کہ وہ نصرت دین کے لئے خود القا کرے اور وہ جوش پیدا کرے جو مشکلات کے پہاڑون کو پاش پاش کر دے

والسلام -

محمد علی - محاسب صدر انجمن احمدیہ -

فہرست عید فنڈ - (عید الضحیٰ) جو مختلف جماعت ہا انجمن احمدیہ کی طرف سے وصول ہوئی ہے -

نمبر شمار	نام جماعت	تعداد رقم عید فنڈ	پائی	آنہ	روپے
۱	جماعت گجرات	[illegible]	۰	۱۳	۴۰
۲	" بلب گڈہ	[illegible]	۰	۶	۶
۳	" بھیرہ	[illegible]	۰	۹	۲۴
۴	" دہلی	[illegible]	۰	۰	۱۰
۵	" جمون	[illegible]	۰	۰	۱۳
۶	" پشاور	[illegible]	۰	۸	۲۰
۷	" منی پور آسام	[illegible]	۰	۰	۱۳
۸	" شملہ	[illegible]	۰	۵	۱۶
۹	" گجرانوالہ	[illegible]	۶	۹	۲۴
۱۰	" چک نمبر ۲۳۲ راہوتیانی (سندھ)	[illegible]	۰	۵	۳
۱۱	" قتالپور ضلع ملتان	[illegible]	۰	۴	۱
۱۲	" ملتان	[illegible]	۰	۰	۱
۱۳	" راولپنڈی	[illegible]	۰	۱۰	۹
۱۴	" فیروزپور	[illegible]	۰	۰	۱۰
۱۵	" لاہور	[illegible]	۰	۰	۵۰
۱۶	" رنگون معرفت ابو سعید	[illegible]	۰	۰	۱۰
۱۷	" ڈیرہ غازیخان	[illegible]	۶	۵	۵
۱۸	" گکوئی - برہما	[illegible]	۰	۰	۲
۱۹	" سامانہ پٹیالہ	[illegible]	۰	۱۱	۴
۲۰	جماعت بٹالہ	[illegible]	۰	۷	۱۰

G. Total ۲۷۶-۱۳-۰۰ - ۲۷۶-۱۳-۰۰

نوٹ

ان رقوم مین قربانی کی کھالون کی قیمت شامل نہین وہ رقم الگ مسکین فنڈ مین جمع ہوتی ہے -

اطلاع

جناب مولوی محمد علی صاحب - ایم اے - ڈیپوٹیشن کی شرکت کی وجہ سے کچھ ایسے مصروف رہے ہین - کہ مارچ کے انگریزی رسالہ کا مضمون پورا نہین کر سکے اس لئے خریداران رسالہ انگریزی مطلع رہین کہ اسی اشد مجبوری کیوجہ سے مارچ اور اپریل کا رسالہ انگریزی اکٹھا - ۲۰ ر اپریل ۱۹۰۸ء کو شایع ہوگا - اور یہ صرف انگریزی رسالہ کے متعلق ہے - اردو رسالہ کی اشاعت مین انشاء اللہ العزیز کوئی فرق نہ ہوگا - وہ اپنے وقت پر بدستور شایع ہوگا - امید ہے - کہ خریداران انگریزی میگزین اس بنا پر مینجر رسالہ میگزین انگریزی کو معذور سمجھین گے -

حکام کا دورہ قادیان مین

۲۱ ر مارچ ۱۹۰۸ء کو جناب فنانش کمشنر صاحب قادیان مین تشریف لانیوالے ہین - اسی تقریب پر آپ کے ہمراہ جناب کمشنر صاحب حلقہ لاہور اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور بھی ہونگے - امید کی جاتی ہے کہ حکام عالی مقام کا یہ دورہ قادیان کے لئے بہت سے مفید نتایج کا موجب ہوگا - صاحبان موصوف بٹالہ اور قادیان کے درمیان جو سڑک ہے اس کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمائین گے - اسی سڑک پر آمدرفت کی بڑی کثرت ہے - اور یہ کثرت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وجہ سے بڑھ رہی ہے - قادیان تک میلون کے نشان لگائے گئے ہین - اگر یہ سڑک پختہ ہو گئی - جیسا کہ تجویز در پیش ہے تو پبلک کو بہت بڑا آرام ہوگا - فنانش کمشنر صاحب کے اسی دورہ کی تقریب پر یہ تجویز عمل مین آگئی - تو بہت مبارک ہوگی -

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۶ مارچ ۱۹۰۸ء قبل عصر

مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ ایک دو خطوں کے اور زبانی بھی کسی مقدمہ میں منصف بننے کے واسطے لکھا اور کہلا بھیجا تھا۔ اور ساتھ ہی دھمکیاں بھی دی تھیں کہ اگر آپ اس معاملہ میں منصف نہ بنیں گے تو میں عدالت میں آپکو گواہ لکھوا دوں گا اور اس طرح سے آپ کو عدالت میں حاضر ہونا پڑے گا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ تعجب آتا ہے کہ ایک طرف تو ہمیں کافر و دجال سب سے بے دین اور مرتد ٹھیراتا ہے اور پھر یہی نہیں کہ اپنے آپ تک ہی محدود رکھا ہو بلکہ اس فتوے میں قریباً تمام ہندوستان کے بڑے بڑے مولویوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کیواسطے سر توڑ کوشش کرتا رہا ہے۔ دوسری طرف ہمیں ایک شرعی معاملہ میں منصف بنانا چاہتا ہے۔ اُس کے نزدیک جب ہم دائرہ اسلام سے ہی خارج ہیں تو پھر ایک شرعی معاملہ میں ہمارا دخل کیا اور فیصلہ کیسا۔ اُس سے کہو کہ پہلے تم ہمارے کفر و اسلام کا تو فیصلہ کر لو پھر ہمیں منصف بھی بنا لینا۔

اس شخص نے تو جہاں تک اس سے ممکن ہو سکا ہے اور اس کا بس چلا ہے ہمیں پھانسی دلانے کی کوششوں میں بھی کمی نہیں کی۔ مگر یہ اللہ کا فضل اور اُس کی خاص نصرت تھی کہ اُس نے ہمیں ہر میدان میں عزت دی اور اعدا اور ہماری ذلت چاہنے والوں کو ذلیل کیا۔ دیکھو لیکھرام کے قتل کے وقت بھی اس نے کس طرح آریوں کو اکسایا ہماری تلاشی ہوئی۔ اور پھر خون کے مقدمہ میں ایک عیسائی کی طرف سے گواہ بن کر ہمارے برخلاف اقدام قتل کے ثبوت کے واسطے کوششیں کیں۔ گورنمنٹ کو ہم سے بدظن کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ہمیں باغی بنایا اور صاف کہا کہ گورنمنٹ کیوں ایسے باغی کو نہیں پکڑتی۔

عام لوگوں کو ہم سے بدظن کرنے میں اپنے ناخنوں تک زور لگایا۔ لوگوں سے کہہ دیا کہ ان سے سلام مت کرو۔ مصافحہ مت کرو۔ ان کی چوری کرنا۔ ان کو قتل کر دینا اور ان کی عورتیں چھین لینا جائز ہے۔ پھر جب اس کے ہم پر ایسے ایسے احسانات ہیں تو اب یہ نامہ و پیام کیسے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں جسکے واسطے یہ اتنے زور دیتا ہے اس کی کوئی ذاتی اور نفسانی غرض ہے۔

اگر کچھ بھی سعادت کا حصہ اُس میں ہوتا تو اسی معاملہ میں غور کرتا کہ جس دن سے اس نے ہماری مخالفت کا بیڑا اُٹھایا ہے اور ہمارے نیست و نابود کرنے میں جان توڑ کوششیں کی ہیں اُسی دن سے اندازہ تو لگائے کہ ہم پر اللہ تعالےٰ کے کیسے فیضان نازل ہوئے۔ اور ہمیں کس طرح خدا نے بڑھایا اور اس کا اپنا کیا حال ہوا۔ ایک سعید انسان اور سلیم الفطرت آدمی کے ہدایت پا جانے کیواسطے صرف یہی بات کافی تھی۔ پھر اپنے خط میں لکھا ہے کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ یہ فقرہ لکھنے سے اس کی مراد نکتہ چینی ہے۔ اور پیشگوئیوں اور امور نبوت کا نعوذ باللہ استخفاف کرنا مدنظر ہے سو اس کے جواب میں اُس سے کہہ دیا جاوے کہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کرے۔ ہم نے ان امور کو اس میں بالتفصیل لکھ دیا ہے۔

وہ نہیں جانتا کہ خواب تو اکثر چوہڑے چماروں اور مردار خواروں کو بھی آ جاتا ہے اور اکثر سچا بھی ہوتا ہے۔ تو پھر اس میں کیا شیخی ہے کہ **میرے گھر لڑکا ہوگا**۔

ہمارے پاس بعض ہندو آتے ہیں اور خواب سناتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ خواب سچا بھی نکلا۔ اس سے مطلب اُن کا صرف یہ ہوتا ہے کہ اعتراض کریں کہ اسلام کی اس میں خصوصیت ہی کیا ہے۔

ہم ایسی نظیریں بتا سکتے ہیں کہ بعض فاسق۔ فاجر۔ بدمعاش۔ مشرک۔ چور۔ زانی۔ ڈاکوؤں کو بھی خواب آ جاتے ہیں اور اُن میں سچے بھی ہوتے ہیں۔ تو پھر اس میں مولوی محمد حسین کی کیا خصوصیت ہوئی۔

شرمپت یہاں کا ایک آریہ ہے اُس نے ایک خواب میں اپنے ہاں لڑکا پیدا ہونا بتایا تھا چنانچہ لڑکا پیدا ہوا اور پھر ایک بار بیان کیا کہ بابو اللہ دتا تبدیل ہو جاویگا چنانچہ یہ خواب بھی اس کا پورا ہو گیا اور بابو اللہ دتا کو وہ اس معاملہ کا گواہ بھی کرتا ہے۔ تو پھر کیا ان باتوں سے یہ نتیجہ نکالنا چاہئیے کہ شرمپت کو یا اور ایسے لوگوں کو نعوذ باللہ ہم نبی مان لیں۔

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ امور بطور شہادت اللہ تعالیٰ نے ہر طبقہ کے لوگوں میں اس لئے ودیعت کر دئے ہیں کہ تا انسان ملزم ہو جاوے اور قبول نبوت کیواسطے اس کے پاس اپنے نفس میں سے شاہد پیدا ہو جاوے۔ خواب کا مالکہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے انسان کی بناوٹ میں رکھ دیا ہے کہ کہیں یہ نبوت کا انکار ہی نہ کر دے۔

سچی خواب کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کوئی شرط نہیں رکھی۔ بلکہ بلا امتیاز کفر و اسلام۔ نیک و بد یہ ملکہ ہر فرد بشر میں رکھ دیا ہے۔ بھلا دیکھو تو حضرت یوسف کے ساتھ جو دو آدمی قید تھے اُن دونوں کو بھی خوابیں آئیں۔ اور وہ دونوں سچی بھی تھیں۔ فرعون کو بھی جو اس وقت کا بادشاہ تھا خواب آئی اور سچی نکلی تو کیا حضرت یوسف نے اُن کی کوئی تعظیم کی۔ یا اُن کو نبی مان لیا۔ یا بتاؤ تو بھلا تم نے بھی اُن کو کوئی مرتبہ دیا ہے؟ بھلا ایک نے تو اپنے خواب کو قتل ہو کر سچا کر دیا۔ مگر دوسرا تو بادشاہ کا مقرب بن گیا تھا اُسی کی عزت کی ہوتی۔ اگر اسی طرح کی ایک دو خوابیں سچی ہو جانے سے کوئی نبی بن جاتا ہے اور اس میں نبوت کی شان آ جاتی ہے تو بتاؤ کس کس کو امام مانو گے۔

نعوذ باللہ اس طرح تو شان نبوت کی ہتک اور انبیاء کا تمسخر کرتے ہو۔

یاد رکھو کہ ایک دو پیسے پاس ہونے سے یا دو چار آنے کا مالک بننے سے یا چند پونڈوں کے پاس ہونے سے کوئی بادشاہ نہیں بن جاتا۔ بلکہ پیسے روپے اور پونڈ تو کثرت مال و زر کی ایک شہادت ہیں۔ کہ تا اُن سے قیاس کر لیا جاوے کہ کروڑ در کروڑ پونڈ اور لاتعداد خزانے بھی ضرور اور یقیناً ہیں۔

پس ان لوگوں کی خوابوں اور انبیاء کے الہامات مکالمات اور مخاطبات میں ایک ما بہ الامتیاز ہوتا ہے۔ انبیاء کی وحی اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس میں ایک شوکت اور جلال و رعب ہوتا ہے۔ انبیاء کی وحی کیا بلحاظ کیفیت اور کیا بلحاظ کمیت عام لوگوں سے بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ اُن کی کامیابی اور اُن کے دشمنوں کی نامرادی پر مبنی ہوتی ہے۔

انبیاء کی وحی غیب پر مشتمل ہوتی ہے۔ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ غرض انبیاء کی وحی میں کسی انسان کو کسی طرح کا اشتراک نہیں ہوتا حیثیت کے لحاظ سے جو اشتراک رکھا گیا ہے وہ بھی صرف اسواسطے کہ تا انسان کو انبیاء کی پاک وحی پر ایمان لانے میں مدد دے۔ ورنہ اُس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور وہ تو انبیاء کی وحی کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ بس مولوی محمد حسین صاحب کو آپ کہہ دیں (جو صاحب زبانی پیغام لائے تھے) کہ مولوی ہو کر آپکے مُنہ سے کس طرح ایسی باتیں نکلتی ہیں جن سے نعوذ باللہ شان نبوت کا تمسخر اور استخفاف ہوتا ہے۔

اول تو آپ کا یہ خواب یا الہام جو کچھ بھی ہے تفسیر طلب ہے دوسرے اگر یہ سچا بھی ہو تو نہ یہ شان نبوت کے لئے اعتراض ہو سکتا اور نہ ہی آپ اس سے نبی بن سکتے ہیں۔ آپ سے پہلے بھی ایک شخص نے ہمارے مقابلہ میں امرتسر سے اپنے ہاں لڑکا ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ مگر خدا جانے کیا ہوا وہ موہوم حمل بھی حمل نہ رہا۔ اور ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

غرض آپ کا خواب یا الہام بھی تو ابھی تصدیق طلب ہے۔ مگر جن کے خوابوں کی تصدیق ہو چکی ہے اور اُن میں سے بعض مشرک اور دہریہ بھی ہیں اور بعض فاسق و فاجر اور چور و زانی اُن کو بھی تو آپ کچھ جواب دیں کہ کیا آپ اُن کو نبی یا ولی الرحمان لینگے۔

یہاں آنا ہو تو نفسانی غرض سے نہ آؤ۔ بلکہ تحقیق حق کے لئے آؤ۔ اسی تصفیہ کے واسطے آجاؤ کہ خواب کفار فجار کو بھی آجاتی ہیں۔ اور انبیاء کو بھی جنسیت میں دونو مشترک ہیں۔ تو پھر کفار اور انبیاء کی خوابوں اور الہامات میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟ ان میں کوئی معیار بھی خدا نے رکھا ہے یا کہ نہیں۔ یہ ایک دینی کام ہے اس کی تحقیق کے واسطے آجاؤ۔ ثواب بھی ہے۔

یاد رکھو کہ قرآن شریف نے ان دونو قسموں میں امتیازی معیار پیشگوئی کو رکھا ہے جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور خارق عادت رنگ میں غیب پر مشتمل ہو۔

معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو کہ موسیٰ کے سونٹے کی طرح فوراً دکھا دیئے جاتے ہیں۔ دوسرے علمی رنگ کے معجزات اور غیب پر مشتمل پیشگوئیاں۔ اول الذکر معجزات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن سے دشمنوں کے مُنہ بند ہو جاتے ہیں۔ مگر دیرپا اور ہمیشہ کے واسطے نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ وقتی ضرورت کے مناسب حال ہوتے۔ پیچھے آنے والی قوموں کے واسطے وہ کوئی حجت اور دلیل نہیں ہوتے۔ کیونکہ اُن میں تدبر و تفکر کا انسان کو موقع نہیں ملتا۔ مگر موخر الذکر معجزات ایسے علمی رنگ میں ہوتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے واسطے اور دیرپا ہوتے ہیں۔ انسان جوں جوں اُن میں غور و خوض کرتا ہے توں توں اُن کی شوکت اور عظمت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اور جوں جوں بُعد زمانی ہوتا جاتا ہے اُن کے ضیاء اور شوکت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اُن کی عظمت میں فرق نہیں آتا۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات اس قسم ثانی کے ہیں۔ دیکھ لو تیرہ سو برس گذر چکے ہیں زمانہ ترقی کے لحاظ سے معراج پر پہنچ گیا ہے۔ نئے نئے علوم اور طبیعات نکلے مگر نہ آں حضرت صلعم کی تعلیم کا کوئی نقص کوئی ثابت کر سکا اور نہ ہی آپ کے معجزات کی قدر و عظمت میں فرق آیا۔ بلکہ روز افزوں اُن کی عظمت اور شوکت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اور جوں جوں نئے نئے علوم نکلتے ہیں سائینس اور فلاسفہ ترقی کرتا جاتا ہے توں توں آپ کی تعلیم کی عظمت اور آپ کے معجزات کی شوکت زیادہ ہوتی ہے۔

دیکھو ایک اور بڑا بھاری مابہ الامتیاز اللہ تعالےٰ نے یہ قائم کیا ہے لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین یعنے اگر کوئی شخص تقول علے اللہ کرے تو وہ ہلاک کر دیا جاوے گا۔ خبر نہیں کیوں اس میں آنحضرت صلعم ہی کی خصوصیت رکھی جاتی ہے۔ کیا وجہ کہ رسول اللہ صلعم اگر تقول علے اللہ کریں تو اُن کو تو گرفت کی جاوے اور اگر کوئی اور کرے تو اس کی پرواہ نہ کی جاوے۔ نعوذ باللہ اس طرح سے تو امان اُٹھ جاتی ہے۔ صادق اور مفتری میں مابہ الامتیاز ہی نہیں رہتا۔

انه من یات ربه مجرما فان له جهنم۔ من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره۔ انه لا یفلح الظلمون۔

ان آیات سے صاف طور سے عموم ظاہر ہو رہا ہے کوئی خصوصیت نہیں۔ نہ معلوم تو پھر رسول اللہ صلعم اگر افترا علی اللہ کریں تو خدا بُرا مانتا ہے مگر اگر کوئی اور یہی جرم کرے تو خیر چنداں ہرج کی بات نہیں معاذ اللہ۔ براہین کے زمانہ کو دیکھو جبکہ خود اس نے ریویو بھی لکھا ہے اس سے قسماً پوچھ لو کہ اُس وقت میں اکیلا تھا یا نہیں۔ اور اب اس وقت چار لاکھ سے بھی زیادہ آدمی ہمارے ساتھ ہیں۔ بھلا کبھی مفتری کی بھی اللہ تعالیٰ ایسی نصرت کرتا ہے۔

پس عام لوگوں کے خوابوں اور انبیاء کی وحی میں اللہ تعالیٰ نے خود مابہ الامتیاز مقرر کر دئے ہیں۔ جنسیت کے لحاظ سے تو کم و بیش ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں مگر بلحاظ اپنی کیفیت اور کمیت۔ مقدار و نصرت انبیاء ہی کی وحی ممتاز اور قابل اعتبار ہوتی ہے۔

پھر ہمیں تشریعی نبوت کا دعوے نہیں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اب اسی شریعت کی خدمت بذریعہ الہامات مکالمات۔ مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے کرنے کا ہمارا دعوے ہے۔

مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ بھی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے۔

غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقت الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے تم اس کا مطالعہ کرکے اپنی تسلی کر لیں۔

احمدی انجمنیں

گزشتہ اشاعت سے آگے

مگر قبل اس کے کہ میں ان امور کو بیان کروں جو میں نے دیکھے ہیں ان انجمنوں کی اغراض کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ انجمنیں ایک بڑے بھاری ذمہ داری کے کام کو سر انجام دینے کے لئے بنائی گئی تھیں اور میرے یا کسی اور صاحب کے خیال سے نہیں بلکہ حضرت اقدس کے ایماء سے ایسا ہوا تھا۔ یہ ضرورت تو دیر سے محسوس ہو رہی تھی کہ ہر مقام میں احمدیوں میں تعلقات کا قایم ہونا اور اغراض سلسلہ میں مدد دینے کے لئے ایک نظم کا قائم کرنا ضروری ہے مگر ہر امر کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ اواخر ۱۹۰۵ء میں جب حضرت مسیح موعود نے رسالہ الوصیت شایع کیا تو اس میں اس سلسلہ کے کاموں کو ایک انجمن کے سپرد کرنے کی تجویز خود حضرت اقدس نے فرمائی۔ چنانچہ یہ انجمن ۱۹۰۶ء میں بنی۔ اور اس کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا گیا اور اس کا نظم و نسق ایک مجلس کے سپرد کیا گیا جسکا نام مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اسی انجمن کے قواعد میں جو بمنظوری حضرت اقدس شائع ہوئے تھے۔ سلسلہ میں ایک نظم قایم کرنے کی ضرورت کو محسوس کرکے یہ تجویز بھی کی گئی تھی کہ اس انجمن کی شاخیں مختلف اضلاع اور بڑے بڑے مقامات میں قائم کی جاویں اور پھر مفصلات میں ان انجمنوں کی شاخیں بنا کر ایک ایسا نظم قایم کیا جاوے جس سے تمام احمدی احباب وقتاً فوقتاً ضروریات سلسلہ سے آگاہ ہو کر اس کے کاموں کی تکمیل میں مدد دیتے رہیں اور ان کاموں کے سر انجام دینے کا بوجھ بجائے چند دوستوں پر پڑنے کے سب سلسلہ پر تقسیم ہو کر پڑے اور اس طرح پر ان کاموں کی تکمیل میں بھی سہولت ہو۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ایک طرف لنگر خانہ کو اور دوسری طرف مدرسہ میگزین وغیرہ مدات متعلقہ انجمن کو مالی مشکلات پیش آتی رہیں یہاں تک کہ ان مشکلات کی وجہ سے حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں خلل آنے لگا۔ اس لئے حضرت اقدس کے مشورہ کے بعد آخر ۱۹۰۶ء میں مختلف مقامات پر انجمنوں کی بناء ڈالی گئی اور قواعد تجویز کر کے سب جگہ احمدی احباب کی خدمت میں بھیجے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے بڑے بڑے مقامات میں انجمنیں قائم ہو گئیں اور ان انجمنوں کے کارکنوں کی طرف سے مستعدی سے کام کرنے کی امید دلائی گئی مگر باوجود اس کے کہ انجمنوں کو بنے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے ابھی تک اس مقصد کے حصول میں بہت ہی کم مدد ملی ہے جس کے لئے یہ انجمنیں بنائی گئی تھیں۔

محصل اور کارکن توجہ فرماویں

اس وقت تک مجھے صرف تین انجمنوں کے رجسٹرات کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے یعنے انجمن احمدیہ قادیان۔ انجمن احمدیہ لاہور انجمن احمدیہ کپورتھلہ۔ انجمن احمدیہ امرتسر کے رجسٹرات کو بھی دیکھنا چاہتا تھا مگر اس کا موقعہ نہ ملا لدھیانہ میں خود مجھے ذہول ہو گیا۔ اس لئے میں سب سے پہلے جملہ انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ جہاں کہیں وفد جاوے علاوہ احباب کو جمع کرنے کے وہ اس بات کا بھی انتظام کریں کہ جملہ رجسٹرات انجمن جو مطابق قواعد رکھنے ضروری ہیں دکھائے جاویں تاکہ جو نقص اب تک ہیں ان کی طرف توجہ دلائی جاوے۔ تین انجمنیں جن کے کام اور رجسٹرات کو میں نے دیکھا ہے ان کو اطمینان بخش نہیں پایا۔ مفصلات میں انجمنیں قایم کرنے کا کام تو خیر ایک بڑا کام تھا مگر افسوس یہ ہے کہ خود ان صدر مقامات میں بھی ابھی تک انجمنوں کی کارروائی بالکل ناقص ہے۔ ان نقصوں کے رفع کرنے کے لئے کارکنان انجمن اور محصلوں کی خاص توجہ درکار ہے۔ اصل میں بڑی غرض اور اہم مقصد انجمنوں کے قایم کرنے کا یہ ہے کہ لنگر خانہ یا ان اہم کاموں کے سرانجام دینے کے لئے جن کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کر رہی ہے **تمام احمدی احباب سے مستقل ماہوار چندے باقاعدہ وصول ہوتے رہیں**۔ اس کا انتظام ہر ایک صدر مقام میں یوں ہونا چاہئے کہ الگ الگ محلوں میں محصل مقرر کئے جاویں۔ اور ان محصلوں کے پاس ایک ایک فہرست رہے جس میں ان کل اشخاص کے نام درج ہوں جن سے چندہ وصول کرنا اس محصل کے سپرد ہو اور وہ رقم چندہ بھی درج ہو جو لنگر خانہ مدرسہ اشاعت اسلام یعنے اشاعت میگزین یا ضروریات مقامی کے لئے ایسے شخص نے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ محصل کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ وقت پر ایسے تمام اشخاص سے جن کے نام اس کی فہرست میں موجود ہیں چندہ طلب کرے اور وصول شدہ چندہ کو باقاعدہ محاسب انجمن کے پاس جمع کراتا رہے۔ نیز یہ بھی اس کا فرض ہونا چاہئے کہ ان تمام اشخاص کا جن سے وہ چندہ وصول کرتا ہے ایک کھاتہ حسب نمونہ کھاتہ محاسب رکھے اور اس کے کھاتہ کی نقل محاسب کے کھاتہ میں ہوتی رہے۔ محاسب کا کام ان تمام محصلوں کے کام کی نگرانی ہونی چاہئے۔ اور محصلوں سے یا چندہ دہندگان سے بقایا کا مطالبہ بھی محاسب ہی کرے۔ مثلاً اگر ایک محصل کی معرفت سے ماہوار چندہ کسی مد کا آنا چاہئے اور یہ سارا چندہ ماہ بماہ پورا نہیں آتا تو محاسب کو لازم ہوگا کہ جس قدر بقایا اس کی طرف رہتا ہے اس کا اس محصل سے یا ان چندہ دہندگان سے جن کی طرف دراصل بقایا ہے مطالبہ کرے۔

اگر انجمنوں کے محاسب اور محصل اس ذمہ واری کو پوری طرح سے اپنے اوپر لے لیں اور چندوں کے وصول کرنے کو سلسلہ کی اہم غرض سمجھ لیں جیسا کہ دراصل یہ ہے کیونکہ بدون اس کے سلسلہ کے کام چل نہیں سکتے تو میں امید کرتا ہوں کہ بہت سارے خاص اور یکمشت چندوں کی ضرورت جاتی رہے۔ ماہوار چندوں کا دینا نہ صرف دینے والے کے لئے آسان ہے بلکہ سلسلہ کو اس سے مدد بھی زیادہ پہنچتی ہے اگر ہمارے دوست اس بات پر غور کریں اور عزم اور ہمت سے اس کام کو شروع کر دیں تو انشاء اللہ جلدی ہی اس کا مفید نتیجہ دیکھ لینگے۔ مہینہ کے مہینہ ایک تھوڑی سی رقم دیدینے والے کے لئے بھی آسان ہے لیکن اگر ان چندوں کے دینے میں یا وصول کرنے میں سستی کی جاوے تو اس کا پہلا نتیجہ تو یہ ہوتا ہے کہ منتظمین کو تشویش اور کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ پھر اُلٹی چندہ دینے والوں کو یا اسکے بھائیوں کو یکمشت رقمیں دینی پڑتی ہیں میں حیران ہوں کہ کیوں ہمارے دوست اس آسان پہلو کو اختیار نہیں کرتے۔ اور میں کس کی مثال دوں خود قادیان کی انجمن میں میرا یہ خیال ہے کہ کم از کم پچاس روپے ماہوار چندہ جو وصول ہو سکتا تھا وصول نہیں کیا گیا اور اس طرح ان چھ ماہ میں لنگر خانہ مدرسہ اور میگزین کو تین سو روپیہ کی رقم جو ادنیٰ توجہ سے اور محصلوں اور کارکنوں کی تھوڑی سی کوشش سے وصول ہو سکتی تھی وصول نہیں ہوئی؟ اور چندہ نہ دینے والوں کی مالی حالت اس سے کچھ اچھی نہیں ہو گئی بلکہ جو شخص خدا کے لئے اپنے مال میں سے نکالتا رہتا ہے اُس کے مال میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ اگر ایک طرف چندہ دینے والے خود کسی قدر سُستی کو چھوڑ دیں اور دوسری طرف محصل اور انجمنوں کے کارکن کچھ ہمت کریں تو یہ طریق بہت سی برکتوں کا موجب ہو سکتا ہے۔ میں نے ان باتوں کو کھول کر اس لئے لکھا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ سُستی اب گناہ کی حد تک پہنچ گئی ہے اور جہاں تک میرا قیاس ہے چندہ دینے والوں کی نسبت چندہ وصول کرنے والوں کی سُستی اس نقص کی زیادہ ذمہ وار ہے۔ اگر وصول کرنے والے کوشش کریں تو ممکن نہیں کہ چندہ دینے والے انکار کریں بلکہ وہ بخوشی دیتے ہیں بشرطیکہ کوئی وقت پہ ان سے وصول کرنے والا ہو۔ اگر ایک آنہ یا دو پیسے بھی روپیہ میں سے ہر ایک شخص اپنی آمد میں سے دیوے اور انجمنیں اس کی وصولی کا پورا اہتمام اور باقاعدہ انتظام کریں تو سلسلہ کے تمام قسم کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اس تھوڑے سے ٹیکس کی ادائگی سے دینے والوں کا کوئی کام رُکا نہیں رہیگا اور سلسلہ کے کاموں میں بڑی بھاری مدد مل جائے گی۔

بالآخر میں ان تمام احباب کی خدمت میں جنھوں نے دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہے اپیل کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں وہ سُستی کو چھوڑ دیں۔ بعض جگہ میں نے سنا ہے کہ بعض دوست چندہ انجمنوں کی وساطت سے اس لئے ادا نہیں کرتے کہ ہم براہ راست حضرت اقدس کو دیں گے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بھی نفس کا ایک دھوکہ ہے اگر چندہ دیا جاتا ہے تو خدا کی خوشنودی کے لئے سو وہ جس جگہ دیا جائے دیکھتا ہے۔ ایسی باتوں سے صرف اس کام میں جسے حضرت اقدس کرنا چاہتے ہیں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ سب دوستوں کو چاہئے کہ ملکر اس انتظام کو قائم کریں۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑی سی تحریک سے سیالکوٹ کی جماعت سے سینکڑوں روپے آجاتے ہیں اگرچہ اس شہر میں تعداد جماعت کی بھی زیادہ ہے مگر اصل وجہ اس کی یہی ہے کہ اس جماعت نے اس معاملہ میں اعلےٰ درجہ کا عمدہ انتظام کیا ہوا ہے۔ اور باقاعدہ ہر ایک ممبر سے چندہ وصول ہو جاتا ہے اگر دوسری جماعتیں اسی طرح کوشش کریں تو بغیر کسی بڑی تکلیف کے اُن سے بھی سینکڑوں روپوں کی مدد سلسلہ کو پہنچ سکتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دین کے لئے اور سلسلہ کے لئے جوش رکھنے والے احباب میری اس تحریر کے بعد اس طرف پوری توجہ فرما کر مجھے مشکور فرماویں گے اور عنداللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

(محمد علی از قادیان)

تازہ وحی

۷ مارچ ۱۹۰۸ء **ماتم کدہ**

فرمایا اس کے متعلق کوئی تفہیم نہیں ہے۔

پھر غنودگی میں دیکھا کہ ایک جنازہ آتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احباب واخوان احمدیہ کی خدمت میں ایک عرض

(از حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں ایک [illegible] عمر اور بہت بڑی عمر ہے عمر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری حد پر پہنچنے کو ہے۔ سوچتے سوچتے بہت گھبرایا کہ کیا کیا۔ بعد الموت نتائج پر غور کرنا ہوا التحیات کے اسرار کی طرف جھکتا جھکتا مثنوی کے طوطے والی کہانی کی طرف جا پہنچا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک طوطے نے اپنے تاجر کو کہا۔ کہ ہند کے طوطیوں کو میرا سلام پہنچا دینا۔ تو ان طوطوں نے کہا کہ جب تک وہ ایک قسم کی موت اپنے اوپر نہ لاوے تو نجات محال ہے۔

- - - - - - - - -

میں طوطیان الٰہی ارواح شہداء اللہ کی طرف جو حدیث بلیغ مختصر میں عرش سے متعلق ہیں انتقال کر گیا اور السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین پر تدبر کرتے کرتے جوش کے ساتھ جناب الٰہی کو تاجر پایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید لئے ہیں اور اس کے بدلہ میں ان کو جنت دینے کا وعدہ دیا۔ پس اسی لئے ہر ایک مومن کو چاہئے کہ وہ اپنی جان اور مال کو بجز پروانگی الٰہی کے خرچ نہ کیا کرے۔ کیونکہ اس نے تو اپنی جان اور مال کو خدا کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا نام مشتری تاجر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و برکات و سلام پڑھنے شروع کئے۔ آخر اس شغل کے بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے احباب بناؤں۔ [illegible] رحمہم اللہ کثیرا [illegible] اور ان کے لئے کوئی امتیازی نشان قائم کروں۔ والحمد للہ کہ شرک و بدعت سے متنفر اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے والوں میں سے اور سنت جماعت فرقہ احمدیہ جو سنت متواترہ پر عمل کرکے سنی اور امام کے ماتحت ہو کر جماعت ہیں۔ ان میں سے میں نے حسن ظن۔ استقلال۔ مرنج و مرنجان حالت والے دعاؤں کے قائل لوگوں کو [illegible] اپنے فہم و [illegible] کے دوست بنایا اس میں چند اغراض تھے۔ اول کم سے کم یہ ہے [illegible] ایسے لوگ شہداء اللہ فی الارض ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صالحین جس کی نسبت اچھی گواہی دے دیں وہ جنتی ہوتا ہے اور جس کی نسبت بری گواہی دیں وہ دوزخی اور دوزخی ہوتا ہے۔ ان شہداء اللہ فی الارض کی شہادت سے میں انشاء اللہ ادرث ما ادرث من اللہ۔

دوم۔ اس میل جول سے باہم تعاونوا علی البر والتقویٰ کے مصداق بن جاویں۔ اور یار اور انصار ہوں۔

سوم۔ بعض ایسے خاص فضل الٰہی ہوتے ہیں جو بغیر اتفاق اور اتحاد اور جماعت کے نہیں ملتے اس بات کو میں نے مدنظر رکھ کر ایک مجمع احباب بنایا ہے۔ تاکہ باہمی دوستانہ تعلقات سے کوئی فیضان الٰہی خاص طور پر نازل ہو جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے۔ اور ہمیں خادم اسلام و مسلمین کرے۔

چہارم۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ قیامت کے دن سبعۃ یظلہم اللہ یوم لا ظل الا ظلہ سات قسم کے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ منجملہ ان کے وہ ایسے آدمی بھی ہوں گے جو اللہ ہی کے لئے محبت کا رشتہ باندھتے ہیں۔ جب وہ ملتے ہیں تو اسی پر ملتے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو اسی محبت الٰہیہ پر الگ ہوتے ہیں۔ سو میں نے چاہا کہ متحابا فی اللہ والے لوگوں میں شامل ہو کر ہم سایۂ عرش عظیم کے نیچے آسودگی حاصل کریں۔ عرش کا سایہ اس جہان اور اس جہان۔ دنیا و آخرۃ ہر دو جگہ میں ظہور پا سکتا ہے۔

پنجم۔ کوئی تدبیر ایسی نکل آوے کہ عربی زبان باہم خصوصاً احمدیوں میں اور عام طور سے تمام مسلمانوں میں رائج ہو جاوے۔ کیونکہ صرف یہی ذریعہ ہے جس سے تمام دنیا کے مسلمان خواہ وہ کسی ملک کے باشندے ہوں باہم سلسلہ اتحاد اور اتفاق کو ترقی دے سکتے ہیں۔ دوسرے صرف عربی پر ہی فہم قرآنی اور احادیث رسول ربانی منحصر ہے۔ اس پر کسی خاص صورت میں ملکہ پیدا ہو جاوے۔ جس طرح جسمانی لوگوں نے سکۃ الحدید کے ذریعہ طی الارض کیا ہے۔ اور وہ ما ننزلہ الا بقدر معلوم سے صاف واضح ہوتا ہے۔

ششم۔ جہاں احباب احمدیہ میں باہمی رنج و کدورت ہو یہ احباب صلح کا موجب ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واصلحوا ذات بینکم اور اصلحوا بین اخویکم۔ والصلح خیر۔

ہفتم۔ ہر عسر و یسر میں باہمی مشوروں اور دعاؤں سے کام لیں مگر مسلمانوں کی کاہلی ہے کہ اب تک قادیان کے احباب نے بھی ان امور میں کسی قدر کسل سے کام لیا ہے۔ اور دور دور والوں پر کیا شکایت ہو سکتی ہے۔ جو اعتراض مجمع پر ہوتے ہیں اُن کے جوابات کی نقل جہاں جہاں بھیجی گئی تھی ان میں سے صرف سیالکوٹ اور پشاور نے ہی اپنے مفید مشورہ سے امداد دی ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لاہور سے کوئی جواب نہیں آیا۔

اس کے علاوہ میں نے دور دور کے اہل الرای کو خطوط لکھے ہیں کہ کس طرح عربی تعلیم اور ارشاد کیا معنے وعظ کرنے اور تقریر و تحریر کرنے میں ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ اسکندریہ اور مصر تک خط بھیجے ہیں۔ کہ ایسے پاک مشوروں سے کوئی کام نکل آوے۔ نیز کوشش کی جاوے کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ جن میں تائید اسلام کی جاوے اور اُن اعتراضوں کا جواب دیا جاوے جو جماعت پر غیر مذاہب کی طرف سے کئے جاتے ہیں اور جس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض سے کسی قدر سبکدوش ہوں اور سوء ظن کے آفات سے احباب کو آگاہ کیا جاوے اور یہ تحریک سردست الحکم۔ بدر اور تشحیذ الاذہان میں شائع کی جاتی ہے احباب اور اخوان احمدی اپنے پاک مشوروں سے ہماری نصرت کے لئے کوشش کریں۔

ترجمہ قرآن کے متعلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہر ایک پر اعتراض کیا گیا ہے اور کوئی اعتراض سے خالی نہیں رہا ہے۔ یہ ایک ایسا کلیہ قاعدہ ہے کہ اس کا کوئی استثنا نہیں۔ حالانکہ انگریزی مثل کہتی ہے کہ استثنا ہی قاعدہ کا ثبت ہوا کرتا ہے۔ حِبّی فی اللہ مولانا مولوی نورالدین صاحب نے

قرآن شریف کا ترجمہ شروع کیا ہے ۔ اسکا ایک پارہ چھپ بھی چکا ہے ۔ ان کے ترجمہ پر معترضین نے کئی ایک اعتراض کئے ہیں ۔ ہم ان کے دو ایک اعتراض یہاں پر لکھتے ہیں اور اللہ سے توفیق طلب کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس کے سچے اور واقعی جواب دینے کی توفیق عنایت کرے ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

بالکل سچے اور واقعی کلمے ہیں ۔ اب ہم معترضوں کے اعتراض مندرجہ ذیل الفاظ میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔

اعتراض اول مولوی صاحب اپنے پہلے پارہ کے ترجمہ کے ۱۴ صفحہ سطر ۴ پر ایک حاشیہ لکھتے ہیں اور اس حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ نمبر اسے نمبر ۴ کے حواشی کی نسبت ناظرین کی خدمت میں گذارش ہے ۔ کتاب الٰہی میں متشابہات بھی ہیں جن کو محکمات کی طرف لیجانا چاہئے ۔ قتل ضرب ۔ اجبار کے معنے لغت عرب میں بہت ہیں ۔ اس آیت میں ان معانی کی تعیین کے لئے خود آیات قرآنیہ یا احادیث صحیحہ یا سنن الٰہیہ کو بینے ٹٹولا ہے مگر مجھکو ابتک ایسا انشراح صدر نہیں ہوا کہ ناظرین کے سامنے کرلوں کیونکہ یہ ایک بحر یا سمندر ہے جب اللہ تعالیٰ چاہے اس میں سے جواہرات عطا کرے ۔ کیا مولوی صاحب کے پاس تفاسیر موجود نہ تھیں اگر ان کو تفاسیر پر اعتماد کلی نہ تھا تو کیا مرزا صاحب سے پوچھ نہیں سکتے تھے جن کو قرآن دانی کا دعوے ہے یا اگر ان کو بھی اس آیت کے معنے نہیں آتے تھے تو کیا وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست دریافت نہیں کر سکتے تھے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ سے ان کو شرف حاصل ہے ؟

اما الجواب ۔ سچا اور واقعی جواب جسکو ہم سچا اور واقعی خیال کرتے ہیں یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے کوئی تمام قرآن کریم کی تفسیر نہیں بھیجی اگرچہ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جئناک بالحق واحسن تفسیرا ۔ کیونکہ اس کو معترض بھی تسلیم کرنے سے نہیں رہ سکتا ۔ اس لئے کہ اگر وہ قرآن شریف کو ہی تفسیر خیال کرتا ہے تو اور حواشی کو کیوں ضروری سمجھتا ہے ۔ اس کے بعد روح الامین حضرت جبرائیل نے کوئی قرآن شریف کی تفسیر نہیں فرمائی ۔ اس کے بعد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بالاستیعاب پوری اور کامل تفسیر قرآن شریف کی نہیں لکھی ۔ آپ نے بعض خاص الفاظ کی تشریح اور تفسیر عملاً کر کے دکھلا دی ہے کہ ان الفاظ کے یہ معنے ہیں مثلاً صلوٰۃ ۔ زکوٰۃ ۔ حج ۔ صوم اور کلمہ طیبہ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کوئی پوری تفسیر نہیں لکھی ۔ حالانکہ شروع سے لیکر آخر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ۔ اور آپ ہی خلیفہ بلا فصل اور قرآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حافظ بھی تھے یہ تو ثابت ہے کہ آپ نے قرآن شریف کا ایک کامل نسخہ لکھوا کر رکھ لیا تھا ۔ مگر آپ نے قرآن شریف کی پوری تفسیر نہیں لکھی ۔ نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن کی رائے کے موافق کہتے ہیں کہ تین دفعہ وحی نازل ہوئی تھی قرآن شریف کی پوری تفسیر لکھی ہے ۔ اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کی پوری تفسیر لکھی ہے اگرچہ آپ کو جامع القرآن کا خطاب دیا گیا ہے ۔ کیونکہ قرآن شریف کے اس نسخہ سے جو حضرت ابوبکر نے لکھوایا ۔ بہت سے نسخے نقل کرا کر تمام اسلامی دنیا میں شائع کرائے تھے اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کی پوری تفسیر لکھی ہے اور نہ ہی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نے قرآن شریف کی تفسیر کامل طور سے کی ہے ۔ ایسا ہی امام زین العابدین علی بن حسین نے کوئی قرآن شریف کی پوری تفسیر پورے طور پر نہیں بیان کی ۔ ایسا ہی ائمہ اربعہ میں سے کسی نے قرآن شریف کی پوری تفسیر نہیں لکھی ۔ اور نہ ہی ائمہ احادیث میں سے مثل امام بخاری اور مسلم کے کسی نے کامل تفسیر قرآن شریف کی نہیں کی ہے ۔ سید عبد القادر جیلانی جو تمام قادریوں بلکہ اکثر اولیاء اللہ کے مقتدا بھی ہیں اور حضرت معین الدین صاحب چشتی جو چشتیوں اور عامہ اہل ہند کے سردار ہیں اور حضرت نقشبند جو نقشبندیوں اور اکثر بلاد اسلام کے امام ہیں ۔ ان میں سے کسی نے بھی قرآن شریف کی پوری اور کامل تفسیر نہیں کی ہے ۔ ہاں سہروردیوں کے پیشوا حضرت شہاب الدین سہروردی نے تحفۃ البیان کو لکھا ہے مگر انھوں نے بھی اس کا نام تفسیر نہیں رکھا ۔ یہاں تک کہ خاتم الاولیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ابھی تک تمام قرآن شریف کی پوری تفسیر نہیں لکھی ۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ ان بڑے بڑے دین کے ستونوں اور نوروں نے قرآن شریف کی پوری تفسیر نہیں کی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا ۔ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ۔ اگر یہ لوگ قرآن شریف کی پوری تفسیر لکھ جاتے تو لوگ قرآن شریف پر تدبر کرنا بالکل چھوڑ دیتے ۔ کیونکہ ہر ایک جس کو وہ اپنا بزرگ خیال کرتا ہے اسی کی تفسیر کو کافی سمجھتا اور خود قرآن شریف میں غور نہ کرتا ۔ اور اس طرح سے تدبر فی القرآن بالکل ترک ہو جاتا ۔ بھلا پھر کس کو سکت تھی کہ ان کے بزرگوں کی تفسیر کے مقابلہ میں کوئی نئی بات تدبر سے دریافت کر لیتا ۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشا رہے کہ قرآن شریف میں تدبر اور جہاد سے کام لیا جاوے ۔ اس سنت کو پورا کرنے کے لئے مولانا نے بعض آیات کے نیچے یہ لکھ دیا ہے کہ ان میں تشابہ ہے انہیں راسخ العلم ہونے والا خود توجہ کرے اور ان کو محکمات کے نیچے لا کر ان کا مطلب اور معنے سمجھے ۔ اور مولانا کا ان کو متشابہ قرار دینا واقعی امر ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کے لئے قرآن شریف سارے کا سارا ہی محکم ہو جاوے اور قرآن شریف کی وسعت اور پھر عربی زبان کی وسعت کو ترجمہ برداشت نہیں کر سکتا اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اگر ایک عالم کو ایک آیۃ کے معنے نہیں آتے ہیں تو کیا ہوا ۔ کہتے ہیں امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بہت سوالات دریافت کئے گئے ۔ ان میں سے اکثر ایسے تھے جن میں آپ نے کہا لا ادری ۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا ۔ پھر آپ امام کیسے بن گئے ہیں جبکہ آپ بہت سے سوالوں کا جواب ہی نہیں جانتے ۔ آپ نے فرمایا کہ اسی لئے تو میں امام بنا ہوں کہ جو مجھے آتا ہے اس کو بتاؤں اور جو نہیں آتا ؎ خدا تعالیٰ ان لوگوں کی کیسی مذمت کرتا ہے کہ اپنی طرف سے کوئی مطلب گھڑ لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے ۔ یہ ایک قسم کا اللہ پر افترا ہو جاتا ہے ۔ اس لئے مولانا صاحب جن آیات کے فہم میں انکو انشراح صدر نہیں ہوا ۔ ان پر وہ کچھ نہیں کہہ سکتے اور نہ ان کو ایسا کچھ کہنا چاہئے ۔ مجھے تو تعجب آتا ہے کہ سچی بات اور سچ بتانے پر بھی لوگوں کا اعتراض ہوتا ہی حالانکہ اسمیں مولوی صاحب نے خود اعتراف کیا ہے اور پھر نہیں مانتے ۔ ایسے لوگوں کو کون سمجھائے ۔ اللہ تعالیٰ سچ فرماتا ہے

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا ۔

اعتراض دوم ۔ دوسرا اعتراض مولوی صاحب پر یہ کیا گیا ہے کہ مولوی صاحب نے نقلنا اضرب بعصاک الحجر کے معنے یہ کئے ہیں تو کہا ہم نے اضرب بعصاک الحجر ۔ تو یہ کیا ہوا یہ معنے کیا ہوئے ۔ ان ہی عربی الفاظ کو ترجمہ میں نقل کر دیا ہے ۔

اما الجواب ۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کا الہام ایسے پر معانی ہوتے ہیں اور انمیں مضامین کے سمندر کوزہ میں بند کئے ہوتے ہیں اور چونکہ عربی زبان بہت ہی وسعت رکھتی ہے اور وہ وسعت دوسری زبان کے ترجمہ میں ادا نہیں ہو سکتی ہے اس لئے ترجمہ میں ہی عربی الفاظ بعض دفعہ دئے جاتے ہیں اور انکی کسی قدر توضیح و شرح حاشیہ پر کر دی جاتی ہے اور اس سے بڑا مطلب اور غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ قاری کو عربی زبان میں مس ہوتی جاوے ۔ تمام مسلم دنیا میں صرف عربی ہی ایسی ہے جو مختلف ملکوں کے مسلمانوں میں باہم اتفاق اور اتحاد کا ذریعہ

؎ اس کو صاف اقرار کردوں کہ مجھے نہیں آتا

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ بادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے صہ ر
۲- خواص و معاونین سے عہ
۳- ہندوستان سے باہر ۱ے ر
۴- غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ر
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ ر

نوٹ
عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۴ صفر ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

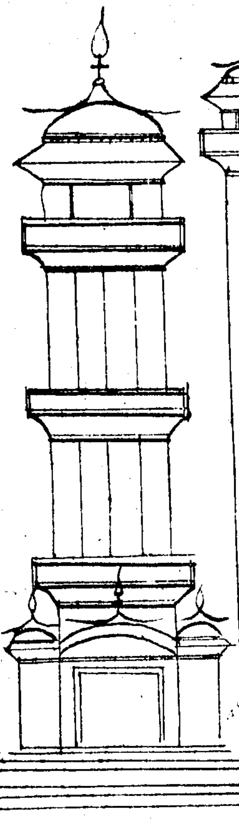

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون

انجمن احمدیہ مونگھیر اور صوبہ بہار کے احمدیوں کا فرض

کیا ہمارے بہاری احمدی بھائیوں کو معلوم ہے کہ آج کل احمدی دنیا میں کیا ہو رہا ہے دارالامان کی صدر انجمن احمدیہ کس مہم کی تیاری میں ہے۔ پنجاب کے احمدی پیرو کس طرح بڑھ بڑھ کر اپنی دلاوری دکھا رہے ہیں۔ وہ کونسا گھر ہے جسکو بنانا مقصود ہے؟ اور ہر ایک احمدی کو اس کا مزدور ہونا ضروری ہے؟ وہ کونسے بڑے بڑے معمار اسکی تیاری میں سرگرم ہیں؟ اگر آپ لوگوں نے نہیں جانا اور نہ سمجھا تو افسوس ہے۔ اور اگر اس کی مزدوری نہ کمائی تو حسرت۔ یہ مکان تعلیم الاسلام کی بلڈنگ ہے (خدا اسکو مکمل کرے) اس میں احمدیوں کے ہونہار بچے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ تعلیم پا دینگے اس میں ان کو اسلامی آداب اسلامی اخلاق اسلامی ہمدردی کا سبق پڑھایا جائیگا۔ اسلامی قواعد و پریڈ سکھائی جاوگی۔ کسر صلیب کے شاندار آبدار حربوں سے انکو آراستہ پیراستہ کیا جائیگا۔ صلیب کی کاٹ چھانٹ کی روحانی مشق کرائی جائیگی۔ اور ایک دن ایسا ہوگا کہ اسی تعلیم الاسلام کے تعلیم یافتہ بچے یورپ کی کمیوں میں پھر تبلیغ کرتے نظر آوینگے (کاشکہ میں بھی انہی بچوں میں ہوتا) کیسی مبارک ہے پنجاب کی زمین اور کیا اچھا ہے ہمارے پنجابی احمدیوں کا نصیبہ جو کسی نادر اور مفید موقعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور ہر ایک سعادت کے حاصل کرنے کو آگے ہی دوڑتے ہیں۔

اے بہار کی زمین کیا تو بالکل مردہ ہو گئی ہے کیا مدینۃ المسیح والمہدی کی مسیحا نفس اور روح پرور ہواؤں کے جھونکوں نے شفا رحمت کے اُبلے بادلوں کو ادہر ادہر نہیں لایا اور نور کا مینہ تجھپر نہ برسایا؟ برسایا! اور ضرور برسایا نور کے قطرے موتی بن بن کر ضرور گرے لیکن اے شور زمین تو نے سنبل و ریحان نہ اُگائے مولانا حسن علی رحمۃ اللہ علیہ جیسا قوم کا فدائی بنگال و بہار کا پہلا احمدی تائید حق کے ساتھ آیا لیکن تو نے اس کی تحریک کی تائید نہ کی صدر انجمن احمدیہ کے شایع کردہ قواعد کے مطابق مقام مونگھیر میں ایک انجمن احمدیہ صوبہ بہار قایم کی گئی ہر جگہ اشتہار خطوط بھیجے گئے لیکن سوائے مونگیر و بعض اطراف مونگیر و بھاگلپور کے بعض احبابوں کے کسی نے لبیک نہ کہا۔ قوم کے مسلم بزرگ علمی دنیا کے نامور عالم جناب مولانا مولوی ابوالمجد محمد عبدالماجد صاحب نے اسکی میر مجلسی قبول فرمائی۔ لیکن خفتہ بختوں کو اسکی خبر نہیں۔ کیا صوبہ بہار و نیز بنگال کے لئے یہ باعث شرم نہیں کہ ملک کے اس قدر وسیع رقبہ میں دس بیس انجمن احمدیہ بھی نہیں صرف ایک انجمن احمدیہ ہو اور اس کی حالت بھی قابل حسرت ہو اور معدودے چند اس کے ممبر ہوں سلسلہ کی ضرورتوں پر آئے دن آرٹیکلیں نکل رہی ہیں علن اعلان کر رہا ہے مگر ہم ہیں کہ سو رہے ہیں۔ قادیان سے مبارک وفد کے نکلنے پر ہر جگہ خوشیاں منائی جاتی ہیں عقیدتمندانہ جوش و ارادت ہر ایک شعبہ کے ساتھ خیر مقدم ہو رہا ہے۔

بے حجابانہ در آ بر در کاشانہ ما +
کہ کسے نیست بجز درد تو در خانہ ما +

لیکن بہار کی قسمت میں یہ خوش نصیبی کہاں اولوالعزمی کے

خانہ کا لم یا سطر میں اسکا نام ہی نظر نہیں آتا ۔

آخر اس بے توجہی کی کیا وجہ ہے پیارے احمدیو! جبکہ آپ احمدی ہیں جبکہ آپنے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے جبکہ آپ نے دین اور دین کی ہمدردی کے لئے اپنی جان اپنے مال اور اپنی عزیز سے عزیز چیزوں کو وقف کرنیکا وعدہ کیا ہے جبکہ آپ کا امام آپ میں موجود ہے اور اسی کے اشارے سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ تو کیا آپ پر فرض نہیں کہ سلسلہ کی ضرورتوں کی طرف توجہ کریں ۔ صدر انجمن احمدیہ کے ہر ایک اعلان پر کان لگائیں حضرت اقدس کے ہر فرمان پر قربان جائیں اور تن دہن من سب حاضر کردیں ۔ اُٹھو یارو ہمت و استقلال سے کام لو خدا تمہاری مدد کریگا۔ سلسلہ کی ضرورتوں کو اپنی ضروریہ کی طرح سمجھو۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم غریب ہیں۔ ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ آخر دنیا کے سب دہندے کرتے ہی ہو۔ کہانا پینا سونا اُٹھنا بیٹھنا اور زندگی کے لئے سانس لینا انسانی ضروریات میں سے ہے کیا ہی کوئی انسان غریب نادار کیوں نہ ہو کسی نہ کسی طرح ان ضرورتوں کو کم و بیش ضرور پورا کرتا ہے۔ کاش کہ ان ضرورتوں کی طرح ہم سلسلہ کی ضرورتوں کو بھی ضروری سمجھیں نہ کہائیں جب تک سلسلہ کو نہ کھلائیں نہ پئیں جبتک سلسلہ کو سیراب نہ دیکھلیں سانس لیں جس میں کہ سلسلہ کی ہوا خواہی نہ ہو۔ کیونکہ اس سے اپنی ہی زندگی ہے اپنی سیرابی ہے اور اپنے ہی روح کی پرورش ہے۔ سلسلہ تو اپنی ضرورتوں کو پورا کر کے رہیگا۔ پر حسرت ہے میری ذات پر اگر ہم نے ایسے وقت میں ایسے موقعہ پر ایسی مصلحت پر توجہ نہ کیا۔

آجکل قوم میں عمارت فنڈ کا چندہ درپیش ہے ہر جگہ کی انجمن دریا دلی کے ساتھہ چندے دے رہی ہیں اور لنگر خانہ کا یکمشت چندہ جمع کیا جا رہا ہے۔ مجھکو امید ہے کہ ہمارے احمدی بھائی مونگیر بھاگلپور پورنیہ۔ مظفر پور پٹنہ۔ گیا۔ آرہ۔ کلکتہ وغیرہ کے ضلعوں میں جہاں کہیں ہو اس مبارک موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دینگے اور حسب لیاقت و استطاعت اپنے فراخدلی کے ساتھہ عمارت فنڈ اور لنگر خانہ کا یکمشت چندہ معرفت انجمن احمدیہ مونگیر جناب ماسٹر محبوب علیصاحب کے نام روانہ فرما دینگے اور جن احباب نے ہنوز اس انجمن کی ممبری نہیں قبول کی ہے ساتھہ ہی اس کے اپنے نام نامی معہ تعداد ماہانہ چندہ سے خاکسار کو مطلع فرما دیں۔ ہمنے اپنے موجودہ ممبروں کے نام خاص خاص خطوط روانہ کئے ہیں اور اپنے معززین ممبروں سے خصوصاً جناب مولوی نصیر الدین احمد صاحب ایم اے ڈپٹی کلکٹر مولوی اختر علیصاحب پولیس انسپکٹر مولوی سید وزارت حسین صاحب سرکل انسپکٹر منشی سعید الحسن صاحب مختار مولوی سید ارادت حسن صاحب زمیندار و نیز احباب سورجگڈہ سے امید کیجاتی ہے کہ سلسلہ کی اس اہم ضرورت پر سلسلہ کی ہمدردی کا بہتر ثبوت دینگے۔ اخویم جناب مولوی علی احمد صاحب ایم اے سب ڈپٹی کلکٹر آجکل قادیان میں تشریف رکھتے ہیں آپ نے بذریعہ خط خاکسار کو مطلع فرمایا ہے کہ میں اپنا چندہ یہیں داخل کرونگا اور آپ افسوس ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری انجمن نے ہنوز کچھہ بھی نہ کیا۔

یاایھاالذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ۔

خاکسار

غلیل احمد (سکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر)

انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات میں جو ۱۷ سے ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء تک رہینگی منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ بہی خواہان وہمدردان انجمن کی خدمت میں بالعموم اور ممبران انجمن کی خدمت میں بالخصوص نہایت ادب سے التماس ہے کہ وہ اس قومی جلسہ میں شامل ہو کر اراکین انجمن کو مرہون منت فرماویں۔ اس کے علاوہ معاملات موجودہ بھی اس امر کے سخت متقاضی ہیں کہ برادران اسلام کثرت سے شریک جلسہ ہوں۔ اور حالات اصلی سے واقفیت حاصل کر کے اس نیک اور مفید کام کے قایم اور جاری رہنے کا مکمل بندوبست کریں حکام نارتھ ویسٹرن ریلوے اور اودہ اور روہیلکھنڈ ریلوے نے درجہ سوئم اور درمیانہ درجہ کے لئے کرایہ میں حسب دستور رعایت دیدی ہے۔ مسافت کے لئے وہی پچاس میل کی شرط رکھی گئی ہے۔

شریک جلسہ ہونے والے صاحبان سے گذارش ہے کہ محصول کے لئے صرف آدہ آنہ کا ٹکٹ بہیجکر سرٹیفکیٹ دفتر انجمن سے منگوالیں۔ ایک سرٹیفکیٹ صرف ایک شخص استعمال کر سکے گا۔

خاکسار شمس الدین جنرل سکرٹری

سکول کا ایک کمرہ

انجمن احمدیہ انبالہ و شملہ نے متفق ہو کر بنوانیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مجھے پیشتر چنداں خیال نہیں تہا۔ کہ چندہ کے متعلق انجمن کی کارروائی کو اخبار میں شایع کیا جائے۔ مگر آخر ثابت ہوا ہے۔ کہ اس سے بھی ایک قسم کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات عمدہ نتایج نکلتے ہیں۔ چندہ سکول کے متعلق میری چٹھی اخبار الحکم میں شایع ہونے پر مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب ٹہیکہ دار کمسریٹ انبالہ نے جو وہاں کی انجمن کے محاسب ہیں۔ مجھے خط لکھا کہ شملہ اور انبالہ کی انجمنوں کا موعودہ چندہ ۱۰۸۵ روپے ہے۔ اگر اس میں ایک سو پندرہ روپیہ کا اضافہ ہو جائے تو ہر دو انجمنوں کی طرف سے سکول کا ایک کمرہ تیار ہو سکتا ہے۔ پس اگر شملہ کی جماعت پسند کرے تو اس تجویز کو انبالہ کی انجمن کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور اگر یہ تجویز منظور ہو جائے تو دیگر انجمن کے لئے باعث تحریک ہوگی اور دوئم ثواب دوامی قایم رہیگا۔

مجھے یہ تجویز نہایت پسندیدہ معلوم ہوئی۔ چنانچہ میں نے بعض ممبروں کی رائے سے گذشتہ اتوار کے جلسہ میں اس سوال کو انجمن کے سامنے پیش کر دیا۔

سو الحمد للہ کہ سب نے متفق ہو کر اس تجویز پر صاد کیا۔ اور بعض صاحب توفیق احباب نے فراخدلی سے رقم موعودہ پر اضافہ کر دیا۔ اس وقت کل رقم موعودہ ۶۹۲ روپیہ تک پہنچ گئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

برکت علی صاحب	ماسہ	بابو ولی محمد صاحب	عہ
مولوی خدا بخش صاحب	للعہ	بابو عبد الرحمن صاحب	للعہ
مولوی عمر الدین صاحب	عہ	منشی شمس الدین صاحب	عہ
بابو امیر الدین صاحب	سہ	شیخ ولی اللہ صاحب	سہ
صوفی کرم الہی صاحب	عہ	منشی نبی بخش صاحب	عہ
شیخ الہ دین صاحب	عہ	ملک غلام محمد صاحب	عہ
شیخ کلن صاحب	عہ	ماسٹر سلطان خان صاحب	لہعہ
چودہری نذیر حسین صاحب	عہ	ماسٹر نور محمد صاحب	لہعہ

میزان کل ۶۹۲ عہ

علاوہ ازیں چار یا پانچ ممبر ابھی باہر ہیں۔ انسے امید ہے کہ چھ سو روپیہ ہو جائیگا۔ بہر حال ہم کوشش کرینگے اور انشاء اللہ چھ سو کی رقم پوری ہو جاویگی۔ اگر انبالہ کی انجمن نے تجویز مذکورہ منظور کر لیا تو ہر دو انجمن کی طرف سے سکول کا ایک کمرہ تیار ہو سکتا ہے جس کا تخمینہ صدر انجمن احمدیہ نے ایک ہزار دو سو روپیہ لگایا ہے۔ امید ہے کہ انبالہ کی جماعت بھی اس تجویز کو منظور کریگی۔ کیونکہ ان کو حصہ مساوی شراکت میں صرف ۵ روپیہ کی کمی ہے۔ جو اگر ممبر نسبتاً تو م موعودہ میں تہوڑا تہوڑا اضافہ کر دیں تو پوری ہو سکتی ہے۔ براہ مہربانی اس چٹھی کو اپنے اخبار میں شایع کر دیں تاکہ اگر دوسری انجمنیں اس تجویز کو پسند فرمائیں تو اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

افسوس ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے جو خط چندہ سکول کے متعلق موصول ہوا اسمیں لنگر خانہ کے سوال کا ذکر نہیں تہا۔ اور ہمیں سکول کا چندہ کرنیکے بعد معلوم ہوا کہ اس تحریک میں لنگر خانہ کو

کہ ایک جگہ جمعہ کے دن ایک مولوی صاحب خطبہ جمعہ مین فرماتے تھے کہ دس آدمی ہین جو کبھی کسی صورت مین بھی نہین بخشے جاوینگے۔ منجملہ ان دس آدمیون کے ایک ولد الحرام کے متعلق بھی یہی فتویٰ تھا۔ خدا کی قدرت اس وقت اس موقعہ پر ایک شخص اس قسم کا بھی موجود تھا یہ سن کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ مولانا مین اس قسم کی پیدایش کا انسان ہون۔ اور آپ نے اس قسم کی پیدایش کے متعلق یہ فتویٰ دیا ہے کہ کبھی مغفرت نہ ہوگی۔

اب میری عرض یہ ہے کہ کوئی سبیل میری نجات کے لئے ممکن بھی ہے یا کہ نہین۔ مولوی صاحب نے کچھ سوچنے کے بعد جواب دیا کہ نہین۔ کوئی صورت بھی نہین۔

میرا یہ چشم دید واقعہ ہے کہ وہ شخص اسی وقت مسجد سے اٹھ کر سیدھا عیسائیون کے پاس گیا اور بیان کیا کہ مین اسلام کو سچا جانتا ہون اور ہر طرح سے میرا ایمان اور اعتقاد ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔

مگر چونکہ میرے جیسے انسان کی نجات اصول اسلام کے رو سے کسی صورت مین ممکن ہی نہین لہذا اب مین عیسائی ہو کر اس ذریعہ سے نجات حاصل کیا چاہتا ہون۔ مگر اس کی خوش قسمتی سے کچھ ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ وہ عیسائی ہونے سے بچ گیا۔

غرض انسان جب خوف مین بھی حد سے ترقی کر جاتا ہے تو ارتداد تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ہر کام کی ایک حد مقرر ہے۔ حد سے تجاوز ہرگز مفید نہین ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ مضر ہی ہوا کرتا ہے افراط اور تفریط ہمیشہ نقصان رسان ہوا کرتی ہے۔

پس خوف اور امید جب انسان مین حد اعتدال پر پیدا ہو جاوین تو ہی ہین۔ جو انسان کو بدی سے نفرت اور نیکی کی رغبت دلاتے ہین۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف مین بعض مقامات پر اپنی رحمت اور مغفرت کے اسماء اور صفات بیان فرما کر انسان مین امید پیدا کرائی ہے اور بعض مقامات مین اپنا شدید البطش اور منتقم ہونا بیان کر کے خوف بھی پیدا کرایا ہے۔

ان آیات مین بھی انسان کو گناہ اور منشاء الٰہی کے برخلاف اعمال کرنے سے ڈرایا ہے اور مناسبت موقع کے لحاظ سے اپنے صفات کا تذکرہ کیا ہے۔ فرمایا کہ ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ۔ یعنی ہم انسانی نفس کے وسوسون کو بھی جانتے ہین۔ وسوسہ سے باریک تر کوئی بھی بدی نہین ہے حتی کہ انسانی اعضاء مثل کان ہاتھ وغیرہ بھی انسان کے دل کے وسوسون سے بے خبر ہوتے ہین۔ عزیز سے عزیز دوست۔ یا اعلیٰ سے اعلیٰ جبروت اور سطوت والا حاکم یا بادشاہ پہلو بپہلو بیٹھا ہو وہ بھی انسانی دل کے وسوسون سے آگاہ نہین ہو سکتے مگر خدا فرماتا ہے کہ ہم انسانی دل کے کسی گوشے مین بھی اگر کوئی بدی کا خیال پیدا ہوتا ہے تو ہم اسے خوب جانتے ہین۔ انسانی فطرت مین رکھا ہے کہ بدی کو ہمیشہ چھپایا کرتا ہے پس جب اس کو یہ یقین ہوگا کہ خدا میرے دل کی ہر ہر حالت اور سکون و حرکت سے بھی آگاہ ہے تو پھر کیون بدی کرے گا۔ حکام ظاہری کے سامنے تو انسان باوجود جرم کرنے کے بھی عذر کر سکتا ہے اور بعض اوقات عدم ثبوت مین بریت بھی ہو جاتی ہے مگر خدا سے کیا عذر کر سکتا ہے پس فرمایا کہ بدی کے خیال کو بھی دل مین جگہ مت دو۔ چہ جائیکہ بدی اور جرم کا ارتکاب کرو۔

پس خدا کے علیم ہونے پر ایمان لانے والا ہرگز ہرگز گناہ کی آگ نہین کھا سکتا۔

پھر فرمایا کہ ہم نے انسانی اعمال کے لئے دو نگران بھی مقرر کر دیئے ہین۔ اللہ تعالےٰ کی ذات بے نیاز ہے اس بات سے کہ اسکو کسی انسان کے اعمال کے واسطے کسی شہادت کی ضرورت اور احتیاج ہو وہ علیم بذات الصدور ہے۔ وہ انسانی دل کے وسوسون سے بھی خوب واقف ہے مگر یہ دو نگران حال اور کاتب اعمال جو لگائے ہین ان مین صرف غرض یہ ہے کہ انسان پر اتمام حجت ہو جاوے اور کسی قسم کا عذر اور بہانہ نہ کر سکے

پھر فرمایا کہ جاءت سکرۃ الموت بالحق دوسرا بڑا ذریعہ انسان کو خوف دلانے کا یہی ہے انسانی زندگی کا انجام اور انتہا بتا دیا ہے۔ یہ ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ عموماً ہر فرد بشر نے کبھی نہ کبھی دیکھی ہوتی ہے۔ وہ کیسی بے بسی اور بے کسی کا نظارہ ہوتا ہے عزیز سے عزیز رشتہ دار۔ مان باپ۔ بہن۔ بھائی۔ بیوی بچے۔ یار۔ دوست۔ خادم۔ مال و دولت غرض کوئی اس وقت اس کی اس مصیبت کا بٹانے والا نہین ہوتا۔ سب حسرت اور یاس کی نظر سے دیکھتے ہی رہ جاتے ہین۔ مال و دولت جاہ و حشمت سب یہین دھرا رہ جاتا ہے۔ نہ کوئی ساتھ جاتا ہے اور نہ ہی اس وقت کوئی اس سفر سے روک کر بچا سکتا ہے۔ غرض پوری یاس و حسرت اور بے بسی و بے کسی کا سمان اور نظارہ ہوتا ہے۔ ذرا غور کر کے انسان اگر اس حالت کو اپنی آنکھون کے سامنے لائے تو پھر دیکھے کہ اس کا دل کیسا نرم اور دنیوی لذات سے متنفر اور خدا کی طرف پانی کی طرح بہ نکلنے والا ہو جاتا ہے۔ غرض اس نقشہ کو خدا نے پیش کیا ہے کہ تا انسان اس مین غور کرے اور بدیون سے کنارہ کش ہو جاوے۔

ساری بدیون کی جڑ صرف غفلت ہے۔ نیکی پر روکنے اور بدی کی جرات دلانے والی اس سے بڑھ کر اور کوئی بات نہین۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنا محاسبہ کیا کرے اور خدا کے علیم ہونے پر یقین رکھے اور موت کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ نہین معلوم کہ کس وقت سفر کا حکم آجاوے گا پس اپنا حساب صاف رکھنا چاہیئے۔ صوفیا کا قول ہے کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شریعت مین ہر وقت کے مناسب حال بعض عبادات مقرر ہین ان سے غفلت اور لاپرواہی ہی بدی کا گھر ہے اور گناہ کی جڑ۔ انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت دعا مین لگا رہے اور غفلت سے بچتا رہے اور ہر وقت کے مناسب حال اوامر و نواہی پر کاربند رہے +

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان امرتسر سرکل مین

یہ بالکل پہلا موقعہ ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طلباء سرکل ٹورنمنٹ کے لئے امرتسر گئے تھے۔ ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ مین چونکہ ہمارے مدرسہ کے طلباء نے فٹ بال میچ جیتا تھا۔ لہذا امرتسر سرکل مین ان کو صرف فٹ بال میچ ہی مین شامل ہونا تھا۔ امرتسر سرکل مین امرتسر خاص۔ گورداسپور۔ سیالکوٹ۔ اور کانگڑہ کے اضلاع شامل تھے۔ فٹ بال میچ کے لئے صرف تین پارٹیان یعنی خالصہ کالجیئٹ سکول امرتسر۔ گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ اور مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان شامل تھے۔ اول میچ خالصہ کالجیئٹ سکول امرتسر اور گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ کے درمیان ہوا۔ اور خالصہ کالجیئٹ سکول جیتا۔ فائنل میچ کامیاب ٹیم اور مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے درمیان ۱۴ مارچ ۱۹۰۸ء ½۴ بجے شام کو شروع ہوا۔ اور خدا کے محض فضل سے میدان مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان فٹ بال ٹیم کے ہاتھ مین رہا۔ اور اس طرح سے امرتسر سرکل مین فٹ بال میں چیمپین سکول مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ہی رہا۔ ہم جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمت مین نہایت خوشی سے اس کامیابی کے واسطے مبارکباد عرض کرتے ہین۔ اس کامیابی مین علاوہ ایک شیلڈ کے جو مدرسہ تعلیم الاسلام کو آئندہ سرکل میچ تک عطا کی گئی ہے ٹیم کے لڑکون کو عمدہ طلہ دار پگڑیاں لنگیاں بطور انعام عطا کی گئی ہین۔ ہم آئندہ اشاعت مین انشاءاللہ اس میچ کی مفصل رپورٹ شایع کرین گے

کربلا معلی کو ایک خط

ہمارے محترم دوست میر مہدی حسین صاحب مہتمم کتبخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کے ایک شیعہ اوستاد نے کربلا سے خط لکھا ہے جس میں وہ توجہ دلاتے ہیں کہ اس جگہ آنا چاہیئے۔ میر صاحب نے جو اُن کو جواب لکھا وہ فائدہ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ شیعہ اصحاب غور سے پڑھیں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وبہ نستعین ونخر علی بابہ مستغفرین ولرحمتہ راجین رب فارحم من السماء وکن معنا فی کل حال وفی کل حین۔ امین

امابعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت مخدوم اوستادی کا شفقت سے بھرا ہوا مکتوب ۸ صفر المظفر کو بمقام قادیان دارالامان (من فتن ھذا الاوان) ملا۔ اس سے پہلے ۲۴ محرم الحرام کو بمقام سیالکوٹ جو یہ عاجز ضروری کام کے لئے گیا تھا جناب کا زیارت مقامات متبرک آیات کے لئے جانا مسموع ہوا تھا نیز یہ بھی سنا تھا کہ بہت بھاری سفر اختیار فرمایا ہے۔ شاید واپسی کی بھی نوبت آئے یا نہیں۔ بجز دعا کے اور عاجز دور افتادہ کیا کر سکتا تھا۔ مگر اب مسرت نامہ نے نصف ملاقات کی خوشخبری دی۔ خدا کرے جناب کو بخیریت پہنچے اور صحت بدن اور قلب سلیم کی حالت میں نظر سے گذرے۔ جواب لکھنا اگرچہ موجب تصدیعہ ذات سامی ہے مگر نہ لکھنا بھی داخل عیب ہے لہذا جو کچھ لکھتا ہوں محض اللہ تعالے کے لئے لکھونگا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول سے باہر نجاؤنگا۔ چونکہ جناب عظمت انتساب نہ یہاں تشریف لائے نہ بالاستیفا حالات سے مطلع ہوئے اس وجہ سے بے ساختہ آپ کے قلم سے نکلگیا۔ کہ تم نے دربار محمد صلعم اور آئمہ اطہار کو چھوڑ دیا نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ

ما مسلمانیم از فضل خدا + مصطفےٰ مارا امام و پیشوا + اندریں دین آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم + آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست + بادۂ
عرفان ما از جام اوست + آن رسولے کش محمد ہست نام + دامن
پاکش بدست ما مدام + ہست او خیر الرسل خیر الانام + ہر نبوت
را بروشد اختتام + مہر او با شیر شد اندر بدن + جان شد و با
جان بدر خواہد شدن + معجزات انبیائے سابقین + آنچہ در قرآن
بیانش بالیقین + بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست + ہر کہ انکارے
کند از اشقیاست + آنچہ مارا وحی و الہامے بود + آن نہ از خود
از ہمان جائے بود + ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست + زو شدہ
سیراب سیرابے کہ ہست + | سلام امام علیہ السلام را |

اس ناکارہ نالایق کو زیارات کے بارہ میں جو غور کیطرف توجہ دلائی ہے اس کے متعلق گذارش ہے کہ اپنی طرف سے انسان کسی کام کو پسندیدہ قرار دیدیتا ہے لیکن اگر خدا کے زیر حکم اُس کو نہیں کرتا تو اس کا حال کچھ معلوم نہیں ہو کہ وہ کہاں تک وثوق کے لایق ہے یعنی کتاب اللہ کا حکم یعنی مُہر کلام الٰہی اگر کسی امر کے کرنے کے لئے اس کے پاس موجود نہیں تو وہ کام اپنی رضا سے ہے نہ کہ خدا کی۔ قال اللہ تعالےٰ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال الرسول۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی لن تمسک بھما۔ نجات۔ آیت مذکورہ بالا قرآن شریف میں موجود ہے اور حدیث مسطورہ شیعوں میں ساری و سائر ہے آیت مندرجہ صادقین کی معیت فرض کرتی ہے نہ کہ مقابر صادقین کی زیارت یا دعا یا اعتکاف پس اگر وہاں کا سفر اختیار کروں تو کس حکم خدا کے لئے کروں آیت سیروا فی الارض کا جو حوالہ جناب نے دیا ہے یہ نہیں سوچا کہ یہ حکم کن لوگوں کو ملا۔ اور مخاطب کون ہیں۔ یہاں تو وہ زیر خطاب عتاب ہیں جو انبیاء و مرسلین کے نشانات صداقت دیکھکر بھی تکذیب سے باز نہیں آتے تھے ان کو حکم ہے کہ مکذبین کے حالات جاکر دیکھو۔ سو میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ کبھی کسی رسول یا مامور من اللہ کا منکر مجھے خدا کرے بلکہ صادقین کی معیت چاہتا ہوں۔ اور ضروری ہے کہ صادقین کا وجود بھی ہو تا تعمیل حکم میں مجبوری پیش نہ آوے اس کے بعد تعجب و تاسف سے بھرے دل کے ساتھ حدیث مندرجہ بالا کو غور سے پڑھتا ہوں۔ اس میں سب سے مقدم تمسک کے قابل کتاب اللہ کو لکھا ہے اور یہ زایرین اور عاکفین نجف اشرف و کربلائے معلی کو مسلم ہے لیکن آنجناب نے سارے کرمنامہ میں بجز سیروا فی الارض کے زیارات کے بارہ میں تمسک بکتاب اللہ سے کہیں فخر حاصل نہیں کیا شاید اسکو بیاض عثمان کے رتبہ سے زیادہ مرتبہ حاصل نہیں ہوگا (معاذ اللہ) اور اصل قرآن شریف تو امام صاحب الزمان کے جیب خاص میں ہوگا جس کے چالیس پارہ ہیں اور وہ غایب بحکم خدا ہیں۔ پھر کس طرح یہ فخر حاصل ہو؟ لیکن فیکم الثقلین کا لفظ کتاب اللہ اور عترت کو موجود فی الخارج کہ رہا ہے۔ اور یہ دونو جدا بھی نہیں ہو سکتے جیسے لا یمسہ الا المطھرون سے بھی واضح ہے۔ یہاں مطہرون کا لفظ آیمہ کو موجود در مع الکتاب بتلا رہا ہے غرض بحث سے نہیں صرف توجہ دلانا مدنظر ہے اور عرض اسقدر کہ اگر وہاں زیارات کو آنا ہی مقصد زیست قرار دیا جاوے تو کس آیت کے ماتحت یہ متبرک کام کیا جاوے ما انت بمسمع من فی القبور تو رسول کریم کو کہا گیا ہے تا بدیگران چہ رسد۔ دیگر حج کو نہ جانے اور وہاں کے لوگوں کو راہ راست پر نہ لانیکا الزام حضرت مرزا صاحب پر قایم فرمایا ہے اس کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ حکم حج کے ساتھ شرط من استطاع بھی لگی ہوئی ہے اور استطاعت صرف روپیہ کی ہی نہیں اتنی استطاعت بھی ضروری ہے کہ شریروں سے اپنی جان بچا سکے لا تلقوا بایدیکم کا بھی خلاف نہ ہو۔ تو جبکہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طایف جانے پر پتھراؤ کیا گیا اسی طرح امرتسر میں حضور پر احکام الٰہی پہنچانے کے وقت پتھر برسائے گئے اور انتظام پولیس کی بھی پرواہ نہ کی تو مکہ معظمہ کے راستہ میں جہاں پولیس وغیرہ حفظ امن کا بندوبست ہی نہیں کس طرح جا سکتے ہیں اگر کہو ذرا امت سے جا دیں تو واضح ہو کہ جب یہ حکم خدا تعالے کی طرف سے پہنچیگا اور خدا کو منظور ہوگا تو پھر کوئی دیر نہ ہوگی آنحضرت صلعم نے بھی اخیر عمر میں حج کیا تھا۔ اور کس قدر۔۔ مصیبتوں سے وہ میسر ہوا۔ ایسا ہی یہاں بھی ہو سکتا ہے۔ صرف حکم کی دیر ہے۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ اور راہ راست پر لانا خدا کا فعل ہے نہ کسی نبی یا امام کا۔ افضل الرسل کو حکم ہے۔ انک لا تھدی من احببت یہاں تو سراسر اتباع نبوی ہو رہا ہے نہ کوئی خود روی۔ باقی امور جم غفیر اور گروہ کثیر آنیکا جو ذکر فرمایا ہے مختصر اً عرض ہے کہ کیا ہردوار اور گنگا جمنا کے اشنان اور گورد کل کے میلہ جات پر اور کانگڑہ اور نینا دیوی وغیرہ مکانات متبرکہ پر جم غفیر نہیں ہوا کرتا؟ میں نے یہ نظیر اس لئے لکھی ہے کہ اگر وہ لوگ انبوہ خلایق کو بطور دلیل صداقت پیش کریں تو ہمارے پاس سوائے اس کے کیا جواب ہے کہ قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث یہاں کثرت کے ساتھ خبیث کا لفظ ذکر کیا ہے اور جہاں آپ عباد کا ذکر ہے وہاں قلیل کا لفظ فرمایا ہے۔ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ میں اگر افواج کا لفظ کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ تو الناس کا لفظ عوام الناس کیطرف توجہ دلا رہا ہے جو سابقون اولون سے کم درجہ پر ہوتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں معاذ اللہ خبیث لوگ ہی جمع رہتے ہیں۔ نیک نہیں ہوتے مجھے لفظ کثرت کیطرف توجہ دلانا مقصود تھا۔ پھر نیت کا حال اللہ تعالے کو معلوم ہے اور معیت صادقین اسیوجہ سے فرض ہے کہ تا فساد سے امن رہے اور صادق انسان کے ساتھ مفسد لوگ ہرگز نہیں رہ سکتے وہ گندہ پان کی طرح الگ کر دئے جاتے ہیں۔ آپ نظر امعان میری معروضہ پر مبذول فرما دیں تفاسیر آئمہ و دیگر معتبر کتابوں کا حوالہ دیکر جو لکھا ہے کہ کیا وہ غلط ہیں۔ اس کے جواب میں آپ کو تصدیعہ ہونچیگا۔

فرما رہا ہو۔ اگر کسی دوسرے خدا کا حکم ہو تو خوف ہو سکتا ہو کہ وہ ناراض نہ ہو جبکہ وہی خدا ہو اور وہی اپنا تازہ کلام نازل فرما رہا ہو۔ تو کیا ممکن نہیں کہ وہ جب چاہے حضرت مسیح موعود کو اپنے حکم متعلق حج سے مشرف فرماوے جیسا کہ گئے تھے۔ بلکہ مجبوراً روکے گئے تھے وہی مجبوری اس جگہ بھی درپیش ہے۔ منہ

ورنہ جواب تو خود ذہن مین آسکتا ہے آئمہ اور معتبرین کے اقوال کا مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حادیث کسی صورت مین بڑھ نہیں سکتا۔ وہ کلام اللہ نہیں ہیں تو جبکہ احادیث رسول الثقلین صدہا وضعی پائی جاتی ہیں اقوال آئمہ وضعی بنانے خصوصًا معتقدین سے کے رو برو کیا بعید ہین افسوس آپ شیطان کا وجود مانتے ہین شیاطین الانس والجن کے کارنامون سے بے خبر ہین۔ صرف قرآن شریف کی نسبت محافظت کا وعدہ الٰہی ہے باقی سب کتب ظنی طور پر صحیح سمجھی جاسکتی ہین۔ ورنہ یقین کا مرتبہ ہی کوئی نہینگی توریت انجیل کی نسبت وعدہ محافظت نہ تہا اس واسطے ان مین تحریف راہ پاگئی مگر آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہر وقت قرآن کریم کو کمی بیشی تحریف تبدیل سے بچانے کے واسطے وقت نزول سے آج تک بلکہ ابد تک مسلح کہڑی ہے۔ وانا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت حرسا شدیدا کو غور سے پڑہین کیا ایسی کتاب مین کوئی چالیس کی جگہ تمیق پارہ کر سکتا ہے؟ کیا خدا کی کوئی ہی عزت ایسے لوگون کے دلون مین نہین؟ ایسا کمزور خدا ہوگیا؟ معاذ اللہ۔ مروان نے آل عمران کو آل مروان لکھدیا تو اسکو عہدہ کتابت وحی سے معزول کیا گیا۔ حالانکہ نبی کریم امی تھے اور صرف سورۃ کے نام کی تبدیلی پہ پکڑا گیا۔ مگر دس پارہ کم کرنیوالا کبھی مواخذہ مین نہ آیا (جائے غور) یہ صرف مخلوق کی طرف توجہ اور خدا سے غفلت کا پہل ہے ورنہ قرآن کریم ازل سے ابد تک لاتبدیل کتاب لاریب فیہ ہے لو کنتم تعقلون یہی ترکہ رسول ہے نہ کہ فدک۔ فھل انتم منتھون

جمال وحسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے +
قمر ہے چاند اورون کا ہمارا چاند قرآن ہے +

افسوس آنجناب کو مقامات سامرہ وغیرہ سے محبت ہوئی مگر قرآن کریم سے یہ الفت پیدا نہ کی ورنہ ضرور تہا کہ ہر امر کے وقت تمسک بکتاب اللہ فرماتے۔ نیازمند ز ہر چند گذارشین کہین کہ ایک مرتبہ یہان آکر دیکھ جاوین کہ کیا حال ہے مگر آپ کی خوش اعتقادی اور طرف لے گئی۔ اب دعا ہے کہ اللہ تعالٰے آپ کو عزت سے اپنے حضور کہڑا کرکے ہر ایک جنبش ولغزش کو معاف فرماوے حضرت مولانا نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی خدمت مین جناب کا خط پیش کیا تو نہایت شفقت سے فرمایا ان کو متانت سے جواب لکہہ دو۔ شاید فائدہ پونہچے اب ناچیز بے تمیز کچہہ حال اپنے رہنے کا مقام قادیان پر عرض کرتا ہے۔ سات سال کے عرصہ سے اس جگہ مقیم ہون میرا کوئی عزیز قریبی رشتہ دار بجز ذات پروردگار یہان موجود نہین سب لوگ اپنے رشتہ دارون کو ساتہہ لائے مگر میرے ساتہہ کوئی بجز منکوحہ بیوی کے نہ آیا مجہہ کو کوئی نہ جانتا تہا۔ کہ یہ کون شخص ہے۔ نہ زر پاس نہ کوئی ہنر نہ سخت یا در جنگلون مین اکیلا بیٹہ کر دعا مین کرتا رہا کہ اے ارحم الراحمین مین صرف تیرے لئے اس مقام باکرام پر بود و باش کرنا چاہتا ہون کوئی ہو یا نہ ہو۔ پہ تیری مجہہ سخت ضرورت ہے تو میرے ساتہہ ہو۔ تو ہی میرا حال سن تو لطف کی نظر فرما ذلت سے بچا رب انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الطیبات لعلنا نشکرک ونحمدک آمین

ایک ماہ سے زیادہ عرصہ تک دریائے بیاس پر جو اس جگہ سے بیس کوس کے فاصلہ پر ہے مقیم رہا اور دعا مین لگا رہا۔ آخر قادیان آنے پر دوپہر کے وقت مین نے چارپائی پر پڑے ہوئے دیکہا کہ ایک آہنی ہاتہہ نے جس کی کلائی نہایت نازک تہی مجہہ پشت کی جانب سے آکر بازو سے پکڑ لیا مین نے پکڑ دیکہا تو ہاتہہ غائب ہو گیا مجہہ اسقدر خوشی ہوئی کہ غم بہول گیا اور یقین ہو گیا کہ اب خدائے قدیر دستگیری ضرور فرمائیگا سواس وقت سے اللہ تعالٰے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ایسی دستگیری فرمائی ہے کہ اس کی نظیر پہلی زیست مین نہین ملتی مین چاہتا تہا کہ حضرت امام علیہ السلام کے زیر تربیت کام کرون سو وہ مجہہ بفضل خدا میسر ہے۔ آزادی سے کام کرتا ہون۔ اور کسی کا خدا نے محتاج مجہہ نہین کیا۔ وہ پروردگار دعاؤن کا سننے والا اور جواب دینے والا اس جگہ آکر دیکہا گیا۔ پہلی زندگی نہایت ناپاک زندگی تہی جو اس معبود سے غفلت کی حالت مین بسر ہوئی مگر یہان ربانیون کی صحبت مین اس قدر پتہ تو لگا۔ کہ مین قصور بہت کرتا ہون اور گناہ سے بہت سا حصہ میرے وجود کا شیطان کا شکار ہوچکا ہے۔ دعا مین لگا ہوا ہون کہ اللہ تعالٰے میری اس زمین کو جو شیطان کے قبضہ مین رہن ہے واگذار کرا دے جیسے وہ معبود اور حاجات برلاتا ہے اور دعاؤن کو سنتا ہے امید کہ یہ حاجت بہی پوری کریگا۔ امام علیہ السلام کی صداقت کے نشانات جس قدر مین نے اس جگہ دیکھے وہ لاتعداد ہین اور ذرہ ذرہ میرا انکا گواہ ہے وہ موہوم امور نہین ہین۔ نہ صرف خوش اعتقاد لوگ ہی اون کے گواہ ہین۔ بلکہ دوست اور دشمن ہزارون دیکہتے ہین اور شہادت دیتے ہین جن مین ہندو بہی شامل ہین وہ گوہر یقین سے دامن کو بہر دیتے ہین اور کوئی مہینہ خالی نہین جاتا کہ کوئی پیشگوئی جو پہلے سے شایع ہوچکی تہی پوری ہوجاتی ہے جس سے آیت فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کی صداقت ظاہر ہوتی ہے حضرت امام بالکل اتباع نبی کریم مین محو ہین ہر بات مین تمسک کتاب اللہ یا قول فعل رسول اللہ سے کرتے ہین کیا ہی رتبہ اُس نبی کا ہے جس کا غلام ایسا شخص ہے۔ اللّٰھم صل علی

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے +
جسکا غلام دیکہو مسیح الزمان ہے +

اب ایک نظم پر جو امام الزمان کی ہی اکتفا کرتا ہوں آمین جواب آپکے خط کا سب والسلام رقیمہ کمترین مہدی حسین احمدی از مقام قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بوقت شب ۱۲ صفر المظفر ۱۳۲۶ ہجری المقدس

خطبہ جمعہ

۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء از حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین۔ وعلی آلہ واصحابہ وخلفائہ الراشدین المھدیین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ آخر آیت ذٰلک ما کنت منہ تحید +

خداوند تعالٰے ہمیشہ انسان کو عجیب عجیب رنگون سے اپنی ذات سے کبہی خوف اور کبہی امید دلاتا ہے۔ انسان کا ایمان اور سعادت کی بنا صرف اسی پاک اعتقاد پر مبنی اور منحصر ہے کہ اس مین خوف اور امید دونون ملے ہون۔ الایمان بین الخوف والرجاء اگر انسان مین حد مقررہ سے امید بڑہ جاوے تو بہی حبط ایمان کا خوف اور عذاب لازم۔ اور اگر انسان کو اللہ تعالٰے کا خوف حد مقررہ سے زیادہ ہوجاوے تو بہی سلب ایمان کا اندیشہ اور سزا ضروری ہے مثلاً اگر انسان مین امید بڑہ جاوے تو بعض اوقات انسان کے دل مین یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ خدا بخشنے والا ہے اور وہ رحیم ہے اس کی رحمت اس کے غضب سے سبقت رکہتی ہے۔ تو اس طرح سے انسان بعض اوقات ارتکاب جرائم کے لئے بے باک ہوجاتا ہے علیٰ ہذا۔ اگر انسان مین خوف بہی حد مقررہ سے بڑہ جاوے تو بہی انسان خدا کی مغفرت اور رحم سے ناامید ہوکر ہلاک ہوجاتا ہے چنانچہ میرا ایک چشم دید واقعہ ہے۔

شامل کرنا اشد ضروری ہے۔ چونکہ ہم سکوں کا چندہ کر چکے ہیں اور اپنی طرف سے کچھ زیادہ وعدے کر چکے ہیں۔ اس لئے سردست اور چندے کی تحریک نہیں کر سکتے۔ تاہم ہم نے ارادہ کیا ہے کہ جون تک سکوں کا چندہ وصول ہونے کے ساتھ ہی لنگر خانہ کا سوال اٹھایا جائیگا۔ اور انشاء اللہ لنگر خانہ کے چندے میں شریک ہونیکا ثواب بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے! اور اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ارادوں میں کامیابی عطا کرے۔ والسلام

خاکسار

برکت علی سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء

ڈیپوٹیشن کا دوسرا دورہ۔

وفد کا دوسرا دورہ جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے لائل پور کے لئے تھا۔ مگر وہاں کے مخلص اور پرجوش احباب نے قبل از وقت پانسو کی رقم اکٹھی کر کے لاہور میں جناب کمال الدین صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع دیدی اور صاحب موصوف نے سفر کے اخراجات کے خیال سے دورہ کو ملتوی کر دیا۔ جماعت لائل پور خاص شکریہ کے قابل ہے۔ کہ انہوں نے خود ہی اس اہم ضرورت کو محسوس کر کے وہ کام کر دیا جسکے لئے وفد نے جانا تھا۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ امید ہے کہ عنقریب یہ روپیہ قادیان پہنچ جاویگا۔ کیونکہ سب رقم نقد جمع ہو گئی ہے۔ اور یہی امید ہے جیسا کہ منشی نور الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لائل پور نے زبانی اطلاع دی ہے۔ کہ قریب دو سو روپیہ کے اور بھی اکٹھا ہو جاویگا۔ اسلئے بعد ۱۳ تاریخ کو بعد از نماز مغرب ڈیپوٹیشن بمقام گجرانوالہ پہنچا۔ اور اسی رات کو وہاں سے روانہ ہو کر صبح ۴ بجے جہلم۔ ۱۵ کی صبح کو مردان۔ اور ۱۶ کو قریب ۱۱ بجے پشاور جہاں سے ۱۷ مارچ کو بوقت دس بجے رات واپس ہو کر ۱۸ کو بارہ بجے لاہور پہنچ گئے۔ کل وصولی یا وعدہ متعلق چندہ تعمیر مدرسہ اس دورہ میں حسب ذیل ہوا۔ (نوٹ۔ افسوس ہے کہ راولپنڈی کا مقام ایک ضرورت کی وجہ سے رہ گیا۔ کیونکہ ڈیپوٹیشن کو ایک دن پہلے واپس ہونا پڑا۔)

نام جماعت	تعمیر مدرسہ	وصول	وعدہ قابل وصول	میزان
جماعت مردان	"	۱۱۰-۴-۰	۲۰۲-۸-۰	۳۱۲-۱۲-۰
" پشاور	"	۲۶۲-۰-۰	۱-۰-۰	۲۶۳-۰-۰
" گجرانوالہ	"	۲۱۱-۰-۰	۴۲۹-۱۲-۰	۶۴۰-۱۲-۰
" جہلم	"	۱۰۴-۸-۰	۱۰۴-۸-۰	۲۰۹-۰-۰
کل میزان		۶۹۷-۱۲-۰	۱۱۳۷-۱۲-۰	۱۸۳۵-۸-۰

اس میزان میں لائل پور کا چندہ قریباً سات سو روپیہ جمع کر کے یہ میزان اڑھائی ہزار روپیہ سے اوپر ہو جاتی ہے۔ علاوہ تعمیر مدرسہ کے قریب ساڑھے تین سو روپیہ چندہ لنگر خانہ مختلف جگہ سے ہوا جس میں بعض جگہ ماہوار چندے کی رقم بھی شامل تھی قادیان ماہوار لاہور گجرانوالہ جہلم مردان پشاور کیلئے۔ اور جہلم اور مردان میں قریب ۔۔ کے چندہ اشاعت اسلام کے وعدے بھی ہوا۔ اس طرح یہ کل رقم قریب تین ہزار کے پہنچ جاتی ہے۔ خدا کے فضل سے یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔

اس جگہ خصوصیت سے میں بعض امور کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ شہروں میں جماعت کی تعداد بمقابلہ دیہات کے بہت قلیل ہے۔ اور اس لئے تجویز پیش کردہ اسوقت تک جو احباب ڈیپوٹیشن میں شریک ہوئے ہیں۔ ان کا اس غرض کے لئے کہ دیہات میں دورہ کریں۔ نکلنا قریباً محال ہے۔ کیونکہ اس کے لئے ایک بڑا لمبا عرصہ چاہیئے پس یہ ذمہ واری ضلعوں کی انجمنوں پر آپڑتی ہے۔ اور نہایت ضروری ہے کہ ان انجمنوں کے ارکان اس طرف توجہ کریں۔ مگر ساتھ ہی اسجگہ میں خوشی سے اس بات کا اظہار بھی کرتا ہوں۔ کہ بہت سے مقامات میں مخلص احباب اس ضرورت کو محسوس کر چکے ہیں اور اس فکر میں لگے ہوئے ہیں چنانچہ سب سے پہلے گجرانوالہ میں منشی احمد دین صاحب نے اس ضرورت کو محسوس کر کے مفصلات کے احمدی احباب تک پہنچ اور اسکو اس تحریک میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے اور انہوں نے امید دلائی ہے کہ فصل کے موقع پر کوشش کر کے وہ انشاء اللہ ایک ہزار روپیہ یا اس سے زیادہ جمع کر سکینگے مردان اور پشاور کے مفصلات میں جماعت بہت کم ہے اور ان دونوں جماعتوں نے ممبران مفصلات کو اس تحریک میں شامل کر لیا ہے۔ جماعت مردان کا میں خصوصیت سے تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ سارے سفر میں یہی ایک جماعت دیکھی گئی جس میں انجمن کا نظم باقاعدہ پایا گیا۔ اور صدر انجمن کے شائع کردہ قواعد کے مطابق سارا عملدرآمد پایا گیا۔ چنانچہ ایک نہایت عمدہ مہمانخانہ اور ایک کتبخانہ بھی اس چھوٹی سی جماعت نے تیار کر رکھا ہے۔ اور اس کے سارے کام عمدہ اور باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اس جماعت کی روح رواں منشی محمد یوسف صاحب اپیلنویس مردان ہیں مگر دوسرے تمام ممبر بھی علی قدر مراتب ہر طرح سے جماعت کو ترقی دینے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کی کارروائی کو دیکھکر طبیعت بہت خوش ہوتی ہے۔ ہر روز درس قرآن شریف میں جمع ہوتے ہیں۔ اور در حقیقت یہی بڑی برکات کا سرچشمہ ہے۔ انجمن پشاور کا انتظام بھی عمدہ ہے اور ماہواری چندوں کی وصولی باقاعدہ ہوتی ہے۔ اس جگہ جناب مولوی غلام حسین صاحب درس قرآن دیتے ہیں۔ اگر ہر جگہ یہ انتظام کیا جاوے تو جماعت کی بڑی ترقی کا موجب ہوگا +

جہلم میں بھی بعض پرجوش احباب انجمن کے انتظام کو باقاعدہ بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اس جماعت میں کم چندہ وصول ہونے کی وجہ بعض احباب کی غیر حاضری تھی۔ سارے دورہ کی اجمالی کیفیت میرے ان معزز مکرم احباب کے جن کے ہمرکاب میں تھا۔ دلوں پر یہ تھی کہ احمدی جماعت کا اخلاص جو ان کو اس سلسلہ کے ساتھ ہے اور ان کی کوشش خدا کے راہ میں ہماری امیدوں سے بڑھکر پائی گئی۔ خدا تعالےٰ نے اس اخلاص اور ان کوششوں میں اور بھی ترقی دے۔ ڈیپوٹیشن کے جانے کا اثر نہ صرف یہی ہوا کہ فراہمی چندہ میں بڑی بھاری کامیابی ہوئی۔ بلکہ ہر جماعت میں ایک نئی تحریک پیدا ہوئی۔ اور خصوصاً جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی تقریروں سے جو ڈیپوٹیشن کی روح رواں تھے احباب بہت محظوظ ہوئے۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہا تو بہت سی برکات کا موجب ہوگا۔ میں خصوصیت سے ان احباب کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔ جنہوں نے وفد کے استقبال کے لئے ہر طرح کی تکالیف کو خوشی سے اپنے اوپر لیا۔

خاکسار محمد علی۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری جواب دیں۔

کہ مرقع قادیانی کے انعامی مضامین کے جوابات ہو جانے پر مجیب کو جس رقم کے دینے کا اعلان کیا تھا۔ مکمل جوابات کے شائع ہو جانے کے بعد آپ نے اب تک وہ موعودہ انعامی رقم کیوں نہیں بھیجی۔ بواپسی جواب سے مطلع فرماویں

آپ کا

وہی قرضخواہ از قادیان

نکاح۔

آج واقع ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء کو چوہدری حاکم علی صاحب کے لڑکے غلام مصطفےٰ کا نکاح بابو غلام حسن صاحب ساکن لوہی والا متصل وزیر آباد حال سٹیشن ماسٹر بہاولپور کی لڑکی مسمات زینت بی بی سے مبلغ پانصد روپیہ پر حضرت اقدس کے روبرو حضرت حکیم الامت نے پڑھا اور حضرت اقدس نے اس کے مبارک اور بارور ہونے کے واسطے دعا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو طرفین کے واسطے مبارک اور باعث مودت و رحمت بنادے۔ آمین

تازہ ڈائری

۱۰ر مارچ ۱۹۰۸ء - فرمایا۔ شیعہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں کچھ کمی بیشی ہے۔ اس اعتراض کی زد میں سب سے پہلے وہی آتے ہیں حضرت علی رضؓ اسی لئے خلیفہ نہیں ہوئے تھے۔ کہ معاویہ کے ساتھ جنگ کریں بلکہ ان کا فرض تھا۔ کہ قرآن شریف کی حفاظت کریں - جو اصل الاصول دین ہے۔ پس وہ اپنی خلافت کے زمانے میں اصل قرآن کو شایع کر جاتے۔ کیا جب قرآن مجید کی اشاعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہزاروں مخالف و موافق لوگوں میں ہوتی رہی ہو۔ اس میں کچھ تغیر ممکن تھا۔ یہ کیسی لغو بات ہے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ انہی خلفاء کے پیچھے حضرت علیؓ نمازیں پڑھتے رہے اگر ان کے غاصب ظالم ہونے کا یقین تھا تو ایسا کیوں کیا۔ دیکھو ہمارے مُرید ہیں وہ دوسروں کے پیچھے نماز نہ پڑہیں گے۔ تو کیا حضرت علیؓ ان سے بھی ایمانی حالت میں کمزور تھے جو تقیہ کرتے رہے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی زمین وسیع ہے ایسی بات ہو تو ہجرت کر جاؤ۔ آپ نے یہ بھی نہ کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ خلفاء ثلاثہ کو اپنا مقتدا تسلیم کرتے تھے۔

فرمایا۔ شر الفقراء من ھو علی باب الامراء یہ لوگ (اولیاء۔ انبیاء) اللہ تعالےٰ سے بہتری پاتے ہیں پس انہیں امراء کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ہاں امراء ان کے بہت کچھ محتاج ہیں۔

فرمایا۔ لوگ دین حق اختیار کر کے داعی الی اللہ پر احسان رکھتے ہیں اللہ تعالےٰ نے کہا یہ تو میرا احسان ہے کہ تمہیں ہلاکت سے بچا لیا۔ تم بجائے احسان نمائی کے نبی کا شکریہ ادا کرو۔ (بدر)

کیمیا

فرمایا کہ بہت سے لوگ کیمیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور عمر کو ضائع کرتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ کچھ حاصل کریں جو کچھ پاس ہوتا ہے اسکو بھی کھو دیتے ہیں ایک شخص بٹالہ کا رہنے والا تھا۔ جو کہ کسی قدر غربت سے گذارہ کرتا تھا اور اس نے جو مکان رہایش کے لئے بنایا تھا اس کے باہر کی ایک ایک اینٹ تو پکی تھی اور باقی اندر سے کچا تھا ایک دن اسے ایک فقیر ملا جو بہت وظیفہ پڑھتا رہتا تھا اور ظاہرا نہایت نیک معلوم ہوتا تھا بوجہ اس کے ظاہری ورد وظایف کے وہ سادہ لوح آدمی اس کے ساتھ بہت بیٹھتا۔ اور تعلق رکھتا تھا۔ کچھ مدت کے بعد اس فقیر نے بڑی سنجیدگی سے اس آدمی سے پوچھا کہ تم نے یہ مکان اس طرح پر کیوں بنایا ہے کیوں نہیں سارا پختہ بنا لیتے اس نے جواب دیا۔ کہ روپیہ نہیں غریب ہوں اس پر فقیر نے کہا روپیہ کی کیا بات ہے اور اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا اس ذو معنی جواب پر اس شخص کو کچھ خیال پیدا ہوا اور اس نے اس سے پوچھا کہ کیا تم کچھ کیمیا جانتے ہو اس نے کہا کہ ہاں ہمارے استاد صاحب جانتے تھے اور بہت اصرار کے بعد مان لیا کہ مجھکو بھی آتا ہے پر میں کسی کو بتاتا نہیں۔ چونکہ تم بہت پیچھے پڑے ہو اس لئے کچھ تم کو بتا دیتا ہوں۔ اور یہ کہکر اسکو گھر کا زیور اکٹھا کرنے کی ترغیب دی اور کچھ مدت تک باہر میدان میں جا کر وظیفہ پڑھتا رہا ایک زیور لیکر ہنڈیا میں رکھنے لگا۔ مگر کسی طرح اس زیور کو تو چرا لیا اور اس کی جگہ اینٹیں اور روڑے بھر دیئے اور خود وظیفہ کے بہانے باہر چلا گیا اور جاتے وقت کہہ گیا کہ اس ہنڈیا کو بہت سے اُپلوں میں رکھ کر آگ دو۔ مگر دیکھنا کچا نہ اُتارنا بلکہ جب تک میں نہ آؤں اسے ہاتھ نہ لگانا اس لئے اس کے کہنے مطابق اس ہنڈیا کو خوب آگ دی اور - - - - - - - - -

اس قدر دہواں ہوا کہ ہمسائے اکٹھے ہو گئے اور دروازہ کھلوا کر اندر گئے اور جب اس سے پوچھنے پر معلوم کیا۔ کہ کیمیا بن رہا ہے۔ تو انہیں نے اس شخص کو سمجھایا کہ وہ تجھے لوٹ کر لے گیا اور جب ہنڈیا کھولی تو اس میں سے روڑے نکلے چنانچہ وہ شخص جب کسی کام کے لئے گوجرانوالہ گیا تو اسے وہاں معلوم ہوا۔ کہ وہی شخص کسی اور کو دہوکا دے گیا ہے اور وہاں آگ جل رہی ہے پس اس نے ان کو بھی سمجھا دیا کہ وہ مجھکو بھی لوٹ کر لے گیا ہے اور وہاں بھی ہنڈیا کھولنے پر اینٹ پتھر ہی نکلے۔ اسی طرح قادیان کے پاس ایک گاؤں ہے وہاں ایک کیمیاگر آیا اور مسجد میں ٹھیرا مسجد والے سے پوچھا کہ یہ مسجد ٹوٹی ہوئی ہے اسکو بناتے کیوں نہیں۔ اس نے کہا کہ ہمارے آباواجداد کے زمانے میں یہ مسجد بنی تھی اب ہم غریب ہیں اس قدر روپیہ نہیں۔ اس نے کہا کہ نہیں روپیہ کا کیا ہے بندوبست ہو جائیگا۔ اور پوچھے جانے پر جواب دیا کہ میں چاندی بنا سکتا ہوں چنانچہ اس شخص نے پچیس روپے دیئے اور وہ کیمیاگر اس کو لیکر بٹالہ آیا اور وہاں پہنچ کر اسکو صاف کی ہوئی قلعی دیدی وہ شخص بے چارہ سادہ لوح تھا فرق نہ کر سکا اور اپنے گاؤں میں آکر سنار کو دکھلائی تو معلوم ہوا کہ بالکل بے قیمت ہے اسی طرح ایک ڈپٹی صاحب تھے جن کو مدت سے کیمیا کا شوق تھا اور اس میں بہت روپیہ ضایع کر چکے تھے ایک دن ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں کیمیا بنانی جانتا ہوں مگر سامان وغیرہ کے لئے پانسو روپیہ درکار ہے وہ ڈپٹی صاحب نے فوراً دلوا دیا۔ روپیہ لیکر وہ شخص ایک پاس کی دکان میں بیٹھ گیا اور ڈپٹی صاحب کو کہلا بھیجا کہ روپیہ تو میں لے چکا اب جو مرضی ہو کرو میں نہیں دیتا۔ لینا ہے تو عدالت میں نالش کرو۔ ڈپٹی صاحب اب ایسے بوڑہاپے میں نالش کسطرح کرتے اور کرتے - - - تو اپنی بےعزتی ہوتی چُپ ہو رہے۔ غرض یہ سب بیہودہ ہے۔

(کیمیا کی مرض پہلے زمانہ میں تو عام طور پر تھی اور ہنود تو سب مدت سے پھنسے ہوئے تھے مگر افسوس بعض تعلیم یافتہ لوگ بھی ابتک اس کے دلدادہ ہیں اسلام اس کو بالکل ناجایز قرار دیتا ہے اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ رزق کریم متقی کو ضرور ملتا ہے اور وہ رزق جس سے فایدہ پہنچے کریم ہی ہوتا ہے ورنہ بہت سے ایسے مال ہوتے ہیں جو ناجایز طریقوں سے کمائے جاتے ہیں اور ناجایز باتوں میں اور فضول رسومات میں اٹھ جاتے ہیں حالانکہ محنت اور نیکی سے کمایا ہوا روپیہ اپنے اصل موقعہ پر خرچ ہوتا ہے جیسا کہ ان دو بھائیوں کے قصّہ سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ نے ابوھما صالحا کی وجہ سے دو نبیوں کو اس بات کا مامور کیا کہ اس روپیہ کی حفاظت کے لئے جو کہ نیکی اور تقویٰ سے کمایا ہوا تھا۔ ایک دیوار بنائیں۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ فی السماء رزقکم وما توعدون ۔ فوربّ السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون ۔ یعنی ہر ایک انسان کو خدا تعالےٰ اپنے پاس سے رزق دیتا ہے حضرت داؤد کہتے ہیں۔ کہ میں بچہ تھا اور بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مگر آج تک میں نے کسی صالح کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا اسیطرح توریت میں ہے کہ نیک بخت انسان کا اثر اسکی سات پشت تک جاتا ہے پھر قرآن مجید میں بھی ہے کہ کان ابوھما صالحا۔ یعنی ان کا باپ صالح تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ان کا خزانہ محفوظ رکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے کچھ ایسے نیک نہ تھے۔ باپ کی نیکی کی وجہ سے بچائے گئے پس انسان کے لئے متقی اور نیک بننا کیمیاگر سے بہت بہتر ہے۔ اس کیمیاگری میں تو روپیہ ضایع ہوتا ہے مگر اس کیمیاگری میں دین بھی اور دنیا بھی دونو سدھر جاتے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو ساری عمر یوں ہی فضول ضایع کر دیتے ہیں اور کیمیا کی تلاش میں ہی مر جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کوچہ میں سوائے نقصان مال اور نقصان ایمان اور کچھ نہیں اور ایسا شخص سیکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا مستحق ٹھہرتا ہے اصل کیمیا تقوےٰ ہے جس نے اسکو حاصل کر لیا اس نے سب کچھ حاصل کر لیا اور جس نے اس نسخہ کو نہ آزمایا اس نے اپنی عمر ضایع کی۔ اگر کیمیا واقعی ہو بھی تو بھی اس

سکے پیچھے عمر کھونیوالا کبھی متقی اور پرہیزگار نہیں ہو سکتا۔ جس کو رات دن دنیا کی محبت لگی رہیگی۔ وہ اپنے پاک اور پیارے خدا کی محبت کو اپنے دل میں کس طرح جگہ دیگا۔

کفارہ

کفارہ کی نسبت فرمایا کہ عیسائی کفارہ پر اس قدر زور دیتے ہیں حالانکہ یہ بالکل لغو بات ہے ان کے اعتقاد کے موافق مسیح کی انسانیت قربان ہو گئی۔ مگر صفت خدائی زندہ رہی اب اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ وہ جو دنیا کے لئے فدا ہوا۔ وہ تو ایک انسان تھا خدا نہ تھا۔ حالانکہ کفارہ کے لئے بموجب انہی کے اعتقاد کے خدا کو قربان ہونا ضروری تھا۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ ایک انسانی جسم فدا ہوا اور خدا زندہ رہا۔ اور اگر خدا فدا ہوا۔ تو اس پر موت آئی اصل میں اس کفارہ کی وجہ سے ہی دنیا میں گناہوں کی کثرت ہو رہی ہے مگر جب عیسائیوں کو کہا جاتا ہے کہ کفارہ نے دنیا میں گناہ پھیلایا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ کفارہ صرف نجات کے لئے ہے ورنہ جب تک انسان پاک نہ ہو اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہو کفارہ کچھ نہیں۔ مگر جب انہی لوگوں کی طرف دیکھا جاتا ہے جو اس قول کے کہنے والے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہیں ایک دفعہ ایک پادری کسی گناہ کی وجہ سے پکڑا گیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ کفارہ ہو چکا ہے اب کوئی گناہ نہیں اگر کفارہ گناہ کرنے سے نہیں بچاتا تو اس کا کیا فائدہ چنانچہ اس کا جواب عیسائی کچھ نہیں دے سکتا۔

نظم

یہ نظم چوہدری عبداللہ خانصاحب امیدوار ذیلدار بہلول پور ضلع لائلپور نے ۲۲ مارچ ۱۹۰۸ء کو قبل ظہر حضرت مسیح موعودؑ کے حضور پڑھی +

آیا تیرے وار سے طالب تری دعا کا۔
طالب تری دعا کا راہی رہے ہدا کا۔
تو ہے امام برحق مہدی مسیح تو ہی ہے۔
بعض انبیا سے بہتر خاتم ہے اولیا کا۔
محبوب مصطفےٰ ہے مطلوب کبریا ہے۔
مقصود دو جہان ہے مہدی رہ ہدا کا۔
چودہ صدی سے جسکی تھی ہم کو انتظاری۔
اترا ہے قادیان میں نائب یہ مصطفےٰ کا۔
شاہد نشان سارے روشن ہیں جوں ستارے
پورے ہوئے ہیں سارے فرمان جو تھا خدا کا۔

شمس و قمر کو دیکھو کیسا نشان ہے بھاری
بر وقت پورا ہونا فرمان مصطفےٰ کا۔
گاڑی کو دیکھ چلتی آتی ہے یاد قدرت
چودھویں صدی کا وعدہ پورا ہوا خدا کا
ہر بات پر ہے حجت منکر ہے ہر نشان کا
اللہ رے ضد تری یہ دشمن ہے تو حیا کا
کر غور کچھ تو منکر سنت پیشنیاں پر
پھر دیکھ آکے چہرہ محبوب کبریا کا
مہدی تری دعا سے ملتے ہیں دین و دنیا
آیا ترے دوار سے طالب تری دعا کا

خبروں کا گلدستہ

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے | مرزا رحیم بیگ صاحب دیرہ مرسالہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آج

دس مارچ ۱۹۱۰ء قریباً ۱۱ بجے رات کے شدید زلزلہ ہوا۔ جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے بعد کے تمام زلزلوں سے شدید تھا نقصان کچھ نہیں ہوا۔ خداوند کریم کا فضل رہا۔ پھر قریباً چار بجے صبح کے دوبارہ زلزلہ ہوا۔ اور پھر صبح ۸ بجے کے قریب تیسری دفعہ زلزلہ آیا۔ اس سے پہلے بھی تین دفعہ زلزلہ ہو چکا تھا۔ گویا ماہ مارچ میں ۱۰ تاریخ تک ۶ زلزلہ ہو چکے ہیں۔

اور برادرم عادل شاہ صاحب ترنگ زئی سے تحریر فرماتے ہیں۔ آج رات کو شب جمعہ ۱۳ ماہ حال کو ایک سخت جھٹکا زلزلے کا محسوس ہوا۔ جو نہایت زور سے تھا اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ یہ ہے ہماری شامت اعمال و مسیح موعود کی صداقت۔

اور سول اینڈ ملٹری گزٹ رقمطراز ہے۔ ۵-۶ مارچ کی درمیانی شب کے ۹ سے ۵ بجے تک شارع بلوچستان میں زلزلہ کے ۱۳ جھٹکے محسوس ہوئے بازار کے بہت سے مکانات گر پڑے اور ریلوے عمارات کو مزید صدمہ پہنچا جھٹکے درگئی اور خوست میں بھی محسوس ہوئے ہیں اور آریہ گزٹ میں مسطور ہے۔ ۳ ماہ حال کو درگئی اور خوست ملک بلوچستان میں ۹ بجے بڑا سخت بھونچال آیا کئی مکانات اور عالی شان عمارتیں گر کر مسمار ہو گئیں اور ریلوے اسٹیشن پر بھی بہت نقصان ہوا۔

ربنا فلا تجعلنا فی القوم الظالمین (بدر)

ڈویل:- روسی جنرل فوک اور جنرل سمرنات کے درمیان پورٹ آرتھر کی حوالگی کے متعلق جھگڑے کی بنا پر ڈویل لڑائی ہوئی جنرل سمرنات سخت زخمی ہوا۔

ہیضہ و چیچک:- ساحل ملابار پر ہیضہ و چیچک کا بڑا زور ہے۔ تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ہفتہ مختتمہ پنج شنبہ گذشتہ میں ۹۹ اموتیں ہیضہ اور چیچک سے ہوئیں طاعون کی مہلک وارداتیں بھی ہو رہی ہیں۔ اور گورنمنٹ مدراس نے کالی کٹ کے لئے ایک خاص افسر حفظان صحت مقرر کیا ہے۔

بچہ کشی:- بمبئی میں پان بائی نامی ایک ہندو بیوہ اپنے بچہ کو مار ڈالنے کے جرم میں ماخوذ ہے۔

جعلی ٹکٹ:- بمبئی ہائیکورٹ سے ایک شخص منی لال نامی کو ریلوے کے جعلی ٹکٹ بنانے کے جرم میں دو سال قید سخت اور ۲۵۰ روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔

روسی جنرلوں کی ڈویل:- جنرل فاک اور سمرنات کے درمیان جو ڈویل ہوئی تھی۔ وہ ایک اعلےٰ درجہ کا جوانمردانہ کام سمجھا جاتا ہے۔ ڈویل ہارس گارڈز رائڈنگ اسکول میں لڑی گئی تھی کئی لیڈیاں موجود تھیں۔ سمرنات کی دو نالی گولی فاک کے کوٹ کے پاس سے گذر گئی۔ اور فاک کی سمرنات کے پیٹ میں گھس گئی۔ اور خوف ہے۔ کہ زخم مہلک ثابت ہوگا۔

تصادم:- ڈائمنڈ ہاربر میں یک شنبہ کو دو اسٹیمرز لاک ٹے اور لائینگ کے مابین تصادم ہوا۔ اور اسٹیمر لاک کو نقصان پہنچا۔ مگر ناقابل دونوں میں سے کوئی نہیں ہوا

آتشزدگی:- ۱۰ مارچ کی صبح کو پہناور (؟) میں سخت آتشزدگی ہوئی جس سے ۱۸ عمارتیں جل گئیں۔ محکمہ جنگلات دفتر بال بال بچا۔

آتشزدگی: ۱۷ مارچ کی شب کو راولپنڈی میں جنگل کے اندر آگ لگ کر کئی میل تک پھیل گئی۔ رات بھر شعلے بھڑکتے رہے اور دوسرے دن آسمان پر سیاہ دھواں اٹھتا ہوا نظر آیا۔ ایک ماہ کے عرصہ میں اس نواح میں تین بار آگ لگ چکی ہے۔ ہوا کی تیزی کی وجہ سے آگ نے اور زیادہ زور پکڑا تھا۔ (پیسہ)

اشد ضروری اطلاع

اگر کوئی پرچہ کسی صاحب کو نہ ملے۔ تو ان کو ضروری کہ وہ تاریخ اشاعت سے زیادہ سے زیادہ پندرہ دن کے اندر طلب فرما دیں۔ ورنہ دفتر ان کے نئے پرچہ دینے کا ہرگز ذمہ وار نہ ہوگا۔ اسی واسطے اطلاع جلی قلم سے شائع کی جاتی ہے۔

منیجر۔

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ ادر قادیان بینی | دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

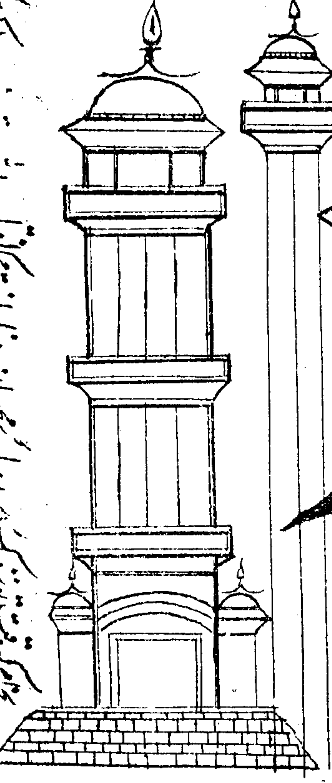

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ

۲۔ خواص و معاونین سے عـہ

۳۔ ہندوستان سے باہر ۶ ؍

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ؍

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کیوجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۰ء مطابق ۱ صفر ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۲

لنگر خانہ کی طرف توجہ چاہیے۔

لنگر خانہ کی ضروریات پر ایک سے زیادہ مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے۔ لنگر خانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور قحط سالی کے سبب سے اور بھی اضافہ ہو گیا ہے

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ احباب یک مشت چندے لنگر خانے کے لئے دیں اور ماہواری چندے اپنے وقت پر ادا ہوتے رہیں تاکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اوقات گرامی میں تشویش کی وجہ سے ہرج واقعہ نہ ہو۔ اس تحریک کو معمولی اور عام نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ ڈیپوٹیشن جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کیلئے نکلا ہے اسکے مقاصد میں لنگر خانہ کیلئے یک مشت چندہ جمع کرنا بھی داخل کیا گیا ہے جہاں احباب عمارت مدرسہ کیلئے چندہ دیں۔ لنگر خانہ کیلئے یک مشت چندہ بھی دیں۔ بار بار اس قسم کی تحریکیں کرنیکی ضرورت نہیں۔ لنگر خانہ سب سے اول نصب العین رہنا چاہئے۔ یاد رہے لنگر خانہ کیلئے جسقدر روپیہ بھیجا جاوے۔ وہ براہ راست حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) کے نام بھیجا جاوے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء

از حضرت مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب سلمہ ربہ

فرمایا قرآن شریف میں یہ جو انبیاء اور اُن کے مخالفوں کے قصے بار بار بیان ہوئے ہیں اُن میں اصل غرض و غایت اور حکمت کیا ہے۔ قرآن شریف کوئی تاریخی کتاب یا قصے کہانیوں کا مجموعہ تو ہے نہیں۔ تو اصل میں یہ بات ہے کہ معتبر حکماء اور حاذق طبیبوں کے تجربہ کے نتیجے عام اور مقبول ہو جایا کرتے ہیں۔ جو کام تجربہ سے مفید ثابت ہو جاوے۔ دنیا اس کو اپنا دستور العمل بنا لیتی ہے اور اس کی رغبت دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو کام تجربہ سے مضر اور انجام کار ہلاکت کا باعث ثابت ہو جاتا ہے لوگ اُس کے پاس تک نہیں پھٹکتے اور اُس سے دلوں میں قدرتاً نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف بھی اسی بر روئے فطری اصول کو ملحوظ رکھ کر دنیا کو ملزم کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی رسول اور نبی آئے (خواہ وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوں یا کم و بیش) اُن میں سے ایک بھی ایسا نہیں گذرا کہ وہ دنیا میں رہ کر تبلیغ احکام اوامر و نواہی الٰہی کرتا رہا ہو اور وہ دنیا سے اُٹھ گیا ہو اور کسی نے اُس کی مخالفت نہ کی ہو۔ اور پھر یہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ انبیاء مخالفوں کے مقابلہ میں دنیا سے ناکام چل بسے ہوں۔ ہر فرقہ کے لوگ ادنیٰ سے اعلیٰ تک اور عالم سے لیکر جاہل تک انبیاء کے مخالف ہوا کئے ہیں مگر کبھی نہیں ہوا کہ نبی اُن سے مغلوب ہو گیا ہو۔

اور پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ جب انبیاء آتے ہیں اور وہ دنیا پر اپنی حجت پوری کر دیتے ہیں اور دنیا پھر بھی حق کو قبول نہیں کرتی اور شرارت اور مخالفت سے باز نہیں آتی تو طرح طرح کے عذاب۔ وبائیں۔ قحط بھی نازل ہوتے ہیں۔ اور وہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اول اول معمولی عذاب آتے ہیں کہ تا سعید فطرت انسان سلیم طبع لوگ اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور حق کے قبول کرنے میں اُن کے دل ان عذابوں سے نرم ہو کر خدا کی طرف جھکیں اور معاصی اور جرائم کے ارتکاب سے باز آکر خدا کے فرستادہ کی اطاعت کر لیں۔ اوائل میں جو عذاب آتے ہیں وہ ہلاکت کے واسطے نہیں آتے بلکہ اس لیے ہوتے ہیں کہ اُن سے اثر پذیر ہو کر شرارت اور شوخی سے توبہ کریں اور ہدایت پا جاویں۔ مگر جب ان کی پرواہ نہیں کی جاتی تو پھر مہلک عذاب بغتةً آجاتے ہیں اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

فرمایا حق سے محروم رہنے والوں کا ہمیشہ سے یہی قاعدہ چلا آیا ہے کہ وہ اپنے ایمان لانے کو مشروط بشرائط کیا کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جاوے تو ہم ایمان لاویں گے۔ اگر ایسا ہو جاوے تو ہم مان لینگے۔ مگر خدا بڑا بے نیاز ہے۔ آخر ایسے لوگ قبول حق سے محروم رہ جاتے ہیں۔

پس جب لاکھ ہا ورلاکھ انبیاء اولیاء اور خدا کے پیارے بندوں کا یہ تجربہ شدہ ہے کہ انبیاء کے مخالف کبھی کسی زمانہ میں اور کسی بھی حالت میں انبیاء کے مقابلہ پر کامیاب بامراد۔ مظفر و منصور نہیں ہوئے۔ تو پھر باوجود اتنے پاکباز انسانوں کے متواتر تجربہ کے اگر کوئی اس تجربہ و نتیجہ پر غور نہ کرے اور انبیاء کی مخالفت سے (خواہ وہ کسی زمانہ اور وقت میں ہوں) باز نہ آوے تو کیسا نادان ہے وہ شخص۔

یاد رکھو کہ وبائیں۔ امراض اور قحط انبیاء کے نشانات ہوتے ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور قبل اس کے کہ وہ بڑا عذاب آجاوے جو بغتةً آتا ہے۔ اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے اور ایمان مشروط بشرائط نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ محرومی کی نشانی ہے۔ اب اس وقت بھی ایک خدا کا رسول اور نبی اللہ ہم میں موجود ہے پس اس کی عملی اور اعتقادی مخالفت سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ اس کی بھی ابتدائی حالت اور اس موجودہ حالت کا مقابلہ کرنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس کی کامیابی اور اس کے مخالفوں کی ناکامی بھی اسی منہاج نبوت پر ہے جو آج سے ہزارہا برس پیشتر سے خدا کے پاک مرسلوں کے ساتھ ساتھ چلی آئی ہے۔ پس یاد رکھو کہ کسی علم۔ دولت۔ بزرگی۔ وجاہت پر گھمنڈ ہرگز ہرگز مت کرنا۔ نبیوں کی مخالفت سے بچتے رہنا اور سچے دل سے اُن کی تعلیم کا پابند ہو کر اُن کا ساتھ دینا یہی سعادت ہے۔ خدا ہمیں اور آپ لوگوں کو توفیق عطا کرے کہ کبھی بھی کسی رنگ میں عملاً یا اعتقاداً کسی قسم کی مخالفت نہ کریں۔ اور امام پاک کی سچی تعلیم کا پورا نمونہ بنیں۔ آمین۔

اخبار گلزار مرتضوی لاہور

یہ اخبار چند مہینوں سے کسی خاص وجہ سے بند کی گئی تھی اب چند معزز احباب کی توجہ سے یکم اپریل ۱۹۰۸ء کو پھر جاری کیجاتی ہے۔ ان چند معزز حضرات کی امداد سے پانصد درخواستیں تو بہم پہنچ گئی ہیں امید کیجاتی ہے کہ اگر پبلک اور قوم کی بھی توجہ رہی تو دو ہزار درخواست پورا ہونے میں کوئی دیر نہیں۔ یہ اخبار ۲۲×۲۹ ۱/۸ پر آٹھ صفحہ ہفتہ وار شہر لاہور سے شائع ہوگا جسمیں صحیح واقعات و تازہ خبریں گورنمنٹ اور قوم کی سچی ہمدردی کا پورا پورا ذخیرہ ہوگا قیمت سالانہ مع محصول ڈاک [illegible] ہر ایک امور کی نسبت بذریعہ خط و کتابت فیصلہ ہو سکتا ہے۔ قوم کا خادم
سید احمد شاہ منشی ایڈیٹر اخبار گلزار مرتضوی لاہور

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۷ مارچ ۱۹۰۸ء بوقت سیر

کسی آریہ کے اس اعتراض پر کہ نعوذ باللہ آں حضرت صلعم کو خود اپنی وحی اور الہامات پر یقین اور وثوق نہ تھا اسی واسطے تحویل کعبہ ہوا کی۔

فرمایا کہ یہ نادان لوگ نہیں جانتے کہ تحویل کعبہ اور یہ انقلاب اللہ تعالیٰ نے اس واسطے کرائے تھے تا یہ ظاہر ہو جاوے کہ مسلمان کعبہ پرست نہیں ہیں۔ ہر دو متبرک مقامات جن کی بزرگی اور عزت کی وجہ سے کبھی کسی زمانے میں کسی کو اِن کی پرستش کا خیال ہو سکتا تھا اُن کو پیٹھ کے پیچھے کراکے اس امر کا اظہار عام طور پر کرا دیا کہ مسلمان واقعی اور حقیقی طور سے خدا پرست ہیں نہ کہ کعبہ پرست۔ با ایں ہمہ یہ لوگ مسلمانوں پر حجر اسود کی پرستش کا الزام دیتے ہی جاتے ہیں۔ صاف بات ہے کہ عبادت کیلئے انسان کو کسی نہ کسی طرف تو منہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ پس ایک شخص تو خود اپنی خواہش سے کسی طرف کو پسند کرتا ہے اور دوسرا احکام الٰہی سے ایک خاص طرف منہ کرتا ہے بھلا بتاؤ تو سہی ان میں سے کون اچھا ہے۔ ایک تو حکم پرست ہے اور دوسرا نفس پرست۔ با ایں ہمہ یہ لوگ مسلمانوں کو کعبہ پرست کہتے ہوئے شرماتے کیوں نہیں۔ پس آں حضرت صلعم کا تحویل کعبہ کرنا اسی حقیقت پر مبنی تھا۔ کہ مسلمان خالص موحد اور توحید کے پابند ہو جاویں۔ کعبہ پرستی کا وہم تک بھی ان کے دل سے نکل جاوے۔ نہ کسی تلون اور یقین کی کمی کی وجہ سے جیسا کہ نادان آریوں کا وہم ہے۔ کیونکہ آپ تو صاف کہتے ہیں قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني۔

ایک دوسرے اعتراض پر کہ مسلمان لوگ جو جنگوں میں لونڈیاں بنا لیا کرتے تھے یہ بڑا ظلم اور وحشت ہے۔

فرمایا کہ مسلمانوں نے جو کچھ بھی کیا تھا سب کچھ کفار مکہ کے جور و ستم اور ظلم و تعدی کے بعد کیا تھا۔ اُن کے مظالم کے کارنامے دیکھ کر پھر مسلمانوں پر اعتراض کرنا چاہیئے۔ بھلا غور کرو کہ مکہ میں آپ صلعم کی زندگی کس طرح کی گذری ہے۔ کس عسرت اور انکساری سے اہل مکہ کے تشدد اور مظالم کا مسلمان نشانہ بنتے رہے تھے۔ کہ آخر ان کی شرارتوں سے تنگ آکر آپ صلعم کو اپنا عزیز وطن بھی چھوڑنا پڑا۔ اس زندگی میں

ایک مسلمان بیوی کا ایک جگر خراش واقعہ ہے جو کفار مکہ کے جور و ظلم کا مشتے نمونہ خروارے است۔ ہماری فطرت تقاضا نہیں کرتی کہ اس ظلم کی تفصیل اور تشریح کریں جنھوں نے وہ واقعہ کتب تواریخ میں پڑھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ کیسا جانکاہ واقعہ ہے۔ غرض مسلمانوں نے جو کچھ بھی کیا ہے دفاعی رنگ میں کیا ہے۔ مقابل لوگوں نے پہلے وہ سارے کام کئے تھے بعد میں مسلمانوں نے کئے۔ جیسا جیسا اُنھوں نے کیا تھا ویسا اُن سے کیا گیا۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا۔

اصل بات یہ ہے کہ دنیا کے انتظام کے واسطے خدا تعالیٰ نے دو حکومتیں بنائی ہیں۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ ہمارے رسول اکرمؐ کو یہ دونو حکومتیں عطا کی گئی تھیں پس شریروں۔ بدمعاشوں۔ لٹیروں راہزنوں کو اُن کی شرارتوں کی سزا دینی ملک میں امن قائم کرنے کے واسطے ضروری تھی۔ مدینہ کے لوگوں نے آپؐ کو اس وقت اپنا ظاہری بادشاہ تسلیم کر لیا تھا۔ اکثر مقدمات کے فیصلے آپ سے ہی کراتے تھے۔ چنانچہ ایک مقدمہ ایک مسلمان اور یہودی کا تھا آپؐ نے یہودی کو اس میں ڈگری دی تھی۔ بعض وقت آپؐ نے کفار کے جرائم اُن کو معاف بھی کئے۔ اور بعض رسوم بد کو آپ نے مقابلہ میں بھی ترک کر دیا ہے۔ چنانچہ کفار مکہ لڑائی میں مسلمان مردوں کی بے حرمتی کیا کرتے تھے۔ ناک کان کاٹ لے جاتے تھے مگر آں حضرتؐ نے مسلمانوں کو اس رسم بد کے ترک کر دینے کا حکم دیا تھا۔

غرض ان معترضوں کو دونوں آنکھوں سے کام لینا چاہئے۔ دو آنکھوں کے ہوتے کانے کیوں بنتے ہیں۔ کفار مکہ کے مظالم کو پہلے مطالعہ کریں پھر مسلمانوں کی اگر کوئی زیادتی ثابت ہو تو اُن کو حق ہے مسلمانوں کے تمام جنگ اور کفار کے ساتھ تمام سلوک دفاعی رنگ میں ہیں ابتدا ہرگز ہرگز مسلمانوں نے کبھی نہیں کی۔

اچھا اب دیکھو یہ سرحدی لٹیرے جو آئے دن گورنمنٹ کی رعایا کے جان و مال پر حملے کرتے ہیں اور بدامنی پھیلاتے ہیں تو کیا گورنمنٹ کو چپکے بیٹھے رہنا چاہئے۔ اور ان کی سرکوبی اور سزا کی کوئی مناسب تجویز نہیں کرنی چاہئے۔ ذرا غور کرو اور سوچو۔

۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء بوقت سیر

فرمایا دینی ضروریات کے انجام دینے کے واسطے چندوں کی ضرورت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش آئی تھی۔ دیکھو ہماری جماعت جو اس وقت چار لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے اگر اس میں سے صرف دس ہزار آدمی جو خواہ غریب کسان ہی ہوں اور اخلاص سے ضروریات دینی کے واسطے اپنے نفس پر وہ اگر صرف ۸ر ماہوار ہی مقرر کر لیں اور التزام سے ماہوار ادا کرتے رہیں تو پانچ ہزار روپیہ ماہوار کی کافی امداد دینی ضروریات کی انجام دہی کے واسطے پہنچ سکتی۔ اور یہ امر جفاکش۔ محنتی۔ اور دیانتدار واعظوں کے ذریعہ سے اچھی طرح سے پورا ہو سکتا ہے۔ جو لوگوں کو دینی ضروریات سے آگاہ کرتے رہیں۔ فرمایا کہ سلسلہ خطوط کے دیکھنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ کس قدر لوگوں کے خط ہر روز بیعت کے واسطے آتے ہیں۔ اور یوں بھی کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا کہ دس۱۰ بیس۲۰ آدمی بیعت نہ کرتے ہوں۔ اب اس طرح سے بیعت کے رجسٹروں کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہے مگر یہ رجسٹر یعنے باقاعدہ چندہ دہندگان کا اپنی اسی حالت پر ہے۔ اس میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوتی۔ اصل وجہ یہی ہے کہ لوگ بذریعہ خطوط بیعت کرتے ہیں۔ یا اس جگہ آ کر بیعت کرتے ہیں۔ اور چلے جاتے ہیں مگر اُن کو ضروریات سلسلہ سے مطلع کرنے کا کوئی کافی ذریعہ نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں مولوی فتح دین صاحب بھی اس کام کے واسطے موزون ہیں آدمی مخلص۔ دیانتدار ہیں۔ اور یوں ان کی کلام بھی موثر ہے۔ ان کی پنجابی نظم جو اس ملک کی مادری زبان ہے اور جسے لوگ خوب سمجھتے ہیں وہ بھی اچھی موثر ہے۔ ہمارے خیال میں ان کے ذریعہ سے تبلیغ و اشاعت کا کام بھی ہوتا رہے گا اور چندہ کی وصولی کا بھی باقاعدہ انتظام ہو جاوے گا۔

مولوی فتح دین صاحب کی کسی عرض پر فرمایا کہ خدا جب بندے سے خوش ہو جاتا ہے تو وہ اپنے بندے کو خود عظمت اور رُعب عطا کر دیتا ہے۔ کیونکہ حق کے ساتھ ایک عظمت اور رعب ہوتا ہے۔ دیکھو ابوجہل وغیرہ جو اُس وقت مکہ میں بڑے آدمی بنے ہوئے تھے اصل میں اُن کا سارا تکبر اور دبدبہ جھوٹا تھا۔ اُن کی عظمت فانی تھی۔ چنانچہ نتیجہ میں دیکھ لو کہ اُن کی عظمت و شوکت کہاں گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ سچا رعب اور حقیقی عظمت اُن لوگوں کو عطا کی جاتی ہے جو اول خدا کے واسطے اپنے اوپر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ اور اپنی عظمت اور جلال کو خاکساری سے۔ انکساری سے تواضع سے تبدیل کر دیتے ہیں تب چونکہ اُنھوں نے خدا کے لئے اپنا سب کچھ خرچ کیا ہوتا ہے خدا خود اُنکو اُٹھاتا ہے۔ اور قدرت نمائی سے ان کو نوازتا ہے۔ دیکھو تو بھلا اگر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنی پہلی خاندانی بزرگی اور عظمت ہی کو دل میں جگہ دیئے رہتے اور خدا کے لئے وہ اپنا سب کچھ نہ کھو بیٹھتے تو کیا تھے۔ زیادہ سے زیادہ مکہ کے نمبردار بن جاتے۔ مگر نہیں خدا نے اُن کے دلوں کے اندرونہ حالات کو خلوص سے بھرا پایا اور اُنھوں نے خدا کی راہ میں اپنی کسی بزرگی اور عظمت و سطوت کی پروا نہ کی بلکہ سب کچھ نثار کر دیا اور خدا کے لئے فروتن۔ متواضع اور خاکسار ہو گئے تو اللہ نے اُن کو کیسا نوازا۔ کیسی عظمت اور جبروت عطا کیا۔ بھلا جو کچھ خدا نے اُن کو دیا اُس کا وہم بھی کبھی کسی عرب کے دل میں اس وقت آ سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ پس سچی عظمت اور سچا رعب یہی تھا۔ نہ کہ ابوجہل وغیرہ کا۔ اور یہ باتیں اُنھی کو دی جاتی ہیں جو پہلے اپنے اوپر خدا کے لئے ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔

فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ صبر سے کام لینا چاہئے ترقی ہو رہی ہے۔ قبولیت دلوں میں پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور دُنیا کے کناروں تک اب یہ سلسلہ پہنچ چلا ہے۔ ہمارے پاس بعض ایسے لوگوں کے بھی خط آتے ہیں۔ جن میں سے بعض روسائے ریاست بھی ہوتے ہیں اور اُنھوں نے بیعت بھی نہیں کی ہوتی وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے فلاں امر میں دعا کی جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ دُنیا کے دل مان گئے ہیں۔ اور اب دیکھو متواتر ۲۶ یا ۲۷ برس سے ہمارا دعوےٰ چلا آ رہا ہے۔ اور خدا اس میں روز ترقی دے رہا ہے۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے اس بات کی نظیر نہیں ملتی کہ کسی مفتری علی اللہ کو اس قدر مہلت دی گئی ہو اور ایسی قبولیت اور ترقی عطا کی گئی ہو۔ آسمانی اور زمینی نشان اس کے واسطے بطور شہادت پیدا کئے گئے ہوں۔ آخر ان باتوں کا بھی تو دلوں پر اثر ہوتا ہے۔ گھبرانا نہیں چاہئے۔ صبر۔ استقامت۔ اور دعا سے کام لینا چاہئے۔

سیر سے واپسی پر ایک کسان منگو نام سکنہ بھینی نے سامنے سے آ کر سلام مسنون اور مصافحہ کرنے کے بعد عرض کی کہ حضور تھوڑی دیر ٹھیر جاویں میں کچھ گنے نذر کرنا چاہتا ہوں حضور نے فرمایا کچھ ضرورت نہیں تمہیں ثواب ہو گیا۔ اب تکلیف مت کرو۔ مگر اُس نے نہ مانا اور اصرار کیا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اچھا میاں شادی خان کو دے دو وہ ہمارے واسطے لے آویگا۔ مگر اُس شخص نے نہایت ہی الحاح سے عرض کی نہیں حضور یہاں ٹھیر ہی جاویں اور حضور کے سارے ساتھی گنوں کی دعوت قبول کریں یہ کہ کر

لپٹ گیا اور حضور کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کھیت میں لے گیا حضرت اقدس مسکرائے اور اُس کے کھیت میں چند منٹ تک ٹہلتے رہے۔ اتنے میں اُس نے گنّے لا ڈھیر کئے۔ چنانچہ حضرتؑ کے تمام ساتھیوں نے لے لئے۔ چلنے سے پہلے حضرت اقدسؑ نے نہایت لطف اور مہربانی سے اُس شخص کو بُلا کر اُس کا نام وغیرہ دریافت کیا اور اُس کے صدق اور خلوص محبت سے مسکرا کر رخصت ہوئے۔

اس واقعہ سے حضرت کے ہمراہیوں پر خاص اثر ہوا کہ کس لطف اور شفقت سے اور فراخ دلی سے حضرت اقدسؑ اس سے پیش آئے۔ اور یہ آپ کے اخلاق حمیدہ کا ایک نمونہ تھا۔

اس جگہ ہم بڑی فروگذاشت کریں گے اگر ناظرین کو انجیلی یسوع اور اُس کے ایک کسان کے کھیت میں سے بلا اجازت بالیں توڑنے کے قصہ کی طرف توجہ نہ دلائینگے ایک طرف تو انجیلی یسوع کا بلا اجازت مالک بالیں توڑ لینا اور دوسری طرف مسیح محمدی کا باوجود اصرار مالک کھیت یہ کہنا کہ تمہیں تمہاری نیّت کا ثواب مل گیا تکلیف مت کرو غور کرنے والوں کے لئے انجیلی اور قرآنی تعلیم کا موازنہ کرنے کے واسطے بہترین مثال ہے۔

فرمایا ہر قوم کی اصلی تعلیم کا خواہ اُس پر ہزاروں ہی برس کیوں نہ گذر جائیں کچھ نہ کچھ اثر یا نمونہ بطور بیج کے رہ ہی جاتا ہے۔ ویدوں میں اگر توحید کی تعلیم کا کوئی بھی شعبہ موجود ہوتا تو اُس تعلیم کا اثر اُس کے ماننے والوں میں ضرور کچھ نہ کچھ تو پایا جاتا۔ کروڑوں نمونے بت پرستی کے موجود ہیں۔ لاکھوں مندروں میں طرح طرح کے بُت رکھے ہیں۔ بلکہ اکثروں میں تو فحش اور ننگی ...... مورتیاں ان کے تمدن اور ویدوں کی تعلیم کی اصلیت کا راز علی الاعلان دُنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ علمی رنگ میں ان کی کتب جو دیانند سے پہلے اسلام کے مقابل میں علم مناظرہ میں لکھی گئی ہیں وہ ان کی تعلیم کی اصلیت ظاہر کرتی ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ ہمیشہ مسلمان موحدوں کے مقابلہ میں بت پرستی کے اثبات کے دلایل اپنی انہی کتب منترکہ یعنے ویدوں سے پیش کیا کرتے تھے اور اُن کی ساری جد و جہد مورتی پوجا کے اثبات کے لئے ہوا کرتی تھی۔ سوا چند اُن آدمیوں کے جن کو دیانند نے پیدا کیا ہے۔ کل بڑے بڑے علما اور فضلا مورتی پوجا ہی کے معتقد تھے۔ اب ہم اُن لاکھوں لاکھ پنڈتوں اور متقدمین بزرگان اہل ہنود کو ان محدود چند دیانندی خیال کے مقلدوں کے مقابلہ میں کس طرح جھوٹا جان سکتے ہیں۔ والفضل للمتقدمین۔

یہ بات دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ دعوےٰ توحید پنڈت دیانند کا زمانہ حال کی موجودہ روشن اور ترقی کو دیکھ کر خود ساختہ مسئلہ ہے۔ اور دراصل ویدوں میں اس کا نام و نشان نہیں۔ بلکہ وہی مورتی پوجا کا پُرانا مسلم مسئلہ ان کتب میں اصل الاصول ہے جس کا ثبوت مدت تک دراز سے اہل ہنود کے کروڑوں رشی اور پنڈت بزرگ اپنے عملی نمونے سے دُنیا میں قائم کر گئے ہیں۔

اور یا اگر پنڈت دیانند کو اپنے دعوے میں سچا مان لیں اور اُن متقدمین کو جو ان کتابوں کے اصل وارث اور اہل تھے غلطی پر خیال کرلیں تو یوں ماننا پڑے گا کہ وید گونگے ہیں اور وہ اپنے اظہار مطلب سے بالکل عاری ہیں۔ توحید اور بت پرستی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مگر ان دونو کا سرچشمہ وہی کتب مقدسہ یعنے وید ہی بتایا جاتا ہے۔ ایک طرف متقدمین اہل ہنود انہی ویدوں کو ہاتھ میں لیکر بُت پرستی ثابت کرتے ہیں اور موحدوں سے مباحثہ کرتے ہیں۔ دوسری طرف اُنہی پاک کُتب سے آجکل موجودہ نسل کے دیانندی خیال کے لوگ جو بلحاظ زمانہ اور زبان کے بہت پیچھے کی نسلیں ہیں وہ اُنہی کتب سے توحید نکالتے ہیں اور بُت پرستی کے دشمن ہیں۔ بہرحال ایک بات سے انکار نہیں یا تو پہلے بزرگ راستی پر ہیں۔ اور یا وید گونگے ہیں۔ کہ اپنے اظہار مطلب سے عاجز اور عاری ہیں۔ بھلا کبھی کسی نے کسی مسلمان کو بھی بُت پرستی اور مورتی پوجا کا حامی دیکھا یا سُنا ہے۔ قرآن شریف نے توحید کے مسئلہ کو ایسا صاف اور بیّن دلائل سے کھلے کھلے طور سے بیان کیا ہے کہ بت پرستی کا کبھی کسی مُسلمان کے دل میں وہم و گمان تک بھی نہیں پیدا ہوا۔

فرمایا کہ چشمۂ معرفت میں ہم نے ان لوگوں کے کل اعتراضات کا پورے طور سے ہمیشہ کے واسطے فیصلہ ہی کر دیا ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر کوئی حق جو انسان تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر حق کی تلاش کے واسطے ہماری اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ لیگا تو وہ کم از کم کبھی بھی اسلام کے برخلاف زبان یا قلم نہیں اُٹھا سکتا۔ پوری توجہ سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نظر انصاف سے پڑھنا شرط ہے۔

دو خط اور اُن کے جواب

چند روز ہوئے ایک خط حضرت حکیم الامت رضؓ کی خدمت میں بدیں مضمون آیا تھا کہ ایک مسجد اہل ہنود کے محلہ میں واقع ہے اور وہ بالکل ویران ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس مسجد کو فروخت کر کے اس کے روپیہ سے ایک اور مسجد کسی مناسب موقع پر بنا دی جاوے حضرت حکیم الامۃ نے وہ خط حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہمارے خیال میں بجائے دوسری جگہ مسجد بنانے کے اُسی کو آباد کرنا اور نماز کی پابندی سے اُسی مسجد کو رونق دینا باعث ثواب ہے۔ فرمایا کہ آج ہی سیر سے واپس آتے ہوئے ہمارے دل میں بڑی مسجد کو دیکھکر خیال آیا کہ اگر مسجد کے جانب شمال کی دو تین دوکانیں مل جاویں تو وہ خرید کر مسجد کو جانب شمال بھی وسیع کر دیا جاوے اس طرح سے ہماری مسجد عین بازار کے چوک میں آجاوے گی۔

ایک اور خط حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں مضمون ذیل کا آیا جس کا جواب حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیا گیا فایدہ عام کی غرض سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

سوال - شرع محمدی صلعم کے رو سے لڑکے یا لڑکی کا سن بلوغ کیا ہے۔

جواب - قرآن شریف نے لڑکے یا لڑکیوں کے سن بلوغ کے متعلق کوئی خاص حد مقرر نہیں فرمائی۔ بلکہ یوں فرمایا ہے کہ حتیٰ اذا بلغوا النکاح۔ اس میں سر یہ ہے کہ اس امر کا قرآن شریف کے نازل کرنیوالے کو ہی اسوقت علم تھا کہ مختلف ممالک میں بوجہ شدت گرمی مختلف حد بلوغ ہیں۔ چنانچہ بعض ممالک میں بعض وقت ۲۶ یا ۲۷ برس تک پہنچکر لڑکے یا لڑکیاں بالغ ہوتے ہیں اور بعض ممالک میں دس بارہ چودہ برس ہی میں بالغ ہو جاتے ہیں۔ غرض اگر قرآن شریف کوئی حد مقرر کر دیتا تو اس وقت جبکہ ساری دُنیا نفس واحد کا حکم رکھتی ہے قابل اعتراض ٹھہرتا ہے۔ سبحان اللہ کیا پاک تعلیم ہے۔

لڑکیاں عموماً حیض کے بعد اور لڑکے موئے زہار پیدا ہونے کے بعد بالغ سمجھے جاتے ہیں۔

سوال - اگر کوئی لڑکا ۱۶ برس کا اپنا نکاح کر کے خود ہی حق مہر لکھ دیوے تو کیا وہ قابل ادا ہوگا۔

جواب - فرمایا کہ میری تحقیق میں لڑکی کا بدون اجازت ولی کے نکاح درست ہی نہیں ہوتا تو پھر ہم سے ایسا مسئلہ کیوں پوچھا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن شریف میں صاف طور سے حکم ہے کہ فان انستم منہم رشداً۔ لڑکوں کے واسطے ایسے امور میں رشد کی شرط رکھی ہے۔ اور پندرہ سولہ برس کے لڑکے بیچارے ایسا رشد کہاں رکھتے ہیں اور پھر بات یہ ہے کہ اب تو یہ مسائل حکام وقت کے اختیار میں ہیں۔ حکام وقت ان کاموں کا فیصلہ کرتے ہیں۔

انسانی زندگی کا مدعا کیا ہے

انسانی زندگی کے مدعا پر بنی نوع انسان کی مختلف قومیں ایسے ہی اختلاف رکھتی ہیں جیسے کہ وے اپنی شکلوں۔ صورتوں۔ رنگوں۔ زبانوں وغیرہ میں اختلاف رکھتی ہیں کوئی تو صرف مادی دنیا کی ترقی اور جاہ و مال حاصل کرنیکا ہی ذکر کرتا ہے یعنی ان کے نزدیک جو دنیوی جاہ و مال و منال میں سبقت لے جاوے اس نے زندگی کا اصل مدعا سمجھ لیا۔ کوئی کہتا ہے کہ نہیں نہیں دنیا کو ترک کر کے کسی جنگل میں جا کر منگل منانا ہی زندگی کا اصل مدعا ہے اس لئے دنیا اور اہل دنیا سے تعلق توڑ۔ کان پھٹا جوگی بن کر یا ایک پیر سے کھڑا ہو کر یا کسی جگہ پر دھونی رما کر بیٹھنا ہی باعث چین و راحت ہے کیونکہ دنیا کے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا ہی غفلت کا موجب ہے اور اصل راحت حاصل کرنے کا سوائے اس کے اور کوئی طریقہ ہی نہیں ہے کہ بیوی اور بال بچوں کے جھگڑے بکھیڑے میں نہ پڑے اور جنگل کا راستہ لے۔ کوئی کہتا ہے کہ نہیں میاں! انسانی زندگی کا اصل مدعا تو یہ ہے کہ وہ اس عالم مثال میں آکر اپنے آپ کو پہچانے کہ وہ کیا ہے۔ اور کون ہے اور کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا فرض منصبی کیا ہے؟ اس قوم کے نزدیک ہر ایک موجود لوجود بجائے خود ایسے ہستیاں ہیں کہ جنکو اس کا عین کہنا چاہیے جسکو دوسرے خالق تسلیم کرتے ہیں۔ اور کہ ان کے نزدیک شرک سے رہائی ہو سکتی ہی نہیں جب تک کہ دوئی کے خیال کو حرف غلط کیطرح مٹایا نہ جاوے۔ مگر یہ شرک ایسا نہیں ہے جیسا کہ دوسرے حضرات تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک جو مخلوق کو خالق کی عین نہ سمجھے وہ مشرک ہے اور ظالم اور حق تلفی کا مرتکب ہے ان کے نزدیک عین کا حرف زبان پر لانا ہی بہشت میں پہنچانے والا کام ہے۔ وجہ یہ کہ ان کے خیال کے بموجب یہ کل کائنات جسکو دوسرے مخلوق بتاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں۔ خالق کی عین ہے پس ان کے نزدیک ایمانداری اور بہی خواہی کا یہی راستہ ہے کہ اس لکیر کا فقیر دل و جان سے ہو جاوے کہ میں کوئی نہیں ہے سب عین ہی عین ہیں۔ گویا کہ خدا تعالے کی مخلوق کا قائل ہونا ان کے نزدیک عقل و خرد کا خاکہ اڑانا ہے کیونکہ وہ اپنے جملہ وجود کو خدا میں سے ایسا نکلا ہوا بیان کرتے ہیں کہ جیسے پانی میں حباب (بلبلا) پیدا ہو کر اسی میں معدوم ہو جاتا ہے۔ پس اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہ کہ نہ کوئی خالق ہے اور نہ کوئی مخلوق بلکہ ایسی ایک ہستی ہے کہ جو بسبب وسیع ہونے کے کسی وقت مختلف شکلیں صورتیں اختیار کر لیتی ہے اور پھر سمٹ سمٹا کر ایک ہو جاتی ہے۔

اس ہر ایک ایسی ہستی بجائے خود وہی ہے۔ اور ان کے نزدیک جو شخص اس اعتقاد میں زبانی طور پر پختہ ہو گیا ہے۔ اس نے گویا زندگی کا مدعا سمجھ لیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک ان کی پیدایش کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھا اور یہی معنے ان کے نزدیک من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے ہیں۔ اور وہ انسانی ہستی اور جملہ دیگر ہستیوں کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے کہ دریا میں جوش آنے سے حباب پیدا ہوتے ہیں اور بعد کو جوش کے مدہم ہونے سے خود بخود معدوم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ایک استاد صاحب (جو آج کل ڈیرہ اسمعیل خان میں ہیں) جو اس مسئلہ کے گویا ماسٹر سمجھنا چاہیے یہی فلاسفی اس کی بالآخر سمجھاتے رہتے تھے۔ مگر ہم ایسے کودن تھے کہ باوجود کثیر محنت کرنے کے یہ سبق ان کا پڑھایا ہوا۔ ہماری سمجھ میں نہ ہی آیا وجہ یہ کہ ہم ایسے بھولے میاں تو تھے ہی نہیں کہ بدیہیات کو چھوڑ کر ایسی ظنیات کے گرویدہ ہوتے کہ جس کے نہ تو پیر ہوں اور نہ وہ قابل تسلی و تشفی ہو۔ قرآن کو ہم نے پڑھا ہی تھا اس میں ہمکو پہلا سبق تو یہ ملا تھا کہ الحمد للہ رب العلمین یعنی اللہ ایک ایسی ذات ہے کہ جو رب العالمین ہے یعنی عالموں کا پیدا کرنے والا ہے۔

اس لئے ہم نے اگر پڑھنا تھا تو اسی سبق سے اس مسئلہ کو پرکھنا تھا۔ بدین لحاظ کہ ہمارے یقین کے بموجب چونکہ قرآن شریف کلام الہی ہے اور تمام خوبیوں کا جامع اور تمام بہبودیوں کا خزانہ ہے۔ مگر باوجود ایسی بات کے وہ اللہ تعالے کو رب العالمین ظاہر کرتا ہے پھر اسکو الرحمن لکھتا ہے الرحیم لکھتا ہے۔ مالک یوم الدین لکھتا ہے جس سے یہ امر بداہت ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ وہ ضرور خالق ہے مالک ہے رازق ہے جزا و سزا کا مالک ہے۔ اور ہم سب بمعہ اپنی روحانی و جسمانی صفتی قوتوں طاقتوں عقلوں شعوروں اور آلوں وغیرہ وغیرہ کے مخلوق ہیں پس اگر خدا کے نزدیک یہ مسئلہ حق ہوتا تو چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کو اللہ تعالے الحمد للہ رب العین سے شروع کرتا ہے نہ کہ رب العلمین سے چونکہ قرآن شریف کو خدا تعالے نے رب العلمین سے شروع کیا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ قرآن شریف کے برخلاف ہے یہ عقیدہ کہ ہر ایک چیز خدا تعالے کی عین ہے اور عین نہیں ہے اور دنیا میں اس کے نشانات قدرتوں سے بھی یہی ترشح ہوتا ہے کہ دراصل انسان یا جملہ مخلوق اس کی عین کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ مگر اس قوم نے عین سمجھ جانے کو ہی انسانی زندگی کا مدعا سمجھا ہے جو کہ بہ بداہت باطل ہے۔ کیونکہ انسانوں اور جملہ مخلوق کو جو آئے دن ٹھوکریں لگتی رہتی ہیں۔ دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو یہ تمام تکلیفیں اُسکو سمجھی جاوینگی اور اس کا نتیجہ بجز اس کے اور کیا ہوگا۔ کہ اس پچوں دیگوں کو کمزور۔ بزدل اور روگی و ناتوان سمجھا جائے اس مذکورۃ

الصدر قوم کے علاوہ اور بہت سی قومیں ہیں کہ جو مختلف عقائد انسانی زندگی کے مدعا میں قولاً و فعلاً ظاہر کرتی ہیں۔ مثلاً آریوں کا عقیدہ ہے۔ کہ مادہ۔ روح۔ پرمیشر یہ تینوں انادی یعنی ان تینوں کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے یعنی ازلی ابدی ہیں۔ گویا کہ یہ ہر سہ اپنے ذات و صفات کے آپ ہی خدا ہیں۔ مادہ ازلی ابدی۔ ارواح ازلی ابدی۔ پرمیشر ازلی ابدی۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ بظاہر ان ہر سہ کو ایک دوسرے کا ماتحت سمجھنا سخت غلطی ہوگی۔ وجہ یہ کہ جب ایک چیز ازلی ابدی ہوگی تو اس کی ذات صفات اور افعال بھی ازلی ابدی ہونگی۔ چنانچہ دیانند جی بھومکا صفحہ نمبر ۲۶ میں فرماتے ہیں کہ "جو شے غیر فانی ہوتی ہے اس کا نام۔ صفت فعل بھی غیر فانی ہوتا ہے کیونکہ ان کا ادھار (جوہر) غیر فانی ہے۔ جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ ارواح اور مادہ میں جسقدر جوہر ہیں وہ سب ازلی ابدی ہیں۔ اور جسطرح مادہ اور ارواح کو پرمیشر کی ذات کے جوہروں کا علم نہیں ہے اسیطرح ایک حیثیت کے لحاظ سے پرمیشر کو بھی ان کے جوہروں کے علم کا ہونا ممکن ہے کیونکہ ایک حالت کی شئے اپنے ہم جنس شئے کی کل خواص و صفات سے آگاہ نہیں ہوتی ہے اگر کسی کسی صفات کا علم ہوتا ہے تو تجربہ کرنے کے بعد یا صرف ظنیات پر جو کہ بعض دفعہ غلط بھی نکلا کرتا ہے۔ مثلاً طبی علم محض ظنیات پر مبنی ہے۔ اگر حقیقی علم طبیب کو ہر مریض کے مرض کا ہو جاتا اس کی تشخیص میں غلطی ہرگز نہ ہوتی۔ تو نہ اس قدر قبریں نظر آتیں اور نہ دنیا میں امراض و وبائے کا دور دورہ رہتا۔ چونکہ جیسے مریض مخلوق ہے۔ ایسے ہی طبیب مخلوق ہے ایسے ہی دوائی مخلوق ہے۔ اس لئے ہر ایک کی پوری پوری کیفیت ایک دوسرے کو معلوم نہیں۔ اس لئے طبیب کی تشخیص میں غلطی ہو جاتی ہے اور مریض کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔ کچھ کی جگہ کچھ سمجھتا اور کچھ کی جگہ کچھ دیدیتا ہے جس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ علم کی کمی ہے اور تشخیص میں غلطی ہے۔ پس اگر تینوں کو ایک حالت کا سمجھا جاوے یعنی ازلی ابدی تو ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ کہ وہ ہر سہ بوجہ ایک حیثیت اور حالت کے ہونے کے ایک دوسرے کو ہٹانے کی اور ذاتی صفات کو پلٹنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے چنانچہ دیانند جی نے یہ بات بھی تسلیم کر لی ہے کہ پرمیشر کسی کی ذاتی صفات کو پلٹ نہیں سکتا۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸ اور نہ ہی ہست ہوئی چیز یا طاقت و قوت وغیرہ کو نیست کر سکتا ہے۔ دیکھو بھومکا صفحہ ۲ جب یہ بات تسلیم کر لی جاوے تو پھر اس بات کے قبول کرنے کے لئے وجوہات نہیں ملتے کہ کیوں دو کو ایک کے قبضہ قدرت میں تسلیم کیا جاوے۔ نیز کیوں ایک قبضہ میں دو ہوں۔ اگر ایک کے قبضہ میں دو ہونگے۔ تو اس سے لازم بھی آتا ہے۔ کہ یہ نتیجہ نکالا جاوے کہ ضرور بضرور ایک کو دوسرے دونوں کے اندرونی جوہروں کا علم ہے۔ اور جب

علم ہوگا تو ماننا پڑیگا کہ وہ اُن کے بنانے پر بھی قادر ہے کیونکہ علم کامل کسی شئی کا اس کے بنانے پر قادر کر دیتا ہے اور اس ایک کا علم کامل ہونا اُن دونوں کے ذاتی وصفاتی جوہروں سے اس طرح پر ظاہر ہوتا ہے کہ ہم ہر روز دیکھتے رہتے ہیں کہ طرح طرح کی مخلوق جنم لیتی رہتی ہے جو آریوں کے اصول کے بموجب تناسخ کے چکر میں گناہوں کی سزا میں آکر گائے بندر لگا ہے سوئر لگا ہے آدمی (مرد و عورت) لگا ہے گائیں وبکری وغیرہ وغیرہ بنتے رہتے ہیں پس کیا وجہ ہے کہ ایسی ہستی کو جو ہر طرح کی دنیا چولا پہناتی رہتی ہے اس کے علم سے محض غافل سمجھیں اور کیوں نہ تسلیم کرلیں کہ ارواح کو مادہ کے ساتھ جوڑ کر طرح طرح کی شکلیں صورتیں بنانا محض اس لئے ہے کہ وہ ان کے اندرونی جوہروں سے آگاہی و واقفیت تام رکھتا ہے؟ اگر کہا جاوے کہ آریہ سماج یہ تو مانتی ہے کہ پرمیشر کو جوڑنے جاڑنے کی قدرت اور علم ہے مگر اُن اشیاء کے بنانے کا علم نہیں ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ آریہ سماج ایک طرف تو یہ تسلیم کرتی ہے کہ ایشور کو تینوں (ماضی مستقبل حال) زمانوں کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے" دیکھو اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۳ دوسری طرف یہ کہ وہ کسی شئے کی ذاتی صفت کو پلٹ نہیں سکتا۔ تیسری طرف یہ اقرار ہے کہ ہر ایک دکھ سکھ پچھلے جنموں کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے چوتھے یہ کہ ارواح میں ہمیشہ ارادہ خواہش اور نفرت محبت اور جوڑنے جاڑنے کی طاقت اور تحریک اور ملاپ جدا اور جدا کرنا اور ملانا اور گیان اور فعل وغیرہ کی وہ ساری چیزیں لافانی ساتھ رہتی ہیں دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۱۳ و ۲۱۳ پس ان عقیدوں کے ہوتے ہوئے یہ ثابت ہونا مشکل ہے کہ پرمیشر کچھ کر سکتا ہے یا اس کا اختیار ہے وجہ یہ پہلا عقیدہ یعنے یہ کہ پرمیشور کو تینوں زمانوں ماضی مستقبل حال کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے اس عقیدے کی تردید کر دیتا ہے کہ ہر ایک دکھ اور سکھ پچھلے جنموں کی کرتوت کا نتیجہ ہے جب پرمیشور کو معلوم ہی نہیں کہ زمانے ماضی میں کیا ہوا ہے تو وہ سکھ دکھ کیا دے سکتا ہے اگر دے تو اندھا دھند کارروائی پر دال ہے ایسے ہی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۱۳ کا عقیدہ جو اوپر مذکور ہو چکا وہ جوڑنے جاڑنے والا پرمیشور کو ہرگز ثابت نہیں کرتا کیونکہ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ارواح میں وہ صفات خود بخود ذاتی طور پر موجود ہیں جب وجہ اس کے پرمیشر کو ماضی کا علم نہیں پرمیشر ہرگز نہیں جانتا ہے اگر کوئی آریہ دھینگا دھینگی سے یہ مانے کہ اس کو جوڑنے جاڑنے کا علم ہے اور وہ جوڑتا جاڑتا ہے تو جہالت کا کام تسلیم کرنا پڑیگا۔

اصل میں یہ عقیدہ ہے تو بڑا مزیدار عقیدہ کہ پرمیشر کو نہ تو ماضی کی خبر ہے اور نہ مستقبل کی اور نہ حال کی کیونکہ اس سے دھریت کے لئے پورا پورا سامان موجود ہو جاتا ہے مادہ روح کو ناوی ازلی ابدی مانتے ہیں جو باقی کسر رہ جاتی ہے وہ اس میں پوری ہو جاتی ہے اور بالآخر یہی ماننا پڑتا ہے کہ نہ کوئی پرمیشر ہے اور نہ نیکی و بدی کا پھل دینے والا ہے بلکہ دنیا کا تمام کاروبار خود بخود چل رہا ہے اگر کچھ ہے تو صرف یہ ہے کہ بعض ارواح میں یہ امر داخل ہے کہ وہ گائیں بکری بیل اور دوسرے چوپائے اور پرند وغیرہ بنیں اور بعض میں یہ کہ وہ انسان (عورت و مرد) اور بعض میں یہ کہ وہ گھاس پھوس و سبزی وغیرہ۔ اس لئے ایسا ہوتا رہتا ہے اور اسی لئے نہ تو کچھ نیکی ہے اور نہ بدی بلکہ جو کچھ ہے اور ہو رہا ہے وہ ازلی ابدی طریق پر ہو رہا ہے وجہ یہ کہ نہ تو نیست سے ہست ہو سکتا ہے اور نہ ہست سے نیست اور نہ روحانی و جسمانی صفات کو کوئی پلٹ سکتا ہے کیونکہ نام۔ شکل۔ صفت وغیرہ غیر فانی ہیں۔ اور جو کام ہم نے مثلاً ۱۹۰۶ء میں کئے تھے اس میں سے جیسے کہ بہت سے ہم کو بھول گئے ہیں اسی طرح پرمیشر کو کچھ بھی یاد نہیں رہا ہے بہ سبب اس کے کہ ۱۹۰۶ء ماضی ہو گیا ہے اور ماضی کی نسبت دیانندجی کا یہ فیصلہ ہے کہ "ماضی وہ ہے جو ہو کر نہ رہے" ماضی کی تو یوں صفائی ہوئی اب رہا مستقبل۔ مستقبل کے وجود کا مدار آریہ سماج کے اصول کے بموجب چونکہ ماضی پر تھا یعنے ہر ایک ذی روح کو اُن کے کرموں کے انوسار بدلا دیکر کسی کو بیل کسی کو گدھا کسی کو بندر کسی کو سوئر اور کسی کو آدمی کسی کو درخت اور کیڑا مکوڑا سبزی وغیرہ بنانا تھا مگر اب جبکہ ماضی کا علم ہی نہیں ہے تو مستقبل میں کچھ ہونا یا کرنا بالکل غیر ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ سوامی دیانندجی مہاراج نے پرمیشر کو مستقبل کے علم سے بھی خالی بیان کر دیا اور صاف کہ دیا کہ جو پرمیشر کی نسبت یہ یقین رکھے کہ وہ مستقبل کو جانتا ہے وہ جہالت کا کام کرتا ہے وجہ یہ کہ مستقبل سوامی جی کی منطق میں وہ ہے کہ جو نہ ہو کے ہووے لطف یہ کہ باوجود ماضی اور مستقبل کی یہ تعریف کرنے کے سوامی جی کی سمجھ میں نہیں آیا اور ہستی سے نیستی اور نیستی سے ہستی کا انکار کر دیا۔ خیر بہرکیف مذکورہ بالا تحقیقات سے یہ نتیجہ نکلا کہ جیسے ہم مستقبل کے علم سے بے خبر ہیں ویسے ہی پرمیشر بھی بے خبر ہے یہی وجہ ہے کہ آریہ سماجی کسی پیشگوئی کو سنکر دنگ ہو جاتے ہیں اور اُس پیشگوئی کا پورا ہونا اُنکو مبہوت کر دیتا ہے کیونکہ اُن کا تو یہ عقیدہ تھا اور ہے جو اوپر مذکور ہوا مگر اُسی آریہ ورت میں ایک ایسے خدا کے آسرا جینے اور اپنے خالقیت مالکیت رازقیت کے حق جتانے اور اپنے عالم الغیب ہونے وغیرہ کی خبر دینے جو اُس نے ایک پاک کتاب قرآن کے ذریعہ دنیا کو ایک عرصہ پہلے سے رکھی تھی اور اس زمانے میں اُسی کتاب مقدس کی پیروی کی برکت سے اپنے ایک بندے حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو خبر دینے اور مبعوث کرنے اور غیبی خبروں پر مشتمل پیشگوئیوں کے کرنے نے ان کو ایسا حیران کر دیا کہ آخرکار یہ دنگ ہو گئے۔ اور صداقت کو قبول کرنے کے بجائے ایسا و تیرہ اختیار کیا کہ جو انصافاً ان کو جائز نہ تھا۔

مزا یہ کہ دیانندی عقائد کے رو سے انسانوں کا علم پرمیشر کے زبردست ٹھہرتا ہے وجہ یہ کہ ۱۹۰۶ء کے بہت سے واقعات بجز معدودے چند کے ہم کو بھی یاد ہیں اور ایسے ہی دوسرے انسانوں کو بھی یاد بیشک ہونگے مگر پرمیشر اُس کو نہیں جانتا لہذا صاف ظاہر ہے کہ ہمارا علم پرمیشر کے علم سے بموجب دیانندی اصول کے وسیع اور قابل اعتماد ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی انسانوں پر کچھ بھی برتری نہیں ہے۔ اگر کہا جاوے کہ پرمیشر میں یہ برتری ہے کہ وہ جوڑتا جاڑتا ہے تو ہم کہینگے کہ اول تو جوڑنے جاڑنے سے کوئی بزرگی نہیں ثابت ہوتی کیونکہ لوہار ترکھان (بڑھئی) سب جوڑنے جاڑنے کے کام کرتے ہیں دوم یہ کہ انسان باوجودیکہ صرف مادہ کے بعض خواص کا ظنی علم رکھتے ہیں ایسے ایسے عجیب عجیب صنعتوں کے ماہر ہیں کہ جس سے بنی نوع انسان کو ہزاروں طرح کا فائدہ پہنچا ہے پرمیشر مادہ اور روح کے بغیر کچھ نہیں بنا سکتا اور یہ (انسان) صرف مادہ سے ہی ایسی ایسی کاری گریاں کرتے ہیں کہ باید وشاید۔ سوم یہ کہ جیسے کہ پرمیشر کو مادہ اور روح کے بنانے پر قدرت حاصل نہیں ایسے ہی انسان کو حاصل نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حیثیت میں تو یہ دونوں برابر ہیں مگر صنعت اور حرفت میں انسان کمال کو پہنچا ہے جو صرف مادہ سے ہی ایسی ایسی کاری گریاں کرتا ہے کہ ایک جہان اُن کو دیکھکر دنگ ہو جاتا ہے نہ معلوم اگر یہ ارواح پر بھی قابو پا لیتا تو خیر ہے کیا کیا اپنی دانائی کے نمونے دکھلاتا۔ جو کہ ازلی ابدی طور پر بقول آریہ سماج اُس میں موجود ہے۔

اس تمام تحقیقات سے نتیجہ کیا نکلا یہی کہ انسانی زندگی کا کچھ بھی مدعا نہیں ہے اور اگر کچھ ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پرمیشر کی ذات صرف موہومی ہے ورنہ فی الحقیقت اُس کے ہونے کی ضرورت ثابت نہیں ہوتی اور نہ اُس کا تصرف ثابت ہوتا ہے لہذا کیوں نہ یہ کہدیا جائے کہ آریہ سماج کے اصولوں کو مدنظر رکھکر پرمیشر ہرگز ہرگز نہیں ہے جس سے اگر کچھ ثابت ہوگا تو یہی کہ آریہ سماج کے اصول کی چھان کرنے سے انسانی زندگی کا مدعا یہ ہے کہ ہر ایک چیز کو ازلی ابدی مانکر پرمیشر کے نہ ہونے کی تحقیقات بذریعہ اصول آریہ سماج کرکے اباحت اختیار کی جاوے۔ معلوم

ہوتا ہے کہ نیوگ جیسا حیا سوز مسئلہ ایسے ہی مخنث کی جدت طبع کا نتیجہ ہے اس کے بعد ایک اور مذہب ہے جس کے پیرو اپنے آپ کو عیسائی اور مسیحی کہتے ہیں انھوں نے انسانی زندگی کا کیا مدعا سمجھا ہے؟ یہی ہے کہ جب تمام خلقت کو خداوند خدا نے گناہوں میں مبتلا پایا تو بجائے اس کے کہ کوئی تدبیر اُن کے راست باز ہونے یا راہ مستقیم پر آنے کی کرتا اُس نے ایسا کام کیا کہ جو کسی طرح بھی اُس جیسی ذات اور ہستی کو کرنا واجب اور جائز نہ تھا۔ یعنے عیسائی کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں خدا نے جو رحیم کل ہے اور کسی کے گناہ بغیر بدلے کے نہیں بخشتا یہ کام کیا کہ بندوں کی حالت پر بلا لفت پر رحم کھا کر خود جامہ انسانی پہننا قبول کر لے ایک اسرائیلی کنواری عورت کے شکم میں اپنے کو بچہ بنا کر داخل کیا اور وہاں نو ماہ تک اُس عورت کے حیض کے خون سے پرورش پا کر جنم لیا اور پھر بچپن کی تمام صعوبتیں برداشت کیں اور جب جوان ہوا تو ایک اسرائیلی مرد کے ہاتھ پر جا کر گناہوں کا اقرار کر کے بپتسمہ حاصل کیا اگرچہ بپتسمہ لینے سے پہلے اُس اسرائیلی مرد نے اُس کو اس فعل کے کرنے سے منع کیا اور اپنے طور پر انکساری کی اور کہا کہ میں تجھ سے بپتسمہ پانے کا محتاج ہوں مگر اُس نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم کو چاہیے کہ یونہی راستبازی پوری کریں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے رحم میں نو ماہ تک رہنے سے اُس کو اپنی راستبازی پر شک آ گیا تھا اور حقیقت میں وہ راستبازی سے دور ہو گیا تھا جبھی تو اُس کو یوحنا کے ہاتھ پر گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کا بپتسمہ لینا پڑا۔ اور یوحنا بھی عجیب مرد تھا کہ اُس کے آگے گناہوں کا اقرار کرنے اور توبہ کا بپتسمہ پانے ہی معاً روح القدس کبوتر کی شکل میں اُس پر اُتر آیا ہو۔ ورنہ اس سے پہلے باوجودیکہ وہ خدا تھا الگ تھا مگر یہ سبب نو ماہ رحم میں رہنے اور انسانی جسم دھارنے کے روح القدس اُس سے بیزار ہو گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ آدم کے ذریعہ جو گناہ کا سلسلہ نسل بنسل [illegible] اُس کی ماں تک پہنچا تھا جس کے سبب وہ گناہ آلودہ ہو گیا تھا نو ماہ پیٹ میں رہنے اور عورت کے حیض سے پرورش پانے اور قریباً دو برس تک دودھ پینے وغیرہ کے باعث اسی لئے روح القدس اُس سے بیزار ہو گیا تھا مگر جب [illegible] یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا بپتسمہ لیا گناہوں کا اقرار کر کے تو پھر روح القدس اُس کی طرف اُڑا [illegible] کبوتر کی شکل میں [illegible] خوش [illegible] طرف سے حملہ ہوا [illegible] آخر کار شیطان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا یا چلایا گیا۔ یہ اُس سے ایک ایسی سخت غلطی ہوئی کہ کسی راستباز کو بھی نہ کرنی چاہیے تھی چہ جائیکہ خود خدا ہو کر شیطان کے پیچھے پیچھے جاوے۔ اُس کی اس حرکت سے روح القدس اب بیزار ہوا کہ پھر باوجودیکہ وہ صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ کر اُس کو پکارتا رہا ہے مگر پھر وہ اُس کے پاس ہرگز ہرگز نہیں پھٹکا۔

ہم نے ایلی ایلی لما سبقتنی سے روح القدس اس لئے مراد لی ہے کہ بقول عیسائیاں خود خدا تو یسوع تھا پھر خدا ہو کر کسی اور خدا کو پکارنا عقیدۂ انجیل ہو جاتا ہے۔ یہودیوں نے کہا تھا کہ وہ الیاس کو پکارتا ہے جس کی وجہ صرف اُن کا خیال تھا جب کہ وہ الیاس کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ مگر ہمارا خیال کسی طرح بھی غلط عیسائی عقیدے کو مد نظر رکھ کر نہیں ہو سکتا وجہ یہ کہ ساری عمر کل انسان اُس کی منادی پر ایمان لانے والے صرف بارہ ہی ہیں جس میں سے صرف ایک ہی امر پر اُس سے بیزار ہو گئے تھے باقی رہے بارہ اُن میں سے ایک نے تیس روپیہ لے کر پکڑوا دیا دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین دفعہ انکار کیا اور باقی تمام کے تمام اُس کے صلیب دیئے جانے کے وقت فرار ہو گئے اس تمام ناکامی کی حالت میں بجز اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ جب زمین والے منکر ہو گئے اور بھاگ گئے تو اب آسمان والوں کو ہی آواز دی جاوے مگر افسوس کہ آسمانی بھی اس آواز سے متاثر نہ ہوئے اور نہ یسوع کو جو اُن کا خالق تھا مالک تھا (بقول عیسائیان) مدد دی آخر کار خدا جو یسوع کی شکل میں تھا صلیب پر جان سے جاتا رہا۔ جس سے یہودیوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا تھا اور ملعون ہو کر جہنم کا کندہ ہوا اور عیسائیوں نے یہ نتیجہ نکالا مدت کے بعد یعنے جب حضرت پولوس کی عقل میں سمجھ کا نے آئی کہ وہ سارے جہان کے گناہوں کی گٹھڑی اپنی گردن پر لاد کر ہمارے لئے سولی پر مرا ہے۔ غرضیکہ عیسائیوں کے عقیدہ کے بموجب ازلی ابدی خدا کی جس نے فرعون جیسے زبردست بادشاہوں کا تختہ اولٹ کر ہی رکھ دیا اور اسی کی قوم [illegible] تار دیا تھا اُس کی آخر یہ درگت ہوئی کہ وہ ایک ایسی قوم کے جو اپنی بادشاہت بھی اپنی بد کرداریوں کی وجہ سے کھو بیٹھی تھی ہاتھ پڑ گیا [illegible] منہ پر تھوکا [illegible] [illegible] ملعون ہو کر سارے جہان کو [illegible] تمام عیسائیوں کو [illegible] ازلی ابدی خدا یسوع مسیح [illegible] تمام جہان کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا اور تمام جہان کو نجات دے گیا گویا کہ عیسائیوں کے نزدیک انسانی زندگی کا مدعا یہ ہے کہ خداوند خدا (نعوذ باللہ) اُن کی خاطر ذلت اٹھائی اور وہ ملعون ہو گیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک انسانی زندگی کا مدعا یہ ہے کہ خداوند کو ملعون (نعوذ باللہ) سمجھا جاوے اور اُس کو اُس کے اپنے ہاتھوں ذلت میں پڑنے کا اقرار کیا جاوے اور اعتقاد رکھا جاوے۔ تبھی نجات ہے ورنہ جہنم کا کندا بننا ہوگا۔ مگر ہماری سمجھ میں خالق مالک کی توہین اور ذلت کے قابل ہونے سے یہ بدرجہا بہتر ہے کہ سارا جہان جہنم رسید ہو جاوے کیونکہ (نعوذ باللہ) جب خدا کی ہی ذلت ہو گئی اور وہ ہی ملعون ہو گیا تو اور کسی کا دُکھ اُٹھانا ہرگز بے جا نہیں ہے غرضکہ انسانی زندگی کا مدعا عیسائیت کے اصول سے نہایت ہی نامعقول اور قابل نفرین ثابت ہوتا ہے۔

اِن سب مذہبوں کے مقابلے میں ایک اور مذہب ہے جو اپنا نام "اسلام" ظاہر کرتا ہے اس نے ایک ایسا خدا پیش کیا ہے کہ جو اس کُل کائنات کا خالق مالک رازق ہے چنانچہ اُس نے بیان کیا کہ الحمد للہ رب العالمین (تمام تعریفوں کے لائق وہ ہی ہستی ہے جو رب العالمین یعنے تمام جہانوں کے پیدا کرنے اور پرورش کرنے والی ہے) جس کا نام اللہ ہے الرحمن ہے (وہ بے مانگے دینے والا ہے) الرحیم (مانگنے والوں کی سُن کر اُن کو اُن کے اصل نابیدے کی چیز بوجہ علیم و خبیر اور غیب دان ہونے کے دینے والا) ہے مالک یوم الدین (نیکوں کو نیکی کی جزا اور بدوں کو بدی کی سزا دینے والا ہے) ہے۔ پھر ان تمام عبودیت اور ربوبیت کے تعلقات کو ذکر کر کے فرمایا کہ انسانی زندگی کی اصل غرض تو یہ ہے جو ذیل کے فقرے میں مذکور ہے یعنے

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

یعنے جنوں اور انسانوں کی پیدائش محض اس لئے ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اصل مدعا کو سمجھیں جو کہ یہ ہے کہ وہ خالص خدا تعالیٰ کے ہو جاویں گویا یعنے اپنے اُسی خالق مالک رازق کے تابعدار بن جاویں [illegible] بلائے بولیں اُس کے چلائے چلیں غرضیکہ ہر ایک ذرہ ذرہ جسم کا جب کہ فی الحقیقت اُس کی قدرت سے موجود [illegible] [illegible] رازق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یہ عطا ہوتی ہیں۔

اسی زندگی کے مدعا کو پورا کرنے کے لئے اسلام نے نہ تو کسی کی پھانسی کو جائز ٹھیرایا ہے اور نہ یہ تقسیم

دی ہے کہ خود خدا کو اس مدعا کے پورا کرنے کی خاطر جنم لینا پڑا اور نہ یہ تعلیم دی ہے کہ تم کسی بن میں جاؤ اور تمام دُنیوی تعلقات کو چھوڑ دو اور نہ یہ تعلیم دی ہے کہ تم لنگوٹ پوش ہو جاؤ اور چار ابرو کا صفایا کرو۔ اور نہ یہ ظاہر کیا ہے کہ صرف دنیوی جاہ و مال و منال میں ہی ترقی کرنا اس کے لئے ضروری ہے اور نہ یہ بتایا کہ تم کو اس مقصد کے ادا کرنے کی خاطر کان چھدا جوگی بننا ضروری ہے اور نہ یہ تعلیم دی ہے کہ ایک پیر سے کھڑے ہو کر یا ہاتھ کو اوپر اٹھا کر اس مقصد کو ادا کرو نہ یہ بتلایا ہے کہ تم جورو بچوں کو تیاگ دو بلکہ ان تمام ردی اور لچر پوچ باتوں کا اسلام کھلا ہوا دشمن ہے وہ تو صاف فرماتا ہے کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام یعنے اسلام میں ایسی تو بات ہی داخل نہیں کہ انسانی قوای اور جوارح کا ادب ملحوظ خاطر نہ رکھا جاوے اور بعض قوتوں طاقتوں کو اور بعض قوی کو محض فضول اور نامعقول سمجھا جاوے یہی وجہ ہے کہ اسلام ہاں پیارا اسلام حکم دیتا ہے کہ ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون یعنے جنوں اور انسوں کی پیدائش تو ہم نے اس لئے کی ہے کہ وہ ہمارے تعبیدار بن جاویں اور ہمارے حکموں کو مانیں اُن پر چلیں اُن سے اہل دنیا کو نفع پہنچائیں اور خود نفع حاصل کریں۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنے نہ تو اُن پر دنیا سختی کا برتاؤ کر کے کامیاب ہوگی اور نہ وہ کبھی کسی حالت میں خوف زدہ یا آزردہ خاطر ہوں گے کیونکہ اُن کا تعلق ایک ایسی بڑی سرکار سے ہے کہ جو نہ صرف سب کا خالق ہے مالک ہے رازق ہے بلکہ فعال لما یرید بھی ہے پس جب ایسی ہستی کے تم تعبیدار بن جاؤ گے تو کوئی بھی تم کو سختی نہیں نظر آوے گی اور نہ تم کو کسی سختی میں پڑنے کا موقع نصیب ہوگا وجہ یہ کہ وہ خدا جس کی رضا کو تم نے مقدم کرنے کا اقرار و قصد کر لیا ہے تمہاری مدد پر ہوگا اور ہر ایک آفت اور ٹھوکر سے تم کو بچاوے گا۔

اس مقصد کو پورا کرنے کی خاطر اسلام کے اصول کے بموجب خدا نے یہی کیا ہے کہ ہمیشہ ضرورت کے وقت یعنے جبکہ اہل دنیا اس مقصد سے لاپرواہ ہو گئے کوئی بندہ اپنے بندوں میں سے اس مقصد کی طرف یاد دہانی کے لئے مبعوث کیا ہے اور اُس کے ذریعہ طرح طرح کے نشانات قدرت دکھلا کر اہل دُنیا پر ظاہر کیا ہے کہ حقیقت میں تمام کائنات کا مالک اور خالق وہی ہے تم کو اُسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اُسی کا بننا چاہیے۔ طرح طرح کے نشانات قدرت دکھلانا اور طرح طرح کی پیشگوئیاں کرنا محض اس لئے نہیں ہے کہ مجرد نشان یا پیشگوئی انسانی زندگی کا مدعا ہے جیسے کہ ایک صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ گویا حضرت نبی نے پیشگوئی کر دینا زندگی کا اعلےٰ مدعا سمجھ رہے ہیں بلکہ اس سے منشا یہ ہوتی ہے کہ تا خدا تعالیٰ کے موجود ہونے اور اُس دعوت حق کرنے والے کو مبعوث کرنے کی خدا کے عالم الغیب ہونے کی اس کے ذریعہ خبر دیجاوے اگر مطلق پیشگوئی کرنا ہی زندگی کا مدعا ہوتا تو نجومی اور رملی اور ہاتف کو پورا کر رہے تھے کسی ملہم من اللہ یا نبی وقت کی ضرورت نہ تھی مگر جبکہ انسانی زندگی کا مدعا ہی یہ رکھا گیا ہے کہ وہ خدا کا ہو جاوے اُسکا ہر ایک فعل قول خدا کی فرمانبرداری اور رضا کے نیچے ہووے تو یہ لازم آیا کہ جب جب یہ مدعا قریب الترک ہووے تو خدا کی طرف سے کوئی مامور کیا جاوے اور اُس کے ذریعہ اس مقصد زندگی اور مدعا اصلی کا سبق پڑھایا جاوے۔ چونکہ اسلام نے ہی خدا تعالیٰ کی ہستی کا چہرہ دکھلایا ہے جیسا کہ دکھلانے کا حق ہے اور اسکو ویسا ہی پیش کیا ہے جیسا کہ وہ فی الحقیقت ہے اور یہ شرف صرف دُنیا کے ایک سردار اعلیٰ کو جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پیارا نام دنیا میں رکھتا تھا عطا کیا ہے جسکے ذریعہ خدا کی قدرتوں کے جلوے نہ صرف کسی پہلے زمانے میں دکھلائے گئے تھے بلکہ جب جب وہ مقصد زندگی فوت ہونے لگا تو آپ کی تعلیم پر عمل کرنیوالے اور آپ کے رنگ سے رنگین ہو جانے والے کو خدا نے آپ کی پیروی سے پھر اس زندگی کے مدعا کی طرف دعوت کرنے کے لئے مبعوث کیا چنانچہ اس ہمارے زمانے میں بھی خدا نے تمام خرابیوں پر نظر کر کے جن کی تفصیل ایک دفتر سے کم نہیں ہم میں سے ہی ایک ایسے بندے کو جو فی الحقیقت اپنے قول و فعل سے حضرت محمد صلعم کے رنگ سے رنگین ہو گیا ہے۔ اس زندگی کے مدعا کی طرف دعوت کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے جس کا نام نامی اسم گرامی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی ہے جو تمام جہان کے لئے مسیح اور مہدی بن کر آیا ہے یعنے دُنیا پرستی کے گند سے مسیح کر کے چھڑانے اور محبوب حقیقی کی راہ کے دکھلانے کے لئے۔ مبارک وے جو اُس کی سُنیں اور اُس پر ایمان لا کر اصول زندگی اور مدعا زندگی کو حاصل کریں۔

الغرض اسلام نے یہی ظاہر کیا ہے کہ انسانی زندگی کا مدعا بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ خدا کا حقیقتاً بن جاوے یعنے دُنیا کے تعلقات جس قدر ہوں محض اس مقصد کے پورا کرنے کی خاطر ہوں کھانا ہو تو محض خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است کے لئے ماں باپ کی خدمت ہو تو محض اُسی حکم کی بجا آوری کے لئے بیوی کے بچوں کے حقوق ادا کرنے ہو تو محض حکم حاکم کی تعبیداری کے لئے گویا کہ اسلام کے اصول کے بموجب خدا نے انسانی ہستی کو لیعبدون کے لئے پیدا کر کے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ حق اللہ اور حق العباد کو زیر نظر رکھے خدا کے برابر کسی حالت اور کسی صورت میں کسی کو نہ سمجھے اور نہ یقین کرے اور بندوں کا حق محض اُس کی اطاعت کی خاطر اور اُس کے راضی کرنے کی خاطر ادا کرے اور دل کو اُس کی محبت و چاہت و عشق سے بھر لیوے جس نے اُس کو پیدا کیا ہے۔ پس انسانی زندگی کا مدعا کیا ہے؟ یہی کہ ہر ایک امر میں خدا کی تعبیداری کو نصب العین رکھا جاوے اور اُس کے حکم سے ایک ذرہ تجاوز نہ کیا جاوے۔ یہ وہ فلسفہ ہے جو صرف صرف اسلام نے سمجھایا ہے۔ مبارک وے جو اس ہمارے مذہب کی قدر کریں۔ فقط (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی پنجاب۔

اطلاع ضروری

عبد الحی عرب صاحب کو آجکل دو ضرورتیں درپیش ہیں ایک مکان بنوایا ہے اس کی چھت کے لئے روپیہ کی ضرورت اور دوسری ایک کتاب عربی بول چال تصنیف کی ہے اس کے لئے چھپوائی کے واسطے روپیہ چاہیے اور اشتہار بھی دیا مگر صرف تین درخواستیں آئی ہیں اس کی زبانی معلوم ہوا اور میرے سامنے ایک تجویز کی ہے اور وہ تجویز مجھے پسند ہے اور کار خیر ہے اور تجویز یہ ہے کہ مذکورہ ذیل کتابیں وہ احباب جو ذی وسعت ہیں دس دس روپیہ کی کتابیں پانچ پانچ روپیہ میں دیگا اور محصول ڈاک عرب صاحب کے ذمہ ہوگا اگر ایسے دوست جو تعداد میں پچیس ہوں اور میری آواز کو سنیں تو عرب صاحب کا کام ہو جائے گا کتب یہ ہیں۔

نام	تعداد	اصل قیمت	نصف قیمت
اختلاف ردِ شیعہ	۱۶	فی نسخہ ۳ر	۱ر
مبادی الصرف	۱۶	فی نسخہ ۲ر	۱ر
قرآن کریم کی دعائیں	۱۶	فی نسخہ ۲ر	۱ر
نظم سلک الفضائل	۸	فی نسخہ ۶ر	۳ر

اس تجویز کو دل سے پسند کرنے والا اور میں خود خریدار ہوں
دار الاسلام نور الدین

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۶

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

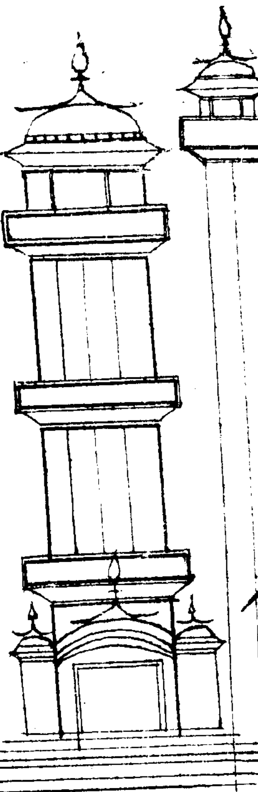

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارالامان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ ؍

۲۔ خواص و معاونین سے ۱۰ عہ

۳۔ ہندوستان سے باہر ۶ ؍

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ؍

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ ؍

نوٹ
۱۹۰۸ء کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں بہ ذیل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۸ صفر ۱۳۲۶ | جلد ۱۲

لنگر خانہ کی طرف توجہ چاہیے

لنگر خانہ کی ضروریات پر ایک سے زیادہ مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے لنگر خانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور قحط سالی کے سبب سے اور بھی اضافہ ہوگیا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب یک مشت چندہ لنگر خانہ کیلئے دیں اور ماہواری چندے اپنے وقت پر ادا کرتے رہیں تاکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اوقات گرامی میں تشویش کی وجہ سے ہرج واقع نہ ہو۔ لیں تحریک کو معمولی اور عام نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ ڈیپوٹیشن جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کیلئے نکلا ہے اسکے مقاصد میں لنگر خانہ کیلئے یک مشت چندہ جمع کرنا بھی داخل کیا گیا ہے جہاں احباب عمارت مدرسہ کیلئے چندہ دیں لنگر خانہ کیلئے یک مشت چندہ بھی دیں۔ بار بار اس قسم کی تحریکیں کرنیکی ضرورت نہیں لنگر خانہ سب سے اول نصب العین رہنا چاہئے۔ یاد رہے لنگر خانہ کیلئے جسقدر روپیہ بھیجا جاوے وہ براہ راست حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نام بھیجا جاوے

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء سیر

فرمایا کہ شیعہ لوگ خواہ مخواہ غلو کرتے ہیں ان کے مقابلہ میں خارجی ان کا اچھا منہ بند کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ صحابہ میں کبھی کوئی نزاع بھی اگر واقع ہوگئی ہو تو کیا یہ حرج کی بات ہے نزاع اور جھگڑا ہمیشہ وہیں ہوا کرتا ہے جن کو آپس میں تعلقات ہوں۔ یہ کوئی [illegible] کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب باتوں کا جواب خود ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ پس خدا کی فیصلہ کے بعد ان امور میں زبان کھولنا ایمان کا نشان نہیں۔

اگر صحابہ کرامؓ پر شیعہ اعتراض کرتے ہیں تو خارجی حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بھی تو اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی کا ارادہ تھا کہ ابوجہل کی لڑکی سے شادی کریں۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپؐ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اب ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ کہ خدا کے رسول کی لڑکی اور خدا کے دشمن کی لڑکی ایک گھر میں جمع ہوں اگر ایسا ہی کرنا منظور ہو تو فاطمہؓ کو طلاق دیدیجاوے۔ بلکہ خارجی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے نعوذ باللہ اپنے اسی ارادے کو پورا کرنے کے واسطے خود دانستہ حضرت فاطمہؓ کو زہر دیکر مار دیا تھا۔ اور آخر کار اس طرح سے اپنے ارادے کو پورا بھی کر لیا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے متعلق قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ وہ امہات المومنین ہیں تو حضرت علیؓ گویا مدت تک ماں سے جھگڑا کرتے رہے ہیں۔

حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہ کے مقابلہ میں ملک ہی چھوڑ دیا تھا مگر دیکھو حضرت علیؓ نے ماں سے جھگڑا نہ چھوڑا۔

بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اول اول حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے بھی تخلف کیا تھا مگر پھر گھر میں جا کر خدا جانے یکدفعہ کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آگئے اور پگڑی پیچھے منگائی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خیال آگیا ہو گا کہ یہ تو بڑی معصیت ہے اسی واسطے اتنی جلدی کی

اصل بات یہ ہے کہ یہ سب باتیں قرآن شریف میں تدبر نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔

وفات مسیحؑ پر فرمایا کہ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات کے لئے بطور حکم ہے۔ اصل جھگڑا تو یہ تھا کہ توریت میں لکھا تھا کہ جو سولی پر لٹکایا جاوے اس کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ اور وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ خدا کی طرف سے ایسے شخص کو خلعت نبوت عطا کیا جاوے۔ بلکہ ملعون اور لعنتی ہوتا ہے سولی جرائم پیشہ لوگوں کی سزا ہے اور جو جرائم پیشہ لوگوں کی سزا سے موت کا لقمہ بن جاوے وہ اس قابل کہاں ہوتا ہے کہ اس کا رفع روحانی ہو۔ غرض ان یہود کا دعوےٰ تو صرف یہی تھا کہ حضرت عیسےٰؑ کا رفع روحانی نہیں ہوا۔ وہ حضرت موسےٰؑ کے رفع روحانی کے قائل تھے نہ کہ رفع جسمانی کے۔ رفع جسمانی کا تو ان کے دلوں میں خیال تک بھی نہ تھا۔ پس سچی بات یہی ہے کہ مسلمانوں اور یہود کا متفقہ اور مسلم اعتقاد یہی ہے کہ خدا کے نیک بندوں کا بعد وفات رفع روحانی ہوا کرتا ہے۔ اور یہی قابل بڑائی بات ہے۔ رفع جسمانی کے یہ نہ قایل ہیں اور نہ کوئی اس میں فضیلت مدنظر ہے۔ چنانچہ قرآن شریف بھی اسی اصول کو یوں بیان فرماتا ہے کہ مفتحة لهم الابواب۔ یعنی جو خدا کے نزدیک متقی اور برگزیدہ انسان ہوتے ہیں خدا ان کے لئے آسمانی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور ان کا رفع روحانی بعد الموت کیا جاتا ہے۔ اور ان کے مقابل میں جو لوگ بدکار اور خدا سے دور ہوتے ہیں اور ان کو خدا سے کوئی تعلق صدق و اخلاص نہیں ہوتا ان کے واسطے آسمانی دروازے نہیں کھولے جاتے جیسا کہ فرمایا لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط۔

غرض یہود کا اعتراض تو یہی تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ چونکہ سولی چڑھائے گئے ہیں اس واسطے وہ ملعون ہیں اور صاف بات ہے کہ ملعون کا رفع روحانی نہیں ہو سکتا۔ اسی کے جواب میں قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ بل رفعه الله اليه

اچھا ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ اگر یہودیوں کا یہی اعتراض تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کا رفع جسمانی نہیں ہوا تو پھر قرآن شریف جو کہ ان دونوں قوموں میں حکم ہو کر آیا ہے اس نے یہود کے اصل اعتراض کا کیا جواب دیا ہے۔ کیا وجہ کہ قرآن شریف نے یہود کے اصل اعتراض کا تو کہیں جواب نہ دیا اور رفع روحانی پر اتنا زور دیا۔ اور رفعه الله اليه فرمایا اور رفعه الله الى السماء کیوں نہ فرمایا؟

عرش الٰہی ایک وراء الوراء مخلوق ہے۔ جو زمین سے اور آسمان سے بلکہ تمام جہات سے برابر ہے۔ یہ نہیں کہ نعوذ باللہ عرش الٰہی آسمان سے قریب اور زمین سے دور ہے۔ لعنتی ہے وہ شخص جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے۔ عرش مقام تنزیہ ہے اور اسی لئے خدا ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے هو معكم اينما كنتم۔ اور ما من ثلثة الا هو رابعهم اور فرماتا ہے کہ ونحن اقرب اليه من حبل الوريد۔

غرض اصل جھگڑا تو صرف ان کے رفع روحانی اور مقرب بارگاہ سلطانی ہونے کے متعلق تھا سو اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ ہی کر دیا یہ فرما کر بل رفعه الله اليه۔ اب کوئی بتائے کہ بھلا اس سے ان کا آسمان پر چڑھ جانا کیسے ثابت ہوتا ہے کیا خدا آسمان پر ہے اور زمین پر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو حضرت عیسےٰؑ کا قصہ ہی تمام کر دیا ہے جہاں یہ سوال و جواب ہے کہ فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم۔ اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک تو حضرت عیسےٰؑ کا وفات پا جانا۔ اور دوسرے ان کا دوبارہ دنیا میں نہ آنا۔ کیونکہ یہ سوال و جواب قیامت کے دن کو ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال حضرت عیسےٰؑ سے کہ کیا تم نے عیسائیوں کو یہ شرک کی تعلیم دی تھی اور حضرت عیسےٰ کا یہ جواب دینا کہ یا الٰہی یہ میری وفات کے بعد بگڑے ہیں مجھے اس بات کا علم نہیں کہ میرے بعد انھوں نے کیسے عقاید اختیار کر لئے میں نے تو ان کو صرف توحید کی تعلیم دی تھی اس سوال و جواب سے صاف صریح اور واضح طور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ اور وہ دنیا میں دوبارہ نہیں آئینگے۔ ورنہ اگر وہ دوبارہ کبھی دنیا میں آئے ہوتے۔ اور ان کی گندی تعلیم اور مشرکانہ عقاید کی اصلاح کی ہوتی۔ صلیب توڑی ہوتی اور خنزیر قتل کئے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو ایسے صریح جھوٹ سے سرزنش نہ کرتا؟ اور وہ ایسی جرأت اور دلیری سے حضور الٰہی کے سامنے قیامت کے دن ایسا جھوٹ بولتے۔ ہرگز نہیں۔

بس واقعی اور حق بات یہی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ وفات پا چکے اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئینگے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا قول ہوا۔ اس کی تصدیق آں حضرتؐ نے فعل سے کر دی۔ اور آپ نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو حضرت یحییٰؑ کے پاس

بیٹھے دیکھیا۔ غور کا مقام ہے کہ زندہ کو مردہ سے کیا تعلق ہے اور کیا کام۔ حیات اور وفات تو وہ ضدین ہیں جس طرح نور اور ظلمت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتا اسی طرح مردے اور زندہ لوگوں کا بھی آپس میں کوئی تعلق نہیں کہ ایک جگہ رہیں۔ بلکہ حضرت عیسےٰ کے واسطے تو کوئی الگ کوٹھڑی درکار تھی۔

اس کے بعد اور زیادہ تشریح بخاری اور مسلم نے کر دی ہے۔ جنہوں نے آخری زمانہ کے علامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک نئی سواری کا ذکر کر کے یہ کہا کہ لیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا۔ اور قرآن شریف نے اسی مضمون کو عبارت ذیل میں بیان فرما کر اور بھی صراحت کر دی کہ **اذا العشار عطلت**۔ قرآن وحدیث کا تطابق اور پھر عملی رنگ میں اس دور دراز زمانہ میں جبکہ ان پیشگوئیوں کو ۱۳ سو برس سے بھی زاید عرصہ گذر چکا ہے ان کا پورا ہونا ایمان کو کیا تازہ اور مضبوط کرتا ہے۔ چنانچہ ایک اخبار میں ہم نے دیکھا ہے کہ شاہ روم نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ ایک سال کے اندر حجاز ریلوے تیار ہو جاوے۔ سبحان اللہ کیا عجیب نظارہ ہوگا۔ اور ایمان کیسے تازہ ہونگے کہ جب پیشگوئی کے بالکل مطابق بجائے اونٹوں کی لمبی لمبی قطاروں کے ریل کی لمبی قطاریں دوڑتی ہوئی نظر آوینگی۔ پس جب یہ پیشگوئی جو آثار قرب قیامت اور مسیح موعودؑ کی آمد کے نشانات میں سے ایک زبردست اور انذاری پیشگوئی ہے پوری ہو رہی ہے تو ایمان لانا چاہئے کہ مسیح موعود بھی موجود ہے۔

فرمایا کہ زلازل اور طاعون کا سلسلہ بھی حکام وقت کے دورہ کی طرح دورہ ہی کر رہا ہے۔ جس طرح حکام وقت اپنے انتظامی دوروں میں جہاں کوئی سرکشی یا بدنظمی پاتے ہیں اس کی اصلاح کرتے ہیں اسی طرح زلازل اور طاعون بھی ملک کے مختلف حصوں میں دورہ کر رہے ہیں۔ بعض ممالک میں سُنا گیا ہے کہ زلزلوں سے پہاڑ گر گئے اور شہروں کے شہر فنا ہو گئے۔ یہی حال طاعون کا ہے۔ جب لوگ کسی قدر وقفہ کے بعد مطمئن ہو جاتے ہیں [illegible] اور غفلت میں ترقی کرنے لگ جاتے ہیں تو پھر خدا طاعون کو اُن کی سرزنش اور سرکوبی کے واسطے بھیج دیتا ہے۔ پس بے فکر اور مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ قبل اس کے کہ کوئی مصیبت اچانک آن پکڑے اپنی اصلاح میں لگے رہنا چاہئے۔ اور توبہ استغفار میں مشغول ہونا چاہئے۔

فرمایا خدا جب کسی کام کو کرانا ہی چاہتا ہے تو گردن سے پکڑ کر بھی کروا دیتا ہے۔ اس کے منوانے کے عجیب عجیب رنگ ہیں۔ چنانچہ ایک مسلمان بادشاہ کا ذکر ہے کہ اُس نے امام موسیٰ رضا کو کسی وجہ سے قید کر دیا ہوا تھا۔ خدا کی قدرت ایک رات بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم کو نصف رات کے وقت بلوایا اور نہایت سخت تاکید کی کہ جس حالت میں ہو اُسی حالت میں آ جاؤ۔ حتیٰ کہ لباس بدلنا بھی تم پر حرام ہے۔ وزیر حکم پاتے ہی ننگے سر ننگے بدن فوراً آ حاضر ہوئے اور اس جلدی اور گھبراہٹ کا باعث دریافت کیا۔ بادشاہ نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک حبشی آیا اور اُس نے گرز لاسے کی قسم کے ایک ہتھیار سے مجھے ڈرایا اور دھمکایا ہے۔ اس کی شکل نہایت پُرہیبت اور خوفناک ہے اُس نے مجھے کہا ہے کہ امام موسیٰ رضا کو ابھی چھوڑ دو۔ ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دونگا۔ اور اسے ایک ہزار اشرفی دیکر جہاں اس کا جی چاہے رہنے کی اجازت دو۔ سو تم ابھی جاؤ اور امام موسےٰ رضا کو قید سے رہا کر دو۔ چنانچہ وزیر اعظم قید خانہ میں گئے۔ اور قبل اس کے کہ وہ اپنا عندیہ ظاہر کرتے امام موسیٰ رضا بولے کہ پہلے میرا خواب سن لو۔ چنانچہ انھوں نے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تم آج ہی قبل اس کے کہ صبح ہو قید سے رہا کئے جاؤ گے۔ غرض یہ ہیں خدا کے اقتداری نشانات۔

فرمایا شیعہ لوگ جس راہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں اس راہ سے تو نعوذ باللہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا سب ہی برباد جاتا ہے۔ دیکھو **اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا**۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دین آلہی یعنے اسلام میں بہت کثرت اور جماعت سے لوگ شامل ہونگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین حیات میں ہی ایسا ظہور میں آویگا۔ بھلا ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ کیا دو چار آدمیوں کا نام ہی افواج ہے۔ اور کیا یہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی لمبی محنت اور جانکاہ کوششوں کا نتیجہ تھا۔ افسوس۔ دیکھو فوج ہی کچھ کم نہیں ہوتی۔ یہاں تو اللہ نے فوج کی بھی جمع کا لفظ بولا ہے اور افواجاً کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں فوجوں کی فوجیں داخل اسلام ہو جاوینگی۔ ان لوگوں کے عقاید کے لحاظ سے تو قرآن شریف ہی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ انھوں نے قرآن شریف کو تو محرف مبدل کا الزام دیکر چھوڑ دیا۔ رہے قرآن شریف کے پہنچانے والے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے **رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ** فرمایا اور ان کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت کا وارث بنایا۔ اور آں حضرت ؐ کے منہ سے نکلی ہوئی پیشگوئیوں کی تصدیق کرنے والے اور پورا کرنے والے بنایا۔ انہی کے ہاتھ سے بڑے بڑے قرآنی وعدے پورے کئے قیصر و کسریٰ کے تخت اور خزانے انہی کے ذریعہ اسلام کا ورثہ بنائے سو ان کو غدار۔ ظالم منافق اور غاصب کا لقب دیکر چھوڑ دیا۔ اُن کا تو وہ حال ہے کہ جس طرح ایک عورت کو جب اُس کے دن حمل کے پورے ہو چکتے ہیں تو درد زہ شروع ہوتی ہے۔ جس کی تکلیف سے وہ اور اُس کے عزیز و اقارب اور خویش روتے ہیں اور درد مند ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک نازک حالت ہوتی ہے۔ نتیجہ کی کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ مگر جب اُس کے ہاں لڑکا پیدا ہو جاوے اور وہ چلہ پورا کر کے غسل صحت بھی کر لے اور بچہ بھی اس کا صحیح سالم جیتا جاگتا ہو۔ اُس وقت لگے کوئی آدمی رونے۔ تو اُس کا رونا کیسا بے محل اور بے موقع ہوگا۔ سو یہی حال ہے اُن کا وقت گذر چکا۔ صحابہ کرام رضؓ کامیابی کے ساتھ تخت خلافت کو مقررہ وقت تک زیب دیکر اپنی اپنی خدمات بجا لا کر بڑی کامیابی اور اللہ کے رضوان لیکر چل بسے اور جنات و عیون جو آخرت میں اُن کے واسطے مقرر تھے اور وعدے تھے وہ اُن کو عطا ہو گئے اب یہ روتے ہیں۔ اور چلاتے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ ایسے تھے اور ایسے تھے محرم میں شہیدان کربلا کی مُصیبت کو یاد کر کر کے رونے سے کیا حاصل۔ اپنے نفس کا غم کرنا چاہئے اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ سب سے بڑا [illegible] ان کو جو کرنا چاہئے وہ یہی ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کر لے اور آخرت کے واسطے زاد راہ لے لے۔ دیکھو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی کو کیا کہا تھا اے فاطمہ رضؓ اپنی جان کو آگ سے بچانے کی فکر کر لے۔ میں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ جب آنحضرت صلعم کا یہ حال ہے تو پھر اور کسی کا کیا حال ٭

جنازہ غائب

مولوی اللہ دتا صاحب احمدی بھٹی ساکن رہانہ سہو ضلع ملتان اپنی بیوی کے فوت ہو جانے پر جنازہ غائب کی درخواست احباب احمدی سے کرتے ہیں۔

میچ گورنمنٹ امرتسر اور مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء کا دن

امرتسر میں احمدی قوم کی اٹھتی ہوئی ہونہار پود کی سچی تعلیم و تربیت کے اظہار کا دن تھا جو کہ انھوں نے مرسل یزدان مامور من اللہ مسیح موعود علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے تیار کئے ہوئے باغبانوں کے ماتحت رہ کر سکول اور بورڈنگ کی زندگی میں حاصل کی تھی ۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے ۔ آج کا دن کیا تھا؟ کس غرض کے واسطے احمدی قوم کے نوخیز طلبا امرتسر میں جمع تھے ۔؟ وہ ایک معمولی کھیل کا موقع تھا ۔ جسکے لئے عام طور سے لوگ بڑی بڑی تیاریاں کیا کرتے ہیں ۔ کوئی وردیوں کی چھان بین کرتا ہے ۔ کوئی بوٹ کو سنوارتا ہے ۔ غرض جس طرح کسی سے بن پڑتا ہے ۔ اپنے کھیل کود کے پہلوؤں میں کامیابی کی راہیں سوچتا ہے ۔ مگر ان لڑکوں نے جن کی تعلیم احمدی قوم کے پاک دل اور لائق مالیوں کی زیر نگرانی ہوئی ہے انھوں نے اپنے اس مقابلے کے واسطے کیا تیاری کی ۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان بچوں کے دلوں میں کیا نقوش جمائے گئے ہیں ۔ اور اپنے کل کاروبار میں خواہ دینی ہوں یا دنیوی کھیل کود ہو یا تعلیمی امتحان ۔ انکو کامیابی کے واسطے کیا راہ بتائی گئی ہے ۔

معمولی وقت پر نماز ظہر کی اذان ہوئی ۔ سب لڑکے وضو کرکے نماز کے واسطے تیار تھے ۔ نماز باجماعت پڑھائی گئی ۔ مگر خدا کی شان کس ذوق شوق اور سرور سے یہ دو رکعت نماز ادا ہوئی ۔ کس عجز و انکسار اور گریہ و بکا سے لڑکوں نے حضور الٰہی میں دردمندانہ طور سے دعائیں کیں ۔ میں حیران تھا کہ ان بچوں کو دعا کی ایسی حقیقت سے کس چیز نے آگاہ کر دیا تھا ۔ وہ کیا وجہ تھی جس نے ان کے دلوں میں اپنی کامیابی کے واسطے صرف صرف اسی راہ کو اختیار کرنے کی تحریک پیدا کر دی ۔ وہ یقین کامل کہاں سے آ گیا جو ان کے دلوں میں میخ فولاد کی طرح قبولیت دعا کی حقیقت کو نقش کر گیا ۔ وہ درد وہ سوز وہ گداز وہ رقت کہاں سے ان کے دلوں میں پیدا ہو گئی کہ وہ سچے دل سے آستانہ ایزدی پر ہی اپنی حاجت روائی کے واسطے گر گئے ۔ انھوں نے کیوں دوسرے لوگوں کی طرح اپنے کو آراستہ پیراستہ نہیں کیا ۔ انھوں نے کیوں اس وقت ظاہری ساز باز کو ایک طرف رکھکر در الوہیت کے آگے سر نیاز جھکا دئے ۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کا اصل خمیر ہی انہی امور کی ملونی سے تیار کیا گیا تھا ۔ وہ برسوں سے قبولیت دعا کے زندہ نمونے اور تازہ مثالیں دیکھتے رہے ہیں ۔ اُن کی تعلیم کا آغاز ہی توحید سے ہوا ہے ۔ خدا کا مرسل مسیح موعود جس کو خدا نے امن کی بنا کے بھیجا ہے ۔ جس کی مجلس خدا نما مجلس ہے اور جسکے فیضان اس قوم اور اس قوم کی نسلوں کی آبپاشی کرتے ہیں اُن کی مقبول دعائیں ہر وقت اُن کے شامل حال ہیں ۔ اور ان لڑکوں کو خوش قسمتی سے قادیان کی پاک صحبتوں میں رہنے کا موقع ملا ہے اور آئے دن قبولیت دعا کے تازہ نمونے دیکھنے کا ان کو موقع دیا گیا ہے ۔ غرض وہ دن انکے اندرونہ خیالات اور دلی ولولوں اور قلبی جوشوں کے اظہار کا ایک اچھا موقع تھا ۔ اور ایک باریک بین شخص اچھی طرح سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ ان لڑکوں کی تعلیم و تربیت کس رنگ میں کی جاتی ہے ۔ نماز ظہر اور عصر جمع کرنے کے بعد میدان مقابلہ کا قصد کیا گیا ۔ اور سب لڑکے جمع ہوکر فیلڈ کی طرف چلے ۔ مگر راستہ میں بھی اُن کے دلوں میں دعا کے لئے جوش اُٹھتے جاتے تھے اور خیرات کرتے ہوئے مقررہ مقام پر قریب چار بجے پہنچے ۔

اس جگہ امرتسر کی احمدی جماعت کی محبت اور خلوص بھی قابل ذکر ہے کہ اُنھوں نے نہایت ہی محبت اور ہمدردی سے فرش ۔ کرسیاں ۔ بینچ اور کچھ سامان ریفرلیشمنٹ فیلڈ پر پہنچا دیا ۔ اور قریباً کل احمدی احباب خود بھی اظہار محبت اور ہمدردی کے لئے میچ کے موقع پر تشریف لائے ۔ اور دعاؤں سے بھی مدد کی ۔

ٹھیک چار بجکر تیس منٹ پر میچ شروع ہوا ۔ پہلا ٹاس چونکہ تعلیم الاسلام فٹ بال ٹیم کے کپتان نے جیتا تھا اس لئے گول اس ٹیم کے کپتان نے چوز کیا ۔ اور سٹارٹنگ کک خالصہ کالجیٹ فٹ بال ٹیم نے کی ۔ خدا کی قدرت کہ پہلے ہی رش میں بال گول میں پہنچا اور وہ ایک سخت نازک مقام تھا ۔ دونوں پارٹیوں کے کھلاڑیوں نے سخت جد و جہد کی ۔ اور اس جد و جہد میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ٹیم کے کپتان کی ران پر سخت چوٹ آ گئی ۔ خدا کی قدرت نمائی اور محض فضل سے گول ہوتا ہوتا بچ گیا ۔ بظاہر نظر میں **ہاتھی اور چیونٹی** کا مقابلہ تھا خالصہ کالجیٹ بڑے مضبوط ۔ توانا اور قد آور نوجوان تھے ۔ اور پھر باقاعدہ وردیوں ۔ سٹن کارڈز اور بوٹوں سے آراستہ تھے ۔ وہ ہمیشہ کے کھیلنے والے ۔ اُن کو گورہ پلٹنوں اور جنٹلمین ٹیموں سے مقابلہ کرنے کا ہمیشہ سے موقع ملتا رہتا تھا جس سے وہ ہر طرح کے نشیب و فراز سے واقف اور اپنے فن کے پورے تجربہ کار اور ماہر تھے ۔ اُن کے واسطے اس قسم کے کھیلوں کے لوازم بہترین طور سے مہیا تھے ۔ مگر تعلیم الاسلام فٹ بال ٹیم کے طلبا ایک دور دراز چھوٹی سی بستی کے رہنے والے ۔ ناتجربہ کار اور چھوٹے چھوٹے لڑکے ننگے پاؤں ۔ سادہ لباس میں تھے ۔ جن کو نہ کبھی کسی مخالف ٹیم سے میچ کا موقع ملا اور نہ ہی کبھی اُنھوں نے ایسے سخت مقابلوں میں حصہ لیا ۔ اور باایں ہمہ کپتان جسکے سر پر کھیل کا سارا دار و مدار ہوتا ہے پہلے ہی رش میں زخمی ہو گیا ۔ کپتان کے علاوہ ایک دو لڑکے اور بھی زخمی ہو جانے کی وجہ سے کھیل میں پورا حصہ نہ لے سکے ۔ غرض اُس وقت کے دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ بظاہر ان کے واسطے کوئی صورت کامیابی ممکن ہی نظر نہ آتی تھی ۔ اول تو یہ اُن باقاعدہ کھیلنے والوں کے مقابلہ میں چیز ہی کیا تھے ۔ پھر جو کچھ تھے بھی سو وہ زخمی ہوکر نکمے ہو گئے ۔ اور یہ سب کچھ اس واسطے ہوا کہ تا ان لڑکوں کے دلوں میں جو کچھ بھروسہ اپنی طاقت اور کھیل پر تھا وہ بھی ٹوٹ جاوے اور پھر خالص قدرت نمائی سے اُن کو کامیاب کرے ۔ کھیل کیا تھا خدا کی قدرت کا ایک جلوہ تھا ۔ ایک طرف تو چیرز اور ہُرّوں کے نعروں کی آواز آتی تھی دوسری طرف جب کوئی خوشی کا موقع آتا تھا تو الحمد للہ اور اللہ اکبر کی پُر تاثیر آوازیں دلوں سے نکلکر دلوں پر اثر کرتی تھیں ۔

غور کا مقام ہے کہ بچوں کو ایسے موقعوں پر کھیل کود کے تماشے دیکھنے کا از حد شوق ہوا کرتا ہے ۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لڑکے اپنے فوائد کی پرواہ نہ کرکے اور نقصان اُٹھا کر بھی دور دور سے ایسے نظارے دیکھنے کے واسطے جمع ہو جایا کرتے ہیں ۔ مگر میں بعض ایسے لڑکوں کو خوب جانتا ہوں جو مدرسہ تعلیم الاسلام ہی کے تعلیم یافتہ ہیں جو اس وقت اپنی ٹیم کی کمزوری اور مقابل ٹیم کی طاقت اور مضبوطی کو دیکھکر کھیل کے میدان سے الگ جا کر دور تنہائی کے گوشوں میں گریہ و بکا سے حضور الٰہی میں دعاؤں میں مصروف تھے ۔ یہ بات کوئی چھوٹی سی نہیں کہ نظر انداز کر دیجاوے سوچنے والی طبیعت اس سے اندازہ کر سکتی ہے اور نتیجہ نکال سکتی ہے کہ ان بچوں نے اپنی کامیابی کی کلید کس بات کو یقین کر رکھا تھا ۔ اور اس سے ان کے دلی خیالات اور عقاید کا اچھی طرح سے اندازہ ہو سکتا ہے ۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کے اعلےٰ اصول کا پتہ لگ سکتا ہے ۔

مگر اس کے ساتھ ہی مجھے بڑے زور سے قساوت قلبی اور تعصب و جہالت کے ایک بے ہودہ نمونے کے پیش کرنے کی بھی اس واسطے ضرورت ہے کہ تا اندازہ لگایا جاوے کہ دنیا میں جہالت و تعصب نے بھی کیا کچھ کار نمایاں کئے ہیں ۔ ایک لڑکا سجدے میں پڑا رو رو کر دعا کر رہا تھا ۔ جب وہ دعا سے فارغ ہوکر اُٹھا اور میدان مقابلہ کی طرف آنے لگا تو ایک شخص جو خدا جانے کب سے تاک میں لگا ہوا تھا آگے بڑھا اور ٹھیک اسی مقام پر جہاں اُس لڑکے

نے سجدے میں دعائیں کی تھیں - عدم آپ ثابت کر دیا - جس کو دیکھکر لڑکے کا دل بھر آیا اور وہ زار زار رو دیا اب غور کرنے والے غور کریں کہ بھلا اُس کو ایسا کرنے سے بجز اسکے کہ اُس نے ایک شخص کا دل دکھایا اور کیا فایدہ ہوا - افسوس صد افسوس -

جوں توں کر کے ہاف ٹائم گذرا - پانچ منٹ آرام یا یوں کہئے کہ دعاؤں کے لئے ایک موقع ہاتھ آگیا - اور وقت گذرنے پر پھر میچ شروع ہوگیا - غرض پھر پورے جوش و خروش سے اپنی اپنی کامیابی کیواسطے سر توڑ کوششیں کرنے لگے - خدا کی شان کوئی سترہ بیس منٹ کی کھیل کے بعد تعلیم الاسلام قادیان فٹ بال ٹیم نے ایک گول خالصہ کالجیٹ پر کر دیا - جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا گیا - اور سب نے بلے چون و چرا اُس کو تسلیم کر لیا - اللہ اکبر گول کا ہونا تھا کہ سب لڑکے میدان مقابلہ میں جدھر جس کا مُنہ تھا اور جہاں جو کوئی تھا وہیں اللہ اکبر کر کر سجدے میں گر گئے - تمام احمدی قوم کے افراد جو اس وقت وہاں موجود تھے خدا کی اس ذرہ نوازی پر شکریہ کرتے ہوئے سجدے میں گر گئے - جن کی دیکھا دیکھی عوام اہل اسلام بھی سجدے میں گر گئے - عجیب ایک نظارہ تھا - اور عجیب ہی سماں - حاضرین پر ایک پر خاص اثر ہوا - بجائے اسکے کہ گول کرنے کی خوشی میں چیرز اور ہُرّوں کے نعرے لگائے جاتے اور بڑا غل غپاڑا کیا جاتا - کوئی اچھلتا کوئی کودتا سب کے سب یکدم خدا کی حمد اور ستائش کے لئے سرنیاز زمین پر رگڑ رگڑ کر شکریہ کرنے لگے - سب لوگ اس نظارہ سے متاثر ہوئے اور لڑکوں کی تعریف کرنے لگے -

اس جگہ پر میں ایک عجیب نکتہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو کہ اگرچہ احمدی قوم کی تعلیم کی گھٹی میں شامل ہے مگر موقع اور وقت کے لحاظ سے ایک نکتہ رس طبیعت کے واسطے بڑا ہی قابل تعریف امر ہے - حضرت صاحبزادہ **بشیر الدین محمود احمد** صاحب جو اس وقت موقع میچ میں شریک تھے سجدہ شکر کے بعد اُٹھے اور فرمایا کہ ہم نے تو صرف یہ دعا کی ہے کہ **غیر المغضوب علیہم** - اُن کا یہ فرمانا تھا کہ بجلی کی طرح میرے دل میں وہ سارا سماں بندھ گیا اور ساری حقیقت اس دعا کی میرے دل میں پھر گئی - اور میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی نکتہ رس طبیعت اور **انتقال ذہن** پر عش عش کر گیا - اور پھر میں نے بھی اسی رنگ میں دعا کرنی شروع کر دی تھی بھی دعا [illegible] کے مناسب حال تھی - کیونکہ باقی رہتے ہیں - مقابل کے

لوگ بہت تیز - چالاک - تجربہ کار اور خوب آراستہ تھے اور اُن کا گول کر لینا ایک در نہیں بلکہ اپنی طاقت کی طرف دیکھنے سے تو کبھی گول کر لینا ممکن تھا -

کسی نے کسی ماہر فن جنگ سے پوچھا تھا کہ ہتھیاروں میں سے ہتھیار سب سے اچھا کون سا ہے - اُس نے جواب دیا کہ جو وقت پر کام آجاوے - غرض مناسب موقع اور مناسب حال یہی ایک دعا تھی - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بڑا **فضل** کیا اور انجام بخیر ہوا - اور مقابل کے لوگ کوئی گول نہ کر سکے - اور اس طرح سے خدا نے محض اپنے فضل سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو **فتح** عطا کی - جو کہ لڑکوں کے لئے خصوصاً موجب ازدیاد ایمان ہوئی اور قبولیت دعا کا ایک تازہ نمونہ اُن کو خدا نے اُن کے اپنے وجود میں عطا کر دیا - اس طرح سے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول سنہ ۱۹۱۰ء کا امرتسر کے سرکل میں فٹ بال **چیمپین سکول تسلیم کر لیا** گیا - ہم اس کامیابی پر مجموعہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبار نے نیک اور عمدہ نمونہ دکھا کر کھیل کو عملی رنگ چڑھا دیا مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نیک دل **ہیڈ ماسٹر** صاحب کو **مبارکباد** دیتے ہیں - اور پھر ماسٹر عبدالرحیم صاحب کو بھی مبارکباد دیتے ہیں جن کے زیر نگرانی فٹ بال ٹیم پریکٹس کیا کرتی ہے کہ خدا نے اُن کی محنت کو بارور کیا -

بالآخر ہم یہ بھی لکھ دینا مناسب جانتے ہیں کہ جناب انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ امرتسر نے اس کامیابی پر نہایت ہی خوشنودی کا اظہار کیا - اور جناب ماسٹر عبدالرحیم صاحب اور کپتان ٹیم کو مبارکباد کہی اور فرمایا کہ ہم خوش ہیں کہ آپ کی ٹیم بہت اچھا کھیلی اور دریافت فرمایا کہ آیا قادیان میں کوئی عمدہ فیلڈ مدرسہ کی طرف سے فٹ بال پریکٹس کیواسطے ہے -

بالآخر ہم نیک مزاج منصف دل ریفریوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اپنے فرض منصبی کو نہایت ہی احتیاط اور انصاف سے انجام دیا - اور جن کے نام نامی ہیں - **ایچ سرکار** ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول امرتسر و **مسٹر رام ناتھ** منیجر بی لی این ہائی سکول امرتسر -

اور یہ بھی قابل ذکر اور قابل شکریہ ہے کہ خالصہ ٹیم نے بڑے اخلاق سے کام لیا اور زبان درازی کی اُس شکایت کا ہمیں موقعہ نہیں دیا جو کہ گورداسپور میں پیدا ہوئی -

غرض اس طرح سے نہایت خوشی سے ۵ ½ بجے فارغ ہو کر کُل لڑکے بلند آواز سے تکبیریں کہتے ہوئے واپس اپنے مکان پر پہنچے - اس وقت چونکہ بہت سے

غیر احمدی احباب بھی ہمدردی اور محبت کے اقتضا سے ساتھ ساتھ مکان تک تشریف لائے تھے - لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ ایک مختصر سی دعوت اُن کو دی جاوے - چنانچہ بعض احمدی احباب امرتسر نے ہی چندہ کر کے کچھ شیرینی اُن کے واسطے منگائی - اور دعوت روحانی کے واسطے اول **سکرٹری صاحب** انجمن تشحیذ الاذہان ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے اور پھر **پریزیڈنٹ** حضرت صاحبزادہ میاں **بشیر الدین محمود احمد** صاحب نے مختصر اور لطیف تقریریں کیں اور جلسہ برخاست ہوا -

یہ دونو تقریریں انشاء اللہ کسی دوسری اشاعت میں درج کی جاویں گی -

آخر میں ہم اپنے مکرم دوست شیخ فضل الرحمٰن صاحب ٹریژری کلرک امرتسر کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں - اور اُن کے لئے دست بدعا ہیں - کہ اللہ تعالیٰ اُن کے مال میں برکت دے - اور اُن کو بیش از بیش اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا کرے - جنھوں نے اس کھیل کے موقع پر لڑکوں کے اخلاقی حالات سے خوش ہو کر اور اُن کی اس طرح کی خارق رنگ کی کامیابی دیکھکر لڑکوں کو بڑی پُر تکلف دعوت دی -

ضرورت دعا

مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے وہ تمام طلبار جو اس سال کے امتحان انٹرنس میں شامل ہوئے ہیں اور جن کے نام کسی قدر تعارف اور جوش پیدا کرنے کی غرض سے درج ذیل کئے جاتے ہیں بہت ہی انکسار سے احباب احمدیہ سے اپنی کامیابی کے واسطے خاص خاص اوقات میں دردمندانہ دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں - گوہر دین - عبدالعلی - فضل دین - محمد جمیل - خواجہ عبدالرحمٰن - مستری عبدالرحمٰن - عبدالرحمٰن امرتسری - ولی اللہ شاہ - عبدالحمید - فخر دین - غلام حسین - محمد صادق - عطا محمد - محمد امجد حسین - فیض احمد - عبدالحق -

نیز شیخ مبارک اسمٰعیل جنھوں نے لاہور سے امتحان انٹرنس دیا ہے - ان سب کے حق میں دعائے کامیابی اور سعادت دارین کی جاوے -

کثیر الازدواجی اور ویدک قانون قدرت

۸ جنوری ۱۹۰۸ء کے جالندھری ہیراہ سماز میں اڈیٹر نے جو اپنے آپ کو بڑا ودوان اور جوشیلا دیانندی خیال کرتا ہے "کثیر الازدواجی خلاف قانون قدرت ہے" کے عنوان سے ایک مضمون لکھکر اسلام اور بانی اسلامؑ پر بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ قبل اسکے کہ ہم اسکی تحقیقی جواب مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۴ ۱۹۰۵ء کی طرف متوجہ کریں ہم لالہ جی سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا یہ ویدک قانون قدرت جس کے رو سے کثیر الازدواجی ناجائز ہے لالہ دیانند کے خیالات زاد ہی ہیں یا اس سے پہلے ودوان ویدک رشی اور خصوصاً مصنفان وید بھی اس قانون قدرت کو جانتے تھے اگر امر اول ہے تو دیانندی جانیں اور اُن کا کام۔ کیونکہ اس صورت میں وہ حامیان وید یا پیروان وید کہلانے کی بجائے دیانندی یا دیانندی وید تعلیم یا انند مندرجہ کتب دیانند کے پیرو کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں اور اگر امر دوم ہے تو جو عمل مسلمہ ودوان رشیوں اور مصنفان وید کا ہوگا ہم اُسے عین قانون قدرت کے بموجب تعلیم وید خیال کرینگے اور دیانند کے خیالات کو وید کے برخلاف تصور کرکے اُس کی خود ساختہ تعلیم قرار دینگے۔ اگر دیانندی صاحبان یہ کہیں کہ وید کے رو سے تو کثیر الازدواجی خلاف قانون قدرت ہے اس لئے رشیوں کا عمل ان کے لئے قابل بحث نہیں تو ہم کہینگے کہ پھر ایسے رشیوں کے نمونے اور تعلیم موجودہ زمانہ میں پیش کرکے لوگوں کو ورغلانا جو خود بھی وید کی تعلیم پر نہیں چلتے تھے کہانتک سچائی کی حمایت ہے لالہ دیانند کا خیال تو یہ ہے کہ ایسے کھانے کو خواہ وہ آب حیات ہی کیوں نہ ہو جس میں تھوڑا بھی زہر ہو چھوڑ دینا چاہئے مگر افسوس کہ نہ تو دیانند نے خود اور نہ اُس کے پیروؤں نے آجتک اسپر عمل کیا ورنہ آجکے نال کا بھی معلوم ہو جاتا۔ سید تو خیر مرغی مرغ کی مثال دیکر قابل طعن بنا مگر جن ویدک رشیوں نے کثیر الازدواجی کو جائز مان کر اسپر عمل کیا اور پھر جس ویدک مصنف نے اس خلاف قانون قدرت مسئلہ کی تائید میں مثال بیان کرکے ویدک رشیوں کی تائید کی مزا تو جب ہے کہ سب دیانندی مل کر ایسے ویدک مصنف اور اُس کے رشیوں کے لئے ملامت کا ووٹ پاس کریں اور اُن کو نوابسے کنارہ کشی کرلیں تا کہ لوگ معلوم کرلیں کہ دیانندی [illegible] ہیں وہ کرکے بھی دکھا دیتے ہیں اور حقیقت میں سچ کے حامی ہیں۔ ورنہ فضول بکواس پر جس کے ساتھ عمل نہ ہو کون اعتنا کرسکتا ہے۔

اگر دیانندیوں کے نزدیک اور خصوصاً سماز ہیراہ کے اڈیٹر کے نزدیک یہ مسئلہ فی الحقیقت خلاف قانون قدرت ہے تو سب سے پہلے ملزم دیانندیوں کے نکتہ خیال کے رو سے وید ہی ٹھہرتا ہے جس کے خلاف قانون قدرت مثالیں دیکر دنیا میں اس مسئلہ کا رواج دیا۔ ہم دیانندیوں کی مسلمہ کتب کے حوالوں کے بغیر کچھ رطب و یابس پیش کرنا فضول سمجھتے ہیں ہاں تائید میں ویدک تواریخ کی بھی ورق گردانی کرلیجاوے تو بُرا نہیں۔

اس خلاف قانون قدرت مسئلہ کی بنا پرش سوکت یعنی یجروید کا اکتیسواں ادھیا منتر بائیس پر ہے جس کا ترجمہ لالہ دیانند نے اپنی کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا پیدائش عالم کے باب میں کیا ہے "اے پرمیشور شری اور لکشمی دو پیاری بیویوں کی مثال تیری خدمت گذار ہیں الخ"۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ اگر دو بیویاں رکھنا ویدک ایشور کے نزدیک خلاف قانون قدرت اور جرم ہے تو ایسی خلاف قانون قدرت مثال دینے سے ویدک ایشور کی کونسی عقلمندی ظاہر ہوئی اور پھر وید کی فصاحت کی ٹانگ بھی ٹوٹ گئی۔ افسوس کہ ویدک ایشور نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اس کے نزدیک باپ بیٹی کی مجامعت بھی خلاف قانون قدرت نہیں۔ ورنہ دیانندی اپنے کسی رشی کا قول پیش کریں یا وید کا منتر ہی دکھا دیں۔ کہ خلاف قانون قدرت مثالیں دیکر کوئی کلام فصیح کہلائے جانے اور پھر خدائی کلام کہلائے جانے کا مستحق ہوسکتا ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب اس خلاف قانون قدرت مسئلہ یعنی کثیر الازدواجی پر ویدک رشیوں کے عملدرآمد کا حال دیکھئے۔

(۱) دیانندیوں کے مسلمہ مستند شتھپتھ برہمن کے مصنف رشی یاگیہ ولکیہ کی جن کی تعلیم کا بہت سا حصہ دیانند کی کتب میں بطور اقتباس موجود ہے دو عورتیں بنام میتری اور کاتیانی تھیں اس رشی کے بارے میں دیانندیوں کی یہ رائے ہے کہ یہ رشی ایشور کا سچا جاننے والا تھا (بھارت کی شجاع استریاں حصہ اول ص ۶) سب سے بڑھکر یہ کہ رشی کے معنے ہی یہ ہیں کہ جو شخص تمام علوم سے ماہر ہوکر دوسروں کو پڑھاتا ہے۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ اگر کثیر الازدواجی خلاف قانون قدرت اور ویدک ایشور کے منشا کے خلاف تھی تو ایک ایسے ودوان اور خداشناس رشی کا اسپر عمل کرنا اُسے رشی اور خداشناسی کے درجہ سے گرا رہا ہے وہ اچھا وید کے علوم کا ماہر تھا جس نے نفس کی خاطر وید کی تعلیم پر بٹہ لگایا۔

(۲) ویدوں کی رکشا کرنے والے اور بچانے والے شکوجی مہاراج کی دو پیاری بیویاں پاربتی اور پاروتی نام رکھتی تھیں (بھارت کی شجاع استریاں حصہ ششم اور ہفتم ص ۲۳) جب اُس زمانہ میں جبکہ وید کی تعلیم عالمگیر تھی وید کی رکشا کرنے اور بچانے والے ودوان رشیوں کا یہ حال تھا تو راجوں اور عوام کا کیا کہنا۔

(۳) سری کرشن جی کی آٹھ عورتیں تھیں

(۴) راجہ دشرت کی کیکئی کے علاوہ دو اور رانیاں تھیں (بھارت کی شجاع استریاں حصہ پنجم ص ۴۲)

(۵) مہاراجہ اوتان پاد ولد سوئمبھو منو دو رانیاں بنام سورچی اور سونیتی رکھتے تھے (ایضاً ص ۵۳)

(۶) مہاراجہ شری دلیپ دو رانیاں بھدرا اور [illegible] رکھتے تھے (ایضاً ص ۶۳)

(۷) مہاراجہ پریورت جو سوئمبھو منو کا بیٹا اور راجہ اوتان پاد کا لڑکا تھا پانچ رانیاں رکھتا تھا۔ اجلیا۔ [illegible] (آریہ گزٹ ۲۱ دسمبر ۱۹۰۷ء ص ۱)

(۸) پانڈو کی دو رانیاں کنتی اور مادری تھیں (ایضاً [illegible] ص ۱۱)

(۹) راجہ ارجن کی دروپدی کے علاوہ ناگ خاندان کی شاہزادی اُلوپی۔ منی پور کے راجہ کی لڑکی چترانگدا اور سری کرشن جی کی ہمشیرہ سبھدرا تھیں۔

(۱۰) رشی نارد کے زمانہ میں راجہ ... ہونے کئی عورتوں سے بیاہ کیا۔

(۱۱) وچتر ویریہ کی دو عورتیں تھیں جن سے بیاس جی نے جماع کرکے لڑکے پیدا کئے۔

(۱۲) بھیشم پتامہ کے باپ کی دو عورتیں تھیں۔

(۱۳) بھیم کی دو عورتیں ہڈمبا اور بلندھرا تھیں۔

یہ نہایت مختصر فہرست ہے اب آریہ دیانندی صاحبان بتاویں کہ سوائے موجودہ جاہل متعصب دیانندیوں کے کسی نے بھی وید نہ دیکھے ہوں گے۔ ان کی روشن زمانہ کے ویدک رشی راجے مہاراجے سب ویدوں کی تعلیم کی مذمت کرنے والے اور خلاف قانون قدرت باتوں کے دلدادہ تھے اور اُن کو اتنا بھی معلوم نہ ہوسکا کہ ہم ویدک تعلیم کے خلاف عمل کرکے برا نمونہ قائم کررہے ہیں اور نہ اُن کے زمانہ کے دوسرے ودوانوں نے اُن کو اس عمل سے روکا۔ شاید دیانندی صاحبان بول اٹھیں کہ اس زمانہ میں عورتیں بہت تھیں۔ اس لئے بزرگ رشی نفس پرستی کے لئے کثیر الازدواجی کے پابند رہے اور اسی لئے ویدک مصنف کا دل بھی للچایا۔ کہ اُسے بھی دو بیویاں رکھنی پڑیں۔

ہم نے کافی سے زیادہ ثبوت دیدیا ہے کہ وید کی تعلیم کے رو سے کثیر الازدواجی نہ صرف جائز ہی ہے بلکہ ویدوں کے عروج کے زمانہ میں بڑے بڑے ودوان رشی اور مہاراجے اسپر زور شور سے عمل پیرا تھے۔ اور اگر دیانندی اسی تعلیم کو پیش کررہے ہیں جسے ویدک رشیوں نے پیش کیا تھا تو کم از کم اپنی تائید میں کوئی وید منتر یا کسی رشی کی بحث پیش کریں۔ تا کہ اہل علم دیکھ سکیں کہ دیانندی تعلیم کہاں تک ویدوں کی تائید میں ہے اگر ہیراہ کے ماسٹر نے مدلل طور پر اس معاملہ میں قلم اٹھایا۔ تو ہم اس بارہ میں مزید لکھنے کو تیار ہیں ورنہ فضول بکواس کی طرف چنداں التفات نہ کی جاوے گی۔

وما علینا الا البلاغ

خاکسار محمد منظور الٰہی سوہدروی

سامان ورزش کی فہرست

کرکٹ بیٹ ۔ سپیدے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے مع ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت روپیہ ۔

کرکٹ بیٹ رر رر ہے ریشے دار کشمیر کی لکڑی کین ہینڈل دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ہے ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی جیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۔

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲-۱۳ برس کے واسطے دو بیٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار

بچوں کے لئے فٹ بال مع بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے

رر دھاگے کے میچ

رر رر پریکٹس

کرکٹ وکٹس فی کاپی

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مال از قسم کرکٹ سامان آپکا بیٹ پریکٹس وکٹ ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ میرے خیال میں اس سے بہت کم ہیں اس کو کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں ۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول بجانپور ضلع کانگڑہ ۲۰ ۲/۸

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ سیر پختہ پیس جاتا ہے وزن تخمیناً من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ روپیہ اور دوم مبلغ ہے مبلغ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا

آٹا پیسنے کا خراس

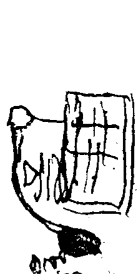

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کون سی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے؟ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے ۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا ۔ اور پیشتر کی بہ نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا ۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے ۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۔ جگر کی شکایات ہیجان صفرا ۔ صفراوی بخار یا تپ ۔ بدہضمی ۔ سوء ہضمی ۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دوار یعنی چکر آنا ۔ درد سر ۔ نفخ کھٹی ڈکاریں آنا ۔ اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکور الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے اجزاء کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں ۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا یعنی پت کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں ۔

بارہ آنہ والی

قیمت ۔ بارہ آنہ والی شیشی میں گولیاں ہیں جو آنہ والی شیشی کی گولیوں سے تگنی ہیں کل دوا فروش فروخت کرتے ہیں یا ڈون پی ۔ او باکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا جیسا جیسا بواسیر باہر نکلی ہوئی یا خونی اور سرخ بادہ ۔ کھجوا ۔ چنبل ۔ داد ۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین نشور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے ۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ فی ڈبیا ۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن ومنافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں ۔ اس تریاق بے نظیر وسریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون وجملہ امراض وبائیہ سے امین رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد وبخار چند منٹ میں دور اور سرسام وگلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت وسرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو کلے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا راز ادائے فیس اس کا نسخہ بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے پاس رکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت ۔

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار ارسال کر کے اجرت سے مطلع فرما دیں

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ ساد کھلا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہ کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی ۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے احتیاطیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگا کر آزماؤ ۔ قیمت

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ستیارتھ پرکاش اور آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے۔ خصوصیت کیساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر۔ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر۔ نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر۔ فیصلہ آسمانی قیمت ۲ر۔

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۴ر) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر۔ حصہ دوم ۴ر۔ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر۔ برہان الحق قیمت ۳ر۔ مجدد المسیح قیمت ۲ر۔ خطبات کریمیہ قیمت ۴ر۔ تفسیر سورہ تبت قیمت ۳ر۔ نمونہ قرآن مجید ۳ر۔

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز شائع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء میں بطور ضمیمہ شائع کر چکا ہوں آخرے پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصول ڈاک ۱۲ر اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ فی بکس ۴ر

المشتہر

مالک کارخانہ احمدیہ طبیب ۔۔۔ ضلع ۔۔۔

اسکاٹس املشن

ہمارے جسموں کے کمزور مقامات کو مضبوط بنا کر ۔۔۔ کر رہا ہے

کے طرز ساخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھپا نہیں جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰
تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی جہاد در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔۔۔ صہ/
۲۔ خواص و معاونین سے ۔۔۔ عـــہ ۵
۳۔ ہندوستان سے باہر ۔۔۔ ۶ لے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ۱۲ روپے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔۔۔ ۱۲ آنہ

نوٹ
عــہ ۸ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۲۲ قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۲ صفر ۱۳۲۶ھ جلد ۱۲

صاحب فنانشل کمشنر بہادر قادیان میں

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ۲۱ مارچ ۱۹۰۸ء صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی تشریف آوری کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی ایک لمبا زمانہ گذرتا ہے کہ قادیان میں کوئی معزز عہدہ دار آیا ہو اس لحاظ سے جناب فنانشل کمشنر صاحب کی تشریف آوری قادیان کے لوگوں کے لئے عموماً اور سلسلہ عالیہ کے لئے خصوصاً بہت ہی خوش کن تھی ایک وقت تھا جب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام ہمام حضرت مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے والد ماجد جناب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم سے ملاقات کرنے کے لئے بڑے بڑے عہدہ دار اور یورپین افسر تشریف لایا کرتے تھے اس وقت قادیان کے سردار و رئیس کی شہرت خاندانی وجاہت اور سرکار انگلشیہ کی خیر خواہی کی وجہ سے دنیوی رنگ میں دور دور تھی۔ مگر جب وہ زمانہ بدل گیا سرکار انگریزی سے اس وفادار خاندان کا بحیثیت ممبر خدا تعالیٰ کے فضل سے اسکی طرف کھینچا گیا اور دنیوی شان و شوکت کا خیال اسکے دل سے محو ہو گیا اور وہ مخلوق الٰہی کی روحانی بھلائی اور بہتری کیلئے مامور ہو کر آیا ہے اور اصلاح خلق کیلئے مہدی اور مسیح کہلا کر پبلک میں نکلا اور اگرچہ وہ شہرت نہیں ملا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کیطرح گھوڑوں اور سواروں سے گورنمنٹ کی مدد کرتا مگر سچی جو خدمت کی اور کسی غرض کیلئے نہیں بلکہ محض خدا تعالیٰ کیلئے کی وہ بلا مبالغہ گورنمنٹ کی بے نظیر خدمت ہے مرزا صاحب مرحوم نے تو غدر کے وقت خدمت کی تھی مگر ہمارے امام نے لوگوں کی ایسی اصلاح شروع کی ہے کہ غدر کے خیالات ہی ایک جماعت کے دل سے دور کر دیئے جائیں اور آئندہ کسی وقت کے لئے گورنمنٹ کو ایسا اندیشہ ہی نہ رہے۔ اس وقت تیغ و سنان کی جنگ گورنمنٹ کیلئے اتنی نقصان رساں نہیں جسقدر خیالات میں بدظنی اور بغاوت کے خیالات کا پیدا ہونا ہے پس آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے مامور ہو کر اور منصب جلیل پر ممتاز ہو کر جو دنیا میں حیرت انگیز انقلاب کا مترادف سمجھا گیا ہے ایک ایسا تغیر پیدا کیا جسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ مہدی اور مسیح کی آمد کا مسئلہ ایک خطرناک مسئلہ سمجھا جاتا تھا اور مسلمانوں نے علمی و عملی غلط فہمی کی وجہ سے یہ سمجھ رکھا تھا کہ آنیوالے مہدی اور مسیح کا کام صرف جنگ ہوگا اس لحاظ سے یہ عقیدہ سخت خوفناک ہو چکا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اپنے طرز عمل اور تعلیم سے دکھا دیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسکی اشاعت کیلئے تلوار کی حاجت نہیں۔

اور آنیوالا مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہوگا اور اسلام کی اشاعت عملی نمونہ اور خدا تعالیٰ کی خارق عادت تائیدوں سے کریگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی منشا اور وحی کے مطابق آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور خونی مہدی اور خونی مسیح کے اعتقادات کو حرف غلط کی طرح مٹا ڈالا اور اسطرح پر جو جماعت تیار کی اعتقادی طور پر اسکی سیرت میں اصلاح اخلاق وفاداری اور شکر گذاری اور گورنمنٹ انگلشیہ کیلئے سچی اطاعت کی روح پھونک دی اپنی شرائط بیعت میں اس امر کو داخل کر دیا۔ پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ ستر اسی کے قریب کتابیں تالیف کر کے انہیں گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات اور محاسن کو ممالک اسلامیہ میں کثرت سے پھیلایا۔ غرض چونکہ زمانہ خیالات کے نشو و نما اور ترقی کا ہے اور سواروں اور تلواروں کی حاجت نہ تھی اسلئے حضور نے گورنمنٹ انگلشیہ کے بہی خواہوں کی جماعت پیدا کرنے میں بہت بڑی کوشش فرمائی اور یہ کوشش کسی صلہ اور اجر کے لئے نہیں بلکہ

محض خدا کیلئے اور خدا کے حکم سے

میں اس مضمون سے دور نکل جاؤنگا اگر اسی سلسلہ سخن کو دراز کرونگا اس لئے پھر اسی مطلب کی طرف آکر کہتا ہوں کہ سالہا سال کے بعد قادیان کو یہ موقع ملا کہ صوبہ پنجاب کا ایک ذمہ دار اعلیٰ آفیسر اس سرزمین میں خیمہ زن ہوا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ جو سرکار انگلشیہ کیلئے مذہبی رنگ میں خاص جوش وفاداری رکھتا ہے کیطرف سے اسکے خیر مقدم کے لئے بڑی خوشی اور فرحت کے ساتھ انتظام کیا گیا چنانچہ صاحب ممدوح کے اترنے کے لئے کیمپ کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کیا گیا اور انجمن نے اپنے معزز مہمان کو اپنی زمین مدرسہ میں اترنے کا موقعہ دیا۔ اس مقصد کے لئے ایک شاندار کیمپ مدرسہ کی نئی عمارت کیلئے مجوزہ زمین میں تیار کیا گیا۔ چونکہ فنانشل کمشنر بہادر کے ہمراہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور وقیقہ رس نیکدل صاحب ڈپٹی کمشنر مسٹر سی ایم کنگ اور صاحب مہتمم بندوبست بھی تھے اس لئے یہ معاملہ بہت وسیع اور کھلا تھا مجھے ضرورت نہیں کہ میں اسکی آرایش اور تیاری کا لمبا ذکر کروں بس ہے کہ خوش قسمتی سے یہ خدمت میرے ہی سپرد تھی۔ تاہم میں مطمئن ہوں کہ خدمت کے سرانجام دینے میں مجھے کامیابی ہوئی۔ ہاں میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کیمپ کی درستی میں جناب ملک قادر بخش صاحب تحصیلدار بٹالہ نے پوری مدد دی اور جس محنت اور جفاکشی سے انہوں نے اس موقع پر اپنے فرض کو ادا کیا وہ اسی ایک بات سے ظاہر ہے کہ بٹالہ کی تحصیل کے تین مقامات متواتر تھے جس میں اتنے بڑے ڈیرے کا انتظام اور اہتمام معمولی بات نہیں۔ مگر انہوں نے

نے کمال تندہی اور جفاکشی سے اپنے فرض کو انجام دیا اور اس دورہ کے ختم کے ساتھ ہی ٹیکا طاعون کے ... لئے پہاڑ نہیں دورہ پر نکلنا پڑا میں یقین کرتا ہون کہ صوبہ پنجاب کا ایک رفیع عہدہ دار جو گورنمنٹ پنجاب کے بعد دوسرے ہی نمبر پر ہے تحصیلدار صاحب کی ان خدمات کو قابل قدر نظر سے دیکھیگا۔

بہرحال کیمپ تیار کیا گیا۔ صاحبان ممدوح کے گذرنے کے لئے ایک سڑک بنائی گئی اور داخلہ کیلئے ایک شاندار دروازہ تیار کرایا گیا جس کے سنہری حروف اپنے معزز مہمان کو **خیر مقدم کہتے تھے۔**

صاحبان ممدوح ۲۱ مارچ کو گیارہ بجے کے قریب قادیان میں داخل ہوئے۔ قادیان کی سرحد پر حضرت اقدس علیہ السلام کے بڑے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور صدر انجمن احمدیہ کے واجب الاحترام سکرٹری خواجہ کمال الدین صاحب اور خواجہ جمال الدین صاحب نے صاحبان ممدوح کا استقبال کیا اور کیمپ کے باہر مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء نے سلام کیا۔ تعلیم الاسلام سکول کے طلباء یہاں دورویہ کھڑے تھے اور ان کے ہاتھ میں تعلیم الاسلام کا جھنڈا ایک طرف صداقت اور وفاداری کا مضمون لئے ہوئے سکول موٹو دوسری طرف لہرا رہا تھا۔ صاحبان ممدوح نے ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ سے بعض ضروری امور دریافت کئے اور پھر طلباء کا سلام لیتے ہوئے ان کے حلقہ میں دروازہ تک پہونچے۔ جہاں صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں نے آپ کا استقبال کیا حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اپنی جماعت کے ان معزز اور سرگروہ ممبروں کو نام بنام پیش کیا۔ جو اس موقعہ پر حاضر تھے۔ اس تقریب پر ہولی کی تعطیلات کیوجہ سے بہت سے احباب قادیان میں موجود تھے۔ بہرحال صاحب ممدوح اس جماعت کو ملکر اس موقعہ پر بہت خوش ہوئے۔ اسی موقعہ پر سلسلہ کلام میں خواجہ صاحب نے اپنے معزز مہمان کو حضرت مسیح موعود ایسے جلیل الشان میزبان کیطرف سے **شام کی دعوت کا پیغام پیش کیا۔**

جس کا جواب بعد میں دینے کے وعدہ پر صاحب ممدوح اپنے کیمپ میں تشریف لے گئے اور جماعت کے منتخب افراد جناب صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر سے ملے ان کے کیمپ میں مسٹر سی ایم کنگ کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی حاجت نہیں وہ ضلع بڑا خوش قسمت ہے۔ جہاں مسٹر کنگ سا ڈپٹی کمشنر ہو آپ نہایت اخلاق سے پیش آئے اور ہمارے معروضات کو نہایت توجہ سے سنا۔

تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے معائنہ مدرسہ کا ارادہ ظاہر فرمایا ایڈیٹر الحکم اور جناب شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ابھی کیمپ ہی میں موجود تھے۔ جو انہیں اطلاع ملی۔ چنانچہ وہ صاحب ممدوح کے ساتھ مدرسہ تعلیم الاسلام کو آئے۔

دروازہ پر ٹرسٹیاں مدرسہ اور قوم کے معزز افراد نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا استقبال کیا صاحب ڈپٹی کمشنر ہر ایک سے نہایت محبت سے ملے اور مدرسہ کے تمام لڑکوں اور جماعتوں اور صیغوں کو نہایت توجہ اور دلچسپی سے دیکھا اور اظہار مسرت فرمایا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی نئی عمارت کا نقشہ بھی ملاحظہ فرمایا۔ اور پھر مدرسہ کی رائے بک اپنی رائے لکھنے کے لئے مانگی اور پچھلے افسروں کے معائنوں کو پڑھا۔ ان تمام امور کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جناب فنانشل کمشنر صاحب کیطرف سے قبول دعوت کا شکریہ کے ساتھ پیغام دیا جس پر صاحبان ممدوح کا شکریہ انجمن کیطرف سے کیا گیا۔ چنانچہ شام کی دعوت صاحبان ممدوح کو حضرت مسیح موعود کی طرف سے دی گئی۔ اگرچہ یہ معمولی باتیں ہیں مگر میں یہاں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز اور رفیع ارکان ہر موقعہ پر ان افراد اور خاندان کی عزت افزائی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ جو اسکے ساتھ دوستانہ اور وفادارانہ تعلقات رکھتے ہیں حضرت مرزا صاحب کے والد بزرگوار کے زمانہ میں جیساکہ میں اوپر لکھ چکا ہون گورنمنٹ کے بڑے بڑے عہدہ داران کے مکان پر بلاتکلف آتے اور دعوت کھاتے رہتے اس موقعہ پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام اور پیشوا کی دعوت کو قبول کرکے ان معزز عہدہ داران نے سلسلہ احمدیہ کے افراد کے دلوں میں گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی کے خیالات کو بیش از بیش بڑھا دیا ہے۔

اس تقریب پر سب سے بڑی اور اہم بات حضرت مرزا صاحب کی ملاقات ہے۔

بعض نادانوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس سرکاری عہدہ داروں سے ملتے نہیں۔ حالانکہ یہ امر محض افترا پر مبنی ہے۔ جو شخص اپنے سلسلہ کے اغراض اور تعلیم میں گورنمنٹ کی خیرخواہی اور اطاعت کا سبق دیتا ہے۔ تو اسے اگر کسی عہدہ دار سے ملنے کا موقع پیش آوے تو اسے کب انکار ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں اسے تو خداتعالے کیطرف سے علم ہے۔ کہ لوگوں کی ملاقات سے تھکنا نہیں پھر وہ تو کسی کے ملنے سے بھی انکار نہیں کرسکتا۔ ہاں چونکہ اس دنیاداروں اور خوشامدیوں کیطرح وہ کسی سے نہیں ملتے جن کی غرض صرف کسی خطاب کی خواہش یا اور مطالب کا حصول ہوتا ہے اور حضرت مرزا صاحب اپنی خدمات ان اغراض کے لئے نہیں کر رہے ہیں اس لئے انہیں جبکہ اس قسم کے اغراض سے خداتعالے نے بالاتر فرمایا ہے اور آپ کے قلب پر ان امور کا اثر ہی نہیں۔ تو وہ اس خیال اور رنگ میں رنگین کیوں ہون۔ بہرحال اثناء گفتگو میں جبکہ فنانشل کمشنر صاحب بہادر نے حضرت مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ تو قرارداد کے موافق شام کو پانچ بجے آپ کیمپ میں تشریف لے گئے۔ اس وقت نظارہ عجیب تھا۔ کیمپ کے ارگرد مخلوق خدا کا ایک تانتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب معہ چند خدام کے صاحب فنانشل کمشنر صاحب بہادر کے کمرہ ملاقات میں وقت مقررہ پر پہونچے۔ فنانشل کمشنر صاحب بہادر نہایت اخلاق اور اکرام کے ساتھ **حضرت مرزا صاحب کو اپنے خیمہ کے دروازہ پر ملے اور بڑے احترام کے** ساتھ جو دونوں ملنے والوں کی شان کے شایان تھا پیش آئے حضرت اقدس اور احباب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھی موجود تھے۔ مہمان اور میزبان میں نہایت مسرت کے ساتھ سلسلہ کلام شروع ہوا۔ حضرت مرزا صاحب پون گھنٹہ تک مناسب وقت اپنے سلسلہ کے اغراض اور مقاصد اور اپنے تعلقات گورنمنٹ پر گفتگو فرماتے رہے۔ مجھے یقین ہے کہ فنانشل کمشنر صاحب بہادر کے لئے یہ پہلا موقعہ ہوگا۔ کہ کوئی بالکل بے غرض انسان ان سے ملا ہے۔ آخر میں صاحب فنانشل کمشنر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی ملاقات پر بہت ہی مسرت کا اظہار فرمایا۔ ازان بعد حضرت مرزا صاحب واپس تشریف لے آئے اور صاحب ممدوح نے - - - - - - - - - - - - - آپ نے اپنے اعلیٰ اخلاق کا ثبوت دیا اور بتایا کہ باوجود ایسے معزز رتبہ اور عہدہ کے بھی وہ قابل عزت انسانوں کی تکریم کرتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے کہ وہ دیسی شرفا سے نفرت کرتے ہیں۔ آخر میں میں جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی رائے متعلق مدرسہ درج کرتا ہون اور ساتھ ہی اس خیر مقدم کو درج کر دیتا ہون جو اس تقریب پر میں نے شائع کیا تھا۔

رائے۔

آج اس مدرسہ کے معائنہ کے لئے جاکر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس انسٹیٹیوشن کے مہتممین تعلیم میں حقیقی دلچسپی سے کام لیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ انکی قابل تعریف کوشش ضلع کے اس حصہ میں تعلیم پھیلانے میں کامیابی حاصل کرینگی قصبہ کے باہر ایک معقول قطعہ زمین مدرسہ کیواسطے خرید لیا گیا ہے جو نقشہ میں نے دیکھا ہے۔ وہ امید دلاتا ہے۔ کہ اس جگہ پر بہت خوبصورت عمارت تعمیر ہو جائیگی۔

دستخط۔ سی ایم کنگ ڈپٹی کمشنر کیمپ قادیان۔ ۲۱ مارچ ۱۹۰۸ء

خاص پرچہ الحکم

جو بہ تقریب تشریف آوری عالیجناب فنانشل کمشنر صاحب بہادر پنجاب و جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور و جناب مہتمم بندوبست صاحب بہادر ضلع گورداسپور شائع ہوا۔

خیر مقدم

اے آمدنت باعث آبادی ما + ذکر تو بود زمزمہ شادی ما

ہیچمیرز ایڈیٹر الحکم سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے وفاداری اور اخلاص کی جوش کے ساتھ جو اس سلسلہ کو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ بباعث اسکے احسانات عظیمہ کے جو تمام مسلمانوں پر عموماً اور ہم احمدیوں پر خصوصاً ہیں مندرجہ بالا افسران ذی وقار کو قادیان کے مقام پر تشریف آوری کیلئے **ویل کم** کہتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ کہ ہمیں گورنمنٹ برطانیہ کے سایہ عاطفت میں اپنے سید و مقتدا امام ہمام حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ہدایتوں کے موافق اپنی محسن گورنمنٹ کو دلی شکریہ کے ایسے موقعے ملتے رہیں امید ہے صاحبان ممدوح اس ہیچمیرز کی ...

کلماتِ طیّبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(۲۴؍ مارچ ۱۹۰۸ء بوقت سیر)

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب جو کسی کار ضروری کے واسطے حضرت اقدس کی اجازت سے امروہہ تشریف لے گئے ہوئے تھے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی حضور کا ایک دجال نے بڑا دجل کر رکھا ہے اور بعض جاہل اور بے علم لوگ اس کے اس دھوکے میں آئے ہوئے ہیں کہ اس نے اپنی کتاب میں ۲۵ یا ۲۶ دفعہ چاند اور سورج گرہن رمضان میں ہونیکا ثبوت دیا ہے۔

اس پر

فرمایا کہ ہم نے اس بات سے کبھی انکار نہیں کیا کہ پہلے بھی رمضان میں کبھی کسوف خسوف ہوا ہو۔ بلکہ ہم تو نظام شمسی کے قائل ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ کبھی پہلے بھی ایسا واقعہ ہو گیا ہو۔ ہمارا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ جن **شرایط** اور لوازم کا ذکر حدیث دارقطنی میں درج ہے ایسا آج سے پہلے کبھی واقع نہیں ہوا۔ مثلاً اس حدیث میں صاف تاریخ مقرر کی گئی ہے کہ چاند گرہن اپنے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے اول تاریخ میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے ان کے نصف میں یعنے **تیرھویں چاند** اور **اٹھائیسویں** کو سورج گرہن ہوگا۔ اور اس وقت پہلے سے ایک **مدعی مہدویت** کا دعویٰ موجود ہوگا۔ نہ کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کو دیکھکر دعویٰ کرے گا۔ بلکہ وہ پیشتر ہی سے دعویٰ موجود ہوگا اور اسکی تائید و نصرت کے واسطے آسمان پر اسطرح **جیسے** چاند اور سورج گرہن ہوگا۔ اور علاوہ اس کے اور اور نشانات زمینی و آسمانی اور دلایل و براہین سے اپنے دعویٰ کو مبرہن کرتا ہوگا۔ اور اس کا دعویٰ خوب طرح سے شہرت پاکر دور دور اطراف میں **مشہور ہو گیا ہوگا۔**

پس کیا عبد الحکیم نے ایسا ہی ثبوت دیا ہے کہ وہ پہلے گرہن جو رمضان میں واقع ہوئے تھے ان میں سے کوئی ان شرایط و لوازم اور قید تاریخ سے بھی واقع ہوا تھا اور کیا اس وقت پہلے اس کے کہ وہ اسطرح کا موعودہ کسوف خسوف ظہور میں آوے کوئی مدعی مہدویت اور مسیحیت موجود تھا جس نے اپنے دعویٰ کو عام شایع بذریعہ سے شایع بھی کیا ہو۔ اور اس کا دعویٰ دنیا میں شہرت یافتہ ہو۔ اور پھر اس کے ساتھ کوئی آسمانی یا زمینی نشان اور تائیدات بھی موجود ہوں یا قرآن و حدیث سے مبرہن کیا گیا ہو۔ ہمارا مطالبہ تو ان شرایط اور لوازم کے ساتھ کسوف خسوف ثابت کرنیکا ہے۔

دیکھو اس واقعہ کا بیان تو انگریزی اخبارات مثل سول ملٹری اور پایونیر وغیرہ نے بھی کر دیا تھا کہ اس ہیئت کذائی سے اس سے پہلے کبھی کوئی ایسا واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔

اس سے بڑھکر دجل اور بے ایمانی اور کیا ہوگی کہ سب لوازم کو ترک کر کے صرف ایک بات کو ہاتھ میں لیکر اعتراض کر دینا۔ دکھانا تو یہ چاہئے تھا کہ ایسا نشان ظاہر ہونے سے پہلے کہ وہ **مقررہ تاریخوں** میں ظاہر ہوا ہو کوئی **مدعی** بھی موجود ہو۔ پھر اس نے **دعویٰ** بھی کیا ہو۔ اس **دعوے** کی **اشاعت** بھی کی ہو۔ اور اس کو آیات و نشانات ارضی و سماوی اور دلایل قاطعہ سے **مبرہن** بھی کیا ہو۔

یونہی زبان اعتراض ہلا دینے سے کیا ہوتا ہے۔ اس طرح سے تو تمام نبوت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

اسجگہ ہم ناظرین کو اس انعامی مضمون کیطرف توجہ دلاتے ہیں جو الحکم مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں خاں صاحب اکبر شاہ خاں احمدی نجیب آبادی کیطرف سے ایک ماہ میں جواب دینے کے واسطے مبلغ ایک سو اسی روپیہ انعام کے وعدہ پر شایع کیا گیا تھا۔ بلکہ راقم مضمون اب بھی موقع دیتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب ہمت اس انعام کو حاصل کرنا چاہیں تو پھر ایک ماہ کی اور میعاد دیجاتی ہے۔ جو کانا دجال یا اس کا کوئی اور ہم خیال یا حمایتی اب ہی طبع آزمائی کر کے اس انعام کو حاصل کریں۔ ہم خرما و ہم ثواب +

مولوی عبد اللہ خاں صاحب پٹیالوی نے عرض کیا کہ حضور تمام جماعت پٹیالہ نے بڑا شکر کیا تھا جس دن یہ شخص جماعت میں سے خارج کیا گیا تھا۔ وہ بارہا مجھ سے یوں مخاطب ہوا کرتا تھا کہ مولوی صاحب جب کونین میں شفائی خاصیت موجود ہے تو کیا ضرورت ہے کہ عبد الحکیم کو ڈاکٹر مانے ہی سے کونین شفا دے۔

اسطرح جب توحید الٰہی پر ایمان لانے کا نتیجہ نجات ہے تو کیا ضرورت ہے کہ ہم محمدؐ کو نبی مانیں۔ بلکہ جسطرح سے کونین بغیر اس کے بھی کہ کسی زید و بکر کو ڈاکٹر تسلیم کیا جاوے نفع پہونچاتی ہے اسی طرح توحید بھی اپنے نفع پہنچانے اور نجات دلانے کے لئے کسی کے رسول اور نبی ماننے کی محتاج نہیں۔

فرمایا۔ ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ بجائے اس کے کہ نعوذ باللہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض سنیں بہتر ہے کہ ایمان لانے کی ضرورت نہ سمجھنے والا سوال سنیں کیوں عبد الحکیم ہی کو جماعت سے خارج نہ کر دیں۔

۲۵؍ مارچ ۱۹۰۸ء بوقت سیر

جناب خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن فرخ آباد کے گذشتہ نوابی حالات کا ذکر کرتے ہوئے ان کی تباہی اور بربادی اور ان کے محلات کے کھنڈرات بن جانے کے متعلق ذکر کرتے تھے۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ پہلے بادشاہوں کے زمانہ میں یہ قاعدہ ہوتا تھا کہ ان کے درباروں میں کوئی نہ کوئی اہل اللہ بھی موجود ہوا کرتے تھے جنکی صلاح مشوروں سے بادشاہ کام کیا کرتے تھے اور ان کی دعاؤں سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ مگر اب وہ حال نہیں رہا۔ بلکہ ان مسلمانوں کا بھی بنی اسرائیل والا حال ہو گیا ان کو بھی خدا نے بوجہ ان کی بدکاریوں کے چھوڑ دیا تھا اور کوئی نصرت انکی نہیں ہوتی تھی۔ وہی حال اب بھی ہو رہا ہے۔ اسلام کی نصرت اور مدد کا خدا نے خود وعدہ کیا ہے مگر کوئی مسلمان بھی ہو۔ مسلمان تو خود ہی مورد قہر و عذاب الٰہی ہو رہے ہیں انکی نصرت کیسے ہو۔

یہ چند ہندوستانی مسلمانوں کی ریاستیں جو خدا کے قہر کا نشانہ بنیں اگر یہ کچھ بھی نیک طینت ہوتے تو خدا ضرور ان کو محفوظ رکھتا اور انکی نصرت کرتا۔ یہ عذاب اور تنزل جو ان کو نصیب ہوا یہ انکی اپنی ہی بدعملیوں کا باعث تھا۔

دیکھو بنی اسرائیل کو خود حضرت موسیٰؑ کے ہوتے ہوئے شکست ہوئی تھی۔ اسمیں بھی یہی وجہ تھی کہ انکی حالت خود جاذب نصرت نہیں تھی۔ بلکہ حضرت موسیٰؑ نے انکو کہدیا تھا اس وقت مقابلہ مت کرو۔ موقع مناسب نہیں اور نہ ہی وہ وقت ایسا ہے کہ تمہاری نصرت ہو +

صلاح الدین ایک نیک بخت شخص تھا۔ نماز روزہ کا بھی پابند تھا چنانچہ خدا تعالیٰ نے بھی انکی تائید کی اور سخت سے سخت مشکلات اور مخالفوں کے حملوں میں اسکو فتح نصیب کی۔ اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی قوم بگڑ جاتی ہے اور خدا کو چھوڑ کر دنیا کیطرف جھک جاتی ہے اور بدکاریوں اور فسق و فجور میں غرق ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک دوسری قوم کو خود اپنے ارادہ سے اس پر مسلط کر دیتا ہے۔

ایک دوست نے خط کے ذریعہ اس امر کا استفسار کیا کہ میری والدہ میری بیوی سے ناراض ہے اور مجھے طلاق کے واسطے حکم دیتی ہے۔ مگر مجھے بیوی سے کوئی رنجش نہیں میرے لئے کیا حکم ہے

فرمایا کہ والدہ کا حق بہت بڑا ہے اور اسکی اطاعت فرض ہے گمر پہلے یہ دریافت کرنا چاہئے کہ آیا اس ناراضگی کی تہ میں کوئی اور بات تو نہیں ہے۔ جو خدا کے حکم کے بموجب والدہ کی ایسی اطاعت سے بری الذمہ کرتی ہو۔ مثلاً اگر والدہ اس سے کسی دینی وجہ سے ناراض ہو یا نماز روزہ کی پابندی کیوجہ سے ایسا کرتی ہو تو اس کا حکم ماننے اور اطاعت کرنیکی ضرورت نہیں اور اگر کوئی ایسا مشروع امر ممنوع نہیں ہے جب تو وہ خود واجب الطلاق ہے۔

اصل میں بعض عورتیں محض شرارت کیوجہ سے ساس کو دکھ دیتی ہیں۔ گالیاں دیتی ہیں۔ ستاتی ہیں۔ بات بات میں اسکو تنگ کرتی ہیں۔ والدہ کی ناراضگی بیٹے کی بیوی پر بے وجہ نہیں ہوا کرتی۔ سب سے زیادہ خواہشمند بیٹے کے گھر کی آبادی کی والدہ ہوتی ہے۔ اور اس معاملہ میں ماں کو خاص دلچسپی ہوتی ہے۔ بڑے شوق سے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے خدا خدا کر کے بیٹے کی شادی کرتی ہے تو بھلا اس سے ایسی امید وہم میں بھی آسکتی ہے کہ وہ بیجا طور سے بیٹے کی بہو سے لڑے جھگڑے اور خانہ بربادی چاہے۔ ایسے لڑائی جھگڑوں میں عموماً دیکھا گیا ہے کہ والدہ ہی حق بجانب ہوتی ہے۔

ایسے بیٹے کی بھی نادانی اور حماقت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ والدہ تو ناراض ہے مگر میں ناراض نہیں ہوں۔ جب اسکی والدہ ناراض ہے تو وہ کیوں ایسے بے ادبی کے الفاظ بولتا ہے کہ میں ناراض نہیں ہوں۔

یہ کوئی سوکنوں کا معاملہ تو ہے نہیں۔ والدہ اور بیوی کے معاملہ میں اگر کوئی دنیوی وجہ نہیں تو پھر کیوں یہ ایسی بے ادبی کرتا ہے۔ اگر کوئی وجہ اور باعث ہے تو فوراً اسے دور کرنا چاہئے۔ خرچ وغیرہ کے معاملہ میں اگر والدہ ناراض ہے اور یہ بیوی کے ہاتھ میں خرچ دیتا ہے تو لازم ہے کہ ماں کے ذریعہ سے خرچ کراوے۔ اور کل انتظام والدہ کے ہاتھ میں دے۔ والدہ کو بیوی کا محتاج اور دست نگر نہ کرے۔

بعض عورتیں اوپر سے نرم معلوم ہوتی ہیں مگر اندر ہی اندر وہ بڑی بڑی نیش زنیاں کرتی ہیں۔ پس سبب کو دور کرنا چاہئے اور جو وجہ ناراضگی ہے اس کو مٹا دینا چاہئے۔ اور والدہ کو خوش کرنا چاہئے۔

دیکھو شیر اور بھیڑیئے اور اور درندے بھی تو ہلانے سے ہل جاتے ہیں اور بے ضرر ہو جاتے ہیں۔ دشمن سے بھی دوستی ہو جاتی ہے اگر صلح کیجاوے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ والدہ کو ناراض رکھا جاوے۔

فرمایا کہ ایک شخص کی دو بیویاں تھیں۔ بیویوں میں باہمی نزاع ہو جانے سے ایک بیوی خود بخود بلا اجازت اپنے میکے چلی گئی۔ وہ شخص میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں طلاق دیدوں میں نے سوچا کہ یہ معاملات بہت باریک ہوتے ہیں۔ سوکن کو بڑی بڑی تلخیاں اٹھانی پڑتی ہیں اور بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ بعض عورتیں اپنی مشکلات کیوجہ سے خودکشی کر لیتی ہیں۔ جسطرح سے دیوانہ آدمی مرفوع القلم ہوتا ہے اسیطرح سے یہ بھی ایسے معاملات کیوجہ سے مرفوع القلم اور واجب الرحم ہوتی ہیں۔ کیونکہ سوکن کے مشکلات بھی دیوانگی کی حد تک پہونچا دیتے ہیں۔

اصل بات یہ تھی کہ وہ شخص خود بھی دوسری بیوی کیطرف ذرا زیادہ التفات کرتا تھا اور وہ بیوی بھی اس بیچاری کو کوستی اور تنگ کرتی تھی آخر مجبور ہو کر اور ان مشکلات کی برداشت نہ کر کے چلی گئی۔ چنانچہ اس شخص نے خود اقرار کیا کہ واقعی یہی بات تھی اور اپنے ارادہ سے باز آیا۔

ایسے قصوروں کو تو خود خدا ہی معاف کر دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے لاتحملنا مالاطاقة لنابه جو امر فوق الطاقت اور ناقابل برداشت ہو جاوے اس سے خدا بھی درگذر کرتا ہے۔

دیکھو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بھی ایسا ہی ہے۔ جو کہ مومنین کی دادی تھی پہلی مرتبہ جب وہ نکالی گئی تو فرشتہ نے اسے آواز دی اور بڑی تسلی دی۔ اور اس سے اچھا سلوک کیا۔ مگر جب دوسری مرتبہ نکالی گئی تو سوکن نے کہا کہ اس کو ایسی جگہ چھوڑ دو جہاں نہ دانہ ہو نہ پانی۔ اسکی غرض یہی تھی کہ وہ اس طرح سے ہلاک ہو کر نیست و نابود ہو جاویگی۔ اور حضرت ابراہیم کا ایسا منشا نہ تھا مگر خدا نے حضرت ابراہیم کو کہا کہ اچھا جسطرح یہ کہتی ہے اسیطرح کیا جاوے۔ اور سارہ کی بات کو مان لے۔

اصل میں بات یہ تھی کہ خدا کا منشا قدرت نمائی کا تھا۔ توریت میں یہ قصہ مفصل لکھا ہے۔ بچہ جب بوجہ شدت پیاس رونے لگا تو بیوی ہاجرہ رضی اللہ عنہا پہاڑ کیطرف پانی کی تلاش میں اور ادھر گھبراہٹ سے دوڑتی بھاگتی پھرتی رہی۔ مگر جب دیکھا کہ اب یہ مرتا ہے تو بچے کو ایک جگہ ڈالکر پہاڑ کی چوٹی پر دعا کرنے لگ گئی کیونکہ اسکی موت کو دیکھ نہ سکتی تھی۔ اسی اثنا میں غیب سے آواز آئی کہ ہاجرہ۔ ہاجرہ۔ لڑکے کی خبر لے۔ وہ جیتا ہے۔ آکر دیکھا تو لڑکا جیتا تھا۔ اور پانی کا چشمہ جاری تھا۔ اب وہی کنواں ہے جس کا پانی ساری دنیا میں پہونچتا ہے اور بڑی حفاظت اور تعظیم اور شوق سے پیا جاتا ہے۔

غرض یہ سارا معاملہ بھی سوکنوں کے باہمی حسد و ضد کیوجہ سے تھا۔

فرمایا خدا کا نام ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ وہی ظاہر ہے اور کوئی ظاہر نہیں۔ خدا کا ظہور دنیا میں انبیاء کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ انبیاء کا وجود خدا کے ظہور کا باعث ہوتا ہے انبیا کے آنے سے پہلے خدا مخفی ہوتا ہے۔ لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں۔ اور زبان حال سے دنیا بول اٹھتی ہے کہ گویا خدا ہے ہی نہیں۔ انبیاء آکر دنیا کو خواب غفلت سے جگاتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے خدا اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اسیواسطے انبیاء خدا نما کہلاتے ہیں۔ وہ خود فنا ہو جاتے ہیں جب خدا کا ظہور ہوتا ہے۔ دیکھو جب تک انسان اپنے نفسانی جذبات اور خودی سے فنا نہ ہو جاوے جبتک خواہ الہام بھی ہوں اور کشوف بھی دکھائے جاویں مگر کسی کام کے نہیں ہیں۔ کیونکہ بجز اس کے کہ خدا میں اپنے آپ کو فنا کر دیا جاوے یہ امور عارضی ہوتے ہیں اور دیرپا نہیں ہوتے اور انکی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

دعا کی قبولیت کا بھی یہی راز ہے انسان جبتک اپنی خواہشات ساراروں اور علموں کو ترک کر کے خدا میں فنا نہ ہو جاوے اور خدا کی قدرت کاملہ اور قادر مطلق ہونے اور سننے اور قبول کرنیوالا ہونے پر یقین کامل اور پورا وثوق نہ رکھتا ہو جبتک دعا بھی ایک بے حقیقت چیز ہے۔ فلسفیوں کو کیوں قبولیت دعا پر ایمان نہیں ہوتا اس کی یہی وجہ ہے کہ ان کو خدا کی وسیع قدرت اور باریک در باریک سامانوں کے پیدا کر دینے والا ہونے پر ایمان نہیں ہوتا۔ اور وہ خدا کی قدرت کو محدود جانتے ہیں۔ اور اپنے تجارب اور علوم پر ہی بھروسہ کر بیٹھتے ہیں۔ ان کو اپنے تجارب کے مقابلہ میں یہ خیال ہی نہیں ہوتا کہ خدا بھی ہے اور وہ بھی کچھ کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے بعض اوقات بعض سخت سخت مہلک امراض میں وہ لوگ یقینی اور قطعی حکم لگا دیتے ہیں کہ یہ شخص بچ نہیں سکتا۔ یا اتنے عرصے میں مر جاوے گا۔ یا اس طرح سے مرے گا۔

مگر بیسیوں مثالیں ایسی خود ہماری چشم دید میں اور بعض کو ہم جانتے ہیں جن میں باوجود ان کے یقینی اور قطعی حکم لگا دینے کے خدا تعالے نے ان بیماروں کے واسطے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ آخر کار بچ گئے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض وہ بیمار جن کے حق میں یہ لوگ موت کا قطعی اور اٹل فتوے دے چکے تھے زندہ سلامت ہو گئے اور کسی دوسرے موقعہ پر ان کو ٹل کر شرمندہ کیا۔ اور ان کے علم و دعویٰ کو بھی شرمندہ کیا ہے۔

حدیث میں آیا ہے مامن داء الا وله دواء۔ ایک مشہور ڈاکٹر کا ہمیں قول یاد ہے وہ کہتا ہے کہ کوئی مرض بھی ناقابل علاج نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہماری سمجھ اور عقل و علم کا نقص ہے کہ ہمارے علم کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرض کیواسطے بعض ایسے ایسے اسباب پیدا کئے ہوں جن سے وہ شخص جس کو ہم ناقابل علاج یقین خیال کرتے ہیں قابل علاج اور صحت یاب ہو کر تندرست ہو جاوے۔ پس قطعی حکم ہرگز نہ لگانا چاہئے بلکہ اگر رائے ظاہر ہی کرنی ہو تو یوں کہدو کہ ہمیں ایسا شک پڑتا ہے مگر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسے سامان پیدا کر دے کہ جن

خطبہ جمعہ

از حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ کذالک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تہتدون۔

قرآن کریم کی ان آیات میں اصل الاصول اس آخری فیضان کا جو آخری حد اور کمال پر پہنچا ہوا ہو۔ بیان کیا گیا ہے۔ نیکی کا نتیجہ خدا کا فیضان ہوتا ہے۔ سو ان آیات میں نیکی اور پھر اس کے فیضان کے اصل الاصول کا بیان ہے۔

اللہ تعالےٰ ایمان اور پھر ایمان کے بابرکت بنانے کے واسطے انسان کو یوں خطاب کرتا ہے۔ کہ تقویٰ کرو۔ اور تقوےٰ بھی ایسا کہ جو حق تقوےٰ ہو۔ اور مومن منتہی بن جاؤ۔

ایمان اور تقوےٰ کی سچی بنا اور اصلی جڑ عقاید صحیحہ ہیں۔ سو انسان کا فرض ہے کہ تکمیل ایمان اور تقوےٰ کے لئے ان عقاید صحیحہ کی تلاش اور جستجو کرے۔ اور وہ بھی اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کی ایک آیت میں بیان فرما دیئے ہیں۔ جہاں فرمایا ہے۔ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب الخ ۲ سپارہ رکوع ۶۔ تقوےٰ کی جڑ اور بنیاد سچے عقاید ہیں۔ اور ان کی جڑ کی بھی جڑ کیا ہے۔ امن باللہ۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا۔ کہ وہ ہر بدی سے منزہ اور کل صفات کاملہ کا مالک۔ اور حقیقۃً وہی معبود مقصود اور مطلوب ہے۔ اس کے اسماء۔ افعال۔ اور صفات پر کامل ایمان لانا۔ اور کہ وہ نیکی سے خوش اور بدی سے ناراض ہو کر نیکی کی عوض انعامات اور بدیوں پر سزا دینے والا اور قادر مقتدر ہستی ہے۔ وہ رب ہے۔ رحمٰن ہے رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ غرض انسان اس طرح سے جب حقیقی طور سے اللہ کے صفات سے آگاہی حاصل کر کے ان پر کامل ایمان لاتا ہے تو پھر ہر بدی سے بچنے کے واسطے اس کو جناب الٰہی سے ایک راہ عطا کی جاتی ہے جس سے وہ بدیوں سے بچ جاتا ہے۔ فطرت انسانی میں یہ امر روز ازل سے ودیعت کر دیا گیا ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے واسطے یقیناً مضر جانتا ہے اس کے نزدیک تک نہیں جاتا بھلا کبھی کسی نے کسی سلیم الفطرت انسان کو کبھی جان بوجھ کر آگ میں ہاتھ ڈالتے یا آگ کے انگارے کھاتے ہوئے دیکھا ہے؟ یا کوئی شخص اس حالت میں کہ اس کو اس امر کا وہم ہی ہو۔ کہ اس کے کھانے میں زہر کی آمیزش ہے۔ اس کھانے کو کھاتے دیکھا ہے؟ یا کبھی کسی نے ایک کالے سانپ کو حالانکہ وہ جانتا ہو۔ کہ اس کے دانت نہیں توڑے گئے اور اس میں زہر اور کاٹنے کی طاقت موجود ہے۔ کسی کو ہاتھ میں بے خوف پکڑنے کی جرأت کرتے دیکھا ہے؟ یاد رکھو کہ اس کا جواب نفی میں ہی دیا جائیگا۔ کیونکہ یہ امر فطرت انسانی میں مرکوز ہے۔ کہ جس چیز کو یہ ضرر رساں یقین کرتا ہے اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ اور حتی الوسع اس سے بچتا رہتا ہے۔ تو پھر غور کا مقام ہے۔ کہ جب انسان خدا پر کامل یقین رکھتا ہو۔ اور اس کے صفات سے خوب آگاہ ہو۔ اور یہ بھی یقین رکھتا ہو۔ کہ خدا نیکی سے خوش اور بدی سے ناراض ہوتا ہے اور سخت سے سخت سزا دینے پر قادر ہے۔ اور سزا دیتا ہے۔ اور یہ کہ گناہ حقیقت میں ایک زہر ہے۔ اور خدا کی نافرمانی ایک بھسم کر دینے والی آگ ہے۔ اور اس کو آگ کے جلانے پر۔ اور زہر کے ہلاک کر دینے پر۔ اور سانپ کے کاٹنے سے مر جانے پر جیسا ایمان ہے۔ اگر ایسا ہی ایمان خدا کی نافرمانی اور گناہ کرنے پر خطرناک عذاب اور ہلاکت و عذاب کا یقین ہو۔ تو کیونکر گناہ سرزد ہو سکتا ہے۔ اور کیونکر خدا کی نافرمانی کے انگارے کھائے جا سکتے ہیں۔ دیکھو انسان اپنے مربی۔ دوست یار۔ آشنا۔ اور کسی طاقتور با اختیار حاکم کے سامنے کسی بدی اور گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ اور گناہ کرتا ہے تو چھپ کر کرتا ہے۔ کسی کے سامنے نہیں کرتا۔ تو پھر اگر اس کو خدا پر اتنا ایمان ہو۔ کہ وہ غیب در غیب اور پوشیدہ در پوشیدہ انسانی اندرونہ اور وسوسوں کو بھی جانتا ہے۔ اور یہ کہ کوئی بدی خواہ کسی اندھیری سے اندھیری کوٹھڑی میں جا کر کیا جاوے۔ اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور یہ کہ وہ انسان کا بڑا مربی۔ رب۔ محسن۔ اور احکم الحاکمین ہے۔ تو پھر انسان کیونکر گناہ کی جگر سوز آگ میں پڑ سکتا ہے۔

پس ان باتوں میں غور کرنے سے نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ کہ انسان کو خدا اور اس کے صفات اور افعال اور علیم و خبیر اور بصیر ہونے سے واقف ہونے اور قادر مقتدر اور منتقم شدید البطش ہونے پر ایمان نہیں۔ ہر بدی خدا کے صفات سے غافل ہونے کی وجہ سے آتی ہے۔ صفات الٰہی پر ایمان لانے کی کوشش کرو۔

انسان اگر خدا کے علیم خبیر اور احکم الحاکمین ہونے پر ہی ایمان لاوے اور یقین جانے کہ میں اس کی نظر سے کسی وقت اور کسی جگہ بھی غایب نہیں ہو سکتا تو پھر بدی کہاں اور کیسے ممکن ہے۔ کہ سرزد ہو۔ غفلت کو چھوڑ دو۔ کیونکہ غفلت گناہوں کی جڑ ہے۔ ورنہ اگر غفلت اور خدا کے صفات سے بے علمی اور بے ایمانی نہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ خدا کو قادر مقتدر اور احکم الحاکمین علیم و خبیر اور اخذ شدید والا مان کر اور یقین کر کے بھی اس سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ حالانکہ اپنے معمولی دوستوں۔ آشناؤں حاکموں۔ اور شرفا کے سامنے جن کا نہ علم ایسا وسیع اور نہ اُن کی طاقت اور حکومت خدا کے برابر اُن کے سامنے بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے رُکتا ہے۔ اور خدا سے لاپرواہ ہے۔ اور اس کے سامنے گناہ ... کئے جاتا ہے۔ اس کی اصل وجہ صرف ایمان کی کمی۔ اور صفات الٰہی سے غفلت اور لاعلمی ہے۔

پس یقین جانو کہ اللہ اور اس کے اسماء اور صفات پر ایمان لانے سے بہت بدیاں دور ہو جاتی ہیں ۔ پھر انسان کی فطرت میں یہ بھی دکھا گیا ہے کہ انسان اپنی ہتک اور بے عزتی سے ڈرتا ہے اور جن باتوں میں اسے اپنی بے عزتی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ان سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ پھر غور کرنا چاہئے۔ کہ دنیا میں اس کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے گھر میں یا محلے میں یا گاؤں یا شہر میں یا اگر بہت ہی مشہور اور بہت بڑا آدمی ہے تو ملک میں بدنام ہو سکتا ہے۔ مگر قیامت کے دن جہاں اولین و آخرین خدا کے کل انبیاء اولیاء۔ صحابہ۔ اور تابعین اور کل صالح اور متقی مسلمان بزرگ۔ باپ دادا و پڑدادا وغیرہ اور ماں بہن بیوی بچے غرض کل اقربا اور پھر خود ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہوں۔ تو ذرا اس نظارے کو آنکھوں کے سامنے رکھ۔ اس ہتک اور بے عزتی کا خیال تو کرو۔ اور اس نظارے کو ہمیشہ آنکھ کے سامنے رکھو۔ اور پھر دیکھو تو سہی کیا گناہ ہونا ممکن ہے۔ جب انسان ذرا سی بے عزتی اور معدود چند آدمیوں میں ہتک کے باعث ہونے والے کاموں سے پرہیز کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے۔ کہ کہیں میری ہتک نہ ہو جاوے۔ تو پھر جس کو اس نظارے کا ایمان اور یقین ہو جس کا نام یوم الآخرۃ ہے تو بھلا اس سے بدی کہاں سرزد ہو سکتی ہے۔ پس یوم الآخرۃ پر ایمان لانا بھی بدیوں سے بچاتا ہے۔

تیسرا بڑا ذریعہ نیکی کے حصول و توفیق اور بدی سے بچنے کا ایمان بالملائکہ ہے۔ جب نیکی کی تحریک ایک ملک کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس تحریک کو مان لینے سے اس ملک کو اس آدمی والے سے انس اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ تعلق گہرا ہو جاتا ہے اور اس طرح سے ملائک کے نزول تک نوبت پہنچ جاتی ہے پس چاہئے کہ انسان کے دل میں جب کوئی نیکی کی تحریک پیدا ہو۔ فوراً اس کو مان لے اور اس کے مطابق عمل درآمد کرے اور اس پر اچھی طرح سے کاربند ہو جاوے۔ ورنہ اگر اس موقع کو ہاتھ سے دے دیگا۔ تو پچھتانا بے سود ہوگا۔ بعض لوگ پچھتاتے ہیں۔ کہ فلاں وقت اور موقع کیسا اچھا تھا۔ یہ کام ہم نے کیوں اس وقت نہ کر لیا۔ پس نیکی کی تحریک کا موقع فرصت اور وقت مناسب اور نیک فال سمجھکر فوراً مان لینا چاہیئے۔ اس طرح سے نیکی کی توفیق بڑھتی جاتی ہے۔ اور انسان بدیوں سے دور ہوتا جاتا ہے +

پھر اس بات کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالٰے کی کامل رضامندی اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ صرف کتب الہیہ کی سچی پیروی کے سوا خدا کی رضامندی ممکن ہی نہیں۔ خدا کی پہچان اور اس کی ذات صفات اور اسماء کا پتہ خدا کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے بغیر لگ ہی نہیں سکتا۔ خدا کے اوامر و نواہی اور عبادت و فرمانبردار کے احکام معلوم کرنے کا ذریعہ کتب الہیہ ہی ہیں جو خدا کے پاک رسولوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں +

غرض انسان کے عقاید درست ہوں تو فروعات خودبخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ انسان کو لازم ہے۔ کہ اصل الاصول پر توجہ کرے فروعات تو ضمنی امور ہیں اور اصول کے ماتحت غور کر کے دیکھو۔ کہ جن انجمن جس کمیٹی اور سوسائٹی نے صرف فروعات میں کوشش کی ہے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئی۔ دیکھو اگر جڑ ہی خشک ہو تو پتوں کو پانی میں تر کرنے سے کیا فائدہ جڑ سیراب ہونی چاہئے درخت مع اپنے تمام شاخوں اور پتوں کے خودبخود سرسبز و شاداب ہو جاوے گا۔ اور ہرا بھرا نظر آنے لگے گا۔ ورنہ اگر جڑ ہی قایم نہیں تو پتوں اور شاخوں کو خواہ پانی میں ہی کیوں نہ رکھو وہ ہرگز ہرگز ہری بھری نہ ہوں گی۔ بلکہ دن بدن خشک ہوتی جاوین گی +

پس تم عقاید کی طرف توجہ کرو۔ دیکھو امام صاحب کے دل میں جماعت کی خیرخواہی اور بہتری کے ہزاروں ہزار خیالات بھرے ہیں۔ ساٹھ یا ستر کے قریب کتب موجود ہیں مگر سامنے جو بات پیش کی ہے وہ صرف ایک مختصر اور پُرمعانی چھوٹی سی بات ہے کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا**۔ حضرت امام علیہ السلام نے بھی اسی قرآنی اصول کو ہاتھ میں رکھکر یہ مختصر سا فقرہ تمہارے سامنے رکھا ہے۔ اگر اصل قوی ہاتھ میں آجاوے تو فروعات خود سنور جاتے ہیں اور انسان ہر قسم کی نادانی۔ جہالت۔ گناہ۔ اور بدکاری سے مضائقہ کرنے لگ جاتا ہے۔ ہر کام میں سوچے گا۔ کہ آیا میں دین کو مقدم کر رہا ہوں یا دنیا کو حکام کے سامنے۔ مقدمات میں۔ بڑے بڑے گھبرا دینے والے مصائب ہیں۔ شادی میں غم میں۔ رسم میں۔ رواج میں۔ خویش اقارب میں۔ دوستی میں دشمنی میں۔ لین دین میں غرض اپنے کل کاموں میں دیکھنا پڑے گا کہ آیا میں دنیا کو دین پر تو مقدم نہیں کر رہا۔ تو اس طرح سے ہر بدی دور ہو جاوے گی۔ اور دین مقدم ہو جاوے گا۔ جو سراسر رشد اور سرتاپا نور ہے +

ان مرسلوں کا قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ بدی کے دنیا میں پھیلنے کے وقت ان کے اندر خدا کی طرف سے ایک ہمت۔ استقلال۔ توجہ۔ دعا۔ قول موجہ اور فیضان کے طلب کرنے کی کوشش اور تدبیر پیدا کر دی جاتی۔ اور مرض کے مناسب حال دوائی ان کو دی جاتی ہے +

آج کل دنیا کے کالج۔ انجمنیں۔ سوسائٹیاں کمیٹیاں انجمنیاں کمپنیاں غرض جسے دیکھو اسی کے اغراض و مقاصد حصول دنیا ہے۔ کسی طرح سے دنیوی ترقی ہو۔ کوئی ایسی راہ نکل آوے کہ دنیوی معراج نصیب ہو جاوے جسے دیکھو اسی دنیا کی دھن میں مصروف ہے۔ طبیبوں کو دیکھو فلاسفروں کو دیکھو سب کی غرض و غایت یہی حصول دنیا ہے۔ بڑے بڑے امتحانوں کی مشکل سے مشکل محنتیں اور کثیر سے کثیر اخراجات کیوں برداشت کئے جاتے ہیں۔ صرف اسی واسطے کہ کسی طرح سے دنیا نصیب ہو جاوے

دیکھو اگر کسی کے چہرے پر ذرا سا نشان پھل بہری کا نمودار ہو جائے تو اس کے والدین۔ خویش اقارب یار دوستوں۔ کو کیسے کیسے فکر لگ جاتے ہیں علاج کے واسطے کہاں سے کہاں تک پہنچتے ہیں کتنا روپیہ خرچ کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ خرچ برداشت کرتے ہیں۔ وقت صرف کرتے ہیں مشکل سے مشکل تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ مگر کیوں صرف اس لئے کہ تا اس چند روزہ دنیوی زندگی میں تکلیف نہ ہو۔ لیکن اگر فکر نہیں اور بےفکری اور لاپرواہی ہے تو کس بات کی صرف دین کی۔ نہیں خرچ کرتے تو کس کے لئے دین کے لئے مرتد ہو جاوے۔ نماز نہ پڑھے۔ خدا سے غافل ہو منکر ہو اس کی پرواہ نہیں۔ چند روزہ زندگی کے واسطے تو اتنی فکر ہے۔ فکر نہیں تو کس کا لازوال اور ابدالآباد زندگی کا +

پس یہ زمانہ بلحاظ اپنی پرفتن حالت کے اسی امر کا متقاضی تھا۔ کہ کوئی مرد خدا ایسا آتا جو دین کو مقدم کرنے کا عہد لیتا۔ اس مرض کی یہ دوا تھی۔ اور اس وقت کے مناسب حال یہی تعلیم تھی

میں نے ایک شخص کو نصیحت کی کہ تم قرآن شریف بھی پڑھا کرو۔ آخر وہ بھی خدا کی ایک نعمت ہے۔ تو جواب میں بلاتامل یوں کہا۔ کہ پھر کوئی نعمت اعلیٰ قسم کی عمدہ اور میری شان کے شایان حمایل عطا کر دیجئے۔ جائے غور ہے کہ آخر اپنے دیگر ضروریات دنیوی کے واسطے بھی تو ہزاروں روپیہ خرچ کرتا تھا۔ اگر ایک یا دو روپیہ خرچ نہیں کر سکتا تھا۔ تو کس کے لئے دین کے لئے +

غرض دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک اصل ہے جو حضرت امام نے ہمارے ہاتھ میں دیا ہے۔ کام میں کاج میں۔ سونے میں جاگنے میں۔ کھانے میں پینے میں۔ لباس میں پوشاک میں۔ گھر میں باہر میں۔ عادات میں رسم و رواج میں شغل میں۔ اور رہنے کا رہی میں۔ شادی میں غم میں لین دین میں۔ غرض اپنے کل کاروبار میں اسی اصل کو نصب العین رکھو اور جانچتے رہو۔ کہ دنیا مقدم ہے یا کہ دین + پھر ولایت کا کونسا درجہ ہے جس کو تم حاصل نہیں کر سکتے +

دیکھو تم جو اس وقت اس جگہ موجود ہو۔ عمروں میں مختلف ہو۔ بلحاظ قوم کے آپس میں بڑے بڑے اختلاف ہیں۔ رسوم و رواج عادات تعلیم و تربیت خیالات امنگیں بالکل مختلف ہیں۔ عزت اور مرتبوں کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ پھر باوجود ان اختلافات کے گرمی ہے۔ اور پھر قحط کی مصیبت ہے۔ ان سب مشکلات کے ہوتے ہوئے پھر ایک ہی کشش سے تم کیسے یکدم جمع ہو گئے ہو۔ ذرا اس میں غور تو کرو۔ اسی طرح سے **واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا** اللہ تعالےٰ کی طرف چلنے کے واسطے بھی اسی طرح یکجا کوشش کرو + دعا کرو کہ باوجود ہر قسم کے اختلاف کے وحدت کی روح پھونکی جاوے۔ اور بغض کینے عداوتیں سب دور ہو کر باہمی محبت اور اتحاد پیدا ہو جائے تکلیف میں صبر اور استقلال نصیب ہو جاوے۔ سو ظنی اٹھ جاوین اور خدا کی ذات پر دور ہو جاوے۔ مصائب اور شدائد میں خدا کے ساتھ صلح ہو جاوے۔ غرض دعاؤں سے کام لو اور وحدت مانگو۔ تا وحدت کے فیوض سے بھی مستفید ہو سکو۔ **واذکروا اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم** دیکھو دیان کی زبان۔ یہاں کا لباس یہاں کا کوئی منظر یا کوئی فضا۔ اس نواح کے لوگوں کے اخلاق و عادات یا رسم و رواج کچھ بھی ایسا دلچسپ

ہے جس سے لوگ اس طرح اس کے گرویدہ ہوکر دور دور سے اس طرح سمٹ آتے جیسے پروانے شمع پر۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ میرے خیال میں تو یہ بھی ایک **وادیٔ غیر ذی زرع** ہے۔ اس **وادیٔ غیر ذی زرع** میں زبان کا کمال تو تھا۔ مگر یہاں تو وہ بھی نہیں۔ وہاں جو کچھ تھا جو ایک خوبی سمجھی جاتی تھی یہاں وہ بھی تو نہیں صرف ایک آواز ہے جو خدا کے ایک برگزیدہ انسان نے خدا سے نصرت اور تائید کے الہام پاکر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی دلکش دلآویز اور سریلی راگنی گائی۔ اور فرشتے ان کو سمیٹ کر لے آئے۔

پس اسی طرح اپنی آخرت کے واسطے بھی ذرا دنیا ترک کرنے میں سر توڑ کوششیں کرو۔ اور اس کے واسطے دعاؤں اور نالوں میں مشغول رہو۔ دعاؤں سے سامان مہیا ہوں گے اور توفیق عطا کی جاوے گی۔

دیکھو قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جب کسی امام سے یا پیر و مرشد سے تعلق کرتا ہے تو سوچتا ہے کہ مجھے اس سے کیا فائدہ پہنچا اور اس کو مجھ سے کیا نفع ہوا۔ سو اگر ان لوگوں کے ساتھ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اگر اول ہی اول بڑے بڑے لوگ شامل ہو جاویں تو وہ جب غور کریں کہ ہم سے ہیں کیا فائدہ پہنچا تو معاً ان کے دلوں میں یہ خیال آجاتا ہے کہ ہمیں تو جو فائدہ ہوا سو ہوا مگر اس پر ہمارے بڑے بڑے احسان ہیں۔ ہماری وجہ سے اس کو عزت ملی۔ ہمارے مالوں سے اس کے سارے کام چلے۔ ہماری وجہ سے اس کو شہرت نصیب ہوئی۔

غرض اس طرح سے وہ سلسلہ پر اپنا احسان رکھتے ہیں۔ اس واسطے خدا جو کہ قادر مقتدر ہستی اور سب کا مالک ہے اس نے یہ قاعدہ بنا دیا ہے کہ ماموروں اور مرسلوں کے ساتھ ابتدا میں معمولی اور غریب لوگ ہی شامل ہوا کرتے ہیں۔ اور جتنے اکابر اور بڑے بڑے مدبر کہلانے والے ہوتے ہیں وہ ان کے مقابل میں کھڑے کر دیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی سفلی کوششیں ان کے نابود کر دینے میں صرف کر لیں۔ اور اپنے سارے زوروں سے ان مرسلوں کی بیخ کنی کے منصوبے کر لیں پھر ان کو ذلیل اور پست کر دیا جاتا ہے اور خدا کے بندوں کی فتح اور نصرت ہوتی ہے اور وہ آخر کار کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ تاکوئی خدائی سلسلہ پر احسان نہ رکھے۔ بلکہ خدا کی قدرت نمائی اور ذرہ نوازی کا ایک بین ثبوت ہو کر ان مومن مستضعفوں کے دلوں میں ایمانی ترقی ہو۔ اور ان کے دلوں میں خدا کے جلال اس کی قدرتوں اور کرموں کے گن گانے کے جوش پیدا ہوں۔

پس تم اس خیال کو کبھی بھی دل میں جگہ نہ دو کہ اکابر اور بڑے بڑے مالدار اور دنیادار عظام تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ اگر تم ذلیل ہو تو تم سے پہلے بھی کئی گروہ تمہاری طرح ذلیل گزرے ہیں مگر آخر کار کامیابی کا تمغہ ایسے پاک اور مومن ذلیلوں ہی کو عطا کیا جایا کرتا ہے۔

دیکھو موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون کیسا زبردست اور جبروت والا بادشاہ تھا مگر خدا نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین۔ کس طرح سے ان ضعیف اور کمزوروں کو اپنے احسان سے امام اور بادشاہ بنا دیا۔

دیکھو یہ **باتیں صرف کہنے ہی کی نہیں بلکہ عمل کرنے کی** ہیں۔ عمل کے اصول کے واسطے کہنے والے پر حسن ظن ہونا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اگر دل میں ہو کہ کہنے والا مرتد فاسق و فاجر ہے۔ منافق ہے تو پھر نصیحت سے فائدہ اٹھانا معلوم اور عمل کرنا ظاہر۔ بعض اوقات شیطان اس طرح سے بھی حملہ کرتا ہے اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیتا ہے کہ دل میں نصیحت کرنے والے کے متعلق بدظنی پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے واسطے بھی وہی ہتھیار ہے جس کا نام دعا۔ دردمند دل کی اور سچی تڑپ سے نکلی ہوئی دعا ہے۔

عقائد صحیحہ کے ساتھ مال کا انفاق بھی ضروری ہے۔ خیرات کرنا۔ قریبیوں۔ رشتہ داروں پر یتیم بچوں کو دینا۔ مسکینوں اور مسافروں کو دینا۔ سوالیوں کو اور غلام آزاد کرنے میں خرچ کرنا۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مال عزیز خرچ کرنا۔ نمازیں باقاعدہ اخلاص اور ثواب کے ماتحت ادا کرنی۔ اور ایک مقررہ حصہ اپنے مال میں سے الگ کرنا جس کا نام زکوٰۃ ہے۔ رنج میں مصائب میں شدائد میں مقدمات میں غربت میں صبر اور استقلال سے قدم رکھنے والے ہی خدا کو پیارے ہیں۔ انہی کا نام خدا نے صادق رکھا ہے۔ اور یہی متقی ہیں۔

ایک ہو جاؤ۔ اور وحدت کا رنگ چڑھ جاوے۔ یہاں آنیوالوں کے واسطے نہایت ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے میل ملاپ کریں۔ پتہ مقام دریافت کریں۔ نام و نشان پوچھیں۔ اور آپس میں تعارف حاصل کریں۔ یہ بھی ایک راہ ہے وحدت کے پیدا ہونے کی۔

اور اگر کوئی کہے چلو جی ہمیں کیا ہم تو ہیں پنجاب کے اور یہ ہیں ہندوستان کے اس سرے کے۔ ہم تو آپس میں ملیں جلیں اوروں سے کیا غرض و غایت تو وہ نادان نہیں سمجھتا کہ یہ امر وحدت کے متضاد ہے۔ بلکہ چاہیے کہ ہر ایک یہاں کے آنیوالے کے نام و نشان سے بخوبی واقفیت اور آگاہی ہو۔ اور ایک دوسرے کے حالات پوچھے جاویں۔ اسی طرح سے تعلق ہو جاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے آنیوالے وحدت چاہتے ہیں **اخوان** کے معنے اور مفہوم بھی یہی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے والے ہوں۔ تعارف کو بڑھانا چاہیے۔

خدا تمہاری محنتوں۔ مشقتوں۔ جانفشانیوں کو رحم سے دیکھے اور قبول کرے اور آخر تک استحکام اور استقلال بخشے۔ یہانتک کہ کوچ کا وقت آجاوے۔ اور تم اپنے اقرار کے پورے پکے رہنے والے ہو۔ اور اللہ کی رضا کے حاصل کرنے والے اور مقدم کرنیوالے بنو۔ آمین۔

جلسہ

بات کا موقع تو کم ہے۔ آپ لوگوں کے آج یہاں پر آجانیکا تو ہمیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اللہ ہی نے یہ ایک موقع نکال دیا ہے اور یہ اسکی خاص حکمت ہے۔ میں فروعات کے جھگڑوں کو پسند نہیں کرتا۔ مجھے ایک بات آپ سے کہنی ہے اور وہ یہ ہے کہ سننے والے اس وقت میرے سامنے کچھ بچے ہیں۔ کچھ جوان کچھ ادھیڑ ہیں اور کچھ بوڑھے ہیں۔ سب کو یہ بات سناتا ہوں کہ میرا بھی تجربہ ہے اور محبت اور بھلائی کے لحاظ اور بہتری کی امید سے میں نے مناسب سمجھا کہ سنا دوں۔

یاد رکھو کہ ابتدا کی عادات۔ لڑکپن اور جوانی کی بدعادتیں ایسی طبیعت ثانی بن جاتی ہیں کہ آخر ان کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ پس ابتدا میں دعا کی عادت ڈالو۔ اور اس ہتھیار سے کام لو کہ کوئی بدعادت بچپن میں نہ پڑ جاوے۔ بڑے بڈھے اپنی اولاد کے واسطے دعائیں کریں۔ اور لڑکے اور جوان اپنے واسطے آپ کریں کہ ابتدا میں عادات نیک ان کو نصیب ہوں۔

بعض وقت دیکھا ہے کہ بڑے بڑے عابد زاہد اور صلحاء کے ساتھ ساتھ وہ بچپن کی عادات چلی جاتی ہیں۔

دیکھو جھوٹ بولنا۔ چوری کرنا۔ بدنظری کرنا۔ بیجا ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرنا غرض کل بدعادتیں ان سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اور دعا سے کام لینا چاہیے۔ جوں جوں عمر پختہ ہوتی جاتی ہے توں توں بدعادات بھی راسخ ہوتی جاتی ہیں۔ بعض اوقات دل میں ایک شیطانی وسوسہ آجاتا ہے کہ چلو جی جہاں اور اتنی نیکیاں ہیں ایک بدی ہی سہی۔ خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ اس کے فریب میں مت آنا اور ابتدا ہی سے ان بدیوں کے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش اور سر توڑ سعی کرتے رہنا چاہیے۔ اور ان باتوں کے واسطے عمدہ علاج دعا۔ استغفار لاحول۔ اور الحمد شریف کا پڑھنا اور صحبت صالحین ہے ✝

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء (سیر)

فرمایا اگر انسان تکبر چھوڑ دے اور اخلاق اور ملنساری سے پیش آوے تو یہ ایک بھاری معجزہ ہوتا ہے۔ اخلاقی معجزہ ہمیشہ اپنے اندر ایک زبردست تاثیر رکھتا ہے۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ سچی تعلیم اور پاک ایمان کا اثر اخلاق سے ظاہر ہوتا ہے۔ درجہ کمال کے دو ہی حصہ ہیں ایک تعظیم اوامر الٰہیہ۔ دوسرے شفقت علیٰ خلق اللہ۔ امر اول کا تعلق تو دل سے اور خدا سے ہوتا ہے جسکو بجز ایک سرکوئی نہیں جان سکتا۔ دوسرا پہلو چونکہ خلقت سے تعلق رکھتا ہے اور

اول ہی اول انسان کی نظر انسانی اخلاق پر پڑتی ہے۔ سو اخلاق کا کمال ایک بڑا ہتھیار کی طرح اثر ڈالنے والا معجزہ ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کے کئی ایک نمونے پائے جاتے ہیں کہ بعض لوگوں نے محض آپ کے اخلاقی کمال کی وجہ سے اسلام قبول کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مشرک عیسائی مہمان آیا۔ صحابہ رضوان اللہ اس کو اپنا مہمان بنانا چاہتے تھے۔ مگر آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں یہ میرا مہمان ہے۔ اس کا کھانا میں لاؤں گا۔ چنانچہ اس مشرک کو آنحضرت نے اپنے ہاں مہمان رکھا اور اسکی بہت خاطر تواضع کی اور عمدہ عمدہ کھانے اس کو کھلائے اور عمدہ مکان اور اچھا بستر اس کو رات بسر کرنے کے واسطے دیا۔ مگر وہ بوجہ کھانا زیادہ کھا جانے کے بدہضمی کی وجہ سے رات بھر اسی کوٹھڑی میں رفع حاجت کرتا رہا۔ مکان اور بستر خراب کر دیا۔ صبح منہ اندھیرے ہی شرم کے مارے اٹھ کر چلا گیا۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کی اور وہ نہ ملا تو بہت ہی افسوس کیا۔ اور کپڑے جو پاخانہ سے آلودہ ہو گئے تھے خود اپنے دست مبارک سے صاف کر رہے تھے کہ وہ رستہ میں واپس آ گیا کیونکہ وہ اپنی ایک بیش قیمت صلیب بھول گیا تھا۔ اس کو آتے دیکھکر آنحضرت بہت خوش ہوئے اور اس سے کوئی اظہار رنج نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ نے اس کی مدارات اور خاطر کی اور اسکی صلیب نکالکر اسکو دیدی۔ وہ شخص اس واقعہ سے ایسا متاثر ہوا کہ وہیں **مسلمان** ہو گیا۔

اس کے سوا اور کئی ایسے ایسے واقعات اس قسم کے اعلیٰ درجہ اخلاق کے موجود ہیں۔ غرض یہ ہے کہ **اخلاقی معجزہ** صداقت کی ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔

یہ نہایت درجہ کا ظلم ہے کہ اسلام کو ظالم کہا جاتا ہے۔ حالانکہ **ظالم وہ خود ہیں جو تعصب** کی وجہ سے بے سوچے سمجھے اسلام پر بیجا **اعتراض** کرتے ہیں اور باوجود بار بار سمجھانے کے نہیں سمجھتے کہ اسلام کے کل جنگ اور مقابلے کفار مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر دفاعی رنگ میں حفاظت جان و مال کی غرض سے تھے اور کوئی بھی حرکت مسلمانوں کی طرف سے ایسی سرزد نہیں ہوئی جس کا ارتکاب اور ابتدا پہلے کفار کیطرف سے نہ ہوا ہو۔ بلکہ بعض قابل نفرین حرکات کا مقابلہ بتقاضائے وسعت اخلاق آنحضرت نے خود عمداً ترک کرنے کا حکم دیدیا تھا۔ مثلاً کفار میں ایک سخت قابل نفرت رسم تھی جو کہ وہ مسلمان مردوں سے کیا کرتے تھے مگر آنحضرت نے اس قبیح فعل سے مسلمانوں کو قطعاً روک دیا۔

قرآن شریف میں بڑی بسط و تفصیل سے اس امر کا ذکر موجود ہے مگر کوئی غور کرنیوالا اور بے تعصب دل سچائی اور حق کی پیاس بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ قرآن شریف میں صاف طور سے اس امر کا ذکر آگیا ہے کہ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ یعنے ہر ایک شرارت اور فساد کا ابتدا پہلے انہی کیطرف سے ہوا ہے بلکہ قرآن شریف نے تو اس امر کی بڑی وضاحت کر دی ہے کہ جنہوں نے تلوار سے مقابلہ کیا ان کا مقابلہ تلوار سے کیا جاوے۔ اور جو لوگ الگ رہتے ہیں اور انہوں نے ایسی جنگوں میں کوئی حصہ نہیں لیا ان سے تم بھی جنگ مت کرو بلکہ ان سے بیشک احسان کرو اور ان کے معاملات میں عدل کیا کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔

اب جائے غور ہے کہ قرآن شریف نے جن اضطراری حالتوں میں جنگ کرنے کی اجازت دی ہے کون سی آج اس زمانہ میں کوئی بھی حالت موجود ہے؟ ظاہر ہے کہ کوئی جبر و تشدد کسی دینی معاملہ میں ہم پر نہیں کیا جاتا بلکہ ہر ایک کو پوری مذہبی آزادی دی گئی ہے۔ اب نہ کوئی جنگ کرتا ہے کسی دینی غرض کے لئے اور نہ ہی لونڈی غلام کوئی بناتا ہے۔ نہ کوئی نماز روزے اذان حج اور ارکان اسلام کی ادائیگی سے روکتا ہے تو پھر **جہاد کیسا** اور لونڈی غلام کیسے۔

مسئلہ مساوات فرمایا کہ آریہ لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے ایک یہ بھی اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اسلام نے **مرد اور عورت میں مساوات** نہیں رکھی۔ مردوں کو ترجیح دی ہے۔ فرمایا تعصب اور جہل کی مخالفت نے ان کو اندھا کر دیا ہے۔ ایسا کہتے ان کو شرم نہیں آتی۔ پہلے اپنے گریبان میں تو منہ ڈالکر دیکھیں۔ اور پھر انصاف کریں۔ غور کا مقام ہے کہ ان میں سے اگر کسی آریہ کے ہاں اگر چالیس لڑکیاں بھی ہو جاویں جب بھی انکی مذہب کی رو سے اپنی بیوی کو کسی دوسرے سے منہ کالا کرانے کے واسطے بھیجنا پڑے گا تاکہ وہ اپنی نجات کے واسطے **لڑکا حاصل کرے** کیونکہ ویدوں کی تعلیم کے مطابق جس کے ہاں لڑکا نہیں اسکی مکتی نہیں۔ اب ذرا انصاف تو کریں کہ مساوات کس جانور کا نام ہے۔ چالیس پچاس بلکہ لاتعداد لڑکیاں بھی ایک لڑکے کی برابری نہیں کر سکتیں۔ اور لڑکیاں باوجود کثرت کے خواہ کتنی ہی ہوں اپنی ماں کو اس قابل نفرت اور خلاف فطرت قبیح فعل سے بچا نہیں سکتیں۔ جب تک **لڑکا پیدا نہ ہوئے** نیوگ کرانا ہی پڑے گا۔ اب بتاؤ کہ کیا تم نے **مرد و عورت** میں مساوات رکھی ہے؟

اسلام جو کہ بڑا پاک اور بالکل **فطرت** انسانی کے مطابق واقع ہوا ہے اور بڑی کامل اور حکیمانہ تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے اس نے عورتوں کے نکاح میں جسطرح ولی کا ہونا ضروری قرار دیا ہے اسی طرح اُن کے طلاق میں بھی ایک ولی کا ہونا ضروری رکھا ہے۔ مثلاً جسطرح عورت اپنے نکاح کے واسطے اپنے ولی کی محتاج ہے اسیطرح طلاق کے واسطے بھی ولی کی محتاج ہے۔ اگر کسی عورت کا کسی خاص شخص سے گزارہ اور نباہ نہیں ہو سکتا تو اس کو اجازت ہے کہ قاضی یا حاکم وقت کی معرفت خلع کرا لے۔ تو یہی قاضی یا حاکم وقت اس کا ولی طلاق ہوگا۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔

باقی رہا ورثہ کے متعلق سو قرآن شریف نے مرد سے عورت کا حصہ نصف رکھا ہے۔ اس میں بھید یہ ہے کہ نصف اس کو والدین کے ترکہ میں سے مل جاتا اور باقی نصف وہ اپنے سسرال میں سے جا لیتی ہے۔ اور پھر اس کے نان و نفقہ لباس و پوشاک کا ذمہ وار بھی اس کا خاوند ہوتا ہے۔ اسطرح پر ایک طرح سے عورت مرد سے بھی بڑھ جاتی ہے۔

ان معترضوں کو شرم اور حیا سے کام لینا چاہئے۔ پہلے اپنے گریبان میں تو منہ ڈالکر جھانک لیا کریں۔ پھر زبان اعتراض کھولا کریں۔

فرمایا ایک حدیث میں آیا ہے کہ ظالم کو ظالم مت کہو۔ بلکہ خود اپنے آپ کو کوسو۔ بادشاہ یا حاکم کو مت کوسو۔ اگر تم اپنی حالت کو سنوار لوگے حاکم بھی نرم اور رحمدل ہو جاویں گے اگر کسی کا حاکم ظالم اور جابر ہے تو وہ جان لے کہ اس کے اعمال ہی اس لائق ہیں۔ قرآن شریف نے کیا پاک اصول قائم کیا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

جب انسان پر خدا کیطرف سے ہی فرد جرم لگ جاوے تو کون ہے جو اسکی رعایت کرے۔ اور بچا سکے۔ حکام خدا کے قہر اور رحم کا نمونہ ہوتے ہیں۔ اگر خدا خوش ہو تو حکام کے دل میں خود بخود رحم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر خدا ہی ناراض ہے تو پھر انسان خود واجب سزا ہے کسی کے کیا بس کی بات۔ پس اگر تم اس دنیا میں آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو خدا کیطرف جھک جاؤ۔ اور اپنی اصلاح کر لو۔ اور پورے طور سے خدا کے ہو جاؤ۔

من کان للہ کان اللہ لہ۔ پنجاب کی مشہور مثل ہے کہ **سچے تُوں میرا ہوویں سب جگ تیرا ہو**۔ اصل بات یہی ہے کہ خدا خوش ہو تو سب خوش ہو جاتے ہیں۔ خدا کا راضی کرنا مقدم ہے۔ نادر شاہ کے حملہ کے وقت دلی کے بعض عقلمندوں نے کیا خوب کہا ہو: شومئی **اعمال ما صورت نادر گرفت**۔

تازہ وحی

۵ مارچ ۱۹۰۸ء

(۱) امتلا الرحمت۔ اول الذکر و آخر الذکر

(۲) حٰم تلک آیات الکتاب المبین۔

(۳) لا تثریب ولا حاجیۃ۔

(۴) کبھی معدے کے خلل سے بھی ورم ہو جاتی ہے۔

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵

قیمت پیشگی سالانہ

(۱) عوام سے ۔۔۔ صہر
۲ خواص و معاونین سے ۔۔۔ عـ
۳۔ ہندوستان سے باہر ۔۔۔ ے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ے ۱۲
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔۔۔ عہ ۱۴

نوٹ۔ عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا نمبر ۵ میں ذیل اشاعت کیوجہ سے کیا گیا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخوں کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

پگوہم با تو گر آئی چہار قادیان ببین | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان ببین

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ صفر ۱۳۲۶ | جلد ۱۲

تازہ وحی

(۲۸ و ۲۹ مارچ کی درمیانی شب)

(۱) احسن اللّٰہ امرک
(ترجمہ۔ اللہ نے تیرا کام اچھا کر دیا۔)
(۲) احسن اللّٰہ امری۔
(ترجمہ۔ اللہ نے میرا کام اچھا کر دیا۔
(۳) یاتین من کل فج عمیق۔ ہمیشہ ہر طرف
(ترجمہ۔ میرے پاس آئیں گے (تحائف) ہر دور کی راہ سے)
(۴) رعایا میں سے ایک شخص کی موت۔
(۵) ۔ ۔ ۔ ۔

قرآن شریف سیکھنے کی ایک مجرب اور آسان راہ

فرمودہ حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرآن شریف کی علوم کے حصول کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں بیان کر دیے ہیں۔ الرحمٰن علم القرآن۔ قرآن شریف کا سکھانا اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا تقاضا ہے۔ اس کے واسطے ضرورت کس چیز کی ہے وہ بھی خود خدا تعالیٰ نے بیان فرما دی ہیں۔ واتقوا اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ متقی کو خدا تعالیٰ معارف اور علوم قرآنی سے خبردار کر دیتا ہے اور تقویٰ ایک ذریعہ ہے قرآن دانی کے واسطے دوسری جگہ فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ تقوے کے ساتھ جہاد اور کوشش کی بھی شرط ہے پس علوم قرآنی کا معلم خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اس فیض اور فضل رحمانی کا جاذب تقویٰ۔ اور جہاد۔

فرمایا کہ ہمارے نزدیک ہم نے ایک راہ کا تجربہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان دل میں سچی تڑپ اور پیاس علوم قرآنی کے حصول کے واسطے پیدا کرے تقویٰ تام سے دعائیں کرے اور اس طرح سے قرآن شریف شروع کرے۔ **دور اول** ۔ خود تنہا ایک مترجم قرآن شریف لیکر جس کا ترجمہ لفظی ہو انسان کی اس میں اپنی ملاوٹ کچھ نہ ہو اور اس کے واسطے میں شاہ رفیع الدین صاحب علیہ الرحمۃ کا ترجمہ پسند کرتا ہوں۔ لیکر ہر روز حتی الامکان کچھ حصہ قرآن کا پڑھا کرے اور لفظوں کے معنوں میں غور کرے۔ پھر جہاں آدم اور شیطان کا حال مذکور ہو اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا میں آدم ہوں یا کہ ابلیس۔ مو پتے ہوں کہ زعون۔ مجھ میں یہودیوں کے خصائل ہیں یا کہ مسلمانوں کے اور اسی طرح سے عذاب کی آیات سے ڈرے اور پناہ مانگے۔ اور رحمت کی آیات سے خوش ہو اور اپنے کو رحمت کا مورد بننے کے واسطے دعائیں کرے۔ ہر روز درود اور استغفار اور لاحول پڑھکر شروع کرے اور اسیطرح ختم کرے۔ اسیطرح سے دور اول ختم کر دیوے۔ اور اس دور میں ایک نوٹ بک پاس رکھے مشکل مقامات اسمیں نوٹ کرتا جاوے۔

پھر دور دوم شروع کرے۔ اور اسمیں اپنی بیوی کو سامنے بٹھا کر سناوے اور یہ جانے کہ قرآن شریف ہم دونو کے واسطے نازل ہوا ہے بیوی خواہ توجہ کرے یا نہ کرے یہ سناتے جاوے اور پہلے دور کی نسبت کسیقدر بسط کرتا جاوے۔ اور پہلے طریق کیطرح اس دور کو بھی ختم کرے اور دور اول کی نوٹ بک ساتھ رکھے اور اسے دیکھتا رہے۔ پھر اس دور میں یہ دیکھیگا کہ بہت سے وہ مشکل مقامات جو دور اول میں نہیں سمجھا تھا اس دور میں حل ہو جاوینگے۔ اس دور ثانی کی بھی ایک الگ نوٹ بک طیار کرے۔

پھر اسیطرح سے **دور ثالث** شروع کرے اور گھر کے بچوں عورتوں اور پڑوسیوں کو بھی اس دور میں شامل کرے۔ مگر وہ لوگ ایسے ہوں کہ کوئی اعتراض نہ کریں۔ اور پہلی اور دوسری دونو نوٹ بکیں اپنے سامنے رکھے اسطرح اس دور میں دیکھیگا بہت سی مشکلات جو پہلے دونو دوروں میں حل نہ ہو سکے تھے اس دفعہ حل ہو جاوینگے۔ اس دور کی الگ ایک نوٹ بک تیار کرے۔

دور ثالث کے بعد چوتھا دور عام مجمع کے سامنے شروع کرے گو سامعین مسلمان ہوں انکی اعتراضات وغیرہ کے اگر جواب آتے ہوں تو دیتا جاوے ورنہ نوٹ بک میں نوٹ کرتا جاوے۔ اور انکی حل کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور درد دل سے دعائیں کرتا رہے۔

اور **پانچواں دور** شروع کرے اور بلا امتیاز مسلمان مشرک کافر و مومن سنانا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل، اور فیضان اس کے شامل حال ہوگا اور ایک بہت بڑا حصہ قرآن شریف کا اسے سکھا دیا جاویگا

بابو کیشپ چندر چٹرجی

کا مشرف باسلام ہونا

بابو صاحب موصوف کلکتہ کے ایک معزز برہمن خاندان کے معزز ممبر ہیں۔ آپ کلکتہ سے شملہ جا رہے تھے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن فرخ آباد سے جو کہ ہمیشہ کیسقدر علالت طبع کیوجہ سے بغرض تبدیلی آب و ہوا کیغرض سے قادیان تشریف لا رہے تھے گاڑی میں ملاقات ہو گئی۔ دوران گفتگو میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے منزل مقصود اور وہاں کے مفصل حالات اور حضرت اقدس کا خدا کیطرف سے زمانہ موجودہ کی اصلاح کیواسطے مبعوث ہو کر آنے کے متعلق بھی مفصل طور سے ذکر کیا۔ اور آپ کے متعلق ہر پہلو کے مفصل حالات سے بابو صاحب کو آگاہ کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی پرجوش اور ناصحانہ اور دردمندانہ تقریر اور خوش خلقی سے بابو صاحب موصوف کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلکر موجودہ زمانہ کے اوتار رشی اور نبی کی زیارت سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر خلیفہ صاحب کے اس بیان پر کہ میں تو اس بنا پر جا رہا ہوں کیونکہ وہاں ایک نبی (اوتار) مبعوث ہو کر آیا ہے۔ بابو صاحب موصوف چونک پڑے اور زیارت کا از حد شوق ظاہر کیا۔ چنانچہ انبالہ پہونچکر انہوں نے بھی بٹالہ کا ٹکٹ لے لیا۔ اور با وجود اپنے ایک آریہ خیال ہمراہی کے بار بار منع کرنے کے آپ انبالہ سے بٹالہ ہمراہی جناب ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے۔ جب آپ کے آریہ ہمراہی نے دیکھا کہ بابو صاحب پر اس کی بات کا کچھ اثر نہیں ہوا اور بابو صاحب کے دل میں موجودہ زمانہ کے نبی (اوتار) کی زیارت کا شوق ہی نہیں بلکہ ان کا پختہ ارادہ ہے تو اس نے کہا کہ اچھا اگر آپ کو یہ دیکھنا ہی منظور ہے تو امرتسر گولڈن ٹیمپل کی سیر کر کے واپس آ جانا۔ مگر اس کا جواب بھی انہوں نے نفی میں دیا اور کہا کہ اب اینٹ پتھروں کی زیارت سے کوئی روحانی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جبکہ ایک زندہ نبی موجود ہے تو میں کیوں اس کی زیارت نہ کروں۔ اور بڑے اخلاص اور اظہار عقیدت سے حضرت اقدس سے ملاقات ہوئی۔ اور بابو صاحب پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ آپ نے اپنے اسلام لانے کا ارادہ دوسرے ہی دن ظاہر کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی۔ گو حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابھی آپ کچھ اور ٹھہریں اور اس معاملہ میں غور کریں۔ اس طرح سے بابو صاحب کو چند روز اور ٹھہرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے اپنے خیالات کو اور بھی مضبوط کر لیا۔ آخر ۲۵ مارچ ۱۹۱۸ء کو حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف باسلام ہوئے۔ اور آپ کا نام احمد کیشپ چندر چٹرجی رکھا گیا۔

خطبہ نکاح

از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

پیشتر اس کے کہ خطبہ نکاح درج کیا جاوے اتنا عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس پرفتن زمانہ میں جہاں دینی معاملات میں ہزاروں قسم کے بدعات اور عقاید بد مروج ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہی دوسرے پہلو پر دنیوی امور میں بھی اسراف اور فضول خرچی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ بیاہ شادیوں میں اور خصوصاً جب اُن لوگوں کے بیاہ شادی وغیرہ کے رسومات کیطرف نظر اٹھا کر دیکھا جاوے جو اپنی دنیوی حیثیت کسیقدر متوسط درجہ کی رکھتے ہیں اور ان کے تعلقات باہمی بہت وسیع ہیں تو عجیب قسم کی حیرت ہوتی ہے کہ کسطرح اپنی چھوٹی اور چند روزہ عزت کے واسطے بے دریغ روپیہ فضول کاموں میں ضائع و برباد کیا جاتا ہے۔ خصوصاً وہ قوم اور برادری جس سے ہمارے معزز دوست چودہری حاکم علی صاحب اور بابو غلام حسن صاحب تعلق رکھتے ہیں۔ ان کاموں میں بے دریغ روپیہ خرچ کرنا موجب عزت اور باعث فخر جانتی ہے۔ یہ قوم بلحاظ اپنے وسیع تعلقات کے بہت سے بیجا رسم و رواج میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور بہت سی قابل نفرت قابل شرم اور خلاف شریعت رسومات کا ایسے موقع پر اس میں رواج ہے مگر قابل تقلید ہیں یہ دونو صاحب اپنی زمیندار برادری میں جنہوں نے ان سارے جنجالوں اور زنجیروں کو یکدم اپنے گلوں سے اتار پھینکا اور کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کر کے بالکل سادگی اور سنت رسول اور پابندی شریعت کے مطابق یہ نکاح کیا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اقرار کا عملی نمونہ قائم کر کے . . . . . دکھایا۔ اتنا ہی ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ طرفین اللہ کے خاص فضل سے اپنی دنیوی حیثیت کے لحاظ سے بھی بہت خوشحال اور آسودہ ہیں۔ اور باقی قوم کیطرح بلکہ بطریق اولیٰ اُن فضولیوں پر قادر تھے مگر محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کو مقدم کرنے کی خاطر انہوں نے اُن سب رسوم و رواج کو یکدم خیرباد کہدیا۔ اور احمدی قوم کے زمیندار بھائیوں اور خصوصاً اُن لوگوں کے واسطے جو بلحاظ وسیع تعلقات بہت سے فضول اور خلاف شریعت رسم و رواج والی برادری سے تعلقات رکھتے ہیں ایک اسوہ حسنہ قایم کر دیا ہے۔ ہم اپنے دونو معزز دوستوں کو اس ہمت اور توفیق خیر پر مبارکباد کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ان تعلقات کو باعث رحمت اور فضل بناوے۔ آمین۔

مضمون خطبہ

خطبہ مسنونہ کی آیات پڑھنے کے بعد فرمایا کہ یہ چند آیتیں اس غرض کیلئے پڑھی گئی ہیں کہ ان کا پڑھا جانا خطبہ نکاح کے موقع پر ایک سنت متوارثہ ہے۔ میں نے بارہا اس امر کا ذکر بوضاحت کیا ہے کہ ہر مسلمان کا عربی زبان کے ساتھ کسیقدر تعلق نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو کتاب تمام دنیا کی ہدایت کیواسطے لائے وہ بھی عربی میں ہے یعنی خدائی احکام اور ہمارے مولا کی چٹھی جس میں اُس نے ہمارے کل دینی اور دنیوی امور کا مفصل ذکر فرما دیا ہے اور اپنی خوشنودی اور رضا کی راہیں بھی اسمیں درج فرمائی ہیں وہ بھی عربی میں ہے۔ پھر وہ آواز جس کے ذریعہ سے ہمیں نماز کیطرف بلایا جاتا ہے یعنی اذان وہ بھی عربی میں ہی۔ نماز جو کہ عبادت الٰہی کا ایک کمل اور بے نظیر طریقہ ہے اور جسمیں شفقت علیٰ خلق اللہ کا پورا سبق موجود ہے اور گویا کہ وہ معراج المومنین ہے۔ اس کا بھی بڑا حصہ عربی زبان میں ہی ہے اگرچہ ماثورہ دعاؤں کے بعد اور دعاؤں کے واسطے ہر زبان میں اجازت ہے۔ الحمد شریف کا پڑھا جانا ہر نماز میں نہایت ضروری اور لازمی رکھا گیا ہے اور وہ بھی عربی زبان میں ہے۔ خطبہ نکاح میں بھی چند آیات اور فقرے عربی زبان کے لازمی طور سے رکھے گئے ہیں۔ تو ان باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے دل میں جہاں وحدت کی روح پھونکنے کیواسطے اور اور ذرایع کا استعمال کرنا تھا وہاں منجملہ ان ذرایع کے تعلیم عربی ہی تھی۔ بہت سے اختلاف صرف عربی زبان کے نہ سیکھنے کیوجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ غرض وحدت قومی کے پیدا کرنیکا ایک بڑا بھاری ذریعہ زبان عربی سے واقفیت حاصل کرنا بھی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اگر انسان صرف اتنے حصہ زبان کے الفاظ کو بھی اچھی طرح سمجھ لے جو مسلمانوں میں روزمرہ کے بول چال میں مروج ہیں تو بھی ایک حصہ قرآن شریف کا جو کہ گو تھوڑا ہی ہے اس کیلئے آسان ہو جاتا ہے۔ مگر خدا جانے کیا وجہ ہے کہ کیوں لوگ اسطرف توجہ نہیں کرتے انگریزی جیسی دور دراز ملک کی زبان اور پشتو جیسی بوجھیلی زبان پنجابی جیسی مشکل اور کشمیری جیسی نرم زبان سیکھ لیتے ہیں مگر نہیں سیکھنے کی کوشش کرتے اور نہیں دلچسپی پیدا کرتے تو کس زبان سے قرآن اور رسول پاک کی پیاری اور دلربا زبان سے۔

اب چونکہ نماز ظہر کا وقت ہے اور نیز بارہا ایسے مضامین سننے کا آپ لوگوں کو موقع ملتا رہا ہے اسواسطے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

نکاح کی اجازت بابو غلام حسن صاحب نے جو کہ لڑکی کے والد اور ولی ہیں مجھے بذریعہ ایک خط کے دی تھی جسمیں انہوں نے لڑکی کیطرف سے بھی قبولیت بذریعہ تحریر بھیجی ہے۔ اسطرح کی تحریر سے انکی اس شوق کا اظہار ہوتا ہی جو انکو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کیواسطے ہے۔ چودہری حاکم علی صاحب بھی اور بابو غلام حسن صاحب بھی جہانتک میرا علم ہے دونو حضرت اقدس کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا کیا مراد ہے؟

ہمارے مکفرین غور کریں!

جاننا چاہیئے کہ ہم احمدیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ جو کسی قرآنی حکم کو اگر منسوخ کر دے۔ ہمارے نزدیک قرآنی احکام میں تنسیخ و ترمیم کو راہ نہیں۔ جناب مرزا صاحب کی نبوت کوئی تشریعی نبوت نہیں۔ جو احمدیوں پر اعتراض ہوتے صرف نبی کا لفظ سُنکر کافر کہدینا کونسی بھلے مانسی ہے دیکھو تفسیر حسینی میں زیر آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبیا۔ نبی کی یہ تعریف لکھی ہے نبی **آنکہ آواز شنود ملہم گردد یا خواب بیند** جب خواب دیکھنے والے کو نبی کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر اگر جناب مرزا صاحب کو کثرت مکالمہ۔ اور مخاطبہ اور پیشگوئیوں کی وجہ سے نبی کہا گیا۔ تو کیوں اس کو کفر سمجھا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام نے شرح بخاری میں حضرت مریم صدیقہ کی نبوت پر جہاں بحث کی گئی ہے۔ وہاں نبی کی تعریف میں ایک قول اس طرح نقل کیا ہے کہ "ہر کس کہ آمد او را فرشتہ از خدا بحکمے از امر و نہی یا باعلام بآنچہ کہ خواست پس وے نبی است"۔ قرآن شریف نے ایسے شخص کو جس کو غیب کی خبریں بتائی جاویں رسول کہا ہے۔ دیکھو آیت فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول بعض لوگ محض شرارت کی وجہ سے سیدھے سادے مسلمانوں کو بھڑکانے اور بھڑکانے کے لئے جناب حضرت مرزا صاحب کی رسالت اور نبوت کو پیش کرکے آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو پڑھکر سنا دیتے ہیں۔ جس سے جاہل آدمی بلا سوچے سمجھے غضب میں آکر بکنے لگ جاتے ہیں۔ کیا واعظ۔ کیا سامع۔ کوئی بھی احمدیوں کو کافر کہنے کے وقت خدا کا خوف نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی انصاف سے اس مسئلہ کی تحقیق چاہتا ہے۔ رسول یا نبی کا لفظ سنا۔ جھٹ کافر کہہ دیا۔ حالانکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار اپنی تصانیف میں تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اپنے ہادی و پیشوا جناب سرور انبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں وہ درجہ بخشا کہ اللہ تعالیٰ ۔ بذریعہ وحی کے میرے ساتھ کلام فرماتا ہے۔ اور غیب کی خبریں مجھپر کھولی جاتی ہیں۔ اس واسطے خداوند کریم نے مجھکو رسول اور نبی کہا۔ مہدی اور مسیح کا لقب دیکر ایسے وقت میں جبکہ چاروں طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے تھے اپنے پیارے حبیب فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا میں کوئی نئی کتاب اور نئی شریعت لے کر نہیں آیا۔ جو جو نشانات و معجزات میرے ہاتھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ میرے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض اور انہیں کی صداقت ہے ؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں ✦
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے ✦

اب اگر کوئی متعصب۔ یخوت۔ جاہل آدمی اپنے تعصب بے غوری اور جہالت کی وجہ سے خاتم النبیین کے یہ معنے کرے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے فیض کا دروازہ قیامت تک بند ہے اور اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک مردہ مذہب ہے اور جیسے آپ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں۔ ویسے ہی روحانی اولاد سے بھی آپ کو محروم سمجھتا ہے یا حدیث لا نبی بعدی سے یہ مطلب نکالتا ہے کہ امت محمدیہ سے جزئی نبوت کا مدعی اور قائل دونوں کافر ہیں اس امت میں کسی کو نبی یا رسول کہنا تا یوم حشر ممنوع اور ناجائز ہے۔ تو ایسا شخص نبوت اسلام اور ایک مسلمان کو کافر کہنے کے سبب سے خود کافر ہے نہ کہ مسلمان کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہا ہے اور وہ بموجب آیت استخلاف اور حدیث اماکم منکم اسی امت سے ہونا چاہیئے پس نبی اللہ کو کافر کہنے والا کیونکر مسلمان ہو سکتا ہے۔ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کب روا ہے۔ غیر احمدی غور کریں۔ نیز قرآن شریف میں ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصٰلحین اس آیت میں معہ النبیین موجود ہے۔ جو لوگ اس امت میں لفظ نبی کا استعمال کفر سمجھتے ہیں۔ اب ان کو بھی اس کفر سے حصہ لینا پڑا۔ یا لفظ صدیق۔ شہید صالح سے بھی انکار کریں۔ کہ ان کا استعمال بھی کفر ہے جو شخص خدا اور رسولؐ کا فرمانبردار ہے۔ اور صدیقین شہداء۔ صالحین کے ساتھ مل کر صدیق۔ شہید۔ صالح کہلا سکتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ نبیین کے ساتھ ملکر نبی نہیں کہلا سکتا ہے۔ جو معنے مع النبیین کے ہیں وہی مع الصدیقین کے ہیں۔ کیا توفنا مع الابرار میں یہ سمجھا گیا ہے کہ تم ابرار نہیں ہو سکتے۔ سوچو اور غور کرو اور پھر دوسری آیت اس بحث کے متعلق یہ ہے یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (سورۃ اعراف) یہاں اللہ تعالیٰ نے یا تینکم رسل منکم فرما کر ظاہر فرما دیا کہ اس امت میں بھی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے بعض خادم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مرسل ہو کر آئیں گے۔ اس کا ترجمہ تفسیر حسینی میں اس طرح لکھا ہے "خطاب با مشرکان عرب است۔ چوں بیایند بشما پیغمبران از شما بزبان شما واضح آنست کہ خطاب عام دارند یعنے اے فرزندان آدم چوں بیایند فرستادگان بشما از نوع شما بخوانند بر شما آیتہائے کتاب مرا و خبر دہند شمارا با حکام شریعت الخ۔ اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے کہ مراد آیات سے آیات قرانی ہیں۔ جس سے یہ عذر کہ آیۃ میں انبیاء سابقین کا ذکر ہے۔ باطل ہو گیا۔ سباق آیۃ بھی اس عذر کو رد کرتا ہے۔ اس سے پہلے کی آیت میں ہے یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد یعنے بر آنند کہ این خطاب عام است و اکثر مفسران گویند کہ خاص است بمسلمانان۔ (تفسیر حسینی) پھر اس یا بنی کے بعد یا بنی ہے۔ جس میں رسولوں کا آنا لکھا ہے۔ درمیان میں کسی اور نبی کا ذکر نہیں جو عذر بالا کو قبول کیا جاوے۔ لہذا ہمیں کافر کہنے والے غیر احمدی ذرا سوچیں۔ کیا وہ اپنے ان مفسرین کو بھی کافر کہدیں گے۔ جو اس بات کا اقرار کر رہے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اس امت سے رسول آئیں گے۔ میں ان متعصب ملانوں پر حیران ہوں۔ کہ کس مُنہ سے یہ حدیث لا نبی بعدی کو پیش کرکے ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیثوں سے ہر مومن صالح کا جزئی نبی ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری کتاب التعبیر میں یہ حدیثیں موجود ہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ۔ ایضاً ان ابا ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ گفت ابو ہریرہ شنیدم رسولخدا را کہ فرمود باقی نماندہ است از نبوت مگر خواب ہائے صالح کہ دلالت دارد بر بشارت پیغمبری و از عالم وحی است و بہرہ ازاں دارد (تیسیر القاری شرح بخاری) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر الخ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فی من کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر قال ابن عباس من نبی ولا محدث۔ ہر آئینہ تحقیق بودند در آنچہ پیش از شما امتہائے مردمانے محدثان

وتفسیر کردہ اند آنکہ محدث بفتح دال مشدد یعنی ملہم کہ گویا حدیث کردہ مے شود از غیب پس مے گوئید آنحدیث را و بعضے بمعنے متفرس گفتہ یعنی آنکہ در رسے یا بد صواب را بحدس وفراست ایمانی کہ دارد و بعضے گوئید آنکہ کلام می کنند او را ملائکہ بے نبوت و بعضے گوئید آنکہ جاری مے شود صواب بر زبان وے بے قصد و در حقیقت ایں ہمہ عبارت اند از شئے واحد کہ ملہم بصواب است۔ پس اگر باشد در امت من یگاں محدثے پس تحقیق آن عمر است و ظاہر تعلیق اگر چہ تردد است ولیکن مقصود نہ چناں است۔ زیرا کہ امت بہترین و افضل امم است و ہرگاہ در امم سابقہ موجود بودہ دریں امت بطریق اولی باشد بلکہ مراد تاکید اتصاف عمر است بایں منقبت چنانکہ سے گوئید اگر مرا دوستے در دنیا باشد فلاں است مراد اختصاص فلاں است بکمال دوستی نہ نفی دوستاں دشیخ الاسلام شرح بخاری)۔ شارح طیبی نے لکھا ہے۔ المراد بالمحدث الملہم البالغ فی ذلک مبلغ النبی صلی اللّٰہ (فتح الباری شرح بخاری) یعنے محدث سے وہ ملہم مراد ہے۔ جو اپنے الہامات کے صدق میں مبلغ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا ہو۔ دیکھو! ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ خواب مومن نبوت کا ٹکڑا ہے اور مبشرات عالم وحی سے ہے۔ اور جنس نبوت سے یہ نوع باقی ہے اور اس امت میں جو خیر الامم ہے بڑے محدث آتے رہیںگے۔ مگر یہ ظالم اور دشمن اسلام مولوی محض ضد اور تعصب سے مومنوں کو کافر اور اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ لا نبی بعدی جیسے سینکڑوں لاؤں کو انہوں نے خاص کر دیئے اور کافر نہ ہوئے۔ بلکہ خالص مسلمان بنے رہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ۔ ولا دین لمن لا عہد لہ۔ لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب لا نکاح الا بولی۔ لا ہجرۃ۔ لا فی اثنین۔ وغیرہ۔ لیکن احمدی اگر اس لا کا عموم قائم نہ رکھیں تو کافر بنائے تعصب تو دیکھنا اس میں ناظرین کو . . . . . شیخ الاسلام شرح بخاری سے اسی قسم کی ایک مثال سناتا ہوں۔ بخاری میں ابی ہریرہ سے روایت ہے قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انا اولی الناس بابن مریم والانبیاء اولاد علات لیس بینی وبینہ نبی۔ یعنے نیست درمیان من ومیان عیسیٰ پیغمبرے و این چونکہ ظاہر حدیث کا دال مخالف ہے اس آیت کے جو سورۃ یٰسین میں ہے۔ واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاءھا المرسلون۔ موضح القرآن میں ہے " یہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسیٰ کے دو یار وہاں پہنچے" آیت میں ان کو مرسل کہا گیا۔ حالانکہ حدیث میں ہے لیس بینی وبینہ نبی۔ دوم مخالفت ہے اس قول کی جو خود شارح نے درج کیا۔ جرجیس وخالد بن سنان دو پیغمبرے بودند پس از عیسیٰ الخ وقصہ خالد بن سنان آوردہ است آنرا حاکم در مستدرک از حدیث ابن عباس"۔ اس لئے شارح حدیث کے متعلق لکھتا ہے "مراد ازیں حدیث آنست کہ نیست میان من ومیان عیسیٰ پیغمبرے بشریعت مستقلہ و . . . . . مبعوث نشدہ بعد از عیسیٰ کسے کہ مبعوث شدہ مگر بہ تقریر شریعت عیسیٰ" اسی طرح تکملہ مجمع البحار میں جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے اس قول کے قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ تطبیق حدیث لا نبی بعدی سے یوں کی گئی ہے لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ یعنے مراد آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کردے۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی بھی اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انما ھو نبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخا لشرعہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا یزید شرعہ حکما اخر وھذا معنی قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی فلا رسول بعدی الی احد من خلق اللّٰہ بشرع یدعوھم الیہ فھذا ھو الذی انقطع وسد بابہ لا مقام النبوۃ یعنے جو نبوت منقطع ہو گئی وہ تشریعی نبوت ہے۔ مقام نبوت منقطع نہیں ہوا۔ پس کوئی شرع ایسی نہیں آسکتی جو رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی شرع کو منسوخ کردے۔ نہ شریعت محمدیہ میں کوئی حکم بڑھ سکتا ہے اور یہی معنے رسول مقبول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ رسالت و نبوۃ منقطع ہو گئی۔ پس کوئی رسول یا نبی میرے بعد نہ ہوگا یعنے میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا۔ جو میری شریعت کے خلاف شریعت پر ہو۔ بلکہ جب کوئی نبی یا رسول ہوگا تو وہ میری شریعت کا تابع ہوگا۔ پس کوئی رسول ایسا نہیں آئے گا۔ جو خلق اللّٰہ کو غیر شریعت محمدیہ کی طرف بلائے۔ یہی امر منقطع ہو گیا اور اسی کا دروازہ بند ہوا ہے۔ مقام نبوت منقطع نہیں ہوا۔

الغرض جو لوگ ہم احمدیوں کو محض اس وجہ سے کافر کہہ رہے ہیں کہ ہم حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو جناب سرور انبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز سمجھکر ان کی ظلی اور بروزی نبوت کے قائل ہیں۔ وہ ذرا خدا ترس دل کرکے میرے اس مضمون کو پڑھیں اور انصاف کریں۔ کہ بموجب حدیث اذا قال الرجل لاخیہ کافر فقد باء بہ اور حدیث ومن رمی مومنا بکفر فھو کقتلہ۔ کون کافر اور قاتل وظالم ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظلم ہوگا۔ کہ جو شخص جو عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جو بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا۔ جس نے ہمارے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بشارت دی۔ مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔ اخیر زمانہ میں جسم عنصری کے ساتھ آسمان سے نازل ہو کر چالیس سال دنیا میں رہیگا اور بعض قرآنی احکام مثل لا اکراہ فی الدین اور حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون یعنے اپنے اس قول ولم یجعلنی جبارا شقیا کے برخلاف دین میں جبر و اکراہ کرکے جزیہ وغیرہ کو منسوخ کردے گا۔ نیز ایسا عقیدہ رکھنے والا حضرت عیسیٰ کی محبت میں عیسائیوں کی طرح حد سے بڑھا ہوا ہے اپنے پیغمبرؐ کی وہ عزت نہیں کرتا جو حضرت عیسیٰ کی کرتا ہے۔ بات بات میں ان کو خصوصیت دے رکھی ہے۔ مثلاً تَوَفّیٖ کے لفظ ہی پر غور کرو۔ اگر اور انبیاء کے حق میں آوے۔ تو معنے موت اور اگر یہی لفظ حضرت عیسیٰ کے حق میں آوے۔ تو اس کے معنے زندہ بمعہ جسم آسمان پر اٹھائے کے کئے جاتے ہیں ایسا ہی ثم بعثنا من بعدہ رسلا۔ ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ وھرون وغیرہ آیات اور الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ۔ لا نبی بعدی وغیرہ احادیث میں لفظ بعد کے معنے موت مگر حضرت عیسیٰ کا من بعدی جو آیت میں ذکر ہوا تَوَفّیٖ کی طرح یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ وہ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جابیٹھے (شاباش اے چودھویں صدی کے علماء) اب انصاف کرو۔ یہ عقیدہ رکھنے والا جس نے حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے پیغمبر کو اتار کر شریعت محمدی علی صاحبہا التحیۃ والصلوۃ کے حکم منسوخ کر دیئے۔ یہ تو آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کا پورا ماننے والا اور پکا مسلمان۔ لیکن جو شخص جناب افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کا آنا نہیں مانتا جو قرآن شریف کے کسی چھوٹے سے حکم کو بھی منسوخ کردے وہ کافر اور بیدین۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

اے ہمارے مسلمان بھائیو! خوب یاد رکھو۔ ہمارے مرشد و امام جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تم کو مرض شرک میں مبتلا پاکر ایما ربانی اعلیٰ درجہ کی توحید کا نسخہ بتایا ہے جب تک ان کے مطب روحانی میں داخل ہو کر تم لوگ اس نسخہ کا استعمال نہیں کروگے۔ تب تک اس خطرناک موسم میں تم کو کبھی صحت ایمانی حاصل نہیں ہو سکتی۔ آؤ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ کیونکہ ضد و تعصب کی بد پرہیزی سے اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو۔ اللّٰہ تعالیٰ تم کو ہدایت بخشے۔ تا کہ تم اپنے خیر خواہ امام کو شناخت کر سکو۔ آمین!

راقم

کرمداد احمدی از دولمیال ضلع جہلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جن اور شہاب ثاقب

پر حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر بعد از نماز فجر

۲۱ مارچ ۱۹۰۸ء

فرمایا میں اس وقت کسی وعظ کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ بلکہ ایک شخص کا سوال تھا جس کے جواب میں میں بیٹھا بیٹھا ہی گفتگو کر رہا تھا۔ مگر بعض دوستوں کے ارشاد کی تعمیل کے واسطے کھڑا ہو گیا ہوں۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور سچی محبت ہوتی ہے۔ تو انسان اپنے محبوب کی بات سننے کا بہت ہی شوق رکھتا ہے اور دل میں ہوتا ہے کہ خدا جانے اس کے مونہہ سے کیا اچھا مضمون یا دلاویز نصیحت یا کوئی مفید کلام نکلے گا لہٰذا یہ اپنے محبوب کی باتوں کو سننے کے واسطے بہت کوشش کرتا ہے یہی وجہ اب اس وقت ہمارے کھڑے ہو کر تقریر کرنے کی ہے۔ بیٹھ کر جس پہلو سے تقریر کر رہا تھا اب اس پہلو کو بدلنا پڑا اور اس بات کو عام فائدہ کے رنگ میں لانا پڑا ہے۔

یاد رکھو کہ وعظ کرنا تین شخصوں کا کام ہے اول تو مامورین کا جن کو براہ راست کسی امر کے پہنچانے کا ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو ماموروں کی طرف سے کسی وعظ و نصیحت کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔ تیسرے متکبر۔

یاد رکھو مجھے وعظ کا شوق نہیں ہے اور نہ میں کسی دنیوی بڑائی اور بزرگی کا طالب ہوں۔ بلکہ وعظ کرنے میں تو مجھے بعض اوقات سخت سے سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ میں جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔ تو مجھے اپنے نفس کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے واسطے مامور ہو کر آتے ہیں ان کے دل میں یہ بات میخ فولاد کی طرح مضبوطی اور استحکام سے گڑی ہوتی ہے۔ کہ کسی طرح سے انسان کا ظاہر و باطن یکسان ہو جاوے۔ اور ان کی ساری توجہ اور کوشش اسی بات میں ہوتی ہے۔ کہ کس طرح یہ بندے خدا کے بن جاویں۔ وہ لوگ اگر ان کو کوئی موقع ہاتھ آ جاوے۔ تو ظاہری اور دنیوی امور سے بات کو پھیر پھار کر روحانیت اور باطن کی طرف لیجاتے ہیں اور توحید اور رسالت حقوق اللہ اور حقوق المخلوق کا وعظ کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کی ہر ایک ظاہر بات کا ایک باطن ہوتا ہے اور ظاہر کی تہ میں ایک وعظ مدنظر ہوتا ہے جو توحید اور رسالت کے اثبات میں ہوتا ہے۔

دنیا میں مختلف قسم کے طبائع ہوتے ہیں بعض پیسے اور دنیا کے بندے اور بعض جسمانی صفائی اور ضروریات کے خواہاں اور ایک گروہ ایسا بھی ہوتا ہے جن کو روح کی فکر ہوتی ہے۔

دیکھو حضرت یوسفؑ قید خانے میں ہیں اور تین آدمیوں نے خواب دیکھا۔ دو تو ان کے صاحب قید ہیں اور ایک بادشاہ وقت۔ خواب بین قیدیوں نے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے اور تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسفؑ نے بجائے اس کے کہ ان کو تعبیر بتا دیں۔ وعظ شروع کر دیا اور موقع کو غنیمت جان کر تبلیغ کرنے لگ گئے ہیں۔ ارے بھائی میں تمہیں اس کی تعبیر تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی بتا دونگا۔ بھلا تمہیں خبر بھی ہے۔ کہ مجھ علم تعبیر کیسے ملا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ میں نے کفر و شرک اور بے دینی کا مذہب چھوڑ کر توحید کا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ جو کہ ابراہیم اسحق اور یعقوب جیسے پاک بزرگوں کا مذہب ہے۔ غور کا مقام ہے۔ کہ شرک تو ہمیں کسی حالت میں بھی کرنا جائز و روا نہیں۔ خدا کا یہ فضل ہے کہ اس نے مجھے شرک سے بچنے کی توفیق دی اور پھر مجھ پر انعام و اکرام کئے۔ اے میرے صاحبو بھلا غور کرو۔ کہ ایک خدا کی فرمانبرداری اور عبادت اچھی ہے۔ یا کہ کئی مختلف ارباب بنا لینے اچھے ہیں۔ شرک تو ایک ایسی بے دلیل بیرہ ہے کہ خدائی تائید اس کے شامل حال ہی نہیں اور کوئی حجت نیرہ اور دلیل قاطعہ اس کے ماننے والوں کے پاس نہیں ہے پس تم بھی خدائی فیصلہ کو مانو اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کرو۔ اور شرک سے توبہ کر کے ایک خدا کی پرستش کرو۔ توحید کی راہ ہی ایک مضبوط اور سیدھی راہ ہے۔

غرض اس طرح سے ایک لمبا اور باریک در باریک رنگ کا ان کو وعظ کیا۔ اول خدا پر ایمان لانے اور شرک سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی اور پھر رسالت اور نبوت کی طرف دعوت کی کیونکہ توحید پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتی۔ بجز نبوت کے اور کوئی ایمان قوی اور زندہ نہیں رہ سکتا۔ بجز ایمان بنبوت کے اور کوئی نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ سوا نبوت کو ماننے کے اس طرح سے توحید اور رسالت کا وعظ کر چکنے کے بعد ان کو تعبیر بتا دی۔ وہ بیچارے قیدی حیران ہوتے ہوں گے۔ کہ پوچھی ہم نے خواب کی تعبیر۔ اور اس نے وعظ شروع کر دیا۔ مگر اصل بات یہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو جب کوئی موقع مل جاوے۔ یہ روح کی نجات کی کوشش کرتے ہیں۔

اس زمانے میں یہ بہت بڑی بھاری غلطی ہے۔ کہ کسی کے دل میں روح کی نجات کے واسطے اور ایمان کی مضبوطی اور عقائد صحیحہ کے حصول کے واسطے کبھی تڑپ ہی نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ جس طرح انبیاء کا گروہ ادھر ادھر سے پھیر پھار کر نجات روح اور ایمان باللہ کی طرف بات کو لے آتے ہیں۔ آج کل لوگ اپنی ہر بات میں دنیا کو اور روپیہ کے کمانے کے وسایل کو مقدمات میں کامیابی کو وسائل تلاش کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔

میری عمر اس وقت قریباً ستر برس کی ہے۔ میرے پاس سینکڑوں خط آتے ہیں۔ ان کو میں خوب پڑھتا ہوں۔ بعض اوقات جواب دینے سے ہی حیران ہو جاتا ہوں۔ مگر جواب دیتا ہوں۔ ان میں جب کوئی سوال ہوتا ہے۔ تو یہی ہوتا ہے۔ کہ آدمؑ کیسے پیدا ہوا۔ حوا کیسے پیدا ہوئی۔ وہ کیا چیز تھی جس سے ان کو روکا گیا تھا۔ نوح کے وقت میں طوفان کیا ساری دنیا پر آگیا تھا۔ کیا ساری دنیا پر طوفان آنا ممکن ہے یا کہ نہیں۔ ان کی کشتی میں کیا شیر ببر چیتے تھے۔ ابراہیمؑ کو کیا سچ مچ آگ میں ڈال دیا تھا۔ اور وہ کس طرح آگ میں سے زندہ بچ نکلے۔ پھر حضرت یوسف کے قصے کو تو لوگوں نے زلیخا کا قصہ رنگا رنگ میں لکھ کر اور بھی پیچیدہ کر دیا ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں سوال ہوتے ہیں۔ نہیں ہوتا تو یہی سوال نہیں ہوتا کہ روح کی اصلاح اور نجات کس طرح سے ہو سکتی ہے۔ عقاید صحیحہ کس طرح مل سکتے ہیں۔ ایمان کامل کیسے ہو سکتا ہے۔ فکر نہیں تو کس کی آخرت کی اور خدا کے سامنے جا کر حساب کتاب دینے کی۔ جس کو دیکھو ادھر کی باتوں میں مبتلا ہے آخرت کی فکر ہی نہیں۔ کبھی کوئی سوال نہیں کرتا کہ نماز کی حقیقت کیا ہے اس کے معانی و مطالب کیا ہیں۔ غرض ان سب باتوں سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہم بھی یوسفؑ کی طرح خواب پوچھنے والوں کو ایک اور اصلی اور ضروری امر کی طرف لے جاویں۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف اور کل انبیاء کا اصل منشاء اللہ کو منوانا اور اسکی فرمانبرداری کرانا ہے۔ اور دوسرا حصہ انکی پاک تعلیمات کا شفقت علی خلق اللہ ہے۔ ان کی ساری کوشش حق اللہ اور حق العباد کی بجا آوری میں ہے۔ دیکھو ہر عبادت کا بھی یہی خلاصہ ہے۔ نماز ہے سو اللہ کے نام سے شروع ہو کر اللہ ہی کے نام پر ختم ہوتی ہے۔ اور حق اللہ کی ادائگی کے سبق اس میں کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہیں۔ پھر اپنے محسنوں کیلئے دعائیں ہیں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ پھر حق العباد ادا کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ ایک طرف اگر دنیا کے واسطے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ ہے تو ساتھ ہی وفی الاخرۃ حسنۃ مانگتا ہے۔ اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی کی دعائیں مانگتا ہے۔ غرض نماز میں دونوں پہلو حق اللہ اور حق العباد۔ دین اور دنیا رکھے گئے ہیں۔

پس اس اصل غرض و غایت کی طرف جسکی انبیاء اور قرآن شریف تعلیم کرتے ہیں خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور آخرت کے واسطے اس دنیا سے سامان ساتھ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اب ہم اصل سوال کے جواب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی توفیق شامل حال ہو اور ٹھیک اور درست جواب آجاوے ممکن ہے کہ کسی دوست کو اس سے بھی فائدہ پہنچ جاوے۔

جن کے معنے ہیں چھپے ہوئے کے۔ جنّ کے معنے ہیں رات نے اندھیرا کیا۔ آیا ہے جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ

مِجَنَّة کہتے ہیں ڈھال کو کیونکہ اُس سے بھی انسان دشمن کے وار سے چھپ جاتا ہے۔

پہلے زمانہ میں ڈھال بھی منجملہ ایک عمدہ لباس کے ہوا کرتی تھی کیونکہ اس کا ہر وقت ساتھ رکھنا ضروری تھا بوجہ آزادی کے ہتھیاروں کے دشمن ایک دوسرے پر وار کرتے تھے تو اس ذریعہ سے بچاؤ کیا جاتا تھا۔

جنون۔ پاگل پنے کو کہتے ہیں کیونکہ پاگل بھی ایک طرح کی ظلمت اور اندھیرے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اسکو تمیز نہیں رہتی + اندھیرے میں بھی دوست دشمن محبوب اور عدو میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور اسی طرح پاگل کو بھی امتیاز نہیں رہتا۔ اس واسطے پاگل کو مجنون کہتے ہیں

جنّۃ۔ باغ کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی دور سے بوجہ گنجان درختوں کے کالی گھٹا اور اندھیرے سے مشابہت رکھتا ہے۔

جنان۔ دل کو کہتے ہیں کیونکہ دل کے حالات بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتے اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔

جنین۔ اس بچے کو کہتے ہیں جو کہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔ وہ بھی چونکہ پوشیدہ اور ظلمت میں ہوتا ہے اسواسطے جنین کہلاتا ہے۔

غرض ہر پوشیدہ اور چھپی چیز اور بات کو عربی میں جیم اور دو نون سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وہ باریک کیڑے جن سے طاعون پیدا ہوتا ہے اُنکو بھی **الجن** کہتے ہیں کیونکہ وہ بہت باریک ہوتے ہیں اور عام نظر سے پوشیدہ اور غائب ہوتے ہیں۔ اس واسطے طاعون وخز الجن ہے۔

اس آزادی کے زمانے میں جبکہ خدا تعالےٰ کو خوب علم تھا کہ شریعت الٰہی اور کلام نبوت پر اعتراض کئے جاویں گے اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان بھی مہیا کر دیے کہ جن سے وہ اعتراض خود بخود حل ہو گئے۔ اس وخز الجن پر بھی اس آزادی کے زمانہ میں اعتراض کیا گیا تھا۔ آزادی خود خدا نے بخشی تاکہ اس کی کلام کا سچا ہونا اچھی طرح سے روز روشن کیطرح بپایۂ ثبوت پہونچ جاوے اس نے اپنی کامل حکمت اور وسیع علم سے ایک آلہ جس کا نام **خوردبین** ہے پیدا کرا دیا جس کے ذریعہ وہ باریک در باریک مخلوق اور عناصر جو انسانی نظر سے پوشیدہ رہ کر باعث اعتراض ہوئے تھے اسطرح نظر آ گئے۔ اور شریعت الٰہی اور کلام نبوت کا سچا ہونا ثابت ہو گیا۔ ممکن تھا بلکہ اغلب تھا کہ وخز الجن سے انکار کر دیا جاتا اور شریعت الٰہی اور کلام نبوت کی تغلیط اور استہزا کیا جاتا مگر خوردبین کے نکل آنے سے صداقت ظاہر ہو گئی۔

اسیطرح ہیضہ کے کیڑوں، مرگی کے کیڑوں اور اور باریک در باریک مخلوق کا نام بھی **جن** ہے۔

حالت جنون میں جن خبیث روحوں کا تعلق انسان کے دل و دماغ سے ہوتا ہے اس کا بھی انکار تھا۔ مگر سپرچولزم سے اس امر کا صاف ثبوت مل گیا۔

غرض تمام کتب میں جن کے وجود کے متعلق اتفاق ہے۔ مسلمان۔ یہود۔ عیسائی۔ مجوسی۔ ہندو۔ سب اس بات کے قائل ہیں۔ انبیاء نے اولیاء نے بھی جن کے وجود کو مانا ہے۔ اور فلاسفروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کیونکہ اُن کی مساعی جمیلہ سے جن کے وجود کا ثبوت گویا ہر ایک انسان کے واسطے مہیا ہو گیا ہے۔

میں اگر اپنی تحقیق کا سلسلہ شروع کر دوں تو بات بہت لمبی ہو جاوے گی۔ مگر اللہ کے فضل سے میرے سب مخاطب اس وقت مسلمان ہیں۔ لہذا مجھے سلسلہ کلام کو بہت وسیع کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

یاد رکھو دُکھ پہنچانا اس جن کا کام ہے۔ اور مخفی در مخفی خبیث روح کا نام ہے۔ جیسے کبوتر باز۔ مرغ لڑانیوالے پتنگ اڑانیوالے بٹیر باز۔ غافل۔ کاہل۔ چور۔ لڑکوں سے زنا کرنیوالے بدمعاش ہیں۔ ان سب میں جن اور شیطان کی ایک صفت کام کرتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو کہ ایک کبوتری کے پیچھے بھاگا جاتا تھا فرمایا کہ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً۔ شیطان وہ روح ہے جو خدا سے دور۔ ہلاک شدہ اور خدا سے غافل ہو۔

غرض باریک در باریک موذی روح کا نام شیطان ہے کالا کتا...... یہ بھی شیطان ہے کیونکہ جس کو کاٹتا ہے بہت تکلیف دہ اور ضرر رساں ہوتا ہے۔ اسی طرح جو امور انسان کو غافل کرنیوالے اور ہلاک کرنیوالے ہوتے ہیں ان کو بھی شیطان اور جن سے تشبیہہ دی ہے۔ مثلاً وہ عورت جو کسی گلی کوچے یا تنہا بازار میں پھرتی ہو اس کے متعلق بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ النِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ عورتیں شیطان کی رسیاں ہوتی ہیں جسطرح کسی کے گلے میں رسہ ڈالکر کسی کو کھینچ لیا جاتا ہے اسی طرح اس طرح کی عورتیں بھی چونکہ انسان کو غفلت اور گناہ کیطرف راغب کرتی ہیں۔ ان کو بھی حبائل الشیطان کر کے فرمایا ہے + چنانچہ انبیاء کی اصطلاح بن گئی کہ عورت حبل الشیطان ہے۔

غرض جن باریک در باریک ضرر رساں روح کا نام ہے اس کو ظلمت سے پیار اور نور سے نفرت و عار ہوتی ہے۔ ظلمت اور اندھیرے میں وہ جانور اور روحیں خوش ہوتی ہیں۔ اور کھلے پھرتے ہیں مگر نور میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور نور سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ موٹی سی بات ہے کہ شبپر۔ چیتے۔ وغیرہ موذی جانوروں کو چھپے رہتے ہیں اور رات کے وقت اپنی کمین گاہوں سے نکلا کرتے ہیں مچھر۔ پسو۔ چڑیں سب موذی جانور ہیں ان کا زور شام کے بعد اندھیرے کی سلطنت میں ہوتا ہے۔ نور سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔

دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو خلق خدا کے واسطے رحمت اور ابر بہار تھے۔ اور خیر خواہی اور بہی خواہی کے بہترین نمونے تھے آپ نے فرمایا ہے کہ شام کے وقت بچوں کو گھر سے باہر نہ جانے دو۔ اس وقت بوجہ ظلمت شیاطین کا زور اور غلبہ ہوتا ہے۔ گھروں کے دروازے بند کر دو۔ کھانے پینے کی چیزوں کے برتن ڈھانک دو۔ ڈھکنا نہ ملے تو اللہ کا نام لیکر ایک لکڑی ہی رکھدیا کرو۔ اس حکم کا بھی یہی منشاء ہے کہ ظلمت اور اندھیرے کے وقت چونکہ جن اور شیاطین کا غلبہ ہوتا ہے وہ ان چیزوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اگر دروازے بند اور برتن ڈھکے ہوں تو وہ ٹکر کھا کر واپس ہو جاتے ہیں اور اہل خانہ اور خورد و نوش کی چیزیں اُن کے دخل و تصرف سے محفوظ رہتی ہیں ایسے گھر جن میں احکام شریعت کی پابندی ہوتی ہے وہاں ان باتوں پر عمل درآمد ہوتا ہے اور وہ ان کے ضرر سے محفوظ بھی رہتے ہیں۔

غفلت بھی ظلمت اور اندھیرے کا ایک شعبہ ہے۔ دیکھو انسان۔ حیوان۔ پرند۔ چرند۔ سب غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اندھیرے ہی کا اثر ہوتا ہے۔ پھر جب پوہ پھٹنے لگتی ہے اور ذرا اجالا ہوتا ہے تو سب جانور پرندے پھڑپھڑاتے ہیں۔ اور ہوش سنبھالتے ہیں غفلت دور ہوتی ہے اور پھر جوں جوں نور ترقی کرتا ہے غفلت دور ہوتی جاتی ہے اور نور تمیز بڑھتی جاتی ہے۔ شراب خوار عیسائی قوم بہت دن چڑھے تک غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں۔ آخر جب روشنی بہت زور پکڑ جاتی ہے تو وہ بھی چونک اٹھتے ہیں۔ شراب کو چونکہ ظلمت اور شیطان سے ایک تعلق ہے اس واسطے وہ اپنا دباؤ ان پر ڈالے رکھتی ہے اور ایک حصہ دن میں بھی ان پر غفلت طاری رہتی ہے۔ مگر آخر کار جب نور اپنے کمال پر پہونچ جاتا ہے تو ظلمت غفلت کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ روشنی کو چونکہ غفلت سے ایک ضد ہے۔ اس واسطے غفلت اور روشنی جمع نہیں ہو سکتیں۔ روشنی کو تمیز سے اور اندھیرے کو بے تمیزی سے تعلق ہے جتنے بھی باریک کام کرنیوالے ہیں۔ مثلاً گھڑی ساز۔ یا بہت باریک قسم کی کتابت کرنیوالے۔ ڈوری باف وغیرہ یہ سب لوگ روشنی میں کام کرتے ہیں۔ اور پھر اپنی طاقت تمیز کو اور بھی بڑھانے کے واسطے ایک قسم کے شیشے سے کام لیتے ہیں جسے وہ اپنی آنکھ کے آگے لگا لیتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے قوت

امتیاز میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اب ان باتوں کے بعد رات ہو کر اندھیری اور ظلمت کا گھر ہوتی ہے اسمیں جو بعض اوقات ہوا میں آگ سی لگ جاتی ہے۔ اور اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں کبھی سفید کبھی سرخ۔ اور سبز اور زرد وغیرہ اور جس کو قرآن شریف نے شہاب ثاقب کے نام سے تعبیر کیا ہے وہ روشنی ظاہر ہو کر کچھ حصہ ظلمت کو تباہ و برباد کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی ان مضر مادوں کو ضائع کرتی ہے جن کو اس ظلمت سے تعلق ہوتا ہے۔ اندھیرے کو دور کر کے روشنی اور تمیز پیدا کرتی ہے کیونکہ ہر اندھیری تمیز کو اٹھا دیتا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ ظاہر سے باطن کی طرف لے جاتے ہیں۔ لہٰذا اس مثال میں بھی ایک حقیقت پوشیدہ ہے اور ایک سبق سکھانا منظور ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح رات کی گھٹا ٹوپ ظلمت میں شہاب ثاقب روشن ہو کر کسی حصہ ظلمت کو تباہ کرتا اور ان جرائم کو جن کا اس ظلمت سے تعلق تھا ہلاک کرتا ہے تو تم بھی اپنے واسطے دعائیں کرو اور ہر ظلمت سے نکلنے کی کوشش کرو۔ ظلمت خواہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو ہمیشہ مضر ہے۔ اور بدی کی یہی جڑھ ہے۔ دیکھو بادل کا گرجنا۔ بجلی کا چمکنا۔ تیز ہواؤں کا چلنا۔ تیز گرمی کا ہونا۔ باد و باراں کے طوفان یہ سب اصل میں ظلمت اور موذی کیڑوں کے دفعیہ کے بواعث ہیں جن سے وبائیں پھیلتی ہیں۔ انبیاء ظلمت کے بڑے سخت دشمن ہوتے ہیں۔ اور ان کو ہر قسم کی ظلمت سے نفرت تام ہوتی ہے۔ دیکھو میں تم کو اپنے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ آپ ہر روز صبح کی دو سنتوں کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اللھم اجعل فی قلبی نوراً و فی بصری نوراً و فی سمعی نوراً و عن یمینی نوراً و عن یساری نوراً و فوقی نوراً و تحتی نوراً و امامی نوراً و خلفی نوراً و اجعل لی نوراً و فی لسانی نوراً و عصبی نوراً و لحمی نوراً و دمی نوراً و شعری نوراً و بشری نوراً و اجعل فی نفسی نوراً و اعظم لی نوراً اللھم اعطنی نوراً۔

اے اللہ میرے دل کو نور سے بھر دے۔ میری آنکھوں میں میرے کانوں میں میرے دائیں میرے بائیں۔ میرے اوپر میرے نیچے میرے آگے میرے پیچھے نور ہی نور کر دے۔ اور میرے واسطے نور ہی نور کر دے میری زبان میں میرے پٹھوں میں میرے گوشت میں میرے خون میں میرے بال بال میں اور میرے سارے ہی بدن میں اور میری جان میں نور ہی نور کر دے۔ اور میرے واسطے نور کو بہت بڑا کر دے اور اے اللہ مجھے نور ہی نور عطا کر دے۔ ظلمت کا نام و نشان نہ رہے [illegible]

اب غور کا مقام ہے کہ انبیاء ظلمت کے کیسے دشمن ہوتے ہیں۔ دنیوی جاہ و جلال اور مال و منال کی محبت جو کہ ایک خطرناک مرض ہے یہ بھی ظلمت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ خدا سے دور پھینک دیتی ہے۔ جتنا زیادہ مال و دولت ہوگا اتنا ہی حرص بڑھتی جاوے گی۔ اچھے اچھے مرغن کھانے اور پر تکلف سامان خورد و نوش معدوں کو خراب کر کے انسان کو محتاج کر کے حکیموں اور ڈاکٹروں کے محتاج کر دیتے ہیں اور اسطرح سے ان کا مال و دولت ان کے کام نہیں آتا بلکہ وہ اوروں کے لیے ہو جاتا ہے۔

مجھے ایک شخص کا حال معلوم ہے کہ وہ بہت ہی بڑا آدمی تھا کروڑوں کا مالک تھا۔ ایک شخص اونٹوں والا میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ ہماری سفارش کر دیں کہ ہمیں ہماری مزدوری مل جاوے۔ پانسو اونٹ کی مزدوری باقی ہے۔ میں نے کہا کہ سفارش کی کیا ضرورت ہے آخر بات کیا ہے تو اس نے کہا کہ وہ شخص کہتا ہے کہ پانسو اونٹ چونہ کا بوجھ میرے مکان پر پہنچاؤ جب مزدوری دونگا۔ ورنہ نہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہارا حرج ہی کیا ہے پہنچا دو۔ آخر تم نے وہیں جانا ہے خالی ہی تو جاؤ گے۔ اس کا کام ہی کر دو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ بجائے اس کے کہ ہماری سفارش کرتے الٹا ہمیں اسطرح سے کہا۔ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ شخص اسطرح سے رشوت لے کر مکان بنوا کر اس میں رہتا بھی ہے یا کہ نہیں۔ پھر اس شخص نے مجھے بتایا کہ اینٹ میں سے اینٹ اور پتھر میں سے پتھر اور لکڑی میں سے لکڑی سب کچھ اس شخص نے چرایا ہے۔ اور مکان کا مصالح جمع کیا ہے۔ خدا کی قدرت وہ اونٹ والے بوجھ تو لے گئے۔ مگر نشان ایزدی کہ اس شخص کو وہ مکان دیکھنا تک بھی نصیب نہ ہوا اور جان نکل گئی۔ شنید نہیں بلکہ دیدہ ہے۔ خیرات اور صدقہ کا رواج ہوتا ہے مگر اس کو مرتے دم وہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ [illegible] یہ کوئی قصہ کہانی اور ناول کی بات نہیں بلکہ واقعہ ہے اور دیدہ کا نہ کہ شنیدہ کا۔ اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ ہر قسم کی ظلمت کو دور کر کے سچا نور اور سچی تمیز عطا کرے۔

رات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اللہ تعالیٰ انسان کو کیسے نظارے دکھاتا ہے اور وہ کیسا خوش منظر ہوتا ہے۔ [illegible] طبیعت اور [illegible] کر دینے والی صحبتیں [illegible] پکڑتی ہیں اور ایک دوسری بات جس کا روح سے تعلق ہوتا ہے حاصل کرتی ہیں [illegible] اپنی جگہ پر [illegible] فائدہ اٹھاتا ہے [illegible] چونکہ سب سے زیادہ تیز ہوتی ہیں اور وہ بڑے ہی باریک بین ہوتے ہیں وہ اور بھی آگے نکل جاتے ہیں اور ان کو دور کی سوجھتی ہے۔ انسان خواہ کیسا ہی ظلمتوں میں گرفتار ہو اور کیسی ہی ضلالت میں مبتلا ہو کیسے ہی مشکلات دینی یا دنیوی میں پھنسا ہوا ہو اس کیواسطے یہ امر ایک بشارت ہے کہ اگر ذرا سا بھی مادہ سعادت اور رشد اور نور قلب اسمیں باقی ہے تو ہدایت پا جانا ممکن ہے اس لئے نا امید نہیں ہونا چاہیئے بلکہ دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اس ذرا سی قوت تمیز اور نور کو بڑھا کر اس کی ہر ظلمت جہل۔ رسم و رواج۔ عقاید۔ مشکلات۔ غرض ہر قسم کی ظلمت کو پاش پاش کر سکتا ہے کیونکہ خود اس نے فرمایا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم۔ دیکھو جب دنیا میں کوئی بڑا عظیم الشان تغیر واقع ہونیوالا ہوتا ہے اور کسی انسان کو خلعت نبوت ماموریت ملنے والا ہوتا ہے تو آسمان پر کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹا کرتے ہیں۔ اسمیں بھی سر اور راز حقیقت ہوتا ہے باریک بین اور عقلمند انسان اس نشان سے سمجھ جاتے ہیں کہ اب دنیا میں ضرور کوئی نہ کوئی بڑا پاک باز انسان ظلمت کا دشمن بے تمیزی کے روحوں کو ہلاک کر کے نور اور تمیز اسکی جگہ قائم کرنے کیواسطے آنیوالا ہے۔ آسمان پر اس تغیر اور کثرت سے شہاب ثاقب ٹوٹنے اس امر کی صریح اور بین دلیل ہوتی ہے کہ زمین پر بھی ضرور کوئی نہ کوئی عظیم الشان تغیر واقع ہونیوالا ہے۔ اور کوئی بڑا عظیم الشان مصلح اور مجدد آنیوالا ہے۔ جو ظلمت کا دشمن اور نور کا حامی ہوتا ہے۔

بس چاہیئے کہ دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تمیز عطا کرے۔ اور ہر ظلمت سے بچا وے۔ بار بار اس قدر لمبے مضامین نہ سنائے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی آپ لوگوں کو سننے کا موقع ملتا ہے۔ میں آپ لوگوں کو ایک سہل راہ بتاتا ہوں۔ دیکھو ہمارے تمہارے اندر بھی جن ہیں۔ اب بڑا حصہ عمر کا گذر چکا ہے۔ اور تھوڑا باقی ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ ہی غفلت سر اٹھانے نہیں دیتی۔ پس ان ظلمتوں کے جلانے کے واسطے بڑا پکا اور سچا ہوا تار شہاب ثاقب استغفار۔ توبہ۔ لاحول اور الحمد کی درد مندانہ دعائیں اور گداز ہو ہو کر درود پڑھنا ہے۔ اور دعائیں کرنا اور رحمت الٰہی کے نزول کی راہیں تلاش کرتے رہنا چاہیئے۔ جو شخص سچے اور پکے دل سے دعائیں کرتا ہے خدا اس کے اندر ایک نور پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس کے کل کاروبار میں اس کا راہبر ہوتا ہے۔ خواہشات نفسانی کی پیروی سے ظلمت آتی ہے اور وہ تباہ کر دیتی ہے۔ ایک اندھے کے سامنے عمدہ سے عمدہ ایرانی قالین رکھ دو [illegible] کے خوشنما رنگ اور خوبصورت بیل بوٹے اس کے واسطے کسی کام کے نہیں۔ اس کے دل کو [illegible] نہیں پہنچ سکتی۔ اسی طرح جو انسان ظلمت میں گھرا ہوا ہو خواہ کتنی ہی نصیحت کرو [illegible] عمدہ عمدہ پیرایوں میں وعظ کرو مگر اس کے کان پر جوں تک نہیں چلتی اور کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پس خدا سے ہر وقت دعا کرو کہ وہ ہر ظلمت سے بچا وے اور نور عطا فرماوے۔

حل طلب معمہ انعامی دو سو روپیہ نقد (۲۰۰)

دو سو روپیہ نقد [illegible] امانت رکھدیئے گئے ہیں جو معمہ ذیل کے حل کرنے والے کو انعام دئے جائیں گے بشرطیکہ وہ کم از کم خورد پاکٹ کیس ادویات بھی خریدے۔ معمہ یہ ہے :-

اس اشتہار میں ایک تین حرفی لفظ درج ہے جس کو صحیح و سالم رکھا جائے تو سوگند کے معنے دیتا ہے۔ اور اگر اسکا پہلا حرف اُڑا دیا جائے تو زہر قاتل کے معنے نکلتے ہیں۔ بتاؤ وہ لفظ کونسا اور اشتہار میں کس جگہ موجود ہے؟

نوٹ :- حل معمہ کے ساتھ ہی اڑھائی روپیہ قیمت پاکٹ کیس ادویات بذریعہ منی آرڈر ۱۵- مئی ۱۹۰۶ء تک منیجر شفاخانہ جوہر امرتسر کے پتہ پر آنے چاہئیں۔ جن کے وصول ہونے پر پاکٹ کیس ادویات بذریعہ پیڈ پارسل روانہ کر دیا جاویگا۔ اور دو سو روپیہ انعام ۲۰- مئی ۱۹۰۶ء کو دیا جاویگا۔ اور اگر ایک سے زائد اصحاب نے صحیح جوابات روانہ کئے تو انعام حصہ رسدی سے تقسیم ہوگا یا بذریعہ قرعہ اندازی۔ یہ حل کنندگان معمہ کی کثرت رائے پر منحصر ہے۔ حل معمہ کے ساتھ ہی اپنی اپنی رائے سے مطلع کریں۔ مگر یاد رہے کہ جب تک قیمت پاکٹ کیس وصول نہ ہوگی۔ کوئی شخص انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا +

ایک ہزار روپیہ نقد

[illegible] قیمت واپس کر دینگے اُس شخص کو دیا جاویگا۔ جو اس پاکٹ کیس کی ادویات کو غیر مفید اور اور بے سود ثابت کر دے۔ اگر [illegible] میں قیمت واپس کرنے یا ایک ہزار روپیہ ادا کرنے میں پس و پیش کروں تو بموجب اس اعلان کے وہ بذریعہ عدالت وصول کر سکتا ہے۔ اب آپ کو بھی قسم ہے کہ یا تو انعام حاصل کریں یا پاکٹ کیس ادویات سے فائدہ اٹھائیں [illegible]

سابقہ انعامات حل معمہ جات

ذیل کے اصحاب کو دئے گئے :-

گراموفون مشین قیمتی پچاس روپیہ بنام سردار [illegible] سنگھ صاحب مقام [illegible] ضلع منٹگمری
سونے کی جیبی گھڑی قیمتی ایک سو روپیہ بنام لالہ [illegible] داس ایجنٹ لالہ گوبند رام صاحب پلیڈر لاہور +

انعام بسیوں [illegible] شفاخانہ جوہر

گراموفون مشین قیمتی پچاس روپیہ بنام [illegible] صاحب [illegible] نشان [illegible]

اڑھائی روپیہ میں حکیم حاذق یعنی پاکٹ کیس ادویات جوہری

حضور والا مرتبت معظم فرمانروایان سلطنت شہنشاہ ہندوستان و انگلستان و [illegible] و نوابان و راجگان و [illegible] و زمینداران و [illegible] امرا [illegible]

خدا شاہد ہے کہ اس پاکٹ کیس کے ذریعہ آجتک مختلف امراض کے ایک لاکھ سے زیادہ مریض شفا پا چکے ہیں جس ڈاکٹر یا حکیم کے پاس یہ بکس ہو اسکو حتے الامکان پھر کسی اور نسخہ کا تردد نہ کرنا پڑے گا۔ جس عیالدار کے پاس یہ بکس ہو اسکو کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس عجیب و غریب پاکٹ کیس میں مختلف پچاس سے زیادہ بیماریوں کی تیر بہدف دوائیں موجود ہیں۔ اس کا پرچہ ترکیب استعمال جو ہر بکس کے ساتھ بھیجا جاتا ہے ایسا عام فہم ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں بخوبی آجاتا ہے۔ یہ پاکٹ کیس بڑی جانفشانی سے انگریزی و یونانی ادویات کے جواہر کو ترکیب دے کر ان اشخاص کے لئے تیار کیا گیا ہے جو اکثر سفر یا ایسے مقاموں میں رہتے ہیں جہاں حکیم و ڈاکٹر وقت پر نہ مل سکیں یا ان عیالداروں کے لئے جنکو اکثر امراض کی شکایتوں کے واسطے حکیموں کے پیچھے مارے مارے پھرنا پڑتا ہے یا ان غربا نوازوں کے لئے جو خلق خدا کو فی سبیل اللہ دوا تقسیم کرتے ہیں۔ غرضیکہ یہ بکس ہر ایک انسان کے لئے گویا بغل میں حکیم حاذق ہے جس سے وقت پر پورے حکیم کا کام لے سکتے ہیں۔ بڑے بڑے نامی حکیموں اور ڈاکٹروں نے بھی اسے زبدۃ الحکمت مان لیا ہے جسکی ادویات نے مریضوں کا علاج کر کے پانچ کے پانسو کما رہے ہیں

امراض :- امراض چشم۔ اسہال۔ کرم شکم۔ کمی باہ۔ سرعت۔ رقت۔ سستی۔ نامردی۔ احتلام۔ آتشک۔ سوزاک۔ درد کمر۔ ہیضہ۔ بندش حیض۔ قے۔ بدہضمی۔ کھانسی۔ بخار ہر قسم۔ درد داڑھ۔ مار گزیدہ۔ عقرب گزیدہ۔ نزلہ۔ ریزش۔ زکام۔ خنازیر۔ درد کان۔ پھوڑے۔ پھنسی۔ زخم ہر قسم۔ ورم۔ پیچش۔ طاعون۔ درد سر۔ درد شقیقہ۔ عمدہ جلاب۔ درد دانت۔ بواسیر ہر قسم۔ گنٹھیا۔ بیخوابی۔ سنگ مثانہ۔ درد شکم۔ درد معدہ۔ بھگندر۔ زنبور گزیدہ۔ درد گردہ۔ درد اعصاب۔ جذام۔ بالخورہ۔ قبض۔ سردکا۔ درد کولہ۔ [illegible] جریان۔ رعشہ۔ بچوں کی پسلی چلنا۔ اورام ہر قسم۔ ضیق النفس + (پاکٹ کیس نہایت خوبصورت ماربل کلاتھ کا بنا کر جس پر سنہری کام عجب بہار دیتا ہے)

قیمت :- پاکٹ کیس خورد دو روپیہ آٹھ آنہ (۲/۸) محصول ۵/ ۔ خورد پانچ روپیہ (۵) محصول ۸/ ۔ کلاں دس روپیہ (۱۰) محصول ۱۱/

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر جوہر ایل ایم ایس سرجن اینڈ فزیشن امرتسر (پنجاب)

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +

إِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخوں کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم باز گر آئی بہ دارالامان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ/

۲۔ خواص و معاونین سے عہ

۳۔ ہندوستان سے باہر ے

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ے ۱۲/

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع

دس روپیہ سے کم آمدنی والے

لوگوں سے عہ ۱۲/

نوٹ ۱۲/ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ذیل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۹ صفر ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

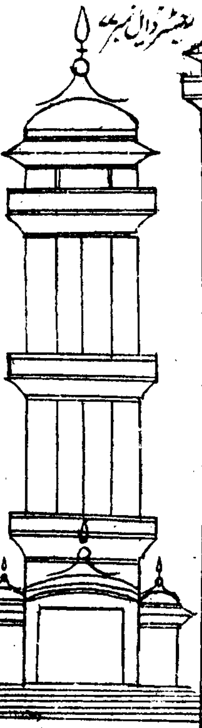

حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سپارش

ہمارے بھائی جو اخبار الحکم پڑھتے ہیں انکی خدمت میں التماس ہے کہ اس مضمون کو ذرا غور سے پڑھیں اور توجہ کریں۔ اور جو نہیں پڑھتے اُن کو چونکہ ہماری اس بات سے بھی اطلاع نہ ہوگی لہذا پڑھنے والے بھائی ان کو اس سپارش کی اطلاع کر دیں۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(۱۳۔ مارچ ۱۹۰۸ء قبل ظہر)

پیر عبداللہ شاہ صاحب ساکن پنڈ صاحب خاں ضلع اٹک جو کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ایک معزز خلیفہ ہیں اور ان کو پیر صاحب موصوف کیطرف سے بیعت لینے کی بھی اجازت ہے۔ دو تین دن سے قادیان میں تشریف رکھتے تھے انہوں نے آج حضرت اقدس کی خدمت میں نہایت ادب اور حق جوئی اور اطمینان قلب کی خاطر یوں عرض کی کہ "خدا کے بندوں کے ساتھ خدا کے نشان ہوتے ہیں۔ اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ماسور و مرسل بناکر دنیا میں بھیجا ہے اور آپ کے ہزاروں نشان ظاہر ہو چکے ہیں مگر چونکہ میں ایک بہت دور دراز ملک کے رہنے والا ہوں اور ہم نے آپ کے اُن نشانات سے کوئی حصہ نہیں لیا جیسطرح آپکی موجودہ جماعت کے لوگوں نے آپ کے نشانات کو دیکھا ہے۔ لہذا میری غرض یہ ہے کہ کوئی نشان دکھایا جاوے جو کہ ہمارے اطمینان قلب اور ترقی ایمان کا باعث ہو۔

فرمایا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ بموجب تعلیم قرآن شریف میں یہ امر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایکطرف تو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اپنے کرم رحیم۔ لطف اور مہربانیوں کے صفات بیان کرتا ہے اور رحمٰن ہونا ظاہر کرتا ہے اور دوسری طرف فرماتا ہے کہ ان لیس للانسان الا ما سعٰی اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا فرماکر اپنے فیض کو سعی اور مجاہدہ میں منحصر فرماتا ہے۔ نیز اسمیں صحابہ رضی اللہ کا طرز عمل ہمارے واسطے ایک اسوہ حسنہ اور عمدہ نمونہ ہے۔ صحابہ رضؓ کی زندگی میں غور کرکے دیکھو۔ بھلا انہوں نے محض معمولی نمازوں سے ہی وہ مدارج حاصل کرلئے تھے؟ نہیں! بلکہ انہوں نے تو خدا کی رضا کے حصول کے واسطے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہیں کی اور بھیڑ بکری کیطرح خدا کی راہ میں قربان ہو گئے۔ جب جاکر کہیں انکو یہ رتبہ حاصل ہوا تھا۔

اکثر لوگ ہم نے ایسے دیکھے ہیں وہ یہی چاہتے ہیں کہ ایک پھونک مارکر اُن کو وہ درجات دلا دیئے جاویں۔ اور عرش تک انکی رسائی ہو جاوے۔

ہمارے رسول اکرمؐ سے بڑھکر کون ہوگا۔ وہ افضل البشر افضل الرسل والانبیاء تھے۔ جب انہوں نے ہی پھونک سے وہ کام نہیں کئے تو اور کون ہے جو ایسا کر سکے۔ دیکھو آپؐ نے غار حرا میں کیسے کیسے ریاضات کئے۔ خدا جانے کتنی مدت تک تضرعات اور گریہ و زاری کیا کئے۔ تزکیہ کے لئے کیسی کیسی جانفشانیاں اور سخت سے سخت محنتیں کیا کئے۔ جب جاکر کہیں خدا کیطرف سے فیضان نازل ہوا۔ اصل بات یہی ہے کہ انسان خدا کی راہ میں جبتک اپنے اوپر ایک موت اور حالت فنا وارد نہ کرلے تب تک اودھر سے کوئی پرواہ نہیں کیجاتی۔ البتہ جب خدا دیکھتا ہے کہ انسان نے اپنی طرف سے کمال کوشش کی ہے اور میرے پانے کے واسطے اپنے اوپر موت وارد کر لی ہے تو پھر وہ انسان پر خود ظاہر ہوتا ہے اور اس کو نوازتا

اور قدرت نمائی سے بلند کرتا ہے۔

دیکھو قرآن شریف میں ہے۔ وفضل اللّٰہ المجاھدین علی القاعدین اجرًا عظیمًا۔ قاعدین یعنی سست اور معمولی حیثیت کے لوگ اور خدا کی راہ میں کوشش اور سعی کرنے والے ایک برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ تجربہ کی بات ہے اور سالہائے دراز سے ایسا ہی دیکھنے میں آرہا ہے۔

انسان دنیا میں دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جن کو بدقسمتی سے یہ سکھایا جاتا ہے کہ بعض اولیاء اور اقطاب دنیا میں ایسے بھی موجود ہیں کہ جنکی ایک توجہ سے انسان ولایت کے درجہ تک پہونچ سکتا ہے اور عرش تک کی اسے خبر ہو جاتی ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو قرآن شریف میں تدبر کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں اس کے پانے کے واسطے صدق و اخلاص سے کوشش اور ورزش کرتے ہیں۔ اور یہی ہیں کہ آخر جنکی پرسوز اور دردمندانہ محنتیں اور کوششیں ضائع نہیں کیجاتیں۔ اور آخر یہ لوگ جو صبر سے خدا کے دروازے پر مانگتے ہیں اور اخلاص اور صدق سے کھٹکھٹاتے ہیں ان کے واسطے کھولا جاتا ہے اور آخر وہ اپنے صدق و اخلاص اور سچی تڑپ اور حقیقی اضطراب کیوجہ سے خدائی فیض کے خزانوں کے مالک اور وارث بنائے جاتے ہیں۔

دیکھو خدا بڑا بے نیاز ہے۔ اُس کو اس بات کی کیا پرواہ ہے کہ کوئی جہنم میں جاوے یا کہ بہشت میں جاوے۔ کسی کے دوزخ میں جانے سے خدا کا کچھ بگڑتا نہیں اور کسی کے بہشت میں جانے سے سنورتا نہیں۔ خدا کا اس میں ذاتی نفع یا نقصان کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لایفتنون۔ یعنے کیا بس اتنی بات سے کہ لوگ زبان سے اتنا کہدیں کہ ہم ایمان لائے خدا راضی ہو جاتا ہے۔ اور حال یہ کہ ابھی ان کے اس قول کا امتحان نہیں کیا گیا کہ آیا وہ حقیقتاً مومن بھی ہیں یا کہ نہیں۔ اور اُن کے اس قول کا صدق و کذب ظاہر نہیں ہوا۔

بس سچی اور پکی بات یہی ہے کہ انسان اول صدق اخلاص اور گدازش اختیار کرکے اپنے اوپر ہزاروں موتیں بسر کرے جب جاکر اللہ رحم کرتا ہے۔ اور اسکی طرف جھانکتا ہے جنتر منتر سے ولی بن جانیوالے خیالات کے لوگ اور صرف ایک پھونک سے آسمانی خزانوں کے مالک بنجانے کے خیالات رکھنے والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔

ایکدفعہ ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور کہا کہ میں تو ایسے کامل انسان کی تلاش میں ہوں جو دم بھر میں ایک توجہ سے ولی بنا دیوے۔ ہم نے بہتیرا سمجھایا مگر جب وہ باز نہ آیا تو ہم نے کہا کہ اچھا جاؤ تلاش کرو اگر ہمیں ایسا کوئی قطب غوث ملجاوے۔ آخر ایک مدت دراز کے بعد وہ ہمیں پھر مل گیا۔ بڑے خستہ حال مندے ہو رہے تھے ہم نے پوچھا کہ کیوں! تم کو ایسا پھونک مارنیوالا آدمی ملا بھی جیسے تم تلاش کرتے تھے؟ وہ پھیکا ہی رہگیا۔ اور کچھ جواب نہ دیسکا۔

ہمارے عقیدے کیموافق تو یہ بات ہے کہ نہ اللہ نے اور نہ ہی اس کے رسولؐ نے کسی کو یہ راہ نہیں سکھائی دیکھو صحابہؓ نے کسقدر کوششیں کی ہیں جنکی قسمت میں ہی ایسا ہوتا کہ اسکی عمر ضائع ہو وہ کتاب اللہ سے فائدہ نہیں اٹھاسکتا۔ قرآن شریف پڑھکر دیکھلو کہیں بھی ایسا نہیں ملیگا کہ خدا اس شخص پر بھی راضی ہوتا ہے جو اوسکی رضامندی کی راہوں سے غافل اور لاپرواہی کرنیوالا ہو۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی جو راہیں مقرر کردی ہیں انہی کے اختیار کرنے سے وہ راضی ہوتا ہے۔

صاف طور سے اس نے یہ دعا سکھادی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ دیکھو انسان انسان سے خوش ہوکر اس کو انعامات عطا کرتا ہے۔ تو کیا خدا اپنی رضامندی کی راہوں پہ چلنے والوں اور اُس کی تلاش کرنے والوں سے محبت نہیں کرے گا۔ مگر استعداد بھی ہو اُس کے فیوض کے لینے کی۔ ایک گندہ پھوڑا جس میں پیپ اور گندے مواد بھرے ہوں اُسپر کیسے مرہم کیا جاوے۔ دیکھو صحابہ نے حق فرمانبرداری اور رضاجوئی ادا کیا تھا اور وہ ایک عمدہ نمونہ اور اعلےٰ مثال ہیں اس ثبوت کے واسطے۔ انہوں نے کسطرح اپنی جانیں قربان کردیں۔ اطاعت کی خون کی ندیاں بہا دیں تو وہ بھی انکی اسحالت پر کیسا راضی ہوگیا۔

جتنے ہی بزرگ اور اولیاء گذرے ہیں وہ سب مجاہدات اور ریاضات میں اپنے اوقات گذارتے تھے۔ دیکھو بابا فرید صاحب اور اور جتنے ہی اولیاء اور ابدال گذرے ہیں یہ سب گروہ ایک وقت تک خاص ریاضات اور مجاہدات شاقہ کرنیکی وجہ سے ان مدارج پر پہنچے ہیں۔ اور ان لوگوں نے بڑی سختی سے اور پورے طور سے اتباع سنت کی ہے۔ جب جاکر انکی شخصیت زنگ نفسانی ہوس اور خواہ نخواہ کی کبریائی نکلی اور وہ گویا کہ سوئی کے ناکے میں سے ہوکر نکلے ہیں جس سے ہمیشہ ایسے لوگ نکلا کرتے ہیں جب جاکر کہیں ان لوگوں کو۔ حالتیں نصیب ہوتی ہیں۔ دعائیں بھی انہی لوگوں کی قبول ہوتی ہیں۔ ورنہ دیکھو جیسے ایک حکیم کی دوائی بجز پرہیز کرنے کے موثر نہیں ہوتی ایسے ہی دعا کی قبولیت کا بھی یہی راز ہے۔ دعا کچھ بھی اثر نہیں کرسکتی جبتک انسان پورا اور کامل پرہیزگار نہ ہو۔ لوگوں نے بعض اولیاء کی نسبت بعض جھوٹے قصے کہانیاں بنارکھے ہیں وہ بھی مخلوق کی راہ میں بڑا بھاری پتھر اور روک ہو جاتے ہیں اور بہتوں کی ٹھوکر کا باعث ہو جاتے ہیں۔ دیکھو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی ایک قصہ ایسا گھڑ رکھا ہے کہ ایک چور ان کے سامنے آیا اور انہوں نے گویا ایک ہی پھونک سے اس کو ولی اور قطب بنا دیا تھا۔

یاد رکھو کہ کوئی بھی کبھی بجز اپنے اوپر ایک موت وارد کرنے اور پوری اتباع سنت کے کسی خاص اور اعلےٰ مقام پر نہیں پہونچا۔ ہاں البتہ یہ بھی صحیح ہے کہ استعداد کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا بعض طبیعتیں اور استعدادیں ہی اس قسم کی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہوتی ہیں اور ان میں ایسا مادہ رکھا ہوتا ہے۔ کہ نخوت تکبر عجب۔ پندار وغیرہ رذیل اخلاق اُن سے خود بخود آسانی سے نکل جاتے ہیں اور ایک فانی اور لاشے بن جاتے ہیں اور جسطرح جیسے ایک دانہ زمین میں بلکے پالے خاک ہوجاتا ہے تو پھر خدا اُس کو قدرت سے بڑھاتا ہے اسی طرح سے وہ لوگ بھی اول اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں جب خدا ان کو پھر زندہ کرتا ہے اور بڑھاتا اور پھیلاتا ہے۔ اور اُن کی قبولیت [illegible] میں بڑھا دیتا ہے۔

پس اسطرح سے جو انسان کل مشکلات کو جو اس [illegible] کیطرف سے اُس کے امتحان کے واسطے وقتاً فوقتاً وارد ہوں ان کی برداشت کر لیتا ہے اور اپنی طرف سے کوئی خاص حدود اور شرائط نہیں مقرر کرتا بلکہ خدا پر چھوڑ دیتا ہے تو خدا اس کو اپنے فضل سے ...... وہ کچھ دکھا دیتا ہے جس سے اس کا ایمان قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور سلیم قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر جو لوگ ضد کرتے ہیں اور خدا کو اپنے ارادوں کے ماتحت چلانے کی خواہش کرتے ہیں وہ لوگ محروم رہجاتے ہیں۔ اور پھر خدا ایسے لوگوں کی پرواہ بھی کیا رکھتا ہے۔ وہ بے نیاز ہے اُس کے کروڑوں بندے ہیں۔ اگر نہیں مانتا تو نہ سہی وہ بھی جہنمی گروہ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ خدا نشان دکھانے میں بندہ کی خواہش اور ارادہ کے ماتحت نہیں ہوتا۔

فیضان بھی استعداد پر ہوا کرتے ہیں [illegible] گوہر شود در سنگ [illegible] ایک کھایا ہوا دانہ [illegible] کاشت کی جانے پر نہیں اُگتا اور نہیں بار ور ہوتا اسی طرح جب [illegible] جب کسی پر فسردگی تیرگی شقاوت کا لگ چکا ہے خدا کے انعامات و نشانات کے وارث نہیں ہوسکتے۔

بھلا نبی سے بڑھکر اور کون ہوگا۔ سارا قرآن شریف تدبر سے پڑھکر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کے غفلت کے جو سامان مقرر فرمائے ہیں اُس کی پیروی نے وہ فیضان ملیگا۔ خدا کی ملاقات [illegible] کرنے [illegible]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمنھم شقی و سعید یعنی انسان بلحاظ اپنی استعدادوں کے دو طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ گروہ جن کو ایسے سامانوں کے جمع کرنے میں اور ایسے اعمال بجا لانے کی توفیق ہوتی ہے۔ جو فیوض و برکات الٰہی کے انوار کے جاذب ہوتے ہیں اور وہ سعید کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ جن کے اعمال بد اور خبیث باطن اُن کی ترقیوں کے آگے روک ہو کر اُن کو اعمال صالحات اور خدائی فیوض و برکات سے دور و مہجور کر دیتے ہیں۔ اب بھی دیکھو کہ خوب زور سے تائیدات سماوی اور نشانات کی ایک بارش ہو رہی ہے اور ایک سیلاب کی طرح ترقی ہو رہی ہے۔ مگر اس میں بھی وہی داخل ہو سکتے ہیں۔ جن کی روحوں میں سعادت کا حصہ ہے۔ شقی اور بدبخت لوگ باوجود ہزاروں نشانات کے دیکھنے کے اُن میں بھی وساوس شیطانی کو داخل کر کے سعادت اور قبول حق سے محروم رہجاتے ہیں اور خدا کا بھی یہی منشا ہے۔ کہ بعض سعادت کی وجہ سے سعید اور بعض شقاوت کی وجہ سے شقی ہو کر یہ **اختلاف قیامت تک برابر قایم رہے**۔ پس جن کو خدا تعالیٰ کا منشا ہی ہماری جماعت سے باہر رکھنے کا ہو۔ اُس کو ہم کیسے ہدایت دے سکتے ہیں۔ دیکھو! کسی خاص شخص کی پرواہ نہ خدا کو منظور ہوا کرتی ہے۔ اور نہ ہی اس کے رسول کسی خاص شخص کی ہدایت کے لئے زور دیا کرتے ہیں۔ بلکہ اُن کی دعائیں اور اضطراب عام خلق خدا کے واسطے ہوتے ہیں۔ دیکھو! **رسول اکرمؐ** سے بھی معجزات مانگے گئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا۔ **قالوا لولا نزل علیہ ایٰتٌ من ربہ۔ قل انما الاٰیات عند اللّٰہ**۔ اللہ تعالیٰ نے اقتراح کو منع کیا ہے اور تجربہ بتاتا ہے کہ اقتراح کرنے والے لوگ ہمیشہ ہدایت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ خدا نہ اُن کی مرضی اور خواہشات کا تابع ہوتا ہے اور نہ وہ ہدایت پاتے ہیں۔ دیکھو! جب نشانات اور معجزات اقتراحی رنگ میں طلب کئے گئے۔ تب ہی یہی جواب ملا۔ **قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرًا رسولا**۔ خدا تعالیٰ کے اب بھی ہزاروں نشانات ہیں۔ جو گننے سے گنے نہیں جا سکتے۔ اور ہماری کتابوں میں تفصیل سے درج ہیں اُن کو دیکھا جاوے۔ کیا وہ قابل قبول اور خدائی شان و شوکت کا رعب اپنے اندر رکھتے ہیں یا کہ کسی انسان کی طاقت میں اُن کا امکان ممکن ہے۔ پھر جو نشانات خدا تعالیٰ نے **خود اپنی مرضی** اور خوشی سے دیئے ہیں اُن سے تسلی تشفی نہ پا کر اپنی تسلی تشفی کے واسطے خاص نشانات طلب کرنا تو نہ قرآن میں ثابت ہے اور نہ کسی پہلے نبی کی زندگی میں ملتا ہے۔ **پس ہم سے کیوں منہاج نبوت سے** باہر سوال کیا جاتا ہے۔ ایسا ہرگز جائز نہیں۔ پہلے سوال کرنے والوں اور معجزات مانگنے والوں کو دیکھلو۔ ان سے کیا معاملہ ہوا۔ وہی اب موجود ہے۔ ہم نے خدائی کا دعویٰ تو نہیں کیا۔ نشان خدا کے ... ہاتھ میں ہیں۔ جب اور جس قسم کے وہ چاہے اپنی مرضی سے ظاہر کرے۔ وہ کسی زید و بکر کی خواہشات کا پابند اور ماتحت نہیں ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایسا انسان کبھی کامیاب بھی ہوا ہو۔

وہی قرآن شریف موجود ہے۔ اس میں دیکھ لیا جاوے۔ خدا کبھی مجبور نہیں ہوا۔ اور نہ وہ مجبور ہو کر ایسا کیا کرتا ہے۔ بلکہ جب وہ چاہتا ہے۔ اپنی مرضی سے مانگنے والوں کی خواہشات سے ہزار درجہ بڑھ چڑھ کر بھی نشان دکھا سکتا ہے۔ اور دکھاتا ہے۔ اُس کو کسی خاص انسان کی پرواہ نہیں ہوا کرتی۔ کہ یہی شخص ہدایت پاوے گا۔ تو یہ کارخانہ چلے گا۔

آپ بھی مسلمان ہیں۔ بھلا آپ نے بھی کہیں قرآن شریف میں اس قسم کا مضمون پایا ہے۔ کہ کبھی کسی نے اقتراحی رنگ میں مانگا ہو اور پھر اُس نے پا بھی لیا ہو۔ ہرگز ایسا ثابت نہ ہوگا کہ کسی نے اس طرح سے مانگا اور پھر پا لیا ہو۔ پس اگر ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ تو یہ ایک قسم کی جرأت اور بے ادبی ہے۔ اس سے مسلمان کو بچنا چاہیئے۔

پس جس طرح سے آنحضرتؐ نے نشان مانگنے والوں کو کہا اور جواب دیا تھا۔ ہم بھی اُسی طرح کہتے ہیں۔ کہ **نشان خدا کے پاس ہیں۔ وہ جس طرح کے چاہے اور جس وقت چاہے۔ دکھا سکتا ہے۔ نشان دکھانا ہمارا کام نہیں ہے۔**

خدا کے دکھائے ہوئے نشانات ہزاروں موجود ہیں۔ ہاں البتہ اُن میں یہ بات ضرور ہے۔ کہ وہ کسی کے خاص کر کے مانگے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ہیں۔ جو خدا نے خود اپنے ارادے اور خوشی سے دکھائے۔ میں تو ایسے شخص کے اسلام میں ہی شک کرتا ہوں۔ جو مسلمان کہلا کر قرآن شریف اور سنت رسولؐ سے باہر کوئی سوال کرتا ہے۔

اگر سعادت و رشد کا انسان میں کچھ بھی حصہ ہو اور حق طلبی کی پیاس اور سچی تڑپ موجود ہو۔ تو کیوں خدائی نشانات میں غور نہیں کی جاتی۔ اور اُن کو کیوں قبول نہیں کیا جاتا۔ کیا وہ نشانات باسی ہو گئے ہیں۔ کہ اُن کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اور کہا جاتا ہے کہ **جو ہم مانگتے ہیں وہ ہمیں دیا جاوے یاد رکھو یہ بڑی بھاری جرأت اور بے ادبی ہے۔ خدا بڑا بے نیاز ہے۔ اُسے کسی کی پرواہ ہی کیا ہے۔ اگر ساری دنیا بھی اُس سے منہ پھیر لے۔ تو اُس کا کچھ بگڑتا نہیں۔ کسی کی خواہشات کا ماتحت ہو کر اور مجبور ہو کر وہ نہیں چلے گا۔**

نماز ظہر کے بعد

پھر پیر صاحب موصوف کو بلا کر نہایت نرمی و اخلاق اور محبت بھرے الفاظ سے یوں فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ جب انسان کے دل کی حالت صاف ہوتی ہے اور اُس میں ایک خلوص اور حق کی تڑپ ہوتی ہے اور خدا کو جو دلوں کے حالات سے واقف ہے اُس کے لئے کوئی امر ہدایت کا منظور ہوتا ہے تو خدا اپنے مامورین کے دل میں اس شخص کے لئے ایک خاص جوش اور توجہ پیدا کر دیتا ہے اور **الہام خفی** سے مامور کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے مگر یہ جب ہوتا ہے کہ خدا کو سائل کی حالت تقویٰ اور سچی تڑپ معلوم ہو جاوے۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے۔ کہ حضور الٰہی میں سائل کا سوال قابل قبول ہو گیا ہے۔ پس آپ اس امر کے لئے خدا کے حضور دعا کریں۔ اور توبہ استغفار سے کام لیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی دعا کی وجہ سے خدا کوئی ایسے سامان مہیا کر دے۔ جس سے آپ کے واسطے تسلی ہو کے سامان مہیا ہو جاویں۔ اُس کے بغیر چارہ نہیں ہے کیونکہ وہ بڑا بے نیاز ہے۔ اور انسان اُس کا ہر آن محتاج ہے۔ اور اُسی کی مدد کا محتاج ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدسؑ تشریف لے گئے۔ اور جناب پیر صاحب موصوف حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس درس گاہ میں گئے۔

پیر صاحب سے حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ یوں مخاطب ہوئے۔ کہ حضرت اقدسؑ نے نماز کے بعد آپ کو جو نصیحت کی ہے۔ آپ اُس کا مطلب بھی سمجھے ہیں؟ اور پھر اس کی یوں

تفسیر

بیان فرمائی۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا مطلب یہ تھا کہ انسان میں اضطراب پیدا ہو جاوے اور ایک خاص جوش اور تڑپ سے خدا کے حضور التجا کرے۔ کہ اے خداوند! تجھ سے بڑھ کر کوئی بھی عالم نہیں۔ تو ہر ایک انسان کے دل کی حالت اور اس کی تسلی کے باریک در باریک ذرایع سے بھی واقف ہے۔ اور تجھ سے لطیف در لطیف دلائل اور براہین جو حق اور باطل میں تمیز کرنے کا باعث ہوں۔ اور کون جان سکتا ہے۔ پس تو ہی مجھ کو اپنے رحم سے حق کی ہدایت فرما اور دل کو صراط مستقیم کے قبول کرنے کی توفیق و طاقت عنایت فرما۔

فرمایا۔ مسائل مختلف فیہ میں میرا اپنا یہی طریق عمل ہے۔ اور میں ہمیشہ سے اسی راہ پر قائم ہوں۔ **اللّٰھم اھدنی لما اختلف فیہ**۔ خدا سے بڑھ کر اس مطلب کے لئے اور کون موزوں و مناسب ہے اور بجز خدا کے اور کون ہے۔ جو دل کی تسلی و تشفی کر سکے۔ دل اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہی دلوں کا مالک اور متصرف ہے۔

خدا سچے اضطراب کو قبول فرماتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں وارد ہے امّن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء۔ اور پھر فرمایا ہے ادعونی استجب لکم۔ اور پھر فرماتا ہے کہ اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ قرآن شریف کا ابتدا بھی **دعا** سے ہے اور پھر انتہا بھی **دعا** پر ہوا ہے۔

پس ان سب باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو شخص دعا کرتا ہے۔ اور اس دعا کے واسطے سچی **تڑپ۔ اضطراب** اور حق کی **تلاش کا جوش** ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے واسطے حق کی راہیں کھول دیتا ہے۔ دعا ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جو شخص **خدا پر ایمان** رکھتا ہے وہ **قبولیت** دعا کو بھی مانتا ہے۔

لیکن بعض اوقات دعا کی قبولیت میں انسان کے اپنے گناہ روک ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات دعا کی قبولیت بجائے ہدایت کے ضلالت اور ابتلا کا باعث ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا وما یضل به الا الفاسقین۔ پس اس کا علاج استغفار مقرر کیا گیا ہے۔ دعا کرنے سے پہلے انسان بہت بہت استغفار کرے۔ انسان غلطی سے پاک نہیں۔ لہذا خدا کے حضور التجا کرے۔ کہ یاالٰہی میرے اعمال بد کے نتائج بد سے تو مجھے محفوظ رکھ۔ اور آئندہ غلطیوں سے میری حفاظت کر۔ جتنی جو غلطیاں مجھ سے پہلے سرزد ہو چکی ہیں۔ اُن کے نتائج بد اور سزا سے بچا اور حفاظت میں رکھ۔ اور آئندہ تیری ایسی حفاظت میرے شامل حال ہو۔ کہ گناہ مجھ سے سرزد ہی نہ ہوں۔ ہر گناہ کا نتیجہ سزا ہوتا ہے اور ابتلا۔ تو ممکن ہے کہ انسان کی دعا یا تو بوجہ اس کے گناہوں کے قبول ہی نہ ہو۔ اور اگر قبول ہو بھی۔ تو ابتلا کے رنگ میں ہو۔ اصطفیٰ اور اجتبیٰ کے رنگ میں نہ ہو۔ اسی واسطے استغفار کا پڑھنا درد دل اور سوز سے ضروری ہے۔

تیسرا ضروری امر یہ ہے۔ کہ **لاحول ولا قوة** الا باللہ کا ورد بھی درد دل سے کرے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی نیکی۔ سکھ اور فضل و فیض کے جذب کی توفیق مجھ کو نہیں۔ میرا کوئی علم طاقت اور عمل کافی نہیں۔ غرضیکہ میں کسی فضل اور رحمت کے پانے کا اقتدار نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی مجھ میں کوئی ایسی قوت اور طاقت ہے۔ کہ جس کے ذریعہ سے میں کسی دکھ۔ مصیبت۔ کم علمی۔ جہل و نادانی یا بد عادت و گناہ کو ترک کر سکوں۔ یا مقابلہ کر سکوں۔ الا باللہ۔ مگر اللہ کے فضل اور توفیق سے۔

مختصر یہ کہ ایصالِ خیر اور دفع شر کی مجھ میں طاقت اور قوت نہیں۔ بجز اس کے کہ اللہ کی خاص توفیق شامل ہو۔

غرض **استغفار** تو اس لئے کہ ہماری دعائیں . . . . کسی ابتلا کا باعث نہ ہو جاویں۔ اور لاحول اس واسطے کہ ہمارا علم کافی نہیں اور اظہار عجز کے واسطے۔

سچا اضطراب **لاحول**۔ استغفار پڑھ کر دعائیں کرنے کے بعد بھی اگر کچھ دیر قبولیت دعا میں ہو تو کچھ صدقہ خیرات کر دے۔ صدقہ بھی قبولیت دعا کا ایک راز ہے۔ حدیث میں آیا ہے ان الصدقة تطفی غضب الرب۔ بعض مصائب شدائد صدقہ سے ٹل جاتے ہیں۔ **صدقہ رد بلا**۔ عام طور سے مثل کے طور پر مشہور ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی گناہ یا خدا کی ناراضگی قبولیت دعا کے واسطے روک ہو رہی ہو۔ اور ہمیں اُس کا علم نہ ہو۔ وہ صدقہ سے ٹل جاوے اور پھر قبولیت دعا کا دروازہ کھل جاوے۔

پھر درود پڑھے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میں درد دل سے آنحضرتؐ کے لئے **خاص رحمت** اور خاص فیضان اور خاص خاص مدارج علویہ کے حصول کی دعا مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ جو شخص رسول اللہؐ پر درود ایک بار بھیجتا ہے۔ خدا اُس پر کئی بار رحمت نازل کرتا ہے۔ خدا کی رحمت کیا ہے؟ وہی **ہدایت** ہے۔ ہر مشکل سے نکل جانا بھی ہدایت ہے۔ خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی۔ غرض یہ خدا کا وعدہ ہے۔ جو کبھی نہیں ٹلتا۔

مثنوی میں ایک طوطے کا قصہ یوں درج ہے کہ ایک طوطا ایک تاجر کے پاس تھا۔ تاجر تجارت کی غرض سے ہندوستان جانے لگا۔ تو اُس طوطے نے تاجر سے عرض کیا۔ کہ آپ میرا اسلام ہند کے طوطوں کو پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ تاجر جب ہندوستان میں آیا۔ اور اُس نے طوطے کا سلام طوطوں کو پہنچایا۔ تو اُن میں سے ایک طوطا تڑپ تڑپ کر زمین پر گر گیا اور ایسا دکھائی دیا کہ گویا مر گیا ہے۔ تاجر جب سفر سے واپس آیا۔ تو طوطے نے اُس سے اپنے سلام کا حال دریافت کیا۔ تاجر نے اپنا سارا ماجرا بیان کیا۔ تو وہ طوطا بھی ایسا تڑپا اور گردن ڈال دی کہ گویا مر گیا۔ مالک کو رنج ہوا۔ اُس نے مردہ جان کر پنجرے میں سے نکال کر باہر پھینک دیا۔ طوطا اُڑ کر درخت پر جا بیٹھا۔ مالک نے حیران ہو کر پوچھا۔ یہ کیا ہوا؟ تو پھر طوطے نے جواب دیا کہ اصل میں میرا اسلام یہی معنے رکھتا تھا۔ کہ مجھے کوئی ترکیب بتاؤ۔ جس سے میں اس قید سے رہائی پا سکوں۔ تو اُنہوں نے جواب دیا تھا کہ بجز موت وارد کرنے کے رہائی ممکن نہیں۔

اسی طرح ہم بھی جو انبیاء اور عباد اللہ الصالحین پر سلام اور درود بھیجتے ہیں۔ اس کا بھی یہی منشاء اور ماحصل ہے کہ اے نجات یافتہ روحو! اور خدا کے مقدس مجتبےٰ اور مصطفیٰ لوگو! تم تو **نجات یافتہ اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ** کے مصداق ہو کر بارگاہ الٰہی میں مقرب بنے ہو۔ ہمیں بھی اپنی جانوں کے صدقے کوئی ایسی راہ بتاؤ۔ کہ ہم بھی دنیا کی ان تلخیوں اور گناہوں سے نجات یاب ہو سکیں۔ اور ہمیں اجتبیٰ اور اصطفیٰ کے مدارج نصیب ہو کر ہم بھی خدا کی رضوان کے عرش کے سایہ میں آ جاویں۔

غرض دعا ہی ایک اعلیٰ ہتھیار جو ہر مشکل سے نجات کی راہ ہے۔ جہاں کوئی ہتھیار کارگر نہیں ہو سکتا وہاں دعا کے ذریعہ کامیابی ممکن اور یقینی ہوتی ہے مگر شرط یہ ہے۔ کہ دعا کی قبولیت کے تمام شرائط اور لوازم مہیا و میسر ہوں۔

عمدہ دعا اھدنا الصراط المستقیم ہے۔ جس میں نہ کسی خاص مذہب کا نام ہے۔ اور نہ کوئی خاص پہلو اختیار کیا گیا ہے۔

میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے اُن الفاظ کا جو آپ نے بعد از نماز فرمائے۔ مطلب سب لوگ سمجھیں۔ اور اس پر کاربند ہوں۔

معذرت

چونکہ ۲۔ اپریل ۱۹۰۸ء کے الحکم کی کاپیاں پتھروں پر لگائے جانے کے بعد مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۸ء قبل ظہر ایک لطیف اور مبسوط تقریر حضرت اقدسؑ نے فرمائی۔ جس کا بہت جلد شائع کیا جانا از بس ضروری معلوم ہوا۔ مگر چونکہ اُن کاپیوں کی ترتیب اس امر کی مانع تھی کہ یہ تقریر یکجائی طور سے شائع ہو سکتی۔ لہذا مناسب سمجھا گیا کہ صرف اس تقریر کو وقت پر شائع کر دیا جاوے تاکہ احباب کو انتظار کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اسی عجلت کی وجہ سے دو ورقہ شائع ہوا۔

منیجر

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

قادیان دار الامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ

۲۔ خواص و معاونین سے عہ

۳۔ ہندوستان سے باہر سے

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲

۵۔ [illegible] غیر مستطیع

دس روپیہ سے کم آمدنی والے

لوگوں سے [illegible]

نوٹ۔ [illegible]

[illegible]

جبر کو ہم باتو گرائی چھاپ کر قادیان میں | و دوائی شفا بخش غرض دار الامان میں

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

کلام امیر حضرت امام الزمان علیہ السلام

(۲۹ مارچ ۱۹۰۸ء قبل [illegible])

ایک معزز صاحب جو حضرت حکیم الامۃ [illegible] کے دوستوں میں سے ہیں اور [illegible] قیام رکھتے ہیں [illegible] سے [illegible] تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت حکیم الامۃ [illegible] ملاقات کے واسطے [illegible] تشریف لائے حضرت اقدس سے ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے ذکر کیا کہ گرمی کی شدت کی میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اور تمام گرما اپریل سے نومبر تک کا گرمہ میں جہاں میرے چاہ کے باغ میں بسر کرتا ہوں۔ اور آج ہی واپس جانے کا ارادہ ہے کیونکہ میں گرمی کی برداشت نہیں کر سکتا حضرت اقدس نے فرمایا کہ موسم تو کوئی بھی اللہ تعالیٰ نے بیفائدہ نہیں بنایا۔ آپ نے جہاں جسمانی تپش سے بچنے کا فکر کیا ہے اور آرام و آسائش کی راہیں سوچی ہیں وہاں چند روز یہاں رہ کر روحانی تپش کی اصلاح کے واسطے بھی غور کریں۔

قبل [illegible] ایک شخص نے اپنے چند حاجات تحریری [illegible] پیش کئے حضرت اقدس نے پڑھکر جواب میں فرمایا کہ اچھا ہم دعا کریں گے تو وہ شخص [illegible] ہو کر پوچھنے لگا آپ نے میری عرضداشت کا جواب نہیں دیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم نے تو کہا ہے کہ دعا کریں گے۔ اس پر وہ شخص بولا کہ حضور کوئی تعویذ نہیں دیا کرتے۔ فرمایا تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں ہے ہمارا کام تو صرف اللہ کے حضور دعا کرنا ہے۔

---

۳ مارچ ۱۹۰۸ء قبل عصر

[illegible] کا ایک خط حضرت اقدس کی خدمت میں [illegible] مضمون آیا تھا کہ [illegible] کسی [illegible] وہ حضرت اقدس کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے سے کئی سال پیشتر سے ممبر ہیں۔ اور کہ وہ [illegible] چند سو روپیہ کے اس کمپنی کو دے چکے ہیں۔ وہ خط [illegible] مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر کے اس کے متعلق استفتاء دریافت کیا ملک صاحب موصوف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ چونکہ میں نے حضور کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کر لیا ہے اسواسطے اگر اب یہ مسئلہ دین کے کسی رنگ میں بھی مخالف ہو تو میں خوشی سے اس سے دست بردار ہونا چاہتا ہوں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم تو اسکے جواز کی کوئی راہ نہیں پاتے۔

جو نقصان ہو چکا ہے وہ خدا کی راہ میں نقصان سمجھکر آیندہ گناہ سے توبہ کر لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اجر دینے والا ہے اصل میں یہ بھی ایک قمار بازی ہے۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی خدمت میں ایک عریضہ اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس خلیفۃ اللہ و رسول اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض خاکسار چنین است کہ بیان مسئلہ ذیل مرحمت فرمودہ براے من عنایت نمودہ شود۔ آن ہمین است کہ بعضے میگویند کہ رسول خاص است۔ و نبی عام است۔ پس ہر رسول نبی است و ہر نبی رسول نیست یعنی رسول افضل است از نبی۔ و بعضے میگویند کہ رسول و نبی یکے است۔ غرض نزد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کدام صحیح و منظور است۔ خاکسار غلام محمد افغان۔

جواب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ واضح باد کہ ما را باقوال دیگران ہیچ تعلق نیست۔ آنچہ از قرآن شریف مستنبط میشود ہمین است کہ رسول آن باشد کہ خدمت رسالت و پیغام رسانی از خدا تعالیٰ

اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ

حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پرانا الہام ہے۔ اور سینکڑوں مثالیں اس الہام کی تصدیق میں آجتک ظاہر ہوکر الہام الٰہی کی صداقت کو روز روشن کیطرح ظاہر کرتی رہی ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً اخبارات میں شایع ہوتی رہی ہیں۔ کئی من چلے اس الہام کی پرکھ اور جانچ کے لئے اپنے پورے ہتھیاروں اور طاقتوں سے نبرد آزمائی کے لئے نکلے اور آخر اپنے ذاتی تجارب اور مشاہدات سے اپنی ہی زندہ مثال اور شہادت کی مہریں رجسٹر تصدیق صداقت الہام ربانی میں ثبت کرتے ہوئے چلے گئے۔ کوئی مقدمات کے رنگ میں آیا۔ اور کسی نے دعاؤں سے مقابلہ کیا۔ کسی نے علمی رنگ میں سامنا کیا۔ اور تفسیر نویسی کے لئے اٹھا۔ کوئی گھر بیٹھے بٹھائے یکطرفہ بددعائی اور کوئی مباہلہ کے میدان میں نکلا اور کسی نے بالمقابل پیشگوئیاں کیں غرض ہر طرف سے اور ہر رنگ میں شیطان نے اپنی پوری طاقت سے ربانی سلسلے کے نیست و نابود اور بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے سرتوڑ کوششیں کیں مگر جس رنگ میں نکلا اور جس پہلو سے آیا اسی رنگ میں سونہہ کی کھائی اور ہمیشہ کے لئے ذلت و ادبار کا نشانہ بنا۔ اور خدائی الہام کی صداقت کا پورے زور سے ثبوت دیتا رہا۔ ممکن تھا کہ اس الہام کے بعد کوئی مقابلہ کے واسطے ہی نہ اٹھتا۔ مگر زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جانے ممکن ہیں۔ پر خدا کے مونہہ کی باتیں ہرگز ہرگز نہیں ٹل سکتیں۔ اور پوری ہوکر ہی رہتی ہیں۔ لہذا ضروری تھا کہ اس الہام کی پورے زور سے مخالفت بھی کیجاتی تاکہ اس کی صداقت بھی اپنے اعلےٰ ترین پایہ ثبوت کو پہنچ جاوے ہر مخالف مقابل میں آیا اور خدا کی شان کہ جس جس رنگ میں کسی نے مقابلہ کیا۔ اور جس جس رنگ میں کسی نے مرسل یزدانی مامور سلطانی کی ذلت اور اہانت کا ارادہ کیا وہ اسی ذلت و ادبار کے گڑھے میں گرا۔ اور ایسا مونہہ کے بل گرا کہ پھر نہ سنبھلا۔

ایک تازہ واقعہ ناظرین کے ایمان کی ترقی و تازگی اور الہام ربانی کی صداقت کے لئے لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے چند روز گذرے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ ایک خط کے اپنا یہ خواب یا الہام جو کچھ بھی ہو لکھا تھا کہ **میرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا** اور اس خواب یا الہام کو ہاتھ میں لیکر **وحی** اور الہام کے سلسلہ پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ چنانچہ اس کا مفصل ذکر الحکم نمبر ۱۸ جلد ۱۲ مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۰۸ء میں موجود ہے۔ **خدا کی شان** کہ یہ صرف پہلا ہی موقع تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے اس طرح کا مقابلہ کیا ہو۔ اور ساری عمر میں انہوں نے اس قسم کا یہی ایک ہی دعویٰ پیش کیا تھا۔ مگر چونکہ اس سے انکی مراد معیار صداقت وحی پر حملہ کرنا تھی اور اسطرح سے حضرت اقدسؑ کے الہامات اور وحی پر ہنسی اڑانے کا منشار تھا لہذا خدا تعالیٰ نے جسکو ہمیشہ اپنے مرسلوں اور ماموروں کی حمایت منظور ہوتی ہے اور وہ انبیاء اور رسل کے لئے ایک خاص غیرت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس گروہ کی ہتک اور ہار میں خدائے عزوجل کی ہتک اور ہار اور اس گروہ کی کامیابی اور عزت اور غلبے میں خدا کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدانما وجود ہوتے ہیں لہذا اس نے اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے الہام کے بموجب ان کو اس ذلت اور رسوائی کا مونہہ دکھایا کہ بجائے اس کے کہ ان کے گھر میں مطابق ان کے دعوے کے لڑکا پیدا ہوتا لڑکی پیدا کر کے ان کو شرمندہ کر دیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو اپنے اس خواب پر اتنا دعوے اور بھروسہ تھا کہ انہوں نے لڑکے کی ولادت سے پہلے ہی اس کا نام مظہر اللہ تجویز کر رکھا تھا جو کہ ان کے لئے مظہر ذلت بنا۔ مگر خدائی شان کہ ان کو خدا نے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا اور ایسا نادم کیا کہ اب وہ تا دم حیات وحی اور الہام کے معیار پر عوام کی خوابوں یا الہاموں کو پیش کر کے حجت اور استہزا نہیں کریں گے۔

خدا کی شان دیکھو کہ خدا کے برگزیدوں کا مقابلہ اچھا نہیں ہوتا اور اس گروہ پاک کی مخالفت بہت خطرناک ہوتی ہے بعض اوقات سلب ایمان کا باعث ہو جاتی ہے۔ سینکڑوں مثالیں ایسی موجود ہیں کہ بعض اوقات کفار اور فاسق لوگوں کو خواب آئے اور راست بھی نکلے۔ مگر یہ اس واسطے نہیں کہ صداقت الہام و وحی پر اعتراض ہوں بلکہ یہ ایک ملکہ ہے جو کہ خدا نے انسان میں بطور شہادت وحی کے لئے رکھدیا ہے۔ اس میں نہ تو کافر و مومن کی کوئی تفریق ہے اور نہ یہ الہام کے معیار کی صداقت پر اعتراض منجملہ ان کے ایک واقعہ ذیل میں ایک آریہ کا جو کہ قادیان کا رہنے والا ہے لکھا جاتا ہے:

غور کا مقام ہے کہ ایک طرف تو ایک آریہ شخص (شرمپت) خدا اور اس کے رسول کا دشمن خواب دیکھتا ہے کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو اور وہ سچا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ایک مسلمان مولوی اور مستند اور مشہور مولوی ایک گروہ کا پیشوا مراتب اعلےٰ کا دعویٰ رکھنے والا بھی وہی خواب دیکھتا ہے اور اس کے ہاں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوکر دوگنی شرم اور ندامت کا باعث ہو جاتی ہے۔ اس میں بھید کیا ہے۔ یہی کہ اول الذکر آریہ نے نہ تو دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی کسی **مامور من اللہ کے مقابلہ** کے واسطے کھڑا ہوا ہے۔ اور نہ اس نے اس خواب کو قبل از وقوع نتیجہ خواب کے سلسلہ وحی و الہام کے صداقت کے معیار کو توڑنے اور استہزا کرنے کا ذریعہ بنایا بلکہ عام طور سے **معمولی** ایک خواب آیا ہے۔ اور وہ سچا نکلا ہے۔ مگر چونکہ مولوی صاحب موصوف کا اس خواب کے بیان کرنے سے اور بصورت اس کے سچا نکلنے کے معیار صداقت وحی پر **اعتراض اور استہزا** کرنیکا ارادہ تھا اور انہوں نے چونکہ **خدا کے مامور و مرسل کے مقابلہ** میں ایسا اظہار کیا تھا اس لئے خدا نے ان کو اپنے اس ارادے میں ناکام کیا اور اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے الہام کی سچائی ہمیشہ کے لئے روز روشن کیطرح ثابت کر دی۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا **کہ خدا کے برگزیدوں کے مقابلہ میں خدا کے دشمنوں کی نصرت کیجاوے**۔ وَلَن یَّجعَلَ اللّٰہُ لِلکٰفِرِینَ عَلَی المُؤمِنِینَ سَبِیلًا۔

ہمیں امید ہے کہ جناب مولوی صاحب موصوف اب اس عقدہ کے حل کے لئے کہ کیوں آریہ کا خواب سچا ہوا اور کیوں ان کا خواب غلط نکلا حضرت اقدسؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی کیطرف توجہ کریں گے اور حقیقت خواب و وحی کا سچا فلسفہ اور حقیقی معیار تلاش کر کے اسے قبول کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے۔

لَا یُلدَغُ المُؤمِنُ مِن جُحرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَینِ کی حدیث پر پورا عمل کر کے آیندہ محتاط بن جاویں گے اور ایسی خوابوں یا الہامات کا اعتبار نہ کریں گے اور نہ ہی ان کو نبوت کی وحی کے جھٹلانے کا معیار بناویں گے۔

تلاش مطلوب ہے

میرے چچا صاحب مسمی عبد الحق صاحب احمدی معہ چچی صاحبہ و ایک دس برس کے بچہ کے جسکا نام احسان الحق ہے بعرصہ دو ماہ تلاش روزگار میں حیدرآباد دکن گئے ہیں مگر ابتک کوئی خط انکا نہیں آیا جس سے گھر بھر متفکر اور بے چین ہے۔ صرف تربطیہ لاسور سے (جو حیدرآباد دکن سے ۲۰۰ سو میل کے فاصلہ پر ہے) چلتے وقت ایک خط ان کا آیا تھا پھر کوئی خط نہیں آیا ان کا قیام کا ارادہ بھی مولوی سید محمد رضوی صاحب احمدی بیرسٹر حیدرآباد ہائیکورٹ کے ہاں کا تھا۔ مولوی صاحب موصوف کو بھی رجسٹری خط بھیجا کوئی جواب تا حال نہیں آیا اور نہ رجسٹری کی رسید آئی ہے طبیعت از حد پریشان ہے۔ چونکہ آجکل ریل گاڑیوں کے آپس میں لڑنے کے بہت حادثات ہوتے ہیں اسلئے اور فکر ہے خدا انکو محفوظ رکھے۔ براہ مہربانی الحکم کے اول ہی پرچہ میں شایع کر دیجیئے کہ جس احمدی بھائی کے ہاں چچا صاحب موصوف حیدرآباد میں مقیم ہوں وہ احقر کو بذریعہ خط مطلع فرما کر مشکور فرمائیں اور یہ بھی دریافت طلب ہے کہ آج سے دو ماہ قبل یا اس کے قریب مقام لاسور اور حیدرآباد کے درمیان کوئی ریل گاڑی تو نہیں لڑی فقط والسلام

محمد عثمان احمدی ہیڈ ڈرافسمین دفتر ڈسٹرکٹ انجنیر ای-اے-آئی-آر الہ آباد

خاص توجہ کے قابل

خُطبہ جُمعہ

ازحضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد اقصیٰ

۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء

الحمد للہ۔ نحمدہ ونستعینہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا الخ اما بعد! التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ آخر درود تک۔

یہ وہ فقرات ہیں۔ جو ہر مسلمان ہر دو رکعت کے بعد پڑھتا ہے۔ جو شخص دن رات میں چالیس رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ وہ ان فقرات کو بیس مرتبہ پڑھتا ہے۔ تین رکعت والی نماز میں بھی یہ کلمات دو مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔ فرائض۔ سُنن۔ اور نوافل سب میں ان کا پڑھا جانا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں اور احادیث میں بھی نماز کو سنوار کر اور سمجھ کر پڑھنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ حتّی کہ سوچ سمجھ کر نہ پڑھنے والوں کی نماز نماز ہی نہیں کہلاتی۔ اور نہ اس کو قبولیت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔ طوطے کی طرح الفاظ کا رٹتے رہنا اور حقیقت سے بےخبر ہونا مفید نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ خدا اور اُس کے رسول کا منشاء ہے۔ متوالوں کو جو حالت نشہ میں ہوں مسجد میں آنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ غرض قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کے فعل و قول میں غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ نمازی کے واسطے نماز کے مطالب خوب اچھی طرح ذہن نشین ہونے لازمی رکھے گئے ہیں۔

پس ہر انسان کو لازمی ہے کہ نماز کے مطالب اور معانی کے سمجھنے کی کوشش کرے!

تحیّہ۔ عربی میں کسی کی تعریف۔ مدح۔ ستائش۔ بڑائی اور اُس کی مہربانیوں اور انعامات کے بیان کرنے میں اور اس کی شکر گزاری کے واسطے اُس کے حسن و احسان کو یاد کرکے اس کے گردیدہ ہونے کے بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بعض نے **قولی عبادت** بھی اس کا ترجمہ کیا ہے **عبادت** ۔ فرمانبرداری اور تعظیم کا نام ہے۔ اس واسطے زبان سے جو کچھ عبادت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا جاتا ہے اس کا نام **تحیۃ** ہے۔

چونکہ کل انعامات اور فیوض کا سچّا اور حقیقی سرچشمہ **اللہ تعالیٰ** ہی ہے۔ اور بجز اس کے **خاص فضل** کے ہم دُنیا و مافیہا کے کُل سامانِ آرام و آسائش سے متمتع نہیں ہوسکتے۔ اس لئے صرف صرف۔ اسی کی حمد و ستائش کے گیت گانے اور اسکی فرمانبرداری کو سب پر مقدّم کرنا چاہئے۔ دیکھو! اگر کوئی ہمارا محسن ایک اعلیٰ درجہ کی عمدہ اور نفیس گرم پوشاک دے۔ مگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اور ہمیں سخت محرقہ تپ ہو تو وہ لباس ہمارے کس کام آسکتا ہے۔ اور اگر ہمارے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ مرغن کھانے قسم قسم رکھے جاویں مگر ہم کو قے کا مرض لاحق حال ہو۔ تو ہم اُن کھانوں کی لذّت کیسے اُٹھا سکتے ہیں۔

غرض غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آسائش و آرام کے کل سامانوں کے مادے پیدا کرنا بھی جس طرح اللہ ہی کا کام ہے۔ اسی طرح سے اُن سے متمتع اور بارور ہونا بھی محض اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ صحت عطا کرنا۔ قوت ذائقہ بخشنا۔ قوّت ہاضمہ کا بحال رکھنا سب اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ **واما بنعمۃ ربک فحدث**۔ تحدیث نعمت کرنا اور خدا کے انعامات کا شکر ادا کرنا ازدیاد انعامات کا باعث ہوتا ہے **لئن شکرتم لازیدنکم**۔ پس اس طرح سے تحدیث نعماء اور عطایاء الٰہی اور شکر کا اظہار زبان سے کرنے کا نام ہے **تحیۃ**۔

صلوٰۃ۔ اُس تعظیم اور عبادت کا نام ہے۔ جو زبان دل اور اعضاء کے اتفاق سے ادا کی جاوے۔ کیونکہ ایک منافق کی نماز جو کہ ریا اور دکھلاوے کی غرض سے ادا کی گئی ہو۔ **نماز نہیں** ہے۔ نماز بھی ایک تعظیم ہے جس کا تعلق بدن سے ہے۔ بدن کا بڑا حصّہ **دل اور دماغ** ہیں۔ چونکہ زبان نماز کے الفاظ ادا کرنے میں اور دل و دماغ اس کے مطالب و معانی میں غور کرکے توجہ الی اللہ کرنے میں اور ظاہری اعضا ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم کے ادا کرنے میں شریک ہوتے ہیں اور ان سب کے مجموعہ کا نام بدن یا جسم ہے۔ اس لئے **بدنی عبادت** کا نام صلوٰۃ ہے۔

دل و دماغ خدا کی بزرگی اور حق سبحانہ کی عظمت کا جوش پیدا کرتے ہیں۔ بذریعہ اس کے انعامات اور حسن و احسان میں غور کرنے کے اور پھر اس جوش کا اثر زبان پر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ زبان **کلمات تعریف و ستائش** کہنے شروع کر دیتی ہے اور پھر اس کا اثر اعضا اور ظاہری جوارح پر پڑتا ہے اور ادب و تعظیم کے لئے کمربستہ ہونا۔ رکوع کرنا سجود کرنا وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم بجا لاتے ہیں۔ پھر یہ اثر اسی جگہ محدود نہیں رہتا۔ بلکہ انسان کے مال پر بھی پڑتا ہے اور اس طرح سے انسان اپنے عزیز اور طیب مالوں کو خدا کی رضاجوئی اور خوشنودی کے واسطے بے دریغ خرچ کرتا ہے اور اپنے مال کو بھی اپنے دل و دماغ۔ زبان اور ظاہری اعضا کے ساتھ شامل و متفق کرکے عبادت الٰہی میں لگا دیتا ہے۔ تو اس کا نام ہے **والطیبات** جس کو بالفاظ دیگر یوں بیان کیا گیا ہے **مالی عبادات** اور یہ بھی صرف اللہ جلّ شانہٗ ہی کا حق ہے۔

غرض التحیات۔ الصلوٰۃ۔ الطیبات۔

تینوں طرح کی عبادت فقط اللہ جلّ شانہٗ ہی کا حق ہے۔ کسی قسم کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے غنی ہے۔ کہ کوئی اس کا شریک اور ساجھی ہو۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر محسن اور مربی کی محبت کا جوش انسان کے دل میں فطرتاً پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کیسے کیسے احسان ہیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعے ہم نے خدا کو جانا۔ مانا اور پہچانا۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے ہمیں خدا کے اوامر و نواہی اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی راہیں بذریعہ قرآن شریف معلوم ہوئیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا کی عبادت کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ اذان اور نماز ہمیں میسر ہوا۔ اور وہی ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج تک ترقی کرسکتے ہیں۔ حتّی کہ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ ہوسکتا ہے۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے **لا الٰہ الا اللہ** کی پوری حقیقت ہم پر منکشف ہوئی۔ اور وہی ہیں جو **خدانمائی** کا اعلیٰ ذریعہ ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر اتنے احسانات اور انعامات ہیں کہ ممکن تھا۔ کہ جس طرح سے اور قومیں اپنے محسنوں اور نبیوں کو بوجہ اُن کے انعامات کثیرہ کے غلطی سے بجائے اس کے کہ اُن کو **خدانمائی اور خداشناسی** کا ایک آلہ سمجھتے اُنہی کو خدا بنالیا اور توحید سکھانے والے لوگوں کو واحد و یگانہ مان لیا اور اُن کی تعلیمات کو جو کہ نہائیت خاکساری اور عبودیت سے بھری ہوئی تھیں بھول کر ترک کر دیا۔ اور اُن ہی کو معبود یقین کرلیا۔ ہم مسلمان بھی ممکن تھا کہ ایسا کر بیٹھتے۔ مگر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اور اس امت مرحومہ پر رحم کرنے اور ایسے خطرناک ابتلا سے بچانے کی غرض سے محمداً عبدہٗ ورسولہٗ کا فقرہ ہمیشہ کے واسطے توحید الٰہی **لا الٰہ الا اللہ** کا جزو بناکر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے شرک سے بچالیا۔

بلکہ اسی باریک حکمت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی مدینہ منورہ میں بنوائی۔ مکہ معظمہ میں نہیں رکھی کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں آپؐ کی قبر ہوتی تو ممکن تھا۔ کہ کسی کے دل میں خیال پرستش آجاتا یا کم از کم دشمن اور مخالف ہی اس بات کا اعتراض کرتے۔ مگر اب مدینہ میں قبر ہونے سے جو لوگ مکہ معظمہ میں جانب شمال سے جانب جنوب منہ کرکے نماز ادا کرتے ہیں۔ تو اُن کی پیٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف ہوتی ہے۔ اس

صرح اللہ تعالیٰ ۔ [illegible] آپ

کی قبر کے نہ پوجا جاسنے [illegible] مسلمانوں [illegible] شرک میں مبتلا ہونے کے واسطے بنا دی ۔ [illegible] جن باتوں میں اس بات کا وہم و گمان بھی ہو سکتا تھا کہ کوئی انسان آپؐ کو خدا بنا لے گا ۔ یا آپ کو شریک فی الذات یا صفات ہونے کا گمان بھی جن باتوں سے ممکن تھا اُن کا خود اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچی اور پاک تعلیم میں ایسا بندوبست کر دیا کہ ممکن ہی نہیں ۔ کہ کوئی مسلمان اس امر کا مرتکب ہو ۔

مگر چونکہ محسن سے محبت کرنا اور گرویدہ احسان ہونا انسانی فطرت کا تقاضا تھا ۔ اس واسطے ایک راہ کھولدی کہ ہم آپ کے لئے دعا کیا کریں ۔ اور اس طرح سے آنحضرتؐ کے مدارج میں ترقی ہوا کرے ۔ چنانچہ ہر مسلمان نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کا پاک تحفہ پیش کرتا ہے اور درد دل سے گداز ہو کر گویا کہ آپ کے احسانات اور مہربانیوں کے خیال سے آپؐ کی ایسی محبت پیدا کر لیتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے موجود ہیں ۔ [illegible] اور مہربانیوں سے آپؐ کا وجود ناظر کی طرح سامنے لا کر مخاطب کے رنگ میں دعا کرتا ہے ۔ السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔

برکہ عربی میں تالاب کو کہتے ہیں ۔ اُس نشیب کا نام ہے ۔ جہاں ادھر اُدھر کا پانی جمع ہو جاتا ہے مبارک بھی اسی سے نکلا ہے ۔ اور برکت بھی اسی میں سے ہے ۔ مطلب یہ کہ آنحضرتؐ کی اُمت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہینگے ۔ جو آنحضرتؐ کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی امتداد زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں ۔ اُن کا قلع قمع کرتے رہیں گے اور یہ ضروری ہے آپ کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا رہے ۔ جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں ۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی بڑی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے ۔ وَعَدَ اللّٰہُ الذین آمنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون ۔ سپارہ ۱۸ ۔ رکوع ۱۳ ۔

اسی طرح سے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے دین کے سچے خادموں جو صحابہ ۔ اولیاء اصفیاء ۔ اتقیاء اور ابدال کے رنگ میں آئے اور قیامت تک آتے رہینگے اُن کے واسطے بھی بوجہ اُن کے حسن خدمات کے جن کی وجہ سے اُنہوں نے بعد رسول اکرمؐ ہم پر بہت بڑے بھاری احسانات اور انعامات کئے ۔ اُن کے واسطے بھی دعا کرے ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اس گروہ پاک کی مخالفت کریگا اور اس کو نظر عزت سے نہ دیکھیگا اور اُن کے احکام اور فیصلوں کی پرواہ نہ کریگا ۔ تو وہ فاسق ہوگا ۔ بلکہ وہاں تک جہاں تک تعظیم الٰہی ۔ اور تعظیم کتاب اللہ اور تعظیم رسول اللہ اجازت دیتی ہو ۔ اس گروہ کا ادب و عزت کرنی اور اس خیل پاک کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم قرآن شریف سے ثابت ہے ۔ چنانچہ آیت ذیل میں اس مضمون کو یوں ادا کیا گیا ہے ۔ کہ وَالذین جاءُو من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رءُوف رحیم ۔ سپارہ ۲۸ ۔ رکوع ۴ ۔ غرض اپنے پہلے بزرگوں اور خادمان اسلام و شریعت محمدیہ کے واسطے دعائیں کرنا اور اُن کی طرف سے کوئی بغض و کینہ ۔ غل و غش دل میں نہ رکھنا ۔ یہ بھی ایمان اور ایمان کی سلامتی کا ایک نشان ہے ۔ پس انسان کو مرنج و مرنجان ہونا چاہیئے اور خدا کی باریک در باریک حکمتوں اور قدرتوں پر ایمان لانا چاہیئے اور کسی سے بھی بغض و کینہ دل میں نہ رکھنا چاہیئے ۔ خدا کی شان ستاری سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیئے ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جن کو تمہاری نظریں بُرا اور بدخیال کرتی ہیں ۔ اسے توبہ کی توفیق مل جاوے للہ افرح من توبۃ العبد ۔ خدا اپنے بندوں کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے ۔ اس سے بھی بڑھکر جس کا کسی ویران اور بھیانک وسیع جنگل میں سامان خورش و نوش ختم ہو جاوے اور اس لئے اُسے ہلاکت کا اندیشہ ہو ۔ مگر پھر اُسے سامان میسر آ جاوے ۔ جس طرح وہ شخص خوش ہوگا ۔ اس سے بھی کہیں بڑھکر خدا اپنے بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے ۔ پس کسی کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو خدا نقطہ نواز بھی ہے اور نقطہ گیر بھی ۔ ممکن ہے ۔ کہ جسے تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو ۔ اُسے توبہ کی توفیق مل جاوے اور دوسرا اپنے کبر کی وجہ سے راندۂ درگاہ اور ہلاک ہو جاوے ۔ بعض بدیاں حبط اعمال کا موجب ہو جاتی ہیں اور بعض اعمال جہنم میں لے جاتی ہیں ۔ تمام صالحین کے واسطے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے ۔ اُن کے احسانات اسلام اور مسلمانوں پر بہت کثرت سے ہیں ۔ غور کا مقام ہے ۔ کہ انہوں نے یہ دین اور یہ کتاب ۔ یہ سنت ۔ یہ نماز و روزہ ہم تک پہنچانے کے واسطے کس طرح اپنی جانیں خرچ کر دیں خون پانی کی طرح بہا دیئے ۔ اپنے نفسوں پر آرام اور نیند حرام کر لی ۔ کتنے بڑے بڑے سفر پاپیادہ اس مشکلات کے زمانہ میں کئے ۔ ایک ایک حدیث کی تحقیقات اور اس کے راوی کے مُنہ سے سُننے کے واسطے سینکڑوں کوسوں کے ناقابل گزر اور دشوار گزار سفر اُنہوں نے کئے ۔ پس اُن کے احسانات ۔ اُن کی مساعی جمیلہ ۔ کوششوں محنتوں اور جانفشانیوں کو نظر کے سامنے رکھکر اُن کے واسطے دردمند دل سے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرو ۔ اگر ان کی ایسی محنتیں اور کوششیں نہ ہوتیں ۔ اور وہ بھی ہماری طرح سست اور کاہل ہوتے تو غور کرو کہ کیا اسلام موجودہ حالت میں ہو سکتا تھا ۔ اور ہم مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکتے تھے ہرگز نہیں ۔ پس اُن کے واسطے دعائیں کرنا اور نماز میں اُن کے حقوق ادا کرنے کا جزو ہونا بھی لازمی اور ضروری تھا ۔ بلکہ از بس ضروری تھا کیونکہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ سبحانہٗ کی عبادت کرنے والا اور اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی پرواہ نہ کرنے والا ہونا اور پھر نبوت اور کتب پر ایمان لانے والا بننا چاہیئے ۔

جلسہ کے بعد

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید ۔ اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید ۔

یہ الفاظ جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں ۔ ان کا نام ہے درود ۔ واقع میں اگر ہم اللہ کے پورے بندے اور عابد اور تعظیم کرنے والے ہیں ۔ اور مخلوق پر شفقت اور رحم کرنے والے علوم اور عقائد سے خوشحال ہوں ۔ تو یہ سب فیضان اور احسان حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے آپؐ کے دل کے درد اور جوش نہ ہوتے ۔ تو قرآن کریم جیسی پاک کتاب کا نزول کیسے ہوتا ۔ آپؐ کی مہربانیاں اور توجہات اور محنتیں اور تکالیف شاقہ نہ ہوتے تو یہ پاک دین ہم تک کیسے پہنچ سکتا ۔ آپؐ نے یہ دین ہم تک پہنچانے کی غرض سے خون کی ندیاں بہا دیں ۔ اور ہمدردی خلق کے لئے اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا ۔ تو پھر غور کا مقام ہے کہ جب ادنےٰ ادنےٰ محسنوں سے ہمیں محبت پیدا ہو جانا ہماری فطرت سلیم کا تقاضا ہے تو پھر آنحضرتؐ کی محبت کا جوش کیوں مسلمان کے دل میں موجزن نہ ہوگا ۔

درود بھی درد سے ہی نکلا ہوا ہے ۔ اپنے خاص درد ۔ سوز ۔ گداز اور رقت سے خدا کے حضور التجا کرنی کہ اے مولا ۔ تو ہی ہماری طرف سے خاص خاص انعامات اور مدارج آنحضرتؐ کو عطا کر ۔ ہم کوئی کیا سکتے ہیں ۔ اور کس طرح سے

[illegible]

حق پرستی اسکو کہتے ہیں

دنیا کی اس موجودہ زندگی میں خدا کے ماننے والی قوموں نے جہاں خدا پرستی کے ایک دوسرے سے جداگانہ طریقے اور رویے اختیار کئے ہیں وہاں پرستش اور پوجا پاٹھ کے لئے اپنے ہم مشربوں کو بلانے کے بھی علیحدہ علیحدہ طریقے مقرر کئے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے اپنے اپنے ہمخیالوں کو ندا کر کے اکٹھا کرتے ہیں کسی نے تو اس بڑے مقصد کو ادا کرنے کے لئے جرس کو اس کا ذریعہ بنایا اور کسی نے ناقوس کو۔ جرس اور ناقوس سے بظاہر کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوتی کہ جس کے ذریعہ خدا پرست کوئی نتیجہ اخذ کرنے کے لائق ہو سکے یا یہ معلوم کر سکے کہ فی الواقع یہ جرس اور ناقوس کی آواز محض خدا پرستی کے بلانے کے لئے ہے۔ اور نہ ان میں کوئی ایسی دلربا صدا نکلتی ہے کہ جس سے خود بخود طبیعت میں ایک کشش پیدا ہو کر اوسکو اس کو جہ میں یا عبادت گاہ میں کشاں کشاں لیجاوے کہ جہاں سے یہ آواز آئی ہے کیونکہ ان میں سے کوئی ایسے پیارے الفاظ نہیں نکلتے ہیں کہ جسمیں محبوب ازل کے حسن کی کوئی جھلک محسوس ہو سکے یا خیال میں آکر دلکو اوس طرف متوجہ کر سکے۔

اسکی وجہ سوچنے پر ہمارے دل میں یہی آئی ہے کہ دراصل یہ لوگ جو جرس یا ناقوس کے ذریعہ عبادت کے لئے بلاتے ہیں حقیقی معبود سے دور و مہجور ہیں اور انکو اس کے حسن و جمال کی وہ کیفیت معلوم نہیں کہ جو وہ رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں سے اکثروں نے بجائے اسکے انسانوں کو وہ سمجھ لیا اور اسطرح حقوق اللہ کا خیال نہ رکھنے کیوجہ سے سخت سے سخت ظلم و ستم ڈہایا ہے۔ یہ تو سچ ہے اور بالکل راستی سے مملو ہے کہ ان کے مذاہب کی بنیادیں ابتدا میں تو ضرور صداقت پر مبنی تھیں اور نہیں نور تھا اور نہیں صداقت تھی اور نہیں حق پرستی تھی اور نہیں حقوق اللہ کی شناخت کے طریقے تھے اور نہیں خدا پرستی کا مادہ ہی تھا وہ بالکل ایسے نہ تھے جیسے کہ آجکل نظر آتے ہیں بلکہ وہ حقیقتاً خداوند کریم کو خالق سمجھتے تھے مالک سمجھتے تھے رازق سمجھتے تھے معطی سمجھتے تھے۔ جیتا جاگتا اور تمام قدرتوں والا سمجھتے تھے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کی نسبت کوئی ایسی صفت جایز نہ رکھی تھی کہ جس سے اسکی توہین لازم آوے مگر مرور زمانے سے جیساکہ سنت اللہ ہے کہ ایک وقت پرنور وقت ہے اور روز روشن ہے تو دوسرے وقت ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے کہ آدمی کو ہاتھ مارے آدمی نہیں سوجھتا اس لئے لازم تھا کہ ایک وہ زمانہ بھی آتا کہ جسمیں وہ سب صداقتیں ظلم و ستم سے بدل جاتیں خدا پرستی کی بجائے اینٹ روڑا اور انسان پرستی کی پیروی اور مادہ پرستی اور دنیا کے وہ تمام انسان جو خدا کا نام لیا کرتے تھے یا خدا کو خدا مانا کرتے تھے سراسر انسان پرست یا مادہ پرست ہو جاتے تاکہ اس کے بعد ایک اور شمس ہدایت طلوع کرتا اور اس تمام بدی اور بدکاری اور ظلم و ستم کے سیلاب کو دور رفعان کر دیتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب زمین والے سب کے سب بگڑ گئے اور بالکل ظہر الفساد فی البر والبحر کا نمونہ سامنے نظر آگیا تو خدا نے ایک ایسا انسان زمین پر نازل کیا کہ جسکو یقیناً اس شمس سے جو ہمکو روشنی دیتا ہے بدرجہا بہتر سمجھنا اور یقین کرنا ایمانداری پر دال ہے وجہ یہ کہ اس موجودہ شمس سے اگر کچھ زیادہ ہوتا ہے تو یہی کہ ہماری موجودہ جسمانی زندگی کو فائدہ پہنچتا ہے مگر ہماری روحانیت کے فائدہ پہونچانے کے لئے کسی ایسے شمس کی ضرورت بضرورت تھی کہ جو ہمکو نہ صرف اب بلکہ ابدالآباد تک کیلئے ایسا روشن کر دے کہ جس سے نہ تو ہم میں کبھی کوئی روحانی بیماری ہی عود کرے اور نہ ہمیں ایسی مردگی چھا جائے کہ جس سے ہم جیتے جی یا مرے پیچھے حقیقتاً مر جاویں۔ مگر خدا تعالےٰ کا شکر کس زبان سے کریں کہاں سے ایسی طاقت گویائی لاویں جیسا لئے ہیں کہ ہمارا اقرار ہے اور سچا اقرار ہے کہ سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ اور ہر رات دن یہی دعا ہے کہ رب زدنی علما جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل ہم کمزور ہیں اور بے علم ہیں اور فی الواقع کسی ایسے آب زلال کے فطرتاً خواہشمند ہیں کہ جس سے نہ صرف ہمارے جسمانی قویٰ راہ راست پر آویں بلکہ روحانی قوے بھی اپنے کام باسانی اور باطریقہ ادا کر کے ہمکو اوس منزل مقصود تک پہونچا دیویں۔

خداوند کریم نے ہماری اس تپش کو دیکھکر ہم پر رحمت کر کے ہمارے اوپر اسقدر لطف و کرم کیا کہ ہم کو ایک ٹوپاں مارنے سے بال بال بچا لیا نہ صرف ہم کو بلکہ دنیا کے ہزاروں لاکھوں کروڑوں اربوں بلکہ لاتعداد انسانوں کو اور یہ ایک بڑی رحمت ہوئی کہ دنیا پرستی اور مادہ پرستی اور انسان پرستی سے خدا پرستی کا سبق ملا جو کہ انسان کے لئے ضرور باعث فخر ہے یہ وہ پیارا انسان ہے کہ دنیا میں بھی ایسا پیارا یقین کیا گیا کہ ہر ایک کہ وہ کی زبان سے خواہ وہ اس کا عاشق صادق ہو خواہ دشمن سیاہ اور ظالم و فاسق ہو اس کے نام سے اسکو یاد کرتا ہے یعنے (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہنے کو تو یہ صرف ایک بندۂ خدا تھا مگر اسکی سیرت و لایف کے اوراق پلٹنے سے معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ فی الحقیقت ایسا انسان نہ تو دنیا میں ہو سکتا ہے اور نہ ہوا ہوگا اور نہ آیندہ ہو سکیگا اسبد ہے۔ کیونکہ باوجودیکہ اس پیارے نے کسی اوستاد کے آگے زانوئے ادب تہ نہیں کیا اور نہ زمانے کے نشیب و فراز پر غور کرنیوالوں کی پند و نصیحتیں سنیں اور نہ کسی متمدن زمانے سے اوس کا سابقہ پڑا مگر سچی بات یہ ہے خدا کو جان دی ہے اور اس کو منہ دکھانا ہے کہ اس کا ہر ایک قدم ہر ایک امر میں ہر ایک پیش رو سے ہزاروں قدم آگے ہی رہا ہے اور جہاں پر روز روشن کیطرح یہ امر ظاہر کر دیا کہ واقعی ہر ایک قدم میں اس کے ساتھ خدا کی تائید تھی نصرت تھی اور حقیقتاً وہ خدا کے تمام فرستادوں کا سردار ہے اور واقعی افضل الرسل افضل الانبیاء اور سچا اور حقیقی شفیع ہے۔ دنیا پرستی مادہ پرستی بت پرستی انسان پرستی نفس پرستی اور وہ بھی جو نسلاً بعد نسلاً خون کی جزو ہو گئی ہو اوس کو دور کر کے خدا پرستی کو اوس کی بجائے قایم کرنا معمولی بات نہیں بلکہ بڑا کام ہے اور خدا پرستی قایم کرنا بھی ایسے طور پر کہ خون کا جزو ہو جاوے اور تمام مال و جان سے اسی کا ہو جاوے جو کہ اصلی مالک ہے خالق ہے۔ خدا پرستی کے جیسے جیسے اوس نے سبق پڑہائے ہیں اور دنیا میں اوس قادر خدا کے قبول کرانے کے لئے جسقدر کام کئے ہیں اور جسقدر خوارق اور نشانات قدرت خدا تعالےٰ نے اس کے ذریعہ دنیا کو دکھلائے ہیں اور جسقدر مردے خدا تعالیٰ نے اوس کے ہاتھ پر زندہ کئے ہیں اس تمام کا بیان یقیناً ایسا وسیع ہے کہ دنیا میں اس کا سمانا مشکل اور محال ہے کیونکہ جیسے کہ دل و جان سے زیادہ اوس نے پیار کیا تھا اوس کو چاہا تھا اوس کا ہو گیا تھا جو کہ اس تمام کائنات کا خالق ہے مالک ہے رازق ہے اور کہ جس کے رگ و ریشہ میں توحید کا سبق پڑہانے اور عاشق خدا بنانے کا مادہ سرایت کر گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اوس پر ایسا انعام کیا اور اوس کو ایک روشن اور مبین کتاب عنایت کی جسکی تعلیم کبھی بوسیدہ نہ ہو مردہ نہ ہوا اور کبھی نعوذ نہ ہوا اور نہ اوس میں سے ایک لفظ ادہر کا ادہر ہو بلکہ جیسے کہ تھی ویسے ہی تازہ بتازہ اور پوری کی پوری ہے جس کا نام قرآن مجید ہے اور ایسا ہی اس دین ابدالآباد تک رہنے والا اور ہزاروں بلکہ لاتعدادوں کو اپنے چشمۂ صافی سے سیراب کرنیوالا عطا کیا اور خدا سے ملانیوالا عطا کیا کہ ایسا کسی کو بھی نہ ملا یعنے اسلام یہ ایسے زندہ نمونے آپ نے اپنی یادگار میں چھوڑے ہیں کہ کسی اور جگہ اسکی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی طاقت قدسی کا دائرہ ایسا وسیع ہے کہ ہر زمانے اور ہر وقت میں آپ کی پیروی سے خدا سے ملنے والے اور خدا تعالےٰ سے ملانیوالے موجود ہوتے رہے اور موجود ہوتے ہیں چنانچہ اس وقت بھی ہم نے ہی ایک ایسے انسان کو جو نہ صرف زبانی آپ کی غلامی کا دم بھرتا بلکہ نام بھی غلام احمد رکھتا ہے خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کر کے خلقت کی ہدایت کے لئے مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا تاکہ دنیا پرستی کے جذام سے وہ لوگوں کو شفا دے وہ جو مردہ ہیں انکو زندہ کرے اور جو اندھے ہیں انکو چشم بینا عطا کرے اور اسطرح پر اہل دنیا کو اطلاع دے کہ تمہارا خدا اب زندہ خدا ہے اور وہ کبھی پہلے زمانے میں صفت تکلم سے خالی ہوا اور نہ اب ہے اور نہ آگے کو ہوگا اور اس سے یہ ظاہر ہو کہ آنحضرت صلعم ہی ایک ایسے رسول ہیں کہ جن کے کارنامے تحریر میں لانے سے زمین پر سما نہیں سکتے آپ کے سوا جس نے ایسا لفظ کسی دوسرے انسان کے لئے تجویز کیا اس نے سخت سے سخت مبالغہ آمیز لفظ بولا ہے جو حق سے بالکل دور اور سراپا مہجور ہے۔

ہر ایک غور طلب اور منصف مزاج انسان سوچ سکتا ہے کہ بھلا

ایسے مقدس اور اعلےٰ انسان کے کارنامے کسیقدر بھی ضبط تحریر میں لانا آسان کام نہیں ہے پھر ہم کیا اور ہماری بساط کیا کہ اوس پر قلم اٹھاویں اور پورے اتریں۔ مگر توحید کا جوش جو آپ کی فطرت میں ودیعت کیا گیا تھا اوسکی نسبت کسیقدر اس موقعہ پر کہنا ہم ضروری سمجھتے ہیں تاکہ دنیا پر یہ امر ظاہر ہو کہ محبوب ازل اور خالق مالک سے کیسا آپ کا عشق صادق تھا کہ اپنے ہر ایک قول و فعل کے علاوہ عبادت الٰہی کے لئے بلانے کا بھی وہی پہلو اختیار کیا کہ جس سے ایک جہان پر آپ کے آئینہ دل کا حال ظاہر ہو سکے اور ایک دنیا اس طرف اور ایسے پیارے محبوب کیطرف توجہ کر سکے چنانچہ وہ ندا جسکو عام لوگ بانگ یا اذان کہا کرتے ہیں جوکہ پانچ وقت مسلمانوں کو اپنے ہم مشربوں کو بلانے کے لئے سکھائی گئی ہے جس میں وہ بات ہے اور ایسے پیارے الفاظ موجود ہیں کہ نہ تو جرس میں کبھی کسی نے سنے اور نہ ناقوس میں یعنے یہ کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر یعنے اگر تم کسی بڑے سے بڑے کا ادب کرتے ہو و قدر کرتے ہو خوف کرتے ہو امید رکھتے ہو اس کے ساتھ تعلق جوڑ کر میں اپنی بہتری اور بہبودی کا خیال رکھتے ہو تو اے لوگو! وہ صرف ایک ہی ایسی ذات ہے کہ جس کا نام اللہ ہے یعنے وہ ایک ایسی ذات بابرکات ہے کہ وہ تمام خوبیاں ہی خوبیاں رکھتا ہے اور بدیوں و نقصوں سے بالکل مبرا و منزہ ہے وہ اپنی طرف رجوع کرنیوالوں کو بھی خوبیوں سے متمتع کر دیتا ہے اور بدیوں سے بالکل پاک و صاف کر دیتا ہے اور اس کا آئینہ دل ایسا صاف و شفاف کر دیتا ہے کہ پھر اس پر بدی اور بدکاری اور نقص و قصور و جہل کا زنگ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔

اس کے بعد کہا گیا کہ ندا دیا کرو کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ یعنے اگر مذکورہ بات سے تم فائدہ نہیں اٹھاتے ہو یا تم میں ایسا مادہ نہیں ہے کہ جو مذکورہ باتیں تم کو فائدہ دے سکیں تو اب ایک اور بات سن لو کہ جو شاید تمہاری طبیعت کا جزو ہو کیونکہ جیسے کہ شکلیں مختلف قسم کی ہیں ویسے ہی طبایع بھی مختلف قسموں پر منقسم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم ایسے طبیب حاذق تھے کہ باوجودیکہ دنیوی علوم میں ہرگز کسی انسان کے شاگرد نہ تھے مگر ہر ایک حالت اور طبیعت کے نسخے آپ کو یاد تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس ندا میں ہر ایک طبیعت اور مذاق کا خیال مدنظر رکھا ہے اور ایسے الفاظ رکھے ہیں کہ جو سب کے لئے مفید ہو سکیں کیونکہ دنیا میں بہت سے ایسے ہیں کہ جو امید و بیم کے طرف مایل ہیں کوئی بڑوں سے ملنے اور تعلق جوڑنے کو باعث فخر سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک یہی وسیلہ بہتری اور بہبودی کا ہے کسی کے دماغ میں عشق کا مادہ سرایت کیا ہوا ہے اور وہ کسی حسین مہ جبین سرو قد میں عذار نرگس چشم سنبل زلف وغیرہ کے جال میں پھنسنے کو اپنی فلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں پر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ فرمایا گیا یعنے بتلایا گیا کہ یہاں اصل بات تو یہ ہے جو صداقت اور راستی سے سراسر مملو ہے اور اسی لئے بڑے بڑے زوردار آوازے اسکی شہادت و سچائی ہے کہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہمارا معبود ہونے کے لایق ہو معشوق ہونے کے لایق ہو محبوب ہونے کے لایق ہو مطلوب ہونے کے لایق ہو مقصود ہونے کے لایق ہو مگر ایک اور صرف ایک وہی جو اللہ ہے تمام خوبیوں کا جامع اور تمام عیبوں سے مبرا و منزہ گویا کہ یہ عاشق مزاجوں کے لئے ایک ایسا نایاب سبق ہے کہ گویا انکی چشم ہوش کھولنے والا ہے جس سے یہی ظاہر کرنا ملحوظ خاطر ہے کہ اے عاشق مزاجو کیوں کسی فانی چیز سے دل لگاتے ہو آؤ! ہماری طرح اس محبوب مطلوب و مقصود حقیقی کے عاشق صادق بنجاؤ کہ جس کے حسن احسان نے ہمارے دلوں پر ایسا اثر کیا ہے اور ہم کو اپنی نگاہوں سے ایسا گھایل کر دیا ہے کہ اب سوائے اس کے ہمارے کوئی خطرے میں ہی نہیں آتا ہے

اس کے بعد یہ آواز دینے کی تعلیم دی کہ اشھد ان محمدا رسول اللہ یعنے اس بات کی گواہی دیتا ہوں محمد (صلعم) اوسی اللہ کے رسول ہیں اور کچھ نہیں یہ اس لئے بتایا کہ تا توحید پرستوں کی جماعت میں کسی وقت انسان پرستی کا روگ نہ لگجاوے جیسا کہ دوسری قوموں میں لگ گیا آپکو توحید اور حق پرستی کا اسقدر جوش تھا کہ آپ نے اس بات کے ازالہ کے لئے ہمیشہ کے واسطے ایسا لفظ اپنے واسطے دن میں پانچ دفعہ بزور سنانے کی تاکید کی کہ جس سے توحید میں انسان پرستی شامل نہ ہوجاوے اور اس لئے آپ نے یہ دعا بھی مانگی کہ اے خدا! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ ہر سال لوگ آ کر وہاں میلا لگاویں اس سے صاف اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ خدا پرستی کیسی آپکے رگ و ریشہ میں دھنس گئی تھی اور بنی نوع انسان کے ساتھ کیسی اعلےٰ درجہ کی ہمدردی آپکو تھی کہ اون کے گمراہ ہونیکا کوئی شبہ رہنے ہی نہیں دیا۔ اگرچہ اس کلمہ سے اور اور بہت سے امور بھی جتانے مقصود بالذات ہیں مگر طوالت کیوجہ سے ہم نے صرف تھوڑے پر کفایت کی ہے زیادہ تشریح کے لئے میرے پیارے اور محسن بھائی یعقوب علی صاحب کی کتاب "حقیقت نماز" کافی ہے اوس کو ناظرین ضرور خریدکر ملاحظہ کریں۔ ان الفاظوں کے بعد یہ بتایا کہ کہا کرو کہ حی علی الصلوٰۃ۔ یعنے اے بھائیو! ایسے بزرگ نفع رساں فیض بخش اور محبوب مقصود و مطلوب کیطرف جھکنے اور اس سے دعائیں مانگنے اوس کا حق ادا کرنے کیلئے آجاؤ کیونکہ اسی میں تمہارا بھلا ہے جیسا کہ اس کے بعد کے آواز سے جو یہ سچائی سے ثابت ہوتا ہے یعنی حی علی الفلاح یعنے ایسی پیاری ہستی کیطرف رجوع کرنا ہی اصلی فلاح اور کامیابی کا منشیٰ خیمہ ہے پس تم اس فلاح و بہبودی کی راہ کیطرف دوڑو۔ اس کے بعد پہلے کلمہ کو دوبارہ بطور تاکید کے کہنے کے لئے حکم دیا تاکہ حقوق العباد پورے طور پر ادا ہو اور اگر پہلے کسی نے اسطرف توجہ نہیں کی ہے تو اب کرلے اس لئے یہ بتلایا کہ یوں کہو کہ اللہ اکبر اللہ اکبر یعنے اگر تم کسی بڑے سے بڑے سے امید و بیم رکھتے ہو اور اپنی اور اسکی رفاقت کو اپنی فلاح و بہبودی کا ذریعہ سمجھتے ہو تو وہ تو صرف ایک ہی ذات جس کا نام اللہ ہے جو ہر ایک قدرت والا ہے طاقت والا ہے ہر ایک خوبی والا ہے اور ہر ایک عیب اور دکھ سے مبرا و منزہ ہے اس کے بعد دوبارہ اس تاکید کا منشا ظاہر کرنے کو یوں سکھایا کہ یہ کہو تاکہ ہر ایک پر کھل جاوے کہ ہم نے دوبارہ تاکید اس لئے کی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ یعنے تمہارے لئے اصل محبوب و مقصود و مطلوب تو صرف صرف وہ پیاری ذات ہے کہ جو اللہ ہے پس تم اسی کے ہو جاؤ اور اوسی سے دل لگاؤ اوسکو دل جیسی نقدی متاع دو تاکہ تمہاری فلاح و بہبودی کا سامان تمہارے لئے مہیا ہو کیونکہ دنیا میں جسقدر بھی دل کے گاہک تم کو نظر آتے ہیں سارے کے سارے بزدل اور نامرد اور مہر و وفا کے اعدا لعنت و جاہت کے بدنام کرنیوالے ہیں پس تم سچے دل سے اسطرف آجاؤ جو تمہارا حقیقی مالک ہے حقیقی مولا ہے حقیقی خالق ہے حقیقی محبوب ہے مقصود ہے مطلوب ہے تاکہ تم تر جاؤ۔

پیارے ناظرین! یہ وہ عبادت الٰہیہ کے بلانے کے لئے جرس یا ناقوس ہے جو عرب کے ایک بادیہ نشین نے بجانا سکھایا کہ جسکو سنکر انسانی ہستی جو نفع پسند واقع ہوئی ہے ایکدم دل کو کشاں کشاں اوس کوچہ جاناں کیطرف لیجاتی ہے کہ جہاں اس کے آگے سر نیاز خم کیا جاتا ہے۔ یہ اس قسم کے جرس یا ناقوس کی آواز نہیں ہے کہ جو بے معنے ہو بے لطف ہو بے ذوق ہو بے نکتہ ہو بے حکمت ہو بلکہ سراسر ایسی خوبی اور صداقت سے بھرپور ہے کہ بے اختیار اسکی آواز کو سنکر بشرطیکہ وہ غور کرے دل ایکدم سے اسکی طرف متوجہ ہوکر اسکو اس راہ کا گرویدہ کر دیتا ہے جس سے آپکی صداقت کا ایک ایسا جلوہ ظاہر ہوتا ہے کہ بے اختیار دل سبحان اللہ کہہ اٹھتا ہے اور اس بات کا اقرار کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے کہ حق پرستی اسکو کہتے ہیں اور صداقت اس کا نام ہے اور حقیقتاً خدا پرستی کا سبق پڑھانے والا اور خدا سے ملانیوالا صرف صرف اس زمانے میں اور اس سے پہلے اور اس کے بعد یہی ہے اور یہی رہیگا پس اے دوست تمام لوگو! جو خدا کی محبت کا دم بھرتے ہو خدا پر ایمان لاتے ہو تم خوب سمجھ لو کہ سوائے اس کی تابعداری کے کچھ نہیں ملیگا اگر تم سچ مچ خدا سے ملنا چاہتے ہو تو آؤ اور دوڑو اس چشمہ کیطرف کہ جو نہ صرف اپنے وقت میں صاف و شفاف پانی بلکہ آب حیات سے سیراب کرتا تھا بلکہ اب بھی وہ طاقت اور قوت رکھتا ہے جسکا ایک نمونہ اسوقت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی مسعود کے رنگ میں دنیا کے آگے موجود ہے جو اپنے چال ڈھال سے ایک جہان پر روشنی کر رہا ہے کہ حقیقی شمس ہدایت ہی تھا کہ جو محمد رسول اللہ صلعم دنیا میں اپنا نام سکہا یا تھا جسکی کامل پیروی

انعقاد مجلس اطباء و ڈاکٹران جماعت احمدیہ

بخدمت ڈاکٹران و اطباء سلسلہ احمدیہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

صدر انجمن احمدیہ ڈسپنسری قادیان دار الامان اگرچہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ابتدائی وقت سے ہے مگر جیسے کہ سلسلہ میں گذشتہ دس سال میں ترقی ہوئی ہے۔ ڈسپنسری ابھی اسی حالت میں ہے جیسے کہ شروع میں تھی۔ ادویہ ابھی بہت تھوڑا میسر کیجا سکتی ہیں جو کہ صرف مدرسہ کے بیمار طلباء اور صدر انجمن احمدیہ کے ملازمین کے علاج کے لئے مشکل سے کفایت ہوتی ہیں اور اوزار اور دیگر ضروری سامان معمولی اپریشن کیلئے بھی مہیا نہیں۔ اندور مریضوں کے رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہانتک کہ مریض طالب علم بھی علیحدہ نہیں رکھے جاسکتے۔ متعدی بیمار کی علیحدگی کا کوئی سامان نہیں۔ کوئی اپریشن روم نہیں۔ موجودہ ڈسپنسری کا کمرہ بہت تنگ ہے جس میں نہ شفا خانہ کا سامان آسائش سے رکھا جا سکتا ہے۔ نہ مریض دیکھنے کے لئے کافی جگہ ہے۔

ہمارے سلسلہ کے بہت سے معزز ڈاکٹر اپنے دن لمبی رخصت لیکر قادیان میں رہتے ہیں۔ اگر ڈسپنسری میں اپریشن کے لئے کافی سامان مہیا ہو۔ تو وہ بہت سے غریب مریضوں کی دستگیری کر سکیں جو کہ دور دراز کے شفا خانوں میں علاج کے لئے جانے کی وسعت نہیں رکھتے اور اگر ادویہ کے لئے زیادہ روپیہ مہیا ہو سکے۔ تو علاوہ طالب علمان سکول و ملازمان صدر انجمن احمدیہ دوسرے احمدی احباب جو کہ قادیان میں رہتے ہیں اس ڈسپنسری سے علاج کرا سکیں۔ بلکہ دل تو یہ چاہتا ہے۔ کہ جیسے کہ قادیان میں کل اطراف عالم سے لوگ روحانی امراض دور کرانے کیلئے جوق در جوق آتے ہیں ایسے ہی جسمانی علاج کے لئے بھی دور سے لوگ قادیان کے احمدی ہسپتال میں آئیں اور شفا پاکر جائیں۔

چونکہ صرف سکول کی ڈسپنسری رہنے کی بجائے اب یہ ڈسپنسری صدر انجمن احمدیہ کی ڈسپنسری ہو گئی ہے اسلئے شروع جنوری ۱۹۰۸ء سے شفا خانہ کی مد بجٹ میں دوسری مدات سے علیحدہ کر دی گئی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کی دوسری مدات مثلاً اشاعت اسلام۔ مدرسہ یتامی و مساکین مقبرہ بہشتی وغیرہ میں پہلے سے ہی اخراجات کی زیادتی ہے اور ہر ایک مد کی آمد کے وسایل جدا ہیں۔ ابتک صیغہ شفا خانہ میں آمد کی کوئی سبیل نہیں اور اس کو شروع جنوری سے چھ ماہ تک امتحاناً صیغہ صدقات کیساتھ لگا دیا ہے یعنی جبتک کہ شفا خانہ کی مستقل آمد کی صورت پیدا نہ ہو بطور قرضہ صدقات سے اس مد میں روپیہ دیا جاوے۔ جو کہ بعد میں اس مد سے واپس الادا ہوگا۔ اس صورت میں اگر شفا خانہ کی آمدنی کو مستقل کرنے کے لئے کوئی تجویز نہ ہو۔ تو ڈسپنسری میں ترقی تو در کنار اس سال نہ اوزار آ سکتے ہیں اور نہ آئندہ سال میں ادویہ آ سکتی ہے اسلئے نہایت ضروری تھا کہ ڈسپنسری کیلئے خاص چندہ کی تحریک کیا جاوے۔ اور اس تحریک میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام ڈاکٹر اور طبیب حصہ لیں تاکہ انکی امداد سے ڈسپنسری جو نہایت ضروری جزو اس سلسلہ کا ہے ترقی پکڑے کیونکہ ڈسپنسری بھی اس سلسلہ کی اشاعت کا بہت موجب ہو سکتی ہے دیگر مذاہب کے لوگ مثلاً عیسائی دور دراز ملکوں میں تالیف قلوب کے لئے ڈسپنسریاں اور بڑے بڑے شفا خانے بناتے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ اس سلسلہ حقہ کی اشاعت کیلئے اگر ہر وسعت شہر بشہر نہیں تو کم از کم حضرت مسیح موعود کے رہائشی مقام یعنے قادیان میں ایک بڑا ہسپتال بنا دیں۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہر دست مفصلہ ذیل اغراض ہیں جن کے لئے مستقل چندہ کی ضرورت ہے (۱) ادویات کے لئے (۲) اوزاروں کے لئے (۳) توسیع شفا خانہ جس کے لئے ضروری ہوگا کہ ہسپتال کو باہر سکول کے پاس بنایا جاوے۔ اور اس میں اپریشن روم اور انڈور مریضوں کے لئے کمرے بھی ایزاد کئے جاویں۔ متعدی مریضوں کے لئے کمرہ وغیرہ انہی اغراض کے لئے قادیان میں چھوٹی مسجد میں ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء کو ایک جلسہ کیا گیا جسکی روئداد ارسال خدمت ہے جو ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اس جلسہ میں موجود تھے سب نے ان تجاویز سے اتفاق رائے کیا جو اسمیں مندرج ہیں حضرت مولوی نور الدین صاحب اگرچہ جلسہ میں موجود نہ تھے مگر جلسہ کے بعد اس روز جب انکو روئداد جلسہ دکھائی گئی تو انہوں نے پورے طور پر اس سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور مبلغ عللہ روپیہ بطور عطیہ کے دینے کا وعدہ فرمایا اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے شفا خانہ کی عمارت کو اینٹ دار اور احباب کو شریک کرکے اپنی گرہ سے بنوا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس ارادہ میں کامیاب کرے آمین۔ امید ہے کہ دیگر صاحبان بھی ان تجاویز کو پسند فرماویں گے اور عمل کرکے ثواب دارین حاصل کریں گے۔

اس لئے التماس ہے کہ ہر ایک فرد ڈاکٹر و حکیم صاحبان سے اس عرضداشت کو پڑھکر ان تجاویز پر عمل کرنے کی کوشش کرے اور خاکسار کو اطلاع دے کہ وہ ان تجاویز پر کاربند ہوگا۔ تاکہ اس کا نام رجسٹر میں درج کیا جاوے۔ زر عطیہ اور پہلی تاریخ کی پرائیویٹ پریکٹس کا روپیہ براہ راست محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرماویں۔

مرزا یعقوب بیگ آنریری افسر شفا خانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

روئداد جلسہ ڈاکٹران و اطباء جماعت احمدیہ منعقدہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء

حاضرین۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب۔ ڈاکٹر فیض قادر صاحب و یٹرنری اسسٹنٹ حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین صاحب بب گڈھ

اس جلسہ کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مقرر ہوئے۔ باتفاق رائے منظور ہوا۔

۱۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی تجویز پر باتفاق رائے منظور ہوا کہ ہر ایک ڈاکٹر و طبیب اس سلسلہ کا پہلی تاریخ ہر ماہ کی آمدنی جو پرائیویٹ پریکٹس سے ہو صدر انجمن احمدیہ ڈسپنسری قادیان کی امداد کے لئے دیا کرے۔

۲۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی تجویز باتفاق رائے منظور ہوئی کہ اس ڈسپنسری کو بتدریج خوب ترقی دیجاوے۔ انڈور مریضوں کے لئے علیحدہ کمرے اور اپریشن روم وغیرہ کی ضروری ایزادی کیجاوے اور اگر روپیہ کافی ہو تو بیرونجات کے مریضوں کو بھی اس شفا خانہ سے دوائی دیجاوے تاکہ یہ ڈسپنسری اس سلسلہ کو بہت ترقی دینے کا موجب ہو۔

۳۔ چونکہ ہسپتال کی ضرورت ہے۔ اور روپیہ کی ظاہرا کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ صدر انجمن احمدیہ میں گنجائش روپیہ کی نہیں ہے اسلئے تجویز ہوئی کہ شیخ رحمت اللہ صاحب کیخدمت میں ایک درخواست دیجاوے کہ جو مکان رہائشی انہوں نے قادیان میں اپنی زمین میں بنانا ہے وہ ابھی بنا دیویں اور جبتک ہسپتال کیلئے کوئی طیارہ ہو کرایہ پر وہ مکان دیدیویں تاکہ اس کار خیر میں لگایا جاوے۔

۴۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ کی ڈسپنسری کی علیحدہ مد شروع سال سے مقرر لگیگی ہے۔ اور شفا خانہ کی مد میں کوئی روپیہ نہیں اور کافی روپیہ نہ ہونے کے سبب سے اس سال اوزاروں کا انڈنٹ جو کمیٹی میں پیش کیا گیا تھا منظور نہیں ہو سکا۔ اور چونکہ شروع جنوری سے پہلی تاریخ ہر ماہ کی فیس ڈاکٹر اور طبیب احباب سے وصول نہیں ہوئی اسلئے کچھ روپیہ موجودہ اخراجات کے لئے بطور عطیہ کے سلسلہ جماعت احمدیہ عطا فرماویں یعنی اسسٹنٹ سرجن صاحبان دس روپیہ فی کس و ہاسپٹل اسسٹنٹ صاحبان دو روپیہ فی کس و حکیم صاحبان دو روپیہ یا کم و بیش حسب استطاعت عنایت فرماویں۔

مفصلہ ذیل اصحاب نے جو چندہ دیا

مولوی حکیم نور الدین صاحب	عللہ (وعدہ)	ڈاکٹر سید شاہ صاحب	صر وعدہ
ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب	عہ	حکیم محمد حسین صاحب قریشی	عا وصول
" خلیفہ رشید الدین صاحب	عہ	" محمد حسین صاحب بب گڈھ	عا "
" بشارت احمد صاحب	عہ	" نور محمد صاحب لاہور	عا "
" مرزا یعقوب بیگ صاحب	عہ	" محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ	عا وعدہ
" فیض قادر صاحب	عما وصول	" مرزا خدا بخش صاحب لاہور	عم "
" قاضی کرم الٰہی صاحب	صر وعدہ		

میزان کل۔ ایکسو اکاسی روپیہ

[illegible]

۶ اپریل ۱۹۱۴ء

حل طلب معمہ انعامی دو سو روپیہ نقد

ایک

ملنے کا پتہ ... ایم ایس ... امرتسر (پنجاب)

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵

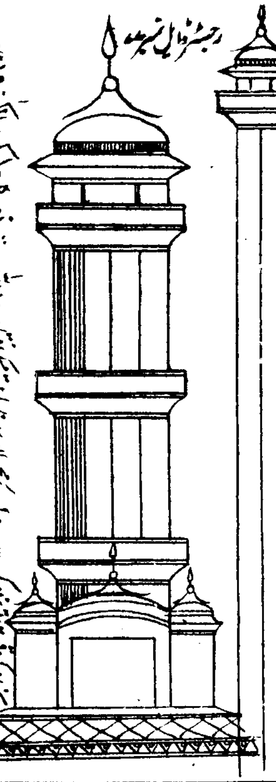

يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲و۶و۱۰و۱۴و۱۸و۲۲و۲۶و۳۰

تواریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیان بینی	دوائی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے — صہ/

۲- خواص و معاونین سے — عـ

۳- ہندوستان سے باہر سے —

۴- غیر مذاہب والون سے — سے/۱۲

۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے — ۱۲/ے

نوٹ عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کیوجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

ملاقات

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۷- اپریل ۱۹۰۸ء بوقت ۱۰½ بجے
صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں

۷- اپریل ۱۹۰۸ء کو ایک انگریز اور ایک لیڈی جنہوں نے اپنے آپ کو امریکہ (چیکاگو) کے رہنے والے ظاہر کیا اور کہ وہ سیاحت کی غرض سے ملک بہ ملک پھر رہے ہیں اور ہندوستان میں بھی یہاں کے پولیٹیکل اور ریلیجیس حالات سے واقفی حاصل کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ لاہور سے ہمراہی ایک سکاچ انگریز قادیاں میں قریب دس بجے کے پہونچے۔ مسجد مبارک کے نیچے کے دفتروں میں ان کو اچھی طرح سے بٹھایا گیا۔ اور چونکہ انہوں نے حضرت اقدس سے ملاقات کرنے کی درخواست کی اس لئے حضرت اقدس بھی وہیں تشریف لے آئے۔ اور سلسلہ گفتگو مترجم (مترجم کا کام اول اول ڈپٹی علی احمد صاحب نے اور پھر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے کیا) کے ذریعے یوں شروع ہوا۔

سوال۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ نے مسٹر ڈوئی کو کوئی چیلنج دیا تھا۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب۔ ہاں یہ درست ہے ہمنے ڈوئی کو چیلنج دیا تھا۔

سوال۔ کس بنا پر آپ نے اس کو چیلنج دیا تھا؟

جواب۔ ڈوئی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور کہ خدا نے مجھے بذریعہ الہام یہ بتایا ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا اور خود خدا تھا۔ اور کہ خود مسیح نے مجھے بحیثیت خدا ہونے کے ایسا الہام کیا ہے۔ اور کہ (نعوذ باللہ) اسلام تباہ ہو جاویگا اور کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلعم جھوٹے نبی تھے۔

چونکہ ہمیں خدا نے بذریعہ اپنے الہام کے یہ بتایا ہے کہ مسیح نہ خدا نہ خدا کا بیٹا بلکہ صرف ایک پاکباز انسان اور رسول تھا۔ اور کہ ڈوئی اپنے اس دعویٰ رسالت میں کاذب ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک ہی وقت میں اسی ایک ہی خدا کیطرف سے ایک دوسرے کے بالکل متضاد اور مخالف راہوں پر چلنے والے دو رسول موجود ہوں۔ پس چونکہ اسطرح سے دنیا میں فساد پیدا ہوتا اور حق و باطل میں امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ ہم نے اسے صادق اور کاذب کے فیصلہ کرنے کیواسطے چیلنج دیا۔

اگرچہ مسیح کو ابن اللہ اور پھر واحد و یگانہ خدا ماننے والے لوگ دنیا میں بہت پائے جاتے ہیں مگر انپر ایسا افسوس نہیں کیونکہ وہ خیالات اور عقاید صرف پرانے غلط اور مصنوعی قصے کہانیوں کی بنا پر ہیں۔ اور وہ لوگ منقولات کے پیرو ہیں۔ مگر ڈوئی نے تو اپنے اس دعویٰ سے خدا پر ایک افترا کیا۔ اور اسطرح سے خدا پر تہمت باندھکر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ تو کہتا تھا کہ خود خدا نے مجھے ایسا بتایا ہے۔ اور بحیثیت ایک خدا کے رسول ہونے کے وہ مسیح کی ابنیت اور الوہیت کی منادی کر کے لوگوں کو گمراہ کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسے اس فیصلہ کے واسطے چیلنج دیا۔

سوال۔ ڈوئی نے تو ایک جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی صداقت ثابت نہیں کر سکا۔ اور بائبل میں لکھا ہے کہ آخر زمانے میں جھوٹے نبی آئیں گے۔ تو پھر آپ کے دعویٰ کی سچائی کی کیا دلیل ہے۔؟

جواب۔ فرمایا۔ بائبل میں جہاں یہ لکھا ہے کہ جھوٹے نبی آئینگے اگر وہاں سچے نبی کے آنے کی نفی تو نہیں کی گئی۔ یہ تو نہیں لکھا کہ سچا نہیں آئیگا بلکہ جھوٹے نبیوں کا آنا خود بخود اس امر کی صراحت کرتا ہے کہ انہیں سچا بھی ہوگا۔

سوال۔ حضرت مسیح نے مردے زندہ کئے تھے۔ چنانچہ ایک شخص جسکا نام   اسے زندہ کرنا ثابت ہے۔ اور بائبل حضرت مسیح کی وفات کے بہت جلدی بعد ہی ضبط تحریر میں لائی گئی۔ اور بجز حضرت مسیح کے کسی اور کا مردے زندہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ پس یہ شہادت انکی دعویٰ کی دلیل اور ثبوت کے واسطے کافی ہے۔

جواب۔ مردوں کا زندہ ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

تھا یہ بھی قرآن شریف میں مذکور ہے مگر ہم آنحضرت کے مُردے زندہ کرنیکو روحانی رنگ میں مانتے ہیں نہ کہ جسمانی رنگ میں ۔ اور اسیطرح ہم حضرت عیسٰے کا مُردے زندہ کرنا بھی روحانی رنگ میں مانتے ہیں نہ کہ جسمانی طور پر ۔

اور یہ امر کوئی حضرت عیسٰے تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ بائیبل میں لکھا ہے کہ ایلیا نبی نے بھی بعض مُردے زندہ کئے تھے ۔ بلکہ وہ حضرت عیسٰے سے اس کام میں بہت بڑھے ہوئے تھے ۔ اگر فرض محال کے طور پر ہم مان بھی لیں کہ بائیبل میں حضرت عیسٰے کا حقیقی مُردوں کے زندہ کرنیکا ذکر ہے تو پھر ساتھ ہی ایلیا نبی کو بھی خدا ماننا پڑیگا ۔ اس میں حضرت عیسٰے کی خدائی کی خصوصیت ہی کیا ہوئی ۔ اور ما بہ الامتیاز کیا ہوا ۔

بلکہ لیسعیا نبی کے متعلق تو یہاں تک لکھا ہے کہ مُردے اُنکے جسم سے چھو جانے پر ہی زندہ ہو جایا کرتے تھے ۔ ان باتوں سے جو کہ اس بائیبل میں درج ہیں صاف شہادت ملتی ہے کہ مُردوں کا زندہ کرنا حضرت مسیح کی خدائی کیواسطے کوئی دلیل نہیں ہو سکتا ۔ اور اگر اس کو دلیل مانا جاوے تو کیوں ان دوسرے لوگوں کو بھی جنہوں نے حضرت مسیح سے بھی بڑھکر یہ کام کیا خداوند مانا جاوے ۔ اور خدائی کا خاصہ صرف حضرت مسیح کی ذات تک ہی محدود و مخصوص رکھا جاوے ۔

بلکہ ہمارے خیال میں تو حضرت موسٰے کا سونٹے کا سانپ بنانے کا معجزہ مُردے زندہ کرنے سے بھی کہیں بڑھکر ہے کیونکہ مُردہ کو زندہ سے ایک تشبیہ اور لگاؤ بھی ہے ۔ کیونکہ وہ پہلے زندہ تھی اور مُردے میں زندہ ہونیکی ایک استعداد خیال کیجا سکتی ہے ۔ مگر سانپ کو سونٹے سے کوئی بھی نسبت اور تعلق نہیں ہے ۔ وہ ایک نباتات کی قسم کی چیز اور وہ سانپ تو ہے جاندار ۔ سانپ بن جانا تو مُردوں کے زندہ ہو جانے کی نسبت بہت ہی عجیب بات ہے ۔ لہذا حضرت موسٰے کو بڑا خدا ماننا چاہئے ۔ مگر حقیقی اور اصلی بات یہ ہے کہ ہم حقیقی مُردوں کی زندگی کے قائل نہیں ہیں ۔

سوال ۔ حضرت مسیح ازلی ابدی ہیں ۔ اور اب بھی زندہ ہیں ۔ اور اس وقت خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں ۔ ان کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جس میں یہ خاصے پائے جاتے ہوں ؟

جواب ۔ ہم قطعی طور سے انکار کرتے ہیں کہ کوئی حقیقی مُردے بھی زندہ کر سکتا ہے ۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ۔ باقی رہا آپ کے دعوے سوہم تو بغیر کسی دلیل کے قبول نہیں کر سکتے ۔ مُردوں کے زندہ کرنے کے ساتھ ان کا خود ازلی ابدی ہونا اور اب زندہ اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہونا بھی آپ کے دعوے ہیں جنکی کوئی دلیل آپ نے پیش نہیں کی ۔ اور دلیل کی جگہ ایک اور دعوے پیش کر دیا ہے ۔

حضرت عیسیٰ کو بھی ہم اور انبیاء کی طرح خدا کا ایک نبی یقین کرتے ہیں ۔ ہم مانتے ہیں کہ خدا کی راہ میں صدق اور اخلاص رکھنے والے لوگ خدا کے مقرب ہوتے ہیں ۔ جسطرح خدا نے اپنے اور مخلص بندوں کے حق میں بباعث اُن کے کمال صدق اور محبت کے بیٹے کا لفظ بولا ہے اس طرح سے حضرت عیسٰے بھی انہی کی ذیل میں ہیں ۔

حضرت عیسٰی میں کوئی ایسی بڑی طاقت نہ تھی جو اور نبیوں میں نہ پائی جاتی ہو ۔ اور نہ ہی ان میں کوئی ایسی نئی بات پائیجاتی ہے جس سے دوسرے محروم رہے ہوں ۔ اگر حضرت عیسٰی میں مُردے زندہ کرنے کی طاقت تھی تو اب بھی ان کا کوئی پیرو مُردے زندہ کرکے دکھائے ۔ مُردے زندہ کرنے تو درکنار بلکہ ہمارے مقابلہ میں کوئی نشان ہی دکھا دیوے ۔

دیکھو انسان اپنے انسانی حدود اور بشریت کے اندر ترقی مدارج کر سکتا ہے ۔ نہ یہ کہ وہ خدا ہی بن سکتا ہو ۔ جب انسان خدا بن ہی نہیں سکتا تو پھر ایسے نمونے کی کیا ضرورت جس سے انسان فائدہ نہیں اٹھا سکتا ۔ انسان کے واسطے ایک انسانی نمونے کی ضرورت ہے جو کہ رسولوں کے رنگ میں ہمیشہ خدا کیطرف سے دنیا میں آیا کرتے ہیں نہ کہ خدائی نمونہ کی جس کی پیروی انسانی مقدرت سے ہی باہر اور بالاتر ہے ۔ ہم حیران ہیں کہ کیا خدا کا منشا انسانوں کو خدا بنانے کا تھا کہ اُن کے واسطے خدائی کا نمونہ بھیجا تھا ۔

پھر یہ اور بھی عجیب بات ہے کہ خدا ہوکر پھر یہود کے ہاتھ سے اتنی ذلت اٹھائی اور رسوا ہوا ۔ اور ان پر غالب نہ آ سکا ۔ بلکہ مغلوب ہو گیا ۔

سوال ۔ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں ؟

جواب ۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آ چکے ہیں ۔ توریت میں جن انبیاء کا ذکر ہے اور آپ اُن کو سچا مانتے ہیں جو دلائل اُنکی صداقت کے اور اُنکو نبی اور خدا کا فرستادہ یقین کرنے کے ہیں وہ آپ پیش کریں انہی دلائل سے میری صداقت کا ثبوت ملجاویگا ۔ جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جا سکتا ہے وہی دلائل میرے صادق ہونیکے ہیں ۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں ۔

سوال ۔ نہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے وہ دلائل سنیں جن سے آپ کو اپنے صدق کا یقین ہوا ۔ اور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں ؟

جواب ۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے کلام سے اس بات کا علم دیا ۔ اور خدا تعالیٰ کیطرف سے آنیوالے لوگوں کے ساتھ خدائی نشان ہوتے ہیں جو کہ اقتداری اور غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیوں کے رنگ میں انکو عطا کئے جاتے ہیں ۔ کوئی دشمن اُن پر فتح نہیں پا سکتا ۔ اور باوجود کمزور اور ناتوان ۔ اور بے سروسامان ۔ بے یار و مددگار ہونے کے انجام کار انہی کی فتح ہوتی ہے ۔ اُنکی مخالفت کرنیوالوں کا نام و نشان مٹا دیا جاتا ہے ۔ منجملہ ہزاروں نشانات کے آپ لوگوں کے واسطے تو ایک ڈوئی کا معاملہ ہی جو کہ آپ کے ملک میں ہی ظہور میں آیا اگر غور کریں تو کافی ہے وہ دعوے کرتا تھا کہ مسیح خدا ہے ۔ مگر ہمارے خدا نے ہم پر یہ ظاہر کیا کہ وہ خدا نہیں بلکہ ایک عاجز انسان ہیں تب ہم نے اُس سے اس معاملہ میں خط وکتابت کی ۔ مگر وہ اپنے دعوے سے باز نہ آیا ۔ آخر ہم نے خدا سے خبر پاکر اُسکی ہلاکت اور نامرادی کی پیشگوئی کی ۔ جو ہماری زندگی میں پوری ہونی ضروری تھی چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا ۔ اور وہ پیشگوئی کے مطابق نہایت ذلت اور عذاب سے صادق کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا ۔ اب کوئی غور کرنیوالا دماغ اور مان لینے والا دل چاہئے کہ اسمیں غور کرے کہ آیا یہ پیشگوئی اس قابل ہے یا کہ نہیں کہ اس کو خدا تعالیٰ کیطرف سے یقین کیا جاوے ۔ یا کیا یہ بھی کوئی انسانی منصوبہ ہے ۔

دوم ۔ آپ لوگوں کا یہاں آنا ہی تو ہمارے واسطے ایک نشان ہے ۔ جو اگر آپ کو اس کا علم ہوتا تو شائد آپ یہاں آنے میں بھی مضائقہ اور تامل کرتے ۔ اصل میں آپ لوگوں کا اتنے دور دراز سفر کرکے یہاں ایک چھوٹی سی بستی میں آنا ہی ایک پیشگوئی کے نیچے ہے اور ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان اور دلیل ہے ۔ کہاں امریکہ اور کہاں قادیان ۔

مُردے زندہ کر لینا تو ایک طرف دہرارہ گیا ایک کوڑھی (مجذوم) تو صحت یاب ہو نہ سکا ۔ اور اُسے تو حضرت مسیح چنگا نہ کر سکے ۔ تو مُردے زندہ کرنا کیسا ۔ وہ باتیں تو ہزاروں سال کی ہیں ۔ اور خدا جانے اُن میں کیا کچھ ملاوٹیں ہو گئی ہیں ۔ اور وہ تو صرف قصے کہانیوں کے رنگ میں باقی رہ گئی ہیں ۔ اُنکی صداقت کا کوئی نشان یا اُن کے سچے ہونے کے کوئی آثار ہی پائیجاتے تو بھی اُن کو مان لینے کی ایک راہ ہوتی مگر وہ تو اب باتیں ہی باتیں اور نرے دعوے ہی دعوے ہیں ۔ مگر ہم تو آجکل کی موجودہ اور زندہ مثال پیش کرتے ہیں ۔

سوال ۔ ڈوئی کے اس انجام کا تو ہر شخص اندازہ لگا سکتا تھا کیونکہ اُس نے ایک جھوٹا دعویٰ کیا تھا ۔ اور یہ صاف بات ہے کہ جھوٹا مدعی ذلیل ہوا کرتا ہے ۔

ہم تو آپ کے دعویٰ کی عظمت کیوجہ سے یہاں آئے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کرنیوالا انسان کیسا ہوگا نہ یہ کہ آپ کے لئے نشان بننے کے واسطے آئے ہوں ۔

جواب ۔ فرمایا کہ اگر ڈوئی کو آپ لوگ ایسا ہی سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور خدا پر بہتان باندھ رہا ہے تو پھر کیا اسی یقین سے آپ لوگوں نے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپوں کے نذرانے اُسے دیئے ؟ اور بیش قیمت تحائف اس کے واسطے دور دراز سے مہیا کئے ؟ اور اس کی حد سے زیادہ عزت کی ؟ حتّے کہ دس ہزار سے بھی زیادہ لوگ اُس کے مریدین گئے ۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک انسان کو باوجود جھوٹا یقین کرنے کے بھی کوئی یہ عزت و عظمت دیتا ہو ؟ اور اپنا مال و جان اُس پر نثار اور تصدق کرتا ہو ؟

امر دوم کے لئے ان کو سنانا چاہئے کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ ایک فرد واحد بھی ہمارا واقف نہ تھا ۔ اور کسیکو ہمارے وجود کا علم تک بھی نہ تھا ۔ بلکہ بہت کم لوگ تھے جنکو قادیان کے نام سے بھی اس قدر تعفیت ہوگی جتنے کہ ہماری طرف کسی کا خط تک بھی نہ آتا تھا

اور ہم ایک گمنامی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے اُس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ یأتون من کل فج عمیق۔ اور یأتیک من کل فج عمیق۔ اور ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس اور بعض اس مضمون کے الہام زبان انگریزی میں بھی تھے حالانکہ ہم زبان انگریزی سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اور یہ سب خبریں اس زمانہ کی ہیں جبکہ ان کے کچھ بھی آثار موجود نہ تھے۔ اور ہماری اُس وقت کی حالت کو دیکھنے اور جاننے والے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس حالت میں ایسی خبروں کے امکان کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ان الہامات کے بعد اندرونی اور بیرونی طور سے یعنی خود اپنی قوم بھی اور دیگر عیسائی اور ہندو وغیرہ بھی سب دشمن ہو گئے۔ مگر باوجود ان سب امور کے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہی اور اُس نے ایسی ایسی تائیدات کیں کہ اب اس وقت چار لاکھ یا اس سے بھی کچھ زیادہ انسان ہمارے ساتھ ہیں۔ اور دور دراز سے آتے ہیں۔ تحفے تحائف اور نقد و جنس جن کے وعدے خدا تعالیٰ کے کلام میں کئے گئے تھے سب پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ پیشگوئیوں کو اُن کے تمام لوازم پیشگوئی کے وقت اور حالت سے دیکھنا چاہئے۔ اور پھر اس کا انجام دیکھنا چاہئے کہ کس کر وفر سے پورا ہوا۔ اگر کسی مفتری کے سوانح میں بھی اسکی نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور اگر ہماری اس پیشگوئی کے ماننے سے انکار ہے تو کوئی نظیر دو کہ بجز خدا کی تائید اور نصرت کے کسی مفتری نے بھی ایسا عروج پالیا ہو۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا لڑکا عبد السلام حضرت اقدسؑ کے نزدیک کھڑا تھا۔ حضرت اقدسؑ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اُن انگریزوں کے روبرو کیا اور فرمایا کہ ان کو سمجھایا جاوے کہ اگر مثلاً یہ لڑکا آج اس حالت میں پیشگوئی کرے کہ میں ستر برس کی عمر پاؤنگا۔ یا لاکھوں انسان دور دراز کی راہوں سے میرے دیکھنے کے واسطے آئیں گے۔ یا کوئی اور عظیم الشان انقلاب کی خبر دے تو کیا ایسی پیشگوئیوں کی اسکی موجودہ حالت کے لحاظ سے کچھ وقعت کیجاویگی؟ اور پھر اگر بالفرض جو کچھ اس نے اس حالت میں کہا ہو وہ ایک وقت پورا ہو جاوے تو اُس وقت اس کو کوئی جھوٹا کہہ سکیگا؟ یا کسی کو یہ کہنے کا استحقاق ہوگا کہ یہ امر انسانی منصوبوں یا تدبیروں سے اسے حاصل ہوا ہے۔؟

حضرت اقدسؑ کے اتنے بیان کے بعد انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں ہم اسے تسلیم کرتے ہیں کہ پیشگوئیاں ثبوت دعوےٰ کی ایک دلیل ہوتی ہیں

مگر

سوال۔ ہم کوئی اور دلیل بھی سننا چاہتے ہیں۔

جواب۔ فرمایا اور دلیل قبولیت دعا ہے۔ اس موقعہ پر حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرزند صاحبزادہ عبد الحی بھی حضرت اقدسؑ کے قریب ہی موجود تھا۔ حضرت حکیم الامۃ نے اُسے آگے کر دیا اور حضرت نے اُسے بازو سے پکڑ کر اُن لوگوں کے روبرو کر کے یوں فرمایا کہ۔ ایک شخص نے جو کہ مولوی صاحب کا دشمن تھا اُس نے آپ کے متعلق یہ کہا تھا کہ آپ ابتر ہیں۔ اور اشتہار بھی شائع کر دیا تھا۔ اسپر ہم نے دعا کی۔ وہ جناب الٰہی میں قبول کیگئی۔ اور ہمیں بتایا گیا کہ لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا یہ نشان ہوگا کہ اس کے بدن پر پھنسیاں ہونگی۔ اور یہ اسکی پیدائش کے ۶ برس پہلے کا واقعہ ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا۔ اور اس کے بدن پر پھنسیاں نکلیں۔ جن کے داغ اب تک موجود ہیں۔ علاوہ ازیں اور ایسے ہزاروں نمونے قبولیت دعا کے موجود ہیں۔

سوال۔ آپ کے آنیکا مقصد کیا ہے؟ اور اب آئندہ کیا ہوگا؟

جواب۔ فرمایا کہ ہمارے آنیکا یہ مقصد ہے کہ عیسائیوں ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو غلطیاں (خواہ وہ عملی ہوں یا اعتقادی) پیدا ہو گئی ہیں اُنکی اصلاح کیجاوے۔

بھلا آپ ہی بتائیں کہ آیا عیسائیت یورپ میں اپنی اصلیت پر ہے؟ یا عیسائیوں نے توریت یا انجیل کی تعلیم کے کسی نقطہ پر بھی عمل کیا ہے؟

تمام یورپ کی عملی حالت کیا کہہ رہی ہے؟ آیا ان لوگوں کے دلوں میں خدا پر بھی ایمان ہے؟ اور کیا اون کو خدا کا خوف بھی ہے؟

(ان باتوں کے جواب میں انگریز نے صاف اقرار کیا کہ واقعی نہ تو توریت پر عمل ہے اور نہ ہی یورپ کی عملی حالت درست ہے)

فرمایا کہ ہمیں خدا نے بتایا ہے کہ حضرت مسیحؑ خدا کے ایک برگزیدہ بندے اور نبی تھے۔ یہ نہیں کہ وہی ایک ہی ایسا نمونہ تھے۔ اور پھر خدا نے اپنا فیضان کسی پر نازل نہیں کیا اور ہمیشہ کے واسطے ایسے برکات کا دروازہ بند کر دیا ہو۔ بلکہ وہ خدا جسکی شان بلند ہے اور وہ تمام ملکوں کا ایک اکیلا خدا ہے اُس نے اپنے فیضان بھی تمام ملکوں پر کئے ہیں۔

دیکھو توریت چھوڑ دی گئی۔ اسکی تعلیمات کی کچھ پرواہ نہیں کیجاتی۔ اسمیں ہزاروں غلطیاں لگائی گئی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی شان کی بے ادبی کیجاتی ہے کیونکہ ان کو خواہ نخواہ خدا بنایا جاتا ہے۔ کیا یہ کافی نہ تھا کہ اُن کو خدا کے ایک برگزیدہ بندے مانکر اُنکی پیروی کیجاتی! اور اُن کے نقش قدم پر اُن کا نمونہ اور رنگ اختیار کیا جاتا۔

انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ خدا بن جاوے۔ تو پھر ایسے نمونے کیوں دیئے جاتے ہیں؟ جب کسی کو کوئی نمونہ دیا جاتا ہے تو اس سے نمونہ دینے والے کا یہ منشا ہوتا ہے کہ اس نمونہ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کیجاوے اور پھر وہ اس شخص کی طاقت میں بھی ہوتا ہے کہ اس نمونے کے مطابق ترقی کر سکے۔ خدا جو فطرت انسانی کا خالق ہے۔ اور اُسے انسانی قویٰ کے متعلق پورا علم ہے۔ اور کہ اُس نے انسانی قویٰ میں یہ مادہ ہی نہیں رکھا کہ خدا بھی بن سکے تو پھر کیوں اُس نے ایسی صریح غلطی کھائی۔ کہ جس کام کے کرنے کی طاقت ہی انسان کو نہیں دی اُس کام کے کرنے کے واسطے اسے مجبور کیا جاتا۔ کیا یہ ظلم صریح نہ ہوگا؟ رسالت اور نبوت کے درجہ تک تو انسان ترقی کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ انسانی طاقت میں ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰؑ خدا تھے تو اُن کا آنا ہی لاحاصل ٹھہرتا ہے۔ اور اگر اُن کو نبی اور رسول مانا جاوے تو بے شک مفید ثابت ہوتا ہے۔

پھر اس میں خدا تعالیٰ کی بھی ہتک اور بے ادبی لازم آتی ہے۔ گویا خدا نے بخل کیا کہ اپنے تجلیات کا مظہر صرف ایک ہی شخص کو ٹھہرایا اور اپنے فیوض کو صرف حضرت عیسےٰؑ تک ہی محدود کر دیا۔ غور تو کرو اگر کسی بادشاہ کی رعایا صرف ایک فرد واحد ہی ہو تو کیا اس میں اُس بادشاہ کی تعریف ہے یا ہتک؟ یا اگر یہ کہا جاوے کہ بادشاہ کا فیض اور انعام صرف ایک خاص نفس واحد تک ہی محدود ہے تو پھر اس میں اُس بادشاہ کی کیا بڑائی ہوگی! پس جب خدا کے کروڑوں بندے دنیا کے مختلف ممالک میں موجود تھے تو کیا وجہ کہ خدا نے اپنے فیوض کو صرف بنی اسرائیل ہی تک محدود رکھا۔ دیکھو بند پانی بھی آخر کار گندہ ہو جاتا ہے اور کیچڑ کی صحبت سے اس میں ایک قسم تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ تو پھر خدا کے اوپر ایسا بہتان باندھنا کہ اُس کے فیوض اور برکات صرف ایک خاص قوم تک ہی محدود اور بند ہیں خدا کی شان کی ہتک اور بے ادبی ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے خدا بنانے میں فائدہ کیا۔ اور انکی شان میں ترقی کیا؟ بلکہ الٹی اسمیں تو اُنکی ہتک اور کسر شان ہے۔ مردمی اس میں ہے کہ جو کام وہ کرتے تھے وہ کام کئے جاویں۔ اور انکی تعلیم پر عمل درآمد کر کے اچھا نمونہ دکھانے کے ذریعہ دکھایا جاوے کہ وہ خود اعلےٰ قسم کے انسان تھے۔ اور اُن کے انفاس میں تزکیہ کا اثر اور تعلیم میں اعلےٰ درجہ تک ترقی کرنے کی طاقت موجود تھی۔ زبانی تعریف کرنے میں غلو کرنے سے کیا فائدہ؟ کیا انکی تعلیم کا اثر اُسی زمانہ تک محدود تھا؟ یا اب بھی ہے؟ اور اگر ہے تو کہاں؟ اور کس ملک میں ہے؟

افسوس آتا ہے اگر عیسےٰؑ اب آجاویں تو وہ تو اس قوم کو پہچان بھی نہ سکیں۔ ہم اُن سے محبت رکھتے ہیں اور

آپ نسبت نہیں رکھتے ہونگے کیونکہ آپ کو اس کی خبر نہیں۔ ہم نے تو ان کو بارہا دیکھا ہے۔

بلکہ ہم تو جانتے ہیں کہ آپ کی خود آپ لوگوں کے گھر میں ہی تفرقہ ہے۔ اختلاف ہے۔ بعض ایسے فرقے عیسائیوں میں اب بھی موجود ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا نہیں مانتے بلکہ صرف ایک برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔ اور قرآن شریف سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ تو جب گھر میں ہی اختلاف ہے تو کیوں وہ راہ اختیار نہیں کی جاتی جو سلامتی کی راہ ہے؟ اور کیوں وہ راہ ترک نہیں کی جاتی جو کہ بالاتفاق خطرناک ثابت ہو چکی ہے؟

باقی رہا یہ کہ اب دنیا میں کیا ہوگا سو اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ دنیا اپنی اس موجودہ حالت پر نہیں رہے گی بلکہ اس میں ایک عظیم الشان تغیر اور انقلاب واقع ہوگا۔

سوال۔ مسیح کو آپ نے کس طور سے دیکھا ہے؟ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟

جواب۔ فرمایا کہ ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے۔

سوال۔ ہم نے بھی مسیح کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا آپ نے بھی اسی طرح دیکھا ہے؟ جس طرح ہم دیکھتے ہیں؟

جواب۔ نہیں ہم نے اُن کو جسمانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔

اس تقریر کے بعد حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ان کے واسطے چاء تیار ہے لہذا ان کو چائے پلائی جاوے۔ اور اس طرح سے جلسہ برخاست ہوا۔

انگریز دونوں نے حضرت اقدسؑ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ کھانا اور چائے پینے کے بعد مدرسہ کو دیکھتے ہوئے جہاں ایک طالب علم بانی کلاس محمد منظور علی شاکر نے سورۃ مریم کی چند ابتدائی آیات نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں۔ کیونکہ اُس وقت اُن کی قرآن شریف کی گفتگو تھی۔ قرآن شریف سنکر وہ خوش ہوئے اور پھر بٹالہ کو چلے گئے۔

کھانا کھانے کے میز پر بیٹھے ہوئے انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ایک سوال کیا کہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد کیا ہوگا؟ جس کا جواب مفتی صاحب موصوف نے یوں دیا کہ آپ کی وفات کے بعد وہ ہوگا جو خدا کو منظور ہوگا۔ اور جو ہمیشہ انبیاء کی موت کے بعد ہوا کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صدائے فقیر

از منشی نعمت اللہ گوہر[1]

صدا سنانے کو مہدی کے در پہ آئے فقیر | بھلا ہو شاہا لے کچھ بنام رب قدیر
لئے ہیں ہم تو کچھ صدقہ محبت | کیا ہے آپ کو اللہ نے غنی و امیر
سنا ہے آپ کے در پر جو مانگنے آئے | جو بینوا ہو بہاتے ہوا ایک دم میں امیر
سنا ہے آپ محمد کے لاڈلی ہیں حضور | ہے رتبہ آپ کا برتر بشیر و شبیر
سنا ہے آپ مسیح خدا و مہدی ہیں | ہیں آپ چرخ رسالت کے آج بدر منیر
سنا ہے آپ ہی عیسیٰ ہیں آپ ہی موسےٰ | خلیل و آدم اور احمد بشیر و نذیر
ہیں آپ نور محمد کے آج ٹھیکیدار | دکان سے آپ کی ملتی ہے نور کی تنویر
جبھی ہیں آپ کے در پر سب اغنیا و گدا | ہے بیشک آپ کا مرجع صغیر و کبیر
ہمیں ہی جبکہ نصیبا ہمارا جاگ اٹھا | لے آئی ہے در دولت پہ آپ کے تقدیر
ہیں خود بخود نکل آئے زبان سے اشعار | ہمارا درد بھرا دل ہے بجز نہ تقریر
دعا یہ کیجئے بگڑی ہماری بن جائے | یہی ہے آرزو اے مرسل خدا قدیر

پر ایسا سوز دعا میں تری مسیحا ہو
کہ ایک دم میں فقیروں کا پار بیڑا ہو

ہم آج مہدیا در پہ جو تیرے آئے ہیں | نہ پوچھو کیا کیا خیالات ساتھ لائے ہیں
دل و جگر میں ہیں ناسور اور سینہ ریش | کباب ہو کے غرض تیرے آگے آئے ہیں
کسی امید پہ جب اپنا درد دل تھا | تو آخرش ترے دارالشفا میں آئے ہیں
چھوڑ کے پڑی ترے دارالاماں میں مہدی | انہوں نے جنت ماویٰ میں گھر بسائے ہیں
بنے ہیں پھول تری گلشن محبت میں | ہمارے زخم جگر خوب رنگ لائے ہیں
زہے نصیب اگر یہ قبول ہو جائیں | کہ تیری نذر کے قابل یہ پھول لائے ہیں
دعا یہ کیجئے بگڑی ہماری بنجائے | اسی غرض کیلئے تیرے در پہ آئے ہیں

پر ایسا سوز دعا میں تری مسیحا ہو
کہ ایک دم میں فقیروں کا پار بیڑا ہو

کبھی تو یاد کرو ہمکو سب کے گہنگو نہیں | مرے پیارے تہجد کی اُن دعاؤں میں
تہجد ہی ہوں جس وقت نیند کے ماتے | پڑے نہ سوتے ہوں جب اپنے آشیانوں میں
سیاہ زلف ہو بلا سے شب جب کھول لی | ہو کھلبلی پڑی انجم کی پہرہ داروں میں
تری دعا میں ہوں ٹکراتی عرش سے جب دم | جسد زمین پہ ہو جان تیری سماؤں میں
برستے جب تری گھر پہ ہوں نور کے بادل | ہوا سماں پہ چرچا ہو جیسے فرشتوں میں
ہمیں بھی یاد کرو ایسے وقت میں اکبار | سوا ہو رتبہ ترا اے مسیح پاکوں میں
دعا یہ کیجئے بگڑی ہماری بنجائے | شمار اپنا بھی ہو تا کہ کامیابوں میں

پر ایسا سوز دعا میں تری مسیحا ہو
کہ ایک دم میں فقیروں کا پار بیڑا ہو

یہی ذریعہ تری قرب کا ہے اے پیارے | کہاں فقیر نے دولت کے گنج پائے ہیں

---

[1] جو کہ ۴ اپریل ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے حضور سنائی گئی۔

تین روپیہ کی کتابیں ایک روپیہ میں

خریدارو دوڑو۔

ایک کیواسطے رعایت یعنی اپریل کا مہینا ۱۹۰۸ء

ایسی مفید اور عمدہ کتابیں متعلق سلسلہ احمدیہ جو زر کثیر خرچ کر کے چھاپی گئی ہیں ابھی اس ارزاں قیمت پر کبھی نہیں بک سکتی تھیں لیکن چونکہ میں قادیان میں اپنا مکان بنوا رہا ہوں اور نیز کتاب بول چال عربی کی چھپوائی کا انتظام کرتا ہے اور ہر دو کاموں کے واسطے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ لہذا مفصلہ ذیل کتابیں صرف ایک ماہ کے واسطے تہائی قیمت پر دیجائینگی یعنی تین روپیہ کی کتابیں صرف ایک روپیہ میں۔ ایک روپیہ سے کم کی کتابیں فروخت نہونگی۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ شائقین جلد درخواستیں بھیجیں کیونکہ ایسا موقع پھر نہ آئیگا۔

المشتہر محمد عبد الحیی عرب قادیان ضلع گورداسپور

مبادی الصرف والنحو مصنفہ حکیم مولوی نورالدین صاحب قیمت ۱ر

سلاسل الفضایل۔ یہ رسالہ عربی ہے اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اسمیں فضایل جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اور حضرت مسیح موعودؑ کے فضایل ہیں۔ قیمت ۶ر

سلاسل التعلیم۔ عربی زبان کے سیکھنے کیلئے عمدہ رسالہ ہے جسمیں پچاس تصویریں اسی غرض سے دیگئی ہیں۔ قیمت ۲ر

تعلیم القرآن۔ قاعدہ یسرنا القرآن بہت مختصر ہے۔ بچوں کیواسطے بہت فایدہ مند ہے جس سے بہت جلد بچوں کو قرآن شریف آسکتا ہے۔ قیمت ایک آنہ ۱ر

سیرۃ النبی عربی مترجم اردو ۲ پائی

اسم مبارک۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نہایت خوشخط۔ قیمت ۲ پائی

انبار الغیب۔ مولانا عبد اللطیف شہید اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایک پیشگوئی حضرت اقدس شاتان تذبحان کی شرح خاص حضرت اقدس کی کلم ۲ پائی

رب کل شئے خادمک۔ یہ تین قسم کا چھپا۔ قسم اول ۱ر قسم دوم ۳ر قسم سوم ۱ر

رسالہ فدک جسپر تیرہ سو برس سے لمبی چوڑی اور طول طویل بحث سنی اور شیعہ کے مابین چلی آئی ہے مولوی غضنفر علی صاحب نے خوبصورت اور مختصر طرز میں اس بحث کو ختم کر دیا ہے قیمت ۲ر

النظر۔ رد علی حائری شیعہ خاص رد کتاب غایۃ المقصود مصنفہ علی حائری جو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے تذکرے میں اس نے لکھی تھی قیمت ۱ر

الاستخلاف مصنفہ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل۔ بڑی عجیب کتاب ہے۔ قیمت ۳ر

کلمۃ الفصل۔ عربی مع قصیدہ مترجم اردو کے بیان میں۔ قیمت ۱ر

لیکچر سیالکوٹ حضرت اقدس۔ قیمت ۲ر

لیکچر لاہور ۲ر

مسیح کی آمد ثانی اور نصاریٰ۔ قیمت ۱ر

عکس مکتوب حضرت رسول کریم ۱ر

کرشن اوتار قیمت ۱ر

سی حرفی رد نصاریٰ ۱ر جام وحدت ۱ر

سی حرفی مدح امام آخر زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱ر

گلدستہ احمدی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکے۔ قیمت ۱ر

گل ہوتیا ۱ر کاسن احمدی ۱ر

نظم رنج بی بی براستورات ۱ر الہدایۃ الحق ۱ر

سی حرفی مصنفہ فضل الدین ستری ۱ر

تحفۃ المشتاقین مصنفہ مولوی غلام رسول ۱ر

چھٹی مسیح ۱ر چمکار حق ۱ر احمدی گلشن ۱ر

نشانات احمدی ۲ر صدق جاودان ۱ر

سیف حق مصنفہ میاں معراج دین صاحب ۲ر

پارہ عم مترجم تقطیع کلاں ۳ر پہلا پارہ کاغذ

درد دل کی ایک نصیحت

درس قرآن شریف جو کہ ہمارے قادیان میں سے ایک پُرلذت۔ پُرذوق اور سرور بخش نعمت اور قرآن شریف کے سچے عاشق۔ بہی خواہ مخلوق۔ اور ہمدرد بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور بہی خواہی کے سچے جوشوں کا نتیجہ ہے۔ اور وہ حقائق و معارف قرآنی کے سیکھنے کا ایک نہایت عمدہ ذریعہ بچے سے لیکر جوان اور بوڑھے تک کے لئے مفید اور سراپا نور ہے۔ جو کہ ہر روز نماز عصر کے بعد مسجد اقصےٰ میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے ہیں۔ اس میں یکم اپریل ۱۹۰۸ء کو پُر درد الفاظ میں درد دل سے ایک نصیحت حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیر آیت ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۝ فرمائی درج ذیل کیجاتی ہے۔

فرمایا شکر (کسی نعمت کی قدر کرنا) سے انعامات میں زیادتی ہوتی ہے اور کفر (بے قدری) سے انعامات چھین جاتے ہیں اور عذاب لازم ہو جاتا ہے۔ دیکھو تم سب کے لئے جنہوں نے اس امام کے وقت کو خدا کے فضل سے پایا اور یہ تم کو توفیق ملی کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تم نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا اقرار کیا سوچنے کا مقام ہے کہ کس قدر لمبے زمانے اور مدتہائے دراز کے انتظار کے بعد حضرت محمد مجتبےٰ احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد گویا تیرہ سو برس کی شدید انتظار کے بعد اس امام کا وقت پایا۔ دیکھو اتنی مدت مدید کے بعد آیا ہے اور یہ پتہ کہ اس نے تم میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہنا۔ پس اس تھوڑے سے زمانے کی قدر کرو۔ اور اس فرصت کو غنیمت جان کر کچھ کر لو۔ کچھ سیکھ لو۔ کچھ روحانی ترقی کر لو۔

دیکھو یہ انتشار روحانیت اور فیض الٰہی اور برکات کے نزول کا وقت ہے۔ وہ مدارج جو کسی کو ہزارہا سالوں کی اور مجاہدات اور ریاضات سے بھی نصیب نہیں ہوتے وہ اس وقت تھوڑی سی توجہ۔ تھوڑی سی سعی تھوڑی سی کوشش اور تھوڑی سی دلی تڑپ پیدا ہونے پر میسر آ سکتے ہیں۔ دیکھو وقت ہے امام کی زندگی میں ہی اپنے ایمان کو ایسا مضبوط کر لو۔ اور ایسی ترقی کر جاؤ کہ پھر تمہیں بادصرصر ہلا نہ سکے۔ تم اس درخت کیطرح بنجاؤ کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا

دیکھو زمانہ نبوت کو اللہ تعالےٰ نے بارش کے ساتھ تشبیہ دی کہ بارہا قرآن شریف میں انسان کو اس امر کیطرف متوجہ کیا ہے کہ جسطرح برسات سے پہلے زمین مردہ ہوتی ہے اور گرد و غبار کے سوا کچھ نظر نہیں آتا سبزی کا گویا نام نشان ہی نہیں ہوتا۔ مگر آسمان سے بارش ہونے کے ساتھ ہی زمین پر ہزاروں قسم کی سبزی اور روئیدگی اُگ آتی ہے۔ اور ہر قسم کی زمینوں میں مختلف قسم کی سبزی نظر آنے لگ جاتی ہے۔ اور ہر زمین اپنے بیج اور اپنی استعداد کے موافق نشو و نما کرتی ہے پھر بعض ان میں سے ایسی قسم کے پودے ہوتے ہیں کہ بارش کے زمانہ گذرنے کے ساتھ ہی دھوپ لگی اور وہ مرجھا گئے حتیٰ کہ بعض قسم کی روئیدگی کا تو دو چار دن کی دھوپ اور بارش کے وقفہ سے نام و نشان ہی نہیں رہتا۔ مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ ایام بارش میں ایسی ترقی کر چکتے ہیں اور انکی جڑیں ایسی مضبوط ہو جاتی ہیں کہ پھر ان کو دھوپ کی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ بڑھتے ہیں۔ پھیلتے ہیں پھلتے اور پھولتے ہیں۔ اور بارور اور باثمر ہوتے ہیں۔ انسان۔ حیوان۔ چرند پرند ان سے اپنا پیٹ پالتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔

پس روحانی بارش میں بھی بعینہ وہی نقشہ موجود ہے۔ اور ندبر کرنیوالوں کے واسطے اسمیں بڑے بڑے برکات اور ترقی کے سامان موجود ہیں۔

دیکھو مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم جیسا جوش سے کہنے والا۔ درد دل سے نصیحت کرنیوالا اور تمہاری خیر خواہی کی سچی تڑپ رکھنے والا بھی کبھی کوئی انسان ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ وہ چل بسے دیکھو عبرت کا مقام ہے۔ عبرت پکڑو اور کچھ کر لو۔ وقت کو غنیمت جانو اور اسے ضائع مت کرو۔

دنیوی ضروریات کو پہلا تم قادیاں سے باہر رہ کر پورا نہیں کر سکتے تھے؟ بلکہ میرے خیال میں اس سلسلہ سے الگ رہ کر اور قادیاں سے باہر بطریق احسن دنیوی ضروریات پوری ہو سکتی تھیں۔ تو پھر تم نے اپنے ملک چھوڑے۔ خویش و اقارب چھوڑے۔ مال و منال چھوڑے اور قوم سے کفر اور گمراہی کے فتوے سنے۔ بدنام ہوئے۔ اب اگر خدا سے ہی تمہارا پورا تعلق اور واسطہ نہ ہو۔ اور خدا کے رسول کی نظروں میں تم حقیقی اور سچے معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ثابت نہ ہو جاؤ۔ تو پھر تمہارا کیا حال۔ تم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ دیکھو میں تم سب کو اور حضرت اقدس کی اولاد کو بھی (اگر ان میں سے کوئی اسجگہ موجود ہے تو ورنہ ان کو اطلاع دی جاوے) دردمند دل سے تاکیداً نصیحت کرتا ہوں کہ خوش قسمتی سے یہ موقع خدا نے ہم لوگوں کو عطا کیا ہے۔ کچھ کر لینا چاہئے۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے ایک اچھا نمونہ چھوڑنا چاہئے۔ شیعہ قوم کیطرف غور تو کرو۔ ان کو انکی بدقسمتی سے کیسی ٹھوکریں لگی ہیں۔ حالانکہ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے حالات میں تو کوئی بھی ایسا رخنہ اور جائے اعتراض موقع نہ تھا اور وہ خدا کے برگزیدہ بندوں کا ایک پاک گروہ تھا جن کی زندگیوں میں حرف رکھنے کا کوئی بھی موقع نہ تھا مگر انہوں نے کیسے کیسے طوفان کھڑے کر لئے ہیں۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ وہاں تو کچھ بھی ایسا موقع نہ تھا تو بھی کیا کچھ بنا لیا گیا۔ مگر یہاں تو ہزاروں قسم کی کمزوریاں موجود ہیں۔ پس ابھی وقت ہے کہ سنبھل جاؤ اور آئندہ نسلوں کے واسطے اچھا نمونہ چھوڑو۔ ایسا نہ ہو کہ آئندہ نسلیں تمہارے نمونہ سے ٹھوکر کھائیں اور تم بجائے اس کے کہ اپنے واسطے خیر جاریہ چھوڑ مرو شر جاریہ چھوڑو۔ خدا تعالےٰ توفیق دے کہ تم میری باتوں پر غور کرو۔ اور عمل کرو۔ آمین۔

خطبۂ جمعہ

از حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ اپریل ۱۹۰۸ء مسجد اقصیٰ

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله ط اما بعد۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ۔ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ (حزب المقبول صفحہ ۸۴)

متواتر کئی جمعوں سے میں یہ بات سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ انسان کو نماز کس طرح سے سنوار کر پڑھنی چاہئے۔ چنانچہ آج بھی نماز کے آخر میں جو دعا ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ درود شریف کے بعد یہ دعا بھی نماز میں پڑھی جایا کرے۔ نماز کے پہلے مراتب اذان سے لیکر اس دعا سے پہلے تک بیشتر کے جمعوں میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ بعض آئمہ ایسے بھی گذرے ہیں کہ جنھوں نے اس دعا کا پڑھا جانا مستحب یا مسنون کے درجہ سے بڑھکر واجب قرار دیا ہے۔ اور اسی پر ان کا عمل ہے۔

انسان بہت بڑے بڑے ارادے کرتا ہے۔ بچپنے سے لیکر جب جوانی کے دن آتے ہیں اور جوں جوں اسکے اعضا نشو و نما پاکر پھیلتے ہیں اور قویٰ مضبوط ہوتے ہیں اس کے ارادے بھی وسیع ہوتے جاتے ہیں۔ ایک بچہ رونے اور ضد کرنے کے وقت ماں کی گود میں چلے جانے یا دودھ پی لینے سے یا تھوڑی سی شیرینی یا کسی تماشے کھیل سے خوش ہو سکتا ہے اور اس کے بہلانے کے واسطے بہت تھوڑی سی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے یا یوں کہو کہ ایک بچے کی خوشی اور خوشامت کا منزل مقصود بہت محدود ہوتا ہے۔ مگر جوں جوں وہ ترقی کرتا اور اس کے قویٰ مضبوط ہوتے جاتے ہیں

توں توں اُس کے ارادوں اور خواہشات کا میدان بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن شریف کی اس آیت اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ کا مصداق بن جاتا ہے اس دور کا پہلا درجہ ۱۸ سال کی عمر ہوتی ہے اس وقت انسان میں عجیب عجیب قسم کی اُمنگیں پیدا ہوتی ہیں ایسے وقت میں جبکہ انسان کے قویٰ بھی مضبوطی اور استواری کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کے ارادے بھی بہت وسیع ہو جاتے ہیں رسول اکرمؐ نے ہر نماز کو جن میں یہ لڑکا بھی داخل ہے طول امل اور ھموم و غموم سے پناہ مانگنے کے واسطے حکم دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک چار کونہ شکل بنائی اور اس کے وسط میں ایک نقطہ بنا کر فرمایا کہ یہ نقطہ انسان ہے اور دائرہ سے مراد اجل ہے یعنے انسان کو اجل احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور پھر انسانی امانی اور آرزوئیں اس سے بھی باہر ہیں یہ سچی بات ہے کہ انسان بڑے بڑے لمبے ارادے کرتا ہے۔ جو سینکڑوں برسوں میں بھی پورے نہیں ہو سکتے۔ مگر اس کی اجل اسے ان ارادوں تک پہنچنے سے پہلے ہی دبا لیتی ہے۔

غرض انسان چونکہ بہت لمبے ارادے کر لیتا ہے اور پھر اُن میں کامیاب نہیں ہوتا تو اس ناکامی کی وجہ سے انسان میں ھَمّ یعنے غم پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کو لمبے ارادے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور اعوذبک من الھم کے یہی معنے ہیں کہ اے خدا میں ان موجبات سے ہی تیری پناہ مانگتا ہوں جو ھم کا باعث ہوتے ہیں۔

پھر بعض اوقات انسان ناکامی کے وجوہات تلاش کرتے کرتے گذشتہ امور میں غور کرنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں آج سے دو سال پہلے یا چار سال پیشتر اس طرح سے عمل درآمد کرتا تو آج مجھے اس ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا اگر ایسا ہوتا تو میں کامیاب ہو جاتا۔ اس طرح کے غم کا نام جو گذشتہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے شریعت نے **حزن** رکھا ہے۔ اور اس سے پناہ مانگنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے بئس المطیۃ لو۔ لو (اگر ایسا ہوتا تو ایسا ہو جاتا اور یوں ہوتا تو یوں ہو جاتا) بہت بُری چیز۔ اور نقصان رسان لفظ ہے۔ اس طرح اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن ؕ کے یہ معنے ہوئے کہ یا آلٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں ان بواعث اور موجبات سے جن کا نتیجہ ھم اور حزن ہوتا ہے۔ یعنے نہ تو مجھ میں بے جا اور لمبے ارادے پیدا ہوں اور نہ میں کاش اور لو کا استعمال کروں۔ مطلب یہ کہ نہ مجھے موجودہ ناکامی کی وجہ سے کوئی غم ہو اور نہ گذشتہ کسی تکلیف کا خیال مجھے رنجیدہ اور ستانے کا باعث ہو سکے۔

اس دعا کے سکھانے سے غرض اور انسان کیواسطے سبق یہ مدنظر ہے کہ انسان بہت **طول امل** سے پرہیز کرتا رہے۔ اور گذشتہ مصائب کو یاد کر کے اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالے۔ کیونکہ جب انسان **ہم اور حزن** میں ڈوب جاتا ہے تو آئیندہ ترقیوں کی راہیں بھی اس کے واسطے بند و مسدود ہو جاتی ہیں۔ ہم اور حزن سے فرصت ملے نہ یہ حصول خیر اور دفع شر کے لئے کوئی تجویز سوچے۔

پس اسی لئے انسان کو پھر یہ دعا سکھائی گئی کہ اعوذبک من العجز والکسل۔ **عجز** کہتے ہیں اسباب کا مہیا نہ کرنا۔ جو سامان اللہ تعالیٰ نے کسی حصول مطلب اور دفع شر کے واسطے بنائے ہیں اُن کا مہیا نہ کرنا اور ہاتھ پاؤں توڑ کر **رہ جانے** کو عجز کہتے ہیں بقدر طاقت۔ بقدر امکان۔ بقدر فہم اور علم کوشش ہی نہ کرنا۔ اور تدبیر ہی نہ کرنا یہی عجز ہے۔ **توکل** اسے نہیں کہتے۔ **دیکھو** آنحضرتؐ جو کہ اعلم الناس۔ اخشیٰ للہ اور اتقی الناس تھے اُن سے بڑھکر بھی بھلا کوئی انسان ہو سکتا ہے تو جب اُن کو بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ شاورھم فی الامر۔ آں حضرتؐ کی پاک اور بے لوث زندگی جو ہمارے واسطے قرآن شریف اور اس کے کل احکام کا ایک عملی اور زندہ نمونہ موجود ہے اُس میں غور کرنے سے ہرگز ہرگز ایسا کبھی ثابت نہیں ہوگا کہ آپؐ نے بھی کبھی **توکل** کے یہ معنے کئے ہوں جو آج کل بدقسمتی سے سمجھے گئے ہیں۔ **توکل** کے غلط معنوں کی وجہ سے ہی تو مسلمانوں میں سستی اور کاہلی گھر کر گئی۔ اور ان میں سے بعض ہاتھ پاؤں توڑ کر لوگوں کا محنت اور جانفشانی سے کمایا ہوا مال کھانے کی تدابیر سوچنے لگے۔

ہندوستان میں **بارہ** ریاستیں ہمارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو گئی ہیں۔ کئی معزز گھرانے مرتد اور بے دین ہو گئے ہیں۔ اسلام پر اعتراضات کا **آرا** چلتا ہے مگر کسی کو گھبراہٹ نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ لوگ اپنے نفسانی **ہم و حزن** میں مُبتلا ہیں اور سچے اسباب اور ذرائعہ ترقی کی تلاش سے محروم و بے نصیب ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ **عجز** سے بچاوے اور بقدر فہم و فراست تہیۂ اسباب کرنا ضروری ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ **مشورہ** کرنا چاہئے۔ قرآن شریف کا حکم ہے کہ امرھم شوریٰ بینھم۔ مشورہ کرنا ایسا پاک اصول ہے کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور برکت عطا ہوتی ہے۔ اور انسان کو ندامت نہیں ہوتی۔ مگر **خود پسندی** اور کبر ایسی امراض ہیں کہ انھوں نے شیطان اور انسان دونوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ **دیکھو ہر انسان** ایسی پختہ عقل اور فہم رسا کہاں رکھتا ہے کہ خودبخود اپنی عقل سے ہی ساری تدابیر کر لے اور کامیاب ہو جاوے۔ یہ ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ اسی واسطے مشورہ کرنا ضروری رکھا گیا۔ ناتجربہ کار تو ناتجربہ کار ہی ہے مگر اکثر اوقات بڑے بڑے تجربہ کار بھی مشورہ نہ کرنے کی وجہ سے سخت سے سخت ناکامیوں میں مبتلا ہو کر بڑی بڑی ندامتیں برداشت کرتے ہیں۔

پس خود کو موجودہ ناکامیوں کے بہت فکروں میں ہلاک نہ ہونے دو۔ اور نہ گذشتہ کاہلیوں اور فروگذاشتوں کے خیال سے اپنے آپ کو عذاب میں ڈالو بلکہ **سچے اسباب** کی تلاش کرو۔ اور مشوروں سے کام لو۔

الکسل۔ کسل عربی میں کہتے ہیں کہ اسباب موجود ہوں مگر اُن سے کام نہ لیا جاوے سامان مہیا ہیں مگر اُن سے فایدہ نہ اُٹھایا جاوے۔ مثلاً کتاب موجود ہے مدرس اور مولوی پڑھانے کے لئے موجود ہیں مگر علم کا حاصل نہ کرنا کسل ہے۔ یا مثلاً اگر علم ہو پر عمل نہ کیا جاوے۔ **آنکھ** خدا نے دی ہے مگر حق کی بینا نہیں نہ اُس سے کتاب اللہ کو پڑھے اور نظر عبرت سے عبرت خیز نظاروں کو دیکھے۔ **کان** دیئے ہیں مگر وہ حق کے شنوا نہیں۔ **زبان**۔ خدا نے دی ہے مگر وہ حق کی گویا نہیں۔

غرض عجز تو کہتے ہیں اسباب کا مہیا ہی نہ کرنا۔ اور کسل کے معنے ہیں کہ مہیا شدہ اسباب سے کام نہ لینا۔

اور یہ دونو قسم کے اخلاق رزیلہ اور کمزوریاں نتیجہ ہوتی ہیں **ھم اور حزن** کا۔ کیونکہ جب انسان ھم و حزن میں ڈوب جاتا ہے تو اُسے پھر نہ تو آئیندہ کسی ترقی اور خوشی کے حصول کے اسباب مہیا کرنے اور شر سے بچنے کی کوشش کرنے کی توفیق اور وقت و فرصت ملتی ہے اور نہ ہی وہ کسی قسم کے خوشی و راحت کے اسباب سے کام لیکر نتیجہ اور پھل کا وارث بن سکتا ہے۔

اسی واسطے شریعت اسلام جو کہ عین فطرت انسانی کے مطابق خالق فطرت خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس میں اس دعا کے ذریعہ سے ان

رذائل سے بچنے کی کوشش کرنے اور پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے اور سکھایا گیا ہے کہ کسی ایک ناکامی سے ایسا متاثر ہونا اور ایسے ہم و حزن میں مبتلا اور تباہ ہو کر ایسا رہ جانا کہ آئندہ کوئی ترقی ہی نہ کر سکے نہ اسلام کا منشا ہے اور نہ مسلمانوں کی راہ۔ بلکہ مسلمان ایسی بودی روکوں اور کچی رکاوٹوں کی پرواہ نہ کر کے **الخیر فی ما وقع** کے پاک مقولہ کی یاد سے شاد ہوتا ہوا آئندہ ترقیوں کی تدابیر میں بڑی بلند پروازی اور اطمینان سے کوشاں ہو جاتا ہے۔ اور مومن ایسا ہوشیار ہوتا ہے کہ کامیابی کے کل وسائل اور پاک اصول کو وہ خود مہیا کرتا اور پھر اُن سے کام لینے کا کوئی بھی دقیقہ اور کسر باقی نہیں رہنے دیتا......

غرض اس دعا کی تہ میں ایک باریک قسم کی تعلیم ہے جو مسلمانوں کو حد درجہ کا ہوشیار۔ چالاک اور شجاع بناتی اور سستی اور کاہلی سے نفرت دلاتی ہے۔

میں اُن لوگوں کو جو حضرت اقدس ؑ کی اتباع میں ہمارے ساتھ شامل ہیں خصوصیت سے تاکید کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تم لوگوں نے **اپنا ملک** چھوڑا۔ وطن چھوڑے۔ خویش و اقارب یا دوست چھوڑے۔ قوم سے الگ ہوئے۔ اور ان کے سخت سے سخت فتووں کے نیچے آئے۔ بے دین۔ کافر۔ مرتد۔ ضال۔ مضل کہلائے ہو۔ اگر تم کبھی **علم میں** اور پھر **عمل میں۔ دین میں** اور **ایمان** میں اپنا اعلیٰ نمونہ نہ دکھاؤ اور بیّن ثبوت نہ دو کہ واقعی تم نے خدا کی طرف قدم اُٹھائے ہیں۔ بے نظیر ترقی کی ہے۔ اور تمہارے **افعال**۔ تمہارے **اقوال**۔ تمہارے ظاہر۔ تمہارے **باطن**۔ تمہاری زندگی کی موجودہ روش۔ لباس۔ پوشاک۔ خوراک اس امر کی پکار کر گواہی نہ دے اُٹھیں کہ واقعی تم نے **دین کو دنیا** پر مقدم کیا ہے اور تمہارے اعمال کی حالت پاکیزگی تمہارے ایمان کے نہایت مضبوط اور غیر متزلزل ہونے اور تمہارے معتقدات کے صحیح ہونے پر **شاہد ناطق** نہ ہو اور تم میں اور تمہارے غیروں میں ایک **نور** اور **مابہ الامتیاز** پیدا نہ ہو جاوے تو بڑے ہی افسوس اور شرم کا مقام ہے۔

حضرت نبی کریم ؐ جو کہ اعلم الناس تھے اُن کو حکم ہوتا ہے کہ رب زدنی علماً کی دعا کیا کرو۔ تو پھر **امتی** کون ایسا ہے جو دعویٰ کرے کہ مجھے **علم** کی۔ **عمل** کی۔ **مشورہ** کی۔ **سیکھنے سننے** کی۔ اور **صحبت** پاک کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ غلط راہ ہے اور بالکل غلط طریق ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ واعوذ بک من البخل والجبن۔ ظاہر ہے کہ جب انسان اپنی مصیبتوں کے رونے روتا رہے اور نہ کام کرے نہ کاج۔ نہ کوشش کرے نہ سامان مہیا کرے اور نہ اُن سے کام لے بلکہ ہاتھ پاؤں توڑ لنگڑے لولوں کی طرح بے دست و پا نکمّوں۔ سست اور کاہلوں کی زندگی بسر کرنے کا عادی ہو جاوے تو آسودگی خوشحالی اور مال و دولت جو کہ کمانے سے محنت اور کوشش کرنے سے انسان کو ملتی ہیں اس کے پاس کہاں سے آجاوے گی۔ اور یہ صاف بات ہے کہ **جو آگ کھاوے گا انگار ہگے گا۔ جیسا کرے گا ویسا پاوے گا۔ جو بوئے گا سو کاٹیگا۔**

ایسا انسان جو کچھ کرتا ہی نہیں۔ روپیہ کمانے اور روپیہ آنے اور امیر بننے کی جو راہیں خدا نے بنائی ہیں اُن کا علم ہی حاصل نہیں کرتا اور اُن کی پرواہ ہی نہیں کرتا تو اُس کے پاس روپیہ اور مال و دولت کہاں سے آویگا۔ ظاہر ہے کہ وہ **مفلس** اور **محتاج ہوگا**۔ اور **افلاس** اور **احتیاج** کا نتیجہ اسے بھگتنا پڑے گا جو کہ لازماً **بخل** اور **جبن** ہوتا ہے۔

یاد رکھو کہ **ہم** اور **حزن** کا نتیجہ **عجز** اور **کسل** ہوتا ہے۔ اور **عجز** اور **کسل** کا نتیجہ **افلاس** اور **احتیاج** کی معرفت **بخل** اور **جبن** ہوا کرتا ہے۔

پس کیسی عجیب راہ مسلمانوں کو بتائی گئی ہے کہ اللہ کے حضور دعا کیا کریں اور **قبولیت دعا** اور **جذب فیضان** کے واسطے چونکہ انسان کو خود بھی حتی المقدور کوشش اور سعی کرنا اور خدا کی بتائی ہوئی راہوں پر کاربند ہونا لازمی ہے لہذا خود بھی ان رذائل سے بچنے کی حتی الوسع کوشش کرے اور پھر نتیجہ کے واسطے خدا کے حضور التجا کرے۔

بخل = سے مراد مالی بخل۔ خیالات پاکیزہ کے اظہار کا بخل۔ علم و عمل کا بخل۔ غرض کسی کو نفع نہ پہنچانا خواہ وہ کسی ہی رنگ میں ہو بخل کہلاتا ہے۔

جبن = بزدلی۔ جو کہ انسان میں فطرتاً کسی نہ کسی قسم کی کمزوری یا نقص ہونے کی وجہ سے پائی جاتی ہے۔

آج اس زمانہ میں علاوہ مالی بخل اور جبن کے **اظہار خیالات کے مادہ اور طاقت کا نہ ہونا**۔ علم جو کہ ایک طاقت اور جرأت کا بڑا بھاری باعث اور موجب ہوتا ہے اس کا نہ ہونا۔ **موثر** پیرایوں میں اپنے عندیہ کو مدلل اور مبرہن نہ کر سکنا۔ قوت بیانی کا نہ ہونا ان سب کا نام ہے بخل۔ اور پھر ان کے عدم کی وجہ سے انسانی حالت جو کہ فطرتاً اس کمی اور کمزوری کی وجہ سے اپنے اندر ہی اندر ایک قسم کا ضعف محسوس کرتی ہے اور مخالف خیالات کے لوگوں سے مقابلہ کرنے سے پرہیز کرتی ہے۔ اس حالت کا نام **جبن** یعنے بزدلی ہے۔

ورنہ اب کوئی تیر و تلوار کی لڑائی تو ہے نہیں۔ اور اُن جنگوں کے واسطے بھی جس جرأت اور بہادری اور دلیری کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی انہی صفات کے ماتحت ہوتی ہے۔ وہاں بھی علم کی ضرورت ہے۔ جو کہ ایک طاقت ہے۔

غرض ہم نے تو بارہا اس نقص کے رفع کرنے کے واسطے کوششیں کی ہیں۔ بلکہ انجمن تشحیذ الاذہان میں اس قسم کے طلباء کے واسطے انعامات بھی مقرر کئے ہیں تاکہ ہمارے نوجوانوں کو **بولنے کی عادت** ہو۔ اور اُن میں ایک **ایسا ملکہ** پیدا ہو جاوے جس سے وہ آزادی اور صفائی سے اپنا عندیہ اور خیالات کا اظہار دوسروں پر کر سکیں۔ اور ان کو حق کے پہنچانے اور تبلیغ دین کے لئے موثر پیرایوں سے طاقت بیانیہ حاصل ہو جاوے۔ اور خاص مضمون پر لیکچر دینے اور اسی کے حدود کے اندر تقریر کرنے کی طاقت ہو جاوے مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔

یاد رکھو کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس وقت تیر و تفنگ اور بندوق توپ اور قواعد جنگ و فنون حرب سے واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس زمانہ کے مناسب حال ہتھیار یہی دلائل اور صحیح علم کی زبردست طاقت اور تقریر اور قوت بیان اور عجیب در عجیب پیرایوں سے اپنے خیالات کو مدلل اور مبرہن کر کے اپنے دشمنوں پر حجت پوری کرنے کے زبردست اور تیز ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ فتدبروا۔

واعوذ بک من غلبۃ الدین وقہر الرجال = صاف بات ہے کہ جب انسان میں افلاس ہوگا۔ ضرورتیں مجبور کریں گی۔ قحط گرانی اشیاء کپڑا۔ غلہ۔ دال۔ گوشت وغیرہ تعلیم سب چیزیں گراں ہونگی تو انسان جس کا گذارہ ان کے سوا ہو نہیں سکتا مجبور ہوگا کہ کسی سے **قرض** لے۔ اور طرح طرح کی تدابیر

سوال قرض کے واسطے اسے عمل میں لانی پڑیں گی۔ اور اس طرح سے وہ قرض کی مصیبت میں مبتلا ہو جاویگا۔ چونکہ آمدنی کے ذرائع تو محدود ہیں اور آمد خرچ سے کم ہے قرض کے ادا کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آوے گی۔ لوگ قرضخواہ تنگ کریں گے سختی کریں گے۔ مقدمات کریں گے۔ ڈگریاں کرائیں گے۔ قرقیاں ہونگی۔ لوگ گلے میں کپڑا ڈالیں گے۔ غرض اس طرح سے حالت بہت خطرناک اور نازک ہو جاویگی۔ اس واسطے دعا کرنی چاہیے کہ خدا ان سب باتوں سے بچاوے اور ہم وحزن سے محفوظ رکھے۔ سچے اسباب مہیا کرنے اور پھر اُن سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ **بخل** اور **جبن** اور پھر ان کے بدنتائج **قرض** اور **قہر الرجال** سے حفاظت میں رکھے۔ **رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن متقی کی مثال اُس پرند کی ہے کہ تغدوا خماصًا وتروح بطانًا۔

اپنے گھونسلے میں دانہ جمع نہیں رکھتا۔ مگر وہ بیکار اور بے دست و پا ہو کر بھی اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھ رہتا۔ باہر جاتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آشیان میں آتا ہے۔ پس مومن کے واسطے بھی اس میں ایک سبق رکھا ہے۔ اور **توکل** کے معنے بتلائے گئے ہیں۔ جس طرح سے پرندہ کے گھر میں دانہ جمع نہیں ہوتا۔ مگر وہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ بھی نہیں رہتا بلکہ گھونسلے سے باہر جاتا ہے محنت مشقت کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی محنت کرنی چاہیے۔ تاکہ اس کی ضرورتیں اس کے واسطے بھی مہیا کی جاویں۔

وہ **کاہل** اور سست انسان جو کہ توکل کے معنے غلط سمجھ کر توکل کی آڑ میں ایسا کرتے ہیں سوچیں اور غور کریں۔

پس ایسے انسان جبکہ اُن کی ضرورتیں اُن کو مجبور کرتی ہیں۔ مکان۔ لباس۔ خوراک اور بیوی بچوں کی ضروریات اُن کو مجبور کرتی ہیں تو وہ اس فکر میں لگ جاتے ہیں کہ کوئی اُلّو مل جاوے۔ اور اُنکا کام ہو جاوے۔ کسی کی کمائی ان کو مفت میں مل جاوے۔ غرض اس طرح سے ناجائز طریق سے کوشش کر کے قرض لینے اور پھر جب ادا ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو **کتی کے کان کاٹ کر بلی کے اور بلی کے کاٹ کر کتی کے** لگاتے پھرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے اور ایک سے لیکر دوسرے کو اور دوسرے سے لیکر تیسرے کو دیتے ہیں۔ ایسی ایسی چالاکیاں اُن کو کرنی پڑتی ہیں۔

غرض یہ بہت خطرناک حالت ہے۔ پس تم کوشش کرو۔ حق پہنچاؤ اور ضرور پہنچاؤ۔ ہم وحزن سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوشش سے کچھ ہوتا ہے کوشش کرو۔ اور خدا سے دعائیں کرتے رہو۔ اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ اور فضل کرے آمین۔

جلسہ کے بعد

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکل علیہ الخ۔ اذکروا اللہ یذکرکم و ادعوہ یستجب لکم۔

اللہ تعالیٰ کو جتنا جتنا تم یاد کروگے وہ بھی تمہیں یاد کرے گا اور تمہاری عزت اور بزرگی بڑھائے گا۔ اگر تم اعلاء کلمۃ اللہ میں دل وجان سے کوشش کروگے۔ خدا کی باتیں لوگوں کو پہنچاؤگے تو یہ قاعدہ کی بات ہے کہ حق گو اور حق کے پہنچانے والوں کے لوگ دشمن ہو جایا کرتے ہیں۔ قسما قسم کی تہمتیں اور الزام لگائے جاتے ہیں۔ اصل میں یہ سب اس واسطے ہوتا ہے کہ شیطان کو فکر پڑ جاتی ہے کہ اس طرح میرا کام بگڑ جائے گا۔ لہذا وہ سر توڑ کوشش کرتا ہے اور حق گو کے مقابلے کے واسطے اپنے پورے ہتھیاروں سے آموجود ہوتا ہے۔ تاکہ حق ظاہر نہ ہو۔ مگر آخر کار حق غالب آجاتا ہے اور سچائی کی فتح ہوتی ہے اور شیطان ہلاک اور ذلیل ہو جاتا ہے۔ پس تم بھی کوشش کرو کہ حق کے پہنچانے والے بنو۔ اور پھر اُن مشکلات پر صبر کرنیوالے ہو جو حق کے پہنچانے میں لازمی ہوتے ہیں۔ اللّٰھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغنی بفضلک عمن سواک۔ مالی مشکلات کے وقت انسان کیا کچھ نہیں کرتا۔ حلال وحرام کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور انسان پروا نہیں کرتا کہ آیا میں جائز ذریعہ سے پیٹ بھر رہا ہوں کہ ناجائز طریق سے۔ غرض فقر وفاقہ ایک ایسی مصیبت ہوتی ہے کہ انسان کو **حلال وحرام** میں فرق بھی نہیں کرنے دیتی۔ حدیث میں آیا ہے کہ حرام کھانے والے کی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ انسان پر اگر ایک بڑے پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو جاوے۔ تو اللہ تعالےٰ اس دعا کے ذریعہ سے اُس کے ادا کرنے کے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ اور اس طرح سے انسان قرض سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔

پس اگر انسان سے خطا پر خطا اور چوک پر چوک ہی ہوتی گئی ہے اور ابتدائی مشکلات سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکا۔ اور **ہم وحزن** کے نتائج کا خمیازہ اٹھا کر عجز وکسل میں اور **عجز وکسل** کے نتائج بد بھگتنے کے لئے **بخل اور جبن** اور آخر کار **قرض** کی مصیبت میں مبتلا ہو ہی گیا ہے تو بھی اس کے واسطے ایک ذریعہ بچاؤ کا اور ہے اور وہ **دعا** ہے۔ اگر انسان کو دعا اپنے تمام لوازم اور شرائط کے ساتھ نصیب ہو جاوے تو انسان کی خوش قسمتی ہے۔ اور مصائب سے نجات پا جانے کی ایک یقینی راہ ہے۔

نیز موجودہ زمانے میں دُنیا طلبی اور دُنیا کمانے کی کچھ ایسی ہوا چلی ہے کہ جس کو دیکھو اسی دُھن میں لگا ہے۔ اور جسے ٹٹولو اسی فکر میں حیران وسرگردان ہے۔ کوئی محکمہ کوئی سوسائٹی ادنے سے لیکر اعلیٰ تک ماتحت سے افسر تک حاکم سے بادشاہ تک جسے دیکھو دُنیا کی فکر میں لگا ہے۔ ضروریات کے وقت جائز وناجائز کی بھی پروا نہیں کی جاتی بلکہ بلا امتیاز حلال وحرام اکٹھا کرنے کی کوشش اور فکر کی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں ہمارے **حضرت امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس امر کو محسوس کر کے اس زمانہ کے مناسب حال اقرار لیا کہ **میں دین کو دُنیا پر مقدم کروں گا۔**

پس آخر کار ان مشکلات کے واسطے اس دعا میں ہی یہ راہ بتائی کہ دعا کرے اور بات بھی یہی حق ہے کہ دعا ہی سے بیڑا پار ہوتا ہے۔

قرآن شریف سنو۔ اور عمل کی غرض سے سنو۔ نفس کا دخل مت دو۔ اور خدا سے دعائیں کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اعمال صالحات کی اور شر اور گناہ سے بچنے کی۔ آمین۔

یہ قیمت اخبار کس کی ہے

۲ر اپریل ۱۹۰۸ء کو ایک وی پی منی آرڈر عہ کا وصول ہوا ہے۔ جس پر کوئی احمد الدین نام درج ہے۔ یہ دقت درحقیقت ہم کو اس واسطے ہے کہ ڈاکخانہ کے نئے فارم جوابی جاری ہوئے ہیں ان کی وجہ سے ہے۔ اخبارات میں برابر مضمون نکل رہے ہیں۔ مگر ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ پبلک کو اس فارم سے از حد تکلیف ہے۔ اور ادھر ڈاکخانہ والوں کو بھی کام بڑھ گیا ہے۔ بہرحال ان تکلیفوں سے رہائی دینے کے لئے اگر جناب ڈائرکٹر جنرل صاحب بہادر ڈاکخانجات توجہ فرماویں اور وہی فارم وی پی جاری کر دیں تو یہ سب تکلیف رفع ہو سکتی ہے۔ غرض یہ تکلیف ہے۔ جس صاحب کا منی آرڈر عہ کا ہم کو ۲ر اپریل کو ملا ہے وہ اطلاع فرماویں۔ تاکہ انکو نام قیمت وصول درج ہو سکے۔

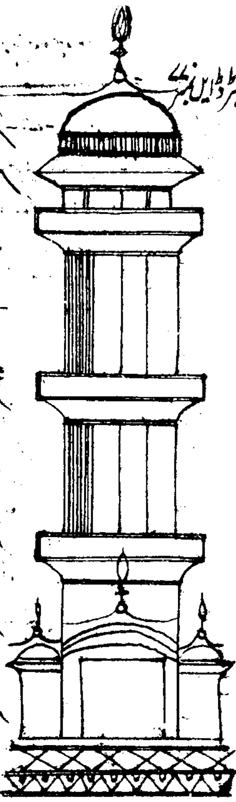

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہفتہ وار

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ ہادر قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔ صہ/

۲۔ خواص و معاونین سے ۔ عہ/

۳۔ ہندوستان سے باہر ۔ ــــــے

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔ ۱۲/ ــــــے

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔ ۱۲/ عہ

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے +

نمبر ۲۷ ‖ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۶ ‖ جلد ۱۲

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۱- اپریل ۱۹۰۸ء وسیر

کسی معترض کا ایک خط حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کی خدمت میں آیا تھا جس میں اُس نے مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا۔ حضرت مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس کی خدمت میں بوقت سیر اس کا تذکرہ کیا۔ حضرت اقدس نے

فرمایا

کہ ایسے آدمی سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا تم کلمہ گو بھی ہو یا کہ نہیں؟ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اور انبیاء سابقین پر بھی ایمان رکھتے ہو یا کہ نہیں؟ تعجب آتا ہے ایسے لوگوں کی حالت اور عقل پر کہ ہزار ہا قسم کے نشانات دیکھتے ہیں اُن کی تو کچھ پروا نہیں کرتے اور نہ اُن سے کوئی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مگر جب ایک ایسے امر کو جو متشابہات میں سے ہوتا ہے بوجہ اپنی کم فہمی اور کم عقلی کے اس کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی باعث اعتراض کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ اُن سے اگر یہ سوال کیا جاوے کہ اور جو ہزار ہا بین نشان موجود ہیں اُن سے تم نے کیا فایدہ اُٹھایا ہے۔ تو یقیناً اُن سے کوئی جواب بن نہیں آتا۔

حالانکہ وہ امر جس کو وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے نشانہ اعتراض بناتے ہیں۔ عین سنت اللہ کے موافق ایک امر ہوتا ہے۔ اور کوئی بھی نبی نہیں گذرا جو اس سنت سے باہر رہا ہو۔ پس اس سنت سے انکار کرنے والے کا ایمان کیسے خطرے میں ہے۔

وہ صرف ہماری پیشگوئی پر ہی اعتراض نہیں کرتا بلکہ آنحضرت کی بھی تکذیب کرتا ہے اور بلکہ اس طرح سے تو دوسرے تمام انبیاء کی بھی تکذیب لازم آتی ہے۔

دیکھو آں حضرت کا صلح حدیبیہ کا معاملہ جس میں بعض بڑے بڑے اکابر صحابہؓ کو بھی ٹھوکر لگ گئی تھی۔ مگر پھر خدا نے اُن کی دستگیری فرما کر اُن کو بچا لیا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی اس میں شریک تھے۔

پھر آں حضرت کا اس امر کا اظہار فرمانا کہ ابو جہل مسلمان ہو جاوے گا۔

علاوہ ان کے حضرت عیسےٰ کے بارہ حواریوں کے بارہ تختوں کا معاملہ۔

حضرت یونس نبی کی قوم کا معاملہ۔

حضرت موسیٰ کی زندگی میں بھی ایسا معاملہ موجود ہے۔

تو پھر ہم حیران ہیں کہ ایسا معترض مسلمان کہلا کر کس بات کا انکار کرے گا۔ یہ تو ایک بیہودہ بات ہے کہ جس بات کی سمجھ نہ آئی اُس کا انکار کر دیا۔

دیکھو ہماری اس پیشگوئی کی ایک ٹانگ تو اُسی وقت پیشگوئی کے عین مطابق ٹوٹ گئی۔ جس کی وجہ سے اُن لوگوں پر خوف طاری ہوا۔ اور اُنھوں نے صدقہ اور خیرات سے اور اور طرح سے عجز و انکسار۔ گریہ و بکا سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے بھی مطابق اپنی سنت کے اُن سے سلوک کیا۔

دیکھو حضرت یونس نبی کا قوم سے جو عذاب کا وعدہ ہوا تھا اس میں تو کوئی بھی شرط موجود نہ تھی۔ اور صاف اور صریح الفاظ تھے کہ چالیس دن کے بعد تم پر عذاب نازل ہو جاوے گا۔ پس جب ایک غیر مشروط اور قطعی پیشگوئی کا توبہ اور اضطراب اور گریہ و بکا سے ٹل جانا سنت اللہ کے مطابق ہے تو پھر مشروط پیشگوئی پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے جس میں صاف یہ الفاظ موجود ہیں۔ توبی توبی فان البلاء علے عقبک۔

حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	اپنی کتاب فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ قد یوعد ولا یوفی۔

کہ بعض وعدے خدا تعالےٰ کے ایسے بھی ہوتے ہیں جو وہ پورے نہیں کئے جاتے۔

متشابہات | خود قرآن شریف میں متشابہات کا

ذکر ہے۔ مومن اور کافر میں ایسے متشابہات سے تمیز ہو جاتی ہے اور چھپے ہوئے مرتد اور منافق لوگوں کے الگ کرنے کا یہ ایک آلہ ہوتے ہیں۔ خدا اگر متشابہات نہ رکھتا تو دُنیا دنیا ہی نہ رہتی۔

منافق کا قاعدہ ہے کہ اُس کو دریا بہتا ہوا نظر نہیں آتا۔ اور وہ اس سے فایدہ نہیں اٹھاتا بلکہ خس وخاشاک کی طرف جھک جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔

اگر ہم منہاج نبوت سے باہر کوئی امر پیش کرتے ہوں اور کوئی نئی بات اپنی طرف سے پیش کرتے تو اعتراض کا موقع بھی تھا۔

قرآن شریف میں آیا ہے کہ **لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر**۔ پس جس شخص نے نہ کبھی صحبت میں رہ کر ہماری باتوں کو سُنا ہو۔ اور نہ خود منہاج نبوت کے ثبوت پر پرکھنے کی عقل ہو وہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے۔ دیکھو موجودہ زمانے میں خدا نے اتنے کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ایسے ایسے اسباب مہیا کر دئے ہیں کہ اگر ایک **لاکھ نبی** بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہئے تو کر سکے۔ کیونکہ اُس وقت نہ تو ایسی ضرورتیں تھیں اور نہ ہی ایسے ذرائع و اسباب مہیا تھے۔

دیکھو اگر انبیاء کی بعثت کے ساتھ ہی بڑے بڑے زبردست نشانات اور کھلے کھلے معجزات دکھائے جایا کریں تو پھر **ایمان ایمان** ہی نہیں رہ سکتا۔ بلکہ وہ تو **عرفان** ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس میں انسان کو ثواب اور مدارج کے حصول کی کوئی وجہ ہی نہیں رہتی۔ اگر ابتدا ہی میں کھلی کھلی کامیابیاں اور فتوحات ہو جاتیں تو سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کیساتھ ہونے والے بدمعاش اور فاسق فاجر لوگ ہی ہوتے۔ اور صادق اور کاذب۔ مخلص اور منافق میں تمیز کی کوئی راہ باقی رہ نہ جاتی اور نعوذ باللہ اس طرح سے تو امان اُٹھ جاتی۔

صدیق اکبر دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فراست صحیحہ اور نور ایمان سے پہچان لیا تھا۔ کیا اُنھوں نے کوئی معجزہ مانگا تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف آں حضرت صلعم کی زندگی کے ابتدائی واقعات ہی سے آپ کے صدق دعوےٰ کو بڑی قوت اور استقلال سے قبول کر لیا۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب عرض کی کہ خدا نے بھی اُن کے صدق اور اخلاص کو کیا نوازا کہ جو کچھ آنحضرت صلعم کے سینہ مبارک میں تھا وہی کچھ اُن کے سینے میں بھر دیا۔ **ما صب اللہ فی صدری شیئا الا صببتہ فی صدر ابی بکر**۔

کس قدر جرأت اور طاقت اور جلال کے ساتھ آپؓ نے آں حضرت صلعم کی وفات کے موقع پر یہ خطبہ پڑھا کہ **من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت**۔

خلیفہ۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اُس کے دل میں **حق** ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اُس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آں حضرت

نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالےٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرماوے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت **ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق اُنہی کے دل میں ڈالا۔

حضرت مولانا المکرم سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے الہام میں بھی تو یہی مضمون ہے۔ **الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم** اور آیت **استخلاف** میں بھی اللہ نے اسناد **لیستخلفن** اور **لیمکنن** کی اپنی ہی طرف فرمائی ہے نہ کہ رسول صلعم کی طرف۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے **الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ**۔ اور ایک اور الہام میں یوں آیا ہے کہ **مثلک درٌ لا یضاع** ۔ ان الہامات سے ہماری کامیابی کا بین ثبوت ملتا ہے۔

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے ایک اور خط کے متعلق عرض کیا۔

حضرت اقدس علیہ السلام

نے فرمایا کہ ہمارے پاس تو جب کوئی اس قسم کا خط آتا ہے کہ میں اکیلا ہوں۔ تو ہمیں اُس کے ایمان ہی کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ **مومن خود جماعت** ہے۔ مومن اکیلا کبھی نہیں رہتا۔ جس کا ابتدا ایمان کامل ہوتا ہے خدا خود اُسے اکیلا نہیں رہنے دیتا۔

فرمایا کہ غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے۔ بلکہ اس میں تو فایدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے لو۔ لینے میں حرج نہیں۔ اور دینے میں گناہ ہے۔ فرمایا بعض لوگ جو

یکتمُ ایمانہ

میں داخل ہیں اور بعض مخفی در مخفی معقول وجوہات کے باعث وہ اپنے ایمان کا اظہار ابھی نہیں کر سکتے اور وہ ایسے نہیں ہیں کہ **لا الیٰ ھؤلاء ولا الیٰ ھؤلاء** بلکہ اُنھوں نے تمہارے پاس اپنے ایمان اور صدق خلوص کا اظہار کر دیا ہے تو وہ لوگ معذور ہیں۔ اور بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مکفرین میں داخل نہیں ہیں اُن کو چاہئے کہ وہ اس قسم کا ایک

اشتہار

دے دیں کہ وہ ہمارے مکفرین میں سے نہیں ہیں۔ اور جو لوگ ہم کو کافر۔ وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں اُن سے اپنے آپ کو یوں الگ کر دیں۔ بلکہ یہ بھی لکھ دیں کہ جو لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں وہ آں حضرت صلعم کی حدیث کے مطابق ایک مسلمان کو کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہیں لیکن چپکے چپکے کبھی ہم میں آئے تو ہمارے بن بیٹھے اور اُن میں گئے تو اُن کے ہو گئے یہ ایمانداروں کی روش نہیں ہے۔ ہم کوئی غیب کا علم تو رکھتے نہیں کہ کسی کے دل کی حالت سے ہمیں آگاہی ہو جاوے یہ بس یہ ایک راہ ہے کہ جس سے یہ لوگ اگر ان کے دلوں میں کوئی نفاق کا مرض نہیں ہے تو ہمارے مکفرین میں سے الگ ہو کر الگ ایک جماعت بن سکتے ہیں۔ اور اگر

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

والا معاملہ ہے۔ اور ان کے دلوں میں واقعی نفاق کی آگ ہے تو اس طرح سے ان کی بیماری اور بھی زیادہ ہو جاوے گی اور ظاہر ہو جاوے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات جب دُنیا کا غلبہ بھی سلب ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے۔ لہذا دنیوی امور میں نہایت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پرواہی نہ رہے یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے۔

یہ تو وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ۔ درختوں کے تنوں سے لگ جاؤ اور جس طرح سے بن پڑے زمانہ فتن سے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔ پس اگر بحالت مجبوری کوئی احمدی اکیلا ہی ہو تو اُسے تنہا ہی نماز گذار لینی چاہئے۔ اور کوشش اور دعا کرنی چاہئے کہ خدا اُسے جماعت بنا دے۔

اصل میں مومن کو بھی تبلیغ دین میں حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہئے۔ جہاں نرمی کا موقع ہو وہاں سختی اور درشتی نہ کرے اور جہاں بجز سختی کرنے کے کام ہوتا نظر نہ آوے وہاں نرمی کرنا بھی گناہ ہے۔

اگر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

دیکھو فرعون بظاہر کیسا سخت کافر انسان تھا مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو بھی ہدایت ہوئی کہ فقولا له قولاً لیناً۔ رسول اکرمؐ کے واسطے بھی قرآن شریف میں اسی قسم کا حکم ہے۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لها ۱۰-۴۔ مومنوں اور مسلمانوں کے واسطے نرمی اور شفقت کا حکم ہے۔ رسول اللہؐ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی ایسی ہی حالت بیان کی گئی جہاں فرمایا ہے کہ محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم ۔ ۲۶ س ۱۲ رکوع۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر آنحضرتؐ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ منافق اور کفار کا سختی سے مقابلہ کرو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ۔ یا ایها النبی جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم ۱۰-۱۶۔ غرض ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے بھی حفظ مراتب کا لحاظ رکھا ہے۔ مومنین اور ایمان داروں کے واسطے کیسی نرمی کا حکم ہے۔ اور کفاریوں سے بعض میں مادہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ ان کو سختی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح سے بعض بیماریوں یا زخموں میں ایک حکیم حاذق کو چیر پھاڑ اور عمل جراحی سے کام لینا پڑتا ہے۔

حضرت ابن عربیؒ

لکھتے ہیں کہ فرعون کے لئے کیوں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نرمی کا سلوک کرنے کی ہدایت کی اس میں بھید یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آخر اسے ایمان نصیب ہو جاوے گا۔ چنانچہ امنت کا لفظ اُسی کے مُنہ سے نکلا۔ بلکہ وہ تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ قرآن شریف سے اُن کی نجات بھی ثابت ہے۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ فرعون جہنم میں داخل ہوگا صرف یہی لکھا ہے کہ یقدم قومه يوم القيامة فاوردهم النار۔

فرمایا

خدا تعالیٰ کی ہیبت ناک اور غضب کی تجلیات کا سب سے اکمل اور اتم مظہر صاعقہ ہے۔ اس میں دو نو باتیں سمندر میں میٹھے اور کڑوے پانی کی طرح خدا کے غضب اور مراحم کی پہلو بہ پہلو چلی جا رہی ہیں ایک طرف صاعقہ خدا کے غضب کا مظہر ہے تو دوسری طرف روشنی اور بارش خدا کے رحم کے مظہر بھی موجود ہیں۔ فرمایا ایک الہام بھی ہے کہ انی انا الصاعقہ۔ فرمایا کہ بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بغیر اس کے کہ بجلی اپنا اثر کرے موت کا باعث ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ہم نے دیکھا کہ ایک موقع پر کچھ گدھے صرف بجلی کے صدمہ سے ہی مر گئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم

سیالکوٹ

میں ایک مکان پر تھے اور پندرہ یا سولہ آدمی اور بھی ہمارے ساتھ تھے۔ دفعتہً بجلی اس مکان کے دروازے پر پڑی اور دروازے کی شاخ کو دو ٹکڑے کر دیا اور مکان میں دھواں دھار ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بڑی کثرت سے گندھک جلائی گئی ہے۔ پھر چند منٹ کے بعد ہی ایک دوسرے محلے میں ایک مندر تھا۔ اور اسکے پیچ در پیچ رستے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر آپؑ نے کھڑے ہو کر اپنے دست مبارک کی لکڑی سے زمین پر ذیل کی صورت کا ایک نقشہ کھینچا۔

اور فرمایا کہ اس قسم کے پیچ در پیچ راستوں سے ہو کر وہ بجلی اندر مندر میں گئی اور وہاں ایک سادھو بیٹھا تھا اُس پر جا کر پڑی۔ چنانچہ وہ سادھو ایک **چو** کی طرح ہوگیا ہوا تھا۔

فرمایا کہ ہمارا معاملہ تو غور کرنے والوں کے واسطے بالکل صاف اور کھلا ہے عقلمند انسان کے واسطے تو اگر اور کوئی بھی معجزہ نہ (حالانکہ یہاں تو ہزاروں زمینی اور آسمانی نشانات اور تائیدات موجود ہیں) ہو تو بھی اتنی مدت دراز تک ہمارے وجود کا ایسے زبردست دعاوی اور ایسے خطرناک حالات کے باوجود) ابقا ہی کافی ہے غور کا مقام ہے کہ ابھی تیرھویں صدی میں سے کچھ سال باقی تھے جب سے ہمارا دعوےٰ ہے اور اب چودھویں صدی کے بھی ۲۶ برس گذر چکے ہیں۔ اندرونی بیرونی دشمنوں کی مخالفتیں اور جوشیلی تدابیر کے ساتھ ساتھ خود ہمارے اپنے وجود کی بعض خطرناک بیماریوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی خدا نے ہمیں معجزانہ زندگی عطا کی ہے۔ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ

آنحضرتؐ

کے واسطے تو ایک آدھ گھڑی کا افترا بھی خطرناک اور رگ جان کے کٹ جانے کا باعث تھا مگر ہمیں خدا نے باوجودیکہ ہم ان کے زعم میں مفتری ہیں برابر **تیس ۳۰** تک مہلت دی اور پھر بھی نہیں بلکہ ہزارہا قسم کے زمینی آسمانی نشانوں سے ہمارے صدق دعوے کی تائید کی۔ اور سارے معاملے ہمارے ساتھ صادقوں والے کئے۔ ایک بھی ایسی بات نہ کی جو کاذبوں والی ہو پھر باایں خدا جانے ان کی عقلوں پر کیسی جہالت کے پردے پڑ گئے ہیں۔ اور یہ کیوں نہیں سمجھتے۔

تازہ وحی

میاں منظور محمد کے گھر کی نسبت جو سل کی بیماری سے بیمار ہیں اور ہمارے ہی گھر میں رہتے ہیں۔

(۱)
حٰم۔ تلک آیات الکتاب المبین

لفظ حٰم میں بیمار کا نام بطور اختصار ہے۔ اس میں کئی نشان ہیں جو خدا کی کتاب میں مقرر ہیں۔

(۲)
بیمار بہت ہی چیخیں مارتی ہے

(۳)
ماتم کدہ

(۴)
انی احافظ کل من فی الدار من هذه المرض الذی هو ساری

یعنے من هذه الآفت (اور مرض اسکا بیان ہے) ترجمہ۔ میں تمام گھر والوں کو اس بیماری سے بچاؤں گا۔ ایسی بیماری جو متعدی ہے۔ اور پھر بیمار کے لئے بعض دوائیں دکھائی گئیں اور پھر الہام ہوا۔

(۵)
کہ امید سے بڑھکر فایدہ ہوا

پھر الہام ہوا۔

(۶)
دوبارہ زندگی

(۷)
منسوخ شدہ زندگی

(۸) انی بری من ذالک۔ یہ کسی کا مقولہ ہے پھر الہام ہوا۔ (۹) کتب الله علی نفسه الرحمة (۱۰) حق علینا نصر المؤمنین۔ اور پھر الہام ہوا (۱۱) امثال الرحمة فی اول الذکر واٰخر الذکر۔ یعنے دو شخص کی نسبت جو بیمار تھے دعا کی گئی۔ ان کی نسبت رحمت کا نمونہ ہے۔ اور پھر الہام ہوا (۱۲)

رحمت اور فضل کا کام۔ شکر کا کلام

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ۔ سو اس خط کی عبارت کے چند ٹکڑے بشکل سوال لکھکر ان کے جواب عرض ہیں وما توفیقی الا باللہ ۔

سوال اول ۔ چند روز سے ہندوؤں کے طریق وغیرہ کو دیکھکر حیران ہیں کہ اُنھوں نے اس ملک کے مسلمانوں کو بالکل برباد کر دیا اور مسلمان ان سے بخوشی سود پر روپیہ نہیں لیتے بلکہ اضطراری طور پر جیسے ان کو واسطے اور اسے معاملہ یا کسی دیگر ضروریات لازمہ کے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے ۔

جواب ۔ اس مسئلہ کے متعلق ایک مفصل مضمون مولوی محمد علی صاحب نے ریویو آف ریلیجنز میں لکھا ہے اور اس پر سیر کُن بحث کی ہے اب کچھ حاجت نہیں تھی کہ اس کے متعلق کچھ لکھا جاتا اور اُس مضمون سے بڑھکر نہیں لکھ ہی کیا سکتا ہوں آپ دوبارہ اُس مضمون پر غور کریں ۔ مگر حسب الحکم مولوی صاحب مختصراً عرض ہے ۔ ہندوؤں نے کسی کو برباد نہیں کیا بلکہ خود مسلمانوں نے اسراف اور فضول اخراجات اور خلاف ورزی احکام الٰہی کر کر اپنے آپ کو برباد کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحق اللہ الربوٰ ۔ اللہ تعالیٰ ناقص ۔ باطل محو ۔ ضائع ۔ ہلاک ۔ کر دیتا ہے سود کو ۔ اس کے معنے صرف یہی نہیں کہ سود لینے والے پر ہی یہ وبال پڑتا ہے بلکہ سود کا جہاں جہاں جتنا جتنا جیسا جیسا تعلق ہوا اتنا ہی نقصان بطلان ہلاکت وغیرہ واقع ہوتا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث ہے لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آکل الربوٰ و موکلہ و کاتبہ و شاہدیہ و قال ہم سواء ۔ سود خور ۔ سود کھلانے والا کاتب شاہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور فرمایا سب برابر ہیں کوئی اس لعنت سے مستثنے نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے سود پر دو سزائیں رکھی ہیں یمحق اللہ الربوٰ اور فاذنوا بحرب من اللہ یمحق کے پانچ معنے ہیں جو لکھے گئے ۔ اب آپ غور فرماویں بینک والے لوٹ دے کر مفت روپیہ حاصل کرتے ہیں جو بلا سود ہوتا ہے ۔ اور جو روپیہ لوگ اُن کے پاس امانت جمع کراتے ہیں وہ بھی للعہ فی صدی سالانہ پر لیتے ہیں اور جو سود اُن کو حاصل ہوتا ہے وہ عمہ عہ بلحاظ کمی بیشی نرخ ہنڈوی کے حاصل ہوتا ہے بلکہ بعض وقت اس سے بھی زیادہ سود حاصل ہو جاتا ہے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ آئے دن بینکوں کے دوالے نکلتے ہیں اور لاکھوں روپیہ کے نکلتے ہیں ۔ یہ تو دور کی بات ہے ۔ آپ اپنے قریب ترین شہروں سے پشاور کو ہی دیکھو وہاں کتنے مسلمان سوداگر تھے جن کے پاس بیس پچیس لاکھ روپیہ سے زیادہ روپیہ تھا ۔ وہ سودی روپیہ لیکر بھی تجارت پر لگایا کرتے تھے اور اپنا روپیہ بھی بعض وقت سود پر جمع کراتے تھے ۔ آج وہ خود تو مر گئے مگر اُن کی اولاد کا کیا حال ہے جو آپ کو زیادہ علم ہوگا ۔ ہم نے ایسے سوداگر بہت دیکھے ہیں جن کا نظارہ ہاں خوفناک نظارہ میری آنکھوں کے سامنے اس وقت بھی پھر رہا ہے ۔ غرض بعض مسلمان خود اپنے ہاتھ سے برباد و ہلاک ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ اُن کو اللہ جلشانہ نے اعلان جنگ دیدیا پھر باوجود اعلان جنگ کے بھی یہ باز نہ آئے بلکہ الٰہی جنگ کو منظور کر لیا ۔ اُس جنگ کا نتیجہ اگر بربادی نہ ہو تو اور کیا ہو ۔ مسلمان معاملہ سرکاری کے لئے ہی روپیہ نہیں لیتے بلکہ یا تو اپنی فضولیوں میں روپیہ خرچ کر کر فصل پر روپیہ لے لیتے ہیں پھر فصل ساہوکار لے جاتا ہے تو روپیہ معاملہ کے لئے لینا پڑتا ہے یا ماتم ۔ شادی ۔ ختنہ ۔ بسم اللہ ۔ ولادت پر خرچ کر دیتے ہیں ۔ حالانکہ ماتم میں سوائے کفن دفن کے کوئی خرچ وغیرہ رسوم اسلام میں نہیں بلکہ اگر زائد کپڑا نہ ہو تو وہی لباس کفن کے لئے کافی ہے ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی حالت تھی کہ بعض دفعہ کفن کافی نہ ہوتا تو میت کے پاؤں گھاس سے ڈھانک کر کپڑے سے باقی بدن ڈھانک دیتے ۔ ایک دفعہ کسی صحابی نے مسئلہ پوچھا ایک کپڑے میں نماز جائز ہے تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں ؟ ایسی حالت میں بجائے سود سے قرض لیکر دوسرا کپڑا بنانے نہ زیادہ کفن خریدتے ۔ ایک دفعہ مولانا المکرم مولوی نورالدین صاحب اپنی مسجد میں حدیث پڑھا رہے تھے اور سود کا باب تھا اتفاقاً بھیرہ کا ایک بڑا نامی سود خور ہندو وہاں سے گذرا وہ بیاج کا لفظ سُنکر مسائل سُننے کے لئے مسجد میں چلا آیا جب تشدد منع سود کا اُس نے بہت سُنا تو متعجب ہو کر کہا ۔ مولوی صاحب اگر کسی کا اچانک ماتم ہو جاوے اور اُس کے پاس کچھ نہ ہو اور بلا سود قرضہ بھی نہ مل سکے تو کیا کرے مولوی صاحب نے کہا ماتم کا خرچ ہی اسلام نے کوئی نہیں رکھا کفن کے لئے میت کے کپڑے کافی ہیں دفن کے لئے چند دوست بلکر قبر کھود لیں ۔ پھر کہا اگر شادی ہو تو مولوی صاحب نے کہا شادی تو اسلام میں صرف اتنی ہے کہ لڑکی کا والد کہہ دے میں نے لڑکی دی لڑکا یا اُس کا باپ قبول کرے ۔ مہر اگر ہے تو دیدے ورنہ لوہے کی انگشتری بھی مہر ہو سکتی ہے پھر اسی طرح ولادت ختنہ وغیرہ رسوم کا ذکر کرتے کرتے آخر پھر اُس نے کہا اگر کاشتکار ہو بیل مر جاوے تو جواب دیا کسی ایک بیل والے کے ساتھ شریک ہو جاوے یا مزدوری کرے ۔ پھر حیران ہو کر اُس نے کہا مولوی صاحب آپ اس شہر کے معزز اور رئیس آدمی ہیں اگر آپ کو ضرورت پیش آوے اور آپ کے پاس روپیہ موجود نہ ہو رات کے کھانے کے لئے بھی نہ ہو تو آپ کیا کریں مولوی صاحب نے جواب دیا میں جوان اور خوب مضبوط آدمی ہوں کلہاڑی اور رسی لے کر لکڑیوں کا اتنا بوجھ اُٹھا لاؤں جس سے سارے عیال کا گذارہ بخوبی ہو سکے تو اُس نے کہا مولوی صاحب میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر دس ہزار روپیہ تک آپ کو ضرورت ہو تو میں آپ کو بلا سود دیا کروں گا ۔ غرض اول تو خود رسوم کی پابندی کے لئے روپیہ لیا جاتا ہے دوسرا تقویٰ اللہ نہ کرنے سے یہ مصیبتیں پیش آتی ہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہٗ مخرجا متقی کو اللہ جلشانہ ہر ایک مصیبت سے نکالتا ہے اور مصائب فسق فجور کے سبب آتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نبلوھم بما کانوا یفسقون ۔ ان کو ہم نے ابتلا میں ڈالا انکے فسق کے سبب ۔ پھر فرمایا ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر ۲۵ ۔ ہر ایک مصیبت تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کا کرتب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو اکثر معاف بھی کر دیا کرتا ہے ۔ تیسرا حضرت امام ایک روز فرماتے تھے سود خوروں نے تو سود لے کر لعنت حاصل کی ۔ مگر مسلمانوں نے سود دیکر لعنت خریدی اس لئے یہ خسر الدنیا و الاخرۃ ہوئے ۔

چوتھا ایک روز سود کے ذکر پر یہ بھی حضرت امام نے فرمایا کہ سود کو اللہ تعالیٰ نے لحم الخنزیر وغیرہ سے بھی بدتر قرار دیا ہے کہ وہاں وقت ضرورت اجازت موجود ہے اور یہاں ضرورت کی شرط بھی نہیں لگائی ۔

پانچواں لحم الخنزیر وغیرہ میں عند الضرورت لا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم فرمایا یعنے ضرورت چونکہ اس کو تنگ ہے اس لئے حفاظت الٰہی و رحم اس کو اجازت دیتا ہے مگر سود کے متعلق ضرورت و بلا ضرورت ہر حال میں اشتہار جنگ و ہلاکت کا وعید ساتھ رکھا ہے ۔

چھٹا قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب اور علام الغیوب کی کتاب ہے ۔ جو اس زمانہ کے حالات اور ضرورتوں کا خوب واقف ہے مگر اس نے کوئی ضرورت کے لئے راہ نہیں رکھی بلکہ اس سے بچنے کے لئے بہت تشدد سے روکا ۔

سوال دوم ۔ کیونکہ مسلمانوں میں قرض حسنہ کا قاعدہ جاتا رہا ہے پس اُنکو کسی مسلمان سے قرضہ نہیں مل سکتا

عہ ۴ فی صدی ماہوار

اور نہ بلا ادائے سود ہنود سے روپیہ مل سکتا ہے اور ضروریات لازمہ اضطراری طور پر ان کو سودی روپیہ لینے پر مجبور کرتے ہیں۔

جواب - ضروریات لازمہ و اضطرار کا جواب تو آچکا۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ فی الواقع بعض مسلمانوں کو قرض حسنہ مسلمانوں سے نہیں مل سکتا نہ ہنود سے بلا ادائے سود۔ مگر اس کی وجہ بھی مسلمانوں کے احکام الٰہی کی خلاف ورزی وعدہ شکنی بدمعاملگی وغیرہ ہی ہے کیا صحابہ کفار سے سودی روپیہ لیا کرتے تھے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ گرو رکھکر سودی قرضہ لیا کرتے تھے۔ نہیں صرف قرضہ کسی یہودی کافر سے ...... مجھے خود اس معاملہ میں بہت تجربہ ہے۔ میرا بہت سا روپیہ اور مولانا المکرم مولوی صاحب کا بھی بہت سا روپیہ مسلمانوں کی طرف رہ گیا۔ بعض تجاریں کرتے رہے وثیقہ پر وثیقہ لکھکر دیتے رہے اُسی حال میں مر گئے۔ بعض نے نالش کرنے پر زاید المیعاد کا عذر عدالت میں پیش کیا آپ ہی غور فرماویں جو شخص ایک دفعہ ایسے مسلمان کو قرضہ دیگا پھر وہ دوبارہ بھی دیگا ہرگز نہیں بلکہ دوسرے لوگ اس بدمعاملگی کو سنیں یا دیکھینگے وہ بھی ایسے مسلمانوں کو قرض نہیں دینگے۔ ہنود سے بھی بلا سود روپیہ مل سکتا ہے میں نے بارہا ہنود سے تھوڑا روپیہ بھی اور صدہا بھی ایک دفعہ ہزارہا بھی لیا ہے۔ پھر قادیان کے ہندو مجھے جانتے ہیں کہ یہ باہر سے آیا ہوا ہے مگر ان کا بعض وقت میری طرف قرضہ ہو جاتا ہے اور بلا سود ہوتا ہے اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ مجھ سے مانگتے بھی نہیں بلکہ اور بھی بہلی جیسے بھائی احمدی مہاجر موجود ہیں جو اُن سے سود دلاتے ہیں اور جو روپیہ ہندو کا رہ جاوے اُس کا سود نہیں دیتے۔ غرض مسلمانوں پر وہی مثل درست آتی ہے۔ از ماست کہ بر ماست ہنود کا روپیہ سود سے دیتے ہیں کوئی قصور نہیں۔

خرچ شادی ماتم ولادت وغیرہ یہ ضروریات لازمہ نہیں بلکہ یہ تو بجائے خود اسراف و تبذیر میں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ۳۷ فرمایا ہے کیونکہ ان کی جڑ کبر ہے جیسے شیطان کو کبر نے ہلاک کیا یہ اخوان الشیاطین بھی اپنے فخر اور بڑائی کے لئے خرچ کرکر ہلاک ہوتے ہیں۔

سوال سوم - پس اس صورت میں میری رائے میں سود لینے والے اہل اسلام قابل مواخذہ نہیں۔

جواب - عجب رائے ہے اللہ تعالیٰ تو ان کو سزا دے رہا ہے اور آپ مانتے بھی ہیں کہ وہ سزایاب ہو رہے ہیں آپ کی رائے تو جب قابل پذیرائی تھی کہ ان کی سزا کو اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے سپرد کرتا اور وہ رائے لیتا اگر اہل الرائے رائے دیتے تو سزا ملتی ورنہ وہ بچ جاتا مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ معذور نہیں تھے اسی واسطے اُن کو سزا برابر دے رہا ہے وہ سزا نہ کسی کی رائے دینے سے ٹلتی ہے نہ کسی مولوی کے فتوے دینے سے موقوف ہوتی ہے داروغہ جیل مجسٹریٹوں کا ماتحت ہوتا ہے جب اُس کو کسی کی قید کا حکم ہوتا ہے قید کرتا ہے۔ تشدد یا نرمی کا حکم ہوتا ہے تو اُسپر عمل کرتا ہے مگر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے اللہ تعالیٰ کے ملایک سزا دینے والے صرف اللہ تعالیٰ کا ہی حکم بجا لاتے ہیں۔ لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بے فرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ہوتا ہے کرتے ہیں۔ آپ فرض کریں آپ کی رائے کے ساتھ اور بہت عجیب عجیب رائیں جمع ہو جاویں اور بہت سے مولوی اضطراری حالت سمجھ کر مسلمانوں کو معذور بھی سمجھ لیں مگر کیا اللہ تعالیٰ کے ملایک جو جیلو والے ہیں وہ بھی اس کثرت رائے کے سبب اپنا کام چھوڑ دینگے ہرگز نہیں اس اصلی تدبیر تو یہی ہے کہ صاحب بہادر المختار الحکم اکبر (اللہ جل شانہٗ) سے درخواست کی جاوے تاکہ وہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا دے اور یہ سوائے توبہ و استغفار و تقوے کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

سوال چہارم - پس یہ تو یقینی امر ہے کہ اگر وہ ہندوؤں سے برائے ادائے معاملہ روپیہ نہ لیں تو عاملان معاملہ سے ان کو سخت تکلیف پہنچ سکتی ہے۔

جواب - یہ تو سچ مگر اس کا علاج آپ نے بھی تو کوئی بیان نہ فرمایا کہ کیونکر وہ اس تکلیف سے بچ سکتے ہیں۔ ان کا علاج صرف یہی ہے کہ نخوت و تکبر جو جڑھ ہیں تمام اسراف فضولیوں کے چھوڑیں اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی روحانی طاقت کے نیچے نہ آجاویں جس کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ بس سوائے اس کے کوئی تدبیر نہیں صحابہ بھی جاہلیت کے زمانہ میں ہر قسم کا سود کا کام لیا دیا کیا کرتے تھے اور عام رواج بھی تھا مگر قوت قدسی حضرت خیر الورٰی اتقی الاتقیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر سے کیسے متاثر ہوئے کہ اگر کفن نہیں پوشاک پاکوں نہیں کفن پر گذارہ کیا۔ اگر ایک ہی کپڑا ہے تو اسی پر گذارہ کر لیا اگر گھر میں دوسرا کپڑا نہیں تو تہمد میں آدھا کپڑا ہی دیکر چادر کو سینہ کے ساتھ مشترک کر لیا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

سوال پنجم - اگر یہ لوگ اندریں صورت قابل مواخذہ نہ ہوں تو ایک گونہ عذر ہو سکتا ہے۔

جواب - اچھا ان کو معذور ہی سہی پھر کیا فایدہ کیا ملائکۃ اللہ معذور بھی ان جانینگے۔ بات تو تب بنے کہ وہ بھی مانیں۔

سوال ششم علاوہ ازیں ہندو لوگ نہ صرف برائے ضروریات خود روپیہ سود پر دیتے ہیں بلکہ کچھ مدت سے ایک گونہ لڑائی سے مسلمانوں کی جایدادیں لے رہے ہیں۔

جواب - یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو مسلمانوں نے ایک عظیم الشان حکم کی بے فرمانی سے خود خرید اہے اللہ تعالیٰ نے جہاں حکم وراثت کا فرمایا وہاں یہ بھی فرمایا ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مھین ۔ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی بے فرمانی کرتا اور اُس کی حدود کو توڑتا ہے وہ دنیا میں بھی جلتا بھنتا کباب ہوتا رہیگا اور آخرت میں بھی اور اسی طرح دونوں جہان میں ذلیل بھی ہوگا۔ مسلمانوں نے جب اس قدر ظلم کیا کہ عورتوں کی وراثت شرطہ بندوبست میں بھی موقوف کرادی تو اللہ تعالیٰ نے وہ جایدادیں غیر مذہب کو دیدیں جس کو اللہ تعالیٰ دینا چاہتا تھا ان کے ہاتھ سے انہوں نے چھینی اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے چھین لی۔ اب تو ان تمام مصائب کا علاج سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ امام وقت کو پہچانیں اور اُس کی تعلیمات پر عمل کریں تاکہ ملایکۃ اللہ کو حکم ہو کہ اُن کے حق میں وہ خوبیاں کریں اور جنگ کرنا چھوڑ دیں۔

سوال ہفتم - پس کیا کوئی مسلمان مالدار اس بات کا مجاز نہیں ہو سکتا کہ سود خور ہندوؤں سے بطور بدلہ و انتقام سود لیا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم۔

جواب - یہ سوال آپ کا بطور خاتمہ و نتیجہ کل شکایات کے ہے۔ اب آپ ہی فرماویں کہ شکایات تو یہ تھیں کہ مسلمانوں کی جایدادیں ہندو لے گئے اگر ایک مسلمان سود لے گا تو کیا وہ جایداد واپس ہو جاوینگی۔ دوم اگر وہ بذریعہ انتقامی سود کے جایداد واپس لے بھی لیگا تو کیا جن کی جایداد چھینی گئی تھی اُن کو واپس دیگا۔ ہرگز نہیں۔ پس نتیجہ اس قدر شکایات کا برباد شدہ مسلمانوں کے حق میں کیا فایدہ مند ہوا۔ تیسرا اور نہایت ضروری قابل غور یہ ہے کہ یہ مسلمان بھی ہر دو وعید الٰہی ہلاکت و جنگ الٰہی کے نیچے آنے سے کیونکر بچیگا۔ شکایات کی غرض تو یہ تھی کہ آیندہ مسلمان ہلاکت سود سے بچیں مگر اس تدبیر سے ایک اور مسلمان کو بھی ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ ہو چکا ہندوؤں سے تو انتقام لے سکے یا نہ لے سکے مگر اللہ تعالیٰ اس سے ضرور انتقام لے گا۔ پانچواں یہ مسلمان مالدار اگر ایسا ہمدرد قوم ہو تو قرض حسنہ ہی کیوں نہیں دیتا جس سے بجائے ہلاکت ثواب بھی حاصل ہو۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین۔

مکرم معظم وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایک شخص چند سوال کرتا ہے ان کے جواب الحکم میں شائع کرا دیں۔

سوال اول۔ مولانا جامی مولانا رومی شیخ محی الدین بن عربی سب کے سب ہمہ اوست کے قایل تھے۔ امام الزمان ان کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔

جواب۔ فرعون نے بھی بعینہٖ یہی سوال کیا تھا۔ قال فما بال القرون الاولیٰ۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا قال علمها عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسیٰ۔ اب بھی مخالف لوگ اسی قسم کے سوال کرتے ہیں ان کا بھی یہی جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ دوسرا۔ اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ہمہ اوست کے قائل تھے یہ تو دعوے ہی بلا دلیل ہیں۔ سوال تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ حضرت امام مذہب ہمہ اوست کو بیخ بلنتے ہیں۔ جواب۔ سخت ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک خط متعلقہ وحدت وجود مدت سے حضرت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے آپ کے پاس ضرور ہوگا آپ اس کو دکھا دیں۔ تیسرا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مامور تھے اور آپ کے قرب الٰہی کا یہ اندازہ ہے کہ حضور کے فعل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل قرار دیا ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اور حضور کے ہاتھ مبارک کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا ہے اطیعوا اللہ والرسول باوجود اس قرب و عظمت کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا یعصینک فی معروف۔ اچھی بات میں اُن کی بے فرمانی نہ کریں۔ اس میں سر کیا ہے یہی ہے کہ لوگوں کو سبق دیا گیا کہ جب ایسے عظیم الشان بے نظیر انسان کی اطاعت کی نسبت یہ حکم ہے تو اور کون ہے جس کے اندھا دھند ہر ایک امر میں تقلید کی جاوے۔ لہذا اگر ثابت بھی ہو جاوے کہ وہ ہمہ اوست کے قایل تھے۔ تو ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں حدیث صحیح میں اس کا کوئی ثبوت ہے؟ سو اس کا جواب نفی میں ہے۔ قبل اسکے ایک شخص نے چند سوال بحوالہ آیات و احادیث اسی مسئلہ کے متعلق مجھے لکھے تھے۔ مَیں نے ان کا جواب شائع کر دیا ہے دیکھو الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔

دوسرا سوال۔ حضرت امام نے خواجہ غلام فرید صاحب کی تعریف کی ہے حالانکہ وہ ہمہ اوست کے قایل تھے اور حضرت امام ہمہ اوست کے قایل نہیں۔

جواب۔ جب سایل خود مانتا ہے کہ حضرت امام ہمہ اوست کے قایل نہیں تو پھر یہ سوال ہی عبث ہوا۔ کیا اسی تعریف میں حضرت امام نے کہیں یہ بھی لکھا تھا کہ مشرب ہمہ اوست صحیح ہے؟ کسی میں جو خوبی ہو اس کی تعریف کرنا منع نہیں۔

تیسرا سوال۔ ہزارہا اولیاء اللہ ہمہ اوست کے قایل گذرے کیا یہ سب طریق مستقیم پر نہ تھے۔

جواب۔ اول تو ہزارہا کا لفظ مُنہ سے کہنا آسان ہے اگر ثبوت طلب کیا جاوے تو سو کا ثبوت بھی نہ دے سکیں۔ دوسرا پھر یہ وہی فرعون والا سوال اور موسیٰ والا جواب ہے۔ تیسرا اگر ثبوت فرض بھی کر لیا جاوے کیا فایدہ۔ ثبوت تو چاہیئے قرآن مجید اور حدیث صحیح سے۔ سو اس کا جواب نفی میں ہے۔ چوتھا۔ آدمی کہہ سکتا ہے کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں ہمہ اوست کے منکر بھی ہیں اور بڑے بڑے مشہور آئمہ دین بھی منکر ہی ہیں ذرا مجدد الف ثانی صاحب اور اُن کے اتباع کی تعداد پر ہی غور کرو۔

چوتھا سوال۔ سورہ کہف میں صاف لکھا ہے کہ اصحاب کہف ۳۰۹ سال غار میں سوئے رہے۔ پھر اس قدر دراز عرصہ میں نہ کھایا نہ پیا۔ پس اگر مسیح آسمان پر بغیر خورد و نوش زندہ ہوں تو کیا عجب۔

جواب۔ سورہ کہف میں صاف لکھا ہے کہ جو لوگ ۳۰۹ سال کے قایل ہیں وہ غلطی پر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض۔ اللہ تعالیٰ ہی اُن کے ٹھہرنے کا زمانہ خوب جانتا ہے۔ یہ تو غیب کی بات ہے کسی کو کیا خبر۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سارے غیب آسمانوں اور زمین کے مخصوص ہیں یہ لوگ خود ہی غلط معنے کر کر خود ہی اس پر اعتراض گھڑ لیتے ہیں بنائے فاسد علی الفاسد کے طور پر۔ دوسرا وفات مسیح کا تو قرآن مجید میں بہت سی آیات میں ثبوت موجود ہے پھر احادیث میں پھر صحابہ کا اس پر اتفاق۔ ایسے مسئلہ کے مقابلہ میں ایک ڈھکوسلا کیا قابل پذیرائی ہو سکتا ہے۔ والسلام و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

تیسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا خط مولانا المکرم مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بیعت کو جی چاہتا ہے مگر مجھے دو شک ہیں۔ اول حکم کفر تمام مسلمانوں پر۔ دوم صفت سلطنت انگریز اور بادشاہان اسلام کو بُرا کہتے ہیں۔ ۔ ۔ حضرت صاحب سے میرے لئے دعا بطور معجزہ کراؤ کہ اللہ تعالیٰ مجھے محتاجی سے بچاوے۔ ۔ ۔ اور کوئی صورت معاش وطن میں ہی کر دے۔ ۔ ۔

رجل تزوج مع امرأۃ و دخل بہا۔ بعد ذٰلک مع امہا بحرم علیہ زوجتہ ام لا۔ یعنے مذہب شافعی میں حرام نہیں ہوتا اگر حنفی آدمی اس مسئلہ میں شافعی مذہب پر عمل کرے تو جائز ہے۔ یا نہیں۔

جواب

حکم کفر حضرت جی نے کسی مسلمان پر نہیں دیا بلکہ خود ان لوگوں نے حضرت امام پر فتویٰ کفر کا دیکر اپنے آپ کو کافر بنایا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ ہو تو وہ کفر کہنے والے پر پڑتا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کو مسلم ہے۔ دوسرا سلطنت انگریزی کی تعریف۔ اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں سچی بات کا اقرار کرنے میں کیا ہرج ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے ابر رحمت ہے کیا آپ کو سکھوں کا زمانہ بھول گیا ہے جس میں اذان پر ہزاروں جانیں تلف کی جاتیں۔ مگر اس سلطنت کا عمل دیکھو کہ مذہب کو ہرگز کوئی تعلق سلطنت کے ساتھ نہیں جس قدر تردید مذہب عیسائی کی کی جاوے کوئی اعتراض سلطنت کی طرف سے نہیں ہوتا۔ علاوہ اس کے نقطۂ امن کس قدر ہے سکھوں کے زمانہ میں گھروں سے آکر لوگ مال لوٹ لے جاتے تھے مگر آجکل جنگلوں میں سونا ہاتھوں میں اچھالتے جاؤ کوئی پوچھتا نہیں۔ اسی گورنمنٹ کے احسانات ڈاک۔ مطبع۔ تار۔ ریل۔ انہار۔ امن وغیرہ احسانات اس قدر ہیں کہ ان کی تفصیل کے لئے بڑی کتاب چاہیئے یہ خط اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی جہاں عیسائیوں کی تعریف فرمائی فرمایا ہے۔ ولتجدن اقربہم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ۔ غرض سلطنت انگریزی کی تعریف ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق ضروری اور ان کی ناشکری من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے مطابق موجب گناہ ہے۔

طلب معجزہ ایک مومن کے لئے جائز نہیں طالب معجزہ کو ایمان کی توفیق نہیں ملتی جیسے فرعون نے بھی معجزہ دیکھا

اور ساحروں نے بھی مگر فرعون طالب معجزہ تھا ایمان سے محروم رہا اور ساحر طالب معجزہ نہ تھے مومن ہو گئے۔ قرآن مجید میں طالبان معجزہ کو کسی جگہ سزا ملی فاخذتکم الصاعقۃ۔ اور کسی جگہ جواب ملا۔ انما اذا جاءت لا یومنون۔ بلکہ ولو اننا نزلنا الیہم الملائکۃ و کلمہم الموتیٰ وحشرنا علیہم کل شیء قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ میں فرمایا کہ انکو ہرگز ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے بعد ترقی عطا فرماتا ہے جس سے ایمان عرفان بن جاتا ہے مگر ایمان کے ساتھ غیبوبت کا ہونا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یؤمنون بالغیب۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ایمان لانے نہ لانے کی کوئی پروا نہیں۔ پہلے معجزہ مانگنا پھر ایمان لانا یہ تو گویا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا احسان جتلانا ہے حالانکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا چاہیئے کہ اس نے توفیق ایمان عطا فرمائی بل اللہ یمن علیکم ان ہداکم للایمان۔

۴۔ حرمت مصاہرہ کا مسئلہ جبکہ آپ مانتے ہیں کہ حنفی مذہب میں زوجہ اس کی ماں کے زنا کے سبب حرام ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے دخول کو شرط حرمت قرار دیا ہے جیسے فرمایا من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم ہر ایک مسئلہ میں اگر انسان اپنا فایدہ دیکھ لے اور جس مذہب میں اس مسئلہ میں فایدہ ہو اسی پر عمل کر لیا کرے تو مذہب کو گویا ایک کھیل بنانا ہے۔ دوسرا مشتبہات سے بچنا بھی ضروری ہے بلکہ مشتبہات سے بچنے کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من رعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ رکھ سرکاری کے قریب پھرنے والا رکھ کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ یہی گنا ہے پس میرے نزدیک اسی مسئلہ میں احوط راہ بھی ہے کہ اس بی بی سے علیحدہ ہو جاوے۔

۵۔ سبا و شاہان اسلام کو برا کہنا اس کا آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک تو ہوتا ہے برا کہنا اور ایک ہے بیان واقعہ۔ ان دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ ایک ملزم کو عدالت کے کمرہ میں کس قدر بار بار چور چور کہا جاتا ہے کیا کہنے والے پر کوئی الزام عاید ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بتوں کو حصب جہنم فرمایا۔ کیا یہ گالی ہے ہرگز نہیں۔ اسی طرح اگر حضرت امام نے شاہ کابل کے متعلق لکھا کہ اس نے سید عبد اللطیف صاحب شہید کو ناحق صرف اتنے اختلاف میں ہی کہ وہ قابل جہاد نہ تھا سنگسار کیا تو یہ بیان واقعہ ہے بدگوئی میں داخل نہیں اگر اس کے حق میں برا بھی لکھتے تو موجب قرآن مجید جائز لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم چونکہ ہمارے شہید مرحوم کے قتل کے سبب ناحق سخت ظلم کیا گیا اس لئے ہم کو برا کہنا بھی جائز تھا مگر برا نہیں کہا ان واقعات کو بیان کیا گیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

میں نے جو تحریک چندہ تعمیر مدرسہ کے لئے کی تھی۔ اس میں ایک تجویز یہ بھی تھی جو باجازت انجمن درج کی گئی تھی کہ اگر کوئی احباب اپنے سرمایہ کو تجارتی طور پر لگانا چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے کہ اپنے خرچ سے کمرے بنوا دیں اور ان کا کرایہ انجمن سے لیتے رہیں۔ اور پھر جب انجمن کے پاس کافی روپیہ ہو تو انجمن ان سے یہ کمرے واپس خرید کر سکے گی۔ اب بعض احباب کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ بعض دوست جو اس طرح پر کمرے بنوا دینے کے لئے تیار ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے معمولی چندہ میں جو نصف یا تہائی آمدنی ہے شریک ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک غلط فہمی ہے نصف یا تہائی آمد کا چندہ سب احباب کے لئے بھی جب تک کل احباب اس میں شامل نہ ہوں گے۔ تجویز کا میابی سے عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ جو احباب کرایہ کے لئے کمرے بنوا دیں ان کی طرف سے بھی ایک قسم کی مدد اس وقت انجمن کو پہنچتی ہے مگر یہ مدد اس چندہ میں شامل نہیں ہو سکتی ہاں اگر کوئی دوست محض للہ کوئی کمرہ بنوا دینے کا ارادہ رکھتے ہوں یا چند دوست ملکر ایسا ارادہ رکھتے ہوں تو وہ الگ صورت ہے۔ امید ہے یہ چند سطریں اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے کافی ہونگی۔

ضروری نوٹ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ عمارت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ روپیہ بہت جلد پہنچنا چاہیئے ورنہ کام میں ہرج واقعہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

محمد علی از قادیان ۸/۴/۰۸

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں

ایک عریضہ اور اسکا جواب

شیخ محمد نصیب صاحب احمدی کلرک سکرٹری آفس صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ایک سہ سالہ لڑکی ۹ اپریل ۱۹۰۸ء کو قبل صبح صادق فوت ہوئی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے پہلے بھی ان کے دو بچے وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

اُن کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے آمین۔

انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے واسطے عرض کیا تھا جس پر حضرت اقدس نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے ذیل کا نوازش نامہ لکھا۔ جو ناظرین کے فائدہ کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

شیخ صاحب موصوف تمام احمدی احباب کی خدمت میں بھی التجا کرتے ہیں کہ اُن کے حق میں دعا کی جاوے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نے خط پڑھ لیا ہے۔ انشاء اللہ بہت دعا کرونگا کہ خدا تعالیٰ نسل عطا فرماوے۔ مگر **صبر شرط ہے**۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے ایک فعل پر حد سے زیادہ بے صبری کرتا ہے تو اپنے ثواب کو کھو دیتا ہے۔ والدین کے گھر میں جانے کا مضائقہ نہیں مگر عورت کے لئے اپنے مرد سے زیادہ کوئی مونس اور غمخوار نہیں ہوتا۔ چند روز کے لئے اگر چلے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر زیادہ ٹھیرنا مناسب نہیں۔ اس غم میں آپ اور وہ دونو شریک ہیں پس تعجب کہ کس طرح اُن کو گوارا ہے کہ ان کو اس غم کی حالت میں اکیلا چھوڑ کر چلی جائے۔ اور ہماری شریعت کے رو سے زیادہ غم **آئندہ ملنے والے اجر سے محروم** کر دیتا ہے۔ یہ سب خدا کے بندے ہیں جس کو چاہتا ہے بھیجتا ہے جس کو چاہتا ہے اُٹھا لیتا ہے۔ حد سے زیادہ نہیں بڑھنا چاہیئے۔ حد سے زیادہ غم **ہرگز مبارک** نہیں ہوتا۔ **خدا تعالیٰ کا مقابلہ ہے اور ایمان کے** برخلاف ہے۔ زیادہ آپ خود سمجھتے ہیں۔ اگر صبر اور استقامت سے مجھے یاد دلاتے رہیں گے تو میں دعا کروں گا۔ مجھے شک ہے کہ یہ اٹھرا کی بیماری ہے۔ اس میں بڑی دوا جو تجربہ میں آچکی ہے یہ ہے کہ میاں بیوی ڈیڑھ برس تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔

نسخہ

انشاء اللہ یہ بیماری دور ہو جاوے گی۔ اس کے ساتھ دوسری دوائیں بھی دی جاویں گی۔ والسلام

اذا العشار عطلت

کیا اب بھی اُس پاک وعدہ کے پورا ہونے کا کسی کو انکار ہے جس کی آمد کا نشان خود بخود خدا نے مقرر فرمایا۔ حجاز ریلوے کی خبر ہے کہ مدینہ منورہ تک یکم مئی تک لوہے کی پٹڑیاں بچھ جاوینگی اور ۵ مئی کو ریلوے انجن کو مونو مدینہ طیبہ میں داخل ہوگا۔ مٹی کا کام ریلوے کیلئے اب ہو رہا ہے۔ مدینہ منورہ سے شرق تک بندرگاہ رابغ سے شرق تک بندرگاہ رابغ سے جدہ تک جدہ کا مغلظہ تک مکہ معظمہ سے جدہ کی طرف مکہ معظمہ سے عرفات کی طرف سپاہی و زیادہ ... کے پاہی سب ملا کر دس ہزار سے زیادہ آدمی اس مقدس کام پر ہیں ...

فبھت الذی کفر واللہ لا یہدی القوم الظالمین

ایک شخص مسمی عبد الواحد نام جموں کا رہنے والا ۸ اپریل ۱۹۰۶ء کو ایک عجیب بھروپ میں قادیان پہنچا۔ ایک بہت بڑے لمبے بانس پر ایک لمبے چوڑے کپڑے کا اشتہار بشکل صلیب گاڑے ہاتھ میں لئے ہوئے لڑکوں کے ایک خاصے ہجوم کے ہمراہ بازار کے چوک میں آیا۔ اور لگا بکواس کرنے۔ اور ادھر اُدھر کی ہانکنے۔ اس کی ہیئت کذائی ہی کچھ ایسی تھی کہ وہ لڑکوں کا کھیل اور تماشا بن گیا۔ کپڑے کے اشتہار پر کتابوں کی ایک مکمل فہرست تھی جو وہ فروخت کرتا پھرتا تھا۔ ایک اشتہار جو کہ کاغذ پر چھپا ہوا تھا اور کسی قدر اس کپڑے کے اشتہار کی نقل تھا اُس نے قادیان کے گلی کوچوں میں چسپاں کیا۔ ابتدا میں اسپر لکھا ہوا تھا کہ۔ **عیسائیت اور مرزائیت کا خاتمہ**۔

دوسرے دن ۶ اپریل ۱۹۰۶ء کو وہ مسجد مبارک میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ میں حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ مگر حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم مرزا صاحب کو کیوں ملنا چاہتے ہو۔ اور تمہاری اس میں کیا غرض اور نیت ہے۔ جبکہ تم نے اس امر کا فیصلہ ہی کر لیا ہے کہ مرزائیت کا خاتمہ تو اب ملنے سے کیا فائدہ اور کیا غرض۔ جواب میں کہنے لگا کہ **تحقیق حق کرنا چاہتا ہوں**۔

حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے یہ لکھ دیا ہے کہ ہم فیصلہ کر بیٹھے ہیں کہ "مرزا جھوٹا ہے" اور تم نے اشتہار بھی دیدیا ہے کہ مرزائیت کا خاتمہ ہو گیا ہے تو اب تحقیق حق کس بات کی۔ تم تو اپنے زعم میں ہمارا خاتمہ ہی کر چکے ہو تو اب ملتے کیسے ہو اور حق کس سے لیتے ہو۔ اسپر ایسا مبہوت ہوا کہ چپکا رہ گیا۔ کوئی جواب بن نہ آیا۔ اور چلا گیا۔ اس شخص کے چہرے سے آثار جنون عیاں تھے۔ اور اس کے حرکات سے بھی اس امر کا پتہ ملتا تھا کیونکہ تمام دن بغیر تھکنے کے وہ برابر کھڑا کھڑا بیہودہ اور بیہودہ بکواس مجنونانہ وار کرتا رہا۔ اُس کا کوئی مخاطب نہ تھا مگر وہ تھا کہ اپنی وحشت میں گالیاں اور بےادبی کے کلمات بولتا ہی چلا جاتا تھا۔ جس جرأت اور دلیری سے وہ بے باکانہ رنگ میں گالیاں اور توہین کے کلمات منہ سے نکالتا تھا اس طرز سے یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ ممکن ہے کہ اس کی نسبت میں فساد ہو کر کوئی احمدی اُس کے اس طرح سے بےادبی کرنے سے جوش میں آجاوے اور بے انگیختہ ہو کر اُس سے دست و گریباں ہو جاوے۔

مگر یہاں اللہ کا فضل تھا کہ اُس کی طرف کسی کو التفات بھی نہ تھی۔ اور جاہل مطلق سمجھ کر کسی نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ اگر کوئی اپنے معمولی کاروبار کے لئے بازار گیا اور گالی اُس کے کان میں پڑی بھی تو صبر کیا۔ کیونکہ گالی کے مقابل میں گالی دینا احمدیوں کی تعلیم میں داخل نہیں۔ فقط

گلدستہ اخبار

روسی گرجا میں چوری۔ سینٹ پیٹرسبرگ کا ایک تار مظہر ہے کہ پیٹر اور پال کے گرجا میں چور گھس آئے جہاں ہزاروں کی قبریں ہیں اور بہت سی تاریخی یادگار کی چیزیں لے گئے جن میں سے ایک عظیم الشان کنجی قلعہ جیورگمو دینک و آفریو لینڈ کی ہے ✤

کلکتہ یونیورسٹی کی ڈگری ڈاکٹر آف فلسفہ اب کے سال دو صاحبان نے پائی ایک ہندو اور ایک مسلمان۔ نام یہ ہیں (۱) مہامہو پادھیا ستیش چندر آچاریہ (۲) عبد اللہ المامون سہروردی دونوں ایم اے۔

میکسیکو کا قصبہ چلا پا جو زلزلہ سے برباد ہوا ہے اُس کی آبادی ۱۲ ہزار تھی ✤

اِس کا باعث بجز زلزلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ لاہور اور میانمیر شرقی کے درمیان نارتھ ریلوے کی جانب شالامار باغ جدید عمارت کے لئے زمین کھودتے ہوئے ایک عجوبہ چیز دستیاب ہوئی سو وہ ایک دیسی عورت تھی جو نشست کی حالت میں تھی اور دہان کوٹتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ صورت بالکل ہو بہو تھی گویا کہ ایک صحیح تصویر ہے لیکن جونہی اُسکو چھوا کہ بھر بھری ہو گئی بوسیدہ خستہ تھی۔ بعد میں افسوس ہوا کہ اس کو ہاتھ کیوں لگایا تھا۔ یہ عورت قدرتی صورت میں صحیح و سالم تھی بجز دانتوں کے سب جسم مٹی ہو گیا۔ حیران تھے کہ یہ ایسی خستہ اور کمزور حالت میں اب تک ہو بہو کیونکر محفوظ تھی اس کے پاس عمارت کا ایک ستون بھی برآمد ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ عورت مذکور اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی دہان کوٹتی تھی۔ کہ شاید بھونچال کی وجہ سے مع مکان کے زمین میں گڑھ گئی ✤

کان کنی کا حادثہ۔ سنارتن ہل (مسٹنارم) کی کان پھٹ جانے سے دس آدمی ہلاک ہوئے۔ بہت سے مزدوروں کی جانیں جان بازوں نے نہایت دلیری سے بچائیں۔ ان بچانے والوں میں سے ایک شخص خود زخمی ہو کر مر گیا۔

استفسار اور ان کے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم واٰلہ الطیبین الطاہرین۔

آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا۔ جو سوالات آپ پر کسی نے کئے ہیں اُن کے جواب حسب ذیل ہیں۔

سوال اول۔ مرزا صاحب نے جو دعوے کیا ہے اور اس کے متعلق جو کامیابی ہے وہ تمام عالم پر اظہر من الشمس ہے۔ اس قدر روپیہ جو قوم سے وصول ہوتا ہے اس سے کونسا اہم اور مفید کام ہوا جس پر ہم دیگر فرقہائے اہل اسلام پر فخر کر سکیں۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض بھی عجیب آدمی ہے خود چار لاکھ کا داخل بیعت ہونا مانتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا اہم کام ہوا۔ شاید سنت اللہ سے بے خبر ہے سنت اللہ ارسال رسل میں یہ ہے کہ مامور کے وقت میں اسقدر تخم ریزی ہو جاوے کہ اس تعلیم کا دُنیا سے اُٹھ جانے کا احتمال نہ رہے۔ نہ یہ کہ ساری کی ساری قوم مامور کی زندگی میں ہی تابع ہو جاوے۔ مثلاً دیکھو حضرت نوح کے ساتھ وقت طوفان کتنے مسلمان تھے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما اٰمن معہٗ الا قلیل ۱۲ (کچھ تھوڑے ہی ایمان لا چکے تھے) حالانکہ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی گئی۔ حضرت لوط کی قوم پر جب عذاب آیا تو اُس وقت بھی فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین ۲۷ (صرف ایک ہی گھر مسلمانوں کا اس گانوں میں تھا) حضرت مسیح کی ہجرت کے وقت صرف چند حواری ہی تھے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف بعض حصہ ملک عرب فتح ہوا۔ حالانکہ حضرت افضل الانبیا اصفی الاصفیا صلے اللہ علیہ وسلم قیامت تک ساری زمین کے ہادی تھے۔ مگر آج روئے زمین پر کوئی ملک بھی اسلام سے خالی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ غرض انبیا ء مامورین کا کام یہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں ہی ان کی تعلیم کا کھیت خوب مضبوط ہو جاوے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاستغلظ فاستوی علےٰ سوقہٖ ۲۶ اس کا تنہ خوب مضبوط ہو کر اپنے پانو پر کھڑا ہو گیا مگر یہ علامت مامور کی آخری زندگی کے وقت کی ہے۔ پس سایل چار لاکھ تو مانتا ہے اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات ابھی زندہ ہیں ان کی زندگی کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کتنی باقی ہے۔ مگر اس وقت بھی آپ کی تعلیم کا اثر یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ ایشیا وغیرہ تمام بر اعظموں تک پہنچ چکا ہے اور ترقی روز افزوں ہو رہی ہے۔ دوسرا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ بھان متی کا تھیلا نہیں کہ اسی وقت تھیلے سے نکال کر تماشا دکھا دیا۔

تیسرا۔ سچی تعلیم کا اثر ابتداءً بہت دھیما ہوتا ہے اور جیسے جیسے ترقی ہوتی ہے اُس کی ترقی کی چال بھی تیز ہوتی جاتی ہے مثلاً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی مکی زمانہ تیرہ سال ہیں صرف ۳۰۰ یا کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے مگر بعد ہجرت صرف ایک ہی سال میں اتنے آدمی مشرف باسلام ہوئے کہ ۳۱۳ جنگ بدر میں بھی حاضر ہو سکے۔ پھر بعد اس کے عرصہ آٹھ سال میں اس قدر اسلام پھیلا کہ صرف فتح مکہ پر دس ہزار فوج آ گئی پھر انتقال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت عرب تقریباً مسلمان ہو چکا تھا جو لاکھوں ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے سچی تعلیم کی مثال درخت سے دی ہے جیسے فاستغلظ فاستوی اور کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ ۱۳ درخت کا ابتدائی نشو و نما کیسا دھیما ہوتا ہے مثلاً ایک دو پتے ابتداً نکلتے ہیں پھر تیسرا پھر تین کے ساتھ تین اور اب چھ ہو گئے پھر چھ کے ساتھ چھ اور علیٰ ہذا القیاس پھر کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا کہ آج کتنے نکلے اور کل کتنے۔ اصل اعتراض سایل کا چندہ پر معلوم ہوتا ہے۔ مگر چندہ بھی کوئی بات نہیں اور نہ اعتراض چندہ کوئی نئی بات ہے۔

چندہ کا تو یہ حال ہے کہ قرآن مجید میں شروع ہوتے ہی شرائط تقویٰ میں تیسری شرط چندہ ہی ہے ومما رزقناہم ینفقون۔ (ہمارے دئے سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں) بلکہ ہم اگر اس سے بھی پیچھے چلے جاویں تو ام القرآن (سورہ فاتحہ) میں سب سے مقدم اسماء حسنیٰ سے اسم رب کو ہی رکھا ہے اور باقی قرآن مجید کے اگر حوالے دئے جاویں تو یہ خط بڑی کتاب بن جاتا ہے۔ مگر اتنا لکھ دینا ضروری ہے کہ قرآن مجید میں چندہ دینے کا حکم صلوٰۃ کے حکم کے ساتھ ہر جگہ کہا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اعمال سے افضل بعد صلوٰۃ چندہ ہی بہت موکد اور ضروری حکم ہے۔

یہاں تک کہ التحیات میں للّٰہ والصلوات کے بعد والطیبات ہی لگایا گیا (صلوٰۃ عبادات بدنی طیبات عبادات مالی) تاکہ اگر کوئی مسلمان قرآن مجید نہیں جانتا تو نماز تو ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ دوسرا قرآن مجید ہر وقت نہیں پڑھا جاتا مگر نماز تو ہر مسلمان۔ ہر حال پانچ وقت پڑھتا ہے لہذا نماز میں اس کو یاددہانی کرائی گئی جو ہر روز تخمیناً بیس پچیس دفعہ اس کی زبان پر جاری ہوتی ہے گویا کم سے کم بیس پچیس دفعہ ہر روز اللہ تعالیٰ چندہ دینے کی تاکید فرماتا ہے۔

چندہ..... نہ دینے والوں کا ذکر دوسرے رکوع میں ہی ابتدائے قرآن مجید میں بیان فرمایا جہاں منافقوں کی علامات بیان فرمائیں گویا چندہ نہ دینے والوں کو منافق فرمایا وما یخدعون الا انفسہم ۱ چندہ دینے سے رک جانے اور ممسک بننے کا وبال خود اُنپر ہی پڑیگا۔ پھر فرمایا یقولون لا تنفقوا علےٰ من عند رسول اللہ ۲۸ منافق کہتے ہیں صحابہ پر مت خرچ کرو۔ ایک جگہ فرمایا ویقبضون ایدیہم ۱۰ منافق اپنے ہاتھوں کو دینے سے بند رکھتے ہیں بلکہ کراہت سے چندہ دینے والوں کو بھی منافق قرار دیا ولا ینفقون الا وہم کارہون ۱۰ منافق خوشی سے خرچ نہیں کرتے بلکہ کراہت سے کرتے ہیں۔ معترضین چندہ کو ملعون فرمایا لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء ۴ بل اللہ مغلولۃ غلت ایدیہم ولعنوا بما قالوا ۶ (اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی بات سُن لی ہے جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ محتاج ہے اور ہم مالدار اس واسطے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ دینے سے رکا ہوا ہے۔ ہاتھ اُنہیں کے رُکے رہیں اور ایسے اقوال کے سبب ملعون ہو جاویں) اسی طرح چندہ دینے والوں کی تعریف چندہ دینے کی ترغیب بکثرت بیان فرمائی۔ اگر معترض کو چندوں پر اعتراض ہے تو اس کو بہت جلد توبہ کرنی چاہیئے کہ یہ اعتراض تو اسلام پر بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ خاص اللہ جلشانہ پر جا پڑتا ہے۔ صادق کی علامتوں سے یہ ایک بڑی بھاری علامت ہے کہ جو اعتراض اس کی تعلیم پر کیا جاوے وہ ضرور انبیا پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر جا پڑتا ہے۔

چار لاکھ سے زیادہ مہمان آئے تو اُن کے لئے کھانا و دیگر لوازم مہمانداری اور اشتہارات و کتب جو مفت جاتے ہیں بلکہ محصول ڈاک بھی خرچ ہوتا ہے چار لاکھ اور اس کے علاوہ مذہبین مولفۃ القلوب وغیرہ معترضین کی طرف خطوط خرچ مدرسہ ابناء السبیل مہاجرین اصحاب الصفہ کا ہر طرح کا خرچ یہ کُل روپیہ کہاں سے آتا ہے بلکہ مدرسہ میں یتامیٰ و مساکین کی پرورش بھی اسی چندہ سے ہوتی ہے۔ ان کو روپیہ کہاں سے آتا ہے یہی روپیہ ہے کیا یہ اہم کام اور کامیابی جو اس وقت تک اشاعت اسلام کی حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات نے کر کے دکھائی ہے کوئی فرقہ اہل اسلام بلکہ غیر اہل اسلام بھی اپنے مقتدا کا اس کی زندگی میں سوائے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔

سوال دوسرا۔ دو یا چار لاکھ مسلمانوں کا مرزا صاحب کو تسلیم کرنا مرزا صاحب کو حضرت مجدد صادق

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ آں جناب کو جو کامیابی ہوئی اس کو مرزا صاحب کی کامیابی سے کیا نسبت۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

جواب وباللہ التوفیق ۔ شاید سایل نے بروز کے معنے یہ سمجھے ہیں کہ بروز اور اصل دونوں بعینہٖ ہر ایک کام میں یکساں ہوتے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ مساوات نہیں ہوتی اور ہرگز نہیں ہوتی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الشریعت ہیں بلکہ اسی شریعت کے تابع و خادم ہیں اسی واسطے غلام احمد نام ہے ورنہ احمد نام ہوتا کیا غلام اور آقا دونوں مساوی ہوا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ دوسرا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمال و جلال تھے کی زندگی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جمالی تھی مگر مدنی زندگی جلالی بھی تھی اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف جمالی رنگ میں ہی مبعوث ہوئے یہاں تک کہ ابتدائے بعثت سے آج تک صدہا رسایل و کتب و اشتہارات میں جہاد کی ممانعت کو دلایل قرآنی و حدیثی سے ثابت کرکے شائع کیا۔ ہاں بروز کا یہ مطلب ہے کہ جیسے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام روئے زمین کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت بھی عام ہے۔ اور جیسے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے کیا مجال کہ آپ کے بعد کسی نبی کو بلا واسطہ فیضان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ اسی طرح حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الخلفا ہیں۔ آج کے بعد قیامت تک کسی کو منصب خلافت بلا واسطہ فیضان حضرت امام سے عطا نہیں ہوگا۔

دوسرا حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات کی کامیابی خواہ کتنی ہی ہو حضرت امام کی اپنی کامیابی نہیں۔ بلکہ وہ تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی ہے بلکہ جس قدر کامیابیاں آج تک اسلام کے مجددین کی معرفت اسلام میں ہوئی ہیں مع اُن تمام کامیابیوں کے جو آج تک مرزا صاحب کو ہوئی ہیں یا آیندہ ہونگی یا آیندہ قیامت تک کسی خلیفہ کو ہوں گی وہ سب کامیابیاں حضرت خیر الورٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بیچ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کامیابی ہوئی یا ہوگی اُس کے ساتھ مرزا صاحب کی کامیابی کو کیا نسبت۔

بروز ثابت کرنے کے لئے تعداد تابعین کا ثابت کرنا ضروری نہیں۔ یہ معترض کی غلط فہمی ہے۔ معترض نے کہا ہے کہ وہ چار لاکھ مسلمان تابع ہیں یہ غلط ہے بلکہ اول تو قریب برس کے ہو گیا کہ یہ تعداد تھی اب اور بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ دوسرا صرف مسلمان ہی اس میں داخل نہیں ہوئے بلکہ مسلمان۔ سکھ۔ آریہ۔ عیسائی۔ یہود۔ دہریہ وغیرہ بھی داخل ہوئے۔ مگر مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک نبی ایسا بھی ہوا جس کے ساتھ ایک بھی قیامت میں نہ ہوگا۔ پھر حضرت نوح حضرت لوط حضرت مسیح کی کامیابیوں کو دیکھو بلکہ حضرت نوح کی کامیابی وما آمن معہ الا قلیل اور اس کے مقابل ان کی عمر فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما $\frac{20}{14}$ ۔ اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے) کو دیکھو پھر کامیابی کا موازنہ کرو کیا معترض کے نزدیک وہ نبی تھے یا نہیں اور ان سے کوئی اہم کام ہوا یا نہیں۔ دیکھو یہ علامت صداقت ہے اعتراض معترض کا کہاں جا پڑا۔ ۴۴

جواب ۔ اسلام میں جبر و اکراہ نہیں لا اکراہ فی الدین $\frac{3}{2}$ تبلیغ کا کام جیسا چاہیے برابر جاری ہے۔ کسی کے مرتد ہونے پر اس کے پیچھے پڑ جانا یہ ماموریں کی سنت نہیں۔ کیا حضرت موسیٰ قارون کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ جب وہ مرتد ہوا تھا۔ حالانکہ وہ تو حضرت موسیٰ کے پاس موجود بھی تھا کیا حضرت مسیح یہودا اسکریوطی کے پیچھے پڑے تھے جس نے تیس درم لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا تھا۔ کیا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاتب الوحی مرتد ہو گیا تھا کے پیچھے پڑے تھے حالانکہ وہ مدنی زندگی یعنے جلال کا زمانہ بھی تھا۔ کیا منافقین مدینہ جو ہر وقت مجلس نبوی میں آتے رہتے تھے۔ اور اصل میں مرتد تھے اُن کا پیچھا کیا گیا۔ ایسی مثالیں اور بھی بہت ہیں جن کے بیان سے بہت طول ہو جاتا ہے۔

غرض تبلیغ عام ہوتی ہے خاص نہیں ہوتی خاص تبلیغ سے اللہ تعالیٰ نے انک لا تھدی من احببت (تو جس کو چاہے ہدایت پر چلا نہیں سکتا) کہکر منع فرما دیا ہاں جو خود سوال کرے اُس کا جواب دینا یا اُس کا سمجھانا تبلیغ ہوتی ہے۔ قوم کا جو پیسہ حکم الٰہی و سنت اللہ کے موافق لیا گیا وہ تو بہر حال حلال ہے۔ معترض کی تحریم سے حرام نہیں ہو سکتا۔

سوال چوتھا ۔ غرض مرزا صاحب کی بعثت سے اسلام کو کوئی دینی اور دنیوی فایدہ نہیں ہوا۔

جواب ۔ یہ فقرہ ہی عجیب ہے خود چار لاکھ کے تابع ہونے کا بھی قایل ہے پھر خود ہی منکر بھی ہے۔ شھدوا علی انفسھم انھم کانوا کافرین (اپنے جھوٹ پر خود شہادت دینگے)

سوال پانچواں ۔ حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا یہ اثر تھا کہ حضرت عمر جیسے زبردست انسان جو قتل حضرت کے واسطے آئے مشرف باسلام ہوئے مگر یہاں عبد الحکیم جیسے مخلص مرید جو ہزارہا روپیہ اشاعت احکام الٰہی میں صرف کرتے رہے علیحدہ ہو گئے۔

جواب ۔ معترض خود لکھ چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت مساوات نہیں اور فی الواقعہ کوئی نسبت مساوات نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر معلوم نہیں کہ یہ اعتراض معترض نے کیوں کیا یہ اعتراض تو دعوے مساوات پر ہونا چاہیئے نہ دعوے غلامی و فنا کیا ہونے پر۔ دوسرا چونکہ حضرت امام بروز احمد ہیں اس لئے یہاں بھی بہت لوگ بنا بر مقابلہ آئے اور مشرف بہ بیعت ہوئے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ مگر یہ قوت قدسی بھی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے کیونکہ ان کے بروز سے یہ قوت قدسی ظاہر ہوئی نہ مرزا صاحب کی اپنی ذاتی۔ مگر اس قسم کا اسلام لانا یا نہ لانا کسی امور کی سچائی یا ناراستی کا معیار نہیں ہو سکتا دیکھو ابو جہل عتبہ شیبہ ولید ربیعہ وغیرہ کفار بارہا حضور کے دربار میں حاضر ہوئے۔ پھر جنگ کے لئے بھی بدر میں گئے مگر اسلام سے محروم ہی رہے۔ و نیز کسی مرید کا مرتد ہونا یا نہ ہونا مرشد کی سچائی یا ناراستی کی علامت نہیں ارتداد قارون یہودا اسکریوطی اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب الوحی بلکہ کل منافقین کا ارتداد جو بظاہر مسلمان تھے بلکہ کل عرب کا مرتد ہونا اور بعض صحابہ جو حبشہ کو ہجرت کر کے گئے تھے اُن سے بعض مرتد ہو گئے حالانکہ محض اسلام کے لئے اُنھوں نے وطن کو چھوڑا تھا ان کا ارتداد ان مرسلین صلوات اللہ وسلامہ والبرکات علیہم کی سچائی پر کوئی بٹہ لگا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں عبد الحکیم خان کے احکام الٰہی پر ہزارہا روپیہ کے خرچ کا ثبوت معترض کے ذمہ ہے۔

سوال چھٹا ۔ مرزا صاحب کو اس امر کے ثبوت کے واسطے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہونگے بلکہ کوئی دوسرا شخص ہوگا۔ معجزات انبیاء علیہم السلام کی تاویلات کرنی پڑیں۔ احیا اموات کا انکار۔ معراج شریف کی تاویل بلکہ دوسرے معنوں میں انکار۔ قرآن شریف کی بہت سی آیات کی تاویلات بعید از قیاس سے ایک طالب حق مطمئن نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے سوال نسبت احیاء موتی اور اُس کا جواب۔ سوال تو یہ تھا کہ مردے کس طرح زندہ ہوتے ہیں۔ جواب بلائے ہوئے جانور لیا

سے دیا گیا جزء اً کے لفظ سے ظاہر ہے کہ زندہ جانور کے ٹکڑے بغیر حلال کرنے کے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ یہاں اور ہی تاویل کی گئی ہے۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض کو چاہئیے تھا کہ معجزات انبیا کی تاویل کی کوئی نظیر پیش کرتا اور مرزا صاحب کی تاویل کے برخلاف اس کا ثبوت قرآن مجید و حدیث صحیح سے دیتا اسی طرح انکار احیاء موتی پر اور معراج شریف کے انکار پر مرزا صاحب کا کلام پھر اس کی تردید بیان کرتا تو اس کا جواب دیا جاتا۔ اب ایسے مہمل اعتراض کا کیا جواب دیا جاوے۔ جو صرف دعوے بلا دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم کے سوال پر معترض کہتا ہے فَصُرْهُنَّ کے معنی مانوس ہو کر دے کیا یہ معنے لغت کے خلاف کئے گئے یا کسی تفسیر میں نہیں لکھے بلکہ ضرور لکھے ہیں دیکھو فصرھن اختلفت القراء فی قرائۃ ذلک۔ فقرأتہ عامۃ اہل المدینۃ والحجاز والبصرۃ بضم الصاد من قول القایل صرت ہذا الامر اذا ملت الیہ ویقال انی الیکم لاصور ای مشتاق مائل ...... فمعنے قولہ فصرھن الیک ضمھن الیک و وجھھن نحوک کما یقال صروجھک الی ای اقبل الی۔ تفسیر ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۳۳ اس میں قاریوں کا اختلاف ہے مگر عام اہل مدینہ و حجاز و بصرہ صاد کے رفع (پیش) سے ہی پڑھتے ہیں اور پنجاب و ہندوستان میں بھی یہی قراءت ہے۔ صرت ہذا الامر اس وقت کہتے ہیں جب اس کام کی طرف توجہ کریں انی الیکم لاصور بولتے ہیں تو اس کے معنے کرتے ہیں۔ میں تمہاری طرف مشتاق اور مائل ہوں۔ (پھر اس لغت کی شہادت کے لئے دو شاعروں کے شعر لکھ کر کہتا ہے) کہ حاصل کلام فصرھن کے معنے ہوئے اپنی طرف ان کو جمع کرا ور متوجہ کر اپنی طرف جیسے کہا جاتا ہے صروجھک الی اس کے معنے ہیں اپنا مونہ میری طرف کر۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے پس جمع کن ایشاں را بطرف خود۔ فصرھن۔ الیک تفسیر مظہری صفحہ ۲۸ و نیشاپوری جلد اول صفحہ ۴۸ فصرھن واملھن و ضمھن فتح البیان جلد اول صفحہ ۴۸ اوثقھن تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ عن ابن عباس من طریق العوفی فصرھن اوثقھن تفسیر در منثور جلد اول ص --- احادیث کا بھی کچھ حوالہ بطور نظیر لکھ دیتا ہوں فی صفۃ مشیہ صلے اللہ علیہ وسلم کان فیہ شیء من صورای میل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال میں کسی قدر میلان تھا جھکنے کی طرف مجمع البحار صفحہ ۲۷۱ اس کے سوا وہاں اور بھی بہت سی احادیث کے حوالجات ہیں اسے دیکھو ۵ بقرہ

اللہ تعالیٰ کا کیا یا صواب ہے کہ پرندے چند روز تیرا سکھلایا ہوا ہو بھی اصل میں میرا ہی ہے کھا کر تیرے بلانے آجاویں گے تو کیا ارواح جو میری مخلوق اور میرے رزق سے دائمی پرورش پائینگے نہ آئیں گے؟۔ ضرور آئینگے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم صرف اسی دلیل سے سمجھ گئے اور وہ کام نہیں کیا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس کام کا کرنا بیان نہیں فرمایا۔

دوسرا حضرت ابراہیم نے رویت کے لفظ سے سوال کیا جو رویت ہے اس کے معنے سمجھنے کے بھی ہیں جیسے الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم ۲/۱۴ یہ واقعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صدہا سال اول کا ہے اور اس کے معنی رویا میں دیکھنے کے بھی ہیں جیسے وقال الملک انی اری سبع بقرات ۱۲/۵ بادشاہ مصر نے کہا میں نے رویا میں دیکھا ہے۔ آنکھ سے دیکھنے کا تو ان کا سوال ہی نہ تھا جزء کہتے ہیں ایک حصہ کو۔ چار جانوروں کا نصف حصہ ہوتا ہے دو جانور اور چارم حصہ ہوتا ہے ایک جانور اگر ان کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا مقصود ہوتا تو اول قطعھن فرماتا پھر بجائے جزء کے قطعۃ فرماتا جزء اً سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا کسی طرح نہیں نکلتا یہی ثابت ہوا کہ ہر جانور کے ہر حصہ سوائے ذبح کے بھی ہو سکتے ہیں۔ تیسرا آیت کا آخری حصہ صاف بتلاتا ہے کہ سوال حضرت ابراہیم صرف سمجھنے کے لئے ہی تھا اسی واسطے جواب کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے فاعلم ہی فرمایا یعنے اب تو سمجھ جا کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے اگر دیکھنے کا سوال ہوتا اور زندہ کر کے دکھانا جواب ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا فانظر کیف یعنے اب دیکھ لے۔ فاعلم نہ فرماتا۔ اگر معترض اسی طرح دوسری تاویلات کی نظیر بھی دیتا تو ان کا بھی جواب دیا جاتا۔ باقی رہا اطمینان کا ہونا یہ فعل الٰہی ہے کسی انسان کا کام نہیں۔

سوال ساتواں — وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کے اور انہ لعلم للساعۃ کی تاویلات اپنے مطلب کے موافق کی گئی۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض نے سارے دعوے بے دلیل ہی بیان کئے اس کا فرض تھا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تاویلی معنے بیان کرتا پھر ان کی تردید کرتا پھر اپنے صحیح معنے بیان کرتا تو اس کا سوال قابل جواب ہوتا۔

مگر تاہم میں ان دونوں آیتوں کے معنے لکھ دیتا ہوں اس پر جو معترض کو اعتراض ہو کرے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ جواب دیا جاوے گا۔ پہلی آیت شریف اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کے صلیب پر قتل نہ ہونے کا بیان فرما کر۔ اور یہود کو کہ ہم نے حضرت مسیح کو قتل کر ڈالا) کی تردید کر کر فرماتا ہے کہ اہل کتاب کا اپنی زندگی میں یہی یقین ہے کہ حضرت مسیح مقتول ہوئے اور یہ یقین ان کا ان کے مرنے سے پہلے تک ہی رہے گا۔ دوسری آیت کے معنے ہیں بے شک یہ قرآن کریم بڑا علم ہے قیامت کے لئے کیا معنے ثبوت قیامت قرآن کریم میں مدلل و مفصل بیان کیا گیا۔ اگر انہ کی ضمیر مسیح کی طرف بھی پھیری جاوے۔ تب بھی حیات مسیح ثابت نہیں ہوتی پھر یہ معنے ہیں کہ حضرت مسیح علم ہیں قیامت کا یعنے ثبوت قیامت بیان کریں گے۔ آیت شریف میں لعلم ہے لعلامۃ نہیں۔ علم بمعنے علامت کسی لغت میں نہیں م

سوال آٹھواں ۔ تم کس فکر میں ہو۔ مختلف طریقوں سے تمہاری جایدادوں پر ہاتھ پھیرنا شروع ہو گیا ہے۔ جیسے بہشتی مقبرہ۔ آپ کو نماز روزہ کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ مقبوضہ جایداد کا ۱/۱۰ حصہ انجمن کو دیدو اور پسماندگان کو وصیت کر دو کہ بعد میری وفات کے جس طرح ہو سکے بہشتی مقبرہ میں دفن کرو۔ تو پھر آپ بہشتی ہیں۔ کیا یہ مسئلہ عیسائیوں کے کفارہ کے مسئلہ سے کم ہے۔ اگر وقف بنام انجمن کر دی جاوے تو بہشت کا ٹکٹ مل جاتا ہے۔ یہ بات کہدینی سہل ہے کہ یہاں بہشتی ہی دفن ہونگے۔ اگر کسی گنہگار کو دفن کیا جاوے۔ اگر وہ زمین اُس کی لاش کو قبول نہ کرے تو البتہ قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔

جواب وباللہ التوفیق ۔ معترض نے پہلے چندہ پر مضحکہ اُڑایا ہے۔ اس کا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے انا کفیناک المستھزئین ۱۵/۶ (ان تمسخر کرنے والوں کے ہم ہی تجھے کافی ہیں) چندوں پر مضحکہ اُڑانا یہ کوئی نئی بات نہیں یہ سنت بھی ان کے پہلے بھائیوں کی ہے۔ کذالک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم ۱۴/۱ (جو ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی ایسا کہا ان کے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہیں) ۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے جن کا ذکر ہے ۔ الذین یلمزون المطوعین ... من المؤمنین فی الصدقات والذین لایجدون الا جھدھم فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ولھم عذاب الیم استغفر لھم اولاتستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم ۱۰/۱۶ (جو لوگ طعن کرتے ہیں بڑھکر صدقہ دینے والے مومنوں کو اور محنت سے کما کر دینے والوں کو وہ مومنوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہنسی ٹھٹھا کی سزا دیگا ان کو دکھ کی مار

م علامۃ زبر ع ولام کے ساتھ بمعنی علامت ہے۔

ہوگی۔ ان کے لئے معافی مانگ یا نہ مانگ اگر ستر دفعہ بھی تو ان کے لئے معافی مانگے گا اللہ تعالیٰ ان کو معاف نہ کریگا۔ معترض تو ۱/۱۰ پر اعتراض کرتا ہے مگر بعض صحابہ نے سارا مال بھی دیدیا جیسے حضرت صدیق رضؓ نصف مال بھی دیدیا جیسے حضرت فاروق رضؓ و عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور مزدوری کرکے بھی نصف آمدن دیدی جیسے عاصم بن عدی انصاری دیکھو تفسیر ابن جریر جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۴ حالانکہ اس وقت مال و جان دونوں کے خرچ کرنے کے لئے حکم تھا۔ اور آخری زمانہ میں آخرین کے لئے صرف مال خرچ کرنیکا ہی حکم ہے۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ و عدوکم و اٰخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم و ما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم۔ تم ان موجودہ دشمنوں کے لئے جس قدر تمہاری طاقت ہے تیاری کرو قوت جانی کی اور مالی خرچ بھی کرو) گھوڑے باندھکر تیار رکھو۔ تمہاری اس تیاری مالی جانی سے اللہ جلشانہ اور اس کے رسول کے دشمن کو خوف پیدا ہوگا۔ اور کچھ اور دشمن بھی ... ان کے لئے بھی تیار رہو جو ان موجودہ دشمنوں کے سوا ہیں تم ان کو نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے جو مال خرچ کروگے اللہ تعالیٰ کے راہ میں پورا بدلہ اس کا دیا جائیگا۔ آخرین کے ساتھ صرف خرچ ہی بیان فرمایا۔ کیونکہ یہ زمانہ امن کا ہے کوئی کسی کو تلوار سے دکھ نہیں دیتا۔ صرف زبانی مباحثے ہوتے ہیں۔ اس لئے تم بھی مال سے ہی کام لو۔ غرض یہ چندوں کا اعتراض صرف مرزا صاحب پر ہی نہیں رہتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر جا پڑتا ہے۔ اور مضحکہ اڑانے والوں کی نسبت مشابہت کفار و منافقین کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک راستباز کی صداقت کی علامت ہے کہ جیسے اس کے اعتراض اسی پر مخصوص نہیں رہتے بلکہ اور راستبازوں پر بھی جا پڑتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مخالفوں کی مشابہت بھی اگلے راستبازوں کے مخالفوں کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ رہا یہ کہ چندہ عیسائیوں کے کفارہ کی طرح ہے۔ اس میں معترض یا خود دھوکہ میں ہے یا دھوکہ دینا چاہتا ہے یا اس نے رسالہ الوصیت نہیں دیکھا جس کی بنا پر ... مقبرہ بہشتی کے لئے دیا گیا اس میں ہرگز کہیں نہیں لکھا کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے آدمی بہشتی ہوجاتا ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے ضرور مقبرہ بہشتی میں ہی دفن کیا جاویگا بلکہ برخلاف اس کے لکھا ہے ... دیکھو چند مقامات رسالہ الوصیت سے ... ترتیب لکھتا ہوں۔ (۱) رسالہ الوصیت مطبوعہ ... صفحہ ۱۵۔ ایک جگہ مجھ کو دکھلائی

گئی اور اُس کا نام مقبرہ بہشتی رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔

کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک ۱/۱۰ حصہ دینے والا اس میں مدفون ہوسکیگا بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ایسے آدمی کی میت کو یہاں دفن ہونے کا موقع اور توفیق ملیگی جو بہشتی ہوگا نہ یہ کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے اس میں دفن ہوگا یا بہشتی ہوجائیگا۔ چنانچہ آج تک جس قدر لوگ اس میں دفن ہوئے[۲] سوائے دو تین کسی نے بھی وصیت نہیں کی اور نہ قابل وصیت تھی۔ بلکہ مساکین ہی تھے۔

۲۔ صفحہ ۱۵۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اُس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنھوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم کرلیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑدی۔ اور خدا کے لئے ہوگئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا آمین یارب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقعہ تیرے لئے ہوچکے اور دنیا کے اغراض کی ملونی ... اُن کے کاروبار میں نہیں آمین یارب العالمین۔

اور پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یارب العالمین۔

صفحہ ۱۶۔ خدا نے میرا دل اپنے وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسی شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا۔

۱۔ اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائینگے اور ایک کنواں لگایا جائیگا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھیرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پُل بنایا جائیگا۔ ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا ... سو پہلی شرط یہ ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے چندہ داخل کرے۔ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی بعد بھی جاری رہیگا اس صورت میں ایک انجمن چاہئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں خرچ کرتی رہے +

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد اس کے تمام ترکہ کا دسواں حصہ حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی۔ اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام و اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے ...... خرچ کرینگے ... اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے ..... وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہونگی اگر کوئی شخص وصیت کرکے منکر ہوجائے ... گو انجمن نے قبضہ بھی کرلیا ہو تو وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا ... کہ خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔ انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا + اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

صفحہ ۱۸ ... دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں وہاں کا وصیت والا مال اُسی ملک کے اغراض وغیرہ کے لئے خرچ ہو یہ بھی جائز ہوگا۔ ان اموال میں سے ان یتیموں مسکینوں نومسلموں کا بھی حق ہوگا ... جو اس سلسلہ میں داخل ہیں۔

۳۔ شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔

۴۔ شرط یہ ہے کہ ہر ایک صالح جو اُس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا۔ اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے۔ اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دعائیں لگے رہیں۔

صفحہ ۲۲ ۔ انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے

[۲] جن کی تعداد اس وقت چودہ ہے۔

یا کہ وہ دیانتدار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالیا ذبح اور دنیا کے ملونی ۱ اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو بلا توقف ایسے شخص کو انجمن خارج کرے صفحہ ۱۹- حاشیہ کو بھی مہذب طریق پر اس کی اطلاع دیں ۴ یہ مطلب نہیں کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی بلکہ خدا تعالیٰ کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا (کیا معنے توفیق اور موقع ہی نہیں ملے گا) ۔ ۲۱ تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے دیتے ہیں۔

صفحہ ۲۲ نمبر ۳ یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اُس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی۔

صفحہ ۲۴ ۱۹ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیت مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا . . . .

یہ چالیس شرائط مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی ہیں۔ کیا یہ کفارہ ہے؟ معترض کو چاہیئے کہ ۱ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۳۵ و صفحہ ۱۹ حاشیہ و صفحہ ۲۴ ۱۹ خصوصاً غور سے پڑھے تاکہ اس کو معلوم ہو جاوے کہ کفارہ تو بجائے خود ایک مسلمان بدچلن گنہگار بھی باوجود ۱/۱۰ حصہ دینے مقبرہ بہشتی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ آپکے معترض ٹھنڈے دل سے خالی الذہن ہو کر بنظر انصاف غور کریں کیا یہ تدابیر اور شرائط اور احتیاطیں ذرہ بھر بھی کفارہ کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں یا از دست کفارہ ہموزیں۔ باقی رہا کہ زمین غیر بہشتی کی لاش کو باہر پھینک دے یہ اعتراض کسی وجہ نری اللہ جہرۃ ۲/۶ سے کم نہیں۔ جس کا جواب یہود کو فاخذتکم الصاعقہ ۱/۶ کے سوا اور کچھ نہ ملا۔

سوال نانواں
سہ سالہ نشان پر غور کرو جو آخر اعجاز احمدی کہ کر بلا چھوڑا یا۔

جواب و باللہ التوفیق۔ معترض کو چاہیئے تھا کہ اگر اس کے نزدیک یہ نشان۔ نشان نہیں۔ تو نشان کے علامات سنۃ اللہ کے موافق قرآن مجید سے پیش کرتا اور پھر ثابت کرتا کہ کتاب اعجاز مسیح اعجاز یا نشان نہیں۔ معترض نے اس اعتراض میں بھی بعینہ وہی یضاھؤن قول الذین کفروا من قبل ۱۰/۱۱ والا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ۲۷/۸ (جب کبھی کوئی نشان دیکھتے ہیں کہ دیتے ہیں یہ تو چالاکی ہے جو ہمیشہ ایسے لوگ کرتے چلے آئے ہیں) صم بکم عمی کن لوگوں کو خطاب ملا؟ ایسے ہی لوگوں کو جو برابر نشان پر نشان دیکھتے اور کہتے لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ ۱۳/۸ ایسے کیوں کوئی نشان اسکی رب کی طرف سے نازل نہیں ہوتا۔

کیا یہ تھوڑا نشان ہے کہ ابتدا میں دعوے کیا گیا جو اس کے جواب کا ارادہ کریگا وہ ہلاک یا ذلیل ہوگا ایک نے ارادہ کیا ہلاک ہوا دوسرے نے وہ نوٹ چوری لیکر اپنے نام پر شائع کئے ذلیل ہوا۔ پھر آج تک کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس کا جواب لکھیں۔

سوال دسواں
طاعون کے مقابلہ میں نام رکھا دار الامان۔ آخر روحانی گھر سے بھی خارج ہو کر باغ میں تشریف لے جانا چہ معنے دارد۔

جواب و باللہ التوفیق۔ حضرت امام بسبب طاعون کے باغ میں تشریف نہیں لے گئے تھے۔ بلکہ زلزلہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے روز تشریف لے گئے تھے۔ چونکہ اور زلازل کے متعلق وحی ہو چکی تھی اس لحاظ سے باغ میں ہی) کچھ عرصہ تک رونق افروز رہے اگر بلحاظ قواعد حفظ صحت طاعون کے لئے بھی تشریف لے جاتے تب بھی کچھ حرج نہ تھا مامورین اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے بہت ڈرنے والے ہوتے ہیں باوجود دعاؤں اور وعدہ ہائے حفظ الٰہی کے ظاہری اسباب کو بھی نہیں چھوڑتے کیونکہ ظاہری اسباب بھی اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہی ہیں ربنا ما خلقت ھذا باطلا ۴/۱۱ یہ ظاہری کارخانہ اسباب بھی لغو اور باطل نہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود وعدہ حفاظت و وعدہ فتح روز جنگ احد دو زرہ پہن لیں۔ اسی طرح جب کفار مکہ نے ارادہ قتل کیا باوجود وعدہ حفاظت الٰہی مکہ معظمہ سے تشریف لے گئے پھر اس لحاظ سے کہ کافر تعاقب نہ کریں تین روز غار ثور میں رونق افروز رہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ الٰہی پر نعوذ باللہ یقین نہ تھا۔ ضرور یقین تھا اور حق الیقین تھا مگر ظاہری اسباب کو بھی ہاتھ سے نہ دیا تاکہ سنت اللہ ظاہری و باطنی دونوں پر عملدرآمد ہو۔ دوسرا اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کو حرماً آمنا فرمایا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے بے امنی کے خوف کے وقت تشریف لے گئے کیا وہ اب حرماً آمنا نہ رہا؟ ضرور رہا اور اب تک ہے مگر ایک خاص ضرورت کے لئے وہاں سے جانا ہی مناسب معلوم ہوا۔

تیسرا اگر حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون کے سبب باغ میں تشریف لیجاتے تو اس سے اول اور اس سے بعد بارہا قادیان میں طاعون پڑا مگر حضرت کبھی باہر تشریف نہیں لے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی طاعون کے لئے تشریف نہیں لے گئے تھے۔

چوتھا۔ لفظ قادیان (جو الہام الٰہی میں ہے) سے خاص حضرت کا دار مراد ہے اس واسطے کہ اس کا اصل نام ہے دار الاسلام۔ قاضی ماجھی کثرت استعمال سے قاضی ماجھی رہ گیا پھر صرف قاضی رہ گیا اب بھی عام لوگ صرف کادی ہی کہتے ہیں قادیاں نہیں کہتے۔ حضرت امام کے آباؤ اجداد کے وقت یہاں پانچسو حافظ قرآن ہمیشہ رہتا تھا اور اس ملک میں مولوی عالم دیندار کو قاضی کہتے ہیں چنانچہ اجکل بھی اس ملک میں امام مسجد کو قاضی ہی کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ قاضی یا کادی یا قادیان صرف حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسکن یا دار کا ہی نام ہے اور اسی کے لئے وعدہ امن کا ہے اور آج تک اتنے عرصہ میں باوجود بار بار طاعون کے ہونے کے اس دار سے ایک چوہا بھی طاعون سے نہیں مرا۔

سوال گیارہواں
قادیان کا طاعون سے محفوظ نہ رہنا اور احمدیوں کا پلیگ سے نہ بچنا۔ اگر تاویل کرو تو نبوت کے لئے یہ شعر ہے۔ کاذبوں کی قربیوں کا حکم ہے طاعون کو۔ صادقوں کو مل گئیں امن و امان کی ڈگریاں۔

جواب سوال نمبر ۱۰ میں بیان کیا گیا کہ جس جگہ کا وعدہ ہے وہ ابتدائے طاعون سے آجتک محفوظ ہے۔ اور میری اس تقریر کا گواہ ایک اور الہام بھی ہے انی احافظ کل من فی الدار۔ لولا الاکرام لھلک المقام۔

جو اس دار میں رہتے ہیں میں سب کی حفاظت کرونگا۔ اگر اس گھر والوں کی عزت کا پاس نہ ہوتا تو باقی ساری کی ساری بستی ہلاک کی جاتی مگر صدقہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے ہلاک نہ ہونگے اور اصل میں لولا الاکرام والا الہام تفسیر ہے ایک آیت قرآن کریم کی وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا ۱۵/۶ کیا معنے قبل قیامت ایک بڑا عذاب (طاعون) آنے والا ہے بعض بستیوں کو وہ بالکل ہلاک کر دیگا ان میں کوئی بھی نہ بچیگا۔

۴۴ اور وہ ایک بدلوں بدلوں گا پھر بھی گرے ہیں اور وہ باہر نکل رہیں۔

۲ - وہ مقامات جن پر پوری ...

جیساکہ وقوع آچکا اور آیندہ نہ معلوم کس قدر ہلاکت ہونے والی ہے اور بعض کو عذاب ہوگا اور کچھ بچ بھی رہینگے تو اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بستی بسبب مخالفت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قابل تھی کہ اسکو بالکل ہلاک کیا جاتا مگر بسبب عزت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو بالکل ہلاک نہ کیا جاویگا بلکہ معذب والی بستیوں کی طرح صرف عذاب ہی اُن پر نازل ہوگا کیا معنے کوئی طاعون وغیرہ سے تباہ ہوگا کوئی بچے گا۔ معترض اگر شعر پر غور کرتا تو یہ اعتراض پیش ہی نہ کرتا کیونکہ اس وقت تک غیر احمدی ہی اس شعر کا مصداق ہو رہے ہیں۔ کتنے احمدی طاعون سے مرے؟ پوروں پر انسان شمار کر سکتا ہے مگر کتنے غیر احمدی مرے؟ اس کا حساب نہیں۔ لاکھوں لاکھوں تک نوبت پہنچی۔ اسی طرح تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کفار کو وعدہ عذاب تلوار دیا گیا تھا جیسے

او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم بأس بعض ~~پ۷~~ مگر صحابہ بھی جنگوں میں بہت شہید ہوئے کیا صحابہ پر بھی نعوذ باللہ وہ عذاب ہی تھا بلکہ وہ تو شہید ہوئے تھے اور ان کو دربار الٰہی سے سارٹیفکیٹ

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتاھم اللہ من فضلہ ~~پ۴~~ کا دیا گیا۔ اسی طرح احمدی جو طاعون سے فوت ہوئے وہ بھی شہید ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(حکیم فضل دین از قادیان)

خطبہ جمعہ

مسجد اقصیٰ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء

از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل یا ایھا الکفرون الی آخر السورۃ۔

نماز کے اختتام پر سلام پھیر کر معاً ہی حکم ہے کہ انسان کم از کم تین ۳ بار استغفار پڑھے۔ اور حدیث میں تو یوں بھی آیا ہے کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ۔ ۳۳ بار الحمد للہ۔ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے۔ یہ بھی نماز کے بعد کے وظائف میں سے ایک ضروری وظیفہ ہے مگر

اس کا ہم انشاء اللہ توفیق ہوئی تو آیندہ کبھی اس کے موقع پر بیان کریں گے۔ سلام پھیرتے ہی معاً تین بار

استغفر اللہ ۔ استغفر اللہ ۔ استغفر اللہ

کہنے کا جو حکم ہے اس میں بھید کیا ہے؟ اور اس کی وجہ کیا؟ اصل بات یہ ہے کہ انسان بڑا کمزور۔ ناتوان اور سست ہے۔ علم حقیقی سے بہت دور ہے۔ آہستگی سے ترقی کر سکتا ہے۔ ہم تم تو چیز ہی کیا ہیں۔ اس عظیم الشان انسان علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کی بھی یہ دعا تھی کہ رب زدنی علماً۔ تو جب خاتم الانبیاء۔ افضل البشر صلعم کو بھی علمی ترقی کی ضرورت ہے جو اتقی الناس۔ اخشی الناس۔ اعلم الناس ہیں۔ اور اُن کے متعلق الرحمٰن علم القرآن وارد ہونے کے باوجود بھی اُن کو ترقی علم کی ضرورت ہے تو ما وشما ..... حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ کہ ہم علمی ترقی نہ کریں۔ اگر میں کہ دوں کہ مجھے کتابوں کا بہت شوق ہے۔ اور میرے پاس اللہ کے فضل سے کتابوں کا ذخیرہ بھی تم سب سے بڑھکر موجود ہے اور پھر یہ بھی اللہ کا خاص فضل ہے کہ میں نے اُن سب کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے اور مجھے ایک طرح کا حق بھی حاصل ہے کہ ایسا کہ سکوں۔ مگر با این ہمہ نہیں کہ سکتا کہ مجھے علم کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مجھے بھی ترقی علم کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔ علم سے میری مراد کوئی دنیوی علم اور ایل۔ ایل۔ بی۔ یا ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگریوں کا حصول مراد نہیں ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

بلکہ ایسا تو کبھی میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا۔ اور نہ ہی ایسی میری کبھی اپنی ذات یا اپنی اولاد کے واسطے خواہش ہوئی ہے۔ عام طور پر لوگوں کے دلوں میں آجکل علم سے بھی ظاہری علم مراد لیا گیا ہے اور ہزارہا انسان ایسے موجود ہیں کہ جن کو دن رات یہی تڑپ اور لگن لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح وہ بی۔ اے یا ایم۔ اے۔ یا ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں حاصل کرلیں۔ ان لوگوں نے اصل میں ان علوم کی دھن ہی چھوڑ دی ہے۔ جن پر سچے طور پر علم کا لفظ صادق آسکتا ہے۔ پس ہماری مراد ترقی علم سے

خدا کی رضامندی کے علوم

اور اخلاق فاضلہ سیکھنے کے علوم۔ وہ علوم جن سے خدا کی عظمت اور جبروت اور قدرت کا علم ہو۔ اور اس کی صفات۔ اس کے حسن و احسان کا علم آجاوے غرض وہ کل علوم جن سے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا علم آجاوے مراد ہیں۔ انسان چونکہ کمزور ہوتا ہے اور اس کا علم اپنے کمال تک نہیں پہنچا ہوتا اور بعض اوقات اپنی کمزوریوں اور سستیوں کی وجہ سے نماز کو کبھی وقت سے بے وقت۔ کبھی بے توجہی سے پڑھتا ہے۔ اور کبھی نمازوں میں اس کا خیال کہیں کا کہیں چلا جاتا اور پورا حضور قلب اور خشوع جو نماز کے ضروری ارکان ہیں ان کے ادا کرنے میں سستی ہو جاتی ہے یا نماز پورے طور سے نہیں پڑھی جاتی۔ یا کبھی اصل لذت اور سرور سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور باریک در باریک وجوہ کے باعث نمازمیں کوئی نہ کوئی کمی یا نقص رہ جاتا ہے اس واسطے حکم ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے ساتھ ہی معاً استغفار پڑھکر اپنی کمزوریوں اور نماز میں اگر کوئی نقص رہ گیا ہے تو اس کی تلافی خدا سے چاہے۔ اور عرض کرے کہ یا الٰہی اگر میری نماز کسی باریک در باریک کمی یا نقص کی وجہ سے قابل قبول نہیں تو میری کمزوریوں پر پردہ ڈال کر بخشش فرما اور میری عبادت کو قبول فرمالے۔ ہم تیرے عاجز بندے ہیں ہم تیری اس

کبریائی عظمت اور جلال

کو جو تیری ذات پاک کے شایان اور مناسب حال ہے کہاں جان سکتے ہیں۔ اس واسطے ان کمیوں پر چشم پوشی فرما۔ اور عفو کر۔ گذشتہ غلطیوں کو معاف فرما اور آیندہ کے واسطے توفیق عطا فرما کہ ہم تیری عبادت بطریق احسن اور ابلغ کرنے کے لایق ہوں۔

نماز کی کمی اور نقائص کی تلافی کے واسطے ماثورہ اوراد کے علاوہ ایک مقررہ تعداد رکعات سنن کی بھی ضروری ہے جو کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فرائض کی تکمیل کے واسطے سنن کا پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے جو لوگ سنتوں کے ادا کرنے میں سستی یا کاہلی کرتے ہیں اُن کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میں تم ہمیشہ اس بات سے ڈرتا رہتا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عمل سے کہ آپ نماز فرائض کے بعد فوراً اندر تشریف لیجاتے ہیں کوئی ٹھوکر کھاوے اور خود بھی فرائض کے بعد فوراً مسجد سے باہر بھاگنے کی کوشش کرے اور ادعیہ ماثورہ اور سنن کی پرواہ نہ کرے۔ یاد رکھو کہ حضرت اقدس ؑ ان سب باتوں کے پورے پابند ہیں اور اکثر گھر میں نوافل میں بھی لگے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات آپ سنن مسجد میں بھی ادا کر لیتے ہیں۔

غالباً یہی خیال آجاتا ہوگا کہ کوئی ٹھوکر نہ کھائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

نماز سے گھر بابرکت ہوجاتے ہیں

چنانچہ میرا خود بھی اسی پر عمل ہے۔ اکثر سنن اور نوافل گھر میں ادا کرتا ہوں مگر اسی خیال سے کہ کسی بیمار دل کو ٹھوکر نہ لگے بعض اوقات مسجد میں بھی ادا کر لیتا ہوں اور خدا سے یہ دعا عرض کرتا ہوں کہ گھر میں تو بھی برکت دے۔ دیکھو رسول اکرم صلعم کا عمل بھی اسی طرح پر ہے۔ شام کے نوافل کے متعلق آنحضرت صلعم کا مسجد میں نوافل ادا کرنے کا بھی ایک اثر موجود ہے۔

غرض یہ ہے کہ سنن کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ خواہ گھر میں ہوں اور خواہ مسجد میں۔

قرآن شریف کی بعض چھوٹی چھوٹی سورتیں جن میں چار قل بھی ہیں۔ نماز میں بھی اور نماز کے بعد کے اوراد و ماثورہ میں بھی داخل ہیں لہٰذا ان کے متعلق بھی کسی قدر بیان کر دینا ضروری ہے۔ مسلمان انسان میں

غیرت اور حمیت

ہونی چاہیے اور ہر حالت میں لازمی ہے کہ انسان ایماندار بے غیرت ہونے کی حد تک ذلیل نہ ہو جاوے۔ دیکھو حضرت نبی کریم صلعم کی ابتدائی تیرہ سالہ مکہ کی زندگی کیسی مشکلات اور مصائب کی زندگی ہے۔ مگر باایں کہ آپ بالکل تنہا اور کمزور ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ صلعم کی زبان سے اہل مکہ کے بڑے بڑے اکابر قریش اور سرداران قوم کو جو اپنے برابر کسی کو دنیا میں سمجھتے ہی نہ تھے یوں خطاب کراتا ہے قل یاایھا الکفرون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کمزوری کی حالت میں بھی خدائی تائید اور نصرت کی وجہ سے جو آپ کے شامل حال تھی اور اس کامل اور سچے علم کی وجہ سے جو آپ کو خدا کے وعدوں پر تھا۔ آپ میں ایسی قوت اور غیرت و حمیت موجود تھی کہ آپ تبلیغ احکام الٰہی میں اُن کے سامنے ہرگز ہرگز ذلیل نہ تھے۔ بلکہ آپ کے ساتھ خدا کی خاص نصرت اور

حق کا رُعب اور جلال

ہوا کرتا تھا۔ پس اس سے مسلمانوں کو یہ سبق لینا چاہیے کہ حق کے پہنچانے میں ہرگز ہرگز کمزوری نہ دکھائیں۔ اور دینی معاملات میں ایک خاص غیرت اور جوش اور صداقت کے پہنچانے میں سچی حمیت رکھیں۔

کافر کا لفظ عرب کے محاورے میں ایسا نہیں سمجھا جاتا تھا کہ ہمارے ملک میں کسی کو کافر کہنا گویا آگ لگا دینا ہے۔ وہ لوگ چونکہ اہل زبان تھے خوب جانتے تھے کہ کسی کی بات کو نہ ماننے والا اس کا کافر ہوتا ہے۔ اور ہم چونکہ آپ کی بات نہیں مانتے اس واسطے آپ ہمیں اس رنگ میں خطاب کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں خود مسلمانوں کی صفت بھی کفر بیان ہوئی ہے جہاں فرمایا ہے کہ یکفرون بالطاغوت۔ معلوم ہو کہ کفر مسلمان کی بھی ایک صفت ہے مگر آج کل ہمارے ملک میں غلط سے غلط بلکہ خطرناک سے خطرناک استعمال میں آیا ہے۔ کسی نے کسی کو کافر کہا اور وہ دست و گریباں ہوا۔

اصل میں کافر کا لفظ دل دکھانے کے واسطے نہیں تھا۔ بلکہ یہ تو ایک واقعہ کا اظہار و بیان تھا۔ وہ لوگ تو اس لفظ اور خطاب کو خوشی سے قبول کرتے تھے۔

قل یاایھا الکفرون

کے معنے ہوئے کہ وے لوگ کہ جو تم انکار کرتے ہو اور روگرداں ہو تم مجھ سے میری بات کو سنو۔ لا اعبد ما تعبدون۔ میں اُن بتوں کی۔ اُن خیالات کی۔ اُن رسوم و رواج کی اور اُن ظنوں کی فرمانبرداری نہیں کرتا جن کی تم کرتے ہو۔

اُن لوگوں میں اکثر لوگ تو ایسے ہی تھے جو رسم و رواج۔ عادات اور بتوں کی اور ظنوں اور وہموں کی پوجا میں غرق تھے۔ ہاں بعض ایسے بھی تھے کہ جو دہریہ تھے مگر زیادہ حصہ اُن میں سے اول الذکر لوگوں میں سے تھے خدا کو بڑا خدا جانتے تھے۔ اور خدا سے انکار نہ کرتے تھے۔ بعض ایسے بھی کافر تھے جو خدا کو بھی مانتے تھے اور بتوں سے بھی الگ تھے۔ رسم و رواج میں بھی نہ پڑے تھے آنحضرت صلعم کے پاس آنے کو اور آپ کی فرمانبرداری کرنے ہی کو اپنی سرداری کی ہتک جانتے تھے اور ان کے واسطے اُن کا کبر اور بڑائی ہی حجاب اور باعث کفر ہو رہی تھی۔

ولا انتم عابدون ما اعبد۔ اور نہ ہی تم میرے معبود کی عبادت کرتے نظر آتے ہو۔

ولا انا عابد ما عبدتم۔ اور نہ ہی میں کبھی تمہاری طرز عبادت میں آؤں گا۔

ولا انتم عابدون ما اعبد۔ اور نہ ہی تم اپنے رسم و رواج جتھے اور خیالات اپنے بتوں اور منتوں کو چھوڑتے نظر آتے ہو۔ تو اچھا پھر ہمارا تمہارا یوں فیصلہ ہوگا۔ کہ لکم

دینکم ولی دین۔ تمہارے واسطے تمہارے اعمال اور عقائد کا نتیجہ ہوگا اور ہمارے واسطے ہمارے کردار اور عقائد کا۔ پس تم کو سزا تم کو ملے گی۔ پھر اُس وقت پتہ لگ جاوے گا کہ کون صادق ہے اور کون کاذب ہے۔

اس کا جو نتیجہ نکلا وہ دنیا جانتی ہے۔ ہر ایک نے دیکھ لیا ہوگا کہ آنحضرت صلعم دنیا سے کس حالت میں اُٹھائے گئے۔ اور آپ کے اتباع کو دنیا میں کیا کچھ اعزاز اور کامیابی نصیب ہوئی اور اور آپ کے وہ دشمن کہاں گئے اور اُن کا کیا حشر ہوا کسی کو اُن کے ناموں سے بھی واقفیت نہیں۔ بس یہی نمونہ اور مابہ الامتیاز ہمیشہ کے واسطے صادق اور کاذب میں خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ فقط

نتیجہ امتحان انٹرنس

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دار الامن والایمان کے ۱۶ طلبا میں سے جو اس سال امتحان انٹرنس میں شامل ہوئے تھے ۱۰ طالب علم یعنی عبد العلی ۔ ولی اللہ شاہ ۔ عبد الرحمن امرتسری ۔ محمد صادق ۔ امجد حسین بٹالہ ۔ عطا محمد ۔ پاس ہیں ۔ اور تین لڑکے یعنے گوہردین ۔ خواجہ عبد الرحمن (کشمیری) اور میاں فیض احمد زیر تجویز ہیں۔ ان تینوں لڑکوں کی تمام احمدی احباب کی خدمت میں نہایت الحاح سے التجا ہے کہ اُن کے حق میں دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے۔ سنا گیا ہے کہ قریباً ۱۷ فی صدی طلبا اس سال اس امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمارا نتیجہ بہت اچھا رہا ہے۔

الاخوان

بخدمت سابق ممبران الاخوان لاہور۔

برادران اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چونکہ سالانہ رپورٹ جلسہ الاخوان چھپنے والی ہے اور اس میں نئے اور پرانے ممبروں کی فہرست کا اندراج ضروری ہے لہٰذا میں آپ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ الحکم اس امر کی التماس کرتا ہوں کہ سب احباب اپنے اسمائے گرامی مع مفصل پتہ کے میرے پاس بھیجکر بندہ کو ممنون فرماویں۔ والسلام۔

رپورٹ جلسہ احمدیہ تحصیل پھالیہ بمقام مونگ

مونگ تحصیل پھالیہ میں ایک گاؤں ہے۔ جہاں قریباً چار کس غریب احمدی رہتے ہیں اور مخالفین کی بیجا زیادتیوں اور سختیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ ہوا کہ ان میں سے میاں عبداللہ صاحب مہاجر جو بلحاظ اپنے تقویٰ وطہارت اور خشیۃ اللہ کے تحصیل پھالیہ کی جماعت میں ایک واجب التقلید نمونہ ہیں وہ میاں صاحب ناہنجار ملاؤں اور جاہل مخالفوں سے تنگ آکر اور ہجرت کر کے دارالامن والامان قادیان شریف میں اپنے پیارے آقا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جا پناہ گزین ہوئے ہیں اور دو تین آدمی احمدی جو باقی رہ گئے ہیں وہ موافق فرمودہ حضرت اقدس پورے استقلال سے مخالفین کی بیجا سختیوں کے نشانہ بنے رہکر اور ہر طرح کی تعدیوں کی پرواہ نہ کر کے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسلیم کردہ دستور العمل رکھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ایسے ہی استقامت اور ایمانی طاقت بخشے۔ آمین

عرصہ تخمیناً دو سال سے ضلع گوجرات میں جلسوں کی بنیاد قایم ہوگئی ہے اور جیسا کہ اخبار الحکم و بدر میں اس ضلع کی گذشتہ احمدی جلسوں کی رپورٹیں شایع ہوچکی ہیں ہر ایک جلسہ میں موضع مونگ کے یہ احمدی شامل ہوتے رہے ہیں۔ گذشتہ جلسہ میں جو مقام ہیلاں میں ہوا تھا۔ یہ بھی خواستگار ہوئے کہ آیندہ جلسہ میں قرب وجوار کے بھائی مونگ میں جمع ہوں۔ چنانچہ اونکی درخواست کے بموجب ۲۳ اگست ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی۔ ان احمدیوں نے واپس مونگ جاکر اعلان کردیا اور مخالفین کے مقتدا شکم پرست ملاؤں کو اسبات کیطرف دعوت دی کہ ہم کو جو تم ہمیشہ طرح طرح کے الزام سے بدنام کرتے حضرت امامنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں دیدہ ودانستہ ناشایستہ اور برے الفاظ استعمال کرتے اور یہ کہتے ہو کہ تم نے نیا دین اور مذہب اختیار کرلیا ہے۔ آؤ اب فیصلہ کا وقت آگیا ہے۔ ہم نے اسی نیت سے اپنے احمدی بھائیوں کو بلاکر جلسہ کا انتظام کیا ہے۔ ہمارے مولویصاحب بھی آویں گے طرفین کی بحث کرنے پر حق اور باطل میں امتیاز ہو جاویگا۔ اور ہم تمہارے روز بروز کے مظالم سے خلاصی پاکر آزادی سے عبادات الٰہیہ کو بجالانے کے قابل ہو جاویں گے۔ . . . .

. . . . مگر مخالفین ملاؤں پر ایسا رعب غالب ہوا کہ سکوت کی مہر ان کے منہ پر لگ گئی اور ادہر ادہر جھانکنے لگے۔ آخر جب جلسہ مذکور کی تاریخ قریب آگئی تو یہ ملانے مارے خوف کے دو تین یوم پہلے ہی ایسے بھاگے جیسے گدہے کے سر سے سینگ۔ غرضیکہ بمنطوق آیۃ کریمہ قد جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ہر سہ ملا جو الگ الگ مسجدوں کے امام تھے گاؤں کے لوگوں کے پاس کرئی نہ کوئی عذر تراش کر کافور ہوگئے تین مسجدوں میں جمعہ ہوا کرتا تھا بسبب امام نہ ہونے کے جمعہ پڑھنا تو رکنار رہا۔ احمدی رعب انپر ایسا غالب آیا کہ جبتک احمدی جماعت مونگ میں مقیم رہی کسی نے اذان تک بھی نہ کہی۔

۹ بجے صبح تک چک سکندر۔ چک بامسریاں۔ لالہ موسیٰ رسول۔ گوڑیالہ۔ بوبہ۔ ہیلاں۔ اور اگل وغیرہ جگہوں سے احباب جمع ہوگئے تقریباً پچاس آدمیوں کی تعداد ہوگئی۔ جماعت مونگ اگرچہ نہایت قلیل اور غریب بھی صرف تین ہی آدمی تھے مگر جیسا کہ انہوں نے مہمانوں کا خیر مقدم اور مہمانداری کے فرائض کو بوجہ احسن ادا کیا وہ نہایت ہی قابل رشک نمونہ اور اس سے انکی ایمانی طاقت کا پتہ لگتا تھا کہ کس طرح خدا کے پیارے اور معطر مسیح نے لوگوں کے دلوں کو خدا کی راہ میں مسخر کردکھایا ہے۔ خرچ نہایت فراخدلی اور جوشیلہ سے کیا گیا۔ غرضیکہ مہمانوں کی مدارات بہت سے بڑھ چڑھ کر کیگئی جزاہم اللہ۔

مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکے سے اکثر دنیا بخوبی واقف ہے کہ کس دل و دماغ کے وہ آدمی ہیں۔ ان کے ساتھ ناظرین کو انٹروڈیوس کرانے کی ضرورت نہیں۔ جمعہ سے پہلے جو تقریر ہوئی وہ مولویصاحب موصوف نے بیان فرمائی۔ یہ تقریر بلحاظ اعلےٰ استدلال اور شستگی بیان وجامعیت کے نہایت قابل قدر تھی دوران تقریر میں مخالفین کی اچھی خاصی تعداد تھی سب لوگ بہت آرام سے تقریر سنتے رہے یہ تقریر نہایت موثر تھی۔

جمعہ کا خطبہ بھی مولویصاحب موصوف نے پڑہا قرآن کریم کے معارف اور نکات نہایت خوبی سے بتلائے گئے۔ بعد از نماز جمعہ میرے مخدوم ومکرم مولوی مہرالدین صاحب ساکنہ لالہ موسےٰ تقریر کے لئے کہڑے ہوئے مولوی صاحب پنجابی زبان میں نہایت عمدہ ملکہ رکھتے ہیں اور مثالیں دے دے کر نفس مضمون سامعین کے دلوں پر اچھی طرح سے منقش کردیتے ہیں انہوں نے وفات مسیح علیہ السلام پر تقریر شروع کی گاؤں کے لوگ بھی ساٹھ ستر کے قریب سامعین تھے۔ ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک ہی وعظ ہوا تھا کہ بعض مفسد اور شریر جو اس تقریر میں شامل تھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ یہ مشورہ ٹھانکر آئے تھے کہ شاید ان احمدی لوگوں کا وعظ سنکر کچھ لوگ مرزائی ہو جاویں چلو شور کریں اور وعظ نہ ہونے دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اونکو خاموش کرنے کے لئے مولوی غلام رسول صاحب دوبارہ کہڑے ہوئے مگر چونکہ ان جھولوں کا مطلب اور ہی تھا حق جوئی نہ تھا۔ اس لئے نماز عصر تک یہی شور وغل رہا تقریر ناتمام رہی کہ وقت عصر ہوگیا نماز عصر پڑھکر لوگ ادہر ادہر چلے گئے نماز مغرب کے بعد کہانا اور پہر عشا کی نماز کو ہے پڑا داکیگی۔ مصلحت وقت کے لحاظ سے مولوی غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ اس وقت تمام گاؤں میں سکوت ہے اذان عشا اور قرات بلند آواز اور خوش الحانی سے ہونی چاہیئے تاکہ سب مستورات ومردان مخالفین جو اس وقت گھروں پر ہیں سنیں۔ شاید کوئی سعید روح ہدایت پاجاوے۔ مولویصاحب کا یہ خیال فراست ایمانی تھی جو غیبی طاقت بنکر گویا اونکی زبان سے بول رہی تھی کہ ایسا ہونا چاہیئے مولوی فضل الرحمان ہیلانی نے اذان عشا اور قرات بلند آواز اور خوش الحانی سے پڑہی اذان اور قرات سنکر سامعین کے دلوں پر پورا پورا اثر ہوا جب نماز سے فارغ ہوگئے تو گاؤں کے باشندے دو ڈہائی سو کے قریب جمع ہوگئے۔ اونہوں نے درخواست کی ہم کو وعظ سناؤ۔ عقائد بتلاؤ۔ ہم صرف حق جوئی کے لئے آئے ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب نے اون کی درخواست منظور کر کے سورہ کوثر پر تقریر شروع کی۔ اسی ضمن میں سب پہلو جنمیں لوگ شک وشبہات کیا کرتے اور اعتراض کرتے ہیں کھول کھول کر بیان فرمائے۔ سبحان اللہ وبحمدہ یہ تقریر ایسی موثر اور کشش قلوب کا باعث ہوئی کہ ۱۲ بجے رات تک نہایت سکون اور توجہ سے لوگوں نے وعظ سنا۔ آخر ایک شخص مسمیٰ میرا جو پہلے احمدیاں مونگ کا نہایت مخالف اور ایذا رسان تھا اور ہر ایک تکلیف دہی میں سابق اور سرگروہ تھا وہ بول اٹھا کہ بس مولویصاحب جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ہم سب نے اچھی طرح سنا۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی بدگوئی کرتے ہیں جھوٹے ہیں۔ آپ لوگوں کی نماز وعظ اور عقاید نہایت ہی عمدہ ہیں۔ آپ کا وعظ سنکر ہم لوگ بہت خوش ہوئے۔ جزاک اللہ لیکن آپ نے دوران وعظ میں ارشاد فرمایا تھا۔ کہ لیکھرام پشاوری کو گویا کسی فرشتہ نے پیشگوئی امام کے مطابق قتل کیا تھا یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی یا شاید آپ نے غلطی کہائی۔ مولویصاحب ابھی جواب دینے کو ہی تھے کہ اونہیں سے ایک دوسرا آدمی بول اوٹھا کہ قبل اس کے کہ مولویصاحب جواب دیں میرا جواب سن لو۔ اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کا جواب تلوار سے دیا اور سیکڑے کفار کو واصل جہنم کیا تو مرزا صاحب کا دعویٰ بھی اونہیں کی خلافت کا ہے تو اگر ایک کافر بے ایمان دشمن رسول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مرزا صاحب کی دعا یا پیشگوئی سے قتل ہوگیا تو یہ خوشی کا مقام ہے نہ کہ محل اعتراض غرضیکہ اس تقریر نے لوگوں کے دلوں کی گرہیں کہولیں اور وہ ایک حد تک حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو مان گئے۔ مولوی غلام رسول صاحب موصوف اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کی خدمت میں نہایت ادب سے ہماری درخواست ہے کہ جب تخم ریزی ہوچکی ہے اگر آبپاشی اور گوڈی کیواسطے ایک دو دفعہ مونگ میں تشریف لیجاویں تو یقین کامل ہے کہ یہ پودے نہایت عمدہ صورت میں نشوونما پا جائینگے۔

ہمیں اسبات کا نہایت افسوس ہے کہ جناب ملک مولا بخش صاحب سکرٹری ضلع اور حافظ صاحب وزیرآبادی بسبب علالت طبع اس جلسہ میں شریک نہ ہوسکے آیندہ جلسہ کی ابھی کوئی جگہ اور تاریخ مقرر نہیں ہوئی غالباً ماہ شعبان میں بمقام ... جلسہ منعقد ہوگا فیصلہ ہونے پر

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔ صہ/
۲۔ مخلص و معاونین سے عـہ
۳۔ ہندوستان سے باہر ۔ ــے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔ ۱۲؍
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے عا؍

نوٹ

عہ؍ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل شاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

الحکم

چھپ گیا ہے کیو بانو کی انگریزی چھاپہ قادیان میں | دواخانہ شفاخانہ میں غرض دارالامان میں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

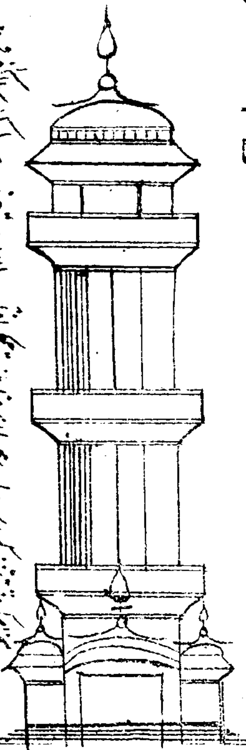

تازہ وحی

۱۸۔ اپریل ۱۹۰۸ء

(۱) انا فتحنا لک فتحا مبینا

(۲) انی لنا لتنا الارض فحق العذاب فی ذلی

(۳) بشری لی

۲۲۔ اپریل ۱۹۰۸ء

(۴) میرے لئے ایک نشان آسمان پر ظاہر ہوا۔

(۵) خیر و خوبی کا نشان۔

(۶) میری مرادیں پوری ہوئیں

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۰۔ اپریل ۱۹۰۸ء

شیخ فضل کریم صاحب جنھوں نے اسی سال حج کعبۃ اللہ کا شرف حاصل کیا ہے چند روز سے دارالامان میں تشریف رکھتے ہیں۔ قبل ظہر حضرت اقدس سے ملاقات ہوئی۔ اور انھوں نے اس سال کے ناقابل برداشت تکالیف کا جو حجاج کو برداشت کرنے پڑے ہیں۔ سارا حال بیان کیا۔ انھوں نے بیان کیا کہ انگلش حدود سے نکلکر ٹرکش حدود میں داخل ہوتے ہی ایسی مشکلات کا سامنا ہوا کہ جن کی وجہ سے یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ یہ مشکلات ایسی ہیں جن سے حج کے بالکل بند ہو جانیکا اندیشہ ہے خصوصاً اہل ہند کیواسطے۔ انھوں نے بیان کیا کہ ٹرکی حدود میں کوارنٹائن کی ناقابل برداشت سختیاں۔ وہاں کے ڈاکٹروں اور حاکموں کا سخت درجہ کا حریص اور طامع ہونا اور اپنے فائدے کیلئے ہزاروں جانوں کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرنا۔ لوگوں کا سامان خورد و پوشاک وغیرہ بسا اوقات میں ضائع کر دینا یا نقدی کا ضائع جانا۔ اور پھر جو چیز ایک مصری حاجی سے ہیں حاصل کر سکتا ہے وہ ہندیوں کو بیس گنا بھی بمشکل دیتا۔ رستوں میں باوجودیکہ سلطان المعظم نے ہر دو میل پر کنواں تیار کروا رکھا ہے عمال اور کارکنوں کا بغیر دو چار آنے لئے کے پانی کا گلاس تک نہ دینا۔ اور پھر رستہ میں باوجود ہوگی پہرہ ونگی انتظام کے جو کہ سلطان المعظم کی طرف سے کیا گیا ہے بڑے درجے کی بدامنی کا ہونا یہاں تک کہ انسان اگر رستے سے دو چار گز بھی ادھر ادھر ہو جاوے تو پھر وہ زندہ نہیں بچ سکتا۔ اور پھر ہندیوں سے خصوصاً سخت بتاؤ ہونا۔ بات بات پر پٹ جانا

اور کوئی داد فریاد نہیں۔ بات بات پر کتاب۔ بطال اور الفاظ حقارت سے مخاطب کیا جانا وغیرہ وغیرہ ایسے سامان ہیں کہ بہت ہی مصیبت کا سامنا نظر آتا ہے۔ یہ سارا ماجرا سن کر

حضرت اقدس نے فرمایا

کہ ہم آپ کو ایک نصیحت کرتے ہیں ایسا ہو کہ ان تمام امور تکالیف سے آپکی قوت ایمانی میں کسی قسم کا فرق اور تزلزل نہ آوے۔ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ابتلاء ہے۔ اس سے پاک عقائد پر اثر نہیں پڑنا چاہئے۔ ان باتوں سے اُس متبرک مقام کی عظمت دلوں میں کم نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس سے بدتر ایک زمانہ گذرا ہے کہ یہی مقدس مقام نجس مشرکوں کے قبضہ میں تھا اور انھوں نے اسے بت خانہ بنا رکھا تھا۔ بلکہ یہ تمام مشکلات اور مصائب خوش آئند زمانے اور زندگی کے درجات ہیں۔ دیکھو آنحضرتؐ کی بعثت ہونے سے پہلے بھی زمانہ کی حالت کیسی خطرناک ہوگئی تھی اور کفر و شرک اور فساد اور ناپاکی حد سے بڑھ گئی تھے۔ تو اس ظلمت کے بعد بھی ایک نور دنیا میں ظاہر ہوا تھا۔ اسی طرح اب بھی امید کرنی چاہئے کہ اللہ تعالےٰ ان مشکلات کے بعد کوئی بہتری کے سامان بھی پیدا کر دیگا اور خدا کوئی سامان اصلاح پیدا کر دیگا۔

بلکہ اسی متبرک اور مقدس مقام پر ایک اور بھی ایسا ہی خطرناک اور نازک وقت گذر چکا تھا جسکی طرف آنحضرتؐ کو اللہ تعالےٰ نے توجہ دلائی تھی الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الخ۔ غرض یہ اب تیسرا واقعہ ہے اس کی طرف بھی اللہ تعالےٰ ضرور توجہ کریگا۔ اور خدا کا توجہ کرنا تو پھر قہری رنگ میں ہی ہوگا۔

ایک شخص کابلی سید عبد المجید خان نامی چند روز سے قادیان میں آیا ہوا تھا اس نے ...

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان مسیح الرحمٰن

۴ اپریل ۱۹۰۸ء

کسی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں اس قسم کی ایک درخواست کی تھی کہ یہاں کے رئیس اعظم کو حضرت اقدسؑ کے حالات کی تحقیق کا شوق ہے لہذا اگر ان کی خدمت میں براہ راست اس قسم کی کوئی تحریر بھیجکر تحریک کی جاوے تو خالی از فائدہ نہ ہوگی۔ اس پر

حضرت اقدسؑ

نے فرمایا کہ ہم اس قسم کی سردردی کو ہرگز پسند نہیں کرتے اگر ان کو اس قسم کی تحقیق کا خیال آتا تو کیوں خود اپنے ہاتھ سے درخواست نہیں کی۔ اصل میں ان لوگوں میں ایک قسم کا مخفی کبر ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ ایسا کرتے ہیں۔ یہ لوگ رعایا پر تو حکومت کرتے ہیں مگر اس طرح سے خدا پر بھی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ **خدا کے ماموروں میں کبریائی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ظلِ الٰہی ہوتے ہیں۔ خدا سے ان کو تواضع اور بندوں سے لاپرواہی ہوتی ہے۔** بجز اس کے کہ ان لوگوں میں سے کوئی شخص خود توجہ کرے اور پھر خدا بھی اس کے لئے دل میں جوش پیدا کر دے۔ خواہ نخواہ بناوٹ سے توجہ کرنا بھی ایک قسم کی بت پرستی ہے۔ خدا کے مامور کسی فرد واحد کی خصوصیت کرنا بھی شرک جانتے ہیں کیونکہ ان لوگوں میں باریک در باریک رنگ میں کبر مخفی ہوتا ہے۔

حضرت حکیم الامۃ رضؓ سے یہ سوال

کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کو کن دلائل سے مانا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہر ایک شخص کے ذوق اور فہم کے مطابق الگ الگ دلائل ہوتے ہیں۔ جس دلیل سے ایک شخص کسی کی سچائی پر ایمان لاتا ہے ممکن ہے کہ دوسرے کے نزدیک وہ دلیل ہی نہ ہو۔ یا ایک ضعیف دلیل ہو۔ غالباً یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اپنے ایمان کے وجوہ کا اظہار لوگوں کے سامنے نہیں کیا۔ اور اسی طرح تمام ائمہ دین نے جن جن وجوہ سے اسلام اختیار کیا۔ یا کسی کو بزرگ مانا اُن کے وہ ذوقی دلائل بھی کہیں تاریخوں میں نظر نہیں آتے جو اُن کے لئے باعث اعتقادات ہوئے۔ ان کا خصوصیت سے ان بڑے لوگوں نے تذکرہ نہیں کیا۔ بلکہ ہم اگر اس سے آگے بڑھیں تو انبیاء رسل اور ملائکہ نے بھی بیان نہیں کیا کہ کن کن وجوہ سے اُنھوں نے وحی کے فرشتے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کیا۔ کیونکہ یہ ان کے اپنے ذاتی ذوق ہوتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک دلیل جس سے کوئی خاص شخص کسی امر کی سچائی پر یقین کرتا ہے وہی تمام دنیا کے واسطے اس سچائی پر ایمان لانے کے واسطے حجت نہیں ہو سکتی۔ مخلوق جس طرح اپنے رنگ شکل و شباہت۔ اور آرزوؤں کے لحاظ سے مختلف واقع ہوئی ہے اسی طرح بلحاظ ذوق بھی اس میں عظیم اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اس کی ہزارہا مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔ یہی وجوہ ہیں کہ میں بھی اس معاملہ میں اپنے ذوق کے اظہار کی ضرورت نہیں سمجھتا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ میں بہت سے وجوہ سے

قبولیت دعاء

کا بڑا قائل ہوں۔ اور میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ہزاروں قسم کے مشکلات میں تجربۃً دعاؤں کو بہت ہی مفید پایا ہے اور یہ بجائے خود ایک بڑا بھاری سلسلہ ہے۔ اگر خدا نے توفیق دی تو میں اپنی دعاؤں کے اس بڑے حصے کو بھی بیان کرونگا۔ اس وقت میری عمر ستر برس کے قریب ہے۔ اور دعاؤں کا خیال مجھے سن بلوغ سے بھی پہلے کا پیدا ہوا ہے اور میں نے ہمیشہ بڑے بڑے خطرناک اور ہلا دینے والے وقتوں میں دعاؤں کا تجربہ کیا ہے۔ اور ایک مسلمان انسان کے واسطے یہ مسئلہ کافی ہے کہ مضطر انسان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں وارد ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ۔ لہذا ایک مسلمان عقیدہ کے انسان کے واسطے قبولیت دعا کی فلاسفی پر کوئی لمبی چوڑی بحث کرنے کی حاجت بھی نہیں معلوم ہوتی۔

شہر میں داخل ہونے کی دعا اس کے بعد ایک اور امر جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ ہمیشہ سے میرا یہ قاعدہ ہے کہ میں جب کسی شہر میں جاتا ہوں یا کسی گاؤں کی طرف رخ کرتا ہوں اور اس شہر یا گاؤں کے قریب پہنچکر اس کی بیرونی حالت کو دیکھ لیتا ہوں تو وہیں سے نہایت اضطراب اور درد دل سے وہ دعاء مسنونہ ہمیشہ پڑھا کرتا ہوں جو نبی کریمؐ نے ایسے وقت مانگنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور میرے دوست جو میری صحبت میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میں نے اپنے وعظوں۔ لیکچروں اور درس قرآن میں اس کا بارہا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیطٰن وما اضللن ورب الریاح وما ذرین فانا نسئلک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا۔ ونعوذبک من شرھا وشر اھلھا وشر ما فیھا۔ اللھم بارک لنا فیھا (تین بار) اللھم ارزقنا جناھا وحببنا الی اھلھا وحبب صالحی اھلھا الینا۔ اب میں بڈھا ہوگیا ہوں مگر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بچپن سے لیکر اب تک جن لوگوں کو میں نے اپنا دوست بنایا ہے وہ آج تک باوجود میری بہت عظیم الشان لغزشات۔ یا وسیع علوم اور تجاربہ کے آج بھی مجھکو وہ لوگ نیک ہی نظر آتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی برے انسان کو میرے ساتھ کبھی تعلق پیدا ہوا۔ اور یہ خاص خدا کا فضل ہے۔

میں نے بہت بزرگوں سے بیعت بھی کی ہے منجملہ اُن مشہور لوگوں کے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی مجددی بھی ہیں۔ اور ملک بخارا کی طرف کے مشہور لوگوں میں سے حضرت محمد جی نامی پیر پیر و مرشد تھے اور علماء میں سے مولوی عبدالقیوم صاحب مرحوم مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے۔ اور ان کے سوا اور اور بزرگ بھی ہیں۔

میں نے بڑے بڑے شہروں مثلاً۔ لکھنؤ۔ رام پور۔ بھوپال۔ مکہ معظمہ۔ یمن۔ مدینہ طیبہ اور آخر کشمیر وغیرہ میں اس دعا کے بعد جن جن لوگوں سے تعلق محبت یا نیاز پیدا کیا ہے وہ سب کے سب بحمد اللہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی میری سچی اور دردِ دل کی دعاؤں کو ضائع نہیں کیا۔ اور نہ ہی کبھی مجھے کسی دھوکہ میں مبتلا کیا۔

حضرت مرزا صاحب

مباحثہ کا خیال مجھے پہلے پہلے اس بات سے پیدا ہوا کہ ایک بڑا انگریزی تعلیم یافتہ اور بہت بڑا عہدہ دار شخص جو کہ مسلمان کہلاتا تھا میرا اس سے حضرت نبی کریمؐ کی نبوت کے معاملہ میں مباحثہ ہوا۔ کیونکہ وہ ملہمین و عادی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آخر کلام دوران گفتگو میں اس نے تسلیم کیا کہ میں حضرت محمد رسول اللہ کو خاتم النبین یقین کرتا ہوں۔ لہذا اس معاملہ میں میں اب بحث نہیں کرتا۔ اس پر میں نے اس سے پوچھا کہ بھلا ختم نبوت کی کوئی دلیل تو بیان کرو۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ اس شخص نے اس وقت یہ اقرار صرف پیچھا چھڑانے کی غرض سے کر لیا ہے۔ چنانچہ میرا وہ خیال درست نکلا اور اس نے یہ جواب دیا کہ آنحضرتؐ کی کمال دانائی اور عاقبت اندیشی اس امر سے مجھے معلوم ہوتی ہے کہ آپؐ نے ختم نبوت کا دعوےٰ کیا کیونکہ آپؐ زمانہ کی حالت سے یہ یقین کر چکے تھے کہ لوگوں کی عقلیں اب بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور آئندہ ایسا زمانہ اب نہیں آوے گا کہ لوگ آئندہ کسی کو مرسل یا مہبط وحی مان سکیں۔ اسی بنا پر آپؐ نے (نعوذ باللہ) دعوےٰ کر دیا کہ میں ہی خاتم النبین ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں آپؐ کو بڑے اعلےٰ درجہ کا دانا اور عاقبت اندیش

انسان مانتا ہوں۔ میں نے اس دلیل کو سُنکر بہت ہی رنج کیا۔ اور میرے دل کو سخت صدمہ اور دکھ پہنچا۔ کہ یہ شخص بڑا ہی عجوبہ ہے اور بے باک ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اولیاء کرامؓ کے حالات سے بھی نابلد محض ہے۔ اب چونکہ ایک طرف تو اس سے مباحثہ ہوا تھا۔ اور اس کا صدمہ دل پر ابھی باقی تھا۔ دوسری طرف وہیں کے پرائم منسٹر نے مجھے

حضرت اقدسؑ کا پہلا اشتہار

دیا جس میں اس سوفسطائی کا ظاہر اور بیّن جواب تھا جونہی کہ پرائم منسٹر نے مجھے وہ اشتہار دیا میں فوراً اُسے لیکر اُسی عہدہ دار کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ دیکھو تمہاری وہ دلیل کیسی غلط اور ظنی ہے۔ اس وقت بھی ایک شخص نبوت کا مدعی موجود ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ یہ سُنکر وہ نہایت گھبرایا اور متحیر ہوکر بولا کہ اچھا دیکھا جاوے گا۔

آپ رضؓ کا قادیان آنا

میں تو چونکہ مجھے ایک تازہ چوٹ اسی وقت لگی تھی فوراً اس اشتہار کے مطابق اس امر کی تحقیقات کے واسطے قادیان کی طرف چل پڑا۔ اور روانگی سے پہلے اور دوران سفر میں اور پھر قادیان کے قریب پہنچکر قادیان کو دیکھتے ہی نہایت اضطراب اور کپکپا دینے والے دل سے دعائیں کیں۔ جب میں قادیان پہنچا۔ تو جہاں میرا یکہ ٹھہرا وہاں ایک بڑا محراب دار دروازہ نظر آیا جس کے اندر چارپائی پر ایک بڑا ذی وجاہت آدمی بیٹھا نظر آیا۔ میں نے یکہ بان سے پوچھا کہ مرزا صاحب کا مکان کونسا ہے۔ جس کے جواب میں اُس نے اُسی رشتہ پیل مشبہ داڑھی والے کی طرف جو اُس چارپائی پر بیٹھا تھا اشارہ کیا کہ یہی مرزا صاحب ہیں۔ مگر خدا کی شان اُس کی شکل دیکھتے ہی میرے دل میں ایسا انقباض پیدا ہوا کہ میں نے یکے والے سے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا اور وہاں میں نے تھوڑی دیر کے واسطے بھی ٹھہرنا گوارا نہ کیا۔ اس شخص کی شکل ہی میرے واسطے ایسی صدمہ وہ تھی کہ جس کو میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔ آخر طوعاً و کرہاً میں اس مرزا کے پاس پہنچا۔ میرا دل ایسا منقبض اور اس کی شکل سے متنفر تھا کہ میں نے السلام علیک تک بھی نہ کہی۔ کیونکہ میرا دل برداشت ہی نہیں کرتا تھا۔ الگ ایک خالی چارپائی پڑی تھی اسپر میں بیٹھ گیا اور دل میں ایسا اضطراب اور تکلیف تھی کہ جس کے بیان کرنے میں وہم ہوتا ہے کہ لوگ مبالغہ نہ سمجھ لیں

بہر حال میں وہاں بیٹھ گیا۔ دل میں سخت متحیر تھا کہ میں یہاں آیا کیوں۔ ایسے اضطراب اور تشویش کی حالت میں اُس مرزا نے خود ہی مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے نہایت روکھے الفاظ اور کبیدہ دل سے کہا کہ پہاڑ کی طرف سے آیا ہوں۔ تب اُس نے جواب میں کہا کہ آپ کا نام نورالدین ہے؟ اور آپ جموں سے آئے ہیں؟۔ اور غالباً آپ مرزا صاحب کو ملنے آئے ہوں گے۔ بس یہ لفظ تھا جس نے میرے دل کو کسی قدر ٹھنڈا کیا۔ اور مجھے یقین ہوا کہ یہ شخص جو مجھے بتایا گیا ہے مرزا صاحب نہیں ہیں۔ میرے دل نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ میں اس سے پوچھتا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں اگر آپ مجھے مرزا صاحب کے مکانات کا پتہ دیں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ اسپر اُس نے ایک آدمی مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجا اور مجھے بتایا کہ اُن کا مکان اس مکان سے باہر ہے۔ اتنے میں حضرت اقدسؑ نے اُس آدمی کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ نماز عصر کے وقت آپ ملاقات کریں۔ یہ بات معلوم کر کے میں معاً اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس جگہ نہ ٹھیرا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک شریف انسان کسی شریف انسان کے مکان پر جاتا ہے اور سلام علیک تک کا روادار نہیں ہوتا باوجودیکہ صاحب مکان اس کی ہر طرح کی مدارات بھی کرتا ہے۔؟ آپ غور کریں کہ یہ کس قسم کے قلب ہیں جو ہمیں اللہ تعالےٰ نے عطا کئے ہیں

غرض عصر کے بعد

حکیم الامتہ رضؓ کا ایک رویا

حضرت اقدسؑ تشریف لائے۔ اور مجھے فرمایا کہ میں ہوا خوری کے واسطے جاتا ہوں کیا آپ بھی ہمارے ساتھ چلینگے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ چنانچہ رستے میں میں نے اپنا ایک رویا بیان کیا جس میں میں نے نبی کریمؐ کو دیکھا تھا۔ اور عرض کیا تھا کہ کیا حضرت ابوہریرہؓ کو آپ کی احادیث بہت کثرت سے یاد تھیں؟ اور کیا وہ آپ کی باتوں کو ایک زمانہ بعید تک بھی نہیں بھولا کرتے تھے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی تدبیر ہو سکتی ہے کہ جس سے آپ کی حدیث نہ بھولے؟۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ قرآن شریف کی ایک آیت ہے جو میں تمہیں کان میں بتا دیتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا مُنہ مبارک میرے کان کی طرف جھکایا اور دوسری طرف معاً ایک شخص نورالدین نام میرے نخ گر نے مجھے بیدار کر دیا۔ اور کہا کہ ظہر کا وقت ہے آپ اُٹھیں۔

یہ ایک ذوقی بات تھی کہ میں نے مرزا صاحب کے سامنے اسے پیش کیا کہ کیوں وہ معاملہ پورا نہ ہوا؟۔ اسپر آپؑ کھڑے ہو گئے اور میری طرف منہ کر کے ذیل کا شعر پڑھا

من ذرہ ز آفتابم ہم از آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

پھر فرمایا کہ جس شخص نے آپ کو جگایا تھا اُسی کے ہم معنے کوئی آیت قرآن کریم کی ہے اور وہ یہ ہے۔ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ۔ غرض یہ تو ایک پہلا بیج تھا جو میرے دل میں بویا گیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی سادگی جواب اور وسعت اخلاق اور طرز ادا نے میرے دل پر ایک خاص اثر کیا۔

مجاہدہ ملی

میں اس وقت تو واپس چلا گیا۔ اور پھر جلدی آیا اور عرض کیا کہ آپؑ کی راہ میں مجاہدہ کیا ہے؟ اسکے جواب میں آپؑ نے فرمایا کہ مجاہدہ یہی ہے کہ عیسائیوں کے مقابل پر ایک کتاب لکھو۔ میں نے عرض کیا کہ بعض سوال اس قسم کے ہوتے ہیں جن میں الزامی جواب ہی دشمن کو خاموش کرتا ہے۔ لہذا اگر ان کے بعض اعتراضات میں صرف الزامی جواب دیا جاوے تو کیا آپ اس طریق کو پسند فرماوینگے؟ کیونکہ بعض اعتراض بہت ہی لاجواب ہوتے ہیں۔ تو فرمایا بڑی ہی بے انصافی ہوگی اگر ایک بات جکو انسان خود نہیں مانتا دوسرے کو منوانے کیواسطے تیار ہو۔ ہاں اگر کوئی ایسا ہی مشکل سوال اگر آپکے راہ میں آجاوے جس کا جواب ہرگز آپ کی سمجھ میں نہ آ سکتا ہو

حل مشکلات کے لئے

تو اُس کے واسطے یہ راہ مناسب ہے کہ اس کے جواب کے لئے آپ اس سوال کو نہایت ہی خوشخط اور جلی قلم سے لکھکر اپنی اکثر اوقات نشستگاہ کے سامنے جہاں ہمیشہ نظر پڑتی رہے لٹکا دیا کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے خاص فضل سے وہ فیضان نازل فرمائے جس سے کسی بھی اسلامی صداقت کے متعلق آپ کو کوئی مشکل پیش آئی ہو۔ غرض اس طریق دعا کا میں کم و بیش پہلے ہی سے قائل تھا آج مجھ اس کی مضبوطی پر حضرت اقدسؑ نے سکھلا کر دیا۔ یہ بہت پرانی بات ہے پھر آپ کو میں کیا سناؤں کہ مجھ کس طرح سے اس مجاہدہ کرنے کے سامان میسر آگئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ میرا ایک ہم مکتب حافظ عیسائی ہو چلا۔ اور اُس نے عیسائیت کے متعلق مجھ سے مباحثہ کیا۔ اور پھر مجھے باوجود کثرت کاروبار کس طرح فرصت مل گئی۔ اور اس کتاب کے چھپنے کے لئے کس قدر مال مجھ کو ایسی جگہ سے مل گیا جہاں میرا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اس کتاب کے چار جلد تھے نام اسکا **فصل الخطاب** تھا۔ خدا کی شان کہ صرف دو ہی جلد کے شائع ہونے پر میرا اس ہم مکتب حافظ دوست اور اور بھی جو اس کے ساتھ شریک تھے اور بعض عجوبوں نے مجھے میری کامیابی پر مبارکباد دی۔ اور خدا تعالیٰ نے میری اس محنت کو محض اپنے فضل سے قبول فرمایا۔ یہ میری پہلی ہی تصنیف تھی جسکے لکھنے کیلئے مرزا صاحب نے مجاہدہ کا حکم دیا تھا۔ اس بیج کا جو درخت بن سکتا ہے اب آپ اسکو سمجھ سکینگے۔ اور اگر نہ سمجھ سکیں تو پھر کبھی اگر چاہیں تو مجھے اطلاع دیں۔

دعا مدد

امتحان انٹرنیس میں جو تین لڑکے یعنی گوہر دین (۲) خواجہ عبدالرحمن (۳) میاں فیض احمد زیر تجویز ہیں۔ وہ احباب سے بصد انکسار دعا کی التجا کرتے ہیں۔

نتیجہ امتحان الیف۔اے

خوشی کی بات ہے۔ کہ چوہدری فتح محمد صاحب اور بابو عبدالعزیز صاحب دو ایف۔اے کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔

مراسلت

(رقم زدہ اہلیہ ملک کرم الہی صاحب)

پھر چلے آتے ہیں لوگو زلزلے آنے کے دن
زلزلے کیا اس جہان سے کوچ کر جانے کے دن
سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

مورخہ ۱۳ مارچ ساڑھے بارہ بجے رات کے جبکہ میں اپنے خیال میں محو ہو کر مضمون لکھ رہی تھی دفعتہً زلزلہ کا دھکا لگا پھر دوسرا جھٹکا ذرا آہستہ آیا (چونکہ میں جاگ رہی تھی میں نے اسے اچھی طرح محسوس کیا) خدا کی ہیبت نے اپنا نقشہ جمایا اور بے ساختہ یہ کلمہ زبان سے نکلا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاویں سورج مغرب سے نمودار ہو مگر فرستادہ خدا کی باتیں ہرگز ہرگز پورا ہوئے بغیر نہیں رہتیں۔

مجھے حیرانگی بلکہ سخت حیرت آتی ہے جبکہ ہر ہفتہ کی اخبار میں کسی نہ کسی جگہ کا زلزلہ دیکھتی ہوں شاید ہی کوئی ہفتہ ہوگا جس میں زمین کے زیر و زبر ہونے کی خبر مندرج نہ ہو مگر جب انھیں اخبارات کے پچھلے دس پندرہ سال کے فائل اٹھا کر دیکھئے تو زلزلوں کی یہ روز افزوں ترقی ہرگز نظر نہیں آئیگی۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہیئت دان اور سائینس دان ان زلزلوں کے آنے کا کیا سبب بتلاتے ہیں۔ دونوں گروہ متفق ہو کر بڑی جد و جہد سے اس نتیجہ تک پہنچے کہ زمین کے بخارات نکلنے یا کسی آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے آتے ہیں۔ ان الفاظ نے میرے دل پر اُلٹا اثر کیا۔ میری حیرت اور بھی ترقی کر گئی اور دل نے بے اختیار ہو کر سوال کیا کہ کیا زمین پچھلے سالوں میں (کسی خاص موقعہ کے واسطے) بخارات بند ہی کئے رکھتی تھی اور نہ ہی کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹتا تھا۔ یہ زمین اور پہاڑوں نے اپنا جمع کیا ہوا سرمایہ ہمارے حضرت اقدس کی تائید میں ہی کیوں اگلنا شروع کر دیا؟ اور الہامات کے پورا ہونے کا سامان خود ہی مہیا کر دیا؟ سوچتے سوچتے خیال آیا کہ قرآن کریم جو کہ خدا کی کتاب اور سب علموں کا خلاصہ نچوڑ اور روح ہے وہ زلزلوں کے بارے میں کیا فرماتا اور آنے کا سبب کیا بتلاتا ہے۔ قرآن کریم کھولا تو یہ آیت نکلی۔ وقالوا یا صالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین و فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جاثمین اور کہا انھوں نے اے صالح لے آ ہمارے پاس جو وعدہ دیتا ہے تو ہم کو اگر ہے تو پیغمبروں سے۔ پس پکڑا ان کو زلزلے نے پس صبح اٹھے بیچ گھروں اپنوں کے زانو پر گرے ہوئے اس خدا کا قانون جو مالک ارض و سما اور علام الغیوب ہے صاف بتلا رہا ہے کہ زلزلے مامور من اللہ کی مخالفت کے باعث ہی آتے ہیں جیسا کہ حضرت صالح کی قوم ان کے نہ ماننے کے سبب تہ و بالا کی گئی فارسلنا علیھم رجزا من السماء بما کانوا یظلمون ۔ ترجمہ پس بھیجا ہم نے اوپر ان کے عذاب آسمان سے بہ سبب اس کے کہ تھے ظلم کرتے۔ فاخذھم العذاب وھم ظلمون ۔ ترجمہ۔ پس پکڑ لیا ان کو عذاب نے اور وہ ظالم تھے۔ ظالم لوگ اپنے دین کے نہ ماننے کے باعث شرک کی زنجیروں میں زیادہ جکڑے جاتے ہیں فرستادہ خدا کو جو کہ ایک خدا واحد کی بندگی کرنے کی تعلیم دیتا ہے اس کے ساتھ کئی کٹ حجتیاں کرتے ہیں جس کے باعث ان پر خدا کی پھٹکار پڑتی ہے فی طغیانھم یعمھون والا معاملہ پیش آجاتا ہے وہ اپنے گناہوں میں دن بدن زیادہ ترقی کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ زمین ان کے گناہوں سے پُر ہو جاتی ہے اور وہ **خوف الٰہی سے کانپنے لگتی ہے**۔ ان زلزلوں کو خفیف سا نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ ان کو کسی آنے والی بڑی بھاری آفت کا پیش خیمہ خیال کرنا چاہئے یہ خداوند ذوالجلال کی مہربانی ہے کہ ہم کو بار بار خواب غفلت سے بیدار کر رہے اور اشارتاً و کنایتاً سمجھا رہے ہیں اور اپنی کلام پاک میں بھی فرماتا ہے۔ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین ترجمہ کہہ سیر کرو بیچ زمین کے پس دیکھو کیا ہوا انجام گناہگاروں کا۔ ہمیں بھی جلدی اپنی خبر لینی چاہیے کہ مبادا ہم کو بھی حضرت صالح کی قوم والا زلزلہ نہ پکڑے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔ ترجمہ ہم جب تک کوئی رسول مبعوث نہ کر لیں۔ عذاب دینے والے نہیں۔ غور کا مقام ہے کہ اس زمانہ سے بڑھ کر مصائب اور تکلیفیں کب نازل ہوئیں یہ سب آفات ارضی و سماوی اس کے فرستادہ کی تکذیب کے باعث آرہے ہیں یہ خدا کی شکر ہے اس کو عنایت الٰہی سمجھو کیونکہ اپنے فرستادوں کا معاون وہ خداوند ہو جاتا ہے جس نے کُن کے لفظ سے کارخانہ عالم کو بنا لیا جو کہ رب العالمین ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے پیارے اور سچے مسیح مرزا صاحب کی عزت برقرار رکھیگا اس کے دشمنوں کو ہمیشہ ذلت اور خواری کی مار دیگا۔ اور ان کا قد خلت من قبلکم سنن ۔ فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ترجمہ تحقیق گذرے ہیں پہلے تم سے راہیں پس سیر کرو بیچ زمین پس دیکھو کیونکر ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔ اس کے جھٹلانے والے ہمیشہ ہی نامرادی اور ناکامی کی موت سے مریں گے۔ جیسا کہ کلام عزیز خود بیان فرما رہی ہے اور توجہ دلا رہی ہے۔ اور یہ آزمایش شدہ نسخہ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ کہ تم دنیا کی سیر کرو تاکہ تمہیں پتہ لگے کہ مامور من اللہ کی مخالفت کرنے والے کیسے تباہ برباد ہوئے گویا کہ یہ ایک مجرب نسخہ ہے جیسا کہ سنکھئے کی تاثیر ہلاکت ہے جیسا اس کے کھانے والا مر جاتا ہے کیونکہ وہ مجرب چیز ہے ایسا ہی یہ بھی مجرب نسخہ ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ خداوند کریم عزوعلا ہر ایک کو اس گناہ عظیم سے بچاوے آمین ثم آمین۔ (راقمہ عاجزہ اہلیہ ملک کرم الٰہی)

فتوائے کفر کی تجدید

آجکل ایک تازہ کفر نامہ جالندھر سے شائع ہوا ہے جس پر بڑے زور شور سے پشاور سے لیکر مدراس تک نام کے علماء نے ایک دوسرے سے بڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لیا ہے۔ ہم تو اس کو اپنے واسطے موجب برکات اور فیضان الٰہی کے نزول اور نصرت ایزدی کا باعث یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ سالہائے دراز کا تجربہ بتاتا ہے کہ جب جب دشمنوں کی طرف سے شرارت اور دکھ پہنچانے کی کوئی کوشش ہوئی ہے تب ہی خدا کی نصرت اور فیضان و برکات کا نزول بھی بڑے زور سے خدا کے مرسل صادق علیہ الف الف صلواۃ والسلام کے شامل حال ہوا کیا ہے۔ اور جس رنگ میں کوئی خدا کے فرستادہ کی مخالفت کے لئے اُٹھا ہے اُسی رنگ مونہ کی کھا کر ندامت و ذلت کے اندھیر گھپ گڑھے میں گرا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی اس رنگ میں ایک فتویٰ تیار کیا گیا تھا اور ایک حزب الشیطان نے مامور سلطانی مرسل یزدانی کے سامنے اپنی ایک فہرست پیش کی تھی۔ جس میں سے خدا کے غضب اور قہر کی آگ نے بعض کو تو خسر الدنیا والاٰخرۃ کا مصداق کر کے حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اور بعض کو جن میں مادہ رشد اور سعادت تھا محض اپنے فضل سے ہدایت بخشی اور ایک گروہ کو محض اپنی رحمت اور لطف سے ایک عرصہ کے واسطے ڈھیل دی تاکہ وہ دوسروں کے حالات سے عبرت پکڑیں۔

اب پھر تازہ بتازہ ایک فہرست اپنے ناموں کی ان لوگوں نے خدا کے مامور و مرسل کے حضور پیش کی ہے۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ ان کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو پہلے انبیاء کے مکذبوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا اور جو بعض پہلی فہرست والوں کے ساتھ ہوا۔ اس فتویٰ کے متعلق

حضرت اقدس

نے فرمایا کہ انصاف کی یہ شرط تھی کہ یہ لوگ جلدی نہ کرتے۔ اور اگر اب تک بھی (باوجودیکہ ہزارہا نشانات ارضی و سماوی ہماری تائید میں ظاہر ہو چکے ہیں اور ایک لمبا زمانہ جو کہ آں حضرتؐ کی نبوت کے زمانہ کے برابر ہے ہم نے پا لیا ہے جو کہ کبھی کسی مفتری کو نہیں ملتا) ان کو ہمارے متعلق شبہات تھے تو ان کو چاہئے تھا کہ یہ ایک جماعت بن کر ہمارے پاس آتے اور اپنے تمام شبہات پیش کرتے اور ایک بارگی تمام بخار نکال لیتے۔ پوری تحقیقات کے بعد ان کا حق تھا کہ ہمیں کچھ کہتے۔ متقی کی شان سے بعید ہے کہ بغیر پوری تحقیق کے محض جوش نفس کے باعث حد سے بڑھ جاوے۔ لا تقف ما لیس لک بہ علم

فتویٰ میں بڑا زور اس بات پر دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ سے بڑھ کر بنتے ہیں۔ مگر خدا جانے ان کی عقلوں پر تعصب کے کیسے پردے پڑ گئے ہیں۔ قرآن شریف میں حضرت مسیحؑ کے متعلق یہی لفظ ہیں و من المقربین۔ یہ تو نہیں فرمایا ھو المقرب۔ مقربان بارگاہ کے ضمن میں ایک حضرت عیسےٰ بھی ہیں۔ حصر کہاں سے نکال لیتے ہیں۔ ترقیات کا دروازہ خدا نے تو بند نہیں کیا۔ اگر یہ دروازہ بند ہو جاتا تو یقیناً دنیا کا بھی خاتمہ ہی ہو جاتا۔

خطبہ جمعہ مسجد اقصیٰ

(از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۷ اپریل ۱۹۰۸ء

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سورۃ اخلاص تمام تر نماز کے بعد جو وظائف مقرر ہیں اُن میں سے چاروں قل۔ آیۃ الکرسی۔ اور تسبیح۔ تحمید۔ اور تکبیر کے اذکار بھی ہیں۔ قل یا ایہا الکٰفرون کے متعلق پچھلے جمعہ کے خطبہ میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ آج اس مختصر سورۃ کے معانی سنائے جاتے ہیں۔ اس سورۃ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورۃ ثواب میں قرآن شریف کے تیسرے حصہ کے برابر ہے۔ یہ بات بالکل سچی اور بہت ہی سچی ہے۔ اس واسطے کہ قرآن شریف مشتمل ہے اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کی معرفت پر۔ دنیوی امور یعنی اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی اور سیاسی اور آخرت یعنی قیامت کے متعلقہ مضامین پر۔ اور اس سورۃ میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے صفات اور اس کی ذات کے متعلق ہی ذکر ہے اس طرح سے بلحاظ تقسیم مضامین یہ سورۃ قرآن شریف کے ثلث کے برابر ہے۔ یعنی قرآن کریم کے تین اہم اور ضروری مضامین میں سے ایک مضمون کا ذکر اس سورۃ میں کیا گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سورۃ فاتحہ سے جو کہ قرآن شریف کی کلید اور ام الکتاب ہے شروع ہوئی ہے۔ اور یہ ام الکتاب ضالین پر ختم ہوئی ہے۔ ضال کہتے ہیں کسی سے محبت بیجا کرنے کو۔ یا جہالت سے کام لینے اور سچے علوم سے نفرت اور لاپرواہی کرنے کو۔ صرف دو شخص ہی ضال کہلاتے ہیں ایک تو وہ جو کسی سے بیجا محبت کرے۔ دوسرا وہ جو سچے علوم کے حصول سے مضائقہ کرے۔

انسان ہر روز علم کا محتاج ہے

سچائی انسان کے قلب پر علم کے ذریعہ سے ہی اثر کرتی ہے۔ پس جو علم نہیں سیکھتا اُس پر جہالت آتی ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے جس سے انسان اچھے اور بُرے مفید اور مضر نیک اور بد حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ضال نصاریٰ ہیں۔ دیکھ لو انھوں نے اپنی آسمانی کتاب کو کس طرح اپنے تصرف میں لا کر ترجمہ در ترجمہ۔ ترجمہ در ترجمہ کیا ہے کہ اب اصل زبان کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ صاف بات ہے کہ ترجمہ تو خیال ہے مترجم کا۔ غرض علوم الٰہی اور کتب سماوی میں انھوں نے ایسا تصرف کیا اور جہالت کا کام کیا ہے کہ وہ اصل الفاظ اب ملنے ہی محال ہیں۔

دوسری طرف حضرت مسیحؑ کی محبت میں اتنا غلو کیا ہے کہ اُن کو خدا ہی بنا لیا۔ اور اس سورۃ میں اُس قوم نصاریٰ کا ذکر ہے اور یہ سورۃ قرآن شریف کے آخر میں ہے۔ اور یہ ضال کی تفسیر ہے اور ضال کا لفظ ام الکتاب کے آخر میں ہے۔ پس اس طرح سے ام الکتاب کے آخر کو قرآن کے آخر سے بھی ایک طرح کی مناسبت ہے۔

ایک صحابیؓ جو کہ میرا اپنا خیال ہے کہ غالباً وہ عیسائیوں کے پڑوس میں رہتا ہوگا وہ اس سورۃ کا ہر نماز میں التزام کیا کرتا تھا۔ بلکہ خود آں حضرتؐ نے بھی اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ آپؐ صبح کی سنتوں میں غالباً زیادہ تر قل یا ایہا الکٰفرون اور قل ھو اللہ احد (اخلاص) ہی پڑھا کرتے تھے۔ مغرب کی نماز (جو کہ جہری نماز ہے) میں کبھی اول رکعت میں قل یا ایہا الکٰفرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد (اخلاص) اکثر پڑھا کرتے تھے۔ وتروں میں بھی آں حضرتؐ کا یہی طریق تھا۔ چنانچہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ دوسری میں قل یا ایہا الکٰفرون۔ اور تیسری میں قل ھو اللہ احد (اخلاص) بہت پڑھا کرتے تھے۔ غرض نماز کے اندر اور نماز کے علاوہ اوراد میں اس سورۃ شریف کی

بڑی فضیلت آئی ہے

قل ھو اللہ احد۔ تو کہدے (وہ جو اس کا کہنے والا ہے) اللہ ہے اور وہ واحد ہے۔ ساری ہی صفات کاملہ سے موصوف اور ساری بدیوں سے منزہ ذات بابرکات ہے۔

یہ پاک نام اور اس کے رکھنے کا فخر صرف عربوں ہی کو ہے۔ اللہ کا لفظ انھوں نے خالص کر کے صرف خدا کے واسطے خاص رکھا ہے۔ اور اُن کے کسی معبود بت۔ دیوی دیوتا پر انھوں نے یہ نام کبھی بھی استعمال نہیں کیا۔ مشرک عربوں نے بھی اور غیر عربوں نے بھی بجز خدا کی ذات کے اس لفظ کا استعمال کسی دوسرے کے حق میں نہیں کیا خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور واجب التعظیم اُن کا کیوں نہ ہو۔ یہ فخر بجز عرب کے اور کسی ملک اور قوم کو میسر نہیں۔

زبان انگریزی سے میں خود تو واقف ہوں نہیں مگر لوگوں سے سُنا ہے کہ اس زبان میں بھی کوئی مفرد لفظ خاص کر کے خالصاً للہ نہیں ہے۔ ہر لفظ جو وہ خدا کے واسطے بولتے ہیں وہ اُن کی زبان کے محاورے میں اوروں پر بھی بولا جاتا ہے۔

سنسکرت میں تو میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اول ہی اول جو ان کی کتابوں میں خدا کا نام رکھا گیا ہے وہ اگنی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگنی آگ پر بھی بولا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور اور جو نام بھی ویدوں میں پرمیشر پر بولے ہیں وہ سارے کے سارے ایسے ہی ہیں کہ جن کی خصوصیت خدا کے واسطے نہیں بلکہ وہ سب کے سب اور دیوی دیوتاؤں وغیرہ پر بھی بولے جاتے ہیں۔

یہ فخر صرف اسلام

ہی کو ہے کہ خدا کا ایسا نام رکھا گیا ہے کہ جو کسی معبود وغیرہ کے واسطے نہیں بولا جاتا۔ احد وہ اللہ ایک ہے۔ نہ کوئی اس کے سوا معبود اور نہ اس کے سوا کوئی تمہارے نفع و ضرر کا حقیقی مالک ہے۔ کاملہ صفات سے موصوف اور ہر بدی سے منزہ اور ممتاز و پاک ذات ہے۔

اللہ الصمد۔ اللہ ہے۔ صمد کہتے ہیں جس کی طرف اُن کی احتیاج ہو اور خود وہ نہ محتاج

نہ ہو۔ صمد سردار کو کہتے ہیں۔ اور صمد اس کو کہتے ہیں کہ جس کے اندر سے نہ کچھ نکلے۔ اور نہ اُس میں کچھ گھسے۔ یہ ایسا پاک نام ہے کہ انسان کو اگر اللہ تعالیٰ کے اس نام پر کامل ایمان ہو تو اس کی ساری حاجتوں کے لئے کام کافی اور سارے دکھوں سے نجات کے سامان ہو جاتے ہیں۔ میں خود تجربہ کہتا ہوں اور اس امر کی عملی شہادت دیتا ہوں کہ جب صرف اللہ ہی کو محتاج الیہ بنا لیا جاتا ہے تو بہت سے ناجائز ذرائع اور اعمال مثلاً کھانے۔ پینے۔ مکان۔ مہمانداری۔ بیوی بچوں کی تمام ضروری حاجات سے انسان بچ جاتا ہے۔ جوں جوں دنیا خدا سے دور ہو کر آمدنی کے وسایل سوچتی ہے اور دنیوی آمد میں ترقی کرتی جاتی ہے توں توں

قدرت اور منشاء الٰہی

اِن آمدنیوں کو ایک خرچ کا کیڑا بھی لگا دیتا ہے۔ گھر کی مستورات سے ہی لو اور پھر غور کرو کہ اس قوم نے کس طرح محنت اور کاروبار خانگی سے دست برداری اختیار کی ہے۔ چرخہ کاتنا یا چکی پیس کر گھر کی ضرورت کو پورا کرنا تو گویا اس زمانہ میں گناہ بلکہ کفر کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ کام کاج جو کہ دراصل ایک مفید ورزش تھی جس سے مستورات کی صحت قائم رہتی اور دودھ صاف ہو کر اولاد کی پرورش اور عمدہ صحت کا باعث ہوتا تھا تو یوں چھوٹا۔ اخراجات میں ایسی ترقی ہوئی کہ آجکل کے لباس کو دیکھ کر مجھے تو بارہا تعجب آتا ہے ایسا نکما لباس ہے کہ دس پندرہ دن کے بعد وہ نکما محض ہو کر خادمہ یا چوہڑی کے کام کا ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرت کہ پھر وہ چوہڑی بھی اُس سے بہت عرصہ تک مستفید نہیں ہو سکتی۔ وہ کپڑے کیا ہوتے ہیں وہ تو ایک قسم کا مکڑی کا جالا ہوتا ہے جس میں بیٹھ کر وہ شکار کرتی ہے۔

پھر اس کے ساتھ ساتھ ایک اور خطرناک گھن لگا ہوا ہے وہ یہ کہ اشیاء خوردنی کا نرخ بھی گراں ہو رہا ہے۔ ہر چیز میں گرانی ہے اگر آمدنی کی ترقی ہوئی تو کیا فایدہ ہوا دوسری طرف خرچ کا بڑھاؤ ہو گیا۔ بات تو وہیں رہی۔

ہمارے شہر کا ذکر ہے کہ ایک قوم ۲ روز کے حساب سے ایک [illegible] مزدوری کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ انھوں نے مل کر یہ منصوبہ کیا کہ بجائے ۲ دن کے ۵ دن میں روپیہ لیا کریں اور جو شخص ہم میں سے اس کی خلاف ورزی کرے اُس کی سزا یہ ہے کہ اُس کی عورت کو طلاق۔ مگر خدا کی قدرت وہ کام نہ چل سکا اور آخر مجبوراً اُن کو فتویٰ لینا پڑا کہ اب کیا کریں۔ مُلاں کے پاس گئے تو اُس نے کہہ دیا کہ ہماری مسجد میں چند روز مفت کام کرو جواز کی راہ نکال دینگے۔ غرض ایک تو وہ وقت تھا اور ایک اب ہے کہ وہ روپیہ روز بلکہ بعض سوا روپیہ روزانہ کماتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ کام بھی اُس وقت کی برابر عمدہ اور مضبوط نہیں اور مقدار میں بھی اس وقت سے کم ہے۔ اس وقت وہی لوگ اسی مزدوری میں انجینئرنگ اور نقشہ کشی کرتے تھے اور وہی عمارت کا کام کرتے تھے مگر اب ان کاموں کے واسطے الگ ایک معقول تنخواہ کا ملازم درکار ہے۔

میرے والد صاحب

ایک قسم کی لنگی (کھیس) پہنا کرتے تھے۔ (دراصل وہ کپڑا) گھر کا بنایا ہوا ہوتا تھا۔ اُن میں تلا ضرور ہوتا تھا۔ ہماری بہنوں کو فخر ہوا کرتا تھا کہ ہم اپنے والد صاحب کے پہننے کی لنگی اپنے ہاتھوں سے تیار کرتی ہیں۔

غرض ایک وہ وقت تھا کہ آمدنیاں اگرچہ کم تھیں مگر بوجہ کسب حلال ہونے کے بابرکت تھیں۔ اور ایک یہ زمانہ ہے کہ (دراصل اگر غور کیا جاوے تو آمدنیاں کم مگر خرچ زیادہ ہیں۔) آمدنی بڑھی تو خرچ بھی ساتھ ہی ترقی کر گیا۔ کیونکہ بوجہ زیادتی اخراجات سنتے لوگ اکثر ادھر اُدھر سے آمدنی کے بڑھانے کے واسطے بہت قسم کے ناجائز وسایل اختیار کرتے ہیں۔ اکثر یہی کوشش دیکھی گئی ہے کہ روپیہ آجاوے اس بات کی پروا نہیں کہ وہ حلال ہے یا حرام یہی وجہ ہے کہ وہ بے برکت ہوتا ہے)

تعلیم کا حال دیکھ لو کیسی گراں ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ جو ترقی تعلیم کی از بس خواہاں اور حریص تھی اُسے ایسی مشکلات آ گئے کہ اب وہ لڑکوں کے پاس کرنے میں مضائقہ کرتی ہے۔ اور اس فکر میں ہے کہ کسی طرح یہ سلسلہ کمی پر آجاوے اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گی اور ضرور ہو گی کیونکہ خدا کو جب تک اُن کی سلطنت منظور ہے جب تک اُن کی نصرت بھی کرے گا۔

غرض یہ کہ اگر اپنی چالاکی اور ناجائز تدابیر اور ناجائز ذرائع سے مالوں کو بڑھانے کی کوشش کرو گے تو دوسری طرف خدا اس کو خاک میں ملا جاوے گا۔ اس وقت ایک واقعہ مجھے یاد آ گیا ہے کہ ایک شخص نہایت خوبصورت صندوق جس میں مختلف قسم کے رنگا رنگ کوئی سرخ۔ کوئی سفید کوئی زرد قسم کے ٹکڑے کانچ کے تھے ایک رئیس کے پاس لایا۔ اور پیش کیا کہ آپ اس کو خرید لیں۔ مگر وہ رئیس بڑا عقلمند تھا۔ اگرچہ مشرک تھا اور مشرک عقلمند نہیں ہوتا۔ مگر ایک قسم کی جزوی عقل تھی۔ وہ بات کو سمجھ گیا اور کہا کہ یہ شخص تجربہ تو نہیں ہے اس کو دھوکہ لگا ہے۔ اگر تجربہ ہوتا تو اس کو میرے پاس آنے کی اس طرح جرأت نہ ہوتی۔ یہ سوچکر اُس سے کہا کہ میں ان کو خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا البتہ یہ ایک ہزار روپیہ تم کو دیا جاتا ہے اس بات کے بدلے کہ تم نے ایسی نایاب چیز ہمیں دکھائی۔ وہ شخص بہت خوش ہو گیا۔ مَیں نے اُس سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم چند روز یہیں ٹھہر جاؤ۔ پھر ایک دو دن بعد بلوا کر پوچھا کہ تم نے یہ صندوق کہاں سے لیا۔ اُس نے سارا ماجرا کہہ دیا کہ جب دلی کے غدر کے موقع پر افراتفری پڑی تو میں نے سُنا ہوا تھا کہ بادشاہ اپنے پاس اس قسم کا ایک مختصر صندوقچہ رکھا کرتے ہیں کہ وقت ضرورت کام آوے تو مَیں سب سے پہلے قلعہ میں کودا اور یہ صندوقچہ لے بھاگا۔ رئیس کو یقین آ گیا کہ واقعی یہی بات ہے۔ مگر اس شخص کے ساتھ کہیں دھوکا کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا تو پھر سارا ماجرا بیان کرو کہ یہاں آنے تک اور کیا کیا باتیں پیش آئیں۔ تو اس پر اُس شخص نے بیان کیا کہ رستے میں ایک اور شخص بھی میرا ہمسفر ہوا اور اُس کے پاس بھی ایک صندوق تھا۔ اور وہ یہی تھا۔ اثنائے راہ میں وہ گاہ گاہ مجھے کھولکر اپنا صندوقچہ دکھایا بھی کرتا تھا اور ذکر کرتا تھا کہ میں نے بھی دلی کی افراتفری میں حاصل کیا ہے۔ مگر چونکہ اُس کا صندوقچہ میرے سے عمدہ تھا اور اُس کا مال بھی میرے مال سے اچھا تھا اور پھر وہ گاہ گاہ میرے حوالہ کر کے چلا بھی جاتا تھا اور میرا اعتبار کرتا تھا مَیں اُس کا اعتبار نہ کرتا اور نہ ہی صندوقچہ اُسے کھول کر دیتا تھا۔ آخر ہوتے ہوتے مجھے اُسکا صندوقچہ پسند آیا مَیں نے موقع پا کر اپنا تو پڑا رہنے دیا اور اُس کا صندوقچہ لے بھاگا جو میرے خیال میں میرے والے بکس سے عمدہ اور عمدہ مال والا تھا۔ اور یہ وہی صندوقچہ ہے جو مَیں نے اُس شخص کا حاصل کیا اور اپنا اُس کے واسطے چھوڑا۔ یہ سارا واقعہ سُننے کے بعد اس رئیس نے اُس سے کہا کہ اب وہ ہزار روپیہ تو ہم تمہیں دے چکے اور وہ تمہاری محنت کا پھل تھا جو تمہیں مل گیا۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ معمولی جھاڑ فانوس کے ٹکڑے ہیں چاہو ان کو رکھو اور چاہو پھینک دو یہ کسی کام کے نہیں ہیں۔ اور روشنی کے داروغہ کو بلوا کر اُسے ویسے ہزاروں ٹکڑے بتا دئے۔ یہ دیکھ کر اُس بیچارے کی آنکھیں کھلیں اور اپنے کئے پر پچھتایا۔ رئیس نے کہا کہ خدا رحیم کریم ہے اُس نے تمہاری محنت بالکل ضایع بھی نہ کی اور سزا بھی دے دی کہ تم نے چالاکی سے عمدہ مال حاصل کرنا چاہا تھا۔ اُلٹا اس حرص سے ایک گناہ بھی کیا اور اصل مال بھی برباد کیا۔ اُس کا جو حال ہوا ہو گا اُس کا ہمیں علم نہیں۔

غرض انسان چاہتا ہے کہ میں چالاکی اور دھوکہ سے کامیاب ہو جاؤں مگر خدا اس کو عین اُسی رنگ میں سزا دیتا ہے اور ناکام کرتا ہے جس رنگ میں خدا کو ناراض کر کے فایدہ اُٹھانا چاہتا ہے۔ یہ قصہ کہانی نہیں بلکہ ایک واقعہ کا بیان کیا گیا اور عقلمند اس سے عبرت پکڑتے ہیں۔ مَیں نے یہ ایک بات کہی ہے تم اس سے اصل حقیقت کی طرف چلے جاؤ۔

اللہ الصمد - حقیقت میں وہی محتاج الیہ

ہے۔

لم یلد - اس کا کوئی بچہ نہیں۔ کیونکہ وہ صمد ہے - اور بچہ لینے کے واسطے بیوی کی حاجت ہوتی ہے پس وہ لم یلد ہے کیونکہ وہ **صمد** ہے - خدا کا ولد ماننے میں نہ تو خدا کی صفت صمد ہی رہتی ہے اور نہ صفت احد ہی قائم رہ سکتی ہے - کیونکہ بچے کیواسطے بیوی کی حاجت لازمی ہے اور پھر بیوی اُسی جنس اور کفو کی چاہئے تو احد بھی نہ رہا - غرض یہ بالکل سچ ہے کہ **لم یلد** ہے وہ ذات پاک -

ولم یولد - اور وہ خود بھی کسی کا بیٹا نہیں کیونکہ اس میں بھی والدین کی احتیاج لازمی اور کفو ضروری ہے - پس وہ صمد ہے - صمد ہے - لم یلد ہے اور لم یولد اور لم یکن لہ کفواً احد ذات ہے -

دیکھو میں پھر کہتا ہوں اور درد دل سے نصیحت کرتا ہوں کہ **اللہ صمد** ہے - اُسی کو اپنا محتاج الیہ بنا رکھو - کھانے پینے پہننے عزت اکرام صحت عمر علم بیوی بچے اور اُن کی تمام ضروریات کے واسطے اُسی کی طرف جھکو - میں اللہ کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب انسان خدا کو اپنا محتاج الیہ یقین کر لیتا ہے اور اس کا کامل ایمان ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی انسان کو کسی انسان کا محتاج نہیں کرتا - میں اپنا ہر روزہ تجربہ بیان کرتا ہوں کہ اللہ صمد ہے

اُسی پر ناز کرو

خدا کو چھوڑ کر اگر مخلوق پر بھروسہ کروگے تو بجز ہلاکت کچھ حاصل نہ ہوگا - میں نصیحت کے طور پر تم کو یہ باتیں درد دل سے اور سچی تڑپ سے کہتا ہوں کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور ہر ایک ذرہ اُس کے اختیار اور تصرف میں ہے -

لم یکن لہ کفواً احد - کوئی رسول ہو خواہ نبی ولی ہو یا کوئی غوث و قطب کوئی بھی اس کے لگے کا نہیں کوئی بھی اس کی برابری نہیں کر سکتا - سب اسی کے محتاج ہیں اور اُسی کے نور سے روشنی حاصل کرنیوالے ہیں اور اُسی سے فیض پاکر دنیا کو پہنچاتے رہتے ہیں - وہی ان سب کے کمال و فضل اور حسن و احسان کے انوار کا منبع اصلی ہے - پس جب ایسا خدا موجود ہے تو پھر ایک مومن انسان کو کیا غم ہے؟ اور کونسی خوشی اُس کی باقی رہ گئی ہے؟

حضرت اقدس فرمایا کرتے ہیں کہ کسی کو اپنے مال پر خوشی ہوتی ہے کسی کو یار دوستوں پر مگر مجھے یہ خوشی کافی ہے کہ

میرا خدا قادر خدا ہے

مگر یہ باتیں ایمان - یقین - فکر اور تدبر کو چاہتی ہیں - اور اس بات کو چاہتی ہیں کہ انسان ہمیشہ رہنے کیواسطے نہیں بنایا گیا - کسی کو کیا علم ہے کہ میں کل رہونگا یا نہیں - اس واسطے میں جب کبھی وعظ کرنے کھڑا ہوتا ہوں تو ہمیشہ آخری وقت سمجھکر کرتا ہوں - خدا جانے پھر کہنے کا موقع ملیگا یا نہیں - (اللہ تعالیٰ توفیق دے عمل کی - آمین)

جاہ کے بعد

ایک دوست نے سوال پوچھا تھا کہ صلوٰۃ اور برکات تو سمجھے مگر یہ جو قرآن شریف میں آیا کہ **سلموا تسلیما** سلام اور تسلیم کیا ہے؟

اس کے واسطے یاد رکھنا چاہئے کہ آں حضرت ؐ ایک دین لائے تھے - جس کا نام اسلام ہے اور وہ حقیقی خوشی راحت اور خوشحالی کی جڑ اور سرچشمہ ہے - اس کی تعلیم پر چلنے سے انسان ہر دکھ سے نجات پاتا اور ہر سکھ اُسے میسر ہوتا ہے - دیکھو میں بہت بڑی عمر پا چکا ہوں اور اب بڈھا ہو گیا ہوں اس لئے میری شہادت اس امر میں کافی ہے -

قاعدہ ہے کہ ہر انسان کو ضرورتیں ہوتی ہیں - اور کچھ اسکے ارادے اور خواہشات ہوتی ہیں کبھی کبھی انسان کو ان کے پورا کرنے کی کوششوں میں غلط کارروائی کی وجہ سے تکالیف اُٹھانی پڑتی ہیں - اور بجائے نفع کے نقصان بھگتنا پڑتا ہے - جتنی جتنی کوئی چیز نازک اور عظیم الشان ہوتی ہے - اُتنا ہی اُسے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے - دیکھو

اسلام بڑا نازک اور عظیم الشان

مذھب ہے - اس لئے اسے نقصان کا اندیشہ بھی زیادہ ہے - خود قوم کی حالت اور نمونے کا اسپر اثر ہوتا ہے - افراد کی حالت سے قیاس کر لیا جاتا ہے مسلمان کیسے ذلیل - مفلس اور محتاج ہیں - پھر یہاں کیسے کیسے منصوبے کرتے ہیں - ان میں حد درجے کی کمزوریاں اور سُستیاں اور کاہلی موجود ہے - فاسق فاجر اور بدمعاش اُچکے ان میں بھرے پڑے ہیں - جیل ان سے بھرے ہوئے ہیں پھر بھی جھوٹا فخر - تکبر - بڑائی اور شیخی ایسی کی جاتی ہے کہ گویا **تیس مار خاں** یہی ہیں - ذرا ذرا سی بات میں وحشی بن جاتے ہیں - اور جھوٹے فخر کرتے ہیں کہ تمام دنیا نے جو کچھ سیکھا ہے اسلام سے سیکھا ہے - اچھا اگر دنیا نے اسلام سے سیکھا ہے تو تم نے اسلام سے کیا سیکھا - اوروں نے سیکھ لیا تو تم نے کیوں نہ سیکھا -

غرض ان بد اخلاقیوں اور افراد کے رذائل اور ردی حالت سے خود اسلام پر اعتراض اور دھبہ آتا ہے اور دشمنوں کے حملے ہوتے ہیں اور اور قوموں کو ایسے برے نمونے سے نفرت پیدا ہوتی ہے - اسی واسطے مسلمان کو حکم ہے کہ آپکے واسطے تسلیم مانگے - کہ آپ کا دین - آپ کے ارادے اور آپ کی تمام آرزوئیں ہر طرح سے محفوظ مصئون رہیں - اور کبھی کسی میں کوئی نقص یا کمزوری اور دھبہ نہ آوے - آمین -

نقطۂ معرفت

حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا جب انتقال ہوا ہے اس زمانہ میں آپ جموں تشریف رکھتے تھے - اور آپ کا دوسرا نکاح ہو چکا ہوا تھا - آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات پر صاحبزادہ پیر **افتخار احمد** صاحب نے آپ کی خدمت میں ایک خط جس میں یہ لکھا کہ "ہمیں آپ کی والدہ ماجدہ کے فوت ہو جانے سے بہت رنج ہوا - پھر خود ہی یہ سوال پیدا کیا کہ آپ کہینگے کہ مجھے کیا رنج ہوا - میں نے اُن کو دیکھا نہیں - اُن سے کوئی ایسا تعلق نہیں تو پھر رنج کیا؟ تو اس کا یہ جواب ہے کہ آپ کا اور ہمارا ایک تعلق ہوا ہے - اور آئندہ آپ کے اور ہمارے دکھ اور سکھ کا اشتراک پیدا ہو گیا ہے - **والدہ** انسان کی انسان کے واسطے **سپر** ہوتی ہے - چونکہ کوئی انسان ایسا نہیں کہ اُس سے کوئی غلطی سرزد نہ ہو یعنی ہر انسان سے کچھ غلطیاں ہوتی رہتی ہیں - اور غلطی کی سزا لازمی ہوتی ہے - مگر جب کسی انسان کی والدہ زندہ اور حیات ہو تو اُس کی دعائیں اس کی اولاد کے واسطے **سپر** کا کام کرتی رہتی ہیں - اب چونکہ وہ سپر تو آپ کے سر سے اُٹھ گیا ہے لہذا اندیشہ ہے - اچھا اب کچھ ہم چوکس ہوں گے - اور کچھ آپ چوکس ہو جاویں" - حضرت مخدومنا المکرم مولانا المعظم فرماتے ہیں کہ یہ ایسا ایک نکتہ تھا کہ اس سے پہلے نہ ہم نے کسی کتاب میں دیکھا اور نہ کسی سے سنا - اس سے باریک در باریک علوم کی طرف انتقال ذہن ہو گیا -

یہ واقعی بات ہے کہ انسان کیواسطے والدین کی دعائیں سپر ہوتی ہیں - حدیث شریف میں آیا ہے کہ والدین کی دعا اولاد کے حق میں بہت جلدی مقبول ہوتی ہے - غرض بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جس کیواسطے کسی دردمند دل کی سچی تڑپ اور جوشیلی دعائیں خدا کے حضور پیش ہوتی ہوں -

انسان خود ایسا غافل ہے کہ بعض اوقات اسے علم بھی نہیں ہوتا اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کا - تو جب علم ہی نہیں تو علاج کس طرح کرے گا - ایسی حالت میں خود تو غافل ہے - اگر والدین یا دردمند دوستوں یا بزرگوں کی دعائیں بھی اسکے شامل حال نہوں تو پھر ہلاکت میں دیر ہی کیا ہے -

بعض اوقات انسان پر مصائب اور شدائد آتے ہیں اور وہ نتیجہ ہوتے ہیں اس کی باریک در باریک اور مخفی کمزوریوں اور غلط کاریوں کا جو اس سے حالت غفلت میں سرزد ہوتی ہیں تو بعض اوقات اس غفلت اور کم علمی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان خدا پر بدظنی کرتا اور خدا کو ظالم ٹھیراتا ہے کیونکہ اس سزا کے اصل باعث سے نا واقف ہوتا ہے اسواسطے یہ ابتلا بعض اوقات انسان کو ہلاک اور دہریہ بنا دیتا ہے - پس ہمیشہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے کوئی دردمند دوست بزرگ یا والدین کی دعائیں جاری رکھے اور سارے گناہ **ما علم وما لا اعلم** کی سزا سے بچاوے -

بڑا ہی خوش قسمت انسان وہ ہے جسکے واسطے کوئی ناصح مشفق ہو

دُرود از درد

دردے درجناب مصطفےٰ — دہد آئینہ دل را جلائے
ز ہر مشکلے آسان گردد — علاجے بہر دفع ہر بلائے
مقام حمد را دریافت احمدؐ — محمدؐ گفت او را کبریائے
بگنبد یکہ حضرت بایں نام — کہ احمد شد محمدؐ را سزائے
نیاز لے دل بگو الحمد للہ — محمدؐ گشت ما را رہنمائے
بچہ وصل عطائے غلمان احمد — کہ احمدؐ شد محمدؐ را فدائے
ز دل آخر ے را بشنیئے ہست — شد احمد از محمدؐ رو نمائے
بسوز خاطر آشفتہ حالے — برون آراز درون دل صدائے
بخوان صلوات بر آل محمد (مسیح موعودؑ) — ز درود ال بکن شور و بکائے
ادب را لے دل ترساں نگہدار — بیا در مجلس آں بادشائے
بخدمت ایستادہ دست بستہ — بکن در حضرت او التجائے
مسیح احمد و مہدی امت — خدا را بہر من بکن دعائے
تنہا ایں حامد خود را تو بنواز — کہ آمد بر درت مسکیں گدائے

طالب دعا عاجز حامد سیالکوٹی

گلدستۂ اخبار

انجمن احمدیہ لاہور کا جلسہ — منقول از پیسہ اخبار۔ بارہ وفات کا جلسہ:۔ زیر سرپرستی انجمن احمدیہ لاہور احمدیہ بلڈنگز واقع سڑک کیلیوں والی لاہور بتاریخ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۱۴ اپریل منعقد ہوا۔ صدر جلسہ خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی تھے۔ علاوہ مسلمانوں کے دیگر مذاہب کے حضرات بھی شریک تھے۔ میاں عبدالعزیز صاحب اور بابو غلام محمد صاحب نے نعت پڑھی۔ مولوی صدرالدین بی۔ اے۔ بی۔ ٹی پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس کی تقریریں بہت پسند کی گئیں۔ آخر میں صدر جلسہ نے بھی تقریر کی۔

دل آزار — کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ بمبئی یونیورسٹی کو ایک کتاب کی طرف توجہ دلائی گئی تھی جس نے مسلمانوں کی مذہبی فیلنگز کی قدر کر کے اُس حصہ کو نکال دیا۔ اسی طرح اب پنجاب یونیورسٹی کو اخبار وکیل نے مندرجہ ذیل سطور میں ایسی ہی کسی دل آزار کتاب پر متوجہ کیا ہے جس کی رائے سے میں بالکل متفق ہوں۔

یونیورسٹی پنجاب کی یہ سخت غلطی ہے کہ اس نے بعض جماعتوں کے نصاب تعلیم میں ایسی کتابیں داخل کی ہوئی ہیں جن میں مذہب اسلام کی نسبت ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن سے مسلمانوں کے مذہبی خیالات کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ امتحان الف۔ اے کے پرچہ B بی پولیٹکل جو سوال دیا تھا اس سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے وہ فقرہ Hughes's "Alfred the Great" الفریڈ اعظم سے جو کورس میں داخل ہے لیا گیا تھا۔ پچھلے دنوں مسلمان اخباروں کے اعتراضی آوازوں پر ہم خوش ہیں کہ سنڈیکیٹ نے اس سوال کو امتحان سے خارج کر دیا۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس سے اُن کی طبیعتوں کو سکون ہو سکتا ہے؟

ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ اسی کتاب میں بعض مفید مقامات بھی موجود ہیں مگر یہ کیا ضرور ہے کہ ان کے ساتھ ایسے جملے اور مطالب بھی رکھے جائیں جو مذہبی نقطۂ خیال سے طبیعتوں کو بھڑکانے والے ہوں یا ایسی تمثیلیں دیجائیں جو دلوں کو زخمی کرنے والی ہوں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ الفریڈ اعظم کے ذکر میں ڈنارلین کے حملوں کو رسول عربیؐ کے غزوات سے تشبیہ دینا اور موخر الذکر کو سفاکانہ ارذالمانہ قرار دینا مذہبی تعصب اور دیوانگی کے سوائے کسی اور امر پر بھی مبنی ہو سکتا ہے۔ یونیورسٹیوں کا جو محض ہندو مسلمانوں کی تعلیم کی غرض سے ہندوستان میں قائم کی گئی ہیں یہ اولین فرض ہونا چاہئیے کہ کوئی ایسی کتاب داخل نصاب نہ کی جائے جس میں اشارۃً یا کنایۃً ان کے مذہب و عقاید پر حملہ ہو۔

نیا پیشہ — پیرس میں کتوں پر ۵ شلنگ سالانہ ٹیکس لیا جاتا ہے۔ مگر بہت آدمی ٹیکس ادا کرنے کے زمانہ میں اپنے کتوں کو چھپا لیتے ہیں۔ اس کے لئے افسران محاصل نے کچھ ایسے آدمی ملازم رکھے ہیں جو کتوں کی بولی بولتے پھرتے ہیں۔ اور جس گھر میں کتا ہوتا ہے وہ ان آدمیوں کے منہ سے کتے کی بولی سنکر ضرور جواب دیتا ہے۔ بس یہ لوگ اس گھر کا نمبر لکھ لیتے ہیں اور صبح ہی اس گھر پر ٹیکس کلکٹر آ کھڑا ہوتا ہے۔

ایک امریکن۔ پادری نے اندازہ کیا کہ روئے زمین پر ہر روز تین ہزار بیاہ ہوتے ہیں بحساب اوسط۔

پیرس میں ایک مدرسہ کتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ روئے زمین پر اپنی مثال آپ ہے۔

عورتوں کیلئے ووٹ — عورتوں کے ووٹ دینے کے حقوق مانگنے کے لئے البرٹ ہال لنڈن میں ایک جلسہ ہوا اور دس ہزار پونڈ کے لئے اپیل کیگئی جس میں سے ۷ ہزار پونڈ فوراً جمع ہو گئے۔

قسطنطنیہ میں حاجی رؤف نام ایک مسلمان زین سازی کا کام کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ دنیا میں اس سے زیادہ عمر کا آدمی نہ ہوگا۔ یہ ۱۳۲ برس کا ہے اب تک اپنا کام بخوبی کرتا ہے۔ اور کہتے ہیں جس گھر میں پیدا ہوا کبھی باہر قدم نہیں دھرا۔ لطف یہ کہ اس کا والد ۱۴۲ برس کی عمر کا ہو کر مرا تھا۔

حوادث زمانہ

کشمیر میں سیلاب — (الہ آباد ۱۴ اپریل) سرینگر کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور سیلاب کے آنے کا اندیشہ ہے۔ دریائے جہلم ۱۵ فٹ چڑھ آیا ہے۔ سری نگر زیر آب ہے۔ اور سمندر ایک مثل جزیرہ کے معلوم ہوتا ہے۔ بند پر بڑی مستعدی سے کام لیا جا رہا ہے اور طغیانی کے خوف سے کشتیاں بند کی جانب جمع ہو رہی ہیں۔ بند کے قریب جو لوگ بنگلوں میں رہتے ہیں۔ وہ بڑے خطرہ میں ہیں جب طغیانی زیادہ ہوتی ہے۔ تو بند کے ٹوٹنے کی افواہیں اڑ جاتی ہیں۔

پانچ اور چھ اپریل کو بڑے زور کی بارش ہوئی تھی اس سے دریائے جہلم اور زیادہ چڑھ آیا ہے۔ اس زمانہ کے لحاظ سے مری کی سڑک پر ڈاک کی آمد و رفت بند ہو گئی ہے لوگوں کو جان و مال کا سخت خطرہ ہے اور عام پریشانی پھیلی ہوئی ہے کسی طرف سے امداد آنے کی امید نہیں۔

حادثۂ انبالہ — انبالہ ریلوے سٹیشن پر کپتان۔ اے۔ ای بینٹ ٹہل رہے تھے۔ کہ ایک خندق میں گر پڑے اور سخت چوٹ کھائی۔

طوفان بارش — کشمیر میں مسلسل ۶۰ گھنٹہ تک بارش ہوئی۔ پہاڑوں پر سخت برف باری ہوئی ہے ڈاک آٹھ آٹھ گھنٹہ کی دیر سے پہنچتی ہے انشقاق الارض واقع ہو رہے ہیں۔ جن سے کئی آدمی ضایع ہو چکے ہیں۔

آتشزدگی — بوسٹن (امریکہ) کی خبر ہے کہ شہر چیلسیا میں جو بوسٹن کے مضافات سے ہے سخت آتشزدگی ہوئی۔ اور ایک مربع میل کے بقدر یہ آبادی جل گئی۔ اور عمدہ عمدہ عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ ۷۰ لاکھ اور ایک کروڑ کے مابین نقصان کا اندازہ ہے۔ دس ہزار آدمی بے خانمان ہو گئے ہیں۔

چین میں سیلاب — ریوٹر شانگھائی سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ ہانکو میں تباہ کن سیلاب آیا ہے۔ رات کے وقت دو ہزار آدمی غرق ہوے۔

آتشزدگی — نناڈنگا (مشرقی بنگال) میں ۱۳ اپریل کی صبح کو آتشزدگی ایکسن کے کارخانہ میں ہوئی اور ۳ ہزار گٹھے سن کے جل گئے نقصان ۱۴ ہزار کا بتایا جاتا ہے۔ کارخانہ بیمہ شدہ بتایا جاتا ہے۔ فائر بریگیڈ کی کوشش نہ ہوتی تو سارا گودام ہی جل جاتا۔

زلزلہ — ۱۶ اپریل کی درمیانی رات کو پونے گیارہ بجے کے قریب لاہور میں زلزلہ کا ایک سخت جھٹکا محسوس ہوا جس سے لوگ بیدار ہو گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو دار الامان قادیان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ... صہ
۲- خواص و معاونین سے ۵
۳- ہندوستان سے باہر ۱۲
۴- غیر مذاہب والون سے ۸
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نوٹ عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتون مین ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

تازہ وحی

۲۶- اپریل سنہ ۱۹۰۸ء

بوقت چار بجے صبح

(۱)

مباش ایمن از بازیٔ روزگار

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۱- اپریل سنہ ۱۹۰۸ء قبل ظہر

تذکرہ افیون اور شراب وغیرہ کے متعلق ذکر تھا کہ ان کی عادت جن لوگوں کو ہو جاتی ہے پھر ان کا چھوٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور بالخصوص شراب تو ایک ایسی چیز ہے کہ چھوڑ دینے کے بعد بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کا عام دوری امراض کی طرح بعض اوقات دورہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایسا خطرناک اور شدید دورہ ہوتا ہے کہ انسان پاگل ہو جاتا اور آخر کار پی ہی لیتا ہے خواہ پھر ہوش سنبھالنے پر توبہ ہی کر لے۔

فرمایا

وہ معاصی کا دورہ ہوتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں ہے۔ جہاں قوت ایمانی ہو وہاں معاصی ٹھیری نہیں سکتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگی کی طرف دیکھا جاوے کہ انھوں نے حرمت کی آیت نازل ہونے کے بعد کیسی چھوڑی کہ پھر اس توبہ کی حالت میں ہی مر گئے۔ وہاں تو شراب نے کبھی دورہ نہ کیا۔ اور نہ ہی کسی کو ایسا ازخود رفتہ کر لیا کہ وہ مجبور ہو جاتا۔ حکم حرمت کے دن شہر کی گلیوں میں ٹخنوں تک بہ نکلی۔ مگر یہ سب کچھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تاثیر کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کے ایمان ایسے قوی ہو گئے تھے کہ شراب بھی جس کا وہ لوگ پانی کی جگہ استعمال کرتے تھے شرک کی طرح ایسی نابود ہوئی کہ پھر نہ عود کر سکی

آں حضرتؐ کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے کیسا معصوم رکھا تھا کہ باوجودیکہ آپؐ کے تمام رشتہ دار اور اقربا اور ہم قوم اس خبیث چیز کے استعمال میں مستغرق تھے۔ اور آں حضرتؐ نے اپنی ابتدائی ۴۰ سالہ زندگی انہی لوگوں میں بسر کی مگر کسی کا اثر آپؐ پر نہ ہوا۔ گویا روز ازل ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو معصوم بنایا تھا۔ اور یہ آپؐ کی فطرت سلیم کی اور عصمت کی ایک خاص دلیل ہے۔

۲۲- اپریل سنہ ۱۹۰۸ء

کسی شخص کا یہ اعتراض کہ احمدیوں نے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ بات بات پر آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

فرمایا

ایسے اعتراض باریک در باریک بغض کی وجہ سے ہوتے ہیں- کیا ترک گناہ اور ناپاک زندگی سے توبہ کرنا تبدیلی نہیں ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص بیعت کرکے جاتا ہے اس میں تبدیلی ضرور ہوتی ہے- شاذ و نادر پر اعتراض کرنا ایمان داری نہیں ہے- بلکہ قرآن شریف نے تو نکتہ چینی کرنے سے بھی منع فرمایا ہے- کَذٰلِکَ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ - یعنے تم بھی تو ایسے ہی تھے خدا نے تم پر احسان کیا- غور سے دیکھا جاوے تو جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے وہ زمانہ بھر میں اس وقت کسی دوسرے میں نہیں ہے-

دیکھو آں حضرت صلعم کی وفات کے بعد دنیا میں کیسا طوفان ارتداد برپا ہوا تھا کہ سوائے چند ایک جگہ کے جماعت بھی نہ ہوتی تھی- معترض کو کوئی خاص عناد اور بغض ہے اور اس نے ظلم کیا ہے اور خواہ مخواہ حملہ کیا ہے- ورنہ ان لوگوں کی تبدیلی تو حیرت میں ڈالتی ہے-

معترض غیب دان تو ہے نہیں کہ دوسرے کے دل کے خیالات نیک و بد پر اطلاع پا سکے- اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اندر ہی اندر تبدیلی کرتا ہے- اور خدا سے ایک خاص خلوص اور تعلق محبت رکھتا ہے مگر وہ دوسروں کی نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے-

۲۴- اپریل ۱۹۰۸ء

فرمایا کہ

بیماریوں میں جہاں قضاء مبرم ہوتی ہے وہاں تو کسی کی پیش ہی نہیں جاتی- اور جہاں ایسی نہیں- وہاں البتہ بہت سی دعاؤں اور توجہ سے اللہ تعالیٰ جواب بھی دے دیتا ہے- اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشابہ بمبرم ہوتی ہے- اس کے ٹلا دینے پر بھی خدا قادر ہے- یہ حالت ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ تحقیقات بھی کام نہیں دیتی- اور ڈاکٹر بھی لاعلاج بتا دیتے ہیں- مگر خدا کے فضل کی یہ علامت ہوتی ہے کہ بہتر سامان پیدا ہوتے جاویں اور حالت دن بدن اچھی ہوتی جاوے- ورنہ بصورت دیگر حالت مریض کی دن بدن ردی ہوتی جاتی ہے- اور سامان ہی کچھ ایسے پیدا ہونے لگتے ہیں کہ

(مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی)[سلہ]

فرمایا اکثر ایسے مریض جن کے لئے ڈاکٹر بھی فتوے دے چکتے ہیں اور کوئی سامان ظاہری زندگی کے نظر نہیں آتے اُن کے واسطے دعا کی جاتی ہے- تو اللہ تعالیٰ اُن کو معجزانہ رنگ میں شفا اور زندگی عطا کرتا ہے- **گویا کہ مردہ زندہ ہونے والی** بات ہوتی ہے- حضرت عیسیٰ ؑ کے مردوں کو زندہ کرنے کے جو قصے مشہور ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں جھوٹ کی نسبت کچھ ملاوٹ کی گئی ہے- ورنہ اگر ہزاروں مُردے زندہ ہو جاتے تو یہودی کیا بالکل ہی اندھے ہوگئے تھے کہ اب کھُلا کھُلا نشان دیکھکر بھی کہ جس میں غیب بالکل اٹھ گیا اور گویا کہ خدا خود سامنے نظر آگیا ایسی حالت دیکھکر بھی ایمان نہ لائے کیا وہ ایسے ہی قسی القلب تھے کہ ایمان لانا تو درکنار بلکہ خود حضرت مسیح ؑ کو جن کے لئے ایسے ایسے معجزات خدا نے دکھائے کہ گویا آسمان کے کُل پردے اُٹھا دیئے اُن کو پکڑ کر سولی دیا- اور اُن کے سر پر کانٹوں کا تاج پہنایا-

اصل بات یہی ہے کہ زمانہ دراز گذرا ہے- اصل کتاب موجود نہیں- نرے تراجم ہی رہ گئے ہیں- خدا جانے کیا کچھ ان لوگوں نے اپنی طرف سے بڑھایا اور کیا کیا نکال دیا- اس کا علم خدا ہی کو ہے-

فرمایا

کہ خدا کے معجزات تو ہوتے ہیں مگر اُن سے فایدہ صرف مومن ہی اُٹھاتے ہیں- بے ایمان لوگ اُن سے فایدہ نہیں اُٹھا سکتے- اور محروم ہی رہ جاتے ہیں- کیونکہ معجزات میں بھی ایک قسم کا پردہ اور غیب ضرور ہوتا ہے-

مکرمی جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ذکر کیا کہ بعض انگریز ان پادریوں سے سخت متنفر ہوتے ہیں سنتے اکہ بعض لوگ گرجوں کو بجائے اس کے ان میں نماز پڑھیں کسی اور مفید کام پر لگا لینا بہتر جانتے ہیں- اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اکثر ایسے کہ وہ تو خدا سے انکار کر بیٹھے ہیں- کیونکہ عیسائی ہو کر سب سے پہلی نیکی شراب پینا ہے- اور پھر آگے جوں جوں ترقی کرے گا اور اپنے کمال کو پہنچیگا تو **کفارہ** پر ایمان لاوے گا اور یقین کرے گا کہ شریعت لعنت ہے- اور کہ حضرت مسیح ؑ ساری اُمت کے گناہوں کے بدلے پھانسی پا کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو چکا پھر گناہ کرے گا اور پیٹ بھر کر کرے گا اور اُسے کسی کا خوف نہ ہوگا- اور خوف ہو تو کیسے- کیا مسیح اُن کے لئے پھانسی نہیں دیا گیا؟ غرض یہ تو ان کی عملی حالت ہے- پھر دنیا کو **خدائی** کا جو نمونہ دیا گیا تھا وہ ایسا کمزور اور ناتواں نکلا کہ تھپڑ کھائے- پھانسی دیا گیا- اور دشمنوں کا کچھ نہ کر سکا- بس انہی باتوں سے وہ خدا کے بھی منکر ہو گئے ہیں- اور وہ لوگ بے چارے ہیں بھی معذور- کیونکہ یہ سب امور فطرت انسانی کے بالکل خلاف پڑے ہیں- بھلا کفارہ ایسی بیہودہ تعلیم سے بجز **ناپاک زندگی** کے اور ایسے کمزور و ناتواں خدا کے ماننے سے بجز **ذلت و ادبار** کی مار کے اور حاصل ہی کیا- اُنھوں نے بھی فیصلہ کر لیا کہ ایسے خدا سے ہم یونہی اچھے ہیں- یہ اُن کا قصور نہیں بلکہ تعلیم کا قصور ہے-

آریوں کو دیکھا جاوے

تو اُنھوں نے ذرہ ذرہ کو خدا بنا رکھا ہے- وہ کہتے ہیں کہ اُن کے اعمال ہی اُن کے سکھ اور دکھ کا باعث ہیں گویا اُن کے اعمال ہی اُن کا خدا ہیں- غور کا مقام ہے کہ ذرات عالم مع اپنے خواص کے خدا کی طرح ازلی ابدی ہیں- تو پھر خدا کو اُن پر فضیلت کیسی اور حکم کیسا- خواہ مخواہ مداخلت بے جا کر کے اُن کی آزادی میں تصرف کرنے کا حق ہی کیا تھا- خدا کا-

اصل بات یہ ہے کہ یہ وہ زمانہ آگیا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے کہ وَتَرَکۡنَا بَعۡضَہُمۡ یَوۡمَئِذٍ یَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰہُمۡ جَمۡعًا ۙ

موجودہ آزادی کی وجہ سے انسانی فطرت نے ہر طرح کے رنگ ظاہر کر دیئے ہیں- اور تفرقہ اپنے کمال کو پہنچ گیا ہے- گویا ایسا زمانہ ہے کہ ہر شخص کا ایک الگ مذہب ہے- یہی امور دلالت کرتے ہیں کہ اب نفخ صور کا وقت بھی یہی ہے- اور فَجَمَعۡنٰہُمۡ جَمۡعًا کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہی زمانہ ہے-

روس میں اہل اسلام پر ظلم

سخت افسوس ہے کہ روسی حکام نے مسلمانوں پر جور و ستم کرنا اپنا دستور بنا رکھا ہے- چنانچہ حال میں خبر آئی ہے کہ شہر استراخان کی مشہور اسلامی انجمن "شورائے اسلام" کے صدر جناب مصطفیٰ لطفی بک اسماعیلوف کو مقامی حاکم نے اس بیہودہ الزام پر گرفتار کرا لیا کہ انجمن تجارت و مفسدہ پردازی کی خفیہ سازش کر رہی ہے- حالانکہ دفتر انجمن کی تلاشی میں ایک کاغذ بھی اس تہمت کو ثابت کرنے والا نہیں ملا اور کوئی گواہ بھی بہم نہیں پہنچا- مگر پھر بھی مولانا اسماعیلوف کو چھوڑنے سے انکار کیا گیا ہے- اور انجمن اپنی فریاد بذریعہ تار برقی سینٹ پیٹرسبرگ تک پہنچانے پر مجبور ہوئی ہے جس میں انجمن نے لکھا ہے کہ اگر اسکے صدر پر کوئی بغاوت آمیز تقریر کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے- تو انجمن ہر طرح اُسکے خلاف ثبوت دینے کو آمادہ اور اپنے عزیز صدر کی بریت ثابت کرنے کے لئے تیار ہے- اسکے علاوہ انجمن نے ڈوما کے مسلمان ممبروں اور دیگر اقوام کے قائمقاموں کو بھی اس ظلم پر توجہ دلائی ہے اور اُن سے

[سلہ] یہ شعر مکرمی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن نے پڑھا تھا اور یہ بھی عرض کیا تھا کہ حضور کا شعر تو یہ ہے کہ مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا کی ؎

تجدید دین مسیح کیا مراد ہو گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا خط جس میں کہ سائل کا سوال ہے مولوی صاحب نے مجھے بغرض جواب دیا چونکہ عبارت سوال بہت طویل ہے اس کا خلاصہ لکھ کر جواب عرض ہے۔

خلاصہ سوال۔ مہدی و مسیح سے نصرت اسلام و کسر صلیب ہو گی یہ تو صاف ہے اس پر میں مطمئن ہوں لیکن یہ کہ خود اسلام کی اصلاح و تجدید کس طرح کی گئی یا کیجاوے گی مجھ پر مشتبہ ہے۔ سوال ... تو یہ ہے کہ ضرورت تجدید کن ارکان و مسائل میں ہے۔

اسلام ہم کو طریق معاد و قوانین معاشرت سکھا کر اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے تاکید فرماتا ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ۔ پس اگر طریق معاد قائم رکھ کر قوانین معاشرت کلاً یا جزواً ناقابل عمل ہو جائیں گے تو اکمال دین اپنی اصلی حالت پر قائم نہ ہو گا اور مجدد کا کام ہے کہ اکمال قائم رکھے مگر آجکل قوانین معاشرت کا بہت بڑا حصہ قائم نہیں ہے ہم باتباع قوانین سرکار بعض مسائل شرعی پر اگر عمل کریں تو ... کیا مجھے سمجھایا جائے گا کہ اسلام ... تجدید ... عمل کرنے سے ... تو ناممنوع ہیں کس طرح ہو گی اور حدود شرعی کس طرح قائم کی جاویں گی۔

جواب وباللہ التوفیق۔ حضرت مسیح موعود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارک کے قدم مبارک پر مبعوث ہوئے ہیں تمام انبیاء و مجددین کا کام سب سے مقدم توحید و ایمان کا قائم کرنا ہی ہوتا ہے دیکھو حضرت نوح۔ ہود۔ صالح۔ شعیب۔ متفق اللفظ بھی ایک ہی منادی کرتے ہیں۔ یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ ۔ سورۃ اعراف رکوع ۸

اس کے بعد اہم کالاہم پر متوجہ ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی قرآن مجید میں بھی پائی جاتی ہے۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ۲۸ رکوع ۹ (وہ تو اپنی پھونکوں (یعنی مباحثہ) سے اللہ تعالیٰ کا نور بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو پورا ہی کر کے رہے گا۔ اگرچہ منکر تو ناپسند ہی کرتے رہ جائیں گے وہ خدا پاک وہی ہے جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت (آخرین میں بروزی طور پر اس لئے) فرمائی کہ تمام ادیان پر اس ہدایت اور سچے دین کو غالب کر دے) اس آیت شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے اظہار دین۔ حق کو ہی مسیح موعود کے سپرد کیا۔ حدیثی پیشگوئی میں بھی لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس ایمان کا ہی ذکر فرمایا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن کا کارگزار بنایا تو ان کو بھی یہی وصیت فرمائی کہ اول ان کو ایمان کی دعوت کر پھر نماز پھر زکوٰۃ وغیرہ صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ اب عملی حصہ پر غور کرو حضرت نوح حضرت ہود حضرت صالح حضرت شعیب وقت ہلاکت قوم تک اور حضرت مسیح زمانہ صلیب تک اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ ہجرت تک کبھی قوانین حدود و تعزیرات کی طرف متوجہ ہوئے ہرگز نہیں۔ بلکہ تمام مکی سورتوں کو دیکھ لو کہیں نام و نشان حدود کا نہیں۔ بلکہ ... بعد فتح مکہ نازل ہوئی۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے درخت ... اور درخت کا پہلے پھل نہیں ... ہوتا ہے اس کے بعد پھل ... ہیں غرض تجدید دین کا کام تدریجی ہوتا ہے ... بہت غور کر ... وغیرہ ... کرنا ... کا کام نہیں بلکہ محرومی کا خوف ہے ... تو صرف ... تجدید دین ہو ... ہے یا نہیں ... سو ظاہر ہے کہ چار لاکھ سے زیادہ مسلمان مقلد غیر مقلد شیعہ یہود عیسائی ہندو آریہ دہریہ سکھ وغیرہ منتشر قوموں کا شیرازہ ایک ہی ایمانی رنگ پر جمع ہو چکا ہے۔ باقی یہ سوال کہ اس حصہ کی تجدید جس میں حدود و تعزیرات ہیں کس طرح قائم ہو گی۔ اول تو یہ سوال حضرت مسیح کی زندگی میں قبل از وقت ہے اس کا علم اللہ کو ہے کہ کب ہو گا کس طرح ہو گا بلکہ حضرت مسیح کے بعد بھی یہ سوال نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خزائن قیصر و کسریٰ کی کنجیاں دی گئیں مگر اس کا وقوع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و بارک کے بہت عرصہ پیچھے پورا ہوا بلکہ قرآن کریم کی پیشگوئی یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ۹ وما ارسلناک الا کافۃ للناس ۲۲ ابتک اپنے کمال کو نہیں پہنچی۔ اس دنیا کے خاتمہ تک برابر اس کا کمال طرف ترقی ہی رہے گا

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ علیٰ کل شیء قدیر کامل قدرت والا ذوالعجائب کا یہ کام ہے جس کا ذرہ ذرہ خادم ہے وہ بکل شیء علیم ہے اس لئے یہ سوال سوء ادب ہے۔ وہ تو وہ ذات ہے جس نے موسیٰ کو جو بمقابلہ فرعون ... اور لا یکاد یبین فرعون کے سامنے کھل کر بول بھی نہ سکتا تھا پھر اس کی قوم ساری اس کی غلام تھی) فرعون پر کامل فتح عطا فرمائی بلکہ تمام انبیاء کی مقابل میں اسی طرح ہوا۔

سوم یہ کہ حدود و تعزیرات تو اب بھی ہو سکتی ہیں۔ صرف مسلمانوں کا اپنا ہی قصور ہے صرف تعطیلات کا حال ہی دیکھو ہنود نے کوشش کر کر اپنے تہواروں کی تعطیلیں لے لیں مگر مسلمانوں نے پرواہ نہ کی کہ جمعہ کے لئے درخواست کرتے اسی طرح ورثہ کے متعلق خود مسلمانوں نے شرعاً واجب الحرض ... کو محروم کر دیا۔ گورنمنٹ نے شرع محمدی نافذ کی مگر مسلمان اب بھی حکام کا فیصلہ ہی چاہتے ہیں۔ اگر حدود کے متعلق مسلمان متفق ہو کر درخواست کریں تو عادل گورنمنٹ تو اب بھی ماننے کو تیار ہے کیونکہ وہ مذہبی معاملات میں مداخلت کرنا ہی نہیں چاہتی۔ بلکہ آیت موسوال سے بھی سائل کا سوال حل ہو جاتا ہے آیت کا منشا ہے جو حدود اللہ کو توڑیگا وہ اپنی جان پر ظلم کریگا۔ اگر وہ حد متعلق سلطنت ہے تو سلطنت سے سزا پائے گا جیسے چوری قتل ڈاکہ وغیرہ اگر سلطنت کے متعلق نہیں اور گرفتار نہیں ہو سکا تو دنیا میں بھی ذلیل بدنام ہو گا بعد الموت بھی سزا پائیگا۔ غرض جبکہ حال یہ سائل صاحب خود لکھتے ہیں نصرت دین و کسر صلیب ہو رہی ہے تو اُن کو زیادہ انتظار کرنا ... بلکہ خوف محرومی ہے۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

ضلع گوجرانوالہ۔ گجرات سیالکوٹ کے درزی احمدی بھائیوں کی خدمت میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے بعد گذارش ہے کہ اگر سب صاحبان اس تجویز پر اتفاق رائے کر سکیں تو آپس میں رشتے ناطے کرنے کی آسانی ہو سکتی ہے۔ اگر ان اضلاع کے سب بھائی اپنی اپنی اولاد کے حالات علم۔ کسب یا ملازمت عمر۔ شادی شدہ۔ غیر شادی شدہ۔ وغیرہ مفصل لکھ کر بذریعہ اخبار الحکم شایع کر دیں۔ اور شایع کرنے کی یہ تجویز ہو کہ جو بھائی ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں خط لکھیں ساتھ ہی ۲ آنہ کے ٹکٹ بھی روانہ کر دیں تاکہ اشتہار کی اجرت بھی وصول ہو جائے۔ اور یہ بھی واضح ہو جاوے کہ جو صاحب اس تجویز کیساتھ متفق الرائے ہوں۔ وہ تین ہفتہ تک ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر دیں۔ اور اگر کوئی صاحب اس سے بہتر تجویز بیان فرمائیں تو ہم بطیب خاطر قبول کرنے کو طیار ہیں۔ فقط زیادہ حد ادب ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں مکرر

واعظین کی ضرورت

ذیل میں میں ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کا ایک مضمون درج کرتا ہوں جو انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کے ایک اہم ذریعہ کی ضرورت پر لکھا ہے۔

ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں کہ قوم میں ایسے درد مند دل واعظ پیدا ہوں جو صبر و قناعت کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کو مدنظر رکھکر اور اپنا اصلی مقصد قرار دیکر گھر سے نکلیں اور کو بکو اور دہ بدہ ہی نہیں بلکہ ملک بملک پھر کر حق کی اشاعت کریں۔ یہ تجویز نئی نہیں الحکم کے ایڈیٹر نے آج سے آٹھ سال پیشتر اس تحریک کو پیش کیا تھا مگر اُس وقت اور آج کی حالت قوم میں وہی نسبت ہو سکتی ہے جو ایک سالہ اور آٹھ سالہ بچے کی طاقتوں میں ہوتی ہے۔ اس وقت یہ تحریک ایک دل سے نکلی اور کسی ایک یا دوسرے دل پر اثر کر گئی۔ آج یقین کیا جا سکتا ہے کہ یہ بہت متاثر ہو۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کئی مرتبہ اس قسم کی تحریکیں اپنی مجلسوں میں کر چکے ہیں مگر ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ فی الحقیقت اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ کچھ لوگ اپنے گھروں سے نکلیں اور اس پیغام کو جو انہوں نے خدا کے مامور اور خلیفہ کے منہ سے سُنا دوسروں تک پہنچائیں۔ یہ تجویز بہت ہی مبارک اور مفید ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان اغراض کی تکمیل کے لئے کیا راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ کیا اسی قدر کافی ہوگا کہ چند آدمی نکلیں اور بے سروسامان جدھر جس کا مُنہ اُٹھے چلا جاوے؟ اگرچہ سید صاحب نے اپنے مضمون میں اشارہ کیا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے خاص انتظام ہونا چاہیئے مگر میں اس کو ذرا کھول کر لکھنا چاہتا ہوں۔ فی زمانا واعظوں کی جو حالت ہے وہ ناگفتہ بہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں ہوتی اور نہ ان کی تقریریں کوئی اثر پیدا کرتی ہیں۔

اس لئے کہ عوام کے دلوں میں یہ بات جم چکی ہے کہ یہ ایک طبقہ ہے سائلین کا یہ ایک گروہ ہے منقبتیوں کا۔ ان لوگوں کے متعلق ایسے خیالات کا عام ہونا عوام کو ان کی بات تک سُننے کا روادار نہیں بناتا چہ جائیکہ وہ ایسا مقصد لیکر نکلیں جو ایک انقلاب چاہتا ہے۔ اس لئے اگر ایسے لوگ نرے دریوزہ گر ہو کر نکلیں گے تو وہ بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوں گے۔ انکی ضروریات اور حوائج انہیں کہیں ٹھوکر کا باعث نہ ثابت ہوں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ وہ ایسی حالت میں جائیں کہ انھیں کہیں بھی دست سوال دراز نہ کرنا پڑے یہ انتظام تو قوم کو کرنا چاہیئے۔ پھر یہ ضروری امر ہے کہ اس کام کے لئے کون لوگ منتخب ہونے چاہئیں؟ کیا ہر شخص اس قابل ہو سکتا ہے کہ وہ واعظ کے منصب پر ممتاز ہو کر نکلے؟ واعظ میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہئیں۔ ان پر تفصیلی بحث کو چھوڑ کر یہ ضروری امر ہے کہ ایسے لوگ ہوں جو تقریر کے فن سے واقف ہوں اور کسی کے رعب اور ہیبت میں آکر خاموش نہ ہو سکیں۔ ان کو اپنے جذبات پر حکومت ہو اور اس کے علاوہ وہ سلسلہ کے مسائل سے واقف ہوں اور ساتھ ہی اسلام کی خوبیاں اور محاسن بیان کرنے پر قادر ہوں ان حملوں اور اعتراضوں کے جواب دے سکیں جو اس زمانہ میں مختلف مذاہب کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں۔

اس قسم کے لوگ ایک امتحان لیکر منتخب ہو سکتے ہیں۔ اور پھر یہ جماعت مختلف اطراف ملک میں نکل سکتی ہے۔ اور اگر قطع نظر اس سوال کے کوئی اہل ہو یا نہ ہو۔ اس مقصد کو لیکر نکلے گا۔ تو اندیشہ ہے کہ اصلی مقصد فوت نہ ہو جاوے۔ بہرحال خاص قواعد اور پابندیوں کے ماتحت ایک زمرہ طیار ہونا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادران ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ میں آپ صاحبان کی خدمت میں ایک درخواست لیکر پیش ہوتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس وقت جبکہ ساری دنیا کے انسان فسق و فجور میں گرفتار ہیں اور ایک پیاسے کی طرح اگرچہ محبت آلہی کے پیاسے تو ہیں مگر ایک خشک ریت کے میدان کو پانی سمجھکر اس کی طرف بھاگے جا رہے ہیں جہاں جا کر سوائے تباہی کے اور اُن کے حصہ کچھ نہیں آتا۔ اپنے دنیا طلبی میں ایسے گرے ہیں کہ سچی کامیابی اور کلام کے رستوں سے دور جا پڑے ہیں اور اُن کی حالت قابل رحم ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے رحم فرمایا اور زمانہ کی ہدایت کے لئے اور رہنمائی کے لئے اپنا رسول وقت بھیجا ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ اس وقت دُنیا میں صرف ایک ہی جماعت اور قوم ہے۔ جو کہ خدا تعالےٰ پر معہ اُس کی تمام صفات کاملہ کے جیسا کہ چاہیئے ایمان رکھتی ہے اور اس طرح سے ہر ایک قسم کے گناہ اور فسق و فجور سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرتی ہے اور اُس راہ پر چل رہی ہے جو کہ سچی کامیابی اور فلاح کو لیجاتی ہے اور میں مبارک دیتا ہوں کہ تو ہی وہ برگزیدہ قوم ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں چُنا اور خاص کر لیا۔ **وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء** ۔ اے برادران آپ کی ہی وہ قوم ہے ۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے اپنا جلوہ فرمایا اور اپنے پاک امام کے ذریعہ اپنے پاک نشانات ارضی و سماوی دکھا کر اپنی ہستی کا یقین آپ کے دلوں میں حق الیقین کے درجہ تک پہنچا دیا اور میرے آقا و مولا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۳۰۰ سال پہلے فرمائے ہوئے ارشادات کو تیری آنکھوں کے سامنے پورا کر کے اس کی سچی عزت اور رتبہ سے جو کہ عوام کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے تجھے آگاہ کیا اور اس سچے قانون کی جس پر چل کر ہمیشہ سے انسان حقیقی فلاح کو حاصل کرتے رہے ہیں تجھکو معرفت اور شناخت بخشی۔ اور اس طرح پر تجھے وہ قابل رشک درجہ اور رتبہ بخشا جو کہ اس سے پہلے انبیاء و صحابہ کرام کو نصیب ہوا۔ اے قوم ... ذرا اپنے گریبان میں نظر ڈال کر دیکھ کہ کیا تیرے کوئی عمل اس انعام کے قابل ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں یہ خدا کا خاص فضل اور عنایت ہے اور اُس کی رحمانیت کا تقاضا ہے کہ اس نے تجھے چُن لیا اور اپنے سچے امام کی جس کے انتظار میں ہزاروں سال سے آنکھیں لگی ہوئی تھیں تجھکو وقت پر شناخت بخشی اور ان انعام کا حقدار کر دیا جو کہ انبیاء کے ساتھیوں پر ہوا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وقت تیری خوشی کا ہے اور تیرے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ہزار ہزار شکر ادا کرنے کا ہے۔ تجھکو اے میری پیاری قوم اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور اس وقت کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ان تمام مہربانیوں کا ذکر سارے جہان کے ہر ایک فرد بشر تک پہنچانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں محو ہو نیوالے انسان پیدا کرنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور قرآن کریم کی عزت کو از سر نو دنیا میں قائم کرنا سب سے پہلا فرض ہونا چاہیئے اور اُس روح کو مسلمانوں اور دنیا کی دیگر اقوام کی روح میں پھونکنا چاہیئے جو کہ تیرے اندر تیرے پیارے امام کے ذریعہ پھونکی گئی اور جس کی وجہ سے تو نے اس دنیا میں بہشتی زندگی حاصل کی۔ تجھ پر اللہ تعالےٰ کا خاص رحم ہوا ہے۔ تیرا فرض ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کے رستہ میں اپنا ہر ایک ذرہ خرچ کرے اور اُس کی مخلوق پر رحم کرے اور صلح اور آشتی کو دُنیا میں پھیلائے۔ اور شیطان کے سر کو کچل کر آرام اور آسایش دُنیا میں قائم کرے۔ اور اے میرے پیارے برادران یہ کام اور یہ فرض آپ کا آسان نہیں ہے۔ یہ بڑا بھاری فرض ہے اور ایک عام انسان کے لئے جسکو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں پر کوئی امید نہ ہو۔ ایک دل توڑنے والی بات ہے۔ مگر تیرے لئے جو کہ اپنے مال و جان کو اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرنے کے لئے کمربستہ ہے یہ کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ تیرا فرض اتنا ہے کہ تو اُس کے اس کام میں دل و جان سے لگ جاوے۔ اللہ تعالیٰ جو اس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ تیرا دستگیر ہو جاوے گا اور عجیب در عجیب راہوں سے تیری مدد کرے گا۔ ہاں اتنا میں ضرور کہوں گا کہ یہ ایک دو آدمی کا کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ساری جماعت کی مجموعی کوششوں کو چاہتا ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ ہم سارے ایک جان اور ایک تن ہو کر اس کام میں لگ جاویں اور ایک لشکر کی طرح جو کہ بڑے بڑے بہادر آدمیوں سے بنا ہوا ہوتا ہے آگے بڑھنے لگ جاویں اور ہر ایک روک اور رکاوٹ کو جو رستہ میں پڑے کندھے سے کندھا ملا کر ہٹا دیویں اور اگرچہ اس دھاوے میں ہم میں سے کئی تباہ ہو جاویں مگر وہ ہمارے لئے دلیری کا

موجب ہوں نہ کہ ہمت ہارنے کا۔ اور ہم چلتے جاویں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نام کو اُس کے پاک نشانوں اور اپنی پاک زندگی کی مثالوں سے اور دعاؤں سے ہر ایک فرد بشر تک پہنچا دیویں خواہ وہ عیسائی ہو۔ خواہ وہ یہودی ہو۔ خواہ ہندو ہو۔ اور خواہ وہ مسلمان۔ غرض کہ کوئی ہووے اور کسی ملک کا ہووے۔ مگر یہ کام صرف دو ایک رسالوں اور اخباروں کے اجرا سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تھوڑے تھوڑے چندے دیکر ایک سکول کے بنانے سے۔ یہ کام ہم سب کی زندگیوں کا خواستگار ہے۔ اور چاہتا ہے کہ ہم سب تعلقات پر اور رشتوں پر اللہ تعالیٰ کے رشتہ اور تعلق کو مضبوط کریں۔ اور ہماری زندگی کا ہر ایک کام بجائے اپنے تعلق داروں کے لئے ہونے کے یا اپنی زندگی کے لئے ہونے کے جیسا کہ دوسرے دُنیا داروں کا کام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ اور ہم اپنی اپنی طاقت کے مطابق باہر نکلیں اور اگر خود نہ جا سکیں تو اوروں کو باہر نکالیں اور چندہ کر کے باہر بھیجیں تاکہ وہ اس رحمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تجھ تک پہنچائی ہے ہر ایک فرد بشر کے کان تک پہنچائے اور پہنچاتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو کان سُننے کے لئے دیدیوے۔

اے قوم تیرے اور تیری ذریت کے لئے مناسب ہے کہ ایشیا اور افریقہ۔ یوروپ۔ امریکہ۔ آسٹریلیا کے کسی کونے کو خالی نہ چھوڑے اور کوئی گاؤں اب باقی نہ رکھے جہاں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کو پکار پکار کر اس دہریت کے زمانہ میں نہ پہنچا دے۔ اے قوم یہ کام ہے جس کے لئے کہ تجھکو اب بہت جلد طیاری کرنی چاہیے۔ اپنی جان اور اپنے بچوں کو اس مہم کے لئے طیار رکھ۔ اور ان سفلی زندگیوں کو اس نیک راہ میں خرچ کر تاکہ تجھکو اصلی اور ابدی زندگیاں عطا ہوں۔ اے قوم اگر تو ایسا نہ کریگی اور اس وقت اپنی خانہ نشینی میں سست رہے گی۔ تو مجھے ڈر ہے کہ قوم حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح تو بھی ان انعامات سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرض کے ادا کرنے والوں کے لئے رکھے ہیں محروم رہے گی۔ اور یہ کام جو کہ ضرور ہو کر رہنا ہے کوئی اور قوم تیرے سوا کر لے گی۔ اے قوم اُس حالت میں تجھ سے زیادہ بدقسمت اور کون قوم کہی جا سکے گی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھکو توفیق بخشے اور اس کام کو جو ہمارے مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی منشائے مبارک کے مطابق شروع کیا ہے اور جسکی کہ تو از حد ممنون ہے تکمیل تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سرخرو ہو جاوے اور اُن انعامات کے حصول کی مستحق ٹھہرے۔ جو کہ صحابہ اور ابرار کیلئے ہوتے رہے ہیں۔ آخر میں میں سارے سرپرادرگان قوم کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ میری اس عرض پر کچھ عملی رنگ لانے کی تجویز کرنی چاہیے۔ تاکہ وقت تیاری میں ہی گذر نہ جاوے۔ ہماری ضروریات۔ ہماری وسعت جو کچھ ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ مگر جب تک ہم اپنے آپ کو صرف ایثار کے لئے اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر تکلیف نہ دیں گے اور اس اسباب پرستی کو جو کہ آجکل ساری دنیا میں ایک بڑے بھاری بُت کا کام کر رہی ہے اور اچھی طرح سے اللہ تعالیٰ کی جگہ لے رہی ہے اللہ کے لئے جو کہ قادر مطلق ہے اور ہم طرح طرح سے اپنی تائید سے مدد بھی دے سکتا ہے نہ چھوڑیں گے۔ تب تک ہم اس زمینی زندگی سے اُٹھا کر بہشتی زندگی میں نہ ڈالے جاویں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق اسباب کا خیال رکھیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ خیال کرتے کرتے ہم میں اور باقی دُنیا داروں میں کوئی ظاہرا فرق نظر نہیں آتا۔ سو ہم کو چاہیے کہ ہم امتیازی زندگی بسر کریں تاکہ دُنیا میں اوروں سے امتیاز کئے جاویں اور اللہ تعالیٰ کے نشان بن کر اُس کا چمکتا ہوا چہرہ دنیا پر ظاہر کریں۔ اور اس لئے جب اُس نے اپنے فضل سے رحمت کی ہے ان کی باقی مخلوق کے لئے اُس کی رحمت کا کام دیں۔

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا میری اس عرض کو آپ سب صاحبان کے دلوں تک پہنچا دے اور مجھکو اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی بہت جلد توفیق دے۔ **وما توفیقی الا باللہ۔**

راقم سید محمد حسین اسسٹنٹ سرجن لاہور

ڈیپوٹیشن کا تیسرا دورہ

ایسٹر کی تعطیلات میں وفد بغرض فراہمی چندہ تعمیر مدرسہ مقامات ذیل کے احباب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ گجرات۔ کرٹیانوالہ۔ وزیر آباد۔ جموں۔ سیالکوٹ۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ ان میں سے اکثر مقامات میں سلسلہ کی ضروریات سے واقف اور مخلص احباب پہلے ہی فراہمی چندہ کے متعلق پوری کوشش کر چکے تھے۔ اگرچہ تجویز یہ تھی کہ پہلے یہ وفد احباب راولپنڈی کی خدمت میں حاضر ہو مگر حکیم شاہنواز صاحب کا خط آنے پر کہ راولپنڈی کی جماعت سے جس قدر چندہ ہو سکا وصول کر کے بھیج دیا گیا ہے اور تھوڑا سا قابل وصول باقی ہے۔ جو عنقریب بھیج دیا جاوے گا۔ راولپنڈی جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا گیا۔ اور اُس کی بجائے کرٹیانوالہ کو جو گجرات سے تین چار گھنٹہ کا ایک کا سفر ہے شامل کر لیا گیا۔ انجمن کی طرف سے میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی کوششوں سے اس وفد کو امید سے بڑھکر کامیابی ہوئی اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر دے جنھوں نے مجوزہ چندہ میں حصہ لیکر سلسلہ کی ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس جگہ میں پہلے فہرست چندہ دیتا ہوں جو مختلف جماعتوں سے وصول ہوا ہے یا جس کی ادائگی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ صرف چندہ تعمیر مدرسہ ہے۔

	وصول	وعدہ	میزان
کرٹیانوالہ	[illegible]	-	[illegible]
گجرات وکھاریاں	[illegible]	[illegible]	[illegible]
وزیر آباد	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جموں	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سیالکوٹ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]

قبل اس کے کہ میں اور کچھ لکھوں اس قدر اور بیان کرنا ضروری ہے کہ علاوہ اس رقم کے چودھری نصر اللہ خان صاحب پلیڈر و پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ سیالکوٹ نے تین ہزار دو سو روپے کی رقم بورڈنگ کی تعمیر کے لئے دی ہے۔ جس میں سے ایک ہزار روپیہ نقد انھوں نے عطا فرمایا ہے اور باقی دو ہزار دو سو روپیہ عنقریب ارسال فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ اس کا مفصل ذکر میں آگے چل کر دونگا۔ اس رقم کو شامل کر کے کل چندہ جو دورہ کے اس دورہ میں ہوا وہ سات ہزار سات سو چھتیس روپے ہے جس میں سے دو ہزار چار سو چھتیس روپے وصول ہیں اور باقی پانچ ہزار تین سو روپے قابل وصول ہیں۔ چندہ تعمیر کے علاوہ لنگر خانہ کے لئے [illegible] کی رقم وصول ہوئی۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جماعت گجرات [illegible] سیالکوٹ [illegible]۔ ایک صاحب از سیالکوٹ جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے [illegible] جموں [illegible]۔ مستری احمد عمر از جموں چھ روپے و ایک روپیہ نذرانہ۔ اہلیہ ماسٹر عنایت اللہ صاحب گجرات تین روپے۔ علاوہ ازیں متفرق رقوم مدرسہ اشاعت اسلام مسکین فنڈ۔ یتامی۔ زکوٰۃ۔ مقبرہ اور شفاخانہ کی مدات میں بھی وصول ہوئیں۔ اور کل روپیہ وصول شدہ کی میزان تین ہزار کے قریب ہو گئی اور اس طرح پر گویا وفد کے اس دورہ میں آٹھ ہزار سے

سے کچھ اوپر کل چندہ ہوا جو الحمد للہ ایک بڑی بھاری کامیابی ہے خصوصاً جب جماعت کی قلت ایام قحط اور اس پر چندوں کی کثرت کو جو اس سلسلہ میں احباب کو دینے پڑتے ہیں مد نظر رکھا جاوے۔ یہ کامیابی محض خدا کے فضل اور اس کی تائیدوں اور نصرتوں سے ہے جو اس سلسلہ کی ہر ایک شاخ کے شامل حال ہیں۔ وفد کی کسی کوشش کا یہ نتیجہ نہیں۔

اس جگہ چند امور خصوصیت سے ذکر کرنے کے قابل ہیں سب سے پہلے انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ کی کوششیں ہیں جو اصل انجمن نے صدر انجمن احمدیہ کی بابت یوں کہنا چاہیئے کہ اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقاصد کو کامیاب بنانے میں کیا ... کر رہی ہے۔ چندہ تعمیر اور لنگر جو اس وقت اس جماعت سے وصول ہوا ہے اس کے علاوہ بھی اس جماعت ... بڑی بڑی مدد سلسلہ کو پہنچتی رہتی ہے۔ ... ... بڑی بڑی رقوم اکٹھی کر کے دی ہیں ... ... بطور یادگار ... کے رنگ میں ... کے قریب اس جماعت کی طرف سے وصول ... اور لنگر خانہ کے لئے خاص کمیشن چندہ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں قریب ایک ہزار روپیہ کے اکٹھا کر کے بھیجا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے اور ان کو اس سے بھی بڑھ کر ... سلسلہ کی توفیق دے۔ اگر میں نام بنام اس سلسلہ کے مخلصین کا ذکر کرنا چاہوں تو اس کے لئے بہت سے صفحے اخبار کے درکار ہوں گے مگر چونکہ یہ سب احباب محض خدا کی خوشنودی کے لئے دن رات یہ کام کرتے ہیں اس لئے میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ نام لیکر اُن کی کوششوں کا ذکر کروں۔

جس قدر چندہ جماعت سیالکوٹ سے وصول ہوا ہے یا جس کا وعدہ اس جماعت کی طرف سے دیا گیا ہے اس میں ایک بڑا حصہ مضافات کے چندوں کا ہے۔ اور یہ تجربہ بتاتا ہے کہ اگر باقی ضلعوں کی انجمنیں اسی طرح کوشش کریں تو ایک کثیر رقم چندہ کی وصول ہو سکتی ہے۔ ضلعوں میں انجمنیں قائم کرنے کی اصل غرض یہی تھی کہ یہ انجمنیں چونکہ خواندہ اور غالباً مستعد احباب کے ہاتھ میں ہوں گی۔ اس لئے صدر انجمن کا بوجھ اس طرح پر تقسیم ہو کر سب احباب اس کوشش فراہمی چندہ میں حصہ لے سکیں گے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے سوائے ایک دو انجمنوں کے باقی انجمنوں نے اب تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ میں اس تحریک کے متعلق اتنی مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ میں نہیں جانتا اب کون سے لفظ لاؤں جو ہماری جماعت کے ... دلوں میں اس کام کی تکمیل کے لئے جوش پیدا ... میں نے چالیس ہزار روپے چندہ کے لئے تحریک کی تھی اور اس وقت بذریعہ وفد یا خود بخود تحریک سے جس قدر چندوں کا وعدہ ہو چکا ہے وہ رقم قریب سولہ ہزار کے پہنچتی ہے اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ دو چار اور بڑے بڑے شہروں میں تحریک سے چار ہزار روپیہ دورہ کرنے سے جمع ہو سکے گا۔ اور اس طرح پر بیس ہزار روپے کی رقم ہو جائے گی۔ جس کی وصولی کی امید بھی ہے۔ باقی بیس ہزار کے لئے اگر میں انجمنہائے ضلع سے یہ درخواست کروں کہ وہ مضافات میں اپنی طرف سے انتظام کر کے اس رقم کے پورا کرنے کی کوشش کریں تو یہ کوئی ایسی درخواست نہیں جو رد کرنے کے قابل ہو۔ اگر اقدام ہو سکے تو یہی کہ عملاً اس درخواست کو رد کیا جا رہا ہے اس ضرورت کو میں اکیلا محسوس نہیں کرتا بلکہ سب دوست یکساں محسوس کر رہے ہیں۔

بس میں احباب کو خدا تعالیٰ نے توفیق دیا ہے کہ وہ عملی نمونہ اس کو پیدا کر کے ... ... ان سے پھر یہ درخواست کرتا ہوں کہ وقت کا تقاضا ہے ... جا رہا ہے۔ اور تھوڑی سی بے انتظامی یا عدم انتظام کی وجہ سے ہزارہا روپے کا نقصان اس سلسلہ کو ہو رہا ہے۔ آخر ہم سب لوگ اپنے کاروبار کرتے ہیں اور بڑے بڑے کاموں اور پیچیدہ امور کو سرانجام دیتے ہیں اور ان کاموں میں ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ بھی کرتے ہیں پھر کیوں ایک ایسے کام میں جو ہمارے ایمان اور ہمارے معتقدات کی رو سے خدا تعالیٰ کا کام اور اس کی خوشنودی کی راہ ہے اس قدر ہمت ہار بیٹھے ہیں کہ ذرا سی مشکل کو ایک پہاڑ سمجھ رکھا ہے۔ اور اس کے سرانجام دینے کے لئے پہلا قدم بھی ہنوز اُٹھایا نہیں گیا حالانکہ مدت سے اس کے متعلق سلسلہ کے اخباروں میں زور دیا جا رہا ہے۔ اگر لاکھوں نہیں تو ہزار ہا آدمی ایسے ضرور موجود ہیں جن سے چندہ وصول نہیں ہوتا۔ کب وہ وقت آئیگا کہ چند پر جوش احباب اسی کام کے لئے اس طرح کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جائیں کہ جب تک اس کو پورا نہ کر لیں آرام نہ لیں۔ دوستو! یہ وقت نصرت دین کا ہے۔ جیسا کہ ابتدا میں ہر ایک مذہب اور ہر ایک سلسلہ حقہ پر یہ وقت آیا کرتا ہے۔ یہ موقعہ خدمت کا ہمیشہ ہمارے ہاتھوں میں نہیں رہے گا اس کو ضائع نہ کرو اور خدا کے لئے توجہ کرو۔

سیالکوٹ میں میں نے ایک اور بات دیکھی ہے کہ کس طرح تھوڑی تھوڑی مدد سے جس کا اثر بھی کسی کو محسوس نہیں ہوتا سلسلہ کی مدد کے لئے بڑی بڑی رقوم جمع ہو سکتی ہیں۔ سیالکوٹ کے احباب نے ایک آٹا فنڈ کھولا ہے۔ یہ تجویز مثل دیگر چند تجاویز کے میرے مکرم دوست ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے کے ذہن کا نتیجہ ہے۔ اور جس طرح سیالکوٹ کے مخلص احباب نے اس تجویز کو عملی رنگ میں پورا کر کے دکھایا اگر دوسری جگہ بھی جماعتیں اسی طرح کوشش کریں تو اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہے جو لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے مکتفی ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم ایک بڑے حصہ اخراجات لنگر کو پورا کر سکتا ہے۔ کوئی گھر نہیں جس میں کھانا نہیں پکتا۔ اور نہ ہی کوئی گھر ایسا ہے جس میں اس قدر باپ تول کر کام لیا جاتا ہو کہ تولہ یا چھٹانک کم یا زیادہ نہ ہو۔ جماعت سیالکوٹ میں اس تجویز پر عملدرآمد ہو رہا ہے کہ تمام احمدی جن کے گھروں میں کھانا پکتا ہے آٹا گوندھتے وقت خشک آٹے کی ایک مٹھی ایک الگ برتن میں نکال کر رکھ لیتے ہیں۔ اور اسی طرح دونوں وقت ایک ایک مٹھی ایک الگ برتن میں نکال کر رکھ لی جاتی ہے۔ . . . . سات دن کے بعد نقیب اور بعض حضرات ممبران انجمن تمام گھروں میں پھر کر اس آٹے کو جمع کرتے ہیں اور ایک جگہ اکٹھا کرنے کے بعد یہ آٹا بیچ دیا جاتا ہے۔ صرف شہر سیالکوٹ کی جماعت میں اس آٹے کی فروخت سے ساٹھ روپے ماہوار کی آمد ہے۔ اب جائے غور ہے کہ اس تجویز سے کوئی شخص ایک منٹ کے لئے بھی محسوس نہیں کر سکتا کہ اس کو کچھ دینا پڑا ہے۔ مگر قطرہ قطرہ بہم شود دریا کا معاملہ ہے ایک مٹھی سے ساٹھ روپے ماہوار یا سات سو بیس روپے سالانہ کی آمد ہے۔ اگر یہی کوشش دوسری جماعتیں بھی کریں تو اس جماعت میں زیادہ نہیں تو ہزار روپے ماہوار کی آمد اسی ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ بظاہر اس بات کو حقیر سمجھا جائے گا کہ ایک مٹھی آٹے کی کیا مدد ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ ایک ایسی ہے جس کا اثر بھی کسی کو محسوس نہیں ہوتا اور ایک کثیر رقم مستقل طور پر جمع بھی ہو سکتی ہے۔ مگر یہ بات بھی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب ضلعوں کی انجمنیں کام کو تکمیل دینے کی غرض سے اپنے ہاتھ میں لیں۔

دوسرا امر جس کو میں اس وقت احباب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ چودھری نصر اللہ خان صاحب کی مدد ہے جس کو واقعی نصر اللہ یعنی خدا کی نصرت ہی کہنا چاہیئے۔ چودھری صاحب سیالکوٹ کی انجمن کے پریذیڈنٹ ہیں اور اُن برگزیدہ احباب میں سے ہیں جو اس انجمن کو کامیاب بنانے میں خاص طور پر کوشش کر رہے ہیں۔ چودھری صاحب مدت سے اس فکر میں تھے کہ بجائے وصیت کرنے کے

وہ اپنی جایداد کا حساب کرکے اپنی زندگی میں ہی اس قدر حصہ وصیت روپیہ انجمن کو دیدیں۔ تعمیر مدرسہ کی تحریک نے ان کے اس نیک ارادے کو عملی رنگ میں آنے کا موقعہ دیدیا۔ چنانچہ انھوں نے بالفعل تین ہزار دوسو روپیہ دو کمروں کی تعمیر کے لئے دیا ہے۔ اور ان کا منشاء یہ ہے کہ اس روپیے سے دو کمرے بنوا دیئے جاویں جن کا کرایہ اُن کی حین حیات میں نقد تعمیر مدرسہ میں جاتا رہے اور اس کے بعد وہ بروے وصیت مقبرہ بہشتی کی جایداد سمجھی جاویں۔ اس طرح پر وہ اپنی ذات کے لئے ان کمروں سے کوئی فایدہ نہیں اُٹھانا چاہتے بلکہ سلسلہ کی ہی کوئی مد اُسکا فایدہ اُٹھاتی رہے گی۔ ان دو کمروں کا کرایہ قریب دوسو روپیہ سالانہ کے ہوگا اور خدائے تعالیٰ چوہدری صاحب موصوف کی عمر میں برکت دے اس طرح پر ان کی حین حیات ہی میں ہزار ہا روپے کی مد تعمیر مدرسہ میں ہی مل جائے گی یہ ایک ایسی نیک فال ہے کہ میں ان احباب کی خدمت میں جن کو یہ موقعہ میسر ہے عرض کروں گا کہ اگر تھوڑے سے اور دوست بھی ایسی تجویز پر عمل کریں تو چند دنوں میں ہی عمارت مدرسہ تیار ہو سکتی ہے۔

یہ بات بالکل سچی ہے کہ وصیت کے روپیہ کو اپنی زندگی میں ادا کرکے وہ انجمن کو بہت سی مشکلات سے بچائیں گے کیونکہ بعد میں روپیہ کے وصول ہونے میں جیسا کہ تجربہ بتاتا ہے اکثر اوقات دقتیں اور روکیں ہی واقع ہوجاتی ہیں۔ اور جو کچھ وہ اپنی زندگی میں ادا کردیں گے اس کا انجمن کو دوہرا فایدہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ چوہدری نصراللہ خان صاحب کا یہ نیک نمونہ ضرور کسی اور دل میں بھی یہ نیک تحریک پیدا کریگا اور یہی میری غرض اس کو اخبار میں شائع کرنے سے بھی ہے۔ خدائے تعالےٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ بہت سے دلوں کو ایسی نیک مثالوں کے قائم کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

اس موقعہ پر میں منشی محمد یوسف صاحب (کپورتھلہ) کو بھی خاص طور پر اس امر کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ جب وفد کپورتھلہ میں منشی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو انسے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ ایک کمرہ مدرسہ کے لئے بنوا دیں منشی صاحب نے اس درخواست پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور جو جوش خدائے تعالیٰ نے اس سلسلہ کی تائید کے لئے اس کے اکثر خدام کے دلوں میں ڈال رکھا ہے اس پر نظر کرکے مجھے امید کامل ہے کہ منشی صاحب موصوف عنقریب اس درخواست کی قبولیت سے بھی خوش کریں گے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان کے لئے کام آنے والی وہی چیز ہے جو وہ اپنی عاقبت کے لئے آگے بھیج چھوڑتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب خدائے تعالےٰ نے ان کو طاقت دی ہے کہ وہ دین کی اسی قسم کی خدمت کرسکیں ویسا ہی انکو وہ ایمان بھی دیا ہے جو انسان سے ایک عظیم الشان مالی قربانی کرا سکتا ہے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ۔

(خاکسار محمد علی - ۲۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

نظم پنجابی ۱؎

آطاعون ہوراں جو ساندل باری قدم ٹکایا
بے علماں علماں نوں سیداں اگوں شور مچایا
خلقت ساری کہے ملاں نوں مسجد دیوچ جاکے
کرو حیلہ کجھ ایس وبا تھیں رکھے رب بچاکے
علماء کہن خراتاں کڈھو صدقہ کجھ نکالو
اسانوں حدیث صحیح دے ڈٹھا جاسو فیچ وبالو
کہن تعالیٰ سورت لکھیئے لیا ہو ڈھول شتابی
راتیں پنڈاں کول وگا ہو ہووے دور خرابی
ٹالے ختم کرا ہو تسیں تے علماء کھوا ہو
زرو پیسا نوں کپڑے دیہو منت تسیں بچ جاہو
جیہیں جیہوں ڈھول وگا دن راتیں لے علما کھواندے
اگے نالوں مرن ودھیرے دُکھ زیادہ پاندے
بھی اوہ ملاں جنھاں سورت لکھی اوپر ڈھولاں
اوہ پہلے حملے دیوچ مورے ہیں جھوٹھے نہ ہرگز بولاں
حالت دیکھ ملاں دی خلقت سید اندی دل وچ حالی
استغفار پکارن منہ تھیں قدرت ویکھ ربانی
آکھن آپیں مر بد نساڈے تسیں پیر کہاندے
نذر نیاز شیرینیاں لیکے نت اسانتھیں کھاندی
کرو دعائیں رب اسانوں رکھے ایس وبا تھیں
گائیں مجھیں تے اُٹھ گھوڑے نذراں لیوا سا تھیں
سید کہن اساڈیا لوڑ دیاں گنتیاں نیک کمائیں
جنھے پیر اسیں وچ بابئے جاون نس بلائیں
آل نبی اولاد علی ہاں کون اساڈا ثانی
اُمت نبی صاحب دی وچوں آپیں ہاں لاثانی
بھاویں کدی نماز نہ پڑھیئے پر اذناہ کمائیے
برکت جدا نبی دی آپیں ہر جا فتح پائیے
تساں لگ ملاں دے آکھے اپنا دین ونجایا
من پیر فقیر انسندا اسا دلوں بھلایا
توبہ تائب ہووہ ولیہے تھیں منوں پیر فقیراں
علماوانداکھیڑا چھیڈ و معاف ہوون تقصیراں
بھلکے سبھ اکٹھی ہوکے عورت مرد تمامیں
فیر اساڈی دا دیتی ہو دو چل سلامی
اسیں بھی چل دادے اگے ایہو عرض کراں ۲

سرود فنا

(از منشی نعمت اللہ گوہر ٹھوری ثم قادیانی)

مکھ جب سے پیا کا دیکھ لیا — رہی ہم کو نہ دنیا کی چاہ ذرا
دل اس دنیا میں پھنسا نا گیا — دُنیا ہے سراسر دام فنا
احباب ستاتے ہیں کیوں مجھکو — ہر لحظہ جلاتے ہیں کیوں مجھکو
میرے بس میں نہ تھا میرا دل ہرگز — تقدیر نے اپنا کام کیا
تھا سوز و تپش میری قسمت میں — میری قسمت پر کیوں لوگ ہنسیں
جنھیں ذوق تپش سے بہرہ نہیں — انھیں آدمی کون کہے کا بھلا؟
اک دل کہ جسے مدت سے لگی تھی — شہوت دنیا طلبی کی
اب فضل سے اپنے مولا نے — اُسے اپنی جانب کھینچ لیا
ہمیں زر کی نہیں اب کچھ پروا — کیا کم ہے خزانہ محبت کا
ہے کلید ارادت ہاتھ میں ہر دم — جی جاتا جب کھول لیا
مجھ پر تو بھلا ہنستا ہے تو — کہ تو بھی کہ دنیا کے اندر
کیا نیک کمائی کی تو نے — کیا توشۂ عقبیٰ جمع کیا
تجھے کس مطلب کو بھیجا تھا — کبھی دل میں یہ تیرے خیال آیا؟
تو مسافر ہے کہیں ہی یہاں کا — چشم بصیرت کھول ذرا
جس باغ میں تو چلتا ہی لنگ کر — دیکھ ہے مالی کون اسکا
سبزے کو سکھائی ایک کس نے — کیا دیدۂ نرگس کس نے وا؟
دیا بلبل کو کس نے نالہ — دل گل کا ہے کیوں پارہ پارہ
کیوں شمع پہ جلتا ہے پروانہ — لالہ کو جگر کا داغ ملا
جب چھوڑ وطن تو سفر کو چلا — تجھے نفس ظلوم و جہول ملا
اب خالی ہاتھ پھریگا جب — کیا منہ مالک کو دکھائیگا؟
یہ زندگی ہے اک جنگ میاں — یہاں جل مثل پتنگ میاں
کھول اپنے تیر و تفنگ میاں — ذرا ہاتھ شجاعت کے دکھلا
ترا آقا تجھ پہ نثار ہوا — تجھے جنگ میں اس نے بھیجدیا
اب بیٹھ دکھاتا ہے آ کر تا — ہی حلم ملک کیوں آتا کا
جب جنگ سے پھر کر جائیگا — اور ہوگا شکست سے منہ کالا
کیا اک چلو بھر پانی میں تو — ڈوب کے مر ہی نہ جائیگا؟
ہے سب کی نظر تیری ہی طرف — خورشید و قمر اور جن و ملک
سب تکتے ہیں تیری راہ کہ دیکھیں — جنگ میں جیتا یا ہارا
یہ درد بھرے دل کی ہے صدا — یا دفتر پند و نصائح کا
گوہر یہ غزل تو خوب پڑھی — اب مطلع کو دہرا دو ذرا
مکھ جب سے پیا کا دیکھ لیا — رہی ہم کو نہ دنیا کی چاہ ذرا
دل اس دنیا میں لگا نا گیا — دُنیا ہے سراسر دام فنا

۱؎ مکرمی سید نجف شاہ صاحب سکنہ موضع حلال پور تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور نے حضرت اقدس کے حضور پڑھی جس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ واقعی صدق دل و اخلاص سے یہ نظم لکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ موثر ہوگی

گلدستہ اخبار

امتحان انٹرنس کا افسوسناک نتیجہ - اسال بدنصیب امیدواران امتحان انٹرنس کے بڑے حصہ کو پنجاب یونیورسٹی نے جس بےدردی سے ذبح کیا ہے۔ اُس کا نظارہ نہایت دردناک ہے اور صوبجات پنجاب و سرحدی کے گوشہ گوشہ سے بیکس طلبا کے نالہ و بکا کی بہم آوازیں آرہی ہیں جن سے کوئی انسانی طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ امتحانوں کے خراب نتیجے تو اکثر نکلتے رہتے ہیں۔ مگر جیسا قتل عام ابکے سال ہوا ہے۔ اُس کی مثال خدانخواستہ اور چندسال جاری رہی۔ تو لارڈ کرزن بہادر کی تعلیمی پالیسی کے متعلق لوگوں کا یہ الزام بالکل درست ٹھہر جائیگا کہ اس سے ملکی تعلیم کو دبانا مقصود ہے۔ بہرحال غریب طلبا پر جو آفت برپا ہونی تھی۔ وہ تو ہو چکی۔ لیکن کیا یونیورسٹی اس بارہ میں کوئی تحقیقات کرے گی۔ کہ دو تہائی سے زائد امیدواروں کے فیل ہونے کی کیا وجہ ہے اور آئندہ اس کا کیا انتظام کیا جائے؟ ہندوستان ایک نہایت مفلس ملک ہے اور یہاں متوسط الحال اشخاص کو بھی اپنے بچوں کے تعلیم دلانے میں سخت مشکلیں اُٹھانی پڑتی ہیں پس یونیورسٹی کو ایسی سختی پر کمر نہ باندھنی چاہئیے جس سے شدید رنج والم کے سوا ہزارہا نوجوانوں کی آئندہ زندگی پر ناگفتہ بہ اثر پڑتا ہے۔

آتشزدگی - بندرگاہ چاٹگام میں پٹنہ کے ذخیرہ میں سخت آتشزدگی ہوئی۔

تصادم - ۱۷ کی رات کو بمبئی میں بائے دھونی کے قریب دو برقی ٹرام گاڑیوں میں تصادم ہو گیا۔ ایک گاڑی کا پہلو ٹوٹ گیا۔ برقی مسافروں میں ضرب صرف ایک شخص کے آئی۔ اور وہ بھی بہت خفیف۔

بم کا گولا - چندر نگر میں بم کے گولے کا جو حادثہ ہوا تھا اس کے متعلق گولے کا امتحان کرایا گیا اور معلوم ہوا۔ کہ یہ گولا اسی قسم کے بارود سے تیار ہوا تھا جس قسم کے بارود لفٹنٹ گورنر کی ٹرین کے تباہ کرنے کے لئے استعمال کئے گئے تھے۔

ڈکیتی - حال میں لاہور اور اٹاری کے اسٹیشنوں کے درمیان ایک شخص چلتی ٹرین میں زنانہ گاڑی کے اندر گھس آیا۔ اور عورتوں کو چاقو دکھا کر زیور اُن سے لے لیا۔ مگر ایک عورت نے چلتی ٹرین ہی میں دوئم درجہ پر جاکر اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔ گرفتاری کی کوشش کے وقت اس کی ران میں ایک یوروپین کی پستول کی گولی لگی۔ مگر وہ زخمی ہوکر بھاگ گیا۔ پولیس نے اس کا پتہ لگا لیا ہے۔ اور چھ سو روپیہ کا زیور بھی اس کے پاس سے برامد ہو گیا ہے۔

آتشزدگی - ۱۲ اپریل کی شب کو اندرون موچی دروازہ متصل چوک نواب صاحب ایک نان بائی کی دوکان میں آگ لگ گئی۔ مگر محلہ والوں کی کوشش سے جلد فرو کی گئی۔ سامان نکالنے اور آگ بجھانے میں رحیم کنسٹبل ۸۴ نے علی الخصوص بڑی جانبازی و مستعدی دکھائی۔

ریلوے کی تباہی - شب دوشنبہ کو دو کھچا کھچ بھری ہوئی گاڑیاں جو بنڈیگو اور بلارٹ سے میلبورن کو آرہی تھیں۔ ۱۱ بجے کے وقت برڈ برک جنکشن پر لڑ گئیں۔ تین گاڑیاں چور چور ہوگئیں۔ ۲۱ لاشیں مل گئی ہیں۔ ۶۰ آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ لڑی ہوئی گاڑیوں میں آگ لگ گئی۔ اور کئی آدمی بہت جل گئے ہیں۔

(لیور کی خبر) ملبورن کا ایک تار مظہر ہے کہ تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ۴۲ آدمی مرے اور ۸۰ زخمی ہوئے۔

جاپانی پولٹیکل تقرر - مسٹر لوٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے بذریعہ تار مطلع کرتا ہے کہ مسٹر اچیو کونسلر جاپانی سفارت لندن وسکونٹ ہایاشی کے بجائے برلن میں جانشین ہوں گے اور وسکونٹ ہیاشی سفیر جاپان متعینہ روم ہوں گے۔

ریلوے کی چوری - دسمبر گذشتہ میں بی بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے کے کدلس آفس سے ۳۲۱۴ روپیہ کے نوٹ اور نقد روپے جاتے رہے تھے۔ ریلوے پولیس نے اب دو پولیس کنسٹبل ایک سابق ملازم پولیس اور دو شخص گرفتار کئے ہیں۔ ایک ملزم نے اقبال کیا ہے کہ میں اور میرے ساتھی ۹ ماہ سے آہنی صندوق کے کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

گرفتاری - بمبئی پولیس نے ایک چور پکڑا ہے۔ جو سالہاسال سے تنگ کر رہا تھا۔ ملزم کا بیان ہے۔ کہ میں نے چوری کے ذریعہ سے ہزار ہزار روپے ماہوار کمائے ہیں۔

ہرجانہ - تنادل میونسپل کونسل نے گورنمنٹ پر ۱۹ ہزار روپے ہرجانہ کا دعوے کیا ہے جو کونسل کا گذشتہ ہنگاموں کے موقع پر ہوا۔

امریکہ کا کاروبار - نیویارک کا ایک تار مظہر ہے۔ لانگسٹ ٹرکمپنی اور ایک کارخانہ پٹنہ کے بند ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کے ذمہ قرضہ کی تعداد کثیر نہیں ہے۔

برآمد طلا - نیویارک سے یورپ کو ۳۵ لاکھ ڈالر کا سونا یورپ کے لئے کل ۲۵ کو روانہ ہونے والا تھا۔

آگ پر چلنا - بمقام منگ گوٹ حال میں آگ پر چلنے کا کرشمہ چند ہندوؤں نے نہایت حیرت انگیز طریقہ سے دکھایا۔ چند روز تک یہ لوگ مہابھارت پڑھتے رہے پھر دسہرہ بیتی اور ارجن کا تہوار منایا۔ اس کے بعد ۱۴ دن تک روزے رکھے۔ اور ہنوں کا جلوس نکالا۔ وقت مقررہ پر ایک گڑھا ۲۰ انٹ لمبا اور ۳ انٹ چوڑا کھودا گیا۔ اور اس میں دو فٹ اونچی تہ دہکتے ہوئے کوئلوں کی لگائی گئی۔ اور ۴۰ پجاری ٹھاکر آگ پر چلے اس تماشے کو دیکھنے کے لئے تقریباً چھ ہزار آدمی موجود تھے۔ جن میں سے بہت سے یوروپین افسران بھی تھے۔ آگ پر چلنے والے اللہ گوند گوند کی کہتے جاتے تھے۔

تصادم - ۱۲ اپریل کو ہردوئی اور کوراما کے درمیان او دھ روہیلکھنڈ کی دو گاڑیاں لڑ گئیں۔ چار گاڑیاں بالکل چکنا چور ہوگئیں۔ ہردوئی سے آنے والی گاڑی کا انجن دوسری پر چڑھ گیا۔ گارڈوں کے خفیف ضربیں آئیں۔

انعام - مولوی ممتاز علی صاحب مالک رفاہ عام سٹیم پریس لاہور کی اہلیہ صاحبہ کو ترقی تعلیم نسواں کی کوشش کے صلہ میں گورنمنٹ پنجاب سے ۳ سو روپے انعام اور سند ملی ہے۔

قانون تار - واشنگٹن میں اسکول کے چند لڑکوں نے پرائیویٹ تار لگا کر سرکاری تاروں کو لینا شروع کر دیا تھا خفیہ سے خفیہ سرکاری خبریں ان لڑکوں کو معلوم ہو جاتی تھیں۔ اس بنا پر کانگرس میں پرائیویٹ تاروں کے خلاف مسودہ قانون پیش ہونے والا ہے۔

سگار نوشی - لارڈ گرنیفل کمانڈر انچیف افواج آئرلینڈ نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ فوج میں سگار کے استعمال کو حتی الامکان روکنا چاہئیے کیونکہ اس سے سپاہیوں کی صحت پر سخت مضر اثر پڑتا ہے۔

خروج - دوشنبہ کو رنگون میں سمندر کے کسی آتشفشاں پہاڑ کے خروج کرنے کی اطلاع ملی تھی یہ آتشفشاں پہاڑ غالباً سینڈ روے کے قریب ہے۔

بازیافتگی - لاہور اور اٹاری اسٹیشنوں کے درمیان جس شخص نے زنانہ گاڑی میں گھس کر عورتوں سے زیور چھینا تھا وہ گرفتار ہو گیا۔ اور پولیس نے کل زیور برآمد کر لیا۔

ناخوشی - اخبار جوگانتر کا پرنٹر و پبلشر بھیندرا ناتھ دت جس کے نام مغویانہ مضامین شائع کرنے کے جرم میں پھر وارنٹ جاری ہوا تھا پچیس پچیس سو روپے کی دو ضمانتوں

مولوی محمد علی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سلسلہ عالیہ

احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو دارالامان

قادیان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ... صر
۲- خواص و معاونین سے ۵
۳- ہندوستان سے باہر ۶
۴- غیر مذاہب والوں سے ۶
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دیہاتی کم آمدنی والے لوگوں سے ۳

نوٹ: یہ سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

تازہ وحی

۲۹- اپریل
۸ بجے رات

انی احافظ کل من فی الدار

حضرت اقدس لاہور تشریف لے گئے ہیں وہاں تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر چیف کورٹ کے مکان واقعہ ترک کیلیانوالی میں فروکش ہیں۔

معذرت

حضرت صاحب کی تصنیف چشمہ معرفت کی کاپیاں کل تقریباً پہنچ گئی ہیں اور ان کے پروف لاہور جاکر درست ہونگے۔ اس لئے ۳۰ اپریل و ۲ مئی کا الحکم نہیں نکل سکا۔ — یعقوب علی

حضرت اقدس علیہ السلام کا سفر لاہور

مقام بٹالہ - ۲۷ - اپریل ۱۹۰۸ء

ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور کیا اچھا ہو کہ اگر کوئی ایسی سبیل ہو جاوے کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف اٹھ جاوے اور جس طرح دیگر اقوام میں دنیوی معاملات میں اپنی یکجائی اور متفقہ کوششوں سے کامیاب ہو رہے ہیں مسلمان بھی کم از کم دنیوی معاملات میں تو مل کر کام کریں۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا

خدا تعالیٰ نے تو کہہ دیا ہے کہ اختلاف ہمیشہ رہے گا تو پھر انسان کون ہے جو اس اختلاف کو مٹانے کی کوشش کرے؟ اصل میں غور سے دیکھا جاوے تو اندرونی اتحاد تو انگریزوں میں بھی نہیں ہے۔ انہی میں سے بعض لوگ تو ایسے ہیں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ خدا مانتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو موحد ہیں وہ ان کو صرف ایک رسول خدا کا یقین کرتے ہیں۔ اور پھر بعض ان میں ایسے بھی موجود ہیں کہ وہ نہ عیسےٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں نہ خدا کو دہریہ ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ کسی نے تو دل سے اپنے ان عقاید کا اظہار کیا ہے اور بعض نے ورزش میں سے اظہار کیا ہے۔

پس جب ... اختلاف ہے۔ تو باوجود اس اختلاف کے کسی کی ہاں میں ہاں ملانے کے تو یہ معنے ہیں کہ انسان نفاق کا طریق اختیار کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس امت کو منافق نہیں بنانا چاہتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو نفاق سے ڈراتا ہے اور اس طریق زندگی کو بدترین حالت بیان فرماتا ہے۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔

کسی سچے مسلمان کی غیرت اور حمیت یہ کب گوارا کر سکتی ہے کہ اپنے معتقدات اور مذہبی مسلمہ پاک عقاید کے خلاف سن سکے یا ان کی توہین ہوتے دیکھ سکے۔ یا ایسے لوگوں سے جو اس کے بزرگوں کو جن کو وہ دین کا پیشوا یقین کرتا ہے برا کہنے والے یا گالیاں دینے والوں سے سچی محبت اور اتفاق رکھ سکے۔ ہمارے نزدیک تو ایسا انسان ہو با این ہمہ کسی سے محبت و مودت رکھتا ہے دنیا کا کتا اور منافق ہے۔ کیونکہ ایک سچے مسلمان کی غیرت یہ چاہ سکتی ہی نہیں کہ وہ نفاق کرتا ہے۔

ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک انگریز سیاح امریکہ سے ہمارے پاس آیا تھا۔ ہم نے اس سے سوال کیا کہ آپ لوگ جو اتنی بھاری تو کوششیں کرتے ہو

گو کہ آپ کا مذہب اعتبار کرلیں [illegible] عیسائی بنانا چاہتے ہیں۔ بھلا [illegible] یہ تو [illegible] کہ عیسائی ہو کر آپ لوگوں نے کیا بنا لیا ہے کہ دوسرے وہ فائدہ اٹھاویں گے۔ فسق و فجور میں عیسائی قوم نے جو ترقی کی ہے وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ اکثر حصہ میں قوم کا ایسا ہے کہ خدا سے بھی برگشتہ ہے۔ اور گویا کہ اپنے فعل سے بتا رہا ہے کہ خدا کی اُنکو ضرورت ہی نہیں پائی جاتی ہے۔ اب کہئے کہ آپ ایک ایسی قوم کے کس طرح حامی بنتے ہیں جو خود ایسا اقرار کرتے ہیں۔ آپ کس طرح مسلمانوں سے ایسے خطرناک عادات اور فسق و فجور میں غرق شدہ قوم کی تقلید کرانا چاہتے ہیں جن پر خوف ہے کہ ان کے اعمال بد کی وجہ سے عذاب نازل ہو۔

خدا تقویٰ طہارت کو چاہتا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ مسلمان بھی فاسق ہیں۔ فاجر ہیں۔ مگر اس قوم کے مقابلہ میں نسبتاً دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی ان کے مقابلہ میں ہزار درجہ بہتر ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں **توحید کی برکت** سے یہ فسق و فجور اور بے غیرتی پیدا نہیں ہونے دی۔ خود بعض انگریز مصنفوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مسلمان تو دنیا میں غنیمت ہے۔ اور عیسائی اقوام کے مقابلہ میں ان کی زندگی ہزار درجہ بہتر ہے۔ عیسائی قوم کے واسطے کفارہ کی جو راہ کھلی ہے اس کے ذریعہ سے اس قوم میں کونسا گناہ ہے جو جرأت اور دلیری سے کیا نہیں جاتا ہے۔ اور وہ کونسی بدی ہے جسکے کرنے سے کسی عیسائی کو کوئی روک پیدا ہو سکتی ہے؟ اصل میں کفارہ کا عقیدہ ہی ان میں ایسا ہے کہ سارے حرام ان کے واسطے حلال ہو گئے ورنہ کفارہ باطل ہوتا ہے۔

نور افشاں جو کہ عیسائیوں کا ایک معتبر اخبار ہے۔ اسی میں ایک دفعہ لکھا گیا تھا کہ مسلمانوں میں اُن کی عبادتگاہوں اور مساجد میں ایک ادنیٰ مسلمان بادشاہ وقت کے برابر بلکہ اُس کے آگے کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور دنیوی ثروت اور جاہ و جلال کا کوئی اثر ان کی مسجدوں میں باقی نظر نہیں آتا۔ حالانکہ عیسائیوں میں ایک خاص یورپ کا عیسائی کبھی دیسی عیسائیوں سے گرجا میں بھی اکٹھا نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ ان میں گرجا میں بھی کرسیوں کے درجے موجود ہوتے ہیں۔ غرض مسلمانوں میں بڑے بڑے برکات ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور اب بھی ہیں۔ آپ ان معاملات میں غور کریں اور اپنے علم کو بڑھاویں۔ بغیر معلومات وسیع کے آپ کو ایسا دعوے نہیں کرنا چاہیے کہ عیسائی مسلمانوں سے نیکی۔ تقویٰ۔ طہارت۔ میں بڑھے ہوئے ہیں۔ ہر امر میں حکم نسبتاً لگایا جاتا ہے۔ مسلمان نسبتاً ان سے نیکی میں تقویٰ میں طہارت میں [illegible] بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی یہ بات کہ مسلمانوں میں باہمی اتفاق نہیں ہے سو اس کے متعلق تو اللہ تعالیٰ کا خود بھی منشاء رہا ہے اور اس میں رحمت ہے۔ البتہ ایک حد تک جب خدا کو منظور ہوگا خود بخود اتفاق اور اتحاد بھی پیدا ہو جاوے گا۔

مسلمانوں کیساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہمیشہ شامل حال رہا ہے کہ خدا ان کو گرنے کے وقت سنبھال لیتا ہے حالانکہ اور قومیں اس سے محروم ہیں۔ مشکلات بھی دن اور رات کی طرح ہر قوم کے ساتھ دورہ کرتے ہیں مگر خدا نے ہمیشہ مسلمانوں کو ایسے اوقات میں تائید غیبی سے سنبھال لیا ہے۔ جس صلح کے آپ خواہشمند ہیں وہ تو ہمارے خیال میں نفاق ہے۔ اور ہم ایسی صلح کے دشمن ہیں۔ یہ کہنا کہ انگریز قوم بڑی علم دوست ہے کیسی ایک بیہودہ بات ہے۔ علم بھی ایک طاقت ہے۔ انسان اس طاقت کے ذریعہ سے ہر ظلمت اور ذلیل عقائد سے بچ جاتا ہے۔

ان کا علم کیا خاک علم ہے

کہ ایک ناتوان کمزور اور ضعیف انسان جو کہ معمولی انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ سے قانون قدرت کے موافق پیدا ہوا اور دنیوی سختیاں اور تلخیاں بچپنے کے مشکلات برداشت کرتا ہوا آخر یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی ذلتیں سہتا اور ماریں کھاتا ہوا سولی پر چڑھایا گیا ایسے ایک انسان کو خدا بنا لیا۔ کیا علم اسی کا نام ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ جب کوئی بادشاہ بنتا ہے تو اس سے قسماً عہد لیا جاتا ہے کہ وہ انجیل کے احکام کی پیروی کریگا۔ کیا اسی کا نام ہے کہ انگریز علم دوست ہوتے ہیں۔ سائل نے کہا کہ ہر وقت ان کے ہاتھ میں کتاب یا اخبار موجود رہتی ہے۔ فرمایا۔ جو شخص علوم حقیقی اور الٰہیات سے بے نصیب محض ہو اس کو علم دوست نہیں کہا جا سکتا۔

طلباء کے امتحان کا ذکر ہونے پر فرمایا۔ عند الامتحان یکرم الرجل او یہان۔ فرمایا اصل میں لڑکے بھی معذور ہیں۔ امتحان کے مشکلات بہت سخت ہوتے ہیں۔ جب دنیوی امتحانوں کا یہ حال ہے تو پھر دینی امتحان کا کیا حال ہے۔ انسان دنیوی امتحان کے واسطے کیا کیا تیاریاں کرتا ہے۔ اور کس قدر فکر اور غم اس کو ہوتا ہے اور کیسی کیسی شاق محنت برداشت کرتا ہے۔ بے فکری ہے تو کس سے؟ دینی امتحان سے۔ نہیں محنت کی جاتی تو کس کے واسطے؟ دین کے امتحان کیواسطے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ اللہ تعالیٰ بھی ایک امتحان کیطرف متوجہ کرتا ہے۔ اس کا بھی کچھ فکر کرنا چاہیے۔ اور اس امتحان کیواسطے بھی کچھ تیاری کرنی ازبس لازمی ہے۔

[illegible] وہی اللہ تعالیٰ کا [illegible] اب بھی مسلمانوں کا ایک امتحان ہو رہا ہے۔ خدا نے ایک مامور بھیجا ہے اور اس کے ساتھ ہزاروں زمینی اور آسمانی نشانات اور تائیدات کر کے روشن نشانوں سے دنیا میں ثابت کر دیا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اب بھی لوگوں کے ایمان کا امتحان ہے۔ اب بھی یکرم الرجل او یہان کا نظارہ موجود ہے کوئی پاجائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا۔ مبارک وہ جو خدائی امتحان کی فکر رکھتے ہیں اور پھر خدائی امتحان میں پاس ہوتے ہیں۔

پھر اسی شخص نے کہا کہ یہ جو بڑی بڑی سورتیں قرآن شریف میں موجود ہیں کیا یہ یکبارگی نازل ہو گئی تھیں؟

فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہمیشہ ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوتا ہے۔ اور پھر پورا حصہ بن جاتا ہے۔ ہم اس معاملہ میں صاحب تجربہ ہیں۔ جس طرح سے اب اُترتا ہے اسی طرح پہلے اُترتا تھا۔ اس میں اعتراض کی بات ہی کیا ہے۔ اور خلاف قانون کس امر کو کہا جاتا ہے۔ خلاف قانون تو جب کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی اس بات کا دعوے کرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سارے اسرار کا مطالعہ کر لیا ہے اور سارے قانون قدرت کا اس نے احاطہ کر لیا ہے پھر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ فلاں امر قانون قدرت کے خلاف ہے۔ مگر جب خدا کی قدرت کا کوئی انتہا ہی نہیں پا سکا تو پھر یہ دعوے کیسا۔ ہمارے الہامات کی کتاب تو بنیاد ہی ہے مگر شریعت نہیں ہے۔ شریعت وہی ہے جو آنحضرت صلعم لائے اور جو قرآن شریف نے دنیا کو سکھلائی اس ایک نقطہ نہ گھٹایا گیا نہ بڑھایا گیا ہے۔

خدا جس طرح پہلے دیکھتا تھا اب بھی دیکھتا ہے اس طرح جس طرح پہلے کلام کرتا تھا اسی طرح اب بھی صفت تکلم اس میں موجود ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اب خدا کلام نہیں کرتا۔ کیا خیال کیا جا سکتا ہے کہ پہلے تو خدا سُنتا تھا۔ مگر اب نہیں سُنتا۔ پس اللہ تعالیٰ کے تمام صفات جو پہلے موجود تھے اب بھی اُس میں پائے جاتے ہیں۔ خدا میں تغیر نہیں۔ شریعت چونکہ تکمیل پا چکی ہے۔ لہذا اب کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اکملت لکم دینکم پس اکمال دین کے بعد اور کسی نئی شریعت کی حاجت نہیں۔

فرمایا خدا جس کو حکومت دیتا ہے اُسے فراست بھی عطا فرماتا ہے۔ بشرطیکہ وہ خود اپنے اس پاک جوہر کو شرارت یا تعصب کی کدورت سے مکدر نہ کر دے۔ نیک طبع حکام کو اللہ تعالیٰ تائید غیبی سے بعض ایسے امور میں جن میں حق و باطل پوشیدہ ہوتا ہے حق ظاہر کر دیتا ہے۔ اور فراست صحیحہ سے وہ اس امر کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اُن کو اور دلائل کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔

ہمارے اُس مقدمہ کی حالت جو ڈگلس کے سامنے پیش ہوا تھا اُس میں غور کرنے والے کے واسطے کئی نشان موجود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ راستی اچھی چیز ہے۔ انسان اندر ہی اندر سمجھ جاتا ہے کہ یہ سچا ہے۔ سچ میں ایک جرأت اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گندہ گناہوں سے ملوث ہے وہ ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے۔ اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اور اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ دنیوی معاملات میں بھی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذراسی بھی خدا [illegible] امور کا ہے۔ شیطان کبھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنا حساب صاف رکھے۔ اور خدا سے معاملہ [illegible] خدا کو راضی کرے [illegible] معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مورد عتاب ہو جاوے۔

مگر یہ سب کچھ بھی تائید غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی۔ جب تک خدا کا فضل بھی شامل حال نہ ہو۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔ انسان ناتوان ہے۔ غلطیوں سے پُر ہے۔ مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنا دے۔

اصل میں توکل ہی ایسی ایک چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اللہ اُس کو کافی ہو جاتا ہے بشرطیکہ سچے دل سے توکل کے اصلی مفہوم کو سمجھ کر صدق دل سے قدم رکھنے والا ہو۔ اور صبر کرنے والا اور مستقل مزاج ہو۔ مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے۔

دُنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے اور اس کے کام بھی ایسے ہی ہیں۔ پس انسان کو لازم ہے کہ اس کا غم کم کرے اور آخرت کا فکر زیادہ رکھے۔ اگر دین کے غم انسان پر غالب آجاویں تو دنیا کے کاروبار کا خود خدا متکفل ہو جاتا ہے۔ افسوس ہے بڑے بڑے حوادث روز ہو رہے ہیں مگر لوگ ہیں کہ توجہ نہیں کرتے۔ پروا نہیں کرتے۔ حضرت موسیٰؑ کے کافر ہی اچھے تھے کہ جب اُن پر عذاب نازل ہوتے تھے تب تو توجہ کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر یہ ٹل جاوے تو مان لیں گے۔ مگر آجکل کے کافر اُن سے بھی زیادہ سخت جان ہیں کہ نت نئے عذاب آتے ہیں۔ نئی نئی صورت میں خدا کا قہر نازل ہوتا ہے مگر یہ ہیں کہ کان پر جوں نہیں چلتی۔ دیکھو ایک طاعون نے ہی کیسے کیسے خطرناک حملے کئے۔ کیسی کیسی جانگداز تباہیاں واقع ہوئی ہیں کہ ان کا ذکر سننے سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر کسی پر اثر نہیں ہوا۔ وہ لوگ تھے کہ ایسے اوقات میں حضرت موسیٰؑ سے دعا کرایا کرتے تھے مگر یہ کہتے ہیں کہ کوئی نہیں معمولی بات ہے۔ ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ اور ایسے عذاب آیا ہی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا قدیم سے یہ وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں طرح طرح کے عذاب آویں گے اس وقت بعض ہدایت پا جاویں گے اور اکثر ہلاک ہوں گے۔ نشان تو خدا دکھاتا ہے مگر نشان سے بھی فائدہ وہی اُٹھاتے ہیں جو مومن ہوتے ہیں۔ اور وہ قلیل ہیں۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا تھا اُس نے ذکر کیا کہ ہمارے شہر میں طاعون نے سخت تباہی ڈالی ہے۔ بہت لوگ تیار ہیں کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کریں اور اصل بات یہی ہے کہ مجھے بھی طاعون ہی حضور کے پاس لائی ہے۔

اس سال طاعون کسی قدر کم ہے اس وجہ سے دل بھی سخت ہیں۔ دلیر ہیں مگر کسی کو علم کیا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ پس مطمئن نہیں رہنا چاہیئے۔ اور قبل اس کے کہ عذاب نازل ہو جاوے توبہ کرنی چاہیئے اور خدا کی طرف جھکنا اور حفاظت طلب کرنی چاہیئے۔ مگر یہ سب کچھ توفیق سے ہو سکتا ہے۔ انسان کو بعض اوقات شیطان بُرے بُرے وسوسے پیدا کر دیتا ہے۔ کہ میرے رشتے ناطے ٹوٹ جاویں گے۔ میرے جاہ و عزت میں فرق آجاویگا۔ یا وجوہ معاش بند ہو جاویں گے۔ یا میرے حکام مجھ سے ناراض ہو جاویں گے۔ مگر یاد رکھو کہ ہدایت کے قبول کرنے سے یہ سب امور رکتے نہیں۔ گورنمنٹ کو تو کسی کے مذہب سے کچھ سروکار ہی نہیں۔ اور پھر خدا کا فضل ہے کہ ہمارے اصول ہی ایسے ہی نہیں کہ گورنمنٹ اُن سے ناراض ہو۔ باقی رہی یہ بات کہ رشتے ناطے ٹوٹ جاویں گے یا معاش میں فرق آجاویگا سو یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان جب خدا کے واسطے کچھ چھوڑتا ہے اور اپنے اوپر مشکلات برداشت کرتا ہے تو خدا اس کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ ہر حال میں اس کا خود مددگار اور کارساز ہو جاتا ہے۔

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بعد از نماز جمعہ یکم مئی ۱۹۰۸ء بمقام لاہور

سوال کیا گیا کہ ہم اللہ اور اُس کی کتاب قرآن شریف اور اُس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدق دل سے مانتے ہیں۔ اور نماز روزہ وغیرہ اعمال بھی بجا لاتے ہیں پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ آپ کو بھی مانیں؟

فرمایا

دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور کتاب کو ماننے کا دعوے کر کے اُن کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ۔ تقویٰ طہارت کو بجا نہ لاوے اور اُن احکام کو جو تزکیہ نفس۔ ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا اسی طرح سے جو شخص مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اُس کو سچا مسلمان خدا اور اُس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں۔ کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن شریف میں اور احکام دیئے ہیں اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے۔ اور اس کے نہ ماننے والے اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔ قرآن اور حدیث کے الفاظ میں فرق (جو کہ فرق نہیں بلکہ بالفاظ دیگر قرآن شریف کے الفاظ کی تفسیر ہے) صرف یہ ہے کہ قرآن شریف میں خلیفہ کا لفظ بولا گیا

ہے اور حدیث میں [illegible] خلیفہ آخری کا مسیح موعود کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس قرآن شریف نے جس شخص کے مبعوث کرنے کے متعلق وعدے کا لفظ بولا ہے اور اس طرح سے اس شخص کی بعثت کو ایک رنگ کی عظمت عطا کی ہے وہ مسلمان کیسا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اس کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے۔ اور اسلام میں یہ ایک شرف اور خصوصیت ہے کہ اس کی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدد آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے۔ جیسا کہ کما کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے۔ شریعت موسوی کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ تھے جب کہ خود وہ فرماتے ہیں کہ میں آخری اینٹ ہوں۔ اسی طرح شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کی خدمت اور تجدید کے واسطے ہمیشہ خلفاء آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے اور اس طرح سے آخری خلیفہ کا نام بلحاظ مشابہت اور بلحاظ مفوضہ خدمت کے مسیح موعودؑ رکھا گیا۔

اور پھر یہی نہیں کہ معمولی طور سے اس کا ذکر ہی کر دیا ہو بلکہ اس کے آنے کے نشانات تفصیلاً کل کتب سماوی میں بیان فرما دئے ہیں۔ بائیبل میں۔ انجیل میں۔ احادیث میں اور خود قرآن شریف میں اس کی آمد کی نشانیاں دی گئی ہیں۔ اور ساری قومیں یہودی۔ عیسائی اور مسلمان متفق طور سے اس کی آمد کے قائل اور منتظر ہیں۔ پس ایسا ایک شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظمت دی اور جس کی آمد کی ساری قومیں متفق طور سے منتظر ہیں اس کا انکار کر دینا یہ کس طرح سے اسلام ہو سکتا ہے اور پھر جب کہ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ اس کے واسطے آسمان پر بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید میں نشان ظاہر کئے اور زمین پر بھی معجزات دکھائے اس کی تائید کے واسطے طاعون آیا اور کسوف خسوف اپنے مقررہ وقت پر بموجب پیشگوئی عین وقت پر ظاہر ہو گیا۔ تو کیا ایسا شخص جس کی تائید کے واسطے

آسمان نشان ظاہر کرے

اور زمین الوقت کہے وہ کوئی معمولی شخص ہو سکتا ہے کہ اُس کا ماننا اور نہ ماننا برابر ہو اور لوگ اُسے نہ مانکر بھی مسلمان اور خدا کے پیارے بندے بنے رہیں۔؟ ہرگز نہیں۔ یاد رکھو کہ موعودؑ کے آنے کے کل علامات پورے ہو گئے ہیں۔ طرح طرح کے مفاسد نے دُنیا کو گندہ کر دیا ہے۔ خود مسلمان علماء اور اکثر اولیائے

مسیح موعود [illegible]
صدی میں آنے [illegible]
[illegible] کے متعلق لکھا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں ہوا اس [illegible] سے آگے بڑھا ہو۔ نیز چودھویں صدی سے تو جانوروں نے بھی پناہ مانگی تھی اور لکھا ہے کہ اب چودھویں

صدی مبارک ہوگی۔

اِس قدر متفقہ شہادت کے بعد بھی جو کہ اولیاء اور اکثر علماء نے بیان کی اگر کوئی شبہ رکھتا ہو تو اُسے چاہیے کہ قرآن شریف میں تدبر کرے اور سورۃ النور کو غور سے مطالعہ کرے۔ دیکھو جس طرح حضرت موسیٰؑ سے ۱۴۰۰ برس بعد حضرت عیسیٰ آئے تھے اسی طرح پر یہاں بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی ہی میں مسیح موعود آیا ہے۔ اور جس طرح حضرت عیسیٰؑ سلسلہ موسوی کے خاتم الخلفاء تھے اسی طرح ادھر بھی مسیح موعودؑ خاتم الخلفاء ہوگا۔

اسلام اس وقت اُس بیمار

کی طرح تھا جس کی زندگی کا جام لبریز ہو چکا ہو۔ اسلام پر ظلم کیا گیا۔ اور بڑی بے رحمی سے دشمن چاروں طرف سے اپنے پورے ہتھیاروں سے اس کو نیست و نابود کرنے کے واسطے مسلح و تیار ہو کر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اسلام اس وقت مردہ ہو چکا تھا۔ اور اندرونی اور بیرونی حملوں سے نیم جان۔ اسلام کی شمع کا اب آخری وقت تھا۔ اور اس کی گردن پر بڑی بے رحمی سے چھری پھیری جا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کس وقت کے لئے کیا گیا تھا۔ کیا ابھی کوئی اور مصیبت بھی رہ گئی تھی جو اسلام پر آنی باقی ہو۔ یاد رکھو حفاظت سے اوراق کی حفاظت ہی مراد نہیں۔ بلکہ اس کی تشریح ایک حدیث میں ہے۔ جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آویگا کہ قرآن شریف دنیا سے اُٹھ جاوے گا۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ لوگ قرآن کو پڑھتے ہوں گے تو اُٹھ کیسے جاوے گا۔ فرمایا۔ میں تو تمہیں عقلمند خیال کرتا تھا مگر تم بڑے بے وقوف ہو۔ کیا عیسائی انجیل نہیں پڑھتے اور کیا یہودی توریت نہیں پڑھتے قرآن کے اُٹھ جانے سے مراد یہ ہے کہ قرآن شریف کا علم اُٹھ جاوے گا اور ہدایت دنیا سے نابود ہو جاوے گی انوار اور اسرار قرآنیہ سے لوگ بے بہرہ ہو جاویں گے اور عمل کوئی نہ کرے گا۔ قرآن جسکے سکھانے کو آیا ہے لوگ اس راہ کو ترک کر دیں گے اور اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہو جاویں گے۔ جب یہ حال ہوگا تو ابنائے فارس میں

[illegible] اور دین کو از سر نو واپس لا[illegible] اور قرآن کو از سر نو تازہ کرے گا۔ قرآن کی بھولی ہوئی عظمت اور بھولی ہوئی ہدایت اور ثریا پر چڑھا ہوا ایمان دوبارہ دُنیا میں پھیلاوے گا۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ غرض قرآن شریف سے اور احادیث نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں آخری زمانہ میں ایک خلیفہ کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور اس کے علامات اور نشانات بھی بتا دئے گئے ہیں۔

ہمیں مسیح موعودؑ ہونیکا دعوےٰ

ہے۔ اب ہر شخص کا جو خدا اور رسول سے پیار کرتا ہے اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتا ہے **فرض** ہے کہ اس معاملہ میں غور کرے کہ آیا ہم نے جو دعوےٰ کیا ہے بجا ہے کہ جھوٹا۔ **خدا کی طرف سے آنے والوں کے ساتھ خدائی نشان ہوتے ہیں**۔ صرف نرا زبانی دعوے قابل پذیرائی نہیں ہوتا۔ منجملہ اور علامات کے جو ہمارے آنے کے واسطے اللہ اور رسول کی کتابوں میں مندرج ہیں ایک اونٹوں کی سواریوں کا معطل ہو جانا بھی ہے چنانچہ اس مضمون کو قرآن شریف نے بالفاظ ذیل تعبیر کیا ہے۔ واذا العشار عطلت اور حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ تترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا۔ اب سوچنے والے کو چاہیے کہ ان امور میں جو آج سے تیرہ سو برس ۱۳۰۰ پیشتر خدا اور اُس کے رسول کے مُنہ سے نکلے اور اس وقت وہ الفاظ بڑی شان اور شوکت سے پورے ہو کر اپنے کہنے والوں کے جلال کا اظہار کر رہے ہیں۔ دیکھیے اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے کیسے کیسے سامان پیدا ہو رہے ہیں حتیٰ کہ حجاز ریلوے کے تیار ہو جانے پر **مکہ معظمہ** اور **مدینہ منورہ** کے سفر بھی بجائے اونٹ کے ریل کے ذریعہ ہوا کریں گے اور اونٹنیاں بے کار ہو جاوینگی۔

رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کو مسیح موعود کے لفظ سے کیا تعلق ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں تو مسیح موعودؑ کا نام کہیں نہیں آیا۔ سو اس کے واسطے یاد رکھنا چاہیے کہ ہم خاتم الخلفاء ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور خاتم الخلفاء کا قرب قیامت کے وقت ظہور ہونے کا وعدہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ پھر ہمیں بار بار بذریعہ الہام الٰہی اس امر کی بھی اطلاع دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ بھی ہمارا ہی نام رکھا ہے جس کے آنے

کے متعلق احادیث میں وعدہ تھا ۔ یاد رکھو کہ جو شخص

احادیث کو ردی کی طرح پھینک

دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ اسلام کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ جو بغیر مدد احادیث ادھورا رہ جاتا ہے ۔ جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا ۔ اُسے ایکدن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا ۔

پس قرآن شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اُسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اس طرح سے دونوں ناموں کے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں ۔

خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنے والے کو ۔ اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آوے ۔ اور ظاہر ہے کہ جو قرب قیامت کے وقت آویگا وہی سب سے پیچھے ہوگا ۔ لہذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا ۔ صرف تغیر الفاظ ہی ہے ۔ قرآن شریف نے خلیفہ کے لفظ سے پکارا ہے اور حدیث میں اس کو مسیح موعودؑ کے نام سے نامزد کیا گیا ہے ۔ رہا یہ کہ ہمارے اس دعوے کا ثبوت کیا ہے ۔ سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے ۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعوے کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں ۔

خدا کی طرف سے آنے والے خدا ہی کی گواہی سے سچے ٹھیرا کرتے ہیں

دعوے تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی ۔ اور نفس دعوے کرتے ہیں تو دونوں یکساں ہیں ۔ مگر ان میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے ۔ بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا ۔ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا ۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا ؟ کوئی بتا سکتا ہے حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی ؟ ۔ پھر حضرت موسےٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے ۔ یاد رکھو کہ خدا کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے ۔ صرف دعوے بلا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ جس دعوے کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے ۔ اور خدا کے مواخذہ کے قابل ہے ۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افترا کرتا ہے اور

حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے ۔

مَیں کوئی نئی بات نہیں لایا

اور نہ ہی مَیں نے کوئی نئی شریعت قائم کی ہے ۔ مَیں اُسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں جو آں حضرت لائے تھے ۔ اور میری سچائی دعوے کے لئے بھی منہاج نبوت پر ہی نشان موجود ہیں ۔ مَیں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے ۔ ابھی ایک تازہ کتاب حقیقت الوحی مَیں نے لکھی ہے اس کا مطالعہ کر کے دیکھ لیا جاوے کہ کس قدر نشان خدا نے میری تائید کیواسطے ظاہر فرمائے ۔ کیا یہ کسی جھوٹے کے واسطے بھی دکھائے جاتے ہیں ۔

دیکھو بعض انبیاء صرف ایک ہی معجزہ سے صادق مقبول کر لئے گئے ۔ مگر یہاں تو ہزاروں نشان موجود ہیں ۔ پھر ہم اگر کسی نئے دین کا دعوے کرتے ۔ کتاب اللہ کے خلاف کوئی نیا حکم اپنی طرف سے بیان کرتے ۔ سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں کمی بیشی کرتے ۔ یا ان کو منسوخ کرنے کا دعوے کرتے ۔ نماز روزہ اور حج کے مسایل میں کوئی تغیر تبدل کرتے تو اس قسم کا کوئی دغدغہ اور شک و شُبہ بھی بجا تھا ۔ مگر ہم تو کہتے ہیں کہ

کافر ہے وہ شخص جو

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ذرہ بھر بھی ادھر اُدھر ہوتا ہے ۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روگردانی کرنے والا ہی ہمارے نزدیک جب کافر ہے تو پھر اُس شخص کا کیا حال جو کوئی نئی شریعت لانے کا دعوے کرے یا قرآن اور سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں تغیر تبدل کرے ۔ یا کسی حکم کو منسوخ جانے ۔ ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف ہی کو خاتم الکتب یقین کرے ۔ اور اسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والا مانے ۔ اور اس میں ایک ذرہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے ۔ اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھووے اور اپنے وجود کا ہر ذرہ اسی راہ میں لگائے عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے ۔ تب پکا مسلمان ہوتا ہے ۔ البتہ ہمارے اوپر جو کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم نے کسی

نئی اور تشریعی نبوت کا دعوے

کیا ہے ۔ بلکہ مکالمہ مخاطبہ کی کثرت کیا بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت کی وجہ سے نبی کہا گیا ہے ۔ اب اس مجلس

میں اگر کوئی صاحب عبرانی یا عربی سے واقف ہے تو وہ جان سکتا ہے کہ **نبی** کا لفظ **نبار** سے نکلا ہے اور نبا کہتے ہیں خبر دینے کو ۔ اور **نبی** کہتے ہیں خبر دینے والے کو یعنے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کے رو سے **نبی** کہلاتا ہے ۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے ۔ انبئونی باسماء ھؤلاء ۔

اصل میں ہماری اور ان لوگوں کی صرف **نزاع لفظی** ہے ۔ ہمارے مخالف اگر تقویٰ طہارت نہ چھوڑیں اور تعصب اور عناد نہ کریں تو سب جانتے ہیں اور متقدمین بزرگ امداولیاء اللہ صاف لکھ گئے ہیں ۔ و للہ باولیائہ مکالماتٌ ومخاطباتٌ ۔

دُنیا میں صدہا نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں بلکہ سچی خواب تو بعض اوقات بلا امتیاز نیک و بد ۔ کافر و مسلم کو بھی آجاتی ہے ۔ بعض وقت زانی مردوں اور زانیہ عورتوں کو چور بڑے چار و کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں ۔ پھر مومن کو جو کہ بوجہ اپنے ایمان صحیح کے ان سے بڑھکر اس بات کا مستحق ہے کیوں سچی خواب یا کشوف اور الہامات نہ مانے جاویں ۔ بلکہ مومن کو بہت بڑھ چڑھکر یہ سب باتیں میسر آسکتی ہیں ۔ اس سے یہ مت خیال کرو کہ اس طرح صادقوں اور ماموریں انبیاء و رسل کی رویا اور کشوف اور الہامات کی بے رونقی ہوتی ہے ۔ یا ان کی شان میں کوئی فرق یا بے وقعتی لازم آتی ہے ۔ نہیں بلکہ یہ امور تو اس وحی نبوت اور خدا کے مکالمات مخاطبات کے واسطے جو کہ اس کے انبیاء اور رسولوں کو اس کی طرف سے عطا کئے جاتے ہیں اُن کی **تصدیق** کرتے ہیں ۔ اور اُن کی صداقت کی ایک قوی دلیل ہیں ۔ کیونکہ اگر اس کا بیج ان لوگوں میں نہ پایا جاتا تو ممکن تھا کہ وہ فاسق فاجر اور بے دین لوگ وحی اور الہام کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتے ۔ اور پھر اُن کا اعتراض قوی ہوتا ۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے اپنی کامل حکمت سے انبیاء اولیاء کے مکالمات اور مخاطبات اور وحی نبوت کے واسطے بطور تخم ریزی یہ ایک شہادت ہر طبقہ کے لوگوں میں خود اُن کے نفسوں میں پیدا کر دی تا کہ انسان کو انکار کرنے کے واسطے کوئی مفر رہ نہ جاوے اور اندر ہی اندر ملزم ہوتا رہے ۔

قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کو اگر کسی چیز کا نمونہ نہ دیا جاوے تو اس کے متعلق شبہات میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ یہ بات صرف صرف اسلام ہی میں پائی جاتی ہے ۔ اور یہ صداقت مذہب کی ایک اعلےٰ دلیل ہے جو کسی دوسرے مذہب میں پائی نہیں جاتی ۔ اسلام ہی خدا کو

پسندیدہ اور خدا کا مقرب و مقبول مذہب ہے اس واسطے اس نے محض اپنے رحم سے اسلام میں مسلمانوں کو ٹھوکر اور شبہات سے بچانے کے واسطے سلسلہ مکالمات اور مخاطبات کا ہمیشہ جاری رہنے والا اکمل فیضان عطا کیا۔

لوگوں کے دلوں میں اس قسم کے خیالات اکثر جاگزین ہو جایا کرتے ہیں کہ میں بھی انسان ہوں۔ اور یہ مدعی الہام بھی آخر میری ہی طرح کا انسان ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ مجھے الہام اور مکالمہ الٰہیہ نہیں ہوتا اور اس کو ہوتا ہے۔ اس واسطے ایسے شبہات کا قلع قمع کرنے کی غرض سے اللہ تعالےٰ نے ہر انسان میں اُن فیضان کی ایک جھلک بطور نمونہ رکھدی ہے۔ [illegible] جس طرح ایک روپیہ لاکھ دو لاکھ روپیوں کے موجود ہونے کی [illegible] اور ایک روپیہ کروڑ دو کروڑ روپیوں اور خزانن کے واسطے دلیل ہو سکتا ہے اسی طرح سے ایک

سچا خواب الہام کے واسطے دلیل

[illegible] سچا خواب بطور ایک نمونہ کے فطرت انسانی میں ودیعت کئے گئے ہیں تاکہ اس نقطہ سے اس انتہائی کمال فیضان کا وجود یقین کر لیا جاوے۔ جب ایک [illegible] کے انسان کو بھی ممکن [illegible] پس اس خواب کا اعلےٰ مرتبہ جس کو ہم الہام کہتے ہیں موجود نہ ہوتا کیونکہ سچا خواب بھی کمالات نبوت کا ایک بابرکت [illegible]

[illegible] مکالمہ مخاطبہ اسلام کی روح ہے۔ [illegible] اگر [illegible] یہ شرف حاصل نہ ہوتا تو یقیناً اسلام بھی [illegible] کی طرح ایک **مردہ** مذہب ہوتا [illegible] کہ اگر اسلام اس نعمت الٰہی اور برکت سے خالی ہوتا تو یقیناً اسلام میں بھی کوئی [illegible] نہ تھی۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ وہ اس قسم کے مجدد ہوتے اسلام میں ہر صدی کے سر پر بھیجتا رہتا ہے۔ اور اس طرح سے ہمیشہ **اسلام کا زندہ مذہب** ہونا دنیا پر ثابت کرتا رہتا ہے۔

اسلام ایک وقت وہ مذہب تھا کہ ایک شخص کے مرتد ہو جانے سے قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ مگر اب وہی اسلام ہے کہ لاکھوں انسان اس سے مرتد اور بے دین ہو گئے۔ اندرونی بیرونی دشمنوں کے حملوں سے اسلام کو نابود کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اسلام کی ہتک کی گئی۔ پاؤں کے نیچے روندا اور کچلا گیا۔ خود اسلام کا دعوے کرنے والے دین کی حقیقت سے بے خبر ہو کر دین کے دشمن ثابت ہو رہے ہیں۔ اب بتاؤ کہ وہ کونسی ضلالت اور گمراہی باقی ہے جس کی اب انتظار کی جاتی ہو۔

عیسائیوں میں پادری فنڈر کی کتابیں مطالعہ کر کے دیکھیں۔ وہ لکھتا ہے کہ اسلام میں ایک بھی پیشگوئی نہیں جو کی گئی۔ اور نہ ہی کوئی پوری ہوئی۔ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْم۔ والی پیشگوئی کو بھی وہ ظنی اور ڈھکوسلا بتاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (نعوذ باللہ) واقعات موجودہ کو دیکھکر ایسا اندازہ کر لیا تھا اور اس طرح سے پیشگوئی کر دی تھی۔ اس کے سوا اور سینکڑوں کتابیں اور رسایل ہیں جو اسلام کے خلاف لکھے گئے۔ کوئی مسلمان کسی عیسائی کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور دشمنان اسلام کو کوئی دندان شکن جواب نہیں دے سکتا۔

[illegible] اسلام کی زندگی صرف [illegible] کیا [illegible] پس یاد رکھو کہ [illegible]

آج بھی نہیں ہے اور کل بھی نہیں

ہے۔ یاد رکھو کہ اسلام کی جس طرح خدا نے ابتدا میں تائید کی اور کرتا آیا ہے اسی طرح آج بھی اسلام کی تائید میں وہ تازہ بتازہ نشان دکھا سکتا ہے اور ہر مومن کے واسطے وہ بشرطیکہ کوئی **مومن** ہو فرقان پیدا کر سکتا ہے۔

مگر یہ ہیں نام کے مُلّاں اور حامیان دین متین کہ [illegible] بلند آوازوں سے کہتے ہیں کہ اب اسلام میں نشان دکھانے والا کوئی نہیں۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب نے خود **جلسہ مہوتسو** میں جہاں کہ تمام مذاہب کے لوگ جمع تھے اس بات کا اقرار کیا کہ افسوس ہے کہ اسلام میں آجکل ایسے لوگ موجود نہیں ہیں جو نشان دکھا سکیں۔ گویا خود اقرار کر لیا کہ ہمارا مذہب بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک مردہ مذہب ہے اور زندگی کے جو علامات ہوتے ہیں وہ اس میں موجود نہیں ہیں۔ اب غور کرو کہ

کیا اسلام کی عزت ایسی ہی

باقی رہ گئی ہے۔ نہیں بلکہ اس سے بڑھکر اور کیا ذلت ہو گی کہ اسلام کو ایسے لوگوں سے خالی مانا جاوے۔ جن سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہو اور جن کی صداقت کے ثبوت کے واسطے اُن کے ساتھ زبردست غیب پر مشتمل نشان موجود ہوں۔ یاد رکھو کہ اگر خدانخواستہ ایسا بھی کوئی زمانہ آجاوے کہ اسلام میں یہ برکات نہ رہیں تو یقین رکھو کہ اسلام بھی اور **مذہبوں کی طرح مر گیا** کیونکہ زندگی کی جو علامت تھی جب وہی مفقود ہے تو پھر زندگی کیسی؟

دیکھو برھمو بھی تو لا الٰہ الا اللہ کے قایل ہیں وہ اگر تم سے سوال کریں کہ محمد رسول اللہ کے زیادہ کر لینے سے تم میں کیا لطافت اور خصوصیت پیدا ہو گئی؟ تو بتاؤ اُن کو کیا جواب دو گے؟ مسلمان کو چاہئے کہ ایک ایسی زبردست بات پکڑے اور ایسا اصول اختیار کرے کہ جس سے وہ دوسروں پر غالب آجاوے۔

اچھا اگر یہی بات ہے تو پھر بتاؤ تو سہی کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں

ما بہ الامتیاز ہی کیا ہے

جبکہ برھمو بھی توحید کے قائل ہیں۔ عیسائی بھی توحید کے خیالات رکھتے ہیں۔ آریہ بھی توحید کے قائل بنتے ہیں۔ [illegible] ہم نے ایک دفعہ ایک [illegible] کو لکھا تھا کہ توحید کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اس کے جواب میں اس نے لکھا کہ ہماری تعلیم توحید کی ہے۔ **اور ہمارا وہی خدا ہے جو قرآن کا خدا ہے**۔ اب یہ سمجھنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ جب یہ لوگ بھی توحید کا ہی دعوے کرتے ہیں تو مسلمانوں میں خصوصیت کی وجہ کیا ہے۔

رہی نظری اور قیاسی بحثیں سو وہ تو **فیصلہ کرنے** والی باتیں نہیں۔ [illegible] کبھی کوئی مانا نہیں۔ دیکھو لیکھرام کا [illegible] اس نے میرے واسطے پیشگوئی کی تھی کہ تین برس میں یہ مر جاوے گا۔ میں نے خدا سے خبر پا کر اس کے حق میں پیشگوئی کی تھی کہ

چھ برس میں بذریعہ قتل ہلاک

ہوگا۔ لیکھرام کی کتاب خبط احمدیہ کھول کر دیکھو تو کہ کس طرح اس نے رو رو کر [illegible] دیکھا ہے پرمیشر کے حضور نہایت عجز و انکسار سے التجائیں ہے۔ اور خدا سے صادق کی تائید اور نصرت اور کاذب کی ہلاکت اور بربادی کا **فیصلہ** مانگا ہے۔ تا کہ حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔ اور دُنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ آریہ مت۔ **اور مذہب اسلام** دونوں میں سے خدا کے حضور کونسی راہ پیاری اور منظور ہے۔ اور کونسی مردود۔ آخر کار جو فیصلہ ہوا ایک دُنیا

اِس کو جانتی ہے کہ خدا نے کس کی تائید کی اور کون نامراد مرا

اور اس طرح سے سچے اور جھوٹے اور اسلام اور آریہ مذہب کا ہمیشہ کے واسطے تصفیہ ہو گیا۔ باقی آیندہ

رسالہ الصّارم الرّبانی

(مُصنفہ مولوی محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی مطبوعہ مطبع حنفیہ پٹنہ پر ریویو)
(از سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

رسالہ الصارم الربانی میری نظر سے گذرا۔ نیم مُلا خطرہ ایمان اس رسالہ کو اور ایسے ہی کئی اور رسالوں کو بغل میں دبائے عوام کالانعام کو بہکاتے پھرتے ہیں کہ دیکھو ہمارے مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کی کیسی خبر لی ہے کہ مسیحیت کا سارا تانا بانا ادھیڑ کر رکھ دیا ہے واللہ ہمارے مولوی صاحبوں کے کیا کہنے ہیں۔ سننے والے بھی نکے سنی ہوتے ہیں کہ ایسی ویسی سُنی سُنائی باتوں پر پورا ایمان لے آتے ہیں اور گرہ کی عقل کچھ خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ شیطان لعین اور اُس کی ذریت کا داؤ چل جاتا ہے اور سیدھے سادھے بھولے بھالے لوگ نکھک جاتے اور گمراہ لوگ گمراہی میں اور بھی ترقی کر جاتے ہیں۔

اگرچہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور مخالفین کے درمیان جو مسائل متنازعہ فیہ ہیں اُن کے متعلق متعدد اور ضخیم کتابوں میں مبسوط بحثیں ہو چکی ہیں جن کے رد کی مخالفین سلسلہ عالیہ کو آج تک توفیق نصیب ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ مگر چونکہ دغا باز کور باطن ستم پیشہ نفس پرست مولوی عوام الناس کو یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ نہ قادیانیوں کی کتابیں دیکھنی چاہئیں نہ اُن کی باتیں سننی چاہئیں۔ اس لئے بہت سے عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے بعض بیہودہ سیرت بلید الطبع ملانوں کی ہر سفیہانہ غائبانہ لچر و کفر آمیز تحریر کو آیت حدیث سمجھکر آمنا و صدقنا کہنا شروع کر دیتے ہیں غرض اس طرح باطل کی حمایت کا جوش ایک عجیب طوفان بے تمیزی برپا کر کے باطل پرستوں کو اہل حق کی جان کا دشمن اور خون کا پیاسا بنا دیتا ہے لیکن جس طرح چاند پر خاک نہیں پڑ سکتی اور آفتاب پر تھوکا ہوا منہ کو آتا ہے اسی طرح ان مولویوں کی اُڑائی ہوئی خاک اُنہیں کے سر پر پڑتی رہی اور پڑتی رہیگی اور ان کا تھوکا انھیں کے مُنہ پر آتا رہا اور رہے گا۔ یہ ناحق کوش حق پوش گروہ حاسدانہ جوش کی وجہ سے غم و غصہ و حسرت و اندوہ میں گرجھ گرجھ کر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی دیکھ دیکھ کر آتش غضب سے جل بھنکر خاکستری کیوں نہ ہو جائے مگر آخر کار الحق یعلو ولا یعلیٰ کا نظارہ اسے دیکھنا اور حرمان نصیب اہل صورت کا پیالہ اُسے پینا پڑے گا تاہم افسوس مسیح سے فیض یافتہ حضرات

کی خدمت میں التماس ہے کہ ایسی گندی تحریرات کی زہریلی ہواؤں سے پبلک کو بچانے کے لئے ٹریکیٹ سیریز کے طور پر کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہنے کا التزام فرمائیں ورنہ کم سے کم اخبار کے ذریعہ ریویو کی صورت میں ان طاعونی اجرام کی مخرب ایمان و جانستان تاثیرات سے خلق اللہ کو ضرور متنبہ کرتے رہیں۔

مجھے ایک افسوس اور سخت افسوس ہے کہ اباطیل کے شیفتہ اور جھوٹھ اور ناراستی کے دلدادہ گروہ میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا مولوی پایا جاتا ہے جسکی تحریر شرافت دیانت و تہذیب و متانت سے حقیقی تعلق رکھتی ہو ورنہ عموماً ان کی گندی اور متعفن کتابیں اپنے گندہ و نجس مضامین کے اعتبار سے نجاست کے ٹوکروں اور پُر عفونت سنڈاسوں سے کچھ کم وقعت نہیں رکھتیں۔ کاش پبلک حق و باطل میں تمیز کے لئے بد اثر و دلکش مہذب و مدلل تحریر کو ایک ضروری معیار مقرر فرمائے۔

اس تمہید کے بعد اب میں مصنف الصارم الربانی علے اسراف القادیانی کی علمی قابلیت اُن کے فہم و فراست و دیانت و امانت تہذیب و متانت کی قلعی کھولنا اور اُن کی برائے نام الصارم الربانی اور فی الاصل الصارم الشیطانی کی حقیقت کو طشت از بام کرنا ضروری سمجھتا ہوں واللہ المستعان وعلیہ التکلان

الصارم الربانی اوسط تقطیع پر چھپا ہوا ۱۶ صفحہ کا ایک رسالہ ہے۔ بریلوی ملّانے اس رسالہ کے شروع میں ایک استفتا منجانب یعقوب خان کلرک پولیس سرساوہ ضلع سہارنپور درج کیا ہے۔

اس استفتا میں کلرک صاحب ملا صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔

"کہ اس قصبہ سرساوہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو نائب مسیح یعنے مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے رہتا ہے پرسوں اُس نے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں ..... اسکے قولہ تحریر یہ ہے۔"

"ایک مدت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات میں ہر جگہ گفتگو ہوتی ہے اور اس میں دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی طرف سے کتابیں شائع ہو چکی ہیں اب میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے پس اسبارے میں ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیث مرفوع متصل اس مضمون کی عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری و بحیات جسمانی آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کرینگے اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہینگے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا اُنکو خدا تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بناویگا تو پہلے تو کوئی آیت بشروط متذکرہ بالا دینی چاہئیے اور بعد اس کے کوئی حدیث تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچیں اور جو آیت ہو اُس میں لفظ حیات ہو خواہ کسی صیغے سے ہو۔ یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر گفتگو کرتے ہیں اور متوفیک اور فلما توفیتنی دو آیت پیش کرتے ہیں اور ان دونوں آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و ابن عباسؓ سے پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور اجتہاد بخاری موجود کرتے ہیں اب آپ ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور صحیح بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمائے اور دونوں طرف روایتیں ہر قسم کی موجود ہیں ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیئے جسکے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں اگر ہے تو اُس کی آیت اور نہیں ہے تو وجہ فقط بینوا توجروا"

اس استفتا کے بعد بریلوی مفتی ملا کا فتوے شروع ہوتا ہے قبل اس کے کہ میں فتوے کے عیب و صواب کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کراؤں۔ استفتا کے متعلق چند باتیں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

یعقوب خان صاحب ناظرین کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ استفتا کی عبارت کسی احمدی کی لکھی ہوئی ہے اور مفتی صاحب نے بھی اسی یقین کی بنا پر اپنے فتوے میں احمدیوں کے خلاف بعض ریمارک کئے ہیں۔ مثلاً یہ بات کہ احمدی لوگ صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہتے ہیں اور اس لئے ظاہر ہے کہ وہ حدیث سے منکر ہیں۔ مگر احمدیوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں پس قطعی طور پر ثابت ہوا کہ استفتا کی عبارت کسی احمدی کی لکھی ہوئی نہیں۔

علاوہ بریں ہمیں تعجب ہے کہ پولیس کلرک صاحب نے اُس شخص کا نام جس نے کوئی عبارت اُن کے سامنے پیش کی تھی اور جو اپنے آپ کو مسیح موعود کا

خلیفہ بنلانا تھا کیوں نہیں لکھا اور اس عبارت پر اسکے دستخط کیوں نہیں کرائے۔ چونکہ چھوٹے خان صاحب کی طرف سے استفتا میں یہ اہم فروگذاشت ہوئی اور بڑے خان صاحب نے اپنے کفر نامہ یعنے فتوے میں اُس کی طرف مطلق توجہ مبذول نہیں فرمائی اس لئے ہمارے نزدیک چھوٹے خانصاحب کی یہ رپورٹ صحیح نہیں بلکہ فرضی ہے اور یہ کہنا بے جا نہیں کہ دو غیر احمدیوں کے باہم یہ ایک جنگ زرگری ہے وگر ہیچ۔

اگر یعقوب خان صاحب اپنے بیان میں سچے ہیں تو اُس شخص کا نام بتائیں جو اپنے آپ کو مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا تھا اور وہ عبارت چند معزز آدمیوں کے روبرو ایک جلسہ میں پیش کریں۔ ورنہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جو تحریر اُنھوں نے ایک احمدی کی طرف سے ہونا ظاہر کرکے پیش کی ہے وہ ایک مصنوعی تحریر یا کم سے کم ایک طرف تحریر کیوں نہ سمجھی جائے مندرجہ بالا اقتباس میں اُن کے خط کا یہ فقرہ کہ پرسوں اُس نے ایک عبارت پیش کی جسکا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں" اور بھی یقین دلاتا ہے کہ استفتا کی عبارت خان صاحب موصوف نے اپنے ہی لفظوں میں ادا کی ہے ورنہ اس فقرہ کی عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی کہ پرسوں اُس نے ایک عبارت پیش کی جس کی نقل ذیل میں درج کرتا ہوں۔

علاوہ بریں خود استفتا کی عبارت خصوصاً اخیر عبارت جو فقرہ "(یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات پر گفتگو کرتے ہیں) سے بینوا توجروا تک ہے اثبات پر صراحتاً دلالت کرتی ہے کہ مضمون استفتا چھوٹے خان صاحب کی جودت طبع کا نتیجہ ہے اور یہ درخواست کہ "ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے" جو اخیر عبارت استفتا میں درج ہے یہ خاص یعقوب خان صاحب کی درخواست ہے کسی احمدی کی طرف سے ہرگز نہیں۔

بنا برعلیہ بڑے خان صاحب نے اپنے فتوے تکفیر کے صفحہ اول میں درخواست مذکورہ کو کسی احمدی کی طرف سے سمجھکر صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہنے والوں کے خلاف جو ضال مضل مردود ابلیس لعین ہونے کا وظیفہ پڑھا ہے اُس کی عجیب و غریب تاثیر سے صرف چھوٹے خان صاحب ہی فیضیاب ہوسکتے ہیں کوئی احمدی اُس سے متاثر نہیں ہوسکتا

(باقی آیندہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ہے جس میں شیعہ کا اعتراض ہے کہ امام الوقت کی لڑکی کا نکاح اپنے مرید سے نا جائز ہے اور عدم ادب سے دور ہے۔

جواب۔ وباللہ التوفیق۔ معترض کو چاہیئے تھا کہ وہ کوئی تدبیر بیان کرتا کہ اگر امام الوقت کی لڑکیاں ہوں تو وہ کس کو دے مرید کو دینے سے بے ادبی اور مخالف کو بھی دے نہیں سکتا پھر وہ کیا کرے بلا نکاح رکھے تو سنت رسول م کے خلاف کرکے لیس منی کا مستوجب ہوتا ہے اب کرے تو کیا کرے؟ دوسرا یہ اعتراض صرف حضرت مرزا صاحب پر نہیں رہتا بلکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی جا پڑتا ہے۔ بلکہ خود حضرت علیؓ بھی اس اعتراض سے نہیں بچ سکتے اُنھوں نے مرید ہوکر حضرت امام الوقت کی لڑکی سے کیوں نکاح کیا؟

کوئی مسلمان شیعہ ہو یا خارجی۔ اگر اس کو اعتراض ہے تو وہ بشرط دعوےٰ اسلام کوئی قرآن کریم سے آیۃ بتا دے جسے اس کو یہ اعتراض پیدا ہوا ہے یا حدیث ہی دکھا دے۔ گو ضعیف ہی ہو۔ یا اجماع و قیاس دکھا دے۔

اگر مسلمان نہیں عقلی حرج کا اظہار کرے۔ تو اسپر اور اس کے دلایل پر بحث و توجہ ہو۔ آئمہ شیعہ اپنی لڑکیاں مار دیتے تھے یا ان کو بیاہتے نہ تھے۔ یا ان کی لڑکیاں پیدا نہ ہوتی تھیں۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ کرمنامہ آپ کا پہنچا۔ آپنے لکھا ہے کہ ایک خاوند بی بی کا باہم تنازعہ ہے جن کا نکاح کم عمری میں ہوگیا اب عورت خلع کرانا چاہتی ہے شریعت اسلام نے ایسے تنازعہ کا فیصلہ کس طرح فرمایا ہے۔

جواب۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ پ۲ (اگر تم کو خوف ہو کہ میاں بی بی اللہ تعالیٰ کے حدود قایم نہیں رکھینگے تو کچھ گناہ نہیں کہ بی بی کچھ دیکر اپنی خلاصی کرالے) یہ خلع کا مسئلہ ہے جو قرآن کریم میں ہے۔ اور جہاں بی بی کو میاں سے ضرر پہنچتا ہے وہاں فرمایا ولا تمسکوھن ضرارًا لتعتدوا پ۲ (عورتوں کو ضرر دینے کے لئے نہ روکو تاکہ اللہ تعالیٰ کے حدود کو تم توڑ ڈالو) بلکہ طلاق دیکر رخصت کردو ایسے موقعہ ضرر پر اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کی تاکید بھی فرمائی ہے ومن یفعل ذٰلک فقد ظلم نفسہ پ۲ (جو ایسا کریگا (طلاق نہ دیگا باوجود ضرر کے) تو وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے) پھر تاکید فرمائی کہ ولا تتخذوا اٰیٰت اللہ ھزوًا پ۲ (اللہ تعالیٰ کے احکام کی تحقیر نہ کرو) گویا سمجھا دیا۔ اگر طلاق ایسی حالت میں نہ دوگے تو یہ تحقیر احکام الہی ہے پھر تاکید فرمائی واذکروا نعمۃ اللہ علیکم پ۲ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو کہ طلاق تمہارے قبضہ میں کردی۔ یہ تو حکم الہی ہے اگر اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔ ورنہ کام حکام کے اختیار میں ہے ہاں اسلام میں تو صرف عورت کی ناپسندیدگی پر بھی طلاق ہوسکتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طلاق دلادی ایک عورت کی شکایت ہے کہ میرا نکاح جس سے میرے والد نے کیا ہے وہ مجھے پسند نہیں۔ کیونکہ اس سے بھی اس کو ضرر تھا۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف پ۲ (عورتوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مردوں کے اونپر ہیں پسندیدہ طور پر) اس آیت شریف کے مطابق بھی عورت طلاق لے سکتی ہے۔ مگر یہ فتوے ہے اسپر عملدرآمد کروانا کوئی فیصلہ چیف کورٹ کا ہے کہ فیصلہ اول مولوی کا صحیح ہے بلکہ (فضل دین حکیم از قادیان)

تیسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا کارڈ مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ہے۔ لہذا عرض ہے۔ حدیث اول لا یغلق الرھن من صاحبہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ اس کے معنے ہیں اگر کوئی شخص اگر اپنا ریوڑ یا ایک بکری رہن رکھے تو جب فک کرانا چاہے روپیہ لے کر فک کرو۔ روکو نہیں اس میں تو مجھے کوئی سوال معلوم نہیں ہوتا اور نہ آپ نے کوئی سوال کیا ہے جس کا جواب دیا جاوے۔ بات صاف ہے راہن جب چاہے اپنا رہن چھوڑا لے پابندی میعاد نہ کی جاوے یا کسی اور طرح کا عذر نہ کیا جاوے۔ دوسری حدیث من کان اصا

بدین علیہ فانہ یقضی من ثمرہ ۲۔ اما اصل
بعد نفقتہ ما یقضی ذالک من دینہ ذالک
الذی ہو علیہ لعدالت یحتسب نفقاتہ فیہما
ہی عندہ لا عمولہ ونفقتہ ۳۔ اذا ارتہن شیئًا
حدیث من ارتہن فہو یحتسب ثمرہا لہما
الرہن۔ چوتھی حدیث الظہر یرکب بنفقتہ
اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ
اذا کان مرہونا۔

دوسری اور تیسری ... کا مطلب ہے کہ زمین مرہونہ کی آمد بعد وضع خرچ مالک کو قرض میں مجرا دی جاوے۔ اور چوتھی حدیث کا مطلب ہے کہ آمد بعوض خرچ خود استعمال کرے۔ حدیث نمبر ۲ و ۳ اول تو صحیح نہیں اگر صحیح فرض کر لیا جاوے تو ہاں تب ان کا تطابق حدیث چار نمبر سے یہ ہے کہ رہن دو قسم ہوتا ہے بلا قبضہ یا قبضہ۔ بلا قبضہ رہن تو ہوتا ہے ایک بلا حاصل کرنے فائدہ کے صرف کسی کو قرض دیا جاوے جس کو آجکل قرض حسنہ کہتے ہیں مگر اپنے روپیہ کی حفاظت کے لئے قبضہ بھی حاصل کیا جاوے ایسی حالت میں تو مطابق حدیث دوسری و تیسری کے اس کا فاضلہ از خرچ زر رہن میں مجرا نہ ہوگا۔

دوسرا رہن فائدہ کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں فائدہ اٹھانے کی اجازت فرمائی جیسے چوتھی حدیث سے ثابت ہے اور یہ منافع جائز ہے کیونکہ اس میں نفع اور نقصان دونوں کا احتمال ہے گاہ زراعت اچھی ہوتی ہے اور کبھی بسبب خشک سالی کے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اسی طرح سواری اگر کرے تو کرایہ کا فائدہ رہا اگر سفر نہ کرے یا جانور بیمار ہو جائے تو خرچ بھی چٹی ہے۔ اسی طرح مکان۔ شکست و ریخت کی مرمت پر تو خرچ ہوگا مگر ممکن ہے کہ مکان کرایہ پر نہ چڑھے تو خرچ بھی چٹی ہے۔ اسی طرح زیور کھاتا نہیں ہے مگر وہ رقم ... نہیں دیتا اور حالت بیماری اور اس کا خرچ مزید براں ہے۔

پانچویں حدیث کل قرض جر منفعۃ فہو ربا۔ یہ تو بالکل صاف ہے جس قرضہ سے صرف نفع ہی نفع ہو اور احتمال نقصان نہ ہو وہ ربا ہے۔ یہ ربا کی تعریف ہے اسی کو آپ قاعدہ کلیہ سمجھ کر باقی احادیث و معاملات کو اسی معیار پر پرکھ لو۔ کوئی بھی ایک دوسرے کے مخالف نہیں رہتی۔ امام احمد کے جو گروی مکان سے نفع حاصل کرنے کو سود فرمایا ہے اول تو ہم ان کی رائے کے پابند نہیں۔ دوسرا مکان مرہونہ سے ان کے نزدیک وہ مکان مرہونہ مراد معلوم ہوتا ہے جس مکان کا خرچ مرمت شکست ریخت وغیرہ بذمہ مرتہن ہو ایسی صورت میں تو البتہ یہ رہن کل قرض جر منفعۃ کے نیچے آکر ربا ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم علمہ اتم۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

ایک خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وآلہ الطیبین الطاہرین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ ... آخر یا کو ... ... اس میں حکمت الٰہی کیا ہے ... مولوی ثناء اللہ بھی کہتا ہے کہ اگر مرزا صاحب کے سبب طاعون ہوتا تو مکذبین کو سب سے پہلے پکڑتا۔

جواب وباللہ التوفیق۔ سنت الٰہی یہی ہے کہ عوام کو پہلے پکڑا جاتا ہے۔ سلاطین دنیا کو ہی دیکھو۔ دار الخلافہ پر حملہ سب ملک فتح کرنے کے بعد کرتے ہیں۔ اسی طرح طوفان جراد قمل ضفادع وغیرہ سے فرعون کو کیا تکلیف تھی۔ جیسے توریت سے پایا جاتا ہے۔ اس رعایا کو تکلیف تھی مگر آخر کار جو تباہی فرعون پر آئی وہ ان پر نہ آئی وہ تو مع لاؤ لشکر غرق ہوگیا۔ اگرچہ تھوڑا تھوڑا عذاب عمائد کو بھی ہوتا رہا۔ غرض متعدی شرارت والے طاغوت کی باری ہمیشہ پیچھے آیا کرتی ہے اس لئے کہ اول تو اللہ تعالیٰ ان کی سخت شرارتوں کے سبب ان کا استیصال کرنا چاہتا ہے جو عموماً عوام کا نہیں ہوا کرتا۔ دوسرا عوام کو انعام کہا گیا ہے کیونکہ انعام ان جانوروں کو کہتے ہیں جو انسانوں کی خدمت کے لئے پرورش پاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے امرا کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ تکبر باوجود ایسے شرک کے اپنے عجز میں اور امرا سے ڈر کر جھک کر بدزبانی کرتے ہیں۔ اس لئے بھی وہ پہلے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں۔ مگر ان کا عذاب عموماً امرا کی طرح استیصال والا عذاب نہیں ہوتا۔ تیسرا بعض میں خاص قسم کی شرارتیں بھی ہوتی ہیں جن کے سبب وہ جلدی پکڑے جاتے ہیں۔ مگر ہر کوئی ایسی شرارتوں سے واقف نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہی جانتا ہے اس کے سارے کام حکمت پر ہی مبنی ہوتے ہیں۔

چوتھا امرا کبرا علماء کے سبب بڑے بڑے اسرار و نکات کھلتے ہیں یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں ان کے جواب میں ... الٰہی سے اسرار عجیبہ نازل ہوتے ہیں۔

پانچواں امرا کبرا علماء کے سبب تبلیغ میں بہت ہی مدد ملتی ہے یہ لوگ مخالفانہ رنگ میں لوگوں کو روکنے کے لئے دور دور تک خبریں پہنچا دیتے ہیں۔

چھٹا امرا کبرا علماء کی ایذا رسانی سے مومنین صابرین کے مدارج بڑھتے ہیں اور وہ لوگ مستقل رہ کر روحانی ترقیات کرتے ہیں۔

ساتواں ان لوگوں کی تکالیف کے سبب منافق ضعیف الایمان علیحدہ ہو کر خالص جماعت کی تمیز و تخلیص ہو جاتی ہے گویا ان لوگوں کا وجود زراعت اسلام کے لئے ایک کھاد کا کام دیتا ہے اور بھی اس میں بہت سی حکمتیں ہونگی جو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

۲۔ تم نے گھر کا حال لکھا ہے کہ رطوبت رحم سے نکلتی ہے اور بیمار دبلی ہوتی جاتی ہے۔ آپ اطلاع دیں کہ وہ رطوبت پتلی ہے یا گاڑھی۔ دبانے سے درد ہوتا ہے۔ بیٹھی پڑتی ہے یا نہیں۔ کمر میں درد ہوتا ہے یا نہیں۔ سردست آپ لعاب تخم ... کی پچکاری ہر روز کرائیں۔

۳۔ تمنی اور لیت میں فرق آپ نے پوچھا ہے
جواب تمنی ہی چھوٹی آرزو جو ممکن الحصول نہ ہو جیسے ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض ۵۔ تمنا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو فضیلت دے چکا ہے۔ جیسے عورت چاہے کہ مرد ہو جاوے اور تمنی وہ آرزو جس کا حصول بظاہر مشکل ہو جیسے اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ ۱۷ جب نبی اپنی کامیابی کی خواہش کرتا ہے تو شیطان اس کی خواہشوں میں مخالفانہ دخل دیتا ہے۔ تمنی کے معنے ہیں جھوٹا وعدہ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعدہم و یمنیہم وما یعدہم الشیطان الا غرورا ۵ وعدے دیتا ہے اور جھوٹے وعدے دیتا ہے۔ مگر شیطان کے وعدے تو دھوکا ہی دھوکا ہوتے ہیں۔ لیت حرف تمنی غیر ممکن الحصول پر بولا جاتا ہے جیسے یقول الکافر یا لیتنی کنت ترابا ۳۰ یا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا ۱۹۔ قیامت کو کافر کہے گا افسوس میں مٹی ہوتا۔ افسوس فلانے کو میں دوست نہ بناتا۔ تمنی اور رغبت کا فرق ہے۔ ترغیب کے لئے تو حکم ہے۔ یا ایہا النبی حرض المومنین علی القتال ۱۰ اے نبی مومنوں کو اس دفاعی اور انتقامی جنگ کی ترغیب دے آپ نے لکھا ہے چھ دن کا ثبوت ملتا ہے اور ساتویں دن کا کیا ثبوت ہے

جواب وباللہ التوفیق ۔ جس آیت سے ثبوت چھ دن کا ملتا ہے اسی سے ساتویں دن کا بھی ثبوت ملتا ہے فی ستۃ ایام کے ساتھ ہی ہے ثم استویٰ علی العرش ۔ پھر اس سلطنت پر بھی استویٰ ہوگیا ۔ یہ ساتواں دن ہوا) واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

پانچواں خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ۔ آپ نے لکھا ہے کہ آیا ہمارے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی ہوئے ہیں کیا اُن پر بھی ہماری طرح نماز فرض تھی یا نہ اگر فرض تھی تو وہ لوگ نماز کو مسجد کے سوا بھی یعنی سفر مرض وغیرہ میں ادا کر سکتے تھے جس طرح کہ ہم کو اجازت ہے ۔

جواب وباللہ التوفیق تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی ۔ کیا آپ اپنی شریعت کے ضروری احکام کی تحقیق سے فارغ ہو چکے ہیں کہ دوسری شرایع کی تحقیق شروع کردی اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے والذین ہم عن اللغو معرضون ۳ (مومن) (جس میں دینی و دنیوی فایدہ کوئی نہ ہو) سے اعراض کرتے ہیں ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبارک ایسے غیر ضروری سوالات سے ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسے وساوس شیطانی کا سلسلہ آخر کار یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ انسان خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا مگر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا لہذا ایسے لغو خیالات کے سلسلہ کو لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھکر روک دینا چاہیئے ۔ حضرت موسیٰ سے جب فرعون نے سوال کیا ما بال القرون الاولیٰ ۲۰/۲ (بھلا اگلوں کا کیا حال) ۔ تو حضرت موسیٰ ع نے اس کے جواب میں فرمایا علمہا عند ربی ۲۰/۲ (ان کا علم میرے پروردگار کو ہے) ۔ آپ پر ہی موقوف نہیں آجکل ہوا ہی ایسے سوالات کی چل رہی ہے کوئی پوچھتا ہے ذبح والا بقرہ (تہایا مادہ ۔ کوئی کہتا ہے شجرہ ممنوعہ آدم والہ کلام کیا ہے ۔ طوفان حضرت نوح عام تھا یا خاص ۔ غرض ایسے ایسے سوالات (جن کے حل کرنے میں کوئی دینی فایدہ ہے نہ دنیوی) کیے جاتے ہیں مومن کو ایسے سوالات کے کرنے میں علاوہ اس کے کہ وہ فضول ہیں ۔ ضروری ضروری مسایل سے غفلت ہوجاتی ہے مثلاً ترقی روحانی کس طرح ہو سکتی ہے ۔ حضور نماز کس طرح حاصل ہو سکتا ہے قرآن مجید کس طرح سمجھ میں آسکتا ہے ۔ نجات کس طرح ہو سکتی ہے ۔ گناہ سے کس طرح انسان بچ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ ایسے ایسے ضروری علوم و مسایل کی طرف سے توجہ اور غفلت ہو جاتی ہے لہذا مومن کو چاہیئے ایمانی و اخلاقی ترقی کے متعلق سوال کیا کرے ۔ آپ کے سوال کا جواب اگرچہ ضروری نہیں تھا مگر بسبب خوف اس امر کے کہ آپ کو کوئی ابتلا پیش نہ آجاوے ۔

جواب لکھا جاتا ہے کہ فرضیت نماز تو قرآن مجید کی بہت آیات سے ثابت ہے مثلاً واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ۱/۵ اس کے مخاطب بنی اسرائیل ہیں دوسر فنادتہ الملائکۃ وہو قائم یصلی فی المحراب ۳/۴ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین ۳/۵ واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا ۱۶/۵ یہ حضرت مسیح فرماتے ہیں ۔ سفری نماز کے متعلق عرض ہے اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ ع نے عمالقہ پر چڑھائی کرنے کے لئے بارہ نقیب بنا بر دریافت حال ملک بھیجے) یہود کو حکم دیا کہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ وآتیتم الزکوٰۃ ..... لادخلنکم جنات ۶/۷ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز ٹھیک ٹھیک درست رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو ..... تو میں تم کو باغوں (موعودہ ملک) میں ضرور داخل کروں گا ۔ یہ حکم عین سفر کی حالت میں ہوا ۔ پس معلوم ہوا کہ اگلی امتوں پر نماز فرض تھی اور سفر میں بھی نماز ادا کر سکتے تھے بلکہ ملک موعود کا ملنا ہے ادائے نماز کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

چھٹا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ۔ آپ نے لکھا ہے کہ الحکم میں ایک مضمون شایع ہوا ہے اُس میں لکھا ہے کہ جن خبیث روحوں کا نام ہے ۔ جب جن ایسی چیز ہے تو وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کا کیا مطلب ۔ راندہ درگاہ روحیں تو عبادت کر ہی نہیں سکتیں ۔ پھر ان کو یہ حکم کیوں دیا گیا ۔

جواب وباللہ التوفیق ۔ حکم الٰہی اور عبادت (فرمانبرداری) سے کوئی مخلوق بھی باہر نہیں ۔ ہاں اتنا فرق ہے بعض طوعاً اور بعض کرہاً فرمانبرداری کرتے ہیں جیسے ایک دہریہ وجود اللہ جل شانہ کا منکر ہو قدرت کے نیچے فرمانبرداری کرتا ہے ۔ مثلاً اگر وہ بدشکل ہے تو خوبصورت نہیں بن سکتا ۔ اگرچہ بدصورتی کو پسند بھی نہیں کرتا مگر کرہاً اس حکم کا فرمانبردار ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعاً وکرہاً ۱۳/۲ (آسمانوں و زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری طوعاً و کرہاً کر رہی ہے) تمام خبیث روحوں کا سرغنہ ابلیس بھی مکلف ہوا ما منعک الا تسجد اذ امرتک ۸/۱ (جبکہ تجھے میں نے سجدہ کرنے کا حکم کیا تو پھر سجدہ سے تو کیوں رُک گیا) جن کے لفظ کے معنے کرنے کے بعد اس تفصیلی بیان کے جو مولوی صاحب نے الحکم ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء میں کئے ضروری نہیں ۔ سایل کو چاہیئے اس جگہ کو دوبارہ غور سے دیکھے ۔ وہاں کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ جن ہمیشہ خبیث روح کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ برخلاف اس کے صفحہ ۶ کالم اول سطر ۲ میں لکھا ہے کہ "جن کے معنے ہیں چھپے ہوئے کے" ۔ پھر اس کی تفصیل یا تقسیم یا امثلہ میں یہ بھی لکھا ہے "اسی طرح ہیضہ کے کیڑوں ۔ مرگی کے کیڑوں اور اور باریک در باریک مخلوق کا نام بھی جن ہے" دیکھو کالم ۲ سطر ۴ ۔ پھر ضرر رساں اقسام جن کا نام ہے (جن کا ذکر ہو چکا) اور مخفی در مخفی خبیث روح کا نام ہے" ۔ دیکھو کالم ۲ سطر ۱۹ غرض مولوی صاحب کی کسی تقریر سے ثابت نہیں ہوتا کہ جن کا لفظ خبیث روح کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ جن کا لفظ قرآن مجید میں مومنوں پر بھی بولا گیا ہے دیکھو سورہ جن میں جو جن مذکور ہیں وہ مومن ہی ہیں ۔

جن مفسد شریر طاغوت اشرار پر بھی بولا جاتا ہے جیسے یا معشر الجن قد استکثرتم من الانس وقال اولیاؤہم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض ۸/۲ (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنوں (سرداروں) کے گروہ تم نے اپنے ارد گرد بہت سے انس جمع کر رکھے تھے اس وقت وہ انس بول اُٹھینگے اے ہمارے رب جنوں نے ہم سے خدمت کا اور ہم نے جنوں سے مال کا فایدہ اُٹھایا) ایک جگہ فرمایا بل کانوا یعبدون الجن اکثرہم بہم مومنون ۲۲/۱۲ (قیامت میں ملایک بغرض زجر کہ یہ ہماری فرمانبرداری نہ کرتے بلکہ اپنے سرداروں

[illegible]
[illegible] بالکل [illegible] مولوی صاحب [illegible]
[illegible] (مولوی صاحب [illegible] معقول) [illegible]
ہوتا نہیں [illegible]
نہیں ہو سکتا تھا [illegible]
حکیم از قادیان)

ساتواں خط

جواب خط [illegible]
[illegible]
کی [illegible]
مسلمان [illegible]
سخت زبانی کے چشمہ مسیحی کے مقابل [illegible]
نہیں کرتے تو آپ چشمہ مسیحی کے مقابل پر وہ کتاب رکھ لیں جسکو آپ کتاب مقدس مانتے ہیں اور جس مذہب کو آپ سارا محبت اور سارا رحم مانتے ہیں اسی مذہب کے نزدیک وہ منزل من اللہ کیا معنے الہامی کتاب ہے۔

چشمہ مسیحی کے مصنف صاحب تو ہمارے نزدیک انسان اور بشر ہیں اور تمام انبیاء بشر ہی تھے اور بشر سے بڑھکر کچھ نہ تھے ہاں وہ مقرب الٰہی تھے اور ان پر وحی ہوتی تھی۔ مگر کتاب مقدس والا یعنی کتاب مقدس کا نازل کرنے والا بقول نصاریٰ ابن اللہ بلکہ خود خدا تھا۔ اب اس کا کلام دیکھنا چاہیئے کہ کیسا نرم اور ہمہ محبت اور ہمہ رحم ہے ایک طرف تو کہتا ہے فقیہی اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں مگر ان کے ساتھ خطاب کرتا ہے تو سانپو اور سانپوں کے بچے کہتا ہے متی ۲۳ ۔ لفظ استاد کے بالمقابل بد اور حرامکار کا لفظ بولتا ہے متی ۱۲ ۔ خداوند کے مقابل شیطان کہدیا متی ۱۶/۲۳ ۔ وہ چیز جو پاک ہے کتوں کو مت دو اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو متی ۷ ۔ فرزندوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالنا لائق نہیں مرقس ۷ ۔ کیا ہمہ محبت ہمہ رحم (جو تلوار چلانے کے لئے نہیں آیا تھا) کی زبان جو شہادت دیتی ہے وہ تو مقابلہ کے لئے موجود ہی ہے یا نہیں لہٰذا بہر حال بہتر ہے۔ آپ چشمہ مسیحی کو اسی کتاب کے ساتھ مقابلہ کریں اور [illegible] اور ایا نا (اگر راہی کے برابر بھی آپ [illegible] اس مقابلہ کے بعد نتیجہ سے ہمیں [illegible] ہیں۔ الزامی جواب کو آپ پسند نہیں کرتے مگر آپ کا یسوع تو پسند کرتا ہے دیکھو متی ۱۵/۱ جب فقیہوں فریسیوں نے کہا تیرے شاگرد

[illegible] کی روایت کو ٹال دیتے ہیں تو جواب [illegible] اپنی روایتوں کے سبب خدا کا حکم ٹال دیتے ہو [illegible] ۱۴/۱ [illegible] ہے کہ اگر اس کا گدھا یا بیل کنوئیں میں گرے وہ فورًا [illegible] کیوں [illegible]
[illegible] والی عورت کو پہلا پتھر وہ مارے جو خود [illegible] ہے گناہ ہے پھر دیکھو مرقس ۲/۲۴ جب فریسیوں نے شاگردوں کے بالیں توڑنے پر اعتراض کیا تو کہا داؤد نے بھی جب اس کے ساتھی بھوکے تھے الیب [illegible] یسوع کے الزامی جواب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کہ بعض [illegible] ایک غرض سے سوال کرتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی جواب تحقیقی مفید نہیں ہوتا نہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وہ اسپر برابر حجت پر حجت اٹھانے اور انکار پر انکار کرتے جاتے ہیں وہ سوائے الزامی جواب کے خاموش کبھی نہیں ہوتے اس لئے ان کا جواب الزامی ہی دینا ضروری ہوتا ہے جیسے سخت زہریلا پھوڑا فورًا چیرا جاتا اور اس کے پکنے کا انتظار نہیں کیا جاتا یا نشتر محرقہ اور دبا میں معًا مسہل دیا جاتا ہے اور منضج کا انتظار کرنے سے خطرہ جان ہوتا ہے۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

آٹھواں خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ نے لکھا ہے کہ مطب کا کام بخوبی میرا نہیں چلتا۔ تخمینًا صد روپیہ قرضہ بھی ہو گیا اگر قرض ادا ہو جاوے تو ارادہ ہے کسی اور جگہ چلا جاؤں۔ آپ ادائے قرض کی کوئی تدبیر فرماویں اور یہ کہ اس جگہ کو چھوڑ دوں یا نہ اگر چھوڑ دوں تو کس جگہ جانا مناسب ہے۔

جواب وباللہ التوفیق۔ تمام قسم کی تکالیف کا علاج اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ۶۵/۳ (جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کی تکلیف سے نکال دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا) پھر ایک جگہ فرمایا ہے۔ استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا و

وعدکم باموال وبنین ۷۱/۲۹ (حضرت نوح نے اپنی قوم کو فرمایا تم پچھلے گناہوں کے بد نتائج سے اور آئندہ کسی غلطی کے واقع ہونے سے اپنے رب سے حفاظت طلب کرو وہ تو بڑا ہی حفاظت کرنے والا ہے تم پر [illegible] بھیجے گا اور تم کو مال و اولاد کی مدد دے گا (بڑھا دیگا) اور قرض کے لئے ایک دعا ماثورہ ہے وہ اگر آپ بلحاظ آداب دعا کے دعا کیا کریں۔ اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من ضلع الدین وغلبۃ الرجال۔ اللھم انی اعوذ بک من عذاب جہنم واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات۔ اللھم انی اعوذ بک من المأثم والمغرم اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک اللھم اغننی من الفقر واقض عنی الدین وقونی فی عبادتک وجہاد فی سبیلک۔

نقل مکان کی بابت مجھے ایک حکایت یاد آگئی ہے۔ بھیرہ میں ایک ہندو سادھو فقیر کا ایک دوست تھا اس نے اپنی بے روزگاری اور مقروض ہونے کی شکایت سادھو کے پاس کی اور اپنا ارادہ لاہور جانے کا بنا بر روزگار و طلب معاش کے ظاہر کیا تو سادھو فقیر نے کہا جب جانے لگو تو مجھے بھی ملو۔ جب وہ روانہ ہونے لگا تو سادھو کے پاس وداع کرنے کے لئے آیا اس وقت سادھو نے کہا کہ جب تم لاہور پہنچو تو لاہور کے خدا تعالیٰ کو میرا بھی سلام کہنا۔ اس نے عرض کی کہ کیا لاہور میں کوئی اور خدا ہے؟ سادھو نے کہا کہ اگر دوسرا خدا وہاں کا کوئی نہیں اور یہی خدا وہاں بھی ہے تو تم یہیں رہکر اس سے صلح کر سکتے ہو۔

اصل ظاہری تدبیر یہ ہے کہ نسخجات مجربہ اپنی [illegible] بوٹیوں کی بنا کر تیار رکھو اور غربا کی ان سے مفت خدمت کرو۔ دوائی بنانے کی حق الخدمت لینا منع نہیں۔ بشرطیکہ غبن کی حد تک نہ پہنچ جاوے۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

یاایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ

اے احمدیو! اے بہادرو! اے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والو! تم نے الحکم کی ۲۶ راپریل کی اشاعت میں مکرمی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کا مضمون پڑھا؟ کچھ غیرت کی رگ میں حمیت کے خون کا ہیجان ہوا یا نہیں؟ مولوی محمد علی ایم اے۔ کون مولوی محمد علی ایم اے؟ وہ جو کہ سخت دماغی کام کرتے کرتے اپنی صحت جسمانی کو معرض خطر میں ڈال کر صدر انجمن احمدیہ کی سکرٹری شپ سے رخصت لینے پر مجبور ہوا تھا۔ پھر کیا اس نے اس رخصت کے زمانہ میں آرام کیا اور سہری میں پڑا ہوا لیٹا رہا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اس نے وہ کام کئے کہ اگر ان کاموں کی ایک گٹھری باندھکر ہم میں سے کسی کے سر پر رکھ دی جائے تو ہمارا کچومر نکل جائے اور تھیلی کا دودھ زباں پر آجائے۔ کیا تم فاضل امروہی اور ان کی اس پیرانہ سالی میں نوجوانانہ چستی اور مردانہ سے ناواقف ہو؟ کیا الحکم اور بدر اور ریویو میدان وفا میں تمہارے دشمنوں کا سر کچلنے اور اپنی اپنی تیغ خارا شگاف و خنجر آہن گداز کو استعمال کرنے میں کچھ کمی کر رہے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں کر رہے۔ تم اکبر شیر مبشر علوم کی ذات کی قدر نہیں کرتے۔ رہا علامہ الحق کی نصرت بینیوں سے ناواقف ہو جس کی نسبت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

بھلا اب مجھکو یہ تو بتاؤ کہ ان انگلیوں پر شمار ہو سکنے والے چند بہادروں کے بھروسہ پر کیا تم ساری عمر چوڑیاں پہنے ہوئے زناں جن کی بغل میں چھپے رہوگے اور ہر ایک آنے والی ضرورت کو انھیں کے سر تھوپتے رہوگے؟ بس اب اٹھو۔ کمر ہمت کو چست باندھو۔ مردانہ جامہ پہنو اور زنانہ نخرے چھوڑ دو۔ میں سچ کہتا ہوں یہ موقع ہے اور بڑا اچھا موقع ہے۔ یاایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تومنون باللہ و رسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ اے میرے پیارو! اے میرے بھائیو! مسیح کے زبان فرماتا ہے من انصاری الی اللہ تم سب کیوں یک زبان ہوکر نہیں کہتے کہ نحن انصار اللہ

مکرمی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے سچ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ساری جماعت کو مل کر کوشش کرنی چاہیے۔ پھر انھوں نے کیا شجاعت و بہادری سے لبریز فقرہ لکھا ہے کہ ہم سارے ایک جان اور ایک تن ہوکر اس کام میں لگ جائیں اور ایک لشکر کی طرح جس کے بڑے بڑے بہادر آدمیوں سے بنا ہوا ہوتا ہے آگے بڑھیں اور ہر ایک رکاوٹ کو جو رستہ میں پڑے کندھے سے کندھا ملا کر ہٹا دیں اور اگرچہ اس دھاوے میں ہم میں سے کئی تباہ ہو جائیں مگر وہ ہمارے لئے دلیری کا موجب ہوں نہ ہمت ہارنے کا۔ میں کہتا ہوں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔

مکرمی ڈاکٹر صاحب کا مضمون بھی تم لوگوں کو صرف ہوشیار کرنے اور جگانے کے لئے تھا۔ میں بھی ہوشیار کرنے اور تمہاری آنکھوں سے نیند کا خمار دور کرنے کے لئے ہی تم کو جھنجھوڑ رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ تو اس بچاؤ کے اور مستعد ہونے سے ہمیشہ ہی یہ سوچتے رہو کہ ھل من مبارز پکارتے رہو۔ اسی اندیشہ کو محسوس کرکے حضرت اقدس نے صاحبزادہ صاحب مکرمی ڈاکٹر صاحب کے مضمون پر ایک مفید نوٹ لکھا ہے جس پر ضرور توجہ رہے کہیں امام علیہ السلام اور بزرگان ملت کے مشورہ اور ارشاد پر بے ضرورت تنقید کرکے نقصان نہ اٹھاؤ۔ ہاں! یہ ضروری بات ہے کہ اب خاموش اور مطمئن بیٹھنے کا وقت نہیں ہے اٹھو اور کچھ کرکے دکھاؤ سے

مخاطب تم سے ہوکر عرض اب کرتا ہے یہ اکبر
بتاؤ خدمت دیں تم نے کیا کی احمدی بن کر؟
کچھ سمجھا ہے یا کبھی اور مدد کیا کتنا وقت دیا؟
مقدم تم میں کس نے کیا ہے دین کو دنیا پر؟
یہ دنیا چند روزہ ہے کرو کچھ فکر عقبیٰ بھی
ہے جانا اکدن سب کو یہ بیش داور محشر
نمونہ نیک دکھلاؤ بنو اب دیندار ایسے
کرنا اس دینداری کا تمہاری شور ہو گھر گھر
اب آؤ غفلتیں چھوڑیں دکھائیں ہمتیں اپنی
بڑی مشکل سے یہ موقع ملا ہے ہمکو مر مر کر
یہ وہ مہدی ہے بھیجا ہے محمدؐ نے سلام ہمکو
بھلا رتبہ میں بڑھکر اس سے اب ہوگا کوئی کیونکر
قیامت تک نہ پائے گا کوئی اس کے سوا ایسا
بٹھا کر اپنی آنکھوں میں بٹھاؤ اس کے دل میں گھر
بھلا دو عشق میں اس کے سبھی دنیا و مافیہا
کہو اس کے ہر اک ارشاد پر لبیک بڑھ بڑھ کر
نہ بڑھ جائیں کہیں فرہاد و مجنوں عشق میں تم سے
تم اپنی عاشقی پر ڈال دینا تم کہیں چھپر
مدد اس مہدی آخر زماں کی کی ہے کیا تم نے
ہوئے ہو جب سے بیعت اس کے تم درست مبارک پر
دریغ اس سے اگر رکھا کسی نے مال و دولت کو
تو پھر وہ یاد رکھے زر سے پہنچیگا ضرر اکثر
خدا کی راہ میں جو زر نہیں کچھ کام آسکتا
تو کنکر اور پتھر سے نہیں قیمت میں وہ بڑھکر
جو دولت علم کی رکھتے ہیں کیوں خاموش بیٹھے ہیں
مقابل دشمنوں کے وہ دکھائیں علم کے جوہر
اٹھو اے بھائیو خدمت کرو دین محمدؐ کی
کہ امت ہو تمہیں اک جماعت تم ہو احمد کی
ذرا ایسا مرد بن جاؤ نہ اپنے دل میں گھبراؤ
ڈرو مت دھمکیوں سے اور نہ مال و زر کا غم کھاؤ
نہ چھوڑو کلمہ حق کی اشاعت سے کبھی ہرگز
کہیں ایسا نہ ہو ڈر کر تم خاموش رہ جاؤ
نہ ایسا وقت پھر دیکھنے کو نہ پاؤ گے اے احباب
مسیحائے زماں کے عاشقو مہدی کے شیداؤ
نمونہ دیکھ کر عبد اللطیف و یوسف کا بھی
کہیں ایسا نہ ہو شاید بات کہنے سے گھبراؤ
مگر ہاں نفس کی خاطر کسی سے تم لڑو ہرگز
جو کوئی تم کو گالی دے تو تم خاموش ہو جاؤ
ورنہ دیں نہیں اچھا اگر دو گالی نرمی سے
محبت سے بتاؤ اور دو اس کو سمجھاؤ
تمہیں سے گالیاں کوئی تو خاموشی ہی بہتر
مگر ہو دین پر حملہ تو پھر تم شیر بن جاؤ
تمہیں علم کلام ایسا سکھایا ہے مسیحا نے
کہ مشکل ہے کسی دشمن سے اب تم زیر ہو جاؤ
پڑھا ہے گر مسیحائے زماں کی سب کتابوں کو
تو ممکن ہی نہیں دشمن سے پھر تم مات کھا جاؤ
تمہارا خلق ایسا ہو کہ ہر اک تم پہ شیدا ہو
نمونہ اپنے نبیوں کو ایسا نیک دکھلاؤ
رضائے مہدی آخر زماں ہو قبلہ ہمت
کوئی سختی پڑے آکر تو خاموشی سے سہجاؤ
اگر مجبور ہو جاؤ تو دیوانے نہ بن جاؤ
دعا کے واسطے خالق کے آگے ہاتھ پھیلاؤ
ہر آں کار یکہ گردد از دعا محو جانانے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

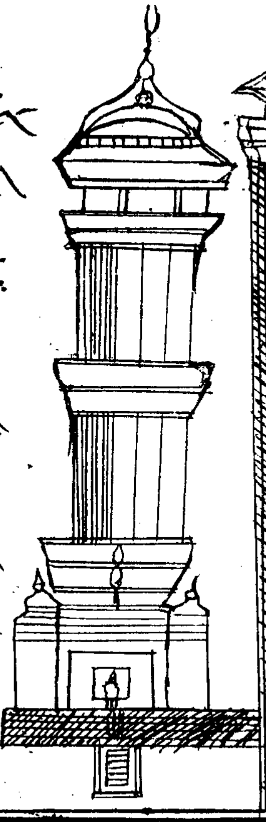

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے	صہ/
۲۔ خواص و مہاجرین سے	عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر	ے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے	۱۲ روپے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے	۱۲ آنے

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

نمبر ۳۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ جلد ۱۲

لنگر خانہ کی طرف توجہ چاہیے

لنگر خانہ کی ضرورت پر ایک سے زیادہ مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے لنگر خانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور تنگدستی کے سبب سے اور بھی اضافہ ہو گیا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب یکمشت چندہ لنگر خانہ کیلئے دیں اور ماہواری چندے اپنے وقت پر ادا ہوتے رہیں تاکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اوقات گرامی میں تشویش کی وجہ سے حرج واقعہ نہ ہو۔ اس تحریک کو معمولی اور عام نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ ڈیپوٹیشن جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کیلئے نکلا ہے۔ اسکے مقاصد میں لنگر خانہ کے لئے یکمشت چندہ جمع کرنا بھی داخل کیا گیا ہے جہاں احباب عمارت مدرسہ کیلئے چندہ دیں۔ لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ بھی دیں۔ بار بار اس قسم کی تحریک کرنے کی ضرورت نہیں لنگر خانہ سب سے اول اور سب العین رہنا چاہیے۔ یاد رہے لنگر خانہ کیلئے جس قدر روپیہ

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بقیہ گذشتہ اشاعت بمقام لاہور

یہ ہیں خدا کے نشان اور ان کا نام ہے مابہ الامتیاز۔ خشک مباحثات سے کیا ہو سکتا ہے۔ بھلا کبھی کسی نے دیکھا بھی کہ مباحثہ سے کسی نے ہار منوائی ہو؟

ایک طرف خیط احمدیہ کو لے لو اور دوسری طرف میری کتابوں کو لے لو جن میں یہ پیشگوئی بڑی بسط سے درج ہے۔ پھر مقابلہ کرو کہ کونسا خدا کا کلام ہے اور کونسا شیطان کا۔ اگر میرا نطق خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے نہ ہوتا تو کیا ممکن نہ تھا کہ میں ہی مر جاتا اور وہ زندہ رہتا۔ کیونکہ ظاہر اسباب اس بات کے متقاضی تھے۔ میں اس کی نسبت عمر میں زیادہ تھا اور پھر بیماری میرے لاحق حال تھی۔ مگر برخلاف اس کے وہ مضبوط و توانا اور تندرست تھا۔

یہی نہیں بلکہ اس کے سوا اور بھی جس جس نے مباہلہ کیا وہی ذلیل ہوا۔ ہلاک ہوا۔ غلام دستگیر قصوری۔ محی الدین لکھو کے والا۔ ان لوگوں نے مباہلے کئے اور خود ہی ہلاک ہو کر ہماری صداقت پر ہمیشہ کے واسطے مہریں کر گئے۔ مولوی چراغ دین جموں والا نے میری نسبت پیشگوئی کی کہ طاعون سے مریگا اور مباہلہ کیا مگر دیکھو خود ہی طاعون سے مرا۔ ایک فقیر مرزا تھا۔ اس نے بھی اعلان کیا تھا کہ مرزا رمضان کے مہینے میں مرجائیگا مجھے عرش سے یہ خبر دی گئی ہے۔ آخر جب وہ رمضان کا مہینہ آیا تو خود ہلاک ہو گیا۔ بابو الٰہی بخش صاحب نے بھی ہماری نسبت اپنی کتاب میں طاعون سے مرنے کی پیشگوئی کی تھی مگر آپ لوگ جانتے ہوں گے کہ وہ کس طرح مرے۔ اب بتاؤ کہ

معجزات کے سرسبز بنگ

ہوتے ہیں۔ ڈوئی جو سمندروں کے پار بیٹھا تھا۔ جب وہ ہمارے مقابلہ میں آیا اور ہم نے خدا سے خبر پاکر اس کے واسطے اُس کی پُرحسرت ہلاکت کیو اسطے پیشگوئی کی تو فوراً اس پہ آثار ادبار ظاہر ہونے شروع ہوگئے۔ اور آخر کار بڑی نامرادی سے مفلوج ہو کر اور طرح طرح کے دُکھ اور ذلتیں دیکھتا ہوا ہلاک ہوگیا۔ غرضیکہ اگر ان نشانات کی ایک کتاب بنائی جاوے تو یقین ہے کہ پچاس جزو کی ایک کتاب تیار ہو۔ دیکھو عبد اللہ آتھم بھلا اب کہاں ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے واسطے کوئی نیا معجزہ دکھاؤ۔ خدائی نشانات کیا باسی ہوگئے ہیں اور وہ ردی ہوگئے ہیں کہ ان کو رد کر دیا جاتا ہے اور اپنی مرضی کے نشانات مانگے جاتے ہیں۔ خدا کسی کا ماتحت ہو کر نہیں چلنا چاہتا کہ وہ کسی کی مرضی کا تابع ہو۔ وہ نشان دکھاتا ہے۔ مگر اپنی مرضی کے موافق دکھاتا ہے۔ کیا ان سے تسلی نہیں ہوتی۔ کہ اور مانگے جاتے ہیں۔

الغرض قرآن شریف میں آخری زمانہ کے موعود کا نام خلیفہ رکھا گیا ہے اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسیح کے نام سے اس کو یاد کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دونو نام رکھے ہیں جو کہ ہماری کتاب میں جس کو عرصہ ۲۶ سال ہوگیا کہ چھپکر شائع ہوگئی اور دوست دشمن کے ہاتھ میں موجود ہے۔ چنانچہ ہمارے ایک الہام میں یوں آیا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ اور ایک دوسرے الہام میں ہے کہ الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔ غرض حدیث اور قرآن شریف کے رو سے اللہ تعالیٰ کے ہمارا ہی یہ نام رکھا ہے۔ اور آنے والا موعود ہمیں ہی مقرر فرمایا ہے۔

مسیح ناصری تو مر گیا اور قرآن شریف میں بار بار اس کی وفات کا ذکر بڑے زور سے کیا گیا ہے وہ تو اب کسی طرح زندہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جب اس کی جگہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کو بٹھا دیا تو اب بھی اُس کا انتظار کرنا کیسی نادانی اور جہالت ہے۔ میرا مدعا یہ ہے کہ لوگ جو اس معاملہ میں بحث کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارے مُنہ مانگے نشان دئے جاویں۔ دیکھو صدہا نبی ایسے بھی آئے کہ اُن کی پیشگوئی کسی پہلے کتاب میں نہیں کی گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ سچے نبی کے ساتھ خدا کی ہیبت ہوتی ہے۔ اور جو خدا کی طرف سے آتا ہے اُس کے ساتھ

خدائی نشان اور تائید کا علم

لازمی طور سے ہوتا ہے۔ دیکھو بائیبل۔ انجیل۔ قرآن۔ حدیث میں جن معجزات کا ذکر ہے دشمن اُن کو نہ ماننے کے کئی وجوہ پیدا کر سکتا ہے۔ تحریف تبدیل کا الزام لگا سکتا ہے۔ اور اور رنگ کے دوسرے پہلو کے معنے کر سکتا ہے۔ غرضیکہ گذشتہ امور پر ہی اگر فیصلہ کا انحصار اور وارفمدار ہو تو اس میں بڑے مشکلات پیش آسکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حق و باطل میں خلط ہو اور حق دنیا پر مشتبہ رہے اسی واسطے اس کی سنت ہے کہ وہ تازہ بتازہ نشانات سے امر حق کا ہمیشہ اظہار کرتا رہا ہے۔

چنانچہ اس زمانہ میں بھی جبکہ خدا نے ہمیں مامور کر کے بھیجا اور مسیح موعودؑ اور خاتم الخلفاء ہمارا نام رکھا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون الخ۔ یعنے ساتھ ہی اپنی شہادت اور گواہی بھی عطا فرمائی۔ پس اس وقت ہمارے ساتھ بھی خدا کی شہادت موجود ہے کوئی بھی اعتراض جو منہاج نبوت پر قرآن اور حدیث کے رو سے کیا جاوے ہم اس کا جواب دینے کو ہر وقت تیار ہیں ہر مدعی سے ...... یہی ہوتا ہے کہ اس کے صدق دعوے کا ثبوت مانگا جاتا ہے سو ہم اس امتحان کے واسطے ہر وقت تیار ہیں بشرطیکہ منہاج نبوت پر ہو۔

خدا جانے اُن پُرانے قصوں میں کیا رکھا ہے کہ یہ لوگ تازہ بتازہ نشانات کو تو نہیں مانتے۔ اور قصوں کے پیچھے پڑتے ہیں۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ قصوں سے نہیں حاصل ہی کیا؟۔ یہودیوں کے قصے تو تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ تو کیا اُن کو مان لوگے۔ ہر ایک قوم میں قصوں کی بھرمار ہے مگر خشک قصے تقویت ایمان اور تازگی روح کے واسطے کوئی فایدہ نہیں پہنچا سکتے۔

قصوں والا ایمان بھی کچھ بودا

ہی ہوتا ہے۔ تازہ بتازہ نشانات اور خدا کی گواہی کو ...... جو لوگ نہیں مانتے اُن کی سزا ہی آخر یہی ہے کہ وہ قصے کہانیوں کے پیرو رہیں۔

سوال کیا گیا کہ خلیفہ آنے کا مدعا کیا ہوتا ہے؟

فرمایا اصلاح۔ دیکھو حضرت آدمؑ سے اس نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور ایک مدت دراز کے بعد جب انسانوں کی عملی حالتیں کمزور ہوگئیں اور انسان زندگی کے اصل مدعا اور خدا کی کتاب کی اصل غایت بھول کر ہدایت کی راہ سے دور جا پڑے تو پھر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے ایک مامور اور مرسل کے ذریعہ سے دنیا کو ہدایت کی اور ضلالت کے گڑھے سے نکالا۔ شان کبریائی نے جلوہ دکھایا اور ایک شمع کی طرح نور معرفت دنیا میں دوبارہ قایم کیا گیا۔ ایمان کو نورانی اور روشنی والا ایمان بنا دیا۔

غرض اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنت چلی آتی ہے کہ ایک زمانہ گذرنے پر جب پہلے نبی کی تعلیم کو لوگ بھول کر راہ راست اور متاع ایمان اور نور معرفت کو لوگ کھو بیٹھتے ہیں اور دُنیا میں ظلمت اور گمراہی فسق و فجور کا چاروں طرف سے خطرناک اندھیرا چھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات جوش مارتی ہیں اور ایک بڑے عظیم الشان انسان کے ذریعہ سے خدا کا نام اور توحید اور اخلاق فاضلہ پھر نئے سرے سے دنیا میں اس کی معرفت قائم کر کے خدا کی ہستی کے بیّن ثبوت ہزاروں نشانوں سے دئے جاتے ہیں۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ کھویا ہوا عرفان اور گم شدہ تقویٰ طہارت دنیا میں قائم کی جاتی ہے اور ایک عظیم الشان انقلاب واقع ہوتا ہے۔

غرض اُسی سنت قدیمہ کے مطابق ہمارا یہ سلسلہ قائم ہوا ہے۔ یاد رکھو کہ ایمان ہی ایمان کو پہچانتا ہے اور روشنی سے روشنی کی شناخت ہوتی ہے۔ سورج دنیا میں موجود ہے مگر جس کی آنکھ میں ہی نور نہ ہو وہ سورج سے فایدہ ہی کیا اُٹھا سکتا ہے۔ مُنہ سے یہ دعوے کر دینا کہ ہمیں کسی امام یا مصلح کی کیا ضرورت ہے بڑا خطرناک ہے۔

میں سچ کہتا ہوں

کہ خدا کے پانے کے واسطے بڑے بڑے سخت مشکلات اور دشوار گذار گھاٹیاں ہیں۔ ایمان صرف اسی کا نام نہیں کہ زبان سے کلمہ پڑھ لیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ایمان ایک نہایت باریک اور گہرا راز ہے اور ایک ایسے یقین کا نام ہے جس سے جذبات نفسانیہ انسان سے دور ہو جاویں اور ایک گناہ سوز حالت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے۔ جن کے وجود میں ایمان کا سچا نور اور حقیقی معرفت پیدا ہو جاتی ہے اُن کی حالت ہی کچھ الگ ہو جاتی ہے۔ وہ دُنیا کے معمولی لوگوں کی طرح نہیں بلکہ ممتاز ہوتے ہیں۔

کوئی ایک گناہ چھوڑ کر ایسا مغرور ہو جانا اور مطمئن ہو جانا کہ بس اب ہم مومن بن گئے اور تمام مدارج ایمان ہم نے طے کر لئے یہ ایک اپنا خیال ہے۔ دیکھو انسان کی فطرت ہی ایسی ہے کہ ہمیشہ ایک حالت پر قائم نہیں رہتی پس جب تک لمبے تجربہ اور استقامت سے یہ امر پایہ ثبوت نہ پہنچ جاوے کہ واقعی اب تم نے

خدا کو مقدم کر لیا ہے۔ اور تمہاری حالت گناہ سوز مستقل ہو گئی ہے اور تم کو نفس امارہ اور لوامہ سے نکلکر نفس مطمئنہ عطا کیا گیا ہے اور عملی طور سے سچی پاکیزگی تم نے حاصل کر لی ہے تب تک مطمئن ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قد افلح من تزکّٰی

فلاح وہ شخص پاوے گا جو اپنے نفس میں پوری پاکیزگی اور تقویٰ طہارت پیدا کر لے۔ اور گناہ اور معاصی کے ارتکاب کا کبھی بھی اس میں دورہ نہ ہو۔ اور ترک شر اور کسب خیر کے دونوں مراتب پورے طور سے یہ شخص طے کر لے تب جا کر کہیں اسے فلاح نصیب ہوتی ہے۔ ایمان کوئی آسان سی بات نہیں۔ جب تک انسان مر ہی نہ جاوے جب تک کہاں ہو سکتا ہے۔ کہ سچا ایمان حاصل ہو۔

دیکھو ایمان کی دو ہی نشانیاں ہیں۔ اول درجہ یہ ہے کہ گناہ کو انسان چھوڑ دے اور ایسی حالت اس کو میسر آجاوے کہ گناہ کرنا گویا آگ میں پڑنا ہے۔ یا کسی کالے سانپ کے منہ میں انگلی دینا ہے یا کوئی خطرناک زہر کا پیالہ پینے کے برابر ہے۔ پھر یاد رکھو کہ صرف ترک شر ہی نیکی نہیں ہے۔ نیکی اس بات ہے کہ ترک شر کے ساتھ ہی کسب خیر بھی ہو۔ ترک گناہ میں جب انسان اس درجہ تک ترقی کر جاوے تو پھر چاہیئے کہ خدا کے منشا کے موافق سنت رسول پر بڑی سرگرمی سے نیک اعمال کو بجا لاوے۔ اور کوئی روک اس کی طبیعت میں پیدا نہ ہو۔ اور انشراح صدر سے نیکی کرنے پر قادر ہو جاوے۔

دیکھو بعض لوگ فطرتاً ہی ایسے ہوتے ہیں کہ اُن میں بعض قسم کے معاصی کے ارتکاب کی طاقت اور مادہ ہی نہیں ہوتا۔ کیا ایک ایسا شخص جس کو قوت رجولیت دی ہی نہیں گئی یہ شیخی مار سکتا ہے کہ میں زنا نہیں کرتا۔ یا وہ جس کو دن بھر میں دو پیسے کی روٹی بھی مشکل سے میسر آئی ہے دعوےٰ کر سکتا ہے کہ میں شراب نہیں پیتا۔ یا ایک ضعیف۔ ناتوان۔ کس مپرس جو کہ خود ہی ذلیل و خوار پھرتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میں ہمیشہ صبر اور تحمل اور بردباری کرتا ہوں اور کسی کا مقابلہ نہیں کرتا عفو کرتا ہوں۔ غرض بعض لوگ فطرتاً ہی ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ وہ بعض گناہوں پر قادر ہی نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے کہ بعض سادہ لوح انسان ایسے بھی ہوں کہ جنہوں نے عمر بھر میں کوئی بھی گناہ نہ کیا ہو۔ پس

صرف ترک ذنوب ہی

نیکی کی شرط نہیں۔ بلکہ کسب خیر بھی اعلےٰ جزو ہے۔ کوئی انسان کامل نہیں ہو سکتا جب تک دونوں قسم کے شربت نہیں پی لیتا۔ سورۃ دھر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک شربت **کافوری** ہوتا ہے اور دوسرا **شربت زنجبیلی**۔ یہ مقبولوں اور برگزیدہ لوگوں کو دونوں شربت پلائے جاتے ہیں۔ کافوری شربت کے پینے سے انسان کا دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور گناہ کے قویٰ ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ کافور میں گندے مواد کے دبانے کی تاثیر ہے۔ پس وہ لوگ جن کو شربت کافوری پلایا جاتا ہے۔ اُن کے گناہ والے قویٰ بالکل دب ہی جاتے ہیں اور پھر اُن سے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہی نہیں۔ اور ایک قسم کی **سکینت** جس کو شانتی کہتے ہیں میسر آجاتی ہے۔ اور ایک نور پانی کی طرح اُتر آتا ہے جو اُن کے سینے میں سارے گندوں کو دھو ڈالتا ہے۔ اور سفلی زندگی کے تمام تعلقات اُن سے الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ اور گناہ کی آگ کی بھڑک ہمیشہ کے واسطے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔

مگر یاد رکھو صرف یہی امر نیکی اور خوبی نہیں ہے۔ ایک شخص کا ہمیں واقعہ یاد ہے کہ اس کی کسی نے دعوت کی اور کھانا وغیرہ کھلا چکنے کے بعد میزبان نے اپنے مہمان کی خدمت میں عذر کیا کہ میں جیسا کہ آپ کی خدمت کا حق تھا ادا نہیں کر سکا جیسا کہ قاعدہ ہے اپنی طرف سے معذرت کی۔ مگر مہمان کچھ ایسا شوریدہ سر تھا کہ میزبان کی اس بات سے بھڑک اُٹھا اور کہنے لگا کہ کیا تم مجھ پر اس طرح سے اپنا احسان جتانا چاہتے ہو۔ تمہارا نہیں بلکہ میرا تم پر بہت بھاری احسان ہے۔ میزبان نے فرمایا کہ یہ اور خوشی کی بات ہے بس وہ بھی جاننا چاہتا ہوں۔ تو اس مہمان نے کہا کہ دیکھو جب تم سامان مہمانداری میں مصروف تھے اور میری طرف سے بالکل بے خبر تھے۔ میں تنہا اس جگہ موجود تھا اگر میں تمہارے اس

مکان میں آگ لگا دیتا

تو تمہارا کتنا نقصان ہوتا۔ پس میں نے تم پر احسان کیا ہے نہ کہ تم نے۔

غرض ترک کی یہ ایک مثال ہے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے سامنے ایسی مثال کوئی پیش نہیں کر سکتا وہاں تو **جیسا کرے گا ویسا پاوے گا**۔ ترک ذنوب کو اللہ تعالیٰ نے شربت کافوری کی طوفانی سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان کو شربت زنجبیل پلایا جاوے۔ زنجبیل سونٹھ کو کہتے ہیں۔ زنجبیل مرکب ہے لفظ زنا۔ اور جبل سے۔ زنجبیل کی تاثیر ہے کہ حرارت غریزی کو بڑھاتی ہے۔ اور لغوی معنے اس کے ہیں پہاڑ پر چڑھنا۔ اس میں جو نقطہ رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح سے پہاڑ پر چڑھنا مشکل کام ہے۔ اور وہ اس مقوی چیز کے استعمال سے آسان ہو جاتا ہے اس طرح روحانی نیکی کے پہاڑ پر چڑھنا بھی سخت دشوار ہے وہ روحانی شربت زنجبیل سے آسان ہو جاتا ہے۔

خالص اعمال محض للہ اخلاص اور ثواب کے ساتھ بجا لانا بھی ایک پہاڑ ہے۔ اور سخت دشوار گزار گھاٹی سے مشابہ ہے۔ ہر ایک پاؤں کا یہ کام نہیں کہ وہاں پہنچ سکے۔ دیکھو دنیوی امور میں تو ایک ظاہر نتیجہ مد نظر ہوتا ہے اور امر مخصوص کے واسطے کوشش کی جاتی ہے اور ضمیر میں ایک خاص غرض اور مقصد مد نظر رکھکر محنت کی جاتی ہے۔ اور کامیابی کے واسطے کس قدر جان توڑ کوشش کی جاتی ہے حصول عزت اور مدارج پاس کے واسطے کیسی کیسی جانکاہ محنتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں کہ بعض اوقات انسان اُن محنتوں کی وجہ سے پاگل اور مجنون اور بعض اوقات ایسے عوارض میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ سل اور دق وغیرہ امراض اس کے لاحق حال ہو جاتی ہیں جب دنیوی امتحانات کی گھاٹیاں ایسی مشکل ہیں تو پھر

دینی اور روحانی مقاصد

کی گھاٹیاں جن کے نتائج ابھی ایک قسم کے پردہ غیب میں ہیں اور بعض ظنی طبائع اُن کے وجود اور عدم وجود میں بھی فیصلہ نہیں کر سکتے اُن کے حصول کے واسطے پھر کیسی کیسی محنت اور کوشش کی ضرورت ہے یہ خیال کر لینا کہ ہم ایک پھونک سے خدا تک پہنچ سکتے ہیں اور صرف انسانی اقرار سے ہی پاک ہو سکتے ہیں یہ اُن لوگوں کا خیال ہے جنھوں نے **اصلاح** کبھی دیکھی اور نہ سُنی۔

یاد رکھو کہ پاکیزگی کے مراحل بہت دور ہیں۔ اور وہ ان خیالات سے بالا تر ہیں۔ صرف پاکیزگی حاصل کرنا اور سچے طور سے صغائر کبائر سے بچ جانا اُن لوگوں کا کام ہے جو ہر وقت

خدا کو آنکھ کے سامنے رکھتے ہیں

اور فرشتہ سیرت بھی وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ دیکھو ایک بکری کو اگر ایک شیر کے سامنے باندھ دیں تو وہ اپنا کھانا پینا ہی بھول جاوے۔ چہ جائیکہ وہ ادھر اُدھر کے کھیتوں میں منہ مارے۔ اور لوگوں کی محنت اور جانفشانیوں سے پیدا کی ہوئی کھیتوں کو کھاوے بس یہی حال انسان کا ہے۔ اگر اس کو یہ یقین ہو کہ

میں خدا کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم خدا مجھے دیکھ رہا ہے تو بھلا پھر ممکن ہے کہ کوئی گناہ اس سے سرزد ہو سکے؟ ہرگز نہیں یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے کہ جب یقین اور قطعی علم ہو کہ اس جگہ قدم رکھنا ہلاکت ہے یا ایک سوراخ میں جس میں کالا سانپ ہو اور یہ خود اسے دیکھ بھی لیوے تو کیا اس میں انگلی ڈال سکتا ہے؟ یا ایک ایسے جنگل میں جہاں اس کو یقین ہو کہ ایک خونخوار شیر ہے تنہا بغیر کسی ہتھیار کے جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ غرض یہ فطرت انسانی میں ہی رکھا گیا ہے کہ جہاں اس کو ہلاکت کا یقین ہوتا ہے اس جگہ سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے۔

جب تک اس درجہ تک خدا کی معرفت نہ ہو جاوے اور یہ یقین پیدا نہ ہو جاوے کہ خدا کی نافرمانی اور گناہ ایک بھسم کر دینے والی آگ ہے یا ایک خطرناک زہر ہے تب تک حقیقت ایمان کو نہیں سمجھا گیا۔ اور بغیر ایسے کامل یقین اور معرفت کے بغیر

ایمان بھی ادھورا ایمان ہے

وہ ایمان جس کا اعمال پر بھی اثر نہ ہو یا جو ایمان انسانی حالات میں ذرا بھی تبدیلی پیدا نہ کر سکے کس کام کا ایمان ہے۔ اور اس کی کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے کاروبار میں آرام سے زندگی بھی بسر کرتے رہیں اور خدا بھی مل جاوے اور انسان پاک بھی ہو جاوے اور اسے کوئی محنت اور کوشش نہ کرنی پڑے یہ بالکل غلط خیال ہے۔ کل انبیاء اولیاء۔ اتقیاء۔ اور صالحین کا ایک یہ مجموعی مسئلہ ہے کہ

پاک کرنا خدا کا کام ہے

اور خدا تعالیٰ کے اس فضل کے جذب کے واسطے اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازبس ضروری اور لازمی ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ سورج دنیا میں موجود ہے مگر چشم بینا بھی تو چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت لغو اور بے فائدہ نہیں ہے۔ جو ذرائع کسی امر کے حصول کے خدا نے بنائے ہیں آخر انہیں کی پابندی سے وہ نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ کان سننے کے واسطے خدا نے بنائے ہیں مگر دیکھ نہیں سکتے۔ آنکھ جو دیکھنے کے واسطے بنائی گئی ہے وہ سننے کا کام نہیں کر سکتی۔ بس اسی طرح خدا کے فضل کے فیضان کے حصول کی جو راہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے اس سے باہر رہ کر کیسے کوئی کامیاب ہو سکتا ہے۔

حقیقی پاکیزگی اور طہارت

ملتی ہے اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ خود خدا نے فرما دیا کہ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو رسولؐ کی پیروی کرو۔ پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمیں کسی نبی یا رسول کی کیا ضرورت ہے وہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ تم پاک نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں کسی کو پاک نہ کروں۔ تم اندھے ہو مگر جسے میں آنکھیں دوں۔ تم مُردے ہو مگر جسے میں زندگی عطا کروں۔

پس انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سچی تڑپ اور سچی خواہش پیدا کرے۔ اور خدا کی محبت کی پیاس دل میں پیدا کرے تاکہ پھر خدا کا فیضان بھی اس کی نصرت کرے اور اسے قدرت نمائی سے اٹھائے۔ خدا کی تلاش میں اور اس کی مرضی کے ڈھونڈھنے میں فنا ہو جاوے تا خدا پھر اسے زندہ کرے اور شربت وصال پلاوے۔ اور اگر انسان جلدی کرے گا۔ اور خدا کی چنداں پروا نہ کرے گا۔ یا معمولی طور سے لاپروائی کرے گا۔ تو پھر یاد رکھو کہ خدا بھی غنیٌّ عن العالمین ہے۔ کیا کوئی ہے جو خدا کے قانون کو مٹا سکے؟ جو کہ اس نے فضل کے حصول کے واسطے بنا دیا ہے کہ فضل کے حصول کے امیدوار اور از راہ نیاز اس دروازہ سے داخل ہوں جب اُن کی امیدیں پوری ہونگی ورنہ اگر تمام عمر بھی بھٹکتے پھریں بجز اس اصلی راہ کے (جو اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے) ہرگز ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکینگے۔ خدا نے ایک راہ بنا دی ہے۔

ہلاک ہوگا وہ جو پیروی نہ کرے گا

مگر لوگ باوجود سمجھانے کے نہیں سمجھتے۔ اور لاپروائی کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس راہ کو جس کی ہم ان کو دعوت دیتے ہیں آزما لیں۔ کہ آیا ہم سچ کہتے ہیں یا کہ جھوٹ۔ ہماری طرف سے تو خدا بحث کر رہا ہے۔ اور اُس نے ہماری تائید میں آج تک ہزاروں نشان بھی دکھائے۔ کون شخص ہے جس نے ہمارا کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو۔ ابھی ایک انگریز امریکہ سے ہمارے پاس آیا تھا۔ وہ خود اقرار کر گیا ہے کہ واقع میں ڈوئی کی پیشگوئی کے عین منشا کے مطابق مرا۔ مگر وہ تو خود بڑا تھا۔

غرض ایک ڈوئی کیا ہزاروں روشن اور زبردست نشان موجود ہیں۔ خدا کسی کا محکوم تو ہے نہیں وہ چاہے۔

مُردے زندہ کرے یا زندوں کو مارے

غرض دنیا کے کاموں کے واسطے اپنی عمریں۔ مال۔ دولت صحت۔ وقت آپ لوگ خرچ کرتے ہیں۔ آخر دین کا بھی حق ہے کہ اس کے لئے بھی کوئی وقت عمر دولت خرچ کی جاوے آپ ولایت میں ساڑھے تین سال رہے مگر ہم کہتے ہیں کہ تین کو جانے دیں وہ باقی کی ساڑھے ہی ہمارے پاس رہ جاویں پھر دیکھیں کہ آپ کے معلومات میں کیا مفید اضافہ ہوتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ خاتم النبیین کے کیا معنے ہیں

فرمایا اس کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت نہیں آویگا۔ اور یہ کہ کوئی ایسا نبی آپؐ کے بعد نہیں آسکتا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔

رئیس المتصوفین حضرت ابن عربی کہتے ہیں کہ

نبوت کا بند ہو جانا اور اسلام کا مر جانا ایک ہی بات ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں تو عورتوں کو بھی الہام ہوتا تھا چنانچہ خود حضرت موسیٰ کی ماں سے بھی خدا نے کلام کیا ہے۔ وہ دین ہی کیا ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ اس کے برکات اور فیوض آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ اگر اب بھی خدا اُسی طرح سنتا ہے جس طرح پہلے زمانہ میں سنتا تھا اور اُسی طرح سے دیکھتا ہے جس طرح پہلے دیکھتا تھا تو کیا وجہ ہے کہ جب پہلے زمانہ میں سننے اور دیکھنے کی طرح صفت تکلم بھی موجود تھی تو اب کیوں مفقود ہو گئی۔ اگر ایسا ہی ہے تو کیا اندیشہ نہیں کہ کسی وقت خدا کی صفت سننے کی اور دیکھنے کی بھی معزولی ہو جاوے۔ افسوس ایسے بیہودہ خیالات پر۔

خدا جس طرح سے پہلے تمام انبیاء کے ساتھ بولتا تھا اور کلام کرتا تھا اُسی طرح اب بھی بولتا ہے۔ چنانچہ ہم خود اس ثبوت کے واسطے موجود ہیں۔ یقین جانو کہ جس طرح خدا دیکھتا اور سنتا ہے۔ اُسی طرح کلام بھی کرتا ہے۔ بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات کو اسلام میں ہمیشہ کے

واسطے مانا جاوے۔ اسلام کی زندگی ہی نہیں رہتی اور کبھی عزت ہی نہیں پا سکتا۔ اور اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک بے فیض اور بے برکت مُردہ مذہب رہ جاتا ہے۔

آپ اگر آج اس وقت اس بات کو نہ سمجھو گے تو پھر کسی دوسرے وقت میں سمجھ جاؤ گے۔ اس کے مانے بغیر تو پھر اسلام رہ ہی نہیں سکتا۔ اور آپ کو بھی مانے بغیر چارہ نہیں ہو گا۔ اگر فطرت ہی کسی کی بے پروا ہو۔ تو فطری نقص کو تو کوئی دور کر نہیں سکتا ورنہ اگر فطرت سلیم ہے تو پھر کبھی نہ کبھی کشاں کشاں ادھر آ ہی جاوے گا۔

سوال کیا گیا کہ کیا ایک ہی وقت میں کئی نبی ہو سکتے ہیں؟

فرمایا۔ ہاں۔ خواہ ایک ہی وقت میں ہزار بھی ہو سکتے ہیں مگر چاہئے نبوت اور نشان صداقت ہم انکار نہیں کرتے۔

سوال کیا گیا کہ کیا یہ آخری صدی ہے؟

فرمایا اس کا علم خدا کو ہے۔ وہ قادر ہے کہ ایک زلزلہ سے تمام دُنیا کا خاتمہ کر دے۔ اصل بات یہ ہے کہ آرام اور خوشی کے وقت میں بھی انسان کو ایسے ایسے سوال سوجھتے ہیں۔ اگر کوئی ذرا سی بھی مشکل آ جاوے یا ابھی ایک زلزلہ آ جاوے اور مکانات لرزنے لگ جاویں اور اس وقت معاً خیال کر لینگے کہ قیامت آ گئی اور یہی دنیا کے خاتمہ کا وقت ہے۔ اور سچے دل سے خدا کو مان لے گا۔ مگر جب امن ہو جاتا ہے تو پھر ایسے ایسے سوالات ہی سوجھا کرتے ہیں۔

فرمایا

میر محمد اسمٰعیل صاحب نے گذشتہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء والے زلزلے کے متعلق ایک قصہ سُنایا کہ ایک شخص دہریہ تھا اور خدا سے منکر تھا۔ مگر جب زلزلہ آیا وہ بھی رام۔ رام کرنے لگ گیا۔ آخر جب وہ وقت جاتا رہا تو اُس سے سوال کیا گیا کہ تم خدا کے منکر ہو پھر اُس وقت رام رام کیسا تھا۔ شرمندہ سا ہو کر کہنے لگا کہ اصل میں مجھ سے غلطی ہی کھائی۔ میری عقل ماری گئی تھی۔ غرض خدا چاہے تو صرف ایک ہی زلزلہ سے ہلاک کر دے۔ خدا کے آگے کوئی مشکل بات نہیں اب بھی خدا نے ایک زلزلہ کی خبر دی ہوئی ہے۔ آوے گا اور بغتةً آوے گا۔ ہر کس اپنے اپنے کام میں بے فکری سے مصروف ہو گا۔

فلسفے بھی آرام کی حالت میں

سوجھتے ہیں۔ عذاب نظر آ جاوے تو سب کچھ بھول جاتا ہے۔ وہ جو ۴ اپریل والا زلزلہ تھا اُس کی بھی ہم نے قبل از وقت خبر دی تھی۔ اور یہ طاعون جس نے دنیا میں ایک کہرام مچا رکھا ہے اس کی بھی ہم نے قبل از وقت خبر دی ہی تھی۔ کتابوں میں اشتہاروں میں اس کو شایع کر دیا تھا۔ کوئی زبانی بات ہی نہیں چنانچہ وہ بعینہ بالکل پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوئی۔ اور ابھی خدا نے بس نہیں کی۔ اس لئے دنیا کو متنبہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور نہیں چھوڑیگا جب تک طاقتور حملوں سے دُنیا کو منوا نہ لے گا۔ ہمارے لئے تو ہر رات نئی ہوتی ہے۔ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔ اور کیا کچھ ہو گا۔ ہمیشہ ترساں و لرزاں اور دعا میں مصروف رہنا چاہئے۔

اطلاع

مَیں نے بارہا خریداران الحکم کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کو درج کرنے سے نظر انداز نہ کیا کریں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر خریدار اس طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتے۔ بعض حضرات تو ایسے ہیں۔ کہ بجائے اس کے کہ نمبر خریداری دیں۔ وہ نام اور پتہ بھی خوش خط نہیں لکھتے۔ بلکہ صرف اپنے دستخط سے ہی گذر جاتے ہیں۔ ایسے حضرات کے خطوط کی تعمیل بھلا کیونکر ہو سکتی ہے۔ پس پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ خریداران خط و کتابت نمبر خریداری کو ضرور درج کیا کریں۔ یاد رہے کہ رجسٹرایل نمبر،، نہ لکھا جاوے۔ کیونکہ اس سے کوئی فایدہ نہیں۔ یہ ڈاک خانہ کا نمبر رجسٹری اخبار ہے۔

مُبارک باد

میاں نور محمد صاحب ننگہ ضلع جالندھر کے ہاں اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضرت اقدس نے عبدالرحیم رکھا ہے۔

ناظرین سے التماس ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے طول عمر دے نیز نافع الناس وجود ثابت کرے۔ آمین

چشمۂ معرفت

طالبو تمکو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اُس مرے محبوب کے چہرے کے دکھلانیکے دن

کتاب مستطاب چشمۂ معرفت یعنے مضمون (الہامی کتاب) جلسہ آریہ لاہور معہ ضمیمہ بجواب اعتراضات مضمون آریہ جو اوائل دسمبر ۱۹۰۶ء میں محلہ وچھووالی میں منعقد ہوا تھا اور جس میں مسلمانوں کو بذریعہ خطوط و اشتہار طلب کرکے آریہ قوم کے مہاتماؤں نے دلخراش گالیوں سے اپنے مہمانوں کے سینوں کو گھایل کیا تھا بفضل قادر مطلق ۴۳۰ صفحہ کے حجم میں حضرت اقدس مسیح موعود (ان پر ہزاروں سلام و درود) کے قلم سے لکھی گئی ہے اور ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء تک انشاء اللہ تعالیٰ اشایع ہو جاوے گی جن احباب کی درخواستیں پہلے سے موجود ہیں اُنکو بروقت طیاری بذریعہ وی پی فوراً روانہ کی جاویگی لیکن صرف یہ قابل دریافت ہے کہ وہ بلا جلد چاہتے ہیں یا مجلد؟

قیمت مجلد تین روپیہ ۳ اور بلا جلد کی دو روپیہ آٹھ آنہ عہ مجلد کی روانگی میں کسی قدر توقف بھی واقع ہوگا جدید درخواستیں بھیجنے والے اس امر کی تشریح ضرور کریں کہ مجلد روانہ ہو یا بلا جلد۔ سابقہ درخواستوں میں اگر کوئی صاحب اسکی تصریح فرماویں تو بہتر ورنہ بلا جلد بذریعہ وی پی روانہ کر دیجاویگی والسلام

المشتہر مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور
۲۷ اپریل ۱۹۰۸ء

گلدستہ اخبار

گورنمنٹ کے رفاہ عام کے محکمے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے محکمے جو محض رفاہ عام کی غرض سے قائم کئے گئے ہیں وہ پبلک کی درخواستوں کو بلکل نظر انداز سے بھی دیکھنا کیوں پسند نہیں کرتے جب وہ پبلک آمدنی سے چل رہے ہیں تو پبلک کی بہبودی و آسایش کا خیال ایسے محکموں کا اولین فرض ہونا چاہیے۔ برٹش گورنمنٹ کو ہندوستان میں اگر کسی شئے نے ہر دلعزیز بنایا ہے تو ڈاکخانہ اور ریلوے ہی ہے۔ مگر ہم نہایت افسوس سے دیکھ رہے ہیں کہ روز بروز سہواً یا عمداً ایسی کارروائیاں عمل میں لائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے پبلک کا بیشتر حصہ بدظن ہو رہا ہے انتظامات ریلوے کی طرف سے عام نفرت ہوتی جاتی ہے کیونکہ مسافروں کے بیشتر حصہ سے حیوانوں کا سلوک کیا جاتا ہے۔ اور ان کی آرام و آسایش کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ کچھ عرصہ سے ایسی وارداتیں سننے اور دیکھنے میں آئی ہیں کہ اب جان و مال کے نقصان سے قطع نظر ہندوستانی خاتونوں کی عصمت بھی بہت کچھ معرض خطر میں ہے۔ اب ہندوستان کی تجارت پیشہ جماعت کو ڈاکخانہ کے جدید وی پی فارموں سے جو دقت اور تکلیف پیش آرہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ بعض اوقات مہینوں تک قیمت وصول ہی نہیں ہوتی۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک روپیہ دو دفعہ ادا ہو گیا ہے۔ اس میں نہ صرف پبلک کو بلکہ ملازمین ڈاکخانہ کو بھی سخت دقتیں پیش آرہی ہیں۔ باوجودیکہ پبلک اور ان کے اخبارات جدید طریقہ وی پی پر اعتراضی آوازیں بلند کر چکے ہیں مگر منتظمین ڈاکخانہ اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

ابھی یہ شکایت رفع نہ ہوئی تھی کہ تار کے نئے فارموں سے جو اندرون ہند کے پیغاموں کے لئے جاری ہوئے ہیں کارخانہ والوں کو کئی شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ نئے قاعدہ کے مطابق مرسل الیہ مقام رسید تار میں درج نہیں کیا جاتا اور پیغام کے ساتھ روانگی کی تاریخ اور الفاظ کی مجموعی تعداد بھی نہیں لکھی جاتی۔ جس سے ایسے کارخانوں کو جہاں سے بیسیوں تار روزانہ روانہ ہوتے ہیں مختلف مقاموں کی رسیدات چھانٹنے میں سخت دقت پیش آئی ہے۔

پس ٹیلیگراف اور پوسٹل ڈیپارٹمنٹ کو اپنی اپنی جگہ ان نقایص کو حتی الوسع جلد رفع کرنا چاہیے کیونکہ پبلک کی شکایتوں پر بھی ان کا تدارک نہ کرنا پبلک کو نہ صرف پبلک محکموں سے بلکہ گورنمنٹ سے بدظن کرنا ہے۔

نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب اسکرٹری علی گڑھ کالج کو گورنمنٹ کی طرف سے نواب کا خطاب عطا ہوا۔ نواب صاحب کو اس خطاب ملنے کا اعلان گزٹ آف انڈیا میں ہو گیا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ نواب وقار الملک بہادر کو خطاب ملنے پر قومی خوشی منائی جاوے جس طرح سیکڑوں تار مبارکباد کے نواب صاحب کے پاس پہنچے ہیں اسی طرح ضرورت ہے کہ ہر شہر کے مسلمان جلسہ کر کے گورنمنٹ آف انڈیا کے پاس شکرگزاری کے تار روانہ کریں۔

۲۰۰ میل پر نشانہ لگانیوالی توپ

حال میں ایک نئی قسم کی برقی توپ ایجاد ہوئی ہے۔ جس سے خیال ہے کہ آلات حرب میں بہت سا انقلاب واقع ہو جائیگا آج تک جس قدر تجربات کئے گئے ہیں۔ ان سے اس امر کا یقین کیا جاتا ہے کہ موجد کا دعوے بالکل صحیح ہے اور یہ کہ اس سے اعلے قسم کی توپ آج تک کبھی ایجاد نہیں ہوئی۔ اس کے موجد کا نام مسٹر ڈبلیو ایس سیمسن ہے اور وہ وکٹوریہ سٹریٹ لندن کے ایک کارخانے کا مالک ہے۔ اس نے اس توپ کی خوبیاں حسب ذیل بیان کی ہیں۔

(۱) توپ ۲۰۰۰ پونڈ تک وزنی گولے کو ۳۰۰۰ فٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے چلا سکتی ہے۔

(۲) یہ لندن سے پیرس تک (جو ۲۰۰ میل کا فاصلہ ہے) گولہ پھینک سکتی ہے۔

(۳) چلنے کے بعد پیچھے نہیں ہٹتی۔ اس لئے سب جگہ آسانی سے رکھی جا سکتی ہیں۔

(۴) چلتے وقت اس کے اندر سے دھواں یا آگ نہیں نکلتی۔

(۵) اس پر لاگت بہت کم آتی ہے۔ اور سادی اسقدر ہے کہ ایک مرتبہ سمجھ لینے کے بعد ہر کاریگر اسے آسانی سے بنا سکتا ہے۔

(۶) اس میں طاقت اس قدر ہے کہ ہر قسم کے زرہ بکتر میں گولی داخل کر دیتی ہے۔ اس توپ کی طرز ساخت بالکل سادہ ہے۔ چلاتے وقت اس میں بارود نہیں ڈالا جاتا۔ نہ دھواں دیتی ہے اور نہ چلنے کے بعد معمولی توپوں کی طرح پیچھے کو ہٹتی ہے۔ اس لئے چھوٹے سے چھوٹے جہاز پر رکھ کر چلائی جایا کرے گی تو طریق جنگ میں اسقدر تبدیلی واقع ہو جائے گی۔ جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے جن لوگوں نے برقی ٹرینوں پر سفر کیا ہے وہ اس توپ کے متعلق صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آپ ٹیوب (نامی) کو توپ اور ٹرین کو گولہ فرض کر لیجیے۔ ٹرین کا وزن بالاوسط ۱۲۰ ٹن ہوتا ہے۔ اس قسم کی ٹرین کی رفتار ابتدائی ۱۰۰ فٹ یعنی ۶۸ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔ اگر ٹرین کا وزن توپ کے گولے کے برابر ہوتا۔ اور اس میں اس قدر طاقت صرف کیجاتی۔ تو خیال کر لیجیے کہ اس کی رفتار کس قدر بڑھ جاتی۔ ٹرین کی رفتار ۱/۴ میل فی ثانیہ ہوتی ہے۔ پس یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں۔ کہ توپ کے گولے جیسی ہلکی شئے ۶ یا ۷ میل فی ثانیہ کی رفتار سے نہایت آسانی سے چلائی جاسکتی ہے۔ جس توپ پر آجتک تجربات کئے گئے ہیں وہ ۱۶ فٹ لمبی ہے اور ۵۰ پونڈ وزنی گولہ پھینک سکتی ہے گو اب تک اس میں صرف ۵ پونڈ وزنی گولہ ہی استعمال کیا گیا ہے۔

بہت سی وجوہات یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کی گئی ہیں کہ توپ کے گولے کی رفتار کا اس قدر زیادہ ہونا ناممکن ہے۔ ایک مثال شہاب ثاقب کی بھی پیش کی گئی ہے۔ مگر اس کا توپ کے گولے سے مقابلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اول الذکر ناہموار اور آخر الذکر ہموار صاف ہوتا ہے۔

معترض کا بیان ہے کہ جب ستارہ رگڑ کی وجہ سے روشن ہو جاتا ہے۔ تو یہ بات کیسے ممکن ہے کہ توپ کا گولہ اتنی دور چلنے میں آگ نہ پکڑے۔ مگر جدید سائنس اس کے بہت سے طریقے بتلاتی ہے۔ جن سے گولہ ایک خاص مقام پر پہنچنے سے بیشتر نہیں پھٹ سکتا۔ اس توپ کی طاقت اس قدر ہوگی۔ کہ جہاں اور توپوں کا گولہ مشکل سے پہنچ سکتا ہے۔ وہاں اس کا نشانہ بالکل بے خطا ثابت ہوا کریگا۔ ۳۰۰ میل کے اندر (جو اس کے گولے کی رفتار ہوگی) گولے کا قبل از وقت پھٹنا قرین قیاس نہیں اس توپ کا منہ بھی چھپا ہوگا جس سے گولہ باری نہایت صحت سے ہو سکتی ہے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ یہ توپیں موجودہ توپوں سے اس قدر افضل ہوں گی۔ جس قدر زمانہ کرامول کی توپیں آج کل رائفلوں سے فروتر ہیں۔

بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ان توپوں کے رائج ہونے سے طریق جنگ ایسا بھیانک اور خوفناک ہو جائیگا۔ کہ لوگ خواہ مخواہ اس سے بچنا پسند کرینگے۔ بہرحال راقم مضمون کی یہ رائے ہے کہ گو ان توپوں کی خونریزی سے خائف ہو کر بہت سی قومیں انہیں خریدنے کا ارادہ بھی دل میں نہ لائیں گی تاہم یہ امر قرین قیاس نہیں۔ کہ جنگ صفحہ ہستی سے بالکل معدوم ہو جائے۔ انگلستان والوں کو ان توپوں سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ سمندر پر کھلے بندوں اپنا قبضہ جماتے چلے جائینگے۔ جب یہ توپیں ان کے جنگی جہازوں پر جم گئیں تو کون سی ایسی طاقتیں ہیں۔ جو اکٹھی ہو کر انگلینڈ کی گولہ باری کا مقابلہ کر سکیں۔ اس میں شک نہیں کہ اور توپیں بھی اتنا

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھی ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہیں قیمت للعہ روپیہ ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشے دار کشمیر کی لکڑی کین ہینڈل ہمراہ ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ہیں ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہو گی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہو گا ۔ کرکٹ بیٹ آل کین لکڑی عمدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے

بچوں کے کرکٹ بیٹ ۱۲ و ۱۳ برس کے واسطے وسٹ ایک عدد کس ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ

فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار

بچوں کے لئے فٹ بال ... بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے

مانگے کے میچ

پریکٹس

کرکٹ ولیس فی کاپی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ } السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مال ارقسم پریکٹس بیٹ پریکٹس رکٹ ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ۔ ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ میرے خیال میں اس سے بہت کم میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں ۔ نیاز محمد حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ڈیرہ کانگڑہ پنجاب

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے ایک گھنٹہ میں ۲۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی مشین پختہ مبلغ ... درجہ دوم مبلغ ... مبلغ ... بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست رہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ مزید خود سے یہ سوال کیجئے آیا دن بھر میں بھی ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے ؟ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھایئے ۔ ... روز صبح آپ کو دست صاف ہو گا ۔ اور پیشتر کی بہ نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا ۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے ۔ اس سے بخوبی سمجھ جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۔ جگر کی شکایات ہیجان صفرا ۔ صفراوی بخار یا تپ ۔ بدہضمی ۔ سوء ہضمی ۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت ... یعنی چکر آنا درد سر ۔ نفخ ۔ کھٹی ڈکاریں آنا ۔ اور مستورات کی بیمار ... اگر کچھ عرصہ تک ... تو خون کثیف ہو جاتا ... اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورالصدر ... کو شافی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے بخارات کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں ۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں ۔ صفرا یعنی پت کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں ۔

بارہ آنہ والی

قیمت ... اور ۱۲ار بارہ آنہ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں جو ۸ آنہ والی شیشی کی گولیوں سے چوگنی ہیں ۔ کل دوا فروش فروخت کرتے ہیں یا ڈون پی ۔ او باکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے ۔ ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا کافی ہے جن بواسیر (اندر یا باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ باد ... چنبل ۔ کیڑ ۔ چنبل ۔ داد ۔ اور ہر طرح کی سوزش تکلیف بھوڑا اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں آرام بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے ۔ تمام دوا کار کے پاس قیمت ... دو روپیہ فی ڈبیا

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی ایجنسی منگا کر ذرا سی کوشش سے بہت جلد مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بینظیر سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جاویں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہو گا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تمہید اتمام کیلئے بشرط حلفی اقرار عدم اشاعت اسکا طریق نسخہ بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ ۔ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت

نوٹ ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ ذرا جرت سے مطلع فرماویں

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہارونکی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری بھی دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے متناسلہ کے متعلق انواع و اقسام مختلف قسم کی بد کاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کیا ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاءاللہ تعالیٰ دور ہو کر رفع ہو نگے ور ہر قسم کی باہ کی شکایات کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں اجزا ابہارات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرماویں قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں ۔ اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں ۔ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ ... اسکو منسوب پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیے قیمت فی شیشی ...

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ...

سنون دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ...

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ گڑھ ضلع دہلی

حل طلب معمہ انعامی دوسو روپیہ نقد

دوسو روپیہ نقد دفتر پیسہ اخبار لاہور میں امانت رکھدئے گئے ہیں جو معمہ ذیل کے حل کرنیوالے کو انعام دئے جاوینگے بشرطیکہ وہ کم از کم خورد پاکٹ کیس ادویات بھی خریدے۔ معمہ یہ ہے:۔ اس اشتہار میں ایک تین حرفہ لفظ درج ہے جسکو صحیح و سالم رکھا جائے تو سوگند کے معنے دیتا ہے۔ اور اگر اس کا پہلا حرف اڑا دیا جائے تو زہر قاتل کے معنے نکلتے ہیں۔ بتاؤ وہ کونسا اور اشتہار میں کس جگہ موجود ہے۔؟

نوٹ:۔ حل معمہ کے ساتھ ہی اڑھائی روپے قیمت پاکٹ کیس ادویات بذریعہ منی آرڈر ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء تک بنام منیجر شفاخانہ جوہر امرت سر کے پتہ پر آنے چاہئیں۔ جن کے وصول ہونے پر پاکٹ کیس ادویات بذریعہ پیڈ پارسل روانہ کر دیا جاویگا۔ اور دوسو روپیہ انعام ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کو دیا جاویگا۔ اور اگر ایک سے زیادہ صاحبان نے صحیح جوابات روانہ کئے تو انعام حصہ رسدی سے تقسیم ہوگا یا بذریعہ قرعہ اندازی۔ یہ حل کنندگان معمہ کی کثرت رائے پر منحصر ہے۔ حل معمہ کے ساتھ ہی اپنی اپنی رائے سے مطلع کریں۔ مگر یاد رہے کہ جب تک قیمت پاکٹ کیس وصول نہ ہوگی کوئی شخص انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ایک ہزار روپیہ نقد

علاوہ قیمت واپس کر دینے کے اُس شخص کو دیا جائیگا جو اس پاکٹ کیس کی ادویات کو غیر مفید اور بے سود ثابت کر دے۔ اگر (خدانہ کرے) ہیں قیمت واپس کرنے یا ایک ہزار روپیہ ادا کرنے میں پس و پیش کروں تو بموجب اس اعلان کے وہ بذریعہ عدالت وصول کر سکتا ہے۔ اب آپ کو بھی قسم ہے کہ یا تو انعام حاصل کریں یا پاکٹ کیس ادویات سے فائدہ اٹھائیں ٭

جوہر

اڑھائی روپیہ میں حکیم حاذق یعنی پاکٹ کیس ادویات یا جوہری

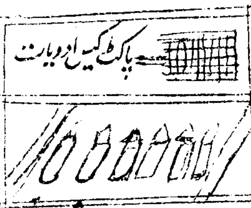

تصویر پاکٹ کیس نمبر ۱ [illegible]

تماشا یہ ہے کہ اس پاکٹ کیس کے ذریعہ آج تک مختلف امراض کے ایک لاکھ سے زیادہ مریض شفا پاچکے ہیں جس ڈاکٹر یا حکیم کے پاس یہ کیس ہو اسکو حتی الامکان [illegible] اور [illegible] جسکے پاس یہ کیس نہ ہو اسکو کسی حکیم [illegible] زیادہ بیماریوں [illegible] موجود ہیں [illegible] اپ کی سمجھ میں بخوبی آجاتے [illegible] یہ پاکٹ کیس [illegible] انگریزی و یونانی ادویات کے [illegible] کے لئے تیار کیا گیا ہے جو [illegible]

[illegible] ہر ایک انسان [illegible] حکمت مان لیا ہے [illegible] پانچ کے پچاسوں کما رہے ہیں۔

امراض [illegible] موسم [illegible] رفت۔ سستی۔ نامردی۔ احتلام۔ آتشک۔ سوزاک۔ درد کمر۔ ہیضہ۔ بندش حیض۔ [illegible] درد سر۔ درد [illegible] بواسیر ہر قسم۔ گھٹیا۔ بخوالی۔ [illegible] درد زہ۔ درد اعصاب [illegible] قبض۔ رکاوٹ بول۔ جریان۔ رعشہ۔ بچوں کی پسلی [illegible] (پاکٹ کیس نہایت خوبصورت مارپل کلاہتہ کا بنا ہے [illegible] کام عجیب بہار دیتا ہے)

پاکٹ کیس خورد دو روپیہ آٹھ آنہ (۲/۸) محصول ۵/ — خورد پانچ روپیہ (۵) محصول ۵/ — کلاں دس روپیہ (۱۰) محصول ۱۱/

سابقہ انعامات حل معمہ جات

ذیل کے احباب کو دیئے گئے:۔

گراموفون مشین قیمتی پچاس روپیہ بنام سردار [illegible] مقام [illegible] ضلع منٹگمری سونے کی جیبی گھڑی قیمتی ایک سو روپیہ بنام لالہ [illegible] داس ایجنٹ لالہ گوبند رام صاحب پلیڈر لاہور [illegible]

الخاص بفضل سالانہ شفاخانہ جوہر

گراموفون مشین قیمتی [illegible] روپیہ بنام بابو [illegible] صاحب پوسٹ ماسٹر [illegible]

ملنے کا پتہ:۔ ڈاکٹر جوہر ایل ایم ایس سرجن اینڈ فزیشن امرت سر (پنجاب)

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو دارالامان قادیان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔۔۔ ۳ روپے
۲۔ خواص و معاونین سے ۔۔۔ ۵ روپے
۳۔ ہندوستان کے باہر ۔۔۔ ۶ روپے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ۵ روپے ۱۲ آنے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔۔۔ ۲ روپے ۱۲ آنے

نوٹ

یہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

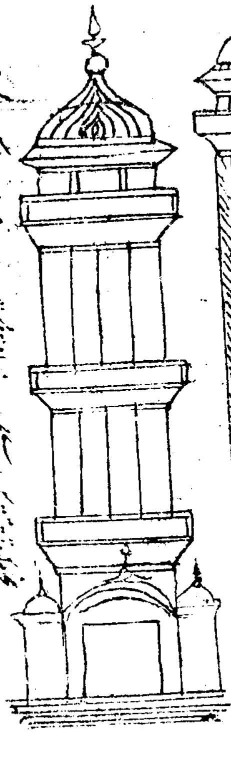

نمبر ۳۳ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ جلد ۱۲

چشمۂ معرفت

اُس محبوب کے چہرہ کو دکھلانے والی

کتاب مستطاب چشمۂ معرفت یعنی مضمون (الہامی کتاب) جلسہ آریہ لاہور معہ ضمیمہ بجواب اعتراضات مضمون آریہ جو اوائل دسمبر ۱۹۰۷ء میں محلہ وچھووالی میں منعقد ہوا تھا اور جس میں مسلمانوں کو بذریعہ خطوط و اشتہار طلب کر کے آریہ قوم کے مہاتماؤں نے دلخراش گالیوں سے اپنے مہمانوں کے دلوں کو گھایل کیا تھا بفضل قادر مطلق ۳۴۴ صفحہ کے حجم میں حضرت اقدس مسیح موعود (ان پر ہزاروں سلام و درود) کے قلم سے لکھی گئی ہے اور ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء تک انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جاویگی۔ جن احباب کی درخواستیں پہلے سے موجود ہیں اُن کو بروقت طیاری بذریعہ وی پی فوراً روانہ کیجاویگی لیکن صرف یہ قابل دریافت ہے کہ وہ بلا جلد چاہتے ہیں یا مجلد؟

قیمت مجلد تین روپیہ ہے اور بلا جلد کی دو روپیہ آٹھ آنہ ۲/۸ مجلد کی روانگی میں کسی قدر توقف بھی واقع ہوگا۔ جدید درخواستیں بھیجنے والے اس امر کی تشریح ضرور کریں کہ مجلد روانہ ہو یا بلا جلد۔ سابقہ درخواستوں میں اگر کوئی صاحب اس کی تصریح فرماویں تو بہتر ورنہ بلا جلد بذریعہ وی پی روانہ کر دی جاوے گی والسلام۔

المشتہر مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۲۔ مئی ۱۹۰۸ء قبل ظہر بمقام لاہور

ایک گریجویٹ صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور کے اس نور کی شناخت کی توفیق دے تاکہ ہم اس نعمت سے محروم نہ رہ جاویں وغیرہ

فرمایا

اگرچہ جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔ مگر کوشش کرنا انسان کا فرض ہے جیسا کہ قرآن شریف نے صراحت سے حکم دیا ہے کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ یعنے انسان جتنی جتنی کوشش کرے گا اُسی کے فیوض سے مستفیض ہو سکے گا۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جو لوگ خدا میں ہو کر خدا کے پانے کے واسطے کی تڑپ اور گداز سے کوشش کرتے ہیں اُن کی محنت اور کوشش ضائع نہیں جاتی۔ اور ضرور اُن کی راہبری اور ہدایت کی جاتی ہے۔ جو کوئی صدق اور خلوص نیت سے

خدا کی طرف قدم اُٹھاتا ہے

خدا اس کی طرف راہنمائی کے واسطے بڑھتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ تدبر کرے اور حق طلبی کی سچی تڑپ اور پیاس اپنے اندر پیدا کرے۔ معلومات کے وسیع کرنے کے جو سبل اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں اُن پر کاربند ہو۔ خدا بھی بے نیاز ہو جاتا ہے اس شخص سے جو خدا سے

لاپروائی کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ **واللہ غنی عن العالمین** ۔ قبولیت دعا کے واسطے بھی کوشش اور صدق دل کی سچی تڑپ ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔

دیکھو دنیوی امتحانات کے واسطے لوگ کیسی کیسی خطرناک کوششیں کرتے ہیں۔ محنت کرتے کرتے اُن کے دماغ پھر جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات خطرناک امراض مثل جنون اور سل دق وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اور بصورت ناکامی بعض لوگ تو ایسے صدمات کے نیچے آجاتے ہیں کہ خودکشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ غرض ایک چندروزہ اور دنیوی زندگی کے لئے کیسی کیسی سختیاں برداشت کرتے ہیں۔ آخر یہ کامیابیاں کسی قدر اُن کی محنتوں ہی کا نتیجہ ہوتی ہیں اگر ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے رہیں اور امتحان کی تیاری نہ کریں تو کبھی کسی کو وہم بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کامیاب ہوں۔ مگر جب باایں ہمہ سخت محنت اور کوشش کے بھی بعض لوگ ناکام ہو جاتے ہیں تو بالکل نکمے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے والوں کا کیا حال ہے۔ مانا کہ کوشش کرنے والے بھی ناکام ہو جاتے ہیں مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ اب آئندہ کوشش ہی نہ کی جاوے۔ یہ بالکل غلط راہ ہے۔ کیا عجب کسی کا شعر ہے ؎

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

دیکھو ایک کسان کیسی ہمارکا ہی اور محنت سے ایک فصل تیار کرتا ہے۔ مگر بعض اوقات ژالہ باری سے اور بعض اوقات امساک باران کی وجہ سے اس کا فصل ضائع ہو جاتا ہے۔ مگر اس ناکامی پر ایسا اثر نہیں ہوتا کہ پھر آئندہ کے واسطے لوگ زراعت ہی ترک کر دیں۔ ہزاروں ہیں کہ باوجود ان ناکامیوں کے پھر بھی پورے زور سے کوشش کئے جاتے ہیں۔ اور آخر اپنی کوششوں کے ثمرات سے مستفید بھی ہوتے ہیں۔

فیضان الٰہی کوشش پر موقوف ہے

دیکھو شاعر بھی جب کوشش کرتا ہے اور ٹکریں مارتا ہے تو آخر کوئی نہ کوئی شعر سوجھ ہی جاتا ہے۔ آپ کے واسطے بھی ضروری ہے کہ سلسلہ کی کتابیں مطالع کریں اور غور اور انصاف پسندی سے دیکھیں کہ آیا ان میں حق ہے یا کہ نہیں۔ کسی امر کے متعلق رائے قائم کرنے کے واسطے معلومات کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ جس کے معلومات وسیع ہو جاتے ہیں وہ خود موازنہ کر سکتا ہے کہ فریقین میں سے کون حق بجانب ہے۔

اکثر لوگ غرور نفس کی وجہ سے اول تو ہمارے پاس آنے ہی سے مضائقہ کرتے ہیں۔ اور اگر آتے بھی ہیں تو وہ گھر سے ہی فیصلہ کر کے آتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی گذرے ہیں اور ہمیشہ محروم ہی رہ جایا کرتے ہیں۔ ایمان اُن کے نصیب ہوتا ہی نہیں۔ اصل میں ایسے لوگ

دہریہ بے دین اور بے قید

ہوتے ہیں۔ جو شخص سچے طور پر پکا مسلمان ہوتا ہے اسے حق کے پرکھنے کے واسطے بہت بڑے مشکلات نہیں آتے۔ کیونکہ ایک مسلمان جو حقیقت میں مسلمان ہے اور سنت اللہ اور سنت رسول سے واقف ہے وہ ہمیشہ منہاج نبوت کو مدنظر رکھکر ہی تحقیق کرے گا۔ ایسے لوگوں کے اعتراضات بہت تھوڑے رہ جاتے ہیں۔ اور اس رستے کا بہت تھوڑا حصہ اُن کے واسطے باقی رہ جاتا ہے۔ اور اگر ایسا شخص ہے کہ اُن سے خود اسلام کے متعلق ہی شک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں اور ابھی اُس نے اسلام کی صداقت کا ہی فیصلہ نہیں کیا تو پھر ایسے لوگوں کے واسطے سلامتی کی کوئی راہ نہیں اور بھی ہیں کہ آخر وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ درصل

روحانی امور کے دشمن

ہوتے ہیں۔ ان میں ایک قسم کا کبر اور غرور ہوتا ہے۔ وہ لوگ اتباع کو عار سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ نئی روشنی میں بھی ہلاک ہو گئے مگر خدا کے آسمانی نور کو قبول نہ کیا۔ خدا کا ہمیشہ سے یہ قانون چلا آتا ہے کہ جب دُنیا فسق و فجور اور گناہ سے پُر ہو جاتی اور ہر قسم کے مفاسد دنیا میں پھیل جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ اپنی طرف سے ایک روحانی سلسلہ قائم کر کے زمانہ کی اصلاح کرتا ہے۔ مگر وہ جو کہتا ہے کہ مجھے اس کی کیا ضرورت ہے گویا وہ خدا کے قانون کو بدلنا چاہتا ہے۔ ایسے لوگوں سے تو یہ بھی خوف ہے کہ ایک دن اسلام سے بھی انکار کر دیں اور یہاں تک کہ خود خدا کی ہستی کی بھی ضرورت محسوس نہ کریں۔ یہ بڑی خطرناک راہ ہے کیونکہ جو

حقیقی اور سچی راہ شناخت

اسلام اور وجود باری تعالیٰ پر دلیل تھی ان لوگوں نے اسی سے روگردانی کر لی ہے۔ اکثر ان میں ایسے پائے جاتے ہیں کہ معلومات وسیع کا دعوے کرتے ہیں مگر جاہل بلکہ اجہل ہوتے ہیں۔ دین اور علوم دینی سے اُن کو مس بھی نہیں ہوتا۔ ناہیرہ وہ لوگ اُٹھاتے ہیں۔ جو خالی النفس ہوتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں سچی پیاس نرمی اور صبر سے کام کرتے ہیں۔ روشنی کی ضرورت اس شخص کو ہوتی ہے جو ظلمت میں ہو۔ جس کے پاس پہلے ہی روشنی ہے وہ روشنی کا کیسے محتاج ہو سکتا ہے۔ جو برتن پہلے ہی پُر ہے اُس میں اور کیا داخل ہو سکتا ہے ہمیشہ خالی برتن میں کچھ بھرا جاتا ہے۔

عمر کا اعتبار نہیں۔ زمانہ بڑا خطرناک ہے۔ بہت جلدی اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

طاعون

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ اس سال طاعون کسی قدر کم ہے۔ یہ کوئی خوشی مقام نہیں۔ کیونکہ لوگوں نے طاعون سے کوئی فایدہ نہیں اُٹھایا۔ جس غرض کے واسطے یہ آیا تھا وہ غرض ابھی پوری نہیں ہوئی۔ اصل میں طاعون **نام ہے موت کا**۔ لغت میں وہ خطرناک عوارض جن کا انجام موت ہوتا ہے اس کا نام طاعون ہی رکھا ہے۔ اور یہ لفظ لغت کے رو سے بڑا وسیع ہے۔ ممکن ہے کہ اب کسی اور رنگ میں نمودار ہو جاوے۔ یا اسی رنگ میں آئندہ اور بھی زور سے پھوٹ نکلے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں بھی **افطر و اصوم** کا لفظ ہے یعنے ایک وہ وقت ہے جس طرح افطار میں کھانا پینا جائز ہوتا ہے اسی طرح طاعون لوگوں کو کھاتا جاوے گا۔ اور ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ صوم کی طرح امن ہو جاوے گا۔ **انی مع الرسول اقوم۔ افطر و اصوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔** لوگ امن اور آرام کے واسطے جلدی ایک بات بنا لیا کرتے ہیں۔ اجی ایک بیماری تھی۔ سو چلی گئی۔

کیسا نشان اور کیسی تنبیہ

غرض اس طرح کے خیالات سے اپنی تسلی کر لیتے ہیں۔ اصل میں طاعون بڑا وسیع لفظ ہے۔ **الطاعون الموت**۔ کل امراض دوری کا نام یہ جیچک ہے۔ ذات الجنب ہے۔ تپ۔ گلٹیاں۔ قے سکتہ۔ اس قسم کی کل امراض اس میں داخل ہیں۔ یہ لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صحابہؓ کے وقت میں بھی ایک قسم کا طاعون پھوٹا تھا مگر وہ بہت باریک ایک دانہ کی طرح ایک پھنسی ہوتی تھی جو کہ ہتھیلی میں نکلتی تھی۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ غشی اور نیند کی حالت میں اور بعض ہنستے ہنستے ہی اس دُنیا سے چل گذرتے ہیں بعض کو خون کے جلاب لگ جاتے ہیں۔ بعض کا کسی کسی کو علم بھی نہیں ہوتا کہ ہوا کیا؟۔ دس آدمی تھے رات اچھے بھلے سوئے مگر صبح ہوتے اُن میں سے

ایک بھی زندہ نہ اُٹھا۔ غرض اس قسم کے کئی واقعات ہیں کہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرض کا کسی کو پتہ نہیں لگا۔ اور اس کے کئی رنگ ہیں۔

اصل میں یہ وقفہ بھی شامت اعمال کی وجہ سے مفید نہیں بلکہ بہت ہی خطرناک ہے۔ کیونکہ لوگ اب دلیر ہو جاویں گے اور جرأت سے ارتکاب جرائم کریں گے اور اس وقفے سے یہ نتیجہ نکال لینگے کہ اجی صاحب ایک

بیماری تھی گئی گذری

نہ کوئی نشان ہے کسی کا اور نہ عذاب۔ غرض یہ خوشی کا مقام نہیں بلکہ جائے خوف ہے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ طاعون کی وجہ سے ایک قہر الٰہی ٹوٹ پڑا تھا دُنیا پر ایسے وقت میں یہ الہام ہوا تھا کہ افطر و اصوم یعنے ایک استعارہ تھا کہ کبھی یہ مرض زور پکڑ جاوے گا اور کبھی اس میں وقفہ بھی آجاوے گا۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ خدا نہیں چھوڑے گا اور ہرگز نہیں چھوڑے گا جبتک لوگ اپنے اخلاق اعمال اور خیالات میں ایک تبدیلی پیدا نہ کرلیں گے۔

اصل میں ان لوگوں کو یہ امر بھی گراں گذرتا ہے کہ خدا کی طرف کوئی امر منسوب کیا جاوے۔ بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ اتفاقی طور سے ہو گئی۔ خدا کا اس میں کیا دخل و تصرف ہے۔ اب ہمیں تو اس بات کا فکر ہے کہ اب لوگ خواہ نخواہ یہ رائے قائم کر لینگے اور پھر اس رائے کو صحیح یقین کریں گے کہ ایک اتفاقی مرض تھا۔ سو جاتا رہا۔ اب امن امان ہو گیا۔ غرض اس طرح سے اطمینان اور تسلی کر کے خدا سے مُنہ پھیر لینگے اور بے باکی اور جُرأت میں ترقی کر جاویں گے۔

دلوں میں سے اللہ تعالےٰ کی عظمت ہی اُٹھ چکی ہے۔ دنیا کے حکام کی اور اپنے اغراض کی جس قدر عظمت اور تڑپ ان کے دلوں میں ہوتی ہے خدا اور اس کی رسول اور اُن کی رضا کی اتنی بھی تڑپ اور عظمت باقی نہیں رہی۔ طاعون کا عالمگیر اور قہری نشان بھی ان کے واسطے مفید نہ ہوا۔ زلزلے بھی خدا کے وعدے کے عین مطابق آگئے۔ اور شہروں کے شہر جو کسی وقت بڑے آباد تھے ویران ہو گئے۔ مگر دُنیا نے تبدیلی پیدا نہ کی۔ چند روز ہوئے الہام ہوا تھا لنزلنّ الارض یہ بھی ایک مخفی اور خوفناک بات پر استدلال کرتا ہے خواہ ظاہری ہو خواہ اندرونی۔ کیونکہ زلزلہ کا لفظ ظاہر معنوں کے سوا دوسرے معنوں پر بھی بولا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ تمالتی لون لمن الا سند یلی۔

اب جتنے نشان بھی خدا نے ظاہر کئے ہیں اُن سب کا ان پر الٹا اثر پڑے گا۔ اور سب کو یہ طاعون کی طرح اتفاقی سمجھکر سخت دل ہو جاویں گے۔ فرعون والا حال ہے۔ وہ بھی جب ایک عذاب میں افاقہ ہوتا تھا تو اُسے عارضی اور اتفاقی جان کر اور بھی سخت دل ہو جاتا تھا۔ آخر کار پھر غرق ہوتے وقت کہا میں بھی اسی ایمان لایا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ خدا کا نام پھر بھی نہ لیا۔

یہی حال اس وقت اس قوم کا ہے۔ طاعون تھا سو وہ کسی قدر کم ہو ہی گیا ہے۔ قحط بھی اب چنداں زور پر نہیں اور صورت امن کی نظر آنے لگ گئی ہے اب مطمئن ہو جاویں گے اور بے خوف ہو کر جرأت اور دلیری سے ارتکاب معاصی اور جرائم میں آگے سے بھی سخت دل ہو کر ترقی کر جاویں گے۔ اور توبہ استغفار اور توجہ الی اللہ اور تبدیلی کی فکر دلوں میں پیدا نہ ہوگی مگر خدا فرماتا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔

۴ مئی ۱۹۰۸ء بعد نماز عصر

(جناب شاہزادہ محمد ابراہیم خان صاحب کی ملاقات کے وقت حضرت اقدس نے بزبان فارسی تقریر فرمائی ایڈیٹر)

فرمایا۔ دُنیا میں اس زمانہ میں نفاق بہت بڑھ گیا ہے بہت کم ہیں جو اخلاص رکھتے ہوں۔ اخلاص اور محبت شعبہ ایمان ہے۔ آپ کو خدا آپ کے محبت اور اخلاص کا اجر دے اور تقویت عطا کرے۔

اخلاق فاضلہ اسی کا نام

ہے بغیر کسی عوض معاوضہ کے خیال سے نوع انسان سے نیکی کی جاوے۔ اسی کا نام انسانیت ہے۔ ادنےٰ صفت انسان کی یہ ہے کہ بدی کا مقابلہ کرنے یا بدی سے درگذر کرنے کی بجائے بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کی جاوے۔ یہ صفت انبیاء کی ہے اور پھر انبیاء کی صحبت ...... میں رہنے والے لوگوں کی ہے۔ اور اس کا اکمل نمونہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ خدا ہرگز ضائع نہیں کرتا اُن دلوں کو کہ اُن میں ہمدردی نوع ہوتی ہے۔

صفات حسنہ اور اخلاق فاضلہ کے دو ہی حصے ہیں۔ اور وہی قرآن شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لب لباب ہیں۔ اوّل یہ کہ حق اللہ کے ادا کرنے میں عبادت کرنا۔ فسق و فجور سے بچنا۔ اور کل محرمات الٰہی سے پرہیز کرنا۔ اور اوامر کی تعمیل میں کمربستہ رہنا۔ دوم یہ کہ حق العباد ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور بنی نوع انسان سے نیکی کرے۔

بنی نوع انسان کے حقوق بجا نہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں بڑے خطرے میں ہیں۔ کیونکہ تعالیٰ تو ستار ہے۔ غفار ہے۔ رحیم ہے۔ اور حلیم ہے اور معاف کرنے والا ...... ہے۔ اس کی عادت ہے کہ اکثر معاف کر دیتا ہے مگر بندہ (انسان) کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ کبھی کسی کو کم ہی معاف کرتا ہے بس اگر انسان اپنے حقوق معاف نہ کرے تو پھر وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو خواہ اللہ کے احکام کی بجا آوری میں کوشاں بھی ہو اور نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کی پابندی کرتا ہی ہو مگر حق العباد کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے اس کے اور اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔ غرض مومن حقیقی وہی جو

حق اللہ اور حق العباد

دونوں کو پورے التزام اور احتیاط سے بجالاوے۔ جو دونوں پہلوؤں کو پوری طرح سے مدنظر رکھکر اعمال بجا لاتا ہے وہی ہے کہ پورے قرآن پر عمل کرتا ہے۔ ورنہ نصف۔ قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ ہر دو قسم کے اعمال انسانی طاقت میں نہیں کہ بزور بازو اور اپنی طاقت سے بجالانے پر قادر ہو سکے۔ انسان نفس امارہ کے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ کا فضل اور توفیق اس کے شامل حال نہ ہو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ دعائیں کرتا رہے۔ تاکہ خدا کی طرف اسے نیکی پر قدرت دی جاوے۔ اور نفس امارہ کی قید سے رہائی عطا کی جاوے۔ یہ انسان کا سخت دشمن ہے۔ اگر

نفس امّارہ نہ ہوتا تو شیطان بھی نہ ہوتا

یہ انسان کا اندرونی دشمن اور مار آستین ہے۔ اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب چور کسی کے مکان میں نقب زنی کرتا ہے تو کسی گھر کے بھیدی اور واقف کار سے پہلے سازش کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بیرونی چور بجز اندرونی بھیدی کی سازش کے کچھ کر ہی نہیں سکتا اور کامیاب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہی وجہ ہے کہ شیطان بیرونی دشمن نفس امارہ اندرونی اور گھر کے بھیدی سے سازش کر کے ہی اقدام سکے

متاعِ ایمان میں نقب زنی

کرتا ہے۔ اور نورِ ایمان کو غارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء۔ یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھیراتا اور اس کی طرف سے مطمئن نہیں کہ نفس پاک ہو گیا ہے بلکہ یہ تو شریر الحکومت ہے۔ تزکیہ نفس بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ اور مدارِ نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکٰھا۔ اور تزکیہ نفس بجز فضلِ خدا میسر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ اور اس کا قانون جو جاذب فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ علیہ وسلم کی جاوے۔

مگر دُنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ نیک اعمال بجالاتے ہیں اعمالِ بد سے پرہیز کرتے ہیں اصل میں اُن کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ اُن کو

اتباعِ رسولؐ کی ضرورت نہیں

مگر یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے۔ اور یہ بھی شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلامِ پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط باتباعِ رسول رکھا ہے۔ تو کون ہے کہ وہ دعوے کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سچا ایمان ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور معیت اختیار نہ کی جاوے۔ گناہ سوز ایمان اور خدا کو دکھا دینے والا یقین بجز انذاری اور غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیوں کے جو انسانی طاقت اور وہم و گمان سے بالاتر ہوں ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا۔

دُنیا اپنے کاروبار دنیوی میں جس استغراق اور انہماک سے مصروف ہوتی اور جیسی جیسی جانکاہ اور خطرناک مشکل سے مشکل کوششیں اپنی دُنیا کے واسطے کرتی ہے اگر خدا کی طرف بھی اسی طرح کی کوشش سے قدم اُٹھاویں اور اس وقت جو ایک آسمانی سلسلہ خدا نے اس غرض کے لئے مقرر فرمایا ہے اس کی طرف متوجہ ہوں تو ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ اُن کے واسطے رحمت کے نشان دکھانے پر تیار ہے۔

مگر اصل بات یہ ہے کہ لوگ اس پہلو سے لاپرواہ ہیں۔ ورنہ دینی امور اور اعمال کیا مشکل ہیں۔ نماز میں کوئی مشکل نہیں۔ پانی موجود ہے۔

زمین سجدہ کرنے کیواسطے موجود

ہے اگر ضرورت ہے تو صرف ایک فرمانبردار اور پاک دل کی جسکو محبت الٰہی کی سچی تڑپ ہو۔ دیکھو اگر ساری نمازوں کو جمع کیا جاوے اور اُن کے وقت کا اندازہ کیا جاوے تو شاید ایک گھڑی بھر میں ساری پوری ہو سکیں۔ آخر پاخانہ میں بھی جاتے ہیں۔ اگر اتنی ہی قدر نماز کی ان لوگوں کے دلوں میں ہو تو بھی یہ نماز کو ادا کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس اسلام اس وقت بہت خطرے میں ہے اور مسلمان در حقیقت

نورِ ایمان سے بے نصیب

ہیں۔ اگر کسی کو ایک مہلک مرض لگ جاوے تو کیا فکر لگ جاتا ہے مگر اس روحانی جذام کی کسی کو بھی پرواہ نہیں۔ جس کا انجام جہنم ہے۔ اصل میں ہمارے پاس آنا خدا کے حضور جانا ہے اور ہماری عزت اور حقیقت خدا اور رسول کے کلام کی عزت ہے۔ متواتر ۲۷ سال ہوئے ہیں کہ اس نے ہمیں مامور کیا۔ مجدد بنایا۔ اور اصلاحِ مفاسدِ زمانہ کی غرض سے دُنیا میں بھیجا۔ اور پھر یہی نہیں کہ صرف ہمارا زبانی دعوے ہو بلکہ اس نے ساتھ ساتھ اپنے ہزاروں زبردست نشان بھی دیئے۔ منہاج نبوت پر بھیجا۔ مگر لوگوں نے پرواہ نہ کی۔ بلکہ اُلٹا کافر کہا۔ اکفر کہا۔ دجال کہا۔ کذاب کہا۔ حالانکہ جس خدا نے مجھے بھیجا اُس نے مجھے میری صداقت کے لئے نشان بھی ظاہر کئے۔ ایک نہیں۔ دو نہیں بلکہ ہزاروں نشان۔ دنیوی عدالتوں میں خواہ کتنا ہی سخت سے سخت مقدمہ ہو مگر دو تین گواہ گذرنے پر سزائے موت تک بھی دیجاتی ہے مگر یہاں تو ہزاروں لوگ ہیں جو ہمارے ان نشانات کے گواہ ہیں۔ مشرق سے مغرب تک کوئی جگہ نہیں جہاں ہمارے نشانوں کی گواہی موجود نہ ہو۔ مگر باایں ہمہ ان لوگوں نے پرواہ نہیں کی۔

گورنمنٹ کا ادنےٰ چپراسی

وصول لگان کے واسطے آجاوے۔ کوئی اُس کا مقابلہ نہیں کرتا۔ اور اگر کرے تو گورنمنٹ کا باغی ٹھیرتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ مگر خدائی گورنمنٹ کی لوگ پرواہ نہیں کرتے۔ خدا سے آنے والے لاریب عزت کے لباس میں ہوتے ہیں۔ لوگ اُن کو حقارت اور تمسخر سے دیکھتے ہیں۔ ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے وہ جھوٹ نہیں کہتا وہ فرماتا ہے کہ آدم سے لیکر آخیر تک جتنے بھی نبی آئے ہیں اُن تمام سے ہنسی ٹھٹھا کیا گیا۔ مگر جب وقت گذر جاتا ہے پھر لگتے ہیں تعریفیں کرنے

شیخ عبدالقادر جیلانی رح

پر بھی تقریباً دو سو علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ ابن جوزی جو محدث وقت تھا اُس نے ایک کتاب لکھی اور تلبیس ابلیس اس کا نام رکھا۔ اور بہت کچھ تلخ اور ناز یبا الفاظ اُن کے حق میں استعمال کئے مگر اُن کے دو سو برس بعد اُن کو کیسا کامل اور پاکباز صادق انسان مانا گیا اور کیسی قبولیت ہوئی؟ دُنیا جانتی ہے۔ یہ صرف اُنہی پر نہیں بلکہ تمام اولیاء کے ساتھ یہی سلوک ہوتا چلا آیا ہے۔

غرض اُسی منہاج پر مجھے بھی تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء نے کافر۔ دجال۔ فاسق۔ فاجر وغیرہ کے خطاب دیئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ میں انبیاء کو گالیاں دیتا ہوں۔ حالانکہ میں ان تمام انبیاء کی عزت کرتا ہوں۔ اور اُن کی عظمت اور صداقت ظاہر کرنے کے واسطے ہی میری بعثت ہوئی ہے۔ یقین جانو کہ اگر میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور میں ہی

جھوٹا ہوں تو پھر تمام انبیاء

میں سے کسی کی نبوت کو کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر حضرت عیسےٰؑ کی وفات کا ذکر کرنا گالیاں دینا ہے تو پھر سب سے پہلے جس نے حضرت عیسےٰؑ کو گالی دی وہ خدا ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ سے ایسا سلسلہ چلا آیا ہے کہ جب دُنیا میں حق اللہ اور حق العباد کی پرواہ دلوں سے اُٹھ جاتی ہے اور ظلم اور تعدی انسانوں کا شیوہ ہو جاتا ہے۔ اور لوگ اپنے خالق اور معبود حقیقی سے منہ پھیر کر سینکڑوں بت اپنے واسطے تجویز کر لیتے ہیں اور انبیاء کی تعلیم لوگ بھول جاتے ہیں۔ ایسے خطرناک وقت میں اللہ تعالیٰ ایک روحانی سلسلہ پیدا کر کے ان سب مفاسد کی اصلاح کرتا ہے۔ آج بھی اگر کسی انسان میں فراست موجود ہے تو سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کی حالت اس خطرناک حالت تک پہنچی ہے یا کہ نہیں جس وقت خدا اس کی خبر گیری کرے۔ زمانہ خود پکار پکار کر زبانِ حال سے کہ رہا ہے کہ مصلح کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ معمولی مسلمان تو کسی شمار میں ہی نہیں جو لوگ بادشاہ

کہلاتے ہیں اور

خلیفۃ المسلمین امیر المومنین

ہیں خود اُن کا حال ایسا ہے کہ باوجود بادشاہ ہونے کے اُن کو اتنی جرأت نہیں کہ اُن کی سلطنت میں کوئی شخص جرأت اور آزادی سے اظہار [illegible] کر سکے۔ [illegible] کی سلطنت میں کوئی چار سطر بھی مذہب عیسوی کے خلاف نہیں لکھ سکتا۔ شاید یہ خیال ہوگا کہ تمام عیسائی سلطنتیں [illegible] جہاں ایمان جائے وہاں ایسی باتوں کا کیا خیال۔

حالانکہ ہمارا تجربہ بتلاتا ہے کہ گورنمنٹ کو مذہب سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ دیکھو ہم نے عیسائیوں کے خلاف کتنی کتابیں لکھی ہیں۔ اور کس طرح کے زور سے اُن کے عقاید باطلہ کا رد کیا ہے مگر گورنمنٹ میں یہ بڑی بھاری خوبی ہے کہ کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا گیا۔ اصل وجہ اپنی ہی کمزوری ہوتی ہے۔ ورنہ گورنمنٹ دین کے معاملات میں کبھی کوئی دست اندازی نہیں کرتی۔ دیکھو ہمارے اس مقدمہ کی طرف ہی غور کر کے دیکھو کہ کس دیانتداری اور انصاف سے اس کا فیصلہ کیا گیا۔ [illegible] اور بعض ہمارے احباب کو معلوم ہوا کہ وہ ایسا کرنے کا مجاز نہیں۔ مگر خدا کا تصرف ہے ہمیشہ اپنے برگزیدوں کے واسطے [illegible] اس نے اس [illegible] پھر مقدمہ تبدیل ہو کر [illegible] کی عدالت میں آ گیا جس نے کوئی وارنٹ [illegible] ہمیں بلا کر [illegible] احترام [illegible] سلوک کرتا رہا [illegible] بھی ہے کہ اول تو گورنمنٹ پر دینی معاملات [illegible] جاتا ہے جو انصاف اور دیانت کا تقاضا [illegible] یہ کہ

خدا کا تعلق ایک ایسی چیز ہے

ہے کہ جس سے ہر مشکل کے وقت اُسے تسلی اور ہر بلا سے نجات عطا کی جاتی ہے۔ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا بھی پھر ہر بات میں اس کا پاس کرتا ہے۔ ایسے لوگ مومن کہلانے کے مستحق نہیں ہیں جو دنیا کے خطرات اور تفکرات میں ہی غرق ہوں اور خدا کا خانہ بالکل خالی پڑا رہے۔ مومن وہ کہلاتا ہے کہ ہلاکت کے قریب بھی پہنچ جاوے۔ مگر خدا کو نہ چھوڑے۔ سا ایمان کا یہ ایک نشان ہے کہ آخر تک کل امور اُسی کے ہاتھ میں یقین کرے اور ناامید نہ ہو۔ بادشاہ اور خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین کہلا کر بھی خدا کی طرف سے بے پروائی اچھی بات نہیں۔ مخلوق سے اتنا ڈرنا کہ گویا خدا کو قادر ہی نہیں سمجھنا یہ ایک قسم کی سخت کمزوری ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ خادم الحرمین ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ

حرمین اس کی حافظ ہیں

حرمین کی برکت اور طفیل ہے کہ اب تک وہ بچا ہوا ہے جو مذہبی آزادی اس ملک میں ہمیں نصیب ہے وہ مسلمان ممالک میں خود مسلمانوں کو بھی نصیب نہیں۔ دیکھو کس آزادی سے ہم کام کر رہے ہیں اور پھر کیسا اثر ہماری [illegible] کا ملک پر ہوا ہے۔ قادیان میں ہمیشہ پادری لوگ آیا کرتے تھے۔ اُن کے خیمے ہمیشہ قادیان کے باہر کی طرف نصب کئے جاتے تھے اور وہ پھر کر اپنا وعظ کیا کرتے تھے مگر اب عرصہ پندرہ برس کا ہوتا ہے کہ کبھی کسی پادری کی شکل بھی نظر نہیں آئی۔ ہمیشہ کہا کرتے تھے اور مسلمانوں کو دعوت سے بُلایا کرتے تھے کہ کوئی . . . . . آ کر مباحثہ کر لے [illegible] نعوذ باللہ

[illegible] ہوا۔ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ زندہ نبی کے [illegible]

[illegible]

غرضیکہ طرح طرح کے الزامات اور بے جا اعتراضات کا ایسا طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا کہ ان کی کتابوں اور رسائل جو انہوں نے اسلام کے برخلاف اس نصف صدی میں لکھی ہیں جمع کیا جاوے تو میرے خیال میں ایک پہاڑ بنتا ہے۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ اتنے حملے نہ کبھی کسی نبی پر کئے گئے اور نہ اتنی گندہ دہانی کسی نبی کے مقابل پر کی گئی اور جب سے دنیا پیدا ہوئی نہ کسی کو اتنی گالیاں دی گئیں اور نہ کسی نبی کی اتنی ہتک کی گئی ہے۔ آریوں کو دیکھو اُن کی کتابوں میں تو ایسا گند بھرا پڑا ہے کہ کوئی باغیرت مسلمان میں سمجھتا ہوں کہ ان کتابوں کی ایک سطر بھی پڑھ نہیں سکتا۔ خصوصاً اگر لیکھرام کی کتابوں کو دیکھا جاوے۔ اصل میں یہ لوگ اسلام کو ایک ذلیل اور چھوٹا سا فرقہ بھی دیکھ نہیں سکتے اور چاہتے ہیں کہ اس کا دنیا سے بالکل استیصال ہی ہو جاوے۔ غرض یہ تو بیرونی دشمنوں کا حال ہے۔ خود گھر کا حال اس سے بدتر ہے۔ اور اندرونی دشمن دوستی کے مدعی بن کر ان سے بھی زیادہ نقصان اور مضرت کا باعث ہو رہے ہیں۔

علماء جو دین کے ستون

اور نجات کا باعث سمجھے جاتے تھے۔ اُن کا یہ حال ہے کہ جب خدا نے عین سنت قدیمہ کے مطابق محض حق و حکمت سے عین ضرورت کے وقت ان مفاسد کی اصلاح اور انسداد کے واسطے ایک آسمانی سلسلہ قائم کیا اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی صداقت کے واسطے ہزاروں اقتداری نشانات ظاہر فرمائے ہیں۔ یہ لوگ جن کا بوجھ اس کے دین کے ستون بھی اور قرآن و حدیث کے علوم سے واقف و آگاہ ہونے کے زیادہ مستحق اس بات کے تھے کہ اس سلسلہ کی تائید کرتے اُلٹے دشمن اور استیصال چاہنے والے بن گئے۔ اور طرح طرح کے منصوبوں سے اس خدائی نور کے بجھا دینے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور ان کی عملی حالت ایسی ناگفتہ بہ ہے کہ حافظ شیرازی کا یہ شعر ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

شاید انہی علماء کے واسطے لکھا گیا تھا۔ پھر ان سے دوسرے طبقہ کے لوگ جو امراء ہیں اُن کا جو حال ہے وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔ وہ تو دین سے بالکل بے تعلق ہیں۔ اُن کو اپنے عیش و عشرت سے ہی فرصت نصیب نہیں۔ اگر فرصت نصیب ہو گی تو شطرنج کھیلنے بیٹھ جاویں گے۔ پھر اگر تیسرے طبقہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا جاوے جو کہ عوام ہیں تو اور بھی اسلام کی غربت اور نازک حالت پر رحم آتا ہے۔ جیل خانوں میں مسلمان بھرے پڑے ہیں۔ شراب خانوں میں مسلمان خراب ہو رہے ہیں۔ طوائف کے رنگ مسلمان کہلانے والے ہی بد حال ہیں۔ غرض ہر فسق و فجور اور معاصی اور گناہ کی مجلس میں غور سے دیکھو تو مسلمانوں کا نمبر

بڑھا ہوا ہے۔ جھوٹی گواہیاں دینا بھی مسلمانوں بلکہ خصوصاً نام کے مولویوں کا پیشہ ہی ہو گیا ہے۔ پھر باایں ہمہ ہم پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں اور طرح طرح کے الزام لگائے گئے ہیں۔ ہماری یہ خواہش ہے اور ہمیں اس بات کا اشتیاق ہے کہ صاحب اثر مسلمانوں کی ایک جماعت اس معاملہ کی تحقیقات تو کرے کہ آیا ہم پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں وہ سچے ہیں؟ کیا یہ سچ ہے کہ ہم نے قرآن اور رسول کو چھوڑ دیا ہے۔ اور نعوذ باللہ کوئی نیا دین بنا لیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ ہم انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں۔

شاہزادہ صاحب موصوف نے سوال کیا کہ آپ بجائے اس کے کہ قادیان میں ہی ہمیشہ قیام رکھیں دورہ کر کے پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں اگر پھر کر وعظ و تبلیغ کا کام کریں تو زیادہ مفید ہوگا۔

فرمایا - کہ اصل بات یہ ہے کہ تبلیغ کے وسائل ہر زمانہ میں مناسب وقت اور مناسب حال الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس زمانہ کی آزادی اگرچہ عمدہ چیز ہے مگر ساتھ ہی اس میں بعض نقائص بھی ہیں۔ آپ نے جو طریق فرمایا ہے ہم نے اس طریق تبلیغ کو بھی استعمال کیا ہے اور بعض مقامات میں اس غرض کے لئے سفر بھی کئے ہیں مگر اس میں تجربہ سے دیکھا ہے کہ اصل مقصد کما حقہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ دوران تقریر میں بعض لوگ بول اٹھتے ہیں۔ دو چار گالیاں بھی سنا دیتے اور شور و غوغا کر کے بدنظمی کا باعث ہو جاتے ہیں۔ اس لاہور میں ہی ایک دفعہ حالانکہ خود ہمارا اپنا مکان تھا اور پولیس وغیرہ کا بھی انتظام تھا مگر ایک شخص دوران تقریر میں عین بھری مجلس میں کھڑا ہوا۔ اور

منہ پر کھڑے ہو کر گالیاں

سنائیں۔ میاں محمد خان صاحب مرحوم جو کہ ہمارے بڑے مخلص اور محبت کرنے والے تھے اُن کو جوش آ گیا مگر ہم نے اُن کو بند کر دیا کہ ہمارے اخلاق کے یہ امر برخلاف ہے کہ اُسی قسم کا پہلو اختیار کیا جاوے۔ غرض لاہور میں۔ امرتسر میں۔ دہلی میں۔ سیالکوٹ وغیرہ میں ہم نے اچھی طرح سے آزما لیا ہے کہ یہ نسخہ فتنہ سے خالی نہیں۔ اور اس میں شر کا اندیشہ زیادہ ہے۔ چنانچہ امرتسر میں ہمیں پتھر مارے گئے۔ اور ایک پتھر ہمارے لڑکے کے بھی لگا۔ بعض دوستوں کو جوتیاں بھی لگیں۔ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین۔ پس آزمودہ نسخہ کو ہم اب دوبارہ کیسے آزما سکتے ہیں۔ پھر دوسرا بڑا

نقص یہ ہے کہ زبانی گفتگو میں نقل کرنے والے جو اُن کا دل چاہے کر لیں اور چاہیں تو رائی کا پہاڑ بنا لیں۔ قلم اُن کے ہاتھ میں ہے۔ پھر بعض شریر النفس لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ دو دو گھنٹے تک اُن کو سمجھایا جاتا ہے۔ مگر چونکہ اُن زبانی تقریروں میں انسان کو سوچنے کا بہت کم موقع ملتا ہے اور زبانی تقریریں صرف آنی اور فوری ہوتی ہیں اُن کا اثر دیرپا نہیں ہوتا اس واسطے مجبوراً اس راہ سے اجتناب کرنا پڑا۔ اور سلسلہ تحریر میں ہم نے اتمام حجت کے واسطے مفصل طور سے ستر پچھتّر کتابیں لکھی ہیں اور اُن میں سے ہر ایک جداگانہ طور سے ایسی جامع ہے کہ اگر کوئی طالب حق اور طالب تحقیق اُس کا غور سے مطالعہ کرے ممکن نہیں کہ اُس کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ذخیرہ ہم نہ پہنچ جاوے۔ ہم نے اپنی عمر میں ایک بھاری ذخیرہ معلومات کا جمع کر دیا ہے۔ اور جہاں تک ممکن تھا۔ اُن کی اشاعت بھی کی گئی ہے۔ اور دوست اور دشمنوں نے اُن کو پڑھا بھی ہے۔

زبانی تقریر کا عرصہ کم ہوتا

ہے۔ انسان کو اس میں تدبر کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ بلکہ بعض جوشیلی طبیعت کے آدمیوں کو سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ تو اپنے خیالات کے خلاف سنتے ہی آگ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے منہ میں جھاگ آنے لگ جاتا ہے۔ برخلاف اس کے کتاب کو انسان ایک الگ حجرے میں لیکر بیٹھ جاوے تو تدبر کا بھی موقعہ ملتا ہے اور چونکہ اس وقت مدمقابل کوئی نہیں ہوتا اس واسطے خالی الذہن ہو کر سوچنے کا اچھا موقع ملتا ہے۔

مگر باایں ہمہ ہم نے دوسرے پہلو کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور اس غرض کے واسطے مختلف شہروں میں گئے تبلیغ کی ہے۔ بعض مقامات میں تو ہمارا اینٹ پتھروں سے بھی مقابلہ کیا گیا ہے۔ ابھی آپ کے نزدیک تبلیغ نہیں کی گئی۔

ہم نے اپنی زندگی میں کوئی کام دنیوی نہیں رکھا۔ ہم قادیان میں ہوں یا لاہور میں جہاں ہوں ہمارے انفاس اللہ ہی کی راہ میں ہیں۔ معقول رنگ میں اور منقولی طور سے تو اب

ہم اپنے کام کو ختم کر چکے ہیں

کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔ البتہ اب تو ہماری طرف سے دعائیں باقی ہیں۔ خدا نے بھی کوئی امر باقی اُٹھا نہیں رکھا۔ معجزات اس کثرت اور ہیبت سے دکھائے ہیں کہ دوست

دشمن اُن کی عظمت اور شوکت کو مان گئے ہیں۔ اب اگر کوئی ہدایت نہ پاوے تو یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں ہے۔ انک لا تھدی من احببت

خدا کے سلسلے کو ہتک اور خفت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہئے۔ اس نے **بہت بڑا** ارادہ کیا ہے۔ اسلام کی خیر اسی میں ہے۔ ایک دفعہ ہم دہلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے **تیرہ سو برس** سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آں حضرت صلعم کو مدفون اور حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ نسخہ تمہارے لئے مفید ہوا یا مضر اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ ہر قوم اور ہر فرقے میں سے سید۔ مغل۔ پٹھان۔ قریشی وغیرہ۔ یہ تو حضرت عیسیٰؑ کو بار بار زندہ کہنے کا نتیجہ ہے۔ مگر اب ایک دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں۔ وہ استعمال کر کے دیکھو۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو (جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اور رسول کریمؐ نے فعلی شہادت دے دی) وفات شدہ مان لو۔ ان میں ایک شخص جو کہ لمبے قد کا تھا وہ بولا کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ آپ اپنا کام کئے جاویں۔ میں نے آپ کا طریق سمجھ لیا ہے۔ واقع میں اسلام کی خیر اسی میں ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے حق میں توفی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رویت سے فعلی شہادت دی کہ اُنکو معراج کی رات مردوں کے ساتھ دیکھا۔ بھلا زندوں کو مردوں سے کیا تعلق۔ حضرت عیسیٰؑ اگر زندہ ہوتے تو اُن کے واسطے تو کوئی الگ کوٹھڑی چاہیئے تھی نہ یہ کہ وہ بھی مردوں کے ساتھ ہی رہیں۔ توفی کا لفظ بجز وفات کے جسم عنصری سے آسمان پر چڑھ جانے کے ہرگز قرآن شریف سے کوئی ثابت نہ کر سکے گا۔ دیکھو یہی لفظ توفی کا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں قرآن شریف نے بولا ہے۔

اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی یہی لفظ توفی ہی آیا ہے۔ توفنی مسلما والحقنی بالصلحین۔ اب جائے غور ہے کہ اوروں کے واسطے تو یہی لفظ موت پر دلالت کرے مگر حضرت عیسیٰؑ کے حق میں اگر آ جاوے تو اس میں کچھ ایسی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے معنے بجائے موت کے جسم عنصری سے آسمان پر چڑھ جانے کے ہو جاتے ہیں۔

سب سے پہلا اجماع جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوا وہ وفات عیسیٰؑ کے مسئلہ پر ہے۔ ایک دفعہ

مفتی محمد صادق صاحب جو کہ ایک بڑے مخلص مرید ہیں۔ اُن کو ایک بشپ پادری سے زندہ رسول کے مسئلہ پر مباحثہ کرنے کا موقع ملا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ لاہور میں ایک لارڈ بشپ نے ایک بڑے بھاری مجمع میں یہ بیان کیا کہ مسلمانوں کا رسول (نعوذ باللہ) زندہ نبی کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ زندہ نبی حضرت عیسےٰؑ ہی ہیں۔ مسلمانوں کے

رسول مدینے میں مدفون

اور مسیح زندہ آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اب مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم ہی سوچو اور فیصلہ کرو کہ افضل ان میں سے کون ہے۔ مسلمان بیچاروں کے پاس اس سوال کا کیا جواب تھا؟۔ اتفاق سے مفتی محمد صادق صاحب اس جلسہ میں موجود تھے۔ اُنھوں نے یہ حال دیکھ کر غیرت اسلامی کے تقاضا اور جوش سے اُٹھ کر کہا کہ میں آپ کے اس سوال کا جواب دیتا ہوں۔ چنانچہ اُنھوں نے حضرت مسیح کی وفات کو بیان کر کے کہا کہ قرآن شریف میں حیات مسیح کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ قرآن شریف اُن کو بار بار انبیاء کی طرح وفات شدہ قرار دے چکا ہے یہ جواب سُن کر وہ بشپ دنگ رہ گیا۔ اور کوئی جواب اس سے بن نہ آیا۔ صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ معلوم ہوتا ہے

تم مرزائی ہو

ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے ہمارے مخاطب عام مسلمان ہیں۔ اس واقعہ نے ہمارے دشمنوں کے دلوں پر بھی اثر کیا اور اندر ہی اندر وہ ملزم ہو گئے اور اُن کو یقین ہو گیا کہ آج اگر کوئی عیسائیوں پر غالب آسکتا ہے تو وہ یہی فرقہ ہے۔ اور لوگوں نے متفق اللفظ یہ کہا کہ اگرچہ

ہیں تو کافر مگر آج اسلام کی عزت

انہی لوگوں نے رکھ لی ہے۔ فرمایا کہ قربان جائیے ایسے کفر کے جو اسلام کی اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا باعث ہو۔

ہمیں یاد رکھو کہ دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی غریب مسافر گٹھڑی باندھے سفر کو تیار بیٹھا ہوتا ہے۔ دُنیا کے بہت سے لوگ اپنے زندگی کے ٹھیک نہیں ہوتے۔ دیکھو دنیا میں طرح طرح کے آفات کیسے خطرناک حملے کر رہے ہیں۔ طاعون ہے۔ زلزلے ہیں۔ قحط ہے ان کے علاوہ اور سینکڑوں آفات ارضی و سماوی ہیں ان کے ہوتے ہوئے انسان بےفکر کیسے ہو سکتا ہے دیکھو یہی طاعون جو ہماری صداقت کا ایک زبردست

نشان ہے ... کہ اس زمانہ کی خبر اس وقت دی گئی تھی جبکہ پنجاب میں اس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور یہ کوئی ہمارا صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ بار بار ہم نے اس کے متعلق اپنی کتابوں اور سلسلہ کے اخباروں میں لکھ کر دنیا کو اطلاع دی تھی کہ خطرناک طاعون ملک میں پھیلنے والا ہے ہر ایک کو چاہیئے کہ قبل اس کے کہ وہ وارد ہو جاوے

توبہ استغفار میں مصروف

ہو جاؤ اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کر لو۔ مگر بہت تھوڑے تھے جنھوں نے ہماری بات کو سچا جانا اور اس کی طرف توجہ کی۔ ہم نے دیکھا کہ ملک کے مختلف حصوں میں بعض لوگ سیاہ رنگ کے درخت لگا رہے تھے۔ اُن سے پوچھا گیا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ درخت طاعون کے ہیں۔ اور پھر ایک ہاتھی کا سا جانور جس کی اعضاء مختلف حیوانات سے مشابہ تھے اور مجموعی شکل ہاتھی سے مشابہ تھی دیکھا وہ ہاتھی ایک بن میں کبھی ادھر اور کبھی اُدھر مختلف سمتوں میں جاتا تھا اور مختلف قسم کے جنگلی جانوروں مثل ہرن۔ بکری۔ سانپ۔ خرگوش وغیرہ وغیرہ پر حملہ کرتا اور اُن کو کھا جاتا۔ جب وہ حملہ کرتا تو جانوروں کے شور وغل سے ایک قیامت کا شور بپا ہو جاتا۔ اور اس کے ہڈیوں وغیرہ کے چبانے کی آواز ہم سنتے تھے۔ ایک طرف سے فارغ ہو کر وہ ہمارے پاس آجاتا اور اس کے چہرہ سے بڑے حلم اور عزت کے آثار نمایاں تھے اور گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زبان حال سے کہتا ہے کہ

میرا اس میں کیا قصور ہے

میں تو مامور ہوں مجھے جو حکم ہوتا ہے اُس کی تعمیل کرتا ہوں۔ تھوڑی دیر ہمارے پاس ٹھہرنے کے بعد پھر دوسری طرف جاتا اور وہاں بھی پہلے کی طرح عمل کرتا۔ اور پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے۔ ایک طرف تو وہ جنگلی جانوروں کو کھاتا اور دوسری طرف ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا کے نازل شدہ غضب سے وہ خود بھی ہیبت زدہ تھا۔

یہ باتیں ہم نے آج نہیں بنا لیں۔ بلکہ یہ اُس وقت کی ہیں کہ جب طاعون کا ملک میں نام و نشان بھی نہ تھا۔ کیا اس قسم کی

غیبی پیشگوئیاں انسان کی طاقت

ہیں؟ اور انسان ایسے غیب کے بتانے پر قادر ہو سکتا ہے؟ غور کرو کہ یہ کس قسم کا افترا ہے جو

عین دعوے کے مطابق ظہور پذیر ہو کر صدق دعوے کی ایک زبردست اور لاجواب دلیل بن گیا ہے۔

پھر زلزلہ کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت خبر دی تھی۔ زلزلہ کا دھکا اور عفت الدیار محلھا و مقامھا۔ دیکھو پھر کیسا زلزلہ آیا اور کیسی کیسی تباہیاں دنیا میں واقع ہوئیں۔ ذرا کانگڑہ کے مندر کے حالات ہی غور سے پڑھ سُن لیے جاویں تو اس پیشگوئی کی عظمت اور ہیبت معلوم ہوگی۔ کیا یہ انسان کا کام ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ بس اگر یہ خدا کا کلام ہے۔ تو پھر کیوں خدا کے مقابلہ میں ایسی جرات اور دلیری کی جاتی ہے۔

میں کمزور اور ایک عاجز انسان

ہوں۔ مگر خدا جس سے چاہے کام لے لے یہ اُس کی بندہ نوازی ہے۔ کسی کا حق نہیں کہ خدا کے فعل پر اعتراض کرے۔ زمانہ آگیا تھا۔ اور تمام اہل اللہ نے اس وقت کی خبر دی تھی۔ حجج الکرامہ میں بہت سے اولیاء اللہ اور اہل کشف لوگوں کے اقوال کے حوالے درج کر کے صدیق حسن خان نے یہ ثابت کیا ہے کہ جتنے بڑے بڑے اولیاء اور صاحب کشف لوگ تھے تمام نے متفق طور سے یہی خبر دی ہے کہ آنے والا مہدی اور مسیح موعود چودھویں میں ہی آوے گا۔ چودھویں صدی سے آگے کوئی بھی نہیں بڑھا۔ پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ "کاش وہ میرے زمانہ میں پیدا ہوں۔ تو میں اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا دوں۔ ورنہ میں اپنی اولاد کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس کو یاد رکھیں اور میرا سلام پہنچاویں"۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو بہت کم توفیق قبول الحق کی ملتی ہے۔ کیونکہ سنت اللہ یہی ہے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے زمانہ سے پہلے ایک شخص بڑے زور سے وعظ کیا کرتا تھا کہ لوگو نبی آخر الزمان آنے والے ہیں۔ اُن کی آمد کے تمام نشانات اور لازم پورے ہو گئے ہیں مگر خدا کی شان کہ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو اول المکذبین ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم زمانہ ہونا بھی ایک فخر اور تکبر بےجا پیدا کر دیتا ہے۔ جو قبول ہدایت سے محرومی کا باعث ہو جاتا ہے۔ صدیق حسن نے بھی ہماری کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا اور بے ادبی کی تھی مگر

بہت دن نہ گذرے کہ خدائی عتاب میں

ملازمان ڈاک کی عام شکایتیں

قابل توجہ افسران ڈاک

راضی ہوں بہ رضائے خدا است۔ کس نہ دیدم کہ گم شد از رہ راست

(۱) عام شکایت جو کہ لوکل پوسٹ آفس اور آر۔ ایم۔ ایس والوں سے سُنی جاتی ہے۔ وہ کام کی زیادتی اور اسٹاف کی کمی ہے کہ جس کی وجہ سے اکثر ملازمین کو ڈبل ڈیوٹی کچھ عرصہ تک بلا کسی ایلاونس کے عرصہ تک کرنی پڑتی ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تھک کر بیمار ہو جاتے ہیں اور سک رپورٹ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

(۲) عام شکایت حقدار ہونے پر بھی وقت ضرورت کے رخصت کا نہ ملنا ہے کہ جس سے ملازمین کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور وہ نوکری کو ایک قید سمجھتا ہے۔

(۳) عام شکایت ہے کہ رخصت کی تنخواہ رخصت کے ایام میں نہیں ملتی بلکہ اُس وقت ملتی ہے کہ جب ملازم اپنی ڈیوٹی پر واپس آتا ہے۔ کہ جس سے اس کو خرچ خانگی کے چلانے میں بڑی دقت کا سامنا ہوتا ہے۔

(۴) عام شکایت ہے کہ اس محکمہ میں اکثر انگریزی تہواروں کی تعطیلیں ہوتی ہیں اور ہندو و مسلمان کے تہواروں کی مثل دیگر محکموں اسکول و کچہری وغیرہ کے نہیں ہوتیں۔

(۵) عام شکایت ہے کہ رخصت کے موقعہ پر سفر خرچ ملازم کو نہیں ملتا جیسا کہ ریلوے میں پاس وغیرہ کا قاعدہ ہے۔

(۶) ہرکاران و دیہاتی چٹھی رساں کو عام شکایت ہے۔ کہ ہم کو جاڑے۔ برسات میں میلوں کی مسافت بدشواری طے کرنی پڑتی ہے لیکن کوئی وردی ان موسموں کی شدت کے بچاؤ کے لئے مثل پولیس باران کوٹ اور کوٹ وغیرہ کے نہیں ملتی اور جو وردی سرکار نے تجویز کر رکھی ہے وہ بھی اپنے داموں سے بنانی پڑتی ہے جبکہ قلیل تنخواہیں سفر میں بمشکل کنبہ کا گذر ہوتا ہے کیا خوب ہو کہ سرکار حسب دستور سابقہ ان غربا کو وردی عنایت کیا کرے۔

(۷) عام شکایت جو اکثر پوسٹمین معمولی ماہوار کے برانچ و سب پوسٹ ماسٹران کی جانب سے سُنی جاتی ہے۔ وہ کمیشن ٹکٹ ڈاک کی موقوفی پر اضافہ کا نہ ملنا ہے۔ جب کہ ان کو ٹکٹ ڈاک بدستور فروخت کرنے پڑتے ہیں۔ خصوصاً ایسے دفاتر میں کہ جہاں ان کی فروختگی سو دو سو روپیہ ہے کہ جس کا [illegible] ماہوار تک کمیشن پڑتا ہے کہ جس کے نہ ملنے سے اُن کو [illegible] نقصان بالکل عیاں ہے۔ پس امید کہ افسران ڈاک ضرور ایسے مستحق ملازمین کی تنخواہ کے اضافہ پر بھی غور فرمائیں گے کیونکہ ابھی تک کمیشن کی موقوفی پر بڑی تنخواہ کے ملازمین کو ہی کچھ اضافہ ملا ہے۔ (راقم ایک داد خواہ۔ کے۔ آر۔ پی سب پوسٹ ماسٹر)

قسمت کو دیکھنا کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند۔ دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

کمیشن بند ہونے نے تو کم تنخواہ والوں کو حیران اور ششدر کر دیا۔

لیکن سرکار نے پھر مردہ دلوں کو تازگی دی کہ تنخواہ بڑھ جائیگی [illegible] دو لاکھ کی منظوری نے وہ وہ خیالات دیئے کہ اس ماہ میں ترقی ہوگی۔ قریباً سال بھر ہوگیا۔ آنکھیں بھی پتھرا گئیں۔ کمیشن بھی نہ رہا اور اضافہ تنخواہ بھی عنقا ہوگئے۔ امید جاتی رہی۔ بڑی تنخواہ والوں میں حصے ہو گئے۔ لیکن غریب کم تنخواہ والے جن کو ایک روپیہ ہی اضافہ اکثر کا کام دیتا ہے۔ منہ دیکھتے رہ گئے۔ لیکن کم تنخواہ والے جن کو ترقی نصیب نہیں ہوئی ہے کیا بڑی تنخواہ والوں سے محنت اور مشقت کم کرتے ہیں۔ نہیں بلکہ جو کچھ ہے سب خوب۔ ڈائرکٹر جنرل صاحب بہادر جن کا نام نامی نوشیروان کی طرح مشہور ہے ملتمس ہوں کہ ان غریب ملازمان کے حال پر ترحم فرما کر ان کی دلی مراد کو پورا کریں تاکہ یہ غریب بھی دلی مراد کو پہنچکر حضور کے جان و مال کو دعائیں دیتے رہیں۔ (غلام محمد)

گلدستہ اخبار

تازہ ریلوے حادثہ:۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے سے ایک خطرناک حادثہ کی خبر موصول ہوئی ہے جو غازی آباد و مراد آباد برانچ لائن پر ۶ ماہ حال کو علی الصباح ۲ بجے کے قریب متصل سٹیشن ڈبیا واقع ہوا ہے۔ دونوں طرف سے مسافر گاڑیاں آ رہی تھیں جبکہ ٹکر واقع ہوئی۔ بہت سے مسافر مر گئے اور زخمی ہوئے۔ انجن کے تمام ملازم مر گئے۔ گاڑی کو آگ لگ گئی۔ مال اور جان کا از حد نقصان ہوا۔ دونوں گاڑیاں چکنا چور ہو گئیں۔ میرٹھ سے سول سرجن طلب کیا گیا۔ غازی آباد کا شفاخانہ زخمیوں سے بھرا ہوا ہے۔ کئی گاڑیاں آگ سے جل گئیں۔ ایک برات میں سے صرف ایک آدمی بچا۔ ایک بوگی گاڑی سیدھی کھڑی ہو گئی ہے اور ایک ستون سا معلوم ہوتی ہے۔ بعد کی خبر یہ ہے کہ غازی آباد کے شفاخانہ میں ۹۸ زخمی ہیں۔ اور دونوں ٹرینوں کی چھ چھ گاڑیاں جل گئی ہیں۔ جن میں سے دو آدمی بچ نکلے ہیں۔ کھتولی سے خبر آئی ہے کہ کثیر التعداد لاشیں غازی آباد کو لائی گئی ہیں۔ اور زخمی جب غازی آباد کے شفاخانہ میں نہیں سما سکے تو انھیں دہلی بھیجا گیا۔

کابل کی خبریں:۔ اخبار ٹریبون کا نامہ نگار شملہ سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے کہ مجھے اچھے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ امیر صاحب راہی ملک بقا نہیں ہوئے لیکن وہ بیمار ہیں۔ اسی وجہ سے وہ عہدنامہ روس پر دستخط نہیں کر سکے۔ تاہم یہ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ شرائط عہدنامہ کو پسند کرتے ہیں لیکن وہ ظاہرہ طور پر اپنی رضامندی کا اظہار کرنے سے معذور رہیں۔ کیونکہ خصوصاً اُن کی بڑی بیگم صاحبہ اور سردار نصر اللہ خان اس کے مخالف ہیں۔ آخرالذکر کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ افغانوں کو مہمندیوں کے ساتھ شامل ہونے کے لئے ترغیب دیتے ہیں۔ اور ملانوں کے ہاتھ میں ہیں لیکن اخبار انڈین ڈیلی نیوز کا نامہ نگار الہ آباد راوی ہے کہ امیر صاحب نے عہدنامہ مذکور کو منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ریلوے سورٹروں میں بے چینی:۔ الہ آباد سرکل کے ریلوے میل سروس کے سورٹروں میں سخت بے چینی پھیل رہی ہے اسی سے زیادہ آدمیوں نے انسپکٹر جنرل کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا ہے۔ اس میں انھوں نے یہ شکایت کی ہے کہ ترقی کے وقت ان کے حقوق بالکل نظر انداز کر کے باہر کے آدمیوں کو اور بسا اوقات نئے اور غیر مستحق آدمیوں کو محض نگران افسر کا منظور نظر ہونے کی وجہ سے ترقی ملجاتی ہے اور مستحق آدمیوں کی دیرینہ اور قیمتی خدمات کا خواہ وہ ہندوستان سے باہر کے ہی کیوں نہ ہوں بالکل خیال نہیں کیا جاتا۔ اس شکایت کو کئی صورتوں سے ثابت کیا گیا ہے میموریل اس طرح ختم ہوا ہے۔ آپ کے میموریل دہندگان یہ میموریل پیش کرنے میں بہت سخت خطرے میں پڑے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے نگران افسران کے ہاتھ سے انہیں سخت تکالیف اور نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ اور خوف ہے کہ انھیں دور دراز اور غیر صحت بخش مقامات پر تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ آئندہ کوئی آپ کی خدمت میں اس قسم کے میموریل بھیجنے کی ہمت نہ کر سکے۔

نتیجہ کیا ہوا۔ اس میموریل کا تو ابھی کچھ نتیجہ نہیں ہوا مگر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جو شخص میموریل دہندگان کا سرغنہ خیال کیا جاتا ہے اسے آسام تبدیل کرنے کی فکر ہو رہی ہے صرف یہی نہیں بلکہ جسمانی طور پر بھی حال ہی میں اسے ایذا پہنچائی گئی ہے ایک روز علی الصباح وہ گنگا جی جا رہا تھا۔ رستہ میں ایک آدمی ملا اور اُس نے اس کا نام پوچھا نام بتلانے پر پیچھے سے ایک دوسرے آدمی نے اس کے سر پر لٹھ دیا اور دونوں رفوچکر ہو گئے۔ لٹھ فقط ایک کونے پر پڑا اس لئے بہت چوٹ نہ آئی مگر سر پھوٹ ہی گیا۔ شبہ ہوتا ہے کہ جن اشخاص کو اس میموریل کی وجہ سے نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ ان میں سے کسی کی یہ کارگزاری ہے۔ افسران بالادست کو فوراً اس معاملہ کی تحقیقات کر کے حقداروں کو حق پہنچانا چاہیئے۔ حقداروں کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنا ہی ہندوستان کی اصلی بے چینی کی وجہ ہے۔

خالصہ ہائی سکول گوجرانوالہ کے بورڈنگ ہوس کی تعمیر کے لئے گورنمنٹ پنجاب نے دس ہزار روپیہ عطا کیا۔ گورنمنٹ کی اس امداد کی تمام سکھ قوم مشکور ہے۔

حجاز ریلوے:۔ مکہ معظمہ تک حجاز ریلوے کے پہنچانے کے لئے تقریباً ۲۰ ملین فرانک درکار ہیں۔ مگر فنڈ میں صرف ۸ ملین فرانک ہیں۔ تازہ ترین رپورٹ مظہر ہے کہ آخر جون تک لائن مدینہ منورہ تک پہنچ جائے گی۔ کیونکہ فاصلہ سو کیلومیٹر سے بھی کم رہ گیا ہے۔

قاہرہ کا ایک تار مظہر ہے کہ مسٹر سکاٹ سونکلیف ڈپٹی انسپکٹر صوبہ نیل از رفتہ مقام مسالمیہ کے قریب قتل کیا گیا۔ گورنر صوبہ تھوڑی سی فوج لیکر موقعہ واردات

انوار احمد پرنٹر [illegible] کے اہتمام سے [illegible] شائع ہوا

قیمت پیشگی سالانہ

نوٹ۔ بیعہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا تینوں میں ڈاک اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

دارالامان کو شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ

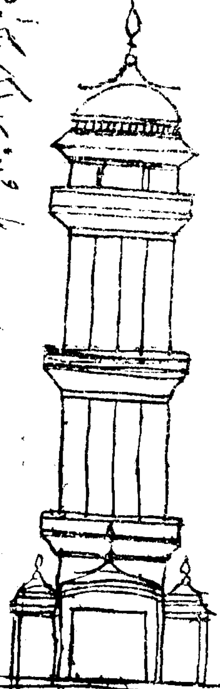

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی تک لاہور میں مقیم ہیں مخالفین حق نے اپنے پورے زور اور طاقت کے ساتھ نور اللہ کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کی اور جلسوں پر جلسے کئے مگر خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ **حق اپنی برکتوں کیساتھ روشن ہو**۔ بہت سے لوگ حضرت حکیم الامۃ کے درس میں جو لاہور ہی میں ہوتا ہے آکر شامل ہوتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مختلف مقامات سے احباب نے حاضر ہو کر استفادہ فرمایا۔ ابھی تک واپسی کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔

۲۔ ۱۵ اور ۱۶ مئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی رات کو ۱۰ بجے بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر جو اس سلسلہ کے بڑے ہی مخلص اور سرگرم ممبر تھے قادیان ہی میں آکر فوت ہو گئے۔ مرحوم کئی سال سے بعارضہ سل بیمار تھے کئی مرتبہ اس مرض کے دورے ہوئے اور آرام ہو ہو گیا اس مرتبہ ایسے گرے کہ پھر نہ اٹھے مرحوم کو حضرت اقدس کے ساتھ خاص **محبت** اور اخلاص تھا اور خود حضرت حجۃ اللہ بھی اُن کی اس ارادت اور عقیدت کی قدر فرماتے تھے۔ مرحوم جہاں کہیں رہے سلسلہ کی اشاعت میں سرگرم رہے اس کام میں انھوں نے تکالیف بھی اٹھائیں مگر ایک دم کیلئے بھی پروا نہ کی۔ اگرچہ مرحوم نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی مگر بہت سی روحیں اُن کے لئے باقیات الصالحات کا کام دینگی جن کے لئے اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے وہ ذریعہ ہدایت ہوئے۔ مرنے والے میں بہت سی خوبیاں تھیں اور وہ احمدیت کا ایک درخشندہ نمونہ تھے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ اور اپنی زندگی کی اصل غرض کو پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج میں ترقی بخشے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۴۔ مئی ۱۹۰۸ء بعد عصر بمقام لاہور

جماعت کو نصیحت

فرمایا ملاقات سے غرض یہی ہوتی ہے کہ امر دین کے متعلق کچھ سوچا جاوے۔ میں بار بار اور کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ظاہر نام میں تو ہماری جماعت اور دوسرے مسلمان دونو مشترک ہیں۔ تم بھی مسلمان ہو۔ وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ تم کلمہ گو ہو وہ بھی کلمہ گو ہیں تم بھی اتباع قرآن کا دعوے کرتے ہو وہ بھی اتباع قرآن ہی کے مدعی ہیں۔ غرض دعووں میں تو تم اور وہ دونوں برابر ہو۔ مگر اللہ

صرف دعووں سے خوش نہیں ہوتا

جب تک کوئی حقیقت ساتھ نہ ہو۔ اور دعوے کے ثبوت میں کچھ عملی ثبوت اور تبدیل حالت کی دلیل نہ ہو۔ اس واسطے **اکثر اوقات مجھے اس غم سے سخت صدمہ پہنچتا ہے** ظاہری طور سے جماعت تعداد میں تو بہت ترقی ہو رہی ہے۔ کیا خطوط کے ذریعہ سے اور کیا خود حاضر ہو کر دونوں طرح سے سلسلہ بیعت میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ آج کی ڈاک میں بھی ایک لمبی فہرست بیعت کنندگان کی آئی ہے۔ لیکن بیعت کی حقیقت سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہئے اور

اسپر کاربند ہونا چاہئے - اور

بیعت کی حقیقت یہی ہے

کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوف خدا اپنے دل میں پیدا کرے - اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھا دے - اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فایدہ نہیں - بلکہ یہ بیعت پھر اس کے واسطے اور بھی باعث عذاب ہوگی - کیونکہ معاہدہ کر کے جان بوجھ اور سوچ سمجھ کر نافرمانی کرنا سخت خطرناک ہے -

میں خوب جانتا ہوں کہ ان باتوں کا کسی دل میں پہنچا دینا میرا کام نہیں - اور نہ ہی میرے پاس کوئی ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ میں اپنی بات کسی کے دل میں بٹھا دوں - مگر یہ معاملہ مجھ سے ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء اسی راہ پر آئے ہیں - انک لا تہدی من احببت یہ ارشاد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوتا ہے - اب اور کون ہے - جو اپنی مرضی سے کسی کو ہدایت پر قائم کر سکے نصیحت کرنا اور بات پہنچانا ہمارا کام ہے -

یوں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے بعض اوقات جماعت کا اخلاص محبت اور جوش ایمان دیکھکر خود ہمیں تعجب اور حیرت آتی ہے - اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں - ہزارہا انسان ہیں جنھوں نے محبت اور اخلاص میں تو بڑی ترقی کی ہے مگر بعض اوقات

پرانی عادات یا بشریت کی کمزوری

کی وجہ سے دنیا کے امور میں ایسا وافر حصہ لیتے ہیں کہ پھر دین کی طرف سے غفلت ہو جاتی ہے - ہمارا مطلب یہ ہے بالکل ایسے پاک اور بے لوث ہو جاویں کہ دین کے سامنے امور دنیوی کی حقیقت نہ سمجھیں - اور قسما قسم کی غفلتیں جو خدا سے دوری اور مہجوری کا باعث ہوتی ہیں وہ دور ہو جاویں - جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اس وقت تک حالت خطرناک ہے - اور قابل اطمینان نہیں - کیونکہ جب تک ان باتوں کا ذرہ بھی وجود موجود ہے تو اندیشہ ہے اور ایک دبدہ لگی رہتی ہے کہ کسی وقت یہ باتیں زور پکڑ جاویں اور باعث حبط اعمال ہو جاویں - جب تک ایک قسم کی مناسبت پیدا نہیں ہوتی - تب تک حالت قابل اطمینان نہیں ہوتی -

موت کا کوئی وقت نہیں

آئے دن طاعون - ہیضہ - زلازل - وبائیں - قحط اور اور طرح کے امراض انسان پر حملہ کر رہے ہیں - اور اگر یہ بھی نہ ہوں تب بھی بعض اوقات خدا تعالےٰ کی ناگہانی گرفت اس طور سے انسان کو آدبانی ہے کہ پھر سمجھ ہی نہیں پڑتا - پس ضروری ہے کہ جو اقرار کیا جاتا ہے کہ میں

دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا

اس اقرار کا ہر وقت مطالعہ کرتے رہو - اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کا زندہ نمونہ پیش کرو - عمر کا اعتبار نہیں - دیکھو ہر سال میں کئی دوست ہم سے جدا ہو جاتے ہیں - اور کئی دشمن بھی چل بستے ہیں - خدا نے بعض خوفناک خبریں دی ہیں اور وہ اپنی بات میں سچا ہے - اُن سے اور بھی خوف آتا ہے - وہ بہت ہی خطرناک ہیں - رنگارنگ کے خوف احاطہ کئے ہوئے ہیں -

طاعون نام ہے مری کا - لغت میں ہے الطاعون - الموت - کسی کو کیا معلوم کہ خدا کا کب غضب بھڑکنے والا ہے - خدا محفوظ رکھے - ممکن ہے کہ ایسا شدید ہو کہ جس کی برداشت ہی نہ ہو - قاعدہ کی بات ہے جیسا کہ ہم نے کل بھی بیان کیا تھا کہ جب کوئی عذاب اور قہر الٰہی خود ہو جاتا ہے - ہیضہ یا طاعون - وبا ہو یا قحط - تو لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں چہروں پر خوشی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں - اور جان لیتے ہیں کہ وقت جاتا رہا - پھر اس طرح سے دل سخت ہو جاتے ہیں - مگر تمہارا یہ کام ہونا چاہئے کہ خدا کے آئندہ وعدوں کو یاد کر کے

ترساں ولرزاں رہو

اور قبل از وقت سنبھل جاؤ - نت نئی توبہ کرو - جو توبہ کرتا ہے وہ نیکی کیطرف رجوع کرتا ہے - اور جو توبہ نہیں کرتا وہ گناہ کی طرف جاتا ہے - حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرتا ہے - توبہ نہ کرنے والا گناہ کی طرف جھکتا ہے اور گناہ آہستہ آہستہ کفر تک پہنچا دیتا ہے - تمہارا کام یہ ہے کہ کوئی ملکہ الامتیاز بھی تو پیدا کرو - تم میں اور تمہارے غیروں میں اگر کوئی فرق پایا جاوے گا تو جب ہی خدا بھی نصرت کرے گا ورنہ بنی اسرائیل کی طرف دیکھ لو کہ جب اُن میں اور اُن کے غیر میں فرق نہ پایا گیا تو باوجودیکہ حضرت موسےٰ اُن میں موجود تھے کافروں سے کیسی ذلت کی ہزیمت اٹھائی - ان کے مقابل میں ایک کافر کی تائید کی - اور اُن کو سزا دی - نبی موجود - کتاب موجود - احکام موجود - باایں اُنھوں نے خلاف کیا آخر کافروں سے بھی شکست کھائی - کافر تو احکام الٰہی سے بے خبر ہوتے ہیں - وہ ایسے مواخذہ کے قابل نہیں ہوتے - جیسے کوئی مان کر - جان پہچان کر خلاف ورزی احکام کرنے والا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

تقویٰ طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والے خدا کی حمایت میں ہوتے ہیں - اور وہ ہر وقت نافرمانی کرنے سے ترساں ولرزاں رہتے ہیں -

آج کل دنیا کا اصول منافقانہ زندگی بسر کرنا ہو گیا ہے اول اول انسان انسان سے نفاق کرتا ہے اور منافقانہ رنگ میں ہاں میں ہاں ملاتا ہے - حالانکہ دلوں میں کدورت اور رنج وبغض بھرا ہوتا ہے - پھر یہ عادت ترقی کرتے کرتے ایسی بڑھتی ہے کہ خدا سے بھی منافقانہ تعلق کرنا چاہتا ہے - اور خدا کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے - حالانکہ جانتا ہے کہ خدا علیم بذات الصدور ہے - دل سے تو مومن ہوتا نہیں مگر خدا کے آگے مومن بننا چاہتا ہے بھلا خدا کسی کے دھوکے میں آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں - دیکھو تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالےٰ صرف ایک متقی انسان کی خاطر دوسروں پر بھی رحم کرتا ہے - اور اس کے اہل وعیال - خویش واقارب اور متعلقین پر بھی اثر پڑتا ہے - اور اسی طرح سے اگر جرائم اور فسق وفجور کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کا اثر بھی پڑتا ہے - غرض

خدا سے ڈرنا اور متقی بننا

بڑی چیز ہے - خدا اس کے ذریعہ سے ہزار آفات سے بچا لیتا ہے - بجز اس کے کہ خدا تعالےٰ کی حفاظت اسکے شامل ہو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بلا نہیں پکڑے گی اور کسی کو بھی مطمئن نہیں ہونا چاہئے - آفات تو ناگہانی طور سے آجاتے ہیں کسی کو کیا معلوم کہ رات کو کیا ہوگا لکھا ہے کہ ایک بار آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے سے پہلے بہت روئے - اور پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا - عباد اللہ خدا سے ڈرو - آفات اور بلیات چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں بجز اس کے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہو جاؤ - استغفار اور توبہ کا یہ مطلب نہیں جو آجکل لوگ سمجھے بیٹھے ہیں - استغفر اللہ - استغفر اللہ کہنے سے کوئی فایدہ نہیں ہو سکتا جبکہ اس کے معنے بھی کسی کو معلوم نہیں - استغفر اللہ ایک عربی زبان کا لفظ ہے ان لوگوں کی تو چونکہ یہ مادری زبان تھی اور وہ

اس کے مفہوم کو اچھی طرح سے سمجھے ہوئے تھے۔ استغفار کے معنے یہ ہیں کہ خدا سے اپنے گذشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا۔ اور آیندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔

استغفار انبیاء بھی کیا کرتے ہیں۔ اور عوام بھی۔ بعض نادان پادریوں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے استغفار پر اعتراض کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اُن کے استغفار کرنے سے نعوذ باللہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گناہ کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ استغفار تو ایک اعلیٰ صفت ہے۔ انسان فطرتاً ایسا بنا ہے کہ کمزوری۔ اور ضعف اس کا فطری تقاضا ہے۔ انبیاء اس فطرتی کمزوری اور ضعف بشریت سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ لہذا وہ دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو ہماری ایسی حفاظت کر کہ وہ بشری کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں۔ غفر کہتے ہیں ڈھکنے کو۔ اصل بات یہی ہے کہ جو طاقت خدا کو ہے وہ نہ کسی نبی کو ہے نہ ولی کو اور نہ رسول کو۔ کوئی دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ میں اپنی طاقت سے گناہ سے بچ سکتا ہوں۔ پس انبیاء بھی حفاظت کے واسطے خدا کے محتاج ہیں۔ پس اظہار عبودیت کیواسطے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور انبیاء کی طرح اپنی حفاظت خدا سے مانگا کرتے تھے۔ یہ اُن لوگوں کا خیال غلط ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام استغفار نہ کرتے تھے یہ اُن کی بے وقوفی اور بے سمجھی ہے۔ اور یہ

حضرت عیسیٰ ؑ پر تہمت لگاتے ہیں

انجیل میں غور کرنے سے صریح اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے جا بجا اپنی کمزوریوں کا اعتراف کیا۔ اور استغفار بھی کیا ہے۔ ایلی ایلی لما سبقتانی سے کیا مطلب۔ ایلی ایلی کر کے کیوں نہ پکارا عبرانی میں ایل خدا کو کہتے ہیں۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ رحم کر اور فضل کر۔ اور مجھے ایسے بے سروسامانی میں نہ چھوڑ (یعنی میری حفاظت کر)

درحقیقت مشکل تو یہ ہے کہ ہندوستان میں بوجہ اختلاف زبان استغفار کا اصل مقصد ہی مفقود ہو گیا ہے اور ان دعاؤں کو ایک جنتر منتر کیطرح سمجھ لیا ہے۔ کیا نماز۔ اور کیا استغفار اور کیا توبہ اگر کسی کو نصیحت کرو کہ استغفار پڑھا کرو تو وہ یہی جواب ملتا ہے کہ میں تو استغفار کی سَو بار یا دو سَو بار تسبیح پڑھتا ہوں۔ مگر مطلب پوچھو تو کچھ جانتے ہی نہیں۔ استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنے ہیں۔

طلب مغفرت

کرنا۔ کہ یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں۔ اُن کے بد نتایج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے۔ اور اس کا اثر بھی لازمی ہے۔ اور آیندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا۔

توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بد کام سے رجوع کرنا۔ توبہ کوئی بُرا کام نہیں ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ خدا کا نام بھی تواب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعال بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آیندہ اس بد کام سے باز رہنے کا عہد کر لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے۔ خدا انسان کی توبہ سے بڑھکر توبہ کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے۔ تو خدا اُس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے۔ اگر انسان چل کر آتا ہے تو خدا دوڑ کر آتا ہے یعنے اگر انسان خدا کی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالےٰ بھی رحمت فضل اور مغفرت میں انتہا درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے۔ لیکن اگر خدا سے مُنہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خدا کو کیا پروا۔ دیکھو یہ

خُدا کے فیضان کے لینے کی راہیں

ہیں۔ اب دروازے کھلے ہیں تو سورج کی روشنی برابر اندر آ رہی ہے اور ہمیں فایدہ پہنچا رہی ہے۔ مگر اگر ابھی اس مکان کے تمام دروازے بند کر دئے جاویں تو ظاہر ہے کہ روشنی آنی موقوف ہو جاوے گی اور بجائے روشنی کے ظلمت آ جاوے گی۔ پس اسی طرح سے دل کے دروازے بند کرنے سے تاریکیٔ ذنوب اور جرائم آ موجود ہوتی ہے۔ اور اس طرح انسان خدا کی رحمت اور فضل کے فیوض سے بہت دور جا پڑتا ہے۔ پس چاہیئے کہ توبہ استغفار

منتر جنتر کی طرح

نہ پڑھو بلکہ ان کے مفہوم اور معانی کو مدنظر رکھکر تڑپ اور سچی پیاس سے خدا کے حضور دعائیں کرو۔ توبہ میں ایک مخفی عہد بھی ہوتا ہے۔ کہ فلاں گناہ میں کرتا تھا اب آیندہ وہ گناہ نہیں کرونگا۔ اصل میں انسان کی خدا تعالےٰ پردہ پوشی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ستار ہے۔ بہت سے لوگوں کو

خدا کی ستاری نے ہی نیک بنا رکھا

ہے۔ ورنہ اگر خدا ستاری نہ فرماوے تو پتہ لگ جاوے کہ انسان میں کیا کیا گند پوشیدہ ہیں۔ انسان کے ایمان کا بھی کمال یہی ہے کہ تخلق باخلاق اللہ کرے۔ یعنے جو جو اخلاق فاضلہ خدا میں ہیں اور صفات ہیں ان کی حتی المقدور اتباع کرے۔ اور اپنے آپ کو خدا کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً خدا میں عفو ہے انسان بھی عفو کرے۔ رحم ہے۔ حلم ہے۔ کرم ہے۔ انسان بھی رحم کرے۔ حلم کرے لوگوں سے کرم کرے۔ خدا ستار ہے۔ انسان کو بھی ستاری کی شان سے حصہ لینا چاہیئے۔ اور اپنے بھائیوں کے عیوب اور معاصی کی پردہ پوشی کرنی چاہیئے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی کی کوئی بدی یا نقص دیکھتے ہیں جبتک اس کی اچھی طرح سے تشہیر نہ کر لیں اُن کو کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ حدیث میں آیا ہے جو

اپنے بھائی کے عیب چھپاتا ہے خدا اُسکی پردہ پوشی

کرتا ہے۔ انسان کو چاہیئے شوخ نہ ہو۔ بے حیائی نہ کرے۔ مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔ اپنے نفسانی اغراض کی وجہ سے کسی سے بغض نہ رکھے۔ سختی اور نرمی مناسب موقع اور مناسب حال کرے۔ اور اگر کسی جگہ درشتی کرنی بھی پڑ جائے تو اس طرح کرے جس طرح کوئی کسی کا مامور یا نائب حکم کی پابندی کی وجہ سے کرتا ہے۔ انبیاء نے بھی بعض اوقات سختی کی ہے مگر نہ جوش نفس سے بلکہ محض خدا کے حکم اور اصلاح کی غرض سے۔ ہم نے کسی کتاب میں ایک حکایت پڑھی ہے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی ایک کافر سے جنگ ہوئی۔ جنگ میں مغلوب ہو کر وہ کافر بھاگا حضرت کرم اللہ وجہہ نے اس کا تعاقب کیا۔ اور آخر اُسے پکڑا اُس سے کشتی کر کے اس کو زیر کر لیا جب آپ رضی اللہ عنہ اُس کی چھاتی پر خنجر نکال کر اس کے قتل کرنے کیواسطے بیٹھ گئے تو اُس کافر نے آپؓ کے مُنہ پر تھوک دیا۔ اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اس کی چھاتی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس سے الگ ہو گئے۔ وہ کافر اس معاملہ سے حیران ہوا اور تعجب سے اس کا باعث دریافت کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگ تم سے جنگ کرنے

ہیں تو محض خدا کے حکم سے کرتے ہیں۔ کسی نفسانی غرض سے نہیں کرتے۔ بلکہ ہم تو تم لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے تم کو پکڑا خدا کے لئے تھا۔ مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو اس سے مجھ کو بشریت کی وجہ سے غصہ آ گیا۔ تب میں ڈرا کہ اگر اس وقت جبکہ اس معاملہ میں میرا نفسانی جوش بھی شامل ہو گیا ہے تم کو قتل کروں تو میرا سارا ساختہ پرداختہ ہی برباد نہ ہو جاوے اور جوشِ نفس کی ملونی کی وجہ سے میرے نیک اور خالصاً للہ اعمال بھی حبط نہ ہو جاویں۔ یہ ماجرا دیکھ کر کہ ان لوگوں کا اتنا بڑا تقویٰ ہے اُس نے کہا کہ میں نہیں یقین کر سکتا کہ ایسے لوگوں کا دین باطل ہو لہذا وہ وہیں

مسلمان ہو گیا

غرض اسی طرح ہماری جماعت کے بھی جنگ ہوتے ہیں۔ ان میں جوشِ نفس کو شامل نہ کرنا چاہیئے۔ دیکھو اگر ہم خدا کے نزدیک کافر اور دجال نہیں ہیں تو پھر کسی کے کافر اور دجال وغیرہ کہنے سے ہمارا کچھ بگڑتا نہیں۔ اور اگر واقع میں ہی ہم خدا کے حضور میں مقبول نہیں بلکہ مردود ہیں تو پھر کسی کے اچھا کہنے اور نیک بنانے سے ہم خدا کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ پس تم یاد رکھو کہ نرمی عمدہ صفت ہے نرمی کے بغیر کام چل نہیں سکتا۔

فتح جنگ سے نہیں

جنگ سے اگر کسی کو نقصان پہنچا دیا تو کیا کیا؟ چاہیئے کہ دلوں کو فتح کرو۔ اور دل جنگ سے فتح نہیں ہوتے بلکہ اخلاق فاضلہ سے فتح ہوتے ہیں۔ اگر انسان خدا کے واسطے دشمن کی اذیتوں پر صبر کرنے والا ہو جاوے تو آخر ایک دن ایسا بھی آجاتا ہے کہ خود دشمن کے دل میں ایک خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اثر ہوتا ہے۔ اور جب وہ برکات۔ فیوض اور نصرت الٰہی کو دیکھتا ہے اور اخلاق فاضلہ کا برتاؤ دیکھتا ہے تو خود بخود اس کے دل میں ایسا خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر یہ شخص جھوٹا ہی ہوتا اور خدا پر افترا کرنے والا ہی ہوتا تو اس کی یہ نصرت اور تائید تو ہرگز نہ ہوتی۔

ان لوگوں نے کوئی ہمیں ہی یہ گالیاں نہیں دیں۔ بلکہ یہ معاملہ تمام انبیاء کے ساتھ اسی طرح چلا آیا ہے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی کذاب۔ ساحر۔ مجنون۔ مفتری وغیرہ الفاظ سے یاد کیا گیا تھا۔ اور انجیل کھول کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ حضرت عیسےٰ سے بھی ایسا ہی برتاؤ کیا گیا۔ حضرت موسےٰ کو بھی گالیاں دی گئی تھیں۔ اصل میں تشابہت قلوبہم والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ

یاحسرۃً علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔ کوئی بھی ایسا سچا نبی نہیں آیا کہ آتے ہی اس کی عزت کی گئی ہو

ہم کیونکر سنت اللہ سے باہر ہو سکتے

ہیں۔ بات تو آسان سی تھی اور معاملہ بڑا صاف تھا۔ مگر ان منصوبہ بازوں نے معاملہ کچھ کا کچھ کر دیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ ہم نبیوں کو گالیاں دیتے ہیں؟ ہم تو اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے آئے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ ہماری کتابیں دیکھو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس طرح ہمارا ہر ذرہ ذرہ خدا کی راہ میں فدا اور قربان ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ہم نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ یہ نزاع لفظی ہے۔ مکالمہ مخاطبہ کے تو یہ لوگ خود بھی قائل ہیں۔ اسی مکالمہ مخاطبہ کا نام اللہ تعالیٰ نے دوسرے الفاظ میں نبوت رکھا ہے ورنہ اس تشریعی نبوت کا تو ہم نے بارہا بیان کیا ہے کہ ہم نے ہرگز ہرگز دعوےٰ نہیں کیا۔ قرآن سے برگشتہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرنے والے کو تو ہم واجب القتل اور لعنتی کہتے ہیں۔ اس طرح کی نبوت کا کہ گویا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو منسوخ کر دے دعوےٰ کرنے والے کو

ہم ملعون اور واجب القتل

جانتے ہیں۔ ہم یہ جو اللہ تعالےٰ کے فضل ہیں یہ سب رسول اکرمؐ کے فیض سے ہی ہیں۔ آں حضرتؐ سے الگ ہو کر ہم سچ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں اور خاک بھی نہیں۔ آنحضرتؐ کی عزت اور مرتبہ دل میں اور ہر رگ و ریشہ میں ایسا سمایا ہے کہ ان کو اس درجہ سے خبر تک بھی نہیں۔ کوئی ہزار تپیا کرے۔ جپ کرے۔ ریاضت شاقہ اور محنتوں سے مشت استخوان ہی کیوں نہ رہ جاوے مگر ہرگز کوئی سچا روحانی فیض بجز آں حضرتؐ کی پیروی اور اتباع کے کبھی میسر آ سکتا ہی نہیں۔ اور ممکن ہی نہیں۔ اب جبکہ ہمارا یہ حال ہے اور ایسا ایمان ہے تو پھر ان کا ہمیں کافر و دجال کہنا کیا معنے رکھتا ہے؟

ابھی چند روز ہوئے ہمارے پاس ایک اور نیا فتوےٰ چھپ کر آیا ہے۔ جس میں ہمیں طرح طرح کے ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ ان باتوں سے ہمارا کچھ بگڑتا نہیں۔ اگر ہم خدا کی نظر میں مقبول ہیں تو پھر ان کے فتوے ہمیں کوئی ضرر دے سکتے ہی نہیں۔

ہمیں کافر کہنے والے خود بھی تو کفر سے نہیں بچے۔ بلکہ ان کا کفر تو بہت پکا کفر ہے۔ ان کے واسطے تو لکھا جا چکا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ صرف دھونے سے پاک نہیں ہو سکتی۔ بلکہ نیا فرش لگایا جانے سے مسجد پاک ہوتی تھی۔ ہمارے واسطے ایسی بات تو نہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ جتنے اہل اللہ گذرے ہیں کوئی بھی تکفیر سے نہیں بچا۔ کیسے مقدس اور صاحبِ برکات تھے حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اُن پر بھی قریباً دو سو علماء وقت نے کفر کا فتویٰ لکھا تھا۔ ابن جوزی جو محدث وقت تھا اُس نے اُن کی تکفیر کی نسبت ایک خطرناک کتاب تالیف کی اور اُس کا نام تلبیس ابلیس رکھا۔ سنا گیا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا گیا تھا۔

یہ تو کفر بھی مبارک ہے

جو ہمیشہ اولیاء اور خدا کے مقدس لوگوں کے حصہ میں ہی آتا رہا ہے۔ ہمارا اس وقت اصل مدعا یہ ہے کہ ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ کفر سچا ہی ثابت ہو جاوے۔ انسان اگر خدا کے نزدیک بھی مورد قہر و عذاب الٰہی ہے تو پھر دشمن کی بات بھی ہی ہو جایا کرتی ہے۔ خالی شیخیوں سے اور بے جا تکبر اور بڑائی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور انکسار اور تواضع اختیار کرنی چاہیئے۔

دیکھو آں حضرتؐ جو کہ حقیقتاً سب سے بڑے اور مستحق بزرگ تھے اُن کے انکسار اور تواضع کا ایک نمونہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ایک اندھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپؐ کے پاس عمائد مکہ اور رؤسائے شہر جمع تھے اور آپؐ ان سے گفتگو میں مشغول تھے۔ باتوں میں مصروفیت کی وجہ سے کچھ دیر ہو جانے سے وہ نابینا اُٹھ کر چلا گیا۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق سورۃ نازل فرما دی۔ اس پر آنحضرتؐ اس کے گھر میں گئے اور اُسے ساتھ لا کر اپنی چادر مبارک بچھا کر بٹھایا۔ اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں

عظمت الٰہی ہوتی ہے

اُن کو لازماً خاکسار اور متواضع بننا ہی پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ کیونکہ آنا کہ مرضیٔ نواز اندہ [illegible] ترساں تر۔ کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے اسی طرح نکتہ گیر بھی ہے۔ اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاوے تو دم میں تمام کارخانہ ختم

رسالہ الصّارم الرّبانی

مصنفہ مولوی محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی مطبوعہ مطبع حنفیہ

پر ریویو

(از سید صادق حسین صادق مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

استفتا کے بعد اس رسالہ میں بریلوی ملا کا فتوے درج ہے۔ فتوے میں ایک تمہید کے بعد پانچ مقدمات لکھے ہیں مقدمہ اولے کا خلاصہ مفتی صاحب کے الفاظ میں صفحہ ۷ سے نقل کیا جاتا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اس زمانہ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری نمودار تھے۔ جنھوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا اور بزور زبانی صرف قرآن عظیم پر دار و مدار رکھا حالانکہ واللہ وہ قرآن کے دشمن اور قرآن اُن کا دشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الٰہی کے خلاف اپنے ہوائے نفس کے موافق اس کے معنے گڑھتا۔ اب دوسرے یہ حضرات نئے نبیشن کے سچی اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے۔ جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے تو بات کیا ہے کہ یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دربار میں ان کا ٹھکانا نہیں۔ حضور کی . . . . . .

روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے دھان پردے پارچے بکھیر رہی ہیں اس لئے اپنی بگڑی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے جس میں عوام بیچاروں کے سامنے اپنے سے نگلنے لینے کی گنجائش ہو مسلمانو تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب نہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر اُس میں این و آن نکالیں تم آئمہ کا دامن پکڑ لو۔ اس تیسرے درجہ پر آکر حق و باطل صاف کھل جائے گا۔ اُس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے ہوئے نظر آئیں گے۔"

اس تحریر میں مفتی خان صاحب نے پبلک کو یقین دلانا چاہا ہے کہ فرقہ نیچریہ کی طرح فرقہ احمدیہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے منکر ہے۔ معاذ اللہ مولوی مفتی بن کر یہ جھوٹھ اور افترا۔ اے مفتی ملا تجھے جھوٹھ بولتے اور افترا پردازی کرتے ہوئے شرم کیوں نہیں آئی کیا تجھے مرنا نہیں۔ اے حنفی بھائیو تم ہی خدا کے واسطے آنکھیں کھولو دروغ بات اور افترا پرداز مولویوں کی تحریر پر بھروسہ کرکے اپنے ایمان کو برباد نہ کرو۔ آؤ میں تمہیں دکھلاؤں کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں اپنی جماعت کو کیا تعلیم دی ہے حضرت اقدس ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۵۵ لغایت ۵۵۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"در حال یہ نیچری جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں ہی غلط ہیں شاید ان کا ایسی باتوں سے مطلب یہ ہے کہ تا اس عاجز کے اس دعوے کی تحقیر کرکے کسی طرح اس کو باطل ٹھہرایا جاوے لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کرکے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کے رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگ راجہ رام چندر اور کرشن وغیرہ کا وجود تواتر کے ذریعہ سے ہی ہم نے قبول کیا ہے گو تحقیق و تفتیش تاریخی واقعات میں ہندو لوگ بہت کچے ہیں مگر باوجود اس قدر تواتر کے جو ان کی مسلسل تحریروں سے پایا جاتا ہے ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ راجہ رام چندر اور راجہ کرشن یہ سب فرضی ہی نام ہیں۔

اب سمجھنا چاہئے کہ گو اجمالی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل [illegible] ہی ہم نے لیا ہے اور اگر احادیث کو ہم بکلی ساقط الاعتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل ہوگا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان ذو النورین اور جناب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور اکابر مومنین تھے اور وجود رکھتے تھے صرف فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پھر یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مسلمات میں سمجھی گئی تھیں بد موضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں اس کے علاوہ اور آلات اور محک بھی تو ہیں جن کے ذریعہ سے اعلیٰ درجہ کی صداقتیں آزمائی جاتی ہیں بلکہ اگر سچ پوچھو تو قانون قدرت مصطلحہ حکما کے ذریعہ سے جو جو صداقتیں معلوم ہوتی ہیں وہ ایک ادنیٰ درجہ کی صداقتیں ہیں لیکن اس فلسفی قانون قدرت سے ذرہ اوپر چڑھ کر ایک اور قانون قدرت بھی ہے جو نہایت دقیق اور غامض اور باعث دقت و نشوونما کی نظروں سے چھپا ہوا ہے جو عارفوں پر ہی کھلتا ہے اور روحانیوں پر ہی ظاہر ہوتا ہے اس دنیا کی عقل اور اس دنیا کے قوانین شناس اس کو شناخت نہیں کر سکتے اور اس سے منکر ہیں یہی وجہ ہے کہ جو امور اس کے ذریعہ سے ثابت ہو چکے ہیں اور جو سچائیاں اس کے طفیل سے پایہ ثبوت پہنچ چکی ہیں وہ ان سفلی فلاسفروں کی نظر میں اباطیل میں داخل ہیں ملایک کو یہ لوگ صرف قوے خیال کرتے ہیں اور وحی کو یہ لوگ صرف فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ سمجھتے ہیں یا ہر یک بات جو دل میں پڑتی ہے اس کا نام وحی رکھ لیتے ہیں اور قرآن کریم اور دوسری الٰہی کتابوں کو ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا نبیوں نے آپ بنا لی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ذات قوی و قیوم جو اس عالم کے ظاہر و باطن کی مدبر ہے اس کی عظمت ان کے دل میں نہیں اور اس کو ایک مردہ یا سویا ہوا یا ناتوان اور غافل کیا گیا ہے اور اس کی تمام قدرتی عادت کے مسمار کرنے کی فکر میں ہیں۔

معجزات سے بکلی منکر اور قرآنی پیشگوئیوں سے انکاری ہیں اور اپنی نابینائی کی وجہ سے قرآن کریم کو ایک ادنےٰ سے معجزہ بھی نہیں سمجھتے حالانکہ وہ تمام معجزات سے برتر و اعلےٰ ہے۔ بہشت و دوزخ کی ایسی ضعیف طور پر تاویل کرتے ہیں کہ جس سے منکر ہونا ہی ثابت ہوتا ہے۔ حشر اجساد سے بکلی انکاری ہیں عبادات اور صوم و صلوٰۃ پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں اور رو بحق ہونے کی جگہ رو بدنیا ہونا ان کے نزدیک بہتر ہے اور جو شخص رو بحق ہو وہ ان کے نزدیک سادہ لوح اور ابلہ اور ایک بے وقوف درویش ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ فرقہ بھی اسلام میں پیدا ہو گیا جس کا قدم دن بدن الحاد کے میدانوں میں آگے ہی آگے چل رہا ہے اے خدا اے میرے قادر خدا مدد کر کہ لوگوں نے افراط اور تفریط کی راہیں لے لی ہیں بعض نے تیرے کلام کے بینات تیرے کلام کے اشارات تیرے کلام کے دلالات تیرے کلام کے محوا کو بکلی چھوڑ کر بے بنیاد اکیر کو اس کی جگہ پسند کر لیا اور بعض نے تیرے کلام کو بھی چھوڑا اور اکیر کو بھی چھوڑا اور صرف اپنی ناقص عقل کو اپنا رہبر بنا لیا اور امام الرسل کو چھوڑ کر یورپ کے تاریک خیال محجوب فلاسفروں کو اپنا امام بنا لیا"

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۴۳۵ میں مبایعین کو بطور نصیحت تحریر فرماتے ہیں۔

"دو چاہیے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ۔ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دکھ اٹھالو۔ ولا تموتن الا وانتم مسلمون"

اب اے بھائیو دیکھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور احمدی لوگوں کے یہ عقاید ہیں پھر ذرا سوچو کہ بریلوی ملا کس قدر دیدہ دلیری سے آپ لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر متاع ایمان لوٹ لینا چاہتا ہے بس خدا کے واسطے ہوش سنبھالو اور غارتگر ایمان فریب مجسّم پیٹ پرست ملانوں کے بہکانے میں آکر امام الزمان کی بیعت سے اپنے آپ کو محروم نہ بناؤ۔

(باقی آئندہ)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات

فرمایا جو کسی کی گم شدہ چیز کو پا کر اپنے گھر لاوے وہ گمراہ ہے اور اگر وہ چیز لوگوں کو شناخت کراوے اور رکھے جس کی ہو پہنچائے تو مضایقہ نہیں۔

فرمایا۔ کوئی کھانا اپنے قوت بازو سے بہتر نہیں۔

فرمایا مزدور کی مزدوری اُس کے پسینہ سوکھنے سے پہلے دے دو۔

فرمایا۔ کاریگروں کی مدد کرو یا جو صنعت نہ جانتا ہو اُس کو سکھلاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا آپ گانٹھ لیتے تھے اپنے گھر کا کام کاج آپ کرتے تھے اپنے جانوروں کا دودھ آپ دوہتے تھے اور اپنی خدمت آپ ہی کرتے تھے۔

فرمایا۔ مالدار کو اور جو قوت بازو سے کما سکتا ہے اُس کو خیرات مانگنا اور لینا جایز نہیں۔

فرمایا۔ جو شخص رسی لیکر جنگل سے لکڑیوں کا بوجھ باندھ کر اپنی ...... پشت پر لاد کر شہر میں بیچے اور اپنی آبرو سے اپنی گذر کرے یہ کام اُس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے۔

فرمایا۔ جو خدا کی پناہ چاہے اُسے پناہ دو جو خیرات مانگے اُسے خیرات دو۔ جو دعوت کرے قبول کرو جو تم پر احسان کرے اُس کا نیک بدلہ دو اور اگر ایسا موقعہ نہ ملے تو اُس کے لئے خدا سے یہاں تک دعا کرو کہ تمہارا دل گواہی دے کہ ہم نے دعا میں اُس کا عوض دے دیا۔

فرمایا۔ دُنیا میں مسافر کی مانند رہو جو راستہ چل رہا ہو۔

فرمایا۔ زندگی بے اعتبار ہے۔ شام کو صبح کی اور صبح کو شام کی امید نہیں تندرستی میں بیماری کے لئے اور زندگی میں آخرت کے لئے سامان کرو۔

فرمایا۔ موت کو زیادہ یاد کرو جو تمام لذتوں کو مٹا دیتی ہے۔

فرمایا۔ کامل حیادار وہ ہے جو دماغ کو بُرے خیالات سے اور پیٹ کو حرام لقمہ سے بچاوے اور موت کو اور جسم کے خاک ہو جانے کو نہ بھولے اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو وہ دنیاوی آرائش و نمایش کو چھوڑ دے۔

فرمایا۔ جو خدا کو یاد کرتا ہے وہ مثل زندہ کے ہے اور جو خدا کو یاد کرتا ہے وہ مانند مردہ کے ہے۔

فرمایا۔ جسم میں ایک بوٹی ہے جب وہ سنورتی ہے تو تمام جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑتی ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے یاد رکھو وہ بوٹی دل ہے۔

فرمایا۔ یا اللہ ہمارے ظاہر کی بہ نسبت ہمارے باطن کو درست و بہتر بنا۔

فرمایا۔ چار چیزیں جس کو مل جائیں اُس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں مل گئیں۔
(۱) شکر کرنے والا دل (۲) خدا کا ذکر کرنے والی زبان (۳) بلاؤں پر صبر کرنے والا بدن (۴) اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں نہ خیانت کرنے والی بی بی۔

فرمایا۔ سادہ پن پھٹے پرانے کپڑوں سے عار نہ کرنا۔ مومن کی علامت ہے۔

فرمایا۔ جو دُنیا میں شہرت کا لباس پہنے گا خدا اُسکو آخرت میں ذلت کا لباس پہناوے گا۔

فرمایا۔ جو باوجود مقدرت کے خوبصورت لباس ترک کرے گا خدا اُس کو خلعت بزرگی عنایت فرمائے گا۔

فرمایا۔ خدا پسند کرتا ہے کہ بندوں پر اپنی نعمتوں کا اثر پاوے۔

فرمایا۔ کھاؤ پیو اور خیرات کرو اور پہنو اوڑھو جہاں تک کہ فضول خرچی اور غرور نہ ہو۔

فرمایا۔ رسول اکرم روحی فداہ نے چکدار ریشمی اور کسم کے رنگ کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص عمدہ قیمتی چادر اوڑھ کر اتراتا ہوا چلا کرتا تھا جس سے غرور ٹپکتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ برباد ہوا۔

فرمایا۔ یاد رکھو سوا خدا کے سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔

فرمایا۔ بد آدمی کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور نیک صحبت تنہائی سے بہتر ہے اور نیکی سکھلانا چپ رہنے سے بہتر ہے۔ اور برائی سکھانے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

فرمایا۔ زیادہ ہنسنے سے بچو اس لئے کہ زیادہ ہنسنے سے دل مرتا ہے۔ اور چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ خدا سے ڈرتے رہو خواہ تم کسی جگہ رہو۔

فرمایا۔ جو شخص فروتنی اور تواضع کرتا ہے خدا اُسکو عزت دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے کو ذلیل سمجھتا ہے مگر لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جو تکبر کرتا ہے خدا اُس کو ذلیل کرتا ہے اگرچہ وہ خود کو بڑا سمجھتا ہے لیکن لوگ اُس کو کتے سے ذلیل و حقیر جانتے ہیں۔

(انوار الاسلام)

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ مع بیٹ بینڈ دار کشمیر کی لکڑی کے ۱ء ہینڈل کا ک کین اور زور ڑکے بنے ... قیمت عے روپیہ۔ کرکٹ بیٹ ... کشمیر کی لکڑی ... کین ہینڈل عہ۔ دور ڑکے میچ کے لئے نہایت عمدہ ... کرکٹ بیٹ ... سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک رٹر اور کین ... کرکٹ بیٹ ... لکڑی چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کے لئے ... کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱۲ عمر

بچوں کے کرکٹ بیٹ ... ۱۳،۱۲،۱۱ برس کے واسطے درسٹ ایک ٹرکس ایک بال لکڑی کی فی بکس فی سٹ سے

فٹ بال عمدہ کا ڑکا بڑا پائیدار اور مضبوط بیئر نہایت پائیدار سے

بچوں کے لئے فٹ بال ... بلیڈر للعہ

کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دھاگے کے بیچ عہ

پریکٹس

کرکٹ وکیس نی کا پی

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ — السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا۔ ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں اس سے بہت کم بہا اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ڈیرہ کانگڑہ ۵۵ء

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً عہ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے۔ قیمت درجہ اول فی من پختہ عہ اور دوم ... مبلغ ہے مبلغ ... بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے

آٹا پیسنے کا خراس

مستری غلام محی الدین ... ضلع گوجرانوالہ

صحت کس طرح حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماری کے سبب پیشاب کا تیز آبی مادہ ہے کہ جس کو کمزور اور ضعیف گردے خون میں سے فطرت جیسا چاہتی ہے اس طرح چھان نہیں سکتے ہیں کیونکہ اس پر ہی جسم کی صحت کا بہت کچھ دار و مدار ہے گردوں کے ضعف اور مرض کی علامات حسب ذیل ہیں۔ پشت میں درد نیند نہ آنا۔ پیشاب کم آنا اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا۔ ہاتھ پاؤں میں تشنج لگنا جسم میں تکان معلوم ہونا۔ دل کی کمزوری۔ درد سر۔ آنکھوں کی بیماریاں۔ نظر کا دھندلا پن۔ چکر آنا۔ جوڑوں میں درد یا سختی۔ حافظہ خراب ہو جانا اور جسم کی عام نقاہت وغیرہ۔ اگر توجہ نہ کی گئی تو پیشاب کے امراض گٹھیا۔ جلندھر۔ ذیابیطس اور گردوں کا اختلال ہو جاتے ہیں۔ مردوں اور مستورات کی اس قسم کی بیماریاں کہ جن کو اکثر غلطی سے ایامی امراض خیال کئے جاتے ہیں۔ پیدا ہوتی ہیں ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوانس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے اعضاء کو قوت بخشتی ہیں اور پیشاب کا تیز آبی مادہ خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جس وجہ سے عمدہ صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہوں تو گردوں کو اچھا رکھئے۔ ڈوان کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں۔ (ڈوانس بیک ایک کڈنی پلس) جو کہ ان کے لئے مجرب دوائیں ان کو اچھا رکھتی ہیں۔

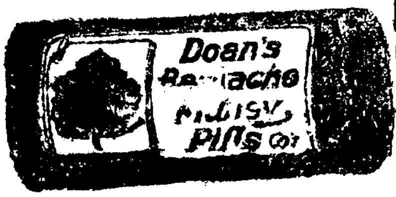

بارہ آنہ والی

دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عوض تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں یا ڈوان۔ پی۔ او۔ باکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے

ڈوان کا مرہم (ڈوانس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبہ اچھا جن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ۔ گھرجوا۔ کیڑ۔ چنبل۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش نکسیر، ناسور۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت عہ روپیہ فی ڈبیہ۔

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نور ہسپتال موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کی کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بینظیر سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و دیگر امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور و گلٹی سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء اراداً نسخہ اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی عہ روپیہ۔ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو سکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت (نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ بلا اجرت سے مطلع فرما دیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری کھل کر دکھا رہی ہیں لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگائیے بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ تو اے تندرستی کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کیا ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے مناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایات کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں یہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائے پھر پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ۔ عمر

طلا طلسمی — بیمار انہ سال کھانے اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے نابود ہو جائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی — آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر نیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ عہ **معجون دندان** دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی کا کام ہے فی بکس ۴ر۔ المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلیماران دہلی

حل طلب معمہ انعامی دو سو روپیہ نقد

دو سو روپیہ نقد دفتر پیسہ اخبار لاہور میں امانت رکھے گئے ہیں جو معمہ ذیل کے حل کرنیوالے کو انعام دئے جاوینگے لیکن ۔۔۔ شرط ہے کہ ہر ایک پاکٹ کیس ادویات بھی خریدے۔ معمہ یہ ہے:۔
اس اشتہار میں ایک تین حرفہ لفظ درج ہے جسکو صحیح و سالم رکھا جائے تو سوگند کے معنی دیتا ہے۔ اور اگر اس کا پہلا حرف اڑا دیا جائے تو زہر قاتل کے معنی ہیں۔ بتاؤ وہ کونسا اور اشتہار میں کس جگہ موجود ہے؟

نوٹ:۔ حل معمہ کے ساتھ ہی اڑھائی روپے قیمت پاکٹ کیس ادویات بذریعہ منی آرڈر ۵ امئی سنہ ۱۹۰۸ء تک مینیجر شفاخانہ جوہر امرت سر کے پتہ پر آنے چاہئیں۔ جن کے وصول ہونے پر پاکٹ کیس ادویات بذریعہ پیکٹ پارسل روانہ کر دیا جاویگا۔ اور دو سو روپیہ انعام ۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو دیا جاویگا۔ اور اگر ایک سے زیادہ احباب نے صحیح جوابات روانہ کئے تو انعام حصہ رسدی سے تقسیم ہوگا یا بذریعہ قرعہ اندازی۔ یہ حل کنندگان معمہ کی کثرت پر منحصر ہے۔ حل معمہ کے ساتھ ہی اپنی اپنی رائے سے مطلع کریں۔ مگر یاد رہے کہ جب تک قیمت پاکٹ کیس وصول نہ ہوگی کوئی شخص انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

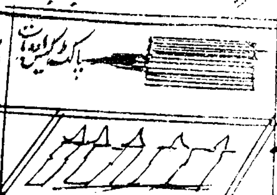

اڑھائی روپیہ میں حکیم حاذق
یعنی پاکٹ کیس ادویات جوہری

مصدقہ
حضور والسرائے
بادشاہ السلطنت شہنشاہ ہندوستان و انگلستان و ڈاکٹران
و یورپ و حکام و امراء و نوابان و راجگان و
ارسطو مدار و عہدہ داران کرنیل و
ایڈیٹران اخبارات

خدا شاہد ہے کہ اس پاکٹ کیس کے ذریعہ آج تک مختلف امراض کے ایک لاکھ سے زیادہ مریض شفا پا چکے ہیں۔ جس ڈاکٹر یا حکیم کے پاس یہ کیس ہو اسکو حتی الامکان پھر کسی اور نسخہ کا تردد نہ کرنا پڑیگا۔ جن عیالدار کے پاس یہ کیس ہو اس کو کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس عجیب و غریب پاکٹ کیس میں مختلف پچاس سے زیادہ بیماریوں کی نہایت مفید دوائیں موجود ہیں۔ ایک پرچہ ترکیب استعمال جو ہر کیس کے ساتھ بھیجا جاتا ہے ایسا عام فہم ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں بخوبی آجائے۔ یہ پاکٹ کیس بڑی جانفشانی سے انگریزی و یونانی ادویات کے جواہر کو ترکیب دیکر ان اشخاص کیلئے تیار کیا گیا ہے جو اکثر سفر یا ایسے مقاموں میں رہتے ہوں جہاں حکیم و ڈاکٹر بر وقت نہ مل سکیں یا ان عیالداروں کے لئے جن کو اکثر امراض کی شکایتوں کیواسطے حکیموں کے پیچھے مارے مارے پھرنا پڑتا ہے یا ان غربا نوازوں کے لئے جو خلق خدا کو فی سبیل اللہ ادویہ تقسیم کرتے ہیں غرضیکہ یہ کیس ہر ایک انسان کے لئے گویا بغل میں حکیم حاذق ہے جس سے وقت پر پورے حکیم کا کام لے سکتے ہیں۔ بڑے بڑے نامی حکیموں اور ڈاکٹروں نے بھی اسے زبدۃ الحکمت مان لیا ہے۔ جس کی ادویات سے مریضوں کا علاج کرکے پانچ کے پچاسوں کما رہے ہیں۔

امراض
امراض چشم۔ اسہال۔ کرم شکم۔ کمی باہ۔ سرعت۔ رقت۔ سستی۔ نامردی۔ احتلام۔ آتشک۔ سوزاک۔ درد کمر۔ ہیضہ۔ بندش حیض۔ قے۔ بدہضمی۔ کھانسی۔ بخار ہر قسم۔ سر درد۔ پیچش۔ طاعون۔ درد سر۔ درد شقیقہ۔ عمدہ جلاب۔ درد دانت۔ بواسیر ہر قسم۔ گٹھیا۔ بے خوابی۔ سنگ مثانہ۔ درد شکم۔ کرم معدہ۔ بھگندر۔ زنبور گزیدہ۔ دردزہ۔ درد اعصاب۔ جذام۔ بالچھڑ۔ قبض۔ رکاوٹ بول۔ جریان۔ رعشہ۔ بچوں کی پسلی چلنا۔ اورام ہر قسم۔ ضیق النفس۔ پاکٹ کیس نہایت خوبصورت مارل کلاتھ کا بنا ہے جس پر سنہری کام عجب بہار دیتا ہے۔

قیمت پاکٹ کیس خورد ۲ روپیہ آٹھ آنہ (۲/۸) محصول ۸/ر۔ خورد ۵ روپیہ (صہ) محصول ۸/ر۔ کلاں دس روپیہ (عہ) محصول ۸/ر

ایکہزار روپیہ نقد

علاوہ قیمت واپس کر دینے کے اس شخص کو دیا جاویگا۔ جو اس پاکٹ کیس کی ادویات کو غیر مفید اور بے سود ثابت کر دے۔ اگر اجرا نہ کرے اس قیمت واپس کرنے یا ایکہزار روپیہ ادا کرنے میں لیس و پیش کروں تو بموجب اس اعلان کے وہ بذریعہ عدالت وصول کر سکتا ہے۔ اب آپ کو بھی لازم ہے کہ یا تو انعام حاصل کریں یا پاکٹ کیس ادویات سے فائدہ اٹھائیں۔
جوہر

سابقہ انعامات حل معمہ جات

ذیل کے احباب کو دئے گئے:۔
بکرا سو نمونہ مشین قیمتی ۔۔۔ روپیہ بنام سردار نہال سنگھ صاحب مقام اٹاری ضلع منٹگمری۔ سونے کی جیبی گھڑی قیمتی ایکسو روپیہ بنام لالہ ۔۔۔ داس ایجنٹ ۔۔۔ کو ۔۔۔ رام صاحب بلیڈر لاہور

انعام بیسویں سالگرہ شفاخانہ جوہر

گراموفون مشین قیمتی ۔۔۔ روپیہ بنام بابو فیروز الدین صاحب پوسٹ ماسٹر ۔۔۔ اسٹیشن ملک ۔۔۔

ملنے کا پتہ:۔ ڈاکٹر جوہر ایل ایم ایس سرجن اینڈ فزیشن امرت سر (پنجاب)

اسکاٹس املشن

تمام ملک کے ۔۔۔ کمزور ۔۔۔ کو بفضل خدا ۔۔۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

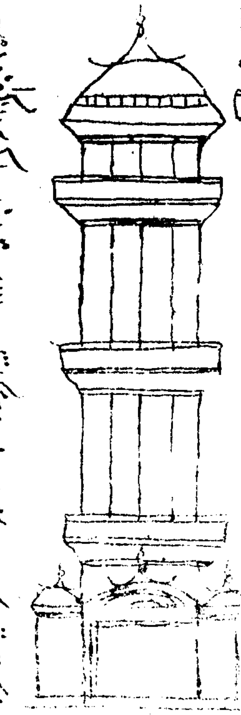

الحکم

چہ گویم باتو کز آبی جہادر قادیانیم۔ و دا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینیا

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ۔۔۔ صہ

۲۔ خواص رئیسان ومن سے ۔۔۔ عہ

۳۔ ہندوستان سے باہر ۔۔۔ ہے

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ہے

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔۔۔ عہ

نوٹ

یہ کاسالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ترقی اشاعت کی وجہ سے کیا گیا

نمبر ۳۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ

آخری وحی[1]

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الف الف صلوٰۃ و السلام

۹ مئی ۱۹۰۸ء

(۱) سر نگ

(۲) الرحیل ثم الرحیل

۱۵ مئی ۱۹۰۸ء (۳) ڈرو مت مومنو

۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو مکرمی جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے چند معزز تعلیم یافتہ رؤسا لاہور کی دعوت کی تھی اور حضرت اقدس سے اس موقع پر کچھ تقریر کرنے کی بھی درخواست کی تھی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اس کو منظور بھی فرمایا تھا۔ ۱۶ کی رات کو حضرت اقدس کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ اور متواتر چند دست آجانے کی وجہ سے بہت ضعف ہو گیا۔ چنانچہ ۱۷ کی صبح کو جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام بیدار ہوئے تو یہ الہام ہوا

(۴) انی مع الرسول اقوم۔

چنانچہ اس وعدہ الٰہی سے طاقت پا کر حضرت اقدس نے اس موقع پر قریباً اڑھائی گھنٹہ تک کھڑے ہو کر بڑی پرزور تقریر فرمائی۔

(عبد الرحمن قادیانی احمدی عفی عنہ ۱۹ مئی ۱۹۰۸ء از لاہور)

[1] اس حاشیہ میں یہ الہامات شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی نے لاہور سے ارسال کئے تھے اس میں مہدی کی بجائے آخری وحی کے تازہ وحی تھا +

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۹ مئی سنہ ۱۹۰۸ء قبل ظہر بمقام لاہور

طاعون اور ہیضہ وغیرہ وباؤں کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ بدقسمت ہے وہ انسان کہ ان بلاؤں سے بچنے کے واسطے سائینس طبعی یا ڈاکٹران وغیرہ کی طرف توجہ کرکے سامان تلاش کرتا ہے۔ اور خوش قسمت ہے وہ جو

خدا کی پناہ لیتا ہے

اور کون ہے جو بجز خدا کے ان آفات سے پناہ دے سکتا ہو؟ اصل میں یہ لوگ جو فلسفی الطبع یا سائینس کے دلدادہ ہیں ایسے مشکلات کے وقت ایک قسم کی تسلی اور اطمینان پانے کے واسطے بعض دلائل تلاش کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح سے ان وباؤں کے اصل بواعث اور اغراض سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور خدا سے بھی غافل ہی رہتے ہیں۔ ہماری جماعت کے ڈاکٹروں سے میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملات میں اپنی ہی علوم کو کافی نہ سمجھیں۔ بلکہ خدا کا خانہ بھی خالی رکھیں اور قطعی فیصلے اور یقینی رائے کا اظہار نہ کر دیا کریں۔ کیونکہ اکثر ایسا تجربہ میں آیا ہے کہ بعض ایسے مریض جن کے حق میں ڈاکٹروں نے متفقہ طور سے قطعی اور یقینی حکم موت کا لگا دیا ہوتا ہے اُن کے واسطے خدا کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بچ جاتے ہیں اور بعض ایسے لوگوں کی نسبت جو کہ اچھے بھلے اور بظاہر ڈاکٹروں کے نزدیک اُن کی موت کے کوئی آثار نہیں نظر آتے خدا قبل از وقت اُن کی موت کی نسبت کسی مومن کو اطلاع دیتا ہے۔ اب اگرچہ ڈاکٹروں کے نزدیک اس کا خاتمہ نہیں مگر خدا کے نزدیک اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آ جاتا ہے۔

علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ موحد اور خدا پرست قوم تھی اُنھوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر

ھو الشافی

لکھنا شروع کر دیا۔ ہم نے اطباء کے حالات پڑھے ہیں علاج الامراض میں مشکل امر تشخیص کو لکھا ہے۔ پس جو شخص تشخیص مرض میں ہی غلطی کرے گا وہ علاج میں بھی غلطی کرے گا۔ کیونکہ بعض امراض ایسے ادق اور باریک ہوتے ہیں کہ انسان اُن کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پس مسلمان اطباء نے ایسے نسخوں کیواسطے لکھا ہے کہ دعاؤں سے کام لے۔ مریض سے سچی ہمدردی اور اخلاص کی وجہ سے اگر انسان پوری توجہ اور درد دل سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر مرض کی اصلیت کھول دیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی غیب مخفی نہیں۔ پس یاد رکھو کہ خدا سے الگ ہو کر صرف اپنے علم اور تجربہ کی بنا پر جتنا بڑا دعوے کریگا۔ اتنی ہی بڑی شکست کھائے گا۔ مسلمانوں کو توحید کا فخر ہے۔ توحید سے مراد صرف زبانی توحید کا اقرار نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ عملی رنگ میں حقیقتاً اپنے کاروبار میں اس امر کا ثبوت دے دو کہ واقعی تم موحد ہو اور توحید ہی تمہارا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے مسلمان خوشی کے وقت الحمد للہ اور غمی اور ماتم کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اسکا ہر کام میں

مرجع صرف خدا ہی ہے

جو لوگ خدا سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظ اُٹھانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اُن کی زندگی بہت ہی تلخ ہے۔ کیونکہ حقیقی تسلی اور اطمینان بجز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی تو بہائم کی زندگی ہوتی ہے۔ اور وہ تسلی یافتہ نہیں ہو سکتے۔ حقیقی راحت اور تسلی انہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو خدا سے الگ نہیں ہوتے اور خدا سے ہر وقت دل ہی دل میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ مذہب کی صداقت اس میں ہے کہ

انسان خدا سے کسی حالت میں بھی الگ نہ ہو

وہ مذہب ہی کیا ہے اور زندگی ہی کیسی ہے کہ تمام عمر گذر جائے مگر خدا کا نام درمیان کبھی بھی نہ آوے؟۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سارے نقائص صرف بے قیدی اور آزادی کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ بے قیدی ہی ہے کہ جس کی وجہ سے مخلوق کا بہت بڑا حصہ اس طرز زندگی کو پسند کرتا ہے۔ آج ہی ایک کتاب ہم نے دیکھی ہے جس میں بدھ کی زندگی کے حالات لکھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کا قائل ہی نہیں تھا۔ اور کہ جو کچھ ہے یہی دنیا ہی ہے آیندہ کچھ نہیں۔ ایسے بے قید اور آزاد عقاید ہی ہیں جن کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ دنیا کا ½ یا ⅓ حصہ بدھ عقاید کا پابند ہے یا ان عقاید کو پسند کرتا ہے۔ مذہب کا دائرہ جتنا تنگ ہوگا اُتنا ہی اس میں داخل ہونے والے لوگ بھی کم ہوں گے۔ اور اتنی ہی تنگی

پاکیزگی اور طہارت

اس میں موجود ہوگی۔ اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا عورتوں کو ہے مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے غض بصر کا۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ حلال و حرام کا امتیاز۔ خدا کے احکام مقابلہ میں اپنے عادات۔ رسم و رواج کا ترک کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہو سکتا۔

عیسائی باش ہرچہ خواہی کُن

اور مذہب بھی ایک بے قید مذہب ہے۔ اور مسلمانوں میں بھی آج کل ان لوگوں کی دیکھا دیکھی ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا ہے کہ وہ اسلام میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ اصل میں یہ سب امور اسی بے قیدی اور آزادی کے خواہشمند کو سوجھتی ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ بے قیدی اور پاکیزگی تو نور و ظلمت کی طرح آپس میں دشمن ہیں۔

لاہور میں بھی طبائع میں قبول حق کی استعداد تو معلوم ہوتی ہے مگر بے قیدی اور آزادی ان کے رستے میں ایک سخت روک ہے۔ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک قوم مسلمان ہوئی۔ اور اُنھوں نے آپ ؐ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف کر دی جاوے۔ مگر آپ ؐ نے اُن کو یہی فرمایا کہ دیکھو جس مذہب میں

خدا کی عبادت نہیں وہ مذہب ہی کچھ نہیں

جب دُنیا کی حالت کے اس آزاد اور بے قید حصہ پر نظر ڈالی جاتی ہے تو دل پر ایک قسم کا زلزلہ اور لرزہ وارد ہوتا ہے۔ اور خیال آتا ہے کہ حقیقت میں اصلاح کی راہ میں سے اسی بے قیدی کا اُٹھنا مشکل ہے۔ بجز اس کے کہ دُنیا پر ایک عظیم الشان انقلاب آجاوے جو دلوں میں خدا کی ہیبت اور سطوت اور جبروت و جلال کا یقین پیدا کر دے۔

آج کل اگر کوئی شراب کو چھوڑ بھی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ شراب کا استعمال ناجائز ہے اصل میں اُن کا بھی یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کثرت سے استعمال نہ کی جاوے یا یہ کہ باہر لوگوں کے سامنے گلی بازاروں میں نہ پی جاوے۔ گھر کی چار دیواری میں جو چاہیں کریں۔ مگر اسلام نے ان سب امور کے ساتھ سچے تقویٰ اور حقیقی پاکیزگی کی سخت تاکیدی شرط اور خدا کی حدود میں رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

> اتنی تقریر کر چکنے پر چند دوستوں نے بیعت کی اور اُن کے ساتھ ہی ایک بڑے ضعیف العمر بھی تھے۔ انھوں نے عرض کی کہ حضور میرے واسطے دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کرے۔ ایڈیٹر

فرمایا

سب سے اچھی بات یہ ہے کہ انسان ہر وقت اس بات کا خیال رکھے کہ عمر کا اعتبار نہیں۔ نہ معلوم کہ موت کس وقت انسان کو آن پکڑیگی اور پھر اس کے ساتھ توبہ۔ استغفار کرتا رہے۔ خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنا اور اس کی رضا کے حصول کی تڑپ دل میں پیدا کرنا اسی میں سب

دین اور دنیا آجاتا ہے

ساری بندگیوں کا خلاصہ یہی ہے کہ انسان کے گناہ معاف ہوں اور اس سے خدا خوش ہو جاوے - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ - اس نے عرض کی کہ مستقیم - فرمایا اچھا خدا آپ کو مستقیم کرے - بابا مستقیم صاحب نے عرض کی کہ حضور میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی کوئی خدمت کرنے کے قابل ہو سکوں - فرمایا - سب کچھ نیت میں آجاتا ہے آپ کو آپ کی نیت کا ثواب مل گیا - آپ نے یہاں تک آنے کی جو تکلیف اٹھائی ہے اس کا بھی اجر دیا جاوے گا - اچھا خدا پر راضی رہو - اس کے بعد حضرت اقدس نے پھر اس سلسلہ کلام کو شروع کر کے

فرمایا

کہ زمانہ موجودہ کے حالات کے لحاظ سے مسئلہ اصلاح کچھ بہت ہی مشکل اور پیچیدہ سا نظر آتا ہے - آجکل کچھ ہوا ہی اس کے خلاف چل رہی ہے - ہم جو امر پیش کر رہے ہیں وہ تو ایک داروئے تلخ ہے - یہ لوگ اپنی میٹھی میٹھی عادات چھوڑ کر کڑوی دوا جب ہی استعمال کر سکتے ہیں کہ اس کی حقیقت سے ان کو پوری واقفیت اور آگاہی ہو - کہ واقع میں وہ مٹھائی ان کے حق میں مضر اور یہ

داروئے تلخ آب حیات

کا اثر رکھتی ہے - اور جب ہی کچھ فایدہ ہو سکتا ہے - خدا نے جو قید لگائی ہے اس میں سراسر رحمت اور کرم ہے - بھلا ان بے قیدیوں کا انجام ہی کیا ہے؟ - یہی ہوتا ہے کہ شراب خوری اور فسق و فجور میں یہ لوگ غرق نظر آتے ہیں - اور پھر اس سے جو بدنتائج نکلتے ہیں وہ کیسے خطرناک ہیں؟ دنیا ان کا روز نظارہ کر رہی ہے - لقوہ - فالج - آتشک - سوزاک اور بعض اوقات جذام تک نوبت پہنچتی ہے - اور اس طرح زندگی خطرناک مصائب میں مبتلا ہو کر خوار ہو جاتی ہے - چاہیئے کہ

اس بے قیدی اور اس قید کے نتائج

کا مقابلہ کر کے تو دیکھیں - مگر یہ نوجوان جن کو نئی تعلیم کے مصالح لگے ہوئے ہیں سمجھتے نہیں - اس مصالح سے ہی دور رہنا ہے -

مگر پھر بھی ناامید نہیں ہونا چاہیئے - میں اس تجویز کا بھی مخالف نہیں جو اس گروہ کی سچی ہمدردی اور اصلاح کے واسطے کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے - بلکہ زور سے اس کا موافق ہوں - نشو میں سے ایک بھی نکل آوے - ورنہ ان ٹھٹھا ہنسی کرنے سے ہی ہمیں اپنی جنت کا ثواب مل رہیگا - فائدہ کی بات ہے کہ جب کسی ایسے مجمع میں جہاں نشو پچاس آدمی جمع ہوں کوئی بات کہی جاتی ہے تو ان میں اختلاف ضرور ہوتا ہے - اگر بعض ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں تو بعض کو اس کی راستی کی سمجھ بھی آ ہی جاتی ہے - اگرچہ ...

صداقت کے حصہ میں تھوڑے ہی

آتے ہیں مگر وہ تھوڑے ہی جوانمرد ہوتے ہیں - کیونکہ صداقت کا قبول کرنا بھی ایک جوانمردی ہے اور پھر جوانمرد صداقت میں ایک رعب اور طاقت ہوتی ہے اس طرح سے ان کی قوت کیساتھ ایک اور قوت شامل ہو کر بہت بڑی طاقت ہو جاتی ہے - اور پھر ایک اور فائدہ ... ہمارے سلسلہ میں یہ آیا ہے کہ ہماری طرف آنیوالے لوگ سلیم اور نیک آدمی ہی ہوتے ہیں - ان لوگوں کے گندے ... اور ان کی خلاف تہذیب اور خارج از انسانیت تحریروں تقریروں اور گالی گلوچ کو دیکھکر تو ہمیں خوش ہی ہونا پڑتا ہے

ہمیں فائدہ ہی کیا ہوتا اگر یہ گندے لوگ ہم میں آشامل ہوتے

خدا نے جو ہمیں بتایا ہے اور وہ خدا کے کلام میں داخل ہے کہ میں خبیث سے طیب کو الگ کرنا چاہتا ہوں - اس تمیز اور ... کے ذرائع بھی خود خدا نے ہی بنا دئے ہیں - ورنہ ممکن تھا کہ یہ لوگ مومن کے بھی قایل ہو جاتے اور اس طرح سے ان میں اور ہم میں کوئی اختلاف ہی نہ رہ جاتا مگر خدا جو خبیث اور طیب میں فرق کرنا چاہتا ہے - اس نے اپنی حکمت سے ان میں اور ہم میں کچھ ایسے اختلاف ڈال دئے کہ ان کو ہم سے بالکل الگ ہی کر دیا - یہ عجیب بات ہے کہ ان کے پاس کوئی قوی دلیل نہیں ہے - مگر پھر بھی یہ غیظ و غضب میں بھر رہے ہیں اگر کہیں قرآن شریف میں حضرت مسیح کی زندگی کا لفظ صریح طور سے لکھا ہوتا یا احادیث صحیحہ سے حضرت مسیحؑ کی زندگی ثابت ہوتی جب تو ان کا حق بھی تھا کہ غیظ و غضب کرتے اور ہمیں جو دل چاہتا کہتے - مگر جب خود قرآن اور حدیث ہی ان لوگوں کو

دھکے دے رہے ہیں

تو پھر ان کا حق نہیں ہے کہ اس قدر جھوٹا جوش دکھاویں - اصل بات یہ ہے کہ اس پُرفتن زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میل کچیل سے نکال کر ایک علیحدہ فرقہ بنا دے اور دنیا کو دکھا دے کہ اسلام اس کو کہتے ہیں - حالات دو ہی قسم کے ماتحت ہوتے ہیں - عملی اور اعتقادی - مگر اس زمانہ کے مسلمانوں نے ہر دو رنگ میں اسلام کو بدنام کیا ہے - اسلام ہر گندسے پاک اور ہر میدان میں غالب ہے - مگر ہم نہیں سمجھتے کہ ان لوگوں نے جو ہتھیار اختیار کئے ہیں ان سے کبھی اسلام غالب ہو سکے - اسلام ایک ایسا پاک اور کامل مذہب ہے کہ اس کے کسی اعتقاد پر اعتراض ہو ہی نہیں سکتا - معاد کے متعلق بعض لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ اگر دوزخ کا ہونا اور حالت کفر میں مرجانے کی سزا بھی ایسی ہو اور انقطاع زمانہ کے واسطے باقی رہے تو ایک طرح سے ایک ظلم لازم آتا ہے اور یہ امر خدا کے بے انتہا رحم کے ... لیکن اصل بات یہ ہے کہ دوزخ کی ابدیت

جنت کی ابدیت اور خلود کی طرح لاانقطاع نہیں ہے - کیونکہ جن قویٰ سے انسان ارتکاب گناہ کرتا ہے آخر ان کا خالق بھی تو خود خدا ہی ہے - انسان وہ قویٰ اور وہ فطرت

آخر گھر سے تو لایا نہیں

مانا کہ انسان فعل اور ترک فعل میں بعض اوقات دخل و تصرف رکھتا ہے اور خود بدی کرتا ہے مگر چونکہ خالق فطرت خدا تھا - اور اس نے خود فرمایا ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا - لہذا اس کو اس کا فایدہ بھی دیا جانا چاہیئے تھا پس گناہ کی سزا ہو گی اور عذاب ہو گا مگر یہ ابدیت وہ نہیں جس طرح خدا کی ابدیت ہے - ایک خاص وقت تک جہنم میں رکھکر اصلاح ہو جانے پر رہائی ہو جاوے گی - کوئی مانے یا نہ مانے مگر خدا کے کلام سے یہی ثابت ہوتا ہے - چنانچہ جہاں بہشت کا ذکر ہے وہاں عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ کا لفظ ہے - اور جہاں جہنم کا ذکر ہے وہاں یہ فرمایا کہ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ - ان آیات میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بہشتیوں کو خوف نہیں دلایا گیا مگر

دوزخیوں کو مخلصی کی امید ضرور

دلائی ہے - ایک حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر بہشت کے متعلق عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ کا لفظ نہ ہوتا تو بہشت والوں کو بھی کھٹکا ہی رہتا مگر خدا نے عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ کا لفظ بڑھا کر وہ کھٹکا ہی مٹا دیا کہ یہ خدا کی عطا ہے - وہ واپس نہیں لی جاتی -

اور اس کی نسبت ہم نے ایک اور حدیث بھی دیکھی ہے جس میں لکھا ہے کہ یَاْتِیْ عَلٰی جَہَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْہَا اَحَدٌ وَ نَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّکُ اَبْوَابَہَا - اب دیکھو یہ کیسا پاک اصول اور عقیدہ ہے جو اسلام نے دوزخ اور بہشت کے متعلق مسلمانوں کو سکھایا ہے - جس میں ایک ذرہ بھر بھی ظلم نہیں اور نہایت پاک اور حق و حکمت کا اصول ہے کہ ایک خاص حد تک سزا ہو گی بعد اسکے نجات ہو جاویگی - کیونکہ آخر فطرتوں اور قویٰ انسانی کا خالق تو خدا ہی ہے کوئی

فطرت سلیم اور کانشنس

منظور ہی نہیں کر سکتا کہ ایک کمزور اور ناتوان انسان کے گناہ کو ایسا عظیم الشان مانا جاوے جو کبھی بخشا ہی نہ جاوے -

دوسرا معاملہ معراج کا ہے - بے شک ہم بھی مانتے ہیں کہ جسم کیساتھ آپ گئے تھے - بیداری بھی تھی اور جسم بھی تھا - مگر وہ ایک اعلیٰ درجہ کی کشفی حالت تھی اس دلیل کیواسطے بخاری کو دیکھ لو - کہ یہ سارا واقعہ لکھنے کے بعد لکھا ہوگا کہ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ - بھلا اسکے کیا معنے؟ - دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنکو بہت حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ رہنے کا ملا تھا اور جن کا علم بھی بہت بڑا تھا ان کی یہ روایت ہے - استیقظ سے یہ مراد نہیں کہ آپ نے خواب دیکھا تھا - بلکہ ایک قسم کی بیداری تھی بیچ میں شعور تھا کہ جسم کو ...

... خدا کا تصرف ہوتا ہے کہ علیحدہ جسم ...

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۸ مئی ۱۹۰۸ء بعد ظہر ۲½ بجے سے ۴½ بجے تک بمقام لاہور

[illegible] پروفیسر ریگ جن کا کسی پہلی اشاعت میں حضرت اقدس سے ملاقات کرنا اور سوال وجواب شائع ہو چکا ہے ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء کو پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تحریک اور وساطت سے حضرت اقدس کے حضور حاضر ہوئے۔ اور خیریت حال دریافت کرنے کے بعد ذیل کا سوال وجواب ہوا۔

سوال

آپ کا کیا عقیدہ ہے خدا محدود ہے یا کہ ہر جگہ حاضر ناظر اور اس میں کوئی شخصیت یا جذبات پائے جاتے ہیں۔

جواب

ہم خدا کو محدود نہیں سمجھتے اور نہ ہی خدا محدود ہو سکتا ہے ہم خدا کی نسبت یہ جانتے ہیں کہ جیسا وہ آسمان پر ہے ویسا ہی زمین پر بھی ہے۔ اس کے دو قسم کے تعلق پائے جاتے ہیں۔ ایک عام تعلق جو عام مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور ایک دوسرا خاص تعلق جو ان خاص بندوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو پاک کر کے اس کی محبت میں ترقی کرتے ہیں۔ تب وہ ان سے ایسا قریب ہو جاتا ہے **جیسا کہ ان کے اندر ہی سے بولتا ہے**۔ یہ اس میں ایک عجیب بات ہے کہ باوجود دور ہونے کے وہ نزدیک ہے۔ اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے۔ وہ بہت ہی قریب ہے مگر پھر بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس طرح ایک جسم دوسرے جسم سے قریب ہوتا ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی چیز بھی ہے۔ وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے مگر پھر بھی وہ عمیق در عمیق ہے۔ جس قدر انسان سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے **اسی قدر اس کے وجود پر اس کو اطلاع ہوتی ہے۔**

فرمایا

جذبات سے مراد غالباً ان کی یہ ہے کہ خدا نے انسان کے [illegible] کا بوجھ کیوں ڈال رکھا ہے اور حلال [illegible] کیوں ٹھہرا رکھا ہے۔ سو دیکھنا چاہئے کہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نہایت [illegible] منزہ ہے [illegible] اپنی اقدس [illegible] ناپاکی کو پسند نہیں کرتا [illegible] جہنم [illegible]

اس واسطے نہیں چاہتا کہ انسان ایسی راہوں پر چلے جن میں اس کی ہلاکت ہو۔ بس یہ اس کے جذبات ہیں۔ جن کی بنا پر مذہب کا سلسلہ جاری ہے۔ اب ان کا نام خواہ آپ کچھ ہی رکھ لو

سوال

کیا خدا کی کوئی شکل ہے؟

جواب

جب وہ محدود ہی نہیں تو شکل کیسی!

سوال

جب خدا محبت ہے۔ عدل ہے۔ انصاف ہے تو کیا وجہ کہ نظام دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے بعض چیزوں کو بعض کی خوراک بنایا ہے۔ اگر محبت اور عدل یا انصاف ورحم اس کے ذاتی خاصے ہیں تو کیا وجہ کہ اس نے مخلوق میں سے بعض میں ایسی کیفیت اور قویٰ رکھ دئے ہیں کہ وہ دوسروں کو کھا جائیں۔ حالانکہ مخلوق ہونے میں دونو برابر ہیں؟

جواب

جب محبت کا لفظ خدا کی نسبت بولا جاتا ہے تو اس کو انسانی محبت پر قیاس کر لینا بڑی بھاری غلطی ہے محبت کا لفظ جس طرح انسانوں میں اطلاق پاتا ہے اور جو مفہوم اس کا انسانی تعلقات کی حیثیت میں سمجھا جاتا ہے وہ ہرگز ہرگز خدا پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ اور نہ ہی وہ معنے اور مراد خدا پر صادق آتے ہیں۔ انسان میں محبت اور غضب کی قوت ہے مگر جو مفہوم ان کا انسان کے متعلق بولتے وقت ہمارے ذہن میں آتا ہے وہ خدا پر ہرگز ہرگز اطلاق نہیں پا سکتا۔ یہ غلطی ہے فطرت انسانی میں یہ رکھا گیا ہے کہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے فراق سے اس کو صدمہ بھی پہنچتا ہے۔ ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے مگر اگر اس کا بچہ اس سے جدا ہو جاوے تو اس کو کیا صدمہ ہوتا ہے اور کتنا دکھ اور رنج پہنچتا ہے۔ اسی طرح سے جو شخص کسی دوسرے پر غضب کرتا ہے اول وہ خود اپنے آپ میں اس کا صدمہ اور اثر پاتا ہے۔ گویا دوسرے کو سزا دینے کے ساتھ ہی خود اپنی جان کو بھی سزا دیتا ہے۔ غضب ایک دکھ ہے جس کا اثر پہلے اپنی ہی ذات پر پڑتا ہے۔ اور ایک قسم کی تلخی پیدا ہو کر طبیعت میں سے راحت اور چین نکل جاتا ہے۔ مگر خدا ان باتوں سے پاک ہے۔

پس اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے

کہ ان الفاظ کا اطلاق اس رنگ میں جس رنگ میں ہم انسان پر کرتے ہیں اور جو مفہوم ان کا انسانی تعلق میں ہو سکتا ہے اس رنگ میں خدا پر ہرگز بولے نہیں جا سکتے۔ اور نہ ہی وہ خدا پر صادق آتے ہیں۔ اس واسطے ہم ان الفاظ کو پسند نہیں کرتے۔ یہ ان لوگوں کا بنایا ہوا لفظ ہے جو خدا کو محض انسانی حالت پر قیاس کرتے ہیں۔

وہ پاک ذات ہے۔ جو اس کی رضا کے موافق چلتا ہے اس سے اس کا تعلق زیادہ سے زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ہاں البتہ استعارہ کے رنگ میں محبت اور غضب کا لفظ خدا کے لئے بھی بولا جا سکتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ یہ ایک دنیا کا کارخانہ ہے جس کے واسطے خدا تعالیٰ نے اپنی کامل حکمت سے موجودہ نظام مقرر فرمایا ہے۔ اور یہ اسی نظام کے ماتحت اس طرح سے چل رہا ہے۔ البتہ اس کے واسطے یہ الفاظ موزون نہیں ہیں۔ محبت کا لفظ ایک درد اور گداز رکھتا ہے۔ اگر فرض بھی کر لیں کہ خدا محبت ہے اور اس کی صفت غضب بھی ہے۔ (انسانی حالت کے خیال سے) تو پھر ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خدا کو بھی ایک قسم کی تکلیف اور رنج و دکھ ہوتا ہے مگر یاد رکھو ایسے ناقص الفاظ خدا کی طرف منسوب نہیں کئے جا سکتے۔

سوال

یہ تو میں نے سمجھ لیا ہے مگر میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ خدا نے یہ خاصہ کیوں رکھ دیا کہ ادنیٰ اعلیٰ کا خادم ہو یا اس کی خوراک بنے۔ اور اس کے سامنے ذلیل ہو؟

جواب

ہم نے تو ابھی بیان کیا ہے کہ خدا کے صفات محبت رحم اور غضب کی تشریح ہم اس طور سے نہیں کر سکتے جیسا کہ انسانوں میں یہ صفات ہیں۔ انسانی حالت پر خدا کا قیاس کرنا سخت غلطی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک وسیع نظام ہے جو اس نے اسی طرح بنایا ہے۔ اس نظام میں انسان اپنی حد سے زیادہ دست اندازی نہیں کر سکتا اور یہ مناسب نہیں کہ دقیق در دقیق مصالح خدا کی میں دخل دے کر ہر بات میں ایک سوال پیدا کر لے۔ یہ عالم ایک **مختصر عالم** ہے۔ اس کے بعد خدا نے ایک وسیع عالم رکھا ہے۔ جس میں اس نے ارادہ اور وعدہ کیا ہے کہ سچی اور ابدی خوشحالی دیجاویگی۔ ہر دکھ جو اس جہان میں ہے اس کا تدارک اور تلافی دوسرے عالم میں کر دی جاوے گی۔ جو کمی اس جہان میں پائی جاتی ہے وہ آئندہ عالم میں پوری کر دی جاوے گی۔

باقی رہا دکھ اور تکلیف، رنج ومحن پر تو ادنیٰ و اعلیٰ کو یکساں برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہ اس نظام عالم کے قیام کے واسطے لازمی اور ضروری تھے۔ اگر وسیع نظر سے دیکھا جاوے تو کوئی بھی دکھ سے خالی نہیں۔ ہر مخلوق کو علیٰ قدر مراتب اس میں سے حصہ لینا ہی پڑتا

ہے۔ البتہ کسی کو کسی رنگ میں بہت اور کسی کو کسی رنگ میں اگر باز چڑیوں اور اور پرندوں کو کھا جاتے ہیں تو شیر چیتے۔ اور بھیڑیے انسان کے بچوں کو بھی کھا جاتے ہیں سانپ بچھو وغیرہ بھی ستاتے ہیں۔ غرض یہ سلسلہ تو اس طرح سے چل رہا ہے۔ اس سے خالی کوئی بھی نہیں البتہ ان کی تلافی اور تدارک کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا عالم رکھا ہے۔ اسی واسطے تو قرآن شریف میں اس کا نام مالک یوم الدین بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انسان خوشحال ہو۔ مگر ممکن ہے کہ [illegible] چرند اس سے بھی زیادہ خوشحال ہوں۔ یہ دنیا ایک عالم امتحان ہے اس کے حل کرنے کے واسطے دوسرا عالم ہے۔ اس دنیا میں جو تکالیف رکھی ہیں اس کا وعدہ ہے کہ آئندہ عالم میں خوشی دے گا۔ اگر اب بھی کوئی کہے کہ کیوں ایسا کیا اور ایسا نہ کیا؟ اس کا یہ جواب ہے کہ وہ حکیم اور مالکیت بھی تو رکھتا ہے۔ اس نے جیسا چاہا کیا۔ کسی کو اس کے اس کام پر اعتراض کی گنجائش اور حق نہیں۔

دوسری بات جو قابل غور ہے یہ ہے

کہ چونکہ تکالیف انسانی تکالیف حیوانی سے بڑھی ہوئی ہیں اسی واسطے آئندہ انسانی اجر بھی حیوانی اجر سے بڑھا ہوا ہو گا۔ تکالیف انسانی دو قسم کی ہیں ایک تکالیف شرعیہ۔ دوسری تکالیف قضا و قدر۔ تکالیف قضا و قدر میں انسان و حیوان مشترک اور قریباً برابر ہیں۔ اگر انسان کے ہاتھ سے حیوان مرتے ہیں تو حیوانوں کے ہاتھ سے اکثر انسان بھی تو مرتے ہیں۔ اسی طرح اور اور تکالیف میں بھی ان کا آپس میں ایک قسم کا اشتراک پایا جاتا ہے۔

باقی تکالیف شرعیہ میں انسان کے ساتھ حیوانات کا کوئی اشتراک نہیں ہے۔ احکام شرعیہ بھی ایک قسم کی چھری ہے جو انسان کی گردن پر چلتی ہے۔ مگر حیوان اس سے بری الذمہ ہیں۔ امور شرعیہ بھی ایک موت ہیں جو انسان کو لینی اور برداشت کرنی پڑتی ہے۔ پس اس طرح سے ان باتوں کو یکجائی طور سے دیکھنے سے صاف معلوم ہو گا کہ تکالیف انسانی تکالیف حیوانی سے بہت بڑھی ہوئی ہیں۔

تیسری بات جو قابل یاد ہے یہ ہے

کہ انسانی حواس میں بہت تیزی ہے۔ انسان میں قوت احساس زیادہ پائی جاتی ہے۔ حیوانات نباتات اس کے مقابلے میں بہت کم احساس رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حیوانات کو اتنی عقل بھی نہیں دی گئی۔ عقل سے ہی شعور پیدا ہوتا ہے۔ حیوانات میں چونکہ عقل اور شعور بہت کم درجہ کا ہوتا ہے۔ اسی واسطے ایک قسم کی مستی کی حالت میں رہتے ہیں۔ احساس کا مسئلہ زیادہ تر انسان میں ہی پایا جاتا ہے حیوانات میں یہ قویٰ ایسے کم درجہ کے ہیں کہ گویا نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پس حیوانات ان تکالیف کا بہت کم احساس کرتے ہیں اور ممکن ہے کہ بعض اوقات بالکل ہی نہ کرتے ہوں۔ اب جائے غور ہے کہ دنیا میں ان تکالیف کا بوجھ کس پر زیادہ ہے آیا انسان پر یا حیوان پر؟ صاف ظاہر ہے کہ انسان ہی کو ان مشکلات دنیوی میں بہ نسبت حیوانات کے زیادہ حصہ لینا پڑتا ہے

سوال

آپ نے جو کچھ بیان فرمایا میں نے سمجھ لیا۔ اب یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ حیوانات کو بھی آئندہ عالم میں کوئی بدلہ دیا جاوے گا؟

جواب

فرمایا۔ ہاں۔ ہم مانتے ہیں کہ علیٰ قدر مراتب سب کو ان کے تکالیف دنیوی کا بدلہ دیا جاوے گا۔ اور ان کے دکھوں اور تکالیف کی تلافی کی جاوے گی۔

سوال

تو پھر اس کا یہ لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ حیوانات جن کو ہم مارتے ہیں ان کو مردہ نہیں بلکہ زندہ یقین کریں؟

جواب

فرمایا کہ ہاں یہ ضروری بات ہے۔ وہ فنا نہیں ہوئے ان کی روح باقی ہے وہ حقیقتاً نہیں مرے بلکہ وہ بھی زندہ ہیں۔

سوال

بائبل میں لکھا ہے کہ آدم یا یوں کہئے کہ پہلا انسان جیحون سیحون میں پیدا ہوا تھا اور اس کا وہی ملک تھا۔ تو پھر کیا یہ لوگ جو دنیا کے مختلف حصوں امریکہ۔ آسٹریلیا وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اسی آدم کی اولاد سے ہیں؟

جواب

فرمایا ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اس مسئلہ میں ہم توریت کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ ہزار سال سے ہی جب سے یہ آدم پیدا ہوا تھا اس دنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اور خدا گویا معطل تھا۔ اور نہ ہی ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسل انسانی جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اسی آخری آدم کی نسل ہے۔ ہم تو اس آدم سے پہلے بھی نسل انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ خدا نے یہ فرمایا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے ہیں۔

آپ کے سوال کے مناسب حال ایک قول حضرت محی الدین ابن عربی صاحب کا ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں حج کرنے کے واسطے گیا تو وہاں مجھے ایک شخص ملا جس کو میں نے خیال کیا کہ وہ آدم ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو ہی آدم ہے؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ تم کون سے آدم کے متعلق سوال کرتے ہو؟ آدم تو ہزاروں گذر چکے ہیں!

سوال

کیا حضور مسئلہ ارتقاء کے قائل ہیں۔ یعنی یہ کہ انسان نے ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت میں ترقی کی ہے۔ پہلے سانپ بچھو وغیرہ سے ترقی کرتے کرتے بندر بنا اور بندر سے انسان بنا۔ اور روح کس وقت پیدا ہوئی؟

جواب

فرمایا ہمارا یہ مذہب نہیں کہ انسان کسی وقت بندر تھا۔ مگر آہستہ آہستہ دُم بھی کٹ گئی۔ اور ریشم بھی جاتی رہی اور ترقی کرتے کرتے انسان بن گیا۔ یہ ایک دعویٰ ہے جس کا بار ثبوت اس دعوے کے مدعی کے ذمہ ہے چاہیئے کہ کوئی ایسا بندر پیش کیا جاوے جو آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے انسانی حالت میں آجاوے۔ ہم ایسے بے دلیل قصے کہانیوں پر کیوں کر ایمان لا سکتے ہیں۔ البتہ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ آدم بہت سے گذرے ہیں مگر موجودہ حالات کے ماتحت جو ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ انسان سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ بندر سے انسان یا انسان سے بندر کبھی کسی نے پیدا ہوتا نہیں دیکھا ہو گا۔ یہ تو ایک نادانوں کا قصہ ہے۔ ہمیشہ نوع سے نوع ہی پیدا ہوتی ہے۔ خدا نے اپنا قانون ہماری آنکھوں کے سامنے رکھا ہوا ہے کہ گدھے سے گدھا۔ اور گھوڑی سے گھوڑا۔ بندر سے بندر پیدا ہوتا ہے۔ اب اس کے خلاف جو کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ بندر سے انسان بھی پیدا ہوتا ہے اس کو اپنے دعوے کی دلیل بھی پیش کرنی چاہیئے۔ یہ کہہ دینا کہ شاید ایسا ہو گیا ہو۔ شاید کے کیا معنے۔ ہمارے سامنے تو اللہ تعالیٰ نے ایک مشاہدہ دلیل کے طور سے رکھا ہوا ہے اس کے خلاف کہنے والوں کو کوئی بین دلیل پیش کرنی چاہیئے ورنہ ظنی باتوں اور صرف دعووں سے کوئی امر ثابت نہیں ہو سکتا۔

روح ایک مخلوق چیز ہے۔ اسی عنصری مادہ سے

خدا اسے بھی پیدا کرتا ہے جیسا کہ مفصل طور سے اس امر کو ہم نے اس تازہ تصنیف کتاب چشمہ معرفت میں بیان کیا ہے)۔ روح انسانی باریک اور مخفی طور سے نطفہ انسانی میں ہی موجود ہوتی ہے۔ اور وہ بھی نطفہ کے ساتھ ساتھ ہی آہستگی سے نشو و نما کرتی اور ترقی پاتی چوتھے مہینے کے انجام اور پانچویں مہینے کے ابتدا میں ایک بیّن تغیر اور نشو و نما پا کر ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی پاک کلام میں فرماتا ہے کہ ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَر۔

یہ درست نہیں جیسا کہ آریہ بتاتے ہیں کہ روح بھی خدا کی طرح ازلی ابدی ہے۔ اس اعتقاد پر اسقدر شبہات پڑتے ہیں کہ پھر خدا خدا ہی نہیں رہتا۔ روح ایک لطیف جوہر ہوتا ہے جو مخفی طور سے انسان کی پیدائش کے ساتھ ساتھ پیدا ہوتا اور نشو و نما پاتا ہے۔ مثال کے طور ایک گولر کے پھل کو لو۔ جب وہ کچا ہوگا تو اس میں ایک قسم کے نامکمل حالت میں زندہ جانور پائے جاتے مگر جونہی کہ وہ پک کر تیار ہوگا اُس میں سے جانور چلتے پھرتے نظر آویں گے اور یہاں تک کہ پر لگ کر اُڑنے بھی لگ جاویں گے۔ اس کے سوا اور بھی کئی درختوں کے پھل ہیں جن میں اس قسم کے مشاہدات پائے جاتے ہیں۔ غرض ہمارے پاس تو ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔ ثابت شدہ سچائی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اصل میں ان پھلوں میں ایک قسم کا مادہ اندر ہی اندر موجود ہوتا۔ جو پھل کے نشو و نما کے ساتھ ساتھ نشو و نما کرتا اور ترقی پاتا ہے۔

سوال

سپرچولزم والوں کی رائے ہے کہ زندگی چاند سے اُتری۔ اور عقل مشتری سے۔ اور چاند زمین سے بنا۔ ابتدا میں زمین بہت نرم تھی۔ زمین کا ایک ٹکڑا اُڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ اور وہ چاند بن گیا۔ اصل میں زندگی زمین ہی سے نکلی زمین سے چاند میں گئی اور چاند سے پھر انسان میں اُترتی ہے۔ اس میں آپکا اعتقاد کیا ہے؟۔

جواب

فرمایا۔ چاند۔ سورج اور اور سیاروں کی تاثیرات کے ہم قائل ہیں۔ ان سے انسان فایدہ اُٹھاتا ہے اور بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اُس وقت بھی ان کی تاثیرات کا اثر بچے پر ہوتا ہے۔ یہ امر شریعت کے خلاف نہیں۔ اسی واسطے ہمیں ان کے ماننے میں عذر نہیں۔ نباتات میں چاند کی روشنی کا اثر بیّن طور سے ظاہر ہے۔ چاند کی روشنی سے پھل موٹے ہوتے ہیں۔ ان میں شیرینی پیدا ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات لوگوں نے اناروں کے چٹخنے کی آواز تک بھی سنی ہے جو چاند کی روشنی کے اثر سے پھوٹتے ہیں۔ اس سے زیادہ جو حصہ پیچیدہ اور ثابت شدہ نہیں اُس کے ماننے کے واسطے ہم تیار نہیں ہیں۔ قرآن شریف میں صاف بیان کیا گیا ہے کہ چاند سورج اور تمام سیارے انسان کے خادم اور مفید مطلب ہیں۔ اور ان میں انسانی خواہ پر کوزہل۔ پس ہم اس بات کے ماننے میں کوئی حرج نہیں پاتے کہ جس طرح نباتات سے ہمیں فایدہ پہنچتا ہے اسی طرح ان تمام سیاروں سے بھی ہم فایدہ اُٹھاتے ہیں۔ اب اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ عقل کو مشتری سے تعلق ہے تو اُس کے ماننے کے واسطے بھی ہم تیار ہیں۔

اثناء گفتگو میں کر یہ وغیرہ موصوف نے عرض کیا کہ میں تو خیال کرتا تھا کہ سائنس اور مذہب میں بڑا تضاد ہے جیسا کہ عام طور سے علماء میں مانا گیا ہے۔ مگر آپ نے تو اس تضاد کو بالکل اُٹھا دیا ہے۔

فرمایا

یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کر رہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے۔ اور سائنس خواہ کتنی ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اصول اسلام کو ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکے گی۔

سوال

مکھیوں یا اور اس قسم کے جانوروں میں جو چیز پائی جاتی ہے اس کو کس نام سے تعبیر کیا جاوے گا؟

جواب

روح تین قسم کی ہوتی ہے۔ روح نباتی۔ روح حیوانی۔ روح انسانی۔ ان تینوں کو ہم برابر نہیں مانتے۔ ان میں سے حقیقی زندگی کی وارث اور جامع کمالات صرف انسانی روح ہے۔ باقی حیوانی اور نباتی روح میں بھی ایک قسم کی زندگی ہے۔ مگر وہ انسانی روح کی برابری نہیں کر سکتی۔ نہ ویسے مدارج حاصل کر سکتی ہے۔ نہ کمالات میں انسانی روح کی برابری کر سکتی ہے۔ کچھ تشابہ ہو تو اس باریک بحث میں ہم پڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض خاص خاص صفات میں یہ روحیں انسانی روح سے مشابہت رکھتی ہوں۔ مگر جس طرح انسان میں اور ان میں ظاہری اختلاف اور فرق ہے اس طرح اختلاف روحانی بھی پایا جاتا ہے۔

بلکہ یہاں تک بھی مانا گیا ہے کہ بعض نباتات میں بھی ایک قسم کا شعور پایا جاتا ہے۔ ایک بانس کا درخت گھر کی چھت کے نیچے لگایا جاوے۔ مگر جب بڑھتے بڑھتے وہ چھت سے قریب ایک بالشت کے رہ جاوے گا تو وہ اپنا رُخ بدل لیگا۔ اور دوسری طرف کو بڑھنا شروع کر دے گا۔ ایک اور قسم کی نباتی بوٹی ہے جس کو پنجاب میں چھوئی موئی کہتے ہیں۔ وہ انسان کا ہاتھ لگتے ہی سمٹ کر اکٹھی ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں پرانی اچھی اچھی طبیعات کی کتابوں میں لکھی ہیں اور نیز تجربہ سے بھی ثابت ہیں۔ مگر ان کے پیچھے بہت زیادہ نہ پڑنا چاہیے۔ وہ شعر کیا ہی موزون ہے کہ

تو کارِ زمیں را نکو ساختی ۔ کہ با آسماں نیز پرداختی

ان کے دقیق در دقیق مباحثات میں پڑ کر ان کی تفصیلات کی جستجو میں وقت ضائع کرنا ٹھیک نہیں۔

سوال

میں ایک روز گرجا میں گیا تھا وہاں پادری صاحب نے لیکچر میں بیان کیا کہ "انسان ایک بالکل ذلیل ہستی ہے۔ اور گندہ کیڑا ہے۔ یہ روز بروز نیچے ہی نیچے گرتا ہے۔ اور ترقی کے قابل ہی نہیں اسی واسطے اس کی نجات اور گناہ سے بچانے کے واسطے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو کفارہ کیا" مگر میں جانتا ہوں کہ انسان نیکی میں ترقی کر سکتا ہے میرا یہ بچہ اس وقت اگر بے علمی کی وجہ سے کوئی حرکت ناجائز کرے تو پھر ایک عرصہ بعد جب اسے عقل آوے گی۔ اور اس کا علم ترقی کرے گا تو یہ خود بخود سمجھ لیگا کہ یہ کام بُرا ہے اس سے پرہیز کر کے اچھے کام کرے گا۔

حضور کا اس میں کیا اعتقاد ہے۔

جواب

فرمایا۔ انسان نیک ہے۔ نیکی کر سکتا ہے۔ اور ترقی کرنے کے قویٰ اس کو دئے گئے ہیں۔ نیکی میں ترقی کر کے انسان نجات پا سکتا ہے۔

سوال

یہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان لاکھ نیکی کرے مگر وہ برباد ہے بجز اس کے کہ کفارہ مسیح پر ایمان لاوے۔ آپ اس میں کیا فرماتے ہیں؟

انسان کو عمل اور کوشش کی ضرورت ہے کفارہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسا جسمانی نظام ہے ویسا ہی روحانی نظام ہے۔ نظام جسمانی میں ایک کاشتکار کی مثال ہی لے لو۔ وہ کس قدر محنت سے قلبہ رانی کرتا ہے اور بیج بونا اور پانی دینے وغیرہ کی محنت برداشت کرتا ہے۔ کیا اُسے کسی کفارہ کی ضرورت ہے؟ نہیں۔ بلکہ اُسے محنت اور عمل کی ضرورت ہے۔ اس بات کو ہم ماننے ہی نہیں

کہ بجز کفارہ کے کوئی راہ نجات ہی نہیں۔ کفارہ تو بلکہ انسانی ترقیات کی راہ میں ایک روک اور زنجیر ہے

سوال

پاکیزگی سے یہ مراد ہے کہ انسان کو جو اس کے جذبات نفسانیہ خدا سے روگرداں کر کے اپنے خواہشات میں محو کرنا چاہتے ہیں اُن کا مغلوب نہ ہو۔ اور کوشش کرے کہ خدا کی مرضی کے موافق اس کی رفتار ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی **قول فعل خدا کی رضامندی کے بغیر سرزد ہی نہ ہو**۔ خدا قدوس اور پاک ہے۔ وہ اپنے صفات کے مطابق ہی انسان کو بھی چلانا چاہتا ہے۔ وہ رحیم ہے انسان سے بھی رحم چاہتا ہے۔ وہ کریم ہے انسان سے بھی کرم چاہتا ہے۔ خدا کے صفات خدا کے قانون قدرت میں ظاہر ہیں۔ جسمانی طور سے ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا مدتہائے دراز سے چلی آتی ہے۔ ان کو اناج۔ پانی۔ لباس روشنی وغیرہ تمام حوائج ضروریہ اور لوازم انسانیہ ہمیشہ سے بہم پہنچایا چلا آیا ہے۔ اور ہمیشہ ہی اس کے رحم اور کرم کے صفات اور اسمائے حسنہ کے تقاضے سے ساتھ مخلوق کی دستگیری کرتے چلے آئے ہیں۔ پس غرض یہ ہے کہ **خدا انسان کو اپنے صفات کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔**

اس کے بعد پروفیسر اور لیڈی نے حضرت اقدس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم مشکور ہیں کہ آپ نے گفتگو کی عزت بخشی اور ہمارے معلومات میں ایک مفید اضافہ فرمایا۔ اور ہمارا وقت بہت اچھی طرح سے گذرا:

فاضل امروہی کی ایک تحریر

اصل مضمون حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی ثم قادیانی نے زبان عربی میں لکھا تھا۔ جو اخبار بدر میں شائع ہوگا۔ اصل مضمون کا ترجمہ حضرت مولانا نے الحکم میں شائع کرنے کے واسطے روانہ فرمایا۔ جو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً

حضرتنا امیر تمام جماعت مومنین کے اور حکمت نظری وعملی سے کام لینے والے مولانا نور الدین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعض امور خارجیہ اور نیز خاکسار کا جوش قلبی ہر دو محرک ہوئے ہیں کہ ان چند سطور کو میں اخبارات میں شائع کروں۔ اور وہ سطور یہ ہیں کہ میرا اعتقاد آپ کی جناب عالی میں اول بعث وبعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ ہے کہ اب تک آپ حضرت کے ساتھ بڑی الفت اور اُنس رکھنے والے ہیں گویا کہ مجسم الفت اور اُن کے انیس تھے۔ اکثر مشوروں اور دینی معارف اور یقینی اسرار میں بمنزلہ اُن کے قلب مبارک کے تھے۔ جماعت احمدیہ میں وہ بارہ اخلاص وایمان آپ سب سے زیادہ بڑھکر ہیں آپ کا یقین وعرفان سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف آپ کو سب سے زیادہ تر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو علماء ربانی ہیں وہی زیادہ تر اُس سے خوف کرتے ہیں محمدا آپ کو ماسوی اللہ سے کمال درجہ بیر عناد اور بے پرواہی بھی سب سے زیادہ ہے۔ امام ہمام نے اپنی کتابوں میں آپ کے مناقب سب سے زیادہ بیان فرمائے ہیں۔ اس لئے آپ کا مرتبہ سب سے زیادہ تر ہے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصدیق اُس وقت میں کی جس وقت تمام آدمیوں نے تکذیب کی تھی۔ اس لئے میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ آپ صدیق ثانی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ والذی جاء بالصدق وصدق به اول جملہ کے مصداق حضرت مسیح موعود تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچی باتیں اور سچے الہامات لائے تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی موت طبعی سے وفات دے دی۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یا عیسیٰ انی متوفیک الایہ یعنے اے عیسیٰ اگرچہ تمام لوگ تیرے قتل کرنے اور ہلاک کرنے میں بہت کوششیں کریں گے مگر میں تجھکو موت طبعی سے وفات دوں گا اور تمام اُن عیوب سے جو منکرین تجھے لگاتے ہیں میں تجھکو اُن سے پاک وصاف کر دوں گا اور جو لوگ جماعت کے تیری پیروی اور اتباع کرینگے میں اُنکو منکرین پر قیامت تک غالب اور فائق رکھوں گا۔ پس اس وقت تم ہی اولیٰ مصداق صدق بہ کے ہو اور بمنزلہ حضرت صدیق اکبر اللہ تعالیٰ کے دین اور جماعت احمدیہ میں اُس کے نائب ہو پس میں اس لئے صدق دلی اور اخلاص قلبی سے واسطے تائید کرنے دین اسلام کے بقدر اپنی طاقت اور بیعت کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگرچہ بعض ضعیف الایمان کے خلاف ہوا اور اول امر سے میرے قلب کو کوئی تردد اس بات کا واقع نہیں ہوا۔ بجز اس کے کہ بعض آیات کی تفاسیر جواب کرتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ اور فوراً اُسی وقت کہ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے یہاں کے رفیقوں سے علیحدہ کر کر ملا اعلیٰ کی رفاقت میں پہنچا دیا میں اُسی وقت مکرر آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ ہمارے صدیق ہیں اور ہم آپ کی تابع ہیں ہاں آپ جو بعض آیات کی تفسیر ایسی فرماتے ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ یہ تو اپنا اپنا مذاق ہے جو زمانہ حال کے موافق آپ کے مذاق میں تفسیر آ جاتا ہے یہ امر دوسرا ہے۔ اور اس سبب سے علیحدہ یہ چند سطریں میں نے اس لئے شائع کیں ہیں کہ بعض وہمی لوگ میرے قلب کی حالت کو مخالف اُس تحریر کے گمان نہ کریں کلا وحاشا۔ اس لئے اب آپ کو ضروری ہے کہ ہم سب مومنین جماعت کے لئے جس کے ہم اُٹھانے سے ہم سب عاجز ہیں۔ اسپر بھی جو کوئی اس بیعت اطاعت سے پھر یگا۔ اللہ تعالیٰ کے دین اور جس بات کو کہ مسیح موعودؑ لائے تھے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ اور جو کوئی اس نعمت کا شکریہ کرے گا کہ اپنے اپنے بوجھ کو اُٹھایا بجا لاوے گا۔ اور آپ کی نصرت میں ہمہ تن متوجہ ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ اُس کو دین و دنیا میں جزائے احسن عطا فرماوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ دین کی تائید میں بحولہ وقوتہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کے ساتھ آپ کی تائید کرے۔ اور آپ کے سینہ مبارک کو اپنے انوار سے روشن اور منور کرے۔ اور میں یہ بھی امید رکھتا ہوں۔ کہ جماعت میں سے کوئی شخص اس بارہ میں آپ پر کسی طرح کی نکتہ چینی یا عیب گیری نہیں کریگا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی وفات انبیاء اولوالعزم سے نہایت درجہ مشابہت ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک رسالہ وفات الانبیاء کے بارہ میں لکھوں گا۔ تاکہ لوگوں پر واضح ہو جاوے کہ جس شان کبریائی سے حضرت مسیح موعود کی وفات واقع ہوئی ہے (کہ چند امور منتظر الوقوع رہی اور آپ کی وفات ہو گئی) اسی طرح سے اس وفات کا وقوع میں آنا ضروری تھا تاکہ حضرت مسیح موعود کی مماثلت دیگر انبیاء کے ساتھ ثابت رہے اور اس وفات کذائی سے واقع ہونا انکی وفات کا آپ کی صداقت دعاوی اور صداقت ماموریت کی دلیل ہو جیسا کہ الہامات الوصیت وغیرہ میں مندرج ہو چکا ہے دیکھو جری اللہ فی حلل الانبیاء وغیرہ وغیرہ الہامات کو اور سوائے اس کے اور بہت سے الہامات ہیں میں نے آپ کو اس لئے اطلاع کی ہے کہ آپ دعا کریں کہ اس رسالہ کی تحریر میں اللہ تعالیٰ میری تائید کرے (۲۷ مئی سنہ ۱۹۰۸ء روز چہار شنبہ سید محمد احسن)

[illegible]

الحکم دس ہزار چھپے گا

ہو درد قوم دل میں سودا یہی ہو سر میں
یہ زندگی بسر ہو اپنی اسی لگن میں

ایک عرصہ سے مَیں نے چھوڑ دیا ہے کہ الحکم کے متعلق کسی قسم کی تحریک کروں یا اس کی اعانت کے لئے **اپیل** اسے میری غفلت کہو یا بے پروائی سمجھو۔ مگر اصل یہ ہے میں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ کام **قوم** کا اپنا ہے کہ وہ **قومی جرائد** کی حمایت اور اعانت کے پہلو کو مدنظر رکھے۔ اور اس کے علاوہ جب آئے دن قومی ضروریات کے لئے دست سوال دراز کرنا پڑتا ہے تو اس میں مختلف اپیلیں اور تحریکیں قریباً سب کو کمزور کر دیتی ہیں۔ اسی اور دوسری قسم کے خیالات سے متاثر ہو کر میں نے کسی قسم کی اپیل الحکم کے لئے نہیں کی۔ لیکن یہ امر ہمیشہ دل میں ہمیشہ کھٹکتا رہتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو **الحکم** کی اشاعت اور تبلیغ کا دائرہ وسیع کیا جاوے اور اس طرح پر وہ مقصد اور غرض جس کے لئے وہ جاری ہوا ہے زیادہ صفائی اور خوبی سے پوری ہو۔ اس کے ساتھ ہی **الحکم کے استحکام اور استقلال** کے لئے بھی مختلف تجاویز اور تدابیر میرے سر میں آتی رہیں مگر میں نے ان کو کاغذی لباس پہنا کر شائع نہیں کیا اس لئے کہ میں نے انہیں قبل از وقت سمجھا۔ **الحکم کے مفید اور موقت الشیوع** بنانے کے لئے اس کے کارخانہ میں چھاپنے کی مشین مہیا کی گئی لیکن مشین چاہتی ہے بہت سے کام کو۔ اس کی مقدار ابھی یہاں پوری نہیں اس وجہ سے **مشین** کا لگانا مالی پہلو سے چنداں مفید ثابت نہیں ہو سکتا اُس وقت تک جب تک کہ مطبع کا ذاتی کام اتنا نہ ہو کہ ایک مشین باقاعدہ جاری رہ سکے اس کے لئے **تالیفات مفیدہ** کا ایک سلسلہ ہونا چاہئے۔ اور وہ سلسلہ روپیہ کی کثیر مقدار چاہتا ہے بہرحال جب اللہ تعالیٰ چاہیگا اور جس طرح پر چاہے گا اس سلسلہ کو مفید اور بابرکت بنا دے گا مجھے اللہ تعالیٰ نے نہ گھبرانے والا اور ہمت نہ ہارنے **والا دل عطا** کیا ہے **والحمد للہ علیٰ ذالک** اس یا اسی قسم کی تکالیف اور مشکلات میں آج تک، مایوس نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ ہوں گا۔ بہرحال یہ قوم کا فرض ہے کہ وہ اس کارخانہ کی اعانت اور حمایت کے لئے جو اس سے ممکن ہو کرے۔ اسی سلسلہ میں مَیں نے پسند کیا ہے کہ **الحکم** کی ایک اشاعت پوری دس ہزار چھاپ کر شائع کی جاوے اگرچہ **دس ہزار** کی تعداد اس زمانہ میں جبکہ عام اخبارات دس دس ہزار چھپ رہے ہیں اپنے اندر کوئی خصوصیت نہیں رکھتی لیکن جبکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ باقاعدہ شائع ہونے والے سلسلہ کے اخبارات میں سے کوئی **دس ہزار** چھاپ کر تقسیم نہیں کیا گیا تو یہ خصوصیت قائم رہتی ہے۔ ہاں اس کے ساتھ یہ امر ملحوظ رہنا چاہئے کہ آئندہ کے لئے اس دس ہزار کی اشاعت کو **باقاعدہ قائم** رکھنے کے لئے کوئی انتظام ضروری ہے اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ جدید خریداران کے بہم پہنچانے کی فکر ہو۔ فی الحال یہ پرچہ جو میں دس ہزار شائع کروں گا وہ انشاء اللہ

۱۰- اکتوبر ۱۹۰۸ء

کا الحکم ہوگا۔ اس نمبر کی اشاعت پر **چار سو روپیہ کے قریب** خرچ آئیگا اگر ہمارے دوستوں نے بھی اس کے لئے اعانت کی تو یہ **دہ ہزاری** نمبر اُن کی اعانت اور مروت کا ایک نمونہ ہوگا اور سعی فی الدین میں اُن کے لئے قابل قدر یادگار صدقہ جاریہ کی ہوگی۔ میں کسی ایک یا دوسرے دوست کا نام لیکر اعانت کی درخواست نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جس جس کو چاہے گا توفیق دیگا یہ **دہ ہزاری نمبر** اپنے اندر بہت سی خصوصیتیں رکھیگا اور اس کے مضامین انشاء اللہ العزیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کی چوٹی کے بزرگوں کے قلم سے لکھوائے جائینگے اور ان مضامین میں یہ امر مدنظر رکھا جائیگا کہ جو لوگ باوجود سلسلہ سے ناواقف ہونے کے اس ایک نمبر کو بھی پڑھ لیں وہ جہاں سلسلہ کے اغراض و مقاصد سے واقف ہو سکیں وہاں انہیں سلسلہ کی عظمت اور صداقت کے دلایل پر بھی اطلاع مل جاوے۔ بہرحال یہ کہنا قبل از وقت ہی ہوگا کہ یہ نمبر کس قسم کا ہوگا۔ ہاں کوشش کی جاویگی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے توفیق مانگی جاویگی کہ دہ ہزاری نمبر ایک **مفید اور نمونہ** نمبر ہو۔

یہ نمبر اصل خریداران کے سوا اُن لوگوں کی خدمت میں بھیجا جاویگا۔ جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں اور با وجود بلحاظ اپنی وجاہت اور پوزیشن کے ایسے لوگ ہیں کہ اُن سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ آزادی اور بے تعصبی سے اسے پڑھیں گے۔ اس پہلو سے یہ نمبر ایسے دس ہزار آدمیوں کے پاس انشاء اللہ بھیجا جاوے گا جو تعلیم یافتہ اور معزز ہوں۔ اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے مَیں اپنے دوستوں سے **ایسی فہرستوں** کی اعانت کی امید کرتا ہوں جو وہ ایسے لوگوں کی بہم پہنچا سکیں۔ اس قسم تمام فہرستیں آخیر اگست ۱۹۰۸ء تک پہنچ جانی چاہیں۔

اس دس ہزاری نمبر کے ساتھ بطور ضمیمہ معتبر اور مشہور کارخانوں کے ایسے اشتہارات بھی شائع ہو سکینگے جو ایک مذہبی اخبار کی شان اور حیثیت کے خلاف نہوں۔ ایسے اشتہاروں کے نرخ کیلئے قبل از وقت فیصلہ کر لینا چاہئے اس لحاظ سے کہ اخبار کی اشاعت میں ایک معتدبہ ترقی ہو **آخیر اگست ۱۹۰۸ء** تک کے لئے میں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس اثنا میں جس قدر جدید درخواستیں الحکم کی خریداری کے لئے آئیں گی ان میں سے پہلی پچاس درخواستوں کے خریداران کو ۱۹۰۳ء سے لیکر ۱۹۰۷ء تک کے الحکم کے پرانے فائل جو اب تک خاص صورتوں کے سوا دس روپیہ سالانہ پر دئے گئے ہیں **صرف ۵ روپے** پر دئیے جاوینگے اور اس کے بعد کی ۱۰۰ درخواستوں کو سورۃ بقرہ کی مکمل تفسیر جو للعہ پر دی گئی ہے صرف ۱ پر دی جاوے گی۔ اس کے علاوہ کارخانہ الحکم کی دوسری تصانیف کے متعلق **ایک اور رعایت** بھی کی جائے گی جس کے لئے علیحدہ اشتہار ہوگا۔

اب قوم کا فرض ہے کہ وہ اس مقصد میں میری اعانت کرے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا حامی اور ناصر ہوگا۔

گر مخلصانہ حق سے ہوگی دعا ہماری
خالی نہیں رہیگا۔ دست سوال اپنا

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

قیمت پیشگی سالانہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ با قادیاں بینی - دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲ - جون ۱۹۰۸ء مطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ

وفات مسیح پر ایک چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عرضداشت بہ خدمت شریف برادران سیالکوٹ۔ شملہ۔ لدھیانہ۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی پشاور۔ جموں۔ فیروزپور۔ بھیرہ اور تمام برادران پنجاب و ہندوستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ نے سن لیا ہوگا ہمارے امام ہمام مسیح موعود مہدی مسعود علیہ التحیۃ والسلام اپنے پیارے اللہ سے جا ملے ہیں اور آپ نے مکرمی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کی تحریر سے یہ بھی خوب اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اس جانکاہ موقع پر حضور علیہ السلام کے عیال و اطفال نے کیسا قابل قدر نمونہ دکھلایا ہے کہ انھوں نے ایسے پُر معنے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں جن سے اُن کی پختگی ایمان اور صفائی معرفت کا پتہ لگتا ہے چونکہ میں بھی اس موقعہ پر حاضر تھا اس لئے میرا دل بھی اُن کے پاک نمونہ سے متاثر ہوا اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں تک اس بات کو پہنچا دوں جس نے ایسے خوفناک موقع پر ہمیں صبر و استقلال عنایت کیا تا کہ وہ بھی تسلی پائیں۔

حضور علیہ السلام کی موت کوئی انوکھی موت نہیں اور صرف یہی موت نہیں جس نے ایک قوم کو شکستہ دل و پریشان کیا ہے بلکہ اس سے پیشتر کے نمونوں پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت اللہ یہی ہے۔ حضرت فخر الرسل خیر البریہ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی چاکری اور غلامی کا دعوے ہمارے امام علیہ السلام کو تھا تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ کیا بظاہر اُن کی موت قبل از وقت نظر نہ آتی تھی کیا اکابر صحابہ کو سخت صدمہ نے حد سے زیادہ بیقرار نہ کر دیا تھا اور کیا ایسا نہ ہوا تھا کہ اُن میں سے اکثروں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی طور پر مر جانے کا انکار کر دیا تھا۔ بے شک یہ سب کچھ ہوا۔ اور مسیلمہ کذاب آپ کے بعد تک زندہ رہا۔ اور مخالفوں نے وہ مضحکہ اڑایا وہ وہ شعر بازی کی جس کی مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔ اور مسلمانوں کو بہت ہی سخت تنگ کیا یہاں تک کہ بہت سے ضعیف الاعتقاد جماعت محمدیہ سے علیحدہ ہو گئے اور تاریخوں میں بڑے بڑے خطرناک نقشے کھینچے ہیں جن نقشوں کا نقشہ اس جملے سے کر سکتے ہیں ارتدت العرب علی وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے خطرناک موقع پر تمام عرب مرتد ہو گیا۔ پر کیا اس اضطراب اور اس ارتداد کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کا استیصال ہو گیا کیا اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنیوالوں کی فتح ہوئی۔ نہیں اللہ تعالیٰ نے خود مذہب اسلام کو دنیا کیلئے پسند فرمایا تھا اور اسکے پھیلانے کیلئے ایک پاک نفس مزکی و مطہر انسان کو چنا تھا جتنا کام اس سے لینا مناسب تھا اتنا لیا اور جتنی تعلیم پاک کی تخم ریزی منظور تھی اسکے پورا کرنے کے بعد سرور کائنات کو بلانے مریدین میں سے اُٹھا لیا اور اُن مریدین پر آزمائش و امتحان نازل فرمایا تا کہ پاک اور خبیث میں تمیز کر دی اور ان بزرگوں کو جو صبر و تحمل و استقلال کے ساتھ تعلیم اسلام کے پھیلانے کیلئے مستعد ہو کر کھڑے ہو جائیں انکو بڑے بڑے درجات عطا فرما دیے۔ بڑا ہی رحیم کریم خدا ہے جو ہمارے لئے ایسے موقعہ نکالتا ہی جنیک امتحان ہو تو نہ ہم مستحق ان بیش بہا انعامات کی امید نہیں ہو سکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو مرتد ہو گئے پر وہ لوگ اسلام کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے اور وہ لوگ جنھوں نے استقامت کے ساتھ کمر ہمت کو باندھا اور تعلیم پاک کے پھیلانے میں سرگرمی دکھلائی انکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے تکمیل کی انکو بڑے بڑے درجات عطا فرمائے اور اُن کی ہمت ہی کہ آج ہم اسلام میں داخل ہیں اور ہم ان کے ممنون ہیں اور اُنپر نزدل سے درود بھیجتے ہیں۔ و

من ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا و سیجزی الله الشاکرین۔ یعنے وہ لوگ جنھوں نے اسلام چھوڑ دیا انھوں نے خدا تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ خود اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا اور وہ لوگ جو استقلال و استقامت سے کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو بادشاہ کر دیا وہ غریب تھے انھوں نے اپنے مال خرچ کر دیئے اللہ تعالیٰ نے دولت ہی دولت اُن کے گھروں میں جمع کر دی۔ اور مکہ معظمہ کی گلیوں میں اشرفیاں لیکر نکلتے ہیں کہ کوئی فقیر ملے تو اُس کو دیں پر محتاج و فقیر کوئی نہیں ملتا جو خیرات لے۔ یہ فضل یہ کرم یہ نقطہ نوازی بے شک اس غیور ذات کا خاصہ ہے۔ دنیا کے بادشاہ بھی خدمات کا بدلہ دیتے ہیں تو خدا تعالیٰ جو بڑا ہی علیم ہے اور جو بڑا ہی غنی ہے اور جو ہمارا رب ہے وہ ہمیں کیونکر عظیم الشان اجر نہ دے وہ کبھی کسی کا احسانمند ہوتا ہی نہیں اُس کی راہ میں روپیہ خرچ کرو تا کہ دولتمند کئے جاؤ۔ اُس کی راہ میں جان خرچ کرو تا کہ ابدی زندگی حاصل کرو۔ اُس کی راہ میں ذلت اختیار کرو تا کہ تمہاری بڑی عزت کی جاوے۔ رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات سے اور آپ کے متبعین کے ہاتھ پر فتح اسلام کی تکمیل سے ہمیں یقین آتا ہے کہ جس مذہب کو خود قائم کرتا ہے اس مذہب اور اس مذہب کے پیرو کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ اُن سے بڑے بڑے کام لیتا ہے خدا تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرماتا ہے دنیا کی سلطنتوں کو انکے پاؤں کی جوتی بنا دیتا ہے اور ابد الآباد تک ان کے نام لیوا رکھتا ہے جو ہمیشہ دردِ دل سے انپر درود بھیجتے ہیں۔ افسوس ہوگا اور بہت ہی سخت افسوس ہوگا ہماری جماعتوں کے لئے جن کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا واقع موجود ہو اور ان کے متبعین کا سخت ابتلا بھی سامنے موجود ہو اور اُن کے نہایت ہی اعلےٰ [illegible] کی تائید موجود ہے اور پھر وہ گھبرا جائیں۔ یہ گھبرانے کا وقت نہیں۔ وہ رب العالمین جسکو منظور ہے کہ سچی تعلیم اسلام دنیا میں پھیلے اور تاریکی و ظلمت فسق و فجور دنیا سے دور ہو اور دنیا میں امن و صلح پھیلے وہ بڑا ہی غیور خدا ہے اس نے خود حضرت مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا اور اُس نے خود اس تعلیم کے پھیلانے کا حکم دیا کیا وہ اس تعلیم کی اشاعت کی تکمیل خود نہ کریگا۔ کریگا اور ضرور کریگا۔ پر مبارک ہیں وہ جو اس تائید میں حصہ لینے والے ہیں خدا کا کام اٹل ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے بھائیوں کے دلوں میں یہ یقین بٹھا دوں کہ وہ اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں۔ غنیمت جانتے ہیں برادران جماعت احمدیہ خوب معرفت رکھتے ہیں کہ ہمیں کیسی سچی و پاک تعلیم دیگئی ہے۔ کیا لطیف ایمان باللہ ہمیں حاصل ہے۔ ہمارے وہم میں بھی نہیں گذرتا کہ وہ امن و صلح کے پیار کرنے والی تعلیم کا استیصال ہونے دیگا۔ وہ خدا جسکے ساتھ ہمیں از سر نو تعلق ہوا ہے ہم جانتے ہیں اور وہ قادر مطلق خدا جانتا ہے کہ کس مضبوطی کے ساتھ ہمیں اسکی قادر مطلق ہونیکا یقین ہے وہ معرفت اور وہ اعتقاد جو ہم

[illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر موعودہ آرٹیکل لکھنے سے پیشتر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شائع کردہ تحریر الوصیت کا ابتدائی حصہ شائع کروں جس کو پڑھ کر ناظرین کے سامنے وہ نقشہ آجائیگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا آپ پر کھولا گیا تھا۔ سلیم الفطرۃ اور غور اندیش دل لیکر اسے پڑھو اور غور کرو کہ کس طرح پر خدا تعالیٰ نے قبل از وقت آپ پر اس واقعہ کی حقیقت کو ظاہر فرمایا ہے۔ میں جو آرٹیکل لکھنا چاہتا ہوں اس میں تاخیر کی یہ وجہ بھی ہے کہ میں نے پسند کیا کہ دوسرے مخالف اخبارات جو اس پر لکھنا چاہتے ہیں ان کو پڑھ لوں اس لئے احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر ان کو حضرت اقدس کی وفات کے متعلق کوئی اشتہار یا اخبار ملے تو اسے میرے پاس ضرور بھیجدیں۔ اب میں زیادہ تمہید کو چھوڑ کر ذیل میں الوصیت کے موعودہ حصہ کو درج کرتا ہوں (ایڈیٹر)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اسکی وحی اسقدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور اُن تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔ سو پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے مجھے میری موت کی خبر دیکر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی اور وہ یہ ہے جو عربی زبان میں ہوئی ہے اور بعد میں اردو کی وحی بھی لکھی جائیگی۔ قرب اجلک المقدر۔ ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ تموت وانا راض منک۔ جاء وقتک ونبقی لک الآیات باھرات۔ جاء وقتک ونبقی لک الآیات بینات۔ قرب ما توعدون۔ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ انہ من یتق اللہ ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (ترجمہ) تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑینگے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دینگے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھینگے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔ اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشگوئیاں ہیں ان میں سے تجھے کچھ دکھاویں یا تجھے وفات دیدیں۔ تو اس حالت میں فوت ہوگا جو میں تجھ سے راضی ہونگا۔ اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کیلئے ہمیشہ موجود رکھینگے جو وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے اپنے رب کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی لوگوں کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو خدا ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اس جگہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہیں چھوڑینگے جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کا موجب ہوں (۱) اول یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہیں ہم دور کر دینگے اور ان اعتراضات کا نام و نشان نہ رہیگا (۲) دوسرے یہ کہ ایسے شرارت کرنیوالوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے دنیا سے اٹھا لینگے اور صفحۂ ہستی سے معدوم کر دینگے تب ان کے نابود ہونے کی وجہ سے ان کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائینگے۔ پھر بعد اسکے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن سب پر اداسی چھا جائیگی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ بعد اسکے تمہارا واقعہ ہوگا۔ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا۔

حوادث کے بارہ میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائیگی اور زلزلے آئینگے اور شدت سے آئینگے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین کو تہ و بالا کر دینگے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔ پھر وہ جو توبہ کرینگے اور گناہوں سے دستکش ہو جائینگے خدا ان پر رحم کریگا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو۔ لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کرینگے اور ان راہوں کو اختیار کرینگے جو خدا کو پسند ہیں ان کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تو میری طرف سے نذیر ہے میں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جاویں۔ اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اگر دنیا کی آنکھ کھلتی تو وہ دیکھتی کہ میں صدی کے سر پر ظاہر ہوا اور چہارم حصہ کے قریب آج چودھویں صدی بھی گذر گئی اور احادیث کے مطابق عین میرے دعوے کے وقت رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن بھی ہوا اور طاعون بھی ملک میں ظاہر ہوئی اور زلزلے بھی آئے اور آئینگے مگر افسوس ان پر جنہوں نے دنیا سے پیار کیا انہوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں تجھے اسقدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

اور آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا مجھے خبر دی اور فرمایا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی اس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے لیکن راستباز اس سے امن میں ہیں سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنیوالے بچائے جائینگے۔ خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اُترینگی کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائینگی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئینگی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا۔ کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور انکو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کیساتھ انکی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اسکی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں

حوالہ جو خدا نے الصمد کہا ہر گروہ اس کے ہی غالب ہونگے

ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بےوقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہوگئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بےوقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہوگئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہوگیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجاوے گی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں*۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔ اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیگا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کرکے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری

---

* ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ

ہر ایک حرکت اور نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی۔ اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشا کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔ یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولیگا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمایش کرے کہ کون اپنے دعوے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے۔ اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلینگی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی۔ اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائینگے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

اے سننے والو سنو!! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے۔ اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا۔ اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبدا ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا۔ اور متصف ہے ہر ایک کمال سے۔ اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اُس کے آگے کوئی بات بھی اَن ہونی نہیں اور تمام روح اور ان کی طاقتیں اور تمام ذرات اور ان کی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں۔ اس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اس کو اسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور وہ اپنی قدرتیں اُن کو دکھلاتا ہے اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اُسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے۔ اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اس کا کام ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلا دیتا ہے پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اُس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر ان امور کے جو اُس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں۔ اور واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک **دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے** اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں **اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں** رہی کیونکہ نبوت محمدیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں اُمتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اُس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی

جبکہ اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے۔ اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہ تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا اس کا سکھانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کے محویت کے آئینہ میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح انکو نصیب ہوا۔

٭ باوجود اس کے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اسکا عمل قیامت تک ہے منہ

پس اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدیدہ میں جلوہ گر ہوئی یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ۔ و اِمامکم منکم یعنے وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دیدی جیسا کہ خدا تعالیٰ کی صاف اور صریح آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اسپر شاہد ہے جس کے معنے آیات متعلقہ کے ساتھ یہ ہیں کہ خدا قیامت کو عیسیٰ سے پوچھیگا کہ کیا تو نے ہی اپنی امت کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں ان میں تھا تو اُن پر شاہد تھا اور اُن کا نگہبان تھا اور جب مجھے تو نے وفات دیدی تو پھر مجھے کیا علم تھا کہ میرے بعد وہ کس ضلالت میں مبتلا ہوئے۔ اب اگر کوئی چاہے تو آیت فلما توفیتنی کے یہ معنے کرے کہ جب تو نے مجھے وفات دے دی

. . . .

. . . .

چاہے تو اپنی ناحق کی ضد سے باز نہ آ کر یہ معنے کرے کہ جب تو نے مع جسم عنصری مجھے آسمان پر اٹھا لیا۔ بہرحال اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے اور صلیب توڑی ہوتی تو اس صورت میں ممکن نہیں کہ عیسیٰ جو خدا کا نبی تھا ایسا صریح جھوٹ خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے دن بولیگا کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں کہ میرے بعد میری امت نے یہ فاسد عقیدہ اختیار کیا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا قرار دیا۔ کیا وہ شخص جو دوبارہ دنیا میں آوے اور چالیس برس دنیا میں رہے اور عیسائیوں سے لڑائیاں کرے۔ وہ نبی کہلا کر ایسا مکروہ جھوٹ بول سکتا ہے کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں پس جبکہ یہ آیت حضرت عیسیٰ کو دوبارہ آنے سے روکتی ہے ورنہ وہ دروغ گو ٹھہرتے ہیں۔ تو اگر وہ مع جسم عنصری آسمان پر ہیں اور بموجب تصریح اس آیت کے قیامت کے دن تک زمین پر نہیں اُتریں گے تو کیا وہ آسمان پر ہی مریں گے اور آسمان میں ہی اُن کی قبر ہوگی لیکن آسمان پر مرنا آیت فیھا تموتون کے برخلاف ہے۔ پس اس سے تو یہی ثابت ہوا کہ وہ آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے بلکہ مر کر گئے اور جس حالت میں کتاب اللہ نے کمال تصریح سے یہ فیصلہ کر دیا تو پھر کتاب اللہ کی مخالفت کرنا اگر معصیت نہیں تو اور کیا ہے۔

اگر میں نہ آیا ہوتا تو محض اجتہادی غلطی قابل عفو تھی لیکن جب میں خدا کی طرف سے آ گیا اور صحیح اور سچے معنے قرآن شریف کے کھل گئے تو پھر بھی غلطی کو نہ چھوڑنا ایماندار کا شیوہ نہیں۔ میرے لئے خدا کے نشان آسمان پر بھی ظاہر ہوئے اور زمین پر بھی۔ اور صدی کا بھی قریباً چوتھا حصہ گذر گیا اور ہزار ہا نشان ظہور میں آ گئے اور دنیا کی عمر سے ساتواں ہزار شروع ہو گیا تو پھر اب بھی حق کو قبول نہ کرنا یہ کس قسم کی سخت دلی ہے۔ دیکھو میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے اس پہلے زلزلہ کے نشان کے بعد جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنے والا ہے وہ بہار کے دن ہونگے نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جبکہ درختوں میں پتا نکلتا ہے یا درمیان اُس کا یا اخیر کے دن۔ جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئیگا اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتا نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے۔

وحی آلہی ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم جنت تجری من تحتھا الانھار۔ عادت مبارک یوں تھی کہ جب کوئی وحی یا الہام۔ کشف یا رویا آپ کو خواہ رات کے کسی بھی حصہ میں ہوتا تو آپ اُسی وقت اس کو لکھ لیا کرتے تھے۔ نوٹ بک ہمیشہ حضور کے پاس رہتی تھی۔ مگر نوٹ بک میں لکھنے کے واسطے آپؑ نے ترتیب صفحات کا کبھی خیال نہ رکھا تھا بلکہ رات کے وقت نوٹ بک کھولنے پر جو صفحہ نکلا وہیں بقید تاریخ وحی یا الہام وغیرہ درج کر دیا۔ مذکورہ بالا الہام حضرت اقدسؑ کے کاغذات میں سے ایک علیحدہ پرچے پر حضرت اقدسؑ کے خود اپنے ہی قلم کا لکھا ہوا ملا ہے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت اقدسؑ کی نوٹ بکوں کا مطالعہ فرما رہے ہیں ممکن ہے کہ بعض اور بھی ایسے الہام مل جاویں جو شائع نہ ہوئے ہوں۔ لہٰذا اگر ایسا کوئی الہام جو حضرت اقدسؑ کی اپنی تحریر میں سے مل جاویگا تو انشاء اللہ احباب کو اس سے اطلاع دی جائے گی۔

کلماتِ طیباتِ حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۲ مئی ۱۹۰۸ء قبل ظہر بمقام لاہور

پروفیسر ریگ جو کہ انگلستان کے رہنے والا ایک بڑا بھاری ماہر علم ہیئت ہے وہ تمام دنیا کی سیر کے ارادے سے وطن سے نکلا۔ اور علم ہیئت پر بڑے بڑے لیکچر دیتا پھرتا ہے چنانچہ چند روز سے لاہور میں وارد ہے اور ایک لیکچر لاہور میں بھی دیا جس میں بڑے بڑے انگریز لیکچر سننے کے واسطے شامل تھے حضرت مفتی صادق بھی حسن اتفاق سے اس لیکچر میں موجود تھے۔ لیکچر کے خاتمہ پر مفتی صاحب موصوف نے پروفیسر صاحب سے ملاقات کی۔ اور حضرت اقدس کے دعاوی اور دلائل وغیرہ اُن کو سنائے۔ چنانچہ پروفیسر موصوف اسی وقت تیار ہوگیا کہ حضرت اقدس کے حضور حاضر ہو مگر مفتی صاحب نے کہا کہ پہلے میں حضرت اقدس سے اجازت لیکر وقت مقرر کرالوں۔ پھر آپ کو لے جاؤنگا۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اجازت دی۔ اور ۱۲ مئی قبل ظہر ملاقات ہوئی۔ ایڈیٹر

سوال۔ میں ایک علمی مذاق کا آدمی ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ زمین جس میں ہم رہتے ہیں ایک چھوٹی سی زمین ہے۔ اور ہزار در ہزار اور لاکھ در لاکھ حصے اس کے علاوہ مخلوق الٰہی کے موجود ہیں۔ اور یہ اُن کے مقابلہ میں ایک ذرہ کی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ تو پھر کیا وجہ کہ خدا کے نفس کو صرف اسی حصہ زمین یا کسی خاص مذہب یا قوم میں ہی محدود رکھا گیا ہے؟

جواب۔ دراصل یہ صحیح نہیں اور نہ ہی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ایک خاص فرقہ یا قوم کے ذریعہ خدا اپنی ہستی ظاہر کرتا ہے۔ خدا کو کسی خاص قوم سے اُنس یا رشتہ نہیں۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے۔ اور جس طرح اس نے ظاہر جسمانی ضروریات اور تربیت کے واسطے مواد اور سامان تمام قسم کی مخلوق کے واسطے بلا کسی امتیاز کے مشترکہ طور سے پیدا کئے ہیں۔ اور ہمارے اصول کے رو سے وہ **رب العلمین** ہے۔ اور اس نے اناج۔ ہوا۔ پانی۔ روشنی وغیرہ سامان تمام مخلوق کے واسطے بنائے ہیں اسی طرح سے وہ ہر ایک زمانہ میں ہر ایک قوم کی اصلاح کے واسطے وقتاً فوقتاً مصلح بھیجتا رہا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ان من امة الا خلا فيها نذير۔

خدا تمام دنیا کا خدا ہے کسی خاص قوم سے اس کو کوئی رشتہ نہیں

اور یہ جو مختلف اوقات میں مختلف آسمانی کتابیں آئی ہیں ان میں بھی دراصل کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جو قابل اصلاح امور ہوتے ہیں جب دنیا عملی رنگ سے بالکل بگڑ جاتی ہے اور فسق و فجور اور چوری زنا وغیرہ پیدا ہو جاتی ہیں اور لوگ پاکیزگی سے دور ہو کر نفسانی شہوات کے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اور اعتقادی طور سے بھی خدا کو چھوڑ کر بت پرستی کی طرف جھک جاتے ہیں تو پھر خدا جو انسان کا جسمانی اور روحانی مربی ہے اس کی غیرت تقاضا کرتی ہے کہ ان مفاسد کی اصلاح کے واسطے کوئی شخص پیدا کرے۔ اور اس طرح کا مصلح

قانون قدرت سے باہر نہیں

جس طرح ہمارے واسطے وہ اناج جو حضرت آدم یا اور گذشتہ انبیاء کے وقت میں پیدا ہوا تھا۔ باعث زندگی نہیں ہو سکتا۔ اور وہ پانی جو پہلے لوگوں کے واسطے تھا ہماری پیاس نہیں بجھا سکتا۔ اسی طرح سے روحانی طور سے بھی ہمیں تازہ بتازہ روحانی غذا اور پانی کی ضرورت ہے۔ یہ عادت اللہ ہے کہ جس طرح سے جسمانی سلسلے کی پرورش اور تربیت کرتا ہے اور گذشتہ پرورش کافی نہیں ہوتی اسی طرح سے روحانی سلسلہ کا حال ہے۔ اور روحانی جسمانی دونوں سلسلے پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ اگر کوئی شخص خدا سے ہی منکر ہو تو اس بحث کا الگ ایک طریق ہے۔ خدا کے قائل کو چاہیے کہ دونوں سلسلوں کو بالمقابل رکھ کر ایک ہی نظر سے دیکھ کر فائدہ اٹھائے۔ جس نے جسمانی سلسلہ پیدا کیا ہے

اسی نے روحانی سلسلہ پیدا کیا

ہے۔ جس طرح وہ جسمانی سلسلہ کی تازہ بتازہ پرورش کرتا ہے اسی طرح سے وہ روحانی سلسلہ کی بھی تازہ بتازہ پرورش کرتا ہے۔ جس طرح جسمانی حالت ایک تازہ پانی کی محتاج ہے اسی طرح روحانی حالت بھی تازہ آسمانی وحی کی محتاج ہے۔ جس طرح جسم بغیر پرورش کے مر جاتا ہے اسی طرح روح بھی بغیر پرورش کے مردہ ہو جاتی ہے۔ روحانی امور میں اگر ہمیشہ گذشتہ ہی گذشتہ کا حوالہ دیا جاوے تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ روحانی حالت ایک مردہ حالت ہو جاوے گی اور کیا ہو سکتا ہے؟ خدا ہمیشہ طبعاً چاہتا ہے کہ وہ پہچانا جاوے۔ وہ اپنی شناخت اور زندگی کے ثبوت میں ہمیشہ حقائق۔ **معارف** اور تازہ بتازہ نشان دکھایا کرتا ہے۔ اور یہ امور کوئی عقلی استنباط بھی نہیں رکھتے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں انبیاء آئے۔ انہوں نے عملی طور سے ثبوت دے کر دنیا پر حجت پوری کی۔ اب کوئی شخص صرف یہ کہہ کر کہ میں سائنس دان یا فلاسفر ہوں ایک ایسی متواتر اور ثابت شدہ شہادت کو کیسے توڑ سکتا ہے۔ چاہیے کہ جس طرح سے اس گروہ پاک نے عملی زندگی اور نمونے سے اپنے دعوے کا ثبوت دیا اسی طرح سے اس کا رد بھی کیا جاتا۔

ہاں البتہ۔ ان لوگوں کو یہ کہنے کا حق پہنچتا تھا۔ کہ پرانے قصے کہانیاں کیوں پیش کی جاتی ہیں۔ کوئی زندہ نمونہ یا ثبوت پیش کیا جاوے۔ سو اس کے واسطے ہم تیار ہیں۔ صرف ہیئت دان اپنی ہیئت وغیرہ یا نظام شمسی میں غور کرنے سے خدا کے وجود کا یقینی ثبوت بہم نہیں پہنچا سکتا۔ البتہ ایک امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ یہ بات کہ

خدا ہے اور یقیناً ہے

ہمیشہ انبیاء کے پیش کردہ اصول سے ہی ثابت ہوتا رہا ہے۔ اگر ہماری طرح کے انسان دنیا میں نہ آتے تو خدا کے ثبوت کا کوئی حقیقی اور کامل ذریعہ ہرگز ہرگز دنیا میں نہ ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی منصف مزاج ہوتا اور شرافت بھی اس کے حصہ میں آئی ہوتی تو اس ابلغ اور محکم ترتیب اور نظام شمسی وغیرہ سے اتنا نتیجہ نکال سکتا تھا کہ خدا ہونا چاہیئے۔ باقی یہ امر کہ

یقیناً خدا ہے اور وہ دنیا کا مالک متصرف اور حکمران ہے

بجز خدا سے آکر خدا نمائی کرنے والوں کے ممکن نہیں۔ وہ لوگ مشاہدہ کرانے والے ہوتے ہیں۔ اور تازہ بتازہ نشانوں کے پیش کرنے سے گویا خدا کو دکھا دیتے ہیں۔

سوال۔ لکھا ہے کہ ایک آدم اور حوا تھے۔ حوا ایک کمزور عورت تھی۔ اس نے ایک سیب کھا لیا۔ اب اس کے ایک سیب کھانے کی سزا ہمیشہ جاری رہے گی۔ یہ امر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اور کہ یہ زمین جس سے ہمارا تعلق ہے۔ اس کے سوا اور ہزاروں کروڑوں سلسلے خدا نے پیدا کئے ہیں تو خدا کی قدرت اور انعامات کو کیوں اس زمین تک محدود کیا جاتا ہے؟

جواب۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ بس آسمان اور زمین کے سوا اور کوئی سلسلہ ہی نہیں۔ بلکہ ہمارا خدا کہتا ہے کہ وہ رب العلمین ہے۔ یعنی کہ وہ کل جہانوں کا رب ہے۔ اور کہ جہاں جہاں کوئی آبادی ہے وہاں وہاں ہی اس نے رسول بھیجے ہیں۔ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتی۔ جس خدا نے اس ایک چھوٹی سی زمین کے واسطے اتنا وسیع سامان پیدا کیا اس نے کیوں دوسری تمام آبادیوں کے واسطے سامان پیدا نہ کئے ہوں گے؟ وہ سب کا یکساں رب ہے۔ اور سب کی ضرورتوں سے واقف۔

باقی یہ کہنا کہ انسانی رنج و محن حوا کے سبب کھانے کی وجہ سے ہیں۔ اسلام کا یہ عقیدہ نہیں۔ یہاں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ زید کے بدلے بکر کو سزا نہیں مل سکتی۔ اور نہ ہی اس سے کچھ فائدہ متصور ہے۔ حوا کی سیب خوری ان مشکلات اور رنج و سزا کا باعث نہیں ہے۔ بلکہ ان کے وجوہات قرآن نے کچھ اور ہی بیان فرمائے ہیں۔

سوال ۔ دو باتیں میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ **گناہ کیا چیز ہے**۔ ایک ملک کا انسان ایک امر کو گناہ یقین کرتا ہے۔ حالانکہ ایک دوسرے ملک کا انسان اسی امر کو گناہ نہیں سمجھتا۔ انسان نے ایک کیڑے سے ترقی کرتا کرتا انسان بنا۔ اور پھر حق و باطل میں امتیاز حاصل کیا۔ صداقت اور جھوٹ میں فرق کیا۔ نیکی اور بدی کو سمجھا۔ گناہ اور ثواب کا علم پیدا کیا۔ باایں ہمہ پھر اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک امر ایک شخص کے نزدیک گناہ دوسرا اس کو گناہ نہیں سمجھتا اور کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ شیطان کیا چیز ہے۔ خدا کے اس علم اور قدرت کا مالک ہوتے ہوئے بھی شیطان کا اس قدر قابو پا جانا کہ اس کی اصلاح کے واسطے خود خدا کو دنیا میں آنا پڑا اس سے کیا مراد ہے۔

جواب ۔ اصل میں جو لوگ خدا کی ہستی کو مانتے ہیں ہم ان کے مذاق پر گفتگو کرتے ہیں **خدا کی ذات** انسان کی زندگی کے واسطے ایک

دائمی راحت اور خوشی کا سرچشمہ

ہے۔ جو شخص اس سے الگ ہوتا ہے۔ یا کسی نہ کسی پہلو سے اس کو چھوڑتا ہے اس حالت میں کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے **گناہ کیا**۔ خدا نے فطرت انسانی پر نظر ڈال کر جو اعمال باریک در باریک رنگ میں خود انسان کی اپنی ہی ذات کے واسطے مضر پڑنے والے تھے ان کا نام بھی گناہ رکھا۔ گو بعض اوقات انسان ان کی مضرت کو نہ سمجھ سکتا ہو۔ مثلاً چوری کرنا اور دوسروں کے حقوق میں دست اندازی کر کے ان کو نقصان پہنچانا۔ گویا خود اپنی پاک زندگی کو نقصان پہنچانا ہے۔ زانی کا زنا کرنا اور دوسروں کے حق میں دست درازی کرنا ہے اور خود اپنی فطرت کی پاکیزگی کو برباد کرنا اور طرح طرح کے مشکلات جسمانی روحانی میں مبتلا ہونا ہے۔ اسی طرح سے

وہ امور بھی جو فطرت انسانی کی پاکیزگی اور طہارت کے خلاف ہوں

گناہ کہلاتے ہیں۔ اور پھر ان امور کے لوازم قریبہ یا بعیدہ بھی گناہ کے ضمیمہ ہی سمجھے جاتے ہیں۔ خدا جو سب سے بڑا اور سب سے زیادہ علیم والا انسان اور ذرہ ذرہ کا خالق حقیقی ہے اور وہ ان کے خواص کا بھی خالق اور دانا ہے وہ اپنی کامل حکمت اور کامل علم سے ایک بات تجویز کرتا ہے یہ تمہارے حق میں مفید ہے اس کا ارتکاب ہرگز ہرگز تمہارے حق میں مضر نہیں بلکہ سراسر مضر ہے تو انسان تاں سلیم الفطرت انسان کا یہ کام نہیں کہ اس کی خلاف ورزی کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ڈاکٹر جب ایک مریض کے واسطے کوئی پرہیز تجویز کرتا ہے تو بیمار کس طرح بے چون و چرا اس کی تعمیل کرتا ہے کیوں ایسا کرتا ہے؟ اس لئے کہ وہ ڈاکٹر کو اپنے سے زیادہ وسیع معلومات رکھنے والا یقین کرتا ہے۔ غرض اسی طرح بعض امور ایسے بھی ہیں کہ وہ انسان کے جسم یا روح کے واسطے مضر ہوتے ہیں خواہ انسان سمجھے یا نہ سمجھے۔ بعض امور ایسے ہیں کہ اگر خدا ان کے واسطے نہ بھی حکم دیتا تو بھی وہ مضر ہی تھے۔ طب جسمانی میں بھی بعض گناہ رکھے گئے ہیں۔ قواعد طب کا علم نہ ہونا عذر نہیں ہو سکتا اس شخص کے واسطے جو خلاف ورزی قواعد طب کرتا ہے اگر کسی کو یقین نہ ہو تو ڈاکٹروں اور اطباء سے پوچھ لو۔ یاد رکھنے کے لائق نقطہ یہی ہے کہ گناہ کی جڑ وہی امور ہیں جن کے کرنے سے سچی پاکیزگی اور تقویٰ طہارت سے انسان دور جا پڑے۔

خدا کی سچی محبت اور اس کا وصال ہی سچی راحت اور حقیقی آرام ہے

پس خدا سے دوری اور الگ ہونا بھی گناہ اور باعث دکھ اور رنج و مصیبت ہے۔ جن باتوں کو خدا اپنی تقدیس کی وجہ سے پسند نہیں کرتا وہی گناہ ہے۔ اگر بعض امور میں لوگوں کا اختلاف ہے تو دوسری طرف اکثر حصہ گناہ کا دنیا میں مشترکہ طور سے مسلم ہے جیسے چوری۔ زنا۔ اور ظلم وغیرہ ایسے امور ہیں کہ تمام مذہب و ملت کے لوگ مشترکہ طور سے ان کو گناہ ہی یقین کرتے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ

گناہ کی جڑ وہی امور ہیں جو خدا سے بعید کرتے ہیں خدا کی تقدیس کے خلاف ہیں خدا کے ذاتی تقاضے کے برخلاف اور فطرت انسانی کے واسطے مضر ہیں وہی گناہ ہیں

ہر انسان گناہ کو محسوس کرتا ہے۔ دیکھو جب کوئی کسی بے گناہ کو طمانچہ مارتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا حق نہیں کہ ایسا کروں وہ آخر ایک وقت جب ٹھنڈے دل سے بیٹھے گا اپنے دل میں خود نادم اور شرمندہ ہوگا اور محسوس کریگا کہ میں نے برا کیا۔ ایک انسان جو کسی بھوکے کو کھانا دیتا ہے۔ پیاسے کو پانی پلاتا ہے۔ ننگے کو کپڑا پہناتا ہے وہ اپنے اندر ہی اندر ایک قسم کا احساس پاتا ہے کہ میں نے نیکی کی اور اچھا کام کیا۔ انسان کا دل اور کانشنس نور ایمان ہر کام کے وقت اس کو معلوم کرا دیتا ہے کہ آیا اس نے ثواب کیا یا گناہ کیا۔

شیطان کے لئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کی سرشت اور بناوٹ میں دو قوتیں رکھی گئی ہیں۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور یہ اس واسطے رکھی گئی ہیں کہ انسان ان کی وجہ سے آزمائش اور امتحان میں پڑ کر بصورت کامیابی قرب الٰہی کا مستحق ہو۔ ان دو قوتوں میں سے ایک قوت نیکی کی طرف کھینچتی ہے۔ اور دوسری بدی کی طرف بلاتی ہے۔ نیکی کی طرف کھینچنے والی قوت کا نام ملک یا فرشتہ ہے۔ اور بدی کی طرف بلانے والی قوت کا نام شیطان یا بالفاظ دیگر یوں سمجھ لو کہ انسان کے ساتھ دو قوتیں کام کرتی ہیں۔ ایک داعی خیر اور دوسری داعی شر۔

اگر کسی کو شیطان اور فرشتہ کا لفظ گراں گذرتا ہے تو اوں ہی سمجھ لے۔

انسان میں دو قوتوں سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ خدا نے کسی بدی کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ خدا نے جو کیا خیر ہی خیر کیا ہے۔ دیکھو اگر دنیا میں گناہ کا وجود نہ ہوتا تو نیکی بھی نہ ہوتی۔ نیکی گناہ سے پیدا ہوتی ہے گناہ کے وجود سے ہی نیکی کا وجود پیدا ہوتا ہے دیکھو اگر کسی کو زنا کا موقع ملتا ہے اور اس پر طاقت بھی موجود ہے اور پھر وہ گناہ سے بچتا ہے۔ تو اس کا نام نیکی ہے۔ اگر کسی کو چوری۔ اور ظلم وغیرہ گناہ کے مواقع ملتے ہیں اور پھر وہ ان کے کرنے پر قادر بھی ہو باایں ہمہ وہ ان کا ارتکاب نہ کرے اور اپنے آپ کو بچا وے تو وہ نیکی کرتا ہے۔

گناہ کا موقع اور قدرت پا کر گناہ نہ کرنا ہی ثواب اور نیکی ہے۔

سوال ۔ دنیا میں دو مختلف طاقتیں کام کرتی ہیں۔ مثبت اور منفی۔ اگر ہم ہمیشہ مثبت سے کام لیتے رہیں اور منفی سے کام نہ لیں تو ایک دن ایسا ہوگا کہ منفی آہستہ آہستہ جمع ہو کر زور پکڑ جاوے گی اور کسی وقت یکدفعہ پھوٹ کر دنیا کو تباہ کر دے گی۔ یہی حال نیکی اور بدی کا ہے۔ اگر تمام دنیا میں نیکی ہی نیکی

کی جاوے اور کوئی بدی نہ کرے تو اس طرح ایک دن بدی زور پکڑ کر دنیا کو تباہ کر دے گی۔

جواب۔ فرمایا دیکھو اگر ایک شخص چلا کر بولنے پر قادر ہی نہیں تو اس کا نرمی سے بولنا اخلاق فاضلہ میں سے نہیں سمجھا جاوے گا۔ اگر انسان ہمیشہ ایک ہی حالت پر قائم رہتا اور دوسرا پہلو بدل ہی نہ سکتا تو پھر نیکی نیکی ہی نہ رہ سکتی۔

افراط اور تفریط دونوں کی

موجودگی ہی نیکی پیدا کرتی ہے۔ یک طرفہ حالات ہوتے اور دوسرے قویٰ انسان کو دیئے ہی نہ جاتے۔ اور انسان ہمیشہ نیکی کے واسطے ہی مجبور ہوتا بدی کرنے کی طاقت ہی اسے نہ ملتی تو پھر فرمانبرداری اور نیکی نام ہی کس چیز کا ہوتا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک اختیار دیا ہے۔ ادھر بھی پہلو بدل سکتا ہے نیکی کی بھی طاقت ہے اور بدی کا بھی اختیار۔ اب جیسا کرے گا۔ اس کا اجر پاوے گا۔

دیکھو اگر اخلاق بد نہ ہوتے تو اخلاق فاضلہ کس کا نام ہو سکتا۔ اخلاق رذیلہ ہوئے جب ہی اخلاق فاضلہ بھی ہوئے۔ کوئی اخلاق بد انسان کے ذہن میں ہوتے ہیں جب ہی تو انسان ان کا نقشہ ذہن میں رکھ کر ان کی مذمت کرتا اور اخلاق فاضلہ کسی خاص کام کا نام رکھتا ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے۔ اگر ذہن میں کوئی کسی امر بد کا نقشہ موجود نہیں تو پھر اخلاق حسنہ بھی کچھ نہیں۔ ہمیشہ بدی سے ہی نیکی ممتاز کی جاتی ہے۔ اگر ایک ہی پہلو پیدا کیا جاتا تو

یقیناً کوئی اجر بھی نہ ہوتا اور کوئی خوشنودی بھی نہ ہوتی

(رنج سے راحت۔ دکھ سے سکھ۔ ظلمت سے نور۔ کڑوے سے میٹھا۔ زہر سے تریاق۔ بد سے نیک اور گناہ سے نیکی پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ ضدیں دنیا میں پیدا نہ کی جاتیں تو پھر زندگی ہی بدمزہ ہو جاتی) اگر صرف ایک ہی پہلو ہوتا تو وہ تو فطرت میں داخل تھا۔ اس پر اجر کیا اور ثواب کیا؟۔ وہ ذریعہ رضامندی کیونکر ہو سکتا؟۔ وہ تو ایک مجبوری تھی کہ فطرتاً انسان سے اس کے مطابق ہی اعمال سرزد ہوتے۔ یاد رکھو کہ

انسان ذو اختیار بنایا گیا ہے

انسان کو اختیار ہے کہ نیکی کرے یا بدی۔ احسان کرے یا ظلم۔ مروت کرے یا بخل۔ ہمیشہ دونوں پہلوؤں پر لحاظ رکھ کر ہی کسی خاص انسان کے متعلق رائے زنی ہو سکتی ہے کہ نیک ہے یا بد۔ اعمال کا معلوم ہی یہی ہے کہ دوسری طرف بھی قدرت رکھتا ہو۔ جو انتقام لینے کی طاقت رکھتے ہوئے انتقام نہیں لیتا وہ نیکی کرتا ہے مگر جس کو انتقام کے واسطے مکا مارنے کا ہاتھ ہی نہیں دیا گیا وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں نے نیکی کی اور احسان کیا کہ مکا نہیں مارا۔

قد افلح من زکّٰہا وقد خاب من دسّٰہا

آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نیکی اور خوبی کا مدار ہی دونوں پہلوؤں پر ہے جس کو ایک ہی قوت دی گئی ہے اور دوسری قوت ہی اس کو عطا نہیں ہوئی

وہ تو ایک نقش ہے جو مٹ نہیں سکتا

جو شخص ملک اور شیطان کا انکار کرتا ہے وہ تو گویا بدیہات اور امور محسوسہ مشہودہ کا انکاری ہے۔ ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ لوگ نیکی بھی کرتے ہیں۔ اور ارتکاب جرائم بھی دنیا میں ہوتا ہے اور دونوں دنیا میں برابر اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور ان کا کوئی فرد بشر بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کون ہے جو ان دونوں کا احساس اور اثر اپنے اندر نہیں پاتا؟ یہاں کوئی فلسفہ اور منطق پیش نہیں جاتی جبکہ دونوں قوتیں موجود ہیں اور اپنی اپنی جگہ اپنا کام کر رہی ہیں۔

باقی یہ امر کہ اگر نیکی ہی نیکی کی جاوے تو بدی زور پکڑ کر دنیا کو تباہ کر دے گی۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس سے تعلق نہیں کہ ایسا ہو تو ایسا ہو اور ایسا ہو تو ایسا ہو۔ ہم اتنا دیکھتے ہیں کہ طبعیین مستعد بنائی ہیں کیا اخلاق فاضلہ کے واسطے اور کیا رذیلہ کے واسطے ہم اس سے آگے نہیں بڑھتے۔

سوال۔ عیسائیوں میں یہ ایک مسئلہ مشہور ہے کہ دنیا گمراہ ہو گئی تھی مگر خدا نے پھر شیطان سے اس کو خرید لیا صحیح ہے؟

جواب۔ فرمایا کہ ہم ایسی لغو باتوں کے قائل نہیں ہیں یہ ایک لغویات ہے۔ عیسائیوں سے پوچھا جاوے۔

سوال۔ عیسائی عقاید سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ ایک اعلیٰ حالت سے ادنیٰ حالت کی طرف آ گئے تھے۔ حالانکہ انسان ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرتا ہے۔

جواب۔ فرمایا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں اور نہ ہی ہم اس کو مانتے ہیں۔

سوال۔ میں آئندہ زندگی کو مانتا ہوں کہ وہ ایک چولہ ہے انسان اس کے ذریعہ ایک حالت سے دوسری حالت میں چلا جاتا ہے۔ مجھے سپرچولزم سے خاص دلچسپی ہے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ زندگی کس طرح سے ہوگی اور وہاں کیا حالات ہوں گے؟

جواب

فرمایا بے شک اس زندگی کا خاتمہ ہو کر ایک اور نئے رنگ کی زندگی شروع ہوگی مگر اس وقت ابھی وقت نہیں کہ اس کی تفصیل بیان کریں جنہوں نے اس زندگی میں اچھی تخم ریزی کی ہوگی ان کے واسطے ایک پاک سلسلہ شروع ہوگا اور جنہوں نے بری تخم ریزی کی ہوگی ان کے لئے مشکلات اور عذاب کا سلسلہ ہوگا۔ اس نئی زندگی کا ایک قسم کا تعلق اس زندگی سے بھی رہتا ہے اور بالکل ٹوٹ نہیں جاتا۔ مثال کے طور پر عالم خواب موجود ہے۔ بیداری میں ایک زندگی ہوتی مگر سوتے ہی ایک عظیم الشان انقلاب آ جاتا ہے بعض تفاصیل معلوم تو ہیں مگر ان کا بیان اس وقت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس امر کے واسطے ایک لمبا وقت چاہیے منٹوں میں یہ امر طے نہیں ہو سکتا۔

سوال لیڈی صاحبہ

آیا یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے گذر گئے ہیں اور مر چکے ہیں ان سے باتیں ہو سکیں یا کوئی تعلق یا واسطہ ہو سکے۔ اور ان کے صحیح حالات معلوم کر سکیں؟

جواب

یہ بات ممکن تو ہے کہ کشفی طور سے روحوں سے انسان مل سکتا ہے۔ مگر اس امر کے حصول کے واسطے ریاضات شاقہ اور مجاہدات سخت کی اشد ضرورت ہے۔ ہم نے خود آزمایا ہے اور تجربہ کیا ہے اور بعض اوقات روحوں سے ملاقات کر کے باتیں کی ہیں۔ انسان ان سے بعض مفید مطلب امور اور دوائیں وغیرہ بھی دریافت کر سکتا ہے ہم نے خود حضرت عیسیٰؑ کی روح اور آنحضرتؐ اور بعض صحابہ کرامؓ سے بھی ملاقات کی ہے۔ اور اس معاملہ میں صاحب تجربہ ہیں۔ لیکن انسان کے واسطے مشکل یہ ہے کہ جب تک اس راہ میں مشق اور قاعدہ کی پابندی سے مجاہدات نہیں کرتا یہ امر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ ہر ایک کو یہ امر میسر بھی نہیں آ سکتا۔ اس واسطے اس کے نزدیک یہ ایک قصہ کہانی ہی ہوتی ہے اور اس میں حقیقت نہیں ہوتی۔

انسانی قلب بڑے بڑے عجائبات کا مرکز ہے

جس طرح صاف اور عمدہ پانی حاصل کرنے کے واسطے سخت سے سخت محنت اٹھا کر زمین کھودی جاتی ہے مٹی نکالی جاتی ہے۔ اور پھر صفائی کی جاتی ہے اسی طرح دل کے عجائبات قدرت سے اطلاع پانے کے واسطے بھی سخت محنت اور مجاہدات کی ضرورت ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ اصلیت امر کی ضرور رسائی جاتی ہے جس کے ہم خود گواہ ہیں اور صاحب تجربہ۔

سوال۔ مجھے اس قسم کی ایک کمیٹی کی طرف سے بعض کاغذات آئے تھے۔ اور میری خاص غرض آپ کے پاس حاضر ہونے کی بھی تھی کہ ان کے متعلق آپ سے دریافت کروں اور آپ کی ہدایات سنوں کیا آپ مجھے اپنا کچھ عزیز وقت دے سکتے ہیں؟

جواب۔ فرمایا کہ ان دنوں میں ہماری طبیعت بیمار ہے ہم

انوار احمد پرنٹر پبلشر نے مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپوا کر شائع کیا

بسم الله الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار مہینہ کی
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو
قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دو بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قیمت پیشگی سالانہ
۱۔ عوام سے ۔ صہ
۲۔ خواص و معاونین سے ۔ عـہ
۳۔ ہندوستان سے باہر ۔ ے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۔ ے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔ ۱۲
(نوٹ) عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈیل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا

نمبر ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ جون سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۶ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے ایک سبق

ناظرین الحکم الوصیّت کا اقتباس الحکم کی گذشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں اسے پڑھکر وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچینگے کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے آج سے قریباً اڑہائی سال پیشتر آپ کے واقعہ **وفات** کو کھولدیا تھا اور کوئی امر اس میں ایسا مخفی نہیں رکھا تھا جسکے لئے مجھے یا کسی اور کو تاویل کرنے کی حاجت یا ضرورت ہو۔ اگرچہ یہ واقعہ آپ پر عرصہ سے کھل گیا تھا جسکو انشاءاللہ میں ثابت کرونگا کوئی سلیم الفطرت اور خدا ترس انسان حضور کی شائع کردہ کتاب **الوصیت** پڑھ لینے کے بعد واقعہ وفات پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا لیکن جیسا کہ سنت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں پر جسطرح ان کی بعثت کے وقت ایک انقلاب عظیم ہوتا ہے اور انھیں طرح طرح سے ہدف ملامت بنایا جاتا اور ان کے مقابلہ کے لئے ہر قسم کے منصوبے اور حیلے تراشے جاتے ہیں اسی طرح پر ان کی **وفات** پر بھی ایک شور عظیم مچایا جاتا ہے۔ **حضرت مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام منہاج نبوۃ پر مامور ہوکر آئے تھے وہ اس سنت سے اگر باہر رہ جاتے تو یقیناً آپ پر اعتراض کرنے والوں کو ایک حق پیدا ہو جاتا۔ لیکن خدا کا صادق اور برگزیدہ بندہ جسے اس نے اپنے ہاتھ سے معطر کیا تھا اور جسے اپنے مکالمات کا شرف عطا کر کے فرمایا

انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی

کبھی اور کسی حال میں بھی سنت انبیاء سے نکل نہیں سکتا تھا۔

اس کی زندگی اس کے مشاغل اسکے حرکات و سکنات اسکی رفتار و گفتار غرض اس کی ہر ادا ہیں

اسوہ نبوّت

موجود تھا اور یہی ایک امر تھا جس نے اس کی سچائی کو روز روشن کی طرح ظاہر کیا وہ زندگی میں جس طرح پر اس نشان کا مظہر تھا اسکی **موت** نے بھی اس حقیقت کو کھول کر عملی رنگ میں دکھا دیا کہ خدا تعالیٰ کی کتاب سچی اسکی لاؤ والے خیر الرسل حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سچے اور تمام انبیاء علیہم السلام راستباز تھے اور **خدا** ہی ہے جو **حی و قیوم** ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **وفات** ایک ایسا **مضمون** ہے جو مستقل کتاب یا آپ کی پاک سیرۃ کا ایک مستقل باب ہو سکتا ہے اور اگر میں اس وقت اس وفات کے مختلف پہلوؤں پر بحث اور تنقید کرنے بیٹھوں تو میرا اپنا یقین ہے کہ میں ایسی راہ اختیار کرونگا جو مصلحت وقت کے صریح خلاف ہے۔ اس لئے میں اس راہ کو فی الحال ایک وقت کے لئے چھوڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا اور توفیق ملی تو احباب کو اس

زندگی بخش اور زندہ جاوید وفات

کے حقائق پر سناؤنگا۔ اس وقت میں جماعت کی خدمت میں اس سبق کا ایک اشارہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کی یہ **زندگی بخش اور زندہ جاوید وفات** ہمیں دے رہی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر مخالفوں کے اعتراض ہونگے مگر یہ اعتراض نئے نہیں آج ہی نہیں ہوئے۔ یہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں وہ کسی وقت بھی مردار خوروں کی زبان سے اور قلم سے نہیں چھوٹ سکتے کیا ان کی زندگی اور بعثت پر اعتراض نہیں ہوا کرتے؟ کیا کوئی ہے جو کسی نبی رسول مجدد محدث کا پتہ دیسکے جس کی زندگی۔ بعثت اور موت پر اعتراض نہ کیا گیا ہو؟ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ایک لمبے سلسلے پر نظر کرو۔ اور دیکھو کہ

آدم اور ابلیس کا مقابلہ

کس کس رنگ میں اپنے نمونے دکھاتا رہا اور کس کس طرح پر مخلوق کو اغوا کرنے کے لئے سعی کی جاتی رہی۔ پھر اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر نکتہ چینیاں ہوں اور اعتراض کئے جاویں تو کیا وہ اس قابل ہو سکتے ہیں کہ ہم ان اعتراضوں کی پرواہ کریں؟ ہرگز نہیں۔

اس لئے نہیں کہ محض ضد یا ہٹ کے طور پر ان اعتراضات کو بے وقعت سمجھا جاوے نہیں بلکہ درحقیقت ان میں کوئی وزن اور وقعت ہے ہی نہیں۔ ہم بڑی خوشی کے ساتھ ان اعتراضات کو سننے اور ان پر غور کرتے اگر اعتراض کرنیوالوں نے آپکی زندگی میں نہایت صاف دلی اور خدا ترسی سے آپ کی تبلیغ کو سنا ہوتا اور تقویٰ سے کام لیکر اس پر غور کیا ہوتا۔ جب آپ کی بعثت کے ساتھ ہی

انت کاذب انت کاذب

کی آوازیں چہار طرف سے بلند ہوئیں اور **کفر** کے فتوے شائع کئے گئے تو اب ان زبان درازوں کی بکواس کیا اثر پیدا کر سکتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور رسلوں کی بعثت جیسے عظیم الشان واقعہ ہوتا ہے اسی طرح پر ان کی وفات بھی ایک **انقلاب عظیم** ہوتا ہے مگر جس طرح پر فراست صحیحہ سے کام لینے والے مومن اس کی ابتدائی حالت میں بلا سوچے اس کی متابعت کر لیتے ہیں اسی طرح پر ان کی وفات اگرچہ ایک حد تک بیں ان کی ہستی کی بنیاد کو ہلا دیتی ہے مگر ان کا **ایمان اور بھی مستحکم ہو جاتا ہے**

اور اس وفات میں خداتعالیٰ کے عجیب و غریب نشانات کو دیکھتے ہیں۔ انبیاء و رسل کی وفات اگر حیرت انگیز تبدیلی اور اثر پیدا کرنے والی نہ ہوتی تو خداتعالیٰ کی مجید کتاب میں

ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم

کی وحی نازل نہ ہوتی۔ اور حضرت مسیح پر انی متوفیک وجاعلک الی ومطہرک من الذین کفروا الیٰ الآیۃ کی وحی نہ آتی اور اسی طرح پیاگر ان کی وفات پر طوفان بے تمیزی پیدا ہونے والا نہ ہوتا اور مختلف قسم کے اعتراضوں اور ملامتوں کا موقعہ نہ ہوتا تو خداتعالیٰ اُن کی زبان سے یہ نہ فرماتا

والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا

اس سلامتی کی بشارت ظاہر کرتی ہے کہ ان کی پیدائش اور وفات معترض ہونے کی آماجگاہ ہونے والی تھی چنانچہ کون اس سے ناواقف ہے کہ ان کی پیدائش پر خطرناک سے خطرناک الزام لگایا گیا اور ان کی وفات کو

لعنتی موت

قرار دیا گیا لیکن خداتعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اُن کو تبریّہ فرمایا اور سلامتی بخشی اور ثابت کر کے دکھایا کہ فی الحقیقت جیسا سلامتی کا وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا ہوا۔ لیکن یہ وعدہ کس ذریعہ پورا ہوا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے غلام مسیح موعود

کے ذریعہ یہ اور اس قسم کی بہت سی آیتیں صاف طور پر بتاتی ہیں کہ انبیاء و رسل کی وفات پر نکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور وہ مختلف قسم کی ہوتی ہیں اسی طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آج سے چبیس برس پیشتر وحی ہوئی تھی

یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا

یہ وحی براہین احمدیہ میں موجود ہے جبکہ ابھی آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا یہ وحی صاف طور پر بتاتی ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر بھی ناگفتہ بہ نکتہ چینیاں ہونگی اور بعض قرار دیا جاتا آپ کی طبعی وفات کو ہلاکت قرار دیں گے اور ہلاکت کے رنگ میں آپکے رفع اور تطہیر پر معترض ہونگے مگر خداتعالیٰ نے پہلے سے بشارت دیدی تھی کہ

طبعی وفات ہوگی رفع ہوگا۔ تطہیر ہوگی اور منکرین کفار کے تمام اعتراضوں اور بیہودہ دراعیوں سے آپ کو پاک کیا جائیگا اور یوم القیامۃ تک آپ کے متبعین ہی کو غلبہ ہوگا۔ اور پھر اسی کی تائید میں وہ تمام الہامات ہیں جن میں صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ

لا نبقی لک من المخزیات ذکرا ولا نبقی لک من المخزیات شیئا

اس وحی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد ایسے ذکر پھیلانے کی کوشش کی جائیگی جس میں زور و ضلالت کی نجاست کھانے والے مردار خور (معاذ اللہ) آپ کی فرضی اور ذلت کر یہ ذکر پہنچائیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے پہلے سے وعدہ اور بشارت دی ہے کہ خداتعالیٰ ایسے کسی بھی ذکر کو باقی نہیں رہنے دیگا اور میرا ایمان ہے کہ

نہ ایسا ذکر رہیگا نہ ذکر کرنے والے

خداتعالیٰ کے وعدے اٹل ہیں اور اس کی باتیں سچی اسکا برگزیدہ بندہ مسیح موعود سچا تھا اور خدا نے اسے جو وعدے دیئے وہ سب سچے وہ ایک پہاڑ ہے جو اس سے ٹکرائیگا وہ چکنا چور ہو جائیگا

غرض

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور کشوف اور اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم اور منہاج نبوۃ ہمارے لئے خضر راہ ہیں وہ بتاتے ہیں کہ واقعات وفات پر کیا ہوتا ہے اس لئے ہمیں ان اعتراضوں یا نکتہ چینیوں سے ہرگز گھبرانا نہیں چاہئے ان کی حقیقت

انشاء اللہ العزیز کھل جائیگی اور بہت جلد کھل جائیگی۔

میں خود بھی اور دوسرے بزرگان ملت بھی ان اعتراضوں پر نقد کرینگے جو مخالفوں کی طرف سے کئے جاتے ہیں یا ہوں گے۔ مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ

خداتعالیٰ خود جواب دیگا

اور دنیا پر ظاہر ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود کے نشانات۔ آپ کے خوارق آپ کے کرامات کا سلسلہ ختم نہیں ہوا

بلکہ جاری ہے

چنانچہ وہ پیشگوئیاں اور وعدے جو جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور واقعہ وفات سے متعلق ہیں اُن کا آغاز اب ہوتا ہے یہ گویا آپ کی زندگی کا

دوسرا باب ہے

اس لئے ہمیں ہراساں نہیں ہونا چاہئے بلکہ خداتعالیٰ کی نصرت اور تائید کا خیر مقدم کرنے کے لئے طیار ہونا ضرور ہے۔ حضرت مسیح موعود نے جب خداتعالیٰ سے مامور ہوکر تائید دین کے لئے فتح اسلام شائع کیا تھا تو اُس میں لکھا تھا۔

سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کیسا تھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے

جن سطور کو میں نے جلی کر دیا ہے ان کو پڑھو اور پھر پڑھو اور پھر پڑھو اس لئے کہ انہیں تمہارے لئے زندگی کی روح ہے۔ حضرت مسیح موعود کی موت الیہ حالت میں کیا ہمارے لئے دلشکن ہو سکتی ہے ؟ کبھی نہیں۔

ہم سب کو آپ کی وفات پر ایک روحانی صدمہ اور قلبی قلق ہے مگر اس کی وجہ اور باعث اور ہے یہ موت اگر نہ ہوتی تو وہ آفتاب صداقت جسکے طلوع کی بشارت دی گئی ہے ابھی تک رکا رہتا۔ پس میں اپنی جماعت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے واقعہ سے اس سبق لینے کی یاددہانی کرتا ہوں جو آپ نے عملی رنگ میں ہمیں دیا ہے اور وہ یہی ہے کہ آپ کے آخری لمحے بھی جس فکر اور غم میں گذرے وہ

اشاعت دین

تھا۔ آپ نے دکھا دیا کہ ہمارا مرنا اور ... جینا خدا ہی کے لئے ہو اور اسی کے دین قدیم کی حمایت اور نصرت کی خاطر ہو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

آپ نے بتایا ہے کہ کس طرح پر حق کے مخالفوں نے آپ کو اپنے کام سے روکنا چاہا۔ اور کس کس رنگ میں آپ کو دکھ دینے کے منصوبے کئے مگر بتاؤ کیا کوئی مشکل اور کوئی تکلیف کوئی منصوبہ کوئی شرارت آپ کی راہ میں روک ہو سکی ؟ کیا فتوئے کفر نے آپ کو روکا ؟ کیا مقدمات نے آپ کے قلم کو سست کیا ؟ ہر آفت اور مصیبت آپ کے لئے نئی تائید اور جدید نصرت کا ذریعہ ہوتی گئی جس سے آپ کے عزم میں اور بھی رسوخ اور استحکام ہوتا گیا اور آپ کا قدم پہلے سے آگے بڑھکر اُٹھتا گیا یہاں تک کہ

مینار صدق پر جا کھڑے ہوئے

پس ہم پر اس سے زیادہ اعتراض اس سے زیادہ حملے اور اس سے زیادہ نکتہ چینیاں نہیں ہونگی۔ ہمارے لئے اپنے امام کا اسوۂ قابل اقتداء ہے اسی سے ہم جئیں گے اگر جئیں گے اور یہی ہماری تسلی اور کامیابی کا ذریعہ ہوگا اور سبب ہوگا۔

یہ وقت کچھ شک نہیں بڑی آفت اور مصیبت کا وقت ہے ہمارا امام ہم سے جدا ہو چکا ہے مگر کیا یہ وقت ایک دن آنیوالا نہ تھا ؟ اور کیا یہ اس سے بھی زیادہ مشکل ہے جب تم میں سے کوئی ایک آج سے دس بارہ سال پیشتر اس سلسلہ میں داخل ہوتا تھا اور جماعت کی تعداد بہت ہی محدود اور کمزور تھی آج خداتعالیٰ کا فضل ہے کہ

چار لاکھ سے زیادہ ہو

اور پھر خداتعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ خداتعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو جو تم میں پہلے ہی حکیم الامت کہلاتا تھا تم نے آپ اس کا نام صدیق اور امین رکھا تھا توفیق اور طاقت دی کہ وہ اس عظیم الشان بوجھ کے لئے باوجود پیرانہ سالی کے اپنی گردن ...

ہو تو خدا اسے ضائع کر دیگا ؟ ہرگز نہیں۔ دشمنان اسلام سے تو یہ رونے کا مقام ہے کہ وہ احمق ہیں جو سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں مرزا مر گیا

(بقیہ دیکھو صفحہ ۸ سطر ...)

چشمۂ معرفت

یا ایہا الناس اشربوا من قربتی ۔
قد ملأ من بحر الفیض سقائی ۔

کتاب مستطاب چشمۂ معرفت یعنے مضمون (الہامی کتاب) جلسہ آریہ لاہور معہ ضمیمہ بجواب اعتراضات مضمون آریہ جو اوائل دسمبر ۱۹۰۷ء میں محلہ وچھووالی میں منعقد ہوا تھا اور جس میں مسلمانوں کو بذریعہ خطوط و اشتہار طلب کرکے آریہ قوم کے مہانماؤں نے دلخراش گالیوں سے اپنے مہمانوں کے دلوں کو گھایل کیا تھا بفضل قادر مطلق ۴۳۰ صفحہ کے حجم میں حضرت اقدس مسیح موعود (ان پر ہزاروں سلام و درود) کے قلم سے لکھی گئی ہے اور ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء بحکم مسیح موعودؑ شایع ہو گئی۔ جن احباب کی درخواستیں پہلی سے موجود ہیں انکو بذریعہ وی پی روانہ ہو رہی ہے۔ جدید درخواستوں کی تعمیل بھی جلدی ہو جاویگی۔ ۔ ۔ ۔

قیمت مجلد تین روپیہ ہے اور بلا جلد کی ڈیڑھ روپیہ آٹھ آنہ

جدید درخواستیں بھیجنے والے اس امر کی تشریح ضرور کریں کہ مجلد روانہ ہو یا بلا جلد۔

المشتہر مہتمم کتبخانہ حضرت مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء

خطبہ جمعہ

از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴ اپریل ۱۹۰۸ء مسجد اقصیٰ

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورہ الفلق تمام تر

چار قُل جو نماز میں اور نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ اُن میں سے یہ تیسرا قُل ہے۔ قُل اعوذ برب الفلق۔ قرآن شریف میں فلق کا لفظ تین طرح پر استعمال ہوا ہے۔ فالق الاصباح۔ فالق الحب والنویٰ۔ پس خدا فالق الاصباح۔ فالق الحب اور فالق النویٰ ہے۔ دیکھو رات کے وقت خلقت کیسی ظلمت اور غفلت میں ہوتی ہے۔ بجز موذی جانوروں کے عام طور سے چرند۔ پرند بھی اس وقت آرام اور ایک طرح کی غفلت میں ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکیدی حکم دیا ہے کہ رات کے وقت گھروں کے دروازے بند کر لیا کرو۔ کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانک رکھا کرو خصوصاً جب اندھیرے کا ابتدا ہو۔ اور بچوں کو ایسے اوقات میں باہر نہ جانے دو کیونکہ وہ وقت شیاطین کے زور کا ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تصدیق جو کہ آج سے تیرہ سو برس ۱۳۰۰ پیشتر ایک اُمّی بیابان عرب کے ریگستانوں کے رہنے والے کے مونہہ سے نکلا تھا آج اس روشنی اور علمی ترقی کے زمانہ میں بھی نہایت باریک در باریک محنتوں اور کوششوں کی تحقیقات کے بعد بھی ہو رہی ہے۔ جو کچھ آپؐ نے آج سے تیرہ سو برس پیشتر فرمایا تھا۔ آج بڑی ترقی اور ہزار کوشش کے بعد بھی کوئی سچا علم یا سائنس اُسے جھوٹا نہیں کر سکا۔ اس نئی تحقیقات سے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ بھی یہی ہے کہ کل موذی اجرام اندھیرے میں اور خصوصاً ابتداءِ اندھیرے میں جوش مارتے ہیں۔ مگر لوگ بباعث غفلت ان امور کی قدر نہیں کرتے۔

رات کی ظلمت میں عاشق اور معشوق۔ قیدی اور قید کنندہ۔ بادشاہ اور فقیر۔ ظالم اور مظلوم سب ایک رنگ میں ہوتے ہیں۔ اور سب پر غفلت طاری ہوتی ہے۔ ادھر صبح ہوئی اور جانور بھی پھڑپھڑانے لگے۔ مرغے بھی آوازیں دینے لگے بعض خوش الحان آنے والی صبح کی خوشی میں اپنی پیاری راگنیاں گانے لگے۔ غرض انسان۔ حیوان۔ چرند۔ پرند۔ سب پر خود بخود ایک قسم کا اثر ہو جاتا ہے اور جوں جوں روشنی زور پکڑتی جاتی ہے توں توں سب ہوش میں آتے جاتے ہیں۔ گلی کوچے۔ بازار۔ دوکانیں جنگل ویرانے سب جو کہ رات کو بھیانک اور سنسان پڑے تھے اُن میں چہل۔ پہل اور رونق شروع ہو جاتی ہے۔ گویا یہ بھی ایک قسم کا قیامت اور حشر کا نظارہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فالق الاصباح میں ہوں۔

حب۔ گیہوں۔ جو۔ چاول وغیرہ اناج کے دانوں کو کہتے ہیں۔ دیکھو کسان لوگ بھی کس طرح سے اپنے گھروں میں سے نکال کر باہر جنگلوں میں اور زمین میں پھینک آتے ہیں۔ وہاں ان کو اندھیرے اور گرمی میں ایک کیڑا لگ جاتا ہے اور دانے کو مٹی کر دیتا ہے۔ اور پھر وہ نشو و نما پاتا پھیلتا پھولتا ہے۔ اور کس طرح ایک ایک دانہ کا ہزار در ہزار بن جاتا ہے۔ اسی طرح ایک گٹک (گٹھلی) کیسی ردی اور ناکارہ چیز جانی گئی ہے۔ لوگ آم کا رس چوس لیتے ہیں گٹھلی پھینک دیتے ہیں۔ عام طور سے غور کر کے دیکھو گٹھلی کو ایک ردی اور بے فایدہ چیز جانا گیا ہے مختلف پھلوں میں جو چیز کھانے کے قابل ہوتی ہے وہ کھائی جاتی ہے اور گٹھلی پھینک دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں فالق الحب والنویٰ ہوں اس چیز کو جسے تم لوگ ایک ردی سمجھکر پھینک دیتے ہو اس سے کیسے کیسے درخت پیدا کرتا ہوں۔ کہ انسان۔ حیوان۔ چرند۔ پرند سب اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اُن کے سائے میں آرام پاتے ہیں۔ اُن کے پھلوں سے فایدہ اُٹھاتے ہیں۔ میوے۔ شربت۔ غذائیں۔ دوائیں اور مقوی اشیاء خوردنی اُن سے مہیا ہوتی ہیں۔ اُن کے پتوں اور اُن کی لکڑی سے بھی فایدہ اُٹھاتے ہو گٹھلی کیسی ایک حقیر اور ذلیل چیز ہوتی ہے مگر جب وہ خدائی تصرف میں آ کر خدا کی ربوبیت کے نیچے آ جاتی ہے تو اس سے کیا کا کیا بن جاتا ہے۔

غرض اس چھوٹی سی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ فلق کے نیچے باریک در باریک حکمتیں رکھی ہیں اور انسان کو ترقی کی راہ بتائی ہے۔ کہ دیکھو جب کوئی چیز میرے قبضہ قدرت اور ربوبیت کے ماتحت آ جاتی ہے تو پھر وہ کس طرح ادنےٰ اور ارذل حالت سے اعلےٰ اور اعلےٰ بن جاتی ہے۔ پس انسان کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو

مد نظر رکھکر اور اس کی کامل قدرت کا یقین کر کے اور اس کے اسمار اور صفات کاملہ کو پیش نظر رکھکر اس سے دعا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے بڑھاتا اور ترقی دیتا ہے۔

مجھے ایک دفعہ ایک نہایت مشکل امر کے واسطے اس دعا سے کام لینے سے کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں لاہور میں گیا۔ میرے آشنا نے مجھے ایک جگہ لے جانے کے واسطے کہا اور میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ مگر نہیں معلوم کہ کہاں لے جاتا ہے اور کیا کام ہے۔ اس طرح کی بے علمی میں وہ مجھے ایک مسجد میں لے گیا جہاں بہت لوگ جمع تھے۔ قرائن سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی مباحثہ کی تیاری ہے۔ میری چونکہ نماز عصر باقی تھی میں نے ان سے کہا کہ مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ مجھے ایک موقع مل گیا کہ میں دعا کر لوں۔ خدا کی قدرت اس وقت میں نے اس سورۃ کو بطور دعا پڑھا اور سارا رکوع دربار یک رنگ میں اس دعا کو وسیع کر دیا۔ اور دعا کی کہ اے خدا اے قادر و توانا تیرا نام فالق الاصباح فالق الحب والنوی ہے۔ میں ظلمات میں ہوں میری تمام ظلمتیں دور کر دے اور مجھے ایک نور عطا کر جس سے میں ہر ایک ظلمت کے شر سے تیری پناہ میں آجاؤں سو مجھے ہر امر میں ایک حجت نیرہ اور برہان قاطعہ اور فرقان عطا فرما۔ میں اگر اندھیروں میں ہوں اور کوئی علم مجھ میں نہیں ہے تو تو ان ظلمات کو مجھ سے دور کر کے وہ علوم مجھے عطا فرما۔ اور اگر میں ایک دانے یا گٹھلی کی طرح کمزور اور ردی چیز ہوں تو تو مجھے اپنے قبضہ قدرت اور ربوبیت میں لیکر اپنی قدرت کے کرشمہ دکھا۔ غرض اس وقت میں نے اس رنگ میں دعا کی اور اس کو وسیع کیا جتنا کہ کر سکتا تھا۔ بعدہ میں نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوا۔ خدا کی قدرت کہ اس وقت جو مولوی میرے ساتھ مباحثہ کرنے کے واسطے تیار کیا گیا تھا وہ بخاری لیکر میرے سامنے بڑے ادب سے شاگردوں کی طرح بیٹھ گیا اور کہا: مجھے آپ پڑھا دیں۔ وہ صلح حدیبیہ کی ایک حدیث تھی۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق اس میں کوئی ذکر نہ تھا۔ لوگ حیران تھے اور میں خدا تعالیٰ کے تصرف اور کاملہ قدرت پر خدا کے جلال کا خیال کرتا تھا۔ آخر لوگوں نے اس سے کہا کہ یہاں تو مباحثہ کے واسطے ہم لائے تھے۔ تم ان سے پڑھنے بیٹھ گئے ہو۔ اگر پڑھنا ہی مقصود ہے تو ہم مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کر دیتے ان کے ساتھ جموں چلے جاؤ اور روٹی بھی مل جایا کرے گی۔

وہی شخص ایک بار پھر مجھے ملا اور کہا کہ میں اپنی خطا معاف کرانے آیا ہوں کہ میں نے کیوں آپ کی بے ادبی کی۔ میں حیران تھا کہ اس نے میری کیا بے ادبی کی۔ حالانکہ اس وقت بھی اس نے میری کوئی بے ادبی نہ کی تھی۔

غرض یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا قادر خدا ہے۔ اور اس کے تصرفات بہت یقینی ہیں۔ اس وقت تم لوگوں کے سامنے ایک زندہ نمونہ رب الفلق کے ثبوت میں کھڑا ہے۔ اپنے ایمان تازہ کرو۔ اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ سچی تڑپ اور درد دل کی دعا کو ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرتا۔

من شر ما خلق۔ مخلوق الٰہی میں بعض چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ بعض اوقات انسان کے واسطے مضر ہو جاتی ہیں۔ ان سے بھی اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے کیونکہ وہ بھی خدا ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

ومن شر غاسق اذا وقب – اور اندھیرے کے شر سے جب وہ بہت اندھیرا کر دیوے۔ ہر اندھیرا ایک شر کو اٹھاتا ہے۔ جتنے بھی موذی جانور ہیں مثلاً مچھر۔ پسو۔ کھٹمل۔ جوں۔ ادنے سے اعلےٰ اقسام تک کل موذی جانوروں کا قاعدہ ہے کہ وہ اندھیرے میں جوش مارتے ہیں اور اندھیرے کے وقت ان کا ایک خاص زور ہوتا ہے۔

ظلمت بھی بہت قسم کی ہے۔ ایک ظلمت فطرت ہوتی ہے۔ جب انسان میں ظلمت فطرت ہوتی ہے تو اس کو ہزار دلائل سے سمجھاؤ اور لاکھ نشان اسکے سامنے پیش کرو وہ اس کی سمجھ میں ہی نہیں آسکتے۔ ایک ظلمت جہالت ہوتی ہے۔ ایک ظلمت عادت۔ ظلمت رسم۔ ظلمت صحبت۔ ظلمت معاصی۔ غرض یہ سب اندھیرے ہیں۔ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالےٰ ان سب سے محفوظ رکھے۔

ومن شر النفاثات فی العقد – اس قسم کے شریر لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ میں نے اس قسم کے لوگوں کی بہت تحقیقات کی ہے اور اس میں مشغول رہا ہوں۔ اور طب کی وجہ سے ایسے لوگوں سے مجھے واسطہ بھی بہت پڑا ہے کیونکہ اس علم کی وجہ سے ایسے لوگوں کو بھی میرے پاس آنے کی ضرورت پڑتی ہے اور میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا ہے۔ ان لوگوں کو خطرناک قسما قسم کے زہر یاد ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے بعض امراض انسان کے لاحق حال ہو جاتی ہیں۔ وہ زہر یہ لوگ باریک در باریک تدابیر سے خادماؤں یا چوہڑیوں کے ذریعہ سے لوگوں کے گھروں میں دفن کرا دیتے ہیں۔ آخر کار ان کے اثر سے لوگ بیمار ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کے چھوڑے ہوئے لوگ مرد اور عورتیں ان بیماروں کو کہتی ہیں کہ کسی نے تم پر جادو کیا ہے کسی نے تم پر سحر کیا ہے۔ لہذا اس کا علاج فلاں شخص کے پاس ہے۔ آخر مرتا کیا نہ کرتا۔ لوگ ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنی مستورات کے ذریعہ سے چونکہ ان کو علم ہوتا ہے کہ وہ زہر کہاں مدفون ہے۔ اور ان کے پاس ایک باقاعدہ فہرست ہوتی ہے وہ زہر مدفون نکال کر ان کو بتاتے ہیں اور اس طرح سے ان بیماروں کا اعتقاد اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو چونکہ ان زہروں کے تریاق بھی یاد ہوتے ہیں ان کے استعمال سے بعض اوقات تعویذ کے رنگ میں تھکر ہونے سے یا کسی اور ترکیب سے ان کا استعمال کراتے ہیں اور ان سے ہزاروں روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح سے بعض کو کامیاب اور بعض کو ہلاک کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کو اپنے فائدے کی غرض سے قسما قسم کی ایذائیں پہنچاتے ہیں۔

دوسری قسم کے وہ شریر لوگ ہیں جو مومنوں کے کاروبار میں اپنی بد تدابیر سے روک اور ہرج پیدا کرتے ہیں۔ اور اس طرح سے پھر مومنوں کی کامیابی میں مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر آخر کار وہ ناکام رہ جاتے ہیں اور مومنین کا گروہ مظفر و منصور اور بامراد ہو جاتا ہے۔

ومن شر حاسد اذا حسد – کسی کی عزت۔ بھلائی۔ بڑائی۔ بہتری۔ اکرام اور جاہ و جلال کو دیکھ جلنے والے لوگ بھی بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی انسانی ارادوں میں بوجہ اپنے حسد کے روک پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

غرض یہ سورۃ مشتمل ہے ایک جامع دعا پر۔ رسول اکرمؐ نے اس سورۃ کے نزول کے بعد بہت سے تعوذ کی دعائیں ترک کر دی تھیں۔ اور اسی کا ورد کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اس سورۃ کو آپ کے دست مبارک پر پڑھ پڑھ کر آپ کے منہ اور بدن پر ملتی تھیں مگر افسوس کہ مسلمانوں نے عام طور سے اب ان عجیب پُر تاثیر اوراد کو قریباً ترک ہی کر دیا ہے۔

انسان جب ایک گناہ کرتا ہے تو اسے دوسرے کے واسطے بھی تیار رہنا چاہیے۔ کیونکہ ایک گناہ دوسرے کو بلاتا ہے۔ اور اسی طرح ایک نیکی دوسری نیکی کو بلاتی ہے۔ دیکھو بدنظری ایک گناہ ہے۔ جب انسان اس کا ارتکاب کرتا ہے تو دوسرے گناہ کا بھی اسے ارتکاب کرنا پڑتا ہے اور زبان کو بھی اس طرح شامل کرتا ہے کہ کسی سے دریافت کرتا ہے کہ یہ عورت کون ہے کس جگہ رہتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب زبان بھی ملوث ہوئی۔ اور ایک دوسرا شخص بھی بام اور جواب سننے کی زحمت گوارا [illegible] بھی شریک گناہ ہو گیا۔ اسکے بعد اسکے مال اور روپیہ پر اثر پڑتا ہے اور اس گناہ کے حصول کیلئے روپیہ بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ غرض ایک گناہ دوسرے کا باعث ہوتا ہے۔ پس مسلمان انسان کو چاہیے کہ [illegible] کے ارتکاب سے بھی بچتا رہے اور خیالات فاسدہ کو دل میں ہی جگہ نہ پکڑنے دے اور ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہے۔ انسان اپنی حالت کا خود اندازہ لگا سکتا ہے۔ اپنے دوستوں اور ہم نشینوں کو دیکھتا رہے کہ کیسے لوگوں سے قطع تعلق کیا ہے اور کیسے لوگوں کی صحبت اختیار کی ہے۔ اگر اسکے یار آشنا اچھے ہیں۔ اور جو اس نے چھوڑا ہے برا [illegible] بہتوں سے مل گئے ہیں جب تو خوشی کا مقام ہے۔ ورنہ بصورت دیگر خسارہ میں۔ دیکھنا چاہیے کہ جو کام چھوڑا ہے اور جو اختیار کیا ہے ان میں سے اچھا کون سا ہے۔ اگر برا چھوڑ کر اچھا کام اختیار کیا ہے تو مبارک ورنہ خوف کا مقام ہے۔ کیونکہ بری نیکی [illegible] بدی دوسری بدی کو بلاتی ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو توفیق دے کہ تم اپنے نفع اور نقصان کو سمجھ سکو [illegible]

کلمات طیّبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بمقام لاہور

۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۸ء قبل ظہر فرمایا

ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھلانے والے ہوں۔ علمیت کا زبانی دعوے کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کے کثرت سے مطالعہ کرنے سے اُن کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو۔

البتہ شیخ غلام احمد اس کام کیواسطے اچھا آدمی معلوم ہوا ہے اس کی کلام میں بھی تاثیر ہے۔ اور اخلاص و محبت سے اُس نے اپنے اوپر اس شدت گرمی میں اتنا وسیع دورہ کرنیکا بوجھ اُٹھایا ہے۔ کچھ خدا کی حکمت ہے کہ لوگ اس کا کلام سُننے کیواسطے جمع بھی ہو ہی جاتے ہیں۔ ایک جگہ اس کو پتھر بھی پڑے مگر خدا کی قدرت سے وہ پتھر بجائے اُن کے کسی دوسرے کو لگا اور وہ زخمی ہوا۔ تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے مگر ایسے لایق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ بھی اشاعت اسلام کیواسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔ یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا۔

اگر اسی طرح بیس ۲۰ یا تیس ۳۰ آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلدی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم اُن کو پورے پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تارع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گذر کر لیتے۔

تمام ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بے خبر پڑا ہے کہ گویا کسی کو خبر ہی نہیں۔ میرے نزدیک یہ مدرسہ یا کالج وغیرہ کا بنانا اول سلسلہ کی مضبوطی پر موقوف ہے۔ اول چاہیئے کہ سلسلہ میں ایسے لوگ ہوں جو سلسلہ کی ضروریات کی مدد کر سکنے والے ہوں۔ جب سلسلہ کی ضروریات مثل لنگر وغیرہ ہی پوری نہیں ہوتیں تو اور کاموں میں بہت توجہ کرنا بھی بے فایدہ ہے۔ اگر کچھ ایسے لایق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاویں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچا دیں تو بھی بہت بڑے فایدہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔

مسٹر ریگ (جس کے نام نامی سے الحکم کے ناظرین کو میں تعارف بذریعہ دو مضامین بطور سوال و جواب انٹرویو کرا چکا ہوں۔ اُن کے متعلق حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ) دیکھو وہ ہمارے پاس آیا تو آخر کچھ نہ کچھ تو نیا دل اور خیالات کر ہی گیا۔

اسیر حضرت مفتی محمد صادق صاحب جن کو تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی ایک قسم کی لو اور دھت لگی ہوئی ہے۔ اور بہت کم ایسے مقام ولایت میں ہوں گے جہاں کے محقق انگریزوں اور اخبارات کے ایڈیٹران وغیرہ کی اطلاع پا کر انھوں نے ان معاملات میں خط و کتابت نہ کی ہو۔ اور مسیح موعود علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تبلیغ اُن کو نہ کی ہو۔ امریکہ کے ڈوئی کی حسرت ناک تباہی اور لنڈن کے پگٹ کی مایوسانہ نامرادی بھی حضرت مفتی صاحب ممدوح ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ انھوں نے جس طرح ڈوئی اور پگٹ کا بیڑا غرق کر دیا اسی طرح کئی سعید روحوں کے واسطے باعث ہدایت بھی آپ ہی ہوئے اور آپ ہی کی سچی مخلصانہ کوششیں اور جوش تبلیغ حق کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز ول اور لیڈیوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت کو مان لیا اور اپنے خیالات فاسدہ سے توبہ کی۔ غرض مفتی صاحب موصوف کسی تعریف کے محتاج نہیں۔ ساری احمدی دنیا اُن کے نام نامی سے واقف اور اُن کے اخلاص صدق و وفا سے آگاہ ہے۔ یہ شخص جو پروفیسر ریگ کے نام نامی سے مشہور ہے یہ بھی آپ ہی کی سعی اور جوش کا نتیجہ ہے۔ آپ نے آج کے تذکرہ پر حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اس کے خیالات میں حضور کی ملاقات کے بعد عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔

چنانچہ

پہلے وہ ہمیشہ جب اپنے لیکچروں میں اجرام سماوی وغیرہ کی تصاویر دکھاتا اور کبھی مسیح کی مصلوب تصویر پیش کیا کرتا تھا تو یہ کہا کرتا تھا کہ یہ مسیح کی تصویر ہے جس نے دنیا پر رحم کر کے تمام دنیا کے گناہوں کے بدلے میں ایک اپنی اکلوتی جان خدا کے حضور پیش کی اور تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہو کر دنیا پر اپنی کامل محبت اور رحم کا ثبوت دیا۔

مگر

اب جبکہ اُس نے حضور سے ملاقات کی اور پھر لیکچر دیا تو مسیح کی مصلوب تصویر دکھاتے ہوئے صرف یہ الفاظ کہے کہ **یہ تصویر صرف عیسائیوں کے واسطے موجب خوشی ہو سکتی ہے۔**

سچی تعریف اور ستائش کے لایق وہی سب سے بڑا خدا ہے پہلے اپنے لیکچر میں بیان کیا کرتا تھا کہ نسل انسانی آہستہ آہستہ ترقی کر کے ادنےٰ حالت سے بندر اور پھر بندر سے ترقی پا کر انسان بنا۔ مگر اس دفعہ کے لیکچر میں اُس نے صاف اقرار کیا کہ یہ **ڈاروِن کا قول ہے اگرچہ اس قابل نہیں کہ اس سے اتفاق کیا جاوے۔** بلکہ انسان اپنی حالت میں خود ہی ترقی کرتا ہے۔ غرضیکہ اس پر بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ اور وہ حضور کی ملاقات کے بعد ایک نئے خیالات کا انسان بن گیا ہے اور اُن خیالات کو جرأت سے بیان کرتا ہے۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصل تقریر کی طرف رجوع کیا اور فرمایا کہ ابھی ایسے لمبے سفروں کی چنداں ضرورت نہیں کہ ممالک یورپ اور امریکہ میں جاویں۔ بلکہ ابھی تو خود ہندوستان ہی اس بات کا ازبس محتاج ہے۔

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

ان ممالک میں جانا ایسے لوگوں کا کام ہے جو اُنکی زبان سے بخوبی واقف ہوں اور اُنکے طرز بیان اور خیالات سے خوب آگاہ۔ سفر کے شداید اُٹھا سکیں۔ اور اُن کی صحت کی حالت بھی بہت اچھی ہو۔

بصورت موجودہ یہ کام بھی بہت بڑا بھاری ہے کہ چند ایسے آدمی ہوں کہ وہ اسی ملک میں اچھی طرح سے گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں کو ہماری بعثت کی اطلاع دے دیں۔

کسی لیکچر کے متعلق ذکر تھا کہ اُنھوں نے اپنے لیکچر میں بیان کیا کہ "اسلام بذریعہ اخلاق کے پھیلا ہے نہ تلوار سے۔ جنھوں نے اپنے اخلاق کریمہ کی وجہ سے دنیا میں اسلام کو پھیلایا ہے وغیرہ۔ مگر موجودہ زمانہ کے متعلق بجز خاموشی کچھ پیش نہیں کر سکتے فرمایا تلک امۃ قد

خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم -

اُن اولیاء اور بزرگوں کو اس موجودہ زمانہ سے تعلق ہی کیا -؟ وہ اپنے وقت پر آئے اور اپنا کام کر کے چلے گئے - اب زمانہ موجودہ میں بھی کسی مجدد یا خادم دین کی ضرورت ہے یا کہ بخیال اُن کے یہ زمانہ دجالوں ہی کے آنے کا زمانہ ہے؟ - ضرورت کا احساس تو دلوں میں موجود ہے - حالات موجودہ پکار کر کہہ رہے ہیں کہ کسی مصلح کی ضرورت ہے - چنانچہ آج ہی پیسہ اخبار میں ایک انگریز کا مضمون تھا اُس نے کسی جگہ پر اپنے لیکچر میں بیان کیا کہ زمانہ پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہندو - مسلمان - عیسائیوں اور یہودیوں کو اتفاق کی ضرورت ہے - چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "مسلمان - یہودی اور نصرانی سب کے سب بلا امتیاز انسانی گروہ میں اتحاد و اتفاق دیکھنے کے مشتاق ہیں - اور **مہدی موعود** کے آنے کا انتظار دیکھ رہے ہیں جو کہ دیر یا سویر عالم وجود میں آکر تمام انسانوں میں **یگانگت کا رشتہ قائم کر دیگا** پس اس مہدی کے متعلق اپنی ذاتی رائے یہ رکھتا ہوں کہ وہ **اہل قلم میں سے ہوگا** - اور اسی زبردست آلہ کے ذریعہ سے اقوام عالم کے دلوں میں تخم یگانگت بو سکے گا" (پیسہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

غرض اس امر کا احساس تو ہر ملک و ملت کے لوگوں میں پایا جاتا ہے مگر چاہیے تھا کہ ضرورت کے مطابق کوئی پیدا بھی ہوتا اور وہ اسلام کا نور اور برکات دکھا کر زندہ معجزات سے اسلام کے فیوض اور زندگی کا ثبوت دیتا - نہ یہ کہ اس زمانہ پر پہنچ کر خاموشی اختیار کی جاتی اور کہا جاتا کہ اب اسلام زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے اور کوئی ولی یا بزرگ موجود نہیں جو نشانات دکھا کر اسلام کی زندگی کا ثبوت دے - مانا کہ اخلاق فاضلہ بھی کسی مذہب کی صداقت کی کسی قدر دلیل ہو سکتے ہیں اور ان کا بھی کسی قدر اثر بیرونی لوگوں پر ہوتا ہے مگر صرف اخلاق فاضلہ ہی حقیقی اور زندہ ایمان نہیں دے سکتے بلکہ وہ درجہ ایمان جو انسان کو خدا تعالے پر کامل ایمان عطا کرتا ہے اور گناہ سوز زندگی کا آغاز ہوتا ہے وہ صرف خدا کے اپنے تازہ نشانوں سے ہی پیدا ہوتا ہے - جو وہ اپنے ماموروں کی معرفت دنیا میں ظاہر کرتا ہے -

فرمایا

موجودہ صورت میں تو بہ نسبت مسلمانوں کے ہمیں ہندوؤں سے زیادہ امید نظر آتی ہے - کیونکہ وہ تعلیم کی ترقی کی وجہ سے اور کچھ تجربہ کی وجہ سے بہت کچھ سمجھ گئے ہیں - ہمارا تو خود کبھی بھی یہ منشا نہیں کہ ان لوگوں کے مسلمہ بزرگوں کو گالیاں دی جاویں یا اُن کی عزت نہ کی جاوے - اور اسی طرح ہم اُن سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ یہ لوگ بھی اتنا ہی کریں خواہ ایمان نہ لاویں مگر اُن کو بُرا بھی نہ کہیں - اور کہہ دیں کہ سچا مانتے ہیں -

یہ موجودہ زمانہ میں پھوٹ اور نفاق کا سلسلہ جاری ہے - اس کو بند کر دیں - اور بالکل ممانعت کر دیں کہ باہم ایک دوسرے مذہب کی مخالفت میں ہتک آمیز کلمات اور کتابیں بالکل بند کر دی جاویں اور چھاپے ہی نہ جاویں اور ایک ایسی ہوا چل جاوے کہ آپس میں محبت ہو اور اتفاق بڑھے - جس طرح سے ایک ہوا پہلے چل گئی تھی کہ بچہ بچہ بھی اسلام سے متنفر تھا اس طرح کی ایک ایسی ہوا چل جاوے کہ باہمی اخوت اور اتحاد بڑھے اور نفاق اور بغض و تعصب دلوں سے نکل جاوے -

---

فرمایا

قاعدہ کی بات ہے انسان کو ایک مخفی امر پر جتنا اعتقاد ہوتا ہے اس پر اتنا اعتقاد نہیں رہتا جب وہ ظاہر ہو کر سامنے آجاوے - مثلاً ان ہندوؤں کی دیوی دیوتا جتنے بھی ہیں اور ان پر ان کو کامل اعتقاد ہے اگر وہ ان کے روبرو آجاویں تو ان لوگوں کے دلوں میں ہرگز ان کی اتنی وقعت نہ رہے - یہ نبیوں ہی کا کام ہے کہ وہ اپنی شکل بھی دکھا دیتے ہیں اور اپنی عظمت بھی دلوں میں قائم کر جاتے ہیں - مسیح جن کو آجکل لوگ خدا مانتے ہیں اگر وہ یہاں آجاویں اور لوگوں کے حلقے میں بیٹھیں تو ممکن نہیں کہ اُن کی بڑائی خدائی کی عظمت بھی لوگوں کے دلوں میں رہ سکے چہ جائیکہ وہ کچھ اور خدائی کا دبدبہ بٹھا سکیں - کیونکہ لوگوں نے جس خیال سے اُن کو خدا تسلیم کیا ہوا ہے - ظاہر ہو جانے پر اُن میں وہ باتیں نہ پاکر ضرور ہے کہ انکار کر دیں - قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جب کسی خاص شخص کے متعلق کوئی اعتقاد پیدا کرتا ہے تو ساتھ ہی اُس کی ایک خیالی تصویر بھی اس کے ذہن میں آجاتی ہے - جب تک وہ اس کی نظر سے غائب تھی جب تک تو خیر مگر جب وہ شخص یا چیز اس کے سامنے آجاتی ہے اور انسان اس کو اپنے خیالی بت یا تصویر کے خلاف پاتا ہے تو اس کے دل سے اس کی عظمت اٹھ جاتی ہے - یا کم از کم وہ عزت نہیں رہتی - چنانچہ یہی حال اُن لوگوں کے مصنوعی خدا کا ہے - اس کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ اصل میں وہ شخص اُن کے دل کی خیالی تصویر کے مطابق نہیں ہوتا - جو کچھ انھوں نے سمجھا ہوتا ہے وہ نہیں بلکہ کچھ اور ہی پاتے ہیں - تو بد اعتقاد اور بدظن ہو جاتے ہیں - اور اصل میں یہ وہیں ہوتا ہے جہاں ایسے امور میں اول غلو سے کام لیا جاوے - مگر انبیاء ایسی ذات اور وجود ہوتے ہیں کہ وہ اپنا وجود دکھا کر اپنی عظمت قائم کرتے ہیں -

---

۲۴ مئی ۱۹۰۸ء قبل عصر

۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز عصر چند ہندو مستورات حضرت امام الزمان مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در دولت پر آئیں - اور بیان کیا کہ ہم **مہاراج کے درشن کے واسطے** آئی ہیں حضور علیہ السلام کی خدمت میں اطلاع کی گئی چنانچہ آپؑ نے نہایت لطف اور مہربانی سے اُن کو اجازت دی اور وہ گھر میں جاکر حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں - حضرت اقدس چونکہ ان دنوں مضمون رسالہ **پیغام صلح** کے لکھنے میں مصروف تھے تھوڑی دیر کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ اب درشن ہو گئے اب تم جاؤ - مگر اُنھوں نے عرض کی کہ ہم کو آپ کوئی وعظ سنا دیں ہم اسی واسطے حاضر خدمت ہوئی ہیں - چنانچہ آپؑ نے اُن کے اصرار اور اخلاص کی وجہ سے اُن کو یوں مخاطب کیا - (جو کہ آپؑ نے ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کو قبل عصر بیان فرمایا)

فرمایا

اصل بات یہ ہے کہ آپ لوگوں میں اگر دو ایک باتیں نہ ہوں تو آپ لوگ آریہ وغیرہ لوگوں سے سو درجہ بہتر اور اچھے ہو - اُن میں سے پہلی بات تو یہی ہے کہ خدا کو جو کہ ہمارا تمہارا پیدا کنندہ اور پروردگار حقیقی ہے اس کو واحد لاشریک جان کر اس کی عبادت کرو - اس کی عبادت میں کسی دوسرے دیوی - دیوتا - پتھر یا پہاڑ - سانپ یا کسی دوسرے حیوانات درندے گنگا مائی یا جمنا کوئی درخت ہو یا نباتات غرض کوئی بھی بت اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جاوے اور اُسے ایک اکیلا خدا کر کے پوجا کرو - یہ جو تم لوگوں نے ۳۳ کروڑ دیوتا بنا رکھے ہیں ان کی کیا ضرورت تھی اور یہ کیوں بنائے گئے ہیں؟ - اتنے خدا تمام دنیا میں اور تو کسی کے بھی نہیں ہیں

[حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اتنا بیان سنکر ان مستورات نے طلب حق کی غرض سے عرض کی کہ یہ بات آپ ہمیں سمجھا دیں]

اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ دیکھو گدا دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو نرگدا۔ دوسرے خرگدا۔ نرگدا کا تو قاعدہ ہوتا ہے کہ ایک آواز کی اور اگلے دروازے پر چل دیئے۔ کسی نے کچھ دے دیا تو ٹھیک ورنہ خیر۔ بلکہ ایسے لوگوں کو بعض لوگ پیچھے سے آ کر بھی خیرات دیتے ہیں اُن کا کام صدا کرنا اور آگے بڑھنا ہوتا ہے۔

مگر برخلاف ان کے خرگدا دھرنا مار کر بیٹھ جاتے ہیں اور ایک ہی دروازے پر بیٹھے رہتے ہیں جب تک اُن کا سوال پورا نہ کیا جاوے۔ اور آخر ایسے گدا کو ملتا ہے اور ضرور ملتا ہے۔ یہی حال خدا سے مانگنے والوں کا ہے۔ خدا سے بھی وہی پاتے ہیں جو خرگدا بن کر خدا ہی کے دروازے کے ہو رہتے ہیں۔ اور پکے ہو کر استقلال سے خدا کے حضور سے مانگتے ہیں۔ غیر مستقل اور جلد باز جو جلدی ہی نا امید یا بدظن ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ صدق اور ثبات کے ساتھ خدا کی ذات پر کامل ایمان اور یقین بھی ضروری ہے۔

یہ امر صدق اور اخلاص کے خلاف ہے کہ جلدی ہی خدا سے مایوس ہو کر اوروں کی طرف اپنی حاجت کو لے جانا۔ اور در بدر مارے مارے پھرنا۔ کبھی کسی بُت کے حضور التجا کرنا کبھی کسی دیوتا پتھر پہاڑ جنگل کے درخت یا گئو ماتا کی طرف حاجت کو لے جانا اس امر کی دلیل ہے کہ ایک خدا پر بھروسہ نہیں۔ اور اس کو ساری حاجتوں کا پورا کرنے والا ہونے پر کامل ایمان نہیں۔ یا جلدی سے تھک کر اس سے نا امید ہو کر اوروں کی طرف اس حاجت کو پھیلانا خرگدائی کے بالکل خلاف ہے۔

ایک چھوڑ کر دوسرا اور دوسرا چھوڑ کر تیسرا خدا بنانا اور اُن سے اپنی حاجتیں چاہنا بالکل غلط راہ ہے۔ بلکہ چاہیئے کہ ایک کو پکڑو اور اُسی سے اپنی ساری حاجتیں چاہو اور وہ سب کا حاجت روا ہے۔ شرط صبر اور استقلال اور ایمان ہے۔

> اتنا حصہ سُنکر اُنھوں نے عرض کی کہ بات تو سچ ہے مگر حضرت اقدس کے منشاء کو پا کر کہ حضرت اقدس چاہتے ہیں کہ تبلیغ جا بیں پھر نرمی سے عرض کی کہ ہم دور سے آئی ہیں سیکھا لانے کی خواہش ہے۔ اور صرف درشن اور باتیں سننے کو آئی ہیں۔ اب فرمایئے کہ پرمیشر سے پرارتھنا کیسے کیا کریں۔؟

فرمایا

پرارتھنا بے شک اپنی زبان میں کر لیا کرو۔ یوں کہا کرو کہ اسے سچے اور واحد خدا۔ اے کہ تو ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ اور سب کے حالات سے واقف ہے تجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ اور ہر ذرہ تیرے تصرف میں ہے۔ تو جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ تو ہمیں گناہ اور بھرشٹ زندگی سے نکال کر سیدھا رستہ بتا۔ ایسا ہو کہ ہم تیری مرضی کے موافق ہو جاویں بدیوں سے ہمیں بچا۔ بدیاں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ ہم چاہتی ہیں کہ یہ ہم سے دور ہو جاویں۔ ان کا تو آپ ہی کوئی علاج کر۔ ان کا دور کرنا ہماری طاقت سے دور ہے۔ اور ایسا ہو کہ ہم تیری رضا کے راہوں پر چل کر ہمیشہ کی نجات اور سکھ کی وارث ہو جاویں۔ اور کوئی دکھ ہمارے نزدیک نہ آوے۔ پہلے بد کرموں کے پھل سے بچا اور آیندہ نیک کرموں کی توفیق عطا فرما۔

اس طرح سے خدا سے سچے دل سے اور نیک نیتی سے خرگدا کی طرح کچی پرارتھنا سے نہ کسی اور سے دعا کیا کرو۔ اور سب دیوی دیوتے ترک کر دو۔ آخر اس طرح کی پرارتھنا اور دعا سے ایسا دن آجاوے گا کہ دلوں کے سب گند دھوئے جاویں گے۔ اور شانتی اور سکھ کی زندگی شروع ہو جاوے گی۔ فقط

فرمایا

ان عورتوں کی حالت سے پتہ لگتا تھا کہ شریف اور مخلص عورتیں تھیں۔ لاہور جیسے شہر میں ایسی شریف اور نیک عورتوں کا وجود غنیمت ہے۔ فقط

حضرت خلیفۃ المسیح کی پہلی تقریر

بعد کلمۂ شہادت و تعوذ آپ نے آیت

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ پڑھی اور اس کے بعد فرمایا

سنت الٰہی متعلق وفات انبیاء میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کر جاتا ہے جب کر چکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا۔ کہ مجھی دی گئی ہیں۔ مگر آپ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں

کہ جلدی کے ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔

پیشگوئیاں کس طرح پوری ہوا کرتی ہیں میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے۔ کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے جیسے پارہ میں فرمایا۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی یہ بھی سنت ہے۔ کہ بعض مواعید الٰہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں اسی لئے فرمایا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اس بعض الذی پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی ستر تھا۔ کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہوں گے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا قد یوعد ولا یوفی۔ یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے۔ مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے۔ کہ اس نے وفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

امامت کی خواہش نہیں میری پچھلی زندگی پر غور کر لو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبد الکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے۔ تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہونگا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گذارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہو گی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا۔ کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اول میاں محمود احمد وہ میرا بھائی بھی ہے میرا بیٹا بھی اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خان صاحب ہیں اسی طرح خدمت گذاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب نہایت اعلےٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں سید

ضروری اعلان۔ حضرت اقدس کے آخری مقدمہ سننے کا باب جو ۱۳ جون کی تاریخ کو مقرر ہوا۔ وہ بہ باعث کسی آئندہ تاریخ کے لئے ملتوی کیا گیا جس کی باضابطہ اطلاع دیجاوے گی۔ کمال الدین وکیل۔ لاہور

ان میں صفات ہوں جن میں کچھ ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ جن سے ہمیں انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ آپ تو ضعیف العمر ہیں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں کیں یہ ایسی خدمت ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ بعد اس کے مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتیں یہ سب لوگ موجود ہیں۔ باہر کے لوگوں میں سید حامد شاہ اور مولوی غلام حسن ہیں اور بھی کئی اصحاب ہیں۔

یہ ایک بڑا بوجھ ہے خطرناک بوجھ ہے اسکا اٹھانا مامور کا کام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دکھوں کے لئے جو بیچ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں۔ موجودہ حالت میں سوچ لو۔ کیا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں میں خود ضعیف ہوں۔ بیمار رہتا ہوں پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔ حضرت صاحب کیا تھے یادگار تھے۔

اسکے ایک ان کی اپنی عبودیت۔ اور دو کنبہ پروری۔ سوم مہمان نوازی۔ چہارم اشاعت اسلام جو ان کا اصل مقصد تھا۔ ان چار کاموں میں سے ایک سے ہم سبکدوش ہو سکتے ہیں دوسرا ہے کی عبودیت تھی جو ان کے ساتھ رہے گی آپ نے جیسے اس جہان میں خدمتیں کیں ویسے ہی بعد الموت کریں گے باقی تین کام ہیں ان میں سے اشاعت اسلام کا کام بہت اہم اور نہایت مشکل ہے اس وقت دہریت کے علاوہ اندرونی اختلاف بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اختلاف کے مٹانے کے لئے ہماری جماعت کو منتخب کر لیا ہے تم آسان سمجھتے ہو مگر بوجھ اٹھانے والے سمجھتے ہیں سخت مشکل ہے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عابد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کر لو میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے میں تو حضرت صاحب کے کاموں میں حیران ہوتا ہوں کہ اول بیمار پھر اس قدر بوجھ۔ نثر۔ نظم۔ تصنیف۔ دیگر ضروری کام۔ ادھر میں حضرت صاحب کے قریب عمر۔ وہاں تائیدات روزانہ موجود یہاں میری حالت ناگفتہ بہ۔ اسی لئے فرمایا۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت

میں ایک بڑا امر پیش کرتا ہوں کہ جناب ابوبکرؓ کے زمانے میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثہ کے سخت شور و شر تھا۔ مکہ والے بھی مرتد ہونے لگے مگر وہ بڑی پاک روح تھی جس نے انھیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چور چور ہو جاتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی اور چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کیا جاوے پس اس کو بھیج دیا۔ ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا نقشہ دکھلایا۔

ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم۔ کا زمانہ آ گیا اس وقت بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے نبی کریم صلعم کے بعد ابوبکر کے زمانہ میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عملدرآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر حضرت ابوبکر نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ انتظام زکوٰۃ کے لئے اعلیٰ درجہ کی دیانتداری کی ضرورت ہے۔

پھر کنبہ کی پرورش ہے غرض کئی ایسے کام ہیں۔

خلیفۃ المسیح اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔

وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے کو شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔

یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں۔ وہ مر چکی۔ فقط

✻ انہیں خبر نہیں کہ مرزا نہیں مرا در اصل وہ آپ مر گئے ہیں اس وقت اپنے فرض کو شناخت کرنا چاہیے۔ اور وہ یہی ہے کہ ہم نہایت استقلال اور توجہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے اس قائم کردہ سلسلہ کی اعانت میں مصروف ہو جائیں اور اس اعانت میں جس رنگ سے اور جس طرح حصہ لے سکتے ہیں اس میں شریک ہوں اور سب سے بڑی بات جس کے لئے ہمیں طیار ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ

قدرت ثانیہ کے ظہور کیلئے مل کر دعائیں کریں

جیسا کہ حضرت امام علیہ السلام نے ہدایت فرمائی ہے دیکھو کتاب الوصیت صفحہ ۶

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان پر سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے"

یہ وصیت ہے جو حضرت مسیح موعود نے فرمائی ہے اسکے لئے جماعت کا فرض ہے کہ ہر جگہ اس قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے مل مل کر دعائیں کریں اور بڑی خوشی کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے ظہور کا مظہر اول ہمیں عطا کیا وہ مظہر اول وہی ہے جس کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں یعنی حضرت حکیم الامۃ۔ پس اس وقت ہمیں ضروری ہے کہ ان باتوں کی طرف توجہ بھی نہ کریں جو ہرزہ درا مخالف کرتے ہیں یا کریں گے بلکہ ہم اس قدرت ثانیہ کے ظہور کیلئے داعی رہیں ہاں کوشش کی جائیگی کہ شیطان کے حملوں سے کمزور طبیعتوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ان اعتراضات اور نکتہ چینیوں پر بھی نظر کی جاوے جو ابلہ فریب مخالف کرتے ہیں اس وقت میرا مقصد صرف یہی تھا کہ حضرت مسیح موعود کی وفات سے آپکے اخلاق صدق و وفا اور استقلال اور خارق عادت برداشت کا سبق دوں اس لئے میں اس مضمون کو جو وفات مسیح موعود کے سلسلہ میں میرا پہلا آرٹیکل ہے ختم کرتا ہوں اور نا خدا ترس نکتہ چینیوں اور معترضوں کو حضرت مسیح موعود کا یہ الہامی شعر سنا دیتا ہوں

اے معترض بخوف الٰہی صبور باش تا خود خدا عیاں کند ز آں نور اخترم

اور ایسا ہی ان لوگوں کو جو اب تک غفلت میں پڑے سو رہے تھے اور حضرت مسیح موعود کے معاملہ کی تحقیق و غور امروز فردا پر ڈال رہے تھے انھیں انہی قصیدہ الہامیہ کے اس شعر کی طرف متوجہ کر دیتا جو اس وقت انکی حالت کا اندازہ کر کے فرمایا تھا

امروز قوم من نشناسد مقام من روزے بگریہ یاد کند ایں وقت خوشترم

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

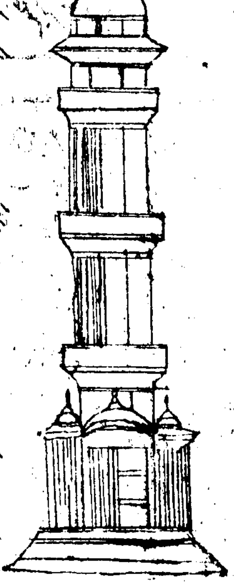

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۶ ۔ ۱۰ ۔ ۱۴ ۔ ۱۸ ۔ ۲۲ ۔ ۲۶ ۔ ۳۰ تاریخ کو

قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ ر
۲۔ خواص معاونین سے عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر سے ر
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ر
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے گروں سے ۱۰ ر

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ رجون ۱۹۰۸ء مطابق ۱۴ رجمادی الاول ۱۳۲۶ھ ہجری | جلد ۱۲

امرتسری منکر ثناء اللہ کا اپنا فیصلہ اپنے حق میں

(پہلا نمبر۔)

ثناء اللہ مفسد اور نافرمان ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندہ جاوید وفات اچھو دوسرے اور واقعی معنون ہیں... حیوۃ طیبہ سے ایسی نہ تھی۔ کہ اس پر کسی خداترس اور سلیم الفطرۃ انسان کو نکتہ چینی کی گنجائش ہوتی۔ مگر منہاج نبوۃ اور سنن انبیاء سے ناواقف اور بے خبر یا تجاہل عارفانہ کرنے والے معترض جن کا عمل۔

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن۔

کے مقولہ پر ہو۔ جن کا دل خدا تعالیٰ کے خوف سے تہی عقل اور غور و فکر سے دماغ عاری ہو کر ضد عداوت کا مخزن بن رہا ہو۔ وہ ایسے موقعہ کو جو ان کے لئے شہرت طلبی کا عمدہ ذریعہ ہو سکے کب ہاتھ سے جانے دیتے ہیں۔ انہیں میں سے امرتسری منکر ثناء اللہ امرتسری ہے۔ کچھ عرصہ کے لئے اس کا ذہن نے تعاقب چھوڑ دیا تھا۔ اس نے اس اعتراض کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر جو جی میں آیا کہا اور جو زبان قلم سے نکلا شائع کیا۔

لیکن

اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اس نے طوفان بے تمیزی برپا کرنا چاہا ہے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے اس کو اس کی آپ بیتی میں داخل کر دیا جاوے۔ اور

آئینہ حق نما

میں اس کو اسکی اصلی قطع و برید معاینہ کرا دی جاوے۔ میں اس امر کے لئے خود اس کی اپنی تحریریں پیش کرونگا اور اسطرح اسے معلوم ہو جاوے گا۔ کہ

اسکا اپنا فیصلہ اسکے اپنے حق میں ہو گیا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار سے جس کی سرخی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ رکھی تھی ثناء اللہ نے استشہاد کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وفات پا جانا ثناء اللہ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اس اشتہار پر بہت کچھ بحث کی جا سکتی ہے۔ اور وہ نفسانیت یا دشمنی کے رنگ میں نہیں بلکہ قایم نفس الامری کے طور پر مگر میں اس وقت اس کے مختلف پہلوؤں کو چھوڑ کر صرف ایک پہلو پر بحث کرونگا۔ وباللہ التوفیق۔

میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار میں ایک دعا کی تھی۔ اور ثناء اللہ کو اس میں مخاطب کیا تھا۔ کہ

"... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی ہی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔"

الی آخرہ۔ میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ کہ یہ اشتہار بجائے خود ایک خاص بحث چاہتا ہے۔ جس کے ایک ایک لفظ میں صداقت اور حق کی روح بول رہی ہے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعوی پر روشن دلیل ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسی فیصلہ کو اپنے لئے آخری فیصلہ قرار دیا تھا۔ اگر نہیں تو اب اس سے تمسک کرنا کسقدر شرارت اور بے حیائی ہے۔ لیکن اگر ثناء اللہ اس سے ہی تمسک کرنا چاہتا ہے اور اسی پر اپنا فیصلہ منحصر کرنا چاہتا ہے۔ تو میں انشاء اللہ العزیز اسی فیصلہ کے رو سے ثابت کر دونگا کہ ثناء اللہ مفسد اور نافرمان ہے۔ نہ کہ صادق اور مصلح۔ اور اس فیصلہ میں میں کسی غیر کی شہادت کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ بلکہ خود ثناء اللہ کا اپنا ہی فیصلہ پیش کرونگا

اس فیصلہ کے اندراج سے پہلے میں ایک امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ناظرین اسے بخوبی سمجھ لیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے۔ اور وہ ظلمت اور ضلالت کو نور اور ہدایت سے ممتاز

کرتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ کسی معاملہ کو ملتبس کرے اور حق و باطل کو ایسے طور پر ملا دے کہ لوگ شبہ مین پڑ کر ہلاک ہو جائین۔ اور اس لئے ان علماء سوء کو جو حق باطل کو ملا دینے مین مشاق ہوتے ہین۔ مخاطب کرکے فرمایا

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ ان علماء سوء نے فقیہون اور فریسیون کی صورت مین خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے

مسیح ابن مریم

کے مقدمہ کو جس طرح پر ملتبس کرنا چاہا۔ وہ تاریخ الانبیاء کا ایک نمایان صفحہ ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی حکومت

شمشیر حکومت

ہے اُسنے آخر دکہا دیا کہ وہ حاملین تورات جو جبے اور دستارین کرکے نکلتے۔ اور الواح موسیٰ کے شارح اور مفسر کہلانے ہی پر اکتفا نہ کرکے نحن ابناء اللہ واحباءہ کہتے تہے۔ آخر اس ناصری نبی کے بالمقابل ذلیل ہوے۔ اور ایسے ذلیل ہوئے کہ وہ قوم آج روئے زمین پر

ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ

کا زندہ نمونہ موجود ہے۔ اسی طرح پر مسیح ناصری کے نام سے آنے والے احمدی مسیح کے دعوے کو مٹا دینے کے لئے شیطان اور اُسکی ذریت نے زور لگایا اور پورا زور لگایا۔ اس لئے کہ یہ آخری جنگ

آدم اور شیطان کی تہی

جس مین اس خلیفۃ اللہ نے اسکی تیز کچلیون کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا ہے۔ شیطان مختلف راہون اور طریقون سے اس کی ایڑی کاٹنے کو نکلا۔ مگر ہر طرف سے اسپر لعنت کی مار پڑی اور وہ نامراد اور ناکام رہا۔ اب شیطان کا آخری حملہ باقی تہا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر اس نے نیا بہروپ بدلا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آدم اور اسکی ذریت پر ڈونگ چلائے مگر خدا تعالیٰ کے صلوٰۃ اور سلام ہون

خلیفۃ اللہ آدم ثانی پر

جس نے اس کے تیز زہر ہلاہل سے بہرے ہوئے دانتون کو پہلے سے توڑ ڈالا ہے۔

یہ فیصلہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے شایع کیا تہا۔ یہ بہی ایک حربہ تہا۔ شیطان کو کچلنے کے لئے اور باطل کی ہلاکت کی خاطر۔ لیکن امرتسری منکر نے سعی کی کہ اسکو مشکوک اور بے اثر کرکے دکہا دیا جاوے تاکہ لوگ اس فیصلہ کے صدور پر ہدایت نہ پا جائین۔ اس فیصلہ کا جو جواب مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث مین شایع کیا تہا۔ وہ سارا ہی انشاء اللہ وقتاً فوقتاً درج کرونگا۔

مگر اس وقت مین اُس کا ایک نوٹ دینا چاہتا ہون۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ پر دیا گیا ہے۔

کیونکہ مین جانتا ہون کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔

اسپر جو نوٹ امرتسری مولوی فاضل کے نائب نے دیا ہے۔ اور جو اسی ایڈیٹوریل مین درج ہے جس پر فاضل۔ ایڈیٹر کی کوئی جرح نہیں وہ ناظرین کے لئے قابل غور ہے۔ اور یہی ایک نوٹ اس سانپ کے دانت توڑنے کے لئے زبردست ہتوڑا ہے۔ اسطرح پر

ثناء اللہ کی جوتی اور اسکا سر

ہمارے سامنے ہے۔ وہ نوٹ یہ ہے۔

آپ اس دعوے مین قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہین۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکارون کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو۔ من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا (پ ۱۶ ع) اور انما نملی لہم لیزدادوا اثما (پ ۴ ع ۹) اور یمدہم فی طغیانہم یعمہون (پ ۱ ع) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہین۔ اور سنو۔ بل متعنا ہؤلاء وآباءہم حتی طال علیہم العمر (پ ۱۷ ع) جن کے صاف یہی معنے ہین۔ کہ خدا تعالیٰ جہوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگون کو لمبی عمرین دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت مین اور بہی برے کام کرلین۔ پہر تم کیسے من گہڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگون کو بہت عمر نہیں ملتی؟ کیون نہ ہو دعوے تو مسیح۔ کرشن۔ اور محمدؐ اور احمدؐ بلکہ خدائی کا ہے۔ اور قرآن مین یہ لیاقت! ذالک مبلغہم من العلم۔"

یہ نوٹ ہے جو اس فیصلہ پر دیا گیا ہے فیصلہ کی راہ یہ تہی۔ کہ صادق کی زندگی مین کذاب اور مفتری ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور کذاب اور مفتری اور مفسد کو لمبی عمر نہیں دی جاتی۔ حضرت مسیح موعودؑ اس دعا کے ذریعہ جو اس اشتہار مین کی گئی تہی۔ یہ چاہتے تہے کہ مفسد اور کذاب کو لمبی عمر نہ دی جاوے۔ لیکن ثناء اللہ جس کے دل مین چور تہا۔ اور جسے اپنے کذب و فساد پر اعتماد تہا۔ اور جو یقیناً جانتا تہا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ دعا خالی از اثر نہ رہیگی۔ اور ثناء اللہ کا بیڑا پار کردیگی وہ دیکہ چکا تہا کہ اس کے مقابلہ مین آنے والے ہلاک ہو چکے تہے۔ اس لئے ثناء اللہ نے اپنے متعلق اس فیصلہ آسمانی کو ملتبس کرنے کے لئے یہ راہ نکالی کہ مفسد اور کذاب اور نافرمان کو لمبی عمر دی جاتی ہے اب معاملہ بالکل صاف ہے اور مین اسے سنجیدہ مزاج پبلک کے سامنے رکہتا ہون۔ کہ کیا وہ شخص جو حضرت اقدسؑ کی اس دعا کے نتیجے سے خائف اور متردد ہو کر قبل از وقت یہ عذر تراشتا ہے کہ صادق کی زندگی مین کاذب کا ہلاک ہو جانا کوئی دلیل فارق نہیں ہے؟ وہ اس امر کی کوشش نہیں کر رہا کہ یہ حق باطل کے ساتہہ ملتبس ہو جاوے؟

ضد اور عداوت کے تاریک بخار سے دماغ کو صاف کرکے سوچو کہ اگر ثناء اللہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی مین ہلاک ہو جاتا تو ان لوگون کے سامنے جنہون نے ۲۶ اپریل کے اہلحدیث مین مندرجہ بالا نوٹ پڑہا ہوا تہا۔ یہ صداقت مشکوک ہوتی یا نہ؟ پس خدا تعالیٰ جو حق اور باطل کو ملنے نہیں دیتا۔ اور ایک امتیازی رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ اسنے نہ چاہا کہ معاملہ کو مشکوک بنا دے۔

اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور اجل مقدر کے قریب ہونے کی وحی بہی ہو چکی تہی۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور

ثناء اللہ کو روسیاہ کر گئے

ثناء اللہ پر اس کی اقبالی ڈگری موجود ہے۔ اس کی رو سے وہ خود نافرمان مفسد اور دغاباز ہے جن آیات کو اسنے حضرت مسیح موعودؑ پر چسپان کرکے آپ کی صداقت کو مشکوک کرنے کا ارادہ کیا تہا۔ اسی رنگ مین خدا تعالیٰ نے انی مہین من اراد اہانتک کا کرشمہ آپ کی وفات پر دکہایا اور اس کا مصداق اول

ثناء اللہ امرتسری ٹہرا

اب اسی کی جوتی ہے اور اسی کا سر احمدیون کے اختیار مین ہے جس طرح چاہین اس کے دماغ کا تنقیہ کرین۔ مین بڑے زور سے کہتا ہون۔ کہ ثناء اللہ کا قطعاً کوئی حق نہیں۔ کہ وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار سے استنباط کرکے کوئی امر لکہے اسلئے کہ وہ اشتہار

جلی حروف مین

ثناء اللہ کے خلاف اسی کی تحریر سے فیصلہ دیتا ہے۔ ثناء اللہ کے شیدائیو اور اس کے قدیم اشناؤ! کیا تم کوشش کروگے کہ ٹہنڈے دل سے اس نوٹ کو پڑہو الیس فیکم رجل رشید؟

مین اگلے نمبر مین انشاء اللہ العزیز امرتسری منکر کی خدمت مین ایک اور تحفہ پیش کرونگا۔ جو خود انہون نے ہی طیار کرکے ہمارے ہاتہہ مین دے رکہا ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت اس کا سر سہلاتے رہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علٰے رسولہ الکریم

اخبارِ وکیل کا قرضہ

خداتعالٰی کی قدرتوں پر بے اختیاری اور وجد کے عالم مین کبھی زبان سے واہ اور کبھی کسی صاحب الرائے شخص کو حق کی مخالفت مین قابل شرم ٹہوکرین کہاتے ہوئے دیکھ کر دل سے آہ نکلتی ہے جبکہ مین امرتسر کے مشہور اخبار وکیل کا وہ مضمون پڑہتا ہون جو اس کی ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت اور ایڈیٹوریل کالم مین مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مندرج ہے۔ مین اس بات سے واقعت ہون کہ ملک مین کچھہ لوگ اخبار وکیل کی رائے کو وقعت کی نظر سے دیکھتے اور دنیوی معاملات مین اس اخبار کے ایڈٹ کرنیوالے قلم اور دماغ کو چند آدمی قابل ستایش سمجھتے ہین لیکن تعجب ہوتا ہے اور خداتعالٰی کی عجیب درعجیب قدرتوں پر ایمان قوی ہوتا ہے جبکہ وہی قابل ستایش دماغ مختل اور وہی قابل ستایش قلم اپنی متانت اور روانی سے معطل نظر آتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وکیل نے جوکچھہ لکہا ہے بظاہر عبارت مین متانت وسنجیدگی کو نبہانے کی کوشش کی ہے لیکن ابتدائی حصہ کے علاوہ باقی تمام مضمون کے نفس مطلب کی نادرستی کو الفاظ کا لباس کیسے پوشیدہ کرسکتا تہا۔ وکیل کے اس مضمون کی بقول وکیل واقعی ایسی ہی مثال ہے کہ اس نے گویا اپنے خیالات کی زہریلی گولیونکو شائستہ الفاظ کے شہد مین لپیٹ کر لوگون کے حلق سے اُتارنا چاہا ہے۔ وکیل کے مضمون کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے۔

”مرزا صاحب کی لائف مین ابتدائی مضمون کے سوا آپ کو ایسے تہوڑے ہی صفحے ملین گے جو حیرت انگیز واقعات سے معمور اور تعجب خیز کیفیتون سے مزین نہ ہون خواہ وہ ہندوستان کے مختلف شہرون مین دشمنان اسلام کے ساتھہ نبردآزمائی کر رہے ہون۔ خواہ قادیان مین بیٹھے ہوئے پیروان رسول پر مخالفت کی آگ برسا رہے ہون خواہ یورپ مین مادہ پرست عیسائیون کو مذہب اسلام کی برکتون سے واقف کر رہے ہون اگرچہ مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہین پائی تہی۔ مگر ان کی زندگی اور زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص فطرت لیکر پیدا ہوئے تہے جو ہرکس وناکس کو نصیب نہین ہوسکتی اونہون نے اپنے مطالعہ اور فطرت سلیم کی مدد سے مذہبی لٹریچر پر کافی عبور حاصل کیا۔ ۱۸۷۷ء کے قریب جبکہ ان کی ۳۵-۳۶ سال کی عمر تہی۔ ہم انکو ایک غیر معمولی مذہبی جوش مین سرشار پاتے ہین وہ ایک سچے اور پاکباز مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اس کا دل دنیوی کششون سے غیر متاثر ہے وہ خلوت مین انجمن اور انجمن مین خلوت کا لطف اٹہانے کی کوشش مین مصروف ہے۔ ہم اوسے بے چین پاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی کہوئی چیز کی تلاش مین ہے جسکا پتہ فانی دنیا مین نہین ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتہہ اس پر چہایا ہوا ہے کبھی وہ آریون سے مباحثے کرتا ہے کبھی حمایت اسلام وحقیت اسلام مین وہ بسیط کتابین لکھتا ہے ۱۸۸۶ء مین بمقام ہوشیارپور آریون سے جو مباحثات انہون نے کئے تہے ان کا لطف ابتک دلون سے محو نہین ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمایت مین جو نادر کتابین اونہون نے تصنیف کی تہین ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ ابتک نہین اترا ان کی ایک کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلمون کو مرعوب کر دیا اور اسلامیون کے دل بڑہا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلایشوں اور گرد وغبار سے صاف کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیون اور فطری کمزوریون نے چڑہا دیئے تہے غرضکہ اس تصنیف نے کم ازکم ہندوستان کی مذہبی دنیا مین ایک گونج پیدا کردی جسکی صدائے بازگشت ہمارے کانون مین ابتک آرہی ہے گو بعض بزرگان اسلام اب براہین احمدیہ کے بُرا ہونے کا فیصلہ دیدین۔ محض اس وجہ سے کہ اس مین مرزا صاحب نے اپنی نسبت بہت سی پیشگوئیان کی تہین۔ اور بطور حفظ ماتقدم اپنے آئندہ دعاوی کے متعلق بہت کچھہ مصالحہ فراہم کرلیا تہا۔ لیکن اس کے بہترین فیصلہ کا وقت ۱۸۸۰ء تہا۔ جبکہ وہ کتاب شائع ہوئی مگر اس وقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق مین فیصلہ دیچکے ہتے یہ دوسری بات ہے کہ اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنے تئین اس کا مستحق نہ دکہایا۔ کیرکٹر کے لحاظ سے ہمین مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چہوٹا سا دہبہ بہی نظر نہین آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضکہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالون نے کیا بلحاظ اخلاق وعادات اور پسندیدہ اطوار کیا بلحاظ مذہبی خدمات وحمایت دین مسلمانان ہند مین انکو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہونچا دیا۔“

اس مندرجہ بالا حصہ مضمون مین پیروان رسول پر آگ برسانے یا براہین کے متعلق اپنے آپ کو مستحق نہ دکہانے کے دو تین فقرات کے علاوہ کوئی ایسی بات نہین۔ جو واقعہ کے خلاف اور دور از حقیقت ہو یہ فقرات بہی اس قسم کے ہین۔ کہ مین ان کا جواب دینا ضروری نہین سمجہتا۔ اب باقی مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔ جو اس عبارت سے شروع ہوتا ہے۔

”۱۸۹۱ء جو رسول عربی کی عالمگیر خدائی پیغام کیوجہ سے دنیا کی مذہبی تاریخ مین بے نظیر اہمیت اور تقدس رکہتا ہے مرزا صاحب نے ۱۲۸۰ برس کے بعد (یہ ۱۲۸۰ برس شمسی حساب سے مضمون نگار نے نکالے ہین ورنہ قمری یعنی اسلامی برسون کے حساب سے سوا تیرہ سو برس کے قریب ہوتے ہین) اسی ۱۸۹۱ء مین پہر اوسی کے واقعات کو خدائی زبان مین دُہرانا شروع کردیا اور اپنی ذات پر ایمان لانیکو کافۃ الناس کے لئے ذریعہ نجات قرار دیا۔“ اگر وکیل کو مذہب سے تعلق ہوتا (جیساکہ وہ خود مذہبیت سے علیحدہ رہنے کو اپنے مضمون کے اخیر مین بیان کرتا ہے) اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعلیمات کی عظمت دل مین ہوتی۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے وقت پر مبعوث ہونے اور خدائی زبان مین اسلام کی صداقت کے لئے واقعات کے دُہرائے جانے سے ذرا بہی متعجب یا رنجیدہ نہ ہوتا اور مسیح موعود و مہدی مسعود پر ایمان لانا ذریعہ نجات ہے اس کو یہ آسانی سمجہہ جاتا۔ افسوس کہ راقم مضمون کو اس حدیث کی بہی خبر نہین۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ بہ روایت دگر من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ الامام مات میتۃ جاھلیۃ

آگے چلکر وکیل کہتا ہے۔ کہ ہمارے دوست ہمین معاف رکہین اگر ہم یہ کہین کہ اونھون نے اسی مرحلہ پر مرزا صاحب کے سمجھنے مین غلطی کہائی ہے۔ یہ تو مرزا صاحب کے موافق ومخالف دونون کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ اس زمانہ مین کسی نہ کسی وجہ سے اسلام کی عملیات کی پاک اور مقدس تعلیم کا اثر قلوب سے میٹ رہا ہے۔ طبعی جذبات غالب آرہے ہین اور عام تاریکی پہیلی ہوئی ہے ایک انصاف پسند طبیعت جو مرزا صاحب کو اسی نظر سے دیکہتی ہے جسمین کہ وہ تہے۔ کہدیگی کہ اونہون نے اس تاریکی کے دامن کو نبوت کا جامہ پہناکر چاک کرنا چاہا لیکن وہ طبائع جو مرزا صاحب کے خلاف ہین اسی مسئلہ کو یون کہین گی کہ وہ عین اوس وقت جبکہ لوہا سُرخ تہا ہتوڑا مارنے سے نہین چوکے یا دوسرے لفظون مین یون کہو۔ کہ انہون نے بنی نوع انسان یا کم ازکم مسلمانون کو ایک مضبوط گرفت مین لینا چاہا۔“

مجہہ کو فاضل منشی یعنے ایڈیٹر صاحب وکیل پر رحم آتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر ان کے توسن عقل نے بڑی زبردست ٹہوکر کہائی ہے۔ کیا اچہا ہوتا۔ کہ وہ اسلام کے عملیات کے پاک اور مقدس تعلیم کے قلوب سے مٹنے کا سبب بہی تلاش فرماتے۔ اور کسی نہ کسی وجہ سے کہہ کر اپنی بے التفاتی مذہب کا قابل شرم ثبوت نہ دیتے۔ انصاف پسند طبیعت تو بقول وکیل خود ہی یہ کہتی ہے۔ کہ انہون نے (مرزا صاحب نے) اس تاریکی کو مٹانا چاہا۔ باقی سُرخ لوہے پر ہتوڑا مارنا کیون ناجائز ہے۔ اور یہ کس زبان کا محاورہ ہے۔ اور کون

معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا۔ میں یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ مسلمانوں کو ایک مضبوط گرفت میں لینے اور واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا پر عمل کرنے میں نقصان کیا ہے۔

پھر وکیل کہتا ہے۔ کہ "خواہ کچھ ہی ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب نے اقتضائے وقت سے فائدہ اٹھانے میں کچھ دور اندیشی سے کام نہیں لیا اور نہیں خیال کرنا چاہیئے تھا کہ زمانہ بہت آگے بڑھ گیا ہے اور دنیا کسی انسان کو محض اس لئے ذریعہ نجات قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کہ وہ ایک پہلے مذہب کی تجدید کے لئے آیا ہے۔ . . . ."

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک مسلمان اتنا بھی نہیں جانتا۔ کہ خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل جیسے خدا تعالےٰ کے حکم کے موافق کام کیا کرتے ہیں۔ یا اخبار وکیل کے ایڈیٹر کی رائے کے مطابق!؟ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے زمانہ میں کون مادی انسان یہ کہتا ہو گا کہ انہوں نے نبوت کا دعوے کرنے میں دور اندیشی اور عقلمندی سے کام لیا ہے؟ خدا تعالیٰ اور اس کا رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ تم امام وقت کی فرمانبرداری کرو۔ اور جس نے اس کی اطاعت نہ کی اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب وکیل یہ کہتے ہیں۔ کہ دنیا اس عظیم الشان مجدد یعنے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذریعہ نجات قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد دور نگ منشی فاضل نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ سب اس بدظنی کا نتیجہ ہے۔ جو ایک مامور من اللہ کے معاملہ میں خدائی قوانین کو زیر نظر نہ رکھنے اور عقل سلیم کو کام میں نہ لانے سے ایک مادہ پرست انسان کو ہوا کرتی ہے۔ پھر مضمون نگار اس بات پر سخت افسوس ظاہر کرتا ہے کہ مرزا صاحب نے لوگوں میں نہ صرف مناقشات و اختلافات ہی پیدا کئے بلکہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں تلواریں دیدیں۔ اس کے بعد لکھتا ہے کہ "ان کے سب دعاوی سے قطع نظر معاشرتی پہلو سے بھی مرزا صاحب کی تعلیمات پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے۔ وہ اہمیت کے لحاظ سے ایسا ہے کہ جس سے مرزا صاحب کے تمام محاسن و مساوات بن کر رہ جاتے ہیں۔ افسوس کہ انہوں نے تفرقہ کے نتائج پر ایک لمحہ بھی غور نہیں کیا۔" اگر مضمون نگار کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی تفرقہ کے نتائج پر اسی طرح غور نہیں کیا تھا۔ جس طرح کہ اب حضرت مرزا صاحب نے نہیں کیا۔ اور یہ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی تعلیمات کے اثر نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں تلواریں دیدیں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے اثر نے بھی نہ صرف ہاتھوں میں تلواریں دی تھیں بلکہ ان تلواروں سے کام بھی ایسا حیرت انگیز لیا کہ باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا کہ خدا تعالےٰ کے فرستادے کبھی مداہنت اور منافقت سے کام نہیں لیا کرتے تو وہ اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے طرز عمل پر جو منشائے الٰہی کے موافق ظہور میں آیا اعتراض نہ کرتا اور اپنی ضعیف الایمانی یا مادہ پرستی کا ثبوت نہ دیتا کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ دروغگو را حافظہ نباشد ابھی اپنے مضمون کے ابتدائی حصہ میں مضمون نگار حمایت و حقیقت اسلام میں مرزا صاحب کے بسیط کتابیں لکھنے وغیرہ کا خود بڑی پُرزور عبارت میں سچا اقرار کر چکا ہے۔ لیکن اب مخالفت کے جوش میں خود ہی اس کے خلاف تحریر کرتا اور مرزا صاحب کی تصانیف کو ان کے دعاوی کی بحثوں کے علاوہ بے حقیقت ٹھہراتا ہے۔ پھر وکیل بلا دلیل لکھتا ہے۔ کہ "مذہبی ریفارمر ہونے کے لحاظ سے ہم ان کا مرتبہ کسی طرح سر سید علیہ الرحمۃ سے نہیں بڑھا سکتے۔ کیونکہ جن مسائل اسلامی پر موخر الذکر بزرگ نے قلم فرسائی کی تھی۔ انہی راستوں پر مرزا صاحب پڑ لئے۔ جس شخص نے سرسید کی مذہبی تصنیفات کو ایک نظر دیکھ لیا ہے اس کو مرزا صاحب کی تصانیف میں سوائے دعوی مہدویت و مسیحیت کے اور کوئی نئی چیز نظر نہ آئیگی۔" تعجب ہے اور سخت تعجب کہ وکیل کی مذکورہ بالا عبارت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے سرسید اور حضرت اقدس ؑ دونوں کی تمام و کمال تصانیف بڑے غور سے ملاحظہ کی ہیں۔ لیکن حقیقتاً یا تو فاضل ایڈیٹر نے سرسید اور حضرت اقدس ؑ دونوں کا ایک ایک مضمون یا رسالہ بھی نہیں دیکھا۔ یا یہ کہ دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں فرمایا۔ سرسید فرماتے ہیں کہ وحی صرف ایک ملکہ فطرت کا نام ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں وحی خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو اپنے برگزیدہ بندوں پر وہ خود نازل فرماتا ہے سرسید زبان سے تو خدا تعالیٰ کو مانتے ۔۔۔ اور قرآن شریف کو بھی منجانب اللہ مانتے ہیں لیکن سرسید کے افعال اور مجموعی اقوال سے نتیجۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک علت موجبہ اور الہام و وحی کو محض دماغ انسانی کا نتیجہ جانتے ہیں۔ سرسید نے فلسفہ کے آگے قرآن شریف کی جانب سے دب کر صلح کا پیغام دینے اور خدا تعالےٰ کے پاک کلام کی بے عزتی کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ لیکن حضرت مرزا صاحب ؑ نے خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کو ظاہر کرنے خدا تعالیٰ کے مدبّر بالارادہ اور قادر و توانا ثابت کرنے قرآن شریف کے آگے فلسفہ کے مار سیاہ کا سر کچل کر مادہ پرستوں کی ناک کاٹنے میں جو جو کارنمایاں کئے اس سے ساری دنیا واقف ہے۔ سرسید نے تو فلسفہ کو ذریعہ نجات ٹھہرایا۔ اور اس جری اللہ نے ایمان کو۔ سرسید نے آریوں کی طرح دعا کو انجاح حاجت کے لئے ایک غیر ضروری چیز ٹھہرایا۔ اور حضرت مرزا صاحب ؑ نے دعا ہی کے ذریعہ سے تمام حاجات کا پورا ہونا مشاہدہ کرا کر دعا کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ سرسید نے معجزات اور نشانات انبیاء کی وہ تعریف بیان کی جس سے انبیاء اور غیر انبیاء میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں ٹھہرایا جا سکتا لیکن حضرت مرزا صاحب نے خود معجزات و نشانات دکھا کر مخالفین اسلام کا ناطقہ بند کر دیا سرسید نے قرآنی تعلیم کے خلاف مسلمانوں کو دنیا پرستی اور دنیا طلبی سکھائی۔ حضرت مرزا صاحب نے مذہبی حمیت خدا پرستی اور خدا طلبی کا سبق دیا۔ مضمون نگار نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق اپنے مضمون کے ابتدائی حصہ میں جن مذہبی کارناموں اور دینی خدمتوں کو خود تسلیم کیا ہے اسی کے پیرائے سرسید کے متعلق اس کو ثابت کرنا سخت دشوار ہو گا غرضیکہ بہت سے ایسے اختلافات ہیں کہ جبتک ایک زنگی کی رنگت کو کافور سے تشبیہ نہیں دیجا سکتی اسوقت تک سرسید کی تصنیفات کو حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات سے کوئی مشابہت نہیں۔ معزز مضمون نگار کو چاہیئے کہ بے جا تعصب سے علیحدہ ہو کر ٹھنڈے دل سے سرسید اور حضرت مرزا صاحب کے حالات اور مذہبی کارناموں میں غور کرے اور پھر کہے کہ اس نے مذہبی ریفارمر ہونے میں سرسید کو حضرت مرزا صاحب ؑ

۳ اس بات کی مطلق پرواہ نہیں رہتی کہ دیکھنے والے اور سننے والے کیا کہیں گے۔ ایک بڑی ہی قابل مضحکہ بات ہے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ و اشاعت وحی میں دیکھنے اور سننے والوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی پرواہ نہیں کی اگر مضمون نگار نے قرآن شریف کے ایک ہی مقام پر صرف دو ہی سطروں میں مھین۔ ھماز۔ مشاء بنمیم۔ معتد اثیم عتل۔ زنیم۔ سنسمہ علی الخرطوم کے الفاظ دیکھے ہوتے تو وہ ہرگز ہرگز حضرت مرزا صاحب کے علم کلام پر معترض نہ ہوتا جس طرح آجکل مخالفین اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے بنیاد اعتراض کیا کرتے ہیں۔ بالکل انہیں الفاظ میں مضمون نگار نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی نسبت لکھا ہے۔ کہ "جو دنیا کے اخلاق و عادات کی اصلاح کا مدعی ہو بڑا تحمل بڑا رحم بڑا عفو بڑی انکساری بڑی فروتنی کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے تھا۔" لیکن جس طرح اس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین کہتے تھے ایسا ہونا چاہیئے تھا ویسا ہونا چاہیئے تھا اور آخر کار مخالفین کی گفتار سب باد ہوا ثابت ہوئی اسی طرح اب بھی اگر کوئی کہے۔ کہ ایسا کہنا چاہیئے تھا تو ان کا کہنا کیا وقعت رکھ سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ بندوں کی مرضی کا ماتحت نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا اور کہلواتا ہے

اس نے جس شخص کو روشن کیا ہے وہ کسی کے منہ کی پہونکون سے بجھ نہیں سکتی۔ مضمون نگار نے یہ تو لکھدیا۔ کہ مسیح کے تحمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق سے وہ (حضرت مرزا صاحب) فرسنگون دور تھے۔ لیکن اوس نے کوئی مثال اور ثبوت پیش نہین کیا لہذا مین اسطرف ملتفت نہین ہوتا۔ پیر مضمون نگار لکہتا ہے۔ کیونکہ ان کی بعض معرکۃ الارا پیشگوئیان جن کا پورا ہونا ان کی زندگی مین ضروری تہا ابھی تک کتم عدم سے وجود مین نہین آئین۔ اس لحاظ سے نہایت محفوظ طریقہ پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ تائید آسمانی نے بہی ان کا ساتہہ نہ دیا۔

ہزار ہا پیشگوئیون کے آفتاب عالمتاب کی طرح سچا ثابت ہونے اور کسی ایک آدھ پیشگوئی کا کوئی جزو کسی مخالف کی سمجہ مین نہ آنے سے خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ کی عظمت وشان مین کوئی فرق نہین آسکتا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور اگر بصورت تنزل یہ مان بہی لیا جاوے کہ حضرت مرزا صاحب کی کوئی ایک آدھ پیشگوئی ان کی زندگی مین پوری نہین ہوئی۔ تو ایسا معترض نہ تنہا حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرتا ہے۔ بلکہ اس کی دست درازی حضرت عیسےٰؑ وحضرت موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام حتیٰ کہ افضل الرسل خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا تعالےٰ نے ملک شام کے دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن ملک شام کی سرحد مین پہونچنے سے بہی پہلے ہی راستہ مین وہ فوت ہو گئے۔ اور ملک شام بنی اسرائیل کی آیندہ نسلونکو ملا۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا۔ کہ قیصر و کسریٰ کے خزانون کی کنجیان میرے ہاتہہ مین آئین۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ کنجیان حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتہہ مین آئین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا مین مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو دو کنگنون کی شکل مین دیکھا جو پہونک مارنے سے اُڑ گئے لیکن واقعات بتلاتے ہین کہ حضور نبی کریم کی اس پیشگوئی کا نصف حصہ ان کی حیات مین اور نصف ان کی وفات کے بعد پورا ہوا۔ یعنی اسود عنسی حضور نبی کریم کے سامنے اور مسیلمہ کذاب ان کی وفات کے چہ ماہ بعد ہلاک ہوا۔ باقی اس بات پر زور دینا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے مخالفین کے سامنے کیون فوت ہوئے درحقیقت نہایت کمزور بات ہے۔ خدا تعالےٰ کے مامورون اور ان کے مخالفون کی موت وحیات ان کے مشن کی موت وحیات ہوتی ہے۔ ورنہ مرنا جینا تو ہر شخص کے ساتہہ لگا ہوا ہے حضرت مرزا صاحب نے کبھی یہ دعویٰ نہین کیا کہ مین قیامت تک کی عمر لیکر آیا ہون۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ آدمؑ وشیطان کے واقعہ سے لیکر اس وقت تک برابر اخیار واشرار کے دونون سلسلے پہلو بہ پہلو چلے آتے ہین اور چلے جائینگے۔ اگر مرزا صاحب ہزار برس عمر بہی پاتے تب بہی ان کی وفات کے وقت کسی نہ کسی مخالف مقابل کا موجود ہونا ممکن تہا۔ درحقیقت اب دیکہنا تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام نے جو سلسلہ دنیا مین قایم کیا ہے وہ قایم رہتا ہے یا ان کی وفات کے ساتہہ ہی ان کا سلسلہ بہی نابود ہو جاتا ہے نیز یہ کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے ساتہہ وہ تائیدات الٰہیہ جو ایک راستباز اور راستباز کی جماعت کے ساتہہ ہونی چاہیئے شامل رہین اور رہینگی یا نہین؟

مضمون نگار یعنی ایڈیٹر اخبار وکیل نے اپنے سب سے آخری فقرہ مین احمدیون کو مشورہ دیا ہے۔ کہ سب کو چاہیئے کہ مرتد ہو کر دنیا پرستون کی برادری مین پہر شامل ہو جائین لیکن مخالفون کو یاد رکہنا چاہیئے کہ اس قسم کی تدبیرین نہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کارگر ہوئی تہین۔ نہ اب ہو سکتی ہین۔

ایڈیٹر وکیل کو چاہیئے تہا۔ کہ اول اس جماعت مین جو سر سید نے تیار کی ہے۔ ان کے دونون صاحبزادون کو ملاتے اور پہر اسلامی عملی حالت اور جماعت احمدیہ کی عملی حالت پر ضرور توجہ فرماتے۔ حضرت مرزا صاحب مغفور کو دل کہول کر گالیان دینے اور برا کہنے کے بعد احمدی جماعت کے ساتہہ نیک سلوک کر کے ایڈیٹر صاحب نے بہت عمدہ طور پر ناسور بہرنے کی تدبیر کی ہے اور ابتدا مضمون کو آخر کے ساتہہ اچہا پیوند کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم اور
رحم سے فیصلہ فرما دے۔ آمین

راقم
اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی

رسالہ تشحیذ الاذہان۔

چونکہ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام کی وفات کے متعلق ایک جامع مضمون لکہا ہے اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے۔ کہ یہ مضمون اعلےٰ طور پر چہپوایا جاوے۔ یعنی اسکی کتابت وچہپوائی اعلےٰ قسم کی ہونی چاہیئے۔ اور کاغذ بہی اعلےٰ قسم کا لگایا جاوے اور مضمون کے لئے ایک رسالہ کافی نہین ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالےٰ ۱۰ رجولائی ۱۹۰۸ء تک یہ خاص پرچہ شایع کیا جاویگا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

عبد الرحیم منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

۲

ہردو کاذب

خوب گذریگی جو مل بیٹہینگے دیوانے دو

امرتسری منکر ثناء اللہ کے متعلق اسکا اپنا فیصلہ اسی اشاعت مین کسی دوسری جگہ دیا گیا ہے۔ تر آوری اور پٹیالہ کے کانے دجال کی دو ہینٹو کے تدارک کے لئے مین ایک خارہ ادرگام دینے کی فکر مین تہا۔ کہ امرتسری منکر کا پرچہ مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۰۸ء میری نظر سے گذرا جس مین مرتد ڈاکٹر کا اپنا ایک آرٹیکل شایع کیا گیا ہے اور اسپر امرتسری منکر نے خود تنقید کی ہے اس سے پیشتر کہ مین کانے دجال کے ٹینٹوے پر عملی جراحی کرون بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس حق مین اس کے دوستون کا فیصلہ درج کرون یعنی یہ بتا دینا چاہتا ہون۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات نے جس طرح ثناء اللہ کو کاذب ثابت کیا ہے (بحوالہ اہلحدیث ۲۶ راپریل ۱۹۰۸ء) اسی طرح مرتد ڈاکٹر کو بہی کاذب ثابت کیا ہے اور اس کے کذب پر گواہ ایسے ہین۔ جو ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کے نزدیک معتبر اور موقر ہین۔ اس فیصلہ سے جو ثناء اللہ نے پیسہ اخبار کی تائید سے عبد الحکیم کے حق مین دیا ہے صاف ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ مرتد ڈاکٹر کاذب ہے۔

اور ثناء اللہ کا کاذب ہونا پہلے ثابت کیا گیا ہے۔ اب یہ دونو کاذب پہلے اپنے گہر مین فیصلہ کر لین۔ کہ دونون مین سے بڑا کاذب کون ہے اور کون زیادہ حق رکہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ مین کہڑا ہونے کے قابل ہو اس فیصلہ سے ہمین بہی سہولت ہوگی اور پبلک کو بہی فائدہ پہنچیگا۔ اب مین وہ رائے امرتسری منکر کی مرتد ڈاکٹر نے کانے دجال کے حق مین درج کرتا ہون۔

ثناء اللہ کی رائے عبد الحکیم کی پیشگوئی پر۔

"ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہین سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس نہین کرتے۔ یعنی چودہ ماہہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہون نے کیا چنانچہ ۱۵ رمئی کے اہلحدیث مین ان کے الہامات درج ہین۔ کہ ۲۱ رساون یعنی ۴ راگست کو مرزا مریگا۔ تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا۔ جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۰ رکے روزانہ پیسہ اخبار مین ڈاکٹر صاحب کے اس الہام چہپا ہوا پر کیا ہے۔ کہ ۲۱ رساون تک کی بجائے ۲۱ رساون تک ہوتا تو خوب ہوتا۔ غرض پیشگوئی کرنے والے اور چودہ ماہہ کو اسی اجمال پر چہوڑے رہتے اور ان کے بعد میعاد کے اندر تاریخ کا تقرر نہ کر دیتے تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا"

یہ رائے جو خدا لگتی ہے۔ کیا بتاتی ہے؟ مضمون صاف ہے کہ یہ مرتد ڈاکٹر کی پیشگوئی جہوٹی نکلی اور ڈاکٹر کاذب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک اور بے نظیر سیرۃ ہمیشہ ایک کامل رہنما کا کام دیگی۔ اس لئے کہ آپ کی زندگی اعجازی زندگی ہے۔ جو بطور تحدی اہل عالم کے سامنے پیش کی گئی اور ایسا ہی آپ کو چونکہ انک لعلیٰ خلق عظیم کی وحی ہوئی تھی۔ اس پہلو سے اخلاق کے تمام مدارج کا وہ مکمل نمونہ اور اسوہ تھی۔ میں اس امر کا ہمیشہ سے حریص رہا ہوں۔ کہ سلسلہ کے مشاہیر کی عموماً اور حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصاً مکمل لائف لکھی جاوے۔ میں نے اس کام کو ابتداً شروع بھی کیا تھا۔ مگر وہ کسی دوسرے وقت پر میرے سے یا کسی اور کے لئے ملتوی ہوا۔ پھر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی لائف کا ارادہ میں نے ظاہر کیا۔ اور اس کا میٹریل بھی بہم پہنچایا۔ یہانتک کہ اس کے متعلق صرف اب اتنا کام باقی تھا۔ کہ میں انہیں صرف ایک ترتیب دیکر حوالہ کاتب کردوں۔ اور اب جبکہ مجھے ایک محنتی اور جفاکش نائب محض خدا تعالےٰ کے فضل سے مل گیا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ تفسیر اور مولوی صاحب کی لائف کے سلسلہ کو مکمل کروں۔ کہ اس اثنا میں حضرت حجۃ اللہ کی شہادت کا واقعہ پیش آگیا اور مجھے اس کام کو پھر کچھ عرصہ کے لئے سردست ملتوی کرنا پڑا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی لائف کے مواد جمع کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ یہ شوق نیا نہیں۔ میں حضرت عم صاحب کی زندگی ہی میں اس کے لئے طیاری کر رہا تھا۔ چنانچہ الحکم کے بعض مقامات پر اس کے متعلق اشارات بھی کئے اور جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب کو بھی اس کام میں قلمی مدد کے لئے آمادہ کیا تھا۔ اور انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا۔ مگر ہر ایک کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ اس ضروری کام کو کیا جاوے۔ مرزا سلطان احمد صاحب بھی اس ضروری کام میں میرے معاون ہونگے۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ اپنے دوستوں کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے جو کوئی بھی حضرت اقدسؑ کی لائف کے متعلق کوئی امر بتا سکتا ہو اس سے مجھے اطلاع دے اور اگر کسی کے پاس آپ کا دستخطی کوئی خط ہو۔ وہ بجنسہ مجھے بھیجدے میں اسکی نقل لیکر اصل واپس کردونگا۔ مکتوبات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ میرے پاس پہلے ہی سے موجود ہے اور ایسا ہی حضرت اقدسؑ کی بعض بہت پرانی اور غیر مطبوع تحریریں بھی میرے پاس ہیں۔ ان سب کو میں لائف کے ساتھ شامل کرونگا (انشاءاللہ العزیز) یہ لائف ایک جلد میں ختم نہیں ہوسکے گی۔ بلکہ اس کے کئی مجلدات ہونگے اور ایک مقدمہ ہوگا جس میں علم السیرۃ اور سیرۃ الانبیاء پر انشاءاللہ العزیز عجیب بحث ہوگی یہ سب کام اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے۔

اس لئے میں احباب سے پر منت التجا کرتا ہوں کہ وہ خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنا خاص فضل مجھ پر نازل کرے میرے دل و دماغ کو اس مبارک کام کے لئے جہاں روشنی اور قوت وہاں اخلاص بھی عطا فرماوے اور اس سے مقصد خدمت دین ہو نہ حصول دنیا۔ . . . .

یہ کام چھوٹا کام نہیں۔ اسکے لئے بڑی محنت۔ مطالعہ اور جستجو کی حاجت ہے۔ اور پھر اس کے طبع کرانے کے لئے بہت بڑے مصارف کی ضرورت ہے۔ مصارف کے لئے میں کچھ بھی نہیں کہتا۔ اور نہ میں اس کی قیمت کا کوئی اندازہ کرسکتا ہوں۔ البتہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے۔ اور اس میں خیر و برکت رکھدینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے کہ میں اس لائف کو اگر پورا کرسکا جو خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے تو خواہ مجھے اس کے لئے اپنے اثاث البیت تک بیچ دینا پڑے میں اسکو عمدہ سے عمدہ کاغذ پر اچھے سے اچھے کاتب سے لکھوا کر چھپوانا چاہتا ہوں۔ اور اس تحریر کی اشاعت کے ساتھ میں نے اس کام کو خدا تعالےٰ سے دعا مانگ کر شروع کر دیا ہے۔ احباب سے صرف یہ درخواست ہے۔ کہ وہ مجھے جس قسم کا میٹریل دے سکتے ہیں دیں۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

خریداران ریویو کو اطلاع

چونکہ رسالہ اس دفعہ بسبب ایک ضروری مضمون کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکھا گیا ہے۔ بڑا ہو گیا ہے اس لئے غالباً وقت پر شایع نہ ہوسکیگا۔ اور شاید چار پانچ یوم توقف ہو جاوے

تفسیر القرآن بھی اسی وجہ سے وقت پر شایع نہ ہوسکیگی۔ اور اس میں قریباً آٹھ دس دن کی دیر ہو جاویگی۔

منیجر ریویو آف ریلیجنز

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک خواہش

اللہ تعالےٰ کا شکر اور اسی کی حمد ہے کہ ہم ایک علمدوست اور امن پسند حکومت کے نیچے ہیں جس نے ہر قسم کی مذہبی آزادی عطا کرکے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے۔ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاج برطانیہ کی حکومت پر ہمیشہ فخر اور خوشی کا اظہار فرمایا ہے اس زمانے میں مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے جو کام قلم اور پریس سے لیا جا رہا ہے۔ وہ نہایت قیمتی ہے اس وقت جبکہ قلمی جنگ مختلف مذاہب کے درمیان ہو رہی ہے ہمارے ہتیار یہی ہیں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اور مخالفین اسلام اور سلسلہ کے جوابات کے لئے ہماری طرف سے جو کتابیں اور رسالے شایع ہوں۔ وہ نہایت عمدہ اور خوشخط ہونے چاہئیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مجلس میں مجھے خاص طور پر خطاب کرکے فرمایا کہ اخبار میں شایع کرو کہ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ پسند فرماتے تھے۔ کہ عمدہ خوشخط کاتب یہاں رہیں۔ تاکہ وقت پر جلد تر کام ہو جاوے اس لئے اس وقت جبکہ ہمارے مقابلہ قلم کا میدان وسیع ہو گیا ہے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ جو احمدی ہیں اور پہلے سے اس کام کو قادیان سے باہر رہ کر کرتے ہیں۔ وہ قادیان میں رہ کر اور خدا کے لئے رہ کر اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں۔ اسطرح پر وہ خدا تعالےٰ کو راضی کرنے والے ٹھیریں گے۔ اور خدا کے مرسل امام کی روح خوش ہوگی اور میرے اس کام میں جو خدا تعالےٰ نے میری خواہش کے بغیر اپنے فضل سے میرے سپرد کیا ہے۔ وہ معاون ٹھیریں گے اور کچھ لوگ ایسے بھی چاہئیں۔ جو اس کام کتابت کو اس مقصد اور نیت سے سیکھیں۔ تاکہ وہ سلسلہ کی خدمت کرسکیں۔

کاتبوں کی فی الحقیقت بڑی دقت ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک ضروری رسالہ لاہور بھیجنا پڑا۔ اور ایسا ہی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کا ایک پمفلٹ لاہور بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ وقت ہے کہ ہمارے وہ احباب جو اس فن سے مذاق رکھتے ہیں۔ وہ لاہور میں ہوں یا کسی اور جگہ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے نکلیں۔ قادیان میں انکا رہنا ان کے لئے انشاءاللہ برکات کا موجب ہوگا۔ اگرچہ یقین نہیں کہ دوسرے شہروں کے مقابلہ میں قادیان کی رہایش ان کی آمدنی پر کوئی اثر ڈالے۔ لیکن اگر وہ ایسا خیال کرتے ہیں تب بھی وہ یاد رکھیں کہ خدا کی رضا ان سب سے افضل اور مقدم ہے اور خدا کی راہ میں کوئی کچھ نہیں کھوتا۔ جو اس سے کئی درجہ زیادہ نہیں پالیتا۔ مبارک وہ جو اس کو سنے اور اسپر عمل کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ رجون ۱۹۰۸ء

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

یٰایہا الذین اٰمنوا لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون الخ اولٰئک ھم المھتدون ○

اللہ تعالیٰ کے یہ کلمات جو میں نے تم کو اس وقت سنائے ہیں معمولی وعظ نہیں ہے اور نہ ہی ان کے متعلق کچھ بیان کرنا آج میرا مقصد تھا۔ یہ ایک کلام ہے اور الٰہی علم ہے۔ جو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کلام خدا ہے۔ انسان کا کلام نہیں۔ خدا کی پاک اور مجید کتاب کی۔ وہ سچی تعلیم ہے وہی کتاب جس کے واسطے اب اور پہلے بھی تم سب نے امام صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور وہ کامل کتاب ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت قلم دوات منگائی۔ اور چاہا کہ میں تم کو ایسی بات لکھ دوں۔ کہ لن تضلوا (کہ تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو) جن لوگوں کی عقل باریک اور سمجھ مضبوط اور علم کامل تھا۔ وہ سمجھ گئے۔ کہ انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی طرف متوجہ کیا اور جن کی زبان پر حق چلتا تھا۔ اس نے اس بات کا یقین کر لیا کہ آپ ؐ جو بات لکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہی پاک کتاب تھی۔ چنانچہ انہوں نے صاف کہا کہ حسبنا الکتاب یہ ایک نقطۂ معرفت ہے جو ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولا تھا۔ آنحضرت صلعم کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ کہ میں ایسی بات لکھ دوں۔ کہ لن تضلوا۔ دوسری طرف قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہے۔ یبین اللہ لکم ان تضلوا ان تضلوا یعنے لئلا تضلوا پس تطابق سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ قرآن ایک کامل کتاب ہے۔

آج یہ جو دو آیت میں نے تمہارے سامنے پڑھی ہیں۔ یہ میرے کسی خاص ارادے غور و فکر کا نتیجہ نہیں۔ اور نہ میں کوئی طیاری قبل از وقت اس مضمون اور ان آیات کے متعلق آج جمعہ کے خطبہ میں سنانے کی کی تھی۔ وعظ کا بیشک میں عادی ہوں۔ مگر یہ آیتیں محض اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے دل میں ڈالی گئیں۔

اس کا مطلب سمجھنے کے واسطے میں پہلے تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ توجہ سے سنو اور یاد رکھو جب تمہیں کوئی وسوسہ پیدا ہو۔ تو پہلے دائیں طرف تھوک دو۔ پھر لاحول پڑھو۔ اور ان باتوں کو کثرت سے استعمال کرو۔ دعا کرو۔ پھر تاکید سے کہتا ہوں کہ اب تمہارا کام یہ ہے کہ ہتھیار بند ہو جاؤ کمریں کس لو۔ اور مضبوط ہو جاؤ۔ وہ ہتھیار کیا ہیں یہی کہ دعائیں کرو۔ استغفار۔ لاحول۔ درود اور الحمد شریف کا ورد کثرت سے کرو۔ ان ہتھیاروں کو اپنے قبضہ میں لو اور ان کو کثرت سے استعمال کرو میں ایک تجربہ کار انسان کی حیثیت سے اور پھر اس حیثیت سے کہ تم نے مجھ سے معاہدہ کیا ہے اور میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے تم کو بڑے زور سے اور تاکیدی حکم سے کہتا ہوں۔ کہ سر سے پاؤں تک ہتھیاروں میں محفوظ ہو جاؤ۔ اور ایسے بن جاؤ کہ کوئی موقعہ دشمن کے وار کے واسطے باقی نہ رہنے دو۔ بائیں طرف تھوکنا۔ لاحول کا پڑھنا۔ استغفار درود اور الحمد شریف کا کثرت سے وظیفہ کرنا ان ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ان آیات کا مضمون سن لو۔

تم نے سنا ہوگا اور مخالفوں نے بھی محض اللہ کے فضل سے اس بات کی گواہی دی ہے اور تم میں سے بعض نے اپنی آنکھ سے بھی دیکھا ہوگا۔ کہ حدیث شریف میں آیا۔ المبطون شھید۔ وہ جو دستوں کی مرض سے وفات پاوے۔ وہ شہید ہوتا ہے مبطون کہتے ہیں جس کا پیٹ چلتا ہو یعنی دست جاری ہو جاویں۔ اب جائے غور ہے کہ آپ ؑ کی وفات اسی مرض دستوں سے ہی واقع ہوئی ہے۔ اب خواہ اسی پرانے مرض کی وجہ سے جو مدت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور ایک نشان کے آپ کے شامل حال تھا۔ یا بقول دشمن وہ دست ہیضہ کے تھے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو یہ امر قطعی اور یقینی ہے۔ کہ آپ کی وفات بصورت مبطون ہونے کے واقع ہوئی ہے پس آپ بموجب حدیث صحیح کہ مبطون اجو مرض دست سے خواہ کسی بھی رنگ میں ہو وفات پانے والا شہید ہوتا ہے پس اس طرح سے خود دشمنوں کے مونہہ سے بھی آپ ؑ کی شہادت کا اقرار خدا نے کرا دیا۔ یقتل فی سبیل اللہ سے مراد لڑائی اور جنگ ہوتی ہے لڑائی اور جنگ ہی میں صلح ہوتی ہے۔ خدا نے آپ ؑ کو پیغام صلح دینے کے بعد اٹھا لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی جنگ کا خاتمہ ہونے کو ہے۔ کیونکہ اب صلح کا پیغام ڈالا گیا ہو مگر خدا کی حکمت اس میں یہی تھی۔ کہ آپ ؑ کو حالت جنگ ہی میں بلا لے تا آپ ؑ کا اجر جہاد فی سبیل اللہ کا جاری اور آپ ؑ کو رتبہ شہادت عطا کیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ عملی طور پر اس صلح کی کارروائی کے انجام پذیر ہونے سے پہلے جبکہ ابھی زمانہ زمانہ جنگ ہی کہلاتا تھا اٹھا لیا۔

عجیب بات یہ ہے کہ آپ ؑ نے اس سے کئی سال پہلے ایک دفعہ کل شہر کو بلا کر شیخ میران بخش کی کوٹھی میں جو کہ عین شہر کے وسط میں واقع ہے ایک فیصلہ سنایا اور اس کا نام آپ ؑ نے فیصلہ آسمانی رکھا۔ عزیز عبد الکریم مرحوم کو کچھ تو اس خیال سے ان کی آواز اونچی اور ڈبل بھی تھی شاید ان کو خود ان کی اپنی آواز پر بھی کچھ خیال ہوگا۔ اور کچھ اس جوش سے جو عموماً ایسے موقعوں پر ہوا کرتا تھا اس امر کی درخواست کی۔ کہ میں یہ مضمون سناؤں۔ مگر آپ ؑ نے بڑے جوش اور غضب سے کہا کہ اس مضمون کا سنانا ابھی میرا ہی فرض ہے۔ غرض ہزاروں ہزار مخلوق کے مجمع میں ایک مضمون آپ ؑ نے بیان کیا اور آپ ؑ نے دعاوی کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ پھر اس کے بعد دوسرا موقعہ جلسہ اعظم مذاہب میں آپ کے بے نظیر اور پر حقائق لیکچر کے سنائے جانے سے دنیا پر حجت قایم ہوگئی۔ پھر اپنے سیالکوٹ کے مکان پر ایک پر زور لیکچر تحریری اور تقریری دیا۔ پھر اس کے بعد آپ ؑ نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ آریہ قوم پر بھی حجت قایم کر دی جاوے۔ اور اس غرض کے پورا کرنے کے واسطے آپ ؑ نے ایک مضمون دیا جو کہ تمہارے طور پر سنایا گیا۔ اور جس میں آپ ؑ کا حقیقی مذہب اور سچا اعتقاد دلی آرزو سچی تڑپ اور خواہش تھی۔ وہ دیکر ہمیں بھیجا۔ اور ہمارے آنے جانے کے کثیر اخراجات کو برداشت کیا۔ غرض اس طرح سے بھی آپ نے لاہور جیسے دار الحکومت میں لوگوں پر اپنی حجت ملزمہ قایم کر دی پھر اس کے بعد آخری سفر میں بھی تمام امرا کو دعوت دیکر ان کو اپنے دعاوی دلائل اعتقاد اور مذہب پہونچا دیا۔

اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ دار السلطنت میں اس طرح سے ہر بار پوری شان اور دھوم سے اتنی بار آپ نے اپنے پیغام رسالت کو پہونچایا۔ مگر اب بھی کوئی یہ کہ دے کہ آپ ؑ جس کام کے واسطے آئے تھے وہ ابھی پورا نہیں ہوا۔ یا ناتمام رہ گیا۔ اب آخر کار اس گرمی کے موسم میں حالت سفر میں اور جنگ میں آپ ؑ نے پیغام صلح ڈالا۔ مگر قبل اس کے کہ وہ صلح اپنا عملی رنگ پکڑے خدا نے آپ ؑ کو اٹھا لیا تا آپ حالت جنگ میں وفات پانے کا غیر منقطع اجر پاویں۔

اب اللہ تعالیٰ کہتا ہے یٰایہا الذین اٰمنوا ہم سناتے ہیں۔ ذرا غور سے توجہ سے اور خبردار ہو کر سن لو۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا کہتے ہیں؟ یہی کہ تم

ان لوگون کے حق مین یہ کبہی بہی مت کہو۔ جو خدا کی راہ مین جان خرچ کر گئے ہین۔ اور خدا کی راہ مین شہید ہوئے ہین کیا مت کہو؟ یہ مت کہو کہ وہ مر گئے ہین وہ مرے نہین بلکہ زندہ ہین۔ آپ نے خدا کی راہ مین تبلیغ احکام الہیہ مین خدا کی راہ مین حالت سفر مین وفات پائی ہے۔ پس یہ خدا کا حکم ہے اور کوئی بہی اس بات کا مجاز نہین کہ آپ کو مردہ کہے۔ آپ مردہ نہین آپ ہلاک شدہ نہین۔ بل احیاء۔ بلکہ زندہ ہین۔ یاد رکھو کہ یہ نہی الہی ہے۔ ہم وجوہات نہین جانتے کہ ایسا کیون حکم دیا گیا۔ بلکہ اس جگہ ایک اور نقطہ بہی قابل یاد ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اور جگہ جہان شہدا کا ذکر کیا ہے۔ وہان احیاء عند ربہم کا لفظ بہی بولا ہے مگر اس مقام پر عند ربہم کا لفظ چہوڑ دیا ہے۔ دیکھو انسان جب مرتا ہے تو اس کے اجزا منتفرق ہو جاتے ہین۔ مگر یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کی جماعت کو جو بمنزلہ آپ کے اعضاء کے اور اجزا کے تہی اس تفرقہ سے بچا لیا۔ اور اتفاق اور اتحاد اور وحدت کے اعلے مقام پر کہڑا کر کے آپ کی زندگی اور حیات ابدی کا پہلا زندہ ثبوت دنیا مین ظاہر کر دیا۔ مرنے تخم ریزی ہی نہین کی بلکہ دشمن کے موہنہ پر خاک ڈالکر وحدت کو قایم کر دیا۔

دیکہو یہہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ المبطون شہید۔ اور دوسری طرف قرآن مجید مین اللہ تعالے نے ہمین جہنجوڑ کر کہا ہے کہ مردہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ احیاءٌ۔ یہ بات ہماری سمجہہ مین نہین آتی۔ ہم نے خود دم نکلتے دیکہا۔ غسل دیا۔ کفن دیا اور اپنے ہاتہون سے گاڑ دیا اور خدا کے سپرد کیا پہر یہ کیسے ہوا کہ مرے نہین بلکہ زندہ ہین۔ مگر دیکہو اللہ فرماتا ہے کہ تمہارا شعور غلطی کرتا ہے۔ مین یہ مسئلہ اپنے بہائیون کے سامنے پیش کرتا ہون کہ وہ اپنے اندر غیرت پیدا کرین اور سچے جوش جو حق اور راستی کے قبول کرنے سے ان مین موجود ہو گئے ہین انکا اظہار کرین۔ اور ہمین دکہا دین کہ واقعی ان مین ایک غیرت اور حمیت ہے۔ اور ان مخالفون سے پوچہین کہ دشمن جو کہتا ہے۔ کہ ہیضہ سے مرے ہین۔ اچہا مان لیا کہ دشمن سچ کہتا ہے۔ پر ہیضہ سے مرنا شہادت نہین ہے؟ پیغام صلح جنگ کو ثابت کرتا ہے اور دشمن بہی اس بات کو تسلیم کرے گا۔ کہ واقعی آپ کی وفات عین جہاد فی سبیل اللہ مین واقع ہوئی ہے۔ دشمن نے خود ہی ہر طرح سے مورچہ بندی کی ہوئی تہی اور اپنے پورے ہتہیارون سے اپنی حفاظت کے سامان کرنے کی فکر مین لگ رہا تہا۔ اور لاکہون آمرا دکہ دعوت دیکر آپ نے اپنے تمام دعاوی پیش کئے تہے یا کہ نہین؟ پس ان سب لوازم کے ہوتے ہوئے بہی اگر دشمن آپ کے احیاء کے قایل نہین تو جانور ہین۔

مانا کہ یہ رنگ ہمارے واسطے ایک ابتلائی رنگ ہے۔ صاحبزادہ میان مبارک احمد کی وفات اور پہر خود حضرت اقدس علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کا کوچ کرنا واقعی اپنے اندر ضرور ابتلا کا رنگ رکہتے ہین۔ مگر اس سے خدا ہم کو انعام دینا چاہتا ہے۔ انعام الٰہی پانے کے واسطے ضروری ہوتا ہے کہ کچہہ خوف بہی ہو۔ خوف کس کا؟ خوف اللہ کا۔ خوف دشمن کا۔ خوف بعض نلوان ضعیف الایمان لوگون کے ارتداد کا۔ مگر وہ بہت تہوڑا ہوگا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔ اور اللہ تعالے نے خود فرمایا ہے۔ ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ خدا فرماتا ہے کہ میری راہ مین کچہہ خوف آویگا۔ کچہہ جوع ہوگی (جوع یا تو روزہ رکہنے سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کچہہ روزے رکہو) اور یا اس رنگ مین جوع اپنے اور اختیار کرو کہ صدقہ خیرات اس قدر نکالو کہ بعض وقت خود تمکو فاقہ تک نوبت پہنچ جاوے۔ اپنے مالون کو خدا کی راہ مین اتنا خرچ کرو کہ وہ کم ہو جاوین۔ اور جانون کو بہی اسی کی راہ مین خرچ کرو۔ علی ہذا پہلون کو بہی خدا کی راہ مین خرچ کرو۔ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ایسے لوگون کو جو مصائب اور شدائد کے وقت ثابت قدم رہتے ہین۔ اور نیکی پر ثبات رکہتے ہین۔ خدا کو نہین چہوڑتے اور کہتے ہین کہ ہم سب الٰہی رضا کے واسطے ہی پیدا ہوئے ہین جس طرح وہ راضی ہو۔ اس راہ سے ہم اس کے حضور اس کو خوش کرنے کے واسطے حاضر و تیار اور کمر بستہ ہین۔ ہم نے اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔ پس جس کے حضور انسان نے ایک نہ ایک دن حاضر ہونا ہے۔ وہ اگر اس سے خوش نہین تو پہر اس ملاقات کے دن سرخروئی کیسے ہوگی؟ پس تم خود ہی پیشتر اس کے کہ خدا کی طرف سے تم پر خوف۔ جوع اور نقص اموال اور ثمرات کا ابتلا آوے خود اپنے اوپر ان باتون کو اپنی طرف سے خدا کی خوشنودی کے حصول کے واسطے وارد کر لو تاکہ دوہرا اجر پاؤ۔ اور یہ قدم خدا کے لئے اٹہاؤ تاکہ اس کا بہتر بدلہ خدا سے پاؤ۔ یہ مصائب دینی نہین بلکہ صرف معمولی اور دنیوی ہونگے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ دشمن برا بہلا کہہ لیگا۔ کوئی گندہ گالیون کا بہرا اشتہار دے دے گا۔ یا خفگی اور ناراضگی کے لہجہ مین کوئی بڑا سا اعتراض کر دیگا مگر اللہ تعالے فرماتا ہے کہ لن یضروکم الا اذی۔ یہ تکلیف ایک معمولی سی ہوگی کوئی پائیدار نتیجہ پیدا کرنے والی نہ ہوگی۔ دیکہو خدا نے ہم کو بڑی مصیبت سے بچا لیا کہ تفرقہ سے بچا لیا۔ اگر تم مین تفرقہ ہو جاتا۔ اور موجودہ رنگ مین تم وحدت کی لڑی مین پروئے نہ جاتے اور تم تتر بتر ہو جاتے تو واقعی بڑی بہاری مصیبت تہی اور خطرناک ابتلا۔ مگر یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ اگر کچہہ تہوڑی سی تکلیف ہم کو ہوگی بہی تو یہین ہوگی اس کا مابعد الموت سے کوئی واسطہ یا تعلق نہین۔ بلکہ مابعد الموت گویا عشرت اجر اور رحمت الٰہی ہوگی۔ اور اس تہوڑی سی مشکل پر صبر کرنے اور مستقل رہنے اور سچے دل سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا بہتر سے بہتر بدلہ دینے کی قدرت اور طاقت رکہنے والا تمہارا خدا موجود ہے۔ وہ خاص رحمتین جو کہ ورثہ انبیاء اور شہدا ہوتی ہین وہ بہی تمہین عطا کرے گا۔ اور عام رحمتین بہی تمہارے شامل حال کرے گا۔ اور آئندہ ہدایت کی راہین اور ہر مشکل سے نجات پانے کی ہر جگہ سے نکلنے ہر سکہ اور کامیابی کے حصول کی راہین تم پر کہول دے گا۔ دیکہو مین یہ اپنی طرف سے نہین کہتا۔ بلکہ بلوح خدا ہمین است۔ خدا کے اپنے وعدے ہین۔ اور خدا اپنے وعدے کا سچا ہے۔

آج کا مضمون اور اس کی تحریک محض خدا تعالے ہی کی طرف سے دل مین ڈالی گئی ہے ورنہ مین نے نہ اس کا ارادہ کیا تہا۔ اور نہ اس کے واسطے کوئی تیاری کی تہی۔ پس یہ خدا کی بات ہے۔ مین تمکو پہنچاتا ہون۔ اور تاکید کرتا ہون کہ ایسے اوقات مین تم کثرت دعا۔ استغفار۔ درود۔ لاحول۔ الحمد شریف۔ کا ورد کیا کرو۔ مین بہی دعا کرتا ہون اللہ تعالے فرماتا ہے۔ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم۔ دیکہو دو کو ایک کرنا سخت سے سخت مشکل کام ہے۔ تو پہر ہزارون کا ایک راہ پر جمع کرنا۔ اور ان مین وحدت اور الفت کا پیدا کرنا خدا کے فضل کے سوا کہان ممکن ہے! دیکہو تم خدا کے فضل سے بہائی بہائی ہو گئے ہو۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور اس کی حقیقت کو پہچانو۔ صدق اخلاص اور ثبات کو اپنا شیوہ بناؤ۔

جلسہ کے بعد

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ۔ الخ ایک تو خدا کی حمد کیا کرو۔ الحمد شریف کیطرف اشارہ اس کا کثرت سے ورد کرو۔ استعانت بہی اسی سے چاہو۔ ایاک نعبد وایاک نستعین کی طرف اشارہ ہے۔ استغفار کی الگ بار بار تم کو تاکید کی گئی ہے۔ ایمان اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ کے سچے مفہوم اور حقیقت پر کاربند ہونے کا نام ہے۔ اسی پر توکل کرو۔ اور ہمیشہ پچہلے گناہون کے بد نتائج سے بچنے کے واسطے دعاؤن مین مصروف رہو۔ معہ

رسید چندہ ... جماعت احمدیہ ... وصول ہوئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا
انوار احمدیہ ... بااہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲، ۶، ۱۰، ۱۴، ۱۸، ۲۲، ۲۶، ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ۔۔۔ ۵ر

۲- خواص و معاونین سے ۔۔۔ عہ

۳- ہندوستان سے باہر ۔۔۔ ۷ر

۴- غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ۱۲ر

۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع ۔۔۔ دس روپے

سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔۔۔ ۳ر

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

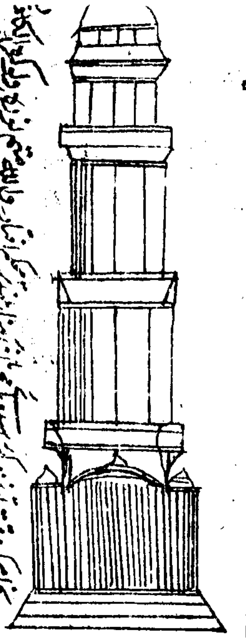

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہ ادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جون سنہ ۱۹۰۹ء مطابق ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۲

ہمارا فرض اسوقت کیا ہونا چاہئے

میں اپنے پہلے آرٹیکل میں کسیقدر اشارہ کرچکا ہوں کہ ہمارا فرض کیا ہے لیکن آج کسیقدر صراحت کرتا ہوں۔ امید ہے کہ احمدی احباب ان سطور کو توجہ سے پڑھیں گے ایمان کی شناخت اور امتحان کا وقت وہ وقت ہوتا ہے۔ جب انسان کسی ابتلاء عظیم میں ڈالا جاوے۔ اسوقت اگر وہ اس ابتلاء سے نکلنے کے لئے ایسے حیلے اور طریقے اختیار کرتا ہے جو اسکو خدا تعالیٰ سے دور لیجاتے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ ضعیف ایمان کی وجہ سے ہے لیکن اگر وہ پوری استقلال اور ہمت بلند سے اس ابتلا کا مقابلہ کرتا ہے اور رضا الٰہی کی رضا کے ساتھ پوری صداقت اور مسالمت کا نمونہ دکھاتا ہے۔ تو یقین کرلینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے اطمینان قلب عطا کردیا ہے جو ایمان باللہ کا اصل نتیجہ ہے۔

کسی قوم پر اس سے بڑھکر کیا ابتلا ہوسکتا ہے۔ کہ اس کا امام اور ہادی اس دنیا سے ایسے وقت اٹھایا جاوے جبکہ وہ قوم ابھی منزل مقصود پر نہ پہنچی ہو۔ اور ابھی منزل ابھی دور اور کٹھن ہو۔ ایسی حالت اور صورت میں اگر وہ قوم اپنے استقلال اور ہمت بلند کا نمونہ دکھاتی ہے تو یہ اس امام اور ہادی کی سچائی پر ایک ایسی دلیل ہوتی ہے جو اس وفات پر کھل جاتی ہے۔

یہ وقت گھبرانے کا نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ایک موقع ہوتا ہے۔ اور دانشمند اور دور اندیش مومن اسکو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ یہی وقت ہم پر آیا ہے لیکن اگر اسوقت کو ہم نے مفید نہ بنایا۔ اور اب بھی کچھ نہ پایا۔ تو سمجھو کہ پھر بڑے خوف کا مقام ہے۔ یہ وقت ہے کہ ہم اسے غنیمت سمجھیں اور اس سے وہ فائدہ حاصل کریں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس سے ارادہ فرمایا ہے۔ اسلئے سب سے اول تو ہمیں

قدرت ثانیہ کے نزول اور ظہور

کے لئے دل لگا کر دعائیں کرنی چاہئیں جسکی وصیت حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے اور جسکو پورا کرنیکے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان فرمایا ہے۔ ایسی مشکلات کے وقت دعاؤں سے وہ کام نکلتا ہے جسکو کوئی تدبیر اور عقل نہیں کرسکتی۔ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام تو

دعاؤں ہی کے حربہ

کو لیکر آئے تھے اس ہتھیار کو مضبوط پکڑو۔ یہی تمہارے لئے ہر میدان میں فتح کا موجب ہوگا۔

ہاں دعاؤں کے سلسلہ میں بھی عزم بالجزم اور نہ گھبرانے والی ہمت کی حاجت ہے اور دعا کے نتیجہ کے جلدی ظاہر نہ ہونے پر ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ اور نہ مایوس ہونا چاہیئے اس لئے کہ

خدا سے مایوس ہونا کافروں کا شیوہ ہے

کیا تم نہیں جانتے وہ نور مسیحا جو دعائے خلیل کا نتیجہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے

تین ہزار سال بعد ظاہر ہوئی

پس سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ ہم دعاؤں میں لگیں اور دل لگا کر اور الگ الگ گھروں میں اور باہر بھی دعائیں کرتے رہیں۔ اسکے بعد جو ضروری اور اہم فرض ہمارے ذمہ ہے وہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کی تکمیل ہے

جس کام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا اور محض اپنے فضل سے اسنے ہم سب کو اسکا جوارح بنایا ہے اسکی تکمیل کے لئے پہلے سے زیادہ مستعد اور دلیر ہوکر ہمیں میدان میں آنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی اور بعثت کی اصل غرض

کسر صلیب ہے

اور اس سے مراد صلیبی مذہب کے فتنے سے دنیا کو نجات دینا ہے۔ اس مذہب کے ذریعہ دنیا میں ہلاکت اور گمراہی کی غارتگری ہے۔ وہ ایک نمایاں بات ہے یہی جسطرح پر حضور علیہ السلام شبانہ روز اس باطل کو مٹانے کیلئے آمادہ رہے۔ ہمارا فرض ہے کہ

خلیفۃ المسیح کی لواء کے نیچے اس میدان میں جمع ہوں

اور جن جن راہوں سے یہ باطل اپنا سر نکالتا ہے اور ناسور بن بنکر یہ نکلتا ہے۔ انہیں راہوں سے اسکا سر کچلیں اور اسے بند کریں اس مقصد کے لئے ہمیں کسی نئے ہتھیار یا حربہ کی حاجت نہیں خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ جو دنیا میں مسیح موعود کے نام سے آیا۔

ایک گھڑا گھڑایا حربہ

ہمارے ہاتھ میں دے گیا ہے۔ یہ ہتھیار نہ کند ہونے والا ہے اور نہ ٹوٹنے والا۔ اسکی ادنیٰ صفت یہ ہے۔ کہ مخالف دیکھتے ہی بھاگ جاتا ہے بس اس سے ہمیں کام لینا چاہیئے۔ اور یہ وہ علم کلام ہے کہ حضرت مسیح موعود نے

پیش کیا ہے :-

چونکہ ہر شخص کا یہ کام نہیں کہ وہ میدان مناظرہ میں آئے اور اس کام کو مستقل اور با اثر بنانے کے لیے حضرت مسیح موعود کی زندگی ہی میں اشاعت اسلام کا سلسلہ جاری کیا گیا تھا۔ جو اب تک اسی طرح جاری ہے اسلئے ہم میں ہر ایک کا فرض ہے کہ اسی سلسلہ کی اعانت کے لئے پہلے سے زیادہ جوش اور سرگرمی کے ساتھ تہیہ کریں۔ تاکہ مستقل ماہوار رسالے کے علاوہ بعض ضروری اور دقیق مضامین پر خاص پمفلٹ شایع ہو سکیں :-

اسی طرح پر آیندہ نسلوں کی حفاظت اور تعلیم اسلام کی خاطر مدرسہ تعلیم الاسلام جو جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ہائی سکول تک بنا ہوا ہے اسکو مضبوط بنیاد پر قائم رکھنے کے لئے ہم مستعد ہوں گریجویٹ اور ذی علم اپنی زندگیوں کے ایثار اور وقف سے اور دولت مند اپنے مالوں کے قربان کرنے سے اسکی اعانت کریں۔ اور جو بڑی بڑی رقمیں نہیں دے سکتے۔ وہ چھوٹی ہی رقم جو اس راہ میں دے سکتے ہیں دیدیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دعاؤں سے کام لیں :-

ان ضروریات کے ساتھ بہت ہی اہم اور ضروری امر

لنگر خانہ ہے

لنگر خانہ کی ضرورت اور اہمیت کا اس سے پتہ ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکا اہتمام اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔ اور اب خلیفۃ المسیح کو اسکی طرف خاص توجہ ہے میرے اپنے ایمان میں لنگر خانہ حفاظت اسلام کی زبردست راہ ہے اور سیکڑوں اشاعت اسلام کا زبردست ذریعہ۔ اسلئے لنگر خانہ کی اعانت کے لئے بیش از بیش سعی کرنی چاہیے۔ پھر ایک بڑے پیمانہ پر ایک مدرسہ دینی کی ضرورت ہے اسکی سکیم زیر تجویز ہے۔ اور امید ہے کہ جلدی وہ پبلک میں آئے گی۔ غرض یہ کہ جن کاموں کو حضرت کی زندگی کا مقصد پورا کرنے کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ ان کی تکمیل اور انہیں وسیع پیمانہ پر لیجانا اب ہمارا کام ہے۔ میں غلطی کرونگا۔ اگر اسکے ساتھ قومی اخبارات کی اعانت کے سوال کو چھوڑتا ہوں۔ اخبارات قوم کی بہت بڑی خدمت اور اندرونی اصلاح کا کام کر رہے ہیں اسلئے ان کی بنیاد مضبوط کرنیکے لئے تمہیں اپنے مالوں کو قربان کرنا چاہیے۔

غرض

اب وقت ہے کہ ہم دعاؤں سے کام لیں۔ ہمت بلند اور استقلال کا نمونہ بنیں اور اپنے مالوں کو سلسلہ کی اعانت کے لئے پہلے سے زیادہ دلیر ہو کر قربان کریں۔ خدا تعالیٰ خود تمہارا ناصر ہو اور وہ ان ضروریات کی اہمیت کا آپ تم کو علم دے :-

ایک عظیم الشان جلسہ

بروز اتوار بتاریخ ۲۱۔ ماہ جون ۱۹۰۸ء

ٹھیک بوقت ۷ بجے صبح

جس میں پنجاب یونیورسٹی ہال متصل عجائب گھر میں وہ۔

پیغام صلح

پڑھا جاویگا

جو

اعلیحضرت والا مناقب جناب

مرزا غلام احمد قدس سرہ اللہ

نے اپنی زندگی کے آخری دو تین دنوں میں اس ملک سے نفاق و پھوٹ کو دور کرنیکے لئے لکھا۔ اس مبارک پیغام کی مخاطب جملے اشخاص ہندو معززین ملک میں اہل ہند میں امن اور صلح کے خواہان ضرور تشریف لا دیں :-

الداعیان

خان بہادر محمد شفیع بیرسٹرایٹ لا۔ چوہدری شہاب الدین بی اے وکیل چیف کورٹ پنجاب سیان فضل حسین بی۔ اے کیمبرج یونیورسٹی بیرسٹرایٹ لا۔ شیخ گلاب دین وکیل چیف کورٹ پنجاب۔ میاں محمد شاہنواز بی۔ اے کیمبرج یونیورسٹی بیرسٹرایٹ لا۔ مولوی احمد دین۔ بی۔ اے وکیل۔ شیخ فضل الہی بیرسٹرایٹ لا۔ مرزا جلال الدین بیرسٹرایٹ لا۔ شیخ محمد عبد العزیز بی۔ اے ایڈیٹر ابزرور لاہور۔ میاں عبد العزیز بیرسٹرایٹ لا۔

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ

۲۔ جون ۱۹۰۸ء قبل عصر

آپ کی خدمت میں سوال کیا گیا۔ کہ خلیفہ اور ماسور میں فرق کیا ہے؟ جسطرح ماسور کی اقتدا اور اتباع کا حکم ہے اسی طرح خلیفہ کی بھی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ان دونوں میں فرق کس بات کا ہے۔

فرمایا

ماسور کو اسکے کل امور میں خاص طور پر مکالمہ۔ مخاطبہ۔ اور کشوف اور رؤیائے صالحہ ہوتے ہیں اور کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور اصل امور میں ذاتی اجتہاد کا بہت تھوڑا موقع دیا جاتا ہے۔ حتی کہ اسکا نطق بھی وحی خفی کے حکم میں ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے۔ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

خلیفہ کا معاملہ اس کے برعکس

ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ کو بہت حصہ انتظامی امور میں ذاتی اجتہاد سے کام کرنا پڑتا ہے۔ اور جس ماسور یا مرسل کا وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ اسکی اقتدار اور اتباع کی پابندی اسکے پیش نظر ہوتی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ رویا صالح یا کشوف اور الہامات اسکو نہ ہوں۔ بلکہ بات یہ ہوتی ہے۔ کہ وہاں اجتہاد قلیل اور تائید بذریعہ وحی الہی کثرت سے ہوتی ہے اور یہاں وحی قلیل اور اجتہاد کثیر ہوتا ہے۔ اور خلیفہ کو کسی زمانہ میں رویا و کشوف و وحی ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی خلیفہ اصل مامور کا متبع اور اسی کی ہدایات کا پابند ہوتا ہے۔ ماسور کی بعض پیشگوئیاں باقی ہوتی ہیں۔ ان کے پورا ہونیکے واسطے خلیفہ کا ہی ظہور ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ خلفاء کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ یہانتک کہ وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں چنانچہ اللہ تعالٰے نے اس اصول کو قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے۔ اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ اللہ تعالٰی کی یہ ہمیشہ سے سنت ہے کہ انبیاء کی بعض پیشگوئیاں ان کی زندگی میں پوری ہوتی ہیں۔ اور بعض انکے بعد۔ ان کے خلفاء کے وقت میں پوری ہوتی ہیں۔ [illegible] مامور پر پوری ہوتی ہیں۔ انبیاء ہمیشہ پاک تعلیمات اور پاک اور روحانی تبدیلی کے واسطے بعض روحوں کو مستعد کر کے اپنی تعلیمات کی تخم ریزی کرواتے ہیں۔ پھر ان کی حفاظت اور آبپاشی ان کے خلفاء کے زمانہ میں ہوتی ہے۔ تا بہت سی سعید روحوں کو خدمت دین کا اجر اور ثواب ملے :- فقط عبدالرحمن قادیانی سب ایڈیٹر

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہم اور علیمردان کی مردانگی

آج اس وقت ۹ جون ۱۹۰۸ء کا روزانہ پیسہ اخبار میرے سامنے ہے اس میں کسی خاکسار علیمردان قریشی مختار عدالت کا مضمون پڑھنے سے معلوم ہوا کہ باطل نے حق کی مخالفت میں ایک اور ڈنک چلایا ہے۔ باطل ہمیشہ حق کے مقابلہ میں بے سود کوشش کرتا رہا ہے۔ اسی طرح حق کی جانب سے بھی ہمیشہ اسکی سرکوبی ہوتی رہی ہے لہذا اسی قدیمی باطل کا سر کچلنے کیلئے خدا تعالیٰ کے فضل سے قلم اٹھاتا ہوں وباللہ التوفیق۔

علیمردان قریشی نے اپنے بے ربط مضمون میں اگرچہ بہت کچھ بیہودہ باتوں کو طول دیا ہے۔ لیکن وہ باتیں جن سے ایک سادہ لوح دہوکا کھا سکتا ہے صرف چار ہیں۔

(۱) حضرت مرزا صاحب نے اپنے ۱۷۔ مئی کے لیکچر میں خدا تعالیٰ کی نسبت گستاخانہ الفاظ استعمال کئے (۲) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ لہذا حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت باطل ہے اور اسی لئے ان کے مسلمان ہونے میں شک ہے (۳) حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل پڑھا کرتے تھے اور ۱۷۔ مئی والے لیکچر کے آخر میں بھی انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا جو انکی بیجا دلیری اور گستاخی تھی اور اسی گستاخی کیوجہ سے وہ پکڑے گئے (فوت ہوئے) (۴) حضرت مرزا صاحب کی بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔

مذکورہ بالا اعتراضات کے ملاحظہ سے بیچارے علیمردان قریشی کی تنگ نظری پوشیدہ نہیں رہتی اور کوئی اہل عقل ان باتوں کے جوابات کا منتظر بھی نہ ہوگا۔ لیکن معترض کی تنبیہ اور عوام کی تسکین کے لئے مختصراً کچھ لکھتا ہوں:۔

(۱) تعجب ہے کہ معترض نے باطل کو زیب و زینت دینے کے لئے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھدیا اور اس بات کا بھی خیال نہیں کیا کہ میں جن معمولی اردو فقرات کو اپنی اعتراض کا سنگ بنیاد قرار دیتا ہوں وہ ایسے ہیں کہ پرائمری کلاس کا ایک اردو پڑھنے والا طالبعلم بھی اعتراض کی لغویت پر ہنسے گا اور دہوکا دہی سے بخوبی واقف ہو سکیگا۔ حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کے زندہ حی و قیوم ہونے اور تمام صفات حسنہ سے موصوف ہونیکو بدلائل ثابت کرنیکے بعد ان گستاخ اور بدتمیز لوگوں کو سمجھانیکے لئے جو خدا تعالیٰ کی بعض صفات سے گویا منکر ہو گئے ہیں الزامی جواب اور استفہام انکاری کے طور پر یہ کہا تھا کہ "کیا خدا مر گیا ہے۔ بوڑھا ہو گیا ہے یا قویٰ اسکے معطل ہو گئے ہیں" اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ الفاظ اس شخص کی زبان سے جو خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کے ثابت کرنے میں اپنی تمام عمر اور تمام کوششیں صرف کر چکا ہو کیسے درد اور جوش کے عالم میں نکلے ہونگے اور وہ خدا تعالیٰ کو ہر ایک صفات حسنہ سے متصف ثابت کرنیکے لئے کیسی سچی خواہش اور تڑپ اپنے قلب میں رکھتا ہوگا۔ لیکن۔ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است۔ اگر یہ کہا جائے کہ نفس مطلب سے قطع نظر یہ ادائے بیان نامناسب اور نازیبا ہے تو جواباً لکھا جاتا ہے۔ کہ اس قسم کے ادائے بیان کی تعلیم تو خود خدا تعالیٰ نے ہمکو دی ہے دیکھو وہ فرماتا ہے افاصفٰکم ربکم بالبنین واتخذ من الملٰئکۃ اناثا۔ معترض کو چاہیئے کہ وہ عقل و ہوش کی عینک لگا کر دیکھے کہ حضرت مرزا صاحب نے جسطرح پر استفہام انکاری استعمال فرمایا ہے بالکل اسی طرح اس آیت میں بھی استفہام انکاری مستعمل ہوا ہے یا نہیں؟ اگر اس آیت کی رو سے معترض اسبات کو مانتا ہے کہ واقعی خدا تعالیٰ کے بیٹیاں ہیں تو بیشک اسکا حق ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے الفاظ کو بھی خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی تصور کرے خدا تعالیٰ تو خود حکم فرماتا ہے فاستفتہم الربک البنات ولہم البنون۔ لیکن جب اس حکم کی تعمیل میں دریافت کیا جائیگا۔ کہ "کیا تیرے رب کیلئے بیٹیاں اور انکے لئے بیٹے ہیں" تو علیمردان قریشی استفسار کنندہ پر ضرور ناراض ہوگا۔ افسوس ضد اور نابینائی نے حق کے مخالفوں کو کیسا آوارہ و گمراہ کر دیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۲) میں نہیں سمجھ سکا کہ معترض نے جامع ترمذی کی حدیث سے کسطرح اپنے مفید استدلال کیا ہے۔ یہ حدیث اور تمام صحیح احادیث ہمارے لئے مفید ہیں نہ ہمارے مخالفوں کے لئے۔ معترض نے نبی و لا نبی جس مضمون میں لکھا ہے۔ اسکو شاید وہاں یہ خیال نہیں رہا کہ قرآن شریف میں انک لا تہدی بھی آیا ہے۔ اور قرآن شریف ہی میں انک لتہدی بھی آیا ہے۔ یہاں نفی و اثبات کو دیکھکر نبی و لا نبی کو سمجھے۔ معترض نے صرف نبی کے لفظ سے دہوکا کھایا ہے۔ یا دہوکا دینا چاہا ہے۔ قرآن شریف کی اصطلاح صاف بتا رہی ہے کہ نبا کے معنے خدا تعالیٰ سے علم پاکر غیب کی خبر دینے کے ہیں۔ اس حدیث میں جو لفظ نبی استعمال ہوا ہے اسکی تفسیر اس حدیث میں صاف موجود ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدی۔ معترض چاہے تو اس حدیث کو مجمع البحار کے صفحہ ۸۵ میں اسطرح لکھا ہوا ملاحظہ فرمالے۔ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ وھذا ناظر الی نزول عیسی وھذا ایضا لا ینافی ح لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ۔ اور شرح فصوص الحکم مطبوعہ استنبول کے صفحہ ۲۸ میں پڑھلے۔ کہ ان الرسالۃ والنبوۃ اعنی نبوۃ التشریع و رسالۃ لا الوسالۃ والنبوۃ بمعنی الاخبار من الحقائق الالہیۃ فانہما لا ینقطعان[۱] لکونہما من الصفات البشریۃ۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کبھی صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوے نہیں کیا وہ شریعت محمدی کو جسقدر کامل و اکمل و دائم شریعت مانتے اور دوسروں سے منواتے تھے۔ معترض بیچارے کو یہ بات کہاں نصیب! ہاں انکا یہ دعوے تھا کہ میں ہی موعود عیسیٰ ہوں جسکا وعدہ نبی کریم صلی اللہ و آلہ وسلم نے دیا تھا۔ اور ٹھیک اپنے وقت پر آیا ہوں اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوں۔ اور خدا تعالیٰ مجھپر جو چاہتا ہے غیب کی خبریں ظاہر فرما دیتا ہے اور اسی لئے میرا نام نبی ہے یہ بات کچھ شرع کے خلاف نہیں کوئی نئی بات نہیں مثنوی میں لکھا ہے ع آں نبی وقت باشد اے مرید۔ اسی طرح اکثر صوفیائے کرام اور علمائے دین و محدثین کا مذہب ہے۔ آخر وہ بات کیا ہے جس پر علیمردان قریشی اسطرح آپے سے باہر ہوا جاتا ہے:۔

(۳) آیت لو تقول علینا الخ پر اس سے پہلے متعدد رسالے اور بے نظیر مضامین حضرت مرزا صاحب کے شائع ہو چکے ہیں اور مخالفین کا اب تک ناطقہ بند ہے۔ علیمردان قریشی کو یہ خبر نہیں کہ حضرت مرزا صاحب تقریباً تیس ۳۰ سال تک خدا سے پاکر اپنے الہامات شائع کرتے رہے۔ حالانکہ شرط صرف تیئیس ۲۳ سال کی تھی یہ تو کسی نے دعوے نہیں کیا اور نہ کر سکتا ہے کہ جو سچا مدعی الہام ہو اسکو قیامت تک موت نہ آئیگی اور ہمیشہ زندہ ہی رہیگا۔ علیمردان قریشی کہتا ہے کہ سنت اللہ برسوں سے چپکے چپکے اپنا کام کر رہی تھی میں کہتا ہوں کہ یہ عجیب سنت اللہ ہے کہ ایک صادق اور سرور انبیاء کو تو ۲۳ سال سے زیادہ مہلت نہ دی اور (بقول خاکسار علیمردان) ایک کاذب کے لئے تیئیس سال تک چپکے چپکے کام کرکے تیئیس سال سے بھی زیادہ زمانہ صرف کر دیا۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو غور کرو اور جلد باز نہ بنو!

[۱] ترجمہ = بے ریب وہ رسالت اور نبوت جس سے کوئی شریعت پیدا ہوتی ہے۔ وہ دونوں منقطع ہو گئیں نہ وہ رسالت اور نبوت جس کے معنے ہیں۔ حقایق آلہیہ سے اطلاع تو یہ دونوں منقطع نہیں ہونگی۔ کیونکہ وہ دونوں بشری صفات ہیں۔

حضرت مرزا صاحب ... [illegible]

(۴) پیشگوئیوں کے متعلق اعتراض کرنا بھی سراسر حماقت ہے ذرا یہ تو بتاؤ کہ لاکھوں پیشگوئیاں جو آفتاب عالمتاب کیطرح اپنی صداقت کو ظاہر کر چکی ہیں۔ ان سے آپنے کیا فائدہ اٹھایا جواب ایک یا دو پیشگوئیوں کے سمجھ میں نہ آنے پر اعتراض کرنے کا استحقاق حاصل کر لیا خدا تعالےٰ فرماتا ہے واذا بدلنا اٰیۃ مکان اٰیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون معترض اپنے آپ کو مختلہ عدالت بیان کرتا ہے لیکن اسکو یہ معلوم نہیں کہ پوتے بھی بیٹوں کے حکم میں ہوتے ہیں و حلائل ابنائکم میں کیا پوتے کی بیوی دادا کے لئے جایز ہو سکتی ہے ؟ صحیح بخاری میں بصراحت مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں قیصر و کسریٰ کی کنجیاں دی گئیں۔ حالانکہ حضرت نبیؐ کے ہاتھ سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک سپاہی کا ہاتھ تھا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں سونے کے کڑے دیکھے جس سے مراد مسیلمہ کذاب و اسود عنسی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں انکے ہلاک ہوجانے کا یقین تھا لیکن مسیلمہ حضور نبی کریم کی وفات کے بعد ہلاک ہوا۔ اکثر عظیم الشان پیشگوئیاں جو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھیں اور کتب سابقہ میں ان کے ذکر سے پڑی تھیں وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پوری نہیں ہوئیں بلکہ بہت سی آپ کے جانشینوں کے ہاتھ پر پوری ہوئیں معترض کو چاہئے۔ ذرا صبر کام لے اور دیکھے کہ ہر ایک اعتراض کا کافی و وافی و شافی جواب انشاء اللہ تعالیٰ مفصل و مشرح طور پر ہماری جانب سے بار بار شایع ہو کر بیوقوفوں کے شکوک کا گرد و غبار دور کر کے عنقریب مطلع صاف کر دیگا۔ ہاں عند اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔ ہدایت خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے عطا کرتا ہے :-

مضمون کے اخیر میں خاکسار علیمردان قریشی نے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عاجزانہ طور سے التماس کیا ہے کہ للہ اپنی مسلمان بھائیوں کی نماز اور جنازہ میں علیحدہ نہ ہوں اور حضرت مسیحؑ کو زندہ رہنے دیں مجھکو علیمردان کی بیکسی پر رحم آتا ہے۔ کہ اس نے مسیح ناصری کے زندہ رکھنے کے لئے کیسی بیکسی اور مجبوری کیسا تھ درخواست کی ہے مگر اسکی اس آرزو کا پورا ہونا محالات سے ہے۔ کیونکہ اگر مسیح موسوی زندہ ہوتے تو بیشک انکو زندہ رہنے دیتے لیکن جبکہ انکو فوت ہوئے تقریباً دو ہزار برس ہو چکے تو اب زندہ رہنے دینے کے کیا معنے ! ہاں وہ یوں کہہ سکتا تھا کہ مسیح علیہ السلام کو زندہ کر دو۔ سو یہ بھی غیر ممکن اور مسلمان بھائیوں کی قدرت سے باہر ہے۔

خاکسار علیمردان کو چاہیے۔ کہ وہ مسیح موسوی کو زندہ کرنیکی فضول کوشش نہ کرے کیونکہ انکی وفات میں اسلام کی حیات ہے یہ نہ معلوم ہوا کہ علیمردان قریشی کو مسیح ناصری اور انکی حیات سے کیا خاص تعلق ہے حالانکہ اسکے نام کے ساتھ قریشی کا لفظ اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ اسکو قریش کے سرتاج سردار انبیا سید الثقلین اور انکے مسیح یعنی مسیح محمدی سے خاص تعلق اور محبت ہونی چاہیے تھی۔ آہ ! کیا سچ کہا ہے اس مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند ۔۔۔ مگر مدفون یثرب را نداد ندایں فضیلت را
زیوی نافہ عرفان چو محروم ازل بودند ۔۔۔ پسندیدند در شان شہ خاق ایں مذلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند ۔۔۔ دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
بخاک انگیزی شان برضیا خود بمی ہم ۔۔۔ نہاں کے ماند آں نورے کہ حق بخشید فطرت را
کجا عمدے شان بر خاطر من حسنۂ آرد ۔۔۔ اگر صادق بزد دلی بنودی گر بیند قیامت را

کیا اچھا ہو کہ علیمردان قریشی بجائے ناراض اور چیں بجبیں ہونے کے عقل و تدبر سے کام لے اور سچا پکا مسلمان بننے کیلئے بجائے مسیح ناصری کے مسیح محمدی کا دامن پکڑے۔ والسلام

راقمہ۔ اکبر شاہ خان نجیب آبادی

دوسری قدرت

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ تحریک خلیفہ مسیح موعود حضرت مولوی نورالدین صاحب کے حکم سے کیجاتی ہے۔ آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ایک جگہ جماعت کو الوصیۃ کے ذیل کے فقرات کی طرف توجہ دلائی جاوے

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤنگا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے

سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو“۔ اس عبارت کے آخری الفاظ جلی قلم سے لکھا ہے۔ جماعت کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔ ان الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ نے اسبات کو ضروری قرار دیا ہے بالفاظ دیگر اللہ تعالےٰ کے اس منشاء کو ظاہر فرمایا ہے کہ دوسری قدرت کے نزول کے لئے ہر ایک جگہ میں احباب اکٹھے ہو کر دعائیں کریں۔ اس حکم کی تعمیل کے لئے حضرت مولوی صاحب نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ جہاں ہمارے دوست ہیں۔ وہ ہر روز یا جسطرح ممکن ہو ایکدفعہ اکٹھے ملکر نماز میں یا نماز سے باہر اس موعود قدرت ثانی کے نزول کے لئے دعائیں کریں۔ بلکہ ایسے مقامات میں بھی جہاں کوئی دوست تنہا ہوں انہیں یہ کوشش کرنی چاہیے۔ کہ کسی دوسرے دوست کیساتھ جو قریب ہوں۔ ملکر دعائیں کریں۔ اکٹھے ہو کر دعا کرنا منشا الٰہی کے ماتحت خود وصیت میں حضرت اقدس نے لازمی قرار دیا ہے اور اس حکم کی تعمیل سب احباب پر فرض ہے۔

محمد علی - از قادیان

انجمن احمدیہ ضلع کرنال

”خاص کرنال میں باقاعدہ طور پر انجمن احمدیہ قایم ہوگئی ہے۔ اسواسطے ضلع کرنال کے تمام احمدی احباب کی خدمت میں لکھا جاتا ہے کہ وہ چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب میر مجلس انجمن احمدیہ کرنال کے ساتھ خط و کتابت کریں۔ اور اپنے شہر اور گاؤں میں ضلع کرنال کی انجمن احمدیہ کے ماتحت شاخیں قایم کریں اور اپنے سلسلہ کے تعلقات کو بڑھادیں۔ والسلام

اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

اطلاع

سال رواں اور بقایا داران کے نام وی۔ پی جاری ہو رہے ہیں یہی اطلاع کافی ہے۔ ایڈیٹر

کلمات طیّبات حضرت امام الزمان

سلمہ الرحمان۔ ۲۔ مئی ۱۹۰۸ء بعد عصر

مسٹر محمد علی جعفری ایم۔ اے۔ وائس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کو جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ملاقات کے واسطے حاضر ہوئے حضرت اقدسؑ نے مخاطب کر کے

فرمایا

میں جب مامور ہوا تھا۔ اور خدا نے اس سلسلہ کو بہت صاف طور سے قایم کیا کوئی شک و شبہ نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور قرآن شریف کے منشا کے مطابق اور ٹھیک وقت پر ظہور تھا۔ اور پھر صداقت دعوے کیساتھ خدائی نشان بھی تھے۔ تو میں نے سب سے اول اس امر کو

گروہ علماء کے پیش کیا؟

کیونکہ میرا ایمان تھا کہ علماء اس امر کو سب سے پہلے قبول کریں گے۔ میرا خیال تھا۔ کہ یہ لوگ بوجہ علوم دینیہ سے واقفیت رکھنے کے بلا عذر مجھے قبول کر لیں گے کیونکہ میرا دعوے عین قرآن و حدیث سے ... اور ضرورت حقہ کے واسطے تھا۔ اور یہ لوگ خود انتظار میں تھے اور تحریراً تقریراً اپنے وعظوں اور لیکچروں میں کہا کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں مسیح موعود کا آجانا یقینی اور قطعی ہے اور علاوہ ازیں کل علامات جو یہ بیان کرتے تھے میری صداقت کے لئے ظاہر ہو چکی تھیں مگر ہماری وہ امید بالکل غلط نکلی۔ علماء کی طرف سے ہمیں اس دعوت کا جو جواب ملا سو وہ ایک فتویٰ تھا جس میں ہمیں کافر۔ اکفر۔ ضال مضل۔ دائرہ اسلام سے خارج یہود اور نصاریٰ سے بدتر قرار دیا۔ اور لکھا گیا۔ کہ ان لوگوں کو اپنی قبروں میں داخل نہ کیا جائے۔ انکے جنازے نہ پڑھے جاویں ان کے ساتھ ملاقات نہ کی جاوے۔ ان سے مصافحہ نہ کیا جائے۔ حتیٰ کہ یہاں تک تشدد کیا کہ جو ان سے میل جول رکھیگا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔

پھر ان لوگوں سے یہ جواب پا کر ہمیں خیال آیا کہ تعلیم یافتہ لوگ عموماً بے تعصب اور عناد سے پاک ہوتے ہیں۔ لہٰذا اسی خیال سے ہم نے پھر اپنی

دعوت نئے تعلیم یافتہ گروہ کے پیش کی

مگر ان میں سے اکثر کو بے قید پایا۔ اور اکثر کو دیکھا کہ وہ خود اسلام میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کا یہ خیال ہے کہ اسلام کی تعلیم ایک جاہلانہ اور وحشیانہ زمانہ کی تعلیم تھی۔ اب اس کی ضرورت نہیں۔ اب اس سے فراغت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور زمانہ کی رفتار کے مناسب حال ترمیم کر لینی چاہیئے۔ غرض اس طرح سے اس قوم کے لوگوں سے بھی محرومی ہی ہوئی۔ الا ماشاء اللہ :-

پھر رؤسا کے گروہ کی طرف اپنی دعوت بھیجی کہ ان کو دنیا کا حصہ دیا جاتا ہے اور یہ سیدھے سادے مسلمان ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص صدیق حسن خان نے ہماری کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس بھیج دیا۔ اور اسطرح سے اپنی قساوت قلبی کا اظہار کیا۔ ان کے بعد ہمنے سمجھا۔ کہ سعادت ہمیشہ ضعفا ہی کا حصہ ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمارا یہ خیال بالکل درست نکلا۔ اور سنت قدیمہ کے بموجب ضعفا ہی اکثر ہمارے ساتھ ہوئے۔ جنکو نہ مولویت کا گھمنڈ اور نہ دولت کا تکبر بلکہ بالکل سادہ لوح اور پاک نفس ہوتے ہیں۔ اور وہی خدا کے بھی مقرب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی گروہ میں سے کئی لاکھ انسان اب ہمارے ساتھ ہیں :-

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب نبوت کا خلعت خدا سے پاکر دعوت اسلام کے خط بادشاہوں کو لکھے تھے تو ان میں سے ہرقل قیصر روم کے نام بھی ایک خط لکھا تھا۔ اسنے خط پڑھکر کسی عرب کی جو آپؐ کی قوم کا ہو تلاش کرائی چنانچہ چند قریشی جن میں ابو سفیان بھی تھا پیش خدمت کئے گئے۔ اس بادشاہ نے چند سوال کئے۔ جن میں یہ بھی تھے۔ کہ اس شخص کے آبا و اجداد میں سے کبھی کسی نے نبوت کا دعویٰ تو نہیں کیا؟ جس کا جواب نفی میں دیا گیا پھر پوچھا گیا کہ کوئی بادشاہ تو نہیں گزرا اسکے بزرگوں میں؟ اس کا جواب بھی نفی میں دیا گیا۔ پھر یہ سوال کیا کہ اس شخص کے پیرو کون لوگ ہیں اسکے جواب میں کہا گیا۔ کہ اس کی

پیروی کرنیوالے غریب اور کمزور لوگ ہیں

پھر اس نے دریافت کیا کہ لڑائیوں میں کیا نتیجہ نکلتا ہے جواب دیا گیا کہ کبھی وہ فتح پاتا ہے۔ اور کبھی ہم کامیاب ہوتے ہیں۔ ان سوالات کے جوابات سن کر قیصر نے اقرار کیا کہ انبیاء ہمیشہ دنیا میں اسی شان میں آیا کرتے ہیں۔ انکے ساتھ اول میں ہمیشہ کمزور اور ضعیف لوگ ہی شامل ہوا کرتے ہیں۔ اس شخص نے اپنی فراست صحیحہ سے معلوم کر لیا۔ کہ واقعی یہ شخص سچا نبی ہے۔ اور یہ وہی نبی ہے جس کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ چنانچہ اس نے یہ بھی کہا وہ وقت قریب ہے کہ وہ میرے تخت کا بھی مالک ہو جاویگا :-

غرض یہ سنت قدیمہ ہے۔ کہ انبیاء کا ساتھ دینے والے ہمیشہ کمزور اور ضعیف لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ بڑے بڑے لوگ اس سعادت سے محروم ہی رہ جاتے ہیں ان کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو ان باتوں سے پہلے ہی فارغ التحصیل سمجھ بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی بڑائی اور پوشیدہ کبر اور مشیخت کی وجہ سے ایسے حلقہ میں بیٹھنا بھی ہتک اور باعث ننگ و عار جانتے ہیں۔ جس میں

غریب مگر مخلص کمزور مگر خدا کے پیارے

لوگ جمع ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں۔ جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے۔ مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے۔ ان کی کوئی جائداد نہیں۔ مگر ان کے لاانتہا اخلاص اور ارادت سے محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے۔ جو ان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتا رہتا ہے۔ یا جس کے آثار ان کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ایمان کے ایسے پکے اور یقین کے ایسے سچے اور صدق و ثبات کے ایسے مخلص اور باوفا ہوتے ہیں۔ کہ اگر ان مال و دولت کے بندوں اس دنیوی لذت کے دلدادوں کو اس لذت کا علم ہو جائے۔ تو اسکے بدلے میں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جاتے۔ ان میں سے مثال کے طور پر ایک شخص

شاہزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم

ہی کے حالات کو غور سے دیکھ لو کہ کیسا صدق کا پکا اور وفا کا سچا تھا۔ جان تک سے دریغ نہیں کیا۔ جان دیدی مگر حق کو نہیں چھوڑا۔ ان کی جب خبر کی گئی۔ اور ان کو امیر کے روبرو پیش کیا گیا تو امیر نے ان سے یہی پوچھا۔ کہ کیا تم نے ایسے شخص کی بیعت کی ہے؟ تو انہوں نے چونکہ وہ ایک صاحب تمیز انسان تھا۔ صاف کہا کہ ”ہاں میں نے بیعت کی ہے۔ مگر تقلیداً اندھا دھند بلکہ علیٰ وجہ البصیرت اس کی اتباع اختیار کی ہے۔ میں نے دنیا بھر میں اسکی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا مجھے اس سے الگ ہونے سے اس کی راہ میں جان دینا بہتر ہے۔ غرض مرحوم اس بات کا ایک نمونہ چھوڑ گئے ہیں کہ ہمارے تعلق رکھنے والے کیسے صادق الایمان اور صادق الاعتقاد ہیں :-

اصل بات یہ ہے کہ مشکلات صرف یہی ہیں۔ کہ لوگوں کو امور دینی میں تدبر کرنا اور خدا سے ڈر کر کسی معاملہ پر غور کرنا اور حق و باطل میں امتیاز چاہنا اور یہ تڑپ رکھنا کہ آیا یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے یا نہیں اس طرف توجہ ہی نہیں مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فعل عبث نہیں۔ بلکہ اس نے حق و حکمت سے سلسلہ قایم کیا ہے اور ضرورت حقہ کیوقت اسکو کھڑا کیا ہے۔ پس وہ

منکروں سے ضرور مطالبہ کرے گا

ما ارسلنا رسولا الا اخزی بہ قوما لا یؤمنون ۔یاد رکھو کہ دنیا میں ایسا کوئی بھی نبی یا رسول نہیں گذرا جسکے منکروں کو خدا تعالیٰ نے ذلت اور رسوائی کا عذاب نہ دیا ہو۔ یہ ضروری اور لازمی ہوتا ہے۔ رسول کو حجت پوری کر دینے کے بعد منکر قوم کو حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنیکے واسطے عذاب دیا جاوے۔ خدا کے نزدیک دو بڑے ہی سخت گناہ ہیں۔ اوّل افترا اور تقوّل علی اللہ یعنی یہ کہ کوئی شخص دعوے کرے۔ کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے یا وحی یا الہام کرتا ہے۔ حالانکہ اسے نہ کوئی وحی ہوتی ہے اور نہ الہام اور نہ خدا اس سے کبھی ہمکلام ہوا حتی کہ جھوٹی خواب کا بنا لینا بھی اسی مین داخل ہے غرض ایک تو یہ امر کہ

خدا پر افترا کرنا حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ کاذب ہے

دوسرے وہ شخص خدا کے بڑے سخت غضب اور عقاب کا مورد ہوگا۔ جو ایک صادق اور خدا کی طرف سے آنیوالیکا انکار کرتا ہے۔ بہرحال ہمارا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ بات ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور اس زمانہ مین خدا تعالیٰ نے عملی طور پر ایک سلسلہ نبوت قائم کرکے دکھا دیا ہے۔ اس سے اتنا تو فائدہ تو اٹھانا چاہیے۔ کہ جہان اور اپنے دنیوی کاروبار [illegible] اتنی سرگردانی اور محنت اور کوشش کرتے ہو اس بات کی بھی کچھ تحقیقات تو کرو۔ کہ آیا جو اپنے کاروبار کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اتنا بڑا دعوے پیش کرتا ہے۔ اتنا تو معلوم کر لینا کہ یہ صادق ہے یا کاذب پھر خدا فرماتا ہے۔ کہ جو شخص میرے رسول کی نافرمانی کریگا میں اسکو نہیں چھوڑونگا جب تک اس سے اس انکار کا مطالبہ نہ کر لوں معمولی حکام اور گورنمنٹ بھی اپنے احکام کی تحقیر کرنے والوں اور باغیوں کو بغیر سزا نہیں چھوڑتی تو پھر وہ خدا ہے اور احکم الحاکمین ہے۔ ذرہ ذرہ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے تو پھر اس کے رسل کی نافرمانی اور اس کے احکام کی ہتک کرنیوالا کسطرح امن میں رہ سکتا ہے:-

اگر میرے ساتھ خدا کا کوئی نشان نہ ہوتا۔ اور نہ اسکی تائید اور نصرت میرے شامل حال ہوتی اور میں نے قرآن سے الگ کوئی راہ نکالی ہوتی۔ یا قرآنی احکام اور شریعت مین کچھ دخل و تصرف کیا ہوتا۔ یا منسوخ کیا ہوتا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے باہر کوئی اور نئی راہ بتائی ہوتی۔ تو البتہ حق تھا اور لوگوں کا عذر معقول اور قابل قبول ہوتا۔ کہ واقع میں یہ شخص خدا اور خدا کے رسول کا دشمن اور قرآن اور تعلیم قرآن کا منکر اور منسوخ کرنے والا ہے۔ فاسق ہے فاجر ہے مرتد ہے۔ مگر جب میں نے قرآن مین کوئی تغیر کیا۔ اور نہ پہلی شریعت کا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے ایک شعشہ اور نقطہ میں نے بدلا۔ بلکہ میں قرآن اور احکام قرآنی کی خدمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مذہب کی خدمت کے واسطے کمربستہ ہوں۔ اور جان تک بھی اپنی اسی راہ میں لگا دی ہے۔ اور میرا یقین کامل ہے۔ کہ قرآن کے سوا جو کامل اکمل اور مکمل کتاب ہے۔ اور اس کی پوری اطاعت اور بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نجات ممکن ہی نہیں۔ اور قرآن میں کمی بیشی کرنیوالے اور آنحضرتؐ کی اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے والیکو کافر اور مرتد یقین کرتا ہوں۔ تو پھر اس صورت میں اور باوجود میری صداقت کے ہزارہا نشان ظاہر ہو جانے کے جو کہ خدا نے آج تک میری تائید میں آسمان اور زمین پر ظاہر کئے پھر مجھے جو شخص کاذب اور مفتری اور دجال کے نام سے پکارتا ہے یا جو میری پرواہ نہیں کرتا اور میری آواز کی طرف کان نہیں دھرتا

یقیناً جانو کہ خدا بغیر مواخذہ

اسے ہرگز ہرگز نہ چھوڑے گا۔ اسلام کی کشتی غرق ہونے کو ہے۔ زمانہ شہادت دے رہا اور وقت پکار پکار کر ضرورت کو محسوس کر رہا ہے۔ اندرونی حالت ایسی خطرناک ہے کہ اس سے ہرگز ہرگز کسی کا دل مطمئن اور خوش نہیں ہو سکتا۔ بیرونی حملے ایسے خطرناک ہوئے کہ قریب ہے کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں۔ تو کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ کسی کو خدا اسلام کی حمایت کیواسطے مبعوث فرماتا۔ اور کوئی مجدد بھیجتا جو اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو سنبھال لیتا؟ صدی کا سر بھی گذر گیا۔ مگر کل وعدے جھوٹے ہی جھوٹے نکلے۔ تو پھر تم ہی بتاؤ کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں کہ خدا اسلام کی خبرگیری کرتا۔ یا کوئی اس سے بھی زیادہ خطرناک اور نازک حالت ہوگی؟ کیا جب اسلام بالکل مر ہی جاویگا۔ اور اسمین کوئی دم باقی نہ رہے گا۔ اسوقت کوئی آوے گا؟ پھر ایسے آنیوالے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟-

یاد رکھو کہ اگر مین جھوٹا ہوں تو پھر اسلام بھی جھوٹا ہے

اور اگر اسلام بھی دوسروں کی طرح ایک مردہ مذہب ہو تو پھر اسلام میں کیا بڑائی ہے اور اس کی کیا خصوصیت توحید جسکا تمکو ناز ہے اس کے تو برہمو اور آریہ بھی دعوے دار ہیں ایک شخص نے اسی لاہور مین ایک دفعہ لیکچر دیا تھا۔ کہ ہم لوگ **لا الہ الا اللہ** کے قایل ہیں پھر ہمیں **محمد رسول اللہ** کی کیا حاجت ہے جب یہ صورت ہو اور توحید کے اور مذاہب بھی قایل ہیں تو پھر تم مین اور تمہارے غیروں مین **ما بہ الامتیاز** ہی کیا ہوا؟ اگر یہی جہاد وغیرہ کے عقاید ہی ما بہ الامتیاز ہیں تو پھر یاد رکھو کہ یہ سخت غلطی ہے اور اسطرح تم اسلام کے حامی نہیں بلکہ دشمن ہو۔ اسلام کو بدنام کرتے ہو۔ دیکھو اگر ہمیں اسبات کا علم ہوتا کہ واقع میں قرآن شریف کا یہی منشا ہے۔ تو پھر ہم اس ملک کے باہر چلے جاتے اور ایسی جگہ اپنا قیام گاہ بناتے جہاں سے ہمیں ان احکام کی ادائیگی مین ہر طرح کی سہولت اور آسانی ہوتی اور خوب دل کھول کر ان احکام کو بجا لاتے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن کا یہ منشا نہیں جو بدقسمتی سے بعض نادان ملانوں نے سمجھا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس زمانہ مین بڑے بڑے مشکلات کا سامنا تھا۔ آپؐ کے بہت سے جان نثار اور عزیز دوست ظالم کفار کے تیر و تفنگ کا نشانہ بنے۔ اور طرح طرح کے قابل شرم عذاب ان لوگوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پہنچائے حتی کہ آخر کار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کر لیا چنانچہ آپ کا تعاقب بھی کیا۔ آپ کے قتل کرنیوالے کیواسطے انعام مقرر کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غار مین پناہ گزین ہوئے۔ تعاقب کرنے مین کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ مگر یہ تو خدا کا تصرف تھا۔ کہ آپ کو ان کی نظروں سے باوجود سامنے ہونے کے بچا لیا۔ اور ان کی آنکھوں میں پردہ ڈالکر خود اپنے رسول کو ہاتھ دے کر بچا لیا آخر کار جب ان کفار کے مظالم کی کوئی حد نہ رہی اور مسلمانوں کو ان کے وطن سے باہر نکال کر بھی وہ سیر نہ ہوئے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد نازل ہوا۔ **اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر۔** خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو تلوار اٹھانے کی اجازت دی اور اس اجازت میں یہ ثابت کر دیا کہ واقع میں یہ لوگ ظالم تھے اور شرارت ان کی حد سے بڑھ چکی تھی۔ اور مسلمانوں کا صبر بھی اپنے انتہائی نقطہ تک پہنچ چکا تھا۔ اب خدا نے فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے تلوار سے مقابلہ کیا۔ وہ تلوار ہی سے ہلاک کئے جاوین۔ اور گو یہ چند اور ضعیف ہیں مگر مین دکھا دونگا کہ میں بوجہ اسکے کہ وہ مظلوم ہیں۔ ان کی نصرت کرونگا اور تم کو ان کے ہاتھ سے ہلاک کراؤنگا۔ چنانچہ پھر اسکے بعد ان ہی چند لوگوں جو ذلیل اور حقیر سمجھے گئے تھے اور جن کا نہ کوئی حامی و ناصر تھا نہ مددگار اور وہ کفار کے ہاتھ سے سخت درجہ تنگ اور مجبور ہو گئے تھے۔ ان کی مشارق اور مغارب مین دھاک بندھ گئی اور اس طرح سے خدا نے ان کی نصرت کرکے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ واقعی وہ مظلوم تھے غرض ہر طرح سے ہر رنگ مین اور ہر پہلو پر نظر ڈالکر دیکھ لو۔ کہ واقع میں اسوقت مسلمان مظلوم تھے یا کہ نہیں؟ اگر خدا ایسے خطرناک اور نازک وقت میں ہی ان چند کمزور مسلمانوں کو اپنی حفاظت جان کیواسطے تلوار

اٹھانے اور دائمی طور سے لڑائی کرنے کی اجازت نہ دیتا

تو کیا ان کو دنیا کے تختہ سے نابود ہی کر دیتا

تو پھر اس حالت میں ان کا تلوار اٹھانا جب کہ ہر طرح سے ان کا حق تھا کہ وہ تلوار اٹھاتے کیا تو شرعاً اور کیا عرفاً مگر وہ بھی آج تک نشانہ اعتراض بنا ہوا ہے۔ اور متعصب اور جاہل دشمن اب تک اس کو نہیں بھولتے تو کیا اب یہ لوگ خونی مہدی کا عقیدہ پیش کر کے ان کے ان اعتراضوں کو پھر تازہ کرتے اور مسلمانوں سے متنفر کرنا چاہتے ہیں پھر مہدی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صاف فرمایا ہے۔ کہ یضع الحرب وہ جنگ کا خاتمہ کر دیگا اور وہ جنگ ایک علمی جنگ ہوگا۔ قلم تلوار کا کام کرے گا اور اسرار روحانی برکات سماوی اور نشانات اقتداری سے دنیا کو فتح کیا جاویگا اور تازہ بتازہ غیبی پیشگوئیوں اور تائیدات خدائی سے سچے مذہب کو ممتاز کر کے دکھایا جاویگا یہ کر دینا کہ معجزات سابقہ ہیں۔ اس موجود ہیں کافی نہیں یاد رکھو کہ ہندوؤں کے پستکوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں کے قصے کہانیوں سے بڑھکر تمہارے پاس بھی کچھ نہیں۔ اگر تم قصے پیش کرو گے تو وہ تم سے بڑھ چڑھ کر قصے پیش کر سکتے ہیں۔

اگر اسلام کی سچائی کا معیار بھی صرف قصے کہانیوں کی بنا پر رہ گیا ہے تو پھر یاد رکھو کہ یہ امر مشتبہ ہے اسلام میں فرقان ہے۔ خدا نے ہمیشہ [illegible] اسلام میں ایک امر فرق [illegible] رکھا ہے اور تازہ بتازہ نشانات ہیں۔ نشانات نام سن کر آج کل کے فلسفہ پڑھنے والے کچھ کشیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے وجود کا پتہ لگنے کے واسطے نشانات اور انبیاء کے وجود کی کیا ضرورت ہے [illegible] مگر یاد رکھو کہ اس نظام شمسی اور اس ترتیب عالم سے جو کہ ایک ابلغ اور محکم رنگ میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے نتیجہ نکالتا کہ خدا ہے یہ ایک ضعیف ایمان ہے اس سے خدا کے [illegible] کے متعلق پوری تسلی نہیں ہو سکتی۔ اسکا ن ثابت ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یقیناً خدا ہے اگر اس میں یقینی اور قطعی دلائل ہوتے۔ تو پھر لوگ دہریہ کیوں ہوتے؟ بڑے بڑے محقق کتابیں تالیف کرتے ہیں مگر ان کے دلائل ناطقہ اور براہین قاطعہ نہیں ہوتے کسی کا منہ بند نہیں کر سکتے اور نہ ان سے یقینی ایمان تک انسان پہنچ سکتا ہے۔ اگر ایک شخص ان امور سے خدا کی ہستی کے دلائل بیان کرے گا۔ تو ایک دہریہ اس کے خلاف دلائل بیان کر دیگا۔

در اصل بات یہ ہے۔ کہ اسطرح اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ خدا ہونا چاہیے۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہے۔ ہونا چاہیئے اور ہے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہے مشاہدہ کو چاہتا ہے دوسرا حصہ جو وجود باری تعالیٰ کے واسطے انبیاء نے پیش کیا ہے کہ زبردست نشانات معجزات اور خدا کی زبردست طاقت کے ظہور سے اس کی ہستی ثابت کی جاوے یہ ایک ایسی راہ ہے کہ

تمام سر اس دلیل کے آگے جھک پڑتے

ہیں۔ اصل میں بہت سے عرب دہریہ تھے جیسا کہ قرآن شریف کی آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ وقالوا ما هي الا حياتنا الدنيا نموت ونحيا تو کیا عرب جیسے اجڈ اکھڑ بے باک۔ بے قید۔ بیدھڑک لوگ تلوار سے آپ نے سیدھے کئے تھے اور ان کی آپ کی بعثت سے پہلی اور پچھلی زندگی کا عظیم الشان امتیاز اور فرق اسوجہ سے تھا کہ وہ آنحضرتؐ کی تلوار کا مقابلہ نہ کر سکے تھے؟ یا کیا صرف سادہ اور تحریری اخلاقی تعلیم تھی جس سے ان کے دلوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا ہو گئی تھی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یاد رکھو کہ تلوار انسان کی ظاہر کو فتح کر سکتی ہے مگر دل کبھی تلوار سے فتح نہیں ہوتے بلکہ وہ وہ

انوار تھے جنمیں خدا کا چہرہ نظر آتا تھا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسے ایسے خارق عادت نشانات دکھائے تھے کہ خود خدا ان لوگوں کے سامنے آ موجود ہوا تھا۔ اور انہوں نے خدا کے جلال اور جبروت کو دیکھکر گناہ سوز زندگی اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی تھی۔ اب پھر وہی وقت ہے۔ اور ویسا ہی زمانہ پس اسوقت بھی خدا کی ہستی کا یقین اسی ذریعہ سے ہوگا جس ذریعہ سے ابتدا میں ہوا تھا۔ اسلام وہی اسلام ہے۔ لہذا اس کی شادابی اور سرسبزی کے بھی وہی ذرایع ہیں جو ابتدا میں تھے۔ اب بھی ضرورت ہے۔ تو اس بات کی کہ خدا کے چہرہ نما ہیبت ناک اقتداری نشانات ظاہر ہوں۔ اور یقین جانو کہ کوئی شخص گناہ سے کبھی پاک ہو سکتا جب تک خدا کی معرفت کامل نہ ہو۔ یہ گناہ اور طرح طرح کے معاصی جو چاروں طرف دنیا میں بھرے پڑے ہیں انکے دور کرنے کے واسطے صرف خشک ایمان کافی نہیں۔ کیا وہ خوف خدا جیسا کہ چاہیئے دنیا میں موجود ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اصل میں انسان نفس امارہ کے زنجیروں میں ایسا جکڑا ہوا ہے۔ جیسے کوئی چڑیا کا بچہ ایک شیر کے پنجے میں۔ جب تک اس نفس کے پنجے سے نجات نہ پا جاوے تب تک تبدیلی محال ہے۔ اور گناہ سے بچنا مشکل مگر دیکھو۔ اگر ابھی ایک ہیبت ناک زلزلہ آ جاوے اور در و دیوار اور مکان کا چھت لرزنے لگے۔ تو دلوں پر ایک ایسی ہیبت طاری ہوگی اور ایسا خوف دلوں پر چھا جاوے گا۔ کہ اس وقت گناہ کا خیال تک بھی دلوں میں نہ رہے گا ایک خطرناک مہلک مرض کے وقت جو حالت انسان کی ہوتی ہے وہ امن اور آرام و آسایش کی زندگی میں ہرگز ممکن نہیں۔

انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کیواسطے خدا تعالیٰ کی تجلیات اور زبردست نشانوں کا محتاج ہے۔ ضروری ہے کہ خدا کوئی ایسی راہ پیدا کر دے۔ کہ انسان کا ایمان خدا پر تازہ اور پختہ ہو جاوے۔ اور صرف زبان تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس ایمان کا اثر اس کی عملی حالت پر بھی ظاہر ہو جاوے۔ اور اسطرح سے انسان سچا مسلمان ہو جاوے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں الہاماً یہ فرمایا۔

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند

یہ خدا کا کلام ہے آج کل اگر نظر عمیق سے اور غور دیکھا جاوے۔ تو زبانی ایمان ہی کثرت سے نظر آوے گا پس خدا کا یہی منشا ہے۔ کہ لفظی اور زبانی مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنایا جاوے۔ یہودی کیا توریت پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ قربانیاں نہ کرتے تھے۔ مگر خدا نے ان پر لعنت بھیجی۔ اور کہا کہ تم مومن نہیں ہو بلکہ بعض نمازیوں کی نمازوں پر بھی لعنت بھیجی ہے جہاں فرمایا ہے۔ کہ ویل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون یعنی لعنت ہے ایسے نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے بیخبر ہیں:-

صلوٰۃ۔ اصل میں آگ میں پڑنے اور محبت الٰہی اور خوف الٰہی کی آگ میں پڑ کر اپنے آپ کو جل جانے اور ما سوا اللہ کو جلا دینے کا نام ہے۔ اور اس حالت کا نام ہے کہ صرف خدا ہی خدا اس کی نظر میں رہجاوے۔ اور انسان اس حالت تک ترقی کر جاوے کہ خدا کے بلانے سے بولے اور خدا کے چلانے سے چلے۔ اسکے کل حرکات اور سکنات اسکا فعل اور ترک فعل سب اللہ ہی کی مرضی کے مطابق ہو جاوے [illegible] خودی دور ہو جاوے۔

غرض یہ باتیں ہیں اگر خدا کسی کو توفیق دے تو مگر جب تک خدا کسی کے دل کے دروازے نہ کھولے کوئی کچھ کر نہیں سکتا دلوں کے دروازے کھولنا خدا ہی کا کام ہے۔

اذا اراد الله بعبد خيرا اقام واعظا في قلبه

جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں اور خدا کو انسان کی درستی اور بہتری منظور ہوتی ہے۔ تو خدا انسان کے دل میں ہی ایک واعظ کھڑا کر دیتا ہے۔ اور جبتک خود انسان کے اندر ہی واعظ پیدا نہ ہو۔ تب تک بیرونی وعظوں کا اثر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا مگر وہ کام خدا کا ہے ہمارا کام نہیں ہے ہمارا کام صرف بات کا پہنچا دینا ہے۔ ما على الرسول الا البلاغ۔ تصرف خدا کا کام ہے۔ ہم اپنی طرف سے بات کا پہنچا دینا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں۔ کہ کیوں اچھی طرح سے نہیں بتایا اسی واسطے ہم زبانی ہی لوگوں کو سنایا ہے

حضرت مرزا صاحب قادیانی کی اسلامی خدمات

"ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است"

اولیاء اللہ کی مخالفت سلب ایمان کا موجب تو ہوتی ہی ہے مگر ایسے مخالفوں کو رفتہ رفتہ عام انسانی اخلاق سے بھی گرا دیتی ہے۔ یہی حال امرتسری منکر مولوی ثناء اللہ صاحب کا ہے جنہوں نے ۱۳۔ جون ۱۹۰۸ء کے وکیل میں حضرت مرزا صاحب کی اسلامی خدمات پر بحث کرتے ہوئے اپنے مخفی کینہ کا ثبوت دیا ہے اسلئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اسلامی خدمات ایک ایسا روشن اور بین پہلو آپ کی زندگی کا ہے جس پر ہمیں بحث کی حاجت نہ تھی۔ اور دوست دشمن نے ان خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے ان خدمات کا سرے سے انکار کیا ہے۔ شاید یہ انکار اس بنا پر ہو کہ انکے مذہب میں جھوٹ بول کر بھی انسان متقی رہتا ہے میں اس مضمون پر تفصیلی بحث حضرت اقدس کی اسلامی خدمات پر نہیں کرونگا۔ کیونکہ شاید اخبار وکیل کے صفحات اس لمبے مضمون کی برداشت نہ کر سکیں۔ اس لئے نہایت مختصر طریق پر مولوی ثناء اللہ کا جواب دونگا مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدالگتی کہنے کو طیار ہیں۔ کہ ایسا نہ ہو سکے تو مرزا صاحب کی کل کتابیں سمندر برد نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آیندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مورخ "تاریخ ہند یا تاریخ اسلام" انکا نام تک نہ لے"

مولوی صاحب کے اس مشورہ پر کوئی کاربند ہوگا۔ یا نہیں۔ اسکا فیصلہ تاریخ خود کرے گی اور دیکھنے والے دیکھیں گے اور سننے والے سنینگے کہ کن کتابوں اور کتابوں والوں کا نام و نشان مٹتا ہے۔ اور کن کو شہرت عوام اور بقاے دوام کا تاج پہنایا جاتا ہے مگر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ اگر اسمیں کچھ بھی غیرت اور حمیت ہے۔ اور وہ ان اشتہارات کا صحیح اور سچا مصداق ہیں جو اسکی شان میں امرتسر کے رہنے والوں نے اسکی اصلیت اور پاکیزہ زندگی کے اظہار کے لئے شایع کئے تھے تو اسے چاہئے۔ کہ جہاں تک اسکے ممکن ہو۔ وہ ان کتابوں کے تلف کرنیکے لئے اپنے اگلے اور پچھلوں اور تمام حمایتوں اور پشت ٹھونکنے والوں کو ساتھ ملا کر زور لگائے اور پھر دیکھے کہ

یہ قدرت اسکو کیا دکھاتا ہے؟

ثناء اللہ نے اپنے اس آرٹیکل میں حضرت مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کا سرے سے انکار کیا ہے بحالیکہ اسکی اپنی تصانیف حضرت اقدس کا پس خوردہ ثابت ہوتی ہیں۔ تاہم میں اس بحث میں نہ پڑ کر حضرت اقدس کی اسلامی خدمات پر اسکے ابا جان (روحانی باپ مراد ہے) کی رائے لکھتا ہوں۔ شاید اسے سمجھ آجاوے۔ اگرچہ وہ ایسا خلف الرشید ہے۔ کہ اسکی بات بھی ماننے والا نہیں۔ تاہم پڑھنے والوں کو پتہ لگ جائیگا۔ ناظرین شاید مولوی ثناء اللہ کے روحانی باپ کے نام کو نہ سمجھ سکیں اسلئے میں اسکو حل کر دیتا ہوں۔ اس سے مراد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے مولوی محمد حسین صاحب کو خود مولوی ثناء اللہ لاٹ مولوی لکھا کرتا ہے اور مولوی محمد حسین صاحب اپنے آپ کو مولوی ثناء اللہ کا روحانی باپ لکھا کرتا ہے۔ اسی نکتہ خیال سے میں مولوی محمد حسین صاحب کی رائے لکھتا ہوں۔ دیکھو ریویو براہین احمدیہ اشاعۃ السنہ نمبر ۶ و ۷ ۱۸۸۴ء

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آیندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا اور اسکا مولف بھی اسلام کی مالی۔ جانی۔ قلمی۔ لسانی۔ حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہمکو کم سے کم ایسی کتاب بتاوے جسمیں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہے۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت میں مالی جانی و قلمی لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑا بھی اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کیساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جسکو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و سچی اسلام نفع رسانی سے بعض مسلمانوں ہی نے انکار کیا ہے اور بر طبق تجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان مولف کے مقابلہ میں کفران کر دکھایا ہے" یہ رائے ثناء اللہ کے روحانی باپ کی ہے چونکہ مجھے ثناء اللہ کے حقیقی والد کا پتہ نہ تھا۔ اور ان کی رائے کا علم نہیں اور شاید ان کی رائے اس معاملہ میں کافی بھی نہ ہوتی اسلئے مولوی محمد حسین صاحب کی رائے بہتر پائی ہے اب اسکے بعد حضرت مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کا انکار

ماذا بعد الحق الا الضلال

اسلامی خدمات کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ پہلو سیاسی ہے جو ملکی معاملات میں بہترین رہنمائی ہے اسکے متعلق میں ایک اسلامی لیڈر کی رائے لکھنی ضروری سمجھتا ہوں جنکا قول خود ثناء اللہ نے کیا ہے۔ یعنی

آنریبل سر سید احمد خان

حضرت مرزا صاحب نے ۲۵۔ جون ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق شایع کیا تھا اسکو سید صاحب نے اپنے اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق ۲۴۔ جولائی ۱۸۹۷ء میں نقل کرتے ہوئے لکھا ہے "ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہئے۔ جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے۔" سید صاحب نے اپنی اس رائے کے اظہار میں مسلمانوں کیلئے کہ گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ اپنے تعلقات کس طرح رکھیں کے لئے حضرت مرزا صاحب کا اسوہ قابل تقلید بتایا ہے۔ اور اسلامی خدمات جس رنگ میں جو کی ہیں ان کے لئے ثناء اللہ کے روحانی باپ کی شہادت پہلے دی جا چکی ہے اگر اسپر بھی ثناء اللہ کی تسلی نہ ہوئی۔ تو نیزہ قلم سے اور کام لیا جاویگا۔ (انشاء اللہ)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے وفات مسیح موعود پر ایک مختصر سا پمفلٹ لکھا ہے جو اصولی طور پر ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو حضرت مسیح موعود کی وفات پر کئے جاتے ہیں یہ پمفلٹ الگ بھی شایع ہوگا اور ریویو کے ساتھ بھی۔

۲۔ فاضل امروہی نے بھی ایک قابل آرٹیکل لکھا ہے۔ جسکا عنوان ہے۔ حیات الانبیاء فی وفات الانبیاء۔ یہ آرٹیکل بھی ریویو کے ساتھ شایع ہوگا

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے تندرست ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا بالقضا کے ساتھ پوری مسالمت اور صبر کا عملی نمونہ دکھا رہے ہیں۔

۴۔ مختلف جگہ سے احباب آتے اور داخل بیعت ہوتے ہیں۔ اللھم زد فزد

آمین

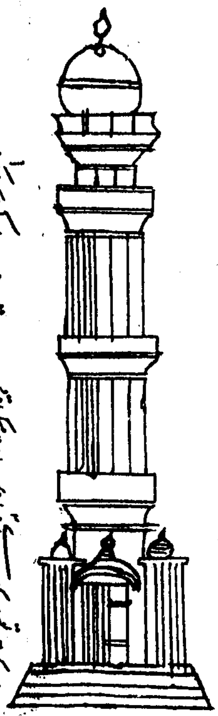

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان

دار الامان سے شایع ہوتا ہے۔

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے صہ

۲- خواص معاونین سے عہ

۳- ہندوستان سے باہر ۷؍

۴- غیر مذاہب والون سے ۱۲؍

۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲؍

نوٹ

ہمہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے :-

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۰ جمادی ثانی سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اکیس جون کا دن

اکیس جون کا دن اس امر کے اظہار کیواسطے کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض خلیفۃ اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام حسب وعدہ آلہیہ متوفی ہو کر حیوٰۃ طیبہ سے رفیع الدرجہ ہو کر انکے فیوض و برکات ہمارے لئے بابرکت ہین اور آپکا سلسلہ اسی طرح بلکہ پہلے سے بڑھکر جاری ہے منقطع نہین ہوا اور اگرچہ آپکا وجود باجود ہمارے درمیان سے اٹھ گیا ہے۔ اور ہماری نظرون سے غائب ہے مگر آپ کی پاک روح اور آپکی دعاین خدا کے حضور حاضر ہو کر اب بھی اسی طرح بلکہ پہلے سے زیادہ قوت و عظمت اور شوکت کے ساتھ ہمارے ساتھ کام کر رہی ہین۔ اور آپ کی دعاؤن اور روحانی فیض کا سایہ ہمارے سرون پر نہایت تسلی بخش اور ٹھنڈے رنگ مین سایہ فگن ہے :-

۲۱- جون کا دن تاریخ کے صفحون مین ہمیشہ ہمیشہ زرین حروف سے لکھا جایا کرے گا۔ اور یہ دن اس سلامتی کے شاہزادہ امن پسند صلح جو کامل انسان کی ہمیشہ کے واسطے یادگار رہیگا۔ اور اس نبی کی کامیابی ہمیشہ کے لئے موجودہ اور آیندہ نسلون کے واسطے اس امر کا شاہد ہوگی۔ کہ واقعی ہمارا امام اس دنیا سے مظفر و منصور اور کامیاب و بامراد ہو گیا ہے :-

۲۱- جون کا دن پکار پکار کر اس پاک مقولے کی تصدیق کرتا رہے گا کہ "خدا کے مقبولوں مین قبولیت کے نمونے ہوتے ہین" اور کہ وہ سلامتی کے شاہزادے ہوتے ہین۔ اور نادان۔ ناعاقبت اندیش۔ جلدباز دشمن کے سینے مین یہ دن ہمیشہ کانٹے کی طرح عذاب ہو کر کھٹکتا رہے گا :-

۲۱- جون کا دن وہ مبارک دن ہے جس نے دنیا کو جتلا یہ بتا دیا۔ کہ کون صادق اور کون کاذب ہے۔ کون مقبول خدا اور کون راندہ درگاہ ہے۔ کس مین دائمی زندگی۔ ابدی حیات اور قبولیت کے آثار پائے جاتے ہین۔ اور کون مردہ و مردود اور مقہور نظر آتا ہے :-

۲۱- جون کا دن۔ ہمیشہ اس امر کا فخر کیا کرے گا۔ کہ اس دن مین تمام انبیاء۔ اولیاء۔ صلحاء۔ اتقیاء۔ شہداء اور خدا کے پیارے مقبول اور برگزیدہ پاکباز اور معصوم انسانوں کو گالیان دینے اور انکی ہتک کرکے مورد خشم آلہی بننے سے مخلوق آلہی کو بچانیکا بنیادی پتھر رکھا گیا :

۲۱- جون کا دن اس امر کا ایک نہ مٹنے والا اور بین دلیل ہمیشہ کے لئے دنیا مین قایم رہے گی۔ کہ درحقیقت یہی ایک پاک نفس اور پاک دل انسان تہا جس کا دل اس درد کی برداشت نہ کر سکا کہ خدا کے مقبولوں کی اس طرح سے بیہودہ ہتک اور توہین ہو۔ آپکے دل مین صادقون کی محبت اور عزت اور انکی عصمت کا ایک نہ بجھنے والا جوش اور غیرت تھی جس نے تقاضا کیا کہ ایک ایسی راہ نکالے جس سے انکی ہتک کرنے کا گند اور خدا کے نبیون اور مقبولوں کی توہین کی لعنت کا ہمیشہ کے واسطے دنیا سے نام و نشان مٹ جاوے۔ اور یہ امر آپ کی کل انبیاء و صلحاء جو مختلف زمانوں مین مختلف اقوام اور ممالک مین خدا کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے، سے عموماً اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خصوصاً محبت اور عظمت کے واسطے ایک روشن دلیل اور بین ثبوت ہے :-

۲۱- جون کا دن دنیا سے فساد اور شرارت اور طرح طرح کے گناہ اور گند مٹانے اور خدا کے معصوم اور مقبول بندون کی دشمنی کا جرم اور لعنت جس کی وجہ سے دنیا مورد غضب آلہی بنی ہوئی ہے اور طرح طرح کے عذاب طاعون قحط جنگ و جدال وباؤن اور باہمی پھوٹ کے رنگ مین دنیا پر نمودار ہو رہی ہین۔ اور زمانہ بلحاظ اپنے ان حالات کے بڑا خطرناک زمانہ ہے۔ برکت دنیا سے اٹھ چکی ہے، دور کرکے ایک امن اور صلح کی زندگی اور رحمت آلہی کے نزول کا زمانہ جس کو دوسرے الفاظ مین **ست جگ** کا زمانہ کہا جا سکتا ہے اور ایک خوش آیند زندگی کا دور شروع کرنے کا بنیادی پتھر رکھا گیا :

۲۱-جون کا دن ان مبارک موعودنوں میں سے ایک دن تہا جن کا احمدی قوم کو اسکے پاک امام نے اپنی وصیت میں وعدہ فرمایا ہے ٭

۲۱-جون کا دن۔ خدا کی پیاری اور برگزیدہ قوم کے واسطے قدرت ثانیہ کی ایک ابتدائی چہوٹی سی جہلک کے ظہور کا دن تھا :-

۲۱-جون کا دن۔ وہ مقدس اور پاک یادگار زمانہ ہے جسکی نظیر دنیا کی تاریخ کے صفحوں میں نہیں ملتی۔ آج حضرت اقدس کا وہ عظیم الشان مضمون جو آپ نے پیغام صلح کے نام سے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خدا کے پاک نبیوں کی محبت کی وجہ سے اور انکی ہتک نہ سن سکنے کی غیرت اور خلق خدا کو اس خطرناک عذاب اور اسکے بدنتایج سے بچانے کے واسطے جو اس گروہ پاک کی توہین کی وجہ سے دنیا پر نازل ہو سکتے ہیں محض ازراہ کرم رحم اور ہمدردی بنی نوع کی وجہ سے اور دنیا سے شرارت اور فساد۔ نفاق اور عناد اور لڑائی جہگڑوں کی بھسم کر دینے والی آگ کے فرو کرنے اور خدا کے برگزیدوں کی عزت و عظمت اور اُن کے جلال کو قایم کرنے اور اُن کی زندگی سے بدنامی او تہمت وطوفان کے سیاہ دہبے مٹانے اور اُنکے نام کی عزت و توقیر کرنے اور باہمی محبت واخوت میل ملاپ سے زندگی بسر کرنے اور انکے ثمرات حسنہ سے بارور ہونے کے واسطے لکھا تہا۔ وہ یونیورسٹی ہال لاہور میں قریباً چہہ ہزار معزز اور تعلیم یافتہ طبقہ کے انسانوں کے روبرو جو کہ ہر مذہب وملت میں سے دور دور سے بہی آئے ہوئے تہے۔ مکرمی جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی معرفت بڑی شان اور دہوم سے پڑہا گیا۔ جو نہایت امن اور عمدگی سے انجام پذیر ہوا ٭

اس عظیم الشان جلسے کے صدر جناب رائے صاحب بہادر رائے پرتول چندر صاحب جج چیف کورٹ پنجاب بالقابہ تہے جو کہ ایک نہایت بیدار مغز بے تعصب باوقار انسان ہیں۔ آپ نے افتتاحی

تقریر پریزیڈنٹ | تقریر زبان انگریزی میں یون فرمائی

میں اس عزت کا جو مجھے اتنے بڑے مجمع میں صدر بنا کر دیگئی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جب پہلے مجہسے پریزیڈنٹ بننے کی درخواست کی گئی تو میں نے اپنے آفیشل تعلقات سے ٹال دیا۔ مگر پہر میں نے اس خیال سے اس امر کو منظور کر لیا کہ ہندو مسلمانوں میں باہمی اتفاق اور مودت کا ہونا تمام ملک کی بہتری اور بہبودی کا موجب اور گورنمنٹ ہند کی مضبوطی کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہم سب کو اُن لوگوں کا شکر گذار ہونا چاہئے۔ جو اس مفید جلسہ کے محرک ہوئے ہیں یہ امر واقعی بڑا اہم ہے اور اس امر کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں میں باہمی اتحاد اور محبت قایم ہو (اس موقع پر جناب صدر جلسہ صاحب نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کھڑا کر کے پہر دونوں کی انگلیاں باہمی ایک دوسرے میں ملا کر اشارہ کیا کہ اسطرح سے باہم ہندو مسلمانوں کے تعلقات ہو جانے چاہئیں)۔

پہر فرمایا

اور اس معاملہ پر روشنی ڈالنے اور تحریک کرنے کے واسطے

قادیان کے ولی

سے بہتر اور کوئی آدمی نہیں ہو سکتا تھا۔ جب یونیورسٹی ہال میں جلسہ کرنے کے واسطے مجہسے درخواست کی گئی اور اجازت چاہی گئی تہی۔ تو میں نے یہ سوچکر کہ اس کام سے زیادہ مفید اور بہتر کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ جو اس ہال میں کیا جاوے۔ میں نے اجازت دے دی ٭

اب میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ پوری توجہ اور شوق سے انکے پیغام صلح کو سنیں گے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانے اور اسپر کاربند ہونے کی کوشش کریں گے ٭

بعد ازاں قبل اسکے کہ اصل مضمون کا آغاز ہو۔ مکرمی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے تبرکاً چند آیات قرآنی نہایت جوشیلے سریلے اور موثر لہجے میں پڑہیں جو کہ دل سے نکلکر دلوں پر بیٹہیں جزاهم الله احسن الجزا ٭

تلاوت قرآن شریف کے بعد اصل مطبوعہ مضمون جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے بڑے جوش اور بلند آواز سے پڑہا۔ دوران مضمون میں بعض بعض مقامات پر سامعین متاثر ہو کر تعریف اور داد کی غرض سے مروجہ رسم کے لحاظ سے بڑے جوش سے متواتر تالیاں بجاتے تہے۔ اور مضمون سے متاثر ہو کر چہروں کی بشاشت سے اظہار خوشی کرتے تہے ٭

مضمون کل سامعین کو باوجود مجمع کثیر اور مکان وسیع ہونے کے اچہی طرح سے سنائی دیتا تہا۔ اور کسی نے اس امر کی شکایت نہیں کی کہ اُن تک آواز نہیں پہنچی ہیں اسوقت جب اصل مضمون بڑے جوش اور زور سے پڑہا جا رہا تہا۔ آسمان سے رحمت آلہی کا نزول ہوا اور بارش اسوقت تک جاری رہی جب تک کہ جلسہ ختم نہ ہولیا ٭

حکمت آلہی سے جناب صدر جلسہ کی طبیعت ناساز ہونی شروع ہو گئی۔ جس سے صدر جلسہ نے جلدی جانا چاہا۔ لہذا خواجہ صاحب نے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح رضہ کا پیش کر کے پڑہا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے خواجہ صاحب کو حضرت اقدس کے اس مضمون کے پڑہنے کی اجازت بحیثیت امام و مقتدا ہونے کے دی تہی اس خط کے پیش کرنے اور سنانے کی ایک غرض یہ بہی تہی۔ کہ تا پبلک کو معلوم ہو جائے کہ احمدی قوم اب بہی اسی طرح ایک ہی سلک میں پروئی ہوئی ہے۔ اور کہ کل قوم بلحاظ اپنی وحدت کے ایک نفس واحد کا حکم رکہتی ہے۔

اس تمام کارروائی کے بعد خواجہ صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی جس کا لب لباب یہ تہا۔ کہ چونکہ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حلال چیز کو بہی اس شرط پر ترک کر دینے کا وعدہ فرمایا ہے کہ آپ لوگ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین کو چہوڑ کر آیندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور برگزیدہ نبی مان لیں اور آپکا نام اپنی تقریرین اور تحریرین میں بڑی عزت عظمت اور ادب سے لیا کریں لہذا ہم لوگوں نے آج آپکو اپنی طرف سے اس صلح کی طرف مستفید ہی کرکے بلایا ہے۔ اور آج یہ کام ہماری طرف سے بہ تمام وکمال ادا ہو چکا ہے۔ اب قطع نظر اس کے کہ اسکا کیا اثر ہوگا۔ آپ لوگ ان شرایط کی پابندی کرینگے یا نہیں میں خود آپ لوگوں کے سامنے اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ میں آج کی تاریخ سے اس خاص خوراک کو باوجود ایک حلال خوراک ہونے کے ترک کرتا ہوں ٭

اس تقریر کے بعد چونکہ صدر جلسہ صاحب بوجہ علالت طبع جانیوالے تہے چوہدری رام بہجرت صاحب جو کہ اسوقت شریک جلسہ تہے۔ کہڑے ہوئے اور بڑے جوشیلے اور مؤثر الفاظ میں صدر جلسہ اور پبلک سے یہ درخواست کی۔ کہ یہ مفید اور بابرکت جلسہ جاری رہنا چاہئے۔ صدر جلسہ اگر جاتے ہیں تو آپ کی بجائے اپنا جانشین بنا جائیں۔ چنانچہ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویرہاوس لاہور نے رائے نرائن داس صاحب کو صدر جلسہ ہونے کی رائے پیش کی جسکی تائید ہو کر منظور ہوا ٭

خواجہ صاحب کے بعد مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے کہڑے ہو کر صدر جلسہ اور پبلک کا شکریہ ادا کیا۔ اور یہ بہی خواہش کی کہ اگر جلسہ موجودہ صدارت میں جاری رکہا جائے تو خواجہ صاحب کی طرح طرفین سے بہت سے قول و اقرار و معاہدہ ابہی ہو جانے کی امید کی جاتی ہے ٭

مگر

بعض معزز اراکین اور پبلک کا رجحان دیکہکر یہی تجویز پاس کی گئی۔ کہ جلسہ اسوقت بند کیا جاوے۔ اور پبلک کے

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چہپا

تجویز پیش کردہ پر غور و فکر کرنے کا موقع دیا جاوے اور پھر کسی دوسرے موقع پر مناسب جلسہ کیا جاوے۔

اس پر خواجہ کمال الدین صاحب نے پھر کھڑے ہو کر بڑے زور سے اس بات کا اپیل کیا کہ اسوقت ایک نیک کام کی تحریک دلوں میں پیدا ہو رہی ہے اور لیکچر کا اثر دلوں پر نمایاں ہے اور خاص جوش اس امر کا پایا جاتا ہے لہذا جلسہ جاری رکھا جانا چاہیے۔ اسپر

خان بہادر مسٹر محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لا

نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جسکا ماحصل یہ ہے کہ جلسہ ابھی ہو یا آئندہ کسی وقت غور و فکر کے بعد کیا جاوے اس میں میری رائے یہ ہے کہ جلسہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کیا جانا چاہیے کیونکہ اسوقت جب کہ طبایع متاثر ہو رہی ہے اور سوچنے اور غور کرنے کا کوئی موقع نہیں آیا میں کلام نہیں کہ جو تعلیم اسوقت پڑھا گیا ہے اصول کے لحاظ سے نہایت ضروری ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ اسکی تکمیل اسی جلسہ میں اسی منٹ میں کی جاوے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت جلسہ میں ختم کیا جاوے اور پبلک کو اسکے متعلق غور و فکر کرنے کا موقع دیا جاوے۔

اسکے بعد خواجہ صاحب نے اسی امر کا اعلان کیا کہ آج جلسہ یہیں ختم کیا جاتا ہے اور جلسہ برخاست ہوا۔

عبد الرحمن قادیانی احمدی۔ ۲۳۔ جون ۱۹۰۸ء

کیا ہم احمدی اسلام کو چھوڑ سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسے کہ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دنیا میں تشریف لائے تھے۔ ویسے ہی اسی کے حکم اور وعدوں کے مطابق اس دنیا فانی سے تشریف لے گئے آپکا وفات پانا نہ تو کوئی انوکھی بات ہے اور نہ کوئی امر کہ جس پر کوئی حرف رکھ سکے یا کچھ کہہ سکے کیونکہ آخر ہر ایک کے لئے یہ دن موجود ہے سب پر اس دن نے آنا ہے ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

جناب سید حافظ مختار احمد صاحب نے کیا اچھا کہا ہے ؎

جو آیا اس جہان میں اسکو لازم موت آنی ہے
یہ ثابت ہو گیا آنا ہے جانے کی نشانی ہے
نہیں منکر کوئی ہر شخص نے یہ بات مانی ہے
مسلم ہو گیا یہ مسئلہ انسان فانی ہے

مگر وہ مبارک موت ہے جو خدا کی فرمانبرداری میں ہو۔ خدا کی رضامندی میں ہو۔ ایسا شخص اصل میں حیات جاودانی پاتا ہے وہ دنیا سے نہیں گذرتا اور نہ مرتا ہے کیونکہ جو وہ کر جاتا ہے۔ وہ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی عقل مند اسکو مردہ کہہ سکے یا اسکی مبارک زندگی سے انکار کر سکے :۔

ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ الف الف سلام دنیا میں ایسے وقت تشریف لائے تھے کہ دنیا میں خدا پرستی کی تمام راہیں دنیا پرستی نے بھلا دی تھیں۔ کوئی دل ایسا نہ تھا کہ جسمیں دنیا کی محبت یا شہرت کا شوق مدہم ہو رہا ہو اور خدا پرستی اسپر غالب ہو بلکہ ہر طرف یہی نمونہ اور یہی نظارہ تھا کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اور آپ تشریف اسوقت لے گئے۔ کہ جب چار لاکھ سے زیادہ کی جماعت خدا پرستی کی قایم کر دی یعنے جنہوں نے آپ کے آگے بیٹھے دل سے اقرار کیا کہ "**دین کو دنیا پر مقدم کرونگا**" یہ ایک ایسی بڑی کامیابی اور امداد ہوتا ہے کہ اس کی نظیر سوائے سلسلۂ انبیاء علیہم السلام کے کسی دوسری جگہ تلاش کرنا مشکل ہے۔ اور وہ بھی انبیاء خاص نبیوں میں جیسے حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلعم۔

حضرت اقدس کی وفات پر ہمیں پہنچایا اور اس بات کو مدنظر رکھکر ہرگز ہرگز ستانا نہیں لیونا آپ کامیاب ہیں۔ اور مظفر و منصور ہو کر گئے اور پھر اقیانہ الصلوات چھوڑ کر گئے آپ کی جماعت پکا سلسلہ آپکے مقاصد و اغراض تمام ہیں۔ اسلئے کوئی بھی بات نہ رنج و غم کی نظر آتی ہے اور نہ ہم و حزن کی ہاں البتہ وہ پیارا پیارا چہرہ وہ ماہ کنعان جس کے دیکھنے سے ہمارے آنکھوں میں نور معرفت بھر جاتا تھا۔ وہ بیشک ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ جسکی پیاری پیاری تقریریں اور پیاری باتیں ہمارے مردہ دلوں کو زندگی کا آب زلال پلاتی تھیں۔ مگر ہم کو نہ تو ہراسان ہونا چاہیے اور نہ نا امید کیونکہ حضرت اقدس کے پیچھے جو آپ کی یادگار قایم خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ اس میں بھی روح القدس کی مدد سے ایسی ہی برکت نور سے امور ہو کر رہ جاوے گی۔ کہ ہمکو وہی حاصل ہوگا۔ جو پہلے حاصل ہوتا تھا۔ اور یہ تمام فیضان ہی اس بات کی زندہ دلیل ہونگے۔ کہ حضور زندہ ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ خلق الانسان ضعیفا کے مطابق ہمارے دل ضرور بضرور حضرت اقدس کی جدائی کی تاب نہ لانے کی وجہ سے مغموم ہیں دل میں آپ کی جدائی سے سخت درجہ پر قلق و کرب ہے۔ کیونکہ دل آپ کی جدائی سے راضی نہیں تھے وہ چاہتے تھے کہ حضرت اقدس کا پیارا چہرہ کبھی بھی ہمارے نظروں سے دور نہ ہو مگر یہ انکا غلط خیال تھا۔ کیونکہ ؎

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پائندہ و باقی است خدا خواہد بود

آخر جسم خاکی کی جدائی تو ہمیں لازمی اور ضروری تھی اسلئے جدائی ہو گئی پر ہوئی۔ ہم اس جدائی سے ضعیف مخلوق ہونے کی وجہ سے سخت غم میں مبتلا ہوئے اور ہمارا غم و الم میں مبتلا ہونا ایک طرح سے ضروری بھی تھا کیونکہ خدا تعالےٰ نے جہاں کسی ہم و غم پر صبر کرنے کی تاکید فرماتا ہے وہاں خود مخلوق کے ضعف کا ذکر فرماتا ہے جیسے کہ فرمایا واستعینوا بالصبر والصلواۃ الا علی الخشعین الذین یظنون انھم ملقوا ربھم وانھم الیہ راجعون ۞ سورہ بقر۔ یعنے (مصیبت کی برداشت کے لئے) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور البتہ شاق ہے (ایسی حالت میں جب کہ کوئی تازہ مصیبت ہم و غم لاحق حال ہو صبر کرنا اور نماز سے سہارا پکڑنا) مگر انکے لئے نہیں کہ جو یہ خیال مدنظر رکھتے ہیں کہ وہ بھی آخر کار ایسے ہی اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہو جاوینگے (جسطرح کہ یہ انکا پیارا انسے جدا ہو کر اپنے مولا کے پاس حاضر ہو گیا) پس جب کہ یہ بات زیر خیال رہتی ہے۔ وہ کبھی بھی ہم و حزن کی پیش نہیں جانے دیتے۔ بلکہ بڑھ بڑھ کر محبت والفت میں اپنے مولا کریم کی لے لیتے ہیں کیونکہ ایسی حالت میں یعنے ایسے خیالات کے آنے جو اسکے ایمان و عرفان کا رنگ پکڑ جاتے ہیں اسلئے دنیا و مافیہا کی محبت کو بالکل سرد کر دیتے ہیں اور عشق الہی کی محبت کو اپنے سینہ میں بھڑکا لیتے ہیں مگر یہ سچ ہے۔ کہ ایسا ضرور ہوتا ہے۔ کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت انسان ضرور ایک ایسے ابتلاء میں پڑ جاتا ہے۔ کہ اگر اسکے مولا کریم خود دستگیری نہ کرے تو اسکی تباہی کا سامان بن جانا ممکن ہوتا ہے جنہوں نے تاریخ کی ورق گردانی کی ہے وہ خدا کے لئے گواہی دے سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد کیا کچھ ظہور میں آیا تھا۔ وہ بھی اسی ابتلاء کا ایک نظارہ تھا۔

مثلاً حضرت ابوبکر علیہ السلام کو جنت کی سبیل کا پانی پلاوے اور آپ کا زیادہ سے زیادہ مرتبہ کرے کہ انہون نے تقریر کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہلاکت سے بچایا تھا اگر جس نے اس صادق کی نہ مانی، وہ تباہ ہوا ہلاک ہوا ذلیل و خوار ہوا۔

احمدی قوم کے آگے سیرت انبیاء کی کتاب ایسے طور پر کھلی پڑی ہے۔ کہ وہ کسی حالت میں انشاء اللہ ٹھوکر نہ کھانے والی جماعت ثابت ہوگی جیسے کہ اب تک ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ انکے دلون مین یہ بات ایسی بیٹھی ہے کہ وہ اس کو بھول ہی نہین سکتی کہ انبیاء کی وفات ضرور ہوتی ہے وہ آخر دنیا کو ضرور چھوڑتے ہین۔ دنیا مین جسقدر کام اُن سے خدا نے لینے ہوتے ہین اتنے ہی لینا ہے یعنی انکے خاص وجود مبارک سے اور بہت سے ایسے ہوتے ہین۔ کہ جو اُن کے صحابہ کے ہاتھ پر پورے ہونے ضروری ہوتے ہین۔ چونکہ وہ اسی کے ہاتھ کے لگائی ہوئے پودے ہوتے ہین اسلئے تمام کام انہین انبیاء کے ہوتے ہین۔ جو انکے خادم کرتے ہین۔ جیسے آنحضرت صلعم کے بعد ہوا ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ہوگا۔ مبارک وہ جو اس راز کو سمجھے اور ٹھوکر سے بچے :۔

ہمارا سب کا اسوقت فرض یہی ہے کہ ہم سچے دل سے حضور کی صداقت پر فدا رہتے ہوئے آپکے خلیفہ برحق امیر المومنین حضرت حکیم الامتہ جناب مولانا نورالدّین علیہ السلام کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اسبات کے لئے مستعد ہوجاوین کہ ان کی پوری پوری اطاعت و فرمانبرداری کرین۔ یہی عین ایمانداری اور برخورداری ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام وہ پاک وجود تھے کہ جب دنیا مین تشریف لائے تو خدا تعالیٰ کے نشانات قدرت ظاہر ہوئے۔ اور جبتک دنیا مین رہے تب تک بھی آپکے وجود کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے بے انتہا نشانات ارضی و سماوی دکھلائے۔ جب آپکا آخیری وقت آیا اور آپنے ہم سب خادمون کو اپنی جدائی کا ناگوار پیالہ پلایا۔ اور خدا تعالیٰ کے نشانات قدرت کے ماتحت آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو اسوقت بھی خدا تعالیٰ کے نشانات کے مطابق آپ کی جماعت کو تسلی رہی وہ نہ تو ایسی حالت مین ہوئی۔ جس سے بے صبری ثابت ہو اور نہ اس کے متقلال مین فرق آیا۔ جس سے آپ کی تعلیم کی خوبی

ثابت ہوتی ہے یعنے جو کچھ آپنے خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کے متعلق تعلیم دی تھی۔ اسپر آپ کی جماعت نے عملی نمونہ سے ایسے وقت مین ثابت کردیا کہ واقعی حضور پُرنور کی تعلیم کا منشاء یہی تھا۔

غرضیکہ آپکا مبارک وجود خدانما ثابت ہوا ہے ایسے وجود کی جیسا کہ دستور تھا۔ اس کی زندگی مین ایسی قدر نہین کی گئی۔ اکثرون نے اسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسکی پُربرکت کتابون کو پڑھنے پڑھانے سے روکا۔ مگر ان لوگون نے جو خدا کے قدیم دستور سے آگاہ تھے۔ خدا کے وجود کو کسی صفت سے معطل نہ سمجھتے تھے۔ اسکو قبول کیا۔ اور اسکو ہر ایک نے عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اسپر عملدرآمد کرنے مین سبقت کی :۔

دنیا مین اسوقت ہزارون مذہب ہین لیکن اگر ایمان کی پوچھو کہ جو مذہب کی منشاء ہوتی ہے وہ سب جگہ مفقود ہے (یعنے خدا تعالیٰ کا جیتا جاگتا ہونا صفت تکلم سے کسی وقت عاجز نہ ہونا جیسا کہ سمیع و بصیر خالق آلک ہونے کا اقرار ہو ایسے ہی صفت تکلم کا اقرار ہو کہ دوسری صفات کا موجود ہونا اگر صفت تکلم کا معطل ہوجانا :۔

دنیا مین **اسلام** اسلئے آیا ہے کہ اہل زمین پر ظاہر کرے کہ تمہارا خداوند خدا رب العالمین ہے جسمین تمام صفات خیر و خوبی کی اور ازلی ابدی ہین کوئی معطل یا فنا ہونیوالی صفت اسمین نہین ہے بلکہ تمام کی تمام اسکی صفات غیر فانی ہین۔ مگر کیا کہین اور کس کے آگے جاکر روئین۔ اور تو اور رہے وہ جو مسلمان کہلاتے ہین جن کو اسلام کا دعویٰ ہے ان کی حالت اس زمانہ مین ایسی ہو گئی ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کی طرح وہ بھی خدا کے کلام نازل کرنے کے منکر ہو گئے ہین سننا اور دیکھنا قبول کرتے ہین مگر اللہ تعالیٰ کو بولنے اور کسی اپنے بندے سے ہمکلام ہونے سے انکار و فرار کرتے ہین جیسے کہ دوسرے مذاہب والے اپنے بانی مذاہب کے بعد وحی و الہام کا سلسلہ ختم کرنے کے اقراری ہین ایسے ہی یہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہین۔ آنحضرت صلعم کے بعد وحی الہام کے سلسلے کا انکار کرتے ہین مگر یہ نہین سوچتے۔ کہ اگر واقعی اسلام مین بھی ایسا حال تھا تو دوسرون سے مابہ الامتیاز اسمین کیا ہے جو دوسرے مذاہب کے سامنے اسکو پیش کیا جاوے؟

یہ عقاید صرف اسوقت کے ہی ہین ان سے پہلے مسلمانونکی سیرت و لائیف کی اگر سیر کی جاوے۔ تو ہرگز یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ ان عقاید کے پابند تھے

مسلمانون مین جناب **شیخ عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے گئے ہین۔ یہانتک کہ بعض عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے اُن کی گیارہوان بارہوان بھی کرتے ہین وہ اس کتاب کے **غنیۃ الطالبین** کے صفحہ ۴۴۵ فصل نماز مین لکھتے ہین کہ "وردی ان اللہ اوحی الی بعض صدیقین ان عبادی من عبادی الخ" یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ "اور روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض صدیقون کو وحی بھیجی الخ جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت غوث پاک رض کا یقین اسبات سے پر تھا کہ وحی و الہام الٰہی کا سلسلہ بند نہین ہوا جبھی تو صاف ارشاد فرماتے ہین کہ بعض صدیقون کو خدا نے وحی بھیجی۔ ہان اسلامی شریعت کے منسوخ کرنیوالی یا اسکے خلاف بیان سنانیوالی وحی و الہام سے بیشک نقصان تھا نہ کہ تائید و تصدیق کرنے والی وحی سے۔ یہ جو اسلام کی تعلیم پر عملدرآمد کرنے سے وحی والہام کا دروازہ کھلتا ہے جسکے ہونے کے جناب پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ قائل تھے۔ وہ تو اسبات کی دلیل ہے کہ اسلام ایک زندہ جاوید مذہب ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسکی پیروی سے وہ خدا جو نہان در نہان ہے اپنے کلام پاک کے ذریعہ انا الموجود کی آواز سنا کر یہ ثابت کردیتا ہے کہ وہ جیسا کہ سمیع و بصیر ہے ویسا ہی کلام کرنے والا بھی ہے اور کہ اسکی کوئی صفت فانی اور معطل ہونیوالی نہین ہے :۔

جناب مسیح موعود دنیا مین کس لئے تشریف لائے تھے؟

حضرت تقدس مآب جناب مسیح موعود دنیا مین یہی ثابت کرنے آئے تھے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ اسکی پیروی سے زندہ خدا اپنے کلام پاک سے خود اپنی ہستی کا ثبوت انا الموجود کی آواز سنا کر دیتا ہے اسلام نے جیسا کہ اسکے سمیع بصیر ہونے کا بیان کیا ہے ویسا ہی اس کے کلام کرنے کا بھی اقرار کیا ہے زمانہ سے جو اسلام کے اندر علاوہ بیرونی عقاید فاسد کے خدا کی نسبت جو صفت تکلم سے انکار کا عقیدہ پڑ گیا تھا۔ اسکو آپنے دلائل قاطع سے جو عقلی اور نقلی کے علاوہ تائیدات سماوی بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہ ثابت کرکے دکھلادیا کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات ازلی و ابدی ہین۔ کوئی ضایع اور فنا ہونے والی نہین جیسے کہ وہ ہمیشہ سے دیکھتا ہے سنتا ہے ایسے ہی بولتا بھی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے لئے اپنے مبارک وجود کو پیش کرکے جہان پر زندہ نظیر سے بھی ثابت کردیا کہ بیشک اور یقیناً وہ خدا جسکو قرآن اور حضرت محمد الرسول اللہ

نے یہ صفت پیش کیا ہے وہ جیتا جاگتا حی قیوم لم یزل لا یزال خدا ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ حضرت محمد صلعم ہی دنیا مین ایک بابرکت رسول (صلعم) ہوئے ہیں کہ جن کی سچی پیروی سے خدا انسان سے منہ لگاتا یعنے الہام و کلام کرتا ہے جیسے کہ آنجناب کو خدا نے وعدے دیئے تھے کہ جو تیری سچی پیروی کرے گا۔ وہ نبی۔ صدیق۔ صالحین اور شہداء کے مراتب پائیگا۔ اور اسی لئے دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم کو دن رات مین پانچ دفعہ کرنے کی تاکید فرمائی :۔

جناب مسیح موعود دنیا مین کیا لیکر آئے تھے؟

یہی کہ خدا زندہ اور جیتا جاگتا خدا ہے۔ وہ اپنے پیارے بندون سے جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی کامل پیروی کرتے ہین۔ کلام کرتا ہے اور اس کو اپنا پیارا و برگزیدہ انسان بنا لیتا ہے۔ اور کہ خدا تعالے مین جو قوتین طاقتین کسی پہلے زمانے مین موجود تھین۔ وہ اب بھی ہین۔ وہ جیسے پہلے فعال لما یرید تھا۔ اب بھی ہے اور اس سے آگے کو بھی رہے گا۔ چنانچہ اپنی چھبیس سالہ ماموریت اللہ کے دعوے سے ثابت کر دیا کہ واقع میں الامر کذلک ہے ایک زمانے نے ملکر خدا کے مسیح موعود کو ہلاک کرنا چاہا۔ مٹانا چاہا۔ تباہ کرنا چاہا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدون کے مطابق جو اس نے پہلے سے اپنے پیارے بندے کو دے رکھے تھے کسی کی اور غیر کی پیش نہ جانے دی۔ کیا ہم ان مقدمات کو بھول سکتے ہین کہ جو آپ کی عزت آبرو جان مال کے لینے کے لئے کئے گئے تھے؟ اور ان مین دشمنوں نے ناخون تک زور لگا کر چاہا تھا کہ خدا کے مسیح کی عزت جائے مال جائے آبرو جائے مگر آخر کو نتیجہ یہی ہوتا رہا ہے۔ کہ دشمن ہی خائب ہوئے اور وہ فاتح مظفر و منصور اور کامیاب بامراد ہوا خدا کے مسیح نے اسی زندگی مین ایسی ایسی کامیابیان حاصل کیں اور اسکے دشمن ایسے ایسے ذلیل و خوار ہوئے کہ ان کو اپنی ناکامی اور نامرادی کا ان الفاظ مین اقرار کرنا پڑا "قادیانی کے بالمقابل جسقدر کوششین ہو رہی ہین حقیقت مین کافی سے زیادہ ہین۔ مگر انکے اثر سے کوئی عام اور دیرپا فائدہ نہین ہوتا" الہامات صفحہ ۱۰۲ مصنفہ مسٹر ثناء اللہ اس اقرار کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے مسیح صادق کو ہر طرح کے براہین سے صادق کرتا تھا اسلئے ایک طرف تو خود قرآن شریف مین فرمایا کہ من اظلم ممن افتریٰ علے اللہ کذبا او کذب بایٰتہ انہ لا یفلح المجرمون ط اور دوسری طرف ایسے سیاہ مخالف و معاند سے جو کہ نہ صرف عملی طور پر اپنا یہودی ہونا ثابت کرتا ہے بلکہ اہل حدیث ۲۴ جلد ۳ مین علانیہ اقرار کرتا ہے کہ جو آیت یہودیوں کے حق مین تھی تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتیٰ۔ وہ اسکے حق مین ہے۔ دوستو آپ یقیناً سمجھین کہ یہ خدائی تصرف تھا جو اسنے مذکورہ بالا اقرار کرلیا تا کہ زمین والون پر یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہو کہ خدا نے اپنے برگزیدہ بندے مسیح موعود کو ایسا کامیاب کیا۔ کہ آخر کار دشمن بھی چلا اٹھے کہ ہماری کوششین باوجود کافی ہونے کے ناکامی نامرادی اور حرمان نصیبی کا ذریعہ بن رہی ہین۔ ورنہ ایسوں سے ایسا کھلا اقرار ہونا امر محال تھا۔ یہ خدا کا خاص فضل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوا کہ وہ مثل انبیاء کے کامیاب مظفر و منصور دنیا سے اٹھائے گئے یعنی اپنی طبعی موت سے وفات پائی۔ اور یون ثابت کر دیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدائی وعدون کے مطابق اسی طرح دشمنون کے حملون سے محفوظ رکھے گئے۔ اور اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے تھے :۔

غرضیکہ خدا کے القادر و فعال لما یرید ہونیکا ایسا عجیب نظارہ خدا کے مسیح صادق کی پاک زندگی نے دکھلایا کہ وہ کسی دوسری جگہ ہرگز ہرگز نہین ملسکتا۔ دوسرے تمام مذاہب فیضان الٰہی کے دروازے بند کر بیٹھے ہین جس سے وہ ثابت کرتے ہین کہ خدا کا فضل آگے کو نہین جاری رہ سکتا۔ بلکہ پیچھے رہگیا اسی طرح ان لوگوں نے جو مسلمان کہلاتے ہین خدا کے فیض و فضل کے دروازے مین قفل فولادی لگا دیا انکے زعم ناقص مین آنحضرت صلعم باوجود افضل الرسل ہونیکے ایسے ہین کہ جن کی پیروی کا نتیجہ سوائے سردردی کے کچھ نہین وہ نہ فیضان الٰہی کے قائل ہین اور نہ وحی والہام کے کیونکہ انکے زعم باطل مین قرآن کے بعد کوئی ایسی وحی جو قرآن کی مصدق ہو اور اسلام کی معاون ہو آنحضرت صلعم کے ختم رسالت کے باعث اسکا آنا ناجائز ہے گویا کہ انہوں نے ایک ایسے خود تراشیدہ خدا کو مان لیا ہے کہ جو قرآن کو نازل کرکے (نعوذ باللہ) گنگ و کر کی طرح ہو گیا۔ مگر ہماری سمجھ مین یہ نہین آتا۔ کہ اگر اسنے ایسا ہی گنگ و کر ہوجانا تھا۔ تو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا کیون سکھائی نیز آنحضرت صلعم کی کامل پیروی کرنے سے نبی صدیق شہید صالحین بنانے کے کیون وعدے کئے؟ کیا یہ تمام باتین خدا نے محض فضول کین؟ نعالیٰ خدا تعالیٰ سچا اور صادق الوعد ہے :۔

پیارے ناظرین! یہ تمام بدر اہیان ہین اور خدا تعالیٰ پر بدظنیان ہین۔ خدا تعالیٰ کے وعدے بالکل سچے ہین اور اسکے سچے رسول حضرت محمد صلعم بالکل سچے ہین۔ آپ سے جسقدر خدا تعالیٰ نے وعدے کئے ہے۔ وہ سب سچ کرکے دکھلائے اور ایسے ایسے وقتوں مین آپکے ہاتھ کے لگائے ہوئے مبارک شجر اسلام کی مدد کی جسوقت کہ نہ صرف غیر ہی حملہ آور ہو رہے تھے بلکہ وہ جو مسلمان کہلاتے تھے پیری کے جن کو دعوے تھے وہ بھی آنحضرت صلعم کی پیروی سے فیض و فضل کے منکر ہو گئے تھے۔ چنانچہ ہمارے اس زمانے مین حضور انور کی صداقت نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی کی شکل مین ظاہر ہوکر اس امر کو ثابت کر دیا کہ درحقیقت آپ شمس ہدایت تھے۔ آپ کی قوت قدسی کا دائرہ وسیع ہے اور کسی وقت آپ کا پیارا اور مبارک شجر اسلام بے پھل نہین ہے اسوقت جبکہ اپنوں اور بیگانوں نے ملکر اسلام کے مبارک اصولوں کی توہین کی اسکو بے پھل ثابت کرنا چاہا تو خدا نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ ایک ایسی جماعت تیار کر دی جنہون نے آنحضرت صلعم کے منشاء کے مطابق آپکے پیارے مذہب کو اسی طرح مبارک اور پرنور مان لیا اور کیونکر نہ مانتے۔ جبکہ خدا نے حضرت میرزا احمد کے وجود مبارک کے ذریعہ یہ امر روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زندہ ہے۔ اور تازہ بتازہ نشانون سے ہر زمانے مین اپنی زندگی کا ثبوت دے کر اپنے پیارے بانی کی صداقت کو اظہر من الشمس کرتا ہے چونکہ اس جماعت نے راستی سے پیار کیا اسلئے ان اسلام کے دعویدارون کے بالمقابل انکا امتیازی نام (جو اسلام کو زندہ مذہب یقین کرتے ہین اور حضرت اقدس میرزا صاحب کو اس زمانے مین اسلام کی لاج رکھنے والا اور اسلام کو سچے نشانون سے اور تازہ بتازہ نشانوں سے سچا ثابت کرنیوالا یقین کرتے ہین) احمدی مسلمان رکھا بس احمدی اسلام کیا بات پیش کرتا ہے وہی جو پر مذکور ہو چکی۔ تاکہ اسلام کو مثل دوسرے مذاہب کے بے اثر و بے پھل بیان کرنیوالون اور عملی طور پر ماننے والون مین اور بابرکت باثر اور زندہ دین یقین کرنیوالون مین جسکا موجودہ زمانے مین نمونہ حضرت میرزا صاحب کو مانتے ہین۔ امتیاز ہو بس کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم ایسے جیتے جاگتے اور زندہ جاوید اسلام کو جو اسوقت احمدی اسلام اپنا امتیازی نام رکھتا ہے جو خدا کے افضل بندے حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کو

ذریعہ سے بیہودہ بت گرد و غبار اور بیہودہ اور بوسیدہ عقاید کی ملونی سے پاک و صاف کیا گیا ہے چھوڑ سکتے ہین ؟ ہرگز ہرگز نہین بھلا ہم مین سے کون ایسا ہے کہ جو ایسا عقل کا اندھا ہو جاوے کہ کھرے کے بدلے کھوٹا خریدے لعل کے بدلے پتھر اور زندہ اور تازہ سے بیزار ہو کر مردہ اور بوسیدہ کے پیرو بن جا پڑے؟ پھر کیا دنیا مین کوئی ایسا مذہب ہے جو اس مذہب سے خوبی اور دیگر امور مین بہتر اور برتر ہو کیا آریہ سماج ہمارے لئے تسلی بخش ہو سکتی ہے یا عیسائیت سے ہمکو فائدہ پہنچ سکتا ہے یا ان موجودہ اسلام کے دعویداروں کے ہم آواز ہو کر ہم تسلی پا سکتے ہین؟ ہرگز ہرگز نہین۔ اگر ہمکو ان سے کچھ فائدہ ملتا تو ہم ان لوگون سے الگ ہی کا ہیکو ہوتے کیون خدا کے مسیح صادق کے ہاتھ مین ہاتھ دیتے سچ تو یہ ہے کہ اسنے اسلام کو ایسا منور اور دلربا دکھلایا کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور اسکے حسن کو دیکھکر لٹو ہو گئے۔ بیخود ہو گئے پس ہم تو اس اسلام پر فنا ہو گئے اور مٹ گئے۔ اسلئے نہ چھوڑین گے نہ چھوڑین گے اسلام کا دامن (انشاء اللہ تعالیٰ)

پیارے احمدی بھائیو! تمہارا صادق امام علیہ السلام تمکو ورثہ اور ترکہ مین کیا دے گیا؟ جیتا جاگتا اور تازہ بتازہ اسلام اور وہی اسلام! جو حضرت محمد صلعم دنیا مین لائے تھے۔ پس چاہئے کہ تم اس نعمت کی قدر کرو اور اس سے اسلام سے چمٹے رہو اور کبھی بھول کر ایسے دیو کی طرف نظر نہ کرنا کیونکہ اسکا احسان تمپر کچھ تھوڑا سا نہین ہے جو تم اس سے روگردان کرکے اسے دوسرے نقصونے کی طرف جھک پڑو۔

اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
راتین تھین جتنی گذرین اب دن چڑھا یہی ہے

خاکسار

محمد حسین منیر از لاہور چھاونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

النجم اور اُسکا سقوط

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے پاس کسی نے اخبار النجم لکھنو کا ایک ورق بھیجا۔ جسکے کئی کالمون مین حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایک ایڈیٹوریل مضمون درج ہے حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ ورق مجھکو دیا کہ اسپر اگر کوئی جواب طلب بات ہو۔ تو جواب لکھون مینے اس ورق کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اسکے دونون مضمون پر تاریخ ۲۱۔ ربیع الثانی لکھی ہوئی ہے انگریزی ماہ و تاریخ اس اخبار مین نہین لکھی جاتی۔ تعجب ہے کہ ۲۴۔ ربیع الآخر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی ہے ۲۱۔ ربیع الآخر کے النجم مین یہ مضمون کیسے لکھا جا سکا۔ پھر مینے کوشش کرکے ۲۱۔ ربیع الآخر کا پورا اخبار ایک کرم دوست سے منگایا۔ دیکھا تو اخبار کے ٹائٹل پیج پر اور اول سے آخر تک ہر ایک صفحہ پر ۲۱۔ ربیع الآخر ہی درج ہے۔ ایڈیٹر النجم کے حواس کا اندازہ کرنیکے لئے یہی بات کافی ہے مضمون کو پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ اخبار وکیل کے اس مضمون کا اکثر حصہ جو ۲۸۔ ربیع الآخر کے وکیل مین ایڈیٹر صاحب وکیل نے لکھا ہے اور جسکا پورا پورا جواب ۱۴۔ جون کے اخبار الحکم مین شایع ہو چکا ہے النجم کے ایڈیٹر نے نقل کر دیا ہے میرے نزدیک ایک ایڈیٹر کے لئے یہ بڑی قابل شرم بات ہے کہ وہ کسی اپنے ہمعصر کے شایع شدہ مضمون کو کچھ معمولی سی الفاظ کے تغیر کیساتھ نقل کرکے اسکو اپنے دماغ کا نتیجہ ظاہر کرے۔ اس مضمون کے اکثر حصہ کا حرف بحرف جواب وہی ہے جو الحکم مین "اخبار وکیل کا قرضہ" کی سرخی سے شایع کرا چکا ہون۔

ایڈیٹر النجم لکھتا ہے کہ "یہ بات قابل غور ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوٰن کی تائید مین کیا دلائل پیش کئے۔ نہایت افسوس کیساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے نہ کسی سے مناظرہ کیا نہ کوئی معجزہ کسی کو دکھایا۔ انکا دار و مدار پیشگوئیون پر تھا انہیں پیشگوئیون کو وہ اپنی نبوت و رسالت کی دلیل سمجھتے تھے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ صرف پیشگوئی کا کسی سے صادر ہونا اسکی نبوت کی دلیل ہو سکتا ہے بلکہ پیشگوئی کا پورا اترنا البتہ ایک بات ہے مگر مرزا صاحب کی کوئی پیشین گوئی کبھی پوری نہین ہوئی۔ جو پیشینگوئی انہون نے کی وہ غلط ہو گئی"۔ ایک مسلمان ایڈیٹر اخبار کی مذہب سے اسقدر ناواقفیت سخت حیرت مین ڈالنے والی اور نہایت ہی موجب ملال ہے ایڈیٹر النجم پیشگوئی کو دلیل نبوت نہین سمجھتا اور ایک بے حقیقت چیز جانتا ہے لیکن اسکو یہ معلوم نہین۔ کہ نبیون اور رسولون کی نبوتین اور رسالتین ثابت کرنے کے لئے سب سے زبردست دلیل پیشگوئیان ہی ہین ایڈیٹر النجم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سے انبیاء سابقین نے پیشگوئیان فرمائی تھین اور ان پیشگوئیون ہی سے بہت مسلمان ہوئے اب بھی جن لوگونکے دلون مین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی پیشگوئیون کی عظمت ہے وہ لوگ حضور نبی کریم نے مسیح موعود کو جو اپنے وقت پر آیا قبول کر لیا۔ جو لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کو ایک معمولی سی بات سمجھتے ہین انکو یہ دولت نصیب نہین ہوئی۔ ایڈیٹر النجم کے دل مین اگر قرآن کریم کی عظمت ہوتی۔ اور اسنے کبھی قرآن کریم اور احادیث نبویہ مین تدبر کیا ہوتا۔ تو کبھی وہ پیشگوئی کو ایک معمولی بات نہ سمجھتا خدا اور اسکے رسول کے کلام مین بمقابلہ دوسرے کلام کے اگر زبردست اور شاندار مابہ الامتیاز ہے۔ تو وہ پیشگوئیان ہی ہین۔ پیشگوئیان اسلام اور کسی نبی کی صداقت کے لئے کیسی ضروری ہین۔ اسکے واسطے ایک علیحدہ مستقل رسالہ کی ضرورت ہے یہ مختصر آرٹیکل اور اخبار کے معدود کالم اسکی تفصیل کی متحمل نہین ہو سکتے سردست پیشگوئی کی عظمت ذہن نشین کرنیکے لئے ایڈیٹر النجم کو سورہ جن کی یہ آیت تلاوت کرنی چاہئے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی ابھی پوری نہین ہوئی۔ بیشرمی کی بات ہے اگر ایڈیٹر النجم نے تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی وغیرہ حضرت مرزا صاحب کی بے نظیر تصنیفات نہین دیکھی ہین تو اسکو چاہئے کہ اول کم سے کم ہر دو مذکورہ بالا کتابون کو مطالعہ کرے اور اسکے بعد اپنی رائے کا اظہار کرے۔ ایڈیٹر النجم کی تنگ نظری اسی سے ثابت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے نہ کسی سے مناظرہ کیا نہ کوئی معجزہ دکھایا مین علی الاعلان البصیرت کہتا ہون کہ ایڈیٹر النجم نے حضرت مرزا صاحب کی تصانیف اور انکے کارنامون کو ہرگز نہین دیکھا اور ویسے ہی خواہ مخواہ دوسرے جاہلون کی آواز مین سُر ملانے کے لئے ایک بےمعنی راگ الاپ دیا ہے ورنہ ممکن نہین کہ گذشتہ تیس سالون کی مذہبی جنگ و جدال کو جس شخص نے اچھی طرح مطالعہ کیا ہے وہ یہ کہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کسی سے کوئی مناظرہ نہین کیا۔ اگر ایڈیٹر النجم کا یہ تجاہل عارفانہ ہے اور دیدہ دانستہ اسنے چاند پر خاک ڈالنی چاہی ہے تو ایسے ہی اشخاص کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے قد کانت آیتی تتلی علیکم فکنتم علیٰ اعقابکم تنکصون ۔ مستکبرین بہ سامرا تہجرون ۔ افلم یدبروا القول ام جاءھم ما لم یات اباءھم الاولین ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق واکثرھم للحق کارھون ۔ ایڈیٹر النجم کا یہ کہنا ہے کہ مرزا صاحب نے کوئی معجزہ نہین دکھایا۔ تعجب انگیز ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے معجزے دیکھنے کا شوق ہے تو اسکو چاہئے کہ وہ کم سے کم وہی دو کتابین پڑھ لے جنکا مین اوپر اشارہ کر آیا ہون۔ ایڈیٹر النجم نے نکاح والی پیشگوئی پر جو اعتراض کیا ہے وہ بھی اسکی

تلت تدبر کا نتیجہ ہے وہ لکہتا ہے کہ "اس پیشگوئی کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہو گیا" مین کہتا ہون - اگر وہ اظہر من الشمس کی بجائے اظہر من النجم لکہدیتا تو کچہ بات بہی بن جاتی - کیونکہ النجم کے جس نمبر مین ۲۴- ربیع الآخر کی خبر درج کرتا ہے اسکا نام ۱۱- ربیع الآخر کا النجم رکہا ہے - تلک اذاً قسمۃ ضیزی (سورہ النجم)

ایڈیٹر النجم چونکہ سرے ہی سے پیشگوئی کو ایک معمولی بات سمجہتا ہے لہذا اسکو پیشگوئیون کے متعلق اگر کوئی سمجہ اور واقفیت نہ ہو - تو تعجب نہین اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اسنے نکاح والی پیشگوئی پر اعتراض کیا ہے اس پیشگوئی کے متعلق اوّل تو حضرت مرزا صاحبؑ خود ہی حقیقت الوحی مین بصراحت لکہہ گئے ہین اب کسی کو اسکے متعلق زیادہ لکہنے اور کہنے کی ضرورت ہی نہین رہی پہر یہ کہ خدا تعالیٰ کے کلام مین کبہی کسی خاص شخص سے اسکا مانند اور کبہی اسکی اولاد مین سے کوئی شخص کبہی وہ شخص اور اسکے امثال دونون مراد ہوتے ہین اسکے متعلق ہمارے مقتدا و پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ اپنے ایک رسالہ مین مفصل لکہہ چکے ہین - یہان مجہکو اعادہ کی ضرورت نہین اسجگہ کنز العمال سے چند احادیث ایڈیٹر النجم کے غور کرنیکے لئے لکہدیتا ہون جس سے حضرت مسیح موعودؑ کی وہ ایک دو پیشگوئیان بخوبی سمجہ مین آجائینگی جو بعض بلید الطبع عوام کی سمجہ مین نہین آتین - ایڈیٹر النجم بتائے کہ ذیل کی حدیث کے تمام وعدے خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہ پر پورے کئے گئے تہے یا انکے جانشینون کے ہاتہ پر پورے ہوئے تہے :-

(۱) ان اللہ تعالیٰ وعدنی فارس ثم الروم نساءھم وابناءھم ولامتھم وکنوزھم وامدنی بحمیر اعوانا رواہ نعیم - (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۶)

(۲) ان اللہ تبارک تعالیٰ اعطانی فارس ونساءھم وسلاحھم واموالھم اعطانی الروم ونساءھم وابناءھم وسلاحھم واموالھم وامدنی بحمیر رواہ ابن مندہ وابو نعیم (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۳)

(۳) رایت کان فی یدی سوارین من ذھب فکرھتھما فنفختھما فذھب کسریٰ وقیصر (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۳)

(۴) اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام - واللہ انی لابصر قصورھا الحمر من مکانی ھذا - اللہ اکبر اعطیت مفاتیح فارس - واللہ انی لانظر المدائن وانظر قصرھا الابیض من مکانی ھذا - اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الیمن واللہ انی لانظر الی ابواب صنعاء من مکانی ھذا (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۴)

ایڈیٹر النجم نے کسقدر بیحیائی کو کام فرمایا ہے وہ لکہتا ہے کہ "عبد اللہ آتہم کے متعلق جسقدر پیشگوئیان مرزا صاحب نے کین وہ سب غلط ٹہرین" مین کہتا ہون کہ کیا آپنے عبد اللہ آتہم اور حضرت مرزا صاحبؑ کے تمام واقعات کو بغور پڑہکر ایسا لکہا ہے یا کسی بہنگ خانہ مین سُنکر النجم مین درج فرما دیا ہے ؟ کیا ایڈیٹر النجم نے حضرت مرزا صاحب کے وہ ایکہزار روپیہ دو ہزار روپیہ تین ہزار روپیہ وغیرہ کے انعامی اشتہارات پڑہے ہین کہ کس کس طرح عبد اللہ آتہم کو قسم کہانے پر مجبور کیا گیا - گر وہ قسم نکہا سکا یا انجام آتہم وغیرہ رسالہ ملاحظہ کئے ہین ؟ یا کبہی حضرت یونس علیہ السلام کے حالات مین غور و فکر کی ہے ؟ اگر ان کتابون کو مطالعہ کئے بدون کچہہ سوچے سمجہے بغیر ہی یہ مجذوبانہ بڑ ہانکدی ہے تو ایڈیٹر النجم خود ہی اپنے گریبان مین منہ ڈالکر سوچلے - کہ اس نے کہان تک اپنے فرائض کو انجام دیا ہے :-

اخیر مین ایڈیٹر النجم نے کچہ عجیب طرح سے لکہا ہے کہ یہ کرنا چاہئے - یون ہونا چاہئے - یہ ہوگا وہ ہوگا - اسلام کے چہرۂ زیبا مین تغیر پیدا کیا جائیگا - وغیرہ اس قسم کی لغو و لایعنی باتون کی طرف التفات کی مطلق ضرورت نہین - ایڈیٹر النجم سورہ النجم کی اس آیت کا پورا پورا مصداق ہے وما لھم بہ من علم ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا - اپنے مضمون کے بعد ایڈیٹر النجم نے ثناء اللہ امرتسری کے بہیجے ہوئے کسی مضمون کا کوئی حصہ لکہا ہے اسکی طرف ملتفت ہونے کی مجہکو اسلئے مطلق ضرورت نہین کہ میرے مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم نے ۱۴- جون کے الحکم مین ثناء اللہ کی کافی مزاج پرسی کردی ہے اور آئندہ بہی وہ اسکی مناسب تواضع کرنے کو طیار ہین : والسلام

راقم

اکبر شاہ خان نجیب آبادی - ۱۶- جون ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

برادران - السلام علیکم - حضرت مسیح موعود کا آخری پیغام پنجاب یونیورسٹی ہال مین بصدارت جناب جسٹس پرتول چندر چٹرجی صاحب جج چیف کورٹ پنجاب ہندو قوم کے مختلف فرقون نے نہایت عزت و احترام کیساتھ سنا اس جلسہ کے حالات لکہنا میرا مقصد اس جگہ نہین میری غرض یہان اس پاک منشاء کے پورا کرنے کے متعلق بعض تجاویز پیش کرنا اور اسپر کوئی عملی کارروائی کرنی ہے جس نے حضور والا کو اس پیغام کے لکہنے پر تحریک دی - اس مبارک پیغام کے متعلق جہانتک مین اندازہ کر سکا ہون - ہندو قوم کے مختلف خیالات ہین - اکثر تو ان مین سے ابہی غور کر رہے ہین - کہ اس پیغام کا کیا جواب دیا جاوے - لیکن علی العموم غیر مذہب اس پیغام کے بعد اس پاک طینتی اور وسعت خیالی کو تسلیم کر گئے ہین - جو مقدس راقم پیغام کی ایک لازمی سیرت تہی - اس پیغام سے آریہ سماج نے کسی قدر اختلاف کیا ہے درحقیقت وہ لوگ سوائے وید کے کسی اور کتاب کو الہامی کتاب ہونے کی عزت اگر دین تو گویا وہ سماجک عمارت کے ایک بہاری بنیاد کو خود ہلا دین گے - اسلئے ان سے فی الفور اتفاق کی امید رکہنا کسی قدر مشکل ہے البتہ ہم اکثر اس حد تک تو طیار ہین - کہ وہ ہمارے نبی کریمؐ کو عزت کی نگاہ سے آئندہ دیکہین اور انہین بدکلامی سے یاد نہ کرین اور انہین ایک اولوالعزم انسان مانین اور مفتری نہ کہین ہان جناب رسالتمآب کی نبوت کا قائل ہونا سردست مشکل ہے سناتن دہرمی فرقہ مین ایک حصہ تو اسوقت بہی جناب خاتم الانبیا کو خدا کا فرستادہ ماننے کے لئے بموجب شرائط پیغام صلح طیار ہو رہا ہے اگرچہ انکی تعداد تہوڑی سی ہے - باقی حصہ اس فرقہ کا بہی ابہی کسی خاص نتیجہ پر نہین آیا البتہ یہ ایک عام خواہش ہے - کہ کوئی راستہ آپسمین صلح و صفائی کا نکل آوے بہرحال مین اس بات سے بہت خوش ہون کہ اسوقت تک یہ مبارک پیغام علی العموم ملک کے لئے مبارک ہی سمجہا گیا ہے اور عام خواہش ہے - کہ کسی ایک سمجہوتے پر فریقین آکر آئے دن کے تنازعات کے دور کرین یہ ایک نہایت خوشی کا مقام ہے کہ جناب رسول اکرم صلوٰۃ اللہ علیہ کو پیغام صلح کے بعد اولوالعزم انسان اور ایک صادق انسان ماننے کی خواہش عام طور پر ظاہر ہو رہی ہے مگر اسوقت نتیجے کے لئے کوئی گہبراہٹ دکہلانی چاہئے - اور نہ کسی عجلت کی ضرورت ہے - ابہی تو ہمارا پیغام ملک ہند کے ہزارہا حصہ تک ہی نہین پہنچا سب سے پہلا ہمارا تو یہ فرض ہے - کہ ہم اس پیغام کو ملک کے ہر ایک گوشہ تک پہنچا دین ہندو قوم کا کوئی طبقہ نہ رہے جسکے معتدبہ آدمی اس لیکچر کو نہ دیکہ لین -

اسکا انگریزی ترجمہ تو عنقریب ملک مین ریویو کے ذریعہ شایع بھی ہو جایگا لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ اس پیغام کی اردو - انگریزی بنگلہ - سندہی - ناگری کاپیان ہزار دو ہزار پھیلائی جاوین اور پھر آپ دیکھین کہ اسکا کیا نتیجہ ہوگا جو کچھ لاہور جیسے شہر مین جو آریہ سماج کا مرکز ہے - اور یہ یاد رکھین کہ اس پیغام صلح کے شرایط کے مخالف اگر کوئی ہو سکتے ہین - تو سماجک لوگ ہی ہونگے تاہم مین جسقدر کامیابی اس لیکچر کی لاہور جیسے شہر مین باوجود سماجک مخالفت کے دیکھتا ہون - مجھے بہت کچھ خدا تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ اس پیغام کے ذریعہ اس ملک کا غیر اسلامی حصہ بہت جلد جناب رسالتماب کے آستانہ پر سر نیاز رکھنے والا ہے - اسلئے مینے سر دست ارادہ کیا ہے - کہ اس پیغام کی ۵ ہزار اور کاپیان چھاپ کر مفت ہندو قوم مین تقسیم کی جاوین - لاہور کی جماعت نے دو ہزار کاپیان پہلے چھپوا دی ہین - اور اسمین سے صرف چند کاپیان باقی رہ گئی ہین اس دو ہزار مین سے نصف کے قریب مفت تقسیم کی گئی ہین - اب آیندہ کے لئے مینے اپنے بیس پچیس دوستوں کو لکھا ہے - کہ وہ کم وبیش ایک ایک صد کے قریب کاپیون کا خرچ بھیجدین - چنانچہ بعض نے مجھے سر دست مطالبہ کر لیا ہے اور وہ میری خاطر بھیج بھی دینگے لیکن میرے دل مین آج یہہ خیال پیدا ہوا ہے - کہ مین اس نیک کام مین اور دوستوں کو بھی شامل کرون - میری رائے مین یہ ہے کہ ہماری دوست عام طور پر کم از کم ایک روپیہ کی کاپیان خرید کر کے اپنے اپنے شہر مین ہندو احباب کی خدمت مین پہنچا دین یہ ایک کار خیر ہے اور ہمارے دوست بہت آسانی سے اسپر عمل کرینگے

میرا ارادہ ہے کہ اب کے اس پیغام کے شروع مین ہندوؤن اور انکے نبی جناب مسیح موعود علیہ السلام کے حالات کے متعلق بھی لگا دون - اس لیکچر کی قیمت دراصل کوئی نہ ہوگی صرف جسقدر لاگت اسکی اصلی ہوگی - اس حساب سے جسقدر کاپیان ایک یا دو پیسہ مین ان احباب کو برائے تقسیم بھیجدی جاوین گی جو میری اس تجویز پر عمل کرنا پسند فرماوینگے ایسا ہی میرا ارادہ ہے کہ جب میگزین طبع ہو تو پیغام صلح والا حصہ ایکہزار الگ طبع کرا لیا جاوے - اور اسی بھی مفت تقسیم کیا جاوے - لہذا ان احباب کے علاوہ جن کو مینے الگ الگ خطوط لکھے ہین مین اس چٹھی کے ذریعہ دیگر خادمان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت مین عرض کرتا ہون - کہ وہ ضرور اپنے پاکٹ خرچ مین سے کم از کم ایک روپیہ کو الگ کر کے یا تو مجھے ابھی بھیجدین یا مجھے اس تحریر سے پندرہ دن کے اندر اندر اطلاع دین کہ پیغام صلح کے طبع ہوئے پر ایک یا زیادہ روپیہ کی کاپیان وی - پی کر کے مین انکی خدمت مین بھیجدون میرا خیال ہے کہ پانچ چھہ پیسہ کے قریب ایک کاپی پر خرچ ہوگا - اور اسکا حجم شاید اسی صفحہ کا ہو جاوے اگر میرے دوست اس تجویز پر کثرت سے پابند ہون تو ہمکو انگریزی کی مفت اشاعت کرنے مین بہت آسانی ہوگی - قادیان سے واپس جا کر مین پرسون اسکی کاپی لکھوانی شروع کرونگا اور دس دن تک انتظار کر کے اسکو چھپوا دونگا - ان دس دنون مین کاپیان انشاء اللہ العزیز مکمل ہو جاوین گی - میرا ارادہ ہے کہ مین پانچہزار کاپیان چھپوا دون لیکن اگر ان دس دنوں کے اندر ہمارے احباب نے اس نیک کام مین میری مدد دی اور مجھے اطلاع کثرت سے دی تو ممکن ہے کہ اسکو دس ہزار تک مین چھپوا لون -

میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ اس طریق کی اشاعت کے علاوہ ہندوستان کے مختلف شہرون مین جلسہ کر کے اس پیغام کو سنایا جاوے :-

میرے دوستو! جہانتک مین ملک کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہون - یا جہانتک مینے اسوقت تک لاہور کا اندازہ کیا ہے آپ یقین رکھین کہ ملک اس پیغام کو قبول کرنے کے لئے طیار ہو چکا ہے - اگر مخالفت کسی جگہ ہے - تو وہ سماجک کیمپ مین ہے - اور وہ کیمپ اول تو بہت ہی محدود ہے - اور پھر اسکا اثر پنجاب سے باہر بہت کم ہے :-

امید ہے - کہ بہت جلد میرے احباب اس میری تجویز کا جواب بواپسی مجھے دینگے جن جن احباب سے مین نے اپنے ذاتی تعلقات کیوجہ سے مطالبہ پیش ازین کر لیا ہے انکے دیگر ہموطن خدام سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ نہ سمجھ لین - کہ وہ اب اس تحریر کے مخاطب نہین ہوئے - اس تحریر کا دراصل مخاطب ہر ایک ایسا احمدی بھائی ہے - کہ جو علاوہ ضروریات خانگی ایک روپیہ ماہوار کم از کم ہر ماہ مین آسانی کے ساتھ اپنے دیگر زاید ضروریات مثلاً میوہ جات یا آرایش سامان یا دیگر غیر ضروری باتون مین خرچ کیا کرتا ہے - مین یہ امر بھی ہرگز پسند نہین کیا کرتا - کہ اس کام کیلئے ہمارے دوست چندہ جمع کرین - مین اسکے ذریعہ کوئی قومی چندہ جمع کرنا پسند نہین کرتا - مین تو صرف یہ چاہتا ہون کہ جو میرے احباب ایک ماہ مین کم وبیش مثلاً ایکروپیہ کے آم یا انگور ایک ماہ مین بلا تکلیف کھا لیا کرتے ہین - وہ انگورون یا آمون کے کھانیکی بجائے ایکروپیہ مجھے بھیجدین - جواب مجھے لاہور مین دیا جاوے - والسلام

خواجہ کمال الدین - عزیز منزل سڑک کیلیانوالی متصل ریلوے سٹیشن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ تشحیذ الاذہان

میری سننے جو تم مین کوئی اہل دل سے ہے
واللہ یہ اپیل میری درد دل سے ہے

ناظرین! مجھے اسبات کے بیان کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہین ہوتی کہ تشحیذ الاذہان کیا ہے - کیونکہ مین بار بار الحکم وبدر کے ذریعہ آپ صاحبان کے کانون تک یہ بات پہنچا چکا ہون - کہ یہ رسالہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور آپکی عین منشاء کے مطابق جاری کیا گیا ہے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اسکے مربی ہین اور صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف الصدق معلی القاب عالیجناب حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکے ایڈیٹر ہین -

یہ رسالہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے اور مخالفین اسلام کے اعتراضونکا عموماً اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معاندین کے اعتراضات کا خصوصاً جواب دینا اسکا پہلا فرض ہے - حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مین آپکی وہ ڈائری اسمین درج ہوا کرتی تھی جو کوئی اور اخبار مہیا نہ کر سکتا تھا اور اب آپکی وفات کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی نوٹ بک مین سے کچھ حصہ ناظرین کے سامنے پیش کیا جایا کریگا یہ رسالہ چالیس صفحون پر ماہوار شایع ہوتا ہے - اسکی سالانہ قیمت بطور پیشگی عوام سے عا؟ اور طلباء سے عہ لیجاتی ہے -

الغرض مینے اسلئے قلم نہین اٹھایا کہ مین رسالہ کی خوبیان بیان کرون بلکہ اس سے میری یہ غرض ہے کہ مین ناظرین کی خدمت مین عرض کرون - کہ اس رسالہ کی طرف توجہ کی جاوے غالباً تمام ناظرین کو اسبات کا علم ہوگا - کہ اس رسالہ کو شایع ہوتے تین سال گذرے ہین مگر یہ بات کیسی افسوسناک ہے کہ ایک ایسی قوم کا رسالہ جو دینی خدمات کے لئے اپنا مال وجان کرا لو دلع کہہ چکی ہو اور جسکا ثانی آج دنیا مین کوئی نہو تین سال مین صرف سوا تین سو خریدار مہیا کر سکے اور وہ رسالہ ہمارے آقا و مولیٰ کی اجازت اور آپکے عین منشاء کے مطابق جاری ہوا ہو - اور انکی جانشین جو ہمارے آقا ہین - اسکے مربی ہون کیا یہ بات ناظرین کے لئے افسوسناک نہین ہے؟ کیا آپ صاحبان میری اس عاجزانہ درخواست کیطرف توجہ بھی نہ کرینگے!

رسالہ کے فنڈز مجھے اسی بات پر مجبور کرتے ہین - کہ مین بار بار جناب کو اسطرف توجہ دلاؤن کیونکہ آپ صاحبان سمجھ سکتے ہین - کہ ایک رسالہ جسکو صرف سوا تین سو خریدار ہون اور آمدنی کی کوئی مستقل صورت نہ ہو وہ کسطرح ایک لمبے عرصہ کے لئے جاری رہ سکتا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہین یہ رسالہ آپ لوگونکی بے توجہی سے بند نہ ہو جاوے - اسلئے بار بار آپ لوگونکو اسطرف متوجہ کر کے اپنا فرض ادا کرتا ہون :-

وفات المسیح پر نوٹ

از مولوی کرمداد صاحب احمدی

افسوسناک خبر آئی

یہ فروری ۱۹۰۸ء کا الہام ہے جسکی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس الہام پر ذہن کا انتقال بعض لاہور کے دوستوں کی طرف ہوا (دیکھو ریویو بابت مارچ ۱۹۰۷ء) پیشگوئی کے اصل معنے اسکے وقوع کے بعد کھلتے ہیں آخر یہ افسوسناک خبر لاہور سے آئی جسکو تمام اخبارون نے درج کرکے حضرت اقدس کی صداقت کو ظاہر کیا۔ مگر افسوس کہ سمجھنے والے تھوڑے ہیں۔ **ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں** ۔ یہ الہام دو دفعہ ہوا فرمایا معلوم نہین کہ یہ کن لوگون کی طرف اشارہ ہے (دیکھو ریویو بابت مارچ ۱۹۰۷ء) دیکھو آپ کی لاش لاہور سے قادیان لائی گئی جس سے اللہ تعالےٰ کے رسول کی بات پوری ہوئی۔ اے منکرو! غور کرو۔ آخر منا ہے والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ترجمہ ہم قسم کہاتے ہین وقت چاشت کی اور رات کی جب ڈھانپ لیوے کل چیزون کو کہ تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑ نہین دیا۔ اور نہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے۔ اور البتہ آخرت کا گھر تیرے لئے اس دنیا کی نسبت بہت بہتر ہے۔ (دیکھو ریویو اپریل ۱۹۰۷ء) اس الہام مین اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کا وقت بہی بتا دیا۔ چنانچہ چاشت کیوقت لاہور مین آپنے دارالآخرت کو اس دنیا سے سفر کیا۔ اور رات کیوقت قادیان مین پہنچائے گئے۔ اور دشمنون کے اس اعتراض کے جواب مین کہ بس اب یہ سلسلہ موقوف ہو جائیگا۔ بشارت دی کہ بین تیرے ساتھ ہون سلسلہ الہام بند نہین ہوگا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ سوائے علام الغیوب خدا کے کوئی انسان قبل از وقت اس طرح خبر دے سکتا ہے **ماتم کدہ** ۔ فرمایا اسکے متعلق کوئی تفہیم نہین ہے پہر غنودگی مین دیکھا کہ ایک جنازہ آتا ہے (دیکھو الحکم ۱۰۔ مارچ ۱۹۰۶ء) پہر یہی الہام ۱۹۰۸ء مین ہوا۔ حضرت اقدس کا قادیان مین جنازہ آنا پہلے سے بتا دیا گیا۔

اپنے احمدی بہائیون کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ مخالفون کے شور و غوغا سے گھبرائین نہین بلکہ اپنے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پر نظر ڈالنی چاہئے اس سے ایمان قوی ہوتا ہے۔ ۱۳۔ مارچ ۱۹۰۷ء کا الہام اعتراض کیوقت خصوصاً زیر نظر ہو۔ اور وہ یہ ہے "ایک امتحان ہے بعض اس مین پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے" وہ امتحان یہی آپ کی وفات کا امتحان ہے۔ اور ہمیشہ نبیون کی وفات کے بعد یہ امتحان ہوا کرتا ہے سو خبردار ایسا نہ ہو کہ باوجود اتنی تاکید کے پہر وہ کہا جاوے۔ یہ جو ہمارے ساتھ ٹھٹھا مخول ہو رہا ہے۔ اس سے آزردہ دل مت ہو اور نہ ان دو تین اعتراضون سے جنکو مخالف ایک تیز ہتھیار سمجھکر ہم پر وار کر رہے ہین۔ بہاگنے کا ارادہ کرو ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولہا بین الناس الخ زخمی ہوکر بہی قدم آگے بڑہاؤ تاکہ اجر عظیم حاصل کرو الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابہم القرح الخ اجر عظیم آپ لوگون نے یکم جنوری ۱۹۰۶ء کا الہام پڑہا ہوگا "وہم من بعد غلبہم سیغلبون" پس یہ لوگ اپنے چند یوم غلبہ کے بعد مغلوب کئے جاوین گے۔ حضرت اقدس کی پیشگوئیون کی صداقت سمندر کی طرح موجزن ہے مرتد ڈاکٹر کی گندی چہچھری ان کے آگے کیا حقیقت رکہتی ہے حضور کو جو اس مرتد کے مقابلہ مین الہام ہوا۔ میرے نزدیک اسکا یہ مطلب ہے کہ اے عبدالحکیم تو نے یہ سمجھ رکہا ہے کہ مین حضرت مرزا صاحب کی زندگی مین ہلاک ہوا۔ اسلئے میرے لئے کوئی عذاب نہین سو یاد رکہ کہ تیرے اسوقت کے آگے (جبین تو خوشیان منا رہا ہے) فرشتے تلوار کھینچے کھڑے ہین۔ جو مسیلمہ کذاب کی طرح تیرا کام تمام کر دینگے۔ چونکہ یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اسلئے بروئے الہام ہی تو اس صادق کے سامنے گویا ہلاک ہو چکا پر تو نے اس ہلاکت کو جو آسمان مین تیرے لئے واقعہ ہو چکی نہ دیکہا اور نہ اس بات کو جانا کہ جسکے ساتھ مین مقابلہ کر رہا ہون۔ یہ تو اس صدی کا مجدد ہے نہ دجال پس اسوقت ہر احمدی کی یہی دعا ہے کہ اے میرے رب تیرے فرستادہ اور صادق بندے کی موت سے کذب مرتد نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بس اب یہ سلسلہ جسکو تو نے قایم کیا اسکے ہاتھ سے نابود ہو جائیگا۔ یہ سب کچھ تو دیکہ رہا ہے اور ہمیشہ سے تیری یہ سنت ہے کہ تو اپنے مقبول بندون کو جو سلامتی کے شاہزادے ہین ضایع نہین کرتا اور وہ بروزی رنگ مین دنیا مین دورے کرتے رہتے ہین پس یارب اپنے وعدے کے موافق ہماری مدد فرما اور دشمن حق کو ناکامی مین ہلاک کر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو روز افزون ترقی بخش تاکہ تمام دنیا صادق کے صدق اور کاذب کے کذب پر گواہ ہو۔

الغرض جبتک مسیح موعود کی پاک جماعت اور سچی تعلیم دنیا مین موجود ہے وہ زندہ ہین اور اللہ تعالیٰ کے بعض وعدے اس رنگ مین پورے ہونگے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعثت انا والقیامۃ کہذا (بخاری) حالانکہ تیرہ سو سال گذر چکے ابتک قیامت نہین آئی۔ تو کیا اس سے یہ سمجھ لینگے کہ نعوذ باللہ آپ کی پیشگوئی غلط نکلی۔ نہین جب قیامت آئیگی آپ کی اسی زندگی مین آئیگی۔ جیسا مین ذکر کیا پیشگوئیان طرح طرح کے رنگ مین پوری ہوتی ہین۔ اور بعض وقت انکی اصلی حقیقت خود ملہم پر بہی نہین کہولی جاتی ایک دجال ہی کی پیشگوئی کو دیکھو ایک طرف تو اسکی نشانیان ایسی واضح کرکے بتائی گئین کہ کانا ہوگا ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہر ایک کو نظر آئیگا۔ گدھے پر سوار ہوگا اسکے ساتھ پانی اور آگ ہوگی وغیرہ وغیرہ اور دوسری طرف جابر بن عبداللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کہا کر فرماتے ہین۔ ان ابن الصیاد الدجال اور آپ منع نہین کرتے کہ یہ وہ دجال نہین فلم ینکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (دیکھو بخاری) اس قسم کے اور نظائر بہی حدیثوں مین موجود ہین پہر اگر حضرت مرزا صاحب نے اس الہام سے جو انکو ڈاکٹر کے بارے مین ہوا یہ سمجھ لیا کہ وہ میرے سامنے میری اس زندگی مین ہلاک ہو جائیگا۔ اور وہ ہلاک نہ ہوا تو اس سے یہ لازم نہین ہوا۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب جہوٹے تھے۔ اسطرح تو کسی نبی کی نبوت بہی ثابت نہین ہو سکتی اور نہ پیشگوئی کا اپنے ظاہر الفاظ پر پورا ہونا معیار صداقت ہے بخاری کتاب الادب مین انس سے روایت ہے ان رجلاً من اہل البادیۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال یا رسول اللہ متی الساعۃ قایمۃ قال ویلک وما اعددت لہا قال ما اعددت لہا الا انی احب اللہ ورسولہ قال انک مع من احببت فقالوا ونحن کذالک قال نعم ففرحنا یومئذ فرحاً شدیداً فمر غلام للمغیرۃ وقال من اقرانی فقال ان اخر ہذا فلم یدرکہ الہرم حتی تقوم الساعۃ یعنے ایک اعرابی نے پوچھا یا رسول اللہ قیامت کب آئیگی۔ تو آپنے مغیرہ کے غلام کو دیکھکر فرمایا کہ اسکے بوڑہا ہونے سے پہلے قیامت آ جائیگی۔ اب ظاہر حدیث پر نظر دینے سے بجز ارتداد کے کچھ حاصل نہین ایسے اعتقاد کے لوگ اگر اسوقت ہوتے تو مسیح موعود کے انکار کی طرح ضرور اسسے بہی انکار کرتے۔ قرآن شریف مین پڑہتے ہین۔ واذ قلتم یاموسیٰ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی مدت پہلے فوت ہو چکے ایسا ہی شیخ الاسلام شرح بخاری مین حدیث ان من ضئضئ ہذا کے نیچے لکہا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالخویصرہ تمیمی کی نسبت جو پیشگوئی فرمائی تہی کہ اسکی اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی۔ یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم مراد اصل این مرد و نسب و نہ ہاست نہ متولد از وے زیرا چہ خوارج

ازنسل واولاد ذوالخوبعرہ نبودند" اور مسند دارمی میں ہے" ومولدہ بمکہ ومہاجرہ بطیبہ وملکہ بالشام" یہاں شام میں آنحضرت صلعم کی سلطنت اور ملک کا ہونا ذکر رہے حالانکہ آپ نے سلطنت شام کو نہیں دیکھا پس پیشگوئیوں میں ظاہر الفاظ پر زور دینا ٹھیک نہیں بہ کئی رنگوں میں پوری ہوتی ہیں۔ واما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک۔ یہ کیم جنوری کا الہام ہے جس میں بتایا گیا کہ بعض وعدے ابھی پورے نہ ہونگے کہ آپ فوت ہو جائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرب اجلک المقدر۔ تیری اجل قریب آگئی ہے (دیکھو ریویو جنوری ۱۹۰۸ء) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی" (دیکھو رسالہ الوصیت) یاعیسی انی متوفیک ورافعک الی، مارچ ۱۹۰۸ء انت الذی طار الی روحہ۔ مارچ ۱۹۰۸ء۔ ستائیس کو ایک واقعہ (دسمبر ۱۹۰۷ء ستائیس کو آپ کا جنازہ قادیان میں پڑھا گیا)۔ مباش ایمن از بازی روزگار۔ ۲۶- اپریل ۱۹۰۸ء۔ الرحیل ثم الرحیل ۹ مئی ۱۹۰۸ء آپکے کوچ ہونے روح کا دنیا سے جسم کا لاہور کر مقبرہ بہشتی میں ڈر ومت مومنو۔ ۱۵- مئی ۱۹۰۸ء۔ اسلئے ہم احمدی قوم جو خدا کے نزدیک اس الہام کی طفیل مومنو کا خطاب پایا۔ ڈرنا نہیں چاہئیے صبر اور تقوے کو اختیار کریں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے :۔

کرمداد احمدی از دو میبال

۲۷- جون ۱۹۰۸ء — از انجمن احمدیہ کرنال

پیارے محترم ایڈیٹر صاحب دام لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مورخہ ۲۶- جون ۱۹۰۸ء کو انجمن احمدیہ ضلع کرنال کا ایک جلسہ بتقریب یوم ولادت ہز موسٹ امپیریل میجسٹی ملک معظم پر اظہار خوشی کے لئے زیر صدارت میر مجلس صاحب انجمن احمدیہ لاج صدر کرنال منعقد ہوا۔ مختلف احباب نے پرزور تقریریں کیں اور بعد نماز ملک معظم کی نجات عمر اور ازدیاد دولت اور اس کے اور اس کی قوم کے لئے شاندار استقبال کی دعائیں نہایت زور اور گداز سے مانگی گئیں :۔

میر مجلس کی تقریر کا خلاصہ بنا بر شیوع ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔

خاکسار کریم الدین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ کرنال

برادران۔ !

آج ہمارے قیصر ہز موسٹ امپیریل میجسٹی ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان ایمپرر آف انڈیا کا یوم ولادت ہے ملک معظم کی وفادار رعایا دنیا کے ہر ایک خطہ پر اس خوشی سے حصہ لینے کے لئے فراہم ہے۔ مختلف ملکوں۔ مختلف رنگوں۔ مختلف قوموں اور مختلف نسلوں کے افراد کے واسطے شاہ ذی جاہ کی محبت رعایا پروری امن اور انصاف نے ایک مشترکہ پلیٹ فارم قایم کردی ہے جس پر وہ پورے انشراح صدر کے ساتھ دوش بدوش صف بستہ ہیں۔ ہر ایک دل میں وفاداری۔ احسان شناسی اور محبت کے ولولے موجزن ہیں محمڈن کمیونیٹی میں آج ایک خاص امتیاز ہے انکے لئے جمعہ خود عید کا حکم رکھتا ہے۔ لہذا خدا نے انکی خوشیوں کو بھی دوچند کردیا ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم :۔

برادران! من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ اس خاص امتیاز میں بھی جو خصوصیت ہمارے سلسلہ کو ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ ہمارے پیارے امام علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام اپنی بے مثل اور غیر فانی تصانیف میں کالشمس فی نصف النہار دکھلا چکے ہیں۔ اور اسمیں حضرت اقدس نے یہاں تک زور دیا کہ بعض شپرک چشم منافقوں نے ہمیں خوشامد کا الزام تک لگا دیا جن کے حق میں لاتعثو فی الارض مفسدین کبھی قوم کی طرح بادشاہ کو خدا کی مانند کہنا سب بدتر جرم سمجھتے ہیں۔ چہ جائیکہ بعض صفات کی موجودگی میں لاکر اسے پر بیشر سے بھی ترجیح دے کریں نہ کریں۔ نعوذ باللہ العزیز الکریم :۔

میری یہ گذارش کبھی نہ کل سمجھی جاوے گی اگر میں بعض ان ناعاقبت اندیش غداران ملک کی طرف اشارہ کرنے سے اغماض اور ان کے قابل شرم کارروائیوں اور نفرت اور انگیز نظاہر کردوں ایسے محسن کش اور ننگ انسانیت گروہ کو جس کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے کفران نعمت نے اتنا سمجھنے کے قابل نہیں رکھا کہ آخر یہ اصلاح کی اور سوراج کی سمجھ کس قوم نے انکے ہاتھ میں دی ہے جو قوم انکو انگلی پکڑ کر چلنا سکھا رہی ہے۔ ضرور ہے کہ وہ انکو شہسواری کے رتبوں سے بھی محروم نہ چھوڑے گی لیکن ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ آئے دن جب پبلک کی طرف سے اس ناشدنی گروہ کی کرتوتوں پر اظہار ناراضگی ہوتا تو انکے ڈیفنس کو پڑھکر کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہے ہنسی کو ضبط کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہا جاتا ہے۔ کہ پبلک اسوقت کی گھبرائی ہوئی ہے۔ جب ایک سفید چمڑے والا بادشاہ کا دوست ایک کالے غلام کو نشانہ بندوق بناتا ہے۔ یا ان چیتر کا بوٹ کسی سودیشی تلی کے ساتھ اپنی برتری قایم رکھنے کیواسطے کشمکش میں دیکھا جاوے کم بختوں کو جرم اور سارکی تک کا فرق ہی نظر نہیں آتا۔ گورنمنٹ کی مشین انسانی ہاتھوں کے ذریعے چل رہی ہے ہم بھی اسے نقص سے مبرا نہیں سمجھتے۔ لیکن ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ ہاتھ ہمدردی اور محبت کے پٹھوں کے ذریعے سے حرکت کر رہے ہیں۔ دنیا کے کسی پردے پر مذہب آبرو جان اور مال کی حفاظت کرنیوالا ہمارے ایڈورڈ کے ہاتھوں سے زیادہ مضبوط ہاتھ تم ہرگز نہیں دکھلا سکو گے۔ لہذا ہم نہایت سوز و گداز سے ایسے ملک معظم کے طول عمر دراز اقبال کے لئے خواہش کرتے ہوئے اسکے اور اسکی قوم کے لئے صدق اور اخلاص بھرے دل کے ساتھ اس اعلےٰ برکت الاسلام سے بہرہ اندوز ہونیکی دعا مانگتے ہیں جو ہر ایک کمال اور ہر ایک نعمت کا منتہی ہے

آمین

خاکسار کریم الدین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ کرنال

دار الامان

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح بخیر وعافیت ہیں۔ آپ رضؓ نے ۵ جون ۱۹۰۸ء سے پھر بذات خاص درس قرآن شریف دینا شروع فرمایا ہے :۔

حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود کے اہل بیت بحمد اللہ بخیر وعافیت ہیں :۔

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک بسیط اور جامع مضمون حضرت اقدسؑ کی وفات پر اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے۔ جو انشاء اللہ ۱۰- جولائی ۱۹۰۸ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان میں اور الگ ایک کتاب کی صورت میں شایع ہوگا۔ قابل دید ہے

حضرت سیدنا مولوی محمد احسن صاحب بہی بہ تجربت اپنے خدمات دینی میں مصروف ہیں :۔

۳۰- جون ۱۹۰۸ء کو بوقت عصر اچھی بارش ہوگئی ہے :۔

۷- جولائی ۱۹۰۸ء بوقت عصر کے وقت اچھی بارش ہوگئی۔

مثیل مسیح اور مثیل پطرس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یوحنا باب ۱۳ مین پطرس حواری حضرت مسیح اول علیہ السلام کا دعوےٰ ہو کہ اے خداوند تجھپر مین جان قربان کرونگا۔ اور ہرگز ہرگز تیرا انکار نہ کرونگا۔ اگرچہ تجھ سے سارے پھر جاوین مگر مین تجھ سے نہ پھرونگا۔ مگر مرتد ہوجانے والا شخص ذرا سی ابتلا پر بھی قائم نہ رہ سکا۔ اور جھٹ پھر گیا۔ اور اسی پر لعنت کرنے لگا۔ جسکو وہ پہلے امام مسیح اور صادق رسول مان چکا تھا۔ اور اسی نے اسکا تین بار مسیح علیہ السلام کی زندگی مین انکار کیا جبکہ تھوڑی دیر نہین گذری تھی۔ کہ خداوند خداوند کہتا تھا :۔

یہ مثال ہمارے پاس موجود ہو۔ اور ایسی نہین کہ اس سے انکار کیا جاوے۔ لاکھون انسان اسکی تصدیق کرنیوالے موجود مین جو انجیل کو مانتے ہین۔ یہ واقعہ انجیل کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے تو پھر اس سے انکار کرنا حماقت ہو۔ بشرطیکہ وحی الٰہی باصداقت حقہ اسکی تردید نہ کردے۔ یہ اس مسیح علیہ السلام کے مرید ہوکر پھر نیوالے شخص کا ذکر ہے۔ جسکو قرآن نے ہی ۶۰۰ برس کے بعد نبی اللہ ثابت کیا۔ اور اسپر کے تمام الزامون کو دور کیا ورنہ اسپر اناقتلنا کا الزام مدت سے چلا آتا تھا اور وہ ایک ایسا الزام تھا جسکو خود عیسائیون نے بھی قبول کرکے بعد تین یوم تک نعوذ باللہ ملعون مان کر ایک نیا عقیدہ تراشا۔ کہ وہ چوتھے روز آسمان پر چڑھ گیا ہو :۔

ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ وہ مرتد نہ ہوگیا تھا۔ بلکہ یہ تو قدیم سے سنت اللہ جاری ہو کہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہین جو ذرا سے ابتلا پر فوراً بدل جاتے ہین۔ اور اپنے پہلے قول و قرار کو نظرانداز کرکے نمک حرامون کی طرح اپنے محسن حقیقی کا مقابلہ کر بیٹھتے ہین یہ اسلئے ہوتا ہو کہ پختہ پیوند حاصل کرنیوالے کمال تمام حاصل کرین۔ اسکی مثال قانون قدرت میں بھی ملتی ہے۔ دیکھو آندھی کے آنے پر کچے پھل گر بھی جایا کرتے ہین۔ وہ گر کر درخت کا تو کچھ نقصان نہین کرتے۔ بلکہ خود ہی نیست و نابود ہو جاتے ہین وہ شاخ جو درخت سے علیحدہ ہوتی ہے۔ سوکھ جاتی ہو اور آگ مین جلائی جاتی ہے اور راکھ ہوجاتی ہے۔ مگر وہ پھل قدر کے لایق ہوتا ہے۔ وہی اچھی جگہ رکھا جاتا ہو دنیا اسی کی عزت کرتی ہو جو درخت سے پورا تعلق قایم رکھکے پختہ ہوجاتا ہے۔ ہزارون آندھیان آوین۔ لاکھوں زلزلے اسکو ہلاوین۔ مگر وہ درخت سے جدا ہونے کو اپنی موت سمجھتا ہو۔ درخت سے گرنے والا ہی ہمیشہ تباہ ہوا کبھی دیکھا نہ سنا کہ وہ پھل بھی ضایع ہوگیا ہے جو درخت کے ساتھ عسر اور یسر کی حالت مین رہا ہو۔ اور اسنے اسکے ساتھ پورا تعلق پیدا کرکے اپنے آپکو گرنے سے بچا لیا ہو وہی شاخ ہی ہمیشہ پھلتی پھولتی ہے جو درخت سے علیحدہ نہین ہوتی :۔

غرض تجلی الٰہی بھی ضرور ہوتی ہی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہو کہ انبیا کے سلسلون مین بعض لوگ ایسے بھی شامل ہو جاتے ہین جو بعد مین گر کر مرتد ہوکر دوسرون کی عبرت کا باعث ہوتے ہین گرنیوالے کو دیکھکر متقی خدا سے مدد طلب کرتا ہو۔ اور اسطرح اپنے آپ کو گرنے سے بچا لیتا ہو سچ ہو ے

عشق اول سرکش و خونی بود ۔ تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

اسی کی طرف اس آیت شریفہ مین باریک اشارہ ہو۔ وما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه۔ مسیحؑ جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۳۰۰ بعد آیا تھا۔ جسنے اپنی زندگی مین یہودیون سے کچھ آرام نہ پایا۔ جو گدھے کی سواری بھی کرتا تھا۔ جو اس زمانہ مین کوئی معیوب نہ تھی اگرچہ اس زمانہ کے لوگ ایسی سواری کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہون۔ ضرور تھا کہ اسکی مماثلت کو پورا کرنے کے لئے ایک مسیح محمدی بھی ہوتا جو اسی طرح اپنی زندگی مین یہودی صفت ملاؤں سے کچھ آرام نہ پاتا۔ اور ایک ایسے گدھے پر سوار ہوتا جو دجال کا گدھا ہے جسے ریل کہتے ہین۔ جو موجودہ زمانہ کے لحاظ سے اعلےٰ درجہ کی سواری ہو۔ اور کوئی معیوب نہین تا آیت استخلاف کا کما اپنا پورا جلوہ دکھا کر ثابت کر دیتا۔ کہ محمدؐ کو موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت تامہ حاصل ہے اور وہ نبی امی فداہ ابی امی بالکل سچا تھا :۔

چونکہ مسیح محمدی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح اول سے پوری پوری مماثلت حاصل تھی۔ اسلئے ضرور تھا کہ پطرس ثانی اس زمانہ مین بھی ایسا ہو جو پطرس اول کی خو بو رکھتا ہو۔ اور اسی طرح لعنت بھیجے جسطرح کہ پطرس اول نے بھیجی تھی۔ اگر فرق ہو تو صرف اتنا ہی ہو جتنا کہ مسیحؑ اول اور مسیح ثانی مین تھا۔ مسیح اول صرف ایک قوم کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ سو اسلئے وہ اتنی ہی طاقت لیکر آیا جتنی ایک قوم کے لئے ضروری تھی۔ مگر مسیح محمدی ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوا اسلئے وہ ایسی طاقت لیکر آیا۔ کہ اسنے ساری دنیا کو ہلا دیا۔ اور ساری دنیا پر ہی اتمام حجت کی کوئی شک نہین کہ اسنے مسیح اول سے بہت بڑھکر کام کیا۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب و صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدان رضوان اللہ علیہم کا شیر دل بہادرون کی طرح صداقت کو قبول کرکے دین حق پر اس طرح قربان ہوجانا کہ اپنی جان مال اور عزت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ سقراط کی طرح کو بھی عش عش کرا دیتا ہو۔ یہ مسیح موعود کی قوت قدسی اور آپکے بڑھکر کام کرنے کا ثبوت ہے۔ پس ضروری تھا۔ کہ پطرس اول سے بڑھکر پطرس ثانی اپنا کام کرے۔ اور لعنت کرنے مین اس سے بہت زیادہ حصہ لے۔ یہ پطرس ثانی جسکا مین ذکر کر رہا ہون۔ وہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان ہو۔ جسنے حضرت مرزا صاحب کی بیس چوبیس سال تک بیعت کی ہے۔ اور اُسنے ایک تفسیر القرآن بھی لکھی جس مین حضرت مرزا صاحب کے دعوون کی تصدیق اس نے قرآن کی آیات سے کی ہو اور اسکو اسنے خود اپنے پیسوں مال سے چھپوا کر شایع بھی کیا۔ اسمین اسنے مرزا صاحبؑ کی صداقت پر وہ دلائل پیش کئے ہین جسکی تردید اس سے کبھی ناممکن ہو۔ اور جو آجتک اس سے کی بھی نہین گویا اس نے اپنا مال قربان کرکے جان قربان کرنے کا بھی وعدہ کیا ہے مگر ایک ابتلا تفسیر کے نہ بکنے کا اسپر ایسا وارد ہوا۔ کہ اول تو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی انکار کردیا۔ اور کہا۔ کہ مدار نجات صرف توحید ہی ہو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماننا نجات کے لیے کوئی ضروری نہین۔ دیکھو اس کی دیگر کتب اور کانا دجال صفحہ ۴۴ پھر وہ اسی طرح مسیح ثانی سے پھر گیا جس طرح کہ اول مسیح سے پطرس اول پھر گیا تھا۔ ہان پطرس اول اور پطرس ثانی کے مرتد ہونے مین یہ فرق ضرور ہو۔ کہ پطرس اول خود بخود پھر گیا تھا۔ کیونکہ مسیح اول براہ راست نبی تھا۔ بغیر اتباع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مگر پطرس ثانی کو خود مسیح ثانی نے خارج از جماعت کیا کیونکہ مسیح ثانی نہ براہ راست نبی تھا بلکہ اتباع خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے امتی بھی تھا اور نبی بھی۔ اسی واسطے جب اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا۔ تو مسیح ثانی علیہ السلام نے جسنے جو کچھ پایا تھا محض آنحضرت صلعم کی اتباع اور اسکی غلامی سے پایا تھا۔ فوراً اسکو علیحدہ کرکے خبیث کو طیب سے جدا کردیا پھر جس طرح پطرس اول نے مرغ کے بانگ دینے سے پہلے یعنی صبح صادق سے پہلے مسیح اول کا تین بار انکار کیا۔ اسی طرح اسنے بھی صبح صادق اور مطلع الفجر کی گھڑی سے پہلے مسیح ثانی کا انکار تین رسائل لکھکر کیا۔ (۱) ذکر الحکیم (۲) مسیح الدجال (۳) کانا دجال۔ صبح صادق یا مطلع الفجر سے میری مراد اسجگہ وہ صبح ہو۔ جو سورۂ قدر مین بیان کی گئی ہے جسمین پہلے روح اور ملائکہ نازل ہوتے ہین اور پھر مطلع الفجر ہو جاتا ہے اور تمام تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ جو تھوڑی دیر کے لئے

پھیلی ہوئی تھی۔ اور وہ تمام گرد و غبار اس بارش آسمانی سے نیست و نابود ہو جاتا ہے جو مردوں کو زندہ کرنے کے لئے ہوتی رہتی ہے یہ زمانہ مامورین اللہ کے نزول کا ہوتا ہے جب کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ نظر آنے لگتا ہے تب خدا کا نور نازل ہوتا ہے اور اسکے ساتھ روح اور ملائکہ بھی نازل ہوتے ہیں حتی کہ مطلع الفجر کر دیتے ہیں۔ اسکی طرف بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے الہام میں اشارہ ہے کہ تو نے وقت کو نہ دیکھا نہ پہچانا کہ مامورین اللہ کی صداقت کا بہت بڑا نشان زمانہ ہی ہوتا ہے جسکو دنیا کے تمام مذاہب مانتے چلے آتے ہیں۔

جسطرح پطرس اول نے مسیح اول کی زندگی میں ہی انکار کیا تھا۔ اسی طرح پطرس ثانی نے مسیح ثانی کی زندگی میں تین رسائل تحریر کئے۔ پطرس اول کا انکار جان کے ابتلا پر تھا مگر پطرس ثانی کا انکار مال پر ابتلا وارد ہونے پر ہوا۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ پطرس ثانی نے زر رشوت سے انکار کیا ہے اور پطرس اول نے دبتے ہوئے اور یہ ضروری تھا کہ وہ ایسا ہی کسی نا مناسبات کی طرف اشارہ ہو۔ کہ مسیح ثانی بہت سی طاقتیں لے کر آیا۔ اور مسیح اول سے مرتبے میں بڑھکر ہے کیونکہ جتنا کسی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اسی قدر اسکی مخالفت ہوتی ہے جماعت سے خارج شدہ اور درخت سے علیحدہ کی ہوئی شاخ اور گرا ہوا کچا پھل مزید ڈاکٹر کا زور شور اسلئے بھی ضروری تھا۔ کہ تا گھر کا بھیدی کہلانے والا رحمٰن کے بھیجے ہوئے مسیح ثانی میں کوئی بناوٹ کوئی تفاوت کوئی نقص ظاہر کرے مگر اسنے آجتک جتنے اعتراض کئے وہ سب کے سب اسیر اور لوگوں نے پہلے سے ہی کئے ہوئے تھے۔ اگر وہ سب کے سب ایسے تھے جو پہلے تمام نبیوں اور مقدسوں پر لگائے جا چکے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ مامورین اللہ آیت اللہ ہوتے ان کا دعوے فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون کا ایسا زور سے ہوتا ہے۔ کہ انکی سوانح میں کوئی شخص ایک چھوٹا سا سیاہ دھبا بھی نہیں لگا سکتا۔ وہ ایک متقی کا جینا جیتے ہیں اور ایک پاکیزہ کی زندگی بسر کر کے دنیا سے ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھکر کامیاب اور بامراد جاتے ہیں۔ آیت اللہ سے گمراہ یا مرتد کون ہوتا ہے۔ وہی جو فاسق و فاجر ہو۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ کانا دجال میں اپنی واسطے یہ الفاظ تجویز کرتے ہیں۔ (صفحہ ۱۴ پر) ناچیز (صفحہ ۱۰۰ پر) گنہگار اور بے عمل (صفحہ ۱۱۹ پر) فاسق و فاجر اب ان الفاظ کو ایک جگہ جمع کر کے ناظرین معلوم کر لیں کہ وہ کیوں مرتد ہوا اگر قرآن کی مذکورہ بالا آیت بھی ساتھ ہی پڑھیں۔

ناچیز گنہگار بے عمل فاسق و فاجر یہ ہے عبد الحکیم خان جو مسیح ہونیکا دعوے کرتا ہے۔ جسے الہام انک لمن المرسلین ہوتا ہے جو باوجود ناچیز فاسق و فاجر اپنے منہ سے قبول کرنے کے ابراہیم آدم اور مسیح بھی ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نیست و نابود کرنے کا دعویدار ہے:۔ اور ایسے انسان کامل کی برابری کا دعوی کرتا ہے جسکی ساری زندگی میں نکتہ چین نے کوئی عیب نہیں پایا جسکا دعوے فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون تھا۔ یہ فاسق فاجر مرتد کس طرح کہتا ہے کہ میری پیشگوئی سچی نکلی۔ اور میرے ہاتھ سے یہ سلسلہ پاش پاش ہوگا۔ حالانکہ اسکی پیشگوئی یا حدیث النفس جو دکیل۔ وطن وغیرہ اخبارات میں شایع کی گئی تھی جسمیں لکھا تھا کہ ۴۔ اگست یا ۲۱۔ ساون کو مرزا ہلاک ہوگا جھوٹی نکلی۔ اور خدا نے اسکو جھوٹا کر دیا جیسا کہ خدا نے اسکے بارے میں پہلے سے ہی خبر دے رکھی تھی۔ اور سلسلہ اسکے ہاتھ سے کسطرح پاش پاش ہوگا۔ جبکہ وہ ناچیز گنہگار بے عمل فاسق و فاجر ہے۔ اگر ایسا ہو کہ فاسق و فاجر پاکوں پر غالب آجاویں تو ایمان اٹھ جاوے اور دنیا کا تمام سلسلہ نیست و نابود ہو جاوے مگر وہ خدا جو ہمیشہ مقدسوں کی مدد کرتا آیا ہے اور مقدسوں کو جانتا ہے۔ اور اپنے قول کو پورا کرنیوالا ہے۔ وہ فاسق فاجر کو تباہ اور ہلاک کر کے دکھائیگا۔ میں حیران ہوں ان لوگوں پر جو ایسے فاسق و فاجر گنہگار بے عمل کی بات پر یقین کرتے ہیں۔ اور اسکی پیشگوئی کو اسی طرح سچا سمجھتے ہیں جسطرح کہ ایک متقی اور مومن کی ہوتی ہے۔ ایسوں کیلئے یہ کافی ہے کہ مرزا صاحب ۴۔ اگست کو فوت نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی وہ ہلاک ہوئے ہیں۔ ہلاک ہونیوالے تو فاسق و فاجر ہی ہوتے ہیں جنکے مرنیکے بعد انکا سلسلہ بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ دیکھو مسیلمہ کذاب باوجود ایک لاکھ اپنے معتقدین رکھنے کے ہلاک ہو گیا۔ کوئی ہے جو اسکی اولاد یا اسکے تابعدار ہونے کا دعویدار ہو اسی طرح یہ فاسق و فاجر ڈاکٹر بھی ہلاک ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ حضرت مسیح ثانی مسیح موعود علیہ السلام چونکہ مثیل مسیح اور بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اسلئے ضروری تھا۔ کہ یہ مثیل پطرس اور بروز مسیلمہ کذاب ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی کے انکار کے بروز مسیلمہ کذاب ہوا۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کرنے سے مثیل پطرس ہوا۔ جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیلمہ کذاب نصف ملک بانٹ لینے کا دعویدار تھا اور اسنے ایک لاکھ کی جمعیت بھی پیدا کر لی تھی اور وہ فاسق و فاجر بھی تھا جیسا کہ اسکے گندے اشعار سے ظاہر ہے اور شراب سے آنکھیں لڑانے سے بھی سمجھا جا سکتا ہے اسی طرح عبد الحکیم بھی اپنے کانے دجال میں الٰہی آسمانی سلطنت کے نصفا نصف کرنے کا دعویدار ہے اور اسی طرح اب گندی تحریریں پیش کر رہا ہے۔ دیکھو کانا دجال خصوصا صفحہ ۱۰۰ سے ۱۱۷ تک:۔

پطرس اول نے مسیح اول پر لعنت کرنے کے بعد لوگوں کو مسیح کی طرف بلایا۔ مگر پطرس ثانی نے لعنت کرنے سے پہلے اپنی تفسیر القرآن کے ذریعہ لوگوں کو مسیح ثانی کی طرف بلایا۔ اسکی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ پطرس اول سے پطرس ثانی شقاوت میں بہت بڑھکر ہے۔ اور نیز یہ وجہ ہے کہ مسیح اول کی جماعت بہت کم تھی کیونکہ اسکی طاقت محدود ایک قوم کے لئے تھی۔ اسواسطے وہ پھر حواریوں میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ اسکی ضرورت تھی مگر مسیح ثانی کی جماعت چار لاکھ سے بھی زاید ہے کیونکہ اسکی طاقت بہت ہی بڑھکر تھی اور ساری دنیا کے لئے تھی۔ اسواسطے پطرس ثانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ پطرس اول میں اور یکباس اگر تھا تو بہت ہی [illegible] ضعیف۔ مگر پطرس ثانی میں تو اسکی انتہا ہی نہیں رہی۔ اسواسطے یہ اب ایسا جدا ہوا ہے کہ اسکے واپس آنیکی امید ہی نہیں مسیح اول نے بھی پطرس اول کی موت کی نسبت خدا کا جلال ظاہر کرنیکے لئے پیشگوئی کی تھی۔ دیکھو یوحنا باب ۲۱۔ آیت ۱۹۔ اسی طرح مسیح ثانی نے بھی خدا ہی کا جلال ظاہر کرنے کے لئے پطرس ثانی کے لئے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ جو اپنے وقت پر ضرور ہی پوری ہو کر رہیگی:۔

اور اس وقت خدا کا جلال ایسا ظاہر ہوگا۔ کہ دنیا دیکھے گی بالآخر میں یہ لکھکر اپنی تحریر کو ختم کرتا ہوں کہ پطرس اول مسیح اول کے بعد فوت ہوا تھا۔ اور مسیلمہ کذاب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہلاک ہوا تھا۔ اسی طرح ضروری تھا۔ کہ یہ مثیل پطرس اور بروز مسیلمہ کذاب بھی بعد مسیح و بروز محمد رسول اللہ صلعم کے ہلاک ہو۔ فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار اسکے آگے ہے خدا صادق اور کاذب میں فیصلہ کر کے دکھائیگا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر اور آسمان سے وہ نشان دکھا جس سے دلوں میں استقامت آئے:۔ آمین ثم آمین

راقم

حکیم ڈاکٹر احمد حسین از لائل پورہ

ارشادات امیر المومنین

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰- جون ۱۹۰۸ء قبل ظہر

سید عبد الحی صاحب عرب نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رضؓ کی خدمت میں ذیل کا سوال پیش کیا۔ کہ ابتداء سے ہم یہ دیکھتے چلے آتے ہیں۔ کہ نئے مذہب کے پیدا ہونے پر پچھلا مذہب تو بدستور باقی رہجاتا ہے۔ اور ایک نیا مذہب قایم ہو جاتا ہے حضرت مسیح کی بعثت پر یہودی یہودی ہی رہ گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر بھی بدستور یہودی یہودی اور نصرانی نصرانی ہی رہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام میں نئے نئے فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ وہ بھی باقی رہگئے۔ اور اب حضرت مسیح موعودؑ کی آمد پر ایک نئی جماعت قایم ہوگئی۔ غرضیکہ نئے مذاہب اور فرقوں سے فائدہ کیا؟ اور ان پہلے پرانے مذاہب اور فرق کے انفا سے نتیجہ کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب

فرمایا کہ یہ تو ایک سیدھی اور صاف بات ہے۔ اللہ جلشانہ کا نام رب العٰلمین ہے۔ اس کی ربوبیت کا اثر عناصر کو نباتات اور نباتات کو حیوانات اور حیوانات کو انسان بنانا۔ تا اور پھر اپنی ربوبیت سے ہی انسان کو

باخدا انسان اور پھر مقرب بارگاہ

الٰہی بناتا ہے اور پھر اس کی یہ ربوبیت صرف ایک ہی زمانہ تک محدود نہیں بلکہ ہر زمانہ اور ہر آن میں اس کی شان ربوبیت اپنی مخلوق کے شامل حال رہتی ہے۔ چنانچہ ہم ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت۔ اسکے رحم اس کے کرم اور اس کی شان کبریائی کا نئے نئے رنگ میں نظارہ کرتے ہیں:-

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک زمانہ میں ...... حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے باخدا انسان بنا کر کامل اور مکمل بنایا۔ کہ اسنے لوگوں کو ایک باخدا انسان بنایا۔ اور اپنا قرب ان کو عطا کر کے اپنی ربوبیت کی شان کا نمونہ دنیا میں ظاہر کیا۔ وہ ایک ایسا وقت تھا۔ کہ یہودی فرعون کے ظلم و ستم اور طرح طرح کے دکھوں کے نیچے آنے کی وجہ سے انسانیت کے درجے سے بھی بہت نیچے گر گئے تھے۔ جیسا کہ آیت

یسومونکم سوٓء العذاب الخ

سے استنباط ہوتا ہے سو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس قوم کو انسان اور پھر باخدا انسان اور پھر مقربان بارگاہ الٰہی بنا کر اپنی ربوبیت کا اظہار کیا:-

پھر ایک زمانہ کے بعد جب کہ یہودی وہ موسوی یہودی نہ رہے۔ بلکہ انکا صرف یہودیت کا دعویٰ ہی دعویٰ رہ گیا۔ وہ ممتاز نہ رہے بلکہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے انسانیت سے ہی گر گئے۔ وہ موحد نہیں۔ بلکہ مشرک۔ وہ خدا پرست نہیں۔ بلکہ دنیا پرست رہ گئے۔ اور ایسے گرے۔ کہ وہ خدا سے بالکل دور جا پڑے۔ تو پھر خدا کی شان ربوبیت نے مسیح علیہ السلام کو پیدا کر کے اپنی شان کا جلوہ ظاہر کیا۔ اسوقت نام کے یہودنے کیسی مخالفت کی گو بہت نے مسیحؑ کی تعلیم کی وجہ سے اعلےٰ ترقیاں پائیں۔ اور وہ باخدا اور مقرب بارگاہ الٰہی بنے:-

مگر پھر جب ایک زمانہ گزرنے پر ان میں بھی سستی اور کاہلی پھیل گئی۔ اور وہ خدا کے احکام کو ترک کر کے شرک میں گرفتار ہو گئے۔ اور انکا اصل فرقہ باقی نہ رہا۔ بلکہ گندی اور بت پرست لوگوں کا ایک فرقہ باقی رہ گیا۔ پیٹر اسون کو چھوڑا۔ تو مسیح علیہ السلام کو پکارنا شروع کر دیا۔ غرض جب یہ حالت ہوگئی۔ تو پھر خدا کی ربوبیت نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اپنی ربوبیت عامہ کا جلوہ دکھایا۔ اور قدیم بت پرستان عرب کو جو مسلمہ طور پر انسانی حالت سے بھی گرے ہوئے تھے۔ پہلے انسان پھر باخدا انسان اور پھر مقربان بارگاہ الٰہی بنا کر دکھا دیا اور ہزاروں ہزار یہودی اور ہزاروں ہزار عیسائی قوموں کی قومیں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کی تعلیم کے نیچے آکر توحید کی قائل ہوئیں۔ حتیٰ کہ حضرت امام حسن بصری جیسے عظیم الشان لوگ جو کہ عیسائی خاندان سے تھے۔ ان لوگوں کو توحید سکھائی۔ اور یہ خدا کی ربوبیت عامہ کا ایک خاص جلوہ تھا۔ اسی طرح سلمان فارسی عیسائی تھے۔ جو آخر اہلبیت نبوی میں شامل ہونے کا فخر پا گئے۔ آپؐ کی طفیل یہودیوں میں بھی اسلام آیا اور صرف اڑھائی قومیں باقی رہگئیں۔ جو اسلام سے باہر ہیں۔ جسکا نمونہ کچھ لاہور میں یہودی کنجریوں کی رنگ میں موجود ہے +

اس طرح سے مسلمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک انفاس کے ذریعہ سے بڑی مخلوق باخدا اور مقرب الٰہی بنی۔ اور برابر تین سو برس تک اسی طرح ہوتی رہی۔ پھر ہر صدی کے مجدد کے زمانہ میں سچائی کے قبول کرنے کے ذریعہ سے نئی نئی نسل مقرب الٰہی بنتی رہی۔ دیکھو حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام باقر جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعہ ابوبکرؓ و عمرؓ تو مقرب نہیں بنے تھے۔ بلکہ ان کے زمانہ میں ان کے زمانہ کی موجودہ نسل ان کی پاک تعلیمات کے نیچے آکر باخدا اور مقرب بنی +

پھر خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ نقشبند۔ اور امام ربانی الف ثانی کے ہاتھ پر بڑی بڑی مخلوق اور ایسی مخلوق جو کہ اپنی انسانی حالت سے بھی گر چکی تھی۔ ان میں کر ہزاروں ہزار انسان باخدا اور مقرب بارگاہ بنے پھر ان کے انتقال ہو جانے پر اور کئی اولیاء دنیا میں پیدا ہوئے۔ جن کے ذریعہ سے خدا کی شان ربوبیت نے پھر ہزاروں لوگوں کو ادنیٰ اور گری ہوئی سفلی زندگی سے نکال کر اعلےٰ پایہ کا انسان بنا دیا:-

اس زمانہ موجودہ میں ہماری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لوگ کسقدر بدعات شرک اور کفر میں مبتلا تھے۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس پُر آشوب زمانہ میں لوگوں کا صرف اس امر کا اقرار کرنا کہ میں احمدؑ کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ بھی زمانہ کی حالت کے لحاظ سے بڑی بھاری اور پاک تبدیلی ہے۔ یہ خدا کی ربوبیت ہے کہ ایک ایسی جماعت باخدا انسانوں کی پیدا ہوگئی۔ جو کم از کم اللہ کے حضور اتنا تو اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے ہی حضرت آدمؑ تھے حضرت نوحؑ تھے۔ حضرت ابراہیمؑ تھے حضرت موسیٰؑ تھے حضرت عیسیٰؑ تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے تمام خلفاء تابعین اور تبع تابعین تمام پاک نفس اور خدا کی طرف ہدایت لانیوالوں کا بھی ایک اصول تھا۔ یہ ایک بیج تھا۔ سب ماؤں میں یہی بویا گیا تھا۔ غرض اگر یہ لوگ دنیا میں نہ آئے ہوتے تو یاد رکھو کہ انسان انسان ہی نہ ہوتا۔ بلکہ حیوان اور حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا۔ ان سب کا الگ الگ زمانوں میں ظاہر ہونا اسواسطے ہوتا ہے۔ کہ اگر تمام دنیا ایک ہی وقت میں باخدا اور مقرب بنجاوے تو پھر آیندہ خدا کی صفات اور ربوبیت معطل اور بیکار ہو جاتی ہیں۔ نیز ایک خاص وقت کی پاکیزگی ہمیشہ تک کے واسطے کافی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جسطرح ہر زمانہ میں جسمانی ضروریات کیواسطے کافی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جسطرح ہر زمانہ میں جسمانی ضروریات کے واسطے نئے نئے اور تازہ تازہ سامان قدرت نے مہیا کئے ہیں اسی طرح سے روحانی سلسلہ کیواسطے بھی روحانی زندگی اور پاکیزگی کے سامانوں کی ہمیشہ تازہ بتازہ ضرورت ہوتی ہے۔ سو اسطرح سے اگر ایک ہی وقت میں تمام کچھ جو ہونا تھا ہو چکا ہوتا۔ تو اہمیں بہت نقص لازم آتا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بنے ہوئے کسی کو نہیں بنایا جاتا بلکہ دوسروں کو بنایا جاتا اور جو مردہ ہوتے ہیں اور روحانی ترقیات کے محتاج ہوتے ہیں۔ انکو زندہ کر کے ترقیات بخشی جاتی ہیں +

حضرت اقدسؑ کے پیش نظر بھی ایک وفات کا مسئلہ ہی تھا۔ یعنی وفات مسیح کا ثابت کرنا۔ اب ہمارے آگے بھی وہی وفات ہی کا جھگڑا ہے۔ اور تھی بھی وفات مسیح ہی کا۔ فرق ہے۔ تو صرف اتنا کہ وہاں تو نفس موت سے ہی انکار تھا۔ مگر یہاں

وقت اور بیوقت کا جھگڑا

ہے۔ گر اس اختلافی امر پر ایک عقل مند سمجھدار انسان کے واسطے حق کے پانے اور اس امر کے جانچنے کی کسوٹی اگر دیا

اور یہ ہے - ایک راہ کھلی ہے اور وہ یہ ہے - کہ آپ کی وفات پر ہم لوگوں نے بھی ایک نمونہ دکھایا ہے اور ہمارے مخالف لوگوں نے بھی اپنی کرتوت بتادی ہے - دشمن نے کیا کیا ؟ سوانگ نکالے - خود مردہ بنے - اور اپنے ہی منہ کالے کئے - ایک ایسے شخص کو جو ٹلان ڈھیل کے مجہول نام سے مشہور ہے اور جس نے خود اپنے نام کے ساتھ زٹلی کا لفظ لگایا ہوا ہے قومی پیشوائی کے اعزاز کا تمغہ دیا - وغیرہ وغیرہ ؛-

مگر اس کے مقابل پر ہماری جماعت نے کیسا پاک نمونہ دکھایا - کہ ایسے نازک وقت میں صبر - استقلال اور نرمی سے کام لیا - کسی نے جزع فزع نہیں کی - کسی نے بے صبری اور گھبراہٹ کا کوئی نمونہ نہیں دکھایا - بلکہ سب نے بڑے ثبات ہمت سے خدائی امتحان کو قبول کیا - اور کوئی کمزوری قولاً فعلاً نہیں دکھائی ؛-

اب ایک سمجھدار عقلمند انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ انسانیت کے اعلیٰ پایہ کا ثبوت کس قوم نے دیا - اور کس نے انسانی حالت سے گرا ہوا کام دکھایا ؟ -

یہ ایک نقطہ [illegible]ت ہے

اگر انسان کو سچائی کسی اور طرح سے بھی نہ سمجھ میں آوے - اور حق اور باطل میں وہ تمیز نہ کر سکے - تو اس کو چاہئے کہ ان دونوں کے حالات - اعتقادات پر نظر ڈال کر دیکھے کہ آیا ان دونوں میں سے پاکیزگی اور طہارت کا پہلو کس قوم نے اختیار کیا ہے - اور کون اس سے [illegible]

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

یہ دیکھنا ہے کہ وہ حالات خدا کے پیارے بندوں میں آنحضرت صلعم کی زندگی میں یا صحابہ کرام کے حالات میں یا تابعین تبع تابعین کی زندگی میں اس کا اسوہ ملتا ہے یا نہیں - اگر وہ علامات نہیں پائے جاتے تو بات صاف ہے - پھر ان دلائل کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی صرف اتنا دیکھنا اور دریافت کرنا ہوتا ہے - کہ آیا خدا کی ربوبیت کے نیچے وہ کام کر رہی ہے یا نہیں اور اس قوم کیا کام کرتی ہے اور ان کے اعمال کیسے ہیں اور اسکے بالمقابل خدائی ربوبیت سے باہر ہو کر چلنے والی قوم کا کیا حال ہے اور اسکی زندگی کس انداز پر چلتی ہے

خدا کی ربوبیت [illegible] کام کرتی ہے - ہر آن اور ہر زمان میں وہ کام کرتی ہے [illegible] معطل و بیکار نہیں رہتی -

فرمایا

یہی وجہ ہے - کہ ہمارا تو ایمان ہے - اگر ایک وقت میں بعض انبیاء پر بعض تکالیف آئی ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جاسکتا کہ واقعی وہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں - بلکہ روحانی ترقیات ہمیشہ کی ترقیات کے واسطے بنائی گئی ہے - اگر آج کمزوری ہے - تو وہ کل دور ہو سکتی اس دنیا کی تکلیفوں اور تکالیف کی [illegible]

تلافی کے واسطے دوسرا جہان بھی موجود ہے ؛

فرمایا

ہمیں تو اللہ کے اس فضل کی یاد سے بڑا سرور اور راحت ہوتی - کہ اس نے قوم میں کیسی وحدت بخشی ہے - اسکا نمونہ دنیا میں کسی جگہ نہیں ملتا - ایک طرف تو دشمن حضرت مرزا صاحب کی وفات کو بے وقت بیوقت کہتے ہیں - دوسری طرف قوم پھر بھی ایک ہی رسی میں اور ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہو رہی ہے - یہ خدا کا خاص فضل ہے - اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کیواسطے ایک زندہ ثبوت اور بیّن دلیل - اور آپ کی سچی دعاؤں اور دلی آرزوؤں اور تڑپ کا یہ نتیجہ ہے - کہ آپ کی قائم کردہ جماعت میں تفرقہ نہیں ہوا - بلکہ بیش از بیش جوش خدمت دین اور تائید حق کے واسطے ان کے دلوں میں ولولے پیدا ہوتے ہیں ؛-

ایک قدرت کا نمونہ قوم نے پہلے دیکھا ہے - اب دوسری قدرت بھی خدا دکھانے کو قادر ہے - مگر چاہئے کہ ہم سب کمربستہ ہو کر مل کر خدا کے حضور دعائیں کریں - اور خدا سے خدا کے فیضان طلب کریں - اور قدرت ثانی کے ظہور کے واسطے جو راہ خدا کے برگزیدہ مسیح نے الوصیت میں لکھی ہے اسپر کاربند ہو جاویں - خدا قادر ہے اور وہ اپنے وعدہ کا سچا ہے ؛-

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ تعظیم الٰہی اور شفقت علی خلق اللہ کے لئے تعلیمات الٰہیہ دنیا میں قائم ہوا کرتی ہیں جب ایک جماعت اس اصل صحیح کے لئے پیدا ہو جاتی ہے تو نئے مصلح کی ضرورت نہیں رہتی - بلکہ اس کی جماعت اس کام کو کرتی ہے - کہ تعظیم بھی قائم ہو جاوے - اور شفقت علی خلق اللہ کا عمل شروع ہو جاوے - ہاں جب ان میں سستی پیدا ہو جاتی ہے تو اسکے لئے پھر اللہ تعالیٰ ایک مصلح پیدا کر دیتا ہے تمام ان مصلحوں کا ایک ہی مذہب ہوتا ہے اور وہ سب ایک ہوتے ہیں ہمارے سید مولیٰ کو اسی واسطے فبھداھم اقتدہ کا ارشاد ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از عبدالرحمن قادیانی

ایک صداقت کا اظہار

جن لوگوں نے ٹھنڈے دل سے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے اور جو لوگ بعث بعد الموت کے ماننے والے اور انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آکر ہدایت پھیلانے کے قائل اور حق باطل کی لڑائی کے نظاروں پر وسیع نظر رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ جب سے شیطان نے آدم علیہ السلام کی مخالفت کی تھی اس روز سے لیکر آج تک وہ مخالفت بدستور قائم ہے اور تا قیام قیامت قائم رہنے والی معلوم ہوتی ہے - آدم ؑ کے جانشین رسول نبی - مامور - مجدد - سعید - سرشت - مومن وغیرہ اولیاء الرحمٰن ہر زمانہ میں حق کی حمایت کرتے رہے - اور کرتے رہیں گے اسی طرح شیطان اور اسکے چیلے چانٹے - کفار - اشرار - فساق - راکھشش - دیو - مشرک وغیرہ - اولیاء الشیطان بھی ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں - غرضیکہ غور کرنیسے بخوبی یہ بات روشن ہو جاتی ہے - کہ شیطانی اور رحمانی دونوں سلسلے ابتدائے آفرینش سے ایکدوسرے کے متوازی ہر زمانہ میں پہلو بہ پہلو پائے جاتے ہیں - فرق صرف اسقدر ہے کہ ایک سلسلہ پر حق کی روشنی چمک دمک دکھلا رہی ہے اور قدم قدم پر کامیابی اور کامرانی کے جھنڈے لہرا رہے ہیں - دوسرے پر ضلالت کی ظلمت چھا رہی اور نامرادی اور ناکامی کے سیاہ چھاپے لگ رہے ہیں - ان رحمانی اور شیطانی دونوں گروہوں کی جنگ آزمائیاں بھی خاص قسم کی ہوتی ہیں - سعید اور شقی کا پورا پورا امتحان ہو جانے کی غرض سے خدا تعالیٰ عام لوگوں کی نظروں اور ظاہر بین نگاہوں میں کبھی رحمانی گروہ کو کامیاب کرتا ہے - تو کبھی شیطانی گروہ کو بھی جھوٹی خوشی کا موقع دیدیتا ہے - لیکن اہل معرفت اور دوربین اشخاص کی وہ نگاہیں جو عقل و ایمان کی روشنی اپنے ساتھ رکھتی ہیں تمام بیرونی اور ظاہری پردوں کو چیر پھاڑ کر اصلیت اور حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں اور جس حقیقت سے عوام ایک عرصہ کے بعد واقف ہوتے ہیں وہ پہلے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ کونسا گروہ مظفر و منصور ہونیوالا ہے - یہ ایک بڑا دلچسپ مضمون ہے اور اسکے احسن طریق پر بیان کرنے کیلئے تصدیق براہین احمدیہ کے مؤید من اللہ مصنف کی زبان اور زبان قلم کی ہمسری کوئی قلم اور کوئی زبان نہیں کر سکتی - میں اسوقت صرف یہ بتانا چاہتا ہوں - کہ میدان جنگ میں جب ان رحمانی اور شیطانی گروہوں میں سے بظاہر کسی ایک کا پلہ بھاری نظر آنے لگتا ہے اور وہ گروہ اپنے آپ کو فتحمند کہتا ہے تو اس فتحمندی کے وقت کس کس طرح اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے - اس بات کے سمجھنے کے لئے کچھ زیادہ غور و خوض کی ضرورت نہیں کہ جب کوئی فوج دشمن کے مقابلہ میں کامیاب ہو کر لوٹتی ہے - تو وہ بامید تحسین و آفرین اپنے آقا اور افسر کی طرف متوجہ ہوتی اور پیشتر از پیشتر تقرب حاصل کرتی ہے - چنانچہ شیطانی گروہ شیطان کی طرف اور رحمانی گروہ رحمان کی طرف متوجہ ہوتا ہے - کامیابی کے بعد شیطان یا رحمان کی طرف خصوصیت سے متوجہ ہونا ایک بڑا معیار کسی گروہ کے شیطانی یا رحمانی قرار دینے کا ہے - جو خدا والے ہیں - وہ تقرب الی اللہ میں ترقی کرتے اور ان سے وہی افعال و حرکات سرزد ہوتے ہیں جو خدائی تعلیمات کے موافق ہوتے ہیں - اور اس گروہ کا رحمانی گروہ ہونا ثابت کر دیتے ہیں - اسی طرح شیطانی گروہ کی خوشی کا اظہار شیطانی رنگ میں ہوتا ہے جس سے اس گروہ کا شیطانی ہونا [illegible] پتہ لگ جاتا ہے - اسی طرح دونوں

رنج وغم کا اظہار بھی بالکل ایکدوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ رحمانی گروہ خوشی کیوقت خدا تعالیٰ کی حمد اور سجدہ شکر بجا لاتا ہے اور رنج والم کے عالم میں صبر اور دعا سے کام لیتا ہے۔ بخلاف اس کے شیطانی گروہ خوشی کیوقت شیطانی تعلیم کے موافق آپے سے باہر ہوجاتا۔ اچھلتا۔ کودتا۔ سوانگ بناتا۔ مخلوق آزاری سے کام لیکر ہر قسم کا چھچھوراپن اٹھاتا ہے۔ پھر رنج ومصیبت کے وقت بے صبری اور جزع فزع سے کام لیکر دیوانوں کی مانند از خود رفتہ ہوجاتا ہے۔ دیکھو ایران کے مجوسیوں اور ہندوستان کے بت پرستوں میں نوروز اور ہولی موسم بہار میں اعلیٰ درجہ کی خوشی کے دن منائے اور مانے جاتے ہیں نوروز اور ہولی میں مجوسیوں اور ہندوؤں کی کیا حالت ہوتی ہے اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اسی طرح رنج وغم مثلاً کسی عزیز کی موت کے وقت مجوسیوں اور ہندوؤں اور دیگر مشرکوں میں جو جو رسمیں برتی جاتی ہیں۔ اور جس جس قسم کے حرکات ان سے سرزد ہوتے ہیں حتی کہ بعض تو اپنی صورتوں کو بھی مسخ کر لیتے ہیں، وہ بھی غیر مشہور نہیں۔ اب اسکے بالمقابل دیکھو۔ مسلمان عیدوں کے دن کس طرح شہر سے باہر نکلکر نمازیں پڑھتے دعائیں مانگتے اور مصیبت کیوقت مثلاً کسی عزیز کی وفات پر کسطرح انکے لئے دعائیں مصروف ہوتے اور صبر وخاموشی سے کام لیکر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہیں۔ میری یہ تمہید مختصر اسوجہ سے لکھی ہے کہ اس بات کی جانچ کی جاسکے کہ لاہور میں حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر انکے دشمنوں نے جو جھوٹی خوشی کا اظہار اور مسیح موعودؑ کی جماعت نے جو اظہار غم کیا ہے۔ ان دونوں میں سے کس نے شیطانی اور کس نے رحمانی طرز عمل اختیار کیا۔ جبوقت حضور مسیح موعود مہدی مسعودؑ کی وفات ہوئی تو انکے اہل بیت اور جماعت کے مردوں عورتوں میں سے کسی نے جزع فزع اور سینہ کوبی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ صبر اور دعا اور یاد الٰہی میں اسطرح مشغول رہے کہ جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا شیوہ اور انبیا علیہم السلام اور ان کی پاک جماعت کا قدیمی طریقہ ہے۔ لیکن مخالفین نے جیسے جیسے سوانگ نکالے اور جس جس سفاہت اور شیطانیت کا اظہار کیا وہ سوائے اولیاء الشیطان اور شیطانی گروہ کے دوسرے کا کام نہیں ہو سکتا۔ اس شیطانی لشکر نے جو کچھ کیا تھا۔ کیا ہی تھا۔ لیکن حیرت ہے کہ بڑے بڑے مدعیان تہذیب دنیا پرستوں مثلاً بعض ایڈیٹروں سے ضبط نہ ہوسکا۔ ہو اپنی زخمی اور جھوٹی تہذیب اور مصنوعی وجاہت کے کپڑوں کو پھاڑ کر اس شیطانی ایکٹرول کی اسٹیج پر آکر اپنے کمالات دکھانے سے باز نہ رہے۔ اور لاہوری شریروں کی شیطانی کارروائیوں کو رو رو بی تماز مل مل کر شایع کرنے اور دل ہی دل میں مزے لینے لگے۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ کبھی حق کی مخالفت اور باطل کی حمایت سے فائدہ نہ اٹھائیں گے خدا تعالیٰ نے جس مشعل کو اپنے ہاتھ سے روشن کیا ہے اسکو باطل کے فرزند ہرگز ہرگز اپنے منہ کی پھونکوں سے نہیں بجھا سکینگے اے نادانو! اب تم پر اتمام حجت ہوچکا۔ تم اپنے طرز عمل سے دنیا پر اپنا شیطانی گروہ میں شامل ہونا ثابت کرچکے اب تمہاری تباہی کے دن قریب ہیں یاد رکھو مظفر ومنصور ہم ہونگے اور کامیابی وکامرانی ہمارا حصہ ہے۔ ای لوگو فریب اور دھوکا دیکر گمراہ کرنے اور رحمانی سلسلہ سے دور رکھنے کی کوشش کرنیوالے اخبارو تم اچھی طرح اپنا کام کرلو اور سارا زور لگا کر دیکھ لو۔ قولہ تعالیٰ۔ وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا ولوشاء ربک ما فعلوہ فذرھم وما یفترون۔ حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ اور تو اور۔ لاہوری بدتمیزوں کی دیکھا دیکھی بعض نیچریوں کے دل میں بھی دور بیٹھے ہوئے گدگدی پیدا ہوئی۔ اور نچلا بیٹھنے سے ان کے پیٹ میں بھی درد ہونے لگا۔ چنانچہ اپنی بناوٹی ثقاہت اور ابلہ فریب مرنجان مرنج پالیسی کو بالائے طاق رکھکر اپنی پست فطرتی کا اظہار کر ہی دیا۔ یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ اے آپے سے باہر ہوکر خوشیاں منانے والے بیوقوفو! میں پھر کہتا ہوں کہ تم پچھتاؤ گے اور نامراد رہوگے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہر موقع پر ہماری مدد کرتا رہا ہے اور ہمیشہ کرے گا۔ تمہارے ہر ایک اعتراض کا انشاء اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے کافی وشافی جواب دیا جائیگا۔ اہل عقل فائدہ اٹھائینگے اور نادان ہٹ دھرمی اور ضد سے باز نہ آئیں۔ تو ہمارا قصور نہیں انکو خدا خود سیدھا کرے گا

راقم

اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی۔ ۹ جون سنہ ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ایک خط کا جواب

جناب عبدالکریم صاحب! السلام علی من اتبع الہدیٰ آپ کا خط حضرت خلیفۃ المسیح رضہ کی خدمت میں پہنچا۔ اور انہوں نے مجھکو ارشاد فرمایا۔ کہ اسکا جواب لکھدو۔ آپ کی زبان درازی سے گذر کی جاوے تو اسمیں صرف دو باتیں جواب طلب ہیں۔

(اوّل) حضرت مرزا صاحب کا قول ہے کہ جو کچھ قرآن شریف میں مابین الدفتین ہے۔ اسمیں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اس قول کے خلاف دو مختلف آیتیں لکھتا ہوں۔ انکی تطبیق فرمائیں سورۃ نساء میں محرمات کو بیان کرنیکے بعد فرمایا۔ الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لاینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذالک علی المومنین۔

(دوّم) منجملہ پیشگوئیوں کے ایک پیشگوئی مرزا صاحب کی یہ تھی۔ کہ میرا نکاح ایک ... عورت سے ہوگا۔ اب جبکہ حضرت مرزا صاحب کی وفات ہوگئی اور پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ تو آپ لوگ کیا کہتے ہیں:۔

مذکورہ بالا دونوں باتوں کا جواب اختصار کے ساتھ میں خود لکھتا ہوں۔ بحولہ وقوتہ

(جواب اوّل) سورہ نساء کی آیت جس مقام پر ہے۔ وہاں ذکر ہی دوسرا ہے۔ اسکو سورہ نور کی آیت سے تعلق ہی نہیں سورۃ نساء میں مومن اور محصنہ کے تعلقات کا ذکر ہے۔

(۲) سورۂ نساء کی آیت واحل لکم ما وراء ذلکم میں در حقیقت عام حکم نہیں ہے۔ اگر عام حکم ہوتا۔ تو آگے چلکر غیر مسٰفحین ولا متخذات اخدان کیوں فرمایا جاتا جب حکم عام نہیں نکلے۔ تو سورہ نور والی آیت کو ناسخ کیوں کہا جائے۔

(۳) حُرّم۔ ماضی کا صیغہ ہے۔ خدا تعالیٰ زانیوں کا ذکر کرنیکے بعد فرماتا ہے .... کہ یہ زانیوں کا طرز عمل مومنوں پر تو حرام ہو ہی چکا ہے لا ینکح ایک خبر ہے اور ذالک کا اشارہ شرک اور زنا کی طرف ہے اسلئے زانیہ سے نکاح کرلینا جائز ہوا۔ اور یہ مذہب ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا۔ محدثین اور دوسرے ائمہ نے زانیہ سے نکاح کرلینا جائز نہیں سمجھا انہوں نے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی نہی سے تمسک کیا ہے اور یہی مذہب ہے ہمارے مقتدا اور پیشوا کا بھی۔

غرضیکہ ان دونوں آیتوں میں کسی قسم کا تناقض نہیں میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ آپنے ان میں کونسی ایسی بات دیکھی ہے جو انکی تطبیق و توفیق کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کو تکلیف دینے کی ضرورت سمجھی اگر آپ کو اسکے متعلق اب بھی کوئی اور بات سمجھنی باقی ہے۔ تو یاد رہے صحبت باقی۔

(جواب دوم) بعض پیشگوئیاں ملہم کی زندگی میں پوری ہوتی ہیں بعض اسکے بعد پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ اکثر پیشگوئیاں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق تھیں اور کتب سابقہ میں بھی انکا بکثرت ذکر تھا انمیں سے بعض آپکی زندگی میں پوری ہوئیں۔ اور بعض آپکے جانشینوں کے ہاتھ پر پوری ہوئیں۔ اول تو حضرت مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں لکھدیا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی منسوخ ہوگئی۔ دوم یہ کہ کبھی کسی خاص شخص سے اسکی اولاد اور اسکی نسل میں بھی مراد ہوا کرتی ہے۔ قرآن شریف میں اسکی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ حضرت نبی کریمؐ کے زمانہ کے بنی اسرائیل کو خدا تعالیٰ مخاطب کرکے فرعون کا حال سناتا اور فرماتا ہے کہ وانتم تنظرون۔ یا حضور نبی کریم کے زمانے کے مسلمانوں یعنی صحابہ کرام کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تم نماز پڑھو ... زکوٰۃ دو ... حکم انہیں بزرگوں کو ... بلکہ قیامت تک کے تمام مسلمانوں کو یہ حکم پہنچا ہے۔

[illegible]

مرزا سلطان احمد صاحب کا ایک ضروری خط

میرے مکرم مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار۔ ذیل کا ایک خط مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندہر صاحبزادہ حضرت سیدنا و مرشدنا مسیح موعودؑ حضرت مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کا آپ کی خدمت مین بغرض اشاعت بہیجتا ہون۔ یہ اُن بیہودہ اور لغو افواہون کا جواب ہے۔ جو بعض بازاری لوگون نے صاحب موصوف کی نسبت اڑا کر انہین بیجا تکلیف دی اور یہ خط انہون نے اپنے ایک قدیمی رفیق کو جواباً تحریر فرمایا ہے۔

خاکسار حکیم محمد حسین قریشی از لاہور

دہوا ہذا۔

مکرم بندہ۔ والا نامہ پہونچا۔ مشکور فرمایا ہمیشہ لوگ اپنی ذات اور اپنے نفس پر دوسرون کا فیصلہ کیا کرتے ہین۔ ذاتی کاوشون کو مذہبی رنگ مین لاکر نتائج نکالنے کے عموماً عادی ہین جن جلد بازون نے میری نسبت قادیان کے متعلق یہ خبرین اڑائین انہون نے اپنے خیال مین یہ سمجہا کہ سچا اسلام صرف یہی ہے کہ ایک لڑکا اپنے باپ کے مرنے پر شرارت اُٹہائے قفل بند کر دے۔ لیکن ان کو یہ معلوم نہ تہا کہ مین اس قسم کے اسلام سے بیزار ہون۔ اور میری رائے مین جو اسلام یہ سکہاتا ہے۔ کہ باپ کی بے عزتی اور بے وقری کیجاوے اور باپ کے پسماندگان کے ساتہہ فساد کیا جاوے وہ کفر اور ارتداد سے بہی بدتر ہو۔ اگر ایسے شرمناک اسلام کیوجہ سے بہشت بہی مل سکے تو میرے خیال مین وہ دوزخ سے بہی زیادہ تر خوفناک ہے۔

لعنتی ہے وہ بیٹا اور کمبخت ہے وہ لڑکا جو باپ کی میت کو خراب کرے۔ اور چہوٹے بہائیون سے ناحق اُلجہے۔ مسلمان ایک طرف تو یہ کہتے ہین۔ کہ ماں باپ کے قدمون کے نیچے بہشت ہے۔ اور دوسری طرف یہ امید رکہتے ہین کہ ایک سمجہدار لڑکا باپ کی تحقیر کا موجب ہوا اور دین و دنیا مین روسیاہی ہوئے۔

اور اگر مین یہ حرکت کرتا بہی۔ تو کیا اس قصور پر کہ قادیان مین اُن کی بدولت شب و روز قرآن کریم کا درس ہوتا تہا مجہے اسلامی جوش اسقدر مجبور کرتا۔ اور مین اس قدر مومن ہو جاتا۔ کہ قرآن خوان جماعت کو قادیان سے نکالنے کی فکر کرتا۔ حاشا و کلا۔

مرزا صاحب میرے والد تہے۔ اگر وہ مجہہ پر میری بعض کوتاہیون کیوجہ سے ناراض تہے تو اس کا بدلہ یہ تہا کہ مین ان کی قفل بندیان کرتا پہرتا۔ گو مجہے بعض مسلمان بہائی اس خاموشی کی وجہ سے کافر کہین گے اور یہ کہ مین غیرت مند مسلمان نہین ہون۔ لیکن مین ایسون کو یاد دلاتا ہون کہ وہ اسلام مجہے ہرگز منظور نہین۔ جو والدین کی بے عزتی کو موجب رضائے خدا قرار دیتا ہے۔ مین اس اسلام کا قائل ہون۔ کہ جو یہ تعلیم دیتا ہو کہ ماں باپ کے قدمون کے نیچے جنت ہے۔

مسلمانون نے صرف افواہون پر ہی بس نہین کی بلکہ یہ تحریک بہی کی کہ "اب اسلام کی مدد کا وقت ہے" یہ مسلمانون کا اسلام ہے کہ باپ کو بے عزت کرا کر لڑکے کو جنت کا خوشنودہ لاتے ہین۔

اختلاف خیالات ایک جدا رنگ ہے

مین خوش ہوتا اگر مرزا صاحب مرحوم کے مخالف باوجود مخالفت کے مجہے یہ لکہتے کہ اگرچہ ہماری مذہبی مخالفت ہے۔ مگر تم نے کوئی ایسی حرکت خلاف آبرو کے والد نہ کرنا۔ افسوس مسلمانون نے تو یہ افواہین اڑائین اور ایک عیسائی افسر نے جب مسلمانون کی اڑائی ہوئی یہ خبر سُنی تو بذریعہ چٹہی کے یہ لکہا کہ "ہم کبہی امید نہین کرتے کہ تم سے کوئی ایسی ناجائز حرکت سرزد ہو۔"

آپ میرے پرانے دوست اور بہائی ہین۔ آپ خوب جانتے ہین کہ مین ایسے معاملات مین کیسی طبیعت رکہتا ہون۔ خیر مجہے بعض مسلمانون کا مذاق طبیعت اور اسلامی جوش معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اسلام کا منشاء صرف فساد ہی جانتے ہین۔ اور ان کی نگاہ مین ادب۔ بُردباری اور احترام بزرگان خاندان کوئی شے نہین۔

قادیان کی جماعت خدا کے فضل و کرم سے بمقابلہ میرے ہزارہا درجہ نیک اور متقی۔ عامل شریعت عاشقِ رسول عربی ہے۔ قرآن ان کے ہاتہون مین ہے اور ورد ان کی زبان پر۔ شب بیدار اور پرستار خدائے لایزال ہین۔ اور میرے اعمال خود آپ جانتے ہین۔ کیا ہین۔ باوجود ان اعمال کے ایسی جماعت کی مخالفت کر سکتا ہون۔ لوگ انہین کافر سمجہین اور قابل دار۔ لیکن وہ مجہہ سے صد درجہ نیک اور قابل عزت ہین اور یقین... اُن کو مسلمان جانتا ہون۔ میرا مذہب یہ ہے۔ جو خدا کو واحد۔ رسول عربی کو نبی اور قرآن ... فروعی جہگڑے ان پر کوئی بہی مسلمان باقی نہین رہتا۔

مرزائی ٹولہ کو اگر خدا اپنی مرضی سے قادیان سے نکالے تو نکالے نہ وہ سلطان احمد کے کہنے سے نکلتے ہین نہ سلطان احمد اُن کو نکالتا ہے بلکہ ان کی مناسب دلجوئی پر مستعد اور تیار ہے۔ مین کیا کل خاندان سے کسی ایک نے بہی مخالفت نہین کی۔ آخر غیرت بہی تو کوئی شے ہے اور وہ منجملہ فرائض اسلام کے ہے۔

آپ بالکل مطمئن رہین۔ نہ مجہہ سے کوئی ایسی شرمناک حرکت سرزد ہوئی اور نہ انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ ہوگی۔ دنیوی معاملات مین اگر خاندان کے ممبرون مین کبہی کبہی اختلاف رائے ہو جاوے۔ تو اس سے جلد باز لوگون کو خوش نہ ہونا چاہیئے۔ آخر ایک خاندان کے چہوٹے بڑے ممبر ایک ہی گوشت پوست کے ہین۔

۲۳ر جون ۱۹۰۸ء

سلطان احمد جالندہر۔

منقول از روزانہ پیسہ اخبار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

رسالہ تشحیذ الاذہان

چونکہ صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے متعلق ایک جامع مضمون لکہا ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے۔ کہ یہ مضمون اعلیٰ طور پر چہپوایا جاوے۔ یعنی اس کی کتابت و چہپوائی اعلےٰ قسم کی ہونی چاہیئے۔ اور کاغذ بہی اعلیٰ قسم کا لگایا جاوے۔ اور مضمون کے لئے ایک رسالہ کافی نہین ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالےٰ۔ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۸ء تک یہ خاص پرچہ شایع کیا جاوے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

عبدالرحیم منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ
لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ سلسلہ عالیہ
کا سب سے پہلا اور مشہور معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰
و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دار الامان سے
شایع ہوتا ہے

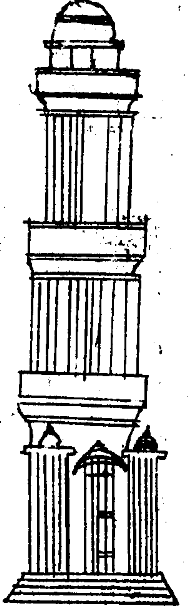

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۰۰

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے — صہ
۲۔ خواص و معاونین سے — عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر — سے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے — سے
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے — ۲ روپے ۱۲ آنے

نوٹ
ہر کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے :۔

نمبر ۴۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

پیام صلح

برادران ! السلام علیکم۔ میری چٹھی مطبوعہ "بدر" مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۸ء بعنوان بالا آپ نے پڑھ لی ہوگی جس میں تجویز کی تھی کہ انگریزی ترجمہ پیام صلح ایک ہزار کاپی اور اردو کا پیاں پانچ ہزار مفت شایع کرنے کے لئے طبع کرائی جاویں جس دلچسپی اور محبت کیساتھ اس مبارک پیغام کی پبلک میں مانگ ہے جسکے متعلق آئے دن مجھے چٹھیاں مل رہی ہیں۔ اس کو منی پسند کیا ہے کہ میں آپکے جواب کا انتظار نہ کروں اسکے انگریزی ترجمہ کی تین ہزار کاپیاں طبع کرانے کا حکم دیا ہے اور اردو دس ہزار کے لئے میری تجویز کی ہے۔ یہ کاپیاں ہندوستان میں مفت تقسیم ہونگی۔ آپ کی خدمت میں جیسے کہ پہلے عرض کر چکا ہوں اب پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ میں سے اکثر احباب کم از کم ایک ایک پیسہ کی متعدد کاپیاں لے کر مفت تقسیم کریں۔ لاگت فی کاپی جو اب حساب معلوم ہوئی۔ تین چار پیسے کے درمیان فی کاپی پوری ہوگی :۔ والسلام جواب جلد عنایت ہونا چاہئے :۔

خواجہ کمال الدین وکیل (عزیز منزل)
چیف کورٹ۔ پنجاب لاہور۔ مورخہ
۱۲۔ جولائی ۱۹۰۸ء

تکمیل التبلیغ
و اتمام الحجۃ

انی مع الرسول اقوم۔ وحی الٰہی ہے جو کہ ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو خدا کے برگزیدہ نبی خلیفۃ اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الف الف صلوٰۃ و السلام پر نازل ہوئی مذکورہ بالا عنوان کے نیچے حضرت اقدس کی جو تقریر درج کی گئی ہے وہ تقریر اسی پاک کلام اور تسلی بخش روح افزا وحی کی برکت اور تاثیر کا نتیجہ ہے کیونکہ ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جو کہ اس تقریر سے پہلے دن تھا حضرت اقدس کی طبیعت بوجہ دست آجانے کے بہت کمزور ہو گئی تھی۔ اور یہ امید نہ رہی تھی۔ کہ حضرت اقدس جیسا کہ ارادہ کیا گیا تھا۔ اس دعوت کے موقع پر تقریر فرما سکیں گے چنانچہ اسی خیال سے آپ نے حضرت مخدومنا مولانا مولوی نور الدین صاحب کو حکم دیا کہ ان معزز مہمانوں کو کچھ سنا دیں مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد جب کہ حضرت مولوی صاحب نے اپنی تقریر کا ابتدائی حصہ شروع ہی کیا تھا۔ آپ بذات خاص تشریف لے آئے اور ڈیڑھ اڑھائی گھنٹہ تک بڑی پر زور پر تاثیر اور جامع تقریر فرمائی جسکی کہ آپ کی علیل طبیعت سے ہرگز امید نہ کی جا سکتی تھی مگر خدا کا پاک کلام

انی مع الرسول اقوم

یعنے میں خود اپنے رسول کیساتھ اس کی تائید اور نصرت کے واسطے کھڑا ہوں کوئی بے فائدہ اور لغو کلام نہ تھا آخر اس خدا نے جس نے یہ کلام نازل کیا وہ کر دکھایا۔ کہ واقعی آپ کا کھڑا ہونا اور اتنی لمبی جامع اور پر جوش تقریر فرمانا **خارق عادت** اور خدا کی خاص تائید اور نصرت ہی کا نتیجہ تھا۔ جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ تقریر شروع کرنے سے آدھ گھنٹہ پہلے آپ کی طبیعت کیسی تھی اور پھر آدھ گھنٹہ بعد انہوں نے کیا دیکھا وہ نظارہ مومنین کے ایمانوں کی تازگی اور مخلصوں کے اخلاص کی ترقی کا باعث ہوا۔

وہ آخری تبلیغ تھی

جو آپ نے پنجاب کے صدر مقام میں اہل اسلام کے چیدہ معزز اور تعلیم یافتہ رؤسا کو جمع کر کے پہنچائی :۔

بارہ بجے پر آپ نے فرمایا۔ اگر آپ لوگ چاہیں۔ تو میں اپنی تقریر بند کر دوں۔ آپ چلا کہا ہیں مگر آپ کی تقریر میں وہ لذت اور قوت جذب اور تاثیر خدا نے بھر رکھی تھی کہ لوگوں کو اس روحانی لذت کے لئے جسمانی کھانے سے بھی بے پرواہ کر رکھا تھا تمام معزز سامعین نے یک زبان ہو کر جواب میں یہی کہا کہ نہیں آپ تقریر فرما دیں۔ وہ کھانا تو روز کھاتے ہی ہیں آج روحانی غذا ہی سہی غرض اس طرح پر حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی تقریر ایک بجے کے بعد ختم کی۔ جو ان صفحات میں ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے :۔ فقط

(عبد الرحمن قادیانی)

تکمیل التبلیغ و اتمام الحجۃ

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۷ مئی ۱۹۰۸ء ۱۱ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک

مجھے اسوقت اس بات کا اظہار ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت ہمیں تین قسم کا شکر کرنا چاہیئے۔ سب سے مقدم اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں زندگی دی۔ صحت دی تندرستی بخشی۔ امن دیا۔ اور اشاعت دین کے لئے سامان مہیا کردئے۔ اور حقیقتاً سچی بات یہی ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کی اُن نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو ہرگز ممکن نہیں۔ کہ اس خدا کی مہربانیوں اور احسانوں کا شمار کرسکیں۔ اسکے انعامات ہر دو روحانی اور جسمانی رنگ میں محیط ہیں اور جیسا کہ وہ سورہ فاتحہ میں جو کہ سب سے پہلی سورہ ہے اور تمام قرآن شریف اسی کی شرح اور تفسیر ہے۔ اور وہ پنج وقت نمازوں میں باربار پڑھی جاتی ہے۔ اسکا نام ہے **رب العالمین** یعنی ہر حالت میں اور ہر جگہ پر اسی کی ربوبیت سے انسان زندگی اور ترقی پاتا ہے اور اگر نظر عمیق سے دیکھا جاوے تو حقیقت میں انسانی زندگی کا بقا اور آسودگی اور آرام راحت وہیں اسی صفت الٰہی سے وابستہ ہے اگر اللہ تعالےٰ اپنی صفت رحمانیت کا استعمال نہ کرے اور دنیا سے اپنی رحمانیت کا سایہ اٹھالے۔ تو دنیا تباہ ہوجاوے۔ پھر اس سورہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنا نام رحمان اور رحیم رکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمان اور رحیم میں فرق بیان کردوں :-

سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا نام جو بغیر کسی عوض یا انسانی عمل محنت اور کوشش کے انسان کے شامل حال ہوتی ہو۔ رحمانیت ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے نظام دنیا بنادیا۔ سورج پیدا کیا۔ چاند بنایا ستارے پیدا کئے۔ ہوا۔ پانی۔ اناج بنائے۔ ہماری طرح طرح کی امراض کے واسطے شفا بخش دوائیں پیدا کیں غرض اسی طرح کے ہزاروں ہزار انعامات ایسے ہیں کہ بغیر ہمارے کسی عمل یا محنت و کوشش کے اُسنے محض اپنے فضل سے پیدا کردئے ہیں۔ اگر انسان ایک عمیق نظر سے دیکھے تو لاکھوں انعامات ایسے پائے گا۔ اور اسکو کوئی وجہ انکار کی نہ ملیگی اور ماننا ہی پڑیگا کہ وہ انعامات اور سامان راحت جو ہمارے وجود سے بھی پہلے کے ہیں۔ بھلا وہ ہمارے کس عمل کا نتیجہ ہیں دیکھو یہ زمین اور یہ آسمان اور انمیں کی تمام چیزیں اور خود ہماری بناوٹ اور وہ حالت کہ جب ہم ماؤں کے پیٹ میں تھے اور اقسام کے قوےٰ یہ سب ہمارے کس عمل کا نتیجہ ہیں۔ میں ان لوگوں کا یہاں بیان نہیں کرنا چاہتا جو تناسخ کے قائل ہیں مگر ہاں اتنا بیان کئے بغیر رہ بھی نہیں سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر اتنے لاتعداد اور انعام اور فضل ہیں۔ کہ ان کو کسی ترازو میں وزن نہیں کرسکتے۔ بھلا کوئی بتا تو دے۔ کہ یہ انعامات کہ چاند بنایا۔ سورج بنایا۔ زمین بنائی اور ہماری تمام ضروریات ہماری پیدائش سے بھی پہلے مہیا کردیں یہ کل انعامات کس عمل کیساتھ وزن کریں گے ؟

پس ضروری طور سے یہ ماننا پڑے گا کہ خدا رحمٰن ہے اور اسکے لاکھوں فضل ایسے ہی ہیں۔ کہ جو محض اسکی رحمانیت کی وجہ سے ہمارے شامل حال ہیں اور اسکے وہ عطایا ہمارے کسی گذشتہ عمل کا نتیجہ خیال کرتے ہیں وہ محض کوتہ اندیشی اور جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں خدا کا فضل اور رحمانیت ہماری روحانی جسمانی تکمیل کی غرض سے ہے اور کوئی دعوےٰ نہیں کرسکتا۔ کہ یہ میرے اعمال کا نتیجہ ہیں :-

الرحیم انسان کی سچی محنت اور کوشش کا بدلہ دیتا ہے ایک کسان سچی محنت اور کوشش کرتا ہے اسکے مقابل میں یہ عادت اللہ ہے۔ کہ وہ اسکی محنت اور کوشش کو ضایع نہیں کرتا اور بابرگ و بار کرتا ہے شاذ و نادر حکم عدم کا رکھتا ہے اللہ کی ایک صفت رب ہے۔ یعنی پرورش کرنے اور تربیت کرنیوالا کیا روحانی اور کیا جسمانی دونوں قسم کے قوےٰ اللہ تعالےٰ نے ہی انسان میں رکھے ہیں۔ اگر قوےٰ ہی نہ رکھے ہوتے۔ تو انسان ترقی ہی کیسے کرسکتا۔ جسمانی ترقیات کیواسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فضل و کرم اور انعام کے گیت گانے چاہئیں کہ اس نے قوےٰ رکھے اور پھر ان میں ترقی کرنے کی طاقت بھی فطرتاً رکھدی ہے۔

مالک یوم الدین۔ خدا مالک ہے جزا سزا کے دن کا۔ ایک رنگ میں اسی دنیا میں بھی جزا سزا ملتی ہے۔ ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ چور چوری کرتا ہے ایک روز نہ پکڑا جاوے گا دو روز نہ پکڑا جائیگا۔ آخر ایک دن پکڑا جائے گا۔ اور زندان میں جائے گا۔ اور اپنے کئے کی سزا بھگتے گا یہی حال زانی۔ شرابخور اور طرح طرح کے فسق و فجور میں بےقید زندگی بسر کرنے والوں کا ہے کہ ایک خاص وقت تک خدا کی شان ستاری انکی پردہ پوشی کرتی ہے۔ آخر وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اور دکھوں میں مبتلا ہوکر انکی زندگی تلخ ہوجاتی ہے۔ اور یہ اس آخروی دوزخ کی سزا کا نمونہ ہے۔ اس طرح سے جو لوگ سرگرمی سے نیکی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور فرمانبرداری انکی زندگی کا اعلےٰ فرض ہوتا ہے۔ تو خدا انکی نیکی کو بھی ضایع نہیں کرتا۔ اور مقررہ وقت پر انکی نیکی پھل لاتی اور باردار ہوکر دنیا میں ہی ان کے واسطے ایک نمونہ کے طور پر مثالی جنت حاصل کردیتی ہے :-

غرض جتنے بھی بدیوں کا ارتکاب کرنیوالے۔ فاسق فاجر شرابخور اور زانی ہیں۔ انکو خدا کا اور روز جزا کا خیال آنا تو درکنار۔ اسی دنیا میں ہی اپنی صحت۔ تندرستی۔ عافیت اور اعلےٰ قوےٰ کھو بیٹھتے ہیں اور پھر بڑی حسرت اور مایوسی سے ان کو زندگی کے دن پورے کرنے پڑتے ہیں۔ سل۔ دق۔ سکتہ اور رعشہ اور اور خطرناک امراض ان کے شامل حال ہوکر مرنے سے پہلے ہی مر رہتے اور آخرکار بےوقت اور قبل از وقت موت کا لقمہ بنجاتے ہیں :-

پس انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا جو اس نے انسانی تربیت اور تکمیل کیواسطے مہیا کئے ہیں ان کا خیال کرکے اسکا شکریہ کرے اور غور کرے کہ اتنے قوےٰ اسکو کس نے عطا کئے ہیں۔ انسان شکر کرے یا نہ کرے یہ اسکی اپنی مرضی ہے مگر اگر فطرت سلیم رکھتا ہے اور سوچکر دیکھے گا۔ تو اسکو معلوم ہوگا۔ کہ کیا ظاہری اور کیا باطنی ہر قسم کے قوےٰ اللہ تعالیٰ ہی کے دئے ہوئے اور اسی کے تصرف میں ہیں چاہے تو انکو شکر کی وجہ سے ترقی دے اور چاہے تو ایک دم میں ضایع کردے۔ غور کا مقام ہے کہ اگر یہ تمام قوےٰ خود انسان کے اپنے اختیار اور تصرف میں ہوں ......

...... تو کون ہے کہ اسکا مرنے کو جی چاہے انسان کا دل دنیا کی محبت کی گرمی کی وجہ سے آخرت سے بیفکری

و سرد مہری اختیار کرلیتا ہے۔ غافل انسان ایسا نادان ہے کہ اگر اسکو خدا سے پروانہ بھی آجاوے کہ تمہین بہشت ملیگا آرام ہوگا۔ اور طرح طرح کے باغ اور نہرین عطا کی جاوین گی تمہین اجازت ہے اور تمہاری اپنی خواہش اور خوشی پر منحصر ہے۔ کہ چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ اور چاہو تو دنیا مین ہی رہو۔ تو یاد رکھو کہ بہت سے لوگ ایسے ہونگے کہ وہ اس دنیا کے گذارہ کو ہی پسند کرین گے اور باوجود طرح طرح کی تلخیوں اور مشکلات کے اسی دنیا سے محبت کرین گے ✦

دیکھو عمر کا بھروسہ نہین زمانہ بڑا ہی نازک آگیا ہے۔ آپ لوگ دیکھتے ہونگے۔ کہ ہر سال کئی دوست اور کئی دشمن کئی عزیز اور کئی پیارے بھائی بہن اس دنیا سے کوچ کرجاتے ہین۔ اور اُن مین سے کوئی بھی عزیز سے عزیز اور قریبی سے قریبی رشتہ دار انسان کے مشکلات کا سہارا دینے والا نہین ہوسکتا۔ مگر باین ہمہ انسان جسقدر محنت اور کوشش اور مجاہدہ انکے واسطے اور اپنے دنیوی امور کے واسطے کرتا ہے وہ بمقابلہ خدا کے بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ خدا کی عبادت اور فرمانبرداری اور اس کی راہ مین کوشش اور سوز و گداز بہت کچھ نابود ہے اعتدال نہین کیا گیا دنیا حد اعتدال سے باہر ہو چکی ہے۔ دنیوی کاروبار مین ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ اور ترقی ہو رہی ہے۔ مگر بھلا کسی نے ایسی کوشش بھی کی ہے۔ کہ ایکدن اسکی موت کا منقرہ ہے اس سے بھی یہ خود اپنے آپکو یا کوئی دوسرا شخص اسکو باز رکھ سکے۔ یا بچا سکے ✦ ہرگز نہین۔ بلکہ اگر کوئی موت کا یاد دلانے والا ہوگا تو اسکی بھی پرواہ نہ کرین گے اور ہنسی ٹھٹھے مین ٹال دین گے اکثر انسان بہت ہی غلطی پر ہین ✦

دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ان باتون سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم تجارت نہ کرو یا کاروبار دنیا کو ترک کرکے بیٹھ جاؤ۔ عیال و اطفال جو تمہارے گلے مین پڑے ہوئے ہین انکی خبرگیری نہ کرو۔ یا بیوی بچون اور بنی نوع انسان کے بعض حقوق جو تمہارے ذمہ واری مین داخل ہین۔ انکی پرواہ نہ کرو۔ نہین بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی بجالاؤ اور خدا سے بھی غافل نہ ہو۔ جب تم اپنی دنیوی آنی اور فانی مشغولیت مین اسطرح کا انہماک اور استغراق پیدا کرنے ہو تو خدا سے منہ پھیر لینا اور اسکی رضاجوئی اور خوشنودی کے حصول کے واسطے کوشش نہ کرنا اور خدا سے منہ پھیر لینا بھلا کسر عقلمندی کا کام ہے وہ خدا جس نے ابتدا مین پیدا کیا اور درمیانی حالات بھی اسیکے قبضہ اور تصرف مین ہین اور انجام کار بھی اسی کی حکومت اور اسی سے واسطے پڑیگا اس خدا سے فارغ محض اور غافل ہو جانا اسکا نتیجہ ہرگز خیر نہین ہوسکیگا ✦

وہ خدا جس کے انعامات انسان کے ساتھ ہر حال مین شامل رہتے ہین اور وہ بیشمار اور بے اندازہ احسانات ہین اسی کا شکر کرتے رہنا بہت ضروری ہے۔ شکر اسی کو کہتے ہین۔ کہ سچے دل سے اقرار کرے کہ واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمتین ایسی ہین کہ بیشمار اور بے اندازہ ہین ✦

دوسری بات جو مین کہنا چاہتا ہوں اور کہونگا۔ گو بعض لوگ اسے ظاہری خیال یا بناوٹ یا کچھ سمجھین اور وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا احسان ہم مسلمانون پر بہت بڑا احسان ہے۔ اور وہ اس قابل ہے۔ کہ اسکا شکریہ ادا کیا جاوے۔ سوچکر دیکھ لو جاننے والے جانتے ہین۔ کہ اس عہد حکومت سے پہلے سکھون کے زمانہ مین ہی ہم لوگون پر کیسے کیسے مشکلات تھے۔ ہمارے باپ دادا کی حالت کیسی خطرون مین گھری ہوئی تھی اور احکام شرعیہ کا رواج تو بجائے خود آذان تک تو اونچی آواز سے کوئی کہہ نہ سکتا تھا بلند آواز سے آذان کہنا ایک ایسا جرم تھا جس کی سزا موت ہوتی تھی کسی قسم کی حلال شرعیہ بھی استعمال نہ کئے جاسکتے تھے بات بات پر انسان کیڑے کوڑون کی طرح ذلت سے ہلاک کردیا جاتا تھا۔ مگر اب آج اس عہد حکومت مین کیسا امن کیسی آزادی ہے کہ ہر ایک مسلمان بشرطیکہ اپنی نیت مین خرابی نہ رکھتا ہو تکمیل دین کے واسطے ہر کام کو آزادی سے ادا کرسکتا ہے چاہے جس زور سے اذانین کہو نمازین پڑھو اعمال بجالاؤ۔ علوم کی تحصیل کرو یا کسی کا رد لکھو۔ خواہ خود عیسائیون کا رد لکھو کوئی ناراضگی نہین ✦

ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ جناب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دورہ کرتے ہوئے قادیان مین تشریف لائے۔ ملاقات کے وقت انہون نے بیان کیا کہ کیسی آزادی ہے کہ ہر ایک شخص ایک خاص حد تک جو قانون کی حد سے نہ نکل جاوے آزادی سے خیالات کا اظہار کرسکتا ہے کتابین لکھ سکتا ہے تقریرین کرسکتا ہے اگر کوئی تعصب ہوتا۔ تو عیسائیون کے رد کرنیوالوں پر تو کم از کم سختی کی جاتی غرض یہ امر اس گورنمنٹ کی انصاف پسندی اور بے تعصبی کا ایک عمدہ نمونہ اور دلیل ہے۔ مگر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ بات کو اس حد تک نہ پہنچا دے کہ قانونی گرفت کے اندر آجائے اور جرم کی حد تک پہنچا دے پس یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہوکر اس کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص بندے کا شکر نہین کرتا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہین بن سکتا ✦

یاد رکھو کہ گورنمنٹ کی ناراضگی کی وجہ بغاوت ہوتی ہے۔ ورنہ جائز طور سے دینی معاملات کی انجام دہی اور امن کی زندگی گذارنے سے گورنمنٹ ہرگز کسی پر عتاب نہین کرتی۔ ایسے صلح کاری امن پسندی اور انصاف شعاری کے اصول رکھنے والی گورنمنٹ کا شکریہ نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ پس مسلمانوں پر عموماً اور ہماری جماعت پر خصوصاً واجب ہے۔ کہ اپنی مہربان گورنمنٹ کا بھی شکریہ کرین اگر یہ گورنمنٹ سر پر نہ ہو تو پھر دیکھ لو کہ کیا حال ہوتا ہے انسان کس طرح سے بے دریغ بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے جاتے ہین۔ اس گورنمنٹ کی حکومت آئی تو ان پر کیا الزام یہ تو مشیت ایزدی ہی اسی طرح پر واقع ہوئی تھی مسلمان بادشاہون نے اپنے فرائض کو چھوڑ دیا عیش و عشرت مین پڑ کر حکومت اور رعایا کے حقوق کی پرواہ نہ کی۔ عورتوں کی طرح زیب و زینت مین مصروف ہوگئے سیاست و مدن کے امور کو ترک کردیا خدا نے انکو نااہل اور ان کو اہل پاکر عنان حکومت انہی کے ہاتھ مین دی ✦

یہ اگر کسی پر سختی کرتے بھی ہین۔ تو کسی وجہ سے البتہ اگر کسی معاملہ مین علم نہ ہو تو مجبوری ہے۔ کیونکہ بے علمی کیوجہ سے تو زاہد اور پارسا آدمی بھی غلطی کر بیٹھتے ہین۔ دیدہ دانستہ ظلم کو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ سلیم الطبع حکام بعض اوقات ظاہری امور کی پرواہ نہ کرکے اور اُن سے تسلی نہ پانے کی وجہ سے مقدمات کی تہ نکالنے کیواسطے اور اصلیت دریافت کرنے کی غرض سے اکثر بڑی محنت اور جانفشانی اور سچی انصاف پسندی سے کام کرتے ہین ✦

ہمارا ہی ایک مقدمہ تھا۔ جو کہ ایک معزز پادری نے ہم پر اقدام قتل کا کیا۔ کہ گویا ہم نے اسکے قتل کرنے کے واسطے آدمی بھیجا۔ عبدالحمید اسکا نام تھا۔ آٹھ نو آدمی گواہ بھی گذر گئے۔ مدعی ہی نہین بلکہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب جو کہ مسلمانونکے پیشوا کہلاتے ہین انہون نے ہی ایسی گواہی دی۔ جس منصف مزاج حاکم کی عدالت مین ہمارا مقدمہ تھا اسکا نام ڈگلس تھا اس نے ان سب امور کے ہوتے ہوئے کہا کہ مجھ سے ایسی بدذاتی نہین ہوسکتی۔ کہ اسطرح سے ایک بیگناہ انسان کو ہلاک کردون اور حالانکہ مقدمہ سیشن سپرد کرنے کے لایق ہوگیا تھا۔ مگر اس نے پھر کپتان صاحب پولیس کو حکم دیا کہ اس کی اچھی طرح سے تحقیقات کی جاوے چنانچہ آخر کار اسی عبدالحمید نے

اقرار کیا کہ مجھے اصل میں ان پادریوں نے سکھایا تھا کہ مین ایسا کہوں۔ اصل میں کوئی بات نہین۔ یہ معلوم کرکے وہ ایسا خوش ہوا۔ اور ہمین اسکے تبسم سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایسا خوش ہے جیسا کہ کسی کو بہت سا مال و دولت حاصل ہونے کی بھی اتنی خوشی نہین ہوتی۔ اور آخر کار خود مجھے کہا۔ کہ مبارک ہو آپ بری کئے گئے۔ اب بتائیے کہ اگر کسی مسلمان کی عدالت مین ایسا مقدمہ ہوتا تو وہ ایسا کر سکتا تھا؟ اور وہ اس طرح سے صفائی اور انصاف کی جستجو کر سکتا تھا؟ ہرگز نہین۔ بلکہ ہمین تو حالات موجودہ کے ماتحت بھی امید پڑتی ہے۔ کہ اگر کسی مسلمان کے پاس ہمارا ایسا مقدمہ ہوتا تو وہ ہمین ضرور ہی خوار کرتا۔ آٹھ نو گواہ گذر چکے تھے مسل مکمل ہو چکی تھی۔ اب چھوڑتا تو کیونکر؟ مگر یہ قوم ہے۔ کہ اس کو اسی انصاف کی وجہ سے ہر جگہ فتح نصیب ہوئی ہے۔ جب کوئی جسقدر انصاف اختیار کرتا ہے اسی قدر روشن ضمیری بھی اسے عطا کی جاتی ہے۔ مخالفت دینی اور مذہبی اور ہے اور حکومت اور چیز ہے۔ اگر عدالت کو مدنظر نہ رکھین تو ایک دن مین یہ تختہ الٹ جاوے:۔

مسلمانوں کا یہ خیال کہ ہمین اعلیٰ اعلیٰ عہدے کیون نہین دیئے جاتے۔ یہ انکی اپنی غلطی ہے یاد رکھو کہ کوئی کام جب تک پہلے آسمان پر نہین ہو لیتا زمین پر ہرگز نہین ہو سکتا۔ خود نیک چلنی اختیار کرو۔ اور اپنی حالت کو سنوارو اس قابل بنو کہ خدا کی نظر مین آسمان پر تم اس قابل ٹھیر جاؤ۔ کہ تمہین عزت مل سکین تو پھر خود خدا تمہین سب کچھ دے دیگا۔ اپنی حالتون کو بدل کر تا خدا بھی تمہارے واسطے کوئی اور راہ نباوے۔ ورنہ یاد رکھو کہ خدا نہین چھوڑیگا جبتک کہ تم اپنی حالت کو نہین سنوارو گے +

تیسرا مقام خدا کے شکر کا یہ ہے کہ یہ خاص خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے آپ لوگون کے دلون مین اس طرف توجہ ڈالی۔ اور آپ لوگ یہان تکلیف اٹھا کر تشریف لائے۔ خدا کرے کہ جس طرح ہم جسمانی طور سے مل کر بیٹھے ہین اور جسمانی ملاقات ہوئی ہے۔ اسی طرح ایکدن وہ بھی آوے کہ **روحانی طور سے بھی ہم مل بیٹھین** خدا نے انسان کو زبان دی اور ایک دل بخشا ہے صرف زبان سے کوئی فتح نہین ہو سکتی۔ دلون کو فتح کرنے والا دل ہی ہوتا ہے۔ جو قوم صرف زبانی ہی زبانی جمع خرچ کرتی ہے یاد رکھو۔ کہ وہ کبھی بھی فتحیاب نہین ہو سکی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا نمونہ دیکھو کیا انکے

پاس کوئی ظاہری سامان تھے؟ ہرگز نہین مگر پھر باوجود یہ کہ وہ بے سروسامان تھے اور دشمن کثیر اور ہر طرح کے سامان اسے مہیا تھے۔ انکو خدا نے کیسی کیسی بے نظیر کامیابیان عطا کین بھلا کہین کسی تاریخ مین ایسی کامیابی کی کوئی نظیر ملتی ہے۔ تلاش کرکے دیکھ لو۔ مگر اصل بات یہی ہے جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی دنیا ٹھیک ہو جاوے۔ خود پاک دل ہو جاوے۔ نیک بن جاوے اور اسکے تمام مشکلات حل اور دکھ دور ہو جاوین اور اسکو ہر طرح کی کامیابی اور فتح و نصرت عطا ہو تو اسکے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ قد افلح من زکٰھا کامیاب ہو گیا بامراد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ تزکیہ نفس مین ہی تمام برکات اور **فیوض اور کامیابیون کا راز نہان ہے**۔

فلاح صرف امور دینی ہی مین نہین بلکہ دنیا و دین مین کامیابی ہوگی۔ نفس کی ناپاکی سے بچنے والا انسان کبھی نہین ہو سکتا کہ وہ دنیا مین ذلیل ہو +

مین یہ قبول نہین کر سکتا کہ فلسفہ ہیئت اور سائنس کا ماہر ہونے سے تزکیہ نفس ہی ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہین البتہ یہان سکتا ہون کہ ایسے شخص کے دماغی قویٰ تیز اور اچھے ہو جاتے ہین۔ ورنہ ان علوم کو روحانیت سے کوئی تعلق نہین بلکہ بعض اوقات یہ امور روحانی ترقی کی راہ مین ایک روک ہو جاتے ہین۔ اور آخری نتیجہ اسکا بجز اس خوش قسمت کے کہ وہ فطرت سلیم رکھتا ہے اکثر کبر و نخوت ہی دیکھا ہے۔ کبھی نیکی اور تواضع ان مین نہین ہوتی +

ایک اور امر قابل یاد رکھنے کے یہ ہے۔ کہ یہ قاعدہ ہر اور قانون قدرت مین داخل ہے کہ ہر چیز ضرورت سے پیدا ہوتی ہے جس طرح ظاہری طور سے ہم دنیوی امور مین ہر روز مشاہدہ کرتے ہین۔ یہ لباس۔ خوراک۔ سواریان اور اور آلات معیشت جتنے بھی ہین۔ یہ تمام ضرورت سے پیدا ہوتے ہین اسی طرح سے روحانی امور مین بھی بہت سے امور ضرورت سے پیدا ہوتے ہین اور جب کبھی ضرورت ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے پوری کی جاتی ہے ضرورت انسان کی روحانی جسمانی تمام امور مین راہ نما ہے اور اسی سے حق و باطل مین امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ جس طرح کوئی چیز بلا ضرورت اور بے فائدہ نہین اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھکر ضرورت حقہ کے وقت یہ خیال کرنا کہ خدا نے اسوقت کوئی سامان پیدا نہین کیا۔ سخت غلطی ہے +

اب ہمارا یہ زمانہ جس مین ہم موجود ہین کیا اندرونی اور کیا بیرونی طور سے اسمین اس قدر مفاسد بھرے ہوئے ہین کہ جس پہلو پر نظر ڈالو۔ کوئی ہی خوش کن نہین بیرونی طور پر اسلام پر اسقدر حملے ہوئے ہین اور اسلام نے اسقدر صدمے اٹھائے ہین کہ ایک بہت بڑا حصہ مسلمانوں کا ان سے متاثر ہو کر خود دین سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا ہے پھر ان کے بعد ایک بہت بڑا حصہ مذبذب لوگون کا پیدا ہو چکا ہے۔ جن کو اسلام کے متعلق اطمینان حاصل نہین اور وہ بالکل کمزور ہین۔ باقی یقین کامل رکھنے والے اور علیٰ وجہ البصیرت اسلام پر ایمان لانے والے بہت ہی قلیل ہین + کئی قسم کے حملے ہو رہے ہین منقولات کے اسلحہ اسلام پر چلائے جاتے ہین اور آریہ اور پادری لوگ اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے ہین اگرچہ وہ جانتے ہین کہ خود وہ گندے ہین ان کے ہاتھ مین کچھ بھی نہین بلکہ نکتہ چینی کرنا سہل ہے مگر خوبی بیان کرنا مشکل۔

علوم جدیدہ کا بھی ایک قسم کا اسلام پر حملہ ہے آجکل کی تعلیم۔ فلسفہ طبعی اور ہیئت ہی انسان کو ایک غلطی مین ڈالتی ہے مین تجربہ سے دیکھ رہا ہون کہ اکثر لوگ جنہوں نے خواہ مکمل طور سے ان علوم کو حاصل کیا ہو خواہ ناقص طور سے وہ عموماً بے قید زندگی اختیار کر لیتے ہین اور پھر رفتہ رفتہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ہی ان کے دلون سے اٹھ جاتی ہے اور پھر نوبت یہان تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ خود خدا سے بھی انکار کر بیٹھتے ہین۔ انکے کلام سے ہی ایک قسم کی بدبو آتی ہے اور وہ ایسے معلوم ہوتے ہین۔ کہ آج بھی ہاتھ سے گئے اور کل بھی گئے۔ اور درحقیقت اس گروہ کا حملہ آریون اور پادریون کے حملون سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کے اعتراض عموماً منقولات کے رنگ مین ہوتے ہین۔ ان مین صدق و کذب کا احتمال ہوتا ہے مگر یہ لوگ تو اپنا ذاتی تجربہ اور روزانہ مشاہدہ پیش کرتے ہین۔ اسی وجہ سے اسکا اثر بہت سخت اور برا پڑتا ہے۔

غرض یہی بات یہی ہے کہ اندرونی حملے بیرونی حملون سے بہت بڑھے ہوئے اور خطرناک اور زہریلا اثر ڈالنے والے ہین۔ سچ ہے **انما سن کہ بر ماست** اصل مین یہ قصور خود مسلمانون کا ہے جنہون اپنی سادہ لوح اولاد کو بغیر اسکے کہ انکو قرآن اور اسلام کے ضروری علوم سے آگاہ کرین ان مدرسون اور کالجون مین بھیج دیا تاکہ طلب علم ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ جیسا کہ حدیث طلب العلم فریضۃ علے کل مسلم و مسلمۃ سے ظاہر ہے۔ مگر اول علوم

بینیہ کا حصول فرض ہے جب بچے علوم دینی سے پورے واقف ہو جاویں اور انکو اسلام کی حقیقت اور نور سے پوری اطلاع ہو جاوے تب ان مروجہ علوم کے پڑھنے کا کوئی ہرج نہیں اصل میں ان مسلمانوں کی موجودہ روش بہت ہی خطرناک ہے۔ دیکھو پہلے ایک عورت کو بازاری کنجری بنا کر پھر توبہ کرائی جائے۔ تو وہ کیسی توبہ کرے گی؟ شراب بدکاری اور بے قید زندگی اسکی عادت ثانی ہو جاوے گی تو اول تو اسے توبہ کرنا ہی مشکل اور کرے بھی تو وہ کیسی توبہ ہوگی۔ اسکو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے یہی حال ان لڑکوں کا ہے جنکو پہلے فلسفہ اور سائنس کے زہریلے علوم سکھا کر خود خدا کی ہستی پر ہی شبہات پیدا کرا دئے جاتے ہیں اور پھر ان سے امید کیجاتی ہے۔ کہ وہ اسلام کے بھی شیفتہ ہوں ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ کوئی فلسفہ اور سائنس خواہ وہ اپنی اس موجودہ حالت سے ہزار درجہ ترقی کر جاویں مگر قرآن ایسی ایک کامل کتاب ہے کہ یہ نئے علوم کبھی بھی اس پر غالب نہیں آ سکتے۔ مگر اس شخص کی نسبت ہم کیونکر ایسی رائے قایم کر سکتے ہیں کہ جسکی نسبت ہمیں معلوم ہے کہ اس کو علوم قرآن سے مس ہی نہیں اور اس نے اسطرف کبھی توجہ ہی نہیں کی بلکہ کبھی ایک سطر بھی قرآن شریف کی غور و تدبر کی نظر سے نہیں پڑھی:۔

مثال کے طور پر قرآن کی تعلیم روحانی کا ایک فلسفہ بیان ہوا ہے۔ جو بعد الموت اعمال کے نتیجہ میں انسان کو بہشت کے رنگ میں ملے گا۔ جس کے نیچے نہریں چلتی ہونگی۔ بظاہر یہ ایک قصہ ہے مگر قصہ نہیں گو کہ قصہ کے رنگ میں آگیا ہے۔ اس کی حقیقت یہی ہے۔ کہ اسوقت کے لوگ علوم روحانی کے نہ جاننے کیوجہ سے نادان بچوں کی طرح تھے۔ ایسے باریک اور روحانی علوم کے سمجھانے کے واسطے ان کے مناسب حال استعارات سے کام لینا اور مثالوں کے ذریعہ سے اصل حقیقت کو اُن کے ذہن نشین کرنا ضروری تھا۔ اسی واسطے قرآن شریف نے بہشت کی حقیقت سمجھانے کے واسطے اس طریق کو اختیار کیا۔ اور پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ مثل الجنۃ التی وعد المتقون الخ یہ ایک مثال ہے نہ کہ حقیقت۔ قرآن شریف کے ان الفاظ سے صاف عیاں ہے۔ کہ وہ جنت کوئی اور ہی چیز ہے اور حدیث میں صاف یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ ان ظاہری جسمانی دنیوی امور پر نعماء جنت کا قیاس نہ کیا جاوے کیونکہ وہ ایسی چیز ہے کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی وغیرہ مگر وہ باتیں جن کی شان دیگر جنت کی نعمائے کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ تو ہم دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں ایک مقام پر قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار۔ اس آیت میں ایمان کو اعمال صالح کے متقابل پر رکھا ہے جنّت اور انہار یعنے ایمان کا نتیجہ تو جنت ہے۔ اور اعمال صالح کا نتیجہ انہار ہیں۔ پس جسطرح باغ بغیر نہر اور پانی کے جلدی برباد ہو جانے والی چیز ہے اور دیرپا نہیں اسی طرح ایمان بے عمل صالح بھی کسی کام کا نہیں پھر ایک دوسری جگہ پر ایمان کو اشجار (درختوں) سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ ایمان جس کی طرف مسلمانوں کو بلایا جاتا ہے وہ اشجار ہیں اور اعمال صالحہ اُن اشجار کی آبپاشی کرتے ہیں۔ غرض اس معاملہ میں جتنا جتنا تدبر کیا جاوے اسی قدر معارف سمجھ میں آویں گے جس طرح سے ایک کرسان کاشتکار کے واسطے ضروری ہے کہ وہ تخم ریزی کرے اسی طرح روحانی منازل کے کاشتکار کے واسطے ایمان جو کہ روحانیات کی تخم ریزی ہے ضروری اور لازمی ہے اور پھر جس طرح کاشتکار کھیت یا باغ وغیرہ کی آبپاشی کرتا ہے اسی طرح سے روحانی باغ ایمان کی آبپاشی کے واسطے اعمال صالحات کی ضرورت ہے یاد رکھو کہ ایمان بغیر اعمال صالح کے ایسا ہی بیکار ہے جیسا کہ ایک عمدہ باغ بغیر نہر یا کسی دوسرے ذریعہ آبپاشی کے نکما ہے۔

درخت خواہ کیسے ہی عمدہ قسم کے ہوں۔ اور اعلیٰ قسم کے پھل لانے والے ہوں۔ مگر جب مالک آبپاشی کی طرف سے لاپرواہی کریگا۔ تو اسکا جو نتیجہ ہوگا وہ سب جانتے ہیں یہی حال روحانی زندگی میں شجر ایمان کا ہے ایمان ایک درخت ہے جسکے واسطے انسان کے اعمال صالح روحانی رنگ میں اس کی آبپاشی کے واسطے نہریں بن کر آبپاشی کا کام کرتے ہیں +

پھر جس طرح ہر ایک کاشتکار کو تخم ریزی اور آبپاشی کے علاوہ بھی محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے اسی طرح خدا تعالےٰ نے روحانی فیوض برکات کے ثمرات حسنہ کے حصول کے واسطے بھی مجاہدات لازمی اور ضروری رکھے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا نفس انسانی ایک بیل کی مشابہ ہے اور اس کے تین درجے ہوتے ہیں۔ نفس امارہ۔ امارہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ امارہ کہتے ہیں بدی کی طرف لیجانیوالا بہت بدی کا حکم کرنے والا:۔

دوسری قسم نفس کی نفس لوامہ ہے لوامہ کہتے ہیں ملامت کرنیوالے کو۔ انسان سے ایک وقت بدی ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی اسکا نفس اسکو اس بدی کی وجہ سے ملامت بھی کرتا اور نادم ہوتا ہے۔ یہ انسانی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ مگر بعض طبایع ایسے بھی ہیں۔ کہ اپنی گندہ حالت اور سیاہ کاریوں کی وجہ سے وہ ایسے محجوب ہو جاتے ہیں کہ ان کی فطرت فطرت سلیم کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی ان کو اس ملامت کا احساس ہی نہیں ہوتا مگر شریف الطبع انسان ضرور اس حالت کا احساس کرتا اور بعض اوقات وہی ملامت نفس اسکے واسطے باعث ہدایت ہو کر موجب نجات ہو جاتی ہے مگر یہ حالت ایسی نہیں کہ اسپر اعتبار کیا جاوے:۔

نفس کی ایک تیسری حالت ہے جسے مطمئنہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اور وہ انسان کو جب حاصل ہوتی ہے۔ کہ انسان نفس امارہ اور پھر نفس لوامہ کے مشکلات کو حل کر جاوے اور اس جنگ میں اسکو فتح نصیب ہو۔ نفس امارہ انسان کا دشمن ہے اور وہ گھر کا پوشیدہ دشمن ہے۔ لوامہ بھی کبھی کبھی دشمنی کا ارادہ کرتا ہے۔ مگر باز آجاتا ہے۔ مگر بر خلاف ان دونوں حالتوں کے جب انسان ترقی کر کے نفس مطمئنہ کے درجے تک ترقی کر جاتا ہے۔ تو اس کی ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ گویا اس کا دشمن اسکے زیر ہو گیا۔ اور اس نے دشمن پر فتح نمایاں حاصل کری اور صلح ہو گئی۔ انسانی ترقیات کی آخری حد اور اس کی زندگی کا انتہائی نقطہ اسی بات پر ختم ہوتا ہے۔ کہ انسان حالت مطمئنہ حاصل کرلے اور وہ ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ اسکی رضا خدا کی رضا اور اس کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہو جاتی ہے اسکا ارادہ خدا کا ارادہ ہوتا ہے اور وہ خدا کے بلائے بولتا اور خدا کے چلائے چلتا ہے۔ تمام افعال حرکات و سکنات اس سے نہیں۔ بلکہ خدا سے سرزد ہوتے ہیں۔ اور انسان کی پہلی حالت پر ایک قسم کی موت وارد ہو جاتی ہے۔ اور ایک نئی زندگی کا جامہ اسے از سر نو عطا کیا جاتا ہے۔ اور پھر ایسا انسان ایک ممتاز انسان ہو جاتا ہے

غرض قانون قدرت میں ایسا پایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے دو سلسلے پہلو بہ پہلو بنائے ہیں جسمانی اور دوسرا روحانی جو کچھ جسمانی طور سے مہیا ہے وہی روحانی طور سے بھی ہوتا ہے پس جو شخص ان دونوں سلسلوں کو نصب العین رکھکر کاروبار میں کوشش اور محنت کرے گا وہ جلدی ترقی کرے گا اسکے معلومات وسیع ہونگے ہر صورت میں ہر جسمانی

ہم نظام جسمانی میں دیکھتے ہیں کہ جسمانی کاشتکار باوجود ہر قسم کی باقاعدہ محنت و مشقت کے بھی پھر آسمانی پانی کا محتاج ہے۔ اور اگر اسکی محنتوں اور کوششوں کے ساتھ آسمانی پانی اسکے فصل پر نہ پڑے تو فصل تباہ محنت برباد ہو جاتی ہے پس یہی حال روحانی رنگ میں ہے انسان کو خشک ایمان کچھہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ روحانی بارش نازل ہو کر بڑے زور کے نشانات سے اسکو اندرونی گند دھو کر اسکو صاف نہ کرے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے۔ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع۔ یعنے قسم ہے آسمان کی جس سے بارش نازل ہوتی ہے۔ اور قسم ہے زمین کی جس سے شگوفہ نکلتا ہے بعض لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے ندامت اٹھاتے ہیں قسم کا مفہوم اصل میں قایم مقام ہوتا ہے شہادت کے ہم دنیوی گورنمنٹ میں بھی دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات مقدمات کے فیصلوں کا مدار بھی قسم پر رکھا جاتا ہے۔ پس اسی طرح سے خدا تعالےٰ نے بھی بارش آسمانی کی قسم کھا کر نظام جسمانی کی طرح نظام روحانی میں اس بات کو بطور ایک شہادت کے پیش کرتا ہے کہ جس طرح سے زمین کی سرسبزی اور کھیتوں کا ہرا بھرا ہونا آسمانی بارش پر موقوف ہے۔ اور اگر آسمانی بارش نہ ہو تو زمین پر کوئی سبزی نہیں رہ سکتی۔ اور زمین مردہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ کنوؤں کا پانی بھی خشک ہو جاتا ہے۔ اور دنیا زیر و زبر ہو کر ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے اور لوگ بھوکوں پیاسوں مرتے ہیں قحط کی وجہ سے انسان حیوان اور پھر چرند پرند اور درند وغیرہ پر بھی اسکا اثر ہوتا ہے بعینہ اسی طرح سے ایک روحانی سلسلہ بھی ہے :-

یاد رکھو کہ خشک ایمان بجز آسمانی بارش کے جو مکالمہ مخاطبہ کے رنگ میں نازل ہوتی ہے۔ ہرگز ہرگز باعث نجات یا حقیقی راحت کا نہیں ہو سکتا جو لوگ روحانی بارش کے بغیر اور کسی مامور من اللہ کے بغیر نجات پا سکتے ہیں۔ اور ان کو کسی مزکی اور مامور من اللہ کی ضرورت نہیں سب کچھہ ان کے پاس موجود ہے۔ ان کو چاہئے کہ پانی بھی اپنے گھروں میں ہی پیدا کر لیا کریں۔ انکو آسمانی بارش کی کیا احتیاج۔ انکوں کے سامنے موجود ہے کہ جسمانی چیزوں کا مدار کن چیزوں پر ہے۔ پس اس سے سمجھہ لو کہ بعینہ اسی کے مطابق روحانی زندگی کے واسطے بھی لازمی اور لابد اور ضروری ہے۔ انسان کا یہ دعوےٰ کہ میں نے سب کچھہ سیکھہ لیا ہے اور میں نے سارے علوم حاصل کر لئے ہیں یہ بالکل غلط خیال ہے۔ انسان کا علم کیا ہے۔ جس طرح سے سمندر میں ایک سوئی ڈبو کر نکال لی جاوے یہی حال انسان کے علم کا ہے۔ کہ اس کو معارف اور حقایق میں سے دیا گیا ہے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین راہ کہ تو میروی بترکستان است

پھر تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ معمولی مروجہ علوم کے پڑھہ لینے سے بڑے بڑے دعوے کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ دین کی راہ ایک عمیق در عمیق راہ ہے اور اس کے حقایق اور روحانی فلسفہ ایسا نہیں کہ ہر فرد اس کا ماہر ہونے کا دعوےٰ کر سکے۔ یہ دین آسمان سے ہی آیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ اس کی سرسبزی کے سامان بھی آسمان ہی سے نازل ہوتے رہیں گے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر مغربی علوم اور مروجہ تعلیم کے پاس یافتوں کا سوال کیا جاوے تو اکثر اصحاب ایسے نکلیں گے کہ ان کے ماہر ہی ہونگے مگر ہمیں اس جگہ ان اصحاب کی خدمت میں کردہ مغربی اور دنیوی علوم کے ماہر ہیں یہ بھی کہنا ہے۔ کہ

اے کہ خواندی حکمت یونانیان
حکمت ایمانیان را ہم بخوان۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل بہت سے ایسے بھی خیالات والے لوگ موجود ہیں۔ کہ ان کی نظر میں دین ایک جنون ہے اور اسکی قدر انکے دلوں میں نہیں ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ عرب کے لوگ وحشی تھے۔ اور امی تھے اسوقت ان کی ضرورتوں کے مناسب حال قرآن نازل ہوا۔ اب دنیا ترقی کر گئی ہے اور روشنی کا زمانہ ہے اب موجودہ زمانہ کے مناسب حال دین میں ترمیم ہونی چاہئیے۔ مگر آپ لوگ سن رکھیں کہ دین کوئی لغو نہیں ہے بلکہ دنیا کی حقیقی راحت اور آخروی نجات اسی دین میں ہی وابستہ ہے۔ وہ عرب کے امی جو اس دین کے سچے خادم تھے۔ اُن کا اُمی ہونا بھی ایک معجزہ ہی تھا تاکہ دنیا کو دکھا دے کہ اُمی لوگوں نے قرآنی تعلیم کے نیچے آکر کیا کچھہ کر دکھایا۔ کہ بڑے بڑے علوم کے مدعیوں سے بھی ان کے مقابلہ میں کچھہ بن نہ آیا۔

خدا خوب جانتا تھا۔ کہ اس زمانہ میں کیسے کیسے جدید علوم پیدا ہوں گے اور خود مسلمانوں میں کیسے کیسے خیالات کے لوگ پیدا ہو جائیں گے ان سب باتوں کا جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن میں دے رکھا ہے اور کوئی نئی تحقیقات یا علمی ترقی نہیں۔ جو قرآن شریف کو مغلوب کر سکے اور کوئی صداقت نہیں کہ اب پیدا ہو گئی ہو اور وہ قرآن شریف میں پہلے ہی سے موجود نہ ہو۔ جو راہ قرآن شریف نے پیش کی ہے۔ وہ نہ انجیل میں پائی جاتی ہے۔ نہ توریت میں اسکا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی دنیا کی کوئی اور کتاب اس کمال اور جامعیت کا دعوےٰ کر سکتی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے قرآن شریف کو عطا کی ہے۔ قرآن کے مقابل پرانی کا ذکر ہی کیا ہے۔ انجیل نے ایک ضعیف ناتوان انسان کو خدا بنایا۔ مگر اس کی طاقت کا اندازہ قوم یہود کے مقابلہ پر ہی ہو سکتا ہے :-

دوسری بات اور مایہ ناز انجیل کا اخلاقی تعلیم تھی مگر وہ ایسی بودی اور ناکمل ہے۔ کہ کوئی صحیح الفطرت انسان اس کی پابندی نہیں کر سکتا۔ بلکہ خود پادری صاحبان کا عمل بھی اس تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔ مثلاً انجیل تعلیم دیتی ہے کہ اگر تجھے کوئی ایک طمانچہ مارے تو تو دوسری گال پھیر دے۔ اور اگر کوئی تیرا کرتا مانگے۔ تو اسکو چادر بھی اُتار دے۔ اور اگر کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جانا چاہے تو دو کوس اس کے ساتھہ چل اب ہم اول ان انجیل کی حمایت اور تعریف کرنے والے پادری صاحبوں سے ہی دریافت کرتے ہیں کہ ان کا اس تعلیم پر کہاں تک عملدرآمد ہے انہوں نے اس تعلیم کا عملی نمونہ کیا دکھایا ہے۔ کہ دوسروں کو بھی اس تعلیم کی طرف بلاتے ہیں۔ پھر اسی انجیل میں لکھا ہے۔ کہ تو بدی کا مقابلہ نہ کر غرض انجیل کی تعلیم تفریط کی طرف جھکی ہوئی ہے اور بجز بعض خاص حالات کے ماتحت ہونیکے انسان اسپر عمل کر ہی نہیں سکتا۔

دوسری طرف توریت کی تعلیم کو دیکھا جاوے۔ تو وہ افراط کی طرف جھکی ہوئی ہے۔ اور اس میں بھی صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا گیا ہے کہ جان کے بدلے جان آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت توڑ دیا جاوے اسمیں عفو اور درگذر کا نام تک بھی نہیں لیا گیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ کتابیں مختص الزمان اور مختص القوم ہی تھیں مگر قرآن شریف نے ہمیں کیسا پاک راہ بتائی ہے جو افراط اور تفریط سے پاک اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہے مثلاً شال کے طور قرآن شریف میں فرمایا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی و اصلح فاجره علی الله یعنے جتنی بدی کی گئی ہو۔ اسی قدر بدی کرنی جائز ہے۔ مگر اگر کوئی معاف کر دے اور اس معافی میں اصلاح مدنظر ہو

دیکھو کیسی پاک تعلیم ہے نہ افراط نہ تفریط۔ انتقام کی اجازت ہے۔ مگر معافی کی تحریص بھی موجود ہے۔ بشرط اصلاح یہہ ایک میسر اسلاک ہے۔ جو قرآن شریف نے دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ اب ایک سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے کہ ان میں خود موازنہ اور مقابلہ کر کے دیکھ لے کہ کونسی تعلیم فطرت انسانی کے مطابق ہے اور کونسی تعلیم ایسی ہے کہ فطرت صحیح اور کانشنس) اسے دھکے دیتا ہے

یہودیوں میں باپ اپنی اولاد کو وصیت کرتا تھا۔ کہ میرا انتقام میرا بیٹا لے۔ میرا پوتا لے۔ چنانچہ بعض اوقات بیٹا اور پوتا باپ کے انتقام لیتے تھے غرضیکہ توریت میں تو سخت تشدد کیا گیا تھا۔ باقی رہی انجیل سو اس کی اخلاقی تعلیم پر ناز کرنے والے نہیں سمجھتے کہ اول تو وہ تعلیم ہی ایسی ناقص ہے۔ کہ بوجہ مختص الزمان اور مختص القوم ہونے کے آج اس کی ضرورت ہی نہیں اور نہ وہ اسوقت اخلاقی تعلیم کہلانے کی مستحق ہے۔ اور اگر ان ہی لیا جائے۔ تو کوئی شخص نہیں کہ اس تعلیم کا عامل نظر آتا ہو خود اس کے شیفتہ لوگ ہی اسکا عملی نمونہ پیش کریں اصل میں یہ ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور دکھانے کے اور تاہم فلسفہ حقہ اس کے بالکل خلاف ہے انسان ایک شاخ دار درخت ہے اور انجیلی تعلیم اس کی صرف ایک شاخ۔ کیا باقی قوائے انسانی بے کار ہیں!؟

یاد رکھو۔ کہ کل قوائے انسانی اسی خالق فطرت ہی کی طرف سے انسان کو ملے ہیں ان میں ایک قوت غضبی بھی ہے قوت انتقام بھی ہے یہ قوی بیکار یا فضول نہیں ہیں بلکہ ان کی بد استعمالی اور انکا بے محل و بے موقع استعمال برا ہے انجیل میں تو ایک موقع پر خصی بن جانے کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر سچے عیسائی اس تعلیم کا عملی نمونہ بنتے تو یقین ہے کہ دنیا کا خاتمہ ہی ہو گیا ہوتا عجیب بات یہ ہے۔ کہ صرف حکم ہی نہیں بلکہ اس عمل پر بڑے ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے تو پھر کیا وجہ کہ ایسے کار خیر میں کوئی عیسائی بھی حصہ نہیں لیتا؟

قرآن شریف میں کوئی دکھا تو دے کہ کوئی ایسا حکم بھی دیا گیا ہو جس پر عمل کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہو یا کوئی ایسا حکم بھی ہو جس کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہو یا نظام دنیا میں فساد کا اندیشہ ہو؟ کیا ایسی ایک کتاب جسمیں ایسے احکام داخل ہیں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں یا ان کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہے۔ اور نظام عالم درہم برہم ہوتا ہے کبھی اس خدا کی طرف منسوب ہو سکتی ہے جو خالق فطرت اور منظم نظام دنیا اور قوی انسانی کے پورے اندازے جاننے والا ہے اور کیا وہ کتاب کامل اور مکمل شریعت کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے؟

لیکن میں اعتراض نہیں کرتا۔ بلکہ میرا مقصد اس بیان سے اس امر کا اظہار ہے کہ یہ دونوں کتابیں صرف ایک ہی خاندان کی تھیں نہ حضرت عیسیٰ ؑ نے اور نہ حضرت موسیٰ ؑ نے کبھی یہ دعوے کیا کہ وہ تمام دنیا کیواسطے رسول ہو کر آئے تھے۔ بلکہ وہ تو صرف اسرائیلی بھیڑوں تک ہی اپنی تعلیم محدود کرتے ہیں انکا اپنا اقرار موجود ہے پس بلحاظ ضرورت کے انکو جو کتاب ملی۔ وہ بھی ایک

قانون مختص الزمان اور مختص القوم تھا

اب ظاہر ہے کہ ایک چیز جو ایک خاص ضرورت کے لئے ایک خاص زمانے اور مکان کیواسطے آئی تھی۔ اسکو زبردستی اور خواہ نخواہ تمام دنیا پر محیط ہونے کیواسطے کھینچ تان کی جائے گی۔ تو اسکا لازماً یہی نتیجہ ہوگا کہ وہ اس کام سے عاری رہے گی اور اس بوجھ کے اٹھانے کیواسطے وہ وضع ہی نہیں کی گئی اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان تعلیمات میں موجودہ زمانہ کے حالات کے ماتحت نقص ہیں۔

مگر قرآن مجید مختص الزمان نہیں مختص القوم نہیں اور نہ ہی مختص المکان ہے بلکہ اس کامل اور مکمل کتاب کے لانیوالے کا دعویٰ ہے۔ کہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور ایک دوسری آیت میں یوں ہی آیا ہے کہ لانذرکم بہ ومن بلغ۔ یعنے لازمی ہوگا کہ جسکو قرآنی تعلیم پہنچے وہ خواہ کہیں بھی ہو اور کوئی ہی ہو۔ اس تعلیم کی پیروی کو اپنی گردن پر اٹھائے۔

انسانی فطرت کا پورا اور کامل عکس صرف قرآن شریف ہی ہے۔ اگر قرآن نہ بھی آیا ہوتا۔ جب بھی اسی تعلیم کے مطابق انسان سے سوال کیا جاتا کیونکہ یہ ایسی تعلیم ہے جو فطرتوں میں مرکوز اور قانون قدرت کے ہر صفحہ میں مشہود ہے جن کی تعلیمات ناقص اور خاص قوم تک محدود ہیں۔ اور وہ آگے ایک قدم بھی نہیں چل سکتیں انکی نبوت کا دروازہ بھی انکے اپنے ہی گھر تک محدود ہے مگر قرآن شریف کہتا ہے ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ دیکھو یہ کیسی پاک اور دل میں دخل کر جانیوالی بات اور کیسا سچا اصول ہے۔ مگر یہ لوگ ہیں۔ کہ خدا کی خدائی کو صرف اپنے ہی گھر تک محدود خیال کرتے ہیں یہی حال آریوں کا ہے۔ وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ہمیشہ وید ہی اتارا جاتا ہے۔ اور صرف چار آدمی ہی اس کام کے واسطے مخصوص ہیں۔ اور ہمیشہ کیواسطے زبان سنسکرت ہی خدا کو پسند آگئی ہے محال نہیں کہ خدا کی یہ نعمت وحی و الہام کسی اور انسان یا زبان کو مل سکے۔ ان لوگوں کے اعتقاد کے موجب وحی الٰہی اب آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور اب ہمیشہ کے واسطے اسکو مہر لگ چکی ہے۔ مگر یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس طرح سے تو خدا کی ہستی کے ثبوت میں ہی مشکلات پڑ جاوینگے۔ صرف شنیدہ سے انسان کب مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور کامل یقین اور سچی معرفت صرف دوسروں کی زبانی سن لینے سے کہاں میسر آتی ہے ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جب تک خدا خود انا الموجود کی آواز نہ دے۔ یا اپنے پیارے کلام سے اور زبردست غیبی نشانات سے اپنا چہرہ نہ دکھا دے تب تک وہ پیاس کب مٹ سکتی ہے جو حق کی طلب کی پیاس انسان کو لگی ہوئی ہے یہ کہنا کہ خدا پہلے تو نشانات اور معجزات دکھاتا تھا رسول بھیجتا تھا۔ مگر اب نہیں یہ نعوذ باللہ خدا کی ذات کی سخت توہین اور بے ادبی ہے کیا وجہ کہ اب وہ سنتا ہی اور دیکھتا ہی ہے۔ مگر بولتا نہیں اچھا تو اسپر تمہارے پاس کیا دلیل ہے۔ کہ قوت شنوائی اور بینائی بھی قوت گویائی کی طرح جاتی نہیں رہیں:۔

انسان اپنی فطرت سے الگ نہیں ہو سکتا۔ بکری بھیڑیئے کا کام لیں تو دے سکتی ہے؟ ہرگز نہیں پس یہی حال فطرت انسانی کا ہے۔ کہ اپنی بناوٹ کے خلاف ہرگز نہیں چل سکتی۔ نرے تصوں سے کب وہ تسلی پا سکتی ہے۔ اگرچہ کوئی ظاہرداری کے واسطے ہاں میں ہاں ملا کر مگر دل لعنت بھیجتا ہوگا۔ اور انکار کرتا ہوگا کہ میں نہیں مانتا یاد رکھو۔ کہ اگر پہلے کبھی الہام تھا تو اب بھی ضروری ہے۔ کہ الہام ہو۔ اسلام جب صرف ایک ہی فرقہ تھا۔ اور مختصر بھی تو اسوقت تو نبی اور رسول آنے اور الہامات ہونے کی ضرورت تھی۔ مگر اب جب کہ ایک سے ۷۳ فرقے ہو گئے ہیں۔ اور تفرقہ کی حد نہایت نہیں رہی کلام الٰہی پر مہر لگائی جاتی ہے۔ اور خدا کا منہ بند کیا جاتا ہے۔ کوئی فطرت سلیم اور عقل صحیح اس منطق کو قبول نہیں کر سکتی۔

ہر چیز کے پیدا ہونے کی ماں ضرورت ہے۔ دیکھو ایک چھوٹی سی مثال ریلوے تصادم کی ہے۔ تصادم کے واردات ترقی کرنے لگے۔ تو اصلاح کے سامان بھی

پیدا ہوگئے۔ یہ سب طرح طرح کی کلین جو دیکھنے مین آتی ہین یہ سب ضرورت نے ہی مہیا کرادی ہین۔ تو اب جبکہ انسانی حالت کیا بلحاظ اپنی ظاہری حالت کے اور کیا بلحاظ اپنی باطنی حالت کے ابتری کے انتہائی درجہ تک پہنچ گئی ہے اور ہر فرقہ پر دہریت (ناستک مت) نے اپنا تسلط جمایا ہوا ہے۔ زندہ ایمان کسی مین باقی نہین اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ

زندہ ایمان ہی اعمال کی تحریک کرتا ہے

جب ایمان ہی نہین جو کہ اعمال کا اصل محرک ہے تو پھر عمل کیسے؟ غرض اس طرح ایمان کے دنیا سے اٹھ جانے کے باعث اعمال صالح کا بھی ساتھ ہی نام و نشان مٹ چکا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ خدا نے ایسی خطرناک حالت اور ایسی سخت ضرورت کے وقت بھی اپنی سنت قدیمہ کو ترک کرکے کوئی رسول اور نبی یا ملہم نہ بھیجا:۔

لا الٰہ الا اللہ۔ یہ توحید کا کلمہ ہے اس کے معنے ہین کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت اور سچی فرمانبرداری کے لایق نہین ہے خدا اگر توحید کے پھیلانے مین کسی دوسرے کا محتاج ہوتا یا کسی اور کو اس کام مین اپنا شریک بناتا۔ تو بھی شرک لازم آتا تھا۔ محمد رسول اللہ کا جز کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ شامل کرنے مین سر یہی ہے کہ تا توحید کا سبق کامل ہو۔ اور دنیا کو معلوم ہو کہ جو کچھ آتا ہے۔ درحقیقت اسی خدا کی طرف سے آتا ہے۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم ان ہدایات کے خدا سے پاکر مخلوق کو پہنچانے والے ہین۔ اور کہ جو کچھ ادھر سے آتا ہے۔ وہ اسی راہ سے آتا ہے:۔

شرک صرف پتھرون کے پوجنے ہی کا نام نہین ہے بلکہ شرک کی ایک قسم یہ بھی لکھی ہے کہ انسان خدا کو چھوڑ کر صرف اسباب ہی پر تکیہ کرے اور یہ شرک فی الاسباب کہلاتا ہے:۔

برہمو وغیرہ اس راز توحید کو نہین سمجھے جو خدا را بخدا باید شناخت مین دکھلایا گیا ہے۔ خدا کی طرف سے آنے والا ایسا ہی ہے کہ گویا خود خدا ہی ہے۔ انسانی گورنمنٹ کی طرف سے آنے والا نائب ہوتا ہے اسی طرح سے رسول بھی خدا مین فنا ہو کر وہ نہین ہوتا۔ بلکہ خود خدا ہوتا ہے غرض محمد رسول اللہ کا فقرہ توحید کامل کرنے کے واسطے لازمی تھا۔ خدا توحید کو پسند کرتا ہے۔ اور یہ شکر کا مقام ہے کہ یہ خصوصیت صرف اسلام مین پائی جاتی ہے جسکو آج ہم پیش کرتے ہین۔ کسی دوسرے مذہب مین نہین۔

عیسائیونکی دوڑ کفارہ مسیح تک ہے

باپ بیٹا اور روح القدس تین ہین۔ مگر تین مت کہو۔ ایک کہو یہ عجیب گورکھ دھندا ہے۔ جو سمجھ مین نہین آتا۔ یہودی بھی بڑے سخت دل ہین اور طرح طرح کے شرک مین مبتلا ہین۔ انکو اسطرف توجہ ہی نہین۔ آجکل کے آریہ صاحبان جن کو اسلام کے خلاف اپنے عقاید پر بڑا گھمنڈ اور ناز ہے۔ انکا مذہب ہے کہ روح بمع اپنے تمام صفات کے اور مادہ بمع اپنے تمام صفات کے خود بخود ہین۔ اور اعتقاد رکھتے ہین۔ کہ نیستی سے ہستی ممکن نہین غرض انہون نے ذرہ ذرہ کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے انسانی ظاہری قوٰے کو تو خدا کی طرف سے مانتے ہین مگر کہتے ہین کہ روح مین جو قوٰے ہین وہ خود بخود ہین خدا کی طرف سے نہین وہ مانتے ہین کہ ارواح اور ذرات بمع اپنے قوٰی کے خود بخود موجود ہین۔ خدا کا کام صرف ان کو جوڑنا ہی ہے مگر ہم پوچھتے ہین کہ کیون جایز نہین کہ باہمی جوڑ ملاپ کی طاقت بھی ان کی اپنی ذاتی خاصیت نہ مانی جاوے؟

غرض تازہ معجزات کے یہ لوگ منکر ہین وید مین معجزات کا کوئی ذکر نہین۔ تو

پھر خدا کے وجود پر نشانی ہی کیا ہے؟

اور اس کی زندگی کی علامت ہی کیا؟ جب دو حصے خود بخود موجود ہین تو پھر کیون نہ مان لیا جاوے۔ کہ تیسرا حصہ (باہمی جڑ جانے کی خاصیت) بھی خود بخود ہے۔ جب ایک اہم کام خود بخود ہے۔ تو سہل کیواسطے کیون کسی کی احتیاج مانی جاوے؟

غرض یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ جو صرف اسلام ہی کے شامل حال ہے کہ اسلام کی کوئی بھی تعلیم عقل سلیم اور فطرت سلیم کی مخالف نہین۔ لا الٰہ الا اللہ ایک قول ہے اسکا عملی ثبوت بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن فعل ہے نرا قول (ایمان کا دعوے) کسی کام کا نہین اور نہ ہی وہ کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ خشک ایمان ایک بے بال و پر مرغ کی مثال ہے۔ جو ایک مضغہ گوشت ہے جو نہ چل پھر سکتا ہے نہ اڑنے کی اسمین طاقت ہے۔ بلکہ

اسلام اسکو کہتے ہین کہ انسان باوجود ہیبت ناک نظارے دیکھنے اور اس امر کا یقین ہونے کے کہ اس مقام پر کھڑا ہونا ہی گویا جان کو خطرہ مین ڈالنا ہے پھر بھی خدا کی راہ مین سر ڈالدے اور خدا کی راہ مین اپنے کسی نقصان کی پرواہ نہ کرے جنگ کے موقع پر سپاہی جانتا ہے کہ مین موت کے منہ مین جا رہا ہون اور اسے بہ نسبت زندہ پھرنے کے مرنا یقینی نظر آتا ہے مگر باین ہمہ وہ اپنے افسر کی فرمانبرداری اور وفاداری کرکے آگے ہی بڑھتا ہے۔ اور کسی خطرے کی پرواہ نہین کرتا اس کا نام اسلام ہے:۔

غرض ایک فقرہ (لا الٰہ الا اللہ) مین تو اللہ تعالےٰ نے توحید سکھائی ہے اور دوسرے (من اسلم وجہہ للہ) مین یہ سکھایا کہ اس توحید پر سچے اور زندہ ایمان کا ثبوت اپنے اس فعل سے دو اور خدا کی راہ مین اپنی گردن ڈالدو۔ اس بات کو توجہ سے سننا چاہئے۔ مسلمانون کیواسطے یہ ایک مفید مسئلہ ہے۔ صرف اس بات پر راضی نہ ہونا چاہئے۔ کہ ہم مسلمان ہین یا ظاہری نماز روزے کی پابندی کرتے ہین خطرناک مشکلات مین ثابت قدم رہنا اور قدم آگے ہی آگے اٹھانا اور خدائی امتحان مین پاس ہو جانا سچے اور حقیقی ایمان کی دلیل ہے مشکلات کا آنا اور ابتلاؤن کا آنا مومن پر ضروری ہے تا ظاہر ہو کہ کون سچا مومن اور کون صرف زبانی ایمان کا مدعی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ مسلمانون کے صدر نے عمل سے ثابت کیا تھا۔ کہ واقعی انہون نے اپنی زندگیان اللہ کے دین کی خدمت کے واسطے وقف کر دی تھین۔ کوئی دین ترقی نہین کر سکتا جب تک خدا کے احکام کو دنیا کے کل کامون پر مقدم نہ کیا جاوے معمولی نماز روزے زکوٰۃ وغیرہ اعمال تو کرتے کرتے آخر عادت مین داخل ہو جاتے ہین۔ مثنوی رومی مین ایک شعر مین یہ مضمون خوب ادا کیا گیا ہے جسمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ

"ہم اپنے کوٹھے مین غلہ بھرتے رہتے ہین مگر وہ بھرنے مین نہین آتا جب دیکھو خالی ہی نظر آتا ہے۔ آخر کوئی چوہا تو ہے جو اس کوٹھے کو لگا ہوا ہے اسکا اناج کھائے جاتا ہے اور اسے خالی کرنے کی کوشش مین لگا رہتا ہے ہم بھرتے ہین۔ وہ خالی کرتا ہے آخرکار دروازہ کھولکر دیکھا۔ تو واقعی ایک چوہا تھا کہ اس غلہ کو کھا جایا کرتا تھا"

پس انسان کو اپنے اعمال پر ہی راضی نہ ہونا چاہئے بعض بدیون سے بعض اعمال حبط بھی ہو جاتے ہین - ریاکاری بھی حبط اعمال کے واسطے ایک خطرناک کیڑا ہے مثلاً ایک مجلس مین چندہ ہوتا ہے ایک شخص اٹھتا ہے میرا پانصد روپیہ لکھا جاوے اب اگر صرف دکھاوے اور واہ واہ کی آواز کے واسطے یا نام پیدا کرنے کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اسکا اجر اس نے پا لیا عنداللہ اسکے واسطے کوئی اجر نہ ہوگا۔ اس موقع پر ہمین

ایک نقل تذکرۃ الاولیاء کی

یاد آگئی ہے۔ لکھا ہے۔ کہ ایک بزرگ تھے ان کو دس ہزار روپیہ کی سخت ضرورت پیش آگئی۔ انہون نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا۔ تو ایک شخص نے دس ہزار روپیہ کی تھیلی ان کے آگے لا رکھی اب وہ بزرگ لگے اس شخص کی تعریف کرنے اور ایک گھنٹہ تک برابر اس کی تعریف کی۔ آخر وہ شخص جس نے روپیہ دیا تھا۔ مجلس مین سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور گھر سے واپس لوٹ کر عرض کی۔ کہ مجھ سے تو سخت غلطی ہوئی۔ اصل مین وہ روپیہ تو میری مان کا تھا اور مین اسکا روپیہ خود بخود دینے کا مختار نہ تھا۔ روپیہ مجھے دے دیا جاوے۔ اب لگی اسکو بجائے تعریف کے لعن طعن ہونے اور لوگ کہنے لگے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بناوٹ کی ہے۔ بہانہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ مگر جب وقت گزر گیا۔ اور رات کی سنسان گھڑیان تھین کہ وہی شخص وہی روپیہ لے کر اسی بزرگ کے مکان پر چپکے سے گیا اور وہی روپیہ پیش کر کے عرض کی کہ حضور مین نے

روپیہ اللہ کیواسطے دیا تھا نہ کہ تعریفین سننے کیواسطے

اب آپ کو قسم ہے خدا کی کہ آپ اس روپیہ کا کسی کو ذکر نہ کرین یہ سن کر وہ بزرگ رو پڑے۔ اس خیال سے۔ کہ اب جب تک یہ شخص جئے گا لوگ اسے گالیان دین گے طعن و تشنیع کرین گے۔ ملامت کیا ہی کرین گے ان کو اس حقیقت کی کیا خبر!

غرض جس کام مین ریاکاری کا ذرہ بھی ہو۔ وہ ضائع جاتا ہے اسکی وہی مثال ہے۔ جیسے ایک اعلیٰ قسم کے عمدہ کھانے مین کتا منہ ڈالدے۔ آج کل بھی یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے۔ اور اکثر امور مین ریاکاری کی ملونی ساتھ ہوتی ہے۔ پس اعمال مین یہ ملونی ہی نہ ہونی چاہئے۔ اصل مین انسان ایک حد تک معذور بھی ہے کہ ملونی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کمل تو ہے نہین جب تک اسے نفس مطمئنہ حاصل نہ ہو جائے اور کسی کی لعن طعن کی پرواہ نہ کرے اسکے اعمال مین ایسا اخلاص ہو جائے کہ تعریف کرنے والا۔ اور گالی دینے والا۔ مناقب بیان کرنیوالا اور حقارت سے دیکھنے والا اس کی نظر مین یکسان ہو جاوین اور یہ دونون کو برابر جانے۔ مردے کی طرح جانے جو نہ اسکا کچھ بگاڑ سکتا ہے اور نہ سنوار۔

اس وقت مین سراً وعلانیۃً پر بحث نہین کرتا۔ بلکہ نفس ملونی کا ذکر کرتا ہون مین یہ نہین کہتا۔ کہ ہمیشہ خفیہ ہی خیرات کرو۔ اور علانیہ نہ کرو۔ نیک نیتی کے ساتھ ہر کام مین ثواب ہوتا ہے۔ ایک نیک طبع انسان ایک کام مین سبقت کرتا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس کار خیر مین شریک ہو جاتے ہین۔ اس طرح سے اس شخص کو بھی ثواب ملتا ہے بلکہ ان کے ثواب مین سے بھی حصہ لیتا ہے۔ پس اس رنگ مین کوئی نیک کام اس نیت سے کرنا کہ دوسرون کو بھی ترغیب و تحریص ہو۔ بڑا ثواب ہے :-

شریعت اسلام مین بڑے بڑے باریک امور ایسے ہین تاکہ اخلاص کی قوت پیدا ہو جائے۔ اخلاص ایک موت ہے۔ جو مخلص کو اپنے نفس پر وارد کرنی پڑتی ہے جو شخص دیکھے کہ علانیہ خرچ کرنے اور خیرات دینے یا چندوں مین شامل ہونے سے اس کے نفس کو مزہ آتا ہے اور ریا پیدا ہوتا ہے تو اسکو چاہئے کہ ریاکاری سے دست بردار ہو جائے اور بجائے علانیہ خرچ کرنے کے خفیہ طور سے خرچ کرے اور ایسا کرے کہ اس کے بائین ہاتھ کو بھی علم نہ ہو۔ پھر خدا تعالیٰ دے کہ نیک کو اس کی نیکی اور پاک تبدیلی کی وجہ سے بخش .... دے۔ اس مین کوئی سو برس کی ضرورت نہین۔ اخلاص کی ضرورت ہے :-

دیکھو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ایک بڑھیا کو بلا ناغہ حلوا کھلایا کرتے تھے اور ان کے اس فعل کی کسی کو خبر نہ تھی۔ ایک دن جب کہ بوڑھیا کو حلوا نہ پہنچا۔ اس نے اس سے یقین کر لیا۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ وفات پا گئے۔ اب جائے غور ہے۔ کہ آپ رضی اللہ کیسے تعاہد سے اس غریب بڑھیا کی جو کہ اور کچھ نہ کھا سکتی تھی۔ خدمت کیا کرتے تھے۔ کہ ایک دن حلوا نہ پہنچنے سے اس کو یقین ہو گیا۔ کہ آپؓ وفات پا گئے۔ یعنے اس بڑھیا کے وہم مین بھی نہین آ سکتا تھا۔ کہ آپؓ زندہ ہون اور اس کو حلوا نہ پہنچے یہ ممکن ہی نہ تھا۔

غرض یہ ہے اخلاص اور یہ ہین محض خدا کی راہ مین نیک نیتی کے اعمال -

اخلاص جیسی اور کوئی تلوار دلون کے فتح کرنیوالی نہین

ایسے ہی امور سے وہ لوگ دنیا پر غالب آ گئے تھے صرف زبانی باتون سے کچھ ہو نہین سکتا۔ اب نہ پیشانی مین نور اور نہ روحانیت ہے اور نہ معرفت کا کوئی حصہ۔ خدا ظالم نہین ہے۔ اصل بات ہی یہی ہے۔ کہ ان کے دلون مین اخلاص نہین رہا۔ صرف ظاہری اعمال ہے جو رسم اور عادت کے رنگ مین کئے جاتے ہین۔ کچھ نہین بنتا۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے۔ کہ مین نماز کی تحقیر کرتا ہون۔ وہ نماز جس کا ذکر قرآن مین ہے۔ اور وہ **معراج** ہے بھلا ان نمازیون سے کوئی پوچھے تو بھی کہ ان کو سورہ فاتحہ کے معنے بھی آتے ہین۔ پچاس پچاس برس کے نمازی ملین گے۔ مگر نماز کا مطلب اور حقیقت پوچھو تو اکثر بے خبر ہون گے حالانکہ تمام دنیوی علوم ان علوم کے سامنے ہیچ ہین۔ باین ہمہ دنیوی علوم کے واسطے تو جان توڑ محنت اور کوشش کی جاتی ہے اور اس طرف سے ایسی بے التفاتی ہے کہ اسے جنتر منتر کی طرح پڑھ جاتے ہین :-

مین تو یہان تک بھی کہتا ہون کہ اس بات سے مت رکو۔ کہ نماز مین اپنی زبان مین دعائین کرو۔ بے شک اردو مین۔ پنجابی مین۔ انگریزی مین۔ جو جس کی زبان ہو۔ اسی مین دعا کرلے۔

مگر ہان یہ ضروری ہے کہ خدا کے کلام کو اسی طرح پڑھو اس مین اپنی طرف سے کچھ مت دخل دو۔ اس کو اسی طرح پڑھو۔ اور معنے سمجھنے کی کوشش کرو۔ اسی طرح ماثورہ دعاؤن کا بھی اسی زبان مین التزام رکھو۔ قرآن اور ماثورہ دعاؤن کے بعد جو چاہو خدا سے مانگو اور جس زبان مین چاہو۔ مانگو وہ سب زبانین جانتا ہے سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

اگر تم اپنی نماز کو باحلاوت اور پُر ذوق بنانا چاہتے ہو
تو ضروری ہے کہ اپنی زبان مین کچھ نہ کچھ دعائین کیا کرو

مگر اکثر یہی دیکھا گیا ہے۔ کہ نماز ٹکرین مار کر پوری کر لی جاتی ہے۔ پھر لگتے ہین دعائین کرنے۔ نماز تو ایک ناحق کا ٹیکس ہوتا ہے۔ اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد مین ہوتا ہے۔ یہ نہین سمجھتے کہ نماز خود دعا کا نام ہے۔ جو بڑی

عجز، انکسار، خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے۔ خدا کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے :-

نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں۔ بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود خدا نے لعنت اور ویل بھیجا ہے چہ جائیکہ ان کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ ویل للمصلین۔ خود خدا نے فرمایا ہے۔ یہ اُن نمازیوں کے حق میں ہے جو نماز کی حقیقت سے اور اس کے مطالب سے بے خبر ہیں۔ صحابہ تو خود عربی زبان رکھتے تھے۔ اور اس کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔ مگر ہمارے واسطے یہ ضروری ہے کہ اسکے معانی سمجھیں۔ اور اپنی نماز میں اس طرح حلاوت پیدا کریں۔ مگر ان لوگوں نے تو ایسا سمجھ لیا ہے۔ جیسے کہ دوسرا نبی آگیا ہے اور اس نے گویا نماز کو منسوخ ہی کر دیا ہے :-

دیکھو خدا کا اس میں فائدہ نہیں بلکہ خود انسان ہی کا اس میں بھلا ہے۔ کہ اس کو خدا کی حضوری کا موقع دیا جاتا ہے۔ اور عرض معروض کرنے کی عزت عطا کی جاتی ہے۔ جس سے یہ بہت سے مشکلات سے نجات پا سکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں جن کا دن بھی گذر جاتا ہے۔ اور رات بھی گزر جاتی ہے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا انسان آج بھی ہلاک ہوا اور کل بھی میں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گذری جا رہی ہے غفلت کو چھوڑ دو۔ اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو کر خدا سے دعا کرو۔ کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے۔ اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے :-

انسان کیواسطے ترقی کرنے کے دو ہی طریق ہیں

اول تو انسان تشریعی احکام۔ یعنی نماز روزہ زکوٰۃ۔ اور حج وغیرہ تکالیف شرعیہ کی پابندی سے جو کہ خدا کے حکم کے موجب خود بجا لایا کرتا ہے۔ مگر یہ امور چونکہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتے ہیں اس لئے کبھی ان میں سستی اور تساہل بھی کر بیٹھتا ہے۔ اور کبھی ان میں کوئی آسانی اور آرام کی صورت ہی پیدا کر لیتا ہے لہٰذا دوسرا وہ طریق ہے۔ جو براہ راست خدا کی طرف سے انسان پر وارد ہوتا ہے۔ اور یہی انسان کی اصلی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ تکالیف شرعیہ میں انسان کوئی نہ کوئی راہ بچاؤ یا آرام و آسایش کی نکال ہی لیتا ہے دیکھو کسی کے ہاتھ میں تازیانہ دے کر اگر اسے کہا جاوے کہ اپنے بدن پر مارو۔ تو قاعدہ کی بات ہے کہ آخر اپنے بدن کی محبت دل میں آ ہی جاتی ہے کون ہے جو اپنے آپ کو دکھ میں ڈالنا چاہتا ہے؟

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے انسانی تکمیل کے واسطے ایک دوسری راہ رکھدی۔ اور فرمایا۔ ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم آزماتے رہیں گے تمکو کبھی کسی قدر خوف بھیجکر۔ کبھی فاقہ سے کبھی مال جان اور پھلوں پر نقصان وارد کرنے سے مگر ان مصائب شدائد اور فقر و فاقہ پر صبر کرکے انا للہ و انا الیہ راجعون کہنے والوں کو بشارت دے دو کہ ان کے واسطے بڑے بڑے اجر خدا کی رحمتیں اور اس کے خاص انعامات مقرر ہیں۔

دیکھو ایک کسان کس محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کرکے زمین کو درست کرتا پھر تخم ریزی کرتا۔ آبپاشی کے مشکلات جھیلتا ہے۔ آخر جب طرح طرح کے مشکلات محنتوں اور حفاظتوں کے بعد کھیتی تیار ہوتی ہے۔ تو بعض اوقات خدا کی باریک در باریک حکمتوں سے ژالہ باری ہو جاتی یا کبھی خشک سالی ہی کی وجہ سے کھیتی تباہ و برباد ہو جاتی ہے غرض یہ ایک مثال ہے۔ ان مشکلات کی جن کا نام **تکالیف قضا و قدر** ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو جو پاک تعلیم دی گئی ہے۔ وہ کیسی رضا بالقضا کا سچا نمونہ اور سبق ہے اور یہ بھی صرف مسلمانوں ہی کا حصہ ہے آریہ جو کہ روح اور ذات کو مع ان کے خواص کے خود بخود اور خدا کی طرح ازلی ابدی مانتے ہیں وہ کیونکر انا للہ کہ سکتے ہیں۔ اور یہ توفیق ان کو کیسے نصیب ہو سکتی ہے :-

غرض تکالیف دو ہی قسم کی ہیں ایک حصہ تو وہ ہے جو احکام پر مشتمل ہے۔ جن میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ داخل ہیں۔ ان میں کسی قدر عذر اور حیلے وغیرہ کی بھی گنجایش ہے۔ اور جب تک پورا اخلاص اور کامل یقین نہ ہو انسان ان سے کسی نہ کسی قدر بچنے کی یا آرام کی صورت پیدا کرنے کی کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لیتا ہے۔ پس اس طرح کی کوئی کسر جو انسانی کمزوری کیوجہ سے رہ گئی ہو۔ اس کسر کے پورا کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے تکالیف قضا و قدر۔ رکھی ہیں۔ تاکہ انسانی فطرت کی کمزوری کی وجہ سے جو کمی رہ گئی ہو۔ خدا کے فضل کے ہاتھ سے پوری ہو جاوے :-

تکالیف قضا و قدر کا نام آریہ لوگ پہلی جون کا پھل رکھتے ہیں۔ مگر ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر تمہارے **جب تپ** کس مرض کی دوا ہیں۔ اگر آسمانی تکالیف تمہارے پہلے اعمال کا نتیجہ ہیں تو کیوں ایک اور عذاب جپ تپ کی مصیبت میں پڑ کر اپنے واسطے پیدا کرتے ہو؟

غرض یہ دونوں سلسلے کہ کبھی انسان تکالیف شرعیہ کی پابندی کرکے اپنے ہاتھوں اور کبھی قضا و قدر کے آگے گردن جھکاتا ہے۔ اسواسطے ہیں کہ انسان کی تکمیل ہو جاوے۔ اسی کی طرف اشارہ کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلیٰ من اسلم وجھہ للہ۔ یعنی اسلام کیا ہے؟ یہی کہ اللہ کی راہ میں اس کی رضا کے حصول کے واسطے

گردن ڈال دینا

ابتلاؤں کا ہیبت ناک نظارہ لڑائی میں ننگی تلواروں کی چمک اور کھٹاکھٹ کی طرح آنکھوں کے سامنے موجود ہو جان جانے کا اندیشہ ہے۔ مگر کسی بات کی پرواہ نہ کرکے خدا کے واسطے یہ سب کچھ اپنے نفس پر وارد کر لینا یہ ہے۔ اسلام کی تعلیم کی..... لب لباب :-

دوسرا حصہ خلق اللہ اور حق العباد کے متعلق ہے اسکے متعلق قرآنی تعلیم یوں بیان ہوئی۔ کہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ پہلے فرمایا کہ عدل کرو پھر اس سے بھی آگے بڑھکر فرمایا۔ احسان کا بھی خدا نے تم کو حکم کیا ہے۔ یعنے صرف اسی سے نیکی نہ کرو۔ جس نے تم سے نیکی کی ہو۔ بلکہ احسان کے طور پر بھی جو کہ کوئی حق نہ رکھتا ہو کہ اس سے نیکی کی جاوے اس سے بھی نیکی کرو۔ مگر احسان میں بھی ایک قسم کا باریک نقص اور مخفی تعلق اس شخص سے رہ جاتا ہے جس سے احسان کیا گیا ہے۔ کیونکہ کبھی کسی موقع پر اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے جو اس محسن کے خلاف طبیعت ہو یا نافرمانی کر بیٹھے تو محسن ناراض ہو کر اس کو احسان فراموش یا نمکحرام وغیرہ کہ دے گا۔ اور اگرچہ وہ شخص اس بات کو دبانے کی کوشش ہی کریگا۔ مگر پھر اس میں ایک ایسا مخفی اور باریک رنگ میں نقص باقی رہجاتا ہے کہ کبھی نہ کبھی ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ اسی واسطے اس نقص

اور کمی کی تلافی کرنے کیواسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ احسان سے بھی آگے بڑھو اور ترقی کرکے ایسی نیکی کرو کہ وہ ایتاء ذالقربیٰ کے رنگ مین رنگین ہو۔ یعنے جس طرح سے ایک ماں اپنے بچہ سے نیکی کرتی ہے۔ ماں کی اپنے بچے سے محبت ایک طبعی اور فطری تقاضا پر مبنی ہے۔ نہ کسی طمع پر۔ دیکھو بعض اوقات ایک ماں ۷۰ برس کی بڑہیا ہوتی ہے اسکو کوئی توقع خدمت کی اپنے بچے سے نہین ہوتی کیونکہ اس کو کہاں یہ خیال ہوتا ہے کہ مین اس کے جوان اور لایق ہونے تک زندہ بھی رہونگی۔ غرض ایک ماں کا اپنے بچے سے محبت کرنا بلا کسی خدمت یا طمع کے خیال کے فطرت انسانی مین رکھا گیا ہے ماں خود اپنی جان پر دکھ برداشت کرتی ہے مگر بچے کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ خود گیلی جگہ لیٹتی ہے اور اُسے خشک حصہ بستر پر جگہ دیتی ہے۔ بچہ بیمار ہو جاوے۔ تو راتوں جاگتی اور طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتی ہے اب بتاؤ کہ ماں جو کچھہ اپنے بچے کے واسطے کرتی ہے۔ اس مین تصنع اور بناوٹ کا کوئی بھی شعبہ پایا جاتا ہے؟ پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ احسان کے درجہ سے بھی آگے بڑہو اور ایتاء ذی القربیٰ کے مرتبہ تک ترقی کرو۔ اور خلق اللہ سے بغیر کسی اجر یا نفع وخدمت کے خیال سے طبعی اور فطری جوش سے نیکی کرو تمہاری خلق اللہ سے ایسی نیکی ہو کہ اس مین تصنع اور بناوٹ ہرگز نہ ہو۔ ایک دوسرے موقع پر یون فرمایا ہے۔

لانرید منکم جزاءً ولا شکورًا۔ یعنے خدا رسیدہ اور اعلےٰ ترقیات پر پہنچے ہوئے انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ اس کی نیکی خالصًا للہ ہوتی ہے۔ اور اس کے دل مین یہ بھی خیال نہین ہوتا کہ اس کے واسطے دعا کی جاوے یا اسکا شکریہ ادا کیا جاوے۔ نیکی محض اس جوش کے تقاضا سے کرتا ہے۔ جو ہمدردی بنی نوع کے واسطے اس کے دل مین رکھا گیا ہے۔ ایسی پاک تعلیم ہم نے توریت مین دیکھی ہے۔ اور نہ انجیل مین ورق ورق کرکے ہم نے پڑہا ہے مگر ایسی پاک اور مکمل تعلیم کا نام ونشان نہین۔

اس وقت دنیا مین تاریکی بہت پھیلی ہوئی ہے خدا کی کتاب پر عمل کرنے کیواسطے جو قوت درکار ہے اس مین بہت کمزوری ہے۔ خدا کی یہ قدیم سے عادت چلی آئی ہے۔ کہ جب دنیا مین گناہ کی ظلمت پھیل جاتی ہے لوگ زندگی کے مقصد اصلی سے دور جا پڑتے ہین۔ اسوقت اللہ تعالےٰ خود اپنی طرف سے ایمانون کو تازہ کرنے کیواسطے انتظام کرتا ہے۔ اور مصلح اور مجدد مبعوث کرتا ہے علی سیفار مراسوقت کچھہ نہین کرسکتے خدا کے مقرر کردہ لوگون ہی کا یہ منصب ہوتا ہے۔ کہ دلون پر قابو پاکر ان مین پاک زندگی پیدا کر جاتے ہین خدا کی طرف سے روحانی اصلاح کے لئے مقرر ہونیوالے لوگ چراغ کی طرح ہوتے ہین اسی واسطے قرآن شریف مین آپ کا نام

دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

آیا ہے دیکھو کسی اندھیرے مکان مین جہان سو پچاس آدمی ہون اگر ان مین سے ایک کے پاس چراغ روشن ہو۔ تو سب کو اس کی طرف رغبت ہوگی اور چراغ ظلمت کو پاش پاش کرکے اُجالا اور نور کردیگا:-

اس جگہ آپ کا نام چراغ رکھنے مین۔ ایک اور باریک حکمت یہہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزارون لاکھون چراغ روشن ہوسکتے ہین۔ اور اس مین کوئی نقص بھی نہین آتا۔ چاند۔ سورج مین یہ بات نہین۔ اس سے مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کرنے سے ہزارون لاکھون انسان اس مرتبہ پر پہنچینگے۔ اور آپ کا فیض خاص نہین بلکہ عام اور جاری ہوگا:-

غرض یہ سنت اللہ ہے کہ ظلمت کی انتہا کے وقت اللہ تعالےٰ اپنی بعض صفات کی وجہ سے کسی انسان کو اپنی طرف سے علم اور معرفت دے کر بھیجتا ہے۔ اور اس کے کلام مین تاثیر۔ اور اس کی توجہ مین جذب اور اس کی دعائین مقبول ہوتی ہین۔ مگر وہ انہی کو جذب کرتے ہین۔ اور انہی پر ان کی تاثیرات اثر کرتی ہین جو اس انتخاب کے لایق ہوتے ہین دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

سِرَاجًا مُّنِيْرًا

ہے۔ مگر ابوجہل نے کہاں قبول کیا:-

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

جس طرح بارش آسمانی سے زمینین اپنی اپنی استعداد کے موافق روئیدگی پیدا کرتی ہین۔ کہین خس وخاشاک اور کہین گلاب کے پھول۔ بعینہٖ یہی حال روحانی بارش کے وقت انسانی روحانیت کا ہے عادت اللہ اسی طرح پر ہے۔ کوئی نرالی بات نہین آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ وحی جاری رہا۔ بعد ازین اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ تجدید دین کے واسطے مجدد پیدا کرے گا۔ تجدید کہتے ہین۔ ایک کپڑا جو کہ میل کچیل سے آلودہ ہوگیا ہو۔ اس کو دھوکر صاف کرلیا جاوے۔ اور میل اس سے قطعاً الگ کردیجاوے اور بالکل نئے کی طرح کردیا جاوے اسی طرح جب دین مین ایک زمانہ گزرنے کے بعد عقاید اور اعمال مین طرح طرح کے گند داخل ہو جاتے ہین اور ایمان کی بنا صرف پرانے قصہ کہانیون پر ہی رہ جاتی ہے۔ اور قصون کے سوائے کچھہ ہاتھ مین نہین رہتا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ایسی حالت مین اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ وعدہ دیا ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص بھیجتا رہے گا جو تجدید دین کیا کرینگے مگر چودہوین صدی کا سر تو بجائے خود ۲۶ برس بھی گذر گئے آنیوالا حسب وعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عین وقت پر آگیا مگر یہ لوگ اب تک بھی شک مین ہین۔ اور مجھہ پر خواہ مخواہ جھوٹ اور تہمت سے الزام لگاتے ہین کہ نعوذ باللہ مین پیغمبرون کو گالیان دیتا ہون مگر کیا ہی خبیث اور ملعون ہے وہ شخص جو کہ برگزیدہ بندون کا انکار کرے یا ان کی کسی طرح سے اپنے قول سے یا فعل سے توہین کرے۔ یہ بھی مجھہ پر الزام لگایا گیا ہے۔ کہ مین معجزات سے منکر ہون۔ حالانکہ میرا ایمان ہے۔ کہ بغیر معجزات کے زندہ ایمان ہی نصیب نہین ہوسکتا عقل انسان کا کہاں تک ساتھہ دے سکتی ہے اور اسکی مدد سے یہ کہاں تک ترقی کرسکتا ہے؟ خدا زندہ موجود ہے۔ اور جس طرح اس نے پہلے کام کئے ہین۔ اب بھی ضرور ہے۔ کہ اسی طرح کرے کیا وجہ کہ پہلے معجزات اور خوارق پر ایمان لایا جاتا ہے اور گذشتہ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ کیا اب خدا بڈھا ہو گیا ہے؟ یا خدا کی قوت گویائی جاتی رہی ہے؟ یا اس کی قوت نصرت اور قدرت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے؟

حال کے فلسفہ والے ان باتون کو نہین مانتے مگر مین خود اس مین صاحب تجربہ ہون۔ جسطرح پہلے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ اب بھی ہوتے ہین اور اسی طرح خدا اپنے خاص بندون کی تائید اور نصرت کرتا ہے۔ اور اسی طرح وحی اور الہام سے ان کی تائید کرتا ہے۔ اگر تمہارے اعتقاد کے موافق مان لیا جاوے کہ اب کوئی سلسلہ وحی و الہام نہین رہا۔ اور وہ مردہ ہوگیا ہے تو پھر مردے سے کیا امید رکھہ سکتے ہو؟ کیا مردہ

مردے کو زندہ کرسکتا ہے؟ اور اندھا اندھے کی راہ بری کرسکتا ہے؟:-

مین سچ کہتا ہون کہ خدا اسی طرح زندہ ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین زندہ تھا۔ خدا نے ہمین ایک خاص مقام پر پہنچانے کا وعدہ کیا تھا۔ کیا اب وہ ہمین رستے مین ہی چھوڑ دے گا؟ مثال کے طور پر بیان کرتا ہون کہ مثلاً ایک اندھے سے کسی نے وعدہ کیا۔ کہ تمہین مدراس یا کلکتہ تک پہنچا دیگا مگر جب وہ نصف راستہ مین پہنچا۔ تو اس کو چھوڑ دیا اب وہ نہ ادھر کا نہ ادھر کا۔ کیا یہ انصاف ہے اور ظلم نہین

ہم خدا پر ایسا الزام نہین لگا سکتے

کہ اس نے وعدہ تو کیا کہ قیامت تک خلفاء اور مجددین کا سلسلہ جاری رکھونگا۔ مگر ایک خاص وقت کے بعد اس نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ سورہ نور مین آیت استخلاف کو غور سے پڑھکر دیکھ لو۔ مین بھی اسی وعدہ کے موافق آیا ہون اور اسواسطے **موعود** کہلاتا ہون۔ یہ نہین کہ **آواگون** کے طور پر وہی مسیح آگیا ہو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کو علم تہا کہ آخری زمانہ مین امت بگڑ جائے گی۔ اور جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین یہود کی حالت تہی۔ وہی حالت مسلمانوں کی موعود مسیح مہدی کے زمانہ مین ہو جائے گی۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مین اسی کی طرف تو اشارہ ہے۔ خود مسلمانون سے پوچھ لو۔ کہ آخری زمانہ کے مسلمانون اور علمار کا کیا حال لکھا ہے یہی کہ لکھا ہے کہ ایسے ہو جاوینگے کہ قرآن پڑہین گے مگر قرآن حلق سے نیچے نہین اترے گا۔ ایمان صرف زبانوں پر ہی ہوگا۔ اب صاف ہے کہ ایسے وقت مین ان کی اصلاح کے واسطے جو شخص آویگا۔ وہ بہی مناسب حال ہی آویگا۔ اور ضرورت اور کام کے لحاظ سے اس کا نام بہی مسیح ہوگا:-

کیا یہ ظاہر نہین۔ کہ دین مرگیا تو پہر جب کسی آدمی عزیز دوست حتی کہ پالتو کتا۔ بلی ہی مرجائے تو اسے رنج ہوتا ہے اور افسوس آتا ہے تو کیا وجہ کہ دین کی موت کا کسی کو رنج نہین اور کسی کے دل مین ماتم نہین نظر آیا؟

یہ بہی مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ مین **نبوت کا** دعوےٰ کرتا ہون اور کہ مین نے نیا دین بنا لیا ہے یا مین کسی الگ قبلہ کی فکر مین ہون۔ نماز مین نے الگ بنالی ہے یا قرآن کو منسوخ کرکے اور قرآن بنالیا ہے۔ سو اس تہمت کے جواب مین مین بجز اس کے کہ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہون

اور کیا کہون۔ میرا دعوےٰ صرف یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا نے مجھے بھیجا ہے اور مین اس امر کا اخفا نہین کرسکتا۔ کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور کثرت سے ہوتا ہے۔ اسی کا نام **نبوت** ہے مگر حقیقی نبوت نہین۔ نبا ایک عربی لفظ ہے جسکے معنے ہین خبر کے اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پاکر خلق پر ظاہر کرے گا۔ اسکو عربی مین نبی کہین گے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہوکر کوئی دعوےٰ نہین کرتا یہ تو نزاع لفظی ہے کثرت مکالمہ مخاطبہ کو دوسرے الفاظ مین نبوت کہا جاتا ہے:-

دیکھو حضرت عائشہ رضے اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ اس امر کی صراحت کرتا ہے نبوت اگر اسلام مین موقوف ہوچکی ہے تو یقیناً جانو کہ اسلام بہی مرگیا اور پہر کوئی امتیازی نشان بہی نہین ہے ایک باغ جسکو اسکے مالی اور **باغبان** نے چھوڑ دیا۔ اسے بھلا دیا اسکی آبپاشی کی اسکو فکر نہین۔ تو پہر نتیجہ ظاہر ہے کہ چند سال بعد وہ باغ خشک ہوکر بے ثمر ہوجاویگا۔ اور آخرکار لکڑیان جلانے کے کام مین لائی جاوینگی اصل مین ان کی اور ہماری تو

نزاع لفظی ہے

مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بہی اقرار کرتے ہین۔ مجدد صاحب بہی اس کے قایل ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ وہ محدث اور نبی کہلاتے ہین۔ اچھا مین پوچھتا ہون کہ ایک انسان خدا سے خبر پاکر دنیا پر ظاہر کرے۔ تو اسکا نام آپ لوگ عربی زبان مین بجز نبی کے اور کیا تجویز کرتے ہین؟ عجیب بات ہے کہ اسی لفظ کے مفہوم کو اگر زبان اردو مین یا پنجابی مین بیان کیا جاوے۔ تو مان لیتے ہین اور اگر عربی مین پیش کریں۔ تو نفرت اور انکار کرتے ہین۔ یہ تعصب نہین تو اور کیا ہے؟

اب صرف یہی بات باقی ہے جسے مین ضروری سمجھتا ہون کہ ان لوگون نے شاید اس مہذب اور تعلیم یافتہ گروہ کو بہی اس امر مین دہوکا دیا ہو اور ہم سے بدظن کرنے کی کوشش ہو۔ لہذا مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ لوگون پر ظاہر کردون۔ کہ

خدا نے مجھے تجدید دین کیواسطے تائید اور نصرت کیساتھ تازہ نشانات دیکر بھیجا ہے۔ تا دین کو تازہ کردیا جاوے۔ آپ یقیناً سمجھین۔ کہ اگر خدا نے مجھے نہ بھیجا ہوتا تو یہ دین بہی اور دینوں کی طرح صرف قصے کہانیون مین ہی محدود ہو جاتا۔ خدا سے آنیوالا نابود نہین کیا جاتا۔ انجام کار خدا اسکی سرسبزی دنیا پر ظاہر کر دیتا ہے:-

ان لوگون نے میری توہین کے واسطے جہوٹ سے تہمت سے۔ افترا سے اور طرح طرح کے حیلون سے کام لیا ہے اور ہماری ترقی کو روکنے کے واسطے ہم سے لوگون کو بدظن کرنے کے واسطے سخت سے سخت کوششین کی ہین مگر خدا کی قدرت باین ہمہ ہماری ترقی ہی ہوتی گئی۔ اور ہورہی ہے حتےٰ کہ اب چار لاکھ سے بہی زیادہ لوگ مختلف ممالک مین ہماری جماعت کے موجود ہین۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ سمجھدار لوگ جب سمجھ لیتے ہین۔ کہ یہی راہ دشمن پر غلبہ پانے کی ہے تو پہر وہ اس پر سچے دل سے قایم ہوجاتے ہین:-

اب ہم مین بتاوٴن کہ ان کا یہ مذہب ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ مرے نہین۔ بلکہ زندہ ہین۔ اور آنحضرتؐ وفات پاکر مدینے مین مدفون ہین۔ بتایئے انہون نے آنحضرتؐ کی عزت پر کیسا حملہ کیا ہے۔ اور پہر کہتے ہین۔ کہ وہی اسرائیلی نبی پہر دنیا مین آکر امت محمدیہ کی اصلاح اور تجدید دین کرے گا۔ اب فرمایئے کہ آنحضرت صلی اللہ کے بعد جب ایک اسرائیلی نبی آگیا تو پہر آنحضرتؐ کسطرح خاتم النبیین رہے؟ اس اعتقاد سے تو خاتم النبیین حضرت عیسےٰؑ ہوئے۔ نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاشا وکلا عیسےٰؑ تو خود براہ راست خدا کے نبی تہے کیا ان کی پہلی شریعت اور نبوت منسوخ ہو جائے گی؟ جب سورہ نور مین ہمین صاف الفاظ مین وعدہ مل چکا ہے کہ جو آویگا تم مین سے ہی آویگا۔ تمہارے غیر کو قدم رکہنے کی اب گنجایش نہین۔ اور بخاری مین بہی جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اماکم منکم

موجود ہے۔ اور پھر جبکہ ان کی وفات بھی صراحت سے قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے تو کیون ایسا اعتقاد رکھا جاتا ہے۔ جو کہ سراسر قرآن شریف اور آنحضرتؐ کے خلاف ایک عقیدہ ہے۔ آنحضرتؐ نے خود انکو معراج کی رات مین وفات شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔ اگر وہ زندہ تھے تو انکے واسطے الگ کوئی مقام تجویز ہونا چاہئیے تھا۔ نہ کہ مردون مین۔ زندہ کو مردہ سے کیا تعلق اور کیا واسطہ؟

غرض خدا نے قول سے اور آنحضرتؐ نے اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ وہ وفات پا چکے۔ اب ماذا بعد الحق الا الضلال :-

مسلمان کہلا کر قرآن اور قول رسولؐ کو قبول نہین کرتے۔ تو نہ کرین۔ ان کا اختیار ہے میری تکذیب نہین کرتے بلکہ اس کی جس کی طرف سے مین آیا ہون۔ اور اس کی جسکا مین غلام ہون۔ تکذیب کرتے ہین۔ مین کیا اور میری تکذیب کیا۔ بلکہ یہہ تو آنحضرتؐ کی تکذیب کرتے ہین :-

بات تو ایک ہی ہے قرآن مین خلیفہ کے آنے کی نص موجود ہے۔ اور احادیث مین قرب قیامت کے وقت آنیوالے خلیفہ کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ اب ان مین اختلاف کیا ہے؟ ان الزامات کے سوا دوسرے الزام بھی اسی قسم کے بے حقیقت اور ضد اور تعصب کی وجہ سے پیدا ہوئے ہین۔ ان سب کا رد مفصلاً ہم نے اپنی کتابون مین کر دیا ہے :-

ان لوگون کے بعض عقاید تو ایسے ہین جن سے ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے مثلاً ان لوگون کا عقیدہ ہے۔ کہ

کوئی بھی مس شیطان سے پاک نہین بجز عیسیٰ علیہ السلام کے

ان کا یہ مسئلہ کیسا قابل شرم ہے۔ ہمارے نبی کریمؐ افضل الرسل پاکون کے سردار تو مس شیطان سے (نعوذ باللہ) پاک نہین۔ اور حضرت عیسےٰؑ پاک ہین۔ کیسا افسوس کا مقام ہے۔ خدا جانے مسلمان کہلا کر ان کو کیا ہوگا۔ دیکھو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ حال ہے اور خود مسلمان آریون اور عیسائیون کے ہمزبان بنے ہوئے ہین۔ ہمارا اپنا سب سے پیارا نبی جس کی پیروی ہمارا فخر اور ہمارے واسطے باعث عزت اور موجب نجات ہے۔ اگر وہ وفات پا چکے ہین۔ تو ہم عیسےٰؑ کو کیا کرین :-

بس

یہہ باتین ہین جن پر ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ دجال کہا جاتا ہے اور اسلام سے خارج کہا جاتا ہے اور ہم سے سلام علیکم کرنے مصافحہ کرنے ملاقات کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے ایسا متعدی کفر ہے اور تمام جماعت ایک کافرون کا مجموعہ ہے کیسا افسوس آتا ہے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپکے دین کی تجدید اور خدمت کرنے کے واسطے ہر وقت کمربستہ ہے اسکو گندی گالیان نکالتے ہین۔ بُرے بُرے نامون سے یاد کرتے ہین۔ میرے صندوق بھرے پڑے ہین ان کی گالیون کے گندی خطوط سے بعض اوقات بیرنگ خط محصول ادا کر کے وصول کیا۔ کھول کر دیکھا تو اس مین اول سے آخر تک بے نقط گالیون کے سوا کچھ ہوتا ہی نہین۔ اور مولوی کہلا کر چوہڑے چمارون کی طرح گندی اور فاحش گالیان نکالتے ہین۔ کہ انسان کو پڑھتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے :-

ابھی کہتے ہین کہ اسلام کو کسی کی کیا ضرورت ہے جبکہ قرآن موجود ہی اور مولوی موجود ہین۔ یہ نہین جانتے کہ ان کے مولوی جو آنچ ہیکے گلہ بان ہین خود بھیڑیے ہین اور وہ ریوڑ کیسے خطرہ مین ہے جسکا کوئی گلہ بان نہ ہو۔ اسلام پر اندرونی اور بیرونی حملے ہو رہے ہین۔ اور دین کمزور ہے پس ایسے شخص کی ضرورت تھی کہ مغالطے اور مشکلات دور کرکے پیچیدہ مسائل کو حل کر کے رستہ صاف کرتا اور اسلام کی اصلی روشنی اور سچا نور دوسری قومون کے سامنے پیش کرتا۔ دیکھو ایک وہ زمانہ تھا کہ عیسائی لوگ کہتے تھے۔ کہ آنحضرتؐ کی نہ کوئی پیشگوئی ہے۔ نہ معجزہ۔ مگر اب میرے سامنے کوئی نہین آتا۔ حالانکہ ہم بلاتے ہین :-

خدا کا یہی ارادہ تھا۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق وقت پر اپنے دین کی خبر گیری اور دستگیری فرمائی ہے **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون**۔ اسلام کو اس نے دنیا مین قائم کیا قرآن کی تعلیم پھیلائی اور اس کی حفاظت کا بھی وہی خود ذمہ دار ہے جب انسان اپنے لگائے ہوئے بوٹے کو التزام سے پانی دیتا ہے۔ تا وہ خشک نہ ہو جاوے۔ تو کیا خدا انسان سے بھی گزرا۔ اور لاپرواہ ہے؟ یاد رکھو کہ

اسلام نے جن راہون سے پہلے ترقی کی تھی اب بھی انہی راہون سے ترقی کرے گا

خشک منطق ایک ڈائن ہے۔ اس سے انجان آدمی کے اعتقاد مین خلل آجاتا ہے۔ اور ظاہری فلسفے روحانی فلسفے کے بالکل مخالف ہین :-

صاحبان۔ یہ امور ہین۔ جن کی اصلاح کیواسطے مین بھیجا گیا ہون۔ مین یہ بھی جانتا ہون۔ کہ اس مجلس مین سے بعض ایسے ہی لوگ اٹھین گے۔ کہ ان مین کچھ بھی تبدیلی پیدا نہ ہوئی ہوگی یا ان کے خیالات پر میری ان باتون کا کبھی اثر نہ ہوگا۔ مگر یاد رکھو۔ جو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے۔ وہ مجھ سے نہین۔ بلکہ اس سے مقابلہ کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر ادنیٰ چپراسی کی ہتک کی جائے اور اس کی بات نہ مانی جاوے۔ تو گورنمنٹ سے ہتک کرنے والے یا نہ ماننے والے کو سزا ملتی ہے اور بازپرس ہوتی ہے۔ تو پھر خدا کی طرف سے آنیوالے کی بے عزتی کرنا اسکی بات کی پرواہ نہ کرنا کیونکر خالی جا سکتا ہے۔ مین تمہین یقین دلاتا ہون۔ کہ اگر میرا سلسلہ خدا کی طرف سے نہین تو یونہی بگڑ جائے گا۔ خواہ کوئی اسکی مخالفت کرے یا نہ کرے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ قد خاب من افتریٰ۔ اور ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً۔ اور وہ شخص جو رات کو ایک بات بنا تا۔ اور دن کو لوگون کو بتاتا اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے ایسا کہا ہے۔ وہ کیونکر بامراد اور بابرکت ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین جب ایسے ایک عظیم الشان انسان کے واسطے ایسا فرمان ہے۔ تو پھر ادنیٰ انسان کے واسطے تو چھوٹی سی چھری کی ضرورت تھی۔ اور کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا

مرتبہ

(عبدالرحمان قادیانی احمدیؐ)

خوشخبری

علیگڈھ کالج کے نتائج شایع ہو گئے ہین۔ ماسٹر محمد دین صاحب امتحان بی۔ اے اور میرزا عزیز احمد صاحب امتحان ایف۔ اے مین کامیاب ہو گئے ہین۔ مبارک

یہہ خبر بھی بڑی مسرت سے پڑھی جاویگی کہ اس سال امتحان انٹرنس مین ڈسٹرکٹ بورڈ کا وظیفہ ضلع گورداسپور مین ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام

تعمیر مدرسہ

فروری - مارچ اپریل گذشتہ مین مجلس معتمدین کی تحریک پر اور بعض جگہ ایک قومی وفد کی تحریک سے مختلف احمدی جماعتون نے تعمیر مدرسہ کے لئے چندہ کے کچھ وعدے کئے تھے - اور ایک حصہ روپیہ کا ساتھ ہی ادا بھی کر دیا تھا - اور باقی بہ اقساط عموماً اخیر جون تک ادا کرنے کا وعدہ تھا - جیسا کہ مندرجہ ذیل فہرست سے ظاہر ہوتا ہے - جو ۶ - جولائی تک کی آئی ہوئی رقمون کی بنا پر تیار کی گئی ہے - اس کی بعد اگر کوئی رقم تعمیر مدرسہ مین کسی جماعت کی طرف سے آئی ہو - تو اسکا اندراج اس مین نہین ہوا) اس فہرست کو شایع کرنے کی غرض یہ ہے - کہ جن جماعتون کی طرف سے وعدے ہین ان کو توجہ دلائی جاوے کہ جتنے وقت کے اندر روپیہ وصول ہونا چاہئے تہا - وہ سب گذر گیا ہے اور رقم موعودہ کی بمشکل ایک تہائی ابھی وصول ہوئی ہے خصوصیت سے احباب لاہور - سیالکوٹ - گوجرانوالہ کپورتھلہ - پشاور - جہلم - شملہ - وزیر آباد - جمون توجہ فرماوین - اور ان انجمنون کے سکرٹری صاحبان کی خدمت مین التماس ہے - کہ فی الفور انجمن کا انعقاد کر کے اس ضروری امر کی طرف توجہ دلاوین اور اکتوبر سے پہلے پہلے بقیہ رقم کو پورا کردین ۔

عمارت کا کام برسات کی وجہ سے اگرچہ آجکل بند ہے - مگر اکتوبر مین کام جاری ہونے کے لئے روپیہ کا بہت جلد جمع ہو جانا ضروری ہے ۔

قبل ازین ایک جگہ سکرٹری صاحب کی طرف سے اس مضمون کی احباب کے غور کے لئے پیش کی گئی تہی کہ سب کمیٹی تعمیر نے صدر انجمن مین یہ تجویز پیش کی ہے کہ بورڈنگ ہوس خام بنوایا جاوے اور مدرسہ کی عمارت پختہ - اور کہ اول بورڈنگ ہوس تیار کرایا جاوے تاکہ موجودہ ضرورتون کے جلد رفع ہونے کا انتظام ہو سکے اس تجویز کو احباب کے غور کے لئے بذریعہ اخبار شایع کیا گیا تہا - کہ مختلف انجمنیں یا احباب اس بارہ مین اپنی اپنی رائے سے مطلع فرماوین کہ آیا بورڈنگ ہوس کچا بنوایا جاوے - یا پختہ اور مختلف انجمنون کی رائے آنیکے بعد صدر انجمن کوئی فیصلہ کرے گی مگر اب تک جہانتک مجھے علم ہے - بہت کم ایسی رائین موصول ہوئی ہین - یا شاید کوئی بہی نہین ہوئی لہذا اس امر کو بھی اسی خاص جلسہ انجمن مین جو چندہ تعمیر کی وصولی کے لئے کیا جاوے پیش کر کے انجمن کی رائے لی جاوے - اس تجویز کا کسی قدر مفصل ذکر بدر مورخہ ۲۶ - مئی (نمبر ۲۱) کے صفحہ ۲ کے تیسرے کالم مین ہے اسکو پڑھ لیا جاوے - والسلام

خاکسار - محمد علی از قادیان

نوٹ - فہرست چندہ موعود و چندہ وصول شدہ و بقایا واجب الوصول ذیل مین درج ہے - اس کے بعد ایک اور فہرست چندہ موصولہ منجانب جماعتہائے درج ہے - اس کو الگ اسلئے کیا گیا ہے کہ اس کے متعلق دفتر ہذا مین کوئی اطلاع ایسی نہین آئی جس سے معلوم ہو سکے کہ کسقدر چندہ کا اسکی طرف سے وعدہ ہے لہذا جو رقم وصول ہوئی ہے - صرف وہی درج ہے غالباً ان جماعتون کی طرف سے بہی ابہی اور روپیہ آئیگا - اس کے متعلق اگر دفتر محاسب مین اطلاع پہنچ جاوے - تو آیندہ کے لئے سہولت ہو سکتی ہے ۔

فہرست چندہ تعمیر مدرسہ منجانب مختلف جماعتہائے بیرونی متعلقہ صدر انجمن احمدیہ - قادیان ضلع گورداسپور

نمبر	نام جماعت احمدیہ	تعداد رقم موعود	رقم وصول شدہ	بقایا واجب الوصول
۱	جماعت مردان ضلع پشاور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	جماعت امرتسر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	جماعت لدہیانہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	جماعت کپورتھلہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	جماعت کرنال	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	جماعت لائلپور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷	جماعت کلکتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸	جماعت جہلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹	جماعت گوجرانوالہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰	جماعت پشاور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱	جماعت الہ آباد	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۲	جماعت گجرات و کریام	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳	جماعت راولپنڈی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۴	جماعت ملتان	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵	جماعت شاہجہانپور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۶	جماعت شملہ	[illegible]	..	[illegible]
۱۷	جماعت وزیر آباد	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۸	جماعت جمون و کشمیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۹	جماعت سیالکوٹ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰	جماعت لاہور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]

محمد علی - محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان - ۶ - جولائی ۱۹۰۸

فہرست چندہ تعمیر مدرسہ ان جماعتہائے بیرونی جن کا وعدہ نہین ہے بلکہ مختلف اوقات مین وصول ہوا - متعلقہ صدر انجمن احمدیہ - قادیان ضلع گورداسپور

نمبر	نام جماعت	رقم وصول شدہ	کیفیت
۱	جماعت فیروزپور	[illegible]	
۲	" ڈیرہ غازیخان	[illegible]	
۳	" بہاولپور	[illegible]	
۴	" انبالہ	[illegible]	
۵	" یاری پورہ کشمیر	[illegible]	
۶	" اندرگڑھ ریاست	[illegible]	
۷	" کہاریان ضلع گجرات پنجاب	[illegible]	اس رقم کے علاوہ منشی عبد الغنی صاحب ... [illegible]
۸	" کراچی	[illegible]	
۹	" منی پور آسام	[illegible]	
۱۰	" چک سکندر ضلع گجرات پنجاب	[illegible]	
۱۱	" لالہ موسیٰ ضلع گجرات پنجاب	[illegible]	
۱۲	جماعت دہ نمبر ۹ ضلع حیدر آباد سندھ	[illegible]	
۱۳	" پاکپتن ضلع منٹگمری	[illegible]	
۱۴	" [illegible] ضلع جالندہر	[illegible]	
۱۵	" بھٹنڈہ	[illegible]	
۱۶	جماعت پیالہ ضلع گجرات پنجاب	[illegible]	
۱۷	" کریانوالہ "	[illegible]	
۱۸	" شرودہ ضلع ہزارہ	[illegible]	
۱۹	" پنام "	[illegible]	
۲۰	" سگوی - ملک برما	[illegible]	
۲۱	" کریام ضلع جالندہر	[illegible]	
۲۲	" سرگودہ - شاہپور	[illegible]	
۲۳	" ولاور پورہ منگہ ریاست پٹیالہ	[illegible]	
۲۴	" قنالپور ضلع ملتان	[illegible]	
	میزان	[illegible]	

محمد علی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

یادگار حضرت مسیح موعود (علیہ السلام)

(یعنی)

مدرسہ دینیہ کے متعلق بعض ضروری تجاویز

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو تحریک خاکسار راقم اور بعض دیگر ممبران مجلس معتمدین نے بارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ماہ گذشتہ میں حضرت مسیح موعود کی یادگار کے لئے کی تھی۔ کہ ایک اعلیٰ پیمانہ پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جاوے۔ جسکی غرض نہ صرف علم دین سکھانا ہی ہو۔ بلکہ خصوصیت سے دین اسلام کے واعظ تیار کرنا۔ وہی تحریک مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ میں پیش ہو کر ایک سب کمیٹی تجویز کیگئی ہے۔ جسکے سپرد یہ کام کئے گئے ہیں۔ کہ وہ "مدرسہ دینیہ کے لئے روپیہ فراہم کرے اور اسکے لئے سکیم اور بجٹ تجویز کرے۔ اور مدرسین مہیا کرے" چونکہ خاکسار راقم کو اس سب کمیٹی کا سکرٹری قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا التماس ہے کہ آپ مندرجہ ذیل امور کو اپنی اپنی انجمنوں میں پیش فرما کر بہت جلد اطلاع دیں۔ کہ ان پر کیا کارروائی ہوئی ہے۔

اسوقت تین باتیں ہیں جن کے متعلق سب کمیٹی نے غور کرکے رپورٹ کرنی ہے۔

(۱) **فراہمی سرمایہ**۔ اسکے متعلق کوئی اطلاع مختلف انجمنوں کی طرف سے اب تک نہیں آئی۔ مگر امید ہو کہ اس سوال پر پہلے ہی سے انجمنیں اور احباب غور کر رہے ہونگے اور ایک حد تک کارروائی بھی ہو چکی ہوگی۔ مگر تجویز کی تکمیل کے لئے ضروری ہو کہ اس کارروائی سے سب کمیٹی کو بھی اطلاع ہو۔ لہٰذا التماس ہے کہ جو کچھ کارروائی کسی جگہ ہو چکی ہے۔ یا جس جگہ کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ وہاں یہی تحریک کو اب پیش کرکے ۲۵۔ جولائی تک یا زیادہ سے زیادہ اخیر جولائی تک خاکسار کو مطلع فرماویں کیونکہ ۱۵۔ اگست سے پہلے پہلے سب کمیٹی نے اپنی رپورٹ کو مکمل کرکے مجلس میں پیش کرنا ہے۔ یہ اطلاع ہر ایک انجمن اور ہر ایک ایسے دوست کی طرف سے جو اس تحریک میں شامل ہونا چاہتا ہو۔ آنی ضروری ہے۔ کہ یکمشت چندہ مکان اور لائبریری کیلئے کسقدر ہوگا اور مستقل ماہوار چندہ کسقدر:۔

اس جگہ ایک بات ضروری بیان کرنیکے قابل ہو اور وہ یہ کہ جسقدر چندے۔ لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ اشاعت اسلام یعنی میگزین۔ مسکین فنڈ۔ مقبرہ تعمیر کے پہلے دئے جاتے ہیں ان میں حتی الوسع کچھ کمی نہیں ہونی چاہئے۔ اور کسی قسم کی کمی اسوجہ سے واقع نہیں ہونی چاہئے۔ کہ ایک نیا چندہ یادگار کے لئے قایم کیا گیا ہے یہ سب شاخیں اس سلسلہ کی حضرت مسیح موعود کی اپنے ہاتھ کی لگائی ہوئی ہیں اور خدا کے فضل سے مفید اور بابرکت ثابت ہوئی ہیں انکی خبر گیری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی جاوے۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ توجہ انکی طرف رکھنی چاہئے مذکورہ بالا چندوں میں سے بعض چندے جیسے لنگر خانہ۔ مدرسہ اشاعت اسلام کے چندے ایسے ہیں جنکے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے خاص طور پر بہت تاکید سے حکم دیا تہا۔ پس اس حکم کی تعمیل اب پہلے سے بھی زیادہ توجہ اور اخلاص کیساتھ ضروری ہے۔ اس بات کی طرف میں نے خصوصیت سے احباب اور انجمنوں کو اسلئے بھی توجہ دلائی ہو کہ چندہ سے قحط کی وجہ سے یہ سب شاخیں تنگی کی حالت میں ہیں جیسا کہ آمد و خرچ کے نقشوں سے جو ماہوار چھاپے جاتے ہیں ظاہر ہے اب چونکہ خدا تعالیٰ نے ایک حد تک قحط کی تنگی کو دور کر دیا ہے۔ اسلئے امید ہے کہ ہمارے احباب اس کمی کی طرف جو واقع ہوئی ہے خاص توجہ کرکے اسے پورا کرنیکی کوشش کرینگے باقی رہا یادگار کا چندہ سو اسکے لئے اخلاص اور محبت سے جو کچھ دیا جاوے خدا تعالیٰ اسمیں بہت برکت ڈالیگا اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ وہ بابرکت نام جس پر اس چندہ کی تحریک کی گئی ہے ایسا نام ہے کہ خود ہی جماعت کے دلوں میں ایک جوش پیدا کرنیوالا ہے۔ اور جب خود خدا تعالیٰ اس کام کو چاہتا ہے تو ہو کر ہی رہیگا۔ اسوقت میں بھی اپنے دوستوں کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ میرے مکرم اور مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور نے اس چندہ کیلئے ایک ایسا نمونہ دکھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس سلسلہ کے مخلصین کے دلوں میں الہام کر رہا ہے کہ وہ اسکی اعانت میں اپنے مالوں اور جائیدادوں کو قربان کر دیں چنانچہ شیخ صاحب نے تو پچاس روپیہ ماہوار کا وعدہ فرمایا ہے اور سید صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ وہ اپنی پریکٹس کی آمدنی کا قریباً نصف حصہ اس غرض کے لئے دیا کرینگے سید صاحب کی پریکٹس چونکہ لاہور میں خدا کے فضل سے بہت وسیع ہے اسلئے امید ہے کہ انکی طرف سے ایک بڑی بھاری رقم مستقل طور پر اس چندہ میں پہنچتی رہیگی جزاہم اللہ احسن الجزاء یہ وہ نمونے ہیں جو آخر دنیا کو دکھاوینگے کہ اس سلسلہ کا ہادی اپنے اندر کیسی تڑپ اور کیسا سچا جوش اعلاء کلمۃ اللہ کا رکھتا تہا۔

(۲) دوسرا امر جو مدرسہ دینیہ کی سکیم کے متعلق ہے بہت غور اور چند دن کے تخمینہ کے بعد ہی تجویز ہوگا اور سکیم بھی اگرچہ ایک حد تک سرمایہ کیحالت پر غور کرکے ہی تیار ہو سکتی ہے مگر اسکے لئے بھی میں اس بات کو بھی پسند کرتا ہوں کہ سب کمیٹی کے سامنے اہل الرائے احباب اور انجمنوں کی طرف سے اسکے متعلق بھی کچھ رائیں ہوں جن سے سب کمیٹی کو فیصلہ پر پہنچنے میں مدد ملے۔ اسوقت تک میرے ذہن میں یا ممبران سب کمیٹی کے ذہن میں کوئی خاص تجویز نہیں ہو کہ یہ مدرسہ کس طرز پر چلایا جائیگا مگر صرف غور کے لئے چند باتیں میں اس جگہ پیش کرتا ہوں۔ اور یہ بھی ساتھ ہی عرض کرتا ہوں کہ انجمنوں یا احباب کیطرف سے جو رائیں پہنچیں وہ مدلل ہوں تاکہ انپر غور کرنا آسان ہو۔

اسوقت بھی مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک شاخ دینیات یا عربی کی ہے جسکی تعلیم سال گذشتہ میں غور کے بعد یوں تجویز کی گئی تھی۔ کہ پرائمری پاس شدہ طلبا اس مدرسہ میں داخل کئے جاویں۔ اور انکو مولوی مولوی عالم۔ اور مولوی فاضل کے امتحانوں کیلئے بھی تیار کیا جاوے یعنی علاوہ ضروری تعلیم دینیات کے جس سے وہ دنیا میں تبلیغ کرنیکے قابل ہوں یہ امتحان جو یونیورسٹی کے امتحان ہیں انکو تاکہ سبیل معاش کے لئے بھی ایک صورت ملازمت کی بوقت ضرورت نکل سکے۔ مگر کہا جاسکتا ہو کہ چھ سال میں ان امتحانوں کے پاس کرنیکے ساتھ بہت کم وقت ایسا نکلیگا۔ جو ان طلبا کو تبلیغ کا اعلیٰ ادا کرنیکے قابل بنائے۔ کیونکہ زیادہ حصہ انکے وقت کا امتحانوں کے کورس تیار کرنے میں صرف ہوگا گو جو قابلیت زبان عربی کی انکو پیدا ہوگی۔ وہ بھی دینیات کے لئے مفید ہوگی اور ایسا بھی ممکن ہو کہ آخری امتحان یعنی مولوی فاضل کے بعد خاص وظایف دیکر چند ایسے طلبا کو جو خاص قابلیت رکھتے ہوں واعظ بننے کے لئے تیار کیا جاوے اور انکی تعلیم کا سلسلہ اسکے بعد دو یا تین یا چار سال تک جاری رکھا جاوے اسی شاخ میں طب کی پڑھائی بھی ضروری رکھی گئی تھی تاکہ ایسے واعظین جسمانی علاج سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچائیں اور خود انکے گذارہ کی بھی ایک صورت ہو جائے علاوہ اسکے مروجہ مضامین سے بھی جیسے جغرافیہ تاریخ سائنس انگریزی سے بھی تھوڑی تھوڑی واقفیت ضروری قرار دیگئی تھی۔ یہ تو موجودہ شاخ دینیات یا شاخ عربی کی حالت ہے جس پر ہمارے احباب غور اور بحث کر سکتے ہیں۔ اور امور جن پر غور ہو سکتا ہے یہ ہیں کہ ہمیں ضرورت دو قسم کے واعظوں کی ہے اول وہ جو ہمارے اس ملک میں کام کر سکیں اور دوسرے وہ جو دیگر ممالک میں کام کر سکیں اول قسم کے واعظین بھی پھر دو قسم کے ہونگے۔ ایک وہ جو دیہات میں کام کریں اور دوسرے وہ جو شہروں میں کام کریں۔ غیر ممالک میں کام کرنیوالے واعظ لازماً ایسے ہونگے جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کی ہو اور کسی دوسری زبان میں خاص قابلیت پیدا کی ہو۔ پس تین قسم کے واعظ درکار ہونگے جنکی تعلیم کا معیار بھی الگ الگ ہونا چاہئے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بعض واعظین ایسے ہوں جنکو پرائمری یا مڈل کے بعد چند سال تک تعلیم دینی دیجاوے۔ اور کسی خاص امتحان یونیورسٹی کیلئے انہیں تیار نہ کیا جاوے بلکہ دینی تعلیم کیساتھ کسیقدر طب کی تعلیم دیجاوے اور بعض طلباء اس مدرسہ میں ایسے ہوں جن کو انٹرنس کے بعد دینی تعلیم پر خصوصیت کیساتھ لگایا جاوے۔ اور بعض ایسے ہوں۔ جنکو بی۔اے یا ایم۔اے پاس کرنیکے بعد خالص دینی تعلیم دیجاوے اور پھر انمیں سے ہر ایک سے اسکی لیاقت اور قابلیت کے مطابق کام لیا جاوے بلکہ ایسا بھی ہو سکتا ہو کہ بعض کو ڈاکٹری کی پوری تعلیم دیکر پھر انہیں دینی تعلیم دیجاوے اور تبلیغ کا کام ان سے لیا جاوے یا ایسا ہی اور کوئی مفید پیشہ جسکا اثر بھی پبلک پر نیک ہو۔ دینی تعلیم کیساتھ اس سے پہلے یا بعد جیسا مناسب ہو سکھایا جاوے۔ یہ امر بھی غور کے قابل ہو کہ اگر جیسا کہ مدرسہ کی موجودہ صورت ہے۔ ہر ایک طالب علم کو مدرسہ دینیہ میں داخل کر لیا جاوے تو کیا انجمن کے پاس بالفعل اسقدر ذرایع ہیں۔ کہ ان سب کو بطور کیفیت تبلیغ کے کام پر لگا کر انکو گذارہ دے سکے اور اگر یہ صورت نہ ہو۔ تو پھر آیا اس دینی مدرسہ میں خاص خاص لڑکوں کو داخل کیا جاوے جنکو تبلیغ کے کام کے لئے موزون سمجھا جاوے کیونکہ اس میں بھی شک نہیں کہ اگر کوئی قابلیت خاص دیکھنے کے بغیر طلبا [illegible] مدرسہ میں داخل کیا جاویگا تو بہت سے طالب علم ایسے بھی ہونگے جو آخر تبلیغ کے کام کے قابل نہ ہونگے اور اگر انکو دینیات کے سوا کچھ نہیں سکھایا گیا جس سے وہ سبیل معاش اپنے لئے پیدا کر سکیں تو پھر انکی کیا حالت ہوگی۔ میں بالفعل کوئی ایک رائے پیش نہیں کرتا بلکہ دو اصل مختلف خیالات کی کچھ تشریح کی ہے۔ شاید ان سے کوئی بات کسی صاحب کے لئے رائے قایم کرنے میں ممد ہو اور اسطرح پر کوئی مفید رائے اور مفید مشورہ مل سکے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ عموماً ایسی انجمنوں کے ذریعہ سے آئیں۔ مدلل اور مختصر ہوں کیونکہ اگر سب دوست الگ الگ رائیں بہیجینگے

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

[illegible] بید معہ ریشم وار کشمیر کی لکڑی کے مع ہینڈل بلا کپن اور دو ربڑ لگے ہوئے نہایت پائیدار قیمت [illegible] روپیہ ۔ کرکٹ بیٹ بید ورزش دار [illegible] ، مع گول ہینڈل [illegible] دوسرے بیچ کے لئے نہایت عمدہ [illegible] کرکٹ بیٹ [illegible] درجہ سوم کی ہو گی ۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کپن ہوگا [illegible] کرکٹ [illegible] سپیشل پریکٹس [illegible]

[illegible] کرکٹ بیٹ [illegible] کیوا سکور ورسٹ ایک ٹرگر ایک بال [illegible] کا ڈبیں ورسٹ

[illegible] وکٹ بیٹ پائیدار اور سفید لیڈر نہایت پائیدار [illegible]

[illegible] کرکٹ بال [illegible] اور [illegible] دھاگے کے پیچ [illegible]

کرکٹ [illegible]

منجانب نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سامان ہاکی [illegible] السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ سامان از قسم کرکٹ بیٹ [illegible] سامان بال وغیرہ [illegible] بیچا [illegible] پایا [illegible] کم ہیں اسکو خرچ یا لاگت [illegible] کا مصارف پایا [illegible] مولوی [illegible] ہیڈ ماسٹر مڈل سکول [illegible] [illegible]

[illegible] بیچنے کی مشین بنام ہندوستان بیچنی [illegible] آتا فی گھنٹہ ۲۰ سیر [illegible] ۲۵ سیر [illegible] ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی مشین [illegible] جب عشرہ بیچا آنے پر خراس [illegible] کیا جاتا ہے

منجانب میاں مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی [illegible] اگرچہ کی سو روپیہ تولہ پر فروخت ہوتا [illegible] تولہ پر فروخت کیا جاتا ہے) میرے پاس موجود ہے [illegible] پیش نہیں کرنا چاہتا اس لئے کہ [illegible] موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ اور دوسرے بزرگان [illegible] استعمال کرکے خود خریدا فرمایا ہے عام لوگوں کے نفع کے لئے [illegible] چھ روپیہ تولہ برادر سرمہ نیرا [illegible] فی تولہ پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی یقین دلاتا ہوں کہ [illegible] کے موافق [illegible] نمونہ قیمت واپس دونگا ۔ سچائی کے [illegible] ایک امر کافی ہے ۔ (نوٹ) میری دوکان سے [illegible] اور کلاہ بھی مل سکتی ہے ۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان دارالامان

کیا آپ بیمار ہیں ؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس میں کچھ بحث نہیں کہ کونسی تکلیف ہے تاہم آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں کبھی ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے ؟ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈوان کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلیس) کھا لیجئے ۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی بہ نسبت آپ کو خود کو زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے ۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۔ جگر کی شکایات ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ ۔ بد ہضمی ۔ سوء ہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی خلل دوران یعنی چکر آنا ۔ درد سر نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا ۔ اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ۔ ڈوان کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورہ بالا مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ یہ فاسد مادے اور زہریلے بخارات کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں ۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں معدہ کو اپنے کام پر بحالی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد آمدہ ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں

بارہ آنہ والی

قیمت ۸ اور ۱۲ ۔ بارہ آنہ والی شیشی میں سالٹھ گولیاں ہیں جو ۸ آنہ والی شیشی کی گولیوں سے تیگنی ہیں ۔ کل دوافروش فروخت کرتے ہیں یا ڈوان لی ساوس باکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے

ڈوان کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن کو آسیر یا باہر نکلی ہوئی یا خونی اسہال بادہ ۔ کھرجا ۔ کبڑی ۔ چنبل ۔ داد ۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش تکلیف شنبوہ اور خارش وغیرہ مکوہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے ۔ تمام دوکانداران کے پاس قیمت ۱۱ دو روپیہ فی ڈبیا ۔

آم کے پھل

[illegible] آم مشہور و معروف ہیں جون [illegible] پھل پھر بکات [illegible] [illegible] کی فصل میں [illegible] آم کے علاوہ درختوں کے واسطے عرصہ [illegible] اور [illegible] ضرور [illegible] ۔ ایک بار [illegible] کنول

ناظم [illegible] کارخانہ قلمہائے [illegible] آباد لکھنؤ

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر دواخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب العجب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملاکر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد بخار چند منٹ میں درد اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز کے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھایا جاتا ہے قیمت فی شیشی عہ روپیہ ۔ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہوسکے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت (نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ زر اجرت سے مطلع فرما دیں ۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے ۔ قوائے تناسلیہ سے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کیا ہے جس کے چند روز کے استعمال سے امور متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً نفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایات کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں ۔ جو اشتہار سے طیار ہوتی ہے کہ اول نمونہ مفت منگائے [illegible] طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ ۔

طلاء طلسمی ۔ یہ بیرونی استعمال کی ہے [illegible] اور حرارت کی پیدا [illegible] اور بدکاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں [illegible] نوبت کشتی تک پہنچا دیتی ہیں ۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ [illegible] اور معجون طلسمی کھائیں [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسکو مفید پائینگے ۔ منگانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت فی شیشی دو روپیہ [illegible]

سلیمانی انکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ ۔ **مسوڑھوں دندان** و دانتوں کی بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر [illegible] کا کام ہے فی بکس ۴ ۔ المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین [illegible] کارخانہ احمدیہ [illegible] ضلع دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲، ۶، ۱۰، ۱۴، ۱۸، ۲۲، ۲۶، ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے	دِصہ
۲۔ خواص و معاونین کو	عہ
۳۔ ہندوستان سے باہر	ے
۴۔ غیر مذاہب والوں سے	۱۲
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے	۱۲

نوٹ

ہر کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے +

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہ ادر قادیان ہینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

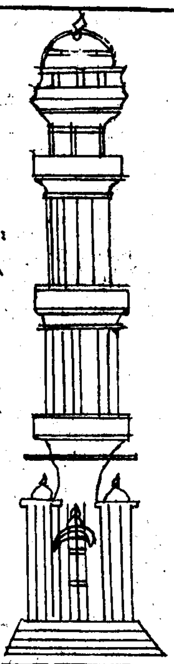

جلد ۱۲ — قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ — نمبر ۴۷

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے ایک درد دل کا اظہار

۱۶ جولائی ۱۹۰۸ء کے درس قرآن شریف میں سورہ الشوریٰ کا پہلا رکوع تھا۔ آپؓ نے ابتداء درس میں فرمایا کہ اس سورت شریف کا ابتداء نہایت ہی عجیب رنگ میں ہوا ہے اور اس میں بڑے بڑے باریک اسرار اور پر معارف نکات بھرے ہوئے ہیں مگر آج میری طبیعت پر ایسا کچھ غیر معمولی صدمہ ہے کہ طبیعت میں اُن معارف اور باریک علوم کے بیان کرنے کی برداشت نہیں۔ خدا کا فضل اور توفیق شامل حال رہی اور زندگی ہوئی۔ تو انشاء اللہ کسی دوسرے وقت بیان کرونگا آپؓ کے اس رنج اور صدمے کا باعث یہ ہے کہ خدا کی بڑی باریک حکمتوں اور مخفی در مخفی مصالح سے حضرت اقدسؑ کا ایک اشتہار جو انہی کالموں میں **اشتہار مفید الاخیار** کے عنوان کے نیچے ہدیۂ ناظرین کیا گیا ہے۔ آپؓ کے ہاتھ میں آگیا اسکا مضمون جیسا کہ آپکو پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ آپؓ نے پڑھا اور پھر یہ خیال کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ایسی پاک تجویز جسکا اظہار حضور نے ۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کو کیا جسپر آج ساتواں برس جا رہا ہے مگر اسکی صورت ابھی تک قائم نہیں ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پاک خواہش کا اتنا لمبا عرصہ معرض التوا میں پڑے رہنا اور قوم میں سے کسی ایک فرد کا بھی اسکی طرف متوجہ نہ ہونا یہ خیال ایک ایسے انسان کے واسطے جس نے حضرت اقدسؑ کے ایک اشارہ پر ترک دنیا ترک وطن ترک جاہ و حشم کر دیا ہو۔ اور اپنی تمام ارادوں اور خواہشات کو اس امام برحقؑ کے ارادوں پر قربان کر دیا ہو۔ اور وہ اسکی محبت میں ایسا گداز ہو۔ کہ ایک رات کے واسطے اسکی جدائی اسکو موت نظر آتی ہو کیسا دکھ دہ اور کیسا رنج رساں اور کیسا درد پیدا کرنیوالا ہو سکتا ہے۔ اسکا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو کسی سے ایسا ہی اخلاص و ارادت ہو +

بہر حال حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے یہ خواہش کی ہے کہ حضرت اقدسؑ کے اس اشتہار کی اشاعت کیجاوے اور جن احباب کو اخبار نہیں پہنچتے یا وہ اخباروں سے مذاق نہیں رکھتے اخبار پڑھنے والے احباب انکو یہ اشتہار سنادیں حضرت خلیفۃ المسیحؓ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت اقدسؑ نے اگر ۹ ستمبر سے ۲۴ دسمبر تک اس کام کیواسطے مہلت دی تھی۔ تو اب ۲۰ جولائی سے ۲۴ دسمبر تک مہلت ہے کیا اچھا ہو کہ ایک بڑی جماعت حضرت اقدسؑ اور پھر خلیفۃ المسیحؓ کی اس خواہش کے پورا کرنیکے واسطے کمرہمت باندھیں اور خدا سے مدد پاکر دسمبر ۱۹۰۸ء کے جلسہ پر اس امتحان میں شامل ہو جاویں (جو لوگ اسمیں شامل ہونا چاہیں لو ضروری شامل ہوں مجھے ازراہ محبت اطلاع دیں۔ اس اطلاع میں مجھے بہت خوشی ہوگی۔ احباب توجہ کریں اور عبدالرحمٰن پوری توجہ کرو۔)

(حضرت اقدسؑ کا اشتہار ذیل میں درج ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار مفید الاخیار

چونکہ یہ ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ ہماری اس جماعت میں کم سے کم ایکسو آدمی ایسا اہل فضل اور اہل کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعوے کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں۔ ان سب کا اسکو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کر سکے اور انکے مفتریانہ اعتراضات کا جواب دے سکے اور خدا تعالیٰ کی حجت جو انپر وارد ہو چکی ہے بوجہ احسن اسکو سمجھا سکے اور نیز عیسائیوں اور آریوں کے وساوس شائع کردہ سے ہر ایک طالب حق کو نجات دے سکے اور دین اسلام کی حقیقت اکمل اور اتم طور پر ذہن نشین کر سکے پس ان تمام امور کیلئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اہل علم اور زیرک اور دانشمند لوگوں کو اسطرف توجہ دیجاوے کہ وہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک کتابوں کو دیکھکر اس امتحان کے لئے طیار ہو جائیں اور دسمبر آئندہ کی تعطیلوں پر قادیان میں پہنچکر امور متذکرہ بالا میں تحریری امتحان دیں۔ اسجگہ اسی غرض کیلئے تعطیلات مذکورہ میں ایک جلسہ ہوگا اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دئے جائینگے۔ ان سوالات میں جو لوگ جواب نکلینگے انکو ان خدمات کے لئے منتخب کیا جائے گا اور وہ اس لائق ہونگے۔ کہ ان میں سے بعض دعوت حق کے لئے مناسب مقامات میں بھیجے

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا۔

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کی ایک تقریر بمقام لاہور

۲۱۔ جون ۱۹۰۸ء کو جب کہ احمدی قوم کے کئی سو احباب اس مبارک پیغام کے یونیورسٹی ہال لاہور میں سنائے جانے کی تقریب پر مختلف اطراف سے لاہور میں جمع ہوئے تھے جو کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی کے آخری چند ایام میں دنیا میں حقیقی امن اور صلح قائم کرنے اور ہر قسم کے فساد اور آئے دن کے جھگڑوں کی خطرناک آگ کے مٹانے اور خدا کے پیارے برگزیدہ اور مقبول انبیاء کی (جو دنیا کے مختلف حصوں میں وقتاً فوقتاً دنیا کی ہدایت اور نجات کے واسطے خدا سے مبعوث ہو کر آتے رہے) عزت اور عظمت قائم کرنے اور انکی ہتک اور توہین کی لعنت اور جذام کا (جس کی وجہ سے دنیا نے یہ دن دیکھے۔ کہ آئے دن دنیا پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ اور دنیا مورد قہر الٰہی بن رہی ہے اور خدا کا غضب مختلف شکلوں میں کبھی طاعون کے رنگ میں اور کبھی زلازل کی تباہ کن زجر کی شکل میں کبھی قحط بنکر اور کبھی وبا ہو کر دنیا کو نگل رہا ہے) دنیا سے خاتمہ کر دینے کی غرض سے لکھی تھی۔ ایسے موقع پر صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق احمدیہ بلڈنگز لاہور میں ایک پرجوش تقریر بڑے مؤثر لہجے اور پرزور الفاظ میں بیان فرمائی۔ جس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے۔ (عبد الرحمان قادیانی)

خلاصہ تقریر

میرا در اصل کچھ کہنے کا منشا نہ تھا۔ مگر روانگی کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ کہ ایسے موقع پر جب کہ بہت سے دوست مختلف شہروں سے ایک جگہ جمع ہوں گے ضروری ہے کہ کچھ بیان کیا جاوے۔ لہٰذا میں صرف اس حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہوا ہوں آج کل بعض اعتراض کئے گئے ہیں۔ انکا دفع کرنا میرا مقصود ہے:

اگر حضرت مرزا صاحب کی وفات پر اسقدر اعتراض واقع نہ ہوتے۔ اور اسطرح سے بیجا ہنسی ٹھٹھا نہ کیا جاتا۔ تو پیشگوئی کا ایک بڑا حصہ پورا ہوئے بغیر ہی رہ جاتا لہٰذا ضروری تھا کہ آپ کی وفات پر بھی بعض پیشگوئیاں جو وفات کے متعلق تھیں۔ پوری ہو کر رہتیں ضروری تھا کہ ہنسی ٹھٹھا بھی کیا جاتا۔ اور طرح طرح کے اعتراض بھی کئے جاتے تا آپ کے وہ الفاظ جو آپ نے **الوصیۃ** میں لکھے تھے کہ "بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیتا ہے" نیز یہ کہ "گروہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کیساتھ پیش آئے گی" پھر ان ابتلاؤں اور مشکلات کے پہاڑوں اور مصائب کے زلزلوں میں ثابت قدم رہنے اور قدم آگے ہی آگے بڑھانے کی قوم کو وصیت فرمائی ہے۔ تا خدا کی تائید اور نصرت کا نور نازل ہو اور وہ دلوں پر سکینت اور طمانیت نازل فرماوے

اعتراض ایک ایسی چیز ہے کہ جب کبھی کوئی عظیم الشان انسان دنیا میں کوئی خاص اور اہم مقصد لیکر کھڑا ہوا ہے لازماً دنیا نے اس کو نشانہ اعتراض بنایا ہے۔ سب سے بڑھکر اعتراض بانی اسلام اور لانے اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوئے ہیں کیونکہ جسقدر آپ اہمیت اور عظمت میں سب سے بڑھکر تھے اسی قدر شیطان نے آپ کی مخالفت میں بھی اپنا پورا زور اور ساری طاقت صرف کی ہے اسلام پر اسقدر اعتراض ہوئے ہیں۔ کہ اگر انکو جمع کیا جاوے تو ایک عظیم الشان پہاڑ بنتا ہے۔

اسی طرح اسی سنت قدیمہ کے موافق ضروری تھا کہ احمدی قوم اور اسکے معصوم اور محترم بانی کی حیات اور وفات پر بھی اعتراضات کئے جاتے۔ اور ابھی تو یہ ابتدائی اعتراض ہیں۔ ابھی خدا جانے آپ لوگوں کو یا اس قوم کی آیندہ نسلوں کو کن کن اعتراضات کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

کتنا بڑا اور کیسا عظیم الشان مقصد ہے جو آپ لوگوں نے کرنا ہے گویا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ آپ کے رستہ میں ہے جسے اٹھا کر اپنے رستہ صاف کرنا ہے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا لینا تو آسان ہے مگر یہ کام اس سے بھی اہم تر ہے۔ جو ہمارے امام نے ہمارے سپرد کیا ہے۔

اسلام کو دنیا میں پھیلانا

یہ کوئی چھوٹا سا کام ہے یا کوئی آسان بات؟ مگر تسلی دینے والی اور کمر ہمت کو مضبوط کرنے والی جو بات ہے۔ وہ یہی ہے کہ خود خدا کا یہ وعدہ ہے کہ "میں اس جماعت کے ذریعہ سے اسلام کو غلبہ دونگا" پس گھبرانے اور بزدلی دکھانے کی کوئی وجہ نہیں۔

دیکھو حضرت اقدس ؑ نے خود اپنی تحریروں میں لکھا ہے خدا جانے ابھی کن دشوار گذار گھاٹیوں خاردار جنگلوں اور سنسان بیابانوں میں سے گذرنا ہے پس جس کے پاؤں نازک ہیں اسکو چاہیے کہ ابھی مجھ سے الگ ہو جائے۔

دوستو! اب وہ وقت آگیا ہے اور وہ مشکلات کی کٹھن گھاٹیاں اور خار مغیلاں کے بھرے ہوئے جنگل اور بھیانک اور ڈراؤنے بیابان ابھی ہمارے سامنے آئے ہیں جن کو طے کرکے ہمیں اپنے امام پاک اور ہادی برحق کے بتلائے ہوئے منزل مقصود تک پہنچنا ہے اس سے پہلے تو ایک بیا وجود ہم میں موجود تھا۔ جو اپنے ہاتھوں تمام کاروبار کو بڑے سلیقے اور احسن طرز سے انجام دیتا تھا اور در اصل سچ پوچھو۔ تو بات یہی تھی کہ ہم اسوقت مزے کی نیند اور استراحت کے نرم نرم پھولوں پر سوتے تھے۔ اور وہ پاک نفس اور خدا کا برگزیدہ انسان ایک شفیق ماں سے بڑھکر ہمیں آرام دیتا تھا اور ہر مشکل کے لئے ہمارا خود سپر بن جایا کرتا تھا۔ ہمیں اس کی زندگی میں نہ کوئی فکر تھی اور نہ کوئی خوف ہم مطمئن اور بے فکر تھے کیونکہ ہم جانتے تھے کہ خدا کا مقدس اور برگزیدہ رسول ہمارے سارے کام کر رہا ہے اور اس ایک تن واحد نے (خدا کے ہزار ہزار صلوٰۃ اور سلام ہوں اسکی پاک روح پر) ہم سب کو ان افکار سے مستغنی کر رکھا تھا۔

مگر پیارے بھائیو!

اب وہ وقت گذر گیا ہے۔ اور ہمارے سارے بوجھ اپنے سر پر اٹھانے والا پاک وجود خدائی وعدوں کے مطابق اپنا کام کرکے خدا کو جا ملا ہے اور وہ تمام بوجھ آپ لوگوں نے اپنے سروں پر اٹھانے ہیں اور اب آپ ہی لوگوں نے ان کو انجام دینا اور ان کی تکمیل کرنی ہے پس اپنے آپکو مضبوط کرو کسی معترض کے اعتراض کی اور لومۃ لائم کی پرواہ مت کرو نہ ڈرو اور نہ گھبراؤ مستقل ہو جاؤ اور اپنی کمر ہمت کو مضبوط کس لو۔ اگر پہاڑ بھی کاٹنا پڑے تو کیا خوف؟

یہ خیال کہ قوم کا ہر فرد معترضین کے تمام سوالات کا جواب دینے کیواسطے طیار رہے۔ ٹھیک نہیں۔ اور نہ ہی خالی سوالات کے جواب یا بحث مباحثے کچھ مفید ثابت ہوئے ہیں۔ بحث مباحثہ سے کبھی کوئی قائل ہوتا دیکھا نہیں

اگر دلائل سے کسی کو ساکت بھی کر دیا جاوے۔ تو بھی تعصب اور ضد ایسی بلا ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی پہلو گریز کا نکال ہی لیا جاتا ہے۔ آخر کفارہ اور تثلیث جیسے بیہودہ اور بے دلیل ننگ عقل انسان عقاید بھی تو دنیا مین موجود ہین اور کثرت سے موجود ہین۔ مگر کیا یہ لوگ کبھی بحث مباحثے سے اپنے عقاید کو ترک کرتے ہی کسی نے دیکھے ہین ؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی تو طرح طرح کے اعتراضات کئے گئے تھے۔ اب ہمارے لئے غور طلب امر ہے تو یہی کہ اس گروہ پاک کو غلبہ کیسے نصیب ہوا تھا پس اس راہ کو دریافت کرنا اور اسپر چلکر انہی نتائج کا حاصل کرنا ہمارا فرض ہے ×

ظاہر ہے کہ اسوقت علم و ہنر کا یہ چرچا نہ تھا اور نہ ان مقدسون کو یہ اسباب میسر آئے تھے جو آج اس زمانہ مین ہمین مسیح موعود کی دعاؤن اور انفاس سے میسر ہین وہ ایک اُمی گروہ تھا۔ اکثر ان مین ایسے تھے۔ جن کو نہ توریت کا علم تھا۔ اور نہ انجیل کا۔ یہ نہ تھا کہ وہ مختلف ممالک کی زبانون کے ماہر تھے؛ اگر کوئی افغانستان مین گیا۔ تو اس نے وہان کی زبان مین مہارت پیدا کر لی۔ اور اس کے رسم و رواج اور مذہبی اعتقادات کا مطالعہ کر لیا اور اسکے رد کے دلائل سوچ لئے اور ایک خاص تیاری کے بعد وہان پہنچا ہو۔ یا جو چین کے واسطے منتخب کیا گیا تھا اس کو وہان کے ملکی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ اور مذہبی حالات سے خاص طور سے آگاہ اور تیار کر کے روانہ کیا جاتا تھا؟ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ وہ ایک

پاک تعلیم اور نیک نمونہ

اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جو تعلیم وہ دنیا مین پھیلانا چاہتے تھے۔ اور لوگون کو اس کی طرف بلاتے تھے۔ پہلے وہ خود آپ اسکا پورا اور کامل نمونہ اپنی زندگی مین دکھاتے تھے اور ان کی تعلیمات کی کتاب ان کی عملی اور اخلاقی حالت پر صاف صاف لکھی ہوئی نظر آتی تھی۔ اخلاقی ترقی کے انتہائی نقطہ تک وہ ترقی کر چکے تھے۔ اور ان کے ہاتھ مین صرف یہی۔ بس یہی ایک ہی روشن دلیل ان کی سچائی کی تھی۔ انکی زبان سے جو کچھ نکلتا تھا اسکا پورا انعکاس انکی عملی حالت مین موجود ہوتا تھا۔ یہی ایک ہتھیار تھا جس سے انہون نے دنیا کو فتح کیا۔ اور وہ جہان گئے۔ عزت و سلطنت عظمت و جبروت نے انکے پاؤن چومے اور اقبال نے انکا استقبال کیا ×

ورنہ تو یاد رکھو کہ اگر ان کے ہاتھ مین یہ عملی قوت اور سچا نمونہ نہ ہوتا جیسے جادو کہو یا سحر کہو۔ تو سچ طلسم کہو تو صحیح۔ تو پھر خواہ وہ دنیا کے تمام علوم کے ماہر ہی کیون نہ ہوتے کیسی ہی جادو بیانی اور سحران کی تقریرون مین کیون نہ بھرا ہوتا۔ کروڑون دلائل ہی کیون نہ انکے ساتھ ہوتے مگر کچھ بھی اثر نہ ہوتا۔ اور وہ ایک دل کو بھی فتح نہ کر سکتے ۔

پس

یاد رکھو کہ دنیا کو فتح کرنے اور ان کو اپنی بات منوانے کیواسطے نیکی کی ضرورت ہے۔ نیکی کے کامل نمونے اور اخلاق کے پتلے پر کون ہے جو اعتراض کرے گا۔ آؤ بھائیو ہم تم اسی راہ پر قدم مارین۔ اور وہی راہ اختیار کرین۔ ایک خاص وقت تک تبلیغ اور اتمام حجت کی غرض سے دلائل اور رسائل کی بھی ضرورت تھی۔ سو اسے ہمارے امام صادق علیہ السلام نے کامل اور اکمل طور سے پورا کر دیا۔ تمام دنیا بالاتفاق کہتی ہے۔ کہ دنیا مین نیکی پھیلے۔

اب اگر ہم اس تعلیم کے مطابق جو ہمین دیگئی ہے اپنے نفسون اور روح کو پاک کر کے اس سلسلہ کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کا ثبوت دین اور اس تعلیم کے اصلی نور اور حقیقی اثر کو اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ سے دنیا کے آگے پیش کرین۔ تو تمام اعتراضات خود بخود حل ہو جاوین گے اور ہمین لمبے چوڑے مباحثات کرنے اور عقلی نقلی دلائل بیان کرنیکی چندان ضرورت ہی نہ رہیگی قرآن شریف مین جہان علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم اللہ تعالٰے نے فرمایا وہ غور اور تدبر کے لایق ہے۔ میرے خیال مین تو اس آیت کا یہی منشا ہی کہ تم اپنے نفس کی اصلاح کرو۔ جب تمہارا نفس پاک اور صاف ہو جاوے گا تو پھر گمراہ لوگ تمہین کوئی ضرر نہین دے سکین گے۔ نہ کسی کا اعتراض اور نہ کسی کا ہنسی ٹھٹھا اور مخالفت یا دشمنی کوئی بھی تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکین گے کیونکہ ان باتون سے نقصان کا احتمال اسی شخص کے واسطے ہو سکتا ہے جسکو اس امر مین شک ہو کہ آیا مین راہ راست پر ہون یا گمراہ۔ مگر جب تم قرآن شریف کی تعلیم کے اصل منشا پر قایم ہو جاؤ گے اور قرآن کی تمام تعلیمات کا اثر تمہارے وجود مین عملی طور سے نظر آتا ہوگا اور نیکی کے انتہائی درجہ پر قائم ہو جاؤ گے۔ اور اصلاح اور تزکیہ نفس کے تمام مدارج طے کر لو گے تو پھر کسی کا اعتراض ہرگز ہرگز تمہین نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ کیونکہ نقصان اس شخص کو ہوتا ہے۔ جو ابھی کامل نہ ہو۔ یا کوئی کمی اپنے نفس مین محسوس کرتا ہو۔ اور وہ اصلاح کے تمام مدارج اس نے طے نہ کئے ہون۔ مگر تم جب تزکیہ نفوس کر لوگے اور نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لوگے۔ تو پھر کسی گمراہ مفسد اور بدراہ کا کوئی حیلہ اور اعتراض تمہین ضرر نہ دیگا سو اصل مین حقیقی اور اصولی جواب ان تمام اعتراضات کا میرے نزدیک یہی ہے ×

اتنا بیان کر چکنے کے بعد مین دعوے سے کہتا ہون کہ

بحیثیت ایک جماعت ہونیکے

اور ایک ہی شیرازہ اور ایک ہی حکم کے ماتحت ہونے کے گویا کہ تمام قوم نفس واحد کا حکم رکھتی ہو۔ اسکی نظیر کہین بھی ہرگز ہرگز نہ ملے گی۔ مین افراد کو پیش نہین کرتا۔ بلکہ مجموعی طور پر مقابلہ کرتا ہون۔ مین مانتا ہون۔ کہ ہم مین بھی بعض کمزور ہین۔ جو ممکن ہے۔ کہ بعض اوقات بعض احکام کی پابندی مین سستی کرتے ہون یا کمزوری دکھاتے ہون۔ اور ان مین غلطیان ہون مگر مجموعی حیثیت مین اس جماعت کی نظیر ہرگز نہ پاؤ گے۔ قرآن شریف نے اس اصول کو یون بیان فرمایا ہے۔ جہان فرمایا ہے۔ اکثرہم فسقون۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ نیکی یا بدی کا حکم افراد کی حالت پر ہرگز نہین لگایا جاتا۔ بلکہ مجموعی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے جسطرف کثرت ہو وہی فتوے لگایا جاتا ہے کثرت سے نیکوکار عابد زاہد اور پارسا سچے خشیتہ اللہ رکھنے والے خدا اور اس کے رسول کے احکام کے پابند اور پاک نفس سے رہا لوگ ہین تو تمام قوم نیک کہلائے گی ورنہ اگر معاملہ اسکے برخلاف ہے۔ تو فتوے بھی خلاف ہوگا ×

آج کل تاریخون یا اخبارات سے اقوام دنیا کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور مین اس معاملہ مین بہت غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ جو خاص امتیازی نشان اس جماعت مین پایا جاتا ہے ہرگز کسی دوسری قوم مین نظر نہین آتا۔ اور وہ خصوصیت ہی اسکے منجانب اللہ ہونے پر ایک کافی شاہد ہی ×

ہمین کہا جاتا ہے کہ ع

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

عبدالحکیم اور ثناء اللہ کے اشتہارات مین یہ شعر پڑھا ہم ان کی۔ اس تحریر سے مجھے معاً خیال آیا کہ یہ لوگ ہم سے

کس بات کی توبہ کرانا چاہتے ہین

کیا پابندی نماز سے توبہ کراتے ہین؟ یا روزون سے یا محبت قرآن اور تلاوت قرآن سے ہمین باز رکھنے کے خواہان ہین یا یہ لوگ رسولؐ کی عظمت اور عزت اور آپؐ کی محبت سے ہمین روکنا چاہتے ہین؟ مین حیران ہون کہ اگر یہ لوگ ہم سے یہہ سب کچھہ چھڑانا ہی چاہتے ہین۔ اور انکے خیال مین یہ تمام اعمال اسلام کے خلاف ہین۔ تو پھر وہ کونسا اسلام ہے جس کی طرف یہ لوگ ہمین بلاتے ہین؟ اس جماعت سے نکال کر جس گروہ مین ہمین یہہ داخل کرنا چاہتے ہین وہ کونسا گروہ ہے؟ آخر اس گروہ اور جماعت کا ہمین بہی علم تو ہونا چاہئے :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بہی بعض کمزور اور ضعیف لوگ مرتد ہو گئے تہے۔ اور بعض تزلزل مین پڑ گئے تہے مگر اس صدیقؓ ظل الرسول نے مامحمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم پڑہکر ان کو یہ بتایا کہ آنحضرتؐ ایک رسول ہین آپ سے پہلے بہی جتنے رسول آئے۔ سب اسی طرح اپنے وقت پر وفات پا چکے ہین۔ اب جب کہ تم نے آپؐ کو خدا کا سچا رسول اور برگزیدہ بندہ مانا تہا۔ اور تمہین یقین ہے کہ وہ خدا کی طرف سے تھا تو کیا اب آج اسکی وفات سے یا بفرض محال اسکے قتل کئے جانے کی وجہ سے یہ بہی لازم آتا ہے کہ تم اس نیکی اور تقویٰ کو ترک کر دو؟ اور پھر وہی بدیان اختیار کر لو۔ بدی خود اپنے نفس مین بدی اور قابل نفرت چیز ہے اگر کوئی رسول نہ بھی آیا ہوتا جب بہی بدی بدی ہی تہی۔ اور اسی طرح قابل نفرت۔ نیکی ترک کر کے بدی کو مہیا کر لینا یہہ کہان کی عقلمندی ہے؟

پس اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا وجود باجود اس زمانہ مین ہمارے واسطے خدا کی طرف سے ایک ابر رحمت اور سایہ کرم تھا۔ آپ نے ہمین بدیون سے ہٹا کر نیکی پر قایم کیا۔ ہماری دہریت اور خشک ایمان کو تازہ اور زندہ ایمان سے بدل دیا۔ اور ہمارے دلون مین خدا اور اس کے رسول کی عزت و عظمت اور صداقت میخ فولاد کی طرح قایم کر دی ہماری عملی حالتین ناگفتہ بہ تھین۔ مگر اس نے کچھہ ایسا شربت پلایا کہ نماز اور ذکر الٰہی مین ہمین لذت اور سرور آنے لگا۔ اور قرآن کی محبت ہمارے دلون مین موجزن ہوئی۔ اور ہر ایک نفس نے اپنی مقدرت اور استعداد کے موافق نیکی مین ترقی کی اور طمع کی بدی اور گناہ سے پاک و صاف ہوا تو کیا بس آپ کی وفات اور ان معترضون کے تعرضات سے ہم لوگ ان نیکیون کو ترک کر دین؟ اور پھر لوٹ کر اپنی اسی پہلی حالت مین واپس چلے جاوین؟

بلکہ ہمین آپؐ کی اس وفات سے سبق حاصل کرنا چاہئے حضرت اقدسؑ کا ایک یہ بھی الہام تھا۔ یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ اس وحی الٰہی کا جو مفہوم ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہین۔ آپ لوگ ہی اہل بیت مین داخل ہین۔ کیونکہ آپ نے حضرت اقدسؑ کے ہاتھ مین ہاتھ دینے اور اس شجر طیب سے تعلق پیدا کرنے سے آپؑ کے روحانی دار مین داخل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے پس ضروری تھا کہ ارادہ الٰہی جو اہل بیت کی تطہیر کے متعلق ہو چکا تہا۔ پورا ہوتا۔ اور اس کے واسطے مشکلات اور ابتلاؤن کا آنا لازمی تھا کیونکہ کھرے اور کھوٹے صادق اور کاذب۔ سچے اور پکے مین صرف یہی ایک ذریعہ تمیز ہے۔ اور وہ اسوقت آپؑ کی وفات کے رنگ مین ظاہر ہوا۔ پس

مبارک ہین وہ جو اس وقت پاک تبدیلی اور ثبات قدم کا بہترین نمونہ دکھائین +

مومن کی نشانی ہی یہی ہے کہ وہ دُکھ کے وقت بہی آگے ہی قدم اٹھاتا ہے۔ اور دُکھ اور مشکلات اس کے واسطے روک نہیں بلکہ تازیانہ کا کام دیتے ہین۔ اور وہ نیکی کے لینے مین پہلے سے بہی زیادہ مستعد ہو جاتا ہے +

مشکلات مومن اور کافر ہر دو پر آتے ہین۔ مگر مومنون کے واسطے آخر اُن مشکلات اور مصائب کی آگ گلزار ہو جاتی ہے۔ اور کامیاب مومنون کے واسطے ابتلاء انعام کے رنگ مین تبدیل ہو جاتے ہین عین دکھ کی حالت مین خدا انکے واسطے راحت کے سامان پیدا کر دیتا ہے +

ایک مومن مشکلات مین انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر رضا بالقضا اور ثبات قدم کا اظہار کرتا ہے۔ جو کہ خدا تعالے کے انعامات اور فضلون کا جاذب ہے +

مومن پر خدا ابتلا اسواسطے خود وارد کرتا ہے۔ تاکہ اسکی تکمیل ہو جاوے۔ اور جو کمی احکام شرعیہ مین اس سے رہگئی ہے۔ وہ تکالیف قضاء و قدر کے ذریعہ سے پوری کر دیجاوے۔ اور وہ کامل مومن ہو کر خدا کے کامل انعامات کا وارث ہو جاوے +

تلک الایام نداولہا بین الناس۔

اور دشمن کا بھی ایک دار نکلا۔ احمدی قوم کیواسطے ٹھنڈا سا قابل غور ہین۔ ایک مین تسلی اور دوسرے مین ایک دافعہ کا بیان ہے۔ دشمن کا وار اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ خود حضرت اقدسؑ کا وجود مبارک ہم مین سے اٹھ گیا ان کو دل کھول کر سلسلہ حقہ کی توہین کرنے اور ہنسی کرنے کا موقع ملگیا اللہ تعالے نے ہمکو اس کا علم اپنے رسول کی معرفت اس واقعہ سے دو سال پہلے عطا فرمایا تہا۔ سو وہ عین حکمت آلٰہی اور وعدہ الٰہی کے مطابق پورا ہوا۔ مگر اب دشمن کو بہی مطمئن نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ بہی وعدہ ہے کہ تلک الایام نداولہا بین الناس۔ کل کو ان کی بہی باری آنی ہے اور وہ یقین جانین کہ اب انکی باری بہی آہی گئی +

احمدی قوم پر جو ابتلاء اور مصیبت آئی اسکا جو نتیجہ ہوا وہ تو ظاہر ہے۔ خدا کی قدرت ہماری اس تکلیف مین بہی دشمن کو بجز حسرت و ارمان کے کوئی خوشی نصیب نہین ہوئی۔ ان لوگون کا یہ خیال بلکہ یقین تھا۔ کہ آپؑ کی وفات کے ساتھہ ہی یہ کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا۔ اور یہ درخت جڑ سے اکھڑ جائے گا۔ ثناء اللہ اور عبد الحکیم کی تحریرون کو دیکھہ لو۔ ان کا یہی مقصد تھا کہ یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جائے اب جائے غور ہے۔ کہ انکی وہ امیدین پوری ہوئین یا خاک مین ملین اور انکو بجز حسرت و یاس کے کچھہ ہاتھہ بہی آیا؟ آجا کر ان بیچارون کی ساری امیدین اسوقت پر منحصر تھین۔ مگر خدا کی شان کہ جب وہ وقت آیا۔ تو ان کی تمام امیدون اور آرزوؤن پر پانی پھر گیا۔ اور ان کی رہی سہی ہمت بہی ٹوٹ گئی۔ زبان نہ سہی۔ مگر ان کے دل تو اسبات کو مان گئے ہونگے۔ کہ

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مین خود اپنے دل کو اور اپنے احباب کے دلون کو دیکھتا ہون تو ایسا پاتا ہون کہ جس طرح کسی عظیم الشان فتح کے بعد ایک انشراح اور اطمینان ہوتا ہے کوئی قبض نہین کوئی گھبراہٹ نہین نہ کسی قسم کی کمزوری ہے اور نہ ہی تزلزل کیا یہ اس قدرت ثانیہ کا ابتدا نہین جس کا ہمین وعدہ دیا گیا تھا؟

قاعدہ کی بات ہے کہ بھاری غم کے بعد دل کرفتہ ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایک **احمدی** کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا صدمہ ہوگا۔ کہ اسکا امام۔ اسکا پیشوا اسکا پیر و مرشد۔ جو اس کے واسطے احب الناس تہا۔ اور جس کی محبت کی نظیر اس کے کسی دنیاوی رشتہ مین بھائی مین نہ بہن مین باپ مین نہ ماں مین اولاد مین۔ نہ بیوی مین۔ غرض کسی مین پائی نہ جاتی تہی۔ ایسا ایک

پیارا محبوب اور شفیق باپ سر سے گذر گیا۔ اس سے بڑھکر اور کونسی بات دل کو کمزور کرنے والی ہوگی اور کونسا غم ہوگا۔ جو اس سے بڑھکر بیتاب کرنیوالا ہو۔

مگر مین آپکو یقین دلاتا ہون

کہ باوجود ان امور کے قوم مین ایسی تقویت اور ثبات قدم رہا ہے اور ایسے استقلال کا نمونہ اس جماعت نے دکھایا ہے جسکی نظیر نہین بتا سکتے۔ غم تو سنت اللہ کے مطابق پہنچا اور سخت پہنچا۔ مگر نتیجہ مین ایک عظیم الشان خارق عادت نشان باقی رہ گیا ہے جہوٹے کے غم مین اور خوشی مین ہرگز ہرگز یہ بات نہ پاؤ گے +

اچھا یہ تو ہماری باری تھی۔ اب انکی باری بھی جلد تر آنیوالی ہے جب خوشی مین انکا یہ حال ہو کہ تمام امیدون پر پانی پھر گیا۔ اور انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی ہے تو پھر ان کے غم مین خدا جانے انکا کیا حال ہوگا؟ اور اس نے ہماری اس ابتلا اور مصیبت کیوقت مین نصرت اور مدد کی ہے۔ تو پھر فتح مبین کے دن کیوں ہماری نصرت نہ کرے گا؟ پس ہمارے دلون مین کمزوری اور بزدلی کے راہ پانے کی کوئی وجہ نہین کیونکہ ہم علیٰ وجہ البصیرت یقین کرتے ہین کہ ہم نیکی اور تقوے کی راہ پر چل رہے ہین اور یقیناً یہی ایک خدا کی بتائی ہوئی اور اسکی رضا تک پہنچنے کی راہ ہے ہم اسکو چھوڑ نہین سکتے۔ اور ترک نہین کر سکتے۔ ہمین دوسری کوئی ایسی جماعت نظر ہی نہین آتی۔ کہ ہم اس سے قطع کرکے اس سے وصل کر لین +

ان امور کے بعد جو مینے بیان کئے ہین کسی کے کسی اعتراض کے جواب کی ضرورت ہی نہین رہتی گر تاہم مین ان مذبذب لوگون کیواسطے جو نہ ان امور کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہین۔ اور نہ ہی اعتراض کرنے کی جرأت رکھتے ہین۔ بلکہ اندر ہی اندر ایک کھچڑی سی پکاتے رہتے ہین کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہون +

یاد رکھنا چاہیے کہ اس جگہ منہاج نبوت کے خلاف کوئی معاملہ نہین ہوا جو کسی کے دل مین کسی اعتراض کی جرأت پیش کرتا۔ مین دعوے سے کہتا ہون کہ اے حق کے مخالفو! اور سچائی کے دشمنو! ہمین منہاج نبوت کے خلاف کوئی امر اس سلسلہ مین بتاؤ۔ تو ہم سب کچھ ترک کر دین گے مگر ہان یہ کہ اس راہ مین قدم ذرا سوچکر رکھنا! ایسا نہ ہو کہ تم جو اعتراض کرو۔ وہ خود نعوذ باللہ اسلام یا آنحضرت صلعم کی نبوت ہی کے خلاف ہو۔ قرآن۔ اسلام اور منہاج نبوت کو زیر نظر رکھکر زبان کھولنا +

ان لوگون نے حضرت مرزا صاحب کی بعض پیشگوئیون پر اعتراض کیا ہے مگر دیکھو۔ پیشگوئیان ہمیشہ انتظار اور اسکے مطابق ہی واقع نہین ہوا کرتین۔ آج سے ہی نہین اور نہ صرف مرزا صاحب کے معاملہ مین۔ بلکہ ہمیشہ سے اور تمام انبیاء کی سنت قدیمہ مین۔ اسی طرح سے چلا آیا ہے۔ پیشگوئیون مین اخفا ضروری ہوتا ہے اگر ہر پیشگوئی کو اس کے ظاہری الفاظ مین پورا کرنا چاہو۔ تو پھر اس طرح سے تو کوئی مذہب اور نہ کوئی نبوت کچھ بھی قایم نہین رہ سکے گا۔

اجتہاد اور پیشگوئی دو الگ الگ باتین ہین

خدا کی طرف سے ملہم کو ایک الہام ہوتا ہے اور بعض وقت اس کے ساتھ اسکی کوئی تشریح نہین بتائی جاتی اس صورت مین ملہم اپنے فہم کے مطابق اجتہاد سے اسکے ایک معنے کر لیتا ہے۔ پھر کبھی وہ الہام اس کے اجتہادی معنون کے مطابق پورا ہو جاتا ہے اور کبھی اس کے اور معنے ہوتے ہین اور وہ دوسرے رنگ مین پورا ہوتا ہے تمام انبیاء کے حالات مین غور کرکے دیکھ لو کہ یہی سنت پائی جاتی ہے۔ اس سے انبیاء کا کذب یا ان کی ہتک لازم نہین آتی بلکہ یہ ان کے صدق پر ایک بین دلیل ہوتی ہے۔ اور یہ اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ کلام کا نازل کرنیوالا کوئی اور ہے اور جسپر نازل ہوتا ہے۔ وہ الگ ہے +

ظاہر ہے کہ اگر وہ کلام اس شخص کا من گھڑت ہوتا تو اس کے ٹھیک وہی معنے کرتا جو اس کی سمجھ مین صحیح ہوتے اور کوشش کرتا کہ کلام کے معانی کے ظہور مین کوئی اختلاف واقع نہ ہو۔ پس ملہم کا کبھی اجتہادی غلطی کرنا بھی اسکی صداقت کی ایک دلیل ہے +

خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین ہی غور کر لو۔ کہ ہجرت کی زمین آپ کو بتائی گئی آپ نے اس کو اپنے اجتہاد سے یمامہ کی زمین سمجھ لیا حالانکہ وہ اور زمین نکلی۔ آپ نے ایک رؤیا کی بنا پر ابوجہل کا مسلمان ہو جانا سمجھا مگر وہ نکلے عکرمہ رض۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کے خزائن کی کنجیان مجھے دی گئی ہین۔ مگر وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ مین ان کے ایک سپاہی کے ہاتھ لگین +

اسی طرح آپ نے ایک رؤیا مین دیکھا۔ کہ آپ کے ہاتھون مین دو کنگن ہین۔ جن کو آپ نے پھونک مار کر اڑا دیا۔ جس کے معنے آپ نے یہ کئے۔ کہ دو جھوٹے پیغمبر ہونگے۔ اور وہ میری پھونک سے (دعا سے) ہلاک ہونگے۔ اور وہ مسیلمہ اور اسود تھے۔ مگر ظاہر ہے کہ مسیلمہ آپ صلعم کی وفات کے بعد تک زندہ رہا۔ حالانکہ الفاظ سے صاف یہی نکلتا ہے کہ وہ دونون کذاب آپ کی زندگی مین ہلاک ہونگے۔ چنانچہ وہ الفاظ یہ ہین۔

فاوحي الي ان انفخهما فنفختهما فذهبا۔ مگر آپ کی وفات پر مسیلمہ کیسے زور پر تھا۔ اسود کے متعلق اختلاف ہے۔ بہرحال مسیلمہ اسوقت زندہ اور زور ون پر تھا۔ اب آپ سمجھ سکتے ہین۔ کہ غالباً مسیلمہ نے بھی عبدالحکیم کی طرح بڑا شور مچایا ہوگا۔ اور وہ بھی کہتا ہوگا کہ مجھے پھونک کر اڑانے والا خود ہی اڑ گیا۔ مگر خدا کی قدرت کہ مسیلمہ کے ساتھ تو بہت سے لوگ شامل بھی ہو گئے تھے۔ مگر خدا نے عبدالحکیم کو یہ عزت بھی نہین دی۔ اور ایک بھی متنفس نہین جو اس کیساتھ ہوا ہو +

میرے اس بیان سے کسی کو یہ وہم نہ پیدا ہو۔ کہ نعوذ باللہ مین انبیاء کی پیشگوئیون کے پورے ہونیکا منکر ہون۔ بلکہ میرا مدعا اس بیان سے یہ ہے کہ ملہم کو کبھی الہام کے معنے سمجھنے مین بشری کمزوری کی وجہ سے اجتہادی غلطی لگ سکتی ہے۔ مگر اس سے نہ تو اس نبی کی شان مین کوئی فرق آتا ہے اور نہ اسکا کذب لازم آتا ہے۔ اور نہ ہی نفس الہام کے صحیح ہونے مین کوئی شک پیدا ہوتا ہے۔ الہام چونکہ خدائے علام الغیوب کی طرف سے نازل ہوتا ہے لہذا اسکا علم جب تک خود خدا ملہم کو یا کسی اور کو نہ دے۔ تب تک وہ کیسے اس حقیقت تک پہنچ سکتا ہے +

پس حضرت مرزا صاحب بھی چونکہ منہاج نبوت ہی پر ظاہر ہوئے تھے۔ لہذا ایک مسلمان کا جو قرآن اور سنت کا پابند ہے۔ یہ فرض ہونا چاہیے۔ کہ وہ اس سلسلہ پر اعتراض کرتے وقت منہاج نبوت کو مد نظر رکھ لیا کرے کیونکہ مسلمان کہلانے والے کے واسطے تو پہلے نظائر بھی موجود ہین۔ اور وہ اس بات کا بھی پابند ہے کہ جو بات خود اسکے مسلمات مین موجود ہے۔ اس کے خلاف اعتراض نہ کرے یا کوئی ایسا اعتراض نہ کرے۔ جو خود اس کے اپنے ہی مسلمات پر پڑتا ہو۔

جب ان لوگون کو اپنی معتبر اور مسلمہ کتب مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قائمقام قرار دیا گیا ہے اور صاف اقرار موجود ہے۔ کہ مسیلمہ

آنحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے قتل کیا گیا گویا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو قتل کیا جاتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قیصر و کسریٰ کے خزائن کا مالک ہونا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہین کیا جاتا۔ کہ آپ کے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا خود آپ کی اولاد کے ہاتھوں پر خدا تعالیٰ ان کو پورا کر دے۔

دوسری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ انذاری پیشگوئیوں مین سنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے کہ وہ بعض اوقات توبہ و استغفار تضرع و ابتہال سے ٹل ہی جایا کرتی ہین۔ اللہ تعالےٰ نے خود قرآن شریف مین اس اصول کو بیان فرمایا ہے۔ ان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صادق کے صدق کی شناخت کیواسطے ضروری نہین کہ تمام پیشگوئیان پوری ہون۔ بلکہ بعض حصہ ان پیشگوئیونکا پورا ہوتا ہے +

تیسری بات جو پیشگوئیون مین دیکھنی چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ پیشگوئیون مین کثرت کا لحاظ رکھا جاوے۔ اگر چند مثالین بظاہر مخالف نظر آوین۔ تو نہی تکذیب کی نہ چاہئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ تمہاری سمجھ مین نہ آئی ہون اور اصل مین وہ درست ہون۔

النادر کالمعدوم

تعجب آتا ہے۔ کہ ایک بات کو ہاتھ مین لے کر ان سینکڑون اور ہزارون نظیرون کی پرواہ نہین کرتے۔ جو ہم پیش کرتے ہین۔ بیسیون مثالین ایسی موجود ہین۔ کہ خود بخود گھر مین بیٹھکر لوگون نے مباہلہ کیا اور اپنی ہی بد دعاؤن سے ہلاک ہو گئے +

مین پھر کہتا ہون۔ کہ منہاج نبوت کو ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ اور اگر اس امر کا لحاظ نہ رکھا جاوے۔ تو پھر تمام سلسلہ نبوت ہی غلط ٹھہرتا ہے۔ اور کسی ایک نبی کی بھی نبوت ثابت کرنی مشکل ہو جائے گی +

مین یقین کامل رکھتا ہون کہ یقیناً وہ دونون ہلاک ہونیوالے ہین۔ اور ان کی ہلاکت سے ہمین خدا ویسی ہی خوشی دیگا۔ جیسی کہ مسیلمہ کذاب کی ہلاکت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہوئی تھی +

آخر مین مین یہی نصیحت کرتا ہون کہ خدا کے دین کے لئے سچا جوش اور خدا کی راہ مین سچا اخلاص اور صدق دکھاؤ۔ آپ لوگ بحث مباحثات سے وہ بات دنیا پر ہرگز ثابت نہین کر سکتے۔ جو نیک نمونے اور نیک چلنی سے کر سکوگے۔ دیکھو وہ پاک وجود صرف ایک نفس واحد تھا۔ مگر اس نے اپنے اسوہ حسنہ۔ نیکی۔ اور کمال کی وجہ سے کئی لاکھ انسانون کو تھوڑی ہی عرصہ مین باوجود مخالفت کی سخت آندھیون کے کسطرح اپنی طرف کھینچا۔ کہ اسکی راہ مین جان و مال تک فدا کرنے کے واسطے تیار ہو گئے۔ صرف ایک پاک نفس کی محنت توجہ اور دعاؤن کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کئی لاکھ کو باوجود ایسے مشکلات کے اپنی بات سنوا گیا۔ تو پھر آپ لوگ تو لاکھون ہو۔ راہ کھلی ہے ہمین بھی اسی وسیع دعا کے کرنے کا حکم ہے

اھدنا الصراط المستقیم

اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ کیونکہ اگر خدا وہ مدارج جو منعم علیہ لوگون کو ملے۔ خدا کسی دوسرے کو دے سکتا ہی نہ تھا۔ تو پھر ہمین یہ دعا سکھلانے کے کیا معنے؟ مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قایم ہین۔ کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہئے مانگنے والا ہو

غرض جب ایک مسیح دنیا مین یہ کچھ کارنمایان کر گیا ہے تو پھر آپ لوگ ہمین مین وہ ایسی روح پیدا کر گیا۔ کیا اب وہ کام نہ کر سکوگے؟ کر سکوگے اور ضرور کروگے۔ اور آپ سے بھی اسی کے ہر رنگ کام ظاہر ہونگے آپ لوگون کے ہاتھوں پر بھی روحانی فتوحات کے دروازے کھولے جاوین گے بشرطیکہ آپ بھی اسی راہ پر قدم زن اور وہی صدق و ثبات اور اخلاص خدا کی راہ مین دکھائین دیکھو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ نے کیسے کیسے فتوحات حاصل کئے۔ اور کہاں تک سلطنت اسلام وسیع ہو گئی۔ علی ہذا القیاس۔ ان کے بعد بھی بہت سی فتوحات ہوئین۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی کہ وہی آنحضرت کی روح صحابہ مین کام کرنے لگی۔ اگر پہلے ایک وجود تھا۔ تو پھر ہزارون لاکھون وجود پیدا ہو گئے تھے۔ اسی طرح سے اب ہمارے حضرت مسیح موعود کی وفات پا جانے سے بھی سلسلہ بند نہین ہو گیا۔ کوئی کمی نہین آ گئی۔ خدا تعالیٰ نے وہ دروازے بند نہین کر دئے۔ مگر ہان

یہ آپ لوگون کا فرض ہے

کہ کوشش اور محنت سے وہ کام کر دکھاؤ۔ اور اس قوت ایمانی اور نور کا ثبوت دو۔ اور اس کے اثر دکھاؤ اور اس مقصد عالی کو مدنظر رکھکر کام کرو ....

اور اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ دینے کی کوشش کرو۔ پہلے خود اپنے آپ مین اسلام کی پاک تعلیمات کا پورا اور سچا نمونہ دکھاؤ۔ اور لوگون کو اس کی تعلیمات کے برکات اور فیوض سے اس طرح اطلاع دو۔ کہ وہ اس نور کو خود بخود آپکے چہرون سے آپ کے چلنے سے پھرنے سے بیٹھنے سے۔ اٹھنے سے کاروبار سے لین دین سے غرض اپنی زندگی کے ہر پہلو مین اسکا عملی نمونہ دکھاؤ۔ تا معترض اعتراض کرنے والا خود بخود شرمندہ ہو جائے۔ اسکا منہ بند ہو اور وہ اندر ہی اندر مر رہے۔ واقعی اب بحث کی ضرورت نہین۔ اور نہ ہی بحث سے کام نکلتا ہے +

ہم نے جس کے ہاتھ مین ہاتھ دیا۔ وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی روح اس مین اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ اسی کے اثر نے جوش کیا اور اسکا اثر دنیا مین پھیلا۔ اسمین قوت قدسی اور قوت جذب تھی۔ انہی باتوں سے وہ دنیا مین کامیاب بامراد مظفر و منصور ہوا۔ اور وہی راہ ہے کہ آپ لوگ بھی اسپر قدم مار کر کامیاب ہوگے +

اللہ تعالےٰ اپنی خاص نصرت
ہمارے شامل حال کرے
اور ہمین خاص توفیق
عطا فرماوے
آمین

مرتبہ عبدالرحمان قادیانی - ۱۶- جولائی ۱۹۰۸ء

معذرت

الحکم کے بعض پرچے بعض خاص مجبوریوں کی وجہ سے مقررہ تاریخون پر شایع نہین ہو سکے اس کمی کو انشاء اللہ مقررہ صفحات سے اخبار کا حجم بڑھا کر شایع کرنے کے ذریعہ سے پورا کر دیا جاوے۔ نمبرون کی ترتیب مین کوئی نقص نہین آتا +

ایڈیٹر

حضرت اقدس کی آخری تقریر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

قبل عصر ۲۵- مئی ۱۹۰۸ء

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ اپنے کسی خاص قاصد کے ایک خط بھیجا جسمین بعض مسائل مختلف فیہ پر زبانی گفتگو کرنے کی اجازت چاہی اور وعدہ کیا کہ مین بہت نرمی اور پاس ادب سے گفتگو کرونگا۔ حضرت اقدس نے قبل عصر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے انکے متعلق دریافت کیا۔ کہ وہ اخلاق کے کیسے ہین مغلوب الغضب اور فوراً جوش مین آجانے والے یا بھڑک اُٹھنے والی طبیعت کے تو نہین ہین؟ اسکے جواب مین بعض اصحاب نے عرض کیا کہ حضور ایسے تو نہین۔ ان کی طبیعت مین نرمی پائی جاتی ہے البتہ اگر بعض عوام کا ہجوم انکے ہمراہ ہوگا تو اندیشہ ہے۔ (حضرت اقدس خود چونکہ خود پیغام صلح کے دلکھنے مین مصروف تھے اور فرصت نہ تھی ایسے) حضرت اقدس نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے فرمایا کہ آپ انکو خط کا جواب لکھیئے اصل خط ان کا ہم بھیجینگے اور بیشک نرمی سے اور آہستگی سے ان سے ان مسائل مین گفتگو کرین۔ البتہ اس بات کا خیال رکھین کہ انکے ہمراہ سوا دو چار معزز اور شریف آدمیون کے اور زیادہ ہجوم نہ ہو۔ اور آپ ہی علیحدگی مین بیٹھکر گفتگو کرین اسمین کوئی حرج کی بات نہین۔ اسی دوران مین کسی دوست نے ان کا یہ عقیدہ پیش کردیا کہ وہ حضرت عیسیٰ کی سولی پر لٹکائے جانے کے ہی قایل نہین۔ اور کہ وہ اپنے اس دعوے کی دلیل مین آیت کریمہ اذ کففت عنك بنی اسرائیل الخ پیش کرتے ہین۔ اسپر حضرت اقدسؑ نے

فرمایا

خلاف تواتر امور محسوسہ مشہودہ کی پرواہ نہ کرکے ایسی ایک راہ اختیار کرنا جس کی کوئی بھی دلیل نہین۔ یہ عقل اور ایمان کے سراسر خلاف ہے۔ مین کوئی نئی بات پیش نہین کرتا۔ اور نہ ہی مین کسی ایسی بے دلیل بات کے منوانے کی کوشش کرتا ہون جسکا قوی ثبوت اور بین شہادت میرے ہاتھ مین نہین۔ میرے ساتھ میری شہادت کیواسطے اسوقت لاکھون انسان موجود ہین۔ قومون کی قومین اپنی متواتر اور متفقہ شہادت پیش کرہی ہین اگر کسی کو کوئی شک وشبہ ہو تو یہودی موجود ہین۔ نصرانی موجود ہین ان سے پوچھ لو۔ کہ ان کا اسبارہ مین کیا عقیدہ ہے دونون متخاصم موجود ہین۔ ان سے پوچھ لو۔ کہ آیا وہ بھی اس بات کے قایل ہین جو تم پیش کرتے ہو۔ دیکھو تواتر قومی کو بغیر کسی زبردست دلیل اور حجت نیرہ کے توڑ دینا اور اسکی پرواہ نہ کرنا یہہ بڑی بھاری غلطی ہے۔

تعجب کی بات ہے۔ اور یہ کیونکر ہوسکتا تھا۔ کہ کسی دوسرے آدمی کو پکڑ کر خواہ نخواہ بے قصور سولی پر چڑھا دیا جاوے اور وہ چون بھی نہ کرے اور دوہائی بھی نہ دیوے۔ کہ مین تو تمہارا ساتھی ہون۔ مجھے کیون بے گناہ سولی پر چڑھاتے ہو۔ تمہارا اصل ملزم تو بچ گیا۔ اور مین جو کہ تمہارا ہی ساتھی ہون۔ یہ میرا نام فلانے ماں باپ کا بیٹا ہون۔ یہ میرے رشتہ دار ہین۔ مجھے کیون مارتے ہو۔

جان کا معاملہ اور لعنتی موت کا نشانہ بننا ہے اصل ملزم بچا جاتا ہے۔ ایک بیگناہ بے قصور بے تعلق آدمی سولی چڑھایا جاتا ہے اور پھر تعجب یہ کہ بولتا تک نہین یہ بھید تو ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

علاوہ وحی اور علم غیب کے جو ہمین خدا نے محض اپنے فضل سے بخشا اور مکالمہ مخاطبہ کا خاص فیضان جاری کرکے ہمین اس نے ان امور مین حقیقی علم عطا کیا۔ ہمارا ضمیر اسکو ہرگز ہرگز قبول نہین کرتا۔ کہ اتنا بھاری تواتر اور کروڑون انسانون کی متفقہ شہادت بالکل غلط ہے اور یہ سب جو سمجھے بیٹھے تھے ایک وہم تھا اور خیال غلط۔ دیکھو

تا نہ باشد چیز کے مردم نگویند چیزہا

مین نہین سمجھتا کہ خدا کو ایسی کرد کی کیا ضرورت تھی۔ کیا وہ علیٰ رؤس الاشہاد مسیح کو بچانے پر قادر نہ تھا کہ اسکو ایسا ظلم روا رکھنا پڑا۔ اور بیگناہ انسان کی جان خواہ نخواہ ہلاکت مین ڈالی۔

قرآن اور حدیث کے خلاف ایک نئی راہ نکالکر پیش کرنا اسکا بار ثبوت مدعی کے ذمے ہے۔

میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ یہ سب امور ایسے نہین کہ آسانی سے انکو رد کیا جاوے۔ قرآن شریف مین صرف لفظ توفی ہی کو لیکر اسکو دیکھ لو۔ کہ بھلا کسی مقام پر اسکے معنے بجز موت کے کچھ اور بھی ہین۔ یا مع جسم عنصری کے آسمان پر اٹھائے جانے کے ہین؟ یہی توفی کا لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت کریمہ اما نرینك بعض الذی نعدھم او نتوفینك غور کرکے دیکھ لو پھر یہی توفی کا لفظ ہے جو حضرت یوسفؑ کے حق مین وارد ہے پھر سمجھ نہین آتا۔ کہ برخلاف نص قرآنی کے اور تمام انبیاء کے کیون حضرت عیسیٰؑ کو یہ خصوصیت دیجاتی ہے۔

کتب احادیث مین قریباً تین سو مرتبہ یہی لفظ توفی کا آیا ہے مگر کہین بھی بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے معنے نہین ہین جہان دیکھو یہ لفظ موت ہی کے معنون مین وارد ہوتا ہے۔

اصل مین جو شخص طالب حق نہین اور محض ایک قسم کی شیخی اور تکبر کے واسطے ایسی خواہش کرتا ہے۔ اس سے

مجھے بدبو آجاتی ہے

مین ایسے آدمی پر اپنا وقت ضایع نہین کرنا چاہتا جسکو حق کی سچی پیاس نہین اور جسکی تڑپ خدا اور خدا کے دین کیواسطے نہین بلکہ نفس کا بندہ اور نفس کی عزت وجاہ کیواسطے مرتا ہے۔

میرے پاس اگر کوئی شخص طلب حق اور خداجوئی کی پیاس اور سچی تڑپ لیکر آتا ہے۔ تو مجھے اس سے ایک قسم کی

خوشبو آجاتی ہے

اور پھر مین اسکے واسطے اپنے بازو بچھا دیتا ہون اور اسکو اپنی آنکھون سے قبول کرتا ہون۔ اور جہان تک مجھ سے بن پڑتا ہے مین اسکی خدمت کو اپنا فخر سمجھتا ہون۔ مگر ایک ناپاک دل انسان جسمین شرارت پوشیدہ ہوتی ہے اور وہ حق جو نہین بلکہ دنیا طلب ہوتا ہے تو ہمین اس سے بدبو آجاتی ہے اور پھر اس کے بعد ہم اس سے کلام کرنا بھی پسند نہین کرتے۔

خدا نے جس بات پر ہمین قایم کیا ہے وہ یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید مین حضرت مسیحؑ کی موت کو صراحت سے ایک نہین بلکہ بیسیون مقام پر ظاہر کردیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے شہادت دیدی کہ اسکو مردون کی ذیل مین دیکھا اور کوئی ما بہ الامتیاز اسمین اور اسکے غیرون مین بیان نہین فرمایا۔

آج ہندوستان مین ایک لاکھ سے بھی زیادہ مرتد صرف اسی بات سے ہوچکا ہے کہ نام کے مسلمانون کے عقاید غلط سے عیسائیون نے مسیحؑ کی فضیلت ثابت کرکے اپنے مذہب سے ناواقف لوگون کے سامنے اسے پیش کیا۔ اور ان کے اپنے ہی معتقدات مین سے انپر ایسے ایسے الزام دئے جن کا جواب ان مین سے کسی سے بھی بن نہ پڑا۔

مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کسی بھی خصوصیت کو قایم نہین رہنے دیا۔ بلکہ انکی ہر بات کا جواب دیکر خود ان کو ہی خوار کیا ہے۔

نصاریٰ نے ایک عقیدہ پکڑا تھا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ چونکہ بن باپ کے ہین اور یہ انکا مسلمانون پر ایک بھاری اعتراض تھا

اور اس سے وہ حضرت عیسٰے میں ایک خصوصیت ثابت کر کے ان کی خدائی کی دلیل پکڑتے تھے تو اللہ تعالٰے نے اس کے جو آمین انکایون سے توڑا۔ اور ان کا ردیون بیان کیا کہ ان مثل عیسٰے عند اللہ کمثل آدم الخ یعنے اگر حضرت عیسٰے کی پیدایش اعجازی رنگ مین پیش کر کے تم اس کی خدائی کی دلیل ٹھیراتے ہو تو پھر آدم بطریق اولٰی خدا ہونا چاہئے کیونکہ اسکا نہ باپ نہ ماں۔ اسطرح سے اول آدم کو بڑا خدا مان لو پھر اس بات کو عیسٰےؑ کی خدائی کی دلیل ٹھہرانا۔ بس اس طرح سے اللہ تعالٰے نے انکے اس استدلال کو غلط ثابت کر دیا +

غرض نصارٰی کے مسیح کو بن باپ کی پیدایش سے ان کی خدائی کی دلیل اور استدلال پکڑنے کو اللہ تعالٰے نے

آدم کی نظیر پیش کر کے

باطل ٹھہرادیا +

ایک دوسری دلیل نصارے نے مسیح کی خدائی کی یہ پیش کی تہی کہ وہ زندہ ہین۔ اور معہ جسم عنصری آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہین۔ اور اس امر سے انہون نے مسیحؑ کی ایک خصوصیت ثابت کر کے اسی کو انکی خدائی کی ایک زبردست دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اب ہمین کوئی بتا دے کہ اگر توفی کے معنے مع جسم عنصری آسمان پر ہی اٹھائے جانے کے ہین۔ اور اس کے معنے حضرت عیسٰیؑ کے لئے موت کے نہین ہین۔ تو پھر نصارٰے کے اس اعتراض کا قرآن نے کہان جواب دیا ہے؟ یا جسطرح انکی دلیل اول کو ایک نظیر پیش کر کے توڑا تھا۔ اسی طرح کہین سے ہمین یہی نکال کر بتاؤ کہ حضرت مسیح سے پہلے یا پیچھے اور کوئی ایسی ہی نظیر پائی جاتی ہے اور اگر کوئی نظیر نہین تو یاد رکہو کہ

اسلام آج بھی گیا اور کل بھی گیا

نصارٰے تم کو تو تمہارے اپنے عقیدہ سے ملزم کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ تم خود حضرت عیسٰےؑ کو زندہ اور جسم عنصری سے آسمان پر مانتے ہو حالانکہ تمہارے رسولؐ خاک مدینہ مین مدفون ہین۔ اب بتاؤ کون افضل ہے۔ عیسٰیؑ یا محمدؐ؟ افسوس ہے ان نام کے مسلمانون پر کہ اپنی ناک کاٹنے کے واسطے آپ ہی دشمن کے ہاتھ مین چھری دیتے ہین +

یاد رکہو کہ اگر خدا تعالٰے کا یہی منشا ہوتا اور قرآن و حدیث مین حقیقتاً یہی امر اسنے بیان کیا ہوتا کہ واقع مین حضرت مسیحؑ زندہ ہین اور وہ مع جسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہین اور یہ عقیدہ بھی حضرت مسیحؑ کے بن باپ کے پیدا ہونے کی طرح خدا کے نزدیک سچا عقیدہ ہوتا تو ضرور تھا۔ کہ اللہ تعالٰے اس کی بہی کوئی نہ کوئی نظیر پیش کر کے قوم نصارے کو اس امر کے حضرت مسیحؑ کی خدائی کی دلیل پکڑنے سے بند اور لاجواب کر دیتا۔ مگر خدا تعالٰی کے اس امر کی دلیل پیش نہ کرنے سے صاف عیان ہے کہ اللہ تعالٰے کا ہرگز ہرگز یہ منشاء نہین جو تم محض افترا سے خدا کے کلام پر تھوپ رہے ہو۔ بلکہ توفی کا لفظ خدا تعالٰے نے محض موت ہی کے معنون کے واسطے وضع کیا ہے۔ اور یہی حقیقت اور اصل حال ہے +

دیکھو ہر ایک خصوصیت جو کہین کسی خاص شخص کے متعلق پیدا کی گئی ہے۔ اللہ تعالٰے نے اس کا ضرور جواب دیا ہے۔ مگر کیا وجہ کہ اتنی بڑی خصوصیت کا کوئی جواب نہ دیا۔ خصوصیت ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے شرک پیدا ہوتا ہے + فقط

یہہ حضرت اقدسؑ کی زندگی مین آپ کی آخری تقریر ہے جو آپؑ نے بڑے زور اور خاص جوش سے فرمائی۔ دوران تقریر مین آپ کا چہرہ اس قدر روشن اور درخشان ہو گیا تھا۔ کہ نظر اٹھا کر دیکھا بھی نہین جاتا تھا۔ حضور علیہ الصلواۃ و السلام کی تقریر مین ایک خاص اثر اور جذب تھا۔ رعب۔ ہیبت اور جلال اپنے کمال عروج پر تھا۔ بعض خاص خاص تحریکات اور موقعون پر حضرت اقدسؑ کی شان دیکھنے مین آئی ہوگی جو آج کے دن تھی۔ اس تقریر کے بعد آپؑ نے کوئی تقریر نہین فرمائی + فقط مرتبہ عبد الرحمٰن قادیانی

آخری نظم

از ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری

جو ۱۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدسؑ کے حضور پڑھی گئی۔ اس نظم کے بعد کوئی نظم حضرت اقدسؑ کے حضور مین نہین سنائی گئی

یا ربی قادیان مین میرا مزار ہووے
اور میرا ذرہ ذرہ اس پر نثار ہووے
عبد الکریم یا رب جیسا ہوا ہے مدفون
وہ خاک پاک میری دار القرار ہووے
اس مین مسیح آیا۔ اس نے خدا دکھایا
اس پر خدا کی رحمت بس بیشمار ہووے
آیا ہے تو مسیحا چودہ صدی کے سر پر
آمد پہ کیون نہ تیری فصل بہار ہووے
تیرے لئے خدا نے لاکہون نشان دکہائے
پھر کیون نہ تیرا دشمن دنیا مین خوار ہووے
قرآن مین خدا نے یہ لکھدیا ہے پڑھ لو
گستاخ حق کا دشمن ہر جا پہ خوار ہووے
قرآن کتاب رحمان۔ سکھلاوے راہ عرفان
اسکی طفیل سے دل حق پر نثار ہووے
قرآن نے ہی بتائی عیسٰی کی خبر ہمکو
اس کے نزول کا پھر کیون انتظار ہووے
شیطان کو یا الٰہی دکھلاوے مار کر کے
مشکل یہی ہے باقی کشتی یہ پار ہووے
اے مہدی و مسیحا بہتر خدا سے دعا کر
رحمت خدا کی ہم پر بس بے شمار ہووے
یا ربی قادیان مین میرا مزار ہووے
اور میرا ذرہ ذرہ اس پر نثار ہووے

خاص توجہ کے لایق

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ تمام جماعت مبایعین کی ایک مکمل اور مفصل فہرست طیار ہو تاکہ تمام جماعت کے نام اور پورے پتے معلوم ہونے کیوجہ سے وہ ضروری امور جو وقتاً فوقتاً قادیان سے قومی معاملات کی نسبت شایع ہوتے ہین۔ ان سے حتی الوسع تمام قوم کو اطلاع پہنچانے کا انتظام ہو سکے۔ لہذا تمام احباب کی خدمت مین گذارش ہے کہ جنہون نے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے ہاتھ پر بیعت کی خواہ تحریراً یا خود قادیان مین حاضر ہو کر وہ تمام احباب اپنے نام مع پورے پتے کے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی خدمت مین ارسال کر دین حتی الوسع کوشش یہ ہو کہ جس مقام پر بہت سے احباب ہون وہ اکٹھی فہرست تیار کر کے روانہ فرماوین۔ اور جن جن مقامات سے خطوط یا فہرستین آ چکی ہین انکو دوبارہ ارسال کرنیکی ضرورت نہین۔ بعض دوست صرف مع اہل و عیال کا لفظ لکھدیتے ہین۔ اس سے بھی فہرست مین ایک قسم کا نقص رہ جاتا اور صحیح تعداد معلوم کرنے مین مشکل پیش آتی ہے لہذا کیا اچھا ہو کہ بجائے اہل و عیال کے لفظ کے ایسی راہ اختیار کیا کرین کہ ایک احمدی کنبے کی صحیح تعداد معلوم ہو جائے۔ اول تو مستورات کے [illegible] مین کوئی حرج ہی نہین اگر نام لکھنے مین کسی قسم کا مضایقہ ہو [illegible] لحاظ سے ان کے [illegible] کر دینا [illegible]۔ فقط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے صہ
۲- خواص معاونین سے عـہ
۳- ہندوستان سے باہر ے
۴- غیر مذاہب والوں سے ۱۲
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نوٹ
عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ۔ سلسلہ
احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰
و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان
سے شائع
ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

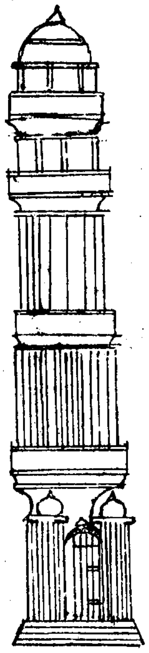

جلد ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ | نمبر

تف لکم ایہا المفترون

نادان اور شریر کی وہ حالت نہایت ہی قابل رحم ہوتی ہے جب معقول کے مقابلہ میں ہر طرح سے ذلیل ہو کر حرکات مذبوحی کرتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور معترض چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ سے ہر قسم کی نامرادیوں اور تلخ ناکامیوں کا مزا چکھتے چکھتے کچھ ایسے ڈھیٹھ اور بے حیا ہو گئے ہیں۔ کہ ان میں سے وہ بھی جو تہذیب و تعلیم یافتہ ہونے کے مدعی ہیں۔ اور جو اپنے زعم میں ملکی اور قومی اصلاح کا بیڑا اٹھا کر نکلے تھے سلسلہ عالیہ کی مخالفت میں ایسے ہتھیاروں پر آ گئے ہیں جو ایک شریف اور راستی پسند انسان کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتا +

دلائل و براہین سے عاجز ہو کر اب مخالفین نے یہ راہ اختیار کی ہے کہ وہ اس سلسلہ کے متعلق افترا سے کام لیں۔ اور خدا اور خلق کی لعنت کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ ایسے لوگوں کا افترا کرنا ہی سلسلہ کی سچائی کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب وہ ہر طرح سے عاجز آ گئے اور انکے ہاتھ میں کوئی مقام ۔۔۔ ندی کا نہیں رہا۔ تو آخر بدنام کرنے کی خاطر افترا سازی سے کام لیا گیا۔

ان مفتریوں میں سے اول نمبر پر تو وہ مراسلہ نویس ہے جس نے اخبار وطن میں عبد اللہ احمدی کے نام سے ایک خط لکھا ہے اور وطن کے دانشمند ایڈیٹر نے بغیر کسی قسم کی تحقیق اور تنقید کے اسکو چھاپ دیا +

مجھے مولوی انشاء اللہ خان صاحب پر سخت افسوس ہے کہ انہوں نے حمیت و غیرت اسلام کا کچھ بھی پاس نہیں کیا۔ اور چار لاکھ احمدیوں کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہنچانے کے لئے بلا تردد ایک خط چھاپ دیا۔ حالانکہ اگر وہ ذرا بھی اصول ذہانت سے کام لیتے تو اسے محض بے بنیاد یقین کر سکتے تھے۔ اسکے متعلق معزز ہمعصر بدر نے وطن کو توجہ دلائی ہے۔ اور میں بھی اسے متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس خط کے متعلق اظہار افسوس کرے۔ اور احمدی قوم سے معذرت چاہے ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اسکا نتیجہ اچھا نہ ہو۔ اور وطن کے ایڈیٹر کو جوابدہ ہونا پڑے یہ امر تحدی سے پیش کیا جاتا ہے کہ کوئی عبد اللہ احمدی پنیالہ شیرانوالہ دروازہ میں نہیں ہے اور نہ کسی احمدی کے وہ معتقدات ہو سکتے ہیں مجھے رہ رہ کر اس امر پر افسوس آتا ہے کہ وہ شخص جو ہندوستان کے باہر دور دراز ممالک کے معاملات پر رائے زنی کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہے۔ وہ کیوں اپنے گھر کے واقعات پر غور نہیں کر سکا۔ کیا اگر مولوی انشاء اللہ خان صاحب دوسرے لوگوں کو یہ اجازت دے سکتے ہیں کہ اگر کوئی شریر ان کے نیچے کے نام سے خط لکھ کر ایسا مشتہر کرنا چاہے۔ کہ انکا فلاں بچہ اپنی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہے مجھے افسوس ہے کہ اس مثال سے مجھے کام لینا پڑا۔ مگر بجز اسکے چارہ نہ تھا۔ وطن کا ایڈیٹر ایسے موقعہ پر کسی شخص کو ایسی اجازت نہیں دیگا۔ کہ وہ اسے صحیح یقین کرے اور فی الحقیقت ایک سلیم الفطرت انسان کو ایسا خیال کرنا ہی نہیں چاہئے۔ پھر کیوں ایڈیٹر وطن نے ایسے گندہ اور شرافت سے دور مضمون اپنے اخبار میں چھاپ کر موقعہ دیا۔ کہ لوگ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔

اسی سلسلہ میں ایک پنجابی نقاش کا مضمون ہے جو اس نے اخبار وکیل میں چھپوایا ہے اخبار وکیل کے کالموں سے بہتر کوئی جگہ اسے افترا کے لئے نہ ملنا حیرت انگیز امر ہے شاید شیخ غلام محمد صاحب نے قوم میں ایسے بیہودہ مذاق کو پیدا کرنا ہی اپنی نجات کے لئے کافی سمجھا ہے اگر یہ سچ ہے تو نہایت ہی افسوس ہے لوگ نقاش کے نام سے شاید واقف نہیں اسلئے میں نے اول ناظرین کو ان سے اتنا انٹروڈیوس کرانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا۔

ہماری معزز ہم عصر زمیندار کے پوت یا کمپوت ہین اور علی گڈھ کالج کے تعلیم یافتہ اور ظفر علیخان نام رکھتے ہین اور اگر میرا خیال صحیح نہین تو میٹک ایڈیٹر صاحب زمیندار یا مسٹر ظفر علیخان تردید کر سکتے ہین - اور مجھے میری غلطی پر مطلع کرنے کا انہین حق ہی۔

انہون نے عالم ارواح سے خط کا ایک مضمون گھڑا ہی ملاء اعلیٰ کی خبرون کے حصول کے لئے شیطان بہی کوشش کیا کرتا ہے مین مسٹر نقاش کو شیطان تو نہین سمجہتا لیکن اس مین کوئی کلام نہین ہو سکتا شیطانی روح نے انکے اندر حلول کر کے یہ خط ان سے لکہوایا ہے۔

مسٹر نقاش کے لئے اور اسکے مضمون کے شایع کرنیوالے کے لئے یہی سزا کافی ہی کہ ایک نے

افترا کیا اور دوسرے نے شایع کیا

بس ہمارے لئے کیون خوشی کا مقام اور محل نہ ہو کہ ہمارے مخالفون کے پاس

افترا کے سوا کچھ نہین

پھر اسی سلسلہ مین ایک اور گریجویٹ ہین جو شیعہ قوم کے رکن اور صیغہ اصلاح کے حامی ہین - یہ بزرگ خواجہ غلام الثقلین صاحب ہین اسوقت مجہی اس سے بحث نہین کہ مین انکے گذشتہ کارناموں پر ریویو کرون یہ باتین پھر بہی ہو سکتی ہین - بار زندہ صحبت باقی -

خواجہ صاحب نے اپنے رسالہ عصر جدید مین الانصاف کا خاتمہ کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکہا ہی اسپر تنقید شاید ہمارے سلسلہ کے ایک گرامی قدر نوجوان کرینگے بشرطیکہ انہون نے ضروری سمجہا - عصر جدید مین راقم مضمون کا مودون رائنگ یم حال ر دیا گیا لیکن ایڈیٹر صاحب نے اس مضمون کی کوئی تردید نہین کی - اور اسکے غلط واقعہ پر نوٹ نہین لکہا - اسلئے ہمین حق حاصل ہی کہ اس مضمون کا جوابدہ انہین کو سمجہین۔

اس مین سب سے پہلا افترا تو حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین پر کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ پھر نزول اور... معترض نے ایک اور افترا کیا ہے کہ گویا اس جماعت کا ایک لیڈنگ ممبر عیسائی رہ چکا تہا - اور بعد مین مدرس تہا - اور شان اور مدعی طلب تہا - وغیرہ - اگر وہ نام دیتا تو اسکی حقیقت اسے معلوم ہو جاتی - لیکن احمقون کو دہوکا

مرزا صاحب کے پوسے دعوون کو اگر حلف لے کر پوچھا جاوی تو خود انکے خلیفہ مولوی نورالدین نہین مانتے - اس سے بڑہکر افترا کیا ہوگا؟

دینے اور مغالطہ مین رکہنے کے لئے ایک گول مول بات لکہدی - اسیطرح پر اور بہت سی باتین ہین -

تحریرون سی کام نکلتا نہ دیکہکر مفتریانہ افواہون سے کام لیا گیا اسی ہفتہ مجہے جالندہر جانے کا اتفاق ہوا اور خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ سے ملنے پر معلوم ہوا کہ یہ عام افواہ ہے کہ قادیان مین معاذ اللہ حضرت خلیفۃ المسیح اور چند اور دوستون مین تقسیم روپیہ پر جنگ ہوا ہی معلوم نہین اور کسقدر افترا سازیان یہ لوگ کرینگے پس انکو ایسے مفتریات سے سلسلہ کی شان اور بہی بڑھ جاتی ہے اور اسکی سچائی روز روشن کی طرح کہل جاتی ہے جب ایک دانشمند سوچتا ہے - کہ

مخالفون کے ہاتھ مین افترا کا ہتھیار ہی ہے

اور یہ پکی بات ہی کہ مفتری کامیاب نہین ہو سکتا مجہے اس امر کے کہنے کی حاجت نہین کہ ہمارے دوست ایسی مفتریانہ باتون پر توجہ نہ کرین - اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے انہین دور اندیش دل و دماغ دیا ہے اسلئے مین ان مفتریون کو خطاب کر کے کہتا ہون

تف لکم ایہا المفترون

اپنے مرکز سی مت ہٹو

مخالفین کی طرف سی جو کوشش اسوقت ہو رہی ہی اسکا کسی قدر نمونہ مینے اوپر دکہایا ہی - چالاک معترض اسوقت جو کچھ کر رہے ہین - انکی اصل غرض یہ ہے کہ وہ ہمکو ہمارے مرکز سے پرے لے جا کر حملہ کرین - اسلئے میری اپنی یہی رائے ہے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط - کہ ہم مین سے کسی کو کسی اعتراض کا جواب دینے کے لئے جلدی نہین کرنی چاہئے بلکہ التفات بہی نہین کرنی چاہئے - ہان جہان کسی عظیم الشان غلط فہمی کا اندیشہ ہو - وہان چپ رہنا سخت نادانی اور غلطی ہی -

معترضین کے اعتراضونکا خلاصہ اور زور بعض پیشگوئیون پر ہے - اور وہ چاہتے ہین کہ ان طفیلی امور مین کسی سیدھی سادہی احمدی کو الجہا کر دہوکا دین یا کسی دوسرے سلیم الفطرت انسان کو حق سے دور رکہین اسلئے مین اپنے دوستون کے یہ امر ذہن نشین کرنا چاہتا ہون کہ وہ کبہی ایسے موقعون پر اپنے اصل مرکز سے نہ ہٹین وہ انشاء اللہ العزیز دیکہ لین گے کہ اس مین دشمن روسیاہ ہوگا - وہ اصل مرکز کیا ہے؟

جو تعلیم اور اصلاح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تہے - آپنے آکر یہ ظاہر کیا کہ مسیح ناصری اسرائیلی نبی فوت ہو چکا ہے - اور اسکا زندہ ماننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور ہتک ہے - اور آنے والا اسی امت مین سے ہوگا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وہ مین ہون

پس اس مرکز کو چہوڑنا نہین چاہئے - اور اس کی اشاعت مین بہت زور دینا چاہئے - کیونکہ یہی ایک عقیدہ ہی جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور خود خدا تعالےٰ کے حی و قیوم ہونے کا مدار ہے یہ سچی توحید کی جڑ ہے -

پیشگوئیان حضرت حجۃ اللہ کے تابیدی نشانات ہین - کیا پہلے نبیون نے پیشگوئیان نہین کی ہین - اگر کی ہین - تو ان کی ایک فہرست معترض سے مانگو اور پوچہو کہ ان مین سے کتنی پوری ہوئین - اور کسقدر کی تاویل کی گئی؟

آدم سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ان سے اس سلسلہ مین سند مانگو - انہین حیران ہونا پڑے گا - خصوصاً انذاری پیشگوئیان بالاتفاق مانا گیا ہے کہ مشروط ہوتی ہین - کیا اس سے پہلے انہون نے کسی پیشگوئی کو مان لیا ہے - جو کسی دوسرے پر اعتراض کرتے ہین - کہ پوری نہین ہوئی - اگر انکی غرض احقاق حق ہوتی تو وہ ان کثیر التعداد نشانات سے فائدہ اٹہاتے . . . .

. . . . جو انہین دکہائے گئے ہین -

ہماری جماعت کا فرض اسوقت یہ ہے کہ وہ اس درخت کی آبیاری کرین جو اُن کے آقا مہدی نے لگایا ہے - معترضین کے اعتراضات ہمارے لئے نئے نہین - بہت کچھ سنا اور بہت کچھ کہا گیا - اب مناسب ہے کہ اس طرف چندان التفات نہ کرین - جو احباب معمولی سے معمولی اور ادنیٰ سے ادنیٰ اعتراض بہی لکہ بھیجتے ہین - کہ ان کا جواب چھاپ دیا جاوے - وہ یاد رکہین کہ یہ سلسلہ ختم نہین ہو سکتا - تم اپنے لئے فیصلہ کرو کہ حضرت مسیح موعود کو تم نے کس طرح شناخت کیا ہے؟ اور اپنے معیار پر اسے صادق اور مصدوق پایا ہے - یا نہین - انبیاء علیہم السلام کے حالات اور واقعات قرآن مجید نے خود بیان کر دئے ہین - اسی منہاج پر اس امام کو پرکہو - ضرورت وقت کو دیکہو - پہر اسکی زندگی اور سیرۃ پر غور کرو - اس کی تعلیم کو سوچو - اسکی کامیابی اور تائید کو دیکہو - ان نشانات پر نظر کرو جو آنحضرت صلے اللہ نے اس موعود کے لئے رکہے تہے

ان امور کو یکجائی نظر سے دیکھنے پر حقیقت کھل جائے گی پھر اپنے آپ پر ہی غور کرو۔ کہ اس کے ساتھ تعلق پیدا کر کے کوئی تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں؟

مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ اگر حضرت مسیح موعود کی زندگی مطہر اور پاکیزہ زندگی ہے اور ضرور ہے اگر اس کی تعلیم وہی ہے جو خدا اور اسکے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور دی ہے۔ اگر اس نے تمہین کتاب و سنت پر قائم ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی رنگ مین رنگین ہونے کی ہدایت کی ہے۔ اور ضرور کی ہے تو پھر کونسا امر ہے جو تمہین مخالف کے کہنے سے متزلزل کر سکتا ہے۔ معترض لکھتا ہے اسے بکواس کرنے دو؟ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے اب تک موجود نہین۔ کیا آپ کی لائیف آپ کی تعلیم پر اعتراض نہین ہوئے؟ پھر اس سے کیا آپ کا سلسلہ باطل ثابت ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہین۔

اسی طرح پر معترض اعتراض کرین گے تمہین اسکی پرواہ نہین ہونی چاہئے۔ تم اس تعلیم اور ہدایت کی اشاعت مین لگے رہو جو تمہارا امام لے کر آیا تھا۔ اور جس کی اشاعت مین ہی اس نے جان دی۔ تمہارا فرض یہی ہے جو تمہین کرنا چاہئے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

آپکے اطمینان کیلئے

دفتر کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مین جو درخواستین کتب زیر طبع کی خریداری کے لئے موصول ہوئی ہین۔ وہ محفوظ رکھی گئی ہین لیکن کتابین ابھی زیر تکمیل ہین ٹائٹل وغیرہ ضروری درستی کے بعد روانہ کیجاوینگی۔ بعض احباب نے تحریر فرمایا ہے کہ کتابونکے لئے ہر روز سٹیشن پر آدمی روانہ کیا جاتا ہے۔ مگر خالی واپس آتا ہے ایسے شدید الانتظار اصحاب کی اطمینان خاطر کے لئے یہ چند سطور درج اخبار کرائے جاتے ہین انشاء اللہ بعد تیاری ان کو کتابین روانہ کی جاوینگی۔ کتابیں مطبوعہ موجود ہین۔ صرف خاتمہ اور ٹائیٹل پیج وغیرہ شامل کرنے کی دیر ہے۔ اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ جلدی شامل کرنیکی کوشش ہو رہی ہے۔ والسلام

مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعودؑ
از قادیان

ایک سوال اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ایک بھائی صاحب لکھتے ہین کہ بدر نے کسی گذشتہ پرچہ مین ایک الہام کے ذیل مین حضرت اقدس کا یہ ارشاد لکھا ہوا تھا۔ کہ اگرچہ اس مین بظاہر عبارت مین غلطی معلوم ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ اس صرف ونحو کا ماتحت نہین۔ اور ایسی مثالین قرآن شریف مین ہی موجود ہین۔

ایک مولوی صاحب اس پر لکھتے ہین کہ یہ غلط ہے بلکہ ضروری ہے کہ خداوند تعالےٰ کا کلام صرف ونحو کے مطابق ہو کیونکہ خداوند کریم کا کلام معجزہ ہے تو اگر وہ ان قواعد کے مطابق نہ ہو تو پھر اسکا معجزہ ہونا کس طرح کسی کو معلوم ہوگا۔

لہذا آپ ایک تو ایسے آیات چند ایک لکھدین۔ دوم یہ لکھدین پھر اعجاز کس طرح معلوم ہو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اصل بات یہ ہے کہ تھوڑا علم بھی بڑی مصیبت ہوتا ہے۔ اور خصوصاً جب کہ اسکے ساتھ ہمہ دانی کا خیال بھی ملجائے پھر تو بلائے جان ہی ہو جاتا ہے۔ سچ ہے بیت
ہر کہ نداند و بداند کہ بداند + در جہل مرکب ابدالدہر بماند + عربی زبان کے قواعد مین خصوصیت سے ایک مشکل پیش آئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عربی زبان بڑی وسیع زبان ہے پہلے لوگونکا دشل سیبویہ۔ عبدالقادر جرجانی حماد۔ خلیل۔ اخفش۔ فراء کسائی وغیرہم انے جب بذات خود استقرار کیا تو انہون نے تسہیل زبان کے لئے قواعد استنباط کئے لیکن چونکہ وہ لوگ اس زبان کی وسعت کو خوب جانتے تھے۔ کہ ہمارے مقرر کردہ قواعد عموماً اکثریہ ہین اور اہل زبان نے عموماً ان کے خلاف بھی استعمال کیا ہے لہذا انہون نے اپنے مستنبط قواعد کے تنگ دایرہ کے اندر زبان کی وسعت کو بند نہ کیا اور بار بار ظاہر کرتے رہے کہ ان کے خلاف بھی ہو سکتا ہے اور ہوا ہے بلکہ نظم یا نثر لکھکر بتاتے رہے کہ فلان فلان نے فلان عبارت مین اسکے خلاف استعمال کیا ہے۔ لیکن اسکے بعد جب وہ لوگ آئے جو کہ خود زبان اور اسکی وسعت سے ناواقف ہونیکے علاوہ اختصار پسند تھے اور قوم پر یہ بدظنی رکھتے تھے کہ اگر ان کو ہم مختصر اور مہذب کتابین اور رسالے نہ دین گے تو ان مبسوط اور رطب ویابس کی جامع کتابون کی طرف اوّل تو رخ ہی نہ کرینگے اور اگر کرینگے۔ تو متمتع ہونے سے پہلے ہی گھبرا جاوینگے۔ لہذا انہون نے بسیط کو حذف کر کے بڑے جامع مانع اور خاص اصطلاحی الفاظ مین ان اکثری قواعد کو کلیات کی صورت مین جمع کر کے متون اور رسالے لکھے اور جو بعد مین آئے انہون نے انکو اور مختصر کیا۔ یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہ مبسوط کتابین بالکل مفقود یا متروک ہو گئین۔ اور لوگون کے ہاتھون مین وہی مختصر یا اخصر کتابین رہ گئین جنکے پڑھنے والے نہایت تنگ خیال بن گئے اور یہ یقین کر بیٹھے کہ اہل زبان تو کیا خدا قدیر بھی ان قواعد سے جکڑا ہوا ہے۔ اور بال بھر کسی نے کبھی انکا خلاف کیا ہے۔ اور نہ ایسا کرنا کسیکے لئے جایز ہے اور آجکل اگرچہ بہت سی پہلے لوگون کی مبسوط کتابین موجود ہین لیکن پھر بھی ہمارے علماء ان مروجہ رسائل اور متون کے سوا ان کتابونکو نہین دیکھتے اب مین پہلے قرآن مجید کی چند ایک آیتین لکھتا ہون جنمین ہمارے علماء کے مروجہ صرف ونحو کے قواعد کے خلاف کیا گیا ہے پھر بتاؤنگا کہ باوجود اس خلاف کے پھر اعجاز کیونکر معلوم ہوتا ہے۔ ایسے آیات کریمہ بہت ہین جو صرف ونحو کے مروجہ قواعد کے خلاف کیا وہ قواعد انکے خلاف ہین چند ایک بطور نمونہ مین یہان پر لکھدیتا ہون۔ ان ھٰذان لساحران۔ ما کنا نبغ۔ فاصدق واکن من الصالحین۔ والمقیمین الصلوۃ والمؤتون الزکوۃ والموفون بعھدھم۔ اذا عاھدوا والصابرین فی البأساء۔ ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا۔ والصابئون والنصاریٰ۔ عاھد علیہ اللہ۔ وما انسانیہ وعلیٰ ہٰذا القیاس اور بہت سی آیتین ہین رہا یہ کہ جب صرف ونحو کے خلاف ہین تو پھر اعجاز کیسا پس واضح ہو۔ کہ یہ نہایت ہی نادانی کا کلمہ ہے۔ صرف ونحو کے قواعد نزول قرآن کے بعد بنائے گئے ہین پس اگر اعجاز کلام کے یہ معنے ہین۔ کہ ان قواعد کے مطابق ہو تو پھر لازم آئیگا کہ ان سے پہلے نہ کوئی کلام معجز تھا اور نہ اسکے معجز ہونے کا کسیکو علم تھا اور نہ ہو سکتا تھا اصل بات یہ ہے کہ قرآن نے اپنے اعجاز کی نسبت ہرگز یہ بیان کیا ہی نہین کہ وہ اسوجہ سے معجز ہے کہ اسکی عبارت اعلیٰ درجہ کی ہے یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام مین آج تک اختلاف ہے بعض کہتے ہین۔ اسکی مثل لانے سے عاجز ہونا اسوجہ سے نہین کہ اسمین کوئی خاص بات ہے جسکو کوئی انسان نہین کر سکتا۔ بلکہ خداوند تعالیٰ لوگون کی قدرت بالذات سلب کر لیتا ہے۔ بعض کہتے ہین اسمین چونکہ غیبکی خبرین دیگئی ہین۔ جو انسانی طاقت مین نہین۔ اسوجہ اسکی مثل نہین لا سکتا۔ اس طرح اور بہت سے اقوال ہین۔ پر جو یہ کہتے ہین کہ اسکی نفس عبارت ہی ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ انسان اسکی مثل لانے سے عاجز ہے انکے نزدیک بھی یہ ضروری نہین کہ ان مرتبہ قواعد کے مطابق ہو بلکہ یہ کہتے ہین۔ کہ عرب کے فصحاء وبلغاء کے کلام کا جو طرز ہے اسکے اس اعلیٰ درجہ پر یہ کلام ہے جسکو کوئی انسان نہین نبھا سکتا۔ پس اگر ضروری ہے تو یہ کہ کلام عرب کے طرز کے خلاف نہ ہو۔ نہ یہ اس کہ جو چند انسانون نے بعد مین چند قواعد اخذ کئے ہین۔ انکے خلاف نہ ہون کیونکہ وہ قواعد خود ناقص ہین۔ زبان عرب ایک یا دو قواعد بنانیوالا اسکا احاطہ ہرگز نہین کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک قاعدہ رکھتے ہین اور اسکے خلاف عرب کے ان بلغاء کے کلام مین عبارت موجود ہوتی ہے جو کہ زبان کے استاد مسلم ہین۔ چنانچہ قرآن مجید مین جو جو مقام قواعد صرف ونحو کے خلاف پائے گئے۔ اگرچہ وہ قواعد کے خلاف تو ہین۔ پر فصحاء وبلغاء عرب کے کلام مین انکے نظایر بلاوہ خود موجود ہین۔ اور جو لوگ ان باتون

صادق کی وفات اور دشمن کی ناکامی

تمہید سنا ہے کہ حضرت امام احمدؑ کی وفات پر مرتد عبدالحکیم نے پٹیالہ میں دو جھوٹی خوشیوں کا جلسہ کیا ہے۔ اور اس تقریب پر اس نے اعلان الحق نام ایک رسالہ شایع کیا ہے۔ ڈاکٹر کے اس ٹریکٹ کو میرے کئی عزیز دوستوں نے پیش کرکے تحقیق چاہی ہے انہی میں سے ڈاکٹر عبدالحکیم کا عزیز میاں محمد ہے۔

میں اس رسالہ کے اس لغو اور غیر متعلق حصہ کا کوئی جواب دینا نہیں چاہتا جس میں اس قسم کے بہت سے لغویات ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا۔ یا مبارک احمد اسکی پیشگوئی سے مرا تھا۔ بلکہ میں اس رسالہ پر صرف اس لحاظ سے نظر کرنا چاہتا ہوں جسکے لیئے یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ اور اصل مقصود سے جو باتیں دور ہیں۔ ان سے میں کوئی تعرض نہیں کرونگا

(حصہ اول)

میں نے جب اس رسالہ کو پڑھا تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب اس رسالہ کے صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء کو ان کے مقابلہ میں کوئی مباہلہ کا اشتہار دیا تھا۔ کہ[1] عبدالحکیم میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔ پھر

۲۔ صفحہ ۶ پر ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کا اپنا یہ الہام لکھا ہے کہ "مرزا پھیپھڑے کے مرض سے ہلاک ہوگا" اور آگے چلکر صفحہ ۱۲ پر کہا ہے۔ کہ "میری پیشگوئی کے مطابق مرزا صاحب کو پھیپھڑے کا مرض بھی ہوا"

۳۔ پھر صفحہ ۹ پر چل کر لکھا ہے۔ کہ مجھے الہام ہوا تھا کہ مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی۔" اور صفحہ ۱۲ پر اس کے متعلق یوں تحریر کیا ہے" مرزا کی بیوی اور محمدی بیگم کی موت سے مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی"

۴۔ پھر صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ مجھے دسمبر ۱۹۰۶ء کے الہام سے جس عذاب کے ملنے کی بشارت دیگئی تھی۔ وہ موعود عذاب مرزا صاحب کو نہیں ملا۔ اور وہ ہیضہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔

۵۔ پھر لکھا ہے کہ میرے دسمبر ۱۹۰۶ء کے الہام "مرزا پھیپھڑے کے مرض سے ہلاک ہوگا" کے مطابق موت سے چند مہینے پہلے مرزا کو پھیپھڑے کا مرض شروع ہوا جس سے اسے متنبہ ہونا چاہیے تھا۔ مگر افسوس اس نے اور اس کے مریدوں نے بجائے متنبہ ہونیکے الٹا اسکو چھپایا اور امر خدا سے جنگ کر رکھا" صفحہ ۱۰

۷۔ پھر صفحہ ۱۱ پر کہتا ہے کہ میں نے پیسہ اور وطن اور اہلحدیث۔ اخبارات میں ۱۶۔ فروری ۱۹۰۸ء کا الہام "مرزا ۲۱۔ ساون سمت ۱۹۶۵ تک ہلاک ہوگا" چھپوایا تھا اور ۲۱۔ ساون کو والے الہام کا انکار کیا ہے۔

۸۔ پھر صفحہ ۱۲ میں لکھتا ہے کہ ۲۴۔ مئی ۱۹۰۸ء کے رویا میں مجھے مرزا صاحب کے جلد تر مرنے کی اطلاع دی گئی تھی۔"

۹۔ پھر صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے الہاماً شایع کیا تھا کہ مرزا وفات نہیں پائیگا۔ جب تک براہین احمدیہ اور منارہ کی تکمیل نہ ہوگی۔ میں نے واقعات کی تطبیق کی غرض سے

۱۔ ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار کو اٹھا کر پڑھا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی مباہلہ کا اشتہار نہیں اور نہ ہی اس میں مباہلہ کا ذکر ہے۔ بہت غور کی مگر اشتہار مذکور میں ڈاکٹر کے نقل کردہ یہ الفاظ ہی نہ ملے کہ "عبدالحکیم میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا"

۲۔ پھر صفحہ ۶ کے الہام اور صفحہ ۹۔۱۰ کی عبارتوں کا جو مضمون ہے کہ "مرزا صاحب پھیپھڑے کے مرض میں کبھی مبتلا ہوئے" یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے۔ جسکے کذب پر روے زمین کے احمدی گواہ ہیں اور اس خلاف واقعہ افترا پر دنیا میں ایک ہی انسان نہیں جو یہ کہہ سکے کہ عیاذاً باللہ کبھی حضرت مرزا صاحب کو پھیپھڑے کا مرض ہوا ہو۔

۳۔ پھر صفحہ ۹ کے اپنے الہام "مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائیگی" کی جو صفحہ ۱۲ پر یہ تاویل کی ہے۔ کہ "مرزا کی بیوی اور محمدی بیگم کی موت سے یہ الہام پورا ہوگا" یہ ایسی بیوقوفی ہے کہ کوئی سلیم العقل انسان اسکو تسلیم نہیں کر سکتا۔ حضرت کی بیوی یا محمدی بیگم حضرت مرزا صاحب کی جڑھ اور بنیاد کو اکھڑ جانا مانا جا سکے۔

خداتعالیٰ کی جو عجیب قدرت ہماری حضرت امام کی وفات پر خارق رنگ میں سلسلہ کی تائید اور نصرت کیلئے ظاہر ہوئی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ عبدالحکیم خاکبدہن کے تمام الہامات شیطانی ہیں۔

ہاں جڑھ اور بنیاد کا مطلب اگر سلسلہ کے علاوہ ہے تو اسوقت خدا کے فضل سے حضرت کے چار ہونہار اور لائق فرزند اور دو لڑکیاں موجود ہیں اور خدا کا وعدہ ہے کہ وہ بار ور ہونگے انہی میں سے ہے جسکو عالم کشف میں حضرت امام نے فرمایا کہ "اب تو ہماری جگہ بیٹھ۔ اور ہم چلتے ہیں۔ ۳۔ جنوری ۱۹۰۷ء"

۵۔ پھر صفحہ ۹ پر یہ لکھنا کہ مجھے الہاماً بتایا گیا تھا۔ کہ مرزا صاحب ضرور قطعی طور پر پھیپھڑے کی مرض سے ہلاک ہونگے اور پھر خود ہی صفحہ ۹ پر اس کے خلاف یہ اقرار لکھنا۔ کہ مجھے جس عذاب کے مرزا صاحب کو ملنے کی الہاماً اطلاع ملی تھی۔ وہ موعود عذاب مرزا صاحب کو نہیں ملا۔ عبدالحکیم کے شیطانی تعلقات کی بین دلیل ہے۔

۶۔ پھر صفحہ ۱۰ پر جو امر لکھا ہے۔ کہ "مرزا صاحب کو پھیپھڑے کا مرض تو ہوا پر مریدوں نے اسکو چھپا رکھا" اسپر غور کرتے ہوئے مجھے یقین ہوا کہ عبدالحکیم ایک نہایت لعنتی انسان ہے جس نے اتنے بڑے خلاف واقعہ امر کے کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا جسپر تمام احمدی لعنۃ اللہ علے الکاذبین کہنے کو طیار ہیں۔ اسکے علاوہ یہ کذاب اور بیباک بااین کہ اہلحدیث ۱۵۔ مئی ۱۹۰۸ء اور پیسہ اخبار ۱۵ و ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء۔ وطن ۸۔ مئی ۱۹۰۸ء سٹیزن گزٹ یکم ۲۸۔ مئی ۱۹۰۸ء۔ ایڈوانس ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء اور وکیل و دیگر متعدد اخبارات میں یہ پیشگوئی شایع کر چکا ہے کہ "مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہوگا" مگر با این اپنے جھوٹ اور افترا کے کھل جانیکے بعد یہ لعنتی صفحہ ۱۱ میں اس امر سے انکار کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ میں نے ان اخبارات میں اسطرح پیشگوئی شایع نہیں کی بلکہ یہ شایع کیا ہے کہ "مرزا ۲۱۔ ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہوگا" حالانکہ اخبارات محولہ کی مسطورہ تاریخیں اس کے اس جھوٹ کو ظاہر کر رہی ہیں۔

۷۔ پھر صفحہ ۱۲ میں ہے کہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے رویا میں میں نے دیکھا کہ "میں نے ایک لومڑ اور دو چیلوں کو مار ڈالا اور پاؤں سے کچلا ہے" ۲۱۔ ساون سمت ۱۹۶۵۔ مطابق ۴۔ اگست کو والی پیشگوئی کے منسوخ ہونے کا کوئی اشارہ نہیں۔ عبدالحکیم کے شیطانی رویا کی دو چیلوں کا زندہ بسلامت موجود ہونا۔ اور مرزا صاحب کے ساتھ انکا وفات نہ پانا اس کے کاذب ہونے کی کافی دلیل ہے۔ اگر عبدالحکیم سمجھتا ہے

[1] ڈاکٹر عبدالحکیم نے مرزا صاحب کے ۱۶۔ اگست کے اشتہار کو مباہلہ کا اشتہار ظاہر کرنے کے لئے اپنے اعلان الحق صفحہ ۱۷ میں حضرت مرزا صاحب کے اس اشتہار محولہ کو نقل کرکے اس کی پیشانی پر از خود یہ سرخی جمائی ہے "مرزا قادیانی کا اشتہار مباہلہ" جو بالکل جھوٹ ہے۔

کہ اس رؤیا کے ذریعہ اسکو حضرت مرزا کی وفات کے حادثہ کی اطلاع بایں طور دیگئی تھی۔ کہ ۴- اگست سے پیشتر آپکی وفات کا واقعہ ہوگا۔ تو ضروری تہا کہ دجیلو کی موت کا حادثہ بھی اسی تاریخ کو ہوتا۔

۸- پھر حضرت مرزا کی طرف یہ نسبت کہ حضور نے الہاماً یہ بھی لکھا تہا۔ کہ جب تک براہین احمدیہ اور منارہ کی تکمیل نہ ہوگی وفات نہ پاؤنگا۔ محض افترا ہے خلاصہ یہ کہ نہ حضرت نے ۱۶- اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں مباہلہ کیا اور نہ اُس میں یہ لکہا۔ کہ عبدالحکیم میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔ اور نہ کبھی حضرت کو پھیپھڑے کا مرض ہوا۔ اور نہ حضور نے بعارضہ ہیضہ وفات پائی۔ بلکہ عبدالحکیم کا یہ محض افترا ہے۔ کہ کبھی پھیپھڑے کا مرض ہوا یا آپنے بعارضہ ہیضہ انتقال فرمایا۔ اُس کے علاوہ عبدالحکیم نے صفحہ ۶ پر لکھا ہے کہ میری تحریروں اور تقریروں اور پیشگوئیوں نے مرزا صاحب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حالانکہ صفحہ ۴ پر لکھتا ہے کہ میری رسالہ جات وغیرہ کا مرزائیوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ کیونکہ وہ ان کو نہ کبھی انصاف اور سچائی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور نہ سنتے تھے۔ کیا یہ بات کسی سلیم العقل کے ذہن میں آسکتی ہے کہ جب حسب تسلیم ڈاکٹر عبدالحکیم کے مرزائیوں پر بھی اس کی تحریروں اور تقریروں کا کچھ اثر نہ ہوا۔ تو کیا ان تحریروں اور تقریروں کا مرزا صاحب پر یہ اثر مانا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ مرزائیوں پر اثر نہ ہونے کا اقرار اور دوسری طرف مرزا صاحب کے متعلق یہ تحریر۔ ڈاکٹر کے خبط الحواس ہونے پر دال ہے۔

۲- پھر صفحہ ۱۱ پر ایک دجالانہ چال چلتے ہوئے لکھتا ہے کہ چودہ مہینے والی پیشگوئی کی میعاد ۱۳- اگست ۱۹۰۹ء تک تھی۔ مگر چونکہ مرزا بدستور مرز[illegible] اور سرکش بنا رہا۔ مبارک احمد کی موت سے جو میری [illegible] کے مطابق واقع ہوئی۔ مطلق خوف زدہ نہ ہوا۔ گو اس کو خوفناک خوابات آئے۔ اور متعدد الہامات ہوئے۔ مگر کسی طرح اسکی بیباکی اور سرکشی میں کمی نہ ہوئی۔ مرزائیوں کا ارتداد اور کفر مزید بڑھ گیا پھر ایک موقع پر میری زبان سے یہ بددعا نکلی " اے خدا اس ظالم کو جلد غارت کر اے خدا اس بدمعاش کو جلد غارت کر" **اس لئے** ۴- اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱- ساون سمت ۱۹۶۵ کی میعاد بھی منسوخ کی گئی "

اس عبارت میں بہت سے وجوہات بیان کرکے مرتد عبدالحکیم نے یہ بیان کرنا چاہا ہے کہ میری مقرر کردہ میعاد ۴- اگست سے پہلے مرزا صاحب کی وفات واقع ہوجانا ان امور کے سبب سے ہے۔ جو اس عبارت میں بیان کئے گئے ہیں۔

مثل مشہور ہے چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔ بظاہر اس وجہ سے جیسا کہ عبدالحکیم کہتا ہے۔ کہ میری پیشگوئی یہ تھی۔ کہ "مرزا صاحب ۲۱- ساون مطابق ۴- اگست ۱۹۰۸ء تک وفات پائینگے" کوئی ضرورت نہ تھی۔ کہ عبدالحکیم یہ وجوہات بیان کر کے لکہتا۔ کہ **ان امور کے باعث میری مقرر کردہ میعاد سے پہلے** مرزا صاحب نے وفات پائی ہے۔ کیونکہ اگر در حقیقت یہی آخری پیشگوئی تھی۔ اور اسی کے مطابق مرزا صاحب کا انتقال ہوا تو پھر ۲۶- مئی کی تاریخ کے متعلق یہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مرزا صاحب نے میری پیشگوئی کی میعاد سے پہلے وفات پائی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں مرزا صاحب کا ۲۶- مئی ۰۸ء کو وفات پانا عین اس پیشگوئی کی میعاد کے مطابق واقع ہوا ہے۔ جسکو عبدالحکیم ان الفاظ میں نقل کرتا ہے۔ کہ "مرزا ۲۱- ساون سمت ۱۹۶۵ تک ہلاک ہوگا"

مگر باوجود اس جہوٹے دعوے کے کہ میری آخری پیشگوئی ۲۱- ساون تک تھی۔ پھر بھی عبدالحکیم ان وجوہات کا ذکر کر کے بیان کرتا ہے کہ میری مقررہ میعاد سے پہلے مرزا صاحب کی وفات ہوئی۔ اور پیشگوئی کی تاریخ انہی کے سبب سے منسوخ ہوگئی۔ ناظرین اصل باعث اسکا وہی مثل مشہور ہے جسکو میں موٹے الفاظ میں درج کر چکا ہوں۔ کیونکہ گو اس نے اپنے اس رسالہ میں **۲۱- ساون تک کی پیشگوئی** ...... کو ذکر کرکے **۲۱- ساون** کو والی پیشگوئی کو جو آخری پیشگوئی تہی۔ اور جس کے کذب کو مرزا صاحب کی وفات نے ظاہر کر دیا ہے۔ بار بار چھپانے کی کوشش کی ہے مگر یہ وہ جانتا ہے کہ میرا یہ دہوکا صرف ان ناواقف لوگوں پر کارگر ہوگا۔ جن کو میری اس آخری پیشگوئی کہ "میرزا ۲۱- ساون کو ہلاک ہوگا" کی اطلاع نہیں۔ پر جن لوگوں کو میری اس پیشگوئی سے واقفیت ہے اور وہ جانتے ہیں۔ کہ میں بہت سے اخبارات میں اپنی اس پیشگوئی کو آخری پیشگوئی قرار دے کر اپنی پہلی پیشگوئیوں کو منسوخ کر چکا ہوں۔ انپر غیر ممکن ہے۔ کہ میرا یہ چل کارگر ہو۔ اسلئے ڈاکٹر صاحب نے بڑی مکاری سے ان لوگوں کے اس اعتراض کا جواب جو وہ اس پیشگوئی پر کرتے بطور پیش بندی اس طور پر دیا ہے کہ میری پیشگوئی کرنے کے بعد چونکہ میرزا صاحب کی طرف سے یہ واقعات نئے پیش آئے۔ اسلئے پہلی پیشگوئیوں کی طرح اس میں بھی ان وجوہات کے باعث مقررہ میعاد منسوخ ہو کر مرزا صاحب کی وفات پہلے واقع ہوگئی۔

مگر اے ناظرین! آپ خوب یاد رکہیں۔ کہ ڈاکٹر نے جو وجوہات ۴- **اگست** کو والی پیشگوئی کے منسوخ ہوجانے کے بیان کئے ہیں۔ وہ کسی طرح بھی ۴- **اگست** کو والی پیشگوئی کے منسوخ ہونے کا سبب قرار نہیں دیا سکتے۔

کیونکہ یہ امور ۴- **اگست** کو والی پیشگوئی کی منسوخی کا سبب تب مانے جا سکتے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کے بعد ان واقعات کا ظہور میرزا صاحب کی طرف سے ہوا ہو۔ حالانکہ ان واقعات میں سے جن کو ڈاکٹر ۴- اگست کو والی پیشگوئی کی منسوخی کا باعث ٹھہراتا ہے۔ ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو اس کی اس پیشگوئی کے بعد واقع ہوا ہو جس کے لئے انکو سبب تنسیخ ٹھہرایا ہے۔ ۴- **اگست** کو والی پیشگوئی کے منسوخ ٹھہرانے کے لئے ڈاکٹر کو ایسے اسباب اور وجوہات بیان کرنے چاہئے تھے جو اس پیشگوئی کے شایع کرنیکے بعد نئے پیدا ہوتے یہ جسقدر بھی وجوہات بیان کئے ہیں۔ وہ سب ایسے ہیں جو اس آخری پیشگوئی کے شایع ہونے سے عرصہ پیشتر مرزا صاحب میں موجود تھے۔ اگر یہ وجوہات ڈاکٹر کی کسی پیشگوئی کی تنسیخ کا سبب ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ تو وہ چودہ ماہ والی پیشگوئی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ اس ۴- اگست کو والی پیشگوئی کا جس کے شایع ہونے سے مدت پہلے یہ واقعات ہو چکے تھے۔ ڈاکٹر نے ان وجوہات کو بیان کر کے گو عوام کو دھوکا میں ڈالنے کی کوشش کی ہے مگر ان وجوہات کے بیان کر دینے سے ہمکو یہ فائدہ ہوا ہے۔ کہ اب ڈاکٹر علاوہ ان وجوہات کے اس اعتراض کے پیدا ہونیکے بعد کوئی نئی وجہ ان کے اور لئے اس پیشگوئی کے منسوخ ہونے کی بیان نہیں کر سکیگا۔ اور اگر وہ اس [illegible] کے بعد کوئی بات بنانے کی کوشش کرے گا۔ تو وہ اس کے کاذب ہونے کی ایک نئی دلیل ہو جاوے گی۔

ایک اور بات جو ڈاکٹر کی اس صفحہ ۱۱ والی عبارت میں قابل توجہ ہے۔ وہ لفظ مگر جبر کے

وجوہات کو بیان کیا ہے۔ اور اس نتیجہ کا تعلق ہے جو اس نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے کہ اس لئے ہم۔ **اگست کی پیشگوئی کی میعاد بھی منسوخ ہو گئی**۔

اگر ناظرین اس عبارت کو پھر ذرا غور سے پڑھیں تو ظاہر ہوگا۔ کہ نتیجہ اور وجوہات میں کوئی ربط نہیں۔ اگر عبارت کے لفظ اگر سے پایا جاتا ہے تو بس یہی کہ یہ وجوہات چودہ ماہ والی پیشگوئی کے منسوخ ہونے کا سبب ہیں۔ اور ڈاکٹر کا یہ نتیجہ کہ " اس لئے ہم۔ اگست کی پیشگوئی کی میعاد بھی منسوخ ہو گئی" سراسر غلطی پر مبنی ہے۔

میں اس موقع پر اپنی جماعت کی توجہ ان الزامات کی طرف بھی پھیرنا چاہتا ہوں۔ جو عبدالحکیم نے جماعت کے تمام لوگوں پر بلا استثناء لگائے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ مرزائی۔ حرامزادے۔ بدمعاش۔ سرکش۔ مرتد۔ کافر۔ بے دین۔ ظالم۔ خدا کے مقابلہ میں ضدی۔ قرآن رسول کے مخالف۔ مردود عیار۔ بدعہد۔ بددیانت بے حیا ہیں۔ یہ الزامات جو عبدالحکیم نے الہاماً احمدی جماعت پر لگائے ہیں۔ اگر تم اعتقاد کرتے ہو۔ کہ اس کے یہ تمام الزامات درست ہیں۔ اور تم واقع میں ایسے ہی ہو۔ تو تم سمجھو کہ درحقیقت تم جھوٹے اور مرزا بھی جھوٹا تھا۔ اور عبدالحکیم راستباز ہے اور اگر تم یقین کرتے ہو۔ کہ اس کے یہ الہامی الزامات اسکا افترا ہے اور وہ کذاب اشر ہے تو تم یقین کرو کہ ایسے لعنتی اور خبیث انسان پر خدا کے کلام کا نزول ہرگز نہیں ہو سکتا اور جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ وہ سب اسکا افترا ہے ✦

حصہ دوم

مضمون کے پہلے حصہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے ثابت ہے کہ عبدالحکیم ایک لعنتی انسان ہے جسکو خدا سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اب اس حصہ میں اس امر سے قطع نظر کرکے اس بات پر غور کرنا چاہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کی پڑتال کروں جس کی وجہ سے عبدالحکیم کا خیال ہے۔ کہ مرزا صاحب کی وفات اسکی پیشگوئی کا نتیجہ ہے۔ **عبدالحکیم کی پیشگوئی کس نہج پر ہوئی تھی۔ اور کیا واقعات اس کو مانتے ہیں کہ اس کی پیشگوئی پوری ہوئی؟**

جب میں اس معاملہ پر نظر کرتا ہوں۔ تو میں دیکھتا ہوں۔ کہ عبدالحکیم کی تحریروں میں پہلا الہام جو مرزا صاحب کے خلاف پایا جاتا ہے۔ وہ الہام ہے جو ۱۲- جولائی ۱۹۰۶ء کو ان الفاظ میں اس نے شایع کیا ہے " مرزا مسرف، ہے کذاب ہے عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا اور اس کی میعاد تین سال ہے" اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ دجالی فتنہ میرے ہاتھ سے پاش پاش ہوگا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کی اس پیشگوئی کے جواب میں مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر ۱۶- اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں صرف یہ لکھا۔ کہ " خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں انپر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ رب فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح و صادق" اس کی تشریح میں حضرت نے یہ بھی لکھا کہ خدا تعالیٰ[۱] فرماتا ہے۔ کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ یعنی ذلت کی موت کہ میرے آگے ہی لعنت ہو۔ اور میرے پیچھے ہی اس الہامی دعا میں مرزا صاحب نے فقط خدا تعالیٰ سے یہ چاہا ہے کہ خواہ کسی رنگ میں ہو۔ صادق اور کاذب میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے۔ نہ اس میں یہ درخواست ہے کہ عبدالحکیم میری زندگی میں ہلاک کیا جاوے۔ بلکہ اس اشتہار میں یہ عجیب بات ہے۔ کہ مرزا صاحب باوجود اس کے کہ ایسے مقابلوں میں اسوقت تک صادق کے سامنے کاذب کے مرنے کو مدار فیصلہ قرار دیتے رہے تھے۔ عبدالحکیم کی جنگ میں باوجود اسکے کہ فتح آپ کے ہی نام پر مقدر تھی۔ حضور نے اس امر کو مدار فیصلہ قرار نہیں دیا بلکہ اس جنگ میں خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور یہ بات خدا تعالیٰ کے کامل علم اور اسکی نصرت پر بین دلیل ہے کہ اس میں علاوہ اسکے کہ صادق کے سامنے کاذب کے مرنے کو مدار فیصلہ قرار نہیں دیا۔ حضرت امام ہمام مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا صاحب نے اپنے لئے عبدالحکیم کی زندگی میں مطلق موت کے حادثہ کی بھی نفی نہیں کی بلکہ جس رنگ کی موت کے عدم وقوع کی اس اشتہار میں پیشگوئی کی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب مطلق موت کے وقوعہ کو اپنی پیشگوئی متعلقہ عبدالحکیم کے منافی ہرگز نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ حضور نے لکھا ہے کہ " خدا تعالیٰ مجھکو ایسی ذلت کی موت ہرگز نہیں دیگا۔ کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی" ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ذلت کی موت کے عدم وقوع کی پیشگوئی سے نفس موت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مرزا صاحب کا اس اشتہار میں بار بار اپنے لئے **ذلت کی موت** سے سلامتی کی پیشگوئی کرنا اور صادق کے سامنے کاذب کی ہلاکت کو مدار فیصلہ قرار نہ دینا ہماری جماعت کے لئے بہت ہی قابل غور کا مقام ہے آجتک جسقدر مخالفوں نے عبدالحکیم کے رنگ میں مرزا صاحب سے مقابلہ کیا۔ ان سب کے لئے تو خدا تعالیٰ نے اس معیار کو مدار فیصلہ ٹھیرایا کہ صادق کے سامنے کاذب ہلاک ہوگا مگر اس جنگ میں خدا تعالیٰ نے **ذلت کی موت سے سلامتی کا وعدہ کرکے فیصلہ** اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور یہ امر خدا تعالیٰ کے کامل علم اور اس کی خاص تائید پر بین دلیل ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ اب ان کلمات اللہ کے پورا ہونے کا وقت بہت قریب ہے جسکا ذکر حضور نے عبدالحکیم کی اس

[۱] اس مقام پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ نے کیوں عبدالحکیم کو مرزا صاحب کے سامنے ہلاک نہیں کر دیا اس لئے کہ عبدالحکیم کا (بہر صورت خواہ پیشگوئی ہوتی یا نہ ہوتی) مرزا صاحب کی زندگی میں ہلاک ہونا جب ضروری ہوتا کہ خدا کی یہ سنت ہوتی۔ کہ صادق کے سامنے ہی اس کے تمام دشمنوں کا مرنا ضروری ہے۔ جب صادقوں کے بعض دشمن انکی زندگی کے بعد بھی بعض مصالح الٰہیہ سے ہلاک ہوکر مخلوق کے لئے عبرت کا نمونہ بنتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب دشمن اس کے سامنے ہی ہلاک ہو جاویں۔ پس اگر مرزا صاحب کے بعض دشمن عبدالحکیم وغیرہ ان کی زندگی میں ہلاک نہیں ہوئے اور خدا نے انکو پر حکمت مصلحت سے مسیلمہ کی طرح آپ کی وفات کے بعد ہلاک کیا جانا مقدر کیا ہے۔ تو پھر بتاؤ۔ اس میں کیا اعتراض ہے ہاں ایسے دشمن کا جن کی نسبت راستباز نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر مخلوق کو یہ بتایا ہو۔ کہ خدا کے اذن سے میری زندگی میں ہی نیست و نابود کئے جاوینگے صادق کی زندگی میں ہلاک ہونا البتہ ضروری ہے منہ

اور ذلت کا عذاب انکو نصیب نہیں ہوتا۔ اسی اشتہار میں یہ بھی لکھا۔ کہ خدا مجھکو ایسی ذلت کی موت نہیں دیگا۔

پیشگوئی کے آٹھ ماہ پیشتر رسالہ الوصیت میں یوں فرمایا ہے

اور ضروری ہے کہ وہ تقدیر مبرم اس عرصہ تین سال میں نافذ ہو اسلئے کہ وہ صادقوں کا حامی ہے اور نہیں چاہتا کہ کوئی کاذب اپنی کسی پیشگوئی میں بھی صادق پر فتح پاوے۔ اس مقام پر اس نے اپنی خاص نصرت کا ہاتھ دکھایا کہ دشمن کو اور رنگ میں پکڑنے کا وعدہ فرمایا! اگر خدا ایسا نہ کرتا تو اسکے علم اور حکمت پر حرف آتا۔ مگر غور کرو یہ کیسی نصرت ہے؟

اس پہلے سہ سالہ پیشگوئی کے الہام کے بعد جس پر میں یہاں تک کچھ لکھ آیا ہوں۔ عبد الحکیم نے پھر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کو ایک اور الہام ان لفظوں میں شایع کیا کہ "مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاویگا"

اس جگہ اس امر کا لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ایک طرف دشمن کو اپنے سہ سالہ پیشگوئی کے بدلنے پر اللہ تعالیٰ نے مجبور کیا۔ دوسری طرف اپنی اس مبرم تقدیر کے متعلق جسکا وقوعہ مقدر ہو چکا تھا۔ **الوصیت** کے کلام کے علاوہ اس کثرت سے الہامات نازل فرمائے۔ کہ جن کے سے کر **واقعہ وفات** کا بہت قریب عرصہ میں ہونا یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ کلام آلہی یہ ہے [ف]

مگر ہم پر خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہوا کہ اس تسلی بخش کلام کے علاوہ اس نے ہمکو ابتلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے دشمن کو ہر رنگ میں جھوٹا کیا۔ خدا کے اس کلام کی موجودگی میں جسکا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اگر یہ پیشگوئی برقرار رہتی۔ اور دشمن اسکو نہ بدلتا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی وفات کا واقعہ بھی کسی قریب ترین تاریخ میں واقع ہو جاتا تب بھی ظاہر ہے کہ یہ حادثہ عین کلام آلہی کے منشا کے مطابق ہوتا لیکن ہرگز یہ نہ سمجھا جاتا۔ کہ حضرت کی وفات دشمن کی پیشگوئی کا نتیجہ ہے کیونکہ جب ڈاکٹر کی پیشگوئی سے بہت پیشتر خدا کے کلام کے ذریعہ اسکی خبر اور اطلاع ہو چکی تھی۔ پھر کیونکر خیال کیا جاتا۔ کہ یہ خدا کے کلام کے مطابق وقوع نہیں پایا۔ اور ڈاکٹر کی پیشگوئی کا اثر ہے پر خدا کی قدرت اور عجائبات پر قربان جائیں کہ اس نے ان آخری ایام میں جب کہ خدا تعالیٰ کی مبرم تقدیر کا ارادہ پورا ہونے کو تھا۔ اور ممکن تھا کہ کسی قریب ترین تاریخ میں اس حادثہ کے وقوع پانے کی باعث نادانوں کو ٹھوکر لگتی۔ اور کم فہمی سے دشمن سمجھتا کہ میری فتح ہوئی نافہموں پر رحم فرمایا۔ اور اس سلسلہ کی خاص نصرت اور تائید کر کے انجام کار دشمن کو روسیاہ اور ناکام کیا کہ وہ لاز ہی اندر ایسا نادم اور پشیمان ہوا ہے کہ مخلوق کو منہ دکھانے کے بھی قابل نہیں رہا اور یہ رحم اس صورت میں جلوہ گر ہوا۔ کہ عبد الحکیم نے اپنی پہلی دونوں پیشگوئیوں کی طرح یہ تیسری پیشگوئی کہ "مرزا ۲۱- ساون تک ہلاک ہوگا" بھی ان آخری دنوں میں ان الفاظ سے تبدیل کر دی کہ "مرزا ۲۱- ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴- اگست ۱۹۰۸ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوگا"

اس الہام کے رو سے حضرت مرزا صاحب کی وفات کے لئے ایک خاص تاریخ معین کی گئی تھی جسطرح اس خاص تاریخ سے پیچھے وفات پانا اس الہام کے کلام آلہی نہ ہونے کا ثبوت ہوتا اسی طرح معین تاریخ سے پہلے حضرت کی وفات پانا اس الہام کے شیطانی ہونے کی علامت ہے۔ خدا کے اس ارادہ کی (جسکی اطلاع حضرت مرزا صاحب کو متواتر طور پر دسمبر ۱۹۰۶ء سے مل رہی تھی) ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو پورا ہونے نے ڈاکٹر کی تمام پیشگوئیوں پر پانی پھیر دیا اور ثابت کر دیا کہ صادق کون ہے۔ اور کاذب کون۔ اگر خدا کی نظر میں مرزا صاحب کاذب تھے اور عبد الحکیم صادق تو خدا نے مرزا صاحب کو کیوں ایسے طور پر وفات دی جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کے مقبول تھے۔ اور عبد الحکیم مخذول اگر خدا عبد الحکیم کا حامی تھا۔ تو اس کو یہ الہام کسنے کیا اور عبد الحکیم کو کسنے مجبور کیا کہ وہ دنیا کے بہت سی اخبارات میں یہ الہام شایع کرے کہ **"مرزا ۲۱- ساون مطابق ۴- اگست کو ہلاک ہوگا"**

عبد الحکیم کے الہام کنندہ نے اس الہام سے عبد الحکیم کی بنی بنائی بات کو بگاڑ دیا۔ اور اس کے قابو آئے ہوئے شکار کو اس کے ہاتھ سے نکال لیا۔ اور ایسے نازک وقت میں مرزا صاحب کی نصرت اور تائید کر کے ثابت کر دیا۔ کہ وہ عبد الحکیم کا سخت دشمن ہے اگر خدا تعالیٰ عبد الحکیم کے شر سے ہر طرح سے مرزا صاحب کی حفاظت نہ کرتا تو آج دشمن کہتے۔ کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی سچی نکلی۔ مگر چونکہ عبد الحکیم خدا کی نظر میں مخذول تھا۔ اور مرزا مقبول۔ اسلئے خدا نے ایسی نصرت کی کہ دشمن ہی بول اٹھے۔ کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی غلط نکلی۔

اس بات پر غور کرنے سے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے باوجود تین سال کے اندر اپنا مقدر ارادہ پورا کرنے کے حضرت کی وفات کو مجموعہ آیات بنایا۔ ایک عجیب سرور پیدا ہوتا ہے۔ آخر میں عبد الحکیم نے اپنی بطالت کے ظاہر ہو جانے کے بعد اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے ایک اور دھوکا دینا چاہا ہے۔ اور لکھا ہے کہ گو مرزا صاحب کی وفات میری آخری پیشگوئی ۲۱- **ساون کو** (والی) کے مطابق تو واقع نہیں ہوئی۔ مگر جو پیشگوئی سہ سالہ اور چودہ ماہہ تھی وہ تو پوری ہو گئی۔

سو اسکا ایک جواب تو یہ ہے کہ عبد الحکیم کا یہ محض فریب ہے کیونکہ وہ خود اپنے اسی رسالہ اعلان الحق کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۲ میں مانتا ہے کہ پہلی پیشگوئیاں اس آخری پیشگوئی سے منسوخ ہو گئی تھیں چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"اس لئے ۴- اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱- ساون سمت ۱۹۶۵ کی میعاد ہی منسوخ کی گئی" یہ لفظ ہی صاف بتا رہا ہے کہ اس پیشگوئی سے پہلے ہی بعض پیشگوئیاں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اور وہ وہی سہ سالہ اور چودہ ماہہ والی پیشگوئیاں ہیں

دوسرا جواب ایک اور بھی ہے جو ذرا غور سے سمجھنے کے لایق ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم عبد الحکیم کی پیشگوئیوں کی ترتیب پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی پیشگوئی سہ سالہ تھی (جو ۱۲- جولائی ۱۹۰۶ء کو شایع ہوئی تھی اور اس کی میعاد ۱۱- جولائی ۱۹۰۹ء تک تھی) اور دوسری پیشگوئی ۱۴- مہینے کی تھی۔ جو ۲- جولائی ۱۹۰۷ء کو شایع ہوئی جس کی میعاد ستمبر ۱۹۰۸ء تک تھی) اور تیسری پیشگوئی ۱۶- فروری ۱۹۰۸ء کو شایع ہوئی تھی کہ "مرزا ۲۱- ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴- اگست تک ہلاک ہوگا" اور چوتھی پیشگوئی جو ۹- مئی ۱۹۰۸ء کے بعد اخبارات میں چھپی تھی یہ تھی کہ "مرزا ۲۱- ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴- اگست ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہوگا"

اس میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس چوتھی پیشگوئی نے جو سب سے آخری پیشگوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے تمام معتقدین کو اس بات کا یقین کرا دیا تھا۔ کہ اگر مرزا صاحب کی وفات کی انتظار کسی قریب ترین تاریخ میں کی جا سکتی ہے۔ تو ۴- اگست کی تاریخ ہے۔ ڈاکٹر کے الہام کنندہ نے اس تاریخ کے ظاہر کرنے سے یہ بتلایا تھا۔ کہ اس تاریخ سے پہلے کسی صورت میں بھی مرزا صاحب کی وفات واقع نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کے علم میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی تاریخ ہوتی تو ضروری تھا کہ وہ اسکی اطلاع دیتا اس الہامی وعدہ کے رو سے کبھی بھی خیال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کہ اس سے بھی اقرب کسی تاریخ میں حضرت کی وفات ہو سکے گی۔ یہ چوتھا الہام اپنے اندر معین تاریخ کی ایک ایسی خصوصیت رکھتا ہے۔ کہ اسکو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد ہم کبھی خیال نہیں کر سکتے۔ کہ اس خاص تاریخ سے پہلے

[ف] چونکہ الوصیت کی عبارتیں بہت دفعہ نقل ہو چکی ہیں اسلئے اس مضمون میں انکے نقل کی حاجت نہیں سمجھی گئی۔ - ایڈیٹر

[illegible]

اصلی ممیرا اور ممیرکا سرمہ

اصلی ممیرا جو آج کل تخمیناً ڈیڑھ سو روپیہ تولہ پر فروخت ہوتا ہے اور ممیرکا سرمہ دو روپیہ تولہ پر فروخت کیاجاتاہے ایسے پاس موجود ہی میں اسکے لئے لمبے چوڑے سندات پیش نہیں کرنا چاہتا۔ اسلئے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامتہ اور دوسرے بزرگان نے اسکو اصلی ممیرا شناخت کرکے خود خرید فرمایا ہے میں عام لوگوں کے نفع کے لئے اصلی ممیرا (چھ روپیہ) تولہ پر اور سرمہ ممیرا ہر فی تولہ پر فروخت کرتا ہوں اور اسکے ساتھ ہی یقین دیتا ہوں۔ اگر ممیرا اس اشتہار کے موافق مصنوعی ہو تو میں قیمت واپس دونگا۔ سچائی کے اظہار کیلئے یہی ایک امر کافی ہے۔

نوٹ۔ میری دوکان سے ہر قسم کی لنگی اور کلاہ بھی مل سکتی ہے

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر قادیان دارالامان

سامان ورزش کی عجائب فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھے ریشمی وار کشمیر کی لکڑی کے ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار۔ قیمت ۔ روپیہ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشم دار کشمیر کی لکڑی ۔ کین ہینڈل دو ربڑ کے بیچ کے لئے نہایت عمدہ ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ کرکٹ بیٹ معمولی، پریکٹس کیلئے ۔

بچون کے کرکٹ بیٹ ۱۲-۱۳ کیواسطے دوست ایک کرکٹ کا سال لکڑی کا فی کیس فی سٹ ۔

فٹ بال عمدہ کا ولایت پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائدار نمبر ۵ ۔

کھیلنے فٹ بال معہ بلیڈر ۔

کرکٹ بال گسٹ سلائی نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دھاگے کے بیچ ۔

پریکٹس ۔

کرکٹ وکٹس فی کاپی ۔

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ از قسم کرکٹ بیٹ، پریکٹس وکٹ، فٹ بال وغیرہ پہنچا طرح سے مکمل پایا۔ میں اس کو بہت ہی مضبوط بالا تشکین کا مصداق پایا ہوں۔

نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجان پور ضلع کانگڑہ

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور ہی یہ ضرور سوال کرینگے کہ آیا دن بھر میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے؟ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھالیجئے۔ دوسرے روز صبح آپکو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی بہ نسبت آپکو زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایات یرقان صفرا صفراوی بخار اپت۔ بدہضمی۔ سوء ہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دھڑکنا یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکار آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے ڈون کی ہاضمی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورہ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلہ اجزوں کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ صفرا یعنی پت کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں۔ اور ہر مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے بخشتی ہیں۔

بارہ آنہ والی

قیمت ۸ - ۴ ر اور بارہ آنہ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ جو چار آنہ والی شیشی کی گولیوں سے تیگنی ہیں۔ کل دوا فروش فروخت کرتے ہیں یا ڈون پی او باکس بمبئی سے منگائیے

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی بار۔ چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سر خشادہ۔ کیڑا چیچک۔ داد اور جلد کی سب طرح کی سوزش تسکین بخور اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں ہی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداران کے پاس قیمت ۲ دو روپیہ فی ڈبیا۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے نوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کیا ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ شکایات کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں۔ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر طلب فرماویں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں۔ ہماری اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھا ہوں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے۔ منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ فی بکس ۴

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ امرت مدیریہ گڑھ

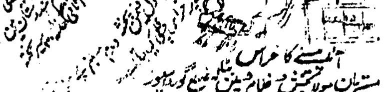

آئینے کا عکس

مستریان مولا بخش و غلام حسین ٹلہ ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱ - عوام سے (صہ)
۲ - خواص و معاونین سے (عـ)
۳ - ہندوستان سے باہر (ے)
۴ - غیر مذاہب والون سے (۱۲ روپے)
۵ - اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگون سے (۱۲)

نوٹ عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتون مین ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور اور معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ - تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے۔

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

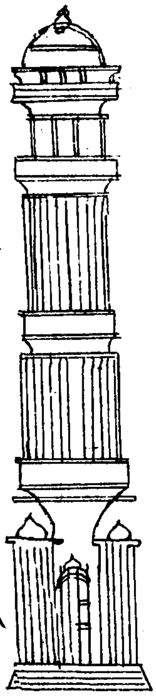

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ

جلد ۱۲

اب اسکی بہت بڑی ضرورت ہے

اس سے پہلے جب ہم نے قومی معاملات پر مضامین لکھے ہین تو قومی اتحاد پر سب سے اول زور دیا ہے۔ اور دراصل یہی بنیادی پتھر کسی قوم کے قوم بننے کا ہے۔ ہماری قوم اس امر مین دوسرے تمام مذاہب اور انکے فرقون سے ممتاز ہے اسکو وحدت پیدا کرنے کے جسقدر ذریعے ہین۔ ان مین سے افضل اور عملی طور پر مفید اور مجرب یہی ثابت ہوا ہے۔ کہ وہ قوم ایک امام کے نیچے ہو خدا تعالےٰ کا ایک خاص فضل اور احسان ہے کہ ہم نے ایک امام کو جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اصلاح عالم کے لئے مامور ہو کر آیا تہا۔ اپنا امام تسلیم کیا اور ایک عرصہ تک اسکی تربیت مین ہم نے اس فضل اور فیض کو حاصل کیا جو وحدت پر آیا کرتا ہے اب جبکہ وہ خدا تعالےٰ کی مشیت اور منشا کے ماتحت ہم سے جدا ہو گیا ہے یہ وقت امتحان کا وقت تہا اور بدخواہ دشمن آرزومند تہا۔ کہ اسوقت تفرقہ پیدا ہو کر یہ سلسلہ مٹ جائے گا۔ وہ اپنی اس تمنا مین شیطان کی طرح نامراد رہا۔ دراصل اس سے اندازہ کرنے مین غلطی کہائی۔ وہ اس کو محض خیالی یا بناوٹی سلسلہ سمجہتا تہا۔ بجالیکہ خدا تعالےٰ کی فوق الفوق اور دراورا طاقت و قدرت نے دکہا دیا تہا۔ کہ یہ درخت اس نے خود لگایا ہے اور وہ آپ اس کا نگہبان اور متولی ہے

بہرحال

خدا تعالےٰ نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اپنی قدرت کا ہاتہ پہر دکہایا اور ہم سب کو ایک واجب الاحترام معالج کے ہاتہ مین ہاتہ دینے اور اسے اپنا امام یقین کرنے کی توفیق دی۔ پس ایک ایسی قوم جس کے اندر وحدت کی روح پہونکی جا چکی ہے۔ اور جب کہ خلیفۃ المسیح نے عہد لیا ہو کہ

مین اخوت اور محبت کو بڑہاؤنگا

تو ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم باہمی اخوت اور محبت کے رشتہ کو ایسا مضبوط اور مستحکم کرین کہ انما المومنون اخوۃ کا صحیح مضمون ہم پر صادق آجاوے۔

مگر اس سے پیشتر کہ ہم اس سلک مین منسلک ہون۔ یہ بہت ضروری امر ہے کہ ہم اپنی قوم کے افراد کا پتہ لگا سکین مجہے اس امر کی ہمیشہ آرزو رہی کہ کل افراد قوم کی باضابطہ مردم شماری ہو جاوے۔ نیز اپنی طاقت کے موافق اس مین سعی کی مختلف اوقات مین تحریکین کین اسوقت ان تحریکون کو انہون نے ہنسی اور مذاق مین اڑایا۔ مین نے فہرستین شایع کین تو بعض نے اسے تماشا سمجہا اور مجہے نت نئی تجویزین کرنے والا اقرار دیا۔ مین ان باتون سے گہبرایا نہین اور نہ ایسے اعتراض سن کر برا مانا۔ مین نے اخلاص سے ایک بات کی تہی۔ قوم کی بہتری کے لئے ضرورت وقت سمجہکر کی تہی۔ آخر میری اس تجویز نے عملی رنگ اختیار کرنا شروع کیا اور وہی تجویز جو الحکم کے کالمون مین ایک وقت نہایت بے پرواہی اور کم توجہی سے دیکہی گئی تہی کہ تحصیل وار اور ضلع وار کمیٹیان قائم ہون اور ایک صدر انجمن ہو۔ آج ایک ثمردار درخت کی شکل مین نظر آتی ہے صدر انجمن احمدیہ موجود ہے اسکے ساتہ مختلف ضلع کی شاخین اور دیہات کی انجمنین وابستہ ہین۔ ایسی صورت مین اس سے زیادہ خوشی میرے لئے کیا ہو سکتی ہے اسی طرح پر مین نے بہت زور دیا ہے کہ احمدی افراد کی ایک باضابطہ مردم شماری ہو۔ تاکہ کم از کم ہم ایک صحیح اندازہ پر پہنچین۔ اور قومی تحریکون کے لیے ہمین پورا موقع ملے گا یہ کام ایسا ضروری ہے جو میری اپنی رائے مین اسکے مقابلہ مین بعض کئی کام غیر ضروری ہین۔ اسلئے مین یہان اپنے احباب کو وہان صدر انجمن احمدیہ کو توجہ دلاتا ہون۔ کہ وہ اس فوری کام کی تکمیل کے لئے ایک یا ایک سے زیادہ آدمی مقرر کرے

جو کل ہندوستان میں پہر کر باضابطہ نقشے طیار کریں اور تبلیغ کریں۔ جبتک وہ پوری فہرست مکمل نہ کر لیں۔ اس سلسلہ کو جاری رکہا جاوے۔ خواہ اسپر کچہہ ہی خرچ ہو۔ اس سے پرہیز نہ کیا جاوے۔ اگر صدر انجمن اس مقصد میں کامیاب ہوگئی۔ تو اس کے پیش پا افتادہ کاموں کی تکمیل کے لیے بہت آسانیاں ہو جائیں گی۔

میں صدر انجمن احمدیہ کی خدمت میں یہ بہی آزادی اور دلیری کے ساتہہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ وہ قوم میں اہل الرائے لوگ پیدا کرنے کے لئے اپنے دائرہ کو وسیع کرے۔ تاکہ کام کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔ اور وہ امر جو چند آدمیوں کی رائے تک محدود رہتا ہے۔ وہ بہت سے افراد کی رائے کے نیچے ہو۔ اس کو میں کہولکر کسی دوسرے وقت لکہونگا۔ کیونکہ یہہ سوال انجمن کی کانسٹیٹیوشن کے متعلق ہے ہم میں سے کسی کا یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔ کہ اپنے خیالات کو نیک نیتی سے ظاہر کرنے میں ایسی حالت میں پرہیز کرے جب کہ ان کا اثر بہلا یا برا قوم پر پڑ سکتا ہو۔ تبادلہ خیالات ایک ایسی شے ہے جو انسان کو بہت کچہہ سکہا سکتی ہے۔

میں اس جملہ معترضہ کی وجہ سے اصل مطلب سے دور جا رہا ہوں۔ یا اصل مطلب کی طرف دور چلا گیا۔ اس لیے میں صاف طور پر عرض کرتا ہوں کہ اسوقت ضرورت ہے اس امر کی کہ قوم کی مردم شماری کا مناسب انتظام کیا جاوے اور اس کے لئے جو کچہہ ہی خرچ ہو۔ اس کی پرواہ نہ کی جاوے۔ ہاں اس کام کے لئے موزوں آدمیوں کا انتخاب بہی انجمن کا بہترین فرض ہو۔

احمدی قوم کے واعظین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے مبلغین اور واعظین کی ایک خاص جماعت کی ضرورت ہو اور یہ ضرورت آج ہی نئی محسوس نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے سنہ ۱۹۰۰ء میں بہی خادم الحکم میں اس ضرورت پر متعدد مضامین لکہے گئے ہیں مگر تجربہ نے بتایا کہ شاید اس کے لئے وہ وقت مناسب نہ تہا۔ پہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو محسوس فرمایا۔ اور قوم میں تحریک بہی فرمائی جیسا کہ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اشتہار مفید الاخبار اس تحریک کی تجدید کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کے ایما اور اشارہ سے چہاپا گیا ہے۔ مگر یہ تحریک بعض

اور بعض دوسری وجوہات کی بنا پر ملتوی ہوتی آئی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری ایام میں اس تحریک میں پہر حرکت پیدا ہوئی۔ اور حضرت اقدس نے ارادہ فرمایا۔ کہ کچہہ لوگ ایسے ہوں جو اپنی زندگیاں وقف کریں تاکہ انہیں اطراف و اکناف عالم میں تبلیغ و ہدایت کے لئے بہیجا جاوے ہمارے چند احباب نے ایسے وقف نامے بہیجے جن کی یادداشت اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ میرے محترم بہائی مفتی محمد صادق صاحب کے پاس ہوگی۔ اب خلیفۃ المسیح نے اس تحریک کو پہر زندہ کیا ہے اور عملی طور پر اس سے کام لینا چاہا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے اقرار بیعت میں اشاعت اسلام کے لئے سعی کو داخل فرمایا ہے۔ اور ہم میں سے ہر فرد جس نے آپ کے ہاتہہ پر بیعت الطاعت کی ہے۔ اس بات کا پابند ہے۔ کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے کوشش کرتے رہیں اب اشاعت اسلام کے طریق کا سوال قابل غور رہ جاتا ہے۔ میری اپنی سمجہہ میں اسوقت ہمیں دو ضرورتیں ہیں۔ ایک حفاظت اسلام دوئم اشاعت اسلام۔

اگرچہ یہ سچ ہے کہ حفاظت اسلام کا ذمہ دار خود اللہ العالمین ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

مگر اس حفاظت کے مختلف طریق ہیں اور مختلف رنگوں میں وہ اس کی حفاظت فرماتا ہے منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ وہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بہیجتا ہے جو عملی اور علمی غلطیوں سے اسلام کو پاک کرتا ہے اور اپنے اسوہ اور نمونہ سے اسلام اور اس کی برکات کا ثبوت دیتا ہے یہ سب سے بڑہکر زبردست اور قابل قدر ہے اور دراصل اسلام کی حفاظت اس کی تعلیم پر

عمل ہے

یہ ایک ایسا مستحکم اور مستحسن ذریعہ ہے کہ صرف اسی کی تجدید کے لئے اللہ تعالےٰ ہر صدی پر

مجدد بہیجتا ہے

اور یہی ایک غرض تہی۔ جو ہمارا آقا ہمارا محبوب مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آیا اور اپنا کام کر کے ہم سے رخصت ہوا۔ لیکن عمل کے لئے ضرورت ہے علم کی۔ جب تک مسلمان قرآن مجید کے مضامین اور تعلیمات سے واقف ہی نہ ہوں۔ انکے اندر عملی قوت کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ میری اپنی سمجہہ میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج اور اوصاف میں جہاں یہ لکہا ہے۔ یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ ... وہاں تزکیہ کا طریق یعلمہم الکتٰب والحکمۃ بہی بتایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسوقت ایک تو ہمیں ضرورت ہے۔ حفاظت اسلام کی۔

اسلام پر مختلف مذاہب کے لوگ مختلف طریقوں سے حملہ کر رہے ہیں۔ اور جہاں انہیں موقع ملے وہ اسلام کے گلہ میں سے بعض بہیڑوں کو پکڑ لیجاتے ہیں اور اس طرح پر انہوں نے کئی لاکہہ کو مرتد اور گمراہ کر دیا ہے اس سے پہلے تو یہ غلو اسلام کو عیسویت کی ہی طرف سے تہا اب دوسرے مذاہب سکہہ اور آریہ بہی اس سے حصہ لینے لگے ہیں۔ پس حفاظت اسلام کی تہہ ہی میں اشاعت اسلام کا راز مخفی ہے۔ اگر ہم لوگ اپنے نمونوں سے اسلام کی خوبیاں دکہانے کے قابل ہو سکیں تو اسلام کی اشاعت کا سلسلہ خود بخود وسیع ہونے لگیگا۔

میں اصل مطلب کی طرف آ کر پہر کہتا ہوں کہ واعظین کی ضرورت ہے۔ اور یہ واعظین اپنی علمی اور عملی قابلیت کے لحاظ سے نمونہ ہونے چاہئیں اس سے میری مراد یہ ہرگز نہیں کہ وہ کسی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ اور ڈپلوما ہولڈر ہوں نہیں بلکہ خواہ وہ ایسی ہی کیوں نہوں لیکن اسلام کے صحیح عقاید سے واقف ہوں اور حتی الوسع قرآن کریم کی تعلیم اور ہدایت کے عامل ہوں۔ انہیں اس بات کا بہی علم ہو کہ مختلف مذاہب کن راہوں سے اسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اور یہ امر خدا کے جری اور برگزیدہ بندے حضرت مسیح موعود نے ایسے طور پر کہول دیا ہے۔ کہ اسپر زیادہ لکہنے کی حاجت نہیں۔ جو لوگ اس مقصد کے لئے نکل سکتے ہوں انکا فرض ہونا چاہئے۔ کہ وہ قادیان میں ایک عرصہ تک رہیں اور قادیان میں اس غرض کے لئے ایک نمونہ کی انجمن ہو جس میں مختلف مضامین مذہب پر غور و فکر کیا جاوے۔ اور ان میں مباحث ہوں۔ ایسے لوگ جو یہاں سے نکلینگے۔ وہ خدا کے فضل سے مفید ثابت ہونگے۔ اور ہاں یہ میں کبہی پہلے الحکم میں لکہہ آیا ہوں کہ ایسے لوگوں کو دست خود دہان خود کا مصداق بنا کر روانہ نہیں کرنا چاہئے۔ کہ چرہ جگو اور اپنا پیٹ پالو بلکہ انجمن ان کے لئے ایک فنڈ قایم کرے اور انکی ضروریات کے تکفل کے لئے راہ نکالے۔ تاکہ وہ

پراگندہ روزی پراگندہ دل

کے مصداق نہ ہوں اور قوم میں ذلیل نہ سمجہے جاویں بلکہ انکا ایک وقار اور عظمت ہو قوم جب تک خود انکی قدر نہ کریگی دوسرے کیا کرینگے پس اسی گروہ کے طیار کرنے کے لئے خاص فکر کرنی چاہئے

کلمات طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہرچند اس زبان مبارک کی باتیں ہمیں سنائی نہیں دیتی ہیں جسپر خدا تعالیٰ کی پاک وحی اپنے اوقات پر جاری ہوتی تھی تاہم ایڈیٹر الحکم کے پاس یادداشتوں کا ایک کافی ذخیرہ ہے جس میں سے وہ اپنے ناظرین کے لئے کم از کم مہینے میں دوبار آپ کے کلمات کا تحفہ پیش کرتا رہیگا۔ جب تک خدا چاہے (ایڈیٹر)

۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء ۔ آج حضرت اقدس صرف مغرب کی نماز میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ آج میں کنز العمال میں مہدی کی حدیثوں کو دیکھتا تھا۔ ۱۵ حدیثیں ایسی لکھی ہیں کہ جن میں صاف لکھا ہے۔ کہ آتے ہی جنگ و جدال اور قتال شروع کریگا۔ ادھر مار ادھر قتل بس اسکا یہی کام ہوگا۔ **فرمایا** میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ کس قسم کی اصلاح ہے۔ حالت تو یہ ہے کہ بعد زمانہ ہی بجائے خود بہت کچھ قابل رحم حالت ہوتی ہے اور اسپر تو ہزاروں فتنے اور آفتیں ہی ہونگی۔ **پھر قتال سے کیا فائدہ؟** غلط ہے اسلام نے تلوار اسوقت تک نہیں اٹھائی۔ جب تک سامنے تلوار نہیں دیکھی۔

خیر آخر میں یہ بھی لکھدیا ہے **لا مھدی الا عیسیٰ**

فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات قرآن سے ہی ہے جب ہم اس ترتیب کو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو رسول اللہ کی زندگی کے دو ہی مقصد بیان فرمائے ہیں۔ تکمیل ہدایت۔ اور تکمیل اشاعت ہدایت اور اول الذکر تکمیل چھٹے دن یعنے جمعہ کے دن ہوئی جب کہ **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ** نازل ہوئی اور دوسری تکمیل کے لئے بالاتفاق مانا گیا ہے۔ کہ وہ مسیح ابن مریم یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگی۔ سب مفسروں نے بالاتفاق لکھدیا ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگی۔ اور جیسے پہلی تکمیل چھٹے دن ہوئی۔ تو دوسری تکمیل بھی چھٹے دن ہی ہونی چاہیئے تھی۔ اور قرآنی دن ایک ہزار برس کا ہوتا ہے۔ گویا

مسیح موعود چھٹے ہزار میں ہوگا

پھر فرمایا کہ قرآن ہی پڑھنے کے قابل ہے کیونکہ قرآن کے معنے ہی یہ ہیں ضمناً یہ بھی فرمایا کہ آریوں نے قرآن کریم کے نہ سمجھنے سے خیرالماکرین وغیرہ الفاظ پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ خود وید میں اِندر کو بڑا مکار لکھتا ہے۔

پھر مہدی کی حدیثوں کی نسبت فرمایا کہ سلطنت کے خیال سے وضع کی گئی ہیں۔

۱۴۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء میر کیوقت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا کہ آدم عصر کیوقت چھٹے دن پیدا ہوا تھا۔ اسوقت مشتری کا دورہ ختم ہو کر زحل کا شروع ہونے والا تھا چونکہ زحل کی تاثیرات خونریزی اور سفاکی ہیں۔ اسلئے ملائکہ نے اس خیال سے کہ یہ زحل کی تاثیرات کے اندر پیدا ہوگا۔ یہ کہا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسطرح انسان ارضی تاثیرات اور بوٹیوں کے خواص سے واقف ہوتا ہے اسطرح پر آسمانی مخلوق آسمانی تاثیرات سے باخبر ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایاک نعبد میں جہاں الرّب الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کے حسن و احسان کی طرف سے تحریک ہوتی ہے وہاں انسان کی عاجزی اور بے کسی بھی ساتھ ہی محرک ہوتی ہے اور وہ ایاک نستعین کہہ اٹھتا ہے

پھر **فرمایا** دعا بہترین دعا وہ ہوتی ہے۔ جو جامع ہو تمام خیروں کی۔ اور مانع ہو تمام مضرات کی اسلئے انعمت علیہم کی دعا میں آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک کے کل منعم علیہم لوگوں کے انعامات کے حصول کی دعا ہے۔ اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں ہر قسم کی مضرتوں سے بچنے کی دعا ہے۔

پھر فرمایا کہ اسلام کی نسبت جو کہتے ہیں کہ تلوار سے پھیلا یہ بالکل غلط ہے اسلام نے تلوار اسوقت تک نہیں اٹھائی۔ جب تک سامنے تلوار نہیں دیکھی۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ جس قسم کے ہتھیاروں سے دشمن اسلام پر حملہ کرے اسی قسم کے ہتھیار استعمال کرو۔ مہدی کے لئے کہتے ہیں۔ کہ آکر تلوار سے کام لیگا۔ یہ صحیح نہیں۔

اب تلوار کہاں ہے جو تلوار نکالی جاوے

پھر افسوس تو یہ ہے کہ باوجودیکہ مسیح ان لوگوں کے مسلمات کو تسلیم کرے گا۔ اور فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریگا۔ مگر پھر بھی اس پر کفر کا فتوے دیا جائیگا (جیسا کہ کتابوں سے ثابت ہے) بلکہ ایک شخص اٹھ کر کہدیگا۔ **ان ھذا لرجل غیر دیننا**

آخر میں فرمایا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے لوگ ان **دلائل سے باخبر ہوں** تاکہ کسی محفل میں ان کو شرمندہ نہ ہونا پڑے اور فرمایا کہ میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی اور یعقوب علی اور اور چند دوست ایسی کتابیں سوال و جواب کے طور پر تالیف کریں۔ جو ہمارے مقاصد کو لئے ہوئے ہوں۔ اور مدرسہ میں رائج کی جاویں۔

(یہ نوٹ اب پرانی نوٹ بکوں کے معاینہ سے معلوم ہوا اس لئے میں میر محمد سعید صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس حکم کی تعمیل کے لئے سعی کریں۔ اور انشاء اللہ خاکسار بھی توجہ کریگا۔ (ایڈیٹر)

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء ۔ مولوی جمال الدین صاحب سیکھواں والے تشریف لائے ہوئے تھے ان کے واقعات سنتے رہے اور پھر فرمایا۔ کہ آج میں ایدناہ بروح القدس کی بحث لکھتا تھا۔ اس میں میں نے بتایا ہے کہ مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں روح القدس کے فرزند وہ تمام سعادت مند اور رستباز ہیں جن کی نسبت **ان عبادی لیس لک علیہم السلطان** وارد ہے۔ اور قرآن کریم سے دو قسم کی مخلوق ثابت ہوتی ہے اول وہ جو روح القدس کے فرزند ہیں۔ اور بن باپ پیدا ہونا تو کوئی خصوصیت نہیں۔ دوم شیطان کے فرزند

۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء سیر میں علماء سو کی حالت پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی ایسا آدمی ہو جو ان کو جاکر سمجھاوے اور کہے کہ تم کوئی نشان لکر صدق دل سے دیکھو پھر فرمایا کہ یہ لوگ کم ہی امید ہے کہ رجوع کریں۔ مگر جو **آئندہ ذریت ہوگی وہ ہماری ہی ہوگی۔**

۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء سیر میں بہشت دوزخ کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں خدا تعالےٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے وہاں بہشت کے انعامات کے لئے فرمایا۔ عطاءً غیر مجذوذ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو امید ہی نہ رہتی اور مایوسی پیدا ہوتی۔

بہشت کے دوامی انعاموں کو دیکھکر مسرت ہوتی ہے اور دوزخ کے ایک متعین عرصہ تک ہونے سے امید پیدا ہوتی ہے۔ ایک شاعر نے اسکو یوں بیان کیا ہے۔

گویند کہ بحشر جستجو خواہد بود + وآن یار عزیز تندخو خواہد بود
از خیر محض شرے نیاید ہرگز + خوش باش کہ انجام بخیر خواہد بود

پھر **فرمایا** ہمارا ایمان یہی ہے کہ دوزخ میں ایک عرصہ تک آدمی رہیگا۔ پھر نکل آئیگا۔ گویا جن کی اصلاح نبوت سے نہیں ہو سکی۔ ان کی اصلاح دوزخ کرے گا حدیث میں آیا ہے۔ یاتی علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احد یعنے جہنم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں کوئی متنفس نہیں ہوگا اور نسیم صبا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائے گی۔

معجزات مسیح پر گفتگو کے سلسلہ میں فرمایا۔ کہ معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں۔ دعائیہ ارہاصیہ اور قوت قدسیہ کے معجزات۔ ارہاصیہ میں دعا کو دخل نہیں ہوتا۔ قوت قدسیہ کے معجزات ایسے ہوتے ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں انگلیاں رکھدی تھیں اور لوگ پانی پیتے چلے گئے۔ یا کنوئیں میں لب گرا دیا اور اس کا پانی میٹھا ہو گیا مسیح کے معجزات اس قسم کے ہی تھے۔ خود ہم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

مختصر نوٹ اور واقعات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الحقیقت دنیا کے لئے ایک ابر رحمت ہوکر آئے تھے اور **شہزادہ امن** کی حیثیت سے آپ نے اپنا کام کیا۔ آخری ایام آپ کے جس مقدس غرض کو پورا کرنے میں بسر ہوئے وہ **پیغام صلح** کی تحریر تھی جس کے ذریعہ آپ ہندو مسلمانوں کے درمیان منافرت کے بڑھتے ہوئے سلسلے کو الفت اور محبت سے بدل دینا چاہتے تھے۔ وہ لیکچر لاہور کے ایک بڑے مجمع میں پڑھا گیا اور اس کی ہزاروں کاپیاں ملک میں شایع کیگئی ہیں۔ اور ہزاروں شایع ہونگی۔ برادران وطن نے اس پیغام کا کیا جواب دیا۔ ابھی اس کے سننے کے لئے ہمیں کچھ عرصہ تک انتظار کرنا چاہئے لیکن چونکہ ہمارے امام ومقتدا کی یہہ آخری وصیت ہے اسلئے ہم میں کا ہر ایک فرد اس امر کے لئے کوشش کریگا۔ کہ ہندو مسلمانوں میں اتحاد کا سلسلہ وسیع کیا جائے۔ اور یہ اتحاد نفاق کے رنگ میں نہ ہو۔ بلکہ نہایت اخلاص اور وفاداری سے ہو اس لئے وقتاً فوقتاً اس تحریک کو میں تازہ کرتا رہونگا انشاء اللہ

صوبہ بنگال کی کونسل کے دو ہندو ممبروں نے لفٹنٹ گورنر کے حضور اظہار وفاداری کیا۔ اور وائسرائے بہادر نے اس پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اسپر ایک مسلمان ہمعصر طعنہ دیتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کی طرف سے اس قسم کے خیالات کا اظہار ہوتا تو اسے ڈرپوک بزدل وغیرہ کہا جاتا۔ میری رائے میں اس قسم کی طعنہ زنی منافرت کو بڑھاتی ہے۔ کیوں معزز ہمعصر یہہ نہیں سمجھ لیتا کہ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آگیا۔ اگر وہی خیالات جو ہم لوگوں میں گورنمنٹ کی نسبت پیدا کرنے چاہتے ہیں ہماری ہمسایہ قوم کے لیڈر ہمیں ہمارے ہمخیال ہوکر ظاہر ہوں تو قابل شکر گذاری ہے اور انہیں اپنے بہت قریب سمجھنا چاہئے۔ نہ یہہ کہ ان کی غلطی یاد کرا کر انہیں بھڑکانے کی کوشش کی جاوے آخر ہم اور وہ دونو [illegible] ہیں۔

قومی ضروریات کا احساس جن لوگوں میں پیدا ہوتا ہے قوم کے جسم کے صحیح الحس اعضا ہیں ورنہ دوسرے جو قوم کی درماندہ حالت کو دیکھتے ہیں اور ذرا بھی محسوس نہیں کرتے۔ ان کا عدم وجود برابر ہے۔ پھر اس احساس میں بھی ایک خاص امر قابل لحاظ ہے۔ کہ قومی ضروریات کے پورا کرنے میں جو سعی کی جاوے وہ محض اخلاص اور نیت پر مبنی ہو۔ نہ کہ ریا اور نمایش پر۔ آنریبل راجہ تصدق رسول خان صاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی تعلقہ دار جہانگیر آباد نے جدید خطاب کی خوشی پر پچیس ہزار کی لاگت کا ایک بورڈنگ ہوس علیگڈہ کالج میں بنوانا تجویز کیا ہے۔ اس خبر کو تار برقی کے ذریعہ جسقدر شہرت دی گئی ہے۔ وہ اس کی نمایش کے لئے کافی ہے مگر میں تو ایک خوشی کی تقریب پر اظہار خوشی کی اس راہ کو بہت ہی پسند کرتا ہوں اس سے دوسروں کو بھی تحریک تو ہوگی کہ ہم اپنی خوشیوں کی تقریب پر بجائے فضول اور لغو طریق پر خرچ کرنے کے قومی انسٹیٹیوشنز کو نہ بھولیں۔

اسلامی دنیا کا مطلع سخت غبار آلود اور مکدر ہو رہا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک بلند مینار پر کھڑا ہو کر نیچے نگاہ کرے۔ تو اس کو اسلامی دنیا میں خونی منظر نظر آئیگا۔ جو لوگ اخبار پڑھنے کے عادی ہیں انہیں معلوم ہے۔ کہ مراکش۔ مقدونیہ۔ یمن اور ایران کی حالت آج کل کیا ہو رہی ہے اور یورپی سلطنتیں ان اسلامی ممالک میں ایک یا دوسری وجہ سے رسوخ اور اقتدار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ وہ اپنے نفع نقصان کو نہ سوچکر خانہ جنگیوں پر تلے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس گھر کو جلا دینے کے لئے گھر ہی کا چراغ کافی ہوگا۔ آہ! مسلمانوں کی یہ حالت اور پستی سخت دکھ دینے والی ہے مگر اسکا علاج کیا؟ اگر کوئی علاج ہے تو وہ ایک ہی ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

اگر اسی علاج سے فائدہ نہ اٹھایا گیا۔ تو یہ رہا سہا نام ونشان مٹ جائیگا

بمبئی کی ملوں کے مزدوران نے فساد کر دیا جسکا اندیشہ ظاہر کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فساد مسٹر بال گنگادھر تلک سے اظہار ہمدردی کے لئے ہوا ہے جس ملک میں ایسے خیر خواہ لیڈر رونق بخش ہوں اس کی بدنصیبی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ کیا یہہ بھی کوئی ہمدردی کا طریق ہے کہ اپنی اور اپنے ہمسایوں کی جان خطرہ میں ڈالی جاوے۔ اس قسم کی وحشیانہ حرکات قیام امن کے لئے گورنمنٹ کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ سختی سے نوٹس لے۔

بنگہ کے راجہ صاحب نے کہتری ہائی سکول بنارس کے لئے دس لاکھ روپیہ کا عظیم عطیہ مرحمت کیا ہے اور اس کے علاوہ عمارات کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔ سوائے کہتری قوم کے اور کسی قوم کے لڑکے اس سکول میں تعلیم نہ پاسکیں گے۔ اس قسم کی حد بندیاں اور قیود ہی ہندو مسلمانوں میں نفرت پھیلانے کا ذریعہ ہوتی ہیں تعلیم کے معاملے میں بھی اگر ہم اکٹھے نہیں ہو سکتے تو پھر باہمی اتحاد اور اتفاق کی تعلیم اور خیال محض ایک بیہودہ بات ہوگی۔ تعلیمی کاموں میں اگر ہندو مسلمانوں کی کوششیں متحد ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سا روپیہ دونوں قوموں کا بچ سکتا ہے اور وہ قومی بھلائی کی دوسری تجاویز پر صرف ہوسکتا ہے اگر کہتری قوم کے سر برآوردہ اصحاب راجہ صاحب بنگہ کی اس تجویز کی اصلاح کے لئے کوئی میموریل بھیج سکیں۔ تو ان کی ایسی ساعی ملک میں اتحادی نکتہ خیالی سے نہایت قابل قدر ہونگی۔ اور اگر اس قسم کی تفریق معمولی اور مشترکہ کاموں میں بھی جایز رکھی جاسکتی ہے۔ تو پھر دوسروں سے یہ توقع کیوں کی جاتی ہے۔ کہ وہ ہمارے ساتھ مساوات کے اصول برتیں۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

لاہور کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے اپنے ہیڈ کلرک اور محرر کو معقول انعام دلوایا ہے۔ کہ انہوں نے رشوت دینے والوں کو گرفتار کرا دیا۔ رشوت ستانی کے بڑھتے ہوئے رواج کو روکنے کے لئے یہ عمدہ ذریعہ ہے مگر بعض رشوتیں ایسے طور پر لی جاتی ہیں۔ کہ سب جانتے ہیں اور وہ بڑی سنگین ہوتی ہیں۔ مثلاً سرکاری مالیہ جب خزانہ میں داخل ہوتا ہے تو خزانچی صاحب فی نمبردار ایک روپیہ کم از کم ضرور لے لیتے ہیں۔ ورنہ نمبرداروں کو عجیب مشکلات پیش آتے ہیں۔ اور یہہ ہر فصل پر لیا جاتا ہے۔ اب اسکا تدارک اور انسداد ہو۔ تو کیونکر ہو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ نمبردار مفت وہ روپیہ بذریعہ ڈاکخانہ روانہ کریں۔ اور اسکا کمیشن سرکار ادا کرے۔ تب امید ہے کہ یہ رشوت یا اسکا کچھ اور نام رکھو۔ بند ہو۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ ضلع گورداسپور میں چار ہزار گاؤں ہے اگر فی گاؤں ایک نمبردار بھی فرض کر لیا جاوے تو سمجھ لو۔ کہ ۱۶ ہزار روپیہ سالانہ نمبرداران کو نذرانے میں دینا پڑتا ہے۔ بہرحال رشوت ستانی کا انسداد بھی بہت ضروری امر ہے جو گورنمنٹ اور اہل ملک کے لئے یکساں قابل لحاظ ہے۔

مہاراجہ صاحب بڑودہ نے حال میں ایک عجیب اور قابل قدر سرکلر جاری کیا ہے۔ کہ ریاست کی نئی لیجسلیٹو کونسل میں صرف وہ لوگ ممبری کے لئے امیدوار ہوسکیں گے جو ذات پات کے قیود توڑ کر ہر شخص سے مصافحہ کر سکیں۔ مہاراجہ بڑودہ کے حکمران کی روشن ضمیری اس سے پہلے بھی قابل تعریف ہے۔ وہ اپنی ریاست میں جو کام کر رہے ہیں۔ وہ ان کے ہمعصروں کے لئے واجب التقلید ہیں۔ اس آزاد خیال اور وسعت حوصلے سے امید ہے کہ ہندو مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں ایک قسم کا سوشل اتحاد پیدا ہوگا۔ اور اسکے خوشگوار ثمرات قابل قدر ہونگے۔ کیا دوسرے رئیس اسی نظیر سے کوئی فائدہ اٹھائینگے اور کم از کم ہمارے برادران وطن ہندو اس قسم کے سوشل تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے قدم بڑھائیں گے؟

معزز ہمعصر البشیر نے پیغام صلح کا وہ حصہ جو ہم عصر جدید

نے شایع کیا تھا۔ اپنے کالموں میں چھاپ کر اپنی وسعت حوصلہ کا ثبوت دیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہمعصر مذکور نے مسلمانوں کے اس طریق کو سخت ناپسند کیا ہے جو انہوں نے حضرت اقدس کی وفات کے بعد ظاہر کیا۔ ایسا ہی اسنے **پرکاش** کے ایک سخت بیہودہ اور قابل نفرت مضمون پر اسکا جواب اپنے ایک مضمون نگار کی طرف سے چھاپ کر ہمیں شکرگذاری کا موقعہ دیا ہے ورنہ بہت سے ہمعصروں کی تنگ خیالیاں قابل افسوس ہیں۔

وکیل لکھتا ہے۔ کہ یورپین اندازے کے مطابق چین کی اسلامی آبادی ساڑھے تین کروڑ نفوس کی ہے ولایتی اخبارات متعجب ہیں کہ وہاں اسلام اپنی پوری طاقت سے بڑھ رہا ہے گو لباس اور طرز ماندو بود میں چینی مسلمان اپنی دیگر ہمسایہ قوموں سے مختلف نہیں ہیں۔ مگر بہادری۔ استقلال اور اخوت و اتحاد کے لحاظ سے وہ مسلمانان ہند سے بالکل مختلف ہیں۔ ہندوستان اور چین کے مسلمانوں کو دیکھکر ایک سیاح ان کو کبھی ایک مذہب کا پیرو ماننے کے لئے طیار نہ ہوگا۔ وہاں بہت سے مسلمان طلباء ہر سال صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے انگلستان اور دیگر ممالک میں بھیجے جاتے ہیں اگرچہ چین میں افیون نوشی کا بہت رواج ہے مگر چینی مسلمان افیون کا استعمال بالکل نہیں کرتا۔ بلکہ تنباکو کو بھی شراب کی طرح حرام جانتا ہے:۔

ملک میں کیا ہو رہا ہے

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی؟

ہندوستان کی نجات اور آزادی کے خواہشمند کے خواب دیکھنے والے جو حرکات بم سازی اور بم اندازی کی کر رہے ہیں۔ اس سے کبھی بھی محب ملک و قوم کو ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ بنگال میں جو راز سرکاری گروہ نے کھولے ہیں۔ انپر نظر کرتے ہوئے بے اختیار اس گروہ کو **ملک کے لئے لعنت** کہنا پڑتا ہے۔ وہ انسانیت کے جامے سے نکل کر خونخوار درندے اور ڈاکو ثابت ہو رہے ہیں۔ جن طریقوں سے روپیہ جمع کرنے کی تجویزیں کی گئیں۔ کیا انہیں معلوم کر کے کوئی صائب الرائے خوش ہو سکتا ہے؟ کیا ڈاکوؤں اور راہزنوں سے امید ہو سکتی ہے کہ وہ انصاف و اعتدال کی میزان ہاتھ میں لیں گے؟ اس سے بھی بڑھکر جو قابل توجہ امر اس تحقیقات میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ بعض سنجیدہ مزاج ملازمین کا تعلق ہے

اور اس سے بڑھکر نمک حرامی کیا ہوگی۔ مدناپور میں ایک سب انسپکٹر پولیس کی تلاشی ہوئی۔ اور اس کے گھر سے بم کا گولہ نکلا۔ اور ایک فہرست قومی والنٹیروں کی ملی جس میں اسکا نام بھی درج تھا۔ اہل ملک کا فرض ہے کہ وہ متفق ہو کر اس محنت سے اپنے ملک کو بچائیں اور ان لوگوں سے احتراز کریں۔ جو احسان فراموش اور غدار ہیں۔

باخویشتن چہ کردی کہ باماکنی نظری
حقا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

مسٹر تلک کالے پانی بھیجے گئے

اوپر کے نوٹ کی سیاہی ابھی ختم نہیں ہونے پائی تھی کہ مسٹر تلک کی سزایابی کی خبر موصول ہوئی۔ یہ خبر بظاہر سخت رنجدہ ہے۔ مسٹر تلک پر تین الزام ثابت ہوئے۔ اور انہیں چھ سال قید۔ اور ایک ہزار روپیہ جرمانے کی سزا ہوئی۔ اور ملزم کی عمر اور ملک کے امن و امان کا لحاظ کر کے عدالت نے عبور دریائے شور کی سزا تجویز کی۔ مسٹر تلک کی سزایابی پر افسوس ہے کاش وہ اپنی لیاقت اور قابلیت سے کوئی ایسا کام کرتا۔ جو اس کے اور اس کے پیروؤں کے حق میں مفید ہوتا۔

مسٹر تلک کی اس سزایابی پر سوگ کر کے صوفی انبا پرشاد۔ اجیت سنگھ اور لال چند فلک نے فقیری لباس پہن لیا۔ اس حرکت سے ملک اور اہل ملک کو کیا حاصل؟ کیوں یہ لوگ ایسی حرکات کرتے ہیں۔ جو اہل وطن کے لئے کچھ بھی مفید نہیں :۔

رسالہ تشحیذ الاذہان یہ رسالہ جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف الرشید سیدی و مولائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایڈیٹری سے نکلتا ہے اور اس کی اشاعت کی غرض جہاں اسلام کی صداقت کو ظاہر کرنا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی حقانیت کو ذہن نشین کرنا ہے۔ وہاں یہ بھی ہے۔ کہ اپنی قوم کے نوجوانوں کو خدمت اسلام کے لئے آمادہ کیا جاوے۔ اور انہیں تحریری اور تقریری طور پر اسلام کی حقانیت کے اظہار کی جرات دلائی جاوے۔ یہ رسالہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں اور نہ کسی کو اس کی آمدنی سے ذاتی تعلق ہے۔ اسلئے اس قسم کے رسالہ کی اشاعت کثرت سے ہونی چاہئیے حضرت حجۃ اللہ کی وفات پر صاحبزادہ صاحب نے جو زبردست آرٹیکل مخالفین کے اعتراضوں کے جواب میں لکھا ہے وہ قابل دید ہے۔ رسالہ کے لئے مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان کے نام درخواست کرو یہ رسالہ ماہوار شایع ہوتا ہے۔ اسکا حجم ۴۸ صفحے ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ صرف عہ

سب انسپکٹر بھیرہ بھیرہ ضلع شاہپور کو معلوم ہوتا ہے وہاں کے احمدیوں سے کوئی خاص دشمنی ہے۔ میرے پاس اس کی طویل شکایت پہنچی ہے کہ اسنے وہاں کے احمدیوں کو بلا کر سخت و سست کہنے کے علاوہ ایسی دھمکیاں دی ہیں۔ جو اس قابل نہیں کہ ان پر پرواہ نہ کی جاوے واقعات کی تصدیق کے لئے ان شکایات کو فی الحال اشاعت سے روکا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ شکایات درست نہیں۔ تو کچھ شک نہیں۔ کہ سب انسپکٹر صاحب کو جواب دینا پڑیگا۔ دراصل ایسے لوگ جو مذہبی تعصب کے زیر اثر کے نیچے ہوتے ہیں وہ خواہ کسی قوم اور فرقہ کے ہوں)۔ سخت خطرناک ہوتے ہیں۔ احمدی قوم ملک بھر میں امن پسند اور بے ضرر قوم ہے مگر اسکے غریب افراد کو ایک متعصب سب انسپکٹر اسطرح پر ستاتا ہے۔ کہ وہ بھی آخر شکایت کرنے پر مجبور پائے جاتے ہیں۔ معاملہ کی اہمیت اور میرا قومی فرض مجھے مجبور کرتا ہے کہ واقعات کو روز روشن لاکر انسپکٹر جنرل پولیس کے سامنے رکھوں اسلئے میں ان شکایات کو بعد تصدیق درج اخبار کرونگا۔ لیکن تنا کہدینا بھی مناسب نہیں ہے کہ کیا شاہپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب بہادر ایسے شخص کو بھیرہ میں رکھنا پسند فرماویں گے جو مذہبی تعصب اور مخالفت کی وجہ سے ایک غریب اور کمزور فرقہ کو ستانا اپنا فرض سمجھے بہتر ہے سب انسپکٹر صاحب ہی اپنا رویہ بدلدیں۔ اور وہ اپنے فرض منصبی کے مقابلہ میں مذہبی اختلاف کی پرواہ نہ کریں۔

گورنمنٹ کے سررشتہ تار کے جدید انتظام کے رو سے قرار پایا ہے کہ اتوار کے روز اور سرکاری تعطیلات کو ڈیفرڈ قسم کا کوئی پیغام قبول نہیں کیا جاویگا۔ اور بعض درجہ دوم کے سٹیشنوں پر جہاں کام تھوڑا ہے رات کو پیغام تار قبول نہیں کرینگے ایسے مقامات کی فہرست عنقریب شایع کی جاوے گی :۔

کابل کی خبر ہے کہ امیر صاحب وہاں ایک کارخانہ پارچہ بافی کا جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر یہ چلگیا۔ تو واقعی معقول فائدہ ہوگا۔ افغانستان میں اون بافراط میسر آتی ہے اور اسکی مقدار ہندوستان میں لائی جاتی ہے پہلے سال اُن کی قیمت سستی تھی۔ اسباعث قندہار میں ذخیرے بھرے ہوئے ہیں بہرحال یہ کارخانہ مفید ثابت ہوگا :۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بشپ لیفرائے انڈیا کی بے چینی پر

بشپ لیفرائے کے نام سے الحکم کے

اخبار خوان دنیا خوب واقف ہیں یہ وہی بشپ صاحب ہیں جن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعدد مرتبہ زک اٹھانی پڑی۔ آخر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ نے جب مقابلہ کی دعوت کی تو آپ نے باوصفیکہ انگریزی اور دیسی پریس نے انہیں غیرت دلائی۔ گریز ہی کیا۔ آجکل آپ لنڈن میں وارد ہیں۔ اور ایک کانفرنس میں شریک ہیں جہاں دنیا کے تمام انگریز بشپ جمع ہیں بشپ لیفرائے نے اپنی تقریر کے دوران میں انڈیا کی بے چینی پر گفتگو کرتے ہوئے جو رائے دی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ مغربی تعلیم اور اثر نے مشرقی مذاہب اور معابد کی بنیاد کو ہندوستان میں کھوکھلا کر دیا ہے اور چرچ کے لئے موقعہ ہے کہ ہندوستان کو عیسائی کرے۔ بشپ صاحب کا مذہبی خیال کے لوگوں کے سامنے اس قسم کی تقریر کرنا کوئی انوکھی بات نہیں ہمارے صوبے کے کسی زمانہ کے لاٹ صاحب ینگ نام نے لنڈن میں کئی سال گذرے۔ ہندوستانی وفاداری کی ایک ہی صورت بتائی تھی۔ کہ وہ عیسائی ہو جائیں۔ اب بشپ لیفرائے ہندوستان کی بے چینی سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کہ گویا لوگ عیسائی ہونے کو آمادہ ہیں۔ اس خوش فہمی کی جسقدر داد دیجاوے وہ کم ہے کیا موجودہ ایجی ٹیشن کی حالت انگریزوں اور ان کے مذہب سے نفرت کا سبق دیتی ہے یا الفت کا واقعات خود ثابت کر دیں گے کہ بشپ لیفرائے کی رائے کو کیا درجہ دینا چاہیے اور اس کی اصابت کے لئے گذشتہ دس سال کا تجربہ اچھا معیار ہے۔

تاریخ مذاہب کی کانفرنس

یہ زمانہ جدوجہد اور کانفرنسوں کا زمانہ ہے۔ یورپ میں باوجودیکہ مذہب کی طرف سے پوری بے پرواہی برتی جاتی ہے۔ اور دن بدن مذہب انحطاط کی طرف جا رہا ہے پھر او اخر ستمبر میں ایک کانفرنس بمقام اکسفورڈ ہونیوالی ہے اور دنیا کے مختلف حصوں سے اس مضمون کے متعلق تقریباً ایکسو کاغذات پڑھے جائیں گے یہ کانفرنس ایک وسیع پیمانہ پر ہوگی اور برطانیہ کی یونیورسٹی میں مطالعہ مذہب کے متعلق کانگرس خاص طور پر مد نظر ہوگی۔ یہ حالات اسلام کے لئے بہت خوش کن ہیں کیونکہ جسقدر مذاہب کی تحقیق کا شوق بڑھے گا۔ اسی قدر اسلام کی خوبیاں اور صداقت ظاہر ہوگی۔

عیسائی یونیورسٹی

کی نسبت جو عرصہ زیر تجویز تھی طے پا گیا ہے۔ کہ سیرام پور (بنگال) میں قایم کی جائے بپٹسٹ مشن (کلکتہ) جو ہندوستان میں قدیم ترین مسیحی مشن ہے۔ اس تجویز کا اصلی مرکز ہے کیونکہ پیشتر سے اسی مشن کا ایک کالج وہاں موجود تھا۔ اب یہی کالج ۳۵ لاکھ کے صرف سے یونیورسٹی کے درجہ تک صعود کریگا۔ اور تمام صرف انگلستان کے مشن سے موصول ہوگا۔

ہمارا لکھنوی معاصر ہندوستانی لکھتا ہے۔ کہ اس یونیورسٹی کے قیام کا مقصد حقیقی مسیحی مذہب کے الہیات کی تعلیم ہے عام تعلیم ضمناً ہوگی۔ اور اسکی ڈگریاں بدستور بنگال یونیورسٹی سے حاصل کی جائینگی۔ پس جب ایک محض مذہبی یونیورسٹی کے لئے موجودہ مسیحی انگلستان ۳۵ لاکھ دینے کے لئے قدم بڑھاتا ہوا نظر آتا ہے تو پھر اس سرگرمی کے بعد کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یورپ میں مسیحی مذہب کا جوش روبہ تنزل ہے؟"

مگر ہم کو حیرت ہے کہ ہمارے ذی علم اور وسیع النظر دوست نے نتیجہ نکالتے ہوئے ایسی عاجلانہ رائے کیونکر قایم کی۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ سامنے کی ہر موجودہ شے ہر منور آنکھ کو کیسان نظر آئیگی؟ اگر سچ ہے تو ہم اپنے دوست کو اس سوال پر توجہ دلانے کی تکلیف دیتے ہیں کہ کیا وہ سینکڑوں تصنیفات ان ہزاروں مضامین اور ان بیسیوں پبلک کوششوں سے بےخبر ہیں جو ہم کو مجبور کرتی ہیں۔ کہ یورپ میں ایک مسیحی طاقت کو ایک ایسا زمین دوز تسلیم کر لیں۔ جسکے اندر کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر بےخبر نہیں ہیں تو صرف ۳۵ لاکھ کی اعانت کی خبر سنکر اسقدر گھبرا کیوں گیا ہے؟

مسیحیت

اب ایک ایسے جسم سے زیادہ نہیں جو ایک مدت کی زندگی بسر کر لینے کے بعد اپنی آخری گھڑیوں کی سسک رہا ہو ایک عبرت کا پائدار اثر دلوں پر چھوڑ جانیوالا ہے۔ ہمارے معاصر کو چاہیے کہ بالخصوص فرانس اور جرمنی کی حالت پر نظر ڈالے یورپ کہتے ہوئے اس غلطی میں نہ پڑ جائے کہ اس کی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے صرف انگلستان کا آئینہ ہی کافی ہے شعل بیان۔ پروڈن کیون فلا ماریون اور بالخصوص اگسٹ کونٹ کی تصنیفات اور مقالات کا مطالعہ تبلا سکتا ہے کہ یورپ کی ایک ادبی جدید الکشافات علمیہ سے انیس سو برس کا یہ کسی زمانہ میں طاقتور مذہبی دیوتا کس درجہ متعفن ہو چلا ہے۔ اخرالذکر مصنف اپنی ایک تصنیف میں جو نظام سیاست کے موضوع پر مطابقت فلسفہ حسی مرتب کی گئی ہے لکھتا ہے۔ کہ کچھ نہیں یہ ایک درد انگیز رنج ہے جس میں ہم عالم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مذہب کی ہم نے سب سے پہلے اپنی سوسائٹی کے عین وسط میں حقارت کی اور کہا کہ اسے نکال دو اخلاق اعلی کو مذہب کا نتیجہ قرار دینا گویا بالکل کسی تھیٹر کا فرادیہ ایکٹ ہو۔ مگر ہم اس جمہوری خیال سے بالکل استغنا کے ساتھ چشم پوشی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جس پہلی چیز کی تم حقارت کر چکے ہو۔ وہ اروپا کے ایک قدیم خیال کی بدعت اس امر کا صاف شگون ہے۔ کہ ایسی کی چیز ہی تم سے آجکل میں رخصت ہو جانیوالی ہے۔ (دیکھو اخلاق حقیقی)

یورپ میں تو مذہب نے ایک عجیب کشمکش اور اجتہاد پیدا کر رکھا ہے دنیا جانتی ہے کہ جب تک یورپ مسیحیت کے دام میں رہا۔ جہالت کے دیو کی برچھیاں کہا کہا کر پھڑکتا رہا۔ لیکن جونہی آفتاب علم طلوع ہوا اور استبداد و شخصیت کے ساتھ ارباب مذہب کی غلامی سے نجات پائی معاً ایک ایسا نیا دور شروع ہو گیا۔ جسکی نظیر ادوار قدیمہ میں نہیں مل سکتی اب تو یورپ جس میں انگلستان بھی داخل ہے۔ مذہب کو سوسائٹی کے عام تہذیبی قوانین کی طرح برتتا ہے اسکے شاندار گرجے خوبصورت عورتوں سے بھری ہوئی گیلریاں اور آرگن کی دلفریب آواز بلاشبہ اثر انگیز ہوتی ہیں۔ مگر یہ سب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مذہب و اخلاق کی جب کبھی حکومت ہوتی ہے۔ تو دل پر ہوتی ہے۔ کشادہ سڑکوں پر رومی طرز عمارت کو یاد دلانے والے کلیسا پر نہیں ہوتی۔ اصلی بات تو یہ ہے کہ مسیحیت تو علم و عقل کا ساتھ دے ہی نہیں سکتی بائیبل کی تعلیم کو جو شخص بیسویں صدی میں موثر سمجھتا ہے اس کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو کلیلہ و دمنہ کے اخلاقی قصص کو موجودہ زمانہ میں حقیقی اور اصلی مواد بننے کے لئے تیار نظر آئے اور اسکو بیان واقعہ سمجھے۔ (وکیل)

عیسائیت کی ترقی کی نئی سبیل

امریکن پیر کلیسیا نے عیسائیت کی ترقی اور گرجاؤں کی رونق بڑھانے کے لئے ایک جدید سکیم تجویز کی ہے۔ اور وہ ایسی قابل شرم ہے کہ اس کا ذکر بھی نامناسب ہوتا لیکن یہ دکھانے کے لئے کہ عیسویت کے حامل تابوت کی حالت کس درجہ تک گر گئی ہے اس خبر کا لکھدینا ضروری ہے۔ شکاگو کے گرجا میں خفیہ طور کے کمرے بنائے گئے ہیں۔ پرتکلف پردے نظر فریب ہیں دیکھا اور بے اختیار جی چاہا کہ اندرونی لطف حاصل کئے جائیں اندرونی آراستگی اور ہی غضب ہے۔ انمیں دھیمی روشنی بجلی کی ہلکا رنگ لئے ہوئے ہے کہ حسن و عشق کے راز و نیاز کی رازدار ہے۔ پیر کلیسیا کا یہ خیال ہے۔ کہ یہی لگاؤ نوجوان کو کلیسا لا سکتا ہے۔ خلوت کے کمرے رہبری کریں گے۔ کہ وہ کلیسا کے فرائض ادا کرنے کے لئے گرجا میں جب عبادت مسیحی کے بعد تو مجازی کیفیت سے طبیعت کو تازگی بخشیں کیا یہ شرمناک طریق عیسائی گرجوں کی رونق بڑھائیگا یا انکو بالکل نیست و نابود کر دے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ کفارہ مسیح پر ایمان ہو۔ تو عیسائی مذہب کے رو سے گناہ ہی نہیں رہ سکتا۔ پھر کیوں وہ گرجوں کو اس مقصد کے لئے کام میں نہ لائیں۔ شرم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

از دفتر سکرٹری نمبر ۱۳۴ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۸ء - نمبر رسید
بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الحکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اطلاع

چوہدری محمد حسین صاحب گرداور قانونگوی سکنہ سیالکوٹ نے چہہ ماہ کی رخصت حاصل کی ہوئی ہے آپکو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا اخلاص ہے یون تو خدا کے فضل سے ضلع سیالکوٹ کی ساری جماعت دینی خدمات کی بجا آوری مین سبقت لیجانے مین مشہور ہے مگر منجملہ انکے چوہدری صاحب موصوف کو بھی اس بات کا بہت دلی جوش ہے۔ کہ کوئی دینی خدمت ان سے ہو جائے چنانچہ آپ کی بڑی خواہش یہ تہی۔ کہ یہ رخصت کے ایام ضایع نہ جاوین ان مین کوئی دینی خدمت ہو جائے۔ اس وجہ سے انہون نے اول تو ضلع سیالکوٹ مین بغرض فراہمی چندہ و تبلیغ دورہ کیا اور باقی وقت کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے انکی دلی خواہش کے مطابق اجازت دی ہے کہ دیگر اضلاع مین بہی وہ بغرض تبلیغ و فراہمی چندہ دورہ کرین۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے بمعہ ڈاکٹر احمد حسین صاحب ضلع لائلپور و سرگودہ کا دورہ شروع کیا ہے اسی طرح وہ انشاء اللہ تعالےٰ دیگر اضلاع کا دورہ بہی فرماوینگے[1] اس دورہ مین سب سے مقدم مدرسہ دینیہ کے لئے چندہ فراہم کرنا ہوگا جو حضرت اقدس کی یادگار مین قایم ہوگا۔ اور اسکے ساتھ دیگر مدات کے لئے بہی چندہ فراہم کرینگے احمدی احباب کو بحیثیت چندوں سے اور ماہوار چندوں سے امداد سلسلہ کرنی چاہیے۔

اسکے متعلق صدر انجمن احمدیہ کی تمام سکرٹری صاحبان فی انجمنہائے احمدیہ کی خدمت مین درخواست ہے کہ وہ چوہدری صاحب کی مدد کرین اور اگر ضرورت ہو تو سکرٹری صاحب ضلع کا کوئی واقف آدمی ساتھ کر دین جس سے انہین سہولت ہو۔

خلیفہ رشید الدین

خوشخبری

میری نہایت ہی مکرم اور عزیز بہائی شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم کے نام سے الحکم کی اخبار خوان دنیا واقف ہے یہ ایک غیور اور متدین احمدی مسلمان ہین حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شیخ صاحب کے متعلق جو فال رشک رائے ظاہر فرمائی تہی وہ شایع ہو چکی ہے۔ شیخ صاحب اپنی زندگی اشاعت سلسلہ مین خرچ کرنا چاہتے ہین انہون نے حضرت اقدس کی زندگی ہی مین تبلیغ کے لئے سفر کیا تہا۔ اب وہ بہت جلد پہر اسی مقصد کے لئے سفر کرنا چاہتے ہین احباب ان کو اس غرض کے لئے جہان وہ پہنچین۔ مدد دین انکے لئے ایسی مکان کا انتظام کردین جہان وہ لیکچر دے سکین +

آخر قادیان نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیا گیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ لالہ شرمپت رائے اور مرزا نظام الدین صاحب اسکے ممبر قرار پائے ۲۱- جولائی ۱۹۰۸ء کو اسکا پہلا اجلاس بہ صدارت جناب ملک قادر بخش صاحب تحصیلدار بٹالہ قادیان مین ہوا۔ چند ابتدائی اور ضروری امور طے پائے۔ آیندہ رقبہ مشتہرہ ہونے کی حیثیت سے قادیان کی عام حالت مین کیا تبدیلی ہوگی واقعات معلوم ہونگے مگر اس مین شک نہین۔ کہ قادیان کی عام حالت صفائی اب سے بہتر صورت پیدا کریگی اور گلی کوچون مین پختہ فرش لگایا جاویگا۔ نالیون کی اصلاح ہوگی۔ اور عام روشنی کا انتظام ہوگا۔ ملک صاحب ایک بیدار مغز اور بااخلاق انسان ہین۔ اپنے فرایض اور نازک ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے رعایا کی بہتری اور بہلائی کا خیال ان کے مدنظر رہتا ہے +

۲۰- جولائی ۱۹۰۸ء کو کنور رگھبیر سنگھ صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ ای۔ اے سی گورداسپور دورہ کی تقریب پر آئے ہوئے ڈلے سے قادیان تشریف لائے۔ کنور صاحب کپورتھلہ سٹیٹ کی رایل فیملی سے تعلق رکہتے ہین اور مذہباً عیسائی ہین۔ وہ ایک شریف اور تعلیم یافتہ نوجوان ہین۔ خیالات سنجیدہ اور طبیعت ملنسار ہے فی الحقیقت اس قسم کے عہدہ دار رعایا کے لئے بہترین حاکم ہوتے ہین۔ مین فی الحال اس سے زیادہ انکی نسبت کچہہ نہین کہہ سکتا۔ آپنے مدرسہ تعلیم الاسلام اور سلسلہ کی دوسری انسٹیٹیوشنز کو نہایت شوق اور دلچسپی سے دیکہا۔ اور بزرگان قوم خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح سے مل کر بہت محظوظ ہوئے۔

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت واجب الوجود۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب جس مین آریہ سماج کے بعض اصولون کی حقیقت بہی کہول کر بتائی ہے۔ قیمت ۲/

رسالہ تدبیر۔ اسمین مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی ہے اور تدبیر اور تقدیر کے فلسفہ پر بحث کی ہے۔ قیمت ۱/ دونون رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت الحمد للہ اچہی ہے۔ اور درس قرآن مجید اور درس حدیث شریف کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔

۲- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور متعلقین کی صحت کی خبر خوشی کا موجب ہے۔

۳- مدرسہ تعلیم الاسلام گرمی کی تعطیلات کے بعد ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء کو کہل گیا ہے۔ طالب علم آ گئے ہین اور آ رہے ہین۔ مدرسہ دینیہ کی سکیم اور اس کے اجرا کا سوال مجلس کے سامنے ہے۔

۴- بارش اچہی ہو گئی ہے۔ اور ابہی بادل گہرے ہوئے ہین

۵- فاضل امروہی امروہہ مین تبلیغ کر رہے ہین آپکے ہمراہ حافظ احمد اللہ خان اور مولوی محبوب الرحمان بنارسی بہی ہین۔ وہان آپکے پر زور خطبے ہوئے۔ اور مخالفین پر اتمام حجت ہوا +

قادیان مین ہوس ٹیکس

چونکہ قادیان نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیا جا چکا ہے۔ اس لئے اخراجات ضروریہ کے لئے باشندگان پر ہوس ٹیکس لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے قادیان کے رہنے والون مین ایک گہبراہٹ پائی جاتی ہے ہوس ٹیکس اگرچہ اول اول جب یہان نوٹیفائیڈ ایریا کی تجویز کی گئی تہی تو باشندگان کو بتا دیا گیا تہا۔ کہ اخراجات مد صفائی و روشنی و حفاظت وغیرہ کے پورا کرنے کے لئے ہوس ٹیکس لگانا پڑے گا۔ اور ہوس ٹیکس کا مفہوم بہی بتا دیا گیا تہا۔ اسوقت باشندگان نے منظور کیا تہا چنانچہ مثل مین یہ امر صراحت کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے جہان تک مجہے باشندگان قادیان کے خیالات معلوم کرنے کا موقع ملا ہے۔ اور مختلف فرقون کے سرکردہ آدمیون نے مجہے بیان کیا ہے۔ نفس ہوس ٹیکس کے ان فوائد کے مقابلہ مین جو ان کو پہنچانے مقصود بتلائے گئے ہین برا نہین سمجہتے۔ لیکن جس طرز پر یہ تشخیص ہوئی ہے اس کے متعلق انہین اعتراض ہے۔ اور یہ اعتراض ایک حد تک معقول اور مضبوط ہے ہوس ٹیکس کی جو فہرست منظور ہو کر آئی ہے معلوم نہین۔ وہ کسوقت طیار ہوئی۔ اور کس نے کی؟ اتنا تو بہرحال کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب قادیان

---

[1] زیل کے مقامات کا دورہ کرین گے۔ امرتسر - محلانوالہ - جالندہر - بنگہ - کریام - کاٹھ گڑہ - راہون - لدہیانہ - مالیر کوٹلہ - نابہ - پٹیالہ - انبالہ - سہارنپور - دیوبند - مظفر نگر - میرٹھ - دہلی - شاہجہانپور - رام پور - بریلی

کے نوٹی فائیڈ ایریا قرار دئے جانے کی ابتدائی تجاویز کے وقت یہ فہرست طیار ہوئی ہوگی۔ یہ وہ وقت تہا۔ جب کہ قادیان مین طاعون کا حملہ نہین ہوا تہا۔ اور فہرست قیاسی طور پر طیار کی گئی ہوگی۔ پس عقل باور نہین کرتی کہ اتنے سال پیشتر کی طیار شدہ فہرست اب کیونکر کارآمد ہو سکتی ہے اس فہرست مین بعض ایسے لوگون کے نام درج ہین جو فوت ہو چکے ہین۔ اب ان کا ہوس ٹیکس کہان سے وصول کیا جاوے۔ ہوس ٹیکس جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے مکانات پر ہونا چاہئے۔ نہ کہ حیثیت کے پہلو سے لگایا جاوے لیکن اگر حیثیت کا سوال ہی زیر نظر ہو تو اس لحاظ سے ہی یہ فہرست نامکمل اور قابل ترمیم ہے بعض ایسے لوگ جو چوکیدارہ بہی بمشکل دے سکتے ہتے تو ان پر ہوس ٹیکس کے کئی روپیہ لگا دئے گئے ہین اس سے لوگون مین بے چینی اور گہبراہٹ پہیلے گی مین اس نوٹی فائیڈ ایریا کا موید اور محرک ہون۔ لیکن میری نظر مین ہوس ٹیکس کی فہرست از سر نو مرتب اور مکمل ہونی چاہئے۔ اور مین امید کرتا ہون۔ کہ جناب ملک قادر بخش صاحب تحصیلدار بٹالہ جو رعایا کے فیلنگس کو پورے طور پر نگاہ رکہتے ہین۔ اور جن کی شرافت اور وسعت اخلاق کے تمام لوگ مداح ہین۔ میری اس تحریر پر توجہ فرمائین گے جو قادیان کے باشندون کے خیالات کا اظہار ہے ملک صاحب بمشورہ دیگر معزز ممبران یہ رپورٹ لکہ سکتے ہین کہ چونکہ اس فہرست کو مرتب ہوئے کئی سال گذر گئے ہین اور بعض آدمی اس مین سے فوت ہو چکے ہین۔ اسلئے اسکی ترمیم کی ضرورت ہے۔ اور جدید فہرست مرتب کر کے بہیجدی جاوے تو مجہے یقین ہے کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر سپارش کر کے منظوری کے لئے اوپر بہیجدین گے اس طرح پر قادیان کی پبلک کو بہت کچہ شکر گذاری کا موقعہ ملے گا۔ مین اس امید کے ساتہ اس نوٹ کو ختم کرتا ہون کہ جب اس کا مین شروع سے الحکم کی تجاویز اور تحریرون پر نوٹس لیا گیا ہے اس کو بہی قابل التفات سمجہ کر پورا نوٹس لیا جاویگا۔

الحکم کا آنیوالا رنگ

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد اگرچہ الحکم کے مقاصد اور اغراض مین کوئی فرق نہین آیا۔ لیکن مین یہ یقین کرنے کے وجوہات رکہتا ہون۔ کہ اس کے مقاصد کا دایرہ اور تکمیل اغراض کا احاطہ وسیع ہو گیا ہے اس سے پہلے لوگون کی خواہش اور غرض حضرت اقدس کے ملفوظات آپ کے ارشادات اور خدا تعالیٰ کی تازہ وحی کے پڑہنے اور سننے کے لئے محدود تہی۔ لیکن اب جہان ان مضامین کا سلسلہ گونہ بند ہو گیا ہے وہان اس امر کی ضرورت پیش آگئی ہے کہ اخبار جو قوم کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہین۔ اور فی الواقع ایک طاقت ہین ان سے وہی کام لیا جاوے جسکے لئے وہ وضع ہوئے ہین۔ اسلئے مین وقتاً فوقتاً الحکم کے ذریعہ قومی ضروریات اور قومی کامون پر رائے زنی کرنے کی ضرورت سمجہونگا اور قوم کو۔ ان کے مفید یا مضر پہلوون سے بخیال خود آگاہ کرنے کی سعی کرونگا۔ انشاء اللہ العزیز اسکے یہ معنے نہین ہونے چاہئین کہ جو رائے ایڈیٹر اخبار ظاہر کرے اسے قطعی اور یقینی سمجہ لیا جاوے۔ اسلئے کہ یہ عزت اور یہ فخر صرف صرف حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے کو حاصل ہے ہم مین سے ہر ایک کا فرض ہے کہ آپ کے حکم کو بلا عذر تسلیم اور واجب التعمیل سمجہین۔ الا قومی مشترکہ کامون پر ہر ایک کو اسکی بہتری کے پہلوؤن پر غور کرنی چاہئے۔ اگر ہم اپنے پیش پا افتادہ ضروریات پر غور نہیں کرینگے اور قوم کو ان کے مفاد اور مضار پہلوؤن سے آگاہ نہ کرینگے۔ تو شاید اپنے مقصد سے دور رہین گے قوم مین آزادی رائے کی قوت پیدا کرنا ضروری ہے۔ اور اس بات کی کبہی پرواہ نہین ہونی چاہئے۔ کہ مخالف کیا کہتے ہین۔ پس اخبار الحکم کے آنیوالے رنگ مین ناظرین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق قومی پالیٹکس کے مضامین کا اکثر حصہ پائین گے۔ جس کی ضرورت اب اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی ہے۔

سرپرستانِ الحکم کے نام

سال رواں کی پہلی ششماہی ختم ہو کر دوسری ششماہی کا بہی ایک مہینہ گذرنے کو ہے لیکن مین دیکہتا ہون۔ کہ ابہی تک اخبار کے سرپرستون کا بہت بڑا حصہ اخبار کی واجب الادا قیمت کا دینا ہے۔ ایسے تغافل اور تساہل کا اثر جو کچہ اخبار کی حالت پر پڑ سکتا ہے۔ وہ ایک نمایان بات ہے گذشتہ جون کے آخر مین کچہ اسی قسم کی دقتون نے منہ دکہلایا۔ اسپر ہی کہا جاتا ہے۔ کہ اخبار کی روانگی مین تاخیر ہوتی ہے۔ یا بعض وقت اشاعت ہی ملتوی ہوتی ہے مین ایک عرصہ سے ایسی تحریکون کے نہ کرنے کا عادی ہو چلا ہون۔ اشاعت ذیل کے لحاظ سے گویا اخبار کا سال ختم ہو چکا۔ مگر ابہی تک بہت سے دوستون کا اس کی قیمت کے ادا کرنے کی طرف توجہ نہ کرنا حیرت ناک امر ہے۔ مین چاہتا ہون کہ اخبار کے کاروبار کو پہر اپنے ہاتہ مین لون۔ اور ماتحت عملہ پر ہی اس کا بوجہ نہ رہنے دون۔ اسلئے اگر میرے محترم ناظرین اور سرپرست جنہون نے ہمیشہ اپنے قومی خادم کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اور اسکی تحریرون پر شکریہ اور مسرت کے خطوط بہیجکر اسے جوش دلایا ہے وہ میری اس تحریر پر توجہ فرمائین۔ اور اپنے اپنے ذمہ کی واجب الادا رقوم کو فوراً ادا کر دین۔ اور سطح کے بہیجے ہوئے وی۔ پی وصول کر کے مجہے شکر گذاری کا موقع دین اور کام کے کرنے کے لئے فرصت اور فراغت کا باعث بنین۔ لیکن اگر انہون نے عدم توجہی سے کام لیا۔ تو یاد رہے کہ وہ اس غفلت کے نتیجے کے لئے خود جوابدہ ہونگے اگر ایک قومی دیرینہ خادم کو کسی قسم کا نقصان مالی مشکلات کی وجہ سے ہوا۔ تو اس کے ذمہ دار بہرحال وہ آپ ہین۔ ایسا ہی مین ان سے جو میری تحریرون کے قدردان اور میری خدمات کے معترف ہین۔ یہ بہی کہنا چاہتا ہون ہر ایک ان مین سے کم از کم دو خریدار پیشگی قیمت دینے والے مہیا کر کے مجہے شکر گذاری کا موقع دین ترسیل وی پی کا سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے۔ اور جن احباب نے سال ہا سال کا بقایا ہے۔ اور ان مین سے بعض کے نام اخبار بند کیا گیا ہے اگر وہ از خود توجہ نہ فرمائین گے۔ تو مین مجبور ہونگا کہ بعض کرمفرماؤن کے ذریعے انہین توجہ دلاؤن۔ آخر مین مجہے امید ہے کہ مزید یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی۔ میرے معاونین اسوقت اپنی توجہ سے میرا ساتہ دین۔ حسبی اللہ نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔

(یعقوب علی ایڈیٹر الحکم)

اظہار رائے مدت سے کئی رسالے اور کتابین ریویو کیلئے آئے ہوئے ہین مجہے افسوس ہے کہ اس سے پہلے کچہ نہین لکہ سکا اب انشاء اللہ جلد تر ان پر کچہ نہ کچہ لکہونگا۔

دیوسماج کا عبد الغفور اور آریہ سماج کا دہرمپال اس نام کا ایک رسالہ دیو سماج کیطرف سے معنون آریہ دہرمپال ان رسالون کے جواب مین شایع کیا گیا ہے جو مسٹر اگنی ہوتری آسمانی گور وغیرہ ناموں سے دیوسماج پر گندے اور ناپاک حملے کرنے کیلئے شایع کئے تہے۔ اس رسالہ دہرمپال کی حقیقت کو طشت از بام کر دیا ہے اور نہایت متانت اور شرافت کے ساتہ انکی اپنی ہی تحریرون کی بنا پر بتایا ہے وہ کس سپرٹ کا انسان ہے۔ میری رائے مین یہ کتاب سچ مچ ایک نصیحت بخش مطالعہ اور نتیجہ خیز مقابلہ ہے۔ اسکی قیمت ۲ ہے اور دیوسماج آفس لاہور سے ملے گی

پرماتما اور آتما یہ کتاب ایک انگریزی تالیف کا ترجمہ ہے جسکو برہم سماج لاہور نے چہاپ کر شایع کیا ہے۔ کتاب اچہے کاغذ پر خوبصورت چہاپی گئی ہے اور مفت قیمت پر منیجر برہم پرچارک لاہور کے نام درخواست کرنے پر ملے گی۔

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چہپکر شایع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان
دارالامان سے
شایع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

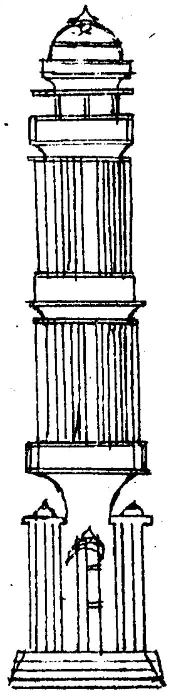

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷
قیمت پیشگی سالانہ

۱ - عوام سے	(۵)
۲ - خواص و سعادتمندوں سے	(عـ۵)
۳ - ہندوستان سے باہر	(ے)
۴ - غیر مذاہب والوں سے	(۱۲ روپے)
۵ - اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے کم آمدنی والے لوگوں سے	(۱۲ عـ)

نوٹ
عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

قادیان دارالامان مورخہ ۲ / اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۳ / رجب المرجب ۱۳۲۶ ہجری

ابھی سے انتظام کرو

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال اور رفع کے بعد پہلا سالانہ جلسہ آنے کو ہے جو حسب معمول دسمبر ۱۹۰۸ء کے ایام کرسمس میں بمقام قادیان ہوگا میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ صدر انجمن اس جلسہ کے لئے کیا انتظام کرے گی لیکن میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ چند ایسی باتیں پیش کروں جو صدر انجمن اور خصوصاً قوم دونوں کی توجہ طلب ہیں

صدر انجمن احمدیہ کا فرض ہے کہ اس جلسہ کو مفید اور کارآمد بنانے کے لئے ابھی سے فکر کرے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کی حیات میں لوگ حضور کے منتظر رہتے تھے۔ اور بندگان عالی کے اوقات گرامی کی مصروفیت کسی باضابطہ پروگرام کی پابند نہیں ہو سکتی تھی اسلئے کوئی پروگرام انکے لئے تجویز نہیں ہو سکتا تھا۔ اسلئے سب سے اول تو اس امر پر توجہ ہونی چاہئے کہ جلسہ کے ایام کا ایک خاص پروگرام ہو جو پہلے سے مشتہر کیا جاوے یہ میں نہیں کہتا کہ ابھی سے مشتہر کرو۔ لیکن پروگرام ہونا ضروری ہے اور یہ پروگرام میں اسبات کو ملحوظ رکھا جاوے کہ وقت بڑی قیمتی شے ہے ضایع نہ ہو تاکہ ان اغراض اور مقاصد کی تکمیل اور اصلاح کے لئے کافی وقت رکھا جاوے جو قوم کی اہم ضروریات میں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

میں یہہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ شاعری کے بڑھتے ہوئے مذاق کو روکنے کی بھی اصلاح ہونی چاہئے یہہ خیال مجھے اسلئے پیدا ہوا ہے کہ سالانہ جلسہ کے پروگرام کو مختلف انجمنیں اور سوسائٹیاں دلچسپ بنانے کے لئے ایک اچھا خاص وقت شعر و شاعری کی بھی نظر کر دیتی ہیں۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری انجمن اس پہلو کو خصوصیت سے مدنظر رکھے گی اور تجویز پروگرام کے لئے اسے ابھی سے غور کرنا چاہئے کیونکہ سب سے اہم اور سب سے زیادہ مشکل یہی کام ہوتا ہے۔ اسکے بعد دوسرے انتظامی امور کی طرف متوجہ ہونا لازمی ہے۔ اگر ابھی سے اس سوال پر غور کیا جاوے گا تو میری رائے میں اسوقت تک انتظام ہو جائے گا۔ انکے متعلق بعض اور ضروری امور میں اسوقت اشارہ کرونگا جب انجمن اسپر کوئی نوٹس لیگی۔

پھر ایک اور امر جسپر انجمن کو اسوقت پہلا نوٹس لینا چاہیے وہ یہہ ہے کہ ریلوے کرایہ کے لئے ابھی سے کوشش کی جاوے جب وقت بہت ہی تنگ رہجاتا ہے اسوقت اسکے لئے کوشش شروع کی جاتی ہے جو مفید نہیں ہوتی میں کئی سال سے اس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں اگرچہ پچھلے دو سال کسی حد تک توجہ ہوئی ہے۔ مگر نہ ہونے کے برابر سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ اپنا فرض سمجھیں کہ وہ ریلوے والوں سے خط و کتابت کریں اور وہ اس معاملہ کو اسکے سلسلہ سمجھیں اور انہیں بتائیں کہ کسطرح پر انہیں ایک بڑا فائدہ سے محروم کر رہے ہیں غرض انکی کوشش کی ہر وقت بیٹھے رہنے کا نہیں بلکہ کام کرنے کا ہے

اسکے بعد میں قوم کی طرف توجہ کرتا ہوں اس جلسہ کو کامیاب بنانے کیلئے ہماری سعی متفق ہونی چاہئے اور میرا جی چاہتا ہے کہ اس دفعہ یہ مجمع کئی ہزار انسانوں کا مجمع ہو ہر ایک احمدی کو خواہ کچھ ہی ہو یہاں آنیکی کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ سلسلہ عالیہ کی عظمت اور شوکت کا اظہار ہو اور قومی کاموں میں کمی نہ رہنے پاوے۔ نہیں تو دشمن مخالفین اگرچہ حضرت حجۃ اللہ کے رفع اور وصال پر اپنی امیدوں میں ناکام اور مایوس ہو چکے ہیں۔ اور شرمندہ ہو گئے ہیں لیکن یہ وقت اور بھی انہیں شرمندہ کرنیکا ہے اسلئے ہر شخص کو ابھی سے یہاں آنیکی طیاری کرنی چاہئے۔ ابھی پانچ مہینے باقی ہیں۔ ان مہینوں میں ہر شخص طیاری کی فکر کر سکتا ہے قوم کا فرض ہے کہ وہ جلسہ کو کامیاب اور شاندار بنانے کے لئے بڑی جدوجہد کرے جلسہ کی کامیابی دو باتوں پر منحصر ہے اول اجتماع دوم قومی ضروریات کی تکمیل کے لئے فراہمی سرمایہ۔ یہ دو امر قوم کی خاص توجہ چاہتے ہیں۔ فراہمی سرمایہ کے لئے میری رائے میں اگر کم از کم ایکہزار آدمی ایسے نکل آئیں جو پچیس پچیس روپیہ خواہ خود دیں یا جمع کر کے لائیں تو کم از کم ایک مد کے لئے ہی کافی رقم جمع ہو سکتی ہے اسوقت بعض تجویزیں ہیں انپر عمل کرنا یا انکو کامیاب بنانا قوم کے اختیار میں ہے خلاصہ یہ کہ اس سال کے جلسہ کو کامیاب اور شاندار بنانیکے لئے ابھی سے طیاری ہونی چاہئے۔ اور قوم کو ابھی سے اپنے فرض کو پورا کرنے میں محنت چاہئے۔ گزشتہ سے بہت زیادہ احباب اس دفعہ خصوصیت سے جمع ہونے چاہئیں اور فراہمی سرمایہ کے لئے بھی جوش سے سعی ہو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر چھپ کر شایع ہوا۔

نوٹ اور نکات

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ہمیشہ زندہ اور سلامتی کا سرچشمہ ہے اسلئے کہ وہی وقیوم خدا کا پسندیدہ اور برگزیدہ ہے جیسا کہ خود اسکی مجید ومبارک کتاب فرماتی ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام اسکی تاثیرات اسکے برکات دائمی ہیں اسکا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ خدا تعالے ہر صدی کے سر پر ایک مرد خدا کو بھیجتا ہے۔ جو عارف القرآن ہوتا ہے اسکا کام ہوتا ہے کہ تقاضائے وقت کے موافق ملت بیضا کو بدعات سے پاک وصاف کرے اور دشمنوں کے حملوں کو رد کرے اور قرآن کی اصل روح مسلمانوں میں پھونکے۔

یہ صدی جو گذشتہ دس صدیوں میں اپنی نظیر نہیں رکھتی اسلام کیلئے سخت جانگداز صدی تھی جس میں اسلام کی حقیقت اور حقیقت کو اندر اور باہر سے مشتبہ کرنے کیلئے دوستوں اور دشمنوں نے سہواً یا ارادتاً بہت زور لگایا تھا اور علوم طبعی اور فلسفہ کے بڑھتے ہوئے شوق اور مغربیت کی بے قیدی اور آزادی کی رو پہلی سنہری نمائشوں نے مسلمانوں کے بچوں کو گمراہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا تھا۔ نبوت معجزات اور خوارق۔ مخاطبات اور کشوف ملائکہ اور معاد پر ہنسی اڑائی جاتی تھی۔ ایسی حالت اور صورت میں اس صدی کا مجدد مجدد اعظم ہونا چاہئے تھا۔ اور اس میں وہ شمائل محمدیت ہونے لازمی تھے جو کفر کو پامال کر دے چنانچہ خدا تعالے نے دستگیری کی اور اسی شان پر ایک ابن فارس کو صدی کے موافق بھیجا وہ دنیا میں رہا اور اپنا کام کرتا رہا اور آخر اپنے وقت پر رخصت ہوا اب وقت آیا ہے کہ اسکے رنگ میں ہم نے نہج رکھیں اور اسکے پہلو اور پہلو ہیں۔

گذشتہ [illegible] سوال کیا جاتا ہے اس سوال کے رنگ میں [illegible] کا ہی جواب اگر دیا جاوے تو یون ہو سکتا ہے کہ اس نے جو کچھ کیا ہر اپنی تصنیفات کو [illegible] لیکن مختصراً یہ ہے کہ اس نے اپنے قول سے اپنے عمل سے اپنی تعلیم سے یہ ظاہر کر دیا کہ ایک ہی اکیلا خدا پرستش کے قابل ہے۔ وہ بیکار کی طرح معطل اور بیکار نہیں جیسا کہ بعض [illegible] پہلے نظام کائنات مقرر کیا ہے اسی طرح پر نظام روحانی ہے اسکے لئے اسنے وحی والہام اور مکالمات اور [illegible] اور کشوف کا وجود ثابت کیا نبوت ورسالت کا کلی اور یقینی ثبوت بپا خوارق اور معجزات کا مشاہدہ کرایا اور اس طرح دنیا میں ثابت کر دیا کہ زندہ مذہب اسلام اور زندہ کتاب قرآن مجید اور زندہ نبوت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے۔

انسان ہو نیک عجیب [illegible] خودی وخود نمائی کی [illegible] فانی بعد [illegible] بہت جو [illegible] اور [illegible] کے ذریعہ [illegible] استقدام کمال ہو کر وصول الی اللہ

کا مقام ہی وہ اکسیر ہے جو موت کے بعد زندہ کرتی ہے اور یہی وہ دوا ہے جو ہر مرض کا علاج ہے۔ مگر لطف یہ کہ یہ بھی اسی کے فضل سے ملتی ہے جیسے ملتی ہے ہان یہ پاک لوگوں کی صحبت میں ہوتی ہے۔ وہی اسکے امین ہیں انکی تاثیر صحبت یہ رنگ پیدا کر دیتی ہے کہ وہ جو اس کو پائیں اور اسکی صحبت میں رہیں۔

اللہ تعالیٰ کیساتھ تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنیکی پہلی منزل یہی ہے کہ اسکے حسن اور احسان پر تدبر کرے اسلئے کہ یہ دونوں امر انسان کو اسکے عشق اور محبت میں مبتلا کر دینے والے ہیں اللہ تعالے کا حسن اور اسکی صفات کاملہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اسکے احسان کا مشاہدہ نظام کائنات کے مطالعہ سے خصوصاً اس حالت میں معلوم ہوتا ہے کہ اس نظام کائنات میں خود اسکا اپنا وجود کسقدر فیض پاتا ہے یہ باتیں قلب پر مؤثر ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ خدا کی مجید کتاب نے انعامات الٰہیہ کا بار بار ذکر کیا ہے۔ پر اس عشق اور محبت کے بڑھانے کے لئے اول درد اور سوز کا ہونا ضروری ہے کیونکہ انسانی جذبات اور شہوات پر پانی پڑ جاتا ہے اسکو ایک دوسرے مسکن کی حالت پڑتی ہے پھر اس محبت کے بڑھانیکا دوسرا ذریعہ دعا پیدا ہوتا ہے اپنے تمام امور ومہمات کا سرانجام اللہ تعالے ہی سے چاہے عسر ویسر ہر کام دربار میں اسی مجیب پر نظر ہو۔ پھر محبت کے بڑھانے کیلئے خدا کا خوف بھی ضروری چیز ہے اس سے اسکی عظمت وشوکت دل پر غلبہ کر کے خودی اور خود روئی کے خس وخاشاک کو جلا دیتی ہے پھر ایسی محبت کے لئے آداب کی رعایت لازمی ہے قول سے فعل سے کسی حرکت وادا سے اللہ تعالیٰ کی ہتک اور توہین اور اسکی صفات کا نقش ہو پھر محبت کا تقاضا یہ پیدا ہوتی ہے ہمیشہ اسکی حمد وثنا کرے اسکی عظمت وجلال کے اظہار کے لئے زبان کھلی رکھے پھر محبت۔ خدمت تو ہوتی ہے اور یہ خدمت خلق اللہ ہی پھر محبت بڑھانیکے لئے صبر ضروری شے ہے اور صبر مراد عزم کامل ہے اور ان سب امور کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالے کے محبوب کی اتباع کی جاوے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم یعنے اگر تم چاہتے ہو کہ تم اللہ تعالے کے محبوب ہو جاؤ۔ تو اسکی ایک ہی راہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالے تم سے محبت کریگا۔ اور تمہارے تمام حیوانی اور شہوانی جذبات فرو ہو جاوینگے اور آئندہ بد نتائج صادر نہ ہونگے اور تمہاری گذشتہ بدیوں کے بد نتائج ظاہر نہ ہونگے گویا عشق الٰہی اور محبت یزدانی کے تمام ذرائع اور اسباب کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل ہو اس اتباع میں یہ تاثیر اور قوت ہے کہ وہ انسان کو دنیا کی آفات اور ہیبات کو اسکی نظر میں باوجود انمیں رہنے کے ہیچ بنا دیتا ہے اور اسکا تعلق مولا کریم سے ایسا مستحکم اور مضبوط کرتا ہے کہ کوئی شے اسے کاٹ نہیں سکتی ہے یہ زبانی دعویٰ ہی نہیں بلکہ یہ ایک ثابت شدہ واقعہ اور ایک مسلمہ صداقت ہے دنیا کی تاریخ میں اوراق سنہری رہینگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت کے کارناموں سے مزین ہیں صحابہ کرام کی لائف اور سیرۃ کو پڑھو اور پھر غور کرکے بتاؤ۔ کہ وہ کیا تھے کیا ہو گئے اور کیونکر ہو گئے مال اور جان کا دینا آسان امر نہیں عزیزوں رشتہ داروں اور اہل وطن کو الوداع کہنا سہل نہیں دنیا کے لذائذ دنیا کی کامیابیوں اور آسائشوں کو مد نظر رکھ کر کوئی امکان ہستی تو ہو لیکن جہاں کوئی فائدہ اور آسائش نہ ہو وہاں اسکی نظیر دنیا کی تاریخ عاری ہے کیا کہوگے

کیا یہ زندہ شہادت نہیں ہے؟

وہ دور کی بات چلنے دو اسی صدی میں تمہارے ملک اور وطن میں قادیانی امام نے نمونہ نہیں دکھایا۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں کھو گیا اور ایسا محو ہوا کہ آقا اور غلام کا امتیاز بظاہر اٹھ گیا مگر درحقیقت آقا آقا ہی تھا صلی اللہ علیہ وسلم اور غلام غلام ہی ہے بلکہ علم اپنے اس اتباع میں ایسا فرد ہو گیا مولی کریم کا محبوب ہو گیا کہ جن انعامات کا مورد ہوا دنیا جانتی ہے۔ اور جانیگی مگر وہ وقت اسے نہ ملیگا جو اس نے پایا اور گذر گیا

میں آجکل احیاء العلوم کو پڑھا کرتا ہوں اور اس سے میری غرض زیادہ تر یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ میں فلسفہ اخلاق کے باب میں غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ اخلاق کا موازنہ کروں بعض بعض مقامات پر عجیب لطف آتا ہے اور کبھی یہ خیال گذرتا ہے کہ امام نے شاید اسی زمانے کے ہندوستان کے حالات دیکھکر لکھے ہیں کتاب ذم الغرور میں انہوں نے اہل علم کا جو عنوان قائم کیا ہے اسمیں لکھتے ہیں کہ علماء میں سے جو غرور میں مبتلا ہیں۔ انکے گروہ متعدد ہیں۔ ایک گروہ ہے جو علم وعمل کا پابند ہے خباثت نفسانی کی ہستی سے واقف ہے یہ بھی جانتا ہے کہ شریعت نے ان اوصاف کو برا کہا ہے لیکن اپنے نفس کی نسبت اسکے خیال میں بھی نہیں آتا۔ کہ وہ اس خصائل بد آلودہ ہو سکتا ہے اور جب اسمیں ان باتوں کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ تو اسکا نفس عجیب عجیب تاویلیں اسکو سمجھاتا ہے کبر اور شہرت پسندی کو وہ اسپر محمول کرتا ہے کہ یہ کبر اور طلب جاہ نہیں بلکہ اسلام کی عزت ہے اور یہ وہ دین کہتا ہے کہ ذلیل لباس پہننا مجالس میں نیچے بیٹھنا معمولی حیثیت سے رہنا میں بیتکلف گوارا کر سکتا ہوں لیکن اس سے مذہب کے اعزاز میں فرق آتا ہے اور دشمنان دین کی نظروں میں علماء کی شان گھٹتی ہے اسلام کی عزت علم کا شرف مذہب کی تائید اہل بدعت کی تذلیل بغیر اسکے کیونکر ہو سکتی ہے۔ کہ حوصلہ مندی اور بلند نظری سے زندگی بسر کی جاوے معصوموں کو رشک وحسد کیوجہ سے برا کہتا ہے۔ اور انپر رد وقدح کرتا ہے لیکن غلطی سے سمجھتا ہے کہ یہ حق پرستی کا جوش ہے اور منکرین حق کے مقابلہ میں سکوت کیونکر اختیار کیا جا سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ان حالات کو موجودہ حالات سے مقابلہ کرو تو نقش ثانی کو نقش اول سے بڑھا ہوا پاؤگے۔ اللہ رحم کرے۔

صحابہ کی سیرۃ پڑھکر بے اختیار درود شریف پڑھنے کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے کیسی حق گو اور حق جو اور حق شنو اور حق پسند قوم پیدا کر دی تھی سیر کی کتابوں میں جلیل الشان صحابی خلیفہ عمرؓ کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ ابوموسیٰ اشعری کی عادت تھی کہ خطبہ میں حضرت عمرؓ کا نام لیکر انکے حق میں دعا کرتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ کے سوا کسی صحابی کا ذکر نہ کرتے تھے ضبہ بن محصن نے خطبہ میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم ابوبکر کا نام کیوں نہیں لیتے کیا عمرؓ ابوبکرؓ سے افضل ہیں؟ ابوموسیٰ اشعری نے یہ واقعہ حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجا حضرت عمرؓ نے ضبہ کو مدینہ میں طلب کیا ضبہ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ سب حق مجھکو بیان کیا ہے حضرت عمرؓ نے کہا ابوموسیٰ اشعری سے اور تم سے کیا معاملہ پیش آیا انہوں نے حقیقت حال عرض کی حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہا کہ واللہ تم برسر حق ہو اور پھر کہا کہ مجھ سے خطا ہوئی معاف کرو یہ واقعہ قابل غور ہے حضرت عمرؓ جیسا عظیم الشان خلیفہ باوجود ہیبت ورعب جو آپکو حاصل تھا ایک معاملہ میں اپنی غلطی معلوم کرکے ایک معمولی انسان کے سامنے اقرار کرتا اور خفو تقصیر چاہتا ہے کیونکہ جیسا آدمی خلیفہ وقت کی شان وشوکت سے کچھ بھی مرعوب ہوکر حق گوئی سے نہیں رکتا اسکی جڑ کیا ہے؟ اسکی جڑ وہی تطہیر اور تزکیہ ہے۔ جو سرور کائنات نے انکی کی تھی وہ یقین رکھتا تھا کہ حق میں قوت ہے

سب [illegible] ہے [illegible] کی یہی اصل خدا کرے کہ ہمیں نصیب ہو آمین

بعض خطوط کا خلاصہ

اخلاقی جرأت اخلاقی جرأت کی ایک عمدہ مثال ایک اعلیٰ نوجوان نے لنگڑیہ ضلع جالندھر میں دکھائی ہے یہ نوجوان غلام قادر خان ہے اس نے اپنی شادی کی تقریب پر یہ عہد کر لیا تھا۔ کہ کوئی امر خلاف شریعت نہ ہو تو میں شادی کرتا ہوں راجپوت قوم رسم و رواج کی پابند اور شہرت پسند ہے خصوصاً جب پاس پیسے بھی ہوں۔ ابتدأ تو سب کام اسی طرح ہوئے لیکن بیرات میں اس کی خلاف مرضی راستہ ہی میں انگریزی باجا بجنا شروع ہوا تو اس نے یہ گوارا کیا کہ خود الگ ہو جائے۔ اور صرف کثیر اور شادی کی اشگون کی بھی پرواہ نہ کی بجبوراً شادی کی تقریب کا التوا ہوا اس قسم کی اخلاقی جرأتیں قوم پر اچھا اثر ڈال سکتی ہیں اللہ تعالیٰ اسکی جزا دے۔ (آمین)

شادیوں کے نوٹس پہلے ابتدأ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے اس اشتہار کی بناپر جو نا طوں اور رشتوں کے متعلق آپ نے شائع فرمایا تھا۔ یہ التزام کیا تھا۔ کہ اس تحریک کو عام کرنیکے لئے ایسے اشتہارات الحکم میں دے جایا کریں۔ بعضوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور آئندہ کے لئے ایسے اشتہارات مفت نہ چھاپے جائیں گے۔

انجمنہائے احمدیہ کی روئدادیں اس امر پر میں نے توجہ دلائی ہے کہ احمدی انجمنوں کو اپنے جلسوں کی روئدادیں اخبارات میں چھپوانی چاہئیں۔ اس سے جہاں انجمنوں کو کام کرنے کی تحریک ہوتی ہے وہاں انجمنوں کی علم حالتوں کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے انجمن احمدیہ پٹیالہ نے ۱۹ جولائی کے جلسہ کی روئداد بھیجی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اول مولوی عبداللہ خانصاحب نے قرآن شریف کا درس دیا۔ پھر تشحیذ الاذہان کے مضمون متعلقہ مرتد ڈاکٹر کو سنایا۔ آخر مولوی عبدالصمد نے دعائیہ نظم اور ڈاکٹر مرتد کے متعلق ایک مضمون سنایا۔

پھر صدر انجمن کے استفسارات کے جواب میں قرار پایا کہ بورڈنگ ہوس جدید کی عمارت پختہ و خام ہو اور مدرسہ دینیہ میں دینیات کی تعلیم بعد انٹرنس ہو مدرسہ دینیہ کے لئے چندہ کی فہرست تکمیل کی جاوے اسیطرح ہی سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان کی درخواست پر احمدی نوجوانوں کے فارم ہائے ممبری پر کرا کر ارسال کئے گئے اور خاص پٹیالہ شہر میں ایک احمدی لائبریری کی تجویز پاس ہوئی۔

ایک گندی گالیوں کا خط مجھے رنگون سے ایک گندی گالیوں کا خط ملا ہے جس میں نظم و نثر میں خوب دل کھولکر گالیاں دی ہیں۔ ایڈیٹر کی قسمت بھی عجیب ہوتی ہے میں خط کو آگ کے حوالہ اور

گالیاں دینے والے کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اپنی خوش قسمتی پر نازاں کہ گالیاں کھا کر بھی الوں میں ہوں۔

رفع تکلیف حجاج ایڈیٹر البلاغ بمبی اطلاع دیتے ہیں کہ حاجیوں کو تبدیل سکہ کے لئے جو تکلیف ہوتی ہیں انکو رفع کرنیکے لئے ایک کمپنی بنائی جاوے جو سلطنت عثمانیہ کا سکہ انہیں تبدیل کر دیا کرے۔ میں اس کمپنی کے متعلق کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ اگر کسی ایسی کمپنی کی واقعی ضرورت ہے۔ تو بمبی کے کسی مسلمان لیڈر کو اس میں حصہ لینا چاہئے کیا مسلم لیگ اپنا دائرہ اثر وہاں وسیع کر سکتی ہے بہر حال جو لوگ خط و کتابت کرنا چاہیں وہ اسکے متعلق ایڈیٹر البلاغ پوسٹ بکس ۱۰ بمبی سے کریں۔

درخواست دعا منشی تھلو اللہ دفتر محاسبی بھوپال اپنی اہلیہ کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مریضہ کو شفا عاجل عطا فرماوے آمین۔

طلب مدد علی احمد احمدی کلرک محکمہ گسٹریٹ لاہور پہلوں کی بیرونی طرف احمدی کے لئے ملازمت کی خواہش رکھتے ہیں کہ آٹھ دس روپے ماہوار کی ملازمت کا بندوبست ہو جاوے وہ اسلام سمجھ کر احمدیت کی وجہ سے اسے نکالا جاتا ہے میری رائے میں لاہور کی انجمن احمدیہ میں درخواست کریں۔ اور منشی محمد حسین کلرک لاہور چھاؤنی کی معرفت کریں۔

تشحیذ الاذہان کا جلسہ سکرٹری صاحب مجھے اطلاع دیتے ہیں کہ میں انکا یہ اعلان شائع کر دونگا کہ ۔ اگست ۱۹۰۸ء بروز جمعہ انجمن تشحیذ الاذہان کا خاص اجلاس ہوگا سب ممبران کو خاص طور پر مدعو کیا گیا ہے سب صاحبان تشریف لاویں چوہدری فتح محمد صاحب "حضرت مسیح موعود و خدمت اسلام" پر اور حضرت صاحبزادہ صاحب انجمن تشحیذ الاذہان پر تقریر کرینگے۔

دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح اطال اللہ بقائہ بفضلہ تعالیٰ اللہ خیریت سے ہیں اور قوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے دلسوز دعاؤں میں لگے ہوئے ہیں۔

۲۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام اپنے خاندان کے سمیت بخیر و عافیت ہیں حمد الٰہی کرتی ہیں

۳۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن رخصت لیکر دارالامان میں آئے ہیں تا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت میں رہکر قرآن کریم اور حدیث شریف کی تعلیم حاصل کریں۔

۴۔ موسم میں برسات کا پورا رنگ آگیا ہے قریباً ہر روز بارش ہوتی ہے پچھلے دو تین دن بہت کھلکر بارش ہوئی۔ اور آج اس وقت تک آسمان بادلوں سے گھرا ہوا ہے۔ اب برسنے لگا۔

۵۔ یہاں جو ہوس ٹیکس لگایا گیا ہے اسکی ترمیم کے بارہ میں گزشتہ اشاعت میں کچھ لکھ چکا ہوں بعض لوگ چندہ جمع کر رہے ہیں تا کہ ایک درخواست اس امر کے متعلق دیں۔

معلوم ہوا ہے کہ یہاں کے بھنگیوں نے درخواست دی ہے۔ کہ انہیں ہوس ٹیکس سے بری کیا جاوے میں بڑے زور سے اس امر کا مؤید ہوں کہ یہ فہرست ترمیم ہونے کے قابل ہے اور امید ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھی سفارش کرینگے۔

واعظین سلسلہ

سلسلہ کے لئے واعظین کی ضرورت پر کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے لکھا تھا۔ ایسا ہی شیخ غلام احمد صاحب کے بحیثیت واعظ روانہ ہونے کی خبر لکھ چکا ہوں۔ شیخ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت وعظ کے لئے ۲۱ اگست ۱۹۰۸ء تک یہاں سے روانہ ہونگے ۳۱۔ جولائی کو بعد نماز جمعہ شیخ صاحب نے ایک گھنٹے تک تقریر کی۔ جو پر جوش اور زندہ تھی اسکا خلاصہ مرے الفاظ میں یہ ہے

سچے واعظین انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے مامور ہوتے ہیں اسلئے کہ انکا تکلم خدا تعالیٰ کے ارادہ اور اشارہ اسکی حفاظت اور نصرت کے نیچے ہوتا ہے وہ لوگوں کے امراض سے کہ پورے واقف ہوتے ہیں تاہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مومن کا کام ہے۔ اس لحاظ سے ہر شخص واعظ بھی ہو سکتا ہے۔ گو یہ کام بہت نازک ہے مجلس میں مختلف خیال اور مذاق مختلف قابلیت اور طبقے کے لوگ ہوتے ہیں عام طور پر واعظ ان مشکلات میں ہوتا ہے اور نہیں جانتا۔ کہ سامعین کیلئے کونسا مضمون مفید یا دلچسپ ہوگا لیکن میرا اپنا ایمان یہ ہے کہ اگر وہ اس طریق کو مد نظر رکھتا ہے تو ترک کرتا ہے اسکا وعظ محض خدا کے لئے ہونا چاہئے جو امر حق اسے معلوم ہے انہی الفاظ میں اسے ادا کر سکتا ہو ادا کرے۔ اسبات کا خیال نہ کرے کہ لوگ خوش ہونگے یا ناراض خدا تعالیٰ کی رضا مقدم ہو میں خدا کے فضل سے اسی مقصد کو لیکر نکلنا چاہتا ہوں۔

اسلئے ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ ہم سچی عاملین کریں اور اسکے لئے یہ طریق ہمارا سبب ہے کہ ملکر کام کریں برکت اسی میں ہے خدا تعالیٰ نے اسکے ہاتھ سے ہماری دستگیری کی ہے ایک خلیفہ کے ماتحت ہمکو رکھا ہے۔ اور اسکے ماتحت ایک انجمن ہم پر نگران ہے پس صدر انجمن احمدیہ کی کسی حکم کی سرتابی نہیں کرنی چاہئے جو لوگ یہاں قادیان میں رہتے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر کرنا چاہئے کہ وہ ایسی جگہ بیٹھے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کا موعود خلیفہ مہدی امت ہو کر آیا وہ اسکے چاروں طرف بکر بہت بڑے نفعوں کے وارث ہیں اگر یہاں رہکر صرف یہی سیکھا کہ دو چار آدمی ایک جگہ ملکر بیٹھ گئے اور گپ شپ اور نکتہ چینی میں اپنے وقت کو کھو دیا تو یاد رکھو تم اس نعمت کا کفران کرنے والے ہو تم میں باہم محبت ہمدردی اور اخوت ہونی چاہئے ایک کا دکھ ہو ایک کی خوشی ہو سب شریک ہوں میں اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ مجھے کیا کہا جائیگا اسلئے میں کھولکر کہدیتا ہوں۔ کہ ابھی یہ باتیں تم میں نہیں بہت ہی تھوڑے ہیں جنکا دل تو کسی بھائی کی مصیبت پر درد مند ہوتا ہو ورنہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک کسی تکلیف میں ہوتا ہے تو دوسرے اسکی اس مصیبت پر ہنسی ہی میں جبالت یہی ہو تو تم بتاؤ تم نے کیا لیا آپ۔ کو فرعون کہلا کر لیا کیا؟ تم میں اور غیروں میں فرق کیا ہوا صحابہ کی حالت پر نظر کرو کہ انہوں نے کس طرح پر ایثار سے کام لیا۔ جو پہلی اخوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی تھی وہی ہمارا آقا مسیح موعود قائم کرنا چاہتا تھا۔ پس اب تمہارا فرض ہے کہ اس غرض کو پیدا کر کے دکھلاؤ تمہارا

القول الفصیح فی تائید المسیح

۱۶ جولائی ۱۹۰۹ء کے درس قرآن شریف کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج مجھے ایک نہایت ہی لطیف سوال اور اس کا نہایت ہی لطیف جواب پہنچا ہے چونکہ وہ ایک علم اور معرفت کا نکتہ ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کروں۔

وھو ھذا

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اقدسؑ سے آپ کی زندگی میں یہ سوال کیا کہ ہم لوگ آپ کے واسطے آپ کی زندگی میں اور بعد الموت کس رنگ میں دعا کریں؟ نفس سوال ہی کس شان کا ہے؟ صاحب ذوق لوگ اسکو خوب سمجھتے ہیں مگر اسکا جواب جس ایمان اور صداقت کا ثبوت ملتا ہے وہ نہایت ہی پر ذوق اور وجد انگیز ہے +

اس سوال کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ میرے واسطے جب جب بھی کوئی دعا کرے تو ان الفاظ میں کرے کہ جیسے نبی کریم کیواسطے دعا کرے۔ اور آپ پر درود بھیجے تو ہماری واسطے بھی ان الفاظ میں اللہ جل شانہ کے حضور التجا کرے۔ کہ

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ

اب ظاہر ہے کہ اس میں حضرت اقدسؑ نے اپنا نام یا کوئی اور خصوصیت نہیں کی۔ بلکہ صرف **خلفاء محمد** کے واسطے دعا کا ارشاد فرمایا۔ غور کرنے والے دل اور ایک پاک دل اور خدا ترس متقی انسان کے واسطے صرف یہی ایک امر آپؑ کی صداقت اور منجانب اللہ ہونیکا کافی ثبوت ہے +

ظاہر ہے کہ اگر (نعوذ باللہ) آپؑ کے یہ تمام دعاوی از خود ساختہ اور افترائی ہوتے۔ تو آپؑ ان الفاظ میں دعا کرنے کے واسطے ہرگز ہرگز نہ فرماتے۔ بلکہ نام وغیرہ کی خصوصیت کی ضرور قید لگاتے۔ پس موجودہ صورت جواب اس امر کی ایک روشن دلیل ہے کہ حضرت اقدسؑ کو اپنے مامور من اللہ اور خلیفۃ اللہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین ہونے کا یقین کامل تھا۔ اور آپؑ کو پورا وثوق اور بصیرت حاصل تھی کہ آپ کا نام آسمان پر خدائی دفتر میں **خلیفۃ اللہ** اور خلیفہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم درج ہے +

اور ضروری ہے کہ جب کوئی مومن صدق دل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریگا۔ تو آپؑ کو ان دعاؤں کا اثر ضرور پہنچیگا +

حضرت خلیفۃ اللہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعودؑ کے دشمنوں اور ان لوگوں کے واسطے جو لوگ آپؑ کو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں یہ امر قابل غور ہے۔ کہ اگر آپؑ واقع میں ویسے ہی ہوتے۔ جیسا کہ ان لوگوں کو شیطان نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ اور دل میں آپؑ کو اپنی ماموریت اور منجانب اللہ ہونے کا یقین نہ ہوتا تو آپ کم از کم اپنے واسطے اس رنگ میں تو دعا کرنے کی تعلیم نہ فرماتے۔ بلکہ اپنے واسطے کوئی خاص خصوصیت پیدا کر جاتے +

ایک غور کرنیوالا دل و دماغ اگر صدق نیت اور خلوص طبیعت سے حق کی پیاس اور سچی تڑپ لیکر انہی باتوں میں غور کرے کہ اس پاک باز انسان نے اپنے نفس کیواسطے کیا کہا!!؟ پھر اپنے نفس کے بعد انسان کو اپنی اولاد اور اقارب کا خیال ہوتا ہے۔ تو انکے واسطے آپنے کیا کیا؟

یہ دو سوال اور ان کے جواب ہی اس کے واسطے حق پا جانے کیواسطے کافی ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پاک دل اور طالب حق ہو +

اپنے نفس کے واسطے تو آپؑ نے یہ کہا۔ کہ تم ہمارے واسطے دعا کرو۔ اور وہ بھی نام لے کر نہیں۔ کسی خصوصیت سے نہیں بلکہ یوں کہو کہ

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ

باقی رہی اولاد اور اقارب سو ان کو بھی آپؑ نے **اللہ کے سپرد** کیا ہے۔ اور آپ کی وصایا میں کبھی نہ پاؤ گے۔ کہ میری اولاد کی خدمت کرنا۔ یا میری اقارب کو نذر نیاز دینا۔ بلکہ آپ کی وفات پر باوجود آپ کی اولاد اور اقارب میں سے لایق اور قابل انسانوں کے ہوتے ہوئے ایک غیر کا خلیفہ مقرر ہونا اور پھر تمام خاندان نبوت کا اس کو صدق دل اور شرح صدر سے خلیفہ مان کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا۔ یہ بھی آپؑ کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔

اب بھلا تم ہی اے دشمنان مسیح اور مکذبان رسل خدا ذرا انصاف سے بتاؤ کہ کیا یہی علامات ہیں جن سے تم نے ایک فنافی اللہ اور فنافی الرسول پاکباز کے حق میں حب دنیا اور جاہ طلبی کے فتوے دئیے ہیں۔ **یلیت قومی یعلمون**

پس یقین جانو۔ کہ جس رنگ میں اس صادق انسان کے حالات میں اور طرز زندگی میں غور کروگے اور آپ کی **لائف** کا جو ورق بھی الٹوگے اسی میں لکھا ہوگا۔ کہ آپؑ ضرورت حقہ کیوقت آئے۔ اور صادق تھے۔ مصدق ہوئے اور مصدق ہو کے اپنا تمام کام پورا کرکے رفیق اعلےٰ میں جا ملے پس ہم دل سے دعا کرتے ہیں۔ اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ و علیٰ خلفاء محمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کپورتھلہ کی ملتمس بخدمت میں

آج کل مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ملک کے مختلف حصص سے مخالفین معاندین کی کائیں کائیں کا شور بلند ہو کر خموشی طاری ہو چکی ہے اور مخالفت میں لوگ ناخنوں تک اپنا زور لگا کر خاموش ہیں لیکن تاہم ابھی تک کبھی کبھی کسی اخبار کے ذریعہ سے کوئی کوئی بے ہنگم آواز آ جاتی ہے ہماری جانب سے اب اسقدر مضامین شایع ہو چکے ہیں۔ اور ہر ایک مغالطہ اور اعتراض کا نہایت تفصیل اور تشریح کے ساتھ ایسا کافی وشافی جواب دیا جا چکا ہے۔ کہ اب کچھ لکھنے اور جواب دینے کی ضرورت نہیں رہی باقی یہ تو بہت آسان ہے کہ جس اعتراض کا ہم کل جواب دے چکے ہیں آج اسی اعتراض کو کوئی دوسرا شخص بیشرمی سے پھر پیش کر دے۔ اور اسی طرح پرسوں کوئی اور غرض کہ ہم کو فرداً فرداً ہر معترض کے جواب دینے کی احتیاج نہیں۔ ہاں اگر کوئی اعتراض ایسا ہے کہ جسکا جواب ہماری طرف سے نہیں دیا گیا تو پھر البتہ حریف کا حق ہے۔ کہ وہ جواب کے لئے ہم پر تقاضا کرے۔ میرے ایک معزز دوست اور بزرگ بھائی نے کوہ منصوری سے مجھکو بتاکید لکھا کہ کپورتھلہ اخبار مطبوعہ ۱۱- جولائی کے مندرجہ مضمون کا جواب ضرور شایع ہو لہٰذا بتعمیل ارشاد آن مکرم ذیل میں مختصراً چند سطور لکھتا ہوں۔ پہلی قابل توجہ بات یہ ہے۔ کہ اخبار کے آخری کالم میں صاف درج ہے۔ کہ "یہ اخبار بسر پرستی ہز ہائنس سر مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست کپورتھلہ شایع ہوتا ہے اور مذہبی مباحثوں اور فضول یاوہ گوئیوں سے پاک ہے" میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا ایڈیٹر کپورتھلہ اخبار نے اس مراسلت کے اخبار میں درج کرنے سے اپنے فرائض کو ادا کیا ہے؟ اور کیا اس نے مذہبی مباحثوں اور فضول یاوہ گوئیوں کی اشاعت سے سر مہاراجہ صاحب بہادر کپورتھلہ اور ذمہ وار اہلکاروں کی عزت پر حملہ نہیں کیا؟ اگر ایڈیٹر کپورتھلہ اخبار نے اپنی خط پر اصرار کیا اور اپنی غلطی کا اعتراف نہ کیا تو آیندہ وہ خود جواب دہ ہو مضمون زیر توجہ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مضمون نگار کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی عمر اسی یا اسی برس کے قریب نہیں ہوئی اسلئے اسکے دل میں کچھ شک پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس شک کا مرزا صاحب کے مریدوں سے ازالہ چاہتا ہے مضمون نگار کو جو مغالطہ لگا ہے یا اس نے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے

انشاء اللہ آگے چل کر اس کے متعلق لکھا جائے گا۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ جب مضمون نگار کو صرف یہی ایک شک پیدا ہوا ہے جسکو وہ نہایت منت و سماجت کیساتھ مرزا صاحب کے مریدوں سے رفع کراتا اور ثواب اور اپنی ممنونیت کا لالچ دلاتا ہے تو اس نے اب تک یعنے اس شک کے پیدا ہونے سے پہلے تک حق کے قبول کرنے اور باطل کو چھوڑنے میں کیوں قدم نہیں بڑھایا۔ مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے۔ راقم مضمون تقریباً نو سال سے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات دعاوی اور دلائل سے واقف ہے۔ صرف اس غرض سے کہ کسی جعفر علی یا حامد حسین کو نہ سہی تو ان کے سوا کسی اور سعید روح کو فائدہ پہنچ جائیگا کچھ مختصراً لکھنے کی تکلیف گوارا کیجاتی ہے۔ سنئے آپ اگر ہم لوگوں کے مخالف اور ضدی نہیں ہیں۔ تو یہ بتایئے کہ آپنے کسی راستباز کو راستباز ماننے کے لئے کونسا معیار قایم کیا ہے۔ تاکہ اسی معیار کی بنا پر آپ کو جواب دیا جائے۔ اگر آپ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے پیغمبروں کو راستباز مان چکے ہیں اور سچا جانتے ہیں۔ اور قرآن شریف کو خدا تعالے کی کتاب مانتے ہیں۔ تو آپ کا یہ ایک کیا اگر ہزار شکوک بھی ہوں تو رفع کئے جا سکتے ہیں۔ براہین کے حصہ پنجم میں حضرت مسیح موعود نے اسی برس والی پیشگوئی کے متعلق صاف لکھا ہے کہ عمر اسی برس سے پانچ چھ سال زیادہ ہو گی۔ یعنی ۷۴ سال کی عمر سے ۸۶ سال کی عمر تک پیشگوئی کا زمانہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضرت مرزا صاحبؑ کی عمر وفات کیوقت کیا تھی؟ حضرت مرزا صاحبؑ نے ڈوئی کے مقابلہ میں جو اشتہار شایع کیا ہے اس میں اپنی عمر ۶۶ سال سے زیادہ لکھی ہے اس حساب سے حضرت صاحبؑ کی عمر کے ۷۵ سال قمری بنتے ہیں پھر نصرۃ الحق میں ۱۳۲۳ھ میں آپ لکھتے ہیں کہ میری عمر ستر سال سے اوپر ہے لہٰذا آپ کی عمر کے قمری سال ۷۵ بنتے ہیں۔ اخبار زمیندار کے ایڈیٹر (جو حضرت صاحبؑ کے مرید نہیں ہیں) ۱۹۰۸ء میں حضرت صاحبؑ کی عمر کا ۷۴ سال ہونا لکھتے ہیں اور اسکو اپنی چشم دید شہادت بتاتے ہیں۔ اس حساب سے بھی عمر تقریباً ۷۵ سال قمری بنتے ہیں مرزا سلطان احمد صاحب ای۔ اے سی کے بیان سے بھی عمر تقریباً ۷۵ سال ہی ثابت ہوتی ہے۔ جب کہ ۷۴ سے لیکر ۸۶ سال تک پیشگوئی کا زمانہ تھا۔ اور عمر ۷۴ سال سے زیادہ ہوئی۔ پھر اعتراض کی کونسی بات رہگئی۔ اور شک کس بات پر پیدا ہوا۔ آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب کی عمر بعض تحریروں سے ایک آدھ سال کم ہی ثابت ہوتی ہے۔ اسی کے جواب میں ہماری طرف سے کہا گیا ہے۔ کہ حضرت صاحب کی عادت نہ تھی۔ کہ شمار اعداد اور حسابات کی طرف زیادہ توجہ اور احتیاط سے کام لیں اسلئے تخمیناً کسی تحریر میں ایک آدھ سال کم ہی لکھا گیا یہ کوئی عیب کی بات نہیں اور اس سے اصلیت اور حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ دنیا میں عام طور پر اپنی عمر کے سال بتانے وقت اکثر اشخاص اندازہ اور تخمینہ ہی سے کام لیتے ہیں۔ اور اس طرح ایک دو سال کی کمی بیشی ضرور ہو جاتی ہے اور یہ عیب نہیں سمجھا جاتا آخر حضرت صاحبؑ ہی کی تحریریں بڑے زور سے ۷۵ سال کی عمر ہونا ہی تو ظاہر کر رہی ہیں۔ آپنے اس ایک معمولی سی بات پر جو کچھ اظہار کیا ہے۔ اس سے یقین ہے کہ آپ کا ضمیر خود آپ کو ملامت کرتا ہو گا۔ اگر بفرض محال یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ تو کیا اس ایک پیشگوئی کے پورا نہ ہونے سے آپ ہزارہا صداقتوں پر خاک ڈال دینگے۔ اسکی مثال تو آپ کو ہر ایک نبی اور رسول کے حالات میں ملے گی پھر وہاں آپ کیا کریں گے؟ آپکا یہ اعتراض کہ حضرت صاحبؑ کو جو الہامات انکی موت کے متعلق ہوئے تھے۔ ان میں کوئی دوسرا پہلو بھی نکل سکتا ہے عجیب مضحکہ خیز بات ہے بھلا کوئی پوچھے کہ جبکہ وفات کے متعلق الہامات اپنے ظاہری اور صاف صاف الفاظ میں پورے ہو گئے تو اب اور تاویل کی کیا حاجت جبکہ آپنے ظاہری الفاظ میں پورا ہوتے ہوتے دیکھکر نہیں مانا تو اگر کسی دوسرے معانی کی مطابق الہامات پورے ہوتے۔ تو آپ سے کیا امید ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اسوقت تو اور بھی زیادہ آپ کو اعتراض کا موقع تھا۔ ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے آپ کا ایک اعتراض نقل کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ "حضرت مرزا صاحب کا ایک یہ الہام ہے کہ بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں۔ اگر حضرت صاحب دس پندرہ برس اور زندہ رہتے تب بھی مرید کہہ سکتے تھے کہ دس پندرہ برس تھوڑی مدت ہے" سچ ہے توریت و انجیل میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی ہے لیکن وہاں نہ نبی کریم کا نام ہے نہ شہر کا نام نہ قبیلہ کا نام نہ صحیح صحیح زمانہ کا تعین۔ اسیطرح لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق الخ کی نسبت آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اوس زمانہ کے مخاطب یعنے صحابہ کرام اور حضرت نبی کریم سب سر منڈواتے اور بال کترواتے۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت نبی کریم کے سوا سب سر منڈواتے۔ غرضکہ آپ کی تحریر سے تو کچھ ایسا مترشح ہوتا ہے کہ آپکے اعتراضات وسیع نہ ہوں۔ آپنے اپنے مضمون میں جس مہاجر کا ذکر کیا ہے۔ کہ انہوں نے وفات کے تار کو جھوٹا تار سمجھا تھا۔ یہ کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ ان مہاجر کے لئے جائے فخر ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس خبر کی تغلیط کی تھی میرے نزدیک اب آپ کے مضمون میں کوئی ایسی بات باقی نہیں رہی جسکا جواب لکھا جاوے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

راقم (ڈاکٹر شاہ خان۔ نجیب آبادی ثم قادیانی)

تعلیم النسوان

الہلال کے چیف ایڈیٹر نے کثیر التعداد حاضرین کے جلسہ میں تقریر کی اور عورتوں کی تعلیم پر طول طویل بحث کرتا رہا اس نے کہا دیکھو مرد عورت میں قابلیت کا فرق موجود ہے عورت نزاکت اور خوبصورتی کی دیوی ہے اور مرد قوت اور شجاعت کا پتلا ہے۔ اسلام کی تعلیم اس سادہ اور حقیقی اصول پر قایم ہے کہ عورت خانگی معاملات کی نگرانی کیے اور مرد بیرون خانہ سے تعلق رکھنے والے کاموں کی انجام دہی میں مصروف رہے جبتک عورت ناکتخدا ہو۔ اس کی پرورش اس کے والدین پر فرض ہے اسکے بعد اس کی خورد و نوش کا کفیل اس کا شوہر ہونا چاہیے کیونکہ شارع اسلام پیغامبر خدا علیہ الصلوٰۃ نے یہی حکم دیا ہے خانگی انتظام کیساتھ بچوں کی نگرانی بھی خصوصاً شیر خوارگی کے زمانہ میں عورتوں کے ذمہ کی گئی ہے عورتوں کو ان کی ذمہ داری اور حالت کا احساس اور علم ہونے کی غرض سے انہیں وہ باتیں سکھانی ... چاہئیں مثلاً ان کی تیمارداری مادرانہ شفقت اور اس قسم کی دوسری باتیں تعلیم ہوتی ہو پھر اس کے ساتھ حفظ صحت۔ حساب کھانا پکانے اور پارچہ دوزی سے بھی واقفیت ضروری ہے۔ ہم ایک مصنف کے ہمخیال نہیں کہ عورتوں میں جسقدر قابلیت ہونی چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ وہ اخبارات پڑھکر انکا مطلب سمجھ سکیں اور کسی قدر مالی معاملات سے بھی آگاہ ہوں ان کے لئے ہر بات میں سطحی واقفیت کافی ہے ورنہ گہری قابلیت مردوں کو وبال جان ہو جائے گی آخر میں اس نے زور دیا کہ قاہرہ اسکندریہ اور دیگر مقامات میں زنانہ مدارس قایم کرنے کی سخت ضرورت ہے جہاں عورتوں کو ایسی باتوں کی تعلیم دیجائے اور میرے نزدیک میں یہ تجویز ہر پہلو سے پسند ہے۔

اے بیخبر بخدمتِ قرآن کمر بہ بند
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مختلف تجویزیں اور آئے دن خیالات کی جدت شاید دماغ کی پریشانی اور جنون کی کوئی قسم سمجھی جاوے لیکن عقل سلیم رکھنے والے یہہ کبھی نہیں مان سکتے کہ ایک ہی امر کی تکمیل کے لئے مختلف راہیں یا صورتوں کا اختیار کرنا پریشانی دماغ کا نتیجہ ہے۔ علاوہ بریں اگر کوئی آدمی محض اس خیال پر مفید اور مبارک اور ضروری کام کے کرنے سے رکتا ہے۔ کہ اسکے احباب اور معاصر اسے کیا کہینگے تو میرے اپنے ایمان میں وہ دنیا کی جھوٹی مدح و ذم کا اسیر ہے اور اخلاص اور خالصۃً لوجہ اللہ ایک کام کرنیسے عاری ہے۔

مین نے جب سے الحکم جاری کیا ہے جن کاموں کو قوم کے لئے ضروری سمجھا مختلف اوقات میں انکی تحریک کرتا رہا اور حتی الوسع خود ان میں حصہ لیا۔ ان کا مکمل ہو جانا ایک وقت کو چاہتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگا۔ جو لوگ ان باتوں میں پڑتے ہیں۔ وہ سنت اللہ سے واقف ہوتے ہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد میں پھر ناظرین کو **خوشخبری** سنانی چاہتا ہوں کہ میں **قرآن مجید** کے ترجمہ اور تفسیر کی بہت بڑی ضرورت محسوس کرتا ہوں میں نے جب اولاً تفسیر القرآن لکھنی شروع کی تھی تو ہمارے موجودہ امام اور خلیفۃ المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر اس طرز پر سورۃ فاتحہ کی تفسیر بھی شایع ہو جائیگی تو میں کامیابی سمجھونگا۔ گر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں سورۃ بقر کی تفسیر شایع کر سکا اور سورۃ آل عمران کا بھی ایک حصہ چھپا ہوا ہے شروع سال میں قرآن مجید کے ترجمہ کے متعلق تجویز ہوئی۔ جو آخر ملتوی کرنی پڑی۔ اور باوجود سات مہینے گذرنے کے منشی عبدالرشید صاحب کی طرف سے کوئی طیاری مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ اور اگر ایسے طور پر ہو چکا۔ مجھے علم نہیں تو وہ مجھے ایسا کہنے سے معذور رکھینگے اسلئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بیعت میں قرآن مجید کے پڑھنے کا خاص طور پر اقرار لیا تو میرے دل میں جنبش اور جوش پیدا ہوا کہ اس اقرار کی عظمت اور ضرورت کے لحاظ سے جیسی کچھ بھی ہو حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ قدر ہونی چاہئیے۔ اور آپ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایک ترجمہ مع ۔۔۔۔ نوٹوں کے شایع ہو جاوے اور اسکے لئے میں نے پسند کیا ہے۔ کہ خلافت کے بعد جہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح نے درس شروع کیا ہے وہاں سے ہی اس کو چھاپا جاوے اور ایک ایک پارہ شایع ہوتا رہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ توفیق دے +

بعض کہینگے کہ پہلے تفسیر نامکمل ہے اسکے لئے یہ وعدہ ہوا اور وہ ہوا میں اسکا مختصر جواب اور پردے آیا ہوں ان باتوں میں میں نہیں پڑونگا میں اس کام کو قرآن شریف کی خدمت سمجھ کر کرنی چاہتا ہوں جتنی ہو اور جس طرح ہو۔

یہہ ترجمہ اور **تفسیری نوٹ کس قسم** کا ہوگا۔ اسکا نمونہ میں ذیل میں دیتا ہوں۔ اس اعلان سے میری غرض صرف یہ ہے۔ کہ میں اپنے اخبار کے ناظرین کو مطلع کردوں کہ میں ان میں سے ہر ایک کے نام دو دو جلدیں اسکے **شایع** ہونے پر قیمت **طلب بھیجونگا** اور اسی لحاظ سے میں دو ہزار کاپیاں چھاپونگا۔ جن میں سے پانچ جلدوں کے لئے **انشاء اللہ** تعالیٰ خاص انتظام کیا جائیگا۔ ۳۱ - اگست ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ پارہ خریداران الحکم کے پاس پہنچیگا۔ اس میں یہ لحاظ رکھا جاوے کہ سورۃ کے شروع سے ہو۔ اور سورۃ پر ختم ہو۔ اسطرح پر بعض اوقات ایک پارہ سے یہ حصہ بڑھ جایا کرے۔ مگر یہ طریق اس ۔۔۔ سلئے ملحوظ رکھا ہے۔ تاکہ سلسلہ مطمون میں فرق نہ آوے کاغذ انشاء اللہ عمدہ لگایا جاویگا اور تقطیع موزون ہوگی۔ ہدیہ کے متعلق ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جو صاحب نہ لینا چاہیں وہ ابھی سے مجھے اطلاع دیں ورنہ اگر میں نے انپر اعتماد کرکے کہ وہ اس کی اشاعت ۔۔۔ میں میرے معاون ہیں۔ اور اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی اشاعت ہو۔ ان کو وی۔ پی بھیجا اور انہوں نے واپس کر دیا تو اسکی بجز تکلیف دہ اور کیا ہوگا؟ اسلئے میں ۱۸ - اگست ۱۹۰۸ء تک اس کو چھاپ تیار ہو جانے تک احباب اس وقت تک مجھے اطلاع دیں کہ وہ کسی وجہ سے نہیں لے سکینگے انکے نام ہرگز نہیں بھیجا جاویگا۔ ورنہ کل خریداران الحکم کے نام دو دو کاپیاں بھیجدی جائینگی اور اگر کوئی دو سے زیادہ لینا چاہیں تو بھی اطلاع دیں۔ نمونہ کے لئے ایک رکوع درج ذیل ہے۔ جس سے ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کا اندازہ آسانی سے معلوم ہو سکے گا۔ بالآخر التماس ہے کہ ناظرین اس خادم کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کے لئے جوش اور جوش کیساتھ اخلاص اور سچی سمجھ اور فہم اور اسکے ساتھ اسباب فراہم کر دے کسی سے ایک پائی بھی بطور پیشگی نہیں لیجاویگی۔

یاد رہے یہ خط اور کاغذ کا نمونہ نہیں ہے وہ کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ دونگا۔

(یعقوب ایڈیٹر الحکم)

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ۝ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ۝ اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَ هُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ۝ وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓىٕكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ یُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۝ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَیْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ۝

ترجمہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے (اپنے لئے) بیٹیاں اختیار کیں اور تمکو بیٹوں کے ساتھ برگزیدہ کیا (۱۶) اور جب ان میں کسی کو اس چیز کی بشارت دیجاوے۔ جو وہ رحمٰن کے لئے بیان کرتا ہے تو اس کے چہرہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غضب سے اندر ہی اندر گھٹا جاتا ہے (۱۷) کیا وہ مخلوق جو زیورات میں بڑھی اور مقابلہ میں کھل کر نہیں نکل سکتی (۱۸) اسان لوگوں نے فرشتوں کو جو عباد الرحمٰن ہیں دیویاں ٹھیرایا ہے کیا یہہ لوگ ان کی بناوٹ کیوقت موجود تھے۔ ضرور ان کی یہہ شہادت محفوظ رکھی جاویگی۔ اور ان سے پوچھا جاویگا (۱۹) اور انہوں نے کہا کہ اگر اللہ رحمٰن چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے ان کے پاس کوئی علمی دلیل اس عذر پر نہیں ہے وہ اٹکل بازی کرتے ہیں (۲۰) کیا ہم نے ان کو کوئی کتاب اس سے پہلے دی ہے جس سے وہ دلیل پکڑتے ہوں (۲۱) بلکہ انکا تو یہہ قول ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی (مذہب عقیدہ) پر پایا۔ اور ہم انہیں کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں (۲۲) اور اسی طرح تجھ سے پہلے بھی (ہوتا رہا) جس کسی بستی میں ہم نے اپنا رسول ڈرانے والا بھیجا۔ اس بستی کے آسودہ حال لوگوں نے کہا۔ کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک دین پر پایا ہے انہیں کے نقش قدم پر ہم چل رہے ہیں (۲۳) اس نذیر نے کہا کہ اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ منزل مقصود پر پہونچانے والا دین لایا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ انہوں نے کہا ہم تو آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ (۲۴) اسپر ہم نے ان سے انتقام لیا پس دیکھو! کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا (۲۵) (سورہ زخرف رکوع ۲)

اس رکوع پر تفسیری نوٹ

قرآن شریف کا اسلوب کلام

یاد رکھو کہ قرآن شریف کا اسلوب کلام ایسا واقع ہوا ہے۔ کہ وہ رذائل کو چھوڑا کر فضائل کو اسکے بالمقابل پیش کرتا ہے یہہ رذائل خواہ اعتقاد کے متعلق ہوں خواہ عملیات سے وابستہ ہوں اور پھر ان میں سے خواہ امور اخلاقیہ کے متعلق ہوں یا مجلسی لوہ سیاسی قوانین سے منسوب۔ غرض ہر پہلو میں رذائل کو دور کرکے فضائل عطا

کرتا ہے اور یہ ایک امر قرآن کریم کے منجملہ دوسرے اعجازون کے ایک اعجاز ہے۔

پھر قرآن شریف مین جہان مناظرہ کے علوم پر بحث کی ہے یعنے اسلام کے سوا ملل باطلہ سے جہاں کلام کیا ہے وہان سب سے اول جس امر کو قرآن شریف ملحوظ رکہتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ غلط مبحث نہین ہونے دیتا۔ جس امر کو شروع کیا ہے اس پر **قول فیصل** دیکر دوسرے امر کو چھیڑتا ہے اور اگر قرآن شریف کے اس طرز اور اسلوب کو ملحوظ رکہکر ملل باطلہ سے کلام کیا جاوے تو انشاء اللہ ضرور مفید اور بابرکت نتیجہ پیدا ہونے کی توقع ہو سکتی ہے۔

پھر ایک اور ضروری **نکتہ** ہے جسکے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے لوگون نے قرآن کریم پر اعتراض کیا ہے یا اس کی خوبیون کے سمجھنے سے قاصر رہے ہین اور وہ یہ ہے۔ کہ **قرآن شریف** اور دوسری **وحیون** کا بہی یہ عام اسلوب ہے کہ جبتک ان کے ساتھ بعض خاص الفاظ مثلاً **ابداً** یا **خالدین** یا **کلہم** یا **اجمعین** نہ ہون وہ ایک مختص المقام یا مختص الزمان کے طور پر ہوتے ہین اگر انکو عام کیا جاوے تو کم ازکم وہ لطف اور ذوق نہین آسکتا جو اس مقام پر رکہا گیا ہے پس ان ہر سہ اصولوں کو مدنظر رکہکر اس سورہ زخرف کے دوسرے رکوع مین اللہ تعالےٰ ایک خاص قوم کا رد کرتا ہے۔

اس رکوع مین کس قوم کا رد منظور ہے

عرب مین ایک قوم تہی جو ابو عامر کہلاتی تہی۔ اس قوم کا اعتقاد تہا کہ فرشتے خدا کی **بیٹیان** ہین اور اس اعتقاد کی بنا پر ان کو ہی معبود سمجھتے تہے پس اللہ تعالےٰ انکی تردید کرتا ہے جیسا کہ فرمایا **ام اتخذ مما یخلق بنت** الاٰیۃ۔

اس اعتقاد کی تردید کے دلایل

سب سے پہلی دلیل تو خود انہی الفاظ مین موجود ہے۔ **ام اتخذ مما یخلق** کیا معنی کیا وہ اپنی مخلوق مین سے اپنے لئے لڑکیان تجویز کرتا ہے یہ الفاظ اس طرح پر دلیل کے رنگ مین ہین کہ بنات یا بنون صورت **نوعی** مین اپنے والد کے شریک اور اسکا ایک جزو ہوتے ہین لیکن جو چیز اللہ تعالےٰ کی **مخلوق** ہے وہ اس کی شریک بصورت **نوع** کیونکر ہو سکتی ہے۔؟

دوسری دلیل فطرتی اور وجدانی ہے یعنے لڑکیون کے مقابلہ مین لڑکے تمہارے نزدیک ممتاز مخلوق ہے کیونکہ تم لڑکو کی حفاظت کرتے اور لڑکیونکو مار ڈالتے ہو تو پھر کیا اسنے اپنے لئے ناقص اور معیوب مخلوق کو تجویز کرنا تہا اور تمہارے لئے افضل امر؟ اسپر فطرتی شاہد پیش کیا۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ الاٰیۃ یعنے اگر کسی شخص کو تمہاری قوم مین سے مثلاً یہ اطلاع دیجاوے کہ اسکے گہر مین لڑکی پیدا ہوئی ہے تو اندر ہی اندر اسکا دل بیٹھ جاتا ہے اور اس غیظ و غضب کی وجہ سے چہرہ پر رونق اور تازگی کی بجائے جو نشاط کا نتیجہ ہوتی ہے سیاہی اور مردنی چہا جاتی ہے ایسی حالت اور صورت مین جو امر تم اپنے لئے بہی تجویز نہین کرتے خدا تعالےٰ کے لئے اسکا جواز کیون پسند کرتے ہو؟

پھر

نوع انسان کی اس صنف کی دوسری فطری کمزوریان کو پیش کیا۔ کہ چونکہ وہ مرد کی دلربائی کے لئے پیدا ہوئی ہے اسوجہ سے وہ اپنی کمزوریونکو چہپانے کے لئے زیورات سے کام لیتی ہے اور بوجہ اپنے قوی کی نزاکت کے اس قابل نہین کرتا بلکہ مین علیٰ رؤس الاشہاد نکل سکے گویا ایسی کمزور اور ضعیف الفطرۃ مخلوق کو تم اللہ تعالےٰ کا شریک اور عبد ٹہیراتے ہو۔ جو بالبداہت باطل ہے۔

اس اعتقاد کی کمزوری اور بطالت پہیر اور آفاقی دلایل پیش کئے پہلے دلایل النفسی تہے سو ان دلایل افاقیہ مین سے **پہلی دلیل**

اشہدوا خلقہم

یہ ہے۔

یعنے ملایکۃ اللہ کو جو تم بنات الرحمٰن اور دیویان قرار دیتے ہو۔ کیا تم ان کی فطرت اور بناوٹ پر کوئی **عینی شہادت** دے سکتے ہو؟

پہلی دلیل سے عام اخلاقی سبق

اس دلیل کو پیش کرکے قرآن مجید ایک عام اخلاقی سبق سکہاتا ہے۔ کہ جس امر کے متعلق تمہارا ذاتی مشاہدہ اور کامل علم نہ ہو۔ اس پر اصرار نامناسب اور بیجا ہے۔ اس مین ان لوگون کا بہی صریح رد ہے جو یہ کہتے ہین۔ کہ **اسلام** دلایل عقلی اور مشاہدہ صحیحہ سے الگ رہنا سکہاتا ہے حالانکہ اسلام اور قرآن مجید **مشاہدہ** صحیحہ کو اول لیتا ہے۔ قرآن مجید کی ہی اصل ہے جو موجودہ گورنمنٹ کے **قانون شہادت** مین کام کر رہی ہے +

اس دلیل مین پیشگوئی

اس دلیل مین یہ حصہ ستکتب شہادتہم ویسئلون ایک پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکہتا ہے یعنے اس شہادت کے متعلق جو گویا جہوٹی شہادت ہے۔ ہم مواخذہ کرینگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب بنات الرحمٰن اور اناث الرحمٰن تجویز کرنیوالے مغلوب اور مقہور ہو جاینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ہو جاینگے۔

مکی صورتوں مین خصوصیت

بہت تہوڑے لوگ ہونگے جو قرآن کریم کی مکی صورتون کی خصوصیتون پر توجہ کرتے ہون۔ منجملہ اور خصوصیتون کے ایک بڑی بہاری خصوصیت ان صورتون مین یہ ہے کہ **دلائل نبوت** اور **ثبوت نبوت** کیلئے ان مین عظیم الشان جلالی پیشگوئیان ہین۔

دوسری دلیل جو بطور نقض قول مشرکین بیان کی ہے

پہر اناث الرحمٰن تجویز کرنیوالے یہ عذر پیش کرتے ہین **وقالوا لو شاء الرحمٰن ما عبدنٰہم** یعنے اگر رحمٰن نہ چاہتا تو ہم ان دیویون کی پرستش نہ کرتے؟ اس کا نقض یون فرمایا۔ **مالہم بذالک من علم** اس امر پر ان کے پاس کوئی علمی دلیل نہین ہے نری اٹکل بازی ہے

صفت رحمٰن عبادت کو نہین چاہتی

اس کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ صفت رحمانیت کا اقتضا عبادت نہین ہے وہ تو بلا مانگے اور بغیر کسی عامل کے اپنا ظہور دن بدن فرما رہی ہے پس یہ کہنا انکا غلط ہے۔ کہ گویا **رحمٰن** کی ایسی ہی مشیت ہے۔ کہ ہم **اناث الرحمٰن** تجویز کرکے ان کو معبود ٹہیرائین۔

ایک غلط فہمی کا دفاع

مسئلہ تقدیر کا بیان پیش کرنا سخت نامناسب امر ہے مگر بعض لوگ اپنی **قلت نظر** کی وجہ سے تقدیر کے مسئلہ کو جو تمام بلند پروازیون کی جڑ ہے لے بیٹہتے ہین اسلئے نہایت ہی مختصر طور پر یہان یہ بیان کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قوائے انسانی کی بناوٹ دو قسم کی واقع ہوئی ہے ایک حصہ وہ ہے جو انسانی تصرف اور عمل کے نیچے ہے مثلاً آنکہہ کا کہولنا اور بند کرنا اسلئے شریعت حقہ نے اوامر و نواہی کا جوا ان قوائے پر رکہا ہے جنپر انسانی تسلط اور حکومت ہے۔ جیسے اوپر کی مثال مین غض بصر کا حکم دیا۔ ان قوائے کے متعلق جو احکام دئے گئے ہین انکے فعل یا ترک پر خلاف ورزی کی صورت مین سزا مترتب ہوتی ہے۔ لیکن دوسرا حصہ بناوٹ انسانی کا وہ ہے جن پر انسانی تصرف کچھ نہین۔ مثلاً ہڈیونکا بڑہنا جسم کا نشوونما یا ناقد کا چہوٹا یا بڑا ہونا یا مختلف رنگ کا ہونا انپر کوئی حکم اور شرعی قانون نافذ نہین کیا گیا۔ جب انسان اس تقسیم کو مسئلہ تقدیر مین ملحوظ رکہیگا تو ایسے انشاء اللہ العزیز ان شبہات سے بچ رہیگا جو اسپر وارد کئے جاتے ہین۔

غرض اس دوسری دلیل مین مشرکین سے **علمی دلیل** کا مطالبہ کیا ہے۔ کہ اسے پیش کرو۔ اب **فطرت صحیح** **مشاہدہ صحیح** **علم صحیح** کے بعد پہر نصوص اور منقول کا مطالبہ کیا۔

ام اٰتینٰہم کتٰباً اٰیۃ

اچہا اگر فطرتی۔ عینی علمی دلایل پیش نہین کرتے۔ تو پہر نقل صحیح پیش کرین۔ مگر وہ نہین کر سکتے۔ صرف ایک عذر ہے **وہ کیا؟**

بل قالوا انا وجدنا اٰباءنا الاٰیۃ۔ یعنے ہم نے باپ دادون کو اسی طریق پر پایا۔ یہ عذر کوئی معقول عذر نہین بلکہ وہی پرانا عذر ہے جو ہر زمانہ مین **منکران رسالت** نے پیش کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ **مرسل اللہ** کے بالمقابل ایسا عذر کرنا یہ بہی ایک سنت پیشینیان چلی آتی ہین۔ آج حضرت مسیح موعود کے بالمقابل بہی یہی رونا رویا جاتا ہے مگر خدا تعالےٰ اس عذر کو بہی باطل کرتا ہے۔

۳۰۔ جولائی کا اخبار شایع نہین ہو سکا

(مینیجر)

اصلی ممیرا اور ممیریکا سرمہ

اصلی ممیرا جو آج کل قریباً اڑھائی سو روپیہ تولہ پر فروخت ہوتا ہے اور ممیریکا سرمہ دو روپیہ تولہ پر فروخت کیا جاتا ہے میرے پاس موجود ہیں اسکے لئے لمبے چوڑے سندات پیش نہیں کرنا چاہتا اسلئے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ اور دوسرے بزرگان ملت نے اسکو اصلی ممیرا شناخت کرکے خود خرید فرمایا ہے میں عام لوگوں کے نفع کیلئے اصلی ممیرا (چھ روپیہ) تولہ پر اور سرمہ ممیرا ... پر فروخت کرتا ہوں اور اسکے ساتھ ہی یقین دلاتا ہوں۔ اگر ممیرا اس اشتہار کے موافق مصدقہ نہ ہو تو میں قیمت واپس انکے سچائی کے اظہار کیلئے یہی ایک امر کافی ہے ✤

نوٹ۔ میری دوکان سے ہر قسم کی لنگی اور کلاہ بھی مل سکتی ہے

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر قادیان دارالامان

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی کے ۔ ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہے۔ قیمت ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیر کی لکڑی ۔ کین ہینڈل دو ربڑ کے بیچ کے لئے نہایت عمدہ ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۔

بچوں کے کرکٹ بیٹ ۱۲-۱۴ کیواسطے ووسٹ ایک ٹرکس ایکسل لکڑی کا نی ٹکس فی سٹ ۔

فٹ بال عمدہ کاو اور پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ۔ کیلئے فٹ بال ۔ بلیڈر

کرکٹ بال گسٹ ہون نہایت عمدہ مضبوط چمڑے کے ۔ دانگے کر بیچ ۔ پریکٹس ۔ کرکٹ ۔ نی کابلی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سرٹیفیکیٹ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سال از قسم کرکٹ بیٹ پریکٹس اور کٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میں اس کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجان پور ٹیرہ۔ گانگڑہ

ٹھاپینگی کا خراس

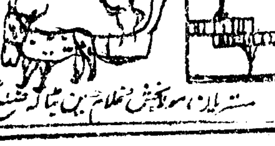

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہوا سے کچھ بہت نہیں کر کوئی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دوا ہائے ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھالیجئے دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ نیض کیونکہ آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اسے بخوبی سمجھا جائیگا کیونکہ قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایات ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی سوہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نکاہت امراض قلب یعنے دل دوار یعنے چکر آنا۔ درد سر نفخ۔ کھٹے ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکور الصدر مرضوں کو شافی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے ابخرون کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا یعنے تپ کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں۔ اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں۔

بارہ آنہ والی

قیمت ۴/۸ روپیہ اور بارہ آنہ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں جو ۴ روپیہ والی شیشی کی گولیوں سے بیچ گئی ہیں کل دوافروشوں سے ملتی ہے۔ یا ڈون پلی اور باکس بمبئی کے پاس سے

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی دفعہ چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی)، سر فباوہ۔ کھجوا کیڑا۔ چنبہ داد اور جلد کی سب طرح کی سوزش نمکین شورہ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداران کے پاس قیمت ۱۲ دو روپیہ فیڈ بنیا

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں جسکی کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہوسکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضل تعالےٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنیسے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اگر مبتلائے طاعون کے کا ... بخار شروع ہو تبھی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملا کر بدن پر مالش کی جاوے تو سردرد و بخار چند منٹ درد اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اسکے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اتارنا محال ہوسکتا ہے۔ یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا و ادائے فیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی ۸ر گران اشخاص سے جو ایجنٹ ہونا یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت (علاوہ محصول ڈاک)، جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نرخ نرخ اجرت سے مطلع فرماویں ✤

المشتہر نفع الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

اسکاٹس ایمولشن

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ ڈیویگر گٹس لنڈن

مفید رسالے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحب

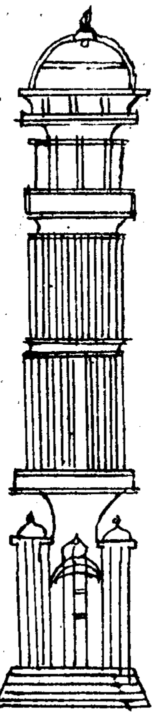

بسم الله الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے مشہور اور معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دار الامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی جہاد ر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے	۵
۲- خواص و معاونین سے	۱۰
۳- ہندوستان سے باہر	۷
۴- غیر مذہب والوں سے	۱۲
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے	۳

لوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں بل اعانت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۴۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۶- اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۸- رجب ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۲

موجودہ شورش میں ہمارا مسلک

اگرچہ احمدیوں کو اسوقت کسی نئی ہدایت یا تاکید کی حاجت نہیں ہے کہ وہ ان بیہودگیوں میں کوئی حصہ لیں جو ایجی ٹیشن کے رنگ میں کیجاتی ہے۔ کیونکہ انکا سید و مقتدا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ پورے طور پہ انکے ذہن نشین کر گیا ہے۔ اور مذہبی رنگ میں انہیں بتا گیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کا سایہ انکے لئے ابر رحمت ہے اسلئے ہر ایک احسان شناس قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن کی اطاعت اور معاونت میں سرگرم رہے۔ برٹش گورنمنٹ مسلمانوں کے لئے ایک ایسی نعمت ہے کہ وہ اسکی شکر گذاری سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے انہیں خوب معلوم ہے۔ کہ سکھوں کے ایام سلطنت میں انہیں امن کے سوال کو چھوڑ کر مذہبی احکام کی بجا آوری میں کسی حد تک تکلیف تھیں۔ جہاں تک کہ وہ اذان تک دینے پر بھی سخت سے سخت سزاؤں کے مستحق سمجھے جاتے تھے دوسرے احکام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ وہ زمانہ جہالت اور تاریکی کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں جہاں مذہبی آزادی عطا ہوئی اسکے ساتھ علوم و فنون کی ترقی کی راہیں کھلیں۔ ڈاک خانہ۔ مطبع کے اجرا اور کاغذ کی کثرت نے ایسے نایاب مذہبی اور دینی کتابوں کو چھاپ کر کم سے کم قیمت پر عام کر دیا

غرض اگر مذہبی نکتہ خیال سے ہی دیکھا جاوے تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھکر عمدہ زمانہ اپنر نہیں آیا۔ مسلمانوں کی اپنی سلطنت میں بھی ایسی آسانی اور سہولت سے کتابیں بہم نہ پہنچ سکتی تھیں۔

غرض مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن کی پوری اطاعت اور وفاداری کا نمونہ دکھائیں اور ان سے یہی توقع ہے انہیں سے احمدی خصوصیت سے ان احسانات سے گران ہیں کیونکہ یہی ایک مذہبی تحریک ہے وہ اگر اپنے مخالفوں کے ہاتھ سے بچے ہیں تو گورنمنٹ کی مہربانی اور حسن انتظام کو اسمیں بہت بڑا دخل ہے ورنہ علماء نے کفر اور قتل کے فتوے دیکر خون کی ندیاں بہانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا تھا۔ اسی وجہ سے اس سلسلہ کا بانی اپنی ہر تقریر اور تحریر میں گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گذاری کیلئے ایک جوش پاتا تھا۔ اور اپنی قوم میں اسنے یہ روح ایسی نفخ کر دی ہے کہ اب اسے کوئی خیال اور طاقت دور نہیں کر سکتی۔

مسٹر تلک کی سزا یابی پر اور بمبئی پریسیڈنسی میں بعض مقامات پر بعض اور جاہلوں نے اپنی بیوقوفی کے کرشمے دکھلائے ہیں یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مسلمان اسمیں شریک نہیں ہوئے۔ بمبئی پریسیڈنسی میں ہماری جماعت گیارہ ہزار کے قریب ہے۔ ان لوگوں کا ایسی مجلسوں اور جلسوں میں شامل نہ ہونا الله تعالیٰ کی رضامندی اور انکے موجودہ امام اور خلیفہ کی خوشنودی کا موجب ہے۔

پس جہاں کہیں بھی ایسی تحریک ہو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سے بالکل الگ رہیں اور کسی رنگ میں بھی شامل نہ ہوں گورنمنٹ کے مقاصد اور اغراض کے خلاف جو تحریکیں ہیں وہ ہمارے سلسلہ کے خلاف ہیں ہمارے لئے امن اور سلامتی الله نے اسی سلطنت کے سایہ میں تجویز کی ہے اسلئے کہ اسی کی خیر سگالی چاہیں گو اس میں خوشامدی کہا جاوے۔ مندل کہا جاوے اسکی کچھ پروا نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے ایمان و دجال کے مقابلہ میں یہ الفاظ کچھ بھی نہیں ہیں جبکہ ایک امر حق کے قبول کرنے میں نادانوں نے گالیاں دیں دکھ دئے تو پھر اگر یہ سچ حق کی بات اگر خوشامدی بزدل کہا جاوے تو کیا حرج ہے ہم ایسی خوشامد پر اس آزادی اور خودسری کو لاکھ درجہ بہتر سمجھتے ہیں جو امن عامہ کے لئے مفید اور موید ہے۔ ہم اس دلیری اور بیباکی کو بھی دلی پر قربان کرنیکو طیار ہیں جو خونریزیوں اور شورشوں کو دور کرتی ہو۔

ان لوگوں کے ساتھ جو عیب سازی اور عیب اندازی کے قابل کام کر رہے ہیں کچھ بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی کیا یہ بہادری ہے۔ اس سے بڑھکر فعلی اور بزدلی اور کیا ہوگی۔ اگر لوٹ مار کرکے مال ہم پہنچانا اور اس ایسا سامان کرنا جو دوسروں کی جان لینے کے کام آوے۔ بہادری ہے۔ تو پھر دنیا بھر کے ڈاکو۔ رہزن اور قاتل بڑے ہی بہادر اور شیر ببر ہونگے۔ اس قوم پر افسوس جو بہادری اور بزدلی میں فرق کرنیکے قابل نہیں کیا وہ ملک ترقی کرنیکے قابل ہے جس میں ان لوگوں کی عزت کیجاوے جو خفیہ ہتھیاروں کی مذاق اور اخلاق کس طرح بگڑ گیا ہے۔

بہر حال ہمارا مسلک ان تمام قسم کی شورشوں اور تحریکوں میں یہی ہے۔ کہ ہم ان سے بیزار اور الگ رہیں ہم جانتے ہیں کہ اسپر ہمیں خوشامدی کہا جاتا ہے کہنے دو۔ اسکی کچھ پروا نہیں ہم جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں محض الله تعالیٰ کی رضا کے لئے گورنمنٹ خود

مطبع انوار احمدیہ مشن پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپ کر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳- مئی ۱۹۰۸ء بروز اتوار

(ایک دہریہ سے ملاقات)

فرمایا۔ طبائع مین اختلاف ہوتا ہے۔ بعض طبایع مین ایسی استعداد ہوتی ہے۔ کہ وہ حق کے قبول کرنے مین جلدی کرتی ہین اور بعض ایسی بھی ہوتی ہین۔ کہ حق ان کی سمجھ مین آ جاتا ہے گر دیر بعد اور بعض ایسی بھی ہین۔ کہ اُن مین قبول حق کی استعداد دبتے دبتے ایک وقت بالکل زایل ہی ہوجاتی ہے +

خدا جس کا وجود مخفی در مخفی اور نہان در نہان ہے ہم نے اس کو ایسا نہین مانا کہ وہ ایک **ہیولا** ہے ایسا ایک انسان جسکو سچا شوق۔ حقیقی جوش اور دلی تڑپ ہے کہ وہ خدا کو پہچانے اسکے لئے تمام گذشتہ قصص اور واقعات پر نظر ڈال کر غور کرنا از بس مفید ہوسکتا ہے۔ تاریخ ایسے انسان کے واسطے رہبری کرسکتی ہے۔ تاریخ اور تمام واقعات سلف بجز اسکے اور کوئی راہ نہین بتلاتے کہ خدا کو خدا کے عجائبات قدرت اور تصرفات سے جو کہ وہ بذریعہ اپنے الہامات۔ وحی اور مکالمات دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ پہچان سکتے ہین۔ اس راہ سے بڑھکر اور کوئی یقینی راہ خدا کی شناخت کی ہرگز نہین ہے +

جن لوگون کو وہ خاص کر لیتا ہے اور حصہ معرفت اُن کو عطا کرتا ہے۔ اپنے وہ مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے مشتاق کی تسلی اور تسکین کے لئے

دیدار یا گفتار

دو ہی چیزین ہین جہان دیدار نہین ہوسکتا۔ وہان گفتار دیدار کی جا بجا اور قایم مقام ہوجاتی ہے ایک مادر زاد نابینا گفتار ہی کے ذریعے شناسائی کرسکتا ہے۔

اللہ تعالٰی چونکہ غیر محدود ہے اور اسکی ذات ایسی نہین کہ اس کی رویت اور دیدار جسمانی چیزون کی طرح ہوسکے اس واسطے اسنے اپنی **گفتار** جسکو بالفاظ دیگر الہام وحی مکالمات کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دیدار کے قائمقام رکھدی ہے کم ہین جن کو دیدار ہوتا ہو اکثر گفتار ہی کے ذریعہ تسلی پاتے اور طمانیت حاصل کرتے ہین +

اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھلا یہہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ گفتار جو انسان سنتا ہے۔ واقعی خدا کا کلام ہے کسی اور کا نہین؟ سو اسکے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کے کلام کے ساتھ خدائی طاقت۔ جبروت اور عظمت ہوتی ہے جس طرح تم لوگ ایک معمولی انسان اور بادشاہ کے کلام مین فرق کرسکتے ہو۔ اسی طرح اس احکم الحاکمین کے کلام مین بھی شوکت و سطوت سلطانی ہوتی ہے۔ جس سے شناخت ہوسکتی ہے کہ واقعی یہہ کلام بجز خدائے عزوجل کے اور کسی کا نہین +

دوسرا بڑا بھاری نشان اس شناخت اور تمیز کا یہ ہوتا ہے کہ جس انسان سے خدا کلام کرتا ہے وہ خالی نہین ہوتا بلکہ اسمین ہی خدائی شان جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ بھی ایک گونہ خدائی صفات کا مظہر اور جلوہ گاہ ہوتا ہے اس مین وہ لوازم پائے جاتے ہین۔ اس مین ایک خاص امتیاز ہوتا ہے۔ علوم غیبی جو سفلی خیالات کے انسانون کے وہم و گمان مین بھی نہین آسکتے وہ ان کو عطا کئے جاتے ہین۔ اس کی **دعائین** قبول کرکے اسکو اطلاع دیجاتی ہے۔ اور اس کی اس کے کاروبار مین خاص نصرت اور مدد کی جاتی ہے۔ اور جس طرح خدا سب پر غالب ہے اور اس کو کوئی جیت نہین سکتا اسی طرح انجام کار وہ بھی غالب اور ہر طرح سے مظفر و منصور اور کامیاب و بامراد ہوجاتے ہین +

غرض یہہ نشان ہوتے ہین جن کے ذریعے سے عقلمند انسان کو ضرورتاً ماننا ہی پڑتا ہے۔ کہ

واقعی یہہ انسان مقرب بارگاہ

ہے۔ اور پھر یہہ بھی ماننا ہی پڑتا ہے۔ کہ خدا ہی ضرور ہے یہین ویسے لوگون سے ہی گفتگو اور ملاقات کا اتفاق ہوتا ہے۔ جو مصنوعات سے صانع کو پہچاننے اور شناخت کرنے کی راہ اختیار کرتے ہین۔ اور اس طریق کو ہم نے آزمایا بھی ہے مگر یاد رکھو کہ یہ راہ ٹھیک نہین ادہوری ہے۔ اس راہ سے انسان کو حقیقی معرفت اور یقین کامل جو انسان کی عملی حالت پر اثر ڈال سکے ہرگز ممکن نہین زیادہ سے زیادہ بس یہی ہوتا ہے کہ خدا ہونا چاہیے۔ مگر ہے اور ہونا چاہیے مین زمین و آسمان کا فرق ہے +

اس بیان سے ہمارا مطلب یہہ ہے۔ کہ معرفت ہی وہی فائدہ بخش ہوسکتی ہے جس سے انسان مین ایک تبدیلی ہی پیدا ہو ایک **شخص** جو بینائی اور قوت رویت کا دعوے کرے مگر اسکے دعوے کیساتھ کوئی عملی ثبوت نہ ہو۔ اور وہ ٹکرا ہوتے ہی دیوارون سے ٹکرین کہائے کیا اس کا دعوے قابل پذیرائی ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ کارآمد صفت **کمال** ہی ہے۔ نیم ملان خطرۂ ایمان اور نیم حکیم خطرۂ جان مشہور مقولے ہین۔ پس کامل معرفت کی تلاش کرنا شرط ہے۔ اور یہ اسی راہ سے میسر آسکتی ہے۔ جو راہ انبیاء دنیا مین لائے +

ایک دہریہ تو وہ ہے۔ جو صانع کے وجود کا منکر ہے اور یہ گروہ قدیم سے ہے۔ مگر مین کہتا ہون فرض کرلو کہ دنیا مین ایسا ایک ہی متنفس نہین تو بھی ہر وہ جس کو کامل معرفت نہین وہ بھی دہریہ ہے۔ جب تک کامل معرفت نہ ہو اسوقت تک کچھ نہین جسطرح ایک دانہ بھوک کو اور ایک قطرہ پیاس کو نہین مٹا سکتے۔ اسی طرح خشک ایمان جس کے ساتھ کامل معرفت اپنے تمام لوازم کیساتھ نہین نجات نہین دلا سکتا۔ جس طرح وہ انسان زندہ نہین رہ سکتا۔ جسکو بھوک کے وقت کھانا اور پیاس کے وقت پانی دیکھنا تک بھی نصیب نہین ہوا اسیطرح وہ بھی ہلاک ہوجاویگا جس نے بھوک کے وقت ایک دانہ دیکھ لیا۔ یا کھا لیا۔ اور ایک قطرہ شدید پیاس کیوقت دیکھ لیا یا پی بھی لیا ہو پس بعینہ اسی طرح سے

معرفت کامل ہی موجب نجات

ہوسکتی ہے +

ہم دیکھتے ہین کہ ان محسوسات مین بھی کامل علم اور معرفت ہی کا اثر ہوتا ہے۔ ایک انسان کے پاس خواہ ایک شیر یا بھیڑیا آجاوے مگر جب تک وہ شیر کو شیر اور بھیڑیئے کو بھیڑیا مع ان کے تمام لوازم اور خواص کے یقین نہین کرلیتا۔ اُن سے کوئی خوف نہین کرتا۔ ایک زہریلے سانپ کو جو انسان ایک چوہا یقین کرتا ہوگا۔ وہ اس سے ہرگز گریز اور پرہیز نہ کریگا مگر اس علم کے ساتھ ہی کہ یہہ ایک زہریلا سانپ ہے۔ اور اس کا کاٹنا گویا پیغام اجل ہے۔ وہ اس سے خوف کرے گا اور معاً الگ ہوجاویگا +

دیکھو نفس امارہ انسان کے ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے۔ اور خون کی طرح انسان کے ہر رگ و ریشہ مین اور ذرہ ذرہ مین داخل ہے عیسائیون نے تو ایک سہل اور آسان راہ نکال لی ایک شخص کو سولی پر چڑھا دیا۔ اب قیامت تک عیسائی نسل کا ہر فرد جو چاہے سو کرلے اس کو کوئی سوال ہی نہین ہوگا۔ خون مسیح ان کے تمام گناہون کا کفارہ ہوچکا ہے۔ نادان نہین سمجھتے کہ زید کے تو سر درد ہے بکر نے اٹھکر اپنے سر مین پتھر مار لیا۔ بھلا زید کو اس سے کیا فائدہ؟ مین یقیناً کہتا ہون کہ ایک بیمار کو مرغ کی یخنی جسقدر فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ ان کا کفارہ اور خون مسیح اس قدر بھی مفید نہین ہے +

ان کے پادری جو دوسرون کو تعلیم دیتے ہین خود ان کے اپنے حالات نہایت ہی خطرناک ہین۔ کفارہ کے عقیدہ نے ان کو بہت دلیر کردیا ہے۔ گناہ ایک خطرناک زہر ہے مگر جو شخص یہہ اعتقاد رکھتا ہے کہ خون مسیح کافی ہے اور کفارہ پر ایمان لے آنا تمام گناہون کیواسطے کفارہ ہوجاتا ہے۔ وہ گناہ کے زہر کو زہر یقین کرے تو کیسے؟

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پادری زنا کے جرم مین پکڑا گیا

عدالت مین جب اس سے سوال ہوا تو اس نے بڑی دلیری اور جراُت سے کہا کہ کیا مسیح کا خون میرے واسطے کافی نہین ہو چکا ہے غرض انکا کفارہ ہی تمام بدیوں کی جڑ ہے +

ہمارے نزدیک کوشش کرکے انسان جب تک ایک پاک تبدیلی کی طرف نہین جھکتا۔ اسوقت تک کوئی فائدہ نہین حاصل ہو سکتا نفس امارہ کا مغلوب کرنا بہت بڑا بھاری مجاہدہ ہے اسی نفس امارہ ہی کے زیر اثر ہونے کیوجہ سے انسان نہ حق اللہ کو ادا کر سکتا ہے اور نہ حق العباد سے سبکدوش ہو سکتا ہے شریعت نے دو ہی حصے رکھے ہین۔ ایک حق اللہ اور دوسرا حق العباد۔ **حق اللہ** کیا ہے وہی کہ اس کی عبادت کرنا اور اس کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرنا اور ذکر اللہ مین لگے رہنا اس کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کرنا اسکے محرمات سے بچتے رہنا وغیرہ **حق العباد** کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی پر ظلم نہ کرنا اور کسی کے حقوق مین دست اندازی نہ کرنا جہان اس کا کوئی حق نہین ہے جھوٹی گواہی نہ دینا۔ وغیرہ +

اب یہہ دو نو امر ایسے مشکل ہین۔ کہ تمام گناہ۔ جرائم معاصی اور دوسری طرف تمام نیکیون کے اصول اسی مین آ گئے ہین کہنے کو تو ہر ایک کہہ لیتا ہے۔ کہ مین اپنی قوت سے گناہ سے بچ سکتا ہون مگر انسان فطرت سے الگ ہرگز نہین ہو سکتا۔ فطرت انسانی کسی کپڑے کا دامن تو ہے نہین کہ پلید ہوا تو کاٹ کر الگ کر دیا جا سکے۔ فطرت روح کا پیدایشی جزو ہے۔ پس جب کہ انسانی فطرت مین ہی یہ رکھا گیا ہے کہ انسان انہی امور سے خائف ہوتا اور پرہیز کرتا ہے جن کو وہ اپنی ہلاکت کا باعث اور مضر یقین کرتا ہے۔ کسی نے کوئی نہ دیکھا ہوگا کہ وہ آسٹرکنیا کو باوجود اسٹرکنیا یقین کرانے کے دانستہ استعمال کرے یا سانپ کو سانپ یقین کرتے ہوئے ہاتھ مین پکڑ لے۔ ایک طاعون زدہ گاؤں مین جہان ہنوز موتی کا بازار گرم ہے خواہ مخواہ جا گھسے اس اجتناب اور پرہیز کی وجہ کیا وہی کہ ان باتون کو وہ مہلک یقین کرتا ہے پس انسان

معاصی اور جرائم کی مرض

سے تب ہی نجات پا سکتا ہے کہ اسے چور اور سانپ وغیرہ سے بڑھکر ان کے ضرر اور نقصان دہ ہونے کا یقین ہو اور خدا کا جلال اس کی عظمت اور جبروت ہر وقت اس کے مد نظر ہو انسان اپنی حرص و خواہش اور ملی آرزوؤن کو یہی ترک کر سکتا ہے مثلاً ایک ذیابیطس کا مریض جس کو ڈاکٹر کہہ دے کہ شیرینی کا استعمال بالکل ترک کر دو۔ پھر اپنی جان کی خاطر میٹھے کو چھوڑتا ہی نہین پس یہی حال روحانی حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی کا ہے۔ اگر خدا کی عظمت اور اس کا جلال سچے طور سے اس کے دل مین گھر کر چکا ہو تو پھر اس کی نافرمانی آگ کے کھانے

اور موت سے بھی بدتر محسوس کریگا +

انسان کو جس قدر خدا کے اقتدار اور سطوت کا علم ہوگا اور جسقدر یقین ہوگا۔ کہ اس کی نافرمانی کرنے کی سخت سزا ہے اسی قدر گناہ اور نافرمانی اور حکم عدولی سے اجتناب کریگا۔ دیکھو بعض لوگ موت سے ہی مرتے ہین۔ یہہ

اخیار ابدال اور اقطاب

کیا ہوتے ہین؟ اور ان مین کیا چیز زائد آ جاتی ہے؟ وہ **یہی یقین** ہوتا ہے۔ یقینی اور قطعی علم ضرورتاً اور فطرتاً انسان کو ایک امر کے واسطے مجبور کر دیتا ہے۔ خدا کی نسبت ظن کفایت نہین کر سکتا۔ شبہ مفید نہین ہو سکتا۔ اثر صرف یقین ہی مین رکھا گیا ہے۔ خدا کی صفات کا یقینی علم ایک **ہیبت ناک تجلی** سے بھی زیادہ اثر رکھتا ہے۔ اسی کے اثر سے تو یہہ لوگ سر ڈال دیتے اور گردن جھکا دیتے ہین۔ پس یاد رکھو کہ جسقدر کسی کا یقین بڑھا ہوا ہوگا۔ اسی قدر وہ گناہ سے اجتناب کرتا ہوگا +

بظاہر نظر تو گناہ سے بچنے والے اور اس قسم کا دعوےٰ کرنے والے بہت ہونگے مگر ان کی مثال وہی ہے جسطرح ایک پھوڑا جو کہ پیپ سے خوب بھر گیا ہو ظاہری جلد سے چمک اٹھتا ہے اور باقی حصہ جسم سے بھی اس کی چمک دمک اور روشنی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے مگر اندر اس کے پیپ اور گندہ مواد بھرے ہوتے ہین گناہ سے بچنے کے آثار بھی تو ساتھ ہون۔ روشنی دھوپ اور گرمی اس بات کے شاہد ہین کہ آفتاب نکلا ہوا ہے۔ حالانکہ آفتاب کے آثار نہین اب بتاؤ کوئی اس کی بات کو باور کریگا ہرگز نہین پس یہی حال ان لوگونکا ہے جو کہتے ہین کہ ہم **اللہ پر ایمان** لاتے ہین۔ حالانکہ اس ایمان کے آثار یعنے گناہ سے بکلی نفرت اور پھر اس کے آثار کہ خدا کے فیوض و برکات اور تائیدات اور سچی پاکیزگی تقوےٰ اور طہارت ان مین مفقود ہوتے ہین +

یہہ بات کہ انسان خدا کی رضا کے خلاف کام سوچ سے بالکل دستکش ہو جائے۔ اور گناہ اور خدا کی نافرمانی اسے آگ کھانے سے بھی بدتر نظر آوے اور خدا کے مقابلہ مین کسی دنیوی جاہ و جلال کا رعب داب اسپر اثر نہ کرے بلکہ یہہ ماسوی اللہ کو بجز ارادہ الٰہی کسی کے نفع اور ضرر پہنچانے مین لنگڑے سے ہوئے کپڑے کی طرح سمجھے اور ایسا ہو جائے کہ اس کا سکون اور اس کی حرکت اور اس کے تمام افعال خدا کی مرضی کے تابع ہو جاوین اور یہہ اپنے آپ سے فنا ہو کر خدا مین محو ہو جائے یہ تمام امور انسانی طاقت سے بالاتر ہین انسان کی اپنی طاقت نہین۔ کہ ان سب فضائل کو حاصل کر سکے اور تمام رذائل سے بکلی پاک ہو سکے۔ سو اس غرض کیواسطے اللہ تعالےٰ کا یہہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ وہ دنیا مین

ایک انسان کو مامور کرکے

بھیجا کرتا ہے اور اپنے عجائبات قدرت اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے اس کی دعائین قبول کرکے اس کو اطلاع دیتا ہے اپیر مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ پر ایسے ایسے خارق عادت معجزات اور غیبی امور ظاہر کرتا ہے جن سے سفلی خیالات کے انسان عاجز ہوتے ہین اور ایسے چمکتے ہوئے اور ہیبت ناک امور اس کی تائید مین ظاہر کرتا ہے کہ لوگون کے دل نور عرفان اور لذت یقین سے پر ہو کر گویا خدا کو دیکھ لیتے ہین۔ اور اس طرح سے خدا کی عظمت اور جبروت سطوت اور ہیبت کے نظارہ کرنے سے اُن کے دلون مین سے غیر اللہ۔ اور تمام گندی اور نفسانی خواہشات جو گناہ کا سبب ہوتی ہین جل جاتی ہین۔ اور خدا کا جلال اور اس کی کبریائی ان کے دلون مین بیٹھ جاتی ہے غرض اس طرح سے وہ **ایک جماعت** پاک دل انسانون کی تیار کر دیتا ہے +

گناہ سوز حالت جب ہی پیدا ہوتی۔ جب کہ خدا اپنے جلال اور ہیبت کو دنیا مین ظاہر کرتا اور جب اس کے جبروت وسطوت کا دورہ ہو کر دنیا پر ایک قہری تجلی ہوتی ہے اور جس طرح ایک خطرناک بجلی جس مین ایک خوفناک کڑک اور آنکھون کو خیرہ کر دینے والی چمک ہوتی ہے۔ دلون پر اپنا تسلط اور رعب بٹھا جاتی ہے۔ اسی طرح اس مامور کے زمانہ مین خدا کی جلالی صفات جلوہ گر ہو کر دنیا مین ایک پاک تبدیلی پیدا کر جاتا ہے :-

دیکھیے اگر آپ کے پاس ایک آدمی نہایت ہی ردی اور خستہ حالت مین آوے خواہ وہ درحقیقت بادشاہ ہی کیون نہ ہو۔ آپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اور آپ اس کے آنے کی کچھہ پرواہ نہ کرین گے بلکہ اگر وہ کچھہ کہنا چاہے گا تو آپ حقارت سے اس کی بات کی طرف بھی متوجہ نہ ہون گے مگر اگر وہی شخص اپنی شاہانہ شان و شوکت اور سلطانی جلال اور ہیبت سے کر آوے تو آپ کو اس کا استقبال بھی کرنا پڑیگا عزت و عظمت بھی کرنی پڑیگی۔ اور ضرور ہے کہ آپ ہمہ تن گوش ہو کر اس کے احکام کی بجا آوری کے لئے طیار ہو جاوین۔ پس یہی حال خدا کی معرفت کا ہے۔ جب تک کسی کو خدا کی معرفت ہی نہین وہ تذلل اور انکسار جو عبادت کا خلاصہ ہے کیسے بجا لاویگا۔ سچ ہے۔ ع

آنان کہ عارف تراند ترسان تر اند

مین نے آپ کو یہ سب کچھہ قصے کہانی کے رنگ مین نہین سنایا

بلکہ خدا اب بھی اسی طرح موجود ہے۔ جس طرح کہ وید۔ توریت اور انجیل کے زمانہ مین تھا۔ اور اسی طرح اب بھی سنتا ہے جیسا کہ پہلے زمانون مین سنتا تہا۔ اور اسی طرح اب بہی بولتا ہے جس طرح ان زمانون مین بولا کرتا تہا۔ اور اسی بات کے ثابت کرنے کے واسطے ہم آئے ہین +

حضرت اقدس علیہ الصلاۃ والسلام اپنی تقریر فرما چکے ہتے کہ سوال کیا گیا۔ کہ بعض لوگ ایک امر کو گناہ یقین کرتے ہین حالانکہ ایک دوسرے ملک یا خود اسی ملک کے بعض لوگ اسی امر کو گناہ نہین مانتے یا ثواب یقین کرتے ہین۔ تو اب ان مین امر فیصل کیا ہوا ؟۔

فرمایا آپ کے بیان سے یہ ثابت ہو گیا کہ کم از کم اختلاف تو ہے۔ پس اسی اختلاف مین ہی **ہماری فتح** ہے ایک مومن اور عقلمند انسان کی شان سے یہ بات بالکل بعید ہے کہ وہ مختلف امور کو اختیار کرے مثلاً آپ ہی کے سامنے ایک کہانا رکھا جاوے۔ تو ساتھ ہی کوئی شخص آپ کو یہ بتا دے۔ کہ اس کہانے مین زہر کا احتمال ہے۔ اب آپ ہی فرما دین کہ کیا آپ اس کو استعمال کرین گے ؟ مین تو ہرگز یقین نہین کر سکتا کہ ایک ایسا آدمی جسکو اپنی زندگی عزیز ہو اس کا ایک لقمہ بھی کہا سکے +

بیشک یہ سچی بات ہے۔ کہ **دہریہ** ایک مسلک کی طرف اختیار کرتا ہے مگر اس کو یہ نہ سمجھنا چاہیے۔ کہ یہ امر اس کے واسطے مضر نہین اور وہ بچ گیا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ اسی طرح ہر وقت کے پہل لانے کا ایک معین وقت ہوتا ہے اسی طرح ہر زہر کے اثر کا بھی ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ بعض زہر ایسے ہین کہ انھون نے اپنا اثر دکہا دیتے ہین۔ بعض گھڑی اور بعض گھنٹے بعد اور بعض کی میعاد اس سے بھی زیادہ کئی دنون کی ہوا کرتی ہے +

عقلمند انسان کو دیکھنا یہ چاہیے کہ اتنے نامی اور مشہور اوتار نبی رسول **جو آ**کہون **لا**کہہ دنیا مین آئے انہون نے دنیا مین کیا راہ قایم کی اچھا آپ ہی بتائین کہ مذہب فرقہ کے لوگ چوری جہوٹ زنا وغیرہ امور کو کیا خیال کرتے ہین۔ پس اب یقین جانین کہ خود یہ اختلاف ہی ظاہر کرتا ہے کہ واقعی وہ امور جن مین اختلاف کیا گیا ہے **گناہ مین** علاج مرض کا کیا جانا چاہیئے۔ ہم کہتے ہین کہ گناہ تو ایسی چیز ہے۔ کہ خدا کی ہستی کو نہ ماننے والا بھی طبعاً اس سے نفرت کرتا ہے پس ایک صحیح الفطرت انسان خواہ اس تک آسمانی تعلیم نہ بھی پہنچی ہو۔ فطرتاً گناہ کو گناہ یقین کرتا اور قابل نفرت جانتا ہے +

دوم یہ کہ بعض امور جو ممنوعات مین سے ہوتے ہین وہ قانون اور باریک حکمت کے خلاف ہوتے ہین۔ اور خود انسان کے اپنے حق مین یا بنی نوع انسان کے واسطے بہی ان کا ارتکاب مضر ہوتا ہے مثلاً زنا ہے۔ زانی کو آتشک سوزاک وغیرہ خطرناک امراض لاحق ہو کر وبال جان ہو جاتی ہین +

پس یاد رکہنا چاہئے کہ نہ خدا نے گناہ سے اسواسطے روکا ہے۔ کہ اس مین اسکا کوئی نقصان متصور ہے اور نہ نیکی کی۔ اسواسطے تاکید فرمائی ہے۔ کہ اس مین اسکا کوئی فائدہ ہے۔ بلکہ یہ اسکا رحم ہے۔ کہ اس نے ایسے امور جو خود انسان کے اپنے ہی واسطے مضر تھے یا بنی نوع انسان کے واسطے مضر تھے۔ ان سے روک دیا۔ اور یہ اس کا کمال رحم ہے وہ چونکہ قدوس اور پاک ہے اس کی قدوسیت اور پاکی کا تقاضا ہے کہ دنیا مین نیکی پہیلے ورنہ انسان اگر بے قید ہو کر بدی اور گناہ کرے گا۔ اور ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کریگا۔ تو اس کا وبال بہی خود ہی برداشت کریگا۔ خدا کا اس مین کچھ نقصان نہین +

مرتبہ عبدالرحمن قادیانی اسسٹنٹ ایڈیٹر

کلمات طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(الحکم کے اسسٹنٹ ایڈیٹر کا لکہا ہوا)

۲۹ - اپریل ۱۹۰۸ء کو جب کہ بٹالہ سے لاہور کو جا رہی تہی [illegible] سٹیشن امرتسر پر پہنچی جس مین حضرت اقدس خلیفۃ اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام [illegible] تہے اور [illegible] جماعت احمدیہ امرتسر صدق و [illegible] مندی کا ایک [illegible] والا جوش اور اپنے آقا و مولا کی زیارت کے شوق کیسے دل لئے ہوئے پہلے ہی سے سٹیشن پر موجود تھے +

ٹرین کے کہڑا ہوتے ہی تمام عقیدتمندان مخلص آگے بڑھ بڑھ کر سعادت مصافحہ اور شرف حضوری حاصل کرتے تھے۔ ہر کوئی یہی چاہتا تہا۔ کہ مین آگے بڑہون اور ان کے دلون کا شوق عقیدت ان کے چہرون سے نمایان تہا +

جذب جو خاصہ خاصان خدا اور علامت بندگان عالی ہوتی ہے۔ اور وہ خدا کی طرف سے آنیوالون کو بطور نشان کے عطا ہوتا ہے۔ اسکا یہ عالم تہا۔ کہ سٹیشن بہر کے جس انسان کے کان مین آپ کا نام پہنچا اسکے دل مین شوق زیارت کی گدگدی کی اور وہ بے تحاشا بہاگا چلا آیا۔

وہ سلامتی کا شاہزادہ

اور محبوب خدا سکینڈ کلاس کے درمیان [illegible] مین تشریف فرما تہا [illegible]

اور رعب و وقار شہادت صداقت ادا کرنے کیواسطے حضوری مین حاضر کہڑے ہتے لوگ آتے اور زیارت کر کر کے چلے جاتے تھے۔ اہل ہنود اور سکھ صاحبان اپنے طرز مین اور مسلمان اپنے طریق سے سلام و نیاز عرض کرتے تہے پلیٹ فارم کی جانب پلیٹ فارم پر اور گاڑی کے دوسرے پہلو سے لوگ پائیدانون پر کہڑے کہڑکیون مین سے حضور پرنور کی صورت دیکہنے کیواسطے شوق سے جہانکتے ہتے۔ سیری کسی کو نہ ہوتی تہی۔ اتنے مین ایک مسلمان صاحب معہ چند آدمیون کے تشریف لائے حضرت اقدس نے اُن کو گاڑی کے اندر بلا کر اپنے پاس بیٹہا لیا اور ان کے سوال پر ان کو یون مخاطب **فرمایا**

خدا کی شہادت سب سے پہلے زیادہ معتبر ہے۔ خدا کا پاک کلام قرآن شریف ہمارے پاس موجود ہے مسائل مختلفہ مین فیصلہ کرنے اور حق پانے کیواسطے مسلمانون کو اول قرآن شریف ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ابدی کی کوئی دلیل اگر ان کے پاس ہے تو ان کو چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کرین +

گر قرآن شریف مین جب ہم اس غرض کیلئے غور کرتے ہین۔ تو ہمین تو ان کے حق مین خدا کا یہی کلام ملتا ہے۔ کہ انی متوفیک فلما توفیتنی اب جائے غور ہے کہ آیا یہ لفظ قرآن شریف مین کسی اور نبی کے حق مین بہی آیا ہے۔ یا کہ نہین ؟ سو ہم صاف پاتے ہین کہ اور انبیا اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مجتبیٰ احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین بہی یہی لفظ توفّی کا استعمال ہوا ہے۔ جہان اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اما نرینک بعد الذی نعدھم او نتوفینک۔ اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے حق مین بہی یہی لفظ نظر آتا ہے۔ توفنی مسلماً و الحقنی بالصّالحین

اب ہم پوچھتے ہین کہ ہمین کوئی اس خصوصیت کی وجہ تو بتا دے کہ کیون یہ لفظ اور انبیاء پر۔ تو موت کے معنون مین وارد ہوتا ہے ؟ اور کیون حضرت عیسیٰؑ کے حق مین آ کر تو اس لفظ کی یہ خاصیت بدل جاتی ہے۔ اور یہ لفظ موت کے معنے نہین دیتا ؟

ان کو چاہیئے۔ کہ تعصب کو الگ کر کے ایک گھڑی بھر کے لئے حق جو ہو کر اس مین غور کرین +

گالیان دینا تو ان لوگون کا ایک فرض ہو چکا ہو سو دے لین مگر اب ہمین شوق ہے تو صرف یہی کہ آیا تقوےٰ اور خشیت الٰہی کو مد نظر رکھکر اس فرقہ کے منہ

سے کوئی علمی بات بنتی ہے؟ مگر افسوس یہہ بات کبھی پوری نہ ہوئی۔

جو حق پر ہوتا ہے اسکے ساتھ خدا کی تائید اور نصرت۔ اسکے کلام میں قوت اور شوکت اور اس کے انفاس میں ایک جذب ہوتا ہے۔

فرمایا

حیات کا مسئلہ ان کو مبارک نہ ہوا کیونکہ ان میں کے بہت سے حیات حیات ہی پکارتے بصد حسرت دنیا سے گذر گئے۔ مگر حیات مسیح نے ان کی کوئی مدد نہ کی۔

اسنے میں گھنٹی بجی۔ وِسل ہوا۔ اور گاڑی لاہور کو چل دی۔

دنیا میں کیا ہو رہا ہے

پیرس کی انجمن اخوت اسلامیہ نے وہان ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کیا ہے۔

روس مین تین مسلمان جو پہلے ڈوما کے ممبر تھے اس شُبہ مین گرفتار کئے گئے ہین کہ وہ باشندون کو ٹیکس دینے سے روکتے ہین۔

ایرانیون نے نجف اعظم کے مجتہد سے درخواست کی ہے کہ وہ شاہ ایران کے معزول کئے جانے کا فتوے دین۔

اخبار اسٹیٹسمین لکھتا ہے کہ پولیس کلکتہ کو آسام کے کوہستانی پہاڑون مین ... گولے بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ جلدی دریافت ہوا ہے۔ لیکن کچھہ خبر نہین ملی کہ گورنمنٹ نے اس کی نسبت کیا کاروائی کی۔

انگلستان [illegible] کوشش کر رہے ہین [illegible] آزادی کو روکا جاوے۔ [illegible] صاحب [illegible] آزادی کے حامی تھے لیکن اب خلاف ہو گئے ہین۔ انکا خیال ہے کہ ہندوستان اور مصر دونوں جگہ آزادی کے نتائج خراب نکلے ہین۔

مصر مین مسلمانون اور قبطیون کے مابین سرکاری ملازمت کے بارہ مین سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ مگر جانبین کے اعتدال پسند لوگ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔

ہندوستانی ریجسٹرون کی ایک لیگ ساحل پر قائم ہو رہی ہے جس کا اصل مقصد یہ ہے کہ برٹش کی حکومت کی تنقیح کیجاوے۔ لیگ کے ممبرون کی تعداد ۱۵۰ تک پہنچ چکی ہے۔ اور ان کا ایک منتوی آرگن فری ہندوستان نکلتا ہے ایڈیٹر یہ ہندوستانیون کی بدنصیبی اور شومئی اعمال کے دن ہین۔

انگلستان مین ایک مہاتما سنیاسی گوسیا گروکے خلاف ایک نہایت شرمناک مقدمہ چل رہا ہے۔ الزام یہ ہے کہ اسنے ایک سترہ سالہ فرانسیسی لڑکی پر ناشائستہ اور خلاف قانون

حملہ کیا۔ ملزم کے وکیل نے اسکی بریت مین اس کی تھیوسفیت اور سنسکرت دانی کو پیش کیا۔ جسے فاضل جج نے نہایت لغو قرار دیکر مہاتما جی کو چار ماہ قید سخت کی سزا دی۔ ایسے ہی لوگ ہین جو سوامی جی کو بدنام کرتے ہین۔ اس کی علمی قابلیت اور فضیلت اس کے جرم کو اور بھی سنگین کرتی ہے۔ خصوصاً اسکا مذہبی رہنما ہونا۔

پریسیڈنٹ کپورتھلہ کونسل کی توجہ طلب

کپورتھلہ اخبار ہزہائینس سرمہاراجہ صاحب بہادر کی سرپرستی مین نکلتا ہے اور چونکہ رعایا مین مختلف مذاہب کے لوگ ہین اس لئے اخبار مذکور کو مذہبی مباحثات سے بکلی پاک رکھنا ضروری سمجھا گیا ہے اسی مقصد اور غرض کے لئے اس کی پیشانی پر صاف یہہ ہدایت لکھی ہوتی ہے لیکن اسکی وجہ سمجھہ مین نہین آتی کہ کیون اس اخبار مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھنے کی جرأت کیجاتی ہے کپورتھلہ کونسل کے معزز ممبرون کے سامنے یہ سوال قابلِ غور ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب اپنی دینی حرارت اور جوش سے ایسے ہی وارفتہ اور طبیعہ ہین کہ وہ کونسل یا ریاست کے اعزاز اور احکام کی پروا ہی نہین کرنا چاہتے تو پھر معلوم نہین ریاست والی کونسل کے ممبرون کو کیا ہوگیا ہے جو اخبار کو اس سے نہین روک لیا جاتا۔

ایک سرکاری اخبار کا خواہ وہ کسی ہی گورنمنٹ کا ہو۔ یہہ مقدم فرض ہے کہ وہ مذہبی تنازعات سے پاک رہے ایک ملکی اخبار کے ایڈیٹر تو بحیثیت ایڈیٹر کوئی مذہب ہی نہین ہوتا پھر سرکاری اخبار کے ایڈیٹر کو تو ایسے جھگڑون سے بالکل الگ [illegible] کپورتھلہ اخبار مین سلسلہ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھے گئے ہین۔ متعلق کونسل نے اگر کوئی نوٹس نہ لیا تو سمجھا جائیگا کہ ریاست کپورتھلہ کی احمدی رعایا کی دل آزاری کے لئے ریاست کی طرف سے ایسا ہوا ہے۔ اس لئے مین اس معاملہ پر عالیجناب جناب ارزیبل دیوان سجگران داس صاحب پریسیڈنٹ کونسل کپورتھلہ کی توجہ اسی امر کی طرف منعطف کراتا ہون کہ وہ ضروری نوٹس لین ورنہ ریاست کے احمدیون کا فرض ہوگا کہ وہ کپورتھلہ اخبار کے جوابات کپورتھلہ اخبار مین شائع کرائین اس صورت مین اگر یہہ مذہبی مباحثہ طویل ہوا تو اس کے ذمہ وار ممبران کونسل ہونگے یا ریاستی اخبار کا ایڈیٹر۔

مین اس معاملہ پر اور بھی لکھونگا اگر ضرورت ہوئی۔ بالفعل اسی پر کفایت کرتا ہون اور امید کرتا ہون۔ کہ ایڈیٹر اخبار کپورتھلہ سے اس بیضابطگی کا کوئی نوٹس لیا جاتا ہے۔

قادیان مین ہوس ٹیکس

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ یہان ہوس ٹیکس لگایا گیا ہے۔ تا کہ اس کی آمدنی سے صفائی کا انتظام ہو۔ یہ بھی لکھا تھا۔ کہ ہوس ٹیکس کی فہرست قابل اصلاح ہے۔ باشندون مین اسکے متعلق بے چینی پائی جاتی ہے چندہ آدمیون نے چندہ کرکے ایک درخواست بھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی عدالت مین دی تھی۔ مجھے معلوم نہین کہ درخواست کس مضمون کی تھی مگر معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کا منشا تھا۔ کہ کمیٹی کو توڑ دیا جاوے۔ یہہ درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ستوکرودی ہے۔ قطع نظر اس امر کے کہ وہ درخواست کیسی تھی۔ اور کیون نامنظور ہوئی۔ مین اس سوال کو چھوڑ نہین سکتا۔ کہ یہہ فہرست بہرحال ترمیم کے قابل ہے۔ کیونکہ اگر ہوس ٹیکس سے یہہ مراد ہے۔ کہ مالکان مکانات پر ٹیکس لگایا جاوے تو پھر ایسے لوگون پر ٹیکس موجود ہے۔ جو ایک چھپر کے بھی مالک نہین۔ اور بعض صورتون مین مالک مکان پر الگ ٹیکس ہے اور کرایہ دار پر جدا۔ اور اگر اخراجات پورا کرنے کی خاطر صرف یہہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اور حیثیت کے لحاظ سے لگایا گیا ہے۔ تو اس پہلو کو بھی قطعاً مدنظر نہین رکھا گیا۔ مین اس فہرست کی نامعقولیت پر بہت سے دلایل رکھتا ہون۔ اور امید کرتا ہون کہ ذمہ دار آفیسر اسپر ضرور غور کرین گے۔ اور خواہ مخواہ رعایا کو بیدل نہ کرین گے کیا ملک [illegible] صاحب تحصیلدار بٹالہ قادیان کی طرف کو [illegible] مین امید نہین کرتا وہ ضرور سفارش کرینگے کہ فہرست ترمیم ہونی چاہئے۔ ایسی سفارش سے وہ اپنی غریب رعایا کا دل تسخیر کرلین گے۔

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت واجب الوجود خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب جسمین آریہ سماج کے بعض اصولونکی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے قیمت ۶

رسالہ تدبیر اسمین مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی ہے اور تدبیر اور تقدیر کے فلسفہ پر بحث کی ہے۔ قیمت ۱

دونون رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے مل سکتے ہین۔

مراسلات

اللہ کی ہستی اور ثناء اللہ کا تعصب

مسلمانوں کی نماز پر بصیرت اور لذت سے غور کرنیوالا انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ نماز پڑھنے والوں کا مقصد اللہ ہی ہے جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ وضو کرنے کے وقت سے لیکر اخیر تک نماز اللہ کے نام سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اور اللہ کے ہی نام پر ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً وضو کی ابتدا بسم اللہ سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اور دعا اللھم اجعلنی من المتطھرین سے لیکر اتوب الیک پر اذان۔ اللہ اکبر سے شروع ہو کر رحمۃ اللہ پر ختم ہو جاتی ہے تدبر کرنیوالی آنکھ جو فرزند حنیفہ ابن الدرہم نہیں ذرا ٹھنڈے دل اور انشراح صدر سے غور کرے کہ کس ہستی کی تلاش اسمیں پائی جاتی ہے کس نے دنیا کو ماں کی گود سے لے کر عمر کے اول حصہ تک باوجود بڑے سے بڑا ساہوکار دولت مند بادشاہ ہونے کے بھی مطمئن اور خوش نہیں ہونے دیا۔ عمر کے منازل کو طے کرنے کے بعد وہ اس مقام پر پہنچتا ہے۔ کہ اسکا حقیقی آرام اور تسلی اللہ ہی ہے نماز ہی اس فطرتی پیاس کو بجھاتی ہے جسمیں مطلوب حقیقی کا چہرہ دکھلایا جاتا ہے اور مادیات کی طرف جھکنے والے خشک فلسفیوں کی ناقص تحقیقات جو ہونا چاہیے کی حد تک ہوتی ہے اسکو ہے کے مرتبہ یقین کامل تک پہنچا دیتی ہے انبیاء کا ہمیشہ وجود اسی لئے ہوتا ہے کہ وہ اس مرتبہ یقین کامل تک پہنچا دیں جس تک پہنچنے کی تڑپ فطرت انسانی میں پائی جاتی ہے۔ تمام انبیاء اسی لئے آئے اور اسی تک پہنچنے کی تعلیم دیتے رہے احمد اللہ ربی و ربکم کے نعرے انہوں نے بلند مناروں پر چڑھ کر دئے۔ آہ مگر کتوں کی طرح زندگی بسر کرنیوالوں نے ان کی نیک نیتی کی طرف توجہ نہ کی اور اپنے طبعی جوش کو بھونک بھونک کر ظاہر کیا ہاں سعید اور تقویٰ کی راہوں کو قبول کرنیوالوں نے ہی لبیک کہا اور امنا وصدقنا یقیناً کو ورد کرتے رہا۔ تمام انبیاء نے عموماً اور محمد رسول اللہ نے خصوصاً اپنی زندگی کی کتاب کا ہیڈنگ ان الصلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین جلی قلم سے تحریر کرکے پڑھنے والوں کیلئے راہ مستقیم قایم کردی جسپر زن زاد و دنیا کا فرزند مکروفریب کا بیٹا نہیں چل سکتا۔ اور نہ اس کی طرف اس کی توجہ ہوتی ہے اس پاک گروہ اور خدا کی طرف کھینچنے والی جماعت کا تعلق پیدایش سے لے کر دنیا کی عمر کے اخیر سٹیج یعنی موت تک خدا ہی سے ہوتا ہے وہ جب آتے ہیں تو اللہ اللہ کہتے ہوئے آتے ہیں۔ اور جب جاتے ہیں تو اللہ اللہ کہتے ہوئے جاتے ہیں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو دیکھو کہ جب وہ آئے تو اللہ کو ہی لیکر آئے اور جب گئے تو اخیر کا کلمہ انکا یہی میرے پیارے اللہ سے پیارے اللہ تھا اس عرصہ زندگی میں انہوں نے ساری دنیا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اللہ ہی کی طرف بلایا جو اللہ کو بھول بیٹھے تھے اور تعلیم بھی وہی دی جو اللہ ہی کی طرف کھینچتی ہے اسنے اپنی ساری زندگی میں اللہ کی ہستی کو ہی ثابت کرنیکی انتھک کوشش کی اسکی یہی دھن ابتدا سے انتہا تک رہی اس نے ہر رنگ میں اللہ کو ظاہر کیا۔ اور اسنے ہر ایک کے سامنے وہ خوش ذائقہ اور لذیذ میوہ پیش کیا۔ جسکی لذت سے وہ خود بھی مسرور تھا جو اس کے نزدیک تمام میووں سے اعلیٰ تھا جس کے برابر کوئی نہیں کبھی وہ زمانہ کی موجودہ حالت کو پیش کرتا رہا اور کبھی وہ انبیاء کی پیشگوئیوں کو اتمام الحجۃ بیان کرتا تھا۔ اور کبھی وہ نصرت الٰہی کے نشانات دکھلا کر اپنے وجود کو اسکی طرف سے ظاہر کرتا تھا۔ اور اس ظاہر کرنے میں بھی اس کا مدعا اللہ کو ہی منوانا تھا اس کا ذاتی نفع تو یہی تھا کہ ساری کی ساری دنیا اسکے خلاف ہر ایک اسکے نیست و نابود کرنے کی جان توڑ کوشش میں لگا ہوا تھا پھر اسکا نیک اور باخدا خسر موجود اسکی پاک نرینہ اولاد موجود اور اسکا معزز متقی داماد موجود ان سب کے ہوتے اسکے بعد اسکا جانشین بھی ایک اجنبی بھیرہ کا رہنے والا جو اسکے حلقہ غلامی میں تھا مقرر ہوا۔ اے مرنیوالو اور مر کر خدا کی طرف جانیوالو کیا اسی کا نام دنیا طلبی ہے خدا کیواسطے ذرا سوچو اور کچھ غور کرو آخر تمنے بھی مرنا ہے۔ خدا کو کیا جواب دو گے اللہ نے اسکے لئے اسکے ہاتھ پر لاکھوں نشان دکھلائے۔ اور ایسے دکھائے کہ جسکی نظیر نہیں کہ کسی نے دعوےٰ کیا کہ ؎

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین

این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

طاعون کس کے دعوےٰ ماموریت پر گواہ تھی اور کسوف و خسوف نے کس کی تصدیق کی وہ نشانات جو انبیاء نے مقرر کئے ہوئے تھے جب وہ پورے ہوئے تو کس نے یہ دعوےٰ کیا کہ یہ میرے لئے ظاہر ہوئے ہیں اسکے وہ نشانات جو خدا کی ہستی کو ثابت کرتے ہیں اور جو ایک دہریہ کو بھی چپ کرا دیتے ہیں ٹھنڈے دل اور غور سے سوچنے والے سعید لوگوں کیواسطے ہدایت ہیں خدا کی کلام میں قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ کچھ حصہ اسکا محکمات ہوتا ہے۔ اور کچھ متشابہات کیونکہ خدا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہمیشہ سے متشابہات پر اعتراض کرنیوالے لوگ وہی ہوئے ہیں جنکے دلوں میں دنیا کی محبت مرض تپ دق کے انتہائی مرتبہ تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے بدمعاش شریر دنیا کا کیڑا بنیلت سے اشد لعنت حاصل نہیں کرتا گندگی کا کرم گلاب کی خوشبو سے مر جاتا ہے مگر سعید اور پاک روحیں ہمیشہ سے بینات سے ہی زندہ ہوتی رہیں انہوں نے اسی کو آب حیات جان کر پیا۔ اے حق کے طالبو! آؤ دوڑو۔ اور اسے پیاسو آؤ اور اس زندگی کے جام کو بیخطر پی جاؤ جسکو ہمیشہ سے پاک ہی پیتے آئے جسکو خبیث طبع لوگوں نے کبھی نہیں پیا اور نہ وہ پی سکتے ہیں دیکھو میں تم کو ایک لذیذ میوہ دیتا ہوں جسکی لذت کھا کر معلوم ہو سکتی ہے۔ بدظنی سے اسکو مت پھینکو اسے کھا کر دیکھو اسمیں کچھ شک نہیں کہ متشابہات میں ہی ایک مخفی حقیقت ہوتی ہے اسمیں ایک راز معرفت ہوتا جسکو وہی پاتے ہیں جو غیب پر ایمان لاکر محکمات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں اس جگہ میں نشانات سے ایک نشان مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جو اللہ کی ہستی کو ثابت کرنے کے علاوہ مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے پر ایک برہان قاطع ہے جس سے ایک متقی اور نیک طبع انسان کا ایمان ترقی کر سکتا ہے۔ توریت کتاب استثنا باب ۱۸ میں موسیٰ علیہ السلام کے ان کلمات کی تصدیق (کہ وہ نبی جو کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا وہ قتل کیا جاویگا) اسکے بعد جس قدر نبی آئے سب نے کی چنانچہ خرقی ایل نبی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ان نبیوں پر جو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں چلیگا ۱۳ اسی طرح ذکریاہ نبی نے کہا کہ جب کبھی کوئی نبوت کرے گا تو اس کے ماں باپ جن سے وہ پیدا ہوا ہے اسے کہینگے کہ تو نہ جئے گا کیونکہ تو خدا کا نام لے کر جھوٹ بولتا ہے ۱۳ اسی طرح ملاکی نبی نے کہا اور کہا دغاباز پر لعنت ۱ پھر قوم نصاریٰ بھی اس پیشگوئی کو مانتی ہے چنانچہ اعمال ۵ میں اس کی تصدیق ہو چکی ہے پھر سب کے بعد آخری شریعت جو لے کر آیا جو داؤد کا پہلوان زبور ۴۵ اور مسیح کا فارقلیط اور روح حق اور وکیل اور سردار دنیا باب ۱۴-۱۶ یوحنا اس کے منہ سے بھی خدا کی کلام نکلتی ہے۔ وہ بھی اس پیشگوئی کی تصدیق کرتی ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین ط سورہ الحاقہ اسی پیشگوئی کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کی غرض سے مثیل موسیٰ نے بڑے زور سے دعوےٰ کیا۔ واللہ یعصمک من الناس یعنے خدا تجھے لوگوں کے ہر ایک شر سے بچائیگا۔ اور تو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ تو اپنی طبعی موت سے فوت ہوگا۔ تب اس دعوے کو توڑنے کے لئے اس مقدس کو تمام قوموں نے ناخنوں تک زور لگا کر نیست و نابود کرنا چاہا یہودی مجوسی صابئین نصاریٰ اور بت پرست وغیرہ اقوام تو رات دن اسی دھن میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح اسکے دعوے کو غلط ثابت کردیں مگر آخر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ برس کی نبوت یا وحی کی کامیابی زندگی کو حاصل کرکے اپنے دشمنوں کو نامرادی کا نظارہ دکھا کر اپنی طبعی موت سے واصل باللہ ہوا۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ اے

قوم کے دانا لوگ اور شریف بسبب طبیعتون والو تھا۔ اسکے لوگ ذرا سوچو ایک شخص جسکے نیست و نابود کرنیکے لئے زمینی کوششین یا سامان سارے کے سارے موجود ہون ہر ایک اسکے خون کا پیاسا ہو اور پھر اسپر طرہ یہہ کہ نبیونکا متفق علیہ مسئلہ بھی موجود ہو کہ جھوٹا نبی ہلاک ہو جائیگا اور اسوقت یہ کہتا ہے۔ اور بڑی تحدی کیساتھ کہتا ہے کہ مین نبی ہون اور خدا کیطرف سے ہون اسکا ثبوت یہ ہے کہ مجھے کوئی قتل نہین کر سکے گا اور نہ مین ہلاک ہونگا۔ بلکہ مین اپنی طبعی موت سے فوت ہونگا۔ کوئی نہین جو اس بات کو ٹال سکے پھر جب وہ فوت ہوتا ہے تو اپنی طبعی موت سے کیا آپ لوگون کی عقل سلیم گواہی نہین دیتی۔ کہ وہ ایک سچا نبی تہا۔ اور اسمین جھوٹ کی بو نہ تھی یہ تو ظاہر بات ہے کہ اگر وہ ایک اعلیٰ اور کل قوی ہستی کی طرف سے نہ ہوتا اور اس کا قتل ہو جاتا کونسی بات تہی کیا اس ملک مین جس مین اس نے دعوے کیا تہا کوئی قتل نہ ہوتا تہا یا قتل کر دینا کوئی بڑی بات تہی۔ مین فی الحال اسپر کوئی لمبی بحث نہین کرنا چاہتا مگر آپ کی توجہ کو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہون:۔

نبیون کے مذکورہ بالا متفق علیہ فتوے کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب علیہ السلام نے بہی یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس کا دعوے کیا اور بڑے زور اور تحدی سے کیا یعنے یہہ کہ اللہ تجھے لوگون کے ہر ایک شر سے بچائیگا۔ اور تو قتل نہین کیا جائیگا بلکہ تو اپنی طبعی موت سے فوت ہوگا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاوین۔ یہ دعوے براہین احمدیہ کیساتھ شایع ہو کر ملک مین ہاتھون ہاتھ پہنچ گیا تہا جسکو شایع ہوئے اٹھائیس برس ہوتے ہین اس کے بعد اسکی مخالفت وہ ہوئی جسکی نظیر سوائے آنحضرت صلعم کے دوسری جگہ تلاش کرنی عبث ہے پھر بتاؤ کس نے اسکے نیست و نابود کرنے کی کوشش نہین کی کس نے اپنے زور اور طاقت کو اسپر ظاہر نہین کیا۔ اقدام قتل کا مقدمہ اسپر کیا گیا جسمین نبیون تو سونکے جوشیلے لیڈرون نے اپنی قوت بازو کا زور اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے دکہایا کفر اور قتل کے فتوے اسکے لئے دئے گئے پتھر اسپر برسائے گئے پہر اسکا دعوے بہی ایسے ملک مین تہا جس مین قتل کے واقعات ہوتے ہی رہتے ہین بم کے گولے چلانیوالے موجود تہے اور بندوق کے چلانے کے ماہر موجود مگر کوئی اس کو مار نہ سکا۔ پھر اسکے ملنے کے لئے چین افغانستان عرب امریکہ افریقہ ہیشیا یورپ اور آسٹریلیا وغیرہ وغیرہ ممالک کے لوگ دور دراز سے سفر کر کے آتے ہین اور فوج در فوج آتے ہین اسوقت اسکے ساتھ کوئی باڈی گارڈ نہین کوئی محافظ نہین سوائے ایک کے مگر ان تمام لوگون مین جو اسکے ساتھ ہاتھ ملاتے ہین ایک بہی ایسا نہ نکلا جو اس کو چپکے سے خنجر ہی مارے پھر وہ لاہور مین آزادی کیساتھ رہتا ہے جہان کہ لالہ لیکہرام صاحب کا واقعہ ہوا مگر اسکے دعوے کو توڑنیوالا کوئی نہ پیدا ہوا باوجود اسکے کہ وہ باواز بلند کہہ رہا تہا سے منم مسیح زمان منم کلیم خدا۔ اور کہتا ہے کہ مین وہی مسیح موعود ہون جو اس امت مین سے ہوگا۔ اور نبی ہوگا جسکا وعدہ ہر ایک نبی نے دیا۔ اور خصوصاً آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ منکم مین سے ہوگا اور کہتا ہے کہ میری تصدیق کے نشانات ہر ایک مذہب مین موجود ہین مین اس زمانہ کا مصلح نبی امتی یا اوتار ہر ایک قوم کے لئے ہون جو اسوقت آسمان کے نیچے رہتی ہے پھر وہ للکار کر ہر ایک اس شخص کو جو اسکے تباہ کرنے کے پیچھے پڑا ہوا ہے کہتا ہے اگر تیرا ہی کچھ یقین ہے بدل دی جنین کہتا ہون کہ عزت مجھکو اور تجھکو ذلت آنیوالی ہے پھر یون ہی نہین بلکہ ان سب کو اشتعال پر اشتعال دلاتا ہے ؎

مرد میدان باش حال ما بہ بین
نصرت ان ذو الجلال ما بہ بین
طعنہ ہاے امتحان نامردی است
امتحان کن پس حال ما بہ بین

ان سب باتون کے ہوتے ہوئے آخر وہ سلامتی کا شہزادہ صلح پسند جس نے جہاد کی خونریز لڑائیون کو ہمیشہ کے لئے دور کر دیا جو گورنمنٹ کی امن پسند حکومت کا ہمیشہ شکر گذار تہا۔ جس نے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر پورا پورا عمل کر کے دکہادیا اپنی طبعی موت سے وفات پاکر دشمنون کو حسرت اور نامرادی کے جلتے ہوئے تنور مین جہونک گیا۔ جہان ہمیشہ ان کی خوراک زقوم اور گندگی ہوگی اور پھر اس نے وحی کی کامیاب زندگی بہی ۲۳ برس سے زیادہ کی پائی اور اسطرح نامراد رہنے والے ذلیل اور مغضوب علیہم فرقہ کو دو فاش شکستوں سے پامال کر گیا کیا قوم کے بیوقوف ملہم فاسق تقی جس نے بہی کبہی اس قسم کا دعوے کیا اور پھر کیا اسکی مخالفت بہی کبہی ایسی ہوئی۔ یا آیندہ کیا وہ بہی ۲۳ برس دعوے کی عمر حاصل کریگا پھر اے عقلمند فدا اسکی مثال کو تلاش کرو اے تواریخ کے ماہرو تم ہی کچھ مدد کرو۔ للہ اس دلیل کو توڑو کیا کوئی ایسا ملہم ہوا ہے جس نے ۲۳ برس کی وحی اور دعوے کی عمر پائی ہو۔ اور وہ جہوٹا ہو اے ساری دنیا کے لوگو تمہین انصاف کی قسم اور خدا کی قسم کبہی کیا تمنے اس تحدی سے دعوے کر کے ۲۳ برس کی دعوے کی عمر حاصل کر کے اپنی طبعی موت سے فوت ہونیوالا کوئی جہوٹا نبی دیکہا یا سنا اگر سنا ہے تو اسکا نام لو یقیناً یقیناً تم نہین بتا سکتے پھر اسکے اس مین نشان سے فائدہ نہ اٹھانیوالے جس عذاب کے مستحق ہونگے جس سے ڈرانیوالا فدا گیا کیون اس سے نہین ڈرتے ہو یاد رکہو وہ سن رکہو کہ وہ عذاب منقریب آنیوالا ہے سارک وہ جو آنیوالے عذاب سے پہلے اپنی حالت درست کر لیتے ہین۔ میرے دوستو کیا قرآن شریف کے پڑہنے والے سارے قرآن کو سمجھ بیٹھے ہین۔ وہ کون ہے جو دعوے کرتا ہے یا کیا انجیل و توریت و زبور اور صحایف انبیا کے پڑہنے والے ساری کی ساری کتاب کو سمجھ چکے ہین۔ یا کیا وید کے پڑہنے والون نے سارے وید کی باتون کو ذہن نشین اچھی طرح سمجھکر کر لیا ہے پھر کس کتاب والے نے اپنی ساری کتاب کی باتون کو پہلے ہی سے سمجھ رکہا ہے صحیفہ قدرت کو خدا کی کتاب کہنے والون نے ہر ایک دقیق در دقیق باتون کو پا لیا ہے پھر جب یہ نہین تو مرزا صاحب علیہ السلام کی تمام پیشین گوئیان ساری کی ساری کسطرح جلد بازون کی سمجھ مین جلدی سے آجائینگی۔ کیون وہ کل کا آفتاب آج دیکہنا چاہتے ہین۔ وہ کس طرح الف بے کے پڑہنے کے بغیر لکہہ پڑھ سکتے ہین اے عزیزو کیون تم بینات سے فائدہ اٹھا کر دوسرے حصہ پر جو غیب یا متشابہات سے ہے ایمان نہین لے آتے غیب پر ایمان لانا ہی تو خوبی ہے کیا کوئی فخر کر سکتا ہے یہہ کہ مین ایمان لاتا ہون کہ دنیا مین گدہے گہوڑے اور بیوقوف بہی ہوتے ہین۔ نہین بلکہ فخر اسی مین ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاوین وہی شاگرد استاد سے کچھ حاصل کر سکتا ہے جو استاد سے حسن ظنی سے پیش آتا ہے۔ اگر وہ استاد پر پہلے ہی سے بدظنی کرے اور وہ علم جو غیب مین ہے اسپر ایمان نہ لاوے۔ تو تم ہی انصاف کرو کیا ایسے شاگرد کو بدبخت نہ کہا جائیگا۔ مین افسوس کرتا ہون امرتسری ملان پر جو باوجود بہشت دوزخ قبر اور حشر کو زبانی ماننے کے حالانکہ اس نے نہین دیکہے پہر حضرت مرزا صاحب کی پیشینگوئیون مین جو حصہ متشابہات کا ہے اسپر اعتراض کرتا ہے اور وہ غیب ہے ایک طرف تو وہ یومنون بالغیب پڑہتا ہے اور دوسری طرف اس سے انکار کرتا ہے۔ اور پہر ایسے بودے اعتراض کرتا ہے۔ جس سے انصاف سے دیکہنے والے کی آنکہہ معلوم کر لیتی ہے کہ تعصب مین اندھا انسان نبیون کو اور خصوصاً محمد رسول اللہ صلعم کو بہی نہین مانتا۔ مثلاً مرقع جولائی و اگست ۱۹۱۰ء کے صفحہ اول پر وہ نبیون کے خلفاء کو سکہون کے خلفاء سے تشبیہ دیتا ہے مرزا صاحب سے جو تعصب اسکو ہے۔ اسکی تو حد و نہایت ہی نہین پہی صفحہ ۱۰ پر وہ لکہتا ہے اور اپنا ایمان ظاہر کرتا ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب دن کی دوپہر کیوقت کو دن کہین تو مجھے شبہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ رات ہے۔ یہہ تو اسکا ایمان ہے کہ مرزا صاحب کے ہر ایک قول پر اسے شبہ ہے جب یہہ حال ہے تو مین کسطرح کہون۔ کہ اسکا ایمان قرآن یا اسلام یا محمد رسول اللہ پر ہے مرزا صاحب کہتے ہین ؎

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اورون کا ہمارا چاند قرآن ہے

مولوی کو تو اسمین بہی شبہ ہے پہر مرزا صاحب کہتے ہین ؎

اسلام سے نہ بہاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مولوی کو اس مین بھی مشتبہ ہو جو مرزا صاحب فرماتے ہین ؎

بتدگمان مدہم سے احمد کی شان ہو

اور احمد آخرزمان کو اولین را ہمانی فخر

آخرین را مقتدا او ملجاء کہف حصار

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہدیٰ

بے تو نار و سے راہی عارف پرہیزگار

مولوی تنا مااصد کو اس مین ہی شبہ ہے۔ پھر جو ایسے شبہات مین پیچنا ہوا ہو وہ اوروں کو گمراہ نہین کرتا تو اور کیا کرتا ہے اسوقت مین اس کے شبہات کا تذکرہ چھوڑ کر اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون اس جگہ مین صرف اس کے ایک قول کا جواب اسی کے مرقع تازہ بنام یادگار مرزا سے دونگا۔ باقی اعتراضوں کا جواب بہت دفعہ البدر و الحکم مین دیا جا چکا ہے۔ اور اگر پہر بہی ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ گہر تک ہی پہنچا کر چھوڑین گے مرقع کے صفحہ ۷۵ پر شبہات مین پھنسے ہوئے متعصب نام کے مولوی نے چہودن کورات مانتا ہے۔ خدا کے مذکورہ بالا نشان کو کمدر کرنا چاہتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ اسکا جواب اسی جگہ دیدیا جاوے وہ لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے حمامۃ البشریٰ مین لکھا ہے کہ بھلا یہ مجھ سے کب ہو سکتا ہے۔ کہ مین نبوت کا دعویٰ کرکے کافر بنون یہ لکھکر خود ہی نتیجہ نکالتا ہے کہ انہون نے اسوقت دعوے نبوت نہین کیا۔ دعوے ۱۹۰۱ء مین کیا ہے۔ پس اس طرح نومبر ۱۹۰۱ء سے مئی ۱۹۰۸ء تک چھ برس اور سات ماہ ہوتے ہین۔ اور اسطرح ۲۳ برس نہین ہوتے ہم اسکا جواب اسی کے اسی مرقع سے دیتے ہین۔ صفحہ ۵ پر لکھا ہے ۱۸۸۰ء مین مرزا صاحب نے پہلا اشتہار شایع کرکے مجدد ہونے کا دعوے کیا۔ پھر اسی سال براہین احمدیہ لکھی جو ایک حد تک اچھی کتاب ہو لیکن اس کے زیادہ حصے مین اپنی پیشگوئیون اور الہامون اور دعوونکا ذکر کیا ہے مولوی اس جگہ مانتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعوے ۱۸۸۰ء مین ہوا اور تمام دعوے براہین مین موجود ہین سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد ۱۸۸۰ء کو آج ۲۹ برس ہوتے ہین۔ باقی رہا یہ کہ حمامۃ البشریٰ مین نبوت کے مدعی کو کافر کہا ہے۔ اسکا جواب یہ ہو کہ یہ سچ ہے کہ انہون نے اس کے بعد بھی ایسی نبوت کا دعوے نہین کیا جس کا ذکر حمامۃ البشریٰ مین موجود ہے۔ بلکہ انہون نے تین چار روز پہلے بھی ایسی نبوت کی تردید کی ہے۔ دیکھو البدر ۲۴- مئی ۱۹۰۸ء وہ خود بھی اور اس کی جماعت بھی ایسے مدعی نبوت کو کافر کہتے ہین جو ختم نبوت کے خلاف ہو۔ ہان وہ جو امتی ہو اور اسے مکالمات الٰہیہ کثرت سے ہون۔ وہ متبع نبی یا مجدد یا محدث یا فنا فی الرسول ضرور کہلا سکتا ہو اور ایسی نبوت نبوت محمدیہ کے مخالف نہین بلکہ اس مین اس کی چمک ہو۔ کیونکہ یہ خیرات ہے اس مین پہلوں کے سب مراتب موجود ہین العلماء ورثۃ الانبیاء

امتی ہونے کا دعوے انکا ابتدا ہی سے ہے۔ اور اسکو مولوی نے بہی مان لیا ہے کہ ۱۸۸۰ء مین دعوے کیا شرم کرنی چاہئیے ایک صفحہ پر تو دعوے کے ۲۹ برس ظاہر کرتا ہے۔ مگر دوسری طرف حافظہ پر خدا کی مار پڑ جاتی ہے عقلمند خود سمجھ سکتا ہے مولوی تو ہماری بات کو ہرگز نہین مانیگا کیونکہ وہ ہمارے مقابل دن کو رات کہنے پر آمادہ ہو جیسا کہ اسکا مذہب یا ایمان ہو گیا انہین اعتراضات پر ڈنگین مار کر بغلین بجاتا ہے شرم کرے کچھ ہوش کی دوا کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر کہا کرے کیونکہ مقابلہ پر وہ ہے جس پر یہ پڑے تباہ کردے اور جو اسپر پڑے نامراد رہے بالآخر مین دعا کرتا ہون کہ الٰہی میری اس تحریر کو بہتون کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین ثم آمین

راقم

حکیم ڈاکٹر احمد حسین از لائل پور

اے بخیر بخدمت قرآن کمر بہ بند
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مختلف تجویزین اور آئے دن خیالات کی جدت شاید دماغ کی پراگندگی اور جنون کی کوئی قسم سمجھی جاوے لیکن عقل سلیم رکھنے والے یہ کبھی نہین مان سکتے کہ ایک ہی امر کی تکمیل کیلئے مختلف راہون یا صورتون کا اختیار کرنا پریشانی دماغ کا نتیجہ ہے علاوہ ازین اگر کوئی شخص محض اس خیال پر مفید اور متبارک اور ضروری کام کے کرنے سے رکتا ہے کہ اسکے احباب اور ہمعصر اسے کیا کہینگے تو میرے اپنے ایمان مین وہ دنیا کی جھوٹی مدح وذم کا اسیر ہے۔ اور اخلاص اور خالصۃً لوجہ اللہ ایک کام کرنے سے عاری ہے۔

مین نے جب سے الحکم جاری کیا ہے جن کامون کو قوم کیلئے ضروری سمجھا مختلف اوقات مین انکی تحریک کرتا رہا۔ اور حتی الوسع خود ان مین حصہ لیا۔ ان کا کمل ہو جانا ایک وقت کو چاہتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگا جو لوگ ان باتون مین پڑتے ہین وہ سنت اللہ سے ناواقف ہوتے ہین اس مختصر تمہید کے بعد مین پھر ناظرین کو خوشخبری سنانی چاہتا ہون۔ کہ مین **قرآن مجید** کے ترجمہ اور تفسیر کی بہت بڑی ضرورت محسوس کرتا ہون جب اول تفسیر القرآن الحکم نے شروع کی تھی تو ہمارے موجودہ امام اور خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا تہا کہ اگر اس طرز پر سورہ فاتحہ کی تفسیر بھی شایع ہو جائیگی۔ تو مین کامیابی سمجھونگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مین سورہ بقر کی تفسیر شایع کرسکا اور سورہ آل عمران کا بھی ایک حصہ چھپا ہوا ہے شروع سال مین قرآن مجید کے ترجمہ کے متعلق تجویز ہوئی جو آخر ملتوی کرنی پڑی اور باوجودیکہ سات مہینے گذر گئے منشی عبد الرشید صاحب کی طرف سے کوئی طیاری مجھے معلوم نہین ہوئی۔ اور اگر ایسے طور پر تجہیز ہوا کہ مجھے علم نہین تو وہ مجھے ایسا کہنے سے معذور رکھینگے۔

اب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بیعت مین قرآن مجید کے پڑھنے کا خاص طور پر اقرار لیا۔ تو میرے دل مین جنبش اور جوش پیدا ہوا کہ اس اقرار کی عظمت اور ضرورت کے لحاظ سے جیسی کچھ بہی کوشش نیت اور اخلاص کے ساتھ قدر ہونی چاہئیے۔ اور آپ لوگون کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایک ترجمہ معہ نوٹون کے شایع ہو جاوے۔ اور اس کے لئے مین نے یہ پسند کیا ہے کہ خلافت کے بعد جہان سے حضرت خلیفۃ المسیح نے درس شروع کیا ہے وہان سے ہی اسکو چھاپا جاوے اور ایک ایک پارہ شایع ہوتا ہے جب تک اللہ توفیق دے +

بعض کہینگے کہ پہلے تفسیر نامکمل ہے اسکے لئے یہ وعدہ ہوا اور وہ ہوا۔ مین اس کا مختصر جواب اوپر دے آیا ہون ان باتون مین مین نہین پڑونگا۔ مین اس کام کو قرآن کی خدمت سمجھکر کرنی چاہتا ہون جتنی ہو اور جس طرح ہو +

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ کس قسم کا ہوگا۔ اسکا نمونہ ۲۱ اگست ۱۹۱۰ء کے الحکم مین چھپ چکا ہے اس اعلان سے میری غرض صرف یہ ہے کہ مین اپنی اخبار کے ناظرین کو مطلع کردون کہ مین ان مین سے ہر ایک کے نام دو دو جلدین اسکے شایع ہونے پر قیمت طلب بھیجدونگا اور اسی لحاظ سے مین دو ہزار کا پیان چھاپونگا جنمین سے پانچسو جلدون کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ خاص انتظام کیا جاویگا ۱۴- اگست ۱۹۱۰ء کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ پارہ خریداران الحکم کے پاس پہنچیگا۔ اسمین یہ لحاظ رکہا جاوے کہ سورہ کے شروع ہو۔ اور سورہ پر ختم ہو اسطرح پر بعض اوقات ایک پارہ سے یہ حصہ بڑھ جایا کرے گر یہ طریق اسلئے ملحوظ رکہا ہے تا کہ سلسلہ مضمون مین فرق نہ آوے کاغذ انشاء اللہ عمدہ لگایا جاویگا اور تقطیع موزون ہوگی۔ ہدیہ کے متعلق ابھی مین کچھ نہین کہہ سکتا جو صاحب نہ لینا چاہین وہ مجھے ابھی سے اطلاع دین ورنہ اگر میرا نبیرہ اعتماد کرکے کہ وہ اسکی اشاعت مین میرے معاون ہین۔ اور اپنا فرض سمجھتے ہین۔ کہ قرآن مجید کی اشاعت ہو ان کو دی۔ پی بھیجا اور انہون نے واپس کردیا تو اس سے بڑھکر تکلیف دہ امر کیا ہوگا ؟ اسلئے مین ۱۴ اگست ۱۹۱۰ء تک اسکو چھاپتا رہونگا۔ جو احباب اسوقت تک مجھے اطلاع دینگے کہ وہ کسی وجہ سے نہین لے سکین گے ان کے نام ہرگز نہین بھیجا جاویگا۔ مستقل خریداران الحکم کے نام دو دو کا پیان بھیجی جائیگی اور اگر کوئی دو سے زیادہ لینا چاہین تو بھی اطلاع دین۔ بالآخر التماس ہے کہ ناظرین اس خادم کے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کے لئے جوش اور جوش کیساتھ اخلاص اور پہر سمجھ اور فہم اور اس کے ساتھ اسباب عطا فرماوے کسی سے ایک پیسہ بہی پیشگی نہین لیجاویگی۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے مشہور و معروف اخبار ہر

مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ

کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے (ے)

۲۔ خواص و معاونین سے (عے)

۳۔ ہندوستان سے باہر (للعہ)

۴۔ غیر مذاہب والوں سے (۱۲؍)

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عہ)

نوٹ

ایک سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴۔ اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۱۶۔ رجب المرجب ۱۳۲۶ھ

جلد ۱۲ — نمبر

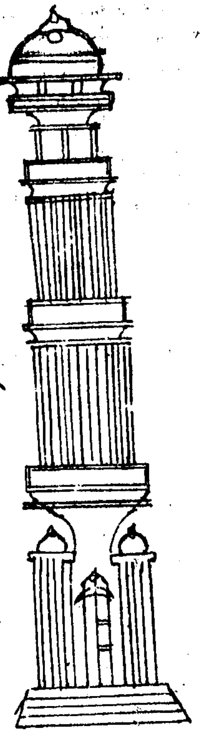

سالانہ جلسہ کے متعلق

الحکم کی کسی گزشتہ اشاعت میں آنیوالے سالانہ جلسہ کے متعلق جو ... لکھا گیا تھا۔ فیروزپور سے کرمی ملک محمد حیات خان صاحب نے ایک مفصل خط میں اس کی تائید کی ہے البتہ شاعرانہ مذاق کے متعلق ... لکھ ... اس سے متفق نہیں وہ چاہتے ہیں کہ شاعرانہ ... رکھنے والے احباب ضرور کچھ نہ کچھ سنائیں میں ملک صاحب ... اس تجویز پر آگے چلکر لکھونگا ابھی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسقدر ... کی بات ہے۔ کہ الحکم کے کئی ہزار پڑھنے والوں میں سے ... ایک شخص کو اس قومی مشترکہ معاملہ پر قلم اٹھانے کی ضرورت ... محسوس ہوئی اور یا توفیق اسے یا تو غیر ضروری سمجھا یا وہ جرأت ... کرتے کہ اسپر کچھ لکھیں۔

قوم میں بہت سے اہل ازاہل قلم موجود ہیں۔ خدا تعالےٰ نے انہیں وجاہت علم۔ اصابت رائے عطا کی ہے۔ وہ پھر ... قومی معاملات میں خاموشی اختیار کرتے ہیں ایکہی تحریک ... مختلف اشخاص اور مختلف اطراف سے تائیدیں ہوتی ... وہ خواہ نخواہ موثر ثابت ہوتی ہے اور اگر ایک ہی شخص ... مرتبہ ایک تحریک کر کے خاموش ہو رہے تو اس کا اثر ... خصوصاً لاہور یا سیالکوٹ کی جماعت کے معززاور بارسوخ اصحاب کی طرف سے اسپر ضرور کچھ نہ کچھ لکھا جانا چاہیے اسلئے میں میر حامد شاہ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہ احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس تجویز کی تائید یا تردید میں جو کچھ بھی انکی رائے ہو قلم اٹھائیں تاکہ دوسرے بھائیوں کو بھی خیال پیدا ہو میں جناب ملک محمد حیات خان صاحب کی اس توجہ فرمائی کیلئے انکا قوم کی طرف سے شکر گذار ہوں۔

شاعرانہ مذاق کو روکنے سے میری یہ غرض نہیں ہے۔ کہ اس فطرتی اور قدرتی عطیہ کو ناقدری کی نظر سے دیکھا جاوے نہیں۔ بلکہ میری غرض اور منشا یہ ہے کہ نظموں کے لئے اسقدر وقت نہیں دیا جانا چاہیے جو دوسرے ضروری اور اہم کام رہ جائیں جلسہ پر آنیکی غرض محض تفریح نہیں ہوتی بلکہ اصل غرض وہی ہے جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق بڑہیں دنیا کی محبت سرد ہو۔ بھائیوں میں اخوت مضبوط ہو وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی یہ ضروری امر ہے کہ قوم اپنی ذمہ واریوں سے آگاہ ہو اور اسے معلوم ہو کہ وہ قومی کام جو اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کی خاطر اسنے یا ان جاری کر رکھے ہیں انکے قیام اور استحکام کیلئے اسے کیا کرنا ہے۔ شاعری کے پاک جذبات مقدم ہوتے ہیں۔ اسلئے ان سے اگر کام لیا جاوے تو اسی رنگ اور اسلوب پر جو ہمارے سید و مولا امام نے ہمکو سکھایا ہے ایک ایک لفظ نفس مطلب کی طرف رہنما ہو۔ قرآن کریم کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات صداقت۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت حقہ پر اگر مختصر اور موثر نظمیں ہوں۔ تو وہ بیشک مفید اور موثر ہیں نوحہ خوانی اور مرثیہ گوئی کا مذاق مٹادینا چاہیے آگے بڑھنے والی قوم کے لئے یہ کیا بنا لیا۔ غرض میں اس امر کا مخالف نہیں ہوں کہ کوئی بھی نظم نہ پڑہی جاوے میرا منشا یہ ہے کہ بہت ہی کم وقت اس مقصد کے لئے ہو اور ایسی صرف کام کی نظمیں پڑہی جاویں اگر پڑہی جائیں سالانہ جلسہ کی باقاعدہ ایک رپورٹ طیار ہو کر شائع کیجاوے خواہ وہ اخبارات میں چھپے یا میگزین میں یا الگ ایسا ہی سالانہ رپورٹ پہلے سے طیار ہونی چاہیئے جس میں ان کاموں کے متعلق جو یہاں جاری ہیں تفصیلی اور مفید علم جماعت کو ہو سکے اور آئندہ ان امور کے متعلق انہیں سمجھنے اور غور کرنیکا موقع مل سکے یہ رپورٹ بڑی محنت و قابلیت سے طیار ہونی چاہئے۔ بہرحال میں دیکھتا ہوں کہ سالانہ جلسہ میں وقت بہت ہی تہوڑا ہے اسکی طیاری اور انتظام کے لئے ابھی سے کوشش ہونی چاہیئے اور جیسا کہ میں نے ظاہر کیا تھا۔ اسکو شاندار اور کامیاب بنانیکے لئے احباب ابھی سے فکر کریں اور دونوں پہلو مدنظر رکہیں قومی ضروریات کے لئے کافی سرمایہ بہم پہنچایا جاوے اور کثرت کیساتھ احباب جمع ہوں تاکہ انہیں ذاتی واقفیت اور علم ان کاموں کا ہو جو انکے مرکز میں قومی کاموں کے نام سے ہو رہے ہیں۔

میں نے بطور خود تجویز کی تھی کہ اگر ایکہزار آدمی ایسے نکل آئیں جو یا تو خود پچیس پچیس روپیہ داخل کر دیں اور یا جمع کر کے لائیں تو کم از کم قومی سرمایہ میں مستقل فنڈ کی کوئی صورت نکلے اسوقت جتنی مدات ہیں وہ سب کی سب بہت بڑی توجہ کی محتاج ہیں لوگوں کو روز و شب آئے دن کی ضروریات کے لئے متفکر رہنا پڑتا ہے اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو کام محض تکمیل دین کے لئے کئے جاتے ہیں انکا وہ خود میر سامان ہوتا ہے لیکن کوشش اور سعی انسان کا فرض ہے اسلئے اس سے بے خبر نہیں

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۔ مئی ۱۹۰۸ء اجلاس دوم

حضرت اقدسؑ کو لاہور میں رونق افروز ہوئے آج پہلا اتوار ہے۔ ملازمت پیشہ احباب اور مریدان با اخلاص کے واسطے گویا یہی عید کا دن ہے۔ اگرچہ حضور علیہ السلام کو لاہور میں تشریف لائے آج پانچواں دن ہے کئی ایک تقریریں بھی ہو چکی ہیں اور تمام عشاق اس رُخ پر نور کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہوئے ہیں مگر چونکہ ابھی تک ملازمت پیشہ اصحاب کو دل کھول کر زیارت کرنے اور کلمات طیبات سننے کا موقع نہیں ملا تھا کیونکہ وہ بیچارے دفتروں کی پابندی اوقات سے مجبور اور ظہر و عصر کی نمازوں میں شریک ہونے سے معذور تھے۔ اور جب اُن کو فرصت ملتی تو حضرت اقدسؑ بوجہ اسی پرانی مرض دوران سر کا دورہ خصوصاً پچھلے حصہ دن میں تیز ہو جایا کرتا تھا شام وقت کو باہر تشریف نہ لا سکتے تھے۔

آج اُن پیاسوں کو اپنی پیاس بجھانے اور دل کھول کر شرف زیارت سے مشرف ہونے اور کلام فیض رسان سے مستفید ہونے کا موقع اور فرصت میسر آئی ہے چونکہ صبح سویرے ہی حضرت اقدسؑ حسب درخواست کرمی جناب خواجہ کمال الدین صاحب و سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن مع صاحبان موصوف صاحبزادگان سیر کے واسطے تشریف لے گئے (جس کی کیفیت انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کی جائیگی) تھے اتنے میں تمام دوستوں کو جمع ہونے کا اچھا موقع لگ گیا۔ اور آپؑ کی واپسی تک بہت کثرت سے احمدی اور غیر احمدی احباب احمدیہ بلڈنگز لاہور میں جمع ہو گئے سیر سے واپس تشریف لاتے ہی حضرت اقدسؑ چند منٹ کے واسطے دولتسرا میں تشریف لے گئے چونکہ دو ایک معزز رئیس حضرت کی ملاقات کے واسطے آئے ہوئے تھے لہذا پہلے حضرت اقدسؑ انہی کی ملاقات کے واسطے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں تشریف لے گئے اور ان کے استفسار پر حضورؑ نے ایک مبسوط پر جوش اور پر معرفت تقریر فرمائی جو کہ ۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کے کلمات طیبات میں بزیر عنوان ایک دہریہ سے ملاقات ۱۰۔ اگست ۱۹۰۸ء کے الحکم میں شائع ہو چکی ہے۔

وہاں سے فارغ ہو کر حضورؑ اپنے خدام کے حلقہ میں رونق افروز ہوئے جو کہ خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان کے اس وسیع ہال میں جو کہ انہوں نے محض حضرت اقدسؑ کی تشریف آوری کی خاطر تیار کرایا تھا، بڑے جوش اور شوق سے بیٹھے آپ کی راہ دیکھ رہے تھے۔ امور سلطانی مرسل یزدانی علیم ربانی علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام ایک کرسی پر صدر نشین ہوئے۔ تاکہ تمام حاضرین چہرہ مبارک کی زیارت کر سکیں۔ اور کلام روح پرور کو سن سکیں۔

نور آسمان سے تازہ بتازہ اس جری اللہ پر اترتا نظر آتا تھا۔ اور جلال چہرہ سے نمایاں تھا۔ ایک نہایت ہی سنسان خاموشی اور سکون کا عالم تھا ناظرین اس پیارے چہرہ کی طرف ٹکٹکی باندھے تھے کوئی جرأت بولنے کی نہ کرتا تھا اور سب اس بات کے منتظر تھے۔ کہ وہ مہ لقا شیریں سخن حبیب رب العالمین کیا فرماتے ہیں۔ کہ اتنے میں خلیفہ رجب الدین صاحب نے اس مہر خموشی کو ذیل کے سوال سے توڑا کہ حضور بعض لوگ دریافت کرتے ہیں کہ وفات مسیح کے کیا دلائل ہیں؟ اس سوال کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے ذیل کی تقریر فرمایا۔

فرمایا

حضرت عیسیٰؑ کی وفات قرآن شریف میں بہت آئی ہے۔ دو قسم کی آیات ہیں جن سے ان کا وفات پانا ثابت ہوتا ہے۔ بعض آیات عام ہیں اور بعض خاص حضرت عیسیٰؑ ہی کے متعلق۔ عام طور پر تمام انبیاء علیہم السلام کی وفات کے متعلق جن میں حضرت عیسیٰؑ بھی شامل ہیں۔ یہ آیت واضح اور کھلا بیان کرتی ہے۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ خلت کا لفظ قرآن شریف کے محاورے میں ہرگز کسی ایسے شخص کے واسطے استعمال نہیں ہوا جو زندہ ہو بلکہ ہمیشہ وفات یافتہ لوگوں پر ہی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی یہی معنے کئے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر جب کہ حضرت عمرؓ نے جوش محبت و غلو الفت کی وجہ سے تلوار کھینچ لی تھی۔ اور آپؓ ننگی تلوار لئے گلیوں میں پھرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جو کوئی کہیگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ اس کی گردن اڑا دونگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقع سے خبر پا کر مسجد میں آئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جس میں ابتدا یہی آیت پڑھی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم الخ اسوقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ اس آیت کو سن کر رو پڑے اور یہ سمجھا کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی جن کو اتنا جوش تھا۔ کہ تلوار لئے پھرتے تھے۔ اور انکا یہ خیال تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی وفات نہیں پائی۔ اس خطبہ کے بعد تلوار چھوڑ دی اور پھر کبھی کوئی ایسا ذکر نہ کیا۔

اب ظاہر ہے کہ اگر صحابہ میں سے کسی ایک نفس واحد کا بھی یہ اعتقاد ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ بجسم عنصری آسمان پر ہیں۔ تو کیوں وہ اسوقت اعتراض نہ کرتے اور کہتے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ ایک چھوٹی سی قوم کا رسول تو زندہ ہے پر ہمارا رسول جس کو خدا نے تمام جہان کے واسطے قیامت تک کی تمام انسانی نسلوں کے لئے بلا کسی خصوصیت کے بھیجا۔ وہ تو تریسٹھ برس تک بھی زندہ نہ رہ سکے پس صحابہ کا سکوت اور خاموشی اور کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے۔ کہ تمام صحابہؓ حضرت عیسیٰ کو دوسرے انبیاء کی طرح **وفات یافتہ** یقین کرتے تھے۔ اور کسی ایک کا بھی ہرگز یہ اعتقاد نہ تھا۔ کہ وہ آسمان پر زندہ بجسم عنصری خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں اور یہ اسلام میں سب سے پہلا اجماع ہے۔

دوسری آیت جو حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بارہ میں خصوصیت سے ذکر ہوئی ہے۔ وہ خود حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے جو وہ قیامت کے دن خدا کے حضور عرض کرینگے کہ **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علیٰ کل شیء شہید**۔ اللہ تعالیٰ کے اس سوال کے جواب میں کہ اے عیسیٰؑ کیا تو نے اس قوم کو ایسی بداہی اور گمراہی کی تعلیم دی کہ تجھے اور تیری ماں کو معبود بنا لیں۔ اور خدائے عزوجل واحد و یگانہ کی عبادت کو ترک کر دیں؟ حضرت عیسیٰؑ کانوں پر ہاتھ دھرینگے اور قوم نصاریٰ کے گمراہ ہونے سے اپنی لاعلمی اور معذرت ظاہر کرینگے کہ اے خداوند مجھے ان کے حالات سے اسی وقت تک اطلاع تھی جب تک کہ میں ان میں رہا اور جب تک میں ان میں رہا۔ تب تک میں نے ان کو یہی تعلیم دی تھی۔ کہ تم اس خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا ایک ہی خدا ہے پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی اسکے بعد کا تو ہی نگران اور واقف حال ہے مجھے کوئی علم نہیں۔

اب یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ لوگ اقرار کریں کہ واقعی قوم نصاریٰ ابھی تک بگڑی نہیں۔

اور جو عقیدہ اتخاذ ولد اور تثلیث وغیرہ کا انہوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ یہی مین توحید اور رضا الٰہی کا موجب اور موافق تعلیم حضرت مسیحؑ ہے جس کا اقرار انکی زبانی قرآن مین موجود ہے +

اور یا یہ لوگ اس بات کا اقرار کریں کہ درحقیقت مسیح ناصری جو کہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے واسطے مامور کیا گیا تھا۔ اپنی مفوضہ خدمت کو انجام دیکر بموجب حکم الٰہی اپنی طبعی موت سے وفات پاگیا ہے۔ اور کہ آیندہ وہ کبھی دنیا مین نہین آ سکتا۔ بلکہ آیندہ الا امت محمدیہ مین سے ہوگا جو کہ ان کی خو بو پر ہونے اور مناسبت وقت اور مناسبت کام کے لحاظ سے مسیح کہلائیگا +

ظاہر ہے کہ صورت اوّل خدا اور خدا کے رسول قرآن اور قرآنی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ اور ایسی ہے کہ اس کے ماننے کے ساتھ ہی تمام اسلام کی عمارت گرتی ہے +

اور صورت دوم خدا کے منشاء کے مطابق حقیقت الامر اور قرآنی تعلیم کا سچا اصول ہے اور اسی مین اسلام کی فتح اور کامیابی صداقت اور بزرگی کا اظہار ہے۔ اب ان کا ختیار ہے۔ کہ ان دونوں راہوں مین سے جو راہ چاہین اختیار کر لیں۔

ہم علی وجہ البصیرت یقین رکھتے ہین کہ توفی کے معنے لغت عرب مین نہ کلام خدا اور رسول میں ہرگز مع جسم عنصری اٹھائے جانے کے نہیں ہیں۔ تمام قرآن شریف کو یکجائی نظر سے دیکھنا چاہیے قرآن خدائے علیم خبیر کی طرف سے کامل علم اور حکمت سے نازل کیا گیا ہے اس مین اختلاف ہرگز نہین بعض آیات بعض کی تفسیر واقع ہوئی ہین اگر ایک متشابہات ہین۔ تو دوسری محکمات ہیں +

جب یہی لفظ اور مقامات مین دوسرے انبیاء کے حق میں بھی وارد ہے تو اسکے معنے بجز موت کے اور کچھ نہین لئے جاتے تو پھر نہ معلوم کہ کیوں حضرت مسیحؑ کو ایسی خصوصیت دیجاتی ہے۔ کیا ابھی تک مسیحؑ کو خصوصیت دینے کا انہوں نے مزہ نہین چکھا +

دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین صاف یہ لفظ ہین۔ **اما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک**۔ پھر حضرت یوسفؑ کے متعلق بھی قرآن شریف مین یہی **توفی** کا لفظ وارد ہے اور اس کے معنے بجز موت اور ہرگز نہین ہیں دیکھو **توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین**۔ یہ حضرت یوسفؑ کی دعا ہے تو کیا اس کے بھی یہی معنے ہین کہ اسے خدا

مجھے زندہ مع جسم عنصری آسمان پر اٹھا لے اور پہلے صلحاء کے ساتھ شامل کر دے جو کہ زندہ آسمان پر موجود ہین۔

تعالی اللہ عما یصفون +

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل میں جو ساحر فرعون نے بلائے تھے ان کے ذکر مین **توفی** کا لفظ مذکر ہے جہاں فرمایا۔ **ربنا افرغ علینا صبراً وتوفنا مسلمین**

اب ایک مسلمان کی یہ شان نہین کہ خدا اور اسکے کلام کے مقابلہ میں دم مارے۔ قرآن حضرت عیسےٰؑ کو سراسر مارتا ہے اور ان کے وفات پا جانے کو دلائل اور براہین قطعیہ سے ثابت کرتا ہے اور رسول اکرمؐ نے اس کو معراج کی رات مین وفات یافتہ انبیاء مین دیکھا جائے غور ہے کہ اگر حضرت عیسےٰؑ زندہ مع جسم عنصری آسمان اٹھائے جا چکے تھے تو پھر ان کو وفات شدہ انبیاء سے کیا مناسبت زندہ کو مردہ سے کیا تعلق اور کیسی نسبت ہے ان کے لئے تو کوئی الگ کوٹھڑی چاہیئے تھی

قد تبین الرشد من الغی

کوئی گڑبڑ نہین اور نہ کوئی شک و شبہ اس مین باقی ہر مسلمان کہلا کر ایسی بات پیش کرنا جو قرآن کے خلاف اسلام کی متضاد کیا عقلمندی ہے؟

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف جو شخص کسی امر پر اجماع کا قایل ہے وہ کذاب ہے۔ صوفیاء کرام اور بعض صلحاء امت خیر الانام کا یہی مذہب تھا۔ کہ وہ وفات پا چکے اور آیندہ الا اسی امت مین سے ہوگا۔ مگر تعصب ایک ایسی بلا ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہین دیکھتے اور باوجود جاننے کے نہین سمجھتے باوجود کانوں کے نہیں سنتے

افسوس تعصب اور ضد نے ان مین اپنے نفع نقصان کی بھی تمیز باقی نہیں رہنے دی **چالیس کروڑ** انسان ایک ضعیف اور ناتواں انسان کو انہی دلائل سے خدا مان رہا ہے کہ وہ ازلی ابدی ہے زندہ آسمان پر موجود ہے اور اس نے خلق طیر کیا مردوں کو زندہ کیا اور یہ مسلمان ہین کہ اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتے اور اپنی گردن کاٹنے کے واسطے خود ان کے ہاتھ میں چھری دیتے اور ان کی اس خطرناک بت پرستی میں مدد کرتے ہین جس کیواسطے خدا نے ایسا غضب ظاہر کیا

تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ۰

ان نام کے مسلمانوں کو اتنا بھی علم نہین۔ کہ ان کی اپنی ہی اولاد کو خود انکے اپنے ہی زوال کو محبت پکڑ کر ملزم کر کے مرتد کیا جاتا ہے۔ کاش یہ اس خواب غفلت سے بیدار ہوں اور دوست و دشمن اور اپنے نفع نقصان کو پہچانین +

یہ اسلام کے نادان دوست اتنا نہین سمجھتے۔ کہ خدا تو ایسا غیور ہے۔ کہ ان کے عقاید فاسدہ کو بیخ و بن سے اکھاڑتا اور ذرا سی دیر کیواسطے بھی ان کے مشرکانہ اصولوں کو سن نہیں سکتا قرآن شریف میں تدبر اور غوض کرنے والے جانتے ہین کہ باطل کا سر کچلنے کے واسطے خدا نے کیسے کیسے حربے اختیار کئے ہین

دیکھو نصاریٰ نے مسیحؑ کے بن باپ ہونے کو ان کی خدائی کی دلیل خیال کیا تھا۔ خدا نے کس طرح ان کو آدمؑ کی نظیر پیش کر کے نادم و ذلیل کیا۔ اور ان کے دعوے کو باطل کیا **ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم**۔ مسیحؑ تو بن باپ تھا آدم اس سے بھی بڑھکر خدائی کے لائق ہے۔ کیونکہ یہاں باپ نہ ماں دونوندارد +

پس

یاد رکھو کہ اگر فی الواقعہ حضرت مسیحؑ زندہ مع جسم عنصری آسمان پر گئے ہوتے اور خدا ان کی اس دلیل کو بھی سچا مانتا تو ضرور تھا کہ اس کی کوئی نظیر پیش کر کے ان کے اس باطل کو بھی ملیا میٹ کر دیتا مگر خدا نے ان کی اس بات کو نفی کے رنگ میں باطل کیا ہے اور یہی جواب دیا ہے کہ وہ تو مر گیا۔ آسمان پر جانا کیسا؟

یاد رکھو۔ کہ اگر خدا کا بھی یہی منشا ہوتا کہ درحقیقت حضرت عیسےٰؑ زندہ آسمان پر ہیں تو ضرور تھا کہ بت پرستی کی اس دلیل اور باطل کے اس دیو کے سر کچلنے کیواسطے بھی **کوئی نظیر** ہی کا حربہ چلاتا مگر خدا کا نظیر پیش نہ کرنے سے اور وفات کا جا بجا ذکر کرنے سے یہ صاف عیاں ہے۔ کہ وہ ضرور وفات پا چکا اور زندہ آسمان پر نہین ہے اور خدا نے ان کی اس دلیل کو مانا ہی نہیں ورنہ ضروری تھا۔ کہ جس طرح پہلے نظیر پیش کر کے ان کو ملزم و خوار کیا یہاں بھی نظیری وجہ سے عیسائیت کے بت کو پاش پاش کرتا مگر خدا نے ایسا نہیں کیا اس کی یہی وجہ ہے کہ خدا نے انکی اس دلیل کو ان کی وفات کے بیان سے رد کیا ہے۔ اور درحقیقت ان کی اس حجت کا حقیقی اور اصل جواب یہی ہے کہ قرآن کا یہ منشاء ہرگز نہین

کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے بلکہ وہ بھی وفات پا چکے بسطرح تمام انبیاء وفات پاگئے +

بہ عجیب بات ہے کہ چونکہ وہ قتل نہیں ہوئے اسواسطے آسمان پر چڑھ گئے۔ کیا جو قتل نہیں کیا جاتا وہ لازماً آسمان پر چلا جاتا ہے جب تو پھر لاکھوں کروڑوں کو زندہ آسمان پر ماننا پڑے گا +

اصل جھگڑا تو یہود کا یہ تہا۔ کہ حضرت مسیحؑ کا رفع روحانی نہیں ہوا۔ وہ تو اس بات کو ثابت کرنا چاہتے تھے۔ کہ نعوذ باللہ مسیح لعین اور مردود ہیں اسی واسطے وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ ہم نے مسیح کو صلیب دیا اور اس طرح سے ان کو قتل کرنے کے مدعی تھے تا اپنی کتاب کے فرمودہ کے مطابق ان کو جھوٹا نبی ثابت کریں رفع جسمانی کے متعلق تو کوئی جھگڑا ہی نہ تھا۔ قرآن شریف چونکہ بنی اسرائیل کے متنازعہ فیہ امور میں حکم اور قول فیصل ہے اس لئے یہود کے اس اعتراض اور بہتان کا جو انہوں نے مسیحؑ کو لعنتی اور جھوٹا نبی ثابت کرنیکے واسطے باندھا تہا۔ جواب دیا کہ ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کہ یہود نے جیسا کہ انکا زعم ہے حضرت مسیح کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی اس طرح سے وہ ان کو جھوٹا نبی ثابت کرنے کے دعوے میں کامیاب ہوئے بلکہ اللہ تعالےٰ نے انکا رفع روحانی کیا اور ان کو ایسی ذلت اور ادبار سے بچا لیا +

اگر رفع جسمانی ہی نجات اور پاکیزگی اور مقبول اور محبوب الٰہی ہونے کا موجب ہے تو پھر تو سارے ہی جھوٹے ٹھیرتے ہیں اور کوئی بھی نجات یافتہ نہیں رہتا چہ جائیکہ کوئی خدا کا محبوب اور مقبول ہی ہو۔ (نعوذ باللہ من ذالک) تعصب نے ان کو کسی کام کا نہیں چھوڑا + عبدالرحمٰن قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیرہ سو برس کی پیشگوئی ہمارے زمانہ میں آج پوری ہوئی

جب میں امام ہمام کے بارہ میں بیہودہ خصلت مسلمانوں کے بکواس اور شیطان سیرت انسانوں کے وسواس سنتا ہوں تو مجھے ان لوگوں پر بہت ہی افسوس آتا ہے کہ حضرت اقدس کی سچائی کا آفتاب روشن و تاباں ہے مگر خدا جانے ان اندھوں کا منہ کدھر اور کس طرف دھیان ہے سینکڑوں آیات قرآنی اور ہزاروں احادیث رسول ربانی اور لاکھوں نشانات آسمانی اسپر گواہ ہیں کہ حضور سراپا نور خدا کے مامور اور مستجاب الدعوات ہیں۔

(۱) ابتدائے قرآن سورہ فاتحہ کا بیان مغضوب علیہم کی رمز اور ولا الضالین کا نشان بتا رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور ان کے دشمن سوانگ بنانیوالے یہود مردود ہیں۔

(۲) آیتہ استخلاف حضور کے دعوے پر ایک ایسی دلیل ہے جس کے سامنے آپ کا دشمن عاجز و ذلیل ہے اور اسمیں جو لفظ کما ہے اس نے منکروں کا سر جھکا دیا ہے۔ ہاں جو بے شرم اور بیحیا ہے اس کی بات ہی جدا ہے۔

(۳) آیتہ اذا فتحت یاجوج ماجوج کی تفسیر میں حضرت اقدس نے وہ عجائبات دلربا اور اشارات حق نما بیان فرمائے جنکو سن کر ایک مردہ میں بھی جان آجائے۔ حدیث فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج میں جناب رسول خدا صلعم کا گھبرا کر لا الٰہ الا اللہ پڑہنا اس طرف اشارہ ہے کہ وہ شیرینی الوہیت مسیح اور وہ یاجوج یہی قوم نصاریٰ ہے لنڈن گلڈ ہال میں انکے بتوں کا موجود ہونا بھی ثبوت ہمارا ہے۔

(۴) آیت وجمع الشمس والقمر حدیث ان لمہدینا آیتین الخ قول بزرگ۔ ورسن خاشی مجوی وغیرہ حضرت اقدس کے گواہ ہیں جن کی شہادت سے دشمنوں کے منہ سیاہ ہیں۔

(۵) آیتہ اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم الخ حدیث۔ فیرسل اللہ علیہم النغف فی رقابہم لا یدخلہا الطاعون ولا الدجال کے موافق طاعون دجال جہاں میں لوگوں کا قرضی مسیح آسمان میں آزمین پر ملاتو +

(۶) آیتہ اذا العشار عطلت۔ حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا۔ لاتقوم الساعۃ حتی تخرج نار من ارض الحجاز۔ لاتقوم الساعۃ حتی تخرج نار من رکوبۃ۔ تخرج نار من حبس السیل۔ نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب۔ لقصدنکم نار ھی الیوم خامدۃ۔ تبعث نار علی اہل المشرق۔ قال فی الدجال ان معہ ماء او نارا۔ یخرج الدجال الاعور واحد ھا فیہ دخان ونارہ یہاں سے مراد ریل کی سواری ہے۔ جواب عرب میں بھی جاری ہے اسی سے اونٹوں کی بیکاری ہے پھر تلو منکرو۔ کسوقت کی انتظاری ہے۔

(۷) انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ واللہ متم نورہ۔ لیظہرہ علی الدین کلہ سے ظاہر ہے کہ ظہور مسیح محمدی کا یہی زمانہ ہے کیونکہ اتمام نور کے لئے چودہویں ہی رات قانون ربانی ہے۔ ولقد نصرکم اللہ ببدر رکی باطنی آنکھ کا یہی نشانہ ہے تعصب کا ستیاناس آج قرآن سے ہی بیگانہ ہے حدیث ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ کی نسبت بتاؤ۔ اب کیا بہانہ ہے یاد رکھو بصورت انکار جہنم ہی ٹھکانہ ہے وہ آیتہ یدبر الامر من السماء الی الارض کیا نہ حدیث خیر القرون قرنی کو پڑہو اور الآیات بعد المائتین کا بھی خیال کرو تین سو برس کے بعد جو ہزار برس گذرنے کا حساب ہے اسی میں پھر مشرق سے طلوع ہوا۔ وہ جو صداقت کا آفتاب ہے لیکن شریر کمبخت نہیں دیکھتے ان کی آنکھوں پر تعصب اور عناد کا حجاب ہے مسیح کب ظاہر ہوگا۔ حافظ برخوردار صاحب کا اس بارہ میں یہ جواب ہے ؎

پچھے ہک ہزار دے گذسے ترے سو سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

مولوی نواب صدیق حسن خاں صاحب کی حجج الکرامہ ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ تیرہویں صدی بوجہ دجالی فتنوں کے بہت خراب ہے اسلئے چودہویں صدی کے سر پر ایک شخص ظاہر ہوگا جسکو مہدی کا خطاب ہے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی سید گلاب شاہ کوٹھے والے بزرگ۔ پیر صاحب سندھی جھنڈے والے حضرت جی وغیرہ۔ حضرت اقدس کے حق میں بعض کا الہام بعض کی خواب ہے۔ اب سوچو۔ قرآن شریف۔ احادیث بندگان امت سب کی شہادت کو رد کر دینا عند اللہ موجب ثواب ہے یا عذاب۔ فتدبروا یا اولی الالباب ہ

(۸) آیتہ واخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ حدیث لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس الہام مندرجہ براہین صفحہ ۲۴۲ خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس میں حضور کے دعویٰ کا پورا ثبوت ہے جسکے سامنے مخالف حیران و مبہوت دکھائی دیتا ہے تو عند الثریا علماء ہیں تو شر من تحت ادیم السماء سمجھیں ہیں تو رہی خراب من الہدیٰ۔ مدرسوں میں تعلیم ہے۔ تو اتخذ اللہ ولدا پھر یہ کہنا کہ دعوی مسیحیت پھر نا۔ ایسے وقت میں جھوٹ ہے اور افترا۔ سچا سمجھو۔ یہ کسقدر ظلم ہے اور جفا سنو ولعذاب الاخرۃ ھی اشد وابقیٰ۔ الہام خلقت لک لیلا ونہارا کے ملہم کو یہ گالیاں اور ایذا اچھا فستعلمون من اصحاب الصراط السوی ومن اہتدیٰ

(۹) آیتہ ضرب اللہ مثلا للذین امنوا الخ۔ ومریم ابنت عمران الخ اور حدیث جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہے اسمیں ہمارے لئے یہ عمدہ دلیل ہے کہ ہمارا مرشد حضرت عیسیٰ کا مثیل ہے اور اسکی سوید وحی رب جلیل ہے جو مدت سے براہین میں طبع ہوکر موجود و معتبر و قلیل ہے دیکھو صفحہ ۴۹۶ یا مریم الخ نفخت فیک من لدنی الروح الصدق ایضاً صفحہ ۲۲۶ ہز الیک بجذع النخلۃ الخ (۲۲۴ ص ۲۲۵) غور کرو کیا یہ انسانی منصوبہ ہے یا کلام جبرائیل ہے پھر سمجھا گیو مفتری کے حق میں تو لو تقول علینا بعض الاقاویل

(۱۰) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے معنے سمجھنے کیلئے آیۃ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس کو پڑھو مفسرین نے الناس سے مراد لی ہے الدجال اور حدیث میں بھی آیا ہے۔ تم تغزون الدجال۔ پھر مسیح ناصری کا جو نزول ہے وہ کیونکر قابل قبول ہے کیونکہ جو حکم خدا اور رسول ہے اس سے تو حیات مسیح کا خیال بالکل لغو اور فضول ہے پس بموجب وعدہ قرآنی وعد اللہ الذین امنوا منکم اور حدیث رسول حقانی و امامکم منکم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود تھے۔ اور مہدی معہود جنہوں نے صلیب کو توڑا نہ سکھ انکے ہاتھ سے بچے نہ آریوں کو چھوڑا حمایت اسلام اور تائید دین خیر الانام میں اپنی جان دی اور ہم اہل اسلام کو مخالفین کے حملے سے امان دی وہ اپنے آقا و مقتدا سید المعصومین و الاتقیا جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے عاشق تھے اور ان کی آبرو پر قربان علیہ الف الف صلوٰۃ من اللہ المستعان و الملائکۃ المقربین و عباد الرحمٰن اب میں ناظرین باتمکین اور منصفین دانش آگین کی خدمت میں دو حدیثیں پیش کرتا ہوں جن میں مذکور مسیح موعود کی وفات ہے مگر شکوک و شبہات کے مردود کے لئے یہ وفات بمنزلہ آبحیات ہے حدیث اول ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج و یولد لہ و یمکث خمسا و اربعین سنۃ ثم یموت۔ حدیث دوم ثم یمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی و یصلی علیہ المسلمون بظاہر ان میں اختلاف ہے اگر غور کریں تو مطلب صاف ہے بعض حدیث اول سے وہ زمانہ مراد ہے جو حضرت اقدس کے دعوے کی بنیاد ہے اور حدیث دوم میں زمانہ وحی کی میعاد چنانچہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۸ میں ہے۔ ملخص انکے ایک وہ جواب ہے۔ جس میں اس عاجز کو جناب خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اور بطور مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں ... جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اسوقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے خاکسار نے عرض کی کہ اسکا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جسکے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے غرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جیسے وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آں صاحب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوشرنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لئے قاش قاش کرنا چاہا تو اسقدر اس میں سے شہد نکلا کہ آں جناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے پھر ماحصل کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور **باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں** اور وہ ایک قاش میں نے اس زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھا کر پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی والحمد للہ علی ذالک **ایضاً صفحہ ۲۴۹** اور اس برکت کے بارہ میں **۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء** میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا . . . . . فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے"۔

دیکھو۔ حضرت اقدس کی خواب کو چالیسواں اور الہام کو چالیسواں سال ہے اب مقام غور اور جائے خیال ہے کہ کیا یہ کسی انسان کی طاقت یا مجال ہے کہ مفتری ہو کر وہ زمانہ پائے جسکا مخبر محبوب ذو الجلال ہے اور حسب پیشگوئی طبعی موت سے فوت ہو حالانکہ ہر قوم سے اسکا جنگ و جدال ہے۔ میرے بھائیو! ایسا ہونا غیر ممکن اور سراسر محال ہے نہ تم اسکی کوئی نظیر پاؤ گے نہ اس کی کوئی مثال ہے ان دلائل کو پڑھو اور خدا سے ڈرو۔ امام برحق کا انکار موجب وبال ہے الغرض آمد مسیح موعود کی جس کا پیشگوئی آج ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہوئی۔ مبارک وہ جو اس سے خدمت دین کے لئے دلوں کو آمادہ اور ایمان کو تازہ کر رہے ہیں اور افسوس انپر جو اس شیریں چشمہ کے کنارے پیاسے مر رہے ہیں اللہ تعالےٰ انکو ہدایت کرے اور چشم بصیرت عنایت آمین یا رب العالمین۔

کرمداد احمدی از دولمیال ضلع جہلم

۵ - اگست ۱۹۱۰ء

اے بیخبر بخدمت قرآن کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

مختلف تجویزیں اور آئے دن خیالات کی جدت شاید دماغ کی پریشانی اور جنون کی کوئی قسم سمجھی جاوے۔ لیکن عقل سلیم رکھنے والے کبھی نہیں مان سکتے۔ کہ ایک ہی امر کی تکمیل کیلئے مختلف راہوں یا صورتوں کا اختیار کرنا پریشانی دماغ کا نتیجہ ہے علاوہ بریں اگر کوئی شخص محض اس خیال پر مفید اور مبارک اور ضروری کام کے کرنے سے رکتا ہے کہ اسکے احباب اور ہمعصر اسے کیا کہیں گے تو میرے اپنے ایمان میں وہ دنیا کی جھوٹی مدح و ذم کا اسیر ہے اور اخلاص اور خالصاً لوجہ اللہ ایک کام کرنے سے عاری ہے۔

میں نے جب سے الحکم جاری کیا ہے جن کاموں کو قوم کیلئے ضروری سمجھا مختلف اوقات میں انکی تحریک کرتا رہا اور حتی الوسع خود ان میں حصہ لیا ان کا مکمل ہو جانا ایک وقت کو چاہتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگا جو لوگ ان باتوں میں پڑتے ہیں وہ سنت اللہ سے ناواقف ہوتے ہیں اس مختصر تمہید کے بعد میں پھر ناظرین کو **خوشخبری** سنانی چاہتا ہوں کہ میں **قرآن مجید** کے ترجمہ اور تفسیر کی بہت بڑی ضرورت محسوس کرتا ہوں جب اول تفسیر القرآن لکھنی شروع کی تھی تو ہمارے موجودہ امام اور خلیفۃ المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر اس طرز پر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہی شائع ہو جائیگی تو میں کامیابی سمجھونگا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں **سورہ بقر** کی تفسیر شائع کر سکا اور سورہ آل عمران کا بھی ایک حصہ چھپ چکا ہے شروع سال میں قرآن مجید کے ترجمہ کے متعلق تجویز ہوئی تھی مگر آخر ملتوی کرنی پڑی اور باوجود سات مہینے گذرنے کے منشی محمد یحییٰ صاحب کی طرف سے کوئی طیاری مجھے معلوم نہیں ہوئی اور اگر ایسے طور پر ہو جس کا مجھے علم نہیں تو وہ مجھے ایسا کہنے سے معذور سمجھینگے اب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بیعت میں قرآن مجید کے پڑھنے کا خاص طور پر اقرار لیا تو میرے دل میں جنبش اور جوش پیدا ہوا کہ اس اقرار کی عظمت اور ضرورت کے لحاظ سے جیسی کچھ بھی ہو جس نیت اور اخلاص کے ساتھ قدر ہونی چاہئے اور آپ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایک ترجمہ موزوں صورت سے شائع ہو جاوے اور اسکے لئے میں نے یہ پسند کیا ہے کہ خلافت کے بعد جہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح نے درس شروع کیا ہے۔ وہاں سے ہی اسکو چھاپا جاوے اور ایک ایک پارہ شائع ہوتا رہے جب تک اللہ توفیق دے۔

بعض کہیں گے کہ پہلے تفسیر ناکمل ہے اسکے لئے یہ وعدہ ہوا اور وہ ہوا میں اسکا مختصر جواب اوپر دے آیا ہوں

ان باتوں میں میں نہیں پڑونگا۔ میں اس کام کو قرآن کی خدمت سمجھکر کرنی چاہتا ہوں جتنی ہو اور جس طرح ہو +

ترجمہ اور تفسیری نوٹ کس قسم کا ہوگا اس کا نمونہ ۱۴ اگست ۱۹۰۸ء کے الحکم میں چھپ چکا ہے اس اعلان سے میری غرض صرف یہ ہے کہ میں اپنی اخبار کے ناظرین کو مطلع کردوں کہ بس ان میں سے ہر ایک کے نام دو دو جلدیں اسکے شایع ہونے پر قیمۃً طلب بھیجونگا۔ اور اسی غرض سے میں دو ہزار کاپیاں چھاپونگا جن میں سے پانسو جلدوں کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ خاص انتظام کیا جاویگا۔ ۲۱-اگست ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالےٰ نے چاہا تو یہ پارہ خریداران الحکم کے پاس پہنچیگا اس میں یہ لحاظ رکہا جاوے کہ سورہ کے شروع سے ہو اور سورہ پر ختم ہو اس طرح پر بعض اوقات ایک پارہ سے یہ حصہ بڑھجایا کرے گا یہ طریق اسلئے ملحوظ رکہا ہے تاکہ سلسلہ مضمون میں فرق نہ آوے کاغذ انشاء اللہ تعالیٰ عمدہ لگایا جاویگا اور تقطیع موزون ہوگی۔ ہدیہ کے متعلق ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا جو صاحب نہ لینا چاہیں وہ مجھے ابھی سے اطلاع دیں ورنہ اگر میں اپنے پر یہ اعتماد کرکے کہ وہ اسکی اشاعت میں میرے معاون ہیں اور اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی اشاعت ہو ان کو وی۔ پی بھیجدیا اور انہوں نے واپس کردیا تو اس سے بڑھکر تکلیف دہ امر کیا ہوگا۔ اس لئے میں ۱۸۔ اگست ۱۹۰۸ء تک اسکو چھاپتا رہونگا اور جو احباب اسوقت تک مجھے اطلاع دینگے کہ وہ کسی وجہ سے اسے نہیں لے سکیں گے ان کے نام ہرگز نہیں بھیجا جاویگا۔ ورنہ کل خریداران الحکم کے نام دو دو کاپیاں بھیجدی جائینگی اور اگر کوئی دو سے زیادہ لینا چاہیں تو بھی اطلاع دیں بالآخر التماس ہے۔ کہ ناظرین اس خادم کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ خدمت دین کے لئے جوش اور جوش کے ساتھ اخلاص اور سچی سمجھ اور فہم اور اس کے ساتھ اسباب عطا فرماوے کسی سے ایک پائی بھی پیشگی نہیں لی جاویگی :-

(یعقوب علی ایڈیٹر الحکم)

اعلان

قابل توجہ بقایاداران -

چونکہ سال ختم ہونے کو ہے۔ مگر ابھی تک بعض خریداران نے اپنے پچھلے بقایا کو بھی صاف نہیں کیا۔ لہذا ان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ پچھلا حساب صاف کرنے کی طرف توجہ فرمائیں

منیجر

مراسلات

منہ احمدیہ

اخویم ایڈیٹر صاحب۔ آہ کیا عرض کروں حضرت مسیح موعود کے اچانک اُٹھ جانے سے جو اسوقت دل کی حالت ہورہی ہے اسکا نقشہ کسی صفحہ کاغذ پر نہیں کھینچ سکتا ہوں ہاں اسوقت اپنا ایک خواب ضرورۃً سناتا ہوں جو اس مصیبت کے آنیسے چند ہفتے پہلے مجھکو دکھایا گیا تھا جسکی حقیقت تک اسوقت میری کوتاہ نظر نے ذرا بھی رسائی نہ کی اور باوجود بہت سے غوض و فکر کے میرا ذہن اس کے نتیجہ نکالنے میں بالکل ناکام رہا آخر میں مجبور ہوکر اس کی طرف سے توجہ اٹھالی اب جو یہ اُفتاد پڑی تو معلوم ہوا کہ اسی کی طرف اشارہ تہا اور نرا اشارہ ہی نہیں۔ بلکہ سمجھدار کے لئے اسکے اندر ایک صداقت پوشیدہ تہی جسکے خیال سے اسوقت میری روح مسرور ہورہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس خواب کو میرے احمدی بھائیوں کی تازگی ایمان کے لئے الحکم میں درج فرمادیجئے ای سبوح قدوس خدا تو اپنے اس برگزیدہ بندے کی پاک روح پر بیشمار برکات نازل فرما۔ میں نے دیکھا کہ میں دکن کی طرف کہیں جارہا ہوں۔ رفتہ رفتہ ایسی جگہ پر پہنچا ہوں کہ داہنی جانب ایک شاہی وقت کی مسجد آپڑی ہے جو شاہ وقت یا کسی دوسرے دولتمند نے اسکو بڑے اہتمام سے بنوایا ہے اور وہ مسجد اپنی نمود میں بہت مشہور و معروف ہے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ چند ہی قدم آگے چلکر ایک دوسری مسجد بائیں جانب کو ہے اسکی کرسی بہت بلند ہے اور بہت سی سیڑھیاں طے کرنے کے بعد ملتی ہے کہنے والے نے کہا کہ وہ پہلی مسجد اصلی ہے اور یہ دوسری اس کی نقل ہے۔ اور کیسی نقل کہ ہر وصف میں اصل سے لالو۔ مگر ہاں کسی بات میں کسی وجہ سے ذرا سا فرق رہ گیا ہے پس میں نے اس نقلی مسجد میں جانیکا قصد کیا اور چاہتا تھا۔ کہ پہلی سیڑھی پر قدم رکہوں کہ کسی شخص نے مجھکو روکا اور کہا کہ اس مسجد میں داخل ہونیکا یہ طریقہ نہیں۔ ذرا صبر کرو۔ میں اس کے کہنے سے ٹھہر گیا۔ کہ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص ایک چرمی لباس لے کر آیا اور اسکو پہلی سیڑھی پر بچھادیا اور مجھ سے کہا کہ لو اب تم اس بساط پر بیٹھ جاؤ یہی تمکو لے کر تک پہنچائیگی میں اس کے کہنے سے اُسپر بیٹھ گیا پس اس بساط کو خود بخود حرکت ہوئی اور وہ مجھکو اوپر کی جانب لے اڑچلی آگے خبر نہیں کہ کیا گذرا۔ ایہا الناظرین کچھ آپ سمجھے یہ کیا اسرار تھا کوئی ملنے یا نہ مانے یہ مسیح موعود کے رفع روحانی کا نقشہ دکہایا گیا تھا۔ ایک صورت خواب کی یہ بھی ہے کہ دوسرے کا حال اپنے پر وارد کرکے دکہایا جاتا ہے اصلی مسجد مقام مصطفوی اور نقلی مسجد مقام مسیح موعود تھا۔ نقلی مسجد میں کچھ فرق رہ جانا لازمی تھا آخر ولی و نبی کے مقام میں کچھ فرق ضرور چاہیئے اب میں اس موقع پر بزرگان قوم کی خدمت میں ایک گزارش ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی قدر و منزلت کو ملحوظ رکہکر اگر اس بہرور کی شان میں بجائے وفات وغیرہ کے رفع کا لفظ تحریراً و تقریراً استعمال کیا جائے تو آج جو کچھ اسپر شور و غوغا اٹھ رہا ہے آئندہ نسلوں میں جبکہ لوگ اسکے معنے سمجھنے لگیں گے اور جان لینگے کہ خدا اور رسول کا قرار دادہ ہے یہ بوحق نہ رہی گی۔ بلکہ دوسرے صلحاء کے لئے بھی بعد مرگ ایک عزت کا لقب سمجھا جائیگا اسکو ضرور رواج دینا چاہئے

خاکسار خلیل الدین احمد راضی صدیقی تلہری

اظہار رائے

خاتونان ہند اس نام کی ایک کتاب لالہ رگہوناتہ سہائے بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول لاہور نے تالیف کی ہے کتاب کا مضمون اسکے نام سے ظاہر ہے چھوٹی تقطیع کے ۸ جزو پر طبع ہوئی ہے ظاہری مراتب عمدہ ہیں قیمت ۸ ہے جو کسی قدر زیادہ ہے ملک میں عمدہ لٹریچر کے پھیلانے کی سعی عمدہ بات ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ برہم سماج اس معاملہ میں کوشش کررہی ہے یہ کتاب منیجر برہم پرچارک لاہور یا لائبریرین برہم کالج لاہور سے ملے گی۔

شرح حدیث مس شیطان پادری لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے صحیح بخاری کی ایک حدیث کو عموماً پیش کیا کرتے ہیں جو مس شیطان کی حدیث ہے یعنے پیدا ہونے کیوقت جو بچہ چلاتا ہے اسے شیطان مس کرتا ہے اس مس سے مریم اور ابن مریم بچے ہوئے ہیں۔ یہ حملہ اسلام پر ایسا خطرناک حملہ ہے کہ تمام مقدسوں اور راستبازوں اور انکے سردار پر اسکی زد پڑتی ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث کی شرح لکھنے کیلئے فاضل امروہی کو حکم دیا تہا وہ رسالہ چھپ کر شایع ہوگیا ہے اور ۱ر قیمت پر دفتر میگزین قادیان سے ملیگا صرف ایک ہزار طبع ہوا ہے۔ حالانکہ ایسے رسالے کثیر التعداد میں چھپکر شایع ہونے چاہئیں جماعت کے متمول اور اہل دل اصحاب کو چاہئے کہ متعدد کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کردیں

آئینہ صداقت نہایت مختصر مگر مفید رسالہ جو برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعود کی وفات پر لکہا اور شایع کیا مخالفین کے اعتراضوں کے جواب خوب دئے ہیں جیبی تقطیع ہر وقت پاس رہ سکے۔ بہت مفید ہے ۱ر قیمت پر مفتی محمد صادق ایڈیٹر بدر سے ملے گا متعدد رسالے مفت تقسیم ہوئے ہیں +

غیر معمولی جلسہ تشحیذ الاذہان

آج ۷۔ اگست صبح ۷ بجے تشحیذ الاذہان کا ایک غیر معمولی جلسہ ہوا حاضرین کی تعداد معقول تھی مگر افسوس کہ ہمارے سکول کے طلباء اس میں کم دلچسپی لیتے ہیں جس کیلئے ہم ہیڈ ماسٹر صاحب کی توجہ خاص طور سے مبذول کرتے ہیں۔

چودہری فتح محمد صاحب نے اپنا لکھا ہوا مضمون پڑھا۔ یہ بھی ایک نئی بات ہے کہ ممبران تشحیذ عام طور سے تو زبانی تقریر کرتے ہیں مگر اس موقع پر لکھے ہوئے مضمون پڑھے گئے

چوہدری صاحب کو چونکہ اپنے کالج کا کام تھا اس لئے غالباً وہ اپنے مضمون کے لئے کافی تیاری نہ کر سکے آپنے میرے آقا مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کی اسلامی خدمات کا ذکر کیا۔

(۱) دہریہ اور مادہ پرستوں کو وحی و الہام و پیشگوئیوں کے ذریعہ خدا کی ہستی کا ثبوت دیا (۲) عیسائیوں کی مذہب بنیاد عیسٰی کی موت ثابت کر کے اکھیڑ دی۔ اس بات کے دشمن بھی قائل ہوگئے پھر ڈوئی اور آتھم پر روحانی حربہ چلا کر اس مذہب کا باطل ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچایا۔ (۳) آریہ کے تناسخ اور نیوگ کے مفاسد کو دکھایا کہ تناسخ مان کر خدا کو سرب شکتیمان نہیں کہہ سکتے نیوگ ایسی گندہ تعلیم کا سرچشمہ وہ قدوس خدا نہیں ہو سکتا۔

پھر مکالمہ و مخاطبہ الٰہی کو اسلام کی روح اور اس کا تا قیام قیامت جاری رہنا بنا دیا جہاد کا خود ساختہ بدنما دھبا اسلام کے منور چہرے سے مٹا یا (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور سچے عاشقوں کی جماعت بنائی جو روحانیت ایمان سے خالی ایمان کو پہنچے چوہدری صاحب اگر آئینہ صداقت اور معیار الصادقین کو دیکھ لیتے تو ان کو مسیح کی خدمات کی ایک فہرست مل جاتی اور پھر سیدی و مولائی کی کتابوں سے ان کے متعلقات کو پیش کر سکتے۔

اس کے بعد صاحبزادہ سید محمود اٹھا اور اپنا مضمون پڑھا اصل میں حضور علیہ السلام کے بعد مشتاقان احمد کے لئے کوئی چیز تسلی بخش ہو سکتی ہے تو آپ ہی کی تقریر ہے۔ ۵

کیونکہ ہے کچھ نشان اس میں جمال یار کا

آپنے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کو اشاعت دین میں کیا کیا تکالیف برداشت کرنی پڑیں طائف کا واقعہ یاد آیا اور سب کچھ سمجھایا کہ یہ سب کچھ وما نقموا منہم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید کی بنا پر تھا۔ پھر آپنے ان واقعات کے سلسلہ میں اپنے حضور مسیح کی مشکلات کا ذکر کیا جو مخالفین نے دیں اخیر میں اپنی جماعت کو متوجہ کیا کہ وہ بارگران جو پہلے صرف ایک جان پر تھا اب ہم سب پر تقسیم ہو گیا ہے خدا کا منشا ہے کہ تمام سعید روحوں کو توحید پر جمع کرے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ یہ پیغام تمام دنیا کے بسنے والوں کے کانوں میں پہنچائیں۔ اس بات سے ہمت نہیں ہارنی چاہیئے کہ ہم لڑکے ہیں کیونکہ اس سے پہلے بھی یوسفؑ۔ اسمٰعیلؑ داؤدؑ یحییٰؑ علیؓ نے لڑکپن کی حالت ہی میں وہ کام کئے جن کی امید بڑوں سے کی جاتی ہوگی۔

اس کے بعد آپنے عام مفاسد زمانہ بیان کئے اس کے ضمن میں وہ فقرہ بھی کیا پر اثر تھا جو کسی خاص جوش اخلاص سے نکلا کہ دنیا کے زر و مال نے ایک بڑا حصہ خدا پرستوں کو انسان پرست بنا دیا اور ابراہیم کے بیٹے کی خدائی منوانے کیلئے خرچ ہو رہا ہے پھر نبی کریم کے اوصاف بیان فرمائے اور دردمندوں سے کہا کہ اب اس اعلیٰ انسان کو جس سے بڑھکر کوئی اعلیٰ انسان تصور نہیں ہو سکتا۔ ایک ادنےٰ انسان کہا جاتا ہے بلکہ ہر ایک عیب اس کی ذات بابرکات سے منسوب کیا جاتا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہے۔ دعا ہمدردی (جو کامل احساس سے پیدا ہوتی ہے) جوش استقلال کی قرآن حدیث سے واقفیت کی حضرت اقدس کی کتابوں کے مطالعہ کی حلم۔ خوش اخلاقی صبر تحریر و تقریر میں مشاقی پیدا کرنے کی اور رسالہ تشحیذ کی اور جلسہ ہفتہ روزہ کے انعقاد کی۔ پیر اتفاق و دوستانہ کی اور سب سے بڑھکر جو لطیف بات کہی وہ یہ کہ شیطانی چیزوں کا بائیکاٹ کی چونکہ آجکل بائیکاٹ پر زور دیا جا رہا ہے ہم کو اس سے تعلق نہیں ہمارا ملک یہ ملک نہیں مومن کا اصل ملک آخرت ہے بس خدا کی سلطنت میں جن شیطانی اشیاء کا زور ہے ہمیں اس کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ لوگ دنیا کے لئے مال و جان کی پروا نہیں کرتے افسوس ہے اگر ہم دین کے لئے صرف مال سے بھی دریغ کریں۔ تقریر ایک دعا پر ختم ہوئی بہتر تھا۔ کہ آپ مضمون نہ پڑھتے بلکہ تقریر فرماتے جسمیں اس سے زیادہ جوش اور اثر ہوا کرتے ہیں۔ اللھم ایدہ امامنا بنصر العزیز

(لاکل)

ضرورت ملازمت

میاں عبدالخالق صاحب ایک ہوشیار محنتی۔ جفاکش آدمی ہر محرر اور منشی کا کام بخوبی کر سکتے ہیں محکمہ ڈاکخانہ میں ملازم رہ چکے ہیں انگریزی حروف شناسی رکھتے ہیں ہندوستان کے کسی حصہ میں ضرورت ہو اور مناسب تنخواہ مل جائے جانیکو تیار ہیں امید ہے کہ دوست ان کا خیال رکھیں گے اور جہاں موقع ہو عاجز کو اطلاع دینگے۔

شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم

صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے واعظ مقرر کئے گئے ہیں اور وہ سردست ہوشیارپور۔ کانگڑہ۔ جالندہر اور ماہوں حضرت خلیفۃ المسیح الموعود علیہ السلام کے ارشاد کے موافق دورہ کرنے کو عنقریب قادیان دارالامان سے روانہ ہونگے ان کو بموجب قواعد واعظین منظور کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان جن کی نقل ان کے پاس موجود ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام مدات کے لئے چندہ فراہم کرنے جہاں باقاعدہ طور پر انجمن احمدیہ نہ ہو۔ وہاں احمدی احباب کی فہرست مکمل کر کے باقاعدہ طور پر انجمن احمدیہ قائم کرنے کی اجازت ہے جہاں وہ پہونچیں وہاں کے احباب شیخ صاحب موصوف کے اغراض مذکورہ بالا کے پورا کرنے میں ہر طرح سے مدد دیں۔ اور ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین اسسٹنٹ سکرٹری
صدر انجمن احمدیہ قادیان
۱۰ اگست ۱۹۰۸ء

تائید۔

اس پرچہ کے شروع میں منے جو آرٹیکل لکھا ہے وہ لکھا جا چکا تھا۔ کہ میرے ایک محترم بھائی شیخ ہاشم علی صاحب گرداور سرور گڈھ ریاست پٹیالہ کی چٹھی مجھے ملی جس میں انہوں نے ایکہزار آدمیوں کی تجویز سے اتفاق کر کے لکھدیا ہے کہ میں ان میں سے ایک ہونگا جو عہ روپیہ جمع کر کے سالانہ جلسہ پر لاؤنگا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک شروع ہوئی ہے اللہ تعالےٰ اس میں برکت ڈالے دوسرے احباب ہمت کریں اور منشی ہاشم علی صاحب کے نمونے سے فائدہ اٹھائیں بات مشکل نہیں۔ اگر ایکہزار آدمی ایسے نکل آئیں جو اس جلسہ پر یا تو از خود عہ روپیہ دیں یا جمع کر کے لائیں تو میں بتا سکونگا۔ کہ قوم موجودہ جاری کاموں میں سے ایک کی طرف سے انشاء اللہ بے فکر ہو جائے گی۔ اس تحریک کو عام کیا جاوے۔ اور دوستوں اور احباب کو اکسایا جاوے۔

اصلی میرا اور میرے کا سرمہ

اصلی میرا جو ... ل قریبا اڑھائی سو روپیہ تولہ پر فروخت ہوتا ہے اور میرے کا سرمہ در روپیہ تولہ پر فروخت کیا آتا ہے ہمارے پاس موجود ہے میں اسکے لئے لمبے چوڑے سندات پیش نہیں کرنا چاہتا اسلئے کہ حضرت جماعت احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامتہ اور دیگر بزرگان ملت نے اسکو اصلی میرا شناخت کرکے خود خرید فرمایا ہے عام لوگوں کے نفع کیلئے اصلی میرا چھ روپیہ تولہ پر اور سرمہ میرا ۲ روپیہ تولہ پر فروخت کرتا ہوں اور اسکے ساتھ ہی یقین دلاتا ہوں اگر میرا اس اشتہار کے موافق مصدقہ نہ ہو تو میں قیمت واپس لونگا سچائی کے اظہار کے لئے یہی ایک امر کافی ہے +

نوٹ - میری دکان سے ہر قسم کی لنگی اور کلاہ بھی ملسکتی ہے

المشتہر - احمد نور کابلی مہاجر قادیان دارالامان

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اسکو کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوتا ہے؟ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح آپکو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ہوا فاسد اور زہر پیدا کرتے ہیں۔ کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اسکو بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایات ہیجان صفرا - صفراوی بخار یا تپ - بد ہضمی بھوک کی کمزوری جسم کی کاہت امراض قلب یعنی دل دوور سینے جگر آنا درد سر نفخ ہضمے ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہیں ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکور الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے انکروں کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا یعنی تپ کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں -

بارہ آنہ والی

قیمت ۱۲ روپیہ اور بارہ آنہ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں جو ۱۲ والی شیشی کی گولیوں سے پیچ گنی ہیں کل دوا فروشوں سے ملتی ہے یا ڈون پی اور باکس بمبئی کے پاس سے

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگا نیسے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چنبل بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سر خیادہ کہروا کیڑا چٹہ داد اور جلد کی سب طرح کی سوزش نکلیں نمود اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی ہوتی ہے کل دوکانداروں کے پاس قیمت ۸ فی ڈبیا

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہو تو حکیم نور محمد پنساری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں انکی کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق منظور سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیا جائے تو مسود بخار چند منٹ میں درد اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا تمام مرلیضوں بالخصوص بچوں اور انکے لئے جنکو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہوجاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کیلئے بشرط حلفی اقرار عدم افشا اور فیس اسکا احیا کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی ۲ روپیہ گران اشخاص جو ایجنٹ ہوتے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت (نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ مع اجرت سے مطلع فرماویں

المشتہر فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طرار مریضوں کی کثرت ... آجکل عام سادہ لوح ... ہیں لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ - بھلا اس میں کچھ بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے لاجواب مضمون تیار کیا ہے جسکے چند استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی بدپرہیزی کی شکایات کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں یہ دوا ... سے تیار ہوتی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر رسید ہو مطلب فرماویں قیمت فی بکس ۲

طلا طلسمی - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں - انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کے مفید پائینگے - منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چھ ماشہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۸

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرور حسین مالک کارخانہ احمدیہ ...

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھے ریشمی دار کشمیر کی لکڑی کے ساتھ مینڈل کا کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائدار ہے قیمت ۳ کرکٹ بیٹ سیدھے ریشمی دار کشمیر کی لکڑی کے کیس مینڈل و ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ۲ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی مینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۲ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱۲

بچوں کے کرکٹ بیٹ | ۱۲ - ۱۳ کیواسطے درست ایک ٹرکس اکمال لکڑی کا فی سٹ ۱

فٹ بال عمدہ دکاوام پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائدار ۱ کیلئے فٹ بال عمدہ ... بلیڈر

کرکٹ لیگ گارڈ نہایت عمدہ اور مضبوط ... پریکٹس فی کاپی

کرکٹ وکٹیں

المشتہر

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ | السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپکی قسم کرکٹ پریکٹس اور کٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میں اس کم خرچ بالانشین کا مشکور ہوں +

نیاز مند - حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجان پور ضلع کانگڑہ ۲۰

آٹا پیسنے کا خراس

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت واجب الوجود | خداتعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے بعض اصولوں کی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے - قیمت ۲ **رسالہ تقدیر** | اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور تدبیر اور تقدیر کے فلسفہ پر بحث کی گئی ہے قیمت ... دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے ملتے

قیمت پیشگی نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۶۔ ۱۰۔ ۱۴۔ ۱۸۔ ۲۲۔ ۲۶۔ ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

عوام سے
ساکنین سے
باہر
طلبہ و غربا سے کم از کم

نوٹ

پرچہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۴۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ رجب ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(از تشحیذ الاذہان)

صبر فرمایا کہ وہ ریان کیا ہے اگر کوئی شخص کسی چیز کو یا کسی انسان کو خدا پر مقدم کرے جب تک ہر ایک چیز پر خدا کو مقدم نہ کیا جائے تو وہ شرک کہلاتا ہے دیکھو ہمیں دو دفعہ موقع پیش آیا ہے ایک دفعہ تو مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات پر جب کہ نہایت زور سے دعا مانگی کے بعد الہام ہوا۔ ان المنایا لا تطیش سہامہا۔ اور پھر بھی دعا کا سلسلہ جاری رکھا تو الہام ہوا کہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ یعنی اے لوگو اس خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو پیدا کیا پھر مبارک احمد کی وفات کے وقت بھی یہی الہام ہوا۔ کہ ان المنایا لا تطیش سہامہا۔ اور پھر الہام ہوا کہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ یعنی اس شخص نے مرنا ضرور ہے اور عبادت کے لائق وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا یعنی زندہ رہنے والا وہی ہے اسی سے دل لگاؤ پس ایمانداری تو یہی ہے کہ خدا سے خاص تعلق رکھا جائے اور دوسری سب چیزوں کو اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا جائے اور جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے بت پرستی کے یہی تو معنے نہیں کہ ہندوؤں کی طرح بت لیکر بیٹھ جائے۔ اور اسکے آگے سجدہ کرے حد سے زیادہ پیار و محبت بھی عبادت ہی ہوتی ہے ہمیں تو بچپن سے اس بات کی سمجھ آ گئی تھی۔ اور اب بھی ہمارا لڑکا مبارک احمد فوت ہو گیا ہے۔ اور اگر ایک مبارک کی جگہ لاکھ مبارک بھی آ جائے اور خدا تعالےٰ فرمائے کہ یا ان کی طرف جاؤ یا ہماری طرف تو قسم بخدا ایک منٹ کے لئے یا ایک سکنڈ کے لئے بلکہ اس کے ہزارویں حصہ کے لئے کبھی دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اسکی طرف نہ جائیں اور مبارک احمد کی طرف چلے جاویں اولاد چیز کیا ہے بچپن سے ماں باپ جان فدا کرتی ہے۔ مگر بڑے ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں پھر اگر فرمانبردار بھی ہوں تو دکھ اور تکلیف کے وقت وہ اسکو ہٹا نہیں سکتے۔ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو تمام عاجز آ جاتے ہیں نہ بیٹا کام آ سکتا ہے نہ باپ نہ ماں نہ کوئی اور عزیز اگر کام آتا ہے تو صرف خدا۔ پس ان کی اس قدر محبت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ اولاد اور مال انسان کے لئے فتنہ ہوتے ہیں دیکھو اگر خدا کسی کو کہے کہ تیری کل اولاد جو ہو چکی ہے معدوم کر دیتا ہوں مگر پھر میرا تجھ سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ تو کیا اگر وہ عقلمند ہے اپنی اولاد کی طرف جائیگا خیال بھی کریگا پس **انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم** رکھے جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر جزع فزع کرتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا نے اس کے سپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنت میں نہیں جائیگا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے۔ اس کی عبادت نماز روزہ وہ کسی کام کے نہیں۔ حضرت ایوب کی طرف دیکھو کہ وہ کیسے صابر تھے۔ خدا تعالےٰ نے انکا ذکر قرآن شریف میں بھی کیا ہے کہ وہ میرا ایک صابر بندہ ہے۔ پہلی کتابوں میں ان کا ذکر بالتفصیل لکھا ہے۔ کہ شیطان نے خدا تعالےٰ سے کہا کہ ایوب کیوں صبر نہ کرے کہ اس کو مال بیا ہر دولت دی ہے۔ غلام دیئے ہیں۔ نوکر چاکر دیئے ہیں۔ اولاد دی

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپ کر شائع ہوا

دیوی دی ہے صحت دی ہے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تو اسکو آزما۔ اسپر پہلے تو انکی بھیڑ بکریاں ماری گئیں پھر اور بڑے بڑے جانور مارے گئے مگر پھر بھی حضرت ایوب نے صبر سے کام لیا اسپر شیطان نے کہا کہ ابھی اس کے پاس دولت اور غلام اور اولاد ہے وہ صبر کیون نہ کرے اسپر اسکے غلام بھی مر گئے پھر انہوں نے صبر کیا یہانتک کہ ہوتے ہوتے سب کچھ ہلاک ہو گیا۔ ایک وہ اور انکی بیوی رہ گئین۔ پھر بھی شیطان نے کہا کہ ابھی انکی صحت درست ہے۔ اسپر ان کو جذام ہو گیا یعنی کوڑھ ہو گیا پھر بھی انہوں نے صبر سے کام لیا۔ پس جب وہ اس طرح صابر اور صادق ثابت ہوئے۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کو آگے سے بھی زیادہ مال و دولت غلام لونڈیاں اور اولاد عطا فرمائی۔ اور صحت بھی عطا فرمائی۔ پس جب انسان صبر سے کام لے تو اسکو سب کچھ ہی مل رہتا ہے انسان کو چاہیئے جو کام کرے۔ خدا کی رضا کے مطابق کرے۔ شیخ سعدی صاحب کیا عمدہ فرماتے ہین کہ ؎

کہ بے حکم شرع آب خوردن خطا است
اگر خون بہ فتوے بریزی روا ست

یعنی اگر تم خدا کے منشاء کے برخلاف پانی پیو۔ تو وہ گناہ ہے۔ لیکن اگر اس کے حکم کے مطابق خون بھی کر دو۔ تو وہ جایز ہے۔ پس مین تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا کے سوا جس چیز کی انسان کو خواہش کرتا ہے نہ وہ اسکو ملتی ہے۔ نہ خدا کیونکہ اس کے سوا ہر ایک چیز فانی ہے۔ لیکن جو شخص خدا کو پسند کرتا ہے۔ اس کو خدا بھی ملتا ہے۔ اور دوسری چیزین بھی ملتی ہین اور اسکو جو خواہش ہوتی ہے۔ وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ **اب میں نے جو کچھ خدا کے لئے کہنا تھا وہ کہہ چکا تمکو چاہیئے کہ اپنے دین کی حفاظت کرو** ✦

خریداران الحکم توجہ کرین

اخبار کی واجب الادا قیمتوں کے لیے بار بار تقاضا کرنا اور یاد دلانا شاید نامناسب ہو۔ اور میں پسند نہیں کرتا کہ اس قسم کے معاملات اخبار میں زیر بحث ہوں۔ قومی اخبارات کی فکر بجائے خود قوم کو کرنی چاہیئے اگر وہ انکی ہستی اور زندگی کی ضرورت سمجھتی ہیں تو انکی اعانت اور سرپرستی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرنا چاہیئے۔ معزز اخبار بدر نے تین ہزار سے زیادہ بقایا دکھایا ہے اور الحکم کا بھی اس سے کم نہین ایسی صورت میں خیال کر لو۔ کہ کس قدر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے میں اس سے زیادہ کچھ نہین کہتا۔ کہ اگر قومی حمیت کوئی چیز ہے۔ تو اسکی قدر کی جائیگی اور اعانت کے ۔۔۔

مختصر نوٹ

وکیل لکھتا ہے۔ اسلام نے قسم کہانے کی سخت ممانعت کی ہے قسم کہانے والوں کو ذلیل قرار دیا ہے اور ان کی بات نہ ماننے کی ہدایت کی ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ ولا تطع کل حلاف مہین ہر ایک ذلیل قسم کہانیوالے کی بات نہ مانو افسوس ہے کہ مسلمان اسپر عمل نہین کرتے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے یورپ میں قسم کہانا بڑی بدتہذیبی سمجھی جاتی ہے۔ ایڈینبرا کے ایک ہوٹل میں دستور ہے کہ جہاں کسی گاہک یا مہمان نے کسی بات پر قسم کہائی اسکو ایک صندوقچہ میں ایک پنی ڈالنا پڑتا ہے وہاں کے ہوٹل بھی اخلاق کی تعلیم بہتر دیتے ہین اور ہمارے یہاں کی عام سوسائٹیاں بھی اسکی پرواہ نہین کرتیں مسجدین جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہین وہاں بھی شور و شغب برپا رہتا ہے۔

کورٹ آف وارڈس کا راحت بخش قانون دنیا کو اسلام نے عطا فرمایا ہے اور قرآن کریم نے یتامی اور نادان اور کم عقل لوگون کے اموال کی حفاظت کا انتظام فرمایا ہے امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ جہاں مسلمانوں نے اور بہت سی خیر و خوبی کی باتوں کو ترک کر دیا اسپر بھی عمل نہ رہا اور اسکا نتیجہ ہے کہ آج کروڑوں روپیہ کی مسلمانوں کی جایدادیں محض اس بے انتظامی اور عدم نگرانی کی وجہ سے ضایع ہو چکی ہین اور ہو رہی ہین۔ خلیفہ **فاروق اعظم** رضؓ کے وقت میں ایسے اموال کی توفیر کے لئے یہ بھی انتظام کیا گیا تہا کہ اسے تجارت مین لگا دیتے تھے۔ مسلمانوں نے اس اصل کو چھوڑا مگر **تاج برطانیہ** نے اسکو اپنے آئین مین داخل کرکے بہت فائدہ پہنچایا ہے سال گذشتہ کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ ۷۴ ریاستیں کورٹ کے نیچے تھیں جن مین سے ایک واگذار ہو کر تین جدید داخل ہوئیں۔ ان ریاستوں کا مجموعی رقبہ ۶ ۱۳۴۱۵ ایکڑ اور آمدنی ۶۶ ۱۹۲۲۱ روپیہ تھی۔ گورنمنٹ کے اس انتظام سے ریاستہائے زیر کورٹ کی بہت بڑی اصلاح اور انکی آمدنیوں میں جائدادوں کی توقیر اور روسا کی حالت میں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔

صدر انجمن احمدیہ اگر نیامی اور علم اقتصاد سے ناواقف احمدیون کی جایدادوں کا انتظام کرنے کی طرف توجہ کرے تو قوم پر بہت بڑا احسان ہے۔ مین سمجھتا ہوں صدر انجمن تو اس کار خیر کے لئے ضرور آمادہ ہوگی اور اسے کوئی عذر نہ ہوگا۔ بلکہ جہانتک میرا علم ہے انجمن کے ماتحت ایک یتیم کی جائداد زیر انتظام ہو بھی کیونکہ اسنے پسند کیا تہا کہ انجمن کے ہاتھ میں رہے لیکن اس کام کے دہیل انجمن کرنیکا قوم کا فرض ہے۔ اگر لوگ اپنی مال و املاک مین اس امر کا التفات نہ کرین۔ غالبًا تو انجمن اس مین ۔۔۔ دے سکیگی۔ یا اس سوال پر غور کر سکیگی ✦

لیکن اگر لوگ نہ چاہین تو وہ کسی کی جائداد کی نگرانی کرے۔ پھر جو لوگ چاہتے ہین کہ ان کے املاک اور اموال انکے بعد ضایع نہ ہوں اور نابالغ اور کم عقل بچے اسکو تباہ نہ کرین انہیں اس قاعدہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اور خدا کی مجید کتاب میں یہ اسکا منشا ہے ✦

کہلی چٹھی کا جواب

الحکم مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۷ء میں مینے مخالفوں کی اس کرتوت پر کچھ لکھا تہا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں انہوں نے اختیار کر رکھی ہے کہ جہان دلائل اور حجج سے کام نہین چلتا۔ وہاں افترا سازی سے کام لیتے ہیں۔ مینے اس معیوب اور نہایت ہی ذلیل طریق مخالفت سے انہیں روکا۔ اور اس فعل کی شناعت ظاہر کی ہر اسمیں حضرت مسیح کے اس تازہ افترا کا بھی ذکر تہا۔ جو انہوں نے ایک فرضی خط کے ذریعہ اخبار وکیل کے کالموں میں کیا ہے جسکے ضمن میں مینے نقاش صاحب سے اپنے اخبار پڑھنے والوں کو انٹروڈیوس کرایا ہے اس سے بیزار ہو کر معزز ہم عصر زمیندار نے جسکے وہ خلف ارشد ہیں میرے نام اپنے اخبار میں ایک کہلی چٹھی شایع کی ہے میں انکا شکر گذار ہوں۔ کہ درد گردہ کی شکایت کے باوجود انہوں نے یہ تکلیف ۔۔۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ انہیں شفا دے (آمین)

مجھے افسوس ہے کہ منشی سراج الدین صاحب کو میرے اس مضمون نے یہ تکلیف دی کہ انہیں کہلی چٹھی لکھنے پر مجبور کیا مگر وہ غور کرینگے تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ در اصل اس تکلیف کا موجب ظفر علیخان ہی ہے۔ نہ وہ اس قسم کا خانہ ساز خط لکھتا اور نہ مجھے پبلک ضرورت پڑتی۔ کہ اسپر کچھ لکھوں۔ اسلئے وہ مجھے معذور سمجھکر ظفر علیخاں کو ہدایت کریں گے (اگر ماننے والا ہو) کہ آیندہ ایسی تحریروں سے احتراز کرے جو متانت اور ثقاہت سے گری ہوئی ہوں۔ فسانہ کی اڈیٹری کرتے کرتے اسے یہ ہرگز زیبا نہیں۔ کہ ایک قوم کے مسلم ہادی اور مقتدا امام پر افترا کرے

بہرحال میں منشی صاحب کی اس چٹھی کی رسید دیتا ہوں اور انہیں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ جواب دونگا کہ وہ تندرست ہو کر پڑھنے کے قابل ہو سکیں ✦

تقریر جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

بمقام لاہور بموقع جلسہ پیغام صلح

(۲۱ - جون سنہ ۱۹۰۸ء)

کسی گذشتہ اشاعت میں ایک تقریر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ کی ہدیہ ناظرین کی گئی تھی۔ عنوان بالا کے نیچے جو تقریر ذیل میں درج کیجاتی ہے یہ اسی دن اور اسی موقع پر جب کہ احمدی احباب مختلف شہروں سے پیغام صلح کے جلسہ کی تقریب پر جمع ہوئے تھے۔ حضرت مولانا موصوف کے تقریر کر چکنے کے بعد جناب ڈاکٹر صاحب نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہایت دردمندانہ الفاظ میں بیان فرمائی

خلاصہ تقریر

غرض ہے کہ حضرت امامنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا جو صدمہ تمام احمدی قوم کو ہوا۔ اسکے بیان کی ضرورت نہیں مگر ایسے مشکل وقت میں جو قوت اللہ تعالے نے محض اپنے فضل سے ہمیں عطا کی اسکے واسطے جتنی خدا کی شکرگذاری کریں ضروری ہے۔ ہم اسکی شکرگذاری کا حق ادا نہیں کر سکتے پہلے جب کبھی ہم اس نظارہ کا خیال کیا کرتے تھے کہ اس وقت کیا ہوگا۔ اور کیا اس وقت ہوگا۔ تو ہم میں سے ہر ایک کی یہی خواہش ہوا کرتی تھی۔ کہ

ہمارا جنازہ مسیح موعود پڑھے

مگر اللہ تعالے کے ہر فعل میں ایک حکمت ہے اور اس کا کوئی کام خالی از حکمت نہیں۔ کبھی وہ محض از راہ لطف اپنے بندوں کی عرضداشت کو قبول کرتا اور مان لیتا ہے اور کبھی اپنی منواتا ہے اگرچہ حضرت اقدس کی وفات کا صدمہ ہم نے دیکھا ہے مگر خدا کا احسان اور فضل ہو کہ آخری خدمت کا موقع بھی اس نے ہمیں دیا۔ اور ہم میں سے ایسے وقت اٹھایا گیا جب کہ وہ ہم سے راضی تھا اور اپنی پوری رضامندی کا اظہار کر کے گیا ہو۔ آپ کا آخری الہام بھی یہی تھا الرحیل ثم الرحیل۔ والموت قریب۔ اس سے پہلے آپ کو علم تھا کہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا اسی علم کے مطابق اس رحیم کریم انسان نے کشتی بنائی اور سلسلہ بیعت جاری کیا۔ اور چار لاکھ انسان کو اس طوفان بے تمیزی سے جو ضلالت اور فسق و فجور کے رنگ میں دنیا کو گھیر رہا تھا۔ اسی نجات دی۔ ایسے پاک محسن اور شفیق روحانی باپ کی جدائی کا صدمہ طبعاً ہمیں ہونا چاہئے تھا

مگر ہم اس کامیابی پر جو آپ کو عطا فرمائی خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے امام کو دنیا سے ایسی حالت میں واپس بلایا جب کہ وہ اپنا تمام کام کر چکا تھا۔ جس کیواسطے وہ مبعوث ہو کر آیا تھا۔

اور پھر میں آپ لوگوں کو بھی مبارکی دیتا ہوں کہ آپ لوگ کیسے خوش قسمت ہیں کہ جس امام کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپنے اقرار کیا تھا کہ

ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے

اور کہ امام کی محبت میں ایسا خاص اثر اور نمونہ دکھائیں گے کہ ہمارے کسی دنیوی رشتہ میں اس کی نظیر نہ پائی جاتی ہے سو آپ لوگ اپنے اس اقرار میں پکے اور وعدے کے سچے نکلے۔ اور آپ کا امام آپ سب سے راضی گیا اور بارہا حضرت امام نے اس خوشنودی مزاج کا اظہار بھی کیا۔

اب جب کہ ہمکو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صحبت میں رکھکر مدارج روحانی طے کرائے اور ہماری روح کی نجات دل کی صفائی اور خدا تک پہنچانے کے واسطے بڑے سوز و گداز سے خدا کے حضور التجائیں کیں محنتیں اٹھائیں اور وہ ایسا خیرخواہ تہا کہ ہمارے والدین بھائی نہ بہن اور نہ کوئی اور رشتہ دار ایسی خیرخواہی اور غمگساری ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے اس نے ہم پر ایسے احسان کئے کہ ہمارا ذرہ ذرہ اس کے احسانات کا گرویدہ ہے کسی پہلو میں بھی ہم اس ابر رحمت کی نظیر نہیں پا سکتے اگر تمام عمر بھی اس کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کریں تو ممکن نہیں ہم ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکے تھے اس نے آکر ہمارا ہاتھ پکڑا۔ اور اس ہلاکت سے بچا لیا۔ ہمارے دل جب دنیا کے گندے ناپاک عقاید اور سفلی اور مادی خیالات کے جذام میں مبتلا ہو چکے تھے کہ اُس نے آکر شربت صحت پلایا۔ اور طرح طرح کی دواؤں سے اس نے ہمارے دلوں سے شرک اور دہریت کے گندے مواد کو خارج کیا اور ان کی جگہ نور ایمان اور یقین اور معرفت الٰہی کا حقیقی جام پلا کر ایسا مومن بنا دیا کہ ۔ ۔ ۔ آسمان پر بھی ہمارا نام مومن رکھا گیا۔

اب وہ محسن اور مربی تو ہم سے جدا ہو گیا اس نے جو کچھ کرنا تہا کر گیا اب بھی آپ کی روح ہمارے واسطے دعاؤں میں ہے چنانچہ حضور علیہ السلام بہتوں کو خواب میں ملے ہیں تین چار بار مجھے بھی ملے ہیں اور تسلی دی ہے کہ مت گھبراؤ۔ گھبرانے کا وقت نہیں ہے۔ مت سمجھو کہ میں مر گیا ہوں نہیں بلکہ میں زندہ ہوں میں تو قبر میں داخل ہونے سے پہلے ہی زندہ کیا گیا تھا۔ پس اے عزیزو! دوستو اور بھائیو! وہ روح

جب کہ اس جسم خاکی کے حجاب میں تھی تو اسوقت زمین پر سے عرض معروض کر کے نصرت کرا سکتی تہی تو پھر اب تو وہ خود بنفس نفیس خدا کے حضور میں حاضر ہے اب وہ ہمارے لئے کیا کیا نہ کرائے گی ضرور ہے کہ اب خدا کی تائید اور نصرت اور اس کے فضل اور رحمت کی تجلیات پہلے سے دہ چند ہو جاویں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ پہلے سے ہی ہم لوگوں کو یہ وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ قدرت ثانی قدرت اول سے بڑھکر ہوگی۔ چنانچہ آج کا جلسہ اور اس کی کامیابی آپ کے ان کلمات کی عظمت اور شوکت اور اس وعدہ کا ابتدائی زینہ ہے پس اسی سے آپ لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خدا کی تائیدات کس شوکت سے اور خدا کی نصرتوں کا خود کیسی رونق سے اور خدا کے رحمت اور فضل کی بارشیں کس کثرت سے حضور علیہ السلام کے ہاتھ کے لگائے ہوئے باغ کی آبپاشی کریں گے۔

مبارک ہو تجھ کو اے قوم کہ تو بوجہ اپنی نیکی اور صداقت کے ممتاز ہو چکی ہے۔ احمدیت کی مہر لیکر تیرا ایک کم سن بچہ بھی غیر احمدیوں سے معتبر مان لیا گیا ہے جو قدر اور عظمت اور اعتبار تیرے ایک فرد کے منہ سے نکلی ہوئی بات کا کیا جاتا ہے وہ تیرے مقابلہ میں دوسروں کو ہرگز نصیب نہیں دنیا جان چکی ہے کہ احمدی جھوٹ نہ بولے گا لہذا اسکی بات ضرور سچی مانی جاتی ہے دنیا جانتی ہے کہ احمدی قوم صلح اور امن کا پتلا ہے۔

اب جب کہ اس پاکباز مامور من اللہ اور مزکی انسان کے تم پر ایسے احسان ہیں۔ کہ اس نے دل صاف کیا لاانتہا رسم و رواج کی خطرناک پابندی کی زنجیروں کو گلے سے اتارا۔ خدا تک پہنچایا۔

آں خدائے کہ ازو اہل جہاں بے خبر اند۔ بر من او جلوہ نمود است اگر اہلی پذیر

وہ ہم میں سے ہر ایک پر ظاہر ہوا اور اسکی تجلیات کو ہم میں سے ہر ایک نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور غرض ہیں وہ راہ بتائی۔ اور ایسا رستہ چلایا کہ نہ ہم خدا کے روبرو شرمندہ ہیں اور اس کی خلقت کے سامنے ہمیں شرمندگی ہے تو اب ہماری باری ہے کہ ہم ان انعامات اور احسانات کا شکریہ ادا کریں۔ (لفظوں سے نہیں) بلکہ اپنے افعال سے اسکا اثر ہم تک ہی محدود نہ ہے بلکہ دوبارہ خدا وہی عرش سے تصدیق فرمادے کہ واقعی ہم نے اسکو خوش کر لیا ہے اور جس طرح حضرت امام کی زندگی میں آسمان سے ہمیں مومن ہونے کا تمغہ ملا اب بھی خدا کی خوشنودی مزاج کا پروانہ آجاوے اور دنیا بول اٹھے کہ واقعی سچا اسلام اسی قوم میں ہے مگر ہمارے اعمال خالصاً للہ ہوں۔ نہ کہ مخلوق کی خوشنودی کی غرض سے۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنی پاک کلام میں اپنے پیارے رسولؐ کی زبان پر آخرین منھم لما یلحقوا بھم کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ اب ہمیں آٹھوں پہر اس کوشش میں لگے رہنا چاہئیے کہ اس جماعت کے کارناموں کو پڑہیں ان کی کارگذاریوں کو دیکہیں اور پھر انہی کے نمونے کو اختیار کریں تا حقیقتاً ہم آخرین منھم ہونے کے مصداق ہو سکیں +

قرآن شریف کا نزول تمام و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو چکا تہا۔ جمع قرآن کا شرف اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عطا فرمایا اسی طرح یہاں بہی حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اپنی بیعت کیوقت ایک خصوصیت کر دی ہے کہ قرآن و سنت کا پڑہنا پڑہانا۔ سننا اور سنانا اور اسپر عمل کرنا لازمی ہوگا اور کہ زکوٰۃ کا التزام خصوصیت سے کیا جاویگا اور کہ یہ ایمان و عمل اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھا جاوے بلکہ دوسروں تک بہی اسکو بطرز احسن پہنچانا لازمی ہوگا اور ایسا ہو کہ چراغ سے چراغ روشن ہوتے جاویں اور یہ سلسلہ ہمیشہ تک جاری رہے اسلام جس کے معنے ہیں کہ اپنی خواہشات کو ترک کر کے خدا کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر لے لینا اور خود سے فنا ہو کر فنا فی اللہ ہو جانا اور ایک بکرے کی طرح گردن ڈال دینا۔ اس اللہ کی پرستش کرنا اور اس کام کے واسطے مشکلات سے نہ ڈرنا اور ہر حالت میں قدم آگے ہی بڑہانا۔

غرض یہ وہ شرائط ہیں جن کا حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے تجدید بیعت کے وقت آپ لوگوں سے عہد لیا ہے ان میں بعض وہ ہیں جو تزکیہ نفس اور اپنی ذات کیواسطے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا دنیا سے تعلق ہے پس جس طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے تمام کاموں کا خود کو ذمہ وار بنا لیا تہا۔ اور ہر ایک یہی خیال لیکر کھڑا ہو گیا تہا۔ کہ گویا اُن تمام کاموں کو اکیلا میرے ہی کرنے ہے۔ اسی طرح اب بہی جتنا عیسیٰ ا... ہی توت ہے کہ ہم لوگ نہ دکھڑیں ہونگے اور ہم میں کا ہر ایک اپنے آپ کا حضرت مسیح موعود کا قائمقام نہ سمجہیگا۔ تب تک ہم بہی اس کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

پس

آج سے ہم میں سے ہر ایک احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس ... الگ باندہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود ... جو کام ... [illegible] ... کرنا

... صاحبان قومی کمزوریوں کا اثر رسول کی کامیابیوں پر ہوا کرتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کی کمزوریوں ہی کی وجہ سے منزل مقصود پر نہ پہنچ سکے اور رستے ہی میں رہ گئے +

میں دعا کرتا ہوں کہ خدا کے رسول حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کی طفیل ہم ایسی کمزوری دکہانے سے محفوظ رہیں۔ بلکہ صحابہؓ کی طرح اُن تمام وعدوں کے پورا ہونے کے مورد اور مصداق بنیں۔ آمین +

بالآخر ایک اور بات جو میں عرض کرنی بہول گیا وہ یہ ہے کہ حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ ہم نے یہاں لاہور میں التزام کر لیا ہے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کا باقاعدہ درس ہر روز شام کو ہوتا ہے اور تمام احمدی اس میں شامل ہوتے ہیں اور قدرت ثانیہ کے واسطے دعائیں بہی کی جاتی ہیں۔ لہٰذا تمام احمدی احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ بہی اپنے اپنے شہروں میں شرائط بیعت کے مطابق درس قرآن اور حدیث جاری کریں اور اس کا پورا التزام رکہیں کسی کو یہ خیال درس قرآن سے روک نہ ہو کہ اُن میں کوئی باقاعدہ سند یافتہ اور عالم فاضل مولوی موجود نہیں ہے قرآن شریف کے واسطے اللہ تعالےٰ نے شرط تقویٰ رکھی ہے تقوےٰ ہونا چاہئیے قرآن اللہ تعالیٰ خود سکہا دیگا۔ واتقوا اللہ و یعلمکم الرحمٰن علم القراٰن ۔ شرط نیکی اور تقویٰ طہارت ہے۔ پس کسی نیک اور متقی بہائی کے سپرد یہ خدمت کر دو۔ اللہ تعالےٰ خود اس کا متکفل ہوگا۔ اور خود ہی معلم۔

غور تو کرو بہلا آنحضرت صلے اللہ ... کچہ لکہے پڑہے تہے؟ پس یقین جانو کہ جس نے ... کی زبان ہو ایسے علوم کا چشمہ جاری کیا اور دل میں ایسے معارف بہر دیئے کہ تمام اجہان کے اولین و آخرین میں ان کمالات علوم کی نظیر ممکن نہیں تو پہر تم بہی اسی خدا کو اپنا معلم و متکفل بناؤ۔

بہر حال درس قرآن اور حدیث کو عملی رنگ میں قایم کریں اور اس کا التزام رکہیں اور ساتھ ہی خاتمہ پر قدرت ثانیہ کے واسطے مل جل کر اور دل سے دعائیں کی جاویں

بہیرہ کا متعصب سب انسپکٹر

میں نے اس سے پہلے ایک مختصر نوٹ بہیرہ کے ایک متعصب مسلمان سب انسپکٹر کے متعلق لکہا تہا۔ کہ اس نے ناجائز دباؤ سے وہاں کی احمدی جماعت کو محض اختلاف عقیدہ کے باعث سخت تنگ کیا ہے۔ اور انہیں ایک ایسا اقرارنامہ دینے پر مجبور کیا جو وہ نہیں دینا چاہتے تہے اور نہیں دے سکتے تہے میرا خیال تہا۔ کہ یہ متعصب سب انسپکٹر اپنے رویہ کو بدل لیگا اور اپنے فرض منصبی کو شناخت کریگا۔ احمدی جماعت محض دینی بنا پر کہتی ہے۔ اور کہے گی۔ کہ برٹش رعل کے ماتحت وہ امن اور سلامتی ہے کہ کسی مسلمان سلطنت میں بہی اسوقت نہیں مل سکتی۔ ایسے ہی مسلمان وہاں ہیں۔ جیسے بہیرہ کا سب انسپکٹر معلوم نہیں اس شخص کو **خونی مہدی** کے عقیدہ نے ایسا اندہا کیوں کر رکہا ہے۔ کہ وہ غریب احمدیوں کے درپے آزار ہے۔ انہوں نے اس کے ظلم سے تنگ آکر وہاں کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر کے پاس ایک درخواست اس کے مظالم کے متعلق دی ہے اور صاحب موصوف نے دیوان بہادر جواہرلعل صاحب کے پاس وہ مقدمہ بغرض تحقیقات دیا ہے لیکن میں معزز ہمعصر بدر کی اس رائے سے متفق ہوں اور صاحب بہادر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک سب انسپکٹر مذکور بہیرہ میں ہے احمدی جماعت اپنے ثبوت کو اطمینان کیساتہ پیش نہیں کر سکتی۔ اسلئے کہ پولیس کی حکومت گواہوں پر موثر ہوگی۔ اس لحاظ سے ضروری ہے کہ سب انسپکٹر کو وہاں سے تبدیل کر دیا جاوے پہر حقیقت کہل جائے گی۔ +

مجہے اس امر کے کہنے کی کچہ بہی ضرورت نہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر ہر قسم کے فسادوں اور امن عامہ میں مخل امور سے مذہبی طور پر متنفر کر دیئے گئے ہیں اور وہ ہمیشہ ایسے مقامات سے الگ رہتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کے زیر سایہ نہایت امن اور خاموشی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہر قسم کے ایجیٹیشن سے وہ بیزار اور جدا ہیں۔ یہ ایسے امور ہیں۔ جن کا ثبوت واقعات دے رہے ہیں۔ اور پنجاب کے کسی ضلع کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان سے ناواقف نہیں پہر اس غریب اور بیکس جماعت کو دکہ دینے والے ان مخالف مسلمانوں سے بڑہکر کوئی نہیں یہ کیسی شرم کی بات ہے بہرحال اب جبکہ مقدمہ عدالت میں چلا گیا ہے مجہے اسکے متعلق زیادہ لکہنے کی ضرورت نہیں بجز اس درخواست کے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بہیرہ کو توجہ دلائی جاوے کہ وہ احمدیوں کو اپنے ثبوت کو پیش کرنے کے قابل بنانے کیلئے سب انسپکٹر بہیرہ موصوف کو وہاں سے بدلنے کا انتظام کر دیں امید کیجاتی ہے۔ کہ اس واجب درخواست ... +

قدرت ثانیہ کا ظہور

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال اور رفع قدرت ثانیہ کا ظہور اور نزول کا مقدمہ الجیش ہے اسلئے خود آنحضرت نے الوصیۃ میں فرمایا تھا۔ کہ

وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں ؟

لیکن جب میں جاؤنگا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیجیگا اس قدرت کے ظہور کے لئے آپ نے یہی وصیت فرمائی تھی۔ کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس وصیت کی تکمیل اور تعمیل کے لئے قدرت ثانیہ کے مظہر اول حضرت خلیفۃ المسیح نے اخبارات میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ لوگ مل کر دعائیں کریں وہ اعلان سب احباب نے پڑھ لیا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اسپر بھی عمل کیا جاتا ہوگا۔ قادیان دار الامان میں اس مقصد کے لئے چند احباب نے مل کر ایک مجمع بنا لیا ہے۔ جو فجر اور مغرب کی نماز کے بعد دعا میں مصروف ہوتا ہے۔ اس مجمع کی اغراض میں مذاکرہ علم اور محبت و مواساۃ کا بڑھانا بھی رکھا ہے۔ اگرچہ یہ اغراض بظاہر ایسے اغراض ہیں۔ کہ ہر احمدی اقرار بیعت کیساتھ ان کو اپنا فرض سمجھتا ہے مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے امور و رسل اور ان کے خلفاء اور نواب جن امور کو اپنی بیعت یا تعلیم میں رکھتے ہیں وہ بے محل نہیں ہوا کرتی۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا تو اس کی جڑھ سے بڑھی ہوئی دنیا پرستی تھی اور ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اقرار بیعت میں اسکے ساتھ باہم محبت بڑھانے اور قرآن کریم کے پڑھنے کا اقرار لیا۔ تو اس کی جڑ ان امور کی طرف کمی توجہ تھا اور ہے۔ لوگ طبیب روحانی ہوتے ہیں جس مرض میں قوم کو مبتلا دیکھتے ہیں اسی کا علاج کرتے ہیں۔ میری اپنی سمجھ اور فکر میں یہی وہ سر ہے جو بعض احادیث کے مضامین میں رکھا گیا ہے۔ اور جو معترضین اور مخالفین کے لئے باعث ٹھوکر ہے۔ مثلاً ایک شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بڑی نیکی ماں باپ کی عزت بتاتے ہیں دوسرے کو ایسے ہی سوال کے جواب میں کوئی اور کام بتا دیا جاتا ہے نادان اسکو اختلاف کہتے ہیں۔ لیکن اگر وہ غور کرتے تو یہ حیثیت حکمت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال کا ثبوت جس مرض میں مبتلا کسی کو حضور نے پایا۔ اسکا نسخہ شفا اسکو دیدیا۔ اسی طرح پر یہ سنت چلی آتی ہے۔ باہم مودت و محبت اور مواساۃ کی ضرورت بہت تھی اور ہے۔

اس لئے خلیفۃ المسیح نے اسے اپنے اقرار بیعت میں داخل کر لیا۔ غرض حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی تعمیل کی خاطر یہ انتظام کیا ہے۔ کہ وہ احباب جو شامل ہوسکیں۔ مل کر باقاعدہ ہر روز دعا کریں۔ اور اس طرح پر باہم محبت اور تعلق بھی بڑھتا رہے گا۔ محبت اور مواساۃ کو بڑھانے کے لئے یہ بھی تجویز کیا ہے۔ کہ یہ لوگ آٹھویں دن باہم ملکر کھانا کھاتے ہیں۔ اپنے اپنے گھروں سے کھانا لے آئے اور ایک جگہ بیٹھکر کھا لیا۔ اسی طرح ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک رہنے کو مستعد رہنا ضروری سمجھا گیا ہے اس تجویز کو حضرت خلیفۃ المسیح نے اگر عملی طور پر اسکی پابندی ہو بہت پسند فرمایا ہے اور فے الحقیقت کوئی شخص بھی نہیں ہوسکتا جو اسکو پسند کرے امید کی جاتی ہے کہ دوسرے شہروں میں احباب ایسا انتظام بطور خود کر لیں گے۔ بدھ وار اور جمعہ کی شام کو حضرت ام المومنین علیہا السلام نے اپنے ان بھائیوں کی دعوت کی

جزاہا اللہ احسن الجزاء +

بہرحال میرا مقصد اس نوٹ سے صرف یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت ہم لوگوں کا فرض ہے کہ اس **قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے مل مل کر دعائیں کریں۔** اور باہم محبت اور مواساۃ کو بڑھائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین اس مجمع کے محرک حضرت میر ناصر نواب صاحب ہیں اللہ تعالےٰ اس نیک ارادے میں برکت دے آمین۔

سالانہ جلسے کے متعلق

باہر سے منشی محمد حسین صاحب چھاونی لاہور نے میری تحریک کی تائید کی ہے۔ اور اسپر ایک آرٹیکل لکھکر بھیجا ہے۔ جس کے شایع کرنے کی گنجایش نہیں اسکا خلاصہ اور اصل مقصد یہی ہے۔ کہ جو تحریک الحکم کے ذریعہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی خاطر کی گئی ہے۔ احباب عملی رنگ میں اسپر توجہ کریں۔ قادیان سے شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی ارادہ کیا ہے کہ وہ بھی سالانہ جلسہ کی تقریب پر دس روپیہ جمع کر کے پیش کریں گے۔ یہ تحریک سرد نہیں ہونی چاہئے جن احباب کا نام لیکر کسی گذشتہ اشاعت میں خطاب کیا ہے۔ وہ خصوصیت سے توجہ کریں +

مدرسہ دینیہ

مدرسہ دینیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار میں قائم کرنا تجویز ہوا ہے۔ اسکے متعلق مولوی محمد علی صاحب کی مندرجہ ذیل تقریر دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔

میں نے جولائی میں احباب کی خدمت میں چند امور پیش کئے تھے۔ اور آخیر جولائی تک ان کا جواب چاہا تھا۔ کہ مدرسہ دینیہ کے متعلق کوئی سکیم تجویز کی جائے۔ مگر اب تک صرف ذیل کے احباب کی طرف سے اطلاع آئی ہے

(۱) جماعت شملہ۔ علاوہ ۳۱۵ کے یکمشت چندہ مدرسہ دینیہ کے لئے دیں گے اور دس روپیہ ماہوار مستقل مدد

(۲) جماعت کرنال سے یکمشت چندہ اس کے علاوہ کل ممبران اپنے موجودہ چندہ کو ڈیوڑھا کر دیں گے زائد رقم دینی مدرسہ کے لئے مستقل مدد ہوگی۔

(۳) میرزا محمد شفیع از ڈیرہ اسمٰعیلخان عہ روپیہ ماہوار مدد دیں گے پٹیالہ سے بھی جواب آیا ہے۔ مگر ہنوز تعیین چندہ نہیں ہوئی اور جیسا کہ میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور و شیخ رحمت اللہ صاحب نے مدد اعانت کا وعدہ فرمایا ہے بلکہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے تو اس کام کو شروع بھی کر دیا اور اس طرح اس کار خیر میں ہر طرح سے سبقت کا فخر ان سب کو حاصل ہے۔ میں نے ۳۱ - جولائی کے بعد ۱۶ دن تک انتظار کیا ہے مگر اور کہیں سے جواب نہیں آیا میں یہ جانتا ہوں کہ اسکی وجہ زیادہ تر جماعت پر پہلے سے چندہ تعمیر کا اور دیگر مدات کے چندوں کا بوجھ ہے مگر تاہم میں یہ خیال نہیں کرتا کہ ان تین جماعتوں اور ان تین احباب کے علاوہ باقی بڑی بڑی جماعتوں اور ذی وسعت احباب میں سے کوئی اس مبارک تحریک میں شامل نہ ہوگا۔ سرگودہ سے کسی قدر رقم آچکی ہے اور قادیان میں بھی ایک معقول رقم جمع ہوئی تھی مگر جماعت کے ایک کثیر حصہ کی طرف سے ہنوز ہم جواب کے منتظر ہیں۔ اسلئے ابھی تک سب کمیٹی کوئی کام شروع نہیں کر سکی بعض احباب نے یہ دریافت کیا ہے کہ یہ چندہ کب سے دینا ہوگا۔ سو جملہ احمدی احباب کی اطلاع کے لئے یہ لکھا جاتا ہے کہ وہ جسقدر جلدی اسے شروع کر سکیں اچھا ہوگا۔ مدرسہ غالباً نومبر سے جاری ہوگا۔ مگر ابتدائی اخراجات لائبریری اور مکان کے کثیر رقم کو چاہتے ہیں۔ اور جسقدر رقم سرمایہ کے رنگ میں جمع ہوئی۔ وہ آیندہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی میں امید کرتا ہوں کہ جہاں جہاں جو جو کچھ احباب کرنا چاہتے ہیں۔ اسکی اطلاع ۱۵ - اگست سے پہلے پہلے کر دیں ورنہ مجبوراً جو اطلاع آچکی ہے اس پر مختصر تجاویز کی بنیاد رکھنی پڑے گی۔ والسلام۔

خاکسار محمد علی از قادیان

۱۶ - اگست ۱۹۰۸ء

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازالہ وساوس شیطان

وطن اخبار مورخہ ۲۴- جولائی ۱۹۰۸ء میں جو ایک مضمون بعنوان اسرار قادیان چھپا ہے جو میری نظر سے گذرا۔ اسمین مضمون نگار نے چند معمولی اور پرانے بوسیدہ اعتراض کر کے احمدیوں سے جواب چاہا ہے۔ جہانتک میں نے اعتراضات پر غور کیا ہے وہ وہ اعتراض ہیں جن کے جواب نہایت مشرح اور مفصل کئی بار الحکم کے گذشتہ نمبروں میں شائع ہو چکے ہیں ہمارے مخالفین و معترضین انہی اعتراض کا بار بار دہرانا جبکے بارہا جواب دیئے جا چکے اس امر کی دلیل ہے کہ درحقیقت انکو ہرگز حق کی پیاس نہیں ہے۔ اور نہ وہ چاہتے ہیں کہ احقاق حق اور ابطال باطل ہو بلکہ وہ پرانے اعتراضات کرنے سے لباس پہنا کر حق کو نیچا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ ایسا کر کے حق کی ... کا سرپوش ڈھانپتے رہیں دنیا ان کی ملمع سازی سے تو بہ واقف ہو گئی اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ابطال کو ہر ایک پہلو سے چکنا چور کیا جائے اور الحق اپنی پوری قوت اور طاقت سے دنیا پر تسلط کرے سلسلہ حقہ کے مخالفین کی یہ بھی عجیب طرز ہے کہ جب ترکش میں کوئی تیر نہ رہا تو وہ ہمارے ہی پیچھے پرانے اعتراض دہرانے لگے اگرچہ اس کے اس خستہ حالی پر رحم آتا ہے۔ مگر بقول شخصے ہر کسی ... نگہداشتن کار خردمندان نیست۔ اسلئے ہم معترض صاحب کے نمبروار اعتراض لکھکر انکے جواب دیتے ہیں۔ اللھم رب زدنی علما مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کی غیر معمولی لیاقت کو تسلیم کرنے میں یقیناً کسی کو تامل نہ ہوگا۔ مخالفین اسلام کو دندان شکن جواب دینا انہی کا حصہ تھا۔ گورنمنٹ کی اطاعت کی پالیسی کو انہوں نے شروع سے مد نظر رکھا تھا۔ جب تک آپ اس دائرہ کے اندر ہے۔ سب اہل اسلام کو ان کی شن سے ہمدردی رہی انکو بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے مگر جو نہی کہ وقت سے انکا ایک علیحدہ فرقہ قایم کرنے کا اور از خود مسیح بننے کا اور اپنے فرقہ کو دیگر اہل اسلام کی نماز یا جماعت سے علیحدہ کر دینے کا خیال پیدا ہوا۔ تمام قوت اہل اسلام سے ایک فریق مخالف پیدا ہو گیا۔

یہ اعتراض محض منہاج نبوت کی ناواقفیت سے معترض کے دل میں پیدا ہوا۔ اسکو واضح ہو کہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر ہے ایسا اعتراض خود معترض کے لئے خطرناک ہے جو تمام انبیاء پر گذر کر سید معا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچتا ہے کیا اسکو معلوم نہیں ہے۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوئے نبوت سے پیشتر تمام اہل مکہ امین اور مامون اور صادق مانتے تھے اور جب تک آپ اس دائرہ کے اندر رہے سب اہل مکہ کو آپ سے کمال ہمدردی رہی اور انکو بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے مگر بقول معترض نعوذ باللہ جب ان کو ایک علیحدہ فرقہ قائم کرنے اور از خود نبی بننے اور اپنے فرقہ کو علیحدہ کرنے کا خیال آیا۔ تو اس وقت سے تمام اہل مکہ مخالف ہو گئے۔ اور آپکو مفتری اور کذاب اور جادوگر اور بجائے محمدؐ کے کم بخت مذمم کہنے لگے معترض صاحب کو یاد رہے کہ خدا کے کسی صادق مرسل پر اعتراض کرنا آسان نہیں ہے جب وہ کسی ایک سے انکار کریگا۔ تو سب کا انکار لازم آئے گا۔ اگر معترض کے نزدیک اسکا یہ اعتراض کچھ وزن دار ہے تو وہ خود انصاف کرلے کہ جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وارد ہوتا ہے اسی حیثیت سے انکے آقا و مخدوم حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر تطبیق پاتا ہے اگر معترض صاحب سلسلہ حقہ کے رسائل ملاحظہ فرما لیتے تو ان پر ان سب نا ئے بیہودہ اعتراضات کی حقیقت کھل جاتی مگر مشکل یہ واقع ہو رہی ہے کہ اسکے بزرگ اور پیشوا مولوی صاحبان نے فتوے دے رکھا ہے کہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کتب یا رسایل دیکھے گا کافر ہو جائے گا ہم معترض صاحب کے اس دلیری اور ہمت پر ہزار آفرین کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے بلا خوف اپنے پیشوایان کے ہم پر یہ مہربانی کی کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی نسبت لکھدیا کہ آپ کے مسیح موعود کو ہم کا ذب و دجال ہرگز نہیں کہتے بلکہ ایک اولیٰ مسلمان۔ جزاکم اللہ۔ اگرچہ ہمیں ضرورت نہ تھی کہ اس اعتراض کے جواب میں اور لکھیں مگر اپنے سادہ معترض کے تذکیہ کیلئے ضروری خیال کرتے ہیں۔ کہ اسکو جتا دیں کہ الہیٰ سنت کچھ اس طرح واقع ہوئی ہے کہ مامور من اللہ کے زیر بعثت سے پیشتر دنیا کی نظر میں وہ نہایت مکرم اور معظم ہوتا ہے اور خلقت اسکی نہایت ثناخوان اور مداح ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے بھی حضرت مسیح موعود کی نسبت لکھا ہے مگر جب ہی خدا کی طرف سے مامور ہو کر از راہ ہمدردی دنیا کو اسکی غلطی سے مطلع اور دیانت سے بحالی کی کوشش کرتا ہے اندھی دنیا نعوذ با عاقبت اندیشی سے اس کی جان و آبرو کی دشمن ہو جاتی ہے اور اسکو قتل یا نابود کرنے کی فکر میں لگ جاتی وہ جو دنیا کا خادم اور رہنما خدا کی طرف سے ہو کر آتا ہے اسکو گمراہ مفتری کذاب اور ساحر دجال کہنے لگتے ہیں تب وہ بامر الٰہی طیب کو خبیث سے جدا کرتا ہے جسکو احمق اور نادان تفرقہ خیال کرتے ہیں حالانکہ اس تفرقہ میں ایک اعلیٰ قسم کی وحدت ہوتی ہے اور یہ خیال معترض کا بالکل لغو اور بیدلیل ہے کہ مرزا صاحب خود مسیح موعود بن گئے اگر آپ کو اس وعید کی جو مفتری علی اللہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمائی ہے خبر فرمائی ہوتی تو یہ وسوسہ ہرگز انکے دل میں پیدا نہ ہوتا۔ اللہ تعالےٰ مفتری کو ہرگز مہلت نہیں دیتا بلکہ خود اسکو ہلاک کر دیتا ہے حضرت مرزا صاحب خود مسیح موعود نہیں بنے بلکہ الحمد للہ الذی جعلك المسیح ابن مریم اللہ تعالےٰ نے انکو عین ضرورت کی وقت مسیح و مہدی کر کے بھیجا اور جسقدر علامات اور نشانات اسکے شناخت اور صداقت کے لئے اللہ تعالےٰ نے اسکے رسول اور حضرت نبی کریم صلی اللہ نے فرمائی تھی اول سب کا وقوع ہوا۔ مثلاً خاص نشان رمضان شریف میں چاند گرہن اور سورج گہن کا ہونا زلزلہ اور طاعون کا واقع ہونا اور ...... چھٹے ہزار کے اخیر مدعی مسیحیت کا پیدا ہونا صدی کے سرے پر دعوے کرنا دریاؤں کا چیرا جانا اخبارون اشتہارون کی کثرت دجال کا خروج مذہب اسلام کا غلبہ وغیرہ وغیرہ پھر ہزارہا خارق نشانات اور معجزات اور غیب کی پیشگوئیاں حضور انور علیہ السلام سے ظہور میں آپ کی صداقت پر گواہ ہین۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کہ خود مسیح بن گئے معترض کے صدمہ لاعلمی یا ہٹ دھرمی ہے۔

(۱) مرزا صاحب ازالہ اوہام میں فرماتے ہین کہ مین مشابہت تام اور مماثلت شدید کی وجہ سے مسیح ابن مریم کا مثیل ہی ہوں اب ہر شخص کے نزدیک مثیل اپنے اصل سے فائق تر نہین ہو سکتا۔

لاریب حضرت اقدس مرزا صاحب حضرت عیسٰے علیہ السلام سے مشابہت تام اور مماثلت شدید رکھتے ہیں اور ......

...... معترض کا یہ کہنا بالکل خدا کے پاک کلام کے خلاف ہے کہ مثیل اپنے اصل سے فائق نہین ہو سکتا۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے بموجب آیت کریمہ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا ہے تو کیا آپکے خیال و عقاید کے بموجب حضرت نبی کریم اپنے اصل یعنے موسیٰ علیہ السلام سے فایق تر نہین ہو سکتے حالانکہ حضور انور تمام انبیاء کے سردار ہیں اور حضرت موسیٰ سے کہیں افضل اور برتر ہین۔ پس مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر اور برتر ہے۔ اسلئے مثیل عیسیٰ عیسیٰ سے بڑھ گیا۔

مرزا صاحب نے حضرت عیسٰے مرگ اس پیشگوئی کو از روئے قال اللہ عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم

اپنی ذات خاص پر چسپاں کر دیا ہے۔ اور اس واقعہ پر مرزا صاحب پر یہ الہام بھی قابل غور ہے جس میں اللہ تعالیٰ اسے مقام محمود کا وعدہ فرماتا ہے۔ **انت منی بمنزلۃ اولادی وانا منک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً** ہ معترض کو اس قسم کے بیان کیا۔ ان الہامات سے حضرت اقدس مسیح موعود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ صفات اپنی مدین تشریک پائے جاتے ہیں۔ معترض کو بخوبی یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی طور پر کوئی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات قدسیہ سے مساوات نہیں رکھتا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ ملائکہ کو اس جگہ بلکہ کا دم مارنے کی گنجایش نہیں چہ جائے کہ کسی اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نسبت ہو مگر یہ بات حضرت اقدس حجۃ اللہ کے الہامات ایک قسم کی شراکت ظاہر کرتے ہیں انکا سر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بنا پر کہ تا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے برکات ہمیشہ ہوں انکی فضیلت کا زندہ ثبوت ملتا رہے اور حضور کے مقبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم کرتی رہیں اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلے اللہ کی متابعت اختیار کریں۔ اور خاکساری سے اللہ کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنی نفس سے گئے گذرے ہو جائیں انکو خالی اور صفا شیشہ پا کر اپنی رسول صلے اللہ کی برکات انکے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کہ منجانب اللہ آپ کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ برکات یا آیات ان سے صدور پاتی ہیں حقیقت میں ان تمام تعریفوں کا مرجع تمام اور ان تمام برکات کا مصدر کامل رسول کریم ہی ہوتے ہیں مگر چونکہ مسیح سنن آن سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اتباع کی جہت سے اس شخص نورانی کے لیے وجود باوجود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل ظل کے ٹھہر جاتا ہے۔ اسلئے جو کہ اس شخص مقدس میں انوار اللہ پیدا ہوتے ہیں یہ امر مدارج اور مراتب پر منحصر ہیں جس جس قدر کوئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں بڑھتا جاتا ہے اسی قدر یہ اس میں منعکس ہوتا جاتا ہے اور یہ بدیہی امر ہے کہ سائے میں وہ تمام وضع اور انداز ظاہر ہوتی ہے جو اس کے اصل میں ہوتی ہے۔ ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اس میں موجود نہیں۔ بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے۔ وہ اسکے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اسمیں نمودار اور نمایاں ہے۔ اب اس امر کا بیان کرنا خالی از منفعت نہیں ہے۔ کہ چونکہ مسیح موعود وہ شخص ہوا ہے جو شدت متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

کے باعث ایسا فانی فی الرسول ہوا کہ وہ مہدی ہونے کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آیا گویا جمیع افراد امت محمدیہ میں سے شدت متابعت اسکو حاصل ہوئی۔

پس لازمی طور پر مسیح موعود کے مکالمات اور محامد اور صفات اللہ تعالیٰ نے وہی بیان کئے جو اوس کے اصل صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں جسکا یہ ظل واقع ہوا۔ جو صوفیوں کی اصطلاح میں بروز کہلاتا ہے۔ اس طریق انعکاس انوار سے جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے جسکا اکمل فرد مسیح موعود ہوا ہے۔ فائدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال تام ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جس چراغ سے چراغ روشن ہو سکتا ہے اور ہمیشہ ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے۔ اور پھر اس سے امت محمدیہ کا کمال اور فضیلت دوسری امتوں پر ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اسمیں افاضہ دائمی موجود ہے۔ جو دوسری امتوں میں نہیں ہے۔ اور پھر حقیقت اسلام کا ثبوت ہر وقت تازہ رہتا ہے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے کیونکہ اوس کے انوار و برکات ایسے نہیں ہیں جن کا گذشتہ زمانہ پر حوالہ دیا جاوے۔ بلکہ اب بھی وہ برکات اور انوار اس طرح موجود ہیں جو دوسرے مذاہب میں نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں جو آپ کی بڑی بڑی تعریفیں کی گئیں انکا سر یہ ہے کہ تا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی تاثیر دنیا کو معلوم ہو جاتے۔ اور حضرت خاتم النبیین کی شان بزرگ پر دنیا کو اطلاع ملے کہ اس آفتاب عالیجناب کے کیسی اعلیٰ درجہ کی تاثیریں ہیں۔ جسکا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے۔ اور کسیکو عارف کے درجہ تک پہونچاتا ہے اور کسی کو آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ اور محامد اللہ کا مورد ٹھیراتا ہے۔ غرض یہ ایک لطیف اور لذیذ سر ہے جسکو معترض نے اعتراضات کی شکل میں ظاہر کیا۔ معترض کے ایسے اعتراض اوس وقت وارد ہو سکتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعود جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے علیحدہ ہو کر اپنے لئے کوئی خاص منفعت تجویز کرتے۔ در اصل جسقدر الہامات حضرت مسیح موعود کی تعریف میں ہیں اونسے فی الاصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی عظمت اور شان معلوم ہوتی ہے۔

احمد اندر جان احمد شد پدید۔ اسم من گردید آن اسم وحید

پھر اگر معترض نیک بینی سے غور کرتا تو ایسے وساوس اوسکو پراگندہ نہ کرتے۔

تیرہ سو برس ہوئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں نصاریٰ کی تردید میں بہت دفعہ فرما چکا۔ کہ اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے بلکہ اس کو کفر میں داخل کر دیا۔ اور سورہ اخلاص بھی **لم یلد ولم یولد** ہی فرما چکا۔ مگر مرزا صاحب تیرہ سو برس کے بعد فرماتے ہیں کہ میں خدا کی اولاد ہوں اور خدا مجھ سے ہے۔ افسوس افسوس معترض کے دل میں اگر کچھ بھی خدا ترسی ہوتی۔ یا تعصب اور حق پوشی کی تاریکی اس پر چھائی ہوئی نہ ہوتی تو عمداً حق سے چشم پوشی کر کے حضرت اقدس پر یہ الزام نہ لگاتا حضرت صاحب علیہ الاولادی پر یہ نوٹ لکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ خدا اولاد سے پاک ہے نہ اسکا کوئی شریک ہے۔ نہ بیٹا ہے۔ اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے۔ کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں لیکن یہ فقرہ اس جگہ از قبیل مجاز اور استعارہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا ہے اور فرمایا **ید اللہ فوق ایدیہم** ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللہ کے قل یا عبادی بھی کہا اور یہ بھی فرمایا۔ **فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم** پس اس خدا کے کلام کو ہشیاری اور غور سے پڑھو اور از قسم متشابہات سمجھکر ایمان لاؤ۔ اور اسکی کیفیت میں دخل مت دو اور حقیقت حوالہ خدا کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے باہم متشابہات کے رنگ میں بہت کلام اسکے کلام میں پایا جاتا ہے پھر اس سے اپنا نہ متشابہات کی پیروی کرو۔ اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ **قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰہکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن** بقدر تشریح کے بعد بھی اگر دانشمند اور عقل کا پتلا یہ سمجھے کہ مرزا صاحب نے ابن اللہ کا دعوےٰ کیا ہے۔ تو ہم بجز انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہیں۔ فقط۔ عاجز عبد الخالق احمدی از مظفر نگر

الحکم کے پچھلے فائل

الحکم کے پچھلے فائل بہت تھوڑی تعداد میں رہ گئے ہیں گذشتہ گیارہ برسوں کے الحکم میں جس قسم کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ انکی پسندیدگی میں کبھی شبہ نہیں کیا گیا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بڑی تقریریں آپکے کلمات طیبات۔ مکتوبات اور مراسلات بزرگان ملت کے خطبے اور خطوط۔ الہامات اور کشوف غرض ہر قسم کے مضامین کا وہ ایک بے نظیر اور بیش قیمت مجموعہ ہیں۔ اب ان پرچوں کا دوبارہ چھپنا آسان امر نہیں اس لیے جو صاحب ان نایاب اور گراں قدر اخبارات کے شائق ہوں۔ وہ مجھ سے خط و کتابت کریں قیمت کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکے گا۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا جو آج کل تریباً ... سو روپیہ تولہ پر فروخت ہوتا ہے اور ممیرے کا سرمہ دو روپیہ تولہ پر فروخت کیا جاتا ہے میرے پاس موجود ہیں اسکی تعریف ... نہیں کرتا ہوں اسلئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ... اور حضرت ... الاسلام اور دوسرے بزرگان ملت نے اسکو آنکھوں ... کیلئے ... فرمایا ہے۔ عام لوگوں کے نفع کیلئے اصلی ممیرا ... روپیہ تولہ پر اور اصلی ممیرا ... پر فروخت کرتا ہوں اور ساتھ ہی یقین دلاتا ہوں کہ اگر ممیرا اصل اشتہار کے موافق مصدقہ نہ ہو تو میں قیمت واپس کر دونگا ... کے اظہار کیلئے ہی ایک ... کافی ہے۔

نوٹ - ... قسم کی ... دکھلا ہی سکتی ہے۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان دارالامان

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیٹ یعنی وار کشمیر کی لکڑی کے ۱ مینڈل کا کرکین اور دو ربڑ کے ... پائیدار قیمت ... کرکٹ بیٹ سیٹ یعنی وار کشمیر کی لکڑی ... کیس مینڈل دو ربڑ کے ... نہایت عمدہ ... کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی - مینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ... معمولی پریکٹس کیلئے ...

... کے کرکٹ بیٹ ... ۱۰ و ۱۲ ... درست ... فٹ بال عمدہ ... کار آمد ... اور مضبوط ... نہایت پائیدار ... فٹ بال عمدہ ...

کرکٹ بال ... نہایت عمدہ اور مضبوط ... ۔۔ پریکٹس ... وکٹ ...

المشتہر مستری نظام الدین سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ... پریکٹس اور کٹ ... فٹ بال وغیرہ پہنچا - ہر طرح سے قابل تعریف پایا ... اس کم خرچ بالا نشین کا ... پاتا ہوں۔

نیاز مند - حاکم ... ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ... کانگڑہ

آٹا پیسنے کا خراس

یہ خراس آٹا پیسنے کی مشین تمام ہندوستان میں چلتی ہیں ... فی گھنٹہ ... سیر ... پیستا ہے

قیمت ... روپیہ - ... آٹا پیسنے ... خراس ... وی - پی کیا جاتا ہے۔

مشتہر ... مولا بخش و غلام حسین ... ضلع گورداسپور

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپکی طبیعت درست نہ ہو اس وقت ... بیمار ... خود بخود - یہ سوال کیجیئے کہ آیا دن میں کم از کم ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر ... نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ... کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلز) کھا لیجیئے۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا اور ... آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس کو بخوبی سمجھا جائیگا - کہ کیونکر قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایات ... سر درد - سوء ہضم ... پٹھوں کی کمزوری جسم کی ... امراض قلب یعنی دل ... دوران یعنی چکر آنا - درد سر ... کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی - تو ... ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ڈونس کی ... گولیاں (ڈونس ڈنر پلز) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور ... مرضوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے اجزاء کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں ... صفرا ... اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک و صاف کرتی ہیں - اور مرد عورت اور بچہ کو ... ہمیشہ کیلئے ... تی ہیں۔

قیمت ... روپیہ ... ڈونس کی ... شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں جو ... کی گولیوں سے ... گئی ہیں - کل دوا فروشوں سے ملتی ہے یا ... اور ... کے پاس سے

ڈون کا مرہم - (ڈونس اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے - اور اگر ... تو ایک ہی ڈبیا چاہیئے - بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) ... پرانی کھجلی ... داد اور بدن کی سب طرح کی سوزش ... اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں ہی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے - تمام دوکانداروں کے پاس قیمت ... فی ڈبیا۔

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت وجود خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب ہے اس میں آریہ سماج کے بعض اصولوں کی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے قیمت ... (۲) **رسالہ تدبیر** اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور تقدیر اور تدبیر کے فلسفہ پر بحث کی گئی ہے قیمت ... دونوں رسالے ... ضلع گورداسپور منشی حسین بخش ... سے ملتے ہیں

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی ... کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہو تو حکیم ... پروپرائٹر ... کارخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگواکر فروخت کریں جس کی کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی تاثیر ہے کہ ... بفضلہ تعالیٰ ... ماتقدم استعمال کریں طاعون وغیرہ ... دوائیہ سے امن رہتا ہے۔ اگر بتائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر ... پالش کی جائے تو سر درد ... میں ... اور سرسام ... کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ... بالخصوص بچوں اور ... کیلئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط ... اقرار ... فیس اسکا ادا کرنا ہی ... یا جاتا ہے قیمت فی شیشی ... مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونگے یا ایجنسی کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت۔

نوٹ - جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں - نمونہ زر اجرت سے مطلع فرماویں۔

المشتہر ... الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

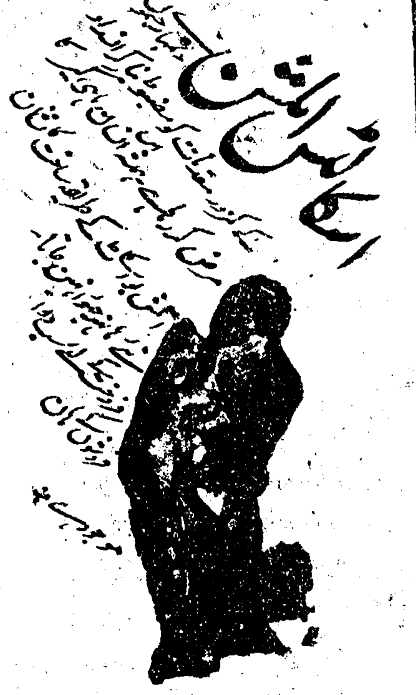

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ ... مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷
قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے (عہ)
۲۔ خواص و معاونین کو (للعہ)
۳۔ ہندوستان کے باہر (للعہ)
۴۔ غیر مذاہب والوں سے (للعہ)
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (للعہ)

نوٹ
پیر کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈیل انلنت کے حج سے کیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار مہینے کی ۶ و ۲ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

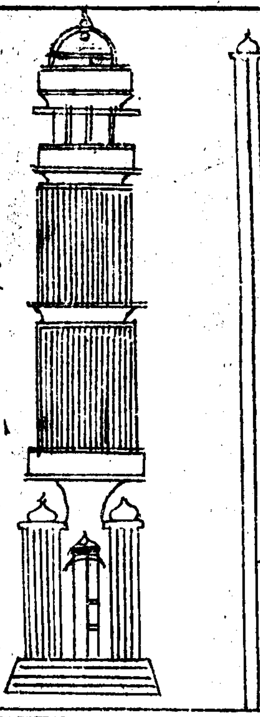

نمبر ۵۸ و ۵۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ و ۳۰ اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲ شعبان ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

مختصر نوٹ

کورٹ آف وارڈس کی رپورٹ پر لکھتے ہوئے میں نے گذشتہ اشاعت میں احمدیوں کی توجہ دلائی ہے کہ اگر وہ اپنی وصایا میں اپنی جائیدادوں کا انتظام صدر انجمن کے ہاتھ میں رکھدیں تو بہت مفید ہو سکتا ہے میں نے یہ بھی ظاہر کیا تھا۔ کہ انجمن اسوقت بھی ایک یتیم کی جائیداد کی محافظ ہے گر اس نے اپنا سپرد خود دیا۔ یہ صحیح نہیں۔ بلکہ خلیفۃ المسیح نے یتیم مذکور کو نابالغ اور اپنی جائیداد کے انتظام کے ناقابل پا کر اس سے روپیہ لے کر انجمن کے ہاتھ میں اسکا انتظام سپرد کر دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یتیم مذکور اب بی۔ اے کلاس میں تعلیم پاتا ہے۔ اور ایک ہونہار نیک چلن نوجوان ہے۔ اس کے اخراجات ضروریہ کا باضابطہ سالانہ بجٹ طیار ہوتا ہے۔ اور اس کے موافق ماہ بماہ اسے ملتا رہتا ہے اس انتظام سے جہاں اسکی جائداد محفوظ رہی ہے۔ وہاں اس کی تعلیم۔ تربیت اور نگرانی ایسے عمدہ طور پر ہوئی ہے۔ کہ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ کوئی عزیز اور قرابت دار بھی نہ کر سکتا۔ اس مفید اور مبارک اصل سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور احمدیوں کو قرآن کریم کی تعلیم کے احیاء کے لئے عملی طور پر اسے جاری کرنا چاہئے۔ +

خفیہ انجمنوں پر اپنے درس قرآن مجید میں ضمناً ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے بمب سازی اور بے باکانہ اندازی پر بھی ریمارک کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نیکی اور بھلائی اور رفاہ علم کے کام کبھی اس قابل نہیں ہو سکتے کہ ان کے لئے اخفا ضروری ہے۔ اسلئے اگر کوئی خفیہ انجمن اپنے اغراض نوع انسان کی بھلائی کے متعلق ظاہر نہیں کرتی۔ یا نہیں بتاتی ہے وہ کبھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان انجمنوں میں شرارت اور شیطنت ہوتی ہے۔ خفیہ انجمنوں کی تاریخ پر نظر کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ جہاں کہیں وہ ہیں۔ انہوں نے امن عامہ میں خلل ڈالا ہے۔ ہم ایسی انجمنوں سے سخت بیزار ہیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کتاب کے خلاف ہیں نوجوان لڑکے جو بمب بنانے اور بمب پھینکنے میں پکڑے گئے اور انہوں نے سزائیں پائی ہیں۔ انکے محرک سخت نفرت کے قابل ہیں۔ کیا کسی معصوم اور بے گناہ کی جان لینا ملکی بھلائی ہو سکتی ہے۔ اور کیا خدا تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ کام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ +

ہماری جماعت خدا کے فضل سے ایسی باتوں سے پاک ہے اور بیزار ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے طرز عمل سے ثابت کر دکھائے گی۔ کہ وہ خفیہ سوسائٹیوں سے سخت بیزار ہے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ ایسی انجمنیں کبھی ملک۔ قوم۔ اور اسلام کے لئے مفید اور بابرکت ثابت نہیں ہوئی ہیں۔ اور تو اور وہ اپنی ذات کے لئے بھی مفید نہیں ہوتی ہیں۔ پس ان سے ہمیشہ پرہیز کرو۔

ہمارے امام علیہ السلام نے اپنے طرز عمل سے دکھا دیا ہے کہ ہم منصوبہ باز نہیں۔ اور نہ ہمیں ایسی باتوں کی ضرورت۔ یہ شریروں بزدلوں اور بے ایمانوں کا کام ہے۔ کاش اس زمانہ میں ملکی بہتری اور بھلائی کا دعوے کرنے والے ایسی باتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پوزیشن کا پتہ لگتا ہے جو ملکی معاملات میں رکھتی ہے۔

مسلمانوں کی بدقسمتی کے آثار کا پتہ ان مشاغل سے ملتا ہے جن میں وہ آج کل مصروف ہیں۔ علی العموم وہ ہیں جن کو پابندی احکام شرعیہ کی عزوہ تو نہیں اعراد اور روپیا کو تو ذکر ہی جانے دو۔ جن مشاغل میں وہ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں انکا بہول جانا ہی بہتر ہے۔ علماء اور صوفیوں میں باہم جدال کا سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ ضروریات دین سے جو اس وقت پیدا ہو رہی ہیں بے خبر ہیں یا اس پر توجہ نہیں۔ انہوں نے نئی مصیبتیں خود پیدا کر لی ہیں۔ ایسے مسائل پر بحث اور مناظرہ کے سلسلے جاری ہیں۔ جو مسلمانوں کو مذہبی یا ملکی حیثیت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ آج کل پیسہ اخبار میں دو بحثیں عجیب چھپ رہی ہیں ایک خدا حاضر ہے یا غائب۔ دوسری تسخیر ہمزاد۔ مجھے منشی محبوب عالم صاحب پر سخت افسوس ہے کہ ایک طرف تو وہ اخبار کی کمی اشاعت اور خسارہ مال کے لئے چیختے چلاتے اور دوسروں کو بھی اپنا ہم آہنگ بنانا چاہتے ہیں اور دوسری طرف بعد ازکار بیہودہ مضامین سے اخبار کے کالم سیاہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ حاضر اور غائب کی بحث مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے کہاں اللہ تعالیٰ کا نام حاضر و غائب قرآن کریم میں آیا ہے کس حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ یہ اسماء اللہ میں و کہہ سکتے ہیں۔ ایسا ہی ہمزاد کی بحث سے کیا فائدہ؟ کیا ہمزاد ان کو سلطنت دلائے گا۔ اسی سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مسلمان صراط مستقیم سے دور جا پڑے ہیں اور اسوقت ضرورت ہے کہ انہیں

مطبوعہ انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپ کر شائع ہوا

اسلام کا ایذا اقدام کی جاوے۔ ایسے بیہودہ مباحث سے انہیں اخبار کو پاک رکھنا چاہئے۔ اور اس طرح پر مسلمانوں کے بگڑے ہوئے مذاق کو زیادہ بگاڑنا نہیں چاہئے۔ اور اگر مضامین کی ضرورت ہے۔ تو میں انہیں مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے ان مضامین کو جو منقولات میں چھپ رہے ہیں۔ جو اسلام کی حقیقت میں لکھے جاتے ہیں۔ اس قسم کے مضامین چھاپنے سے بیشک اخبار کو فائدہ ہو سکتا ہے اور مسلمان نکمی بحثوں میں اپنا وقت ضایع نہ کریں گے۔

اسلام اور قسم

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں قسم کے متعلق ایک مختصر نوٹ نکلا ہے۔ اس پر میرے محسن و مخدوم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین سلمہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس نقص کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس کی اگر اصلاح نہ کی جائے تو یہ نوٹ قرآن کریم اور اسلام پر سخت حملے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا۔ کہ یہ نوٹ بغرض تصریح لکھوں۔ +

گذشتہ نوٹ کے پڑھنے والوں کو یہ مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جس حال میں کہا جاتا ہے۔ کہ قسم کھانا منع ہے پھر قرآن کریم میں ۲۰ مقامات پر مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ اور اسی مسئلہ پر آریوں نے اپنے زعم میں بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام اور قسم پر کسی قدر وضاحت سے لکھا جاوے۔ +

سب سے اول تو یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ فی الحقیقت قسم کوئی مکروہ اور غیر مالوف شے نہیں ہے۔ ورنہ لامعلوم زمانوں سے اقوام متمدنین اس کا اثر اور رواج کیوں ہے ؟ دنیا بھر کے کسی ملک اور حصے میں چلے جاؤ۔ کسی قوم اور قبیلہ کے حالات پڑھو۔ قسم کا رواج جاری ساری ہوگا۔ بنی اسرائیل کی تمام کتب مقدسہ اور ان کی قوموں میں عیسائیوں کی کتب مقدسہ اور ان کے فرقوں اور قبیلوں میں یہ جاری ہے۔

یورپ کی متمدن عیسائی قوموں کے مدبروں نے پولٹکس کو جس نے مذہب سے الگ کیا۔ اور مذہب اور امور سیاسیہ دو جدا جدا چیزیں قرار دیں۔ لیکن باایں ہمہ جد و جہد وہ قسم کے مسئلہ کو الگ نہیں کر سکے۔

غور کرو کہ سرکاری ذمہ داری کے تمام نازک مناصب اور عہدوں پر مقرر ہونے سے پہلے قسم کھانی لازم قرار دی گئی ہے عدالتہائے عالیہ کے جج سے لیکر وایسرائے اور خود ملک معظم کو اپنے منصب پر متمکن ہونے سے پہلے حلف اٹھانا ضروری ہے قانون کی دفعوں اور الجھنوں میں بعض کرب اصل معاملہ تاریکی میں چلا جاتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں بھی قسم ہی ضروری ہے۔ +

اس عمل و درآمد سے جو مختلف قوموں اور مذہبوں اور ملتوں میں مختلف قوموں اور مذہبوں اور ملتوں میں مختلف ممالک اور مختلف حصص عالم میں باوجود آپس کے شدید تخالف کے یکساں پایا جاتا ہے۔ یہ امر بڑی صفائی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ خالق فطرت نے انسانی فطرت میں قسم کی عظمت رکھدی ہے اور اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ بالاتفاق یہ مسلّم امر ہے کہ قسم کھانے والے کی حقیقت اور صداقت کا معیار اس کی قسم ہے۔ اور اگر جعل اور فریب اور دغابازی حق کے مقابلہ میں قسم کھا کر راستبازی دیانت۔ اور صداقت کو شکست دے سکتے ہیں۔ تو یہ اتفاق اس مسئلہ پر نہ ہوتا۔ کم از کم یورپین قومیں یا نصرانی لوگ جو رسمی شریعت سے بیزار ہیں۔ اس بار عظیم کو اپنی گردن سے اتار ڈالیں۔ اس بیان یا تمہید کے بعد میں نہیں سمجھتا۔ کہ کوئی اعتراض قسم کے متعلق رہ سکتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جو اس زمانہ کے تمدن کی ہوا کو صحت بخش مانتے ہیں۔ اور رات دن اسی کو اپنا اسوہ جانتے ہیں۔

الغرض قسم انسانی فطرت کے خواص میں سے ایک خاصہ ہے اور اسکا انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ حقیقی اور واقعی زمانہ تمدن میں انسانی اجتماع کی فلاح کے لئے اس مسئلہ پر بلا اختلاف عمل کیا ہے۔ اور فی الواقعہ یہ اصل انسانی معاملات کے انتظام میں ایک بہترین امر ہے ایسی حالت اور صورت میں اسلام فطرت کے اس سچے اور واقعی مفید اور مؤثر تقاضے اور خاصہ کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ اور نہ اس نے چھوڑا ہے۔ بلکہ قرآن مجید کے ۲۰ مقامات پر قسموں کے ذریعہ ان عظیم الشان امور کو حل کیا ہے۔ جو دنیا کی نظر میں ایک ایک وقت دقیق اور نظری مسائل تھے۔ اور جن کی حقیقت اور حقیقت اسلام سے پہلے کوئی مذہب نہیں بتا سکتا۔ اگرچہ اعتقادی رنگ میں وہ امور اس نے پیش ہی کئے ہوں۔ میں اگر قرآن کریم کی قسموں کے مسئلہ پر بحث شروع کروں۔ تو یہ مضمون بہت لمبا ہو جائیگا۔ ایسی حالت میں میرا فرض ہوگا۔ کہ ان ۲۰ مقامات کی قسموں پر بالتفصیل گفتگو کروں۔ اسلئے میں اس طوالت سے اسوقت الگ رہکر اپنے ناظرین کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ نوٹ مذکور میں جو لکھا ہے کہ اسلام نے قسم کھانے سے منع کیا ہے اس سے میری مراد یہ ہے۔ کہ لغو طور پر تکیہ کلام واللہ باللہ۔ سچ ہے۔ جو بعض لوگوں کی زبان پر ہوتا ہے۔ اسے ترک کیا جاوے چنانچہ ارشاد الٰہی یہ ہے۔ لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم اور جھوٹی قسمیں نہ کھا دے جیسے لا تطع کل حلاف مھین الایۃ۔

نفس قسم جو ایک فطری خاصہ ہے اور جو متمدن اقوام اور مہذب ممالک میں بطور دستور العمل ہے اس سے نہیں روکا گیا۔ اور نہ میرا اس میں یہ منشا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید کی قسمیں پر معنے دلائل اور براہین قاطع اور آیات باہرہ ہیں اور یہ ایسا زبردست معجزہ اور نشان قرآن مجید کا ہے کہ دوسری کتابیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

اللہ تعالےٰ نے صحیفہ قدرت کے بدیہات کو امور نظریہ کے دقایق کے حل کرنے اور سمجھانے کے لئے شواہد کے طور پر قسم کے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ اور نہایت فصیح اور بلیغ طرز بیان سے حکیمانہ رنگ میں۔ نبوت۔ الہام و وحی۔ جزا و سزا۔ قیامت و حشر وغیرہ مسائل پر دلائل دئے ہیں۔ پس جھوٹی قسمیں کھانا۔ اور لغو طور پر تکیہ کلام بنالینا۔ اور اللہ تعالےٰ کے نام کی عظمت و کبریائی کا لحاظ نہ رکھنا یہ بیشک منع ہے۔ لیکن اس فطرتی اصل اور رنگ میں جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ قسم اکثر مشکل اور مغلق معاملات میں

مشکلکشا ہے

میں سمجھتا ہوں۔ اسقدر اس نوٹ کی اصلاح اور توضیح کیلئے کافی ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے پڑھنے والوں کو توفیق دے۔ کہ ہم ایسی راہ اختیار نہ کریں۔ جو اسلام کے لئے موجب اعتراض ہو۔ بالآخر میں حضرت خلیفۃ المسیح کی اس ہدایت کے لئے ازبس ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے مجھے ایک لطیف نکتہ معرفت پر غور کرنیکا موقع دیا۔ دراصل اخبار کے ناظرین میں سے ہر ایک یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ جہاں کہیں کوئی امر ایسا پائیں کہ اسکی اصلاح کی حاجت ہو وہ اسپر خود لکھیں۔ یا ایڈیٹر کو اشارہ کریں۔ ترقی علوم اور تبادلہ خیالات کا یہی ذریعہ ہے۔ +

اعلان

مولوی محمد علی صاحب سیال کوٹی جو زبان پنجابی شاعر بھی ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے واعظ مقرر کئے گئے ہیں۔ اور وہ سرگودھا۔ جھنگ۔ پونچھ۔ وزیر آباد۔ گوجرانوالہ وغیرہ کے شہروں اور دیہات میں بغرض تبلیغ جائیں گے۔ انکو بموجب قواعد منظور شدہ جن کی نقل انکے پاس ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام موجودہ مدات کے لئے چندہ فراہم کرنے اور جہاں انجمنیں قائم نہ ہوں۔ وہاں انجمن احمدیہ قائم کرنے کی اجازت ہے۔ جہاں مولوی صاحب موصوف جائیں۔ وہاں کے احمدی احباب اغراض مذکورہ بالا کے پورا کرنے میں ان کی ہر طرح سے امداد کریں۔ اللہ ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام۔

خلیفہ رشید الدین۔ اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

۲۴۔ اگست ۱۹۰۸ء

خریداران الحکم توجہ کریں - میں اطلاع دے چکا ہوں کہ ابھی بہت سے خریداروں کے ذمہ قیمت اخبار باقی ہے۔ اسکے وصول کرنیکے لئے وی۔ پی بھیجے جا رہے ہیں۔ جداگانہ اطلاعوں کی نہ حاجت نہ گنجایش اسلئے اگر کسی صاحب کو کوئی امر دریافت کرنا ہو۔ تو وہ امانت میں رکھکر دریافت کرلیں۔ وی۔ پی واپس کر کے نقصان رسانی کا موجب نہ ہوں۔ یہی ایک امر ہے جو اخبار کی راہ میں مشکلات کا موجب ہو جاتا ہے۔ اسپر مجھے مطعون کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لاہور - احمدیہ بلڈنگز

۳۰ - اپریل ۱۹۰۸ء

فرمایا - صدق وصفا - تقویٰ طہارت - یہ اسلام کے برکات تھے جو کہ مسلمانوں میں لازماً پائے جاتے ہیں۔ مگر اب تو ان صفات سے لوگ بکلی محروم ہو گئے ہیں نماز بھی پڑھتے ہیں تو بہت ہی کم مسجدیں ویران پڑی ہیں نمازی کوئی نظر نہیں آتا۔ ایک وقت تھا - کہ نمازیوں کو مسجدیں نہ ملتی تھیں جتنے پڑھتے ہیں ان میں بھی اکثر دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں کیونکہ حقیقی نماز کے آثار برکات اور ثمرات سے محروم ہیں - عیسائی تو حضرت مسیحؑ کو پھانسی دیکر بے فکر ہو بیٹھے تھے مگر اکثر مسلمان حضرت امام حسینؓ کی شہادت میں نجات پا چکے ہیں + —

فرمایا جسمانی شہوات کے دلدل میں سے نکلنا ہی مشکل ہوتا ہے اگر اللہ تعالےٰ نے کسی انسان کے واسطے مقدر کیا ہوتا ہے - کہ اسے سعادت میں سے کوئی حصہ عطا فرماوے تو اس کے واسطے کوئی ایسا عجوبہ اور خارق عادت نشان یا اپنی کوئی دل کو پکڑ لینے والی تجلی دکھا دیتا ہے بجز اس کے دلوں کی گندگی دھوئی نہیں جاتی اور شہوات کی آگ بجھائی نہیں جاتی + =

فرمایا - جس قدر کسی کو دنیا کے سامان عیش وعشرت کثرت سے دئے جاتے ہیں اسی قدر وہ خدا سے غافل اور بے پرواہ ہو کر متکبر ہو جاتے ہیں۔ اور اسی قدر اسکا تکبر بڑھجاتا ہے - امرتسر میں ہمیں پتھر مارے گئے - سیالکوٹ میں ہمارے ساتھ کیا برا سلوک کیا گیا یہ سب غفلت اور بے باکی ہی کے آثار ہیں + —

فرمایا - خدا نے ہمیں ایک پکا وعدہ دیا ہوا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں اور وہ یہ ہے کہ **بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے** اس الہام کے بعد وہ بادشاہ بھی دکھائے گئے تھے + —

فرمایا - مسلمانوں کی خوش قسمتی ہی اسی میں ہے کہ مسیح مر جاوے اب زمانہ ہی ایسا آگیا ہے کہ خیال تبدیل ہوتے ہیں کچھ ان جانیں گے کچھ مر جائیں گے باقی بے ضعیف ہو جائیں گے کہ ان کو طاقت ہی نہ رہیگی اور انکا عدم وجود برابر ہوگا + پس مسیح کو مرنے دو کہ اسلام کی زندگی اسی میں ہے۔

فرمایا - تکبر نہ کرے [illegible] بدبختی جاتا ہے - پس اس قبیح خصلت سے ہمیشہ پناہ مانگو - خدا تعالےٰ کے تمام وعدے بھی خواہ تمہارے ساتھ ہوں مگر تم جب بھی فروتنی کرو کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا کا محبوب ہوتا ہے - دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں اگرچہ ایسی تھیں کہ تمام انبیاء سابقین میں اس کی نظیر نہیں ملتی - مگر آپؐ کو خدا تعالےٰ نے جیسی جیسی کامیابیاں عطا کیں - آپؐ اتنی ہی فروتنی اختیار کرتے گئے - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضورؐ کے حضور پکڑ کر لایا گیا - وہ آپؐ نے دیکھا تو وہ بہت کانپتا تھا - اور خوف کھاتا تھا - مگر جب وہ قریب آیا تو آپؐ نے نہایت نرمی اور لطف سے دریافت فرمایا کہ تم ایسے ڈرتے کیوں ہو؟ آخر میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں - اور ایک بڑھیا کا فرزند ہوں +

فرمایا - جب بات حد سے بڑھجاتی ہے تو فیصلہ کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے ہمیں چھبیس سال ہوئے تبلیغ کرتے اور جہاں تک ممکن تھا ہم **ساری تبلیغ کر چکے ہیں** اب وہ خود ہی کوئی ہاتھ دکھلا دے اور فیصلہ کریگا +

پس جس نے یہ شرط کر لی ہو کہ میں نے تو اس شخص کو ماننا ہی نہیں خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اور اس کا خبث حد سے بڑھ گیا ہو - تو اس کا حال خدا ہی کے سپرد ہے اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے - خدا کی حکمتوں کو کوئی نہیں پا سکتا - یہ خدائی تصرفات ہیں جس کو چاہے اپنی طرف کھینچ لے اور جسکو چاہے رد کر دے +

دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود دنیا کے واسطے رحمت تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - مگر کیا ابوجہل کے واسطے بھی آپؐ رحمت ہوئے؟ وہ لوگ تو خیال کرتے ہونگے - کہ ابھی یہ ایک یتیم بچہ تھا - بکریاں چرایا کرتا تھا کمزور اور غریب تھا نکاح تک بھی تو میسر نہ آیا غرض کچھ ایسے ہی خیالات ان کے دل میں آتے ہونگے مگر ان بدقسمتوں کو کیا خبر تھی - کہ ایک دن یہی یتیم دنیا کا شہنشاہ اور نجات دہندہ ہوگا + =

یکم مئی ۱۹۰۸ء کو نماز جمعہ سے پہلے جب کہ چند اجنبی آپؑ کی ملاقات کے واسطے آئے

فرمایا - ہمیں تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل اسلام کی خوش قسمتی نہیں بلکہ بدقسمتی کے دن ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کو دینی امور سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ لوگ خدا کو ہی بھول چلے ہیں مسلمانوں کی یہ ایک غلطی ہے جو شاید غرغرے کے وقت ان کو معلوم ہو جائیگی - اور لوگ اسوقت یقین کریں گے کہ واقعی ہم نے جو کچھ سمجھا ہوا تھا وہ سارا تانا بانا ہی غلط تھا

جو انسان کوشش کریگا وہی پائے گا کوشش تو ہو - ساری دنیا کیواسطے - اور خدا کا نام درمیان بھولے سے بھی نہ آئے تقوےٰ ہو نہ طہارت، پھر ایسا انسان امیدوار ہو خدا کے ملنے کا یہ محال ہے +

آخر اب وقت آگیا ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں اجر دیا جاوے - جو دین کو دنیا پر مقدم کریں - بجز توفیق آلہی کے کچھ نہیں ملتا دیکھو نبی کریمؐ نے دنیا کو خدا کے لئے ترک کر دیا تھا مگر خدا نے کس طرح ذلیل کرکے دنیا کو آپؐ کے سامنے غلاموں کی طرح حاضر کر دیا - دنیا طلب سے دنیا بھاگتی اور کوسوں دور جاتی ہے مگر جو صدق دل سے خدا کی طرف جاتا ہے اور خدا کی راہ میں دنیا کی کچھ پرواہ نہیں کرتا - دنیا اس کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے : —

دیکھو حضرت مسیحؑ کو اسوقت چالیس کروڑ انسان پوجنے والا موجود ہے نبی ماننا تو درکنار اس کی خدائی کے قائل ہیں یہ سب خدا کی قدرت کے نمونے ہیں کہ خدا کی طرف آنے والا کبھی ضایع نہیں کیا جاتا دین بھی اسے ملتا ہے - اور دنیا بھی اس کے لئے حاضر کی جاتی ہے دنیا کا پرستار چند روز جو چاہے سو کرے مگر آخرکار دنیا بھی چھوٹ جائے گی اور آخرت بھی برباد

دیکھو دنیا بھی آخر مفت تو نہیں ملجاتی - دنیا کے وعدے دینے والے بھی تو محنتیں چاہتے ہیں امتحان لیتے ہیں ملیوں کامیابی اور پھر عمدہ کارگذاری سے کچھ ملتا ہے - اسی طرح اگر وہی محنت دوسرے رنگ میں خدا کے واسطے کیجاوے - تو اجر یقینی ہے نہ دین جاوے اور نہ دنیا بلکہ یک کرشمہ دو کار والی بات نالے حج نالے وَنج کا معاملہ ہو جاوے مگر کم ہیں جو ان باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں -

انسان کو چاہیئے کہ دعا میں لگا رہے اور کسی قدر تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے شاید ہے کہ اللہ تعالےٰ توفیق دے دے +

ہم یہ نہیں کہتے کہ زراعت والا زراعت کو اور تجارت والا تجارت کو ملازمت والا ملازمت کو اور صنعت وحرفت والا اپنے کاروبار کو ترک کردے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جاوے **بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ**

لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ والا معاملہ ہو دست باکار دل بایار والی بات ہو - تاجر اپنے کاروبار تجارت میں اور زمیندار اپنے امور زراعت میں اور بادشاہ اپنے تخت حکومت پر بیٹھکر غرض جو جس کام میں ہے - اپنے کاموں میں خدا کو نصب العین رکھے اور اس کی عظمت اور

جبروت کو پیش نظر رکھکر اس کے احکام اور امر و نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جو چاہے کرے۔

اللہ سے ڈر اور سب کچھ کر

اسلام کہاں ایسی تعلیم دیتا ہے کہ تم کاروبار چھوڑ کر لنگڑے لولوں کی طرح نکمے بیٹھے رہو اور بجائے اس کے کہ اوروں کی خدمت کرو خود دوسروں پر بوجھ بنو نہیں بلکہ سُست ہونا گناہ ہے۔ بھلا ایسا آدمی پھر خدا اور اس کے دین کی کیا خدمت کر سکے گا۔ عیال و اطفال جو خدا نے اس کے ذمے لگائے ہیں ان کو کہاں سے کھلائے گا پس یاد رکھو کہ خدا کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کر دو بلکہ اس کو جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ قد افلح من زکّٰھا۔ تجارت کرو۔ زراعت کرو۔ ملازمت کرو اور حرفت کرو جو چاہو کرو مگر نفس کو خدائی نافرمانی سے روکتے رہو اور ایسا تزکیہ کرو کہ یہ امور تمہیں خدا سے غافل نہ کر دیں پھر جو تمہاری دنیا ہے وہ بھی دین کے حکم میں آ جاوے گی۔

انسان دنیا کے واسطے پیدا نہیں کیا گیا۔ دل پاک ہو اور ہر وقت یہ لو اور تڑپ لگی ہوئی ہو کہ کسی طرح خدا خوش ہو جائے تو پھر دنیا بھی اس کے واسطے حلال ہے۔

انما الاعمال بالنیات

بھیرہ ضلع شاہ پور کے احمدیوں پر ابتلاء

بھیرہ ضلع شاہ پور کے غریب۔ امن پسند احمدیوں پر وہاں کے متعصب مسلمان سب انسپکٹر نے جو ستم کیا ہے۔ اس کو ناظرین کو کسی حد تک واقفیت ہو چکی ہے۔ اس کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور چارہ جوئی کی گئی۔ اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع شاہ پور موقع پر تشریف لائے۔ آپ نے مصلحت وقت اور امن عامہ کے اصول کو مد نظر رکھکر چاہا کہ فریقین میں صلح ہو جائے۔ احمدی جماعت (جو امن پسندی اور غربت اور مسکینی کیساتھ اپنی زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور جس کو اس کے امام نے نرمی۔ انکسار اور صبر اور استقلال کی تعلیم دی ہے) نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ مگر فریق ثانی کی طرف سے ایت ذیل ہوئی۔ اب ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ صلح ہو گئی ہے اور یہ قرار پایا ہے۔ کہ ایک جمعہ احمدی پڑھا کریں۔ اور ایک اہل سنت والجماعت۔

قطع نظر اور باتوں کے یہ کس قدر شرم کی بات ہے۔ کہ ایک معمولی معاملہ کو ناعاقبت اندیش مخالفوں نے یہاں تک طول دے دیا کہ انہیں امن عامہ کے قیام کے لئے اپنے مذہبی فرائض کا تارک ہونا پڑا۔ یہ مذہب انہی نہیں تو کیا ہے۔ ان مسلمانوں کو جو اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔ کیا اس فیصلہ کو منظور کرنے سے

نہیں ہوا ہوگا۔ ایک مسلمان ان خدا ترس اور خدا کا قرب چاہنے والا انسان اس قسم کے فیصلے کو اپنے لئے عذاب الیم سے کم نہیں سمجھ سکتا۔ مگر ان اہل سنت والجماعت کہلانے والوں پر تعجب ہے کہ وہ اس پر رضامند ہو گئے۔ گر خود کردہ را علاج نیست۔

ایک وقت تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نصاریٰ نجران کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد نبوی میں اپنے طرز پر ادائے عبادت کی اجازت دی۔ اور آج وہ زمانہ ہے کہ مسلمان دوسرے مسلمانوں کو محض معمولی اختلاف کی وجہ سے مسجدوں سے نکالنے اور ترک نماز پر مجبور کر رہے ہیں۔ آہ!

یالیت قومی تعلمون

احمدیوں کی اپنی مسجد احمدی اس کے متولی ودیگر مخالف الرائے مسلمان ان کی مخالفت میں ایک سب انسپکٹر کے تعصب سے فائدہ اٹھا کر آخر اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں۔ کہ ایک جمعہ انہیں اور ایک جمعہ احمدیوں کو وہاں نماز پڑھنے کا موقع نہ رہے۔ احمدی ایسے فسادوں کے بانی نہیں ہوتے۔ اور نہ کبھی اس قسم کا کوئی مقدمہ سنا گیا۔ کہ کسی احمدی نے اپنے کسی مخالف الرائے مسلمان کو اپنی مسجد سے نکال دیا ہو۔ یہاں قادیان میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکز ہے اکثر مخالف آتے ہیں اور وہ نماز پڑھتے۔ لنگر خانہ سے کھانا کھاتے ہمارے مہمان خانوں میں آ رہتے اور مخالفت کرتے ہیں۔ مگر ان سے کسی قسم کا کبھی تعرض نہیں کیا گیا۔ اور نہ اس کی ضرورت اور نہ اسلام کی یہ تعلیم۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔ اگر وہ اہل سنت والجماعت ہوں۔ تو ایسی حرکات ان سے سرزد نہ ہوں۔

اخراج عن المساجد کہاں کسی اہل سنت مسلمان کا عمل ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کار وہ تھا جو نصاریٰ نجران کیساتھ آپنے دکھایا۔ اور یہاں آمین اور رفع الیدین کے جھگڑوں پر مسجدوں سے نکالنے اور جھگڑے کے مقدمات ہائی کورٹوں تک پہنچتے ہیں۔ اس سے بڑھکر مسلمانوں کے حق میں ذلت میں گر جانیکا اور کیا ثبوت ہوگا۔ اور ان کے اس تفرقہ اور انتشار کی حالت کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ وہ

ایک جماعت ہیں

اصل بات یہ ہے۔ کہ کوئی جماعت جماعت نہیں بن سکتی۔ جب تک وہ ایک امام کے ماتحت نہو۔ امام کی ماتحتی ہی۔ ایک ایسی شے ہے جو تمام اختلافات کو مٹا کر ایک سطح پر کھڑی کر دیتی ہے اور یہ وبال جو مسلمانوں پر آیا ہے اسکی جڑ

کفر بالامام ہے

مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ جب امام کا انکار کرتے ہیں پھر اپنے آپ کو الجماعت کیوں کہتے ہیں؟ یہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے اور جو بجا طور سے اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں

وہ احمدی ہیں

جن کا امام (خلیفۃ المسیح) زندہ ہے۔ مدظلہ العالی) وہ قوم جو کو لیجر او منتشر اور پراگندہ ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عامل نہیں۔ اور جو زندہ امام کی منکر ہے۔ وہ اہل سنت والجماعت نہیں ہے۔

بہرحال بھیرہ میں جو احمدیوں اور مخالف مسلمانوں کے جھگڑے کا انجام ہوا ہے وہ مسلمانوں کی ذلت اور ادبار کا ایک نمونہ ہے۔ اور اسکا بانی ایک مسلمان کہلانے والا ہے۔

اگر مسلمانوں میں شرم و حمیت مذہب باقی ہے۔ تو وہ اس قسم کی بیہودگی سے باز آئیں اور اخراج عن المساجد کے مسائل کو ہمیشہ کیلئے تقویم پارینہ قرار دیں۔ مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پھیلانے کے مدعی اور احمدیوں کو قوم میں اتفاق کو توڑنے والے قرار دینے والے ریفارمر ذرا غور کریں کہ بنار فساد کون پیدا کرتے ہیں۔ کیا کسی احمدی نے کسی ایسے شخص کو جو مسیح ابن مریم کو اپنی غلط فہمی سے زندہ مانتا ہے اور آنے والے مسیح اور مہدی کو خونی یقین کرتا ہے اس اختلاف پر اپنی مسجد سے نکالا ہے؟ کبھی نہیں۔ احمدیوں کی مسجدوں میں شیعہ۔ سنی۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ حنفی وغیرہ سب نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور پڑھتے ہیں اور وہ اخراج عن المساجد کو خطرناک اور خزی فی الدنیا کا موجب یقین کرتے ہیں۔ اسکی جڑ یہی ہے۔ کہ وہ ایک امام ہاں زندہ امام (علیہ السلام) کے ماتحت ہیں۔ اور دوسروں کا کوئی امیر نہیں۔ اور نہ امام ہے۔ اسلام کی اس بے کسی کی حالت پر

جو رو سکتا ہے روئے

آخر میں ضلع شاہ پور کے ذمہ وار افسروں کو میں پھر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جب تک سب انسپکٹر بھیرہ وہاں سے تبدیل نہیں کیا جاویگا یہ فساد قائم رہے گا۔ اور غریب احمدی اسکی اذیتوں سے امن میں نہیں رہ سکتے۔ اسلئے امن عامہ کے قیام۔ اور ایک غریب قوم کی دستگیری اور حمایت کے لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ اسے وہاں سے تبدیل کر دیا جاوے۔ اگر اسکو وہیں رکھا گیا۔ تو یقیناً یہ فتنہ بدستور قائم رہے گا۔ آخر میں میں بھیرہ کے احمدیوں سے اظہار ہمدردی کرتا ہوا۔ یہ بات کہنے سے نہیں رک سکتا کہ جس حال میں وہی اہل سنت والجماعت کہلانیکے مستحق ہیں۔ انہوں نے کیوں اس امر پر زور نہیں دیا۔ آئندہ کے لئے ہر ایک جماعت اور ہر احمدی کا یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ کوئی ایسا معاہدہ کرنے سے پیشتر خلیفۃ المسیح سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ کیونکہ بعض اوقات ذرا سی فروگذاشت سے دین میں ہرج واقع ہوتا ہے۔ یا اسکا اثر جماعت پر پڑتا ہے۔ اسلئے کبھی بھی اس اصل اور مقصد کو اپنی نظر سے پرے نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارا کوئی کام جسکا اثر سلسلہ پر پڑ سکتا ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ اور اجازت کے بغیر نہیں ہونا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک مٹھی آٹا

"صدقہ رد بلا" ایک مشہور اور عام طور پر زبان زد خلائق کلمہ ہے جو حضرت ختم المرسلین رسول رب العالمین شفیع المذنبین سید الخلق سرور عالمؐ کی ایک حدیث الصدقۃ تطفی غضب الرب کا ترجمہ ہے غرض یہ ایک مسلم اور متفق علیہ مسئلہ ہے۔ کہ صدقہ اور خیرات ہر ایک رنگ میں صدقہ کنندہ کے حق میں مفید اور بابرکت ہوتا ہے صدقہ کبھی انسان کے آئندہ مخفی در مخفی مشکلات اور مصائب کے واسطے سپر بنجاتا ہے۔ اور کبھی روحانی اور جسمانی مرض کمال کے طے کرنے میں انسان کیواسطے عصا کا کام دیتا ہے اور اللہ کیواسطے کافی اور مفید زاد راہ بنجاتا ہے۔ اور کبھی بظاہر لاینحل پیچیدگیوں اور ظلمت انکار کی گھٹا ٹوپ اندھیری اور ابر آلودہ راتوں میں انسان کیواسطے نور ہدایت بنکر رہبری کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ

اکثر اپنے درس اور وعظوں میں ایک مفید نتیجہ خیز۔ اور پر مغز حکایت بیان فرمایا کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک بزرگ جو کہ بڑے باخدا اور کامل انسان تھے۔ انکا یہ دستور تھا۔ کہ وہ اکثر اپنے شہر کے امرا کے ہاں چلے جاتے اور انکا سو دینار میں دینار کا سوال کرتے مثلاً آج ہمیں اس کی یا دس کی سخت ضرورت ہے۔ آپ دیدیں۔ انکی وجاہت اور ایسی خفیف سی رقم لوگ عموماً انکو دیدیا کرتے تھے۔ انکا یہ کام تھا۔ کہ ان کو لیکر باہر نکلے۔ اور کوئی محتاج سائل فقیر سامنے آیا۔ تو جو کچھ لایا اسکو دیدیا۔ انکے کسی مرید یا شاگرد کو انکے اس طرز عمل کی خبر ہوگئی۔ کہ پیر صاحب لوگوں سے سوال کیا کرتے ہیں اور وہ بھی نہایت ایک حقیر سی رقم کا۔ وہ اس ٹوہ میں لگ گیا۔ خدا کی شان ایکدن وہ شاگرد اس مطلب کیواسطے انکے پیچھے ہولیا۔ مگر انکو خبر نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے ایک شخص سے سوال کیا اسدن اس نے انکو جھڑک دیا۔ اور نہایت ترش روئی کی مگر آخر انکے اصرار اور الحاح سے اس نے کچھ پیسے ان بزرگ کو دیدیے۔ شاگرد یا مرید جو کچھ ہی کہ وہ تھا۔ اسکو یہ امر نہایت شاق گذرا اور پھر یہ معلوم کرکے کہ وہ پیسے انہوں نے باہر نکلتے ہی ایک سائل کو دیدئے ہیں۔ جو کہ ایسی لجاجت اور ایک طرح کی بشیری سے انہوں نے حاصل کئے تھے۔ اسکی حیرت اور بھی بڑھ گئی اور اس راز اور حقیقت کے معلوم کرنے کے لئے اور بھی خواہشمند ہوا۔

وہ بزرگ جو کہ اس کے پیر و مرشد یا استاد تھے۔ اپنے مکان پر پہنچ تو اس نے اس راز کی عقدہ کشائی چاہی۔ اور سارا ماجرا بیان کردیا۔ کہ میں بھی انکے ساتھ ساتھ ہی تھا۔ آپ میرے واسطے اس عقدہ کو حل فرماویں۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ ایسے بزرگ پاک نفس۔ خدا رسیدہ انسان اسطرح کی ذلت گوارا کریں اور پھر اس کے نتیجہ سے کوئی ذاتی فائدہ نہ اٹھائیں اور ایسا ایک عبث فعل کریں۔ یہ آپ کی شان کے شایان نہیں۔ آپ مہربانی فرماکر مجھ پر یہ عقدہ کھول دیں۔ اور اس راز سے مجھے آگاہ فرماویں۔ وہ بزرگ اس کی اس رسائی پر بہت متعجب ہوئے۔ اور اپنے افشائے راز ہو جانے سے بہت گھبرائے . . . . آخر اس کے اصرار کی وجہ سے اس یوں مخاطب ہوئے۔

"دیکھو میں اس شہر میں رہتا ہوں۔ اور یہ لوگ میرے اہل شہر ہونے کی وجہ سے میرے ہمسائے ہونیکا حق رکھتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے جہاں جہاں حق اللہ کی ادائیگی کے واسطے تاکیدی احکام نافذ فرمائے ہیں۔ وہاں حق العباد کا ادا کرنا ایک بہت بڑا بھاری جز و ایمان قرار دیا ہے۔ اور پھر حق ہمسائگی کی اور بھی خصوصیت بیان ہوئی ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کے بوجہ میرے ہمسایہ ہونیکے مجھ پر بہت حقوق واجب الادا ہیں۔ سو ان حقوق کی ادائیگی اور سبکدوشی کے نمٹنے کیلئے میں نے یہ راہ اختیار کی ہے۔

تم جانتے ہو کہ انسان ایک کمزور اور ضعیف الخلقت ہستی ہے اور اس سے کمزوریاں سستیاں کوتاہیاں اور غفلتیں بھی ہو جاتی ہیں خصوصاً یہ لوگ جو بڑے بڑے امرا اور رئوسا ہیں۔ یہ تو ایسی غفلتوں میں اکثر مبتلا رہتے ہیں۔ اور ہر کمزوری یا غفلت کا لازمی نتیجہ کچھ دکھ۔ درد۔ بیماری یا مصیبت ضرور ہوتا ہے۔ پس میں نے انکی حالت پر رحم کھایا۔ اور انکی ہمدردی نے مجھے اکسایا۔ کہ میں ان سے کچھ لیکر غربا فقرا اور مساکین کو دوں تا وہ صدقہ انکی بعض غلطیوں کی تلافی کرتا رہے۔ اور ان پر آنیوالے مشکلات کے لئے وہ صدقہ سپر ہوجایا کرے میں ان سے کچھ نہ کچھ گاہ گاہ وصول کرکے محتاجوں کو دیدیا کرتا ہوں اور خدا سے انکے واسطے التجا اور دعا کیا کرتا ہوں کہ تو ان کی حالت پر رحم فرما۔ اور یہ صدقہ انکی طرف سے تو خود قبول فرما کیونکہ تو بڑا ہی رحیم کریم ہے"

صاحبان ۔ یہ کوئی ناول نہیں اور نہ ہی مصنوعی اور بناوٹی قصہ کہانی ہے۔ بلکہ یہ ایک سچے واقع کا بیان ہے۔

حضرات بزرگان قوم ۔ یہ تمہید میں نے جس غرض کے لئے اٹھائی ہے اور آپکی توجہ کو اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں آپ سمجھ ہی گئے ہونگے۔ میرا آپ سے مدعا

صرف ایک مٹھی بھر آٹے

کا سوال ہے اور یہ بھی کوئی نیا سوال نہیں بلکہ اسی تجویز کی یاد دہانی آپکو کراتا ہوں۔ جو **سیالکوٹ** کی نہایت سرگرم۔ جوشیلی اور سابق بالخیرات جماعت احمدیہ نے کئی سال گذرے قوم کے سامنے پیش کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے خود اسکا عملی نمونہ بھی دکھایا۔ اور غالباً وہ اب تک بھی اس تجویز پر کاربند ہیں۔

مانا ۔ کہ آپ پر بہت چندوں کے بوجھ ہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ کہ آپ کسی دینی چندہ میں کبھی بھی پیچھے نہیں ہو۔ اور ہر قومی کام میں اپنی بساط سے بڑھکر چڑھکر ہی قدم مار رہے ہو۔ پس ایسی ایک نیکی کی حریص اور خدا کی راہ میں مال و جان سے تیار و کمربستہ قوم سے مجھے اپنے سوال میں ناکامی اور مایوسی کا ہرگز وہم ہی نہیں ہے۔

صاحبان ۔ فرائض کیا تھے کچھ سنن موکدہ غیر موکدہ اور کچھ نوافل بھی لگائے گئے ہیں۔ وہ اسی لئے نہیں ہیں۔ کہ فرائض میں کمی کر دیجاوے یا نعوذ باللہ۔ فرائض خدا کے حضور مقبول نہیں ہیں۔ بلکہ وہ فرائض کی تکمیل کے واسطے ہیں۔

پس جہاں آپ خدا کی راہ میں اس کے دین کی تائید اور نصرت کیلئے اور چندوں میں شامل و شریک ہیں۔ وہاں اس نفل کو بھی خدا کی رضا کیلئے اپنے اوپر لازم کرلیں خدا کی راہ میں صدق اور اخلاص سے نکالی ہوئی ایک مٹھی اجر کے لحاظ سے بعض اوقات احد پہاڑ سے بھی بڑھ سکتی ہے گھر کے روزمرہ دو وقتہ کھانے میں آٹا گوندھتے وقت ایک مٹھی بھر آٹا صبح و شام کو نکال کر ایک الگ برتن میں جمع کرتے جانا بظاہر کوئی بڑا کام نہیں اور نہ ہی یہ کچھ حسین تر ہے۔ مگر التزام اور تعہد کے اگر یہ کام تمام قوم میں جاری ہوجاوے تو سلسلہ حقہ کی اہم ضروریات میں سے کم از کم وہ بھاری مد ہے کہ جسکی طرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص توجہ تھی۔ اور جسکی اہمیت کا صرف اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت **اقدس مسیح موعود مہدی مسعود** نے اسکا تمام انتظام آخری وقت تک اپنے ہاتھ میں رکھا اور حضور علیہ السلام کو اسکی طرف خاص التفات تھی۔ اور پھر اب آپ کے وصال اور رجوع الی اللہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو بھی اسکی طرف خصوصیت سے توجہ ہے۔ اور اس کے واسطے آپ کو خاص فکر ہے۔ یعنی **لنگر خانہ** کے تمام اخراجات صرف **قوم کے اس مٹھی بھر آٹے** ہی سے انجام پذیر ہوسکتے ہیں۔ کوئی صاحب یہ خیال نہ فرماویں۔ کہ ایسی ذلیل سی چیز سے کیا ہوسکتا ہے یا ایک مٹھی بھر آٹا کیا بنا سکتا ہے صاحبان! دانہ دانہ شود انبار۔ اور قطرہ قطرہ شود دریا۔ یہ بھی سچے مقولے ہیں اور روزمرہ کے مشاہدات ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ مٹھی بھر جو وہ بازاروں میں محنت مزدوری کی کمائی میں سے دیا کرتے تھے۔ وہ خدا کی نظر میں کیسی مقبول ہوئیں۔ اب بھی وہی خدا ہے اور خدا کے فضل سے ویسا ہی وقت۔ چاہیے نیت اخلاص صدق اور ثبات۔ ایسے کاموں میں تھوڑے اور بہت کے سوال کو درمیان سے اٹھا دینا چاہیئے۔ اور جو ہو سکے خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے۔ دشمن اور منافق تو اسوقت بھی اعتراض کیا ہی کرتے تھے۔ مگر کیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ انکے اعتراضوں کے خیال سے نیکی کرنے سے رک گئے تھے؟۔ ہرگز نہیں۔ التزام استقلال اور مداومت علیہ۔ نیکی خدا کو پسند اور منظور ہوتی ہے۔

پس احمدی قوم کے تمام ارکان اور افراد سے یہ عرض ہے کہ اس مضمون کے پڑھنے کے بعد اپنے گھر کی منتظمہ نیک دل۔ پاک نفس۔ بیبیوں خاتونوں اور خادماؤں کو اسکی نہایت تاکید کردیں۔ کہ التزام سے دو وقتہ آٹے میں سے ایک مٹھی بھر آٹا الگ رکھ لیا کریں اور وعظ اس اجر کو اچھی طرح سے یہ بات انکے دلوں میں جاگزین کردیں۔ جو ایسے کام پر انکو اللہ کے حضور سے ملیگا۔ ہر جگہ کی مقامی احمدی انجمن کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ ایسے آٹے کو ہفتہ وار تمام احمدی احباب کے گھروں سے جمع کرالیں۔ یا خود بخود تمام احمدی جمعہ کے دن جب نماز جمعہ کیواسطے جمع ہوں آٹا بھی ہمراہ لیجاویں اور اس طرح سے تمام آٹا ہفتہ وار جمع ہوجایا کرے اور اسکو فروخت کرکے اسکی رقم ماہوار یا جیسا کہ مناسب سمجھا الگ اس نام سے کہ یہ رقم

ایک مٹھی بھر آٹے

کی ہے۔ دارالامان میں بھیجدیا کریں۔

صاحبان آخر میں پھر میری یہی عرض ہے کہ اس کام میں تساہل نہ کیا جاوے اور نہ اسکو ہلکا سمجھا جاوے۔ بلکہ اس سہل الحصول اور کثیر الفوائد والبرکات کام میں خاص التزام اور توجہ سے کام کریں۔ اور صاحب اثر احباب جو کہ دینی خدمات کے واسطے اپنے اندر ایک سچا جوش اور تڑپ رکھتے ہیں۔ وہ دوسری احباب میں اس قسم کی تحریکات کریں۔ اور تکلیف اٹھا کر بھی اس کار خیر کو جاری کریں ایک چھوٹا سا فائدہ اور کم از کم کام جو اس تحریک پر عملدرآمد کرنے سے ہوسکتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ لنگرخانہ کے تمام اخراجات اس رقم سے پورے ہوسکتے ہیں اگر یہ تجویز تمام قوم میں جاری ہوجاوے۔ پس اس سے آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ دیکھیے

[illegible]

مراسلات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد و علیٰ خلفاء محمد و بارک و سلم انک حمید مجید ۰

اوم ست تت

آریہ گزٹ مورخہ ۱۱ - ۱۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۴ پر ایک مضمون زیرعنوان "پیشگوئی از حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ و علیٰ خلفائہ وسلم) کسی گھنیا لعل گھیوت آریہ پٹیالوی" کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں مضمون نویس نے خواہ مخواہ اپنی پردہ دری کر کے مخلوق کو بنایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ صاحب موصوف کسی اوباش سوسائٹی میں بیٹھنے والے ہیں جن کو "مذہب" کے معنوں سے بھی مس اور علم نہیں ہے۔ +

مضمون نویس لکھتا ہے کہ میں کتاب سائل العیدین مصنفہ مولوی محمد صالح صاحب صوفی پڑھ رہا تھا جس میں یہ عبارت درج تھی۔ اس کے آگے تھوڑی سی عبارت دیباچہ کتاب سے نقل کر کے تمسخر اڑایا ہے جس میں حضرت سرور کائنات کی نسبت پیشگوئی تھی۔ کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ نہیں باقی رہیگا۔ اسلام سے مگر ایک نام اسکا اور نہ باقی رہیگی قرآن سے مگر رسم اس کی۔ مسجدیں انکی آباد ہوں گی۔ مگر ہدایت کے نہ ہونیسے خراب علما مسلمانوں کے بدترین خلائق کے نیچے آسمان کے ہونگے انہیں کے پاس سے فتنہ اٹھیگا۔ اور انہیں میں بیٹھیگا۔" اس مضمون پر راقم مضمون آریہ اپنی سادہ لوحی سے ہنسی کرتا ہے۔ اور نہیں جانتا۔ کہ آج سے ۱۳۰۰ سو برس پہلے کاس پاک وجود کا کلام کیسے لفظ بلفظ پورا ہورہا ہے۔ اور اسلام میں صداقت کے ہونے اور اسکے ہمیشہ تا قیامت رہنے کا ثبوت دے رہا ہے بیچارہ سادہ مزاج معترض ان باتوں سے محض ناآشنا ہے۔ وہ کیا سمجھ سکتا ہے۔ کہ پیشگوئی کیا ہوتی۔ اسکے وہم میں پیشگوئی اسکا نام ہے کہ نجومی کچھ حساب لگا کر تکل مارے۔ کہ کل بارش ضرور ہوگی اور اسدن بادل کا نام بھی نہ ہو۔ اور اس کا نام انہوں نے غیب دانی رکھا ہے۔ ہمارے اسلام میں اسکو پیشگوئی نہیں کہتے بلکہ پیشگوئی وہ اصطلاح ہے جس کے معنے۔ اس خدا سے جو ان بادلوں کو لانے اور پانی برسانے کا حکم دینے والا ہے۔ جیسا کہ نجومی نے بڑے زور سے دعوے کردیا ہے۔ لیکن وہ قادر ہے۔ کہ انکو حکم نہ دے اور پانی نہ برسے وہ عالم غیب اپنے بندوں کو اطلاع دیتا ہے کہ اگرچہ اس شخص کے حساب میں یہ دکھایا ہے کہ اسکا دامن تر کہتا ہے۔ کہ بارش نہیں ہوگی۔ اور سچ مچ بارش نہیں ہوئی۔ ایک طرف سائنس دان بڑے زور سے اپنا تمام قوت اور علم خرچ کرکے کہہ رہا ہے۔ کہ آج سے دو سو برس تک بھی زلزلہ نہیں آئیگا۔ مگر خدا اطلاع دیتا ہے کہ بھاری زلزلہ آنے کا۔ اور سچ مچ آگیا یہی پیشگوئی اس کا نام ہے۔ جو خدا کے علم اور منشا میں ہوتا ہے۔

اور ویسا ہی ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اب اسی پیشگوئی کو جو کس صفائی سے ہورہی ہے کیسا اسلام کی سچائی کا بین اور کھلا نشان ہے ہمارا قرآن ہمکو چھوڑتا نہیں۔ بلکہ وہ ایک مادر مہربان کی طرح ہماری دستگیری کرتا ہے۔ قرآن ہی تھا کہ اگر نہ ہوتا۔ تو آج کشتی اسلام اس زمانہ کی گرداب سے نجات نہ پاسکتی۔ اور ضرور گہرے پانی کی تہ میں ہوتی۔ برخلاف اس کے وید نے تمکو چھوڑ دیا۔ وہ خود ہی بڈھا ہوگیا۔ وہ تمکو کیا دے سکتا ہے۔ اس کی صرف صورت ہی دیکھکر خوش ہورہا ہے سو وہ پہلوں نے تو بہت کچھ تغرات کئے اور کیوں نہیں پنڈت صاحب نے بھی بہت کچھ تگ و دو کی ہے۔ ویدوں سے ہی روحانیت نکل چکی ہے۔ اب وہ بالکل ہماری سمجھ میں کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ کوئی آسمانی اور الہامی کتاب ہوکر نیوگ سا گندہ مسئلہ سکھاوے۔ اگر بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا پرستی کو چھوڑ کر انسان کی پوجا شروع کردی۔ اور مذہبی تعلیم اور خدا اور اس کی صفات کو محدود اور بالکل محدود کردیا ہے۔ جس سے بہت کچھ فتور پڑ گیا۔ وہ لوگ جو ویدوں کو جانتے تھے۔ انہوں نے اپنی نفس پرستی سے تحریف تبدیل کرنی شروع کردی۔ اور ان پڑھوں نے ان کی باتوں کو محض حسن ظنی اور اعتقاد سے آمنا و صدقنا کہا جو کچھ ان سادھو پنڈتوں نے اپنے نفس پرستی سے چاہا۔ لکھ لیا۔ اور ان مورکھوں نے اسے وید کی آگیا سمجھکر بلا چون و چرا قبول کرلیا۔ کیونکہ علمیت تو خاص ہوچکی تھی۔ دوسرے بیچارے صرف مہاراج مہاراج کرنیکو ہی فخر اور مذہب اور عبادت سمجھتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے کہدیا قبول کرلیا۔ سادھوں کے قانون جو خلاف فطرت تھے وہ مجبور ہوئے ایسے احکام گھڑے۔ جن سے انکی نفس پروری ہو۔ اور وہ مجبور بھی تھے۔ +

اب ہم مضمون نویس معترض کے اصل مضمون کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ سادہ منش معترض اردو لٹریچر سے بھی شاید پورے طور پر واقف نہیں۔ ہم ان کو صرف ان کے پیش کردہ مضمون سر ہی مختصراً جواب دیتے۔ امید ہے کہ ان کی تسلی کا موجب ہوگا۔ اور آیندہ ایسے بے بنیاد اعتراض کرنے سے اجتناب کرکے گاؤڑوں کے شکریہ کا موجب ہونگے۔ اعتراض اگر کچھ معقولیت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہم ہر ایک مسلمان ایسے اعتراض سننے اور جواب دینے کے لئے طیار ہیں۔ مگر لچر اور فضول باتیں سے کاغذ سیاہ کرکے دوسروں کو تکلیف دینے سے کچھ حاصل نہیں ہے ہم تو گالیاں بھی سن لیتے ہیں۔ اور آریہ صاحبان بخوبی واقف ہیں کہ ہم خاموشی سے سن سکتے ہیں۔ مگر ہمارے پاس گالیوں کا کچھ جواب نہیں۔ اس میں ضرور ہم کو مات ہے۔ +

معترض صاحب کے چار اعتراضات ہیں۔ جن پر کے اوپر میں نمبر لگا آیا ہوں۔ اول اعتراض پیشگوئی کی مثنی اول یہ ہے جسپر آپ رفمطراز ہیں کہ جو کوشش بچاؤ اسلام کے لئے جاری ہے۔ وہ خلاف کلام رسول اللہ کیونکہ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وخلفائہ وسلم) نے جو کہا تھا۔ سچ ہے" کیا آپکے لیڈنگ ممبر لاجپت رائے کا کہنا کہ "آریہ سماج کی کشتی بھنور میں ہے" جھوٹ ہے اگر سچ ہے تو چھوڑ دو۔ اور کوئی کوشش اس کے بچاؤ کے لئے نہ کرو۔ اور کیا منشی رام جھوٹ کہتا ہے۔ آریہ سماج جلد غارت ہوجائیگی کیونکہ دھرمپال کا رونا پیٹنا اس کے لئے دیا سلائی کا کام نہ کریگا" اگر لاجپت رائے اور منشی رام جھوٹے ہیں تو ضرور ہے کہ آریہ سماج اپنے گھٹنوں پر کھڑی ہوکر گرے۔ ورنہ آج ہی یہ کشتی ڈوب جائیگی پھر کوئی بچاؤ سماجیوں کو اس کے لئے نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اپنے لیڈروں کے قول کی تائید میں اسکے ڈبانے کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ دراصل یہ سب ناواقفیت کے ہی جھگڑے ہیں۔ اصل مقصد سے دور کہیں۔ مطلب برآری چاہنا مشکل امر ہے کیا ویدوں کی یہی تعلیم ہے۔ کیا وید ویسا ہی سکھاتی ہے؟ مہربانی کرکے بتائیں کہ اس کے معنے کیا ہیں کہ پرمیشور ناف سے دس انگل نیچے ہے۔ سمجھنے والے دور تک پہنچ جاتے ہیں اب ہم مختصراً اصل مطلب اس پیشگوئی کا بیان کرکے بتاتے ہیں کہ معترض نے کہاں تک نیک نیتی اور سمجھ سے کام لیکر اپنا قلم چلایا ہے۔ پیشگوئی کے معنے اوپر بیان کرآیا ہوں جس کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ ہمارے حضرت (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیٰ خلفائہ وبارک وسلم) نے اس وقت جب کہ اسلام کا ہرا بھرا سرسبز باغ مسلمانوں کے لئے مسرت اور تازگی ایمان کا باعث ہوتا تھا۔ اور کفار کے لئے ہمیشہ روسیاہی اور ناکامی ہوتی تھی۔ اور ہر طرف اسلام کی قبولیت تھی اور اسلام کا خوبصورت ہلال تمام دنیا کے لئے طلوع ہوا تھا۔ اور جس کے لئے بڑی بڑی بشارات تھیں اور اسوقت بھی کامیابیوں سے خدا اس کی امداد کرتا تھا۔ اور آیندہ کے لئے وعدہ دیتا تھا۔ ایسے وقت میں یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ ایک وہ زمانہ آئیگا۔ کہ ہر طرف سے کوئی کوئی آواز آئے گی۔ اور اسوقت اسلام سے کوئی باقی نہ رہیگا۔ یعنی اسلام پر پورے طور پر کوئی بھی عامل نہیں ہوگا۔ کوئی ایسا نہ ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی چوک نہ ہو۔ ہر ایک میں دین اسلام سے فروگذاشت ہوگی اور وہ وہ وقت ہوگا۔ جب کہ قرآن کے احکام کی پورے طور پر تعمیل نہ ہوگی۔ قرآن کو پڑھتے بھی ہونگے۔ مگر سمجھتے نہ ہونگے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے۔ کہ قرآن حلق کے نیچے نہیں اتریگا۔ بلکہ ظاہری رسم کے طور پر رٹ لینگے۔ نہ لوگ توجہ کرینگے نہ ہی اسپر غور ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ کتابیں اور قرآن اس گدھے کی طرح لادی ہوئی ہونگی۔ جو بوجھ میں دبا ہوا ہوتا ہے۔ مگر اس بوجھ سے خود فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ گدھے پر اگر بہت سے کتب لاددی جاویں تو وہ مولوی نہ ہوجائیگا۔ بلکہ گدھا ہی رہیگا۔ ایسا ہی بہت سی کتب پڑھ لینے سے عالم نہیں ہوجاتا۔ جبتک کہ ان پر عمل نہ کرے اگر عمل نہ کرے تو کچھ نہیں۔ بلکہ اس سے تو جاہل بے علم اچھا ہے جسکو نہ علم ہے۔ نہ عمل سے

خر عیسیٰ اگر بمکہ برود
چوں بیاید ہنوز خر باشد

کہ جانے سے گدھا حاجی نہیں ہوسکتا۔ وہ تو گدھا ہی رہیگا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اسوقت کے مسلمانوں کی مثال یہودیوں کی دی ہے۔ کہ جیسے یہودیوں کے عالم ربی بہت کر

کتب پڑھکر اپنے کو عالم کہتے تھے۔ اور عمل بالکل نہین کرتے تھے۔ وہی حال اسوقت کے مسلمانوں کا ہوگا۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف مین بہی آیا ہے کہ اسوقت کے مسلمانوں کی حالت بالکل یہود سے مشابہ ہوگی۔ کہ اگر ایک یہودی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہے۔ ضرور ہے تو اسکو بہی کریگے۔ اور اسوقت مسجدیں تو آباد ہونگی۔ گر رسم ہی باقی رہیگی۔ ایمان کے نہ ہونے سے خالی ہونگی۔ کیونکہ ان مین ہدایت نہ ہوگی۔ گمراہ ہونگے۔ اسوقت نمازین بہی ہونگی۔ اذانین بہی جماعت بہی۔ غرض سب کچھ ہوگا۔ مگر ہدایت نہ ہوگی۔ جیسا کہ اس زمانے میں ہے۔ اور علماء بدترین خلایق سے ہونگے۔ تو آجکل کے علماء کی حالت سے کون واقف نہین ہر ایک جانتا ہے جس سے آنحضرت صلعم کی یہ پیشگوئی صادق آتی ہے۔ اور یہی مین جن سے فتنہ اٹھا۔ کیونکہ جب سے یہ خود وہ کام نہین کرتے۔ جن کے لئے دوسرون کو نصیحت کرتے ہین۔ تو دوسرون پر ایسی نصیحت کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ ؎

واعظان کین جلوہ برمحراب و منبر میکنند
چون بخلوت می روند آن کار دیگر میکنند

جب دوسرے انکو ایسے افعال شنیع کے مرتکب دیکھتے مین تو خود بہی کرنے لگتے مین۔ چونکہ اُن کے دل مین ان کی عظمت ہوتی ہے۔ اس عظمت سے وہ اس برائی کو برائی نہین سمجھتے۔ بلکہ حسن ظنی اور نیک اعتقاد کی وجہ سے اچہا ہی سمجھ لیتے ہین بعض اُن سے سمجھ جاتے ہین۔ کہ ایسے عالم پرہیزگار کرین۔ تو ہم کیا ہین۔ جو اُن سے بڑھکر پرہیز اور اتقا کرسکتے ہین۔ اور اکثر اوقات بعض باتین انسانی طاقت سے بالاتر بہی جاتے ہین۔ کیونکہ مولوی تو اُن کے لئے ایک مجسم نعیت ہوتے ہین۔ وہ قیال کرتے ہین۔ کہ یہ اسلام اور دین کا پورا نقشہ مین جو یہ کرتے ہین حق اور راست کرتے ہین۔ اور قرآن اور بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے منشاء کے مطابق کرتے ہین۔ اور علماء فی زمانہ دنیا کے ساتھ دین کو بہی لگائے رکھنا چاہتے ہین۔ مگر ناممکن بات اللہ تعالیٰ کب پسند کرتا ہے کہ ایسا مشترک ہو ؎

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دون
این خیال است ومحال است وجنون

بس وہ دین کو دنیا سے لائے رکھنا چاہتے ہین۔ مگر چونکہ یہ ناممکن ہے۔ وہ دین کو چھوڑ دیتے ہین۔ اور دنیا کی لذتوں عیشوں اور آراموں کو دیکہ اُس کی طرف جہک جاتے ہین۔ تب دین اسلام یتیم اور بیکس کی طرح ہو گیا ان سب کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی طرف سے ایک مرسل کو مبعوث فرمائیگا۔ جیسا کہ اسکا قاعدہ اور عادت ہے کہ جب گرمی حد درجے کی حدت کو پہنچ جاتی ہے اور زمین التہاب ہو جاتا ہے۔ اور تمام درخت مرجہا جاتے ہین۔ اور تمام پودے سوکھنے کو ہو جاتے ہین۔ اسوقت اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے اور تمام پیاسی زمین کو سیراب کرکے زندگی بخشتا ہے۔ ایسا ہی قانون قدرت کے مطابق اللہ تعالیٰ جبکہ دنیا مین تباہی پہیل جاتی ہے۔ اور تمام اقسام کی بد کرداریان پہیل جاتی ہین۔ اور ہر قسم کے گناہ اور فسق و فجور ہونے لگتے ہین اور خدا کا نام دنیا سے مفقود ہونے کو ہوتا ہے۔ اور لوگ خدا کو بہول جاتے ہین تب خداوند خدا پرشور سرسبز نخلستان کسی مجدد یا مصلح کو مبعوث فرما کر دنیا کو روحانیت کا پانی برسا کر سیراب کرتا ہے اور اس اپنے پاک نبی اور رسل کے ذریعہ سے دنیا کو تمام بدیون سے پاک کرکے اپنے فیضان سے سرشار کرتا ہے دنیا پہر اس سرسبز کہیت اور بہت سی خوشگوار پہلدار شاخین نکلتی ہین۔ اور پہروہ علماء اس فتنہ کو بٹہا دینگے۔ اور پہر اسلام ہرا بہرا ہو جائیگا۔ اور خدا کا نام بڑے زور شور سے لیا جاتا ہے اور تمام اطراف سے کفر اٹھ جاتا ہے اور ایمان کی خوشگوار سٹیشن مومنوں کے دلوں کو فرحت پہنچاتی رہتی ہین جس سے انکی زندگی (ایمان) کی تازگی ہوتی رہتی ہے بالآخر ہم ایک باریک نکتہ بیان کرکے معترض کے شکوک کو رفع تمسخر کو درگذر اور اسکی ایسی خوشی کو جو اُسے اس پیشگوئی سے اپنی کم علمی کی وجہ سے ہوئی۔ پامال کرکے انکو بتلاتے ہین جیسا کہ وہ سمجہا ہے۔ کہ اب قریب ہی وہ دن ہے کہ اسلام نابود ہوتا ہے۔ اور اسکے بعد ہم مزے لوٹینگے۔ خوب نیوگ ہوگا۔ مگر یاد رہے کہ اسلام کبہی بہی نابود نہین ہوسکتا۔ یہ اسلام کا نورانی چہرہ ہمیشہ درخشاں رہیگا۔ اور ہمیشہ اپنے معتقدین کو منصور و بامراد اور منکرین کو نامراد و خائب و خاسر کرتا رہیگا۔

معترض آریہ اگر تہوڑا سا بہی غور کرتا اور سمجہ سوچکر اور کچہ آگا پیچہا دیکہکر تامل سے کم از کم کل کتاب کو دیکہکر ہی اپنا قلم کسی کے لئے خنجر کند کی طرح اٹھاتا تو وہ ضرور سمجہ جاتا۔ کہ اسکے کیا معنے ہین۔ جلد باز آریہ کیا ہمکو بہی خدا کا ایسا ہی معتقد جانتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود ہے یاد رہے کہ ایسا نہین ہے ہم خدا کو حمیدہ صفات اور اسماء حسنہ سے موصوف سمجھتے ہین۔ سو وہ مخرج الحي من الميت اور مخرج الميت من الحي ہے۔ اسلام کی سچائی کے لئے صرف یہ ہی پیشگوئی کافی ہے کہ اسمین اول تو ایک ایسی خبر دیگئی ہے۔ جسکا کہ کسی فرد کو وہم و گمان بہی نہ تہا اور نہ ہی کسیکو ہو سکتا تہا۔ پہر ایک اس مین بشارت دیدی۔ تاکہ محبوبان خدا شکر مند نہ ہوجاوین کہ اگرچہ وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ نام کو ہی اسلام ہوگا۔ اور رسم ہی ہوگی ہدایت نہ ہوگی اور سب سے بڑہکر بات یہ کہ علماء فتنہ انگیز ہونگے مگر یہ بہی بتادیا۔ کہ علماء سے ہی یہ فتنہ دور بہی ہو جائیگا۔ جو صاف کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ اور وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم کی طرف اشارہ ہے یعنی جب ایسی حالت ہوگی۔ تو حسب قانون قدرت اللہ تعالیٰ نے جسطرح یہودیوں کی ہدایت کیلئے حضرت موسیٰ کے بعد خلفاء آتے رہے ایسا ہی اسلام مین بہی اللہ تعالیٰ ان مین سے نیک افراد کو ایسی خدمت سپرد کریگا اور ان سے تجدید دین کا کام کرائیگا۔ پس فطرت کے مطابق جیسا جیسا وقت اور ضرورت تہا۔ ہر صدی پر مجدد آئے اور اپنا کام کرکے چلے گئے اور جیسا کہ چودہوین صدی موسوی پر ایک نبی آیا تہا اور اسلئے آنحضرت نے اس آخری مجدد کو نبی اللہ لکہکر یاد فرمایا ہے۔ اور اسکو اپنے سلام سے بہیجکر معزز و ممتاز فرمایا ہے۔ وہ خدا کا مرسل ہم تم سب کو ہوتے ہوئے اپنا کام کرکے اپنے مولا کریم سے جاملا ہے جسکا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی ہے

اللّٰہم صلّ علی محمد وعلی آل محمد وعلی خلفاء محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان تہا۔ حضرت موصوف کی وفات پر جیسا کہ سنت اللہ ہے مخالفوں نے بہت سے بے بنیاد اعتراض کئے ہین۔ مگر چونکہ بہت بزرگان نے مفصلاً اور مجملاً ہر طرح سے جوابات کافی شافی دیدیئے ہین۔ اور نہ اسمین کوئی اسبات پر اعتراض ہے۔ اسلئے اس سوال کی ہمکو بہی ضرورت نہین۔ سو انہوں نے اس آگ کو بجہا دیا ہے۔ اور جیسا کہ آگ کے بجہنے کے بعد دہواں نکلتا ہے۔ اور کوئی وہ دہواں آگ ہی بنجاتا ہے۔ مگر حضرت اُس آگ کو ایسا بجہا گئے ہین۔ کہ کچہ بہی باقی نہین چہوڑا۔ جس سے پہر اشتعال ممکن ہو اگر کچہ دہواں ہے تو وہ دہواں مولویوں (علماء) بیٹہیگا۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی ہے۔ علماء زیادہ ہوا یا دوسرے لفظوں مین فتنہ دو طرح سے بیٹہیگا ایک تو وہ خود اپنے افعال شنیعہ کو ترک کرکے عامل شریعت ہو جائینگے اور دوسرے وہ اپنی مخالفت اور موت وغیرہ سے۔ مخالفت اور موت سے بہی کئی فائدے اسلام کو پہنچتے ہین جیسے کہ ایمان لانے سے بڑے فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سے مخالفت سے ایک تو تشہیر اور تبلیغ عام ہو جاتی ہے۔ دوسرے سعید الفطرت اس مخالفت سے فائدہ اٹہا دیتے ہین۔ اور وہ تلاش مین ہوتے ہین اور آخر حق پالیتے ہین۔ اور موت سے ایک تو انکا جہوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسرے امتیاز حق بہی کر لیتے ہین۔ اور ہدایت کو قبول کر لیتے ہین۔ اور جو رخنہ اندازی وہ کرتے ہین۔ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابل مین کچہ بہی نہین ہوتی۔ تاہم خدا اس تہوڑے سے بہی نقصان کو دور کر دیتا ہے اور پہر کوئی روک سد راہ نہین رہتی۔ ظاہر ہے کہ یہ آخری زمانے کیلئے پیشگوئی تہی۔ اور اسمین آخری زمانے کیلئے حالت بتائی گئی تہی جس مین کہ اسلام کی حالت بتا کر اور پہر اسکے زندہ کرنے کی نسبت وعدہ دیکر بتایا تہا کہ اسلام کبہی بہی نیست و نابود نہین ہوگا۔ بلکہ جو کچہ تہوڑی سی اسمین کمی پڑجائیگی وہ پہر بالکل دور ہوکر بہت ترقی ہو جائیگی۔ اور ہر طرف اسلام ہی اسلام کا ڈنکا بجیگا اسلام سورج ہے اور کون ہے جو اسکی طرف نظر اٹہائے۔ اور اسلام شمس نصف النہار ہے۔ جو اسکی طرف آنکہ اٹہائیگا وہ اسکا خمیازہ خود بہگتیگا۔ +

ہم نے مجملاً مختصراً جواب معترض موصوف کا اپنے وعدے کے مطابق انکے اپنے مرقومہ عبارت سے اسکی تشریح کرکے دیدیا ہے۔ امید ہے۔ کہ آریہ صاحب کی تشفی کا باعث ہوگا۔ دراصل اتنی مدت ہم انکے وعدے کے مطابق انتظار مین رہے کہ مسٹر گہیسوت نے لکہا تہا۔ کہ آیندہ جو حکم حضرت محمد صاحب ملیگا۔ وہ بہی پیش کرونگا۔ مگر اتنک قریب دو ماہ کے عرصہ گذر چکا ہے خیال تہا۔ کہ دیکہیے دیباچہ کی ہی اعتراض شروع ہین تو آیندہ دیکہین مگر ابہی تک وہ کتاب ہی ختم نہین ہوئی اور یا کہین آپکی خواہش پوری نہین ہوئی۔ جو کسی طرح سے کوئی اعتراض اسلام پر ہو تلاک ابتک کوئی مضمون آپکی طرف سے شائع نہین ہوا۔ لہذا بہت انتظار رشید کے انکی خدمت مین کچہ عرض کیا آخر مین ہم مسٹر گہنیا لعل صاحب گہیسوت آریہ سے درخواست کرتے ہین۔ وہ مہربانی کرکے ان متعصبانہ خیالات کو چہوڑ دین۔ مسلمان تو دانت کہٹے کر دیتے ہین۔ اور کسی کام کا نہین چہوڑتے۔ اب وہ زمانہ نہین رہا جنگ وجدال ہو چکے۔ اب صلح کا زمانہ آگیا۔ دیکہ لو استندنون کی تگ ودو کیا کر لیا۔ کتنی کچہ ترقی کی یا کسقدر پیچہا دیکہا جیتنے والے جیت گئے اور بہت آگے نکل گئے اب تمہاری مجال نہین کہ اس اوج کو پہنچکر پہر ایکبار ان سے سامنا کرو۔ اگر کچہ ہندو مذہب مین اسی ہی بات تہی ہی تو وہ آپ لوگوں کی مہربانی سے صاف ہوگئی۔ چلو ہم تمکو صلح کا پیغام دیتے ہین۔ غنیمت جانو اور اپنا پیچہا چہوڑاؤ۔ دیکہو ہمارا مسیح تمکو پیغام صلح دے چکا ہے۔ اسکو بغور پڑہو۔ اور اس پر عمل کرو گورنمنٹ سے ناحق چہیڑ چہاڑ مت کرو۔ گورنمنٹ کو چہیڑنا کانٹوں کی جہاڑی مین کودنا ہے۔ اور نافرمانی الٹا رہی اب بہی باز آؤ معافی مانگ لو۔ ملک قربان ہوا اور سیکرفائس کے یہ معنے نہیں جو تم سمجے رہو۔ یہ لفظ تم نے اسلام سے ہی سیکہا ہے اسکے معنی بہی سمجہکر سیکریفائس سکریفائس گانا گانا ہی تہا۔ اس حرکت سے جو تم کر رہے ہو۔ سراسر ملک کا ہی نقصان ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد تمنے کتنے عرصہ تک ہندوستان کو پستی مین ڈالے رکہا اور اب پہر جو شروع کیا ہے۔ اسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اب ہمیشہ کے لئے ہندوستان کو پستی کے سمندر کی تہ مین جا بٹہائے جہان سے پہر نکلنا ناممکن ہوجائے۔ جانے دو۔ ان حرکتوں سے کچہ فائدہ تمنے سودیشی سسٹم کو کیا بنایا۔ جو تمہارا کام ہوتا تہا۔ اور کیا کرو گے جو کچہ بہی سودیشی بہی نہین۔ تجارت مین تو پہر بہی بہت کچہ سست رہی ہے۔ سودیشی سسٹم کرکے علیحدہ

اصلی ہیرا اور ہیرے کا سرمہ

اصلی ہیرا ۔ جو آج کل بازار میں عالی سے پر تولہ پر فروخت ہوتا ہے اور ہیرے کا سرمہ دو روپیہ تولہ پر فروخت کیا جاتا ہے میرے پاس موجود ہے اسکے لئے پہلے سے اطلاع دیں ۔ اسکے فروخت کی وجہ ... حضرت حکیم الامۃ اور دوسرے بزرگوں ... اسکو اصلی ہیرا ... کر کے خود تجربہ ... اصلی ہیرا چھ روپیہ تولہ ... سرمہ ہیرا ... تولہ پر فروخت کرتا ہوں ۔ اور اسکے ساتھ ہی یقین دلاتا ہوں کہ گو ... اس اشتہار کے واقع نہ ہو ۔ ... سچائی کے اظہار کیلئے ... ایک ادنیٰ ... ہے ۔

نوٹ ۔ میری دوکان سے ہر قسم کی لنگی دکارہ بھی مل سکتی ہے ۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان دارالامان

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ ... ربڑ ہینڈل والا ... کی لکڑی کا ہے ۔ ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے ہیں نہایت پائیدار ہے ۔ قیمت ... کرکٹ بیٹ ... ربڑ ہینڈل دار کنگ ... کین ہینڈل والا ... کے لئے نہایت عمدہ ... کرکٹ بیٹ ... کی ہوگی ۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۔ ... کرکٹ بیٹ معمولی ... ۱۲/

... کرکٹ بیٹ ... نہایت عمدہ ... لکڑی کا ... فٹ بال عمدہ ... اور مضبوط ... نہایت پائیدار ...

فٹ بال نمبر ...

کرکٹ بال ... نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے ... ولایت کے تیج ...

کرکٹ وکٹیں ...

المشتہر مستری نظام الدین شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مال از قسم ... کرکٹ اور فٹ بال وغیرہ پہنچا ۔ ہر طرح سے قابل تعریف پایا ۔ میرے اس کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں ۔

نیاز مند ۔ عالم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ... کانگڑہ ...

آٹا پیسنے کا خراس

یہ خراس آٹا پیسنے کی مشین تمام ہندوستان میں ملتی ہے ۔ آٹا فی گھنٹہ ... من سیر پسا جاتا ہے ۔ قیمت درجہ اول ... درجہ دوم ... آسانی سے ... بیل کیا جاتا ہے ۔

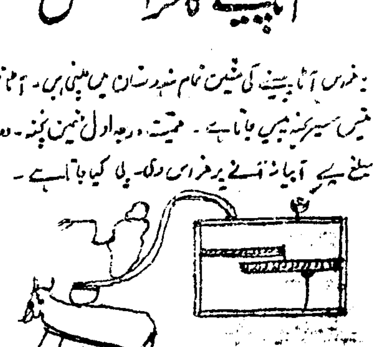

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

کیا آپ بیمار ہیں

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اس میں کچھ شک نہیں کہ کوئی شکایت آپکو ہو ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کیا دل میں تھا ایک مرتبہ درست ہو جاتا ہے ۔ اگر یہ بات نہ ہو تو ... دو ... ڈون کی گردوں کی گولیاں (ڈونس پلز) کھا لیجئے ۔ دوسرے روز ہی آپ کو درست صاف ہوگا ۔ اور بیشتر کی نسبت آپکو زیادہ اچھا معلوم ہوگا ... سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں ۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں ۔ کہ جو دنیا کے ... سے زیادہ امراض کا باعث ہوتا ہے ۔ آپ بخوبی سمجھ جائیگا کہ ... بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۔ جگر کی شکایات ۔ سیلان ۔ صفرا ۔ صفراوی بخار ۔ ... سوء ہضمی ۔ پٹھوں کی کمزوری ... امراض قلبی دل دھڑکنا ۔ بیٹھے چکر آنا ۔ دردسر ۔ تبخیر ۔ کھٹے ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ ۔ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ۔ ڈون کی نسخہ کی گولیاں (ڈونس پلز) نباتات سے بنائی گئی ہیں ۔ اور مذکورہ بالا امراض کو رفع کرتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اجزاء کو آنتوں سے نکالتی ہیں ۔ جگر کو قوت دیتی ہیں ۔ صفرا بینت کو اچھی طرح بناتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں

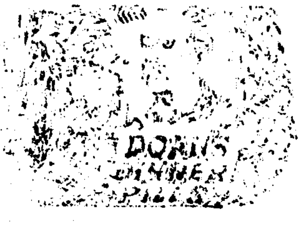

بارہ آنہ والی

قیمت ۱۲ اور بارہ آنہ والی شیشی میں ساڑھے گولیاں ہیں ۔ جو ۱۲ والی شیشی کی گولیوں سے ... ہیں ۔ کل دوا فروشوں سے ملتی ہیں ۔ یا ... اور ... کے پاس سے ۔

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک تہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو ۔ فوراً کم ہو جاتی ہے ۔ اور اگر ... تو ایک ہی ڈبیا بہا جن ... بواسیر (بادی یا خونی) ... کھجوا ... کیڑے ... داد اور جلد کی سب طرح کی ... اور خارش وغیرہ کو ... ہر حالت میں شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے ۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت ۱۲/ فی ڈبیا ۔

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت واجب الوجود ۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب ... کی حقیقت بھی ... قیمت ۶/ **رسالہ تدبیر** ۔ اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور تقدیر اور تدبیر کے تعلق پر بحث کی گئی ہے ۔ قیمت ۶/

دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی ... سے مل سکتے ہیں

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل ... کہ ... لیکن ہمارا کام ... سے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے ... بھلا ہمیں کچھ بھی وہم ... کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ ... معجون تیار کیا ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ تولد ... انشاء اللہ فوراً دفع ہونگے ۔ اور ہر قسم کی ... کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں ۔ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر شفا ہو ۔ طلب فرمادیں ۔ قیمت فی بکس ...

طلاء طلسمی ۔ پرانے سال کے اترا ... اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے یہ مرض لاحق ہوتے ہیں ۔ اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں ۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں ۔ اور معجون طلسمی کھائیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسکے مفید پائینگے ۔ منگوانے سے پہلے نمونہ منگا کر آزمائیں ۔ قیمت ... ماشہ ...

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بینائی بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ...

سنون دنداں ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے ۔ قیمت فی بکس ...

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ ... گنج ... دہلی

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ ... خلق خدا کی ... کیواسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں ۔ تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں جس کی کمیشن وغیرہ سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں ۔ اس تریاق بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے ۔ کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے ... طاعون و دیگر امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے ۔ اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گلٹی ... بدن پر مالش کی جائے ۔ تو سردرد بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا شدید غشی کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے ۔ یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے ... اسکا ادا کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ... مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونگے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں ۔ نصف قیمت

نوٹ جو اصحاب اشتہار درج کرنا چاہیں ۔ بذریعہ خط ... سے مطلع فرمائیں

المشتہر فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون ... موکل ضلع لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے (صہ)
۲- خواص و معاونین سے (عـہ)
۳- ہندوستان سے باہر (سے)
۴- غیر مذاہب والوں سے (ہے ۱۲/)
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عـہ ۱۲/)

نوٹ

کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل ۔۔۔ کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ ۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

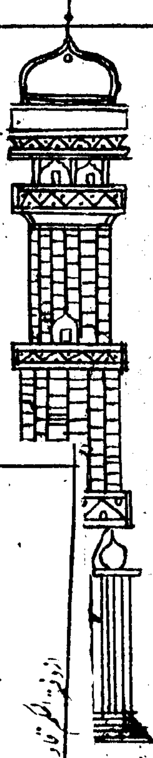

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۔۔۔ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۲۶ ہجری المقدس | جلد ۱۲

الحمد للہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اُس نے مجھے پھر توفیق دی کہ میں اُس کے حمید و مجید کلام کی اشاعت اور خدمت کر سکوں جیسا کہ اعلان کیا جاتا رہا ہے۔ قرآن مجید کے ترجمہ معہ تفسیری نوٹ کا پہلا پارہ کاتب کے پاس جا چکا اور کچھ حصہ پریس میں بھی چلا گیا۔ چنانچہ اس وقت تک ۔۔ کاپیاں چھپ چکی ہیں مجھے خدا کے فضل و کرم سے یقین ہے۔ کہ احباب اس کو پسند فرماویں گے ✤ الحکم کے ایک ہزار ناظرین میں سے تیس کے قریب مجھے ایسے خطوط پہونچے ہیں۔ جنہوں نے یا تو اس وقت پارہ کا وی۔پی لینے کے لئے اپنے آپ کو ناقابل بتایا ہے اور یا صرف ایک جلد کے لینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک رقم پیشگی دینے کو آمادہ ہیں۔ مگر یہ سلسلہ مسلسل جاری رہے۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کیوں شروع سے اس سلسلہ کو شروع نہ کیا گیا۔ اس کے سوا باقی احباب نے اعلان کے مضمون کے موافق اپنی خاموشی سے ظاہر کیا کہ وہ مطبع کے مرسلہ وی۔پی کے دو دو جلد کے لینے کو آمادہ ہیں

مگر میں نے بطور خود احتیاط مزید کو مدنظر رکھ کر صرف ۱۲۰۰ کاپیاں طبع کرانے کا انتظام کیا ہے۔ اور بجز اُن مخلص اور خاص دوستوں کے جو الحکم کے ساتھ مربیانہ تعلقات رکھتے ہیں باقی احباب کو جنہوں نے اپنی خاموشی سے اظہار رضامندی کیا ہے صرف ایک ایک جلد بصیغہ وی پی ارسال ہوگی۔ چونکہ تعداد مقررہ سے بہت کم چھاپا گیا ہے۔ اس لئے جو احباب اس موقع کو ہاتھ سے دیدیں گے۔ اُنہیں ایسی گران قدر نعمت کے لئے پھر کسی دوسرے وقت کا انتظار کرنا پڑیگا۔ قرآن مجید کے فہم کے لئے روپیہ کے خرچ کا مضائقہ خدا پرست اور خدا جو قوم قطعاً نہیں کر سکتی۔ اس سے سابقہ سلسلہ تفسیر پر کوئی اثر نہیں ہوگا ہاں صرف سورہ آل عمران کی تفسیر جو نامکمل حالت میں پڑی ہے اس کو انشاء اللہ پورا کر دیا جائیگا۔ اور پھر جب تک اس اصول اور نہج پر قرآن مجید کا ترجمہ شائع نہ ہو لیگا۔ اس سلسلہ میں کچھ نہ لکھا جائیگا (بعونہ تعالیٰ)

چونکہ یہ پارہ بجائے خود مکمل ہونگے۔ اس لئے ان کی جدا جدا جلد تیار ہو سکتی ہے اس لحاظ سے کہ حاشیہ پر یادداشت لکھنے کا موقعہ مل سکے۔ حاشیہ خاطر خواہ رکھا گیا ہے۔ میں اس کام کو پوری دلچسپی سے کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر توفیق کا ملنا اس کے فضل پر موقوف ہے۔ اگر احباب نے کماینبغی قدر کی اور مجھے مدد دی۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا بعید ہے کہ یہ کام خاص سرعت اور تندہی سے جاری ہو سکے احباب کی امداد کی دو صورتیں ہیں اوّل وہ میرے لئے پوری توجہ اور دردِ دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے اور اپنا فضل شامل حال کرے۔ میری راہ سے وہ روکیں اُٹھا دے۔ جو ہرج اور دیر کا موجب ہوتی ہیں۔ مجھے سمجھ اور قوت بیان دے۔ جو ایسے انداز اور طرز پر مطالب قرآنی ادا کر سکوں۔ جو لوگوں کے لئے نافع اور اس جلیل القدر کتاب کے حقائق کے اظہار کا ذریعہ ہو دوم جسقدر جلدیں طیار ہوں۔ ان کے ہدیہ ہو جانے کی فکر کریں۔ پہلا پارہ جو طیار ہو رہا ہے۔ وہ سورہ زمر سپارہ ۲۳ سے لیکر سورۃ حٰم سجدہ سپارہ ۲۴ تک ہے۔ اور اس طرح پر اس جزو میں ڈیڑھ سپارہ کے قریب قریب قرآن مجید کا حصہ آجاتا ہے۔ یہی طرز آئندہ رہے گا یعنی شروع سورۃ سے آخر سورۃ تک ہوگا۔ اگلا نمبر سورۃ شوریٰ سے لیکر سورۃ جاثیہ تک ہوگا۔ کبھی ایک سپارہ سے بڑھ جائیگا اور کبھی شائد کم ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بعید نہیں کہ اس ستمبر کے مہینے میں دوسرا پارہ بھی نکل جاوے۔ کیونکہ کاتب کی دقت کی وجہ سے اب تک دیر ہوئی۔ ورنہ ۳۱ اگست تک پہلا پارہ ضرور شائع ہو جاتا۔ بہرحال

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا۔

اب توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر اب بھی کوئی صاحب نہ لینا چاہیں تو **وہ بے شک اطلاع دیدیں**۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اگر کوئی اطلاع نہ دی اور پھر واپس کریگا تو اس کارخیر میں وہ ایک روک کا موجب ہوں گے۔ اور باعث نقصان۔ جس کی میں احمدی جماعت کے کسی فرد سے توقع نہیں کرتا۔ یہ بہتر ہے کہ اگر کسی وجہ سے کوئی صاحب نہ لے سکتے ہوں تو اطلاع دیدیں۔ والسلام

خادم قوم **یعقوب علی** عفی اللہ عنہ

کیا ایک ہزار آدمی نہیں

ملیں گے؟

الحکم کے ذریعہ جو تحریک قومی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے اس سالانہ جلسہ پر ۲۵ ہزار روپیہ جمع کرنے کی گئی ہے اس کے لئے ابھی تک جس قدر درخواستیں یا اطلاعیں آنی چاہئیں۔ نہیں آئی ہیں۔ کیا اس کے یہ معنے سمجھ لئے جاویں۔ کہ ایک ہزار آدمی اس مقصد کو لیکر نہیں آ سکتا؟ یعنی وہ پچیس روپیہ یا تو اپنے پاس سے جمع کر دے اور یا پچیس روپیہ جمع کر کے لا دے۔ قومی ضرورتوں کا احساس جن قلوب میں ہے اور جو **سابق بالخیرات** ہونے کے آرزومند رہتے ہیں۔ وہ ایسے موقعوں کو کبھی ہاتھ سے نہیں دے سکتے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال اور رفع کے بعد ان امور کا بوجھ کامل طور پر قوم کے ہر ہر فرد کے ذمہ ہے۔ بہت سے ایسے احباب بھی ہوں گے۔ جو پچیس کیا پچیس سو تک بھی دے سکتے ہیں لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ابھی تک میں پچاس ہزار کی تعداد تو بڑی تعداد کہنی چاہئے۔ پورے دس آدمیوں کے نام بھی نہیں لے سکتا۔ جنہوں نے یہ عزم کیا ہو کہ وہ اس جلسہ پر پچیس پچیس روپیہ لائیں گے۔ اس وقت تک بڑے زور سے **لبیک** کی صدائیں کو نہ اٹھنا اگرچہ مایوسی بخش امر ہو سکتا ہے۔ لیکن مومن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مایوس نہیں ہو سکتا یہ کام محض خدا کی رضا کے لئے اور اس کے دین حق کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے ہے۔ اس کیواسطے اسباب کا بہم پہونچانا اور سہولتیں بہم پیدا کرنا اسی کے قبضۂ قدرت اور دست تصرف کے نیچے ہے۔ وہ جن قلوب کو برگزیدہ کریگا کہ وہ اس راہ میں اپنے اموال سے حاضر ہوں۔ انہیں آمادہ کریگا۔ اور انہیں ایسے اسباب سے متمتع فرمائے گا۔ جو اس موقعہ پر بیش از بیش مستعدی اور ہمت سے آئیں اور سعی کریں۔ یہ یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ نے جن کاموں کا ارادہ فرمایا ہے وہ تو ہو کر رہیں گے۔ لیکن افسوس ہوگا ہم پر اگر ہمارے ہاتھوں سے نہ ہوں۔ خدا نہ کرے کہ ہم محروم کئے جائیں اور کوئی اور قوم آئے اور اُن کو سرانجام دے!

میں اس سے پہلے جن خادمانِ قوم کے نام دے چکا ہوں اس کے بعد مجھے چودہری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر بہالپور غربی اور منشی عبد المجید صاحب اکونٹنٹ کسولی نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس تجویز کے ساتھ نہ صرف متفق ہیں بلکہ وہ پچیس پچیس روپیہ داخل کریں گے اور ان سے بھی بڑھ کر ڈاکٹر یعقوب خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ مونہ نے اپنا نمونہ دکھایا ہے کہ انہوں نے پچیس روپیہ نقد صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع کر دیئے ہیں ایسے باہمت اصحاب نے اگر توجہ کی جس کی امید کی جاتی ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہوگی۔

میرے دوستو! وہ قومیں جن کو روحانیت اور خدا پرستی سے کوئی تعلق نہیں اور جو برائے نام مذہب کو آگے رکھتے ہیں۔ وہ قومی ضرورتوں کے نام پر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ یکدم جمع کر لینے کو آسان سمجھتے ہیں۔ ان کا اپیل شائع ہوتا ہی ہے۔ جو اس کی تعمیل کرنے والے زر نثار کر دیتے ہیں یہ سچ ہے کہ وہ دولتمند لوگ ہیں اور ان میں سے ایک ایک کو کئی کئی ہزار دیدینا مشکل نہیں معلوم ہوتا۔ اور یہاں کئی کئی کو ایک آنہ دینا بھی دوبھر اور مشکل معلوم ہوتا ہے مگر جو برکت اور خوبی ان پیسوں میں ہے وہ ان ہزاروں اور لاکھوں میں نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پیسے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیئے جاتے ہیں اور ان ہزاروں اور لاکھوں کی غرض **دنیا اور صرف دنیا ہے۔**

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری قوم پر چندوں کا بہت بڑا بوجھ ہے۔ لیکن میری ہمیشہ سے یہ رائے ہے کہ چندوں کی وصولی میں بے ترتیبی اور بے قاعدگی ضرور ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ چار لاکھ کی جماعت میں سے پچیس ہزار آدمی بھی ایسے نہ نکلیں۔ جو سلسلہ کی متعارف مدات میں ایک ایک روپیہ بھی سالانہ دے سکیں اس وقت سلسلہ کی ضروریات کے لئے دو اور چار ہزار کے درمیان ماہوار آمدنی ہے اور یہ تسلی بخش امر ہے لیکن اگر مستقل سرمایہ جمع ہو جاوے اور ایک ایک مد کے لئے خواہ ایک ایک سال میں ہی کیوں نہ ہو جمع ہو سکے تو میرا اپنا خیال ہے کہ قوم ایک حد تک سبکدوش ہو سکتی ہے اگرچہ سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات شائید انہیں ایسا سبکدوش نہ ہونے دیں۔ لیکن پھر بھی یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ پیدا ہونے والی ضروریات ایسی حالت میں انشاء اللہ آسانی سے پوری ہو سکیں گی۔ میں اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ اور امید کرتا ہوں کہ احباب اس پر توجہ کریں گے۔ اور بہت جلد ایک ہزار کی تعداد پوری کر دی جائیگی ہر ہفتہ ایسے بزرگوں کے نام چھاپا جاویگا۔ انشاء اللہ العزیز

تعلیم الاسلام کا ایک فرزند

باوجودیکہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی تکمیل اور اصلاح کے لئے بہت بڑی گنجائش ہے اور قوم اور ناظمان مدرسہ کی بہت بڑی توجہ درکار ہے تاہم اب تک مدرسہ نے جو بچے طیار کئے ہیں خدا کے فضل سے وہ دوسرے مدرسوں کے مقابلے میں قابل قدر نمونہ ہیں۔ ذیل میں ایک نوجوان طالب علم کا مضمون درج کیا جاتا ہے۔ جو اسی مدرسہ کا تعلیم یافتہ ہے اس مضمون کو پڑھ کر معلوم ہو جاویگا۔ کہ یہاں رہکر اس نے قرآن کریم کے سمجھنے اور پڑھنے میں کہاں تک فائدہ اٹھایا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ الحکم کی کسی مخصوص اشاعت میں صرف تعلیم الاسلام کے طالبعلموں کے مضمون درج کروں۔ تاکہ قوم کو اپنے بچوں کے خیالات کا اندازہ کرنے کا موقع ملے۔ اس امر کا جلد انشاء اللہ جلد انتظام کر کے شائع کروں گا۔ بہرحال وہ مضمون یہ ہے:۔

ذکر نعمت

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

"یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین"۔ الخ

(ترجمہ) "اے بنی اسرائیل (بہادر سپاہی کی اولاد) یاد کرو میری وہ نعمتیں جو میں نے تم پر کیں۔ اور یہ کہ میں نے تم کو جہان پر فضیلت بخشی"۔

اب ہم کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کون سی نعمتیں تھیں جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو خاص کر متوجہ کیا ہے۔ ورنہ یوں تو ہماری ہر ایک چیز اللہ کی نعمت ہے۔ کیونکہ ہم نے کون سے نیک عمل کئے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو آنکھیں۔ ناک۔ کان وغیرہ عطا کئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم کو عطا کیں۔ مگر وہ نعمتیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر بنی اسرائیل کو توجہ دلائی ہے۔ تین ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذ قال موسی لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے و اذ فرقنا بکم البحر فانجینکم و اغرقنا آل فرعون و انتم تنظرون۔ یعنی ایک تو اس میں سے نبی بنائے۔ دوسرے بادشاہ بنائے۔ تیسرے تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے دشمن (فرعون) کو غرق کر دیا۔ اس امر کی تشریح کے بعد میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ رسول صلعم کے وقت کیوں نازل فرمائی اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو آیتیں وارد ہوئی ہیں۔

وہ قیامت تک صحیح ہیں۔ اور وہ ہر وقت ایسی ہی ہیں۔ جیسا کہ خاص اس وقت میں وارد ہوئی ہیں اور اُسی کے لئے ظاہر ہوئی ہیں۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے ہمیں اس بات کو بھی ماننا پڑے گا۔ کہ ان آیات کے مخاطبین اس زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان آیات کے مخاطب عام مسلمان اور خصوصاً احمدی جماعت ہے۔ انعام اول کا ظہور یعنی جعل فیکم انبیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو فرمایا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل چنانچہ ابھی بہت سے احباب موجود ہیں (جن کی تعداد لاکھوں تک پہونچ چکی ہے) جنہوں نے خدا کے مرسل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن کو پہنچانا۔ اور انہوں نے ایک ایسا مبارک زمانہ پایا ہے۔ جس کو حبیب خدا نے بھی مبارک زمانہ فرمایا ہے۔ پھر جعلکم ملوکا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں بڑے بڑے بادشاہ ہوئے تھے۔[۱] اسی طرح مسلمانوں میں بھی بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں۔ اور پھر جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ایک غیر سلطنت کے نیچے بنی اسرائیل کو رکھا تھا۔ اسی طرح مسیح موعود کے وقت ہم کو ایک ایسی پُرامن گورنمنٹ کے سایہ میں جگہ دی جس کی نظیر آجکل دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور وہ مسلمانوں کی گورنمنٹ نہیں۔ بلکہ غیر کی گورنمنٹ ہے۔ سکھوں کی گورنمنٹ کو یاد کر کے خدا تعالیٰ کا شکر کرو۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو بلند آواز سے اذان دینے کی اجازت نہ تھی۔ اور نہ کوئی ظاہر طور پر نماز ادا نہیں کر سکتا تھا۔ گویا کہ خدا تعالیٰ کو ظاہراً یاد کرنا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا تھا۔ مگر آجکل دیکھو کہ برٹش گورنمنٹ نے ہم کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اس سے بڑھکر کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہو سکتی ہے۔ پھر مسلمانوں کی سلطنت کی طرف بھی توجہ کرو۔ ہمارے پیارے بھائی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کس طرح بے رحمی سے شہید کئے گئے پھر برٹش گورنمنٹ ہے۔ ہم ان کے مذہب کے برخلاف خواہ کتنا ہی لکھیں۔ مگر وہ ہم کو پوچھتے تک نہیں۔ بشرطیکہ ہم حق پر ہوں۔ تیسرا انعام۔ کہ بنی اسرائیل کو دشمنوں سے نجات دی۔ غور کر لو۔ کہ کس طرح مسلمانوں کو اُن کے دشمنوں سے بچایا۔ اور کس طرح اُن کے سامنے اُن کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ اسی طرح آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے جتنے دشمن ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سب کو یکے بعد دیگرے ہمارے دیکھتے دیکھتے تباہ کر رہا ہے۔

اب اے قوم! اگر باوجود اتنے فضلوں اور انعامات کے پھر بھی ناشکری کرو۔ اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ کو تسلیم نہ کرو۔ جو تم پر ایک بڑا انعام ہے۔ تو پھر یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ کی ناشکری کا تمہیں وہی نتیجہ ملیگا۔ جو کہ بنی اسرائیل کے وقت میں ان کی ناشکری کی وجہ سے ملا تھا۔ یعنی قردۃ خاسئین (دھتکارے ہوئے بندر) ہو جاؤ گے۔ اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ لفظ قردۃ سے مراد اصل بندر نہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ بندروں کی طرح ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔

وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے ہم میں اپنے مرسل کو بھیجا تھا وہ اپنا کام کر کے اور ہم میں قریباً ۷۶ برس رہکر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا جس نے کہ اُس کو ہماری ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ بہت سے لوگ ہیں جو افسوس کریں گے۔ کہ وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کر سکے اور کہیں گے کاش! کہ ہمیں اس مرسل کی زندگی میں خبر ملتی۔ لیکن ایسے لوگ یاد رکھیں کہ ابھی وہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ اس خدا کے برگزیدہ کا جانشین خدا کی مرضی کے مطابق مقرر ہو چکا ہے۔ اور وہ اسی راہ کی طرف لیجاتا ہے۔ جس کی طرف اس کے آقا حضرت مسیح موعود لے جاتے تھے۔ لہذا جو شخص وہ انعام ایزدی حاصل کرنا چاہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے مرسل کی معرفت ہم پر نازل فرمائے تھے۔ ان کے لئے میں ڈنکے کی آواز سے کہتا ہوں۔ کہ وہ حضرت خلیفہ خلیفۃ اللہ کی بیعت کر کے وہی انعامات حاصل کر سکتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے تم کو جہانوں پر فضیلت دی۔ اسی طرح آج ہم یہ کہنے کو تیار ہیں۔ کہ ہم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے زمانہ کے تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ آج جبکہ تمام مذاہب کے مدعی اپنے آپ کو سچا کرنے کے درپے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہمارا ہاتھ پکڑا۔ اور ہمیں وہ مکالمات عنایت فرمائے۔ جو آج سوائے احمدی جماعت کے اور کسی پر نہیں۔ اور خدا کے فضل سے صرف یہی جماعت اس بات کی قائل ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں بولتا ہے۔ جس کے نشان یہ جماعت ابھی اپنے آقا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے ہاتھ پر دیکھ چکی ہے۔ لہذا ہمیں ان تمام انعامات کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اور کوشش کرنی چاہئے۔ کہ وہ ہم ہی ہوں جو تمام جہان سے بڑھ کر ثابت ہوں۔ آخر ایک قوم تو ایسی ضرور ہوگی۔ پر افسوس یہ ہے کہ کہیں یہ فضیلت ہمارے گھروں سے نکل کر اور گھروں میں نہ چلی جائے۔ اس لئے بڑی کوشش سے حبل اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو۔ اور خدا تعالیٰ کے انعامات کو یاد کر کے اُن کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ کیونکہ شکریہ سے انعامات بڑھتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اب یاد رکھو کہ جو اس جماعت میں داخل ہو کر پھر مرتد ہوگا۔ اور ان انعامات کی ناشکری کرے گا اُس کے لئے خدا تعالیٰ عذاب شدید کا وعدہ دیتا ہے۔ والسلام

فاعتبروا یا اولی الابصار

خاکسار

فضل الدین احمدی از پشاور

گورنمنٹ پنجاب سے اپیل

لالہ دینا ناتھ سابق ایڈیٹر ہندوستان کی رہائی کے لئے پھر تحریک شروع ہوئی ہے۔ اور ہز آنر سر لوئیس ڈین کی گورنمنٹ کو نوجوان دینا ناتھ کی حالت پر توجہ دلائی گئی ہے۔

میں نے اس وقت بھی پنجاب گورنمنٹ کو متوجہ کیا تھا۔ جبکہ گذشتہ شورش کے بعض ملزموں پر رحم کیا گیا تھا۔ مگر دینا ناتھ کی بدقسمتی ابھی اُس کے ساتھ تھی۔ اب جب کہ سر لوئیس ڈین کی گورنمنٹ کو صوبہ کے اخبارات نے اس نوجوان پر رحم فرمائی کے لئے متوجہ کیا ہے۔ تو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ اس معاملہ میں ان کی تائید کروں۔ پنجاب کے اخبارات کی طرز تحریر بہت موڈریٹ ہو گئی ہے اور چیف کورٹ پنجاب نے تسلیم کر لیا تھا۔ کہ ہندوستان کا طرز تحریر قانونی حدود سے باہر نہیں نکلا۔ بہرحال اس وقت جب کہ سر لوئیس ڈین نے عنان حکومت ہاتھ میں لی ہے اُن کی گورنمنٹ سے یہ امید کرنا بیجا نہیں۔ کہ وہ دینا ناتھ کی نوجوانی پر رحم کر کے پندرہ سولہ مہینے تک کی سزا اس کے لئے کافی سمجھیں۔ اور اُسے رہا کر کے پنجاب کی تعلیم یافتہ پارٹی کو شکر گزاری کا موقعہ دیں۔ مجھے اخبار ہندوستان کے موجودہ ایڈیٹر پر افسوس ہے۔ کہ وہ دینا ناتھ کی رہائی کی اپیل کرتا ہوا۔ مسلمانوں پر بلاوجہ غصہ ظاہر کرتا ہے۔ بہرحال اس جھگڑے میں نہ پڑ کر میں پھر استدعا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہز آنر کی یہ مہربانی پنجاب میں نہایت قدر اور دلی شکر گزاری سے دیکھی جائے گی۔ اور دینا ناتھ کو رہا کر کے وہ اپنی رحمدلی اور کرمفرمائی سے تعلیم یافتہ گروہ کو ممنون فرمائیں گے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ دینا ناتھ اگر آئندہ اس پیشہ اخبار نویسی کو اختیار کریگا تو پہلے سے بھی زیادہ محتاط ثابت ہوگا۔

---

[۱] جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اُس وقت بنی اسرائیل بادشاہ نہ تھے بلکہ ان سے پہلے ان کے آباؤ اجداد بادشاہ ہو چکے تھے۔ اسی طرح مسلمانوں کے سلف صالحین بھی بادشاہ ہو گزرے ہیں۔ منہ

کھلی چٹھی کا جواب

بخدمت منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار

میں نے زمیندار ۱۶ اگست ۱۹۰۸ء میں اُس کھلی چٹھی کو پڑھا جو جناب نے درد گردہ کی سخت تکلیف کے باوجود لکھی ہے۔ اس توجہ فرمائی کے لئے میرا شکریہ قبول کیجئے۔

جناب نے لکھا ہے کہ "الحکم مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۸ء میں آپ کا ... نقاش کے اس مضمون پر دیکھا جو اخبار وکیل میں شائع ہوا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے اس نوٹ کو آپ جیسے عالی ظرف بزرگ کی شان سے بہت بعید پایا اور بہت افسوس کیا۔" جو حسن ظن جناب نے میری نسبت ظاہر فرمایا ہے۔ اُس کے لئے افسوس ہے کہ میں آپ کا شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ اگر عالی ظرفی سے یہ مراد ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس اور راستباز امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت مفتریات کو سُن کر خاموش رہتا۔ اور ایک گریجویٹ اور اب تبلیغ اسلام کا کام ہاتھ میں لینے والے نوجوان کو اس کے افترا پر ملامت نہ کرتا۔ تو میں بڑی صفائی کے ساتھ اس کا اعتراف کرنے کو تیار ہوں کہ میں ایسی عالی ظرفی کو اس تنگ ظرفی پر ہزار مرتبہ قربان کرنے کو سعادت یقین کرتا ہوں جس میں حمیت اور غیرت ہو۔

منشی صاحب! مجھے نہایت ہی افسوس اور درد دل سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ میرے نام کھلی چٹھی لکھ کر آپ نے نقاش کو اور زیادہ بے باک کرنا چاہا ہے۔ آپ کا ایک دانشمند اور تجربہ کار باپ کی حیثیت سے فرض تھا کہ اُس کو ایسی شوخی اور بے باکی پر ملامت کرتے اور سمجھاتے کہ فرضی خطوط بنانا اور پھر اُن کو ایک کثیر جماعت کے امام اور پیشوا کی طرف منسوب کرنا اور وہ بھی بعد مردن دانشمندی سے ہی بعید نہیں۔ بلکہ مذہبی اور اخلاقی پہلو سے بھی ایک خطرناک جرم ہے۔

مگر آپ نے نہیں معلوم کیوں اس پیرانہ سالی میں بھی امر حق کی تبلیغ سے کنارہ کشی کی اور میں بحیثیت ایک ہمعصر کے آپ کا فرض ادا کرنا چاہا۔ تو آپ نے ناپسند فرمایا۔ مجھے اس کا تو افسوس نہیں کہ آپ کو میرے اس نوٹ کو پڑھ کر افسوس کرنا پڑا۔ مگر آپ پر رحم ضرور آیا۔ کہ پیرانہ سالی نے آپ کو اس حالت تک پہنچایا۔ کہ باوصفیکہ نقاش کے متعلق آپ کے خیالات کیا تھے یا خود نقاش کی آپ کی نسبت کیا رائے تھی۔ لیکن عمر کے ان آخری ایام کے فطرتی اثر نے آپ کی اس جرأت اور دلیری کو سلب کر لیا۔ جو اس سے چند روز پیشتر دیکھنے میں آتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ امر حق کے اظہار میں آپ کی زبانِ قلم بلاخوف لومۃ لائم چلتی ہے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ نہیں۔

منشی صاحب! آپ کی اس چٹھی نے مجھے زمیندار میں ان ظاہر کردہ خیالات پر غور کرنے کا موقعہ دیا۔ جو یکم اگست ۱۹۰۸ء ڈاکٹر **عبد الحکیم خان** کی کسی مراسلت کے عدم اندراج کے متعلق ہیں۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ اس مراسلت میں مرزا صاحب کے متعلق ایسے الفاظ درج ہیں۔ جن کو ہم اسلامی احکام رد فعہ الخ ہی کے خلاف سمجھتے ہیں"۔

میں نہیں جانتا وہ الفاظ کیا ہوں گے۔ لیکن اس بزرگ کی نسبت جس کو آپ مرحوم و مغفور کہتے ہیں اور اس کے خلاف کہنے والوں کو ایک ایک وقت جواب دینے کو آمادہ ہوتے ہیں۔ آپ کا ہی صاحبزادہ بلند اقبال ایسے الفاظ استعمال کرے۔ جو ایک جماعت کی دل آزاری اور مذہبی فیلنگس کو زیادہ صدمہ پہنچانے والے ہیں اور پھر ایسی صورت اور ہیئت میں جس کا اسے کوئی حق اور اختیار نہیں ہے۔ تو یہ کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کیا

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

پر عمل نہیں کیا جاتا۔

مجھ پر تو آپ افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ اور اسے عالی ظرفی کے منافی بتاتے ہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب النقاش کے مضمون کو پڑھ کر آپ کی وہ رگ حمیت جوش میں نہ آئی۔ جو زمیندار مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء میں **میر محمد حسن** صاحب کے جواب میں آئی تھی۔ اور یا جو آپ نے **امام الدین گجراتی** کے جواب میں ظاہر کی تھی۔ میں مناسب سمجھتا ہوں۔ بلکہ آپ کی اس خط و کتابت کو یہاں درج کروں۔ جو زمیندار ۲۴ جون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۵ پر درج ہے۔

ہمارا نیاز نامہ

جناب مولانا مکرمنا۔ مدظلکم۔ السلام علیکم

والا نامہ کو شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگرچہ پرائیویٹ طور پر جواب دینا مناسب تھا۔ مگر جس مسئلہ میں جناب نے مجھ سے سوال کیا ہے میرے خیال میں اس کا عام اعلان اور آپ جیسے عالم فاضل کی رائے بہت سے ناظرین اخبار کے لئے مفید ہوگی۔ میں جو میرزا صاحب کو مرحوم و مغفور اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہوں۔ اس کے جواز کے متعلق میرے خیالات حسب ذیل ہیں:۔

اوّل یہ کہ جس شخص کو بقول بعض ۲۰ ہزار اور بقول بعض تین لاکھ آدمی مقدس اور متبرک اور اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے ہوں۔ اور وہ مدعی اسلام اور کلمہ گو بھی ہو۔ اُس کو اُس کی وفات کے بعد معمولی الفاظ دعائے مغفرت سے یاد نہ کرنا اور بغیر ان الفاظ کے اس کا نام لینا میرے خیال میں نہ صرف تنگدلی اور تعصب میں داخل بلکہ خلافِ اخلاق بھی ہے۔ شائد آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہندو بزرگوں کو ان کی وفات کے بعد سرگباش (جنت نصیب) لکھنے کا عام رواج ہے۔ پس جب ہندو بزرگوں کے متعلق جنت نصیب کے لفظ پر کسی مسلمان نے آج تک گرفت نہیں کی تو ایک مدعی اسلام کلمہ گو کو مرحوم و مغفور اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا کیوں مورد اعتراض بنایا ہے

دوئم۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ مسٹر گاڈفری ہگنس جیسے غیر مسلمان اور منکر رسالت شخص کو سر سید مرحوم و مغفور نے علیہ الرحمۃ لکھا تھا۔ کہ اس نے بمقابلہ دیگر عیسائیوں اور یورپینوں کے ہمارے ہادی برحق کی حمایت کی تھی۔ تو مرزا صاحب جیسے بزرگ کو جو توحید اور رسالت کا قائل اور معتقد تھا۔ ان الفاظ سے کیوں نہ یاد کیا جائے۔

سوئم۔ کسی شخص کو داخل جنت کرنا۔ دوزخ میں دھکیلنا کسی کے یا کم از کم میرے اختیار میں نہیں۔ نہ میری سفارش پر کوئی شخص جنت میں جا سکتا ہے۔ ورنہ میرے کہنے سے کوئی دوزخ میں پڑ سکتا ہے۔ البتہ میری خواہش یہ ہے۔ جیسے کہ ہر ایک نیک نیت اور بہی خواہ عوام کی نیت ہونی چاہئے کہ خدا سب کو بخشے اور اسی نیت سے میں مرزا صاحب کو مرحوم و مغفور و رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہوں۔

چہارم۔ اگر حضرت منصور باوجود دعوئے انا الحق کے مرحوم و مغفور اور رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں تو میرزا صاحب انا مثیل المسیح یا انا المسیح کہنے سے اُس استحقاق سے کس طرح محروم ہو سکتے ہیں

پنجم۔ اب میں آپ کی اجازت سے چند آیات قرآنی پیش کرتا ہوں جن میں وعدۂ مغفرت ہے اور جن میں مستحقین مغفرت کا مجمل طور پر ذکر ہے۔

(الف) وللہ ما فی السموات وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور الرحیم (سورۃ آل عمران ۱۲۴)

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین اور تمام چیزوں کا جو ان میں ہیں خالق اور مالک ہے۔ جس کو وہ چاہئے بخش سکتا ہے اور جس کو چاہے عذاب دے سکتا ہے۔ خدا غفور و رحیم ہے۔

(ب) ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیما (سورۃ نسا۔ آیت ۵۱)

یعنے خداوند کریم اس گناہ کو نہ بخشے گا کہ کسی کو اُس کا شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا سب گناہ بخش دیگا۔ جو شخص کسی کو خدا کا شریک ٹھہراتا ہے۔ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

(ج) وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباءہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وللہ ملک السموات والارض وما بینھما والیہ المصیر

(د) قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم (سورۃ زمر آیت ۵۴)

یعنی اے پیغمبر ان لوگوں کو کہہ دو۔ کہ اے ہمارے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے اور وہ بیشک غفور و رحیم ہے۔

(ہ) وللہ ملک السموات والارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وکان اللہ غفورا رحیما۔

مندرجہ بالا آیات سے پایا جاتا ہے کہ خداوند کریم جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے عذاب دے اور باوجودیکہ بخشنے اور عذاب دینے کی طاقت

اُس کو یکساں حاصل ہے۔ مگر زیادہ میلان بخشایش اور رحمت کی طرف ہے۔ شرک ہی ایک ایسا جرم ہے۔ جو نہ بخشا جائیگا اور باقی تمام گناہ بخشے جاسکتے ہیں۔ جو شخص سلام علیک کرے۔ اسکو غیر مومن نہ کہا جائے۔ خدا کا فیض تو عام ہے اور اُس امر کا فیصلہ بھی اُسی کے اختیار میں ہے کہ مرزا صاحب کو اُس فیض عام سے حصہ ملنا چاہئے یا نہ ملنا چاہئے۔ لیکن اگر ہمارے مرحوم و مغفور یا مغضوب ملعون نکہنے کا خدا کی بے نیاز اور بے پرواہ درگاہ میں کچھ اثر ہو سکتا ہے۔ تو

ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوئید
حیف باشد کہ جز نکو گوئید

غالباً آپ کو یہ تو معلوم ہوگا کہ میں مرحوم مرزا صاحب کے دعاوی اور الہامات کا قائل اور معتقد نہیں۔ لیکن میں اُن کا اس قدر مخالف بھی نہیں کہ انہیں خدا کے فیض عام سے محروم رکھنے کی خواہش یا دعا کروں۔ مرزا صاحب کے متعلق ایک بار سر سید نے مجھے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرنے کو لکھا تھا۔ آپ مضمون بھیجئے لیکن اخبار کے ایک کالم سے زیادہ نہ ہو

خاکسار سراج الدین احمد

آپ کے اس جواب کو پڑھ کر اور پھر نقاش کے مضمون کی داد دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے خیالات اور معتقدات کو مد نظر رکھتے ہوئے نقاش کے اس مضمون پر غور کریں گے۔ جو اس نے وکیل میں شایع کیا ہے

منشی صاحب! کیا آپ ہی نے نہ لکھا تھا کہ "میرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۴ء کے وقت ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر ۲۲ یا ۲۴ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار ملازمت کے بعد اُن کا تمام وقت دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپکے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنوں بھی آپ عبادت اور وظایف میں اسقدر مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ ہم بارہا کہہ چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں۔ کہ آپ بناوٹ اور افترا سے بری تھے مسیح موعود یا کرشن اوتار ہونے کے دعاوی جو آپنے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ منصور کا دعوی انا الحق تھا۔" اس قسم کی تحریریں اور حسن ظن کا اظہار ایک طرف۔ اور نقاش کے مضمون کی تعریف ایک ایسا حیرت انگیز معما میرے سامنے ہے۔ جس کو میں حل کرنے سے عاجز ہوں

منشی صاحب! میں آپکے ساتھ اس امر میں متفق ہوں کہ

انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال

پر نظر ہونی چاہئے۔ لیکن کیا آپ کو علم نہیں کہ متکلم کی ذاتی وجاہت قابلیت اور سب سے بڑھ کر اس کے عمدہ چال چلن کا جو اثر ہو سکتا ہے۔ وہ کسی گمنام اور فرضی نام سے لکھنے والے کا نہیں ہو سکتا۔ آپ تو پُرانے تجربہ کار اور ذی علم آدمی ہیں۔ پھر میں حیران ہوں۔ کہ آپنے یہ کیا لکھا کہ

"شائستہ اخبارات اور مہذب افراد قوم بفحوائے انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال فرضی نام کی پرواہ نہ کرکے نفس مضمون پر توجہ کرکے اور خامہ فرسائی فرماتے ہیں فرضی نام کی پیڑھیاں پڑھنی شروع نہیں کر دیتے"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درد گردہ کی شدت نے آپکو واقعات پر غور کرنے نہیں دیا۔ میرے اس اظہار پر کہ ظفر علی خان آپکا بیٹا ہے۔ آپ کو معلوم نہیں کیوں ناگوار معلوم ہوا۔ اور انظر الی ما قال کیوں پیش کرنے کی حاجت محسوس ہوئی۔ میرا تو خیال تھا کہ آپ کی طرف اس کی جایز نسبت ہے اور اس سے آپ کو کوئی عار نہیں ہو سکتا۔ کہ میرے اس طرز تحریر سے آپ کا اظہار رنج اور شائستہ اخبارات اور مہذب افراد قوم کے خلاف بتانا بتاتا ہے کہ یہ امر آپ کو سخت ناگوار اور باعث رنج ہے کاش میں اس کو پہلے سے جانتا اور میں بلا وجہ آپ کو دُکھ پہنچانے کا موجب نہ ہوتا۔ مجھے اس کے لئے دلی افسوس ہے اور آپ سے معذرت چاہتا ہوں لیکن منشی صاحب! آپ مجھے معاف فرمائیں گے اور معذور سمجھیں گے کہ آپ کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہرحال آپکے لئے قرۃ العین نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں شیخ عبداللہ اور آپ کی تحریروں کو درمیان میں نہیں لاونگا۔ البتہ یہ ظاہر کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔ کہ

نقاش پر افسوس!

میں مہذب افراد قوم اور شائستہ اخبارات کی طرز اور اٹیکیٹ سے شاید ناواقف ہوں۔ جو میں نے بخیال جناب اس کا خلاف کیا اور غیظ و غضب میں بقول آپکے واہی تباہی لکھ مارا کہ

"وہ ہمارے معزز زمیندار کے پوت یا کپوت اور علی گڈھ کے تعلیم یافتہ ہیں اور ظفر علی خان نام رکھتے ہیں"

اگر نقاش کو آپ کا بیٹا ظاہر کرنا واہی تباہی ہے تو میں بھی آپ کی خاطر مان لیتا ہوں اور آئندہ یہ غلطی مجھ سے نہ ہوگی۔ کہ میں اسے آپ کا فرزند رشید ظاہر کروں۔ یا اُس کا نام لوں۔ میں اپنی اس واہی تباہی تحریر کو ادب سے واپس لیتا ہوں۔ اور اگر آپ کہیں تو تردید کردوں۔ منشی صاحب! یہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ کیا کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت ان کو پڑھکر ہنسے گا نہیں؟ میں ان مہذب افراد سے محض ناواقف ہوں۔ جو فلاں ابن فلاں کی واقعی اور جائز نسبت کو واہی تباہی قرار دیں۔ لیکن اتنا مجھے علم ہے کہ مسلمانوں کو اپنے علم **اسماء الرجال** پر بجا فخر اور جائز ناز ہے۔ جس کے ذریعے دنیا میں **تاریخ صحیح** کا علم پیدا ہوا۔ اور میں آپ کو ایسا نادان نہیں کہتا اور ابھی تک کی **لا یعلم بعد علم شیئًا** کا مصداق یقین نہیں کرتا۔ اور پھر آپ نے اس کو بچشم عیب کیوں ملاحظہ فرمایا۔

تنقید روایات کے لئے ضروری امر ہے کہ راوی اور بیان کنندہ کے حالات کا علم پبلک کو ہو۔ اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ آپ کو اپنے بعض نامہ نگاروں کو پبلک میں انٹروڈیوس کرنا پڑا ہے۔ اگر آپ انکار کریں گے۔ تو میں انشاء اللہ تعالیٰ پتہ بتا دوں گا۔ کسی تحریر یا تقریر کی عظمت اور وقعت یا اس کی خفت اور بے وقعتی کے لئے انٹروڈیوس کا طریق آپ کے مسلم مہذب افراد قوم اور شائستہ اخبارات میں بھی پایا جاتا ہے۔ ان حالات کے ماتحت میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس عالی ظرفی پر توجہ کریں گے جو میرے اس نوٹ کے جواب میں کھلی چٹھی لکھنے کیلئے آپنے اختیار کی؟

منشی صاحب! پھر آپ نے لکھا ہے کہ

"مولانا! اوّل تو آپ کے مندرجہ بالا الفاظ سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مصداق ہیں۔ دوئم آپ کا استحقاق آپ کو ان الفاظ کے استعمال کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ آپ نے یہ مکروہ اور خلاف شان اڈیٹری پیرایہ غالباً اس نظر سے اختیار کیا کہ اس سے مضمون مندرجہ وکیل کی قدر و قیمت کم ہو جائیگی۔ لیکن میرے خیال میں آپ غلطی پر ہیں۔ جو اہل علم و فضل ظفر علی کی علمی قابلیت اور فضیلت سے واقف نہیں۔ وہ کسی مضمون کو جو ظفر علی کی طرف منسوب کیا جاوے ہزار درجہ زیادہ وقعت کی نظر سے دیکھیں گے۔"

جناب من! میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس ضابطہ حقوق سے میں ناواقف ہوں۔ جس میں ایک بیٹے کو اُس کے باپ کی طرف نسبت کرنا منع ہے میں تو آجتک اسے جایز سمجھتا رہا مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ میں عمر ابن الخطاب۔ عثمان ابن عفان۔ خالد بن ولید۔ حسین ابن علی وغیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کو کبھی ناجایز حقوق کا استعمال قرار نہیں دیا گیا۔ اور اسی اصول کو مد نظر رکھکر میں نے حضرت نقاش کی شان میں اور آپ کی جناب میں گستاخی کی۔ اس کے لئے میں معذرت کر چکا ہوں۔ مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ **سوال از آسمان جواب از ریسمان** کا فقرہ یہاں کیونکر چسپاں ہو سکتا ہے۔ خیر یہ میری ناواقفیت کی وجہ سے ہوگا۔ مگر یہ تو فرمائیے۔

کہ مضمون مندرجہ وکیل کی عظمت اور وقعت جو آپ کے نزدیک یا ہے؟ میں اُن اہل علم اور اہل فضل کا تو پیچھے قائل ہونگا۔ لیکن پہلے آپ سے ہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک شخص زید کی نسبت جو اس کے باپ کی نظر میں جوانی کے ایام میں (جبکہ درجوانی افتد چنانکہ افتد کا زمانہ ہوتا ہے) بھی صالح اور متقی ہو۔ مطالعہ دینیات میں اُس کی اوقات بسری ہو اور پھر چالیس برس کے قریب بھی وہ اسے زہد و عبادت میں محو و مستغرق پائے اس کے مرنے کے بعد اُس کی طرف سے فرضی خط بنائے۔ اور ایسے زندانِ جہنم کی کسی کوٹھڑی میں جہاں خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والے موجود ہوں مقید بتائے اور اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ کیا کہیں گے۔ آپ اس بحث کو جانے دیں کہ وہ ظفر علی خان ہے یا ظفر علی خان کا باپ کسے باشد۔ آپ انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال پر عمل کرکے جواب دیں۔

اگرچہ یہ جرأت سمجھی جاوے مگر میں کہہ سکتا ہوں۔ ایک دیندار اور خدا ترس انسان ایسے شخص کو اس امر میں مفتری قرار دے گا۔ اور اسے اخلاقی اور مذہبی حیثیت سے سخت قابل نفرت امر کا مرتکب سمجھیگا۔ ایک وفات یافتہ شخص انسان کی نسبت ایسے افترا سے کام لینا کہاں کی تہذیب۔ دیانت اور قابلیت ہے۔ ایسے لوگوں کو اہل علم وفضل قرار دینا آپ ہی کا کام ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اہل علم وفضل خالی الذہن ہو کر اس مضمون کو پڑھیگا۔ تو وہ اس پر نفرین کریگا۔ اور اگر وہ اس کی تعریف کرتا ہے۔ تو سمجھ لینا چاہئے کہ اسے علم وفضل سے حصہ ہی نہیں دیا گیا اور اخلاق اور شرافت سے اسے مس ہی نہیں۔ جو ایک گھڑے ہوئے بیان اور دوراز قیاس امر کی تحسین کرتا ہے۔ میرا یہ سوال بے محل نہیں ہوگا اگر میں آپ سے آخر میں پوچھنے کی جرأت کروں کہ کیا آپ ظفر علی خان کی کسی ایسی علمی یا مذہبی تصنیف کا پتہ دے سکتے ہیں جو اس کی علمی قابلیت اور فضیلت کی شاہد ہو اور اگر وہ ایسا ہی قابل اور لائق نوجوان تھا۔ تو آپ کو کسی وقت اس کے متعلق جو کچھ لکھنا پڑا تھا۔ اُس نے اُس کی علمی قابلیت پر اخلاق اور مذہبی حیثیت سے کیا اضافہ کیا تھا۔

آپ نے میرے ایک فقرہ پر یوں تحریر فرمایا ہے کہ

"پھر آپ نے اسی نوٹ میں لکھا ہے۔ کہ ملا اعلیٰ کی خبروں کے حصول کے لئے شیطان بھی کوشش کرتا ہے۔ برائے خدا غور فرمائیے کہ اگر آپ کے اس قول کو صحیح مان لیا جاوے تو آپ کے یہی الفاظ بہت سے مدعیان الہامات تک بلکہ خود آپ کے گھر تک پہنچ سکتے ہیں۔ بالخصوص جبکہ ان مدعیان الہام کی بہت سی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوں۔ اور ملہموں کو تاویلات بعید از قیاس سے کام لینا پڑے۔"

منشی صاحب! اگر آپ دینی معاملات میں واقفیت نہیں رکھتے تو آپ کو کیا مصیبت پڑی ہے جو اس میں دخل دیکر اپنے لئے خفت کا موجب ہوں۔ اس امر پر لمبی بحث شائد مناسب نہ ہو۔ کہ ملاء اعلیٰ کے خبروں کے حصول کے لئے شیطان کوشش کرتا ہے یا نہیں مگر میں آپ کو قرآن مجید (جو میرے ایمان اور یقین میں خدائے حمید ومجید کی کامل اور آخری کتاب ہے) کی ایک آیت سنانا چاہتا ہوں۔ غور سے سنئے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وحفظنٰھا من کل شیطان رجیم۔ الا من استرق السمع فاتبعہ شھاب مبین۔ یعنے ہم نے آسمانوں کی حفاظت ہر ایک شیطان مردود سے کر دی ہے یعنی آسمانوں میں فرشتوں کی مجالس علوی میں کوئی شیطان جانے نہیں پاتا۔ جو فرشتوں سے غیب کی باتیں سُن سکے۔ مگر چوری چھپے کوئی بات سُن بھاگتا ہے۔ کیونکہ شہاب کا روشن انگار جب اس کے پیچھے پڑتا ہے۔ تب وہ عالم سفلی میں بھاگ آتا ہے پس استراق سمع شیاطین کی کوشش میں داخل ہے اور ایسا ہی وانا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجد لہ شھابا رصدا۔ اس طرح پر قرآن کے اور مقامات سے بھی ثابت ہے کہ شیطان کوشش کرتا ہے۔ میں یقین نہیں کرتا کہ منشی سراج الدین صاحب ایسے ناواقف ہوں گے کہ انہوں نے شیطانی الہام کا نام کبھی نہ سُنا ہو۔

منشی صاحب! شیطان کا ملاء اعلیٰ کی خبروں کے لئے کوشش کرنا امر دیگر ہے اور ان سے متمتع نہ ہونا شے دیگر۔ افسوس ہے کہ یا تو آپ ان دونوں میں فرق نہیں کر سکتے۔ اور یا عمداً واقعات حقہ کا آپ انکار کرتے ہیں محض اس بنا پر کہ بیٹے کی تائید ہو اور حق ہاتھ سے جاتا ہے۔

مجھے تعجب ہے۔ کہ **استراق الشیاطین** کا اثر مدعیان الہام ربانی پر کیا ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس آئیت میں رجوما للشیاطین موجود ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ جب کلام الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو اس کی کس قدر حفاظت کی جاتی ہے سنو قرآن مجید کیا کہتا ہے:۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ شیطانی اور ربانی الہامات میں امتیاز ہوتا ہے۔ پھر اس سے مدعیان الہام پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ اور نہ ہمارے گھر پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ ہاں! اگر آپ کا مسئلہ تسلیم کیا جاوے تو البتہ الہام ربانی کی وقعت مٹ جاتی ہے۔ کیونکہ جب اس کے مقابلہ میں شیطانی آوازیں نہ ہوں۔ اور ایسے کاذب مدعی پیدا ہو کر صادق کے سامنے ذلیل اور خوار نہ ہوں۔ اُس وقت تک اللہ کے پُر ہیبت اور پُر شکوہ کلام کی حقیقت کیونکر کھلے۔ باقی رہا مدعیان الہام کی پیشگوئیوں کا غلط نکلنا بے شک جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مرسل نہیں ہوتے اور وہ خدا سے سُنکر نہیں بولتے وہ جو کچھ بھی کہیں قابل پزیرائی نہیں۔

لیکن خدا تعالیٰ کے مامورین اور مرسلین کی پیشگوئیاں جو فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کے نیچے ہوتی ہیں۔ وہ کبھی **غلط نہیں ہوا کرتیں**۔ زمین وآسمان ٹل جاوے۔ مگر خدا کی باتیں سچی ہوتی ہیں۔ ہاں! عقل کے اندھے اور حق سے دور۔ سنت اللہ سے ناواقف جو چاہیں کہیں۔ اور اگر تاویل سے مراد ھذا تاویل رؤیای اور ما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم پر آپ کا اعتراض ہے۔ تو مجھے آپ کی حالت پر بہت رحم آتا ہے۔ تاویل تو حقیقت الشئے ہوتی ہے اور پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہی اس کی حقیقت کھلتی ہے جو لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں اور کتاب اللہ اور سنن انبیاء سے بے بہرہ ہیں۔ وہ جو چاہیں کہیں معذور ہیں۔ کیونکہ جہالت ایک موت ہے۔ لیکن منہاج نبوت سے آگاہ شخص ایسے کلمات زبان پر لاتے ہوئے ڈرتا ہے۔ اور ایسی جرأت سے کانپ جاتا ہے۔ کہ وہ کسی راستباز مامور اور مرسل کی نسبت یہ یقین کرے۔ کہ اس کی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوتیں۔ آپ نے بہت جرأت سے کام لیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن پیشگوئیوں پر جن کی حقیقت اپنے وقت پر کھُلی۔ اور قبل از وقت اجتہادی طور پر کچھ اور سمجھا گیا۔ آپ حملہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح پر آپ کی صداقت اور راستبازی پر معترض ہیں۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ کا اعتقاد معلوم ہوتا ہے۔ میں صدق دل سے آپ کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ آپ اس سے توبہ کریں۔ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے لا تبدیل لکلمات اللہ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیاں اٹل ہوتی ہیں۔ ہاں پیشگوئیوں کے فلسفے اور اُن کے متعلق سنت اللہ سے آگاہی ضروری ہے۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ جناب کی کھُلی چٹھی کا کھلا جواب میں نے دیدیا ہے۔ میں نے نہائیت نیک نیتی سے لکھا ہے۔ اور سلسلہ بحث شروع کرنے کے لئے نہیں۔ آپ اگر اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ تو میری عین خوشی اور مُراد ہے اور اگر آپ اس سلسلہ کو بڑھانا چاہینگے۔ تو میں اعراض پسند کرونگا ہاں اگر کوئی ایسا موقع دیکھوں گا کہ خاموشی گناہ ہے۔ تو مجھے قلم اُٹھانا پڑیگا بحولہ وبعونہ تعالیٰ۔

آخر میں مَیں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ فراخدلی اور توجہ سے اسے پڑھیں گے۔ اور نقاش کو بہ حیثیت ایک دانشمند اور خیر خواہ باپ کے ہدائیت کریں گے۔ کہ وہ اس قسم کے طریق مخالفت کو چھوڑ دے۔ اُسے یا آپ کو یا کسی اور کو سلسلہ عالیہ حقہ کے کسی ایک یا دوسرے مسئلہ سے اختلاف ہونا امر دیگر ہے۔ لیکن ایک گریجویٹ اور تبلیغ اسلام کا کام ہاتھ میں لینے والے نوجوان کے لئے سخت مکروہ اور دور از شرافت ہے۔ کہ اعتراضوں کے لئے استہزا کا رنگ اختیار کرے۔

بہرحال اگر میرے اس جواب میں کوئی امر ایسا ہو۔ کہ آپ کے لئے موجب رنج ہو۔ تو آپ اپنے اخلاق سے مجھے معذور سمجھینگے۔ کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ محض نیک نیتی اور دفاعی پہلو کی بنا پر لکھا ہے۔ واللہ علی ما اقول شھید

آپ کا نیازمند دینی خواہ دلی یعقوب علی (تراب) احمدی

سوال معہ جواب

سوال۔ کیا سبب ہے۔ کہ دُنیا بھر کے مذہبی فرقے اور گروہ سب کے سب ہی حضرت مرزا صاحب کو بُرا بھلا کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے خود بھی فرمایا ہے ؎

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
قوم کے ظلم سے تنگ آ کے میرے پیارے آج شورِ محشر ترے کوچے میں مچایا ہم نے

جواب۔ اس کا سبب تو دریافت کرنا تو نہایت سہل اور آسان ہے بلکہ سچ پوچھو تو حضرت میرزا صاحب کے منجانب اللہ اور ماموز من اللہ ہونے کا منجملہ اور نشانوں کے یہ بھی ایک بڑا بھاری نشان ہے۔ ہاں ایسی باتیں انسان کو بالکل ہی خالی الذہن اور بے تعصب اور نہایت ہی ٹھنڈے دل سے تفکر اور تدبّر کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جب انسان کو طرح طرح کے حجاب اور پردے گھیر لیتے ہیں تو دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا۔ اور سمجھتا ہوا نہیں سمجھتا۔ اب میں اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ ابتدا ہی سے آدم اور شیطان یعنے نیکی اور بدی کا جھگڑا چلا آتا ہے۔ وہی تنازع اور مخاصمت وقتاً فوقتاً بھیس بدل بدل کر نمودار ہوتی رہی ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را می شناسم

دیکھو نوحؑ اور اُن کی قوم۔ ابراہیمؑ اور نمرود۔ موسیٰؑ و فرعون عیسیٰؑ اور یہودی لوگ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل وغیرہ کے وقتوں میں وہی پرانی جنگ اور قدیمی لڑائی ہر ہر موقع پر اپنا جلوہ دکھاتی رہی ہے اور دکھا رہی ہے اور دکھاتی رہیگی۔ حضرت میرزا صاحب تو آخری زمانہ میں تشریف لائے ہیں۔ ذرا متقدمین اور سابقین کے حالات پر غور فرماویں اور کسی ایک کا تو نام لیں جس کے ساتھ حسن سلوک برتا گیا ہو۔ اور تہذیب و شائستگی سے پیش آنا تو درکنار ستایا اور ستایا ہی نہ ہو۔ بس چلا۔ تو جان ہی سے مار ڈالا۔ ورنہ قید ہی سہی۔ اگر اس سے بھی بچ گئے۔ تو گالی گلوچ اور کفر کے فتووں سے تو خوب ہی خبر لی۔ قصص الانبیا اور تذکرۃ الاولیا پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ کہ پاک بازوں اور پاک بازوں کے بزرگوں کی شیاطین اور شیاطین کے مظہروں نے کیسی گت بنائی اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب کبھی کوئی خاص بندۂ خدا محض توحید حق پھیلانے اور شرک بدعت کا نام و نشان مٹانے کے لئے منجانب اللہ ماموز اور مقرر ہو کر آتا ہے۔ تو شیطان کو فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔ کہ آج میرے راج اور تسلط میں ضرور تباہی واقع ہو گی۔ وہ ملعون پنجے جھاڑ کر اُس بزرگ کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور ناخنوں تک زور لگاتا ہے۔ کہ کسیطرح اس کو شکست دیوے۔ اب دُنیا میں عام طور پر دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ سعید تو اُس پاک ذات کے قدموں پر سر رکھ کر **آمنا صدقنا** کے الفاظ سے رطب اللسان ہوتے ہیں۔ اور شقی شیطان کے ہمراہ ہو کر آپ سے باہر ہو کر اپنی طرف سے اس کی بیخکنی میں کچھ کسر باقی نہیں رکھتے۔ اگر اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت نہ کرے۔ تو اس کا اور اُس کے ہمراہیوں کا بچنا ہی محالات سے ہو جاوے۔ اور دشمنی اور عداوت کا باعث یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ خدائی بندہ تو ان کی غلطیاں اور سقم نکال نکال کر دور پھینکدینا چاہتا ہے اور مخالفین محض تکبّر اور ضد سے اپنی اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا تو بجائے خود رہا اُلٹا اُس کو مفتری اور جھوٹا اور دوکاندار اور کیا کیا کہنے لگتے ہیں۔ آپ ہر روز دیکھتے اور سُنتے ہیں کہ جسقدر پیرزادے یا سجادہ نشین یا مولوی یا واعظ وغیرہ وغیرہ مرنجان مرنج اور صلح کل اور مداہنت سے ہر ایک قسم کے لوگوں سے میل جول رکھتے اور اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ کر اُن کے ہی حسب منشا تعویذ گنڈے دیتے اور جھوچھا کر کے نذر و نیاز اور گیارہویاں وغیرہ لیکر اپنے اپنے کام چلا رہے ہیں + اور دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مطلق پرواہ نہ کر کے اُلٹا اُن کی بدعتوں اور بدرسمیوں میں شامل ہو کر بُرا نمونہ قائم کرتے ہیں۔ ایسے ایسے پیشواؤں اور ہادیوں کی ملک میں کسقدر تعریف اور ثنا خوانی اور مدح سرائی ہوتی ہے اور حد درجہ کے مبالغہ سے کہا جاتا ہے کہ فلاں پیر صاحب تو نہ کسی کے بھلے میں دخل دیتے ہیں نہ بُرے میں گردن نیچی کئے ہوئے اللہ اللہ کئے جاتے ہیں اور بس۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ زمانہ کے غوث۔ قطب۔ اوتار ابدال۔ یہی ہیں۔ دوسرا کہتا ہے کہ میرے فلاں مقدمہ میں اُنہوں نے ہی دعا خیر فرمائی تھی تو فتح ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے لاڈلے ہیں۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ تیسرا فرماتا ہے کہ مجھے لڑکا انہوں نے ہی دلایا تھا خدا کے گھر کے مختار ہیں۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ سال بھر میں اپنے پیر پیشواؤں کے متعدد تو عرس کرتے ہیں جن پر سینکڑوں نہیں ہزاروں روپے خرچ کر ڈالتے ہیں قوالوں کی جوڑیاں دور دور سے منگائی جاتی ہیں۔ روضۂ مبارک سنگ مرمر کا کئی سال میں جا کر تیار ہوا ہے۔ غرض جو پیر پیشوا عوام کو خوش کرنے کے ساز و سامان مہیا کرے اور گویا اُن کی ہاں میں ہاں ملا کر توحید خالص اور سنت نبوی کا نام تک نہ لیویں۔ صرف گول مول مجمل طور پر درود وظائف بتلاتے رہیں عوام الناس کے راہ و رسم اور شرک و بدعت اور بے دینی اور بدعملیوں پر تنبیہ کرنا تو ایک طرف رہ گیا میلی نظر تک کی۔ بلکہ اُن کی دلداری اور دلجوئی کے لئے اپنے گھروں میں بھی غمی شادی کے موقعوں پر بھی وہی بدعتیں اور بدرسمیاں بجا لا کر عوام کی رضامندی حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیں۔ تو ایسے حضرات زمانہ کے ولی۔ اولیا بھی۔ اور جو کچھ کہو وہ بھی۔ مگر جو شخص واقعی منجانب اللہ اور مامور من اللہ ہو کر آیا ہو اور سات پانیوں سے اُس کا سینہ بے کینہ دھو دھا کر ہر قسم کی کدورتیں اور میل اور آلائشیں دور کر کے ریاکاری اور دکھلاوے اور نفسانیت وغیرہ جذبات بشری کو اُن کے اندر سے نکال کر دور پھینکدیا گیا ہو اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق اور محبت الٰہی پر غالب ہونے کے سبب **ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی** تک نوبت پہنچ گئی ہو اور اطمینان قلب کا یہ حال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے شہنشاہ سے گدا تک کو مرے ہوئے کیڑے کے برابر نہ سمجھتا ہو اور الٰہی صفات جس میں جلوہ گر ہو رہے ہوں وہ بھلا کسی کی کیا پرواہ کر سکتا ہے اور خدائی پیغام اور احکام پہنچانے میں کیونکر سستی اور تساہل کر سکتا ہے اندھی دُنیا کچھ دنوں تک تو مقابلہ کرتی رہتی ہے اور اپنے زعم ناقص میں بہت کچھ کامیابی کی اُمیدیں لگائے رکھتی ہے مگر بھلا خالق کے آگے مخلوق کی کچھ پیش جا سکتی ہے آخر منہ کی کھا کر حاصل کیا کرتے ہیں دونوں جہان کی روسیاہی اور بس۔ اب مفصل عرض کرتا ہوں کہ کون کون لوگ کس کس بات سے ناراض اور خفا ہیں (۱) عیسائی تو اس لئے ناراض ہیں کہ ان کے خداوند مسیح کو مرا ہوا ثابت کر کے کفارہ ہی کی نہیں بلکہ صلیبی مذہب کی جڑھ ہی اکھاڑ ڈالی ہے اور ڈاکٹر ڈوئی سے مقابلہ کر کے ثابت کر کے دکھلا دیا کہ عیسائی مذہب اسلام کے سامنے کیا وقعت رکھتا ہے (۲) آریہ مت کو مباحثہ اور مباہلہ میں پچھاڑ کر سرمہ چشم آریہ اور چشمہ معرفت لکھکر ہمیشہ کے لئے اُس کا خاتمہ کر دیا (۳) سکھوں کے گرو بابا نانک صاحب کو اُن ہی کی جنم ساکھیوں اور چولے صاحب اور پنجہ جلہ کشی کے مکانوں میں اور حج کرنے اور نماز پڑھنے وغیرہ وغیرہ سے عاشق اسلام ثابت کر کے سکھوں پر حجت پوری کر دی چنانچہ بہت سے سکھ اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے اسلام میں شامل ہو کر داخل ہو کر اور اور قومی بھائیوں کو بھی بُلا رہے ہیں (۴) برہمو اس لئے خفا ہیں کہ انہوں نے تو وحی اور الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا انکار کر کے صرف تمام مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کو ایک ریفارمر کی حیثیت سے اچھا سمجھ لینا ہی باعث نجات گردان لیا۔ اُن کی غلطی نکالی گئی کہ اگر مکالمہ الٰہیہ اور الہام نہ مانا جاوے تو آمر کون ہوا اور مامور کون ہوا اور دوسرے آثار قدرت سے یا صنعت صانع سے تو ضرورت صانع ثابت ہوتی ہے یعنی اُن کا کوئی خالق ضرور ہونا چاہئے مگر اس سے یہ تو نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ صانع اور خالق حقیقت میں موجود بھی ہے ہونا چاہئے تھا اور ہے میں زمین و آسمان کا فرق ہے (۵) دہریہ اس واسطے ناراض ہیں کہ آپ کے تازہ بتازہ نشان اور پیشگوئیاں پوری ہوتی دیکھ کر اُن کو اللہ تعالیٰ کے وجود کا خواہ مخواہ قائل ہونا پڑا (۶) یہودی اس لئے بُرا سمجھتے ہیں کہ اُن کو اچھی طرح ذہن نشین کر دیا گیا ہے کہ جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الرسل وسید الانبیا خاتم النبیین نہ مان لیں گے۔ خوب یاد رکھیں کہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہی رہیں گے الغرض کر دیا غیر مذاہب کو خوب پامال۔ تمام جہان کے مخالفین کو مخاطب کر کے بذریعہ اشتہارات کتب و رسائل ڈنکے کی چوٹ ثابت کر کے دکھلا دیا ہے کہ اُس وقت صرف ایک مذہب اسلام ہی زندہ ہے۔ باقی سب کے سب مردہ ہیں۔ اور صرف قرآن کریم ہی زندہ کتاب اور بابرکت صحیفہ ہے باقی سب محرّف اور مبدّل ہونے کے سبب بے تاثیر محض ہیں اور صرف ایک محمد رسول اور اُن کی تعلیم ہی زندہ ہے۔ باقی سب مر چکے اور اُن کی تعلیمیں بھی قصہ کہانی کے رنگ میں ہیں۔ اصل میں مر چکے ہیں۔ آگیا

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا۔ جو آجکل قریباً اڑہائی سو روپیہ تولہ پر فروخت ہو رہا ہے اور ممیرے کا سرمہ دو روپیہ تولہ پر فروخت کیا جاتا ہے۔ میرے پاس موجود ہے۔ میں اس کیلئے لمبے چوڑے سندات پیش نہیں کرنا چاہتا اس لئے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اور حضرت حکیم الامۃ اور دوسرے بزرگان سلسلہ نے اس کو اصلی ممیرا شناخت کرکے خود خرید فرمایا ہے۔ میں عام لوگوں کے نفع کے لئے اصلی ممیرا روپیہ تولہ پر اور اصلی سرمہ ممیرا ۲ر تولہ پر فروخت کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی یقین دلاتا ہوں کہ اگر ممیرا اس اشتہار کے موافق نہ ہو۔ تو میں قیمت واپس دونگا۔ سچائی کے اظہار کے لئے یہی ایک امر کافی ہے۔

نوٹ۔ میری دوکان سے ہر قسم کی لنگی و کلاہ بھی مل سکتی ہیں۔

المشتہر:۔ احمد نور مہاجر کابلی مہاجر قادیان دار الامان

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ ہینڈل ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ہینڈل کاک کین اور دور بڑے کے سبب نہایت پایدار ہے قیمت … کرکٹ بیٹ ریشے دار کشمیر کی لکڑی کین ہینڈل … نہایت عمدہ … کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک بڑا اور کین ہوگا … کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کیلئے … کرکٹ بیٹ ۱۲×۲ … کے واسطے درست ایک ٹرکس اکیسال لکڑی کا فی سیٹ

… بال عمدہ و کارآمد و پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار … فٹ بال عمدہ …

کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط … وکٹیں کے پیچ … کرکٹ وکیٹس … برکس …

المشتہر مستری نظام الدین … سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ پریکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میں اسے کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔

نیازمند۔ حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور شیرہ۔ کانگڑہ ۲۸؍۸

آٹا پیسنے کا خراس

یہ خراس آٹا پیسنے کی مشین تمام ہندوستان میں چلتی ہیں۔ آٹا فی گھنٹہ تیس سیر پختہ پیس جاتا ہے۔ قیمت درجہ اول … پختہ۔ دوم مبلغ … بیانہ آنے پر خراس وی۔ پی کیا جاتا ہے۔

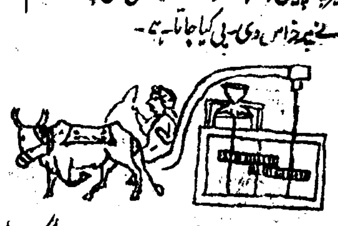

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت آپکو ہے۔ ضرور خود سے یہ سوال لیجئے کہ آیا دن میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز ہی آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دُنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض کی وجہ سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایات ہیجان صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ سوء ہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نکاہت امراض قلبی دل کی دھڑکن چلنے میں چکر آنا۔ درد سر نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ۔ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے اجزا ان کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا یعنے تپ کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد اور عورت اور بچہ کو جلد صحت بخشتی ہیں

بارہ آنے والی

قیمت ۸ر اور بارہ آنہ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں جو ۸ر والی شیشی سے بچ گئی ہیں۔ کل دوا فروشوں کے پاس سے ملتی ہیں یا ڈون پی اور پاکس ہی کے پاس سے۔

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو۔ فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ۔ چھاجن۔ بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخبادہ۔ کھرج۔ کیڑ۔ چنبہ۔ داد اور جلد کی سب طرح کی سوزش۔ شور اور خارش وغیرہ کو بہت گری ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے میں کافی پائی گئی ہیں تمام دوا فروشوں کے پاس سے مل سکتی ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ عہ۔

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت واجب الوجود۔ خداتعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے بعض اصولوں کی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے۔ قیمت ۶ر رسالہ تدبیر۔ اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور تدبیر اور تقدیر کے فلسفہ پر بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۲ر

دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے مل سکتے ہیں

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے۔ ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول منگاؤ۔ پھر آزماؤ۔ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کی شکایت کے ازالہ کیلئے یہ لاجواب مضمون تیار کیا ہے جس کے چند استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھدیں جواہرات کیا رکھتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر شفا ہو۔ طلب فرمادیں۔ قیمت فی بکس ۲ عہ ؍

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے وہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ ۲ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانیوالا۔ قیمت ایک تولہ ۴ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں۔ جن کی کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے۔ تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت سرور حاصل ہوگا۔ تمام مرضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلا کے باعث حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے۔ یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز بعد ادائے فیس اس کا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی عہ۔ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونگے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں۔ نصف قیمت لی جائیگی

نوٹ:۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں۔ نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے (للعہ)
۲۔ خواص و معاونین سے (ے)
۳۔ ہندوستان سے باہر (ے)
۴۔ غیر مذاہب والوں سے (ے)
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عہ)

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

جلد ۱۲ | قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۲۶ ہجری المقدس | نمبر ۵۲

الٹی میٹم

آجکل جبکہ مختلف تحریکیں کی جارہی ہیں اور قوم پر مختلف اور ضروری مصارف کا بوجھ آئے دن بڑھ رہا ہے میرا دل رُکتا ہے کہ اخبار کے متعلق کسی قسم کی تحریک دوں لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ آب سرگزشت الامعاملہ ہوگیا ہے تو خاموش رہنا بھی معصیت معلوم ہوتا ہے پچھلے دنوں الحکم پر مشین کی وجہ سے بہت بڑا بوجھ پڑ گیا ہے اس کے ماہواری اخراجات کے لئے ہی ایک معقول رقم کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور ڈبل اشاعت کی وجہ سے بھی اخراجات میں بیشی ہوئی اسطرح سے گزشتہ جولائی سے لیکر جولائی ۱۹۰۸ء تک قریب ۲ ہزار روپیہ کے خسارہ اٹھانا پڑا ہے۔ باوجود اس کے جیسا کہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ لکھ چکا ہوں خدا تعالیٰ نے مجھے نہ گھبرانے والا دل اور نہ ہارنے والی ہمت عطا فرمائی ہے میں ان باتوں سے گھبراتا نہیں اور تھکتا نہیں لیکن ہر ایک بات کی ایک حد ہوتی ہے وسر پرستان الحکم میں بہت سے احباب ایسے ہیں۔ جو اپنے ذمہ کے واجب الادا روپیہ کو بعض مجبوریوں یا دقتوں کے مدے وقت پر ادا نہیں کرسکتے یا نہیں کرتے۔ اور اس سے مطبع اور وی پی کے اخراجات کا زیر بار ہوتا ہے ایک قومی اور مذہبی اخبار کے لئے اس سے بڑھکر نقصان رسان کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی اس لئے میں بدوں اس کے کہ کسی قسم کی اپیل کروں اور ناظرین کے جذبات پر اثر ڈالوں میں بالکل صاف اور کورے الفاظ میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جن حضرات کے ذمہ مطبع کا ایک پیسہ بھی باقی ہے۔ وہ براہ کرم از خود بھیجدیں مجھے معاف کریں

اگر میں پسیدہ دلی سے یہ عرض کروں کہ اگر آپ لوگ اپنے قومی خادم کو جو بارہ سال سے لگاتار آپ کی خدمت کر رہا ہے اتنی بھی قدر نہیں کرسکتے کہ اس کی واجب الادا قیمت ہی بھیجدیں۔ تو کیوں اپنے نام سے اسے بند نہیں کر دیتے۔ بالاتفاق یہ رزولیوشن پاس کر دو کہ اسے بند کرنا چاہئے۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں۔ میں نے الحکم کو کبھی آپ لوگوں کے بھروسہ پر شایع نہیں کیا میں نے اس کا بنیادی پتھر توکلاً علی اللہ رکھا تھا اور اب تک اسی ایک سہارے پر میں چلا رہا ہوں اور جب تک خدا تعالیٰ مجھے توفیق اور موقع دیگا چلاؤنگا میں اس امر کی کچھ پرواہ نہ کرکے کہ دوست اور دشمن کیا کہینگے۔ آیندہ ان احباب کے نام قطعاً اخبار بند کرونگا جن کے وی پی بلا عذر معقول واپس آئینگے اور پھر دوسری اشاعت میں اس جگہ کی مقامی انجمن میں ایسے بزرگوں کی فہرست بھیجکر درخواست کرونگا کہ وہ ان سے قیمت وصول کرنے میں مدد دیں۔ الحکم کبھی اور کسی حال میں بھی کسی شخص کے نام بلا درخواست نہیں بھیجا گیا۔ یہاں تک کہ نمونے کے پرچے بھیجنے سے بھی ہمیشہ سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اور اس امتیاز کو آجتک برابر قائم رکھا گیا ہے۔

مگر آیندہ میں یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اپنے آپ کو اس قسم کی تکلیفوں میں ڈالوں کہ ایک طرف تو ان بزرگوں کی شکائتیں سنوں۔ جو الحکم کے سچے مربی اور عند الطلب اس کی قیمت اور بعض صورتوں میں زر اعانت سے بھی دریغ نہیں کرتے اور دوسری طرف مطالبہ کرنے میں اپنے وقت عزیز کا حصہ صرف کرولیں۔ اور ان کی شکایت کروں۔

اس لئے میں اس قاعدہ کی پابندی کرنے پر مجبور ہوں کہ جس شخص کی پیشگی قیمت وصول نہ ہوگی۔ اس کے نام کسی صورت میں بھی اخبار جاری نہ ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ اس قاعدہ کی پابندی الحکم کی اشاعت پر یکدم اثر ڈالیگی۔ لیکن میں انشاء اللہ العزیز اس کی قطعاً پرواہ نہیں کرونگا اور میں ان وفادار سرپرستان الحکم کا وجود غنیمت سمجھونگا جو اس کے زندہ رہنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور شماتت اعداء سے بچانا اپنا فرض۔ اس لحاظ سے ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۸ء تک ایسے سب بقایا صاف ہو جانے چاہئیں اور جو شخص اس قاعدہ کی پابندی نہ کرنا چاہے وہ بڑی خوشی سے اس بات کی اجازت دے کہ اسکے نام اخبار بند کر دیا جاوے۔ کیونکہ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۸ء کو الحکم حسب معمول سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی ہوگا۔ جو شخص ایک قومی خادم کے لئے ایک ادنیٰ سی رقم بھی پیشگی نہیں نکال سکتا اس سے اور کیا امید کی جا سکتی ہے۔ اس لئے توسیع اشاعت کی عام اپیل کرنے کے بجائے میں اس کے سرپرستوں کی تعداد مخصوص کرنا چاہتا ہوں اگر کوئی امر قومی آداب کے خلاف لکھا گیا ہو۔ تو مجھے معذور سمجھکر معاف کریں

موسیا آداب داناں دیگر اند
سوختہ جان و رواناں دیگر اند

وی۔ پی بھیجے جا رہے ہیں جو احباب کے واپس آئینگے۔ ان کے نام جو باقیداران کی فہرست انتظار کرکے چھاپدیئے جاوینگے اور مقامی انجمنوں کے ذریعہ مطالبہ کیا جاویگا۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

نوٹ:۔ فی الحال تا اطلاع ثانی اخبار ہفتہ میں ایک بار شایع ہوگا
ایڈیٹر

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المہدی کا فرمان

تمام جماعت احمدیہ کے نام

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

اس وقت میں اپنی تمام جماعت کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس سلسلہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ایک ضروری جزو گورنمنٹ کی وفاداری تھی۔ یہاں تک کہ کوئی کتاب آپ کی ایسی نہیں جس میں اس بات پر زور نہیں دیا گیا۔ آپ نے نہ صرف اپنی جماعت کو عام طور پر گورنمنٹ کے احسان اور اس کی برکات یاد دلا کر یہ نصیحت کی تھی۔ کہ وہ اس گورنمنٹ کے دل و جان سے وفادار اور ہر حال میں خدمات کے لئے تیار ہیں جیسا کہ تعلیم قرآنی ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کا منشا ہے۔ بلکہ اپنی اس تعلیم سے کہ جہاد اور غازی مہدی کے آنے کا عقیدہ جو ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔ دونوں سراسر تعلیم الاسلام کے خلاف ہیں۔ اس سلسلہ میں شامل ہونے والوں کے دلوں کو ہر ایک قسم کے بغاوت اور فساد اور شر کے خیالات سے پاک کر دیا تھا۔ ایسا ہی سال گذشتہ میں جب اس ملک کے بعض اطراف میں بعض لوگوں نے فساد اور بغاوت کے خیالات پھیلانے شروع کئے تو اس وقت بھی ہمارے امام نے پُرزور الفاظ میں ساری جماعت کو یہ نصیحت کی کہ وہ گورنمنٹ کی وفاداری پر ثابت قدم رہیں اور نہ صرف ایسے لوگوں کے ساتھ جو گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکساتے ہیں شامل نہ ہوں بلکہ حتی الوسع اپنے دوسرے وطنی بھائیوں کے ان غلط اور مفسدانہ خیالات کی اصلاح کی کوشش کریں چنانچہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں جو بعنوان "**اپنی تمام جماعت کے لئے ضروری نصیحت**" شایع فرمایا تھا آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ "چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائیگا۔ اس لئے میں اپنی تمام جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً چھبیس برس سے تقریری اور تحریری پیرایہ میں ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے" اور پھر

میں آگے چل کر یوں تحریر فرمایا تھا "سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے۔ کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجہ سے بچائے جاتے ہیں۔ اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکرگزار نہ ہوں۔"

اس تعلیم کے ہوتے ہوئے مجھے ضرورت نہ تھی کہ میں کچھ لکھتا۔ مگر اس وقت بعض اور واقعات ایسے پیش آگئے ہیں۔ کہ حضرت امام کی اس تعلیم کی یاد دہانی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اس وقت بنگال میں اس بغاوت نے جس کے متعلق حضرت امام نے فکر ظاہر کیا تھا بم سازی نے خطرناک رنگ اختیار کیا ہے۔ اور بعض شریر اور مفسد لوگوں نے بعض جوشیلے مگر کم عقل نوجوانوں کو ساتھ ملا کر ملک میں بدامنی اور بدعملی پھیلانی چاہی ہے۔ مگر خوش قسمتی سے اس باخبر گورنمنٹ نے وقت پر اطلاع پاکر مفسدوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

ان مفسد لوگوں کی کارروائیوں کو ہم سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت جس کے امام نے گورنمنٹ کے مقابلہ پر کسی باغیانہ خیال کے دل میں جگہ دینے کو سخت ترین بدذاتی قرار دیا ہے بلکہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج کیا ہے۔ تمام مفسدین کی کارروائیوں کو اسی طرح نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پھر بھی میں اپنی تمام جماعت کو جس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ یہ تاکید اور نصیحت کرتا ہوں۔ اور خصوصاً جماعت کے اس حصہ کو جو بنگال میں رہتے ہیں کہ وہ ایسے تمام مفسد لوگوں کی صحبت سے اجتناب کریں۔ بلکہ جس شخص کے خیالات میں کچھ بھی بغاوت اور فساد کی بو آتی ہو اس سے قطع تعلق کریں اور حتی الوسع ایسے مفسد لوگوں کے خیالات گورنمنٹ کے نوٹس میں لانے کی کوشش کریں۔ اور جہاں تک ہو سکے امن گورنمنٹ کی خدمت کو اپنی عین سعادت سمجھیں۔

ایک اور امر بھی اس جگہ ذکر کرنے کے قابل ہے۔ "آجکل بہت سے اخبارات نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ باغیانہ یا مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے اور پبلک کو گورنمنٹ یا اس کے معزز یورپین افسروں کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ میں اپنی جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسے اخباروں کو ہرگز نہ خریدیں اور نہ پڑھیں۔"

اور نہ ہی ایسے لوگوں کے ساتھ جو اس قسم کے جرائم کے بدلے سزایاب ہوتے ہیں۔ کسی قسم کی ہمدردی کا کوئی اظہار کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسی ہمدردی دراصل ایک قسم کا ظلم ہے۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مفسدانہ خیالات کے پھیلانے کا جرم کوئی بڑا جرم نہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکسانا اور مفسدانہ خیالات کی اشاعت کرنا نہ صرف گورنمنٹ کے خلاف ہی کارروائی ہے۔ بلکہ اس کا بُرا اثر عام طور پر پبلک کے امن پر پڑتا ہے۔ اور جو لوگ ایسے مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے ہیں۔ وہ ملک کے ساتھ بھلائی نہیں کرتے بلکہ وہ دراصل اپنے ہموطنوں سے دشمنی کرتے ہیں۔

پھر یاد رکھو۔ کہ بعض سوسائٹیاں قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ قرآن میں ہے۔ انما النجوی من الشیطان۔ اور فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیۃ الرسول وتناجوا بالبر والتقوی۔

یہ صریح احکام قرآن کریم ہیں اور ہر ایک مسلمان ان صریح احکام کا پابند ہونا چاہئے۔ نیز یاد رکھو کہ ہمارے نبی کریم جو ہمارے حقیقی مطاع و مقتدا ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے عملی طور پر مختلف گورنمنٹوں میں رہکر صحابہ کرام کو مکہ معظمہ کے بے قانون شہر و ملک میں کیسے تیرہ برس بسر کئے۔ کہ عقل حیران ہوتی ہے۔

اور جب دیکھا کہ صحابہ کرام پر طاقت سے زیادہ تکالیف پڑتے اور بڑھتے جاتے ہیں اور ایذائیں ناقابل برداشت ہیں۔ تو آپ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ ملک حبشہ میں جہاں کا بادشاہ عیسائی تھا۔ ہجرت کر دو۔ اس میں ایک مخفی راز یہ بھی تھا کہ میری قوم کو کسی نہ کسی وقت عیسائی سلاطین کے ماتحت رہنا پڑیگا۔ اُس وقت مسیحی سلطنت کے ماتحت اس طرح رہیں جس طرح صحابہ کرام حبش کے مسیحی بادشاہ کے ماتحت رہے۔

پس ہمارے اس سلطنت کے ماتحت رہنے کا نمونہ صحابہ کرام موجود ہیں۔ جس طرح وہ حبشہ میں رہے۔ اسی طرح تم ہندوستان میں رہو۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ ہمارے امام صاحب کس طرح بلا کسی طمع اور غرض کے اپنی اسی کتابوں میں ہم کو تعلیم کر گئے ہیں۔ اس کی خلاف ورزی مت کرو۔ اتباع قرآن و اتباع نبی کریم و اتباع صحابہ کرام کو نہ چھوڑو۔

نورالدین

مختصر نوٹ اور واقعات

حجاز ریلوے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عظیم الشان پیشگوئی جو یترک القلاص فلا یسعی علیھا کے الفاظ میں تھی حجاز ریلوے کی تعمیر سے پوری ہو گئی یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو مدینہ طیبہ تک یہ ریلوے لائن جاری ہو گئی۔ مسلمانان عالم نے اس مبارک تقریب پر جا بجا خوشی کا اظہار فرمایا جا بجا جلسے ہوئے اور چراغان کی گئی۔ مدینہ منورہ سے افتتاح ریلوے کی خبر بذریعہ تار لنڈن ٹائمز کو اس کے نامہ نگار نے بھیجی جس پر اس نے لکھا۔ کہ لاریب اس پُراسرار شہر سے اخبارات کے لئے پہلے تار برقی پیغام کو

ضرور اس سے زیادہ اہمیت ملنی چاہیئے تھی۔ مدینہ گو بلحاظ آبادی یا دولت کے دنیا کا نہائیت اہم شہر نہ ہو۔ لیکن بوجہ مدینۃ النبی اور اسلام کا منبع اور مرجع ہونے کے دنیا بھر میں نہائیت اہم اور نہایت عجیب شہر ہے۔

بہرحال اس ریلوے کا اجرا اگرچہ مسلمانانِ عالم کے لئے مسرّت بخش ہے۔ مگر احمدی قوم اس مسرت سے جو حصّہ لیتی ہے۔ اس میں دوسرے شریک نہیں۔ کیونکہ دوسروں نے حجاز ریلوے کے تمدنی یا سیاسی یا تجارتی مقاصد اور اغراض پر اور فوائد پر نظر کی ہے۔ مگر **احمدی** اسے اپنے سید و مولیٰ مقتدا حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ایک **زبردست** اور **روشن نشان** کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ وہ اُن کے امام **مہدی** اور **مسیح** کے وقت سے مختص تھا۔ جو ٹھیک اپنے وقت پر پورا ہوا۔ اور انہوں نے سچے مدعی کو شناخت کرنے کی توفیق پائی۔

اسلام کے نادان دوست

اسلام کو اُس کے مخالفین سے اتنا صدمہ نہیں پہنچا۔ جسقدر اُس کے نادان دوستوں نے اُسے نقصان پہنچایا ہے۔ پیسہ اخبار کی قسمت عجیب واقع ہوئی ہے کہ اُس میں بعض اوقات ایسے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ جو اسلام اور اہل اسلام کے لئے مذہبی رنگ میں سخت مضر ہوتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک لغو سلسلہ حاضر و غائب کی بحث پر شروع تھا۔ اب ترقی و تنزل اسلام کے اسباب پر ۸ ستمبر کی اشاعت میں کسی شیعہ کا نہائیت بے ہودہ مضمون شائع کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی مساعی جمیلہ پر حملہ کیا گیا ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر در پردہ زد کی ہے۔ اور مسلمانوں کی ترقی کے اسباب اور ذرائع میں سے ایک بینک سازی اور سودخواری بھی بتائی ہے۔ اگر سود کے جواز کی یہی دلیل ہے کہ مسلمان دوسرے لوگوں کو سنگین سود دیتے ہیں۔ اس لئے قلیل شرح پر سود دینے کا نظام ضروری ہے۔ تو بقول ایڈیٹر یو پی آف ریلیجنز کل کو ایسے خیرخواہ کم خرچ کے چکلے اور شراب خانے بھی جاری کرنے کی تجویز کریں گے۔ یہ کیسے شرم کی بات ہے۔ مسلمانوں نے جب ترقی کی ہے۔ قرآن مجید کی ہدائیتوں پر عمل کر کے کی ہے اور جب کریں گے اسی راہ سے کریں گے۔ اُنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** پر عمل کرنا چاہئیے۔ پیسہ اخبار کا فرض ہے۔ کہ وہ مذہبی مضامین سے اپنے اخبار کو بکلی پاک رکھے جس کا وہ اہل نہیں۔ ہاں سیاسی اور وقتی ضرورتوں پر یا عام اخباری مقاصد پر جو چاہے سو لکھے۔ اور شائع کرے!

ایک ہزار والنٹیران کی تحریک

ایک ہزار والنٹیروں کے لئے جو تحریک کی گئی ہے وہ خدا کے فضل سے محسوس ہونے لگی ہے۔ اگرچہ رفتار بہت سُست ہے۔ لیکن اس کا شروع ہوجانا بھی کم از کم اس وقت غنیمت ہے۔ احباب کو یہ سوچ لینا چاہیئے۔ کہ وقت بہت ہی تھوڑا ہے۔ دو تین مہینے بہت وقت نہیں۔ اگر کم از کم دس آدمیوں کی طرف سے بھی روزانہ خطوط آنے لگیں۔ تو سمجھا جائے کہ وقت معینہ تک ایک ہزار آدمی پورے ہوجائیں گے۔ گذشتہ تحریک کے بعد مندرجہ ذیل بزرگوں نے اس تحریک میں حصہ لینے کا وعدہ کیا ہے:—

۱۔ **قاضی ثناء اللہ صاحب** سکرٹری جماعت احمدیہ لاہور چھاونی لکھتے ہیں کہ اگرچہ وہاں کی جماعت کے بہت ہی تھوڑے آدمی ہیں۔ تاہم جماعت مذکور نے صعہ روپے جمع کر دینے کا وعدہ کیا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا۔

۲۔ **بابو نورالدین صاحب** نقشہ نویس لائل پور نے ایک مفصل خط میں الحکم کی اس تحریک پر اظہار مسرّت کیا ہے اور سالانہ جلسہ کو شاندار اور کامیاب بنانے کے لئے جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔ اور وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ صعہ سالانہ جلسہ پر جمع کر کے پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی ہمت میں برکت دے اور ان کے رفقا اور معاونین کو توفیق سعادت دے۔ آمین!

لائل پور میں اور بھی ایسے اصحاب ہیں جو اس عزم میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً شیخ محمد اسماعیل صاحب۔ شیخ محمد حسین صاحب جو اکیلے ہی صعہ صعہ سے زیادہ دے سکتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگلی اشاعت میں ان کے نام درج کر سکوں گا۔

قومی تحریکیں

کسی قوم کے بیداری کے نشانات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ قومی تحریکوں کو محسوس کرے اور حتی الوسع ان پر رائے زنی کرے۔ پچھلے دنوں سے الحکم میں جن تحریکوں کا سلسلہ شروع ہے۔ تاکہ دوسروں کو بھی تحریک ہو۔ ممکن ہے روحانیت کی چاشنی کی شیدا قوم اس قسم کے روکھے پھیکے مضامین کو اپنی ضیافت طبع کے لئے اُبلی ہوئی کھچڑی سمجھے۔ مگر وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ قومی ضرورتوں کے پورا کرنے کیلئے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ وہ اُس کو اپنے لئے بہترین غذا سمجھیں گے۔ اور الحکم خصوصیت سے یہ امتیاز قائم رکھنا چاہتا ہے۔ کہ وہ قومی خادم ہونے کی حیثیت سے جو کچھ قوم کے لئے مفید اور ضروری سمجھے۔ اُن کے سامنے رکھے۔ اس لئے میں ذیل میں اُن خطوط کو درج کرتا ہوں جو سالانہ **جلسہ** کی متعلق تحریک میں آئے ہیں میں ان میں سے کسی پر کوئی رائے نہیں لکھتا۔ اور سردست جماعت کے روشن خیال لوگوں کو رائے زنی کیلئے تحریک کرتا ہوں۔

منشی عبدالحمید صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر اکونٹنٹ جنرل ریاست پٹیالہ کوہ کسولی سے لکھتے ہیں:—

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کوہ کسولی۔ ۲۳ اگست ۱۹۰۸ء

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سالانہ جلسہ کی بابت آپ نے جو کچھ الحکم میں شائع کیا ہے۔ احباب اس پر بعد غور مناسب تجویزیں پیش کریں گے اس میں تو شک نہیں کہ جلسہ کو بارونق اور مفید بنانے کے لئے ابھی سے تیاری اگر نہ کی گئی۔ تو اس کے مفید مطلب ہونے میں احتمال ہی ہوگا۔

پروگرام کا قبل از جلسہ تیار ہونا نہائیت ضروری ہے۔ میری رائے میں تو آپ صدر انجمن سے اس بارہ میں زبانی مشورہ کر کے ایک ڈرافٹ پروگرام "الحکم" میں شائع کردیں۔ اور اُس پر جماعت کی رائے طلب کرلیں۔ اگر کسی کے ذہن میں کوئی ردّ و بدّل مناسب معلوم ہو تو وہ آپ کو تحریر کرے اور آپ اُس کو انجمن میں پیش کر کے فیصلہ کرالیں۔ اگر انجمن کی رائے میں مجوزہ تبدیلی مناسب معلوم دے۔ تو پروگرام میں اصلاح کردی جاوے۔ ورنہ نہیں۔

لیکن اس پروگرام کے ردّ و بدّل میں رائے زنی کرنے کی اجازت مقررہ میعاد تک ہونی چاہیئے۔ اور میعاد مقررہ کے بعد یکجا پروگرام ہر دو اخبار الحکم و بدر میں چھپ جانا چاہیئے۔

شعر و شاعری کیواسطے میں آپ سے بالکل متفق ہوں اس کے لئے بہت وقت دینا وقت کا ضائع ہی کرنا نہیں بلکہ جماعت کو غلط راہ پر چلانے کی ترغیب دینا ہے۔ دیگر مذاہب آریہ۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ کے جلسوں و عبادت گاہوں میں شعر و شاعری کے سوا کچھ رہا ہی نہیں بلکہ اس سے کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔

رعائیتی کرایہ کی بابت تو ضرور انتظام کرنا چاہیئے جب عام رعایا اس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ تو ہماری جماعت اس سے کیوں محروم رہے۔ البتہ کوشش شرط ہے۔ اگر یہ انتظام ہو جاوے۔ تو تمام احمدیوں کو جو اس جلسہ میں شریک ہوں۔ اُن کو چاہیئے۔ کہ وہ نصف کرایہ جو انجمن اور آپ کی کوشش اور ریلوے ڈیپارٹمنٹ کی مہربانی سے بچتا ہے۔ وہ مدرسہ دینیہ میں چندہ دیدیں۔ اس طرح سے اس مد کی فراہمی سرمایہ میں بڑی مدد مل جاویگی۔ پچیس روپیہ فی کس جو تجویز پیش کی ہے۔ بہت معقول ہے۔ خدا کرے کہ ایک ہزار سے بھی زیادہ دینے والے ہوں۔ ان میں سے ایک مجھے بھی شمار کریں۔

میری ایک اور گزارش ہے۔ وہ یہ کہ لنگر خانہ کا خرچ ایسے موقع پر (یعنی جلسہ پر) بہت ہی زیادہ بڑھ جائیگا۔ اور غالباً موجودہ سرمایہ اس کے لئے کافی نہ ہو گا۔ جس کے لئے بڑی دقت اور تکلیف کا اندیشہ ہے میری رائے ہے کہ لنگر خانہ کو خاص اس جلسہ کے دنوں تک۔ ہوٹل کی شکل میں بدل دیا جاوے۔ اور بجائے مفت کھانا دینے کے مناسب دام لئے جاویں۔ تاکہ یہ فنڈ اپنا آپ گزارہ کر سکے۔ البتہ غریب احمدیوں کو مفت کھانا دیا جاوے۔ مگر جو متمول ہوں۔ اور کھانے کا دام بآسانی دے سکتے ہوں۔ اُن کو لنگر خانہ پر بار نہیں ڈالنا چاہئیے۔ البتہ ایسے صاحبان کو اچھا اور وقت پر کھانا ملنا نہائیت ضروری ہے۔ یا اگر یہ تجویز مناسب خیال نہ کی جاوے۔ تو ہر متمول شخص جو لنگر خانہ سے کھانا کھاوے۔ کم از کم پانچ روپیہ یا آٹھ آنہ یومیہ کے حساب سے تو لازمی طریق سے دیوے۔ اس کے علاوہ جو صاحب زیادہ دینا چاہئیں۔ وہ حسب معمول چندہ کی صورت میں دے سکتے ہیں۔ جیسا کہ اب دیتے ہیں۔ چندہ ان پانچ روپیوں سے بالکل الگ رہیگا۔ کیونکہ جو لوگ اس فنڈ میں چندہ دیتے ہیں۔ وہ تو دوسروں کی مدد کے لئے ہوتا ہے۔ نہ کہ اپنے کھانے کا دام۔ اگر کسی نے دو چار روپیہ چندہ دیکر خود ہی دوسرے طریقہ کھانے وغیرہ میں وہ روپیہ یا کم و بیش وصول کر لئے۔ تو ایسے چندہ کا ثواب ہی کیا ہوا۔

میں نے اپنا خیال ظاہر کر دیا ہے۔ آگے جیسی آپ صاحبان کی رائے ہو۔

جلسہ کے موقعہ پر پردہ دار مستورات کی رہائش کا کیا انتظام رہتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اس جلسہ پر میں اپنی اہلیہ کو بھی اپنے ہمراہ لاؤں۔

عبد الحمید سپرنٹنڈنٹ دفتر اکونٹنٹ جنرل ریاست پٹیالہ (کیمپ)

چودہری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر بہاولپور

سے لکھتے ہیں:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اخی مکرمی جناب شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک کارڈ اول ازیں جناب کی خدمت میں روانہ کر چکا ہوں امید ہے کہ مطالعہ سے گزرا ہو گا۔ اب مفصل عرض کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت نے اپنے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے۔ کہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں گے اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ ہماری جماعت چار لاکھ ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے (امید قوی ہے کہ یہ شمار ٹھیک ہو گا۔ کیونکہ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات میں بھی چار لاکھ کے قریب لکھا ہے) تو کیا چار لاکھ سے ایک ہزار آدمی بھی ایسا نہیں ہو گا جو آپ کی تجویز کے ساتھ متفق ہو۔ اگر ایک ہزار متوسط الحال آدمی آئندہ سردی کے اخراجات کو کم کر کے یہ رقم اپنی اپنی گرہ سے ہی ادا کر دیں تو کوئی بڑی بات نہیں اور آپ کی تجویز کی تکمیل بھی ہو جاوے۔ اور چنداں تکلیف بھی نہ ہو۔ جب تک ہم اپنے اوپر دین کی خاطر تکلیف گوارا نہیں کریں گے۔ ہم کامیابی کا مُنہ نہیں دیکھ سکتے۔ اخویم جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنی تقریر میں ٹھیک فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک جماعت کے فرد کو یہی خیال کرنا چاہئیے۔ کہ سب کام میرے ہی سر پر ہیں۔ اور جب تک میں خود ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤں گا۔ کام نہیں چلیگا۔ اور یہ باتیں کاغذات تک نہیں رہنی چاہئیں۔ بلکہ عملی صورت اختیار کر لی چاہئیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دیوے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آپ نہائیت عمدہ عمدہ تجویزیں سلسلہ عالیہ کی ترقی کے واسطے سوچتے رہتے ہیں۔ والسلام۔ آپ کا دعاگو۔

نیاز مند غلام حسین سٹیشن ماسٹر بہاولپور غربی

بابو نور الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ

لائل پور سے لکھتے ہیں:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی و معظمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج شریف

جناب کی خدمت میں یہ التماس ہے۔ کہ آپ نے جو تجویز سالانہ جلسہ کے بارونق بنانے کے لئے پیش کی ہے۔ وہ نہائیت احسن ہے۔ یہ کہ ہر ایک احمدی کو ابھی سے اس میں حصہ لینے کے لئے کوشش فرمانی چاہئیے۔ قدرت ثانیہ میں یہ پہلا سالانہ جلسہ ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ گورنمنٹ کی خاص فرمانبردار قوم دُنیا میں اس وقت احمدی قوم ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسے امام کی تابعدار ہے۔ جو گورنمنٹ کا ہمیشہ شکرگزار اور شکرگزار رہنے کی تعلیم دیتا رہا۔ جبکہ ریلوے اعتبار ہی دوسری انجمنوں کے اجلاس کے موقعہ پر دوسروں کو نصف کرایہ کی رعائیت دے دیتی ہے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ بھی ضرور یہ رعائیت کرے گی۔ مگر اس کے حاصل کرنے کے لئے ہماری طرف سے بھی کوشش ہونی چاہئیے۔ اور ابھی سے ہونی چاہئیے۔ اس کے بعد جلسہ پر تحریک فرمائی جاوے۔ کہ اس نعمت کے شکریہ میں وہ تمام بھائی جو پورا کرایہ دینے کے عادی ہیں۔ اپنا نصف کرایہ سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے دیدیں۔ تو میرے خیال میں اس طرح سالانہ جلسہ کا خرچ نکل آئے گا۔ اور کسی بھائی کو تامل بھی نہ ہو گا۔ اور میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ مبلغ ۲۵ سالانہ جلسہ کے موقع پر جمع کر کے پیش کروں گا۔ المرقوم ۱ستمبر ۱۹۱۴ء

الراقم

خاکسار نور الدین احمدی نقشہ نویس لائل پور۔

محترم میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے رقمطراز ہیں:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی اخویم جناب شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں چونکہ بہت عدیم الفرصت ہو گیا ہوں۔ کچھ اس وجہ سے اور کچھ اس خیال سے کہ سلسلہ احمدیہ میں بہت سے قابل دوست خدا کے فضل سے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو اس خدا کے پاک سلسلہ کی امداد قلمی کرنے کے خوب اہل ہیں۔ خاموش رہتا ہوں۔ ؎

چو کارے بے فضول من بر آید
مرا در وے سخن گفتن نشاید

آپ نے پرچہ الحکم میں سیالکوٹ کی جماعت کا ذکر کرتے ہوئے میرا نام صرف اپنی قدیمی محبت اور خاص توجہ کی وجہ سے لے دیا ہے۔ ورنہ ایسے اہم امور میں جبکہ شاعرانہ مذاق اندریں سلسلہ روز افزوں ترقی پر ہے۔ قلم اُٹھانے کی جرأت کر کے اس مضمون کو معرکۃ الآراء بنانا کسی صورت میں مناسب نہیں۔ ابتداء تمدن سے نظم و نثر نے ایشیائی مجالس میں موزون طبع افراد مجلس کی طبع زنانی کے جوہر دکھلائے ہیں۔ اور کسی نہ کسی رنگ میں ان کا وجود ارباب مجلس کی خوشی اور انبساط کا باعث ہوا ہے۔ پس اس مقبول طبائع رنگ پر ان میں سے خصوصاً نظم کی دخل درمانی کے برخلاف ایک عام بحث کرنا یا عام بحث کا اُٹھانا خواہ کسی پہلو پر ہی ہو۔ کچھ اتنا مفید ہی نہیں ہو گا۔ جن اصحاب کی طبع موزون واقع ہوئی ہے۔ اور جن کو شعر و شاعری کا مذاق ہے۔ وہ تو ایک ایک مصرعہ کے موزون ہو جانے پر تڑپتے ہیں۔ اور اُن کی بیتابی اور بیچینی اُن کو جامہ سے باہر کر کے اہل مجلس کے سامنے پرچہ کاغذ ہاتھ میں لئے لا کھڑا کرتی ہے۔ اس اُٹھتے جوش کو آپ کا خیال اور میرا ناگوار مضمون کب روک سکتا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں۔ کہ بعض اصحاب کی نظمیں صرف اُن کی طبیعت کے کسی اندرونی درد اور جوش کے لحاظ سے اُن کو بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اور باریک بین اور لطایف پسند نکتہ سنج۔ موزون طبع۔ نازک خیال ناظموں کو بُری معلوم ہوتی ہیں مگر کیا کیا جائے ہر ایک آدمی ہر ایک زبان میں اسی اندرونی درد اور جوش کے ظاہر کرنے میں قابل افراد کی شعر فہمی اور نکتہ گیری کا انداز بہت ہی کم کرتا ہے اور اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔ مجلس کے اراکین بھی مجبور ہوتے ہیں۔ وہ مجلس میں اپنے اعتراض اور مشن کی نسبت عام

قبولیت کو پیدا کرانا چاہتے ہیں۔ بہرحال اُن کو بھی خاموش ہی ہونا پڑتا ہے۔ اور نظمیں سُنانے والے اپنے اُٹھتے ہوئے جوش میں جو تیار کرکے لاتے ہیں۔ سُنا جاتے ہیں۔ اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ بہرحال میں اس قدر عرض کرنے کے واسطے ضرور تیار ہوں۔ کہ حضور مقدس حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد ہمارے سالانہ جلسہ کا رنگ ایک خاص نظام پر ظاہر ہونا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہی ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کے صائب رائے بزرگ اور دوسرے ذی قدر و ذی فہم اہل فطنت۔ اہل مذاق ناظم و ناثر مضامین اور نظمیں ملاحظہ کریں اور جن کو وہ انتخاب کریں۔ وہی جلسہ میں سنائی جائیں۔ جلسہ کا پروگرام باضابطہ تیار ہونا چاہیئے۔ لیکچراروں کے نام اور اُن کے لیکچر دینے کے گھنٹے معین ہونے چاہئیں۔ اور یہ سب کچھ جلسہ سے پیشتر طے ہو کر قبل اس کے کہ احباب دارالامان میں حاضر ہوں۔ اخباروں میں طبع ہو جانا چاہیئے۔ آپ کی تحریک پر میں اسی قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو اس پاک سلسلہ کی ہر قسم کی امداد کی بیش از پیش توفیق دے۔ ۳۰ اگست ۱۹۰۸ء

خاکسار

میر حامد شاہ از سیالکوٹ

تعزیت کا خط

ذیل میں مَیں ایک خط اپنے ایک مکرم دوست بابو محکم دین صاحب مختار عدالت امرتسر کا شایع کرتا ہوں۔ بابو صاحب سے ایڈیٹر الحکم کو پندرہ سال سے نیاز حاصل ہے۔ اُن کو ہمیشہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح سے بہت محبت رہی ہے۔ وہ اپنے مذاق کے ایک خاص آدمی ہیں اُنہوں نے یہ خط ایک خاص جوش ارادت سے لکھا ہے۔ اور میں اس کا شایع کرنا ضروری سمجھتا ہوں مجھے افسوس ہے کہ میں جلد اس کے لئے جگہ نہ نکال سکا۔ اس لئے اپنے معزز دوست نہیں بھائی سے معذرت چاہتا ہوں۔ ایڈیٹر

از امرتسر ۲۷ اگست ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت شریف جملہ قرابت و ارادتداران حضرت مرزا غلام احمد صاحب بالقابہ مرحوم مسیح موعود بعد دعائے مغفرت بحق مرزا صاحب مرحوم بالقابہ یہ عاجز محکم دین مختار عدالت حال بازار امرتسر بنہایت ادب سے گزارش کرتا ہے کہ بجائے علیحدہ ہر ایک صاحب تعلقدار کی خدمت میں اظہار افسوس ناگہانی کرنے کے میں بذریعہ طبع کرانے خط ہذا باخبار الحکم اپنا فرض دینی و دُنیوی سمجھتا ہوں۔ کہ بلحاظ ہمدردی انسانی جتلاؤں۔ کہ دراصل ایسے بزرگ اور ابوالوقت مسیح روحانی کی وفات کا صدمہ آپ صاحبان کو کم حوصلہ نہ کرے۔ اور یہ میری دُعا ہے۔ اور ایسا ہی ہر ایک پڑھنے والے سے مَیں اُمید اور بھروسہ رکھتا ہوں۔ کہ وہ بھی جناب مرزا صاحب کے حق میں خصوصاً اور قرابت داران و ارادت داران کے حق میں بالعموم دلی توجہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا کریں اور کرتے رہیں۔ مجھے اُن کی ذات خاص سے دینی اور دُنیوی امور میں بہت فائدہ پہنچا ہے۔ میں نے اُن کو اپنے حق میں خاص ذریعہ دیکھا ہے۔ میرے نزدیک تمام جماعت احمدیہ میں سب کے سب ایسے پکے مسلمان کم ہوں گے۔ جن کو یہ یقین کمال کے درجہ پر لے گیا ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ زندگی دیتا ہے۔ موت اور حیات سب اُسی کے اختیار خاص میں ہیں۔ اُن کی نظر میری طرح بہت وسیع نہیں ہوتی۔ اس لئے مَیں اُن کی خاطر اظہار افسوس چھاپ کر ہمدردی کرتا ہوں۔ میں بھی بچہ ہوں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ یہ غرض نہیں ہے کہ اس ہمدردی سے جس جگہ جاؤں۔ جماعت سے روٹیاں کھاؤں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں کو صبر دیوے اور ترقی درجات بخشے کہ دوسرے مسلمان غیر ملّت والوں سے نفرت نہ کیا کریں۔ اور نہ اُن کے طعنہ و گالیاں سے ڈرا کریں۔ جو لوگ قادیان میں جا کر آباد اور رہائش ہوئے ہیں۔ اُن کی طرف میرے مضمون کا خاص طور پر مقصود ہے۔ والسلام

محکم دین بقلم خود۔

احمدی انجمنوں کی روئیدادیں

مَیں نے کئی مرتبہ لکھا ہے کہ جہاں جہاں انجمنیں قایم ہو چکی ہیں۔ ان کو اپنے ہفتہ وار یا ماہواری جلسوں کی مختصر روئیدادیں بھیجدینی چاہئیں۔ تاکہ وہ الحکم میں چھپ کر دوسروں کے لئے ترغیب و تحریک کا موجب ہوں۔ اس تحریک کا بہت ہی خفیف سا اثر شروع ہوا ہے امید ہے دوسری انجمنیں غور کریں گی۔ فی الحال انجمن احمدیہ لائل پور اور پٹیالہ کی مرسلہ روئیدادیں درج کی جاتی ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

انجمن احمدیہ لائل پور

بروز اتوار مورخہ ۳۰۔ اگست ۱۹۰۸ء کو بر مکان شیخ میاں محمد صاحب مالک چکی گھر منعقد ہوا۔ جس میں بہت سی تجاویز پیش ہو کر پاس ہوئیں۔ ان میں سے مفصلہ ذیل تجاویز درج اخبار ہونے کے قابل سمجھ کر انجمن آپ کی طرف ارسال کرتی ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ اُن کو اخبار میں درج فرما کر مشکور فرما دیں گے

(۱) ہر پندرہ یوم کے بعد ایک ایسا جلسہ ہونا چاہیئے۔ جس میں مضمون مقرر کردہ پر ہر ایک بھائی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا کرے۔

(۲) مسیح موعود علیہ الصلوۃ کی یادگار میں جو مدرسہ دینیات کھولا جاتا ہے اس کے لئے مستقل ماہوار چندہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اسی مجلس میں موجودہ سب برادران نے حسب توفیق ماہوار چندہ لکھوا دیا۔ جس کی تعداد فی الحال مبلغ سات روپیہ ہے۔ آئندہ امید ہے۔ یہ تجویز مفصلات میں بھی پیش کرکے اس پر عمل کرنے کی تحریک کی جاوے گی۔ اس چندہ کا عمل یکم ستمبر ۱۹۰۸ء سے شروع ہو گیا ہے۔

(۳) خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام کی تحریک کے بموجب انجمن نے حکیم احمد حسین صاحب کے لئے پسند کیا کہ وہ دارالامان قادیان شریف میں کم از کم تین ماہ تک رہ کر قرآن شریف سیکھیں۔ تاکہ وہ ہمیں درس دینے کے قابل ہو جائیں۔ اور اُن کے خرچ کے لئے کم از کم ۱۰ روپے ماہوار تجویز کئے گئے۔ جو علیحدہ طور پر ممبران سے جمع کئے جانے چاہئیں چنانچہ اس پر اسی مجلس میں عمل کیا گیا۔ اور مفصلہ ذیل احباب نے حصہ لیا:۔ (۱) شیخ محمد اسماعیل صاحب ۱۵؍ (۲) شیخ محمد حسین صاحب ۸؍ (۳) منشی نورالدین صاحب ۲؍ (۴) شیخ اصغر علی صاحب ۲؍ (۵) مستری عبدالرحمٰن صاحب ۴؍ (۶) مستری عبداللہ صاحب والدہ مستری صاحب ۴؍ (۷) منشی محمد حسین صاحب ملازم ڈاکخانہ ۴؍ (۸) شیخ خدا بخش صاحب ۸؍ (۹) میاں محمود الدین صاحب نقشہ نویس ۸؍ (۱۰) منشی محمد حسین صاحب نقشہ نویس ۴؍

کل میزان ۳؍ ۵ روپیہ

الراقم

نورالدین سیکرٹری انجمن احمدیہ لائل پور

الحمد لولیہ والصلوۃ والسلام علیٰ نبیہٖ

جلسہ انجمن احمدیہ پٹیالہ

مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۰۸ء کو انجمن احمدیہ کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ بعد تلاوتِ قرآن مجید مندرجہ ذیل تجاویز پاس کی گئیں:۔

(۱) جلسہ احمدیہ پندرہ روزہ منعقد ہوا کرے اور ایک فنڈ بنام **جلسہ فنڈ** کھولا جائے۔ جس میں تمام احباب ایک ایک پیسہ دیا کریں۔ اور جو رقم اس طور پر وصول ہو۔ وہ قومی اور دینی مصارف کے صرف میں لائی جائے۔ سب احباب نے اس فنڈ اُسی وقت اپنا اپنا چندہ دے دیا۔

(۲) **یادگار مسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام** کی طرف مزید توجہ کی جائے۔ اور تمام رقم چندہ اس ہفتہ میں وصول کی جائے۔

(۳) موافق تجویز اخبار الحکم مطبوعہ ۳۱۔ اگست ۱۹۰۸ء **مُٹھی بھر آٹا** کا سسٹم جاری کر دیا گیا۔

(۴) ڈاکٹر عبدالحکیم سے مولوی محمد حسین صاحب کے مباہلہ کا تحریری جواب لیا جائے۔ ورنہ آپ کی گریز شائع کر دی جائے۔

ان بعد محمد مرتضیٰ خان نے اپنا مضمون خاتم النبیین پر پڑھ کر سنایا۔ اور باوا شام داس (مولوی عبدالصمد) صاحب نے ایک نظم نعتیہ بزبان ہندی سُنائی۔ جو اپنی طرز پر بہت عجیب تھی۔ خاتمہ پر قدرتِ ثانی کے ظہور کے لئے دعا کی گئی۔ یہ جلسہ ...ب شیخ محمد افضل صاحب تھانیدار (جن کے مکان پر جلسہ منعقد ہوا) کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے حاضرین جلسہ کی پاس بسکٹ سے دعوت کی گئی فقط

محمد مرتضیٰ خان احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ
مورخہ ۶ر ستمبر ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میری اپیل

میں اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے میری پہلی عاجزانہ درخواست پر توجہ کی ہے۔ لیکن میں اس کے ساتھ ہی افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ جیسی توجہ کی مجھے اُمید تھی وہ نہیں کی گئی۔ یا کم از کم ابھی مجھے یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ احباب نے کہاں تک توجہ کی ہے۔

اگرچہ بہت سے اسباب ہوں گے۔ جن کی وجہ سے اکثر احباب ان باتوں پر توجہ نہیں کرتے یا نہیں کر سکتے۔ لیکن جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں۔ قوم کو ایک ایسے خادم کی طرف ضرور توجہ رکھنی چاہئے۔ . . . . اور اُس کی مدد کرنی چاہئے۔ جو معرض خطرہ میں پڑا ہوا ہو۔ رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایک ایسے نفس[1] کی زیر ایڈیٹری میں شایع ہوتا ہے۔ جس کی پیدائش اور تربیت اُس جگہ میں ہوئی ہے۔ جو فی زماننا خدا تعالیٰ کی وحی کی مورد ہے اور اُس کی تعلیم و تربیت خدا تعالیٰ کے رسول کے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس کی تحریریں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ آج جبکہ خدا تعالیٰ کا رسول ہم سے جُدا ہو چکا ہے۔ اس نفس کی تحریروں سے خدا تعالیٰ کے رسول کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اُن کی اس طرزِ تحریر میں اُس پیارے امام کی تحریر کا جلوہ نظر آتا ہے۔ جیسا کہ آپ اُن خطوط سے معلوم کر سکتے ہیں۔ جو اکثر احباب نے مجھے وقتاً فوقتاً لکھے ہیں۔ یا اُن ریویوز سے جو معزز ہمعصر اخباروں کے ایڈیٹروں نے کئے ہیں جن کو یہاں درج کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

رسالہ تشحیذ الاذہان خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر یہ میں ضرور عرض کروں گا۔ کہ اس کو مخالفین و موافقین نے عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور میرے پاس بہت تعریفی خطوط بھی موصول ہوئے ہیں۔ اور زبانی بھی بہت تعریف سُنی ہے۔ مگر میں ان تمام باتوں کو کیا کروں۔ جبکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ عملاً اس تعریف و توصیف میں کوئی نمایاں ترقی نہیں دکھائی گئی۔ اور نہ کافی طور سے اس کام میں ہماسا ہاتھ بٹایا گیا ہے۔ اور نہ اس ہونہار نوجوان کی کافی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اور نہ داد دی گئی۔

پھر میں دیکھتا ہوں۔ کہ رسالہ کی مالی حالت بہت ہی نازک ہے۔ اور اسی غرض کے لئے میں پہلے ایک اپیل پیش کر چکا ہوں۔ اور اب پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ اے بزرگان قوم میری اس اپیل پر توجہ فرمائیں۔

میں اپنی اس اپیل کے ذریعہ آپ صاحبان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ صاحبان خریدار مہیا فرما کر اس رسالہ کی مدد فرمائیں۔ جو احباب خریدار نہیں ہیں۔ وہ خریدار ہوں۔ اور جو خریدار ہیں۔ وہ اور خریدار مہیا کرنے کی کوشش فرماویں اور موجودہ خریداران اگر پانچ پانچ اور خریدار مہیا کریں۔ تب بھی دو ہزار خریدار ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

میں اسی موقع پر اسی اپیل کے ذریعہ

ممبران انجمن تشحیذ الاذہان

کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوا اُن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اس وقت اپنے فرض منصبی کی طرف خیال فرمائیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ انجمن کی ہر طرح سے مدد کریں۔ اور چونکہ یہ رسالہ آپ لوگوں کا ہی ہے۔ اس لئے آپ خاص طور پر کوشش فرماویں اور میں آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ کم از کم دس خریدار فی ممبر مہیا کرکے ممنون فرمائیں۔ والسلام

نوٹ:۔ رسالہ ماہوار ہر قمری مہینہ کی دس تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔ قیمت عام سے دو روپیہ علاوہ۔ طلباء سے ڈیڑھ روپیہ سالانہ لی جاتی ہے۔

الملتمس
منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

[1] یعنی صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف الصدق عالی جناب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت خلیفۃ المسیح کا خطاب

طلباء مدرسہ کو

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بروح القدس نے اپنے معمولی درس قرآن مجید کے علاوہ ارادہ فرمایا ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً طلباء مدرسہ کو خصوصیت سے ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ بعد مغرب خطاب کریں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تحریک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوئی ہے۔ ورنہ ہر روز آپ وعظ فرماتے ہی ہیں۔ طلباء مدرسہ کو یہ خصوصیت اور امتیاز قابل ناز ہے۔ کہ اُن کے امام نے اُن کے لئے اپنے گرامی اوقات میں سے کچھ حصہ مخصوص کیا۔ جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں انہیں حاصل نہ تھا۔ اس سے اُن والدین کو کیسی خوشی ہو سکتی ہے۔ جنہوں نے اپنے بچوں کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں بھیجا ہے مدرسہ کی یہ خصوصیت باعث فخر ہے۔

ان دنوں جبکہ طلباء سے بعض پولیٹیکل لیڈر نہایت خطرناک کام لے رہے ہیں۔ اور اُن کی آتشین تقریروں نے ناعاقبت اندیش نوجوانوں کے دلوں کو پھونک ڈالا ہے۔ اور وہ اخلاق اور حقوق العباد کی کچھ بھی پرواہ نہ کرکے سوراجیہ کی خواہش کی گونج اپنے دماغ میں سنتے ہیں اور لبرٹی لبرٹی کے نعرے مارتے ہیں۔ یہ بہت ہی ضروری پہلو ہے جو ہمارے امام کے خلیفہ نے (ایدہ اللہ بنصرہٖ) اختیار کیا ہے۔ اس مقام پر یہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ کہ جس طرح پر ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم اپنے اصول میں رکھی ہوئی تھی۔ اسی طرح پر ہمارے خلیفۃ المسیح نے اس کو ضروریات دین میں سے یقین کیا ہے چنانچہ اسی اشاعت میں جو اعلان شایع کیا گیا ہے۔ وہ اس امر کو بخوبی ظاہر کرتا ہے۔ غرض حضرت خلیفۃ المسیح نے طلباء مدرسہ کو خصوصیت سے ہفتہ میں دو مرتبہ تلقین کے لئے وقت دینا پسند کیا ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں آپ نے دو مرتبہ جو تقریر کی اُس کا خلاصہ میرے اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ نہایت توجہ سے پڑھا جاویگا۔

ایڈیٹر

پہلی تقریر

ابتداً آپ نے اپنے تعلقات کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے مخلوق سے بے نیاز کر دیا ہے۔ میری حاجتوں اور ضرورتوں کا وہ خود کفیل ہے اور ذمہ وار ہے۔ اور ایسے طریق پر میری مدد کرتا ہے کہ دوسرے سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اس سے تم لوگ سمجھ

سکتے ہو کہ میرا تمہیں نصیحت کرنا محض خدا کی رضا کے لئے ہے۔ اور نیز اُسی ذمہ واری کی وجہ سے جو مجھ پر تم لوگوں نے آپ ہی رکھ دی ہے۔ **بہر حال** میں یہ ظاہر کرتا ہوں کہ میں محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور اُس کی مخلوق پر شفقت کی غرض سے تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں جو کچھ کہتا ہوں۔

آجکل تم دیکھتے ہو۔ کہ بعض **ناعاقبت اندیش** لوگوں نے طالب علموں سے کس کس قسم کے خطرناک کام لئے ہیں۔ وہ طالب علم یا اُن کے وہ لیڈر اور سرپرست اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے اُس کی مخلوق پر شفقت کی تعلیم اُن کو دی گئی ہوتی۔ تو اس قسم کی کمینہ اور بابچی پن کی حرکات ان سے سرزد نہ ہوتیں۔ جن کو وہ اپنے اور اہل ملک کے لئے مفید اور بہتر یقین کرتے ہیں۔ یہ امور ملک کی بہتری کی بجائے اُس کے لئے سخت مضر اور نقصان رساں ہیں۔ ایسی حرکات محض اس لئے ہوتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہدائیتوں پر عمل نہیں۔ میں تمہیں ہدائیت کرتا ہوں۔ کہ اس قسم کی شرارتوں سے بالکل الگ اور بیزار رہنا چاہئے۔ **اسلام فرمانبرداری** کا نام ہے۔ اور **حاکم وقت** کی اطاعت ضروری ہے۔ اس کے لئے ہمارا **امام** ہمیشہ یہی تعلیم دیتا رہا ہے۔

اس کے بعد تمہیں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ تمہارا فرض ہے کہ تم سچے وفادار اور سچے مسلمان بنو۔ قرآن مجید نے دو بچوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک حضرت **اسماعیلؑ** کا۔ دوسرے حضرت **یوسفؑ** کا۔ حضرت اسماعیلؑ ایک نوجوان تھے۔ اُن کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رویا میں دیکھا کہ وہ اپنے بچے کو ذبح کرتے ہیں۔ اس خواب کا اظہار انہوں نے اسماعیل سے کیا۔ انہوں نے اُن کو کیا کہا۔

اے میرے باپ! جو کچھ آپ کو حکم ملا ہے جلد کرو۔ آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے۔ خدا تعالیٰ کی رضا اور باپ کی اطاعت میں سر رکھدیا۔ اور یہی وفاداری اور فرمانبرداری ہے۔

حضرت یوسف نے اپنی عفت اور طہارت کا جو نمونہ دکھایا وہ ایک ظاہر امر ہے۔ پس ان دو بچوں کے ذکر سے تمہیں خدا تعالیٰ کی اطاعت اس کے رسول کی اطاعت اور اولوالامر کی اطاعت اور وفاداری کا سبق لینا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ہی عفت اور طہارت کی زندگی بسر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی توفیق کو مانگنا چاہئے۔

دعا بہت بڑا ہتھیار ہے اس کو کبھی ہاتھ سے نہ دو۔

یہ آپ کی پہلی تقریر کا خلاصہ ہے۔ دوسری تقریر میں آپ نے اس امر پر زور دیا۔ کہ وحدت پیدا کرنی چاہئے۔ اولاً۔ آپ نے نظارۂ عالم سے دکھایا کہ دنیا میں اختلاف موجود ہے۔ لیکن باوجود اختلاف کے پھر بھی ایک اتحاد ہے اگر اس اتحاد سے کام نہ لیا جاوے۔ تو یہ سارا کام بگڑ جاوے۔ اس موقعہ پر آپ نے مختلف مثالوں کے ذریعہ سے اس صداقت کو بتایا پھر طلبار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے مدرسوں میں رسّہ کا ایک کھیل ہوتا ہے۔ اس کی تعلیم قرآن مجید کی ایک آیت سے ملتی ہے۔ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً**۔ یہ رسّہ جو مدرسوں میں ورزش کے لئے رکھا جاتا ہے جب تک متحد طاقت سے اسے ایک جماعت نہ کھینچے وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح پر اس وقت ضرورت ہے کہ ہم قرآن مجید کے **حبل** کو مضبوطی سے پکڑلیں **اسلام** پر سخت حملے ہو رہے ہیں فلاسفر اپنے رنگ میں حکیم اپنے طرز پر اور طبابت والے اپنے طریق پر عیسائی آریہ برہمو اور مختلف فرقوں اور مذاہب کے لوگ جدا جدا چاہتے ہیں کہ وہ اس پاک تعلیم کا نام و نشان مٹا دیں۔ بیرونی حملہ آور ہی نہیں اندر والے لوگ بھی بگڑے ہوئے ہیں ان کی علمی اور عملی طاقتیں کمزور ہو چکی ہیں۔

ایسی حالت میں سب کا فرض ہے کہ ہم علمی طور پر اس رسن کو مضبوطی سے پکڑلیں۔ پس وحدت پیدا کرو اور عملی طور پر۔

وہی بھیرہ کا قضیہ نامرضیہ

بھیرہ کی مسجد کے متعلق جو جھگڑا تھا۔ اُس کا فیصلہ باہمی راضی نامہ سے ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اس میں ایک امر قابل اصلاح ہے کہ **جمعہ** کے متعلق جو فیصلہ ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک جمعہ احمدی لوگ دالان اور صحن میں پڑھیں۔ اور مخالف اندر مسجد کے کوٹھہ میں۔ اور دوسرے جمعہ مخالفین باہر اور احمدی اندر یہ مصیبت اور تکلیف ہی کم نہ تھی۔ کہ اس پر یہ اور اضافہ ہوا۔ کہ مسجد کے ساتھ ایک بنگلہ اس غرض کے لئے بنایا گیا تھا۔ کہ آنے والے مہمان اس میں ٹھہریں اور آرام پائیں۔ مگر اس مکان میں مہمانوں کا ٹھہرنا بند کر دیا گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع شاہ پور احمدی جماعت کے شکر گزاری کے مستحق ہیں۔ کہ آپنے اس معاملہ پر نوٹس لیا۔ اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو موقع پر بھیجنے کی تکلیف گوارا کی۔ مگر کیا وہ اس امر پر توجہ نہیں کریں گے۔ کہ ہماری جماعت کو تنگ کرنے کے لئے کس کس قسم کے شرمناک منصوبے کئے جاتے ہیں دراصل اس ساری تکلیف کا موجب سب انسپکٹر بھیرہ جو ایک متعصب حنفی ہے اور رضا علی خاں ہیڈ کنسٹیبل شیعہ ہے ہیں اور جب تک اُن لوگوں کو وہاں سے تبدیل نہیں کیا جاتا غریب **احمدی امن** نہیں پا سکتے اس لئے کہ انہوں نے ایک امن جو اور **امن پسند** جماعت کے متعلق جس قسم کی تحریریں کیں ہیں وہ اب واقعات کی بنا پر انہیں صحیح ثابت کرنیکی کوشش کریں اور اس سے ہمارے غریب احمدی بھائیوں کو جن مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے وہ ایک ظاہر بات ہے اگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اس معاملہ پر تھوڑی سی توجہ فرما کر ان دونوں آدمیوں کو وہاں سے تبدیل کرنیکی تجویز کر دیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سارا فساد مٹ جاوے اگرچہ دوسرے مسلمان ہمارے مخالف ہیں مگر صاحب موصوف یہ سمجھ سکتے ہیں کہ سالہا سال سے وہ لوگ یہاں رہتے ہیں اور احمدیوں اور غیر احمدیوں کی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ اور یہ مسجد بجائے خود احمدیوں کی ہی مسجد ہے۔ مفسدہ بازی کے مزید سلسلہ کو روکنے اور ایک وفادار امن جو قوم کے حقوق کی حفاظت اور امن عامہ کے لحاظ سے ضروری ہے کہ صاحب موصوف اس انتظامی امر میں دخل دیکر ان دونوں آدمیوں کو وہاں سے تبدیل کر کے بھیرہ کے مسلمانوں پر رحم فرماویں۔

ترجمۃ القرآن

کا سیپارہ چھپ رہا ہے عنقریب نکلنے کو ہے۔

یعقوب علی عفی عنہ

علمی اور اخلاقی کتابیں

گو ناولوں کے مذاق نے علمی مذاق کی کساد بازاری کر رکھی ہے۔ اور علمی کتابوں کی اشاعت اور آؤ بھگت بہت ہی کم ہوتی جاتی ہے مگر پھر بھی بعض مصنف علمی مضامین پر کچھ نہ کچھ کتابیں لکھتے ہی رہتے ہیں جس سے امید پڑتی ہے۔ کہ شائد کسی وقت ناولسٹانہ مذاق کے مقابلہ میں علمی مذاق میں ترقی ہو۔ مندرجہ ذیل کتابیں علمی رنگ میں لکھی گئی ہیں اچھے اچھے مبصروں نے اُن کی تعریف کی ہے۔ اور اردو زبان میں ترقی دینے کی خدمات میں بہ سال ۱۹۰۷ء مصنف کو ۱۰۰ روپیہ انعام بھی پنجاب گورنمنٹ سے مل چکا ہے۔ ان کتابوں کی قیمتیں علاوہ از محصول ڈاک وغیرہ حسب ذیل ہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر شائقین طلب کر سکتے ہیں:—

(۱) ریاض الاخلاق ۱۰/ | (۲) سراج الاخلاق ۱۰/
(۳) مشیر باطن ۶/ | (۴) خیالات ۱۲/
(۵) فن شاعری ۸/

(نوٹ) یکم دسمبر ۱۹۰۸ء سے ان کتابوں کی قیمت میں حسب صورت موقعہ کچھ کچھ اضافہ کرنا پڑے گا۔

المشتہر

قاضی علی محمد۔ محلہ عالی۔ ضلع جالندھر۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

مصدقہ حضرت مسیح علیہ السلام و خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے شاہی نسخوں کے مطابق تیار ہوا ہے قیمت فی تولہ ممیرا قسم اول ع ۵ - دوم ۳ ر - سرمہ قسم اول عہ سوم عہ
ہر قسم کی پشاوری لنگی اور کلاہ مجھ سے خریدو۔

المشتہر
احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھے ریشے دار لکڑی کے عمدہ ہینڈل کا کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت سے ر- کرکٹ بیٹ سیدھے ریشہ دار لکڑی عمدہ کین ہینڈل مع ربڑ کے بنے ہوئے میچ کے لئے نہایت عمدہ عہ
بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی - ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عہ
کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ
لڑکوں کے کرکٹ بیٹ ۱۲×۱۳ کے واسطے درست ایک ٹرکس ایک سال لکڑی کا فی سٹ سے ر

فٹ بال عمدہ کار آمد و پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار عہ
ر ر کے لئے فٹ بال عمدہ ر ر ر ر ر ر
ر ر ر ر ر ر ر ر ر
ر ر ر ر ر ر ر ر ر

کرکٹ بال گسٹ سوم نہایت عمدہ و مضبوط چمڑے کے عہ
ر ر دھاگے کے سیچ ۔ عہ
کرکٹ وکٹس ہر گیس فی کاپی

المشتہر مستری نظام الدین شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بال از قسم کرکٹ بیٹس وکٹ و فٹ بال وغیرہ پہنچا - ہر طرح سے قابل تعریف پایا - میں اسے کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں -
نیاز مند عبد الحکیم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول حاجی پور ٹیرہ - کانگڑہ

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت آپ کو ہے ضرور خود سے سوال کیجئے کہ آیا دن میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمی گولیاں (ڈونس پلس) کھا لیا کیجئے - دوسرے روز ہی آپ دست صاف ہو اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ امراض کا باعث ہے - اس سے بخوبی سمجھا جاویگا کہ کیوں قبض کی وجہ سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایات ہیجان صفراوی - بخار - یا تپ - بدہضمی - سوء ہضمی - پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت - ہڑکن قلبی - دل و دماغ - چلنے میں چکر آنا - درد سر - نفخ - کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے - ڈون کی ہاضمی گولیاں (ڈونس پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورہ امراض کو دور کرتی ہیں کیونکہ فاسد مادہ اور زہریلا جراثیم کو آنتوں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا یعنی پت کو اچھی طرح بناتی ہیں جسم کو پاک کرتی ہیں اور مرد اور عورت اور بچہ کو جلد صحت بخشتی ہیں۔

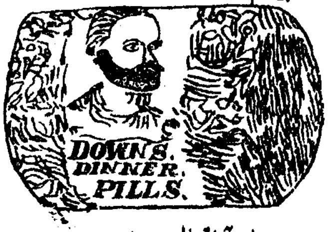

بارہ آنہ والی

قیمت ۳ ر اور بارہ آنے والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں اور چار آنہ والی شیشی سے بچ گئی ہیں کل دوا فروشوں کے پاس سے ملتی ہے - یا ڈون پی باکس اور باکس بمبئی سے -

ڈون کا مرہم - (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ سے بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سر خارش یا گنج کیڑا بیٹھنا - دانہ اور جلد کی سب طرح کی سوزش تھوہر خارش وغیرہ کو بہت گری ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے میں کافی پائی گئی ہیں تمام دوا فروشوں کے پاس سے مل سکتی ہیں - قیمت فی ڈبیہ عہ

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد صاحب پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں - جن کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرے ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سوء بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور - اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلا کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتی ہے - یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز بعد ادائے فیس اس کام

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کی شکایت کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون تیار کیا ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ فوراً انشاء اللہ تعالیٰ دفع ہو کر اور ہر قسم کی امراض کے لئے مفید ہے - ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم کہہ دیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر شفا ہو - طلب فرماویں - قیمت فی بکس (عہ)

طلا طلسمی - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور حفظان ... ایسے امراض لاحق ہو ہیں اور بعض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں طلسمی کرشمہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے - منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت عہ

سفوف دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سفوف کا کام ہے قیمت فی بکس

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

اسکاٹس ایملشن

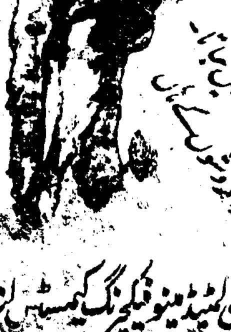

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

Registered No. L. 77

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

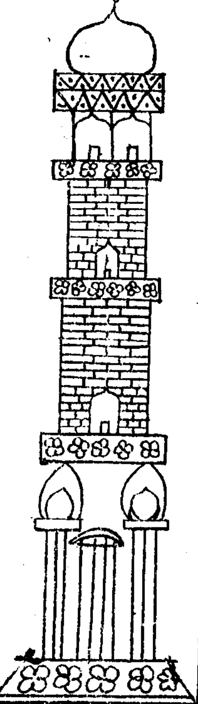

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے	(صر)
۲۔ خواص و معاونین سے	(عـ۵)
۳۔ ہندوستان سے باہر	(سے ر)
۴۔ غیر مذاہب والوں سے	(سے ۱۲ ار)
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے	(عـ ۱۲ ار)

نوٹ

عہ سالانہ کا اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۴۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ راکتوبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۲۶ھ المقدس | جلد ۱۲

گر نباشد بدوست رہ بُردن
شرطِ عشق است در طلب مُردن

انسان ہاں مستعد اور باہمت انسان کے فرائض میں سے ہے۔ کہ وہ اپنے مقصود کے لئے پورا قدم رہے۔ کامیاب ہونا یا نہ ہونا یہ امر دیگر ہے۔ اور یہ منحصر ہے اللہ تعالیٰ کے فضل پر اس کی توفیق پر۔ سالانہ جلسہ کے متعلق لکھتے ہوئے مجھے عرصہ گزر گیا ہے۔ اگر اس مایوسی اور ناکامی کا خوف دامنگیر ہو۔ جو اب تک اس تحریک میں ہوئی ہے۔ تو آئندہ شاید مجھے اس کا نام بھی نہیں لینا چاہئیے۔ مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ یہ تحریک ایڈیٹر الحکم کی ذات خاص سے متعلق نہیں۔ اور اس طرح جمع شدہ روپیہ اُس کی ضروریات پر خرچ ہونے کو نہیں۔ ایسی حالت اور صورت میں میرا فرض یہی ہے کہ میں اس تحریک سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤں۔ اور

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

پر عمل کرکے کہتا جاؤں۔ آخر کچھ دل تو ایسے نکلیں گے ہی۔ جو اس تحریک کو بار آور بنانے کے لئے قدم اُٹھائیں گے۔ سالانہ جلسہ کیلئے پروگرام بنانے کی تجویز تو صدر انجمن احمدیہ کے دفتر سے نکل چکی ہے۔ یہ ہمیں امید کرنی چاہئیے کہ پروگرام میں زیادہ تر حصہ ایسے کاموں کے لئے رکھا جاویگا۔ جو قومی ضروریات اور قومی انسٹیٹیوشنز کے متعلق ہوں۔ اور جن سے باہر سے آنے والے احباب پر ایک خاص اثر پیدا ہو اور وہ محسوس کریں کہ اُن کے فرائض اُن ضروریات کے متعلق کس حد تک ہیں اور کہاں تک وہ انہیں پورا کر رہے ہیں۔ اور اب کس رفتار سے انہیں قدم اٹھانا چاہئیے۔ اگرچہ یہ مضامین بالکل خشک اور دلچسپی سے معرا ہوں گے۔ لیکن احمدی قوم کے لئے ان میں دلچسپی پیدا کرنا ہی اُس کی خصوصیت کا موجب ہوگا۔

میں پورے بارہ سال سے ان سالانہ جلسوں کو دیکھتا آیا ہوں اور اس موقع کی ضروریات اور حاجات کا مجھے بطور ایک ذمہ دار اور کارکن وجود ہونے کی حیثیت سے مطالعہ کرنا پڑا ہے۔ اس میں جو کچھ لکھوں گا۔ وہ بالکل میرا ذاتی تجربہ اور واقعات کے رنگ میں ہوگا۔ میں ان امور کو آئندہ بیان کروں گا کہ ان کے متعلق ہمیں کیا کرنا چاہئیے۔

سردست میں اس تحریک کی پھر یاد دہانی کرتا ہوں کہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ کہ پوری سعی کرے اور یہ کامیابی کثرت اجتماع اور مقدار چندہ کے پہلو سے سمجھی جاویگی۔ میں نے تحریک کی ہے۔ کہ اگر ایک ہزار آدمی ایسے باہمت نکل آئیں۔ جو یا تو از خود یا دوسروں سے جمع کرکے اس موقعہ پر عہ پیش کریں۔ تو انہیں اپنے سیدو مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق سلسلہ کی کسی ایک مد کے اخراجات سے سبکدوش ہوجانا کوئی بڑی بات نہیں۔ میں یہ امر ابھی ظاہر نہیں کرسکتا۔ کہ یہ جمع شدہ روپیہ کس مصرف میں لگے گا۔ ہاں! اتنا کہہ دینا قبل از وقت نہیں کہ چندہ دہندگان کی مشورت سے صدر انجمن احمدیہ کے اغراض کے لئے یا خلیفۃ المسیح کے حکم کے نیچے صرف ہوگا۔

اب صرف دو مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ اور اس کے لئے نام لکھانے والوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ میں اس خیال میں ہوں۔ کہ اگر ۲۰ اکتوبر تک دو سو نام بھی پورے نہ ہوئے۔ تو پھر رسید بہیاں چھپوا کر منتخب احباب کو بھیج دی جاویں۔ بہرحال احباب کا فرض ہے۔ کہ وہ پوری مستعدی سے اٹھیں۔ کام کرنے کا یہی وقت ہے۔ اور ورنہ یاد رکھیں کہ وقت آتا ہے کہ سلسلہ اُن کی مدد کا محتاج نہ ہوگا۔ اور وہ پھر اس وقت کو نہ پاسکیں گے۔

مطبع انوار احمدیہ میں قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی مہتمم چھپ کر شائع ہوا۔

گزشتہ اشاعت کے بعد مندرجہ ذیل احباب نے لکھا ہے۔ کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیں گے:۔

۱۔ میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن ضلع جالندھر بنگہ۔
۲۔ چوہدری غلام سرور صاحب نونگو ضلع رہتک
۳۔ منشی محمد اسماعیل صاحب ماسٹر شیلہ چکروتہ

۴۔ میر قاسم علی صاحب دہلی۔
۵۔ شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی۔
۶۔ منشی محمد دین صاحب گرداور قانونگو جہلم کنال
۷۔ جماعت لودہانہ بھی تجویز کر رہی ہے۔

اسی سلسلہ میں مکرمی حکیم فضل دین صاحب کا خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ حکیم صاحب نیکی کے کاموں اور خدمت دین کے لئے بہت حریص ہیں۔ اور ان کی یہ قابل رشک حرص لازم نہیں **متعدی** ہے۔ جب سے میں نے اس تحریک کو شروع کیا ہے۔ وہ بطور خود اپنے دوستوں اور واقفوں کو جو احمدی نہیں اس تحریک کے لئے زور دے رہے ہیں اور بذریعہ خطوط ان سے وعدہ لے رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تین آدمیوں کے نام حصہ بھیج چکے ہیں۔

تعجب کی بات ہے۔ کہ باقی احباب کیوں خاموشی سے دیکھ رہے ہیں۔ کیا چار لاکھ کی جماعت میں ایک ہزار بھی اپنی خدمات نہیں دے سکتا۔ جو اس وقت صرف ۵ روپیہ جمع کر سکے آؤ۔ دیکھو ہمارا کام تو صرف آپ تک ایک بات کو پہنچانا ہے۔ اسے سرسبز کرنے کے لئے سعی کرنا آپ کا کام۔ اور اپنے فضل و کرم سے توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا۔ ہمت کرو۔ اور ہمت نہ ہارو۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیگا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ دشمنوں کی نگاہیں تمہاری طرف ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ تم کیا کرتے ہو۔ حضرت مسیح موعود کے وصال پر ان کی امیدیں خاک میں مل گئی ہیں۔ اور آئندہ ملیں گی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم یہی یقین دلاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جن کاموں کا ارادہ کیا ہے۔ وہ ہو کر رہیں گے۔ مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے ذریعے ہوں گے۔ کیونکہ وہ گویا اللہ تعالیٰ کے جلیل ٹھیریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور وہ خود سلسلہ کی ضروریات کے لئے تمہارے دل میں جوش پیدا کرے۔ آمین!

اسی سلسلہ میں خان صاحب محمد احمد شیر خان صاحب احمدی پنشنر دار وغہ محلہ ڈاکخانہ گنج ضلع فرخ آباد سے تحریر کرتے ہیں کہ مبلغ ۲۵ روپیہ وہ اپنے پاس سے اور ۲۵ جناب منشی محمد فرخند علیخان صاحب اپنے پاس سے داخل کرینگے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

ترجمۃ القرآن

ترجمۃ القرآن کا وہ پارہ جس کا اعلان ہو رہا تھا شائع ہوا۔ احباب کو بھیجا گیا اور اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ احباب اسے پسند کر رہے ہیں اور پسندیدگی کے خطوط آ رہے ہیں۔ میں ان خطوط میں سے بعض کا خلاصہ اپنے موقعہ پر درج کرونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اس کے بعد چھبیسواں پارہ کاتب لکھ رہا ہے۔ جس کے جلد ختم ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ احباب کی قدردانی اور حوصلہ افزائی پر یہ کام انشاء اللہ جاری رہ سکتا ہے۔ ہاں سب سے بڑھکر اس کے لئے ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق کی پچھلے کئی دنوں تک میں ڈاڑھ کے درد اور بخار کی وجہ سے بیمار رہا۔ اور ایک حرف بھی لکھ نہ سکا۔ اس لئے جب تک فضل الٰہی دستگیری نہ کرے۔ کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب پھر مجھے توفیق ملی ہے۔ اور میں کام کر رہا ہوں۔ ان احباب کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ جنہوں نے اس پارہ کو پڑھ لیا ہے۔ وہ اپنی رائے سے مطلع کریں۔ اور جن بعض بزرگوں نے (باوجودیکہ میں نے ایک مہینہ پہلے اعلان کیا تھا کہ جو نہ لینا چاہیں۔ وہ پہلے اطلاع دیں) واپس کیا ہے۔ ان پر افسوس ہے کہ وہ کم از کم اطلاع دے دیتے۔ تو ان کا یہ بار کارخانہ کو نہ ہونا پڑتا۔ **بہرحال آئندہ کے لئے پھر عام اطلاع ہے۔ کہ جو صاحب نہ لینا چاہیں۔ وہ بڑی خوشی سے اطلاع دیں۔ ایسی قیمتی اور قابل قدر شے کے ہزاروں فدائی نکل آوینگے** مکرر لکھا جاتا ہے۔ کہ آئندہ جو نہ لینا چاہیں۔ اطلاع دیدیں ۲۷ر اکتوبر تک یہ پارہ انشاء اللہ تیار ہو جائیگا۔ جو لوگ قرآن کریم سے محبت اور عشق رکھتے ہیں۔ اور وہ اس کی اشاعت کے کام کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ **اُن سے ہاں صرف اُن سے** اپیل ہے۔ کہ وہ اس کام کو چلتا کرنے میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ قلم **میرے ہاتھ** میں خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ مگر اس کی اشاعت روپیہ چاہتی ہے۔ اس پر وہ غور کریں۔

یہ بھی یاد رہے۔ کہ میں ہرگز اس امر کا مدعی نہیں کہ یہ ترجمہ بہمہ وجوہ مکمل اور اس کی صحت **لوح محفوظ** کی طرح ہے۔ دوسرے انسانی کاموں کی طرح اس میں انسانی کمزوریوں اور فروگذاشتوں کا ہونا ممکن نہیں یقینی ہے۔ مگر ہاں میں یہ کہنے کی جرات کرتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کی عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار میں کوشش کی گئی ہے۔ اور قرآن کریم کے مطالب عالیہ کا کوئی حصہ بیان کرنے کی فکر۔ خدا کرے۔ کہ یہ کوشش کامیاب کوشش ہو۔ اور مجھے اس خدمت کے لئے توفیق اور توفیق کے ساتھ اخلاص نصیب ہو۔ آمین!

آخر میں پھر اُن دوستوں سے خاص التماس ہے جن کو قرآن کریم کی محبت اور اُس کی اشاعت کے لئے جوش ہے کہ وہ اُس کی اشاعت کے لئے سعی کریں۔

عید فنڈ کی طرف توجہ کرو

سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ اپنے اس قومی فرض سے غالباً غافل نہیں ہوں گے۔ کہ وہ عید فنڈ کی طرف مختلف شہروں کی جماعتوں کو یاد دہانی کرائیں۔ تاہم میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ چونکہ عید کی تقریب سعید کی تقریب بالکل قریب آ رہی ہے اس لئے جگہ کی مقامی انجمن نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے عید فنڈ کا **ایک روپیہ** فی کس اعلیٰ قدر مراتب ایک سے زیادہ یا کم وصول کرکے مدرسہ تعلیم الاسلام کی **عام اغراض** کی مد میں روانہ کریں۔ اور **صدقہ فطر** مدرسہ کے مساکین اور یتیم بچوں کی ضروریات کے واسطے۔

ہر سال ہر عید پر لکھا جاتا ہے اگر اس تقریب پر احباب باقاعدہ اور سب کے سب مدد کریں تو مدرسہ تعلیم الاسلام کے عام اغراض کے اخراجات سے وہ سال بھر کے لئے فارغ ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ عید فنڈ کا روپیہ سال بسال بڑھنے کی بجائے کم ہوتا جاتا ہے۔ حالانکہ جماعت بڑھ رہی ہے۔ اس لئے یہ کہنا چاہئے کہ پوری مستعدی کے ساتھ وصول نہیں کیا جاتا۔ اور چونکہ باقاعدہ انجمنوں کے بننے سے پہلے یہ روپیہ زیادہ آتا تھا۔ اس لئے اب اس کمی کے لئے انجمنیں زیادہ ذمہ وار ہیں۔ مجھے امید کرنی چاہئے۔ کہ ہمارے احباب اس مبارک اور خوشی کی تقریب پر اپنے مدرسہ کو نہیں بھولیں گے۔ اور انجمنیں سعی کریں گی کہ اس مرتبہ گزشتہ سالوں کی بھی تلافی ہو جاوے۔ یہ فقط یاد دہانی ہے۔ ورنہ عید فنڈ ایک **معمولی** بات ہوگئی ہے۔ اور ہر احمدی جانتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے چندہ دینا لازمی ہے یہ سب روپیہ پوری تفصیل کے ساتھ محاسب **صدر انجمن احمدیہ قادیان** کے نام آنا چاہئے +

قہری تجلی کا نمونہ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کے حالات سے واقف ہیں۔ ان پر مخفی نہیں۔ کہ اُن کی تبلیغ پر انکار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب مختلف رنگوں میں آیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وقت پر اہل دنیا کو آگاہ کیا۔ مگر شوخ اور بیباک لوگوں نے خود مخالفت کر کے دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالا۔ طاعون نے ملک پر جو آفت برپا کی۔ وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ قحط کی بلا نے بھی لاکھوں جانوں کا نقصان کیا۔ پھر زلزلہ نے جو تباہی دکھائی۔ وہ ابھی کل کی بات ہے اس پر بھی لوگوں نے بس نہ کی۔ اور خدا تعالیٰ کی قہری تجلیوں کے اور تماشے دیکھنے کی آرزو کی۔

اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال اور رفع ہو گیا۔ اس پر نادانوں نے خوشیاں منائیں۔ اور امراض مہلکہ کو معاذ اللہ آپ کی نحوست بتائی اُسی طریق پر جو پہلے بدکاروں اور شریروں نے کیا تھا اور شائع کیا کہ اب امن ہو گیا۔ مگر وہ مکر اللہ سے غافل تھے اور اوروں کو غافل کر رہے تھے۔ اس سال جیسا کہ قبل از وقت اپنے بندے کو خبر دی تھی بارشیں بکثرت ہوئیں۔ جن کی نظیر چھ سات صدی پہلے تک نہیں ملتی۔ ان بارشوں نے سینکڑوں مکانات اور جانوں کا نقصان کیا۔ اور اس پر بھی بس نہیں ہوا

بخار اور ہیضہ نے اس مرتبہ وہ کام کیا ہے۔ جو طاعون کی سختی بھی بھول گئی۔ جس قسم کے خطوط یہاں آتے ہیں۔ اُن کو پڑھ کر سنگدل سے سنگدل انسان بھی کانپ جاتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کے نمونے ہیں۔ یاد رکھو جس قدر تکذیب۔ شرارت۔ شوخی بڑھیگی۔ اتنی ہی عذاب الٰہی زیادہ آئے گا۔ ان احمقوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود تو

ایک امان تھا

وہ امان اب نہیں رہی۔ اب اس سے زیادہ خطرے کے دن ہیں۔ ان سطور کی سیاہی ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ حیدر آباد دکن کی تباہی کی خبر پہنچی۔ عبرت کے لئے اُسے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ کے موعود کے منہ سے نکل چکی تھیں اور پوری ہوئیں۔ احمق کہہ گئے کہ حیدر آباد کا نام بتاؤ۔ صریح الہام بتاؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہ کہتے رہیں اور بکتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ خود اُن کے لئے کافی ہے۔ وہ دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے حیدر آباد کی تباہی سخت عبرت ناک ہے۔ وہ شہر جو **عروس دکن** تھا۔ آج تباہ اور برباد پڑا ہے۔ یہاں لاشوں کے ڈھیر اور کھنڈرات کا نظارہ نہایت ہی مؤثر ہے۔ مفصل پھر لکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مختصر حالات ہدیہ ناظرین ہیں۔

حیدر آباد کا خوفناک سیلاب

ہمعصر پائنیر کا نامہ نگار ۲۷ر ستمبر کو سکندر آباد سے حیدر آباد کے طوفان آب کے متعلق حالات تحریر کرتا ہے:۔ کہ جب میں دو بجے ریذیڈنسی پہنچا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ تمام ریذیڈنسی پانی میں گھری ہوئی ہے۔ اور فرسٹ اسسٹنٹ کی کوٹھی کے چاروں طرف چھاتی چھاتی پانی بھرا ہوا تھا۔ تمام سامان برباد ہو گیا۔ جو تباہی اس طوفان نے ڈالی۔ وہ نظام دکن کی موجودہ عملداری میں موجودہ انسانی نسل سے پہلے دو نسلوں تک کسی نے دیکھی ہو گی۔ افضل گنج اور چادر گھاٹ پلوں پر سے دریائے موسیٰ کا بہ نکلنا۔ لب ساحل کی تمام گنجان آبادی کے صدہا دیہاتوں کی تباہی ایسی تھی۔ جو حکام کو پریشان کر رہی تھی۔ اور وہ لوگوں کی جان و مال بچانے کو حتی المقدور سر توڑ کوشش میں مصروف تھے۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے ہزاروں جانیں بچ گئیں۔ مگر بہت سے لقمہ نہنگ اجل ہو گئے۔

ہز ہائی نس نظام نے پُرانی حویلی محل واقعہ شہر سے محل فلک نما میں چلے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ اور اس کے لئے انہوں نے اپنے ایڈیکانگ سر افسر الملک کو پُل افضل گنج سے عبور کرنے کی کوئی تدبیر نکالنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر ناکامیابی ہوئی۔ پانی سخت تیزی سے بہ رہا تھا۔ اس لئے پُل چادر گھاٹ سے گذرنا پڑا۔ سواری کو اس پُل سے گذرتے ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے۔ کہ پانی کے زور سے دونوں پُل بیٹھ گئے۔ اور ایک عظیم سیلاب پیدا ہو گیا۔ پلوں کے ٹوٹنے سے پانی نے بہ نکلنے کی راہ پائی۔ اور سب سے پہلے حملہ میں افضل گنج ہسپتال کو جو پُل سے چند گز کے فاصلے پر تھا۔ منہدم کر دیا۔ بہت سے مریض عمارت کے تلے دب گئے۔ پانی نے سب چیزوں کو جو اس کی روک سامنے پڑیں آگے دھر لیا۔ سڑکوں پر اور جہاں جہاں جگہ ملی بہ نکلا۔ اور جملہ چیزوں کو اپنے ساتھ بہا ڈالا۔ پختہ مکان تاشے کی طرح پانی میں بیٹھے جاتے تھے اور صدہا آدمی خوفزدہ مضطرب اِدھر اُدھر پھرتے نظر آ رہے تھے۔ بعض پختہ مکانات جو اس سیلاب کی دست برد سے بچ گئے ہیں۔ اور سطح آب پانی کا جو نشان چھوڑ گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پانی ۸ فٹ بلند تک پہنچ چکا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو غرق آب ہونے سے بچے ہیں۔ ان کی بری حالت ہے سینکڑوں غرق آب ہو گئے۔ صدہا مکانات کے نیچے دب گئے اور بہت سے پانی میں بہ گئے۔ ان بدنصیبوں کی جانیں بچانے کے لئے جو اپنے گھروں کی تباہی و بربادی کے بعد جہاں موقع ملا۔ بلند جگہوں یا درختوں پر چڑھ گئے تھے کشتیاں اور ہاتھی کام میں لائے گئے تھے۔ مال جائداد کا اس قدر نقصان ہوا کہ اس کا اندازہ کرنا فی الحال مشکل ہے۔ ہزارہا مکان منہدم ہو گئے۔ دو لاکھ روپیہ قیمت کا اناج پانی میں بہ گیا۔ ہزاروں آدمی بے خانماں پھر رہے ہیں۔ جگہ جگہ نعشیں پڑی ہوتی ہیں۔ پولیس کو سخت مصیبت ہے۔ سپاہی اور افسر نہیں ملسکتے۔ تعجب ہے کہ ہز ہائنس نواب کی ریلیف پارٹی کو حکم امداد نہیں دیا گیا۔ بلکہ جو لوگ موقعہ واردات سے نزدیک تھے۔ انہوں نے ہی لوگوں کی جانیں بچانے میں بہت کچھ مدد کی ہے۔ جمعدار غلام مرتضیٰ۔ عبد الصمد سپرنٹنڈنٹ ڈوخیلڈ اور مسٹر ونسینٹ بالی کی خدمات خاص طور پر قابل قدر ہیں جنہوں نے بہت جانیں بچائیں۔

خوش قسمتی سے پانی تھم گیا۔ مگر ابر غلیظ اب تک محیط آسمان ہو رہا ہے اور خوف ہے کہ رات (ستمبر ۲۸ کی رات) ختم ہونے سے پہلے بارش نہ ہونے لگی۔ شہر حیدر آباد کا تعلق بالکل منقطع ہو گیا ہے تار یا ٹیلیفون کے ذریعہ سے خبر دریافت کی ترسیل نہیں ہو سکتی عمداً لیوں کر ذریعے خبر ملی ہے کہ حیدر آباد میں بھی تباہی و بربادی کی یہی حالت ہے اکاؤنٹنٹ جنرل۔ اور محکمہ ملکی و ڈیکیٹی کے کاغذات ضائع ہو گئے۔ تمام پبلک دفاتر بند پڑے ہیں۔

۳۶ گھنٹہ متواتر بارش ہوئی جس میں ۱۵ انچ پانی پڑا ہے۔

مدراس سدرن مرہٹہ ریلوے کا سخت نقصان ہوا جگہ جگہ سے لوٹ گئی۔ جنوب میں ورنگل۔ اور شمال میں کارف ٹینیر واڑی کے پرے ڈاک گاڑی نہیں جا سکتی۔

وکالت سیٹر ز۔ آج علی الصبح جب میں حیدر آباد دیکھنا گیا میں نے معلوم کیا کہ حسین ساگر تالاب کا پانی معمولی سیلابی سطح پر آ گیا ہے۔ دریائے موسیٰ کے طرف واسطے سکندر آباد کے بازار میں جو پانی جمع ہوا تھا وہ بھی اتر گیا ہے۔ علاوہ آج صبح سے ان ہر دو شہروں کے درمیان آمد و رفت شروع ہو گئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ کل دکھ دیہ زمانہ

ہاسپٹل اسسٹنٹ کے مریضوں کو بموقعہ امداد پہنچ گئی۔ اور انہیں چہار مینار میں پہنچا دیا گیا۔ ورنہ بہت جانیں ضائع ہو جاتیں۔ شہر کے اندر سواحل کے برابر برابر ۵۰ گز تک پختہ و خام مکانات کا جو نقصان ہوا۔ وہ اس نقصان سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ جو دریا کے اس طرف واقع ہوا۔ اس طرف کے کنارے کا نظارہ جہاں ہزاروں آدمی اپنے مکانات میں ان چیزوں کو جو کل رکھی ہوئی تھیں۔ بیفائدہ تلاش کر رہے تھے۔ نظارہ سخت مایوسی بخش اور خوفناک تھا۔ ہزاروں لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ کسی کا مکان کے تلے دب کر سر کچلا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ کوئی نعش پانی کے صدمہ سے پھولی ابھری پڑی تھی۔ صدہا نعشیں مکانوں کے ملبہ کے تلے دبی ہوئی تھیں۔ مکانات کا آہنی اور چوبی ملبہ جگہ جگہ پڑا ہوا بربادی اور تباہی کا نقشہ دکھا رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے زیورات سے لدے ہوئے ادھر ادھر پڑے ہوئے تھے۔ اور لوگ مضطرب الحواس ان کی لاشوں پر سے گزر رہے تھے اور اپنی اپنی چیزوں کی تلاش میں دیوانہ وار مارے مارے پھر رہے تھے۔ اسی اثنار میں ان آدمیوں کے درمیان جو ٹوٹے پھوٹے پل کے بیل پاؤں پر چڑھے ہوئے بربادی اور تباہی کا افسوس کے ساتھ نظارہ کر رہے تھے۔ کہ "پانی پھر بڑھنے لگا" اس آواز نے لوگوں کو از سر نو خوفزدہ بنا دیا اور وہ یہ سمجھ کر کہ عالم تالاب پھوٹ نکلا۔ مضطرب الحواس ہو کر بھاگنے لگے۔ اردگرد میلوں تک یہ خبر برقی رو کی طرح پھیل گئی۔ اور پھر ایک نئی تشویش میں لوگ مبتلا ہو گئے۔ میرا فوٹو گرافک اسسٹنٹ میرے ساتھ تھا۔ قلیوں کے سروں پر پلیٹوں کے صندوق تھے۔ وہ بھی صندوقوں کو پٹک پٹک کر بھاگ گئے۔ جس سے تمام پلیٹیں ٹوٹ گئیں۔ مگر تشویش ایک رومن کیتھلک پادری کے تسکین بخش اشارے سے جو ایک بلند جگہ پر کھڑا تھا۔ جلد تر رفع ہو گئی۔ جس نے لوگوں کو اطمینان دلایا۔ کہ پانی بڑھ نہیں رہا۔

دریا پار میں نے نظارہ جو دیکھا۔ وہ اس طرف کے نظارہ سے بھی خوفناک تھا۔ پولیس میونسپل اور محکمہ حفظان صحت کے ملازم حتی المقدور کوشش اور پھرتی کے ساتھ دبی ہوئی لاشوں کو نکال رہے تھے۔ لاشوں کا نظارہ نہایت خوفناک تھا ایک معزز خاندان کے پانچ افراد کی لاشیں ایک ہی جگہ پڑی تھیں جن میں سے ایک ماں کی چھاتی سے بچہ چمٹا ہوا تھا۔ اور دونوں اسی حالت میں مُردہ ہو گئے تھے۔ گھوڑے۔ بھیڑ۔ بکریاں۔ کتے اور ہر قسم کے جانداروں کی جگہ جگہ پڑی ہوئی لاشیں یہ ظاہر کر رہی تھیں۔ کہ ان جانوروں نے بھی اپنی جان بچانے کی بہت کوشش کی اور جگہ جگہ چھپتے پھرے ہیں۔ وکٹوریہ ہسپتال اپنی بربادی کے حالات خود اپنی زبان سے بیان کر رہا تھا پہلے پل کے قریب دریا کے نیچے کی طرف کی آبادی کا اندازہ یہ خیال کر کے اچھی طرح لگایا جا سکتا ہے۔ کہ یہ حصہ سب سے زیادہ آباد تھا۔ دوپہر کو اندرون شہر حیدرآباد میں بربادی کی مزید تحقیقات کی گئی۔ تو ان تمام نظاروں سے جو صبح میں نے دیکھے خوفناک نظارہ دیکھنے میں آیا۔ شہر کی بائیں طرف مڑنے اور ملک پیٹ کی طرف جاتے ہوئے میں نے معلوم کیا۔ کہ مشرقی نواح شہر کا بہت بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔ ہزارہا آدمی ڈوب گئے۔ جن کی لاشیں نکالی جا رہی ہیں۔ اور صدہا لاشیں ابتک ملبہ کے تلے دبی ہوئی ہیں۔ شہر میں پھر داخل ہونے پر میں چہار مینار سے گزرا۔ اور پناہ گزینوں کے ہجوم کو چیرتا ہوا شہر کے مغربی طرف کو پہنچا تو دیکھا کہ سیلاب نے اس طرف بھی بربادی میں کچھ کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اور شہر کو ایک میل لمبائی اور نصف میل چوڑائی میں بالکل صاف کر دیا ہے۔ پرانا پل محلہ جو شہر کا نہایت گنجان آباد حصہ تھا وہاں سوائے بربادی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ منظر کچھ ایسا ہیبتناک ہے۔ کہ سنگ دل سا سنگ دل بھی خوف اور دہشت کے مارے زرد ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مصیبت زدوں اور امداد کے خواستگاروں کی یہ کثرت ہے۔ کہ ہر شخص کو بھرا اور امداد کرنے کے قابل بنا رکھا ہے۔

یہ حالت اس حصہ ملک کی ہے۔ جو مقام حسینی علم سے مغربی دیوار تک چلا گیا ہے۔ جو شخص اس مقام کو دیکھیگا۔ اس سیلاب کی تباہ کن حالت کا اچھی طرح اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس طرف سیلاب نے اس قدر تباہی بپا کی ہے۔ کہ ہزارہا میں سے صرف چند ہی نفوس بچ سکے ہیں۔ نہ سڑک کا نشان باقی رہ گیا ہے۔ نہ کوئی ذریعہ شہریت معلوم کرنے کا دکھائی دیتا ہے۔ ہر طرف منہدم شدہ مکانات کا ڈھیر ہے جن میں لاشیں دبی ہوئی ہیں۔ جن پر کوئی چار آنسو بہانے والا بھی نہیں۔

ایک بڑا عبرت ناک منظر جو مجھے آج نظر آیا۔ وہ ایک برہمن وکیل کی لاش تھی۔ جو پگڑی سے درخت کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ وکیل کے پسماندہ بھائی کا بیان ہے۔ کہ وکیل خوفزدہ ہو کر درخت پر چڑھا تھا۔ اور اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لئے پگڑی سے لپیٹ لیا تھا۔ مگر پانی نے وہاں بھی اُسے نہ چھوڑا۔ اور وہ میرے سامنے غرق آب ہو گیا۔ اس وکیل کا باپ اور گھر کے اور چار شخص مکان کے تلے دب گئے۔

وہ مکانات جو مخدوش حالت میں ہیں۔ وہ ہاتھوں سے گروائے جا رہے ہیں۔ ہز ہائی نس نظام کی ریگولر فوج کے بہت سے آفیسر بھی امدادی کاموں پر تعینات ہیں۔

خوش قسمتی سے سوائے ہندوستانیوں کے دوسرے باشندوں میں سے ایک نہیں مرا۔ یورپین اور یوریشین لوگ سب محفوظ رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ظہور قدرت ثانیہ کے واسطے

حامد

کی عاجزانہ دعا

پناہ درکار ہے مجھ کو خدا کی — نہ شیطان الرجیم بے حیا کی
بھروسہ ہے فقط نام خدا کا — بڑا جو مہرباں ہے رحم والا
بحمد آنکہ نام پاک اللہ — صفات اپنی میں ہے وہ ذات یکتا
صفت اک یہ کہ رب العلمین ہے — ہر ایک مخلوق سے بالاتریں ہے
پھر اک رحمٰن پیارا نام اُس کا — ہے جاری جس سے فیض عام اُس کا
رحیم بندگان مخلصین ہے — پناہ اُن کو سوا اُس کے نہیں ہے
وہی مالک ہے بس روز جزا کا — کرے گا فیصلہ ماؤ شما کا
تجھے ہے بندگی اللہ ہمارے — ترے مسکین بندے ہم ہیں سارے
مدد کر تو ہماری رب اعلیٰ — تو خود کر دے ہمارا بول بالا
چلا ہم کو براہ راست رحمان — عطا کر تو ہمیں فضل فراوان
ترے بندے جو مخلص ہیں رحیما — عطا جن پہ ہوئی تیری کریما
انہیں کی راہ پر ہم کو چلا تو — انہیں منعم علیہم میں ملا تو
غضب جن پر ترا اے مالک آیا — ہلاکت اور مصیبت میں پھنسایا
ہوئے گمراہ جو بھولے ہدا کو — جو بیٹھے چھوڑ ہیں راہ صفا کو
ہمیں انکی روش سے تو بچانا — نہ اُن کی راہ پر ہم کو چلانا
سکھایا تو نے خود ہے اس دعا کو — تو اب منظور کر اس التجا کو
نہیں طاقت سوا تیرے کسی میں — کہ کام آوے کسی کی بیکسی میں
ہیں بیکس تو ہمارے کام آنا — ہمارے کام خود تو نے بنانا
ہیں بیچارے تو خود کر چارہ سازی — ترے بندے ہیں کر بندہ نوازی
ہمارے کام میں تو یار ہو جا — جو یہ ہو جا تو بیڑا پار ہو جا
خدا ہے تو تری ہے سب خدائی — کرے بندوں کی تو حاجت روائی
تری درگاہ ہے درگاہ عالی — نہیں جاتا یہاں سے کوئی خالی
عمل میں ہم بھلے ہیں یا بُرے ہیں — غرض جو کچھ کہ ہیں بندے ترے ہیں
بروں کو نیک کرنا کام تیرا — بڑا ہے تو بڑا ہے نام تیرا
زمین و آسمان کا تو ہے خالق — ہر اک مخلوق کا تو ہی ہے رازق
ہر اک جان تجھ سے اے جان جہاں ہے — تو رب العلمین ہے مہرباں ہے
ہو تجھ سے نیستی کا ہست کرنا — پھر ہستی کا بندوبست کرنا
تری ہر شئے ہے اور تجھ سے ہے پیدا — یہ سب عالم کئے تو نے ہو پیدا
ہر اک شے تجھ سے پر تجھ سی نہیں ہے — ترا ثانی نہیں ممکن کہیں ہے
بنانا اس کو اور اس کو گرانا — یونہی چلتا ہے تیرا کارخانہ

الٰہی **قدرت ثانی** دکھا دے — ہماری بگڑی حالت کو بنا دے
مسیح احمدی کی سب دعائیں — ہماری عاجزانہ التجائیں
بحقّ آن محمدؐ مصطفائے — شفیع اُمّتان خیر الورائے
اجابت ہا بسوئے ما فزوں کن — ہمیں ما کُن تو ہمیں کن تو ہمیں کن
بکن حل مشکل ما آمدہ پیش — عنایت ہا بفرما بیش از پیش
منوّر کُن ز نور حق جبیں ہا — بکن اظہار دین بر جملہ دیں ہا
بفرما نصرت ما ہمچو اصحاب — ہلال ما بکن روشن چو مہتاب
بکار ما بکن جہد جہاں را — تو بنما شوکت اسلامیاں را
تو پیدا کن رجالٌ ھم یحبّون — وَ لَو کُمۃَ لَآئِمٍ ھُم لَا یَخَافُونَ

بفرمودی اُجِیْبُ اِذَا دَعَانِیْ
دَعَوْتُکَ یَا مُجِیْبُ الْمُسْتَعَانِ

مختصر نوٹ

کیا اسلام میں اصلاح ممکن ہے؟ اسلام کے ساتھ عیسائیوں کو جو عداوت اور عناد ہے۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ عیسائی مشنریوں کا تو خیر یہ کام ہی ہے کہ وہ اسلام پر حملے کریں اور اسے بدنام کریں مگر جب کسی گورنمنٹ آفیشیل کی طرف سے ایسی کارروائی عمل میں آتی ہے تو تعجب ہوتا ہے۔ کسی پچھلی مردم شماری کی رپورٹ کرتے ہوئے لیفٹیننٹ گورنر پنجاب ابٹسن صاحب نے بھی اسلام کو بُری شکل میں پیش کیا تھا۔ اب **لارڈ کرومر** نے مصر سے رخصت ہوتے وقت انتظامی رپورٹ میں اور پھر **مصر جدید** اپنی تصنیف میں دل کھول کر حملے کئے ہیں۔ آپ **اسلام** کو سختی **اصول کی وجہ سے ناقابل اصلاح بتلاتے ہیں**۔ اگر اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ اسلام کے **اصولوں** کو بدلنا چاہتے ہیں۔ تو ہم بڑی خوشی اور جائز فخر سے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہاں اس کے اصولوں کا **استحکام** اور **رسوخ** ایسا ہے۔ کہ وہ بدلے نہیں جا سکتے۔ اس لئے کہ خالق فطرت نے مقرر کئے ہیں۔ اور **اسلام فطرتی مذہب** ہے۔ جو لاتبدیل قواعد پر واقع ہے۔ مسٹر ماریسن نے جو کسی زمانہ میں علی گڑھ کالج کے پرنسپل تھے۔ اس تصنیف پر مندرجہ بالا عنوان سے ایک آرٹیکل ولائت کے مشہور رسالہ انیسویں صدی میں لکھا ہے اور وہ اسلام میں اصلاح ممکن بتاتے ہیں۔ ابھی ان کا چھپا ہوا آرٹیکل یہاں نہیں آیا۔ اس لئے رائے زنی یہاں نہیں ہو سکتی۔ تاہم میں نے جس غرض کیلئے یہ نوٹ لکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے مضامین پر ریویو آف ریلیجنز میں مفصل آرٹیکل نکلنے چاہئیں یا جدید ٹریکٹ سیریز کے سلسلہ میں کوئی ٹریکٹ لکھا جاوے اور وہ ولائت اور مصر میں بکثرت شائع ہو۔ یہ سلسلہ کی اشاعت کا اور اسلام کی خدمت کا بہت بڑا ذریعہ ہوگا۔ مصر اور انگلستان میں **لارڈ کرومر** کی یہ تالیف نہائت شوق اور کثرت سے پڑھی گئی ہے اور چونکہ یورپین سوسائٹی کے اعلیٰ طبقہ میں پڑھی گئی ہے۔ اور خصوصاً اُن لوگوں میں جو حکومت سے حصّہ رکھتے ہیں۔ اس لئے اگر اس کتاب کی کافی تردید نہ ہوئی۔ تو میری اپنی سمجھ میں **اسلام** کے متعلق خطرناک غلط فہمی حکّام کو ہو گی۔ **مسلم لیگ** اور دوسری مسلمان انجمنیں اس کتاب کے لئے ایک قابل شخص کو منتخب کریں۔ اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اسے شائع کریں۔ اگرچہ مجھے بہت ہی کم امید ہے کہ یہ نام کی انجمنیں کچھ کام کریں۔ تاہم ان پر اتمام حجت کر دیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ **ریویو آف ریلیجنز** کا قابل قدر ایڈیٹر اس تالیف کو اپنے قلم کے سامنے رکھیگا۔ اور احمدی قوم اس معاملہ میں بڑھ کر قدم رکھدیگی۔ تاکہ اس کا جواب کثرت سے شائع ہو سکے۔

انجمن اتحاد و ترقی قرآن کریم نے مخفی سوسائٹیاں بنانے سے منع کیا ہے مگر یہ ایسا مرض ہے۔ کہ اکثر پھیلا ہی ہوا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر کوئی نیکی کا کام ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ پوشیدہ طور پر ہو۔ ہاں یہ تو ممکن ہے۔ کہ ایک فرد واحد کسی سے کچھ بھلائی کرتا ہے یا اپنے کسی گرے ہوئے بھائی کی دستگیری کرتا ہے۔ اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کا اظہار ہو۔ لیکن جہاں کمیٹی یا انجمن کا سوال ہے۔ وہ مخفی کیوں ہو؟ بہرحال یہ کوشش ہمیشہ جاری رہی ہے۔ بجز تھوڑے سے وقفہ کے۔ حال میں **ممالک عثمانیہ** میں اس نام ایک انجمن کا پتہ چلا ہے **جو** حجاز و یمن کے سوا کل بلاد عثمانیہ میں اس کی شاخیں تیندوے کی طرح پھیلی ہوئی ثابت ہوئی ہیں۔ عجیب اتفاق کی بات یہ ہے کہ جیسے یہ خفیہ انجمن تھی ویسے ہی جاسوس نے اس پرچی کھول کر چلے گئے۔ اور اب اس کے ایک ممبر کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ جاسوسوں کے ذریعہ آستانہ کی کمیٹی کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ایسی مخفی مجلسوں کو سب سے بڑا یہ نقصان تو ضرور ہوتا ہے کہ خفیہ خبر رسان جو کچھ ان کے متعلق کہیں۔ اس کے ممبروں کو حوصلہ نہیں ہو سکتا۔ کہ تردید کر سکیں۔ کیونکہ وہ تو اپنے آپ کو مخفی رکھنا چاہتے ہیں۔ پس ایسی مجلسوں اور کمیٹیوں سے قرآن کریم کے اصول کے موافق ہمیشہ بچنا چاہئیے۔ نوجوانوں میں یہ مرض متعدی پھیلتا ہے۔ اس لئے ہمارے **امام اور خلیفۃ المسیح نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً اپنے نوجوانوں کو ایسی مجالس کی خرابیوں اور نقصانات سے منع کرتے رہیں۔**

کابل میں ہیضہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک وحی ہوئی تھی۔ جو ریاست کابل میں کثرت موت پر دلالت کرتی ہے آجکل ہیضہ وہاں بہت زور و شور سے اپنا کام کر رہا ہے اور اموات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں۔ گو قبل از وقت انسان نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کس طرح پوری ہوں گی۔ لیکن **مومن** ایمان لاتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ یہ حق ہے۔ منکر کا کام ہے کہ وہ انکار کرے۔ اور سحر مستمر پکارتا جائے۔ آہ! یہ لوگ کیسے بدقسمت ہوتے ہیں۔

مدینہ طیبہ تک ریل اور ایک بزرگ مدینہ طیبہ تک ریل کے پہنچ جانے پر مسلمانانِ ہند نے خوشی کا اظہار کیا مسلمانانِ ہند نے کیا مسلمانانِ عالم نے۔ اس پر آنریبل حاجی محمد اسمعیل خان صاحب کو سخت رنج ہوا۔ اس اظہار مسرت میں شائد انہیں بدخواہی سرکار کے جرم نظر آ گئے۔ جو آپ نے ایک طویل آرٹیکل لکھ مارا۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمان اہل الرائے بعض وقت کیسی خطرناک غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ حاجی صاحب کہتے ہیں۔ کہ مدینہ میں ریل کا پہنچنا **کوئی مذہبی بات نہیں**۔ کاش! انہیں مذہبی معاملات سے باخبر ہونے کی ضرورت ہوتی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو۔ اور وہ اسے مذہب سے خارج تصور کریں۔ یترک القلاص فلا یسعی الیھا اور واِذَا العشار عطلت پر اگر نہیں نظر ہوتی۔ تو ایسی بات مُنہ سے نہ نکالتے۔ مسلمانانِ عالم اس خوشی منانے پر برسرحق ہیں۔ پھر دوسری بات انہوں نے یہ لکھی ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند کو کیا فائدہ۔ اگر مسلمانانِ عالم تباہ ہو جائیں۔ اور مسلمانانِ ہند اپنی حالت درست کرلیں تو ان کے واسطے یہ فخر اور فائدہ کا باعث ہو سکتا ہے۔ حاجی صاحب کی یہ منطق بھی مذہبی اصولوں کی ناواقفیت اور قرآن مجید کی اسلامی اخوت کی تعلیم سے ناآشنائی کا باعث ہے۔ کیا حاجی صاحب ایسے خود غرض ہیں؟ کہ

مسلمانانِ عالم کے ساتھ انہیں کوئی تعلق نہیں۔ اسلام نے تو سب کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا تھا۔ اگر آپ کے اس کلیہ کو ذرا مختصر کرتے ہوئے لے آئیں۔ تو کیا حاجی صاحب کے کسی عزیز کے لئے یہ سزاوار ہے۔ کہ وہ اپنی ہی اصلاح حالت میں لگا رہے۔ اور وہ حاجی صاحب کے کسی نفع و نقصان رنج و راحت سے اسے واسطہ نہ ہو؟ تعجب! اسلام تو سکھاتا ہے لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ اور آپ ہیں کہ مسلمانانِ عالم کو مسلمانانِ ہند سے الگ کرتے ہیں۔ اسلام یہ نہیں سکھاتا۔

آخر میں آپ نے لکھا ہے۔ کہ رعایا کو آزادی کا بے موقع استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ بہت درست ہے۔ مگر آپ نے جس پیرایہ سے لکھا ہے۔ اس کے معنے یہ نہیں کہ سلطان روم کو مسلمانانِ ہند کا تار دینا غلطی ہے اور آزادی کا نا جائز استعمال ہے۔ یہ سیاسی مسئلہ ہم ایسے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا اس کو تو کچھ حاجی صاحب جیسے مدبر ہی سمجھ سکتے ہیں۔ سلطنت عثمانیہ اور دولت برطانیہ میں اتحاد ہو۔ اور ہماری گورنمنٹ اس اتحاد کو بڑھانا چاہے۔ اور حاجی صاحب سلطان کو مبارکباد کا تار دینا آزادی کا غیر محل استعمال سمجھیں۔ یہ دانشمندی اور سیاسی معاملہ فہمی ہماری عقل سے بیشک باہر ہے۔

مراسلات و احمدی انجمنیں

اخوانان! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

حضرت اقدس مرحوم مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی نسبت جس قدر ارشادات فرمائے ہیں اور دعا مانگنے کی طرف جس قدر توجہ دلائی ہے ہر ایک بھائی کو علم ہے۔ بندہ ۱۴ و ۱۵ اگست کو دارالامان میں تھا۔ وہاں کی [illegible] دیکھ کر بندہ کو ایک مالی ضرورت اور اسباب محسوس ہوئی ہے [illegible] بہت سے بھائیوں کو بندہ کی طرح ضرورت اور [illegible] محسوس ہوئی ہوگی [illegible] ہے کہ نمازوں کے اندر [illegible] دعا کریں کہ اے [illegible] اس وقت ہم اے مولا کریم اپنے خاص فضل و کرم احسان [illegible] خلیفۃ المسیح کو صحت کے ساتھ قائم رکھ۔ اور اس کی عمر دراز فرما۔ اور [illegible] ان کے [illegible] شفاخانہ میں ان کی [illegible] جس طرح [illegible] علم میں ان کا سا واقفہ [illegible] بھائیوں پر ان کا سا محبت [illegible] پر ان کا سا تسلی بخش ہمارے دلوں پر ان کا سا شفیق سایہ [illegible] ان کی [illegible] اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین

خاکسار محمد علی [illegible]

حالات انجمن لودیانہ

(۱) انجمن احمدیہ لودیانہ کی طرف سے ایک رسالہ موسومہ "صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے"۔ ایک مخالف کے رسالہ موسومہ "انجام قادیانی" کے جواب میں ۵۰۰ چھپوا کر مفت شائع کیا گیا۔

(۲) سلسلہ احمدیہ کے ایک بزرگ بابو محمد بخش صاحب پنشنر نے ایک ہزار کی معقول رقم اشاعت اسلام کے لئے صدر انجمن احمدیہ کو یکمشت عطا فرمائی ہے۔

(۳) انجمن احمدیہ لودیانہ ایک مٹھی آٹا کا الحکم کی تحریک کے مطابق انتظام کر رہی ہے۔

(۴) ایام جلسہ پر چندہ روپیہ والا معاملہ بھی زیر غور ہے

راقم

محمد شفیع سکرٹری۔ لودیانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب۔

السلام علیکم۔ آج بموجودگی شیخ غلام احمد صاحب واعظ کی تشریف آوری پر خاص ہوشیارپور میں شاخ انجمن احمدیہ ضلع انجمن مقام کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور نے نام سے نامزد کی گئی۔ براہِ مہربانی اخبار الحکم میں شائع کر دیں۔ مندرجہ ذیل احباب فصلہ ذیل عہدوں پر مقرر کئے گئے۔ پیر محمد حسین صاحب۔ حاجی احمد صاحب شیخ سلطان محمد صاحب سکرٹری محاسب و امین۔ ماسٹر شیخ غلام مصطفےٰ صاحب۔ ماسٹر شیخ محمد عظیم صاحب ناظر۔ دیہات مندرجہ ذیل اس کے متعلق ہونگے۔ قصبہ ہریانہ۔ بندا جور۔ ضرب دیال۔ پھنیان۔ پھگوڑیاں۔ پنڈوری۔ احمد تحصیل دسوہہ وغیرہ وغیرہ شامل انجمن مذکورہ ہونگے

المشتہر

سلطان محمد کمپونڈر احمدی سول ہسپتال ہوشیارپور سکرٹری انجمن ہذا

ان الہامات پر توجہ کرو!

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند الہامات جو قبل ازیں اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں درج کرتا ہوں۔ میری غرض یہ ہے کہ ناظرین ان پر غور کریں تاکہ وہ ان واقعات پر جو آجکل پیش آ رہے ہیں۔ توجہ کر کے عبرت حاصل کریں اور انہیں معلوم ہو جاوے کہ خدا تعالیٰ کی باتیں کس طرح پوری ہوتی ہیں۔ میں نے کسی دوسری جگہ لکھا ہے کہ سیلاب حیدرآباد پر میں ایک آرٹیکل مفصل لکھوں گا۔ لیکن اس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ناظرین ان الہامات پر غور کریں اس کے سوا اور بھی الہامات ہیں جن کو میں اس آرٹیکل میں لکھوں گا اور میری غرض صرف حیدرآباد کے سیلاب پر ہی نظر کرنا مقصود نہیں بلکہ ملک کی عام حالت جو بیماری کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اُسے بھی دکھانا ہے۔ بہرحال وہ الہامات یہ ہیں۔

(۱) ۱۰ نومبر ۱۹۰۶ء۔ **ایک وبا پڑ یگی۔**

(۲) ۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء۔ **ایک اور قیامت برپا ہوئی۔**

(۳) ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء۔ **لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کر دونگا**

(۴) ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء **واستوت علی الجودی** یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ **غیض الماء و قضی الامر**

(۵) ۱۵ فروری ۱۹۰۸ء۔ **آسمان ٹوٹ پڑا سارا۔**

(۶) ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۸ء۔ **طوفان آیا وہی طوفان۔**

(۷) ۲۴۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ **اٹھو۔ نماز پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔**

یہ الہامات خصوصیت سے توجہ طلب ہیں۔ ناظرین غور کریں۔ اگلی اشاعت میں ان پر ایک مضمون پڑھینگے

ایڈیٹر۔

دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور بزرگانِ ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے خوش کن امر ہے۔ درس قرآن مجید اور درس حدیث شریف باقاعدہ ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح تہجد کے وقت قرآن مجید جماعت کے ساتھ سنتے ہیں۔ اور مسجد اقصٰی میں اوّل حصہ شب میں قرآن مجید سنایا جاتا ہے۔

۳۔ موسمی بخار کی عام شکایت ہے۔

۴۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور آپ کا خاندان خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت سے ہے۔

ایک موت

دارالامان کا ہفتہ لکھ چکا تھا کہ آج ۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو صاحبزادہ منظور محمد صاحب کی اہلیہ کی وفات کا واقعہ پیش آیا۔ مرحومہ ایک عرصہ سے بیمار تھی اور مرض سل میں مبتلا تھی۔ مرحومہ کی وفات کے متعلق کسی قدر کھول کر لکھنے کی ضرورت ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ پھر لکھوں گا۔ اس وقت گنجائش نہیں۔ مرحومہ نے بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی۔ اللہ تعالیٰ اس پر بیش از بیش رحم فرمائے اور اپنی رحمت کے مقام پر اسے اٹھائے۔ آمین

سلسلہ احمدیہ کے نوجوانوں کی خدمت میں اپیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ امر ہر ایک پر روز روشن کی طرح ظاہر اور عیاں ہے۔ کہ پڑھے لکھے لوگ اپنوں اور غیروں کو دو ہی طرح سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ایک تحریری دوسرا تقریری۔ سو یہ کا مقام ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی ہدایت خاص کے مطابق **انجمن تشحیذ الاذہان قادیان** نے اپنے مولیٰ و مقتدا کے حکم اور دلی خواہش کے موافق یہ دونوں پہلو فائدہ رسانی کے اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔ اور جو نوجوان اس انجمن کے ممبر بنتے ہیں یا خریدار مہیا کرتے ہیں۔ اُن کا منجملہ اور وظائف کے ایک یہ امر بھی بطور فرض لازم ملزوم کے ہے۔ کہ سال میں کبھی کبھی تحریری اور تقریری طریق سے لوگوں کو مستفید کر سکیں۔ اور لیکچر دے سکیں اور وعظ کر سکیں۔

یہ زمانہ اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ ہم لوگ اس قابل ہو جاویں کہ اپنے خیالات کو تقریر یا تحریر کا لباس پہنا سکیں اور پبلک کے سامنے اپنے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کر سکیں۔ اگر ہم صرف خود راہ راست پر قائم ہو جاویں۔ تو اتنے پر ہی بس نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ خدا نے ہمیں **خیر امت** کے خطاب سے سرفراز کیا ہے۔ اور ہمارے پر یہ بھی فرض حتمی ہے۔ کہ ہم دوسروں کو نیکی اور بدی سے اطلاع دے سکیں۔ اگر کوئی شخص صرف اپنے نفس کیلئے ہی نیک ہے یا عالم اور عامل ہے۔ وہ اس قدر خدا کے ہاں عزت نہیں دیا جاتا جس قدر وہ عزت پاتا ہے۔ جو اپنے تئیں درست کر کے دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے۔ اور مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کو **مبلغ** بننا چاہئے۔ اور اسلام کی اشاعت میں سر توڑ کوشش کرنی چاہئے۔ میرے خیال میں وہ شخص نہایت بے رحم و سفاک ہے۔ جو دوسروں کو ورطہ ضلالت میں سرگرداں دیکھتا ہے۔ پر اُن کے بچانے کے لئے کوئی تدبیر اور حیلہ کام میں نہیں لاتا۔ پہلے زمانہ میں تو اس کار خیر اور **تبلیغ اسلام** کیلئے گلے کٹوا کر جانوں کو قربان کرنا پڑتا تھا۔ مگر ان دنوں وہ تکالیف دور ہو گئی ہیں۔ **خدا نے اشاعت اسلام** کے لئے ایک سہل طریق پیدا کر دیا ہے۔ تاکہ ہم جیسے بھی اس ثواب عظیم سے تہیدست نہ رہ جاویں۔

سو میرے پیارے بھائیو۔ اگر تم لوگ چاہتے ہو۔ کہ تمہیں ویسے ہی ثواب اور اجر خدا تعالیٰ کی طرف سے ملیں۔ جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا خون پانی کی طرح بہا کر ملا کرتا تھا۔ تو صرف یہی راہ ہے۔ کہ آپ لوگ لیکچر دینے اور مضامین لکھنے میں ایک حد تک مشق کر لیں تاکہ اپنی سکونت گاہوں کے اردگرد۔ اپنے دوستوں اور آشناؤں میں اگر کوئی موقع **تبلیغ** کا پیش آوے تقریری یا تحریری طریق سے حسب موقع **جہاد کے ثواب عظیم** سے محروم نہ رہ جاؤ۔

ضرور ہے کہ ہم اُن **ملاؤں اور مولویوں کی طرح** نہ بن جاویں۔ جو پڑھے لکھے تو ہیں۔ مگر بر سر مجلس اُنہیں تقریر یا تحریر کرنا ایک امر محال دکھائی دیتا ہے۔ اور مخالفین اسلام اُن پر ہنسی کر کے اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ پس اس مبارک زمانہ میں قلمی جہاد کا ثواب حاصل کرو۔

اس غرض کے لیے ... آپ لوگ

انجمن تشحیذ الاذہان

کے ممبر بنیں اور دوسروں کو ترغیب دے دلا کر اور خریدار پیدا کریں۔ تاکہ یہ رسالہ جو نوجوانوں کے لئے تختہ مشق ہے اور آئندہ نسلوں کے لئے تازے تازے مبلغ تیار کرتا رہے۔

بالآخر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ صرف تقریر یا تحریر چنداں کارگر نہیں ہو سکتی۔ جب تک خود عملی نمونہ بن کر استقلال سے عاجزانہ دعائیں نہ کی جاویں۔ والسلام

سالانہ چندہ دو روپیہ ✦ طالبعلموں سے ڈیڑھ روپیہ

الراقم خیر خواہ اسلام

محمد عبد الخالق گھوگھیاٹ کلرک تشحیذ الاذہان

تفسیر القرآن

سورۃ بقرہ کی مکمل تفسیر جس کو خاکسار ایڈیٹر الحکم نے لکھا تھا اُس کی اب بہت تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں حضرت **خلیفۃ المسیح** نے قرآن مجید کی پڑھنے کی شرط کو داخل بیعت کر دیا ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی احمدی نہیں جو لکھ پڑھ سکتا ہو۔ قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے کوشش نہ کرتا ہو۔ ایسا ہی دوسرے لوگ بھی اب قرآن مجید کے پڑھنے اور اس کے مطالب کا علم پیدا کرنے کے لئے توجہ کر رہے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کے لئے یہ ایک قابل قدر تفسیر ہے۔ جو حضرت حکیم الامت کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹوں کی بنا پر مرتب کی گئی ہے اور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے بزرگان ملت کے مواعظ اور خطبات یا اُن کی تحریروں اور تقریروں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جس اسلوب پر یہ تفسیر لکھی گئی ہے میں خدا کے فضل کی تحدیث کے لئے کہتا ہوں کہ اردو زبان میں اس سے پہلے یہ سامان نہیں ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں یہ پہلی تفسیر ہے جس کے مرتب کرنے کا شرف مجھے ملا۔ مکمل سورۃ بقرہ کی قیمت ۲ روپے ہے۔

درخواستیں **ایڈیٹر الحکم قادیان** کے نام ہونی چاہئیں

ضرورت ہے

عمارات صدر انجمن احمدیہ قادیان کیلئے ایک لائق۔ تجربہ کار معمار مستری کی ضرورت ہے۔ جو نقشے کو بخوبی سمجھ سکتا ہو۔ اور کام تعمیر کرانے کے علاوہ اپنے ہاتھ سے بھی کام کر سکتا ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

المشتہر

خلیفہ رشید الدین۔ سکرٹری سب کمیٹی تعمیر

کار خیر

میرے پاس مفصلہ ذیل کتابیں سلسلہ حقہ کی تائید میں ہیں اور بہ سبب مکان بنوانے کے میں مبلغ چار سو روپیہ کا مقروض ہوں۔ اگر اس وقت احباب ایک ایک روپیہ کی کتب فی کس منگوا لیں۔ تو میری امداد ہو جائیگی۔ اور کتابیں اُن کے کام آجائیں گی۔ ایک روپیہ سے کم کی کتب ارسال نہ ہوں گی۔ خرچ ڈاک سب میرے ذمہ ہوگا۔

سلاسل الفضائل	۶؍	سلاسل التعلیم	۲؍
تعلیم القرآن	ا؍	رسالہ فدک	۲؍
النظر	ا؍	چٹھی مسیح	ا؍
کامن احمدی	ا؍	احمدی کامن	؎
مسیح کی آمد	؎	گلدستہ احمدی	۳؍

المشتہر

عبد الحی عرب۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

علمی اور اخلاقی کتابیں

گو ناولوں کے مذاق نے علمی مذاق کی کساد بازاری کر رکھی ہے۔ اور علمی کتابوں کی اشاعت اور آؤ بھگت بہت ہی کم ہوتی جاتی ہے مگر پھر بھی بعض مصنف علمی مضامین پر کچھ نہ کچھ کتابیں لکھتے ہی رہتے ہیں جس سے امید پڑتی ہے۔ کہ شاید ناولستانہ مذاق کے مقابلہ میں کسی وقت علمی مذاق میں ترقی ہو۔ مندرجہ ذیل کتابیں علمی رنگ میں لکھی گئی ہیں اچھے اچھے مبصروں نے اُن کی تعریف کی ہے۔ اور اردو زبان کو ترقی دینے کی خدمات میں بہ سال ۱۹۰۷ء مصنف کو دو سو روپیہ انعام بھی پنجاب گورنمنٹ سے مل چکا ہے۔ ان کتابوں کی قیمتیں علاوہ محصولڈاک وغیرہ حسب ذیل ہیں مندرجہ ذیل پتہ سے شائقین طلب کر سکتے ہیں

(۱) ریاض الاخلاق	۱۰؍	(۲) سراج الاخلاق	۱۰؍
(۳) مشیر باطن	۶؍	(۴) خیالات	عہ
(۵) فن شاعری	عمہ		

نوٹ:۔ یکم دسمبر ۱۹۰۸ء کو ان کتابوں کی قیمتوں میں حسب موقعہ کچھ نہ کچھ اضافہ کرنا پڑیگا۔

المشتہر

قاضی علی محمد محلہ عالی ضلع جالندھر

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے شاہی نسخوں کے مطابق تیار ہوتا ہے ممیرا قسم اوّل ... دوم ... سرمہ قسم اوّل ... دوم ... ہر قسم کی پشاوری لنگی اور کلاہ مجھ سے خرید و۔

مشتہر:۔ احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

... ریشے ار لکڑی کے ہینڈل کا کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت ... قیمت ... کرکٹ بیٹ ریشے دار کشمیری لکڑی ... کین ہینڈل ... ربڑ ... میچ کے لئے نہایت عمدہ ... کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ... ہوگی ... ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ ...

... معمولی پریکٹس کے لئے ...

کرکٹ بیٹ ۱۱ × ۱۳ کے واسطے درست ایک کس ... ایک سال کی لکڑی کا فی سٹ ...

... عمدہ و کارآمد و پائیدار ... مضبوط بلیڈر نہایت عمدہ و پائیدار ...

... کے لئے فٹ بال ...

... بال ... نہایت عمدہ و مضبوط چمڑے کے ...

... ڈسکس میچ ...

کرکٹ وکٹیس ... پریکٹس ... فی کاپی ...

مشتہر:۔ مستری نظام الدین شہر سیالکوٹ

سرٹیفکیٹ:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹس و وکٹ و فٹ بال وغیرہ پہنچا۔ ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میں اسے کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ ...

نیاز مند:۔ حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ... کانگڑہ

آٹا پیسنے کی چکی یا لوہے کا خراس

یہ خراس ... تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ تیس سیر پختہ پیس جاتا ہے۔ قیمت درجہ اوّل فی من پختہ درجہ دوم ... ہے بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔

المشتہران:۔ مستریان مولا بخش و غلام حسین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

صحت کس طرح حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماری کا سبب پیشاب کا تیزابی مادہ ہے کہ جس کو کمزور اور ضعیف گردے خون میں سے فطرت جیسا چاہتی ہے اس طرح چھان نہیں سکتے ہیں کیونکہ امر یہی جسم کی صحت کا بہت کچھ دار و مدار ہے۔ گردوں کے ضعف اور مرض کے علامات حسب ذیل ہیں۔ پشت میں درد۔ نیز بار بار آنا۔ پیشاب کم اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا۔ پیاس ہمیشہ لگنا۔ جسم میں تھکان معلوم ہونا۔ دل کی کمزوری۔ سر درد۔ پٹھوں کی بیماریاں۔ نظر کا دھندلا پن۔ چکر آنا جوڑوں میں درد یا سختی۔ حافظہ خراب ہونا اور جسم کی عام نقاہت وغیرہ۔ اگر توجہ نہ کی گئی۔ تو پیشاب کے امراض۔ گٹھیا۔ جالندھر۔ ذیابیطس اور گردوں کا انحطاط یعنی سڑنا اور مستورات کی اس قسم کی بیماریاں کہ جن کو اکثر غلطی سے ایامی امراض خیال کئے جاتے ہیں۔ پیدا ہوتی ہیں۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایچ کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے اعضاء کو قوت بخشتی ہیں اور پیشاب کا تیزابی مادہ خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جس سے عمدہ صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہو تو گردوں کو اچھا رکھئے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایچ کڈنی پلس) جو کہ ان کے لئے مجرب دوائی ہیں کو اچھا رکھتی ہیں۔

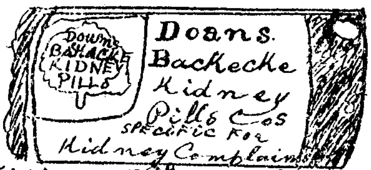

دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ساڑھے دس روپیہ۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔ یا ڈولف۔ پی او بکس بمبئی کے پاس سے۔

ڈون کا مرہم۔ (ڈونس آئنٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو۔ فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ بواسیر (نکلی ہوئی یا خونی) سرخ کھوجا۔ کیڑے دبہ اور داد اور جلد کی سب بیماریاں خارش وغیرہ کی بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے تمام دوکانداروں کے پاس سے ... قیمت فی ڈبیہ مل سکتی ہے۔

اسکاٹس ایملشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات مضبوط بنا کر انسداد مرض کر رہا ہے۔ ہمیشہ اس نشان والی ہی کو ایملشن لو۔ اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔

اسکاٹ اینڈ برون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس۔ لندن

لاکھوں روپے کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد صاحب پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کی ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں جن کی منافع و کمیشن سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر و مجرب الامجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اگر مبتلائے طاعون کے شروع ہونے سے پہلے کانوں میں چند قطرے ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد بخار چند منٹ میں دور اور سرسام گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں طبعی صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریض بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلا کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ عام کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز بعد ادائے فیس اس کا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو سیکھنے کی غرض سے بغرض تجربہ منگائیں ان سے نصف قیمت لی جائیگی۔

نوٹ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں۔ نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین۔ کارخانہ تریاق طاعون۔ مقام موکل۔ ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے۔ ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اوّل آزماؤ۔ پھر منگواؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی چونکہ عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کی شکایت کے علاج کے لئے ایک خواب مفرح تیار کیا ہے جس کے چند استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ فوراً انشاء اللہ تعالیٰ دفع ہو کر ہر قسم کی راحت کھولتے ... ہمارا کام ہے ہم لکھیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اوّل نمونہ مفت منگائیں۔ اگر فائدہ دے طلب فرمائیں۔ فی بکس ...

طلا طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو امراض حادث ہوتے ہیں یہ امراض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور عجوبہ طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ نمونہ منگا کر آزمائیں قیمت ... ماشہ ...

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ...

سنون مع تدان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنا ... کام ...

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

دو مفید رسالے۔ رسالہ ثبوت واجب الوجود۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا ایک لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے اصول کی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے۔ قیمت ۶؍

رسالہ التدبیر۔ اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور تقدیر اور تدبیر کے فلسفہ پر خوب بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۶؍

دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے مل سکتے ہیں

وہ ہے جو کمصن ہے۔ وہ مریم ہوتا ہے اور جب اس کا نفخ ہوتا ہے۔ تو مریم سے ابن مریم ہو جاتا ہے

اور تیسری وجہ یہ ہے

چوں مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

چوتھی وجہ حدیث صحیح ینزل فیکم ابن مریم

۵۔ آپ کا دعوے کہ ابن مریم مر گئے اس کے دلائل کے لئے آپ نے اسّی رسالہ لکھے۔

۶۔ جو طبعی موت سے مر گئے۔ وہ دُنیا میں با این جسم عنصری واپس نہیں آتے **ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون۔**

۷۔ آپ نے ہزاروں پیشگوئیاں کیں جو صحیح ہوئیں۔ جو بظاہر کسی کو نظر آتا ہے کہ صحیح نہیں۔ ان پر مرزا صاحب نے بہت کچھ لکھا ہے۔

آپ نے باوجودیکہ محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین مانا اور اُن کے عشق و محبت میں ہزاروں صفحہ لکھا ہے۔ بے ریب لکھا ہے کہ میں نبی بمعنے پیشگوئی کرنے والا ہوں۔ مجھے احادیث اور کلام الٰہی میں نبی کہا گیا۔ مگر نہ نبی تشریع۔ اور یہی مذہب تمام صوفیاء کرام کا ہے۔ فتوحات مکیہ اب پر آپ غور کریں۔

آپ کی سرخی اور آپ کا مضمون کم سے کم چار لاکھ مسلمان احمدیوں کو دُکھ دینے والا ہے۔ اگرچہ آپ کے ساتھ بھی بہت سے اخبار اور رسائل ہیں۔ مولوی صاحب! آپ کا زمانہ نبوّت کا زمانہ نہیں۔ اس پر دریافت طلب امر ہے کہ آپ کو اس بارے میں وحی نبوّت ہوئی ہے کہ آپ کا زمانہ نبوت کا زمانہ نہیں۔ یا آپ کی دہریّت کا فتوٰی ہے۔ نور الدّین۔

قومی تحریکیں

سالانہ جلسہ سالانہ جلسہ میں اب وقت بہت ہی کم باقی رہ گیا ہے۔ مجھے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کہ اس نے اس تحریک پر جو الحکم میں کی گئی ہے کیا نوٹس لیا ہے۔ رعائتی کرایہ کے لئے ابھی سے درخواست ہونی چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ درخواست جلد تر بھی منظور ہو جاوے۔ تو اکتوبر کا مہینہ سرٹیفکیٹ وغیرہ اجرا کرنے کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ بہرحال اس کے لئے مجھے توقع ہے کہ انجمن بے فکر نہیں ہو گی۔ اور اگر ابھی تک اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ تو سکرٹری صاحب بہت جلد اس پر توجہ کریں۔ باہر سے میری تجویز کے تائید میں مندرجہ ذیل خطوط آ رہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صعہ صعہ دینے والے یا جمع کر کے لانے والے احباب کی تعداد میں سرگرم ترقی نہیں ہے ممکن ہے کہ بہت سے احباب اس قسم کے ہوں کہ وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہوں۔ کہ ہم جائیں گے۔ تو صعہ روپیہ داخل کر دیں گے۔ مگر قومی کاموں کی تحریکوں کو بار آور اور کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے ناموں سے مجھے اطلاع ہو۔ تا کہ اندازہ کرنے کا موقع مل جاوے۔ کہ کس قدر بزرگ ابتک اس کام کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ ایک ہزار کی تعداد میں سے ابھی تو بیس بھی نہیں ہوئے۔ چہ جائیکہ سینکڑوں پر نوبت آتی۔ اس لئے بہت جلد اس تعداد کو پورا کرنے کی کوشش کی جاوے۔

بھیرہ سے حکیم فضل دین صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ چودہری خواجہ احمد صاحب چک ۸۲ صعہ داخل کریں گے اور شیخ مولا بخش صاحب سوداگر مدھرانجھا بھی صعہ داخل کریں گے ہفتہ بھر میں صرف دو ناموں کا آنا بہت ہی تعجب انگیز امر ہے۔ احمدی انجمنوں کو چاہئے۔ کہ اس تحریک کی خصوصیت سے اشاعت کریں۔

تعجب خیز امر ہے۔ سیالکوٹ۔ لاہور۔ امرتسر۔ کپورتھلہ۔ لودہانہ۔ مالیر کوٹلہ ضلع جالندہر وغیرہ سے ابھی تک ایک خط بھی اس کے متعلق نہیں آیا۔ کیا احمدی انجمنیں توجہ کریں گی۔

انبالہ چھاونی سے عبد العزیز احمدی حسب ذیل لکھتے ہیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

از انبالہ چھاونی ۱۹ ستمبر

سالانہ جلسہ کے متعلق

آج تک سالانہ جلسہ آئندہ کے متعلق متعدد آرٹیکل الحکم میں نکل چکے ہیں اور تمام ممبران جماعت احمدیہ اس امر کو بصدق دل مانتے ہیں۔ کہ جلسہ کے استحکام اور فنڈ لنگر خانہ کے متعلق جس قدر کوشش کی جاوے وہ کافی سے بھی بہت تھوڑی ہے۔

اوّل جناب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حیات میں لنگر خانہ کا انتظام اور اُس کے اخراجات کا بار جناب کے خاص مبارک ہاتھ میں اور مبارک ذات پر تھا۔ اس لئے ہر ایک شخص جماعت کا بے فکر تھا۔ اب اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ بوجھ بھی صدر انجمن احمدیہ پر ڈال دیا ہے۔ اگرچہ پیشتر ازیں انجمن مذکور کی تحویل میں اور بہت سے امورات ضروری۔ اشاعت دین اسلام و تعلیم تھے۔ مگر انجمن ان تمام خدائی کاموں کو بغیر امداد روپیہ کے کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ لہذا انجمن کو کس قدر بوجھ سے سبکدوش ہونے کی ایک دو ناقص تجاویز ذیل میں عرض کرتا ہوں۔ شاید انجمن اور ممبران جماعت احمدیہ پسند فرما کر اس کے متعلق اپنی اپنی کوشش مبذول فرماویں۔

(۱) سالانہ جلسہ پر جس قدر اصحاب بیرونجات سے تشریف لا کر جلسہ میں شریک ہوں۔ غرباء کو چھوڑ کر ان میں سے جو صاحب مبلغ صعہ یا زیادہ ماہوار آمدنی رکھتا ہو۔ وہ اپنی خوراک کے لئے موازی ۴ روپیہ (۴ روپیہ خوراک) انجمن میں داخل کرے۔ اس آمدنی کے جمع کرنے کے لئے انجمن ایک صندوق مقفّل جس کے اوپر روپیہ اٹھنی۔ چونی۔ دوانی ڈالنے کے چار سوراخ بنائے جاویں۔ یہ صندوق خاص لنگر خانہ میں جہاں کھانا کھلایا جاوے۔ لگایا جاوے۔ اور صندوق پر یہ عبارت جلی قلم سے لکھی جاوے۔

"جو اصحاب مبلغ صعہ روپیہ یا زیادہ ماہوار مستقل آمدنی رکھتے ہوں۔ وہ فنڈ لنگر خانہ کی معاونت کے لئے ۴ روپیہ بابت خوراک اس صندوق میں داخل فرماویں۔ اس سے کم آمدنی والے اصحاب اور غرباء و مساکین معاف ہیں"۔

اسی قسم کے چند ایک اشتہارات بھی اطلاع عام کے لئے جابجا لگوا دیئے جاویں۔

(۲) صدر انجمن احمدیہ اسال حکام ریلوے سے تخفیف کرایہ ریل کی نسبت کوشش فرما کر کنسیشن حاصل کرے۔ جب اللہ تعالیٰ انجمن کی اس کوشش کو فائز المرام کر دیوے۔ تو جس قدر رقم سفر حکام ریلوے کی مہربانی سے ہر ایک ممبر کو رعائیت ملے۔ وہ رقم اشاعت دین و تعلیم میں داخل کر دیجاوے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ایک کثیر رقم اس طرح سے انجمن کے ہاتھ میں آ جاوے گی۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

نیاز مند
خادم عزیز احمدی ثم نوشہروی

نئی انجمنیں نادون ضلع کانگڑہ سے منشی شہامت خان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ شیخ غلام احمد صاحب سفیر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بہ منشاء صدر انجمن احمدیہ قادیان نادون میں انجمن احمدیہ نادون ضلع کانگڑہ کے لئے مقرر کی ہے۔ اس لئے ضلع کانگڑہ کے احمدی اس میں شامل ہو جائیں۔ مفصلہ ذیل عہدہ مقرر ہوئے ہیں۔ منشی شہامت خان صاحب میر مجلس شیخ محمد بخش صاحب سکرٹری۔ منشی محمد طفیل صاحب ناظر منشی ایوب خان صاحب محاسب و امین۔

درخواست جنازہ غائب مستری محمد موسیٰ صاحب سوداگر بائیسکل لاہور سے اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی کرم الدین صاحب احمدی موضع پھیڈیار ضلع امرتسر ڈاکخانہ آناری ۱۶ ستمبر ۱۹۱۳ء بروز منگل بعارضہ بخار فوت ہو گئے ہیں۔ ہر جگہ احمدی احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں۔

قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے

دعا کرنے والی باضابطہ انجمن یا مجلس قادیان میں مقرر ہوئی ہے۔ جس کے متعلق میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ یہ امر بخوبی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اس انجمن کے اغراض و مقاصد خصوصیت کے ساتھ یہیں تک ہیں۔ کہ باہم اخوت و مودت بڑھائی جائے۔ اور ہر روز باقاعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وصیت کے موافق قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے دعا کی جاوے۔ اور اپنے مقامی غریب اور ضعیف احباب کی دلجوئی اور مناسب موقع خدمت سے پرہیز نہ کیا جاوے۔ سلسلہ کی اغراض عامہ و مشترکہ کے لئے صدر انجمن احمدیہ ہی ہے۔ جو کام اور خدمات صدر انجمن احمدیہ کر رہی ہے۔ اس میں شریک ہونا اور اس کی اعانت اور دستگیری اس انجمن کا فرض اولین ہے الحکم میں اس خبر کے لکھنے پر بعض مخلص اور نیک دل احباب کے قلوب پر بڑا ہی اثر ہوا ہے اور حکیم فضل دین صاحب نے بھیرہ میں تین ایسی انجمنیں بنا دی ہے جہاں لوگ جمع ہو کر دعا کرتے ہیں دعا صرف ایک وقت کی جاتی ہے یعنی بعد نماز مغرب بہت ہی اچھا ہوگا اگر حکیم صاحب صبح کی نماز کے بعد بھی دعا کا سلسلہ جاری کرا دیں۔ دو انجمنیں تو صرف دعا میں شامل ہوتی ہیں اور تیسری انجمن کے احباب ایک وقت جمعہ کی شب کو مل کر کہا نا بھی کہا تے ہیں یہ بہتر ہوگا اگر دوسری انجمنوں میں بھی ایسا ہو۔ اگر ہر جگہ احباب حضرت صاحب کی اس وصیت کو پورا کرنے کا تہیہ کریں۔ تو بیک کرشمہ دو کار مضمون ہوگا۔ دعاوں کے لئے موقعہ ملیگا۔ باہم محبت بڑھے گی۔

ایک پولیٹیکل غلطی کی اصلاح

سید حیدر رضا دہلی احمدی قوم کے نکتہ خیال سے اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اس نے مسلمان اور سید کہلا کر وہ کام کیا ہے۔ جس کو کوئی مسلمان ایک منٹ کے لئے بھی پسند نہیں کر سکتا گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور احسانات جو مسلمانوں پر ہیں وہ دیندار اور فرض شناس مسلمان کبھی نہیں بھول سکتے حیدر رضا نے ان لوگوں کے ساتھ مل کر جو مسلمانوں کے مذہبی اور ملکی نکتہ خیال سے دشمن ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے۔ پر جوش خیالات پر لیکچر دینے سے کوئی عمدہ کام نہیں کیا۔ اس نے گنپتی کے تہوار پر جس پر پولیٹیکل ہنگامے برپا ہو چکے ہیں پونا میں جا کر لیکچر دینے چاہے اور مجسٹریٹ پونا نے اس کو روک دیا اس پر لاہور کے پنجابی اخبار نے ہندو اور مسلمان کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھ کر حیدر رضا کے مقصد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام صلح کو ایک ہی سپرٹ میں ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے یہ کوشش جیسی بے سود ہے۔ ایسی ہی فتنہ زا اور مغالطہ افزا ہے اس سے احمدی سلسلے پر سخت اعتراض کیا گیا ہے۔ کہاں حیدر رضا کی غرض ناپاک ہندو مسلمانوں کے اتحاد میں اور کہاں حضرت مسیح موعود کا مقصد اعلیٰ پیغام صلح میں۔

میں اس پر کسی قدر کہول کر لکھتا۔ مگر میرے ایک مکرم بھائی نے اس پر ایک مختصر سا نوٹ الحکم میں چھپنے کو بھیجا ہے۔ میرے احمدی مضمون نگار نے موجودہ پولیٹیکل ہل چل میں آریہ سماج کے پولیٹیکل ویوز کو نہایت قابلیت کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور اس کے انہیں ایک وسیع نظر ہے بہر حال وہ ما قل و دل کا مصداق مضمون حسب ذیل ہے۔ ایڈیٹر۔

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح ہو کہ پچھلے ہفتے پنجابی اخبار میں ایک مضمون زیر عنوان

HINDOOS & MOHAMMEDANS.

دیا گیا ہے۔ کہ جس میں پونا کے مجسٹریٹ کے اس عمل پر کہ اس نے حیدر رضا کو مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد کے متعلق لیکچر دینے سے روکا ہے۔ نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اور دوران مضمون میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے مضمون بنام پیغام صلح کو بھی پیش کیا ہے۔ جس سے پبلک اور گورنمنٹ انگلشیہ پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت اقدس مغفور کا اس مضمون کے لکھنے سے مدعا بھی وہی ہے۔ جو حیدر رضا کا اس مضمون پر لیکچر دینے سے ہے۔ اور ان دونوں مضامین کو ایک ہی پلیٹ فارم پر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے عرض ہے۔ کہ حضرت اقدس کی ساری زندگی گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے میں گزری۔ اور آپ نے بار بار اپنی زندگی میں اپنی جماعت کو یہ خیال جمانے میں کوشش کی ہے۔ کہ اشاعت اسلام میں جو کہ ان کی بعثت کا مدعا ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ ایک برکت الٰہی ہے۔ اور اس کی احسان فراموشی باعث غضب الٰہی ہے۔ اس لئے حضرت میرزا صاحب مغفور کے اس مضمون کا مدعا دین اسلام کی اشاعت اور دنیا میں امن چین قائم کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ اس میں یہ خیال کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کا ارادہ اس طرح کرنے سے یہ تھا کہ ہندو مسلمان آپس میں اتفاق کر کے گورنمنٹ کو جڑ و بنیاد سے اکھاڑ دیں۔ آپ کا مشن مذہبی تھا۔ اور مذہبی اشاعت کے لئے ہی یہ مضمون لکھا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کب ان کا مدعا پورا ہوگا۔ مگر اتنا کہہ دینا ضروری ہے۔ کہ امام کی کہی ہوئی بات اثر لائے بغیر نہیں رہ سکتی اور وہ گورنمنٹ کے لئے باعث برکت ہوگی۔ کیونکہ جو دلی وفاداری گورنمنٹ کے ساتھ اس جماعت کو ہے۔ وہ صرف یہ جماعت ہی موازنہ کر سکتی ہے جتنی یہ جماعت بڑھیگی۔ اتنے ہی زیادہ وفادار انسان گورنمنٹ کے احسانوں کا بموجب ھل جزاء الاحسان الا الاحسان شکریہ کرنے والے پیدا ہوں گے اور ان میں سے جو ایسا نہ کریں گے۔ وہ اپنے مشن کے دشمن ہوں گے کیونکہ اس مشن کی ترقی ایسی مذہبی آزادی دینے والی گورنمنٹ کے ماتحت رہنے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ایسے مضامین کا حیدر رضا کے مضامین کے ساتھ مقابلہ کرنا جو کہ ایک مسلمہ Seditious خیالات رکھنے والا آدمی ہے۔ اور انہیں ایک پایہ دینا ایک بڑا ظلم ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ پبلک اور گورنمنٹ کو دھوکا لگ جاوے اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کی تردید کی جاوے۔

الملاقم

ایک احمدی از لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

جلسہ سالانہ قادیان جو عموماً دسمبر کے آخری ثلث میں ہوا کرتا ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال بھی اپنی تاریخوں میں ہوگا۔ جو صاحب اس موقعہ پر کوئی نظم پڑھنا چاہیں۔ یا کوئی لیکچر دینا چاہتے ہوں۔ اس کی نسبت مفصل اطلاع خاکسار کو دیں۔

(۱) کس زبان میں ایسی نظم یا نثر ہوگی (۲) مضمون کیا ہوگا۔ (۳) کسقدر وقت تخمیناً اس کے لئے کافی ہوگا (۴) خود مصنف پڑھینگے یا کسی دوسرے صاحب سے پڑھانے کا انتظام کیا جاوے۔ کون سا دن آخری ہفتہ دسمبر میں ایسے ناظم یا لیکچرار صاحب کے لئے زیادہ سہولت یا آرام کا باعث ہوگا۔

یہ اطلاع بہت جلد دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ میں آنی چاہئے۔ کیونکہ پروگرام کے بننے کے لئے اس اطلاع کا آنا ضروری ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ بالکل بے انتظامی کا طریق ہے۔ کہ پہلے تو اطلاع نہ دیجاوے اور وقت پر کسی خاص نظم یا نثر وغیرہ کے سنانے کے لئے زور دیا جاوے۔ یا حضرت امام صاحب سے خاص اجازت لی جاوے۔ میں نے حضرت امام صاحب خلیفۃ المسیح کی خدمت میں اس رائے کو عرض کر دیا ہے۔ اور اغلباً وہ مقررہ پروگرام کے خلاف کسی صاحب کو جس کا نام اس میں درج نہ ہوگا۔ اپنی نظم یا نثر کو سنانے کی اجازت دیں گے۔

برادران مہربانی فرما کر آخر اکتوبر تک مجھے اطلاع دیں۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین
اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اعلان

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خط جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب متعلق امتحانات دینیات اخبار میں شائع کر دیں۔ تا اس کے متعلق دیگر احباب بھی اپنی رائے سے مشکور فرماویں:۔

"حضرت سید و مولائی حجۃ اللہ خلیفۃ المسیح الموعود علیہ السلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت اخبار الحکم میرے سامنے ہے۔ میں نے جناب کی خواہش کے متعلق اشتہار مفید الاخیار حضرت اقدس کو بڑی مسرت کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ یہ عاجز تو امتحان دینے کیلئے اس وقت بھی جب یہ اشتہار نکلا تھا۔ تیار تھا۔ اور آرزو تھی کہ اس قسم کا امتحان ہو۔ مگر اس وقت امتحان کا اعلان نہ ہوا۔ غالباً اس میں یہ سر تھا۔ کہ اس مبارک کام کی تکمیل حضور کے ہاتھ سے ہو اس کے متعلق چند تجاویز پیش کرتا ہوں۔ اگر جناب کو پسند ہوں۔ تو ان کے مطابق یا کچھ ترمیم کر کے امتحان لیا جاوے

(۱) سلسلہ حقہ کے متعلق دلائل اور براہین اور اسلام پر اعتراضات کا جواب اور دوسرے مذاہب کے رد کے متعلق صرف چند ماہ کے بعد یا سال میں ایک دفعہ لینا موزون نہ ہوگا۔ بلکہ تین چار سال میں اس امتحانوں کے سلسلہ کو ختم کرنا چاہئے۔

(۲) امتحان سال میں ایک دفعہ ہونا چاہئے۔ اور ہر امتحان کے لئے کتب نامزد کرنی چاہئیں جن میں سے سوال دیئے جائیں گے۔

(۳) امتحان اس ترتیب سے لئے جاویں۔ کہ جیسے حضرت اقدس نے خود اس اشتہار میں تحریر فرمایا ہے یعنی

(۱) دسمبر ۱۹۰۸ء میں اس سلسلہ اور حضرت اقدس کے دعوے کے متعلق دلائل اور براہین قویہ قطعیہ جو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں جن میں مسائل مفصلہ ذیل ہوں گے۔

(الف) مسئلہ وفات مسیح (ب) آیات و علامات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (ج) مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے متعلق آیات و نشانات (د) مرزا صاحب کی تعلیم (ہ) مرزا صاحب کا کرامات و معجزات وغیرہ (و) مخالفین کے اعتراضات کا جواب میرے خیال میں مذکورہ بالا امور کے متعلق مفصلہ ذیل کتب کافی ہوں گی۔ ازالہ اوہام۔ آئینہ کمالات اسلام۔ حقیقۃ الوحی۔ عسل مصفٰی۔ کشتی نوح۔ الوصیت۔ تقریر جناب خلیفۃ المسیح و متعلقہ اعتراضات بر وفات مسیح موعودؑ

(۲) دسمبر ۱۹۰۹ء رد مذاہب نصارٰی و آریہ کے متعلق امتحان ہو جس میں مسائل مفصلہ ذیل ہوں۔ رد الوہیت مسیح۔ کفارہ۔ تثلیث۔ تحریف انجیل۔ انجیل اور قرآن کا مقابلہ۔ تناسخ۔ مسئلہ صفات باری تعالیٰ۔ نیوگ۔ وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قدامت وید۔ مفصلہ ذیل کتب اس کے لئے کافی ہوں گی۔ جنگ مقدس۔ آریہ دھرم۔ سرمہ چشم آریہ۔ شحنہ حق۔ رسالہ نور الدین۔ چشمہ معرفت۔ رد تناسخ مولفہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۳) دسمبر ۱۹۱۰ء دین اسلام کی حقانیت پر دلائل اور مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب اس میں مفصلہ ذیل مسائل ہوں۔ آخرت۔ ثبوت نبوت حضرت محمد صلعم (ب) مختصر سوانح رسول کریم صلعم (ج) پنج ارکان اسلام اور اُن کی فلاسفی (د) قرآن مجید کی کتاب منجانب اللہ ہونے کا ثبوت (ہ) الہام اور وحی کی کتاب (و) اسلام کے امتیازی نشان (ز) اسلام و بانیٔ اسلام پر اعتراضات کے جواب۔ اس کے متعلق مفصلہ ذیل کتب ضروری ہوں گی براہین احمدیہ۔ رسالہ نور الدین۔ فصل الخطاب۔ تصدیق براہین احمدیہ جنگ مقدس۔ چشمہ معرفت۔ حقیقۃ الوحی۔

(۴) دسمبر ۱۹۱۱ء میں تمام قرآن مجید میں امتحان ہو۔

(۵) دسمبر ۱۹۱۲ء میں تمام بخاری میں امتحان ہو۔

حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اکثر مقامات میں درس قرآن مجید و بخاری شریف شروع ہو گیا ہے چوتھے سال میں قرآن مجید اور پانچویں سال میں صحیح بخاری ضرور ہے۔ کہ خدا کے فضل سے ختم کریں اور اگر امتحان کی تیاری کا خیال ہوگا۔ تو محنت اور غور سے پڑھینگے۔ اس کے علاوہ جن مقامات میں درس جاری نہیں ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں بھی جاری ہو جاویگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے حکم سے یہ اعلان اخبار میں شائع کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ احباب کا بہت جلد اپنی رائے سے مشکور فرماویں گے۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین
اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

فتح الحمید یعنے ترجمہ قرآن مجید

یہ اس جدید ترجمہ قرآن مجید کا نام ہے جو حال میں مولوی فتح محمد خان صاحب جالندہری نے لاہور کے رفاہ عام سٹیم پریس میں چھپوا کر شائع کیا ہے قرآن مجید کے ترجمہ کی اس زمانہ میں کیا ہر زمانہ میں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے بہت بڑی ضرورت رہی ہے۔ اور اس زمانہ میں تو خصوصاً حاجت ہے۔ اس سے پہلے کئی ترجمے شائع ہوئے ہیں۔ اور ان میں زیادہ تر حافظ نذیر احمدؐ صاحب کا ترجمہ مشہور ہوا ہے۔ مگر حافظ صاحب کے ترجمہ میں جو بہت بڑا نقص ہے وہ یہ ہے کہ اس کو ترجمہ کہنا میری رائے میں صحیح نہیں کیونکہ تصریح مطلب کی خاطر وہ آیات کے الفاظ کو مدنظر نہیں رکھ سکے۔ اور ہر شخص کو اس کا سمجھ لینا آسان نہیں۔ مگر یہ ترجمہ جس کا نام فتح الحمید ہے۔ اس نقص سے مبرا ہے۔ مترجم کی قابلیت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا قابل فخر امر ہو سکتا ہے۔ کہ ڈپٹی نذیر احمدؐ صاحب کے ترجمہ کے وقت مولوی فتح محمد خان صاحب اُن لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے اُن کے ترجمہ کو دیکھا اور ایک یا دوسرے پہلو سے اصلاح کی۔ مولوی فتح محمد خان صاحب اردو زبان میں اپنے قلم کے ذریعہ زبان پر پوری حکومت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کے ترجمہ میں میری سمجھ میں یہ خوبیاں ہونی چاہئیں:۔

اوّل سلاست بیان دوم مطلب خیز سوم حتی الوسع مقدرات کم نکالے جاویں چہارم محاورہ کے ساتھ لفظی ترجمہ کی رعایت ہو پنجم۔ ترجمہ میں اُن اعتراضات کو زیر نظر رکھا جاوے۔ جن پر معترضین نکتہ چینی کرتے ہیں۔ بایں ہمہ اس کا ہدیہ ایسا ہو کہ ہر مسلمان کے ہاتھ میں جا سکے۔ میں نے فتح الحمید کے جستہ جستہ مقامات سے دیکھا ہے۔ اور میں بلا تکلف اور ریا یہ کہنے کو تیار ہوں۔ کہ اس ترجمہ میں پہلے چار امروں کو حتی الوسع مد نظر رکھا ہے اور مولوی فتح محمد خان صاحب نے ترجمہ کی زبان میں سلاست کے ساتھ وہ زور اور شوکت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو قرآن مجید جیسی مجید کتاب کے شایان شان ہے۔ میری اپنی رائے میں اس وقت تک جتنے ترجمے اردو میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ ترجمہ اُن سب سے نسبتاً بہتر ہے اور ہدیہ ایسا تھوڑا ہے کہ ہر شخص آسانی سے لے سکتا ہے یعنے صرف تین روپیہ یہ امر بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ترجمہ متن کے نیچے سطر بہ سطر ہے۔ اور آسانی کے لئے متن اور ترجمے میں ہر آیت کا نمبر بھی دیدیا گیا ہے۔ اور متن کا قلم ایسا موزون رکھا ہے کہ بچے سے لیکر بوڑھوں تک اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کاغذ سفید ڈمی لگایا گیا ہے۔ تقطیع موزون ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احمدی جماعت اس ترجمہ کی خصوصیت کے ساتھ

تذکرہ کی۔ کیونکہ یہی ایک قوم اور جماعت ہے۔ جو اس وقت قرآن کریم سے محبت رکھتی اور اس کی اشاعت کے لئے فکرمند رہتی ہے۔ غرض آجکل کے مروجہ ترجموں میں یہ نسبتاً مفید اور عمدہ ہے۔ مولوی فتح محمد خان صاحب سے جالندھر کوٹ اچھے کے پتہ پر درخواست کرنے پر ملے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو کرامت نامے

ذیل میں حضرت حجۃ اللہ کے دو گرامی نامے درج کرتا ہوں جو محبی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے نام ہیں۔ ان خطوط کے اندراج سے یہ غرض ہے۔ تا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی پاک سیرت پر غور کرنے کا ہم کو موقع ملے۔ کہ آپ اپنے مخلص اور وفادار خدام اور احباب کے ساتھ کس محبت اور لطف سے پیش آتے تھے۔ اور اُن کی خدمت گزاریوں کے کیسے قدردان تھے اُن کے دُکھوں کو کیسے محسوس کرتے تھے۔ فی الحقیقت محبت اخلاص اور وفاداری ہی ایک ایسی شے ہے۔ جو قابل قدر ہے۔ بلکہ وہ محض اللہ ہی کے لئے ہو۔ ڈاکٹر صاحب قابل مبارکباد ہیں۔ کہ انہیں خدائے تعالیٰ نے موقعہ اور توفیق دی۔ کہ اپنے محسن امام کو خوش رکھتے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم خلیفہ صاحب سلمہٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ عنایت نامہ پہونچکر باستماع خبر دردناک واقعہ لخت جگران عزیز دل کو صدمہ پہونچا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ شائد دانتوں کی بیماریوں کے سلسلہ میں یہ واقعہ پیش آیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ خدائے تعالیٰ اُس کی والدہ کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور نعم البدل عطا کرے۔ فرزندوں کی موت انسان کے دل پر طبعاً بہت دردناک اثر کرتی ہے۔ اور یہ مصیبت اگر صبر کے ساتھ برداشت کی جائے۔ تو وعدہ آلہی ہے کہ صاحب عمر اولاد عطا کی جاتی ہے۔ اس طرف بچوں کی بیماری کی ایک وبا پھیلی ہوئی ہے ایک سخت تپ چڑھتا ہے۔ ساتھ ہی قے اور دست آنے لگتے ہیں۔ اُن کو شروع ہو کر آٹھ بجے تک بچہ مر جاتا ہے۔ مبارک کو بھی بیماری ہو گئی تھی۔ دن میں آٹھ دفعہ سخت غشی اور تشنج ہوا۔ آٹھویں دفعہ میں دعا میں تھا کہ خبر دی گئی۔ کہ لڑکا فوت ہو گیا جب میں نے آکر دیکھا۔ تو تنفس اور نبض کچھ باقی نہ تھا۔ اور برف کی طرح ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ بہت حیلہ کیا گیا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ جب سمجھے گئے کہ حقیقت میں مرگیا اور سب حاضرین نے اِنَّا لِلّٰہِ کہدیا۔ تو یک دفعہ کچھ حرکت محسوس ہوئی۔ پانی گرم میں دیر تک رکھا گیا۔ مدت دراز کے بعد زندگی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ آخری دوسری رات کے گیارہ بجے کے قریب دوبارہ زندگی خداتعالیٰ نے عطا کی۔ اسی طرح خداتعالیٰ آپ کے لئے وہ دن جلد لاوے کہ خداتعالیٰ عمر والا بدل عطا کرے۔ زیادہ وخیریت۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء روز یکشنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ

محبی عزیزی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ کل کی ڈاک میں آپکے مبلغ پانچ روپیہ مجھکو پہونچے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ آپ کو خداتعالیٰ بہت جزائے خیر بخشے۔ آپ صدق اور وفا سے اپنے اُس وعدہ کو جو امداد للہ کے لئے کیا تھا۔ ادا کر رہے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی عمدہ صفت ہے۔ جو اس گندے زمانہ میں لاکھوں کروڑوں آدمیوں میں سے کسی کسی فرد بشر میں پائی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے واسطے بات اور وعدہ کا پاس جو سچی جوانمردی کی نشانی ہے۔ بہت ہی کم لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اور بیوی بچوں کی ہمدردیوں یا زینتوں میں ان کے مال خرچ ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ یکدفعہ اس بیوفا دُنیا سے واپس بُلائے جاتے ہیں۔ دین کی طرف جُھکنا اُنہیں دلوں کا کام ہے جن کو آخرت پر سچا ایمان ہوتا ہے۔ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور آپ میں رشد اور صلاح کے آثار پاتا ہوں۔ اور ایک خاص تعلق آپکا سمجھتا ہوں۔ ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال آیا تھا۔ کہ اب میرے یہ چھوٹے تین لڑکے ہیں۔ محمود (ہفت سالہ) بشیر (تین سالہ) شریف (پانچ ماہہ)۔ بہتر ہو۔ کہ اگر خداتعالیٰ چاہے۔ قریب بلوغ ہو کر بشرطیکہ جانبین کی اولاد میں خداتعالیٰ کے فضل سے خیروعافیت رہے۔ آپ کی کسی لڑکی سے کوئی لڑکا منسوب ہو۔ یہ خیال صرف میرے اُس نیک ظن سے پیدا ہوا تھا جو مجھے آپ کے باطنی اخلاص اور محبت پر ہے مگر پھر میں نے یہ خیال کیا۔ کہ یہ سب امور آپکے والد صاحب کے اختیار میں ہیں۔ اور ابھی اُن کا ذکر بھی نامناسب۔ اگر کوئی ایسا موقعہ ہوا۔ کہ آپ کی رائے بھی اُن بزرگوں کی مجلس میں سُنی جائے تب بشرط خیریت جانبین۔ یہ تحریک ہو سکتی ہے۔ اس شرط سے کہ موقعہ بنا ہوا ہو۔ کوئی تجویز نہ ہو گئی ہو۔ اس لئے اس خیال کو ابھی قابل ذکر نہ سمجھا گیا۔ کہ خود بچے بہت کم سن ہیں۔ ابھی بلوغ تک زمانہ پڑا ہے۔ وہی ہوگا۔ جو خداتعالیٰ کی طرف سے مقدر اور اُس کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ رسالہ ست بچن۔ آریہ دھرم نور القرآن۔ منن الرحمان طیار ہو رہی ہیں۔ بعض ان میں سے تین ہفتہ تک انشاء اللہ شائع ہو جائیں گے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۴ اگست ۱۸۹۵ء

مختصر نوٹ

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت نے مذہبی دُنیا میں ہلچل ڈالدی ہے اور ہر مذہب و ملت کے افراد کو فکر دامنگیر ہے۔ کہ وہ اپنے عقائد کے استحکام کے لئے جہاں تک ان سے ممکن ہو۔ کوشش کریں۔ اسلام کے مخالف مذاہب کا اپنی حفاظت اور اشاعت کے لئے تیار ہو جانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ وقت کسی آسمانی مصلح اور ریفارمر کا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کا اپنے گھر میں حفاظت اسلام کی فکر کرنا بتا رہا ہے کہ اسلام مختلف حملہ آوروں کی زد میں ہے اور یہ وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی نصرت فرمائے۔ اور اپنے وعدہ کے موافق حفاظت کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اپنا بندہ بھیجا وہ ہم میں آیا اور اپنا کام کر کے رخصت ہوا۔ مگر بہت لوگوں نے اُسے نہ دیکھا اور نہ پہچانا۔ بلکہ اُس کی مخالفت کی اور اُس کی راہ میں روک کا موجب بننا پسند کیا۔ لیکن اب ضرورت زمانہ نے انہیں مجبور کیا ہے کہ وہ عملی طور پر اُسی کا اقتدا کریں۔ چنانچہ حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے مختلف مقامات پر انجمنیں اور مدرسے قائم ہو رہے ہیں۔ یہ آثار مبارک ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے انفاس قدسیہ کی تاثیر لئے ہوئے ہیں اور اس سے اُن کی سچائی اور بعثت حقہ کا ثبوت ہو رہا ہے۔ میں ایسے مدرسوں اور انجمنوں کے مہتمموں کی خدمت میں یہ گزارش کرنے سے رُک نہیں سکتا۔ کہ اگر فی الحقیقت وہ اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور مخالفین مذہب اسلام کے حملوں کا جواب دینے کے قابل اپنے بچوں اور نوجوانوں کو بنانے کے آرزومند ہیں تو وہ تنگ خیالی اور تعصب اور بیجا عداوت کو دل سے نکال دیں اور اپنے سلسلہ تعلیم کے نصاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو رکھیں ان کو پڑھکر جو نوجوان خدمت اسلام کے لئے تیار ہوں گے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دوسرے مذاہب باطلہ کے مقابلہ میں لاجواب نوجوان ثابت ہوں گے۔ اور جو علم کلام حضرت مسیح موعود نے اس زمانہ کے حسب حال سکھایا ہے اسے دستور العمل بنا کر دیکھیں کہ مخالفین ان سے کس طرح

بھاگتے اور بدکتے ہیں۔ اگر میری اس نصیحت سے فائدہ نہ اٹھایا گیا۔ تو اس کے ذمہ وار وہ لوگ ہوں گے۔ جو حفاظت اور اشاعت اسلام کے دعوے کر کے اُٹھتے ہیں۔ اور اپنا روپیہ اور وقت خرچ کرتے ہیں ورنہ

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

سالانہ جلسہ کا پروگرام

میں نے کسی جگہ لکھا ہے۔ کہ مجھے معلوم نہیں صدر انجمن نے سالانہ جلسہ کے متعلق کیا تجویز کی ہے۔ مگر ناظرین اسی اخبار میں خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سکرٹری کی طرف سے سالانہ جلسہ کے پروگرام کے متعلق اعلان پڑھکر خوش ہوں گے۔ کہ انجمن بے فکر نہیں۔ سال کے آخیر مہینوں میں کام بہت ہوتا ہے نئے سال کے لئے بجٹ کی تیاری سالانہ رپورٹ کی فکر۔ غرض بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ تاہم میں نہائیت مسرت اور شکر گزاری سے یہ امر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ صدر انجمن نے اپنے خادم **الحکم** کی تجویز اور رائے کو قدر کی نظر سے دیکھا اور سالانہ جلسہ کو باقاعدہ اور مفید بنانے کے لئے اُس نے پروگرام تجویز کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اسی نہج پر سالانہ جلسہ کے متعلق دوسرے مفید مشوروں پر بھی انجمن غور کریگی۔ اور سکرٹری صاحب رعائتی کرایہ کے لئے ابھی سے تجویز کریں گے۔

احمدی جماعت کے ڈاکٹر صاحبان کی توجہ طلب

صدر انجمن احمدیہ کے آمد و خرچ کے گوشوارہ کی اشاعت کی یہ غرض نہیں ہے۔ کہ لوگ اسے معمولی ہندسوں کا صفحہ سمجھکر چھوڑ دیا کریں بلکہ یہی وہ ورق ہے۔ جس میں وہ اپنی قومی انسٹیٹیوشنز کی حالت کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور جو میری رائے میں بہت ہی اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ شائد بہت ہی تھوڑے آدمی ہوں۔ جو اس پر غور کرتے ہوں۔ ستمبر کا گوشوارہ میرے سامنے ہے۔ اس میں شفاخانہ کا نقشہ آپ دیکھیں۔ یکم ستمبر کو شفاخانہ اڑہائی سو روپیہ کے قریب مقروض ہے۔ اگرچہ اگست کی آمد بمقابلہ خرچ کے گیارہ روپیہ ساڑھے پانچ آنہ کے زیادہ ہے۔ مگر پچھلا بقایا قرض ایک معقول رقم اڑہائی سو سے زیادہ ہے۔ ایسی حالت میں ان ڈاکٹروں اور اطباء سے اپیل کرنا بے محل نہیں۔ جنھوں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ ایک دن کی آمدنی فیس داخل کر دیا کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اطباء اور ڈاکٹر صاحبان اگر اس رزلیوشن پر جو انہوں نے خود پاس کیا ہے پوری توجہ کریں۔ تو قادیان کا شفاخانہ بہترین حالت میں ہو جاوے۔ انشاء اللہ العزیز۔ کیا امید ہونی چاہیئے۔ کہ اکتوبر میں شایع ہونے والے گوشوارہ کے وقت شفاخانہ مقروض نظر نہ آوے گا۔

قادیان کی کمیٹی

قادیان میں ٹائیفائیڈ اپریا تو ہو چکا۔ مگر اشیاء خوردنی کی طرف کسی کو توجہ ہی نہیں یا جو سڑی بُسی چیزیں بکیں بکتی رہیں۔ عام طور پر بخار کی بیماری کیوجہ سے لوگ پہلے ہی نالاں ہیں۔ پھر جب دوائیوں کے لئے عطاروں کے ہاں پہنچتے ہیں۔ تو وہاں سے جو کچھ اُنہیں ملتا ہے۔ وہ یا بیمار جانتے ہیں یا دینے والے عطار۔ اس قسم کی اشیاء جو مضر صحت ہوں اور خراب اور ناقص ہوں۔ اگر یہاں کمیٹی مقرر نہ بھی ہوتی۔ تب بھی تحصیلدار صاحب کے فرائض میں داخل ہے۔ کہ وہ حفظ صحت کے خیال سے کبھی کبھی ان کا معائنہ کر لیا کریں۔ لیکن موجودہ حالت میں کم از کم کوئی ڈاکٹر ایسا مقرر ہو جانا چاہیئے۔ جو ان اشیاء کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرے میں سمجھتا ہوں کہ اگر قادیان کی کمیٹی سردست اس پر کچھ خرچ نہیں کر سکتی تو وہ صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ڈسپنسری کے انچارج ڈاکٹر کو ایسے اختیارات دے سکتی ہے۔ اور وہ بدوں کسی معاوضہ کے محض عام خلق اللہ کی بھلائی کے لئے ایسا کام کرنے کو تیار ہوں گے۔

اشتہارات

تفسیر القرآن

سورۃ بقرہ کی مکمل تفسیر جس کو خاکسار ایڈیٹر الحکم نے لکھا تھا۔ اس کی اب بہت تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں حضرت **خلیفۃ المسیح** نے قرآن مجید کے پڑھنے کی شرط کو داخل بیعت کر دیا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی احمدی نہیں جو لکھ پڑھ سکتا ہے۔ قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے کوشش نہ کرتا ہو۔ ایسا ہی دوسرے لوگ بھی اب قرآن مجید کے پڑھنے اور اس کے مطالب کا علم پیدا کرنے کے لئے توجہ کر رہے ہیں پس ایسے لوگوں کے لئے ایک قابل قدر تفسیر ہے۔ جو حضرت حکیم الامت کے درس قرآن مجید کے سے لئے ہوئے نوٹوں کی بنا پر مرتب کی گئی ہے۔ اور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے بزرگان ملت کے مواعظ اور خطبات یا اُن کی تحریروں اور تقریروں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جس اسلوب پر یہ تفسیر لکھی گئی ہے میں خدا کے فضل کی تحدیث کے لئے کہتا ہوں کہ اردو زبان میں اس سے پہلے یہ سامان نہیں ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں یہ پہلی تفسیر ہے جس کے مرتب کرنے کا شرف مجھے ملا۔ مکمل سورۃ بقرہ کی قیمت ۳ روپیہ ہے درخواستیں **ایڈیٹر الحکم قادیان** کے نام ہونی چاہئیں

ضرورت ہے

عمارات، صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے ایک لائق تجربہ کار معمار مستری کی ضرورت ہے۔ جو نقشے کو بخوبی سمجھ سکتا ہو۔ اور کام تعمیر کرانے کے علاوہ اپنے ہاتھ سے بھی کام کر سکتا ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

المشتہر
خلیفہ رشید الدین سکرٹری سب کمیٹی تعمیر

کارِ خیر

میرے پاس مفصلہ ذیل کتابیں سلسلہ حقہ کی تائید میں ہیں اور بسبب مکان بنوانے کے میں مبلغ چار سو روپیہ کا مقروض ہوں۔ اگر اسوقت احباب ایک ایک روپیہ فی کس کی کتب منگوالیں۔ تو میری امداد ہو جائیگی۔ اور کتابیں اُن کے کام آجائینگی۔ ایک روپیہ سے کم کی کتب ارسال نہ ہوں گی۔ خرچ ڈاک سب میرے ذمہ ہوگا۔

سلاسل الفضائل	۶ر	سلاسل التعلیم	۲ر
تعلیم القرآن	۱ر	رسالہ فدک	۲ر
النظر	۱۰ر	چٹھی مسیح	۱ر
کامن احمدی	۱ر	احمدی کامن	۱۰ر
مسیح کی آمد	۸ر	گلدستہ احمدی	۱ر

المشتہر
عبد المحی عرب۔ قادیان ضلع گورداسپور

علمی اور اخلاقی کتابیں

گو ناولوں کے مذاق نے علمی مذاق کی کساد بازاری کر رکھی ہے اور علمی کتابوں کی اشاعت اور آؤ بھگت بہت ہی کم ہوتی جاتی ہے مگر پھر بھی بعض مصنف علمی مضامین پر کچھ نہ کچھ کتابیں لکھنے [illegible] ہیں جس سے امید پڑتی ہے کہ شائد ناول و لسانہ مذاق کے مقابلہ [illegible] کسی وقت علمی مذاق میں ترقی ہو۔ مندرجہ ذیل کتابیں علمی [illegible] میں لکھی گئی ہیں اچھے اچھے مبصروں نے اُن کی تعریف کی ہے [illegible] اردو زبان میں ترقی دینے کی خدمات میں بہ سال ۱۹۰۶ء مصنف [illegible] ہزار روپیہ انعام بھی پنجاب گورنمنٹ سے مل چکا ہے ان کتابوں کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک وغیرہ حسب ذیل ہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر شائقین طلب کر سکتے ہیں۔

(۱) ریاض الاخلاق	۱۰ر	(۲) سراج الاخلاق	۱۰ر
(۳) مشیر باطن	۶ر	(۴) خیالات	عصر
(۵) فن شاعری	عصر		

(نوٹ) یکم دسمبر ۱۹۰۸ء ان کتابوں کی قیمتوں میں حسب موقعہ کچھ نہ کچھ اضافہ کرنا پڑے گا۔

المشتہر
قاضی علی محمد محلہ عالی ضلع جالندھر

اصلی ممیرا اور ممیری کا سرمہ

مصدقہ حضرت مسیح علیہ السلام و خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے شاہی نسخوں کے مطابق تیار ہوتا ہے

قیمت فی تولہ ممیرا قسم اول عہ ۔ دوم سے ۔ سرمہ قسم اول عہ دوم عہ

ہر قسم کی پشاوری لنگی اور کلاہ مجھ سے خرید و

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی عایتی فہرست

[illegible] بیٹ سنگھ ریشے دار لکڑی کے ہینڈل کا کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت ۔ کرکٹ بیٹ سنگھ ریشے دار کشمیر کی لکڑی کا کین ہینڈل اور ربڑ کے بنے ہوئے میچ کے لئے نہایت عمدہ ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا۔ عا

کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عہ

بچوں کے کرکٹ بیٹ { ۱۲×۱۳ کے واسطے درست ایک سال کی لکڑی کا فی سٹ } سے

فٹ بال عمدہ و کار آمد و پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت عمدہ فی بلیڈر ۔ عا

فٹ بال کے لئے فٹ بال ،، ،، ،، ،، ،، ۵ صہ

،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، للعہ

،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، سے

کرکٹ ال گسٹ سون نہایت مضبوط چمڑے کے عہ

،، ،، ،، ،، دلنگے کے پیچ سے

کرکٹ وکٹ بیرنگیس سے
فی کاپی ہے

المشتہر مستری نظام الدین شہر سیالکوٹ۔

[illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مال از قسم کرکٹ بیٹ وغیرہ [illegible] قابل تعریف پایا میں نے کرکٹ بالا نشیں کا مصداق پایا [illegible] حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجان پور ٹیرہ ۔ کانگڑہ

[illegible] رسالے ۔ رسالہ ثبوت واجب الوجود ۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر [illegible] کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے اصول کے [illegible] کو معقول کرتا ہے ۔ قیمت چھ آنہ (۶/)

[illegible] تدبیر ۔ اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور تقدیر اور تدبیر [illegible] فلسفہ بحث کی گئی ہے ۔ قیمت چھ آنہ (۶/)

[illegible] منشی حسین بخش اپیل نویس سے مل سکتے ہیں

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپکی طبیعت درست نہ ہو۔ اس میں کچھ بحث نہیں کونسی شکایت آپکو ہے خواہ یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک دفعہ دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو نانکو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈنرڈون پلس کھالیا کیجیئے دوسرے روز ہی آپکو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے انتڑیوں میں فضلے سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایات ہیجان صفراوی ۔ بخار ۔ یاتپ ۔ بدہضمی ۔ سوء ہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت ۔ امراض قلبی ۔ دل و دوار ۔ چلنے میں چکر آنا ۔ درد سر نفخ ۔ کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہوجاتی ہے معدہ کی ہاضمہ کی گولیاں نباتات سے بنائی گئی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں ۔ صفرا کو [illegible] جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں مرد عورت اور بچہ کو جلد صحت بخشتی ہیں

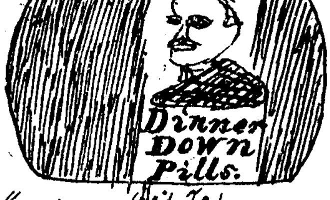

بارہ آنے والی

قیمت ہر و بارہ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں جو انگریزی شیشی سے بنگلی ہیں کل دوا فروشوں سے ملتی ہے ۔ یا ڈون پل اور باکس بمبئی سے

ڈوون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو کم ہوجاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ چنبل ۔ بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) ۔ سر خبادہ یا کھر چوا ۔ داد کی سب طرح کی سوزش اور خارش وغیرہ کو بہت گری ہوئی حالت میں بھی شفا دیتی ہے ۔ تمام دوا فروشوں کے پاس سے مل سکتی ہے ۔ قیمت فی ڈبیہ [illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آنکھ اور کانوں کو آج کل معطل رکھے ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگائیے بھلا اس سچائی کو بھی دیکھنا ہے ۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دواؤں مختلف قسم کی بیماریاں کو دور کرنے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کی شکایت کے علاج کیلئے لاجواب معجون تیار کیا ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ فوراً انشاءاللہ تعالیٰ دفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کا مرض [illegible] ہمارا کام یہ نہیں کہ تم [illegible] اول نمونہ مفت منگائیے ۔ پھر شفا ہو ۔ طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

حب طلسمی بیمار سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں [illegible] امراض لاحق ہوتے ہیں مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں ہمارے اس حب طلسمی سے فائدہ اٹھائیں ۔ اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ تعالیٰ [illegible] کو مفید پائیں گے نمونہ منگوا کر دیکھ لیں ۔ قیمت [illegible]

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا ۔ قیمت [illegible]

منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنا دیتا ہے [illegible]

المشتہر
حکیم محمد مسیح خان حکیم سرفراز حسین ہائک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم [illegible] پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں جس کے منافع و کمیشن سے آپ مالا مال ہوسکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر و مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون وغیرہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اگر مبتلائے طاعون کو بخار شروع ہوتے ہی پہلے کانوں میں چند قطرے ٹپکائے جائیں اور گلٹی پر ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا ۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلا کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہوجاتی ہے ۔ یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ تعمیم افادہ کیلئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز بعد اداء فیس اس کا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ ۔ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونگے ۔ یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں ۔ ان سے نصف قیمت لی جائیگی ۔ نوٹ جو اخبار میں [illegible]

آٹا پیسنے کے لئے لوہے کا خراس

یہ خراس یعنے آٹا پیسنے کی چکی تمام ہندوستان میں چلتی ہے ۔ آٹا فی گھنٹہ تیس سیر پختہ پیس جاتا ہے قیمت درجہ اول فی خراس [illegible] درجہ دوم [illegible] بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے

المشتہر مستری مولا بخش [illegible] مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اسکاٹس املشن

تمہارے جسموں کے کمزور مقامات کو مضبوط بنا کر انسداد مرض کرتا رہا ہے ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے ۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا ۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ بورن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے
پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے
کی ۷ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ
کو قادیان دارالامان سے شائع
ہوتا ہے۔

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

رجسٹرڈ ایل نمبر ”
قیمت پیشگی سالانہ

... و معاونین سے ... (...)
... ستان سے باہر ... (...)
... ب والوں سے ... (...)
... مت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی
... لے لوگوں سے ... (...)

(نوٹ)
عہ کا سالانہ کا اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں
ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۵۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء مطابق ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ | جلد ۱۶

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے فہم اور اسکی اشاعت کے خیال کو مدنظر رکھکر یہ ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔ ترجمہ میں لفظی ترجمہ کی رعایت ساتھ محاورہ اور سلاست کے پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کو دکھا لیا جاتا ہے۔ متن اور ترجمہ میں آیات کے نمبر ساتھ ساتھ دیئے ہیں۔ اور حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں۔ جن میں اسی امر کو ملحوظ رکھا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تفسیر میں کوئی ایسا امر نہ ہو۔ جس کیلئے قرآن مجید سے استشہاد نہ ہو سکے۔ اس طرح پر اسکو تفسیر القرآن بالقرآن کہنا چاہیئے۔ اور پھر اسلوب ایسا ہے۔ کہ جس سے قرآن مجید کی حقیت اور حقانیت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت صاف طور پر سمجھ میں آتی ہے۔ ان اعتراضات کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے۔ جو قرآن مجید پر معترضین اور مخالفین ... کرتے ہیں۔

یہ ترجمہ اور نوٹ حضرت خلیفۃ المسیح کے درس سے لئے گئے ہیں۔ اور انکو کھول کر لکھا گیا ہے۔ کہ جس سے پڑھنے والا پورا فائدہ اٹھا سکے۔ بعد ترتیب جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بغرض اصلاح پیش کر دئے جاتے ہیں۔ آپ کی اصلاح کے بعد حوالہ کاتب ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ کو حضرت خلیفۃ المومنین کے عہد خلافت کا ایک تاریخی واقعہ قرار دینے کی نیت سے وہاں سے شروع کیا ہے جہاں سے بحیثیت خلیفۃ المسیح آپ نے درس شروع فرمایا۔ پہلا پارہ سورہ زمر سے لیکر حٰمٓ السجدہ تک چھپ کر شائع ہو چکا۔ قیمت فی پارہ عہ

دوسرا سورہ شوریٰ سے لیکر سورہ جاثیہ تک پریس میں جا رہا ہے۔ اس مضمون کی اشاعت تک کاتب دو جزو سے زیادہ لکھ چکا۔ اور ایک جزو چھپ چکا ہے۔ حسب معمول سابق ۳۰ اکتوبر تک انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔

میں ان احباب کا شکر گذار ہوں۔ جنہوں نے قبل از وقت کسی وجہ سے معذور ہو کر اطلاع دی۔ کہ انہیں اس سلسلہ ترجمۃ القرآن کو فی الحال کوئی کاپی نہ بھیجی جاوے۔ کیونکہ انہوں نے بہرحال مطبع کو کوئی نقصان تو نہیں پہونچایا ان احباب کا سخت گلہ ہے۔ جنہوں نے متواتر ایک مہینے کی اطلاع پہلے خبر تو نہیں دی مگر پارہ جانے پر جھٹ واپس کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کا بوجھ ایسے ہی بزرگواروں پر ہو۔ تو سخت دقت کا سامنا ہے۔

مگر

نہیں۔ ایسے بھی عالی ہمت بزرگ اور قرآن کریم کی اشاعت کے دلدادہ ہیں۔ کہ انہوں نے اس پارہ کو سر آنکھوں پر جگہ دی۔ اور نہایت محبت اور قدر کی نگاہ سے اسے دیکھا۔ جہانتک تک اسباب کا تعلق ہے۔ میں ایسے ہی دوستوں کے ذریعہ اس خدمت کے قابل ہو سکونگا۔ میں اپنے ناظرین کو بھی بتاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میرے سر میں عقل اور فہم کی توفیق رکھی ہیں۔ اور میرے ہاتھ میں قلم اور قلم میں زور اور روانگی بخشی ہے والحمد للہ علیٰ ذالک۔ مگر میرے پاس روپیہ نہیں جو قلم کے نتائج پیش کر سکوں۔ اسکے لئے میں

صرف ان دوستوں

کو مخاطب کرتا ہوں۔ جو ترجمۃ القرآن کی ضرورت اور اسکی اشاعت کی حاجت محسوس کرتے ہیں۔ وہ میرے معاون ہوں۔ اور میری ان رکاوٹوں میں جو مالی مشکلات کی شکل میں سد راہ ہیں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اور دعا کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ توفیق اور ہمت عطا کرے کہ میں اس خدمت کو سرانجام دے سکوں جن حضرات نے یہ پارہ واپس کر دیا ... وہ مطمئن رہیں میں قرآن مجید

[illegible]

کا ایک پارہ بھی بھیجکر انہیں تکلیف نہیں دونگا۔ اسلئے وہ احباب جو خریدار ہیں۔ وہ توجہ کریں۔ اور اس کی اشاعت کے لیئے خاص توجہ سے کام لیں۔ دو پیسہ روز قرآن مجید کے حقایق ومعارف کے لئے خرچ کرنے میں جو بخل سے کام لینا چاہتے ہیں۔ میں ان کو متوجہ نہیں کرتا۔ میرے معاونین اگر ایسی سعی کر سکیں۔ کہ وہ کم سے کم ایک ایک خریدار اور مہیا کریں۔ یا خود دو دو کاپیاں خرید لیں۔ تو میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اس صیغہ میں کافی مالی مدد مل سکتی ہے۔ بالآخر میں یہ کہکر اس کو ختم کرتا ہوں کہ آپ خود خریدیں۔ اور دوسروں تک اسے پہنچائیں اگر چاہتے ہیں۔ کہ اس کام میں کوئی روک پیدا نہ ہو جہاں تک ہماری سعی اور محنت سے متعلق ہے۔ اور باقی اس میں برکت رکھدینا اور توفیق عطا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

سورہ بقر کی تفسیر کا ہدیہ ۶ہے ہے۔ اور حقیقت نماز ۴عمر اور الاسماء الحسنیٰ قیمت ۵ر یہ ایسے قابل قدر تحفے ہیں جو کسی دیندار مسلمان کا کتب خانہ ان سے خالی نہیں رہنا چاہئے تمام درخواستیں **یعقوب علی تراب** احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

قومی ضروریات کے متعلق تحریکیں

پچیس روپیہ کا فنڈ گذشتہ ہفتہ نو بزرگوں کے نام ذکر چکا ہوں۔ جنہوں نے سالانہ جلسہ پر پچیس پچیس روپیہ اپنی جیب سے دینے یا جمع کر کے لانیکا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے ارادوں میں استحکام اور برکت دے اور انہیں توفیق ایفاء عطا فرماوے آمین :-

اس اشاعت کے بعد سالانہ جلسہ میں صرف نو ہفتہ باقی رہجائیں گے اور اگر خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کو دیکھنے والی اور زندہ **خدا** اور زندہ رسول پر ایمان لانے والی قوم نے اس تحریک کو بارآور کرنیکے لئے عملی قدم اُٹھایا۔ تو فی ہفتہ ایک سو سے زیادہ نام میرے پاس آنے چاہئیں۔ تب جا کر **ایکہزار** کی تعداد پوری ہوگی۔ ورنہ اگر یہی رفتار رہی تو مشکل معلوم ہوتا ہے بہر حال ہم قدرت الٰہی کا کرشمہ دیکھتے ہیں۔ آخر یقین ہے۔ کہ یہ تحریک خالی نہ جائیگی۔ اور کسی نہ کسی وقت اپنا اثر پیدا کریگی۔

اس تحریک پر ڈاکٹر سید **محمد حسین** صاحب نے ایک آرٹیکل لکھکر بھیجا ہے۔ جو دوسری جگہ درج ہے۔ میں اسکو بھی ایک کامیابی سمجھتا ہوں جو اسنے سید صاحب جیسے عدیم الفرصت مگر ضروریات، قوم کے دل میں درد رکھنے والے انسان کو جا اگر کردیا۔ اور میری آواز میں شریک ہونے کو اُٹھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ قوم میں ملٹے زنی کی قوت کو پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری امر ہے۔ کہ اسکے مختلف طبقوں کے لوگ رائے زنی کریں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ خدا کے فضل سے **الحکم** اس بات کے پیدا کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ جلسہ کے متعلق اس کی تجاویز قابل غور سمجھی گئی ہیں۔ میں عزیز اور معزز ہم عصر بدر کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس تحریک کو اپنے کالموں میں محبت اور جوش سے جگہ دے۔ تاکہ قوم میں بہت سے لوگ پیدا ہو جائیں۔ جو اس جلسہ کی تقریب پر ۲۵، ۲۵ روپیہ جمع کر کے لانے کے لئے طیار ہوں۔ بہرحال اس ہفتہ اس تحریک کے متعلق مندرجہ ذیل خطوط قابل قدر ہیں

(۱) سید حیات علی صاحب دانسے ۲۵ اسی تحریک میں اور صدر سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور خود بھی شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

(۲) بابو منظور الٰہی صاحب ٹیلیگراف سپروائزر لاہور ۲۵ جمع کر کے داخل کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

(۳) ملک مولابخش صاحب رئیس گورالی ضلع گجرات نے ۲۵ بھیجدیئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

مجلس معتمدین کے ایک ٹرسٹی کا ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخی مکرمی جناب شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کی تحریک درباره جمع کرنے مبلغ ۲۵ ۲۵ روپیہ پڑھی اور جو مختلف اصحاب نے اسپر رائے زنی فرمائی ہے۔ اسکو بھی پڑھتا رہا ہوں۔ اور اس امر کا انتظار کرتا رہا ہوں۔ کہ قوم اس کا کیا جواب دیتی ہے۔ مگر افسوس کہ اب تک اللہ تعالیٰ کی خاطر جانوں کو حاضر کر دینے کا دعوےٰ کرنیوالی قوم میں سے ۱۰۰ آدمی نے بھی لبیک کا لفظ آپکے سوال کے جواب میں نہیں کہا۔ مگر ساتھ ہی یہ تو میرا دل مان نہیں سکتا۔ کہ ہماری قوم میں ایسے دل نہیں ہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہر ایک بشر اس قوم کا اپنے دل میں ایسی ایسی خواہشیں لئے بیٹھا ہے۔ اور اپنا ایمان اللہ اور آپکے رسول اور کلام پر رکھتا ہے۔ کہ ہر دم اس سفلی زندگی اور اسکی چیزوں کو لات مارنے کیلئے طیار ہے۔ تو پھر اسکی وجہ کہ کیوں آپکے سوال کا جواب جیسا کہ چاہئے تھا۔ نہیں دیا گیا۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تحریک احباب احمدیہ کو جیسا کہ چاہئے نہیں پہنچی۔ اور جیسا کہ چاہئے سربرآوردگان قوم کی توجہ اس طرف نہیں کھینچی اور مذہب اور اقوام کے لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آنحضرت پر رسمی رنگ میں ایمان رکھتے ہیں۔ اور پھر بھی خواہ دکھاوے کے لئے یا کسی اور خود غرضی کو مدنظر رکھکر جس وقت قومی چندہ کھلتا ہے دل کھول کھول کر چندہ دیتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے فدایان قوم بننے کی خاطر اپنی جانوں کو بھی پیش کر دیتے ہیں اس لئے ضروری ہے۔ کہ ایسے قوم جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت تامہ حاصل ہو چکی ہو وے اور اس کی پاک طاقتوں پر پورا یقین ہو۔ اور آنحضرت پر بھی ایمان ہو۔ ان سے کچھ زیادہ بڑھ چڑھ کر نمونہ دکھاوے۔ پچھلی اقوام کے صفحہ تاریخ کو الٹ کر دیکھا جاوے تو انبیاء کرام کے صحابہ عوام الناس کی نسبت اپنی قربانی میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اسلئے یہ ضروری ہے۔ کہ یہ قوم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار فرمائی ہے۔ اور تازہ تازہ نشانوں سے جسکے ایمان کو تازہ کیا ہے۔ وہی پرانا نمونہ دکھاوے چند روپیہ انکے دینے میں کوئی خصوصیت نہیں دیکھتا۔ کیونکہ جو کام انکے آگے ہے۔ وہ بہت بڑا ہے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس جلسہ میں جو کہ ہمارا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلا جلسہ ہے۔ نہ صرف ہر ایک ممبر کم از کم مبلغ ۲۵ روپیہ چندہ ہی ادا کرے بلکہ اشاعت اسلام کے لئے کم از کم جیسا کہ حضرت اقدس نے بھی اپنی زندگی میں خیال کیا تھا۔ چالیس آدمی اپنے دل طیار کر کے آویں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں باہر نکل پڑیں۔ اور نہ کسی تنخواہ کے لئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اس کام کو اپنے سر پر اٹھا رکھنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ اب سونا اور سستی کرنا چھوڑ دیوے کیونکہ مومن چالاک اور تیز ہونے ہیں۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور کوئی وقت مقرر نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ دل کے غبار اور آرزوئیں کل پر ملتوی کرتے کرتے کبھی دم چپکے سے ان طاقتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ایک کام کیلئے دئے ہیں۔ انکے سپرد کرتے ہوئے کف افسوس ملیں میں دیکھتا ہوں۔ کہ بڑی بھاری وجہ دینی کے کاموں میں سستی کی یہی ہے۔ کہ بہت سا حصہ ہماری جماعت کا ان اُمنگوں اور خواہشوں کو جو وہ دین کے پھیلانے کی نسبت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ بسبب دنیاوی دھندوں کے آئندہ وقت پر پھینکتا چلا جاتا ہے۔ اور اس طرح پر نفس کو دھوکا دیکر اپنے اس وعدہ کو کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔ چھوڑ جاتا ہے۔ اور جو کہ ہمارے لئے گناہ ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی گرفت میں مجرم لاتا ہے۔ سوائے برادران آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ

اسلامی ٹیکنیکل سکول پنجاب میں

زمانہ کی نبض شناس قوم اہل ہنود نے ملازمت کے دائرہ کی تنگی کا عرصہ ہوا۔ اندازہ کر لیا تھا۔ اُس نے آزاد پیشوں کی طرف اپنے نوجوانوں کو متوجہ کیا۔ تجارت پہلے ہی اُن کے ہاتھ میں تھی۔ پھر صیغہ صنعت کی خوبیوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے پنجاب میں ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ہندوؤں کے لئے ذہم کی جو کامیابی سے چل رہی ہے۔ اب مسلمانوں کو بھی ہوش آیا ہے۔ اور پنجاب میں وہ ایک سکول صنعت کا کھولنا چاہتے ہیں۔ لفٹنٹ ملک مبارز خان ٹوانہ نے اس کے لئے **دس ہزار** کے عطیہ کا وعدہ کیا ہے۔ ملک صاحب نے بہت بڑی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ لیکن اگر ملک صاحب اور دوسرے لوگ جو اس سکول کے بانی ہوں گے اور مہتمم ہوں گے۔ جن مسلمان بچوں کے لئے مذہبی واقفیت کے لئے دینی تعلیم بھی شامل نصاب کر لیں۔ تو یہ کار خیر اُن کے لئے باقیات الصالحات ہوگا۔ اتنی ہی تعلیم کافی ہے۔ کہ مسلمانوں کے بچے اسلامی اصولوں سے واقف ہو جائیں اور عملی طور پر انہیں ارکان اسلام کی پابندی سکھائی جائے۔ کیا اس نیک مشورت کی قدر کی امید کرنی چاہیئے؟

تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی

ممالک معظمہ کے مدارس کی اصلاح پر چھاؤنی بنارس کے ایک حاجی قادر بخش صاحب نے پیسہ اخبار میں ایک مضمون لکھا ہے۔ کہ ان مدارس میں حساب اور ترکی اور فرنچ وغیرہ پڑھائی جائے۔ تاکہ وہ طالب علم مدرسے سے نکل کر حجاز ریلوے میں ملازمت کر سکیں۔ دنیوی نکتہ خیال سے یہ تجویز بُری نہیں۔ مگر کیا حاجی صاحب انڈیا کے اسلامی مدارس (جن سے مراد مکاتب ہیں) کی اصلاح سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اسلامی مدارس کے نصاب کا سوال بڑا ہی قابل غور سوال ہے جس پر علماء کی ایک مشترک مجلس کو غور کرنی چاہیئے۔ ندوہ نے یہ کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ مگر نصاب تعلیم کی اصلاح کی سکیم ابھی تک بہت کچھ قابل غور ہے۔ جہاں ایک طرف مدت تعلیم کو کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وہاں سلسلہ تعلیم میں ایسی مفید اور ضروری کتابیں ہوں جن سے طالب علم عربی علوم کے ساتھ جدیدہ علوم کی واقفیت پیدا کر کے خدمت اسلام کر سکیں۔

ٹرکی میں تخفیف تنخواہ

دستوری حکومت کے ساتھ ہی اعلیٰ عہدہ داران ٹرکی کی تنخواہوں میں معقول تخفیف کی گئی ہے۔ جس سے یہ غرض ہے۔ کہ سلطنت عثمانیہ کی مالی حالت کی اصلاح کی جاوے۔ اور اس طرح پر جو بچت ہو سکے وہ اعلیٰ پیمانہ پر جنگی تیاریوں کے لئے کام آوے۔

انجمن حمایت حاجیان ہند

جدہ میں ہندوستانی حجاج کی حمایت کے لئے ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ یہ انجمن ہندی حاجیوں کی حمایت اور اعانت کریگی اور وقتاً فوقتاً مسلمانان ہند اور گورنمنٹ آف انڈیا کو ضروری حالات سے اطلاع دیتی رہیگی۔ یہ ترکی کی دستوری حکومت کا نتیجہ ہے۔ اُمید کی جاتی ہے۔ کہ یہ آزادانہ کام کرنے والی انجمن مسلمانان ہند کو اُن نقصانات سے بچانے میں مدد دیگی۔ جو ہر سال انہیں اُٹھانے پڑیں گے۔

مشرق ادنےٰ کی حالت

جرمنی اور آسٹریا نے بلغاریہ پھر لکھا ہے کہ اورنٹیل ریلوے کے قبضہ کے دعاوی کا تصفیہ اس وقت ہو سکتا ہے۔ کہ پیشتر بابعالی کی رضامندی حاصل کر لی جائے۔

(بعد کی خبر) ایم اسوالسکی سر ایڈورڈ گرے سے روزمرہ طویل طویل مشورے کر رہے ہیں طے ہوا ہے کہ برطانیہ عظمےٰ اور فرانس کی فیاضانہ امداد سے درہ دانیال کے مسائل ٹرکی اور روس کے مابین جدا جدا طے ہوں گے۔ سرویا کو علاقہ کی تما[م] اور ڈینیوب کمیشن میں داخلہ کی صورت میں غالباً کچھ نہ کچھ معاوضہ ضرور دیا جائیگا۔ پیرس کے اخبار میٹن کے قا[ئم مقام] نے بلغاریہ کے وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ وزیر اعظم نے بلغاریہ کے صلحکارانہ ارادوں کا ارادہ کیا۔ لیکن کہا کہ "اگر ہمیں آزادی خریدنی پڑی تو ہم اپنے خون کے عوض اسے خرید لیں گے۔"

(بعد کی خبر) برطانیہ عظمیٰ فرانس اور روس دول کی کانفرنس میں [illegible] پیش کرنے پر متفق ہو گئے ہیں جس کی رو سے عہدنامہ برلن کے بجا[ئے] دفعات قایم کی جائینگی جن کا منشاء یہ ہوگا کہ بوسینیا ہر[زیگووینا] کے الحاق اور بلغاریہ کی آزادی کو تسلیم کیا جائے۔ رومیلیا اور بلغاریہ اور یونان پر ٹرکی کے لئے مالی ذمہ داریاں عائد کی جائیں متعلق جسقدر دفعات ہیں اُن سب کی بجائے ایک فقرہ ہو جس کی وجہ سے تمام وہ وعدے جو مانٹینگرو و عاید ہیں اُٹھا دئے جائیں اور ریاست ہائے ڈینیوب کے حقوق میں توسیع ہونی چاہیئے۔ اس مضمون کا اعلان ہو۔ کہ جس وقت آئینی اصلاحیں عمل میں لائی جائیں تو ٹرکی سے ممالک غیر کے مطالبات اور ڈر اٹھانے اُٹھا لینے چاہئیں ریاستوں کا مسئلہ روس اور ٹرکی کے مابین تصفیہ کے لئے چھوڑ دیا جائے اور اس تصفیہ کی بنا اس امر پر ہونی چاہیئے کہ زمانہ جنگ میں جہازوں کو درہ دانیال سے گزرنے کا حق دیا جائے اور روس کے ساتھ جنگ کی صورت میں دوسری سلطنتوں کو بھی اس قسم کا حق ہونا چاہیئے صیغہ خارجہ اس خبر مذکورہ بالا کی تصدیق کرتا ہوا یہ بھی ظاہر کرتا ہے سر ایڈورڈ گرے اور ایم سوالسکی کے درمیان بمعاہدہ روس و انگلستان کے متعلق بھی گفتگو ہوئی ہے اور اس بات کے وعدے ہو گئے ہیں کہ وسط ایشیا کے معاملات کو اتفاق اتحاد کے ساتھ [illegible]

طبی پیشنگوئی سنہ ۱۹۰۸ء

[illegible] کے آخر ہی میں بپا ہوگا۔ [illegible] اور سرکاری [illegible]

فصلی بخار (ملیریا) [illegible] دوست پیچش و اسہال وغیرہ [illegible] آدمیوں میں آٹھ فرد مبتلا ہونگے غالباً آپ لوگوں کو یاد ہوگا سنہ ۱۹۰۷ء میں ملیریا [illegible] رحمت نہیں ہوئی تھی۔ پھر بھی اس سال [illegible] سرکاری رپورٹ میں درج ہے [illegible] بدیں تفصیل

پنجاب	۱۲۷۰۰۴۷
صوبہ سرحدی	۴۱۱۹۰
ممالک متوسط	۲۰۷۱۰۵
[illegible]	۴۹۲۵۵
[illegible]	۱۹۷۲۸
احاطہ مدراس	۲۴۵۰۴۲
احاطہ بمبئی	۲۲۵۳۵۴
علاقہ [illegible]	۱۰۳۳۶
[illegible]	۳۸۷۶
[illegible]	۱۲۱۴۴۸۷
[illegible]	۷۰۷۲۶۰
[illegible]	۱۲۸۴۱۶۴

۷۶ ۴۴۱ اموات صرف بخار سے

سنہ ۱۹۰۸ء میں معمول سے زیادہ [illegible] اسلئے بخار وغیرہ [illegible] ہونیوالوں کی تعداد دو چند [illegible] لوگوں کی جو نہایت احتیاط کرتے [illegible] اسلئے ہر ایک عقلمند [illegible] فرض ہے۔ وہ آئیندہ دباؤ سے بچنے [illegible] خدانخواستہ [illegible] ڈاکٹروں کی آمد و رفت [illegible] میں تندرست بیمار سے بدتر [illegible] روپیہ وغیرہ کا صرف مزید [illegible] ہوگا۔ موسمی بخار سے بچنے [illegible] مندرجہ ذیل تحریر فکر رسا کر رکھی گئی ہے [illegible] جیسے کو یاد رکھیں۔ انشاء اللہ [illegible] قیمت ڈبیہ ایک روپیہ (عہ)

سب سے زیادہ کثیر الوقوع مرض ہے جو سب [illegible] مرد۔ عورت بچے بوڑھے [illegible] اگر کوئی اس کے پنجہ سے بچ بھی [illegible] کسی کے گردے تباہ۔ کسی کا دل اور [illegible] اور آلات خون [illegible] درست ہوتے ہیں

مت سب کی ایک ہی ہے۔ البتہ مختلف مقدار حرارت [illegible] مختلف علامات نمایاں ہوتی [illegible] تپ لازمی ہوا کرتا ہے [illegible] کم ہو تو تپ لرزہ اور تپ نوبت وغیرہ [illegible] ہے۔

ہندوستان میں بخاروں کی سمت

مندرجہ ذیل امور تو کبھی ظہور پذیر ہو جاتی ہے زیادہ [illegible] سے کہ سرسام پیدا ہو [illegible] ورم جگر۔ طحال پر ہو تو ورم طحال اور معدہ پر ہو [illegible] وغیرہ وغیرہ میں مریض مبتلا ہو جاتے ہیں اور ہر ایک مزاج [illegible] علیحدہ علیحدہ اس کا اثر ہوتا ہے۔

جو لوگ واقعی بیمار [illegible]

انکو معمولی [illegible] چینٹیوں تک کی جانیں [illegible] رہتی ہے۔ اگر اس وقت اس قدر [illegible] بے شمار جانوں کا [illegible] ہندوستان میں [illegible] ہمدردی جوش میں نہ آئے اور کچھ بھی [illegible]

ہاں اے ہمدردان بکوشید وجامہ برحمال نپوشید

[illegible] ہو سکے اور جس قدر ہو سکے اپنے غریب مسکین نادار بھائیوں [illegible] ہمدردی کرکے دکھاؤ اور آج [illegible] منگوا کر مفت [illegible] تقسیم کرو۔ یہ اللہ کا [illegible] [illegible]

قیمت فی بکس حبوب [illegible]

ایک روپیہ (عہ) [illegible]

پتہ: منیجر شفاخانہ حاج الحرمین الشریفین حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور

اصلی ممیرا اور ممیر بکا سرمہ

حضرت مسیح علیہ السلام و خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ۔ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے شاہی نسخوں کے مطابق طیار ہوا ہے۔ فی تولہ ممیرا قسم اول ..، دوم .. سرمہ قسم اول .. دوم .. قسم سوم ..
ہر قسم کی پشاوری لنگی و کلاہ مجھ سے خرید و۔

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

فٹ بیٹ بید رنگین دار لکڑی کے ہینڈل کا کین اور دو ربڑ سے بنے ہوئے نہایت پائدار ہیں قیمت .. کرکٹ بیٹ رنگین دار کشمیری لکڑی کا کین ہینڈل دو ربڑ کے بنے ہوئے پیچ کے نہایت عمدہ .. کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہو گی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور ایک کین ہو گا۔
کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ..
بالوں کے کرکٹ بیٹ { ۱۲ و ۱۳ برس کی عمر کیواسطے درست ایک برس کی لکڑی کا ... ایک سال کی لکڑی کا ...
فٹ بال عمدہ کالاکد و پائدار اور مضبوط بلیڈر نہایت عمدہ و پائدار .. کے لئے فٹ بال .. .. ..
.. ..
.. ..
کرکٹ بال گٹا سون نہایت عمدہ و مضبوط چمڑے کی ..
دھاگے کے پیچ .. ..
کرکٹ وکٹیں .. پرکیس ..
فی کالی ..

المشتہر:۔ مستری نظام الدین شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ مال از قسم بیٹس و کرکٹ بیٹس و فٹ بال وغیرہ پہنچا۔ ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میں اسے کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں ۲۰
نیاز مند: حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجان پور تحصیل بٹالہ

ہم نے آٹا پیسنے کی چکی یا لوہے کا خراس۔ یہ خراس یعنی آٹا پیسنے کی چکی تمام ہندوستان میں چلتی ہیں۔ آٹا فی گھنٹہ تیس سیر پیسا جاتا ہے۔ قیمت درجہ اول .. درجہ دوم ..
سبکے بذریعہ وی پی کیا جاتا ہے

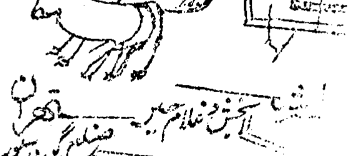

المشتہر الٰہی بخش و نظام الدین صاحب ضلع گورداسپور

صحت بسرعت حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماری کا سبب پیشاب کا تیز آبی مادہ ہے۔ کہ جسکو کمزور اور ضعیف گردے خون میں سے خارج نہیں کر سکتے۔ اس طرح چھوڑ نہیں سکتے ہیں۔ کیونکہ اس پر ہی جسم کی صحت کا بہت کچھ دارومدار ہے۔ گردوں کے ضعف اور مرض کے علامات حسب ذیل ہیں پشت میں درد۔ نیند نہ آنا۔ پیشاب کم اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا۔ پیاس ہمیشہ لگنا۔ جسم میں تکان معلوم ہونا۔ دل کی کمزوری۔ درد سر۔ پٹھوں کی بیماریاں۔ نظر کا دھندلا پن۔ چکر آنا۔ جوڑوں میں درد یا سختی۔ حافظہ خراب ہونا اور جسم کی عام نقاہت وغیرہ اگر توجہ نہ کی گئی۔ تو پیشاب کے امراض گنٹھیا۔ جالندھر۔ ذیابیطس۔ اور گردوں کا التہاب یعنی سوزش۔ اور مستورات کی اس قسم کی بیماریاں کہ جن کو اکثر غلطی سے اپنی امراض خیال کر جاتے ہیں۔ پیدا ہوتی ہیں۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایچ کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے اعضا کو قوت بخشتی ہیں اور پیشاب کا تیز آبی مادہ خون میں نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جس وجہ سے عمدہ صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ اچھا رہنا چاہتے ہیں۔ تو گردوں کو اچھا رکھئے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایچ کڈنی پلس) جو کہ ان کے لئے مجرب دوا ہیں ان کو اچھا رکھتی ہیں۔

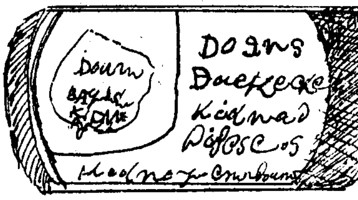

دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ساڑھے دس روپیہ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔ یا ڈون پی او باکس بمبئی کے پاس سے

ڈون کا مرہم ڈونس آئنٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو۔ فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ چنبل بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ کھجوا۔ کیٹر جیپڑ اور داد اور جلد کی سب بیماریاں خارش وغیرہ کی بہت بگڑی ہوئی حالت میں شفا بخشنے کیلئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس سے قیمت فی ڈبیہ مل سکتی ہے۔

اسکاٹس املشن

تمہارے جسم کے کمزور مقامات مضبوط بنا کر انسداد مرض کرتا ہے۔ ہمیشہ اس نشان کی اسکاٹس املشن لو۔ اسکاٹ کے طریق ساخت کا نشان ہے۔ ... فروخت کے لئے سب دوا فروشوں ...
اسکاٹ اینڈ برون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ ...

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کیواسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہوں تو حکیم نور محمد صاحب پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کی ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں۔ جس کی منافع و کمیشن کر آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق طاعون بے نظیر سریع الاثر و مجرب کی خاصیت ہے۔ کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اگر خدانخواستہ طاعون کے خروج ہونے سے پہلے کانوں میں چند قطرے ٹپکائے جائیں۔ اور گلہٹی میں ملکر بدن پر مالش کی جائے۔ تو سردرد بخار چند منٹ میں دور ہو کر سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہو گا۔ تمام مریض بچوں اور انکے لئے جنکو بیہوشی یا بندش گلا کے باعث درد حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے۔ یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ عام کیلئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز معہ ادائے فیس اسکا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی .. مگر ان اشخاص سے جو سیکھنے کی غرض کر بغرض تجربہ منگائیں۔ ان سے نصف قیمت لیجائیگی
نوٹ۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرانا چاہیں۔ نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں

المشتہر
نور الدین۔ کارخانہ تریاق طاعون۔ مقام موکل۔ ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں ہے۔ ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ بھلا اسمیں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوی تناسلیہ کیوجہ سے ان دو قسم کی بیماریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ یعنی امراض مخصوصہ کی شکایت کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کیا ہے۔ جسکے چند استعمال سے امراض متعلق قوائے تناسلہ فوراً انشاء اللہ تعالےٰ دفع ہونگے۔ اور ہر قسم کی امراض کیلئے مفید ہے۔ ہمارا کام نہیں۔ کہ ہم کہدیں۔ کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے۔ اول نمونہ مفت منگائیں۔ اگر فائدہ ہو طلب فرمائیں فی بکس عہ

طلا طلسمی: پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط ریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسکو مفید پائینگے۔ نمونہ منگوا کر آزمائیں۔ قیمت و ماشہ ..

سرمہ سلیمانی:۔ آنکھوں کی بیماریوں کے دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ..
سنون دندان:۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانتوں کو مثل موتی ...

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی۔

دو مفید رسالے:۔ رسالہ ثبوت واجب الوجود: خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک ایک دہریہ کے اعتراضات کا ایک لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے اصول کی حقیقت کو لکھا گیا ہے۔ قیمت ..
رسالہ تدبیر: اسمیں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اور تقدیر اور تدبیر کے فلسفہ پر خوب بحث کی گئی ہے۔ قیمت ..
دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حیدر بخش اہلکار پولیس سے مل سکتے ہیں۔

ضرور اس جلسہ کو بارونق بنا دیں۔ اور ہر ایک بشر خواہ گھرسے خواہ مانگ کر مبلغ کم از کم صہ روپیہ ہمراہ لاوے سوا اپنے اخراجات کر کے اور جو اصحاب وسعت ہوں وہ زیادہ زیادہ حصہ اس میں لیں اور جو صاحب قادیان کی وجہ سے نہ آ سکیں۔ مبلغ صہ روپیہ کم از کم بھجوا دیں۔ سب کی سب احمدیہ انجمنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ہر ایک ممبر کو تحریک کریں۔ کہ ایسا ضرور کیا جاوے تاکہ آئندہ سال میں اشاعت اسلام کے لئے کوئی زیادہ مضبوط عملی رنگ دکھایا جاوے۔ باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ اپنے نفس کی پاکیزگی کے لئے بھی قربانی ایک بڑا بھاری وسیلہ ہے دیکھو جتنی عبادات اسلام میں ہیں۔ سب اسی ایک روح کی طاقت کو بڑھانے کیلئے ہیں۔ اس میں کامیابی ہی اسی وصال کے لئے ایک سیڑھی ہے۔ دوسرے یہ عرض ہے کہ جو جو صاحب اچھے واعظ بن سکتے ہیں۔ پیشتر اسکے کہ کالج کے ذریعہ واعظین کا گروہ طیار ہو سکے۔ ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا۔ کہ انکو ترغیب دے۔ کہ وہ اپنی قیمتی عمر سے اچھا کام لیں اور باہر نکل پڑیں۔ سو ایسی پاک انسان اپنی کمر ہمت باندھ کر اپنے آپ کو قوم کے پیش کریں قوم کا کام ہوگا۔ کہ ان کی عزت و توقیر کرے اور انکے لئے وسائل سفر وغیرہ مہیا کرے ایسے واعظین اگر بیوی بچوں والے ہوویں۔ تو انکے بچوں کے لئے قادیان میں انتظام تعلیم کیا جاوے۔ اور انکی اہلیہ کو انکے ہمراہ رہنے کے لئے خرچ اخراجات دئے جاویں۔ یا جیسا وہ پسند کریں۔ یہ بھی تو چندے سے ہونا ہوگا۔ غرض قوم کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کام بڑی مردانگی اور شجاعت سے اسکے سپرد کر گئے ہیں۔ ہر ایک فرد احمدی کا فرض ہے۔ کہ ان سب کاموں کا جو حضرت اقدس کر رہے تھے کرنا اپنا خاص فرض سمجھے۔ اور ہر ایک اپنے کام کو اپنا ہی کام سمجھے۔ اور یہ یقین کرے کہ یہ اسنے ہی کرنا ہے۔ یہ کام اللہ تعالےٰ کا جاری کیا ہوا ہے۔ ہو کر تو ضرور رہیگا مگر ایسا نہ ہو۔ کہ ہم میں سے کوئی بدقسمت ایسے ہوں۔ جو اپنے فرایض کی ادائیگی میں کوتاہی دکھاویں۔ مکرر عرض ہے کہ اپنی تحریک کو احمدیہ احباب عملی رنگ دینے کے لئے ہاتھ میں لیں۔ اور کچھ کر کے دکھا دیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ سے ضرور اجر پا دیں۔

جواب قوم کا منتظر
سید محمد حسین اسسٹنٹ سرجن (لاہور)

مراسلات آمدہ از دفتر صدر انجمن احمدیہ

بخدمت سیدنا و مولانا حضرت خلیفۃ المہدی المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

امتحان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحکم نمبر ۵۳ جلد ۱۲ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۵ پر میں نے اپنے گرامی قدر اور مخلص بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا وہ نیاز نامہ پڑھا ہے۔ جو کہ انہوں نے حضور کی خدمت میں متعلق امتحانات دینیات لکھا ہے۔ اس سے پیشتر یہ عاجز انجمن احمدیہ سیالکوٹ کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں اس تجویز کے متعلق مختصر طور پر عرض کر چکا ہے۔ وہ مختصر گذارش اگرچہ اخبار میں طبع نہیں ہوئی۔ مگر نصاب یا کورس امتحان کے بارہ میں اسمیں عرض کیا گیا تھا۔ اور جن احباب نے اسوقت امتحان میں شامل ہونا منظور کیا تھا ان کے اسماء گرامی سے بھی اطلاع دیگئی تھی۔ برادر گرامی قدر حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنی وسعت نظر کی وجہ سے نصاب کی تقسیم بہت موزوں کی ہے اور ہر ایک امتحان دینے والے کو وسیع معلومات کے ساتھ وہ امتحان کی مجلس میں داخل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسے وسیع پیمانہ کے امتحانات کی مشکلات کے لحاظ سے جو قدرتاً پیدا ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے دو سال تک اس امتحان کی میعاد کو بڑھا دیا ہے۔ اور بلحاظ اس ترتیب نصاب کے جو انہوں نے تجویز فرمایا ہے۔ اسقدر میعاد یا مہلت کا دیا جانا ضروری ہے مگر میرے خیال میں میرے معزز اور مجرد رس بھائی کے بعض مضامین جن کو انہوں نے نصاب کی قید میں لا کر زیر امتحان لانا چاہا ہے۔ وہ اپنی وسعت دلائل اور عمومیت طرز بیان کے لحاظ سے امتحان کے طور پر سوال و جواب کے تنگ دائرہ میں محصور ہونے سے امتحان دینے والے کے قلم سے نکلنے کے قابل نہیں ہیں۔ میری مراد جن مضامین سے ہے وہ برادر محترم ڈاکٹر صاحب کے سائل نمبر ۳، ۴ میں درج ہیں۔ ان مضامین عالیہ کے زیر امتحان نہ لانے سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امتحان دینے والے ان مضامین کے اہل نہ ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ مضامین بلحاظ اپنی وسعت کے اور ذوق عارفانہ کے اور رنگ میں ظاہر ہونیکے لائق ہیں۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح ان مضامین پر وقتاً فوقتاً جواب مضمون کے طور پر مضامین لکھوا سکتے ہیں اور ان مضامین کو حوالہ قلم کرنے والا مضمون نگار بھی فراغت اور آزادی کیوقت کیساتھ بتوفیق الٰہی عمدہ طور پر نباہ سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت اس طریق کو بھی اختیار فرمایا تھا۔ اور بعض احباب نے مضامین تحریر بھی فرمائے تھے۔ اور حضور کی خدمت میں پیش بھی ہوئے تھے۔ ان مضامین عالیہ کے اس رنگ میں ادا ہونے سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ جو بزرگ واقعی ان مضامین کے اہل ہیں۔ اور شاید وہ امتحان کی مجلس میں شامل ہونے کیلئے طیار نہ ہوں۔ اس طریق سے انکے پاک خیالات ظاہر ہو جاوینگے اور پبلک احمدی بزرگوں کی پاک طبائع کے نتائج سے عام طور پر فائدہ اٹھائیگی۔ اور اس طرح ہر ہر ایک بزرگ کی تصنیف و تالیف کا مادہ بھی پیدا ہوگا۔ اور ایسے بزرگوں کی ایک جماعت برجستہ اور موزون طبیعت والی ظاہر ہوگی خواہ یہ مضمون نگار زیر امتحان احباب ہوں۔ یا ان بزرگوں میں سے ہوں۔ جو زیر امتحان نہ ہوں۔ باقی رہا۔ امتحان۔ کہ جن سے عام طور پر ایسے معلومات کے افراد پیدا ہوں۔ کہ جن کی نسبت یقین ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص مشن اور آپ کی تعلیم کے مسائل جدیدہ اور دلائل اور براہین سے کہانتک واقفیت ہے۔ اسکے واسطے میرے معزز و محترم بھائی کے نصاب مجوزہ کے سبھی اول دوم سوم اور پنجم سے مجھکو اتفاق کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ صرف براہین احمدیہ کو شق دوم کے نصاب میں داخل کر لینا چاہیئے اور فصل الخطاب و تصدیق براہین بھی اسی شق میں داخل ہونی چاہیئیں۔

شق چہارم۔ جو حدیث کے متعلق ہے یہ بھی ضروری ہے۔ بخاری شریف تو داخل ہی ہے۔ اسکے سوا اگر حضرت خلیفۃ المسیح ہو ایک ایسی کتاب داخل کر دیں۔ کہ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کے مختلف مسائل کیساتھ خاص تعلق ہو۔ تو پھر اس شق کی بھی تکمیل ہو جاتی ہے۔ والسلام۔ عاجز میر حامد شاہ از سیالکوٹ

اعلان

بعض اوقات صدر انجمن احمدیہ کے مختلف افسروں کی طرف سے جماعت احمدیہ میں چندوں کی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ تو احباب انہیں افسران کے نام منی آرڈر ارسال کر دیتے ہیں۔ لہٰذا تمام احمدی احباب کی خدمت میں بطور یاددہانی لکھا جاتا ہے کہ مہربانی فرما کر ہر ایک قسم کا روپیہ جو صدر انجمن احمدیہ کے مختلف مدات کے لئے یا افسران انجمن کی تحریک پر بھیجیں بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان بھجوایا کریں۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین۔ اسسٹنٹ سکرٹری
۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء

الحکم الالٰہیہ فی اجمال الاخبار النبویہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
حامداً ومصلیاً

اما بعد واضح خاطر ناظرین ہو کہ سنت جاریہ الٰہیہ اکثر یہی ہے۔ کہ اخبار الٰہیہ اور مبشرات و منذرات نبویہ میں قولاً تو اجمال ہوا کرتا ہے۔ اور بوقت وقوع ان اخبار مستقبلہ کے فعل الٰہی میں ان اقوال اخباریہ کی تفصیل بہ بیان واضح ایسی واقع ہوا کرتی ہے[1] یہ دعویٰ اور مقدمہ ہمارا کتب سماویہ سابقہ اور قرآن مجید اور احادیث نبویہ پر نظر ڈالنے سے کالشمس فی نصف النہار روشن اور ہویدا ہے اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت اور واضح ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا واللہ سمیع علیم۔ چونکہ اول آیت میں اکراہ جو نکرہ ہے۔ حیز نفی میں واقع ہوا ہے بایں وجہ کسی اس کا اکراہ اور اجبار ہو جس کو تحکم اور زبردستی کہتی ہیں۔ دین اسلام میں واقع نہ ہونے کو ارشاد فرمایا ہے یہ اس لئے کہ اس آیت سے آیات سابقہ میں ذکر جہاد کا فرمایا گیا ہے۔ اس سے شبہ پیدا ہوتا تہا۔ کہ دین اسلام میں زبردستی ہی ہوگی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خود اس شبہ کو یوں دفعہ فرماتا ہے۔ کہ لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض الآیہ کہ جہاد سے یہ غرض نہیں۔ کہ کسی کو دین اسلام میں زبردستی داخل کیا جاوے بلکہ بطور جواب اور ڈیفنس کے مفسدین کے فساد کا دفع کرنا مقصود ہوتا ہے جو ہر ایک گورنمنٹ زمینی کو بھی ضرور ہوا کرتا ہے۔ پہر گورنمنٹ آسمانی کو کیونکر ضروری نہ ہوگا۔ یہاں پر ہر ایک اکراہ کی بطور نفی جنس کے نفی فرمائی گئی ہے یعنی دین اسلام میں وہ فرد اکراہ کی بھی نہیں موجود ہے۔ جو بموجب اخبار مستقبلہ مجملہ مندرجہ کلام و الہام الٰہی کے مبشرات اور منذرات واقع ہوتے ہیں۔ کیونکہ اخبار مستقبلہ میں ایک ایسا اجمال ہوتا ہے۔ کہ متعصب غبی اور معاند بجز ی پیشین گوئی

---

[1] کہ اہل انصاف تعصب اور عناد سے پاک اور صاف ہوتے ہیں کوئی شبہ انکو باقی نہیں رہتا ہے۔

کے اس دقوعی بیان الٰہی کو بسبب اپنی غباوت و عناد کے اس اجمال کے ساتہہ تطابق نہیں کر سکتا ہے بلکہ اور پہلے سے زیادہ انکار اور تکذیب کے درپے ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر پیشن گوئی میں بھی بعینہٖ ایسی ہی تفصیل ہو۔ جیسے کہ اسکی وقوع کے وقت میں ہوا کرتی ہے۔ تو پہر مجبوراً اس کو قبول ہی کرنا پڑیگا۔ خواہ طوعاً ہو یا کرھاً۔ لیکن اس صورت میں اکراہ اور اجبار لازم آویگا۔ ولا اکراہ فی الدین آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ دین اسلام کو کسی طرح کے اکراہ اور اجبار کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ان اخبار مجملہ کا بیان فعل الٰہی سے ایسے زور و شور کے ساتہہ واقع ہوتا ہے۔ کہ اہل عقل و انصاف پر حقیقت اس پیشگوئی کی کالشمس فی نصف النہار واضح ہو جاتی ہے۔ اور حق و باطل میں ایسا تمیز ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ جیسا رات اور دن میں ہوتا ہے کہ قد تبین الرشد من الغی۔ پہر اکراہ کی کیا ضرورت باقی رہ سکتی ہے پس جبکہ اس اجمال کا بیان اللہ تعالیٰ اپنی فعل سے بڑے زور و شور کے ساتہہ واقع کرتا ہے تو جو شخص اُن طاغوتوں کا انکار کرے (جو باوجود ایسے بیان فعلی الٰہی کے بھی مکذب اور منکر ہی رہتی ہیں) اور اللہ تعالیٰ پر یعنی اس کے ایسے اقوال مجملہ اور افعال مفصلہ الٰہیہ پر بھی ایمان لاوے۔ جو متعلق پیشین گوئی اور وقوع پیشین گوئی کے ہیں۔ تو وہ شخص ایسے قوی وسیلہ اور مضبوط دستہ کو پکڑتا ہے۔ جو کبھی ٹوٹنے والا ہی نہیں ہے۔ طاغوت اصل میں طیغوت تہا۔ جو حرف یا الف سے بدل گیا ہے۔ بر وزن فعلوت جیسا کہ ملکوت و رہبوت ہے مراد اس سے وہ سرکش ہے جو باوجود ایسے وقوعی زور و شور کے بھی ایمان نہیں لاتا ہے۔ لیکن جو شخص کہ ایمان لاتا ہی تو اس نے ایسے قوی دستہ کو پکڑ لیا ہے۔ جو لا انفصام لہا کا مصداق ہے۔ عروہ کی جمع عریٰ آتی ہے۔ جس کے معنے دستہ وغیرہ کے ہیں۔ جس کو انسان بوقت ضرورت ہاتہ سے پکڑتا ہے۔ اور یہ ایک عجیب استعارہ ہے۔ جو کہ امر معقولی کو امر محسوس کیا تہہ بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا دستہ غیبی ہوتا ہے۔ کہ نہ مومن کا ہاتہ اس سے علحدہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ دستہ ٹوٹ سکتا ہے۔ خواہ کیسے ہی مصائب اور ابتلاؤں کا سامنا اسکو پیش آوے۔

اسی کو استقامت کہتے ہیں اور آیت یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا الآیۃ میں اسی کا بیان ہے۔ اور چونکہ لفظ انفصام بھی نکرہ حیز نفی میں آیا ہے۔ اسلئے باہم ان میں کسی طرح کی جدائی اور انفصال واقع نہیں ہو سکتا۔ نہ عروہ کے لحاظ سے اور نہ مومن کے استمساک کے اعتبار سے کیونکہ جملہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ جزا واقع ہوئی ہے شرط فمن یکفر بالطاغوت الخ کی اور وثقیٰ صیغہ مؤنث افعل التفضیل کا ہے۔ بروزن فعلیٰ کے مذکر اسکا اوثق مثل اوسط و وسطیٰ کے ہے اور لا انفصام لہا حال واقع ہوا ہے۔ ضمیر وثقیٰ یا عروہ سے لہٰذا اس جزا میں تاکید پر تاکید ثابت ہوتی ہے۔ اور آخر آیت کو ختم فرمایا گیا ہے۔ واللہ سمیع علیم پر صفت سمیع بآواز بلند کہہ رہی ہے۔ کہ منکرین کے اقوال بیہودہ جو دربارہ تکذیب ایسی پیشگوئی کی جو بسبب عناد یا نہ سمجھنے اس اجمال و تفصیل کے غباوت کی وجہ سے واقع ہوتے ہیں سو اللہ تعالیٰ کی سماعت سے باہر نہیں ہیں۔ اور صفت علیم میں علاوہ اس اشارہ کے ایک یہ اشارہ لطیفہ بھی ہے۔ کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ جس تفصیل اور جزئیات کیساتہہ یہ پیشین گوئی واقع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پہلے اس کی خبر نہیں تہی۔ کلا وحاشا بلکہ وہ ذات پاک متصف ہے ایسے علم عمیق کیساتہہ جس پر صیغہ علیم مبالغہ کا دلالت کرتا ہے۔ بلکہ جو اجمال پیشگوئی میں تہا۔ وہ بسبب چند حکم الٰہیہ کے واقع ہوا تہا۔ جس میں ایک حکمت یہ تہی۔ کہ دین اسلام میں کسی طرح کا اجبار اور اکراہ واقع نہیں ہے۔ بلکہ اختیار دیا گیا ہے۔ اگر پیشین گوئی میں بھی وہی تفصیل جزئیات کی درج ہوتی جو بوقت ظہور کے وقوع میں آئی۔ تو پہر تحکم اور زبردستی منوانا لازم آتا۔ جو دین اسلام میں نہیں ہے لا اکراہ فی الدین پس اجمال پیشین گوئی میں حکمت تو یہی ہوئی۔ اب دوسری حکمت کا بیان یہ ہے۔

حکمت ثانی

قرآن مجید کے اکثر مقامات سے صاف

الحکمۃ الثانیۃ

صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ آیات معجزہ اور مقترحہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کے ہاتہ پر یا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتہ پر بھی صادر نہیں فرمائیں۔ یہی وجہ منکرین معاندین

نشانات اور آیات کو آنحضرت صلعم سے ہمیشہ طلب کرتے رہے ہیں۔ باوجودیکہ ہزارہا معجزات قولی اور فعلی آپکے ہاتھ پر ایسے صادر ہوتے رہے۔ کہ اُنکے مشاہدہ میں بھی آتے رہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم اٰیۃ لیؤمنن بھا قل انما الاٰیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون۔ ظاہر ہے۔ کہ جب مخالفین معاندین ہزارہا آیات کو دیکھتے تھے۔ اور پھر بھی اقسام غلاظ کھا کر طلب آیات کی کرتے تھے۔ تو اس طلب آیات سے یا آیات ملجئہ مراد ہو سکتی ہیں۔ یا وہ آیات کہ وہ خود اپنی طرف سے گھڑ گھڑ کر مانگتے تھے۔ دونوں صورتوں میں جواب یہ ملا۔ کہ آیات و نشانات تو سب کے سب اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہیں۔ لیکن میرے اختیار میں نہیں ہیں یعنے اگر وہ آیات میرے ہی اختیار میں ہوویں۔ تو پھر وہ آیات میرے من جانب اللہ ہونیکی کیونکر دلیل ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جو امر انسان کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اگر اسکو صادر کر کر وہ کہے۔ کہ یہ فعل اختیاری میرا میرے دعویٰ رسول اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ تو یہ قول اسکا محض از قسم سفاہت ہوگا۔ مثلاً شعبدہ باز جو کوئی شعبدہ اپنا اختیاری دکھلاتا ہے۔ تو نہ کوئی شخص اسکو منجانب اللہ مان سکتا ہے۔ اور نہ وہ شعبدہ باز اس شعبدہ کو اپنے مامور من اللہ ہونیکی دلیل گردان سکتا ہے۔ اور اگر انبیا علیٰ نبینا و علیہم السلام کے اختیار میں ہی ہوتے۔ تو وہ آیات اور معجزات انکے لئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے کیونکر دلیل ہو سکتے تھے۔ اسی حکمت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے نشانات اور معجزات کو اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے اور نبی علیہ السلام کے اختیار میں نہیں رکھا۔ اور یہی امر جو اُن کی حقیقت اور نبوت صداقت کے لئے ایک بڑی حجت تھی مخالفین کے لئے باعث شبہات کا ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک قسم کا خفا اُن آیات میں آ گیا ہے۔ مگر معاندین ہی کے لئے نہ کہ مخلصین کے لئے۔ پس اس آیت سے بلحاظ اس حکمت کے ثابت ہوا۔ کہ پیشگوئیاں اور اخبار مستقبلہ میں ایک طرح کا خفا ہونا بھی ضروری ہے۔ جو دفعہ اجمال مذکور ہے مجوہ مذکور ہوا۔

الحکمۃ الثالثہ

تیسری حکمت اس آیت کے اخیر میں یہ بیان فرمائی گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ جو مخالفین معاندین کی استعداد دوں اور فطرتوں کیساتھ بخوبی علیم و خبیر ہے وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اگر آیات مقترحہ مخالفین کی بھی اللہ تعالیٰ ظہور میں لاویگا تو بھی وہ معاندین ایمان نہ لاویں گے۔ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون۔ اسی مطلب کو آئندہ آیات میں بشرح و بسط اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتیٰ وحشرنا علیھم کل شیء قبلا ما کانوا لیؤمنوا الآیۃ۔ لہٰذا چونکہ فعل حکیم مطلق کا خالی از حکمت نہیں ہو سکتا۔ تو ایسے نشانات بدیہہ کا صدور جو دودو نی چار کے مصداق ہوں۔ حکمت الٰہی کے محض خلاف ہے۔ بلکہ محض عبث اور لغو ہے۔ وتعالیٰ شانہ عن ذٰلک علوا کبیرا پس آیات مقترحہ یا ملجئہ کا صدور انبیا کے ہاتھ یا اختیار میں نہیں ہو سکتا۔ اسلئے علم کلام کی کتابوں میں یہ مسئلہ بلا اختلاف اتفاقاً لکھا ہوا ہے۔ کہ معجزہ نبی کا فعل اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ نہ فعل انبیا کا۔ عبارات علم کلام کے نقل کرنے میں طوالت موجب ملالت ہوگی اسلئے نقل نہیں کی گئیں اور حسبنا کتاب اللہ پر اکتفا کیا گیا ۔

الحکمۃ الرابعۃ

حکمت چوتھی۔ اگر ایسی بدیہی آیات و نشانات انبیاء کے ہاتھ سے صادر ہوویں۔ یا پیشین گوئیوں میں وہی تفصیل جزئیات کی واقع ہووے کہ جو بوقت ظہور پیشین گوئی کے جو جو جزئیات وقوع میں آتے ہیں۔ وہ سب موجود ہوں! تو پھر مابین اہل علم و عقل اور جہلا اغبیا کے کیا فرق ہوگا! اور علوم مدونہ معانی و بیان وغیرہا کس کام کے رہیں گے؟ اور مخلص باعمل اور غیر مخلصین بے عمل میں کیا فرق باقی رہے گا؟ لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ کہ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا بقول شخصے گر حفظ مراتب نکنی زندیقی اور فرماتا ہے۔ والذین اوتوا العلم درجات وغیرہ وغیرہ اسلئے بھی حکمت الٰہی مقتضی ہے۔ کہ پیشین گوئیوں میں کچھ نہ کچھ اجمال کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ فرق مراتب مقررہ الٰہیہ اصطلاح سے باقی رہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وما یذکر الا اولوا الالباب یعنی متشابہات کے وجوہ کثیرہ کو جو متمیز وجوہ محمودات سے ہوویں۔ انکو بجز علمائے صاحبان بواطن علوم کے اور کوئی نہیں یاد رکھ سکتا ہے۔ اور نہ کوئی اور فرقہ سوائے اولوا الالباب کے نصیحت اور تذکر متشابہات سے حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ غیر اولوا الالباب کے ہیں۔ وہ وہ ان سے معانی با مراد لیتے ہیں۔ جو محکمات کے مخالف ہوں حالانکہ عند العقل بھی ضروری ہے۔ کہ متشابہات ذو الوجوہ یعنے جو آیات متشابہات ہیں۔ ان سے مراد وہ لیجاوے جو مطابق محکمات کے ہووے۔ کیونکہ محکمات میں تو سوائے ایک وجہ کے دوسری وجہ کا احتمال ناشی عن الدلیل نہیں ہوتا بخلاف متشابہات کے کہ وجوہ کثیرہ کے محتمل ہوتی ہیں۔ پس متشابہات کا ارجاع جو ذو الوجوہ ہیں۔ محکمات کی طرف ضروری ہے۔ کیونکہ وہ تو سوائے ایک وجہ کے دوسری وجہ کا احتمال ہی نہیں رکھتی۔ اگر ایسا کچھ نہ کیا جاویگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انکا نام والذین فی قلوبھم زیغ۔ اسی آیت میں رکھا ہے۔ کما فی الحدیث پس اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ کلام الٰہی میں متشابہات کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہی امر جہلا معاندین پر باعث خفا ہو جاتا ہے۔ یہی ہے چوتھی حکمت۔

الحکمۃ الخامسہ

پانچویں حکمت یہ ہے۔ کہ احکام الٰہیہ کی بجا آوری میں جب تک انسان اپنی محبوبات کو خرچ نہ کرے اور فی سبیل اللہ انکو استعمال میں نہ لاوے تب تک کسی فلاح کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ اسلئے ہر ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کا خرچ کرنا ضروری ہے اور اپنی جوارح اور اعضا اور قوائے ظاہری کا استعمال میں لانا بھی ضروری ہے۔ پس اسی طرح پر اپنی قوائے باطنیہ یعنے نظر اور فکر اور قوت نظریہ عقلیہ و اخلاقیہ کا صرف کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ بغیر صرف کرنے ان قوائے طیبہ کے استحقاق حصول ثواب کا اسکو کیونکر حاصل ہو سکتا ہے کہ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ جو وارد ہی ہے لہٰذا حکمت الٰہیہ مقتضی ہے۔ اس امر کی کہ پیشین گوئیوں میں بالضرور ایک طرح کا اجمال ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ہر ایک اہل عقل اپنی غور اور فکر کو استعمال کر کر حقیقت پیشین گوئی کی سمجھے اور حسب بیان سابق کے مستحق ثواب کا ہووے اور اگر پیشین گوئیوں میں اجمال نہ ہووے بلکہ وہی جزئیات کی تفصیل موجود ہو جو بوقت ظہور پیشگوئی کے اسکے جزئیات تفصیلیہ واقع ہوتے ہیں۔ تو پھر فرمائیے کہ علوم کی کیا حاجت رہی اور اہل فکر و نظر کی کونسی ضرورت موجود رہی۔ جو مستحق استحقاق ثواب کی تھی۔ علماء جہلا سب [illegible] ہو سکتے حالانکہ نصوص بینہ کے

...ر امر معنی خلاف ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ پانچویں حکمت ہوئی۔ پیشین گوئیوں کی اجمال میں جس کا بیان تفصیلی بوقت ظہور پیشین گوئیوں کے اللہ تعالیٰ خود اپنے فعل سے فرما دیتا ہے۔ اب حکمت چھٹی کا بیان کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ ہر ایک قوۃ انسانی ظاہری و باطنی کا یہ حال ہے کہ جب اسکو معطل اور بیکار رکھا جاوے۔ تو وہ قوۃ ضعیف یا سلب ہوتی جاتی ہے۔ اور جب اسکو کام میں لایا جاوے۔ تو ایک اپنی دائرہ استعداد تک قوی ہوتی چلی جاتی ہے اللہ تعالےٰ نے اس فطرت انسانی کی ترقی کا لحاظ اُمت محمدیہ میں فرما کر قرآن مجید میں آیات متشابہات بھی نازل فرمائیں۔ اور پیشین گوئیوں میں جو قیامت تک واقع ہونے والی ہیں۔ ایک قسم کا اجمال ہی رکھا۔ اور آیات متشابہات کلام مجید اور کلام نبوت اور الہامات تینوں میں نازل فرمائیں۔ تاکہ ہر ایک انسان مومن اپنی فکر اور نظر کو وقتاً فوقتاً تیز کرتا رہے۔ اور اپنے قوائے نظریہ کو معطل نہ کر دیوے چنانچہ سلف صالح اور اوائل امت نے اس حکمت اور اشارہ الٰہیہ کو سمجھکر بڑے بڑے علوم دقیقہ میں جنکے ساتھ وہ مختص ہیں۔ اپنے اذہان کو دوڑایا اور بحکم وعدہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ایسے ایسے علوم ایجاد کئے جو دنیا بھر میں کسی پیغمبر کی اُمت نے اپنی پیغمبر کی کتب الٰہیہ کی اور احادیث نبویہ کی حفاظت کے لئے ایسے علوم الٰہیہ ایجاد نہیں کئے تھے۔ امت محمدیہ کی توجہ اس حکمت الٰہیہ پر کیونکر راجع ہوتی۔ کہ بشارت الٰہیہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہو چکا تھا۔ اور قیامت تک کتاب اللہ اور سنت محمدیہ کا بلا تغیر و تبدیل جاری رہنا منظور الٰہی روز ازل سے مقرر ہو چکا تھا۔ خصوصاً قرآن مجید ایک ایسی کتاب باوجود اختصار کے جامع اور مانع ہے۔ کہ کوئی معرفت اور کوئی صداقت کسی مذہب میں ایسی نہیں پائی جاتی۔ جو قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ اور کوئی شبہ و وسوسہ اہل باطل کا نہیں۔ جسکا جواب باصواب خواہ صراحتہً ہو یا اشارتاً قرآن مجید میں نہ پایا جاتا ہو قوانین اور جو کتب اصول میں مدون ہیں۔ ان کے ملاحظہ سے ثابت ہے۔ کہ اجتہاد اسی امت کیساتھ مخصوص ہے۔ لیکن معارف غیر متناہی اور حقایق لا متناہی کے لیے جو قرآن مجید باوجود اس اختصار

کے موجود ہیں۔ انکے اظہار کے لئے علمائے ظاہری کیواسطے ان علوم مختلفہ دین اسلام کا مدون ہونا ضروری تھا کیونکہ وجود مجدد کا تو بموجب حدیث صحیح کے ایک صدی کے بعد ہوتا ہے تاکہ جو اغلاط ان علمائے ظاہری کے سبب موجود ہونے قوت وہمیہ علماء کے باوجود اہل علم ہونے کے دین اسلام میں واقع ہو گئی ہوں۔ ان اغلاط کا وہ ازالہ کر دیوے یہ تجدید دین محمدیہ کی بذریعہ مجدد صدی کے ایک مزید فضل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مخصوصات اسی امت سے ہے۔ اور اس سے بھی مقصود و مراد الٰہی یہی ہے۔ کہ ایک صدی میں جو بسبب خلط اوہام علمائے ظواہر کے دین اسلام میں کچھ اغلاط واقع ہو جاویں۔ وہ مجدد اسکو رفع کر دیوے اور مجدد کا نفس قدسی کچھ ایسا واقع ہوتا ہے۔ کہ قطع نظر ان الہامات کے جو اسکو منجانب اللہ ہوتے ہیں۔ ان علوم مدونہ کی تعلیم منجانب اللہ اسکو ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ کوئی عالم متبحر بھی اگر اسکا مخالف ہو جاوے تو ان علوم میں بھی اس مجدد کا ہرگز ہرگز کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور علوم آلیہ جیسے کہ علم معانی و بیان علم بدیع علم کلام علم فقہ۔ علم اصول حدیث۔ علم حدیث۔ علم تصوف حقہ علم تفسیر علم مناظرہ علم منطق وغیرہ وغیرہ علوم میں اس مجدد کو ایسا ملکہ راسخ ہوتا ہے کہ اسکے مقابلہ میں تمام علمائے متبحر ٹھوکر کھا کر ایسے گر جاتے ہیں۔ کہ پھر سنبھل ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ الحق دہلی کے ملاحظہ سے ناظرین کو واضح ہے۔

"حضرت فاضل امروہی نے یہ ایک مبسوط مضمون شروع کیا ہے۔ مگر ناسازی طبیعت و نصیب اعداء کیوجہ سے وہ اسکو پورا نہیں کر سکے۔ اسلئے فی الحال یہیں تک درج کیا جاتا ہے۔ باقی پھر دوسرے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ لکھا جائیگا۔" ایڈیٹر

دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے خاص فضلوں اور برکات سے حصے لے رہے ہیں۔ ۲۰ رمضان المبارک کی صبح کو آپ مسجد مبارک میں معتکف ہوئے۔ آپ نے ارادہ فرمایا ہے۔ کہ آپ اسی عشرہ میں قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر سنائیں گے۔ یعنے پوری قرآن مجید کا۔ چنانچہ آپ نے شروع کر دیا ہے۔

آپکے ساتھ ہی حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب اور برادرم اکبر اسحاق صاحب بھی معتکف ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے خاص برکات سے بہرہ ور فرمائے۔

۲۔ حضرت اُم المومنین علیہا السلام اور آپکا خاندان بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہے۔

۳۔ راس التین سے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک خط آیا ہے جس میں ڈیڑھ سو آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ اسقدر دور دراز ملک سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ایک کثیر تعداد کا داخل سلسلہ ہونا اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کی بات ہے۔ اصل خط معہ ترجمہ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج کیا جائیگا۔

۴۔ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام کے معائنہ کیلئے انسپکٹر صاحب حلقہ امرتسر آنے والے ہیں

اسلامی دنیا

امرتسری منکر امرتسری منکر کی حالت قابل رحم ہے جو آیات اللہ کو دیکھتا ہوا بھی انکار کرتا ہے۔ امرتسر کی حالت پر لکھتا ہے "امرتسر میں تعداد اموات اکثر زیادہ سے زیادہ بیس پچیس تک ہوا کرتی تھی۔ لیکن ان دنوں موسمی بخار نے ایسی مہلک صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ تعداد اموات قریباً دو سو تک پہنچ چکی ہے۔ جن میں دو ثلث سے زیادہ مسلمان ہوتے ہیں۔ اور ابھی کمی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جس کو دیکھو۔ وہی بخار میں مبتلا ہے۔ اور موئے پر سو دُرے والی مشہور مثل آجکل امرتسر پر خوب صادق آتی ہے۔ گرانی کی بھی حد ہو گئی ہے۔ الاخرہ۔

خود ایڈیٹر صاحب۔ ان کا منیجر۔ کاتب۔ پریس کے ملازم تک بیمار ہیں۔ اس پر شوخی یہ کہ کہتے ہیں۔ کہ

آہ! مرزا صاحب قادیانی زندہ ہوتے تو انکی کا معجزہ تھا!

اے نادان۔ یہ معجزہ تو اب بھی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ آپنے شائع کر دیا تھا طاعون جاتی رہی مگر بخار رہ گیا۔ یہ موتا موتی کی گرم بازاری آپ کی سچائی کی گواہ ہے۔ اور جیسا تو خود لکھتا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ پتہ لگ جائیگا۔

منتظر باش!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی ۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔

قیمت پیشگی سالانہ

نوٹ

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چو گویم با تو گر آئی بہار قادیان بینی
دوائے ہر شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۶۰ | قادیان دارالامان - مورخہ ۱۸ - دسمبر ۱۹۱۰ء - مطابق ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۸ ہجری | جلد ۱۴

مستقل سرمایہ جمع کرو!

کثرت سے تحریکیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور کم و بیش اُن پر عمل درآمد بھی ہوتا رہتا ہے۔ مگر جو سوال میں آج قوم کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ معمولی نہیں قابل غور ہے۔ سلسلہ عالیہ کی ضروریات پر ایک سال کے اندر کسی صورت میں ایک لاکھ سے کم خرچ نہیں ہوتا۔ اور قوم اس خرچ کو ادا کرتی ہے۔ یہ رقم سال بسال قومی ضروریات کے دائرہ کی وسعت کے ساتھ ہی بڑھتی جاتی ہے۔ اور یوں قوم کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔

اگر ان بڑھتے ہوئے اخراجات کے لئے کوئی مضبوط انتظام نہ کیا جاوے۔ تو اس میں تو شک نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی نہ کوئی راہ نکالتا رہیگا۔ جو یہ اخراجات پورے ہوتے چلے جائیں۔ مگر جہاں ہم اپنی ضروریات کے لئے مناسب جدوجہد کرتے ہیں۔ وہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ اُن ضروریات کے لئے جو قومی ضروریات ہیں۔ بہت کچھ سوچیں ۔۔۔ کہ اگر انتظام مناسب نہ کیا جائیگا۔ تو آئندہ دن درست سوال درپیش ہوگا ۔۔۔ مناسب نہ ہوگا۔

علاوہ بریں ایک لاکھ کی رقم کا ہر سال قومی سرمایہ سے کم ہو جانا معمولی بات نہیں ہے۔ یہ فقرہ کسی قدر تشریح طلب ہے۔ قوم جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ ہر سال ضروریات قوم کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیتی ہے۔ اور یہ روپیہ چونکہ دوسرے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ اس لئے بالکل واضح بات ہے۔ کہ قوم ہر سال اپنے سرمایہ میں سے ایک لاکھ روپیہ کم کر دیتی ہے۔ میں اس کو ایک مثال سے واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ فرض کرو۔ قومی سرمایہ کی مقدار ۲۰ لاکھ ہے۔ اور اس میں سے ایک لاکھ کی رقم ہر سال نکلی چلی جاتی ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ۲۰ سال میں یہ سرمایہ ختم ہو جائیگا۔ کہا جائیگا۔ کہ ۲۰ سال کے اندر قومی سرمایہ میں بھی افزائش ہوگی۔ مگر اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہوں گے۔ جو قومی سرمایہ دار اپنی ضروریات کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے اس بیشی ۔۔۔ چاہئے۔

یا اس کو یوں سمجھو۔ کہ فرض کرو۔ کہ مدرسہ کے اخراجات کے لئے ہم ہر سال بیس ہزار خرچ کرتے ہیں اور یہ رقم قوم کے روپیہ میں سے نکل جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ کوئی رقم داخل نہیں ہوتی۔ تو یہ صریح کمی قومی سرمایہ کی ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ علم اقتصاد کا ہے تاہم ایسا نہیں کہ سمجھ میں نہ آسکے۔

پس اس نقصان کو جو قومی سرمایہ کے لئے خطرناک نقصان ہے۔ روکنا اور اس کا انسداد کرنا ضروری ہے۔ اس سے یہی نہیں۔ کہ قومی نقصان ہے۔ بلکہ قومی ضروریات میں بھی روکیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور اس نقصان کا انسداد اور قومی ضرورتوں کی رکاوٹوں کا دور کرنا بجز اس کے نہیں ہو سکتا۔ کہ

انجمن کے ہاتھ میں مستقل سرمایہ ہو

اور انجمن اس سرمایہ کو کسی کام میں لگا کر اسے آمدنی کا ذریعہ بنائے۔ انجمن کے روپیہ کا یوں ہی بیکار پڑا رہنا کسی صورت میں مفید نہیں ہو سکتا۔ مگر ابھی تک تو انجمن کے ہاتھ میں کوئی ایسی معتدبہ رقم نہیں۔ جس کو وہ کسی تجارتی کام میں یا ایسے محفوظ رنگ میں لگا سکے۔ جس سے اخراجات سلسلہ کے لئے ایک آمدنی کی صورت پیدا ہو۔

میں جو کچھ کہتا ہوں۔ خدا کے فضل سے کام کی بات ۔۔۔

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

ہیں۔ اس میں غلطی کا ہونا یا اس تجویز میں کسی نقص کا ہونا بھی ممکن ہے۔ مجھے اپنی کسی رائے یا تجویز کے مکمل اور ناقابل خطا ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں اس کو بُرا مناتا ہوں۔ کہ کوئی اس پر نکتہ چینی کرے۔

اور اصل یہ ہے کہ تبادلہ خیالات سے ہی انسان صحیح واقعات پر پہنچ سکتا ہے۔ کسی قوم یا سوسائٹی کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اسے اس کی غلطیوں پر اطلاع ملے۔ اس لئے میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں اور اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کم از کم ان معاملات پر جن کا تعلق قوم کے سود اور بہبود سے ہو۔ اُن لوگوں کو جو اہل الرائے اور اہل قلم ہیں بولنا چاہئے۔ یہی مقصد شوریٰ اور مجلسوں کی تہ میں کام کرتا ہے۔ بہرحال میں جو کچھ لکھتا ہوں یہ میری ذاتی رائے ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس میں غلطی ہو۔

میری غرض اس مضمون میں قوم کو انجمن کے لئے مستقل سرمایہ کی تجویز پر متوجہ کرنا ہے۔ اور یہ ایسی تجویز ہے۔ کہ اگر اس پر توجہ نہ کی گئی۔ تو قوم کے قومی سرمایہ میں معتدبہ کمی کا اندیشہ ہے۔ اشاعت اسلام کی مد میں اگر پانچ سو روپیہ ماہوار کا خرچ ہو۔ تو اس قدر سرمایہ جمع ہونا چاہئے جو پانچسو روپیہ کی آمدنی اس سے ہو سکے۔ اور اس طرح یہ وہ ان اخراجات کا کفیل ہو۔ اسی غرض کو مدنظر رکھ کر میں نے ۱۹۰۵ء کی تحریک کی تھی۔

انجمن نے اس رقم کو جو جمع ہو۔ خواہ وہ کسی قدر بھی ہو مستقل سرمایہ قرار دینے کی تجویز منظور کر لی ہے۔ لیکن یہ رقم ایسے طور پر پوری نہیں ہونی چاہئے۔ کہ اس کے لئے برسوں کا انتظار کرنا پڑے۔ اس لئے اس کام کو پوری کوشش اور توجہ سے شروع کرنا ضروری ہے۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو۔ یہ پچیس ہزار روپیہ تو جمع ہو جاوے۔ تاکہ اسے کسی نفع بخش کام میں لگا کر اس کی آمدنی سے کسی ایک صیغہ کے اخراجات کی صورت پیدا ہو۔ مستقل سرمایہ کا سوال ایک ضروری سوال ہے جو قوم کو اس سال احمدیہ کانفرنس میں سوچنا چاہئے۔ اور اس کے متعلق فیصلہ ہو کر کام کی صورتیں اختیار کی جاویں جن سے جلد تر یہ رقم پوری ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ بزرگان ملت اس تحریک کو مفید اور مؤثر بنانے کی فکر کریں گے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبار سوں کا ایک ورق میں نے اس سے پہلے ..... کسی اشاعت میں ذکر کیا تھا۔ کہ ریویو میگزین کا آخری ورق سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حالات مالی کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور قوم کو سے صرف ہندسوں کا ورق سمجھ کر بلا توجہ ہی اس پر سے نہیں گذر جانا چاہئے۔ بلکہ پورا غور کرنا ضروری ہے۔ اور قومی اخبارات کا فرض ہے۔ کہ وہ اس **ورق** کے متعلق وقتاً فوقتاً قوم کو متوجہ کریں۔ یہ **ورق** میرے سامنے ہے۔ اور مجھے اس کو پڑھ کر دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔

شفاخانہ کی ایک مد کے متعلق قوم کے معزز ڈاکٹروں کو میں نے توجہ دلائی تھی۔ کہ اس مد کا مقروض ہو جانا درست نہیں ہے اور بہت جلد یہ کمی پوری ہو جانی چاہئے۔ مگر اب اواخر سال پر تین سو سینتیس روپیہ ساڑھے چار آنہ کی یہ رقم مقروض ہے۔ **مقبرہ بہشتی** کی ایک پائی بھی یکم دسمبر کو جمع نہیں ہے۔ **بیت المال** میں اڑھائی سو روپیہ کے قریب ہے۔ کیا یہ رقوم قوم کو اس کی ضروریات پر متوجہ نہیں کر سکتی ہیں؟

سالانہ جلسہ سالانہ جلسہ کے لئے انجمن کی طرف سے ضروری انتظام ہو رہا ہے۔ چونکہ اس مرتبہ گذشتہ سالوں سے بہت زیادہ احباب کے آنے کی توقع کی گئی ہے۔ جیسا کہ خطوط سے معلوم ہوا ہے اس لئے ان کی رہائش کے لئے ایک بہت بڑے چھپر کا انتظام کرنا پڑا۔ جس پر ایک معقول رقم خرچ آئے گی۔ اس کے علاوہ اور جو انتظامات کئے گئے ہیں۔ ان کی اطلاع وقتاً فوقتاً اخبار میں کی جاتی رہی ہے۔ اس وقت قریب ہے اور یہ آخری پرچہ ہے جو جلسے سے پہلے ہمارے بھائیوں کو ملیگا۔ اس لئے ایک آخری بات ان سے کہہ دینی ضروری ہے کہ ہم سب جو یہاں ہیں آپ کو **قادیان آنے کے لئے خیر مقدم کہتے ہیں** اور امید کرتے ہیں۔ کہ آپ ان اغراض کو مدنظر رکھیں گے جن کے لئے آپ نے یہ **سفر** محض خدا کے لئے اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جزا ہو۔ اور اُن برکات سے بہرہ ور کرے۔ جو اس سفر کا نتیجہ ہیں (آمین)۔ جلسہ کا دنیوی اسباب اور رنگ میں کامیاب ہونا **قومی فنڈز** کی تکمیل پر منحصر ہے۔ اور یہ سوال آپ کے سامنے رہنا چاہئے۔ کہ اس کے لئے آپ نے کیا کرنا ہے؟

بین الاقوام اسلامی کانفرنس یہ زمانہ تبلیغ کے لئے ازل سے بہتر اسباب کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ کل دُنیا اس وقت ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ روس کے ایک مسلمان اسماعیل غصبر[illegible] اس تگ ودو میں ہیں۔ کہ روئے زمین کے مسلمانوں کی ایک کانفرنس قائم کی جاوے۔ جس میں اسلامی دُنیا کے اخلاقی۔ تمدنی اور اقتصادی زوال کے بواعث پر غور کی جاوے اور اس کانفرنس کو پولیٹیکل معاملات سے بالکل الگ رکھا جاوے۔

ایسی انجمن کا قیام فی الواقعہ ہمارے لئے انشاء اللہ العزیز **نفع بخش** اور مفید ہوگا۔ یہ انجمن ہمارا ہی راستہ صاف کرے گی۔ اس لئے کہ دُنیا میں صرف یہی ایک **سلسلہ** ہے جو اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی حقیقی اصلاح کا خواہشمند ہے۔ اور نہ از خود بلکہ خدا تعالیٰ نے اسے ہی برگزیدہ کیا ہے۔ اس انجمن کے پہلے اجلاس کے لئے **قاہرہ** دارالسلطنت مصر میں کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کانفرنس میں **احمدی سلسلے** کے کسی ممبر کا موجود ہونا انشاء اللہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اور ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس موقعہ کے لئے ایک **موجز** رسالہ لکھا جاوے۔ جس میں مسلمانوں کے اسباب ضعف اور ان کی اصلاح پر بحث ہو۔ اور اگر غور کیا جاوے۔ تو ایسا جدید رسالہ لکھنے کی بھی حاجت نہ ہوگی۔ ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اسے جمع کر دینا ہی کافی ہو سکتا ہے۔ یہ ایک موقعہ ہے۔ سلسلہ کی اشاعت کا۔ اور اسے ہاتھ سے کھونا نہیں چاہئے۔

میں تقریر کرونگا صدر انجمن احمدیہ کے پروگرام جلسہ میں آخری دن کی شام کو میری تقریر ظاہر کی گئی ہے۔ اگرچہ مجھے خدمت احباب سے بہت ہی کم وقت مل سکیگا۔ اور آخر سال کی وجہ سے انجمن کے ضروری کام سے آجکل بھی بہت ہی کم فرصت ملتی ہے۔ بلکہ قریباً نہیں ملتی۔ تاہم میں انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا۔ کہ تقریر کروں۔ اور احباب کو اپنے خیالات سے آگاہی کا موقعہ دوں۔ میری تقریر کا موضوع یا مضمون

آرگنائزیشن یا انتظام قومی

ہوگا اور اس خیال سے کہ یہ مضمون محفوظ ہو جاوے میں اس کو پہلے سے لکھ دینے کے لئے سعی کرونگا۔ وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ۔

جلسہ پر آنے والے احباب یاد رکھیں اوّل سرٹیفکیٹ جو ریلوے کی طرف سے جاری ہوئے ہیں۔ وہ صرف ایک آدمی کے لئے ہیں۔ ان میں اندراج صاف ہو۔

۲- روانہ ہونے سے پہلے ہر شخص اپنے بستر پر اپنا نام اور پتہ لکھ کر چٹ مضبوط لگا دے۔ اور اگر ایک جماعت ایک شہر یا گاؤں سے آنے والی ہو۔ تو اس جماعت کی پوری فہرست آنے والے احباب کے ساتھ۔ اور تمام بستروں کی بھی فہرست ہو۔ تاکہ بٹالہ اسٹیشن پر پہنچتے ہی استقبالی کمیٹی کے آنریر

ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب کو دی جاوے۔

۳۔ بٹالہ سٹیشن پر ڈاکٹر صاحب اپنے دوسرے مددگاروں سمیت احباب کا استقبال کریں گے۔ اور اُن کی روانگی کے لئے مناسب انتظام بستروں اور اسباب کے لئے گڈوں اور رہبروں کا انتظام کیا گیا ہے۔ جن احباب کو یکہ چاہئے۔ وہ بٹالہ پہنچنے کی تاریخ اور وقت سے اطلاع دیں سکرٹری انجمن احمدیہ کو اطلاع دیں۔ تا کہ وہ انتظام کرا دیں۔

۴۔ بٹالہ سٹیشن پر یہ انتظام ۲۵ کی صبح سے لیکر ۲۷ کی شام تک ہوگا۔ ان تاریخوں سے پہلے یا بعد میں آنے والے احباب کو خود انتظام کرنا پڑیگا۔ اور انہیں تکلیف ہوگی۔

۵۔ قادیان پہنچنے پر حافظ عبد الرحیم اور شیخ عبد الرحمن صاحب مہمانوں کو اُن کی فرودگاہ کا پتہ بتائیں گے۔ اور اُن کے لئے مناسب انتظام اُن کی رہائش کا کریں گے۔

۷۔ انتظام کو قائم رکھنے اور اپنے آرام کے لئے احباب انتظامی کمیٹی کے قواعد کو ملحوظ رکھیں گے۔

چودہری مولا بخش کی چٹھی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نے ہرچند کوشش کی۔ اور دُعا بھی کی۔ لیکن امسال دارالامان کی جلسہ مبارک پر شامل ہونے کے لئے کوئی راہ نکل سکی۔ بیرونجات کے اکثر احباب نے مجھ کو بذریعہ تحریر و تقریر جلسہ مبارک پر حاضر ہونے کے لئے مجبور کیا۔ اور میں نے اُن کے ساتھ صرف ایک دن کے لئے جلسہ پر جانے کے لئے وعدہ بھی کر لیا۔ لیکن افسوس ہے کہ میں اس وعدہ کو بھی پورا نہیں کر سکتا ہوں۔

اب میں آپ کے اخبار کے ذریعہ اُن دوستوں کی خدمت میں جن کے ساتھ میں نے وعدہ کیا تھا۔ اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میں جلسہ مبارک پر حاضر ہونے سے مجبور ہوں۔ شرح کرایہ میں رعایت ہونے کے باعث اب سیالکوٹ سے بٹالہ تک انٹر میڈیٹ کلاس کے درجہ میں سفر کرنے پر صرف ۶/۱۱ روپیہ کرایہ آنے جانے میں خرچ ہوگا۔ اور ایک روپیہ کرایہ یکہ بٹالہ سے دارالامان تک۔ اس مبارک موقعہ پر صرف مبلغ ۳ روپیہ کرایہ خرچ ہوتے ہیں۔ لیکن میں آپ کی خدمت میں مبلغ ۵/۱۰ روپیہ ارسال کرتا ہوں۔ آپ مبلغ ۵/۲۵ روپیہ والے فنڈ میں اس رقم کو جمع کرا دیں۔ کیونکہ بموجب رزولیوشن ۵۵۲ مورخہ ۵ انومبر ۱۹۰۸ء مجلس معتمدین مبلغ ۱۰ روپیہ بھی اس فنڈ میں جمع ہو سکتے ہیں۔

میں یہ رقم سید حامد شاہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کی معرفت آپ کی خدمت میں بھیجتا۔ جیسا کہ میں اخبار بدر مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۰۸ء میں عرض کر چکا ہوں۔ لیکن حضرت شاہ صاحب موصوف نے یہاں سے ۲۴ تاریخ کو روانہ ہونا ہے اور اُن کے پہنچنے پر فی الفور کارروائی جلسہ شروع ہو جاویگی۔ اور میری غرض اس تحریک سے یہ تھی۔ کہ وہ تمام دوست جن کو میری طرح کسی اشد ضروری وجوہات کے باعث شمولیت جلسہ نصیب نہ ہوتی ہو۔ وہ اپنے آنے جانے کا خرچ اس فنڈ میں جمع کرا دیں۔ اور یہ تحریک قبل از کارروائی جلسہ ہی مفید ہو سکتی ہے۔ اس لئے قبل از کارروائی جلسہ مبلغ ۱۰/۵ روپیہ ارسال خدمت بذریعہ منی آرڈر کرتا ہوں۔ کہ حساب صاحب کو دے کر رسید بھجوا دیں۔

آجتک مجھ کو جس قدر دوست ملے ہیں۔ میں نے زبانی ہی اُن سب کو ایک روپیہ نذرانہ ادا کرنے کی تاکید کر دی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب دوست ایک ایک روپیہ نذرانہ ادا کریں گے۔ بلکہ اکثر دوستوں نے یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اس نیک رسم کو جاری رکھیں گے۔ والسلام

الراقم

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی موعود کا ادنےٰ خادم بندہ مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹی۔

ایک نہائیت مفید و کار آمد نسخہ
گھر میں صابون بنانے کا

پچھلے دنوں ایک شخص لائلپور میں اخبارات میں اشتہار دے کر اس نسخہ کو مبلغ پانچ روپیہ کو بیچتا رہا ہے۔ اور اب تک وہ بیچ رہا ہے۔

میں نے خوب تجربہ کیا ہے۔ اور اکثر میں خود اپنے گھر کے لئے یہ تیار کر چھوڑتا ہوں۔ اس سے کپڑے نہائیت صاف اور سفید دُھلتے ہیں۔ درحقیقت یہ نسخہ صابون بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ میں اسے فائدہ عام کے لئے نیچے درج کرتا ہوں۔ مگر یہ التجا ہے۔ کہ جو صاحب اس نسخہ کو تجربہ فرماویں یا یاد کریں۔ یا بیچتے ہیں۔ وہ میرے لئے دعا ضرور فرماویں کہ اللہ جل جلالہ مجھے دین اور دُنیا کی حسنات عنائیت فرماوے۔

نسخہ معہ ترکیب یہ ہے۔ **نوٹ**۔ جو ہمارے ترکیب ہے۔ اسی طرح کریں۔ ورنہ صابون نہیں بنے گا۔

عـ۱۔ ایک چھٹانک سوڈا کاسٹک ۲ یا ۶ کا (بازار سے مل جاتا ہے۔ اور روپے کا دو سیر ملتا ہے ایک چھٹانک کے تین پیسے لیتے ہیں) اس کو تین چھٹانک پانی میں بھگو رکھیں یہ پانی ہو جائے گا۔ مگر شب بھر بھیگا رہے۔ **نوٹ** اس کو ہاتھ نہ لگاویں۔ کیونکہ یہ جلا دیتا ہے۔ کسی برتن میں لے آویں پانی میں بھگونے کے بعد لکڑی سے ہلاتے رہیں۔

عـ۲۔ میٹھا تیل ایک پاؤ میں ایک چھٹانک چربی گلا لیتے پھر تیل علیحدہ کر لیں۔ ٹھنڈا ہونے دیں۔ یہاں تک کہ شیر گرم رہ جاوے۔

اب عـ۲ میں عـ۱ ملانا شروع کریں مگر آہستہ آہستہ ملاویں۔ اور ایک لکڑی سے ہلاتے جاویں۔ یہاں تک کہ عـ۱ بالکل ختم ہو کر تیل میں مل جاوے۔ ازاں بعد سوڈا سادہ ایک چھٹانک ڈلی سفوف کر کے مرکب میں آہستہ آہستہ ملاتے ہوئے لکڑی سے ہلاتے جاویں۔ یہ اب صابون تیار ہوگیا۔ اسے جس برتن میں آپ ڈالیں گے۔ اُسی کی شکل اختیار کریگا پھر اسے اُٹھوا کر ہوادار کمرہ میں رکھ دیں۔ جب خشک ہو جاوے۔ استعمال فرماویں۔ کپڑے سفید کرنے میں بے نظیر ہے

نوٹ:۔ یاد رہے کہ نسبت مذکورہ بالا وزن کے لحاظ سے کمی بیشی نہ ہو۔ اگر زیادہ بنا دیں۔ تب بھی یہی نسبت ہو۔

راقم

خاکسار احمد حسین احمدی لائلپوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مراسلات

جناب مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم قادیان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو مولوی ابو سعید صاحب عرب کو بکمال عنائیت و شفقت ہم دور افتادوں کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ اُس کے شکریہ کا عریضہ جو حضرت امیر المومنین کی خدمت میں انجمن کی جانب سے روانہ کیا گیا ہے۔ اُس کی ایک نقل اطلاعاً مرسل ہے۔ براہ کرم اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔

میر محمد سعید سکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بعالی خدمت خلافت مآب خلیفۃ المسیح والمہدی امیر المومنین حضرت اعلیٰ نور الدین ادام اللہ فیضہ وبرکاتہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جماعت احمدیہ حیدر آباد حضرت خلافت پناہی کا کس زبان سے شکریہ ادا کرے۔ کہ ان ایام نمونہ حشر میں جبکہ آیہ شریفہ یوم یفر المرء من اخیہ و

اشاعت وابستہ و صاحبت دینیہ کا مضمون اہالیان دکن پر پورے طور سے صادق آرہا تھا۔ کہاں شفقت و مرحمت آگیں جسٹرڈ خطوط و تار روانہ فرمائے۔ مگر افسوس کہ بسبب طغیانی کے وہ ہم تک نہ پہنچ سکے۔ اور نہ ان کا جواب ادا کیا گیا۔ مگر پھر امیر المومنین کی خاص شفقت قلبی و ہمدردی آخر کار رہ سکے بغیر نہ رہ سکی۔ کہ اپنے ایک مخلص محب جناب حافظ ابو سعید صاحب عرب کو اس قدر دور و دراز مسافت سے اور خاص اپنے ذاتی مصارف سے صرف ہم دورافتادوں اور مصیبت زدگان کی خبر گیری کے لئے روانہ فرمایا۔ جناب عرب صاحب موصوف نے یہاں تشریف لا کر باوجود اپنی علالت کے فرائض مفوضہ بخوبی ادا کیا۔ اور ہر ایک احمدی بھائی کو تسلی و تشفی دینے سے احمدی اخلاق کے اعلیٰ نمونہ کا کامل ثبوت دیا اور حضرت خلافت مآب کا یہ پیغام بھی پہنچایا کہ **اگر کسی احمدی کے اہل و عیال اس ناگہانی طوفان سے لاوارث ہو گئے ہوں۔ یا کسی کا خانمان برباد ہو گیا ہو۔ تو اُن کو اگر وہ چاہیں۔ فوراً قادیان روانہ کر دو۔ ہم اُن کے ہر طرح سے** باسہولت اس کے ذمہ دار و **کفیل ہو جائیں گے۔**

حضرت عالی کی ذات بابرکات سے ہم کو ایسی ہی امید ہے اور رہے گی۔ مگر یہ خبر یقیناً امیر المومنین اور دیگر ممبرین سلسلہ عالیہ کی خوشی کا باعث ہوگی۔ باوجودیکہ اکثر احمدیوں کے مکانات ایسے نشیب مقام پر واقع تھے جو فی الحال کا نشان تک نہیں اور جہاں سے ہزاراں نفوس برآمد ہوئی تھیں۔ اور اُن محلوں کے تمام مکانات بیخ و بنیاد سے اکھڑ گئے۔ اور نیست و نابود ہو گئے۔ ایک احمدی بھی یا اُن کے متعلقین میں سے ایک بھی اس طوفان عظیم میں ضائع نہیں ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اب تمام جماعت احمدیہ حیدر آباد بکمال ادب بارگاہ خلافت میں گذارش پرداز ہے کہ عالی جناب ہم بیکسوں اور دور افتادوں کے حق میں دعا فرما دیں۔ کہ خداوند کریم ہمارے ایمانوں کو کامل کرے۔ ہماری عملی حالتیں درست ہو جائیں۔ ابتلاؤں میں استقامت عطا کرے۔ ہم میں پاک تبدیلی ہو جائے۔ اور دوسروں کے لئے پاک نمونہ ہوں۔ جبکہ ہم اس دار فانی سے کوچ کریں۔ تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سچے وفادار اطاعت گذار مخلص تابعدار ہوں۔ آمین۔

مولوی ابو سعید صاحب عرب جن کی شفقت ہر دل عزیز ہے صاحب موصوف کا یہاں رہنا ہمارے تسکین و اطمینان کا باعث ہوتا تھا۔ مغتنم تھا۔ لیکن اُن کی روانگی کا خیال ہم پر سخت ناگوار گذرتا ہے۔ مگر حضرت خلافت پناہی اور ارکین سلسلہ کی ذرہ بندی کا خیال اور نیز ایک حالت کرم کے ذریعہ ہماری حالت کے اظہار کی تمنا اس امر پر مجبور کرتی ہے۔ کہ عرب صاحب کو نہایت شکریہ کے ساتھ رخصت کریں۔ اب ہم اپنے عریضہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں۔ کہ اے خداوند کریم و رحیم اُس وجود باجود کو جو تیرے پانچ لاکھ بندوں کے لئے مجسم رحمت ہے۔ جس کی بابرکت ذات ہمارے لئے فخر و افتخار کا موجب ہے۔ اور جو تیرے پاک اور سچے فرستادہ اعلیٰ حضرت مسیح موعود (ان پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں) علیہ الصلوۃ والسلام کا پیارا اور بہت پیارا ہے۔ سالہا سال سالم صحت و تندرستی کے زندہ رکھ۔ اور اس کی ذات فیض مآب کے مبارک سایہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نشو و نما دے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

معروضہ جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن

۴ شوال ۱۳۲۶ھ ۱۱ نومبر ۱۹۰۸ء دوشنبہ حیدر آباد دکن

حافظ میر محمد سعید احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

تو اے پروانہ ایں گرمی ز شمع محفل داری
چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلی داری

برادر مہربان! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کی باتوں کا اور آپ کے فقرات اور الفاظ کا قولہ و اقول کی طرز پر جواب دینے میں بہت لمبی عبارت اور زیادہ وقت صرف ہونے کا احتمال ہے۔ پھر بھی امید نہیں کہ وہ مدعا حاصل ہو سکے جو ذیل کی عبارت سے انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوگا۔ میں جو کچھ لکھنا شروع کروں گا۔ اُس کو پڑھتے ہوئے آپ کبیدہ خاطر تو ہوں گے۔ لیکن خاتمہ تک پہنچکر غالباً آپ کی تسکین ہو جائے گی۔ اور آپ اپنے اعتراضات کا کافی جواب پالیں گے سُنئے اور بغور سُنئے۔ آجکل گدی نشین صوفیوں اور جبہ پوش مولود خوانوں کی کمی نہیں۔ یقیناً آپ بہت سے صوفیوں اور و ظیفیوں سے واقف ہوں گے۔ جن کی تمام ہمتیں اوراد و وظائف اور مریدین کو حلقہ میں توجہ دینے اور ترک حیوانات وغیرہ کے مجاہدات تعلیم کرنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس زمانہ میں دیندار اور باخدا ہونے کا ثبوت عام طور پر ان باتوں میں محدود سمجھا جاتا ہے۔ کہ کسی بزرگ کی اولاد میں ہونا۔ یا توں کو اٹھ کر ذکر کرنا۔ چلہ میں بیٹھنا۔ ترک حیوانات کرنا۔ ہر وقت تسبیح ہاتھ میں رکھنا اور اس کے دانوں کو حرکت دینا۔ حزب البحر و حزب الاعظم اور درود تاج وغیرہ وغیرہ وظائف پڑھنا۔ باتیں بہت کم کرنا یا اشاروں سے باتیں کرنا۔ یا ایسا وعظ کہ سامعین کو رُلا دینا۔ دُنیا داروں سے قطع تعلق کرنا۔ ہر شخص سے فروتنی اور عاجزی کے ساتھ پیش آنا۔ غرضیکہ اسی قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو عام لوگوں کی نگاہ میں دینی اعتبار سے کسی شخص کو معزز بنا دیتی ہیں۔ ہم احمدی لوگ ان سب باتوں کے مخالف نہیں ہیں بلکہ بعض باتوں کو اچھا بھی جانتے ہیں اور اُن کے مؤید ہیں لیکن اس وقت اپنے عقائد اور خیالات سے قطع نظر میں آپ سے مستدعی ہوں کہ اب آپ ان چلہ کشی اور گوشہ نشینی کرنیوالے بزرگوں میں سے کسی ایک کو فرض کریں کہ زمانہ نبوی میں کسی ایک کو نبی کریم اور اصحاب نبی کریم کی زیارت کے لئے جاتا ہے وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے کہ نبی کریم اسلحہ جنگ زیب تن کئے ہوئے اپنے مسلح اصحاب کے جھرمٹ میں کھڑے ہیں اور مکہ پر فوج کشی کی تیاری اور مشورہ کر رہے ہیں بزدل لوگوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے ہیں اور جو لوگ لڑائی سے جی چُراتے ہیں ان کو اس مجمع میں نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا امتحان کر رہے ہیں اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اپنی کمان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے نیزے کو ٹھیک کر رہے ہیں اب غور فرمائیے کہ یہ بیچارہ ہندوستان کی اُبلی ہوئی دال کے ساتھ چند لقمے کھانے والا جس نے کبھی اپنے ہاتھ سے ایک مرغی بھی ذبح نہیں کی ضرور حیران ہوگا اور اپنے دل میں کہیگا کہ یہ لوگ تو بڑے خونخوار بے رحم اور فسادی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ اُس روانگی فوج کے وقت اس بیچارے کی کچھ زیادہ آؤ بھگت بھی نہ ہوگی اور نہ کوئی اُس کی تعظیم تکریم کے لئے اُٹھ کر دوڑ ہوگا۔ ایک دوسرا نظارہ بھی دیکھئے کہ امیر تیمور کی فوج کا ایک نہایت بہادر سپاہی جو تیمور کی تمام لڑائیوں میں شریک رہا ہے بڑے شوق کے ساتھ اشجع الناس سید الثقلین خاتم الانبیاء اور اُن کے بہادر اصحاب کرام کی زیارت کے واسطے ملک عرب کا سفر اختیار کرتا ہے اور نبی کریم کی خدمت بابرکت میں اُس وقت پہنچتا ہے جبکہ حدیبیہ کا صلحنامہ تحریر ہو رہا ہے وہ دیکھتا ہے کہ کفار مکہ محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبداللہ لکھنے کو کہتے ہیں اور نبی کریم باوجود بہادر اصحاب کی ایک معقول جماعت ہمراہ رکھنے کے اور اصحاب کرام کے غصہ کے بھی پرواہ نہ کر کے کفار کی اس سخت شرط کو بھی منظور کر لیتے ہیں اسی طرح اور شرائط بھی اسی قسم کی ہیں تو ایک جنگجو بہادر سپاہی اس کو بزدلی پر محمول کر سکتا ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ دونوں شخص اگر اپنی اپنی محدود لیاقت اور محدود نظر کے پیمانہ سے نبی کریم اور اُن کے اصحاب کرام کے مدارج کو ناپنے لگیں تو کہاں درست نتائج پر پہنچ سکتے ہیں جو کچھ میں نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا وہ تو بس اسی قدر ہے جو لکھ چکا ہوں لیکن اب کسی قدر تفصیل کی بھی ضرورت معلوم ہوتی ہے حضرت اقدس قادیان میں رہنے والے جو عموماً مہاجرین اور اپنے وطنوں مکانوں رشتہ داروں کو چھوڑ کر یہاں مدینۃ المسیح میں رہائش کی ہے اُن کے حالات کا اظہار آپکو یا کسی کو اگر کسی غرض سے بیان نہیں کیا ہے اُن کے حالات کا اندازہ آپ کو یا کسی کو ایک دو یا چار دن میں ہو سکتا ہے۔ آپ نے تو نہیں اور ہرگز نہیں لیکن اگر کسی غیر احمدی کا بھی یہی خط لکھتا۔ تو اُس میں یہ شعر لکھتا کہ نہ رازیکہ کافر است ... (illegible) ... چند ان سو بندہ نوازم سے کم و بیش سال سے تو بلا استقلال یہاں رہ کر کچھ حاصل ہوا خدا کا شکر ہے کہ میرے دل میں ایسا شناسائی اور کسی اجمال کے تفصیل سے بھی یقیناً ماد خداتعالیٰ نے پیدا کیا ہے میرے تعلقات بھی یہاں کے تمام ... کو ملک سے طور پر ہیں

قدیم آریوں کے لچھن

ہندوستان میں آریہ جماعت بھی ایک نرالی جماعت ہے دُنیا کے کسی حصّہ یا ملک میں اگر کوئی خوبی کی بات ظاہر ہو۔ تو جھٹ قدیمی آریوں کی طرف اس ایجاد کو منسوب کر دیا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ اگر یورپ یا امریکہ میں کوئی نئی قسم کی مشین یا غبارہ یا توپ ایجاد ہو۔ تو سماجی ویدک علوم کی عظمت بیان کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اگر کسی مذہب میں عمدہ اخلاق تہذیب اور شائستگی نظر آئے۔ تو اسے ویدوں کا سرقہ بتا دیا جاتا ہے۔ غرض یہ چال بازی اور دھوکہ دہی ہے۔ جس سے لوگوں کو اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس سماجی اخبار یا رسالہ کو دیکھو۔ اس میں یہی ہر طرح ٹنگ ٹنگی ہوتی ہے۔ کہ ہندوستان ترقی نہیں کر سکتا اور نہیں کرے گا۔ جب تک پُرانے آریوں کے نقش قدم پر نہیں چلیگا۔ چونکہ جس شخص کو پُرانے آریوں کے لچھن معلوم نہ ہوں۔ وہ حیران ہوتا ہے۔ کہ ہے ایشور! پُرانے آریوں کے لچھن کیا بند نہ ہوں گے۔" اس لئے عام لوگوں کی آگاہی کے لئے پُرانے آریوں کی تہذیب اور شائستگی کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ آریہ سماج لوگوں کو کہاں لیجانا چاہتی ہے۔ اور ان کے بزرگوں میں ترقی کے کون سے اوصاف تھے؟ بہر حال یہ مضمون ہندوؤں کے سب فرقوں کے لئے بالخصوص اور ماسوائے ہندوؤں کے دیگر قوموں کے لئے بالعموم فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

لالہ دولت رائے صاحب مشہور آریہ مصنف سوامی دیانند کیا پیغام لایا۔ سچا یاتری۔ کو شلیا۔ بھیشم پتامہ۔ نانک دیو۔ رانی تارا۔ ارجن دیو۔ وغیرہ وغیرہ نے ایک کتاب دھرم یدھ مہتسٹر یعنی اصلی مہابھارت حال میں شایع کی ہے۔ جس میں انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اصلی اور نقلی مہابھارت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابتدائے کتاب میں ایک پُرزور دیباچہ لکھا ہے۔ اس میں لالہ صاحب نے مہابھارت کے زمانہ۔ بھارت کے مہارشیوں کے اخلاق۔ عادات۔ اطوار۔ تہذیب اور شائستگی کا بڑی تحقیق سے تذکرہ لکھا ہے اور یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی ملک یا کوئی قوم اگر ترقی کر سکتی ہے۔ تو صرف ان ہی اصول پر چلنے سے۔ چنانچہ لالہ صاحب نے دیباچہ میں اپنے پوتر مسئلہ نیوگ پر بھی بڑی عمدہ بحث کر کے اس کی خوبیوں کو ظاہر کیا ہے۔ بلکہ یہ ثابت کیا ہے۔ کہ آریوں کے جتنے مشہور بزرگ اور معروف بزرگ تھے۔ وہ اکثر اس پوتر نیوگ ہی کے ذریعہ سے اس دُنیا میں تشریف لائے تھے۔ چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے

کہ دوسرا امر مہابھارت میں بطور شہادت اور وضاحت امور متذکرہ بالا کے مسئلہ نیوگ ہے۔ مہابھارت میں کئی اکابران زمانہ کے نام آئے ہیں۔ ان میں سے چند کی پیدائش نیوگ کے قاعدے سے ہوتا بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً چتر انگدر اور چتر ویریہ یہ نیوگ زادے تھے۔ دھرت راشٹر اور پانڈو نیوگ زادے۔ یدھشٹر اور ارجن وغیرہ بھی نیوگ زادے خیال کئے جاتے ہیں۔ بدر اور کرن کنواری ماؤں سے پیدا ہوئے تھے۔ ویاس ویدوں کا مؤلف یا مصنف بھی غیر شادی شدہ جوڑے کی اولاد تھا (ناظرین اس فقرہ کو بغور ملاحظہ فرما دیں) درونا اور کرپا چارج کی پیدائش کی نسبت بھی شُبہ ہے۔ باوجود ان واقعات کے جو مہابھارت میں درج ہیں۔ دیگر ایسے واقعات اُن کی پیدائش کی نسبت بیان کئے گئے ہیں۔ جو نیوگ کے خیال پر پردہ ڈالدیں۔ یا ناجائز ولادت کے خیال کو چھپا دیں۔ (بڑی غلطی کی) حالانکہ یہ خیال مہابھارت کے زمانہ کے بعد کے ہیں۔ مہابھارت کے زمانہ میں نہ ایسی اولاد معیوب خیال کی جاتی تھی۔ اور نہ نیوگ کو بُرا سمجھا جاتا تھا۔ (بھلا کون ایسے پوتر کام کو بُرا سمجھے) کیونکہ ایک وقت نیوگ کو ناجائز تصور نہیں کرتے تھے (بھلا کیوں ناجائز تصور کریں ایسی نعمت خداداد کو کون چھوڑتا ہے)۔

غرضیکہ اس قسم کے کئی عجیب و غریب فہم انسانی سے بالاتر مسائل بیان کرنے کے بعد لالہ صاحب موصوف صف اوّل پر مہابھارت کے مہاپُرشوں کی تہذیب اور شائستگی کی تصویر مندرجہ ذیل عبارت میں دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو ناظرین کے بغور پڑھنے کے قابل ہے۔

(اوّل) مہابھارت میں سوائے ویدوں کے کسی اور مذہبی کتاب کا ذکر نہیں آیا (شکر ہے)

(دوم) کسی قسم کی دیگر عبادت ایشور کی ان میں مذکور نہیں۔ اور وہ بطریق سندھیا (دیگر دیوتاؤں کو اطلاع ہو گئی۔ تو وہ ضرور کوئی اودھم مچائیں گے)

(سوم) کسی اوتار کا اس میں تو ذکر نہیں۔ سوائے کرشن کے اور کرشن کی الوہیت بھی ایسے حصّوں میں بیان ہوئی ہے جو بعد کے شامل شدہ ہیں۔ رامچندر کا نام تو آیا ہے (ہندو بغور پڑھیں۔ اور اپنے بڑوں کی تعظیم کی داد دیں) لیکن ان کا اوتار ہونا اُس میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اصل حصّہ میں کرشن کو بھی اوتار نہیں تسلیم کیا گیا۔

(چہارم) اصل مہابھارت کے تواریخی حصّے میں کسی بُت کا ذکر نہیں ہے۔ الاوئی حصّوں میں صرف وشنو۔ اندر۔ شِو کا نام ملتا ہے۔ دیگر بیشمار دیوتے جو آجکل ہم گنتے ہیں ان کا کوئی ذکر درج نہیں ہے۔ (مہابھارت میں نہیں۔ تو کیا ڈر ہے۔ وید میں ہزارہا دیوتاؤں کی پرستش کی تعلیم موجود ہے۔

(پنجم) برہمنوں کو بہ لحاظ اعلیٰ برن ہونے کے کوئی خاص بزرگی اس زمانہ میں حاصل نہ تھی۔ بلکہ کھتری برہمنوں سے افضل خیال کئے جاتے تھے۔

(ششم) برہمن اپنی لڑکیاں کھتریوں کو بیاہ دیتے تھے۔ (بڑی مبارک رسم تھی)

(ہفتم) برہمن علم اسلحہ سیکھتے تھے۔

(ہشتم) نیوگ کا رواج تھا۔ اگر بیاہ نہ ہو۔ اولاد پیدا کرنی چاہئے۔ تو ایسی اولاد چنداں معیوب خیال نہیں کی جاتی تھی۔ (یہ اولاد معیوب کیوں خیال کی جاوے۔ جبکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔ نہ کسی مرد دیتے کا دباؤ اور نہ ڈر اور آزادی کی آزادی۔ اولاد کی اولاد۔ آریوں کا فرض ہے کہ اس پوتر رسم کا بڑی جانفشانی سے بھارت ماتا میں رواج دیں۔)

(۹) یگ میں جانور قربانی کئے جاتے تھے۔ بلکہ انسانی قربانی کا بھی رواج تھا لیکن کم (شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کی جان چھوٹی)

(۱۰) رشی اور برہمن گوشت استعمال کرتے تھے۔ گو کلیہ قاعدہ نہ تھا۔ (مسلمانوں کو خوش ہونا چاہئے۔ کہ آریہ تو ان کے بھائی نکلے۔ گھاس پارٹی والو۔ اب تو مان لو۔)

(۱۱) بھینس کا شکار مروج تھا۔ (گھاس ہی نے بُرا کیا تھا)

(۱۲) اصل باشندوں کو آریہ لوگ راکشس۔ دیت اور پشاچ وغیرہ کہتے تھے۔ اور انہیں کا نام شودر تھا۔ ان کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔ (اس برتے پر تتا پانی۔ عالمگیر برادری کے مدعی شرم کریں)

(۱۳) عورتیں مردوں کی مجلس میں گو بے نقاب آتی تھیں۔ لیکن مُنہ ڈھانپ لینے کا بھی کسی قدر رواج تھا (اس لئے کہ انسانی کانشنس اس بات کا ہادی ہے۔ کہ عورت غیر مردوں کے سامنے بے حجاب نہ ہو)

(۱۴) عورتیں اور مرد مل کر رقص و سرود کی محفل کیا کرتے

ل شکر ہے کہ آریہ بھی اب ویدوں کو انسان کے بنائے ہوئے ماننے لگے ہیں۔ سچائی اپنی خود ہی دلیل ہوتی ہے۔

تھے۔ عورتوں اور مردوں میں مل کر ناچنے کا رواج تھا۔ جو موجودہ زمانہ کے اہل یورپ کے بال ناچ سے کس قدر مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ امرا کی عورتیں بھی گانا اور ناچنا سیکھتی تھیں۔ (آریوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس رسم کی تو ضرور پابندی کریں۔ پھر دیکھیں دُنیا میں کیسے مزے سے گزرتی ہے)۔

(۱۵) عورتیں اور مرد مجلسوں میں مل کر شراب بھی پیتے تھے۔ (سبحان اللہ۔ کیا مبارک رسم ہے۔ آریہ کیا ہوئے۔ عیش و عشرت کے شاہزادے ہوئے)۔

(۱۶) گداگری مروج تھی۔

(۱۷) طریقہ حکومت عین اس طرح تھا۔ جس طرح اب مروج ہے۔

(۱۸) سٹہ کا کھیلنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ ضروری شغل متصور ہوتا تھا۔ (گویا آریہ پارٹی کو اب تو شرم کرنی چاہیئے)۔

(۱۹) ذو اتوں کا امتیاز نہ تھا۔

(۲۰) گائے کا وجود اس وقت تک نہیں رہتا تھا جب تک اس کا بچہ گھاس کھانے کے لائق نہ ہو جاتا (غالباً اس اصول کا بھی اب آریہ دھرم میں اب کوئی آریہ پابند نہیں)۔

(۲۱) رشی اور برہمن بھی شراب استعمال کرتے تھے۔ (بھلا ایسی پاک چیز کو کون چھوڑ سکتا ہے)

(۲۲) نہانا تہوار میں بھی مروج مانتے تھے۔ روح کا پانی کے ذریعے داخل جسم ہونا یقین کرتے تھے۔

(۲۳) عبادت کے مقابلہ میں صرف یعنی علم گیان کے ذریعہ مکتی کا حاصل ہونا آسان تصور کرتے تھے۔

(۲۴) دیگر لوگوں میں یعنی چاند ستاروں میں آبادی کا ہونا جانتے تھے۔

(۲۵) بچپن کی شادی کا رواج نہ تھا۔

(۲۶) شادی خصوصاً کھتریوں میں بذریعہ منگنی کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا کہ اس کا رواج نہ تھا۔ کرشن نے سوبھدرا اور ارجن کے معاملہ میں اپنے رشتہ داروں کو کہا تھا کہ کنیا دان کیا ہو کیا وہ ہماری ملکیت ہے۔ نہیں وہ خود آزاد ہے۔ اس لئے بر اسے بیاہ جبراً لڑکیاں اُٹھا لے جانا بہادری اور اچھا کام سمجھا جاتا تھا۔ (شاباش! مرداں چنیں کنند۔ ہندوستانیوا خبردار ہو جاؤ)۔

(۲۷) امیروں میں مرد اور عورتیں کشتی چلانا سیکھتے تھے۔

(۲۸) سوئمبر کا رواج تھا۔ لیکن عام نہ تھا۔ بڑے خاندانوں میں مروج تھا۔

(۲۹) ہندوستان میں ہرن وغیرہ کی چربی کا استعمال مروج تھا (آہ! خدا جانے اور کتنی جیو ہتیا ہوتی ہوگی)۔

(۳۰) مرنے کے بعد کئی رسوم کی جاتیں تاکہ وہ روح سکھ میں داخل ہو…

جو اب گرڈ پران کی رو سے مقرر ہیں۔

(۳۱) گروکل کا رواج ایسا نہ تھا۔ جیسا کہ زمانہ حال میں ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بلکہ درونا اور کرپا چارج کو بھیشم نے اپنے محل میں جگہ دی۔ کہ وہ راجکماروں کو تعلیم اور تربیت کریں۔ (گروکل کے نائیوں کو اپنے بزرگوں کے خلاف کرنا معیوب ہے۔ آگے وہ جانیں)

ناظرین! یہ ہے۔ آریہ سماج کی تہذیب اور یہ ہیں پُرانے آریوں کے لچھن۔ اب آپ ہی انصاف فرمائیں۔ کہ یہ لچھن کہاں تک شرافت کے اور اعزاز کے قابل ہیں۔ اور کہاں تک کوئی شریف آدمی ان پر عمل کر سکتا ہے۔ اور ان پر کاربند ہو کر انسان کیا کچھ دینی اور دنیوی فائدے حاصل کر سکتا ہے۔ ناظرین خود انصاف فرمالیں۔

راقم

محمد یونس از دہلی (البشیر)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ دارالامان کی خبروں کا خلاصہ جلسہ سالانہ کی تیاری میں مصروفیت ہے۔ بزرگانِ ملت اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔ خاندان نبوت کی خیریت کی خبر خوش کن ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح کٹھ گڑھ کی جماعت کی درخواست پر ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۸ء کی صبح کو وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ میر محمد اسحاق بھی ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ آپ ۱۲؍ دسمبر ۱۹۰۸ء تک انشاء اللہ العزیز قادیان واپس پہنچ جائیں گے۔

دوآبہ بست جالندھر کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے قدوم میمنت لزوم سے پہلے پہل وہی مشرف ہوا۔ میں ساکنانِ دوآبہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

ڈومسٹک

۱۲۔ اور ۱۳؍ دسمبر کی درمیانی شب کو جس کی صبح کو اتوار کا دن تھا۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مولود دختر کی صورت میں عطا فرمایا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس بچہ کو میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے سعادت اور نیکی کے فرشتوں کی تربیت میں قرۃ العین بنائے۔ آمین!

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اس کے کان میں اذان کہی۔ اور اس کا نام **حامدہ** تجویز فرمایا۔ آخر میں پھر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس نام کی حقیقت اس مولود میں پیدا کرے۔ اور وہ نیکی اور خدا پرستی میں دراز عمر پاوے۔ آمین!

تازہ ترین نوٹ

ٹرکی کے لئے برٹش امیر البحر اس سے پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ ہوس آف کامنز کے ساڑھے تین سو سربرآوردہ ممبروں نے جن میں مسٹر اسکوتھ وزیر اعظم اور مسٹر بالفور بھی شامل ہیں اپنے دستخطوں سے ایک ایڈریس ۱۷؍ دسمبر کو ٹرکی کی پارلیمنٹ اس کے افتتاح کے روز بھیجا ہے جس میں نئی پارلیمنٹ کی نسبت بہت سی خوشگوار امیدیں ظاہر کی گئی ہیں۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ گریٹ برٹن نے اس بات کو منظور کر لیا ہے کہ ریئر ایڈمرل (امیر البحر عقب) کیمبل کی خدمات گورنمنٹ عثمانیہ کو صیغہ بحر کے نظم و نسق اور ترتیب جدید کے لئے مستعار دی جائیں قبل ازیں انگلستان کے بہت سے فوجی افسر ٹرکی کو بصورت جنگ اپنی خدمات پیش کر چکے ہیں ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ انگلستان و ترکی میں دوستی و وفاق کی پینگیں بڑھ رہی ہیں جس سے ہندوستان کے مسلمان خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور برٹش گورنمنٹ کے بدرجہ کمال مشکور و رہینِ منت ہو رہے ہیں۔

جنگ بخلاف سیڈیشن باریسال و کلکتہ میں گذشتہ دو تین روز سے بہت بنگالی لیڈروں کی گرفتاریاں وقوع میں آئی ہیں چنانچہ یکشنبہ کی صبح کو ڈویژنل کمشنر ایڈیشنل مجسٹریٹ و ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے باریسال میں بابو اسوینی کمار دت کے مکان کو گھیر لیا۔ نیز پولیس کا ایک دستہ بابو ستیش چندر چٹرجی ایم اے پروفیسر برجوہن کالج سابق سکرٹری سوادیشی بند ھب سمتی کے گھر پر بھیجا گیا اسوینی بابو ایک اندرونی کمرہ میں پوجا پاٹ میں مصروف تھا اطلاع پہنچی وہ گھر لوٹ آیا نصف گھنٹہ کی مہلت میں اس نے کپڑے بدلے کچھ روپیہ و بستر ساتھ لیا اور کنبہ کو الوداع کہکر باہر نکلا۔ درگا کا نام بار بار اس کی زبان پر آتا تھا۔ بھاری مجمع جو باہر فراہم ہو گیا تھا۔ اسے دیکھ کر بندے ماترم کے نعرے لگانے لگے۔ اسوینی کمار کو گاڑی پر سوار کرا کر ساحل بحر پر لے گئے۔ لوگوں کا ہجوم دور تک پیچھے پیچھے چلا آیا ستیش بابو سڑک پر گرفتار ہو کر گاڑی میں بٹھایا گیا جہاں خفیہ کشتی پور شیہ نامی تیار تھی ستیش و اسوینی کو اُس پر سوار کرایا گیا اور کشتی نامعلوم منزل مقصود کو روانہ ہو گئی۔ تین بجے بعد دوپہر کے کشتی ڈھاکہ پہنچی باریسال و الیس آئی جب سے منکشف ہوا۔ کہ اسوینی کمار و ستیش چندر لکھنؤ جیل منتقل کئے گئے ہیں۔

جدید قانون فوجداری کے مطابق گرفتاریاں پولن داس جو قومی انجمن سمتی ڈھاکہ کا کپتان ہے۔ اپنے لفٹنٹ بھوتیش چندرا ناگ کے ساتھ ڈھاکہ میں گرفتار کر کے خاص سٹیمر میں بحفاظت گارڈ کلکتہ لایا گیا کہتے ہیں کہ یہ گرفتاری نئے قانون کے مطابق عمل میں آئی ہے جس کی ہائیکورٹ کی خاص عدالت میں تحقیقات ہوگی۔ بابو سبودھ چندر ملک کے بھی بنارس میں گرفتار ہونے کی خبر موصول ہوئی ہے۔

(از روزانہ پیسہ اخبار)

صدقہ

سیالکوٹ کے اخبار وکٹوریہ پیپر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے صدقہ کے متعلق ذیل فقرات جمع کئے ہیں۔ ایڈیٹر

ایک شخص مفلوک الحال ہے۔ اور اس کے پاس اتنی بھی معاش نہیں کہ وہ آرام سے صرف ایک ہی وقت اس سے بسر کر سکے۔ دوسرا متمول ہے جو لحاظ تمولات دنیا سے بالکل مستغنی الاحوال ہے۔ دونوں میں اگر اتفاق ہو اور آپس کی حیثیت سے دونوں ایک دوسرے کا جیسا کچھ اثر پڑے۔ وہ کسی بیان کا محتاج نہیں۔ پس اگر متمول سچی خیرات کو جانتا ہے۔ اور اس کے مفہوم سے کماحقہ آشنا ہے۔ تو بنی نوع انسان کی فلاکت سے منہ موڑ کر نظام عالم اور اس کے سلسلہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے ان تکلیفوں کمزوریوں کے دور کرنے میں مال صرف کرے جو خدا نے اس کو صرف اس مفہوم کے ادا کرنے کی غرض سے دیا ہے۔

خداوند جل شانہٗ کا عطیہ تو صرف عالم کے اس نظام کو برقرار رکھنے کے لئے ہے۔ جو ہر داستان ہے۔

افسوس ہے کہ ایسے فیشن کے لوگ ہفتاد ہزار کی تعداد درجات کی ہمیشہ میں آکر خیرات کے مفہوم سے کہیں دور پڑے ہوتے ہیں۔ اور خدا کے فرض اپنے فرائض بأحسن الوجوہ انجام نہیں دیتے۔

اگر کوئی مسکین شخص ... بغیر فرض حصول مدد دوسرے۔ اس کی اعانت کرو۔ اگرچہ وہ گھوڑے ہی پر چڑھ کر آتا ہو۔ رسول علیہ السلام

پڑوسی کی مدد کرنے کے لئے ... کیا کرو۔ جو کسی بڑے گھرانے کا ہی ہو۔ رسول علیہ السلام

انسان پر صدقہ واجب ہے۔ اگر ہو سکے تو ہاتھ سے کسی کو مدد دو۔ اگر نہ ہو سکے تو پریشان کی پریشانی دور کرو۔ مظلوم کی داد رسی کر۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو برائی سے بچنے اور بچانے کی کوشش کرو۔ یہ تمام باتیں

خیرات وصدقہ ہیں (رسول علیہ السلام)

دو شخص میں انصاف کرنا کسی کو سواری پر چڑھنے میں مدد دینا۔ بوجھ اٹھا دینا۔ نیکی کی تعلیم کرنا۔ رستہ سے تکلیف دہ اشیا کا دور کرنا تمام صدقہ و خیرات ہیں۔ (رسول علیہ السلام)

پیاسے آدمی اور دیگر جاندار کو پانی پلانا بھی خیرات ہے۔ (رسول علیہ السلام)

خوشی سے ملنا جلنا۔ کسی بھائی کا معمولی سا کام کر دینا صدقہ ہے۔ (رسول علیہ السلام)

اندھے کو رستہ بتلا دینا۔ ہڈی اور کانٹے وغیرہ کو رستہ سے اٹھا کر الگ پھینک دینا بھی صدقہ ہے (رسول علیہ السلام)

مال اس لئے دیا گیا ہے کہ اس سے دوسروں کی مدد کرو۔ (رسول علیہ السلام)

غریبوں کا حق غنی پر ہے۔ (رسول علیہ السلام)

مالدار خدا کا خزانچی ہے۔ (رسول علیہ السلام)

گھر والوں سے سلوک کرتے رہا کرو (رسول علیہ السلام)

اگر کسی کام کے کرنے کو اپنا آدمی بھار سٹا دیدو خیرات ہے (رسول علیہ السلام)

شوربے میں بہت سا پانی بڑھا کر اس سے پڑوسی کی بھی مدد کیا کرو (رسول علیہ السلام)

اولاد کی مدد کرنا ان کو کھلانا پلانا صدقہ ہے (رسول علیہ السلام)

بھوکے کو روٹی کھلانا عمدہ خیرات ہے (رسول علیہ السلام)

ان زرین اقوال سے خیرات وصدقہ کا حقیقی مفہوم روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے۔

مرکب عشبہ اکتالیس فوائد
جنکی تصدیق حکیم ڈاکٹر اور ذی علم لوگوں نے کی

فائدہ (۱) جسکی تصدیق ایک سو دس مریضوں نے آپ اپنے سرٹیفکیٹ میں کی ہے وہ یہ ہیں۔ جب کبھی آتشک یا سوزاک ہو چکا ہو اور کچھ عرصہ بعد جلد پر سیاہی آ جائے چہرہ جسم پر بدنما سیاہ داغ پڑ جائیں یا جوڑوں اور ہڈیوں میں درد یہ مرکب استعمال کرنے سے تمام شکایات دور ہو جاتے ہیں +

فائدہ (۲) جسکی تصدیق چھتالیس مختلف ملکوں اور مختلف لوگوں نے کی ہے۔ وہ بوجہ خرابی معدہ۔ خرابی جگر کے بند ہو جانے سے دن بدن لاغر ہوتے جاتے تھے۔ چہرے پر زرد اور مردہ پن پیدا ہوتا جاتا تھا۔ ہاتھ پاؤں جلتے تھے۔ معدے پر کبھی دست کبھی قبض ہو جاتی تھی وہ سب اس مرکب کے استعمال سے دور ہو گئے +

فائدہ (۳) جسکی تصدیق دو سو مریض آزما کر کرتے ہیں خون کے بگڑنے سے چہرے پر چھائیاں جسم پر دانے۔ پھوڑے پھنسیاں کثرت سے مختلف جگہ میں پیدا ہو کر گوشت سے لیسدار پیپ جہاں وہ پانی لگتا تھا زخم ہو جاتے تھے +

فائدہ (۴) جسکی تصدیق چھتالیس آدمی کرتے ہیں انکی رانوں چہرہ سیاہ اور موٹا ہو گیا تھا اور پسینہ آنے سے سخت خارش ہوتی تھی۔ ہر وقت ہاتھ چیڑوں میں رہتا تھا۔ ان سے بدبو آتی تھی +

فائدہ (۵) جسکی تصدیق گیارہ مریض کرتے ہیں۔ خنازیر کو حصہ جسم بس بغل اور گردن میں دن بدن گلٹیاں بڑھتی جاتی تھیں اسکے استعمال سے بڑی گلٹیاں بیٹھ گئیں۔ آئندہ پیدا ہونی بند ہو گئیں +

فائدہ (۶) جسکی تصدیق تین سو مریض کرتے ہیں۔ عرصہ سے اور بھگندر سے پتلی سی پیپ جاری رہتی تھی۔ استعمال سے ناسور سوکھ گیا اور زخم بھر گئے +

فائدہ (۷) جسکی تصدیق ستائیس بیمار کرتے ہیں ان کو جوڑوں درد تمام ران اور پنڈلیوں میں پہنچ کرتا تھا دن بدن سوکھتی جاتی تھی۔ اسکی ایک شیشی کے ... ریگن باؤ اور درد جاتا رہا +

فائدہ (۸) جسکی تصدیق چار سو عورتیں استعمال کے بعد کرتی ہیں۔ کہ ان کے تلوں میں درد اور رحم سے بدبودار پانی رستا تھا اور ایام حیض میں کمر و سر میں سخت درد ہوا کرتی اس کے استعمال سے ایام ماہ باقاعدہ ہو گئے۔ رحم کا پانی بند ہو گیا اور چہرہ سرخ ہو گیا +

الغرض یہ مرکب چینی عشبہ وغیرہ کا سب سے اور سب سے عمدہ مصفی خون ہے جہاں بہت انگریزی عشبہ نا کارہ اور نقصان رساں ثابت ہوئے ہیں (کیونکہ وہ بلا لحاظ مزاج ملک کے شراب وغیرہ میں بنائے جاتے ہیں جس سے خون گاڑھا غلیظ اور تیز ہو جاتا ہے) ... سریع العمل فائدہ دکھلاتے ہیں ... اندرونی پر بہت اچھا اثر ہوتا ہے جس سے چمڑے کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں +

ثبوت کے لئے اس جو ہر کے استعمال سے پہلے وزن کر لو اور ایک ماہ بعد وزن کرو۔ وزن ڈیوڑھا ہو جائیگا

نصف صدی ... سے ترقی ملک کے مختلف حصوں میں تجربہ ہے۔ اگر آپ کو کوئی شک ہو تو آپ تجربہ کر کے ہماری بات کی تصدیق کیجئے +

قیمت
فی شیشی ... ... روپیہ
خوراک ... ... ایک روپیہ ...

نوٹ: اگر آپ کسی مرض سے تنگ ہیں تو ہم سے فارم ... منگا لیجئے جس سے معلوم ہو جائیگا کہ ... قابل علاج ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کب تک صحت ہوگی +

المشتہر
حکیم ڈاکٹر حاجی غلام نبی زبدۃ الحکما

لاکھوں روپے کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوش ہو کر پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد صاحب پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کی ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں۔

جن کے منافعہ کمیشن سے آپ لا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر و مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون جملہ امراض سے امن رہتا ہے اگر مبتلائے طاعون کے نزع آنے سے پہلے کانوں میں ٹپکایا جائے اور گلٹی پر بالکل پالش کی جائے۔ تو سر درد بخار رفتہ رفتہ میں [illegible] کا فور اور تمام جسم میں [illegible] سرور حاصل ہو کر تمام امراض کے خصوصاً [illegible] پابند [illegible] کے باعث و دامن سے اثر زائل ہو جاتا ہے۔ یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔

تعمیل افادہ عام کے لئے بشرط صلاحیت از راہ عدم انشائے راز [illegible] فی ان کا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی [illegible] اشخاص سے جو سیکھنے کی غرض سے بغرض تجربہ منگائیں ان سے نصف قیمت لی جاوے گی۔

نوٹ: جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں وہ اجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون بمقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آج کل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے تاہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اوّل آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے جس کے چند استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ فوراً انشاء اللہ تعالیٰ دفع ہوں گے اور ہر قسم کی امراض کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم یہ کہہ دیں کہ جو ہر آپ نے تیار ہو [illegible] نمونہ مفت منگائیں اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیں قیمت [illegible] طلا طلسمی بے نظیر ہے [illegible] اور [illegible] کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور مریضوں کو بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچا دیتی ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ مفید پائیں گے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت [illegible]

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت کو بڑھانے والا۔ اس سے زیادہ مفید اور زود اثر کوئی سرمہ نہیں ہے قیمت ۸/

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ فی بکس ۴/

المشتہر

حکیم محمد حسین [illegible] حکیم فرزند [illegible] کارخانہ احمدیہ [illegible] ضلع [illegible]

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ کونسی شکایت آپ کو ہے ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے دوسرے روز ہی آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا [illegible] نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے [illegible] بخوبی معلوم ہوگا کہ [illegible] کی وجہ سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کی شکایات [illegible] [illegible] کمزوری جسم کی نقاہت [illegible]

[illegible] آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ [illegible] خراب ہو جاتی ہے [illegible] ڈونس [illegible] کی گولیاں [illegible] نباتات سے بنائی گئی ہیں [illegible] [illegible] جسم کو پاک اور صاف [illegible]

[illegible] والی

[illegible]

خطرہ کی علامتیں

[illegible]

[illegible]

اس کو [illegible] بادون لمیٹڈ [illegible]

[illegible] لنڈن

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

مرسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے نسخوں کے مطابق تیار ہوا ہے [illegible] ممیرا قسم اوّل [illegible] دوم [illegible] سرمہ [illegible] اعلیٰ [illegible] ہر قسم کی [illegible] پشاوری لنگی [illegible] وغیرہ۔

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر قادیان۔ ضلع گورداسپور

سامان زرش کی رعایتی فہرست

[illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible] لنگی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

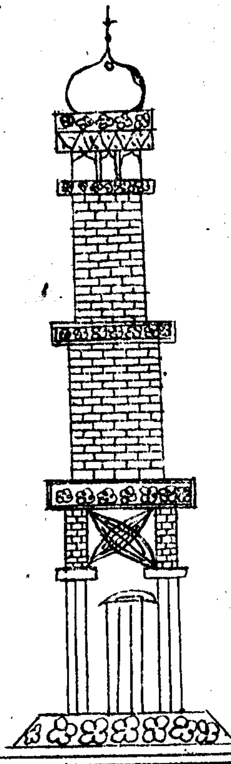

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار
ہر مہینے کی ۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰ تاریخ کو قادیان
دارالامان سے شایع ہوتا ہے۔

الحکم

ایڈیٹر: شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

Registered No. L. 77
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے	(صہ)
۲- خواص سے	(عہ)
۳- ہندوستان سے باہر	(سے)
۴- غیر مذاہب والوں سے	(سے ۱۲)
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے	(عہ ۱۲)

نوٹ
عہ سالانہ کا اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۵۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ - اکتوبر ۱۹۰۸ء مطابق ۴ شوال ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

بول کر مضمون لکھانا

جولیس سیزر کے متعلق تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ وہ عموماً اپنے مراسلات اور فرامین کے لئے یہ انتظام کیا کرتے تھے۔ کہ ایک ہی وقت میں اپنے سات سکرٹریوں کو بلا کر ایک کمرہ میں بیٹھ جاتے۔ اور ایک ہی وقت میں اُن سات منشیوں کو اپنے مراسلات و فرامین املا کراتے جاتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ہر ایک کا مضمون جدا اور الگ ہوتا تھا۔ پھر بھی اُن میں باہم ربط اور ترتیب قایم رہتی تھی۔ ایسا ہی نپولین اور بعض دوسرے مصنفوں کے متعلق تاریخ میں واقعات ملتے ہیں۔ میں آج محض اس وجہ سے کہ میرا ہاتھ مجروح القلم ہے۔ آپ لکھنے سے قاصر ہوں۔ اور اخبار نویسی کا فرض مجبور کرتا ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ لکھوں۔ اس لئے جولیس یا نپولین کے تجربہ سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہوں اور اس طرح پر گویا ہوں

زباں سے کام لینا کام ہے وقت رقم میرا
پرائے ہاتھ میں بھی میری کہتا ہے قلم میرا

سالانہ جلسہ کی تقریب بہت ہی قریب اور احباب کی خود فراموشی اور سہل انگاری اُن تجاویز کے متعلق جو میں متواتر شایع کر رہا ہوں۔ اب تک وہی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ جوں جوں جلسہ کے دن قریب آتے جاتے ہیں اُسی قدر احباب ان تحریکوں کو بُھلا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ وقت ہمارے لئے ہمہ تن مصروف اور متحد فی الارادہ ہو کر کام کرنے کا ہے۔ اس لئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد اُس فرض اور ڈیوٹی کے ادا کرنے کے لئے ہم سب ذمہ وار ہیں اور میری رائے میں صرف اخلاقی ہی نہیں۔ بلکہ شرعی فرض ہے۔ کہ ہم اُس کام کے کرنے کے لئے جو آپ کی بعثت کا مقصد اولیٰ تھا۔ پوری سعی کریں۔ اور اگر اُس میں کسی قسم کی کوتاہی یا غفلت ہوئی۔ تو خدا تعالےٰ نے جس کام کے کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ وہ کسی حال اور کسی صورت میں رُک نہیں سکتا۔ اور نہیں رُکیگا۔ مگر واویلا اور افسوس ہوگا۔ (خدا نہ کرے) ہم پر جو ہم اُس خدمت سے محروم کئے

جا کر کسی دوسرے کو یہ فخر اور سعادت ملے۔ کسقدر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ ایک ایسی جماعت جو خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر اور اپنی تعداد میں سینکڑوں کا عدد رکھنے والی ہے۔ اپنا ایسا گہرا اثر تعلیم یافتہ قلوب پر کر سکے۔ کہ وہ اپنے مفاد اور دنیوی منافع کو کچل کر ہمارے اپنے مذاق کے موافق ایک نہائت ہی لغو کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور صرف قوت لایموت لیکر خدا تعالےٰ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے میدان میں نکلیں۔ اس سے میری مراد اُس قوم اور گروہ سے ہے جو دیو سماج کے نام سے نامزد ہے۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے مُنکر اور اس کے ضمن میں انبیا و رسل اور نبوّت اور مکالمات الٰہیہ کے دشمن ہیں۔ خدا تعالےٰ کے نشانات پر ہنسی کرتے۔ اور ایام اللہ کو استہزا سے دیکھتے ہوئے بھی وہ اپنے مشن کے لئے بلا خوف لومۃ لائم باہر نکلتے ہیں۔ اور کام کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ گروہ ہے جو جیسا کہ ابھی میں نے کہا۔ خدا تعالےٰ کا منکر اور صرف سینکڑوں آدمیوں کا مجموعہ ہے۔ دوسری طرف ایک جماعت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر منکر نہیں۔ بلکہ دیکھ کر

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شایع ہوا

ایمان لاتی ہے۔ اُس نے مسئلہ نبوت کو قیاسی اور خیالی طور پر نہیں۔ بلکہ یقینی اور مشاہدہ کی صورت میں قبول کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشان دیکھے اور اس کے مامور و مرسل کے مُنہ سے وہ باتیں سُنیں جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس کا گزرا ہوا زمانہ یاد دلا دیا بلکہ دکھا دیا۔ ایسی حالت صورت میں آؤ ہم سب بجائے خود اُس قربانی اور ایثار کا مقابلہ کریں۔ جو ہمارے بالمقابل منکران خدا کی جماعت کر رہی ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے طرزِ عمل سے ثابت کر دکھاؤ۔ کہ تمہارے اندر وہ بات اور وہ اسپرٹ پیدا نہیں ہوئی۔ جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ پیدا کرنی چاہتا تھا۔ خدا تعالیٰ کو عضو معطل کی طرح ماننے والے آریہ سماج کا ایک لیڈر قحط زدگان کی امداد کے لئے اپیل کرتا ہے۔ اور ایک یا دو گھنٹوں کے اندر اُس کی قوم ساٹھ ستر ہزار روپیہ اُس کے قدموں پر نثار کر دیتی ہے۔ کیا ہم خدا تعالیٰ کو قادر مطلق۔ مقتدر۔ متصرف بالارادہ مان کر اُس کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے اُس کی قائم کردہ ضروریات میں سے ایک شاخ کے لئے پچیس ہزار روپیہ بھی نہیں نکال سکتے؟ اگر ہماری یہی حالت ہے۔ اور قربانی کی یہی صورت ہے۔ اور اقرار بیعت کا یہی حال ہے۔ تو مجھے معاف رکھا جائے۔ کہ ابھی ہم اس مقصد سے بہت دور ہیں۔ جو اسلام کے مفہوم میں داخل ہے۔ ہمارے اندر حقیقت اسلام کا عملی رنگ میں پیدا ہو جانا ہی ہماری کامیابی کے لئے خضر راہ ہوگا اور وہ حقیقت ہم سے

ایک فدیہ چاہتی ہے۔

یہ قربانی جہاں ایک طرف ہمارے ناجائز ارادوں اور خواہشوں کو کچلنے کی تحریک کرتی ہے۔ جس سے تزکیہ نفس پیدا ہوتا ہے۔ وہاں دوسری طرف ہمارے اموال اور اوقات پر اپنا اثر پیدا کرنا چاہتی ہے۔ جس سے استقلال اور وفاداری اور اسلام کے لئے مرد میدان ہونے کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ جب تک ہم اس راہ پر قدم نہیں مارتے۔ یہ حقیقت پیدا نہیں ہوگی۔ میں حقیقت اسلام کے فلسفہ پر بحث کرنے کی [illegible] نہیں سمجھتا۔ اور شائد اس پہلو سے میں [illegible] ہوں۔ اس لئے میں [illegible] کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس وقت ہمیں ضرورت ہے ایسے آدمیوں [illegible] اوقات کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے کا حوصلہ کر سکیں [illegible] طرح پر وہ اپنے انفاس سے

جہاد کرنے والے ٹھہریں۔ چونکہ اس مقام پر جہاد کا ایک لفظ آ گیا ہے۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جہاد سے مراد سعی فی الدین ہے۔ اور قرآن مجید میں بِاَنْفُسِهِمْ وَبِاَمْوَالِهِمْ اس کی دو صورتیں لکھی گئی ہیں۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ متفق نہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ بِاَنْفُسِهِمْ کا جہاد اس وقت نہیں ہو سکتا۔ میری اپنی سمجھ میں اس کی اب بھی ویسی ہی ضرورت ہے۔ جیسی پہلی تھی۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ ہم میں سے ایسے لوگ نکلیں۔ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگیوں میں وقف کر کے اشاعت اسلام کے لئے وہ بیڑہ بلکہ کو بکو پھریں۔ اور ہر شخص کے کانوں تک اسلام کا پیغام پہونچا دیں۔ اس کے لئے ضرورت نہیں کسی تلوار کی۔ کسی تیر اور تفنگ کی۔ اور حاجت نہیں کسی لڑائی اور جنگ کی۔ بلکہ ضرورت ہے صبر اور استقلال کی۔ اپنی خواہشوں اور ضروریات کو کم کرنے کی بردباری اور برداشت کی۔ ایسا ہی ضرورت ہے ایسے لوگوں کی۔ جو اس صورت جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ کہ وہ اپنے اموال شرح صدر کے ساتھ اُن ضروریات کے لئے نثار کر دیں۔ جو اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے ہمیں درپیش ہیں۔ متواتر اس قسم کی اپیلوں کا شائع ہونا اور ایسی تحریکوں میں ناکامی کے لئے اظہار افسوس کرنا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ایک فرد کی ہتک اور بے عزتی ہے مومن گوارا نہیں کر سکتا یا اُسے نہیں کرنا چاہئیے۔ کہ وہ اپنی عزت اور حیثیت پر فرق آنے دے۔ آپ کب تک مجھ کو مجبور کریں گے۔ کہ میں اس قسم کی اپیلوں کو شائع کرتا رہوں۔ مجھ کو امید کرنی چاہئیے کہ میری اس تحریر کے بعد وہ دل جو سلسلہ کی اشاعت کے لئے ہمیشہ درد سے بیقرار رہتے ہیں۔ پچیس روپیہ والی تحریک کو بہت جلد کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔ اگر چار لاکھ کی جماعت میں ایک ہزار آدمیوں نے بھی اپنے اموال میں سے صرف پچیس روپیہ فی کس نکالنے کی جرات نہ کی۔ تو سمجھ لو کہ اس سے قومی وقار اور ایثار پر کیا الزام عائد ہوگا۔ صرف روپیہ ہی کی ضرورت نہیں جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ بلکہ ایسے نفوس اور قلوب کی بھی ضرورت ہے۔ جو ایک ایک وقت میں بھوکے پیاسے رہ کر بھی خدمت دین کے لئے اُسی طرح آمادہ اور مستعد ہوں۔ جس طرح پر وہ برگزیدہ قوم تھی۔ جس کو ہمارے اور ہمارے سید و مقتدا امام احمد قادیانی

کے مخدوم اور مطاع حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیار کیا تھا۔ اور جس گروہ اور جماعت کے ساتھ ملنے کے ہم مدعی ہیں۔ ایسے آدمیوں کے میسر آ جانے پر اگر کافی اموال ہمارے ہاتھ میں نہ بھی ہوں تب بھی مجھ کو یقین ہے۔ کہ ہمارے امام اور موجودہ الوقت خلیفۃ المسیح کی وہ خواہشیں اور آرزوئیں جو وہ اشاعت اسلام کے لئے اپنے دل میں رکھتے رہے ہیں۔ بآسانی پوری ہو سکتی ہیں۔ ہمیں ضرورت ہے۔ ایسے آدمیوں کی جو خطیب ہوں۔ ہمیں ضرورت ہے۔ ایسے آدمیوں کی جو واعظ ہوں۔ ہمیں ضرورت ہے۔ ایسے آدمیوں کی جو اردو و فارسی۔ عربی انگریزی میں اہل قلم ہوں۔ اور زبان و قلم پر پوری حکومت رکھتے ہوں۔ ہمیں ضرورت ہے ایسے آدمیوں کی جو تعلیمی اور انتظامی امور سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ ہمیں ضرورت ہے ایسے آدمیوں کی جو محاسبہ کے کام سے واقف ہوں۔ اور پھر ہمیں ضرورت ہے ایسے نفوس کی جو سلسلہ کی خدمت کے لئے ہر قسم کی محنت و مشقت کے لئے تیار رہوں۔ وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت اور سعادتمند ہوں گے۔ جو ان میں سے کسی ایک خدمت کے لئے اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کرنے کی جرات کریں گے۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ ہم میں ایسی قابلیت اور قوت نہیں۔ ہم کسی ابتلا اور مصیبت کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایسا خیال میرے نزدیک بدگمانی میں داخل ہے۔ جو شخص محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور اُس کے دین کی خدمت کے لئے قدم اُٹھاتا ہے۔ وہ کیسا ہی ناطاقت۔ کمزور اور علوم سے عاری اور تہیدست ہو۔ خدا تعالیٰ خود اُس کی مدد کرتا۔ اور اُس کے ملائکہ اس کے ناصر اور مددگار ہو جاتے ہیں۔ ہاں اس راہ میں ضرورت ہے۔ صدق کی اخلاص کی۔ وفاداری اور استقلال کی۔ ان چیزوں کو لے کر قدم بڑھاؤ۔ کامیابی اور خدا تعالیٰ کا فضل تمہارا استقبال کریگا۔ یہ وقت نہایت سعادت اور خدا تعالیٰ کے برکات کے نزول کا ہے اس کو ہاتھ سے مت دو۔ اب میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ کہ جو کچھ میں نے اس آرٹیکل میں لکھا ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی سچی آرزوں اور خواہشوں کا ایک نمونہ ہے۔ مبارک ہوں گے۔ وہ لوگ جن کو توفیق ملیگی۔ کہ وہ اپنے امام کو راضی کر سکیں۔ جس کے ذریعے اُن کا خدا اُن سے راضی ہوگا۔ اس کے لئے خدا ہی کے

فضل پر بھروسہ اور یقین ہے۔ کہ وہ خود قلوب میں حرکت اور حس پیدا کرے۔ جو اس وقت کی ضرورتوں کو محسوس کرسکیں اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ ان چند سطور پر غور کیا جاوے گا سرسری نظر سے ان کو نہیں دیکھا جاویگا۔ اسی سلسلہ میں مَیں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پچیس روپیہ والی تحریک میں بہت ہی کم دلچسپی لی جارہی ہے اور جو لوگ اس کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر متوسط الحال ہیں۔ شائد اس تحریک کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہو۔ اس لئے میں کسیقدر صراحت کرنی ضروری سمجھتا ہوں۔ اس تجویز کا یہ منشا نہیں۔ کہ ہر شخص عـــہ ہی داخل کرے۔ بلکہ جو لوگ اپنی جیب سے عـــہ داخل کرسکتے ہیں۔ وہ تو عـــہ دیں۔ اور جو خود نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے احباب اور دوسرے لوگوں سے جمع کرکے لائیں۔ غرض یہ ہے کہ ایک ہزار آدمی ایسا ہو۔ جو یا تو خود عـــہ دیوے یا اور جمع کرکے لائے۔ سالانہ جلسہ پر عام ضروریات سلسلہ کے لئے چندہ دینے والوں کے لئے کسی رقم کا معین کرنا یہ تو میرا کام نہیں۔ ہاں صدر انجمن یا حضرت خلیفۃ المسیح یہ منصب اور جائز حق رکھتے ہیں۔ کہ وہ کوئی رقم متعین کردیں۔ یہ تو میرے دردِ دل کا ایک جوش ہے جس کو میں نے کاغذی لباس پہنا کر آپکے سامنے محض اس غرض سے رکھدیا ہے۔ کہ اگر ایسے قلوب اور نفوس قومی ضرورتوں کے احساس کرنے والے نکل آئیں۔ تو کم از کم ایک مدت ہی آئے دن کی تحریکوں سے ایک عرصہ کے لئے سبکدوش ہوجاوے۔ اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل بزرگوں نے مجھے لکھا ہے۔ کہ وہ اس تجویز پر عمل کرنے کو آمادہ ہیں

شیخ محمد فضل کریم صاحب داروغہ صفائی لاہور

لاہور سے یہ پہلی آواز ہے۔ جس نے اس تحریک پر لبیک کہا ہے۔ برادران۔ یہ رفتار بہت سست بلکہ بہت ہی سست ہے۔ تاہم خدا کا شکر ہے۔ کہ ایسے قلوب ہیں تو سہی۔ جو ضروریات قوم کا درد رکھتے ہیں۔ خدا اُن لوگوں کو بیدا کرے۔ جو سینکڑوں۔ ہزاروں دے سکتے ہیں۔ آمین۔

زلزلہ:۔ ہفتہ زیر اشاعت میں دو روز متواتر زلزلہ کے شدید دھکے محسوس ہوتے رہے اللہ تعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرمائے۔ یہ زلزلہ دور دور محسوس ہوا ہے اور سخت محسوس ہوا ہے۔ کوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی ان تنبیہوں سے عبرت پکڑے!

حضرت خلیفۃ المسیح کا انضباط اوقات

ہر شخص کا مذاق جدا ہوتا ہے۔ اسی لئے اخبار نویس کے لئے یہ امر بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے تمام ناظرین کے مختلف تقاضاؤں یا خواہشوں کو جو وہ اخبار کے متعلق رکھتے ہیں۔ پورا کرسکے۔

الحکم کے ایک نہایت ہی مخلص ناظر نے بڑی تڑپ کے ساتھ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ میں کیوں حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کے انضباط اوقات کا ذکر اخبار میں نہیں کرتا۔ چونکہ یہ خواہش سراسر محبت اور اخلاص پر مبنی ہے میں پسند کرتا ہوں۔ کہ مختصر طور پر اپنے علم کے موافق ظاہر کردوں۔ کہ خلیفۃ المسیح کا وقت کس طرح پر گذرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے انضباط اوقات کو اجمالی رنگ میں مَیں ایک ہی فقرہ میں ادا کرسکتا ہوں۔

تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ

میں آپ کا وقت گذرتا ہے۔ مگر اس کی کسیقدر تفصیل یہ ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنصری زندگی میں ہی اگرچہ آپ ہی امامت کراتے تھے۔ گو جب مولوی عبد الکریم صاحب ۔ تو وہ صرف چھوٹی مسجد میں امام ہوا کرتے تھے۔ پھر مولوی عبد الکریم کی وفات کے [illegible] سے کے امام آپ ہی تھے۔ یہ امر میں [illegible] ظاہر کردینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت حکیم الامت طبعاً ناپسند کرتے تھے۔ ایسے امور کو جو کسی قسم کے لیڈرشپ [illegible] ہوں۔ اس لئے آپ نے حضرت مولوی عبد الکریم مرحوم کو اپنی جگہ امام مقرر کیا ہوا تھا۔ اور خوش رہتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو چونکہ آپ کو امام بنانا تھا۔ اس [illegible] اللہ تعالیٰ نے ایک اور راہ نکالی۔ بس حضرت مولوی [illegible] کے بعد مجبوراً آپ کو امام ہونا پڑا۔ اور اب دوسرے رنگ میں امام ہوکر باوجود ضعف اور آئے دن ہدف امراض کے اپنے سید و مولیٰ مقتدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر نمازوں کے امام خود ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ گھر پر بعد نماز صبح آپکے قرآن مجید کے درس عورتوں میں ہوتے ہیں۔ جو سبقاً پڑھتی ہیں۔ پھر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و محمد اسحاق کی تعلیم کی طرف خصوصیت سے توجہ ہے۔ ان کے کئی سبق آپ نے اپنے ذمہ رکھے ہیں۔ ایک گھنٹہ سبق سے پہلے چند مریضوں کو ضرور دیکھتے ہیں۔ جو باہر سے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ باہر حدیث اور قرآن مجید کا اور اصول فقہ کا درس جاری ہے۔ دعاؤں میں آپ کا بہت بڑا حصہ گزرتا ہے۔ میں نے غور سے دیکھا ہے۔ ہاں اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ کہ جب آپکے پاس ڈاک آتی ہے۔ تو ایک ایک خط کو آپ اپنے ہاتھ میں لیکر آپ دعا کرتے ہیں۔

پھر یہ سلسلہ ایسا وسیع ہے۔ نمازوں میں درس قرآن مجید کے بعد بیسیوں عرضیاں دعا کی آپکے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ ایک ایک کو پڑھ کر ان کے مطالب کو مد نظر رکھکر دعائیں کرتے ہیں پہلے آپ کو جماعت کے ساتھ رشتہ اخوت تھا۔ اور اس حیثیت سے آپ جماعت کے لئے دعائیں کرتے ہونگے مگر اب خدا نے اس رشتہ کو

رشتہ ابوّت

سے بدل دیا ہے۔ اور یہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ باپ کو اولاد کے لئے کیسی تڑپ اور اضطراب ہوتا ہے۔ چار لاکھ کی جماعت میں۔ کتنے بیمار۔ کتنے تنگدست۔ کتنے مشکلات میں مبتلا۔ کتنے فوت ہوتے ہیں۔ اس کا اثر جو اس قلب پر ہوسکتا ہے۔ اور ہر روز ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ بجز رب العالمین کے۔

آپ کی طبیعت میں اس انعام امامت کے بعد ایک [illegible] اللہ تعالیٰ نے رکھدی ہے۔ کہ عقل حیران ہے آپ ایک ایک متنفس کے متعلق جو قادیان میں رہتا ہے ذاتی واقفیت اور خبر رکھتے ہیں۔ کہ وہ کن حالات میں ہے۔ اور اس کے دُکھ درد میں مہربان باپ کی طرح بے قرار ہوتے ہیں ایڈیٹر الحکم خصوصیت سے ان ہمدردیوں کا زیر بار ہے۔ [illegible] اس کی بیماری میں بلا درخواست [illegible] کی صفت سے متعلق ہوکر اس کی بیمارداری فرمائی۔ اب اس کی [illegible] کی بیماری میں متواتر ایک نہیں دو دو تین تین آدمی متعین فرمائے۔ جو خبر لیں۔ دوا دیں۔ اور آپ کو حالات بتائیں۔ اس لئے کہ آپ اعتکاف میں تھے۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہر شخص یہی سمجھتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ خاص التفات اور مہربانی رہتی ہے۔ اور یہی حضرت امام علیہ السلام کا معمول تھا

پھر باوجود یکہ غم قوم اور فکر اسلام نے آپکو گداز کردیا ہے۔ اور طبی شغلوں کے لئے اوقات خالی نہیں رہے۔ مگر جو مریض آپ تک پہنچ جاتا ہے۔ اُس کو دیکھنا اور دوا دینا بھی آپ کا کام ہے۔

احباب کے بعض ضروری خطوط کے جواب لکھنا۔
صدر انجمن احمدیہ کے انتظامی امور کو سرانجام دینا۔ جہاں تک آپ کی ذات سے اُن کا تعلق ہے۔ احباب آمدہ بیرونجات سے ملنا اور اُن کی درخواستوں اور حالات کو سُننا اور مفید اور ضروری مشورے دینا۔
اشاعت اسلام اور تبلیغ سلسلہ کے لئے تجاویز پر غور کرنا اور احباب کو توجہ دلانا۔
یہ کوئی ایک کام ہو۔ تو میں بتاؤں۔ اور اس کے لئے وقت مقرر ہو۔ تو تشریح کروں۔ نمازوں کے اوقات تو مقرر ہیں۔ باقی امور کے لئے جو جس وقت پیش آئے۔ **قومی درد** یہاں بڑھ گیا ہے۔ کہ کہاں حیدرآباد دکن وہاں سیلاب آیا۔ اس کے لئے ایسے مضطرب ہوئے۔ متواتر تاریں خیریت احباب کے لئے دیں۔ آخر ایک آدمی خاص اسی غرض کے لئے بھیجا۔ ان حالات کو معلوم کرکے جماعت کے عام افراد کو کیسی خوشی اور کیسا اطمینان ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ نے فی الحقیقت انہیں بہترین انسان **بعد امام** عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی عمر میں برکت دے۔ اور بہت مدت تک ہم اُس کے زیرسایہ رہ کر اُس کے فضل اور فیض کو حاصل کریں جو **نورالدین** میں ہوکر ہم پر اُتر رہا ہے۔ آمین۔ یہ مختصر حالات آپ کے مشاغل ہیں۔ **اندرونی زندگی** کا پہلو پھر کسی وقت دکھایا جائیگا۔
میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرا عزیز بھائی ان حالات کو پڑھکر اپنے حکم کی تعمیل میں میرے لئے دعا کریگا۔
نماز میں خصوصیت سے دعا کرتے ہیں۔ عید کے دن عید کے خطبہ میں اتفاقاً ہم نے سُنا ہے۔ کہ کہا:۔
"قوم کے لئے ترقی ہو۔ اُن میں استقامت ہو۔ باہمی الفت ہو۔ قوم خادم دین ہو۔ روح القدس سے مؤید ہو۔ آفات ارضیہ سماویہ سے محفوظ رہیں۔ بلیات روحانیہ وجسمانیہ سے الٰہی تیری حفظ میں ہوں۔ مظفر ومنصور رہیں۔ ان میں مخلص اور داعی الٰی علی بصیرۃ خطیب وواعظ پیدا ہوں۔ ان کے تائید دین اسلام کے واقف۔ دین اسلام کے عامل۔ منشرح الصدر ہوں۔ اُن کے وزرا مخلص عاقبت اندیش ہوں"۔
جمعہ میں بعد الجمعہ تا مغرب خصوصیت سے ایسی دعاؤں میں وقت گذرتا ہے۔ یہ ان دعاؤں کا ایک مختصر حصہ ہے جو جماعت کے لئے مانگتے ہیں۔ اور خدا جانے کس کس رنگ میں یہ **چوپان قوم** رات کی اندھیری اور تنہا گھڑیوں جبکہ ہم میں سے ہر ایک آرام سے سوتا ہے اپنے مولا کے حضور ہمارے لئے چلاتا ہے۔ خدا اُس کی دعاؤں میں قبولیت کا اثر پیدا کرے۔ اور ہم اُن سے متمتع ہوں۔ آمین۔

دارالامان میں عید الفطر

۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء کی شام کو ہلال عید نظر آیا۔ ۲۷۔ کی صبح کو عید ہوئی۔

صبح ہی خاکسار ایڈیٹر نے عرض کیا کہ نماز اگر گاؤں سے باہر قدیم عیدگاہ میں پڑھی جاوے۔ اور دوسرے لوگ بھی حضور کے کلام سے فایدہ اُٹھائیں۔ تو بہتر ہے۔ نوع انسان کی بھلائی اور تبلیغ اسلام کے شیدائی نے ایک عاجز انسان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ اور قادیان کے کُل مسلمانوں نے باستثنائے بعض اس جگہ نماز عید پڑھی۔ جہاں قدیم الایام میں ہمارا سید ومولا امام پڑھا کرتا تھا۔ **علیہ الصلوۃ والسلام**۔ بعد نماز حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبہ پڑھا۔ جس کو میں بوجہ مجروح القلم ہونے کے لکھ نہ سکا۔ میرے عزیز بھائی اور ایک وقت اسسٹنٹ شیخ عبدالرحمان قادیانی نے ناظرین الحکم کے لئے لکھا ہے۔ وہ انشاءاللہ تعالیٰ صاف ہونے پر درج اخبار ہوگا۔ آپ کا خطبہ **سورۃ جمعہ** کی ابتدائی آیات پر تھا۔

نماز سے فارغ ہوکر آپ مسنون طریق پر جس راستہ سے گئے تھے اُس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے تشریف لائے اور آتے ہی حکم دیا۔ کہ اہل الرائے احباب جمع ہوکر قوم کی بھلائی اور سلسلہ کی خدمت کے لئے مفید تجاویز سوچیں جن پر عمل کیا جاوے۔ **مشورہ** کے اصول اور قانون پر آپ کا ایسا وسیع عمل ہے۔ کہ بعض دوست اپنی ایمانی ترقی کی وجہ سے کہ اُٹھتے ہیں۔ کہ کیوں **حضرت خلیفۃ المسیح** خود ہی جو چاہیں نہیں کرتے۔ مگر آپؓ ہیں کہ **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ کی طرح کوئی امر مشورہ کے بغیر نہیں کرنا چاہتے بہرحال احباب نے تعمیل ارشاد میں بھلائی قوم کے لئے تجاویز پر غور کیا۔ اور بالاتفاق اس تحریک کی قدر کی۔ جو ایڈیٹر الحکم نے اس **سالانہ جلسہ** کو جو حضرت حجۃ اللہ کے رفع کے بعد دسمبر میں آنے والا ہے۔ کامیاب بنانے کے لئے پیش کی ہے۔ اور یہ ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس موقع پر نہایت کثرت سے لوگ جمع ہوں۔ اس موقع پر **قومی ضروریات** اور آئندہ کام کرنے کے طریق پر غور ہو۔ امید ہونی چاہیئے۔ کہ قوم اپنے **امام** کی آرزوؤں کو بامراد کرنے کے لئے بیش از بیش تیار ہوگی۔ اور کوئی فرد بشر جو اس موقع پر قادیان پہنچ سکتا ہے۔ پہنچ جاوے۔ کوئی معذوری اور مجبوری اس کی راہ میں روک نہ ہو۔ یہ جلسہ بہت سے فیوض اور برکات کا موجب ہوگا۔ شائد بہت تھوڑے لوگ اس امر سے واقف ہوں۔ کہ **مامور اور مرسل** کی وفات یعنے رفع کے بعد اس کی روحانی قوت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور اُس کے جانشین پر اللہ تعالےٰ کے فضل اور برکات کا بہت بڑا نزول ہوتا ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ یشوع بن نون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حالات پر غور کرو۔ پس اجتماع پر جو ید قدرت کام کرتا ہے۔ اسے نصب العین رکھ کر اس موقعہ کو جو شخص کھوئے گا۔ وہ سخت غلطی کریگا۔ **خود آؤ۔ اور اپنے احباب کو** ساتھ لاؤ۔ رعایتی کرایہ کے لئے تحریک جاری ہے۔ جلد اس کے متعلق اطلاع دی جاوے گی۔

اس موقع پر ہم کئی ہزار کا مجمع دیکھنا چاہتے ہیں۔ احباب زندگی کو غنیمت سمجھ لیں۔ اور اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیں۔

عید کی تقریب پر لاہور۔ کپورتھلہ۔ سیالکوٹ سے احباب آئے ہوئے تھے۔

چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر

کے احباب کو اطلاع

ہمارے سلسلہ کے ایک درخشاں گوہر چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ پنشن لے کر قادیان اپنے امام کی خدمت میں حاضر ہوگئے ہیں۔ اور بقیہ زندگی خدمت سلسلہ میں صرف کریں گے۔ اس لئے اُن کے دوست مطلع رہیں ہمیں ایسے بہت سے دوستوں کی حاجت ہے۔ جو اپنی زندگیاں سلسلہ کے لئے وقف کریں۔ اور قومی کاموں میں خادمانِ قوم کا ہاتھ بٹائیں۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کا سا اخلاص ہم سب کو عطا کرے۔ اور اُنہیں اپنے اس نئے مشغلۂ زندگی میں نیکی اور بھلائی کی فرشتوں کے ذریعہ مدد دے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سیلاب حیدرآباد میں ہماری احمدی جماعت بال بال محفوظ رہی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا اثر ہے۔ مفصل صفحہ ۔ کالم ۳

حیدرآباد کی تباہی حضرت مسیح الموعود کی ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

برادرم - السلام علیکم - عنوان بالا پر میں نے ارادہ کیا ہے کہ باہنی جزو میں بصورت ایک مبسوط مضمون بصورت کتاب لکھوں - لیکن چونکہ ہمارے اخبار نویسوں نے اس واقعہ کو ایک نشان مسیح قرار دیکر اُس خاص الہام کی طرف اشارہ نہیں کیا - جس میں کھلے الفاظ میں شہر نظام کی تباہی کی طرف اشارہ تھا - اس لئے مجھے اس چٹھی کی ضرورت پڑی میگزین ۱۹۰۸ء کے ماہ فروری کے نمبر میں سب سے پہلا الہام جو جناب المسیح الموعود علیہ السلام کا شائع کیا گیا ہے - وہ بالفاظ ذیل ہے :-

دبدبۂ خسروی ام شد بلند
زلزلہ در گور نظامی فگند

یہ کون نہیں جانتا کہ جو شہر لہو و لعب میں پڑ کر یاد خدا بھول جاوے - وہ شہر اور اُس کے باشندے کالمیت ہی ہوتے ہیں - ایسے شہر خدا کی نگاہ میں ایک گور کی کیفیت اپنے اندر رکھتے ہیں - ویسی ہی وہ بستی یا علاقہ جو عنقریب تباہ ہونے والا ہوتا ہے - وہ بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک اپنی زندگی میں مردہ ہوتا ہے - شہر نظام دُنیا کی نگاہ میں ایک معمور اور آباد شہر تھا - اور اپنی خوبی کے لحاظ سے عروس دکن کہلاتا تھا - لیکن جب قہار خدا نے اپنی جبروت کو قائم کرنے کے لئے اس کے تباہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا - اُس کی نگاہ میں شہر نظام نہ تھا - بلکہ گور نظام تھا - چنانچہ اُس نے جہاں مختلف وقتوں میں مختلف حوادث کی اطلاع دی - وہاں اُس نے آج سے آٹھ ماہ پہلے اس زلزلے کی بھی اطلاع دی - جس نے سیلاب کا رنگ اختیار کر کے ایک آباد اور بھرے ہوئے شہر کو تباہ کر کے اپنا جلال اور جبروت قائم کرنا تھا - بہر حال چونکہ میں عنقریب اس مضمون کو کتاب کے رنگ میں لکھنے والا ہوں - اس لئے یہاں اسی قدر کافی سمجھتا ہوں - البتہ میں ایک نکتہ اہل بصیرت کے لئے امرتسر کی موجودہ حالت کے متعلق لکھوں گا - آج کل رمضان کا مہینہ ہے - اور ایام صیام ہیں - اور میں سُنتا ہوں کہ بُخار نے زیادہ تر مسلمانوں کو ہی دبا رکھا ہے - بعض اہل ثروت نے غربا کے لئے سُنا ہے اہلی - آلو بخارا کی وہاں سبیلیں لگا رکھی ہیں - رمضان کے مہینہ میں ایک مسلمان شہر میں مسلمانوں کے پینے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے روزے کے وقت سبیلوں کا لگایا جانا ایک واقعی ایک حیرت ناک امر ہے - کیا امرتسر کے مسلمان رمضان شریف کی حرمت بھول گئے ہیں - آخر یہ تو وہی شہر ہے - جہاں آج سے دو سال پہلے ماہ رمضان میں جناب حضرت مرزا صاحب بطور مسافر تشریف لائے - اور اُن پر اہل امرتسر نے اس لئے پتھر برسائے - کہ اُنہوں نے کیوں روزہ نہیں رکھا - آج وہی شہر ہے - جہاں کثرت سے مسلمان روزہ نہیں رکھتے - اور ان روزہ نہ رکھنے والوں میں کثرت سے وہ خبیث اور پلید انسان ہوں گے جنہوں نے غیرت رمضان میں پتھر اُچھالے تھے - آج وہ کیوں روزہ نہیں رکھتے - جواب میں بجز اس کے اور کیا کہا جاوے گا - کہ وہ مریض ہیں - اور مریض کو روزہ معاف ہے - اے ظالم طبع انسانوں آخر جس آیت نے تم کو بحالت مرض روزہ چھوڑایا ہے - وہی آیت ایک مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے - دیکھو! خدا کا قہری سبق پلید اور خبیث طبع منافقوں کے لئے یوں اُترا کرتا ہے - تم نے ایک خدا کے مرسل پر اس لئے پتھر برسائے - کہ اُس نے رمضان میں بحالت سفر کیوں روزہ چھوڑا - خدا نے کُل دُنیا میں بخار ضرور بھیجا - لیکن کُل پنجاب میں سے تمہارے شہر کو چُن کر تم کو اس آیت پر عمل کرنے کے لئے مجبور کیا -

فاعتبروا یا اولی الابصار

راقم

خواجہ کمال الدین وکیل لاہور - ۴ ۲/ اکتوبر ۱۹۰۸ء

کچھ اپنی نسبت

موسمی عوارض نے دُنیا پر جو اثر کیا ہے وہ ظاہر ہے - میں اس کے اثرات سے محفوظ نہیں اور میرے متعلقین خواہ وہ سٹاف کے آدمی ہوں یا اہل و عیال - سب یکے بعد دیگرے زیر اثر رہے ہیں -

اس کے علاوہ سلسلہ مشین میں بہت بڑا خسارہ ہو چکا ہے - جس کی وجہ سے مالی مشکلات کا دائرہ اور بھی وسیع ہوا مگر اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے قلب میں پورا اطمینان اور سکینت ہے کہ یہ پہاڑ مشکلات کے بفضلہ تعالیٰ چور چور ہو جائیں گے - اور یہ بادل غبار آلود پھٹ جائیگا - احباب کی توجہ کی ضرورت ہے - اور خصوصیت سے انہیں وعلے سے اپنے بارہ سالہ خادم کی مدد کرنی چاہئے - اس کے مشکلات میں وہ اس کے شریک ہوں - انہیں امور کا اثر ہے - جو الحکم دیر سے شائع ہوتا رہا ہے -

نادان اور احمق مخالف جس نے الحکم کے ان مشکلات سے اطلاع پا کر لکھا تھا - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد الحکم پر بجلی گری - اب خود بیماری کی لپیٹ میں آکر وقت پر اخبار نہ نکالنے کے لئے عذر کرتے ہوئے کیوں شرم نہیں کرتا -

الحکم مشکلات میں ہے - مگر نہ اس لئے کہ خدا اُسے ضائع کر دے - بلکہ اس لئے کہ اُسے زیادہ برومند کرے - وہ ایک ایک وقت مشکلات کے عمیق ترین سمندر میں چھپ جاتا ہے - مگر نہ اس لئے کہ غرق ہو - بلکہ اس لئے کہ معرفت کے قیمتی موتی لا نکال لاوے - اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھے - بہر حال ناظرین اور سرپرستان الحکم کا قومی فرض ہے - کہ وہ اُس کی **طاقت** اور استقلال کے لئے نہایت ہمت اور فراخ حوصلگی سے قدم اُٹھائیں -

اس وقت ضرورت ہے ایسے سرپرستوں کی جو اس کے فنڈز کو مضبوط کریں -

یاد رفتگان

چوہدری محمد سرفراز خان صاحب بلاہی سے ایک مخلص اور معزز احمدی چوہدری کرم الٰہی صاحب کی وفات کے متعلق ایک مراسلہ بھیجتے ہیں جو اس مرتبہ شائع نہیں ہو سکتا - فی الحقیقت چوہدری صاحب ایک بے ریا اور مخلص احمدی تھے - اور خدمت دین کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے تھے - اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے مقام رضا پر اُٹھائے - اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے - آمین !

۲ - منشی عبد المجید صاحب ایگزیمنر دفتر اکونٹنٹ جنرل پٹیالہ کے بڑے بھائی بابو عبد الحکیم صاحب بعارضہ سل ۸/ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو اس جہان سے رخصت ہوئے - منشی عبد المجید صاحب جو ایک بڑے سرگرم اور مخلص احمدی ہیں - مرحوم کے لئے جنازہ غائب اور دعا مغفرت کی اپنی جماعت سے درخواست کرتے ہیں - امید ہے چوہدری کرم الٰہی اور بابو عبد الحکیم صاحب کا جنازہ غائب بھی پڑھا جاوے گا -

مسلمانوں کو غیر مذاہب حکومت کا محکوم ہو کر کیوں رہنا چاہیئے؟

(رقمزدہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی مدظلہ)

مسلمانوں نے چاردانگ عالم میں بارہ تیرہ سو برس حکومت کی۔ حکومت کا آغاز عین مبانئی اسلام کے زمانہ میں ہوا۔ اور آج تک جابجا اسلامی حکومتیں قائم ہیں۔ سیکڑوں غیر قومیں ان کی محکوم ہوئیں۔ ان اسباب سے یہ بدیہی ہے۔ کہ اسلام نے غیر مذاہب والوں پر حکومت کرنے کے دستور اور آئین مفصل منضبط کئے ہوں گے۔

لیکن اسلام کو محکوم ہو کر بہت کم رہنا پڑا۔ اس لئے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اس حالت کے متعلق حدیث۔ فقہ۔ تاریخ سے ہم کو کوئی ہدایت نہیں مل سکتی۔ اور فقہ کا حصّہ بالکل ادھورا رہ گیا۔

چونکہ یہ نہایت سخت خطرناک غلطی ہے۔ اس لئے ہم تفصیل سے بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام میں اس کے متعلق کافی قواعد واحکام موجود ہیں۔ اور حدیث۔ فقہ۔ تاریخ سب اس قسم کے مسایل اور واقعات سے لبریز ہیں۔

اس مسئلہ کے متعلق اصل میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب کوئی غیر مذاہب حکومت مسلمانوں کے ملک اور زمین پر قابض ہو جائے تو

(۱) یہ قبضہ حقیقی ہوتا ہے یا غاصبانہ

(۲) مسلمانوں پر غیر حکومت کی اطاعت فرض ہوتی ہے یا نہیں۔ فقہ میں اس کا ایک مستقل باب ہے۔ جس کی سرخی یہ ہے باب استیلاء الکفار۔ اس کی ذیل میں یہ حکم ہیں۔ وان غلبوا علی اموالنا واحرزوھا بدارھم ملکوھا ویجب علینا اتباعھم (درمختار)

اگر غیر مذاہب والے ہمارے مال پر غالب آجائیں اور اس کو اپنے گھر میں جمع کریں۔ تو وہ اُس کے مالک ہوں گے اور ہم پر اُن کی اطاعت فرض ہوگی۔

چونکہ اسلامی احکام کی اصلی بنیاد قرآن اور حدیث ہے۔ اس لئے فقہی روایتوں سے پہلے ہم قرآن وحدیث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں ان صحابہ کو جو دولتمند تھے اور اپنی دولت چھوڑ کر ہجرت کر کے چلے آئے تھے۔ اور اُن کے مال ودولت پر اہل مکّہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ خدا نے فقیر فرمایا ہے للفقراء المھاجرین الخ۔ اس فقہا نے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ جب اہل مکہ نے اُن کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا تو وہ اس کے حقیقی مالک ہو گئے۔ اس بناء پر صحابہ کو خدا نے فقیر فرمایا۔ شائد کسی کو خیال ہو۔ کہ چونکہ صحابہ کا قبضہ جاتا رہا تھا۔ اس لئے خدا نے اُن کو مفلس کہا۔ لیکن ایسے شخص کے لئے جو گھر سے نکل آئے اور اُس کے مال واسباب پر اور لوگ قابض ہو جائیں۔ اصطلاح شرع میں ایک دوسرا لفظ موجود ہے۔ یعنی ابن السبیل شامی شرح درالمختار میں جہاں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ کہ قبضہ کی حالت میں قابض لوگ حقیقی مالک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ استدلال کیا ہے۔

لقولہ تعالیٰ للفقراء المھاجرین سماھم فقراء فدل علیٰ ان الکفار ملکوا اموالھم التی ھاجروا عنھا ومن کا یصلی الیٰ مالہ لیس فقیرا بل ھو ابن السبیل۔

کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے "للفقراء المھاجرین" اس آیت میں خدا نے مہاجرین کو فقیر کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار صحابہ کے مال کے حقیقی مالک ہو گئے تھے کیونکہ جو شخص اپنے مال کا مالک ہوتا ہے۔ اور صرف اُس کا قبضہ اُٹھ جاتا ہے۔ تو اُس کو فقیر نہیں۔ بلکہ ابن السبیل کہتے ہیں۔

فقہا کے نزدیک اور دقیق [illegible] استدلال کی ہم داد دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک اس [illegible] سنجی کی ضرورت نہیں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کا واقعہ پیش آچکا تھا۔ اور اس طرز عمل سے صاف معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو غیر مذہب کی حکومت میں کیونکر رہنا چاہیئے؟

مکّہ میں جب مخالفوں نے مسلمانوں کو حد سے زیادہ ستانا شروع کیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ ہجرت کر کے حبش (ابی سینا) چلے جائیں۔ چنانچہ بہت سے صحابہ جن میں حضرت عبد الرحمن رضؓ بن عوف بھی تھے۔ حبش میں چلے گئے۔ حبش کا بادشاہ عیسائی تھا۔ جس کو اہل عرب نجاشی کہتے تھے۔ صحابہ جب حبش میں آئے۔ تو اتفاق سے چند روز بعد کسی بادشاہ نے ملک پر چڑھائی کی اور نجاشی نے اس کے مقابلہ کے لئے فوجیں بھیجیں صحابہ نے خود بلا کسی کے اپنی طرف سے ایک قاصد بھیجا۔ کہ فوج کے ساتھ جائے اور دم دم کی خبریں بھیجتا رہے۔ تاکہ اگر ضرورت ہو۔ تو ہم لوگ نجاشی کی مدد کو آئیں۔ صحابہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ پنجوقتہ نمازوں میں نجاشی کی فتح کی دعائیں مانگتے تھے۔ چنانچہ یہ واقعہ محدث طبری نے اپنی تاریخ میں پوری تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ کوئی رعایا حکومت کے ساتھ اس سے زیادہ اور کیا وفاداری اور اطاعت شعاری کر سکتی ہے؟ کیا آج گورنمنٹ کو اس سے زیادہ کچھ درکار ہے؟

اسلام کی تاریخ میں اکثر غیر قومیں اسلامی ملکوں پر قابض ہو گئیں۔ اس وقت ہزاروں فقہا اور علماء موجود تھے کیونکر ممکن تھا۔ کہ وہ اس کے متعلق فقہی احکام نہ مرتب کرتے۔ تاتاریوں نے جب تمام ایران وعراق پر قبضہ کر لیا تو اس وقت جسقدر فقہ کی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ سب میں اُن کے متعلق تفصیلی احکام موجود ہیں۔ اصل بحث یہ پیدا ہوئی۔ کہ یہ ممالک دارالاسلام ہوں گے یا دارالحرب۔ تمام فقہا نے بہ اتفاق لکھا۔ کہ جب تک اسلامی احکام یعنی نماز وروزہ وغیرہ جاری رہیں۔ اس وقت تک دارالاسلام باقی رہے گا۔ اور مسلمانوں کی وہی حالت ہوگی۔ جو اسلامی ملک میں ہوتی ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں یہ ہے :-

واما البلاد التی علیھا ولاۃ کفار فیجوز فیھا ایضاً اقامۃ الجمع والاعیاد والقاضی قاضٍ تبراضی المسلمین وقد تقررات لقاء شیٔ من العلۃ یبقی الحکم وقد حکمنا بلا خلاف بان ھٰذہ البلاد قبل استیلائھم اعلان الاذان والجمع الجماعات والحکم بمقتضی الشرع والفتویٰ والتدریس شائع بلا نکیر من ملوکھم فالحکم بانھا من دارالحرب لا جھۃ لہ باقی وہ مقامات جن کے حاکم کافر ہیں۔ تو وہاں بھی جمعہ اور عیدین کا ادا کرنا جائز ہوگا۔ اور قاضی مسلمانوں کی رضا مندی سے قاضی ہوگا۔ کیونکہ یہ طے ہو چکا ہے۔ کہ جب تک علّت باقی رہتی ہے۔ حکم باقی رہتا ہے۔ اور یہ متفقاً ہم لوگ طے کر چکے۔ کہ یہ مقامات تاتاریوں کے آنے سے پہلے دارالاسلام تھے۔ اور اُن کے قابض ہونے کے بعد اذان جمعہ اور جماعت باعلان ہوتی ہے۔ اور فیصلے شریعت کے موافق کئے جاتے ہیں۔ اور درس وتدریس بغیر روک ٹوک کے جاری ہے۔ تو ایسی حالت ان مقامات میں کو دارالحرب کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

غور کرو فقہانے اپنے اس زمانہ میں یہ فتویٰ دیا جو بت پرست تھے۔ اور جن کو لہ مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کی مناسبت نہ تھی۔ آج جبکہ عیسائی حکومت ہے۔ جو اہل کتاب ہیں۔ مسلمانوں کے فرائض مذہبی میں کوئی تعرض نہیں کیا جاتا۔ مسلمان خود عیسائی مذہب کا بڑے زور و شور سے رد کرتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ حکومت کی وہی پوزیشن ہوگی۔ جو اکبر و جہانگیر کے زمانہ میں تھی۔ اور فقہا کا یہ حکم واجب عمل ہوگا کہ ویجب علینا اتباعھم (در مختار) اور ہم پر ان کی اطاعت واجب ہوگی۔

یہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہ محض تھیوری یعنی زبانی باتیں نہیں۔ کثرت سے تاریخی واقعات شہادت دے رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا طرز عمل ہمیشہ یہی رہا۔ اور جو کہہ گئے تھے کر کے بھی گئے۔ ساتویں صدی میں جزیرہ سسلی پر عیسائی حکومت قابض ہوگئی تھی اور آخر تخت نشین حکومت تھا۔ اس وقت تک وہاں کثرت سے مسلمان موجود تھے۔ ان کا طرز عمل یہ تھا۔ کہ بادشاہ کے نہایت مطیع اور وفادار تھے یہاں تک کہ بادشاہ کو جس قدر ان پر اعتماد تھا۔ خود اپنی عیسائی رعایا پر نہ تھا علامہ ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی زمانہ میں سسلی کا سفر کیا تھا۔ وہ ان واقعات کو لکھکر کہتے ہیں۔ کہ یہاں پر تمام بڑے بڑے عہدوں پر مسلمان مامور ہیں۔ یہاں تک کہ شاہی باورچیخانہ کا اہتمام بھی مزید اعتماد کی وجہ سے مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہے۔

تاتاری جس زمانہ میں ایران و عراق پر قابض تھے۔ اکثر بڑے بڑے عہدوں پر مسلمان مامور تھے ھلاکو خان کی سفاکی اور اسلام کی دشمنی مسلمہ عام ہے۔ بغداد جو مسلمانوں کے جاہ و جلال کا کعبہ تھا۔ اسی کے ہاتھوں برباد ہوا تھا۔ تاہم اس کی حکومت کے دست باز و خواجہ رشید الدین اور علاؤ الدین جوینی تھے۔ خواجہ رشید الدین وزیر اعظم تھے۔ اور درحقیقت کاروبار حکومت انہیں کے ہاتھ سے انجام پاتے تھے۔

ہلاکو خاں کے بعد جب اس کا بیٹا آباقاآن خان بادشاہ ہوا تو اس کے دور میں بھی ان دونوں بھائیوں کا وہی احترام رہا۔ علامہ شاکر کتبی نے فوات الوفیات میں [illegible] جوینی کا تذکرہ لکھا لکھتے ہیں :۔

صاحب الاحوان [illegible] الکبیر شمس الدین کان لھما [illegible] فی دولۃ [illegible] الحشمۃ ما یجاوز الوصف

دولت خراسان کے مالک اور وزیر اعظم شمس الدین کے بھائی تھے۔ اور ابغا کی سلطنت میں یہی دونوں بھائی سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ اور اسقدر دولت وحشمت ان لوگوں نے حاصل کی جو بیان سے باہر ہے۔

روضۃ الصفا میں جہاں خواجہ شمس الدین (وزیر ہلاکو خان) کا تذکرہ کیا ہے۔ لکھا ہے :۔

"چوں اباقا خان بر سریر سلطنت قرار گرفت۔ خواجہ مشار الیہ (خواجہ شمس الدین) زیادہ از معہود و منظور شہور غاشی، یافت و شغل خطیر وزارت برقرار سابق باد مفوض گشت و خدمتش، و بعرض صائب و رائے ثابت و اقبال مساعد در اتمام مہام مملکت و ترفیہ احوال سپاہی و رعیت و اصلاح خلل و تدارک ذلل بہ نوعے شروع نمود کہ مزیدے بر آں متصور نبود۔ ملوک و سلاطین و اکابر خراسان و عراق و بغداد و شام و روم و ارمن را ملجا و ماوی شد۔

یہ اعتماد یہ رتبہ ان لوگوں نے اسی وجہ سے حاصل کیا تھا کہ جس وفاداری۔ دیانت اور لیاقت سے یہ لوگ بادشاہی خدمات بجالاتے تھے۔ خود ہلاکو خان کے ہم قوم اور عزیز بجا نہیں لا سکتے تھے۔ محقق طوسی جن کی شہرت محتاج بیان نہیں۔ وہ بھی ہلاکو خان کے معتمد خاص تھے۔ اور اوقاف اسلامی کل انہیں کے زیر اہتمام تھے۔ فوات الوفیات میں لکھا ہے :۔

"کان ذا حرمتہ وافرۃ ومنزلۃ عالیتہ عند ھلاکو وکان لطیفہ فیما یشیر بہ علیہ والاموال فی تصریفہ" ہلاکو خان کے دربار میں ان کی بڑی عزت اور نہائیت قدر تھی۔ ہلاکو ان کے مشوروں کی نہائیت قدر کرتا اور مال ان کے تصرف میں تھا۔ گو ہم پسند نہیں کرتے لیکن محقق طوسی نے ہلاکو خان کی وفاداری میں اسلام تک برباد کر دیا یعنی بغداد کا حملہ اور اس کی بربادی صرف محقق طوسی کے اشارہ سے تھی۔ ورنہ ہلاکو خان اس پر آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں اس واقعہ کو محقق طوسی کے مفاخر میں شمار کیا ہے۔

واقعات مذکورہ بالا سے تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زرین سے آج تک مسلمانوں کا ہمیشہ یہ شعار رہا کہ وہ جس حکومت کے زیر اثر رہے اس کے وفادار و اطاعت گزار رہے۔ یہ صرف ان کا طرز عمل نہ تھا بلکہ ان کے مذہب کی تعلیم ہے قرآن مجید، حدیث، فقہ سب میں کنایۃً اور صراحتاً مذکور ہے ؎

ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس فقط

۲۸ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب اخویم مکرم و معظم دام لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گرامی نامہ مشرف فرمایا۔ آپ سب صاحبوں نے جو ہماری پاک جماعت کے مخلص بھائی ہیں جس محبت و اخلاص کے ساتھ ہم درد افتادگان کی کیفیت دریافت فرمائی ہے اس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ حیدر آباد کی کیفیت جس حد تک اخبار یا خطوط کے ذریعہ آپ صاحبوں کو معلوم ہوئی ہے سچ یہ ہے کہ اس کی اصلی حالت کبھی معلوم نہیں ہو سکتی وہ نقشہ کسی طرح پیش نظر نہیں ہو سکتا جو یہاں ہمارے پیش نظر ہے ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور اس وقت بھی میدان قیامت میں ہم کھڑے ہیں اس شہر کی ایسی تباہی بربادی ہوئی ہے کہ جس کا پہلے سے کبھی وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ ۲۷ شعبان سے ۲۹ شعبان تک مسلسل بارش ہونے کے بعد یکم رمضان کی صبح کو جب یہ معلوم ہوا تھا کہ تمام شہر میں سمندر اپنی ہیبت موج کے ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے یہی پانی جو اللہ جل شانہ کے اسم محی کا مظہر اور رحمت کا نشان سمجھا جاتا ہے اس وقت ایسی قہری صورت میں تھا کہ دکن کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے نہائیت معزز و شریف خاندانوں کی عصمت مآب بیبیاں بے پردہ ہو کر ایک عالم یاس و پریشانی میں گھروں سے نکل رہی تھیں صدہا بچے اپنے والدین کے سامنے غرقاب ہو گئے اور ان سے کچھ مدد نہ مل سکی بھائی بھائی کو اور باپ بیٹے کی اور ماں بچہ کی جستجو کرتی تھی اور کچھ پتہ نہ چلتا تھا کہ کون کہاں ہے ایسے ایسے مضبوط مستحکم پل جن کو مہینوں پانی سے کچھ خطرہ نہ ہو سکتا تھا اور جن کی اوپر کی سڑکیں سطح سے بہت بلندی پر تھیں صرف تین گھنٹوں میں سمانہ ہو گئے۔ قد آدم سے زیادہ پانی پلوں کے اوپر چلتا تھا۔ بڑی بڑی عالیشان پختہ عمارتیں سطح زمین سے نابود ہو گئیں کہ اس وقت شناخت نہیں ہوتی کہ کن مقامات پر وہ مکانات قائم تھے اس طوفان نے حیدر آباد کی خوش نما شکل کو ایسے وحشتناک منظروں میں تبدیل کر دیا ہے کہ جن مقامات پر گنجان آبادی تھی اور رستہ چلنا مشکل ہوتا تھا وہاں اب ایسے عبرت خیز ویرانے ہو گئے ہیں کہ آئندہ بھی ان کے آباد ہونے کی توقع نہیں ہو سکتی صحیح اندازہ اس وقت تک نہیں ہو سکا کہ کس قدر نفوس ہلاک ہوئے ہزارہا غرقاب ہو گئے اور ہزارہا مکانوں کے نیچے دب مر گئے اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر نظر آرہے ہیں اور لاشیں اب تک نکل رہی ہیں مکانات نقدی و زیور کی مالیت کا کروڑوں میں نقصان بیان کیا جاتا ہے۔ جو لوگ رات کو ایک امیرانہ حالت میں سوئے تھے صبح کو ایک وقت کے کھانے کے محتاج ہو گئے تھے یہ سب کچھ ہوا مگر اللہ جل شانہ کا اس بے انتہا فضل کا شکر ادا نہیں ہو سکتا کہ ہماری جماعت میں بجز اس کے کہ ایک دو مکانات گر گئے اور کچھ مالی نقصان بھی ہوا تمام نفوس عزت آبرو کے ساتھ محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاکت سے بچا لیا۔ ہم لوگ ایسی سخت آفت اور پر آشوب حالت میں بھی بالکل مطمئن تھے اور خوب جانتے تھے کہ وہ رحیم و کریم محض حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہم سب کو اپنی پناہ رحمت میں لے لیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہم اور ہمارے عیال و اطفال سب خیر و عافیت سے ہیں اس وقت وہ اشتہار میرے سامنے ہے جس کا خلاصہ اس قدر اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ہمارے آقا ہمارے امام عالی مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف الفاظ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ [illegible] دیکھیگی یہ پیشین گوئی کس طرح ایسے صاف طور سے پوری ہوئی ہے کہ [illegible] اللہ قائم ہو جاتی ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ کہاں کہاں کس صورت سے پوری ہونی ہے [illegible] سے پہلے دنیا کو بیدار و خبردار کیا گیا افسوس [illegible] کی شناخت کی

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے شاہی نسخوں کے مطابق تیار ہوتا ہے قیمت فی تولہ ممیرا قسم اول عـــہ دوم سـ ـــے رسر قسم اول عـــہ دوم عـــہ قسم سوم عـــہ ہر قسم کی پشاوری لنگی اور کلاہ مجھ سے خرید و

المشتہر:۔ احمد نور کابلی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

سامان رنش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھے ریشہ دار لکڑی کے عـــہ ہینڈل کاک کین اور دو دو ہر کے بنے ہوئے نہایت پائیدار ہیں قیمت عـــہ۔ کرکٹ بیٹ ریشے دار کشمیر کی لکڑی عـــہ کین ہینڈل دو دو ربڑ کے بنے ہوئے میچ کے لئے نہایت عمدہ عـــہ۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا عـــہ

کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے عـــہ

بچوں کے ۱۲×۱۳ کیواسطے درست ایک ٹرکس
کرکٹ بیٹ ایک سال کی لکڑی کا فی سٹ ـــہ

فٹ بال عمدہ دکاراً پائیدار مضبوط بلیڈر نہایت عمدہ و پائیدار عـــہ

" کے لئے نرٹ بال " " " " عـــہ صـــہ

" " " " " " " عـــہ للعہ

" " " " " " عـــہ ســـہ

کرکٹ بال گرنٹ سون نہایت عمدہ و مضبوط چمڑے کے عـــہ

" " " " " دھاگے کے بیچ ـــہ

کرکٹ وکٹینس پریکٹس ـــہ

فی کاپی ـــہ

المشتہر:۔ مستری نظام الدین شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ دو کٹ و فٹ بال وغیرہ پہنچا۔ ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میں اسے کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔ 20/1/08

نیاز مند:۔ حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجا نپور ضلع ۔ کانگڑہ

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت واجب الوجود۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ہر کے اعتراضات کا ایک لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے اصول کی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے قیمت ۲؍

رسالہ تدبیر:۔ اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور تقدیر اور تدبیر کے فلسفہ پر خوب بحث کی گئی ہے قیمت ۲؍

دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے مل سکتے ہیں

صحت کس طرح حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماری کا سبب پیشاب کا تیزابی مادہ ہے۔ کہ جس کو کمزور اور ضعیف گردے خون میں سے فطرت جیسا چاہتی ہے اس طرح چھان نہیں سکتے ہیں کیونکہ اس پر ہی جسم کی صحت کا دارومدار ہے۔ گردوں کے ضعف اور مرض کے علامات حسب ذیل ہیں پشت میں درد۔ نیند نہ آنا۔ پیشاب کم اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا۔ پیاس ہمیشہ لگنا۔ جسم میں تکان معلوم ہونا۔ دل کی کمزوری۔ درد سر۔ پٹھوں کی بیماری۔ نظر کا دھندلا پن۔ جگر آنا۔ جوڑوں میں سخت درد۔ حافظہ خراب ہونا۔ اور جسم کی عام کمزوری وغیرہ۔ اگر توجہ نہ کی گئی۔ تو پیشاب کے امراض گٹھیہ جالندھر۔ ذیابیطس اور گردوں کا انحطاط یعنی سڑنا اور مستورات کی بیماریاں جن کو اکثر ایامی امراض خیال کئے جاتے ہیں پیدا ہوتی ہیں ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایچ کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے اعضا کو قوت بخشتی ہیں اور پیشاب کا تیزابی مادہ خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جس وجہ سے عمدہ صحت حاصل ہوتی ہے اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھئے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایچ کڈنی پلس) جو کہ ان کے لئے مجرب دواؤں کو اچھا رکھتی ہیں۔

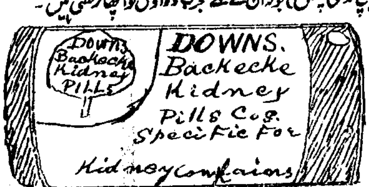

دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ساڑھے دس روپیہ۔ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں۔ یا ڈون پی۔ او۔ باکس بمبئی سے

ڈاون کا مرہم ڈونس آئیٹ منٹ۔ ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایکسیما جیسا جلدی مرض یا ابھری ہوئی یا خونی بواسیر کھجلا۔ کیڑے اور داد اور جلد کی سطح کی بیماریاں۔ خارش وغیرہ کی بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہیں تمام دوکانداروں سے عـــہ فی ڈبیہ قیمت پر مل سکتی ہیں۔

خطرہ کی علامتیں

قدرت نے خطرہ کی بہت سی علامتیں مہیا کر دی ہیں۔ کھانسی خطرہ کی علامت ہے یہ اس بات کی نشانی ہے کہ تمہارا جگر کمزور ہے وہ متنبہ کرتی ہے کہ تم جگر بروقت قوی کر لو۔

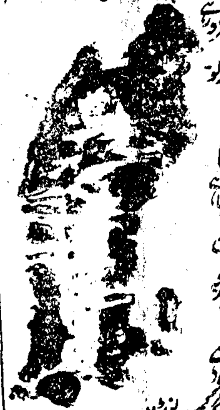

اسکاٹس املشن

خطرہ کی قدرتی ضروریات کو درست کرتا ہے وہ کمزور جگر کا علاج کر کے کھانسی کو موقوف کر دیتا ہے استعمال کے چند روز پہلے اور نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ باؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمس لنڈن

لاکھوں روپے کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد صاحب پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کی ایجاد کردہ تریاق طاعون کی ایجنسی لیکر فروخت کریں جن کی منافعہ و کمیشن سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر و مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اگر مبتلائے طاعون کے شروع ہونے سے پہلے کانوں میں چند قطرے ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد بخار چند منٹ میں دور۔ اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہو گا۔ تمام مریض بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلا کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے۔ یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ عام کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز بعد ادائے فیس اس کا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو سیکھنے کی غرض سے بغرض تجربہ منگائیں ان سے نصف قیمت لی جائے گی۔

نوٹ:۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں ذرا جبر کے مطلع فرمائیں

المشتہر

فتح الدین۔ کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز و طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکہ ہے۔ قوائے تناسلیہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کی شکایت کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون تیار کیا ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ فوراً انشاء اللہ تعالیٰ دفع ہونگے اور ہر قسم کی امراض کے لئے مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھدیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیں اگر فائدہ دے طلب فرمائیں فی بکس عـــہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے امراض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خود کشی تک پہنچا دیتے ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ مفید پائیں گے۔ نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت ۲ ماشہ عـــہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ۲؍

سنون فی دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانتوں کو مثل گوہر آبدار۔

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کا فیصلہ ہو چکا ہوتا تو امرتسری منکر کیوں پہلے شرایط ہی کی بحث شروع کرتا۔

پھر امرتسری منکر کہتا ہے کہ

"اگر جناب والا صاحب شرایط منظور فرما چکے ہوتیں تو کسکو یارہ تھا کہ شرایط کی ترمیم کی درخواست کرتا بلکہ وہ درخواست تعیین شرایط کی تھی نہ ترمیم کی"

یہ ہی ٹیڑھی جوتی میں ٹیڑھا پاؤں کا [illegible] اسکا جواب بہتر ہوگا کہ ہم نہیں خود دیں تاکہ امرتسری منکر کی تسلی ہو جاوے لیکن وہاں سے شاید جواب دینے میں دیر ہو اسلئے میں اس تحریر کا ایک ہی فقرہ لکھ دیتا ہوں جو امرتسری منکر کے خیال میں تعیین شرایط کی تحریر ہے اس سے فضیلت مآب کے اس الزام کی بھی حقیقت کھل جائیگی۔ کہ تعیین اور ترمیم میں ہم تمیز نہیں کر سکتے۔

چنانچہ مناظر اہل سنت والجماعت لکھتے ہیں "شرایط مجوزہ جناب مولوی محمد احسن صاحب بعد ترمیم منظوری سندرجہ ذیل جو شرایط میں منظور ہیں ترمیم اور منظور کے الفاظ میں نے خصوصیت سے جلی کر دئے ہیں اب ناظرین انصاف کریں اور امرتسری منکر کی حق پژوہی کی داد دیں کہ کس صفائی اور خوبی سے وہ اس درخواست کی تعیین شرایط کی درخواست بتاتا ہے اب کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ کیوں حضرت ترمیم اور تعیین میں تمیز ہم نہیں کر سکتے یا خود فضیلت مآب لوگوں کو مغالطہ میں رکھنا چاہتے ہیں یا سمجھتے ہی نہیں اب میں امرتسری منکر کی ٹیڑھی جوتی اسکے ٹیڑھے منہ پر جڑتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کیوں صاحب سچ ہے نہ کہ ٹیڑھی جوتی میں ٹیڑھا پاؤں گھسا کرتا ہے سید آتی ہیں کیا اس قسم کی غلط بیانیوں سے تم کامیاب ہو سکتے ہو کبھی نہیں؟

پھر امرتسری منکر کہتا ہے کہ "مناظر کی بعد پہلے مقرر ہو چکا تھا" اسکے لئے میں کسی لمبی بحث کی حاجت نہیں سمجھتا مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری نے کہ وہ درخواست ٹیڑھی جوتی میں ٹیڑھے پاؤں کی مصداق آپ نے [illegible] کیا اصل آپ کے دستخط میں یا فقط مناظر اہل سنت والجماعت لکھا ہوا ہے اگر مناظر کی حیثیت مقرر ہو چکی تھی تو اس درخواست پر نام نہ دینے کی [illegible]

اسکے علاوہ مولوی فاضل کے چہرہ پر جو [illegible] سے نقاب اٹھا دینے کیلئے بیان اس جواب کا آخری فقرہ درج کرنا ضروری ہے جو اسکی اس مطلب بالا درخواست ترمیم کا دیا گیا تھا۔

"بہر حال شرایط حضور کے استمزاج سے طے ہو چکی ہیں اب وقت کو ضائع نہیں کرنے دینا چاہئے فریق ثانی اپنا مناظر مخصص کرے جو مسایل مقررہ پر بحث کریگا"

اگر مناظر مقرر ہو چکا تھا تو پھر ہمیں آپ کی ترمیم شرایط کی درخواست کے جواب میں اس فقرہ کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ۱۴۔ جون تک کوئی عالم مخصص نہیں ہوا بلکہ عام طور پر یہ مشہور تھا۔ کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی ہونگے۔

اسقدر غلط بیانی سے کام لینا مولوی فاضل کو مبارک ہو اور یہ انکی فتح کا نشان۔

اسطرح یہ امرتسری منکر نے واقعات کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اور لوگوں کو اندھیرے میں رکھنا چاہتا ہے مگر وہ یاد رکھے کہ ان چالاکیوں سے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور دیکھنے والے بھی نہیں میں اس تنقید پر بمبارک کرونگا۔ ایڈیٹر الحکم کے متعلق جس واقعہ کا اظہار مولوی ثناء اللہ نے کیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ پبلک میں آئے محض اسوجہ سے کہ اسکا تعلق ہز ہائینس نواب صاحب رامپور سے تھا اور اس واقعہ کی پوری کیفیت جہاں ایڈیٹر الحکم کی جرأت اور دلیری کو ظاہر کرے گی وہاں بالمقابل واقعہ کا پہلو غالباً تاریک ہوگا اسلئے میں نے ہرگز یہ پسند نہیں کیا تھا کہ اسکے متعلق کچھ لکھوں اب جبکہ ثناء اللہ نے اپنے اخبار میں اس واقعہ کو غلط رنگ سے پیش کیا ہے میرا فرض ہے کہ میں اس پردہ کو بھی اٹھا دوں مگر اسکے لئے بھی میں مناسب نہیں سمجھتا کہ اس سے پہلے کہ یہ واقعات پبلک میں آئیں انہیں منافات سے دوسرے رنگ میں نوٹس لوں جو عنقریب انشاء اللہ پبلک کو معلوم ہو جائیگا

بہر حال جیسا کہ میں نے ظاہر کیا ہے اس تنقید میں امرتسری منکر کو پتہ لگ جائیگا۔ کہ اسکے مغالطوں پر اب پردہ نہیں پڑ سکتا امید ہے وہ [illegible]

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی صحت الحمدللہ قوم کے لئے باعث مسرت اور اللہ تعالیٰ کے حضور شکریہ کے قابل ہے۔ آپ قوم میں **وحدۃ** اور **اخوۃ** پیدا کرنیکے لئے از حد فکرمند اور ساعی ہیں۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب و صاحبزادہ بشیر احمد و میر محمد اسحاق صاحب کشمیر تشریف لیگئے ہیں مولوی سید سرور شاہ صاحب بھی ہمراہ ہیں۔

۳۔ ۱۵۔ جولائی ۱۹۰۹ء سے ڈیڑھ ماہ کے لئے مدرسہ بند ہو گیا ہے اور مدرسۃ النساء بھی تین ہفتہ کے لیے بند ہوا ہے۔

۴۔ طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام مدرسہ کے لئے چندہ وصول کرنے کے کام پر جائیں گے اسکا اعلان بھی ہوگا امید ہے جماعتیں ان کی حوصلہ افزائی کریں گی اور مدرسہ کے فنڈ جو بہت کم ہو رہے ہیں ان کی طرف توجہ کرینگی۔

جس نے دوسرے تمام علوم پر دنیا کو بیش قرار خزانہ بخشا جس نے اخلاق تصوف پر بہت کچھ لکہا وہ اس ایک شعبہ علوم میں کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتی باوجودیکہ وہ خود حکمران اور روئے زمین کے سلطنتوں میں سے سب سے بڑی سلطنت رہی ہو مگر یہ تعجب فوراً دور ہو جاتا ہے جب انسان **حقیقت اسلام** پر غور کرتا ہے اسلام انسان کو با خدا انسان بنانا چاہتا ہے اور اسکو اس عالم کے لیے طیار کرنا چاہتا ہے جو اس دنیا کے بعد آتا ہے وہ دنیا اور اس کے متعلقات کو جس کی انتہا سلطنت ہو سکتی ہے محض ایک عارضی اور ضمنی امر قرار دیتا ہے جو انسان کی ضروریات کا ایک جزو ہے اسلام اسکو مسافر کی حیثیت سے رکہنا چاہتا ہے نہ مقیم کی صورت میں یہی وجہ ہو کہ مسلمانوں نے باوجود سلطنت کے اعلیٰ مقام پر پہونچنے کے اور دنیا میں ایک کونسٹیٹیوشنل سلطنت کر کے دکہا دینے کے پولیٹکس کے فلسفہ پر بحث نہیں کی اسلیئے کہ انہوں نے سلطنت کو اپنا مقصد اصلی قرار نہیں دیا۔

یہ ایک لمبی بحث ہے اور اسکو میں اسی سلسلہ مضامین میں ضرورتاً لکھونگا انشاء اللہ العزیز

لالہ دینا ناتھ صاحب اب اگر دیانت اور انصاف کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہتے تو جب تک وہ اسلام کی حقیقت سے آگاہ نہ ہوں اور قرآن مجید کو پڑھ نہ لیں اس مضمون پر قلم نہ اٹھائیں گر میں امید نہیں کرتا کہ وہ میرے مشورہ سے فائدہ اٹھائیں بہر حال یہ سلسلہ مضامین کا ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہو سکے گا اور آریہ سماج کے پرچے بھی ناسور بن کر بہ نکلیں گے۔

سادہ سنگت

اس نام کی ایک مختصر سی مجلس یہاں قایم ہوئی ہوئی ہے۔ یہ زمانہ انجمنوں اور تعریفات بازی کا زمانہ ہے **سادہ سنگت** ایسی مجلس کا ایسے زمانہ میں قایم ہونا کوئی نئی بات نہیں مگر سادہ سنگت کی اہم غرض یہ ہے کہ وہ صدق کو عملی رنگ میں پیدا کرے اور کونوا مع الصادقین کو نصب العین رکھے انہیں مقاصد کے ماتحت ایک کام تبلیغ الاسلام کا بھی اسکے زیر نظر ہے وہ چاہتی ہے کہ **خالصہ** قوم میں اسلام کی تبلیغ کیجاوے اس غرض کے لیئے ماسٹر محمد یوسف صاحب سکہ نو مسلم نے اپنی زندگی کو آیندہ مصروف کرنا چاہا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ (جو بہر حال ہم سب کے سرپرست ہیں) نے خصوصیت سے اس کام میں مدد دینے کا عملی اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ **اظہار الحق** جو سکہ ازم پر ماسٹر محمد یوسف نے لکھی۔ اسکے طبع کیلیئے ایک بڑی رقم حضرت نے صدر انجمن کو عطا فرمائی اور دو سو صفحہ کی کتاب کو بہت ہی کم قیمت پر فروخت کرنیکا حکم دیا اسی طرح پر باوا نانک کی سوانح عمری کے لیئے بھی پورا انتظام آپنے فرمایا ہے یہ کتابیں اسوقت میں سادہ سنگت کی طرف سے لکھی گئی ہیں اور ایک اور رسالہ آریوں کے متعلق لکھا ہے انکے علاوہ آٹھ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ گورمکھی میں کئی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کیئے جاینگے سادہ سنگت کم از کم چالیس ہزار کی تعداد میں انہیں چھاپنا چاہتی ہے یعنے ہر ایک ٹریکٹ پانچ پانچ ہزار اسکے لیئے روپیہ کی ضرورت ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے نام بھیجنا چاہیئے سادہ سنگت اپنے کام کے دایرہ کو عملی رنگ میں وسیع کرنیکی خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتی ہے جو احباب اسکے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں اور اسکی ضرورت سمجھتے ہوں وہ اپنی امداد سے اسے محروم نہ رکھیں۔

رامپور کا مباحثہ ثناء اللہ کی قلم سے

رامپور کے مباحثہ کے متعلق ہم نے پہلی اشاعت میں دو مخالف کی تحریروں کی تنقید شایع کردی ہے الحدیث کے تازہ نمبر میں امرتسری منکر نے اس مضمون کی تنقید کی ہے جو بدر کی ۲۴ جون کی اشاعت میں مولوی محمد علی صاحب نے لکہا تہا امرتسری منکر اپنی چالاکیوں سے اصل معاملہ کو مشکوک کرنیکی کوشش کرتا ہے مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ہم صفائی کیساتھ اس امر کو تسلیم کرنیکو طیار ہیں۔ کہ ہم نے مباحثہ کو بند کر دیا اسکے معنے اگر یہ اور معنے ہیں تو امرتسری منکر کو خوش ہونا چاہیئے کہ ہم اسکی تاویل نہیں کرتے مگر دنیا عقلمندوں سے خالی نہیں وہ سمجھ سکتی ہے کہ جس حال میں ہم نہایت دیانتداری کیساتھ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مباحثہ بند کر دیا تو ضرور اسکے لیئے قوی وجوہات ہونگی پس ان وجوہات کی معقولیت میں کوئی کلام نہیں۔

وفات مسیح ایسا مسئلہ نہیں جس پر احمدی قوم مباحثہ نہ کر سکے ہم رامپور میں کسی انعام کے لیئے نہ گئے تہے۔ بلکہ ہم نے ایک معقول رقم اس مقصد کے لیئے صرف کی کیونکہ غرض صرف یہی تہی کہ احقاق حق ہو اور تبلیغ ہو جن لوگوں کو شکست اور فتح سے غرض ہے اور جو بٹیربازوں اور قماربازوں کی طرح مذہبی معاملات کو طے کرنا چاہتے ہیں انہیں انکے خیالات مبارک ہوں وہ اپنی فتح کا پھریرا اڑاتے پہریں۔ ہم اتنا ہی غنیمت سمجھتے ہیں کہ اس پہلو سے رامپور پر حجت پوری ہو گئی۔

اس تنقیدی مضمون میں امرتسری منکر کہتا ہو کہ شرایط گویا منظور نہ ہوئے تہے تو پہر دربار رامپور میں جو مباحثہ ہو رہا۔ آپ ہی کے بیان کے موافق بدون تصفیہ شرایط تہا۔ ہم نے اسکو خلاف ورزی شرایط کے نیچے ہی لا کر بند کیا تہا۔ مگر اب امرتسری منکر نے اور بہی وضاحت کر دی کہ وہ شروع ہی خلاف شرایط ہوا یا کم از کم بدون شرایط ہوا۔ اب دانشمند خیال کریں کہ جہاں شرایط ہی کا تصفیہ نہیں تو بدون تصفیہ شرایط مباحثہ کا جاری رکہنا کہاں تک قرین مصلحت ہے۔

امرتسری منکر نے اپنے اس بیان میں نواب صاحب پر بہی حملہ کیا کیونکہ انہوں نے فرمایا تہا کہ شرایط کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اگر شرایط

قرآن کریم اور پالٹیکس

لالہ دینا ناتھ سابق ایڈیٹر و مالک اخبار ہندوستان کے نام سے الحکم کے ناظرین واقف نہیں۔ کیونکہ انہیں یاد ہے کہ انکی گرفتاری اور قید کے معاملہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم میں انکے لیئے گورنمنٹ سے رحم کی درخواست کی گئی تہی اب رہا ہونے کے بعد کچہ عرصہ خاموش رہکر انہوں نے لاہور کے آریہ اخبار پرکاش میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک سلسلہ مضامین کا شروع کیا ہے میرا خیال تھا کہ لالہ دینا ناتھ صاحب جیسا کہ وہ عموماً ظاہر کیا کرتے تہے اسلام کے ساتھ عداوت نہیں رکھتے یا کم از کم وہ تلخ ترین عداوت نہیں جو آریہ سماج کو اسلام اور مسلمانوں سے ہے مگر میرا خیال غلط نکلا کیونکہ جبکہ ایک شخص باوجودیکہ وہ اسلام سے واقف نہیں اسلام کے خلاف قلم اٹھاتا ہے تو یہ صرف

مقتضائے طبیعت

ہی سمجہا جائیگا بہتر ہوتا لالہ دینا ناتھ اپنی جولانی طبیعت کے لیئے کوئی اور میدان تلاش کرتے اور اس نازک مضمون پر قلم اٹھانے سے پرہیز کرتے جس میں انہیں ناکام رہنا پڑیگا۔

میں اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق پر بھروسہ کرکے کوشش کرونگا کہ لالہ دینا ناتھ جی کے ان مضامین کا جواب الحکم میں شایع کروں شاید کوئی سعادت مند اس سے فائدہ اٹھالے۔

اس سلسلہ مضامین کے شروع کرنے میں مجہے افسوس ہے کہ سب سے پہلی مرتبہ لالہ دینا ناتھ کے خلاف الحکم میں لکہنے کی ضرورت پیش آئی ہے اور اسلام کا نا گوار فرض کو ادا کرنے کے محرک خود لالہ دینا ناتھ جی ہیں وہ مجہے معذور سمجہیں گے اور اگر وہ مجہے معذور سمجہیں۔ ہاں اگر انہوں نے اپنی پوزیشن کا احساس کرکے اس سلسلہ کو بند کردیا تو الحکم بہی بند کردیگا۔

میں اسکو پولیٹیکل بے ایمانی سمجہتا ہوں کہ ایک شخص کسی معاملہ سے واقف نہیں اور وہ اسپر رائے زنی کرتا ہے اور یہ بہی دانشمندی اور دیانت سے بعید ہے کہ جس معاملہ پر رائے زنی کیجاوے اسکے متعلق اس شخص کی رائے اور فیصلہ سے فائدہ نہ اٹھایا جاوے جس سے وہ متعلق ہے اسلیئے اسلام کے پولیٹکس پر لکہنے والوں کا سب سے پہلا فرض تو یہ ہونا چاہئے کہ وہ اسلام سے واقف ہوں) اور دوسرے یہ امر انکے مد نظر ہونا ضروری ہے کہ جن امور کو ایک مخالف پیش کرتا ہے۔ اسکا جو جواب مسلمانوں نے دیا ہوا ہے اس سے پوری واقفیت ہو اور اس کو کسی حال میں بہی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

مثلاً اسلام اور پولیٹکس پر لکہنے والوں نے پہلی غلطی مسئلہ جہاد پر کہائی ہے چنانچہ لالہ دینا ناتھ صاحب بہی اس مضمون کو جہاد ہی سے شروع کرتے ہیں مگر انکو اور انکے ہمخیال لوگونکو بخوبی معلوم ہے کہ جہاد کی حقیقت مسلمانوں کی طرف سے کہول کر بیان کیگئی ہے اور وہ ایک ایسی صداقت ہے کہ اسپر اعتراض ناممکن ہے مگر ہمارے یہ آزاد نویس باوجود ادعائے دیانت و انصاف پہر انہیں بودے اعتراضوں کو لیئے جاتے ہیں جنکے ہزاروں مرتبہ جواب دیئے گئے ہیں

پرکاش صاحب یا خود لالہ دینا ناتھ صاحب بتائیں کہ کیا ست کو گرہن کے لئے ہمیشہ لیار رہنے والوں کے یہی آثار اور نشان ہوا کرتے ہیں۔ اگر ان دو اصولوں کو لالہ دینا ناتھ صاحب مد نظر رکھ لیتے تو غالباً وہ اس نازک مضمون پر قلم نہ اٹھاتے لیکن اب جبکہ وہ پبلک میں نکل آئے ہیں میں ان سے مایوس ہوں کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے اسلام کو سٹڈی نہیں کیا اور اسلام اور پولیٹکس کے مضمون پر انہوں نے غور نہیں کیا یہ محض اسلیئے ہے۔ کہ بعض تحریروں میں جو آریہ سماج کو ایک پولیٹکل باڈی قرار دیا گیا تہا۔ اسکے جواب کے لیئے وہ یہ اصل اختیار کریں۔

ناظرین اس امر کو سنکر غالباً حیران ہونگے۔ کہ اسلام کی غرض و غایت قطعاً پولیٹکس نہیں ہے جو لوگ پولیٹکس سے پیار کرتے ہیں اور اسکو انسانی ضروریات یا انسانی زندگی کی منتہائی منزل سمجہتے ہیں وہ اس لحاظ سے شاید اسلام کو ناقص قرار دیں مگر یہ فیصلہ مادہ پرست اور دنیا کے فرزندوں کا ہوگا جنہوں نے انسان اور اسکی غایت کو سمجہا ہی نہیں اور جنکی نظریں دنیا سے اوپر اٹھ نہیں سکتیں۔

پولیٹکس کی کچہ ہی تعریف کیجاوے اور اسے کسی رنگ اور صورت میں پیش کیا جاوے وہ خود غرضی سے خالی نہیں۔ پولیٹکس کی انتہائی حد نیشنلٹی ہے اور اسلام کی غرض ہیومینٹی ہے جو فرق نیشنلٹی اور ہیومینٹی میں ہے وہی پولیٹکس اور اسلام میں ہے ایسی حالت اور صورت میں اسلام اور پولیٹکس کا جو تعلق ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

مسلمانوں میں بڑے بڑے جید عالم اور فلاسفر گذرے ہیں۔ انہوں نے مختلف علوم پر ضخیم کتابیں لکہکر سیر کن اور فیصلہ کن بحثیں کی ہیں مگر پولیٹکس پر اسلام میں کوئی کتاب نہیں لکہی گئی اور اگر دو چار ہوں بہی جنکا نام ہم صرف انکے بزرگ کے منہ سے سن سکتے ہیں جنہوں نے لاکہوں روپیہ کے صرف سے بڑے سے بڑا کتب خانہ جمع کیا اور کتابوں کی تلاش اور جمع میں اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ صرف کر دیا ہو وہ بہی سیاست مدنی کے ان اصولوں پر ملیں گی جو میونسپلٹیوں کے قوانین کے متعلق ہیں۔

ایسی حالت اور صورت میں فی الواقع یہہ تعجب خیز امر ہے۔ کہ وہ قوم جن سے فلسفہ کے سمندر سے ایسی قیمتی اور نایاب گوہر نکال کر باہر رکہدیئے جو آجتک اسپر کچہ اضافہ نہیں ہو سکا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

(۱) عوام سے ۔۔۔ صہ
(۲) خواص سے ۔۔۔ عہ
(۳) ہندوستان باہر سے ۔۔۔ لعہ
(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔۔۔ ۱۲

نمبر ۲۵ قادیان دار الامان ۱۴ر جولائی ۱۹۰۹ء مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ ہجری المقدس جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

اے بخیر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو انسان پر سمجھانے کیلئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا ہے اور یہ التزام کیا گیا ہے۔ کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جن سے قرآن شریف کی عظمت اور دلائل ثبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا ہے۔ حقائق و معارف قرآنی کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزا اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک تین پارے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت ہر سہ تین روپیہ ہے

تفسیر سورہ بقرہ مکمل تین روپیہ چار آنے

تصوف کا خزانہ معرفت و حقائق کا گنجینہ

(مکتوبات احمدیہ جلد اول)

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھبیس سال پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات کا مجموعہ جو نہایت محنت اور کوشش سے جمع کرکے چھاپے گئے ہیں۔ یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسائل تصوف کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرت کے آئینہ ہیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی ان کو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جائے۔ یہ مجموعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور موتیوں کے برابر تولنے پر بھی سستا ہے باایں قیمت صرف ۸

دوسری جلد حضرت خلیفۃ المسیح کے مکتوبات سے طبع ہونگے اور یہ جلد تیار ہو رہی ہے میرے پاس کردہ سامان جمع ہے۔

(تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو بحال مین پیشگی لی جائیگی

الحکم

چہ گویم بانو گرآئی چہا در مقامہا بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۲۸ قادیان دارالامان ۷ اگست ۱۹۰۹ سنہ عیسوی مطابق ۲۰ رجب ۱۳۲۷ ہجری جلد ۱۳

خلیفۃ المسیح کیا چاہتے ہیں

مجھے ایک مختصر سی سفر کے لئے آج حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اجازت کے لیے جانے کی ضرورت پیش آئی۔ اور میں آپکے حضور حاضر ہوا۔ میں نے اپنی منزل مقصود کی جماعت کے لئے کوئی پیغام پوچھا۔ فرمایا میرا پیغام تو ایک ہی ہے۔

خدا سی ڈر اور پھر کچھ کر۔

فرمایا ایک شخص نے مجھ سی پوچھا کہ مینے سنا ہی کہ آپنے کوئی نیا کلمہ بنایا ہے مینے کہا ہاں اُسنے کہا ایسی عجیب بات تو میں سننی چاہتا ہوں مینے اُسکو کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوئی کلمہ ایجاد کیا تھا اُسنے جواب دیا ہاں۔

پھر مینے پوچھا کہ اُسوقت سب سے بڑی بلا کیا تھی اُسپر اُسنے کہا کہ شرک۔ میں نے کہا یہی وجہ تھی کہ آپنے **لا الٰہ الا اللہ** کلمہ تجویز کیا اور دوسری آفت نبوت کی پرستش تھی جیساکہ حضرت مسیح کو خدا بنایا گیا اسلئے دوسرا جزو **محمد رسول اللہ** تجویز ہوا۔

اس زمانہ میں ایک خطرناک آفت ہے اس آفت کے لئے اسوقت ایک کلمہ کی ضرورت ہے بس اسکے حسب حال ہمارے امام نے ایک کلمہ رکھا۔ اُسکو جو تمہارا جی چاہے کہو۔

وہ آفت دنیا کو دین پر مقدم کرنیکی ہے اسلئے حضرت امام نے یہ تجویز کیا کہ وہ اپنی جماعت سی عہد لے کہ **"میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا"** پھر اسی سلسلہ فرمایا کہ مجھے تو **عملی حالت کی** اصلاح کی ضرورت ہے بس یہی پیغام ہے جسکو چاہو دیدو۔

پھر آپنے اور بھی بہت کچھ فرمایا۔ جنہیں توفیق ملنے پر لکھونگا بالآخر آپنے مجھے لکھ کر دیا۔

قوم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے مطلوب ہیں۔ ۱

جنکو دنیا کی ہوا بھی نہو جب مقابلہ دین و دنیا کا آکر پڑے۔ ۲

باہمت واعظ مطلوب ہیں جو اخلاص و صواب سی وعظ کریں۔ ۳

عاقبت اندیش صرف اللہ پر بھروسہ کرنیوالے دعاؤں کے قائل اور علم پر گھمنڈ کرنیوالے علما مطلوب ہیں جنکو فکر لگی ہو کہ کیا جاوے۔ ۴

(انوار احمدیہ مشین پریس باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک پریس کے چھپکر شائع ہوا)

پانچ روپے سے ۱۰ لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا باعث روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یومیہ آمدنی ۸۸ روپے تصدیق کر چکے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی نہایت مفید نہ ہو اسکی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے [illegible] روح حیات کیا چیز ہے؟ [illegible]

[illegible] شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس۲۶ برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے +

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی ۱۰
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک دو شیشی ۹

داد کا مجرب مرہم

ایکمرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے +
قیمت فی ڈبیہ (۴) محصولڈاک ایک سے ۴ تک ۵ بارہ ڈبیہ ۶

المشتہر۔ ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل دھڑا دھڑ کہاں سے کالا مال لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگوائیے اسمیں بھی ہوک ہے قوی تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بدکاریوں کی وجہ عام طور پر ضعف کی شکایت ہے یہی اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اس قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ رہیں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ طلائی طلسمی پرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت تا پہنچتی ہے ہمارا اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ وہ اس کو پائیں قیمت ۱ ماشہ عہ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۱۰ سنون دنداں۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ پاپ گڈھ ضلع دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

سرمہ نمبر ۱

یہ سرمہ نہایت مفید ہے آنکھوں کی
اکثر امراض ... دور کرتا ہے بصارت
کو قائم رکھتا ہے ... کی شکایت
قیمت فی ... نمونہ ۱

سرمہ نمبر ۲

... آنکھ ...
دھند نیا جالا ...
وغیرہ وغیرہ ...
قیمت ... نمونہ ۱

سرمہ نمبر ۳

یہ سرمہ بچوں کے واسطے خاص طور
پر مفید ہے اور دھند جالا ککروں
وغیرہ کو بہت جلد دور کرتا ہے
قیمت فی ...

منجن دنداں نمبر ۳

یہ انگریزی طرز کا بالکل تم پوڈر ہے
جرموں کو مارتا ہے اور دانتوں کو صاف
رکھتا ہے

کھانسی کی گولیاں

ان گولیوں کو منہ میں رکھ کر چوسنے
سے کھانسی ... دو تین
دن میں دور ہو جاتی ہے
قیمت ۶۰ گولی ... نمونہ ۱

سر درد کا علاج

سر درد کیسی ہی سخت کیوں نہ ہو اسکی
ایک خوراک کھانے سے ... منٹ کے اندر
آرام آجاتا ہے ...
سر درد کی دوا ... قیمت

... اس سے
... ہی ...

تمام مذہب ماتر کو ایک سلک میں منسلک کرنا تھا آج ہم جہاڑو کی سینکو کیطرح بکھرے پڑے ہیں وہ اسلام جس میں معرفت نامہ اور شانتی کے گیان کی گنگا بہنی چاہیئے تھی آج آشانتی کا کیندر (مرکز) بنا ہوا ہے وہ اسلام جس کی باد نسیم نے تمام جہان کے تپتے ہوئے دلوں پر شانت کی برکھا کی تھی آج اس میں باد سموم کے جھونکے چل رہے ہیں کیوں جواب صاف ہے۔ کہ دل ٹھیک نہیں ہمارے بزرگ تو ایسے باہمت تھے۔ کہ جنہوں نے زانی کا رہبت کر دکھلایا آہ ایک وہ تھے جنہیں تعمیر بنا آتی تھی۔ ایک ہم ہیں۔ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ دیا۔ دوستو جانتے ہو۔ کہ وہ کونسا منتر تھا جس سے سیدی و مولائی حضرت مسیح موعود نے اس بھارت دیش کو گونجایا۔ وہ کونسا جنتر تھا جس سے امام اعظم نے ہمارے دلوں کو لبھایا وہ کونسا منتر تھا جس سے امام شافعی نے ہدایت کا راہ دکھایا یا وہ کونسا منتر تھا جس سے امام بخاری نے سوتوں کو جگایا آہ ان میں کونسی قوت جاذبہ تھی جسکو دیکھکر اپنے تو اپنے بلکہ راہ چلتے مسافر بھی "من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری" کا کلمہ پکار اٹھے وہ بے بہا جوہر وہ انمول رتن "سنت نبوی" ہی تھی مگر آجکل ہم "سنت نبوی" چھوڑکر غلط راہ پر پڑ گئے محمد الدین اور محمد عبد اللہ کو چھوڑکر جارج اور طامسن پر لٹو ہو گئے دال روٹی کو چھوڑکر پڈنگ اور مٹن چوپ کے شیدائی ہو گئے ہم تنبہ کرتے کو چھوڑ کر کوٹ اور پتلون کے فدائی ہو گئے مگر سنو اور کانوں کے پردے کھولکر سنو! کہ یہ یاد رہے کیا کہتا ہے۔ "اللہ اکبر" کے نعرے سے ہی قوم کی سرخ جانکے گی یا درکھو (انگریزی) نونو گراف سے کام نہیں چلیگا جب تک ہم زنا فحش عادات کو چھوڑکر ایک بھائی کی تکلیف کو اپنی تکلیف نہیں سمجھینگے جب تک ہم دوسرے کی درد کو اپنی درد خیال نہیں کرینگے جب تک ہمارے دلوں میں قومی ہمدردی کی گونج پیدا نہیں ہوگی تب تک ہماری فتح نہیں ہوگی۔ میں پھر مکرر بلکہ سہ کرر کہتا ہوں کہ اگر ہم اندھیرے میں سانپ کو رسی سمجھکر پکڑینگے تو ہماری فتح کبھی نہیں ہوگی اور ہرگز نہیں ہوگی اب میں بہت دفعہ کہکر کہدیگا اگر آپ واقعی کہد (بہرے) ہو گئے تو پھر میرا کوئی کہنی آپکے ذمہ تر رہی۔

نر بھے۔ نرید نرنکار کا پریم پتر (ایک سادھو)

اوپدیش نمبر ۲
پرکاش کی پرخاش

پرکاش تو پرخاش میں مشہور ہی ہے اسلیئے ہمیں اسبات کا چندان افسوس نہیں "نیش عقرب نہ از پئی کین است مقتضائے طبیعتش اینست"۔ انہوں نے تو اپنے دھرم کی انتی (آزی) کو محض اسبات پر مھول کر رکھا ہے کہ زبان لائعنی کو اس اور دیدہ دہنی بیباکی سفاکی سے لوگوں کے دلوں کو دکھائیں جو اس بیباک کی پرخاش سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اسکے چیلے شلغم کا سا منہ دیکھکر لوگ ہزارہا ... صلواتیں بھیجتے ہیں اور اسکے بیچارے کو محمدا گمودا کی نیبائیش بناتے ہیں مگر ہمیں اس سے بڑھکر تو افسوس مسٹر دینا ناتھ حافظ آبادی سابق ایڈیٹر ہندوستان پر ہے جب آپنے پولٹکس میں تو منہ کی کھائی ہر دلعزیز کا نسخہ کارگر نہ ہوا گنگا گئے تو گنگا رام جمنا گئے تو جمنی داس کا منتر نہ چلا جب مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام کی منافقانہ طرز سے انکا الو سیدھا نہ ہوا تو آپکو مذہبی دنیا میں وقار حاصل کرنیکی دھن دامنگیر ہوئی "قرآن اور پالیٹکس" کی شرارت سوجھی مگر کیا ہی خوب ہوتا کہ دینا ناتھ اور اسکا ڈھولچی ایڈیٹر پرکاش پہلے اپنے کیمپ کی پالیٹکس کو سلجھاتے خیر مگر ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ پولیٹکس میں تو اس نے منہ کی کھائی تھی مگر اس مذہبی پالیٹکس میں سر کی کھائیگا سادھو کے اس اصول کو ہمیشہ اپنا دستور العمل بناؤ اپنے شیش محل میں بیٹھکر پتھر مت چلاؤ پتھر تمہارا تو صرف احتمالی طور پر ہی راہگیر کے سر کو ضرر پہنچائیگا مگر راہگیر کا پتھر تمہارے شیش محل کو چکنا چور کرکے ضرور تمہارا سر بھی پھوڑ دیگا تم راون کی طرح آسمان کو پوڑیاں مت لگاؤ کیونکہ کوئی رام چندر پیدا ہو جائیگا جو تمہارے لاؤ لشکر کو بمع تمہارے لنکے بھسم کر ڈالیگا تو کنس کی طرح عیاری مکاری ریاکاری کو اپنا شیوہ مت بناؤ کیونکہ کوئی کرشن پیدا ہو جائیگا جو تمہارے پیٹ کو چاک کر ڈالیگا اور تمہارا تمام مال مٹال باہر آجائیگا میں حضرت سلیمانؑ کی ہم زبان ہو کر کہتا ہوں کہ نیکو کاری اور نیک شعاری ہی انسانی ترقی کا زینہ ہے تم کسیکو دکھ مت دو کیونکہ تم خود ہی دکھ دیئے جاؤگے خیر میں اس جگہ وید کی دراف فی منوجی کی منوہر بانی اسلام کی جاودانی زندگانی کے متعلق عرض کئے دیتا ہوں جس کے کان ہیں وہ سنے جس کی آنکھیں ہیں وہ دیکھے وید کا حکم ہے کہ "مخالفوں کو آگ کی طرح بھسم کر ڈالو" مہا دہشتا آدی راج پرشوں اور رعایا کو چاہیئے کہ جس پر کار اگنی دیوتا ملا کسی قسم کے توقف کے تمام پدارتھوں کو ایک طرفۃ العین میں تباہ کر دیتی ہے ویسے ہی راجہ نیچ لوگوں کی بیخکنی کرنیکے لیئے اس پر کارتن کرے یہ ہے نرم پروں کے نرم نمونے یہ ہے وید کی پالیٹکس آگے اور ملاحظہ فرمایئے جیطرح لوہے کے گھن سے تمام چیزیں ٹکڑے ٹکڑے کیجاتی ہیں اسی طرح واجب نیچ لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرد دیکھو رانندی بھا شا صفحہ ۲۴۹۔ مگر کانوں کے پردے کھولکر اور آنکھوں کی عینکیں اتار کر قرآن شریف کے احکام بھی ملاحظہ فرمایئے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا (ترجمہ) اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑیں اور حد سے مت گذرو جو تم پر ظلم کریں تم اسکا "ڈیفنس" کرو کیونکہ تم مظلوم ہو۔

دوستو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اسلام کہیں پیشقدمی کا حکم نہیں دیتا اسلام کے جنگ محض دفاعی اور خود حفاظتی کے لیئے ہیں بحالیکہ دشمن کالے سانپ اور جانی دشمن ہیں مگر اسپر بھی اسلام لا تعتدوا یعنی ڈیفنس میں زیادتی نہ کرنی قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں پیشقدمی پائی جائے دوستو! وید کے منتر اور قرآن شریف کی آیت آپکے سامنے دھر دئے ہیں کیا کوئی سچا سچ ہے جو اس سے متمتع ہو کیا کوئی حق و حکمت کا ابھلاشی ہے جو اس سے فائدہ اٹھائے

نر بھے نر ویر نرنکار کا پریم پتر (ایک) سادھو

م .... جو پاپیوں کا بیڑا غرق کردیگا تم ہر کشن کیطرح خدا

اگرچہ میری رائے تو یہی ہے . . . . . کہ جو لوگ دلچسپی نہیں لیتے اور اپنی رائے کی پرستش چاہتے ہیں قومی معاملات میں دخیل ہونیکے مستحق نہیں مگر میں ان لوگوں کی دانشمندی کی تعریف کرتا ہوں جنھوں نے ابتک انہیں نہیں نکالا۔ اس سے کم از کم اس معاملہ میں انکی نیک نیتی کا پتہ لگتا ہے۔

اگر وہ لوگ خود ہی قابض اور متصرف رہنا چاہتے تو وہ کیوں انکو نکال نہ دیتے۔ کیونکہ جس حال میں وہ لوگ ممبر ہیں انکو کسی اجلاس میں آنے سے تو روکا نہیں جا سکتا؟ اور وہ حالات سے بھی واقف ہو سکتے ہیں جو شخص بدنیت ہو وہ تو چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اسکے خلاف ہیں اپنے حالات اور کاموں سے واقفیت ہی نہونے دے لیکن اگر وہ انکو واقفیت، اطلاع اور ترقی کا موقعہ دیتا ہے تو اس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اسکی نیت **نیک** ہے۔

علاوہ بریں اب تو مرزا حیرت صاحب صرف اسی بات پر شور مچا رہے ہیں کہ ان کے چند دوستوں کی رائی کی مخالفت ہوئی پھر اگر انہیں نکال دیا جاتا تو وہ شاید آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ دیکھو ان لوگوں نے اتنے بڑے قابل آدمیوں کو باہر نکال دیا۔

اس وقت پبلک کو اکسانے اور برانگیختہ کرنے کے لیئے مرزا صاحب کو شاید اچھا موقعہ مل جاتا اور وہ شاید یہی چاہتے ہوں چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ پرنس ثریا جاہ بہادر اور ان کے رفقا کو توجہ دلاتے کہ وہ کیوں اجلاسوں میں شامل نہیں ہوتے اور کیوں انہوں نے ایسی کمزوری ظاہر کی کہ ذرا سی اختلاف رائی سے گھر بیٹھ رہے۔ کیا مرزا حیرت یہ چاہتے ہیں کہ اس **تثلیث مقدس** کی ہی بات مانی جاوے؟ اور کل سفید و سیاہ کا مالک ان کو بنا دیا جاوے؟ وہ یقیناً ایسا نہیں سمجھتے ہوں گے یا کم از کم انہیں نہیں سمجھنا چاہیئے پھر قومی خدمت سے فروگذاشت تو ان لوگوں سے ہوئی ہے نہ کام کرنے والوں سے۔

یہ ہے مرزا حیرت کی اس **دلیل** کی حقیقت جو ان کے مضمون کا کل سرمایہ ہے میں آئندہ انشاء اللہ بالتفصیل دہلی کے ان معاملات پر لکھونگا۔ اور دہلی کی پبلک کو جو ان معاملات میں گمراہ کرنے کی کوشش کیجاتی ہے اور باہر کے مسلمانوں کو بھی جو مغالطہ میں ڈالا جاتا ہے اس سے بچانے کی سعی کرونگا۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔**

اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے مگر موضوع **اسلام اور مسلمان** ہے اسکے جس پہلو اور حیثیت سے وہ اسلام کی خدمت کی ضرورت سمجھتا ہے اسے اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

اسی بنا پر دہلی کے معاملات میں ایسے دخل دینے کی ضرورت ہے کیوں کہ اگر اس موقع پر دہلی کے مسلمانوں کو آگاہ اور خبردار نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ انہیں نقصان پہنچے۔

اسلئے جب تک ضرورت ہوگی اس پر متعدد مضامین شائع کیئے جائینگے انشاء العزیز۔

اور اس خیال سے کہ دہلی میں ان کی عام اشاعت ہو یہ مضامین بطریق ضمیمہ الحکم شائع ہونگے۔

بقایاداران

زرِ بقایا صاف کریں

ایک سادھو کا اوپدیش

یہہ سچ ہے کہ مین کسی اخبار کا ایڈیٹر نہین جو اپنی مضمون نویسی سے زمین و آسمان کے قلابے ملا کر ناظرین کو خوش کرون مین کسی اخبار کا نامہ نگار بھی نہین جو اپنی میٹھی اور سریلی آواز سے آپکے دل لبھاؤن اوہ! مین بی۔ اے اور ایم۔ اے بھی نہین جو اپنی علمیت اور فضیلت سے شاہراہ کامیابی کا گر تلاؤن۔ مین مولوی بھی نہین جو اپنے گیان سے ناظرین کے ہردو نکو معرفت نامہ سے سرشار کرون مین ایک بھکاری رما اگر ہون بے در ہون بے زر ہون۔ بے پر ہون ہاں اس مین کوئی کلام نہین کہ میرا پردہ قومی درد سے مجروح ہے مین قوم کا فدائی ہون۔ مین حق کا شیدائی ہون یہ شعر میرا اوٹو ہے۔

بعد مردن کے قبر ایسی جگہ ہو دوستو!
ٹھوکرین تربت پہ مارے بچہ بچہ قوم کا

اوہ ہمین بجائے خوشی کے رونا آتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ وہ قومین جن کی مذہب کی بنیادین نقش بر آب ہین وہ اس طرح فنا فی القوم ہوئے ہوئے ہین کہ انکا تن من دہن قوم کے لیے ارپن ہے نیچ سے نیچ ذاتوں کو قعر ذلت سے اٹھا کہ تہذیب کی چوٹی پر پہنچا دیا مگر اسطرف دیکھیئے اغیار تو اغیار ہم ہمارے دیکھ بھی نہیں سکتے ہم ایرشا (حسد) اور دویت سے قوم کے ہونہار نور تنوں کو جو بانی کی جگہ خون . . . سینچ کر قوم کی جڑ کو پتال تک پہنچا رہے ہین ہم انہیں مٹی مین پھینک رہے ہین ہائے ہم مین وحدت نہین اجتماع نہین اخوت نہیں اتفاق نہین ہائے ہم باوجود ایک ہی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ گویا ہو کر ہم باوجود ایک خدا کے پرستار ہو کر پھر ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی ڈفلی بجا رہا ہے آہ! وہ اسلام جس نے

یا نہیں اور کبھی کسی قسم کی بد دیانتی کے جرم میں وہ ماخوذ تو نہیں ہوا اور اسکے ذاتی۔ **وجاہت** اور مالی حالت ایسی ہے یا نہیں جو اسپر اعتبار کیا جا سکے کہ وہ خود تو اپنی ضرورتوں میں خرچ نہیں کر لیگا اور پھر گورنمنٹ کے تمامی احکام اس پر وثوق اور اعتماد کئے گئے ہیں یا نہیں ؟ اور بالآخر یہ کہ خود مسلمان بھی ان پر بھروسہ کرتے ہیں۔ دیکھنے کے قابل تو یہ امور ہیں افسوس کہ مرزا حیرت صاحب ان کا ذکر بھی نہیں کرتے اور رونا یہ رو رہے ہیں کہ وہ مختلف اوقاف کے ممبر ہیں۔ کیا مرزا حیرت صاحب یہ چاہتے ہیں کہ دہلی کے اوقاف کی آمدنی بھی ان کے سپرد کیجائے تاکہ وہ اسلامیہ پبلشنگ کمپنی کے حصوں کی خرید میں لگا دیں۔ میں انکی ساری تحریروں کا یہ نتیجہ نکال سکا ہوں کہ ان کو **حاذق الملک** خان بہادر محمد حسن خان صاحب۔ نواب فیض احمد خان صاحب۔ مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد۔ اور مولوی عبد الاحد مالک مطبع مجتبائی کے ساتھ خاص طور پر کد ہے اسکی وجہ مجھے قادیاں بیٹھے ہوئے آسانی کے ساتھ معلوم نہیں ہو سکتی۔ لیکن جو وجہ مولوی عبد الاحد صاحب سے رنجش کی مرزا حیرت نے مجھے زبانی بتائی ہے وہ آئندہ میں اس سلسلہ مضامین میں ظاہر کروں گا اور اپنے تنقید لکھونگا اور اس ضمن میں وہ مکالمہ بھی درج کرونگا جو میرا مرزا حیرت صاحب سے دہلی کے معاملات کے متعلق ہوا۔ بہرحال پانچ بزرگ ہیں جنکے خلاف مختلف پیرایوں میں مضحکہ خیز مضامین لکھے جاتے ہیں میں نے بہت کوشش کی کہ ان مضامین میں کوئی کام کی بات نکلے مگر افسوس ہے کہ میرا **فکر قاصر رہا**۔

یہ سچ ہے کہ یہ بزرگ دہلی کے اوقاف کے ممبر ہیں۔ اور جہانتک میرا خیال ہے اور بہت سے لوگ ان اوقاف کے ممبر ہیں مگر دلچسپی نہیں لیتے اور یہ دلچسپی سے ایک کام کرتے ہیں۔ انکا اتنا ہی قصور ہے دوسرے ممبروں کے متعلق مرزا حیرت صاحب خود لکھتے ہیں کہ وہ جو غیر بدنصیب ممبر بننے کے بعد ان کے جلسوں میں شریک ہوتا ہے اور اس کی ہر رائے کو شکست ملتی ہے تو پھر وہ شرمندہ ہو کے جلسوں میں آنا چھوڑ دیتا ہے مثال کے طور پر ہم خان بہادر محمد اکرام اللہ خان صاحب شہزادہ مرزا ثریا جاہ بہادر و ڈپٹی عبد الحمید خان صاحب کو پیش کرتے ہیں جنہوں نے سالہا سال سے اس جماعت کے مقابلہ میں فتحپوری کے جلسوں میں شریک ہونا بند کر دیا ہے"۔

یہ اقتباس جو میںنے ۲۴ رجون کے کرزن گزٹ سے لیا ہے **دہلی کی حالت زار** پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ مرزا حیرت صاحب کے طفیل عام مسلمان پبلک کو وہ دہلی کی ہو یا باہر کی یہ رائے قائم کرنے میں برسر حق سمجھنا چاہیئے کہ در اصل ان تنازعوں کی وجہ ان ممبروں کی عدم شمولیت ہی ہو۔

میں سر دست باور کرنے کے لئے طیار نہیں مگر اس اقتباس سے بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ ان بڑے لوگوں کی کوئی رائے یا تجویز دوسرے ممبروں کے مقابل چل نہیں سکی اور وہ شرمندہ ہو کر اب سالہا سال سے جلسوں میں تو جاتے نہیں اسلئے یہ کارروائی شروع ہوگئی کہ باقیوں کو بدنام کیا جاوے۔ اس معاملہ میں ان بزرگوں کی پوزیشن بہت نازک ہے اور **شہزادہ صاحب** خان بہادر محمد اکرام اللہ خان صاحب اور ڈپٹی عبد الحامد خان صاحب کو اپنی پوزیشن عام طور پر اس معاملہ میں صاف کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ مرزا حیرت صاحب کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایک قسم کا رنج ہے اور کیا عجب اس رنج کے اظہار کا یہ طریق اختیار کیا گیا۔ یہ معاملہ تو بزرگان موصوف کی ذات سے وابستہ ہے وہ خود اسکو صاف کرینگے لیکن جن لوگوں کا یہ حال ہو کہ وہ اپنی رائے کی ایسی اہمیت سمجھیں کہ کسی حال میں اس کا خلاف ہی نہ ہو اور اگر خلاف ہو تو قومی کاموں میں حصہ لینا چھوڑ دیں کیا ضرورت ہے کہ وہ قومی کام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیئے جاویں ؟ مرزا حیرت یا ان کے رفیق سوچ کر جواب دیں۔ اگر محض اخلاص اور للہیت سے کام کیا جاتا ہے تو ایک رائے نہیں ہزار رائے کی بھی مخالفت ہو ہم کو اپنے کام سے الگ نہیں ہونا چاہیئے۔ ان بزرگوں کا فرض تھا کہ وہ بدستور اس کام میں حصہ لیتے اور اپنی مفید رائوں کے پیش کرنے میں تساہل نہ کرتے اور اس بات کی پرواہ نکرتے کہ کوئی انہیں مانتا ہے یا نہیں ؟ نہ ماننے والے اگر محض ضد یا کسی ذاتی غرض سے انہیں رد کرتے تو وہ اللہ تعالی کے وبال کے نیچے تھے لیکن اگر انہوں نے خدا ہی کے لئے انہیں رد کیا تھا تو وہ بھی بری الذمہ تھے۔ **اخلاص** سے کام کرنے والے کے لئے تو یہ سوال ہی نہیں ہو سکتا کہ اسے کوئی مانتا بھی ہے یا نہیں ؟

کیا مرزا حیرت صاحب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں **اوقاف** کو دینا چاہتے ہیں جن کو اپنی رائے کے ماننے پر اتنا اصرار ہو کہ اگر نہ مانی جاوے تو وہ اجلاس میں آنا چھوڑ دیں دنیا میں کوئی دانشمند آدمی تسلیم نہیں کر سکتا کہ اپنی رائے کی ذرا بھی مخالفت نہ سننے والے بھی کوئی قومی کام کر سکتے ہیں ؟ میں نہیں یقین کرتا کہ مندرجہ بالا بزرگوں کی یہ حالت ہو لیکن اگر یہ سچ ہے تو نہایت قابل افسوس ہے اور وہ پرنس ثریا جاہ صاحب نہیں کوئی ہوں قومی درد اپنے پہلو میں نہیں رکھتے۔

اسکے ساتھ ہی مرزا حیرت صاحب کو یہ ناگوار معلوم ہوا ہے کہ کیوں ان لوگوں کو الگ نہیں کیا جاتا ؟

ضمیمہ الحکم

(نمبر اول)

گفتن نتوانیم و نہفتن نتوانیم

یوں تو ہر جگہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر اور پراگندہ ہے اور انمیں باہم حسد و بغض اس درجہ تک پہنچا ہوا ہے کہ **قومی** کام سخت خراب ہو رہے ہیں مگر **دہلی** میں یہ بلا آج کل خطرناک طور پر پھیل رہی ہے دنیا میں کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ انکے دل میں اپنی قوم کے لئے درد اور سر میں فکر ہوتا ہے۔ اور ایک وہ ہیں کہ خود تو کچھ کر نہیں سکتے مگر کرنیوالوں پر ہمیشہ نکتہ چینی کرنا اور انہیں بدنام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں نکتہ چینی کرنا آسان اور کام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جو لوگ نکتہ چینی کرتے ہیں (اگرچہ یہ کلیہ قاعدہ نہیں) مگر علی العموم انکی نکتہ چینی حسد یا ذاتی اغراض پر مبنی ہوتی ہے۔ اسلئے وہ ایسے حیلے تلاش کرتے رہتے ہیں جس سے انکو بدنام کیا جاوے اور جب اسکی تحقیقات کیجاوے تو اسکی تہ میں ایسے امور نکلتے ہیں جو نہایت شرمناک اور قابل نفرین ہوتے ہیں۔ کام کرنیوالے آدم زاد ہوتے ہیں انسے غلطیاں کا ہونا ممکن ہے مگر اس سے ہر وقت یہ نتیجہ نکال لینا کہ وہ بدنیتی سے ایسا کرتے ہیں بڑی بیہودگی ہے۔

کسی لمبی تمہید میں نہ جاکر میں **دہلی** کی موجودہ حالت زار پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

دہلی میں **مرزا حیرت** صاحب ایک بزرگ ہیں جنکی قلم اور زبان سے ہندوستان میں بجز کا کوئی لیڈر یا ریفارمر اور کوئی بڑا آدمی نہیں بچا۔ وہ اپنی دوکان اور اخبار کی رونق اسی میں پاتے ہیں کہ کسی نہ کسی گروہ کی مخالفت کرتے رہیں۔

انہوں نے چھاپہ خانہ کی ایک کمپنی بنائی ہے جسکے خطرناک مقدمات آج کل عدالت میں دائر ہیں جن میں سے بعض میں مرزا حیرت **فرد قرارداد جرم** لگ چکا ہے باوجود ان باتوں کے **مرزا حیرت** کے اخبار کا بہت بڑا جزو **دہلی** کے مسلمانوں بدنام کرنے اور بہتان باندھنے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری اس تحریر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ گالیاں میرے حصہ میں بھی آجائینگی۔ مگر میں اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اسلئے کہ گالیاں یا کوئی امر **مجھے حق کہنے** سے کبھی نہیں روک سکتا مرزا حیرت نے ترجمۃ القرآن کے وقت جب ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے جھگڑا لگا رکھا تھا اسوقت الحکم نے اپنی بے لاگ رائے دیتے ہوئے ڈپٹی صاحب کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور اور اسکے مخالفین کے جھگڑے کے وقت، باوجودیکہ ان میں بڑے بڑے آدمی تھے الحکم اپنی سچی رائے ظاہر کرنے سے نہیں رکا۔ انجمن مجاہدین لاہور کے متعلق مستشار العلماء کی غلطی کے اظہار میں اس نے پرواہ نہیں کی۔ اور ایسا ہی اب بھی وہ نہ **مرزا حیرت** کی مخالفانہ تحریروں کا لحاظ کریگا۔ اور نہ اس پارٹی کی بے جا جنبہ داری کریگا جسکے خلاف مرزا صاحب لکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے فہم اور فراست علم اور واقفیت کی بنا پر نیک نیتی سے ایک رائے دیگا جس میں وہ **مسلمانان دہلی** کو گمراہ ہونے سے بچانے کی کوشش کرنی چاہتا ہے۔

دہلی کے ساتھ جو ہمارا تعلق ہے وہ اتنا ہی ہے کہ اس شہر سے سب سے پہلے ہمارے سید و مولا و آقا امام ہمام اور رہبر **کفر کا فتوی** دیا گیا اسوقت نہ مرزا حیرت اور نہ ان لوگوں کو جو **دہلی** کا جسم ہیں یا عرض کسی کو بھی یہ ہرگز خیال نہ آیا کہ ایک مسلمان کو کافر بنانے میں جلدی نہ کرو باوجود اس کے کہ ہمیں **دہلی** سے محبت ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ دہلی تو ایک طرف کسی جگہ کے مسلمانوں کی حالت بھی بگڑے اور انمیں تفرقہ پیدا ہو۔

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعویٔ حب پیمبرم

مسلمانان دہلی جو دکی حالت میں ہیں اور جیسا کہ سنت اللہ ہے بعض نفوس وہاں ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کی دینوی حالت کی اصلاح اور گورنمنٹ کے ساتھ انکے تعلقات وفادارانہ استحکام میں لگے رہتے ہیں اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے اور اسکے بعد کے حالات دہلی جیسے شہر میں اسی ضرورت کو اہم بتاتے ہیں کہ بجائے اسکے کہ ایسے لوگوں کے خدمات کی قدر کیجائے اور مسلمانوں میں احسان شناسی کا شیوہ پیدا کیا جائے کوشش یہ جاری ہے کہ انکو بدنام کیا جائے۔

میں نے کرزن گزٹ کے وہ تمام مضامین پڑھے ہیں جو رؤساء دہلی کے خلاف لکھے گئے ہیں اور ان میں ایک ہی بات کو بات کو بار بار دہرایا جاتا ہے کہ انہوں نے شہر دہلی کے اوقاف پر قبضہ رکھا ہے اور اس جماعت کا ایک ممبر آٹھ آٹھ دس دس **اوقاف کا ممبر** ہے۔

سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ جو کیا جاتا ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ اعتراض کیا حقیقت رکھتا ہے۔ آنریبل خان بہادر محمد شفیع صاحب کے جدید اعزاز کی مبارکباد دیتے ہوئے معزز ہمعصر زمیندار نے ان کے عہدے اور کام گنائے تھے اور وہ ایک درجن کے قریب تھے۔ اب ایک شخص اگر مستعدی سے کام کرتا ہے اور اسکے قومی امور میں دلچسپی اور مذاق ثابت ہوتا ہے، یا کچھ اور۔ یہ امر ایسے معاملات میں غور طلب نہیں ہوتا کہ ایک شخص دس یا بارہ اوقاف کا ممبر ہے بلکہ قابل غور یہ امر ہے کہ آیا وہ شخص اپنی دیانتداری اور نیک نیتی کے لئے مشہور ہے

سے تسلیم نہ کرلو - اسلئے اگراس آیت کے حکم کے بموجب محمدؐ رسول اللہ کے نائب مسیح موعودؑ کے جانشین کو احکام الٰہی کی بجا آوری کا ذریعہ سمجھکر اپنا حاکم بنالیویں اور اپنے سارے تنازعات اور خصومتوں میں اسکے فیصلہ کو خوشی سے مان لیویں تو ہمارے دین اور دنیا کی بہتری ہو سکتی ہے -

سو اے احمدی جماعت ! اے آخرین منہم کے گروہ جبکہ تمنے خدا کے مسیح سے یہ عہد کرلیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے تو تم کیوں اپنے سارے معاملات اور تنازعات کو اپنے موجودہ خلیفہ کے روبرو پیش نہیں کرتے - اور خدا و رسول کے حکم برخلاف دنیاوی عدالتوں میں ذلیل ہوتے ہو -

ہمارے ملک کے بہی خواہ تو اس امر کے درپے ہیں کہ ہمارے تنازعات پنچایتوں کے ذریعہ فیصل ہوا کریں - چنانچہ گورنمنٹ کے حضور اسکا مشورہ درپیش ہے اور تم کیوں اپنا فیصلہ اپنے مذہبی پیشوا سے نہیں کراتے -

یہ خوب یاد رہے کہ ہمارے سلسلہ میں جب تک ہمارا دینی حاکم موجود رہیگا اور ہم اُسکی حکومت دین کے سچے دل سے اطاعت اور فرماں برداری کرتے رہینگے ہم کبھی گمراہ نہیں ہونگے اور نہ ہمکو کوئی دنیاوی مشکلات (مقدمات وغیرہ) درپیش آئینگے اور اسلام ایسے ہی ترقی کرتا رہیگا - جیسا کہ خلفاء راشدین کے وقت کی تھی - کیونکہ انسان کے لئے ایسی حکومت سے آزادی ہی ایسی بلا ہے جو اسکو قعر ضلالت میں پھینک دیتی ہے اور

اس آزادی ہی کے باعث اسکی بہیمیت اسکی گردن پر سوار ہوجاتی ہے اور شیطان کے پھندے میں پھنس جاتا ہے -

اسیواسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے جو شخص میری ہدایت پر عمل کریگا وہ گمراہ اور شقی نہوگا - اور اس ہدایت پر عمل کرنے کیلئے قرآن شریف کا کاغذ اور حروف کچھ کام نہیں دے سکتے اور ان کاغذات کی موجودگی ہی میں مسلمان شتر بے مہار ہوکر وادی ضلالت میں بھٹکتے پھرے -

مگر جب خدا تعالیٰ نے اپنے مستمرہ قاعدہ کے بموجب ہم میں سے ایک شخص (مرزا صاحب) کی قابلیت دیکھکر ہمپر خلیفہ مقرر فرمایا تو دیکھہ لیں اسلام کا کیسا نورانی چہرہ چمکنے لگا - اسیطرح اگر ہم ہمیشہ اس الٰہی قانون کی پابندی کرتے رہینگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے -

کیونکہ ہمپر ایک ایسا حاکم نگران رہیگا جو ہمارے ہر ایک فعل اور عمل کی درستی کرتا رہیگا اور ہماری روحانی ترقی کے وسائل پیدا کرتا رہیگا -

اگر ہم اس حکومت آزاد ہوگئے تو ہم پھر اُسی گڑھے میں گرینگے جہاں سے ہمکو حضرت مسیح موعود صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے نکالا ہے -

غلام احمدؐ از کاٹھگڈھ
ضلع ہوشیار پور

احمدی جماعت کے جلسے

جہانتک مجکو احمدی جماعت کے جلسوں میں شامل ہونیکا فخر حاصل ہوا ہے یا بذریعہ اخبارات اُن جلسوں کی تحریری کارروائی کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو یہی ثابت ہوا ہے کہ فلاں صاحب نے توحید پر ایسا وعظ کیا اور فلاں حضرت نے صداقت اسلام پر ایسا پر اثر لیکچر دیا - وغیرہ وغیرہ - اگر یہ جلسے اسی غرض کے لئے منعقد ہوتے ہیں تو یہ مطلب تو عمدہ طرح سے حاصل ہو رہا ہے -

مگر موجودہ زمانہ کے دیگر جلسوں اور مجلسوں کو جب دیکھا جاتا ہے تو اُنمیں یہ کارروائی ہوتی ہے کہ اُس مجلس کی مشترکہ اغراض کی کسی عملی تکمیل کے لئے تجویزیں پیش ہوتی ہیں اور اُنمیں سے ایک تجویز کو پیش کرکے رائے زنی ہوتی ہے اور اخیر پر وہ تجویز کثرت رائے سے پاس ہوتی ہے اور اسکی عملی کارروائی کے لئے کوشش ہوتی ہے -

ہمارے امام و مقتدا کی بعثت کی اصلی غرض صرف قرآنی احکام کی تعمیل تھی یا اسلام کے دشمنوں سے اُسکی حفاظت سو اپنے یہ دونوں کام اپنی زندگی میں پورے کرکے دکھا دئے - اور وعظین بھی زیادہ پر اثر اسی شخص کی تھیں جو قرآنی احکام کا عملی نمونہ تھا - یا اُنکے دوسرے نمبر پہ ہمارا نور دین ہے اور محمود ہے -

میری اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ ہمارے دیگر واعظوں کے وعظ میں اثر نہیں ہے یہ بھی پر اثر ہیں مگر ہمکو اپنے امام کی اُسی پہلی غرض کی تکمیل میں جد و جہد ضروری ہے کیونکہ ہماری جماعت میں ابھی بہت سی کمزوریاں اور فروگذاشتیں باقی ہیں جو سراسر حکم قرآنی کے خلاف ہیں اور اُنکے دور کرنے کیلئے یہ بھی

دنیا کو دکھلا دیا کہ دنیاوی حکومت اسطرح ہونی چاہئے۔ اور روحانی مدارج یوں حاصل ہوتے ہیں۔

چنانچہ خلافت راشدہ کا نمونہ اسکا عملی گواہ موجود ہے۔ موجود زمانہ کے عقلا اور فلاسفروں نے دنیاوی انتظام سلطنتوں کے متعلق اکثر امور میں انہی کی تقلید کی ہے۔ گو وہ اسکو تسلیم نکریں۔ آنحضرت کے خلفائے روحانی اور جسمانی ترقی کا راز عملاً کھول کر دکھلا دیا۔

اسوقت کی ظاہری سلطنتوں کے احکامی امور جمہوری سلطنت۔ مجلس تقرری کا تقرر۔ اور محکوم قوموں کی آزادی۔ رعایا کی حفاظت۔ اور عمارات بند وبست۔ صرف انہیں کی پیروی کا نتیجہ اگر کوئی متعصب مخالف اس امر سے انکار کرے تو ہمکو چھٹی صدی عیسوی سے پہلے کی کوئی قواعد انتظام سلطنت دکھلائے۔ پھر ہم مان لینگے کہ یہ فلاسفروں کا عقلی چراغ ہے۔

اب میں اس مضمون میں لفظ خلافت کی تحقیق کرتا ہوں۔ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ اور قدرت کا اس حکم انی جاعل فی الارض خلیفہ سے یہی منشاء تھا کہ بنی آدم میں اسکی روحانی ترقی اور درستی اخلاق وحسن معاشرت کے احکام اپنا ایسا جانشین مقرر کرے جو اسکی منشاء کے مطابق بنی نوع انسان کی اصلاح کرتا رہے چنانچہ وقتاً فوقتاً اسکے خلفاء آتے رہے اور نشاۃ انسانی کو الہام الہی کے بموجب ہدایت اور تبلیغ کرتے رہے گو بہت سی خلفا کو اپنے مقاصد میں کم کامیابی ہوئی۔ مگر یہ سلسلہ برابر جاری رہا اور ان خلفا کی نافرمانی کے باعث بہت سی قومیں خدا کے عتاب اور عذاب میں بھی آتی رہی ہیں آخر زمانہ میں جو خلیفہ مقرر ہوا اسنے تمام جنس انسانی کو قولاً اور فعلاً قدرت کی منشاء سے آگاہ کر دیا۔ خلیفہ ہونے کا استحقاق اسی شخص کو ہے جو روحانی قابلیت رکھتا ہو۔ اسلام کا تنزل اسی وقت سے شروع ہے جب سے تقرر خلیفہ کا قاعدہ اسلام سے موقوف ہو گیا۔

جب تک خلافت کا قاعدہ اسلام میں جاری رہا اس مذہب نے معاش ومعاد میں کیسی ترقی کی۔ مگر جب یزید جیسے ناخلف لوگوں نے الہی نیابت کو موقوف کرکے شخصی سلطنت طریقہ جاری کر لیا اسیوقت سے اسلام میں ضعف آنا شروع ہو گیا۔ اور اس درجہ تک ضعیف ہو گیا کہ صرف اسلام نام باقی رہگیا اور اسلام موجودہ زمانہ کے کفار قوموں کے رنگ میں رنگے گئے اور اسلام کے محافظ مولوی صاحبان جو اپنے لئے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سند پیش کرتے ہیں۔ نادان دوست ثابت ہوئے اسلئے خداوند تعالے نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون۔ یا وعدہ استخلاف عین اسکے بانی کی پیشگوئی کے مطابق اس دجالی زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی کو خلیفہ مقرر فرمایا اور شرف مکالمہ بخشا۔ اور حضرت ممدوح نے بموجب حکم قرآنی مسلمانوں کی ایک جماعت قائم کرکے اسلام کی اصلی صورت پیش کر دی اور دشمنان اسلام کو دلائل اور براہین کے حربہ سے شکست فاش دیکر اسلام کی حفاظت کا پورا سامان کر دیا اور مفوضہ خدمت ادا کرکے اپنے مولا سے جا ملے۔

اب یہاں یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ خلافت کے لئے کسی دنیاوی حکومت کی بھی ضرورت ہے؟ جہانتک اس سوال پر غور کیا جائے اسکا یہی جواب ہو سکتا ہے کہ اگر اب بھی ہم خدا کے فرستادہ مسیح موعود کے جانشین کی روحانی حکومت کو تسلیم کریں اور آئندہ ہمیشہ کے لئے یہی سلسلہ جاری رہے اور وہ ہم میں الہی قانون کے مطابق حکم کرتا رہے تو ہمکو دنیاوی حکومت کی ضرورت ہی نہیں۔ ہماری موجودہ دنیاوی حکومت ہماری جان ومال کی حفاظت اور ہماری مذہبی آزادی کی ذمہ وار ہے اور نہایت منصفانہ طور سے ہمپر حکومت کر رہی ہے۔

اور اسکی اطاعت بھی ہمارا فرض ہے مگر ہمکو چاہئے کہ اپنے ساری معاملات اور تنازعات میں قرآن اور محمد رسول اللہ کی حکومت کو اپنے اوپر بموجب وعدہ وقت بیعت (کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے) بکلی وارد کر لیں اور ہمارا خلیفہ ہمکو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ماتحت رکھے۔

پھر دیکھ لیں کہ اسلام کیسے ترقی کرتا ہے ہمکو خداتعالی ارشاد فرمایا۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ مسلمانوں دیکھا تمہارا خدا تمکو کیا حکم دیتا ہے۔ تم تو ایمان والے ہی نہیں ہو سکتے جب تک تم محمد رسول اللہ صلعم کی حکومت (جن کا حکم دینے والا تمہارا خلیفہ ہے) اپنی دلی خوشی

سالانہ رپورٹ کا انحصار بھی تو مالی سال ہی پر ہوتا ہے جبکہ سال ستمبر میں ختم ہوجاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ رپورٹ بھی ستمبر ہی تک کی ہو اور میری سمجھ میں ہوگا بھی ایسا ہی اسلئے اکتوبر کا مہینہ میں بطور سالانہ رپورٹ کے شائع ہوجایا کرے۔

اور بجٹ کے ساتھ صرف مختصر اشارات کافی سمجھے جایا کریں جس سے اس کام کے مفید یا غیر مفید یا ضروری اور اشد ضروری کے نتائج قوم اخذ کرسکے۔

غرض بجٹ پر پورا غور ہونا چاہئے۔ اور اسکے متعلق احمدی انجمنوں کو کامل فکر کے بعد رائے دینی چاہئے۔

اور معقول عرصہ پیشتر یہ بجٹ احمدی انجمنوں کے پاس بھیجنے کی کوشش کیجایا کرے۔

خلافت

علے خداوند تعالی نے انسان کو دو قوتوں۔ ملکیت۔ بہیمیت۔ کا مجموعہ بنایا ہے۔ بہیمیت ایسی قوت ہے جسکے بے موقعہ استعمال سے بہت سی فساد اور خونریزیوں کا اندیشہ ہے۔ اسیواسطے فرشتوں نے خدا کے اس ارادہ پر کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ عرض کیا تھا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء مگر اس انتظام کے متعلق اسکے پیدا کرنیوالے کو بخوبی علم تھا اسلئے ارشاد فرمایا۔ انی اعلم ما لا تعلمون اور ملکی قوت کو غالب کرنے اور بہیمی طاقت کے مناسب استعمال کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ بنی آدم میں سلسلہ خلافت (نبوت) قائم کرکے ارشاد فرمایا اما یاتینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔

بنی آدم کو ان دونوں قوتوں کے علاوہ ایک اور جوہر لطیف عقل عطا فرمایا اور اسی جوہر کے باعث انسان الہی احکام کے تعمیل کا مکلف کیا گیا۔

مگر عقل کی مثال آنکھ کی ہے کہ آنکھ میں قوت بصارت تو موجود ہے مگر بلا امداد دوسری روشنی کے مثلاً آفتاب کی روشنی یا چراغ و مشعل کے کچھ دیکھ نہیں سکتی۔

ایسا ہی عقل بھی بدیہات اور محسوسات کو بلا امداد وتجربہ کے جانچ نہیں سکتی۔ اور اشیاء غیر محسوس اور غیر مرئی۔ جیسا کہ خدا کے ذات اور صفات کا علم یا روح کی کیفیت یا آئندہ آنے والے عالم کی واقفیت یا خدا کی رضامندی اور نارضامندی کی سمجھ عقل بلا اعانت کسی دوسرے معاون کے معلوم نہیں کرسکتی اور اسکا وہ معاون الہام الہی ہے۔ اسلئے قوت بہیمیہ کے قابو رکھنے اور ملکی قوت اور روحانی ملکہ کی ترقی کے لئے الہام الہی کا ہونا ضروری تھا اور اسکے اظہار اور صدور کا ذریعہ وہی لوگ ہوسکتے ہیں جو خدا کی طرف سے خاص فطرت پاکر پیدا ہوتے ہیں اسواسطے خاص خاص بندوں کو مخصوص فرماکر حکم دیا کہ تمہارے پاس تم میں سے میرے رسول آوینگے اور میری آیتیں تمکو پڑھ کر سنائینگے اور تمکو پاک کرینگے۔ اور تمکو حکمت اور دانائی کی باتیں سکھلائینگے۔ چنانچہ اسی قاعدہ کے بموجب بنی آدم میں سے خدا کے مرسل وقتاً فوقتاً آتے رہے اور اپنے آمر کے حکم ان لوگوں کو جنکے لئے وہ مبعوث ہوئے سناتے رہے۔ جن لوگوں نے اس خلیفۂ وقت (نبی) کی اطاعت کی وہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کے وعدہ کے حقدار ہوگئے۔ اور جنہوں نے بہیمی قوت کے محکوم ہوکر ان مرسلوں کی ہدایت پر عمل نہ کیا اور ما وجدنا علیہ آباءنا کہہ کر وہ ہدایت سے دور اور اسکے عذاب کے مستحق ٹھہر گئے۔

انسانی فطرت پر غور کرنے سے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انسان کسی حکومت کے ماتحت رہے۔ حکومت سے آزاد رہنا اسکی بہیمیت کو کھلا چھوڑ دینا ہے۔ جو ساری برائیوں اور فسادوں کی بنیاد ہے۔

گو بنی آدم نے اپنے ظاہری اور جسمانی انتظام کے لئے سلطنت کا سلسلہ قائم کیا مگر چونکہ انتظام کے ساتھ عقل کا وہ زبردست اور قوی رہنما (الہام) معاون نہیں تھا اسلئے انکی بہت سی غلط کاریوں اور خود رائیوں سے مخلوق الہی پر بہت سے مظالم اور فساد برپا ہوئے۔ لیکن چونکہ قدرت کو اپنا کامل انتظام روحانی اور جسمانی قائم کرنا منظور تھا اور عقل انسانی بھی اس درجہ کے قریب پہنچگئی تھی کہ اس انتظام کے حسن و قبح کو بخوبی سمجھ سکے اخیر زمانہ میں ایسے ملک اور قوم میں جو انسانی خصلتوں سے معرا تھے۔ ایسے شخص (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) جو ظاہری عقل و علم و تجربہ سے امی محض تھے۔ بذریعہ وحی اپنا کامل اور مکمل ہدایت نامہ دیکر تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور آپنے اپنے مولا کی ہدایت کے بموجب پورا پورا عمل کرکے روحانی اور جسمانی معاشرت نمونہ قائم کردیا۔ اور آپکے متبعین نے اپنے خلیفہ کی احکام کی سچی سچی پیروی کرکے

کیا عجب اللہ تعالیٰ اسی میں شفا رکھدے اس حدیث کو پڑہکر فرمایا کہ مومن مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی پسند نکرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اسمہا پٹے قوم کیطرف خطاب کرکے کہا لپنے ایمانوں کا محاسبہ کرو اور سوچو کہ اس حدیث کے معیار پر کہا تک ایمان ہے۔

ہمارے اخلاق کا معیار

ہماری ہمدردی ہماری **اخوت** ہمارے **اخلاق** کا معیار بہت ہی گرگیا ہے ہم کسی کے ساتھ ہمدردی کرنے کے بجائے اسکی تکلیف پر ہنستے ہیں۔ ہماری محفلیں اور مجلسیں ایسے اذکار سے گرم ہوتی ہیں ہماری **اخوت** کا معیار یہ ہے کہ ہم اپنے کرفد بھائی کے گرانے میں اپنی کامیابی اور اپنی دانشمندی یقین کرتے ہیں۔ ہمارے اخلاق کا معیار یہ ہے کہ ہم اپنی **بد اخلاقی** کو دوسروں کی **بد اخلاقیوں** کی پناہ میں آسانی سے چھپالیتے ہیں اور یہی ہمارا کمال ہے۔ اور سب سے بڑہکر یہ کہ ہم **استخواں فروشی** سے فائدہ اٹھانے کے عادی ہیں۔ ہم بڑی دانشمندی کے ساتھ یہ وعظ کرسکتے ہیں کہ اپنے گرے ہوئے بھائی کو اٹھاؤ اور انکی مدد کرو انکا ہاتھ پکڑلو مگر جب ہمیں خود موقعہ ملتا ہے تو ہم دھکا دیکر اسی گڑہے میں گرانے سے نہیں چوکتے یہ سب کچھ کیوں ہے؟ ہماری اخلاقی جرات کم ہوگئی ہے ہم نمایش کے دلدادہ ہیں۔

ہم میں قومی احساس نہیں اور سب سے بڑہکر یہ کہ ہم میں دردمند دل نہیں جو اخوت کے حقوق کو دیکھہ کر بیقرار ہوجائے ایسی باتوں کا اظہار قومی عیب شماری کہا جاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں یہاں آؤ اور ہر روز ایک **دردمند دل** کی صدا سنو کہ اس سے کیا نکلتا ہے اگر یہ امراض قوم میں نہیں تو اس سننے سے یہ آواز کیوں نکلتی ہے؟

دوسروں کی بربادی ہماری اصلاح کا ذریعہ نہیں

بعض اوقات جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری اندرونی یا بیرونی مخالفوں کو کسی نہ کسی وجہ سے نقصان پہونچ رہا ہے تو ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے ہماری کوئی اصلاح ہوسکتی ہے؟ اسکا جواب صاف ہے ہرگز نہیں۔ **مومن** تو جب دیکھتا ہے کہ اسکے دشمن اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کو تباہ کررہے ہیں اور آپسمیں کٹ کر مررہے ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے احسانات کو دیکھکر اور بھی شرمندہ ہوتے ہیں انہیں زیادہ فروتنی اور انکسار پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کا کوئی رشتہ نہیں جن اسباب کے ماتحت ایک قوم جو ہماری مخالف ہے ہلاک ہورہی ہے انہیں اسباب کے نیچے ہم صرف **مسلمان** کہلاکر بچ نہیں سکتے۔ کیونکہ اسباب اور نتائج کے علم سے جو لوگ واقف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ نتائج میں فرق نہیں ہوسکتا پس چاہیئے کہ ہم دوسروں کی مٹتی ہوئی ہستی کو دیکھہ کر خوش نہ ہوں ہمیں ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور ان اسباب ہلاکت سے بچنے کی فکر کرنی چاہیئے۔

قومی کاموں میں دلچسپی لو

قومی کاموں کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنا ہمارا قومی فرض ہے اگر ہم صرف اتنا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اپنی کمائی میں سے چند پیسے یا چند روپیہ ماہوار یا سالانہ دینا ہی کافی ہے تو یہ قومی کاموں کے ساتھ کسی ہمدردی یا دلچسپی کا ثبوت نہیں بعض وقت روپیہ پیسہ کی بجائے بہترین رائے زیادہ مفید اور قابل قدر ہوسکتی ہے۔ اسلئے قومی کاموں کے ساتھ سچی دلچسپی اسیوقت پیدا ہوسکتی ہے جب ہم ہر پیش آمدہ امر کے تمام پہلوؤں پر غور کریں اور اپنی رائے کو پیش کرنے میں کبھی تامل نکریں اور اسبات کی ہرگز پرواہ نہو کہ وہ سنی جائیگی یا نہیں یہ ہمارا کام نہیں بلکہ کام کرنے والے ذمہ دار لوگوں کا کام ہے ہمارا فرض نہیں ہمارا فرض صرف اتنا ہی ہے کہ جو قومی کام ہمارے سامنے ہو اسکی بھلائی کے لئے یا تکمیل کی خاطر جو امر ہماری سمجھہ میں آئے فوراً پیش کردیں۔

صدر انجمن کا سالانہ بجٹ

صدر انجمن کا مالی سال ستمبر ۱۹۲۰ء میں ختم ہوجائیگا۔ اسلئے اکتوبر ۱۹۲۰ء سے ستمبر ۱۹۲۱ء تک کے لئے جدید بجٹ کی طیاری کا مسئلہ ذمہ دار عہداروں کے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حسب معمول بجٹ احمدی انجمنوں کے پاس بھی بغرض اظہار رائے جائیگا اسکے بعد مناسب ترمیم وتنسیخ کے بعد وہ پاس ہوگا۔

بجٹ کا سوال بڑا ہی قابل غور سوال ہے اسلئے احمدی انجمنیں اسکے مختلف پہلو پر غور کرنے کی تکلیف اٹھایا کریں۔ اور سلسلہ کی مدآت خرچ میں اشد ضروری کو مقدم کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ میری سمجھہ میں اگر بجٹ کے ساتھ ہی اخراجات کے سال تمام کے نقشے بھی پیش ہوجایا کریں تو شاید احمدی انجمنوں ان کی رقوم کے متعلق غور کرنے میں زیادہ سہولت ہو۔ اور اسطرح سالانہ رپورٹ بھی بجٹ کے ہمراہ ہی طیار ہوجایا کرے تو اچھا ہے۔

اور شراب پیتے ہیں ایسی بدظنی کا بھی سبب ہے کہ وہ ہم سے بالکل الگ ہوگئے ہیں اس قسم کا انقطاع تو کمزور لوگ کرتے ہیں کہ بالکل الگ ہوجائیں۔''

غرض ہر طرح سے موقعہ دیا گیا مگر تفریق پسند لوگوں نے ہم سے ملنا پسند نہ کیا اب اگر ہم الگ نہ ہوتے تو کیا کرتے باوجود اسکے بھی ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنی حالت کا اندازہ کریں اور اسوقت دیکھیں انکی کیا حالت ہو رہی ہے۔ جو وقت وہ باہمی **مخالفت** اور ایک دوسرے کی تذلیل اور تخریب میں خرچ کر رہے ہیں اسے مخالفین اسلام کے **ذب** اور **دفاع** میں خرچ کریں۔ اور اپنے جھگڑوں کو **قرآن مجید** کے سامنے رکھدیں۔ اپنے **اخلاق** و **طرز عمل** سے دوسروں پر اثر ڈالیں۔ اپنے شیرازہ کو منتشر کر کے دشمنوں کو موقعہ نہ دو کہ وہ تمہیں ہڑپ کر جائیں۔ اور وہ ہر طرف سے اس فکر میں ہیں کہ تمہیں کھا جائیں اگرچہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ **اسلام غالب** ہوگا اور اسکی تمکین ہوگی۔ لیکن جو کام آج ہو سکتا ہے اسے اور کئی سالوں پیچھے کیوں ڈالتے ہو؟

یہ بالکل سچ ہے کہ ہم ان صداقتوں کو ہاتھ سے نہیں دے سکتے جن پر ہم بصیرت کے ساتھ قائم ہیں۔ مگر اسلام ہاں مقدس اسلام کی حفاظت اسکی خدمت ہم سب کا مشترکہ کام ہے اگر وہ ہتیار جو ہمیں خدا تعالیٰ نے دئے ہیں اسلام کی تائید اور کفر اور باطل کی تردید کیلئے لاجواب ہیں تو انکے اختیار کرنے میں بخل سے کام نہ لو۔ بلکہ شرح صدر سے آگے بڑھو۔ ہمارے امام نے تم سے گالیاں سنیں اور سنکر کیا کہا۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہدار
کآخر کنند دعویٰ حب پیمبرم

خدا کے لئے **سوچو** ایسا وسیع حوصلہ اور **فراخ سینہ** ہر شخص کا نہیں ہوا کرتا نبی کریم کی **عزت** اور **جلال** کے لئے **قرآن مجید کی شوکت** اور **صداقت** کے اظہار کے لئے جو کوشش ہم کر رہے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں تم کیوں اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ آؤ اور آگے بڑھو تاکہ وہ کام ہو جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ **اسلام کی عزت و احترام کیلئے** کوشش کا وقت ہے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ ظاہر ہو۔ وہ ظاہر ہوکر رہیگا مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اپنی اجتماعی طاقت سے **حبل اللہ** کو مضبوط پکڑ لیں۔ **اللھم اجعلنا منھم** آمین۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ساده سنگت قادیان حضرت امیر المومنین کی سرپرستی میں یہ مختصر سی انجمن خاموشی کے ساتھ اپنا تبلیغ کا کام کر رہی ہے حال ہی میں چار ٹریکٹ چار ہزار تعداد میں چھپوا کر تقسیم کر رہی ہے۔ ان ٹریکٹوں کے نام یہ ہیں۔ **تیرتھونکا کھنڈن۔ مورتی پوجا کا کھنڈن۔ آواگون کا کھنڈن۔ اسلام اور سکھ ازم** یہ چاروں ٹریکٹ گرمکھی میں چھاپ کر تقسیم کئے جاتے ہیں جو صاحب سکھوں میں انکو تقسیم کرنا چاہیں وہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر سکرٹری سادہ سنگت قادیان سے اسکی چار کاپیاں منگوالیں۔ اسکے بعد ایک عجیب اور ضروری ٹریکٹ لکھا جا رہا ہے وہ **ہندو اور سکھ** ہے جسمیں یہ ثابت کیا جائیگا کہ سکھ ہندو نہیں ہیں۔ اس قسم کے ٹریکٹ کثرت کے ساتھ شائع ہونے چاہئیں سادہ سنگت ارادہ کرتی ہے اور اسکو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے کہ وہ دسمبر تک کم از کم چالیس ہزار ٹریکٹ شائع کرے جو صاحب اس نیک کام میں کچھ بھی مدد دینا چاہیں وہ روپیہ براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس بھیجدیں اور اسکی اطلاع سکرٹری صاحب سادہ سنگت قادیان کو دیدیں۔ سادہ سنگت کے ممبروں میں بڑے بڑے آدمی نہیں ہاں ان کے سرپرست میں ایک ہی انسان ہے جو چار لاکھ کا امام ہے۔ سادہ سنگت نمائش سے کوئی کام نہیں کریگی بلکہ خاموشی سے اپنا کام کرتی جائیگی۔

جو لوگ ایسی مجلس کی ضرورت سمجھینگے یا اسکے کام سے ہمدردی رکھیں گے وہ خدا کی طرف سے مستحق ہونگے یہ سادہ سنگت کے ممبروں کو کامل یقین ہے۔

اسلام اور پولیٹکل اس عنوان پر الحکم میں میں نے لکھنا شروع کیا تھا کہ منشی محمد حسین صاحب نے جہانی لاہور کے مجھے لکھا کہ وہ اسپر لکھنا چاہتے ہیں پس میں نے اپنی توجہ کسی اور کام کی طرف کرلی مناسب سمجھی اب اس عنوان پر انکے لکھے ہوئے مضامین شائع ہونگے میں بھی ضرورتاً کچھ لکھونگا۔

لایؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ جمعہ گذشتہ کو حضرت امیر المومنین نے اس حدیث پر خطبہ پڑہا۔ اسکے ساتھ اور بھی تین حدیثیں آپ نے پیش کی تھیں۔ خطبہ کے شروع میں آپ نے فرمایا کہ اپنے پیش طب کے لحاظ سے اصلاح مرض تو جسکے نسخہ کو تبدیل کرتا ہوں

مجید کے ساتھ عشق و محبت کا نمونہ اور اسکی اطاعت کے پاک جذبات کا اسوہ حسنہ۔ مگر اب تیرہ سو سال کے بعد حالت بدل گئی ہے۔ مسلمانوں نے مسلمان کہلا کر قرآن مجید کو اختلاف مٹانے کی بجائے اختلاف کا ذریعہ قرار ... دیا۔

- انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اگر قرآن مجید ہی انکی نزاعون اور **اختلافات** کا حکم ہوتا اسکی عدالت میں انکے تمام دینی اور دنیاوی قضایا جاتے تو ایک آن میں سب کے سب جھگڑے مٹ جاتے۔ مگر وہ پاک خدبات نہ رہے وہ ادب **کتاب مجید** کا نہ رہا اور وہ زمانہ آگیا جسکے لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نیچے نہ اتریگا۔

ایسی حالت میں وعدہ کے موافق ایک **مامور** آیا اُسکا دعوی انوکھا اور نرالا دعوی نہ تھا اس سے اسلام کی فضیلت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوتا تھا مگر نہیں جبان **ہفتاد و دو ملت** کے جھگڑے پہلے سے اسلام کی بنیادوں کو کمزور کر رہے تھے مسلمان کہلانے والے ہاں علما کہلانے والوں نے پوری طاقت کے ساتھ اُسکا مقابلہ کیا۔ قریب تھا کہ یہ لوگ اپنی اجتماعی قوت اور طاقت کے ساتھ اسکو **قتل** کر دیتے مگر اسکے ساتھ بھیجنے والیکا وعدہ تھا کہ ایسا نہیں ہو سکے گا اُسنے انکو کیا کہا؟ یہی کہ آسمانی فیصلہ کو قبول کرو۔ اور قرآن مجید کے سامنے اپنا سر رکھدو۔ مگر مقابل طرف سے جواب دیا گیا **انت کافر انت کافر**۔

اسپر اسنے کہا۔

"اے بزرگو! اے قوم کے منتخب لوگو! اے مولویو! خدا تعالے آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے غیظ اور غضب میں آکر حد سے مت بڑھو خدا تعالی سے ڈرو اور اپنی زبانوں کو تکفیر سے تھام لو خدا تعالی خوب جانتا ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں"

مگر کسی نے نہ سنا۔ اور اُلٹا اُسپر الزام لگا کر اسنے قوم سے قطع تعلق کیا۔ میں کھلے الفاظ میں باآواز بلند کہتا ہوں کہ وہ **شاہزادۂ امن تھا** اور امن کے زمانہ میں آیا اور امن لیکر آیا۔ وہ تلوار چلانے نہیں بلکہ صلح کرانے آیا تھا مگر اُسکی بات کو بہت ہی کم لوگوں نے سنا جنہوں نے سنا انہوں نے دیکھا کہ اُسکی پاس آکر شیعہ۔ **سنی۔ مقلد غیر مقلد** کے سب جھگڑے رفع ہو گئے ایک ہی **مقام** اسنے سبکو کھڑا کر دیا۔

وہ نزاع جو صدیوں سے مسلمانوں کو تباہ کر رہی تھی اُسکے دَم سے یکدم جاتی رہی اُسکی جماعت میں ہر **فرقہ** سے لوگ آکر **شامل** ہوئے۔ مگر انمیں وہ امتیاز اور جھگڑا نہ رہا۔ انمیں وہی دور پھر آیا جو خیر القرون میں تھا۔

اسنے متعدد مرتبہ اپنی قوم کو **پیغام صلح** دیا مگر کسی نے توجہ نکی یا ان لوگوں نے جو ذمہ دار تھے توجہ کرنے ندی اسکے جواب دہ **علماء** ہیں یا **امرا** جو قوم کے **دماغ** اور **جسم** کا کام کر رہے ہیں۔ علماء اگر تنگ خیال تھے تو امرا تو آزاد خیال اور **لبرل** تھے کیوں انہوں نے لبیک نہ کہا۔

۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء کو آپنے **الصلح خیر** کے عنوان سے ایک اشتہار دیا۔ اس میں لکھا "اے **علماء قوم** جو میرے **مکذب** اور **مکفر** ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایکمرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کی درخواست کروں۔

مصالحت سے یہ مراد نہیں کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں یا اپنے عقیدہ کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت صرف مراد ہے کہ فریقین ایکدفعہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں اور کسی تحریر یا تقریر میں یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نکریں اور اگر دونو فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب ہے اور شایستگی ہے فریق ثانی کی مدارات کریں بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لیے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں"۔

پھر ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۸ء کو ایک نئی تقریر میں آپنے فرمایا "ہمیشہ یہ رہا کہ ہمارے مخالف ہمارے ساتھ صلح کر لیں اپنی جماعت کے ساتھ اگرچہ میری ہمدردی خاص ہے مگر میں سب کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں اور مخالفین کے ساتھ بھی میری ہمدردی ہے۔ مخالفین ہم سے صلح کر لیں ملنا جلنا شروع کر دیں بیشک اپنے اعتقاد پر رہیں ملاقات سے اصلی حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ امرتسر کے بعض مخالف سمجھتے ہیں کہ ہم خدا کے منکر ہیں

الحکم قادیان دارالامان
۲۸-جنوری ۱۹۱۳ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

(نمبر اول)

آگرہ کے آریہ مسافر کی تحریروں پر مَیں نے بہت ہی کم نوٹس لیا ہے اور اس کی وجہ اُس کی زبان۔ اُس کا لہجہ۔ اور اس کا طرز بیان ہے مَیں ہر شخص کا حق سمجھتا ہوں۔ کہ جو بات کسی مذہب کے متعلق اسے سمجھ میں نہ آوے۔ وہ اُس پر اعتراض کرے۔ مگر یہ امر شیوہ انسانیت سے بعید ہے۔ کہ اس اعتراض کو ناگوار اور رنجیدہ طریق سے پیش کیا جاوے۔ اسی بدمذاقی اور بے اصولی نے حق و باطل میں التباس کر دیا ہے۔ اور بہت ہی کم وہ لوگ ہیں۔ جو محض حق جوئی کے لئے کوئی بات مُنہ سے کہتے ہوں۔ آریہ مسافر نے تو اپنا مشن ہی یہ قرار دے رکھا ہے۔ شروع سال سے اُس نے "اسلامی شاستروں کی فلاسفی" کے عنوان سے اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرنے کا نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میرا خیال تھا۔ کہ وہ اخبار جو خصوصیت سے آریہ مسافر کے اعتراضات کا جواب دینے کے مدعی ہیں۔ اس پر توجہ کریں گے۔ مگر اب تک اُن کی طرف سے خاموشی ہے۔ اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ آریہ مسافر کے اس سلسلہ پر مَیں کچھ لکھوں۔ و باللہ التوفیق

مذہب اسلام کا مدار کس پر ہے؟

مسافر کہتا ہے کہ "قرآن شریف کے بعد مسلمانوں کے مذہب کا دار و مدار کتب حدیث پر ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مسلمانی مذہب کا دار و مدار زیادہ تر کتب احادیث پر ہی ہے کیونکہ قرآن میں ہر ایک آیت مختصر۔ مطلب پیچیدہ اور بہت سی آیات بالکل مہمل اور بے معنی ہیں۔ علاوہ بریں عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے"

معزز ناظرین! خدا کے لئے انصاف کریں۔ کہ جس شخص کی واقفیت مذہبی کا یہ حال ہو۔ کہ اسے اتنا بھی معلوم نہ ہو۔ کہ تعلیم اسلام کا مدار کس چیز پر ہے۔ وہ آج اسلام پر اعتراض کرنے کا حوصلہ کرتا ہے۔ یہ جرأت اور دلیری ایسے لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پہلو میں ناخدا ترس دل اور کانشنس سُن رکھتے ہوں۔ پھر جو دعویٰ مہاشہ جی نے کیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار کتب احادیث ہی پر ہے۔ اس کے دلائل جو آپ نے پیش کئے ہیں۔ وہ بجائے خود پانچ دعوے ہیں۔ جن پر مَیں نے نمبر دیدیئے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

گمراہ مسافر دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں جانتا

گالیاں دینا اور بات ہے اور معقول اور مدلل بات پیش کرنا اور۔ مہاشہ جی کی اپنی واقفیت اور عوام کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے پہلے یہ بحث پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے مذہب کے جاننے کے لئے کیا ذرائع ہیں۔ اور قرآن و حدیث میں کیا تعلق ہے؟

پس معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل اسلام خواہ وہ کسی بھی فرقے کے ہوں اپنے مذہب کا مدار قرآن مجید پر رکھتے ہیں۔ اور کتاب اللہ کو دیگر حجج شرعیہ پر مقدم اور امام ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ کے پایہ اور مرتبہ کو اور کسی کا مرتبہ نہیں پہنچتا۔ قرآن کریم وحی متلو ہے۔ اور اس کے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے میں وہ اہتمام ہوا ہے۔ کہ یہ کام خود اللہ تعالیٰ نے آپ کیا۔ جیسا کہ فرمایا انا علینا جمعه و قرانه اور پھر انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ کسی اور کتاب کو یہ درجہ اور رتبہ نہیں ملا۔ پس قرآن کریم بہر حال امام اور مقدم ہے اور قرآن کریم کے بعد جو ذریعہ اسلامی تعلیم کے معلوم کرنے کا ہمارے ہاتھ میں ہے وہ

سُنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہے

سُنّت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور قرآن کریم کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہیگی یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سُنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا فعل جو بجائے خود قرآن مجید کی تصویر ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو ایک اعلیٰ درجہ کی فقیہہ اور دقیقہ رس خاتون تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی تفسیر ان الفاظ میں کرتی ہے۔

کان خلقه قرآنا

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و سیرۃ کا اگر علم حاصل کرنا چاہو۔ تو قرآن کریم کو دیکھ لو۔ اور یہ ضروری بھی تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید ہی میں فرمایا قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله یعنے اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔ تو میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اتباع کرو۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے وابستہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا ولکم فی رسول الله اسوۃ حسنة تمہارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

اسوہ حسنہ ہے

تو پھر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لازمی جزو تعلیم اسلام کا ٹھہرا۔ اور یہ کوئی نئی اور نرالی بات نہیں ہے۔ سُنّت اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں اور وہ ہدایات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہیں۔ وہ تبلیغ کے ساتھ اپنے فعل اور عمل سے اس کلام الٰہی کی تفسیر کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ اس کلام الٰہی کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل نہ ہو۔ یہ عملی ہدایت نامہ تواتر کے ساتھ دنیا میں جاری ہو جاتا ہے اور اس وقت تک جو ہدایات و تعلیمات اسلام ہم تک پہنچی ہیں۔ اگر کوئی بھی ذریعہ نہ ہوتا تو بھی سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا زبردست ذریعہ تھا کہ وہ تعلیمات ہم تک پہنچ سکتی تھیں۔ ہاں سُنّت کے بعد تیسرا ذریعہ ہدایت کا احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ بھی ہیں۔ لیکن ایسا قیاس کرنا کہ احادیث نعوذ باللہ قرآن کریم یا سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم اور امام ہیں ایک ایسا افترا ہے جو مسلمانوں کا کوئی گروہ اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا۔

پس یہ پہلی اور خطرناک غلطی ہے۔ جو گمراہ مسافر نے کھائی۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار احادیث پر ٹھہرایا۔ حالانکہ مجرد احادیث کے لفظ میں ہر قسم کی احادیث صحیح اور غیر صحیح شامل ہو سکتی ہیں محدثین نے احادیث کی صحت و قوت کے لئے جو قواعد ترتیب دیئے ہیں۔ ان پر بحث کرنا اس وقت ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ مگر اتنا کہنے سے میں رک نہیں سکتا۔ کہ احادیث کی صحت اور قوت استدلال کے متعلق ایک موٹا اور کبھی خطا نہ کرنے والا عام فہم اصل یہ ہے کہ جو احادیث قرآن مجید اور سُنّت صحیحہ کے خلاف نہیں وہ قبول کی جاتی ہیں اور باقی کی یہیں تاویل کرنی پڑے گی۔ اور اگر کسی طرح پر وہ قرآن مجید اور سُنّت صحیحہ سے مطابقت نہیں کھاتی تو افسوس کے ساتھ ہم اسے رد کر دیں گے۔

اس قدر بیان کے بعد مَیں گمراہ مسافر کے ان لایعنی دعاوی کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو اُس نے قرآن مجید کی نسبت کئے ہیں اور جن پر مَیں نے نمبر کے نشان لگا دیئے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے متعلق یہ کہنا کہ ہر ایک آیت مختصر اور مطلب پیچیدہ ہے۔ ایک ایسا بیہودہ دعویٰ ہے۔ کہ بجز ایسے شخص کے جس نے قرآن مجید پر کبھی تدبر نہ کیا ہو کوئی نہیں کر سکتا اور یا وہ شخص کر سکتا ہے جو حد درجہ کا باطل پرست اور یاوہ گو ہو۔ قرآن مجید کی ہر آیت آیت اسی لئے کہلاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے کا زبردست نشان ہے اور بجز ایسے شخص کے جس کے دل و دماغ ممسوخ ہوں۔ اس کا آیت ہونا کیا بلحاظ اس کی ترتیب کلام اور اسلوب بیان کے اور کیا بلحاظ معانی اور حقائق کے سمجھ میں آجاتا ہے اور آج تک کسی معترض نے کوئی آیت پیش نہیں کی جو اس معیار پر پوری نہ اُترتی ہو۔

مَیں نہیں جانتا مختصر سے گمراہ مسافر کی کیا مراد ہے خیر الکلام ما قل ودل اگر اس نے پڑھا نہیں تو سنا ضرور ہو گا۔ اعلیٰ درجہ کے محرر اور مقرر کی یہی خوبی ہوتی ہے۔ کہ وہ تھوڑے الفاظ میں بہت سے مطالب کو ادا کر سکے اور یہ خوبی عربی زبان میں نہایت شان کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اور یہ

قرآن مجید کا بہت بڑا اعجاز ہے

مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ مَیں اسے ذوق مضمون کے سلسلہ میں یہاں ضمناً درج کر دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور انگریزی اور عربی زبان کی وسعت اور مطلب خیزی پر گفتگو ہو رہی تھی حضرت نے فرمایا کہ عربی زبان میں وسعت مطالب بہت ہے اور وہ نہایت تھوڑے الفاظ میں بڑے مطالب کو ادا کر سکتی ہے اس وقت آپ نے پوچھا کہ بھلا انگریزی میں میرا پانی کو کیا کہتے ہیں۔ ایک انگریزی خوان نے بتایا کہ my water مائی واٹر۔ آپ نے فرمایا کہ عربی میں صرف مائی کہنے سے کام چل جاتا ہے۔ غرض اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ عربی زبان تھوڑے الفاظ میں بہت بڑے مطالب اور معانی کو ادا کر سکتی ہے اور یہ خوبی اور اعجاز ہے اور قرآن مجید میں یہ اعجاز نہایت ہی اعلیٰ درجہ پر پایا جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ خوبی آگرہ کے مسافر کی نظر میں عیب ہے سچ ہے ؏ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است۔

بارہا قرآن مجید کی آیات نہایت مفصل ہیں۔ اور قرآن مجید کی بجائے خود یہ شان اور دعویٰ اس میں موجود ہے کتاباً مفصلا

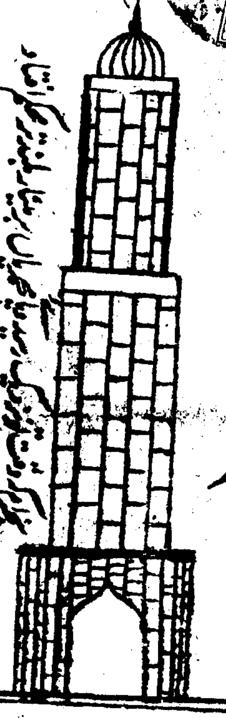

نمبر

جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

قادیان دارالامان

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سنہ ۵ صہ
خواص سے ۵ عہ
ہندوستان سے باہر ۷ سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲

چہ گویم بانو گر آئی چہ داد زفا دیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ووافی ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزاء خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں پورے پورے ڈالے جاتے ہیں قیمتیں بھی واجبی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں ہر ایک امراض کی اکسیر ... ایک اعلیٰ اور مفید ... جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے ... خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اس دواخانہ کو توجہ ... دی ہیں اور انھوں ...

... دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید ...

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے ”مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی“ تار کا پتہ ”میڈیسنز دہلی“

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر حسبکر شائع ہوا۔

کہ گیا کیا جاوے کہ اللہ راضی ہو جاوے اور ایسے اکسیر لوگ کم نظر آتے ہیں۔ فما اشکوا الا الی اللہ۔"

ان سطور کو غور سے پڑھو اور راسخ ارادہ کے پورا کر نیکی فکر۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمارے امام کی غرض اور مطلوب پورا کرنے والا بنا وے۔ آمین۔

شاہزادہ امن کا پیام قوم کو

رامپور کے مباحثہ میں ظالم طبع امرتسری منکر نے ایک موقعہ پر نہایت دردانگیز پیرایہ میں حاضرین کے جذبات کو اپیل کیا یہ کہکر کہ مرزا صاحب نے ہم پر اسقدر ظلم کیا ہے کہ ہماری لڑکیوں تک کے لینے سے اپنی جماعت کو منع کر دیا اسوقت وہ جوش کی لہر میں اسطرح بہا جا رہا تھا کہ اپنی منہ سے یہ بھی نکل گیا کہ ہماری بہو بیٹیوں نے کیا گناہ کیا تھا جو انکے لینے سے بھی انکار کر دیا۔

اسوقت میری غرض اس ناپاک الزام پر ریمارک کرنا نہیں کہ ایک مولوی کے منہ سے یہ کیسے الفاظ نکل رہے ہیں بلکہ میں یہاں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب مغفور نے اپنی قوم کو کیا پیغام دیا تھا اور کیا فی الحقیقت آپ کا [illegible] دیا [illegible] فیصلہ [illegible]

[illegible]

ایک وقت تھا کہ مسلمان قرآن کریم کے عاشق زار تھے۔ قرآن کریم کے الفاظ انکے تمام جھگڑوں اور اختلافوں کی آگ پر پانی ڈالدیتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمان سعادت میں بعض ملکی معاملات پر سختی کے ساتھ اختلاف ہوا اور باہم اس قسم کے مباحثے ہوئے اگر وہ عصر سعادت نہوتا تو شاید تلوار اسلام کا فیصلہ کر دیتی مگر نہیں چونکہ **قرآن مجید حکم اور امام تھا** اور وہی سب کے لئے خضر راہ تھا اسلئے جب اسپر آکر بات ٹھہر لی تو سب نے سب سر جھکا دیتے اور اسکو اپنے لئے کافی سمجھتے تھے۔

اور پھر لطف یہ ہے کہ اسکے سمجھنے کے لئے کبھی کوئی کسی پر اس قسم کی نکتہ چینی نہ کرتا کہ تو نے شامی یونیورسٹی کی ڈگری حاصل نہیں کی یا فلاں اور فلاں مدرسہ کی سند تیرے پاس نہیں بلکہ ایک فاضل سے لیکر ایک وحشی بدوی تک قرآن کریم کے مضامین کو بڑی آسانی سے سمجھتا اور فی الواقع لقد یسرنا القرآن فھل من مدکر پر ایمان لاتا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اندر باہر انکے لئے یہی رہنما اور ہادی تھا۔

اس زمانہ کے حالات سے اگر مسلمان واقف ہوتے یا اسوقت انکو واقف کرنے کی کوشش کیجاوے تو معلوم ہو جاوے کہ مسلمانونکو کتاب اللہ کی کس درجہ کی محبت تھی اور اسپر عمل کے لئے کسقدر جوش تھا۔

فدائے اسلام حضرت صدیق اکبر جب مریض ہوئے۔ اور مرض کا غلبہ ہوا اس حالت میں کسی صحابی نے فرط شوق سے آپکے کسی مدحیہ قصیدہ کے کچھ شعر پڑھے مگر جونہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنکھ کھلی اسی حالت مرض میں فرمایا کہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ قرآن مجید کی بجائے کسی شاعر کا قول سنوں یہ تھی محبت قرآن کریم کی اور یہ تھا عشق کتاب مجید کا۔

حضرت فاروق اعظم کا کمال عشق تو اسی ایک واقعہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں کاغذ اور قلم طلب کی تو۔ فاروق اعظم باوجود اسکے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نہایت درجہ کا احترام اور ادب کرتے تھے اور آپکی محبت میں سرشار تھے مگر بول اٹھے حسبنا کتاب اللہ

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی جوش محبت کی وجہ سے حالت بدل گئی اور بڑے جوش کے ساتھ آپ شمشیر بکف نکلے اور کہا کہ اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو اسکے اور میرے درمیان یہ تلوار فیصلہ کر دیگی یہ تاریخی واقعہ ہے اس سے آپ کی محبت اور عشق رسول کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن اس جوش کو اعتدال پر لانے والی وہ کیا چیز تھی ؟ قرآن مجید۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جونہی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل پڑھا فاروق اعظم کی اس جوش کی آگ پر پانی پڑ گیا اور آپنے تلوار ہاتھ سے رکھدی اور سب جوش فرو ہو گیا۔ یہ تھا قرآن

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

شرح قیمت جو بحال میں پیشگی لی جائیگی

تاریخہائے اشاعت ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ سا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۸ قادیان دار الامان ۷ اگست ۱۹۰۹ سنہ عیسوی مطابق ۲۷ رجب ۱۳۲۷ سنہ ہجری جلد ۱۳

خلیفۃ المسیح کیا چاہتے ہیں!

مجھے ایک مختصر سی سفر کے لئے آج حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اجازت کے لیے جانے کی ضرورت پیش آئی۔ اور میں آپکے حضور حاضر ہوا۔ مینے اپنی منزل مقصود کی کی جماعت کے لئے کوئی پیغام پوچھا۔ فرمایا میرا پیغام تو ایک ہی ہے۔

خدا سی ڈرا اور پھر کچھ کر

فرمایا ایک شخص نے مجھ سی پوچھا کہ مینے سنا ہی کہ آپنے کوئی نیا کلمہ بنایا ہے مینے کہا ہاں اُسنے کہا ایسی عجیب بات تو میں سننی چاہتا ہوں مینے اُسکو کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی کوئی کلمہ ایجاد کیا تھا اُسنے جواب دیا ہاں۔

پھر مینے پوچھا کہ اُسوقت سب سے بڑی بلا کیا تھی اُسپر اُسنے کہا کہ شرک۔ میں نے کہا یہی وجہ تھی کہ آپنے **لا الٰہ الا اللّٰہ** کلمہ تجویز کیا۔ اور دوسری آفت نبوت کی پرستش تھی جیسا کہ حضرت مسیح کو خدا بنایا گیا اسلئے دوسرا جزو **محمد رسول اللّٰہ** تجویز ہوا۔

اس زمانہ میں ایک خطرناک آفت ہے۔ اس آفت کے لئے اسوقت ایک کلمہ کی ضرورت ہے بس اسکے حسب حال ہمارے امامؑ نے ایک کلمہ رکہا۔ اُسکو جو تمہارا جی چاہے کہو۔

وہ آفت دنیا کو دین پر مقدم کرنیکی ہے۔ اسلئے حضرت امامؑ نے یہ تجویز کیا کہ وہ اپنی جماعت سی عہد لے کہ **"میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا"** پھر اسی سلسلہ میں فرمایا کہ مجھے تو **عملی حالت کی** اصلاح کی ضرورت ہے پس یہی پیغام ہے جسکو چاہو دیدو۔

پھر آپنے اور بہی بہت کچھ فرمایا۔ جسکو توفیق ملنے پر لکھونگا بالآخر آپنے مجھے لکھ کر دیا۔

قوم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے مطلوب ہیں۔

۱۔ **جنکو دنیا کی پروا بھی نہو جب مقابلہ دین و دنیا کا آ کر پڑے۔**

۲۔ **باہمت واعظ مطلوب ہیں جو اخلاص و صواب سی وعظ کریں۔**

۳۔ **عاقبت اندیش صرف اللہ پر بہروسہ کرنیوالے دعاؤں کے قائل اور علم پر گہمنڈ کرنیوالے علما مطلوب ہیں جنکو فکر لگی ہو کہ کیا جاوے۔**

(انوار احمدیہ مشین پریس با ہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک پریس کے چھپکر شائع ہوا)

عیدِ اضحیٰ کا خطبہ

ہر قوم مین میلون کا دستور

ہر ایک قوم مین کچھہ دستور رسمیں اور عادات ہوتے ہیں منجملہ ان کے میلے بھی ہین جن کا متمدن اور غیر متمدن دونون قومون مین رواج ہے میلے کے دن خوراک لباس میل و ملاقات مین خاص اور نمایان تبدیلی ہوتی ہے۔ یہ فطرتی چیز تھی مگر اس مین بڑھتے بڑھتے ہوا و ہوس کو بہت دخل ہو گیا۔

بہت سے میلے تجارت کی بنیاد پر قائم ہین نیز ہندوستان مین تجارت کے ایسے میلے دیکھے ہین۔ چنانچہ ہر ہفتے کسی نہ کسی گاؤن مین میلا ہوتا ہے اور اسے گزری کہتے ہین۔ وہان دس دس بارہ بارہ کوس کی چیزین جمع کر لیتے ہین۔

بعض میلون مین جانورون کو جمع کر لیتے ہین۔ جسے منڈی کہتے ہین۔ غرض ان میلون مین ترمین عجیب عجیب مقاصد کام کر رہے ہین۔

بعض تو اپنے گزارے کے لیے میلہ لگاتے ہین۔ بعض خاص چندے یا نذر و نیاز کے حصول کے لیے اور بعض بعض محض اپنی عظمت و جبروت کے اظہار کیلیے

ان میلون مین اصلاح

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہان جہان کے بڑے احسانات ہین ان مین میلون کی اصلاح ہے۔ چونکہ یہ ایک فطرتی بات تھی اس لیئے انکو ضائع نہین کیا۔ صرف اصلاح کر دی اور وہ یون جہان ہر رسم و رواج کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے نیچے رکھہ لیا۔ وہان ان میلون مین بھی یہی بات پیدا کر دی۔

عید اضحیٰ مین تعظیم لامر اللہ

مثلاً عید کا میلہ ہے۔ آپ نے اس مین اول تو تکبیر کو لازم ٹھہرایا اور خدا کی تعظیم کے اظہار کے لیئے وہ لفظ مقرر کیا جس سے بڑھکر کوئی لفظ نہین۔ صفات مین اکبر سے بڑھکر کوئی لفظ نہین اور جامع جمیع صفات کاملہ ہونے کے لحاظ سے اللہ سے بڑا۔ اس مفہوم کو کوئی ظاہر نہین کر سکتا

عیدین مین شفقت علیٰ خلق اللہ

مخلوق پر شفقت کرنے کیلیئے رمضان کی عید مین صدقۃ الفطر کو لازم ٹھہرایا۔ یہان تک کہ نماز مین جب جاوے کہ اسکو ادا کرلے اور پھر یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تا کہ مساکین کو یقین ہو جائے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کیجائیگی۔

پھر یہ ہے اس مین مساکین وغیرہ کے لیئے سید الطعام یعنے گوشت کی مہمانی کی ہے۔

پس کیا ہی مستحق ہے صلوٰۃ و سلام کا وہ رسول جس نے ہمین ایسی عمدہ راہ دکھائی یہ چیزین صرف اسی بات کے لئے تھین کہ اللہ کی نسبت فرائض جو انسان کے لیئے ہین۔ اور جو فرائض مخلوق کی نسبت ہین انکو پورا کرین مگر دنیا کے کسی میلہ کو دیکھہ لو ان مین یہ حق و حکمت کی باتین نہین۔ جو عیدین مین ہین۔

عید اضحیٰ کے فوائد

عید مین تنگی نہین کی بلکہ فرمایا۔ اگر جمعہ و عید اکٹھے ہو جائیں تو گاؤن کے لوگون مین جو باہر سے شریک ہوئے ہین جمعہ کے لیئے انتظار کی تکلیف نہ دیجائے۔ وحدت کا مسئلہ بھی خوب سکھایا ہے پہلے تو ہر محلے کے لوگون کو پانچ بار مسجد مین اکٹھے ہو کر دعا مانگنے کا حکم دیا۔ پھر ہفتہ مین ایک دفعہ تمام گاؤن کے لوگونکو جمع ہو کر دعا کرنیکا ارشاد کیا پھر سال مین عیدین ہین جن میں مومنونکا اجتماع لازم ٹھہرایا پھر ساری دنیا کے لیئے مکہ مقرر فرمایا جہان کل جہان کے اہل استطاعت مسلمان ملکر دعا کرین۔

قربانی

جو عید اضحیٰ کے دن کیجاتی ہے۔ اس مین بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس مین مدنظر دینی امر ہو جو جناب الٰہی نے قرآن شریف مین فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن ینالہ التقویٰ منکم

قربانی کی فلاسفی

قربانی کیا ہے یہ ایک تقدیری زبان مین تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہین۔ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہین۔ وہ هو یطعم ولا یطعم ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ تو کہانونکا محتاج ہے۔ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا بلکہ وہ تمہین سکہانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ۔ اور ادنےٰ کو اعلےٰ کیلیئے قربان ہونا ہے۔

کل دنیا مین قربانی کا رواج ہے اور قومون کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ادنیٰ چیز اعلےٰ کے بدلے مین قربان کیجاتی ہے۔ یہ مسئلہ چھوٹی سی چھوٹی لیکر بڑی سے بڑی چیزون مین پایا جاتا ہے۔

ہم نے تو یہ بات سنی تھی کہ کسی کو سانپ زہریلا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دیجاوے تاکہ کل جسم زہریلے اثر سے محفوظ رہے گویا انگلی کی قربانی تمام جسم کے بچاؤ کے لیئے کی گئی۔

۲- اسی طرح ہم دیکھتے ہین کہ ہمارا کوئی دوست آجاوے تو جو کچھہ ہمارے پاس ہو اس کی خوشی کے لیئے قربان کرنا پڑتا ہے گھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء۔ اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہین رکھتیں۔

۳- اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیان حتیٰ کہ بھیڑین اور بکرے قربان کئے جاتے ہین بلکہ اس سے بڑھکر گائے اور اونٹ تک بھی عزیز مہمان کے لیئے قربان کر دئے جاتے ہین۔

۴- مین نے اپنی طب مین دیکھا ہے۔ کہ وہ قومین جو جائز نہین سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی اپنے زخموں کے کئی سینکڑون کیڑون کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتی ہین

۵- اس سے اوپر چلیں تو ہم دیکھتے ہین کہ ادنیٰ لوگونکو اعلےٰ کے لیئے قربان کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوہڑے ہین آج عید کا دن ہے۔ مگر ان کے سپرد بھی وہی کام ہے بلکہ صفائی کی زیادہ تاکید ہے۔ گویا ادنیٰ کی خوشی اعلےٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

۶- ہندو گئو رکھشا بڑے جوش سے کرتے ہین الخ کے ملک مین تو دودھ تک نہین پیتے، کیونکہ یہ بچھڑون کا حق ہے۔ اور یہان کے ہندو تو دھوکہ دیکر دودھ لیتے ہین

مگر پھر بھی اس سے اور اسکی اولاد سے سخت کام لیتی ہیں یہانتک کہ وہ اپنے کام کے لیئے انہیں مار مار کر درست کرتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

۷۔ ادنیٰ سپاہی اپنے افسر کے لیئے اور وہ افسر اعلیٰ افسر کے لیئے اور اعلیٰ افسر بادشاہ کے بدلے میں قربان ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا۔ اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ ادنیٰ اعلیٰ کے لیئے قربان کیا جاوے۔

۸ محبت میں انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ چنانچہ محبت بھی بتدریج محبوبوں کے مراتب رکھا ایک کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہے۔ اپنا پیسہ یا جان محبوب ہے۔ مگر دوسرے محبوب پر اسے قربان کر دینے میں عذر نہیں انسان کو مال کی محبت ہے بی بی کی محبت ہے بچوں کی محبت ہے یار و آشنا کی امن و چین کی محبت ہے اللہ کی کتابوں اللہ کے رسولوں کی محبت ہے سچے علوم سے بھی محبت ہے ان تمام محبتوں کے مراتب ہیں۔ اور ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ بات لمبی ہو گئی

التسمیہ میں قربانی کی تعلیم

میں جو آیات پڑھی ہیں اس میں اللہ کا نام ہے رحمٰن کا نام ہے اور رحیم کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ۱۱۴ دفعہ قرآن شریف میں بیان کیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کلمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ایکبار اللہ رحمٰن رحیم فرماکر پھر تفصیل کیلیو اللہ کیا تھا رب اللہ رحمٰن رحیم کیا تھا مالک بڑھا دیا ہے۔ جب پھر غور کیئے معلوم ہوا ہے کہ اللہ ان قربانیوں کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔

اللہ کا لفظ معبود کے لیئے ہے۔ معبود عبادت کو چاہتا ہے۔ اور عبادت کیلئے پہلے درجہ کی محبت پہلے درجہ کا تذلل پہلے درجے کی اطاعت اور ان باتوں کا پتہ مقابلہ میں لگتا ہے۔ ایک شخص ایک طرف حکم کرتا ہے اور دوسری طرف خدا تو تب جو شخص خدا کے حکم کی طرف سبقت کریگا۔ اسنے گویا خدا کی اطاعت پر دوسروں کی اطاعت کو قربان کیا۔

انسان محتاج ہے کھانے پینے کا مکان کا غرض ذرہ ذرہ میں خدا کے حضور اسکی احتیاج ہے چنانچہ اس نے فرمایا انتم الفقراء الی اللہ ھو الغنی حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے۔ اور سراپا احتیاج انسان جو احتیاج میں ہے اسکے برابر کوئی ذلیل نہیں اسی لیئے حکم ہے لے خدا کے حضور تذلل کا پھر انسان اپنے وجود میں اپنے بقا میں دفع امراض میں رنج و راحت عسر یسر غرض ہر حالت میں اللہ کا محتاج ہے

اللہ کے لفظ میں قربانی کی تعلیم

پس اللہ کا نام انسان کو یہ سمجھاتا ہے کہ حقیقی معبود حقیقی مطاع حقیقی غنی وہی ذات ہے۔ اور حقیقتاً محتاج حقیقتاً ذلیل حقیقتاً مطیع وہ انسان ہے جسکو اللہ نے پیدا کیا۔ اور جو اپنے بقا میں ہر آن اسکے فضل کا محتاج ہو اس فضل کے جذب کے لیئے اطاعت فرض ہے۔

اب اسکی اطاعت کی راہیں معلوم کرنے کے واسطے نبی کریم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب ایک انسان دوسرے انسان کی رضامندی کی راہیں معلوم نہیں کر سکتا تو اس وراء الورا کی رضامندی کی راہیں کیونکر معلوم ہو سکتی ہیں۔ سوا اس کے کہ وہ خود ہی بتلائے چنانچہ اس نے نبوت کا سلسلہ قائم کیا جس کیلیے کارخانے ہیں اس میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جیسے عام مخلوق کی محبت انبیاء کی محبت پر قربان کیجاتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کی محبت اللہ کی محبت پر قربان کرنی پڑتی ہے۔ تمام انبیاء نے الوہیت کے مسئلہ پر بڑا زور دیا ہے مگر میرے اکثر واعظوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ خدا کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لیئے وعظ نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بعض کا منشار تو یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کو رلا دیں بعض اسبات میں اپنا کمال سمجھتے ہیں کہ ایک روایت سے رلائیں دوسری سے ہنساویں۔

ابتدائی زمانہ میں ایک کتاب ہمارے پاس تھی جسکا نام تھا بحر ظرافت۔ ایک مولوی واعظ ہمارے ہاں تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کتاب مجھے دیدیں کہا اسے آپ کیا کرینگے۔ اس میں تو محض تمسخر ہے آپنے کہا وعظ میں ایک کمال ہنسانے کا ہے جو اس کے ذریعہ پورا ہو جائیگا۔ بعض وعظ کا کمال اس میں سمجھتے ہیں کہ انکے وعظ کے آخیر میں کوئی شخص اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر انکے مذہب میں شامل ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وعظ میں عبودیت کا رنگ ہو اللہ کی کتاب پڑھی جاوے اسکی حقیقت بتائی جاوے پھر اس کی تعلیم سے دل اس قسم کے پیدا ہوں جو اس تعلیم کیساتھ مطہر پاک ہو جاویں۔ ایک بھی ہزار لوگوں میں سے ایسا پیدا ہو جاوے تو غنیمت ہے بلکہ اکسیر احمر ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو امیر ہیں بہت سے لوگ اخلاص ظاہر کرتے ہیں چندے بھی دیتے ہیں بہت سے خوشامد کرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے بھاری لقب دیتے ہیں جو شاید ہماری نسل میں سے کسی کو نہ دیئے گئے ہوں۔ مگر وہ آدمی جو فرمانبرداری میں غرق اور کسی بات کی پروا نہ کرے وہ ملے تو بے نظیر و اکسیر ہے۔ فرمانبرداری بڑی اعلیٰ صفت ہے۔ ہاں یہ سمجھ لے کہ جو حکم دیا گیا ہو وہ مال دین عزت کو نقصان پہونچانیوالا تو نہیں یا قرب الٰہی سے دور کرنیوالا تو نہیں۔ ایسے شخص کے پاس بھی ہرگز نہ بیٹھنا چاہیئے۔ ہمارے بزرگوں میں سے ایک شعر پڑھا کرتے تھے۔

با ہر کہ نشستی ونشد جمع دلت ٭ واز تو نرہید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزان میباش۔

یعنے جسکی صحبت میں بیٹھکر جمعیت نامہ اور سچی طمانیت حاصل نہ ہو اور اعلیٰ اغراض کے لیئے ادنیٰ اغراض کی قربانیوں کی توفیق نہ ملے۔ تو اس کی محبت کی اجازت نہیں چنانچہ کہا ہے۔ ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

ربوبیت

اسی طرح اس سے آگے ربوبیت کا درجہ ہے ہم نہ تھے اس نے ہمیں وجود بخشا۔ زندگی دی بیان سکھایا۔ قوے دیئے ہیں اپنے قوے پر خود ہی حیران ہوں۔ اور میرا دل رقص میں آجاتا ہے کہ اسکی مجھ

کان کیسے دئیے ہیں۔ آنکھیں کیسی عطا کی ہیں زبان کیسی دی ہے دماغ کیسا دیا دل کیسا دیا ہے کہ ساری دنیا قربان ہوجاوے پر بیوی سے مولیٰ کی جدائی ہو جاوے رسول اللہ سے ایسی محبت بخشی ہے۔ کہ میرے کسی گوشہ میں آپکی تعلیم آپکی اولاد آپ کی آل سے ذرا بھی بغض نہیں رہا میں نے اتنی تاریخیں پڑھی ہیں خارجی شیعہ رافضی کی مگر پھر بھی کسی صحابی سے مجھے رنج نہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے نہ کسی آل و اولاد سے رنج ہے اور یہ خدا کا فضل ہے اور اسی کی ربوبیت کی شان سے ہے۔

حضرت صاحب نے ہمارے مرزا صاحب فرمانے لگے کہ ایکدفعہ میں نے چاہا جیسے اور صوفیوں نے کتابیں لکھی ہیں میں بھی لکھوں (ان میں سے بہت بڑی کتاب امام شعرانی کی ہے بڑی دلچسپ کتاب ہے اسکا ترجمہ اختصاری رنگ میں اپنے مذاق کے لحاظ سے نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی کیا ہے) چنانچہ مینے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر خدا کے انعامات کی اتنی برسات مینے دیکھی کہ شرم سے میرا قلم رک گیا فرمایا اگر برسات کے قطروں کو گن سکتے ہو تو خدا کے احسانات کو بھی گن سکیگا چنانچہ خدا نے فرمایا ان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوھا ان احسانات کو ایک وحدت بھی ہے جسکی نسبت فرماتا ہے۔ کہ اگر ساری زمین سونے چاندی کی بھر کر دیدو تو بھی یہ وحدت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اسکا مینے بھی تجربہ کیا ہے ایک زمانہ میں میرے پاس بڑا روپیہ آتا تھا۔ اور مجھو روپیہ کی محبت ہرگز نہیں میں اپنی تعریف ہرگز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے فضل کا اظہار یہ لوگ جو بطور میرے شاگرد میرے پاس رہتے ہیں (اگرچہ بعض لوگ انکو حقارت سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے اردگرد بیٹھے رہتے ہیں اور احداث میں خلط ملط رکھتا ہے) ان سے پوچھ لو کہ مال میں میرا معمولی کیسا تکفل ہے اور میں اس معاملہ میں اسکی ربوبیت کے بہت سے عجائبات دیکھ چکا ہوں۔

اسی ربوبیت کے چشمہ کا فیضان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نبی ہم میں آیا پھر وہ مذہب ملا جسکی حمایت و نصرت کے لیئے ہر صدی میں یقیناً امام آئے جن کی تعلیم دیکھکر ہم حیران رہجاتے ہیں۔ کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیسے قدم بہ قدم چلایا ہے۔ اماموں کے متعلق ایک مذہب ہے کہ پچاس برس کے بعد ایک امام آتا ہے۔ دوسرا مذہب ہے۔ کہ پچیس برس کے بعد وہ تعلیم رسالت پناہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ خیر یہ بھی اسی کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

غرض اس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا وجود سے بقا پھر عقل و فہم و ذکا پھر اعضاء صحیحہ عطا کئے پھر ہمیں توفیق دی کہ ہم مسلمان ہوئے۔ دیکھو بڑے بڑے ذہین اور ہوشیار آدمی اسلام سے متنفر دیکھتے ہیں جنکو میں نے عجیب عجیب طور سے قائل کیا ہے مگر اسلام کی توفیق نہیں ملی پس توفیق بھی نعمت ہے جناب الٰہی سے، ہمنے دیکھا ہے بعض کو دین کا شوق نہیں اور اگر ہے تو ذہن اس قابل نہیں یا ذہن تو ہے مگر سامان نہیں سامان تو ہے صحت نہیں صحت تو ہے کوئی اور مشکل ہے مثلاً دنیوی علائق کیوجہ سے فرصت نہیں جو فرصت ہے تو پھر یہ دقت ہے کہ کتابیں سچی نہیں ملیں بعض کو توفیق ملتی ہے مگر ارادے میں ثبات نہیں آج نماز کا شوق چڑآیا ہے۔ زندگی وقف کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ مگر تھوڑے دن بعد کچھ بھی نہیں حالانکہ قول بلا عمل کیا ہستی رکھتا ہے غرض سب باتیں موقوف ہیں فضل الٰہی پر جو ربوبیت کی صفت پر فیض لینے حاصل ہوتی ہیں۔

مختصرات

میں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں بعض لوگ ہیں جو نماز میں کسل کرتے ہیں اور یہ کئی قسم ہے۔ (۱) وقت پر نہیں پہونچتے (۲) جماعت کیساتھ نہیں پڑھتے (۳) سنن و رواتب کا خیال نہیں کرتے کان کھول کر سنو جو نماز کا مضیع ہے اسکا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔

زکوٰۃ:۔ بعض لوگ زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل میں کسل کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی تہ کو نہیں پہونچتے کہ صلوٰۃ کیساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر بھی قرآن مجید میں کیوں ہے درحقیقت تعظیم لامر اللہ کیساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ بھی ضروری ہے۔

اگر کسی کے پاس نئی جوتی ہے تو کیا حرج ہے کہ وہ پرانی جوتی کسی مسکین کو دیدے یہ کہنا کہ پرانی کیچڑ کے لئے رکھ لی ہے۔ حد درجے کی سفیہانہ بات ہے۔ اسی طرح میں نے پرانے کپڑوں پرانے لحافوں کی نسبت بارہا توجہ دلائی ہے یہی حکم علم کا ہے۔ کہ اگر خدا نے تمہیں علم بخشا ہے۔ تو اسکی زکوٰۃ ہے کہ دوسروں کو پڑھاؤ میں گھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ اس زکوٰۃ میں مضائقہ کرتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے پڑھانے کی نسبت کہا اس نے بڑی جلدی اور شوق سے منظور کر لیا مگر ساتھ ہی بتادیا کہ ڈیوٹیوں کا حساب آپ جانتے ہونگے۔ یہ زکوٰۃ کا طرز نہیں میرے نزدیک ہر شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یہی وجہ کہ قرآن شریف میں نصاب کا ذکر نہیں امام حسن بصری سے کسی نے زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا ہمارے ہاں تو زکوٰۃ یہ ہے کہ کسی کے پاس چالیس ہوں تو اکتالیس بھر دے اور علماء کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس ہوں تو ایک دے غرض ہر ایک زکوٰۃ دیتے رہنا چاہیئے۔ مگر یہ موقوف ہے توفیق پر جسکے حصول کا گر دعا ہے۔ میرے بھائی سلطان احمد تھے۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ سوف سوف نہ کرو کیونکہ موت کا وقت آجاتا ہے اور کام پورے نہیں ہوتے اسلیئے جب توفیق ملے اسی وقت وہ نیک کام کردے یہ میرا اپنا صحیح تجربہ ہے۔ شریعت اجازت نہیں دیتی کہ کام کو دوسرے وقت پر ڈالا جاوے یحول بین المرء وقلبہ کے علماء نے بھی معنے لکھے ہیں کہ جب وقت ملے اسی وقت کام کرلے ورنہ روک پیدا ہو جاتی ہے۔

میں تمہیں بہت کچھ سنانا چاہتا تھا مگر جمعہ بھی ہے اور اس میں بھی میں نے ہی بولنا ہے۔ (ناظرین اس فقرہ سے سمجھ گئے ہونگے جو مضمون اللہ اور رب کے اسماء کی تفسیر اور اس میں قربانی کی تعلیم پر چل رہا تھا

بوجہ تنگی وقت و دیگر مصالح دینی عبارات پر دھک دیا گیں) اس لیئے اسی مختصر بات کیساتھہ کچھہ امر مصالح ایزاد کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں میں تعظیم لامر اللہ ہو اور شفقت علی خلق اللہ ہو کیونکہ فرمایا - اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض. جو مضر وجود ہوتے ہیں وہ خود بھی سکھہ نہیں پاتے دوسرونکو بھی تکلیف پہونچاتے ہیں پس تم مضر نہیں بلکہ نافع الناس وجود بنو - سب سے بھاری مسئلہ یہ ہے - کہ دو قوتوں کی حفاظت کرو دعا سے کام لو اور صحبت صلحاء اختیار کرو محبت صلحا بڑہانا محبت کا اصول یہ ہے کہ جبلت القلوب علی حب من احسن الیہ - میری فطرت میں یہ بات ہے کہ جو کام کسیکو بتاؤں اور وہ نہ کیے تو میری اس کیساتھہ محبت نہیں رہ سکتی خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے وہ اپنی فرمانبرداری کرنیوالوں کو محبوب رکھتا ہے۔

قربانی کے مسایل

قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہیئے یہی میری تحقیق ہے (۲) جس کے سینگ بالکل نہ ہوں وہ جائز ہے (۳) خصی جائز ہے (۴) مادہ بھی جائز ہے - نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیشہ چھترا قربانی دیتے جس کا مونہہ آنکھیں پیٹ پاؤں سیاہ ہوتے جو بالکل دبلا ہو وہ جائز نہیں اگر جانور موٹا ہو خواہ اسے خارش ہو تو بھی اسے جائز رکھا ہے - (۵) لنگڑا مناسب نہیں۔

تم قربانیاں کرو اس یقین کے ساتھہ کہ ان میں تصویری زبان کے ذریعے تمہیں فرمانبرداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ تم بھی ادنے کے لیئے اعلے کو قربان کرنا سیکھو - اللہ تمہیں توفیق بخشے آمین آپنے ایک ہی خطبہ پڑہا دعا کوئی کہے تو کر دیتے ہیں۔

عید کے جمعہ کا خطبہ

حضرت امیر المومنین نے یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ پڑھکر فرمایا کہ ہر جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کوئی شخص تمکو وعظ سنائے اور اتنا وقت ہو کہ نماز سے پہلے سن لو اس کے بعد نماز پڑھو نماز کے بعد تمکو اختیار ہے کہ دنیوی کاموں میں لگجاؤ میں اس کے حکم کے مطابق تمکو نصیحت کرتا ہوں۔

اللہ نے ہمکو کچھہ اعضا دیئے ہیں - اور ان اعضاء پر حکومت بخشی ہے - اور پھر انسان کو اپنی صفات کا مظہر بنایا چونکہ خدا مالک ہے - اسلیئے انسان کو بھی مالک بنایا - اور اسکو بہت بڑا لشکر دیا جن میں سے دو چار نوکروں کا میں ذکر کرتا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم سب کے سب بادشاہ ہو اور تم سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا - (۲) الامام راع وھو مسئول عن رعیتہ امام بھی راعی ہوتا ہے اور اس سے رعایا کی نسبت سوال ہوگا (۳) عورت کے بارے میں بھی فرمایا کہ علے بیت زوجھا راع میں ان بادشاہونکا ذکر نہیں کرتا جو ملکوں پر بادشاہی کرتے ہیں - بلکہ اسکا ذکر کرتا ہوں جو تم سب کے سب اپنے اعضا پر حکمران ہو ان میں سے بڑی چیز دل ہے جس کے کچھہ فرائض ہیں کچھہ محرمات کچھہ مکروہات کچھہ مناجات دل کے فرائض بتاتا ہوں (۱) اسکا عظیم الشان فرض ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے جب تک دل اس فرض کو ادا کرنیوالا نہ ہو ہلاکت میں ہے۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اور جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم سے پتہ لگتا ہے - کہ دل یقین کر چکے ہیں - پس اس یقین کیساتھہ عملی رنگ بھی ضروری ہے - (۲) اس کے بعد فرض ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول یقین کرنا جب اللہ معبود ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول - تو اللہ کے بالمقابل اب کسی کا حکم نہیں اور رسول کی اطاعت کے بالمقابل اب کوئی اطاعت نہیں - یہ واجبات سے ہے۔

دل کے محرمات میں سے ہے - (۱) اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا (۲) کبر و نخوت (۳) بغض و حسد (۴) ریا و سمعۃ (۵) نفاق کرنا شرک کی نسبت تو اللہ فرماتا ہے - کہ معاف نہ کرونگا اور کبر وہ فعل ہے - جس کا نتیجہ شیطان اب تک لعنت اٹھا رہا ہے - اور ریا کہتے ہیں - اس عمل کو جو دکھاوے کیلئے کیا جاوے - اور نفاق یہ ہے کہ دل نہ مانے اور اوپر سے اقرار کرے اسکے کچھہ اور شعبے بھی ہیں - جب بات کرے جھوٹ بولے - (۲) امانت میں خیانت کرے معاہدہ میں غداری کرے (۴) سخت فحش گالیاں دے

دل کے فرایض سے ریجے یہ بات ہے کہ دل کو اللہ کی یاد سے طمانیت بخشے آدمی پر مصائب کا پہاڑ گر پڑتا ہے - کسی کی صحت خطرے میں ہے - کسی کی عزت کسی کی مالی حالت کسی کو بیوی کے تعلقات میں مشکلات ہیں کسی کو اولاد کی تعلیم میں ان تمام مشکلات کے وقت خدا کی فرمانبرداری کو نہ بھولے۔

ایک شخص دہلی میں ہیں جو ہمارے خیالات کے سخت مخالف ہیں - انہوں نے ایک کتاب الحقوق و الفرایض لکھی ہے - مینے اسے بہت پسند کیا ہے حق بات کسی کے مونہہ سے نکلے مجھے بہت پیاری لگتی ہے - دوست کے منہ سے نکلے تو پھر اور کیا چاہئیے - حقوق و فرائض کا ہر وقت نگاہ رکھنا مومن کے لئے مستحب کام ہے مصائب میں اللہ پر ایسا بھروسہ ہو کہ ان مصائب کی کچھہ حقیقت نہ سمجھے اس کی تہ کے نیچے جو حکمتیں رحمتیں فضل ہیں ان تک انا للہ کے ذریعے پہونچے ایکدفعہ میں جوانی میں الحمد پڑھنے لگا الا من و نون مجھپر سخت ابتلا تھا - اسلیئے مجھے جہرا پڑھنے میں تامل ہوا - کیونکہ جب دل پورے طور پر اس کلمہ کے زبان سے نکالنے پر راضی نہیں تھا - تو یہ ایک قسم کا نفاق تھا - اللہ نے میری دستگیری کی اور معاً مجھے خیال آیا - کہ جو انا للہ و انا الیہ راجعون اور اللھم اجرنی فی مصیبتی پڑھتا ہے - ہم اس مصیبت کو راحت سے بدل دیتے ہیں۔

انسان پر جو مصیبت آتی ہے - کبھی گناہونکا کفارہ ہوجاتی ہے - اسلیئے انسان شکر کرے کہ قیامت کو مواخذہ نہ ہوگا - دوم ممکن تھا اس سے بڑھکر مصیبت میں گرفتار ہوتا سوم مالی نقصان کی بجائے ممکن تھا جانی نقصان ہوتا جو ناقابل برداشت ہے چہارم - یہ بھی شکر کا مقام ہے - کہ خود زندہ رہے کیونکہ خود زندہ نہیں تو پھر تمام مال و اسباب وغیرہ کی فکر لغو ہے۔

یہ سب مضمون جب میرے دل میں آیا تو بڑے زور سے

الحمد پڑھنا ... قرآن پڑھنا گویا ... کو خوف دشمن ہوتا ہے ... لااختلاف والا ... ہوتا ہے۔

زبان کو ... ہماری فرض ہے (۱) کلمہ توحید پڑھنا۔ نماز میں الحمد بھی فرض ہے۔ (۲) تو گویا اتنا قرآن پڑھنا بھی فرض ہوا (۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی زبان کا ایک رکن ہے۔ اس کے محرمات ہیں غیبت تحقیر جھوٹ افترا اس زبان کے ذریعے عام تلاوت احادیث کی ... اور عام طور پر جو معرفت کے خزانے اللہ رسول کی کتاب میں ... پڑھکر یا تاکہ ان کی تہ تک پہونچے۔

معمولی باتیں کرنا مباح ہیں پسندیدہ باتیں اپنی عام باتوں میں استحباب کا رنگ رکھتے ہیں۔

کان کے فرائض لوکنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر اگر ہم حق کے شنوا ہوتے تو دوزخ میں کیوں جاتے اس سے ثابت ہوا کہ حق کا سننا فرض ہے اور غیبت کا سننا حرام ہے۔ سماع کے متعلق صوفیا میں بحث ہے۔ میرے نزدیک سماع قرآن وحدیث ضروری ہے مگر ایک شیطانی سماع ہے کہ راگنی کی باریکیوں پر اطلاع ہو یہ ناجائز ہے۔

ناک کے فرائض ہمیں حکم ہے کہ جس پانی کی بو خراب ہو اس سے وضو نہ کریں۔ اسواسطے پانی کا سونگھنا اسوقت فرض ہو گیا۔ خصوصاً جب نجاست کا احتمال ہو۔

عید کے دن عطر لگانا مستحبات میں داخل ہے ہاں اجنبی عورت کے کپڑوں اور بالوں کی خوشبو کا سونگھنا حرام ہے۔ اسی طرح آنکھ اور دوسرے اعضا کے فرائض ہیں۔

خطبہ ثانی

اذکروا اللہ یذکرکم زبان کے فرائض میں سے شکر بھی ہے۔ ناشکری کا مرض مسلمانوں میں بہت بڑھ گیا ہے کسی کو نعمت دیتا ہے تو وہ حقارت کرتا ہے اس کے نعمت بڑھتی نہیں اگر انسان شکر کرے تو نعمت بڑھتی ہے۔

دال کی حرص بھی بہت بڑھ گئی ہے جسکی پانچ تنخواہ ہے۔ وہ چاہتا ہے دس ہو جائے۔ اور جسکی سو ہے۔ وہ دو سو کے لیئے تڑپ رہا ہے۔ طالبعلموں میں بھی یہ مرض ہے اگر کوئی ان میں سے پاس ہو گیا تو پوچھنے پر شکر نہیں کریگا بلکہ یہی کہیگا خاک پاس ہوئے ہیں ہم تو جانتے تھے فسٹ ڈویژن میں نکلتے وظیفہ لیتے۔

کسل و کاہل بھی ایک گندی صفت ہے جو مسلمانوں میں بڑھ رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا فرمائی ہے جس کو تشہد میں بعض ائمہ نے فرض لکھا ہے۔ اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل عجز کہتے ہیں اسباب کو مہیا نہ کرنا اور کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا رسول اللہ کی جماعت تھی کہ ان میں سے کئی لکڑیاں جنگل سے لا کر بیچتے اور اس میں سے چندے دیتے اور انکو قرآن شریف یاد کرتے معاملہ کی صفائی بھی بہت کم رہگئی ہے۔ روپیہ کسی کے قبضہ میں آجاوے تو ... دل نہیں چاہتا کہ واپس دوں تم میں یہ بُری باتیں نہ ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کی توفیق دے آمین۔

ایک غلطی کی تردید

معزز ہمعصر بدر میں نکتہ چینی کے عنوان پر برادرم اکمل نے ایک تحریر شایع کی تھی اس میں انہوں نے ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ کو صدر انجمن کا پریسیڈنٹ ظاہر کیا اسکے متعلق قاضی اکمل صاحب نے جو تردید بدر کی تازہ اشاعت میں شایع کی ہے۔ میں اسکا شائع کر دینا ضروری سمجھتا ہوں یہ بالکل درست ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر جبکہ حضرت مسیح موعود مغفور کے نام سے بیعت کیگئی ہے اور خدا تعالےٰ نے آپ ہی کو ہم میں حضرت مغفور کے وصال پر مقرر فرمایا توفی الو اقعہ وہ خلیفہ ہیں۔ اور خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور یہی ہمارا ایمان ہے۔ اور ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک ہمارے تمام نزاعوں اور جھگڑوں میں اسی کا فیصلہ ناطق بشرح صدر سے تسلیم نہ کیا جاوے جس طرح یہ حضرت مسیح موعود مغفور کے متعلق ہمارا ایمان تھا مختصر یہ کہ نور الدین اسوقت تمام قوم کا مطاع امام اور برگزیدہ خلیفہ ہے جو ایک ہی منصب ہے اور جسکا عزل و نصب کسی کے ہاتھ میں نہیں بجز اللہ تعالےٰ کے اور جو اپنے ہاتھ پر توبہ کرنیوالی قوم کے لیئے امیر ہے۔ پریسیڈنٹ جمہوریت کا آئی اور وقتی آفیسر ہوتا ہے جو صرف اختلاف کے وقت دو راؤں کا مالک ہوتا ہے۔ پس اس منصب پر متمکن خلیفہ کے لیئے یہ پریسیڈنٹ کا لفظ اپنے اندر ایک عیب رکھتا ہے۔ برادرم اکمل نے اسکی تردید حسب ذیل کی ہے جسے میں نہایت خوشی سے درج کرتا ہوں۔

۳۰ - دسمبر ۱۹۱۳ء کے بدر میں میرا ایک مضمون بعنوان نکتہ چینی چھپا ہے اس میں یہ بات کہ صدر انجمن احمدیہ میں امیر المومنین بحیثیت پریزیڈنٹ شامل ہیں۔ میں نے بے خبری میں غلطی سے لکھدی ہے کہ آپ امام کی زندگی میں تو پریزیڈنٹ تھے۔ مگر جب سے خلیفۃ المسیح ہوئے ہیں پھر پریزیڈنٹ نہیں۔ ہاں آپ جیسا کہ میں نے اس مضمون میں بھی لکھا ہے۔ تمام قوم کے مسلم امیر ہیں اور صدر انجمن ہو یا کوئی اور انجمن یا کوئی اور انجمن یا گروہ احمدیہ ان کی کثرت رائے کے فیصلہ پر آپ ایسے ہی حاکم و مختار ہیں اور ہمارے مطاع جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اسی لیئے میں نے لکھا تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کے خلاف اگر کوئی امر ہو تو اسے حضرت امیر المومنین کے حضور پیش کر دیا جاوے ان کا فیصلہ آخری سمجھا جاوے نظام وحدت کے قیام کے لیئے یہ امر ضروری ہے کہ ہماری رائے اور ہمارے ارادے اور ہماری تجاویز ہمارے فیصلے ایک امیر و امام کی ماتحت ہوں یہی میرا اور ہر احمدی کا ایمان ہو کہ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم۔

خاکسار اکمل عفا اللہ عنہ

مذہبی دُنیا پر سرسری نظر

اِندر اور آریہ سماج

جنوری سنہ ۲۶ء کے رسالہ "اندر" میں آریہ سماج کی نازک حالت پر دوسرا آرٹیکل شایع کیا گیا ہے۔ اس میں نو آریہ دہرمپال نے بتایا ہے کہ آریہ سماج میں جو لٹھ بازی ہو رہی ہے وہ اصولی نہیں بلکہ اس میں بے اصولاپن ہے۔ اور آریہ سماج میں بت پرستی ہو رہی ہے اور اس بت پرستی سے مراد مردم پرستی ہے وہ کہتا ہے اسوقت آریہ سماج میں جابجا بت گڑے پڑے ہیں۔ کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا کسی کی پرستش زیادہ ہوتی ہے کسی کی کم ان بت پرستوں کا خدا صرف نام آوری شہرت اور عزت ہے۔ دہرمپال بتاتا ہے کہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب یعنے آریوں کی صدر انجمن کے عہدوں کا حصول اسوقت آریہ سماج کا خدا بن رہا ہے۔ اور آریہ سماج کے جھگڑوں کی جڑھ مردم کشی ہے یعنے جو قابل اور ہونہار نوجوان قوم میں پیدا ہوتے ہیں عہدوں کے حریص انہیں ابھرنے نہیں دیتے اور انکی قابلیتوں کو اپنی طاقت سے دبانا چاہتے ہیں۔ اور سالانہ انتخاب کیوقت دیانتداری کو چھوڑ کر مکاری سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ آریہ سماج کی اندرونی حالت ہے جسکو دہرمپال نے ظاہر کیا ہے فی الحقیقت کسی سوسائٹی میں عہدوں کی خواہش ہی ایک ایسی چیز ہے جو ان کو صدق اور اخلاص کے مقام سے دور لیجاتی ہے۔ اور یہ باتیں پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک ایک زبردست قدسی قوت کا انسان موجود نہو ایسی حالت میں آریہ سماج کو مذہبی سوسائٹی کہنا اگر صریح غلطی نہیں تو کیا ہے۔

شانتی پرکاش اور ویدک پالٹیکس

گجرات (پنجاب) سے شانتی پرکاش ایک نیا اخبار جاری ہوا ہے اسکے پہلے ہی پرچہ میں انسان اور پالٹیکس کے متعلق سو ایک آرٹیکل لکھکر ویدک پولٹیکس کی فضیلت کو ثابت کیا ہے ہم اگر کہیں تو اسے شکایت اور دشمنی کی سپرٹ کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ مگر آریہ لوگ جو تعلیم اپنے اخبارات کے ذریعہ پھیلانا چاہتے ہیں اسکا مختصر سا نمونہ شانتی پرکاش کے پہلے ہی نمبر میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ "انسانو! تم ہمیشہ جوان رہو تمہارے اگنی آدی شستر (بندوق وغیرہ ہتھیار) ہمیشہ ستہرا ہیں۔ یا میری کرپا سے دشمنوں پر فتح پانے کے لائق ہوں اور وہ مضبوط اور تعریف کے یوگیہ ہوتے ہوئے دشٹوں کی سینا (فوج) کو روکنے کے لائق ہوں جس سے کہ تمہارا کنٹرت بل اور چکرورتی راجیہ ہو کر دشٹ لوگوں کی سدا ناکامیابی رہے" اسکو پڑھکر آریہ سماج کی تعلیم اور اغراض کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

ہندوستان کی مخلصی کا اصل سبب

مدارس کے بشپ صاحب نے رسالہ "انیسویں صدی اور مابعد" میں ظاہر کیا ہے۔ کہ ہندوستان کی ادنی اقوام کو عیسائی بنایا جاوے تو یہ ہندوستان کی مخلصی کے لیئے مفید ہوگا۔ بشپ صاحب کی یہ رائے خواہ کیسی ہی کمزور اور بے اثر اور بودی سمجھی جاوے مگر اسکی تہ میں پولٹیکل اہمیت ضرور ہے۔ اور اگر ادنی اقوام کو اٹھانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا تو ہندوستان میں پولٹیکل حرارت پیدا کرنے والوں نے کیوں ان اقوام کی طرف توجہ کی ہے۔ وہ چھوٹی قوموں کو اٹھانا چاہتے ہیں تاکہ وہ ان کے اغراض کا مفید ذریعہ ثابت ہوں بشپ صاحب کی اس رائے کی میں تائید نہیں کرتا کہ انکو عیسائی بنا دیا جاوے اسلیئے کہ موجودہ یسوعی مذہب اس قابل نہیں کہ وہ انسان کے لیئے کوئی مفید تعلیم دے سکے لیکن میں اتنا ضرور کہونگا۔ کہ ادنی اقوام کی طرف پولیٹکل جماعتوں کا خیال بے معنی نہیں ہے اسپر غور کرنیکی ضرورت ہے۔

ریاست پٹیالہ کے مقدمہ پر رشی دیانند

پنڈت کرپارام جگرانوی آریہ سماج میں درشنانند سرستی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شخص گوروکل ہردوار کے بالمقابل گوروکل قائم کرنیکا بڑا شوقین ہے۔ اور کئی اخبارات اور رسالہجات جاری کر رہا ہے۔ حال میں اسنے رشی دیانند نام اخبار راولپنڈی سے جاری کیا ہے اس امر کا ذکر کر دینا نامناسب نہیں کہ اسی درشنانند کو آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے بائیکاٹ کرنیکے لیئے اخبار پرکاش لاہور نے بڑی کوشش کی تھی۔ اور وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ رشی دیانند کی تازہ اشاعت میں پٹیالہ کے مقدمہ پر ایک لمبا آرٹیکل لکھا گیا ہے جس میں آریہ پرتی ندہی سبھا لاہور اور پراوپکارنی سبھا اجمیر کو مسٹر گرے پر استغاثہ دائر کرنیکا مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ مسٹر گرے پر آریہ سماج کی توہین کی نالش کردے کیونکہ انہوں نے آریہ سماج کو باغی کہا ہے۔ اور اس طرح وہ آریہ سماج کی پوزیشن کو صاف کرانا چاہتے ہیں۔ ان کی اس تدبیر اور مشورہ پر عمل کرنا ان ذمہ دار مجلسوں کا کام ہے مجھے رائے دینے کی ضرورت نہیں مگر سوامی درشنانند نے یہ مشورہ ہی کیوں نہ دیا کہ لاٹ صاحب پنجاب اور ڈپٹی کمشنران پنجاب پر نالش کر دیجاوے جنہوں نے اپنی رپورٹوں اور تقریر میں یہ ظاہر کیا تھا کہ جہاں آریہ سماج ہے۔ وہاں شورش ہے۔ ایسی بہنگم رائے کی قدر آریہ سماجی بھی نہیں کرینگے۔

انصاف اور قانون پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ ریاست پٹیالہ یا مسٹر واربرٹن یا مسٹر گرے کو آریہ سماج کیساتھ عداوت نہیں اگر آریہ سماج کا دامن پاک ہے۔ تو خدا کرے وہ بالکل پاک ثابت ہوں اور اگر کسی نے جرم کیا ہے تو وہ سزا پائے ریاست کو دھمکانا اور بدنام کرنا اور مسٹر گرے کو دھمکی دینا اور ایک متنازعہ مقدمہ پر رائے زنی کرنا میں نہیں سمجھتا درشنانند سرستی جی کو کس قانون نے بتایا ہے وہ سوچ سمجھکر قلم اٹھائیں۔

دیوسماجیوں کا سالانہ جلسہ

دیوسماج خداتعالیٰ کی ہستی کی منکر ہے۔ انہوں نے ڈسمبر کے آخیر میں اپنے بزرگ پیشوا کے جنم کے دن کی تقریب پر سالانہ جلسہ کیا۔ جلسہ بڑی شان وشوکت اور دہوم دھام سے ہوا اور پانچسو آدمی باہر سے آئے ۶۴ آدمی مختلف درجوں مین شامل ہوئے اور بیس ہزار روپیہ چندہ نقد اور وعدوں کی صورت مین ہوا۔ پانچسو آدمی کے مجمع مین بیس ہزار روپیہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر جمع ہونا ہماری جماعت کے لئے قابل غور امر ہے۔ اگرچہ وہ سال بھر مین کئی بیس ہزار جمع کر دیتی ہے۔ مگر اسکی تعداد سینکڑون اور ہزاروں سے گزر کر لاکھوں تک ہے جو جماعت سینکڑوں کے اندر محدود ہو اسکا ایک موقعہ پر ایسی ہمت سے کام لینا ہمارے لیے سبق کا موجب ہو سکتا ہے۔ دیوسماج کے آرگن نے جلسہ کی رپورٹ دیتے ہوئے یہی فخر بیان کیا ہے کہ باوجود یکہ گرایہ کی رعایت انہین نہین مل سکی اور اشارتاً ہمارے جلسہ کی نمایش کرکے لکہتا ہے کہ محض اس وجہ سے ایک جماعت نے اپنا جلسہ بند کر دیا پھر بھی اسقدر آدمی جمع ہوئے اسلیئے ہمارے احباب سالانہ جلسہ پر آنے کے لیئے ابھی سے طیار ہونگے نہ صرف اسلیئے کہ اسکا جواب ہو بلکہ محض اسلئے کہ ایسے موقعہ پر انکا جمع ہونا انکے لیے بہترین روحانی فوائد کا موجب ہو سکتا ہے۔

اسلامی لیکچروں کا سلسلہ

الحکم کے ناظرین آگاہ ہین کہ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کے ابتدائی دنوں مین آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے خاتمہ پر عیسائیوں کی طرف سے ایک لیکچروں کا سلسلہ فورمن کرسچن کالج مین شروع کیا گیا تھا ان لیکچروں میں اسلام پر بھی حملے کئے گئے تھے انہین ایام مین حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اعلان شائع کر دیا تھا۔ کہ ضرورتاً ان لیکچروں کا جواب دیا جائیگا اس مقصد کے لیئے ۲۹۔ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۹ء سے یکم جنوری سنہ ۱۹۱۰ء تک لیکچروں کا ایک سلسلہ احمدیہ بلڈنگز میں ہوتا رہا عیسائی صاحبان نے ان جلسوں مین پانچ پانچ یا دس دس منٹ کے سوال وجواب کی درخواست کی جیسا کہ انہوں نے اپنے لیکچروں مین ایک تماشا بنایا تھا مگر ان کی اس درخواست کو اس بنا پر رد کر دیا گیا کہ یہ طریق تحقیق مذہب کا نہین اس پر عیسائی صاحبان جلسہ مین بہت ہی کم شامل ہوئے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی غرض احقاق حق نہین ورنہ انہین چاہیئے تھا کہ ہماری باتیں سنتے اور فائدہ اٹھاتے اس موقع کیلئے دلی سے حافظ احمد مسیح صاحب اور بریلی سے پادری جوالا سنگھ صاحب کو عیسائیوں نے بلایا تھا اور ہماری جلسے کے ساتھ ہی پھر انہوں نے لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا جس میں خدا تعالیٰ کے محض فضل اور تائید سے خاکسار نے خاص حصہ لیا اور پادری صاحبان کو پوری ناکامی ہوئی اور انہین اپنے لیکچر بند کر دینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور یہ انکی دوسری کمزوری تہی۔ بہرحال اسلامی لیکچروں کا سلسلہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ یہ لیکچر متفرق مضامین پر تھے اور لیکچرر صاحبان کو خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق دی کہ وہ اپنے مضمون کو پوری کامیابی سے ادا کرین بجز جناب مفتی محمد صادق صاحب کے لیکچر ابطال کفارہ کے باقی تمام تقریرین ضیق وقت کی وجہ سے ناتمام رہین اس موقعہ پر مختلف مقامات سے تین سو کے قریب احمدی احباب جمع ہوگئے تھے۔ جو قوم کی بیداری اور زندگی کی دلیل ہے لاہور کی انجمن احمدیہ اپنے بھائیوں کی میزبان تہی اور اس حصہ مین مستری محمد موسیٰ صاحب نے نہایت اخلاص اور محنت سے کام لیا۔

میں کسی لیکچر کا خلاصہ یا اسے پورا درج کرنیکا نہ موقع پاتا ہون نہ ضرورت سمجھتا ہون اسلیئے کہ وہ غالباً چھپ کر شائع ہو جائیں گے اور نہ ان پر کسی قسم کے ریمارک یا حاشیہ کی حاجت محسوس کرتا ہوں اس جلسہ مین جسقدر کامیابی ہوئی وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا نتیجہ اور برکت ہے۔ لاہور جیسے شہر مین جہاں انہی ایام مین مادی ترقی پر جلسے اور لیکچر ہو رہے تھے یہ احمدی قوم کو فخر حاصل تھا کہ وہ روحانیت سے شاداب کر رہی تھی نہ صرف ان لیکچروں کو دیکھکر بلکہ پہلے ہی سے مین اس ضرورت کو محسوس کرتا ہون اور الحکم مین اس پر لکھ چکا ہون کہ ایک باقاعدہ

مذہبی کانفرنس

کی بنیاد رکھدینی چاہیئے۔ جسکا اجلاس سال مین ایکمرتبہ ہندوستان کے کسی مقام پر ہوا کرے۔ اس ضرورت کو محسوس کرنیوالے دل قدم اٹھائیں اور اس تحریک کے متعلق اپنی آواز اٹھائیں بہرحال ملک مین ضرورت ہے اس امر کی کہ اسلام کی برکات اور خوبیوں کا اظہار کیا جاوے۔ مین نے اپنے سفر دلی کے دوران مین اس قسم کے لیکچروں کی ضرورت کو محسوس کرکے حضرت خلیفۃ المسیح کیخدمت مین عرض کیا تھا اور آپ نے ازراہ کرم میری تجویز کو شرف قبولیت عطا فرما کر اس کام کے لئے خود ایک سو روپیہ کی رقم دینے کا نہ صرف وعدہ بلکہ اسکا ایک بڑا حصہ بھیجدیا تھا مگر دلی سے میری واپسی پر وہ تجویز ملتوی رہی اب بھی ضرورت ہے کہ ایسے لوگ حضرت کے ارشاد کے ماتحت نکلیں جو قرآن کریم کی علمی اور عملی برکات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجازی کمالات کا اظہار کر سکیں اور عام مسلمانوں کے دل سے اس نفرت کو دور کرین جو غلط فہمیاں پھیلا کر ناعاقبت اندیش مخالفین نے بٹھا رکھی ہیں +

جنازہ غائب پڑھا جاوے

میرے مکرم بہائی شیخ محمد خان صاحب تاجر وزیر آبادی کی اہلیہ حالت زچگی مین فوت ہوگئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شیخصاحب موصوف چاہتے ہین۔ احباب ان مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں

ہندو اور انارکزم

یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے کہ جسقدر مقدمات بغاوت کے ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں وہ ہندو صاحبان پر ہوئے ہیں اور نہ یہ امر ہی ہمارے لیے مسرت کا موجب ہے کہ انارکزم کے کرتوت بھی انہیں صاحبان کی طرف سے عمل میں آئے۔ اسلیئے کہ آخر ہندو مسلمان دونو خواہ باش ہیں اور ہمارا اخلاقی فرض ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ان کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کریں یہ بالکل سچ اور راہر واقعہ ہے کہ ہمارے ہندو دوست ہمیں محض مسلمان ہونے کے جرم میں ہر قسم کی سزا اور تکلیف دینے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہونے چاہئیں کہ ہم اپنے اخلاق کو تباہ کر لیں ہمارا فرض ہے کہ اسپر بھی انہیں انکی غلطی سے آگاہ کریں۔

آریہ سماج اس تفرقہ کا بانی ہے جو ہندو مسلمانوں میں پیدا ہوا۔ اور اسکی بنا ان گالیوں اور توہین سے بھری ہوئی تقریروں اور تحریروں کے پڑی جو اسلام اور دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور مقدس رہنماؤں کے خلاف **آریہ سماج** نے شائع کیں اور پھر رفتہ رفتہ یہ **خلیج نفاق** وسیع ہوتی گئی اور ہو رہی ہے اختلاف مذہب نے ملکی معاملات کی شکل اختیار کر لی **آریہ سماج** کے ایک معزز ڈیپوٹیشن کو صوبہ پنجاب کے ذمہدار حکمران نے صاف الفاظ میں کہا تہا کہ ان کے پاس تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹ سے یہی پہنچا ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماج ہے وہاں ہی شورش ہے اب ہندو صاحبان کا ایک وفد یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو نوروز کے دن لاٹ صاحب پنجاب کے پاس پہنچا ہے لاٹ صاحب نے صاف اور کہلے الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے کہ باغیانہ رسالوں اور کتابوں کے مصنف اکثر ہندو ہی ہیں اور جن لوگوں نے خوفناک جرائم کئے ہیں یا جو بغاوت میں سزایاب ہوئے ہیں اکثر ہندو جماعت کے ممبر ہیں" ان واقعات کو جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور ہندو قوم کے دامن پر یہ سخت دھبہ ہے انارکی کے خوفناک جرائم کا ارتکاب پنجاب میں شروع ہو گیا ہے۔ جیسا کہ **انبالہ** کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی پر ایک **بم** کے پائے جانے سے ثابت ہوا ہے اس خطرناک **سپرٹ** کا روک دینا اور اس بم بازی کے جراثیم کو پنجاب میں نہ پھیلنے دینا اہل پنجاب خصوصاً ہندو صاحبان کا فرض ہے اور اسکی ایک ہی صورت ہے کہ ایسے شریر اور خبیث باطن لوگوں کے حالات سے اطلاع پاتے ہی انہیں حوالہ سرکار کرا دیا جاوے اور کسی قسم کی اعانت انکی نہ کی جاوے اور جیسا کہ لاٹ صاحب نے اپنی تقریر میں ظاہر کیا ہے جب تک ایسے لوگوں کے لیے خطرناک سزائیں نہ دی جائیں گی انکا انسداد بظاہر مشکل ہے۔

میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ ایسے لوگوں کا علم نہ ہو سکے علم ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے مگر

پیکے دزد باشد دگر پردہ دار

کے مقولہ پر عمل کیا جاتا ہے ہندو صاحبان پولیس اور مسلمانوں کو بدنام کرنیکی مذموم پولیسی کو ترک کر دیں اور اپنے گھر کی اصلاح کریں اور جیسا کہ ہز آنر نے فرمایا ہے متفق ہو کر عملی ثبوت دیں۔

مجھے اسی ضمن میں یہ بھی کہہ دینا چاہئے کہ لالہ لاجپت رائے نے واقعات کی موجودگی میں یہ کیونکر کہہ دیا۔ کہ پنجاب کی دہرتی میں انارکزم کا بیج جاگزین نہیں اور نہ کبھی ہوگا! انبالہ کا واقعہ کیا لالہ صاحب کے اس بیان کی تردید نہیں کرتا یا انبالہ پنجاب کی دہرتی میں نہیں ہے۔ لالہ لاجپت رائے کا فرض یہ ہونا چاہئے تہا کہ وہ اس قوم میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کرتے کہ اہل پنجاب ایسے واقعات کے ذرا سے شبہ اور شک پر ہی ایسے لوگوں کو عبرتناک سزائیں دلانے کے لیے طیار رہیں گے اور انکی گرفتاری میں مدد دیں گے مگر انہوں نے انکار کیا ہے۔ کہ پنجاب میں ایسے جراثیم گویا موجود ہی نہیں اب بھی ہندو صاحبان ایسے لوگوں کی گرفتاریوں میں معاون اور گورنمنٹ کو ایسے خطرناک آدمیوں کا پتہ دینے میں سہولتیں پیدا کریں۔ تو یہ بلائیں ملک سے رفع ہو سکتی ہیں میری دانست میں **مدبران ملک** کے لیے اسوقت

اہم سوال

یہی ہونا چاہیئے کہ بغاوت اور بد امنی کے خیالات اور انکی تائید میں انارکزم کے عملی طریق انکو بالکل تباہ کر دیا جاوے جب تک اسکے خلاف اہل ملک کی متفقہ کوشش زبردست جنگ نہ کریگی یہ بد امنی رہے گی بالآخر میں امید کرتا ہوں۔ کہ تعلیم یافتہ احباب اور ہندو لیڈر لاٹ صاحب کی تقریر پر غور کر کے اسکو عملی رنگ میں زیر عمل لانیکی کوشش کرینگے اور مسلمانوں کے ساتھ ملکر غداری کے ناپاک بیج کو ضائع کرینگے۔ اب وہ ایڈریس اور تقریر درج کرتا ہوں۔

"عالی جاہا ہم ممبران ڈیپوٹیشن جس میں اس صوبہ کے ہر قسم کے ہندوں کے قایم مقام شریک ہیں اس نئے سال کے پہلے دن اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند مرحومہ کے اس ملک کی عنان حکومت لینے کے سالگرہ کے سعید دن اس استدعا اور اس خواہش کیساتھ حاضر ہونے کے لیئے ملتجی ہیں۔ کہ ہمارے نیکدل فرمانروا ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی عمر دراز ہو۔

"ہم حضور والا کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اور دیگر صوبوں کے ہندو تاج برطانیہ کے وفادار ہیں اور ہم مسٹر جیکسن کے پر شرارت اور بزدلانہ فعل سے اظہار نفرت کرتے ہیں اسی طرح ہم اس قسم کے دیگر جرائم سے نفرت کرتے ہیں جنکے باعث ہندوستانیوں کی نیکنامی کو داغ لگاتے ہیں ہم انارکزم کے اصولوں کی جو ان فعلوں اور جرایم سے موجب ہوئے بڑے غصہ کے ساتھ روگشی کا اظہار کرتے ہیں یہ مشہور امر ہے کہ ہندو ہر زمانہ میں جان کی رکھشا کرنے والے اور گشت وخون سے خوف ونفرت کرنے والے اور

اپنے فرمانرواؤں کے مطیع و منقاد و وفادار رہے ہیں اور یہ کہ ان کا مذہب ایسے قابل نفرت اصول کی اشاعت سے باز رکھتا ہے۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہندوستان میں برطانیہ کی حکومت مدت دراز تک رہے گی۔ اور یہ کہ چند دیوانہ لوگوں کی کمزور کوششیں اسے کبھی بھی برانداز نہیں کر سکتیں۔

"ہمیں امید ہے کہ حضور والا کی قابل با انصاف اور ہمدردانہ حکومت میں پنجاب صنعتی اور اقتصادی خوشحالی کے میدان میں قدم رکھے گا اور یہ کہ ان اصطلاحات سے جو گورنمنٹ نے ایسی روشن خیالی کے ساتھ عطا کی ہیں یہ صوبہ پولیٹیکل طور پر بھی ترقی کرے گا اور یہ کہ جدید کونسلوں کے قواعد و ضوابط میں ایسی ترمیم ہونے سے جو مسلمانوں کے مطالبات کی پوری کرنیوالی ہو عام اطمینان پیدا ہو جائے گا۔ ختم

پر ہم ہندو حضور والا سے عرض پرداز ہیں کہ آپ مہربانی فرما کر ہمارے خیالات کو ہمارے فیکدل فرمانروا ملک معظم تک پہونچا دیں"۔

لفٹننٹ گورنر پنجاب کا جواب

ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے اس ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ :-

"مہاراجہ بہادر اور جنٹلمینو۔ میں اپنے سامنے ہندو قوم کا ایک ایسا ڈیپوٹیشن دیکھکر جس میں ہر فرقہ کے ہندوؤں کے بارسوخ اور معزز قایم مقام شامل ہیں۔ دیکھکر پورا خوش ہوا مجھے یہ بھی خوشی ہے۔ کہ آج اس یوم اعلان کے دن آپ لوگوں نے تاج برطانیہ کی وفاداری کا اظہار کیا ہے۔ جسے میں ہز مجسٹی ملک معظم تک مناسب ذرائع سے پہنچا دونگا۔ میں اس خوف و نفرت کے اظہار پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں جو آپنے ان قاتلانہ حرکات و جنون کے خلاف کیا ہے جن کے مرتکب اس ملک کے پولیٹیکل خیال کے دیوانے لوگ ہوئے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ کی باتوں سے آپکے سچے جذبات ٹپک رہے ہیں۔ لیکن میں خیال کرنے سے باز نہیں رہ سکتا اگر سوسائٹی میں سے یہ مرض دور کیا جائے تو آجکل باتوں سے کچھ زیادہ کی اشد ضرورت ہے فرداً فرداً تو لوگوں نے شریفانہ بہادری کا اظہار کیا ہے چنانچہ جب مسرا ینڈرر بوفریز پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا تو ہمارے مہاراجہ ادہیراج نے اپنے آپکو خطرہ میں ڈالدیا۔ اسی طرح سر کرزن. وائلی کی جان بچانے کی کوشش میں ڈاکٹر لال کاکا نے اپنی جان نذر کردی جب مسٹر جیکسن کو قتل کیا گیا تو بھی آس پاس والوں نے کچھ مدد کی لیکن اس ملک کے وفادار اور پابند قانون لوگوں نے عام طور پر سچے طریقہ میں ایسے جرم سے نفرت اور خوف کرنے کے لیئے کچھ بھی نہیں کیا ہے عام لوگوں نے اس دیوانے کے پکڑنے کے لیئے کوئی کوشش نہیں کی جس نے ہمارے وائسرائے اور ان کی لیڈی صاحبہ کی جان لینے کے لیئے حملہ کیا تھا اور یہ ناممکن ہے کہ ایسے واقعات کی شہادت بھی نہ پہونچ سکے حالانکہ بہت سے لوگ اس بارہ میں کافی مدد دے سکتے ہیں۔ خود اس صوبہ میں علانیہ اور خفیہ باغیانہ تحریریں شائع کرنیوالے اخبارات اور کتابیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتی ہیں۔ اور اس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ جماعت کا ایک بہت بڑا حصہ ان مضامین کے پڑھنے سے نفرت نہیں کرتا جو ان میں شائع کئے جاتے ہیں اس میں شک نہیں۔ کہ بہت سے لوگ انکو محض اشتیاق کے طور پر پڑھتے ہیں۔ یا اس اصلی خوشی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں کہ وہ معاملات کے دونو پہلو پر غور کر سکیں لیکن دیگر حالتوں میں اور ان حالتوں میں جبکہ پڑھنے پختہ تجربہ اور رائے کے لوگ نہیں ہوتے۔ تو لکھنے والوں کی دہوکہ دینے والی زہریلی تحریریں ایک جوش پیدا کرتی اور برے نتایج کا ظہور کرنے والے ثابت ہوتے ہیں میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہندوستان کے اس حصہ میں ان کتابوں اور اخبارات کے زیادہ تر لکھنے والے ہندو ہی ہیں اسی طرح جن لوگوں نے قاتلانہ اور خوف انگیز جرائم کئے ہیں یا جنکو جرم بغاوت میں سزائیں ملی ہیں وہ ہندو ہی قوم کے افراد ہیں۔ اسلیئے اے جنٹلمینو میرے نزدیک ہندو قوم کے ایسے باثر لوگوں کا جیسے کہ آپ ہیں یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اثر سے گورنمنٹ کی مدد کریں۔ تاکہ اس مجرمانہ سازش کا خاتمہ کیا جائے۔ جو اگرچہ در اصل مدعا کے اعتبار سے تو انارکسٹانہ ہے مگر پولیٹیکل سوسائٹیوں اور انجمنوں کا لباس انارکسٹانہ تعلیمات کے چھپانیکے لیئے پہنے ہوئے ہیں ہندوستان کی پولیٹیکل زندگی میں میرے خیال سے یہ سب ان اور سب سے زیادہ قابل توجہ سوال ہے۔ اور جب اس سازش کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب اور ہاں تب ہی پولیٹیکل خیالات اور خواہشات کا ایک زیادہ سچی اور زیادہ مسکن روشنی میں لحاظ کیا جائے گا مجھے بھروسہ ہے کہ گورنمنٹ کو آپکی عملی مدد اور نیز آپ کی نیک خواہشوں کی ضرورت ہوگی کیونکہ صرف خواہشوں ہی سے کوئی کام نہیں چلتا اور جو باتیں کہ عمل سے خالی ہوں وہ مفسدوں کی ہمت کو بڑھاتی ہیں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ باتیں بنانیوالے ہمارے ساتھ ان سے شریک ہیں۔ یہ حال ان لوگونکا ہے جو ہمارے ساتھ تو نہیں ہیں مگر برخلاف ضرور ہیں اور لوگوں کے حقیقی لیڈروں کے لئے اب وقت ہے کہ وہ اس فریق کی طرفداری کریں۔ جن کیساتھ انکی قسمت وابستہ ہے تاکہ ہم یہ معلوم کر سکیں کہ ہم کس مقام پر ہیں اور یہ کہ ہم اپنے دشمنوں اور دوستوں میں تمیز کر سکیں۔

میں آپ لوگوں کے سامنے وفا بیباکی کیساتھ اظہار رائے کرتا ہوں کیونکہ مجھے بہترے الفاظ سے اور ایمان و اعتقاد سے متعلق بے لطف باتوں کے اظہار سے کوئی مدد نہیں ملتی باوجودیکہ گورنمنٹ ہند نے اس ملک کے لوگونکو سیلف گورنمنٹ عطاء کئے جانے سے متعلق جلد خواہشونکو جن سے مجھے دلی ہمدردی ہے پورا کرنیکے سب کچھ کیا مگر یہ خرابی ابھی تک دور نہیں ہوئی"۔

ابھی چند ہی سال گذرے کہ یہ مرض اس صوبہ میں داخل ہوا تھا۔ اور مجھے امید تھی کہ یہ پھیلنے نہیں پائیگا۔ مگر ایک ہنڈی جس میں ایک بم بند تھا اور جس کے اوپر مسٹر سائمکس ڈپٹی کمشنر انبالہ کا پتہ لکھا ہوا تھا وہ ان کے بنگلے کے پھاٹک پر رکھدیا گیا جیسے کہ احمد آباد میں شریر النفس قاتل وائسرائے اور ان کی لیڈی کو نشانہ بنانے میں ناکام رہا اور یہ کہ اسکے کرتوت سے صرف وہ ہندوستانی سخت زخمی ہوا جس نے اسے سب سے اول اٹھایا۔ اسی طرح انبالہ میں بھی ہوا گورنمنٹ اس مسلسل حملوں کو کب تک برداشت کرتی رہے گی جو یہ دیوانے حکام پر کرتے ہیں اور یہ کہ وہ حکام کے لیے اسی قسم کا حفاظت کا بندوبست نہ کرےگی جیسی کہ ایسے دیوانے قاتلوں کے مقابلہ میں صوبہ سرحدی میں کیجاتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس سے لوگوں کو بہت کچھ تعجب ہوگا۔ صبر بذات خود ایک بڑی اچھی صفت ہے۔ لیکن اس کی کوئی انتہا بھی ہونی چاہیئے۔ اور اسے جنٹلمینو! آپکا فرض ہے کہ آپ ایسا انتظام کریں اس انتہا کے پورے ہونے سے پیشتر ہی یہ خرابی دور ہو جائے اور یہ بلا الٹ جائے۔ تاکہ کانسٹی ٹیوشن ارتقا اور باقاعدہ گورنمنٹ کی ترقی یکایک نہ توڑ کیجائے اور نہ پیچھے پڑ جائے۔

آج سال کا پہلا دن ہے اور آپکی نیک خواہشوں کا شکریہ ادا کرتے وقت جو میں تہ دل سے ادا کرتا ہوں میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ سال نہ صرف مادی خوشحالی اور بہتایت کا سال ہی ثابت ہو جس کی ہمیں قومی امیدیں ہیں بلکہ امن اور اطمینان کا سال بھی ہو اور اگر آپ اپنا فرض ادا کریں اور انسانوں کا سا برتاؤ کریں تو یہ سال اسی قسم کا ہوگا۔

کانفرنسوں پر ریمارک

(نمبر اول)

یہ مشہور بات ہے کہ ماہ دسمبر کا آخری ہفتہ ایک پنجاب میں مصروفیت اور ملکی اور قومی بیداری کا ہفتہ ہوتا ہے مختلف کانفرنسیں اور کانگریسیں ہوتی ہیں اور زیادہ تر نیشنل کانگریس کا ضمیمہ ہوتی ہیں اور اس مرتبہ کانگریس کا اجلاس لاہور میں تھا۔ اسلیئے وہ کانفرنسیں بھی لاہور ہی میں منعقد ہوئیں ان اسباب کے ماتحت لاہور میں اس دفعہ غیر معمولی رونق تھی اور جس کو نمائش نے اور بھی دلچسپ بنا دیا تھا۔ ان کانفرنسوں کی روئداد ہر چند ہمارے ناظرین کی آگاہی کیلئے پوری چھپ جانی مناسب ہے مگر الحکم اپنے صفحات میں اسقدر گنجائش نہیں پاتا کہ وہ تفصیلی چھوڑ اجمالی روئداد بھی درج کر سکے اسلیئے وہ حتی الوسع اس حصہ کو درج کرنا ضروری سمجھے گا جو کسی نہ کسی جہت سے ہمارے مقاصد کے لیئے مفید اور محرک ہو سکتا ہے یا جس پر اسے کسی تنقید کی ضرورت ہے۔

ان کانفرنسوں کا مقصد عام

ان تمام کانفرنسوں کا عام مقصد جو بطور قدر مشترک بیان کیا جاتا ہے وہ مادی ترقی ہے مادی ترقی کی جو زبردست لہر ملک میں جاری ہے اور ہر طرف سے اس کے لیئے جو آوازیں اٹھ رہی ہیں وہ اس زمانہ کے مادہ پرست ہونیکے لیئے زبردست دلیل ہیں ایسی حالت میں ایک غور کرنے والے دل کے لیئے یہ بات سمجھ میں آجانا بہت ہی آسان ہے۔ کہ یہ وہ موعود زمانہ ہو سکتا ہے جس کے لیئے نبیوں نے پیشگوئی کی تھی اور یہ تجارتی ترقی کا زمانہ بزبان حال ہمیں بتا رہا ہے کہ اسی وقت مہدی اور مسیح کی ضرورت تھی جو اپنے وقت پر آیا اور خدا تعالےٰ کے اذن کے ماتحت مبعوث ہوا مادی ترقی کی اس زبردست لہر میں بہتے جاتے ہوئے لوگوں کو خدا کی طرف بلانا آسان امر نہ تھا۔ مگر بلانیوالے نے بلایا اور بہتوں نے اسکی آواز کو سنا۔

بہرحال ان کانفرنسوں کی غرض دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتیں ہیں۔ ان کانفرنسوں میں سے نیشنل کانگریس پر کسی قدر وضاحت سے لکھنے کی ضرورت ہے اسلیئے میں اسے سردست چھوڑ کر اسکی ضمیمہ کانفرنسوں پر نظر کرتا ہوں۔

سوشل کانفرنس

سوشل کانفرنس کا اجلاس ۳۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کو لاہور کے بریڈلا ہال میں ہوا۔ ایک مشہور دہریہ کی یادگار کا قائم کرنا ملک کی گری ہوئی روحانی حالت کا ادنیٰ کرشمہ ہے اس اجلاس کے پریذیڈنٹ ٹکا صاحب نابھہ تھے اگرچہ اس کانفرنس کا نام سوشل کانفرنس ہے مگر جیسے نیشنل کانگریس دراصل نیشنل کانگریس نہیں بلکہ ہندو کانگریس ہے اسی طرح پر یہ کانفرنس بھی ہندو سوشل کانفرنس ہے۔ ٹکا صاحب کی تقریر صدارت پر لاہور کے آریہ اخبار پرکاش نے تنگدلی کا اظہار کیا ہے اسلیئے کہ انہوں نے آریہ سماج کے سوشل کام کا ذکر نہیں کیا جس سوشل کانفرنس کے پریذیڈنٹ کی تقریر کے متعلق آریہ اخبار کی یہ رائے ہو ہمارے سوشل اصلاح کا ذریعہ تعین کرنا شاید محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ میں بہ حیثیت ایک مسلمان ہونے کے یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ ہر قسم کی اصلاح سچے مذہب کے اصولوں کے ماتحت ہو سکتی ہے۔ اور مذہب سے الگ رہ کر کبھی انسان حقیقی اصلاح کو پا نہیں سکتا بہرحال ہندو قوم کا سوشل اصلاح کے میدان میں قدم آگے بڑھانا اگر مادی ترقی کا ایک ذریعہ ہو سکے تو ممکن ہے مگر دوسری قومیں اس سے غالباً فائدہ نہیں اٹھا سکتی ہیں اور مسلمان تو علی الخصوص اسلیئے کہ کانفرنس مذکور نے تیسرا ریزولیوشن یہ پاس کیا ہے۔

اس کانفرنس کو یقین ہے کہ عورتوں کا چاردیواری اور پردہ میں رہنا سخت مضر ہے اور یہ کانفرنس مجلسی اصلاح کے مربیوں سے درخواست کرتی ہے کہ اس بری رسم کے خلاف لوگوں میں رائے قائم کرنیکے لئے حتی الامکان کوشش کریں۔

سوشل کانفرنس کے نکتہ خیال سے تمام مجلسی اصلاح کا مدار پردہ دری کے اجرا پر ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بیہودہ بات ہے۔ قطع نظر مذہبی

نکتہ نگاہ سے کہ اگر صرف عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور کھیل تماشوں تھیئیٹروں اور کلبوں میں جانا ہی اصلاح کا باعث ہو سکتا ہے تو پہر انارکلی کی تمام رنڈیوں کے وجود پر سوشل کانفرنس کو فخر کرنا چاہئے اور اگر یہ نظیر انہیں ناپسند ہو تو پہر میں یہ کہونگا کہ افریقہ کی جسقدر وحشی اقوام پردہ کے حدود اور قیود سے مبرا ہیں انہوں نے کونسی مجلسی ترقی کی دور جانے کی بات نہیں ہندوستان ہی میں ہندوستان کی اصلی قومیں گونڈ بھیل اور دوسری خانہ بدوش اقوام میں کیا ترقی ہوئی ہے پہر خانہ بدوش اقوام کو چہوڑ کر دوسری قومیں جو پردہ کی پابند نہیں ہیں انہوں نے مجلسی ترقی کیا کر لی ہے۔

پس پردہ کے خلاف آواز اٹھانا یہ صرف بریڈ لا ہال کے کمرہ تک ہی محدود ہے۔ خود سوشل کانفرنس کے محرک اور سپیکر بھی غالبا پردہ کے خلاف عملی رنگ میں نہیں ہو سکتے۔ غرض سوشل کانفرنس اس ریزولیوشن کی تعمیل اور تعمیم سے کسی اچھے نتیجے کی امیدوار نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بد اخلاقی اور ان جرائم کی کثرت کا باعث ہو گی جو بے پردگی سے پیدا ہوتے ہیں۔

کانفرنس کے دوسرے ریزولیوشنوں میں سے قیود ذات کو توڑنا اور مختلف ذاتوں میں اتحاد قائم کرنا اور انکے درمیان بیاہ شادی کا رواج دینا بھی ہے۔ ذاتوںکی قیود کو توڑنا اور باہم شادی بیاہ کرنا سوشل ترقی کے لیئے مفید ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اسلیئے کہ یہی وہ راہ ہے جو اسلام نے سکہائی ہے۔ جہاں وہ

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

کہکر شرافت اور تکریم کا معیار تقوی بتاتا ہے اگر ملک میں تقوی اور طہارت کا رواج ہو جاوے تو سب سے بڑی اصلاح کا ذریعہ بھی ہو سکتا ہے۔ ورنہ تہوڑی دیر کے لیئے یہ باتیں دلچسپ یا بظاہر خوشنما ہوں تو ہوں مگر اپنے ساتھ نیک اثر نہیں رکھ سکتی

ہیں بہرحال یہ مفید راہ ہے۔ مگر کیا ہمارے ہندو بہائی اپنے اس وسیع دسترخوان پر مسلمانوں کو بہی مدعو کر سکتے ہیں کہ وہ انکو اپنے بہائی سمجھکر اور مذہبی اختلاف کو کوئی شئے نہ جانکر انکے ہاں بہی رشتہ کرنیکے لیئے طیار ہوں اگر ہندو صاحبان نے یہ عملی رنگ اختیار کیا تو سوشل کانفرنس کی کامیابی کا شاید یہ پہلا ذریعہ ہو۔

چونکہ اسکے خیال سے شاید پرجوش ہندو اخبار نویس کہدیں کہ مسلمان بہی ایسا کریں تو انکی خدمت میں یہ عرض کرنا شاید نامناسب نہیں کہ اہل کتاب کی لڑکیاں لینے کی تو ہمیں اجازت اور قرآنی حکم ہے۔ دینے کی مذہبی مخالفت ہے۔ اور اسکی تہ میں ایک پر امن فلسفہ ہے اسلئے ایسا سوال انہیں پیش کرنا نہیں چاہیئے۔ علاوہ بریں وہ مدعیان اصلاح ہو کر عملی نمونہ پیش کریں انکی غرض اور مقصود اصلاح ہے۔ نہ کہ عوض معاوضہ گانہ ندارد پر عمل کرنا۔

سوشل کانفرنس نے بیوگان کی شادی کے متعلق بہی ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جو بہت مبارک چیز ہے مگر انہوں نے نیوگ کا کیوں اس میں ذکر نہیں کیا۔

میں اس اعتراض کے پیش کرنیکا اسلیئے حق رکہتا ہوں کہ جب شادی کے عمر کے سوال پر کانفرنس میں مباحثہ ہوا تو شاستر کے حکم کا بہی حوالہ دیا گیا۔ پہر جبکہ نیوگ بہی ایک مذہبی مسلمہ ہے (آریہ صاحبان کا) تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ریزولیوشن کی ترمیم آریہ مہاشوں نے نہ کرائی کہ اسکے ساتھ نیوگ کی ترویج کا ریزولیوشن بہی پاس ہوتا پہر ناچ کے متعلق بہی کانفرنس نے اطمینان ظاہر کیا کہ اسکی مخالفت میں تحریک ہو رہی ہے یہ بہت عمدہ بات ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے رو سے ناچ ودیا کا سیکہنا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے آریہ دوستوں نے برہمچریہ

کی عمر کے سوال کو پرزور طاقت سے قائم رہنے دیا تو اس ضروری مسئلہ کو کیوں انہوں نے نظرانداز کر دیا چاہیئے تہا کہ ناچ کی تحریک کے خلاف اطمینان ظاہر کرتے ہوئے اس امر کا اظہار بھی کر دیا جاتا کہ سوامی دیانند جی مہاراج کے ارشاد کے ماتحت گائن ودیا اور اسکے متعلقات کی تعلیم بہی دی جاوے۔

یہ ممکن ہے کہ سماجی بزرگ میری اس تنقید پر ناراض ہوں مگر میں ان سے ناراض نہیں ہوتا۔ اسلیئے کہ مینے تو محض اس نکتہ نظر سے نکتہ چینی کی ہے جس سے سوشل کانفرنس کو بھی دیکہنا چاہیئے۔

ہندو زنانہ کانفرنس

اس کانفرنس کا نام اخبارات میں بہانت کی دیویوں کی کانفرنس ظاہر کیا گیا ہے لاہور میں دو معزز اور تعلیم یافتہ خاتونیں آگئی ہیں ایک شرلا دیوی چودہرانی بی-اے دوسری جنابائی بی-اے ایسی قابل عورتوں کی موجودگی میں کوئی کانفرنس نہ ہوتی تو تعجب خیز امر تہا۔ خصوصا ایسی حالت میں کہ دونوں لیڈیوں کے ممتاز شوہر ہندو قوم کے لیڈر ہوں۔ اس کانفرنس کی رودداد لکہتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ تقریبا .. ۵ا عورتیں موجود تہیں۔ جن میں ایک ہی مسلمان نہ تہی پہر کہا گیا ہے کہ اس کانفرنس کے متعلق اگر کوئی افسوسناک امر ہے تو وہ مسلمان بہنوں کی علیحدگی ہے حالانکہ اس کانفرنس میں لاٹ صاحب پنجاب کی بیگم صاحبہ تشریف لائیں اور پردہ کا بہی پورا انتظام تہا لیکن کوئی مسلمان لیڈی نہ آئی۔"

مسلمان عورتوں کے شامل نہ ہونے کا سوال اس مقام پر معلوم نہیں ہمارے دوستوں کے دل میں کیوں پیدا ہوا۔ سوشل کانفرنس کے متعلق تو یہ سوال اور بحث نہ چہڑی۔ بہرحال یہ سوال کہ مسلمان عورتوں نے اچھا کیا یا برا کیا جو اس مجلس میں شامل نہ ہوئیں۔ ایک علیحدہ سوال ہے جو اسوقت زیر بحث نہیں

مگر قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ مسرلادیوی چودہرانی صاحبہ جنہوں نے سوشل کانفرنس میں بقول اخبار پرکاش (ریسویم پر ایک بھجن گا کر حاضرین کو محظوظ کیا تھا) نے سوشل کانفرنس کے اجلاس میں پردہ کی مخالفت کا عملی ثبوت اور ریزولیوشن کے پاس ہونے کا علم رکھکر بھی اس کانفرنس میں پردہ کا کیوں انتظام ہونے دیا۔ یہ جلسہ تو کھلے میدان ہونا چاہیئے تہا۔ تاکہ عملی روح پہونکی جاتی جبکہ پردہ کی یہ عظمت فطرت ظاہر کرا رہی ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا سوشل کانفرنس کیوں اسکی مخالفت کرتی ہے؟ یہ بحث میرے نزدیک دو ستون کو نہیں کرنی چاہیئے کہ دیوی کا اجلاس پہلے ہوا یا بعد میں اسلئے کہ اس جلسہ کی روح رواں لیڈیاں بہرحال پردہ کی مخالف ہیں پھر انکے اہتمام میں ہونے والے جلسہ میں پردہ کا ہونا یا تو ایک فرضی خیال ہے۔ یا پردہ کی مخالفت نری لفاظی ہے۔ بہرحال جبکہ عملی حالت ایسی کمزور ہو۔ تو ایک مسلمان یا ہندو لیڈی کیونکر ملکر بیٹھ سکتی ہے ایک پردہ کی موید ہے دوسری پردہ دری کی خواہشمند۔

چودہرانی کی تقریر قابل قدر ہے اور ان کے یہ الفاظ کہ "عورت ہی قوم کی ماں اور معلمہ ہے" قابل غور ہیں۔ بہرحال لاہور میں کانگریس کے ساتھ زنانہ کانفرنس کی ایزاد نئی بات ہے۔

اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

سوامی درشنانند صاحب نے ۸۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کے رشی دیانند میں احمدی قوم اور اسکے واجب الاحترام امام مغفور پر نہایت شوخی سے حملہ کیا ہے۔ میرے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے وید اور قرآن کریم پر جو لیکچر گجرات میں دیا تھا اسپر ریمارک کرتے ہوئے رشی دیانند لکھتا ہے۔ کہ اگر احمدی لوگ شانتی سے پرچار کریں تو آریہ اور مسلمانوں میں اختلاف بہت ہی کم ہو اس جھگڑے کی جڑھ مرزا غلام احمد ہیں کہ جس نے خواہ مخواہ ہندوؤں اور آریوں کو آزردہ کیا کہیں پریہ احمدی باوا نانک کو مسلمان تبلاتے ہیں جس سے جھگڑے کا احتمال ہوتا ہے۔ ہم احمدی فرقہ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جسکو لیاقت ہو وہ ہر سوامی سے تحریری مباحثہ کرے"

سوامی درشنانند کی اس ہنگم تحریر کا جواب اگر صاف الفاظ میں دیا جاوے تو وہ نقل در آتش ہوگا کیا وہ نہیں جانتا کہ آریوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ ہر مذہب کے ماننے والوں کی دل آزاری کی ہے جسکا اعتراف آریہ سماج کے لیڈروں نے اپنی کانفرنسوں میں کرلیا ہے۔ اب وہ اپنی بد زبانی اور شوخی کو دوسرے کے سر تھوپنا چاہتے ہیں اس قسم کی کارستانیوں سے شرم کرنی چاہیئے۔ تمام مذہبی دنیا کی دل آزاری کا بانی مبانی رشی دیانند جس نے ستیارتھ پرکاش میں تمام راستبازوں پر حملے کیئے حضرت امام مغفور نے تو جو کچھ لکھا نہایت متانت اور نرمی کیساتھ دفاعی رنگ میں لکھا ابتدا تو دیانند نے کی تہی پھر اسپر جو عمارت آریوں نے بنا لی ہے۔ اسکے ذکر سے درشنانند خود ہی واقف ہے ہم نے تبلیغ صلح دیا اور خواجہ صاحب کے لیکچروں نے تو پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں مصالحت کی بنیاد رکھدی اسکو سننے کے بغیر اسپر لے زنی کرنا درشنانند ہی کا کام ہے۔

پھر اپنی اس تحریر میں درشنانند نے ایک اور شرارت کی ہے کہ سکھوں کو خواہ نخواہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی ہے کہ وہ باوا صاحب کو مسلمان کہتے ہیں ہم بڑی جرات سے اور دلیری سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں اور باوا صاحب کو ایک راستباز اور خدا تعالےٰ کا ایک مخلص بندہ یقین کرتے ہیں مگر درشنانند جی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ ستیارتھ پرکاش میں باوا دیانند نے بلوا صاحب کی کسقدر توہین کی ہے۔ اگر اسے معلوم نہیں تو میں انہیں وہ نہایت شرمناک اور دل آزار الفاظ ستیارتھ پرکاش میں دکھا سکتا ہوں اور سکھ خوب جانتے ہیں کہ باوا صاحب کی توہین کرنیوالے آریہ ہیں یا کون بات تب تہی اگر درشنانند صاف طور پر لکھدیتا کہ ستیارتھ پرکاش کے مصنف نے باوا صاحب کی توہین کرنے میں جھوٹ بولا ہے۔ پھر درشنانند جی مباحثہ کی بہی درخواست کرتے ہیں جبکہ آجتک انہیں ان زبردست کتابوں کے جواب لکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے لکھی گئی ہیں۔ تو اب کسی جدید مباحثہ میں وہ کیا کرینگے۔ علاوہ بریں کیا انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک خادم میر قاسم علی احمدی کیساتھ او منشا ٹا دیانند مت کھنڈن دہلی میں مباحثہ کرکے نہیں دیکھ لیا کہ کس طرح پر آپکی قابلیت کا راز کھولدیا گیا تھا بہرحال رشی دیانند کا ایڈیٹر سوامی درشنانند احمدیوں کی مخالفت کو چھوڑکر اپنے گھر کی اصلاح کرے جہاں جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔

ایک احمدی راجپوت کی قابل تعریف ہمت

رسم و رواج کے بندہن اور زنجیروں سے نکل آنا بہی بڑی بات ہے۔ الحکم کے انہیں کالموں میں گزرے سال ایک نوجوان احمدی راجپوت چودہری غلام قادر خان صاحب ساکن لنگڑوبہ کی اخلاقی جرأت کا تذکرہ کیا گیا تہا جو محض شریعت کی پاسداری کی وجہ سے اپنے نکاح سے محروم کردیا گیا تہا اور اسنے شادی نہ کرنیکو شریعت کی خلاف ورزی پر ترجیح دی تہی۔ اسکے بعد ایک عرصہ تک اسکا معاملہ زیر تجویز رہا۔ اور خیال کیا جاتا تہا کہ چودہری غلام قادر شاید اپنی ہٹ سے باز آجاوے مگر وہ نہایت استقلال سے ایک مضبوط چٹان پر کھڑا تہا۔ اسکی اس اخلاقی جرأت نے میرے مکرم بہائی چودہری سرشخان صاحب ساکن کا ٹھگڈھ کو جرأت دلائی کہ اس نے اپنی لڑکی چودہری غلام قادر خان کو دینے کا اظہار کردیا بظاہر کہا جاویگا کہ یہ معمولی بات ہے نہیں یہ بالکل غیر معمولی ہے اصل بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے راجپوتوں میں یہ ایک رسم چلی آئی ہے۔ کہ جہاں سے لڑکیاں لیتے ہیں وہاں دینا اپنی ہتک سمجھتے ہیں اور نہیں دیتے اسی طرح پر کاٹھ گڑھ والے لنگڑوبہ لڑکیاں نہیں دیتے ورنہ ناک کٹتی ہے مگر چودہری سرشخان صاحب نے فی الحقیقت اس موقعہ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا نمونہ دکھایا ہے۔ اسکی برادری اور دوسرے رشتہ دار شاید اس معاملہ میں سخت مخالفت کرینگے مگر انہوں نے بڑی جوانمردی سے اپنی احمدیت کا نمونہ دکھا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہم سب کو ایسے موقعہ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے آمین)

سال گذشتہ

گذشتہ باتون کی یاد انسانی زندگی کا ایک طبعی اور فطرتی خاصہ ہے اسلیئے مین اگر گذشتہ سال کا تذکرہ کرون تو یہ اسی فطرتی جذبہ کے ماتحت ہوگا گذشتہ امور کی یاد انسانی زندگی کے لیئے دراصل ایک قابل قدر سبق ہوتا ہے۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ

گذشتہ لوگون کے قصص بعد مین آنیوالونکے لئے نصیحت ہین

خدا تعالیٰ کی مجید کامل اور آخری کتاب مین بعض عظیم الشان اور اولوالعزم لوگونکا ذکر کیا ہے جو منصب رسالت اور نبوت پر مامور ہوکر آئے اور پھر انکے مومنین اور منکرین کا ذکر کیا کیون؟ صرف اسلیئے کہ موجودہ نسل اس سے عبرت حاصل کرے یہی یادرفتگان تاریخ کا زبردست جزو ہے۔ بلکہ گذشتہ کی یاد ہی تاریخ بناتی ہے۔ بغرض گزری ہوئی باتون پر بہ ہیئت مجموعی غور کرنا انسانی زندگی پر ضرور موثر ثابت ہوتا ہے اسی طرح پر جب انسان اپنی عمر کے ایک گذرے ہوئے سال پر غور کرتا ہے تو اسکے قلب پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ عمر کی زنجیر میں سے ایک کڑی اور کم ہوگئی اور قبر کے وہ اور بھی قریب ہوگیا۔ مین اپنی عمر کے گذشتہ سال پر غور کرنیکے لئے قلم نہین اٹھاتا وہ میرا ذاتی اور شخصی فرض ہے۔ اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ غور کرے کہ اس نے سالگذشتہ میں رضاء الٰہی کے لیئے کیا کیا؟ میری غرض اسوقت عام طور پر سالگذشتہ پر نظر کرنا ہے

بعض لوگ کسی سال یا مہینے کو اپنے لیئے نیک اور دوسرے کو منحوس کہتے ہین میری دانست مین منحوس اور مسعود کی بحث مین پڑنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ اسلیئے کہ زمانہ تو ان واقعات کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ جو دنیا مین ہوتے ہین۔ اور اس لحاظ سے منحوس یا مبارک ہونا ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اگر ہمنے کوئی وقت سعادتمندی اور نیکی مین گزارا ہے تو لامحالہ اسکے نتائج نیک ہونگے اور وہ وقت مبارک اور مسعود سمجھا جایگا لیکن اگر ہم نے وقت کی قدر نہ کرکے اسکو خدا تعالےٰ کے منشا اور اذن کے ماتحت نہین گذارا اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں اور نوع انسان کو دکھ دینے میں گزارا ہے تو لازماً اسکے نتائج خطرناک اور دکھ دینے والے ہونگے پھر اسے منحوس کہنے کا ہم کیا حق رکھتے ہین اس سے ثابت ہوا کہ کسی سال کی نحوست یا سعادت ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہے۔ وہ فی ذاتہا کوئی نحوست یا سعادت اپنے اندر نہین رکھتا۔ اسی بنا پر ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

زمانہ کو براست کہو

اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عارفانہ نظر کا پتہ لگتا ہے ہان یہ سچ ہے کہ تاثیر کواکب ایک چیز ہے۔ اور وہ مشاہدہ میں آئی ہوئی چیز ہے اس سے ہم انکار نہیں کرتے مگر اسجگہ میرا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ کسی سال کو منحوس یا مسعود کہنا صرف ان واقعات اور حالات کی بنا پر ہوتا ہے۔ جو اس میں پیش آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ تبادلہ سنین پر کم از کم جو امر ہمارے مدنظر ہونا چاہئیے وہ یہ ہے کہ گذشتہ سال مین کونسے افعال و اعمال ہمارے لیئے موجب راحت اور کونسے باعث دکھ ہوئے اور اس غور کے بعد

آیندہ را احتیاط

پر عمل کیا جاوے اور تلافی مافات کے لیئے سعی کی جاوے اسی جہت سے مین سالگذشتہ پر نظر کرتا ہون میں سال گذشتہ کے واقعات پر کوئی تفصیلی ریمارک نہین کرونگا۔ بلکہ اپنے اس مضمون کو زیادہ تر ان واقعات میں محدود کرونگا جو کسی نہ کسی پہلو سے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس سال کے حوادثات میں سے جس حادثہ کو مین پہلے نمبر پر رکھتا ہون وہ

طوفان باد و باران

ہے جسکی وجہ سے کشمیر و مدراس و بنگال مین سیلاب کا جان ستان طوفان آیا۔ اس قسم کے طوفان ہرچند طبعی اسباب کے نیچے ہوتے ہین۔ مگر جہان ایسے واقعات کے لیئے طبعی اسباب متحرک ہوتے ہین۔ وہان انکے ساتھ روحانی اسباب کا بھی ایک تعلق ہوتا ہے۔ جو ایک ظاہر بین دنیا دار۔ اور اسباب پرست انسان کی آنکھ سے دور ہوتا ہے۔ جو لوگ مذہبی لٹریچر کے پڑھنے کا مذاق رکھتے ہین۔ انہونے ایک راستباز کے منہ سے یہ پیشگوئی سن رکھی تھی۔

آیا کھڑا سیلاب ہے

ناعاقبت اندیش معترض جو چاہے بکے مگر اس مین کوئی کلام نہین۔ کہ غافلوں کے بیدار کرنے کیلئے یہ ایک تازیانہ تھا گر بہت ہی تھوڑے تھے وہ لوگ جنہوں نے باد و باران کے اس قسم کے طوفانوں اور سیلابون سے نفع اٹھایا ہان جہان جہان اور جس زمین مین یہ آیت اللہ ظاہر ہوئی وہان بھی سوچنے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکو ایک معمولی موسمی طوفان سمجھا۔

پھر سال بھر ہی تقریباً قحط کا اثر ملک پر رہا اور طاعون اگرچہ کم رہی مگر اس کا اثر زایل نہ ہوا یہ ان لوگون کے لیئے تازیانہ ہدایت تھا جو اپنی شومی اعمال کو خدا کے مقدس و مطہر راستباز کی اسی طرح نحوست قرار دیتے تھے۔ جس طرح پر انکے اسلاف نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا بلاؤن کے صوبہ پنجاب مین ملیریا نے اور صوبجات متحدہ میں ہیضہ نے اتلاف جان کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی اس قسم کی قہری تجلیوں نے بیدار کیا۔ یہ تو انذاری فرشتے تھے۔ جو ملک بھر مین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا کے فانی ہونے کا سمان ہمارے سامنے پیش کرتے رہے؛

علاوہ ازین دنیا کے مختلف حصون مین قیامت خیز زلزلون نے لوگون کو بیدار کیا اور اس ہاک مین ترکستان مین ایک ہولناک زلزلہ آیا۔

جن سے بہت سے جان و مال کا نقصان ہوا اس قسم کے حوادث اور واقعات کی علم الطلاع حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی پیشگوئیوں میں دی تہی مگر تہوڑے ہیں جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس قسم کے واقعات عام ہیں۔

ملکی حالات کے لحاظ سے **تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد** والی پیشگوئی پورے زور کیساتہ پوری ہوئی اس تقریب پر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اشتہار شایع کیا۔ ہندوستان میں انارکزم کا زور رہا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایسے موقعوں پر ان لوگوں کے لیئے اظہار تنفر و ملامت کا ووٹ پاس ہوا جنہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ اور اسکے معزز عہدہ داروں کے خلاف بدعنوانیاں کیں مقدمات بغاوت کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔

ان امور کے بعد اب میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس تذکرہ میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ شاید بعض آدمی انکے ذکر کو کسی مصلحت سے پسند نہ کریں مگر میں آیات اللہ کے بیان کو چہپانا معصیت جانتا ہوں۔ اور خصوصاً وہ امور جو تاریخ سلسلہ کا ایک عظیم الشان جزو ہوں وہ کسی طرح پر بہی مخفی نہیں رہ سکتے اور نہ انہیں چہپانا چاہیئے۔ اسلیئے میں اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔

سال کے شروع میں خلافت حقہ کے اختیارات کے متعلق ایک بحث اٹھی جس میں صدر انجمن اور خلافت کے تعلقات اور اختیارات پر چند سوال کئے گئے تہے۔ یہ ایک خطرناک فتنہ اور ابتلا تہا۔

جماعت کی تمحیص کے لیئے

سلسلہ کے درد اتنا دل پہلو میں رکہنے والے اس ابتلا کو ایک طرف دیکہتے تہے۔ اور دشمنوں کی پیشگوئیاں اور تمسخر بازیاں دوسری طرف جو کہتے تہے کہ ایک سال ہی کے اندر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور خیال کیا جاتا تہا۔ کہ اس ابتلا دیہ بخاک بہ دہن دشمن سلسلہ کے دو فریق ہو جائیں گے۔ گمر سلسلہ کی عظمت اور شوکت اور بہی بڑہ گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے

فضل سے

تمکین خلافت

کی پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ آیت استخلاف میں وعدہ ہے۔ کہ خوف کو امن سے بدل دیں گے اس سلطنت پر امن میں سلسلہ حقہ کی خلافت حقہ پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آسکتا تہا۔ جو خوف و خطر کا اس رنگ میں ہو جو صدیقی خلافت پر آیا اسکے لیئے بہی ایک خطرناک زمانہ تہا۔ کہ خدانخواستہ

شیرازہ قوم

میں کوئی جنبش پیدا ہو خوف آیا اور سخت آیا۔ گمر

اللہ تعالیٰ نے اسکو امن سے بدل دیا

جیسا کہ اسکا وعدہ تہا چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک طیار شدہ قوم حضرت مسیح موعود مغفور نے چہوڑی تہی اور اسکی سرپرستی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہاتہ کے ذریعہ کی جو حضرت مغفور سے صدیقی تعلق رکہتا تہا اسلیئے قوم نے اس خطرناک موقعہ پر

اپنی اطاعت و وفاداری

کا ثبوت دیا اور خلافت حقہ کو (جیسا کہ پہلے سے اپنے لیئے مطاع اور امام تعین کرتے تہے) اپنا مطاع اور امام تسلیم کیا۔ اس ابتلا کیوقت کسی نے حضرت امام سے پوچہا کہ آپ اسکا نتیجہ کیا تنزل سمجہتے ہیں یا ترقی۔ فرمایا یہ ترقی کا موجب ہے چنانچہ جماعت کا ایمان بڑہا۔

جیسا کہ حق کے مقابلہ کے لیئے باطل دراندازی کرتا ہے۔ پہر بہی ایک دو مرتبہ اس باطل نے سر نکالنا چاہا مگر بالآخر خدا تعالیٰ نے پوری شوکت اور قوت کیساتہ تمکین خلافت کا نشان بہی ہم سب کو دکہا دیا۔ غرض صدیقی خلافت کا یہ زبردست نشان بہی اسی سال میں پورا ہوا۔

تبلیغ سلسلہ حقہ کے لیئے اس سال بہت عمدہ موقعہ حاصل رہا۔ رامپور اور منصوری پر دو مباحثہ ہوئے۔ اور دونوں جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے مناسب وقت نصرت نازل کی منصوری پر پہلا وفد مسنون طریق پر بہیجا گیا اسکے علاوہ متفرق طور پر خواجہ صاحب کا لیکچر ویدتنقدر اور قرآن کریم پر متعدد جگہ پر ہوا۔ اور سال کے آخری ایام میں لاہور میں تبلیغ کے لیئے اسلامی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا یہاں یہ ظاہر کر دینا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی بہی خصوصیت سے حضرت امام نے چند دوستوں کو وعظ کے لیئے روانہ کیا اور ایسا ہی فیروزپور کی انجمن نے سب سے اول سالانہ جلسہ کیا اور وہاں حضرت نے ایک جماعت کو روانہ فرمایا

اسی طرح تبلیغ کا سلسلہ خوب زور پر رہا۔ شیخ غلام احمد صاحب واعظ اپنے کام میں مصروف رہے افسوس ہے انکے کام کی کوئی رپورٹ میرے سامنے نہیں جو میں بتا سکوں کہ انہوں نے کسقدر دورہ کیا اور کیا کام کیا ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نے ایام تعطیلات گرما میں بطور خود بہ اجازت حضرت امام چند جگہوں پر جا کر لیکچر دیئے برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے اخبار کی ترقی اشاعت اور اعانت کے لیئے ایک لمبا دورہ کیا اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ بیعت ہوئے۔

تبلیغ کے اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں ایک اسلامی مشن قائم کرنے کی تحریک بہی اسی سال کے برکات میں سے ہے جس کے متعلق الحکم کو خصوصیت سے لکہنا پڑا اور جسکا نتیجہ بحمد اللہ یہ ہوا کہ یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ اس وفد کے بہیجنے کیلئے کم از کم تین چار سال بعد نوبت آسکتی ہے۔ کیونکہ جبتک بیس پچیس ہزار روپیہ جمع نہ ہو جاوے یہ مشکل ہے۔

اس طرح پر میں نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ ہم لوگ کس فراخدلی سے نیک مشوروں کی قدر کرنے کی توفیق پاتے ہیں صدر انجمن کے ماتحت ہونیوالے کاموں کی سالانہ رپورٹ جلسہ پر پڑہی جائے گی اسلیئے میں اعداد و شمار کے لحاظ سے ان کاموں پر ریویو نہیں کر سکتا۔

ہاں مختصراً ذاتی علم اور واقعات کی بنا پر کچہ ظاہر کرتا ہوں مدرسہ کی تعلیمی حالت ترقی کر رہی ہے۔ اور افسران سررشتہ تعلیم نے اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ گورنمنٹ نے عمارت مدرسہ کے فنڈ میں دس ہزار روپیہ کی امداد دی اور تعمیرات سلسلہ کے

شعبہ میں مدرسہ کی عمارت کے لیئے توم اینٹیں طیار کر لینے میں کامیاب ہوئی طلبا کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ایسا ہی بورڈون کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس روز افزون ترقی نے مجلس منتظمین کو ایک خاص سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس تجویز کرنے پر مجبور کیا۔ غرض مدرسہ ہر طرح سے ترقی کر رہا ہے۔ اللھم زد فزد۔ مدرسہ کی متعلقہ شاخیں قابل اطمینان کام کر رہی ہیں۔ گرل سکول بھی چل رہا ہے۔

میگزین کی اشاعت میں ترقی کی رفتار کے بڑہنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر اعانت کا صیغہ مدد نہ دے تو میرا خیال ہے کہ میگزین کے خریدارون کی آمدنی اسکے اخراجات کو پورا نہیں کر سکتی۔

مقبرہ بہشتی میں بھی آمدنی بڑھ رہی ہے۔

یہ تمام ترقی کے آثار ہیں سلسلہ بیعت روز افزون ترقی پر ہے۔ اگرچہ یہ ساری باتیں شمار اعداد کے ذریعہ سے ظاہر ہونی ضروری ہیں مگر یہ کام سالانہ رپورٹ کے ذریعہ پورا ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ سلسلہ خدا کے فضل سے ہر پہلو سے ترقی کر رہا ہے اس سال ضرور ایک نئی بات اور غیر معمولی بات پیش آئی۔ وہ سالانہ جلسہ کا التوا ہے۔ اس التوا کے وجوہات اخبار میں دیئے گئے ہیں تاہم لاہور میں جو جلسہ ہوا وہ بھی سالانہ سے کم نہ تھا تالیفات کے صیغہ میں حضرت مسیح موعود مغفور کی بعض ناتمام کتابیں شائع ہوئیں۔ حضرت فاضل امروہی نے مباحثہ رامپور کے متعلق ستہ ضروریہ شائع کیا۔ دہلی سے میر قاسم علی صاحب نے شدہی کی شدہی اور چند رسائل آریوں کی تردید میں شائع کیئے ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ضرورت زمانہ پر ایک قابل قدر کتاب شائع کی۔ سکھ ازم پر ماسٹر محمد یوسف کی کتاب اظہار حق حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خرچ سے شائع کرائی۔ نئی انجمنوں کے سلسلہ میں قادیان کی سادھ سنگت ایک چھوٹی سی مجلس ہے جو اسی سال قائم ہوئی۔ اسکی غرض سکھوں میں اسلام کی اشاعت ہے اسنے کچھ ٹریکٹ شائع کیئے۔

پھر ایک انجمن ارشاد کا قیام ہے جو حقایق اسلام سے واقف ہو کر دعوت اسلام کا کام کرنا چاہتی ہے۔

اسی طرح دہلی میں دیا نند مت کھنڈن سبھا جو خصوصاً آریوں کی تردید کے لیئے قائم کیگئی ہے سال گذشتہ میں ایک جدید پرچہ نور بھی اسی مقصد کے لیئے جاری ہوا۔ ان تمام امور پر یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ کی طرف سے خلافت صدیقی کے عہد میں کام کی وسعت کا دائرہ کسطرح کھنچ رہا ہے۔

اب میں اپنی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہون۔ الحکم کی اشاعت آخری سہ ماہی میں بے ترتیب رہی اسکی وجہ اگست کے شروع میں میرا بعض اسلامی خدمات کے لیئے دلی جانا تھا جہاں مجھے غیر متوقع طور پر زیادہ دیر ٹھہرنا پڑا۔ قیام دہلی کے اثنا میں ایڈیٹر الحکم اپنے فرض و تبلیغ اشاعت سلسلہ حقہ سے غافل نہ رہا۔ دیانند مت کھنڈن سبھا اور انجمن خادم المسلمین کے قیام کیوجہ سے اسے متعدد لیکچر دینے پڑے جنکا اثر اللہ تعالے کے فضل سے اہل دلی پر اچھا پڑا۔ پھر اسی سفر کے دوران میں اسے ریاست اجی گڈھ میں جانا پڑا جہان ایوان شاہی میں اسکا لیکچر ہوا۔ اور پھر شہر کے عام مسلمانوں کو ایک دوسرے لیکچر کے ذریعہ تبلیغ کر کے وہان ایک مدرسہ تعلیم الاسلام کے قیام کی بنیاد رکھی اس سفر کیوجہ سے الحکم کی اشاعت میں بے ترتیبی واقع ہوئی۔ یہ سفر کچھ ایسا پیش آیا کہ اسکے بعد واپس آ کر بھی لاہور وغیرہ کے سفروں میں اسے زیادہ وقت اسے دینا پڑا۔

بہر حال سال گذشتہ کا آخری حصہ الحکم کی اشاعت کے پہلو سے ناقابل اطمینان تھا ان اسباب کے علاوہ وہ مالی مشکلات بھی سد راہ ہوئیں جو مشینوں کے سلسلہ کیوجہ سے پیش آ چکی ہیں۔ تاہم خدا کا فضل ہے۔ کہ مختلف اخبارات کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار باوجود اس قسم کی مشکلات کے زندہ رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کی بات ہے۔ و بعد الحمد الحکم کے سرپرست اور مربی ایسی حالت میں خاص شکریہ کے قابل ہیں۔ جنہوں نے اس کی سرپرستی کو نہیں چھوڑا۔ خواہ اسکے وجوہات کچھ ہی ہوں۔ مگر الحکم کی اس بے ترتیب اشاعت اور اس کے مقابلہ میں ارزان اخبارون کی کثرت کے باوجود اسکی زندگی حیرت انگیز اعجاز ہے اور میرے لیئے ہمیشہ ایمان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ سال گذشتہ میں ایڈیٹر الحکم باوجود ہیڈکوارٹر سے لمبی غیر حاضری اور بعد ازاں بھی چھوٹے چھوٹے سفروں کے پیش آ جانیکے خدا ہی کے فضل سے اس قابل ہوگیا کہ وہ تین پارے ترجمۃ القرآن کے اور شائع کر سکے ۲۸ وان پارے تک ترجمۃ القرآن شائع ہوگیا یعنے ۲۴ سے لیکر ۲۸ تک ۲۹ وان زیر طبع ہے قرآن مجید کی یہ خدمت بھی خدا کے خاص فضل کا نشان ہے۔ اور اسی کے فضل سے توقع ہے۔ کہ یہ ترجمہ پورا ہو جائے گا (انشاء اللہ العزیز)

بہر حال سال گذشتہ کی اس مختصر رپورٹ کے بعد میں اس پر ختم کرتا ہون کہ اب ہم نئے سال میں ہیں اور نئی امیدوں کے ساتھ سرپرستان الحکم توجہ فرمائیں۔ کہ وہ الحکم کے قیام و بقا کیلئے ان روکوں کو جو مالی مشکلات کی صورت میں اس کی راہ میں ہیں۔ دور کرنے کی توفیق پا سکیں۔ اور اسکی صورت الحکم کی وسعت اشاعت اور ترجمۃ القرآن کے خریدارون کی حلقہ کی وسعت اور کارخانہ کی کتابون کی اشاعت ہے۔ یہ سب کچھ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بالآخر دعا ہے کہ حضرت امام کی دعاؤں کے سایہ میں ہماری تربیت ہو اور ہم اپنے مقصد عالی کو حاصل کر سکیں۔ (آمین)

(آمین)

شورش

پنجاب مین بمب اور انبالہ کا حادثہ

پولیٹکل پاگلوں نے پنجاب مین اپنی کرتوتوں کے اظہار کے لیئے جرأت کی ہے۔ چنانچہ ۲۸-دسمبر ۱۹۰۹ء کی رات مسٹر سائکس ڈپٹی کمشنر انبالہ کی کوٹھی پر ایک بمب کا پارسل رکھا گیا جسپر کہا جاتا ہے اخبار ہندوستان لپٹا ہوا تھا مسٹر سائکس اس کے حادثہ سے بچ گئے مگر انکا گوالہ زخمی ہوا جس نے اسے اٹھایا تھا۔ مین مسٹر سائکس کو انکے بال بال بچنے پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مبارکباد دیتا ہون اور جن شریروں نے اس قسم کی ناپاک فطرت کا اظہار کیا ہے ہم ان سے سخت نفرت کا اظہار کرتے ہین اس قسم کی شوریدہ سری اہل ملک کے دامن اخلاق اور وفاداری پر سخت داغ ہے۔ اور وفادار افراد رعایا کا فرض ہو کہ ایسے محسن کش بدباطن لوگوں کی تلاش اور تحقیق مین مقامی افسروں کو پوری مدد دے اس حادثہ کے متعلق تلاشیوں کا سلسلہ گرم ہے۔ خدا کرے کہ اصل ملزم گرفتار ہون اور انہین عبرتناک سزائیں ملین۔

گلے دیگر شگفت

بحوالہ پنجابی معلوم ہوا کہ انارکسٹانہ اشتہارات لاہور مین مسٹر ٹانڈین کی کوٹھی کے سامنے ایسے بورڈ پر چسپان کئے گئے جہان اشتہارات لگانے کی ممانعت تھی یہ اشتہارات ٹائپ کئے ہوئے تھے اور المشتہر کی جگہ لکھا ہوا تھا "انارکسٹوں کی پنجابی برادری" اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت خواہ امر واقعہ ہو یا محض شرارت اور شوخی بہرحال اس قابل نہیں کہ اسپر لحاظ اور توجہ نہ کی جاوے میری رائے مین اہل ملک کو ایسے تیرہ اندرون دشمنان ملک کو گورنمنٹ کے حوالہ کر دینے کے لیئے متحد ہو جانا چاہیئے۔ اور بالاتفاق گورنمنٹ سے استدعا کرنی چاہیئے کہ ایسے شوریشت لوگونکو سخت سے سخت سزائیں دیجائیں۔ اخبارات کو ان لوگوں کے لیئے خصوصیت کیساتھ ملامت اور نفرت کا پرزور اظہار کرنا چاہئے۔ اور انکے مقدمات کی روئدادین قطعاً چھاپنی بند کر دیجائیں۔ جبتک عام بیزاری اور نفرت کی آواز ان کے کانون تک پہنچے اور ایک متفقہ طاقت انہین سزا دلانے کے لیئے آمادہ نہ ہو جائیگی۔ یہ لوگ باز نہین آئینگے

مقدمات بغاوت

لاہور مین بغاوت کے مقدمات ایک خاص میجسٹریٹ کی عدالت مین چل رہے ہین ان مقدمات مین الیشری پرشاد مالک اخبار بیداری اور گنیشی لال خستہ ایڈیٹر اخبار آکاش دہلی اور ایڈیٹر و پرنٹر اخبار سہاگ کے مقدمات کا اضافہ ہوا ہے ایسے اخبارات جو ملک مین بدامنی پھیلانیکے ملزم یا اہل ملک کو بدنام کرنیکا ذریعہ ہیں بائیکاٹ کر دینے کے قابل ہیں مین ہندو لیڈرون اور ہندو اخبارات سے اپیل کرتا ہون کہ کیا وہ اس معاملہ مین اپنی آواز بلند کرینگے۔ میرے معاصر خواہ مجھے کچھ ہی کہیں مگر اہل ملک کی بہتری اور بھلائی اب اسی مین ہے کہ اس قسم کی تجویزون پر عملدرآمد کیا جاوے پریس کی آزادی سے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے اس قسم کے اخبارات کے خریدارون پر بھی اعانت کے مقدمات دائر کئے جاوین اور ڈاکخانہ ایسے اخبارات کی روانگی کو روکدے اس قسم کی سختی آمیز تجاویز ضرور کارگر ثابت ہو سکتی ہین ایک شخص جرم کرتا ہے اور کل قوم اور ملک بدنام ہوتا ہے ایسی حالت مین ضروری ہے کہ ایسی شوریدہ پشتیونکو روکنے کے لیئے سخت سے سخت تجاویز اختیار کیجاوین۔

داخلہ بند

حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اخبار ستسنگ کا جو شہر گوالہ سے شائع ہوتا ہے داخلہ ہندبراستہ بحر و بر بند کر دیا ہے اس قسم کے تمام اخبارات اسی سلوک کے مستحق ہین۔

پٹیالہ کا مقدمہ سڈیشن

پٹیالہ کے مقدمہ سڈیشن میں ۷۰ آدمیون کے خلاف مسٹر گرے نے استغاثہ واپس لے لیا ہو یہ امر صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ استغاثہ خود دیانت اور انصاف سے کام لے رہا ہے آریہ اخبار اپنی روش کو پٹیالہ کیس کے متعلق جسقدر نرم کرلین اتنا ہی مفید اور مناسب ہے۔

افواہ - بھارت مترلکھتا ہے کہ کلکتہ مین یہ افواہ گرم ہے کہ ۱۴ ہندوستانی جلاوطن کئے جائینگے اس قسم کی افواہیں ملک مین بے اطمینانی پھیلاتی ہین۔ اسلیئے ہمارے اخبارات کو پولیٹکل امور کے متعلق تشویش افزا خبرونکی اشاعت سے جو بیجا خود ساختہ افواہ ہون پرہیز کرنا چاہیئے۔

گرفتاریان

انبالہ کے حادثہ بمب کے متعلق جمعرات کی سہ پہر کو کالی باڑی لاہور سے دو بنگالی گرفتار ہوئے ہیں ایسا ہی ۸-جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کی صبح کو سات بجے خانصاحب چودہری رحمت اللہ خان صاحب نے بھائی پرمانند ایم۔ اے پروفیسر ڈی۔ اے ڈی کالج لاہور کو زیر دفعہ ۱۱۰ ضمن الف ریلوے سٹیشن کے قریب گرفتار کیا ۳ بجے بعد دوپہر پرسن صاحب میجسٹریٹ کارخاص کے سامنے پانچ ضامنون لالہ ہیرالال بیرسٹر بخشی ٹیک چند پلیڈر مسٹر دونی چند بیرسٹر لالہ دیوان چند بزاز۔ لالہ شنکر داس فوٹوگرافر کی پندرہ ہزار کی ضمانت اور ۱۵ ہزار کے مچلکہ پر ملزم کو رہا کیا گیا آیندہ پیشی ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو ہوگی۔

سرحدی خبرین

سردار عبدالخالق خان نے اپنی بیوی اور لڑکی کو کابل مین قتل کر دیا اور پھر شاہ غازی عبدالقدوس کے ہان پناہ لینے کو چلا گیا۔ مگر امیر صاحب کے حکم سے قاتل سردار گرفتار ہوگیا ہو وجہ قتل بیوی کی بے وفائی کا شبہ تھا۔

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کیا کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بیدی [illegible] اصلی اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کردی ہے۔**
کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بھی پانسو ادویات طیار ہوتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔

حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں۔ جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی

مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دی جاتی ہے

شفا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے۔

نوٹ: - **ملک اللحم خاص الخاص** ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا بھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے۔ قیمت فی تولہ صرف [illegible]
فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہیڈ سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپیہ کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی۔ این صاحب ممبر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داران وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر مردہ ہوئے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تاوار بھی مارے تو بھی پٹ کر رہ جائے آپ ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا بخلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل بلکہ [illegible] دوا ہے [illegible] دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و ابداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت، ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز ہو بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ وہ ہمارا روغن واقعہ ستیہ ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معمولی طاقت کو بحال کر دیتا ہے اور رگے گزر کے مریض نامرد کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (۴/۴)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

ہارمونیم باجے! ہارمونیم باجے!!

قیمت نہایت ارزان

بیچے ملاحظہ کیجئے

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور کے خاص اپنے کارخانہ کے ساختہ پائدار ہی ووریلیں میں ملنے گئے ہیں وزن بہت ہلکا لکڑی مضبوط خوشنما پالش جو کہ نہایت مدت تک خراب نہ ہو ریڈیں مشہور ولایتی کارخانہ کی بنی ہوئی لگائی جاتی ہیں۔ بشرط واپسی اگر ناپسند ہو تو پہنچتے ہی بغیر استعمال کے واپس کردیجئے اور خراب ہو جائے آرڈر کے ہمراہ عہ فی باجہ پیشگی آنا چاہیئے اور نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھدینا چاہیئے۔ ہم اسکا دعویٰ کرتے ہیں کہ نہایت عمدہ مال اتنی ارزان قیمت پر دوسرے تاجر کے ہاں نہیں ملیگا۔ قیمتیں ۔ دستی ۱۳ اسٹاپ درجہ اول قیمت ۱۹ درجہ دوم ۱۶ سر دستی ۸ ۔ اسٹاف درجہ اول قیمت ۳۲ درجہ دوم ۲۵ ڈبل سر فولڈ ٹاپ ۸ ۔ اسٹاپ ہاتھ اور پاؤں سے بجایا جاتا ہے قیمت درجہ اول ۴۳ درجہ دوم ۳۹ مصبیر کل لونڈنگ ہارمونیم ۱۶ اسٹاپ صرف پاؤں سے بجایا جاتا ہے قیمت نا لیدار ۱۲۵ بغیر پاؤں کے ۸۰

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

۱۲ فی صدی منافع - آجتک ۳ پ سمس پیلو ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ حصہ داران کو تقسیم کیا ہے مرد عورت کامیاب ہو سکتے ہیں اور فارم شمولیت بہ سکہ مندرجہ ذیل سے طلب کرو	چراغ ہارمونیم فی ۔۔۔۔ ۱۲ ‏/ راہبر ہارمونیم ۔۔۔۔ ۱۲ ‏/ ہارمونیم استاد مہ کلید ہارمونیم ۴ ‏/ طبلہ سیکھنے کی کتاب ۔۔۔ ۵ ‏/	ایجنٹوں کی ضرورت ہم کو مال از قسم باجے گھڑیاں بائیسکل سلائی دریا بون کی مشینیں وغیرہ فروخت کرنیکے لیئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے یا ٹکٹ بھیجکر قواعد مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کرو

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینیجر مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئیں ؛

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس املشن

کا جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس حدرت کے صد میں دیا ہے۔ اس نے ان بچوں بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے اسے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست و توانا بنا دیتا ہے اور فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

ہمیشہ اس نشان والے ایملشن کو جو اسکاٹ کے شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے جدا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ
لیوڑ لنڈن

کشتہ

جریان مقوی باہ تمام سکام نہ مکمر کثرت احتلام ان امراض میں یہ کشتہ زود بلکہ اکسیر ثابت ہوا ہے خدا کے فضل سے آیندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

جریان کی شناخت

پیشاب کے پہلے یا پیچھے دھات کا نکلنا۔ یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردہ کی مانند بلکہ زندہ درگور کر دیتی ہے اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مالیخولیا نسیان کمی خون دل کا دھڑکنا ضعف دماغ بینائی کا کم ہونا ناامیدی خوف بیخوابی غمگینی وغیرہ۔

نزلہ

گلے یا معدے یا پھیپھڑے پر کسی رطوبت کا گرنا

زکام

کسی رطوبت کا ناک سے نکلنا۔ ان سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ ہیں۔ سل منزگی۔ فالج ذات الجنب ذات الریہ (نمونیا) جوڑوں کا درد آنکھ کان دانت کی بیماریاں

ہمنے ایک کشتہ جو بڑی محنت اور سعی سے اور بلا آمیزش زہریلے اجزا کے طیار کیا ہے۔ انشاء اللہ بہت مفید و بابرکت ثابت ہوگا جو صاحب چاہیں ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ فوائد اور محنت کے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھالے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر۔ عبدالرحمٰن کاغانی احمدی شفاخانہ حکیم نورالدین قادیان

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سمان دکھا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم ہر دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالیٰ فوراً دفع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ ہم لکھدیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی :- پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ وہ اکسیر پائیے قیمت چھ ماشہ دعا

سرمہ سلیمانی :- آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان :- دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ
بلب گڑھ ضلع دہلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بچشم در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ہر حال مین پیشگی لی جایگی

نمبر ۲ | قادیان دار الامن مورخہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۷ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ ہجری المقدس | جلد ۱۴

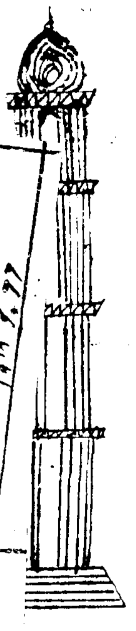

ترجمۃ القرآن

بگذار درد مثنوی شغل غزل تا چند + آن خود چہ چیز ست اگر با قرآن ماند

قرآن مجید کے ترجمہ کا سوال پہلی مرتبہ الحکم کے کالموں مین نہین اٹھایا گیا یہ صدائے گنبد الحکم ہی کے کالمون مین اٹھکر رہ جاتی ہے لیکن اسکے یہ معنی نہین ہین کہ الحکم کے ذریعہ بھی یہ آواز نہ اٹھائی جاوے قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی جسقدر ضرورت ہے وہ ایک سے زیادہ مرتبہ زیر بحث آچکی ہے۔ صدیقی خلافت مین قرآن مجید کی جمع کا کام ایک خاص بزرگی اور عظمت رکھتا ہے اسی طرح پر خلیفۃ المہدی کے خلیفہ بلا فصل کے عہد خلافت مین قرآن مجید کا اردو ترجمہ شایع ہوجانا بہت ہی ضروری اور مفید چیز ہے۔ مینے قرآن مجید کے درس کے نوٹون کو ۱۸۹۸ء مین شایع کرنیکی ضرورت محسوس کی اخباری کالمون مین اسکی گنجایش نہ پاکر تفسیر سورۃ بقرہ شایع کی جسکو جس نے پڑھا پسند کیا اس مین چھاپہ کی بعض غلطیوں کا رہجانا ناممکن امر نہ تھا بعض دوست اب تک بھی اس کے محاسن کو چھوڑ کر ان غلطیون کا ذکر کرنا پسند کرتے ہین مگر مجھے خدا تعالےٰ نے کچھ کرنیوالے آدمیونکا دل و دماغ دیا ہے۔ اس لئے مین نے اڑھائی پارون کی تفسیر شایع کردینا ہی خاص فضل سمجھا پھر تفسیر القرآن کی ضرورت کو صدر انجمن نے محسوس کیا۔ اور تعلیم الاسلام نام رسالہ کے ذریعہ اسے شایع کرنے کا تہیہ کیا دو تین سال کے اندر اسکا پہلا پارہ بھی ختم ہوتا نہین نہین آتا۔ میری خلافت کے سلسلہ مین ترجمۃ القرآن شایع کرنا شروع کیا اور پھر میری اس تجویز پر معزز بدر نے بھی نوٹس شایع کرنیکا اہتمام کیا اور ایک خاص حصہ شایع کرنیکے قابل ہوگیا۔ میں کسی ایک یا دوسرے کی نکتہ چینی کرنی نہین چاہتا۔ قرآن کریم کی خدمت جسقدر لوگ کرین اتنا ہی اچھا ہے۔ اور وہ کسی نہ کسی حد تک مفید ہی ہوگی میرے ترجمۃ القرآن پر قاضی اکمل صاحب نے بڑی محنت سے میری درخواست کے بدون ریویو کیا اور اسکی بعض نہایت ہی ادنیٰ غلطیون کی فہرست بنانیکی انہوں نے قابل قدر تکلیف اٹھائی مین ان کی مہربانی کا شکر گزار ہون کہ کم از کم اسی بہانے سے انہوں نے میرے شائع کردہ ترجمہ کو پڑھ لیا۔ مین نے کبھی یہ دعویٰ نہین کیا کہ میرا شائع کردہ ترجمہ چھاپے کی غلطیون یا نقائص سے مبرا ہے اور نہ مینے اشتہاری غلطی کا اشتہار دیا اس مین غلطیان ہین ہونگی مین نے جس نیت سے اس کام کو کیا ہے وہ فقط یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک ایسا ترجمہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ہاتھ مین دیدون جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے موافق قرآن مجید کی عظمت و صداقت کو ظاہر کرنیوالا ہو اس کے لئے مین نے سعی کی ہے۔ کہ متن کے نیچے ترجمہ دیا ہے۔ اور حاشیہ مین تفسیری نوٹ دئے ہین۔

مین یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ ترجمہ اور نوٹ کم از کم اپنے اندر ایک بات ضرور رکھتے ہین کہ ان مین ان تمام اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو قرآن مجید پر کئے جاتے ہین مین اس سلسلہ مین پانچ پارے شائع کرچکا ہون جن کی مجموعی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ چھٹا پارہ زیر طبع ہے۔ اگر ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے دلدادہ اور قرآن مجید سے محبت رکھنے والے بزرگ اسکی عام اشاعت کی تحریک کرین تو اسکی قیمت مین معقول رعایت ہوسکتی ہے۔ اگر ایکہزار خریدار ہوجائیں تو مین ۱۲ پارہ بھی کرسکتا ہون بہرحال یہ کام ضروری ہے۔ اور اس مین خریداری کے علاوہ اعانت بھی کرنی چاہئے ایسے لوگ جو قرآن مجید کی مفت اشاعت کے خواہشمند ہون انکے ساتھ خاص رعایت کیجائیگی۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئے!

مطبع انوار احمدیہ مین بہ اہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب مینجر وایڈیٹر کے چھپ کر شایع ہوا۔

حضرت مسیح موعود و مغفور کے کلمات طیبات

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے۔ اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت ہی گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہے۔ اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ۔ جیسا کہ بچہ اپنے والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں انکی طرف کان دہرو۔ اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔

قرآن شریف انجیل کی طرح تمہیں صرف یہ نہیں کہتا کہ کہ نامحرم عورتوں یا ایسوں کو جو عورتوں کی طرح محل شہوت ہو سکتی ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اس کی کامل تعلیم کا یہ منشا ہے کہ بغیر ضرورت نامحرم کی طرف نظر مت اٹھاؤ نہ شہوت سے نہ بغیر شہوت بلکہ چاہیئے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تا کہ تیری دلی پاکیزگی میں کچھ فرق نہ آوے سو تم اپنے مولیٰ کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایکدم میں ہلاک کر سکتا ہے۔ قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو۔ کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنے بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے۔ وہی تمہارے راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی انصاف سے مانع نہ ہو۔

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بےمہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عز اسمہ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسے کہ استعدادیں بھی تین ہیں۔ اور وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو پس جیسا کہ درحقیقت بجز اسکے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں کوئی بھی محبت کے لائق نہیں کوئی بھی توکل کے لائق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت اور ربوبیت خاصہ کے ہر ایک حق اسی کا ہے۔ اسی طرح تم بھی اسکے ساتھ کسی کو اسکی پرستش میں اور اسکی محبت میں اور اسکی ربوبیت میں شریک مت کرو اگر تم نے اسقدر کر لیا تو یہ عدل ہے جسکی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اسکی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادب بن جاؤ اور اسکی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اسکی عظمت و جلال اور اسکے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اسکے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہو جاوے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جاوے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت کرتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع انسان سے متعلق ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو

اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بدی کے مقابل نیکی کرے اور اسکی آزار کی عوض میں اس کو راحت پہنچاوے اور مروت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے

پھر بعد اسکے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو جسقدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جسقدر بنی نوع کی خیرخواہی بجا لاوے اس سے کوئی کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض سے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش سے نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاق کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکرگزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں بانتشا اس شخص کے کہ بعد اسکے خدا تعالیٰ اسکو رد کردے خاص طور سے محبت رکھو اور جبتک کسیکو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اسکو اپنا ایک عضو سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے۔ یا وساوس حرکات مخالف عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے۔ اسکی پرواہ نہ کرو۔

چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو۔ اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بندگی تم میں قائم ہو اور اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کیلئے سارے دکھ اٹھالو۔ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ط

شہید کربلا

عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا مین ایک لانظیر یادگار ہین اور یہ مبارک یادگار ان زندہ جاوید شہدائے عظام کی ہے جنہوں نے میدان کربلا مین اپنی اولوالعزمی شجاعت اور حق پژوہی اور استقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا۔ جنہوں نے حقانیت اور راستبازی کی حمایت مین اپنی گران بہا جانون کا قربان کر دینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رضائے الٰہی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت حق کو زیر نہین کر سکتی بظاہر تلوار نے انہین موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر انکی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کرنی چاہیے ؎

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار تا ابد ان ایام مین قایم رہیگی اور سالون اور صدیون کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہین سکتا یہ موت کیسی شیرین اور مبارک ہے۔ جو حقیقی زندگی کا وارث بنا دے مگر

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس دردناک واقعہ کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہین اور نہ یہ کسی قلم مین طاقت ہے کہ اس جانگداز واقعہ کو قلمبند کر سکے۔ بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنے ہے۔

مظلوم کربلا اور اسکے جان نثارون پر جو کچھ ظلم و ستم ہوئے۔ اسمین بے نظیر مصائب سے انکا مقابلہ ہوا۔ اور جس عدیم المثل استقلال کیساتھ اس نرغہ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجودیکہ تیرہ صدیان گزر گئی ہین۔ مگر اس واقعہ کا اثر باشندگان روئے زمین کے دلون پر ابھی ایسا ہی تازہ ہے کہ گویا کل کی بات ہے اور مسلمانون مین اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قائم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے۔

یہ اسلام اور مسلمانون کے لیے مفید نہین

مین تعزیہ داری اور مجالس عزا پر تفصیلی ریمارک اس مضمون مین نہین کرتا کیونکہ میری دانست مین یہ ایک ایسا فعل ہے جسکو کبھی پسند نہین کیا جا سکتا۔ مین اس کو تسلیم کرتا ہون کہ دنیا کی تمام شریف اقوام مین شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہین۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگار قائم کرتی ہین۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تعزیہ داری اور عزاداری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی کام مین صرف ہو تو حسینیہ یونیورسٹی قائم ہو سکتی ہے مگر اس قسم کا مشورہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا مفید سبق جو ہم لے سکتے ہین وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق مین ستائے جاتے ہین اور راست گوئی اور حمایت حق مین جن لوگون کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی جاتی ہین جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤن کا مقابلہ کرلین اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائین تو علاوہ ان اعلیٰ مدارج کے جو عالم روحانی مین انکو حاصل ہوتے ہین۔ اسی عالم ظاہری مین انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلون مین ان کی ابدی یادگار قائم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق مین نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ مین زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے۔

گر تو کچیان بیدی از بہر من
میدہم صد جان در جانانت کنم

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپکے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمایش کیوقت دکھایا اسکی کیفیت الفاظ مین ادا نہین ہو سکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑے سے بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر انکی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حقیقت ہے۔ سینہ زن اور شعلے کے حسن و جمال پر جب شیفتہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت ہے اس شمع سے جدا نہین کر سکتی۔

پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق پہچان لیتا ہے۔ تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رعب اسکو اس سے دور نہین لے جا سکتا۔

شہید کربلا کی زندگی کا یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے۔ کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی کے لیے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے نیچے نہ آئے۔ اور کسی دنیوی خفیف اور آسائش کے لیے حق کو قربان کرنیکے واسطے آمادہ ہو ہم حسین مظلوم کی شان ہے اپنے تمام منافع اور راحتوں حتی کہ جان تک دیدینے کے لیے تیار ہو جاوین مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لیے تیار نہون

دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتین مختلف لباسوں مین ہمارے سامنے آتی ہین یا رکھی جا سکتی ہین مگر ہمین یاد رکھنا چاہیے کہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدارج اور دنیوی آسائشیں اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیان بالکل موہوم اور خیالی ہین۔ پس مبارک ہین وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھکر میدان حق گوئی مین اپنے جوہر دکھاتے ہین اور حق پسندون اور حقداروں کی حق شناسی کرتے ہین۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہین وہ دنیوی عہدون اور منصبوں پر فدا ہین وہ اپنے موقعہ اور وقت پر زیردست حق پسندون کو تانے سے نہین چوکتے۔ وہ یاد رکھین کہ یوم آلحساب آنیوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتین اور آسائش جیسے چند روزہ ہین۔ اسی طرح اسکے آلام و مصائب کی تھوڑی عمر ہے۔

میرے دوستو! میں نے شہید کربلا کے واقعہ کو آپ کے سامنے رکھا ہے! کیوں؟ اسلیئے کہ آپ اس سے سبق لیں اسپر غور کریں کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے مگر

فاسق کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا

مین ان لوگوں سے ہرگز متفق نہین جو واقعہ کربلا کو پولٹیکل جنگ کہتے ہیں یہ پولٹیکل جنگ نہین تھی اگر معاذ اللہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شے کے قربان کرنیکے لیئے طیار نہ ہوتے۔ بلکہ بات یہی تھی۔ کہ انہوں نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہین بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے۔ جسکو خدا تعالیٰ نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار بھی ناپاک فطرت ہو کر بیعت لینا چاہے تو ایک مومن اور باخدا مسلمان اس کے ہاتھ پر وہ بیعت نہین کر سکتا جو خلافت حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتھ پر کیجاتی ہے۔

پس ہمین استقلال اور ہمت اور اخلاقی جرأت کو کبھی اور کسی حال مین ہاتھ سے نہین دینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتھ ہمین دکھ دے۔ دے اسکی پرواہ نہین ہو سکتی۔ نقصان پہونچائے پہونچائے۔ یہ وہم مین نہین آنا چاہیئے۔ حقانیت سے سر نہین پھیرنا چاہیئے کیونکہ

یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفوں نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لے کر ہمارے شیعہ بھائیوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایا ہے۔ کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کربلا کی عزت نہین کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے۔ ہمکو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہین اور نہ انکی رضا یا نارضامندی ہمارا مطلوب۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسین رضی اللہ عنہ مین سخت غلطی پر پاتے ہین۔ اور مذہبی اور دنیوی دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکھتے ہین۔

ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتوں کو سخت قابل ملامت پاتے ہین۔ اور اس کے اظہار سے ہم کبھی نہین رک سکتے۔ تو ایسی حالت مین یہ کبھی نہین ہو سکتا۔ کہ ہم حضرت شہید کربلا کی عزت و عظمت محض انکی خاطر روا رکھین ہم فی الحقیقت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لیئے قابل قدر نمونہ پاتے ہین اس کے متعلق۔ حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکھا تھا۔

بالآخر مین پھر یہ ظاہر کرتا ہون کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پھر عمل مین وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا کو دیگئی تھی۔ آمین۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند

پرکاش مین گوروکل کانگڑی کے کسی طالب علم کا ایک مضمون چھاپا گیا تھا۔ جس مین اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر حملہ کیا تھا۔ مینے اس مضمون پر ایک مختصر سا نوٹ دیا تھا اور بتایا تھا کہ پنڈت دیانند صاحب اس قابل نہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو درکنار کسی اعلےٰ درجہ کے با اخلاق انسان کے مقابلہ مین بھی کھڑے کیئے جائین۔ میرے اس قسم کے ریمارکس پر جو واقعات پر مبنی ہین پرکاش کا ایڈیٹر نعل در آتش ہو کر ۱۱ جنوری ۱۹۱۰ء کے پرکاش مین سخت جھنجھلایا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مسلمان اپنے مذہب پر اصولی اعتراض بھی نہین سن سکتے۔ یہہ پرکاش کے ایڈیٹر کی خوش نافہمی ہے۔ اصولی اعتراض تو وہ خود نہین سن سکتے ورنہ باوا لا پنڈت دیانند صاحب کے کہنے پر اتنا نہ چڑھتے مین پھر کہتا ہون اور اس دعویٰ کے دلایل رکھتا ہون کہ پنڈت دیانند صاحب ایک عام شریف آدمی کے مقابل پر بھی اگر کھڑے ہو جاوین تو وہ گر جائینگے مثلاً پنڈت دیانند صاحب نے بتایا کہ اگر کسی کے اولاد نہ ہو تو وہ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلے اب بتاؤ کہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین اسکا نمونہ کہاں ہے؟ یہ تب قابل تسلیم ہوتا۔ کہ وہ شادی کرتے اور ان کے ہاں اولاد نہ ہوتی اور وہ پھر ایک مجمع کر کے نیوگ کراتے یا کم از کم خود علانیہ طور پر انہون نے نیوگ کیا ہوتا یہ تو ان کی تعلیم اور ان پر عمل نہ ہونیکی ادنیٰ مثال ہے۔ ایسا ہی انہوں نے چار سو سال کی عمر کا نسخہ بتایا۔ مگر آپ اسکا پانچواں حصہ بھی پورا کر کے نہ دکھایا۔ علاوہ برین جس شخص کی زندگی کا بہت بڑا حصہ بالکل تاریکی مین ہو اور کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ اس کی زندگی ان ایام مین کیسی گزری۔ اسکے متعلق اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کا اظہار کرنا ایسا ہی ہے جیسے نیوگ کی اولاد کو اپنی اولاد تسلیم کرنا۔

مین اب بھی کہتا ہون اور اس دعوے کے دلایل رکھتا ہون۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا معیار بہت اونچا ہے۔ اس میں سے ایک اصل مین پیش کرتا ہون آپنے اپنی لبرل قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا۔

قد لبثت فیکم عمرًا افلا تعقلون

یعنے مین نے تمہارے درمیان اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ یعنے چالیس سال گزارے ہین اور تم میرے حالات سے واقف ہو پھر تم کیون نہین سوچتے یہ وہ تحدی ہے جو اپنی قوم مین اور قوم بھی عربوں جیسی آزاد قوم کے سامنے دعوے کے ساتھ اپنی اعلیٰ درجہ کی زندگی بے لوث زندگی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور وہ آپ کے صدق اخلاص مامور من اللہ اور متقی ہونے پر کوئی نکتہ چینی نہین کر سکی جو شخص گھر سے بھاگ کر نکلا ہو جو اپنی قلبی حالت سے ایسا لرزان ہو کہ اخیر عمر تک اپنے گھر کا اور والدین کا صحیح پتہ نہ دے سکا۔ کیا وہ اس تحدی کے مقابلہ کیلئے کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پنڈت دیانند صاحب نے اپنی پاکیزہ فطرتی کا اس طرح پر اپنی قوم اور وطن مین اعلان کیا ہو۔ اور اسکی قوم اسپر حرف نہ رکھ سکی ہو۔ تو پرکاش اور اس کے رفیق پیش کریں ہم غور کرینگے۔

انشاء اللہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی پر اجمالی نظر میں کسی وقت کر کے دکھاؤنگا۔ اسوقت شاید پرکاش کا ایڈیٹر انکو اصل صورت مین دیکھنے کے قابل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا اعتراف

...کے جواب میں ظاہر کیا ہے کہ ہم لوگ اس امر کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ بہت سے لوگ آریہ سماج کے خلاف رائے رکھتے ہیں جناب والا یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آریہ سماج ایک ایسی جماعت ہے جو گورنمنٹ سے نہ ملائی گئی تو نوبت کچھ نقصان

آپ کے دشمنوں نے بھی کیا ہے اسکے ثبوت میں یہ تحدی قرآن مجید میں اور تاریخ عرب موجود ہے پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا عزیز اندر عیسائیوں کی رائیں پیش کرنیکا عادی ہے اور دراصل انکے معلومات کا ذریعہ بھی انکی ہی تحریریں ہیں اسلیئے میں چند مشہور عیسائی صاحبان کی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انکے سامنے رکھتا ہوں اگر انصاف دیانت اور راستبازی کوئی چیز ہے تو پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا برہمچاری غور کرے۔

ڈاکٹر اسپرنگر جیسا متعصب عیسائی اپنی کتاب لائف آف محمدؐ مطبوعہ ۱۸۵۱ء (الہ آباد) کے صفحہ ۹۹ پر لکھتا ہے "اسکے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اور جبکو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا **یدقدرت** نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب وطیور کے نغمہ حمد الٰہی میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے"۔

جس قلب پر اللہ تعالےٰ کے جلال اور معرفت کی یہ تجلی ہو اور جو ہر وقت اللہ تعالےٰ ہی کو دیکھتا ہو وہ کس عظیم الشان مقام عرفان پر ہوگا یہ ناظرین خود اندازہ کر لیں۔

پھر پادری راڈویل صاحب جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ وہ اپنے دیباچہ میں آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر لکھتا ہے کہ "وہ ایک عجیب وغریب نمونہ ہے۔ اس قوت و حیات کا جو ایسے شخص میں ہوتی ہے۔ اور جسکو خدا اور عاقبت پر شدت کیساتھ یقین ہوتا ہے۔ اور جو اپنی **ذات** کریم اور سیرۃ صداقت مشحون سے ہمیشہ ان لوگوں میں شمار کیا جائیگا جنکو اپنے بنی نوع کے ایمان واخلاق اور تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار کامل حاصل ہوتا ہے۔ جو بجز حقیقت میں کسی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے شخص کے کسی اور کو کبھی حاصل نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے"

پھر سر ولیم میور سا تلخ دشمن اسلام اپنی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور جلالت شان کا ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہے "اس عالم تنہائی و مصیبت میں وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہیں کہ کتب مقدسہ میں انکا عدیل و نظیر کوئی دکھائی نہیں دیتا"

ایسی بہت سی رائیں ہم پیش کر سکتے ہیں اور وہ بھی صرف اس لیے کہ مخالفین کی شہادت ایک اثر رکھتی ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بجائے خود ایسی اعلیٰ درجہ کی زندگی ہے کہ اسکی نظیر نہیں ملتی اور وہ ایسی صاف اور روشن ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کی زندگی میں وہ بات ہی نہیں پائی جاتی۔

کیا یہ کم کمال ہے کہ آپکی ساری زندگی کے حالات محفوظ ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو آپ نے کیا ہے۔ اس کے حالات محفوظ چلے آتے ہیں اور پھر آپ کو وہ تمام اسباب میسر آئے۔ جو تکمیل اخلاق و نمونہ اخلاق کے لیئے ضروری تھے۔ پھر آپ کی حیرت انگیز کامیابی اور اس کے ذریعہ عرب کی حالت اخلاقی اور روحانی میں لانظیر تغیر ہے۔ جو صرف آپ کی **عملی زندگی** کا نتیجہ تھا۔

الغرض سرور عالم کی شان بلند ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا پنڈت دیانند صاحب کو مقابلہ کے لیئے پیش کرنا غلطی ہے۔ اگر پرکاش کا ایڈیٹر ایسا ہی خواہشمند ہے۔ تو وہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی میں مندرجہ ذیل پہلو دکھائیں۔

اوّل پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک وفادار شوہر کے

دوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک حاقمند بیٹے کے

سوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک محسن باپ کے

ان ہر سہ امور کو مد نظر رکھکر مہاشہ کرشن یا انکا عزیز اندر یا ڈاکٹر چرنجیو صاحب بشرطیکہ استغاثہ لائبل اور سوالات جرح سے انہیں فرصت حاصل ہو پنڈت دیانند صاحب کی سوانح پر بحث کریں جب وہ اس سے فارغ ہو جائینگے تو پھر میں اور پہلو پنڈت صاحب کی لائف کے پیش کرونگا پھر انہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ کیا انکی لائف ہمارے لیے کوئی معیار اور نمونہ ہو سکتی ہے۔ وہ سردست مقابلہ کی بحث کو تو الگ رکھیں پبلک ہی میں انکا نقشہ کھینچ کر دکھائیں۔

مختصر نوٹ

فلسفہ اشراقین کی تائید

اشراقین کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ملک میں رہکر دوسرے ملک میں اپنے شاگردوں کو تعلیم دے سکتے تھے۔ اس قسم کے امور کو بلا سوچے سمجھے سائنس یا عقل کے خلاف کہدیا جاتا ہے مگر جوں جوں سائنس کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ انکی صداقت پر روشنی پڑ رہی ہے۔ ولایت میں ایک آلہ ایجاد ہوا ہے۔ کہ اسکی مدد سے ایک شخص دوسرے آدمی سے اگر درمیان میں حجاب اور روک ہو بلا واسطہ غیر بات چیت کر سکتا ہے۔ موجد کا بیان ہے کہ وہ اسکو بہت جلد بے تار کی تار برقی کی طرح عام کریگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ نے ایکمرتبہ میرے سامنے **بابو محکم دین** صاحب امرتسری کو فرمایا تھا کہ میں یہاں قادیان میں ہی امرتسر میں تمہیں بروزنہ توجہ دے سکتا ہوں اگرچہ اسکی مزید توضیح آپ نے نہیں فرمائی اور نہ بابو صاحب نے اسوقت اپنی مصلحت یا بوجہ ادب کچھ اور کہا تاہم اس سے اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ **روحانیت میں یہ سلسلہ ہے** ضرور بہرحال سائنس کی بلند پروازی اسلام کی صداقت کی موید ہے۔

مذہبی تعلیم کی ضرورت

معزز معصر نیر اعظم کی اس رائے سے میں شرح صدر سے متفق ہوں کہ اسوقت چونکہ ہندوستان کے جملہ مذاہب بیدار ہیں۔ اور وہ نہ صرف مدافعت ہی میں سرگرم ہیں بلکہ انکی حفاظت اور حفاظت کے ساتھ اشاعت میں بھی مصروف ہیں اسلیئے مسلمانوں میں مذہبی بیداری کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور غیر مذاہب کے اعتراضوں کے جوابات دینے کی طرف توجہ ہو تو کہ لوگ متزلزل نہ ہوں اور ہر شہر میں ایسی تحریکوں کی ضرورت ہے اور ہم معاصر مذکور تعلیمیافتہ لوگوں کو اور مسلمانوں کی تمام انجمنوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہے بے شک اس امر پر توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے میں تو یہی پسند کرتا ہوں کہ مذہبی

کانفرنسوں پر ریمارک

نمبر (۲)

مینے گذشتہ اشاعت میں سوشل کانفرنس اور ہندو زنانہ کانفرنس کے متعلق مختصراً کچھ لکھا تھا اسی سلسلہ میں اس امر کے اظہار کی مجھے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مستورات کی یہ کوشش اور سعی بہرحال قابل قدر ہے ہندو عورتوں میں بیداری اور زندگی کے حس کا پیدا ہونا کوئی ایسی چیز نہیں جسکو ہم غور کئے بغیر چھوڑ دیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسنے عورتوں اور مردوں کو حصول تعلیم کی یکساں ترغیب دی ہے۔

العلم فریضة لکل مسلم و مسلمة

مگر برخلاف اسکے مسلمانوں میں زنانہ تعلیم اسیطرح زبون حالت میں ہے جسطرح پر مسلمانوں کی عام تعلیمی حالت ہے ہندو مستورات کی کانفرنس جو تجاویز پاس کرتی ہے وہ سب کی سب عورتوں کی تعلیم۔ بچپن کی شادی گھر کا اثر اتفاق اور پردے کے رواج سکولوں کے اجرا اور زنانہ انجمنوں کے انعقاد کے مقاصد پر مبنی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عورتیں اپنی تعلیمی سلسلہ میں کسقدر ترقی کر گئی ہیں برخلاف اسکے لاہور میں ایک مسلمان خواتین کی بھی مجلس ہے اور اسکے اغراض میں سب سے اہم جو بات میرے علم میں آئی یا پبلک ہوئی ہے وہ اُردو کی حمایت ہے۔ اس سے ان بیگمات کے مذاق کا اندازہ ہو سکتا ہے ممکن ہے میرے مسلمان بھائی میری اس صاف گوئی سے گھبرائیں مگر میں کیا کروں مجھے امر حق کے لئے قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے کیونکہ

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اُردو کی حمایت۔ بجائے خود ایک اچھی چیز سہی لیکن سوال یہ ہے کہ عورتوں کے اخلاق انکی خانہ داری انکی مذہبی فرائض بچوں کی تربیت پر اسکا کیا اثر پڑیگا؟ اُردو کی حمایت کیلئے ان خواتین کو شاید شعرائے اہل زبان کے دواوین اور تالیفات کی تلاش رہیگی۔ اور زبان کے چٹخارے تک انکی سعی اور ہمت محدود ہوگی اگر انجمنوں کے انعقاد سے مسلمان بچوں میں مذہبی روح اور تہذیب کی عملی زندگی پیدا کرنا مقصد خاص ہو تو اسکے ضمن میں اُردو کی بھی حمایت ہو تو کیا اچھا ہو اصل غرض کو چھوڑ کر اور باتوں کی طرف چلے جانا شاید یہ مناسب اور موزوں نہیں۔ مسلمانوں کی خواتین کی کانفرنس میں اسبات کیطرف عدم توجہی سخت افسوس کے قابل ہے اس میں تعلیم یافتہ اور قابل آدمیوں کی بہو بیٹیاں شریک ہیں مگر انمیں موجودہ مغربی تہذیب اور سوسائٹیوں کے فیشن کا اثر پایا جانا ظاہر ہے۔ بہتر ہے یہ انجمن مستورات کی تعلیم ترقی کے لئے عمدہ اور مناسب تدابیر اور انکیلئے بہتر نصاب تعلیم تجویز کرنیکی طرف توجہ کرے تو بہت ہی مفید ثابت ہو۔

لاہور میں بزم اُردو نام کی بھی ایک انجمن ہے مسلمانوں کی اور شاید اسی مقصد کیلئے دو ہیں۔ مگر عربی زبان کی ترویج کے لئے ایک بھی نہیں۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف توجہ کرنا مجھے تو خوش کن نہیں معلوم ہوتا۔ بہرحال یہ انجمنیں بتا رہی ہیں کہ ہندو قوم میں قومی ہمدردی کی روح کام کر رہی ہے انکے ہاں چونکہ ترقی کا اصل مادہ پرستی ہی ہے اسلئے وہ لوگ اگر اسطرف نہ جائیں تو کدھر جائیں لیکن مسلمانوں کی تمام ترقیوں کی جڑ مذہبی پابندی ہے اسلئے مسلمانوں کی مجالس کا مقصد اعظم پابندی مذہب ہونا چاہیئے مگر وہ دونوں طرف سے غافل ہیں۔ اس ریمارک کے بعد اب میں

برہمن کانفرنس

کے متعلق ناظرین الحکم کو کچھ علم دینا چاہتا ہوں۔ لاہور میں پہلی مرتبہ کل ہندوستان کے برہمنوں کی کانفرنس کا اجلاس ہوا اسکے میر مجلس مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے انمیں برہمنوں کو انکے مذہبی فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اور سنسکرت کتابوں کی حفاظت اور ایک کتب خانہ قائم کرنیکا انتظام کیا گیا۔ برہمنوں کو خیرات وغیرہ لینے سے منع کیا گیا تاکہ وہ اپنی عزت و وقار کو قائم رکھ سکیں۔

ان تجاویز سے برہمن کانفرنس کی اولوالعزمی اور تعلیمی اور مذہبی دلچسپی کا پتہ لگتا ہے اگر ہمارے ملایان قوم بھی ان تجاویز سے فائدہ اُٹھا سکیں تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔ عمدہ بات اور حکمت مومن ہی کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے جہاں سے ملے لینا چاہیئے۔ اسطرح برہمن کانفرنس کی کارروائی ہر طرح سے برہمن قوم کی بیداری کو ظاہر کرتی ہے۔

ٹمپرنس کانفرنس کا ذکر کرنا ضروری

معلوم ہوتا ہے ٹمپرنس کانفرنس کی غرض اور مقصود ہندوستان میں مسکرات کے رواج کو کم نہیں بلکہ مفقود کرنا ہے اجلاس اسکا ۳۰ دسمبر کو ہوا۔ ٹمپرنس کانفرنس کے مقاصد سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ ہمدردی ہونی چاہیئے کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو ہر قسم کے مسکرات کو حرام ٹھیراتا ہے میری غرض اس تحریر سے یہ نہیں کہ دوسرے مذاہب میں مسکرات کی ممانعت نہیں بلکہ مجھے صرف اسلام کا ٹمپرنسی پہلو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ ہندو مذہب میں شراب نہ صرف جائز بلکہ اسے دیوتاؤں کی خوراک کہا جاتا ہے اور بعض دیوتاؤں کے خاص خاص نشے بھی ہیں لیکن بایں ہمہ جب ہندو قوم ٹمپرنسی کاز کے لئے کوشش کر رہی ہے تو مسلمانوں کا تو فرض اولی ہے کہ وہ ایسے کاموں کی تائید کریں۔ دنیا میں جس قسم کی اصلاح بھی ہو وہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ریاست کوبہا پور میں شاہی مسجد ضبط کر لی گئی

ریاست کوبہا پور میں مہاراجہ صاحب نے ایک شاہی مسجد کو جسکے ساتہہ پون لاکہہ سالانہ کی جاگیر ہے ضبط کرلیا ہے بعد اسکے میناروں کو توڑ کر اسپر ایک کوٹھی بنالی ہے مسلمانان کوہلاپور نے اس مسجد کو واگذار کرانے کیلئے بہت کوشش کی اور اس زمانہ کے وائسرائے لارڈ کرزن کو عرضیاں بھی دین مگر کامیابی نہوئی اور مقدمات کا سلسلہ چلا پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے دو سال سے زاید عرصہ ہوا مسجد کا قفل کھلوا کر تحقیقات کی۔ مگر ابھی تک کوئی نتیجہ قابل اطمینان نہین نکلا۔ یہ مسجد عادلشاہ نام نے بنوائی تھی جو شاہان بیجاپور میں سے ایک تھا۔ ایک شاہی مسجد کی یہہ بے حرمتی اور تذلیل مسلمانوں کیلئے سخت دکہہ دہ ہے اور کل مسلمان اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین پچھلے دنون جب یہہ شکایت پبلک ہوئی تو بعض آریہ اخبارات نے مہاراجہ صاحب کی بے تعصبی میں اس امر کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ انہون نے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان مین کرانیکا اہتمام کیا ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق جو ایک ایم۔ اے ہندو صاحب کے سپرد ہوا ہے میں ایک عرصہ سے خط و کتابت کر رہا ہوں اور اسکا نتیجہ انشاءاللہ مع خط و کتابت کے جلد پبلک کرونگا جس سے ناظرین الحکم کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ انکا خادم اپنے فرض کو ضرورت کے وقت کسطرح محسوس کرتا ہے۔ مہاراجہ صاحب کا یہہ تصرف بیجا ایک والی ریاست کی حیثیت سے نہایت ملامت کے قابل ہے۔ قطع نظر اسکے کہ انکی مسلمان رعایا کی اس سے مذہبی دل آزاری ہوتی تھی۔ ایک قدیم شاہی عمارت کو اسی صورت میں قائم رکھنا بھی انکی شان ریاست کا مقتضی تہا۔ میری دانست میں کل مسلمان اخبارات کو ایسے معاملات پر متفقہ آواز اُٹھانے کی ضرورت ہے اور افسوس ہے کہ وہ اپنے فرض کو بھول جاتے ہین میں مخزم ہم عصر پیسہ اخبار کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہون۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو اس معاملہ میں ضروری نوٹس لینا چاہیئے۔

کیا عجب لارڈ منٹو کی گورنمنٹ مسلمانان کوہلاپور پر خصوصاً اور مسلمانان ہند پر عموماً یہ احسان کر سکے۔ کہ وہ اس معاملہ میں مناسب دخل دیکر مسجد مذکور مسلمانوں کو دلاوین۔ جب کہ خود گورنمنٹ نے ایسی مساجد شاہی کو مختلف مقامات پر واگذار کر دیا ہے۔

آریہ سماج کی بدزبانی پر اندرونی شہادت

الحکم میں متعدد مرتبہ آریہ سماج کے لیڈرون کے اس اعتراف کو شائع کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کے اپدیشک (واعظ) اور مصنف مخالفین مذہب کے ہادیوں اور بزرگوں کی نسبت جو زبان استعمال کرتے ہین۔ وہ سخت قابل اعتراض اور قابل نفرت ہے ویدک میگزین میں ایک آریہ نے پچھلے دنوں صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ صرف مخالفین ہی ہمیں ہدف اعتراضات نہیں بنانے بلکہ بہت سے احباب بھی ہمین قابل ملامت سمجھتے اور غیر متحمل اور گستاخ و بے ادب بتاتے ہین مخالفین کی مذہب کی نسبت جو زبان ہم استعمال کرتے ہین وہ کسی طرح بھی مستحسن نہین۔ ہم ہر شخص اور ہر ایک آدمی سے شمشیر زنی پر امادہ ہین ہمارے گروہ میں ایسی مثالیں شاذ نہین کہ محض ایک لڑکا جسنے ابھی ہوش نہیں سنبھالا۔ اور نہ ہنوز مذہبی مثوںہی سے اچھی طرح واقف ہوا ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی نسبت کچھ نہیں جانتا اہل عالم کی طبائع کے مالکوں مثلاً شنکر۔ بدھ۔ حضرت مسیح وغیرہم کی شان میں ناشائستہ کلمات کے استعمال پر دلیر پایا جاتا ہے۔ ہمارے اخبارات صرف ان لوگوں ہی پر سب و شتم نہیں کہتے جو ہم سے مذہبی معاملات میں اختلاف رکھتے ہیں بلکہ انھیں بہت سی ہمارے بہترین ہم مذہبون اور دوستوں کی بھی جو بہت تکلیف و راحت میں ساتہہ دیتے ہین۔ اور ہمارے لیئے اور ہمارے اغراض کیلئے مردانہ وار لڑتے رہے ہیں بری طرح گت بنائی جاتی ہے۔“ اسیطرح پر اس صاف گو آریہ نے اپنے لیکچروں اور واعظوں اور انکے لٹریچر پر تنقید کی ہے جسکو میں تو تا تمام و کمال چھاپ دینے کا ارادہ رکھتا ہون۔ اس رائے کو پڑھ لینے کے بعد معلوم نہیں آریہ اخبار پرکاش کیا کہیگا گورو کل کانگڑی کے برہمچاری اندر کے مضمون پر دیا ویک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کو چسپان کر کے دیکھیئے اور بتائیے کہ دونوں میں کون سچا ہے پرکاش یا ویدک میگزین کا مضمون نگار۔

آریہ سماج کی یہہ بدگوئی اور معاندانہ نکتہ چینی سخت قابل افسوس ہے۔ اور اسپر بھی وہ دوسروں کو الزام دیتا ہے۔ کہ ایسے برے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے ایسی شکایات سراسر فضول ہے۔ میں یا میرے ہم خیال ہم عصر آریہ سماج کو اسکے اصل رنگ و روپ میں ظاہر کرنیکے ملزم تو ہو سکتے ہین۔ اگر یہ کوئی الزام ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اسکی تصویر بگاڑنے والے ہم نہیں ہیں بلکہ جو سچ پوچھو تو آریہ سماج کی جو تصویر ہم نے لی ہے وہ وہی ہے۔ جو بعض انصاف پسند آریوں نے خود کھینچی ہے آریہ اخبارات اپنی گھر کی ان باتوں کو پڑھکر شرمائیں اور اپنا رویہ بدلیں۔ یاد رکہیں کہ گالیاں دینا کوئی مذہب نہیں ہوسکتا۔

الحق کا خیر مقدم

حق پرستون اور حق کے دلدادوں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ الحق کا خیر مقدم کرین۔ اس لیئے میں الحق کا ایک ادنیٰ خادم ہونیکی حیثیت سے اسکا خیر مقدم نکروں تو یہ سخت فروگذاشت ہے نئے سال کے برکات میں سے الحق کا دہلی سے اجرا ہے۔ یہہ وہی الحق ہے جسکا فاروق کے نام سے اعلان ہوا اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد و ہدایت سے اسکا نام الحق رکہا گیا۔ الحق کے اجرا کا میں ہی محرک اور مؤید تہا اس لیئے سب سے زیادہ خوشی مجھے اسکے اجرا سے ہے جسکو میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب احمدی مشہور مناظر نے شائع کیا ہے۔ الحق کے مقاصد مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جوابات کو نہایت متانت اور شائستگی سے دینا اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا اور گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا عام اظہار

ہیں خصوصیت سے دیانندی صاحبان کے طلسم کو توڑنا انکا زبردست کام ہے یہہ پرچہ نہایت قابل ہاتھوں میں ہے ۔ میر قاسم علی صاحب احمدی کو مجھے معروف کرانے کی ضرورت نہیں ۔ الحکم میں انکے متعدد اور مطول مضامین چھپ چکے ہیں ۔ اور امیتور اور منصوری کے مباحثات کیوجہ سے وہ خصوصاً معروف ہیں ۔ انہوں نے اپنی ملازمت کو خدمت اسلام کیلئے نثار کیا ہے اور ایک جوش اور تڑپ اس کام کیلئے رکھتے ہیں ۔ پس الحق ایسے ہاتھوں میں انشاء اللہ العزیز پوری قابلیت سے ظاہر ہوگا ۔ احباب کا فرض ہے کہ اس اخبار کی خریداری اپنے لیئے لازم سمجھیں اور قیمت بھی صرف ۱؎ سالانہ ہے ۔ جو ایک ہفتہ وار اخبار کیلئے بہت ارزان ہے ۔ میں الحق کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے متمنی ہوں اور اس دن کے دیکھنے کا بدل آرزومند جبکہ اسکا موٹو پورے جلال کے ساتھ ظاہر ہو جاوے کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔ الحق کے لیئے دہلی پرانی پھول منڈی میر قاسم علی صاحب احمدی کے نام درخواست ہو ۔

ایک آریہ اپدیشک کی کھلی چٹھی

جبلپور کے رہنے والے ایک آریہ اپدیشک نے مسلمان واعظین اور ایڈیٹران اخبارات کے نام ایک کھلی چٹھی جسکو دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کو گالیاں دینیکی دہمکی کہنا چاہیئے شائع کی ہے ۔ اس چٹھی میں انہوں نے اپنے صبر اور برداشت کی آپ ہی تعریف کر کے بتایا ہے ۔ کہ وہ اپنی قلم کو جنبش دینے پر مجبور ہوئے ہیں ۔ اور وہ بتائینگے کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے کیسے خیر خواہ ہیں ۔ اور مستقبل میں کیسے ثابت ہونگے اور در پردہ وہ کس بات کے خواہشمند ہیں ۔ اور یہ کہ وہ قرآن کا شیرازہ توڑنے کو قلم اٹھائینگے ،،

اس دہمکی کی میرے نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی وقعت نہیں ۔ جو شخص لیکھرام مقتول کو اپنا پیشوا یا استاد تسلیم کر کے گالیاں دینے کیلئے میدان میں نکلنا چاہے اسکو کریڈٹ دینا آریہ سماجوں کا تو کام ہو سکتا ہے تاکہ ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کی تائید ہو ۔ جو دوسری جگہ درج کیگئی ہے ۔ اگر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کو ایسے اپدیشک ہوئے ہیں ۔ جو اپنی گالیوں اور بدزبانیوں پر فخر کر سکتے ہیں تو اسے مبارک ۔ مگر میں آریہ پرتی ندہی سبھا کے اس اپدیشک کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ فرض کر و انہے چوہڑوں چماروں سے بھی بڑھ کر غلیظ گالیاں مسلمانوں کو دیدیں اور انہیں یہہ بھی کہدیا کہ وہ گورنمنٹ کے بدخواہ ہیں ۔ باغی ہیں ۔ حکومت لینا چاہتے ہیں ۔ چنان اور چنیں ہے تو اس سے وہ الزامات جو واقعات کی بنا پر انپر لگے ہوئے ہیں کیسے دور ہونگے ؟ بلکہ ثابت ہو جائیگا کہ بیشک یہ بدزبانی اور بدگوئی میں ماہر ہیں ۔ آریہ پرتی ندہی سبھا اپنی ذمہ داری کو پہلے سے سمجھ لے کہ گالیاں دینے والے اپدیشک کی تحریریں کیوں اسکی تحریریں نہ سمجھی جائینگی ۔ اور کیوں یہ قرار نہیں دیا جائیگا ۔ کہ آریہ پرتی ندہی نے اسکو گالیاں دینے کیلئے ایجنٹ مقرر کیا ہے ۔ جو مذہب حقایق اور معارف پیش کرنے کی بجائے گالیاں دینے میں طاق کرتا ہے ۔ اور جو اپنی بریت اس میں سمجھتا ہے کہ دوسروں پر الزام کھڑا کر دے وہ بالکل موت کے مونہہ میں ہے ۔ اسلئے آریوں کو اس اپدیشک کی چٹھی پر ملامت کا ووٹ پاس کرنا چاہیئے یا اپنے مذہب کی موت پر نوحہ کرنا چاہیئے ۔

آخر میں آریہ بیر کے گرم خون سے متاثر آریہ اپدیشک کو معلوم رہنا چاہیئے ۔ کہ مسلمان واعظ اور مسلمان اخبارات ایسی لغو باتوں کی کوئی پروا نہیں کرتے ۔ باطل کے پرستاروں نے پہلے کیا کیا جو وہ اب کچھ کر دکھائیں گے ۔ حق کے مقابلہ میں باطل بامراد نہیں ہو سکتا ۔ باطل کے فرزندوں نے اپنے اگلے پچھلوں کو ساتھ لیکر ہمیشہ حق کا مقابلہ کیا ہے ۔ مگر آخر کامیابی کا زرین تاج حق ہی کے سر پر رکھا گیا ہے یہہ ابدی صداقت ہے جو کبھی اور کسی زمانہ میں ٹل نہیں سکتی ۔ آریہ اپدیشک ضرور قلم اٹھائے اور اس صداقت کو آزما دیکھے اگر وہ حق اور باطل کی پرانی تاریخ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ۔

قرآن مجید کا شیرازہ توڑنے کیلئے تیرہ صدیوں کے اندر بہتوں نے بے شرمی اور بے حیائی کیساتھ بیڑا اٹھایا مگر قرآن مجید اسی طرح درخشان ہے ۔ اور ان تاریکی کے فرزندوں کو کوئی بھی نہیں جانتا ۔ جنہوں نے اس نور کو بجھانے کیلئے پھونکیں ماریں اور آخر خود ہی جلکر ہلاک ہو گئے اور اسکی صداقت پر مہر کر گئے ۔

فتنہ ارتداد اور مسلمان راجپوتوں کا فرض ۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو تحریک کی گئی تھی اسکے متعلق سب سے پہلی آواز جو احمدی راجپوتوں میں سے تائید کیلئے اٹھی ہے وہ ہمارے مکرم و مخلص بھائی چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی شلغزان محلہ سب جج بہادر سیالکوٹ کی ہے ۔ چوہدری صاحب سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لیئے ایک جوش اور اخلاص رکھتے ہیں انہوں اس تحریک پر ایک دردنامہ لکھتا ہے کیونکہ وہ خود بھی راجپوت قوم کے ایک قابل قدر رکن ہیں ۔ اس دردنامہ میں اپنی قوم کی مذہبی حالت کا دردناک نقشہ انہوں نے کھینچ کر بتایا ہے ۔ کسطرح یہہ بہادر اور سخن پرور قوم باوجود مسلمان ہونے کے گری ہوئی ہے ۔ میں انکے دردنامہ کو شائع کرنے کے لئے پھر گنجائش نکال سکونگا سردست میں نے یہہ ضروری سمجھا کہ اس تحریک کو زندہ اور جاری رکھنے کے لیئے اس مختصر نوٹ پر اکتفا کروں ۔

چوہدری مولا بخش صاحب نے اس تحریک میں ہر طرح سے حصہ لینے کے متعدی ظاہر کی ہے ۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہتے ہیں ۔ انہوں نے محرکین تجویز بالا کی خدمت میں نہایت موثر الفاظ میں اپیل کی ہے کہ قول مردان جان دارد کے مشہور مقولہ پر عمل کر کے اور اپنی راجپوتی آن کو قائم رکھنے کیلئے اس بابرکت تحریک کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کریں ایسا نہو کہ صرف اخبارات ہی میں یہہ صدا الٰہیہ کر رہ جاوے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر ہم راجپوتوں کے لئے یہ امر نہایت

[illegible]

مبارکباد نہایت مسرت سے سلسلہ عالیہ کے مخلص اور پرجوش خادم اپنے مکرم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نگہ کو مبارکباد دیتا ہوں - ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو خدا تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا اللہ تعالےٰ اُسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور اپنے رضا میں نافع الناس اور خادم دین بنائے اور درازی عمر عطا فرمائے آمین

سالانہ کھیلونکا مقابلہ

سال کے بعد کل ضلع کے ہائی سکولوں اور مڈل سکولوں کے طلبا کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے مقابلہ کیلئے جمع ہوتے ہیں اس سال یہ مقابلہ گورداسپور میں ہوا۔ جہاں ضلع گورداسپور کے کل ہائی سکول اور مڈل سکولوں کے طلبہ اکھٹے ہوئے تھے۔ ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء بھی شریک ہوئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اجراء کی غرض و غایت تو طلبا میں مذہبی اور اخلاقی عملی روح پیدا کرنا ہے کیونکہ یہی ایک قوت ہے جسکے زائل ہو جانے کی وجہ سے قومی ادبار حملہ کر رہا ہے۔ محض تعلیمی قابلیت گو بجائے خود ایک عمدہ چیز ہے مگر مذہبی روح کے بغیر وہ نری حکمت عملیوں اور چالاکیوں کا ذریعہ ہو سکتی ہے اسلئے کہ اسکے حاصل کرنیکے لئے **تقویٰ** اور **طہارت** کی کوئی شرط نہیں برخلاف اسکے **مذہبی ترقی** کی روح ہی **تقویٰ** اور **طہارت** ہے اسی ایک جزو اعظم کے نہ ہونے کیوجہ سے آج تعلیم یافتہ جماعتوں میں **بے چینی** پیدا ہو رہی ہے اور آزاد خیالی و خود غرضی کی رو چل رہی ہے۔ نوجوانوں میں ایسے خیالات پیدا کئے جا رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں جو تعلیمی ترقی کے چہرہ پر **کلنک کا ٹیکا** سمجھے جاتے ہیں۔ ایسی ہی ضرورتوں کی بنا پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کھولا گیا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنا کام کر رہا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے میں وہ بہت بڑی حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے۔ باوجود اس غرض کے وہ ذہنی اور جسمانی ترقی میں بھی کسی ہم عصر سکول سے پیچھے نہیں۔ ذہنی قابلیت کیلئے سالانہ امتحانوں کے نتیجے بہترین نمونہ ہیں اور جسمانی ترقی کیلئے سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے نتائج پتہ دے رہے ہیں اس دفعہ کے مقابلہ میں قادیان سکول نے کل ضلع کے انعام کا نصف حاصل کیا۔

اور نہ صرف انعام حاصل کیا بلکہ گورداسپور کی عام پبلک کی تعریف بھی حاصل کی۔ بالاتفاق قادیان سکول کے طلباء کی اخلاقی تربیت اور لڑکوں کی **سادہ زندگی** کا اعتراف کیا گیا کسی مقابلہ میں جیت جانیکے بعد ان لڑکوں میں کسی قسم کی نمائش اور تکلف اور غرور نہ پایا جاتا تھا اُنھوں نے کھیلوں میں اپنے مدمقابل کو کبھی کسی قسم کا اخلاقی یا جسمانی دکھ دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک موقعہ پر گورداسپور سکول کے طلباء کی ایک خطرناک اخلاقی کمزوری پر جس بردباری اور صبر کا نمونہ ہمارے طلباء نے دکھایا اسنے گورداسپور کی پبلک کو حیران کر دیا اور اسکا ایسا اچھا اثر پڑا کہ سکول مذکور کے ذمہ دار افسروں کی طرف سے عذر کیا گیا جسپر ہم شرح صدر سے انہیں معاف کرنیکی توفیق پا سکے۔ اپنی غلطی اور کمزوری کا اعتراف سب سے بڑی اخلاقی قوت ہے اس لحاظ سے گورداسپور سکول کی طرف سے جیسی اخلاقی کمزوری ظاہر ہوئی اسی طرح اُنہوں نے اخلاقی جرات کا ثبوت دیا۔

سالانہ ٹورنا منٹ کی انتظامی کمیٹی میں کسی مسلمان کا نہ ہونا ایک افسوسناک امر ہے جسکے لئے مجھے امید کرنی چاہئے کہ آئندہ اس قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا جائیگا۔ اس موقعہ پر امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے قابل قدر کام کیا جسنے اپنے لیکچروں اور میجک لالٹین کے ذریعہ مسکرات سے پرہیز کرنے کی ہدایات طلباء کو دیں ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کا یہ کام نہایت قدر کے قابل ہے میں نے گورداسپور کے ایک معزز رکن پنڈت ٹھاکر مل صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ وہ ٹورنا سکول گورداسپور کے پاس سے شراب کی دوکان اُٹھانے کی سعی کریں -

میں اس ٹورنے منٹ کے تفصیلی حالات نہیں دے سکتا۔ گورنمنٹ سکول کی ٹیم کی طرف سے طلباء آمدہ بیرونجات کو ایک پارٹی دی گئی اور مسلمان بورڈرز گورنمنٹ سکول نے بھی اسلامی اخوت کے لحاظ سے ہمارے طالب علموں کو ایک پارٹی دی۔ اول الذکر پارٹی کی تقریب پر تعلیم الاسلام قادیان کی ٹیم کیطرف سے ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر مینجر ورزش نے طلباء کو ایک قیمتی نصیحت کی کہ وہ آجکل کے سڈیشن اور انارکزم کے خیالات اور لٹریچر سے پرہیز کریں اور گورنمنٹ کی وفاداری کا انہیں سبق دیا جو مدرسہ تعلیم الاسلام کا موٹو ہے۔ بہرحال یہ تقریب نہایت کامیابی کی قسم ہوگی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ کیا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اپنے ہاتھ سے کامیاب طلباء کو انعام دیا۔ اور مناسب موقعہ تقریر فرمائی۔ اس موقعہ پر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انعامی تحریک کرتے ہوئے ان کامیاب طلباء کے لئے اپنے شائع کردہ ترجمۃ القرآن کا ایک ایک سٹ پانچ پانچ پارہ کا دینے کا اعلان کیا بہرحال یہ جلسہ خوبی سے ختم ہوا۔ آخر میں میں ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی توجہ کیلئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں کہ اُنھوں نے طلباء کی جسمانی تربیت کے لئے اپنے وقت کا حصہ دیا ہوا ہے وہ ایسے کاموں کیلئے ایک موزون اور بہتر اُستاد ہیں مجھے امید ہے کہ صدر انجمن ماسٹر مامون خان صاحب ورزش ماسٹر اور ماسٹر عبد الرحیم کی خدمات کا خصوصیت سے لحاظ کریگی۔ میں نے عمداً احتراز کیا ہے کہ ان طلباء کا جدا گانہ ذکر کروں جنھوں نے انعامات حاصل کئے کیونکہ اتنے لمبے مضمون کیلئے گنجائش نہیں نکال سکتا آخر میں میں مدرسہ کی کامیاب ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوا یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کے بچے ہر جگہ

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزاء سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی** اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اسکی آمدنی

مدرسہ دایان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا آمین طیار ہے

نوٹ:۔ مار اللحم خاص الخاص اور اح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا سبھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل صرف نصف تولہ ہے۔

فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ میڈیسنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا مالک خدا کے فضل سے موجود ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی سراسر مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں طاقت بھری ہے کہ تاثیر اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی ایم صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں نے خود امتحان کے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ٹھیک گھوڑے یا ناسور کو جو کہ خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو دور بجلی کی لاگ سے جا قوت جو بند کر کے برف ان کو تندرست بنا دیتا ہے کہ ہر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی پرواہ نہیں آپ ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے پروفیسروں اور معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ پیکٹ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون سا نتیجہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں چھپ کیسے تھے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ اعتدال یا خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و ابہری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیے ملکہ اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا دارومدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اس روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ دافع روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے اور ہمارا روغن دافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزول طاقت کو بحال کر دیتا ہے اور گئے گذرے مریض نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر عمر کسی اور دوا کے استعمال کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (للعہ)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

پنجاب بھر کا سب سے بڑا مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

مضبوط ـ خوشنما ـ پائدار ـ اعلےٰ پالش شدہ ـ واپسی کی شرط ـ بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے قیمت میں نہایت ہی ارزاں

عمل سُر دستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ

مبتدیوں کے لئے مفید

جو شائقین بجانا سیکھنا چاہیں انکو یہی خرید نا چاہیئے اسکے پاس ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول لعلہ درجہ دوئم معہ

ڈبل سُر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ

آواز نہایت ہی سُریلی و بلند

اس باجہ میں دو سٹ سُر لگے ہوتے ہیں قیمت درجہ اول ۳۵ درجہ دوئم ۲۵

ڈبل سُر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

۴ اسٹاپ

خواہ کرسی پر بیٹھ کر پاؤں سے بجایئے خواہ فرش پر بیٹھ کر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ... درجہ دوم ... نوٹ ـ ہمراہ فرمائش ہر ایک ... آنے چاہئیں ...

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم ۱۲/
رہبر ہارمونیم ۱۲/
ہارمونیم استاد ۸/
کلید ہارمونیم ۴/
ہارمونیم درپن ہر دو حصہ ۸/
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ ...
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب ۸/
طبلہ سیکھنے کی کتاب ...
ستار سیکھنے کی کتاب ...

ملنے کا پتہ
مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

بنام ورخواستیں و ترسیل زر بنام منیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس املشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس مدت کے صد میں

دیا ہے اس نے انکے بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزہ سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنادیتا ہے فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔ ہمیشہ اس نشان ماہی گیر امیشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینیفیکچرنگ لیبوریٹر لنڈن

الصدق ینجی والکذب یہلک

راستی موجب رضائے خداست: کس ندیدم گم شد از راہ راست

کشتہ جریان

جریان ایک ایسی بلا ناگہانی دشمن جانی ہے کہ کل لذات زندگی اس کی وجہ سے جاتی رہتی ہے اسکے سبب سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں مالیخولیا نسیان مراق کمی خون دل کا دھڑکنا بدن کا دبلاپن استرخا خصیتین نقصان شہوت جماع درد کمر سر کا چکرانا ہاتھ پاؤں کی سوزش غمگینی نا امید کسل خوف وحشت ـ بیخوابی آواز میں ضعف بینائی کا کم ہونا۔ کانوں میں آواز قبض ہضم کی خرابی وغیرہ ان جانستان مرض کے لیے ہمنے ایک کشتہ بہت محنت اور کوشش سے طیار کیا ہے۔ جسکو بہت سے مریضوں پر آزمایا ہے ـ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے مفید پایا ہے جو صاحب چاہیں ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ فوائد اور محنت

کے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھا سکے قیمت فیتولہ عہ جو آدمی غریب ہو۔ خدا سے ڈر کر لکھے گا۔ کہ میں غریب ہوں اسکے ساتھ رعایت کیجاوے گی انشاء اللہ

راقم ـ عبدالرحمٰن کاغانی احمدی قادیان شفاخانہ خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب ضلع گورداسپور۔

محصولڈاک بذمہ خریدار

سچائی کا جھنڈا

اشتہار وں کی گرم بازاری مضمون کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے۔ کہ الاماں لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہر دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پہر منگواؤ بہلا اس میں بہی کچھہ دہوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ایسے امراض کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چندروز استعمال سے امراض متعلقہ قوئے تناسل انشاء اللہ تعالےٰ فوراً دفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تہا کہ ہم لکھہ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیو پہر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالےٰ وہ اسکو پائیے قیمت چھہ ماشہ للعہ

سرمہ سلیمانی:۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑہانیوالا قیمت فیتولہ ۸ر

سنون دندان:۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم

تاریخہاے اشاعت

الحکم

ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہ او در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نرخ قیمت جو ہر حال مین پیشگی لی جائے گی؛

ام سے	۵ روپے
ص سے	۵ روپے
ہندوستان سے باہر	۶ روپے
غربا طلبا اور غیر مستطیع احباب سے	۳ روپے

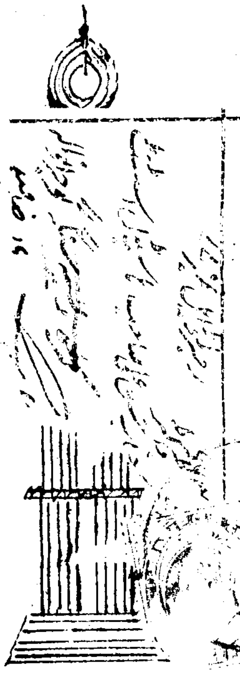

نمبر ۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۷ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ ہجری المقدس | جلد ۱۴

سرپرستانِ الحکم توجہ فرماوین

باوجودیکہ گذشتہ سال کے آخری حصہ مین الحکم کی ترتیبِ اشاعت مین سخت بے ترتیبی رہی مگر مربیانِ الحکم نے اپنے خادم قدیم کیساتھ ہمدردی وفاداری کا ثبوت دیا جس مین ایک طرف الحکم کی اس عظمت و وقعت کو دیکھکر جو وہ اپنے مربیون کے دل مین پیدا کر چکا ہے خوش ہوا اور دوسری طرف مجھے اپنی کم توجہی پر سخت افسوس ہوا۔ اس سے بھی بڑھکر مین نے حضرت امیر المومنین سلمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کو الحکم کی طرف خصوصیت سے مائل پایا۔ اور مختلف رنگون اور صورتون مین دیکھا کہ آپ مجھے اس خدمت کو کما حقہٗ ادا کرنے کی طرف متوجہ کر رہے ہین جس سے مین اندازہ کرنیکے قابل ہو گیا کہ خود حضرت ممدوح الحکم کی زندگی اور اس کے وجود کو ایک ضروری شے تصور فرماتے ہین۔

ان تمام اسباب پر نظر کرکے مین اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس خدمت کو پورے طور پر سرانجام دینے کی کوشش اور اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہون جو الحکم کے ذریعہ مین کر سکتا ہون الحکم کی ترتیب اور بروقت اشاعت کے لیے جہانتک انسانی تدابیر اور محنت کا تعلق ہے مین انشاء اللہ اسے عمل مین لاؤنگا۔ اسکی توسیع اشاعت اور ترقی کے لیے ناظرین الحکم کی خاص توجہ کار ہے۔ کیونکہ جسقدر اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا اُسی قدر اسکے اغراض و مقاصد کی تکمیل مین کامیابی کے لیے سہولتین پیدا ہونی ممکن ہین۔ پس مین جمیع سرپرستانِ الحکم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ الحکم کی خریداری کے لیے اپنے دوستون مین تحریک کرین اور ہر خریدار الحکم جنکی اعانت اور توجہ الحکم کی زندگی کا باعث ہے عام قیمت سالانہ پر الحکم جاری کرانے کا حق رکھتا ہے اس خیال سے کہ الحکم کا دائرہ اشاعت بہت وسیع ہو جائے مین آخیر مارچ تک ۳۰۰ جدید خریدارون کی درخواست کرتا ہون وہ لوگ جو میری تحریرون کے قدردان ہین اور جنھون نے ابتک اسی اصول پر الحکم کی قدردانی کی ہے۔ آخیر مارچ تک اس تعداد کو پورا کر دین گے اور اگر آخیر مارچ تک یہ تعداد پوری نہ ہوئی تو مین اپنے ایسے سرپرستون اور مربیون سے اسقدر تعداد خریدارون کے لیے قیمت وصول کرنیکے لیے خاص طور پر پابند ہاں ہونگا جو اس مقدار کی کمی کو پورا کرنیکے لیے کافی ہوگی۔ یہ جرأت مجھے محض اس قدردانی کی بنا پر کی ہے۔ جو ابتک آپ الحکم کے لیے کرتے رہے ہین +

آپکا خادم یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

مطبع انوار احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا

حضرت امام مغفور کے کلمات طیبات

"کلام الامام"

اے سونیوالو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا

اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

اے حب جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جاکے اُنکے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اکدن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائینگے
پھر دفن کرکے گھر میں تاسف سے آئینگے

اے لوگو عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوف مرگ و خیال فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلالیا وہ سبھی کیوں گذر گئے

وہ دن بھی ایکدن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے سینہ پاک ہو
نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

ملتی نہیں عزیزو فقط قصوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

وہ لغو دین ہے جس میں فقط قصہ جات ہیں
ان سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں

صد حیف اس زمانہ میں قصوں پہ ہے مدار
قصوں پہ سارا دین کی سچائی کا انحصار

پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
پس یہ خدا سے قصہ خدائے جہاں نہیں

دنیا کو ایسے قصوں نے یکسر تباہ کیا
مشرک بنا کے کافر و رو سیاہ کیا

جس کو تلاش ہے کہ ملے اسکو کردگار
اسکے لیئے حرام جو قصوں پہ ہو نثار

اُسکا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نور
تا ہووے شک و شبہ سبھی اُسکے دل سے دور

تا اسکے دل پہ نور یقین کا نزول ہو
تا وہ جناب عز و جل میں قبول ہو

قصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
سچ جانو یہ طریق سراسر محال ہے

قصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
ممکن نہیں وصال خدا ایسی راہ سے

مردہ سے کب امید کہ وہ زندہ کر سکے
اس سے تو خود محال کہ رہ بھی گذر سکے

وہ رہ جو ذات عز و جل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یار گم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
وہ رہ جو جام پاک یقین کا پلاتی ہے

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پہ دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقین کی سبیل ہیں

ظاہر ہے یہ کہ قصوں میں انکا نشاں نہیں
افسانہ گو کو راہ خدا کی خبر نہیں

اس بے نشاں کی چہرہ نمائی نشاں سے ہے
سچ ہے کہ سب ثبوت خدائی نشاں سے ہے

کوئی بتائے ہمکو کہ غیروں میں یہ کہاں
قصوں کی چاشنی میں حلاوت کا کیا نشاں

بیر ایسے مذہبوں میں کہاں ہے دکھایئے
ورنہ گزاف قصوں میں ہرگز نہ جائیے

جب سے کہ قصے ہوگئے مقصود راہ میں
آگے قدم ہے قوم کا ہر دم گناہ میں

تم دیکھتے ہو قوم میں عفت نہیں رہی
وہ صدق و صفا وہ طہارت نہیں رہی

مومن کے جو نشان ہیں وہ حالت نہیں رہی
اس بے نشاں کی محبت نہیں رہی

اک سیل چل رہا ہے گناہوں کے زور سے
سنتے نہیں ہیں کچھ بھی معاصی کے شور سے

کیوں بڑھ گئے زمیں پہ یہ کام اسقدر
کیوں ہوگئے عزیزو! یہ سب لوگ کور و کر

کیوں اب تمہارے دل میں وہ صدق و صفا نہیں
کیوں اسقدر ہے فسق کہ خوف و حیا نہیں

کیوں زندگی کی چال سبھی فاسقانہ ہے
کچھ اک نظر کرو کہ یہ کیسا زمانہ ہے

اسکا سبب یہی ہے کہ غفلت ہی چھا گئی
دنیائے دوں کی دل میں محبت سما گئی

تقوی کے جامے جتنے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہوگئے

ہر دم کے خبث و فسق سے دل پر پڑے حجاب
آنکھوں سے انکی چھپ گیا ایمان کا آفتاب

جس کو خدائے عز و جل پر یقیں نہیں
اس بد نصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں

پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اس سے ملکے دل کو اسی سے لگاتے ہیں

وہ اس کے ہوگئے ہیں اسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اسی کے ہاتھ سے وہ جام پیتے ہیں

جس مے کو پی لیا ہے وہ اس مے سے مست ہیں
سب دشمن اُنکے انکے مقابل میں پست ہیں

کچھ ایسے مست ہیں وہ رخ خوب یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وار سے

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اسلیئے کہ عاشق یار یگانہ ہیں

ان کو خدا نے غیروں سے بخشی ہے امتیاز
ان کے لئے نشان کو دکھاتا ہے کارساز

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بد شعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں

جب اُنکے مارنے کے لئے چال چلتے ہیں
جب اُنسے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں

تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالیجناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

اِتحاد بین المسلمین

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کے ہر رکن مین اتحاد و وحدت کی تعلیم عملی رنگ مین دیگئی ہے - اور پھر مسلمانون کی قوم ہی آج ایک ایسی قوم ہے - جس کا شیرازہ اتحاد پراگندہ ہو رہا ہے - ایسی حالت اور صورت مین درد مند دل اس کمی کو محسوس کرتے ہین اور چاہتے ہین - کہ مسلمانون مین پھر اتحاد و اتفاق کی صورت نمایان ہو اور وہ ان آثار شیرین سے متمتع ہون جو **وحدت ارادی** پر ملتے ہین -

اس سوال کو حل کرنیکے لیئے بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہین - مختلف انجمنین قائم ہوئیں اور رسالوں اور اخبارات مین بحثیں اٹھائی گئی ہین - مگر یہ سوال اپنے مرکز پر اسی طرح قائم ہے - اسوقت جبکہ دوسری قومین اور جماعتیں فکر مین لگی ہوئی ہین - کہ ان مین **قومیت** اور **وحدت** کا اصل مفہوم پیدا ہوجائے ہمارے لیئے اس سوال پر غور کرنیکی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی اس سے پہلے تھی - مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ وہ لوگ جو کسی ایک یا دوسرے پہلو سے قوم کے لیڈر سمجھے جاتے ہین - ان مین بجائے خود اتحاد اور اتفاق ہونیکے سخت اختلاف اور ضد ہے انجمنین جو **قومی وحدت** کا عملی نمونہ ہین ان مین پھوٹ اور دھڑا بندی کام کر رہی ہے - اخبارات جو قومی مذاق کی اصلاح کرنیوالے ہوتے ہین اور قوم مین بیداری کا احساس پیدا کر سکتے ہین - انکی اغراض اپنی ذاتی مفاد اور منافع تک محدود ہین ایسی صورت مین اتفاق ہو تو کیونکر؟ اور اتحاد کی صورت پیدا ہو تو کیسے؟ بلکہ اگر کوئی شخص اس قسم کے مضامین پر قلم اٹھائے تو اسے دیوانہ کہا جائے - لیکن مین ایک واقعی ضرورت کو محسوس کر کے اس سے قوم کو آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون

کہ بشنود یا نشنود من گفتگوے مے کنم

اتحاد بین المسلمین کے سوال پر بحث کرتے ہوئے جس امر کو سب سے اول ہمین مد نظر رکھنا چاہیے - وہ یہ ہے - کہ کیا مسلمانون مین اتفاق ممکن بھی ہے - یا نہین؟ اور اگر ممکن ہے تو کیونکر؟

اس سوال کی شق اول کے لیئے تو مجھے اتنا ہی کہدینا کافی ہے - کہ جب اسلام کل دنیا کے لیئے ایک عالمگیر مذہب ہے - اور نوع انسان کے لیئے آیا ہے - تو اس مین اتفاق اور وحدت پیدا کرنیکی ایسی زبردست قوت ہے جس کی نظیر دوسری جگہ نہین مل سکتی کیونکہ مختلف خیال مختلف مذاق اور مختلف طبقون عمرون اور ملکون کے لوگون کو جب وہ مذہب جیسی عظیم الشان شے پر متحد کر سکتا ہے تو وہ کیون اتحاد پیدا نہین کر سکتا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی **قوت قدسی** اور زبردست طاقت کے عملی نمونہ سے دکھا دیا - کہ کس طرح پر **مختلف طبقون** کے لوگون کو اپنے متحد فی الارادہ کر دیا تھا - جس نے دنیا کی **تاریخ** کا ایک زرین باب قائم کر دیا - پھر اس تاریخی واقعہ کا کون انکار کر سکتا ہے

مین اس پر زیادہ بحث نہ کر کے یہ بتانا چاہتا ہون کہ یہ اتحاد ہو کیسے سکتا ہے؟ اس سوال کے حل کرنے کے لیئے بھی ہمین خیالی تجاویز پیش کرنیکی ضرورت نہین ہے بلکہ اسی عملی نمونہ کو دیکھنا چاہیئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے - کیونکہ نرے قوانین اور قواعد کے دینے سے ہی کوئی قوم متمدن قوم نہین بن سکتی جب تک ان قوانین پر عملدرآمد کرا کے نہ دکھایا جاوے یہ امر آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور مسلمانون کی ابتدائی زندگی پر غور کرنیسے معلوم ہو سکتا ہے - کہ کس طرح پر انہین ان ہدایتون پر کاربند کرایا گیا جو انہین دیگئی تھین -

مگر مین یہان صرف اسی ایک ہدایت اور قانون کو پیش کرونگا - جو **اتحاد بین المسلمین** کے لیئے آپ نے دیا تھا - وہ مبارک قانون ان پاک الفاظ مین تھا - واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الآیۃ یہ ہدایت دینے کو تو ہر شخص دے سکتا ہے - مگر وہ بات کیا ہے جس سے وہ عملدرآمد بھی کرا دے میری سمجھ مین یہ بات کہ ایسا حکم دیکر تمام اختلافون اور نزاعون اور خونریزیون کو دور کر دیا جاوے ایسے انسان کا کام ہو سکتا ہے جو پہلے درجہ کی قوت قدسی رکھتا ہو اور خدا تعالے کے ساتھ ایک مخلصانہ اور وفادارانہ عبودیت کا تعلق اسے ہو دوسری طرف مخلوق کے ساتھ انکی اصلاح و فلاح کے لیئے بے ریا اور بے غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو جب تک یہ بات نہ ہو ممکن نہین ہو سکتا ہو کہ اس زمانہ کے خشک لفاظ جو آسمان سے کوئی تعلق نہین رکھتے اور زمینی کیڑے ہو کر یورپ کی مادی ترقیوں کو دیکھ کر اسکے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہین - اور اس وجہ سے اپنے ہی منصوبون پر ہر قسم کی قومی ترقیون کا مدار اور انحصار سمجھتے ہین [illegible] ابات کو خفیف سمجھین اور اسپر ہنسین - مگر مین یقین رکھتا ہون کہ وقت آتا ہے جب وہ نہین

اسی اصل پر سر جھکانا پڑے گا

جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا اسی راہ پر چلنے سے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے - اسلام اور دوسرے مذاہب مین یہی فرق ہے - کہ وہ ایک **امام مفترض الطاعۃ** کے نیچے چلنے کی ہدایت کرتا ہے - آریون - برہموؤن اور دوسرے مذاہب کے اندر جو خرابیان پیدا ہو رہی ہین اور جن امور کی کمی نے ان کی قومیت اور مذہب کو صدمہ پہونچایا وہ یہی ایک امر ہے کہ ان مین وہ زندہ **شخصیت** نہین ہے - زندہ شخصیت ہی ایک ایسی طاقت اور قدرت ہے جو تمام قسم کے نزاعون اور اختلافون کو مٹا سکتی ہے - اسکے سوا تمام مذاہب ہیچ اور کمزور ہین - ایسی حالت مین گویا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ایک **شخصیت** (جکو دوسرے لفظون مین **امام مفترض الطاعۃ** کہتے ہین) کے ساتھ سچا تعلق اور پیوند اختیار کرین اور اس راہ پر چلین جو صحابہ کی راہ تھی تب ممکن ہے کہ بعض فروعی امور مین کوئی اختلاف رکھتے ہوئے بھی مسلمان آپس مین مل سکین جب تک یہ راہ اختیار نہ کیجاویگی مین امید نہین کر سکتا کہ کوئی نسخہ مفید اور کارگر ثابت ہو باقی رہا یہ امر کہ وہ شخصیت کونسی ہے اسکے لیئے آسان راہ ہے - دیکھو اور تجربہ کرو - مین اپنے علم اور تجربہ کی بنا پر سلسلہ حقہ احمدیہ کو پیش کرتا ہون یہی ایک جماعت ہے - جو اس اصل پر کاربند ہو کر چلی ہے - اور اسوقت بھی جو ایک امام رکھتی ہے - اسکے تمام افراد عالم و جاہل چھوٹے بڑے امیر و غریب سب کے سب یہی مذہب رکھتے ہین کہ اپنے امام کی اطاعت کرین اور اسکے حکم کے سامنے اپنے تمام فیصلون اور نزاعون کو ہیچ سمجھین یہی راہ اتحاد کی ہے، جو اسی اصل پر ہے - جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا اور

سلسلہ احمدیہ کا پچھلا مہینا

صدر انجمن احمدیہ کے ماہوار رسالہ کا گوشوارہ خصوصیت سے جماعت کی توجہ کے قابل ہوتا ہے میں نے سکرٹری صاحب کو توجہ دلائی تہی کہ وہ اس گوشوارہ کے متعلق کسی قدر نوٹ دیدیا کریں تو زیادہ مفید ہو کیا عجب وہ آئندہ اس التزام کو پسند کریں میں بہی اپنا فرض سمجھکر یہ سلسلہ قومی توجہ کے لیے پیش کرتا ہوں میرا خیال ہے کہ معزز معاصر بدر بہی اس قسم کے قومی مشترکہ مضامین کو شایع کرتا رہے گا۔

جنوری ۱۹۱۰ء کا رسالہ میرے سامنے ہے دسمبر ۱۹۰۹ء کے شایع شدہ رسالہ کے گوشوارہ سے عام مقابلہ کرنیکے بعد ناظرین معلوم کرین گے کہ یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو کل مدات کا بقایا سترہ ہزار پانچ سو چہتیس روپیہ دو آنہ گیارہ پائی تہا اور یکم دسمبر ۱۹۰۹ء کو چودہ ہزار چہہ سو بانوے روپیہ گیارہ آنہ گیارہ پائی تہا اس لحاظ سے یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو دو ہزار آٹھ سو چالیس روپیہ سات آنہ زیادہ تھے۔ لیکن اگر اس رقم میں سے چار ہزار چار سو روپیہ جو بہیرہ کی ایک جائداد کی فروخت کی رقم دسمبر کی آمدنی مین اضافہ ہوئی ہے نکال دیجاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ دسمبر ۱۹۰۹ء کی آمدنی مین ڈیڑھ ہزار سے زایئد کی کمی ہے اور یہی وہ امر ہے جسکو مین قوم کی توجہ کیلیے پیش کرنا چاہتا ہون اور مختلف مدات کی آمدنی کا مقابلہ کرکے دکہاتا ہون۔

مدرسہ

نومبر ۱۹۰۹ء مین کل آمدنی ۹-۳-۱۱۱۲ تہی دسمبر میں یہہ آمدنی صرف پانچسو چہہ روپیہ ۱ر ۶ پائی ہوئی اور آمدنی مین چہہ سو پانچ روپیہ دو آنہ تین پائی کی کمی ہوئی۔ اخراجات مین بمقابلہ نومبر ۱۹۰۹ء لعہ ۲ر ۶ پائی کی بیشی ہوئی۔

اشاعت اسلام

اشاعت اسلام مین نومبر ۱۹۰۹ء کو کل آمدنی پانچسو تین روپیہ چودہ آنہ چہہ پائی ہوئی اور دسمبر ۱۹۰۹ء مین یہ آمدنی گہٹکر دو سو چوراسی روپیہ پانچ آنہ تین پائی رہ گئی اور خرچ نومبر مین چار سو اکتیس روپیہ پندرہ آنہ ۹ پائی تہا اور دسمبر مین تین سو پندرہ روپیہ اس طرح پر اخراجات مین ایکسو سولہ روپیہ پندرہ آنہ ۹ پائی کی کمی ہے مگر اخراجات کی مدات پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ دسمبر ۱۹۰۹ء کے اخراجات میں طبع اور روانگی کے اخراجات تمام شامل نہین۔ جو دسمبر مین مالعہ روپیہ کے قریب ہوئے ہین اخراجات عملہ مین بمقابلہ نومبر ۱۲ر کے قریب دسمبر مین اضافہ ہوا ہے اگرچہ اخراجات طبع وغیرہ مین سے منہا کردئے جاوین تو بہی تقریبًا ایکسو گیارہ روپے کے قریب کمی ہو اگر یہ فی الواقعہ کمی ہے تو مبارک امر ہے کہ کمی کیساتھ اخراجات میں بہی کمی ہوئی اور اگر مذکورہ بالا اخراجات شامل نہین ہوئے۔ تو پہر یہ خرچ بہی آمدنی کے مقابلہ مین بادہ ہم

مقبرہ بہشتی

نومبر ۱۹۰۹ء مین آمدنی پانچسو باسٹھ روپیہ چودہ آنہ چہہ پائی تہی۔ اور دسمبر ۱۹۰۹ء مین صرف تین سو اٹھارہ روپیہ چہہ آنہ چہہ پائی جو گزشتہ مہینے کے مقابلہ مین ۸-۲۴۲ کم ہے اور اخراجات دسمبر مین بمقابلہ نومبر کم ہوئے اور اس لحاظ سے ۶-۳-۴۳ کے قریب اس مدمین بہی کمی رہی۔

لنگرخانہ

نومبر ۹ء مین آمدنی چہہ سو سینتالیس روپیہ تیرہ آنہ تہی اور دسمبر مین سات سو بائیس روپیہ چہہ آنہ چہہ پائی۔ لنگر کی آمدنی مین پچہتر کے قریب کچہہ نہ کچہہ اضافہ ہوا۔ مگر لنگر ابہی تک یکم جنوری ۱۰ء کو نو سو دس روپے دو آنہ ۹ پائی کا مقروض تہا۔ جو نومبر کے مقابلہ مین پچاسی روپے سوا چودہ آنہ زیادہ ہے۔

یتامی

مد یتامی کی آمدنی نومبر ۹ء مین ۹-۳-۴۴ تہی اور اور دسمبر مین ۴ کم خرچ نومبر مین لعہ اور دسمبر مین ... گویا خرچ مین ... کی ہوئی۔

مساکین

مد مساکین کی آمدنی مین بمقابلہ نومبر ۹ء بقدر دو سو سولہ روپے کی ہوئی اور اخراجات مین بقدر ایکسو پچاسی روپے ساڑھے چار آنہ بیشی ہوئی۔

زکوٰۃ

مد زکوٰۃ کی آمدنی مین ۹-۱-۷ کی کمی ہوئی اور اخراجات مین ۱۲-۱۱ کا اضافہ

مدرسہ احمدیہ

مدرسہ احمدیہ کی آمدنی مین ۳-۱۳-۱۵ کی کمی اور خرچ ۶-۷-۱۶ کی بیشی یہ سلسلہ کی عام مدات کا گوشوارہ ہے جو بعد مقابلہ ناظرین کے سامنے رکہا گیا ہے۔ اب احمدی قوم کا فرض ہے کہ وہ اسپر غور کرے جن مدات میں اخراجات بڑھے ہوئے ہین۔ انکو کم کرنیکا انتظام کیا جاوے۔ اور آمدنی کے ذرایع کو بڑہانیکی فکر کیجاوے

آمدنی کی کمی کی وجوہات کو غور کرنا صدر انجمن کے ٹرسٹیون کا خصوصیت سے کام ہے۔ اور مجہے امید ہے کہ وہ اس سے بیفکر نہین ہون گے۔

مین اسموقعہ پر خصوصیت سے لنگرخانہ کی طرف قوم کو توجہ دلاتا ہون۔ لنگرخانہ اسوقت نو سو دس روپیہ کا مقروض ہے اور اگر اس قرض کو جلد تر ادا کرنیکی فکر نہ کیگئی تو یہ مد اور بہی کمزور ہوجائے گی اور پہر اسکا اثر لازمًا دوسری مدات پر پڑیگا۔ اسلیئے اس کمی کو پورا کرنیکی طرف توجہ کی جاوے حضرت مسیح موعود مغفور کے بعد لنگرخانہ کے اخراجات کا صدر انجمن کے ہاتہہ مین آنیسے ایک عظیم الشان فائدہ ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنی غلط فہمی اور ناسمجہی سے یہ اعتراض کیا کرتے تہے کہ حضرت کے پاس لاکہون روپیہ آتے ہین اور لنگرخانہ کے اخراجات مین معاذ اللہ فضول خرچ ہوجاتے ہین انہیں اب غور کرنا چاہیے کہ وہی لنگرخانہ ہے۔ اور وہی اسکے اخراجات اور آمدنی اسپر بہی لنگرخانہ مقروض ہے حل اس سوال کا دراصل یہ کوئی خاص سر نہا۔ جو دوسرے لوگ نہین سمجہ سکتے کہ کسطرح پر حضرت کے ہاتہہ مین یہ کام چلتا تہا۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص فضل ہی تہا۔ بہرحال لنگرخانہ کے اس قسم کے مشکلات غیر مفید نہین بلکہ ایک پہلو سے نہایت مفید ثابت ہوئے ہین۔ اگرچہ حضرت مغفور کے زمانہ مین بہی بعض اوقات کمی آمدنی کیوجہ سے سخت تکلیفین پیش آجاتی تہین مگر وہ بابرکت ہاتہہ اس انتظام کو نباہے جاتے تہے۔

لنگرخانہ کی مد مین خاص رقم جمع ہونی چاہیے جو جابجا ...

گورنمنٹ برطانیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ جس کے امام و پیشوا حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب مغفور مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے۔ موجودہ امام اور خلیفۃ المہدی حضرت مولوی نور الدین ایدہ اللہ بروح الامین نے گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنے عقیدہ اور دلی جذبات بارہا ظاہر کر چکا ہے۔ اور گورنمنٹ کے ذمہ وار آفیسر اور وہ دار ہمارے خیالات سے بخوبی واقف ہیں لیکن ان دنوں سول اینڈ ملٹری گزٹ مین ایک نوٹ شایع ہوا ہے کہ [گورنم]نٹ کی خیر خواہی اور اطاعت و وفاداری کے متعلق مختلف [فرق]ون کی طرف سے رسائل کا شایع ہونا مفید ہو سکتا ہے اس بنا پر مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ادنیٰ خادم ہونیکی حیثیت سے سب سے اول اپنا فرض سمجھتا ہون کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کی طرف سے جو تحریرین اسباب مین شایع ہو چکی ہین انہین سلسلہ وار شایع کرون اور اس طرح وفاداری کے ان پاک جذبات کی تجدید کر سکون جو ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے متعلق رکھتے ہین یہ مضمون بہت طویل ہوگا۔ اسلیئے کہ سالہا سال کی تحریرون کا اقتباس ہے لیکن مین اور میرے ناظرین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام ممبر اسی امر مین خوشی محسوس کرینگے کہ اس مقصد کے لیئے الحکم مین ایک صفحہ مخصوص کر دیا جاوے امید ہے۔ کہ اسکو غور سے پڑھا جاویگا۔ اور اسکی عام اشاعت کی کوشش کیجائے گی و باللہ التوفیق۔ ؔ

گورنمنٹ برطانیہ کی برکات دینی نظر سے

حضرت مسیح موعود مغفور براہین احمدیہ کی تیسری جلد کے شروع مین ڈاکٹر ہنٹر کے اعتراضات متعلقہ وفاداری مسلمانان کا جواب دیکر علمائے اسلام کو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کرنیکی ممانعت کا فتویٰ شایع کرنے کی زبردست تحریک کرنے کے بعد فرماتے ہین۔

بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہین کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اسکی حکومت و آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہین سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھین اور مثل نعماء الٰہی کے اسکا شکر بھی ادا کرین لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو انکے حق مین خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ نعمت عظمیٰ یقین نہ کرین ان کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پرملالت مین تھے۔ اور پھر کیسے امن و امان مین آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت انکے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ جس کے آنیسے سب تکلیفین ان کی دور ہوئین۔ اور ہر یک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی۔ اور ہر یک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کہ کوئی ایسا مانع نہین۔ کہ جو ہم کو نیک کام کرنیسے روک سکے یا ہماری آسایش مین خلل ڈال سکے پس حقیقت مین خداوند کریم رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانون کے لیئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب مین سرسبز ہوتا جاتا ہے۔ اور جس کے فواید کا اقرار حقیقت مین خدا کے احسانون کا اقرار ہے یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکون سے مظلوم مسلمان ہجرت کرکے اس ملک مین آنا بدل و جان پسند کرتے ہین جس صفائی سے اس سلطنت کی ظل حمایت مین مسلمانون کی اصلاح کے لیئے اور انکی بدعات مخلوط دور کرنیکے لیئے وعظ ہو سکتا ہے۔ اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کیلیئے اس گورنمنٹ مین جوش پیدا ہوتے ہین اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہے۔ اور عمیق تحقیقاتون سے تائید دین متین مین تالیفات ہو کر حجۃ اسلام مخالفین پر پوری کیجاتی ہے وہ میری دانست مین آجکل کسی اور ملک مین ممکن نہین۔ یہی سلطنت ہے جس کی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتون کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ ملا کہ بے دھڑک بدعات کی آلودگیون سے اور شرک کی خرابیون اور مخلوق پرستی کے فسادون سے لوگون کو مطلع کرین اور اپنے رسول مقبولؐ کا صراط مستقیم کیونکر بتلاوین کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جس کے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہین۔ اور فرائض دین کو کما حقہ بجا لاتے ہین۔ اور ترویج دین مین سب ملکون سے زیادہ مشغول ہین جائز ہو سکتی ہے۔ حاشا و کلا ہرگز جائز نہین اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل مین لا سکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہین کہ دنیا مین آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت مین بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہین کہ جو دوسرے ممالک مین ہرگز ممکن الحصول نہین شیعون کے ملک مین جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظون سے افروختہ ہوتے ہین اور سنت جماعت کے ملکون مین شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنیسے خائف ہین ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہرون مین اور موحدین مقلدین کی بلاد مین دم نہین مار سکتے اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لین منہ سے بات نکالنے کا موقعہ نہین رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ مین ہریک فرقہ امن و آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ بات اہل حق کے لیئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک مین یہ بات کرنیکی گنجایش ہی نہین نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہین اس ملک مین کیونکر راستی پھیل سکتی ہے۔ راستی پھیلانیکے لیئے وہی ملک مناسب ہے جس مین آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہین یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ دینی جہادون سے اصلی غرض آزادی کا قائم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا۔ اور دینی جہاد انہی ملکون کے مقابلے پر ہوئے تھے جن مین واعظین کو اپنے وعظ کیوقت جان کا اندیشہ تھا۔ اور جن مین امن کیساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کرکے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہین رہ سکتا ہے۔ لیکن سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ان خرابیون سے خالی ہے۔ بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور موید ہے مسلمانون پر لازم ہے۔ کہ اس خداداد نعمت کی قدر کرین۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات مین قدم بڑھاوین

(باقی دوسرے نمبر مین)

یسوعی مذہب پر کچھ نوٹ

اس عنوان کے نیچے الحکم مین پولوسی یا یسوعی مذہب پر انشاء اللہ مضامین اور نوٹ وقتاً فوقتاً شائع ہوا کرینگے (ایڈیٹر)

خدا تعالیٰ کی نسبت یسوعی عقیدہ

حالانکہ صلیبیوں نے خدا تعالیٰ کے متعلق جو عقیدہ تراش کر انجیل کے سر تھوپا ہے۔ نہایت عجیب و غریب ہے۔ وہ کہتے ہین۔ کہ اقنوم ثانی یعنے ابن اللہ قدیم سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ کسی انسان کو بیگناہ پا کر اس سے تعلق پیدا کرے ایسا تعلق کہ وہی ہو جاوے" مگر ایسا انسان یسوع سے پہلے نہ ملا اور یسوع سے پہلے جو ایک لمبا سلسلہ نوع انسان کا تہا وہ سب کا سب ان صفات سے عاری اور تہیدست تہا لہٰذا اقنوم ثانی نے اس سے تعلق پیدا کیا۔ اور یسوع اور اقنوم ثانی ایک ہو گئے اور جسم ان کے لیئے ایک لازمی صفت ٹھہری جو ابد الآباد تک منفک نہیں ہو گی اس طرح پر اقنوم ثانی ایک جسمانی خدا بنگیا۔ یعنے یسوع اور دوسری طرف روح القدس بھی جسمانی طور پر ظاہر ہوا۔ اور وہ کبوتر بنگیا۔ اب یسوعی حضرات کے نزدیک خدا سے مراد وہ انسان ہے جو یسوع کہلاتا تہا اور وہ کبوتر ہے جو روح القدس کہلاتا تہا۔ باپ کا وجود ان کے سوا کچھ بھی نہین۔ !!!

کچھ اور بھی

یسوعی صاحبان یہ بھی کہتے ہین کہ اقنوم ثانی کا تعلق جو یسوع صاحب سے اتحاد اور عینیت کے طور سے تہا یہ پاک ہونے اور پاک رہنے کی شرط سے تہا اور اگر وہ گناہ سے پاک نہوتا۔ یا آیندہ پاک رہ سکتا تو یہ تعلق بھی نہ رہتا" اس سے معلوم ہوا کہ یہ تعلق کسبی ہے نہ وہبی اور اس قاعدہ کے رو سے فرض کر سکتے ہین کہ ہر شخص جو پاک رہے وہ بلا تامل خدا بن سکتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ بجز یسوع کسی دوسرے شخص کا گناہ سے پاک رہنا ممتنع ہے یہ ایک دعوے ہے جسکی کوئی دلیل نہین۔ بلکہ بائبل ثابتی ہے۔ کہ ملک صدق سالم بھی جو یسوع سے بہت عرصہ پہلے گزر چکا ہے گناہ سے پاک تہا۔ پس پہلا حق خدا بننے کا اسے حاصل تہا۔ ایسا ہی یسوعی بزرگ فرشتوں کا بھی کوئی گناہ ثابت نہین کر سکتے پس وہ بھی بدرجہ اولیٰ خدا بننے کا استحقاق رکھتے ہین؟

یسوع کب خدا بنا

اسی اعتقاد اور مسلمہ مین یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ یسوعی صاحبان کا ایک گروہ یہ مانتا ہے کہ اقنوم ثانی کا تیس برس تک یسوع سے ہرگز تعلق نہ تہا۔ صرف کبوتر کے نزول کے وقت سے وہ تعلق شروع ہوا۔ اس سے ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے۔ کہ یسوع تیس برس تک گنہگار اور مرتکب معاصی رہا کیونکہ اگر وہ اس عرصہ مین پاک صاف ہوتا۔ تو کیوں اقنوم ثانی اس سے تعلق پیدا نہ کرتا؟ ایسا ہی کیون ایک مخالف کے لیئے جائز نہین کہ وہ یہ کہے کہ یہی وجہ ہو گی جو پادری صاحبان تیس سالہ زندگی کے حالات پبلک مین پیش نہین کرتے۔

یسوعی نجات کا لطیفہ

یسوعی مذہب کے لحاظ سے نجات کے لیئے توحید کافی نہین ہے۔ بلکہ یہ ضروری امر ہے۔ کہ اقنوم ثانی مجسم ہو کر تولد کی معمولی راہ سے پیدا ہو اور پہر صرف اس کی پیدایش بھی کافی نہین جبتک اسپر موت وارد نہ ہو اور نری موت بھی نہین بلکہ وہ اقنوم ثانی جس نے یسوع کے ساتھ عینیت کا تعلق پیدا کیا ہے لعنتی نہ ہو گویا تمام مدار یسوعی نجات کا خدا کی لعنتی موت پر ہے۔ اور اس طرح پر انکے لئے خدا تعالیٰ کا وجود ہرگز مفید نہین ہو سکتا جب تک اسپر یہ تمام مصیبتیں اور ذلتیں وارد نہ ہون یسوع کے پرستارو! غور کرو انی تؤفکون!

یسوعی نجات خدا کے عدل کو توڑتی ہے؟

پادری صاحبان کہتے ہین۔ کہ جب تک یسوع کی صلیبی موت پر ایمان نہ لایا جائے خدائی عدل ہی قائم نہین ہو سکتا ہے مگر پادری صاحبان یہ نہین بتلاتے کہ یسوع کو جو انکے اعتقاد مین باعتبار اپنی انسانیت کے بالکل بے گناہ تہا صلیب پر مارنا اور لعنتی بنانا کس عدل کی بنا پر ہے؟ عدل کے پورا کرنے کے لیئے عدل کے خلاف کرنا یہ کس دانشمندی کا نتیجہ ہے۔

رحم بھی مفقود ہو گیا

پہر کہا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے جہان کو پیار کیا کہ اسکے لیئے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا جہان پر اگر رحم بھی کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو ہلاک کر کے دنیا کو نجات دی تو بیٹے پر رحم کہاں ہوا وہ کس جرم اور قصور کے عوض بے رحمی کا شکار بنایا گیا۔

کفارہ پر ایک اعتراض

یسوع کی صلیبی اور لعنتی موت جسکا نام کفارہ رکہا جاتا ہے۔ وہ اس وجہ سے بھی باطل ہے کہ یا تو اس سے یہ مقصود ہو۔ کہ گناہ بالکل صادر نہ ہون اور یا یہ مقصود ہو گا۔ کہ ہر قسم کے گناہ خواہ وہ حق العباد کی قسم سے ہون یا حق اللہ کی قسم سے کفارہ کے ماننے سے ہمیشہ معاف ہوتے رہین سو پہلی شق تو صریح البطلان ہے کیونکہ یسوعی صاحبان ہرگز اس امر کا اعتراف نہیں کر سکتے۔ اور نہ انکی عملی حالت ثابت کر سکتی ہے۔ کہ وہ کفارہ کو مان لینے کے بعد گناہ سے بالکل پاک صاف ہو گئے ہین۔ اور صدور ذنوب ان سے رک گیا ہے۔ دو ہزار برس کے بعد لوگونکا تو ذکر ہی فضول ہے جب کہ خود ان لوگونکی غلطیان اور کمزوریان انجیل مین موجود ہین۔ جو یسوع کے فیض صحبت سے تربیت یافتہ تہے۔ ایک نے ایک نے گرفتار کرایا۔ دوسرے نے لعنت کی تا بدیگران چہ رسد۔ اب دوسری صورت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ صدور ذنوب پر کوئی مواخذہ نہ ہو اگر یہ عقیدہ درست تسلیم کر لیا جاوے تو شریعت کی تقدیس اور احترام بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ اور پہر گناہون کے لئے مبادرت پیدا ہوتی ہے۔

یسوعی صاحبان سے ایک بات

مندرجہ بالا نوٹون مین دکہایا گیا ہے کہ یسوعی عقیدہ کے رو سے ذات باری کی شان پاک پر کس قسم کے حملے ہوتے ہین۔ اور وہ عقیدہ انسانی فلاح اور فوز کے لئے کچھ بھی مفید اور مؤثر نہین پہر کیا یسوعی صاحبان غور کرنیکی تکلیف نہ اٹھائینگے۔ کہ وہ دنیا کے سامنے کیا پیش کر رہے ہین؟

جس عقیدہ کے ذریعہ انسان اللہ تعالےٰ سے دور جا پڑے اسکو تمام برائیوں کی ماں کہنا چاہیئے۔ اسلیئے کہ تمام بدیان اور بدمعاشیان صرف اسی ایک امر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین۔ کہ انسان کا خدا تعالیٰ پر پورا یقین نہ ہو اور جس صورت مین اللہ تعالیٰ پر ہی سے ایمان اٹھ جاوے تو پہر بدیان اور بدمعاشیان دنیا مین پیدا نہ ہون تو کیا ہو؟ اسی ایک راز کی طرف اشارہ کر کے قرآن مجید

ہزاونر اور آریہ سماج

ہزاونر لاٹ صاحب پنجاب نے ہندو ڈیپوٹیشن کے جواب میں جو قابل قدر تقریر کی تہی وہ الحکم کے کالمون مین چہپ چکی ہے۔ اسی مہینے کی ۱۷- تاریخ کو ہزاونر نے ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریسیڈنٹ لاہور آریہ سماج کے جواب مین جو چٹھی لکہی ہے اسنے آریہ سماج کے طبقہ مین خاص شہرت حاصل کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کے ممبرون کے لیئے یہ چٹھی ایک آیت رحمت ہے آریوں مین جو جوش اظہار وفاداری کا اس چٹھی کے بعد پہیلا ہے۔ مین دل سے چاہتا ہون کہ وہ مستقل اور دیرپا ہو

ہزاونر نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ "بہت سے حکام (یا اہل الرائے) کی رائے آریہ سماج کے خلاف ہے اور ہزاونر تسلیم کرتے ہین کہ یہ ایک ایسی ایسوسی ایشن ہے کہ اگر اسکی دانشمندی سے رہنمائی نہ کی جاوے تو بہت بڑی شرارت پیدا کر سکتی ہے۔ بالخصوص ایسی حالت مین کہ جب کہ سماج کی مقامی شاخین ایسے ممبرون کے قابو مین آجاوین جو مفویانہ میلان رکہتے ہون۔"

لیکن سرلوئی ڈین کو یقین نہین ہے کہ بالفعل آریہ سماج بطور تمام جماعت کے غدار یا باغی ہے۔ مین سمجہتا ہون کہ کوئی بہی دانشمند اور بہی خواہ ملک وملت ایسا نہین جو اس رائے کے پڑہنے سے افسردہ اور خوش نہین ہوگا افسردگی کا باعث رائے کا اولین حصہ ہے اور خوشی کا آخری مگر جب ہم یہ تسلیم کرتے ہین کہ اسوقت تک بہ حیثیت ایک جماعت کے آریہ سماج کو کسی نے بہی باغی نہین کہا ہان پولٹیکل باڈی کہا ہے تو اس مین آریونکو اپنے مخالف الرائے لوگونکو کوسنے اور گالیان دینے کی کیا ضرورت تہی اگر انکا دامن انکے خیال مین صاف ہو گیا ہے تو مبارک اور اگر کوئی داغ ابہی باقی ہے۔ اور کوئی خطرہ اس جماعت کو نیا تجربہ کار لیڈرون کے ذریعہ پہونچ سکتا ہے تو اسکا انسداد کرین کوئی شخص بہی خواہ وہ آریہ سماج کے ہاتہون کیسا ہی دکہہ دیا گیا ہو یہ پسند نہین کرتا کہ ملک مین بدامنی ہو پہر اگر انہین پولٹیکل باڈی سمجہکر پولٹیکل جد وجہد سے باز رہنے کی صلاح دیگئی تو وہ کیون گہبراتے ہین

لاہور کے آریہ اخبار پرکاش نے جو پولٹیکل پرچہ ہے اور جس کے پولٹیکل پرچہ ہونے پر میرے پاس اسکے گہر کی شہادتیں موجود ہین احمدیوں کو مرزائی لکہکر گالیان دینا اور اپنی آرین تہذیب اور بے حوصلگی کا اظہار کرتا ہے۔ مین اس قسم کی اخلاق سے گری ہوئی تحریرون پر مزید نوٹس لینے کی ضرورت نہین سمجہتا۔ اسکے لئے مسٹر ہرسیال کا قلم کافی ہے اور اگر کوئی کمی پنڈت مدلور اندر کے ذریعہ رہ گئی تہی تو پرکاش کے ایڈیٹر کو سنہری سرٹیفکیٹ ڈاکٹر حیرت بخیہ کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کے سوالات جرح مین ملجائیگا۔ بہرحال ملک کے تمام امن پسند اس کو خوشی سے دیکہین گے

دیسی ریاستین اور انسداد بغاوت

چونکہ بغاوت کے خیالات کی لہر اور پولٹیکل لٹریچر کی موجین انگریزی علاقہ سے اٹہکر دیسی ریاستون تک جا پہونچی ہین اسلیئے گورنمنٹ ہند نے والیان ریاست کے نام ایک مراسلہ بہیجکر دریافت کیا تہا کہ باغیانہ تحریک کی دیسی ریاستون مین کس طرح بیخکنی ہو سکتی ہے؟ اس مراسلہ کے جواب مین والیان ریاست نے جو جوابات دیئے ہین وہ گورنمنٹ گزٹ کے ایک غیر معمولی پرچہ مین چہاپ دیئے گئے ہین انکا خلاصہ یہ ہو سکتا ہے کہ

اول کالجوں اور سکولوں مین مذہبی خیالات کے اوقات مقرر کئے جائیں۔ دوم جن اخبارات مین ایسے مضامین شایع ہون جن سے کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال ہو تو ایڈیٹر کو بلاکر فہمایش کی جاوے۔

سوم- جس اخبار کو باغیانہ یا قابل اعتراض سمجہا جاوے اسے حکماً بند کر دیا جاوے اور ایسا حکم آخری حکم ہو۔

چہارم- دیسی والیان ریاست دورہ کر کے لیکچرون اور علمی ذرائع سے باغیانہ خیالات کو رد کرین۔

پنجم- ہر ایک ریاست مین نگران کمیٹیان ہون جو ہر قسم کی تحریرون تقریرون اور دیگر قابل اعتراض تحریکون کی نگرانی کرین۔

ششم سادہ پوشانہ رنگ مین پہرنیوالے لوگون کی خصوصیت سے نگرانی ہو۔

اس قسم کی تجاویز مختلف والیان ریاست نے پیش کی ہین اخبار نویسی کے نکتہ خیال سے مہاراجہ بڑودہ اور حضور نظام کی یہ رائے فی الحقیقت قابل قدر ہے کہ اخبارات مین اگر قابل اعتراض مضامین شائع ہون تو مقدمہ چلانے سے پہلے گویا انہین فہمائش اور سرزنش ہونی چاہیئے اور انہین موقعہ دینا چاہیئے کہ وہ اسکی تردید کر دین۔ اس طریق پر شور بہی پیدا نہین ہوتا اور وقت محنت اور روپیہ سب بچ جاتے ہین۔ بہرحال ملک کے امن وآسایش کے خواستمند لوگونکا فرض ہے۔ کہ وہ ان اسباب کو ہاتہ مین لین جو اس بلا کا سدباب کر سکین۔

پولٹیکل قتل

۲۴- جنوری کو کلکتہ مین ایک ہولناک قتل کا واقعہ ہوا مقتول خان بہادر شمس العالم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہے جسنے مزاہم بم کیس مین نمایان حصہ لیا تہا قاتل ایک ۱۸ سالہ بنگالی ہے جسنے ہائی کورٹ کلکتہ کے احاطہ مین ریوالور سے نشانہ کیا۔ قاتل نے گرفتار کرنیوالے سوار پر بم پہینکا۔ مگر وہ بچ گیا اور گرفتار کرنے مین کامیاب ہوا۔

ملزم شکل وصورت سے مشرقی بنگال کا باشندہ معلوم ہوتا ہے اور اپنا نام اور پتہ کچہہ نہین بتاتا۔ خان بہادر شمس العالم کا اگر کوئی قصور ہے تو صرف اتنا کہ اسنے ملزمون کو سزا دلانے مین اپنا فرض ادا کیا۔

اس قسم کی وارداتیں انارکسٹانہ جرائم کے کیڑونکی موجودگی کا پتہ دیتی ہین۔ خان بہادر کی یہ موت سخت افسوسناک اور سنسنی خیز ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے ملک اور قیصر کی خدمت گذاری مین سفاکی سے قتل کیا گیا ہے۔ افسوسناک نہین ہی ایسی ناپاک کوششیں اہل ملک کو متوجہ کرتی ہین کہ وہ اس قسم کے شریرونکو ملک سے نابود کرنے مین پوری مدد دین محکمہ تفتیش جرائم کلکتہ اسکے متعلق اپنا کام کر رہا ہے۔

نیم حکیمون پر آفت

تمام ہندوستان کے … اسٹنٹو

تعلیم و تالیف کے متعلق دلچسپ نوٹ

زبدۃ الحکماء کی قابل اعتراض کتاب

پیسہ اخبار نے اپنی رعایتی کتابوں کی فہرست کے ساتھ حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما کی کتابوں کی فہرست دی ہے

اس میں ایک کتاب اختیار النسل ہے جس کے مضمون کی تشریح ان الفاظ میں کیگئی ہے۔ کثرت اولاد باعث مفلسی ہے اولاد کی پیدایش اگر روکنا چاہیں تو رک سکتی ہے" مجھے اس کتاب کا اعلان پڑھکر سخت صدمہ ہوا کہ ایک مسلمان طبیب جو حاجی بھی ہے ایسی شرمناک حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قرآن مجید کے ... خلاف ہے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق یا اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو اور یہ قتل اولاد مختلف صورتوں میں ہوتا ہے جن میں سے مانع حمل ادویات کا استعمال بھی ایک ہے میں نے اس کتاب کو نہیں دیکھا اور نہ کسی مسلمان کو ایسی لغو کتاب دیکھنی چاہیئے۔ مگر جب کہ یہ کہا گیا ہے کہ اولاد کی پیدایش کو روکنے کی تجاویز گویا اس میں بتائی گئی ہیں تو اس سے بڑھکر قرآن مجید کی صریح بے حرمتی کا ارتکاب کیا ہو سکتا ہے؟ میں حیران ہوں کہ کیوں زبدۃ الحکما صاحب نے ایسی کتاب لکھی اگر وہ اس کتاب کو تلف کر دینے کا اعلان نہیں کرینگے تو مجبوراً مسلمانوں میں اس تحریک کو پورے زور سے پیش کرنیکی ضرورت ہوگی۔ کہ ان کے کارخانہ کو بائیکاٹ کیا جاوے اسلیئے کہ جو شخص قرآن مجید کی اس طرح بے حرمتی روا رکہتا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے کم از کم تنفر کا اظہار کریں میں امید کرتا ہوں۔ کہ زبدۃ الحکما صاحب اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرینگے اور محض چند پیسوں کے لیئے قرآن مجید کا خلاف کرنا روا نہ رکھینگے۔ پیسہ اخبار کے معزز ایڈیٹر کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

علمی رسایل اور پنجاب یونیورسٹی

گورنمنٹ پنجاب نے پنجاب یونیورسٹی کو ساڑھے تین سو روپیہ سالانہ اس غرض کے لیئے دینا منظور کیا ہے۔ کہ وہ علمی رسایل منگوایا کرے تا کہ کالجوں کے طلباء اور گریجویٹ اپنے معلومات وسیع کر سکیں علمی نکتہ نظر سے گورنمنٹ پنجاب کی یہ فیاضی قابل قدر ہے لیکن اگر ان علمی رسایل کیساتھ ایسے اخبارات اور رسایل کا اضافہ کیا جائے جو اخلاقی اور علمی صداقتوں کی تعلیم پہیلاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم زیادہ مفید ہو سکے تعلیمی ترقی جبتک اسکے ساتھ تربیت نہ ہو اور اخلاقی اصلاح ساتھ نہ ہو چنداں مفید نہیں ہو سکتی بلکہ نری چالاکیاں سکھاتی ہے

امراض چشم پر ایک کتاب

یورپ نے فی الواقعہ طب میں ایسی ترقی کی ہے۔ کہ وہاں اکثر لوگ خاص خاص بیماریوں کا علاج کرتے ہیں کوئی صرف دانتوں کا علاج کرتا ہے کوئی صرف آنکھوں کا علیٰ ہذا القیاس اسی طرح پر اس فن کے متعلق۔ تالیفات اور ایجادات کا حال ہے معزز معاصر نے وہ نے ظاہر کیا ہے کہ حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب کے کتبخانہ میں ایک کتاب عربی زبان میں آنکھ کی تشریح اور امراض کے متعلق ہے۔ جو ایک حکیم ہارون بن حکیم موفق الدولہ ابن ابی الحسن حلبی کی تصنیف ہے اور چار سو صفحوں سے زیادہ پر ہے۔ یہ بھی کتاب مذکور کے دیباچہ سے معلوم ہوا کہ مصنف سے پہلے بھی خاص اسی فن پر کثرت سے کتابیں لکھی جا چکی ہیں اسی ضمن میں ۱۸ کتابوں کے نام دیئے ہیں اور آنکھ کی تشریح کے متعلق جو آلات اسوقت تک ایجاد ہوئے تھے۔ مصنف نے انکے نام تصویر اور طریق عمل کو بھی ظاہر کیا ہے۔ اور انکی تعداد ۱۳۵ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طب کا ایک قابل قدر ذخیرہ عربی زبان میں موجود ہے۔ اور یہ ترقیاں آج نئی نہیں بلکہ ہماری عدم واقفیت انہیں نیا بتاتی ہے۔

السنہ مشرقیہ و مذاہب ہند کی تحقیقات

صاحب وزیر ہند نے مہامہوپادہیا ستیش چندر اچاریہ ودیا بہوشن جی کو سرکاری خرچ پر لنکا بھیجنا منظور کیا ہے۔ تا کہ وہ وہاں رہ کر بودہی اور پالی علم لسان کا مطالعہ کریں اور وہاں سے واپس آکر وہ ہندو مذہب کے متعلق ایسی ہی تحقیقات کے لیئے بنارس بھیجے جاوینگے تا کہ وہ اپنی تحقیقات کے نتایج گورنمنٹ میں پیش کریں معزز معاصر وکیل اس پر امید ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ عربی و فارسی زبانوں اور ابتدائی اسلامی تمدن کے متعلق بھی ایسے ڈیپارٹمنٹ قائم کریگی لیکن گورنمنٹ کا ایسا خیال رجوع کرانے کے لئے ضروری ہے کہ ۴ خود اس فن میں ہندو برادران وطن کی طرح کچھ کام کرکے دکہائیں۔

شمس العلماء آزاد کا انتقال

لٹریری دنیا میں یہ خبر نہایت افسوس سے پڑہی جائیگی کہ ۲۱ جنوری کو شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے انتقال کیا مرحوم آزاد اپنی زباندانی کے لحاظ سے اردو اور فارسی زبان کے مسلم اور مستند استاد تھے اور نظم و نثر میں اعلیٰ پایہ رکھتے تھے اردو زبان میں نیچرل شاعری کے بانی اور استاد وہی تھے آب حیات اور نیرنگ خیال وغیرہ تصانیف کے ذریعہ اردو زبان پر جو ابدی احسان انہوں نے کیا ہے وہ ہمیشہ اونہیں لٹریری دنیا میں زندہ رکھیگا فارسی زبان کی تحقیقات کے متعلق ایک لمبا سفر کیا اور اپنے سفر کے حالات آٹھ لیکچروں کے ذریعہ پیش کیئے جو سخندان پارس کے نام سے موسوم ہوکر ایک مفید اضافہ فارسی زبان میں ہوا مرحوم گورنمنٹ کالج اور اورینٹل کالج میں چوتہائی صدی تک عربی فارسی کے پروفیسر رہے اور اس عرصہ میں سینکڑوں شاگرد آپکے معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے عمر کے آخری حصہ میں دس بارہ سال سے اختلال دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے۔ اور آخر بیاسی سال کی عمر پر انتقال کیا آخری وصیت میں اپنی قابل قدر کتابوں کو کسی قابل قدر انسان کے ہاتھ بیچنے کی ہدایت کی مرحوم آزاد کے مرنے سے ایک صاحب کمال دنیا سے اٹھ گیا۔

اردو زبان کے حامیوں کو آزاد مرحوم کی تصانیف کی خاص طور پر قدر کرنی چاہیئے۔ اور انکی یادگار کسی علمی پیرایہ میں اگر قائم کیجاوے تو ۴

۴ غالباً انکے معزز شاگرد اس میں حصہ لے سکیں آزاد اثنا عشری مذہب رکھتے تھے۔ حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا ۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

توسیع مسجد

حضرت مسیح موعود مغفور کا الہام وسع مکانک اپنی شان برابر دکھا رہا ہے۔ اور توسیع عمارت کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں جاری رہتا ہے مسجد جامع کی توسیع کا کام جاری ہے مسجد کے جنوبی پہلو میں ۶۴ فٹ سے زاید لمبا اور قریباً ۲۰ فٹ چوڑا ایک برآمدہ طیار کیا جائیگا اس جدید حصہ کی تعمیر سے جہاں مسجد کی شان بلند ہو جائیگی وہاں جلسوں کے لیئے ایک عمدہ مکان ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔

کیا اچھا ہو اگر اسکے ساتھ ہی منارۃ المسیح کی بھی کم از کم ایک منزل ہی طیار ہو جاوے اور منارہ کے پچھلی طرف مستورات کیلیئے نماز پڑھنے کے لیئے کوئی عمدہ انتظام ہو جاوے۔ ان کاموں کے لئے ضرورت ہے روپیہ کی اور یہ قوم کا فرض ہے کہ اسکے پورا کرنیکو ہاتھ بڑھائے۔

احیاء سنت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا عہد خلافت بہت سی باتوں کے لیئے یادگار ہوگا تبلیغ و اشاعت دین کا جو کام اسوقت ہو رہا ہے۔ اسکے اعتراف میں بعض غیر معمولی صدائیں اٹھی ہیں حضرت کی خلافت میں ایک امر خاص کا احیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مستورات بھی جماعت میں شریک ہوتی ہیں جمعہ گذشتہ کو حضرت ام المومنین اور بہت سی احمدی خواتین نے جامع مسجد میں آکر حضرت امیر المومنین کے پیچھے سب سے پچھلی صف میں جمعہ کی نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا۔ روزانہ نمازوں میں بھی بیت الفکر میں بہت سی خواتین کو جماعت کیساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے اب ضرورت ہے کہ مستورات کیلیئے کوئی حصہ مخصوص کر دیا جاوے۔ بہرحال یہ ترقی کا نشان ہے۔

جلسہ سالانہ

سالانہ جلسہ میں اب صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لیئے انجمنوں کو ابھی سے فکر کرنی چاہیئے۔ میں نے پہلے بھی تحریک کی تھی۔ اور اسوقت پھر اسکی تجدید کرتا ہوں۔ کہ جلسہ پر بہت سے احباب کے ساتھ مستورات بھی آتی ہیں اسلیئے جہاں لیکچروں کا انتظام کیا جاوے وہاں ایک پردہ دار حصہ ایسا مخصوص کیا جاوے جہاں مستورات ان تقریروں کو سن سکیں اور سلسلہ کی ضروریات اور سلسلہ کے مہمات سے انہیں واقفیت پیدا ہو میرا خیال ہے کہ اس تحریک اور تجویز سے جہاں مستورات کو دینی فائدہ پہونچیگا وہاں امید ہے کہ سلسلہ کے فنڈز میں آمدنی کا اضافہ ہوگا اگر تمام لیکچروں کے لیئے انتظام ممکن نہ ہو تو حضرت امیر المومنین کی تقریر کے وقت خصوصاً انتظام ہونا چاہیئے۔ والا حضرت امیر کی خدمت میں درخواست کی ضرورت ہوگی۔ کہ آپ مستورات کے لیئے ایک خاص تقریر کیواسطے وقت دیں ہمارے گھروں میں جن امور کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اسکے لیئے بہترین صورت یہی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین بحیثیت امام ہونے کی احکام ربانی سنائیں اس طرح پر مستورات کے قادیان آنیکی غرض بھی پوری ہو جائیگی انشاءاللہ العزیز بہرحال مجھے یقین ہے .... کہ انشاءاللہ اس تحریک اور تجویز کو عملی رنگ میں لانیکی کوشش کیجائیگی۔

اسی ضمن میں صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ دار کارکنوں کو میں اس طرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جلسہ کیوقت وصولی چندہ کے لیئے معقول انتظام کرنے کے لیئے اگر ایسی فہرستیں چھپوا کر مختلف انجمنوں میں بھیجدی جائیں تاکہ وہ اسکی خانہ پری کرکے ساتھ لائیں تو شاید آسانی اور سہولت ہو اور اس طرح پر جو کام صرف ایک آدھ گھنٹہ میں ہوتا ہے۔ وہ دو ماہ پیشتر سے جاری رہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وصولی چندہ میں آسانی کے علاوہ بشی بھی ہو بہرحال اس تجویز پر غور کیا جاوے۔ اگر یہ مفید ہو تو اسے عمل میں لایا جاوے۔

جزیرہ سنگھاپور میں تبلیغ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ جزیرہ سنگھاپور۔ سیلون وغیرہ میں ایک وفد تبلیغ کے لیئے بھیجنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپکے ارادات کو خوشی اور خوش اسلوبی کیساتھ پورا کرے آمین۔

مدرسہ کی سرکاری امداد میں اضافہ

مدرسہ تعلیم الاسلام کی سرکاری امداد میں جو اس سے پہلے ایک سو سینتیس روپے کچھ آنہ تھی۔ خدا کے فضل سے اضافہ ہو گیا ہے۔ اب سرکاری امداد دو سو روپیہ کے قریب ہوگی یہ آثار ترقی اور بہتری کے ہیں میں افسران سررشتہ تعلیم کی توجہ فرمائی کا شکر گزار ہوں۔

بورڈنگ کا بہترین انتظام

بورڈنگ ہوس کے انتظام کی طرف خصوصاً توجہ کی جا رہی ہے۔ اور لڑکوں کی تربیت اور اخلاقی اصلاح اور بہلائی کے لئے روپیہ کے قربان کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں کیا جاتا۔ اور یہی ایک امر ہے جو ہمارے مدرسہ کی عزت اور زینت اور فخر کا باعث ہوگا۔ بحمداللہ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے سکرٹری صاحب کو بورڈنگ ہوس کے انتظام کی اصلاح کیلیئے ٹیوٹریل سسٹم کو جاری کرنیکی طرف توجہ دلائی تھی اور میں دیکھتا ہوں کہ اس طریق کو عملی طور پر جاری کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ کوشش مبارک ہے امید کیجاتی ہے۔ کہ بورڈنگ ہوس کا انتظام تعلیم الاسلام سکول کا پنجاب بہر میں بہترین انتظام ہوگا لڑکوں کی اخلاقی نگہداشت ہی ایک چیز ہے۔ جو دوسری جگہ مفقود ہے اور اسی کو بحال کرنا تعلیم الاسلام کا کام اور خاص مقصد ہے۔ ہر کمرہ میں مستقل طور پر ایک عملی نمونہ دکھانے والا ٹیوٹر شب و روز رکھنے کی سعی قابل قدر ہوگی۔ یہ کام صرف کثیر کو چاہتے ہیں۔ پس اگر قوم اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت چاہتی ہے تو اسکا فرض ہے۔ کہ وہ ناظمان سکول کی مالی مدد دل کھولکر دیں ان بچوں کی اصلاح اس قوم کی اصلاح ہے۔ جو کل دنیا کی لیڈر ہونیوالی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین اور حضرت مسیح موعود مغفور کے اہلبیت کی صحت و عافیت کی خبر مسرت بخش ہے۔

جماعت بنگہ

ضلع جالندھر میں بنگہ کی جماعت ایک گرم جماعت ہے میاں رحمت اللہ اسکے سکرٹری ایک نہایت مخلص اور پرجوش آدمی ہیں انہوں نے قابل نمونہ ترقی اپنے اخلاق اور اصلاح حال میں کی ہے جسے دیکھکر مجھے تو رشک آتا ہے۔ بنگہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے ایک مکتب بھی میاں جی غلام نبی خانصاحب کے اہتمام میں کہول رکھا ہے میاں جی غلام نبی خانصاحب کا اخلاص اور کوشش اچھے نتیجے پیدا کریگی۔ علاوہ تعلیمی کام کے وہ چندوں کی وصولی میں بڑے مستعد اور سرگرم ہیں۔ ایسے آدمی قابل قدر ہوتے ہیں گو وہ کسی قدر یا اجر کے لیئے کام نہیں کرتے تاہم ہل جزاء الاحسان الا الاحسان

شوروشر

مقدمات بغاوت کا حشر

لاہور اور پٹیالہ میں جو مقدمات بغاوت دائر ہیں ان میں ملزمان نے معافی مانگ لینے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے چنانچہ ملزمانِ پٹیالہ کی طرف سے ایک طویل معافی نامہ پیش کر دیا گیا ہے جو بوساطت عدالت خاص پٹیالہ سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں بغرض منظوری بھیجا گیا ہے۔ ملک میں امن کے خواہشمند ایسی تحریک کو نہایت مبارک سمجھتے ہیں اور مہاراجہ صاحب کی فیاضی سے امید کرنی چاہیئے کہ وہ ان پولیٹیکل ملزموں کو معاف فرما کر اپنی فراخدلی اور کریمانہ سیرت کا ثبوت دین گے۔

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

اگرچہ بظاہر یہ معافی پیرس کے خط کی دھمکی کا نتیجہ جاہلوں کے نزدیک سمجھی جائے گی مگر اسکی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے ہاں یہ امر بھی ضرور مدنظر رہنا چاہیئے۔ کہ ملزم معافی مانگتے ہوئے اپنی غلطی یا کمزوری کا اعتراف کرین۔ اگر وہ اپنی کمزوری کا اعتراف نہین کرتے تو پھر معافی کس بات کی چاہتے ہین بہرحال مین بدل چاہتا ہون کہ ملزمان کو معافی دینے مین فراخ حوصلگی سے کام لیا جاوے اور آریہ صاحبان اطراف زہنیوں کو چھوڑ کر مخلصی کو غنیمت سمجھین۔

ایسا ہی

لاہور کے مقدمات مین معافیان داخل ہو رہی ہین گورنمنٹ پنجاب نے جس طرح پر سنہ ۱۹۰۶ء مین اپنی فراخ حوصلگی کا ثبوت دیا تھا۔ اسی طرح پر اسوقت بھی ان ملزموں کو معاف کرنے مین ضرور وسعت حوصلہ سے کام لے گی۔ اگرچہ ایسی حالت مین یہ مقدمات محض نقصان مایہ کا موجب سمجھے جائیں گے۔ مگر مین اس صرف زر کو نہایت قیمتی اور قابل قدر خرچ سمجھتا ہون جیسے ملزموں کو سزا دینے سے اصل غرض غدارانہ مجالس کی روک اور ایسے بیہودہ مذاق کا انسداد مقصود ہے۔ ویسے ہی معافی دینے سے یہ مقصد اور بھی عمدگی سے حاصل ہوگا۔ ناعاقبت اندیش نوجوان جو محض غلط کاری سے ایسی حرکات کر بیٹھتے ہین۔ اس احسان سے متاثر ہو کر بہترین راہ اختیار کرین گے۔

لاہوری مقدمات کا ضمیمہ

لاہوری مقدمات کے ضمن میں پروفیسر پرمانند ایم۔ اے کا جو مقدمہ شروع ہوا ہے اس میں لالہ لاجپت رائے کے خطوط اور بم سازی کی ایک کتاب تلاشی مین نکلی ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ان خطوط کو تسلیم کر لیا ہے۔ بھائی پرمانند کے مقدمہ مین مسٹر فضل حسین بی۔ اے بیرسٹر پیروی کرتے ہین۔

وطن کے نزدیک مسٹر فضل حسین صاحب کا یہ فعل اعتیاط سے خالی ہے۔ میری رائے مین وطن کی یہ رائے سقیم ہے کیونکہ یہ قانونی مسلمہ ہے۔ کہ وکیل اپنے موکل کے جذبات اور خیالات مین شریک نہین ہوتا اور اگر اس سے مسلمانون کی مسلمہ وفاداری مین فرق آتا ہے۔ تو پھر یہ منطق بہت گمراہ کریگی۔ ہر مقدمہ مین ملزم کی طرف سے وکیل ہونا اس الزام مین شراکت سمجھی جاویگی اس طرح پر اگر وطن کی رائے پر قانون پیشہ لوگ عمل کرین تو انہین اپنا کام بند کر دینا چاہیئے۔ میری سمجھ مین تو مسٹر فضل حسین صاحب نے کوئی امر اپنے پیشہ اور اخلاق کے خلاف نہین کیا اور نہ اس سے مسلمانون کو کسی قسم کا نقصان ہے۔

اس قسم کی تنگ رائے زنی سے اخبار نویسون کو بچنا چاہیئے مجھ کو بھائی پرمانند صاحب سے بحیثیت ایک ملزم کے کوئی ہمدردی نہین مگر بہ حیثیت ایک انسان ہونے کے اس سے ہمدردی ہے۔ اور اگر وہ بیگناہ ہے تو انکو کیون اپنی بیگناہی ثابت کرنیکا موقعہ نہ دیا جاوے

فوج مین بغاوت پھیلانا

کلکتہ مین جاٹون کی پلٹن مین بغاوت پھیلانے کی کوشش کی گئی تھی۔ جس مین ۱۰ جاٹ سپاہی جیلخانہ مین بند کئے گئے ہین۔ مدناپور اور کلکتہ کے دو بنگالی اس جرم مین پکڑے گئے۔ اور ان پر مقدمات ہو رہے ہین۔

لکھنؤ مین فرضی بم کا مقدمہ

لکھنؤ کی پولیس نے ایک نوعمر بنگالی کی مخبری پر لکھنؤ کے پانچ بنگالی گھرون کی تلاشی لی تھی کہ وہاں بم بنائے جاتے ہین تلاشی پر کچھ نہ نکلا۔ اب مخبر پر مقدمہ چلایا گیا ہے ملزم پر فرد جرم لگ گیا اور وہ سشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

نواب ڈھاکہ کے قتل کی سازش

اوزیبل نواب سر سلیم اللہ خان صاحب بالقابہ کے قتل کی ایک شرمناک کوشش کی گئی ہے۔ قتل کے لئے ایک بنگالی برہمن یا موتیہا جو مسلمان ہو گیا اور احسن منزل کے کسی حصہ مین ہی رہنے لگا۔ اور وہاں معمولی چوریون کے ہونیکی وجہ سے اسے مشتبہ سمجھا گیا اور معاملہ پولیس تک پہونچا اور پولیس مین زیر حراست ہونے کے بعد وہ سابقہ سزا یافتہ ثابت ہوا۔ آخر اس نے نواب صاحب اور پولیس کے سامنے یہ بھی ظاہر کیا کہ کلکتہ کی خفیہ سوسائٹی کی طرف سے نواب صاحب کے قتل کا قرعہ اسکے نام پر پڑا ہے اور قاتل کے لیے سات ہزار کا انعام ہے ایسی تحریک پر مین یہاں آیا۔ اور مسلمان ہوا مین نے کئی دفعہ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کی تلاشی پر اخبار بندے ماترم کے پرچے برآمد ہوئے۔ نواب صاحب اس کے ساتھ خاص احسان کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی ساتھ کھانا بھی کھلاتے تھے۔ آخر اس نمکحرامی اور پاجی پن کا اقرار کیا۔ ابھی تک پولیس کی حراست مین ہے۔ مزید خبر نہین آئی۔

اصل واقعات جلد تر کھل جائیں گے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ بنگالی انگریزی اور بنگالی مین بڑا قابل ہے۔ اور اردو بھی جانتا ہے۔

محرم امن سے گذر گیا کسی جگہ فساد نہین ہوا۔

۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء

الحکم نمبر ۳ جلد ۱۴

مقتدائے طریقۂ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اہل اطبا بھی ویسا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزاسے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے۔ کیونکہ** اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بھی ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے **حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی

مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے

نوٹ:۔ ملہم اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا ابھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل عہ نصف بوتل عہ

فہرست ادویات مفت۔

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہمدرد سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد کے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی سعہ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک ڈکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح تندرست بنا دیتا ہے کہ ہر حوادث زمانہ اگر تلوارین بھی مارے تو بھی ہٹ کر بے آب ہو جاوین ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور نامی ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لیے لاثانی دوا نہیں جنہیں کیا تھا زمانہ یا جوانی کی بے بہا دولت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تیر کا مل یا تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و ابداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے بدل کر جوانمرد جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کر کے معزز طاقت کو بحال کر دیتا ہے اور گئے گزرے مریض نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے۔ اور عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپیہ چار آنہ (دیکھیے)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

الحکم کے ساتھ طبع ہونی شروع ہوگی۔ اور ہفتہ وار ۸ صفحہ شائع ہوتے رہیں گے۔

اگر مارچ کے آخیر تک ناظرین الحکم نے ... جدید خریدار مہیا کردئے۔ تو اس ضمیمہ کی کوئی قیمت ناظرین الحکم کی جاویگی ورنہ سال کے آخیر پر ایک روپیہ زائد وصول ہوگا۔ اس سال الحکم کی ترتیب میں کئی خصوصیتیں پیدا کرینگی خداتعالیٰ سے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے۔ ہم پہر دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزمائو پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بیکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ایسے امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالیٰ فوراً دفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے۔ ہمارا یہ کام نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے

قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا طلسمی پر فائدہ اٹھایئے اور معجون طلسمی کہایئں انشاءاللہ تعالےٰ وہ اسکو پاسیئے قیمت چھ ماشہ عالہ

سرمہ سلیمانی: آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان: دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ طبیب گڑھ ضلع دہلی

پنجاب بھر کا سب سے بڑا مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

سریلے۔ خوشنما۔ پائدار۔ اعلےٰ پالش شدہ۔ واپسی کی شرط۔ بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے قیمت میں نہایت ہی ارزاں

سنگل سُر دستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ

مبتدیوں کے لئے مفید

خوش الحان جو باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی خرید نا چاہیئے اسکی سُر کا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ... درجہ دوئم ...

ڈبل سُر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ

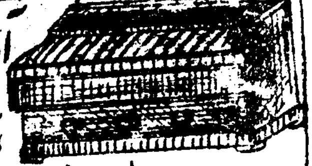

آواز نہایت ہی سُریلی و بلند

اس باجہ میں دو سٹ سروں کے لگے ہوتے ہیں۔ قیمت درجہ اول ... درجہ دوئم ...

ڈبل سُر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

۴ اسٹاپ

خواہ کرسی پر بیٹھ کر پاؤں سے بجایئے خواہ فرش پر بیٹھ کر ہاتھ سے۔ قیمت درجہ اول ... درجہ دوئم ...

نوٹ ہمراہ فرمایش ہر ایک ... پیشگی آنے چاہیئں۔ نزدیک ترین ریلوے اسٹیشن کا نام لکھنا چاہیئے

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم ۱۲
رہبر ہارمونیم ۱۲
ہارمونیم استاد ۸
کلید ہارمونیم ۴
ہارمونیم درپن ۸
پہر دو حصہ
ہارمونیم گائیڈ فی حصہ
سر چہار حصہ عہ
ہارمونیم درست کرنیکی کتاب ۸
طبلہ سیکھنے کی کتاب ۵
ستار سیکھنے کی کتاب ۵

ملنے کا پتہ

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

یہ ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے سپرد دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں۔ وہ بیمار بچوں کو تندرست اور قوی کو توانا بنا دیتا ہے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینیوفیکچرنگ کیمسٹر لندن

احمدی اور انکا مذہب

عرصہ گزرتا ہے۔ کہ میں نے مندرجہ بالاعنوان کتاب کی اشاعت کا اعلان کیا تھا مگر بعض مصروفیتوں اور روکوں کی وجہ سے میں اس کتاب کو شائع نہ کر سکا اب میں نے خداتعالیٰ کے فضل و توفیق سے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کو جلد تر شایع کرنیکا انتظام کیا جاوے اور اس طرح پر جو غلط فہمیاں بعض آدمیوں نے سلسلہ حقہ احمدیہ کے متعلق پھیلائی ہیں ان کے دور کرنیکی کوشش کیجاوے کیا عجب اللہ تعالیٰ کسی سعید روح کو اس سے فائدہ اٹھانیکی توفیق عطا فرماوے۔ کتابی صورت میں شایع کرنے میں شاید اس مفید اور ضروری کتاب کی اشاعت معرض التوا میں پڑی رہے اسلیئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسکو باقاعدہ الحکم کیساتھ شایع کرنا شروع کیا جاوے اسلیئے میں ناظرین الحکم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ فروری ۱۹۱۰ء سے یہ کتاب

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نرخ قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی؟

...ام سے	۵ر
...س سے	۱۰ر
...ستان سے باہر	۶ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۳ر ۱۲ر

نمبر ۴ قادیان دار الامان مورخہ ۷ - فروری ۱۹۱۱ء مطابق ۲۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ ہجری جلد ۱۴

احمدی اور انکا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ۞ مصطفٰے ما را امام و پیشوا

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں مندرجہ عنوان کتاب کو الحکم کیساتھ کتابی صورت میں شایع کروں۔ میں اس کتاب کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کر رہا تھا مگر بعض اسباب کے میسر نہ آنے کی وجہ سے یہ معرض التوا میں ہی اس کتاب کی اشاعت سے میرا مقصد احمدیت کے درخشاں اور منور چہرہ کو دنیا کے سامنے دکھانا ہے۔ تاکہ وہ لوگ جو غلطی اور غلط فہمی سے احمدیت کو اسلام کے خلاف کوئی جدید شے سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہو جاوے کہ احمدیت وہی اسلام ہے۔ جو ابو الملّۃ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا اعظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا ہے۔ میں اس کتاب کو بصورت کتاب ہی شایع کرنا چاہتا تھا مگر وقتی ضرورتیں داعی ہیں کہ اسے اخبار کے ساتھ ہی شایع کیا جاوے جس نیت اور غرض سے ایڈیٹر الحکم نے اسکے شایع کرنیکا اہتمام کیا ہے اللہ کے فضل سے اس میں وہ اگر کامیاب ہو گیا تو اسکی نجات کے لئے یہی ایک ذریعہ کافی ہو گا۔

اس کتاب کی تالیف میں میں نے یہ التزام کیا ہے کہ جو کچھ لکھا جاوے وہ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود یا حضرت خلیفۃ المہدی سیدنا نور الدین مدظلہ العالی ہی کی تصنیفات یا تالیفات سے استشہاد کر کے لکھا جاوے۔

میں ان علماء کی خدمت میں نہایت ادب اور منت سے التماس کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے کفر پر زور دیا ہے کہ وہ للہ فی اللہ تقویٰ اور خشیت سے کام لیکر ان اوراق کو پڑھیں اور اگر انہوں نے فتویٰ کفر میں غلطی کھائی ہے۔ اور یقیناً کھائی تو وہ شرح صدر سے اس سے رجوع کریں کہ علماء ربانی کی یہی شان ہے۔

اسکے بعد میں سرپرستان الحکم کی خدمت میں التماس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس مفید اور ضروری کام کی اشاعت میں پوری مدد دیں۔

اسلیے کہ احمدیت کے دامن کو کفر کے ناپاک داغ سے جو سراسر ظلم کی راہ سے اس پر لگایا جاتا ہے پاک کرنا ہم سب کا کام ہے!

احمدیت کے قبول کرنے میں لوگوں کو جن مشکلات اور ٹھوکروں کا خوف ہے۔ انمیں سب سے بڑی ٹھوکر یہی علماء کا کفرنامہ ہے جو عوام کو ہماری تصنیفات کے پڑھنے سے روکتا ہے۔ اسلئے اگر حقیقت احمدیت صاف طور پر واضح ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ روک بھی اٹھ جاوے یہ خیال کر لینا کہ ان فتاویٰ کفر نے ہمارا کیا بگاڑا ہے۔ اور اس سے ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے ایک قسم کی غلطی ہے کم از کم ایک مخلوق کو اس نے ہماری تالیفات کے پڑھنے سے روک رکھا ہے اور اس طرح پر اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام جو متحد طاقت سے ہونا چاہیے نہیں ہوتا۔ اسلئے اگر یہ خیال عام طور پر دور ہو جاوے تو خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ مسلمان اس ضرورت کو سمجھ لیں اور اشاعت اسلام کا کام وسیع پیمانہ پر ہو۔

پس اس مقصد اور نیت سے اسکی عام اشاعت کی ضرورت ہے اگر ہر ایک خریدار اس حسن نیت کیساتھ ایک ایک پرچہ الحکم کا غیر احمدی لوگوں میں جاری کراوے تو اس کتاب کی اشاعت پورے طور پر ہو جاوے میں ایسے تمام اخبارات عہ سالانہ قیمت پر جاری کرونگا اور اگر کسی کے ذریعہ ایک نسخہ بھی پہنچ جاوے تو ہمارا اسکے بدلہ میں کیا چیز ہے۔

مطبع انوار احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک ایڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا۔

کتبہ حافظ ...

حضرت مسیح موعود کے کلمات طیبات

"دعا اور تدبیر"

خدا تعالیٰ کا نمونۂ قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے ہمیں بتلا رہا ہے۔ کہ سلسلۂ تدابیر اور معالجات کا طلب اور استدعا سے وابستہ ہے۔ یعنی جب ہم فکر کے ذریعے سے یا کسی اور جستجو کے ذریعے سے کسی تدبیر اور علاج کو طلب کرتے ہیں۔ یا اگر ہم طلب کرنے میں احسن طریق کا ملکہ نہ رکھتے ہوں یا اگر اس میں کامل ہوں تو مثلاً اس غور و فکر کے لئے کسی ڈاکٹر کو منتخب کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے اپنی فکر اور غور کے وسیلہ سے کوئی احسن طریق ہماری شفا کا سوچتا ہے۔ تب اس کو قانونِ قدرت کی حد کے اندر کوئی طریق سوجھ جاتا ہے۔ جو کسی درجہ تک ہمارے لئے مفید ہوتا ہے سو وہ طریق جو ذہن میں آتا ہے۔ وہ درحقیقت اس خوض اور غور اور فکر اور توجہ کا نتیجہ ہوتا ہے جس کو ہم دوسرے لفظوں میں دعا کہہ سکتے ہیں کیونکہ فکر اور غور کے وقت جبکہ ہم ایک مخفی امر کی تلاش میں نہایت عمیق دریا میں اتر کر ہاتھ پیر مارتے ہیں تو ہم ایسی حالت میں بہ زبانِ حال اس اعلیٰ طاقت سے فیض طلب کرتے ہیں۔ جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں غرض جب ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبدء فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دعا کی ایک حالت ہوتی ہے۔ اسی دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو ہمارا سوچنا اور ہمارا فکر کرنا اور ہمارا طلب امر مخفی کیلئے خیال کو دوڑانا **یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں** صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دعا آداب معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اور ان کی روح مبدء فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور محجوبوں کی دعا صرف ایک سرگردانی ہے۔ جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے ربط معرفت نہیں اور نہ اس پر یقین ہے وہ بھی غور اور فکر کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کوئی کامیابی کی بات ان کے دل میں پڑ جائے اور ایک عارف دعا کرنے والا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے کہ کامیابی کی راہ اس پر کھلے لیکن محجوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا وہ مبدء فیض کو نہیں جانتا اور عارف کی طرح اس کی طبیعت بھی سرگردانی کے وقت ایک اور جگہ سے مدد چاہتی ہے۔ اور اسی کی مدد پانے کے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اس مبدء کو دیکھتا ہے اور یہ تاریکی میں چلتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض کے بعد دل میں پڑتا ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ متفکر **کے فکر کو بطور دعا قرار دے کر** بطور قبول دعا اس علم کو فکر کرنے والے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعہ سے دل میں ڈالتا ہے۔ وہ بھی خدا سے آتا ہے۔ اور فکر کرنے والا اگرچہ نہ سمجھے مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے۔ سو آخر خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ یہ طریق طلب روشنی اگر علی وجہ البصیرت اور ہادی حقیقی کی شناخت کیساتھ ہو تو وہ عارفانہ دعا ہے۔ اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی نامعلوم مبدء سے طلب کی جائے۔ اور منور حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو تو وہ محجوبانہ دعا ہے۔

اب اس تحقیق سے تو یہی ثابت ہوا۔ کہ تدبیر کے پیدا ہونے سے پہلا مرتبہ دعا کا ہے۔ جس کو قانونِ قدرت نے **ہر ایک بشر کیلئے ایک امر لابدی** اور ضروری ٹھہرا رکھا ہے۔ اور ہر ایک طالب مقصود کو طبعاً اس پل پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ پھر جائے شرم ہے۔ کہ کوئی ایسا خیال کرے کہ دعا اور تدبیر میں کوئی تناقض ہے۔ دعا کرنے سے کیا مطلب ہوتا ہے یہی تو ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب جس کو دقیق در دقیق تدبیریں معلوم ہیں کوئی احسن تدبیر دل میں ڈالے یا بوجہ خالقیت اور قدرت **اپنی طرف سے پیدا کرے** پھر دعا اور تدابیر میں تناقض کیونکر ہوا۔

علاوہ اس کے جیسا کہ تدبیر اور دعا کا باہمی رشتہ قانون قدرت کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔ ایسا ہی صحیفہ فطرت کی گواہی سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ انسانی طبائع کسی مصیبت کے وقت جس طرح تدبیر اور علاج کی طرف مشغول ہوتی ہیں ایسا ہی طبعی جوش سے دعا اور صدقہ اور خیرات کی طرف جھکتی ہیں اگر دنیا کی تمام قوموں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب تک **کسی قوم کا کانشنس** اس متفق علیہا مسئلہ کے برخلاف ظاہر نہیں ہوا۔ پس یہی ایک روحانی دلیل اس بات پر ہے۔ کہ انسان کی شریعت باطنی نے بھی قدیم سے تمام قوموں کو یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ وہ دعا کو اسباب اور تدابیر سے الگ نہ کریں **بلکہ دعا کے ذریعہ سے تدابیر کو تلاش کریں** غرض دعا اور تدبیر انسانی کے دو طبعی تقاضے ہیں۔ کہ جو قدیم سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے۔ دو حقیقی بھائیوں کی طرح انسانی فطرت کے خادم چلے آئے ہیں۔ اور تدبیر دعا کے لیے بطور محرک اور جاذب کے ہے اور انسان کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ وہ تدبیر کرنے سے پہلے دعا کیساتھ مبدء فیض سے مدد طلب کرے تا اس چشمہ لازوال سے روشنی پا کر عمدہ تدبیریں میسر آ سکیں ❁

❁ حاشیہ: آجکل مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی پایا جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ دعا کچھ چیز نہیں اور قضاء و قدر بہرحال وقوع میں آتی ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ باوجود سچائی مسئلہ قضاء و قدر کے پھر بھی خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں بعض آفات کے دور کرنے کیلئے بعض چیزوں کو سبب ٹھہرا رکھا ہے۔ جیسا کہ پانی پیاس کے بجھانے کیلئے اور روٹی بھوک کے دور کرنے کیلئے قدرتی اسباب ہیں۔ پھر کیوں اس بات سے تعجب کیا جائے کہ دعا بھی حاجت برآری کیلئے خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں ایک سبب ہے۔ جس میں قدرت حق نے فیوض الٰہی کے جذب کرنے کیلئے ایک قوت رکھی ہے۔ ہزارہا عارفوں راستبازوں کا تجربہ گواہی دے رہا ہے۔ کہ درحقیقت دعا میں ایک قوت جذب ہے۔ اور ہم بھی اپنی کتابوں میں بارہا اپنی ذاتی تجارب لکھ چکے ہیں۔ اور تجربہ سے بڑھکر اور کوئی ثبوت نہیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ قضاء و قدر میں پہلے سب کچھ قرار پا چکا ہے۔ مگر جس طرح یہ قرار پا چکا ہے۔ کہ فلاں شخص بیمار ہوگا اور پھر یہ دوا استعمال کریگا تو وہ شفا پا جائیگا اسی طرح یہ بھی قرار پا چکا ہے۔ کہ فلاں مصیبت زدہ اگر دعا کریگا تو قبولیت دعا سے اسباب نجات اس کے لیے پیدا کئے جائینگے اور تجربہ گواہی دے رہا ہے۔ کہ جس جگہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اتفاق ہو جائے کہ بہمہ شرائط دعا ظہور میں آوے وہ کام ضرور ہو جاتا ہے اسی کی طرف قرآن شریف کی یہ آیت اشارہ فرما رہی ہے۔ ادعونی استجب لکم یعنی تم میرے حضور میں دعا کرتے رہو آخر میں قبول کرونگا تعجب کہ جس حالت میں باوجود قضاء و قدر کے مسئلہ پر یقین رکھنے کے تمام لوگ بیماریوں میں ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پھر دعا کا بھی کیوں دوا پر قیاس نہیں کر

گورنمنٹ برطانیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

نمبر دوم

انگریز ایک ایسی قوم ہے جنکو خداتعالیٰ دن بدن اقبال اور دولت اور عقل اور دانش کیطرف کھینچنا چاہتا ہے۔ اور جو سچائی اور راستبازی اور انصاف میں روز بروز ترقی کرتے جاتے ہیں اور علوم جدیدہ اور قدیمہ کا تو گویا ایک چشمہ ہیں اسلیئے امید قوی ہے۔ کہ خداتعالیٰ یہ دولت بھی انہیں دیگا بلکہ میری دانست میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہرحال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خداتعالیٰ نے اس قوم سے ہمارے لیئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسان دیکھے جنکا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلیئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں جسطرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اسکے دشمن کو ذلت کیساتھ پسپا کرے خداتعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکریہ ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہمنے خداتعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خداتعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خداتعالیٰ نے اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ

اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔

سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرا اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم برگزیدہ خداتعالےٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انہوں نے پسند کی ہیں لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں خداتعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کیساتھ بسر کرو اسکے شکرگذار اور فرمانبردار بنے رہو سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں اس صورت میں ہم سے زیادہ بددیانت کون ہوگا۔ کیونکہ خداتعالےٰ کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا۔

ہمارا سچا اور صحیح مذہب جس پر ہمیں یہ لوگ کافر ٹھہراتے ہیں یہ ہے کہ مہدی کے نام پر آنیوالا کوئی نہیں ہاں مسیح موعود آگیا مگر کوئی تلوار نہیں چلیگی۔ اور امن اور سچائی سے اور محبت سے زمانہ توحید کی طرف ایک پلٹا کھائیگا اور وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رامچندر پوجا جائیگا اور نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام اور سچے پرستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رجوع کرلینگے اور یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم باامن زندگی بسر کریں اسکے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے اور جب ہم بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا سنت عبادت کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اسپر آگ برسا دیں۔ اور جو ہمیں روٹی دے اسے پتھر ماریں ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا جو کہ احسان کرنیوالے کیساتھ بدی کا خیال دل میں لاوے۔

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں **گورنمنٹ کے لیئے ہرگز خطرناک نہیں ہے۔** اور اسکے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اسکی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملیگی جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں۔ جنکو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھکر اور چھاپکر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ انکو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں درج ہیں جو ۱۲ - جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپکر عام مریدوں میں شایع ہوا ہے جسکا نام تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت* ہے جسکی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی ان ہدایتوں کو پڑھکر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھکر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شایع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دیجاتی ہے۔ کہ کس طرح انکو بار بار تاکید کی گئی ہے کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کیساتھ بلا امتیاز مذہب وملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی قریشی خونی کا قایل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ سے ہوگا۔ اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں ہاں میں اپنے نفس کیلئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰؑ کی طرح غربت کیساتھ زندگی بسر کریگا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کیساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھلائیگا۔ جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھینگے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائینگے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے میں بار بار اعلان کرچکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خداتعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا دوسرے یہ کہ خداتعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانیوالا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانیوالا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جسکے ہم زیر سایہ ہیں یعنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اسکی اطاعت میں مشغول رہنا

* ان شرائط بیعت میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کیجاتی ہے شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریق سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی طرح کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ کسی اور طرح سے شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

مسلم لیگ کا اجلاس دہلی مین

امسال آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس دہلی مین جنوری کی آخری تاریخوں مین ہوا - یہ جلسہ جس کامیابی اور خوش اسلوبی کے ساتھہ ختم ہوا وہ بزرگان دہلی کے اخلاص اور توجہ کا نتیجہ ہے - اور اس کامیابی کے لیے حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خانصاحب خصوصیت سے مسلمانونکی دلی شکر گزاری کے قابل ہین -

مسلم لیگ مسلمانون کی پولٹیکل ضروریات کے تحفظ کیلیو قایم کیا گیا ہے - اسلیے اس جلسہ مین مسلمانونکی مذہبی ضروریات پر بحث یا لحاظ نہ ہونا ایک طبعی امر ہے تاہم یہ امر بہر حال خوشی سے دیکہا جائیگا - کہ اس اجلاس کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جو مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی نے فرمائی -

مسلم لیگ کے اس اجلاس کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ اس اجلاس کی روح روان جو تقریرین ہین ان مین بالاتفاق دو باتون پر بہت بڑا زور دیا گیا ہے -

ایک ہندو مسلمانون کے اتحاد کے متعلق دوسرے انارکزم اور بغاوت کے استیصال کے متعلق مسلم لیگ کے اس اجلاس کی کارروائی کو جب ہندو کانفرنس لاہور کی روئداد سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو مسلمانون کے دنیوی لیڈرون کی یہہ فراخ حوصلگی قابل قدر اور قابل تعریف معلوم ہوتی ہے انہون نے نہایت کشادہ دلی سے ہندوؤن کو اغراض مشترکہ کیلیے ملکر کام کرنیکی تحریک کی مگر اسکے ساتھہ ہی یہ بہی ظاہر کر دیا کہ وہ اغراض مشترکہ تاج برطانیہ کی مخالفت کی نہ ہون - چنانچہ حاذق الملک نے اپنی تقریر خیر مقدم کے ضمن مین کہا -

"ہندو مسلمانون کے درمیان دوستانہ تعلقات قایم ہونے چاہئیں - پابند قانون اور وفادار تاج ہندوستانی کی تمام مساعی مین جو وہ اہل ہند کی بہبودی و ترقی مین کر رہے ہین مسلمان دل سے ساتھہ دینے اور مدد کرنیکو طیار ہین بشرطیکہ یہ کوششیں ہندوستان کو علم برطانیہ کی حفاظت سے محروم کرنیکی طرف مائل نہ ہون"

اسی طرح ہز ہائینس سر آغا خان صاحب بالقابہ اور آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ نے اپنی تقریرون میں اس مضمون کو خصوصیت سے پر زور الفاظ مین بیان کیا - یہ ایک ایسی خوش کن آواز ہے جو اہل اسلام کے حلقہ سے اٹھی ہے الحکم کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ مین نے متعدد مرتبہ اس ضرورت پر بحث کی ہے اور ہندوؤن اور مسلمانون کے لیڈرون کو متوجہ کیا ہے کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے اس شگاف کو بہرنیکی کوشش کرین جو ہندو مسلمانون مین دن بدن بڑھہ رہا ہے - اس اتحادی نکتہ خیال سے یہ اجلاس ان تمام کانفرنسون اور کانگرسون کے اجلاس سے بڑہ گیا ہے - جو دسمبر گذشتہ مین لاہور مین ہوئے تہے -

لیگ کے کام کو زیادہ وسیع پیمانہ پر مستحکم کرنیکے لئے مالی مدد بہی خوب ہوئی - اور دہلی کے مسلمانون نے اپنی مہمان نوازی کا بہی خوب ثبوت دیا اگرچہ مین پیسہ اخبار کی اس رائے سے متفق ہون کہ اگر کہانیکے دام لیئے جاتے اور مہمان نوازی پر خرچ ہونیوالا روپیہ قومی ضروریات مین دیا جاتا تو خوب تہا تاہم حال شاہی دہلی کے مسلمان رؤسا کی حمیت و غیرت نے گوارا نہ کیا کہ وہ اپنی اس اسلامی آن کو ضائع کر دین جو انکے اسلاف مین مہمان نوازی کی تہی

اس موقعہ پر ایک پمفلٹ بہی شایع کیا گیا جس مین دہلی کے مسلمانون کی وہٹر انبدی پر رائے زنی کی گئی تہی اس پمفلٹ پر تنقیدی ریمارکس کی ضرورت اگر محسوس ہوئی تو پہر کچہہ لکہا جائیگا - سر دست اتنا ضرور کہنا چاہتا ہون کہ اس پمفلٹ نویس نے اگرچہ اپنی نیوٹرلٹی کا اظہار کیا ہے مگر اس مین کچہہ بہی کلام نہین کہ وہ پارٹی فیلنگ کے زبردست اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا پڑہنے والا صریحًا اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ حاذق الملک کی پارٹی کا قصور ہے - حالانکہ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد امر ہے - بہر حال یہ اجلاس نہایت کامیابی سے ختم ہوا اس سے کم از کم یہ بات ضرور کہل گئی کہ جو لوگ حاذق الملک اور انکے ساتھہ ملکر کام کرنیوالے لوگونکی عام مخالفت کا اظہار کرتے تہے انہون نے دیکہہ لیا کہ حاذق الملک اور ان کے ساتہہ ملکر کام کرنیوالے کس قوت کے ساتھہ قومی کامون مین مصروف ہین اب مارچ کے اواخر میں دہلی مین ندوۃ العلماء کا جلسہ ہوگا چونکہ یہ ایک مذہبی جماعت ہے - اور اسکے اجلاس مین کافی وقت ہے اسلئے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو مین مسلمانون کی مذہبی ضروریات پر ایک مسلسل آرٹیکل اگلی اشاعت سے علمار ندوہ کی توجہ کے لیئے پیش کرونگا - وباللہ التوفیق

ختم کرتے ہوئے مین اس امر کا نہایت افسوس سے ذکر کرتا ہون کہ رؤسا دہلی تعجب ہے اس ضرورت کو کیون محسوس نہین کرتے - کہ دہلی میں ایک محمڈن ہال بنایا جاوے جہان مسلمانون کے ہر قسم کے مذہبی اور ملکی جلسے ہوا کرین - دہلی مین محمڈن ہال کی کمی ایک ایسی کمی ہے جو مین سمجہتا ہون دہلی کی اسلامی آبادی کے چہرہ پر ایک داغ ہے - اتنے بڑے عظیم الشان اور شاہی شہر مین مسلمانوں کا اپنا کوئی ہال نہ ہونا شرمناک امر ہے - اس سے پہلے الحکم مین ایسی تحریک پر دلی کے اس طبقہ رؤسا میں جو کام کرنیوالی جماعت ہے - یہ حس پیدا ہوئی تہی اور انہوں نے ایک ہال کی تعمیر کا مصمم ارادہ کر لیا تہا مگر نہین معلوم کیون انکی طرف سے خاموشی ہے -

کیا حاذق الملک اور انکے دوست کوشش نہ کرینگے کہ کم از کم ندوۃ العلمار کا اجلاس محمڈن ہال کی زمین کے پنڈال میں ہو حاذق الملک اور انکے دوست اور دلی کے دوسرے مسلمان خصوصیت سے توجہ کرین -

آریہ سماج خوفزدہ ہے

پرکاش کے متعلق ذیل کے نوٹ کی تائید مین پرکاش کا وہ اقتباس بہی نظر انداز نہین کرنا چاہیے - جو اس نے کلکتہ کے آربندو گہوش کے اخبار کرم یوگن سے مندرجہ حاشیہ عنوان کے نیچے دیا ہے - جس مین وہ ہزاورز کے جواب کے متعلق آریہ سماج کو ڈانٹتا ہے کہ

خوفزدہ ہو کر ہر کس و ناکس کے پیچھے اپنی وفادارانہ ..... کے سرٹیفکیٹ کے لیئے بہاگنا لغنت کرو .....

وفا داری کے سرٹیفکیٹ کا خواہشمند ہونا اور ایک ناخوشگوار جہل اور دہمکی آمیز جواب کے لیئے شکریہ ادا کرنا اس قسم کے فعل ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ دیانند کے مذہب نے سماجیوں کے کیریکٹر کو اچہا نہیں بنایا" الآخر

یہ سارا ہی نوٹ اس قسم کے اشتعال دہ الفاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا بدون کسی قسم کا حاشیہ چڑہانے کے اسے چہاپ دینا اس کی اندرونی سپرٹ کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج میں ان خیالات کی اشاعت کو پسند کرتا ہے جو کرم یوگن ملک میں پہیلانا چاہتا ہے۔ اور اسکے نزدیک بہی ہر او نر کا جواب ناخوشگوار جہل اور دہمکی آمیز ہے کیونکہ اسنے کرم یوگن کے ان الفاظ کی کوئی تردید نہیں کی

سر لوئیس ڈین جابر حاکم ہے

اس ناشکری اور کمینہ پن کی بہی کوئی حد ہے کہ سر لوئیس ڈین جیسے قابل اور بیدار مغز لفٹنٹ گورنر کو آریہ سماج لاہور کا مستعفی سیکرٹری ایڈیٹر پرکاش جابر حاکم بتاتا ہے۔ کیا اسلیئے کہ وہ نہایت دانشمندی اور بردباری کے ساتہہ صوبہ پنجاب پر حکومت کر رہے ہیں کیا اسلیئے کہ انہوں نے آریوں ہی کے خیال کے موافق انکی پوزیشن کو صاف کر دیا ہے۔ اس سے بڑہکر اور شرمناک حالت کسی شخص کی کیا ہو سکتی ہے۔ الاشیہ میں ماسٹر درگا پرشاد کی چٹھی کے تحکمانہ لہجہ پر کوئی ریمارک نکلا ہے۔ اسکا جواب دینے کا ایڈیٹر پرکاش اور اسکے دوستوں کو ہر جائز حق حاصل ہے مگر یہ اسکے لیئے قطعاً نامناسب ہے۔ کہ وہ سر لوئیس ڈین کی بردباری اور حد درجہ کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹہا کر انہیں جابر حاکم قرار دے ایڈیٹر پرکاش کی یہ حرکت شخصی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بحیثیت ایک آریہ اخبار کے ایڈیٹر ہونیکے اسے قومی آواز قرار دینا چاہیئے۔ جبکہ وہ آریہ پرتی ندہی سبہا کے مسلمہ آرگنون آریہ پتر کا اور آریہ مسافر میگزین کو بہی اپنے ہاتہہ میں رکہتا ہے۔ اور نہ یہ فقرہ اس کی جہالت اور ناواقفی کا نتیجہ سمجہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ۔ گریجویٹ ہے جو جابر کے مفہوم کو بخوبی سمجہتا ہے

اسلیئے کسی صورت میں بہی پرکاش کی یہ تحریر نظرانداز نہیں کی جا سکتی جو اسنے یکم فروری کی اشاعت میں شائع کی ہے چنانچہ وہ لکہتا ہے۔

"کیونکہ اگر یہ لہجہ واقعی تحکمانہ ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ سر لوئیس ڈین جیسا جابر حاکم اسکے لیئے سرزنش نہ کرتا حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا"

جن الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے وہ ایڈیٹر پرکاش یا آریہ سماج کے اس دلی جذبہ کو ظاہر کرتے ہیں جو وہ نیک دل اور شریف الطبع سر لوئیس ڈین کی نسبت رکہتے ہیں۔ یہ منطق بہی عجیب ہے۔ کہ اگر کوئی شریف اور اعلٰی درجہ کی بردبار طبیعت رکہنے والا انسان کسی کی غلطی پر اس خطاکار کو متنبہ نہ کرے تو وہ اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ میں ترقی کرنے میں حق بجانب ہوں میں نہیں سمجہتا۔ پرکاش کا تعلیم یافتہ ایڈیٹر اتنی بات نہ سمجہہ سکتا ہو۔

ایک برہمن باغی

تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک برہمن جو مارسلز سے آیا تہا بمبئی کے افسران بحری نے تلاشی پر اسکے پاس سے پستول کارتوس اور باغیانہ لٹریچر کی کتابیں برآمد کیں تازہ ترین اور مفصل کیفیت جو معلوم ہوئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

یہ برہمن ۲۸۔ جنوری کی سہ پہر کو فرانسیسی جہاز سٹی سے بندر بمبئی میں اترا۔ افسران محکمہ بحری جنگی نے جو ممالک غیر سے ہندوستان میں داخل ہونے والے ہندوستانیوں کی دیکہہ بہال بڑی کوشش سے رکہتے ہے۔ اوس سے کچہہ سوالات کئے۔ اور اسکا بیان ناقابل اطمینان پاکر اس کے اسباب کی تلاشی شروع کی اسکے اوڑہنے بچہونے میں تو کچہہ نہ نکلا۔ البتہ اسکے ٹرنک (صندوق) کی تلی میں ایک اور تلی (تہ) تہی جس کے اندر سے براؤننگ پستول بڑے قد کا بہت سے کارتوس اور بہت سا بغاوت انگیز لٹریچر جسکی ہندوستان میں داخلکی ممانعت تہی برآمد ہوا۔ اس سے حکام کے کان کہڑے ہوگئے اور انہوں نے اسکی مزید تلاشی لی تو دونوں بوٹوں کے اندر اور اسکی قمیص کی تہہ اندر کی طرف سلی ہوئی بہت سی باغیانہ تحریریں پائی گئیں۔ یہ برہمن جسکا نام راؤ معلوم ہوتا ہے۔ اور غالباً ایک مدراسی برہمن معلوم پڑتا ہے اسے محکمہ بحری جنگی نے گرفتار کرکے پولیس کے حوالہ کر دیا ہے" اس واقعہ سے کسی معاملہ فہم کو ذرا بہی شک نہیں رہ سکتا۔ کہ بغاوت اور انارکزم نے ہندوستان کے ایک خاص قسم کے لوگوں میں جو ہندوؤں میں سے ہیں جا بجا پنجہ مضبوط پکڑ لیا ہے۔ یہانتک کہ برہمن جو بڑے خداترس اور مذہبی احکام کے پابند مانے جاتے ہیں۔ وہ بہی برٹش حکومت کے سخت ترین دشمن ہوگئے ہیں افسوس! کیا ہندوستان کی بربادی کے اسباب یہ نہیں ہیں۔ ایسے واقعات کو دیکہتے ہوئے رائے قایم کی جا سکتی ہے کہ گورنمنٹ ہند اور اس کے حکام جو کارروائی انسداد بغاوت و انارکزم کی بابت کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں یا کرنیوالے ہیں۔ اس میں وہ حق بجانب ہیں اور یہ کہ ہندوستان کے ہر سچے خیرخواہ کو سرکار کا ہاتہہ بٹانا چاہیئے۔

ایک ذلیل کوشش

معزز اخبار زمیندار کی کچہہ کامیابی ریاست کشمیر خریدتی ہے اسکے بند کرانے کی اخبار راجپوت گزٹ نہایت ذلیل کوشش کرنی چاہتا ہے اور اسکے موجودہ ایڈیٹر کی مخالفت کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں زمیندار ایک معزز مسلمان نے جاری کیا اور اب بہی ایک معزز مسلمان کے ہاتہہ میں ہے لیکن اس بنا پر اسکی ان خدمات پر چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ جو اسنے زمیندار قوم کی کی ہیں۔ متعصب آریہ اخبارات نے بہی زمیندار کی غیر متعصب پولیسی کا اعتراف اپنے اخبارات میں کیا ہے۔ اگر راجپوت گزٹ آنکہیں رکہتا ہوا نہ دیکہہ سکے گا۔ تو اسکا کیا علاج۔ ریاست جموں کشمیر کا فرمانروا الیسی ذلیل ہمت اور حوصلہ کا مالک نہیں ہو سکتا جو راجپوت گزٹ اسے بنانا چاہتا ہے۔ کہ وہ ایک مفید اخبار کی خرید محض اس بنا پر بند کردے کہ اسکا مالک و ایڈیٹر مسلمان ہے خصوصاً اس نکتہ خیال سے بہی نہیں بند کر سکتا کہ اسکی رعایا کا بہت بڑا

نیشِ عقرب

نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

آریہ سماج کی بدگوئی اور دل آزاری کی پولیسی مین بجائے کمی کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ آریہ سماج کے بعض فہیم اور سنجیدہ آدمیون نے اس پولیسی کو ترک کر دینے کی بارہا کوشش کی ہے۔ مگر انکی کوششین کچھ بھی مفید نہین ہوئی ہین۔

مختلف مذاہب کے ہادیون اور مقدس بزرگون کی توہین کا جو بنیادی پتھر پنڈت دیانند صاحب نے رکھا تھا۔ اس پر پیچھے آنیوالی نسل نے ہر کہ آمد برو مزید کرد پر پورا عمل کر کے دکھایا ہے اس کے ثبوت کے لیئے دلائل اور شواہد کی حاجت نہین ہے کیونکہ آریون کی بدزبانی بطور امرِ واقعہ قرار پا چکی ہے۔ اور دوسرے اخبارات اور رسالجات کے علاوہ خود آرین اخبارات نے اسکو تسلیم کیا ہے۔ ابھی کسی گذشتہ اشاعت مین مین کانگڑے کے ویدک میگزین مین سے حوالجات لکھ چکا ہون اسلیئے انکی دل آزار تحریرون پر انہین متوجہ کرنا قریباً بے سود ہو چکا ہے ہادیانِ مذاہب کے چھوڑ کر سماجی لوگونکی نگہ جو شی نے پولیٹکل ایجی ٹیشن مین اپنے جو کچھ بھی جوہر دکھائے ہین۔ وہ داستان پارینہ نہین ہین۔

لیکن حکومت کی طاقت ایک زبردست طاقت ہے اور اسکی مخالفت کوئی معمولی امر نہین اسلیئے جب آریہ سماج کے خلاف عام آوازا ٹھی اور معاملہ فہم متمدن اور ذمہ دار حکام نے اپنی راؤنکا اظہار کیا اور سڈیشن کے مقدمات کا ایک سلسلہ چلا تو آریہ سماج کو اپنے لیئے ایک جدید میدان مشق تجویز کرنا ضروری تھا۔

اسکے لئے اب آریہ سماج نے اسلام کو انتخاب کیا ہے۔ اور اسلام پر قلم کے نیزہ سے وار کرنے کے لیئے اس شخص کو منتخب کرنے مین آریہ سماج کے لیڈرون نے غلطی نہین کھائی۔ جو اپنی شوخی تحریر کے سیلئے آریہ سماج مین خصوصیت سے ممتاز ہو چکا ہے یعنی

مختون آریہ پال

چنانچہ اس مقصد کے لیئے ارجن نام ایک اخبار اس سے جاری کرایا ہے۔ ارجن کا نام ہی اس اخبار کی طرف سے **اعلان جنگ ہے**۔ اسکے مقاصد مین امن کی تعلیم پہلا مقصد کہا گیا ہے۔ لیکن جو لوگ مہابھارت کی خونریز جنگ کے حالات اور اس جنگ کے ہیرو سے واقف ہین وہ جان سکتے ہین کہ ارجن کا کام ملک مین امن نہین بلکہ بدامنی پھیلانا ہوگا۔ اور اس تجویز سے یہ مدنظر رکھا گیا ہے کہ مسلمانون کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچایا جاوے اور انہین اشتعال دلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جاوے مگر مین خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہون کہ مسلمان آریہ سماج کی اس چال سے دھوکا نہ کھائینگے اور وہ **سلامت** روی اور احتیاط کے مرکز سے نہ ہٹینگے۔

آریہ سماج کی یہ چال نئی چال نہین بلکہ اس خطرناک طریق کو دیو سماج کے خلاف پہلے تجربہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ خود ارجن کے جنگی ایڈیٹر پال نے اس امر کا اقرار چھاپکر پبلک کے ہاتھہ مین دیدیا ہے۔ کہ کس طرح پہلے دیو سماج کی مخالفت کے لیئے آمادہ کیا گیا ایسا ہی اپنی تحریرون مین یہ بھی شائع کر چکا ہے۔ کہ کس طرح اسکی ان تحریرون پر جو اسنے اسلام کے خلاف پہلے شایع کی تہین آریون نے اظہار خوشی کیا ہے۔

ایسی صورت مین آریون کی یہ نئی چال نہین ہے اور آریہ سماج کے لیڈر ارجن کی ان تمام تحریرون اور نتایج کے ذمہ دار ہین جو ان سے پیدا ہون جب تک وہ

اپنی علیحدگی کا اعلان نہ کرین

مین جانتا ہون آریہ سماج مین بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو دھرمپال کی ایسی دل آزار اور متانت سے گری ہوئی تحریرون کو کبھی پسند نہین کرتے جیسا کہ انہون نے آریہ سماج کی خانہ جنگی کے وقت ان سے بیزاری ظاہر کی تہی لیکن چونکہ ارجن کے اجرا کے محرک آریہ سماج کے لیڈر ہین اس لیئے ان تمام تحریرون کے ذمہ دار ہم ان کو ہی قرار دینگے۔

ارجن دلیل اور برہان سے اسلام پر غلبہ حاصل نہین کر سکتا کیونکہ وہ خود ایک حجت نیرہ ہے ہان گالیون سے اگر جی کی رگین پھلائے جو اسکا معمول ہے تو مین ابھی سے اسے کہے دیتا ہون۔

آنچہ در گفتار فخر تست ان ننگ من است

مین تسلیم کر لیتا ہون کہ گالیان دینے مین وہ استاد ہے لیکن جہان واقعات پر بحث ہوگی وہان اسے بتا دیا جائیگا کہ ہمارے ہاتھہ مین بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے **آہنی قلم** ہے۔ اور **سلطان القلم** کی چاکری کی سعادت ہمین خدا کے فضل سے ملی ہے۔

علاوہ برین اسلام نے ہمیشہ دفاعی جنگ کی ہے۔ اور حفاظت خود اختیاری کے اصول پر کام کیا ہے۔ اسلیئے اسی اصل پر مزورتاً ہم کاربند ہونے کی خدا کے فضل سے کوشش کرینگے۔

بالآخر مہابھارت کی جنگ کا جو انجام ہوا۔ اور ارجن کے بالون نے جو کام کیا وہ جنگ پانڈون کے لیئے بابرکت ہوئی۔ یا گمنامی کا باعث وہ تعلیم یافتہ جماعت سے پوشیدہ نہین اسلیئے مین ارجن کے اجرا کو اسلام کے لیئے ضرور مفید اور مبارک فال سمجھتا ہون۔ کیونکہ اسلام کے باغ کے لیئے سماجی کھاد طیار کرنیکا کام دیگا۔

حضرت امیر المومنین کے مقالات و ارشادات

فرمایا۔ مومن کبھی مباحثات کی ابتداءً خواہش نہ کرے اپنے علم پر اپنی زبان پر کسی قسم کا گھمنڈ دل میں نہ لائے اور خدا کے حضور گرپڑے اور نفسانی جوش کا مطلق دخل نہ ہو بلکہ جو کچھ کہے یا کیے للہ ہو تو وہ شخص ابراہیم بنجاتا ہے اور خدا اپنے فضل خاص سے اسکا بنجاتا ہے۔ اور اسے وقت پر وہ باتیں سجھاتا ہے جو اسکے وہم وگمان میں بھی نہ گزری ہون۔ دوسرا موقعہ تبلیغ و وعظ کا ہے۔ اسمیں پہلے اپنی طاقت کے مطابق مضمون سوچے پھر سارا بھروسہ اللہ پر رکھے کیونکہ اس تقریر کیلئے اثر پیدا کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے پھر خدا تعالے اس شخص کی بات کو ضائع نہین جانے دیتا۔

ایک شخص یہان آیا جو میری محبت سے معمور نظر آتا تہا۔ مینے اسے پوچھا تو اسنے کہا آپنے ایکدفعہ درس مین فرمایا تہا اگر کوئی شخص قل ہو اللہ جتنا قرآن ہر روز یاد کرے تو سال مین حافظ ہو جائے مینے اسپر عمل شروع کیا۔ اب بیسون پارہ حفظ کرتا ہون دیکھو ہماری بات ضایع نہ گئی ایکدفعہ مینے خواب مین دیکھا کہ مولوی عبد القدوس صاحب کی گود مین پانچ خوبصورت لڑکے ہین جو بیٹھے ہیں ایک سے بدن ان سے میں پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے تو وہ کہیعص فرمایا۔

ایک مرد نے تیرک اسلام مین مقطعات قرآنی پر اعتراض کیا نماز مین غالباً بین السجدتین دعا کرنے پر ایکدم میں انکا راز مجہپر کہل گیا۔

فرمایا یہب لمن یشاء اناثا کو پہلے رکہا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بڑا فضل ہے فرمایا ہماری بہت سی اولاد مری بھی ہے لیکن ہمنے ہر حالت مین اللہ کا شکر کیا یہان بھی اولاد کی ضرورت ہے اور آگے بھی جو یہان کے لائق نہ تہا خدا نے اسے اسکے طور فرط رخصت فرما دیا۔

ایا محسن تجاوز تا تم پہبھی حضرت ابراہیم کے انعام ہوئے ہیں باوجود ادلاد ہونے جو ان کو بی حیین بی بی سے تو خود آئی ہے۔ حکم یہ ہے کہ بیوی بدصورت یا بری ہو تو بہی اسکے ساتھ نیک معاشرت کرو۔ کیونکہ فرمایا وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسے ان تکرھوا شیئًا ویجعل اللہ فیہ خیرًا کثیرًا

کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ

ایک گروہ صوفیا کا کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ پر کوئی چیز فرض و لازم نہیں چاہے تو انبیاء کو دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو بہشت مین یہ کلمہ بے ادبی کا ہے اور یہ راہ افراط کی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ وکان حقًا علینا نصر المومنین (۲) حضرت نبی کریم نے معاذ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اثنائے کلام مین فرمایا ماحق العباد علی اللہ۔ بندون کے حقوق اللہ پر کیا ہین (۳) اذان کیساتھ اذان کے کلمات پڑھنے کا حکم ہے صرف حی علی الفلاح میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ صرف لاحول پڑھے بعض یہ کہ یہ کلمات بھی دھرائے اور اذان کے بعد درود پڑھے اور پھر دعا مانگے اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقامًا محمود ن الذی وعدتہ۔

اس دعا کے نیچے مین نہبے۔ وجبت لہ الشفاعۃ یہاں وجب کا لفظ ہے۔

امیر المومنین کی پہلی آمد قادیان مین

میں جب پہلے پہل قادیان مین آیا تو یکہ بان نے مجہے مرزا امام دین کی رہنمائی کی کہ یہی مرزا صاحب ہین اسکو دیکھتے ہی میرے قلوب پر کچھ ایسا انقباض طاری ہوا۔ کہ مینے کہا۔ کہ اگر یہ مرزا ہے تو تم ٹھہرو مین ابھی واپس جاؤنگا۔ وہان میں بیٹھ گیا مگر دل نخواستہ اسنے خود ہی کہا کہ آپ مرزا صاحب کو ملنا چاہتے ہین اسوقت میری جان میں جان آئی۔ اور مینے خدا کا شکر کیا ایک آدمی میرے ساتھ گیا اور مین آپکے مکان پر پہونچا معلوم ہوا کہ آپ عصر کیوقت نکلینگے چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیوں سے اترے تو مین نے دیکھتے ہی دل میں کہا۔ کہ بس یہی مرزا ہے اور اس پر مین سارا ہی قربان ہو جاؤن۔ آپ دور تک میرے ساتھ چلے گئے اور مجہے یہ بھی فرمایا۔ کہ امید ہے کہ آپ جلد واپس آجاوینگے حالانکہ مین ملازم تہا اور بیعت وغیرہ سلسلہ بھی نہین تہا، چنانچہ پھر میں آگیا اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا۔ مومن مین ایک فراست ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین نے .... وکلمھم الموتیٰ کے بارے میں فرمایا۔ کوئی چالیس پچاس برس کی بات ہے۔ مینے خواب مین ایک شخص کو موتیٰ میں دیکھا۔ جو بیمار معلوم ہوتا تہا۔ مینے اسکی وجہ پوچھی تو اس نے کہا فلان محبوبہ (جس کی شکل میرے سامنے کیگئی) کے عشق مین یہ حالت ہے میں فاصلہ پر رہتا تہا کچھ دنون کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی اسی دن وہ مرا پھر مینے اسکے عشق کے بارے مین اس کے ایک خاص دوست سے دریافت کیا تو اس نے بڑا تعجب کیا وہ کہنے لگا۔ اس بات کا علم سوائے میرے اور عاشق معشوق کے اور کسی کو ہرگز نہین۔ کچھ دنون بعد مینے لڑکیوں مین اس لڑکی کو بھی پہچان لیا اور تصدیق بھی کر لی۔

دوم ایک شرابی فاسق فاجر شخص کو مینے بہشت اور غرفات آمنون مین دیکھا مین نے ازراہ تعجب پوچھا تم بہشت میں کیسے آگئے۔ تو اسنے کہا کہ خدا نے میری غریب الوطنی پر رحم کردیا۔ ان کے گہر سے دریافت کیا تو انہین اسکی موت کا علم بھی نہ تہا یہی کہتے کہ بمبئی گیا ہے اور واپس نہین آیا۔ آخر ایک دفعہ کارسیاح آئے تو انہونے بتایا کہ وہ بمبئی سے پرے مرگیا ہے اور حج کو جا رہا تہا۔ اسوقت ان کے گہر والونکو علم ہوا۔ اور مجہے مردے نے پہلے بات کی اللہ تعالےٰ مردون سے بھی نصیحت اور صداقت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ (بدر)

جنازہ غائب

برادرم اللہ دتہ موچی ساکن دینا نگر کی اہلیہ اور مخدومی سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر کے بزرگ بہائی کا انتقال ہوگیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑہین۔

مختصر نوٹ اور تازہ ترین خبرین

شیطنت

دیانندیون کا جنگی اور بھکٹا اخبار معمولی واقعات جو کسی قوم اور پیشہ سے مخصوص نہیں لکھکر مسلمانونکی دل آزاری اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے اور محمدی چور اور محمدی ڈاکو لکھکر اس کلنک کے ٹیکے کو دور کرنا چاہتا ہے جو اسکی نئی قوم کے شوخ دیدہ لوگون نے لگایا۔ اپنی مذہبی خوبیان اور دیانندی فضائل میں توست کو گرہن کرنے پر زور دیتا ہے۔ اگر اسکی نیت مین شرارت نہین تو کیون؟ وہ مدراسی برہمن اور سنسکرت کے فاضل حکین کے قاتل کا نام لیکر نہین کہتا کہ یہ برہمن دیوتا کی کرتوت ہے۔

اس سپرٹ کو ترقی نہ دو

وہ اخبارات ہندون کے ہون یا مسلمانون کے جو ہندو مسلمانون مین تلخ عداوت اور نفاق کے شگاف کو چوڑا کر رہے ہین سخت ملامت کے قابل ہین اور اس دشمنی کو بڑھانے کی یہ ایک ادنے مثال ہے جو مینے اوپر بیان کی ہے۔ کوئی شخص جب دوسرے کو اشتعال دلائے گا۔ تو کیون وہ اسکو جواب نہ دیگا۔

مینے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ ہم اس سے خوش نہین ہوتے کہ ہندو صاحبان سے یہ کمزوری ظاہر ہوئی جسکا اعتراف واقعات نے کرا دیا ہے۔ بلکہ ہمین افسوس ہے اس قسم کی بیجا حرکات تنگ ظرف لوگون ہی کو سزاوار ہین۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس بیج بغاوت و شرارت کو دور کیا جاوے اور ہندو مسلمان ملکر کوشش کرین کہ جہان ایسے خیال اور تماشہ کے لوگ ہین انہین گرفتار کرانے مین مدد دین جو اخبارات اس قسم کا جوش پھیلائیں انہین بائیکاٹ کرین۔ ہندو مسلمانون کے سوال کو چھوڑ کر اس بلا کو ملک سے نکال دو۔ برکت اسی مین ہے۔ مین نہایت سنجیدگی سے کہتا ہون کہ ہندو اخبارات جو زہر اگل رہے ہین وہ دانشمندون کے نزدیک صرف کھسیانا پن سمجھا جائیگا۔ ورنہ اس طریق کو چھوڑ دین اگر وہ مسلمانون کے خلاف لکھنا ترک کر دین تو یہ گو ممکن ہے۔ کہ انکی خریداری پر کوئی اثر پڑے مگر اسکا نتیجہ نیک ہوگا کیا ہندوستان کوئی ایسی تحریک پیش کریگا

ایڈیٹر ریویو کی ضمانت

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس ناگوار فرض کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو دیانندیون کے جدید بھکٹا اخبار کے اجرانے میرے سامنے رکھدیا ہے۔ ورنہ میں ٹالرنٹ کو پسند کرتا ہون لیکن اس صورت مین بھی جبکہ مین صرف دفاعی منصب رکھتا ہون مخاصمت اور عداوت کے الزام سے بری ہون ریویو آف ریلیجنز کے معزز اور فاضل ایڈیٹر نے آریہ سماج کے متعلق ستیارتھ پرکاش سے اقتباس کرکے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ اسکے جواب کی تو طاقت نہین ملی کھسیانے ہوکر الہ آباد کے مجسٹریٹ کے فیصلہ کی پناہ لیکر یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ آلارام سنیاسی کی ضمانت لیگئی تھی اسلیئے ایڈیٹر ریویو کی بھی ضمانت لیجاوے۔ یہ غالباً ویدک منطق ہوگی جسے دوسرے نہ سمجھ سکین۔

ایڈیٹر ریویو نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ستیارتھ پرکاش کے حوالجات ہین۔ اگر ان حوالجات یا اقتباسات کو شایع کرنا جرم ہے۔ اور شایع کرنیوالا زیر ضمانت آجانا چاہیئے تو سب سے پہلے بڑے بڑے آریہ لیڈرون کی ضمانت ہوجانی چاہیئے جنہون نے اس کتاب کو شایع کیا اسکے انگریزی اردو ترجمے کئے۔

اگر فی الحقیقت یہ زہر یلا مادہ ہے اور اسکی اشاعت کسی شخص کے جرم کو ثابت کردیتی ہے۔ تو پھر یہ خیرات تو ارجن کو گھر سے شروع کرنی چاہیئے تھی نہ کہ باہر سے

مین سادھو آلارام ساگر کی ضمانت کے معاملہ پر بحث کرنیکی ضرورت نہین سمجھتا کہ اسکے وجوہات کیا تھے مگر مین ارجن کے قانونی طالبعلم ایڈیٹر سے پوچھتا ہون کہ اگر مجسٹریٹ الہ آباد کا جوڈیشل فیصلہ آپکے مفید مطلب ہے۔ تو جس جج نے نیوگ کی تعلیم کو کھلی زناکاری کی تعلیم لکھا ہے اسکے تسلیم کرنے مین تمہیں کیا عذر ہے؟ اگر سچائی کی کوئی طاقت ہے۔ اور اسکے سامنے تمہین سر جھکانا لازم ہے تو پھر مرد میدان بنکر اعلان کرو کہ ہان نیوگ بیشک زناکاری ہے اور اگر مرف میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو ہے تو میں اس دیانندی فلسفہ سے ناواقف ہون۔

الہ آباد کے مجسٹریٹ کا فیصلہ کوئی آسمانی وحی نہین ہے جو اسے بلا چون وچرا تسلیم کرلیا جاوے۔ یہ اسکی اپنی ذاتی رائے ہے۔ اسکے بالمقابل وہ رائے زیادہ وزندار اور قوی سمجھی جاسکتی ہے۔ جو پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنرون نے کسی وقت دی اور اسکا اظہار پنجاب کے ذمہ دار اعلے حکمران نے کیا۔

کیا یہ ممکن نہین کہ ایک ملزم کسی واقعی الزام کے نیچے ہو اور کسی قانونی نکتہ یا سقم کیوجہ سے وہ بری ہو جائے۔ تو اسمین شک نہین۔ اس مرحلہ پر اسکی بریت جوڈیشل فیصلہ کے رو سے ہوگی لیکن جاننے والے اور خود وہ شخص اپنے الزام کی حقیقت سے آگاہ ہے۔

ہم کیف چاہتے ہین کہ کوئی شوریدہ سری کے خیالات رکھے ہم تو دل سے ایسے خیالات کو نیست ونابود کرنیکے آرزومند ہین۔ واقعات نے مدبران ملک کو جن نتائج پر پہونچنے کی رہنمائی کی۔ ان اسباب کو مٹا دو۔ معاملہ صاف ہے۔ دوسرونکو گالیان دینے سے اپنی شرافت تو ثابت نہین ہوسکتی۔

اور اگر تمہارا دامن اس طرح پاک ہوجاوے تو مین شرح صدر سے کہتا ہون کہ تم دل کھولکر ہمین گالیان دو۔ اور منہ چڑاؤ لیکن اگر یہ

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کا مصداق ہے۔ تو اس کجروی کو چھوڑ دو اپنی قوم کی اصلاح کرو تم خود مقر ہو کہ دیانندی اخبارات مین ایسی تحریرین نکلین جو گورنمنٹ آریہ سماج کو پولیٹکل باڈی سمجھنے میں برسرحق تھی۔ اب بیجا جامہ پہنکر پبلک اور گورنمنٹ کو مغالطہ دیتے ہو کچھ تو شرم کرو۔

انگریزی راج اور مذہبی سبھائیں

اس عنوان سے صوفی لچھمن پرشاد صاحب نے ہندوستان میں ایک ٹریکٹ چھپوایا ہے کہ وفاداری سرکار کا جذبہ پیدا کرنیکا کام خاص سبھاؤن کے سپرد کیا جاوے اور وہ سبھائیں صرف مذہبی سبھائیں ہوسکتی ہین۔ کیونکہ ابھی تک اہل ہند کے دل پر جو جذبہ سب سے زیادہ اثر پیدا کرتا ہے وہ مذہبی جذبہ ہے۔ صوفی لچھمن پرشاد صاحب کی یہ رائے بہت قابل قدر ہے۔ اور میں اس سے بالکل متفق ہون۔ ہم لیڈرونکو یہ کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ حق تو یہ ہے الحکم مین ایک کالم اس مقصد کیلیئے خاص کردیا گیا ہے۔

دلی محمڈن ہال

دہلی محمڈن ہال کے ...

... زاید حصہ ملک کا گیا ہے۔ مبارک!

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کا ایک خط

”مدرسہ الٰہیات کے سکرٹری کے نام“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔

مکرم معظم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ہندوستان میں جہانتک مجھے علم ہے یہ چند لوگ الٰہیات کے مختلف شاخون پر بحث کرنیوالے گذرے ہیں اور ہیں۔

پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جنہوں نے ازالۃ الخفا اور قرۃ العین شیعون کے مقابلہ مین اور حجۃ اللہ البالغہ اور تفہیمات جیسی کتابیں لکھی ہیں انکے بعد شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ اور رجوم الشیاطین جیسی کتابیں شیعوں کے مقابلہ مین تصنیف کین انکے آخر مولوی حیدر علی مرحوم تھے لکھنؤ کے مجتہدون اور علماء مین میر حامد حسینؓ اور انکے بھائی اور انکے والد گذرے ہین جنہوں نے تشئید المطاعن استقصاء الافہام اور عبقات الانوار جیسی وسیع کتابیں لکھین مگر یہ مباحثہ اسلامی فرقون مین محدود تھا۔

عیسائیوں کے مقابلہ مین استفسار اور اظہار الحق سید آل حسنؒ اور مولوی رحمت اللہ کی مبارک تصنیف اپنے وقت مین اپنا نظیر آپ ہی تھی استفسار اور اظہار الحق کی محنت کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے مگر مسلمانون نے ان دونوں کتابوں سے بہت کم فائدہ اٹھایا۔

اس کے بعد مولوی محمد علیؒ صاحب کانپوری کی پیغام محمدی و دفع التلبیسات اور مراسلات چودہری مولا بخش اور سید احمد خان بہادر اور مولوی مہدی علی صاحب کی تصنیف بھی کچھ کم قابل قدر نہیں آریہ کا جدید مذہب انکے مقابلہ مین حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی کے چھوٹے چھوٹے رسایل بہت ہی مفید اور بابرکت ہیں مگر ہمارے علماء نے ایسے سلم الثبوت عالم کی تصنیف سے بھی کم ہی فائدہ اٹھایا آخر حضرت مرزا صاحب نے جنگ مقدس سرمہ چشم آریہ ست بچن چشمہ معرفت مین ان مباحثات کو قلع قمع کرنیکے لئے جو کلام کیا اس سے فائدہ اٹھانیوالے بھی ہمارے علماء مین تھوڑے ہین اگر میں اسلئے کہ تحدیث نعمۃ اللہ بھی ضروری ہے اس تحدیث کو مدنظر رکھکر یہ کہوں کہ تیرہ سو برس مین جو مناظرے مخالفین سے ہوئے ہین ان مین اپنے تنوں کے مقابل اور قرآن کریم کے منکروں کے سامنے قرآن کریم ہی کے تمن کو جواب دینے کیلئے جو توفیق مجھکو ملی ہے اور وہ فصل الخطاب نور دین ابطال الوہیت مسیح تصدیق براہین احمدیہ کے ذریعہ کسی قدر ظاہر ہو سکتی ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے ان تمام چیزوں سے کم فائدہ اٹھایا ہے تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم انکے نزدیک ایک پکے بے ایمان اور اسلام کے دشمن ہین اور ہماری کتابوں کا دیکھنا بھی نہیں کہ وہ لاشئے محض ہیں۔ بلکہ مضر اور سخت مضر ہے تفسیر کبیر نے قالت الیہود لیست النصارٰی علیٰ شیءٍ و قالت النصارٰی لیست الیہود علیٰ شیءٍ کے نیچے ایک بڑا قابل قدر نکتہ لکھا ہے۔ امام رازی کو امام یقین کرنیوالے لوگ اگر چاہین تو اس سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔

ہندوستان سے باہر جو کچھ کہ مجھکو معلوم ہے شیخ ابن تیمیہ نے عیسائی مذہب کے مقابل الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح اور شیعون کے مقابل منہاج السنۃ اور اس سوال کے جواب میں کہ نقل صحیح اور عقل صریح دونو کی مخالفت نہیں ہو سکتی کتاب در تعارض العقل والنقل چار جلد مین لکھین جو خدا کے فضل سے ان دنون چھپی ہوئی بھی ہمارے سامنے ہیں اور یہ بہت بڑا فضل جناب الٰہی کا ہے اور انکے تلمیذ شیخ ابن قیمؒ نے ہدایۃ الحیارٰی فی رد علی الیہود والنصارٰی اور نونیہ جیسی کتابیں لکھکر اسلامیون پر بہت احسان کیا ہے ہمارے ملک میں(۱) جس علم کلام کی اسوقت ضرورت ہے وہ صرف پانچ قومون کے ساتھ بیرونی جنگ ہے اول عیسائی مسیحی لوگ انکا ایک مسئلہ الوہیت مسیح اور کفارہ اور پھر انکی یہ آزادی کہ انپر کوئی شریعت حکم رانی نہ کرے بس تین مسئلے ہین جن پر ہمین مباحثہ کی ضرورت ہے۔ اور اسلامیون پر جو یہ الزام دیتے ہین کہ ہم انکے اس مجموعہ کے مصدق ہیں۔ اسکا جواب دینا۔

دوم۔ آریہ ہین جو قدم ارواح قدم مادہ قدم زمانہ قدم فضا اور تناسخ کے سوالے ہین۔ سوم برہمو جو نبوتون اور ملائکہ اور بہشت و دوزخ کے انکار کرنیوالون مین ہین۔ چہارم جین جو ہستی باری کے منکر ہین(۱) پانچویں کالجوں سے نکلے ہوئے بعض آزاد طبیعت جو بہت ہی جلد جدا ہونے کے لئے تیار ہین۔ صرف انکو یہ دہوکا ہے۔ اور شاید حق بجانب بھی ہین۔ کہ پرانی طرز کے علماء انکو کچھ نہیں سمجھا سکتے۔ مگر ان نوجوانون مین ہمت نہین۔ میں نے آپ کے مدرسہ الٰہیات کو جب سے سنا مجھے یہ فکر لگی ہوئی ہے۔ کہ اس میں کون کون سی کتاب اور کس کس کتاب کا انتخاب درس دیا جاتا ہے مجھے یہ ڈر رہتا ہے۔ کہ بعض اس زمانہ کے سلم الثبوت لوگ مسلمانون مین فارابی یا ابن سینا اور شہاب الدین مقتولؒ ہی فلسفہ دان یقین کرتے ہین۔ اور اگر ان سے آگے ہین تو ابن رشد اور پھر غزالی کو دبی زبان سے فلسفی کہتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ ان پانچوں کی تربیت یافتہ جماعت اسلام مین کون سی ہے جو کم سے کم انکے ہی زمانہ مین فلسفہ کے سامنے مسلمانوں کی سپر تھی۔ مینے جو تکلیف جناب کو دی ہے۔

آپنے نصاب کے نمبر ۳ مین مفتی محمد عبدہ کی تصنیف کا ذکر فرمایا ہے لیکن جہانتک مینے اس شخص کی تصنیف کو پڑھا ہے۔ اس مین وہ ملائکہ کے وجود پر بہت ہی گونگا نظر آتا ہے۔ شیطان اور جن یا بہشت اور دوزخ کے وجود پر اسکا قلم ٹوٹا ہوا مجھے نظر آتا ہے۔ ممکن ہے آپکے علماء کو اسکی ایسی تحریرین نظر آئی ہون جن مین وہ ایمان بالملائکہ پر زور دیتا ہو۔ علامہ فرید وجدی کی ایک تفسیر مینے دیکھی ہے جس میں وہ کچھ بھی نہیں جو تیسے ممکن ہے۔ کہ انکی کوئی اور کتاب بہت ہی لطیف ہو اگر آپ اسکا نام اور جہاں سے ملسکتی ہو پتہ بتا دین تو آپکا مجھپر بڑا احسان ہوگا۔ تطبیق الدیانۃ الاسلامیہ اور الکلام کیا کتابین ہیں اور کس کی تصنیف ہیں اور کہاں سے ملسکتی ہیں۔ مین ان کتابوں کے دیکھنے کا مشتاق ہون۔ ہاں ایک الکلام حصہ اول اور دوم شبلی صاحب کا ہے۔ وہ میرے پاس ہے۔ اور مینے اسے دیکھا ہے اسکے پتہ دینے کی حاجت نہیں اگر کوئی اور الکلام ہے تو اس سے ضرور آگاہ فرمادیں۔

انتخابات تفسیر کبیر اور کشاف اور انتخاب سیر کیا کسی بزرگ نے علیحدہ لکھے ہیں۔ میں اب اس خط کو ختم کرتا ہون اور اسباب کو ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا ایک دوست جو کتابوں کی تجارت کرتے تھے۔ مکہ معظمہ کے رہنے والے تھے کبھی کبھی بعد الحج وہ بمبئی مین آجاتے تھے ایکدفعہ انہوں نے مجھے ایسے خط پر جو مینے کتابوں کی طلب پر انہیں لکھا تھا۔ اور سوائے طلب کتب کچھ بھی اس مین ذکر نہ تھا۔ بڑی ملامت کی تھی۔ اور یہ لکھا تھا۔ کہ الدین النصیحۃ اس عنوان کے نیچے پھر مجھے لکھا کہ تیرے سارے خط مین کوئی نصیحت نہ تھی اسواسطے مجھے بہت ہی رنج ہوا۔ پھر وہ مجھے لکھتے پر اوجبک تتقوی اللہ فقد فاز المتقون و ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون مین بھی آپکو انہیں کی طرح تقویٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں اور تاکید عرض کرتا ہون کہ معلم جہانتک ممکن ہو مخلص دعا کے مانگنے والے تکبر اور دنیا طلبی سے پاک دعاؤں کے قائل تقویٰ اور دعا کو ہتھیار بنانیوالے جبتک آپ مہیا نہ کرینگے آپ یقیناً یاد رکھیں کامیابی بالکل محال ہوگی۔ میری عمر ستر سے تجاوز کرتی ہے۔ اور مجھے نوجوانوں اور علماء سے بہت ہی معاملہ پڑا ہے۔ اسلئے آخر میں اس عرض کو ضروری سمجھا جو لوگ دعاؤں کے قائل نہین اور متقی نہیں اور اخلاص اور صواب انکے مدنظر نہیں وہ کیا مفید ہو سکتے ہین ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً۔ باتین بنانا بہت آسان ہے۔ پھر انکا موثر کرنا تقویٰ پر موقوف ہے حضرت ابراہیم کی دعا قرآن مین مکرر آتی ہے۔ جہاں وہ جناب الٰہی سے ابعث فیہم رسولاً کی دعا مانگتے ہیں۔ وہاں یتلوا علیہم ایاتہ و یعلمہم الکتٰب والحکمۃ کے پیچھے یزکی کو ضرور رکھتے ہیں۔ آپ جو کتاب میری یا حضرت صاحب کی تصنیف طلب فرماوینگے ان کے بھیجنے مین کوئی تامل یا مانع نہیں ہے۔ نور الدین

(۱) مگر مولوی صاحبان نے انکو بھی کافر بے دین اور نکما قرار دیا اس زمانہ مین شبلی صاحب بھی فرمائیں کہ وہ محدود من خیال ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

عمرش دراز باد

حضرت امیر المومنین مدظلہ العالی کا عہد ترقیون کا عہد ہے۔ قوم کی اندرونی حالت مین بہت بڑی خدا کے فضل سے علمی اصلاح ہو رہی ہے۔ مستورات مین قرآن مجید سے خاص محبت اور اسکے سمجھنے اور عمل کا جوش پیدا ہو رہا ہے حضرت کو خاص مستورات کو دو جدا جدا درس قرآن مجید کے دینے پڑتے ہین اور مردون مین بہی قرآن مجید کے دو درس ہو گئے ہین۔ ایک بعد الفجر ایک بعد العصر۔ جمعہ کی نماز مین مستورات کثرت سے شریک ہونے لگی ہین ایکدن آپنے مستورات کو درس دیتے ہوئے نخل اصلاح کا ایک عجیب نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت مین رہو اور باہم جہگڑا نہ کرنا میاں بیوی کا باہم جہگڑا گویا جنت سے نکل جانا ہے۔ اگر تم بہشت کا آرام چاہتی ہو۔ تو اپنے گہرون مین میاں کیساتہہ کسی قسم کا جہگڑا نہ کرو۔

حضرت کی صحت الحمدللہ عمدہ ہے حضرت مسیح موعود کا خاندان بہی فضل ربی کا ثناخوان ہے۔

توسیع مسجد

مسجد جامع کی توسیع نے مسجد کی شان کو دوبالا کر دیا ہے۔ نہایت شاندار کمرہ خوبی پہلو مین طیار ہو گیا ہے۔ جلسہ پر آنیوالے احباب مسجد کی اس شان کو دیکہکر انشاء اللہ ضرور محظوظ ہونگے مسجد کی ترقی سلسلہ کی ترقی کی خوشگوار نسیم ہے اور مین تو دیکہتا ہون کہ جمعہ مین مسجد جامع مین اور دوسری نمازون مین مسجد مبارک مین جگہ نہین ملتی۔ مسجد مبارک اپنی توسیع کی ضرورت زبان حال سے بیان کر رہی ہے۔ اللہم زد فزد

تعمیر بورڈنگ ہوس

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام نئی زمین مین الحمدللہ شروع ہو گیا۔ مسجد امیر المومنین کے لئے داغ بیل لگا دیا گیا۔ جلسہ تک بہت سے کام کے ہو جانیکی توقع ہے۔ مین شکرگزاری کیساتہہ اس امر کا اظہار کرتا ہون۔ کہ انجمن کے ذمہ دار بزرگ میری پیش کردہ راؤن پر توجہ فرماتے ہین مسجد جامع مین مستورات کی نماز کیلئے منارۃ المسیح کے زیر سایہ ایک چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر مین ذیل کی تجویز پیش کرتا ہون۔ اور شکریہ کے بعد از دیاد نعمت تو نقل زبانی بہی ہے۔ اسلئے کیون مین یقین نہ کرون کہ اس تجویز پر غور نہ کیا جاویگا۔ مین کہتا ہون کہ شوکت اسلام کے اظہار کی **غرض اور نیت** سے امیر المومنین کی مسجد کا بنیادی پتہر ایام جلسہ مین حضرت امیر المومنین ہزارون انسانونکے سامنے رکہین اور ابراہیمی سنت کے موافق اس مسجد کی تعمیر مین سب احباب اس دن حصہ لین۔ یہ نظارہ جسقدر موثر اور اسلامی عظمت کے اظہار کے لیئے دلچسپ ہوگا اسکا تصور بہی خوش کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس اثنا مین بورڈنگ ہوس کا کام جاری رہے۔ امید ہے **صیغہ تعمیرات** اسپر توجہ کریگا۔ اور مین یقیناً جانتا ہون کہ سلسلہ کے تمام افراد اس تجویز پر اظہار مسرت کرینگے اس کیساتہہ ہی یہ ظاہر کر دینا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد جامع کے جنوبی پہلو کے اندر ایک کتبہ اسکے سن تعمیر کا ضرور لگا دیا جاوے تاکہ آنیوالی قوم سلسلہ کی ترقیونکی دلچسپ تاریخ سے فائدہ اٹہاوے ایسا ہی مسجد مبارک کے شمالی اور اصلی پہلو مین جو حضرت اقدس کا تعمیر کردہ ہے۔ وہ الہامات اور تحریرات جو مسجد مبارک کے متعلق ہین جلسہ سے پہلے درج ہو جائین۔

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ بہت قریب آ رہا ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ کثرت سے [illegible] سلسلہ کی ضروریات پر توجہ فرمائیں اور حضرت امیر المومنین کی صحبت سے روحانی فائدہ اٹہائیں پہر ~~~ روپیہ فنڈ کی طرف توجہ دلاتا ہون اس فنڈ کی تکمیل کی طرف اگرچہ قوم نے پوری توجہ نہین فرمائی تاہم کم و بیش رقوم اس مد میں آ رہی ہین۔ کیا امید نہین کرنی چاہیے کہ اس جلسہ پر کم از کم ~~~ روپیہ فنڈ کا ~~~ ہزار تو پورا کر دیا جاوے یہ فنڈ خاص طور پر ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لیئے مخصوص کیا جاویگا جیسا کہ مینے تحریک کرتے وقت بہی اسکا ذکر کیا تہا۔ جو لوگ ممالک غیر مین وفود کے سلسلہ کا اجرا بہت جلد دیکھنا چاہتے ہین۔ وہ توجہ کرین اور اس فنڈ کی تکمیل کیلئے سعی کرین جلسہ کے پروگرام کے لیئے مین انجمن کو توجہ دلانا چاہتا ہون۔ کہ اس امر کا لحاظ رکہا جاوے۔ کہ **قومی ضروریات** اور ان ضروریات میں سے اہم اور پیش پا افتادہ ضروریات اور انکے مختلف پہلوؤن سے آگاہ کرنیکے لیئے کافی وقت لیا جاوے مدرسہ بہت بڑی کامیابی کا ایک انسٹی ٹیوشن ہمارے ہاتہہ مین ہے۔ اگر قوم اپنے بچونکو لازماً یہان بہیجنا منظور کر لے اور یہ قومی فیصلہ ہو جاوے کہ جو بچے تعلیم کے قابل ہون۔ وہ یہان بہیجے جاوین تو مین سمجہتا ہون کہ مدرسہ مین فیس کی آمدنی اتنی بڑہ سکتی ہے کہ مدرسہ کے اخراجات کا بہت بڑا حصہ نکل آوے اور دوسری طرف لڑکونکی بیشی سرکاری گرانٹ کو بڑہائے گی اسلیئے مین احمدی بزرگونکو اسطرف متوجہ کرتا ہون کہ وہ اپنے بچونکو سالانہ جلسہ پر ساتھ لے آئیں جو داخل مدرسہ ہون کیونکہ سال نو بہی یکم اپریل سے شروع ہوگا۔ اور اس طرحپر کوئی ہرج تعلیمی بہی واقعہ نہ ہوگا۔ یہ بخوبی سمجہہ لیا جاوے کہ جسقدر طلبا کی ترقی ہو گی اسی قدر **قومی نشو و نما** اور مدرسہ کی امداد مین ترقی کا پہلو نکلے گا۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام کی طرف خاص توجہ ہو رہی ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ انجمن اس کو بہی مدنظر رکہے گی۔ کہ مدرسہ کی اندرونی انتظامی ترقی کے لیئے غالباً اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ مینجر مدرسہ للہ کام کرنیوالا الگ ہو جانا چاہیئے۔ جو مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کا گونہ سپروائزر ہو۔ اس سے جہان مدرسہ کی عظمت مین ترقی ہو گی وہان انتظام مین تقسیم محنت کے اصول کیوجہ سے سہولت اور عمدگی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر کا زیادہ وقت تعلیمی نگرانی اور ترقی مین صرف ہوگا

سزا

مدراسی برہمن جکی کرتوت کا ذکر کسی دوسری جگہ کیا گیا ہے۔ حددرجہ کا محسن کش اور احسان فراموش ثابت ہوا وہ سینٹری انسپکٹر تہا اور گورنمنٹ نے اسے سرکاری خرچ پر ولایت تعلیم کے لیئے بہیجا تہا تاکہ وہ سپرنٹنڈنٹ حفظان صحت بن سکے اس برہمن دیوتا نے پاجی پن کا جو ثبوت دیا ہے وہ مدن لال ڈہینگرا کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ ارجن نے برہمن دیوتا کی اس کرتوت کا ذکر کرتے ہوئے نہین بتایا کہ وہ برہمن ہے بہرحال ایسے ۲½ سال کی سزا ہوئی خان بہادر شمس العلماء کے قاتل کو پہانسی کی سزا دیگئی۔ اچہا۔

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی کی ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بیشے اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے**

کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں ملتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ دایان وشفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے**

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے خدا کا شکر ہے۔ کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ **یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے۔**

نوٹ:۔ ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی بھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل صر نصف بوتل عہ

فہرست ادویات مفت:۔

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے:۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہیڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطور کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کیجکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی اشرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت کبھی ناممکن ہے بقول حضرت داغ دیکھئے کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی این صاحب ورانٹین میڈیکل … روس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ وریشہ … ہر ایک بار پڑتینے کو دوے یا فاسفورس کو جیکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو ابھی بجلی کی الگ سیچاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح تندرست بنا دیتا … تندرست زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پٹ کر بے آب ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور … سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے سے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روزانہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون جیمہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات … انسان کی دوبارہ زندگی کے لیئے لاثانی دوا نہیں بچپن کی تنہ زمانہ یا جوانی کی بے پرواہی لت میں جو کچھ اعتدالیوں یا خلاف قانون قدرت عادات سے جو لوگ مرض … پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں انکے لیئے روح حیات تیر کا تل یا تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت اور اغذا سے یہ دو … ہے۔ جو ہر یوم میں ہی قوت بجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرے میں رونق دا ابداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نو احشات اور تمولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کیلیئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیئے اگرچہ تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے قیمت فی شیشی روح حیات ر … روح حیات کے علاوہ ایک عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ جو ہمارا روغن نافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کرکے معزولہ طاقت کو بحال کر دیتا ہے۔ اور گئے گزرے مریض نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ دللعہ

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

خلیفہ ہارون الرشید اور ایک بدوی

ذیل میں ایک عجیب مکالمہ درج کیا جاتا ہے جو اس وقت کا ہے۔ جبکہ خلافت راشدہ خلافت نہیں بلکہ سلطنت یا حکومت کی صورت میں تبدیل ہو چکی تھی اسکو پڑھکر معلوم ہوگا کہ عملی قوت کیسی زبردست اور موثر ہوتی ہے۔ ایڈیٹر

حج کا زمانہ تھا اور اکناف عالم سے مذہب پرست مسلمان آکر مکہ معظمہ میں جمع ہوئے تھے خلیفہ ہارون الرشید بھی اسی تقریب میں داخل بیت اللہ ہوا تھا۔ اور مناسک حج کے اثنا میں خاص و عام کو طواف کرنے سے منع کر دیا تھا کہ اسکو سہولت اطمینان کے ساتھ تنہا طواف کرنیکا موقع ملے ایسی حالت میں ایک بدوی نے طواف میں خلیفہ پر سبقت کی اسکی یہ حرکت خلیفہ کو ناگوار معلوم ہوئی حاجب کو حکم دیا کہ بدوی کو فوراً منع کردے حاجب نے بدوی کو طواف سے روکنا چاہا۔ تو بدوی نے اسکو کہا "یہ ایسا مقام ہے جہاں خداوند کریم عالم نے حاکم و محکوم کو مساوات کا حق دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ سواء العاکف فیہ والباد ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم۔"

خلیفہ نے یہ جواب سنا تو اسکو بدوی کی جانب سے کچھ خوف و تامل پیدا ہوا اور وہ خاموش ہو گیا۔ اسکے بعد خلیفہ حجر اسود کا بوسہ لینے آگے بڑھا تو بدوی نے یہاں بھی اُس پر سبقت کی پھر خلیفہ مقام مصلی پر پہنچا تو اس مقام پر بھی بدوی نے سبقت کرکے نماز پڑھ لی۔

خلیفہ نے نماز سے فارغ ہو کے بدوی کے حاضر کرنیکا حکم دیا۔ حاجب دوڑا ہوا گیا۔ تو اس نے کہا "کہ امیر المومنین تمہیں یاد فرما رہے ہیں" بدوی نے کہا مجھے امیر المومنین سے کوئی ضرورت نہیں ہے اگر انہیں میری ضرورت ہے تو وہ خود میرے پاس آئیں یہ سن کے خلیفہ خود اس بدوی کے پاس گیا اور سلام کیا بدوی نے سلام کا جواب دیا خلیفہ نے کہا عرب صاحب! یہاں بیٹھ جاؤ بدوی: "یہ مکان اور حرم میرا نہیں ہے۔ کہ میں یہاں بٹھاؤں اگر تمہیں ضرورت ہو تو بیٹھو ورنہ چلے جاؤ۔

یہ جواب بھی خلیفہ کو بہت شاق گزرا ایسی گفتگو اور ایسے جوابات اُس نے کبھی نہ سنے تھے۔ اور نہ کسی کو جرأت تھی کہ امیر المومنین سے بالمشافہ ایسی باتیں کہہ سکے ہارون کو چار و ناچار بیٹھنا پڑا اور اس نے سوال کیا "تم پر خدا نے جو چیز فرض کی ہے۔ میں اسکی نسبت سوال کرتا ہوں اگر تم جواب دو تو سمجھا جائیگا کہ تم اوروں کا بھی جواب دے سکتے ہو۔"

بدوی "پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا سوال متعلمانہ ہے یا تمسخرانہ ہے؟"

خلیفہ "(اس محل استفسار پر متعجب ہو کے) خیر میرا سوال متعلمانہ ہے۔"

بدوی "تو پھر تمہیں متعلم کے طرز و انداز میں گفتگو کرنی چاہیئے۔ یہ سن کے خلیفہ دو زانو ہو بیٹھا۔

بدوی "ہاں اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

خلیفہ "خدا نے تم پر کیا فرض کیا ہے۔"

بدوی "تم کس فرض کی نسبت سوال کرتے ہو آیا ایک کی نسبت یا پانچ یا سترہ یا چونتیس یا پچاسی یا طول عمر میں ایک یا چالیس کا ایک یا دو سو کے پانچ کی بابت۔"

خلیفہ "(تعجب اور ہنسی سے بے تاب ہو کے) میں نے تم پر ایک فرض کی نسبت سوال کیا تم نے دنیا بھر کا حساب پیش کر دیا۔"

بدوی "اے ہارون اگر امور دین میں حساب نہ ہوتا۔ تو خدا تعالے روز حساب میں مخلوق کو حساب سے نہ گرفت فرماتا حق صاف کہدیا ہے نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئاً وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین [1]

بدوی کے کلمہ خطاب یعنے "اے ہارون" سے خلیفہ کے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار نمودار ہوئے۔ اور مارے غصہ کے آنکھیں جھکنی لگیں مگر اس نے غصہ کو ضبط کرکے کہا "تم نے بہت سے فرائض کا ذکر تو کر دیا ہے۔ مگر اب تمہاری خیر اسی میں ہے۔ کہ تم صاف و صریح طور پر ان کی تفسیر کرو۔ ورنہ صفا و مروہ کے درمیان تمہاری گردن مارنے کا حکم دیا جائیگا۔"

[1] ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو قائم کرینگے کسی پر ظلم نہ کیا جائیگا اگر رائی کے بھی کوئی چیز رہ گئی ہو تو ہم اُسے بتا دینگے اور ہم جیسا محاسب کافی ہے۔ ۱۲

یہ سن کے حاجب نے عرض کیا "امیر المومنین! یہ بدوی نادانی سے آپکے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ اسلیئے معاف فرما دیجئے کم از کم اس بزرگ و مقدس مقام کے خیال کر ہی درگذر مناسب ہے۔"

دونوں کی باتوں کو سنکے بدوی ہنستے ہنستے لوٹ گیا خلیفہ کو اسکی ہنسی پر بہت حیرت ہوئی۔ اور پوچھا۔ تم کس بات پر اسقدر ہنس رہے ہو؟"

بدوی "میں نہیں سمجھ سکا کہ تم دونوں میں زیادہ جاہل کون ہے۔ آیا وہ جو مرنیوالے شخص سے موت کو لوٹا دینا چاہتا ہے۔ یا وہ جو مرنیوالے کیلئے موت کو بلا رہا ہے"

اس جواب پر ہارون الرشید بالکل خاموش و بے بس ہو گیا۔ اور اس کی سچائی کے اثر سے بے اختیار رو دیا بدوی کہنے لگا تم نے سوال کیا تھا کہ خدا نے مجھ پر کیا فرض کیا ہے۔ اسکا جواب سنو! خدا تعالیٰ نے مجھ پر بہت سی چیزیں فرض کی ہیں ایک فرض سے مراد دین اسلام ہے پانچ فرض سے مراد نماز پنجگانہ ہے۔ سترہ سے مراد سترہ رکعتیں ہیں چونتیس سے مراد چونتیس سجدے ہیں پچاسی سے مراد پچاسی تکبیریں ہیں طول عمر میں ایک فرض کی مراد حج بیت اللہ ہے۔ چالیس کے ایک سے مراد بکریوں کی زکوٰۃ ہے یعنی کسی کے پاس چالیس بکریاں ہوں تو ایک بکری زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔ دو سو کے پانچ سے مراد چاندی کی زکوٰۃ ہے"

بدوی کی اس تفسیر سے ہارون الرشید بہت مسرور ہوا اسکا بغض مبدل بہ محبت ہو گیا اور اسکی نظر میں بدوی کی محبت بیٹھ گئی۔

بدوی پھر کہنے لگا "تم نے جو سوال کیا تھا۔ اسکا میں نے جواب دیدیا۔ اب میں تم سے سوال کرتا ہوں تم جواب دو" ہارون نے کہا پوچھو بدوی نے کہا ایک شخص نے نماز فجر کے وقت ایک عورت کو دیکھا۔ اسوقت وہ اُس کے لیئے حرام تھی ظہر کا وقت آیا تو وہ اُس کے لیئے حلال ہو گئی عصر کے وقت حرام تھی اور مغرب کے وقت حلال ہو گئی۔ عشا کیوقت وہ پھر اس پر حرام ہو گئی۔ دوسری صبح کو پھر حلال ہو گئی اور ظہر کیوقت حرام۔ عصر کیوقت پھر حلال ہو گئی۔ اور مغرب کیوقت

حرام تہی اور جب عشا کا وقت آیا وہ عورت اسکے لیۓ حلال ہوگئی

مسئلہ کی اس صورت کو سنکے ہارون الرشید بے انتہا متعجب ہوا۔ اور بولا "بہائی تم نے مجھ ایسے سمندر مین پھینک دیا ہے کہ تم ہی اس سے مجھ نکال سکوگے۔

بدوی "تم خلیفہ ہو اور تم سے زیادہ عالی رتبہ کوئی نہیں ہے اسلیۓ ضرور تہا کہ تم کسی مسئلہ کا جواب دینے سے عاجز نہ ہوتے مگر افسوس ہے کہ تم مجھہ سے ایک بدوی کے ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتے"

خلیفہ "آپ علم مین مجھہ سے زیادہ عالی رتبہ ہین۔ پس اس مقام مقدس کی بزرگی پر نظر کرکے اس مسئلہ کی وضاحت فرمایئے"

بدوی "خیر مین اس کی وضاحت کرتا ہون۔ مگر تم عہد کرو کہ آیندہ سے ہر شکستہ حال کیساتہ عمدہ سلوک کروگے۔ فقیر پر رحم کیا کروگے۔ اور کسی حقیر کو چشم حقارت سے نہ دیکھوگے"

خلیفہ "مین ان سب شرطونکو بطیب خاطر قبول کرتا ہون"

بدوی "تو اب مسئلہ کو سمجھو۔ ایک شخص نے کسی کی لونڈی کو نماز صبح کیوقت دیکھا اور اسوقت وہ اسپر حرام تہی۔ ظہر کے وقت اس نے لونڈی کو خرید لیا اسوقت وہ اس پر حلال ہوگئی عصر کا وقت آیا تو اس نے لونڈی کو آزاد کر دیا۔ وہ اس پر حرام ہوگئی مغرب کے وقت اس نے نکاح کیا پہر وہ اسپر حلال ہو گئی۔ صبح کیوقت اس نے طلاق دے دی پس وہ حرام ہوگئی ظہر کیوقت اس نے رجعت کی پس وہ حلال ہوگئی عصر کیوقت اس نے ظہار کیا پہر وہ حرام ہوگئی۔ عصر کا وقت آیا تو اس نے کفارہ مین اسکی طرف سے غلام آزاد کیا پہر وہ اس کے لیۓ حلال ہوگئی۔ مغرب کے وقت وہ اسلام سے مرتد ہوگیا اسصورت مین وہ پہر حرام ہوگئی۔ اور جب عشا کا وقت ہوا تو اس نے توبہ کی اور اسلام کی طرف رجوع ہوا۔ پہر وہ اس کے لیۓ حلال ہوگئی۔

اس تقریر کو سنکے ہارون الرشید کمال درجہ خوش ہوا بلکہ ایک طرح سے اسکو رشک ہونے لگا۔ بدوی کے لیۓ دس ہزار درم کا انعام تجویز کیا۔ جب درم لائے گئے۔ تو بدوی نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہین ہے مستحقین کو دیدو"

خلیفہ "مین آپکے لیۓ کچھ وظیفہ مقرر کرنا چاہتا ہون۔ جو عمر بہر آپکو بے فکر کردے"

بدوی "مجھے تمہارے وظیفہ کی حاجت نہین جس نے تمہارے لیۓ وظیفہ مقرر کیا ہے میرے لیۓ بہی وظیفہ مقرر کر چکا ہے"

خلیفہ "اچہا اگر آپ پر کچھ قرض ہو تو بیان کیجیۓ۔ مین اسکو ادا کر دیتا ہون"

بدوی "اسکی بہی کوئی احتیاج نہین ہے پہر وہ بدوی یہ اشعار پڑھنے لگا"

هب الدنيا تؤاتينا سنينا

فرض کرو کہ دنیا کئی سال تک ہی آتی رہی (تو بہی کیا ہوا)

فتكدر ساعة وتلذ حينا

کبھی آرام دکہاتی ہے کبھی تکلیف

فما ابغي لشئ ليس يبقى

مین ایسی چیز کو نہین چاہتا جو باقی نہین رہتی

واتركه غدا اللوا رثينا

اور جسکو کل وارثون کے لیۓ چہوڑ جانا پڑے

كانّي بالتراب علي يحثي

گویا مین دیکہ رہا ہون کہ مٹی مجھپر لپیوں سے ڈالی جارہی ہے۔

وبالاخوان حولي نادبينا

اور میرے اطراف بہائی بند چیختے چلاتے ہین۔

خلیفہ "دقیق القلب ہوکے، مین آخر مین امید کرتا ہون کہ آپ مجھے اپنے نام ونشان اور قبیلہ سے آگاہ فرمائینگے"

بدوی "مین موسی رضا ابن جعفر الصادق ابن محمد الباقر ابن زین العابدین ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب ہون"

یہ سنتے ہی ہارون الرشید اٹھا اور حضرت کی پیشانی پر بوسہ دے کے یہ آیت پڑہی "الله اعلم حيث يجعل رسالته"

یعنی اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا منصب کسکو دے۔ فقط

کیش رتن آئل

امرتسر میڈیکل سائنس کے مشہور معروف سیکرٹری لالہ نندلال مالک ہندو میڈیکل ہال نے کیش رتن آئل ایک تیل طیار کیا ہے جسکا نام تو سودیشی اور بدیشی بولی کا مرکب ہے۔ اس تیل کی ایک شیشی لالہ نندلال صاحب نے میرے پاس بغرض اظہار راۓ بہیجی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ یہ تیل خوشبودار اور سر اور بالوں کو نرم رکہنے کے علاوہ بالوں کو مضبوط کرتا ہے اور اس میں چکناہٹ بہی نہین۔ اس تیل کا تجربہ کیا ہے۔ فی الحقیقت وہ خوشبودار ہے۔ اور تیل علی العموم بالوں کو نرم رکہتا ہی ہے۔ خوبی کی بات یہ ہے کہ اس مین چکناہٹ کم ہے۔ مین اس تیل کے عمدہ ہونے کی تصدیق کرتا ہون۔

اسوقت بدقسمتی سے لوگون کا مذاق یہانتک بگڑ رہا ہے کہ عمدہ اشیا کی خرید و فروخت مین بہی ہندو مسلمانون کا سوال لے آتے ہین یہ بہت بیہودہ طریق ہے۔ عمدہ چیز خواہ وہ کسی کی بہی ہو اس کی قدر کرنی چاہیۓ۔ اور قرآن کریم نے تو اسی کی تعلیم دی ہے۔ اسلیۓ مین امید کرتا ہون کہ اس تیل کے ذریعہ ان فوائد کو حاصل کرنے مین مضایقہ نہین کیا جاویگا۔ جو اس کے استعمال سے حاصل ہو سکتے ہین مین لالہ نندلال صاحب کے چال چلن سے واقفیت رکہتا ہون۔ وہ ایک بااصول اور خوش معاملہ ڈرگسٹ ہے اور ایمانداری اور سچائی کے لیۓ بہت بڑے مالی نقصان اٹھا نیکو طیار رہتا ہے اس لیۓ اس تیل کی عمدگی کے لیۓ لالہ نندلال کا نام میرے تجربہ کے موافق اچھی ضمانت ہے قیمت ۱۲ فی بوتل لالہ صاحب موصوف سے ملیگا۔

اردو کی مختصر نویسی کی کتاب

لاہور کی بزم اردو کی کوششیں قابل قدر ہین

بزم اردو نے اردو مختصر نویسی کی کتاب حال مین شایع کی ہے۔ جو نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چہاپی گئی ہے کتاب قابل قدر ہے اخبار نویسون اور دکلا وغیرہ کیلیۓ نہایت ہی مفید ہے۔ قیمت ۴ر

لجة النور

حضرت حجة اللہ مسیح موعود مغفور کی تازہ شایع شدہ تصنیف جو عربی زبان مین ہے۔ اور جس کے ساتھ فارسی ترجمہ بہی ہے یہ کتاب علماء مصر شام و عرب غرض کل اسلامی ممالک کے علماء کی طرف بطور تبلیغ لکھی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور کی تصنیف جن حقایق اور معارف کا خزینہ ہوتی ہے وہ کوئی ایسا امر مخفی نہین ہے اس کتاب کی قیمت بہت ہی قلیل رکہی گئی ہے یعنے صرف ۳ر جو اصل لاگت سے بہی کم ہے احباب کو چاہیۓ کہ اسکی متعدد کاپیوں کی قیمت بہیجدین۔ تاکہ ممالک غیر مین شایع ہوسکے۔ یہ ۲۱ سو چہپی ہے اگر صرف تین سو آدمی ہی سات سات کاپیون کی قیمت بہیجدین تو یہ کتب مفت تقسیم ہوجاوے۔ درخواستین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود مغفور کے نام آنی چاہئیں

حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے ارشادات

چند روز کا ذکر ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء کھیل کر آ رہے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کسی مریض کو دیکھ کر تشریف لا رہے تھے اپنی معمولی ذرہ نوازی کے اصول پر ایڈیٹر الحکم کے دفتر کے سامنے ٹھہر کر بعض اخباری تازہ امور کے متعلق استفسار فرما رہے تھے کہ اتنے میں وہ طالبعلم بھی وہیں آ پہونچے حضرت نے بچوں کو دیکھکر السلام علیکم کہنے میں ابتدا فرمائی۔ اور یہ آپکا علی العموم معمول ہے۔ کہ حضرت امام مغفور کی طرح خود سلام میں ابتدا فرماتے ہیں بچے کھڑے ہوگئے فرمایا میں تمہیں کھیلتے ہوئے دیکھکر بہی بہت خوش ہوتا ہوں تعلیمی اور دماغی محنت کے بعد کھیلنا اور ورزش کرنا ضروری ہے اس سے قویٰ تازہ دم ہوجاتے ہیں اور اعضا میں چستی اور پھرتی پیدا ہوتی ہے صحت اچھی رہتی ہے۔ لیکن میں یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم کھیل کود کو اپنی تعلیم پر مقدم کرلو اور وقت جیسی قیمتی شے کو بہت زیادہ کھیل کود میں صرف کردو۔ **جسمانی صحت** بڑی ضروری چیز ہے۔ قرآن مجید نے اسی اصل پر کہانے پینے پہننے اور دوسرے امور صفائی وغیرہ کے متعلق خاص ہدایات دی ہیں پھر جس طرح پر جسمانی ورزش اور کسرت تمہارے جسم کے نشو و نما اور صحت کے لئے ضروری چیز ہے اسی طرح روح کو صحت اور درستی کی حالت میں رکھنے کے لئے بھی ایک قسم کی ورزش کی ضرورت ہے۔ جب تک اس ورزش سے انسان کام نہیں لیتا روحانی بیماریاں حملہ کرتی ہیں اور روح کو نکما کردیتی ہیں وہ ورزش روحانی اصطلاح میں مجاہدہ کہلاتی ہے اور وہ عام بات ہے منجملہ اس کے ایک **نماز** ہے نمازوں کی پابندی انسان کے اندر بہت سی خوبیاں پیدا کردیتی ہے صفائی اور پاکیزگی کا خیال رہتا ہے۔ حفظ اوقات کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ باہم اتفاق اور وحدت کا سبق ملتا ہے۔ سب سے بڑھکر دعاؤں کا موقعہ ملتا ہے جس سے انسان کے اخلاق عادات سنور سکتے ہیں اور نیک عادتیں اور خصلتیں بھی ایسی عمدہ چیز ہیں جو انسان کی صحت کو درست قائم رکھتی ہیں۔ اگر انسان بڑا ہی طاقتور ہو اور جسمانی صحت اچھی بھی ہو مگر بدچلن ہوجاوے تو اس کی طاقتیں زائل اور صحت خراب ہوجاتی ہے۔ پس تندرستی کے قائم رکھنے کے لئے جس چیز کی دراصل ضرورت ہے۔ وہ نیک عادات اور عمدہ اخلاق ہیں جو **روحانی ورزش** سے حاصل ہوتے ہیں اسلئے اب ورزش جسمانی پر بھی ان کو مقدم کرو جو میری عین خوشی کا موجب ہے۔"

اس مختصری باموقعہ نصیحت سے حضرت کی خواہشوں کا پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ قوم کے اندر کیا روح پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

مندرجہ بالا تقریر سے پہلے ایڈیٹر الحکم سے دریافت کیا کہ اخبارات میں تازہ ترین خبر کیا ہے۔ میں نے عرض کیا **اخبارات کا جدید قانون پاس ہوگیا ہے۔** فرمایا مصالحہ الٰہیہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ بداندیش لوگوں کی تیز تحریروں نے یہانتک نوبت پہونچائی اچھا ہے اسلام کے حقائق ظاہر ہونگے۔ اور اس طرح بھی لوگوں کی اصلاح ہوگی۔ تیز زبانی اور بدگوئی بھی ایک بیماری ہے۔ اسکے لئے قانونی بندشیں اصلاح کا کام کرینگی۔

انجمن حمایت اسلام کا ذکر تہا۔ فرمایا انجمن نے بہت بابرکت کام کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اسے مثمر کیا ہے۔ انجمن کی تالیفات نے مسلمان بچوں کو ایک حدتک دین سے آگاہ کیا ہے۔ اور یہ کتابیں بہت مقبول ہوئی ہیں۔ ملک کے ہر حصوں سے اسکی مانگ آتی ہے۔ اور وہ انجمن کی مستقل آمدنی کا بہت بڑا جزو ہیں اتنے بڑے کام میں اگر کوئی غفلت بھی ہوئی۔ تو وہ اس قابل نہیں کہ اسپر بہت بڑھکر شور مچایا جاوے اور بنے ہوئے کام کو بگاڑنے کی کوشش کی جاوے۔ یہ اصلاح کا طریق نہیں ہے۔

ایکدن میں حضرت کی خدمت میں حاضر تہا۔ باہر کے چند دوست ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اور بابو نور الٰہی صاحب وغیرہ بھی موجود تہے۔ چند سکھ باہر سے آئے۔ اور بھکاریوں میں سے ایک نے باآواز بلند ایک قسم کا لیکچر سنانا شروع کردیا۔ وہ اپنے لیکچر کے اثنا میں بعض سوال اپنے رفقا سے کرتا اور وہ جواب دیتے یہ ایک اچھا خاصہ مشغلہ بنا ہوا تہا حضرت امیر المومنین خطوط کا جواب ایسے اطمینان اور سکینت سے لکھ رہے تہے۔ کہ انہیں معلوم بھی نہ ہوا۔ کہ کون بولتا ہے اور کیا کہتا ہے۔ طبیعت میں کسی قسم کا انتشار نہ تہا۔ میں اپنے ذوق میں **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** پر غور کرنے لگا۔ اور اس عملی تفسیر کو آخر میں نے باہر نکل کر ان دوستوں سے ذکر کیا جو وہاں موجود تہے۔ اور انہوں نے ان سکھوں کی جرأت اور شوخی کا ذکر مجھ سے کیا میں نے جب انہیں اس **نکتہ معرفت** کی طرف توجہ دلائی جس نے ایک خاص ذوقی حالت مجھے عطا کی تہی۔ تو وہ بیحد مسرور ہوئے وہ یہ کہ انسان اطمینان قلب اور سکینت کا جویاں رہتا ہے۔ کبھی اسے مال و دولت کے حصول میں تلاش کرتا ہے۔ اور کبھی عمدہ لباس اور عمدہ خوراک اور حسین بی بی کے رنگ میں ڈہونڈتا ہے۔ مگر یہ اکسیر ان باتوں میں مخفی نہیں اس کے حصول کی کلید ذکر اللہ ہے۔ حضرت امیر المومنین کے قلب پر خارجی حالات کا وہ پریشان کن اثر نہیں ہوتا جو دوسروں کو معاً گھبرا دیتا ہے اسی واقعہ کو پیش کر کے میں نے بتایا۔ کہ دیکھو یہ کیسی کوہ وقاری ہے کہ ان لغویات سے اسے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ اگر کسی دوسری مجلس میں ایسا ذکر ہو تو وہ انہیں پاگل قرار دیکر باہر نکال دے مگر کس حوصلہ اور تمکنت سے بیٹھا ہے۔ اسے معلوم بھی نہیں کہ کوئی کیا کہتا ہے۔ یہ ہے **اطمینان قلب** کا ثبوت اور زندہ ثبوت۔ جو ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ خدا کرے ہم بھی اسے حاصل کرسکیں (آمین)

ایک احمدی خاتون کو نکاح ثانی پر ایذا رسانی

بدقسمتی کہ جہاں مسلمانوں میں شریعت کا استخفاف بہت سی رسوم کی پابندی سے ہو رہا ہے۔ وہاں بعض قوموں میں نکاح ثانی کو معاذ اللہ عملی رنگ میں حرام سمجھا جاتا ہے انہیں میں سے راجپوتوں کی قوم بھی ہے موضع سرکوہ ضلع ہوشیارپور کے ایک احمدی راجپوت مسمی نعمت خان نے وہاں کی ہی ایک بیوہ احمدی خاتون سے قادیان میں آکر نکاح کر لیا اسلئے کہ سرکوہ میں اسکی جان کا خطرہ تہا جب وہ واپس سرکوہ گیا تو اسکو اور اسکی عورت کو قتل کر دینے کی تجویزیں ہونے لگیں آخر مظلوم کو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا چونکہ گردو نواح کا سب انسپکٹر بہی راجپوت ہے۔ اسلئے اسکی رپورٹ بلکل بیجا رہا کا مقدمہ خارج ہوگیا اور خطرہ بڑھ گیا مجبوراً انہیں وہاں سے نکلکر

گرفتاران بلا کیلئے دعا کریں۔ **جنازہ غائب** - ۱۱ فروری ۱۹۱۰ء کو چوہدری اکبر خان احمدی سکنہ کریام فوت ہوگیا احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

مختصر نوٹ

وفادار اخبارات کی حوصلہ افزائی

گورنمنٹ نے جہاں ایک طرف انقلاب انگیز پریس کے اثر کو روکنے کے لئے جدید قانون پریس پاس کیا ہے وہاں فی الواقع اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ان اخبارات کی حوصلہ افزائی کے لئے مناسب تجاویز اختیار کی جائیں جو بدامنی کے دشمن اور ملک میں وفادارانہ خیالات پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ انقلاب انگیز لٹریچر کی کثرت اشاعت نے اہل ملک کے مذاق کو خراب کر دیا ہے اس لئے ایسے قابل قدر اخبارات کی کثرت اشاعت کی طرف گورنمنٹ اور ہندوستانی والیان ریاست کی توجہ ضروری ہے۔ اس قسم کے اخبارات مدارس اور مختلف محکمہ جات میں مہیا کئے جانے ضروری ہیں۔ میں اس رائے کی جو دکٹوریہ پیپر میں اور پیسہ اخبار وغیرہ میں ظاہر کی ہے زور سے تائید کرتا ہوں۔

اتحاد کی آوازیں اٹھ رہی ہیں

خدا کا شکر ہے کہ مسلمان باہم ملکر کام کرنے کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور ہر طرف سے ایسی صدائیں اٹھ رہی ہیں۔ ہز ہائینس سر آغا خان صاحب بالقابہ نے ندوۃ العلماء کے ایڈریس کے جواب میں علماء سے درخواست کی کہ وہ اسلام کے مختلف فرقوں میں اتحاد و یگانگت کے بڑھانے کی کوشش کریں۔ علماء اگر ذرا سی توجہ کریں۔ اور خوف الٰہی سے کام کرنے کے لئے قدم اٹھائیں تو مسلمانوں کے مذہبی نزاعوں کا فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ وقتی ضروریات پکار پکار کر انہیں اس اتحاد کی تعلیم دے رہی ہیں۔ اور افصح الوعظین سمجھا رہا ہے کہ کبھی جھگڑو نہیں ان کی ہوا بگاڑ دی ہے ب اعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر عمل کرو خدا کرے کہ یہ آوازیں مختلف طبقوں اور حصوں میں گونج کر ہی نہ رہ جائیں بلکہ اپنا عملی اثر پیدا کریں۔

یکلم الناس فی المهد کی صداقت

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں بطور اظہار نعمت آیا ہے کہ وہ مھد میں کلام کریگا اس مضمون کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پیدا ہوتے ہی کلام کرنے لگے۔ گو ہم اس آیت پاک کے معنوں میں جو کچھ سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ بہت چھوٹی عمر میں کلام کرنے لگے تھے۔ اور عمدہ عمدہ معارف جوان کی عمر کے تقاضے سے بڑھکر تھے بیان کرتے تھے۔ اور یہ داد الٰہی خاک اعجازی رنگ رکھتی ہے۔ ایسی نظیریں مختلف اوقات میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ابھی امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں ایک دس سالہ لڑکے نے خلائے جسامت کے مضمون پر عالمانہ لیکچر دیا جس کے دلائل کو سن کر بڑے بڑے ماہرین علم نے تعجب ظاہر کیا۔

انسانی تجارت

بردہ فروشی کا رواج اس وقت تک بھی بعض ان ممالک میں نہایت افسوس سے دیکھا جاتا ہے جو مہذب کہلاتے ہیں۔ شکاگو میں ایک بڑی بردہ فروش کمپنی کا ہیڈ کوارٹر ہے وہاں چین۔ جاپان اور جرمنی فرانس اور دوسرے ممالک سے خوبصورت عورتوں کو لا کر فروخت کیا جاتا ہے اور پانچ پانچ ہزار تک قیمت اٹھتی ہے۔ اسلام میں غلامی پر اعتراض کرنیوالے غور کریں کہ اسلام نے تو غلامی کو دور کیا ہے یہ بردہ فروشی شکاگو جیسے شہر میں جو تہذیب امریکہ کا مرکز کہنا چاہیئے کیسا بدنما داغ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محض علوم میں ترقی اور ایجادات اور تجارت میں بڑھ جانا اعلیٰ درجہ کے اخلاق نہیں بنا سکتا۔ تزکیہ نفوس کے لئے ان عقلی علوم سے مدد نہیں ملتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات یہ علوم بہت سے جرائم میں طاق اور تیز کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان علوم کے حصول کے لئے تقویٰ کی ضرورت نہیں وہ صرف جسمانی علوم ہیں۔ اور آسمانی معارف ہیں۔ جو تقویٰ کیساتھ وابستہ ہیں۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ ط

تہذیب کا اثر

تہذیب سے مراد دراصل اصلاح نفس و اخلاق سمجھی جانی چاہیئے اور رہے بھی یہی مگر آج تہذیب سے مراد صرف فیشن اور چند رسومات و عادات لئے جاتے ہیں۔ جو کپڑے پہننے ملنے ملانے سے متعلق ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ تہذیب تہذیب پکارتے ہوئے بھی ان مقامات میں جو اس سویلزیشن کے چشمہ سمجھے جاتے ہیں جرائم میں کمی نہیں ہوتی خاص لنڈن میں ہر سال ایک لاکھ اٹھ ہزار آدمی بحساب اوسط مختلف جرائم میں سزا پاتے ہیں جرائم کی تعریح نہایت شرمناک اور خطرناک ہوتی ہے تو کیا اب یہ نہ سمجھا جاوے کہ موجودہ تہذیب جرائم کے پیدا کرنیکے لئے بطور ان کے کام کر رہی ہے یہ بالکل سچ ہے۔ کہ موجودہ تہذیب اور تعلیم نے لوگوں کو مذہب سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور تعلیم صرف دماغ پر اثر کر کے اسکو پرفن اور حیلہ سازی کا مرکز بنا دیتی ہے۔ دل پر جو معرفت الٰہی کا منبع ہے بہت ہی کم اثر کرتی ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام اور وہ لوگ جو اصلاح نفوس کے لئے مامور ہو کر آتے ہیں دلی تربیت کی طرف توجہ کرتے ہیں کیونکہ آسمانی اور روحانی علوم کا منبع دل ہی ہے پس جب تک موجودہ تعلیم کیساتھ مذہبی تعلیم کو لازمی نہیں کیا جاتا۔ اصلاح نفس کی بجائے چالاکیاں اور مکاریاں ترقی کرینگی۔

محکمہ بندوبست گورداسپور

محکمہ بندوبست گورداسپور کے متعلق جس معاملہ پر القلم نے کچھ عرصہ گذرا قلم اٹھایا تھا آخر اسپر آخری ڈراپ سین گر گیا۔ لالہ بدری داس تحصیلدار انچارج سے گر گئے اور تبدیل ہو گئے۔ اور منشی برج لال تحصیلدار کو بارہ نمبیل ہو کر پٹھانکوٹ جانا پڑا۔ اگرچہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے منشی برج لال نے بٹالہ میں رہنے کی بہت کوشش کی مگر افسران بالادست نے مقامی حالات کے مناسب حال انکی تبدیلی کو ضروری سمجھا منظور بٹواری اپنی جگہ پر آ گیا۔ لالہ برج لال صاحب کی جگہ لالہ چھجو داس صاحب مقرر ہوئے جنکے عمدہ اخلاق اور اچھے برتاؤ کی انکے مسلمان ماتحت بھی تعریف کرتے ہیں۔ آخر وہ بھی تو ہندو ہی ہیں کیوں انکے متعلق ہندو مسلمانوں کا سوال نہیں۔ یہ محض خیالی ڈھکوسلے ہیں جو نیکدل اور نیک خیال آفیسر ہوں وہ ہندو ہوں یا مسلمان سب انکی تعریف کرتے ہیں۔ لالہ چھجو داس صاحب اپنی سادہ زندگی اور حسن اخلاق کی وجہ سے قابل تعریف ہیں افسر مال صاحب کی ناگہانی وفات پر جو جگہ خالی ہوئی تھی۔ اسپر شیخ رحیم بخش صاحب حلیم کا تقرر نہایت اطمینان سے دیکھا گیا ہے۔

کارخانہ جنینگ ریاڑکی

ملک قادر بخش صاحب تحصیلدار بٹالہ ضلع گورداسپور کے بیدار مغز اور سعی کرنیوالے ہیں جو تحریک سے تحصیل بٹالہ میں تعلیم عام اور ملکی تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے اچھے اچھے کام کر رہے ہیں ڈیرہ نانک کا ہائی سکول انکی ہی توجہ اور سعی کا نتیجہ ہے تقسیم کنوئیں کے کام میں جو اثر انہوں نے اپنے علاقہ میں ڈالا۔ وہ قابل تعریف ہے۔ قادیان ریلوے کی تحریک انکی سعی کا نتیجہ ہے۔ مواسے علاقہ کی ملک کے سرمایہ سے ایک بڑا کارخانہ جینیگ کھولنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ اس کارخانہ کے کھلنے سے بہت ترقی تجارت میں ہوگی ایسے کارخانوں میں ملک کا سرمایہ صرف ہونا بہتر ہے معرف ہے ملک صاحب کی کوشش قابل

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولنا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب مدظلہٗ العالی اس ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اہل اللہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات کے اجزا

سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں۔ اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کردی ہے**

کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بانچو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے۔ بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ

بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**

اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں۔ جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں۔ اور اسکی آمدنی

مدرسہ دایاں و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے

نوٹ:۔ ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی بہتی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے۔ قیمت فی بوتل صرف نصف بوتل ۱۲؎

فہرست ادویات مفت :۔

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے :۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ میڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپے (۵ر) سے دو لاکھ (۲) روپے کس طرح ہو گئے ؟

کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یومیہ آمدنی ۳۸۸ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری نا ممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی ہے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ دیکھئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کے کرم ٹیوبوں کو درست یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جلا کر چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتی ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پیٹ ہو کر آب ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین تعلیم یافتہ ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیانانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۳۸۸ روپے روزانہ کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بےاعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت احتلامات اور طفولیت کی ناز یا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بیرونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بوڑھوں کو جوان مرد۔ جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب اولاد بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (۲؎۸)۔ روح حیات کے علاوہ ملک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی ... مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ دور کر کے معتدل طاقت بحال کرتا ہے۔ بالکل مٹے ہوئے مریضان نامردی کو پورا مرد بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی روغن دافع سستی چار روپے چار آنہ (۴؎۴)۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر۔ پروپرائیٹر شفاخانہ علم۔ لاہور سے طلب کریں ۔

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

سریلے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۲ - اسٹاپ	ڈبل سرفولڈنگ ہارمونیم باجہ	ہارمونیم سیکھنے کی کتب
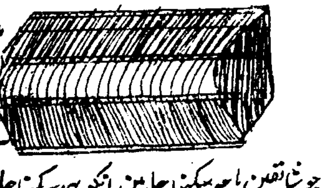 مبتدیوں کے لئے مفید۔ جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو ہی سیکھنا چاہیئے اس میں سروں کا ایک سٹ ہوتا ہے۔ قیمت درجہ اول ۱۹ روپیہ درجہ دوم ۱۶ روپیہ	خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۳۵ روپیہ درجہ دوم ۲۸ روپیہ۔ نوٹ ہمراہ فرمایش ہر ایک ۲ روپیہ آنے چاہئیں	چراغ ہارمونیم ۱۲ ر رہبر ہارمونیم ۱۲ ر ہارمونیم استاد ۸ ر کلید ہارمونیم ۴ ر ہارمونیم درپن سرود حصہ ۸ ر ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ عہ ر ہارمونیم مرست کرنیکی کتاب ۸ ر طبلہ سیکھنے کی کتاب ۸ ر ستار سیکھنے کی کتاب ۵ ر
ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴ - اسٹاپ		
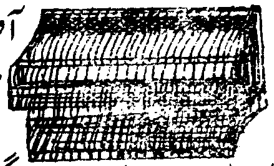 آواز نہایت ہی سُریلی و بلند۔ اس باجہ میں دو سٹ سروں کے لگے ہوئے ہیں قیمت درجہ اول ۔۔۔		

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صدمین دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں۔ وہ ہمارے بچوں کو تندرست بنا دیتا ہے اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نشان مچھلی کو جو اسکاٹ اینڈ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینیوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لیئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خواں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چھ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر ایک ۲ روپیہ تفسیر سورۃ بقرہ کا مکمل ہے تین روپے چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان! لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ پہلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہمنے اس عوارض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالےٰ فوراً دفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ لکھ دیں کہ جواہرات کے طیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اترا اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے تمام اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ وہ اکو پائیے قیمت چہ ماشہ عاؔر

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ ر

المشتہر

حکیم سرفراز حسین رضی مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی

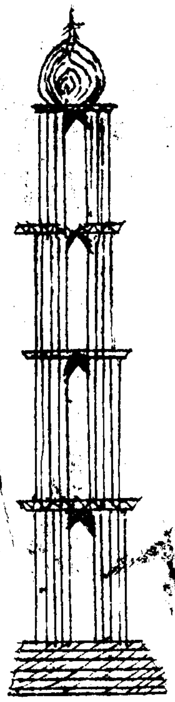

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعة

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان مورخہ ۲۱ - فروری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۱ صفر سنہ ۱۳۲۸ ہجری المقدس | جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت

الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل سے شروع ہو گئی ہے۔ اور الحکم کے سرپرست اور مخلص مربیوں نے نہایت مسرت کے ساتھ اسے خوش آمدید کہا ہے۔ الحکم کے لیئے یہ بالکل جائز اور بجا فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خریداروں میں ایک خاص جوش اور حس رکھی ہے۔ اور وہ ایڈیٹر الحکم کی ہر مبارک تحریک کو کامیاب بنانیکے لئے آمادہ رہتے ہیں ان کی یہ ہمت یہ جوش اور اخلاص دیکھکر مجھے شرم آتی ہے کہ میں ہی اپنے فرض سے قاصر ہوں ورنہ میرے دوست ہر طرح پر میری مدد کو آمادہ ہیں۔ میں ایسے دوستوں کے وجود پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزار ہوں اور ان کے لیئے دعا کرتا ہوں کہ وہ دین و دنیا میں بامراد ہوں (آمین)

الحکم کی توسیع اشاعت کی ضرورت پر مجھے کچھ بھی اب کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ اگر الحکم کے سرپرست چاہتے ہیں کہ انکا خادم الحکم قومی خدمت نہایت اطمینان اور توجہ سے کر سکے تو وہ اسے افکار سے الگ کرنیکی سعی اور بہر فضل و تائید الٰہی کی دعا کریں ورنہ جب تک یہ مشکلات اور ابتلا ہیں وہ معذور معلوم ہوتا ہے۔ الحکم کا ہر خریدار اگر یہ عہد موثق کرے کہ وہ مہینے میں کم از کم ایک خریدار مہیا کریگا جو پیشگی قیمت بھیجدے تو اس کی اشاعت کا دایرہ بہت جلد وسیع ہو جائے۔ جد و جہد کے دن ہیں اسلیئے آپ لوگ توجہ کریں۔

میں صدر انجمن کے ٹرسٹی صاحبان کو بھی متوجہ کرتا ہوں کہ وہ الحکم کے متعلق اپنا فرض ادا کرنیکی کوشش کرینگے۔ وہ سلسلہ کی انسٹیٹیوشنز کے ناظم ہیں وہ جانتے ہیں کہ الحکم نے سلسلہ کی خدمات میں سب سے اول قدم اٹھایا ہے اسوقت اسکی ضروریات اور مشکلات میں انکا ہاتھ بٹانا بے محل نہیں بلکہ فرض ہے۔ یہ کالم آیندہ بتائیگا کہ ہمارے معزز دوست کہاں تک اس میری تحریک سے متاثر ہو کر اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔

الحکم کی ترتیب یا اسکے متعلق دوسرے مشوروں کا وقت بعد میں انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اخبار کی اشاعت کے دایرہ کو خوب بڑہایا جاوے اور اسکی مفت اشاعت کیلئے میں مدد دیجاوے میرے معزز دوست ایڈیٹر الحکم پر حسن ظن رکھتے ہیں کہ وہ اخبار نویسی کے مذاق کو سمجھتا ہے اگر یہ سچ ہے تو اخبار نویسی کے فن سے کسیقدر آشنا ہوں اسلیئے میں ان سے صرف یہی استدعا کرتا ہوں کہ اگر وہ میرے قلم سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں تو میری درخواست کو قبول کر دیں الحکم کی اشاعت بڑہائیں۔

اب میں ذیل میں ان نیکدل بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے الحکم کی مفت اشاعت کیلئے اسوقت تک چندہ بھیجا ہے۔

(۱) سردار محمد ایوب خان صاحب منٹگمری (۱)
(۲) میر صادق حسین صاحب مختار عدالت (۱)
(۳) شیخ مولا بخش صاحب سرگودہ (۱)
(۴) چودہری محمد حسین صاحب گرداور (۱)
(۵) راجہ نادر خان صاحب نائب تحصیلدار (۱)
(۶) حافظ نور احمد صاحب تاجر (۱)

یہ دو دنوں کے معاونین کی فہرست ہے اور اگر کم از کم یہی رفتار رہی تو میں یقین کرتا ہوں کہ الحکم کی مفت اشاعت کا دائرہ بہت جلد وسیع ہو جائیگا۔ اسلیئے میں سردست ایک ہزار مفت خریداروں کے چندہ کیلیئے اپیل کرتا ہوں۔

مفت اشاعت کے علاوہ چودہری غلام احمد خان صاحب بی اے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک ایڈیٹر کے چھپکر شایع ہوا

حضرت مسیح موعود مغفور کے کلمات طیبات

طاعون اور اسکا علاج

چونکہ مختلف حصص ملک میں طاعون کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں اسلیئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے ملفوظات میں سے اس مضمون کے متعلق اس میں سے کچھ درج کر دیا جاوے (ایڈیٹر)

لفظ رجز جو قرآن شریف میں طاعون کے معنوں پر آیا ہے وہ نچ کیا تھ اس بیماری کو کہتے ہیں جو اونٹ کے بن ران میں ہوتی ہے اور اس بیماری کی جڑ ایک کیڑا ہوتا ہے۔ جو اونٹ کے گوشت اور خون میں پیدا ہوتا ہے سو اس لفظ کے اختیار کرنے سے یہ اشارہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ طاعون کی بیماری کا بھی اصل سبب کیڑا ہے چنانچہ ایک مقام میں صحیح مسلم میں اسی امر کی طرف کھلی کھلی تائید پائی جاتی ہے کیونکہ اس میں طاعون کا نام نغف رکھا ہے اور نغف لغت عرب میں کیڑے کو کہتے ہیں جو اس کیڑے کے مشابہ ہوتا ہے جو اونٹ کی ناک یا بکری کی ناک سے نکلتا ہے۔ ایسا ہی کلام عرب میں رجز کا لفظ پلیدی کے معنوں پر بھی آتا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کی اصل جڑ بھی پلیدی ہی ہے اس لیئے رعایت اسباب ظاہر ضروری ہے اور وہ اس طرح پر کہ طاعون کے دنوں میں مکانوں اور کوچوں اور بدروؤں اور کپڑوں اور بستروں اور بدنوں کو ہر ایک پلیدی سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ان تمام چیزوں کو عفونت سے بچایا جائے۔ شریعت اسلام نے جو نہایت درجہ پر ان صفائیوں کی تقید کی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا والرجز فاھجر یعنے ہر ایک پلیدی سے جدا رہ۔ یہ احکام اس لیئے ہیں۔ کہ تا انسان حفظان صحت کے اسباب کی رعایت رکھکر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچاوے۔ عیسائیوں کا یہ اعتراض ہے کہ یہ کیسے احکام ہیں جو ہمیں سمجھ نہیں آتے کہ قرآن کہتا ہے۔ کہ تم غسل کر کے اپنے بدنوں کو پاک رکھو اور مسواک کرو۔ خلال کرو۔ اور ہر ایک جسمانی پلیدی سے اپنے تئیں اور اپنے گھر کو بچاؤ اور بدبوؤں سے دور رہو اور مردار اور گندی چیزوں کو مت کھاؤ۔ اسکا جواب یہی ہے کہ قرآن نے اس زمانہ میں عرب کے لوگوں کو ایسا ہی پایا تھا اور وہ لوگ نہ صرف روحانی پہلو کی رو سے خطرناک حالت میں تھے۔ بلکہ جسمانی پہلو کے رو سے بھی ان کی صحت نہایت خطرہ میں تھی سو یہ خدا تعالےٰ کا ان پر اور تمام دنیا پر احسان تھا کہ حفظان صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔ یہانتک کہ یہ بھی فرمایا۔ کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنے بیشک کھاؤ پیو مگر کھانے پینے میں بیجا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو۔ افسوس پادری صاحبان اس بات کو نہیں جانتے۔ کہ جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر روحانی پاکیزگی سے بھی بے نصیب رہجاتا ہے۔ مثلاً چند روز دانتوں کا خلال کرنا چھوڑ دو۔ جو ایک ادنیٰ صفائی کے درجہ پر ہے۔ تو وہ فضلات جو دانتوں میں پھنسے رہیں گے۔ انہیں سے مردار کی بو آئے گی۔ آخر دانت خراب ہو جائینگے۔ اور انکا زہریلا اثر معدہ پر گر کر معدہ بھی فاسد ہو جائیگا۔ خود غور کر کے دیکھو کہ جب دانتوں کے اندر کسی بوٹی کا رگ و ریشہ یا کوئی چیز پھنسا رہجاتا ہے اور اسی وقت خلال کیا تہ نکالا نہیں جاتا تو ایک رات بھی اگر رہجائے تو سخت بو اسمیں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسی بدبو آتی ہے۔ جیسا کہ چوہا مرا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کیسی نادانی ہے۔ کہ ظاہری اور جسمانی پاکیزگی پر اعتراض کیا جائے اور یہ تعلیم دیجائے کہ تم جسمانی پاکیزگی کی کچھ پرواہ نہ رکھو نہ خلال کرو۔ اور نہ مسواک کرو اور نہ کبھی غسل کر کے بدن پر سے میل اتارو۔ اور نہ پاخانہ پھر کر طہارت کرو اور تمہارے لیئے صرف روحانی پاکیزگی کافی ہے۔ ہمارے ہی تجارب ہمیں بتلا رہے ہیں کہ ہمیں جیسا کہ روحانی پاکیزگی کی روحانی صحت کے لیئے ضرورت ہے۔ ایسا ہی ہمیں جسمانی صحت کے لیئے جسمانی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری روحانی پاکیزگی میں بہت کچھ دخل ہے کیونکہ جب ہم جسمانی پاکیزگی کو چھوڑ کر اسکے بد نتائج یعنی خطرناک بیماریوں کو بھگتنے لگتے ہیں۔ تو اسوقت ہمارے دینی فرائض میں بھی بہت حرج ہو جاتا ہے۔ اور ہم بیمار ہو کر ایسے نکمے ہو جاتے ہیں کہ کوئی خدمت دینی بجا نہیں لا سکتے اور یا چند روز دکھ اٹھا کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں بلکہ بجائے اسکے کہ بنی نوع کی خدمت کر سکیں اپنی جسمانی ناپاکیوں اور ترک قواعد حفظان صحت کی وجہ سے اور وں کے لیئے وبال جان ہو جاتے ہیں۔ اور آخر ان ناپاکیوں کا ذخیرہ جسکو ہم اپنے ہاتھ سے اکٹھا کرتے ہیں وبا کی صورت میں مشتعل ہو کر تمام ملک کو کھاتا ہے اور اس تمام مصیبت کا موجب جب ہم ہی ہوتے ہیں کیونکہ ہم ظاہری پاکی کے اصولوں کی رعایت نہیں رکھتے پس دیکھو کہ قرآنی اصولوں کو چھوڑ کر اور فرقانی وصایا کو ترک کر کے کیا کچھ بلائیں انسانوں پر وارد ہوتی ہیں اور ایسے بے احتیاط لوگ جو نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے اور عفونتوں کو کھانے سے اور کوچوں اور کپڑوں اور منہ سے دور نہیں کرتے۔ ان کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے نوع انسان کے لیئے کیسے خطرناک نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور کیسی یکدفعہ وبائیں پھوٹتی اور موتیں پیدا ہوتی ہیں اور شور قیامت برپا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ مرض کی دہشت سے اپنے گھروں اور مال اور املاک اور تمام اس جائداد سے جو جانکاہی سے اکٹھی کی تھی دست بردار ہو کر دوسرے ملکوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور مائیں بچوں سے اور بچے ماؤں سے جدا کیئے جاتے ہیں۔ کیا یہ مصیبت جہنم کی آگ سے کچھ کم ہے۔ ڈاکٹروں سے پوچھو کہ اور طبیبوں سے دریافت کرو کہ کیسی ابتدائی جو جسمانی طہارت کی نسبت عمل میں لائی جائے۔ وبا کے لیئے عین موزوں اور مفید ہے یا نہیں۔ پس قرآن نے کیا برا کیا۔ کہ پہلے جسموں اور کپڑوں اور گھروں کی صفائی پر زور دیکر انسانوں کو اس جہنم سے بچانا چاہا جو اسی دنیا میں یکدفعہ فالج کیطرح گرتا اور عدم تک پہنچاتا ہے پھر دوسرے جہنم سے محفوظ رہنے کے لیئے وہ صراط مستقیم بتلایا جو انسانی فطرت کے تقاضا کے عین موافق اور قانون قدرت کے عین مطابق ہے اور ہمیں نجات کی وہ راہ بتلائی جس میں کسی بناوٹی منصوبہ کی بدبو نہیں آتی +

حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے ارشادات

استویٰ علی العرش

استویٰ اور عرش دو لفظ ہین جن کے متعلق لغت عرب میں کوئی دقت نہیں صحابہ کرام مین ان کے متعلق کوئی غیر معمولی جھگڑا نہیں ہوا مگر متاخرین مین اسپر بڑی بحثیں ہوئی ہین۔

استویٰ کے معنے علیٰ ظہر استقر الفاظ محدود ہوتے ہین اور واقعات غیر محدود اس کے لئے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی لیے جاتے ہین۔ دیکھو "شئے" ہے چیونٹی کے ایک سر پر بھی شئے کا لفظ بولا جاتا ہے اور زمین و آسمان پر بھی اور اللہ تعالےٰ پر بھی اسی طرح دیکھو بیٹھنا ہاتھی بھی بیٹھتا ہے انسان بھی بیٹھتا ہے ساہوکار بیٹھ گیا بھی بولتے ہین حلق بیٹھ گیا دیوار بیٹھ گئی مگر ہر بیٹھنے کے جدا جدا معنے ہین بس اللہ لیس کمثلہ شیءٌ اسکا قرار اور بیٹھنا بھی لیس کمثلہ ہی ہے۔ غرض موصوف کے لحاظ سے معنے ہوتے رہتے ہین امام مالک سے کسی نے استویٰ کے معنے پوچھے تو فرمایا المعنی معلوم والکیف مجہول

عرش مخلوق نہین قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہین جس سے اسکا مخلوق ہونا ثابت ہو بخاری و مسلم موطا طبقہ اول اور ترمذی نسائی ابوداؤد طبقہ ثانی کی کتابوں مین بھی کوئی ایسی حدیث نہین جس سے اسکی مخلوقیت ثابت ہو سکے مین نے ایکدفعہ حضرت امامؑ سے پوچھا کہ رب العرش سے عرش کا مخلوق ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یا نہین فرمایا رب العزت بھی آیا ہے۔ تو کیا خدا اپنی صفت ازلی عزت کا بھی خالق ہے؟ پس استویٰ علی العرش کے معنے ہوئے خدا کی تجلیات کاملہ مین کوئی عیب نہین کیونکہ عرش مظہر ہے اس مقام کا جہان اولاً تمام احکام و صفات کاملہ کا اتم طور پر ظہور ہوتا ہے۔ دربار شاہی مین سب سے پہلے احکام صادر ہوتے ہین۔ رفع ابویہ علی العرش کے بھی میرے نزدیک یہی معنے ہیں کہ یوسفؑ اپنے والدین کو دربار شاہی میں لے گئے۔

۲۔ اعتداء فی الدعاء تین قسم ہے۔ ایک چلا کر دعا مانگنا اللہ نے فرمایا۔ ادعوا ربکم تضرعاً و خفیۃً دوم ایسی طرز کی دعا جو قرآن مجید و سنت نبوی کے خلاف ہو مثلاً ایک شخص جو عہد نبوی مین دعا کرتا تھا۔ اے خدا مجھے بہشت نصیب کر اور اس مین ایسے مکان ہون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا۔ کہ تو جنت الفردوس مانگ لے ایسا ہی اس قسم کی دعائیں کہ مجھے خدا بنا دے یا عورت بنا دے وغیرہ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی حدود کی پرواہ نہ کرنا اور دعا ہی کئے جانا۔

۳۔ فرمایا کہ گناہ تو ہر وقت کا برا ہے۔ مگر وہ گناہ سب سے برا ہے کہ جب کوئی مامور اصلاح کے لیئے آیا ہو تو اسکی اصلاحونکی مخالفت کیجاوے۔ وہ وقت خاص طور پر توجہ الٰہی کا ہوتا ہے۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا

۴۔ فرمایا کہ جس طرح بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے۔ اسی طرح جب کسی راستباز نبی کا نزول ہونا ہوتا ہے تو اس سے پہلے جس اصلاح کے لیئے وہ آتا ہے اسکی نسبت کچھ نہ کچھ تحریک اس قوم مین پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ مثلاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لا الٰہ الا اللہ کی تبلیغ کے لئے مبعوث ہونا تھا۔ تو امیہ بن ابصلت۔ زید بن عمر جیسے بت پرستی سے متنفر ہو گئے۔ ہمارے امامؑ نے وفات مسیح پر زور دینا تھا آپؑ سے پہلے سرسید اور آجکل کی تعلیم نے اس مسئلہ کو چھیڑ رکھا تھا۔ صرف اتنا فرق تھا کہ اگر آپ نہ آتے تو لوگ اسلام کی تعلیم پر عیب لگاتے گو اس مسئلہ کو مان لیتے آپ آئے اور بڑے زور سے فرمایا کہ وفات مسیح قرآن مجید سے ثابت ہے وھو الذی یرسل الریح بشراً بین یدیہ رحمتہ ط

۵۔ فرمایا اسوقت روئے زمین پر کوئی اہل سنت والجماعت نہین مگر احمدی جماعت تو وہی ہو گی جس کا امام ہو کیا ہمارے مخالف مسلمان ایک صف مین کھڑے کئے جاوین تو اسکا کوئی امام ہے۔ ہرگز نہین ہاں احمدی جماعت کا خصوصیت سے امام ہے۔ پس اسوقت احمدیوں کے سوائے کوئی اہلسنت والجماعت میں سے نہین۔

۶۔ فرمایا کہ قرآن مجید کے مدبرین عجیب عجیب فواید ہیں ایکدفعہ کسی نے پوچھا کہ طاعون کے دنوں مین باہر ڈیرا لگانیکا کیا حکم ہے مینے کہا کہ باہر ڈیرہ لگا لے اور یہ خروج میں داخل نہین کیونکہ سقفاً لبلدٍ میت سے ظاہر ہے کہ اس شہر کی اردگرد کی زمینیں شہر کے حکم میں ہین۔ ورنہ کوئی بتا دے۔ کہ بارش صرف شہر کے کوٹھوں پر ہوتی ہے۔ اور انہین سے الثمرات نکلتے ہیں۔

۷۔ فرمایا اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس نے کسی چیز کو مطلق بیفائدہ نہین ٹھہرایا۔ دیکھو والذی خبث لا یخرج الا نکداً میں بتا دیا کہ خبث میں بھی کچھ نہ کچھ مادہ نبت ضرور ہے۔ ورنہ خدا کا فعل عبث ٹھہرتا ہے دنیا کی کسی چیز کو کبھی لیست علیٰ شیءٍ بالکل ناکارہ نہ کہو۔ (بدر)

اس بدعت کو روک دو

قرآن شریف کے صرف اردو ترجمہ کی اشاعت کے متعلق پھر ایک آواز اٹھی ہے خدا کا شکر ہے۔ کہ جب ایسی بدعت پھیلنی چاہی ہے الحکم نے اپنی آواز اس کے خلاف اٹھانے میں مخالفت کی پروا نہین کی فیروزپور سے ایک ترجمہ شائع ہوا تھا اور وکیل ایجنسی نے اس کی اشاعت تاجرانہ رنگ مین کرنی چاہی تو الحکم نے آگاہ کیا معزز وکیل نے فوراً اسے بند کر دیا۔ اب پیسہ اخبار مین پھر ایک اردو ترجمہ بدون متن باوجود ممانعت و مخالفت علماء ایک شخص چھاپنا چاہتے ہین۔ یہ طریق سخت خطرناک اور گمراہ کن ہے اسلیئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسی بدعت کو اپنے اخلاقی او قومی اثر سے روکدین ہاں حامل المتن ترجمہ چھاپنے کے لئے کوئی مخالفت نہیں ہو سکتی بلکہ خوشی سے اس کام کو دیکھا جاتا ہے۔

عاقلے را اشارہ بس است

اطلاع

بوجوہات صرف ۴ ہی صفحہ کا اخبار شائع ہوا ہے

منیجر

آل انڈیا اشاعت اسلام ایسوسی ایشن

روزانہ پیسہ اخبار مین اشاعت اسلام کے سوال پر کبھی کبھی کوئی آرٹیکل نکلتا ہے۔ اور اب جبکہ ندوۃ العلماء کا جلسہ قریب ہے، یہ سوال پھر از سر نو تازہ ہوا ہے اور اس سوال کے مجدد مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواری ہیں مینے الحکم کی گذشتہ اشاعت مین اس سوال پر کسی قدر روشنی ڈالی ہے اسوقت ۱۹- فروری کا روزانہ پیسہ اخبار میرے سامنے ہے جس مین مندرجہ بالا عنوان سے قاضی سرفراز حسین صاحب دہلوی نے ایک مضمون شائع کرایا ہے میں کیا ہر احمدی اشاعت اسلام کے کام سے جسقدر محبت اور دلچسپی خدا کے فضل سے رکھتا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے میں اس امر کو تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہون۔

اسوقت جبکہ اسلامی دنیا متاثر ہو کر ہندوستان کے تمام سلمانون مین اس تحریک کے اجرا کی کوشش کیجاتی ہے کسقدر شرم کی بات ہے کہ حق کو پوشیدہ کرنیکے لئے یا اس کی طرف سے چشم پوشی کی خاطر ناجائز کوشش ہو۔

قاری صاحب کا ان تمام مساعی جمیلہ کو نظر انداز کر دینا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اشاعت اسلام کے متعلق ہو رہی ہین۔ ایک ناقابل عفو غلطی ہے مجھے یا سلسلہ کے افراد کو اس بات کی ہرگز پرواہ نہین کہ قاری صاحب یا کوئی اور شخص ہماری خدمات اسلام کی تعریف کرے یا اس مقصد کو لیکر ہم یہ کام کر رہے ہین۔ لیکن جبکہ ہندوستان کی اسلامی دنیا میں یہ تحریک پیش کیجاتی ہے۔ اور دوسری انجمنوں کا ذکر کر کے ایک خالص اشاعت اسلام کے کام کیلئے ایک انجمن کی ضرورت بتائی جاتی ہے۔ تو پھر جو قوم صرف یہی مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے اسکا ذکر نہ کرنا ناواقفی کی دلیل ہے۔ یا اسکی ترمین صافدلی کام نہین کرتی۔ ہندوستان مین نہین۔ بلکہ جہانتک میرا علم ہے۔ اسلامی دنیا مین قادیان ہی ایک ایسا مقام ہے اور احمدی قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جس کی زندگی اور موت اگر ہے تو اسلام اور اشاعت اسلام وہ اسی لئے جیتی ہے جب تک جیتی ہے اسلام ہی اسکی روح ہے وہی اسکی زندگی اور اسکی زندگی کا مقصد اشاعت اسلام کیا قاری صاحب یا کوئی اور بزرگ ہمین بتا سکتے ہین کہ ہندوستان بھر مین کوئی انگریزی اخبار یا رسالہ مخصوص اسی کام کے لئے ہے۔ جو اشاعت اسلام کیلئے اگر ہے تو اسکا نشان دو۔

ریویو آف ریلیجنز کی صدہا کا پیان ہر مہینے میں یورپ اور امریکہ اور جاپان مین بھیجی جاتی ہین اور مفت بھیجی جاتی ہین جنکے مضامین نے یورپ اور امریکہ کے ان خیالات مین حیرت انگیز تبدیلی کی بنیاد رکھدی ہے جو وہ اسلام کے متعلق رکھتی تھی۔

پھر انگریزی مین قرآن مجید کے ترجمہ کا کام باضابطہ شروع ہے۔ ایسا ہی ممالک غیر مین وفود بھیجنے کا سوال ہمارے سامنے ہے۔ جو ایک پہلو سے تو طے شدہ ہے یعنی اسکی ضرورت ہے۔ اور انشاء اللہ ایسے وفود بھیجے جائیں گے۔

اسی طرح ابھی ولایت میں ایک خاص رسالہ چھپایا جا رہا ہے جو ہزارون کی تعداد مین چھپایا گیا ہے اور لے مفت یا صرف لاگت پر ممالک یورپ اور ایشیا مین پھیلایا جائیگا۔

مدرسہ احمدیہ ایک زبردست اسلامی انسٹیٹیوشن ہے انشاء اللہ ہوگی جب اسکے طلباء نکلینگے تو خدا کے فضل سے ہمین یقین ہے کہ وہ ایک نمونہ ہونگے قادیان کے ہائی سکول نے جو ضرورت پیدا کی ہے اسنے اپنے نیک اور عملی نمونہ سے دکھایا ہے۔ کہ قادیان نے کیا کام کیا ہے۔ قادیان کی انجمن ارشاد اشاعت اسلام کے لئے جو کچھ کر رہی ہے۔ اور جو جماعت طیار کر رہی ہے اس سے بیرونی دنیا ناواقف ہے۔ یہ ایک انجمن ہے جسنے قرآن شریف کا درس اسطرح پر شروع کیا ہے کہ قرآن مجید پر مخالفین اسلام نے جو اعتراض کئے ہین انہین یکجا کر کے انکا جواب دے۔ اور وہ لوگ جو اس مجلس مین شامل ہین انہین ہر ایک کے اس قابل بنایا جاوے

اسی طرح پر سادہ سنگت ایک چھوٹی سی انجمن ہے جو کچھ نیر اشاعت اسلام کا کام خاموشی سے کر رہی ہے۔

دیانند مت کھنڈن سبھا قادیان ہی کے خادمون کی سعی کا نتیجہ ہے۔ ان سب کے علاوہ اشاعت اسلام کے کام کو مستحکم اور مستقل بنانیکے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے وہ بے نظیر کام کیا ہے کہ جب آگے چل کر اسلامی دنیا کہا ئے گی تو اسے معلوم ہوگا اور وہ اشاعت اسلام کے لئے وصایا کا سلسلہ ہے۔

ہر احمدی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اشاعت اسلام کیلئے کم از کم اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرے۔

غرض یہاں کا اوڑھنا بچھونا اسلام اور اشاعت اسلام ہے۔ قادیان جیسے گاؤں سے اشاعت اسلام کی غرض سے دو ماہواری رسالے دو ہفتہ وار اخبار اور ایک پندرہ روزہ پرچہ اردو مین شائع ہوتے ہین اور ایک انگریزی رسالہ نو سال سے جاری ہے۔

میری غرض ان تفاصیل سے یہ نہین کہ مین قاری صاحب یا دوسرے لوگون سے سلسلہ کو کسی قسم کی تعریف کا محتاج پاتا ہون۔ نہین بلکہ مین انہین بتانا چاہتا ہون کہ اگر وہ فی الحقیقت اشاعت اسلام کے لئے صدق دل سے کوئی قدم اٹھانا چاہتے ہین، تو تنگدلی اور بزدلی کے خیالات کو چھوڑ کر اٹھائیں۔ ہم چونکہ اس کام کو پسند کرتے ہین۔ اسلئے ہر شخص جو یہ کہکر کھڑا ہو کہ وہ خدمت اسلام کرنی چاہتا ہے۔ اسکی جائز تکریم کرنیکو اپنے دل مین جوش پاتے ہین اور اپنے لئے ان کے کا لیان سن کر بھی کہتے ہیں

ایدل تو بخاطر اینان نگہدار
کافر کند دعویٰ حب پیمبرم

مین قاری صاحب کی یہ خطرناک فرو گذاشت قابل افسوس ہے، خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ بورڈ آف ڈائرکٹرز قادیان کی طرف سے ایک ممبر لینا چاہتے ہین۔ انکا فرض تھا کہ اسلامی دنیا کو قادیان کی اشاعت اسلام کے کام سے پوری انفرمیشن دیتے تا کہ مرکزی کمیٹی کے سوال کا فیصلہ آسان ہوتا۔

مین اس سوال پر شرح و بسط سے بحث کرنا چاہتا ہون۔ اور چونکہ ندوہ کے اجلاس کے متعلق جو سلسلہ مضامین شروع ہے اسمیں یہ بحث زیادہ بسط سے آسکتی ہے۔ اسلئے انشاء اللہ العزیز ناظرین اگلی اشاعت سے اسے مبسوط طور پر پڑھینگے۔ اور اس خیال سے کہ ہماری یہ تحریک عام مسلمانون تک پہنچ جاوے اخیر مارچ تک الحکم کی ایکسو کاپیان زاید چھاپکر مفت تقسیم ہوتی رہینگی جو ملک کے سمجھدار اور ذی فہم مسلمانون کے پاس جائینگی یہ زاید خرچ بحالات موجودہ کارخانہ الحکم ہرچند برداشت کرنیکے قابل نہین مگر وہ اشاعت اسلام کے شیدائی دوستوں سے متوقع ہے کہ وہ اس میں اسکا ہاتھ بٹائینگے۔ مین انہیں یقین دلاتا ہون کہ مسلمانون کے فہیم طبقہ مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انٹروڈیوس کا یہ نورین ذریعہ ہے اور اسی ہاتھ سے نہین دیا جائیگا انشاء اللہ۔

احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں؟

پچھلے دنوں ہمارے چند معزز احمدی راجپوت بھائیوں نے تجویز کی تھی کہ ان راجپوت مسلموں میں تبلیغ کا کافی انتظام کیا جاوے جہاں آریوں نے فتنہ ارتداد برپا کیا ہے۔ اس تجویز کو نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ چودھری مولا بخش صاحب بھٹی نے بھی پورے زور سے اسکی تائید کی اور ہر طرح سے مدد دینے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ میں جانتا ہوں کہ چودھری مولا بخش صاحب اپنے بھائیوں میں اس تحریک کو بار آور بنانے کیلئے بہت کچھ کر سکتے ہیں مگر اس تحریک کے بعد جو اخبار میں نکلی تھی پھر کوئی خبر میرے کان میں نہیں آئی اگر ایسی استقلال اور سرگرمی سے یہ کام کیا جانا تھا۔ تو اس سے بہتر تھا کہ اس کام کا نام ہی نہ لیا جاتا راجپوتوں کی آن پرمٹی ہوئی اور قول مرداں جان دارد کی گردیدہ قوم میں ایک تحریک خود پیدا ہو اور پھر اسکو عملی رنگ نہ دیا جاوے سخت افسوسناک امر ہے۔ میں چودھری غلام احمد خان سکنہ کریام اور چودھری مولا بخش صاحب بھٹی اور چودھری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ اور چودھری فیروز خان صاحب سکنہ راہوں اور چودھری غلام نادر خان سکنہ سڑوعہ کی خدمت میں خصوصیت سے التماس کرتا ہوں اور دوسرے احمدی راجپوتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بڑے ہی شرم کا مقام ہے۔ اگر اس تحریک کو عملی رنگ میں لانے کے لئے سعی نہ کی گئی اس وقت ایک راجپوت نو مسلم جو خدا کے فضل سے اچھا واعظ ہے ہمارے ہاتھ میں ہے وہ بھی اس خدمت کے لئے انشاء اللہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ نے اسکے لئے منظور کر لیا طیار ہو سکتا ہے۔

یہ کام محض باتوں سے نہیں ہوگا بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے روپیہ کی چودھری عبدالحی صاحب نے جو تجویز کی تھی کہ ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس مقصد کیلئے دیجاوے وہ اس کام میں ابتدا کریں اور سالانہ جلسہ سے پہلے ایک کافی رقم اس غرض کے لئے جمع ہو جانی چاہئیے میری رائے میں بہتر ہوگا اگر ڈیڑھ دو ہزار روپیہ جمع ہو جاوے تو اسے کسی مفید تجارت میں لگا دیا جاوے اور اسکی آمدنی سے اس کام کو مستقل طور پر جاری رکھا جاوے یہ تمام امور بعد میں سوچے جا سکتے ہیں۔

میں دیکھونگا کہ راجپوت احباب اسکا کیا جواب دیتے ہیں جواب سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ چند صفحوں کا کوئی مضمون تائید کیلئے بھیجدیں بلکہ یہ کہ وہ اس کام کے جاری کرنے کے لئے روپیہ بھیجدیں چونکہ یہی تحریک پایا تھا کہ اس تحریک کیلئے روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام بھیجا جاوے تاکہ حضرت کو خصوصیت سے دعا کی تحریک ہو مجھے صرف اطلاع دیجاوے میں مبلغ کرتا ہوں کہ وہ بزرگ جو اس تحریک کے بانی ہیں اس نوٹ کے بعد فوراً روپیہ بھیجدینگے چودھری مولا بخش صاحب اور چودھری عبدالحی صاحب خصوصیت سے توجہ کریں۔

مسلمان بیدار ہو رہے ہیں

اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں بیداری کی روح پیدا ہو رہی ہے ہر جگہ قومیت کی لہر چل رہی ہے۔ اور مسلمانوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر انہیں من حیث القوم زندہ رہنا ہے تو جہانتک اسباب سے تعلق ہے ان اسباب کو حاصل کرنا چاہیئے۔ وہ اسکے لئے سعی کر رہے ہیں انکے ساتھ ہی انکو یہ یاد دلانا ہمارا کام ہے کہ وہ اسباب پر اسقدر نہ تل جاویں کہ خدا کا خانہ خالی رہجاوے اسباب کے پوری سعی اور کوشش سے جمع کریں۔ اور بالآخر اللہ تعالے سے دعا کے ذریعہ فیض اور مدد کو طلب کریں اپنی تدبیروں کو ہی مقدم نہ کر لیں۔ معزز ہمعصر وکیل نے مسلمانوں میں ترقی تعلیم کیلئے ایک خاص انجمن کی بنیاد رکھدی ہے۔ جو بہر حال مسلمان بچوں کے لئے اعانت کا ایک ذریعہ ہوگی۔ اور جہانتک میرا خیال ہے چونکہ یہ انجمن وظائف دیکر اعلیٰ تعلیم تک مسلمانوں کو پہونچانے کے لئے مقصد کیلئے کھڑی ہوئی ہے اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا اور انجمن کے محرکین اور ٹرسٹیوں نے اخلاص اور دعاؤں سے کام لیا تو اس نے یہ سعی بمقابلہ کسی خاص انسٹیٹیوشن کو ہاتھ میں لینے کے زیادہ کام ہو سکیگا۔ مثلاً اگر ایک ہائی سکول کھولنے کے لئے انہیں ہزار روپیہ ماہوار اخراجات ہوں [illegible] کہ نہایت گران اگر کم سود مند ہوگا ہزار روپیہ ماہوار کے کم از کم سو وظیفے دس روپیہ ماہوار کے دیئے جا سکتے ہیں جس سے ایک سال کے اندر کچھ نہیں تو کم از کم چالیس گریجویٹ نکل سکتے ہیں ایسے طالب علم کالج کی تعلیم میں دئے جائیں بہر حال میں اس انجمن کو بشرح صدر سے خیر مقدم کہتا ہوں۔

پیسے مسلم پریس ایسوسی ایشن کی تحریک کی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مسلم پریس نے بڑی فراخ حوصلگی سے اسے خیر مقدم کہا ہے پنجاب کے اسلامی لیڈنگ پیپرز کے ایڈیٹروں نے خوشی کیساتھ اس میں شامل ہونا پسند فرمایا۔ اور محمڈن کمیونٹی کے مشہور اور تعلیم یافتہ بزرگوں نے اسکے متعلق بڑی خوشی آئندہ امید وں کا اظہار کیا ہے خان بہادر محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی چٹھی اور دوسرے بزرگوں کے خطوط میرے لئے حوصلہ افزا ہیں۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب مسلم پریس ایسوسی ایشن خدا کے فضل سے قائم ہو کر ایک اسلامی قوت کا رنگ اختیار کریگی۔ یہ بھی بیداری کے آثار ہیں۔ کہ قادیان کے ساتھ وہ نفرت کم ہو رہی ہے جو اس سے پہلے تھی ورنہ میں خیال نہیں کرتا تھا کہ قادیان سے نکلی ہوئی تحریک کا یوں ..

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

حضرت امیر المومنین کی صحت و عافیت ہمارے لئے فرحت افزا ہے۔ آپ نے فجر کی نماز کے بعد ہی ایک درس قرآن مجید کا جاری کر دیا ہے ایسا ہی حدیث اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ بہت سے درس جاری ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے بھی بعد مغرب ایک درس قرآن مجید کا شروع فرمایا ہے۔ آپ خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جو جوش اپنے سینہ میں رکھتے ہیں وہ اب عملی رنگ اختیار کرتا جاتا ہے اور قوم کے لئے بہت ہی مسرت بخش اور امید افزا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپکی مدد کرے اور حضرت امیر المومنین کی تربیت اور دعاؤں کے پہلو سے اسلام کا بول بالا ہو۔

سالانہ جلسہ میں اب صرف ایکماہ باقی ہے ریلوے نے اس مرتبہ صرف ڈیوڑھا کرایہ منظور کیا ہے یعنے ڈیوڑھا کرایہ دیکر دونوں طرف کا سفر ہو سکے گا۔ اگرچہ یہ رعایت گزشتہ رعایت کو مد نظر رکھکر بہت خفیف ہے لیکن ہمیں جو شکر گزاری کی تعلیم دیگئی ہے۔ ہم اس سے فائدہ اٹھا کر ریلوے افسران کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ عنقریب اسکے متعلق صدر انجمن کی طرف سے ضروری حالات شائع کئے جائینگے۔

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضل دین صاحب عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں احباب انکے لئے خصوصاً دعا کریں حکیم صاحب بڑے مخلص اور محنتی آدمی ہیں انہوں نے اپنے کتب خانہ کا بڑا حصہ انجمن تشحیذ الاذہان کو وقف کر دیا ہے۔

حکیم صاحب کی علالت مزاج کیوجہ سے لنگر خانہ کا کام کسی دوسرے مستعد اور ہوشیار آدمی کے سپرد کر دینا غالباً حکیم صاحب کی گونہ اعانت ہے۔ وہ اپنے اخلاص اور محبت کیوجہ سے جو سلسلہ کے کاموں کے لئے رکھتے ہیں اگرچہ ابتک کام کر رہے ہیں مگر انکی صحت کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے۔

جامع مسجد کے جنوبی پہلو میں کمرہ طیار ہو گیا ہے چھت پڑ رہی ہے جلسہ تک امید ہے کہ یہ کام طیار ہو جائیگا۔ اور مسجد اقصیٰ کا نظارہ اسلامی شوکت کا اظہار ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام بھی جاری ہو گیا ہے جلسہ [illegible]

ندوة العلماء کا اجلاس دہلی میں

نمبر دوم

گذشتہ نمبر میں میں بتا یا ہے کہ ندوة العلماء کے آئندہ اجلاس میں ندوة العلماء کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دہلی کے مختلف اسلامی مدارس اور مکاتب کو باہم متحد کرکے ایک دارالعلوم کی بنیاد دہلی میں رکھے اور یہ کام فتحپوری کے مدرسہ کی اصلاح سے لیا جاوے کیونکہ یہ مدرسہ ایک عظیم الشان وقف کی آمدنی سے چلایا جا رہا ہے اور اسکی مجلس ناظمہ میں ایسے لوگ داخل ہیں جو زمانہ کی ضرورتوں سے واقف ہیں۔ مختلف مدرسوں اور مسجدوں کی رونق کو قائم رکھنے کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ ان مدارس کو ایک خاص درجہ تک کہ کہ اس دارالعلوم کی شاخیں بنا دیا جاوے اور اس طرح پر ان مساجد کی جو رونق ایسے مکتبوں کی وجہ سے ہے وہ بھی کم نہ ہوگی اور کام بھی تقسیم ہو جائیگا اور اسکے ساتھ ہی اتحاد کا مقصد بھی پورا ہو جائیگا میں جانتا ہوں کہ بہت سے مدارس کے بانی جو ان مدارس کو اپنی گذر اوقات سمجھکر ایک ذریعہ سمجھتے ہیں ایسی تجویز کی سخت مخالفت کرینگے اور اس قسم کی سکیم پر عملدرآمد کیلئے سخت مشکلات اور دقتیں پیدا کرینگے مگر ایسی باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ عام مسلمانوں کے ذہن نشین کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے کہ اگر ان مدارس کے اجتماع سے ایک بڑا دارالعلوم بنا دیا جاویگا تو وہ زیادہ مفید زیادہ باضابطہ اور نتیجہ خیز ہونیکے علاوہ انفرادی اخراجات کے مجموعہ سے بہت کم میں چل سکیگا اور ان اغراض کے لیئے ضرورت ہوگی بورڈ آف ڈائرکٹرز میں ان لوگوں کو شامل کرینکی جو اپنے وسیع اثر اور رسوخ کے لئے ممتاز ہیں مختلف اقوام اور برادریوں کے اہل الرائے اور چودھری لوگ اگر اس اتحادی قوت کے اثر سے واقف ہو جائیں تو وہ اپنے اثر سے عوام کو اس طرف مائل کرنیمیں کامیاب ہو جائیں گے عوام میں وحدت کے مذاق کو سردست پیدا کرنیکے لیئے مختلف محلوں اور اقوام کے چودھریوں کے اثر سے قائم اٹھانا چاہیئے اور اگر وہ لوگ جنہوں نے مدارس جاری کر رکھے ہیں اس سکیم کی طرف متوجہ ہو جائیں تو پھر کہنا ہی کیا ہے؟-

اس میں شک نہیں کہ اس سکیم کو جاری کرنے اور لیسے لوگوں کو متوجہ کرنیکے لئے بہت بڑی محنت اور ہمت کی ضرورت ہے۔ تاہم اگر باقاعدہ جدوجہد اس مقصد کے لئے جاری کر دیجاوے تو اس میں بہت سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ابھی سے ایک باقاعدہ لیکچروں کا سلسلہ دہلی کی انجمن معین الندوہ شروع کرے یہ لیکچر شہر کے مختلف حصص میں ہوں اور چونکہ انجمن معین الندوہ دہلی کے ناظم میرے مکرم دوست حکیم حاجی امجد علیخان صاحب ہیں اور انجمن مذکور کے صدر حکیم محمد احمد خانصاحب حاذق الملک حکیم محمد عبدالمجید خان صاحب کے صاحبزادے ہیں جنکی خدمت میں بھی مجھے ذاتی نیاز حاصل ہے اسلیئے میں امید کرنیکے وجوہات رکھتا ہوں کہ وہ اس سکیم پر غور کرکے عملی کارروائی شروع کرنیمیں تامل نہ کرینگے یوں بھی ندوہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور اہل دہلی کو اسپر متوجہ کرنیکے لئے انہیں ضرورت ہے کہ شہر کے مختلف حصوں میں مختلف طریقوں سے کام کریں اسلیئے اگر اس مقصد کو بھی زیر نظر رکھیں تو بہت بڑی کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

اگرچہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد ہو جانا ناممکن سا ہو رہا ہے۔ اور انکے مدارس اور انجمنوں کا ایک ہو جانا سہل نہیں تاہم جسقدر بھی اتحاد کی طرف یہ قوم آئے اتنا ہی مفید ہوگا۔

پس پہلا کام جو ندوة کو دہلی کے مقامی حالات اور ضروریات کے نیچے کرنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے اس سے میری یہ غرض نہیں کہ وہ اس ترتیب سے اپنا کام شروع کرے نہیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ اس اجلاس میں اس امر کو بھی ملحوظ رکھا جاوے۔

ایسے قومی جلسوں کی غرض محض وعظ و نصیحت تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیئے۔ جو مدنظر رکھی جاتی ہو بلکہ جہانتک میرا خیال ہے باتیں جلسہ کا اصل مقصد تو قومی معاملات اور ضروریات پر غور کرنا ہوتا ہے۔ اور قوم میں ان ضروریات کا احساس پیدا کرنا ایسی حالت میں میں اہلحدیث کی اس رائے سے متفق ہوں کہ ندوہ کے اجلاس میں شامل ہونیوالوں کے لیئے جو فیس مقرر کیجاتی ہے۔

غیر ضروری امر ہے۔

ایجوکیشنل کانفرنس یا لیگ کا تتبع اس خاص معاملہ میں درست نہیں ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اس طریق سے کچھ آمدنی ضرور ہو جاتی ہے مگر جو بات ایسے جلسوں سے مقصود ہو وہ رہ جاتی ہے۔ جو لوگ ممبری کی فیس دیتے ہیں اگر انہیں یوں بھی چندہ کے لئے تحریک کیجاوے تو وہ اپنا ہاتھ دراز کرنیکو ضرور طیار ہونگے بہرحال شمول جلسہ میں فیس کی کو اڑا دینا چاہیئے۔ (باقی تیسرے نمبر میں)

دیوسماج پر آریہ سماج کے حملے کی تیاریاں

دیوسماج کے آرگن جیون تت میں "آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں" کے عنوان سے ایک نیا سلسلہ مضامین کا شروع ہوا ہے ابھی اسکے دو تین ہی نمبر نکلے ہیں کہ آریہ سماج کے پنڈال میں کہرام مچگیا ہے اور ارجن نے (جو آریہ سماج کی حمایت کیلیئے نکلا ہے) ایک شور وبکا کرکے آسمان سر پر اٹھانا چاہا ہے کہ آریہ سماجیں ملکر دیوسماجی اخبار کو قانونی شکنجہ میں گورنمنٹ اسکی ضمانت لے پریس ایسوسی ایشن اس سے معافی منگوائے وغیرہ وغیرہ ارجن کا ایڈیٹر اور اسکے ہمخیال اگر اپنے گرو کے متعلق کچھ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تو دوسروں پر حملے کیوں کرتے ہیں جب ارجن کے ایڈیٹر نے دیوسماج کے معزز بانی اور اسکے معزز کرم چاریوں پر طرح طرح کی پھبتیاں اڑائی تھیں کیا اسوقت اسے یہ خیال نہ تھا کہ یہ قرضہ معہ سود واپس ملیگا۔ اگر وہ اپنی اور اپنے گرو کی عزت چاہتے ہیں تو دوسروں کی عزت کرنا سیکھیں اور اس قسم کی بے صبری سے کام نہ لیں۔ ارجن آریہ سماج کو بھڑکانے کی بجائے حوصلے سے کام لیکر صرف ان الزامات کی تردید کرے جو جیون تت لگاتا ہے۔ پبلک خود سمجھ لیگی کہ اصلیت کیا ہے؟

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولٰنا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا اس ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطباء بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب معجونات اور ہر ایک ایسے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے** کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ڈیدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**

اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں اور جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ دایان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔**

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے

نوٹ:- ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی بہتی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی طیار ہے قیمت فی بوتل عہ محصول ڈاک علاوہ

فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے:- **ہندوستانی دواخانہ دہلی میڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے صرف پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنیئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ ابن صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر پایا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر بڑیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جلا کر و چو بند کر کے ہر انسان کو ایسا زندہ و تندرست بنا دیتی ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی سٹ ہو کر پہ آپ ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازات مرتبہ کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس دولت انسانی کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو دن یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابطیس اور اختلاج قلب کے واسطے کنترل تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بیرونقی اور زردی چہرہ کے لئے اکسیر ہے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیکھنے تو بچانے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علے العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ) ۔ روح حیات کے علاوہ ملک الحکما عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ دور کر کے معتدلہ طاقت بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضان نامردی کو پورا پورا مرد بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی روغن دافع سستی چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

سریلے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نکیا جاوے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳۔ اسٹاپ	ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ	ہارمونیم سیکھنے کی کتب

مبتدیوں کے لئے مفید

جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہئیے اس میں سرونکا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ۱۹ درجہ دوئم ۱۶

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۴۳ درجہ دوم ۳۹ نوٹ ہمراہ فرمائش ایک روپیہ آنا چاہئیں نیز کیٹلاگ مفت ٹکٹ آنے پر کیٹلاگ مفت طلب فرمائیں

چلتا ہارمونیم ۱۲
رہبر ہارمونیم ۱۲
ہارمونیم استاد ۸
کلید ہارمونیم ۴
ہارمونیم درپن ہر دو حصہ ۸
ہارمونیم گائیڈ ہر چار حصہ فی حصہ ۲
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب ۸
طبلہ سیکھنے کی کتاب ۸
ستار سیکھنے کی کتاب ۵

ملنے کا پتہ
مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴۔ اسٹاپ

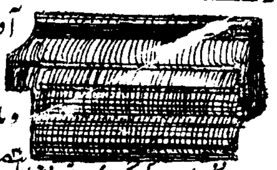

آواز نہایت ہی سریلی و بلند

اس باجہ میں نصف سر دستکے دو سر ہیں قیمت درجہ اول ۳۳ درجہ دوم ۲۸

تمام درخواستیں بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئیں

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے فروخت کے لئے سب

دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے
اس نشان ماہی گیر
ایملشن کو جو
اسکاٹ کے طریقہ شناخت
کا نشان ہے ہاتھ سے
چھوڑا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور یہ التزام کیا ہے کہ ہر مہینے کم ازکم ایک پارہ ضرور شائع ہوجاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جن سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقائق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک پانچ چھ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر ایک ۵

تفسیر سورۃ البقر کمل ۳ تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان نوجوانوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس امراض کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالےٰ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاءاللہ تعالےٰ مفید ہے۔ ہمارا یہ کام نہ تھا کہ لکھہ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے فی بکس ۵

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں کیوجہ سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کیساتھ انشاءاللہ وہ اکسیر ہے قیمت چھ ماشہ ۱۲

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴

المشتہر
حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑہ ضلع دہلی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

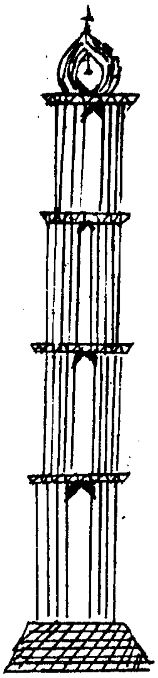

ہمت جو ہر حال میں جائے گی ؟

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

غیر مستطیع احباب سے

نمبر ۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ - فروری سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۸ صفر سنہ ۱۳۲۹ ہجری المقدس | جلد ۱۴

اما بنعمت ربک فحدث

قرآن مجید کے اس ارشاد عالی کی تعمیل میں میں مندرجہ ذیل سطور کے لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔

گذشتہ دو نمبروں میں الحکم کو غیر احمدی اور غیر مسلم لوگوں میں پھیلانے کے متعلق میں نے ایک تحریک کی تھی اور اس تحریک کو جس طرح پر بار بار بنانے کے لئے الحکم کی اشاعت کا جوش رکھنے والے احباب کوشش کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے مگر سب سے بڑھ کر جس امر کے اظہار کیلئے میں سرت جوش پاتا ہوں وہ حضرت امیر المومنین کی توجہ ہے۔

حضرت امیر المومنین اپنی زندگی کا جو اسوۂ حسنہ آنیوالی نسلوں اور خلفاء کے لئے چھوڑینگے وہ ایک اعلیٰ معیار ہوگا۔ اخلاص اور مقام صدق کا

حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد حضرت امیر المومنین نے سلسلہ کی ضرورتوں میں عموماً اور اشاعت اسلام و اعانت نومسلمین میں خصوصاً جسقدر چندوں کا اضافہ کیا ہے وہ ایک عجیب بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا نمونہ

الحکم حضرت امیر المومنین کی توجہ کا خاص طور پر محتاج ہے۔ اور محتاج رہیگا اسلئے کہ اسکی تربیت اور ترقی استقلال و استحکام وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جسکا جاذب حضرت امیر المومنین کی دعائیں ہیں۔

ان دعاؤں کے حصول کے لئے ضرورت ہے الحکم میں کسی نمایاں تبدیلی کی جو امیر المومنین کے قلب کو جنبش دے اگرچہ الحکم کی مشکلات بہی اسے ہلاتی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ہلاتی ہیں مگر وہ دعا جو **گفتہ او گفتۂ اللہ بود** کا رنگ اختیار کرلے کسی زبردست تحریک اور اضطراب و انابہ سے میں اس سے مایوس نہیں اور ہرگز نہیں اسلئے کہ حضرت کی توجہ مجھے خصوصاً یہ یقین دلا رہی ہے۔ موجودہ ابتلاؤں اور اشکال سے نجات کی ایک راہ مجھے بتائی ہے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق چاہتا ہوں کہ اس پر عمل کرسکوں یہ بہی حضرت کی توجہ کا نتیجہ ہے ان ساری باتوں کے علاوہ جس بات کو میں یہاں ظاہر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ الحکم کی مفت اشاعت کے سلسلے میں حضرت امیر المومنین نے (اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نیک ارادوں میں فائز المرام فرمادے آمین)

۱۲ اخباروں کی قیمت

یعنی تیس روپیہ نقد ایڈیٹر الحکم کو عطا فرمائے ہیں یہ رقم بیش قیمت اور ختم نہ ہونیوالی نعمت ہے اور میں الحکم کے استحکام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

نہایت مضبوط ہاتھ

یقین کرتا ہوں۔ الحکم کی خوش قسمتی میں کیا شک ہوسکتا ہے کہ خود حضرت امیر المومنین اس طرح اسکی اعانت کے لئے ہاتھ بڑھائیں اس تحریک سے مجھے حوصلہ ہوتا ہے کہ بہت جلد الحکم کے مربی

ایکہزار پرچوں کا چندہ

جمع کردینگے۔ اور اس طرح اشاعت کے اس سلسلہ کو وسیع کرکے عند اللہ ماجور ہونگے۔ پہلا حساب حسب ذیل ہے۔

(۱) کارخانہ الحکم کی طرف سے	۲۰ پرچہ
(۲) حضرت امیر المومنین سلمہ ربہ کی طرف سے عطیہ ۳۰	۱۲ پرچہ
(۳) ۲۱ - فروری ۱۹۱۱ء کے شائع شدہ	۶ پرچہ
(۴) دہلی سے ایک معزز غیر احمدی عہدہ دار	(۱)
(۵) ڈاکٹر غلام غوث صاحب ٹریژری اسسٹنٹ	(۱)
(۶) ڈاکٹر محمد ابراہیم خان صاحب	(۱)
(۷) شیخ مولا بخش صاحب سیٹ ایجنٹ	(۱)
(۸) خان بہادر میر شمس شاہ صاحب	(۱)
(۹) چودہری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر	(۱)
(۱۰) بابو حسن محمد صاحب سیٹ ایجنٹ	(۱)
(۱۱) قاضی لعل محمد صاحب پہلوری	(۱)
(۱۲) [illegible]	(۱)

حضرت امیر المومنین کے ارشادات

مین ہمیشہ خوش رہتا ہون

۲۳ - فروری ۱۰ء کو مجھے حضرت کی صحبت مین بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی آپکو مطالعہ کتب کا جو شوق ہے وہ ظاہر امر ہے کسی تاجر کتب کو ایک کتاب کے متعلق لکھا تھا کہ بھیجدو دیکھنے کے اگر مینے اسے پسند کیا تو قیمت بھیجدونگا ورنہ واپس اور ہر دو طرف کا محصول مین دونگا اسنے جواب دیا۔ کہ ایسا نہین کر سکتے فرمایا ہم اس جواب سے خوش ہوئے کیونکہ یہ معاملہ کی بات ہے۔ وہ ہم سے ناواقف ہے ہمارے حالات سے بے خبر! اور اصل تو یہ ہے کہ مین تو سدا ہی خوش رہتا ہون کیونکہ مومن لا یحزنون کے نیچے ہے کوئی مریض میری تشخیص کو تسلیم نہین کرتا تو مجھے خوشی ہوتی ہے اسلیے کہ مین اس کی ذمہ واری سے بچ جاتا ہون کوئی بیرونی مریض رخصت چاہتا ہے۔ تو فوراً اسے رخصت کر دیتا ہون اور خدا کا فضل سمجھتا ہون کہ اسنے ذمہ داری سے نجات دی غرض ہر حال مین مجھے خوشی ہی رہتی ہے۔ اور یہ اسکا فضل ہے۔

اپنی سچائی کی بصیرۃ

مینے ایک تعہ آپکو دکھایا جو الحکم نمبر ۷ مطبع تھا اسمین تم نے ہمارے سکول کی نسبت عیسائیوں کے مدرسے سے دی اسپر آپ کی مذہبی حمیت اور حرارت نے خاص رنگ دکھایا۔ بڑے جوش سے فرمایا کہ کیا ہم اپنے سکول کے متعلق یہ سن سکتے ہین؟ ہم خدا کے فضل سے بے ایمان نہین لوگونکو دھوکہ نہین دیتے یہی حق ہے جو ہمنے قبول کیا ہے ایک آن کے لئے بھی کفر یقین کر کے کوئی اسے اختیار نہین کر سکتا ہمنے دنیا کی ہاتھین کفر نامے اور قتل کے فتوے اپنے حق مین سنے اور انکی پرواہ نہین کی کیا دنیا کی ان ساری تکلیفون کو سامنے رکھکر اور برداشت کرتے ہوئے بھی ہم اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہین؟ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہرگز نہین پھر ہم شاہدین علی انفسہم بالکفر کیونکر بن سکتے ہین خدا نے ہمین حق دکھایا جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہین جو چاہے اسے قبول کرے جو چاہے رد کرے اسکا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے ہم کسی کی مخالفت کی پرواہ نہین کرتے اور نہ دنیا سے ڈرتے ہین جب یہ باتین ہی ہمارے سامنے صحیح ہین تو پھر ہم کسی کی پرواہ کیا کرین۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

خدا کے فضل کا ذکر

حضرت امیر المومنین کے واقعات زندگی عجیب قسم کے خوارق کا مجموعہ ہین دوسرے لوگ جو بدظنی سے ہر ایک بات دیکھتے ہین وہ ایسے امور کو اعتقادی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور یہ حقیقت کہتے ہین مگر جن لوگون نے ان واقعات کو دیکھا ہے۔ وہ خدا کی قسم کھا کر بیان کر سکتے ہین فرمایا ایکمرتبہ ایک شخص نے چودہ روپیہ مجھے دینے تھے اسنے آکر مطالبہ کیا اور مینے گھر مین دریافت کیا تو جواب ملا موجود نہین میرے پاس ایک قیمتی چادر تھی مینے وہ کسی کو دی کہ بازار مین فروخت کر دو اسنے آکر کہا کہ اسکی قیمت چودہ روپیہ ملتی ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک بصیرت اور مناسبت دی ہے مینے سمجھ لیا کہ ہان ٹھیک ہے دیدو حالانکہ وہ بہت قیمتی چیز تھی اسکے بعد مینے دعا کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی ایسی ضرورت نہین آنے دی کہ اسکا سامان تہہ ہی نہ ہو گیا ہو میرے شاگرد جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کسطرح پر میری ضرورتون کو رفع کرتا ہے بعض وقت سولہ روپیہ کی ضرورت آنیوالی ہے اور مجھے علم نہین مگر اس سے پہلے کسی نے آکر ایک پونڈ اور ایک روپیہ دیدیا ہے۔

اسی طرح پھر وہ میرے ساتھ معاملہ فرماتا ہے یہ اسکی نکتہ نوازی ہے مجھے میرے روحانی امراض کے علاج کے لیئے ایک نسخہ دیتے ہوئے لکھا کہ میرا یقین ہے۔ تجربہ ہے مشاہدہ ہے اگر انسان اپنے مذہبی فرض اور دنیوی فرض کو عمدگی سے ادا کرے گو نہ سبکدوشی حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز ہرگز ایسے انسان کو ضائع نہین کرتا"

شفقت علی خلق اللہ کا نمونہ

ایک عہدہ دار نے مجھسے بیان کیا کہ حضرت مین مخلوق کی ہمدردی کا اتنا جوش ہے کہ شفقت علی الاولاد بھی بعض وقت اسپر قربان کرتے ہین اسنے اسی سلسلہ مین کہا کہ ایکدن آپ مریض کے لئے نسخہ لکھ رہے تھے کہ بچہ نے کلاہ لاکر رکھدیا کہ اسکے دو متوجہ نہ ہوئے پھر توجہ دلائی تو ایک شخص کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ وقت ایسے کامون کے لئے نہین تم جانتے ہو کہ یہ وقت ان نسخون کے لئے ہے اگر مین ذاتی کامون مین اسے صرف کر دون تو پھر ان کے لئے اور وقت کہان سے نکالون خرید فروخت کے کام میں نہین کر سکتا اس سے تو بھی بچہ نے گورونی سی صورت بنائی مگر حضرت نے اس وقت ذرا بھی توجہ نہ کی اور پھر مریضون ہی کی طرف متوجہ رہے یہ عملی نمونہ ہے وقت کی قدر و قیمت کا یہ فعلی سبق ہے ایثار نفس کا اور شفقت علی الخلق کا۔

حضرت امیر المومنین کا مکتوب "حسن نظامی کے نام"

گذشتہ سال ۲۷ - فروری ۱۹۰۹ء کو "حسن نظامی" دہلوی نے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین ایک عریضہ لکھا تھا جس مین انہوں نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی تحریر چاہی تھی اور گوردکل کے جلسہ کے متعلق لکھا تھا۔ کہ کوئی آدمی وہان جا کر اسے دیکھے اسکا جواب حضرت نے اسوقت جو دیا وہ خوش قسمتی سے مجھے بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آج پورے ایکسال کے بعد میں اسے دوستون کے لئے بطور تحفہ پیش کرتا ہون اس سے حضرت کے ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کا عجیب ثبوت ملتا ہے (ایڈیٹر)

مکرم معظم جناب مولانا

کرمنامہ پہونچا۔ اسپر عرض ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری کو مین اور ہماری جماعت اصح الکتب یقین کرتے ہین۔ اسمین لکھا ہے کہ ایکبار سرور عالم فخر بنی آدم خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرات صحابہ کرام سرف اندوز تھے۔ اور ایک جنازہ گزرا اور اس مطہر و مزکی جماعت نے اسکی تعریف کی عربی عبارت میں ہے اثنوا علیہ خیراً فقال وجبت۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا تو اسکی مذمت ہوئی۔ پھر ارشاد ہوا وجبت۔ وجبت کے معنے ہین کہ اسکے لئے واجب ہو چکی۔ حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا ما وجبت یا رسول اللہ۔ کیا واجب ہوا فرمایا الذی اثنیتم علیہ خیراً فوجبت لہ الجنۃ واما الذی اثنیتم علیہ شرا فوجبت لہ النار۔ انتم شھداء فی الارض جسکی تمنے تعریف کی اسکے لئے جنت واجب ہوئی۔ اور جسکی تمنے مذمت کی اسکے لئے دوزخ واجب ہوئی۔

سکتے ہو جاتے ہیں اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یا وہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کے لئے یہ ایک کامل علاج ہے۔ مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بہت کچھ یا وہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائیگا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونیکی لیئے یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سنکر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹ اور افترا سے مدد لیکر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے اور فریق ثانی کو خواہنخواہ ذلت پہونچا وے سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کے لئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے۔ جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرہیزگاری پیدا ہو جائیگی۔

تیسری ضرورت اس قانون کے پاس کرنیکی یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر ایک نیک کام میں اول درجہ پر ہے تو کیوں اسقدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات میں اسکے قانون میں احسن انتظام نہیں ظاہر ہے کہ ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اسکو نابود کر دیوے اور اس تمام نا اتفاقی کی جڑ مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی ہے گورنمنٹ اپنی رعایا کے لیئے بطور معلم کے ہے پھر اگر رعایا ایکدوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جنکی دلی خیرخواہی روز بروز ترقی پر ہے۔ اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لیئے حاضر ہیں اور اس کی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بیجا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں پس اس صورت میں انکا حق ہے کہ ان کی دردناک فریاد کی طرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جسکا صرف مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور دوسروں کو نہیں بلکہ ہر ایک قوم اس فائدہ میں شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک میں صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے۔ اور مقدمات کم ہوتے ہیں اور بدنیت لوگوں کا منہ بند ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اسکا اثر مسلمانوں پر خاص نہیں ہر ایک قوم پر اسکا برابر اثر ہے آخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کیساتھ ہمارے سروں پر خوش و خرم رکھے اور ہمیں سچی شکرگذاری کی توفیق ملے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلاوے کہ ہر ایک توفیق اسی کے ارادہ اور حکم سے ہے (آمین)

الملتمسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جنکے نام علیحدہ نقشوں میں درج ہیں - مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

مسلم پریس ایسوسی ایشن

مسلم پریس ایسوسی ایشن کے لیئے خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جو تحریک کی تھی اور اس کے لیئے ایک سرکلر لیڈر اسلامی اخبارات کے ایڈیٹروں اور نامور مسلمانوں کے پاس بھیجی گئی تھی اسکا جواب مسلمانوں کے معزز اور سربرآوردہ اشخاص اور معزز ایڈیٹروں کی طرف سے نہایت تسلی بخش اور حوصلہ افزا دیا گیا ہے بعض معزز اخبارات مثل پیسہ اخبار وغیرہ نے اپنے لیڈنگ نوٹ میں اسی تحریک کا پرزور الفاظ میں ذکر کیا ہے اور نہایت مفید تجویزیں اسکے متعلق پیش کئے ہیں صرف لفظی رنگ میں اس تحریک کا پیش کر دینا نہایت آسان ہے البتہ اسے عملی رنگ میں لانا کاسے وارد - میں اور میرے معزز بھائی جو قادیان میں اس تجویز کے محرک اور مؤید ہیں خدا کے فضل سے جلدی ہی اسے کسی عملی صورت میں پیش کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں و باللہ التوفیق جیسا کہ معزز ہمعصروں اور نامور مسلمانوں نے اپنے خطوط میں ظاہر کیا ہے مسلم پریس ایسوسی ایشن اگر قایم ہو گئی تو یہ ایک **زبردست اسلامی قوت** ہوگی اسلیئے اس معاملہ میں قدم اٹھانے کے لیئے جہاں استقلال محنت اور برداشت کی ضرورت ہے۔ وہاں عالی اخلاص اور قومی ہمدردی کی سب سے بڑھکر حاجت ہے۔ میں اس کام کو کسی کریڈٹ یا نام کے لیئے ہرگز کرنے کا متمنی نہیں ہوں۔ مینے ایک قومی ضرورت کو محسوس کر کے معزز اور اہل الرائے لوگوں کے سامنے رکھا ہے۔ اور وہ اسے پسند کرتے اور ہر قسم کی مدد دینے کو آمادہ ہیں اور یہ ہونا بھی چاہیئے کیونکہ انکا فرض ہے۔ اسلیئے میں یہ ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ ارباب حل و عقد اس سوال پر غور کریں۔

کسی انجمن یا مجلس کے کام میں جو نقص پیدا ہوتا ہے وہ پہلے ہی قدم سے شروع ہوتا ہے۔ نمایش اور عہدوں کے دلدادہ لوگ آگے ہوتے ہیں یا کام کرنے والے سوسائٹی کی عزت اور زینت کے لیئے ان لوگوں کو آگے کرتے ہیں جو نمایش کے لیئے انکے نام کافی ضمانت ہوتے ہیں مگر جب کام کا سوال ہوتا ہے تو وہ پیچھے رہجاتے ہیں پس اگر اس سوسائٹی کو کوئی مفید چیز بنانا ہے تو بہتر ہے۔ نمایش کا خیال چھوڑ دیا جاوے ورنہ اسکا وجود خدانخواستہ مفید ثابت نہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے ان خیالات کو اخلاص اور محبت سے دیکھا جائیگا اور مسلم پریس اس قومی ضرورت کے پورا کرنے کے لیئے اخلاص سے متوجہ ہوگا۔ و باللہ التوفیق ط

الطلاع

بقایا داران اپنی قیمت ادا کریں ۔

منیجر

مختصر نوٹ اور خبرین

مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور اصلاحی امور

پٹیالہ کا مقدمہ بالآخر فیصلہ ہوگیا ہزہائنس نے اس مقدمہ مین جو حکم دیا ہے۔ ہم عام اطلاع کے لئے ذیل مین درج کرنا ضروری سمجھتا ہون اس فیصلہ مین کچھ شک نہین ہزہائنس نے کمال مہربانی اور فیاضی سے کام لیا ہے لیکن جبکہ انہین بری کردیا گیا تھا۔ تو انہین ملازمت سے موقوف اور ریاست سی خارج کرنیکی سزا بھی اگر نہ دی جاتی تو یہ فیصلہ اور بھی اطمینان سے دیکھا جاتا بہرحال مہاراجہ صاحب نے جس دور اندیشی غور و متانت کا ثبوت اس مقدمہ مین دیا ہے وہ بہترین امیدونکا ... ہے۔ اور جبکہ ان اصلاحات کی طرف توجہ کی ... جو آپ ریاست مین کر رہے ہین تو شاید اس کہنے مین مبالغہ نہین سمجھنا چاہیئے کہ ریاست پٹیالہ مین یہ پہلا حکمران ہوگا جو اپنی روشن خیالی مین اپنی نظیر آپ ہو مہاراجہ صاحب نے ریاست مین **زراعتی بنک** اور کواپریٹو سوسائٹیان قائم کرنیکا اعلان کیا ہے جس سے زمینداروں کی مالی حالت کی اصلاح ہوگی آپ پٹیالہ لائبریری کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنا چاہتے ہین جس مین سائنس کی کتابونکا کافی ذخیرہ ہوگا ریاست کی طرف سے ایک پریس کھولا جائیگا اور ایک گورمکھی اخبار جاری کیا جاویگا جو مغویانہ خیالات کی اشاعت کا انسداد کریگا قانونی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ جاری ہوگا ممالک غیر مین جانیوالے دو طالبعلمونکو ریاست کا وظیفہ دیا جاویگا۔ یہہ تمام آثار ریاست کی بہتری اور بھلائی کے ہین اللہ تعالیٰ مہاراجہ صاحب کے نیک خیالات مین انکی مدد کرے (آمین)

مقدمہ پٹیالہ کا فیصلہ

پٹیالہ کے مقدمہ بغاوت کا فیصلہ حسب ذیل ہے۔ ”مینے اس مقدمہ مین ملزموں کی درخواست اور نیز پولیس کی شہادت پر خوب غور کیا ہے۔ استغاثہ کی مراد کبھی یہ نہ تھی۔ کہ ہندوستان کی آریہ سماجوں کے تمام ممبر باغی ہین جو الزام ان اشخاص پر لگایا گیا ہے۔ وہ نہایت سنگین ہے اور گو یہ ضروری ہے کہ ایسے جرائم کا پورا پورا نوٹس لیا جائے مگر میری خیال مین جو حکم مین صادر کرنے والا ہون وہ جہاں مقدمہ کا عمدگی سے فیصلہ کریگا۔ وہاں دوسروں کے لئے بھی عبرتناک ہوگا ملزمون نے اس درخواست میں ظاہر کیا ہے۔ کہ انکا وطیرہ ریاست اور سرکار انگلشیہ کے ساتھ کامل وفاداری کا رہا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر ان سے نادانستہ کوئی بیوقوفی کا فعل سرزد ہوا ہے۔ تو اس کے لیئے ہم معافی کے خواستگار ہین وہ یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ آئندہ محتاط رہینگے اور کوئی ایسا فعل نہ کرینگے جس سے ریاست پٹیالہ یا سرکار انگلشیہ کے خلاف بدگمانی پھیلنے کا احتمال ہو میں اس اقرار پر معافی کی درخواست منظور کرنیکو رضامند ہون اور حکم دیتا ہون کہ اب مقدمہ نہ چلایا جائے مگر مین یہ ہرگز نہین چاہتا کہ کوئی شخص جس پر پٹیالہ راج یا سرکار انگلشیہ کے خلاف بدخواہی کرنیکا شبہہ تک بھی ہو میری ملازمت مین یا میری ریاست مین رہے بدینوجہ مین حکم دیتا ہون کہ تمام ملزم جو میرے ملازم ہین فوراً برخواست کیے جاتے ہین اور میری ریاست سے ایک ہفتہ کے اندر اندر نکلجائیں۔ اور بغیر میری خاص اجازت کے کبھی ریاست مین داخل نہون یہ حکم معہ اصل معافی نامہ کے عدالت خاص کو برائے تعمیل بھیجا جائے۔ اور اسکی نقل صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت مین بغرض اطلاع ارسال کیجائے۔“

ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ

نمبر (۳)

مولانا شبلی آنیوالے ندوہ کے اجلاس کے متعلق جو آرٹیکل لکھ رہے ہین افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ ان پر کسی قسم کی رائے کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے نہین ہوا جو کسی حالت مین خوش آیند امر نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ پوری دلچسپی اسمین نہین لیجاتی اور یا شبلی صاحب کی رائے بذات خود ایسی صائب اور درست ہے کہ اس مین کسی قسم کی اصلاح کی گنجایش نہین

اخبارات مین ندوہ کے اس اجلاس کے متعلق قریباً خاموشی ہے۔ دہلی کے اولوالعزم اور صاحب دل مسلمان کچھ شک نہین کہ جلسہ کو کامیاب بنا کر دکھانے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہ رکھینگے۔ مگر میری رائے مین کامیابی کا معیار صرف لوگونکا جمع ہوجانا یا اچھی دعوتونکا دیا جانا ہی نہین ہوسکتا جلسہ کی تاریخوں مین مختلف قومی جلسوں کا جو تصادم ہوگیا ہے۔ اس سے اندیشہ ہے کہ پوری شان سے نہ ہوسکے۔

بہرحال مین مولانا شبلی کے پیش کردہ امور پر تنقید کرنا ضروری سمجھتا ہون۔ اور سب سے اول انکی آخری تحریر پر ریمارک کرتا ہوں جو بعنوان **مجلس شوریٰ** انہوں نے شایع کی ہے اس مین شبلی صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ کہ اس اجلاس میں جسقدر ممبر اور وزیٹر شامل ہون انمین سے ہر صوبہ کے اہل الرائے لوگ انتخاب کرلئے جائیں اور ان لوگونکو خود انکے صوبہ کے لوگ منتخب کرین اور پھر اس مجمع مین سوالات عشرہ پیش کرتا ہون اور وہ سوالات یہ ہین۔

۱- آیا مسلمانوں کی کچھ مذہبی ضرورتیں ہیں یا نہین ؟

۲- کیا یہ ضرورتیں انجام پا رہی ہین؟

۳- روز بروز لوگ مذہبی عقاید۔ مذہبی مسایل۔ مذہبی تاریخ سے بیخبر ہوتے جاتے ہین یا نہین۔

۴- اگر ہوتے جاتے ہین تو اسکا کیا علاج ہے۔

۵- کیا انگریزی خوان طلبہ مذہبی تعلیم پاتے ہین جسقدر پاتے ہین کیا وہ کافی ہے۔ اگر کافی نہین۔ تو اسکا کیا چارہ کار ہوسکتا ہے۔

۶- آریہ لوگ دہات اور قصبات کے نومسلمونکو جو مرتد بناتے جاتے ہین کیا اسکے روکنے کے لئے صرف مناظرہ اور مباحثہ کافی ہے۔ اگر نہین کافی ہے تو اسکی کیا تدبیر ہے ؟

۷- آیا مسلمانوں کو کسی ایسے فرقہ کی ضرورت ہے۔ یا نہین جو علوم مذہبی سے واقف اور مذہبی عقاید اور مذہبی مسائل کا صحیح مفسر اور شارح ہو۔ اگر ہے تو اس گروہ کی بقا کی کیا تدبیر ہے؟

۸- موجودہ علما جدید مذہبی ضرورتوں کے انجام دینے کے قابل ہیں یا نہین۔ اگر نہیں ہین تو کیونکر اس قابل ہوسکتے ہین؟

۹- مسلمانونکو ایک عام مذہبی مرکز کی ضرورت ہے یا نہین؟

۱۰- یورپ قوم میں ایک ملائے اعظم ہوتا ہے۔ تمام قوم اسکو پیشوا مانتی ہے اور ہر شخص اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ اسکو دیتا ہے وہ نہایت ایمانداری سے اس آمدنی کو مذہب کی تعلیم و تلقین پر صرف کرتا ہے اور ہر شہر میں اسکی شاخیں ہوتی ہین کیا اس طریقہ کے موافق عام مسلمان بھی کوئی طریقہ اختیار کرسکتے ہیں ؟

فتح محمد

یہ ایک قسم کی کانفرنس ہوگی ایسے جلسوں کی غرض اگر صرف شوریٰ ہو تو پھر اسقدر دہوم دہام اور طیاریوں کی کیا حاجت ہے۔ اور کیا ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا وقت اور روپیہ اس نمائش کیلیئے خرچ کیا جاوے جو جلسوں کے لیئے مکانوں کی آراستگی اور دوسرے لوازمات میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ اہل الرائے لوگ مختلف مقامات سے جمع ہو کر امور پیش آمدہ پر غور کر لیا کریں جس سے خرچ بھی تھوڑا ہو اور وہ اصل بات بھی پوری ہو جاوے مگر ان جلسوں کی جو غرض میں سمجھی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں قومی ضرورتوں کا احساس ہو اور ان میں ایک مخلصانہ جوش پیدا کیا جاوے میں کسی **مجلس شوریٰ** کا مخالف نہیں بلکہ ایسے مسلمانوں کے لیئے نہایت ہی ضروری چیز سمجھتا ہوں مگر چونکہ ندوہ کے جلسہ میں اس مجلس شوریٰ کا پیش کیا جانا تجویز ہوا ہے میں اس کو **نمائش** سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔

شبلی صاحب یہ کہتے ہیں کہ ندوہ نے شروع سے شور وغل اور دہوم دہام کے طریق کو اختیار نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بھی صحیح نہیں مگر میں تسلیم کر کے کہتا ہوں کہ اب ایک تماشا کیوں بنایا جاتا ہے۔ ایک انتخابی مجلس کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے بعض شکر رنجیوں کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ اخلاص سے کام کرنیوالے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں لوگ عہدوں اور ممبریوں پر مرتے ہیں۔ پس جب ایک صوبہ کے لوگ انتخاب کرنے لگیں گے تو جو رہ جائیگا اور اپنے آپکو قابل سمجھیگا وہ برا منائیگا اور بد ظنی بڑھے گی۔ اسلیئے میری دانست میں **مجلس شوریٰ** دینی جلسہ کا مقام اور حاضرین کی مجلس ہو۔ آخر جو لوگ بہ حیثیت ممبر اور وزیٹر شامل ہونگے اور فیس بھی (بشرطیکہ قائم رکھی) ادا کر کے جائینگے انمیں زیادہ تر وہی لوگ ہونگے۔ جو اسلامی کاموں سے دلچسپی رکھتے ہوں پس ان امور کو وہیں پیش کر دیا جاوے اور ہر شخص کو اختیار ہو کہ اگر وہ اپنی کوئی رائے ظاہر کرنا چاہے تو کرے اس سے وقت بھی بچ جائیگا اور جو معاملات طے ہونگے وہ بالاتفاق طے شدہ تسلیم کئے جائیں گے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ **انتخابی طریق** پر اور بھی سہولت ہو سکتی ہے۔ موجودہ صورت میں بعض مفاسد کا احتمال ہے۔

اگر کسی ایسی کانفرنس کی ضرورت کو پہلے سے محسوس کر لیا جاتا۔ اور ہر صوبہ کی کام کرنیوالی انجمنیں اپنے سفیر یا وکیل اس کام کے لئے پہلے منتخب کر کے بھیج دیتیں تو آسانی ہو سکتی تھی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

اسلیئے پروگرام ہی میں ایک دن ایسا رکھا جاوے جسمیں بطور قابل فیصلہ بحث ہو اور لمبی تقریروں کے سلسلہ کو اسدن ملتوی کیا جاوے۔ ایسا کرنیسے عام رائے کا اندازہ ہو سکیگا۔

اسکے بعد ان **سوالات عشرہ** پر غور کیا جاوے تو ہر ایک ان میں سے بجائے خود ایک مبسوط بحث کو چاہتا ہے۔ اور اس تھوڑی سے وقت میں ایسے اہم سوالات کو طے کر لینا میں نہیں سمجھتا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ اور میں حیران ہوں۔ ان سب پر یکجائی تنقید کیونکر کروں؟ پس میں اس اصل کے موافق **ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ** صرف ضمن (۹) و (۱۰) کے متعلق سردست اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

مسلمانوں کو ایک عام **مذہبی مرکز** کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ مذہبی مرکز قائم کیونکر ہو سکتا ہے اگر اس سوال کو ہم حل کر لیں اور کوئی مذہبی مرکز بالاتفاق تسلیم کیا جاوے تو وہ دن چودہویں صدی کے مسلمانوں کی تاریخ میں عہد جدید کا روز عید ہوگا مگر یہ آسان بات نہیں۔

ہر ایک انجمن اور ہر ایسا شخص جو قوم یا ملک میں اپنا کوئی رسوخ کسی حیثیت سے رکھتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ انجمن مرکزی انجمن اور وہ شخص مسلمہ لیڈر قرار دیا جاوے۔

مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا ہو جاوے یہ حالت موجودہ یہ ناممکن ہے۔ اور میں جرأت سے کہنے کو طیار ہوں کہ ندوہ باوجود اس امر کو اپنے مقاصد میں رکھنے کے کامیاب نہیں ہو سکا اور نہیں ہو سکتا۔

میں خود مسلمانوں میں اغراض مشترکہ کیلیئے اتحاد کا زبردست حامی اور محرک ہوں۔ میری تحریریں اور تقریریں جو وقتاً فوقتاً شایع ہوئیں یا دیگئیں اس امر کی دلیل ہیں لیکن مرکزی رنگ میں مسلمان ایک نقطہ پر آکر جمع ہو جائیں۔ بدوں اسکے کہ اللہ تعالیٰ خود کوئی ایسا مرکز قائم کرے ناممکن ہے۔ اگر ہزار سال گزشتہ کی مساعی اس میں کبھی کامیاب نہیں ہوئیں تو آیندہ کیا امید ہو سکتی ہے۔

اسوقت مولانا شبلی کا فرض تھا۔ کہ وہ ندوہ کی طرف سے اس سکیم کو پیش کر سکتے کہاں سے جس پر وہ کوئی مرکزی حد پیدا کر سکتے ہیں۔

میں مسلمانوں کے لیئے **مذہبی مرکز** کی اشد ضرورت سمجھتا ہوں اور ہر شخص جو اس مضمون سے دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ اسی نقطہ پر آکر ٹھیریگا۔ مگر اسکا طے کر دینا آسان امر نہیں ہے۔

پھر ضمن (۱۰) میں مولانا شبلی ایک **ملائے اعظم** کی تحریک کرتے ہیں۔ دراصل یہی وہ کام کی بات ہے **ملائے اعظم** کہو یا **امیر و امام** کہو۔

ایک ہی بات ہے اور مسلمانوں کے ذہن نشین کرانے کی زیادہ ضرورت اسی مسئلہ کی ہے جب تک مسلمان ایک **امام یا امیر المومنین** کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتے۔ نہ ان میں مذہبی مرکز قائم ہو سکتا ہے اور نہ وہ وحدت ارادی جسکی خواہش کیجاتی ہے۔

اسلام ہی دنیا میں ایک مذہب ہے جس نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے ہمارے ذہن نشین کیا تھا۔ ہر معاملہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی رنگ میں اسکی تعلیم دی ہے یہانتک کہ سفر جو ایک معمولی چیز ہے۔ اس میں بھی کبھی آپنے پسند نہوں کیا جبتک ایک شخص امیر نہو۔ اور باقیوں کا فرض ہے کہ امیر کی متابعت کریں۔ اب غور کا مقام ہے کہ اسلام کی ایسی روش اور پاکیزہ تعلیم کو جب ہمنے چھوڑا۔ یا تو کن مشکلات میں پڑے۔ مختلف مذاق اور مختلف طبیعتوں کے انسان بجز اس طریق کے مرکز وحدت پر جمع ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ اور اس سے بڑھکر **اقرب بالامن** کوئی راہ ہی نہیں ہو سکتی۔

بوہروں کی جو مثال شبلی صاحب نے دی ہے (اگرچہ مجھے افسوس ہوا کہ وہ **تاریخ الاسلام** اور شریعت اسلام میں سے اس مسئلہ **امارت** کے متعلق بہت کچھ لکھ سکتے تھے۔ جو انہوں نے نہیں لکھا) اس پر بھی غور کر کے دیکھ لو کہ اس ملائے اعظم کے مسئلہ نے اس قوم کو انتشار اور مذہبی جھگڑوں فسادوں سے کیسے روک رکھا ہے۔ اسلیئے کہ **ملائے اعظم** کی بات اور فیصلہ انکے نزدیک ناطق ہے۔ مسلمان جب تک اس مسئلہ کی اہمیت کے قائل نہونگے اسوقت تک وہ ان فسادات اور نزاعوں سے مخلصی حاصل نہیں کر سکتے۔ جو آئے دن انمیں ہوتی ہیں۔ مینے بارہا لکھا ہے کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہی ایک

روشن امتیاز

ہے کہ اسلام نے ہمیشہ ایک امیر المومنین کی ہدایتوں کو جو قرآن کریم [illegible]

دین الحق پر رائے

مین نے کرمی میر قاسم علی صاحب کی کتاب دین الحق پر گذشتہ کسی اشاعت مین مختصر ریویو دیا تھا اسی کتاب کے متعلق سلسلہ عالیہ کے سخت مخالف منشی محمد دین صاحب خوشنویس دہلی سابق ایڈیٹر دار العلوم کی رائے درج ذیل ہے منشی محمد دین صاحب نے اپنے اخبار دین محمدی مین سخت مخالفت کی جسکا جواب الحکم مین [illegible] اور ہم نے عنوان دیا گیا۔ اب منشی صاحب نے جو رائے اس کتاب کو پڑھکر اور لکھکر دی ہے۔ وہ کتاب مذکور کی کامیابی کی دلیل ہے۔ مین پھر کہتا ہوں کہ یہ رسالہ کثرت سے شائع ہو خصوصاً اجلاس ندوہ پر (ایڈیٹر)

نقل رائے محمد الدین کاتب

یہہ رسالہ جسکا نام "دین الحق یا ہمارا مذہب" ہے حضرت مرزا صاحب مرحوم قادیانی کی تمام تصانیف و متفرق تحریروں اور تقریروں کا اقتباس اور ترتیب مقامات کا لب لباب ہے میری دوست [illegible] مسلمانوں [illegible] انام کی [illegible] اور اس سوء ظنی اور غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے جو عامہ مسلمین کو مرزا صاحب کے معتقدات کی نسبت ہے بڑی محنت اور جانکاہی اور دلسوزی سے تالیف کیا ہے کسی تصنیف یا تالیف پر بغیر دیکھے اور سمجھے رائے قائم کرنا سخت بے ایمانی ہے مینے اس رسالہ کو حرف بحرف کاپی کیا ہے اور سمجھا بھی اسلیئے مین بڑی دلیری و آزادی سے اسکی نسبت اپنی ناقص رائے کا اظہار کرتا ہوں اور یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ اس رسالہ کے لکھنے سے پیشتر مجھکو بھی مرزا صاحب کے معتقدات سے بڑی بدگمانی تھی لیکن اس رسالہ کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ وہ سمجھہ کا قصور تھا۔ مرزا صاحب کی دینی خدمات کا مجھکو دل سے اعتراف ہے۔ اور انکے فنا فی التوحید اور فنا فی الرسالت ہونیمین مجھکو کوئی شک نہین رہا بناءً علیہ مین بڑے زور سے تاکید کرتا ہون کہ یہ رسالہ عین اسلام ہے اور مسلمانوں کے لئے سود مند البتہ مسیح موعود ہونیکا سوال بہت باریک ہے۔ جو عوام کی سمجھہ اور ادراک سے بالاتر ہے۔ ہمارے صوفیاء کرام میں ایک مسئلہ وحدت وجود کا نہایت نازک ہے اور وہ اسکے سخت معتقد ہین توحید فی الکثرۃ اور کثرت فی التوحید کو وہ مانتے ہین پس اس مسئلہ کا بھی اسی طرح تعلق جوڑ دیں جس طرح وحدۃ الوجود کا مسئلہ اور جب ایسے مسائل کا فہم و ادراک حاصل ہو جائے۔ تو سمجھو کہ وہ مدارج حقیقت کو طے کر گیا اور معراج معرفت پر پہونچ گیا یہی مطلب ہے اور بس۔ عدیم الفرصتی کیوجہ سے نہایت اختصار سے کام لیا گیا۔ پھر کبھی مفصل بحث کیجائیگی۔ انتہیٰ بلفظہٖ۔ دیباچہ ابو یوسف محمد الدین خوشنویس عفی عنہ از مقام دہلی۔

یہ رائے دین الحق کیلئے اور اس ناچیز خادم الحق کے حق مین ایک خاص فضل و کرم مقلب القلوب رب العالمین کا ہے جسنے میری ناچیز خدمت کو قبول فرماکر ایک ایسے شخص سے کتاب لکھوا کر اظہار رائے کرادیا۔ جو سخت مخالف اور سلسلہ عالیہ اور حضرت مغفور علیہ السلام کا دشمن ہے۔ والسلام۔ عاجز قاسم علی مؤلف دین الحق

معین الندوہ کا مراسلہ

سیرت نبوی

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامع اور مکمل سیرت بایوگرافی کے جدید اصول پر اردو مین لکھی جائے اور اسکا ترجمہ انگریزی مین شایع کیا جائے یہ مسئلہ ندوۃ العلما کے اجلاس دہلی مین پیش ہوگا قوم سے استدعا ہے کہ وہ اس اہم بالشان مسئلہ کو طے کردے اور مطلوبہ سرمایہ اسی جلسہ مین مہیا کردے تاکہ جلد اس کام کا سرانجام ہو ہمارے سید کریم کے حالات زندگی پر مخالفین اسلام نے صدہا مبسوط کتابین شایع کی ہیں اور اس نور کو اپنے عناد کا پردہ ڈال کر انہون نے چھپا دینا چاہا ہے مین ہر مسلمان سے سوال کرتا ہون کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر کچھہ حق ہے اور کیا اس کی حمیت اجازت دیتی ہے۔ کہ حضور پر جو ظالمانہ حملے جاری ہین اسکو خاموشی سے برداشت کرتا رہے ان بیرحمانہ حملوں کا خاتمہ صرف اس صورت مین ہو سکتا ہے۔ کہ اس محسن اعظم کے حالات واقعات اور اس کے انسانی کاموں کی اصلی تصویر نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام غیر مسلم دنیا کو دکھادیجائے یہ وہ کام ہے جو ہمارے مخالفین کی آنکھین کھول دیگا۔ اور یورپ ایشیا پر اسلام کا سکہ بیٹھا دیگا میلاد شریف کی ایک لاکھ مجلسوں سے زیادہ اس سے اسلام کو قوت حاصل ہوگی حیف ہے کہ مٹھی بھر آریہ اپنے پیشوا کے جدید اصول پر مبسوط سوانح عمری شایع کرین اور کروڑون مسلمانوں کو اپنے شفیع کی عظمت و تقدیس کیلئے اس کام کو انجام دینے کی توفیق نہ ہو [illegible] مین اسی کریم کا واسطہ دیکر مسلمانوں سے درخواست کرتا ہون کہ اب وہ اس کام کی طرف سے غفلت ترک کردین اور رحیم کریم محمد (فداہ روحی) کی شان بے خبر دنیا کو دکھادین۔ موجودہ حالت مین اس سے غفلت یقیناً بے حمیتی ہے اور ہمارے وقار قومی کو برباد کرتی ہے کہ ہم پر بے حس قوم اور احسان ناشناس قوم ہونے کا الزام عاید ہوا جاتا ہے!

یہ کتاب اگر جدید اصول کے موافق کامیابی سے لکھیجائے اور یورپ تک یورپ کی زبانوں مین ترجمہ کرکے پہنچادیجاوے تو یہ چودہوین صدی مین مسلمانوں کا ایک ممتاز کارنامہ ہوگا۔ مبارک ہین وہ اہل ایمان جنکو اس مہتم بالشان کی توفیق ملے۔

میری رائے ہے کہ سیرت نبوی کیساتھ انگریزی ترجمۃ القرآن کا مسئلہ بھی ندوہ کے اسی اجلاس مین پیش کیا جائے اور ان دونون کاموں کو عملی طور پر شروع کردیا جاوے رسول اللہ صلعم کی لائف اور قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ اگر انگلستان مین شایع کردیا جائے۔ تو اسلام کی نسبت بہت سی غلط فہمیوں کا خاتمہ ہوجائیگا اور یہ قوم کی نہ صرف مذہبی بلکہ بہت بڑی سیاسی خدمت ہوگی +

خادم المسلمین سید عبد السلام نائب ناظم معین الندوہ
از دہلی

مقتدائے طریقۂ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا اس ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بورہی اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کردی ہے کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں اور جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی مدرسہ دایان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دی جاتی ہے۔

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہو گر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کررہے ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے

نوٹ:- ماء اللحم خاص خاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی بہتی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی طیار ہے قیمت فی بوتل صہ نصف بوتل عہ

فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے:- **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ میڈی سنز** تار کا پتہ ہے

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلاشرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے … تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری نا ممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سمجھئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ و گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو بجلی کی آگ سے جلا کر چند روز میں ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتی ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی بیٹ ہو کر آب ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور بڑے مانے ہوئے ڈاکٹروں، میڈیکل کالج کے لکچراروں، معزز عہدہ داران سلطنت نے سرٹیفکیٹوں اور بادو خود امتحانانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی خلاف قاعدہ قدرت … جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں انکے لئے روح حیات … اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بیرونقی اور زردی چہرہ کے لئے اکسیر ہے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح رکھتا ہے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر ہوتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو توانا اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ با وجود ان اوصاف کے روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ/)۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی ہے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ دور کر کے معزولہ طاقت بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضان نامردی کو پورا پورا مرد بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی روغن دافع سستی چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں ✦

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا)

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

مضبوطی خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کئے جاویں قیمت نہایت ہی ارزاں

سنگل سردستی ہارمونیم باجہ ۳- اسٹاپ

میتدیوں کے لئے مفید

جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیئے اس میں سرونکا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ۱۹ للعہ درجہ دوم ۱۶للعہ

ڈبل سردستی ہارمونیم باجہ ۴- اسٹاپ

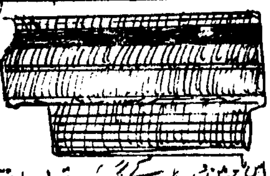

آواز نہایت ہی سریلی و بلند

اس باجہ میں دو سٹ سروں کے لگے ہوئے ہیں قیمت درجہ اول ۳۰ درجہ دوم ۲۹

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۳۹ درجہ دوم ... نوٹ ہمراہ فرمایش ہر ایک کے ۵ روپیہ آنے چاہئیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم	۱۲
رہبر ہارمونیم	۱۲
ہارمونیم استاد	۸
کلید ہارمونیم	۴
ہارمونیم درپن ہر دو حصہ	۸
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ	فی حصہ عہ
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب	۸
طبلہ سیکھنے کی کتاب	
ستار سیکھنے کی کتاب	۵

ملنے کا پتہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئیں

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے اس کو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نشان ہی کی ایمشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

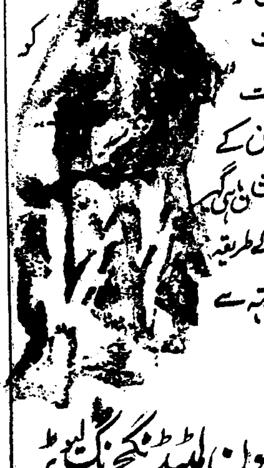

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا ہے۔ کہ ہر مہینے کم ازکم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چھہ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر یک عہ

تفسیر سورہ بقر مکمل تین روپیہ چار آنہ (سے)

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان! لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگوائیے بھلا اس میں بھی کچھہ دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ لکھہ رہیں جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثرا اور جوانی کی غلط کاریوں کی وجہ سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہائیں انشاءاللہ اسکو پائیں قیمت چھہ ماشہ عار

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ لعہ

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

(در مطبع انوار احمدیہ باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر مطبوع گردید)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی!

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

یہ پرچہ ہر ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

عوام سے
خواص سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب
اور
غیر مستطیع احباب سے

قادیان دارالامان مورخہ ۷ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء مطابق ۷ ربیع الاول

سالانہ جلسہ کے مفصل حالات

امسال سالانہ جلسہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے بعض وجوہات کی بنا پر بجائے ایام تعطیلات کرسمس تعطیلات ایسٹر پر ملتوی کر دیا گیا تھا۔ کرسمس کی تعطیلات میں بھی لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ لاہور میں مسیحی لیکچروں کے جواب میں اسلامی لیکچروں کے سلسلہ کا ہوا تھا۔ اور سلسلہ کے باہمت نوجوانوں کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء تک ہوا۔ از سلسلہ ہماری جماعت کے جلسہ کی تعطیلات پر ملتوی ہوا۔ اور معمول کیا تھا

پہلا کام کرایہ ریلوے میں رعایت

کی درخواست تھی افسران ریلوے نے گو رعایت دینا منظور کیا مگر یہ رعایت اس مرتبہ بجائے نصف کے کم تھی یعنی ڈیوڑھ کرایہ جبکہ دونوں طرف کا سفر ہو سکتا تھا اور اس میں بھی موسیل کی شرط تھی ایسا ہی [illegible] کرایہ ریلوے میں [illegible] رعایت [illegible]

کیئے ہی افسران ریلوے کے شکر گزار ہیں

بعض سٹیشنوں پر ہمارے مہمانوں اور دوستوں کو بعض مشکلات بھی پیش آئیں خصوصاً ریلوے سٹیشن کھیوڑہ کی شکایتیں کثرت سے پہنچی ہیں اس کے متعلق الگ میں افسران ریلوے کو توجہ دلاؤنگا۔ سردست مجھے یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس کی رعایت کا کوئی نمایاں اثر ہمارے احباب اور دوستوں پر اس حیثیت سے نہیں پڑا کہ

وہ کم آئے ہیں

اگرچہ موسم کے لحاظ سے جبکہ بعض مقامات پر طاعون پھوٹ نکلا ہے۔ اور خاص قادیان میں بھی بعض وارداتیں ہو چکی تھیں ممکن تھا کہ اس جلسہ پر آنیوالوں کی تعداد میں کمی رہتی مگر خدا کا شکر ہے کہ

ان باتوں کا اثر مجمع پر نہیں پڑا

اور جیسا کہ سال گذشتہ کے جلسے پر کثرت سے شامل ہوئے احباب کو یہ جلسہ [illegible] اجتماع [illegible]

نہیں [illegible]
کی نوائی قوت اور [illegible]
اثر نہیں پڑ [illegible]
قادیان جیسے [illegible]
پانوں [illegible]
کی پیشگوئی [illegible]
کا شروع [illegible]
بیش لگے [illegible]

لانا وہان زلین تان جلسہ شہر مین ہو۔
شہر مین ہمارے لئے جلسہ کا انتظام بہت آسان ہوتا تہا۔ کیونکہ مدرسہ اور بورڈنگ کے مکانات مہمانون کی فرودگاہ کے لیے موجود ہوتے۔ اور کچھ اور مکانات کا انتظام کردیا جاتا لیکن اس حکم کے ماتحت

فرودگاہ کا انتظام باہر کیا گیا

اور اس قدر عجلت مین جس خوبی سے انتظام کیا گیا وہ نہایت اطمینان بخش ہے۔ یہ فرودگاہ مدرسہ کی نئی زمین مین بنایا گیا جہان بیسیون خیمے اور چہولداریان اور عارضی ٹین شیڈ بنائی گئے تھے۔

احمدی کیمپ کا نظارہ نہایت موثر اور دلکش تہا ہزارون انسان جن مین اکثر بڑے بڑے معزز اور عہدہ دار تھے زمین کے فرش پر پڑے ہوئے تھے وہ کیا بات تھی جسنے یہ جوش پیدا کر رہا ہے کہ آرام و راحت کو قربان کرکے اس طرح جنگل مین پڑے ہین۔

یہ صرف اخلاص ہے

بہرحال مدرسہ کی زمین مین احمدی کیمپ لگایا گیا۔ انتظام نہایت وسیع پیمانہ پر کیا گیا تہا اور حتی الوسع مہمانون کی آسایش کے مقابلہ مین خرچ کی کوئی پروانہ کی گئی خدا کا شکر ہے کہ اس مین

کامیابی ہوئی

مدرسہ کے اساتذہ اور بورڈرون اور صدر انجمن کے ملازمین نے جس محنت اور مستعدی سے اس خدمت کو سرانجام دیا ہے۔

وہ نہایت قابل قدر ہے۔

مین اس موقعہ پر اپنے مخلص اور مکرم مخدوم بکر شاہ خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کا ذکر کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہون جو نہایت اخلاص کیساتھ اپنے بورڈرون اور بچون کو لیکر رات کے بارہ بارہ بجے تک کام کرتے رہے ایسا ہی بعض دوسرے دوست منشی برکت علی اور ماسٹر عبدالعزیز وغیرہ بھی پوری تندہی سے مصروف بکار رہے۔

باہر سے آنیوالے احباب مین سے مولوی عمر الدین صاحب مدرس میرٹھ اور مستری محمد موسیٰ لاہوری خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ اس مرتبہ کہانے کے متعلق کل انتظام انکے ہی سپرد کیا گیا تہا۔ اور نہایت اطمینان سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کام کو انہون نے بڑی ہی خوبی اور کمال عمدگی کیساتھ نبہایا اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دے افسوس ہے مین نام بنام اپنے مخلص احباب کا ذکر نہین کرسکتا۔ جنہون نے اس موقعہ پر اپنی خدمات سے جلسہ مین مدد دی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ محض اخلاص اور صدق سے اس کام کو کرتے رہے ہین نہ کہ کسی شکریہ اور تعریف کے لیئے۔ اب مجھ اس لمبے سلسلہ سے نکلکر جلسہ کی عملی کارروائی کا ذکر کرنا چاہیئے جلسہ کی کارروائی جمعہ کی نماز سے شروع ہونی قرار پائی تہی۔

جمعہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

جمعہ کے لئے جامع مسجد مین حسب معمول انتظام کیا گیا تہا مگر اسی اثنا مین آدمیون کی کثرت نے باہر نماز کا انتظام کرنیکا مشورہ دیا اور حضرت نے حکم دیا کہ

مسجد یا بوہڑ کے نیچے ہو

اس سے یہ سمجھ لیا گیا کہ گراونڈ مین جو بوہڑ کا درخت ہے جو مسجد النور کے سامنے ہے وہان انتظام ہوگا لوگ مسجد جامع مین ۱۰ بجے سے جمع تہے یہ سنکر بہاگے ہوئے باہر چلے گئے یہ نظارہ بہی قابل دید تہا اور ایک دل کو متحرک کئے بغیر نہ رہ سکتا تہا۔ لوگ باہر پہونچ گئے لیکن جب

حضرت خلیفۃ المسیح باہر تشریف لائے

اور آپنے دریافت کیا کہ جمعہ کہان ہوگا۔ اسپر عرض کیا گیا کہ حضور کے حکم کے ماتحت باہر ہوگا اسپر فرمایا مینے یہ نہین کہا تہا بلکہ وہ بوہڑ جو مدرسہ کے قریب ہے۔ مین باہر نہین جاسکتا اگر چلا جاؤن تو تین دن بیمار ہوجاتا ہون پس ۱۱ آدمی ملکر مشورہ کرو مین پسند کرتا ہون کہ جامع مسجد مین ہو۔ وہان نہو سکے تو اس بوہڑ کے نیچے بہرحال فوراً باہر جاکر مشورہ کیا اور احباب نے بعد مشورہ فیصلہ کیا کہ

جامع مسجد ہی میں ہو کیونکہ حضرت امیر پسند فرماتے تہے

حضرت کے اس فعل سے جو عظیم الشان سبق ہمین ملتا ہے وہ

شاورہم فی الامر

کی اہمیت ہے۔ مین نے دیکہا ہے کہ معمولی امور مین بہی جب حضرت سے دریافت کیا گیا تو آپنے جھٹ مشورہ کرنیکا حکم دیا ہے حضرت حکم دیسکتے تہے کہ فلان جگہ کرو مگر آپنے مشورہ کو پسند فرمایا بہرحال جب باہر جمع شدہ جماعت کو یہ حکم سنایا گیا تو وہ بے اختیار ہوکر

شہر کو دوڑ پڑے

تا کہ سب سے پہلے جگہ ملجاوے یہ نظارہ بہت ہی موثر تہا۔ اور اس سے اس

جوش اور اخلاص

کا پتہ ملتا تہا۔ جو جماعت کو اپنے امام سے ہے۔ اور شوکت اسلام ظاہر ہوتی تہی۔ تہوڑی ہی دیر مین مسجد اس کی چھتیں اور اردگرد کے تمام مکانات کی چھتیں پر ہوگئی تہیں مسجد مین باوجودیکہ وہ بہت وسیع ہوچکی تہی۔ قطعاً گنجائش بیٹھنے کی بہی نہ تہی۔ اس حالت کو دیکہکر

حضرت خلیفۃ المسیح کی قبولیت عامہ

کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا تہا۔ آخر حضرت تشریف لائے اور جوش سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسجد کا صحن طے کرکے منبر تک پہونچنا دو منٹ سے زیادہ کا راستہ نہین مگر حضرت کو یہ مسافت قریباً ۱۵ منٹ مین طے کرنی پڑی وہ بہی ہٹو بیٹھو راستہ کی آوازین لوگ دے رہے تہے۔ حضرت ایک خاص شان کیساتھ جو عبودیت اور اس کیساتھ خلافت کے رنگ مین ڈوبی ہوئی اور اپنے محبوب آقا مین گم شدگی کی شان تہی آتے تہے۔ آپ منبر کے پاس پہونچے کثرت مخلوق کی اسقدر تہی کہ وہان آواز کا پہونچنا مشکل امر تہا حضرت نے آخر تجویز کیا کہ دو تین بلند آواز آدمی کہڑے ہوجائیں مین جو کچھ کہون وہ کہتے جائیں تا کہ

سب سن لین

اس سلسلہ کے یوم اول سے لیکر آج پہلا دن تہا جو خطبہ اس طرح پہونچایا گیا اس مقصد کے لیئے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور میر ناصر نواب صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب کو مقرر کیا گیا اور حضرت نے خطبہ شروع فرمایا مگر چند ہی منٹ کے بعد فوراً محسوس ہوئی کہ اصل مقصد پورا نہین ہوتا اسلیئے

خاکسار ایڈیٹر الحکم

نے تحریر کیا تہا (جو اسوقت اسکا فرض ہی کام تہا) حضرت کے

جلد ۱۴

نیا سلسلہ

ناظرین! اگلے ہفتہ سے اس صفحے پر مسلسل ۱۲ بار ایک ایک صفحے کا مضمون درج ہوگا جس سے اچھی طرح سے مشہور و معروف دوائی

امرت دھارا (رجسٹری شدہ)

کے اوصاف آپ کو پتہ لگ جاویں گے۔ اگر آپ اس ورق کو پھاڑ کر نمبروار رکھتے جاویں۔ تو مکمل فہرست بن جاوے گی۔ داشتہ آید بکار۔ اگر آپ ہر ہفتہ اس صفحے کو ملاحظہ فرمایا کریں۔ تو یقیناً آپ محظوظ ہونگے کہ کیسی کیسی اشیاء ایشور نے انسانوں کو بخشی ہیں +

اطلاع عام

امرت دھارا اور آب حیات باقاعدہ رجسٹری شدہ ہیں۔ اور اُن کا مالک میں ہوں

کسی صاحب کو اس نام کی کوئی بھی دوائی یا کتاب مشتہر کرکے بجائے فایدہ کے نقصان نہیں اٹھانا چاہیے اور پبلک سے درخواست ہے کہ نقل اور دھوکہ سے بچے۔ ہمارے ہندوستانی بھائی کوئی نئی ایجاد تو کر نہیں سکتے مگر اگر بھولے بھٹکے سے کوئی کسی نتیجے پر پہنچتا ہے تو [illegible] پڑ جاتے ہیں اصل تو معلوم ہونی ناممکن ہے نقل کر کے پبلک کو لوٹتے ہیں ملاحظہ کرو صفحہ ۱۱۔ اور مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت منگوائیں

المشتہر

[illegible] مالک کارخانہ امرت دھارا [illegible]

خط و کتابت کے واسطے اتنا پتہ کافی ہے

امرت دھارا لاہور

سے پہلے کوئی شخص قدرت ثانیہ کا دعویٰ کرے تو وہ احمدی ہو یا غیر احمدی کوئی حق نہیں رکھتا کہ اس کے دعویٰ سے اظہار نفرت نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر کے وقت میرے قلب کو دیکھتا ہے۔ اور میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کی ہی طرف سے تحریک اور توفیق ملنے پر میں اس اپیل کو لکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں اس قسم کا دعویٰ کرے۔ تو اس کو کوئی وقعت نہیں ہو سکتی ہے۔ ایسا شخص واجب الرحم ہے اور اس قابل ہے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے۔

قدرت ثانیہ کا مظہر اول ہم میں ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید اور نصرت کی اور قلوب میں اس کے لئے جو جذب پیدا کر دیا۔

یہ انسانی تجویز اور ترکیب نہیں ہو سکتی۔

مظہر اول کی خلافت ہماری دلائل کی محتاج نہیں اور نہ اس پر اس وقت کسی بحث کی حاجت مگر ہاں میں اپنے اعتقاد اور ایمان کے موافق یہ ظاہر کرنے سے نہیں رک سکتا۔

کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرفوع ہونے کے بعد کوئی شخص اگر خلافت راشدہ کا انکار کرے تو باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے کے متبع سبیل المومنین نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر کوئی احمدی جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت کو قدرت ثانیہ کے مظہر اول کی خلافت یقین کرنے میں متأمل ہے

کہتا۔ اس کا اپنے آپ کو محض حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے سے احمدی سمجھنا غلطی ہے۔

پھر یاد رکھو کہ قدرت ثانیہ کا ظہور اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے بعض وجود اس کے مظاہر نہ ہوں۔ پس تم ہوشیار رہو۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کوئی تمہیں دھوکے میں ڈالے اور تم غلطی کھا جاؤ۔ والا مختلف جگہ ایسے مدعی آن واحد میں موجود ہیں۔ کوئی گجرات میں کوئی لائلپور میں کوئی ضلع امرتسر میں اور ڈیرہ غازی خاں کی طرف اور کوئی دکن میں مناسب ہے وہ آپس میں فیصلہ کر لیں۔

پلیگ ماری بکس

کوبراج کاشی رام ویدکو رتن لاہور

شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان سے تحریر فرماتے ہیں کرم لالہ کاشی رام صاحب ویدیہ تسلیم نہایت خوشی سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کا پلیگ ماری بکس اس غرض سے منگایا تھا کہ مریضان طاعون کو جس سے نفع پہنچے ... استعمال کرا ... شکر ہے کہ اس سے علے العموم فائدہ پہنچا ...

بھگت رام صاحب ... تحریر فرماتے ہیں پلیگ ... بہت فائدہ کرتی ہے ... نے ایک دیسی حکیم کو واسطے استعمال دیں ... کا بیان ہے کہ ایک گولی نے ایک ایک آدمی موت سے بچایا ہے

قیمت بکس ... ہر قسم کی مستند ادویات ہمارے ہاں موجود ہیں ... کہ کل تو در کنار ان کا کوئی بڑا حصہ بھی بوجہ کمی جگہ یہاں درج نہیں کر سکتے

فہرست کلاں بلا قیمت آج ہی طلب کریں

ملنے کا پتہ۔ کبیراج کاشی رام ویدکو رتن مالک پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ ننگے منڈی لاہور (پنجاب)

...ی اپنے مرحوم بھائی کی منگیتر پرنسس مکٹوریہ
...ن کے ساتھ ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک
...شہزادہ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور راجہ صاحب
کوٹلہ موجود تھے۔ ۱۸۹۷ء میں جب ہندوستان میں
... تو آپ نے غریب ہندوستانیوں کیلئے ایک رقم
عطا فرمائی۔ ... آئرلینڈ کا سفر کیا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ نے
... کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ ۱۸۹۹ء میں آپ نے
... سفر کیا ... ۱۹۰۰ء میں ملکہ معظمہ وکٹوریہ
... تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک
آف کیرک، بیرن آف رن فریو۔
... اور گریٹ سٹور آف سکاٹلینڈ کے خطابات
... عطا ہوئے۔ اسی سال آپ کو کینیڈا، آسٹریلیا
و جنوبی ... پڑا جس کے بعد آپ پرنس
آف ویلز بنائے گئے۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کو اعزازی لیبر
... بنائے جانے کا افتخار حاصل ہوا اور ۹ نومبر ۱۹۰۵ء
... نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے
رشک گلزار بنایا۔ آپ کا پروگرام سیاحت ہندبہت کچھ
آپ کے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے بنایا گیا
جس میں حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن، میسور،
... کشمیر، اندور، جےپور، اودےپور، بیکانیر، گوالیار
وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ کے قدوم فرخ لزوم سے
مشرف ہونے کا موقع دیا ہے۔
شہزادہ والاقدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور
کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن
ہندوستانیوں کی طرح نہیں۔ بلکہ شاہان ایران کی مانند
آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں۔ آپ کو کاشتکاری
کی قیمتی معلومات حاصل ہیں۔ آپ کی تخت نشینی کا اعلان
سرکاری طور پر ہو چکا ہے۔ اور رسم تاجپوشی بھی عنقریب
ادا ہونے والی ہے۔

گورداسپور ماتمی جلسہ

گورداسپور کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ قیصر ہند کے
انتقال پر اظہار افسوس کے لئے گورداسپور کے رئیس اعظم
اور فخر اہل اسلام شیخ علی احمد صاحب پلیڈر چیف کورٹ
کے مکان پر ہوا۔ شیخ علی احمد صاحب قومی کاموں

میں نہایت دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں
کے ایک مسلم لیڈر ہیں۔ جو جیسے مسلمان انپر اعتماد رکھتے
ہیں۔ گورنمنٹ بھی نہیں۔ اپنا معتمد علیہ وفادار دوست
یقین کرتی ہے۔ اس پیرانہ سالی میں تعزیت کے لئے
سفر انگلستان اختیار کرنا اس صدمہ کے احساس کا اظہار
کرتا ہے۔ جو آپ کو ملک معظم کی وفات سے ہوا ہے (ایڈیٹر)

رزولیوشن نمبر ۱

جملہ اہل اسلام گورداسپور ایک مجمع میں اکٹھے ہو کر اپنے
ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی اس ناگہانی موت اور
جانکاہ واقعہ پر دلی اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور اس
عظیم ملکی صدمہ پر جو کہ گورنمنٹ اور ورثاء خاندان شاہی
کیساتھ ہوا سچی ہمدردی رکھتے ہیں۔
نمبر ۲۔ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہایت مودبانہ درخواست
کرنیکی اجازت چاہتے ہیں کہ اس جلسہ کے صدر شیخ علی احمد
صاحب پلیڈر کو اجازت دیجاوے کہ وہ ہماری طرف سے
خاص انگلستان جا کر شاہی خاندان کیساتھ رسم عیادت بجا
لائیں۔ اور ان غم کے خیالات کا اظہار کریں جس سے کہ ہمارے
دل اسوقت بھرے ہوئے ہیں۔
نمبر ۳۔ ان ہر دو رزولیوشن کی کاپی حضور لفٹنٹ گورنر صاحب
و حضور وائسرائے گورنر جنرل کیخدمت میں بھیجی جاوے
نمبر ۴۔ ان ریزولیوشن کی ایک ایک کاپی مختلف اخبارات میں اشاعت
کے لئے بھیجی جاوے۔

ملک معظم کے انتقال کے متعلق تار خبریں

بادشاہ ایڈورڈ کی وفات: (لندن، مئی) ملک معظم کا
دم نکلنے سے تھوڑی دیر پیشتر ان کے تمام بچے سوائے ملکہ
ناروے کے ان کے ارد گرد کھڑے تھے۔ آرچ بشپ
کنٹربری بھی وہاں تھے۔ ڈیوک و ڈچس آف کناٹ نہر
سویز میں واپس جا رہے ہیں۔ شام پھر ملک معظم بیہوش رہے
تو ساڑھے دس بجے شب کے درمیان طبیعت نے سنبھالا لیا۔ مگر
جلد بےخبر ہو گئے۔ ہزاروں آدمی قصر بکنگھم کے باہر بارش میں
شفایابی کی خبر سننے کے واسطے منتظر کھڑے تھے جب پرنس
و پرنسس آف ویلز سوا بارہ بجے شب کے باہر روتے ہوئے باہر

گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بادشاہ کوچ کر گئے۔ ٹائمز کہتا ہے ملک
معظم نے ہائی کو بستر پر پڑے رہنے سے انکار کیا۔ اور اپنے
پرائیویٹ سیکرٹری لارڈ نولس کو ضروری کاروبار کی ہدایت فرمائیں
اور خود کچھ کام کیا۔ حضور نے اپنی بیماری کا بہادری اور استقلال
سے مقابلہ کیا۔ سوائے کھانسی کے بدستور سابق بات چیت
کرتے تھے۔ قبل از دوپہر کھانسی نے سخت صورت
اختیار کر لی۔ شام کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ سانس رک گیا
اور بیہوش ہو گئے۔
(بعد کی خبر) ایک کورٹ سرکلر مظہر ہے کہ آخری وقت
میں آرچ بشپ کنٹربری نے کئی دفعہ دعا کی جس میں
شاہی خاندان کے ممبر شریک ہوئے۔ حضور کا لاشہ اسی
بستر پر پڑا تھا جس پر دوران علالت میں استراحت
فرمائی تھی۔ چہرہ سے متانت راحت قلبی اور سکون دلی
عیاں ہوتا ہے۔ غالب ۲۱ مئی کو فراگ مور میں تدفین
ہوگی۔ قیصر جرمنی، شاہ پرتگال، پریسیڈنٹ لوبے۔
شہزادہ البرٹ بلجیم اور شاہ ہاکن والیٔ ناروے شریک ہونگے
(۸ مئی کی خبر) غیر سرکاری طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ تدفین
۲۰ ماہ رواں کو ہوگی۔ جنازہ قصر بکنگھم میں چند روز تک رہیگا۔
جسے شاہی خاندان کے ممبر و خواص دیکھ سکیں گے۔ بعد
ازاں ویسٹ منسٹر ایبی میں پبلک کیلئے رکھا رہیگا۔
ماتم ۷ مئی سے ایک سال تک دربار میں سوگ رہیگا
اور پورا ماتم ۱۷ نومبر آئندہ تک ہوگا۔ فوجی افسر چھ ماہ تک
سوگ منائیں گے۔ دربار برلن ایک ماہ تک ماتم رکھیگا
قیصر برٹش سفارت گاہ میں گئے۔ اور دو گھنٹے تک برٹش
سفیر سے اپنے ماموں کی وفات کی نسبت گفتگو کرتے رہے
لنڈن اور برطانیہ میں عام ماتم ہے۔ تھیٹر کا روبار بند ہیں
کھیل تماشے سب بند ہیں۔ سوشل اور پولیٹیکل کام ملتوی
ہیں۔ علاوہ ازیں صرافہ منڈیاں۔ اور تھیٹر وغیرہ سب بند
ہیں۔ سب لوگ سیاہ نکٹائیاں باندھے پھرتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے تعزیت کا تار دیا گیا۔
... احمدیہ و مدرسہ تعلیم الاسلام میں ماتمی جلسے ہوئے
... بند رہے۔

ایک مسلمان کی فریاد

علماء اسلام کی خدمت میں

حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک غریب گمرؤں کا امیر۔ کم علم مگر نکتہ رس بے غرض مگر دردمند مسلمان ہوں۔ مجھے مدت سے درد اٹھتا ہے۔ اور فوارے کی طرح مجھے ہی متاثر کرتا ہے حسن اتفاق سے بتقریب جلسہ ندوۃ العلماء آپ حضرات کا اجتماع دہلی میں ہوا ہے۔ اس لئے میں جو مدت سے آپ حضرات کے مجمع کی تلاش میں تھا۔ آج بامید کامیابی بہت خوش ہوں [illegible] مراد پوری ہو۔ میں اپنی عرضداشت کو [illegible] مندرجہ ذیل پر تقسیم کرکے آپ حضرات سے جواب کا امیدوار ہوں۔

(۱) وہ اسلام جس نے دشمنوں کو دوست بنایا تھا وہ

(۲) وہ [illegible] تمام دنیا کے فرقوں کو ایک ہی فرقہ مسلمان بنایا تھا وہ کیا ہے؟

(۳) وہ اسلام جس کے پہونچانے کیلئے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ کیا ہے؟

(۴) آج جو مسلمان فرقے فرقے بن رہے ہیں (میں کسی فرقہ کا نام نہیں لیتا) یہ کس اسلام کی تعلیم سے بنے ہیں؟

(۵) کیا یہ فرقہ بندی اوسی اسلام نے سکھائی تھی جو دنیا کے تفرقوں کو مٹانے آیا تھا؟

(۶) کیا ندوۃ العلماء مجھے اجازت دیگا کہ میں یہ تجویز پیش کروں کہ سب اہل اسلام اپنے اپنے فرقوں کے اختراعی ناموں کو چھوڑ کر وہی نام اختیار کریں۔ جو خدا نے اپنے کلام پاک اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اختیار کیا ہے یعنے مسلمان

(۷) میں یہ نہیں کہتا کہ شیعہ اپنے اعتقادات کو بلا تحقیق چھوڑ دیں حنفی اپنے مسائل مختلفہ پر عمل نہ کریں۔ اہل حدیث تقلید کے دلدادہ ہو [illegible] بلکہ یہ کہتا ہوں کہ عمل تو وہی ہمائل پر کریں جو انکی تحقیق میں آویں مگر فرقہ بندی چھوڑ دیں یعنی اپنے فرقہ کا نام کبھی ایسا نہ کہیں۔ جو خدا اور رسول نے نہ کہا ہو حضرات علماء کرام! میں اس کہنے میں کہانتک غلطی پر ہوں۔ جناب مہربانی مجھے آگاہ فرمایا جائے۔

(۸) [illegible] اس مضمون پر ایک رسالہ ہما کہ المسلمین بھی مدت کا لکھا ہوا ہے جس صاحب کو دیکھنا منظور ہو راقم اثم سے لیکر دیکھ سکتا ہے۔

میں ہوں آپ حضرات کے جواب باصواب کا منتظر فقیر ابو یحیی حشمت العلی مسلمان واعظ مقیم دہلی حنبلی قبر۔

ایڈیٹر مندرجہ بالا فریاد کا جواب علماء اسلام کو دینا ضروری ہے۔ میں اس کے متعلق اپنی رائے کو محفوظ رکھتا ہوں۔ ہر فرقہ اور طبقہ کے علماء کا جواب الحکم میں چھاپ دیا جائیگا۔ اور بعد میں انشاء اللہ اپنی رائے لکھونگا۔ یہ سوال فی الحقیقت اس قابل ہے۔ کہ علماء اسلام اس کا جواب دیں۔

اعلان

گو کسی دوسری جگہ بھی میں ظاہر کرچکا ہوں کہ پلیگ اور کسائی فصل کیوجہ سے آدمیوں کا ملنا محال ہوگیا۔ اور دوسری جگہ اخبار کا چھپنا ناممکن اسوجہ سے باوجود سخت جدوجہد کے پھر بھی اخبار میں متواتر توقف ہوتا رہا۔ ٹائیٹل پیج پہلے چھپ چکا تھا۔ مگر دوسرے اوراق کے چھپنے میں دقت پیش آئی اور کچھ کاپیاں بھی الٹ چھپ گئیں۔ اس لئے اب مبتلا اسے آپ ٹو ڈیٹ کرتے کے لئے اگلا اخبار وقت پر انشاء اللہ نکال دیا جاویگا۔ ناظرین میری ان مجبوریوں سے مطلع رہیں یہ امور محض قضاء و تقدیر کے نیچے ہیں (ایڈیٹر)

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس۔ کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں۔

ارے دوڑو — جلدی دوڑو

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اس کے گہر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں۔ اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی لیکر

گھر میں ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے وقت پیٹ کا درد۔ مروڑ اور متلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے قیمت فی شیشی چار آنہ (۴) محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کا رنگ بھی اصل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی مانند رہتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ بدہضمی۔ متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں قیمت فی شیشی ۸ آنہ محصول ڈاک ۵ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت ملتی ہے منگا کر ملاحظہ کیجیے

نیا قیصر ہند

بادشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی ؛۔ لنڈن ۷ مئی آج سہ پہر کو پارلیمنٹ کا مختصر اجلاس ہوا۔ لارڈ چانسلر اور سپیکر نے وفا ۔ عقیدتمندی کا حلف اوٹھایا۔ ہوس آف کامنز میں بہت تھوڑے آدمی تھے۔ بادشاہ جارج امیر البحر کی وردی پہنکر سینٹ جیمز کو شاہی گاڑی میں گئے۔ اثنائے راہ میں ہزاروں نے سلام کیا۔ شاہ کے پیچھے پیچھے آرچ بشپ کنٹربری اور مسٹر چرچل خلعت فاخرہ پہنکر گئے پریوی کونسل کے بہت سے ممبر موجود تھے۔ کونسل ایک گھنٹہ تک رہی ؛

(۸ مئی) بادشاہ جارج نے کونسل کی تقریر میں فرمایا:۔

میں اپنے والد کے نقوش قدم پر چلنا اپنی زندگی کا فرض اولی سمجھونگا اور اس کے ساتھ اس سلطنت کی آئینی حکومت کو قایم رکھنے کی کوشش کروں گا۔ ان بھاری فرایض کی ادائیگی میں پارلیمنٹ اور رعایا کی دعاؤں پر کہ خدا مجھے توفیق و ہدایت بخشے۔ بھروسہ کرتا ہوں تاکہ میں ان نازک فرایض کو ادا کر سکوں ؛

ملک معظم کا انتقال "غیر معمولی گزٹ" سرکار گورنمنٹ ہند ۷ مئی کی شام کو شملہ سے شائع ہوا جس میں حضور وائسرائے نے سرکاری طور پر ملک معظم کے انتقال کا اعلان کیا ہے اور تمام فوجی بحری و سول افسروں کو ماتم کرنیکی ہدایت فرمائی ہے۔ پورا ماتم وفات کے روز سے ۶ ہفتوں تک رہیگا۔ اس کے بعد ۸ ہفتہ نیم ماتم منایا جائیگا۔ فوجی اور سول افسر ۳ ماہ تک سیاہ پٹکہ ماتم کا نشان پہنینگے ؛

جدید قیصر ہند کے مختصر حالات

حضور بادشاہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء بروز شنبہ کو ایک بجکر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ میں لارڈ چیمبرلین اور بیگمات موجود تھیں لنڈن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری اسی روز اس شہر میں مشتہر ہوگئی جسپر ہر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷ جولائی کو ونڈسر کیسل میں نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی ڈچز آف کیمبرج آپ کی دینی ماں اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے تھے۔ ایک نامعلوم ... اتفاقاً شب کو آپ کی خوابگاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرے سے علیحدہ کر دیئے گئے دوران قیام انگلستان میں آپ کی پرورش مالبرو ہوس یا سینڈرنگہم میں ہوتی تھی۔ اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترتیب میں بنفس نفیس حصہ لیتی تھیں چنانچہ منجملہ اپنے اور بچوں کے آپکی بسم اللہ بھی جنابہ موصوفہ ہی نے فرمائی تھی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لیے جرمن اور فرنچ لیڈیاں مقرر کر دی تھیں۔ مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی۔ اگست ۱۸۷۱ء میں زمانہ تعلیل دینہم میں۔ شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ ملکہ کے ساتھ) آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔ فیاض قدرت نے بچپن ہی سے سلفورو الاکو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری دلبر فورس ایک خط میں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج تیز اور زندہ دل ہے"۔ اسی طرح تیرا کی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خورد سالی ہی سے تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اور شہزادوں کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائینگے۔ مگر ملک معظم مرحوم نے آپکے لیے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز "برطانیہ" پر بھیجے گئے۔ اور ۲ سال تک کپتان فیر فیکس کی ماتحتی میں کام سیکھتے رہے۔ مسٹر لائمیس آپ کے خاص اوستاد تھے۔ جہاز پر آپ میں اور دیگر طالبعلموں میں اتنا فرق تھا۔ کہ آپ کو رہنے کے لیے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تھا۔ جب آپ نے اس جہاز پر تعلیم پالی تو ۱۵ جولائی ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے اس جہاز پر علاوہ مسٹر لائیس کے آپ کی تعلیم کے لیے ریورنڈ جے این۔ ڈالٹن بھی مقرر کیے گئے۔ یہ جہاز جس سکواڈرن میں تھا۔ وہ امیر البحر ارل آف کلیں ولیم کے سپرد تھا۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۲ء تک آپکو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ نے جزائر غرب الہند جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان چین سنگاپور۔ سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس اور یونان کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ہردلعزیز ہو گئے تھے۔ آپ جہاں کہیں جاتے سب آپکا خلوص دل سے خیر مقدم کرتے تھے۔ شہزادہ نے اپنے میزبانوں پر اپنے اعلیٰ اخلاق و اوصاف کا اثر ڈالا آپ نے اپنا سفر نامہ بھی مرتب فرمایا جو ۱۸۸۶ء میں شائع کیا گیا۔ اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ایک مرتبہ لنڈن میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ شہزادوں نے (یعنے آپ نے اور آپ کے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل کھدوالی اور آپ کے والدین ڈاکٹروں کو ہزاروں روپے اس شرط پر دینا چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہو جائیں۔ اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ میں بھی لکھا ہے دوران سیاحت میں آپ جہاں جہاں پہنچے نہایت تپاک سے آپ خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہر کہ ومہ نے آپکو خوش آمدید کہا۔ چنانچہ برج ٹون میں حبشنوں نے اپنے زیور اُتار اُتار کر آپ پر نثار کیے۔ ایک بوڑھی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گھڑی کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا تو آپ کے ہمراہی ملاحوں نے عجیب عجیب کھیل کیے جن میں کہ ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے۔ آخر آپکا سفر مع الخیر ختم ہوا اور آپ نے جہاز رانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کر کے متعدد عہدے پائے ایکمرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ جب آپ ۱۸۹۰ء میں جہاز "تھرش" کے کپتان تھے۔ تو سالونیکا میں ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا جبکہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تھے۔ اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ منہ سب کالے ہو رہے تھے۔ پاشا کو آپ کی یہ حالت گدائی دیکھکر سخت حیرت ہوئی اور اُس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپ کمانڈر تھے۔ کہ یکایک آپکے بھائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونیوالے تھے۔ انتقال کیا۔ بعد آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہوگئی۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" "ارل آف ورنس" "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے ممتاز فرمایا۔ اسی سال ۱۷ جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنیکا پارلیمنٹ میں حلف اوٹھایا۔ اور ... لارڈ سالسبری نے آپکے شوق ... مئی ۱۸۹۳ء

ملک معظم قیصر ہند کا انتقال

ہرچہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود | وآنکہ پائندہ و باقیست خدا خواہد بود

[illegible] کے روزانہ اخبارات میں جو تار برقیاں شایع ہوئی ہیں وہ ایک نہایت افسوسناک اور رنجدہ خبر لیکر آئی ہیں یعنے

ملک معظم قیصر ہند کے انتقال کی خبر

موت کا زبردست ہاتھ یکساں کام کر رہا ہے۔ اور گدا و شاہ امیر و غریب۔ عالم و جاہل۔ جوان و بوڑھے غرض ہر طبقہ اور ہر عمر کی مخلوقات پر فنا اپنا کام کر رہی ہے۔ اس لئے اس ناگزیر راہ سے گذرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ لیکن بعض وجود دنیا میں ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ خیر و برکت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انکی وفات اہل عالم کے لئے ہر طرح سے رنجدہ اور دلشکن ہوتی ہے۔ اسیطرح پر ملک معظم کی وفات روئے زمین کے باشندوں کے لئے اندوہناک و صدمہ رسان ہے۔ ملک معظم دنیا کے اقبال مند سلاطین میں اول نمبر پر تھے جو انکے عہد سلطنت میں ہم نے بہت امن پایا اور بہت سے برکات سے حصہ لیا۔ ہمیں اپنے بادشاہ کی اطاعت اور وفاداری مذہبی رنگ میں پہلائی گئی ہے۔ انکی خوشی ہماری خوشی اور انکا رنج ہمارے رنج کا موجب ہوتا ہے اسلئے اس موقعہ پر ہم خاندان شاہی کیساتھ تعزیت میں شامل ہوتے ہیں۔ ہمارے قیصر کا معاملہ اب خدا تعالےٰ سے ہے۔ انکی ان برکات کے باعث جو انکے عہد دولت میں ہم نے انصاف اور امن کی حاصل کی ہیں۔ ہمارے دل میں جوش ہے۔ کہ ہم اس کے لئے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکی بشری کمزوریاں پر رحم فرماوے اور انہیں اپنی رحمت کے دامن میں پناہ دے۔ خاندان شاہی کو اور انکی غمگین رعایا کیلئے وہ آپ صبر اور تسلی دینے والے ملائکہ کو نازل کرے تا وہ غمگین دل کے لئے ڈہارس کا موجب ہوں۔ خاندان شاہی پر ہمیشہ فضل ہو۔ دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ ور کرے۔ ہمارے جدید قیصر اور ملک معظم اور انکی ملکہ کو خصوصیت کے ساتھ اپنے فضلوں کا وارث کرے اور ان کا عہد اہل دنیا کیلئے امن و رحمت کا عہد ہو۔ ہم ایک درویشانہ سلسلہ کے خادم ہیں۔ یہ سلسلہ احمدیہ اپنی جمالی شان اور رنگ میں ممتاز ہے۔ اسکا پیشوا جو مسیح ابن مریم کے نام سے اپنی غربت اور سکینی کی تعلیم میں ممتاز تھا وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی خدمت کیلئے کوئی جنگی سامان پیش کرنیکا موقعہ نہیں رکھتا تھا ہاں اسکے پاس دردمند دل تھا جسکو خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق تھا۔ وہ اس دردمند دل کو لیکر ہمیشہ اپنی محسن گورنمنٹ کیلئے دعائیں کرتا تھا۔ اور اسی کے نقش قدم پر اسکا سچا جانشین حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ دعائیں کرتا ہے۔ اسی سنت پر ہمارے ہاتھ میں بھی تحفہ دعا ہے۔ اسی کو لیکر ہم یہ تعزیت نامہ شاہی خاندان کے حضور پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو اپنے فضل کے نیچے رکھے اور ہمارے جدید قیصر اور اسکے خاندان کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھکر اہل عالم کے لئے انکی زندگی کو مفید اور موجب برکت بنا دے۔ آمین۔ بالآخر ہم کس سے تعزیت کریں۔ اور کس سے کہیں یہ غم ہمارا اپنا غم ہے اور یہ دکھ ہمارا دکھ ہے۔ اس مصیبت میں ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف آتے ہیں۔ وہ ہمارے اس غم کی دوا اور ہماری شکستہ خاطری میں ہماری سکینت کا موجب ہو آمین۔ (ایڈیٹر الحکم)

بہر حال خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ تبلیغ نہایت کامیابی سے ختم ہوا اور آئندہ بہترین امیدیں ہیں۔

میں ختم کرتے ہوئے جماعت میرٹھ کی ہمت اور سعی کے اظہار کا اپنے دل میں جوش پاتا ہوں خصوصاً شیخ عبدالرشید صاحب سکرٹری انجمن مذکور نے جس اونچی ہمت سے تنہا اس کام کو سرانجام دیا کیونکہ انتظامی کام انہیں کے سپرد تھا۔ وہ انکی نہایت دور اندیش معاملہ فہم اور نکتہ رس طبیعت کا پتہ دیتی ہے۔ وہ تھکے نہیں اور گھبرائے نہیں۔ جلسہ کے ایام میں وہ اسلامی لیکچر گاہ ہی میں رہے۔ جہاں ہم اترے ہوئے تھے۔ اور پھر نہایت کفایت شعاری سے ہر کام کو کرتے رہے باوجود پیرانہ سالی کے اگر انہیں ضرورتاً شہر جانا پڑا ہے۔ تو بعض وقت دو دو تین تین چکر پیدل کئے اور انہوں نے گوارا نہیں کیا۔ کہ قومی فنڈ پر بوجھ ڈالا جاوے بہر حال انہوں نے نہایت اخلاص اور محبت اور جوش سے اس کام کو کیا ہے۔

دوسری جماعتوں کے سکرٹری کے لئے یہ نظیر قابل تقلید ہے۔ بالآخر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ ایسی روح پیدا کر دے کہ ہمارے امام کی دعائیں ہمارے حق میں قبولیت کے آثار پیدا کریں۔ اور ہم تبلیغ و اشاعت دین کے لئے ایک خاص جوش اور دل لیکر اٹھیں۔

اعلان و اعتذار

اخبار الحکم کی پچھلی اشاعت میں اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ قادیان میں پلیگ کیوجہ سے ممکن ہے۔ آئندہ اخبار وقت پر نکل سکے۔ پلیگ کا حملہ اس کے بعد شدید ہو گیا۔ الحکم کے پریس مین کی بیوی اور بہاوج یکے بعد دیگرے فوت ہو گئیں کاتب اپنے باپ کا تار آجانے کیوجہ سے چلا گیا۔ اور انکے ساتھ ہی ربیع کی کٹائی شروع ہو گئی پہلے ہی ... میں مزدوروں کا رہا ... کیونکہ سلسلہ امیر نے شروع ہو جانے تیرہ چودہ سال تک کے بچے بھی وہاں کام کرنے چلے گئے ہیں۔ اور فصل کی کٹائی نے اور بھی اپنا اثر کیا یہانتک کہ دوگنی تنخواہ پر بھی ان ایام میں آدمیوں کا ملنا محال ہو گیا۔ اخبار کسی دوسرے شہر میں بوجہ جدید ڈیکلریشن کے چھپ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے نہایت مشکل سے یہ پرچہ شائع ہوا ہے۔ اور اس کا اثر صرف الحکم تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ معزز ہمعصر بدر کو بھی اسی قسم کی معذرت کرنی پڑی۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ سرپرستان الحکم اس تعویق کو ہمارے اختیار سے باہر خارجی اثر کے نیچے یقین کریں گے۔ ایڈیٹر۔

معزز ہمعصر نور کی معذرت

میرے مکرم بھائی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کو یکایک بنگہ ضلع جالندھر میں معہ مکرمی ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب و میاں علاءالدین صاحب کے ایک سفر مشہور منسد سیٹھ یگندر پال آریہ کے مقابلہ کے لئے جانا پڑا۔ وہاں اس مفسد نے جو کام کیا اور جسطرح پر اسلام کی فتح ہوئی۔ اور یگندر پال جیسے بدگو کو شرمندہ ہونا پڑا یہ ساری حقیقت پھر انشاءاللہ شائع کی جاویگی۔ سردست مجھے برادرم محمد یوسف نے مطلع کیا ہے۔ کہ میں ظاہر کر دوں کہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۰ء کا پرچہ اسی سفر کی وجہ سے وہ وقت پر شائع نہیں کر سکے بلکہ کچھ دیر سے شائع ہوا۔ جہاں دوسرے اخبارات اس عرصہ میں شائع نہیں ہو سکے وہاں نور کا بدیر شائع ہو جانا بھی قابل قدر ہے۔ بہر حال نور کے بدیر شائع ہونے کا یہ باعث ہے۔

قادیان میں پلیگ اور دارالامان

اس مرتبہ پھر قادیان پر پلیگ کا حملہ ہوا مارچ کے دوسرے ہی ہفتہ بعض کیس ہو گئے تھے

اس پر بعض احباب کو خیال ہوا کہ ایسی حالت میں جبکہ یہاں پلیگ کی وارداتیں ہونے لگی ہیں۔ ایسا اجتماع جس میں ہزاروں آدمی جمع ہونگے شاید مناسب نہ ہو مگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ کا التوا گوارا نہ رکھا۔ اور اسباب کے پہلو سے اتنا فرما دیا کہ شہر میں ہمارے مہمان زیادہ پر نہ سوئیں۔ اور رات کو وہ باہر مدرسہ کی زمین میں رہیں۔ اور اصل علاج کو اپنے ہاتھ میں لیا یعنی دعا کا وعدہ فرمایا۔

ما خدا ترس حقائق سے ناآشنا اور دعاؤں کے منکران باتوں کو خوش اعتقادی کا نتیجہ قرار دین گے مگر ہم نے تو اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور قبولیت دعا کے ایک دو نہیں سینکڑوں اور ہزاروں نشان بلا مبالغہ دیکھے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے یہ نرالی بات نہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو اللہ تعالےٰ نے سنا اور یہ نہایت ہی شکر کی بات ہے کہ ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل کا کرشمہ دکھایا۔ جلسہ کے ایام میں کوئی واردات نہیں ہوئی۔ اور جلسہ کے بعد شہر میں اور وارداتیں بھی شروع ہو گئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے راستباز بندے اور مسیح موعود کے نام سے آنے والے امام کی جماعت پر فضل اور سلامتی کے فرشتوں کو نازل فرمایا۔ اور مہاجرین میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی وفات کا واقعہ ہوا۔ قادیان کے باشندوں میں سے جو احمدی ہیں انہیں بھی دو تین سے زیادہ وارداتیں نہیں ہوئیں۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل کا نشان اور ہمارے موجودہ امام کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ پس عام احباب اور جماعت کی اطلاع کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے دارالامان میں ہر طرح سے اپنی رحمت اور غریب نوازی کی تجلی فرمائی ہے۔ ہمارا امام اور اس کی جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل کے نیچے اس کی حمد کر رہی ہے۔

والله الحمد ظاهراً و باطناً اوّلاً و آخراً

بنگہ میں رخصتی جلسہ

بنگہ ضلع جالندھر سے منشی رحمت اللہ سکنڈ ماسٹر مڈل سکول بنگہ ایک مراسلت کے ذریعہ: ہاں کے سب پوسٹ ماسٹر بابو عبدالعزیز صاحب کے رخصتی جلسہ کی پروسیڈنگ بھیجے ہیں۔ کہ وہاں کے ہندو مسلمانوں نے ملکر بابو صاحب موصوف کے ترقی پر جانے کیوجہ سے تبادلہ ہونے پر انکی خوبیوں کا اعتراف کیا مولوی عبدالعزیز صاحب نے تقریر کی جسکی تائید ایک روشن خیال ہندو پلیڈر نے جو جلسہ کے میرمجلس تھے کی میری دانست میں ایسے با اخلاق اہلکاروں کی خدمات کا اعتراف عمدہ بات ہے۔ اور انسانی شکر گذاری کے فرض کے نیچے ہے۔ میں بنگہ کے باشندوں کو ان کے

اس اظہار شکر گذاری کے خیالات پر مبارکباد دینا پڑتی ہے اور بابو عبد العزیز صاحب کو بھی کہ انہوں نے اپنے اخلاق سے ہندو مسلمانوں کو خوش رکھا۔

قابل افسوس اور قابل غور نتیجہ

میں نے نہایت افسوس کے ساتھ اس خبر کو پڑھا ہے کہ امسال پنجاب کے امتحان انٹرنس میں اسلامی مکتب سے ... مسلمان پاس ہوئے۔ اور کل کامیاب طلباء کی تعداد ۲۶۰۵ ہے۔ اسپر اخبار ہندوستان نے جو مبارک کیا ہے میں اس کے ساتھ بالکل متفق ہوں کہ سرکاری دفتروں میں لکھے پڑھے نوجوانوں کی ضرورت ہے نہ جاہلوں کی۔ مسلمان اگر حکومت کی ساوات چاہتے ہیں۔ (اور ایسا چاہنا ان کے لئے فطرتی بات ہے اور ان کا حق ہے) تو اس کے ساتھ تعلیم میں ترقی کرنا ضروری ہے۔ اور مسلمان لیڈر جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کر رہے ہیں ان کے سامنے یہ سوال ... کہ مسلمان ... اس قدر ناکام رہنے کی وجہ کیا ہے۔ حالانکہ ملک میں اسلامی سکول جاری ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ پھر بھی مسلمان طلباء کی تعداد میں اضافہ کی نہایت غور طلب ... اگرچہ یہ شبہ کرنے کی گنجائش ہے کہ ہندو ممتحن مسلمانوں کے ساتھ شاید خاص سختی کا معاملہ کرتے ہوں گے۔ پھر بھی طلباء کی محرومیت میں کمی ... قابل افسوس ہے ... ضرورت ہے۔ اس امر کی کہ مسلمانوں میں تعلیم کو لازمی کرنے کی تجاویز پر کوئی غور کیا جاوے۔

قدرت ثانیہ اور اسکے مظاہر

حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی کتاب الوصیت میں قدرت ثانیہ کے لئے خدا تعالے سے وحی پاکر ایک خبر شائع کی تھی کہ حضرت کے وصال کے بعد اپنے وقت پر قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا۔ قدرت ثانیہ ان مخذولات ... قدرت ہوگی۔ اور اس کے ظہور کے ساتھ خدا تعالے کی قوت و قدرت کے عجیب عجیب انکشافات ہونگے۔ چونکہ یہ عظیم الشان وعدہ ایسی قوم کو جو احمدی کہلاتی ہے ... نیک اور مطہر ... کے ذریعہ سے ....

دیا گیا ہے۔ اس لئے بالطبع ہر شخص اس کے ظہور کا مشتاق اور آرزومند ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض اوقات اس قسم کی پیشگوئیاں ایک ابتلا کا موجب ہوتی ہیں۔ اور اخبار نویس کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم کو ان امور سے جو انکی نظریں ٹھوکر کے پتھر ہو سکتے ہوں آگاہ کرنے کی کوشش کرے اور ان باتوں کی طرف جو ہر قسم کی ترقی کیلئے مینار روشنی ہوں۔ ہدایت کرے اس لئے میں اس مضمون پر وقتاً فوقتاً قوم کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ ایسا سلسلہ ہے کہ اس کی تعداد کم و بیش ہر فطرت انسان میں موجود ہے۔ اس لئے کہ ہر دن اس کے وہ نبوت کے ماننے کے لئے مکلف نہیں ہو سکتی لیکن مکالمات اور مخاطبات کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے حقیقت الوحی میں جو کچھ لکھدیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ... وہ دوست جو اللہ تعالیٰ سے اس تعلق اور ... ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ میرا جو حضرت مسیح موعود و مغفور کی ... کو قریباً پندرہ سال سے چھاپنے اور شائع کرنے ... کام سے بہرہ اندوز ہوں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت نے مکالمات اور مجرد الہامات کو کبھی وقعت نہیں دی بلکہ آپ ہمیشہ اس تعلق کی قدر کرتے جو انسان کو اللہ تعالےٰ سے ہونا چاہیئے جس کے بعد عبودیت حقیقی کے جوہر عیاں ہوتے ہیں۔ بعض دوستوں نے ... اور ... نے کبھی خواہش ظاہر کی کہ ہمیں بھی یہ سلسلہ جاری ہو جاوے تو آپ نے ان کے اس استدعا کی قدر نہیں کی ... سے کوئی اعلیٰ مقصد انسانی خلق کا نہیں سمجھا اس قسم کے واقعات الحکم میں شائع ہو چکے ہیں۔ پھر الہامات کی بنا پر بعض لوگوں کو جو مشکلات اور ابتلا پیش آئے انکی نظیریں بھی ہمارے دوستوں کو یاد ہیں ... الحکیم اور چراغدین کے الہامات کا کیا حشر ہوا؟ بہرحال انسانی تخلیق کی غرض یہ نہیں کہ اسے الہامات ہونے لگیں۔ بلکہ یہ کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نفس حاصل کرکے مقام صدق پر ہو کر مسلمت لرب العالمین

لکھ گئے ہیں۔ ... اس وقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکو الہامات کا دعویٰ ہے۔ اور میں کم از کم ان پر حسن ظن کرکے یہ کہنے کا حق ... حاصل نہیں کہ انہیں مفتری کہدوں مگر یہ پکی بات ہے۔ وہ اس معاملہ میں ہمارے لئے فیصلہ حضرت مسیح موعود مغفور کی کتاب حقیقت الوحی ہے۔

پس یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص کے الہامات اور مکالمات کی بنا پر ہم کسی ایسے امر کے ماننے کے لئے مکلف نہیں ہیں جو خدا تعالےٰ کے مامور کے خلاف ہو۔ قدرت ثانیہ کے متعلق ممکن ہے بعض لوگ دعویٰ کریں کہ ہم قدرت ثانیہ ... یہ ممکن ہے کہ بعض سادہ طبع لوگ جو عجائب پسند ہوں فوراً ماننے کو بھی طیار ہوں۔ مگر میرے دوستو! اس سے پیشتر کہ قدرت ثانیہ کے متعلق کسی کا دعویٰ سنو اور اسپر غور کرنے کی تکلیف اٹھاؤ تو حضرت کی الوصیت کے ان الفاظ کو پڑھو۔ جو قدرت ثانیہ کے متعلق الوصیت میں ہیں۔

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے
رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم
قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود
ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔
تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر
دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین
کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دعا میں
لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل
ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا
قادر خدا ہے"

یہ وہ وعدہ ہے جو قدرت ثانیہ کے متعلق کیا گیا ہے اس میں پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت کے بعد اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ یہ فقرہ قدرت ثانیہ کے نزول اور ظہور سے پہلے کسی ٹھوکر کے پتھر سے بچنے کے لئے نوری شمع ہے۔ جب تک بعض (جو کم از کم ایک سے زیادہ پر دلالت کرتا ہے) اس قدرت ثانیہ کے مظہر نہ ہولیں وہ قدرت ثانیہ نازل نہیں ہوگی۔ اس لئے اگر ایسے مظاہر

[illegible]

کفارہ — میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے گذشتہ اسلامی لیکچروں کے سلسلہ میں جو مسیحی لیکچروں میں دیئے گئے تھے مسئلہ کفارہ پر ایک لیکچر دیا تھا۔ اس لیکچر میں عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کی عقلی اور نقلی اور عملی دلائل سے تردید کی ہے۔ اور نجات کا ذریعہ بتا کر ثابت کیا ہے کہ حقیقی نجات صرف اسلام ہی میں مل سکتی ہے۔ یہ لیکچر نہایت سلیس اور عام فہم عبارت میں لکھا گیا ہے۔ اس کا طرز بیان نہایت دلچسپ اور موثر ہونے کے علاوہ علمی نکات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس قسم کے رسالے ہزاروں کی تعداد میں مفت شائع ہونے چاہئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی پسندیدگی کے بعد میری کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ قیمت ۳ ۔ دفتر بدر قادیان سے مل سکتا ہے۔ مفت تقسیم کرنے والوں کے لئے فی سینکڑہ ۲ روپے ہے۔

اسرار شریعت جلد اول — مصنفہ [illegible] محمد [illegible]

یہ عمدہ کتاب حال ہی میں مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے تالیف کی ہے۔ اس کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ کتاب مذکور میں کتاب الطہارت و کتاب الصلوٰۃ و کتاب الزکوٰۃ کے جملہ مسائل کے حقائق و فلسفہ کو بیان کیا ہے۔ لائق مصنف کی یہ خدمت نہایت قابل قدر ہے۔ یہ کتاب مولوی محمد فضل صاحب سے بمقام ڈاکخانہ چنگا بنگیال تحصیل گوجرخان سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔ اس کتاب کی خریداری سے مولف کو اسی سلسلہ میں دوسری جلد شائع کرنے کے قابل بنانے کی کوشش کرنا ہے اس لئے میں سفارش کرتا ہوں کہ یہ کتاب کم از کم ہر شخص کو پڑھنی چاہئے۔

سوانح عمری بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ

یہ سوانح عمری میرے مکرم بھائی ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے میری ہی تحریک پر لکھی ہے۔ اس میں باوا نانک صاحب کے حالات زندگی کو نہایت خوبی اور قابلیت سے جمع کیا گیا ہے۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب سکھ نو مسلم ہیں۔ اور انہوں نے سکھ ازم کے مذہبی لٹریچر کو خوب غور سے پڑھنے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔ ان کے قلم میں ایک خاص خوبی اور ان کے طرز بیان میں ایک جدت ہوا کرتی ہے۔ یہ سوانح عمری ایک مختصر مضمون نہیں ہے بلکہ انہوں نے ایک دلچسپ کتاب بنانے میں پوری کوشش کی ہے۔ اس کتاب کو سکھوں میں مفت تقسیم کرنا ضروری ہے۔ اس لئے اگر احباب توجہ کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ کتاب کی قیمت ۸ ۔ [illegible] درخواست کرنے [illegible] ماسٹر صاحب [illegible] بزرگوں کی سوانح عمریوں کا ایک سلسلہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہیں اس قابل بنانے کے لئے اس کتاب کی اشاعت کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

مکتوبات مولانا محمد یعقوب صاحب — اس نام کا ایک مجموعہ مطبع احمدی

علی گڑھ کا چھپا ہوا حکیم امیر احمد صاحب عشرتی صدیقی نانوتوی مقیم علی گڑھ نے شائع کیا ہے۔ مولانا محمد یعقوب صاحب چشتی صابری مدرسہ عربیہ دیوبند کے اول مدرس تھے۔ اس میں ان کے مکتوبات ہیں جن میں طریقہ اشغال و مراقبہ صابریہ چشتیہ مع مسائل شرعیہ وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۴ علاوہ محصولڈاک ہے تصوف کے شوقین انہیں ضرور پڑھیں۔ مولف سے علیگڈھ کے پتہ سے مل سکتی ہے۔

اطلاع۔ میری تیار کردہ سرمہ عجیب مفید عام ہوتا ہے اگر کسی کو کچھ شک ہو تو پہلے ازخیچ کر نمونہ منگا کر آزما کر پھر وی پی کی درخواست کریں قیمت فی تولہ ۱عہ
راقم محمد یحییٰ احمدی از انہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

دیسی کلنڈر

۱۹۱۴ء مرتبہ نیاز علی خاں امرت سر۔ اکثر شرفاء کے مکانوں میں انگریزی کلنڈر سامنے لٹکے رہتے ہیں۔ جن سے ہر مہینہ کی تاریخوں۔ دنوں تعطیلوں وغیرہ کا پتہ لگتا رہتا ہے۔ اسی غرض سے یہ دیسی کلنڈر شائع کیا گیا ہے جس میں نہ صرف انگریزی بلکہ عربی ہندی کے ہندی قمری مہینوں کی تاریخیں وغیرہ درج ہیں۔ یہ امرتسر قادیان دفتر بدر سے مل سکتا ہے۔

ملاکا بید کی چھڑی — محمد یار اینڈ سنز مالکان سٹی سپورٹس ورکس

سیالکوٹ شہر نے دفتر الحکم میں ملاکا بید کی ایک خوبصورت چھڑی جس پر چاندی کی منقش شام چڑھی ہوئی ہے۔ ریویو کے لئے بھیجی ہے۔

[illegible] کارخانہ کی [illegible] گارنٹی ہے۔ جو [illegible] سال کے لئے دیتا ہے کہ اگر اس کی شام کی چاندی [illegible] جا رہے تو وہ ذمہ وار ہے۔ کارخانہ [illegible] ورزشی سامان بھی تیار کئے جاتے ہیں۔ میری دانست میں مسلمانوں میں تجارت کی روح پیدا کرنے کے لئے ایسے کارخانوں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ ہاتھ میں چھڑی رکھنی سنت انبیاء ہے جب کہ تھوڑی قیمت پر مضبوط اور خوبصورت چھڑیاں مل سکیں تو کیوں کارخانہ کا حوصلہ نہ بڑھایا جائے قیمتوں کی مفصل فہرست کے لئے مندرجہ صدر کارخانہ سے درخواست کی جاوے۔

میلہ نوچندی میرٹھ پر تبلیغ

انجمن احمدیہ میرٹھ کے قابل اور پرجوش سکرٹری شیخ عبدالرشید صاحب نے امسال میرٹھ کے مشہور میلہ نوچندی پر تبلیغ کی تحریک کی اور میرٹھ کی جماعت کے سرگرم اور مخلص ممبروں کی تائید اور سعی سے میلہ میں ایسی جگہ پر اسلامی لیکچر گاہ خدا کے فضل سے تجویز ہوا۔ جو

نہایت بارونق اور عمدہ جگہ تھی۔

اس موقعہ پر جماعت میرٹھ کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو قادیان سے اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو اور جناب مولوی غلام رسول صاحب کو لاہور سے شریک جلسہ ہونے کے لئے اجازت دی دہلی سے جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق شامل ہوئے۔ میر صاحب پہلے سے ہی وہاں پہونچ گئے تھے۔ میر صاحب کو خداتعالیٰ نے آریوں کی چالوں سے ایسا باخبر کر دیا ہے اور آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ و مباحثہ کرنے کا ایک خاص طرز بخشا ہے۔

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ میرٹھ نے مندرجہ ذیل اشتہار کثرت سے چھپوا کر شائع کر دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آریہ سماج اور اسلام

اے حضرات اہل اسلام آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آریہ سماج نے آپ کے پیشوا سردار انبیاء خاتم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک پر کسقدر بدزبانی اور گندہ دہنی سے حملے شروع کر رکھے ہیں۔ اور کسقدر توہین مذہب اسلام و کتاب اسلام و خدائے اسلام کی کرتے رہتے ہیں جس کے سننے اور دیکھنے سے ایک سچے مسلمان کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اور پھر ان ناپاک کارروائیوں کا انتہا نہیں بلکہ دن بدن نہایت دلیری کے ساتھ ناجائز تحریروں اور تقریروں اور اشتہاروں اخباروں رسالوں کتابوں کے ذریعہ مسلمانوں کی دل آزاری کی جاتی ہے۔ کیا ایسے حالات کو دیکھکر جبکہ ایک دریدہ دہن قوم کے حملے انتہا کو پہنچ گئے ہوں۔ مسلمانوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ باہمی خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر اپنے مقدس مذہب اسلام کی حمایت کریں اور ان تمام بیجا الزاموں جھوٹے افسانوں بے بنیاد بہتانوں کا جواب دیکر اپنے ہادی برحق رسول صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پاک کر کے دکھلا دیں؟ بیشک وقت آگیا ہے کہ سب مسلمان باہمی اختلافات کو چھوڑ کر متفقہ اور متحدہ کوشش سے اس طوفان بے تمیزی کو روکیں اس لئے چند غیور مسلمانوں نے خدا پر بھروسہ کر کے ارادہ کیا ہے۔ کہ ۸ و ۹ و ۱۰۔ اپریل کو عین میلہ نوچندی میں کوٹھی لالہ سوکھچند والی پر جو عین بالے میاں کے مزار کے سامنے واقع ہے۔ صبح شام دونوں وقت اسلام کی فضیلت اور مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دیا جائے۔ جس کے لئے بیرونجات سے لائق اور قابل لیکچرار تشریف لاتے ہیں۔ لہذا مناسب ہے ہر مسلمان جسکو ذرا بھی حمیت دین ہو اس ابتلا کو پاکر ان واعظوں اور لیکچروں سے مستفید ہونے کی کوشش کریں اور نیز دیگر اہل مذاہب بھی بشرق تشریف لا سکتے ہیں۔ والسلام

المشتہر

عاجز شیخ عبدالمجید سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ ساکن صدر بازار کمپ میرٹھ رنگساز محلہ

چونکہ آریوں نے بھی اپنا پنڈال بنایا تھا اور انہوں نے اسلام پر حملے کرنے کا خاص طور پر تہیہ کیا تھا۔ مگر خداتعالےٰ نے انہیں اپنے مقصد میں پورے طور پر نامراد رکھا۔ میر صاحب نے آریوں کے مذہب کی خوب حقیقت کھولی صبح اور شام خوب جلسے ہوتے رہے۔ آریوں کو اعتراض کرنے کا بھی موقعہ دیا گیا۔ جن میں آخر انہیں خاموش ہونا پڑا۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم نے الہامی کتاب کے متعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر تقریریں کیں۔ اور نیز بتایا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی جذبہ پیدا کیا جاوے اور وہ بڑے جوش اور غیرت کے رنگ میں ہو بلکہ مذہبی حرارت سے میری مراد یہ ہے۔ کہ انہیں قرآن مجید کو پڑھنے سوچنے اور اس پر عمل کرنے کا مذاق پیدا کیا جاوے اور مسلمانوں کو واقف کیا جاوے کہ بیرونی دشمن اسلام پر کس کس قسم کے حملے کر رہے ہیں۔ اور ان اعتراضوں کا جواب کیا ہے۔ اس اثنا میں پنڈت اندرمنی سے الہامی کتاب کے نشانات پر گفتگو بھی ہوئی۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب کے وعظ قرآن مجید کی حقانیت اور اسلام کے حقائق اور حسنات پر تھے جن کے ضمن میں آریہ ازم کی تردید تھی۔ مولوی صاحب نے دو۔ کے ایک منافق سماجی پنڈت ہری سنگھ کو آخر دن بہت ہی نادم کیا۔ اور آخر اسے اقرار کرنا پڑا کہ میں اب کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ خواجہ صاحب کا لیکچر معجزات نبی کریم پر ہوا یہ مضمون نہایت دلچسپی توجہ اور شوق سے سنا گیا۔ پھر نوکل ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں خواجہ صاحب کو قرآن مجید ہی کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانے کے لئے ایک تقریر کا بہترین موقعہ ملا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے انہیں اس بیان میں کامیاب کیا۔

غرض ان لیکچروں اور تقریروں نے نئیں کشش میں میلہ نوچندی میں واضح کر دی تھیں اور عوام و خواص یہ کہہ رہے تھے۔

اوّل اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے جو جوش اس قوم کے دل میں ہے وہ دوسروں میں پایا نہیں جاتا۔ ورنہ آجتک کبھی کسی انجمن یا فرقہ کی طرف سے اس موقعہ پر تبلیغ نہیں کی گئی۔ اور اب احمدیوں کی دیکھا دیکھی بھی کسی کو شوق پیدا نہ ہوا۔

دوم قرآن مجید کے دقائق اور معارف بیان کرنے میں اور مخالفین کے اعتراضوں کے جواب دینے میں اس قوم پر خدا نے خاص طور پر اپنا فضل کیا ہے۔

سوم ہمارے مخالفین نے جو نفرت ہمارے سلسلہ کے متعلق پیدا کر رکھی ہے۔ وہ اٹھتی جاتی ہے۔

یہ کامیابی خدا کے خاص فضل کی دلیل ہے میرٹھ کے سمجھدار اور اسلام سے محبت رکھنے والے اہل دل رئیس چاہتے ہیں۔ کہ کوئی موقعہ خاص طور پر نکال کر اسلامی لیکچروں کا ایک سلسلہ میرٹھ میں جاری کیا جاوے میرٹھ کے مسلمان رؤسا کا توجہ کرنا ایک نہایت قابل قدر اور عنداللہ قابل..... ہوگی۔ فی الحقیقت اسکی ضرورت صرف میرٹھ ہی میں نہیں۔ بلکہ میری رائے میں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ضرورت ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق اسی اخبار میں دوسری جگہ ذکر کیا ہے۔

یا ندوۃ اسکو پورا کرنا چاہتا ہے۔ کہ پہلے شاہ صاحب کے ترجمہ کو نسلی صاف اردو میں کریں اور پھر ولایت میں اس کا ترجمہ کسی انگریز سے کرایا جاوے اور سید امیر علی صاحب بالقابہ اس کی نگرانی کریں یا اسکو بھی لیں میرا خیال ہے۔ کہ اس طریق سے کیا ہوا۔ ترجمہ کوئی مفید اور مبارک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر ندوۃ محض اخلاص سے اس کام کو کرنا چاہتا ہے اور مسلمانوں میں محض نمائش کے لئے اس کام کو پیش کرنا مقصود نہیں تو وہ سوچ سمجھکر قدم اٹھائے۔

بہرحال کرنیل سردار محمد اسماعیل خانصاحب کی اولوالعزمی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اس نیک کام کیلئے پوری مدد دینے کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالے انہیں نیک جزائے خیر دے۔ بالآخر امید ہے کہ ندوۃ اس کام کو شروع کرنے سے پہلے اس کی مشکلات پر کافی غور کرے گا۔

حکیم فضل الدین مرحوم

ہمارے مہربان اور عزیز دوست حاجی حافظ حکیم فضل دین صاحب احمدی بھیروی مہاجر کئی ماہ کی لمبی علالت کے بعد ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو ۱۲ بجے دن کے اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کئی مہینوں سے سوزش پیشاب اور درد مثانہ سے سخت تکلیف میں تھے۔ برائے تشخیص مرض آپ کو لاہور بھیجا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے معلوم کیا۔ کہ یہ تکلیف سنگ مثانہ کے سبب سے ہے۔ چنانچہ پتھری نکالی گئی مگر ضعف بہت تہا۔ اور درد ذات الجنب بھی شروع ہوگیا۔ اور اسی میں وفات پائی۔ جنازہ یہاں لایا گیا۔ اور ۱۹ اپریل کی صبح کو بعد نماز جنازہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ۔ بیماری کی تکالیف کو جس حوصلہ اور استقلال کے ساتہہ حکیم صاحب برداشت کرتے تھے۔ وہ انہیں کا کام تہا۔ لوگ دیکھ دیکھکر حیران ہوتے تھے۔ آخر بے ہوشی میں آیات قرآنی آپ کی زبان پر جاری تھیں۔ حکیم صاحب موصوف کے معالج ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنے خط میں جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں آیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم صاحب "آخری دم تک رضا بقضاء تھے۔ اور ایک اطمینان یافتہ دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود کے بہت پرانے خدام میں سے تھے۔

جماعت احمدیہ میں ایک مشہور عالم اور کارکن مدبر تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے کتاب فتح اسلام مطبوعہ سنہ ۱۸۹۱ء میں ان کے متعلق لکھا ہے "حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص اور حسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے تھے میں اس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ میرے سچے خیر خواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجھے توجہ دی اور اپنے الہامات خاصہ سے امیدیں دلائیں۔ میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان سے ذکر کرتا۔ خود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے محرک ہوئے۔ اور اس کے اخراجات کے واسطے اپنی طرف سے سو روپیہ دیا۔ میں ان کی فراست ایمانی سے متعجب ہوں کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالےٰ کے ارادہ سے توارد ہو۔ کیا وہ ہمیشہ در پردہ خدمت کرتے رہتے ہیں اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض ابتغاء لمرضات اللہ اس راہ میں دے چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے" حکیم صاحب مرحوم کے اس اخلاص کا یہ فوٹو ہے جو کہ انہوں نے اس سلسلہ کے آغاز میں دکھایا اس کے بعد دن بدن انہوں نے اخلاص و محبت میں ترقی کی ہمیشہ مخلوق کو راہ ہدایت پر لانے میں مصروف رہتے۔ بھیرہ میں روزانہ درس قرآن شریف دیا کرتے بالآخرۃ بھیرہ سے ہجرت کر کے قادیان میں ہی سکونت اختیار کی۔ اور یہاں بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور بھیرہ میں جس قدر جائداد اپنی بنائی ہوئی تھی جسمیں ایک شاندار حویلی شہر میں ہے اور باہر ایک قطعہ زمین اور ایک کنواں ہے۔ ہزار ہا روپیہ کی جائداد اپنی وصیت میں صدر انجمن کو ہبہ کر دیں اور اپنی زندگی میں ہبہ نامہ رجسٹری کروا دیا۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔ مرحوم قادیاں میں مختلف دینی خدمات پر مامور و مصروف رہے مطبع ضیاء الاسلام ایک بڑی مدت تک چلایا جسمیں اکثر کتب حضرۃ صاحب چھپائیں۔ مدرسہ کی ابتدائی حالت میں اس کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ کتب خانہ حضرت اقدس کے مہتمم رہے۔ حضرت صاحب کی اکثر دینی خدمات میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ اور بالآخر اہتمام لنگر خانہ ان کے سپرد تہا جس کام کو انہوں نے آخری وقت رہائش قادیان تک باوجود علالت طبع کے نہایت محنت اور توجہ سے سرانجام دیا۔ مرحوم و مغفور حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے بچپن سے دوست تھے۔ اور اس دوستی کو انہوں نے آخر دم تک نہایت صدق اور اخلاص اور یک رنگی کے ساتہہ نبہایا۔ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح نے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھوایا کہ حکیم صاحب موصوف جان و مال سے ہمیشہ مجھ پر قربان رہے۔ مجھے ان کی جدائی کی بہت تکلیف ہے۔ میں ان کے لئے دست بدعا ہوں۔ اور دوستوں کو تاکید کرتا ہوں کہ ان کے لئے دست بدعا ہوں اور ان کی بیویوں کے متعلق ایسا انتظام کیا جاویگا۔ کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور میرے بعد میرے جانشین بھی انشاء اللہ ان کے ساتہہ ایسا ہی حسن سلوک کرتے رہیں گے۔ مرحوم کی کوئی اولاد جسمانی نہیں ہوئی۔ لیکن اس قدر آدمیوں کو آپ نے اپنے روحانی فیض سے مالا مال کیا ہے۔ کہ ان کے لئے صدقہ جاریہ دنیا میں قائم ہے آپ کی دو بیویاں ہیں جن میں سے چھوٹی مرض الموت میں آپ کے ہمراہ تھی اور نہایت محنت اور جانفشانی سے آپکی خدمت میں مصروف رہی۔ اہلیہ عصمت خاتون کا بیان ہے۔ کہ حکیم صاحب کی زندگی اتنی ہی تھی۔ اور ان کے لئے مقدر تہا کہ اب وہ اس دنیا کو چھوڑ جاویں۔ لیکن جو خدمت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اور دیگر احباب نے لاہور میں بحالت مرض حکیم صاحب کی ادا کی کوئی فائد اپنے پیارے بچوں کی بھی ایسی ہمدردی بہ مشکل کرتا ہوگا۔ اور بعد وفات نہایت عزت کے ساتہہ ان کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ اور ایک بڑی جماعت اسٹیشن تک جنازہ کے ہمراہ ہوئی۔ ان کی اس محبت اور حق گذاری نے

نے میرے غم کو بہت تسکین دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے مرحوم کی اس آخری خدمت کا حق ادا کیا۔ مرحوم گویا ان کو اس اخلاص کے اظہار کا موقعہ دینے ہی کیواسطے آخری وقت میں لاہور گئے تھے۔ یا مرحوم کو اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود کے ساتھ ایسی محبت اور یگانگت تھی۔ کہ ان کی روح نے یہی چاہا کہ اپنے محبوب کی طرح زندگی کے آخری ایام لاہور میں جا گزارے اور وہیں اس مکان میں اس دنیا کو چھوڑ دے۔ جس میں حضرت کا وصال ہوا تھا۔ اور اسی طرح آپ کا جنازہ قادیان لایا جاوے جس طرح حضرت کا لایا گیا تھا۔ حکیم صاحب موصوف عاجز راقم کے نہ صرف ہموطن اور ہم محلہ تھے۔ بلکہ ایک محسن اور مخلص خیر خواہ دوست تھے۔ نہ صرف میرے بلکہ میرے والد صاحب مرحوم کے ساتھ بھی ان کو دوستی کا تعلق تھا والد مرحوم اپنے اکثر امور میں حکیم صاحب موصوف کے مشورہ ہی کو مفید جانتے تھے۔ اللھم رب اغفرلھما وارحمھما برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب موصوف کو جنت میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے اور احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کیواسطے نماز جنازہ ادا کریں

عمرالدین شیر فروش احمدی سے اکثر احباب واقف ہیں کیونکہ احمدی بازار میں وہ دودھ بیچا کرتا تھا۔ گذشتہ ہفتہ میں وہ بھی اس دنیا سے چل دیا۔ احباب اس کو بھی نماز جنازہ کی دعائیں مزید شامل فرماویں اور میاں ... قطب الدین صاحب احمدی سکنہ امرتسر۔ جو حضرت کے پرانے مریدین میں سے تھے۔ فوت ہوگئے ہیں ان کو بھی دعائے جنازہ میں شامل کریں۔ صوفی ابرار حسین صاحب کو منصوری کی والدہ فوت ہوگئی ہے ان کے واسطے بھی دعا کیجاوے

(ایڈیٹر بدر)

اعلان

جلسہ سالانہ کے موقع پر کسی صاحب کا بستر گم شدہ دفتر سکرٹری میں موجود ہے۔ جس صاحب کا بستر ہو۔ وہ بستر کی تفصیل سے مطلع فرما دیں۔ اور منگا لیں۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

طاعون کا حفظ ماتقدم

حضرت حق سبحانہ تعالےٰ قرآن مجید پارہ ۹ رکوع ۲ میں فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۔ ترجمہ جس بستی میں ہم نے پیغمبر بھیجا (اور لوگ اس پر ایمان نہ لائے تو) وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور مصیبت میں مبتلا کیا تاکہ ہماری حضور گڑگڑائیں۔

ہر ایک عذاب اللہ تعالےٰ کے علم اور ارادے سے نازل ہوتا ہے۔ اور وہی خدا ہے جو اس کو ٹال سکتا ہے۔ اسوقت بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ایک مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کے لئے عذاب طاعون بھیجتا ہے۔ تاکہ وہ ہدایت پکڑیں۔ اپنی جماعت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل دعا کا صبح شام کم از کم تین تین بار پڑھنا لازم کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی جماعت کو نماز تہجد ادا کرنے اور کثرت سے استغفار پڑھنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔

دوسرے لوگ بھی اگر اس دعا کا وظیفہ کریں۔ اور کثرت سے توبہ و استغفار کریں۔ تو شاید اس کی برکت سے طاعون سے محفوظ رہیں۔ مگر اصل علاج ان کے لئے یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود پر بھی ایمان لائیں۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کے متعلق تردد میں ہوں۔ اور اس معاملہ میں طالب حق کی تڑپ رکھتے ہوں۔ وہ مندرجہ ذیل طریق پر استخارہ کریں۔ اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح حضرت مرزا صاحب کی صداقت ان پر کھولتا ہے۔

اوّل توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں۔ جس کی پہلی رکعت میں سورۃ **یٰسین** اور دوسری رکعت میں اکیس ۲۱ مرتبہ سورۃ **اخلاص** ہو اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ **درود شریف** اور تین سو مرتبہ **استغفار** پڑھ کر خدا تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں۔ کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ کیا حال ہے کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تاکہ اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے گمراہ نہ ہوں۔ اور مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے۔ تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جاویں۔ ہمیں ہر ایک فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ ہی کو ہے۔ آمین۔

یہ استخارہ کم از کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے۔ اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے۔ جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہو۔ تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پر ظلمت خیالات اپنی طرف اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

نوٹ یہ طریق استخارہ حضرت مسیح موعود کا اپنا فرمایا ہوا ہے۔

المشتہر

فرزند علی عفا اللہ عنہ ہیڈ کلارک قلعہ میگزین سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور شہر

اطلاع یاد رہے کہ اگر اس اشتہار کی مزید کاپیوں کی احمدی انجمنوں کو ضرورت ہو۔ تو وہ منشی فرزند علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور کو محصول ڈاک بھیجکر یا بجز داطلاعدیکر منگوا لیں۔

۲۶ و ۲۸ ماہ حال مقرر ہے۔ فی الحال ملتوی کر دیئے جائیں۔ اور کورٹ آف آربیٹریشن کے جملہ امورات کے فیصلہ کرنے اور اُن پر عملدرآمد ہو جانے کے بعد بھی اگر مولوی انشاء اللہ صاحب مقدمات کے چلانے پر اصرار کریں تو ہم سب ملکر اُن مقدمات کو بند کرانے کی تدبیر کریں گے۔

اسوقت اس اقرارنامہ کے مضمون یا مولوی انشاء اللہ صاحب کے متذکرہ مقدمات کی نسبت کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس اقرارنامہ پر دستخط ہو جانے کے بعد حاضرین نے نہایت مسرت کا اظہار کیا۔ اور جناب نوابصاحب کی تحریک سے سب ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے رہے۔ اور سب مسلمانوں کی صلح و آشتی اور انجمن کی کامیابی کی دعا بخیر مانگی گئی اور حاضرین کو یقین دلایا گیا۔ کہ اس دفعہ انجمن کی ساخت اور کار و بار میں ایسی کامل اصلاح ہو جائیگی کہ پھر کسی اصلاح کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیونکہ جنرل کمیٹی اس بورڈ آف آربیٹریشن کو اصلاح کا کامل اختیار دیدے گی۔ اور خصوصیت سے ان اصلاحوں کا عملدرآمد کرا دیگی۔ مجھے امید ہے کہ نوابصاحب قبلہ کی کوشش نواب ذوالفقار علی خانصاحب کی توجہ اور حاضرین کی خواہش سے جو اصلاح اسوقت ہوئی ہے۔ وہ سچے دلوں کی آزادگی اور دوستانہ اور فیاضانہ سپرٹ سے ہوئی ہے۔ اور بورڈ آف آربیٹریشن کے معزز ممبر صاحبان جبکہ انجمن کے معاملات پر بحث کرینگے تو اسی فیاضانہ اور عالی حوصلگی کی سپرٹ سے کام کریں گے۔ اور جو اعتماد قوم کی طرف سے اُن کے ہاتھ میں سپرد کیا گیا ہے۔ اپنے آپ کو اُس کے بہترین مستحق کو ثابت کریں گے۔ اور کارکنان انجمن ایسے ہی سپرٹ سے تمام قرار یافتہ اصلاحوں کی عملدرآمد کر کے قوم کو ممنون کرینگے۔ اور اس صلح کو جو نواب فتح علیخان صاحب اور نواب ذوالفقار علی خانصاحب کی کوشش سے ہوئی۔ اور خان بہادر اللہ بخش خاں صاحب نے بھی اس کے لئے جدّوجہد کی ہے۔ دیرپا اور مستحکم فرماویں گے۔ ؎

کیونکہ مسلمانوں کے شعار قومی اور انکے مذہب سے متعلق حکام زرتی کے مطابق حد درجہ کا استحکام و استقلال ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس لیئے میں اس اتحاد پر شعر لکھتا ہوں۔

شکر اللہ کہ میان من و او صلح افتاد
حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند

حضرت خلیفۃ المسیح کا درس مسجد النور میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ مسجد النور کی بنیادی اینٹ حضرت خلیفۃ المسیح نے رکھی تھی۔ اب اسی مسجد کا خدا کے فضل سے بہت بڑا حصہ طیار ہو چکا ہے۔ ۲۳ راپریل ۱۹۱۰ء کی نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح نے اسی مسجد میں پڑھی اور بعد نماز عصر آپ نے روزانہ درس قرآن بھی وہیں دیا۔ ساری احمدی جماعت وہاں موجود تھی۔

حضرت نے درس کے وقت جو تقریر فرمائی وہ بجائے خود وہاں تشریف لے جانے اور نماز پڑھنے کے اغراض کو کھلے طور پر ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے میں [illegible] مناسب سمجھا ہے کہ اس تقریر کو شائع کر دوں۔

آج حضرت نے اپنی جماعت کیلئے خصوصیت سے [illegible] کے لئے بہت بہت دعائیں کیں اور فرمایا کہ

"آج اللہ تعالیٰ نے دعا کے لئے ایسے ایسے الفاظ اور طریق بتلائے ہیں کہ میں حیران تھا۔ اور ایسی دعائیں جو میرے وہم میں بھی نہ تھیں۔"

یہ امر قبولیت دعا کا نشان ہے۔ کیونکہ تمام راستبازوں کا وسیلہ ہے کہ جب دعا کیلئے الفاظ اور طریق بتائے جاویں۔ تو وہ قبولیت دعا کا ایک زور ہوتا ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ خصوصیت کیساتھ ان کے امام کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں سنا۔

بہرحال آپ نے نماز عصر کے بعد حسب معمول قرآن مجید کا رکوع پڑھکر (جو سورۃ الانبیاء کا ۶ رکوع تھا۔ ترجمہ کرنے سے پہلے فرمایا۔

آج یہاں ہم نے درس کیوں کیا؟ باوجودیکہ ہوا مجھے تکلیف دیتی ہے۔ اور روشنی میں دیکھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ پھر بھی یہاں آنا اور درس کے لئے اس مسجد میں کھڑا ہونا اس کے کیا اغراض ہیں؟

اس کے ظاہری محرک مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انکی نیت جو ان کے ساتھ وابستہ ہے مجھے ان کے دل کے حال سے آگاہی نہیں اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اونہوں نے اپنے حوصلہ اور وسعت کے موافق مجھے یہاں بلانے میں کوئی مقصد رکھا ہوگا۔ مگر میں نے اپنی نیت کو ٹٹولا کہ وہ خدا ہی کے لئے ہے۔ تو میں نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا۔ میرے دل میں جو بات ہے وہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ جس کو میں یقیناً راستباز مانتا ہوں۔ اور تم بھی راستباز یقین کرتے ہو۔ اس شہر میں آیا۔ اور اس نے بڑا دعویٰ کیا جسکو سنکر بڑی مخلوق چونک اٹھی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اتنا بڑا دعویٰ ایک انہونی بات ہے۔ کس نے ماننا ہے اور کس نے [illegible] ہے۔ ہاں اگر اسکی ذاتی وجاہت کی وجہ سے کوئی مان لے تو [illegible]

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کا مصداق ہوگا۔ ایسے خیالات ان لوگوں کے ہوتے ہیں جو سنت اللہ سے ناواقف اور راستبازوں کے خیالات سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ایک آیۃ ہوتے ہیں۔ اور اس رکوع میں بھی جو میں نے ابھی پڑھا ہے آیۃ کہا ہے۔ میں نے بناوٹ سے ترجمہ نہیں کیا۔ یہی لفظ آیا ہے۔

(یہ حضرت کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے۔ والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا وجعلنٰھا وابنھا اٰیۃ للعالمین۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ہاتھ اپنا فضل اپنا کرم اپنا رحم دکھاتا ہے۔ وہ انہیں ایک آیۃ بناتا ہے۔

انجمن حمایت اسلام

ناظرین الحکم بخوبی جانتے ہیں کہ الحکم شروع ہی سے انجمن حمایت اسلام کے کام کے ساتھ ایک خاص ہمدردی اور دلچسپی رکھتا ہے۔ الحکم نے انجمن کی مخالفت میں آوازیں اٹھنے پر ان لوگوں کو جو مخالفت کر رہے تھے روکا تھا۔ بہرحال اس مخالفت کا دامن دراز ہوا اور مقدمات تک نوبت پہونچی اس موقعہ پر الحکم نے مسلمان لیڈروں کو متوجہ کیا۔ کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے اس بڑھتے ہوئے تنازعہ کو مٹائیں اور اگر فریقین نہ مانیں تو گورنمنٹ پنجاب سے مدد لیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمان لیڈروں نے توجہ کی اور انجمن کے تنازعات نے صلح اور اصلاح کی صورت اختیار کی اس کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں جو موقعہ . . . . . نوٹ شائع ہوا ہے۔ اسکا شائع کردینا تمام مسلمانوں کیلئے مسرت کا موجب ہوگا۔ خدا کرے کہ اسکا نتیجہ قوم کے لیئے مفید اور مبارک ہو۔ (ایڈیٹر)

اصلح خیر

انجمن حمایت اسلام لاہور اور صلح اور اصلاح کی تجویز

ماست تھوڑی سی ہیں دل میں بہت
صلح کیجئے اب لڑائی ہو چکی

مسلمانوں کی قومی حالت ہرگز اس امر کی متقضی نہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے بگاڑ کر سکیں یا کھینچ کر رہ سکیں بلکہ انہیں صلح اور آشتی سے مل جل کر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔۔ نہ اُن میں کام کرنے والے کافی ہیں۔ اور نہ محبت قومی ہی وافی ہے۔ حالانکہ اون کی قومی حالت بمقابلہ دیگر بعض اقوام کے سب سے زیادہ نازک ہے اور کام کرنے والوں میں باہمی اتحاد و اتفاق کی خواہاں ہے۔ مگر جیسا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے مدت کے نزاعوں اور تنازعوں سے ظاہر ہے جہاں ایک طرف تعلیم اور صنعت کے کام کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور انجمن کی آمدنی نہایت کم ہو رہی ہے۔ وہاں قوم کے لیڈروں اور کام کرنے والوں کی آپس کی غلط فہمیوں اور کدورتوں سے سوسائٹی کی حالت بھی مخدوش اور ناقابل اطمینان ہو رہی ہے ایسی ہی حالتوں کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ کہ ؎

"لاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم"

جس کے معنے یہ ہیں کہ مسلمانو تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم سست ہو جاؤ گے اور تمہاری آن بان جاتی رہیگی"

چونکہ انجمن حمایت اسلام کے تنازعات اور معاملات کیحالت یہانتک پہونچ گئی تھی۔ کہ اُس کے مقدمات عدالت میں دائر کرنے پڑے۔ اس لئے عام مسلمانوں اور خصوصاً سربرآوردگان قوم کو ادھر خصوصیت سے توجہ ہوگئی۔ کہ جسطرح بھی ہوسکے انجمن کے معاملات میں سکون اور اصلاح جلد کرائی جائے۔ چنانچہ چند روز سے عالیجناب فتح علی خانصاحب قزلباش سی۔ آئی۔ ای پریسیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور نے خصوصیت کے ساتھ انجمن کے کارکنوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش شروع کردی تھی۔ اور جیسا کہ ان کالموں میں دو تین روز پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اصلاح کی امید قومی ہو گئی۔ چنانچہ ۲۳ اپریل کی شام کو مندرجہ ذیل دس اصحاب نوابصاحب کی دولتخانہ پر جمع ہوئے۔

آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹر۔ مولوی احمد الدین صاحب پلیڈر۔ شیخ گلاب دین صاحب پلیڈر۔ سید محبوب عالم مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر۔ چودہری نبی بخش صاحب پلیڈر۔ منشی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن۔ میاں نظام الدین صاحب۔ مولوی کرم بخش صاحب۔ اور کسیقدر بحث و مباحثہ اور ردو بدل کے بعد ان صاحبان نے بالاتفاق سات صاحبان کو اپنی طرف سے آربیٹریٹر (حکم) مقرر کردیا ہے۔ اور انہیں اختیار دیدیا کہ انجمن کے معاملات میں جس قسم کی اصلاح یا تغیر و تبدیل یہ صاحبان کثرت رائے سے کریں۔ انجمن کی جنرل کمیٹی اسے منظور کرلیگی۔ اور انجمن میں اس کا عملدرآمد کرایا جائیگا۔ چنانچہ اسی وقت مندرجہ ذیل اقرارنامہ لکھا گیا اور علاوہ مندرجہ بالا دس صاحبان کے مندرجہ ذیل صاحبان نے جنمیں سے بعض اسوقت پہونچ گئے تھے۔ اسپر دستخط کر دیئے۔ (۱) نواب فتح علی خانصاحب سی آئی ای (۲) آنریبل نواب ذوالفقار علیخانصاحب (۳) خان بہادر اللہ بخش خانصاحب (۴) محمد بشیر علیخانصاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ (۵) سردار رضا علیخانصاحب نقل اقرارنامہ حسب ذیل ہے:۔

"ہم صاحبان موجودہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفصلہ ذیل بزرگان کا کورٹ آف آربیٹریشن مقرر کیا جائے۔ ایک طرف سے شیخ اصغر علی صاحب و مولوی رحیم بخش صاحب سی آئی ای۔ اور میاں فضل حسین صاحب اور دوسری طرف سے آنریبل میاں محمد شفیع صاحب و ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اور آنریبل نواب ذوالفقار علی خانصاحب اور نواب فتح علی خانصاحب سی آئی ای طرفین کیطرف سے پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اور اس کورٹ آف آربیٹریشن کو کامل اختیار ہوگا۔ کہ جملہ امورات متنازعہ انجمن حمایت اسلام کے متعلق جو فیصلہ مناسب سمجھیں دیں۔ اور اس فیصلہ پر عملدرآمد کرائیں۔ انکا ساختہ پرداختہ قطعی ہوگا نیز بالاتفاق قرار پایا ہے کہ آج سے دس یوم کے اندر جنرل کونسل کا اجلاس کرکے جنرل کونسل کیطرف سے مندرجہ بالا تجویز پاس کردی جائیگی۔ نیز یہ قرار پایا ہے کہ جملہ احباب کوشش کریں گے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب بھی اس قرارداد پر رضامند ہوں اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور سے درخواست کیجاویگی کہ مقدمات جو منجانب مولوی انشاء اللہ صاحب بعدالت مسٹر فرگسن صاحب دائر ہیں۔ اور جنکی تاریخ سماعت

وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر قرآن کریم کا شکر تجربہ پر انتراض کریگا۔ تو ہم اسی وقت اس کا جواب سمجھا دینگے میں نے اپنی زندگی میں بارہا اس کا تجربہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تقوی کے مقام پر کہڑا ہوکر میں نے افترا نہیں کیا۔

رکوع ختم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا پھر میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ خدا سے میرے لئے دعا کرو اس مسجد کو متقیوں کی مسجد بنا دے جس نماز پڑھنے والوں کو مطہر بنا دے۔ جو لوگ اس کے متمم ہیں۔ ان کی غلطیوں کو اصلاح کرے اور انکی صحیح باتوں کو ترقی دے۔ اور صدموں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اس کے بعد آپ نے بہت لمبی دعا کی۔ اللہ تعالےٰ اس دعا کو ہمارے حق میں قبول فرما دے۔ آمین

ندوۃ العلماء اور قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ

ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس کے متعلق ضروری مضامین۔ میں نے اس کے جلسہ سے پہلے شائع کر دیئے تھے۔ میرا خیال تہا۔ کہ ندوۃ العلماء کے اراکین اور معاونین نیکدلی اور اخلاص کے ساتہہ غور کرینگے۔ لیکن ندوہ کے اس اجلاس نے کوئی نمایاں تبدیلی نہیں دکہائی۔ مجھے ندوۃ کے جلسہ پر ریمارک کرنا اسوقت مقصود نہیں اس معاملہ میں اہلحدیث نے جو کچھ لکہا ہے وہ کافی ہے۔

مجھے اسوقت صرف مندرجہ عنوان مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ سید عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن خادم المسلمین نے پیسہ اخبار میں اس کے متعلق حال میں ایک تحریر شائع کی ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔ کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی ترجمہ شبلی صاحب اردو میں کریں اور اگر شاہ صاحب کے فارسی ترجمہ کو اردو قالب میں ڈہالنے کے لئے زائد الفاظ لکھنے کی حاجت ہو تو ان الفاظ کو خطوط وحدانی میں لکھ سکیں۔ اور جب اردو ترجمہ طیار ہو جائے تو رائٹ آنریبل مولوی سید امیر علی صاحب کی وساطت سے انگلستان میں اسکا انگریزی ترجمہ لکھوایا جاوے اور وہیل کے دیباچہ کے جواب کے علاوہ بعض جگہ قرآن مجید کے مطالب کو واضح کرنے اور مخالفین کے اعتراضات کو اٹھانے کے لئے مفید حواشی بھی لکھ دیں وغیرہ وغیرہ۔

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت تو ایک عرصہ سے محسوس ہو رہی ہے۔ اور اسی سوال کو مختلف انجمنوں نے وقتاً فوقتاً اٹھایا مگر یہ سوال جہاں تہا وہیں رہا۔ انجمن حمایت اسلام میں بھی ایک دفعہ یہ سوال اٹھا اور کچھ روپیہ بھی جمع ہوا۔ مگر ہنوز روز اول اب ندوۃ نے اس سوال کو چھیڑا ہے۔ دیکھا جائے کیا ہوتا ہے

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے جو تجویز سید عبدالسلام نے پیش کی ہے۔ میں اسکو ندوۃ ہی کی تحریک کہونگا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بعض کاموں کو پبلک کرنے کا ایک یہ بھی طریق بعض لوگوں نے اختیار کر رکہا ہے۔ اور جبکہ ندوۃ کے اجلاس دہلی کے محرک خادم المسلمین تھی۔ تو خادم المسلمین کے اسسٹنٹ سکرٹری کی تحریک کوئی وجہ نہیں۔ کہ ندوۃ ہی کی تحریک نہ سمجھی جاوے۔ مجھکو رائٹ آنریبل سید امیر علیصاحب بالتابہ کی قابلیت اور تعزز کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر جس امر کو میں واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسلمان محض نمایش کے طریق کو چھوڑ دیں اگر انہوں خالصتہ لوجہ اللہ کوئی کام کرنا ہے۔ تو اسکے لئے وہ بڑے سے بڑے آدمی جو دنیا میں ہوں تلاش نکریں بلکہ وہ ان روحوں کی تلاش کریں جو قابلیت اور اہلیت کے علاوہ درد مند دل اور اخلاص رکھتے ہیں۔ سید امیر علیصاحب معتزلہ خیال کے بزرگ ہیں اور کچھ شک نہیں۔ کہ وہیل کے دیباچہ کا جواب یا قرآن مجید کے بعض مقامات کی توضیح اور تشریح کی خاطر اگر حواشی لکھنے کی خدمت منظور بھی کریں تو اس میں وہ بات ضرور ہوگی جو معتزلہ خیالات کی جھلک لئے ہوئے ہونگے۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جاوے کہ میرا یہ منشا ہے۔ کہ ندوۃ اس کام کو ہمارے سپرد کر دے اس لئے کہ ندوۃ کے اراکین میں ابھی وہ دست خیال پیدا نہیں ہوئی۔ اور ہمارے یہاں جو قرآن مجید کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ اور ایک سال سے زاید عرصہ سے ایک کام ہو رہا ہے۔ وہ کسی نمائش کے لئے نہیں۔ بلکہ محض اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے ہو رہا ہے اور جس طرز پر وہ کام ہو رہا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے یقین ہے کہ وہ مفید اور بابرکت ہوگا۔

سید عبدالسلام صاحب کی تجویز سے یہ بھی معلوم ہوتا کہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کسی انگریز سے کرایا جاویگا۔ کیونکہ سید امیر علیصاحب تو صرف اپنے دیکھ لیں گے۔ ایک شخص جو عربی کا عالم نہیں۔ اور قرآن مجید کا فہم نہیں رکھتا وہ خواہ کیسا ہی اہل زبان کیوں نہ ہو ادائے مطلب پر قادر نہیں سکتا۔

اس لئے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرتے وقت ضرورت ہے اس امر کی کہ مترجم انگریزی اور عربی دونوں زبانوں کا عالم ہو۔ اور یورپ کی ان تمام تصنیفات پر اسے نظر ہو۔ جو اسلام کے متعلق اس نے شائع کی ہیں تا کہ موقع بموقع ان اعتراضات کا جواب دیا جاوے۔ جو یورپ کے عیسائی مصنفوں نے اسلام پر کئے ہیں۔ علاوہ بریں قرآن مجید کے ترجمہ کے ساتہہ ایک مبسوط دیباچہ لکھنے کی ضرورت ہے جس میں قرآن مجید کے متعلق ان تمام اعتراضات کا جواب ہونا چاہیئے جو وہ قرآن مجید کی ترتیب وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں یہ مضمون بڑی وسعت اور وضاحت سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

میرا اپنا خیال نہیں۔ یقین ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے فاضل ایڈیٹر نے ریویو میں اس قسم کے مضامین پر ایک تفصیلی اور نادر بحث کی ہے۔

یہ ترجمہ قرآن مجید کے وقت ریفرنس کی کتابوں کا کافی ذخیرہ موجود ہونا چاہیئے جہاں ایک طرف معترضین کی ہر قسم کی کتابوں کا ذخیرہ چاہیئے وہاں اسلامی کتب خانہ بھی بکار ہے۔

غرض قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت اس ترکیب سے پوری نہیں ہو سکتی جسطرح سید عبدالسلام صاحب

مسجد کی اینٹ رکھی تھی۔ اسوقت بھی میرے دل میں اسّس علی التقویٰ ہی مدنظر تھا۔ اور یہی میری دعا تھی اور قرآن مجید کی یہ آئتیں میرے سامنے تھیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عیسائی ابو عامر تھا اس نے ایک مسجد بنائی تھی۔ عیسائی قومیں بڑی ہوشیار ہوتی ہیں۔ اس نے دل میں دیکھ لیا کہ ایک مسجد بناؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو۔ کہ بعض اوقات ندی نالے چڑھ جاتے ہیں۔ اور غربا و ضعفاء آپ کی مسجد میں نہیں آسکتے اس لئے ان کے لئے ایک مسجد بناتے ہیں۔ حضور بطور تبرک ایک وقت کی نماز اس میں پڑھ لیں۔ جب آپ نماز پڑھ لیں گے تو یہ مسجد متبرک ہو جائیگی۔ اور مسلمانوں کی نگاہ میں معزز ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ بھی کر لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی کے ذریعہ آگاہ کر دیا۔ کہ انکی غرض و غایت کیا ہے۔ اور آپ پر وحی ہوئی والذین اتخذوا مسجدا الخ یعنی اس مسجد کے بنانے والوں کا منشا دکھ دینے اور کفر کا ہے۔ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا مقصود ہے اور یہ غرض ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جن لوگوں نے جنگ کی ہے۔ ان کیلئے کمین گاہ بنائیں۔ اور یہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہمارا مقصود نیکی ہے۔ اور ہم نیکی چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھو

واللہ یشہد انہم لکٰذبون

میں نے بھی اس مسجد کی اینٹ رکھی ہے۔ اور میرے جیسے پیارے نے بھی رکھی۔

میرے دل میں تقویٰ تھا میں نے ضرر کے لئے نہیں رکھی اور کسی شریر کے آئندہ جانشین ہونے کے لئے نہیں رکھی یہ پیچھے پتہ لگیگا۔

میری غرض تقویٰ ہے۔ اگر اس غرض کے لئے نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لاتقم فیہ ابدا اس مسجد ضرار میں کبھی کبھی بھی کھڑا نہو۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میں

اس مقام پر کھڑا ہوں

اس لئے کہ میں نے کسی کپٹ اور لحاظ کے لئے اینٹ نہیں رکھی۔ اگر ایسا ہوتا تو میں نہ اینٹ رکھتا اور نہ یہاں کھڑا ہوتا۔ میں نے پہلے دن تقویٰ پر اس کی اینٹ رکھی ہے۔ اور اب اسی سنت کو پورا کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔

اور دعا کرتا ہوں کہ

اس مسجد میں کون ہونگے؟

وہ مرد ہونگے جن کو ضرورت ہے۔ اور جو پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ مقدس ہوں اور خدا تعالیٰ مقدسین ہی کی جماعت کو پسند کرتا ہے۔ تم میں سے جو سچے دل سے چاہیگا۔ کہ وہ مطہر اور پاکیزہ بن جاوے اللہ تعالیٰ اسے ضرور پاکیزہ بنا دیگا۔

یاد رکھو جس مسجد کی بنا تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر رکھی ہے۔ وہ بڑی پکی مسجد ہے۔ مگر جس کی بنا کھائی کے کنارے ہو وہ گر پڑیگی اور بنانے والے کو بھی ساتھ لے جائیگی۔

پس میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کی بنا اللہ کی رضا کے لئے رکھی ہے۔ اور تقویٰ پر رکھی ہے۔ وہ غریب نواز ہے مجھ پر اس کے بڑے بڑے کرم ہیں وہ مجھے ایسی جگہ کھڑا نہیں کریگا۔ جو اسکی رضا کا مقام نہو۔ میری دعا ہے کہ اس مسجد کی بنا تقویٰ پر ہو تیرے محبوب بنا رہے تیرے دین کے خادم عمل کرنے والے قرآن کے خادم ہوں۔ آمدرفت کرنے والو نہیں تقویٰ کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ اور جانشینوں میں بھی

تقویٰ اللہ ہو

میں اب بھی کرب سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں کرب سے دعا کرنے والوں کی سنتا ہوں میں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں۔ ہاں اسی کا فضل ہے۔ کہ اس نے مجھے **جو کرب دیا جو دعا کی قبولیت کا ذریعہ** ہوتا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو اور نہیں خوش وقت سمجھتا ہوں۔ **یاد رکھو ہماری نسبت اور ہمارے کاموں کی نسبت لوگ کیا کیا منصوبے** کرتے ہیں۔ مگر نے دو میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ **میری چٹان سے جو سر مارےگا۔ اسکا سر ٹوٹ جاویگا۔**

اب میں خدا تعالیٰ کے پاک لوگوں کا نام تبرکاً سناتا ہوں ان میں سے ایک نوح تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح اور اس کے ساتھ والوں کی دعا کو سنا اور انہیں کرب عظیم سے نجات دی اور ان کے مکذبین پر انہیں نصرت دی اور بالآخر ان کے مخالفوں کو غرق کر دیا۔

یہ ایک راستباز اور اس کے ساتھ والوں اور ان کے مخالفین کے انجام کی نظیر ہے۔

اسطرح پر حسب معمول حضرت نے قرآن مجید کے اس رکوع کا درس دیا حضرت سلیمان اور داؤد علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ایک کھیت کے معاملہ میں فیصلہ کیا حضرت سلیمان کو اس کے متعلق سمجھ آگئی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات **اللہ تعالیٰ نے چھوٹوں کو ایک بات سمجھا دیتا** ہے۔ داؤد علیہ السلام کی ذرہ کے ذکر پر فرمایا دیکھو میں تمہیں اس ذرہ کا پتہ دیتا ہوں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی ہے۔ جو ہر مصیبت کیوقت اور ہر دکھ کے وقت میں محفوظ رکھتی ہے۔ وہ ذرہ اسلام ہے۔ ہاں وہ میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ یہ قرآن کریم ہے۔

میرا یقین ہے مجھے کامل تسلی ہے۔ کہ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی کوئی باطل پرست اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ

وہ ایک نشان ہوتے ہیں۔ اور پھر انکی صداقت کے نشان عام طور پر دکھائے جاتے ہیں۔
اسی طرح پر وہ راستباز جو اس بستی میں آیا۔

ایک آیت اللہ تھا۔

اسکو اللہ تعالے نے نشان بنایا۔ اور پھر اسکی سچائی کے لئے اسقدر نشان دکھائے کہ میں اب کہتا ہوں کہ **تم سب جو یہاں ہو اسکی سچائی کا نشان ہو** ہر ایک شخص تم میں سے اسکی سچائی کا نشان ہے تم نے اس بات کو نہیں سنا۔ جب خدا تعالے نے اسکو تمہارے آنے کے متعلق کہا۔ وہ آواز اسکے کان میں پہونچی اور پھر اس نے تمہارے یہاں آنے سے بہت پہلے اسکو سنایا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح کا اس امر سے یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلانا مقصود تھا۔ ایڈیٹر)

ہاں میرے کان میں بھی خدا کی آواز اسی کے ذریعہ پہونچی۔ اور پھر اسی طرح ہو کر رہا۔
اس کی صداقت کے اللہ تعالے نے مجھے بہت سے نشان دکھائے تھے جنہوں نے مجھے کامل یقین دلایا کہ

وہ خدا کی طرف سے آیا ہے

میں ان نشانات میں سے جو مجھ پر اسکی سچائی کے ظاہر ہوئے ایک تمہیں سناتا ہوں۔ میں ان دنوں جموں میں ملازم تھا۔ میرا ایک داماد عبدالواحد غزنوی ہے۔ میں مولوی عبداللہ غزنوی کا مرید نہیں۔ مگر مجھے ان سے بہت محبت تھی۔ اسی محبت کیوجہ سے میں نے انکے ایک لڑکے کو اپنی ایک لڑکی بیاہ دی وہ ہمارے پاس رہتا تھا۔ اور پڑھتا رہتا ایک اور شخص تھا جسنے فلسفہ پڑھ لیا تھا۔ اور طب پڑھتا تھا وہ شخص اب بھی زندہ ہے۔

قدرت الٰہی کا عجیب نقشہ ہوتا ہے۔ ایکدن اس نے پوچھا کہ عبدالحق غزنوی کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ نیک آدمی ہے پھر اس نے پوچھا کہ کیا وہ مفتری ہے؟ میں نے کہا ہیوں، اسے مفتری نہیں سمجھتا (یہ حسن ظن کا نتیجہ ہے۔ جو حضرت کی فطرت میں ہے۔ ایڈیٹر)

تب اس نے کہا کہ عبدالرحمٰن لکھو کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ وہ بھی مفتری نہیں۔
اسپر اس نے کہا کہ مرزا۔ عبدالحق۔ عبدالرحمٰن جب مفتری نہیں۔ تو پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ اور کسی کے کان میں کچھ۔

میں تو ایسے خدا کا قائل نہیں ہو سکتا

اس کی یہہ بات سن کر میرے دل کو بہت دکھ ہوا کہ اس نے ہمارے ڈیرے میں رہ کر اور ہمارا شاگرد ہو کر ایسا بے ادبی کا کلمہ بولا۔ میرا دل گھبرایا اور میں اٹھکر اندر چلا گیا۔ اور اسی حالت میں معاً مجھے غیر طبعی نیند آئی اور اس میں مجھے بتایا گیا۔ کہ مرزا صاحب پر اعتراض کیا ہے؟ یہ کہ اونہوں نے قادیان کو دمشق کہا ہے۔ اس وقت اس امر پر اعتراض تھا۔) اس کے جواب میں مجھے اللہ تعالے نے بتایا کہ۔

آج ہم نے سبکو مجاز بولنے پر مجبور کر دیا ہے

اس کے بعد میں بیدار ہوگیا طبعیت کی کوفت جاتی رہی۔ اور میں باہر چلا آیا اور آکر کہا۔ کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ اور ان لوگوں سے کہا کہ اعتراض تو مجاز کا ہے۔ افترا کا نہیں۔ اللہ تعالے نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ آج ان سب کو ہم نے استعارہ پر مجبور کر دیا ہے۔ میرے ساتھ ان لوگوں کی خط و کتابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسطرح پر چاہیگا۔ اس حقیقت کو کھولیگا۔

کچھ دن گذرے عبدالحق غزنوی کا خط میرے نام آیا اس سے پہلے کبھی اس کا کوئی خط میرے نام نہیں آیا تھا۔ میں نے اسے دیکھکر عبدالواحد اور اس فلسفی کو کہا کہ آج یہہ پہلا خط ہے۔ اور یہ میرے الہام کی تصدیق کرتا ہے۔ اسے تم آپ کھولو انہوں نے کھولا اور پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔

خربت خیرای قادیان

یہہ اس نے اپنا الہام لکھا جس میں قادیاں کا نام خیبر رکھا گیا ہے میں نے کہا جب یہ قادیاں کو خیبر کہتا ہے تو دمشق کہنے میں کیا ہرج ہے۔ عبدالواحد نے فوراً لکھا یا کہ یہ خرد ماغ ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ تم اس کا ایلاب کرو۔ وہ جانتا تھا۔ کہ عبدالرحمٰن لکھو کے والے محتاط نہیں۔ وہ اگر خط لکھیں گے تو سوچ سمجھکر لکھیں گے۔ مگر اللہ تعالے بڑی طاقت ہے۔ اس کا بھی دوسری تیسری ڈاک میں خط آگیا۔
اونہوں نے مجھے لکھا کہ ہم تمہیں اچھا سمجھتے تھے۔ مرزا صاحب کے ساتھ تمہارے تعلق سے رنج ہوا ہم نے اللہ سے توجہ کی کہ اس معاملہ کو صاف کر دے اسپر جو الہام ہمیں ہوئے ہیں۔ وہ بالکم و کاست نیچے لکھدئے ہیں۔ پھر نیچے وہ الہامات لکھتے تھے۔ انمیں سے ایک یہ تھا۔

ماسمعنا بہذا فی ملۃ الآخرۃ

یہ کفار کا قول ہے۔ جو اونہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کی تعلیم متعلق کہا۔ اور اعتراض کیا۔ پھر خود ہی انکو دبدبا پڑی کہ یہہ تو ہمیں ابوجہل بتاتا ہے۔ ہو نہ ہو اس میں استعارہ ہے۔ اس لئے اسکے معنے بتائے۔

ای الملۃ المحمدیہ

میں نے عبدالواحد سے کہا۔ اب بتاؤ تیرہ سو برس میں یہ معنے کسی نے نہیں کئے۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ آپ تو معذور ہیں۔
اس واقعہ سے وہ شخص جس نے کہا تھا۔ کہ میں ایسے خدا کا قائل نہیں۔ بول اٹھا کہ میں تو خدا تعالیٰ کا قایل ہو گیا۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہے۔ وہ شخص اب بھی ہماری جماعت میں ہے۔ اور ایک مخلص دوست ہے۔

غرض خدا تعالے نے مجھے بہت سے نشانات دکھائے ہیں۔ اور تم سب اس راستباز کی صداقت کا نشان ہوئے۔
پس مولوی صاحب نے تحریک کی کہ میں یہاں نماز پڑھوں میں اپنے اخلاص کو دیکھتا تھا۔ کہ مخلصانہ وقت میسر آجاوے تو میں آونگا۔ پس خدا تعالے نے مجھے وہ سوقت دیا۔ اور میں یہاں آیا ہوں میں نے اس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیاں دارالامان مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

مولود مسعود

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اسکے رسولوں پر سلام خصوصاً حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بیحد سلام اور صلوٰۃ ہو۔ اما بعد آج ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۸ھ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمارے موجودہ امام اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مدظلہ العالی کو چوتھا بیٹا عطا فرمایا جسکی مسعود ولادت نے تین کو چار کر دیا۔ ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ ہاں اسلام کیلئے بلکہ نوع انسان کے لئے ایک نشان اور حجت بنائے۔ اور وہ اپنے فیض رساں باپ کیطرح (جسکو خدا نے روحانی اور جسمانی علوم اور فیض کا چشمہ اور ایک قوم کا باپ بنا دیا ہے) دنیا کا باپ ہو اور نافع الناس وجود ہو کر اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض سے متمتع ہونیوالا بنے۔ وہ اسلام کا سچا خادم ہو اور خاندان نور کیلئے فاروقی صفات کا مظہر وہ سچا خادم اسلام ہو۔ اور خدمت اسلام میں اور اللہ کی رضا میں والدین کیلئے نور چشم ہو کر جیئے قوموں کا امام ہو اور خادم قرآن ہو۔ آمین) میں صدق دل سے اپنے امام کیحضور خریداران الحکم کیطرف سے اور اپنے خاندان اور اپنے مکرم و مخلص دوست شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی و دیگر ممبران ساہدہ سنگت کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہوں مجھے اس بچے کی پیدائش پر خصوصاً اس لئے خوشی ہے کہ میں نے عرصہ گذرا معصوم عبد القیوم مرحوم کی واقع وفات کے بعد میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام مظہر قیوم ہے۔ اور اس مبارکباد کی تحریک یہ ہوئی کہ حضرت نے آج صبح حضرت ام المومنین کی مبارکباد پر فرمایا کہ میں اب تمہارے لئے یا بہت دعا کروں یا خیرات کروں اس جملہ کے پہلے حصہ نے مجھ گدگدایا اس لئے یہ تہنیت نامہ ایک خاص جوش سے پیش کرتا ہوں کیا عجب ہے کہ حریم قدس بلند پرواز کی صدا میرے حق میں قبول ہو۔ اور نیم شبی دعا اکسیر کا کام دے بالآخر اللہ تعالیٰ سے اس مولود مسعود کیلئے پھر دعا ہے کہ وہ والدین کی آنکھ کا تارا اور نور ہو اور انکے فیض تربیت میں دنیا کا نور ہو۔ آمین

طالب دعا

احقر الناس یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیاں ضلع گورداسپور

پھر خدا جانے کہ کیا حال زمانہ ہوگا
کون آئیگا پہل کس کا نہ آنا ہوگا
خدمت دین کا موقع ہے ضرورت درپیش
فیصلہ آج ہی کر لیگا جو دانا ہوگا۔

کام دنیا کے ہوں کب ختم انہیں رہنے دو
موردِ دنیا جو ہمیں کہتی ہے وہ کہنے دو
فکر عقبےٰ کی کرو دنیا ہے آخر فانی
زخم دنیا کے ہیں آسان ہمیں سہنے دو

آج ان قومی بزرگوں کو غنیمت سمجھو
ہم کو فرماتے ہیں جو اس کو ہدایت سمجھو
ہم میں ایک نور خدا کا ہے چمکتا دیکھو
دین اسلام میں وہ حق کی ہے نعمت سمجھو

بات وہ سچی ہے جو مرد خدا کہتا ہے
وہ برا سن کے کبھی دیکھو تو بھلا کہتا ہے
کچھ تو ہمت کرو آخر کی ہے عینی دنیا
مصطفےٰ کہتا ہے۔ اور بات صفا کہتا ہے

اکرام محمدؐ

کریں ہم کیوں نہ اکرام محمدؐ | بنا ہے حمد سے نام محمدؐ
ظہور حمد حق احمدؐ سے ہو کر | عطا حق سے ہوا نام محمدؐ
پیو بھر بھر کہو الحمد للہ | خدا کا جام ہے جام محمدؐ
فضائل میں ہیں برتر سب انبیاء کی | ملا ہے عرش سے بام محمدؐ
مزین دین ہے با حسن اخلاق | یہ ہے امت پہ انعام محمدؐ
تو ہم تو آپ کے اخلاق پہ تو | مبارک گام ہے گام محمدؐ
شب احمدؐ تو ہے لیلۃ القدر | ہے صبح دین حق شام محمدؐ
خدا [illegible] اسلام و | اسی دکھ میں آرام محمدؐ
فدا [illegible] جان محمدؐ | یہی حق ہے مرا انجام محمدؐ
[illegible] | [illegible] ہے اکرام محمدؐ
[illegible] امت پہ [illegible] | ادا کر دیں وہ یہ دام محمدؐ
[illegible] | دکھائیں جو ہے سلام محمدؐ

کمال دین ہے اخلاق نبی میں | یہی سب ہے پیغام محمدؐ
نہیں اعمال میں اگر خلق احمدؐ | تو پھر ہم پہ ہے الزام محمدؐ
ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
تو روشن کیوں نہ ہو نام محمدؐ

اسلام اور احمدی

کیا زبدۃ المذاہب اسلام ہے ہمارا
مسلم ہیں احمدی ہم یہ نام ہے ہمارا
توحید حق کا چشمہ جاری ہے آب شیریں
ساقی ہے جس کا احمدؐ وہ جام ہے ہمارا
دل صاف ہیں ہمارے ان میں نہیں کدورت
بس صلح و آشتی کا پیغام ہے ہمارا
بندے ہیں جو خدا کے پائینگے وہ خدا کو
حق کی طرف بلانا یہ کام ہے ہمارا
ہم کو بٹھا کے دیکھو پاس اپنے اہل محفل
دلبر جو ہے تمہارا گلفام ہے ہمارا
خادم ہیں ہم اسی کے [illegible] جس کے نام لیوا
تم لڑ سکے ہم سے دیکھو کیا کام ہے ہمارا
ہم سے پرے نہ ہٹنا اچھی نہیں جدائی
اکرام جو تمہارا اکرام ہے ہمارا۔
اعلاء کلمۃ الحق ہے جان کا اپنی مقصد
اس میں ثمر کیا ہونا اسلام ہے ہمارا
جو عرض و آبرو ہے اس نام سے ہے پیاری
جب نام یہ نہیں پھر کیا نام ہے ہمارا
ہم ملم سے نکل کر بدنام ہو گئے ہیں۔۔
سب سے بڑا یہ ہم پہ الزام ہے ہمارا
وحدت کی اک لڑی کے [illegible] آبدار موتی
ٹوٹی لڑی ہیں [illegible] کیا نام ہے ہمارا
[illegible]
[illegible] نام ہے ہمارا
خدمت ہو [illegible]
[illegible] نام ہے ہمارا

یہ دردِ دل کا دکھڑا اپنوں سے ہے عزیزو
ہر وقت ہر جگہ کہرام سے ہے ہمارا
ہو دور بغض و کینہ پیدا ہو دل میں الفت
جنت یہ اپنی حاصل انعام ہے ہمارا

خطبۂ جمعہ

مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۰ء

(ایک دردمندانہ تقریر۔ جو پڑھیں اور دوسروں کو سنادیں ضرور)

حضرت امیر المومنین نے ۱۸ اپریل کو باوجود ضعف و نقاہت و علالت کے تشریف لا کر مسجد اقصےٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیۃ کریمہ کا وعظ سنا تھا تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا ان اللہ مع الذین اتقوا۔ متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ کسی کا باپ ہے کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے غرض معیت کے سو انسان خوشحال نہیں ہو سکتا میں نے دیکھا ہے۔ بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو۔ فوج ہو۔ مال و اسباب ہو۔ جب جا کر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے میں نے دیکھا کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے۔ بطال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو۔ تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں۔ صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق محبت بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے۔ انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت [illegible] کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیے غرض انسان معیت بغیر کچھ ہی نہیں۔ مگر خدا کی معیت

مدرسہ تعلیم الاسلام کا نتیجہ انٹرینس

مدرسہ تعلیم الاسلام کا انٹرینس کا نتیجہ نکل آیا ۱۶ طالب علموں میں سے خدا کے فضل سے ۸ طالب علم کامیاب ہوئے اور ایک زیر تجویز ہے۔ خدا کرے کہ یہ بچہ بھی کامیاب ہو احباب دعا کریں۔ یہ نتیجہ دوسرے سکولوں کے مقابلہ میں نہایت قابل اطمینان اور باعث مسرت ہے مدرسہ میں حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اول رہے ہیں۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل کا نشان ہے۔

اس نتیجہ کے قابل اطمینان ہونے پر کچھ شک نہیں اساتذہ مدرسہ تعلیم الاسلام خصوصاً مولوی صدرالدین صاحب ہیڈ ماسٹر مبارکباد کے قابل ہیں۔ مدرسہ جو ایام جلسہ میں بند رہا۔ اور بعد میں پلیگ کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ ۱۶ اپریل کو کھل گیا۔ بورڈنگ ہوس ابھی باہر ہی ہے۔ اور بورڈنگ ہوس کے انتظام کے متعلق میں اپنے مخدوم خانصاحب محمد اکبر شاہ صاحب کی خدمات کا خصوصیت سے ذکر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ خانصاحب جس محنت جوش اور درد دل سے اس کام کو کر رہے ہیں۔ میں اس کی نظیر نہیں پاتا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ دوسرے ذمہ دار سپرنٹنڈنٹ کام نہیں کرتے مگر حق یہی ہے کہ خانصاحب جس جفاکشی سے کام لے رہے ہیں وہ جفاکشی کی حد تک محدود نہیں۔ بلکہ درد دل کے ساتھ وہ دعاؤں سے کام لیتے ہیں۔ اور راتوں کو مختلف اوقات میں اٹھ کر نگرانی کرنا انکا معمولی کام ہے۔

میں یقین کرتا ہوں کہ ذمہ دار افسر بھی اس امر سے ناواقف نہیں کہ یہ شخص کس محنت اور دلسوزی سے کام کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ ایسی روح ہم سب میں پیدا ہو۔

مجھے ذاتی علم ہے کہ خانصاحب نے اپنی صحت کو اور اپنے روپیہ کو طلباء کی اخلاقی نگرانی اور بہبودی کے لئے بعض وقت ایسے طور پر قربان کیا ہے کہ اب تک بھی وہ اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ مگر انہوں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ کسی کو اس کا علم بھی ہو۔ گو مجھے مشکل ہوا ہے۔ اور یہی ایک بات ہے جس نے میرے دل میں ان کے کام کی قدرت کو بڑھا دیا ہے۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام میں خانصاحب کے کام کی نظیر ضرور قابل قدر ہے۔ جسپر مفصل میں کہنا چاہتا ہوں وباللہ التوفیق۔

قادیان کا ڈاکخانہ

قادیاں کا ڈاکخانہ اب پچاس کے گریڈ میں ہو گیا ہے اور اس سے پہلے ایک کلرک بھی ڈاکخانہ کو مل چکا ہے یکم مئی ۱۹۱۰ء سے ڈاکخانہ میں ڈاک کی روانگی اور رسیدگی دو دفعہ ہو گئی ہے۔ اس تجویز سے قادیاں بٹالہ کے برابر ہو گیا ہے اب ہر روز خطوط بہت سے شہروں میں پہونچ سکیں گے۔ ڈاکخانہ میں اس مفید اضافہ کیلئے میں افسران سرشتہ کی توجہ فرمائی کا شکر گذار ہوں۔ میں اس امر کو بھی نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس بارہ میں الحکم کی مساعی بارور ہوئیں۔ یہ امر ہمارے سلسلہ کی روز افزوں ترقی کی دلیل ہے۔ اب ڈاکخانہ میں صرف ایک ضرورت باقی ہے کہ یہاں تار لگائی جاوے۔ ایک سے زیادہ تاروں کی آمد رفت یہاں روزانہ ہوتی ہے۔ اور اگر تار یہاں ہو تو اس سے بھی زیادہ کی صرف توقع نہیں بلکہ یقین ہے بہت سے لوگ حضرت کی خدمت میں تاروں کے ذریعہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض وقت جب قادیاں میں تار کا نہ ہونا انہیں بتایا جاتا ہے تو وہ سخت تکلیف اٹھاتے ہیں۔ بہر حال یہاں اب صرف تار کی ضرورت ہے اور ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ العزیز اس بارہ میں پوری کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور اسے امید ہے کہ ذمہ دار افسر اس جائز درخواست پر غور کرنے کی تکلیف اٹھائیں گے قادیاں کے ڈاکخانہ کے پچاس کے گریڈ میں آجانے کی وجہ سے سابق سب پوسٹ ماسٹر بابو اللہ دتا کو یہاں سے تبدیل ہو کر گورداسپور جانا پڑا اور بابو عبدالمجید صاحب یہاں سے تبدیل ہوئے جن سے توقع کرنی چاہیئے کہ وہ قادیاں کی پبلک کو اپنے اخلاق اور عمدہ سلوک سے خوش رکھنے کا موقعہ دیں گے۔ بابو اللہ دتا صاحب کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ افسران ڈاکخانہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ اپنے ڈیوٹی میں ایک خاص ہمت اور استعداد کا آدمی ہے۔

دارالامان کی خبریں

۱ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ قرآن شریف کا درس ہو رہا ہے۔

۲ حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان خدا کے فضل کے نیچے ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد صاحب کو کالج میں داخل کرانے کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب جو کام کر رہے ہیں وہ نہایت عجیب اور قابل شکر گذاری ہے آپ نے کالجوں کے طلباء میں عربی تعلیم کا شوق پیدا کرنے کے لئے خود انکی تعلیم کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ ایسے طالب علم جو کچھ دنوں کیلئے بھی قادیاں آجاتے ہیں۔ ان کیلئے آپ نے ایک کورس تجویز کیا ہے اور آپ انہیں پڑھاتے ہیں۔ اور مستقل طور پر بھی بعض طالب علموں کی تعلیم کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی ان مساعی جمیلہ کو بہترین نتائج کا موجب بناوے اور آپ کو نظر بد سے بچا کر امید ہائے قوم کا بارور شجر بنائے۔ آمین

۳ علیگڈھ کی کانفرنس پر مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی شیر علی صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب کو بھیجا گیا ہے۔

۴ جناب مولوی محمد علی صاحب اور آخر اپریل ۱۹۱۰ء میں بہرہ اپنی اہلیہ کو لینے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ مع الخیر واپس قادیاں پہونچ گئے ہیں۔

۵ بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ بورڈنگ ہوس عارضی چھپروں میں ابھی باہر ہی ہے۔

سے بڑھکر بھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سوتے جاگتے پس خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو۔ تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا ہے اور احسان یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا کوئی سر پر کلہاڑی چلاتا ہے۔ میں نے اس مرض میں اپنی اور تمہاری حالت کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ بعض اوقات مجھکو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے۔ بعض اوقات العین حق کا بھی خیال آیا ہے۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں۔ ان میں سے ایک بات تمہیں سناتا ہوں میرا ارادہ تھا۔ کہ میں صرف عربی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ کر بیٹھ جاؤں۔ مگر قدرت ہے جو مجھ کو بلاتی ہے اس واسطے یوں ہی سمجھ لو۔ کہ میرا آخری کام ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہے۔ تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ گردکل۔ انجمن حمایت الاسلام علی گڈھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں۔ یہاں بھی ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا ہے۔ اتنا خرچ ہوا۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے۔ یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہونچ سکتی تھی۔ میرے اندازہ میں جو یہاں آدمی آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ پھر یہ لوگ جو آئے تھے۔ وہ اگر مجھ سے علیحدہ ملتے تو میں ان کے لیئے دعائیں کرتا انہیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اس وقت آ کہ لوجی! السلام علیکم یکہ تیار ہے۔ تم یاد رکھو۔ میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں کہتا ایسے مجمعوں کو جن میں روحانی تذکرہ نہ ہو سخاوت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ یہ روپیہ تو وہ منی آرڈر کر کے بھیج سکتے بلکہ اسطرح بہت سا خرچ جو مہمانداری پر ہوا وہ بھی محفوظ رہتا۔

یہاں کے مدرسوں کے منتظموں نے بھی افسوس دنیا کی طرف توجہ کی۔ میں ڈرتا تھا کہ جلسہ یا ہجرت ہو شہر میں ہو۔ ہماری چیز ... دنیا دین میں ایسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دنیا کے لیئے ہو۔ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ جو سن رہا ہے۔ وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات پہونچا دے۔ میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہو گیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمہاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری و نمائندے آئے تھے۔ وہ مجھ سے علیحدہ ملتے ہیں۔ ان کو بڑی نیکیاں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا۔ لیکن افسوس کہ ہماری صدر انجمن نے بھی ان کو یہ بات نہ بتائی۔ اس لیئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے۔ کیا آیا کتنے روپے جمع ہوئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں۔

ہمکو تو صرف خدا چاہیئے

مجھکو نہیں معلوم کہ کیا آیا مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے لیئے کوشش کرو۔ ہماری کوششیں اللہ کے لیئے ہوں اگر یہ نہ ہو تو ہائی سکول کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اور اسکی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ ہمیں تو سہارا مولیٰ چاہیئے اپنے احباب کو خط لکھو۔ اور ان کو تنبیہ کرو۔ میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا کہ وہ مجھسے کیا سیکھتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا۔ میں چاہتا تھا۔ کہ لوگ میری زندگی میں متقی اور پرہیزگار بنیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

نظم مبارک

یعنے وہ نظم جو مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے سالانہ جلسہ پر پڑہی

(خطاب بحضور صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد)

اے آنکہ از عنایتِ حق برگزیدہٗ
او بہر استقامت دصبر آفریدہٗ
فرزند ارجمند مسیحا ... ...
تو یادگارِ حضرتِ احمد رسیدہ

من آنچہ دیدہ ام از غم ہجرانِ آں نگار
زاں بیشتر ستودہٗ آفاق دیدہٗ

در گلستانِ ملتِ اسلام بلبلی
نے نے بباغِ صدق گلِ نو دمیدہٗ

تو بلبلے کہ طوطیِ شکرفشانِ قدس
بر شاخِ سبز نخلِ صداقت پریدہ

گیرند راستانِ زکام معطر ت
کز بوئے عطرِ معرفتِ حق شمیدہ

آشفتہ کہ دیدم ز پریشانیِ دلت
آشفتہ وار در پیِ جاناں دویدہٗ

انداختی درونِ دلِ مضطرم چہ تاب
ایجانِ من چگونہ بفرقت طپیدہ

بس جبر تم فزود قرار و ثباتِ تو
صد جورِ غم بخاطرِ عاطر کشیدہ

در جیرتم ز ربطِ خیالِ عمیقِ تو
ہر جا لعب بہ دینِ محمد تنیدہ

وازی بر سر وادیِ طریقت متاعِ دل
واز گمرہانِ دشتِ ضلالت بریدہٗ

بروئے خادماں درِ رحمت کشودہ
چو شاخِ باردار بالفت خمیدہ

از روئے دلفریب تو آبِ حیا چکد
شیر از میانِ ندیِ طہارت مکیدہٗ

گذاشتی ہر آنچہ خلافِ تقی بود
در حال و قال خویش تقدس گزیدہ

... ... از ہمہ شہِ اقلیمِ تو
... ... چکیدہ

بینم وقارِ اہلِ کرامت بروئے تو
چوں راستانِ اہلِ صفا آرمیدہٗ

بینم برت سپاہے شباب و غبارِ حسن
ہم سر ز جیبِ علم و ہدی برکشیدہٗ

... ... دلِ حزیں
در تہنیتِ نصرتِ احمد رسیدہٗ

ہم ... در ین سکار ذو الجلال ....

کے علوم و احکام سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اذا زلزلت الارض اور القارعۃ آہستگی کے ساتھ پڑھنا اور اس کے مطلب میں غور تامل کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ بغیر سمجھے جلدی جلدی البقرہ و آل عمران پڑھ جاؤں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی قرآن شریف پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص نہ تو چپ ہی ہے۔ اور نہ قرآن ہی پڑھتا ہے۔

جو شخص ان پڑھ ہو اور قرآن شریف کے معنے نہ سمجھتا ہو اس کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ آہستگی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے جلدی جلدی نہ پڑھے۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے کیونکہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ کہ قرآن پڑھو اور روؤ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جب سبحان الذی میں آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ خدا کے سامنے روئے اور عجز و زاری کے ساتھ سجدہ کرے اگر اس وقت آنکھ سے آنسو نہ نکلتا ہو تو بھی دل سے خضوع و خشوع کے ساتھ سجدہ ادا کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن اندوہ و غم کے لئے نازل ہوا ہے۔ جب قرآن مجید پڑھو تو اپنے آپ کو اندوہگین بنا لو۔ اور جو شخص قرآن شریف کے احکام اور اس کے وعدے وعید میں تامل کرتا ہے۔ اور پھر اپنی عاجزی اور ناچاری کو دیکھتا ہے۔ تو وہ ضرور اندوہگین ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس پر غفلت کا پردہ نہ ہو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہر آیت کا حق ادا کرے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریف تھی کہ تلاوت قرآن میں جب آپ آیت عذاب پر پہنچتے تو استعاذہ کرتے اور جب رحمت پر پہنچتے تو خدا سے دعا کرتے اور آیت تنزیہ میں تسبیح کرتے اور شروع کرتے وقت اعوذ باللہ پڑھتے اور جب تلاوت سے فارغ ہوتے تو اس طرح دعا کرتے۔

اللھم ارحمنی بالقرآن واجعلہ لی اماماً و نوراً و ھدی و رحمۃ۔ اللھم ذکرنی منہ ما نسیت و علمنی منہ ما جھلت وارزقنی تلاوتہ آناء اللیل و اطراف النھار واجعلہ حجۃ لی یا رب العالمین

اور تلاوت کرنے والے کیلئے واجب ہے۔ کہ جب آیت سجدہ پر پہنچے تو تکبیر کہکر سجدہ کرے۔ سجدہ تلاوت کے لئے تشہد اور سلام کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں طہارت اور ستر عورت کا لحاظ ضروری رکھنا چاہیئے۔

پانچویں بات یہ ہے۔ کہ اگر اسے ریا کا خوف ہو۔ یا ایسی صورت ہو۔ کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے باآواز بلند قرآن پڑھنے سے اسکی نماز میں خلل پڑ جانے کا خیال ہو تو قرآن کی تلاوت آہستہ آہستہ کرنی چاہیئے۔ اور اگر ان دونوں باتوں کا خوف نہ ہو تو بھی اولے اور بہتر ہے۔ کہ قرآن شریف آواز سے پڑھا جائے۔ کیونکہ خبر میں ہے۔ کہ آواز سے قرآن پڑھنے کا فضل چپکے چپکے پڑھنے پر ایسا ہی ہے جیسا علانیہ خیرات دینے سے چھپکر خیرات دینے کا فضل ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ خوشتر آوازی سے قرآن شریف پڑھنا چاہیئے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ خوش آوازی کے ساتھ گانے والوں کی طرح تال سے بھی کام لے۔ بلکہ اس طرح گانے کی طرز پر قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ اسطرح پڑھنے سے قرآن شریف کی نہایت بے ادبی ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کے غلام کو دیکھا۔ کہ وہ نہایت خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ الذی جعل مثلہ فی امتی یعنے آپ نے اس بات پر خدا کا شکر ادا کیا کہ ایسا خوش آواز شخص آپ کی امت میں ہے۔ خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی تاکید کا سبب ہے کہ جسقدر خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھا جائے گا۔ اسیقدر زیادہ اثر دل پر ہوگا۔ اسلئے جہانتک ممکن ہو۔ تلاوت قرآن مجید کے وقت مندرجہ بالا باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(ک۔ز)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

نظم حامد

رباعیات

حق کی توحید ہے اسلام خدا کافی ہے
اور اسلام ہے قرآن یہ ہدا کافی ہے
آئنہ خلق محمدؐ کا ہے سارا قرآن
کامل انسان ہے وہ راہنما کافی ہے

علم قرآن سے ملتی ہے شریعت اسکی
سنت پاک ہی اسکی ہے طریقت اسکی
اس سنت کا نتیجہ ہے۔ وصال محبوب
واصل ہوتے ہے یہ ہی حقیقت اسکی

یوں تو ہر چیز کو دنیا کی فنا ہونا ہے
اور فنا ہو کے حوالہ بخدا ہونا ہے
خود سپردن میں ہیں اسلام کے معنی ظاہر
اس کی خدمت میں فنا ہو کے بقا ہونا ہے

سارے انسان تجارت میں ہیں دیتے لیتے
پیچھے لیتے ہیں وہی جو کہ ہیں پہلے دیتے
بس یہ دین میں اسی طرح ہے دنیا لینا
کیوں نہیں کرتے تجارت نہیں دیتے لیتے

لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص کا حال اچھا ہے
پاس جس شخص کے دنیا کا یہ مال اچھا ہے
ہم تو قائل نہیں جب تک نہ ہو انجام بخیر
حال اچھا ہے وہی جس کا مآل اچھا ہے

باندھ لو گرہ میں یہیں کام کی باتیں صاحب
پھر سدا رہنے کے یہ دن ہیں نہ راتیں صاحب
آج احباب کے جلسے ہیں یہیں مل کے ہو رہتے
کل خدا جانے ہیں کیا موت کی گھاتیں صاحب

رسالہ جاری ہوا ہے۔ اس وقت سے ۱۹۰۹ء کے آخر تک ۹-۰-۹۴۴ کا نقصان ہوا ہے۔

حاضرین یہ رسالہ ذاتی رسالہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک قومی رسالہ ہے۔ اور اس کے فوائد قومی فوائد ہیں۔ اس لئے ایسی حالت میں جبکہ رسالہ ہر سال کم و بیش کچھ نہ کچھ نقصان اٹھاتا ہے۔ میں آپکی خدمت میں ایک اپیل کرتا ہوں اور وہ اپیل روپیہ کے لئے نہیں ہے نہ میں آپ سے اسوقت کچھ روپیہ اس غرض کے لئے مانگتا ہوں۔ نہ میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے گھر نہیں جاکر بھیجیں۔ بلکہ اپیل صرف خریداروں کی ترقی کے لئے کرتا ہوں آپ خود خریدار بنیں اور دوسروں کو ترغیب دیں یہی ایک سبیل ہے۔ جس سے امید پڑتی ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ یہ رسالہ نقصان کی حالت سے نکل جائیگا۔ اس لئے میں آپ صاحبان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے واپس ہوتے ہوئے میری عرض کو بھول نہ جائیں۔ یہ رسالہ تشحیذ الاذہان کی ترقی کے بارہ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔

دارالکتب احمدیہ

دوسرا کام جو انجمن نے کیا ہے۔ وہ دارالکتب احمدیہ کا اجرا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد انجمن نے ضروری سمجھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار میں ایک دارالکتب یا لائبریری کھول جائے۔ چنانچہ نومبر ۱۹۰۸ء کے پرچے میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ سالانہ جلسہ میں دارالکتب کا افتتاح کیا جاویگا۔ مگر دیر اسکے کہ دارالکتب کے الماریں حضرت صاحبزادہ صاحب کو اشاعت دین کے لئے چندہ ... اسلئے اس لئے وہ دارالکتب کے افتتاح کے لئے تیار نہیں ہو سکے تھے۔ لہذا سال زیر رپورٹ میں دارالکتب کا افتتاح کیا گیا۔

کتب - ۱۹۰۸ء کے آخر تک دارالکتب احمدیہ میں قریباً ۹۰۰ کتابیں تھیں۔ اور پھر ۱۹۰۹ء کے آخر میں ۱۱۸۵ کتب تھیں اور خدا تعالےٰ کے فضل سے پندرہ سو سے کچھ زائد کتابیں ہیں۔

ان کتابوں میں حضرت صاحب کی کتاب کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ سوائے ایک دو کے حضرت صاحب کی تمام تصانیف اس لائبریری میں موجود ہیں۔ حضرت صاحب کی کتب کے علاوہ دیگر بزرگان ملت کی بھی اکثر کتابیں ہیں جو ہمارے سلسلہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ پھر کتب تفسیر اور کتب حدیث کے علاوہ ہر ایک علم کے متعلق بہت سی کتابیں ہیں۔ اور بہت سی قلمی کتب بھی دارالکتب میں موجود ہیں۔

اگرچہ یہ سال دارالکتب کا پہلا سال تھا۔ اور عام لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھانیکی بہت ہی کم کوشش کی لیکن پھر بھی ان احباب کے علاوہ جو دارالکتب میں تشریف لاکر اخباروں اور کتابوں سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ قریباً ڈیڑھ سو کتابیں دارالکتب کے افتتاح سے دسمبر ۱۹۰۹ء تک باہر گئی اور دن بدن خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ تعداد ترقی پر ہے۔

آمد و خرچ - دارالکتب احمدیہ کی مستقل آمد کوئی نہیں ہے۔ بلکہ مختلف اوقات میں مختلف چندوں کی فہرست کھولی جاتی ہے۔ اور اسطرح چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی آمدنی دارالکتب احمدیہ کیلئے ۱۹۰۸ء میں ۶-۰-۱۵۱ ہوئی ہے۔ اور سال زیر رپورٹ میں ۶-۱۲-۲۰۸ ہوئی ہے گویا کل آمد ۰-۱۳-۳۵۹ ہوئی تھی جسمیں سے ۹-۹-۲۶۳ خرچ ہوئے گویا ۱۹۰۹ء کے آخر پر ۳-۳-۹۶ جمع تھے۔ مگر یہ رقم دراصل نفع نہیں ہے۔ کیونکہ جب رقم مذکورہ خرچ ہو چکی تھی۔ تو انجمن نے یہ تجویز کی کہ دارالکتب احمدیہ کی کوئی مستقل آمدنی کی صورت کی جاوے۔ چنانچہ اس پر یہ فیصلہ ہوا۔ کہ جسقدر چندہ جمع ہوتا جاوے اسکو محفوظ رکھا جاوے اور دارالکتب کے ماہواری اخراجات رسالہ فنڈ سے بطور قرضہ دیئے جاویں۔ جب ایک کافی رقم جمع ہو جاوے۔ تو اس سے کوئی تجارت کی جاوے تو اس سے فائدہ کی صورت نکل آوے۔ چنانچہ اس ریزولیوشن کے ماتحت قریباً ۲۰۰ سو خرچ مذکورہ بالا کے علاوہ رسالہ کی مد سے خرچ کیئے گئے۔ اس لئے دارالکتب احمدیہ کے فنڈ احباب کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔

بیزاری

لاہور سے المجدد نام ایک ماہوار اخبار یا رسالہ نکلتا ہے۔ اس میں ایک مضمون پلید اداس کا مشن شایع ہوا ہے۔ یہ مضمون جس سپرٹ میں لکھا گیا ہے ہر چند وہ آریوں کی بدلگامی اور دریدہ دہنی کے جواب میں دفاعی رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ لیکن اسلام باہمی نرمی اور متانت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے میں اس مضمون کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ مجھے مسلمان اخبارات پر افسوس ہے۔ کہ وہ اپنے اخباری لٹریچر کے مذاق کو گرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور آواز نہیں اٹھا سکتے۔ اگر اس قسم کے مضامین پر اظہار افسوس کیا جایا کرے تو آئندہ کسی بھی اخبار نویس کو ایسی جرأت نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہم درد رسیدہ ہیں ہم مظلوم ہیں۔ آریوں نے ہمارے بزرگوں کی سخت توہین کی ہے اور گالیاں دی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم آپے سے باہر ہو کر انکو ترکی بہ ترکی جواب دیں۔ میں جانتا ہوں کہ المجدد الحکم کی اس رائے سے سخت برافروختہ ہوگا مگر میں حق کے کہنے میں اسکی پرواہ نہیں کرتا میں مسلمانوں کے اخبارات کی اخلاقی جرأت سے امید کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اپنی وقعت کو کم کرنا نہیں چاہتے اور اپنے اخلاقی سٹینڈرڈ کو گرانا نہیں چاہتے تو انہیں بلا اتفاق اس قسم کے مضامین پر اظہار ناراضی کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس قسم کی کمزوریاں اور ایک کی غلطی کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑتا ہے + المجدد کے ایڈیٹر صاحب سے بھی میں توقع کرتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے میرے اس ریمارک کو پڑھینگے اور اپنے نام کی رعایت سے کم از کم آئندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کریں گے۔ آریہ اخبارات اگر ہمارا اصل دکھانے کیلئے جھوٹے واقعات گھڑنے کی کوشش کریں

+ [illegible]

خلافت اور اصلاح

اصلاح شیعہ کیمونٹی کا ایک رسالہ ہے۔ اس میں الحکم کے اس مضمون پر جو مولوی شبلی نعمانی کی تجویز "ملائے اعظم" پر لکھا گیا تھا۔ تنقید کی ہے۔ اور اس کے بہت بڑے حصہ کو نقل کرنے سے پہلے بتایا ہے۔ کہ

"اب قادیانیوں نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے۔ اور تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے"

مجھے شیعہ کیمونٹی کے کسی ایسے اصل سے جو قرآن مجید میں بتایا گیا ہو۔ کبھی تخالف نہیں ہو سکتی۔ اور مجھے کیا کسی بھی مسلمان کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ بعض شیعی معتقدات جو انہوں نے آپ اختراع کر لئے ہیں ان سے کسی نیک دل مسلمان کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے تو تعجب ہے۔ کہ ایک شیعہ جس کے مذہب میں تقیہ کرنا درست ہو اس کی کسی بات پر ہم اعتبار کیوں کر سکتے ہیں۔

میں ان شیعی معتقدات پر مناظرہ کا سلسلہ الحکم میں قائم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ البتہ میں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اصلاح کے ایڈیٹر صاحب نے پھیلانی چاہی ہے۔ میرے اس اعتقاد سے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے ایڈیٹر اصلاح انتخابی سسٹم کو مد نظر رکھ کر خلافت راشدہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے جیسا کہ قرآن مجید کے مختلف مقامات اسکی شہادت و تائید کرتے ہیں۔ مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ بے شک میں الارض میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں یاداؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض اور ایسا ہی آیت استخلاف ہم انکو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے۔

غرض یہ بڑی محکم اور مضبوط اصل ہے۔ کہ دنیا میں خلافت حقہ وراشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ہی کا کام ہوتا ہے۔ یہ کسی انسانی بانیہ یا طاقت کا کام نہیں۔ کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جاوے۔ خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھی اسمیں انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا۔ ورنہ اگر منشاء الٰہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ تھی۔ تو جناب امیر کیوں بلا فصل خلیفہ نہ ہو گئے

ہاں یہ امر دیگر ہے۔ کہ منشاء الٰہی کے ماتحت قلوب میں ایک جذب اور کشش پیدا ہو کر وہ اسی وجود کی طرف جھک جاویں۔ جو امر الٰہی کے ماتحت خلیفہ ہونے والا ہے۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ مشیت ایزدی میں منصوص خلافت تو جناب امیر کی تھی۔ اور اسپر متمکن ہوئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

افسوس ہے۔ ہمارے دوست خدا کے قول اور فعل کو باہم متحد کر کے نہیں دیکھتے۔ بلکہ الگ الگ رکھتے ہیں۔ خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ مگر وہ جس طرح چاہتا ہے۔ خلیفہ بناتا ہے۔

ایک خلافت بر رنگ رسالت ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کامل تجلی ہوتی ہے۔ وہاں انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری خلافت جو اس رسالت کی لوا کے نیچے ہوتی ہے۔ اس میں انتخاب کو بھی گونہ دخل ہوتا ہے۔ مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کر دینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوتی ہے۔ اسکو خلافت بالسکینۃ بھی کہتے ہیں۔ اسکی تصریح سورۃ بقر کے ۳۲ ویں رکوع میں واقعہ طالوت میں ہوتی ہے ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میری دانست میں ہاں میرے اعتقاد میں غلطی ہے بلکہ گناہ ہے۔ یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے کسی کو (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی) اختلاف بھی ہو۔ مگر میں ایسا ہی یقین کرتا ہوں۔ اس لئے۔ خلافت راشدہ میں جو انتخاب ہوتا ہے۔ وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنھم میں بصیغہ جمع ہے۔ اسمیں دوسرے وسائط کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیر کی خلافت بھی معرض شک میں ہوگی

پس ایڈیٹر صاحب اصلاح کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بالکل سچ ہے کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور ایسے فتنہ کے وقت جبکہ ایک نبی یا اسکا عظیم الشان نائب اور خادم دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ محض انسانی منصوبے اور تجاویز کسی کو اسکی قائمقامی پر منتخب نہیں کر سکتے

خدا تعالیٰ خود اس وجود کو چن لیتا ہے

اور لوگوں کے قلوب میں اس کے لئے سکینۃ نازل کر دیتا ہے۔ اور وہ خوف جو فتنہ و فساد اور جھگڑے جدال کا ہوتا ہے۔ امن سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ سکینت اور یہ امن دلیل ہوتی ہے۔ اس امر کی کہ

وہ انتخاب خدائی انتخاب ہے

افسوس یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر اصلاح خلافت راشدہ اور ملک گیری میں تفرقہ نہیں کرتا تؤتی الملک من تشاء یہی بجائے خود درست ہے۔ اور ہم اسپر ایمان لاتے ہیں خدا ہی بادشاہ بناتا اور حکومت عطا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہو اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو میں قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کر کے اسکے انکار کی جرات کرنے والے کو مومن بالقرآن نہیں کہہ سکتا۔ تعجب ہے۔ ایڈیٹر اصلاح اس نص صریح سے انکار کرتا ہے۔

افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض

خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو۔ یہ جدا امر ہے۔ مگر در اصل خلافت راشدہ کا کام تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس ہوتا ہے۔ بہر حال میں ایڈیٹر اصلاح کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ صدیقی فاروقی خلافت حقہ وراشدہ تھی۔ اور وہ کسی شخص یا تجویز کے بنائے ہوئے خلفاء نہ تھے۔ بلکہ خدا نے خلیفہ بنایا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب امیر نے بھی (رضی اللہ عنہ) شرح صدر سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ ہاں یہی خلافت راشدہ ہے۔ اسی کا نمونہ آج ہم نے دیکھا ہے اور اسی رنگ میں خدا تعالیٰ نے مہدی خلیفۃ اللہ المہدی امام منتظر کی جانشینی کے وقت قلوب میں ایک جنبش پیدا کر دی لوگ سب نے بالاتفاق نور الدین کو انت صدیقنا کہکر بیعت اطاعت و ارضا کر لی اور وہ نفنا از عالم میں ایک شخص بھی نہ تھا۔ جو اسکو حق اور خدائی فیصلہ نہ مانتا ہو اگرچہ یہ ممکن ہے۔ کہ کئی صدیاں گذرنے پر کوئی ایسا وجود بھی (خدا نہ کرے کہ کبھی ہو) ہو جو اسے محض انتخاب سمجھتا ہو۔ ہمارا ایمان یہ ہے کہ وہ خدائی انتخاب ہے۔ میں نے خلافت حقہ وراشدہ کے متعلق اپنے عقیدہ کو صاف کر دیا ہے۔ اب اصلاح اسکے فائدہ اٹھائے یا برا منائے اسکا اختیار ہے۔

تبلیغ و اشاعت اسلام

اشاعت اسلام کے متعلق مجھے متعدد مرتبہ الحکم میں لکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ میں اسپر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں یہ زمانہ جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے ازل سے بہترین زمانہ مقدر ہو چکا ہے حکومت برطانیہ نے جو آزادی اور امن اور اشاعت مذہب کے لئے اسباب اور ذرائع مہیا کئے ہیں۔ اگر انکا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ تو سخت کورنمکی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور اس کے موجودہ امام نے اس ضرورت کو مذہبی فرض قرار دیا ہے۔ اور اپنی قوم میں اس روح کو پھونکدیا ہے۔ کہ وہ تاج برطانیہ کے لئے وفادار خادم ہوں۔

غرض امن اور آزادی اور پریس کی برکت نے مسلمانوں کو تبلیغ کے کام کے لئے زیر توجہ کر دیا ہے۔ اور یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ اور اپنے ان مذاہب کو جو کبھی دنیا میں مشنری مذہب تسلیم نہیں کئے گئے مشنری مذہب کے مقابلہ پر کھڑا کیا ہے۔

زمانہ کی رفتار کے ساتھ مذہبی تقریروں اور مباحثات کا رنگ بھی بدلتا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ صرف دور از قیاس حکایات اور روایات کا بیان کرنا۔ ایک واعظ اپنے حسن بیان اور کامیابی کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ مگر اب ایسے وعظ بے اثر مضحکہ عوام بن رہے ہیں۔ ایسا ہی مناظرات مذہبی میں الزامی جوابات رونق محفل ہوا کرتے تھے۔ مگر اب حقیقی جوابات کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ دنیا مانے یا نہ مانے مگر دراصل یہ اسی روحانیت کا اثر ہے۔ جو اس وقت مسیح موعود کے ذریعہ سے پھیل رہی ہے۔

اور اس وقت اگر تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے قدم نہ اٹھایا گیا۔ تو خدا تعالےٰ کی اس نعمت کی سخت ناقدری ہوگی۔ میں عرصہ سے یہ تحریک کر رہا ہوں اور دہلی میں رہ کر میں نے تجربہ کیا ہے۔ اور میرے اس تجربہ پر اب خواجہ کمال الدین صاحب کا تجربہ مزید شہادۃ ہے کہ مسلمان حقایق اور معارف کے بھوکے اور پیاسے ہیں نہ مسلمان بلکہ ہر شخص۔ اسوقت تبلیغ کا میدان ہمارے لئے بہت وسیع ہے ؛ عام مسلمانوں کو سلسلہ کی طرف سے بدظن کرنے میں ہمارے مخالفوں نے بہت بڑی کوشش کی تھی۔ مگر اب وقت آگیا ہے۔ کہ مخالفت کے بادل بکھر جاویں۔ اور یہ امر اللہ تعالےٰ چاہے تو اسوقت کے لئے مقدر تھا کہ اس کے عہد میں سلسلہ عالیہ کی اشاعت عام ہو۔ اور عام منافرت دور ہو کر قبولیت پھیل جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ تعالیٰ کی ان تقریروں نے جو سالانہ جلسہ پر ہوئی ہیں۔ علما قوم میں ایک تحریک پیدا کر دی ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ حق گو زبانیں بلا خوف لومۃ لائم بولیں گی۔ اور یوسف کی طرح اس سلسلہ کے ان الزامات سے بریت کریں گی۔ جو غلط فہمی سے اسپر لگائے گئے ہیں۔

تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ایک خاص فنڈ کی ضرورت ہے۔ اور تبلیغ کے کام کے لئے جو رقم اس سال کے بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ اسکو زیادہ کارآمد بنانے کے لئے اس امر کی حاجت ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں لیکچروں کا ایک سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت شروع کیا جائے۔ میں اس تحریک کو اس لئے بذریعہ اخبار پبلک کرتا ہوں کہ جماعت میں اس کے لئے خیر مقدم کہنے والے کھڑے ہوں۔ پھر حضرت امام کو توجہ دلائی جاوے۔

اللہ تعالےٰ جسطرح پر آپ کے دل میں ڈالے اسکے موافق اس کام کو شروع کرنے کے لئے قدم اٹھایا جائے میری اپنی سمجھ میں ذیل کے شہر اس قابل ہیں۔ کہ وہاں کم از کم سات سات لیکچر ہوں۔

میرٹھ۔ دہلی۔ علی گڈھ۔ بنارس۔ لکھنو۔ رنگون۔ کلکتہ۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ مدراس۔

بہرحال اشاعت اسلام کے لئے ایک باقاعدہ کام کرنے والی جماعت کی بھی ضرورت ہے۔ اس وقت نصرت آسمان سے نازل ہو رہی ہے۔ مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس نصرت کا خیر مقدم کہنے کو طیار ہونگے ورنہ

قضائے آسمان است ایں بہرحالت شود پیدا

انجمن مسلمان راجپوتان ہند

نومسلم راجپوتوں میں تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام کے لئے جو تحریک الحکم میں کی گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ باقاعدہ شروع ہو گئی ہے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ پر اسکا ایک باقاعدہ جلسہ ہو کر ایک انجمن قائم ہو گئی ہے۔ جس کے سکرٹری چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹی مقرر ہوئے اور میر مجلس چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھہ گڑھ منتخب ہوئے۔ اس انجمن نے اپنے ابتدائی جلسہ میں جو اس خاکسار کی تحریک پر ہوا تھا یہ امر قرار پاگیا ہے کہ اس انجمن کا کام اس تحریک کو باقاعدہ نومسلم راجپوتوں میں کرنا ہے۔ اور نومسلم راجپوتوں میں کام کسطرح کیا جاویگا یہ کلیۃً حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ کی مرضی اور منشاء پر موقوف ہے۔ اور اسی لئے اسکے زیادہ مفید اور بابرکت ہونے کا یقین ہے میں انجمن مسلمان راجپوتان ہند کے ممبروں کو یہ خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ نے نومسلم راجپوتوں میں کام کا سلسلہ شروع کر دیا ہے آپ نے ایک معقول رقم بھیجکر ان راجپوتوں میں انکی ہی زبان میں اسلامی ٹریکٹ شائع کرنے کا انتظام کر دیا ہے اور عنقریب وقت آتا ہے کہ ایسے ٹریکٹ شائع ہونے شروع ہو جاینگے ؛ روپیہ بھیجدیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی انجمن مسلمان راجپوتانہ ہند کے ممبروں کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس غرض کے لئے موعود فنڈ کو مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس قسم کی تمام رقوم حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آنی چاہیں۔ انجمن راجپوتان ہند کے لئے نہایت ہی خوشی کا مقام ہے۔ کہ انکی تحریک کا عملی کام اس انسان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کا ہاتھ آج خدا تک پہونچانے کا ذریعہ ہے۔

قرآن مجید سے مسلمانون کی بے اعتنائی

مسلمانوں کے تنزل اور انکی تباہی و مصیبت کے اسباب بہت سے ہیں اُن اسباب میں کچھ مادی ہیں اور کچھ روحانی ہر شخص حسب اسباب پہ غور کرتا ہے۔ کہ مسلمانون کی یہ افسوسناک حالت کیوں ہوگئی تو اس کا سبب وہ اپنے مذاق کے مطابق کچھ نہ کچھ مقرر کر لیتا ہی جن لوگوں کی نظر صرف مادیات تک محدود ہے۔ وہ ایسے ہی اسباب قرار دے لیتے ہیں۔ جو مادیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جنہیں روحانیت سے زیادہ تعلق ہے۔ وہ مادیات سے قطع نظر کر کے محض روحانی اسباب کی تلاش کرتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ حق بجانب ہیں۔ کیونکہ اپنے اپنے مذاق اور تعلق طبیعت کی بنا پر رائے زنی کرتے ہیں۔ لیکن اصل بات ہے کہ سب سے بڑا سبب مسلمانوں کے تنزل کا یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں مسلمان اپنی مذہبی الہامی کتاب سے بہت کچھ بے پرواہ ہوگئے ہیں۔ قرآن مجید سے انہوں نے سرد مہری کا برتاؤ شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ مسلمانون کی روحانی زندگی کا دارومدار قرآن مجید پر ہونے کے علاوہ انکی مادی زندگی کا بھی بڑا گہرا تعلق اس مقدس الہامی کتاب سے ہے۔

اگر مسلمان قرآن مجید کیطرف رجوع کریں۔ اور غور و توجہ سے اس مقدس کتاب کو پڑھیں اور اسکا مطلب سمجھکر اس کے احکام پر عمل کرین۔ اوامر کی تعمیل اور نواہی سے بچنے کی کوشش کریں۔ تو دعویٰ کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ کہ مسلمانوں کا دین و دنیا دونوں بنجائیں۔ یہ فقرہ یعنے "دین و دنیا دونوں بن جائیں۔ نہایت وسیع المعنیٰ ہے۔ اسکی تشریح و تفصیل کیلئے ہزاروں صفحے بھی کفایت نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں ضرورت نہیں کہ اس قلیل اللفظ وکثیر المعنی بلیغ فقرہ کی زیادہ تشریح کی جائے

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ میری اُمت کی سب سے بڑی عبادت قرآن پڑھنا ہی ایک اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی یہ سمجھے کہ قرآن سے بھی زیادہ بزرگ کوئی اور چیز خدا نے مسلمانوں کو دی ہے۔ تو گویا اس نے قرآن مجید کی ہتک کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے سامنے قیامت کے دن قرآن سے بڑھکر کوئی شفیع نہوگا۔ نہ کوئی فرشتہ نہ پیغمبر وغیرہ۔ ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ جسطرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے دلکو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ اور یہ زنگ قرآن پڑھنے اور موت کو یاد کرنے سے دور ہو جاتا ہے۔ اور حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں تمہارے لئے دو واعظ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہوں اور ہمیشہ تمہیں نصیحت کرتے رہینگے ان میں ایک واعظ گویا ہے۔ اور دوسرا خاموش۔ گویا واعظ تو قرآن ہے۔ اور خاموش واعظ موت ہے۔

مسلمانوں کے لئے واجب ہے۔ کہ قرآن مجید کا ادب کریں۔ اور اسکی عزت و حرمت کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت میں بہت سے منافق ہونگے۔ جو تلاوت قرآن بہت زیادہ کرتے ہوں۔ (لیکن قرآن مجید کی عزت اور ادب کا انہیں کچھ پاس ولحاظ نہ ہوگا۔)

توریت میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ای میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تیرے پاس آئے اور تو راہ میں ہو تو اُسی وقت ٹھہر جائیگا۔ اور اطمینان سے بیٹھکر اُس خط کا ایک ایک حرف پڑھے اور اُسپر غور کریگا مگر میری اس کتاب کو اس توجہ سے نہیں پڑھتا اور اس کے مطلب پر غور و تامل نہیں کرتا۔ یہ کتاب میرا ایک نامہ ہے۔ جو میں نے اس غرض سے بھیجا ہے کہ اسے غور و تامل کے ساتھ پڑھا جاوے اور اسپر عمل کیا جاوے حسن بصری کا قول ہے کہ جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ قرآن کو حکم نامہ ہی سمجھتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے پاس بھیجا ہے وہ لوگ رات کے وقت سوچتے اور غور کرتے تھے۔ اور اسکا مطلب سمجھتے تھے۔ اور دن کیوقت اسکی ہدایتوں اور حکموں پر عمل کرتے تھے۔ اور تم نے یہ اختیار کر لیا ہے کہ رسمی طور پر طوطے کی طرح قرآن شریف پڑھ لیتے ہو اس کے حروف و اعراب پر تو بہت زور دیتے ہو مگر اسکے حکموں کو تم نے آسان سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ قرآن پڑھنے سے یہی غرض نہیں ہے کہ عبارت پڑھتے چلے گئے۔ بلکہ غرض یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اسکے حکموں پر عمل کیا جائے اور قرآن یاد کرنے کی غرض بھی یہی ہے۔ کہ خدا کے احکام یاد رہیں اور انکی تعمیل کی جائے جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اور اسپر توجہ نہیں کرتا۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نوکر کے نام اس کے آقا کا کوئی فرمان پہنچے جس میں اس کے لئے ہدایتیں اور احکام درج ہوں۔ اور وہ نوکر اس فرمان کو نہایت خوش الحانی اور صحت لفظی کے ساتھ پڑھے مگر جو احکام اُس میں درج ہوں انکی مطلق تعمیل نہ کرے۔ ایسی حالت میں بے شبہ وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

قرآن شریف کی تلاوت کے لئے چند آداب بھی ہیں۔ جنکی پابندی مسلمانوں کو کرنی چاہیئے انہیں کچھ ظاہری آداب ہیں۔ اور کچھ باطنی۔ ظاہری آداب یہ ہیں۔ کہ چھ باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اول یہ کہ قرآن شریف کو نہایت ادب سے پڑھے اور پڑھنے سے پہلے وضو کرے۔ اور رو بقبلہ ہو کر پڑھے جسطرح نماز میں پڑھتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس کے لئے ہر ایک حرف کے عوض سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو شخص نماز سے علاوہ با وضو ہو کر قرآن پڑھتا ہے۔ اس کے لئے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو بے وضو پڑھتا ہے اُس کے لئے دس زیادہ نیکیاں نہیں لکھی جاتیں۔ اور رات کے وقت نماز میں قرآن مجید پڑھنا بہت ہی بہتر ہے۔ کیونکہ دل تمام افکار اور خیالات سے خالی ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ آہستگی و اطمینان کے ساتھ قرآن شریف پڑھنا چاہیئے اور اس کے معنی و مطالب میں غور و خوض کرنا چاہیئے یہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ کہ کسی طرح جلدی سے ختم کر لوں بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ جلدی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ روزانہ ایک قرآن شریف ختم کر لیں۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو شخص تین دن سے کم مدت میں ختم کریگا اسے قرآن کی نفقہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ یعنے قرآن شریف

پنجاب بھر کا سب سے بڑا مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

ہر بیلے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ۔ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جاوے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۲۴ - اسٹاپ | ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ | ہارمونیم سیکھنے کی کتب

مبتدیوں کے لیئے

جو نئے شوقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیئے۔ اسمیں سر فقط ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ۱۲ روپیہ درجہ دوم ۱۰ روپیہ

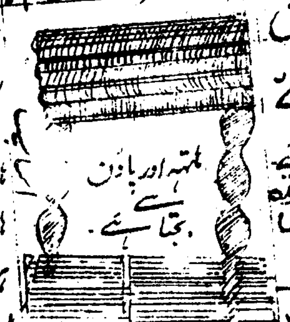

ہاتھہ اور پاؤں سے بجاتے ہے۔

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجایئے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۷۰ روپیہ درجہ دوم ۶۰ روپیہ

نوٹ: ہمراہ فرمائش ہر ایک ۵ آنے انہیں نزدیکی ریلوے سٹیشن کا نام تحریر فرمائیں

چراغ ہارمونیم ۱۲
رہبر ہارمونیم ۱۲
ہارمونیم استاد ۸
کلید ہارمونیم حصہ ۴
ہارمونیم ریاض ہر دو ۸
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ ۱۰
ہارمونیم ہرستی کتاب ۸
طبلہ سیکھنے کی کتاب ۸
ستار سیکھنے کی کتاب ۵

ملنے کا پتہ
مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ

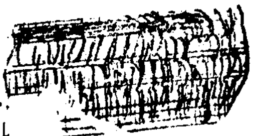

آواز نہایت ہی سریلی و بلند اس باجہ میں دو سر لگے ہوئے ہیں

۔۔ روپیہ درجہ دوم ۔۔

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہیئں

حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے اب تک پانچ پارے شایع ہو چکے ہیں۔

تفسیر سورہ بقرہ تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری لفظوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہے۔ ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اسمیں بھی کچھ دہوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ پس اس امراض کیلئے یہ معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً دفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ تہا کہ لکھدیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگایئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے فی بکس ۱۰

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت چھہ ماشہ ۲

سرمہ سلیمانی آنکھونکی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۱

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴

المشتہر
حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ
بلب گڈھ ضلع دھلی

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کے لیئے یہہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ کم از کم ہر مہینے میں ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ میز

محب اطفال

دوسرا نام اسکاٹس املشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیئے ہیں انکے خوش بچوں کو تندرست کیا ہے اور اس واقعہ سے کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے۔ فروخت یہ سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔ اس نشان ماہی گیر املشن کو اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے۔ ماتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

سکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا اور شایع ہوا۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ دہلی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو بھیجتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے!

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمائش پر وہ اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی اور پورے اجزا سے

دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں واجبی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جنکی تعداد پانسو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ:۔ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت خاص حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات مفت!

خط کا پتہ (بالکل یہی الفاظ لکھیے):۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ:۔ **میڈی سنز**

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد دس ہزار نہیں بیس ہزار نہیں پورے دو لاکھ کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۲ روپیہ کی تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئیے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ مغفور خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ڈیوڑھے گوڈے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ ہر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی مار تو بھی پٹ کر بے آب ہو جاوے ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفیکٹوں اور باوجود امتیاز مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۲ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری کون سے جو نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لیے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لیے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوائی ہے یہ نہ صرف دوائی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور ریلوایت کی ناجائز حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلیے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے ملنے اگر لوگ تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیگئے تو بجائے حلق اترتے ہی اسکا اثر خاص اعصاب پر پڑتا ہے جسپر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے بمار روغن دافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزول طاقت کو بحال کر دیتا ہے۔ اور گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بنا دیتا ہے قیمت فی شیشی روغن دافع سستی چار روپے آٹھ آنہ (للعہ) ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پرائیویٹ شفاخانہ علہ

(اخبار اہل حدیث امرتسر میں چھپا)

حضرت خلیفۃ المسیح اور گورنمنٹ اور مسلمان

یہ بات کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پاک تعلیم دی ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت مسیح موعود مغفور نے اس تعلیم کی جس قدر اشاعت اور پھر اپنی جماعت کو تاکید کی ہے وہ ایک ضرب المثل کا رنگ اختیار کر چکی ہے اس پر ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین ظلہ العالی نے جو اضافہ کیا ہے وہ مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کے لئے

واجب الاتباع

ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں شورش اور انقلاب کی صدائیں نہیں اٹھتی تھیں۔ اس لئے وفاداری اور اطاعت سرکار کی تعلیم اور تلقین پر زور دینا اور قوم سے اس امر خاص کو شرائط بیعت میں داخل کر کے بیعت لینا عظیم الشان امر تھا مگر آپ کے بعد جب

خطرناک ایجی ٹیشن

شروع ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اس پر استزاد کیا اور قوم کو ان عملی تدابیر کی طرف توجہ دلائی اور وہ توجہ بھی مذہبی رنگ میں جو اس قسم کی شورشوں کی اصلاح کا موجب ہو سکتی ہے چنانچہ اول آپ نے

مخفی سوسائیٹیوں سے الگ رہو

کی تعلیم دی اور بتایا کہ جس قدر مخفی سوسائٹیاں ہوتی ہیں وہ سب خطرناک ہیں اور قرآن مجید نے ایسی خطرناک سوسائیٹیوں کو نجویٰ کہہ کر ان میں شمولیت سے منع کیا ہے ہماری جماعت کو بھی اس قسم کی سوسائٹیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے اور خواہ وہ کیسی ہی سوسائٹی ہو جبکہ اس کے اغراض و مقاصد عام اور پبلک نہیں ہوئے۔ قطعاً اس سے کوئی واسطہ اور تعلق نہ ہو یہ تعلیم جس اعلیٰ درجہ کی حزم اور احتیاط کو اپنے اندر رکھتی ہے وہ ظاہر امر ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک ہی ارشاد کے ماتحت ان تمام مضرتوں اور برے نتائج سے قوم کو بچالیا کہ

کسی مخفی سوسائٹی سے تعلق ہی نہ ہو

اگر تمام ہندو اور مسلمان اس امر پر متفق ہو کر عمل کریں تو آج ملک سے بدامنی اور انارکی کے کیڑے ہلاک ہو جاویں یہ

گورنمنٹ کی بہت بڑی خدمت ہے،

مگر کیا اس خدمت کی تہ میں کوئی لالچ ہے کوئی غرض اور مقصود ہے قطعاً نہیں۔ محض اپنا فرض مذہبی سمجھ کر اس کو ادا کیا ہے۔ اگر وہ لوگ جو اپنی قوم میں اس قسم کا رسوخ رکھتے ہیں یعنے جو مذہبی لیڈر اور پیشوا ہیں اپنے متبعین کو اس قسم کی ہدایات دیں تو ان سے بہت بڑا فائدہ پہونچ سکتا ہے یہ عملی تدبیر ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایک اور زبردست اور نہایت ہی

قابل قدر نمونہ

قائم کرنا چاہتے ہیں اور سب سے پہلے ایک تعلیم قوم کو دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر ہو جو گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد کو نقصان پہونچانے والا ہو اس کی ہرگز پردہ پوشی نہ کرو ایسی تقریر یا تحریر خواہ کسی بھی شخص کی ہو اس سے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے بعض لوگ جوش ظاہر کریں۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح یہ چاہتے ہیں کہ یہ پولیسی خطرناک ہے کہ ایک زہریلے مادے کو اندر ہی اندر پرورش پانے دیا جاوے۔

ہندو لیڈروں سے جو غلطی ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کا یا ایسی تحریروں کا علم رکھتے ہوئے بھی وہ ناقص تھا یا کامل بجائے اس کے کہ اس کی اطلاع گورنمنٹ کو دیکر اس کے انسداد کی کوشش کرتے خاموشی اختیار کی اور بعد میں وہ زہر خطرناک طور پر ظاہر ہوا۔ ہمیں اس راہ کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک عضو جو زخمی ہو کر باقی جسم کو بگاڑنا چاہتا ہے اس کا کاٹ دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے الگ کرنے سے سارا جسم محفوظ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ مگر اس کا انجام بحد ابعد مفید اور پُر امن ہوتا ہے۔

پھر اس قسم کے امور وفاداری اور خیرخواہی کے کسی ذاتی غرض اور مقصد کو لیکر نہیں ہونے چاہئیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا یہی ارشاد اور حکم ہے۔ اس قسم کی عملی تدبیروں سے حضرت خلیفۃ المسیح جو کام گورنمنٹ کی ہوا خواہی کا کر رہے ہیں وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک فخر اور جائز عزت کا موجب ہے اس لئے کہ وہ مسلمانوں میں عملی روح پیدا کرنا چاہتا ہے۔

پس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے اس طرز عمل سے جو وہ ہمیں دکھا رہے ہیں مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ

گورنمنٹ کی اطاعت و وفاداری مذہبی فرض سمجھو

اور اس کی سب سے بڑی یہی صورتیں ہیں اول جو لوگ اہل اثر ہیں یعنی اپنی قوم شہر اور محلہ میں اہل اثر ہیں خواہ وہ کسی صورت سے اہل اثر ہیں وہ اپنے متبعین اور زیر اثر لوگوں کے ذہن نشین کریں۔ کہ

گورنمنٹ برطانیہ کا وجود ہمارے لئے رحمت ہے

ہمیں اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے لئے آزادی مذہبی فرائض کی بجا آوری میں آزادی اور دیگر ان امور کے لئے ہر قسم کے سامانوں کا میسر آنا اسی راج کا نتیجہ ہے۔

دوم۔ وہ مسلمانوں کو بتائیں کہ کسی قسم کی بھی مخفی سوسائٹی میں کبھی شریک نہ ہوں یہ قرآن کریم کے منشار کے خلاف ہے

سوم۔ اگر وہ کسی بچہ یا نوجوان یا بوڑھے عالم یا صوفی امیر یا غریب غرض کسی طبقہ کا بھی ہو) کی کسی قسم کی ایسی کمزوری دیکھیں یا سنیں۔ جو اپنا زہریلا اثر گورنمنٹ کے متعلق دوسرے لوگوں تک پہونچاتی ہو۔ یا اس سے پہونچنے کا احتمال ہو تو فوراً اس کے انسداد کے بہتر تدبیر بزیر حکم اپنے اپنے مقتدا کے کرتے رہیں۔

بہرحال۔ گورنمنٹ کی وفاداری کا عملی پہلو اختیار کرو

امید ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ طرز عمل مسلمان لیڈروں کے لئے اسوہ حسنہ ہوگا اور اس سے بہترین نتائج کے پیدا ہونے کی انشاء اللہ العزیز پوری امید ہے۔

جب تک ہندو اور مسلمان لیڈر اس اصول کو مدنظر نہیں رکھتے اور اس پر عملدرآمد نہیں کرتے۔ اس وقت تک وفاداری کا اظہار صرف لفظی پہلو رکھتا ہے۔ جس پر ہز آنر نے ہندو لیڈروں کو توجہ دلائی تھی مجھے امید کرنی چاہیئے۔ کہ مسلمان اس قسم کی غلطی نہیں کریں گے۔

وباللہ التوفیق

انجمن حمایت اسلام لاہور اور مسلمان لیڈروں سے اپیل

"الصلح خیر"

من ازآن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت بروں آرد زلیخا را

لاہور کی انجمن حمایت اسلام میں دہڑا بندی کے خوفناک ڈراما کا آخری سین عدالت کے ذریعہ ادا کرایا جانا تجویز کیا ہے۔ جس سے بڑھکر رنجدہ افسوسناک خبر مسلمانوں کے لئے۔ نہیں ہو سکتی۔

انجمن حمایت اسلام کی مخالفت کا جب پہلی مرتبہ اخباری دنیا میں چرچا شروع ہوا۔ اسوقت میں نے محض ابتغاءً لوجہ اللہ فریق مخالف کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ خدا کے لئے بنے ہوئے کام کو نہ بگاڑیں۔

اسوقت یہہ معاملہ کسی نہ کسی طرح آخر دب گیا۔ اور مسلمانوں نے نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھہ اس خبر کو سنا اور پڑھا۔ کہ انجمن کے دونوں فریقوں میں صلح ہو گئی۔ مگر افسوس یہ صلح

دیرپا اور مستقل

ثابت نہیں ہوئی اس وقت آگ صرف دبادی گئی تھی اور بجھائی نہیں گئی حالانکہ میرا یہ خیال ہے کہ

آگ بجھانے سے ہی بجھا کرتی ہے

چنانچہ اس مرتبہ اس مخالفت کا جو شعلہ بلند ہوا ہے وہ بجائے بجھنے کے زیادہ خطرناک اور تیز ہو رہا ہے۔ میری غرض اس آرٹیکل میں یہ نہیں کہ میں انجمن کے کسی ایک فریق کی مخالفت اور دوسرے کی تائید کروں۔ اس لئے کہ اس کا نتیجہ

اب مفید نہیں بلکہ مضر ثابت ہوگا

اور خواہ مخواہ ایک فریق کو بھڑکانا اور دوسرے کو جرأت اور حوصلہ دلانا ہے بلکہ میری غرض اس مضمون میں جو اس سلسلہ کا شاید پہلا نمبر ہوگا یہ ہے کہ

الصلح الخیر

کی طرف انجمن کی دونوں پارٹیوں کو توجہ دلاؤں یہ قرآن کریم کا ارشاد ہے اور یہ دونوں فریقوں کے لئے واجب التسلیم ہے

انجمن حمایت اسلام نے مسلمانوں اور اسلام کی کچھہ نہ کچھہ نہیں بہت بڑی خدمت کی ہے اس کی تصنیفات ملک میں مقبول ہوئی ہیں اور مفید ثابت ہوئی ہیں۔ مسلمان نوجوانوں میں تعلیم کا اور مسلمانوں میں تعلیمی ضروریات کے سرانجام دینے کا مذاق پیدا کرنے میں انجمن کامیاب ہوئی ہے اس بنے ہوئے کام کو بگاڑنا یا اس کی اصلاح کے لئے وہ تجاویز اختیار کرنا جو بجائے خود ایک فساد اور نقص کی راہ ہے۔ کبھی بابرکت اور مفید نہیں ہوگی اس لئے اے اُمت مرحومہ کے معزز افراد میں نہایت دردِ دل کے ساتھہ آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ ان دونوں گروہوں میں

صلح کرانے

کے مبارک اصل کو ہاتھہ میں لیں۔ مقدمہ بازی کا سلسلہ ایک ہی فریق کے خلاف ختم نہیں ہو جائے گا بلکہ یہ سلسلہ لمبا ہوگا اور وہ فریق جس پر مقدمہ بازی کا پہلا حملہ کیا گیا ہے کب خاموش رہے گا وہ دوسری صورتیں اختیار کریگا اور اس طرح پر مسلمانوں کی عزت ان کا روپیہ اور وقت ضائع ہوگا اور اگر اس نقصان کے نتائج بھی کوئی مفید اور عمدہ ہونے کا یقین ہوتا تو ان نقصانات کو بھی گوارا کرنے کے لئے صبر سے قدم اُٹھایا جاتا مگر اس کا انجام

ایک قومی کام کی تباہی

کا بھیانک نظارہ دکھا رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مقدمہ بازی کے لئے جلدی کی گئی اور اس ہتھیار کو ہاتھ میں لینے سے پہلے ضرورت تھی۔ مدبران قوم کی خدمت میں اپیل کرنے کی اگر باہمی مشورہ سے بھی یہ معاملہ طے نہ ہوتا تو ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مسلمانوں کے قائم مقاموں کا ایک ڈیپوٹیشن عرض حال کے لئے جاتا اور ہز آنر اپنے ذاتی اثر اور وجاہت سے اس قضیہ کو فیصلہ کرا دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا اب بھی کچھہ نہیں گیا۔ مسلمانوں کے سمجھدار اور بااثر لوگ مل کر اس قضیہ نامرضیہ کے تصفیہ کی کوئی صورت نکالیں ورنہ یہ آگ نہایت نقصان پر پہونچ جائے گی۔ میں اس بات کو بلاخوف تردید ماننے کے لئے طیار ہوں کہ ذاتیات کا اثر ہے اور اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ بعض نقائص ہیں۔ جن کی اصلاح کی حاجت ہے مگر

فریق طالب اصلاح

کی غرض بھی محض اصلاح نہیں اور فریق اوّل بھی حسن ظنی اور اخلاص کے درجہ سے گر رہا ہے بہرحال جو کچھہ بھی حالت ہے اس وقت جس امر کی ضرورت ہے وہ

الصلح خیر

ہے میری دانست میں ایک کمیشن مقرر ہو جانا چاہئیے جو فریقین کے بیانات لیکر ایک قطعی فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ بالاتفاق قابل تسلیم سمجھا جاوے

آہ! صد آہ!!

اگر مسلمان ضرورت امام کے مسئلہ کو اب بھی تسلیم کرلیں تو اس دکھ سے انہیں نجات ملے ایک وجود کا فیصلہ قابل تسلیم ہو تو ساری آگ یکدم بجھہ جاوے مگر یہ بات انہیں کون سمجھائے اور کیونکر سمجھائے۔ بالآخر میں پھر مسلمان لیڈروں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مقدمہ بازی کے سلسلے کو روکنے کا انتظام کریں اور خدا کے لئے قدم اُٹھاویں میں حتی الامکان اس معاملہ میں سعی کرونگا اور کر رہا ہوں مگر میری آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز ہے تاہم انشاء اللہ میں تھکونگا نہیں اور اس معاملہ میں پوری سعی کرتا رہونگا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو اور یہ اختلاف مٹ جاوے مسلمان اخبار نویس صلح کے مضمون پر قلم اٹھائیں اگر اونہوں نے خاموشی اختیار کی تو اس سے بڑھکر قومی غفلت کا اور کیا ثبوت ہوگا۔

مہاراجہ پٹیالہ کی فیاضی

ہندوستان کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے ان لوگوں کو جو پٹیالہ کیس میں پٹیالہ سے خارج کر دئے گئے تھے پٹیالہ میں واپس آ جانے کی اجازت دیدی ہے مہاراجہ صاحب کی یہ اولوالعزمی اور عفو کی کوشش بہت گہرا اثر پیدا کرنے والی انشاء اللہ ثابت ہوگی۔ الحکم میں جہاں پٹیالہ کیس کے متعلق یہ ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ ایسے خطرناک جرائم کے واقعی مجرم کوئی بھی ہوں۔ سخت سزاؤں کے مستحق میں وہاں ان کے معافی مانگ لینے پر الحکم نے ہی یہ ظاہر کرنے میں پہلو تہی نہیں کیا کہ ان کی معافی منظور ہو جانی چاہئیے ایسا ہی ان کے محروج ہونے کے حکم پر الحکم نے زوردار الفاظ میں یہ سفارش کرنا اپنا فرض سمجھا تھا اور لکھا تھا کہ جبکہ انہیں بری کر دیا گیا تھا تو انہیں ملازمت سے موقوف اور ریاست سے خارج کرنے کی سزا بھی اگر نہ دی جاتی تو یہ فیصلہ اور بھی اطمینان سے دیکھا جاتا۔ غرض الحکم نے اپنی رائے کو نہایت دیانتداری صفائی سے دینے میں کبھی مضائقہ نہیں کیا اس لئے کہ ہمارا مذہب اور ہمارا امام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہی نہیں کہ کسی کی ذات سے ہمیں دشمنی ہو بلکہ شفقت علیٰ خلق اللہ کو ایمان کا جزو اعظم قرار دیا ہے اس لئے اس فیصلہ پر ہمیں ازبس خوشی ہے اور ہم مہاراجہ صاحب کی اس فیاضی کو بہترین امیدوں کا پیش خیمہ یقین کرتے ہیں کیا عجیب کہ مہاراجہ صاحب انہیں اپنے عہدوں پر بحال کر کے اور بھی لطف و کرم کا ثبوت دیں اور اس طرح پر وہ ان قلوب کو تسخیر کر لیں گے +

طاعون اور اُس کا علاج

طاعون پنجاب کے مختلف اضلاع میں پھر ترقی کر رہا ہے اور یہ ترقی نہایت خطرناک اور بھیانک رنگ میں ہو رہی ہے گزشتہ دو تین سال میں طاعون کی کمی ہاں نمایاں کمی دراصل ایک خاص مصلحت اور منشاء الٰہی کے نیچے تھی۔ اہل دل ایسی باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر کور دل اور سنت اللہ سے ناآشنا ان پر ہنسی اڑاتے ہیں تاہم میرا فرض ہے کہ جن امور کو میں واقعات اور صداقتوں کی صورت میں صحیح یقین کرتا ہوں انہیں پبلک کے سامنے رکھوں شاید کوئی سعید الفطرت ان سے فائدہ اٹھاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر شائع کیا تھا۔ کہ یہ اہل ملک کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے انذار ہے مگر بہت تھوڑے لوگوں نے فائدہ اٹھایا اسی سلسلہ میں

افطر و اصوم

بھی ایک الہام آپ کو ہوا یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ؏

مین روزہ رکھونگا اور روزہ کھولونگا

مطلب یہ تھا کہ کچھ عرصہ تک طاعون کا التوا رہوگا اور پھر طاعون شروع ہو جاوے گا۔ گذشتہ تین سال کا زمانہ اصوم کا زمانہ تھا جبکہ ملک بھر میں طاعون کی وارداتیں رُک گئیں۔ اور بعض ناعاقبت اندیشوں نے ان آیات اللہ سے استہزا کرنے والوں نے اخبارات اور تقریروں میں یہ ظاہر کرنا شروع کیا کہ

اب طاعون نہیں ہوگا۔

اور طاعون کے اُٹھ جانے کی وجہ حضرت مسیح موعود مغفور کا رفع بتایا۔ اسی طرح پر جس طرح پر فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وجود باجود کو نعوذ باللہ منحوس قرار دیا تھا۔ صاف الفاظ میں ان دشمنان عقل و دین نے کہا کہ یہ نحوست تھی۔ جو اس واقعہ وفات سے دور ہو گئی (نعوذ باللہ) مگر اب واقعات نے بتا دیا ہے کہ

وہ جھوٹے تھے اور سخت جھوٹے تھے

چونکہ گذشتہ سالوں کے اندر خدا تعالےٰ کے موعود خلیفہ کی وفات کا واقعہ ہونیوالا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ وفات کو بالکل طاعونی شک و شبہ سے پاک رکھنے کیلئے طاعون کو اُٹھا دیا۔ یہاں تک کہ سب کہہ اُٹھے کہ طاعون جاتی رہی جب یہ مقصد پورا ہو چکا تو خدا تعالیٰ نے پھر اس عذاب کو بھیجدیا اور اس طرح پر

افطر و اصوم کی پیشگوئی پوری ہوگئی

ہنسی کرنا اور بات ہے اور خشیۃ اللہ سے لبریز دل لیکر خدا تعالیٰ کی باتوں پر غور کرنا اور ان سے فائدہ اُٹھانا امر دیگر

بہرحال ملک میں طاعون شدت سے پھیل رہا ہے اور یہ مسیح موعود مغفور کی اسی پیشگوئی کے ماتحت پھیل رہا ہے جو افطر و اصوم کے رنگ میں کی گئی تھی۔ اب افطار کا زمانہ ہے اور سخت خوف دلا رہا ہے۔

اس وقت میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اہل ملک کے فائدہ کے لئے طاعون کا علاج جو خدا تعالیٰ کے مامور مہدی مغفور نے بتایا ہے شائع کر دوں۔

وہ لوگ جو ملک اور اہل ملک کی خدمت کرنا اور اس مصیبت میں ان کی ہمدردی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اس علاج کو عام طور پر مشتہر کر دیں۔ اور لوگوں کو بتائیں اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان اگر اسے اپنے اپنے پرچوں میں شائع کر دیں گے۔ تو عنداللہ ماجور ہوں گے۔

علاج یہ ہے

عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیس کر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو رتی چھوٹوں کے واسطے گولیاں بنا دیں اور صبح اور شام اس دوا کے ساتھ کھائیں۔ کیمفر کو ۱۵ قطرہ۔ وائینم اپیکاک ۹ قطرہ۔ سپرٹ کلورا فارم ۱۵ قطرہ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ۔ عرق سلطان الاشجار یعنے سرس ۵ تولہ باہم ملاکر اور تین چار تولہ پانی ڈال کر یہ گولی کھانے کے بعد پی لیں اور یہ خوراک اول حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ۶۰ بوند تک اور سپرٹ کلورا فارم ۶۰ بوند تک اور عرق کیوڑہ ۲۰ تولہ تک اور عرق سرس ۲۵ تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ عمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جاویں کہ تا پورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار میں دینا چاہیئے۔ حتے المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدر روئیں گندی نہ ہونے دیں مکان کے اُوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں۔ اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو۔ اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہاں تک ممکن ہو۔ گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلائیں اور گھر میں بہت سے کچے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہے اور دروخ عقربی کے ہار پروکر دروازہ پر لٹکا دیں۔ اور اصل علاج

سب سے ضروری بات یہ ہے

کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ دلوں کو صاف رکھیں اور نیک اعمال میں مصروف ہوں۔ استغفار بہت پڑھا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے موافق (۱) الحمد شریف (۲) درود شریف (۳) لاحول اور (۴) استغفار کثرت سے پڑھیں اور وہ دعا جو الحکم میں شائع کی گئی ہے کثرت سے پڑھیں اصل علاج یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صفائی ہو اور ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے۔

علاوہ بریں مرہم عیسےٰ کا استعمال بھی علاج میں داخل ہے۔ یہ وہ مرہم ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان چوٹوں اور زخموں کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ نا اہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا اور آپ بفضلہ تعالیٰ اس پر سے زندہ اُتر آئے تھے۔ چالیس دن تک یہ مرہم عیسیٰ زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی۔ یہ مرہم طاعون کی سب قسموں کے لئے فائدہ مند ہے

نعوذ باللہ اگر یہ مرض نمودار ہو۔ تو اس مرہم کو لگانا شروع کریں۔ یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے۔ اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کر کے ایسے طرز پر چھوڑ دیتی ہے۔ کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن کی طرف پھیلتی ہے۔

الغرض

یہ ہے علاج طاعون کا۔ خدا کرے کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں ورنہ

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

کلام الامام میں قرآنی نکات

فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو قرآن شریف کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لو انزلنا ھذا القرآن علےٰ جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ۔ ایک تو اسکے یہ معنے ہیں۔ کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے۔ کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔

جب جمادات پر اس کی یہ تاثیر ہے۔ تو بڑے ہی بیوقوف وہ لوگ ہیں جو اسکی تاثیر سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور دوسرے اسکے معنے یہ ہیں۔ کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔

اوّل تکبر کو توڑنا جسطرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے۔ گر کر زمین سے ہموار ہو جاوے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کر کے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔

اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعاً ہو جاتا ہے۔ اینٹ اینٹ جدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو گندگی اور الٰہی ناراضمندی کا موجب تھے۔ سب ٹوٹ جائیں۔ اور اب اسکی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اللہ تعالےٰ کے لئے رہ جاویں

فرمایا۔ سورۃ الم ترکیف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے۔ یہ سورۃ اس حالت کی ہے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ اس حالت میں آپ کو تسلی دیتا ہے۔ کہ میں تیرا مؤید و ناصر ہوں۔

اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا یعنی انکو اپنے منصوبہ اور تجویز میں نامراد رکھا۔ اور ان کا مکر اٹھا کر ان ہی پر دے مارا۔ اور چھوٹے چھوٹے جانوران کے مارنے کے لئے بھیجدے ان جانوروں کے ہاتھوں کوئی بندوقیں نہ تھیں۔ بلکہ مٹی تھی۔ سجیل بھگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس . . . .

سورۃ شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

خانہ کعبہ

قرار دیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ جسطرح اصحاب الفیل کے حملہ سے بیت اللہ محفوظ رہا اسی طرح پر تو ان مشرکین اور مخالفین سے محفوظ رہیگا۔ اور تیری کامیابی یقینی ہے۔ تو منصور اور مؤید ہوگا۔ یعنے آپ کی ساری کارروائیوں کو برباد کرنے کے لئے جو سامان آپ کے مخالفین کر رہے ہیں۔ اور جو تدابیر عمل میں لاتے ہیں۔ ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ انکی ہی تدبیروں اور کوششوں کو اٹھا کر انہیں ہلاک کر دیگا۔ اور تیری ضعیف اور کمزور جماعت انپر غالب رہے گی۔ جیسے ہاتھی والوں کو ابابیلوں نے تباہ کر دیا۔

خلق الموت والحیات لنبلوکم

یعنے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ ہم تمہیں آزمائیں کامیابی اور ناکامیابی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہونچتی ہے۔ تو اس میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور گویا نئی زندگی ملتی ہے۔ اور اگر ناکامی کی خبر آجاوے تو زندہ ہی مر جاتا ہے۔ اور بعض اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے۔ لیکن جہنمی زندگی اور موت تو اور چیز ہے۔ سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اسکو ایک مزہ آتا ہے۔ جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے؟

ہدی للمتقین | قرآن مجید کی اصل غرض اور غایت تقوی کی تعلیم دینا ہے۔ اتقا تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم اتقا کی علمی رنگ رکھتی ہے۔ یہ حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس کو یومنون بالغیب کے الفاظ میں ادا کیا ہے۔ دوسری قسم عملی رنگ رکھتی ہے، جیسا کہ یقیمون الصلوٰۃ میں فرمایا ہے۔ انسان کی وہ نمازیں جو شبہات اور وساوس میں مبتلا ہیں کھڑی نہیں ہوتی ہیں، اس لئے اللہ تعالےٰ نے یصلون نہیں فرمایا۔ بلکہ یقیمون فرمایا۔ یعنے جو حق ہے۔ اسکے ادا کرنے کا ہر ایک چیز کی ایک علت غائی ہوتی ہے۔ اگر اس سے رہ جاوے تو وہ بے فائدہ ہو جاتی ہے یقیمون الصلوٰۃ سے لوازم الصلوٰۃ معراج ہے۔ اور یہ وہ حالت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق شروع ہوتا ہے۔ . . مکاشفات اور رؤیا صالحہ آتے ہیں۔ لوگوں سے انقطاع ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی طرف ایک تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہانتک کہ تبتل تام ہو کر خدا سے کامل تعلق پیدا کر لیتا ہے۔

اعلیٰ درجہ کے مومن مریم صفت ہوتے ہیں۔ جس کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے۔

احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا

ہر ایک مومن جو تقوی و عبادت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے۔ اور خدا اسمیں اپنی روح پھونک دیتا ہے۔ جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں۔ کہ یہ آیت عام ہے۔ اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں۔ تو بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں۔

اور اس کے علاوہ اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔

اطلاع

بوجہ تقریب جلسہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کا الحکم شائع نہ ہوگا۔ بلکہ ۲۸ مارچ و ۷ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کا الحکم اکٹھا شائع ہوگا جسمیں انشاء اللہ العزیز جلسہ کے کل حالات دیدینے کی کوشش اور جلسہ نمبر ہوگا۔

(ایڈیٹر)

مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کا منصوبہ

(گورنمنٹ کی توجہ کے قابل)

مندرجہ بالا عنوان ایک سچے مسلمان کے لئے نہایت دلشکن اور سہمناک ہے۔ مگر جس تقریر کی بناء پر یہ عنوان تجویز کیا گیا ہے وہ بجائے خود ایسی خطرناک ہے کہ اس پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

۶۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو لاہور کی وچھو والی آریہ سماج میں لیکھرام آریہ مقتول کی برسی منائی گئی اور اس میں گورو کل کانگڑی کے پروفیسر رام دیو نے ایک پُرجوش تقریر کی یہ وہی پروفیسر رام دیو ہیں جن کی تعریف رسالہ انڈین میں کی گئی تھی اس وقت انڈر کے اس نوٹ پر بحث کرنا میرا مقصود نہیں بلکہ پروفیسر رام دیو کی اس تقریر پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا میرا مقصد ہے۔

پروفیسر رام دیو نے کہا: "آج ہمارے لئے خوشی کا دن ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کی اس دن فتح ہوئی کیونکہ مارنے پر وہی اُتر آتا ہے جو ہار جاوے اور جو دلایل میں قوی ہو وہ نہیں مارا کرتا۔ تاریخ کے ورق گردانو گے تو دیکھو گرو گوبند سنگھ کو سلمانوں نے کیسی تکالیف پہونچائیں۔ پھر انہیں مسجدوں کے گردوارے بنائے گئے۔ اسی طرح اب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ

یہ تمام مسجدیں آریہ مندر بنائی جائینگی

اور ان میں ہون ہوا کریں گے۔ میں سوچا کرتا ہوں کہ جب دہلی کی جامع مسجد ہمارے ہاتھ آجاوے گی تو ہم کیا کریں گے۔ ہم تمام ہندوستان کے آریہ نہیں بلکہ تمام دنیا کے آریہ جمع ہو کر ایک کانفرنس کیا کریں گے۔ مجھے پاگل نہ سمجھیں ہاں ایسا پاگل ہوں جیسا کہ مسیح پاگل تھا۔ کہ اس کی قوم نے اس کو تکالیف دیں۔ مگر اب تم دیکھتے ہو کہ کیا ظہور ہو رہا ہے ان ہی معنوں میں میں بھی پاگل ہوں"

یہ پروفیسر رام دیو صاحب کی تقریر کا خلاصہ ہے انہیں آریہ مقتول لیکھرام یا مسموم سوامی دیانند صاحب کی یادگار منانے کا اس مبارک راج میں ہر طرح کا حق حاصل ہے مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ایک قوم کو بھڑکانے اور اکسانے کا کام بھی کریں۔ جبکہ انہوں نے سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی ناجائز کوشش کی ہے۔

پروفیسر رام دیو کا یہ فعل قابل التفات نہ ہوتا اگر اسی ضمن میں وہ ان برہمنوں کا ذکر بھی کرتے جنہوں نے گورو گوبند سنگھ کے صاحبزادوں کو زندہ دیوار میں چنوا دیا تھا اور ساتھ ہی مسلمانوں کے ان احسانات اور تعلقات کا ذکر کرتے۔ جو گورو صاحبان یا سکھوں کے ساتھ رہے ہیں۔ پروفیسر رام دیو نے اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی قوم کے اندر اس جذبہ کو پیدا کرنا چاہا ہے۔ جو خطرناک سپرٹ کا مترادف ہے۔ یہ امر صاف ظاہر ہے کہ اگر بعض مسجدوں کو گوردواروں کی صورت میں تبدیل کیا گیا ہے۔ تو اس تبدیلی میں نہ ہی ہاتھ اور جنگی عنصر تھا۔ نہ یہ کہ مسلمانوں نے موجودہ سکھ مذہب اختیار کر لیا اور مسجدوں کو گردواروں کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ بلکہ سخت جنگ و جدل کے بعد ایسا نتیجہ ظہور میں آیا۔

اسی نہج اور اصول پر پروفیسر رام دیو مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کی تجویز قوم کے سامنے رکھتے ہیں اور ایسی حالت اور وقت میں کہ قوم کے جذبات کو اپیل کرنے اور ان میں انتقامی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے آریہ مقتول کی وفات کے واقعات اس کے مدنظر ہیں اگرچہ یہ امر اب تک مشتبہ ہے کہ لیکھرام کو کسی نو آریہ نے قتل کیا یا کسی پکے آریہ نے کسی اندرونی سبب پر ہلاک کیا کیونکہ جب تک کوئی امر مصدقہ نہ ہو یکطرفہ رائے دینا سراسر فضول ہے۔ ۱۸۹۷ء کے اخبارات کے فائل دنیا سے گم نہیں ہو گئے انمیں لیکھرام کے قتل پر جو رائے زنیاں ہوئی ہیں وہ اب تک موجود ہیں پھر مسلمانوں کے خلاف جوش پیدا کرنا دانشمندی نہیں

بہر حال پروفیسر رام دیو کی اس تقریر میں یہ حصہ ضرور قابل غور ہے اور نہ صرف ہمارے قابل غور بلکہ گورنمنٹ کی توجہ کے قابل ہے اس تقریر کے نتائج پر غور کی ضرورت ہے۔

ایک شخص جو آریوں کی مسلمہ تعلیمی انسٹیٹیوشن کا پروفیسر ہے وہ آریوں کے سامنے مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کی تحریک کرتا ہے اور دلّی کی شاہی مسجد کو آرین کانفرنس کے لئے تجویز کرتا ہے اور یہ خیال اس کا نیا اور نرالا تھا جو تقریر کی رَو میں پیدا ہو گیا بلکہ وہ صاف طور پر کہتا ہے کہ میں سوچا کرتا ہوں یعنے اس وقت سے پہلے ہی اس نے مضمون پر غور کی کہ مسلمانوں کی مسجدیں جب ان کے قبضہ میں آجاویں تو ان سے کیا کام لیا جاوے یہ سکیم ایک خطرناک سکیم ہے

اندر ہی غالباً اس ڈھنگ پر طیار کی گئی ہے جیسی پچھلے دنوں پروفیسر پرمانند کی تلاشی میں نکلی تھی۔ کچھ عجب نہیں اگر لاہور میں وہ سکیم طیار ہوئی ہے تو گرد کل کے پروفیسر نے مسجدوں کے متعلق تجویز کی ہے اور کچھ بھی بعید نہیں کہ اسکو ساتھ ہی گرجوں کا بھی فیصلہ کر لیا ہو کہ ان سے کیا کام لیا جاویگا۔

مسلمان اور ان کا جان و مال اور ان کی عبادت گاہیں گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حفاظت ہیں

پس ان پر اُسی دن آریوں کا قبضہ ہو سکتا ہے جبکہ خاک بدہن دشمن خدانخواستہ برٹش راج اُٹھ جاوے

اب معاملہ صاف ہے پروفیسر رام دیو کی اس تجویز کی تہ میں دراصل برٹش راج کے خلاف منصوبہ بازی پائی جاتی ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کے خلاف کیونکہ مسلمانوں کی مسجدیں بجز اسکے انکے قبضہ میں آ ہی نہیں سکتی ہیں کہ برٹش راج کا سایہ ہمارے سر سے دُور کرنے کے لئے کوئی خطرناک منصوبہ ہو پس میں واقعات کی ان صاف ترتیب میں اس معاملہ کو گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد پروفیسر رام دیو اور اس کے ہمخیالوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان اپنے مذہب کو جان سے عزیز رکھتے ہیں اور جو چیز انکے مذہب کی محافظ ہے اس پر وہ اپنی جان قربان کر دینا معمولی بات جانتے ہیں۔

برٹش رول ہمارے مذہب کا محافظ ہے

جس نے اپنی فیاضی سے یہ مسجدیں جو انقلاب روزگار کی وجہ سے سرکاری قبضہ میں جا رہی تھیں ہمیں واپس دیں۔ ہماری کتابوں کی حفاظت اور مذہبی اشاعت کے لئے وہ پریس کی برکت کو ساتھ لایا اور پھر بجاآوری احکام شریعت کے لئے پوری آزادی اور امن دیا اس لئے مسلمان جب تک زندہ ہیں اور انکی رگوں میں زندگی کی روح حرکت کرتی ہے وہ برٹش تاج کے نیچے اسکی حفاظت کے لئے جان دینے کو آمادہ ہیں۔ پروفیسر رام دیو اور اسکے مشیر و معاون خوب یاد رکھیں کہ وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے برٹش راج کے خلاف اس قسم کی حرکات اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرینگی تم لوگ خواہ نخواہ ہمیں الزام دیتے ہو کہ ہم گورنمنٹ کو تمہاری حرکات کے متعلق باخبر کرتے ہیں تم خود سوچو اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر بولو کہ اس قسم کی تقریروں کا مطلب صاف الفاظ میں کیا ہے؟

میں آریہ پرتی ندی سبھا پنجاب کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ ایسی تقریریں کرنے سے رام دیو کو روک دے کیونکہ یہ زہریلا اثر اپنے اندر رکھتی ہیں اور میں گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کرتا

الوداع مادرمن

گورنمنٹ بنگال نے الوداع مادرمن کے گیت والی دہوتیون کی ضبطی کا حکم دیدیا ہے ۔ یہ گیت کہا جاتا ہے ۔ خودی رام بوس نے تختہ پھانسی پر گایا تہا افسوس ہے کہ لوگ کس کس طرح پر اہل ملک مین خطرناک مذاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہین

دیانندجی کی گرفتاری

سلہٹ (آسام) مین حبیب گنج کے چار لڑکون کو بہگالے جانے کے جرم مین اردن چل آشرم کے مہتمم دیانندجی اور ووان کے ساتہی ہنسانند اور جیوانند نامی گرفتار کئے گئے ہین ۔ اندلٹین ۔

اضافہ محصول

گورنمنٹ ہند نے سال رواں کے بجٹ مین تمباکو ۔ شراب ۔ مٹی کے تیل چاندی اور اسٹامپ پر محصول بڑہا دیا ہے اس کے متعلق اخبارات مین رائے زنیان ہو رہی ہین ۔ میری دانست مین اول الذکر دو چیزین ایسی ہین ۔ کہ ان پر اضافہ محصول بہت درست ہے اسلئے کہ ملک مین شراب اور سگرٹ نوشی کا رواج بہت بے طرح بڑھ رہا ہے ۔ میرے ناقص خیال سے تو اس پر جس قدر محصول ہو کم ہے تاکہ ان کا استعمال کم ہو ۔ البتہ مٹی کے تیل پر چونکہ وہ پبلک ضروریات کا بہت بڑا حصہ ہے ۔ محصول کا اضافہ کرنا موزون نہین معلوم ہوتا

آؤ ملکر بکری ہی کے کباب کہالین

ہندوستان مین بہارت کا پیغام ایک نظم شائع ہوئی ہے ۔ جسمین ہندو و مسلمانون کے سوال پر خیالات ظاہر کئے گئے ہین ۔ آخر مین بتایا ہے ۔

بیٹو ذرا سنو تو ہون فیصلہ چکاتی ؛ ہر روز کا مین جھگڑا ہون آج طے کراتی
گنگا جلی اُٹھا کر قرآن ہون اُٹھاتی ؛ جو مدتون سے ٹہانی تہی آج ہون سناتی

گاؤکشی وہ چھوڑین تم جھوت چہات چھوڑو
وہ ایک بات چھوڑین تم ایک بات چھوڑو

اگر ہمارے ہندو دوست فیصلہ کی یہی صورت یقینی سمجھتے ہین تو مسلمان اس پر بہی طیار ہونگے ۔ آؤ ملکر بکری ہی کے کباب کہالو اور عملی ثبوت دو ۔

اتحاد کی ایک ہی راہ

مگر اتنی سی بات پر ہی مسلمانون اور ہندون مین اتحاد نہیں ہو سکتا ۔ اتحاد کی وہی صورت ہے جو پیغام صلح مین پیش کیا گیا ہے ۔ یعنے ہمارے ہندو بہائی آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرین اور گالیان دینے والون کا منہ بند کرین ۔ مسلمان بڑی خوشی سے گاؤکشی چھوڑین گے ۔ ہندو لیڈر اس پر غور کرین ۔

انسداد گداگری

ہز ہائینس نظام نے گداگری کے انسداد پر توجہ فرمائی ہے جس سے اُمید ہے کہ ریاست نظام مین گداگری بند ہو جاوے گی خیرات کے مناسب انتظام کے لئے غریب خانے جاری کئے جاوین گے جہان مستحق لوگون کی امداد ہوگی ۔ یتیم خانے قائم ہونگے بہرحال یہ تجویز نہایت عمدہ اور قابل تقلید ہے گداگری کے لباس مین بہت سی وارداتین ہوتی ہین ۔ ان سے امن ہو گا ۔ ہم نے اس سے پہلے بعض موقعون پر انسداد گداگری کے لئے مختلف اخبارات مین تحریکین کی تہین ۔ ملک مین یہ نظیر نہایت قدر کی نگاہ سے دیکہی جاوے گی اب ضرورت ہے کہ گداگری کا انسداد کیا جاوے اور خیرات کے بہترین مصرف کے لئے ہر جگہ یتیم خانے اور محتاج خانے قائم ہو جائین ۔ اور تمام خیرات یکجا جمع ہو اسلام نے اسی اصول پر زکوٰۃ اور صدقات کو ایک جگہ امیر المومنین کے ماتحت جمع کرنیکی ہدایت کی ہے اور اسی پر عمل ہوتا آیا ۔ اب ضرورت ہے کہ اس اصل کو جاری کیا جاوے

انجنیرنگ کی تعلیم کیلئے امتحان داخلہ

مولوی عبدالعزیز صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج ایک روشن خیال اور مسلمانون کی موجودہ حالت کو دل سے محسوس کرنے والے نوجوان ہین انہون نے تعلیمی کانفرنس کی بنیاد رکھی ہے جو انجمن حمایت اسلام کے اس سال کے سالانہ جلسہ کے ساتھ ہوگی اور مفید اور قابل غور مضامین اور امور پر دلچسپ بحث ہوگی اور اب ان کی طرف سے مسلمان طلباء کے لئے اطلاع شائع ہوئی ہے ۔ اسلامیہ کالج لاہور مین رڑکی کالج اور لاہور انجنیرنگ سکول کے امتحانات داخلہ کے لئے امیدوارون کو طیار کرنے کی غرض سے جماعتین کھل گئی ہین ۔ جو صاحب ان سے فائدہ اُٹہانا چاہین وہ پرنسپل اسلامیہ کالج سے درخواست کرین لاہور انجنیرنگ سکول کا امتحان داخلہ ابتدائے مئی مین اور رڑکی کا ماہ جون مین ہوگا ۔ رڑکی مین اسسٹنٹ انجنیر کلاس کے لئے امسال ایف ۔ اے کی اور اوورسیر کلاس کے لئے انٹرنس کی شرط ہے ۔ مسلمانون کو اس جدید کلاس سے جو اسلامیہ کالج مین کھلی ہے ضرور فائدہ اٹہانا چاہیئے ۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سے معلوم ہو سکتے ہین ۔

انٹرنس مین عربی کا پرچہ

عربی مسلمانون کی مذہبی زبان ہے اس کی اشاعت اور دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مسلمان جس قدر توجہ کرین کم ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ نوجوانون مین ایک تو پہلے ہی اس کا مذاق کم ہے ۔ اس پر طرّہ یہ کہ یونیورسٹی کے ممتحن صاحبان اپنے اظہار لیاقت کے خیال مین محو ہو کر امتحانی سوالات کو ایسا مشکل بنانے کی کوشش کرتے ہین کہ طالب علمون مین عربی کا رہا سہا مذاق بہی کم ہو جائے اس سال انٹرنس کے امتحان مین جو عربی کا پرچہ (الف) دیا گیا ہے وہ نہ صرف مشکل ہی ہے بلکہ اس مین ۳۰ نمبر کے سوالات عربی کورس سے باہر کے بہی ہین جن کے جواب دینا آسان امر نہین ۔ اس کے بالمقابل سنسکرت کے پرچون مین پنڈت صاحبان آسانی اور سہولت کو مدنظر رکھتے ہین ۔ چنانچہ اسی سال سنسکرت کے پرچہ الف مین زیادہ تر سوالات فورتھ ہائی کے کورس سے دئے گئے ہین ۔ پنجاب یونیورسٹی کو اس موقعہ پر ممتحن صاحبان کو خاص طور پر ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ پرچون کے دیکھنے مین اور نمبر دینے مین سہولیت کو مدنظر رکہین ۔ اسلامی سکولون کے طالب علم جو سکول کی طرف سے عربی لینے پر گو نہ مجبور کئے جاتے ہین یا کم از کم اسلامی سکول اپنا فرض سمجھتے ہین کہ ان کے طالب علم عربی لین اس طرح پر سخت نقصان مین رہین گے اگر توجہ نہ کیگئی ۔ مین امید کرتا ہون کہ مسلمان اخبار نویس اس معاملہ پر فوری نوٹس لیکر یونیورسٹی کو متوجہ کرین گے ۔

درخواست دُعا ۔ علی گڑھ کالج سے ہمارے عزیز احمدی نوجوان مرزا عزیز احمد ۔ محمد فقیر اللہ ۔ سردار خان ۔ خیر الدین صاحب بی ۔ اے مین اور شیر محمد ایم اے کے امتحان مین اور خواجہ عبد الرحمان ایف اے مین اور ایسا ہی لاہور سے بہت سے عزیز میڈیکل کالج ویٹرنری کالج بی ۔ اے ۔ ایم ۔ اے اور قانونی امتحانات مین بعض مولوی فاضل کے درجے کے لئے اور تعلیم الاسلام سکول کے طلباء انٹرنس امتحان مین شریک ہو چکے ہین ان سب کی کامیابی کی دعا کی جاوے بعض ایف اے کے امتحان مین لاہور سے شریک ہونگے سب کے لئے دعا ہو

مختصر نوٹ

دبی زبان سے اعتراف

اہل حدیث نے ۱۸ مارچ کی اشاعۃ میں ضرورت مرکز پر بحث کرتے ہوئے ہمارے سلسلہ کے متعلق ذیل کا ریمارک پاس کیا ہے۔

"آج ہمارے بڑوس میں قادیانی جماعت فخر کرتی ہے کہ ہمارا مرکز وحدت (امام) ہے اور ہمارے سوا کسی کا نہیں حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان لوگون میں بھی اس قسم کے اختلاف ضرور ہیں جو فہم مسایل سے تعلق رکھتے ہیں۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ خیال سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے ہرچند افہام مختلف ہیں لیکن ہماری جماعت بحمد اللہ اپنے امام کے فیصلہ کو ہر امر میں

قطعی اور یقینی تسلیم کرتی ہے

اس غلط فہمی کے رفع کرنے کے بعد میں اس امر کے اظہار کے لئے پھر دل میں جوش پاتا ہون اور احمدی قوم کو مبارکباد دیتا ہون کہ اس کا اسوہ اس امر میں بہر حال اسوہ حسنہ ہے مجھے تو حیرت ہی ہوتی ہے کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے اور کہلاتے ہیں۔ جس حال میں کوئی امام مفترض الطاعۃ نہیں رکھتے۔ تو جماعت بدون امام کیونکر بنتے ہیں۔ ہمارے منکرو! سچائی سے مونہہ پھیرنا اچھا نہیں مخالفت کیون ہماری خوبیون کی تسلیم سے تمہین روکتی ہے؟ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ مسلمانون میں صرف یہی ایک قوم ہے جو باوجود مختلف طبیعتون اور مختلف مذاقون کے پھر بھی ایک امام کے فیصلہ کے سامنے

سر جھکا دیتی ہے

اور یہی مبارک راہ اتحاد کی ہوسکتی ہے۔ سوچو تو اس میں تمہارے لئے نور ہدایت ہے

لما تقولون ما لا تفعلون

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مولانا شبلی کے اس مضمون پر جو ضرورت مرکز پر انہون نے شائع کیا ہے تنقید کی ہے اور ضرورت مرکز کو تسلیم کرتے ہوئے عام مسلمانون کے اتحاد کیلئے بتایا ہے۔ کہ صرف

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کو بطور قدر مشترک لیکر فروعی نزاعون میں نہ پڑکر اتحاد ہو سکتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یون کہو کہ جہان تک ہمارا اتفاق ہے اور فروعی نزاعین بھی رہین مگر وہ بموجب عناد اور عداوت نہ ہون اسی ضمن میں اونہون نے اپنے فقۃ نزاع کو جو غزنویون اور ان کے درمیان ہے دہرایا ہے۔

افسوس ہے کہ جب ہمارے امام مغفور نے "الصلح خیر" کا اشتہار دیا۔ تو سب سے اول مخالفت کرنیوالے یہی بزرگ تہے اور اسی اخبار میں یعنے ۱۸ مارچ کے اہل حدیث میں وزیرآبادی حافظ کی دعوت والے مضمون پر دو صفحہ کی مضمون لکھا اور بڑے فخر سے وزیرآبادی حافظ کے خط کو شائع کیا جسمین اس نے لکھا ہے کہ

"میں مرزائیون کی دعوت نہین کی بلکہ عزیز عبدالجبار کو سخت منع کیا .... نہ ان لوگون سے مصافحہ کیا نہ انکی کسی نوع کی خاطر کی۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب خود ہی بتائین کہ یہ فعل وزیرآبادی حافظ کا جس پر وہ فخر کرتا ہے قابل ملامت ہے، یا قابل تعریف؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مذہب نہین کہ وہ حضرت مرزا صاحب مغفور کے مریدین کو کافر نہین کہتا؟ اور ان سے سلام علیکم کرنا اور مصافحہ کرنا درست نہین جانتا؟

وزیرآبادی حافظ کی دعوت کے واقعہ پر مجھے اس نوٹ کے لکھنے کی ضرورت نہین تھی اور نہ مین اس کے مصافحہ سے یا تواضع سے احمدیون کی رفعت شان یقین کرتا ہون۔ اگر وہ احمدیون سے عبوس الوجہ رہتا ہے یا اپنے بیٹے کے مدعو کردہ لوگون سے اس نے مصافحہ نہین کیا تو اس سے اس کے اپنے اخلاق کی کمزوری ثابت ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ مگر جس حال مین مسلمانون مین اتحاد کا شائق ثناء اللہ مانتا ہے کہ

لا اکراہ فی الدین

قرآن کریم کا ارشاد ہے اور اس پر عمل ہونا چاہیئے اور ہر شخص اپنے فہم کے لئے مختار ہے اور موجودہ نفاق اور شقاق نفسانیت کا مسئلہ ہے تو یہ مسئلہ انہین احمدیون کے متعلق کیون بہول جاتا ہے؟ اس لئے میرا حق ہے۔ کہ مین اپنے امرتسری منکر کو

لما تقولون ما لا تفعلون

پر توجہ دلاؤن۔ اسی ضمن مین ہمارے سلسلہ پر جو دروغ بیانی کا الزام لگایا ہے یہ بھی سراسر جھوٹ ہے اسی واقعہ دعوت کے متعلق خود وزیرآبادی حافظ کا خط شہادت دیتا ہے کہ احمدیون کی دعوت کیگئی۔ پھر جبکہ یہ امر بجائے خود مستحسن تھا۔ برا نہین تہا۔ تو اس پر اتنی لمبی بحث کی حاجت ہی کیا تھی؟ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نفسانیت سے مخالفت نہین کرتے ہیں جس کا وہ اعتراف کرتے ہین۔ تو وہ انصاف سے کہین کہ انہین خوش ہونا چاہیئے تھا یا نعل در آتش وہ سمجھتے۔ کہ مسلمانون مین اتحاد کے لئے قدم بڑہایا جا رہا ہے حافظ وزیرآبادی کے سعادتمند بیٹے نے اگر نیکی اور مصالحت اور باپ سے بڑھ کر فراخدلی کی طرف قدم اٹھایا تو کیا برا کیا کبھی

پدر نتواند پسر تمام کند

کا بھی وقت آجایا کرتا ہے غرض مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مضمون خود ان کی اپنی نظیر اور نکتہ خیال سے اس قابل ہے کہ وہ اس پر تہوک دین اور اپنی غلطی کا اعتراف کرین اور اپنے روحانی باپ وزیرآبادی کو ان الفاظ کے لئے ملامت کرین جو انہون نے اپنے خط مین لکھے ہین۔ کاش ہمارے مخالف فراخ حوصلگی سے کام لین۔

مہ نور میفشاند و سگ بانگ مے زند

ایسی نکتہ چینی جو دیانت اور حق پژوہی کے اصولون کی جاوے۔ کبھی بھی معیوب اور مکروہ نہین سمجھی گئی۔ لیکن جہان محض عداوت اور شرارت مدنظر ہو وہ لعنتی کام ہے۔

معزز ہم عصر بدر نے ارشادات نبوی کے تحت مین کھانا کھانے کے متعلق بعض ارشادات نبوی دیکر ان کی فلاسفی بیان کی تھی۔ ان مین سے کھانا کھانے کے بعد انگلیان چاٹنے پر بھی ایک نوٹ تہا۔ لاہور کی گوشت خور پارٹی کے آرگن آریہ گزٹ (جس نے الحکم سے تبادلہ بند کرکے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے) کی تازہ اشاعت مین اس پر ہنسی اڑائی ہے۔ اور لکھا ہے کہ "آجکل کی تہذیب اول تو ہاتھ سے کھانا کھانے کی نسبت چمچہ کے حق مین ہے۔ لیکن اگر ہاتھون کا استعمال جاری رکھا جاوے۔ تو بھی انگلیان چاٹنا ایسا فعل نہین جسے نئی روشنی کے پیرو اچھی نظر سے دیکھین" اور پھر آخر مین لکھا ہے کہ "یہ مسلمانون کا فلسفہ جدید ہے۔ کیا مذہب لہسن نہ کھانے اور انگلیان چاٹنے مین آگیا ہے۔"

آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ایم۔ اے ہے اس لئے اگر وہ نئی تہذیب کا دلدادہ ہو کر چھری کانٹے سے کھانے کے حق ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کی حیثیت سے یہ فقرہ اس کے قلم سے نکلنا تعجب خیز ضرور ہے کیونکہ ایک آریہ اخبار کے ایڈیٹر کی حیثیت سے ساری تہذیب اور صداقتوں کا سرچشمہ تو وید ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ کل ویدوں سے چھری کانٹے کے ساتھ کھانا کھانے کی کوئی شرتی وہ پیش نہیں کر سکیگا اور قدیم آرین تہذیب میں تو وہ اس کی مثال غالباً درختوں کے پتوں کے برتن بنا کر ان میں کہانا رکھ کر کھانے کے سوا دے بھی نہ سکیگا۔ جس کا نمونہ اب تک بھی دیکھا جاتا ہے۔ لالہ دیوان چند ایم۔ اے ہو کر انگلیاں چاٹنے یا لہسن کہانے یا نہ کہانے کو مذہب سے الگ بتاتے ہیں ورنہ ایک آریہ تو پیشاب یا پاخانہ کے قواعد اور اصولوں کو بھی مذہب کا جزو جانتا ہے اور جاننا چاہیئے کیونکہ مذہب کی تکمیل ہو سکتی ہی نہیں جب تک اخلاق اور تمدن کے اصول نہ دئے جاویں اگر کھانے پینے کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں تو پھر آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کے خیال میں کسی چیز کے کہانے یا نہ کہانے کا سوال مذہبی سوال رہ سکتا ہی نہیں؟

میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ انگلیاں چاٹنا تو خیر مذہب میں نہ سہی مگر لالہ صاحب! یہ گوبر سے چوکا پوت کر اس گیلی زمین میں بیٹھ کر کھانا طیار کرنا اور کہانا یہ کس تہذیب کے چشمہ سے نکلا ہے؟

علاوہ بریں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کو اپنے مد نظر آرین تہذیب ہے جہاں لمبے لمبے ناخن سنیاسی سادھوؤں کی صورت میں بڑہا لئے جاتے ہیں اور گو بر میں لت پت رہ کر ان میں کچھ پھنسا بھی رہ سکتا ہے اور آب دست لیتے وقت صرف ایک گلاس سے ہی کام لیا جاتا ہے یا پیشاب کرتے وقت دہوتی یا پاجامہ کا تر رہنا معمولی امر ہے۔ ورنہ اگر وہ اسلام سے واقف ہوتے تو اس قسم کی باتیں نہ کرتے۔ اسلام کامل مذہب ہے، اور اس نے تمام اُمور کے متعلق کامل ہدایتیں دی ہیں اور پھر کوئی مرحلہ ایسا نہیں جہاں وہ جسمانیات سے رُوحانیات کی طرف نہ لے گیا ہو۔

آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کا تو فرض یہ تہا کہ اُنگلیاں چاٹنے کی جو مصلحت بتائی گئی ہے اس کے خلاف کچھ کہتا۔ مگر یہ تو اس سے نہ ہو سکا۔ صرف اس کو فلسفہ جدید کہہ کر ہنسی اُڑالی لیکن اگر کوئی لالہ صاحب سے پوچھے کہ کیوں جناب لنگوٹ باندہ کر ننگے رہنا یہ ویدک تہذیب موجودہ تہذیب سے کہاں تک مقابلہ کرتی ہے۔ تو فوراً کہدینگے کہ ہمیں گالیاں دی جاتی ہیں۔

کاش وہ تہذیب کے مفہوم کو ہی سمجھتے اور تہذیب اور تعیش میں فرق کرنا جانتے تو انہیں ایسا اعتراض کرتے ہوئے شرم آجاتی۔

لہسن کے استعمال کے متعلق ہی آپنے درفشانی کی ہے حالانکہ بدر کے نامہ نگار سید کا منشا صرف یہ دکہانے کا تہا اور یہی ارشاد نبوی کا منشا ہے کہ ایسے اُمور جو ملائکہ سے تعلق کو بڑہانے والے ہوں اور مجلسی رنگ میں باعث نفرت نہ ہوں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

لالہ رام پرشاد صاحب جب خود ہندوؤں میں لہسن کی کھانا بُرا سمجھتے ہیں تو اس پر اعتراض سخت نادانی ہے۔

لالہ صاحب اگر مولی کہا کر کسی مجمع میں جاویں اور وہاں ڈکاریں مار کر دوسروں کے دماغ پراگندہ کریں تو انہیں ان ریمارکس کا علم ہو سکتا ہے۔ جو ان کی نسبت پاس کئے جاویں۔ اسی طرح پر لہسن یعنے کچے لہسن کی بو میں کچھ ایسا ناگوار حصہ ہے کہ دوسرے لوگ برداشت نہیں کر سکتے اور جب اطمینان قلب میں فرق ہو تو پھر عبادت آلہی میں سرور اور یک جہتی مشکل ہوتی ہے اس لئے مسجد میں خوشبو دار چیزوں کا رکھنا ضروری ہے۔

تعجب ہو کہ لالہ صاحب ایم۔ اے ہو کر اور آریہ ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں اگر ان باتوں کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں۔ تو وہ ہوَن میں بجائے خوشبودار چیزیں ڈالنے کے پاخانہ ڈالکر جلایا کریں اور اس میں لہسن وغیرہ بھی ڈال لیا کریں۔ مگر آپ یقیناً ایسا نہیں کریں گے۔ اس سے دو فائدے ہونگے۔ ایک تو بھنگن نہ رکھنی پڑے گی اور دوسرے آریہ سماجیوں کا وہ مذہبی فرض ادا ہو جاویگا جو باوجہ گرانی نہیں ہو سکتا یعنی روزانہ ہوَن کا فرض۔

اس قسم کے لغو اعتراضوں سے آریہ سماج کے سمجھدار لوگوں کو خدا جانے کیا ملتا ہے؟

نئی تہذیب کی دلدادگی ہی نے شاید ناچ و ترک کی تعلیم عورتوں کے لئے ستیارتھ پرکاش میں لازمی کر دی ہے آہ!

عقل کے اندہوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تہا قبلہ ترا رُخ کا فرو دیندار کا

ریاست دہولپور اور آریہ سماج

تہذیب ناقل ہے کہ ریاست دہولپور کے راجہ نے عام حکم جاری کیا ہے کہ ان کے علاقہ میں جس شخص کے پاس آریہ سماج کی کتابیں پائی جاویں وہ فوراً گرفتار کر لیا جاوے۔ دہولپور کے آریے اپنی کتابیں آگرہ چھوڑ گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آریہ مندر بند ہو گیا ہے اور آریوں کی نگرانی کی جاتی ہے۔ راجہ صاحب دہولپور کا یہ حکم نظر ثانی کا ضرور محتاج ہے اس قسم کے شدید حکم اچھی نظروں سے نہیں دیکھے جاتے۔ تاہم رموز مملکت کو راجہ صاحب خوب سمجھتے ہیں۔

امریکہ میں طلاق کی کثرت

ممالک متحدہ امریکہ کی رپورٹ مردم شماری نے بتایا ہے کہ بارہ شادیوں میں ایک طلاق عمل میں آتی ہے۔ طلاق کی یہ کثرت امریکہ کی اخلاقی حالت کا معیار ہے اسلئے کہ عیسائی مذہب کے رو سے طلاق صرف زنا سے واقعہ ہوتا ہے۔

اسلام فرانس میں

فرانس میں ایک لیڈی نے اسلام قبول کر کے ایک انجمن اشاعت اسلام کے نام سے قائم کی ہے جس کا نام اسلامی برادری ہے اس لیڈی کا نام عزیز عائشہ لسرون ہے اور اس نے ایک اخبار مشرق نامی بھی اس غرض سے نکالا ہے کہ وہ اہل فرانس کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ کرے اور ان کو دعوت اسلام دے اور وہ اخبار لکھتا ہے کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لیڈی صدقدل سے مسلمان ہوئی ہے اور خوشحال بھی ہے کیونکہ فرانس میں اخبار نکالنا معمولی بات نہیں اگر وہ ہندوستان کی کسی ریاست میں مسلمان ہوتی تو کچھ شک ہو سکتا تہا۔ مگر فرانس میں اس کا اسلام قبول کرنا دلی رجحان کو ظاہر کرتا ہے یہ سب کچھ سہی۔ مگر اسلام کے متعلق اس لیڈی کو صحیح معلومات بہم پہونچانے کا مسلمانوں کے پاس کیا ذریعہ ہے؟

مختصر نوٹ

دبی زبان سے اعتراف

اہل حدیث نے ۱۸ مارچ کی اشاعت مین ضرورت مرکز پر بحث کرتے ہوئے ہمارے سلسلہ کے متعلق ذیل کا ریمارک پاس کیا ہے۔

آج ہمارے پڑوس مین قادیانی جماعت فخر کرتی ہے کہ ہمارا مرکز وحدت (امام) ہے اور ہمارے سوا کسی کا نہین حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ ان لوگون مین بھی اس قسم کے اختلاف ضرور ہین جو فہم مسایل سے تعلق رکھتے ہین۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ خیال سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے ہرچند افہام مختلف ہین لیکن ہماری جماعت بحمد اللہ اپنے امام کے فیصلہ کو ہر امر مین

قطعی اور یقینی تسلیم کرتی ہے

اس غلط فہمی کے رفع کرنے کے بعد مین اس امر کے اظہار کے لئے پھر دل مین جوش پاتا ہون اور احمدی قوم کو مبارکباد دیتا ہون کہ اس کا اسوہ اس امر مین بہر حال اسوہ حسنہ ہے مجھے تو حیرت ہی ہوتی ہے کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے اور کہلاتے ہین۔ جس حال مین کوئی امام مفترض الطاعۃ نہین رکھتے۔ تو جماعت بدون امام کیونکر بناتے ہین۔ ہمارے منکرو اسچائی سے مونہہ پھیرنا اچھا نہین مخالفت کیون ہماری خوبیون کی تسلیم سے تمہین روکتی ہے؟ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ مسلمانون مین صرف یہی ایک قوم ہے جو باوجود مختلف طبیعتون اور مختلف مذاقون کے پھر ہی ایک امام کے فیصلہ کے سامنے

سر جھکا دیتی ہے

اور یہی مبارک راہ اتحاد کی ہو سکتی ہے۔ سوچو تو اس مین تمہارے لئے نور ہدایت ہے

لم تقولون ما لا تفعلون

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مولانا شبلی کے اس مضمون پر جو ضرورت مرکز پر انہون نے شائع کیا ہے تنقید کی ہے اور ضرورت مرکز کو تسلیم کرتے ہوئے عام مسلمانون کے اتحاد کیلئے بتایا ہے۔ کہ صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو بطور قدر مشترک لیکر فروعی نزاعون مین نہ پڑکر اتحاد ہو سکتا ہے یا دوسرے الفاظ مین یون کہو کہ جہان تک ہمارا اتفاق ہے اور فروعی نزاعین بھی رہین مگر وہ موجب عناد اور عداوت نہ ہون اسی ضمن مین انہون نے اپنے حقہ نزاع کو جو غزنویون اور ان کے درمیان ہے دہرایا ہے۔

افسوس ہے کہ جب ہمارے امام مغفور نے "الصلح خیر" کا اشتہار دیا۔ تو سب سے اول مخالفت کرنیوالے یہی بزرگ تھے اور اسی اخبار مین یعنے ۱۸ مارچ کے اہل حدیث مین وزیرآبادی حافظ کی دعوت والے مضمون پر دو صفحہ کا مضمون لکھا اور بڑے فخر سے وزیرآبادی حافظ کے خط کو شائع کیا جسمین اس نے لکھا ہے کہ

"مینے مرزائیون کی دعوت نہین کی بلکہ عزیز عبدالجبار کو سخت منع کیا .... نہ ان لوگون سے مصافحہ کیا نہ انکی کسی نوع کی خاطر کی"

مولوی ثناء اللہ صاحب خود ہی بتائین کہ یہ فعل وزیرآبادی حافظ کا جس پر وہ فخر کرتا ہے قابل ملامت ہے یا قابل تعریف؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مذہب نہین کہ وہ حضرت مرزا صاحب مغفور کے مریدین کو کافر نہین کہتا؟ اور ان سے سلام علیکم کرنا اور مصافحہ کرنا درست نہین جانتا؟

وزیرآبادی حافظ کی دعوت کے واقعہ پر مجھے اس نوٹ کے لکھنے کی ضرورت نہین تھی اور نہ مین اس کے مصافحہ سے یا تواضع سے احمدیون کی رفعت شان یقین کرتا ہون۔ اگر وہ احمدیون سے عبوس الوجہ رہتا ہے یا اپنے بیٹے کے مدعو کردہ لوگون سے اس نے مصافحہ نہین کیا تو اس سے اس کے اپنے اخلاق کی کمزوری ثابت ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ مگر جس حال مین مسلمانون مین اتحاد کا شائق ثناء اللہ مانتا ہے کہ

لا اکراہ فی الدین

قرآن کریم کا ارشاد ہے اور اس پر عمل ہونا چاہیئے اور ہر شخص اپنے فہم کے لئے مختار ہے اور موجودہ نفاق اور شقاق نفسانیت کا مسئلہ ہے تو یہ مسئلہ انہین احمدیون کے متعلق کیون بھول جاتا ہے؟ اس لئے میرا حق ہے۔ کہ مین اپنے امرتسری منکر کو

لم تقولون ما لا تفعلون

پر توجہ دلاؤن۔ اسی ضمن مین ہمارے سلسلہ پر جو دروغ بیانی کا الزام لگایا ہے یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ اسی واقعہ دعوۃ کے متعلق خود وزیرآبادی حافظ کا خط شہادت دیتا ہے کہ احمدیون کی دعوت کیگئی۔ پھر جبکہ یہ امر بجائے خود مستحسن تھا۔ برا نہین تھا۔ تو اس پر اتنی لمبی بحث کی حاجت ہی کیا تھی؟ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نفسانیت سے مخالفت نہین کررہے جس کا وہ اعتراف کرتے ہین۔ تو وہ انصاف سے کہین کہ انہین خوش ہونا چاہیئے تھا یا نعل در آتش وہ سمجھتے۔ کہ مسلمانون مین اتحاد کے لئے قدم بڑھایا جارہا ہے حافظ وزیرآبادی کے سعادتمند بیٹے نے اگر نیکی اور مصالحت اور باپ سے بڑھکر فراخدلی کی طرف قدم اٹھایا تو کیا برا کیا کبھی

پدر نتواند پسر تمام کند

کا بھی وقت آجایا کرتا ہے غرض مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مضمون خود ان کی اپنی نظیر اور نکتہ خیال سے اس قابل ہے کہ وہ اس پر تھوک دین اور اپنی غلطی کا اعتراف کرین اور اپنے روحانی باپ وزیرآبادی کو ان الفاظ کے لئے ملامت کرین جو انہون نے اپنے خط مین لکھے ہین۔ کاش ہمارے مخالف فراخ حوصلگی سے کام لین۔

مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان

(heading as printed: مہ نوز میفشاند و سگ بانگ مے زند)

الیی نکتہ چینی جو دیانت اور حق پژوہی کے اصولون کی جاوے۔ کبھی بھی معیوب اور مکروہ نہین سمجھی گئی۔ لیکن جہان محض عداوت اور شرارت مدنظر ہو وہ لعنتی کام ہے۔

معزز ہم عصر بدر نے ارشادات نبوی کے تحت مین کھانا کھانے کے متعلق بعض ارشادات نبوی دیکر ان کی فلاسفی بیان کی تھی۔ ان مین سے کھانا کھانے کے بعد انگلیان چاٹنے پر بھی ایک نوٹ تھا۔ لاہور کی گوشت خور پارٹی کے آرگن آریہ گزٹ (جس نے الحکم سے تبادلہ بند کرکے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے) کی تازہ اشاعت مین اس پر ہنسی اڑائی ہے۔ اور لکھا ہے کہ آجکل کی تہذیب اول تو ہاتھ سے کھانا کھانے کی نسبت چمچہ کے حق مین ہے۔ لیکن اگر ہاتھون کا استعمال جاری رکھا جاوے۔ تو بھی انگلیان چاٹنا ایسا فعل نہین جسے نئی روشنی کے پیرو اچھی نظر سے دیکھیں۔" اور پھر آخر مین لکھا ہے کہ یہ مسلمانون کا فلسفہ جدید ہے۔ کیا مذہب لہسن نہ کھانے اور انگلیان چاٹنے مین آگیا ہے؟"

مسجدون کو آریہ مندر بنانے کا منصوبہ

(گورنمنٹ کی توجہ کے قابل)

مندرجہ بالا عنوان ایک سچے مسلمان کے لئے نہایت دلشکن اور سہمناک ہے. مگر جس تقریر کی بنا پر یہ عنوان تجویز کیا گیا ہے وہ بجائے خود ایسی خطرناک ہے کہ اس پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا مین اپنا فرض سمجھتا ہون۔

۶ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو لاہور کی وچھووالی آریہ سماج مین لیکھرام آریہ مقتول کی برسی منائی گئی اور اس مین گوروکل کانگڑی کے پروفیسر رام دیو نے ایک پرجوش تقریر کی یہ وہی پروفیسر رام دیو ہین جن کی تعریف رسالہ اندین کی گئی تھی اس وقت اندر کے اس نوٹ پر بحث کرنا میرا مقصود نہین بلکہ پروفیسر رام دیو کی اس تقریر پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا میرا مقصد ہے۔

پروفیسر رام دیو نے کہا: "آج ہمارے لئے خوشی کا دن ہے کیونکہ آریہ سماج کی اس دن فتح ہوئی کیونکہ مارنے پر وہی اُتر آتا ہے جو ہار جاوے اور جو دلایل مین قوی ہو وہ نہین مارا کرتا۔ تاریخ کے ورق گرداؤ گے تو دیکھو گورو گوبند سنگھ کو مسلمانون نے کیسی تکالیف پہونچائین۔ پھر انہین مسجدون کے گوردوارے بنائے گئے۔ اسی طرح اب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ

یہ تمام مسجدین آریہ مندر بنائی جائینگی

اور ان مین ہون ہوا کرین گے۔ مین سوچا کرتا ہون۔ کہ جب دہلی کی جامع مسجد ہمارے ہاتھ آجاوے گی تو ہم کیا کرین گے۔ ہم تمام ہندوستان کے آریہ نہین بلکہ تمام دنیا کے آریہ جمع ہو کر ایک کانفرنس کیا کرین گے۔ مجھے پاگل نہ سمجھین ہان ایسا پاگل ہون جیسا کہ مسیح پاگل تھا۔ کہ اس کی قوم نے اس کو تکالیف دین۔ مگر اب تم دیکھتے ہو کہ کیا ظہور ہو رہا ہے ان ہی معنون مین مین بھی پاگل ہون"

یہ پروفیسر رام دیو صاحب کی تقریر کا خلاصہ ہے انہین آریہ مقتول لیکھرام یا سموم سوامی دیانند صاحب کی یادگار منانے کا اس مبارک راج مین ہر طرح کا حق حاصل ہے مگر انہین یہ حق حاصل نہین کہ وہ مسلمانون کے خلاف ایک قوم کو بھڑکانے اور اُکسانے کا کام بھی کرین۔ جبکہ انہون نے سکھون کو مسلمانون کے خلاف بھڑکانے کی ناجایز کوشش کی ہے۔ پروفیسر رام دیو کا یہ فعل قابل التفات نہ ہوتا اگر اسی ضمن مین وہ ان برہمنون کا ذکر بھی کرتے جنھون نے گورو گوبند سنگھ کے صاحبزادون کو زندہ دیوار مین چنوا دیا تھا اور ساتھ ہی مسلمانون کے ان احسانات اور تعلقات کا ذکر کرتے۔ جو گورو صاحبان یا سکھون کے ساتھ رہے ہین۔ پروفیسر رام دیو نے اتنے ہی پر بس نہین کیا بلکہ اپنی قوم کے اندر اس جذبہ کو پیدا کرنا چاہا ہے۔ جو خطرناک سپرٹ کا مترادف ہے۔ یہ امر صاف ظاہر ہے کہ اگر بعض مسجدون کو گوردوارون کی صورت مین تبدیل کیا گیا ہے۔ تو اس تبدیلی مین تہری ہاتھ اور جنگی عنصر تھا۔ نہ یہ کہ مسلمانون نے موجودہ سکھ مذہب اختیار کر لیا اور مسجدونکو گردوارون کی صورت مین تبدیل کر دیا۔ بلکہ سخت جنگ و جدل کے بعد ایسا نتیجہ ظہور مین آیا۔

اسی نہج اور اصول پر پروفیسر رام دیو مسجدونکو آریہ مندر بنانے کی تجویز قوم کے سامنے رکھتے ہین اور ایسی حالت اور وقت مین کہ قوم کے جذبات کو اپیل کرنے اور ان مین انتقامی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے آریہ مقتول کی وفات کے واقعات اس کے مدنظر ہین اگرچہ یہ امر اب تک مشتبہ ہے کہ لیکھرام کو کسی نو آریہ نے قتل کیا یا کسی پکے آریہ نے کسی اندرونی سبب پر ہلاک کیا کیونکہ جب تک کوئی امر مصدقہ نہ ہو یکطرفہ رائے دینا سراسر فضول ہے سنہ ۱۸۹۷ء کے اخبارات کے فائل دنیا سے گم نہین ہو گئے انہین لیکھرام کے قتل پر جو رائے زنیان ہوئی ہین وہ اب تک موجود ہین پھر مسلمانون کے خلاف جوش پیدا کرنا دانشمندی نہیں۔

بہرحال پروفیسر رام دیو کی اس تقریر مین یہ حصہ ضرور قابل غور ہے اور نہ صرف ہمارے قابل غور بلکہ گورنمنٹ کی توجہ کے قابل ہے اس تقریر کے نتائج پر غور کی ضرورت ہے۔

ایک شخص جو آریون کی مسلمہ تعلیمی انسٹیٹیوشن کا پروفیسر ہے وہ آریون کے سامنے مسجدونکو آریہ مندر بنانے کی تحریک کرتا ہے اور دلّی کی شاہی مسجد کو آرین کانفرنس کے لئے تجویز کرتا ہے اور یہ خیال اس کا نیا اور نرالا تھا جو تقریر کی رَو مین پیدا ہو گیا بلکہ وہ صاف طور پر کہتا ہے کہ مین سوچا کرتا ہون یعنے اس وقت سے پہلے ہی اس نے مضمون پر غور کی کہ مسلمانونکی مسجدین جب ان کے قبضہ مین آجاوین تو ان سے کیا کام لیا جاوے یہ سکیم ایک خطرناک سکیم ہے اور بہی غالباً اس ڈولنج پر طیار کی گئی ہے جیسی پچھلے دنون

پروفیسر پرمانند کی تلاشی مین نکلی۔

تھی۔ کچھ عجب نہین اگر لاہور مین وہ سکیم طیار ہوئی ہے تو گروکل کے پروفیسر نے مسجدون کے متعلق تجویز کی ہے اور کچھ بھی بعید نہین کہ اسکو ساتھ ہی گرجون کا بھی فیصلہ کر لیا ہو کہ ان سے کیا کام لیا جاویگا۔

مسلمان اور ان کا جان و مال اور ان کی عبادت گاہین گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حفاظت ہو

بس ان پر اُسی دن آریون کا قبضہ ہو سکتا ہے جبکہ خاک بدہن دشمن خدانخواستہ برٹش راج اُٹھ جاوے

اب معاملہ صاف ہے پروفیسر رام دیو کی اس تجویز کی تہ مین دراصل برٹش راج کے خلاف منصوبہ بازی پائی جاتی ہے نہ کہ صرف مسلمانون کے خلاف کیونکہ مسلمانون کی مسجدین بجز اسکے ان کے قبضہ مین آہی نہین سکتی ہین کہ برٹش راج کا سایہ ہمارے سر سے دُور کرنے کے لئے کوئی خطرناک منصوبہ ہو پس مین واقعات کی ان صاف ترتیب مین اس معاملہ کو گورنمنٹ کے نوٹس مین لانا ضروری سمجھتا ہون۔ اس کے بعد پروفیسر رام دیو اور اس کے ہمخیالون کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان اپنے مذہب کو جان سے عزیز رکھتے ہین اور جو چیز انکے مذہب کی محافظ ہے اُس پر وہ اپنی جان قربان کر دینا معمولی بات جانتے ہین۔

برٹش رول ہمارے مذہب کا محافظ ہے

جس نے اپنی فیاضی سے یہ مسجدین جو انقلاب روزگار کی وجہ سے سرکاری قبضہ مین جا رہی تھین ہمین واپس دین۔ ہماری کتابون کی حفاظت اور مذہبی اشاعت کے لئے وہ پریس کی برکت کو ساتھ لایا اور پھر بجا آوری احکام شریعت کے لئے پوری آزادی اور امن دیا اس لئے مسلمان جب تک زندہ ہین اور انکی رگون مین زندگی کی روح حرکت کرتی ہے وہ برٹش تاج کے نیچے اسکی حفاظت کے لئے جان دینے کو آمادہ ہین۔ پروفیسر رام دیو اور اسکے مشیر و معاون خوب یاد رکھین کہ وہ اپنے منصوبہ مین کامیاب نہین ہو سکتے برٹش راج کے خلاف اس قسم کی حرکات اچھا نتیجہ پیدا نہین کرینگی تم لوگ خواہ مخواہ ہمین الزام دیتے ہو کہ ہم گورنمنٹ کو تمہاری حرکات کے متعلق باخبر کرتے ہین تم خود سوچو اور اپنے گریبان مین منہ ڈالکر بولو کہ اس قسم کی تقریرون کا مطلب صاف الفاظ مین کیا ہے؟

مین آریہ پرتی ندی سبھا پنجاب کو آگاہ کرتا ہون کہ وہ ایسی تقریرین کرنے سے رام دیو کو روکدے کیونکہ یہ زہریلا اثر اپنے اندر رکھتی ہین اور مین گورنمنٹ پنجاب کی خدمت مین نہایت ادب سے التماس کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون کہ وہ اس تقریر کا مفہوم جو کچھ بھی ہے وہ توجہ کے قابل ہے ایک طرف سکھون کو مسلمانون کے خلاف اُکسانے کی کوشش کی ہے دوسری طرف آریون مین وہ سپرٹ پیدا کرنی چاہی ہے جو بہترین نتائج پیدا نہین کر سکتی +

الوداع مادرمن

گورنمنٹ بنگال نے الوداع مادرمن کے گیت والی دہوتیون کی ضبطی کا حکم دیدیا ہے۔ یہ گیت کہا جاتا ہے۔ خودی رام بوس نے تختہ پھانسی پر گایا تہا افسوس ہے کہ لوگ کس کس طرح پر اہل ملک مین خطرناک مذاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہین

دیانندجی کی گرفتاری

سلہٹ (آسام) مین جیب گنج کے چار لڑکون کو بہگالے جانے کے جرم مین اردن جل آشرم کے مہتمم دیانندجی اور دوان کے ساتھی ہنسانند اور جیوانند نامی گرفتار کئے گئے ہین۔ انند لوٹین۔

اضافہ محصول

گورنمنٹ ہند نے سال روان کے بجٹ مین تمباکو۔ شراب۔ مٹی کے تیل چاندی اور اسٹامپ پر محصول بڑہا دیا ہے اس کے متعلق اخبارات مین رائے زنیان ہو رہی ہین۔ میری دانست مین اول الذکر دو چیزین ایسی ہین۔ کہ ان پر اضافہ محصول بہت درست ہے اسلئے کہ ملک مین شراب اور سگرٹ نوشی کا رواج بہت بے طرح بڑھ رہا ہے۔ میرے نکتہ خیال سے تو اس پر جس قدر محصول ہو کم ہے تاکہ ان کا استعمال کم ہو۔ البتہ مٹی کے تیل پر چونکہ وہ پبلک ضروریات کا بہت بڑا حصہ ہے۔ محصول کا اضافہ کرنا موزون نہین معلوم ہوتا

آؤ ملکر بکری ہی کے کباب کہائین

ہندوستان مین "بہارت کا پیغام" ایک نظم شائع ہوئی ہے جسمین ہندو، مسلمانون کے سوال پر خیالات ظاہر کئے گئے ہین۔ آخر مین بتایا ہے۔

بیٹہو ذرا سنو تو ہون فیصلہ چکاتی ؛ ہر روز کا ہین جھگڑا ہون آج طے کراتی
گنگا جلی اٹھاؤ قرآن ہون اٹھاتی ؛ جو مدتون سے ٹہانی تہی آج ہون سناتی
گاؤکشی وہ چھوڑین تم چھوت چھات چھوڑو
وہ ایک بات چھوڑین تم ایک بات چھوڑو

اگر ہمارے ہندو دوست فیصلہ کی یہی صورت یقینی سمجھتے ہین تو مسلمان اس پر بہی طیار ہونگے۔ آؤ ملکر بکری ہی کے کباب کہاؤ اور عملی ثبوت دو۔

اتحاد کی ایک ہی راہ ہے

مگر اتنی سی بات پر بہی مسلمانون اور ہندون مین اتحاد نہین ہوسکتا۔ اتحاد کی وہی صورت ہے جو پیغام صلح مین پیش کیا گیا ہے۔ یعنے ہمارے ہندو بہائی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرین اور گالیان دینے والون کا منہ بند کردین۔ مسلمان بڑی خوشی سے گاؤکشی چھوڑین گے۔ ہندو لیڈر اس پر غور کرین۔

انسداد گداگری

ہزہائینس نظام نے گداگری کے انسداد پر توجہ فرمائی ہے جس سے امید ہے کہ ریاست نظام مین گداگری بند ہو جاوے گی خیرات کے مناسب انتظام کے لئے غریب خانے جاری کئے جاوین گے جہان مستحق لوگون کی امداد ہوگی۔ یتیم خانے قائم ہونگے بہرحال یہ تجویز نہایت عمدہ اور قابل تقلید ہے گداگری کے لباس مین بہت سی وارداتین ہوتی ہین۔ ان سے امن ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے بعض موقعون پر انسداد گداگری کے لئے مختلف اخبارات مین تحریکین کی تہین۔ ملک مین یہ نظیر نہایت قدر کی نگاہ سے دیکہی جاوے گی اب ضرورت ہے کہ گداگری کا انسداد کیا جاوے اور خیرات کے بہترین مصرف کے لئے ہر جگہ یتیم خانے اور محتاج خانے قائم ہو جائین۔ اور تمام خیرات یکجا جمع ہو اسلام نے اسی اصول پر زکوۃ اور صدقات کو ایک جگہ امیرالمومنین کے ماتحت جمع کرنیکی ہدایت کی ہے اور اسی پر عمل ہوتا آیا۔ اب ضرورت ہے کہ اس اصل کو جاری کیا جاوے

انجنیرنگ کی تعلیم کیلئے امتحان داخلہ

مولوی عبدالعزیز صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج ایک روشن خیال اور مسلمانون کی موجودہ حالت کو دل سے محسوس کرنے والے نوجوان ہین انہون نے تعلیمی کانفرنس کی بنیاد رکہی ہے جو انجمن حمایت اسلام کے اس سال کے سالانہ جلسہ کے ساتھ ہوگی اور مفید اور قابل غور مضامین اور امور پر دلچسپ بحث ہوگی اور اب ان کی طرف سے مسلمان طلباء کے لئے اطلاع شائع ہوئی ہے۔ اسلامیہ کالج لاہور مین رڑکی کالج اور لاہور انجنیرنگ سکول کے امتحانات داخلہ کے لئے امیدوارون کو طیار کرنے کی غرض سے جماعتین کھل گئی ہین۔ جو صاحب ان سے فائدہ اٹھانا چاہین وہ پرنسپل اسلامیہ کالج سے درخواست کرین لاہور انجنیرنگ سکول کا امتحان داخلہ ابتدائے مئی مین اور رڑکی کا ماہ جون مین ہوگا۔ رڑکی مین اسسٹنٹ انجنیر کلاس کے لئے امسال ایف۔ اے کی اور اوورسیر کلاس کے لئے انٹرنس کی شرط ہے۔ مسلمانون کو اس جدید کلاس سے جو اسلامیہ کالج مین کھلی ہے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سے معلوم ہو سکتے ہین۔

انٹرنس مین عربی کا پرچہ

عربی مسلمانون کی مذہبی زبان ہے اس کی اشاعت اور دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مسلمان جس قدر توجہ کرین کم ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ نوجوانون مین ایک تو پہلے ہی اس کا مذاق کم ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ یونیورسٹی کے ممتحن صاحبان اپنے اظہار لیاقت کے خیال مین محو ہو کر امتحانی سوالات کو ایسا مشکل بنانے کی کوشش کرتے ہین کہ طالب علمون مین عربی کا رہا سہا مذاق بہی کم ہو جائے اس سال انٹرنس کے امتحان مین جو عربی کا پرچہ (الف) دیا گیا ہے وہ نہ صرف مشکل ہی ہے بلکہ اس مین ۳۰ نمبر کے سوالات عربی کورس سے باہر کے بہی ہین جن کے جواب دینا آسان امر نہین۔ اس کے بالمقابل سنسکرت کے پرچون مین پنڈت صاحبان آسانی اور سہولت کو مدنظر رکھتے ہین۔ چنانچہ اسی سال سنسکرت کے پرچہ الف مین زیادہ تر سوالات فورتھ ہائی کے کورس سے دئے گئے ہین۔ پنجاب یونیورسٹی کو اس موقعہ پر ممتحن صاحبان کو خاص طور پر ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ پرچون کے دیکھنے مین اور نمبر دینے مین سہولیت کو مدنظر رکہین۔ اسلامی سکولون کے طالب علم جو سکول کی طرف سے عربی لینے پر گویا مجبور کئے جاتے ہین یا کم از کم اسلامی سکول اپنا فرض سمجھتے ہین کہ ان کے طالب علم عربی لین اس طرح پر سخت نقصان مین رہین گے اگر توجہ نہ کیگئی۔ مین امید کرتا ہون کہ مسلمان اخبارنویس اس معاملہ پر فوری نوٹس لیکر یونیورسٹی کو متوجہ کرین گے۔

درخواست دعا

علی گڑھ کالج سے ہمارے عزیز احمدی نوجوان مرزا عزیز احمد۔ محمد فقیراللہ۔ سردار خان۔ خیرالدین صاحب بی۔ اے مین اور شیر محمد ایم۔ اے کے امتحان مین اور خواجہ عبدالرحمان ایف۔ اے مین اور ایسا ہی لاہور سے بہت سے عزیز میڈیکل کالج و ٹیرنری کالج بی۔ اے۔ ایم۔ اے اور قانونی امتحانات مین بعض مولوی فاضل کے درجے کے لئے اور تعلیم الاسلام سکول کے طلباء انٹرنس امتحان مین شریک ہو چکے ہین ان سب کی کامیابی کی دعا کی جاوے بعض ایف اے کے امتحان مین لاہور سے شریک ہونگے سب کے لئے دعا ہو

انجمن حمایت اسلام لاہور اور مسلمان لیڈروں سے اپیل

"الصلح خیر"

من ازاں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت بروں آرد زلیخا را

لاہور کی انجمن حمایت اسلام میں دھڑا بندی کے خوفناک ڈراما کا آخری سین عدالت کے ذریعہ ادا کیا جانا تجویز کیا ہے ۔ جس سے بڑھکر رنجدہ افسوسناک غیر مسلمانوں کے لئے ۔نہیں ہوسکتی۔

انجمن حمایت اسلام کی مخالفت کا جب پہلی مرتبہ اخباری دنیا میں چرچا شروع ہوا ۔ اسوقت میں نے محض ابتغاءً لوجہ اللہ فریق مخالف کو مشورہ دیا تھا ۔ کہ وہ خدا کے لئے بنے ہوئے کام کو نہ بگاڑیں ۔

اسوقت یہہ معاملہ کسی نہ کسی طرح آخر دب گیا ۔ اور مسلمانوں نے نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھ اس خبر کو سنا اور پڑھا ۔ کہ انجمن کے دونوں فریقوں میں صلح ہو گئی ۔ مگر افسوس یہ صلح

دیرپا اور مستقل

ثابت نہیں ہوئی اس وقت آگ صرف دبادی گئی تھی اور بجھائی نہیں گئی حالانکہ میرا یہ خیال ہے کہ

آگ بجھانے سے ہی بجھا کرتی ہے

چنانچہ اس مرتبہ اس مخالفت کا جو شعلہ بلند ہوا ہے وہ بجائے بجھنے کے زیادہ خطرناک اور تیز ہو رہا ہے ۔ میری غرض اس آرٹیکل میں یہ نہیں کہ میں انجمن کے کسی کو ایک فریق کی مخالفت اور دوسرے کی تائید کروں ۔ اس لئے کہ اس کا نتیجہ

اب مفید نہیں بلکہ مضر ثابت ہو گا

اور خواہ مخواہ ایک فریق کو بھڑکانا اور دوسرے کو جرأت اور حوصلہ دلانا ہے بلکہ میری غرض اس مضمون میں جو اس سلسلہ کا شاید پہلا نمبر ہو گا یہ ہے کہ

الصلح الخیر

کی طرف انجمن کی دونوں پارٹیوں کو توجہ دلاؤں یہ قرآن کریم کا ارشاد ہے اور یہ دونوں فریقوں کے لئے واجب التسلیم ہے

انجمن حمایت اسلام نے مسلمانوں اور اسلام کی کچھہ نہ کچھہ نہیں بہت بڑی خدمت کی ہے اس کی تصنیفات ملک میں مقبول عملی اور مفید ثابت ہوئی ہیں ۔ مسلمان نوجوانوں میں تعلیم کا اور مسلمانوں میں تعلیمی ضروریات کے سرانجام دینے کا مذاق پیدا کرنے میں انجمن کامیاب ہوئی ہے اس بنے ہوئے کام کو بگاڑنا یا اس کی اصلاح کے لئے وہ تجاویز اختیار کرنا جو بجائے خود ایک فساد اور نقص کی راہ ہے ۔ کبھی بابرکت اور مفید نہیں ہو گی اس لئے اے اُمت مرحومہ کے معزز افراد میں نہایت دردِدل کے ساتھ آپ کو توجہ دلاتا ہوں ۔ کہ آپ ان دونوں گروہوں میں

صلح کرانے

کے مبارک اصل کو ہاتھ میں لیں ۔ مقدمہ بازی کا سلسلہ ایک ہی فریق کے خلاف ختم نہیں ہو جائے گا بلکہ یہ سلسلہ لمبا ہو گا اور وہ فریق جس پر مقدمہ بازی کا پہلا حملہ کیا گیا ہے کب خاموش رہے گا وہ دوسری صورتیں اختیار کریگا اور اس طرح پر مسلمانوں کی عزت ان کا روپیہ اور وقت ضائع ہو گا اور اگر اس نقصان کے نتائج بھی کوئی مفید اور عمدہ ہونے کا یقین ہوتا تو ان نقصانات کو بھی گوارا کرنے کے لئے صبر سے قدم اُٹھایا جاتا مگر اس کا انجام

ایک قومی کام کی تباہی

کا بھیانک نظارہ دکھا رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مقدمہ بازی کے لئے جلدی کی گئی اور اس ہتھیار کو ہاتھ میں لینے سے پہلے ضرورت تھی ۔ مدبران قوم کی خدمت میں اپیل کرنے کی اگر باہمی مشورہ سے بھی یہ معاملہ طے نہ ہوتا تو ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مسلمانوں کے قائم مقاموں کا ایک ڈیپوٹیشن عرض حال کے لئے جاتا اور ہز آنر اپنے ذاتی اثر اور وجاہت سے اس قضیہ کو فیصلہ کرا دیتے ۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا اب بھی کچھہ نہیں گیا ۔ مسلمانوں کے سمجھدار اور اہل الرائے لوگ مل کر اس قضیۂ نامرضیہ کے تصفیہ کی کوئی صورت نکالیں ورنہ یہ آگ نہایت نقصان پر پہونچائے گی ۔ میں اس بات کو بلا خوف تردید ماننے کے لئے طیار ہوں کہ ذاتیات کا اثر ہے اور اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ بعض نقائص ہیں ۔ جن کی اصلاح کی حاجت ہے مگر

فریق طالب اصلاح

کی غرض بھی محض اصلاح نہیں اور فریق اوّل بھی حسن ظنی اور اخلاص کے درجہ سے گر رہا ہے بہرحال جو کچھہ بھی حالت ہے اس وقت جس امر کی ضرورت ہے وہ

الصلح خیر

ہے میری دانست میں ایک کمیشن مقرر ہو جانا چاہیئے جو فریقین کے بیانات لیکر ایک قطعی فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ بالاتفاق قابل تسلیم سمجھا جاوے

آہ ! صد آہ !!

اگر مسلمان ضرورت امام کے مسئلہ کو اب بھی تسلیم کرلیں تو اس دکھ سے انہیں نجات ہو ایک وجود کا فیصلہ قابل تسلیم ہو تو ساری آگ یکدم بجھہ جاوے مگر یہ بات انہیں کون سمجھائے اور کیونکر سمجھائے ۔ بالآخر میں پھر مسلمان لیڈروں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مقدمہ بازی کے سلسلے کو روکنے کا انتظام کریں اور خدا کے لئے قدم اُٹھادیں میں حتی الامکان اس معاملہ میں سعی کرونگا اور کر رہا ہوں مگر میری آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز ہے تاہم انشاء اللہ میں تھکونگا نہیں اور اس معاملہ میں پوری سعی کرتا رہونگا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو اور یہ اختلاف مٹ جاوے ۔ مسلمان اخبار نویس صلح کے مضمون پر قلم اٹھائیں اگر انہوں نے خاموشی اختیار کی تو اس سے بڑھکر قومی غفلت کا اور کیا ثبوت ہو گا ۔

مہاراجہ پٹیالہ کی فیاضی

ہندوستان کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے ان لوگوں کو جو پٹیالہ کیس میں پٹیالہ سے خارج کردئے گئے تھے پٹیالہ میں واپس آجانے کی اجازت دیدی ہے مہاراجہ صاحب کی یہ اولوالعزمی اور عفو کی پالیسی بہت گہرا اثر پیدا کرنے والی انشاء اللہ ثابت ہو گی ۔ الحکم میں جہاں پٹیالہ کیس کے متعلق یہ ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ ایسے خطرناک جرائم کے واقعی مجرم کوئی بھی ہوں ۔ سخت سزاؤں کے مستحق ہیں وہاں ان کے معافی مانگ لینے پر الحکم نے ہی یہ ظاہر کرنے میں پہلو تہی نہیں کیا کہ ان کی معافی منظور ہو جانی چاہیئے ایسا ہی ان کے مخرج ہونے کے حکم پر الحکم نے زوردار الفاظ میں یہ سفارش کرنا اپنا فرض سمجھا تھا اور لکھا تھا کہ جبکہ انہیں بری کر دیا گیا تھا تو انہیں ملازمت سے موقوف اور ریاست سے خارج کرنے کی سزا بھی اگر نہ دی جاتی تو یہ فیصلہ اور بھی اطمینان سے دیکھا جاتا ۔ غرض الحکم نے اپنی رائے کو نہایت دیانت اور صفائی سے دینے میں کبھی مضائقہ نہیں کیا اس لئے کہ ہمارا مذہب اور ہمارا امام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہی نہیں کہ کسی کی ذات سے ہمیں دشمنی ہو بلکہ شفقت علیٰ خلق اللہ کو ایمان کا جزو اعظم قرار دیا ہے اس لئے اس فیصلہ پر ہمیں ازبس خوشی ہے اور ہم مہاراجہ صاحب کی اس فیاضی کو بہترین امیدوں کا پیش خیمہ یقین کرتے ہیں کیا عجیب کہ مہاراجہ صاحب انہیں اپنے عہدوں پر بحال کرکے اور بھی لطف و کرم کا ثبوت دینگے اور اس طرح پر وہ ان قلوب کو تسخیر کریں گے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح اور گورنمنٹ اور مسلمان

یہ بات کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پاک تعلیم دی ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت مسیح موعود مغفور نے اس تعلیم کی جس قدر اشاعت اور پھر اپنی جماعت کو تاکید کی ہے وہ ایک ضرب المثل کا رنگ اختیار کر چکی ہے اس پر ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نورالدین ظلہ تعالیٰ نے جو اضافہ کیا ہے وہ مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کے لئے

واجب الاتباع

ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں شورش اور انقلاب کی صدائیں اس قدر نہیں اُٹھتی تھیں۔ اس لئے وفاداری اور اطاعت سرکار کی تعلیم اور تلقین پر زور دینا اور قوم سے اس امر خاص کو شرائط بیعت میں داخل کر کے بیعت لینا عظیم الشان امر تھا مگر آپ کے بعد جب

خطرناک ایجی ٹیشن

شروع ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اس پر مستزاد کیا اور قوم کو ان عملی تدابیر کی طرف توجہ دلائی اور وہ توجہ بھی مذہبی رنگ میں جو اس قسم کی شورشوں کی اصلاح کا موجب ہو سکتی ہے چنانچہ اول آپ نے

مخفی سوسائٹیوں سے الگ رہو

کی تعلیم دی اور بتایا کہ جس قدر مخفی سوسائٹیاں ہوتی ہیں وہ سب خطرناک ہیں اور قرآن مجید نے ایسی خطرناک سوسائٹیوں کو نجویٰ کہہ کر ان میں شمولیت سے منع کیا ہے ہماری جماعت کو کبھی اس قسم کی سوسائٹیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے اور خواہ وہ کیسی ہی سوسائٹی ہو جبکہ اس کے اغراض و مقاصد عام اور پبلک نہیں ہوئے۔ قطعاً اس سے کوئی واسطہ اور تعلق نہ ہو یہ تعلیم جس اعلےٰ درجہ کی حزم اور احتیاط کو اپنے اندر رکھتی ہے وہ ظاہر امر ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک ہی ارشاد کے ماتحت ان تمام مضرتوں اور بُرے نتائج سے قوم کو بچا لیا کہ

کسی مخفی سوسائٹی سے تعلق ہی نہ ہو

اگر تمام ہندو اور مسلمان اس امر پر متفق ہو کر عمل کریں تو آج ملک سے بدامنی اور انارکی کے کیڑے ہلاک ہو جاویں یہ

گورنمنٹ کی بہت بڑی خدمت ہے،

مگر کیا اس خدمت کی تہ میں کوئی لالچ ہے کوئی غرض اور مقصود ہے قطعاً نہیں۔ محض اپنا فرض مذہبی سمجھ کر اس کو ادا کیا ہے۔ اگر وہ لوگ جو اپنی قوم میں اس قسم کا رسوخ رکھتے ہیں یعنے جو مذہبی لیڈر اور پیشوا ہیں اپنے متبعین کو اس قسم کی ہدایات دیں تو ان سے بہت بڑا فائدہ پہونچ سکتا ہے یہ عملی تدبیر ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایک اور زبردست اور نہایت ہی

قابل قدر نمونہ

قائم کرنا چاہتے ہیں اور سب سے پہلے ایک تعلیم قوم کو دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر ہو جو گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد کو نقصان پہونچانے والا ہو اس کی ہرگز پردہ پوشی نہ کرو ایسی تقریر یا تحریر خواہ کسی بھی شخص کی ہو اس سے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے بعض لوگ جوش ظاہر کریں۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح یہ چاہتے ہیں کہ یہ پولیسی خطرناک ہے کہ ایک زہریلے مادے کو اندر ہی اندر پرورش پانے دیا جاوے۔

ہندو لیڈروں سے جو غلطی ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کا یا ایسی تحریروں کا علم رکھتے ہوئے بھی وہ ناقص تھا یا کامل بجائے اس کے کہ اس کی اطلاع گورنمنٹ کو دیکر اس کے انسداد کی کوشش کرتے خاموشی اختیار کی اور بعد میں وہ زہر خطرناک طور پر ظاہر ہوا۔ ہمیں اس راہ کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک عضو جو زخمی ہو کر باقی جسم کو بگاڑنا چاہتا ہے اس کا کاٹ دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے الگ کرنے سے سارا جسم محفوظ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ مگر اس کا انجام بجائے خود مفید اور پُر امن ہوتا ہے۔

پھر اس قسم کے اُمور وفاداری اور خیرخواہی کے کسی ذاتی غرض اور مقصد کو لیکر نہیں ہونے چاہئیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا یہی ارشاد اور حکم ہے۔ اس قسم کی عملی تدبیروں سے حضرت خلیفۃ المسیح جو کام گورنمنٹ کی ہوا خواہی کا کر رہے ہیں وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک فخر اور جائز عزت کا موجب ہے اس لئے کہ وہ مسلمانوں میں عملی روح پیدا کرنا چاہتا ہے۔

پس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے اس طرز عمل سے جو وہ ہمیں دکھا رہے ہیں مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ

گورنمنٹ کی اطاعت و وفاداری مذہبی فرض سمجھو

اور اس کی سب سے بڑی یہی صورتیں ہیں اول جو لوگ اہل اثر ہیں یعنی اپنی قوم شہر اور محلہ میں اہل اثر ہیں خواہ وہ کسی صورت سے اہل اثر ہیں وہ اپنے متبعین اور زیر اثر لوگوں کے ذہن نشین کریں۔ کہ

گورنمنٹ برطانیہ کا وجود ہمارے لئے رحمت ہے،

ہمیں اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے لئے آزادی مذہبی فرائض کی بجا آوری میں آزادی اور بہر ان امور کے لئے ہر قسم کے سامانوں کا میسر آنا اسی راج کا نتیجہ ہے۔

دوم۔ وہ مسلمانوں کو بتائیں کہ کسی قسم کی بھی مخفی سوسائٹی میں کبھی شریک نہ ہوں یہ قرآن کریم کے منشا کے خلاف ہے

سوم۔ اگر وہ کسی بچہ یا نوجوان یا بوڑھے عالم یا صوفی امیر یا غریب (غرض کسی طبقہ کا بھی ہو) کی کسی قسم کی ایسی کمزوری دیکھیں یا سنیں۔ جو اپنا زہریلا اثر گورنمنٹ کے متعلق دوسرے لوگوں تک پہونچاتی ہو۔ یا اس سے پہونچنے کا احتمال ہو تو فوراً اس کے انسداد کے بہتر تدبیر بزیر حکم اپنے اپنے مقتدا کے کرتے رہیں۔

بہر حال۔ گورنمنٹ کی وفاداری کا عملی پہلو اختیار کرو

اُمید ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ طرز عمل مسلمان لیڈروں کے لئے اسوہ حسنہ ہوگا اور اس سے بہترین نتائج کے پیدا ہونے کی انشاء اللہ العزیز پوری اُمید ہے۔

جب تک ہندو اور مسلمان لیڈر اس اصول کو مدنظر نہیں رکھتے اور اس پر عملدرآمد نہیں کرتے۔ اس وقت تک وفاداری کا اظہار صرف لفظی پہلو رکھتا ہے۔ جس پر ہز آنر نے ہندو لیڈروں کو توجہ دلائی تھی مجھے امید کرنی چاہیئے۔ کہ مسلمان اس قسم کی غلطی نہیں کریں گے۔

وباللہ التوفیق

طاعون اور اس کا علاج

طاعون پنجاب کے مختلف اضلاع میں پھر ترقی کر رہا ہے اور یہ ترقی نہایت خطرناک اور بھیانک رنگ میں ہو رہی ہے گزشتہ دو تین سال میں طاعون کی کمی ہاں نمایاں کمی دراصل ایک خاص مصلحت اور منشاء الٰہی کے نیچے تھی۔ اہل دل ایسی باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر کوتاہ اور سنت اللہ سے ناآشنا ان پر ہنسی اڑاتے ہیں تاہم میرا فرض ہے کہ جن امور کو میں واقعات اور صداقتوں کی صورت میں صحیح یقین کرتا ہوں انھیں پبلک کے سامنے رکھوں شاید کوئی سعید الفطرت ان سے فائدہ اٹھاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر شائع کیا تھا۔ کہ یہ اہل ملک کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے انذار ہے مگر بہت تھوڑے لوگوں نے فائدہ اٹھایا اسی سلسلہ میں

افطر و اصوم

بھی ایک الہام آپ کو ہوا یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

میں روزہ رکھونگا اور روزہ کھولونگا

مطلب یہ تھا کہ کچھ عرصہ تک طاعون کا التوا ہوگا اور پھر طاعون شروع ہو جاوے گا۔ گذشتہ تین سال کا زمانہ اصوم کا زمانہ تھا جبکہ ملک بھر میں طاعون کی وارداتیں رک گئیں۔ اور بعض ناعاقبت اندیشوں نے ان آیات اللہ سے استہزا کرنے والوں نے اخبارات اور تقریروں میں یہ ظاہر کرنا شروع کیا کہ

اب طاعون نہیں ہوگا۔

اور طاعون کے اٹھ جانے کی وجہ حضرت مسیح موعود مغفور کا رفع بتایا۔ اسی طرح پر جس طرح پر فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وجود باجود کو نعوذ باللہ منحوس قرار دیا تھا۔ صاف الفاظ میں ان دشمنان عقل و دین نے کہا کہ یہ نحوست تھی۔ جو اس واقعہ وفات سے دور ہوگئی (نعوذ باللہ) مگر اب واقعات نے بتا دیا ہے کہ

وہ جھوٹے تھے اور سخت جھوٹے تھے

چونکہ گذشتہ سالوں کے اندر خدا تعالیٰ کے موعود خلیفہ کی وفات کا واقعہ ہونیوالا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ وفات کو بالکل طاعونی شک و شبہ سے پاک رکھنے کیلئے طاعون کو اٹھا دیا۔ یہاں تک کہ سب کہہ اٹھے کہ طاعون جاتی رہی جب یہ مقصد پورا ہو چکا تو خدا تعالیٰ نے پھر اس عذاب کو بھیجدیا اور اس طرح پر

افطر و اصوم کی پیشگوئی پوری ہوگئی

ہنسی کرنا اور بات ہے اور خشیۃ اللہ سے لبریز دل لیکر خدا تعالیٰ کی باتوں پر غور کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا امر دیگر

بہرحال ملک میں طاعون شدت سے پھیل رہا ہے اور یہ مسیح موعود مغفور کی اسی پیشگوئی کے ماتحت پھیل رہا ہے جو افطر و اصوم کے رنگ میں کی گئی تھی۔ اب افطار کا زمانہ ہے اور سخت خوف دلا رہا ہے۔

اس وقت میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اہل ملک کے فائدہ کے لئے طاعون کا علاج جو خدا تعالیٰ کے مامور مہدی مغفور نے بتایا ہے شائع کردوں۔

وہ لوگ جو ملک اور اہل ملک کی خدمت کرنا اور اس مصیبت میں ان کی ہمدردی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اس علاج کو عام طور پر مشتہر کر دیں۔ اور لوگوں کو بتائیں اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان اگر اسے اپنے اپنے پرچوں میں شائع کر دیں گے۔ تو عند اللہ ماجور ہوں گے۔

علاج یہ ہے

عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیس کر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو رتی چھوٹوں کے واسطے گولیاں بنا دیں اور صبح اور شام اس دوا کے ساتھ کہائیں۔ کیمفر کو ۵ ا قطرہ۔ وائینم ایپکاک ۹ قطرہ۔ سپرٹ کلورافارم ۱۵ قطرہ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ۔ عرق سلطان الاشجار یعنے سرس ۵ تولہ باہم ملاکر اور تین چار تولہ پانی ڈال کر گولی کھانے کے بعد پی لیں اور یہ خوراک اول حالت میں ہو ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ۲۰ بوند تک اور سپرٹ کلورافارم ۲۰ بوند تک اور عرق کیوڑہ ۱۰ تولہ تک اور عرق سرس ۲۵ تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کرسکتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ عمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جاویں کہ تا پورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار میں دینا چاہیئے۔ حتے المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدر روئیں گندی نہ ہونے دیں مکان کے اوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں۔ اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو۔ اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہاں تک ممکن ہو۔ گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلائیں اور گھر میں بہت سے کچے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہے اور درونج عقربی کے ہار پرو کر دروازہ پر لٹکا دیں۔ اور اصل علاج

سب سے ضروری بات یہ ہے

کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ دلوں کو صاف رکھیں اور نیک اعمال میں مصروف ہوں۔ استغفار بہت پڑھا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے موافق (۱) الحمد شریف (۲) درود شریف (۳) لاحول اور (۴) استغفار کثرت سے پڑھیں اور وہ دعا جو الحکم میں شائع کی گئی ہے کثرت سے پڑھیں اصل علاج یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صفائی ہو اور ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے۔

علاوہ بریں مرہم عیسےٰ کا استعمال بھی علاج میں داخل ہے۔ یہ وہ مرہم ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان چوٹوں اور زخموں کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ نا اہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا اور آپ بفضلہ تعالیٰ اس پر سے زندہ اتر آئے تھے۔ چالیس دن تک یہ مرہم صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی۔ یہ مرہم طاعون کی سب قسموں کے لئے فائدہ مند ہے

نعوذ باللہ اگر یہ مرض نمودار ہو۔ تو اس مرہم کو لگانا شروع کریں۔ یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے۔ اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کر کے ایسے طرز پر پھوڑ دیتی ہے۔ کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن کی طرف پھیلتی ہے۔

الغرض

یہ ہے علاج طاعون کا۔ خدا کرے کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاویں ورنہ

مراد ما نصیحت بود کردیم

کلام الامام میں قرآنی نکات

فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو قرآن شریف کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لو انزلنا ھذا القرآن علےٰ جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ ۔ ایک تو اسکے یہ معنے ہیں ۔ کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے ۔ کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ۔ اور زمین کے ساتھ مل جاتا ۔

جب جمادات پر اس کی یہ تاثیر ہے ۔ تو بڑے ہی بیوقوف وہ لوگ ہیں ۔ جو اسکی تاثیر سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور دوسرے اسکے معنے یہ ہیں ۔ کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا ۔ جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں ۔

اوّل تکبر کو توڑنا جسطرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے ۔ گر کر زمین سے ہموار ہو جاوے ۔ اسی طرح انسان کو چاہئیے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کر کے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے ۔

اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعاً ہو جاتا ہے ۔ اینٹ اینٹ جدا ہو جاتی ہے ۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو گندگی اور الٰہی ناراضمندی کا موجب تھے ۔ سب ٹوٹ جائیں ۔ اور اب اسکی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اللہ تعالےٰ کے لئے رہ جاویں

فرمایا ۔ سورۃ الم ترکیف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے ۔ یہ سورۃ اس حالت کی ہے ۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے ۔ اللہ تعالےٰ اس حالت میں آپ کو تسلی دیتا ہے کہ میں تیرا موید و ناصر ہوں ۔

اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے ۔ کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا یعنی انکو اپنے منصوبہ اور تجویز میں نامراد رکھا ۔ اور ان کا مکر اٹھا کر ان پر ہی دے مارا ۔ اور چھوٹے چھوٹے جانوران کے مارنے کے لئے بھیجدے ان جانوروں کے ہاتھوں کوئی بندوقیں نہ تھیں ۔ بلکہ مٹی تھی ۔ سجیل بھگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں ۔ اس سورۃ شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

خانہ کعبہ

قرار دیا ہے ۔ اور بتایا ہے ۔ کہ جسطرح پر اصحاب الفیل کے حملہ سے بیت اللہ محفوظ رہا اسی طرح پر تو ان مشرکین اور مخالفین سے محفوظ رہیگا ۔ اور تیری کامیابی یقینی ہے ۔ تو منصور اور موید ہوگا ۔ یعنے آپ کی ساری کارروائیون کو برباد کرنے کے لئے جو سامان آپ کے مخالفین کر رہے ہیں ۔ اور جو تدابیر عمل میں لاتے ہیں ۔ ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ انکی ہی تدبیروں اور کوششوں کو الٹا کر انہیں ہلاک کر دیگا ۔ اور تیری ضعیف اور کمزور جماعت انپر غالب رہے گی ۔ جیسے ہاتھی والوں کو ابابیلوں نے تباہ کر دیا ۔

خلق الموت والحیات لنبلوکم

یعنے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ ہم تمہیں آزمائیں کامیابی اور ناکامیابی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے ۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہونچتی ہے ۔ تو اس میں جان پڑ جاتی ہے ۔ اور گویا نئی زندگی ملتی ہے ۔ اور اگر ناکامی کی خبر آجاوے تو زندہ ہی مرجاتا ہے ۔ اور بعض اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے ۔ لیکن جہنمی زندگی اور موت خوفناک چیز ہے ۔ سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہوکر اور بھی سعید ہو جاتا ہے ۔ اور خدا تعالےٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے ۔ اسکو ایک مزہ آتا ہے ۔ جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے ؟

ہدی للمتقین

قرآن مجید کی اصل غرض اور غایت تقویٰ کی تعلیم دینا ہے ۔ اتقا تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم اتقا کی علمی رنگ رکھتی ہے ۔ یہ حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے ۔ اس کو یومنون بالغیب کے الفاظ میں ادا کیا ہے ۔ دوسری قسم عملی رنگ رکھتی ہے ۔ جیسا کہ یقیمون الصلوٰۃ میں فرمایا ہے ۔ انسان کی وہ نمازیں جو شبہات اور وساوس میں مبتلا ہیں کھڑی نہیں ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے یتمرّون نہیں فرمایا ۔ بلکہ یقیمون فرمایا ۔ یعنے جو حق ہے ۔ اسکے ادا کرنے کا ہر ایک چیز کی ایک علت غائی ہوتی ہے ۔ اگر اس سے رہ جاوے تو وہ بے فائدہ ہو جاتی ہے یقیمون الصلوٰۃ سے لوازم الصلوٰۃ معراج ہے ۔ اور یہ وہ حالت ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق شروع ہوتا ہے ۔ . .

مکاشفات اور رویا صالحہ آتے ہیں ۔ لوگوں سے انقطاع ہو جاتا ہے ۔ اور خدا کی طرف ایک تعلق پیدا ہونے لگتا ہے ۔ یہانتک کہ تبتل تام ہوکر خدا سے کامل تعلق پیدا کر لیتا ہے ۔

اعلیٰ درجہ کے مومن مریم صفت ہوتے ہیں ۔ جس کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے ۔

احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا

ہر ایک مومن جو تقویٰ و عبادت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے ۔ اور خدا اسمیں اپنی روح پھونک دیتا ہے ۔ جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے ۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں ۔ کہ یہ آیت عام ہے ۔ اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں ۔ تو بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں ۔

اور اس کے علاوہ اسی آیت میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا ۔

اطلاع

بوجہ تقریب جلسہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کا الحکم شائع نہ ہوگا ۔ بلکہ ۲۸ مارچ و ۷ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کا الحکم اکٹھا شائع ہوگا جسمیں انشاءاللہ العزیز جلسہ کے کل حالات دیدینے کی کوشش اور جلسہ نمبر ہوگا ۔

(ایڈیٹر)

کرنے تو قیمت واپس لے لے۔ کیونکہ خدا کے
فضل سے یقین ہے کہ پڑھکر بدل وجان اسکا خریدار ہوگا۔
مشکل تو یہ ہے کہ اسے

دیکھا ہی نہین

مین ان دونون چیزون کے لیئے احباب کو توجہ دلاتا ہون
کہ وہ ایک ایک جلد ضرور خرید لین یعنی

مکتوبات احمدیہ اور ترجمۃ القرآن

وہ اس سودے کو لیکر اور پڑھنے کے بعد یقیناً کہین گے

بحمد اللہ عجیب ارزان خریدم

پھر مجربات نور دین کی دو جلدین ہین جو حضرت خلیفۃ المسیح
مدظلہ العالی کے طبی تجربے ہین قیمت ۸ہر دو جلد

نصف قیمت کے علاوہ رعایتین

اول جو شخص بیس روپیہ کی کتابین خریدیگا اسے
رعایتی قیمت پر فروخت ہونیوالی کتابون مین سے پانچ روپیہ
کی کتابین مفت نذر ہونگی یا الحکم ۱۹۰۳ء سے لیکر ۱۹۰۹ء
تک کے کسی ایکسال کا فائل۔

دوم۔ جو شخص دس روپیہ کی کتابین خرید کریگا اسے چھ ماہ
تک اخبار الحکم مفت ملیگا۔ یا اڑھائی روپیہ کی کتابین مفت
نذر ہونگی۔

انجمنہائے احمدیہ

کے لئے یہ عمدہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنی لائبریریون کے لئے ایک
ایک کتاب کے کئی نسخے خرید کرلین۔ اس موقعہ پر

الحکم کے پچھلے فائلون مین

بھی خاص رعایت کیجاتی ہے اور انکی تعداد صرف ۳۰ ہے
جو صاحب اس موقعہ کھو دینگے انہین پھر یہ قیمتی خزانہ
نہین ملیگا۔ یہ فائل ۱۹۰۳ء سے لیکر ۱۹۰۹ء تک سات سال
کا مجموعہ ہین اور کل مجموعہ صرف [illegible] کو ملیگا۔
جو صاحب یکمشت روپیہ نذر
مین بھی دے سکینگے [illegible]
یہ نہین مل سکیگا۔ اسکے
دے سکین وہ تین قسطون
کے بعد یہ مجموعہ بھی اس قیمت
لیئے اس سے پہلے سالون کے

پرچہ صرف وہی لوگ لے سکین گے
جو ان کے قدردان ہین
ان فائلون کی تعداد بھی بہت ہی کم ہے۔

کتابین جو نصف قیمت پر ملینگی

حقیقت نماز۔ اسماء الحسنیٰ۔ سلک مروارید۔ النصیح تقریر حضرت
برہان الحق۔ خطبات کریمیہ۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۸ء۔ مجاہد المسیح
روحانی طبیب الوی۔ الہامات و اشتہارات حضرت مغفور۔ نور القرآن
ضرورت امام۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب
مراۃ الجہاد۔ تفسیر سورۃ تبت یدا۔
اس کے علاوہ بعض اور کتابین بھی ہونگی جن کی
فہرست مکمل جلسہ پر بھی شائع ہو جائے گی۔ بہتر ہوگا۔ کہ جو احباب
ان کتابوں کو خریدنا چاہین وہ پہلے سے ایک ایک فہرست
بھیجدین۔ تاکہ انکے لیئے وہ کتابین پہلے سے ایک پیکٹ کی
صورت مین طیار کرکے رکھی رہین جس پر کتابون کی فہرست
اور قیمت اور نام درج ہوگا تاکہ سہولت رہے۔

تمام خط و کتابت **دفتر الحکم کے پتہ پر ہون**

مینیجر میگزین کا رعایتی اعلان

صدر انجمن احمدیہ نے بغرض اشاعت سال گزشتہ سے احباب
کو منظور کیا ہے۔ کہ بعض کتابون کی اس موقعہ پر نصف
قیمت کردیجاوے چنانچہ اس دفعہ ذیل کی کتابون کی نصف
قیمت کردیگئی ہے۔ مگر جلسہ پر بہت سے احباب لینے والے
ہوتے ہین اسلیئے احباب اور مینیجر بک ڈپو کی سہولت کے
لیئے یہ تجویز کیگئی ہے کہ جو احباب ان کتابون کو خریدنا چاہتے
ہین وہ جلسہ سے پہلے مینیجر بک ڈپو کو فہرست بھیجدین وہ
ہر ایک درخواست کے مطابق پیکٹ بندھا کر رکھ چھوڑینگے
پھر صرف اتنا کام باقی ہوگا۔ کہ احباب قیمتین ادا کرکے
کتابین لے لین۔ فہرست کتب حسب ذیل ہے۔
براہین احمدیہ حصہ اول ۲۔ براہین احمدیہ حصہ دوم ۲۔ براہین احمدیہ حصہ سوم

خطبہ الہامیہ ۸۔ اظہار حق ۲۔ لغات القرآن حصہ اول ۸۔
لغات القرآن حصہ دوم ۱۲۔ شرح ترمذی جلد اول ۶۔
شرح ترمذی جلد دوم ۱۲۔ خزینۃ المعارف حصہ اول و دوم ۱۲۔
خزینۃ المعارف حصہ سوم و چہارم ۴۔ سرمہ چشم آریہ ۶۔ مواہب الرحمن ۲۔
برکات الدعا ۱۔ خلافت راشدہ حصہ دوم ۲۔ الحق لدھیانہ ۲۔
الحق دہلی ۴۔ نسیم دعوت ۱۔ جنگ مقدس ۳۔ اعجاز احمدی ۱۔
حمامۃ البشریٰ ۴۔ الہدیٰ ۳۔ مسک العارف ۔ ضرورۃ الامام ۱۔
ضیاء القرآن ۱۔ حیرت کی حیرانی حصہ اول ۲۔ حصہ دوم ۲۔
خطبات محمدیہ ۲۔ اسلامی اصول کی فلاسفی ۲۔ قاعدہ عربی
اردو نواب صاحب ۔ نور القرآن حصہ دوم ۱۔ اجرومیہ ۔
ہدیہ ثاقب ۱۔ پنج ارکان اسلام ۔ سیرت الابدال ۔
دعوت دہلی ۔ احمدی کا من ۔ الذکر ۱۔ راز حقیقت ۔
مبادی الصرف ۔ سناتن دھرم ۔ فضل حق ۔
ابطال الوہیت مسیح ۔ تقریرین ۱۔ حجۃ الاسلام ۔ سلسلہ
دینیہ حصہ اول ۔ تحفہ قیصرہ ۱۔ ستارہ قیصرہ ۔ دعوت الحق ۲۔
دعوت الندوہ ۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب ۱۔
صبر جمیل ۔ التبیان ۔ دافع البلاء ۔ کشف الغطاء ۱۔
تحفۃ الندوہ ۔ سخن معقول ۔ سچائی کا اظہار ۔ حضرت
اقدس کا ریویو ۔ لیکچر سیالکوٹ ۔ حاجم شہادت ۔
رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء ۱۔ الوصیت ۱۔ شہادۃ القرآن ۲۔
تذکرۃ الشہادتین اردو ۲۔ تذکرۃ الشہادتین فارسی ۱۔
نزول المسیح ۲۔ مکمل براہین احمدیہ ۱۲۔ ریویو آف ریلیجنز اردو
کی مکمل جلدین سوائے جلد اول فی جلد ۱۲۔ غیر مجلد
نوٹ ہر ایک کتاب کے آگے اسکی رعایتی قیمت درج ہے۔

اخبار الحکم مفت ملسکتا ہے

صرف ان غیر احمدی یا غیر مسلم لوگون کو جو پانچ دوسرے آدمیونکو اسکے مضامین سنانیکا سچا وعدہ کرین۔ سردست تین ماہ کیلیئے جاری ہوگا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ بستان در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

... جو ہر حال مین ... لیجائے گی؟

نمبر ... قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۹ ربیع الاول ...

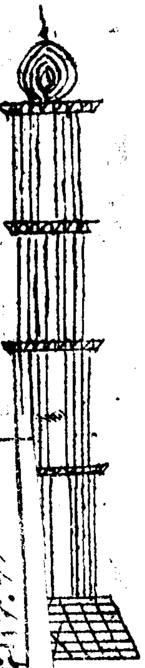

بہت بڑی رعایت کیگئی ہے

خداتعالیٰ کے فضل کی بات ہے کہ کارخانہ الحکم نے جن تالیفات کو شایع کیا ہے۔ وہ اپنے مضمون کی جامعیت اور موثر اسلوب تحریر کے لحاظ سے ہمیشہ پسند کیگئی ہین چودہ سال کے اندر صرف دو مرتبہ ان تالیفات کی رعایتی قیمت کا اعلان ہوا ہے مگر اب سالانہ جلسہ کی تقریب کیوجہ سے پہر یہ اعلان کیاجاتا ہے کہ یہ کتابین

نصف قیمت پر فروخت ہونگی

نہ صرف نصف قیمت پر بلکہ بعض اور خاص رعایتین بہی کیجاوینگی جنکا ذکر نیچے آتا ہے۔ ہان چند کتابون کو مستثنے بہی کیا گیا ہے ان مین سے ایک

مکتوبات احمدیہ جلد اول ہے

یہ کتاب حضرت مسیح موعود مغفور کے ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو حضرت نے اپنی بعثت سے پہلے لکہے تہے یہ مجموعہ نہایت قیمتی معارف اور حقایق کا مجموعہ ہے۔ اور بڑی محنت سے انہین جمع کیا گیا ہے۔ وہ نادر مضامین انہین درج ہین اچہوتے موتیوں کے تول کے برابر لیکہ بہی نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز لکہنے کا معاملہ ہے۔ یہہ کتاب حضرت مسیح موعود مغفور کے عشاق کے لیئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

اسکی قیمت باوجود اسکے بڑے نام ۸ سے ہے چہاپہ کی سیاہی اور کاغذ کی قیمت کا تخمینہ لگانیوالے اس کی قدر نہین جان سکتے۔ پس احمدی احباب اسے

نامہ حبیب

سمجہکر سر اور آنکہون پر جگہہ دینگے۔ اسکے بعد دوسری کتاب جس مین نصف قیمت کی رعایت نہین کیگئی۔

ترجمۃ القرآن ہے

قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی جسقدر ضرورت ہے۔ وہ مین متعدد مرتبہ ظاہر کرچکا ہون۔ یہہ ترجمہ مع تفسیری نوٹوں کے جو مین شایع کر رہا ہون خدا کے ایک خاص فضل اور کرم کا نتیجہ ہے۔

جس نے پڑہا ہے از بس پسند کیا ہے

یہ ترجمہ ہزارون کی تعداد مین شایع ہونا چاہیے تہا اسکی گرانی قیمت کا سوال پیش کیا جاسکے۔ مگر افسوس ہے کہ اگر قدر دان ہوتے تو وہ اسے کپڑے بیچ کر بہی لیتے ایک تہوڑی سی تعداد کی اعانت اور سرپرستی کیوجہ سے یہ کام ہورہا ہے ورنہ اس کے لیئے اگر کافی سرمایہ ہوتا

تو ابتک کم از کم ۱۵ پارے شایع ہوچکتے

بہرحال اسوقت تک پانچ پارے بالکل طیار ہین جو پانچ بڑے صفون کے لگ بہگ پر طیار ہوئے ہین۔

انکا ہدیہ پانچروپیہ (ص) ہے

تاہم جو احباب آیندہ کے لیئے مستقل خریدار ہوجاوین اور آیندہ کے لیئے کم از کم پانچ پارونکی قیمت پیشگی داخل کرادین۔ ان سے ان پانچ کا ہدیہ نصف لیا جاویگا اور باقیون سے جلسہ کے ایام مین صرف چار روپیہ

ایسا ہی سورہ بقرہ کی مکمل تفسیر جو ... فروخت ہوتی ہے اس مین کوئی رعایت نہوگی۔ ... اگر کوئی شخص اس ترجمہ اور تفسیر کو ... لینے کے بعد ناپسند ...

پنجاب بھر کا سب سے بڑا اور مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

مضبوط خوشنما بازار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے. قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل مردستی ہارمونیم باجہ ۳ - اسٹاپ

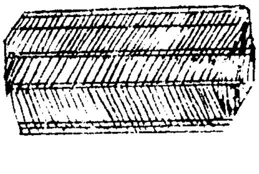

مبتدیوں کے لئے مفید

جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہئے اس میں سر نکا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ... درجہ دوم ...

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

خواہ کرسی پر بیٹھکر اسے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر اسے قیمت درجہ اول ... درجہ دوم ... نوٹ: ہمراہ فرمایش ہر ایک ... روپیہ آنے چاہئیں، نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام لکھنا چاہیئے۔

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴ - اسٹاپ

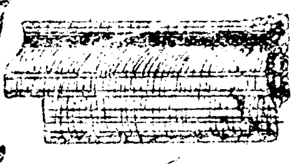

آواز نہایت ہی سریلی و بلند

... درجہ اول ... درجہ دوم ...

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم ۱۲ر
رہبر ہارمونیم ۱۲ر
ہارمونیم استاد ۸ر
کلید ہارمونیم ۴ر
ہارمونیم ... ۸ر
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ ...
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب ۸ر
طبلہ سیکھنے کی کتاب ؍؍
ستار سیکھنے کی کتاب ۵ر

ملنے کا پتہ
مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستیں ذیل کے نام ... ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئیں۔

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کے لئے یہہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہہ التزام کیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس ... اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی ... معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہین جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہو کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ مین حضرت خلیفۃ ... کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چھہ پارے شایع ہو چکے ہین قیمت ہر یک ...

تفسیر سورہ بقر مکمل تین روپیہ چھ آنہ

محب اطفال اسکاٹس ایملشن

جو مزاروں ... شفیق والدین نے اس ... کے صاف ... اس نے ... بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہین وہ بیمار بچوں کو تندرست ... تندرست کو توانا بنا دیتا ہے ... کے لئے سب دواؤں ... کے ہاں موجود ہے اس نشانی ... ایملشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ کا شناخت کا نشان ہے ہاتھہ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے۔ ہم پہلے دوا مفت دیتے ہین اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس مین بھی کچھہ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان ... مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ... اس امراض کے لئے لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالےٰ فوراً رفع ہو تی ہے. اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ تعالےٰ مفید ہے۔ ہمارا یہ کام نہایت ... جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہین اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت چھہ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ...

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی بکس ...

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ ... ضلع دہلی

مردوں کا اژدہام ہو گیا۔ آپ نے یہ پیغام عورتوں کو دیا ان سے کہدو کہ میں اچھا ہوں میں گبھراتا نہیں اور نہ میرا دل ڈرتا ہے۔ وہ سب اپنے گھروں کو چلی جائیں اپنا نام لکھوا دیں۔ میں ان کے لئے دعا کروں گا۔ میں مبالغہ کے رنگ میں نہیں اور نہ محض اعتقادی نظر سے کہتا ہوں بلکہ اصل بات بھی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی امتی کہنے کا۔ اپنی تکلیف اور درد کو بھول کر اس گروہ اتقیا و خلفاء کو ہر حالت میں اپنی قوم ہی یاد رہتی ہے۔ ایسے وقت میں بھی یہی فرمایا

کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا

زندہ باش! اے ہمارے آقا اور تیری دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں۔ پھر دعاؤں کو آپ ذریعہ حل مشکلات کیسا سمجھتے ہیں اس کا نمونہ بھی اس بیماری میں خصوصیت سے نظر آیا۔ آپ نے اپنے خدام کو بار بار فرمایا

کہ میرے لئے دعا کرو!

اس میں دعا کرنے اور دعا کرانے کے راز کو کھولا جب انسانی قلب پر رقت اور گداز ش ہو تو وہ دعا کے اضطرار سے ہو جاتی ہے۔ اور اس میں قبولیت کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس آپ نے اس موقعہ سے جو آپ کی بظاہر تکلیف کا موقعہ ہے۔ اپنی قوم کو دعا کی تعلیم دینے کا فائدہ اٹھایا۔ میں نے ایک موقعہ پر کسی ذریعہ سے عرض کیا کہ اگر پسند کریں تو حاذق الملک کو دہلی سے بلواؤں اور مجھے یقین تھا اور بحمد اللہ ہے کہ وہ حضرت کی علالت کی خبر پا کر فوراً آجائیں۔ اور ان سے مشورہ طبی کی اگر ضرورت ہو تو وہ خوشی سے دیں مگر اس کا جواب جو آپ نے دیا وہ آب زر سے لکھنے میں بھی پوری قدر نہیں پاتا۔

فرمایا خدا پر توکل کرو میرا بھروسہ نہ ڈاکٹروں پر ہے نہ حکیموں پر۔ میں تو اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی پر تم بھروسہ کرو۔

ایسے موقعہ پر انسان حریص ہوتا ہے کہ جو بہترین مدد طبی طور پر اسے مل سکے وہ حاصل کی جائے مگر حضرت خلیفۃ المسیح کی نظر بہت دور اور بلند جاتی ہے اور وہ یہی سبق سب کو دیتے ہیں کہ

کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو!

ایک رات آپ کو پٹی کی وجہ سے تکلیف رہی۔ اسی دن شام کو میر ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن امرتسر سے تشریف لائے۔ آپ نے خیال ظاہر کیا کہ یہ سرجری میں اچھے ہیں صبح کو آپ نے فرمایا کہ رات تکلیف رہی۔ اور اس کی وجہ ہمیں معلوم ہے کچھ پٹی کے متعلق شرک کا شائبہ گذرا تھا کہ ڈاکٹر میر اسمٰعیل اچھے سرجن ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اس پٹی کو تو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ مگر مجھے محض اتنے ہی خیال سے تکلیف رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدوں سب ہیچ ہیں۔"

غرض اس قسم کے بہت سے امور ہیں۔ میں اب اس مضمون کو لمبا نہیں کرتا۔ حضرت کی طبیعت رو بصحت ہے۔ زخم کی حالت اچھی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں بڑی بڑی امیدیں ہیں۔"

اور بالآخر میں پھر اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اسی نشان پر بار بار غور کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں سے کام لیں۔ کہ وہ ایسے نشانوں سے اعراض کرنے والے نہ ہوں اور اس آیت کو ہمیشہ مد نظر رکھیں وکاین من اٰیۃ فی السمٰوٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔

کونٹ ٹالسٹائی کی وفات

کونٹ ٹالسٹائی کے نام سے الحکم کے ناظرین واقف ہیں۔ اس روسی بزرگ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضامین کو نہایت دلچسپی اور قدر کی نظر سے پڑھا تھا۔ اور وہ ہمیشہ ارادت کا اظہار کرتا رہا۔ اس ہفتہ کی خبروں میں سے اس بزرگ کی وفات ایک مہتم بالشان واقعہ ہے۔

کونٹ مذکور اصلاحات کا حامی تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کرتا۔ اور ان کے مصائب میں مدد دینے سے تامل نہ کرتا تھا۔ اس کے صفات کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے جو روزانہ پیسہ اخبار سے لئے گئے ہیں۔

اصلاحات۔ ٹالسٹائی اصلاحات کا بڑا حامی تھا۔ مثلاً پارلیمنٹ کا قائم کیا جانا۔ کسانوں کو اراضی میں مالکانہ حقوق کا عطا کیا جانا۔ پریس کی آزادی مجرموں اور قیدیوں کے ساتھ سختی کا نہ کیا جانا۔ جلاوطنی کا انسداد۔ مذہبی آزادی۔ فوجی قانون کی عملدرآمد کا انسداد۔ تعلیمی رکاوٹوں کا دور کیا جانا۔

خلائق دوستی:۔ ٹالسٹائی خلق خدا کا دلی دوست تھا۔ ان کی مصائب میں ہر طرح پر مدد دیتا تھا اور عملی طور پر اس نے امداد دینے میں ضرورت کے وقت دریغ یا گریز نہیں کیا۔

حمایت اخلاق۔ اخلاق کو درستی کے لئے اور سوشل برائیوں کے دور کرنے لئے بھی اس نے بہت کچھ کیا۔

ناولسٹ:۔ فسانہ نویسی میں ٹالسٹائی کو بڑا ہی ملکہ تھا۔ وہ اپنے خیالات۔ اپنے اصول۔ اور اپنے مسائل کو نہایت سادہ الفاظ اور دلکش پیرایہ میں ادا کرتا تھا۔ اور ان میں اخلاق و روحانیت کی چاشنی کا اضافہ کرکے ان کو دل فریب بنا دیا تھا۔ چونکہ اس کے ناولوں کے مضامین بنی نوع انسان کی ہمدردی اور مصائب کے رفع کرانے والے ہوتے تھے۔ اس لئے زیادہ مقبول ہوتے تھے۔

جرأت:۔ ٹالسٹائی کا ضمیر اس قدر صاف۔ قوت ارادی۔ اس قدر زبردست اور صاف گوئی کی طاقت بڑھی ہوئی تھی۔ کہ جس امر کو وہ اپنے خیال میں اچھا یا دوسروں کے لئے مفید سمجھتا تھا۔ ان کو بلا خوف ظاہر کر دیتا تھا۔

فرائض:۔ ٹالسٹائی فرائض کی انجام دہی کو مقدم سمجھتا تھا۔ اسی لئے جب کبھی ضرورت پڑی۔ اس نے اپنا فرض خوب ادا کیا۔

اور آرام کا خیال موہوم خیال ہے۔ وہ جو مخلوق الٰہی کی بہتری اور بھلائی کے لئے اپنے دل میں ایک سوز و گداز لیکر آتے ہیں انہیں آرام کہاں؟ ظاہری آنکھ سے ہم انہیں کیسے ہی اچھے لباس اور اچھے مکان اور اچھی خوراک کے سامانوں سے بہرہ یاب دیکھیں مگر وہ دنیا کی حالت زار پر ہر وقت باب العزت پر گریاں ہوتے ہیں۔ ان چیزوں میں انہیں کوئی راحت نہیں ملتی جبکہ وہ دنیا کو ضلالت و معصیت میں مبتلا دیکھتے ہیں۔ اور پھر چونکہ اُن کا تعلق مخلوق کے ایک کثیر حصہ سے ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی کسی فکر میں مبتلا اور کوئی کسی تکلیف میں گرفتار رہتا ہے دکھ اور تکالیف ان پر اثر انداز ہوتے ہیں اس طرح یہ قوم اس نقطہ نظر سے آرام کی نیند نہیں سو سکتی۔ اور اس سے پرے جاکر دوسرے نقطۂ نظر سے کوئی دکھ ان پر آہی نہیں سکتا۔ پس بظاہر حضرت مسیح موعود [illegible] بیماری تکلیف ہوکر نہایت ناگوار اور تلخ [illegible] مگر اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات کا موجب اور نیکیوں کا ذریعہ ہونے والی ہے موجب طمانیت ہے۔ ایسے موقعہ پر جماعت کا کیا فرض ہے؟ یہ ایک امر ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ میں اپنے محدود علم اور ناقص معرفت کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ علالت کسی پیش قیمت نصرت و تائید الٰہی کا پیش خیمہ ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ

اس ربانی نصرت کا استقبال کریں

اور اس استقبال کی صورت یہ ہے کہ عملی [illegible] اور دعاؤں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اسلام کی زندگی اور ملت ابراہیم کا احیاء ہمیشہ [illegible]

فدیہ اور قربانی کو چاہتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح جس [illegible] تکلیف کے نیچے سے گذرے ہیں میرے ایمان و اعتقاد کے موافق بڑی بھاری قربانی ہے۔ پس جیسے ابراہیم علیہ السلام نے آخر قربانی کی سنت پورا کیا۔ آؤ ہم بھی اپنے امام کے لئے **قربانیاں** کریں۔ اور ان قربانیوں کیساتھ فصل لربک پر بھی عمل کی توفیق خدا سے چاہیں کیونکہ دعاؤں کی توفیق بھی دعاؤں ہی سے ملتی ہے اگرچہ میرے معزز معاصر نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس علالت کی خبر پاکر احباب یہاں آنیکی تکلیف گوارا نہ کریں مگر میری رائے اس کے خلاف ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق [illegible] دے وہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے یہاں وہ حضرت کی عیادت کرکے اگر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا وہاں وہ ان فیضانوں سے حصہ لیگا جو خصوصیت سے **اس وقت اتر رہے ہیں**۔ حضرت کو اس بیماری کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والوں کے لئے خاص طور پر **ایمان کے بڑھانیکا موجب** ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نمونہ **رضا بالقضا**۔ استقلال۔ اور توکل علی اللہ خصوصیت سے دیکھا گیا ہے۔

بیماری ایک ایسی شے ہے جو انسان پر سے تکلف۔ ریا۔ بناوٹ۔ اور ہر قسم کی نمائش کے پردہ کو اُٹھا دیتی ہے۔ اور اس وقت وہ چونکہ سخت درد اور تکلیف اور ہر قسم کی بے آرامی اور اضطراب میں ہوتا ہے اس لئے اس کی فطرت سلیم اس منہ سے ان الفاظ کو نکالتی ہے جو اس کے اندر ہوتے ہیں۔ اور اس سے بلا تکلف ان حرکات اور افعال کا صدور ہوتا ہے جو اس کی طبیعت کا جزو اصلی ہوگئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اکابر نے لکھا ہے کہ

بیماری انسان کے ایمان کا محک ہے

ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے مرتاض، پرہیزگار اور عابد شب زندہ دار مشہور تھے مگر کسی بیماری نے آکر ان کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا۔ اور انہوں نے اس ساعت عسر میں ایسے ایسے شکوے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے کئے کہ گویا انہیں کوئی واسطہ ہی خدا سے نہ تھا۔ پس یہ ایک **عجیب وقت** ہوتا ہے جس میں ایک مخلص اور بے ریا مومن اور نمائشی انسان میں امتیاز ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے دوستوں میں سے اگر کسی کو موقعہ ملے تو اُسے ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔ میں حضرت کی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو اس قسم کی باتیں میرے لئے ہر روز موجب ازدیاد ایمان ہوتی ہیں۔

میں ان مشاہدات کو مختصراً بیان کرنا بھی اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے جیسے **مذاق** اور دل کے لوگ خدا چاہے تو ان سے فائدہ اُٹھائیں گے *

اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء و رسل اور ان کے نواب اور خلفاء پر جو مصائب اور ابتلا آتے ہیں۔ ان سے جہاں اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود ہوتا ہے کہ خود ان پاک وجودوں کا **اعجازی استقلال** اور ثبات قدم۔ اور انقطاع الی اللہ اور توکل علی اللہ ثابت ہو۔ اور روز روشن کیطرح اُن کی ایمانی **قوت** کا ظہور ہو وہاں دوسری طرف اُن کے متبعین کو اس سے سبق دینا بھی مدنظر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے متبعین کے اخلاص کی پڑتال اور امتحان بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اس وجود کیساتھ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کس قسم کا ایمان اور اخلاص رکھتے ہیں یہ امور میں جو وابستہ ہیں مشاہدہ سے مثال اور تصور سے انکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

بہرحال حضرت کا گھوڑے سے گرنا **ایک نشان** ہے۔ اور یہ نشان اس رنگ میں بھی **اعجاز** ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے وقت بطور پیشگوئی فرمایا کہ اس کا وہم و گمان بھی نہ رکھتا تھا۔ اور اس رنگ میں بھی اعجاز ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کامل اخلاص۔ اور کامل زندہ ایمان۔ اور تبتل الی اللہ کا مظہر ہوا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کردہ واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے ذریعہ تازہ نشان

بنگر اے قوم نشانہائے خداوندِ قدیر
چشم بکشا کہ پرِ چشم نشانی است کبیر

اب سے دو روز حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے گھوڑے سے گر کر زخمی ہونے کی خبر ہر چند احمدی جماعت کیلئے روح فرسا خبر ہے مگر سنت اللہ یہی ہے کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء و رسل اور اُن کے خلفاء و قواب کی زندگی اور زندگی کے تمام واقعات وہ خوشی کے ہوں یا غم کے مخلوق الٰہی کیلئے کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے نشان اور خوارق ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے وجود۔ آیۃ اللہ۔ اور حجۃ اللہ کہلاتے ہیں۔ میرا اپنا ایمان تو یہ ہے کہ اُن کا کھانا پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ بولنا۔ چپ رہنا۔ غرض ہر حرکت و سکون اور ہر ادا اپنے اندر ایک قیمتی سبق اور ایمان افزا نشان رکھتی ہے۔ اسی طرح ہاں ٹھیک اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح بھی چونکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور انبیاء و رسل کے موعود بروز حضرت خلیفۃ اللہ المہدی کے نائب ہیں اس لئے ان کے وجود میں بھی ظلی طور طور پر انہیں آیات اور نشانات کا **آئینہ** ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بہت سی پیشگوئیاں اور نشانات کا آپ کے ہاتھ پر پورا ہونا **مقدر** تھا منجملہ اُن کے یہ کیا کم نشان ہے کہ آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھہرے اور آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود مغفور کا یہ نشان بھی پورا ہوا کہ **میں تیری تبلیغ کو آفاق میں پہونچاؤں گا** اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کا میں یہاں ذکر کرنے کا موقعہ نہیں پاتا۔ بلکہ اس جگہ مجھے اس عظیم الشان نشان کا ذکر کرنا ہے جو

آپ کی موجودہ علالت سے پورا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کی خبر اس وقت تک تمام قوم میں شایع ہو چکی ہے اور میرا کام صرف اس تشویش افزا خبر کی اشاعت نہیں بلکہ میں تو

بلبلا مژدہ بہار بیار

پر عمل کرنے کا خواہشمند ہوں۔ اس لئے میں ان امور کی اشاعت کرنی چاہتا ہوں جو ہمارے احباب کے لئے **مژدہ** روح افزا۔ اور مخالفین کے لئے **حجت ملزمہ** ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے سے گرے اور گر کر زخمی ہوئے۔ یہ معمولی بات ہے دنیا میں بیسیوں نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان گھوڑوں سے گرتے اور گر کر زخمی ہوتے اور بیچ رہتے یا مر جاتے ہیں۔ پھر حضرت کے اس طرح گرنے پر کیا عجیب بات ہوئی ہے یہی ایک سوال ہے جس کا جواب نہایت خوش کن اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھانے والا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ محض گرنا کوئی عجیب بات نہیں ہے بلکہ

یہ گرنا ایک نشان ہے

جس سے حضرت مسیح موعود مغفور کی صداقت قرآن کریم کی صداقت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ حضرت مسیح موعود مغفور کو اللہ تعالےٰ نے اپنی زندگی ہی میں یہ واقعہ دکھایا تھا کہ حضرت **مولوی صاحب گھوڑے پر سے گر گئے ہیں** ÷ بظاہر اس رویا کے پورے ہونے کے اسباب اور سامان یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے کہ مولوی صاحب کو نہ گھوڑا رکھنے کا شوق و خواہش اور نہ سیر و تماشا آپ کے مذاق کے موافق۔ قادیان سے باہر جانا اس دن کے بعد کہ حضرت مسیح موعود نے آپ کو یہاں رہنے کا حکم دیا امید موہوم ہو گیا۔ اور جس وقت حضرت مسیح موعود کو یہ واقعہ دکھایا گیا۔ اس وقت سلسلہ کی آبادی قادیان سے بیرونی حدود تک وسیع بھی نہ ہوئی تھی کہ احتمال ہو سکتا کہ شاید آپ باہر جائیں غرض جو لوگ حالات اور واقعات سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہ پیش گوئی ایسی حالات میں کی گئی کہ کوئی قیافہ شناس اور دوربین آنکھ وہم بھی نہیں کر سکتی کہ یہ واقعہ پیش آوے۔ اس پیشگوئی پر مہینے اور سال گذر گئے یہاں تک کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی مرفوع ہو چکے۔ اور یہ پیشگوئی اسی طرح ناتمام باقی رہی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اکثروں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ لیکن ہمارے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو آگاہ کر دیا تھا

اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

ہم جانتے تھے کہ بہت سے نشانات اور پیشگوئیاں آپ کے بعد بھی پوری ہوں گی۔ چنانچہ اسی وعدہ کے موافق یہ **عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی**۔ اور ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو ۴ بجے کے قریب اپنے اصل الفاظ اور **اصل مفہوم** کے موافق اس نشان کا ظہور ہوا ÷

اس میں شک نہیں کہ ہمارے موجودہ **امام** (اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ ہو) کو اس صدمہ کے نیچے سے ایسا گذرنا پڑا ہے جیسے کوئی موت کے گھاٹ سے اُتر جائے مگر یہ صدمہ اور یہ تکلیف بیرونی دنیا کے لئے ایک نظارہ اور حسی معاملہ ہے۔ ہمیں انہیں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے اور اُن کی تکلیف پر دل میں ٹیس پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ اُن کی یہ تکلیف خود ان کی ذات کے لئے جسمانیات سے پرے جا کر بھی تکلیف کا موجب نہیں اس لئے کہ جو وجود آنے سیدنا و مولانا و محبوبنا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر

ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین

کی خوشگوار صدائیں لگاتے ہیں وہ ہر وقت جنت ہی میں رہتے ہیں اور با آواز بلند کہتے ہیں

محبت تو دوائے ہزار بیماری است
بروئے تو کہ رہائی در این گرفتار است

دیتو ہی نقطۂ نظر سے ان پاک وجودوں کے لئے ایسا کیا

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت [illegible] کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحبزادہ [illegible] کمشنر بہادر لاہور میری آمدنی ۱۸۸۳ روپے تصدیق کر چکے ہیں۔ [illegible] ہے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ [illegible] روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات بے اندازہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر پٹھوں کے گوشت یا اسفنج کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی تاثیر سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا تیز و تندرست بنا دیتی ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بن کبھی بارش تو بھی [illegible] بے آب ہو جاتی ہے۔ ہندوستان و انگلستان اور ملک غیر کے بہترین اور ملنے والے ہزاروں ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت نے سرٹیفکیٹوں اور یادداشتوں میں مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن اس کی ترقی ہو رہی ہے اور ۱۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری ہے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل ہے بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم ہی میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہو جاتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ وہ تمام امراض جو کثرت خواہشات اور طبیعت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی، ضعف باہ، ضعف مثانہ، جریان، سرعت، رقت، ضعف اعصاب، ضعف معدہ، ضعف دماغ، ضعف جگر، ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری، لاغری، بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر آپ تقویٰ کی دوا تو پہ ترجیح دیکھائے تو کیجئے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت و کمال مستی۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو شہزادہ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح حیات کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے عموماً لا ولد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ بے کیمیا گام سے پکارتے ہیں۔ یقیناً شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (۲؎) [illegible]
روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوا روغن مالش [illegible] موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور رعشہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ [illegible] مردانہ ناطاقتی کو دور کر کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن فی [illegible] شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (۴؎) شیشی خورد دو روپے دو آنہ (۲؎)
یہ دونوں دوائیں۔ حکیم محمد شریف [illegible] کیمیا گر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کریں +

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر الاللہ کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا بیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور ہر قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں [illegible] کیڑوں کو مارتی ہے۔ اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو صاف کر [illegible] کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے

قیمت بڑی شیشی چودہ آنے محصولڈاک ۲؍ درجن شیشی ۸؍
قیمت چھوٹی شیشی نو آنے محصولڈاک ۲؍ درجن شیشی ۶؍

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی ہو جاتی ہے۔ تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔
چار آنہ محصولڈاک [illegible] سے ۲ تک ۵؍ بارہ ڈبیہ ۲؍

المشتہر ایل ایم کے برمن نمبر ۹۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

(اشتہار بازی کی گرم بازاری مضمونوں کی طراری مریضوں کی آہ و زاری کیا کیا وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الاماں) ۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں کیا بھی دھوکا ہے ہتوری عنایتیں متعلق اندلوں مختلف قسم کی بیکاریوں کی وجہ علاوہ ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے مرض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے رفع ہونے کی انشاء اللہ توقع ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماسیں کیونکہ بات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔
مرتی نہیں عدہ طلائے طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھاویں او معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ [illegible]
قیمت دوا مفت ۸؍ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸؍ سنون وندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے [illegible]
المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ
ملب گڑھ ضلع دہلی۔

انوار ادبیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

حبوب اقتدار المعروف بہ اب کمزور نہ ہو گے

بعد فراغت ایک دو گولیاں کھا لیجئے کمزوری دور ہو گی مادہ ہی چکنا جو ہو گی یہ گولیاں مقوی۔ دافع سرعت مغلظ بھی اور مفرح ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تھیں۔ قیمت ... گولی عہ۔ نمونہ ۲

پیشل بال مُنگی

قوت باہ و طاقت دماغی۔ کمزوری نسیان کو از حد مفید ہے۔ تمام قسم کے دردوں کو اس کا لگانا اور کھانا مفید ہے مجلوقوں کے واسطے طلا کا کام بھی دیتا ہے کھانے اور لگانے دونوں کام آتا ہے قیمت ½ اونس عہ۔ نمونہ ۲

طلاء ہایوسین

جو لوگ اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کر چکے ہیں وہ مہت باجی کرن اوشدھ کیساتھ ساتھ اس کا بھی استعمال کریں پھر سے گئے پیچھے اصلی حالت پیدا ہو آپکا قیمت فی شیشی ... نمونہ ۶

طلاء مہت

یہ طلاء ہایوسین سے نرم ہے جو لوگ آبلے پڑنے سے ڈرتے ہیں ان کیلئے ہے زرا دیر میں آرام کرتا ہے مگر چھینسی وغیرہ نہیں ہوتی جیسا کہ طلاء ہایوسین سے ہوتا ہے قیمت عہ۔ نمونہ ۲

گولی پارہ

ابلتے ہوئے دودھ میں گولی ڈالی جاتی ہے اس دودھ کو پینے سے ہر قسم کی طاقت بڑھتی ہے گولی دودھ میں گھلتی نہیں منہ میں بھی رکھنے میں ... دودھ اس سے اندر جاکر بیٹھتا نہیں اور اپنا پورا فائدہ دیتا ہے قیمت گولی کلاں ایک روپیہ (عہ) گولی خورد (۸)

مردوں کے متعلق ادویات

مفصل حالات کیواسطے رسالہ الامراض مخصوصہ مردان منگوا دیں

مہت باجی کرن اوشدھ عہ ا

مقوی و ممسک بھی مفرح ہے منی کی تمام امراض مثل کثرت احتلام جریان سرعت ...... وغیرہ کو نافع ہے۔ کھانسی نزلہ زکام۔ درد کمر ذیابیطس ہمیشہ کی تھکان سستی وغیرہ کو نیز نافع ہے جوانی کی غلط کاریوں یا چھوٹی عمر کی شادی وغیرہ سے جبکہ آدمی تمام طاقت کھو بیٹھتا ہے اس حالت میں جبکہ جوان بوڑھے اور بوڑھے زندہ درگور ہوتے ہیں اس وقت جبکہ آدمی شرمندہ ہونے کی وجہ سے مرنے کو ترجیح دیتا ہے اسکی بیوی افسوس و غمگسار رہتی ہے بوڑھے کو جوان سست کو چست اور ویران کو آباد بنانا اس کا ہی کام ہے قیمت ڈبیہ ۴۰ گولی للعہ۔ نمونہ ۸

مہت باجی کرن اوشدھ ۱۲

اس دوائی میں مندرجہ بالا اوصاف بھی کم و بیش ہیں مگر خاص ان آدمیوں کیواسطے تیار کی گئی ہے جو سرعت کے شاکی ہیں ½۹۹ فیصدی اس سے بیمار ہیں بڑے تجربہ کے بعد شائع کی گئی ہے۔ ۴۰ گولی ... نمونہ ۸ گولی عہ

مہت باجی کرن ۱۳

یہ دوائی کے بھی وہی صفات ہیں جو اسکی ہیں اور ضعف اعصاب یا تھ پیشاب کا بار بار آنا بھی ہو تو یہ دوائی دی جاتی ہے پیشاب کی زیادتی کو بہت جلد بند کرکے قوت مردمی بڑھاتا ہے قیمت آدھا پاؤ للعہ۔ نمونہ عہ

حب خوش کن

... قبل ایک گولی کھانے سے حسب خواہش ... ہے بیرج گرمی ... ہے قیمت ۴۰ گولی ... نمونہ ۴

حب کی دوائی

مرض جریان جو گھن کیطرح آدمی کو کھا جاتا ہے جسمیں جوہر جسم پیشاب کے ساتھ خارج ہوتا ہے اس کیواسطے یہ دوائی نایاب ہے اگر بیماری بہت دیر کی ہو دو دن میں آرام آجاتا ہے ۴۰ گولی ... نمونہ ۴

کشتہ تر دھاتہ

قلعی سکہ جست یہ کشتہ بیرج کو گاڑھا کرکے قابل اولاد بنانے اور قدرتی لیسدار کرنے میں بے نظیر ہے خواہ کیسا ہی جریان ہو اس سے جاتا ہے۔ قوت بڑھتی ہے۔ مقتدل ہے کسی قسم کا نقصان نہیں کرتا ہے سرعت کثرت۔ رقت۔ جریان کو اکسیر ہے قیمت فی تولہ چار روپے (للعہ)

مومیائی اصل

اس کی تعریف بیان از خلاق ... بدن کو طاقت ور کرنے خون صالح پیدا کرنے امراض کو دور کرنے کے لئے مشہور ہے قیمت فی تولہ عہ کشتہ سنگ ... کشتہ قلعی ... تولہ کشتہ مرجان ... تولہ کشتہ ... کشتہ قلعی درجہ اول ... تولہ وغیرہ وغیرہ۔

دایہ لائق

یہ دوائی جننے کے وقت دینے سے عورت بچہ با آسانی جنتی ہے خواہ کہ حسب ضرورت ہی جاری ہوتا ہے کمزوری کم ہوتی ہے وضع حمل کے بعد ہونیوالی امراض سے محفوظ رکھتی ہے قیمت سالم ... نمونہ ۸

مانع استقاط حمل

حمل کے قرار پانے کے ۲۔۳ ماہ بعد تک یا جس مہینہ میں استقاط ہوتا ہے اس مہینے تک اس دوائی کو کل کھلا دینا چاہیئے۔ اس کا نام ... ہے قیمت ایک پاؤ ... [illegible]

دوائی جریان الرحم

عورتوں کو جو سفید پانی جاتا ہے۔ اور انہیں زندہ درگور بنا دیتا ہے اسکو یہ دوائی بہت جلد دور کرتی ہے معمولی حالتوں میں اس کی ۸ خوراک کافی ہے۔ ۲۴ خوراک ... نمونہ ۔ خوراک ۱۲

نعمت عظمے

اسکی ایک گولی حمل ... سے مہینے عورت کو کھلا دینے سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے جن کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں ان کے واسطے نعمت عظمے ہے اگر لڑکی ہو تو قیمت ... قیمت ...

عورتوں کے متعلق ادویات

محافظ عورت

حیض کا کم آنا۔ درد سے آنا۔ بے قاعدہ آنا۔ زیادہ آنا۔ اور نیز حیض کی دیگر خرابیوں کو ایک ماہ کے اندر خدا کے فضل سے دور کر دیگا۔ قیمت دو روپے ... نمونہ ۴

مدر حیض

حیض کا کم ہونا یا بند ہونا اور ان سے جسقدر امراض پیدا ہوتی ہیں سب کیلئے اکسیر ہے عورتوں کیواسطے بڑی بھاری ٹانک دوائی ہے حیض کھلتا ہے صاف ہوتا ہے اور طاقت بہت جسم میں آتی ہے بے وقت تھوڑا آنا درد سے آنا سب دور ہوتا ہے قیمت فی شیشی ... ہے جو حیض کے دنوں میں دیجاتی ہے

گربھ چنتامنی

حاملہ عورت کی تمام امراض بخار۔ کھانسی۔ بدہضمی جی متلانا درد وغیرہ کو مفید ہے جہاں حاملہ بیمار ہو اسکو دیدو آرام ہو جاوے گا۔ قیمت ۴۰ گولی عہ۔ نمونہ ۲

اٹھرا کی دوائی

جن عورتوں کے ہاں اولاد ہو کر مرجاتی ہے وہ حالت حمل زچگی میں ... کا استعمال قیمت (...)

پرالکھ

پستانوں کو ڈھلکنے سے بچا ... اور ڈھلکے ہوؤں کو اصلی حالت پر لاتی ہے ... ڈھیلے ... پستان واقعی عورت کے واسطے قابل جاتی ہیں قیمت سالم عہ۔ نمونہ ...

عنت

عورت کو کھلا ... ہے ... خواہش ... کھلائی جاوے ... روپے ...

بانجھن

۵ ماہ کے ... دوسرے ... تیسرے ... بشرطیکہ ... خاص ... ہو جاوے ...

کشتہ ... جریان الرحم اور جریان

منی کو مفید ... کرتا ہے ... عورت کو ... دیتا ہے۔ قیمت تین روپے

ٹھاکر دت شرما وید مالک کارخانہ امرت دھارا و ایڈیٹر اخبار دیش اپکارک چوک متی لاہور

خط و کتابت کا پتہ ... لاہور

مردوں کا اژدہام ہو گیا۔ آپ نے یہ پیغام عورتوں کو دیا

ان سے کہدو کہ میں اچھا ہوں میں گھبراتا نہیں اور نہ میرا دل ڈرتا ہے۔ وہ سب اپنے گھروں کو چلی جائیں اپنا نام لکھوا دیں میں اُن کے لئے دعا کروں گا۔ میں مبالغہ کے رنگ میں نہیں

اور نہ محض اعتقادی نظر سے کہتا ہوں بلکہ اصل بات ہی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اُمتی کہنے کا۔ اپنی تکلیف اور درد کو بھول کر اس گروہ اتقیا و خلفاء کو ہر حالت میں اپنی قوم یاد رہتی ہے۔ ایسے وقت میں بھی یہی فرمایا

کہ میں تمہارے لئے دعا کروں

زندہ باش! اے ہمارے آقا اور تیری دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں۔ پھر دعا کو آپ ذریعہ حل مشکلات کا سمجھتے ہیں اس کو بھی اس بیماری میں خصوصیت سے نظر آیا کہ اپنے نوبار بار فرمایا

کہ میرے لئے دعا کرو!

اس میں دعا کرنے اور دعا کرانے کے راز کھولا جب انسانی قلب پر وقت اور آزمائش ہو وہ دعا اضطرابی ہو جاتی ہے۔ اور اس میں قبولیت کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس آپ نے اس موقعہ سے جو آپ کی بظاہر تکلیف کا موقعہ ہے۔ اپنی قوم کو دعا کی تعلیم دینے کا فائدہ اٹھایا۔ میں نے ایک موقعہ پر کسی ذریعہ سے عرض کیا کہ اگر پسند کریں تو حاذق الملک کو دہلی سے بلواؤں اور مجھے یقین تھا اور بحمد اللہ کہ وہ حضرت کی علالت کی خبر پا کر فوراً آ جائیں۔ اور آنحضرت مشورہ طبّی کی اگر ضرورت ہو تو وہ خوشی سے دیں مگر اس کا جواب جو آپ نے دیا وہ آب زر سے لکھنے میں بھی پوری قدر نہیں پاتا۔

فرمایا خدا پر توکل کرو میرا بھروسہ نہ ڈاکٹروں پر ہے نہ حکیموں پر میں تو اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی پر تم بھروسہ کرو۔

ایسے موقعہ پر انسان حریص ہوتا ہے کہ جو بہترین مدد

طبّی طور پر اسے مل سکے وہ حاصل کی جائے مگر حضرت خلیفۃ المسیح کی نظر بہت دور اور بلند جاتی ہے اور وہ یہی سبق سب کو دیتے ہیں کہ

کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو!

ایک رات آپ کو پیٹ کی وجہ سے تکلیف رہی اسی دن شام کو میر ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن امرتسر سے تشریف لائے۔ آپ نے خیال ظاہر کیا کہ یہ سردی میں لپٹے ہیں صبح کو آپ نے فرمایا کہ رات تکلیف رہی۔ اور اس کی وجہ ہمیں معلوم ہے کچھ پیٹ کے متعلق شرک کا شائبہ گذرا تھا کہ ڈاکٹر میر اسمٰعیل اچھے سرجن ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اس پیٹ کو تو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ مگر مجھے محض اتنے ہی خیال سے تکلیف رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدوں سب ہیچ ہیں "

غرض اس قسم کے بہت سے امور ہیں میں اب اس مضمون کو لمبا نہیں کرتا۔ حضرت کی طبیعت رو بصحت ہے۔ تکلو کی حالت اچھی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں بڑی بڑی امیدیں ہیں "

اور بالآخر میں پھر اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اسی نشان پر بار بار غور کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں سے کام لیں۔ کہ وہ ایسے نشانوں سے اعراض کرنے والے نہ ہوں اور اس آیت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں وکاین من اٰیۃ فی السمٰوٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون

کونٹ ٹالسٹائی کی وفات

کونٹ ٹالسٹائی کے نام سے الحکم کے ناظرین واقف ہیں اس روسی بزرگ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضامین کو نہایت دلچسپی اور قدر کی نظر سے پڑھا تھا۔ اور وہ ہمیشہ ارادت کا اظہار کرتا رہا۔ اس ہفتہ کی خبروں میں سے اس بزرگ کی وفات ایک اہم یادگار واقعہ ہے۔ کونٹ مذکور اصلاحات کا حامی تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق

کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کرتا۔ اور ان کے مصائب میں مدد دینے سے تامل نہ کرتا تھا۔ اس کے صفات کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے جو روزانہ پیسہ اخبار سے لئے گئے ہیں۔

اصلاحات۔ ٹالسٹائی اصلاحات کا بڑا حامی تھا۔ مثلاً پارلیمنٹ کا قائم کیا جانا۔ کسانوں کو اراضی میں مالکانہ حقوق کا عطا کیا جانا۔ پریس کی آزادی مجرموں اور قیدیوں کے ساتھ سختی کا نہ کیا جانا۔ بلاد و طنیوں کا انسداد۔ مذہبی آزادی۔ فوجی قانون کی عملدرآمد کا انسداد۔ تعلیمی رکاوٹوں کا دور کیا جانا۔

خلائق دوستی:۔ ٹالسٹائی خلق خدا کا دلی دوست تھا۔ ان کی مصائب میں ہر طرح پر مدد دیتا تھا اور عملی طور پر اس نے امداد دینے میں ضرورت کے وقت دریغ یا گریز نہیں کیا۔

حمایت اخلاق۔ اخلاق کو درستی کے لئے اور سوشل برائیوں کے دور کرنے لئے بھی اُس نے بہت کچھ کیا۔

ناولسٹ:۔ فسانہ نویسی میں ٹالسٹائی کو بڑا ہی ملکہ تھا۔ وہ اپنے خیالات۔ اپنے اصول۔ اور اپنے مسائل کو نہایت سادہ الفاظ اور دلکش پیرایہ میں ادا کرتا تھا۔ اور ان میں اخلاق و روحانیت کی چاشنی کا اضافہ کر کے ان کو دلفریب بنا دیا تھا۔ چونکہ اس کے ناولوں کے مضامین بنی نوع انسان کی ہمدردی اور مصائب کے رفع کرنے والے ہوتے تھے۔ اس لئے زیادہ مقبول ہوتے تھے۔

جرأت:۔ ٹالسٹائی کا ضمیر اس قدر صاف قوت ارادی۔ اس قدر زبردست اور صاف گوئی کی طاقت بڑھی ہوئی تھی۔ کہ جس امر کو وہ اپنے خیال میں اچھا یا دوسروں کے لئے مفید سمجھتا تھا۔ ان کو بلاخوف ظاہر کر دیتا تھا۔

فرائض:۔ ٹالسٹائی فرائض کی انجام دہی کو مقدم سمجھتا تھا۔ اسی لئے جب کبھی ضرورت پڑی۔ اُس نے اپنا فرض خوب ادا کیا۔

سے ناظرین معلوم کریں گے۔

۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے پر سوار ہو کر نواب صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ نواب صاحب ۱۱۔ نومبر کو قادیان آئے تھے۔ اس لئے حضرت از راہ محبت و شفقت جو آپ کو اپنے خدام سے ہے اُن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ علاوہ بریں چونکہ حضرت مسیح موعود مغفور کی صاحبزادی نواب صاحب کے گھر میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بنت مسیح موعود کا جائز احترام مدنظر رکھتے ہیں۔ اور اس سے اس محبت کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو اہلبیت حضرت خلیفۃ اللہ المہدی سے ہے واپسی پر گھوڑی نہایت بیخودی اور سرکشی سے آرہی تھی۔ ملک مولابخش صاحب رئیس گورالی بیان کرتے ہیں کہ گھوڑی ایسی تیز اور بیخود تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایسی قوت اور اطمینان کے ساتھ اس پر بیٹھے تھے کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا میں نے بڑے سے بڑے سوار دیکھے ہیں۔ مگر حضرت کی شان اس وقت نرالی تھی۔ آخر گھوڑی ایک تنگ کوچہ سے داخل ہو کر گذری اور حضرت زمین پر آرہے اور پیشانی پر سخت چوٹ آئی۔

یہ پہلا موقعہ آپ کے ثبات واستقلال کے امتحان کا تھا حضرت نے گھوڑی سے گر کر کسی قسم کی گھبراہٹ و اضطراب کا اظہار نہیں کیا۔ آپ کو اُٹھایا گیا۔ اور زخم پر پانی بہایا آپ پورے استقلال کے ساتھ اُٹھے۔ اور پیدل چلے آئے۔ بالآخر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر الہی بخش اور ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب نے زخموں کو درست کیا اور بدوں کلورافارم کے عمل کے زخم کو سی دیا گیا حضرت کی عمر باوجودیکہ ۸۰ سال کے قریب ہے اور علی العموم آپ پر اسہال کی بیماری حملہ کرتی رہتی ہے۔ لیکن دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ زخم کے سئے جانیکے وقت آپ کے چہرہ پر یا بدن کے کسی حصہ میں کوئی شکن تک نہیں پڑا۔ استقلال۔ اور ضبط نفس کا ایسا نمونہ تھا کہ وہ کامل ایمان کے بدوں ناممکن ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک تیر لگا تھا جو حالت نماز میں نکالا گیا۔ اسی طرح یہ دیکھا گیا ہے کہ حضرت پر ایک محویت کا عالم تھا۔ باوجود اس کے کہ آپ تحو اس خدا کے فضل سے بجا اور ڈاکٹروں کو ضروری مشورہ بھی دے رہے تھے۔ مگر پھر بھی خدا تعالیٰ میں ایسے محو تھے کہ اس تکلیف کا اظہار کسی حرکت سے نہیں ہوا میرے لئے یہ

پہلا موقعہ ازدیاد ایمان کا تھا

اور میری سمجھ میں آگیا کہ جن لوگوں کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہوتا ہے وہ کس طرح پر ثابت قدم اور خدا تعالیٰ میں ہر ایک خوشی کو محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے زخم کی تکلیف اور درد کی ٹیسیں اور بیماری کی بیقراری اور بے آرامی اُن کی **قلبی شجاعت اور ایمانی قوت میں نقصان** پیدا نہیں کرسکتی۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں اور بھی **دلیر اور قوی دل** ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ جسمانیات سے پرے جاکر روحانی قوتوں کے ظہور کا مظہر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ موقعہ ہوتا ہے کہ اُن کی **قلبی طاقتوں کا نشوونما** ہو۔

مرہم پٹی کے بعد جس امر کا خیال آپ کو آیا وہ نماز عصر کا دور کرنا تھا۔ میں اس امر کو یہاں اجمالاً یہ کہہ جاتا ہوں کہ اس عشرہ میں نمازوں کا التزام اس **شدید بیماری** میں آپ نے ایسا کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقع

نماز ہی آپکا معراج اور قرۃ العین ہے

اور اس کے ساتھ ہی طہارت کی پوری پابندی کی ہے۔ بیماری میں انسان پر بعض اوقات ربودگی اور ربودگی کے ساتھ کسل پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ حضرت نے جب پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر آپ پوری احتیاط کے ساتھ

طہارت کو مدنظر رکھتا ہے

یہ واقعات اس قسم کے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ نہایت درد اور ٹیس کی حالت میں آپ کے منہ سے جو کلمات نکلتے ہیں وہ

سبحان اللہ اور استغفر اللہ

ہیں جن سے مجھ پر یہ بخوبی کھل گیا کہ یہ لوگ کسطرح درد اور تکلیف کی حالت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں اور اس درد اور کرب میں بھی ایک لذت و سرور پاتے ہیں۔ گویا وہ اس واقعہ پیش آمدہ کے متعلق یہ ظاہر کر رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے نقصان اور تکلیف سے پاک اور عیب سے مبرا ہے اور نادان عیسائیوں یا دوسرے لوگ نے جنہوں نے انسان کو خدا بنایا کیسی غلطی کھائی۔ اور ایسا ہی استغفار کا موجب نجات اور ذریعہ تلافی مافات ہے اس لئے زبان سے ایسے پاک کلمات نکلتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے عمل سے ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس علالت کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے موجب رحمت الٰہی اور فیضان مزید کا باعث سمجھتے ہیں۔ ایک طرف درد اور شدت تکلیف زور ہوتا ہے دوسری طرف اُن کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور اس کے احسانات کا اظہار دل و زبان سے جاری ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ درد اور تکلیف کا اٹھانا ان کے لئے آسان تر ہے۔ اس لئے وہ کراہنے اور گھبرانے کی بجائے حمد و تسبیح کرتے ہیں

پس دوسرا امر جو **ازدیاد ایمان کا موجب** یہ ہے۔ کہ آپ حضرت کے پاس جائیں تو نہایت صبر اور سکون کی حالت میں وہ ایسے طور پر لیٹے ہوئے نظر آ نہایت شیریں نیند سو رہے ہیں

واقعہ کی خبر احمدی جماعت

اور آرام کا خیال موہوم خیال ہے۔ وہ جو مخلوق الہیٰ کی بہتری اور بھلائی کے لئے اپنے دل میں ایک سوز و گداز لیکر آتے ہیں انہیں آرام کہاں؟ ظاہری آنکھ سے ہم انہیں کیسے ہی اچھے لباس اور اچھے مکان اور اچھی خوراک کے سامانوں سے بہرہ یاب دیکھیں مگر وہ دنیا کی خاطر ہر وقت باب العزت پر گریاں ہوتے ہیں۔ ان چیزوں میں انہیں کوئی راحت نہیں ملتی جبکہ وہ دنیا کو خدا سے دور دیکھ دیکھ کر چلاتے ہیں۔ اور پھر چونکہ اُن کا تعلق مخلوق کے ایک کثیر حصہ سے ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی کسی دُکھ میں مبتلا اور کوئی کسی تکلیف میں گرفتار رہتا دنیا کے دکھ اور تکالیف ان پر اثر انداز ہوتے ہیں اس طرح پر یہ قوم اس نقطہ نظر سے آرام کی نیند نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے پرے جا کر روحانی نقطۂ نظر سے کوئی دکھ ان پر آہی نہیں سکتا۔ پس بظاہر حضرت مسیح موعود کے نائب پر یہ جسمانی تکلیف ہمارے لئے نہایت ناگوار اور تلخ واقعہ ہے مگر اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات کا موجب اور فیضان کا ذریعہ ہونے والی ہے **موجب اطمینان** ہے۔ ایسے موقعہ پر **جماعت کا کیا فرض ہے** یہ ایک امر ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ میں اپنے محدود علم اور ناقص معرفت کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ علالت کسی **بیش قیمت نصرت** و تائید الہیٰ کا پیش خیمہ ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ

اس ربانی نصرت کا استقبال کریں

اور اس استقبال کی صورت یہ ہے کہ صدقات دیں دعاوں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھانے کی کوشش کریں۔ اسلام کی زندگی اور ملت ابراہیم کا احیا ہمیشہ ہمیشہ

فدیہ اور قربانی کو چاہتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح جس نظر سے جس تکلیف کے نیچے گذرے ہیں۔ میرے ایمان و اعتقاد کے موافق بڑی بھاری قربانی ہے۔ پس جیسے ابراہیم علیہ السلام نے آخر قربانی کی سنت پورا کیا۔ آخر ہم بھی اپنے امام کے لئے **قربانیاں** کریں۔ اور ان قربانیوں کیساتھ **فصلّ لربّک** پر بھی عمل کی توفیق خدا سے چاہئیں کیونکہ دعاوں کی توفیق بھی دعاؤں ہی سے ملتی ہے اگرچہ میرے معزز ہمعصر نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس علالت کی خبر پاکر احباب یہاں آنیکی تکلیف گوارا نہ کریں مگر میری رائے اس کے خلاف ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ توفیق اور ہمت دے وہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ جہاں وہ حضرت کی عیادت کے لئے آکر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا وہاں وہ ان فیضانوں سے حصہ لیگا جو خصوصیت سے **اس وقت اتر رہے ہیں**۔ حضرت کو اس بیماری کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والوں کے لئے خاص طور پر **ایمان کے بڑھانیکا موجب** ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نمونہ **رضا بالقضا**۔ استقلال۔ اور توکل علے اللہ خصوصیت سے دیکھا گیا ہے۔

بیماری ایک ایسی شے ہے جو انسان پر سے تکلف۔ ریا۔ بناوٹ۔ اور ہر قسم کی نمائش کے پردہ کو اُٹھا دیتی ہے۔ اور اس وقت وہ چونکہ سخت درد اور تکلیف اور ہر قسم کی بے آرامی اور اضطراب میں ہوتا ہے اس لئے اس کی فطرت سلیمہ اس کے منہ سے ان الفاظ کو نکالتی ہے جو اس کے اندر ہوتے ہیں۔ اور اس سے بلا تکلف ان حرکات اور افعال کا صدور ہوتا ہے جو اس کی طبیعت کا جزو اصلی ہو گئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اکابر نے لکھا ہے کہ

بیماری انسان کے ایمان کا معیار ہے

ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے مرتاض، پرہیزگار اور عابد شب زندہ دار مشہور تھے مگر کسی بیماری نے آکر اُن کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا۔ اور اُنہوں نے اس ساعت عسر میں ایسے ایسے شکوے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے کئے کہ گویا انہیں کوئی واسطہ ہی خدا سے نہ تھا۔ پس یہ ایک عجیب وقت ہوتا ہے جس میں ایک مخلص اور بے ریا مومن اور نمائشی انسان میں امتیاز ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے دوستوں میں سے اگر کسی کو موقعہ ملے تو اُسے ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔ میں حضرت کی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو اس قسم کی باتیں میرے لئے ہر روز موجب ازدیاد ایمان ہوتی ہیں۔

میں ان مشاہدات کو مختصراً بیان کرنا بھی اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے جیسے **مذاق** اور دل کے لوگ خدا چاہے تو ان سے فائدہ اُٹھائیں گے *

اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء و رسل اور ان کے نواب اور خلفاء پر جو مصائب اور ابتلا آتے ہیں۔ ان سے جہاں اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود ہوتا ہے کہ خود ان پاک وجودوں کا **اعجازی استقلال** اور ثبات قدم۔ اور انقطاع الی اللہ اور توکل علی اللہ ثابت ہو۔ اور روز روشن کیطرح اُن کی ایمانی **قوت** کا ظہور ہو وہاں دوسری طرف اُن کے متبعین کو اس سے سبق دینا بھی مدنظر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے متبعین کے اخلاص کی پڑتال اور امتحان بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اس وجود کیساتھ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کس قسم کا ایمان اور اخلاص رکھتے ہیں یہ امور میں جو والبستہ ہیں مشاہدہ سے متعلق اور تصور سے انکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

بہرحال حضرت کا گھوڑے سے گرنا ایک نشان ہے۔ اور یہ نشان اس رنگ میں بھی **اعجاز ہے** کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے وقت بطور پیشگوئی فرمایا کہ اس کا وہم و گمان بھی نہ رکھتا تھا۔ اور اس رنگ میں بھی **اعجاز** ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کامل اخلاص۔ اور کامل زندہ ایمان۔ اور تبتل الی اللہ کا مظہر ہوا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کردہ واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے ذریعہ تازہ نشان

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانی است کبیر

اب سے دور حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے گھوڑے سے گر کر زخمی ہونے کی خبر ہر چند احمدی جماعت کیلئے روح فرسا خبر ہے مگر سنت اللہ یہی ہے کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء و رسل اور اُن کے خلفاء و نواب کی زندگی اور زندگی کے تمام واقعات وہ خوشی کے ہوں یا غم کے مخلوق الہی کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے نشان اور خوارق ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے وجود۔ آیۃ اللہ۔ اور حجۃ اللہ کہلاتے ہیں۔ میرا اپنا ایمان تو یہ ہے کہ اُن کا کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ بولنا۔ چپ رہنا۔ غرض ہر حرکت و سکون اور ہر ادا اپنے اندر ایک قیمتی سبق اور ایمان افزا نشان رکھتی ہے۔ اسی طرح ہاں ٹھیک اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح بھی چونکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور انبیاء و رسل کے موعود بروز حضرت خلیفۃ اللہ المہدی کے نائب ہیں اس لئے اُن کے وجود میں بھی ظلی طور طور پر انہیں آیات اور نشانات کا **آئینہ** ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بہت سی پیشگوئیاں اور نشانات کا آپ کے ہاتھ پر پورا ہونا **مقدر** تھا منجملہ اُن کے یہ کیا کم نشان ہے کہ آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے اور آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود مغفور کا یہ نشان بھی پورا ہوا کہ **"میں تیری تبلیغ کو آفاق میں پہونچاؤں گا"** اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کا میں یہاں ذکر کرنے کا موقعہ نہیں پاتا۔ بلکہ اس جگہ مجھے اس عظیم الشان نشان کا ذکر کرنا ہے جو

آپ کی موجودہ علالت سے پورا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کی خبر اس وقت تک تمام قوم میں شایع ہو چکی ہے اور میرا کام صرف اس تشویش افزا خبر کی اشاعت نہیں بلکہ میں تو

بلبلا مژدہ بہار بیار

پر عمل کرنے کا خواہشمند ہوں۔ اس لئے میں ان امور کی اشاعت کرنی چاہتا ہوں جو ہمارے احباب کے لئے مژدہ روح افزا۔ اور مخالفین کے لئے **حجت ملزمہ** ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے سے گرے اور گر کر زخمی ہو گئے۔ یہ معمولی بات ہے دنیا میں بیسیوں نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان گھوڑوں سے گرتے اور گر کر زخمی ہوتے اور بچ رہتے یا مر جاتے ہیں۔ پھر حضرت کے اس طرح پر گرنے میں کیا عجیب بات ہوئی ہے؟ یہی ایک سوال ہے جس کا جواب نہایت خوش کن اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھانے والا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ محض گرنا کوئی عجیب بات نہیں ہے بلکہ

یہ گرنا ایک نشان ہے

جس سے حضرت مسیح موعود مغفور کی صداقت قرآن کریم کی صداقت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ حضرت مسیح موعود مغفور کو اللہ تعالےٰ نے اپنی زندگی ہی میں یہ واقعہ دکھایا تھا کہ حضرت **مولوی صاحب گھوڑے پر سے گرے ہیں** + بظاہر اس رویا کے پورے ہونے کے اسباب اور سامان یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے کہ مولوی صاحب کو نہ گھوڑا رکھنے کا شوق و خواہش اور نہ سیر و تماشا آپ کے مذاق کے موافق۔ قادیان سے باہر جانا اس دن کے بعد کہ حضرت مسیح موعود نے آپ کو یہاں ہو رہنے کا حکم دیا امید موہوم ہو گیا۔ اور جس وقت حضرت مسیح موعود کو یہ واقعہ دکھایا گیا۔ اس وقت سلسلہ کی آبادی قادیان سے بیرونی حدود تک وسیع بھی نہ ہوئی تھی کہ احتمال ہو سکتا کہ شاید آپ باہر جائیں غرض جو لوگ حالات اور واقعات سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہ پیش گوئی ایسی حالات میں کی گئی کہ کوئی قیافہ شناس اور دوربین آنکھ وہم بھی نہیں کر سکتی کہ یہ واقعہ پیش آوے۔ اس پیشگوئی پر مہینے اور سال گذر گئے یہاں تک کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی مرفوع ہو چکے۔ اور یہ پیشگوئی اسی طرح ناتمام باقی رہی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اکثروں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ لیکن ہمارے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو آگاہ کر دیا تھا

اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

ہم جانتے تھے کہ بہت سے نشانات اور پیشگوئیاں آپ کے بعد بھی پوری ہوں گی۔ چنانچہ اسی وعدہ کے موافق یہ **عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی**۔ اور ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو ۲ بجے کے قریب اپنے اصل الفاظ اور **اصل مفہوم** کے موافق اس نشان کا ظہور ہوا +

اس میں شک نہیں کہ ہمارے موجودہ **امام** (اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ ہو) کو اس صدمہ کے نیچے سے ایسا گذرنا پڑا ہے جیسے کوئی موت کے گھاٹ سے اُتر جائے مگر یہ صدمہ اور یہ تکلیف بیرونی دنیا کے لئے ایک نظارہ اور حسی معاملہ ہے۔ ہمیں انہیں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے اور اُن کی تکلیف پر دل میں ٹیس پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ اُن کی یہ تکلیف خود ان کی ذات کے لئے جسمانیات سے پرے جا کر کسی تکلیف کا موجب نہیں اس لئے کہ جو وجود اپنے سید و مولا و مخدوم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر

ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

کی خوشگوار صدائیں لگاتے ہیں، وہ ہر وقت جنت میں رہتے ہیں اور بآواز بلند کہتے ہیں

محبت تو دوائے ہزار بیماری است
بر آنکہ کہ رہائی درین گرفتار است

دنیوی نقطہ نظر سے ان پاک وجودوں کے لئے

کامل ہے کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر و ہز ایکسیلنسی نواب گورنر جنرل بہادر اس کو پڑھ کر بہت خوش و محظوظ ہوں گے +

اور میں نے کتاب مع چٹھی آپ کی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس بغرض روانگی بخدمت وایسرائے صاحب روانہ کردی ہے۔ حضور وایسرائے صاحب بہادر نے بعد ملاحظہ کتاب بجواب چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر چٹھی رسید کتاب بدیں مضمون روانہ فرمائی کہ نہایت خوشی کے ساتھ میں نے حصہ اول اس کتاب کا ملاحظہ کیا جو آپ شایع کرانا چاہتے ہیں جسکی ایک نقل آپ نے میرے پاس براہ مہربانی بھیجی ہے جو محنت اور جانفشانی و توجہ آپ نے تصنیف کتاب میں کی ہے اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور جو حالات خیر خواہانہ و نیک اس سے مترشح ہوتے ہیں اس کا مبارکباد دیتا ہوں۔ بلاشک فرائض ہدایات کو کامیابی کے ساتھ مبتدیان کو تعلیم دینے کے لئے یہ کتاب نہایت فائدہ مند ہوگی فی الحال میں کتاب کو نارمل ڈیپارٹمنٹ میں غور کرنے لئے بھیج رہا ہوں۔

اس کتاب کے باقی دو حصے بھی بہت سرگرمی کے ساتھ طیار ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ بہت جلد چھپ جانے پر پبلک کو اس کے مطالعہ کرنے اور عوام کو اس سے فائدہ اوٹھانے کا موقعہ دستیاب ہوگا۔ مثل اس کے ایک کتاب موسومہ میوٹنی کل سینا دلے تصنیف کردہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر بہ پیشگاہ جناب وائسرائے کشور ہند بطور تحفہ بھیجی گئی تھی اس کو جناب وایسرائے بہادر نے وصول فرماکر بذریعہ چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور تحریر فرمایا کہ اس کتاب کا تذکرہ میں یور ہائینس کی خدمات خیر خواہانہ ایام غدر ہائے دلچسپ درج ہیں۔ اور خیر خواہانہ خیالات بجانب گورنمنٹ انگلشیہ و بجق شہنشاہ معظم ظاہر کئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے کمال خوشی ہوئی اس تحفہ کا اور آپ کے خیر خواہانہ خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہوں

حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس غدر کی خیرخواہی کی چٹھیاں موجود ہیں۔ جن میں سے مسٹکاف صاحب بریگیڈیر جنرل بریگیڈ دوم کی چٹھی کا خلاصہ یہ ہے کہ مہاراجہ اجی گڈہ نے جو مدد دی ہے وہ قابل یادگار ہے اور یوروپین صاحبان کو چاہیئے کہ ان پر اور ان کی ریاست پر مہربانی کی نظر رکھیں علاوہ اس کے ۱۴۳ چٹھیاں اور بھی اعلیٰ حکام برٹش گورنمنٹ کی مہربانی و قدردانی کی موجود ہیں اور دیگر صاحبان کی ہزاروں چٹھیاں موجود ہیں۔ علاوہ کتب مندرجہ بالا کے ہز ہائینس نے مختلف علوم و فنون پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اور آپ کی تربیت اور تعلیم کا اثر ہے کہ آپ کے راج کماروں نے بھی صیغہ تالیف و تصنیف میں کمال پیدا کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک صاحب تصنیف ہے۔ بلکہ ہز ہائینس مہارانی صاحبہ نے بھی مستورات کے لئے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اور اس طرح اجے گڈہ کا شاہی خاندان علمی مذاق رکھنے والا خاندان ہے۔ ان تصانیف کی فہرست ہم کبھی دوسرے وقت شایع کریں گے۔

اب صرف اس امر کا ذکر کرکے اس مضمون کو ختم کردیا جاتا ہے کہ ہز ہائینس نے پلیگ کے علاج کے لئے ایک مفید دوائی طیار کی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھیجی گئی ہے یعنی مفت بطور خیرات دیگئی ہے مفید اور موثر ثابت ہوئی ہے۔ اس کے مفید ہونیکے ہزاروں سرٹیفکیٹ انگریزی اردو اور ہندی میں موجود ہیں۔ جن کو جداگانہ رسالجات کیصورت میں چھاپ دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر الحکم بالآخر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ مہاراجہ اجے گڈہ کی یہ علمی اور ملکی خدمات قابل قدر ہیں۔ اور اُن کے ذاتی اعزاز میں گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف سے خاص طور پر عزت افزائی ہونی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے والیان ریاست کو بھی علمی مذاق پیدا ہو۔ اور وہ اپنی رعایا اور دوسرے اہل ملک کے لئے مفید کام جاری کرسکیں +

ہمارا نیا وایسرائے

ہمارے نئے وایسرائے لارڈ ہارڈنگ مع لیڈی ہارڈنگ مس ہارڈنگ اور اپنے سٹاف کے ۱۸ نومبر کی صبح کو بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین اور قوم کیطرف سے صدق دل سے صاحب ممدوح کو بذریعہ **الحکم**

ویلکم کہتا ہے

ٹھیک اسی تاریخ ایڈیٹر الحکم کی خوش آمدید کی مندرجہ ذیل تار برقی صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچی۔

ایڈیٹر الحکم صدق دل سے آپ کو آمد ہندوستان پر خیر مقدم کہتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ آپ کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو"

جدید وایسرائے نے ازراہ عطوفت بذریعہ تار برقی اسی روز جواب دیا کہ میں آپ کے خیر مقدم اور نیک آرزوں کے تار کے لئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ اس حکمران قوم کی خوبیوں اور نیک عادات میں داخل ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق سے رعایا کو گرویدہ کرتے ہیں میں احمدی قوم کیطرف سے پھر صاحب ممدوح کو خیر مقدم کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو۔ اور وہ ہر طرح امن کا برکت کا عہد ہو۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پولیٹیکل تحریکوں سے الگ ہے اور وہ ملک میں صلحکاری اور امن کی تعلیم کی اشاعت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اہل ملک میں صلاحیت اور تقویٰ شعاری پیدا ہو۔ اور سلسلہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ دنیا حقیقی خدا کو شناخت کرے اور نیاز مندی کیساتھ اس کے آستانہ الوہیت پہ گریں۔ نوع انسان پر شفقت کریں اور اپنے بادشاہوں اور حکام کے سچے فرمانبردار اور مطیع فرمان ہوں۔ گورنمنٹ انگلشیہ مسلمانوں کے لئے خصوصًا موجب رحمت ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے اس نیک نہاد گورنمنٹ کے زیر سایہ رہنے پر فخر کیا ہے۔ اور ہمیشہ اس نے او

س کے خاندان نے عملی طور پر ثابت کیا ہے۔ کہ وہ **تاج برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور دوست ہیں۔** اسی تعلیم کا پابند ان کا سلسلہ ہے۔ اس لئے میں ہز اکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا کے فضل و کرم سے اپنا سچا وفادار اور فرمانبردار گروہ پائیں گے۔

مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد مذہب پر قایم ہے

ہم اگرچہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم مغفور کے پیرو نہیں ہیں۔ اور ان مرحوم کے کئی خیالات سے ہم کو ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ مگر جس اصول پر انہوں نے اپنے مشن کی بنیاد قائم کی تھی۔ اس سے کسی باخبر اور ذی ہوش مسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ان کی تمام جد و جہد اور کشش و کوشش کا انتہائی مقصد یہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں خالص اسلامی سپرٹ از سر نو پیدا کر دیا جائے۔ تاکہ ان کی قومیت محفوظ رہے اور وہ دین اور دنیا میں سرخرو اور کامیاب ہوں۔ اور جن لوگوں نے دنیا کی مختلف قوموں کی جد و جہد کی تاریخ کو مطالعہ کیا ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ فاتح اقوام میں سے صرف مسلمانوں کی قوم ایسی ہے جس نے مذہب کی رسی کو مضبوط پکڑ کر دنیا کے وسیع براعظموں کے طول و عرض میں فتح و ظفر کے پرچم اڑائے اور علمی و تجارتی دنیا میں کوس لمن الملک بجایا۔ اور جب مذہب کے سہارا کو چھوڑ دیا تو وہ منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور اب اگر کوئی صورت پھر ان کے ابھرنے اور شاہراہ ترقی و تہذیب پر آنے کی ہے تو صرف یہی ہے کہ وہ سلف صالحین کی مانند خالص اسلامی سپرٹ اپنے میں پیدا کریں جب فخر قوم عالیجناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیرسٹرایٹ لا ولایت میں تعلیم لاء اور فلاسفی کی تکمیل کر رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ اسلام کے متعلق ایک لیکچر دیا۔ ولایت میں دستور ہے لیکچرار اپنا لیکچر ختم کر لیتا ہے۔ تو سامعین میں سے شخص چاہے کھڑا ہو کر لیکچرار سے لیکچر کے بعض حصوں کی تشریح کرا سکتا ہے ویسے بھی اگر کسی کو لیکچرار کے بیان میں شک ہو۔ تو اعتراض کرنیکا حق رکھتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب لیکچر ختم کر چکے۔ تو منجملہ اور بہت سے اعتراضات کے ان پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مسلمان سخت مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ آپ نے ٹھیک اور بجا فرمایا مسلمان واقعی مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ اور اسی لئے اب تک زندہ ہیں۔ اور اگر وہ دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو مذہبی تعصب ان کے لئے ضروری و لازمی ہے کیونکہ ان کی قومیت کا سنگ بنیاد مذہب ہے۔ اور جس چیز پر جسکی ہستی کا انحصار ہو اگر اس چیز کی حرمت اور حفاظت کیجائے تو گناہ نہیں۔ بلکہ عین ثواب اور صواب ہے۔ اور دنیا میں جو قوم متمدن و مہذب ہے وہ اپنی قومیت کے اصل کو برقرار رکھنے کیلئے اس کے متعلق ضرور متعصب ہے۔ آپ انگریز اصحاب کی قومیت کی دار و مدار آپ کے وطن پر ہے آپ میں سے خواہ کوئی کتنا ہی حلیم الطبع اور عالم و فاضل کیوں نہ ہو اس شخص کو کچا چبانے پر تیار ہو جاتا ہے جو آپ کے مادر وطن کی ہتک یا توہین کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد روحانی ہے۔ دیگر اقوام کی قومیت کی بنیاد مادی ہے۔ مسلمانوں کے لئے مذہب کی ایسی ہی ضرورت ہے۔ جیسی کہ یوروپین اقوام کے لئے حب وطن ازادی اور زبان کی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ عالیجناب فقیر سید افتخار الدین صاحب کے دولت خانہ پر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور ایڈیٹر ملت کو ایک ہی وقت پر فقیر صاحب کی ملاقات کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ عالیجناب فقیر صاحب نے جو کہ قومی حالات و معاملات سے ازبس باخبر ہیں سر سید مرحوم و مغفور کے نہایت ہی قابل قدر مہتم بالشان اور نتیجہ خیز قومی و ملکی خدمات کا ذکر فرمایا۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے اس مرحوم بزرگ کے متعلق گفتگو میں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کے خدمات کو بھی سراہا اور اپنی تائید میں وہ زبردست ثبوت پیش کیا جسکا ہم اوپر حوالہ دے آئے ہیں اس وقت سے ہم برابر اس میں غور کرتے رہے ہیں۔ اور تاریخ عالم کو ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تائید پر بالکل آمادہ پایا ہے۔ ہمکو افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اصل الفاظ ہم کو یاد نہیں رہے ورنہ اصلی الفاظ سے معزز ناظرین کو زیادہ فائدہ اور لطف حاصل ہوتا۔ تاہم ہم نے اپنے الفاظ میں ان کے خیلات کا اظہار اس غرض سے کیا کہ لیڈران قوم جناب ڈاکٹر صاحب کے اس خیال پر غور کریں اور قوم میں مذہبی سپرٹ پیدا کرنے کا کوئی بہترین ذریعہ پیدا کریں۔ اور ہر مسلمان بجائے خود اپنے میں مذہبی غیرت و محبت کو پیدا کرنے کی تدبیر کرے

(ملت)

ریویو

ملت مسلمانوں کا نہایت قیمتی اور قابل قدر پرچہ ہے۔ جو اسی سال سے لاہور سے مولوی شجاع اللہ صاحب نے شایع کرنا شروع کیا ہے یہ سچی بات ہے کہ **ملت** کو نہایت قابلیت اور محنت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ **ملت** کی تحریریں قوم میں جائز نکتہ چینی اور ازادی رائے کا مذاق پیدا کرنے والی ہیں۔ اور **ملت** کا موضوع اسلام اور مسلمان ہے ہم اس میں شک نہیں کہ **ملت** کا ایڈیٹر ہمارے ساتھ مذہبی اختلاف رکھتا ہے اور ملت کی بعض رائوں سے جو اسلامیہ کالج کی ضرورت کے متعلق ہیں۔ میں اختلاف رکھتا ہوں۔ مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ اس کی خوبیوں کا اعتراف نکیا جاوے **ملت** کی کامیابیوں کے لئے دعا ہے۔

ملت کی سالانہ قیمت صرف تین روپیہ ہے۔ اور میں زور سے سفارش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو ایسے قیمتی پرچہ کی قدر کرنی چاہیئے +

ایڈیٹر

شامل ہوئیں انہوں نے نواب و صوبہ داروں سے یہ بات مشہور کی کہ دنیا میں اب انگریز باقی نہیں رہے ۔ یہ انگریز جو رہے ہیں سفید رنگ کی رنگی ہوئی روئی ہیں ان لوگوں سے دہمکی کی چٹھیاں خیرخواہ لوگوں کے پاس اس مضمون کی بہیجیں کہ ہم تم کو اور تمہاری ریاست کو برباد و تباہ کر دیں گے اگر تم انگریزوں کو امداد دو گے لیکن خیرخواہ لوگ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور جو سرکار انگریزی کے جانب خیرخواہانہ خیالات رکھتے ہیں انگریزوں کی رفاقت میں ثابت قدم رہے انہوں نے باغیوں کو خشک جواب اس مضمون کا بھیجا ۔ کہ ہم لوگ جب تک قالب میں جان ہے انگریزوں کی خیرخواہی کرینگے ۔ اور ہم لوگ سب صدمہ سہیں گے کہ تم اپنے افعال بد کا برا نتیجہ پاتے ہو ۔

اس جواب سے باغی لوگ شکستہ دل ہو گئے اور بہت عرصہ نہیں گذرا کہ انگریزی فوج اور دیگر اشخاص نے جو سرکار انگریزی کے خیرخواہ تھے جن میں میں بھی تھا ۔ باغیوں کو مضافات جہادنی ناگود باندا کا لپے جہانسی اور گوالیار میں شکست فاش دیکر تہ تیغ کیا اور انجام یہ ہوا کہ باغی لوگ انواع اقسام کے امراض کے شکار ہوئے سب اشخاص جن کی تعداد پانچ سے پچیس تک تھی میں نے خود دیکھا کہ وہ لوگ جنگل کی جہاڑیوں میں چھپے پڑے ہوئے تھے قادر مطلق نے ان کے پیروں میں جگادر کی بیڑیاں ڈالدیں تھیں وے لوگ چل پھر نہیں سکتے تھے ۔ آخرکار سختیوں سے ہلاک ہوئے مگر خوش نصیبی سے خیرخواہ لوگ معہ اپنے عیال و اطفال کے اب تک امن و اسایش کی زندگی بسر کر رہے ۔ اور گورنمنٹ کے مرہون منت ہیں مجکو یقین کامل ہے کہ یہ لوگ بھی جو اب فساد کے کام کرتے ہیں زیادہ نہیں بہت جلد باغیوں کیطرح تباہ و برباد ہو جائیں گے ۔ جہانتک میں غور کرتا ہوں میری رائے ہے کہ زمانہ حال کے خیالات فاسدانہ کا باعث رزیل لوگوں کا کمینہ پن اور مناسب تعلیم مذہبی کا نہ ہونا ہے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سفلہ پن انگریزی زبان سیکھنے کا

نتیجہ ہے ۔ جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں مجکو یقین ہے کہ رزیل خاندانوں کی جبلی خصلت سے یہ فسادات وقوع میں آتے ہیں جن خاندانوں کے لوگ اس دائرہ میں جس میں خوف خدا و وفاداری و خیرخواہی بادشاہ وقت و فرمانبرداری والدین و استاد کی ہوا بہری ہو ۔ ان خیالات کی ہوا شرفاء کے خاندانوں میں بہری ہوئی ہے اس میں تربیت پانیکا موقعہ ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوا ۔ اگر یہ لوگ ان حلقوں میں تربیت پاتے تو اسی سرکار انگریزی کے کہ جسنے اُن کو اور سب لوگوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے ناشکرگذار نہ ہوتے وہی لوگ ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جنکو شرفا کے خاندانوں سے جن کے اعلیٰ خیالات ہیں ربط ضبط رکہنے کا فائدہ نہیں پہونچ سکتا ۔ اگرچہ یہ عام مسئلہ قایم شدہ نہیں کہ اخلاق و تہذیب کسی خاص فرقہ پر محدود ہو لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جیسے کچھ تہذیب معزز خاندانوں میں ہے اس کے مقابلہ میں چھوٹے خاندانوں کے لوگوں کی تہذیب ادنیٰ درجہ کی رہتی ہے تاوقتیکہ چھوٹے خاندانوں کے آدمی ان اصولوں میں تعلیم نہ پاویں ۔ ان دنوں میں یہ دیکھ کر کہ دیگر عالم و فاضل لوگوں کی توجہ اس خرابی کے دور کرنے کیطرف رجوع ہے میں ایک کتاب تربیت اطفال کیواسطے تصنیف کر رہا ہوں مجکو امید ہے کہ جب وہ اختتام کو پہونچے گی ایک جلد اس کی بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجونگا ۔ اس کتاب میں بہت سی ہدایات مبتدیوں کے لئے ہیں اور اس میں ہندوستان کے تاریخی حالات لکھے گئے ہیں اور زمانہ سلف کا زمانہ حال سے مقابلہ کیا گیا ہے اور مختلف بادشاہوں کے عروج اور زوال کے وجوہات دکہلائے گئے ہیں اور وہ ہدایتیں لکھی گئی ہیں جس سے وہ برے رواج جو حال کے زمانہ میں پھیل رہے ہیں دور ہو جاویں ۔ میں نے ایک کتاب فن کاشتکاری کی بھی تصنیف کی ہے اور لوگوں کی توجہ اس پیشہ کیطرف مبذول کی ہے کہ لوگ اپنے آبائی پیشہ کیطرف توجہ کریں

کیونکہ انسان کے لئے غلہ پیدا کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور اس پر انسان کی زندگی کا مدار ہے خاتمہ پر میں پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا دیتا ہوں کہ پروردگار آپ کو ہمیشہ تندرست و صحیح سلامت رکھے اور ہمیشہ خطرناک حادثوں سے محفوظ رکھے (آمین)

یہ چٹھی ۱۲ نومبر ۱۹۱۰ء کو بتوسط پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر بھیجی گئی ۔ اس کے جواب میں پیشگاہ جناب گورنر جنرل بہادر سے اس مضمون کی چٹھی حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس آئی ۔ بعد اظہار شکریہ منجانب حضور ممدوح و لیڈی صاحبہ یہ تحریر تھا ۔ کہ کتاب تعلیم اطفال جو آپ لکھ رہے ہیں اس کو میں بڑی خوشی سے قبول کروں گا ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت درجہ مفید اور کارآمد ہو گی جبکہ جناب وایسرائے کشور ہند کی ہندوستان سے تشریف لیجانے کی خبر افواہاً مشہور ہوئی تب حالانکہ یہ کتاب جو حضور معلی کچھ عرصہ سے تصنیف کر رہے تھے خاتمہ کو نہ پہونچی تھی ۔ صرف پہلا حصہ اس کا پورا ہوا تہا سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے پہلا حصہ ہی حضور جناب وایسرائے صاحب بہادر کے حضور ملاحظہ کے لئے معرفت صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نیاگاؤں بھیجا اور صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کو سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ بھی اس کتاب کو پڑھ لیویں ۔ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے پہلے حصہ کو ملاحظہ کر کے اس مضمون کی چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور ارسال کی ۔ کہ میرے پاس آپ کی چٹھی مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۰ء معہ چٹھی موصولہ جناب وایسرائے صاحب بہادر معہ کتاب تربیت اطفال پہونچی حسب تحریر آپ کے میں نے کتاب کو دیکھا ۔ میری رائے ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے لئے یہ کتاب بڑی ہی مفید ہوگی اور اگر لوگ اس کو توجہ سے اس کو پڑہیں گے اور اس کی نصیحتوں پر عمل کریں گے تو ضرور ہے کہ نتیجہ قابل تعریف ہو اور مجکو یقین

مہاراجہ اجی گڈھ بحیثیت مصنف

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں الہ آباد یونیورسٹی کو اخلاقی کورس کے لئے ایڈیٹر الحکم نے ہز ہائینس مہاراجہ اجی گڈھ صاحب بالقابہ کی ایک خاص تصنیف کی طرف توجہ دلائی تھی جس کو ایڈیٹر الحکم نے اپنے دوران قیام اجی گڈھ میں ہز ہائنس کی خاص مہربانی سے ملاحظہ کیا تھا۔ اسی کتاب کے متعلق ہز ہائنس اور وائسرائے ہند کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ الہ آباد کے مشہور معروف روزانہ اخبار پائونیر میں شایع ہو چکی ہے اس خط و کتابت کو ذیل میں درج کرتا ہوں جو بغرض اندراج جناب ٹھاکر مہابلاسنگھ صاحب دیوان ریاست مذکور نے ارسال فرمائی ہے اس سے پہلے متعدد مرتبہ میں نے اس امر کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ہز ہائینس سر سوائی رگھبیر سنگھ صاحب بالقابہ والئی ریاست اجی گڈھ ایک اعلیٰ درجہ کا علمی اور عملی مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں اور وہ نرے مصنف ہی نہیں۔ بلکہ موجد بھی ہیں۔ اس خط و کتابت کے آخیر میں مہاراجہ موصوف کی تصانیف کی ایک فہرست دی گئی ہے جن میں سے اکثر ایسی مسودات کی شکل میں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ ایڈیٹر الحکم کو یہ فخر حاصل ہوگا کہ وہ ان تمام تصانیف کو مستقل طور پر اپنے اہتمام سے شایع کرے۔

بہرحال دوسرے والیان ریاست کے لئے مہاراجہ اجی گڈھ کی نظیر قابل تقلید ہے کہ وہ انتظام ریاست کے ساتھ اپنے علمی مذاق اور عملی تجربوں کو دوسروں کے فائدہ کے لئے قلمبند کرنے میں بہت وقت دیتے ہیں اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جوان ہمت مہاراجہ صاحب سن میں نوا ورمی خوشی ہوتی ہے میں کسی لمبی تمہید کے بدوں اس مضمون کو درج کرتا ہوں اور یہ سفارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کتابوں کا جو اخلاقی نصاب قرار دیئے جانے کے علاوہ ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیرخواہی کا جذبہ پیدا کرنے والی ہوں۔ عام طور پر رملوج ہونا چاہیئے

(ایڈیٹر)

کئی سال سے ہندوستان میں بعض اشخاص بوجہ کم فہمی سرکار انگلشیہ کے خلاف جابجا شور مچا رہے ہیں اور انسانیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس ایجی ٹیشن کو دیکھ کر اور ایسے لغو خیالات کی وبا کو عام طور پر پھیلتے دیکھ کر عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر اجی گڈھ کو افسوس ہوتا رہا۔ اور آپ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ ایسے موقع پر ایسی کتاب تصنیف کرکے شایع ہو لوگوں کو برکات دولت انگلشیہ سے آگاہ کرے اور ان کو فرائض رعایا سے واقف کرے جب تک یہ علم نہ ہو لوگ گورنمنٹ کی حقیقی قدر نہیں کر سکتے۔ ہز ہائینس اس خیال میں تھے کہ سنہ ۱۹۰۹ء میں ہز اکسلنسی وائسرائے ہند پر بمقام احمد آباد بمب چلنے کی ناگوار خبر پہونچی۔ جسے سنکر ہز ہائینس کو سخت ملال ہؤا اور ایسے کور نمک لوگوں کے متعلق سخت نفرت اور رنج کا اظہار آپ نے فرمایا اور عام طور پر

برکات دولت برطانیہ

کا اظہار کیا اور اپنے ارکان حکومت و رعایا کے دلوں میں گورنمنٹ انگریزی کی وفاداری اور سچی اطاعت و ہمدردی کے جذبہ کو پورے طور پر پیدا کرنے کی ہدایات دیں اور اس ناگوار واقعہ پر مندرجہ ذیل خط جناب وائسرائے کے حضور لکھا

یور ایکسلنسی!

میں نے اخبار پائونیر مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء حال میں یہ خبر پڑھی ہے کہ جبکہ ویر اکسیلینسز لارڈ اور لیڈی منٹو احمد آباد ریلوے سٹیشن سے سواری گاڑی پر آلی سہارے کے مزار کو تشریف لئے جاتے تھے اس وقت مجمع میں سے جو سڑک کے کنارے جمع تھا کسی نے بم کا گولہ انکی گاڑی کے جانب پھینکا اور اقدام حملہ مجرمانہ کے ارتکاب کیا۔ جس سے سخت درجہ حیرت دامنگیر ہوئی۔ میں اس خطرہ سے محفوظ رہنے پر تہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اس واردات کے ملعون مرتکب پر نفریں کرتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں کہ اول سب لوگوں کے دلوں کو جو برٹش گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں اور جنہوں نے سالہا سال گذشتہ میں اپنی ذات خاص کی خیرخواہی کے فخر کو حاصل کیا ہے اس واردات کے حالات کا سننا نہایت ہی افسوسناک ہے اور یہ امر نہایت ہی دردناک ہے۔ اس گناہ کا مرتکب ایک باشندہ اس ملک کا ہے۔ جسکے افعال پر دنیا کو اس بات کا ثبوت دیتے ہیں مگر یہ ایسی کمینہ اور رذیل طبیعت کا شخص ہے جو بجائے خیرخواہی بجا لانے شاہ معظم کی خدمات کرنا اس کو از روئے اصول مذہبی فرض اہم ہے اپنی ہمجنس شخصوں پر بھی رحم نہیں کرتا۔ یہ ملک عموماً ایماندار لوگوں سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے۔ اس ملک میں ایسی حرکات کا سرزد ہونا صرف کمینہ و بدبخت اشخاص کے جانب سے ہے جنہوں نے اپنے موروثی آبائی پیشوں کو چھوڑ دیا ہے اور علم حاصل کرنے میں پیروی کی ہے اور اپنی لیاقت کے گھمنڈ میں پھول گئے ہیں لیکن بدنصیبی سے راستی اخلاقی تعلیم سے محروم رہے ہیں۔ جبکا رواج شرفا کے خاندانوں میں ہے یہی وجہ ہے کہ اون کے دلوں میں اصول خوف خدا و وفاداری مالک کے خیالات جاگزین نہیں ہوئے ہیں۔

زمانہ گذشتہ کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ پہلی حکومتوں کے عہد میں کیسے کیسے ظلم و ستم باشندگان ہند نے برداشت کئے ہیں اس لئے اس زمانہ حال کے سخی مزاج بادشاہ کی رعایا کے درمیان ایسے شخص کا موجود ہونا خیرخواہ و ہوا خواہ لوگوں کے دلوں کو ایسا افسوسناک ہے۔ جسکی شرح کرنا بیرون از حد امکان ہے۔ ہزار ہزار شکر پروردگار کا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جن کے ایسے فاسد خیالات ہیں بہت محدود ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس بددلی کے رفع کرنے و بدخواہی کے نیست و نابود کرنے کی تدبیر مناسب عمل میں لاوے گی۔ تاکہ آئندہ ملک میں امن رہے یہ ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے سخی مزاج مالک سے انحراف کرتا ہے وہ بہت جلد ایسے افعال کے نتیجہ میں قہر خدا سے تباہ ہو جاتا ہے جو میں نے غدر ۱۸۵۷ء میں بچشم خود دیکھا ہے۔

اس کو اس مقام پر تمثیلاً بیان کرتا ہوں جبکہ باغیوں کی فوج جس رجمنٹ نے چھاؤنی داناپور زیر کمان مہتاب علی مدد سے صوبہ داران اور نواب کے ساتھ

کیا آیات کریمہ اخباروں میں نہ لکھی جائیں

از وکیل

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب
مطابع کی کثرت نے عموماً کتابوں کی وہ قدر باقی نہیں رکھی جو نصف صدی پیشتر ہندوستان میں تھی خصوصاً علوم دینی کی عدم ترویج نے مذہبی کتابوں کا تو ستیاناس ہی کر دیا ہے ہم کو اور کتابوں سے اس وقت بحث نہیں ہے صرف ام الکتاب (قرآن مجید) کی نسبت عرض کرنا ہے یہ وہ کتاب پاک ہے جس کو بلا طہارت چھونا شرعاً ممنوع ہے۔ اس کی آیتیں کثرت سے اخبارات میں لکھی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض اخبارات کے ناموں کی رعایت اور مناسبت سے کوئی نہ کوئی آیت اخبار کی پیشانی پر لکھہ دیجاتی ہے جس کی مثال میں اخبارات وکیل اور النجم وغیرہ پیش ہو سکتے ہیں۔ اردو اخبارات کی جو قدر ہندوستان میں ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اخبار دیکھنے والوں میں فیصدی پانچ ایسے مشکل سے نکلینگے جو اخبارات کو مجلد و مرتب رکھتے ہوں ورنہ اخبار دیکھہ کر ردی میں ڈال دیا کرتے ہیں اور آخر کو عطاروں کے صرف میں آتے ہیں جب یہ حالت ہو تو کیا یہ غیر ممکن ہے کہ بجائے قرآنی آیت لکھنے کے صرف ترجمہ لکھنے پر کفایت کی جائے اور سورۃ کا حوالہ لکھدیا جائے۔ ہمارے خیال میں وہی غرض اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ لہذا ہم ادب سے عرض کرتے ہیں کہ پیشتر آپ سبقت کا ثواب حاصل کریں اور اخبار وکیل کو نمونہ بنا کر دوسرے اسلامی اخبارات کو روزمرہ الفاظ میں ہدایت کریں امید ہے کہ خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائیگا (راقم محمد اسحاق خاں از بارہ بنکی اودھ)

قرآن کریم کی تعظیم فرض ہے اور ہمارے پرجوش مضمون نگار کی شکایت بھی صحیح ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ عمیق نظر سے اس مسئلہ کی تنقیح کی جائے۔ قسطنطنیہ کے مطبعۃ الجوائب میں علامہ مقریزی کے تین رسالے ایک ساتھ شایع ہوئے تھے۔ ان میں ایک رسالہ کا نام "النقود الاسلامیہ" ہے علامہ موصوف اس میں لکھتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں عبدالملک نے جب اسلامی سکے جاری کئے تو آیت شہد اللہ لا الٰہ الا ھو کان پر ضرب ہوا کرتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں یہ بحث چھڑی کہ جیب میں لوگ روپے پیسے لئے ہوئے قضائے حاجت کو جاتے ہیں کمرے میں فرش کے نیچے رکھہ دیتے ہیں اور اس پر بیٹھا کرتے ہیں لڑکے پیسے اوچھالتے ہیں اور سودا لیتے وقت دوکاندار کے آگے دور ہی سے پھینکدیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان صورتوں میں آیت قرآنی کی بڑی بیحرمتی ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے نقش کی ممانعت کر دی جائے۔ یہ درخواست بظاہر نہایت سنجیدہ تھی۔ مگر محدثین و فقہائے عصر کی رائے کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو نامنظور کر دیا اور جواب یہ دیا کہ اس معیار کو اگر وسیع کیا جائے تو اس جزوی ممانعت سے یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ تاریکی کے ڈر سے روشنی دبا دیجائے کفار کا جہاں غلبہ ہو وہاں اپنے ایمان کو ظاہر نہ کریں۔ عوام کی بے احتیاطی کے خوف سے قرآن مجید کی اشاعت موقوف کر دی جائے ومثل ذالک یہ تاریخی واقعہ موجودہ سوال کی ہو بہو نظیر ہے اور اگر اس اجتہاد کو درست مانا جائے تو اخبارات میں آیات کریمہ کے لکھنے نہ لکھنے کا خود فیصلہ ہو جاتا ہے بہرحال معقول استدلال کی بنا پر اگر یہ اجتہاد غلط ثابت ہو تو امر حق کی پابندی کے لئے سب سے پہلے ہم خود حاضر ہیں:۔ ایڈیٹر

ریلوے کی ملازمت اور مسلمان

امیدواران ملازمت ایسٹ انڈیا ریلوے کو واضح ہو کہ فی الحال صرف ٹریفک ڈیپارٹمنٹ میں حکام ریلوے نے مسلمانوں کے لئے جانیکا وعدہ فرمایا ہے اگرچہ کسی یونیورسٹی کے امتحان کے پاس شدہ ہونیکی قید نہیں لگائی مگر وہ اپنے داخلہ کا امتحان مفصلہ ذیل مضامین میں لیتے ہیں:۔

(۱) ڈکٹیشن

(۲) جواب مضمون بزبان انگریزی:۔

(۳) حساب:۔

امیدوار کی عمر تخمیناً ۲۱ سال کی ہونی چاہیئے اور اس کو ضعف بصارت یا کوئی ایسا مرض جس سے ملازمت کے ناقابل ہو نہ ہونا چاہیئے۔ متذکرہ بالا امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے بعد امیدوار تخمیناً ۶ ماہ کے لئے ٹریننگ سکول میں رکھے جاتے ہیں اس زمانہ میں ان کو دس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے بعد ۶ ماہ کے امیدوار ۳۵ روپے ماہوار کا ملازم ہو جاتا ہے اور یہ تنخواہ چند سال میں معقول حد تک پہنچ جاتی ہے بحیثیت مجموعی ریلوے کی ملازمت بہت سی دیگر ملازمتوں سے اچھی ہے امیدواروں میں سے جو حضرات درخواستیں بھیج چکے ہیں یا آئندہ میرے پاس بھیجیں۔ التماس ہے کہ اس امر کی اطلاع بھی دیں کہ کیا وہ امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے لئے تیار ہیں؟

نیازمند سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ دہلی:۔

(اخبار پانیئر)

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں قرآن مجید کا ۳۰واں پارہ بھی شایع کرنے کے قابل ہو گیا اس سلسلہ ترجمۃ القرآن میں آخری سات پارے شایع ہو گئے ہیں اور اب پندرہواں پارہ مطبع میں جا رہا ہے قرآن مجید کی ترجمہ و تفسیر کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لئے اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے مالوں کو اس راہ میں خرچ کریں اور اس اشاعت کے کام میں مدد دیں۔

ساتوں پارہ کا سات روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے ہدیہ ہوتے ہیں جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے مکمل دس دس جلدیں لیں انہیں پانچ روپیہ پر دیئے جاوینگے جو لوگ ایک ایک پارہ نہیں لینا چاہتے تھے۔ اور پانچ پانچ چھہ چھہ پارے لینا چاہتے تھے اُن کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ ساتوں پارے اکٹھے لے لیں۔

کل درخواستیں دفتر الحکم قادیان میں آنی چاہئیں۔

ایڈیٹر

اور سچے عشق اور سچی اطاعت کیطرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنے کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤگے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایکدم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جسقدر تُم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اُس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کیطرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کاموں کیلئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نکرو۔ جب تک وہ اصل مطلب تمھیں حاصل نہو جائے اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے حقیقی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس جب تک یہ امر جو تمھاری خلقت کی علت غائی ہے یقین طور پر تم میں ظاہر نہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دُنیا پرستی کا ایک توی ہیکل بُت تمھارے دل کے سامنے ہے جسکو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمھارے تمام اوقات عزیزہ دُنیا کی جق جق اور بک بک ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمھیں دوسری طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمھیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے کہاں ہے۔ تم میں انصاف کہاں ہے۔ تم میں امانت کہاں ہے۔ تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانت داری اور فروتنی جس کی طرف تمھیں قرآن بلاتا ہے تمھیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمھارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں ہے اور اُس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑوگے کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمھیں شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمھیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی دنیاوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمھاری لیاقت تمھاری نکتہ رسی تمھاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعے سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے تمھاری روحیں پیدا کیگئی ہیں۔ تم دُنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے مگر وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمھیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعًا غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گزشتنی گذاشتنی امور ہیں اُنکی ہوس میں دن رات سر پٹ دوڑ رہے ہو تمھیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمھاری زندگی اور تمھاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دُنیا طلبی ہی میں برباد کر رہے ہو اور دُنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کیساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہانتک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمھاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اِس کا جواب دیچکا ہوں کہ اُس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اُس کی روشنی سے شناخت کروگے میں نے ایکدفعہ یہ پیغام تمھیں پہنچا دیا ہے اب تمھارے اختیار میں ہے کہ اسکو قبول کرو یا نکرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بھلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئینگے تمھیں میرے سخن میرے بعد

اعتذار اور اطلاع

الحکم کی اشاعت میں پچھلے دو ہفتوں میں سخت بےترتیبی رہی ہے اور ناظرین و سرپرستان الحکم کی نسبت میں نے اس کو نہایت درد دل سے محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ الحکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ تر عزیز ہے۔ اس بےترتیبی کے وجوہات کچھ بھی ہوں اور وہ ناظرین و سرپرستان الحکم کے لئے کیسے ہی قابل پذیرائی ہوں۔ مگر میں اس کا احساس کرتا ہوں کہ اخبار کی اشاعت میں ذرا سی بےترتیبی بھی اخباری مذاق کو نقصان رساں، اور اصل مقصد کو کھو دینے والی ہوتی ہے لہذا میں اس بےترتیبی کے دور کرنے کے لئے یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ نومبر کی ان اشاعتوں کی پرواہ نہ کروں جو رہ گئی ہیں اور آئندہ وقت پر اشاعت کے لئے یہ پرچہ اپنے وقت پر شایع کر دوں خدا کے فضل سے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اخبار انشاء اللہ العزیز ٹھیک تاریخوں پر شایع ہوگا۔ ناظرین کو اپنی ذمگی رقوم فوراً بھیجدینی چاہئیں۔ اسلئے کہ اجرا شدہ وی پی وصول کرلیں۔

ایڈیٹر

کیلئے دعائیں کرتا انھیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اسوقت آئے کہ لوجی! اسلام وعلیکم۔ یکہ تیار ہے تم یاد رکھو میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں نے ایسے مجمعوں کو جن میں روحانی تذکرہ نہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ روپیہ تو وہ بذریعہ منی آرڈر کے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ مہمانداری پر ہوا وہ بھی محفوظ رہتا۔ یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس دنیا کیطرف توجہ کی اور کہا کہ جلسہ باہر ہو شہر میں ہو۔ ہماری چیزیں بک جاویں میں ایسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دنیا کیلئے ہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں جو سن رہا ہے وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات پہنچا دے میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہو گیا کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمھاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری و عمائد آئے تھے وہ مجھ سے علیحدہ ملتے۔ میں انکو بڑی باتیں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا لیکن افسوس ہماری صدر انجمن نے بھی انکو یہ بات نہ بتائی۔ اس لئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے کیا آیا کتنے روپیہ جمع ہوئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں۔

ہم کو تو صرف خدا چاہیئے۔

مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا جمع ہوا۔ کیا آیا مجھکو اس کی مطلق پروا نہیں پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرو ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں۔ اگر یہ نہ ہو تو ہائی اسکول کیا حقیقت رکھتا ہے اور اس کی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں ہمیں تو ہمارا مولیٰ چاہیئے۔ اپنے احباب کو خط لکھو اور ان کو تنبیہ کرو۔ میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے ہیں لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا۔ میں چاہتا تھا کہ لوگ میری زندگی ہی میں متقی اور پرہیزگار بنیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

حضرت مسیح موعود کی تائید

اس جگہ میں بعض اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق مؤید من اللہ کا زمانہ پاتے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہوتا تو ہم اس کی نصرت کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے مگر اے لوگو تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کیلئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تم نے اُسے شناخت نہیں کیا۔ وہ تمھارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے پر تمھاری آنکھوں پر بھاری پردے ہیں۔ اگر تمھارے دل سچائی سے طلبگار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا آزمانا بہت سہل ہے اُس کی خدمت میں آؤ اُس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اُن برکات کی بارشیں جو اُسپر ہو رہی ہیں وہ حقانی وحی کے انوار جو اُسپر اُتر رہے ہیں اُن میں سے تم بچشم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈھتا ہے وہی پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے اگر تم آنکھیں بند کر کے اندھیری کوٹھڑی میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمھاری عبث شکایت ہے اے نادان اپنی کوٹھڑی کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تا تجھے آفتاب نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی غرض کیا ہے اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انھیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کیطرف لیجاتا ہے سوائے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انھیں تدبیروں میں نہ سمجھو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کیجاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں۔ مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا علمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ ممد بھی ہو سکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آورده شود مارگزیده مرده شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عافیت کی اُمیدوں کا تمام مدار وانحصار اُن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت

کہ وہ اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور پھر پڑھیں اور اس کے بعد اپنے اس سفر کے لئے ایک مقصد لیکر قادیان کی تیاری کریں میں اس تبلیغ کے لئے اپنے فرض کو ادا کرتا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ سال پھر مجھے موقع ملیگا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اس قسم کے اجتماعوں کی اصل غرض پہلے ہی جلسہ کی تقریب پر شائع کر دی تھی جو آسمانی فیصلہ کے ساتھ چھپکر شائع ہو چکی ہے۔ اور سنین ماضیہ میں ایڈیٹر الحکم اپنے اس سالانہ آرٹیکل میں اسکو پورے طور پر درج کرتا رہا ہے اس مرتبہ اس آرٹیکل کی تحریر کا محرک حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا ایک خطبہ ہے جو آپ نے ۱۸ اپریل ۱۹۱۰ء کو پڑھا وہ خطبہ اس وقت شائع ہوگیا اور کیا تعجب کہ بعض کو یاد ہو مگر اس خطبہ پر غور کرنے کا دراصل یہی وقت ہے اس لئے میں اسے یہاں درج کرتا ہوں اور پھر **تمام انجمنوں کے عہدہ داروں** کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اس خطبہ کو غور سے پڑھیں اور **تلافی مافات** کے لئے طیار ہوکر آئیں صدر انجمن اپنے فرض کو شناخت کریگی اور پروگرام ایسے طور پر طیار کیا جائیگا کہ جس میں لوگوں بہت بڑا حصّہ حضرت کی صحبت میں رہنے کے لئے مل سکے۔ رپورٹ وغیرہ کے لئے بھی رات کو وقت نکالا جاوے۔ غرض جس طریق پر حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں اس سالانہ جلسہ کی صورت تھی وہی رنگ اس میں پیدا ہو جانا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی یہی چاہتے ہیں جیسا کہ اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے جو کہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کوئی رائے یا ریمارک کرنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ **لاھجرۃ بعد الفتح** حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد پہنچانا مجھے تو مقصود ہے اور جو قوت اور تاثیر ان الفاظ میں ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ ہاں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اُسی چشمہ سے سیراب ہوکر بول رہے ہیں جس سے ہمارے اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے آقا اور محبوب موعود نے پیا تھا۔ اس لئے میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ کے بعد آپ کے کلام کی تائید حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ میں کر دوں تاکہ اس کی قوت اور تاثیر میں اور بھی ترقی ہو جائے اور مومنین کے ایمان بڑھیں پھر میں کہتا ہوں کہ اس کو پڑھو پھر پڑھو پھر پڑھو اور ٹھیک اسی کے منشاء کے ماتحت اپنے اس سفر کے لئے قدم اُٹھاؤ۔ خدا تعالےٰ تمھارے ساتھ ہو اور وہ توفیق دے کہ تم اس مقصد کو سمجھ سکو۔ ہاں وہ مجھ پر بھی رحم کرے کہ میں اس کے خلیفہ کے قریب رہکر بھی دور نہو جاؤں آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ سالانہ جلسہ کے اغراض پر

حضرت امیر المومنین نے ۱۸ اپریل کو باوجود ضعف ونقاہت و ملالت کے تشریف آور ہوکر مسجد اقصےٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ امابعد اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیت کریمہ کا وعظ سنا تھا۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا۔ متقیوں کے ساتھ اللّٰہ ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ کسیکا باپ ہے کسی کیساتھ باپ اور ماں۔ کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست۔ کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے۔ غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہوسکتا۔ میں نے دیکھا ہے بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو فوج ہو۔ مال واسباب ہو جب جاکر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں نحبت کا مادہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے۔ بطّال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں صوفیوں میں ان بطّال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے۔

غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں۔ مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر بھی کوئی معیت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سوتے جاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقوی میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آجاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا۔ اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا سر پر کوئی کلھاڑی چلاتا ہو میں نے اس مرض میں اپنی اور تمھاری حالت کا مطالعہ کیا ہے۔ بعض اوقات مجھ کو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے بعض اوقات العین حق کا بھی خیال آیا ہے۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں ان میں سے ایک بات تمھیں سناتا ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں صرف عربی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ کہکر بیٹھ جاؤں مگر قدرت ہے جو مجھکو بلاتی ہے اسواسطے یونہی سمجھ لو کہ یہ میرا آخری کلمہ ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہو تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ گروکل انجمن حمایت الاسلام۔ علی گڑھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں۔ یہاں بھی۔ ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا۔ اتنا خرچ ہوا۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ میرے اندازہ میں جو آدمی یہاں آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ پھر جو لوگ آئے تھے وہ اگر مجھ سے علیحدہ ملتے تو میں ان کے

مسلمانوں کے متعلق غلط فہمی اور غلط بیانی

آئندہ مردم شماری کے سلسلہ میں ہندو قوم کے متعلق ایک تحقیقات ہو رہی ہے کہ کن لوگوں کو ہندو درج کیا جاوے یہ سوال ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں کے لئے ایک دلچسپ سوال بن گیا ہے اور اسپر مختلف اخبارات میں مضامین نکل رہے ہیں۔ ہندو لیڈروں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی قومیت کے قیام و بقا کے لئے یا اس کی تعداد کی ترقی کے لئے ہر قسم کی جائز تدابیر اختیار کریں۔ مگر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس ضمن میں مسلمانوں اور ان کے مذہب پر خواہ مخواہ حملے کریں بخشی ٹیک چند صاحب ایم۔ اے نے ایک مبسوط مضمون انگریزی اخبارات میں شائع کرایا ہے جس کے ضمن میں انہوں نے مسلمان فرقوں کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی بیہود کوشش کی ہے بخشی صاحب نے اس میں بتایا ہے کہ مسلمانوں کے فرقے بنیادی اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں کے فرقوں میں اصولی اختلاف ہرگز نہیں اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ملائکہ اور کتب سماوی اور انبیاء علیہم السلام۔ جزا و سزا پر ایمان رکھتے ہیں جو بنیادی اصول ہیں سب کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ بلکہ اسلام میں دوسرے مذاہب کے مقابل میں یہی خوبی ہے۔ بہرحال بخشی صاحب اور ہندو لیڈروں کو اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے انھیں اسلام اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی سلسلہ میں انھوں نے بعض ناواقف مسلمانوں کا حوالہ دیکر بھی اپنا مطلب صاف کرنا چاہا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اصولی و فروع اسلام سے واقف نہیں اسلئے وہ مسلمان نہیں۔ اگر یہ منطق درست ہے تو پھر ہندو مذہب کا تو خاتمہ ہے یہاں تک کہ خود آریہ سماج میں بھی نہایت ہی قلیل تعداد ایسے لوگوں کی ملیگی جو اصول و فروع مذہب ہنود سے واقف ہو۔ عملی زندگی یا علمی زندگی اسوقت معیار قرار نہیں دیگی ورنہ بخشی صاحب کو تو اور بھی مشکل درپیش آئیگی اسلام میں تو

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے

ایک شخص داخل ہو جاتا ہے اور اسپر مسلمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر ہندو کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی بہرحال ہندو لیڈر اس راہ کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لیڈروں کے لئے یہ تحریک **اتحاد کی ضرورت** کا سبق دینے والی ثابت ہو تو کیا بعید ہے ہندو لیڈروں کی اس قسم کی تحریروں پر ایڈیٹر الحکم نے خدا کے فضل سے ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے جو کسی روزانہ اخبار میں انشاء اللہ العزیز شائع کر دیا جاویگا۔

سکھ ہندو نہیں

سکھوں میں اپنی علیحدہ قومیت قائم کرنے کی زوردار لہر پیدا ہو رہی ہے اور وہ اپنی جداگانہ شخصیت اور ہستی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ ہندو قوم کے لیڈر کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کے اپنے ساتھ ملائے رکھنے کی ہر تجویز اور تدبیر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ مگر خالصہ قوم کے روشن اور فہیم لوگ یقین کر چکے ہیں کہ وہ علیحدہ قوم ہیں ہندو لیڈروں کی اتنی ہی کوشش نہیں کہ وہ سکھوں کو ہندو ظاہر کریں۔ بلکہ وہ تو اب چوہڑوں چماروں اور تمام اُن نیچ اقوام کو جن کے ساتھ چھو جانے سے ان کا دین و مذہب بگڑ جاتا تھا اب ہندو بنانے پر رضامند ہیں اور یہ آوازیں ہندو سوسائٹی سے اُٹھ رہی ہیں کہ اچھوتوں کو آریہ سماج میں برابر بیٹھنے کی اجازت دو اور آریہ سماج کے کنوؤں پر انھیں پانی بھرنے دو اپنے سکولوں میں انھیں داخل کرو بورڈنگ میں ان کی رہائش کا انتظام کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی تحریکوں سے ہندو قوم میں ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور یہ تحریکیں ایک زبردست پولیٹکل انقلاب کا پیش خیمہ ہیں بہرحال گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ سکھ ہندو نہیں

واے بر مسلمانی ما

۱۲۔ نومبر کے روزانہ پیسہ اخبار میں پرنس یاور حسین خانصاحب پالن پور سے ایک مستقل مجلس شطرنج قائم کرنے کی تجویز کرتے ہیں اس سے بڑھکر افسوسناک حالت مسلمانوں اور پھر مسلمانوں سے رؤساء کی کیا ہوگی کہ وہ حالات زمانہ اور ضروریات قوم سے محض ناآشنا اور ناواقف ہیں۔ اور ان کے دماغ سے اگر کوئی تجویز نکلتی ہے تو لہو و لعب کے سوا اور کوئی اثر نہیں رکھتی بالمقابل برادران وطن اپنی علمی اور مالی طاقتوں کو قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے صرف کر رہے ہیں اور شب و روز وہ اسی فکر میں منہمک ہیں کہ کسی طرح افراد قوم کو فائدہ پہنچے اور اُن کی اصلاح حال ہو۔

پرنس یاور حسین خانصاحب کی یہ تجویز نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان بالاتفاق اس کے متعلق نفریں کریں۔

احمدی جماعت کو پیام حق

(آئندہ سالانہ جلسہ)

اسال سالانہ جلسہ کے لئے دسمبر کا آخری ہفتہ ہی تجویز ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انھیں ایام میں احمدی جماعت اپنے مرکز میں اپنے امیر کے حضور جمع ہوگی۔ سالانہ جلسہ کے متعلق مجھے اسوقت کچھ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے گذشتہ سالوں کے سالانہ اجتماع پر میں ہمیشہ متعدد مبسوط مضامین لکھنے کا عادی تھا اور جو کچھ ضرورت وقت سمجھتا تھا قوم کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اس مرتبہ جس امر کو میں ضروری سمجھتا ہوں اسے درج کرتا ہوں تمام احمدی انجمنوں کا مجموعی طور پر اور تمام انجمنوں کے عہدہ داروں اور ممبروں کا انفرادی طور پر

فرض ہے

جاری ہے اس موقع پر احمدی احباب کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی نومیت لکھاتے وقت اپنے آپ کو احمدی فرقہ میں لکھاویں

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لیکچرار سالانہ جلسوں میں بُلا بھیجتے ہیں مگر ساتھ ان کے اخراجات سفر نہیں بھیجے جاتے جو صدر انجمن کو برداشت کرنے پڑتے ہیں اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنوں کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جو احباب جسقدر واعظ یا لیکچرار صدر مقام قادیان سے بلاویں ان کا خرچ آمد و رفت کا ادا کرنا چاہئے اور وہ کوشش کریں کہ یہ رقم مقامی چندہ یا یکمشت چندہ سے ادا ہو

سکرٹری

مختصر نوٹ

نیوگ کا نوٹس کئی سال گذرے ہیں کہ ایک لالہ کالورام صاحب نے نیوگ کا اعلان کیا تھا اسپر انہیں ایام میں الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ اب امرتسر کے ایک اخبار میں ایک عورت نے نیوگ کے لئے نوٹس شائع کیا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ میری رائے میں اس عورت کی جرات آریہ نقطۂ خیال سے ضرور قابل قدر ہے کیونکہ جس حال وہ نیوگ کو جائز سمجھتی ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ علی الاعلان نکرے۔ ہمارے آریہ دوست ایک طرف تو نیوگ کو اپنا مذہبی مسئلہ یقین کرتے ہیں اور دوسری طرف جب ان لوگوں سے (جنکو نیوگ کرانا چاہئے) کہا جاتا ہے تو وہ اسے گالیاں سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں گالیوں کی کوئی بات نہیں بہرحال میں اس نوٹس کو ذیل میں درج کرتا ہوں

اگر آریہ استریوں نے اسیطرح جرات اور دلیری سے کام لیا تو کچھ شک نہیں آریہ سماج کا ایک دور جدید شروع ہو جائیگا۔

نوٹس۔ میرا خاوند مسمی دامور داس ولد حکما ذات اروڑا عرصہ تخمیناً پانچسال سے دیوانہ نکال کر امرتسر سے بھاگ گیا ہوا ہے اور آجتک باوجود تلاش بسیار کے اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں چونکہ مظہرہ اسوقت نوجوان بعمر ۲۱ سالہ ہے موجودہ صورت میں کوئی صورت گذارہ اور آئندہ زندگی بسر کرنے کی نظر نہیں آتی مظہرہ کی والدہ بھی بیوہ ہے وہ بھی اس قدر اثاثہ نہیں رکھتی کہ میری آئندہ زندگی اور گذارہ کے لئے سہارا ہو سکے بغیر آسرہ اور سہارہ کے موجودہ زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہوئے زندگی بسر کرنا مشکل اور ناممکن ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا اشتہر کرتی ہوں کہ اگر خاوند نامبردہ ایک ہفتے کے اندر اپنی حیاتی کی خبر نہ بھیجیگا اور مجھے اپنے گھر آباد نہیں کریگا تو بعد ایک ہفتہ کے مجھے اختیار کامل ہوگا کہ میں حسب دستور آریہ سماج کے بروے دھرم شاستر نیوگ کرونگی۔ پھر نامبردہ کا کوئی حق میرے اوپر زوجیت کا نہیں رہیگا۔ علاوہ ازیں دیوالہ نکالنے سے چند یوم پہلے نامبردہ نے میرے زیورات (استری دھن) قریباً ایک ہزار روپیہ کی مالیت کے اور پارچات مالیتی تین سو روپیہ کے چھین لئے تھے۔ اور ہتیہ رست کر کے مجھے میری والدہ کے گھر چھوڑ گیا۔ تحریر ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء

المشتہر

مسماۃ سلی دختر ہریا مل مرحوم قوم اروڑہ ساکن امرتسر (ڈیوڑھی کریوں)

قرآنمجید کا ایک اور انگریزی ترجمہ قرآنمجید کے انگریزی ترجمہ کیطرف مسلمانوں کو اب خصوصیت سے توجہ ہو رہی ہے خواہ یہ کام تجارتی رنگ میں کوئی کرے یا محض اخلاص سے اشاعت اسلام کے لئے بہرحال اس میں کلام نہیں کہ اس کام کیطرف توجہ ہو رہی ہے **ندوۃ العلماء** نے گذشتہ سال قرآنمجید کے انگریزی ترجمہ کا اعلان کیا اور اب اس کے رسالہ میں سورہ بقر کے ترجمہ انگریزی کی اشاعت کا اعلان ہوا ہے جو بطور نمونہ اور بغرض اظہار رائے شائع کیا گیا ہے اس کام کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ کرنیل محمد اسمعیل خانصاحب سابق سفیر کابل نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے اور اسطرح پر **ندوۃ** کو اس کام کے لئے مالی مشکلات نہیں ہیں۔ ہماری صدر انجمن نے بھی قرآنمجید کے ترجمہ کا کام ندوۃ سے بھی بہت پہلے سے شروع کر رکھا ہے چونکہ یہ کام نہایت محنت اور وقت چاہتا ہے اس لئے پورے اطمینان اور خاموشی کے ساتھ جاری ہے اب مرزا حیرت صاحب نے پانچہزار روپیہ اس کام کے لئے مسلمانوں سے مانگا ہے اور وہ خود اپنی خدمات مفت دینگے۔ ایسا ہی الہ آباد سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر نومبر تک یہ ترجمہ شائع ہو جائیگا۔ قرآنمجید کے ترجمہ انگریزی کی ضرورت مسلم ضرورت ہے لیکن مسلمانوں میں بدقسمتی سے کام کی بجائے **نام** کا جوش زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اخلاص کی بجائے نمایش اور تکلف نے بہت بڑا حصہ لے لیا ہے اس لئے وہ ایک دینی کام بھی مل کر نہیں کر سکتے کیا۔ اچھا ہوتا کہ یہ کام چند قابل اور ذیعلم احباب کی مشترکہ جماعت کرتی جن میں انگریزی کے سکالر اور عربی زبان کے ماہر ہوتے وہ یورپ کی ان تصانیف کو بنظر غور پڑھتے جو اسلام پر لکھی گئی ہیں اور اسپر جسقدر اعتراضات قرآن کریم پر کئے گئے ہیں انہیں ایک جا کیا جاتا اور ترجمہ میں اُن اعتراضات کو مدنظر رکھکر حاشیہ میں صاف کیا جاتا مگر مسلمان **حبل اللہ** کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور ملکر کام کرنا انہیں نہیں آتا۔ جو قابل رحم امر ہے۔ ان مختلف تراجم قرآنمجید سے ایک نقص یہ بھی پیدا ہوگا کہ **اعتراضات** کا نمبر بڑھ جاویگا۔

بہرحال قدر مشترک کے طور پر جو بات اس تحریک سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی **ترقی** کا زمانہ آ گیا ہے اور خداتعالی نے چاہا ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کیساتھ اسلام کیطرف رجوع کریں۔

مگر ہمارے علماء اللہ تعالیٰ انپر رحم کرے لا الٰہ الا اللہ کیساتھ ہی اس نومسلم کو ساری بیحیائیوں کی گٹھڑی اُٹھوا دیتے ہیں اور دُوسرے الفاظ میں کہدیتے ہیں کہ

مانگو اور کھاؤ اور چر و چگو اپنا پیٹ آپ پالو

اور اس بیہودہ رسم کی بنیاد اُسی وقت ڈالدیتے ہیں جبکہ کچھ چندہ کرکے مانگنے کا چسکا اس غریب کو لگا دیتے ہیں بجائیکہ وہ نومسلم اسی حالت میں اس قابل تھا کہ اسے اصولِ اسلام سے واقف کیا جاتا اور قرآنمجید کی تعلیم اسے دیجاتی اور جب تک وہ اسلامی تعلیم سے واقف نہوے اسوقت تک اسے اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ایک منٹ بھی فکر کرنے کا موقعہ ندیا جاوے۔ بلکہ بطور خود جسطرح بھی ممکن ہو اس کی ضروریات کا انتظام مسلمانوں کو کرنا چاہیئے۔ اور اس کا یہ طریق بھی نہیں کہ ایک

ٹھوٹھا اس کے ہاتھ میں دیدیا

اور وہ گھر بہ گھر پھر کر روٹیاں لے آئے یہ فروگذاشت اور غفلت ہے جو مسلمانوں کیطرف سے نومسلموں کے ساتھ ہو رہی ہے اور اس غفلت نے مسلمانوں کو ایسے سنگین الزام کے نیچے رکھ دیا ہے کہ اب نومسلم جو کچھ بھی کہیں وہ درست اور بجا ہے مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بہت سی انجمنیں ہیں جنکی غرض اشاعت اور حمایت اور ہدایت اسلام ہے۔ لیکن نومسلموں سے متعلق ایک بھی انجمن اس قسم کا کام نہیں کر رہی ہے۔ جس نوجوان وظیفہ خور نومسلم کا واقعہ ایڈیٹر صاحب نور نے دیا ہے وہ ہمارا آنکھوں دیکھا اسی قادیان کا واقعہ ہے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی وصیت میں مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کا خاص حق رکھا ہے اور یہ تھا بھی ضروری کیونکہ اشاعت اسلام کا لازمی نتیجہ ہے کہ نومسلم آویں۔ پھر اگر نومسلموں کی تعلیم اور تربیت کا اعلیٰ انتظام نہو تو اشاعت اسلام کی تحریک ناقص رہجاتی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود مغفور نے مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کے لئے خاص حق رکھدیا اور یہی وجہ تھی کہ قرآن کریم نے زکواۃ کے مصارف میں مولفۃ القلوب کی امداد کو بھی رکھدیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا طرز عمل اس کی تائید کر رہا ہے اور عملی سبق دے رہا ہے وہ نومسلموں کے ساتھ اس درجہ تک سلوک کرتے ہیں کہ میں اس کی نظیر نہیں پاتا مجھے علم ہے کہ ہزاروں روپیہ آپ نے نومسلموں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا ہے اور بعض ان میں سے نہایت ہی اعلےٰ درجہ کے تعلیمیافتہ اور معزز عہدہ دار ہیں مگر باوجود اس نمونہ اور اس تاکید کے پھر بھی ہمیں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہماری انجمن نومسلموں کیساتھ خصوصیت سے سلوک کرے۔ اور انکی بہتری اور بھلائی کے لئے خاص انتظام کرے لیکن اگر انجمن اپنی مختلف مصروفیتوں کیوجہ سے اسطرف کافی توجہ نہ کر سکے تو میں اپنے معزز بھائی ایڈیٹر نور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت نومسلموں کی امانت اور تربیت کے لئے ایک انجمن قائم کرلیں۔ اور عملی رنگ میں خدا سے توفیق چاہیں کہ نومسلموں کی تربیت اور تعلیم کا کوئی عمدہ انتظام ہو سکے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح نے جب کہ آپ حضرت مسیح موعود مغفور میں ہو کر ہمارے بھائی تھے بعض نومسلموں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسی انجمنیں بنالیں اور اس میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر ہمارے قادیانی نومسلموں نے اس تحریک پر توجہ نہ کی اگر اب بھی یہ تحریک کیجاوے تو خدا کے فضل سے اس میں برکت پیدا ہو جانے کی اُمید ہے۔ پس نومسلموں کی حمایت کے لئے ایک انجمن کا بنا لینا اس دُکھ کی ایک دوا ہو سکتا ہے اگر خدا تعالیٰ مدد کرے اور اس کی رضا کے لئے اس کام کو کیا جاوے میں اُمید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نور اس تحریک پر توجہ فرمائینگے اور وہ اس معاملہ میں عملی قدم اُٹھانے کے لئے طیار ہونگے خدا ان کیساتھ ہو آمین۔

مَردُم شماری اور احمدی

مردم شماری کا کام شروع ہوچکا ہے اور نہایت تنگ وقت میں صدر انجمن مندرجہ ذیل اعلان کرنے کے قابل ہوئی ہے کہ احمدی براوران آئندہ کاغذات مردم شماری میں اپنا احمدی ہونا درج کروائیں۔ میں بغیر کسی قسم کی مزید تاکید کے صدر انجمن کے اعلان کو درج کرنا کافی سمجھتا ہوں اُمید ہے احمدی انجمنیں اپنے ممبروں کو اس ضرورت سے بخوبی آگاہ کر دینگی اور کوشش کیجاویگی کہ اس اعلان کی تعمیل میں کوئی نقص واقع نہو اس موقع پر ہر ایک قوم اپنی علیحدہ شخصیت اور پوزیشن کو قائم کرنے کی فکر میں ہے۔ اگرچہ یہ اعلان بہت عرصہ پہلے شائع ہونا چاہیئے تھا مگر ایسا نہیں ہوسکا۔ میری دانست میں اگر صدر انجمن مناسب سمجھے تو مردم شماری کے کمشنر صاحب سے خط و کتابت کرکے ایسا انتظام کرسکتی ہے کہ ہر جگہ کے حلقہ داران یا اعلیٰ افسران مردم شماری کو ہدایت کیجاوے کہ وہ شمارکنندوں یا علاقہ داروں میں وہاں کی احمدی جماعت کے سکرٹری صاحب کو فرد داخل کریں۔ اس سے احمدی جماعت کے متعلق غالبًا کسی قسم کا نقص اندراجات میں واقع نہیں ہوگا۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس مرتبہ بھی احمدی جماعت کے افراد کی صحیح صحیح تعداد کا اندازہ ہوسکے کیونکہ عام طور پر شمارکنندے خانۂ مذہب میں شیعہ یا سُنی لکھدینے کے عادی ہوتے ہیں اور بدون کسی قسم کے مزید استفسار کے ان خانوں کی خانہ پُری وہ آپ ہی کرلیتے ہیں بہرحال احمدی انجمنوں کو اس موقع پر اپنے فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیئے اور حتی الوسع کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا صحیح اندراج مردم شماری کے کاغذات میں ہو سکے۔ صدر انجمن کا اعلان حسب ذیل ہے۔

اعلان

(۱) اسوقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کیطرف سے

نومسلم اور عام مسلمان

آجکل بعض اخبارات اور رسالجات میں نہایت سنجیدگی سے نومسلموں کی حالت پر بحث کا سلسلہ شروع ہوا ہے سب سے اول معزز اور پختہ مغز بھائی صدر الدین سوال کو اٹھایا پھر معزز نوکل سعصر نور نے اپنے ۲۱ کالم کا ایک مبسوط آرٹیکل یکم نومبر کی اشاعت میں لکھا مسلمانوں میں نومسلموں کے حقوق اور انکی حفاظت و تربیت کے متعلق بیداری کا پیدا ہونا نہایت ہی مبارک فال ہے۔ اور امید کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے ہمارے دوستوں کو توفیق دے تو نومسلموں کے لئے کوئی بہتریں راہ پیدا ہو جاوے۔ میں نومسلموں کی اعانت ان کی دینی تعلیم اور تربیت اُن کی تالیف قلوب کی بہت بڑی ضرورت سمجھتا ہوں اور اس مضمون کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ایک سکیم اس مقصد کے لئے پیش کرونگا مگر میں اس ضروری سوال کے دونوں حصوں پر مختصر سی بحث ضروری سمجھتا ہوں

عام طور پر ہمارے ان دوستوں نے نومسلموں کے ساتھ مسلمانوں کے سلوک کی جو تصویر پیش کی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نہایت دردناک اور رقت خیز ہے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مرقع کو ضرورت سے زیادہ رنگین بنا دیا ہے۔

ایک شخص جو اپنے آبائی مذہب اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر اسلام میں آتا ہے فی الواقع اس بات کا جائز حقدار ہے کہ مسلمان اس کے ساتھ پوری ہمدردی کریں اور کسی طرح اُسے موقعہ ندیں کہ وہ اپنی گذشتہ آسائشوں کو یاد کرکے کسی وقت اپنے تبدیل مذہب پر افسوس ظاہر کرے۔ لیکن اگر ساتھ ہی تبدیلی مذہب کوئی تجارت نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دُنیا کی تمام آسائشوں اور خوشنما امیدوں کو چھوڑ کر اختیار کیگئی ہو تو ایسے شخص کو اپنے نئے احباب کی بے مروتی اور فانی دُنیا کی عارضی تکالیف دکھ نہیں دے سکتی ہیں۔ بلکہ وہ اُن تکالیف اور مشکلات میں اپنے قدم کو اور بھی مضبوطی سے اٹھتا ہوا پاتا ہے۔ جہاں وہ اُن حقیقی رشتہ داروں کو ترک کر لے اور تیاگ دینے کا حوصلہ اور ہمت رکھتا ہو وہاں اپنے نئے مسلمان دوستوں کی بے اعتنائی اس کے حوصلہ کو پست نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر کوئی شخص محض عارضی اور فانی مفاد کو مد نظر رکھ کر اور ایک یا دوسری خواہش کا اسیر اور شکار ہو کر کسی مذہب کو تبدیل کرتا ہے تو اس جدید مذہب کے حامل ایسے شخص کو زیادہ دیر تک اپنے پاس نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس کی خواہش اور آرزوؤں کا دائرہ وسیع ہوتا جاویگا۔ اور جس مقام پر وہ اپنے جدید دوستوں کی طرف سے بے اعتنائی پائیگا وہاں ہی اس کے لئے ٹھوکر کا پتھر موجود ہوگا۔

پس جہاں ہم نومسلموں کی اعانت اور ہمدردی و شفقت کے لئے پُرزور تحریروں اور تقریروں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ نومسلموں کی اصلاح حالت کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے ان میں اخلاص اور صدق و وفا پیدا ہونا چاہیئے وہ محض خدا کی رضا کے لئے اسلام کے حلقہ میں آویں نہ کہ مسلمانوں کو آزمانے اور امتحان کرنے کے واسطے اگر وہ ایسا دل اور روح لیکر آئینگے تو یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں ضائع نہیں کریگا۔ اور انھیں ماں باپ سے زیادہ محبت کرنیوالے اور بھائیوں اور رشتہ داروں سے زیادہ ہمدرد۔ مربی اور دوست عطا کریگا۔ ہمارے معزز بھائی ایڈیٹر نور خود اس کا نمونہ اور ثبوت ہیں۔

پس جہاں وہ ہمیں نومسلموں کے متعلق ہمارے فرائض سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ انھیں بتائیں کہ بعض نومسلم بھی کسی سیرت کو لیکر آتے ہیں جو دردناک کہانیاں انھوں نے نومسلموں کی حالت زار کے متعلق شائع کی ہیں ان میں سے اول الذکر نوجوان نومسلم اخلاص اور صدق و وفا کا نمونہ ہے اور دوسرا خود غرضی اور نمائش کا دلدادہ

ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے اور یہ امر ہے بھی ایک صداقت کہ اسلام میں داخل ہوتے ہی امتیاز ذات اُٹھ جاتا ہے پھر اگر ایک نومسلم کی شادی کے موقعہ پر کوئی بیوہ مصلن پیش کیجاوے تو اسے حقارت سے دیکھا جاوے۔ یہ امر کہانتک اسلام کی اس اخوت کے معیار پر پورا اُترتا ہے جس پر ہمارے معزز دوست ہم کو آزمانا چاہتے ہیں۔

کیا پھر وہ مصلن بحیثیت ایک نومسلمہ کے یہ کہنے کا حق نہیں رکھتی کہ مجھے کیوں حقیر سمجھا جاتا ہے اور کیوں میرے لئے ایک لائق اور معزز شخص شوہر بنانے کے واسطے تجویز نہیں کیا جاتا ہے یہ سوال اس حیثیت سے وہاں کا وہاں ہی رہتا ہے۔

اسلام میں داخل ہونے والے کے لئے جو پہلا مرحلہ پیش آتا ہے وہ وہی مساوات کا مرحلہ ہے جسکا ذکر ہمارے معزز بھائی نے کیا ہے۔ میں نومسلموں کے حق میں ہوں اور اُن کی تائید کو نہایت ضروری سمجھتا ہوں لیکن میں اُس غلط فہمی کو ضرور رفع کرنا چاہتا ہوں جو صرف ایک ہی پہلو کے اختیار کرنے سے پیدا ہو رہی ہے اور وہ یہی ہے کہ نومسلم اپنی کوئی جداگانہ پوزیشن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ انھیں اپنے اندر جذب کریں نومسلموں کو لازم ہے کہ وہ جذب ہونے کی قابلیت پیدا کریں اور اگر فریقین اپنے اپنے فرض کو شناخت کریں تو یہ غلط فہمی رفع ہو جاوے۔

اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مسلمان نومسلموں کے ساتھ کوئی بہترین سلوک نہیں کرتے یہ بالکل سچ اور درست ہے اور ایڈیٹر صاحب نور نے یہ حقیقی چربہ اُتارا ہے کہ ایک نومسلم کیساتھ ہمارے علماء کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اسے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی دیکر اس کی تمام اخلاقی قوتوں کو کچل دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اسلام نے گداگری کو منع کیا ہے۔ اور اسلام انسان کو مستعد اور باہمت بنانا چاہتا ہے

بچوں کی تندرستی

والدین کے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر ہوتا ہو
بچہ اگر سست اور
بظاہر پژمردہ اور رنگ
ہتک گئی ہو
تو۔ اس کو فوراً
اسکاٹس ایملشن
دینا چاہیئے
اس کے فائدہ میں چند
تعلیے
ملا مہینے سے بچہ میں بڑا
زرق برق پرہ
جلدیگا اور وہ خوش
و خورم و
بشاش ہو جائیگا
جو تندرستی
کی یقینی علامت
ہے۔ استعمال
کے چند روز بعد نتیجہ معلوم
ہو جاتا ہے
ناتھ سو نہیں چل جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ فیچنگ کمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اس سے کوئی بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈونس ڈزبلس کھائیے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا تبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر نفخ گھٹیا وکا میں آنا مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے ڈونس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈزبلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اجزا کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۱۲ اردانی شیشی ۱۲۰ گولیاں ۱۲ اردانی سے تیکنی تمام دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ۱۲ اردانی شیشی ڈونس ڈرگ ایجنسی اور باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

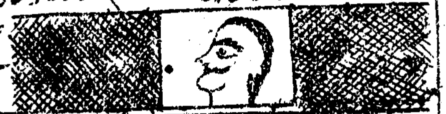

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی اور **اعتقادی** نونوں کا نشوونما اس وقت نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب و مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے **ترجمۃ القرآن** شروع کیا گیا ہے اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ وغیرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین **اسلام** کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں، ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے **ہدیہ فی پارہ۔ ایک روپیہ**

نوٹ سات پارے تیار ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپے (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک کہ یہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے ۔

الحکم

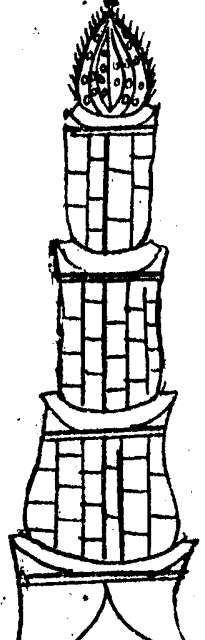

شرح قیمت اخبار جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے .... صہ
خواص سے .... عہ
ہندوستان سے باہر .... ۷ ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف .... ۱۲ ر

دوا ئینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان

چہ گویم با تو گر آئی چہ ادر قادیاں بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شائع ہوتا ہے ۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں ۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے ۔

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھلاتی ہیں یہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور اعلیٰ درجے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے ۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں ۔ خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں ۔ کیونکہ اس دواخانہ میں تمام ہر مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہنچ گئی ہیں

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں ۔

نوٹ } جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں کوئی بھی اس دواخانہ کی شاخ نہیں ہے ۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے ۔

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

ہیں کرلیا۔ اگلے روز ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے استغاثہ کیطرف سے لاش کے طبّی معائنہ کی متعلق شہادت دی۔ ڈاکٹر نے بیان کیا۔ کہ موت کا باعث متوفی کی بڑھی ہوئی تلی تھی۔ جو تولنے پر ۴۳ اونس نکلی تھی۔ عدالت نے مقدمہ سیشن سپرد کردیا۔ سیشن جج رائے نرائن داس نے ملزم کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر چھوڑ دیا۔ مگر اس کے چند دن بعد اسسٹنٹ کمشنر نے موقعہ پر پہنچکر لاش کے دفن ہونے سے تین ہفتہ بعد مردہ کو قبر سے نکلواکر سول سرجن صاحب کا معائنہ کرایا سول سرجن تلی اپنے ہمراہ شاہ پور کو لے گیا۔ ۵ ستمبر کو جب مقدمہ کی پیشی سیشن جج کی عدالت میں ہوئی تو جج صاحب نے ضمانت کا حکم منسوخ کرکے ملزم کو حوالات میں بھیجدیا۔ اور مقدمہ دوبارہ تحقیقات کے واسطے اسسٹنٹ کمشنر مذکور کی عدالت میں بھیجدیا مقدمہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے روبرو دورہ میں مقام سکیسر ۶ ستمبر کو پیش ہوا۔ سول سرجن صاحب کی شہادت قلم بند کی گئی۔ جس نے تلی کا وزن ۱۱ اونس کے قریب بتلایا۔ ڈاکٹر بشارت احمد کی دوبارہ شہادت لی گئی۔ اس نے کہا میں نے تلی کا وزن کیا تہا ۴۳ اونس نکلی تھی۔ بھنگی نے بیان کیا کہ تلی کو میں نے تولا تہا۔ ڈاکٹر صاحب نے نہیں تولا تہا۔ بھنگی کو زیر حراست کیا گیا۔ اور ڈاکٹر کو سول سرجن نے معطل کردیا۔ اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے ڈاکٹر بشارت احمد کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند قایم کیا۔ اور اسے بھنگی کیساتھ ہی ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا۔ اس کی ضمانت کی درخواست نامنظور کی گئی۔ خواجہ کمال الدین پلیڈر لاہور سے ڈاکٹر بشارت احمد کی طرف سے پیروی کو بجانب سکیسر گئے۔ اور انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے ڈاکٹر صاحب کی ضمانت منظور کرائی۔ واقعات کے سچ یا جھوٹ ہونے کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کا تصفیہ شہادت سے ہوگا۔ لیکن اتنا کہنے سے ہم نہیں رک سکتے۔ کہ اسسٹنٹ کمشنر نے ڈاکٹر صاحب جیسے ذی عزّت شخص کو ہتھکڑی لگاکر نہ صرف کمال ناتجربہ کاری کا اظہار کیا ہے بلکہ صریحاً لارڈ مارلے کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ جن کی رُو سے زیر تجویز قیدیوں کو ہتھکڑی لگانا ممنوع ہے۔ یہ حکم بھی کچھ کم ناواجب نہیں تہا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہی ہتھکڑی لگاکر صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے ایک ایسا فعل کیا ہے جس کو مشرقی نکتہ خیال سے جسقدر معیوب سمجھا جائے تھوڑا ہے (پرکاش)

ہندو قوم کے لیڈنگ پیپر

ہندوستان کی رائے

ڈاکٹر اور بھنگی کو ایک ساتھ ہتھکڑی

اخبار پنجابی نے ایک نہایت سنسنی خیز واقعہ کی خبر لکھی ہے۔ بھیرہ میں ایک شخص مرگیا۔ اور جب ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے اس کا پوسٹ مارٹم (چیر پہاڑ کا عمل) کیا تو اس نے لکھا۔ کہ موت تلی کے سے واقعہ ہوئی ہے۔ مسٹر فلپی صاحب اسسٹنٹ کمشنر بھیرہ کو رپورٹ دی گئی۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان غلط ہے۔ اور موت تلی سے نہیں۔ بلکہ ایک اور شخص کی چوٹ سے واقعہ ہوئی ہے عدالت میں ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان ہؤا۔ اس نے کہا۔ کہ پوسٹ مارٹم کرتے وقت تلی کو اس نے اپنے سامنے بھنگی سے وزن کرایا تہا۔ اور وزن اس نے اپنے ہاتھ سے رکھّے تھے۔ بھنگی نے بیان دیا کہ اس نے خود ہی تلی کو وزن کیا تہا اور خود ہی وزن ترازو میں رکھّے تھے۔ اس اختلاف رائے بہ جو ڈاکٹر اور بھنگی کے بیان میں تہا۔ عدالت نے دونوں کو ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا اور پولیس کانسٹیبل نے دونوں کو عدالت میں اکٹھی ہتھکڑی لگادی۔ ڈاکٹر کے وکیل نے ضمانت کی درخواست دی۔ لیکن درخواست نامنظور ہوئی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر اور سیشن جج اوس روز بھیرہ سے باہر تھے۔ اس لئے ضمانت کا سوال ملتوی رہا۔ اس واقعہ پر بھیرہ میں کمال سنسنی پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ ایک ذی عزت ڈاکٹر کو اتنی سی بات پر ہتھکڑی لگانا اور پھر ایک بھنگی کے ساتھ ہندوستانی نقطہ خیال سے کمال صدمہ انگیز ہے +

ڈاکٹر بشارت احمد کا مقدمہ

بھیرہ کے ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن کے افسوسناک مقدمہ کی کیفیت آج کسی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے یہ واقعات میری طرف سے کسی مزید رائے زنی کے محتاج نہیں علاوہ اسکے مقدمہ زیر تحقیقات ہے۔ اس لئے اس پر رائے زنی ملتوی کیجاتی ہے۔ مگر مسٹر فلپی اسسٹنٹ کمشنر کے ایک گزٹیڈ آفیسر کو ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگانی اور ایک قابل ضمانت جرم (دفعہ ۱۹۳) میں ضمانت نہ منظور کرنے اور ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ہمراہ رات بہر حوالات میں رکھنے اور دوسرے روز اُسی حالت میں بیس میل پیدل چلکر شاہپور جانیکے حکم دینے سے لوگوں میں ایک عجیب حیرت بے چینی اور پریشانی پیدا ہو رہی ہے

امرتسر میں عیسائی مشنریوں نے

(ایک مسلمان بیوہ کو بہکایا)

امرتسر میں ایک مسلمان سوداگر شال کی بیوہ لڑکی جو عموماً مشن اسپتال میں آیا جایا کرتی تھی۔ وہ پادریوں کے کہنے میں آگئی۔ اور اس نے والدین کے ہمراہ جانے سے انکار کردیا۔ والدین نے اس کی اطلاع پولس کو کردی۔ جس نے لڑکی کو والدین کے پاس بھیجدیا۔ اس واقعہ سے شہر کے مسلمانوں میں مشنریوں کے خلاف ایک ناراضی پیدا ہو گئی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ مشنری اسی طرح ہندوستانی لڑکوں اور لڑکیوں کو بہکایا کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو اپنی اولاد کو ان سے محفوظ رکھنا چاہیئے +

کسی دوسری جگہ بھی کیا ہے کہ اس کارروائی سے تاج برطانیہ کو کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذمہ وار اسسٹنٹ کمشنر صاحب اور سول سرجن صاحب ہیں۔ جن میں سے آخر الذکر نے قبل از وقت ڈاکٹر صاحب کے معطل کرانے کے احکام حاصل کئے۔ اور دوسرے نے جو کارروائی کی وہ اب طشت از بام ہو چکی ہے ڈاکٹر صاحب کے مظلوم ہونے میں اس سے ترقی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں ان کی اس مصیبت کی یہ تلافی خوش کن ہے بہر حال میں اپنے معزز مراسلہ نویس کی چٹھی کو بدوں کسی قسم کا حاشیہ چڑھانے کے درج کرتا ہوں۔ اور یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اخلاقی جرأت کے ساتھ **مردم شناسی** اور اعتراف کمالات کا مادہ رکھتے ہیں۔ ایسی تحریریں ہمارے لئے موجب تسلی ہیں اور ہم خدا کے فضل سے یقین رکھتے ہیں کہ سر لوئیس ڈین کی **گورنمنٹ** اس معاملہ پر پوری توجہ کریگی۔ اور **مظلوم** کی سچی ہمدردی کرے گی بہر حال وہ تحریر درج ذیل ہے (ایڈیٹر)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے مجھے ذاتی واقفیت کی عزت حاصل ہے۔ مجھے چند لمحہ ان کی نیک مصاحبت میں گذارنے کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔ اور میں ان چند لمحات کو اور ان ساعتوں کے نیک اثرات کو اپنی زندگی کا کارنامہ سمجھتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف صداقت و راستبازی شرافت و نجابت کی زندہ مثال ہیں۔ اگر کسی نے اخلاص و دیانت کو مجسم شکل میں دیکھنا ہو تو وہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھے۔ اگر ضبط نفس استقلال اور ایثار کا نمونہ دیکھنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی زیارت کرے۔ مختصر یہ کہ مکارم اخلاق کا مجسمہ ہیں اور اخلاق احمدی کا مرقع +

ان بزرگوار ڈاکٹر پر جو ناگہانی آفت ایک نو وارد اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاتھوں ۱۶ ستمبر ۱۹۱۰ء کو نازل ہوئی اُس سے کوئی انصاف پسند طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیگی۔

انصاف کا خون ہوا ہے

اور آزادی تہ تیغ کردی گئی ہے۔

قانون سب پر حاکم ہے۔ اعلیٰ و ادنے اسکے محکوم ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ ایک آزاد اور آزادی پسند قوم کے فرد نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ ایک **معزز** اور قابل **احترام گزٹیڈ آفیسر** کی آزادی چھین لی اور اس کو کسی ......
.... ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگاکر عملی رنگ میں تشہیر کیا۔ کوئی ذلت کی انتہا بھی۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ جرم **قابل ضمانت** اور قانون کے زبردست احکام کی باوجودیکہ دیوان بہادر دیوان دولت رائے صاحب جیسے معزز اور مقتدر بزرگ نے اپنے آپ کو ضامن پیش کیا پروا نہ کی گئی ہ

واقعات واقعات ہیں۔ چھپائے چھُپ نہیں سکتے۔ ہمیں جرم دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند کی جوڈیشل ٹرایل کا انتظار ہے۔ مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ مجسٹریٹ کے فعل سے جس بیجا کی بو آتی ہے۔ **ملک معظم** کی رعایا کے ایک **معزز** اور ذی وجاہت عہدہ دار ڈاکٹر کو باوجودیکہ جرم قابل ضمانت ہے۔ زیر حوالات رکھنا ایک سنگین قسم کی

قانونی خلاف ورزی ہے

واقعات جن کی بنا پر الزام قایم کیا گیا ہے۔ غیر اہم اور پادر ہوا ہیں۔ مگر ہم تفصیل کیساتھ بحث کرنے کے لئے جوڈیشل ٹرایل کا انتظار کرینگے اس وقت صرف اتنا کہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ اسکا فوری نوٹس لے کر **داد مظلوم دیکر برٹش انصاف کی عزت قایم کریگی**۔ ورنہ قہر درویش بجان درویش

دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ

(راقم ایک نامہ نگار)

ڈاکٹر بشارت احمد کے مقدمہ پر پرکاش کی رائے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے سنسنی خیز معاملہ پر پرکاش نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ اس کا جواب دینا بھی اسلئے ضروری ہے کہ تا گورنمنٹ پنجاب کو معلوم ہو کہ اس سرے سے اس سرے تک سب کے سب مسٹر فلبی کے اس فعل کو نہایت دلشکنی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

آریہ اخبار پرکاش کی رائے

ایک مسلمان ڈاکٹر مصیبت میں +

جیسا کہ کسی پہلے پرچہ میں بتلایا جاچکا ہے ۱۵۔ اگست کی صبح کو بھیرہ میں ایک مسلمان گداگر خواجہ محمد سعید کے ہاں خیرات مانگنے گیا۔ محمد سعید نے اس کو خیرات دینے سے انکار کیا اور اس گداگر کے مُصِر ہونے پر کہا جاتا ہے۔ کہ محمد سعید نے اس کو سخت زدو کوب کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گداگر وہیں چت ہوگیا۔ لاش ہسپتال میں لیجائی گئی۔ مگر ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر نے انہیں کہا۔ کہ پہلے اسے کوتوالی لے جاؤ۔ پولیس انسپکٹر نے روئداد قلمبند کی اور لاش ہسپتال میں ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھیجدی۔ ڈاکٹر نے اسی روز دو بجے بعد دوپہر لاش کا امتحان کیا۔ پولیس نے ملزم محمد سعید کا چالان اسی دن مسٹر فلبی صاحب سب ڈویژنل افسر بھیرہ کی عدالت

اور گھاس پھوس کو پیدا ہونے اور بڑھنے کا موقع دیتا ہے تو نہ صرف پھول و پھل کے درخت ایک دن کٹ جائیں گے بلکہ جو کوئی اس باغ سے گذرے گا تکلیف دینے والے کانٹے اس کے دامن سے الجھیں گے اس کے جسم کو مجروح کریں گے پاؤں میں چبھیں گے اور سخت پریشانی کا باعث ہوں گے۔

کیا یہ غلط ہے ؟ کیا انسان کے دل میں دو متضاد اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اس میں ذرا بھی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ جہاں انسانی دل کا روشن پہلو قابل تعریف ہے۔ ساتھ ہی اسکا تاریک پہلو نہایت ہی دل خراش اور ہولناک ہے۔ اور اسپر تھوڑی دیر کے لئے سرسری نگاہ ڈالو۔

دنیا کی مصیبتوں کا اعلےٰ سبب انسان کا دل ہے جہاں اسکا رُخ خود غرضی کیطرف ہوا حسد اور خود غرضی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں ایک ہو گا۔ وہاں دوسرا ضرور موجود رہیگا۔ گھر میں ایک بھائی ہوشیار ہے پڑھا لکھا ہے کماتا ہے صاحب عزت ہے۔ تو دوسرے اس سے حسد کرتے ہیں۔ اور ناحق بغض ہی کی وجہ سے ہر وقت دل ہی میں غیرت کی آگ میں جلا کرتے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کا محض اس وجہ سے بدخواہ ہے کہ اس کو نسبتاً زندگی کی نعمتیں ہمسایہ کے مقابل میں کم عطا ہوئی ہیں ایک شخص دوسرے کی نیکنامی کو سنکر اسقدر پریشان ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا۔ مثل مشہور ہے لوگ دوسرے کی بدشگونی کے لئے اپنی ناک تک کٹا دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے جان و مال کے برباد ہونے سے رقیب کی عزت آبرو اور جان کا خطرہ ہے تو وہ بخوشی مرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے یہ مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ صحیح ہے اگر بغور تحقیقات کی جائے تو بآسانی پتہ لگ سکیگا۔ کہ زیادہ تر لوگ محض ضد اور نفسانیت کی وجہ سے جعلی اور جھوٹے مقدمے بنا بنا کر اپنی اور اپنے ہمسایوں کی مٹی پلید کرتے ہیں۔

ریفارمر و سوشل اصلاحوں کی حامی صرف اس وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف بنے ہیں کہ ایک کو ہردلعزیزی کا زیادہ موقعہ مل گیا ہے غرض انسانی دل حسد اور نفاق کی وجہ سے مصیبت اور تکلیف کا گھر بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے خالی ہو تو وہ انسان کے لئے اعلیٰ درجہ کی آسایش کا کارن ہوتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے اور پردہ

لالہ لاجپت رائے نے ولایت جاکر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے دپرکاش میں لالہ صاحب کا ایک مضمون "انگلستان کی دیویاں" کے عنوان سے شایع ہوا ہے اس مضمون کے ضمن میں لالہ صاحب نے پردہ کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس مضمون میں لالہ صاحب کی اصل غرض صرف اتنی ہے۔ کہ ہندوستان کی عورتوں میں اسی قسم کی ازادی اور حرّیت پیدا کی جاوے۔ جو انگلستان کی عورتوں میں پائی جاتی ہے اور ہندوستان کی عورتیں بھی ان کے نقطہ خیال سے اسی طرح اپنے حقوق کے لئے لڑیں جھگڑیں۔ جس طرح پر ولایت میں انہوں نے اودھم مچا رکھا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوستان میں اپنی قوم میں ایک جوش پیدا کرنے میں جو شہرت حاصل کی ہے۔ وہ بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے دایرہ اثر و رسوخ کو آئندہ مستورات میں وسیع کریں۔ اور یہ مضمون اسی سپرٹ سے انہوں نے لکھا ہے مجھے اس سے کچھ بھی بحث نہیں کہ لالہ لاجپت رائے اپنے پولٹیکل مشن کو پورا کریں انکا اختیار ہے وہ اپنی قوم میں جس قسم کے خیالات چاہیں پیدا کریں۔ مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں پر حملہ کریں۔ وہ اپنی مستورات میں آزادی اور حرّیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی عورتیں مردوں کے دوش بدوش اسی قسم کے مردانہ کام کریں جیسے لنڈن کا نظارہ انہوں نے دیکھا ہے "کریں کسی کو کیا"؟

ہندوستانی دیویوں کو لنڈنی رنگ

میں رنگ دیں کسی کو اعتراض نہیں۔ لیکن لالہ صاحب کی یہ حرکت کبھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ دوسری قوموں پر مذہبی حیثیت سے ایسی نکتہ چینی کریں۔ جو بالکل نامعقول اور متانت سے گری ہوئی ہو۔ اسی قبیل کا وہ مضمون ہے جو پردہ کے متعلق لالہ صاحب نے لکھا ہے۔ پردہ کے متعلق پہلی بات وہ یہ کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد "بھروسہ کی عدم موجودگی" پر ہے کیا یہ کس قدر شرم کی بات ہے حالانکہ قرآن مجید نے تو بدظنی کی تعلیم ہی نہیں دی اور اسلام حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے پھر کہنا کہ پردہ کی تعلیم کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ مسلمان (کیونکہ پردہ کے حامی اور شرعی طور پر پابند وہی ہیں) اپنی عورتوں پر بدظن ہیں۔ یہ ایک شرمناک لائیل ہے مسلمانوں کا۔

پھر لالہ صاحب نے عجیب منطق ایجاد کی ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد زیادہ نہیں۔ اس لئے پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی تعداد بھی اسقدر زیادہ نہیں ہوسکتی۔ کہ محض اس فائدہ کو دیگر نقصانوں پر جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دی جاوے۔

اول تو یہ شمار و اعداد معلوم نہیں لالہ صاحب نے کہاں سے معلوم کئے جو انہیں اس فتویٰ کا حق حاصل ہو گیا۔ کہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد بے پردہ قوموں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور بفرض محال اگر ان کا یہ خیال صحیح بھی تسلیم کرلیا جاوے تو اس سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی

لالہ لاجپت رائے ایسے سمجھدار اور ذی فہم آدمی کے منہ سے علم و ہنر کی سرزمین میں رہ کر ایسی نامعقول بات کا نکلنا تعجب پیدا کرتا ہے۔ مگر جس سرزمین میں تین خداؤں کا ایک خدا بن سکتا ہے وہاں رہ کر لالہ لاجپت رائے صاحب اگر بے دلیل بات کریں تو افسوس نہیں؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ مغربی دیویوں کی آزادی اور بیباکی نے انہیں اپنا ہو جانی بنا لیا ہے اور حب وطن کے جذبہ اور ولولہ میں وہ چاہتے ہیں کہ مغربی بت پرستی کی بجائے مشرقی بیویوں کو مغربی بپتسمہ دے لیں۔ اور جبطرح وہاں عورتیں مردانہ وار لڑتی جھگڑتی اور پارلیمنٹ کے ایوان میں شور و غل مچاتی داخل ہوتی ہیں وہی نظارہ انہیں ہند میں نظر آوے۔

لالہ صاحب کے مشن و مقصد کے لحاظ سے یہ خیال شاید صحیح ہو اور وہ ہندو عورتوں میں ایسا جذبہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوں۔ مگر تہذیب و شائستگی کے مدارج اس سے اعلیٰ ہیں۔ اور عصمت کی دیوی پردہ ہی میں رہ سکتی ہے۔

لالہ صاحب کے طرز بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ

عصمت کی چنداں پرواہ نہیں کرتے

کیونکہ وہ اس فائدہ کو دوسرے نقصانوں کے مقابلہ میں جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دینا نہیں چاہتے جس شخص کا نقطہ نظر یہ ہو وہ پردہ کی مخالفت کیوں نہ کرے۔ لالہ صاحب کے خیال کے موافق ایک عورت کیسی ہی ہرجائی اور آوارہ و بدچلن عفت فروش ہو مگر وہ ملک و قوم کے لئے جد و جہد کو جاری رکھ سکے۔ پولیٹیکل کشتی میں خم ٹھونک کر سامنے آنیوالی ہو۔ وہ لائق مرتبہ بہتر اور قابل قدر ہے۔ پس یہ جذبہ اپنی قوم کی دیویوں میں اگر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہندو قوم کے لئے مبارک فال نہیں ہے

میں اپنے برادران وطن کو مشورہ دونگا۔ کہ وہ لالہ لاجپت رائے کی ایسی غلط اور بیہودہ رائے کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ وہ عصمت کے مقابلہ میں ایک عورت کا سست ہونا پسند کریں اس کا ملکی کارروائیوں میں حصہ نہ لینا خوشی سے سہیں انکی کم قدری اور بزدلی اور پست ہمتی کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ مگر

انکی عفت و عصمت کی قدر کریں

لالہ صاحب چاہتے ہیں۔ کہ ہماری عورتوں میں اسی قسم کی بے تکلفی اور آزادی پیدا کریں جو یوروپ میں ہے۔ اور جس کا نظارہ دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ اس بے تکلفی کا نتیجہ وہی ہوگا جس کے خوفناک نتائج لنڈن والوں کو معلوم ہوچکے ہیں۔ اور وہ خود اس کے انتظام کی فکر کر رہے ہیں۔

غرض لالہ صاحب نے پردہ پر نہایت ہی بیہودہ بحث کی ہے اور میں یقین نہیں کرتا کہ ہندو قوم لالہ صاحب کی ہم خیال ہوکر عفت و عصمت کے مقابلہ میں تیر اندازی کو قابل قدر سمجھے۔

لالہ صاحب کی غرض صرف عورتوں میں پولیٹیکل جذبہ پیدا کرنا ہے اور اس کے لئے وہ بے پردگی اور عام بے تکلفی کو پسند کرتے ہیں۔ مگر وہ ان نتائج سے بے خبر ہیں جو اس سے پیدا ہوتے ہیں یا اپنے دھن میں ایسے مست ہیں کہ وہ انپر مزید غور کی تکلیف نہیں کر سکتے۔ ہندو صاحبان نے اگر پردہ کو اسی نظر سے دیکھا۔ اور اپنی بہنوں اور بیٹیوں اور بیویوں کو اسی رنگ کی آزادی دیدی جو لنڈن میں ہے۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ لنڈن کے نظارے پنجاب میں نظر آویں اور تھوڑی دیر کے لئے لالہ لاجپت رائے صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو خوش کر سکیں مگر اس کا انجام نہایت مکروہ اور خوفناک ہے۔

عورت کا حسن و جمال اس کی عفت و عصمت ہے۔ اس کی تمام اخلاقی قوتوں کا خزانہ اسی میں مضمر ہے۔ اور عفت و عصمت کے بقا کے لئے پردہ ایک بے نظیر اور قابل قدر دیس ہے۔ جو اس کی قدر نہیں کرتا وہ انسانی فطرت کے علم سے ناواقف ہے اور چاہتا ہے کہ اس خوبی کو ضایع کر دیا جائے۔

سرکاری خبر

مندرجہ ذیل خبر گورنمنٹ پنجاب کیطرف سے بغرض اشاعت پہونچی ہے (ایڈیٹر)

ہوم گزٹ بمقام لاہور مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۰ء

امیدواران امتحان محکمہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ قواعد زیر ایکٹ بابت معاملہ زمین و دخل رعیتان پنجاب جو اشتہار گورنمنٹ گزٹ پنجاب نمبر ۹۵۳ و ۹۵۴ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۱۰ء میں زیر مال پرچہ اول مذکور ہیں۔ ان میں ان قواعد کی پورانی طبع کا حوالہ دیا گیا ہے جو اب تک امتحان سابقہ کیلئے مقرر ہیں۔ اور بجائے جدید قواعد کے آئندہ امتحان کے موقعہ پر پرانے قواعد زیر ایکٹ ہائے مذکور میں امیدواران کا امتحان لیا جائیگا۔ دستخط غلام ربانی

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و میر منشی گورنمنٹ پنجاب

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے

معاملہ پر غیر احمدی نامہ نگار۔

ذیل میں ایک معزز اور سربرآوردہ مسلمان کا مراسلہ درج کیا جاتا ہے۔ جو کیمل پور ضلع اٹک سے آیا ہے اس خبر کو جہاں جہاں کسی نے سنا ہے۔ قانونی نکتہ نگاہ سے اور عام سوشل حالات کے ماتحت سخت درد اور رنج سے سنا ہے۔ انڈین پریس نے بالاتفاق اس پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ اور اس کا ذکر

اور گھاس پھوس کو پیدا ہونے اور بڑھنے کا موقع دیتا ہے تو نہ صرف ببول و پہل کے درخت ایک دن کٹ جائیں گے بلکہ جو کوئی اس باغ سے گذرے گا تکلیف دینے والے کانٹے اس کے دامن سے اُلجھیں گے اس کے جسم کو مجروح کریں گے یا وئیں چبھیں گے اور سخت پریشانی کا باعث ہوں گے۔

کیا یہ غلط ہے؟ کیا انسان کے دل میں دو متضاد اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اس میں ذرا بھی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ جہاں انسانی دل کا روشن پہلو قابل تعریف ہے۔ ساتھ ہی اسکا تاریک پہلو نہایت ہی دل خراش اور ہولناک ہے۔ اور اسپر تھوڑی دیر کے لئے سرسری نگاہ ڈالو۔

دنیا کی مصیبتوں کا اعلےٰ اسبب انسان کا دل ہے جہاں اسکا رُخ خود غرضی کیطرف ہوا حسد اور خود غرضی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں ایک ہو گا۔ وہاں دوسرا ضرور موجود رہیگا۔ گھر میں ایک بھائی ہوشیار ہے پڑھا لکھا ہے کماتا ہے صاحب عزت ہے۔ تو دوسرے اس سے حسد کرتے ہیں۔ اور ناحق بغض ہی کی وجہ سے ہر وقت دل ہی دل میں غیرت کی آگ میں جلا کرتے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کا محض اس وجہ سے بدخواہ ہے کہ اس کو نسبتاً زندگی کی نعمتیں ہمسایہ کے مقابل میں کم عطا ہوئی ہیں ایک شخص دوسرے کی نیکنامی کو سنکر اسقدر پریشان ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا۔ مثل مشہور ہے لوگ دوسرے کی بدشگونی کے لئے اپنی ناک تک کٹا دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے جان و مال کے برباد ہونے سے رقیب کی عزت آبرو اور جان کا خطرہ ہے تو وہ بخوشی اسکے لئے تیار ہو جائیں گے یہ مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ صحیح ہے اگر بغور تحقیقات کی جائے تو باسانی پتہ لگ سکیگا۔ کہ زیادہ تر لوگ محض ضد اور نفسانیت کی وجہ سے جعلی اور جھوٹے مقدمے بنا بنا کر اپنی اور اپنے ہمسایوں کی مٹی پلید کرتے ہیں۔

ریفارمر و سوشل اصلاحوں کی حامی صرف اس وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف بنتے ہیں کہ ایک کو ہر دلعزیزی کا زیادہ موقعہ مل گیا ہے غرض انسانی دل حسد اور نفاق کی وجہ سے مصیبت اور تکلیف کا گھر بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے خالی ہو تو وہ انسان کے لئے اعلیٰ درجہ کی آسایش کا کارن ہوتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے اور پردہ

لالہ لاجپت رائے نے ولایت جاکر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ پرکاش میں لالہ صاحب کا ایک مضمون ”انگلستان کی دیویاں“ کے عنوان سے شایع ہوا ہے اس مضمون کے ضمن میں لالہ صاحب نے پردہ کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس مضمون میں لالہ صاحب کی اصل غرض صرف اتنی ہے۔ کہ ہندوستان کی عورتوں میں اسی قسم کی ازادی اور حریت پیدا کی جاوے۔ جو انگلستان کی عورتوں میں پائی جاتی ہے اور ہندوستان کی عورتیں بھی ان کے نقطۂ خیال سے اسی طرح اپنے حقوق کے لئے لڑیں جھگڑیں جس طرح پر ولایت میں انہوں نے اودھم مچا رکھا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوستان میں اپنی قوم میں ایک جوش پیدا کرنے میں جو شہرت حاصل کی ہے۔ وہ بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے دایرہ اثر و رسوخ کو آئندہ مستورات میں وسیع کریں۔ اور یہ مضمون اسی سپرٹ سے انہوں نے لکھا ہے مجھے اس سے کچھ بھی بحث نہیں کہ لالہ لاجپت رائے اپنے پولیٹیکل مشن کو پورا کریں انکا اختیار ہے وہ اپنی قوم میں جس قسم کے خیالات چاہیں پیدا کریں۔ مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں پر حملہ کریں۔ وہ اپنی مستورات میں آزادی اور حریت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی عورتیں مردوں کے دوش بدوش اسی قسم کے مردانہ کام کریں جیسے لنڈن کا نظارہ انہوں نے دیکھا ہے۔ ”کریں کسی کو کیا؟

ہندوستانی دیویوں کو لنڈنی رنگ میں رنگ دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن لالہ صاحب کی یہ حرکت کبھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ دوسری قوموں پر مذہبی حیثیت سے ایسی نکتہ چینی کریں۔ جو بالکل نامعقول اور متانت سے گری ہوئی ہو۔ اسی قبیل کا وہ مضمون ہے جو پردہ کے متعلق لالہ صاحب نے لکھا ہے۔ پردہ کے متعلق پہلی بات وہ یہ کہتے ہیں۔ اس کی بُنیاد بھروسہ کی عدم موجودگی پر ہے“ یہ کس قدر شرم کی بات ہے حالانکہ قرآن مجید نے تو بدظنی کی تعلیم ہی نہیں دی اور اسلام حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے پھر کہنا کہ پردہ کی تعلیم کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ مسلمان (کیونکہ پردہ کے حامی اور شرعی طور پر پابند وہی ہیں) اپنی عورتوں پر بدظن ہیں۔ یہ ایک شرمناک لائبل ہے مسلمانوں کا۔

پھر لالہ صاحب نے عجیب منطق ایجاد کی ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد زیادہ نہیں۔ اس لئے پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی تعداد بھی اسقدر زیادہ نہیں ہوسکتی۔ کہ محض اس فائدہ کو دیگر نقصانوں پر جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دی جاوے۔

اول تو یہ شمار و اعداد معلوم نہیں لالہ صاحب نے کہاں سے معلوم کئے جو انہیں اس فتویٰ کا حق حاصل ہو گیا۔ کہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد بے پردہ قوموں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور بفرض محال اگر ان کا یہ خیال صحیح بھی تسلیم کر لیا جاوے تو اس سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی

مسلمان تارکان وطن پہونچے ہیں۔ یہی کیفیت ہر اشاعت اسلام سے نوع انسان کی تمدنی۔ دماغی اور روحانی ترقی کو بڑی مدد ملی ہے۔ مسلمان تاجرو یا خداپرستوں کے جوش اشاعت اسلام کو دیکھنے کی غرض سے چین برٹش گائنا یا تبت میں جانیکی ضرورت نہیں۔ خود اس ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ خواجہ معین الدین رح کو خواب میں پیر کیطرف سے ہدایت ہوئی کہ تم وسط ایشیا سے ہندوستان کا رخ کرو۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے لوگ مذہب اسلام کے سخت مخالف تھے لیکن حضرت معین الدین رح ان رکاوٹوں وخوف وخطر سے مطلق نہ ڈرے اور قطع منازل ومراحل کرتے ہوئے براہ پنجاب راجپوتانہ پہونچے۔ ابتدا میں انہیں جاسوس تصور کیا گیا۔ لیکن آخرش ان کے اخلاق حسنہ وصفات پسندیدہ نے سب کے دل میں گھر کرلیا۔ اُن کی وفات کا سینکڑوں مسلمانوں اور ہزاروں ایسے لوگوں نے غم والم کیا جو دلمیں تو اسلام کی صداقت کے قایل ہوگئے تھے مگر بظاہر ذات پات کی پابندیوں اور خارج از برادری ہونیکے خوف سے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

بابا فرید نامی ایک باخدا فقیر تن تنہا پنجاب کے وحشی اور تندخو قبایل میں جاکر مسکن گزین ہوئے اور اپنی نیک نفسی سے ان کو اسطرح رام کیا۔ کہ قبیلے یکے بعد دیگرے مسلمان ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے وقت لاکھوں مسلمان موجود تھے ان اولیاء کے جانشینوں نے بھی اشاعت اسلام میں سعی وکوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ بعد کے زمانہ میں مولوی بھی اسبارہ میں صوفیوں اور پیروں کی کچھ مدد کرتے رہے صدیاں گذر گئیں۔ گو مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی تاہم اسلام بدستور پھیل رہا ہے۔ بالخصوص برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں بہ نسبت ان ممالک کے جہاں مسلمان فرمانروا ہیں اسلام نے زیادہ زیادہ ترقی کی ہے۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام کی یہ مختصر تاریخ ہے تلوار کے زور سے نہیں بلکہ خداپرست بزرگوں کی روحانی واخلاقی خصایل حمیدہ اس کی ترقی واشاعت کا باعث ہوئے ہیں۔

تیس چالیس سال پہلے مسلمان واعظین ومنادان یہ مقدس فرایض میں نہایت سرگرمی سے مصروف تھے۔ اور صداقت کی روشنی پھیلانے میں انہوں نے سعی وکوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا یہ اپنے اخراجات کا بوجھ وہ مسلمانوں پر نہ ڈالتے تھے اور نہ کسی قسم کے چندہ سے ان کی اعانت کیجاتی تھی باوجود اس کے دیگر ادیان کے منادوں سے زیادہ کامیاب ہوتے تھے۔ لیکن اب ہندوستان میں اشاعت اسلام کے متعلق ایک بہت بڑا انقلاب ظہور میں آیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بے لوث مسلمان واعظین کی نسل مفقود ہوگئی۔ اور انہوں نے بظاہر معقول لایق جانشین نہیں چھوڑے۔ محض اسلام کے لئے منادی کا ولولہ معدوم ہوگیا۔ ایک زمانہ تھا۔ جبکہ غیر مسلم لوگ ان بازاروں میں نہ جاتے تھے جہاں بڑا کوئی مولوی وعظ میں مصروف ہوتا تھا کیونکہ انہیں خوف تھا۔ کہ کہیں اسکا زبردست وعظ تبدیل مذہب کا باعث نہ ہو۔ لیکن اب وہ آوازیں خاموش ہیں۔ بلکہ الٹا اسلام پر زبان طعن دراز ہو رہی ہے۔ اور ہمارے روحانی مقتداؤں کا ارشاد ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے مباحثہ نہ کرو۔ جب تعلیم یافتہ اصحاب اپنے شکوک و شبہات رفع کرنے کیلئے مولویوں کے پاس آتے ہیں۔ تو انہیں کہا جاتا ہے ایسے شکوک کو دلمیں راہ نہ دیں۔ اور شیطان کیطرح عقلی دلایل سے کام نہ لیں۔ خفیف سے اختلاف رائے پر کفر کا فتویٰ لگ جانا معمولی بات ہے۔ الکا قول ہے کہ قیامت قریب ہے۔ اور پیغمبر کی یہ پیشینگوئی عنقریب پوری ہونے والی ہے۔ کہ اسلام غربا میں شروع ہوا۔ اور انہی میں اس کا خاتمہ ہوگا۔ غرضکہ کفر کے فتووں اور مسلمان کو خارج از دین بنانیکا زور ہے۔ اور غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کی کارروائی مفقود وموقوف ہوچکی ہے۔ بعض روشن خیال علماء اور انجمنیں مولویوں کے دامن سے اسی دھبہ کو دھونا چاہتی ہیں۔ جو بلاشبہ مسلمانان ہند کے دلی شکریہ کی مستحق ہیں۔ امید ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ بارآور ہونگی اگرچہ ان مصلح علما کا اثر اپنے عالم بھائیوں میں محدود ہے اور انجمنیں بھی ہنوز طفولیت میں ہیں۔ تعلیم یافتہ مسلمان لایق وقابل علماء کی قلت کو نہایت سختی سے محسوس کرتے ہیں۔ گو انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نسبت مولویوں کا اچھا خیال نہ ہو تاہم کسی اور اسلامی گروہ سے۔ ہم ان میں مذہب کا کچھ کم جوش نہیں دیکھتے ان کے خیال میں موجودہ زمانہ میں اسباب کی اشد ضرورت ہے کہ جاہل و اصول مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو تعلیم وتلقین سے دائرہ اسلام سے خارج نہ ہونے دیا جاوے اور ہندوستان کی ادنیٰ ذاتوں میں سرگرمی سے اشاعت اسلام کی کوشش کیجائے۔

انسان کا دل

وکٹوریہ میپر رقمطراز ہے کہ انسان کے دل سے زیادہ پاک کوئی چیز نہیں ہے۔ اور انسان کے دل سے زیادہ ناپاک بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ خوبصورت ہے۔ اور یہ بدصورت بھی ہے۔ یہہ بہشت ہے۔ جہاں آبحیات کی نہریں جاری ہیں اور جہاں اپنی روشنی میں تمام جگمگاتے ہوئے کواکب نورانی تماشہ دکھاتے ہیں۔ مگر یہ دوزخ بھی ہے۔ جس جگہ خوفناک آگ جل رہی ہے۔ اور سفلی جذبات کے شیاطین ہل من مزید کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بہشت کے جلانے وبرباد کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ انسان کا دل خوشنما باغ ہے جس کے رنگ برنگ پھولوں سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر نادان اور نالایق باغبان اس میں کیطلے درخت

چونکہ اس وقت کمپونڈر بیمار تھا۔ اس لئے انہوں نے اسی وقت معائنہ نہ کیا۔ آخر ۲ بجے ایک مصلی کمال کو ساتھ لیکر معائنہ کیا۔ اسی دن مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر و سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب خود بھیرہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بیانات وغیرہ قلمبند کئے۔ اگلے دن اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت معائنہ ڈاکٹری کے متعلق ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ معائنہ پر انہوں نے تلی کو دو جگہ سے پھٹا ہوا پایا۔ اور تلی کے وزن میں ½ ۳۴۔ اونس تھی اور کہ پیٹ میں تلی کے پھٹنے کیوجہ سے خون جمع تھا اور موت تلی کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ اور کوئی ضرب کا نشان جسم پر نہیں پایا گیا۔ پولیس کی رپورٹ بھی اسی امر کی مظہر ہے۔ کہ جسم پر کسی جگہ بھی ظاہری نشان ضرب کا نہیں تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند حکماً پولیس سے چالان مرتب کرا کر مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔ سشن جج صاحب نے ملزم کو ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت پر رہا کیا۔ اور یہ حکم لکھا کہ سرکاری وکیل کو نوٹس دیا جاوے کہ کیوں رپورٹ سپردگی کو منسوخ کرنے کے لئے مسل چیف کورٹ میں بھیجی جائے۔ اس کے بعد مسٹر فلبی نے سشن جج کو لکھا کہ وہ کچھ اور نئی شہادت اور مرتب کر کے ایزاد کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر مسل واپس بھیجی گئی۔ اور ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا۔ ۴ ستمبر کو یعنے واقعہ موت سے اٹھارہ دن بعد مسٹر فلبی معہ سول سرجن کے بھیرہ میں پہونچے۔ اور قبر کو اکھاڑ کر حسب بیان سول سرجن صاحب تلی نکلوائی گئی اور کاٹ کر سپرٹ میں رکھ لی گئی۔ اور اگلے دن یعنے ۵ ستمبر کو بمقام سرگودہ پہونچکر تولی گئی۔ ۲۱ ستمبر حال کو سول سرجن صاحب نے عدالت میں یہ بیان دیا۔ کہ ۵ ستمبر کو تولنے کے وقت تلی وزن میں ۱۴۔ اونس سے کم پائی گئی۔ ان کی رائے میں غالباً ۱۰۔ یا ۱۱۔ اونس کے درمیان ہوگی۔ سول سرجن صاحب نے اپنی شہادت میں یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب انہوں نے لاش کو دیکھا تو اسوقت انتڑیاں بالکل گل چکی تھیں اور کہ انہوں نے تلی کی جھلی پر کوئی تلی کے پھٹنے کا نشان نہیں پایا۔ اور کہ اُن کی رائے میں اس جھلی کے اندر ۳۴۔ اونس مادہ نہیں آسکتا۔ مگر زیادہ سے زیادہ وزن ۲۰۔ اونس اس میں آنا ممکن تھا۔ صحت کی حالت میں اس لڑکے کی عمر کے لحاظ سے تلی کا وزن سول سرجن صاحب کی شہادت کے مطابق ۷۔ اونس ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت دوبارہ لی گئی۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ تلی کا وزن ½ ۳۴۔ اونس تھا۔ کمال خاکروب نے بھی تلی کا وزن اسی قدر بیان کیا۔ بیانات گواہاں وغیرہ قلمبند ہو کر جب کل کے کل گواہ عدالت سے جا چکے تھے تو صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کو دوبارہ بلا کر ان کو اور کمال خاکروب کو ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا۔ اس بنا پر کہ ہر دو ملزم زیر دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسسٹنٹ سرجن اور خاکروب کو ہتھکڑی اکٹھی لگائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ضمانت کے لئے زبانی درخواست کی مگر مجسٹریٹ نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے۔ یہ واقعہ سلانوالی کا ہے جو سرگودہ سے آگے ایک سٹیشن ہے۔ اس وقت مجسٹریٹ صاحب ڈاکٹر اور خاکروب کو ہتھکڑی لگائے ہوئے سٹیشن پر پہونچے۔ جہاں دیوان دولت رائے وکیل اصل ملزم مقدمہ موجود تھے۔ دیوان دولت رائے نے اسی وقت درخواست ضمانت لکھ کر پیش کی اور مجسٹریٹ کو کہا کہ جرم قابل ضمانت ہے۔ ضمانت لیکر اسسٹنٹ سرجن کو رہا کیا جائے۔ اور مجسٹریٹ کے استفسار پر کہ کون ضمانت دیگا خود ضمانت دینے کی آمادگی ظاہر کی۔ اور یہ بھی کہا کہ اور ضامن بھی موجود ہیں۔ اور تحصیلدار صاحب بھیرہ جو اسوقت پلیٹ فارم پر موجود ہیں۔ تصدیق جائداد کر سکتے ہیں۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے درخواست لینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ سشن جج صاحب رخصت پر تھے۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کوہ سکیسر پر تھے۔ اسلئے کوئی مزید کارروائی اس وقت ضمانت کے لئے نہ ہو سکی اور ڈاکٹر صاحب کو سرگودہ لیجا کر حوالات میں رکھا۔ اور اگلے دن بلا ضرورت سارا دن اسی طرح خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگائے ہوئے کچہری میں حاضر رکھا۔ اور اسی شام کو حکم دیا کہ اسی حالت میں انہیں شاہ پور جو ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے پیدل لیجایا جاوے۔ جہاں وہ ۱۸ ستمبر کو بعد دوپہر جیل میں داخل کئے گئے ۱۹ ستمبر کو وکیل نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بمقام سکیسر درخواست کر دی۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فی الفور ایک ہزار روپیہ کی ضمانت پر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ مسل مقدمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ہے۔ اور ابھی تک کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی۔ اس حیرت انگیز مقدمہ سے تمام باشندگان بھیرہ میں سنسنی چھا گئی۔ اور ہر خاص و عام ان واقعات کو سن کر انگشت بدندان رہ جاتا ہے ۔ (محمد علی وکیل) (از عام)

ہندوستان میں اسلام

آیزرور لکھتا ہے کہ قاب افریقہ سے ایک عیسائی مشنری نے واپس آکر جو مضامین شایع کئے ہیں ان۔ مہذب دنیا کی توجہ تاریک براعظم میں اس خاموشی مگر مستقل طور سے پھیلتے جانے [illegible] ہو گئی ہے۔ ایک غیر ملک اور اجنبی [illegible] ماتحت اخلاقی تحریک سے اشاعت [illegible] افریقہ میں محدود نہیں بلکہ دیگر مما[illegible]

ڈپٹی کمشنر امرتسر سے دیر تک ایجیٹیشن کے متعلق گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ ان سے نہایت صفائی اور بے تکلفی سے عرض کر دیا تھا۔ اور صاحب موصوف نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ کہ بعض اوقات غلط فہمی ناتجربہ کار سولین لوگوں کے اس بدنما سلوک سے پیدا ہوتی ہے۔ جو وہ دیسی شرفاء کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ اور میں نے یہاں تک کہہ دیا تھا۔ کہ ابھی آپ ہی کی کوٹھی پر جبکہ میں محض ایک سرکاری خیر خواہی کے لئے آیا۔ کتنی ہی دیر تک انتظار کرنا پڑا اور آپ کے ملازموں کو جرأت نہیں ہوئی کہ آپ کو اطلاع دیں اگر آپ خود باہر تشریف نہ لاتے تو شائد مجھے رات بھر یہاں رہنا پڑتا۔

مسٹر مائلز ارونگ نے اس امر میں مجھ سے پورا اتفاق کیا تھا۔ کہ پبلک کیساتھ ہم لوگوں کو اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہئیں۔ اسکا نتیجہ جہاں ایک طرف رعایا کی محبت کا حاصل کرنا ہوگا وہاں ملک کے عام حالات کا صحیح اور سچا علم حاصل ہوگا۔ اور مسٹر موصوف نے اپنے طرز عمل سے یہ دکھایا بھی کہ وہ نہایت اخلاق۔ اور شریفانہ طریق پر لوگوں سے پیش آتے اور ملتے ہیں۔ غالباً وہ آجکل منٹگمری میں ہیں۔ اور میں ایسے ضلع کو خوش قسمت سمجھتا ہوں۔ جہاں ایسے لوگ ہوں۔

بہرحال یہ توضمنی قصہ تھا۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید مجھے کبھی اس کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ہماری قوم جو خدمات اپنے طور پر گورنمنٹ کی کر رہی ہے وہ بدوں کسی صلے کی خواہش اور نمائش کے کر رہی ہے۔

پہلا موقعہ ہے کہ اس قوم کو دکھ دیا گیا ہم اس تکلیف کو شرح صدر سے برداشت کرتے ہیں۔ اور اس میں گورنمنٹ کا شکوہ کرنے کے لئے اپنے دل میں ذرا بھی بیقراری نہیں پاتے۔ مگر ہاں یہ بالکل سچی بات ہے کہ **قانون انگریزی کی یہ ہتک ناقابل برداشت امر ہے۔**

گورنمنٹ کا ایک عہدہ دار اور انگلش نیشن کا ایک فرد جسکا مذہبی قومی اور قانونی فرض تھا۔ کہ وہ **قانون انگریزی کی حرمت** کو قایم رکھتا۔ اس نے اپنے عمل سے اس قانون کی سبکی کی ہے۔ اس کی فریاد ہم کرتے ہیں

اور **سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے** یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ کرے گی۔ اور اپنے عمل سے دکھا دے گی۔ کہ اس کی نظر میں رعایا کے تمام افراد برابر ہیں۔ اور **قانون انگریزی کی توہین کرنیوالا**۔ خواہ ہندو ہو یا مسلمان یورپشین ہو یا یورپین ہو کبھی بھی جوابدہی سے بری نہیں ہو سکتا۔ مسٹر **فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کا یہ طرز عمل** قابل لحاظ ہے۔ رعایا کی عزت و آبرو کا تحفظ اس کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ اس اختیار کا ناجائز استعمال کبھی گورنمنٹ کا منشا نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر صاحب نے اگر کوئی جرم کیا تھا تو بیشک اسکی باضابطہ تحقیقات ہوتی اور ہونی چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ خلاف قانون کوئی کارروائی کی جاوے۔ یا جن قانونی مراعات کو مدنظر رکھا گیا ہے اس سے فائدہ نہ اُٹھانے دیا جائے۔

۱۶ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت ہوئی تھی۔ اور ۱۵ ستمبر کو انکی معطلی کا حکم حاصل کیا جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تاریخ مذکور پر وہ کس جرم کے مرتکب سمجھے گئے تھے۔

غرض یہ واقعات نہایت خطرناک اور دکھ دہ ہیں اگرچہ اس سے کسی خاص قوم اور جماعت کو جو دکھ پہونچا ہے مگر عام طور پر رعایا کے جمیع افراد جو سنجیدہ اور متین ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھکر سخت حیران ہیں اور وہ اس قانونی ہتک کے معنے نہیں سمجھ سکتے۔

سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ جب اس معاملہ پر خاص تحقیقات کرے گی۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ سارا معاملہ کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔

احمدی قوم **ہز اونر** کی گورنمنٹ سے مطمئن ہے۔ اور وہ امید کرتی ہے کہ یہ معاملہ تاریکی میں نہیں رکھا جاویگا اور **نوشیروانی عدل** ہوگا اور گورے کالے کا تفرقہ اُٹھ جائیگا۔ بالآخر ہمارے اطمینان کا موجب یہ ہے۔ کہ ہماری ساری امیدیں اللہ تعالیٰ پر ہیں۔ اور مومن ہر ابتلا کو خدا کے فضل کا پیش خیمہ سمجھتا ہے ◆

اصل واقعات مقدمہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ

۱۷۔ اگست ۱۹۱۰ء کی صبح کو بھیرہ میں ایک شادی کے موقعہ پر کچھ خیرات فقیر فقراء کو تقسیم کی جا رہی تھی۔ کہ ایک فقیر لڑکا مسمی دربار علی عمر سولہ سال کے کچھ چوٹ آنے سے بہت خراب حالت ہو گئی۔ مدعیان یعنے دربار علی مذکور کے رشتہ داران کا بیان ہے کہ تقسیم کنندہ خیرات نے جو قوم خواجگان بھیرہ میں سے ایک شخص تھا۔ فقیر دربار علی کو غصہ میں آکر دو لاتیں خصیوں پر اور ایک لات پیٹ پر ماری جس سے وہ بیہوش ہو گیا۔ اور گر پڑا۔ وہاں سے وہ اُٹھا کر ہسپتال میں قریب ۹ بجے کے لے گئے۔ اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر بشارت احمد نے دیکھا تو لڑکا مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دربار علی کے ورثا کو کہا کہ اُسے تھانہ لے جاویں۔ تھانہ سے قریب ساڑھے گیارہ بجے لاش واپس ہسپتال پوسٹ مارٹم معائنہ کے لئے بھیجی گئی۔ بموجب بیان ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

پاک شان پر حملہ کیا جاوے۔ شوکت صاحب اگر صرف ترجمہ کا ہی اعلان کرتے تو ہمیں اسپر نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر اس پرانی بدعت نے سر نکالا ہے۔ جو اس سے پہلے بھی کئی بار چلی جا چکی ہے اور وہ یہ ہے

کہ بدوں متن ترجمہ شایع ہو

قرآن مجید کا ترجمہ متن کے بغیر شایع کرنا اس کی سخت توہین اور گستاخی ہے۔ اور مسلمانوں میں قرآن مجید کے مبارک کلام کو پڑھنے کے متعلق عام بدشوقی پیدا کرنے کی تحریک کرتا ہے اور یہی نہیں بلکہ یہ مقدمہ ہے عیسائیوں کی طرح کلام الہی کو خراب کرنے کا عیسائی قوم میں کلام الہی کو گم کر دینے کی آفت اسی راہ سے آئی۔ اور ترجمہ در ترجمہ ہوتے ہوتے اب کوئی جانتا بھی نہیں کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ تحریف تبدیل بھی اسی راہ سے پیدا ہوئی۔ غرض یہ نہایت شرمناک کارروائی ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ اس خرابی کا انسداد ہوا ہے۔ امید ہے کہ مسلمان قرآن مجید کی یہ بیعزتی گوارا نہ کرینگے کہ وہ ایک عام ترجمہ کی حیثیت سے شایع ہو۔ ترجمہ کو کلام الہی کہنا سخت غلطی ہے قرآن مجید کے ترجمہ کو بدوں متن شایع کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔ شوکت صاحب اپنی تجدید میں اس امر کو داخل نہ کریں۔ اور مسلمانوں کو اپنے حال پر رہنے دیں۔

احمدی قوم کی دلشکنی اور قانون انگریزی کی ہتک

الحکم کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ گورنمنٹ عالیہ کی توجہ طلب مختصراً ان واقعات کو لکھا گیا ہے جو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے متعلق مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی بے اعتدالی سے پیش آئے۔ اس واقعہ نے پنجاب بھر میں ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ اور احمدی قوم میں جو چار لاکھ سے زیادہ افراد کا مجموعہ ہے نہایت درد اور سخت رنج سے اس خبر کو سنا گیا ہے۔ احمدی قوم اپنی **وفاداری** اور فرماں پذیری کے اظہار سے گورنمنٹ سے کسی معاوضہ کی خواہشمند نہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب (جس کے حدود انتظامی کے اندر اس تحریک کا مرکز ہے) خوب جانتی ہے کہ احمدی جماعت جہاں تمام سرکاری تحریکوں میں اعانت کرنا۔ اپنا فرض جانتی ہے۔ اور انہیں کامیاب بنانے میں پوری کوشش کرتی ہے۔ وہاں اس کی طرف سے کبھی اس قسم کی خواہشیں اس کے سامنے نہیں رکھی گئی ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کی طرف سے بعض اوقات مختلف رنگوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان خواہشوں سے میری مراد خطابات کی خواہشیں یا اونچے عہدوں کی خواہشیں ہیں۔ احمدی جماعت اور اس کا بانی اور موجودہ **امام** گورنمنٹ کی اطاعت اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ یہ مذہبی جماعت ہے۔ اور مذہبی عملی زندگی پیدا کرنا اس کا اصل مقصد ہے ایسی صورت میں گورنمنٹ وقت کی اطاعت و وفاداری کی تعلیم دینا محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ نہ گورنمنٹ کو خوش کرنے کیلئے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر یہ حکم دیا جائے کہ گورنمنٹ کی غداری کوئی جرم نہیں اور گورنمنٹ اس پر کوئی بازپرس نہیں کرے گی۔ تب بھی احمدی **کرہ** سے جو آواز نکلے گی **وہ گورنمنٹ کی اطاعت** ہی کی **آواز** ہوگی۔

اس لئے یہ وفاداری نمائشی نہیں **فطرتی** ہے اور یہی **سپرٹ** ہے۔ جو ہمارا **امام** پیدا کرنا چاہتا ہے۔ باوجود اس کے بھی مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر اور شاہ پور کے سول سرجن نے جو کارروائی حال میں کی ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ اس سے یہی نہیں کہ ایک کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں کو سخت دکھ دیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ہی

گورنمنٹ کے قانون کی سخت توہین کیگئی ہے

اور تاج برطانیہ کے اصول عدل و انصاف کو کچل ڈالا گیا ہے۔ اس واقعہ نے ہندو اور مسلمانوں تمام قوموں کو یکساں رنج دیا ہے۔ احمدی قوم کا رنج اور افسوس تو اس وجہ سے ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اپنی قوم میں ممتاز اور ایک نہایت قابل قدر بزرگ ہیں۔ مگر ان لوگوں نے بھی جو ہمارے سلسلے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمارے سلسلے اور اسلام سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں بہت بری طرح اس کو محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ ہندوستان بھر میں

قانون انگریزی کی ہتک کرنیوالا ہے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو معطل کرنے میں جو کارروائی کی گئی ہے وہ اس راز کا پورے طور پر انکشاف کریگی۔ ہم اس معاملہ میں کسی **رحم** کی درخواست کو پیش کرنا نہیں چاہتے اور ہرگز نہیں چاہتے۔ بلکہ ہماری درخواست ہے کہ اس معاملہ کی پوری تحقیقات کی جاوے۔ اور وہ بدظنی اور بدگمانی جو مسٹر فلبی کی کارروائی سے پیدا ہو سکتی ہے اس کی **تلافی** کی جاوے۔

احمدی قوم اس واقعہ کو گورنمنٹ کی کسی بے اعتدالی کا نتیجہ قرار نہیں دیتی۔ بلکہ وہ اسے صرف صرف **مسٹر فلبی** سے منسوب کرتی ہے۔ اور کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اور ایسے لوگ ہی زیادہ تر موجب ہو جاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے طرز عمل سے لوگوں کو بدظن کریں۔ ایڈیٹر الحکم کو ایک مرتبہ (جبکہ امرتسر میں چھٹی ساتوں کا سٹرائک ہو گیا تھا۔ اور وہ اسکے توڑنے کا کام خاموشی کیساتھ کر رہا تھا اور اس میں کامیاب ہوا) مسٹر مائلز اروِنگ صاحب اس وقت کے

ہو کر زیتون کی شاخ منہ میں لیکر ۔ نکل کھڑے ہو اور علماء ربانی کی صف میں اپنا مقام بنالو ۔

قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ

پچھلے ایام میں جو بےچینی ہند کے مختلف مقامات میں موجود تھی ۔ اور جو کہ اب بھی بعض بعض صوبوں میں کبھی کبھی بیرظاہر ہو رہی ہے ۔ اس کے اسباب میں سے بعض نوجوان اور تیز طبع حکومت پسند سولین بھی ثابت ہوئے ہیں ۔ جو کہ اپنی تیزی طبع سے ہندوستانی کیرکٹر کو بغیر سمجھے اور سوچے ایسے ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن سے ایک شریف الطبع کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں پر سخت دردناک چوٹ آتی ہے ۔ اگرچہ ایسے اصحاب چند ہی ہوں ۔ لیکن جس جس ضلع میں انکی باری حکومت کی آجاتی ہے یا جہاں جہاں کی عنان ان کے ہاتھ میں دیجاتی ہے وہ لوگوں کو اکثر اوقات بلاوجہ تنگ کرتے ہیں ۔ اور ان پر ناجائز سختی کرتے ہیں ۔ اور تحمل اور بردباری اور عاقبت اندیشی سے کام نہیں کرتے ۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ گورنمنٹ کیطرف سے انصاف اور رعایا سے نیک سلوک کا ثبوت دیں وہ گورنمنٹ کیطرف سے لوگوں کو ظلم کا الزام دینے پر مجبور کرتے ہیں اور اسطرح سے گورنمنٹ کے اصول کے خلاف کارروائی کرکے اس کے خیرخواہ نہیں بلکہ دشمن ثابت ہوتے ہیں ۔ اگرچہ اس میں گورنمنٹ عالیہ کا یا اعلیٰ افسران گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہوتا جو کہ رات دن ملک کی بہبودی میں لگے رہتے ہیں ۔ لیکن ایسے افسران کی بے اعتدالیوں سے پھر بھی عام لوگوں کو گورنمنٹ عالیہ کی نسبت بدظنی ہو جاتی ہے ۔ اس کی نسبت مختلف اخباروں میں بہت زور شور سے لکھا جاچکا ہے ۔ اور گورنمنٹ عالیہ نے اس پوزیشن کو سمجھکر اپنے افسران کو بار بار تاکید سے سرکلروں کے ذریعہ سے متنبہ کیا ہے کہ حتی الامکان شرفا کے ساتھ ملائمت سے برتاؤ کیا جاوے ۔ اور نرمی گورنمنٹ کے افسران کی پالیسی ہو ۔ مگر بعض اصحاب سولین ایسے تیز ہوتے ہیں ۔ کہ وہ گورنمنٹ کے ان احکام کی بالکل قدر نہیں کرتے ۔ اور اس طرح پر ایسی ایسی بےضابطگیاں کر بیٹھتے ہیں کہ جن سے گورنمنٹ پر لوگوں کو بدظنی کرنیکا احتمال ہوتا ہے ۔ اور باوجود اس بےچینی کے جو ہندوستان میں امن وچین کے لئے سخت رخنہ انداز ہو رہی ہے پھر وہ اپنی حکومت کے نشہ میں اپنے فرائض کو بھول جاتے ہیں ۔

وہ لوگ جو سرکار کے برخلاف بےچینی پھیلانے کے لئے کوشش میں رہتے ہیں ۔ اور جن سے کہ گورنمنٹ عالیہ خوب خبردار ہے ۔ ایسے لوگ ان ذرایعہ میں سے ایک یہ بھی ترکیب استعمال کرتے ہیں ۔ کہ بعض تیز طبع افسران کو بسبب ہر وقت ان کے گرد رہنے کے ایسے رنگ میں بھڑکا دیتے ہیں ۔ کہ وہ معلوم بھی نہیں کرسکتے ۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض بےشر اور وفادار اشخاص کے خلاف اپنی غلط بیانی سے تیز طبع افسروں کو اکسا دیتے ہیں ۔ تاکہ انگریزی حکومت کا نام بدنام ہو ۔ اور ایسے نوجوان افسر بعض ناجائز کارروائیاں بے سوچے سمجھے کر بیٹھتے ہیں ۔ جنکا نتیجہ نہ وفادار رعایا کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہے اور نہ گورنمنٹ کی بہبودی اور نیک نام اور نیک ارادے کے لئے ممد ہے اس لئے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ مذکورہ بالا بات کو بھی مدنظر رکھکر اپنی وفادار رعایا کی پورے طور پر نگہبانی کرے ۔ اور اس کے حقوق کی حفاظت ایسے دشمنان ملک و دشمنان قوم کے ہاتھ سے کرائے ۔ اور ایسے افسران کی جو اپنی ذمہ داریوں کو ابھی نہیں سمجھ سکتے ۔ خاص طور پر نگران حال رہے تاکہ رعایا کی وفاداری دن بدن گورنمنٹ کے ساتھ بڑھے اور کوئی بھی وجہ رعایا کے لئے وفاداری کو کم کرنے والی پیدا نہ ہو ۔ اور ہر ایک ہمدرد سرکار کا فرض ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کو ہر ایک ایسے امر سے اطلاع دے ۔ جو کسی رنگ میں گورنمنٹ عالیہ کو نقصان پہونچانے والا ہو ۔

چنانچہ اسی ضمن میں ایک بے اعتنائی جو حال میں واقعہ ہوئی ہے ۔ ہم گورنمنٹ کی ……… میں جسمیں صریح بیکھا شاہول کی گئی ہے ۔ اور ایک باعزت وفادار کی ریزی کرنے میں بہت عجلت اور ناعاقبت اندیشی استعمال کی گئی ہے ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ ایک نیک اور پاک وجود ان ہیں ۔ سوائے سرکاری فرائض کی ادائیگی اور الہی کے آپکا دوسرا شغل نہ تھا ۔ آپ کا کیا مسلمانوں میں اور کیا خدا ترس ہندوؤں میں بے داغ تھا ۔ اور کثیر التعداد گروہ پر یہ اثر تھا ۔ کہ وہ شخص بہت متقی اور دیانتدار ہے سرکاری شہادت میں جو کہ ان کو بحیثیت اسسٹنٹ سرجن اور بطور سرکاری گواہ کے دینی پڑی ہم اصلیت عنقریب یقینی طور پر معلوم ہونے پر منکشف کیجاویگی ۔ اور اس پر کسی قسم کی رائے زنی کی ضرورت ہے جبکہ مقدمہ دایر عدالت ہے ۔ بعض واقعات کا ہم ذکر کرتے ہیں ۔ اور جو کہ اب تک معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں ۔ …… کہ کسی شخص نے یہ بات اڑا دی کہ نتیجہ پوسٹ مارٹم میں لکھا گیا تھا ۔ کہ ایک شخص کی موت جو کسی دنگے میں مارا گیا ۔ طحال کے پھٹنے سے واقع ہوئی ۔ درست ہے اسپر اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے سول سرجن صاحب شاہپور سے تین ہفتہ کے بعد لاش اکھڑا کر پھر ملاحظہ کرائی ۔ ہم کو ابھی تک سول سرجن صاحب کی پوری رائے سے اطلاع نہیں آئی ۔ سول سرجن صاحب کے بیان کی نقل آنے پر شایع کی جاویگی ۔ مگر جس حلف دروغی پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے ۔ کہ

میں ابھی رشد و ضلالت کی تو بحث نہیں کرتا۔ اور نہ اسکی ضرورت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس سے نفس مطلب سے انحراف جاتا ہے۔ البتہ اگر مولوی صاحب صرف نے پھر پوچھا تو ان کو اسکی تشریح کرکے بتاؤنگا۔ سردست تو میں نے اس فتنے کیطرف اشارہ کیا ہے کہ کسقدر رونیکا مقام ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کہلاتے ہیں اور شریعت کے محافظ بنتے ہیں ہم بتلانے میں نفسانیت کو کسقدر دخل دیتے ہیں ان کو نہ سے غرض نہیں بلکہ زید اور بکر سے غرض۔

کہ لوگوں کی ذات پر اسلام فخر کرسکتا ہے ایسے جس قوم یا سوسائٹی میں ہوں وہ قابل نفرت اور ملامت ہیں۔ انکا وجود قومی ادبار کا نشان ہے۔ اس قسم کی منابیں علما نے اسلام کو بدنام کرنے کیلئے ہیں۔ ایسے لوگوں کا تدارک اور انسداد یہی ہے کہ سوسائٹی کو ایسے مضر وجود کو معلق چھوڑ دینا چاہئیے۔ بہر حال ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کا فتوی حسب ذیل ہے

عتی بنکوں کے متعلق فتوی

ال مذکورہ سے پایا جاتا ہے کہ اس بنک کی بنیاد باہمی ہمدردی پر ہے نہ کہ شخصی فایدہ پر۔ علاوہ اس کے شرکا بنک ہی مستفید ہوں گے اس لئے اگر کوئی رقم ضایع بھی ہو گی تو ہر ایک اس کے نقصان میں بھی شریک ہو گا۔ غرض نفع نقصان کے دونوں پہلو اس میں برابر ہیں۔ لہذا میری ناقص تحقیق میں جائز ہے۔ علمائے کرام کے جوابات بھی درج ہوں گے "ایڈیٹر اہلحدیث"

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے پر کسی قسم کی رائے زنی کی مجھے حاجت نہیں۔ ایسا ہی دوسرے علماء کی رائیں بھی بلا کم و کاست درج ہوتی رہیں گی۔ علماء کرام جلد اپنے اپنے فتوے بھیجکر مشکور فرما دیں۔

بقیہ مضمون اتحاد المسلمین متعلقہ صفحہ ۱

عوام علے العموم ان کے متبع ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس معاملہ میں ابتدا کی ہے۔ اور محض ان کی سلسلہ کے ساتھ دشمنی اور عداوت اس امر میں ہماری سد راہ نہیں ہونی چاہئے کہ ان کے نیک کام کی ہم تعریف یا تائید نہ کریں۔ ضرورت ہے کہ مسلمان اخبارات اس ضرورت پر متفقہ آواز اٹھائیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسکی موثر بنانے کی کوشش کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے ہمخیال علماء کو اس طرف متوجہ کریں تو ان میں کثرت سے ایسے لوگ نکل آئیں گے۔ جو میری پیش کردہ تجاویز سے اتفاق کریں گے۔ بجز ان لوگوں کے جو نفسانیت کو کوئی کام کر رہے ہیں۔ کم ازکم دس سال کے لئے اس قسم کی تجویز پر عمل کرکے دیکھ لیا جاوے کہ اس کے نتائج کیسے بابرکت ہوتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان تجاویز سے کوئی عملی فائدہ اٹھایا جاویگا۔ اور کوشش شروع ہو جائے گی کہ علمائے کرام بیجا تکفیر بازی کی مخالفت کریں۔ اور مسلمانوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکیں اس سے تعصب اور شدید منافرت دور ہو جائیگا۔

یہ کام ندوۃ العلماء نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ مگر اسکی صرف ہمت ہی عمارتوں کی طرف ہو رہی ہے۔ اور اخلاقی جراءت سے کام لینے والے انمیں بھی کم ہیں۔ بہرحال اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اسطرف توجہ کریں۔ اور اسکی ابتدا علماء اسلام کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے چونکہ اس کے لئے پرجوش قدم اٹھایا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ فتوی تکفیر کے متعلق وہ اپنے حلقہ کے علماء کیطرف سے ایک اعلان شایع کرانے کی سعی کریں۔ مختلف فرقوں پر جو کفر کے فتوے محض ضد اور عداوت سے دیئے گئے ہیں۔ انہیں اٹھادو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے میرا یہ غرض ہرگز نہیں کہ ہم ان تکفیر کے فتووں سے ڈرتے ہیں ہمارے نزدیک تو انکی کوئی وقعت اب رہی ہی نہیں۔ اس سے بھی علماء کی کو نہ سبکی ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ محض بے محل اور بیجا فتوے دیئے جاتے ہیں۔ انمیں خشیۃ اللہ اور تقویٰ سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور اسی وجہ سے وہ بے اثر ہیں۔ مگر ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا یہ ذریعہ ہو رہے ہیں۔ اور اسی لحاظ سے خطرناک ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید۔ ملائکہ۔ کتب سماوی۔ اور اللہ کے رسولوں۔ اور ختم نبوت۔ اور مسئلہ تقدیر اور حشر نشر۔ جنت و دوزخ۔ قیامت کے قایل۔ اور قبلہ کیطرف منہ کرکے نماز پڑھتے روزہ رکھتے۔ قرآن کریم کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام یقین کرتے اور اسپر عمل کرتے ہوں۔ انہیں کافر کہنا کہاں کی دیانت اور تقویٰ ہے۔ پس صدائے عام ہونی چاہیئے علماء کا ایک گروہ بھی اگر جراءت کرکے آگے بڑھا تو یقیناً یاد رکھو وہ خدائے تعالیٰ اور خلق اللہ کے نزدیک قابل قدر ہوگا۔ اسمیں کلام نہیں کہ بعض کم ظرف علماء جو اپنی تنگ خیالی اور کفر سازی کے لئے بدنام ہیں ناراض ہونگے مگر میری یہی رائے ہے۔ کہ اخلاص اور للّٰہیت کے مقابلہ میں کسی شخص کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ مبارک ہوگا وہ انسان جو اس تفرقہ کو مٹانے کے لئے میدان اترے گا۔ یہ ایک جنگ ہے جو نفس اور انسان کے خلاف مسلمانوں کو کرنا پڑے گا۔

یہ تیر و سنان کا جنگ نہیں ہاں اخلاقی قوت کے ساتھ نفس کشی کا جنگ ہے۔ بہت سی باتیں خلاف سننی پڑیں گی۔ اور تکفیر بازی کو مٹاتے ہوئے ایک جدید سلسلہ تکفیر کا چھڑ جانا بھی ممکن ہے۔ شروع ہو جاوے۔ یعنے جو شخص مثلاً احمدیوں کے خلاف فتوی کفر کو اٹھانے۔ وہ کافر قرار دیا جاوے یا جو غیر مقلدین کے خلاف اپنی آواز رو کرے اُسے بدعتی یا مشرک کہا جاوے۔ ایسا ہی جو اہلحدیث کے خلاف چپ ہو جانیکا مشورہ دیا جاوے۔ اُسے کوسا جاوے۔ مگر اے حق جو بندو! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ یہ جنگ آنی ہو گی اور اس میں فتح تمہارے نام کی ہو گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اسکا نتیجہ نیک ہے اور اسکے بعد صلح اور امن یقینی ہے۔ پس حرام اللّٰہ الامن

(بنا مسجدوں سے نکالنا شروع کیا۔ اب تک بھی مجھے دہلی میں یہ خطرناک نشان نظر آیا۔ کہ مسجدوں پر مسجد حنفیہ کے پتھر لگائے گئے۔ میں نے اپنے قیام دہلی میں اس تجویز کو انجمن خادم المسلمین کے سامنے رکھا تھا۔ اور اس کے نوجوان اور پرجوش کارکنوں کے زیر نظر یہ مقصد تھا اور غالباً ہوگا کہ اس تفرقہ کے بنیادی پتھر کو اکھڑوا دینا چاہیئے۔ اور اس قسم کا کام جب ہوگا علماء کے اثر اور کوشش سے ہوگا اگر حنفی علماء امت محمدیہ پر رحم کریں اور مسلمانوں کی اس بگڑی ہوئی حالت کا احساس کریں تو انہیں یہ سمجھ آجاتی کچھ بھی شکل نہیں کہ مسجدیں تو ذکر اللہ کے لئے ہوتی ہیں نہ اس قسم کی دھڑہ بندی اور تفرقہ پیدا کرنیکا ذریعہ اگر اہل دل حضرات اس پر توجہ کریں تو یہ آئے دن کے فسادات اور جھگڑے مٹ جاویں۔ اور مسلمانوں کے ہزاروں لاکھوں روپیہ کا نقصان جو مقدمات کی صورت میں ہوتا ہے۔ بچ جاوے۔

غرض یہ دو ضروری اصل ہیں۔ ہر شخص کو خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جاوے اور فروعی اختلافات پر ایسا تشدد نہ کیا جاوے جو اختلاف امتی رحمۃ کی حد سے نکلکر لعنت کی شکل اختیار کرلے۔ بہرحال یہ تجویز اتحاد المسلمین کی مبارک اور مفید ہے اور قرآن مجید کی اصل غرض اور مقصد کے نیچے ہے۔ اور اس کو عملی طور پر جاری کرنا علماء کے ہاتھ میں ہے

(باقی مضمون دیکھو صفحہ ۵ کالم اول سے)

زراعتی بنک اور علمائے اسلام

کچھ دن گذرے ہیں کہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ریونیو ممبر بہاولپور کی طرف سے علمائے اسلام کے نام ایک نیاز نامہ اور استفتا الحکم میں چھاپا گیا تھا۔ اور خواہش کی گئی تھی کہ علمائے اسلام اس پر توجہ کرکے جواب دیں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی سرپرستوں یعنے علمائے اسلام میں قومی احساس نہیں رہا۔ اور وہ ضروریات دین سے ایک حد تک بے خبر ہو رہے ہیں۔

زمینداروں کی جو حالت ہو رہی ہے۔ اور مسلمان زمینداروں کو جو نقصان عام ساہوکارہ نے پہنچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے۔ ذیبات کے دیہات مسلمانوں کی ملکیت سے نکلکر ساہوکاروں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ اور غریب زمیندار نہایت ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایکٹ انتقال اراضی (جو زمینداروں کے لئے ابر رحمت ثابت ہوا ہے) اگر نہ ہو گیا ہوتا۔ تو زمینداروں اور مسلمان زمینداروں کی حالت اس سے بھی بدتر ہو جاتی غرض زمینداروں میں کثرت جرایم بھی اسی افلاس کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ کے بعض نیکدل حکام نے زمینداروں کی اصلاح کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ ان کے مصارف شادی غمی کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اور کہیں ان کے مالی مشکلات کو دور کرنے کی تجاویز پر غور ہو رہا ہے اس لحاظ سے گورنمنٹ نے زمینداروں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے زمینداروں کی اصلاح حالت کے خیال سے زراعتی بنکوں کی بھی ایک تجویز کی گئی ہے۔ یہ تجویز پنجاب بھر میں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ اور اس نیاز نامہ میں جو کسی گذشتہ اشاعت میں شایع کیا گیا ہے۔ اس کی تمام صورتوں کا ایک خاکہ کھینچا گیا ہے۔ بعض مسلمان زمینداروں کی راہ میں زراعتی بنکوں کے ساتھ لین دین کا مسئلہ مذہبی پہلو سے روک ہو رہا ہے اور وہ

سود کا سوال ہے

مجھے اس پر کچھ کہنے کا کوئی حق نہیں یہ علماء اسلام کا کام ہے کہ وہ اس پر اجتہادی بحث کریں۔ اور کم از کم اپنی راؤں سے پبلک کو متمتع ہونے دیں۔ نیاز نامہ مذکور میں جو حالت ہو رہی ہے۔ اور زراعتی بنکوں کی جو صورتیں ہیں وہ واضح طور پر لکھدی گئی ہیں۔ اور اس پر غور کرنے میں سہولت اور آسانی ہے۔

اہلحدیث امرتسر نے اس کو اپنے اخبار میں تمام وکمال شایع کر دیا ہے اور کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار بھی کر دیا اس لحاظ سے کہ دوسرے لوگوں کو غور کرنیکا اوقع مل سکے میں ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے نہ چھاپ دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ دیگر علماء بھی اس سوال پر اپنے اپنے خیالات کو ادا دیں گے۔ تاکہ زراعتی بنکوں کا سوال حل ہو۔ زراعتی بنکوں کا مسئلہ بظاہر بالکل صاف ہے۔ مسلمان زمینداروں کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے زرعی بنکوں کی شمولیت سے تو انہیں روکا جاتا ہے دوسری طرف وہ ۲۶ روپیہ فیصدی اور پچاس ہی سود دے رہے ہیں۔

حالانکہ زراعتی بنکوں میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جنکا نام سود نہیں رکھا جا سکتا۔ اس بحث سے میرا یہ مقصد نہیں کہ علماء اسلام خواہ نخواہ خدا کی حرام کردہ شے سود کا جواز ثابت کردیں۔ ایسی کوشش کرنا سخت بے ایمانی اور اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ ہے۔ اور ہم اس سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ پیش کردہ صورتوں میں سے جس صورت پر سود کا اطلاق نہ ہو۔ اور عنداللہ وہ جائز ہو علماء اسلام اسکی تصریح کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو اس خطرناک گرداب سے بچایا جاوے۔ جس میں وہ آجکل گھرے ہوئے ہیں۔ زراعتی بنکوں کے متعلق علماء اسلام کے جو اب تمام وکمال چھاپ دیئے جائیں گے۔

اس ضمن میں مجھے نہایت افسوس سے ایک ملاں قسم مولوی کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ جس کو یہ نیاز نامہ بغرض اظہار رائے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس کا جواب محض اس بنا پر مناسب نہیں سمجھا کہ یہ استفتا ایسے شخص نے ان کے پاس بھیجا تھا۔ جن کے ساتھ ان کی مخالفت تھی اور وہ ان سے اپنے روپیہ کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اسلئے مولوی صاحب نے لکھدیا کہ۔ کوئی شریف آدمی خود بلو پوچھے گا تو جواب دیا جائیگا۔

اتحاد المسلمین

قرآن مجید مسلمانوں کو بڑے زور سے تاکید کی تھی ۔ کہ اللہ کو مضبوط پکڑے رہنا ۔ اور تفرقہ نہ کرنا مگر شومی اعمال نے مسلمانوں کو اس مرکز سے ہٹا دیا ۔ اور اس کا نتیجہ وہی ہوا ۔ جو قرآن مجید میں پہلے سے بتا دیا گیا تھا ۔ کہ فتفشلوا وتذہب ریحکم مسلمان ایسے پھیلے ہیں ۔ کہ ان کا ملنا مشکل ہو رہا ہے ۔ اور ان کی بندھی ہوئی ہوا بگڑی ہے کہ بنائے نہیں بنتی ۔ میں نے اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق اس مضمون پر بہت کچھ لکھا گذشتہ سال الحکم میں عام طور پر اس بحث کو اٹھایا ۔ اور موجودہ حالات کے لحاظ سے حضرات علماء کو متوجہ کیا گیا ۔ کہ وہ اغیار کے حملوں کی شاہ پر نگاہ کریں ۔ کس طرح وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ایسے وقت اور ایسی حالت میں ہمارا منتشر ہونا اور اپنے فروعی اختلافات میں اڑے رہنا نامناسب ہے ۔ بلکہ یہ وقت ہے کہ باہمی بحث مباحثات کے ہوتے ہوئے بھی دشمنوں کے مقابلہ پر ہمارا ویہ اور جناب امیر کے طرز عمل کو مدنظر رکھیں ۔ اور خدا کے لئے مسلمانوں کو مسلمان رہنے دیں ۔ اس امر کی کوشش نہ کریں کہ جزوی اختلافات کی بناء پر

فتاوی تکفیر

جاری کریں ۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ غیروں کو داخل اسلام کریں نہ کہ مسلمانوں کو حلقہ اسلام سے نکالیں ۔ علماء کرام اگر اپنے معزز و محترم اسلاف کے نقش قدم پر چلتے تو اس قسم کی مشکلات پیش نہ آتیں ۔ مگر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس اختلاف نے اس نازک حالت تک مسلمانوں کو پہونچایا کہ ان کی طاقت اندرونی مخاصمتوں میں صرف ہونے لگی ۔ اور بیرونی حملہ آور دلیر ہوتے گئے ۔

خدا کا شکر ہے کہ آخر یہ آواز جو محض نیک نیتی اور خدا کی رضا کیلئے اٹھائی گئی تھی ۔ کسی حد تک بار آور ہوتی نظر آتی ہے ۔

ایک انجمن اتحاد المسلمین قایم ہوئی ہے ۔ جسکے محرک مولوی حشمت علی دہلوی ہیں میں جب دہلی میں تھا ۔ مولوی حشمت علی صاحب سے عموماً اس مضمون پر گفتگو ہوتی ۔ اور دہلی کی انجمن خادم المسلمین کی بنیاد اسی اصل پر قایم کی گئی ۔ اس طریق کو میں نے دہلی کی انجمن ہدایت اسلام کے ارکان کے سامنے بھی رکھا ۔ اور عملی طور پر اسے جاری کرنے کی ان سے خواہش کی گئی ۔ مولوی حشمت علی صاحب نے ازاں بعد ایک سفر کیا اور وہ قادیان بھی آئے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے ان کی اس تحریک کو پسند کیا ۔ اب یہ تحریک کسی قدر عملی رنگ اختیار کرنے لگی ہے اور میں اس امر کو خوشی سے ظاہر کرتا ہوں ۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اسے اپنے اخبار میں شروع کیا ہے اور عملی طور پر انہوں نے مکرمی میر قاسم علی شاہ صاحب ایڈیٹر الحق کے ساتھ ملکر ماہ جون میں ایک ہی پلیٹ فارم پر دشمن اسلام پنڈت بہوجدت آریہ کا مقابلہ کیا ہے ایسی نظیریں نہایت قابل قدر اور واجب العمل ہیں میری سمجھ میں مسلمانوں میں اتحاد ہو جانا بہت آسان ہے اور میں نے ہمیشہ اس نفاق کا ذمہ دار علماء کو قرار دیا ہے ممکن ہے کہ میری رائے غلط ہو مگر میرا خیال یہ ہے کہ بعض مولوی صاحبان اپنا مقدم فرض یہی سمجھتے ہیں کہ وہ دو فریقے بنا کر اپنا الّو سیدھا کریں ۔ اگر وہ اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کو مقدم کر لیں اور ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو آزار نہ پہونچانا اسلام کا شیوہ اور جزو ایمان قرار دے لیں تو یہ مشکل حل ہو جائے ۔

پس اس وقت اگر اتحاد المسلمین کے کام کو زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے عملی تدابیر کو اختیار کیا جائے ۔ تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ مسلمانوں کے اندرونی اختلافات بھی مٹ جاویں کیونکہ جبکہ باہم ایک دوسرے سے ملنے ملانے کا سلسلہ شروع ہو جاوے تو ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات بھی ہو سکتا ہے ۔ اور انسان چونکہ ضد اور ہٹ سے درجہ سے اتر آتا ہے ۔ اور نفسانیت اس میں نہیں رہتی ۔ اس لیئے وہ حق کے قبول کرنے میں دلیری کرتا ہے ۔ میری سمجھ میں اگر حضرات علماء اسلام تھوڑی سی توجہ کریں اور وہ خدا کے لئے امت مرحومہ پر رحم کریں تو اسلام اور اہل اسلام میں ایک نئی زندگی کی روح پیدا ہو سکتی ہے ۔

اول ۔ تکفیر بازی کو چھوڑ دیا جائے ذرا ذرا سے اختلافات پر جو کفر کے فتوی دیئے جاتے ہیں اس سے عام طور پر رجوع کیا جائے ۔ اور ان فتاوی کفر کو اٹھا دیا جاوے ۔ عقائد اسلام و ارکان اسلام کی بجا آوری اور ایمان پر بھی کسی اختلاف کو باعث کفر قرار دینا سخت تفرقہ کا موجب ہوتا ہے ۔ یہ ہمارے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیر مقلد اور مقلد اور شیعہ سنی اور احمدی ۔ غیر احمدی ۔ وغیرہ سب میں یہ بلا پڑی ہوئی ہے ۔ پس جو شخص عقاید اسلام پر ایمان لاتا اور ایمان لانے کا اعتراف اور اعلان کرتا ہے اور حتی الوسع بجا آوری ارکان اسلام کرتا ہے اس کو کافر نہ کہا جاوے اور عوام کو ایسی بحثوں سے باز رکھا جائے ۔

علماء اسلام میں اگر کوئی تنازعہ ہو تو وہ بطور خود اس کا تصفیہ اپنی مجلس علماء میں کر لیا کریں ۔ یا اگر وہ پسند کریں تو تحریری طور پر بھی ہوتا رہے ۔ مگر ان تقریروں اور تحریروں میں تشدد اور ذاتی حملوں کو آڑ بنا کر حق کو پوشیدہ نہ کیا جاوے ۔ نہایت تہذیب اور شائستگی سے ایسی بحثیں اخبارات و رسالجات میں جاری رہ سکتی ہیں ۔

دوم ۔ مساجد میں آنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت اٹھا دی جائے ۔ یہ نہایت ہی خطرناک غلطی مسلمانوں میں پھیلی ہے اور میں اس کے کہنے میں مضائقہ نہیں دیکھتا ۔ کہ اسکی ابتدا حضرات غیر مقلدین کی طرف سے ہوئی ۔ انہوں نے برادران اہل حدیث کو

اسلامی بچوں کو عیسائی اور آریہ بنا رہے ہیں۔ میں نے کلہڑی بازار کی مسجد میں وعظ کہا۔ بہت سامعین موجود تھے۔ وعظ دین اسلام کی تائید میں آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سے اعتراضات کے رفع کرنے میں تھا۔ جو غیر مذاہب کے لوگ آپ پر کرتے ہیں۔ سامعین اس سے محظوظ ہوئے اور بعض نے مجھے ملکر اظہار شکریہ کیا۔ باوجود اس کے تم لوگوں نے جو اس مسجد سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے دوڑے ہوئے آئے۔ تاکہ دوسرے دن کے وعظ کو بند کر دیا اور ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب کو جا کر تکلیف دی کہ مسجد انجمن کی سپرد ہے۔ اس میں انکا وعظ نہ ہوا ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے حکم دیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ جب کہ خود مسلمان ایک تائید اسلام کے لیکچر پر فساد کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں تو ان کا فرض تھا تو وہ اس رات اس مسجد میں لیکچر نہ ہونے دیتے۔ اور خوب ہوا کہ وہاں لیکچر نہ ہوا۔ ورنہ جن لوگوں نے مخالفت میں اسقدر شور مچایا۔ اور صریح لفظوں میں کہدیا کہ فساد کا خوف ہے۔ اگر لیکچر اس جگہ ہوتا تو معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتے۔

شکر ہے کہ اس وقت ایک عادل گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک میں راج ہے۔ جس کے سبب سے ہر شخص امن سے زندگی بسر کر رہا ہے ورنہ تم لوگ تو شاید ہم کو شہر میں بھی نہ رہنے دیتے۔ بلکہ دنیا سے ہی علاج کرتے۔ پر جسے خدا نہ خارج کرے اُسے کون خارج کر سکتا ہے۔

غرض ہم نے اس کے عوض میں اپنے مکان کے اندر ایک تقریر کر لی۔ اور وہی لوگ جو مسجد میں جمع ہونے کو آئے تھے۔ اُن میں سے بعض وہاں آگئے۔ یہاں میں نے ایک وعظ کیا۔ جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ اسطرح جو بات مسجد میں ہونی تھی۔ وہاں ہو گئی اور ہم کسی نقصان میں نہیں رہے پر تم لوگ غور کرو تم نے اس معاملہ میں کیسی کمزوری دکھلائی۔

اوّل تو تم اس مسجد میں کبھی نماز پڑھنے نہیں آتے وہ مسجد تمہارے گھروں سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو وہاں کے نمازی ہیں وہ پہلے لیکچر میں موجود تھے۔ ان میں سے کوئی معترض نہ ہوا بلکہ سب خوش ہوئے۔ اور کون مسلمان ہے جو آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مناقب سننے سے ناخوش ہو۔

دوم۔ تم نے ایک اسلامی وعظ کو بند کرا کر اپنی مسلمانی کا خوب نمونہ دکھلایا۔

سوم۔ اگر بالفرض میں کسی ایسی بات کا بھی ذکر کرتا جو کہ آپ کے خیالات کے مخالف ہے (اگرچہ میں نے کیا [illegible] میرا ارادہ تھا کہ کرتا) تو آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ آپ اُسے غور سے سنتے۔ اور اس پر توجہ کرتے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ [illegible] ہیں اور خوف کھاتے ہیں کہ [illegible] میں ایسی تاثیر ہے جو لوگوں کو حق کیطرف کھینچ لاتی ہے۔ اسی طرح عرب کے لوگ ابتداء میں عوام کو مسلمانوں سے ملنے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی اُن سے ملیگا۔ اس پر جادو ہو جائیگا۔ اور وہ مسلمان ہو جائیگا برخلاف اس کے ان پاکوں کے سردار اور نبیوں کے سرور کے اخلاق کو دیکھو کہ جب نجران کے عیسائی آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو اتوار کے دن اپنی مسجد میں گرجا کر لینے کی اجازت دی سبحان اللہ کیا تو وہ وقت تھا کہ عیسائی مسجد میں گرجا کرے۔ تو مسجد کا کچھ نہ بگڑتا تھا اور اب اسلام پر وہ کمزوری کا وقت ہے کہ ایک احمدی کا وعظ بھی مسلمانوں کو گوارا نہیں کہ اس میں ہو سکے۔ گویا کہ انکا اسلام ہندوؤں کے مذہب کیطرح ایک کچا تاگہ ہے جو ذرا چھوت کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے آہ! ایک وہ زمانہ تھا کہ دنیا میں اسلام پھیلانے کے واسطے صحابہ رضو نے اپنے خون پانی کیطرح بہا دیئے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ مساجد میں سے ذکر الٰہی کو روکنے کیواسطے خون پسینہ ایک کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ لوگ کافر قرار دیتے ہیں اسے مسجد کے اندر کلمہ پڑھنے سے بھی روکتے ہیں۔ اگر ہم لوگ آپ کے نزدیک ایسے ہی بُرے ہیں تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ہم مسجد میں داخل ہو کر کلمہ شہادت پڑھنے کو طیار ہو گئے ہیں۔ اس میں ناراضگی کی کیا بات تھی مگر ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا کہ وہ بات پوری ہو جو پہلے بزرگان دین کہہ گئے ہیں کہ مہدی کے وقت مسجدوں سے لوگوں کو روکا جاوے گا۔

میرے بھائیو! آپ اپنے حال پر پھر غور فرماویں۔ میں نے روز روز منصوری نہیں جانا۔ اور نہ مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ میں آپ کی مساجد میں وعظ کروں۔ میرے ہاتھ میں تو خدا تعالیٰ نے وعظ کا ایک ایسا ہتھیار دیا ہے کہ میں ہر ہفتہ کئی ہزار آدمیوں کو اپنا وعظ تحریری بھیجدیتا ہوں جس میں آپ کے ممبر بھی شامل ہیں۔ ہدایت تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے نہ ہونی تھی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو جہل کو بھی نہ ہوئی باوجودیکہ اسقدر کوشش کی گئی ...... خدا جس کو چاہتا ہے نیک باتیں اس کے دل میں ڈالدیتا ہے۔ ہمارا کام سمجھانا اور بتانا ہے سو وہ ہم کر رہے ہیں۔ مسجد کے لوگ نہ سنیں گے تو مندر والوں کو جا کر سنائیں گے۔ مولوی لوگ خفا ہوں گے تو پادریوں کو جا کر تبلیغ کریں گے۔ اگر ہمارا کام راستی پر مبنی ہے اور خدا تعالےٰ اس میں راضی ہے تو وہ خودبخود پھیلے گا اور بڑھے گا۔ ورنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اس قدر عداوت ہوئی تھی تیرہ سال تک آپ کو مسجد سے برابر روکا جاتا تھا۔ بلکہ بار ہا ایذا دیکر مسجد سے نکال دیا تھا۔ اور دشمنی ایسی بڑھی تھی کہ آپ کو شہر سے ہجرت کرنی پڑی مگر آخر آپ کی جیت ہوئی اور وہ مسجد آپ کی ہو گئی۔ تو بتایئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا نقصان ہوا۔ ع

+ جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے +

میں تو حیران ہوں۔ کہ وہ کونسی بات ہے جس نے

ڈاکٹر بشارت احمد نے بیان کیا کہ اسکی تلی کو میں نے اپنی زیر نگرانی چوہڑے سے وزن کرایا - اور بٹے میں نے خود ڈالے - اور چوہڑے نے کہا کہ تلی کا وزن اُس نے کیا ہے - اور بٹے بھی اسی نے ڈالے تھے - اور تولا بھی اُسی نے تھا -

مسٹر فیلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر سرگودہا نے ڈاکٹر صاحب کو اس اختلاف کیوجہ سے زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند ہتھکڑی سرگودہ سے پرے جنگل میں لگانے کا حکمدیدیا اور جب وکیل نے ضمانت کی درخواست پیش کی تو وہ درخواست نہ لی - اور واپس کردی - اور کہا جو کچھ ہمنے کیا ہے سوچ سمجھ کر کیا ہے - صاحب موصوف کی یہ کارروائی قانونی نکتہ خیال سے ایسی ہے کہ اس پر رائے زنی کا یہ وقت نہیں - یہ بعد فیصلہ ہم لکھیں گے - مگر اس میں شک نہیں کہ یہ حکم صاحب بہادر نے جمعہ کے روز شام کو پانچ بجے سنایا - تاکہ اسوقت کوئی اور چارہ جوئی نہ ہوسکے - اور ان ایام میں سنایا جبکہ سشن جج صاحب بہادر رخصت پر تھے - اور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع سکیسر پہاڑ پر گئے ہوئے تھے - اور پھر ڈاکٹر صاحب کو اس مہتر کے ساتھ - جبکو کہ اس جرم میں ہتھکڑی لگائی گئی تھی - ہتھکڑی لگوائی - اور اپنے ہمراہ دورہ سے سرگودہا میں لائے - تاکہ ڈاکٹر صاحب کی اچھی طرح بے عزتی ہو جاوے - اس میں قابل توجہ یہ امر ہے کہ اگر مسٹر فلبی صاحب کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے جھوٹ بولا ہے - تو اس کا مقدمہ اسپر باقاعدہ بنایا جاتا - اور تحقیق کے بعد اگر جرم ثابت ہوتا - تو خواہ حوالات میں دیتے یا جو مناسب سلوک خیال میں آتا کرتے اس میں کسی کو شکایت نہ ہوتی - لیکن پیشتر اس کے کہ صاحب بہادر ایسا کرتے صاحب بہادر نے ایک گورنمنٹ کے وفادار اور گزیٹڈ افسر کو جس کے چال چلن میں پہلے کوئی داغ نہ تھا - اور جو کوئی اپنی قوم میں ایک اعزاز کی حیثیت رکھتا تھا - اور جسکی بے عزتی سے ایک وفادار رعایا کے بڑے حصہ کی دلشکنی ہوتی تھی بغیر سوچے سمجھے حوالات میں دیدیا - اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت لینے سے انکار کردیا - اور درخواست پر بجائے حکم لکھنے کے واپس کردی -

صاحب بہادر کا ایسے اہم مقدمہ میں ایسی تاریخ رکھنا کہ افسران بالادست قریب نہ ہوں - اور پھر جمعہ کے روز حکم سنانا تاکہ کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر صاحب سوموار تک کوئی چارہ جوئی نہ کرسکیں - اور اسطرح سے کم از کم تین روز تک تو حوالات میں رہ سکیں - اور پھر پانچ بجے حکم سنانا جو کہ آخری وقت اس عدالت کا تھا - باوجودیکہ مقدمہ دوپہر کو پیش ہو چکا تھا - اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت نہ لینا - اور پھر مہتر کے ہمراہ ہتھکڑی لگوانا صاف ظاہر کرتا ہے - کہ کہانتک صاحب بہادر نے منصف مزاجی سے کام لیا اور کہاں تک اپنے اس فرض کو کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس علاقہ کی عزتوں کے محافظ مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں ادا کیا - کچھ ہی ہو لیکن انکا ایسا فعل وفادار رعایا کی سخت دل شکنی کا باعث ہوا ہے - وقت ہے کہ گورنمنٹ کے افسران اپنے سچے اور اصل خیرخواہوں کی دلشکنی سے پرہیز کریں - جو لوگ نیک چلن اور شریف الطبع ہیں ان کے ساتھ سلوک میں شریروں اور مفسدوں سے سلوک میں امتیاز کریں - تاکہ اول الذکر قوم کے حوصلے پست نہ ہوں بالآخر گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ادب سے التماس ہے کہ اس معاملہ میں دخل دے اور کسی معتبر افسر کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ کسطرح سے اس میں ظلم اور تشدد کیا گیا ہے اور اس کا انسداد فرماوے تاکہ رعایا کے دلوں کو جو چوٹ پہونچی ہے اور جو ان کے دلوں پر برا اثر ہوا ہے دور ہو جاوے -

آئندہ انشاء اللہ مفصل واقعات کے معلوم ہونے پر عرض کریں گے - کہ کیا کیا وجوہات اس ظلم کے ہوئے ہیں - فی الحال ہم اس درخواست پر ہی اس کو ختم کرتے ہیں +

اعلان

ذیل کا اعلان مفتی محمد صادق صاحب نے شایع کیا ہے جس کو بغرض آگاہی عام شایع کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ :- اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ کی مسجد میں اس کے نام کے ذکر سے روکے اور اس کی بے آبادی کے درپے ہو ان لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ خوف دل کے ساتھ اس میں جاتے ایسے لوگوں کے لئے اس دنیا میں رسوائی ہے - اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے - (پ سورۃ البقرۃ)

مسلمانان لنڈھور غور فرمائیں

کہ ایک مسافر تمہارے شہر میں گیا - تو تمنے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا - کیا دین اسلام نے تم کو ایسی ہی مسافر نوازی سکھلائی ہے - آہ کہاں گیا اس نبی عربی محمد مصطفےٰ احمد المجتبیٰ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مہمان نوازی کا پاک نمونہ - جس کے گھر میں ایک کافر نے رات بھر آرام کیا اور کھانا کھایا - اور بستر کو پلید کر گیا - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (میری جان آپ پر فدا ہو) اس بستر کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا - اور باوجود اس کافر کے دوبارہ واپس آنے کے اُسے ملامت تک نہ کی - یہ مہمان نوازی کے مقدس اخلاق تھے جنہوں نے کافروں کو مسلمان بنا دیا - مگر آج مسلمانوں کے وہ اخلاق ہیں - کہ خود

دل سے ہیں خدام ختم المرسلینؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دیچکے دل اب تن خاکی رہا۔
ہے یہی خواہش کہ ہو یہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوراء

(مسیح موعودؑ)

قبول اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

او عیسائیو اِدہر آؤ — نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ

جسقدر خوبیاں ہیں قرآں میں — کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو — یونہیں مخلوق کو نہ بہکاؤ

ناظرین عرصہ ۳ سال سے دارجیلنگ میں تبلیغ وعظ کے کام پر مشن کیطرف سے متقرر تہا۔ اور اس سے پیشتر نو یا دس برس تک اور اکثر شہروں میں اسی کام پر تعینات تہا۔ میرے والدین نے مذہب عیسائیت قبول کیا تہا۔ اسلئے بندہ کی تمام گذشتہ زندگی عیسائیت میں گذری۔ اور مذہبی تعلیم کو اچھی طرح سے حاصل کیا اور اپنے ایام ملازمت میں مسیحی مذہب کی خدمت اچھی طرح کرتا رہا اور بہت سی مخلوق خدا کو مذہب عیسائیت میں شامل کیا۔ دارجیلنگ میں آکر خدا کریم نے مجھے اس اندہیرے سے نکالا جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ سے مذہبی مباحثہ ہوتا رہا۔ مگر آفتاب کے سامنے تاریکی کبھی فوقیت حاصل نہیں کرسکتی۔ آخر میں لاجواب ہوکر اپنے لایق پادریوں کی طرف رجوع ہوا۔ مگر پادری صاحبان سے سوائے اس جواب کے کہ ”دعا مانگو“ اور کچھ حاصل نہوا۔ یہی انجیل کہ تمام عمر پڑہتا رہا اسی انجیل نے مجھے جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے روشنی دکہادی۔ بندہ ایک معقول تنخواہ پر جو کہ میرے گذارہ کے لئے کافی تھی بطور واعظ کے ملازم تہا۔ اپنی نوکری سے مستعفی ہؤا۔ اور اپنے بہائی کو بہی جنکا عیسائی نام ننہ مسیح تہا جنہوں نے میری طرح مذہب عیسائیت کی تعلیم اچھی طرح سے حاصل کی تھی۔ اور اکثر مدرسہ میں بطور معلم کے کام کیا تہا۔ اور اس وقت یہاں بمشاہرہ مبلغ صرف ۱۵ ماہوار پر ملازم تھے۔ اور آپ بھی میرے ساتھ مباحثہ میں ہمیشہ شریک رہے۔ الحمدللہ روز جمعہ بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء بمقام دارجیلنگ جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ بدست جناب منشی احمد میر صاحب نائب سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن امرتسر کٹڑہ تلہ تاد بہگیاں کے بخوشی اسلام قبول کیا۔ اور میرے ساتھ میری بیوی جو کہ مشن کی تعلیم یافتہ ہے اس نے بھی میری پیروی کی۔ میری والدہ و میرے دو لڑکے و ایک لڑکی بھی مشرف باسلام ہوئے۔ دعا کریں کہ خداوند کریم ہمکو توفیق عطا فرماوے۔ کہ جسطرح ہم اندہیرے کی طرف لوگوں کو رجوع کر رہے تھے۔ اب سچے اور برحق دین کیطرف مخلوق کو رجوع کریں۔ اور ہمارا انجام بھی اسی برحق دین میں ہو ہم تمام مسلمانان خصوصًا جناب ڈاکٹر عبدالعزیز جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن جالندہر کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ کہ اُنہوں نے ہمیں تاریکی سے نکال کر روشنی اور سچائی کی طرف لے آئے۔

اصلی نام		اسلامی نام
شام لال پریچر	.. .. ..	محمد عبدالعزیز
ننہ مسیح	.. .. ..	محمد عبدالحمید
فنسل مسیح	.. .. ..	فضل احمد
مقبول مسیح	.. .. ..	مقبول احمد

عورتوں کے نام

مریم ۔ کنیز فاطمہ ۔ خدیجہ

الراقم ۔ محمد عبدالعزیز و محمد عبدالحمید کوہ دارجیلنگ

قرآن مجید کا اُردو ترجمہ

قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی ضرورت پر بحث کرنا میرا مقصد نہیں۔ قرآن مجید کے جس قدر ترجمے ہوں اور جسقدر ان کی اشاعت ہو یہ مبارک کام ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا کرے۔ اور اس خدمت کی اُسے توفیق ملے یہ فضل ہے۔ لیکن یہ کسقدر شرم کی بات ہے کہ انسان محض دوکانداری کے طور پر دوسرے مستند اور مقبول عام ترجموں پر حرف گیری کرے۔ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم کا ترجمہ قرآن مجید ایک مقبول ترجمہ ہے۔ اور جس خلوص نیت اور صدق کیساتھ شاہ صاحب نے قرآن مجید کی یہ خدمت کی ایسے دل بہت ہی کم لوگوں کو میسر آسکتے ہیں۔ اُس زمانہ میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کوئی اسان امر نہ تہا۔ علماء کی مخالفت اور عوام پر انکا اثر جسقدر تہا وہ ایک ظاہر امر ہے۔ پہر ایسی حالت میں قرآن مجید کی جو خدمت شاہ صاحب نے کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ آج قرآن مجید کے کتنے بھی ترجمے ہوں لیکن اس قبولیت کو وہ حاصل نہیں کرسکتے۔ مجھے نہایت افسوس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ شوکت، میرٹھی نے قرآن مجید کے ایک جدید ترجمہ کی ضرورت پیسہ اخبار میں شایع کی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے ترجمہ کی کوئی خاص خوبیاں بیان کرتے انہوں نے شاہ صاحب کے ترجمہ پر حملے کرنے شروع کئے ہیں۔ یہ طریق جسقدر مذموم اور قابل نفرت ہے وہ عیاں ہے۔ شوکت صاحب پہلے شاہ صاحب کا سا اخلاص اور صدق پیدا کریں۔ غرض یہ نہایت مذموم اور مکروہ طریق ہے کہ اپنی دوکان چلانے کے لئے ایک برگزیدہ اور مسلم راستباز کی پاک

آپ لوگوں کو ہم پر ایسا ناراض کر دیا ہے۔ اگر ہم وفات مسیح کے قایل ہیں۔ تو کیا مسیح کی حیات کو ماننا شرایط ایمان میں داخل ہے کیا وہ لوگ جو ہندو سے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان سے کلمہ طیبہ کے ساتھ یہ بھی کہلایا جاتا ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے کیا پہلی تفاسیر میں بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر نہیں ہے۔ کیا بخاری شریف میں متوفیك کے معنے ممیتك نہیں لکھے۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر نہ فرمایا تھا۔ کہ جیسا سب نبی پہلے مر گئے ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے ہیں۔ پھر بتاؤ ہم نے کونسی نئی بات کی ہے۔ جس سے آپ صاحبان برافروختہ ہو گئے کیا آپ ہم پر اس واسطے ناراض ہیں کہ ہم نے مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح و مہدی مان لیا ہے سو میرے بھائیو! سنو اور پھر غور سے سنو!! کہ مرزا صاحب کوئی ہمارے رشتہ دار نہیں تھے ہم نے حدیث میں پڑھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا ہم نے قرآن و حدیث میں مسیح و مہدی کے جو نشان لکھے تھے وہ پورے ہوتے ہوئے دیکھے لئے طاعون پڑی۔ ریل جاری ہوئی۔ اونٹ بیکار ہو گئے زلازل آ گئے۔ حج میں رکاوٹ ہوئی۔ ادہر اودہر سے آدمیوں کا میل جول بکثرت ہوا۔ دریا چیرے گئے رمضان شریف میں کسوف خسوف ہوا۔ سب نشان پورے ہو گئے۔ خود مرزا صاحب نے پیشگوئیاں کی تھیں۔ وہ پوری ہوئیں۔ اس نے ہم کو تقویٰ سکھلایا خدا کی عبادت میں لگایا۔ ہماری روحوں میں نیکی کی قوت پیدا کی اس جیسا کوئی قرآن شریف کے حقایق و معارف بتلانیوالا نہ ملا۔ اگر یہ شخص مہدی مسیح نہیں تو صدی کا سر تو گذر چکا ہے۔ تم کوئی اور مدعی دکھاؤ۔ جو اس سے بہتر ہو۔ ہم اس پر غور کرنے کے واسطے طیار رہیں۔ ورنہ خدا کے کلام اور نبی کی حدیث کی متابعت سے ہم کو نہ روکو۔ اور ناحق ہمیں دکھ نہ دو۔ خدا سے خوف کھاؤ۔

اپنے اعمال کو درست کرو۔ پرہیز گاری کی راہ پر چلو تا کہ خدا تم سے پیار کرے اور تم کو ہدایت کی راہ دکھائے۔ ہم تو باوجود تمہاری اس ایذا دہی کے تمہارے حق میں کوئی کلمہ سخت نہیں بولتے۔ کیونکہ باوجود ان باتوں کے ہم جانتے ہیں کہ آخر آپ بھی ہمارے نبی کے ہی کہلاتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم۔

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ از قادیان

(ذرا غور فرما دیں کہ ان میں کونسی بری بات ہے جس کی وجہ سے تم ہمارے مخالف ہوئے)

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیکے شرائط

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کیوقت انکا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائیگا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی خواہشوں اور جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور ہر حالت میں راضی بہ قضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔

ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چلسکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قایم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ فقط

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دلمیں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد کے سبب پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد و بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوتے کہ میں نے پانچ روپیہ کی سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی۔ اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے میری تین یوم کی آمدنی ۹۳ ۸ تصدیق کرنے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اسکی اسقدر کثرت سے ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر لی۔ ایم صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلداللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی لیٹکر لیے آپ ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۳ ۸ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لیئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونیسے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل و نیز بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے و دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لیئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان رقت منی ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت عہ ہے۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معزولہ طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی للعہ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائٹر **شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔**

کلکتہ کی مشہور ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دواء چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایکمرتبہ ضرور منگواکر از مالش کیجئے اس دواء میں چند فایدہ لاجواب ہیں یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اسکی چار پانچ خوراک پینے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے امعاء تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ۔ محصولڈاک ۶ر دو شیشی تک ۸ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ۔ محصولڈاک ۵ر دو شیشی ۶ر

داد کا مرہم۔

ایکمرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۴ر محصولڈاک ایکسے ۴ تک ۵ر بارہ ڈبیہ تک ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری و مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آمد زاری اجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی نہیں چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دہوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے پس اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اصل مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس ایکروپیہ عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کی اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اوٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ تندرستی پائیں قیمت ۱۲ ماشہ دو روپیہ عہ۔ **سرمہ سلیمانی** آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑہانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر **سنون دنداں** دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

امرت دھارا مرض نام کی دشمن ہے اور سب واسطے امراض مال مویشی کیواسطے بھی اکسیر ہے۔ مندرجہ ذیل چند سارٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

مراسلات

ایک طوطا اور لڑکا

ل میں جو تجربہ مجھے امرت دھارا سے ہوا ہے اس کا برما ہوں۔ ایک کتا جس کی آنکھیں قریب قریب ایسی دھندلی تھیں کہ اچھی طرح سے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ صرف اور سے ادہر جاتا تھا اس کی آنکھوں میں امرت دھارا تین چار مرتبہ لگانے سے آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ آنکھیں پہلے دیکھنے میں سفید تھیں۔ بعد ازاں سفیدی دور ہونے سے قریب قریب اصلی حالت پر آگئیں یہ کتا ابھی چھوٹا بچہ ہی ہے۔

میرے پاس ایک طوطا چھوٹی قسم کا ہے

جسکے دا ہنے بازو کے پروں میں کسی قسم کی خارش تھی جسکے سبب اس نے اپنے تمام بال نوچ دیئے تھے اور روزانہ نوچن تھا۔ امرت دھارا لگانے سے بال نوچنے بند ہو گئے۔ اس کے پر وغیرہ تو رہے ہیں اور اچھی حالت آرہی ہے امید ہے کہ چند یوم کے لگاتار لگاتے رہنے سے بالکل اچھا ہو جاویگا اور تمام پر وغیرہ بدستور اگ آدیں گے۔

ایک سعے لسائے لڑکے کو دورہ غشی ہوتا تھا!

پہلے اس کو گذشتہ سال جبل پور میں دورہ ہوا۔ امسال یہاں وہ اس دورہ میں مبتلا ہوا۔ بیمار ہونے سے ایک منٹ کے قریب بلکہ اس سے کم وقت پہلے اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ میرا سر گھومتا ہے اور زمین پر آگرا۔ ہاتھ پاؤں میں غشہ طاری ہو گیا۔ آنکھیں بدل گئیں۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا میں نے اسی وقت بلا سوچے سمجھے امرت دھارا اس کے ناک میں ڈالدی اور پھونکنا شروع کیا۔ ۳-۴ مرتبہ کرنے سے اور ملنے پر لگانے سے وہ لڑکا اٹھ بیٹھا۔ ابھی اچھا ہے اور میرے پاس ہے اس کا نام سنگالی ہے اور محکمہ سروے میں میرے یہاں ملازم ہے۔ میں نے حتی الوسع جانوروں پر آزمانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ایک کتے نے دو روز کچھ نہ کھایا تھا

عجب کشمکش تھی کہ اسکو کیا دیا جاوے آخر ش طبیعت میں آئی کہ امرت دھارا دینی چاہیے شکر میں ملا کر زبردستی اس کے منہ میں ڈالی گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد تھوڑے سے چاول اور روٹی کا ٹکڑا دیا۔ تھوڑا سا کھایا۔ دوسری دفعہ امرت دھارا دینے سے درست ہو گیا اور اب تک بیمار نہیں ہوا۔ میری چند شیشیاں عرصہ ۶ ماہ میں ختم ہو گئی ہیں۔ اس کے واسطے ۱۲ شیشیوں کا آرڈر جوا ب دیا ہے۔ کاش کہ امرت دھارا کی قیمت کم ہوتی جس سے دل کھول کر جانوروں کی مدد کی جاتی۔ امید ہے کہ آپ اس تحریر کو بذریعہ اخبار برائے رفاہ عام مشتہر کریں گے۔

الراقم

بادشاہ کشن سنگھ انسپکٹر گورنمنٹ سروے سیکشن نمبر ۱ سروے آف انڈیا مکان نمبر ۵ رسول پورہ چھاؤنی سکندرآباد (دکن)

ایک گائے نے بچہ دیا اور آنول نہ گری

فوراً گڑ میں دس بوندیں دیدیں اور پورے ایک گھنٹے کے بعد کل آنول گر پڑی۔

راقم:۔ کانشی رام دت مدرس۔ مدرسہ پدی۔

بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا

نمستے۔ حال یہ ہے کہ امرت کی دھار پہونچی میرے بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا خون بند نہیں ہوتا تھا۔ امرت دھارا کے دس قطرے ڈالنے سے فوراً خون بند ہو گیا اور جس مرض کے اوپر دی جاتی ہے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ در اصل یہ آب حیات ہے۔

راقم:۔ دلیپ سنگھ از مقام علی پور

گھوڑی کی امراض پر بھی برتا!

امرت کی دھارا کی شیشی میں نے صرف وہی منگائی ہیں اور دیگر چند اشخاص نے بھی پھر بہادر پور میں منگوائیں ہیں۔ جہاں جہاں میں نے اسکو آزمایا ہے عرض کرتا ہوں۔ سر درد۔ زخم۔ سوکھی۔ درد۔ سوزاک۔ بخار۔ تلملانا۔ درد۔ مسوڑھے و دانت۔ گھوڑی کے گلے میں خناق سا ہو گیا تھا ان دیگر دوائی کے ساتھ یہ بھی ملا کر دی گئی۔ بعضی گلے پڑنا۔ بطور سرمہ استعمال کی گئی۔ سینے سے میں ڈالنے الفور آرام آ رہا۔

الراقم:۔ رہرچرن سنگھ خریدار نمبر ۳۱۳۷

گھوڑے کے زخم کے کیڑے ڈالتے ہی گر پڑے

میں نہایت خوشی سے اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی ایجاد کردہ امرت دھارا نہایت ہی اعلےٰ اسم بامسمےٰ دوائی ہے جس جس مرض کیواسطے میں نے اسے اپنے عزیز دوستوں پر استعمال کیا مجرب پایا۔ خاصکر مختلف قسم کی دردیں مثلاً درد سر۔ درد شکم۔ درد کان و بدہضمی کے واسطے نہایت ہی زود اثر دوا ہے۔ ۲ ہفتہ گذرا کہ میرے ایک گھوڑے کے پانجر میں زین کی لکڑی کا ٹکڑا چبھ کر گہرا زخم ہو گیا اور آٹھ دس روز کے بعد بہت پلو (کرم) پڑ گیا میں نے امرت دھارا چار پانچ قطرہ کو زخم مذکور میں ٹپکا دیا۔ بالکل بلا مبالغہ میں لکھ رہا ہوں کہ ایک سیکنڈ میں کل پلو جو پڑے تھے زمین پر گر گئے اور دو ہی چار روز میں زخم بھر آیا۔ دو ہفتہ میں یکدم زخم اچھا ہو گیا ہر ایک تعلیمیافتہ کو ایسی مفید دوائی ہر وقت گھر میں اور باہر سفر میں موجود رکھنی چاہیے خصوصاً آپ کی امرت دھارا عیالداروں کے واسطے دیہات میں جہاں کوئی حکیم وید یا دوائیں بروقت نہیں ملتی ہوں مونس و مددگار ہے مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے بھائی اس ویدک دوا سے ضرور فایدہ اٹھاویں گے۔

الراقم:۔ راج اندر پرشاد ساہی زمیندار موضع تیرا۔

ظاہر مردہ تھا

جناب پنڈت صاحب تسلیم۔ ایک شیشی امرت کی دھارا کی بحال آئی تھی میرے نوکر کا لڑکا بعارضہ پسلی مبتلا ہوا عمر ۱۰ ماہ بالکل جاں بحق تسلیم ہو چکی تھی منہ بند ہو گیا تھا منہ اور ناک میں سے پانی لش کیا جو کس قدر جان بچی تھی صرف اس نے ذرا لب ہلایا کہ انگلی ڈالنے سے منہ کھلنے لگا خاکسار نے بغیر کسی بدرقہ کے ایک بوند منہ میں ٹپکا دیا جس سے زیادہ منہ پھیلانے لگا۔ ایک بوند ماں کے دودھ میں ڈالا گیا جس سے کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگا۔ قصہ کوتاہ ایک گھنٹہ میں چار بوند ۱۵ منٹ بعد دی گئی چوتھی خوراک کے بعد اچھی طرح ماں کا دودھ پیا اور مالش کر کے روئی بھی دردیر باندھی تھی چار روز ہوئے بہت اچھا ہے۔ ۳۔ آدمی کو بحالت ہیضہ جو بغیر جاڑے کے آیا تھا اور گرمی سے بے چین تھا۔ پہلی خوراک مصری کے شربت ایک اونس کے قریب میں ۵ بوند دیا سیلے چینی رفع ہوئی دوسری خوراک ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد گرم پانی سے دیا فوراً پسینہ آگیا اور بخار جاتا رہا۔ واقعی امرت کی دھارا انمول جوہر ہے سر درد تو فوراً جاتا ہے۔ دس پندرہ کو لگایا گیا فوراً فایدہ ہوا ایک آدمی کو داڑھ کے درد میں فایدہ ہوا اور عورت کو بلام کے تیل کیساتھ ۶ روز کے استعمال سے بہرہ پن صاف ہو گیا اب شیشی ختم ہے اتنی آب جلنے سے اور منگوا کر ہمیشہ قول رکھنے کے ہے۔

الراقم:۔ عبدالکریم کنسٹبل رائے پور مودہا۔ پاما

خط و کتابت و تار کا پتہ امرت دھارا لاہور لکھنا کافی ہے

ہندو اور مسلمان

ہندو اور مسلمانوں کے درمیان جو خلیج نفاق اور شقاق کی ان دنوں چوڑی ہو رہی ہے۔ وہ سخت افسوسناک اور ان لوگوں کی توجہ کے قابل ہے۔ جو اپنی اپنی قوم میں لیڈر اور اہل اثر سمجھے جاتے ہیں۔ الحکم میں اس مضمون پر پہلے بھی ایک دو مرتبہ بحث کی گئی ہے ان قوموں کے برگزیدہ لوگوں کی خدمت میں اپیل کیا گیا تھا۔ کہ وہ عداوت کے اس سلسلہ کو جو وسیع ہو رہا ہے۔ کاٹ دینے کی کوشش کریں۔ اور اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیکر ان نزاعوں کو مٹا نیکی فکر کریں۔ جو ایک دوسری قوم کو کھا جانے کا موجب بن رہی ہیں۔

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ دونوں قوموں میں رقابت اور رشک ہر دو کی بہتری اور ترقی کے آثار کو پیدا کرتا ہے مگر موجودہ صورت ایسی ہے کہ مقابلہ اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے خیال کو ترک کر رہی ہے بلکہ ایک قوم دوسرے کی ہستی کو مٹا دینا چاہتی ہے جو کسی صورت میں مستحسن نہیں سمجھا جاسکتا۔ معزز ہمعصر افغان کے ایڈیٹر نے ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ اس سوال کے حل کیطرف ذی فہم لوگوں کو توجہ دلائی ہے۔ اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایڈیٹر افغان کی کوشش اس بارہ میں مبارک اور نتیجہ خیز ہو۔ اُن کی چٹھی پر انشاء اللہ العزیز الگ بحث کیجائے گی۔ یہاں مجھے صرف ان لوگوں کو خطاب کرنا ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں اقوام میں وسعت حوصلہ سے کام لینے والے ہیں۔ اور جنکے سینوں میں تعصب اور خود غرضی کام نہیں کرتی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندو قوم جو

اهنسا پرمو دھرما

پر عمل کرنے کی مدعی ہے۔ وہ جب مسلمانوں کی مخالفت پر آتی ہے تو وہ ان کی ہستی کو مٹا دینے کے لیے کسی قسم کی کوشش اور دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتی۔ وہ چڑیوں اور چیلوں تک کی حفاظت کرنا تو اپنا فرض سمجھتی ہے اور اس کو صفات رحم کے خلاف یقین کرتی ہے۔ کہ کسی پرندے یا چرندے کو دکھ دیا جاوے۔ مگر جب وہ انسانی نسل کے اس عظیم حصہ (مسلمانان) پر نظر توجہ کرتی ہے۔ تو چاہتی ہے کہ انکا نام و نشان مٹا دیا جاوے اور ایسا ہی مسلمانوں میں ایک طرف تو شفقت علی خلق اللہ پر زور دیا جاتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر

مگر جب ہندوؤں سے مقابلہ آپڑتا ہے۔ تو اُنہیں کچلنے کے لئے ہر قسم کی تجویز اور منصوبے کے لئے طیار ہو جاتے ہیں۔ میرے اس بیان سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ کل ہندو اور کل مسلمان اسی قسم کے ہیں۔ نہیں بہت سے سلیم الفطرت اور شریف الطبیعت لوگ ایسے بھی دونوں قوموں میں ہیں۔ جو ان حالات کو پڑھکر اور سن کر سخت حیران ہو رہے ہیں۔ اور وہ اس سوال کے حل کرنے میں دن رات غلطاں پیچاں رہتے ہیں۔ مگر کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ جسقدر سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اسی قدر اس میں مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر دل پر چوٹ لگتی ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ کیا کیا جاوے۔ بہرحال یہ وقت ہے کہ ہندو اور مسلمان لیڈر اس سوال پر غور کریں۔ اور اس عداوت کے زنجیر کو توڑ ڈالیں۔ جو دونوں قوموں کو لے ڈوبے گا۔ ہم احمدیوں کی جو پوزیشن اس سوال کے متعلق ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں مفصل کھولکر بیان کر دی جاوے گی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسی محفوظ صورت ہے۔ کہ اگر ہندو اور مسلمان اسے عملی رنگ میں اپنا دستور العمل بنالیں تو ساری نزاعیں دور ہو سکتی ہیں۔ مگر ایک مشکل یہ ہے کہ احمدی قوم اپنا ایک مسلّم لیڈر رکھتی ہے جسکو وہ اپنا امام اور مطاع یقین کرتے ہیں۔ اس کی رائے کے مقابلہ میں تمام قوم کی رائے خواہ وہ کسی ایک امر پر بھی متفق کیوں نہ ہو کوئی سبقت اور وقعت نہیں رکھتی۔ اور قوم اپنی رائے کو چھوڑ کر اسی کی رائے کو واجب العمل سمجھتی ہے دوسرے مسلمانوں یا ہندوؤں میں خواہ وہ آریہ فرقہ کے ہوں۔ یا سناتن کے یا کسی اور کے کوئی ایسا مسلم لیڈر نہیں جسکی بات پر ساری قوم لبیک کہنے کو آمادہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر عداوت کو صُلح سے تبدیل کرنیکی کوئی صورت بھی ہو تو اس میں مشکلات کے پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ یہ سوال نہایت مشکل اور قابل غور ہے۔ لیکن تو بھی ضرورت ہے کہ اسکو سلجھایا جاوے۔ اس لئے میں اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں (و باللہ التوفیق)

اور اگلی اشاعت میں جیسا کہ اوپر وعدہ کیا ہے۔ میں احمدیوں کی پوزیشن کو واضح کرنے کی کوشش کرونگا۔ اور اس کے متعلق جہانتک ممکن ہوگا میں انشاء اللہ احمدی قوم کے امام مغفور اور موجودہ امام کی تحریروں اور تقریروں سے ہی استشہاد کرونگا۔ اس سلسلہ میں ہر شخص اپنے خیالات کے اظہار کے لئے حق رکھتا ہے۔ اور جسقدر تحریریں بھی مخالف یا موافق ہمارے پاس آئینگی انشاء اللہ العزیز انہیں الحکم میں چھاپ دینے کی کوشش کی جائیگی۔ تاکہ کوئی نیک نتیجہ اس سے پیدا ہو ہماری نیت نیک ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں

الصلح خیر

تہذیب نسوان

لاہور سے فرقہ اناث کی تربیت اور اصلاح کے نکتہ خیال سے تہذیب نسوان نام اخبار ستیرہ سال سے جاری ہے۔ میں اس اخبار کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اور اس کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ مگر بعض اوقات اس میں ایسے مضمون نکل جاتے ہیں جو مذہبی نکتہ خیال سے سخت قابل اعتراض ہوتے ہیں۔ خصوصًا تعداد ازدواج کے مسئلہ کو ایسے رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔ جس سے احکام قرآنی کی تخفیف لازم آجاتی ہے۔ جو سخت ناگوار امر ہے۔ مستورات میں اس قسم کے خیالات کو پیدا کرنا سخت قابل اعتراض امر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ سیّد ممتاز علی صاحب جو اس اخبار کے منیجر ہیں اسطرف توجہ فرمائیں گے۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی عقل ماری گئی

راجپوت گزٹ اس عنوان سے لکھتا ہے کہ آجکل آریہ سماج کے لیڈروں کیطرف سے کچھ ایسی باتوں کا اظہار ہو رہا ہے کہ ہندوؤں کو نقصان دینے والی ہیں۔ اور جن کا یقینی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ ہندوؤں کو راہ طریقت سے بھٹکا دیا جاوے۔ یہ رائے ہمعصر مذکور نے سماجیوں کی نئی تحریک کے متعلق دی ہے۔ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کی شروع ہوئی ہے۔ مہاتما منشی رام اس کے حق میں ہیں اور پنڈت تلسی رام مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں بھنگیوں کو ہندوں سے زیادہ قریب بتاتے ہیں۔ دیکھیں دونوں میں کون بازی لے جاتا ہے۔ راجپوت گزٹ کہتا ہے کہ دونوں آریہ سماجی مہاشوں اور لیڈروں کی رائے ہندوؤں کے لئے کسی حالت میں بھی اور کسی طرح پر بھی مفید نہیں ٹھیر سکتی۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ ہندو جاتی کو مزید نقصان پہونچانے سے پرہیز کریں"

عرب ہی ہند کا اوستاد ہے

آریہ مہاشے کہا کرتے ہیں۔ کہ آریہ ورت ہی تمام علوم کا سرچشمہ اور مخزن تھا۔ کیونکہ تمام علوم وید سے نکلے ہیں۔ اور وہ یہاں تھے۔ ان کے اس دعویٰ کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ اب انہیں ضرورتاً اعتراف کرنا پڑا ہے۔ کہ ہندوستان سے بعض لوگ عرب میں تعلیم کے لئے جاتے تھے۔ ارجن مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۱۰ء میں لکھا گیا ہے۔ کہ جوتش شاستر کے اتہاس میں پرسدہ پنڈت نیل کنٹھ کا نام آتا ہے۔ جو اکبر کے سمے عرب میں جوتش وویا کو پڑھنے کے لئے گیا تھا"

یہ اقبالی ڈگری شائد بعضوں کے لئے تسلی کا موجب ہوا ور آیندہ ایسی لاف زنیاں نہ ہوں۔ جو آئے دن آرین اخبارات میں کی جاتی ہیں۔

آسمانی مسیح اور اس کا رفیق مہدی
گورنمنٹ اور ہم اور بٹالوی
(نمبر ۳)

گذشتہ نمبر میں مینے دکھایا ہے۔ کہ بٹالوی نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں اس جماعت کو منتشر کردونگا مگر اس کے برخلاف ظہور میں یہ آیا۔ کہ بٹالوی خود ہی لوگوں کی نظروں سے گر گیا ہے۔ اور وہ اشاعۃ السنہ جس کے ذریعہ وہ سلسلہ حقہ کو گرانے کی لاف مارتا تھا۔ ایسا گرا کہ اُٹھ نہیں سکتا۔ یہانتک کہ ادعائی ایڈوکیٹ نے رسالہ کے متعلق جو نوحہ جلد ۲۲ میں کیا ہے۔ وہ نہایت دردناک اور قابل رحم ہے۔

ایک نشان پورا ہوا | مولوی محمد حسین

بٹالوی کے ذریعہ ایک نہیں بہت سے نشانات حضرت مسیح موعود مغفور کے پورے ہوئے ہیں۔ ہر ایک دعوت میں جو عربی تفسیر نویسی۔ مباہلہ۔ وغیرہ کے متعلق آخر کی گئی وہ ہیچ دست ثابت ہوا۔ ۱۸۹۸ء میں اُس نے اٹھارویں جلد کے، نمبر ۱۸۹۵ء کی بابت شایع کئے اور ان میں دل کھولکر اس نے حضرت مسیح موعود مغفور کو گالیاں دیں۔ وہ اوراق پریشان حضرت کو بھی بھیجے انہیں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک فقرہ لکھ کر واپس کر دیا۔

رب ان کان ھذا الرّجل صادقًا فی قولہ فاکرمہ
وان کان کاذبًا فخذہ آمین

یہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہے۔ جسپر بارہ سال گذرے۔ اب اس نشان کے پورا ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ بٹالوی انکار کرے لاکھ سر پٹکے مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ اسکی کچھ کیا ہے؟۔

روحانی اور جسمانی اولاد سے جو دکھ اسے پہونچا ہے اسکا شاہد حال اسکا اپنا رسالہ ہے۔ اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ شاید وہ اس مضمون میں کی جاوے۔ جو اس کے لڑکوں کے قادیان سے جانیکے متعلق مجھے لکھنا پڑے گا

آپ نے ایک تفسیر کے لکھنے کا عزم اور اعلان کیا۔ جس کے اشتہار نے ہی بٹالوی فضیلت کا اعلان کر دیا تھا۔ جبکہ بٹالوی فاضل نے استبشاد کے لفظ کو مشورہ لینے کے معنوں میں استعمال کیا تھا۔ بہرحال اشتہار علمی فضیلت کا خواہ پردہ در ہی سہی۔ مگر اتنی توفیق نہ ملی کہ ایک سورۃ ہی کی تفسیر شایع کر دیتا۔

ایسی ناکامیوں اور نامرادیوں کا نخچیر لاغر ہو کر بھی سلسلہ حقہ پر اعتراض کرنا۔ اور اس کے محترم بانی کو نامراد کہنا مولوی محمد حسین جیسے آدمی ہی کا کام ہے۔ میں شرح طور پر انشاء اللہ بٹالوی ناکامی کا مرقع کھینچ سکتا ہوں۔ مگر وہ ایسی ظاہر ہے کہ اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

اب میں اس امر پر روشنی ڈالنی چاہتا ہوں۔ کہ بٹالوی نے امام مہدی کے آنیسے انکار کیا ہے۔ یا نہیں؟ مینے جہانتک بٹالوی تالیفات کو جو اشاعۃ السنہ کی شکل میں ہیں پڑھا ہے۔ ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ

بٹالوی مہدی کا منکر ہے!

لیکن جب اسپر علماء نے فتویٰ کفر دیا۔ تو اس نے تاویلات رکیکہ سے اپنا ڈیفنس پیش کرنا شروع کیا۔ اور کہا کہ میں آمد مہدی کا منکر نہیں ہوں۔ اور اب تک یہی کہتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے اشاعۃ السنہ کے پچھلے پرچے کسی کے پاس کیوں ہونے لگے اور اگر ہوں بھی تو کون انہیں پڑھکر اسکا کذب ثابت کرے گا۔ مگر اُسے یاد رکھنا چاہئے

شاید پلنگ خفتہ باشد

پس آج میں بٹالوی کا انکار مہدی بڑی وضاحت سے اس کی تحریروں سے پیش کرتا ہوں۔ اور اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اپنے علمائے اہلحدیث میں سے جسکو چاہے منصف مقرر کرے۔ اس امر کے فیصلہ کے لئے۔ کہ آیا اس کی ان تحریروں سے جنکا میں حوالہ دیتا ہوں۔ انکار مہدی ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ مگر میں بحمد اللہ یہ جرأت سے کہنے کے لئے طیار ہوں۔ کہ

بٹالوی اس فیصلہ سے گریز کریگا

اور اگر نہیں تو وہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے (جو سلسلہ عالیہ کا مخالف ہے) فیصلہ کرالیں۔

بہر حال اب ان تحریروں کو جو انکار مہدی پر مشتمل ہیں۔ اور بٹالوی نے شایع کی ہیں۔ درج کیا جاتا ہے۔

اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۲ پر بعنوان "سوا دوڈن کا بہتان" لکھا ہے۔ اس میں بٹالوی صاحب فرماتے ہیں۔

"اس باب میں ہم ایک مستقل و مفصل مضمون آئندہ ایشو (اشاعت) میں مشتہر کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں یہ ثابت کریں گے کہ اوّلاً تو مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں ہے۔ اور کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ اور جن احادیث میں اس کی خبر وارد ہے وہ سب کی سب ضعیف ہیں"!

سردست میں اسپر بحث نہیں کرونگا۔ کہ آجتک اس عہد کا ایفا نہیں ہوا۔ اور بٹالوی کو توفیق نہیں ملی کہ وہ اس مضمون پر موعودہ بحث کر سکتا۔ بلکہ مجھے یہ کہنا ہے کہ یہ تحریر بآواز بلند کہ رہی ہے کہ شیخ بٹالوی مہدی کی آمد کا منکر ہے۔ کیونکہ جو مضمون اس نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس میں جس امر کو وہ ثابت کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہی تھا کہ

مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں۔

اور یہ بھی بٹالوی صاحب نے صراحۃً بلا تاویل اقرار کرلیا ہے کہ کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ جو شخص علے الاعلان کہتا ہے۔ کہ مہدی کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے اسے مہدی کا قایل قرار دینا عجیب بات ہے۔ اگر اسکے بعد بھی شیخ بٹالوی یہ کہے کہ میں مہدی کا قایل ہوں۔ اور اپنے مخالفوں کو بیحیا بے شرم۔ انصاف کے دشمن قرار دے تو اس کی بیحیائی میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

صرف یہی ایک فقرہ بٹالوی کے عقیدہ مہدویت کے طلسم کو توڑنے کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ یاد رکھے کہ اس مسئلہ میں اُسے اس کے گھر تک پہونچا دیا جائیگا (بعونہ تعالیٰ) اور اسے کوئی مفر نہ ہوگا۔ اس فتوی کفر کو (جو انکار مہدی پر علماء اسلام نے بٹالوی کے خلاف دیا تھا) جو خلاف واقعہ قرار دیا تھا۔ اسکی حقیقت بھی اعیان اہلحدیث کو معلوم ہو جائیگی۔ کہ وہ بالکل درست اور بجا ہے۔ اور فتوی دینے والوں نے ہرگز غلطی نہیں کھائی۔ جیسا کہ مولوی عبداللہ ٹونکی نے اسی وقت ظاہر کر دیا تھا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ بٹالوی بزرگ اس کا کیا جواب دیتا ہے؟ بٹالوی نے اس سلسلۂ مضامین کو روکنے کے لیے بڑی کوشش کی۔ اور اپنے رسالہ میں اس مضمون کے چھپ جانیکا عذر بھی کیا۔ لیکن چونکہ یہ امر حق گوئی کے خلاف تھا۔ اسلئے مجبورًا اسکی غلط بیانیوں کا راز افشا کرنا پڑا ✦

توہین اسلام کا نیا طریق

پیسہ اخبار ہمعصر مسلمان

کلکتہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کلکتہ میں برسات کے موسم میں ہونے والی گھوڑدوڑوں میں ایک نئے گھوڑے کا محمدؐ رکھا گیا ہے۔ یہ طریق کچھ شک نہیں مسلمانوں کے مذہبی جذبہ کو صدمہ پہونچانیوالا ہے۔ اور وہ گوارا نہیں کر سکتے کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایک گھوڑے کو دیا جاوے۔ کیونکہ اس سے آپکے پاک نام کی توہین متصوّر ہے۔ اور مسلمان یہ گوارا نہیں کریں گے فرانس میں ایکمرتبہ اسی قسم کا ایک تھیٹر بنانے کی تجویز کی گئی تھی۔ جسپر روئے زمین کے مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا تھا۔ اور بالآخر انہیں اس ناٹک کو بند کرنا پڑا۔ پس اس گھوڑے کے مالک کو اول تو آپ ہی مسلمانوں کے مذہبی فیلنگس کا خیال کرکے یہ نام بدل دینا چاہیئے اور اگر اس میں یہ حس نہیں تو مقامی حکام کو اس قسم کی اشتعال بخش کارروائیوں پر نوٹس لیکر اُسے روک دینا ضروری ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ یہ پیارا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نام ہے۔ کہ مسلمانوں کی جان اس کے قدموں کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نام کے بعد جس نام کو وہ حرز جان یقین کرتے اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ یہی نام ہے۔ اور وہ ایک سکنڈ کے لئے بھی یہ برداشت کرنیکو طیار نہوں گے کہ ایک قمار بازی کے گھوڑے کا نام یہ رکھا جاوے۔

الطریقۃ کلّہ ادب

کلام الہی کا ادب ہر ایک مومن مسلمان کا فرض ہے۔ ہمعصر "نظام المشایخ" (جو حلقہ نظام المشایخ کا آرگن ہے) میں اہ! یہ خط کے عنوان سے خواجہ حسن نظامی صاحب نے قرآن مجید کے متعلق ایک تین صفحہ کا مضمون لکھا ہے۔ ادبی لحاظ سے مضمون کو جیسا بھی پسند کیا جاوے۔ امر دیگر ہے۔ مگر بعض جگہ قرآن مجید کی سخت توہین لازم آتی ہے۔ اس لئے میں خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو ان کے ہی محاورہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "الطریقۃ کلّہ ادب"

ان مقامات میں سے جہاں خواجہ صاحب نے لغزش کھائی ہے ایک یہ ہے:۔

جناب! کون کہتا ہے کہ آپ رحیم نہیں۔ کریم نہیں۔ دلنوازی نہیں کرتے۔ چارہ سازی نہیں فرماتے۔ آپ کی ذات سے اس سے بڑھ بڑھ کر امیدیں ہیں ✦ لیکن ان دہمکیوں سے کیا حاصل! ہم پہلے ہی ڈرتے ہیں۔ اور حضرت کی بے نیازی۔ اور کبریائی سے خوف کھاتے ہیں ✦

میں مان لیتا ہوں کہ یہ جوش محبت کی باتیں ہیں۔ اور شائید خواجہ حسن یہی عذر کریں۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ طریق خطاب ادب سے دور ہے لکھ ہیں گویا قرآن مجید کی ان آیات کو جو ترہیب کی ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے قہری تجلیل کے اظہار کا ذکر ہے۔ بے سود اور معاذاللہ لغو قرار دیا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے امید ہے آئندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کیا جائے گا۔ اور ادب کی شان کو نظر انداز نہیں ہونے دیا جائیگا

سالانہ بجٹ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مالی سال ۳۰۔ اگست ۱۹۱۰ء کو ختم ہو جائے گا۔ اور ۱۹۱۱ء کے لئے بجٹ عنقریب احمدی انجمنوں کے پاس بغرض منظوری و اظہار رائے بھیجا جائیگا۔ سلسلہ کے اخبارات کا فرض قوم کو ضروری معاملات اور قومی ضروریات میں راہنمائی کرنا ہوتا ہے وہ اپنی رائے کے اظہار میں غلطی کر سکتے ہیں۔ لیکن اسکی اصلاح قوم ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

بجٹ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اور مالی معاملات کے لئے اور قومی زندگی کے احساس کے لئے وہ ایک پیمانہ ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کن ضرورتوں کو کس حد تک مقدم کیا گیا ہے۔ اور ہزاروں روپیہ کا صرف جس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے۔ وہ کیا ہے؟

میں انجمن احمدیہ کو اس بجٹ پر غور کرنے کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس سے پہلے وہ بجٹ کو منظور کریں۔ محض اپنے ہی خیال سے اس "پر منظور ہے" کی سرخی نہیں لکھدینی چاہیئے کہ یہ بجٹ صدر اعلیٰ کے لوگوں نے طیار کیا ہے۔ اور ہمیں انپر اعتماد ہے بجٹ پر رائے زنی کرنے سے اگر محض اس بنا پر احتراز کیا جاوے۔ تو میں سمجھتا ہوں صدر اعلیٰ کے بزرگوں کی اس غرض کو وہ فوت کرتے ہیں۔ جو بجٹ کو وہ دوسری انجمنوں کے پاس بغرض اظہار رائے بھیجنے سے رکھتے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ قوم میں قومی ضرورت کا احساس اور مذاق پیدا ہو۔ اور قومی معاملات میں صحیح مشورہ مل سکے۔ اس سے قومی ٹرسٹ کو تقویت اور استحکام ہوتا ہے۔

بس بجٹ میں اول جس چیز کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے وہ سال گذشتہ کی آمد اور خرچ ہے۔ آیا آمد سے خرچ بڑھ تو نہیں گیا۔ اور اگر بڑھ گیا ہے۔ تو کیوں؟ آمدنی میں کمی ہوئی تو کیوں؟ جہاں کہیں ایسی صورت ہو۔ کہ آمدنی خرچ سے کم رہی ہو۔ وہاں کمی بیشی کے اسباب پر غور کرو اور خرچ کو اس کے بیخ سے اس پیمانہ پر لاؤ۔ جو آمدنی سے بڑھ نہ سکے۔ یا آمدنی کے بڑھانے کی سبیل پیدا کرو۔

دوسری بات جو اس کے ذیل میں آتی ہے یہ ہے۔ کہ گذشتہ سال جو بجٹ آمد اور خرچ کا تجویز کیا گیا تھا۔ آئندہ سال کے لئے مد وار۔ ان دونوں حالتوں میں کیا کمی بیشی ہوئی ہے۔ اگر آئندہ سال کی آمدنی تخمینہ کرنے میں قوم کی امداد پر پہلے سے زیادہ بھروسہ کیا گیا ہے۔ تو کیا قوم صدر اعلیٰ کے بزرگوں کے اس تخمینہ کو پورا کرنے کے لئے طیار ہے۔ اور آئندہ سال کے لئے جو اخراجات بڑھائے گئے ہیں۔ یعنی جس مد میں بھی ہوں۔ ان کے اضافہ کے کیا وجوہات ہیں۔

ان امور کی پڑتال سے تو آمدنی کی کمی بیشی کے اسباب پر غور کرنے کا موقعہ ملیگا۔ پھر سب سے زیادہ ضروری چیز جس پر توجہ کرنی چاہیئے وہ یہ ہے۔ کہ

اشاعتِ اسلام

کے کام پر کس قدر خرچ کی تجویز کی گئی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کے لئے کئی صورتیں ہیں۔ (۱) ماہواری رسالہ انگریزی و اردو۔ (۲) ٹریکٹ (۳) واعظین۔

ماہواری رسالہ میں۔ مفت اشاعت کا جو سلسلہ ہے اس کی وسعت پر غور کرنا ضروری ہے۔ بجٹ مکمل نہیں ہوتا۔ جب تک اس کے ساتھ سالانہ رپورٹ نہ ہو اور میرا خیال ہے۔ کہ اگر ۱۹۱۰ء کی نہیں تو ۱۹۰۹ء کی رپورٹ اس وقت تک طیار ہو جائیگی۔ اور وہ بجٹ کے ساتھ شاید بھیجی جا سکے۔ اگر ایسا نہ ہو تو سکرٹری صاحب غالباً بجٹ کیساتھ ایک تمہیدی رپورٹ ضرور اضافہ کر سکیں گے۔ جس سے بجٹ صرف اعداد کا ایک تختہ نہ ہو۔ بلکہ وہ ایک قابل غور اور دلچسپ مضمون ہو۔ ایسا ہی واعظین کے متعلق دیکھنا ضروری ہے۔ کہ واعظین کے تقرر کے متعلق کیا کیا گیا ہے۔ اس وقت تک واعظین پر کیا خرچ کیا گیا ہے۔ اور آئندہ سال کے لئے کسقدر اس مد میں خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ واعظین کی ضرورت ایک خاص ضرورت ہے۔ اور اشاعت اسلام کے ساتھ ہی حفاظت اسلام کا سوال بھی زیر نظر ہونا چاہیئے۔ اسی طرح پر ٹریکٹ سیریز کی مد پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ اور بالآخر لنگر خانہ کے متعلق خاص توجہ درکار ہے۔ غرض بجٹ پر انجمنوں کو خوب غور کرنا چاہیئے۔ اور بعد غور اپنی رائیں صدر انجمن کے پاس بھیجدینی ضروری ہیں۔ صدر انجمن ان رائوں کی توزین کر کے مناسب تبدیلیاں بجٹ میں کریگی۔ اور پھر وہ قابل عملدرآمد ہوگا بجٹ کے نکلنے پر انشاء اللہ کچھ اور بھی لکھا جائیگا۔

تبلیغ

ذیل میں سید میر عابد علیشاہ صاحب ملہم

بدوملہی کی ایک تحریر درج کیجاتی ہے۔ جو انہوں نے سالانہ جلسہ پر بطور تبلیغ کہی تھی۔ اور جس کے متعلق انہوں نے ظاہر کیا تھا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے اس تبلیغ کے پہونچانے میں مامور ہیں۔ ایڈیٹر۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العلمین ہ الرحمٰن الرحیم۔ ملک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ امین۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد کما بارکت علےٰ ابرھیم وعلےٰ ال ابرھیم انک حمید مجید

عاجز اپنی عرضداشت کو اچھے پیرایہ میں دلچسپ بنا کر پیش کرنے سے معذور ہے۔

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند۔
ہرچہ استادِ ازل گو بہ بگو مے گویم۔

عاجز اپنے پیارے مولا کریم سے اطلاع پا کر۔ نہ صرف اطلاع بلکہ حکم پا کر اپنے فرض منصبی یعنی تعمیل ارشاد الٰہی کے کسی کم سے کم حصہ کی ادائیگی کے لئے اپنے پیارے عنایت فرمایاں کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہے

اوران احکام میں سے ایک بلفظہٖ یہ ہے :۔

قل انی ارسلت من اللہ ذی المعارج وابلغکم رسٰلٰت ربی وانی اعبدؔ من المسلمین وانی لکم من خیرالنا صحین"

کہ میں واقعی اس احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ وراء الورا بلند درجات والے کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور میں اپنے رب کے پیغام آپ کے پاس پہونچاتا ہوں۔ اور اسُ کے فرمانبرداروں میں سے بہت بڑھ چڑھ کر عبادت کرنیوالا۔ یعنی اپنی عبدیت کا (جیسے کہ ہیچ در ہیچ ہیچ در ہیچ ہے) اقرار کرنیوالا ہوں۔ اور واقعی میں آپ کے لئے بہتر خیرخواہوں میں سے ہوں۔

یہ عاجز براہ راست اپنے پیارے مولا کریم سے انیؔ انا اللہ کا فرمان سن کر گواہی دیتا اور پیش کرتا ہے۔ کہ اس زمین وآسمان چاند سورج اور ذرّے ذرّے غرض ساری کائنات کا مالک ہی ایک ہی اللہ ہے۔ جو اپنی ہستی کے ثبوت اور اپنے جلال کے اظہار کے لئے اور انسانوں کو اپنی ذات کے عرفان اور اپنی رضاء کا انعام عطا فرمانیکے لئے انبیاء کو درمیانی واسطہ بناتا رہا ہے۔ اور اب اسُ نے اس انعام کے عطا فرمانیکے لئے کل دنیا کے لئے ۔ اور ہمیشہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (لا نعدا لا احصی دائماً ابداً علیٰ مجد مذاً) کو ممتاز کر رکھا ہے۔ جسکی نسبت فرمایا۔ قل لا الٰہ الاّ اللہ محمدؐ الرسول اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من لدنّا علماً پھر فرمایا غلام محمدؐ غلام محمدؐ سازاں جملہ یکے بر غلام محمدؐ" یعنی یہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام

اس وقت سارے جہان کے لوگوں سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا۔" انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً ہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت

پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا۔

اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من لدنّا علماً؛ پھر فرمایا۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ پھر فرمایا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ یعنے یہ خلیفۃ المسیح لوگوں کو خدا تعالےٰ کے بعد . . . کے ظلمات سے نکالکر اس کے قرب کے نور کیطرف لیجاتا ہے

پھر اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید کی نسبت فرمایا ہست قرآں آفتاب ازال۔ کافتاب میکند ہم ذرہ را پھر فرمایا۔ کہ من از یار آدم تا خلق را ایں راہ نمایم۔

وہ راہ یہ ہے :۔

کہ اب اس ساری دنیا کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے واسطے کے بغیر خدا تعالےٰ کے ملنے کے لئے اور کوئی طریق ہے ہی نہیں۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک اس دار فانی سے اور انبیاء کی طرح رخصت ہو چکا ہے۔ پھر اس پیارے مولا کریم نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کے ذریعہ سے جو یہ انعام عطا فرمانیکی راہ کھول رکھی ہے کہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے اتباع کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے وسیلہ سے خدا تعالےٰ کے رضا کا انعام حاصل کریں۔ وہ اسطرح سے ہے کہ ہم سب لوگ اپنی ساری کی ساری فانی خواہشیں فانی ارادے فانی اسباب فانی جان ومال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور جانشین موجودہ امام کی غلامی میں رضا الٰہی کے ماتحتی پر قربان کرکے امام کی رضاء کو اپنی رضا اور امام کے ارادے کو اپنا ارادہ یقین کرنیکے ذریعہ سے رضا الٰہی کو اپنی رضاء یقین کریں۔ اور یہ لوگ تین قسم کے ہیں:۔

اول جنکا اپنا ارادہ ہو ہی نہیں۔ اور وہ رضا الٰہی کے ماتحت اپنے آقا و مولا امام کے ارادے کو ہی اپنا ارادہ یقین کرتے ہیں۔

(۲) دوم وہ جو اپنا ارادہ تو رکھتے ہیں پر اپنے ارادے کو رد کرکے خدا تعالےٰ کے ارادوں کو اور اس کی ماتحتی میں ظل سبحانی اپنے وقت کے امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) تیسرے وہ جو اپنے ارادوں کو چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ اور اپنی ہوا و ہوس میں گرفتار ہیں۔ پر یہ آرزو رکھتے ہیں۔ کہ ہم اپنے فانی ارادوں کو چھوڑ کر رضا الٰہی کے ماتحت اپنے آقا و امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ یقین کریں پر ایسا کرنیسے قاصر ہیں۔ تو پھر وہ اپنے ہوا و ہوس کے فانی ارادوں کو لیکر ہی پیش ہو جاویں۔ کہ ہم اپنی شامت اعمال کے جہنم سے خود نکل نہیں سکتے۔ لہٰذہ حضور خود ہی دعا فرماویں۔ اور اپنے رحمت الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے قبولیت مجسم سفارشی دعا کرکے ہمیں ہماری خواہشوں کے دوزخ سے نجات دلوا کر۔ کایا پلٹوا کر اپنی رضا کے ماتحت (جو دراصل رضا الٰہی مجسم ہے) قبول فرماویں۔ اور یہ الفاظ" للہ حضور خود ہی دعا فرماویں"۔ الہامی ہیں۔

اس تیسری قسم کے ادنےٰ سے ادنےٰ ادنےٰ سے ادنےٰ ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کروڑ در کروڑ درجہ۔ جس سے نیچے کوئی درجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ادنےٰ حالت میں اس عاجز غفلت شعار نجاست مجسمؔ۔ ہیچ در ہیچ ذرّہ بمقدار کو بھی شامل ہونیکا فخر حاصل ہے۔

اب دیکھنا اس بات کو ہے کہ ایک طرف وہ پیارا مولا کریم اپنے پاک حکمنامہ میں ارشاد فرماتا ہے لا تکلف نفساً الا وسعہا۔ تو کیا مطلق انسان کے معدہ میں اس خالق حقیقی نے پیدائشی طور پر جاں نثاری کا مادہ عطا بھی کر رکھا ہے۔ یا نہیں۔

کل دنیا کے لوگ اپنے اپنے رنگ میں اپنی اپنی حالت میں جب ایک چیز کو پسند کرتے ہیں۔ تو دوسری کو اس کے حصول میں قربان کر دیتے ہیں جیسے ہر ایک چیز کے خریدنے میں اسکا مول پر

۵؎ یہ اس پیارے مولا کریم کا محض فضل ورنہ عاجز نجاست مجسم غفلت شعار تو اکثر اوقات صبح کے وقت نماز پڑھنے سے بھی قاصر ہے۔ اسی واسطے عاجز نے عباد کا معنے عبدیت کا اقرار لیا ہے۔

قربان کیا جاتا ہے۔ رعایا کے لوگ حکام کی خوشی حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی قربانیاں کرتے ہیں سپاہی لوگ تھوڑے سے مال کے حصول کے لئے اپنی پیاری جانیں واقعی طور پر قربان کرکے چھاتیوں پر گولیاں کہاتے اور مرتے ہیں۔

عین معرکہ جنگ میں جان دینے کی پرواہ نہ کرنا بعض وقت ایک فوری جوش بھی رکھتا ہے۔ جاپان اور روس کی گذشتہ لڑائیوں میں جاپانی جنرل کو ایک سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کی ایسی ضرورت در پیش آئی جس سے بچ نکلنے کا، زندہ بچکر واپس آنا بالکل ناممکن تہا۔ تو ایسے موقع پر فوج کے کمان افسر نے اپنی ماتحت فوج کو حکماً نہ بہیجا۔ بلکہ اپنے ملک میں اعلان کردیا کہ چند ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو یقیناً مر ہی جائیں گے اور وہ اپنی قوم پر جان قربان کریں۔ ہر ایسے جان قربان کرنیوالے اپنی طیب خاطری دلی خوشی یعنے پورے انشراح صدر سے خود درخواست کریں تو معاً بہت تہوڑے ہی وقت میں جسقدر جلد ممکن تہا ایک کثیر درخواستیں آگئیں۔ جن میں سے بقدر ضرورت لیگئیں یہ تو ہے کسی چیز کے حصول کی سعی پر جان قربان کرنا۔ اس کے خلاف بعض اوقات بعض انسان اپنی کسی آرزو اور خواہش کے نہ پورا ہونیکی حالت میں اپنی موہومہ اور مفروضہ آرزو کی جدائی کی برداشت نہ کرکے اس پر ہی (خودکشی کرکے) جان قربان کردیتے ہیں۔ جیسے بعض طالبعلم پاس نہ ہونیکی حالت میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ عاجز کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ یہ خودکشی اچھی راہ ہے۔ بلکہ عاجز کا منشاء تو عام طور پر انسانوں میں فطرةً جاںنثاری کی شہادت کا لینا ہے۔ اس عاجز نے ثابت کردیا ہے کہ خالق حقیقی نے ہر ایک انسان میں عام طور پر قربانی اور جان نثاری کا مادہ فطرةً ودیعت کر رکہا ہے۔

اور لوگ اپنی اپنی خواہشوں پر عملی رنگ میں جان نثاری کرکے قربانی کی گواہی اور ثبوت دے رہے ہیں۔

خدا تعالےٰ نے جملہ انبیاء کو اسوہ حسنہ یعنی ایک نمونہ فرمایا ہے۔ جنکی پیروی کا خاص حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام کی اپنے مولاکریم کی فرمانبرداری ایک خاص نمونہ ہے اپنے مانگے ہوئے بیٹے کو بلحاظ بشریت کے اپنی آرزو مجسم کو ذبح کرنا مومن بیٹے کا بسر و چشم مان کر عین طیب خاطری سے ذبح ہونیکے لئے سر تسلیم رکہہ دینا یہ عملی قربانی کا نمونہ محض ہم لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام۔ تو ایسی جسمانی ناکارہ قربانیوں سے۔ جنکا لہو یا گوشت خدا تعالےٰ کے ہاں ہرگز نہیں پہونچتا۔ بدرجہا ممتاز ہیں اس عاجز کی نظر میں تو حضرت ابراہیم علیٰ انبیاء علیہ الصلوٰة والسلام نے یہ فعل قربانی کوئی بڑا کام نہیں کیا اس سے عاجز کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ عاجز حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام کی اس قربانی کو بجائے عزت کے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بلکہ عاجز اپنی ایمان کی آنکھوں سے حضرت ابراہیم علیٰ انبیاء علیہ الصلوٰة والسلام کو اُس بالاتر مقام پر دیکھتا ہے۔ کہ اگر حضرت ابراہیم اعلیٰ انبیاء وعلیہ الصلوٰة والسلام کے لاکہہ در لاکہہ کروڑ در کروڑ یا اس سے بھی بے شمار ایسے ایک ایک کرکے مانگے ہوئے بیٹے ہوتے اور جناب باری سے انہیں ذبح کرنیکا حکم ہوتا تو حضرت ابراہیم اعلیٰ انبیاء علیہ الصلوٰة والسلام جسقدر جلد ممکن ہوسکتا ذبح فرماتے اور ذرا سی بھی پرواہ نہ کرتے جیسے ایک ٹوٹا بال جسم سے پھینک دیا جاتا ہے ہاں اس بیٹے کی قربانی میں جو بڑا کام آپنے کیا ہے۔ جو اسکا لب لباب اور جوہر۔ اور ہم لوگوں کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ فرمانبرداری کا نمونہ ہے وہ یہ ہے:۔

کہ حضرت ابراہیم اعلیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام نے ادب کی راہ اختیار کی اور اپنے ارادے کو اس میں دخل نہیں دیا۔ اور اس احکم الحاکمین خدا تعالےٰ کے ارادے کو عین اپنا ہی ارادہ یقین کرکے یہ سوال ہی نہیں کیا۔ کہ اس قربانی کی کونسی ضرورت ہے۔ اور کیوں ایسا ارشاد ہے۔ نہ عرض کیا ہے نہ دل میں ایسے وسوسہ کو جگہ دی ہے۔ یہ ہے:۔ فنافی الرضاء محبوب یا فانی فی اللہ ہونا اب یہ دیکھنا ہے کہ اس پیارے مولاکریم نے اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید میں جو ہمیں دستور العمل عطا فرمایا ہے۔ اس میں اس نمونہ کی تعمیل کی نسبت خصوصیت سے کیا ارشاد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا قل بل ملت ابرٰھیم حنیفًا بقرہ ع ۱۶۔ واتبع ملت ابراہیم حنیفًا۔ پھر عام حکم دیا فاتبعوا ملت ابرٰھیم حنیفا۔ عمران ع ۱۰۔ پھر فرمایا۔ ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ عمران ع ۷۔ یعنی روحانی تقرب کے لحاظ سے لوگوں سے ابراہیم علیہ السلام کے قریبی وہ ہیں جو اسکی پیروی کرنیوالے ہیں۔ پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی بقرع ۱۵۔

اور پھر یہ کہ اس عاجز نے خود اپنی ناقص کوشش سے اس نمونہ کو نہیں لیا۔ بلکہ اس پیارے مولاکریم نے اس پاک نمونہ کو قرآن مجید سے اخذ کرنیکے لیئے الہامات ذیل ارشاد فرمائے "قل بل ملت ابراھیم حنیفا" تو کہہ مذہب (یعنے طرز زندگی) تو وہی مذہب ہے جو ابراہیم حنیف کا مذہب۔ جو سب کچھ چھوڑ کر خدا کے ہولئے یعنے اسکے سوا مذہب ہی نہیں۔ یعنی باطل ہے۔

پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابرٰھیم مصلّی یعنے فرمانبرداری میں جس مقام ہدایت پر ابراہیم علے انبیاء وعلیہ الصلوٰة والسلام نے کمال سے کمال ادب سے تسلیم رضا کی نماز پڑہی تم لوگ بھی اپنے ارادوں اور خواہشوں کو ترک کرکے رضا الٰہی کے ماننے کے مقام پر نماز پڑہو یعنے رضا الٰہی کے ماننے کی نماز پڑہو۔ تاکہ تم ان کی پیروی سے ان کی دعاؤں کے وارث بنو۔ پھر فرمایا ان الذین اٰمنوا و وفقوہا و اتبعوا ملت ابرٰھیم حنیفا لہم جنّٰت تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذٰلک لمن خشی ربّہ۔ اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین والشہداء ع ۱۱۔

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور ہر ایک آرام اور تکلیف کی حالت میں عملی رنگ میں اس ایمان پر قائم رہے۔

عاجز گاڑی میں سوار ہے۔ جب عاجز سوار ہوا تو معاً گاڑی اپنے اصلی مقام پر پہنچ گئی اور اندر ایک لمپ جل رہا ہے۔ اس کی موجودگی میں معاً ہی ایک دوسرا لمپ موجود ہو گیا۔ جو پہلے سے بڑا اور زیادہ روشن ہے۔ جس سے روشنی بہت ہی تیز ہو گئی۔ اور یہ خواب کی حالت تبدیل ہو کر معاً الہام ہوا۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدٰی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره الکافرین۔ اسکے ساتھ تفہیم کوئی نہیں تھی کہ یہ کس کے لئے ہے (ایک دفعہ یہ الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ہوا تھا) اب تفہیم نہ ہونیکی وجہ سے تو سبحانہٗ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دلی تڑپ سے عرض کی کہ پیارے مولاکریم یہ الہام کس کے حق میں ہے۔ تو معاً الہام ہوا "وہ اپنی موت کی تیاری کرے"

عاجز نے پچھلے سال عرض کیا تھا کہ اس پیارے مولاکریم نے حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا ہے "زندہ گشتہ بعد مرگِ صد ہزار" یعنے یہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح لاکھ موت اپنے اوپر وارد کرکے اس زندگی کو پہنچا ہے۔ سو عاجز اپنے پیارے عنایت فرمایان کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہے۔ کہ آپ صاحبان اپنے اپنے لئے بھی عرض کریں مگر لِلّٰہ اس عاجز نجاست مجسم کے لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں عرض کریں کہ حضور لِلّٰہ اپنے فضل الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے اس عاجز سراپا نجس اعمال کے جہنم مجسم کے واسطے تہ دل سے شفقت مجسم دعا فرماویں کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اس عاجز ہیچ در ہیچ کو اس آنیوالی موت سے پہلے ان لاکھ موتوں میں سے جو حضور کو عطا کی گئی ہیں۔ حضور کی نعلین عالی اقدس کی طفیل ایک موت عطا فرماوے۔

عاجز کو موت کا تو ڈر نہیں۔ ڈر ہے تو اس بات کا کہ عاجز اپنے پیارے مولاکریم کے ارشاد اور اس کے فرستادہ موجودہ امام کے حکم کی تعمیل اعلاء کلمۃ اللہ کی عدم تعمیل کی حالت میں آن کی آن میں غضب کی بجلی کا عین مستحق ہے اللّٰھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیّئات اعمالنا آمین۔ ثم آمین۔

(نجاست مجسم ذرہ بےمقدار (عابد)

اس عرضداشت کے پیش کرنیکے چند یوم بعد اس پیارے مولاکریم نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنی مخلوق پر انعام عطا فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ لہٰذا وہ بھی ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

(۱) "پاک زینہ"

جبکی تفہیم یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے۔ یعنی روحانی طور پر خدا تعالےٰ کی طرف جانے کے لئے ایک سیڑھی ہے یعنے اسی سیڑھی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہنچ سکتے اور اس کی رضا کا تقرب حاصل کر سکتے ہیں

(۲) دوسرا ارشاد الٰہی۔ کہتے ہوئے اگرچہ سخت شرم آتی ہے۔ پر زمان آپکی سیکھ عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ یہ ہے:۔

"تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"

تفہیم۔ جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے اسی طرح روحانی طور پر۔ روحانی غذا کا۔ تو اس سیڑھی کے راستہ چڑھنے کے لئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غذا کھا کر حاصل کرنی چاہیئے اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے۔ جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا دیتا ہے۔ اسی طرح تیری دعا لوگوں کی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا کر آہنی اس سیڑھی پر چڑھنے کے لئے مضبوط کرتی ہے۔

"درود شریف کا پہنا پروں کا کام دیتا ہے"

یعنی لوگ جسقدر کمال سے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہو ہو کر اپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت فداہ ابی وامی واسی وقلبی وروحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعداد لا تحصے دائماً ابداً غیر مجذوذا رحمۃ العالمین خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے۔ تو وہ درود شریف اس کو اس سیڑھی پر چڑھنے سکنے کے لئے پروں کا کام دیگا یعنے جسقدر وہ فدا ہو ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں گے

اسی قدر ان روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑھی پر سے گذر کر اپنے پیارے مولاکریم کی بارگاہ عالی میں پہنچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہوں گے۔

اس کے بعد پھر فرمایا۔

(۳) پس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خدا تعالیٰ کیلئے ہی ہو جاؤ۔ اور تم میں کوئی ذرہ انانیّت کا باقی نہ رہے"

یعنے یہ کہ تمہاری ہر ایک حرکت و سکون یعنے ساری کی ساری زندگی خدا تعالےٰ کے لئے ہی ہو۔ اور یہ کہ تم تکبر کی جلی ہوئی ناز ابندہ اینٹ یا پتھر کے بلند اور عالیشان مکان ہرگز نہ بنو۔ اور ہرگز نہ بنو۔ کیونکہ ان سے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ تم محض خدا کے لئے دلی خلوص سے اپنی بڑائی اپنی خودی کو بکلی دور کرکے پاؤں میں روندی جانے والی خاک بن جاؤ۔ تاکہ وہ پیارا مولاکریم محض اپنے ہی فضل سے محض اپنی ہی قدرت نمائی کے لئے اس ذلیل اور ناچیز غبار کے ذرّے ذرّے کو ایک اعتباری رنگ میں گلزار بنا کر اپنی رضا کی خوشبو سے تمہیں اور تمہارے ذریعہ سے سارے جہان کو معطر فرماوے۔

اب یہ عاجز اپنے عنایت فرمایان کی خدمت میں دلی تپاک سے الٰہی حکم تعمیل کے لئے عرض کرتا ہے کہ آپ صاحبان جس حالت میں کہ ہوں گرتے اٹھتے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اس پیارے مولاکریم کے پیارے ارشاد کے مطابق مل مل کر یا الگ الگ عرض کریں۔ کہ عاجز اپنی ہوا و ہوس کے جہنم کو چھوڑ نہیں سکتا۔

"**لِلّٰہ حضور خود ہی دعا فرماویں**" اور عاجز کو اسی کی شامت اعمال کے گندے دوزخ سے بفضلہ نجات دلوا کر رضاء الٰہی کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں۔ یا اپنے اپنے حسب منشا جو جی چاہے لکھیں

جہنم گر دو داد فرقان نظر۔ ہمیں حرص دنیا است جان پدر

اور انہوں نے ملت ابراھیم یعنی ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے نمونہ فرمانبرداری میں اپنے ارادے اور خواہشوں سے الگ ہو کر پیروی کی۔ اُن کے لئے اس دنیا و آخرت میں باغ ہیں۔ جن میں خدا کی رحمت کی نہریں جاری ہیں۔ وہ یہاں بھی خداداد اطمینان قلب یعنی دل ہی دل میں سکھ اور چین کے باغ میں ہمیشہ رہیں گے اور آخرت میں بھی رضا الٰہی کے جنت میں ہمیشہ کے لئے مقیم ہوں گے۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش۔ یہ رضا الٰہی کا سرٹیفکیٹ ان کے لئے جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں۔ یہی لوگ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے انعامات عطا فرما رکھے ہیں۔ پھر یہ دنیوی ساز و سامان جن میں انسان دل بستگی پیدا کرکے اپنے پیارے مربی الرحمٰن الرحیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس پیارے مولا کریم نے اس کی ناپائداری کی نسبت جو کچھ بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے۔ وہی عرض کیا جاتا ہے۔

"اے سوچنے والو سوچو۔ جاگنے والو جاگو ذرا غور تو کرو۔ دنیا چیز ہی کیا ہے۔ فانی مکان ہے"۔

آپ جانتے ہیں۔ اس پیارے مولا کریم احکم الحاکمین کی ذات پاک ہر قسم کے احتیاج سے بے پرواہ ہے۔ یہ فانی مال تو اُسی کا دیا ہوا ہے۔ اسے اس کو واپس لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ اس کی ذات وراء الوراء ہے وہ تو داتا ہے۔ (معاذ اللہ) مانگت نہیں۔ اس نے تو یہ راہ اپنے بندوں پر انعام عطا فرمانے کے لئے کھول رکھی ہے اب اسی سلسلہ میں جو اس پیارے مولا کریم نے اپنے بے انتہا پیار سے اس عاجز نجاست مجسم کو ارشاد فرمایا ہے عاجز اُسے اپنے پیارے بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حرف بحرف پیش کر دیتا ہے۔ وہ یہ ہے :۔

حق ز بندہ بہانہ طلبد۔ بہر بخشش بہانہ می طلبد۔

پھر فرمایا "خدا تعالےٰ انسانی خدمات اور سعی کا کیا بلحاظ مالی خدمت ہونیکے۔ اور کیا بلحاظ بدنی خدمات کے ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔ اور کیونکر محتاج ہو سکتا ہے۔ وہ جو مالک ارض و سمٰوات ہے۔ جس نے اتنی بڑی کائنات کو نیست سے ہست کیا۔ اور اب بھی اسے ایک آن میں فنا کر سکتا ہے۔ اور ایک آن کے بھی کم سے کم حصہ میں ایسے اور اس سے اعلیٰ درجہ کے بے شمار عالم پیدا کر سکتا ہے اور پھر یہ کام اس کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں۔ وہ تو محض اپنے احسان اور فضل سے اپنے جس بندے پر انعام اور اکرام کی نوازش فرماتی ہو اسکے لئے اپنی بے انتہا عنایات سے بخشش انعامات کی ایک راہ کھول دیتا ہے جو یہ ہے:۔

کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے مولا کریم کے فضل کا دروازہ کھولتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو انعامات الٰہی کے جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے احکم الحاکمین ذوالجلال خدا کی عنایات کے تاج سے سرفراز اور ممتاز کر دیتی ہے۔ وہ راہ یہی ہے کہ اپنے سارے کے سارے فانی مال فانی جان۔ فانی ارادے فانی خواہشوں کو حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونے اور نقش قدم پر اور سبحانہٗ تعالیٰ اپنے خالق حقیقی کی رضاء کے ماتحت اسکے بھیجے ہوئے موجودہ امام امیر المومنین خلیفۃ المسیح۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی رحمۃ للعالمین کے غلاموں میں سے موجودہ غلام اور جانشین کے سپرد کر دو۔ اور بس اللہ ہی کے ہو جاؤ۔ کھاؤ تو اسی کے لئے کھاؤ۔ پہنو تو اسی کے لئے پہنو۔ سوؤ تو اسی کے لئے سوؤ۔ جاگو تو اسی کے لئے جاگو۔ تاکہ وہ قدوس خدا ہمیں اس فانی ہستی سے نجات دیکر اپنے جلال کے اظہار اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ایک ناچیز سے ناچیز الدنیا بنا دے۔ آمین۔ ثم آمین۔

پھر فرمایا۔ قل ھی مواقیت للناس۔ کہو تو یہ وقت ہی ہیں واسطے لوگوں کے کہ وقت ہوا کرتے ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ یعنی ہم لوگوں کو حصول انعامات کے موقعہ دیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ لہذا عاجز عرض پرداز ہے کہ اس انعام کے حصول کے لئے یہ ایک خاص وقت ہے۔ اور نیز یہ کہ یہ بہت تھوڑا وقت ہے یعنی اس امام کی غلامی کے ذریعہ سے حصول انعام کا وقت بہت ہی تھوڑا ہے۔ جسکی نسبت وہ پیارا مولا کریم فرماتا ہے سنسوقھم الی الجنۃ ۔ یعنی عنقریب ہم اسے جنت میں لے جانے والے ہیں۔ پھر فرمایا ۔

"خیر و قدم پاک گیر و پاک گیر" اس سے جسمانی پاؤں پکڑنے کی مراد نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے ماتحت ہاتھوں سے بلکہ جان سے فرمانبرداری کے پاؤں پکڑنے مراد ہے۔ سو بھائیو آؤ۔ مل جل کر خدا تعالےٰ کے فضل سے توفیق پاکر اس کے فرستادہ موجودہ رسول اور امام کی حتی الوسع کم و بیش فرمانبرداری کے پاؤں دل و جان کے ہاتھوں سے پکڑ کر عرض کریں کہ سبحانہٗ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضور محض اپنے منصب امامت کی حیثیت سے محض اپنی رحمت الٰہی مجسم ہونے کے لحاظ سے ہم عاجزوں کو ہمارے ہی نفس سرکش فرعون سے اور ہمارے ہی اندرونی اور بیرونی کمزوریاں کے سیلاب سے نجات دلوا کر بفضل رضاء الٰہی کی مقدس زمین میں آباد کرا دیں۔

اور نیز اللہ تعالےٰ نے حضور کو لوگوں کو اندھیروں سے نور کیطرف لے جانے والا فرمایا ہے۔ سو حضور محض اپنے ظلّ الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے ہمیں ہمارے ہی نفسانی اندھیروں سے نکال کر رضا الٰہی کے نور کی جنت میں داخل کرا دیں۔ وما توفیقی الّا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد عاجز دعا مانگتا ہے۔ کہ وہ پیارا مولا کریم ہمیں اپنے بھیجے ہوئے امام کی ماتحتی میں جسطرح کہ وہ خوش ہے توفیق عطا فرما کر ہماری حرکات و سکنات اپنی منشاء کے ماتحت رکھکر اپنی رضا کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمیدٌ مجیدٌ۔ اللّٰھم بارک علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمیدٌ مجیدٌ۔ لا تعد ولا تحصیٰ دائماً ابداً ضیر مجد وفدا

اس التماس کے خاتمہ کے بعد عاجز بڑے ادب سے ایک عرض کرتا ہے جو خاص اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے:۔

کہ عاجز نے رویا میں دیکھا ہے کہ ایک گاڑی آئی۔ جو اپنے پلیٹ فارم سے چند قدم پرے ہی کھڑی رہی۔ چلانے والے نے واپس کرکے پھر آگے بڑھائی تو عاجز نے پیچھے سے اسے ہاتھ سے بھی دھکیلا۔ پر پھر بھی کچھ ہٹی ہی رہی۔ اس نے واپس پیچھے ہٹائی تو ٹیک ٹیک دیکھا۔ کہ

بہ الفاظ ذیل

"للہ حضور خود ہی دعا فرماویں"

جو بذریعہ الہام اللہ تعالےٰ نے اپنے رحم وکرم سے خود سکھلائے ہیں ضرور ہی تحریر فرماویں - حاضر رہنے والے احباب جسقدر ہو سکے بار بار دعا کے لئے عرض کریں اور غیر حاضر رہنے والے احباب کم از کم ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھدیا کریں - ہو سکے تو بہت سے کارڈ چھپوا رکھیں ہر روز ایک خدمت عالی میں ارسال کر دیں - اگر ہو سکے تو اپنے لئے آپ دعا نہ مانگیں - بلکہ حضرت امیر المومنین کی دعا کو اپنی دعا یقین کر کے اُسی پر آمین پکارتے رہیں - اور جسقدر ہو سکے درود شریف کمال سے کمال خلوص سے کثرت سے پڑھتے رہیں - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ؀

اب عاجز اپنی ذات کے لئے اپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں ادب سے ایک تکلیف دہ عرض کرتا ہے نہ اسلئے کہ عاجز نے اپنے پیارے بھائیوں کی خیر خواہی کی ہے - دعا جو نے جو کچھ عرض کیا ہے محض ارشاد الہٰی کی تعمیل کے لئے کیا ہے - اور اپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برآ ہو ہی نہیں سکتا - بلکہ اس حیثیت سے کہ جب آدمی خداتعالیٰ کی پکی ہوئی نعمت روٹی کھاتا ہے - تو پس ماندہ میں سے للّٰہ رحم کھا کر کُتّے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے وہ تکلیف یہ ہے :-

کہ جب آپ بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھیں تو اسے لحاظ سے للّٰہ رحم کر کے صدقے کے طور پر نیچے عاجز کے لئے بطور سفارش و یاد دہانی اتنا تحریر فرما دیں :-

"ذرہ بے مقدار عابد کیلئے دعا"-

عاجز کے لئے یہ آپکا ایک سلطنت بخش دینے سے بدرجہا بڑھ کر احسان ہوگا - جسکا عند اللّٰہ اجر پاوینگے - نیز جب درود شریف پڑھیں - تو دن رات میں ایک دفعہ یا جب یاد آجاوے اس عاجز کے لئے - یعنی عاجز ... کے طرف سے ہو کر دلی خلوص اور تپاک سے اپنے آقا و مولا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف :- اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علےٰ ابراھیم وعلےٰ آل ابراھیم انک حمید مجید ؀

اللھم بارک علےٰ محمد وعلےٰ آل محمد کما بارکت علےٰ ابراھیم وعلےٰ آل ابراھیم انک حمید مجید لا تعد لا احصی دائماً ابداً غیر محدود ذاہ

اتنا سارا پورا پڑھ دیا کریں -

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے - اور اپنے پیارے مولا کریم کے فضل پر امید کرتا ہے - کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایان عاجز ... کی اس تکلیف دہ درخواست کو اپنے پاک دلوں میں جگہ دیکر قبولیت کی عزت سے سرفراز اور ممتاز فرما دیں گے -

اے آن کہ رہ بمشرب مقصود بردہٴ
زیں بحر قطرہٴ بمن خاکسار بخش -

والسلام -

خاکسار احقر العباد میر عابد علی

صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ

لنگر خانہ :- لنگر خانہ کی آمد اخراجات کے لئے کافی نہ ہونے کے باعث یہ فنڈ قریباً ایک سال سے مقروض چلا آتا ہے - گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر رپورٹ پیش کرتے وقت اس امر کی طرف جب حاضرین جلسہ کو توجہ دلائی گئی تو احباب نے سچے مخلصانہ جوش سے اُسی وقت اس قرضہ کی رقم کو پورا کرنیکی کوشش کی چنانچہ اسی جلسہ میں اور قبل اسکے کہ رپورٹ کا باقی ماندہ حصہ سنایا جاتا - آٹھ سو روپیہ چندہ ہوا - جس سے گذشتہ قرضہ قریباً سارے کا سارا اتر گیا - مگر یہ عجیب اتفاق ہے کہ جو تحریک اس آٹھ سو روپے کے قرضہ کو ہلکا کرنیکا موجب ہوئی وہی لنگر خانہ کے بار کو پھر اسی قدر رقم کیساتھ بڑھانیکا موجب بھی ہوئی جلسہ سالانہ کے متعلق اصول یہ ہونا چاہیئے کہ اسکے اخراجات الگ کے الگ پورے ہو جائیں - اور لنگر خانہ پر انکا بوجھ نہ پڑے - چنانچہ گذشتہ سال قریباً اڑہائی ہزار روپے کا خرچ جلسہ سالانہ کے چندہ سے پورا ہو گیا تھا - مگر اس سال باوجودیکہ اخراجات گذشتہ سال سے قریباً سات سو روپے کم ہوئے یعنی کل خرچ جلسہ سالانہ کا ۱۷۰۵ روپے ہوا - مگر یہ رقم بھی جلسہ سالانہ کے چندہ سے پوری نہو سکی اور آمد بہ نسبت اخراجات کے ۱۲۷ روپے کم رہی - اس لئے یہ بوجھ پھر لنگر خانہ پر پڑا اور لنگر خانہ اس وقت پھر قریباً ایکہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے - اخراجات جلسہ سالانہ کے پورا کرنے کے لئے مجلس معتمدین دو سال گذشتہ سے یہ تحریک کر رہی ہے - کہ ایک تو ہر ایک انجمن کچھ رقم بطور چندہ ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے دے اور دوسرے ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو کم از کم ایک روپیہ ان اخراجات کے لئے دے چنانچہ اس سے پہلے جلسہ سالانہ پر ان دونوں ذریعوں سے معتد بہ آمد ہو کر کل اخراجات جلسہ پورے ہو گئے - مگر اس سال گو تحریک پہلے کیطرح ہی کیگئی تھی - مگر اس مد میں صرف وہی رقم آئی جو انجمنوں نے تھوڑی تھوڑی بطور چندہ بھیجی تھی اور دوسرے ذریعہ سے یعنی یہ کہ ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو وہ ایک روپیہ کم از کم ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے ادا کرے بہت کم آمد ہوئی - یا یوں کہنا چاہیئے کہ کچھ بھی آمد نہ ہوئی دو اڑھائی ہزار آدمی کے مجمع میں اگر ایک روپیہ فی کس والی تجویز پر عملدرآمد ہوتا تو اخراجات جلسہ سالانہ کو پورا کر کے کچھ رقم بڑھ بھی رہتی - مگر انجمنوں نے نہ ہی فرداً فرداً احباب نے اس طرف توجہ فرمائی - جسکا نتیجہ یہ ہے کہ پھر لنگر خانہ کا فنڈ ایک ہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے مجلس معتمدین میں یہ سوال پیش ہو کر مجھے یہ ہدایت ہوئی ہے کہ میں اس رقم کے لئے احباب کو توجہ دلاؤں -

عمارت :- مذکورہ بالا تحریک کے ساتھ میں مجبور ہوں کہ چندہ تعمیر کیطرف بھی احباب کو توجہ دلاؤں اس وقت جب میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں بورڈنگ ہوس کی ۲ دو ونگ یعنی نصف عمارت چھتوں تک پہنچ چکی ہے اور گرڈر بھی آئے ہوئے موجود پڑے ہیں - خدا نے

پایا تو ایک مہینہ تک اس حصہ پر چھت پڑ کر رہایش کے گذارہ کے لئے کافی ہو جائیگا۔ اور اسکے بعد ایک ماہ تک اور تیسرا ونگ بھی اس طرح کی تکمیل کی حد کو پہنچ جاویگا یا تین چوتھائی بورڈنگ قریبًا تیار ہو کر پہلی پکی ہوئی اینٹ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ چوتھا ونگ برآمدے۔ فرش پلستر۔ ٹیپ الماریاں۔ یہ کام ابھی باقی ہوگا۔ دوسری طرف۔ چاروں طرف سے خوشخبری بھی آ رہی ہے۔ کہ بہت سے طلبا نئے آنیوالے ہیں۔ اس خوشخبری کے ساتھ یہ فکر بھی ضروری ہے۔ کہ چوتھا ونگ۔ بلکہ دوسرا حصہ بورڈنگ کا بھی بہت جلد تیار ہو۔ شفاخانہ۔ سپرنٹنڈنٹوں چپراسیوں کے کوارٹرز کے بغیر بھی گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اسوقت تک قریبًا چھ سات ہزار روپیہ ایسا بھی اس تعمیر میں خرچ ہو چکا ہے جو چندہ تعمیر بورڈنگ سے وصول ہو کر دوسرے کاموں پر خرچ ہونا چاہیئے۔ نئی عمارت کا فکر ابھی سے کر کے بھٹہ کا انتظام ابھی برسات کے اختتام پر شروع ہو جانا ضروری ہے اور مجلس معتمدین نے دس ہزار روپیہ اس کام کے لئے منظور بھی کر لیا ہے۔ قریبًا دو ہزار روپیہ کا خرچ ہر ماہ میں اجرت مزدوری کا اور متفرق بھی ہے یہ دوسری تحریک ہے جسکی طرف توجہ دلانا میرے ذمہ ہے۔ مگر ابھی ایک اور تحریک بھی باقی ہے۔

ایڈورڈ میموریل فنڈ:۔ ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر دنیا کے ہر حصہ میں بادشاہ کی وفادار رعایا کے دلوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ ہر جگہ آپ کی یادگاریں قایم کی جاویں۔ ہندوستان کے بھی ہر صوبہ میں یہ تحریک ہو چکی ہے۔ ہمارے بیدار مغز لفٹنٹ گورنر سر لوئیس ڈین نے اعلیٰ حکام گورنمنٹ و معزز رؤسائے و جاگیرداراں اور والیان ریاستہائے اور عام رعایا کے وکلاء کے ایک عظیم الشان جلسہ میں جو ۳۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو لاہور میں ہوا یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ملک معظم کے صوبہ پنجاب کی رعایا اس یادگار کو مریضوں کے ساتھ ہمدردی کے رنگ میں جسمیں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہمیشہ دلچسپی لیتے تھے قایم کرے اور اس غرض کے لئے لاہور میں میڈیکل کالج کی اور مردانہ اور زنانہ ہسپتال کی توسیع کیجاوے اور اس کے لئے چودہ لاکھ روپیہ چندہ کے جمع کرنیکا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ اسوقت ہر ایک ضلع میں یہ تحریک ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہر جگہ حسب مقدرت اس تحریک میں شمولیت کو اپنا فخر سمجھتی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے افراد اس گورنمنٹ کے نیچے رکھا جانیکو اللہ تعالےٰ کے خاص احسانات میں سے سمجھتے ہیں اور ان کے مقدس امام نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی شکرگذاری کو بحکم من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ اپنا فخر سمجھا ہے۔ چنانچہ اسی شکرگذاری کے رنگ میں ہی ٹرانسوال کے جنگ کے مجروحین کے لئے اس سلسلہ سے اسوقت جبکہ ابھی یہ بہت کمزور حالت میں تھا۔ پانچسو روپیہ چندہ بھیجا گیا تھا۔ اب اس موقع پر حضرت مسیح موعود کے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ میں جماعت کی شمولیت کو ضروری سمجھا ہے اور خود بھی ایک رقم دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ مگر آپ نے ضروری سمجھا ہے اور مجلس معتمدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ چندہ کل ایک جگہ جمع ہو۔ چنانچہ ذیل کا رزولیوشن انجمن کے گذشتہ اجلاس میں پاس ہوا ہے جسکی طرف (اور یہ تیسری تحریک ہے) میں جملہ احباب کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں " مجلس کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں جسقدر احباب داخل ہیں۔ وہ سب کے حسب استطاعت اس چندہ میں شامل ہوں۔ جو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں کیا جا رہا ہے۔ اور جسکی تحریک ہندوستان کے ہر صوبہ میں ہو چکی ہے مگر ساتھ ہی مجلس معتمدین اس ضرورت کو بھی محسوس کرتی ہے کہ جماعت کا چندہ ایک جگہ یعنی قادیان میں جمع ہو۔ اور چونکہ اس یادگار کی اصل منشاء یہ ہے کہ ان نیک کاموں کو۔ جن میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خاص طور پر دلچسپی لیتے تھے جیسے غربا اور بیماروں کی ہمدردی یا اور رفاہ عام کے نیک کام۔ انہیں مستقل طور پر کسی نہ کسی رنگ میں ہر صوبہ میں قایم کیا جائے تاکہ یہ ان کی نیکیوں کی یادگار ہمیشہ کے لئے دنیا میں قایم رہے اور چونکہ ہمارے صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ نے بیماروں کے ساتھ ہمدردی کے کام کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار کا بہترین کام قرار دیکر میڈیکل کالج لاہور اور مردانہ و زنانہ ہسپتال کی توسیع کے رنگ میں اس یادگار کو قایم کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ لہذا اس مثال کو مدنظر رکھکر مجلس نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ علاوہ اس بڑی یادگار میں شامل ہونے کے مقام قادیان میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکزی مقام ہے۔ شہنشاہ کی یادگار کو علیحدہ بھی خاص طور پر قایم کیا جاوے۔ اور اس غرض کے لئے جیساکہ نہ صرف اس مقام کی بلکہ گرد نواح کی بھی ضروریات اس امر کی مقتضی ہیں۔ ایک شفاخانہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے نام پر قایم کیا جاوے۔ اور اسطرح پر بیماروں اور خصوصًا ان بیماروں کے ساتھ جو غریب ہیں۔ جیساکہ دیہات کے اکثر لوگ ہوتے ہیں عملی طور پر ہمدردی دکھائی جاوے۔ لہذا مجلس اس بات کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ جہاں جہاں انجمنیں ہیں وہ سب اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حسب استطاعت سب ممبروں کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دیں اور جہاں انجمنیں نہیں وہاں کے سرکردہ احباب اسی قسم کی تحریکیں کریں اور جہاں تک جلدی ممکن ہو اس کام کو شروع کریں اس رقم کی جو اس جمع شدہ روپیہ میں سے پراونشل فنڈ میں بھیجی جاوے گی اسوقت تک کوئی تعیین نہیں کی جا سکتی۔ جب تک کہ اس کا معتدبہ حصہ جمع نہ ہو جاوے۔ نیز سلسلہ احمدیہ کے جو ممبر اس یادگار کا چندہ اس اعلان سے پہلے اپنے اپنے مقامات کے مقامی جلسوں میں دے چکے ہیں۔ وہ سب بھی اپنے اسمائے گرامی اور رقم چندہ سے جو وہ دے چکے ہیں اطلاع دیں تا مکمل فہرست میموریل فنڈ میں چندہ دینے والوں کی شایع کیجاوے۔"

نیز فیصلہ ہوا کہ اس رزولیوشن کی ایک نقل بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور اور ایک نقل بخدمت نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی بھیجی جاوے۔ اور اس کا اعلان عام طور پر بذریعہ اخبارات بھی کیا جاویگا۔

اس تحریک کے مجلس میں پیش ہونے سے پہلے احتیاطًا بذریعہ سرکلر لیٹر سب انجمنوں کو یہ اطلاع بھیجدی گئی تھی کہ مجلس میں ایسی تحریک پیش ہونیوالی ہے۔ تاکہ سب احباب کو اطلاع ہو جاوے کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع ہو کر پھر مناسب طور پر

پر پیش کیا جاوے گا۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام نے بھی اس تجویز کو کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر سلسلہ کی طرف سے پیش کیا جاوے پسند کیا ہے۔ چنانچہ میر حامد شاہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ نے اس سرکلر چٹھی کے پیش ہونے پر جسکا ذکر میں نے ابھی اوپر کیا ہے یہ ہدایت سکرٹری ایڈورڈ میموریل فنڈ کمیٹی کو کی کہ جسقدر چندہ احمدیوں کا اس فنڈ میں لکھا گیا ہے۔ وہ سب رقم سلسلہ احمدیہ کے چندہ میں جمع ہونے کے لئے ا یدی جاوے امید ہے کہ جملہ حکام اس تجویز کو پسند فرماوینگے۔ مگر میں اس تحریک میں ایک اور امر کیطرف احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جسکا ذکر مذکورہ رزولیوشن مجلس معتمدین میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس معتمدین صرف اسی بات کو کافی نہیں سمجھتی کہ پرونشل فنڈ میں چندہ پیش کرے بلکہ سلسلہ کے مرکزی مقام میں وہ ایک علیحدہ یادگار بھی اپنی وسعت کے مطابق قایم کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ قادیان اس وقت ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں دنیا کے دور دور کے کونوں سے لوگ آتے ہیں بلکہ انگلستان اور امریکہ اسٹریلیا وغیرہ سے بھی لوگ آتے ہیں۔ گرد نواح کے دیہات میں کئی کئی میل تک۔ اب قادیان کو وہ گانوں نہیں سمجھا جاتا جو پہلے تھا۔ بلکہ بہت سی اپنی ضروریات کے لئے لوگ اسطرف رجوع کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک ہائی سکول جس میں تین سو تک تعداد پہنچی ہوئی ہے ایک دینی مدرسہ کئی اخبار میں رسالے سالیوں کی تصنیف کا سلسلہ ان سب امور نے اس قصبہ کو اب ایک خاص وسعت دیدی ہے۔ اور چونکہ پہلے یہ ایک معمولی سا گاؤں تھا۔ جس میں نہ صرف شفا خانہ ہی نہ تھا بلکہ کوئی چھوٹا موٹا طبیب بھی نہ تھا۔ اب ان تمام وجوہات مذکورہ بالا کے لحاظ سے۔ اسجگہ ایک شفا خانہ کا قایم کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اور گو اسوقت ایک معمولی سی ڈسپنسری ہے۔ جو ابتداء سکول کے طالبعلموں کیخاطر کھولی گئی تھی مگر ان تمام ضروریات کے لئے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ ڈسپنسری اب کچھ کام نہیں دیسکتی۔ اور وسیع پیمانہ پر شفا خانہ کا باہر بننا اب حد ضروری ہو گیا ہے۔ اسلئے

مجلس معتمدین نے اس ضرورت کو محسوس کر کے یہ تجویز کی ہے کہ ہمارے احباب ایڈورڈ میموریل فنڈ میں اس قدر دل کھولکر چندہ دیں کہ علاوہ پر ونشل فنڈ میں معقول رقم بھیجنے کے شفا خانہ کی تجویز کی تکمیل ہو سکے اور شہنشاہ کی یہ یادگار سلسلہ احمدیہ کے مرکزی مقام میں بھی قایم ہو جیسا کہ کل صوبہ کے مرکزی مقام میں قایم ہوگی۔

سو یہ تین تحریکیں مجھے ایک ہی وقت اور سب کو یکساں ضروری سمجھ کر ہی پیش کرنی پڑی ہیں۔ لنگر خانہ کے قرضہ کے لئے تو اگر انجمنیں توجہ کریں تو مقامی ضروریات کے چندہ سے تھوڑی تھوڑی رقم دیکر معقول مدد بہم پہنچا سکتی ہیں۔ تعمیر کے چندہ کے لئے میں پہلے تجویز عرض کر دیکا ہوں اور اب صرف یاددہانی کی ضرورت ہے کہ سب احباب اس میں شامل ہوں تاکہ کچھ روپیہ آنا شروع ہو۔ اب تک اس کی طرف کافی توجہ نہیں ہوئی۔ اور تیسری تحریک یہ حضرت ایڈورڈ میموریل فنڈ کے لئے ہے۔ اس قدر ذکر دینا اور بھی ضروری ہے۔ کہ قادیان میں شفا خانہ کی تجویز میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قابل رشک کوششوں سے بہت کچھ آسانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ شفا خانہ میں رہ کر علاج کرانیوالوں مریضوں کے لئے ناصر وارڈ کیلئے پانچہزار روپیہ چندہ فراہم کرنیکی کوشش میں حضرت میر صاحب موصوف لگے ہوئے ہیں۔ اور بیرونی ہسپتال اور اسکے لئے باقی سامان وغیرہ کا بہم پہنچانا اس تجویز کے ماتحت ہو جائیگا۔

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایوانِ خلافت

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت (نصیب اعدا) اس ہفتہ بھی اچھی نہیں رہی۔ اگرچہ آپ اپنے ان تمام مشاغل دینی میں بدستور مصروف رہے۔ حضرت اقدس کو تھوک کیساتھ خون آنے کی شکایت ہے۔ جس کے متعلق اگرچہ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ یہ خطرناک نہیں۔ تاہم احباب اس عذر کو سننے کے لئے تیار نہیں

اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کی جاوے۔ صدقہ کیا جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی تعالیٰ کی زندگی نہایت قیمتی زندگی ہے اور دلی آرزو ہے کہ عرصہ دراز تک وہ قوم آپکے فیوض سے بہرہ اندوز ہوتی رہے۔ جو تازہ داغ یتیمی اٹھا چکی ہے حضرت کے لئے زیادہ کلام طبی طور پر منع ہے۔ مگر یہ قوم حریص ہوتی ہے تبلیغ اور اشاعت دین کی۔ اسلئے باوجود اس کے بھی حضرت اپنے تبلیغی شغل میں کسی نہ کسی پہلو سے مصروف رہتے ہیں۔

۲۶۔ اگست ۱۹۱۶ء کا جمعہ قادیان کے ساکنین کے لئے ایک عجیب عبرت بخش نظارہ پیش کرتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اسی عارضہ کی وجہ سے نہ نماز پڑھا سکتے تھے۔ اور نہ خطبہ پڑھ سکتے تھے اس لئے آپ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کو جمعہ کے لئے امام اور خطیب مقرر فرمایا۔ اور آپ ان کے مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھی۔ ضعف اسقدر تھا۔ کہ ابتدائی سنتیں کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ بیٹھ گئے سنتیں پوری کیں تو بیٹھ نہ سکے۔ مگر خدا تعالےٰ نے پھر خاص فضل کیا۔ کہ نماز جمعہ آپ نے کھڑے ہو کر ادا کی۔ بعد عصر آپ کی نواسی کا نکاح ہونیوالا تھا۔ مگر مفتی فضل الرحمن صاحب کی وقتی غیر حاضری کیوجہ سے بعد نماز مغرب پانچسو روپیہ مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سے ہوا۔ خود حضرت نے باوجود ضعف اور ممانعت کلام کے آپ ہی خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ اور خود حضرت نے فرمایا۔ کہ ساری عمر میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہوں خطبہ ابتدا آپ نے کھڑے ہو کر کی۔ مگر ابھی چند الفاظ ہی فرمائے تھے۔ کہ ضعف نے کھڑے نہ رہنے دیا۔ اس لئے بیٹھ گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جوش تبلیغ سے اُٹھے اور تقریباً پون گھنٹہ تک کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اسے ختم کیا۔

اس خطبہ میں آپ نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا ایک نہایت ضروری حصہ میں اپنے الفاظ میں دوسرے رنگ

پہونچاتا ہوں +

فرمایا - میں بیمار ہوں - اور طبّی طور پر مجھے بولنے کی ممانعت ہے - مگر میں نہیں جانتا کہ مجھے کس وقت موت آجاوے اسلئے میں اس حق کو جو میرے پاس ہے تمہیں پہونچانا ضروری سمجھتا ہوں - تاکہ میں اس کے ادا کے بوجھ سے سبکدوش ہو جاؤں -

بیاہ کے معاملہ میں ایک بڑی غلطی ہو رہی ہے - اور مجھے افسوس ہے کہ یہ میرے گھر میں بھی ہوئی ہے - اسلئے کہ مجھے مشورہ نہیں کیا گیا - اور وہ یہ ہے - کہ اس کے لئے ضروری امر یہ ہے کہ بہت استخارہ کئے جاویں اور خدا تعالے سے مدد طلب کی جاوے - ہم انجام سے بیخبر ہوتے ہیں - مگر اللہ تعالےٰ تو عالم الغیب ہے - اسلئے اول خوب استخارہ کرو - اور خدا سے مدد چاہو - اور پھر اس کو یاد رکھو کہ کوئی نکاح بدوں ولی کے نہیں ہو سکتا - میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ خود پوچھا ہے اور آپ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا - کہ بدوں ولی کوئی نکاح کیا جاوے - میںنے خود ایک نکاح کرنا چاہا تھا - اور بعض علماء مثل مولوی نذیر حسین اور محمد حسین صاحب وغیرہ سے دریافت کیا - اور مجھے بعض نے اجازت دی - مگر میں ترساں تھا - آخر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اس مسئلہ کو حل کر دیا -

میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رؤیا میں دیکھا - اور آپ نے مجھے بتا دیا - کہ بدوں ولی نکاح نہیں ہوتا اور آپ نے سخت ناپسندگی کا اظہار کیا - بلکہ یہاں تک مجھ پر ظاہر ہوا - کہ جو شخص ایسی جرأت کرتا ہے - وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور آپکی مونچھ مونڈ ڈالتا ہے - پس یہ بڑی خطرناک بات ہے اس کو خوب یاد رکھو کہ بدوں ولی نکاح کبھی نہ ہو -

پھر ایک اور غلطی ہوتی ہے کہ نکاح کے معاملہ کو عورتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے - عورتوں کو ولی مت بناؤ - یہ مردوں کا کام ہے - قرآن مجید میں الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ آیا ہے - اسلئے کبھی ایسی جرأت نہ کرو جس سے قرآن مجید کی اس آیت کی ہتک لازم آوے - خدا سے ڈرو - اور توبہ کرو -

میں پھر کہتا ہوں - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - عورتوں ولی نہ بناؤ - اس کے بعد آپنے حسب معمول عورتوں کے حقوق پر وعظ فرمایا - اور شادی کی خصوصیتوں کو جو اسلام نے رکھی ہیں بیان کیا کہ :-

محض تقویٰ کیلئے ہو

اور کوئی غرض شادی کی نہیں + یہ خطبہ آپ نے نہایت رقّت اور جوش اور درد دل سے پڑھا -

میں نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ اس امر کے متعلق بحث کی ہے کہ رشتہ اور ناطوں کے معاملات کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں دیدینے چاہئیں اس لئے کہ آپ سے بڑھ کر کون ہمدرد اور سچا خیرخواہ ہوگا - اس خطبہ میں ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خدا تعالےٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اسکی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کے اوٹھانیکے قابل نہ تھا - مگر اُسنے اپنے فضل سے مجھے قوت دی جیکا ایک بیٹا بیمار ہو اسکی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو - اندازہ ہی نہیں ہو سکتا کہ اسی کسقدر تکلیف ہو سکتی ہے مگر

اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دکھ کی باتوں میں خوش رہتا ہوں

پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنیوالا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا اسلئے عاقبت اندیشی اور اپنی اولاد کی خیرخواہی اور اس کے اس بوجھ سے سبکدوشی اسی میں ہے کہ اس کے سپرد کریں - اور اگر اس ضرورت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو آخر پچھتانا پڑے گا -

---

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ۲۹ واں پارہ شایع ہو گیا ہے اور اسکے خریداروں کے پاس وی پی بھیجا جا رہا ہے - اسکے ساتھ میں اس امر کو خدا کے فضل کی ستایش کرتا ہوا ظاہر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے آخری اور تیسوں پارہ کا ترجمہ اور نوٹ لکھدینے کی توفیق عطا فرمائی تیسویں پارہ کے تفسیری نوٹ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا ایک نشان ہیں ان میں بڑے بڑے عالی مضامین آئے ہیں قرآن مجید کی قسموں کی حقیقت قیامت کا ثبوت - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے دلایل پر زور اور پر شوکت الفاظ میں لکھی گئی ہیں اور اسکے ساتھ مجھے اللہ تعالےٰ نے ہی اپنے فضل سے موقعہ دیا کہ وہ ساتھ کا ساتھ چھپنا بھی شروع ہو گیا چنانچہ ۵۶ صفحہ تک اس نوٹ کے لکھنے کے وقت تک مطبع میں جا چکا ہے - یہ پارہ غالبًا ۱۰۰ صفحہ بڑے صفحوں پر ختم ہوگا اسکی کتابت اور طبع اور کاغذ سب بحمد اللہ عمدہ ہے - اسے دیکھکر احباب از بس مسرور ہونگے یہ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اسنے مجھے موقع دیا کہ میں قرآن مجید کے ساڑھے نو پاروں کی تفسیر شایع کرنے کے قابل ہو سکا - مجھے خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل میں امتیاز پر ناز ہے اور میں ان مخلص دوستوں کے لئے خصوصًا دعا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام کی اشاعت میں مجھے خصوصیت سے مدد دی ہے - میں اللہ تعالےٰ کے فضل کی ہوا انکو محسوس کرتا ہوں کہ اب یہ کام انشاء اللہ کسی روک کے بغیر ہوتا جائیگا - ہاں ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اسکی سرپرستی کریں - ایک مہینے میں ایک روپیہ کا خرچ کوئی بڑی بات نہیں جبکہ وہ محض اشاعت قرآن کریم کیلئے ہو اور اگر ایک سو مخلص دوست اپنے ذمہ یہ کام لے لیں تو وہ ہر مہینے کم از کم دو سرپرست مہیا کرتے رہیں - تو بہت جلد یہ کام ہو سکیگا - بہرحال اب تک جو کچھ ہوا اور آئندہ بھی اسکے فضل سے ہوگا جو کچھ ہوگا - میرے دوستو! قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کیلئے اپنے مالوں میں بخل نکرو - اور اس گوہر نایاب کو ارادت اور اخلاص کے جواہرات سے لو اور اسکے خاتم کے بلئے اللہ تعالےٰ سے اسکے فضل کی تائید کی دعا کرو - یقینًا یاد رکھو کہ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی اشاعت میں خرچ کیا ہوا مال ضائع نہ ہوگا

تبدل مال در راہش کسی مفلس نمی گردد - خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اے خدا! اے صادقوں کے راہنما تو آپ اس کام میں میری تائید فرما کیونکہ تیری ہی تائید تمام مشکلات کی گرہ کشا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس اسباب میں تیرا فضل میری دستگیری کریگا -

ایڈیٹر -

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴ سنہ ۱۹۱۰ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

...تان سے باہر ...

...و گرآئی چھاور قادیاں میں

دوا...

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ ...

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم الشان کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اجزاء سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزاء خواہ قیمتی ہوں خواہ سستی پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جنکی تعداد پانچسو تک پہونچ چکی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں بوجہ التماس خلقاً للہ کو دی ہیں

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ نے شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات مفت

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) ہیڈ لیسنر دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

(آ)پ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے سوال کیجئے (د)ن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سونے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈو)ن ڈنر پلیس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہو گا۔ اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا۔ قبض (کی) وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکار آنا اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈولش ڈنر پلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورالصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ اور مرد عورت کو ہمیشہ کیلئے صحت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۴ر اور ۸ر اور ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو چار آنہ والی شیشی سے تگنی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ۱۲ر والی شیشی ڈون پی او باکس ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

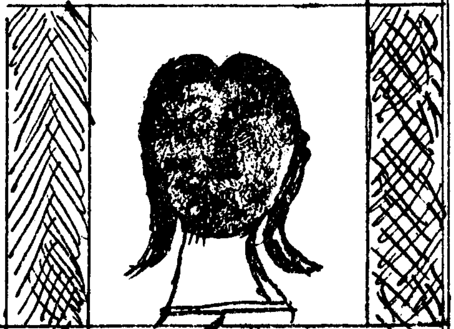

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر چہ سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ بیں جائیگا۔ بڑا فربہ اور وہ خوش وخرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

دیل کے ہر ایک نمبر کی شیشی کی قیمت ۴ر ہے ہر ایک گھر میں کم از کم اسکی ایک ایک شیشی ضرور آج کل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے

اکسیر ہیضہ کے سوا باقی ہر ایک اکسیر کی شیشی میں دوا پانچ چھ مریضوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اکسیر ہیضہ بھی دو تین مریضوں کے لئے عموماً کافی ہوتی ہے۔ کیا ان سے بڑھکر اور کوئی ادویہ ارزاں ہو سکتی ہیں۔

(۱) اکسیر نمبر ۱ - دافع مرض ہیضہ .. ... قیمت فی شیشی	۴ر
(۲) اکسیر نمبر ۴ - دافع مرض پیچش .. .. .. // // //	۴ر
(۳) اکسیر نمبر ۷ - دافع درد پیٹ .. .. // // //	۴ر
(۴) اکسیر نمبر ۳ - برائے جلاب .. .. .. // //	۴ر
(۵) اکسیر نمبر ۸ - دافع کھانسی .. .. .. // // //	۴ر
(۶) اکسیر نمبر ۱۱ - آنکھوں کیلئے ٹھنڈا سرمہ .. .. // // //	۴ر
(۷) اکسیر نمبر ۱۹ - گولیاں دافع بخار .. .. // // //	۴ر
(۸) اکسیر نمبر ۱۶ - دافع درد داڑھ .. .. // // //	۴ر

خرچ محصول ڈاک وغیرہ ایک شیشی سے آٹھ شیشی تک صرف ۵ر ہے۔ اور ایک سے ۱۰ شیشی تک ۶ر خرچ ہوگا ہر حالت میں خرچ ڈاک بذمہ خریدار ہوگا

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آیورویدک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس لئے اوشدھالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں۔

ملنے کا پتہ:- کوی راج کاشی رام وید کوی رتن لنگے منڈی لاہور۔

جیسا کہ میں پیچھے بھی اقرار کر چکا ہوں اب امرت دھارا کے پلیگ کے متعلق سارٹیفکٹ درج کئے جاتے ہیں

مراسلات

سوامی نیتانند سرسوتی مہنت بھارت سیوک از موضع بھیالی الشخر تحریر فرماتے ہیں۔ امرت کی دھارا فی پلیگ میں مفید ثابت ہوئی ہیں نے ایک شخص کو مقام سمبڑیال میں پلیگ کے واسطے دی تھی ایشور کی کرپا سے پلیگ موذی کے پنجہ سے بچ گیا۔ اور یہاں بھی اس شیشی سے ۴ آدمی پلیگ سے بچائے ہیں۔ لہذا ۱۰ شیشی امرت کی دھارا اور ایک ڈبہ پلیگ کی دوائی کی فوراً بذریعہ وی پی روانہ فرماویں۔

بابو چندر پرکاش صاحب ایبٹ آباد ہیڈ ماسٹر بیرون از ضلع بجنور سے تحریر فرماتے ہیں۔ آجکل جہاں کہیں گلٹی یا تکلیف درد معلوم ہوئی پلیگ کا شبہ ہو جاتا ہے اب تک ایسے ایسے مریضوں پر فائدہ ہوا۔ امرت کی دھارا میں خاص صفت ہے کہ خواہ گردن کے پاس گلٹی ہو یا کنج ران میں بعد ہو یا چوٹ اور دوسری پھنسی مشابہ گلٹی پلیگ ہر صورت میں حیرت انگیز نفع بخشتی ہے کسی صورت میں تشخیص مرض کی ضرورت خاص نہیں ہوتی۔ جو کہ اور دنیا کی کسی دوا خصوصاً اشتہاری دوا میں آج تک نہیں دیکھا گیا سچ تو یوں ہے کہ تمام ادویہ کا شہنشاہ اور اسم بامسمّٰی ہے اس سے زیادہ تعریف کو نہ کاغذ میں جگہ ہے نہ وقت کی فرصت اور ختم ہونے کو ہے۔

لالہ ٹیکا رام صاحب معرفت مٹو ضلع میرٹھ سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے ایسی موذی مرض کی گویا موت سے بچنے والی دوائی تیار کی اور خلق خدا کو نفع پہنچایا آپکی گولیاں امرت کی دھارا کا میں نے تجربہ حاصل کیا فی صدی ۸۰ راضی ہوئے اور دیگر جگہ کی دوائیوں کا فیصدی ۵ کا بھی فائدہ نہیں ہے [illegible] دوائی کی ایسی شہرت ہوئی کہ قرب و جوار کے آدمی میرے پاس دوائی لینے کے لئے آئے اور انہوں نے فائدہ حاصل کیا۔

جناب دوارکا پرشاد صاحب ٹھیکہ دار ابکاری تحصیل کشن گڑھ ریاست الور سے تحریر فرماتے ہیں بعد پالاگن کے دست بستہ عرض ہے کہ کمترین نے ایک شیشی امرت کی دھارا یہاں سے منگائی تھی۔ مریضان پلیگ کو مفت تقسیم کی بہت سے مریضان کو فائدہ ہوا جس سے وہ آنجناب کو نیز امرت کی دھارا کو صدق دل سے دعا دیتے ہیں۔ اب لئے عرض ہے طاعون حفظ ماتقدم و علاج کے واسطے ۱۲ عدد شیشی امرت کی دھارا بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے کیونکہ مخلوق خدا سخت مصیبت میں مبتلا ہے۔ دیر ہونے سے لوگوں کے دل ٹوٹ جاویں گے۔

بابو منور رام صاحب سب انسپکٹر تھانہ حویلی ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری سے تحریر فرماتے ہیں۔ معروض آنکہ جو شیشی آپ سے منگوائی گئی تھی ایک طاعون کے مریض پر استعمال کی گئی خدا کے فضل سے وہ صحتیاب ہو گیا ہے اب آپ اور دو شیشی امرت دھارا معہ رسالہ آبحیات و فہرست کارخانہ و پرچہ ترکیب استعمال بذریعہ وی پی ارسال فرماویں۔

لالہ دوارکا پرشاد صاحب ٹھیکہ دار ابکاری تحصیل کشن گڑھ ریاست الور سے تحریر فرماتے ہیں: یہاں پر پلیگ نے اودھم مچا رکھا ہے جس سے ایک محشر بپا ہو رہا ہے شیشی مطلوبہ پارسل [illegible] مرسلہ جناب و الاختم ہو گئی یہاں پر متفرقہ ادویات یعنی دیگر ادویہ کوئی ملتی نہیں ہیں کمترین نے مرض پلیگ پر اس طرح کیا کہ دس قطرے امرت کی دھارا کے گلٹی پر مالش کر کے [illegible] روئی گرم کر کے باندھ دی اور اسکو پانی میں دو بوند ڈال کر پلا دی اور چوبا ہر مفصلات کے آدمی آئے ان کو ایک تماشہ میں ۴ قطرے ڈال کر دے دیا اور کہہ دیا کہ تماشہ کھلا کر پانی پلا دینا۔ اب تک میرے پاس ۲۰ مریض پلیگ کے اور مریض دستوں کے کہ جن کا حال تھا کہ پیٹ میں تمام پانی ہو گیا تھا اور ایک گھنٹہ میں ۲۰-۲۵ دست آتے تھے آئے مریضان دستوں کو تو حسب طریق مذکورہ بالا بالکل آرام ہو گیا اور مریضان پلیگ میں سے صرف ۳ کو آرام نہیں ہوا باقی تمام کو آرام آگیا اور آنکھ درد میں صرف ۰ امریضان میں سے ۳ کو آرام آیا۔

بابو جیوتی پرشاد صاحب لائبریرین ریلوے انسٹیٹیوٹ لکھنؤ سے تحریر فرماتے ہیں: ہر حالت میں تیر بہدف پایا۔ علاوہ مختلف امراض کے تین پلیگ کیسز جو اس شیشی کے ختم ہونے تک میرے پاس آئے پرماتما کے فضل سے اچھے ہو گئے خلاصہ یہ کہ اس دوائی کو جہاں تک تعریف کیجاوے کم ہے عیالدار شخص کو اسکی ایک شیشی ہر وقت گھر میں رکھنی چاہئے۔

حکیم شہاب الدین صاحب معرفت مٹہ قلندر شاہ ڈاکخانہ خانقاہ ضلع گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: جناب پنڈت جی صاحب دام اقبالہٗ۔ ایک شخص پلیگ کی بیماری میں قریب المرگ تھا میں نے امرت کی دھارا ۳ بوند عرق گلاب میں پلا دیا۔ فوراً پسینہ آنا شروع ہو گیا اور بخار کوسوں بھاگ گیا ایک گھنٹہ کے بعد پھر ویسے ہی پلا دیا۔ اس وقت مریض صحتیاب ہوا اسیطرح اور مریضوں پر آزمایا۔

خط و کتابت و تار کا پتہ امرت دھارا لاہور لکھنا کافی ہے

پنڈت نراوردت صاحب ٹھاکردوارہ ہوشیارپور سے لکھتے ہیں: شریمان جی۔ دس شیشی امرت کی دھارا براہ مہربانی اور بھیجدیں زیادہ کیا لکھوں آپکی امرت دھارا نے بہت ہی آرام کیا ہے۔ طاعون بہت دور کا ہے اسواسطے آپنے دیر نہ کرنا۔

راج نرائن صاحب مختار ازکوٹ و آتش چک [illegible] ضلع لائلپور سے تحریر فرماتے ہیں: مہاشے پنڈت ٹھاکر دت جیو نمستے۔ میں نے ماہ مئی و جون ۱۹۰۵ء میں تقریباً آپکے یہاں سے مختلف تاریخوں میں امرت کی دھارا کی ۱۰-۱۲ شیشیاں منگا کر مریضان پلیگ کو بموجب ہدایت مفت تقسیم کی ہیں جو شاید ۲۲ تھے ان میں سے صرف تین مریض فوت ہوئے۔ باقی سب ایشور کی کرپا سے شفایاب ہو گئے۔

منگل سنگھ صاحب سپیدار تانو گوئی ساتروڈ ضلع حصار: امرت کی دھارا ۲ شیشیاں جناب سے جون میں منگایا تھا جو کہ ختم ہونے والی ہیں ان امرت سے پلیگ کے ۱۲ آدمیوں سے ۸ آدمی بچے اور تین تین گھنٹے کے بعد صرف مصری پر ڈال کر ۳ بوند دی گئی۔

رحمت علی صاحب چودھری حلقہ گوجر کترا ڈاکخانہ بکریاں ضلع ہوشیارپور سے تحریر فرماتے ہیں: جناب پنڈت صاحب زاد عنایتہ تسلیم عرض ہے کہ بندہ نے تین شیشیاں امرت کی دھارا کی جناب سے منگوائیں اور مریضان پلیگ وار ڈیرہ وغیرہ پر مفت لوگوں پر تقسیم کیں جس سے لوگوں کو بہت ہی فائدہ ہوا جن بیمار کو پلیگ کی دوائی کھلائی اور گلٹی پر لگائی گئی۔ بالکل شفا ہو گئی۔

بابو نانک چند صاحب سب اوورسیر کمیٹی تحریر فرماتے ہیں: شریمان پنڈت صاحب جی۔ ایک گاؤں میں جہاں زیادہ پلیگ تھا اتفاق سے دورہ کرتا ہوا میں بھی وہاں پہنچ گیا وہ لوگ سب باہر ہی جھونپڑیوں میں پڑے تھے وہاں کے مالگذار کی لڑکی بھی آج ہی درد پلیگ میں مبتلا ہوئی تھی میرے پاس امرت کی دھارا تھی میں نے وہ شیشی ہی مالگذار صاحب کو دیدی اور ان سے کہا کہ گو اسمیں اب تھوڑی سی رہ گئی ہے مگر آپ اسکو ضرور آزمائیے ترکیب استعمال میں نے بتا دیا تیسرے دن مالگذار صاحب کا خط ملا کہ مہربانی کر کے مجھے فوراً دو شیشی اور بلوا دیجئے اس سے میری لڑکی کو آرام آگیا اور اسمیں سے جو تھوڑی سی بچی تھی اس سے ایک دوسرے بیمار کو بھی فوراً آرام ہو گیا۔

بابو نند گوپال صاحب تحصیلدار بندوبست [illegible] ہیں: جناب پنڈت صاحب [illegible] طاعون ملعون نے [illegible] گاؤں کا پیچھا نہیں چھوڑا اسلئے عرض ہے کہ ۱۰ شیشی [illegible] وی پی پارسل میرے نام بھیجدیں [illegible]

قوانین [illegible] کا [illegible] صحت کا [illegible] امرت دھارا [illegible] بسیط [illegible]

پانچروپے سے دولاکھ روپے کس طرح ہوگئے ؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا اور آجکل ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفلس بجائے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دولاکھ روپے کی جائداد بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کی سرمایہ سے تجارت شروع کی تہی اور آجتک دس لاکہ روپیہ کا فروخت ہوچکا ہے جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یوم کی آمدنی ۸۰۳ روپیہ تصدیق کرتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہوسکے اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے۔ کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب اور شرطیہ نتایج سے محروم رہا۔

سنئے! روح حیات کیا چیز ہے روح حیات میں وہ طاقت بہری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والوں کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہٗ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاکر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہرایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی بارے تو بھی پیٹ کر بے آب ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ ملک کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰۳ روپے کی تین دن کی بکری کوئی کم ہے جو نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہی حالتیں بوجہ اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونیسے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکو لئے روح حیات تریاق کامل و نیز بہدف دوا ہے۔ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی نسخہ ہے جو چند یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کردیتی ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکو دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت رقت۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ اور جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی عہ ہے روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معدودہ طاقت کو ازسرنو بحال کرتا ہے بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی للعہ

یہ ہردو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

کلکتے کے مشہور ڈاکٹر۔ ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایکمرتبہ ضرور منگواکر آزمایش کیجئے۔ اس دوا میں چند فایدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو ماردیتی ہے۔ اسلیئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑہا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو ستاتی ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت فی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک ۶ر دو شیشی تک ۸ر
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸ر) محصولڈاک (۵ر) دو شیشی تک ۶ر

داد کا مجرّب مرہم

ایکمرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہوجاتی ہے۔ دوتین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہوجاتا ہے۔
قیمت فی ڈبیہ چار آنہ ۴ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۶ ڈبیہ تک ۵ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ ۵ و ۶۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ۔

سچائی کا جھنڈا

آجکل اشتہارونکی گرم بازاری مضمون کی تیزی و طراری مریضونکی آہ وزاری وہ سماں و کہار رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول ازماؤ پہر منگواؤ بہلا اسمیں بھی ہو کا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چندروزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل للہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہتا کہ لکہہ دیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پہر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریونسے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارا اس طلا طلسمی سے فائدہ اُٹھایں اور معجون طلسمی کہائیں انشاء اللہ وہ سکو پائیں قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ اور قوت بصارت کو بڑھانیوالا۔ قیمت فی تولہ ۸ر۔ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر۔ المشتہر حکیم رنراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ مطب گڈھی

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

(۴) بہت دعائیں کرو۔ مومن کا ہتھیار دعا ہی ہے۔

(۵) دل چاہے تو ہماری طرف خط بھی لکھتے رہو۔

(۶) فرمایا نماز میں۔ اللّٰھم صلی علی محمد بھی آتا ہے صلّ کے معنے ہیں خاص لخاص رحمتیں ہوں ذکر جمیل ہمیشہ ہوتا رہے۔ آپ کا شرف فضیلت خیر و برکت اور کامیابی کے نتائج دنیا میں قائم رہیں۔

لعنت کا لفظ اس صلوٰۃ کے مقابل پر ہے۔

اسلام میں پچاس جگہ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے بعض موقع عوام کو میسر نہیں ہوتے ہیں۔ جیسے صفا مروہ واستلام حجر اور بعض ہو سکتے ہیں۔

(۱) مثلاً نماز کے آخری التحیات میں (۲) دعا قنوت کے اخیر میں وصلی اللہ علی النّبی (۳) پہلے التحیات میں بھی بعض محدثین نے مستحب قرار دیا ہے (۴) صلوٰۃ جنازہ میں (۵) خطبہ عید۔ خطبہ جمعہ۔ خطبہ نکاح میں (۶) اذان سن چکنے کے بعد (۷) جب نماز کی تکبیر پڑھی جاوے (۸) دعاؤں کے ابتدا۔ آخر۔ وسط میں۔ (۹) مسجد میں داخل ہونیکے وقت بسم اللہ والصّلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ (۱۰) جب نبی کا ذکر آئے (۱۱) جب نیند سے اٹھے (۱۲) جب اکٹھے بیٹھے ہوں۔ اس وقت بھی کسی نہ کسی طرح نبی کریم صلعم کا ذکر کرکے درود بھیجنا چاہیئے۔ (۱۳) جب کوئی تفرقہ مٹے اس وقت بھی (۱۴) تبلیغ و وعظ کے وقت (۱۵) محتاج انسان حاجت کے وقت (۱۶) وضو سے فارغ ہو کر۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ کہ درود کی بہت ہی عادت ڈالو۔ اس کا ادنی فائدہ تو یہ ہے من صلّے علیّ واحدۃ صلے اللہ علیہ عشرًا جب ایکبار اخلاص کے ساتھ تم نبی کریم کے شرف و کامیابی و رحمت کاملہ کے نزول کی دعا کروگے تو خدا تعالےٰ دس بار تم پر ایسی رحمتیں بھیجیگا۔

خدا پر بھروسہ

فرمایا میرے بہت سے بچے فوت ہوئے۔ جو فوت ہوا۔ اسی یقین کے ساتھ ہم نے اُسے دفن کیا۔ کہ اب اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا کریگا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ عالم جوانی کے لڑکے فوت ہوتے رہے بڑھاپے کے خدا نے اپنے فضل سے عطا کئے۔

تمدن میں نقص

فرمایا ہمارے ملک کے تمدن میں ایک بڑا بھاری نقص ہے۔ کہ ایک ہی مکان میں باپ بیٹا۔ بلکہ پوتا بمعہ اپنی عورتوں بہنوں اور بھائیوں کے اکٹھے رہتے ہیں۔ اور میاں بیوی کو بے تکلفی کے واسطے خلوت میسّر نہیں ہوتی۔ اور عزیز واقربا کا ایک حجاب ہر وقت دلپر رہتا ہے۔ اور اس کا اثر آئندہ اولاد پر بہت بُرا ہوتا ہے۔ اولاد کمزور اور ضعیف القلب پیدا ہوتی ہے۔ چاہیئے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ہر ایک کا گھر جدا ہو۔

تکلیف سے خدا ہی بچاتا ہے

تجویز ہوئی کہ لڑکے کسی پر شام کی گاڑی میں جائیں۔ اور رات بٹالہ ٹھیریں۔ ایک دوست نے عرض کی۔ رات بٹالہ میں تکلیف ہوگی فرمایا اگر تکلیف مقدر ہے تو یہاں بھی ہو سکتی ہے آرام تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے

ذریعہ وحدت

ذکر ہوا کہ بعض لوگوں کی رائے ہے۔ کہ نماز اُردو زبان میں پڑھی جائے۔ فرمایا کہ پھر پنجابی کہیں گے پنجابی زبان میں نماز ہو۔ اور پھر سیالکوٹی کہیں گے کہ سیالکوٹ کی پنجابی میں نماز پڑھی جائے اور اسطرح شہر شہر کی زبان جدا ہونے کے سبب یہ جو ایک بڑا ذریعہ وحدت اسلامی قوم میں ہے یہ بالکل اُٹھ جائیگا۔

تجارت

حضرت اقدس بمعہ خدّام مستری موسیٰ صاحب کے ہاں کھانا کھا کر انارکلی میں سے واپس تشریف لائے۔ تو راستہ میں حسب درخواست میاں چراغدین صاحب ان کی دوکان عزیز ہوس میں تشریف لے گئے۔ جہاں برادران میاں عبدالعزیز میاں محمد سعید کام کرتے ہیں۔ صاحبان دوکان کو مخاطب کرکے فرمایا۔ دوکان چلانے کے واسطے ہمت استقلال۔ دیانت۔ ہوشیاری۔ عاقبت اندیشی اور امانت کی ضرورت ہے۔ فرمایا لکھا ہے۔ کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار حرفہ سکھلایا ہے۔ یوروپ نے بہت ترقی کی ہے۔ مگر ہنوز اس حد تک نوبت نہیں پہنچی فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ تجارت میں ۱۹ حصہ منافع ہے۔ باقی ایک حصہ دیگر حرفوں میں ہے۔

فرمایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے تجارت کے واسطے مغربی ممالک میں جاؤ۔

فرقہ ملامتی

صوفیوں کے فرقہ ملامتی کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ اس فرقہ کے لوگ ایسے افعال اور حرکات بظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بدنامی حاصل ہو۔ اس سے مراد اُن کی یہ ہوتی ہے کہ نفس لوگوں کی تعریف سے خوش ہو کر متکبر نہ ہو۔ بلکہ اس کو ایسی سزا ملے۔ کہ وہ نیچے کو گرے۔ اور ذلت کو اختیار کرے۔

فرمایا میں نے ایسے لوگ بہت دیکھے ہیں۔ بڑا بڑا مجاہدہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن بعض وقت سخت ابتلاؤں میں گر جاتے ہیں۔

فرمایا۔ اس فرقہ کا ایک آدمی احمد نام ہمنے دیکھا تھا۔ جو کہ ضلع شاہپور میں رہتا تھا۔ اُس نے بہت سے مجاہدات کئے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ ہم نے اس کی دعوت کی تو کہنے لگا کہ رنڈی کے ہاں سے کھانا پکوا دیجئے۔ اور اپنے پاس بٹھا کر کھلا دیجئے۔ یہ شخص آخر ایک بڑے ابتلا میں گرفتار ہوا۔ ایک ڈاکٹر بنی مادھو نام شاہپور میں تھا۔ اس کے ساتھ جو کچھ مذہبی گفتگو ہوئی۔ تو اس نے احمدؐ کو کہا۔ کہ ہمیں کچھ کرامت دکھاؤ۔ تب مان لیتے ہیں احمد نے ایسا کمال دکھایا کہ رات کے وقت بابو کو ایسا خوفناک نظارہ دکھائی دیا۔ کہ وہ چیخ اُٹھا اور توبہ کرکے مسلمان ہونے کو تیار تھا۔ مگر احمد اس کے سامنے آیا۔ تو اُسے کہا۔ شاید آپ ہماری بات بھول گئے۔ آپنے ہمیں کچھ نہ دکھایا یہ بات اس نے شرارت سے کی احمدؐ حیران ہوا۔ اور دوسری شب اس نے بہت ہی زور لگایا بابو نے بعض آدمیوں کے سامنے اس کا ذکر بھی کیا۔ مگر احمد کے سامنے پھر انکار کر دیا۔ ایسا ہی تیسری شب بھی ہوا۔ جبپر احمد بہت گھبرایا۔ اور اس کے خیال میں آیا کہ شاید اس کے پاس کوئی ایسا کمال ہے جو میرے تصرف سے بڑھکر ہے۔ اس واسطے اُس نے بابو کو کہا کہ آپ اپنا کمال دکھائیں۔ بابو نے اُسے شراب پلا کر ناک میں نکیل ڈالکر بازار میں نچایا۔ جب اُسے ہوش آیا۔ اور

ازدیاد ہاحال معلوم ہوا۔ تو بہت شرمندہ ہو کر کہیں روپوش ہوگیا

ایک دفعہ میں نے (حضرت خلیفۃ المسیح نے) حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) سے دریافت کیا تہا۔ کہ ملامتی فرقہ کے متعلق حضور کا خیال کیا ہے؟ فرمایا۔ ہمارے فرقہ احمدیہ سے بڑہکر کون ہے جہاں بیعت کی سب اپنے بیگانے ہو گئے۔ اور سب ملامت کرنے لگے۔ اصل ملامتی فرقہ یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاطر دُکھ اُٹھاتا ہے۔ تکلف کے ساتھ ملامتی بننے کے کیا معنے۔ جو سچے دل سے خدا کی طرف جہکتا ہے۔ وہ تو خود ہی ملامتی بن جاتا ہے۔ یہ طریق جو ان ملامتیوں نے اختیار کیا ہے یہ غلطی ہے

آریاؤں کا شکریہ

فرمایا۔ آریہ بھی اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ جس قدر بُت شکنی انہوں نے اس زمانہ میں کی ہے۔ ہمارے مولوی لوگ کہاں کر سکتے تھے۔ ان میں اتنی ہمت کہاں ہے۔ آریوں نے استیصال بت پرستی کا کیا۔ الہام الٰہی کے قایل ہیں۔ کتاب الٰہی کے وجود کے قایل ہیں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی اور حضرت مسیح موعود مغفور

اہلحدیث کی تازہ اشاعت میں الحکم کے ان مضامین پر مختصر سا ریمارک نکلا ہے۔ جو مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع شدہ مضمون مسیح اور مہدی کے متعلق لکھا جا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابی اور ناکامی کی بحث آپڑی تو مولوی بٹالوی نے لکہا تہا۔ کہ وہ ناکام فوت ہوئے۔ اس پر میں نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے۔ کہ ناکام و نامراد کون رہا۔ بٹالوی یا مہدی؟ میں نے واقعات حقہ کی بنا پر ظاہر کیا ہے کہ بٹالوی کو پوری ناکامی ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ بامراد اور شاد کام اُٹھے اسی طریق پر جو ماموریں کا ہوتا ہے۔ اگر اس بحث میں امرتسری منکر کو قبل از مرگ واویلا کرنیکی ضرورت نہ تھی۔ مگر اسلئے بٹالوی نے ناکامی کے داغ کو مٹانیکے لئے اس بحث کو درمیان لانا چاہا ہے۔ کہ ثناء اللہ اور عبد الحکیم کیوں نہیں مرے اور اُن کے نہ مرنے کی وجہ سے معاذ اللہ حضرت ناکام ہیں۔

اس سوال کا جواب بہت آسان ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ بتائیں کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا اُن کے اصل مقصد میں کوئی روک تہا یا نہیں۔ اگر تہا تو کیا اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناکامی ثابت ہوتی ہے؟ ایسا خیال کرنیوالا بھی میرے نزدیک تو کافر ہے اور سخت پاجی ہے۔ اسلئے کہ آنحضرت صلعم کی کامیابی کا مدار اس پر نہیں تہا۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعود مغفور کی کامیابی میں کسی منکر اور مکذب کا مسیلمہ کذاب کی طرح زندہ رہنا روک نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر روک ہو تو ثابت یہ کرنا چاہیئے۔ کہ کیا آپ کے بعد سلسلہ کی ترقی ہوئی یا نہیں؟ اور کسی منکر کی زندگی دوسروں کے لئے موجب روک ہوئی یا نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ترقی ہوئی۔ اور کسی کی سِنّ درازی موجب روک نہیں تو پہر یہ اعتراض سراسر لغو اور فضول ہے۔ کیونکہ بقول مولوی ثناء اللہ اصل مقصود ہدایت خلق اللہ ہے۔ پہر وہ ہو رہی ہے یا نہیں۔ میں نہیں سمجہتا کہ اس قسم کے اعتراضات سے کیا فائدہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پہلے اس امر کا فیصلہ کریں (اگر انہیں شوق ہے) کہ بٹالوی کے جواب میں جو کچہ لکہا گیا ہے وہ بٹالوی نامرادی کی دلیل ہے یا نہیں۔ اسکے بعد اس کی اپنی زندگی کے سوال کا بھی فیصلہ ہو جائیگا۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں روک ہے یا باغ احمدؑ کے لئے وہ کہاد ہے؟

ریویو

ذوالفقار علی

یہ ایک نیا رسالہ ہے۔ جو میرے مکرم بہائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق کے پر زور قلم کا نتیجہ ہے۔ میر قاسم علی صاحب کو اللہ نے دیانندی زہریلے سانپ کی کچلیاں توڑنے کے لئے خاص قابلیت اور قوت عطا کی ہے۔ یہ رسالہ غلام حیدر مرتد مختون آریہ (نمبر ۲) حال سیتہ دیو کے ٹریکٹ نعرہ حیدری کا دنداں شکن جواب ہے اور میر صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ اسے لکہا ہے وہ انہیں کا حق ہے۔ شدہی کی شدہی جن لوگوں نے پڑہی ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ دشمن کے ہی مسلمات سے جواب دینے کا خاص مذاق میر صاحب کو ہے۔ اس رسالہ کے لاجواب ہونے کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ اس کا جواب دینے پر تین سو روپیہ کا انعام ہے۔ اس قسم کے رسالے کثرت سے شایع ہونے ضروری ہیں اس لئے میر صاحب نے باوجودیکہ رسالہ مذکور ۴ جزو کا ہے اسکی قیمت صرف ۳ر رکھی ہے اور مفت تقسیم کرنیوالوں کے لئے سو جلد کی قیمت دس روپیہ مقرر کی ہے۔ صرف ایکہزار کاپی چہاپی گئی ہے اگر دس صاحب کرم اور صاحب جمیعت ہمت کریں تو اس کی ایک ہزار جلدیں ناگری میں شایع ہو سکتی ہیں سید میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی کے پتہ سے منگواؤ +

قدیم ہندوستان کی تہذیب

یہ کتاب ترجمہ ہے ہندوستان کے مشہور فاضل مسٹر آر۔ سی۔ دت کی تاریخ سویلزیشن آف این شینٹ انڈیا کا۔ اصل کتاب بوجہ اسکے قابل اور مشہور مصنف کے نہایت معتبر اور قابل قدر سمجہی گئی ہے اور اس میں کچہ شک نہیں کہ فاضل مصنف نے واقعات کو اصلی رنگ میں جمع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چہوڑا اور اسکے مترجم مولوی۔ اے۔ ولایت احمد صاحب نے پوری قابلیت کیساتھ اس کا اردو ترجمہ کیا ہے جو بلحاظ زبان کی سلاست اور ادبی خوبیوں کے قابل قدر ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر خوش خط چہاپا گیا ہے میں اس کتاب کے لئے سپارش کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو مذہبی دلچسپی رکہتے ہیں اور وہ آریا قوم کے حالات تہذیب سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسے ضرور پڑہیں۔ چونکہ یہ کتاب اول ہے اور کتاب دوم کی اشاعت اس کی قدر دانی پر موقوف ہے اسلئے ضرورت ہے قدر شناس بزرگوں کی جو مترجم کی حوصلہ افزائی کریں مجہے کتاب کی قیمت نہیں معلوم ہو سکی تاہم منگوانیکے لئے مولوی محمد فدا علیخانصاحب سکرٹری ٹرانسلیٹنگ کمیٹی گہاٹ دروازہ کلاں دروازہ سے طلب کرنی چاہیئے +

انگلستان میں اسلام

اس عنوان سے ذیل میں ایک انگریز نو مسلم کے ایک مضمون کو شائع کیا جاتا ہے۔ جو اُس نے روزانہ پیسہ اخبار میں چھپوایا ہے۔ مضمون زیر اشاعت میں انگلستان میں مسلمانوں کی ایک خیال کے اجرا کی تجویز کی ہے اور ایڈیٹر پیسہ اخبار اس ضرورت میں اس کے ساتھ متفق ہے میری دانست میں نہ صرف ایڈیٹر پیسہ اخبار بلکہ تمام سمجھدار مسلمان اس ضرورت کو تسلیم کریں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انگلستان سے جو اخبار جاری کیا جاوے وہ کس قسم کا اخبار ہونا چاہیئے؟ کیا صرف ایسا اخبار جو مسلمانوں کی سیاسی ضرورتوں کی تبلیغ و اشاعت کرے۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے؟ میری سمجھ میں اگر انگلستان میں کسی ایسی ہی اخبار کی ضرورت سمجھی گئی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ ایسا ہی کیا جاوے تو سخت غلطی ہو گی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملکی حقوق کی حفاظت کریں اور وہ حفاظت ایسے رنگ میں ہو کہ دوسروں کو کسی قسم کا بھی گزند پہنچائے بغیر حاصل ہو سکے۔ لیکن اگر مسلمان دنیا کے تمام علوم کے بھی ماہر ہو جائیں اور زمین اپنے خزانے اُگل کر اُن کے پاؤں پر رکھدے لیکن وہ اسلام سے ناواقف اور محض بے خبر اور اس پر بے عمل ہوں تو یہ سب کچھ ہیچ ہے اسلئے مسلمانوں کی دنیوی بہتری کی جسقدر تدابیر بھی کی جاتی ہیں وہ بجائے خود نہایت مبارک اور نہایت ضروری۔ اور دور اندیشی پر مبنی ہیں۔ مگر وہ اسلام سے الگ کر کے قابل تحویر نہیں۔

پس اس میں کوئی کلام نہیں کہ انگلستان میں ایک اخبار کے اجرا کی ضرورت ہے۔ اور وہ اخبار بیشک ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی طرف شائع کیا جائے لیکن وہ صرف پولیٹیکل پرچہ نہ ہو بلکہ اس کے ذریعہ اشاعت اسلام کی جاوے۔ اور انگلستان ایسے ملک کے باشندوں کو اسلام کے حقائق سے آگاہ کیا جاوے وہ لوگ مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور عیسائیت جیسے مذہب کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں ایسی حالت میں اگر اسلام کے محاسن اور خوبیاں ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی جاوے اور اسلام کو معقول اور فطرتی مذہب کی حیثیت سے پیش کیا جاوے تو بہت کچھ امید خدا کے فضل سے ہو سکتی ہے

میں ان تمام مسلمانوں کو جو اپنے دل میں وسعت حوصلہ کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسلامی اور فروعی اختلافات کے تعصب اور چکر میں محدود نہیں ہیں۔ اس امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قادیان کے ماہواری

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

کو وہ پڑھیں اور نہ صرف ایک آدھ نمبر پڑھ کر کوئی رائے قایم کریں۔ بلکہ کم از کم ایک سال کے رسالوں کو پڑھیں تو انہیں معلوم ہو گا۔ کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلام کی کیسی عظیم الشان خدمت کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور اب تک اس رسالہ کے ذریعہ کہانتک کام ہوا ہے ایسا رسالہ اگر ایک وسیع پیمانے پر انگلستان میں شائع کیا جاوے تو وہ مذہبی حیثیت سے نہایت مفید اور موثر ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی موقعہ ہے مگر صرف یہ تعصب اور عداوت کہ قادیان سے نکلتا ہے مسلمانوں کو ماں ازاد خیال مسلمانوں کو بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرنے دیتی۔ اسلام کا یہ مفید خادم حق رکھتا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں وہ مفت تقسیم کیا جاوے اور اس کے بعض مضامین چھوٹے ٹریکٹوں کی صورت میں لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر ہر یوروپین کے ہاتھ میں دیئے جائیں مگر یہ باتیں وقت اور صرف زر چاہتی ہیں۔ خدا کرے مسلمان محسوس کریں۔ میں اب ذیل میں اس انگریز نو مسلم کا مضمون چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

بہت سے مجلسی۔ مذہبی۔ اور حرفتی سوالات غور طلب ہیں۔ مسلمان اب ان بلندیوں پر چڑھ رہے ہیں جو ترقی کے راستہ میں اوپر کی طرف جاتی ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ان کی توجہ کو پلیٹوں اور اثنائے سفر میں انہیں روکوں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ انہیں اس سنہ میں زیادہ زیادہ بڑھتا ہوا دیکھوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ سلسلہ پیش قدمی میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک اور ایک بازو سے دوسرے بازو تک ایک شگاف بھی نظر آئے۔ اس لئے میں برادران حلقہ اسلام سے صرف ایک سوال دریافت کرتا ہوں جس میں بہت سے دوسرے سوالات شامل ہیں ایک ایسا سوال ہے جس میں میں گہری دلچسپی رکھتا ہوں۔ اور جس کا میں جواب چاہتا ہوں۔ وہ سوال اگرچہ مختصر ہے۔ مگر بہت ضروری ہے وہ یہ ہے:

اسلام کی انگلستان میں کیا حالت ہے

کیا برٹش سلطنت کے دیگر حصص کے باشندوں نے کیا دیگر حصص عالم کے مسلمانوں نے اس سوال پر بھی غور کیا ہے اگر کیا ہے تو میں اس معاملے میں ان کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ انگلستان میں اسلام شاداب اور اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ پھیلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس وقت کیا حال ہے؟ کیا موسم بہار گذر گیا؟ کیا خزاں کا جھونکا آپہونچا۔ اب سے پہلے کرنا گونجتا تھا مگر اب بے آواز خاموشیوں کی بلا شرکت غیری حکومت ہے۔ کیا دین کا علم بلند کرنے اور اپنے مذہب کی کتاب کا صدر ہو نکلنے کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا؟ کیا یہ وقت نہیں ہے۔ کہ ہم برطانیہ میں اسلام کی حالت پر غور کر رہے اور وہاں اُسے مضبوط و مستحکم بنیاد پر قایم کرنیکی کوشش کر رہے ہوتے؟ بہت سے دیگر مذاہب کام کر رہے ہیں۔ ان سب کے انگلستان میں ہیڈ کوارٹر ہیں۔ ان سب کا ایک نظام ہے صرف ہم ہی اپنے راستہ پر لاپرواہی کے ساتھ چلتے معلوم ہوتے ہیں نہ اس لئے کہ ہمارے پاس متحد ہوتے اور کسی باقاعدہ تحریک کے چلانے کے لئے کافی آدمی نہیں ہیں بلکہ بظاہر دوسرے سوالات ہمیں زیادہ پریشان رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ ہم لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ اس قسم کی ایک باقاعدہ جماعت قایم کرنے میں مجھے بہت ہی کم مشکل نظر آتی ہے۔ یعنی ایک جماعت کے جو اسلام کو انگلستان میں عمدہ بنیاد پر قایم کردے۔ قایم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی بشرطیکہ درحقیقت مسلمان اس معاملہ میں دل سے کوشش

کریں۔ اور امداد باہمی کے لئے آمادہ ہوں۔ اگر اس معاملہ کو کماحقہٗ طور پر چھیڑا جائے۔ تو اس کے متعلق ہیں ہر ایک ایسوسی ایشن اور ہر ایک اسلامی اخبار کو تجاویز بتانے کے لئے تیار رہوں۔ ذرا سنئے کچھ عرصہ ہوا کہ جب ہندوستان میں وہ عظیم الشان تحریک شروع ہوئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گورنمنٹ نے وہ قانون پاس کیا جس سے باشندگان ہند کو ملک کی قانون سازی میں حصہ مل گیا۔ اس وقت جزائر برطانیہ کے باشندوں کے اکثر حصہ کو مسلمانوں کے مقاصد سے بالکل لاعلمی تھی۔ کیوں؟ محض اسلئے کہ کوئی مسلم ارگن نہ تھا۔ برطانیہ میں اسوقت الشیوع پرچہ یا اخبار نہیں نکلتا تھا۔ جو ان کی راؤں کو مشتہر کرتا۔ اُنہوں نے اپنی راؤں کے مشتہر کرنیکے بہترین ذریعہ (اخبار) کی جانب سے لاپرواہی کی نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش وزراء کے روبرو مسلمانوں کا معاملہ پیش کرنیکے لئے بہت سا کام کرنا پڑا۔ اور وہ بھی تحریک کے آخری درجوں میں اس کام کو آل انڈیا مسلم لیگ نے انگلستان و ہندوستان میں ہز ہائینس سر آغا خاں اور رائٹ آنریبل سید امیر علی وغیرہ کی رہنمایانہ قوت کے ماتحت نہایت قابل تعریف طریقہ سے چلایا۔ یہ لوگ اپنے کام کے لئے تمام تر اعزاز کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر مسلمان خود اپنا کوئی آرگن (اخبار) رکھتے ہوتے۔ جس کی اس ملک میں اشاعت ہوتی۔ تو وہ ان کی خواہشوں اور انکی مذہبی۔ سیاسی۔ اور مجلسی اصول کی توثیق و تائید کے لئے وقف ہوتا۔ اور ان کے قابل ترین فرزند اس کی امداد کرتے۔ ایسی صورت میں ان کے معاملہ اوران کے درجہ کے ساتھ زیادہ اچھی طرح اور زیادہ وسعت کے ساتھ واقفیت ہو جاتی۔ اور آخر مراحل میں شرکائے جنگ کو کم محنت اور کم فکر برداشت اور محسوس کرنی پڑتی اس لئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ایسا پرچہ اب جاری ہونا چاہیئے؟ کیا اسی قسم کے مقصد کے لئے اب کسی ایسے پرچہ کی ضرورت ہے جو انگریزی میں چھپتا اور انگلستان میں شائع ہوتا ہو؟ میری رائے تو یہی ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اسلام انگلستان میں مرتب و باقاعدہ صورت اختیار کرے اور قابل اطمینان طریقہ سے ایک سوسائٹی کی شکل میں منعقد ہو جائے تو ایسا پرچہ علمی اہمیت رکھیگا حضرات اس بارہ میں آپکا کیا خیال ہے۔ برادران آپ کی کیا رائے ہے۔ (یحییٰ النصر پارکنز۔

ڈنلینڈ اسٹریٹ بالفاسٹ)

حضرت امیر المومنینؑ کے ملفوظات

فرمایا جب اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں خصوصًا عرب میں نبی کریم صلعم کی طفیل کس قدر سلامتیاں پھیلیں۔ تو بے اختیار اُن کے لئے سلامتی کی دعا کرنیکو ابال اُٹھتا ہے۔ اور منہ سے نکلتا ہے السّلام علیك ایھا النبیّ ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

آٹھ دفعہ شراب پی جاتی تھی۔ اس کی بجائے آٹھ نمازیں ہوگئیں۔ پتھر معبود تھے۔ ان کی بجائے حیّ وقیوّم قادرِ توانا۔ علیم وحکیم خدا سے رشتۂ عبودیت جوڑ دیا گیا۔ ان بتوں کی نسبت عجیب عجیب حکایات ہیں منجملہ ان کے یہ کہ:۔

ایک دفعہ بت پرست سفر پر تھے۔ پتھر کے بت تو اُٹھا نہ سکتے تھے۔ آٹے کے بت بنا لئے تا اُٹھانیں سہولیت ہو۔ مگر اتفاقًا ایسا ہوا کہ کھانے کے لئے آٹا نہ رہا سخت بھوک لگی۔ تو یہ تجویز کی کہ فی الحال ان بتوں کو توڑ کر کھا لیتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ گویا یہ تو ان کے خدا تھے۔ شراب نوشی کا یہ عالم تھا کہ گھر گھر میں شراب کھینچی جاتی۔ اور یہ ایسی ام الخبائث ہے کہ آدمی متوالا ہو کر ماں اور بہن اور لڑکی کو نہیں پہچانتا۔

پھر شرک جو تفرقہ قومی اور بزدلی کی جڑ ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل یہ سب برائیاں دور ہوگئیں اوران کی بجائے کئی خوبیاں اس قوم میں آگئیں جزا وسزا کے مسئلے پر ایمان لائے۔ ماں باپ کی تعظیم سکھائی۔ لین دین کے معاملات میں راستبازی پیدا کی پردیسیوں کے حقوق بتائے۔ غلاموں پر رحم کرنا سکھایا۔ عورتوں کے حقوق قایم کئے کہ ولھن مثل الّذی علیھن بالمعروف کی تعلیم دی۔

ان تمام مہربانیوں کا تصور کرکے مومن یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی تو میرے پیارے نبی کی عزت و درجہ کو ترقی دے۔ اپنی خاص رحمتوں کا نزول فرمائیو۔ اپنی برکات نازل کیجیو۔ برکہ کہتے ہیں حوض کو جس میں اردگرد کا پانی جمع ہو جائے گویا دعا کی کہ تمام سعید روحیں اس دین اسلام میں شامل ہوں۔ رسول اکرم کے جھنڈے کے نیچے آجائیں۔ پھر ہم بھی دین کے لئے سلامت رہیں۔ اس کے نواب وخلفاء پر خاص سلامتی ہو۔ فرمایا التحیّات للّٰہ والصّلوات والطیّبات کو خلاصہ اشھد ان لاالٰہ الّا اللّٰہ میں دُہرایا۔ اور خود نبی کریم کی سلامتی اور اس کی رسالت کی گواہی دی۔

فرمایا جو لوگ توجّہ سے قرآن پڑھتے ہیں ان کو بعض اوقات ایک بادل نظر آتا ہے۔ شریعت کی زبان میں اسے سکینہ کہتے ہیں۔ ملایک کے نزول کا نشان ایک بادل ہے پھر اس سے بڑھکر بارش۔ ھل ینظرون الّا ان یاتیھم اللّٰہ فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ۔ اور وینزل علیکم من السّماء ماء لیطھرکم یہ ہیں بتا دیا ہے کہ وہی ابر باراں مسلمونکی فتح اور کفار کے عذاب کا موجب ہوا میدان جنگ میں سپاہیوں کو اونگھ آنا۔ کامیابی کی علامت ہے۔ اور بارش کیسا تھ ملایک کا نزول ہوا۔ جس سے اُن کے قدم بظاہر ریت میں جم گئے۔ باطن میں استقلال حاصل ہوگیا۔

(۲) فرمایا ذالکم فذوقوہ کے ساتھ وانّ للکفرین عذاب النار۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ جنگ کا عذاب تو سب کو سہنا پڑیگا۔ مگر چونکہ کچھ مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ اس لئے فرمایا جو کفر کرنے والے ہیں ان کو عذاب نار بھی ملیگا۔

ایک رخصت ہوکر باہر جانیوالے نوجوان کو فرمایا کامیابی کا گُر یہ ہے کہ اللہ پر ہر حال میں بھروسہ رکھو۔

(۲) جن کو اللہ نے تمپر حاکم کیا ہے۔ اس کی خلوص کے ساتھ پوری پوری فرمانبرداری کرو۔

(۳) اپنا کام دیانت۔ امانت۔ ہوشیاری سے کرو

قریباً یورپ کے ہر ملک میں مساجدیں تیار ہو گئی ہیں - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ممالک میں نہ صرف ایک دو آدمی بلکہ جماعتوں کی جماعتیں رہتی ہیں - اور وہ اپنے مذہبی معاملات میں دلچسپی رکھنے والی ہیں - کیونکہ اگر وہ اس قدر نا واقف ہوتیں تو ہزاروں اور لاکھوں کے خرچ سے مساجد کیوں تیار کی جاتیں خود انگلینڈ میں لیورپول میں ایک عظیم الشان مسجد ہے اور قرآن شریف تو اسقدر کثرت سے مسلمانوں کو یاد ہے کہ جو لوگ مغز اسلام سے نا واقف ہیں وہ بھی قرآن شریف کی کچھ نہ کچھ عبارت یاد رکھتے ہیں - تو ایسی صورت میں جبکہ مسلمان ہر ایک علاقہ میں اور ملک کے ہر گوشہ میں موجود ہیں - پھر قرآن شریف کی آیات کے متعلق تحقیقات کرنے میں کیا مشکلات پیش آسکتی ہیں -

۲ - یہ مشکل ہوتی ہے کہ وہ مذہب تو مشہور ہو اور اس کے پیرو بھی بہت کثرت سے ہوں مگر وہ کتاب جس کی طرف وہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوں قریباً معدوم ہو - اور اس کا ملنا بہت دشوار ہو اور وقت طلب ہو - اور بہت کچھ عرق ریزی کرنیکے بعد اس کا پتہ مل سکتا ہو - تو اس صورت میں سُنی سنائی بات پر بھی انسان کچھ لکھ سکتا ہے - اور اس کو حوالہ کے طور پر استعمال کر سکتا ہے گو کہ یہ حوالہ اسوقت تک قابل اعتبار نہ ہوگا - جب تک کہ اس کی نسبت کوشش کرکے اس کی سچائی دریافت نہ کر لی جائے جیسے کہ وید ہیں - کہ خود بڑے بڑے عالم ہندوں تک نے اُن کو پڑھنا تو الگ دیکھا تک بھی نہیں - یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ خود پنڈت دیانند صاحب نے سنسکرت میں چاروں وید نہیں پڑھے تھے - واللہ اعلم بالصواب پس اگر کوئی وید کا حوالہ دینا چاہے تو وہ بھی سنسکرت میں اور اس کے راستہ میں بہت سی مشکلات ہوں تو مجبوراً اسے دوسرے لوگوں کی تحقیقات پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا - مگر قرآن شریف کی نسبت تو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا - کیونکہ اس کے لاکھوں کروڑوں نسخے میں موجود ہیں + اور خود یورپ میں کئی دفعہ چھپ چکا ہے -

۳ - یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب ہے بھی عام اور اس کے پیرو بھی کثرت سے ہیں - مگر اس کے نسخوں میں بڑا اختلاف ہے - اور ایک نسخہ دوسرے نسخے سے نہیں ملتا - تو اس صورت میں یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ ہمنے ایک اور نسخہ سے حوالہ دیا ہے - مگر قرآن شریف کے متعلق یہ عذر بھی قابل سماعت نہیں کیونکہ اسکے لاکھوں کروڑوں نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں نکالا جا سکتا - اور کسی کی طاقت نہیں کہ اس کے بیشمار نسخوں میں اختلاف دکھا سکے -

۴ - یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب ایسی زبان میں ہے کہ اس کے بولنے والے اور سمجھنے والے اب مل نہیں سکتے اور اگر ملتے بھی ہیں تو وہ بھی مثل عنقا مثلاً آئس لینڈ کی پرانی زبانیں یا فنلینڈ کا پرانا لٹریچر یا قبطیوں کی بہت پرانی زبانوں کی تحریرات ان کے حوالجات میں اگر کوئی غلطی ہو تو قابل معافی ہو مگر قرآن شریف جس زبان میں ہے اس کے بولنے والے اسوقت کروڑوں کی تعداد میں مل سکتے ہیں اور ہر ایک ملک میں مل سکتے ہیں - اور جو بتا سکتے ہیں کہ یہ قرآن شریف کی عبارت ہے اور یہ کسی اور کتاب کی سو اس موقعہ پر یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا کہ راقم مضمون کے لئے اس زبان کی تحقیقات میں بھی بڑی بڑی مشکلات تھیں -

۵ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کتاب ایسے زمانہ میں لکھی جائے کہ اس وقت امن نہ ہو یا خط و کتابت کے ذرائع میں دقتیں ہوں یا سفر میں مشکلات ہوں یا ان قوموں کے آپس میں تعلقات نہ ہوں - مگر یہ سب باتیں آجکل نہیں ہیں امن ایسا ہے کہ کبھی نہ ہوا تھا - خط و کتابت کے ذرائع ایسے ہیں - کہ ایک آنہ کے لفافہ میں ہزاروں کوس سے مشورہ طلب ہو سکتا ہے - سفر میں وہ سہولتیں ہیں - کہ مہینوں کا راستہ گھنٹوں میں طے ہوتا ہے - خود مسیحی گورنمنٹوں کے ماتحت مسلمان بستے ہیں - جس سے تعلقات کا پتہ خوب لگ سکتا ہے !

پس کوئی صورت بھی ایسی نہیں کہ جس میں اس عالم مورخ کو معذور قرار دیا جا سکے - مسلمان اس جگہ موجود ہیں - قرآن شریف کی لاکھوں کاپیاں موجود ہیں - اور خود یورپ میں چھپ چکی ہیں - پھر اس کے نسخوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے - پھر یہ کسی ایسی زبان میں نہیں ہے جو اس زمانہ میں بولی نہ جاتی ہو - اور جسکے جاننے والے مشکل سے دستیاب ہوتے ہوں - پھر یہ تاریخ ایسے زمانہ میں نہیں لکھی گئی کہ جو تحقیقات میں مشکلات پیدا کرتا ہو - نہ یہ جہالت کے زمانہ میں لکھی گئی ہے - پس سوائے اس کے اور کچھ وجہ نہیں معلوم ہوتی - کہ مذہبی تعصب کے جوش میں قرآن شریف کا سقم بتانیکے لئے جو عبارت سامنے آئی - اسی کو اس کی طرف منسوب کر دیا -

دوسری بات جو اس حوالہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے - کہ راقم مضمون عربی زبان سے محض نا واقف ہیں - کیونکہ جو عبارت آپ نے نقل کی ہے - اس کا مطلب بھی کچھ نہیں بنتا - جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں ان الحیا میں اسم انّ تو ہے اور اس کی خبر ہے ہی نہیں[سلہ] - جس سے کچھ معانی معلوم ہو سکیں اور کہیں کی اینٹ کہیں کے روڑے سے یہ عجیب عمارت بنا کر آپ نے کھڑی کر دی ہے اور اگر اس عبارت میں ایک ایسے شاعر کا مصرعہ نہ ہوتا - جو کہ رسول اللہ کے خدام میں سے آپ کی کئی سو سال بعد ہوا ہے - اور عربی کی ناواقفیت کی وجہ سے کہیں کی عبارت کہیں نہ ملائی ہوئی ہوتی - تو کوئی تعجب نہیں کہ کچھ مدت کے بعد مسیحی پادری اور آریہ بھائی شور مچا دیتے کہ دیکھو قرآن شریف میں تحریف ہو چکی ہے جیسے کہ ایک پرانے نسخہ سے ثابت ہوتا ہے - مگر لا یفلح الساحر حیث اتیٰ

سلہ چونکہ دوسری سطر پڑھی نہیں جاتی اسلئے پہلی سطر سے ہی اندازہ کیا جاتا ہے جو اصل کتاب میں انّ کی خبر ہے وہ اس جگہ درج نہیں ہے -

جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے عقلمند لوگوں پر یہ کھل ہی گیا ہوگا۔ کہ اسلام کے متعلق جو کچھ اس تاریخ پر لکھا گیا ہے وہ کہانتک قابل اعتبار ہے۔ مگر باوجود اس کے عالم مورخ ہا اپنے اس مضمون میں لکھتا ہے کہ قرآن شریف کی عبارت (نعوذ باللہ) بالکل بے جوڑ ہے۔ اور اس کا کوئی مطلب نہیں نکل سکتا اور لکھتا ہے "تفاخرانہ" الفاظ اور بہلانے والی باتیں اور وہ کثرت سے آنیوالے بیوقوفانہ فقرات جنکا حقیقتاً کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ قرآن شریف میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اور نظم خیال کئے جاتے ہیں" آگے چلکر لکھتا ہے۔ "لیکن اگر ہم اپنی رائے دیں (قرآن شریف کے متعلق) تو ہم کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ عربی کی مشہور پرانی کتب میں سے ہمیں کوئی ایسی کتاب معلوم نہیں۔ جو کہ مذاق سلیم اور حقیقت سے ایسی خالی ہو اور ایسی حد سے زیادہ بات کو لمبا کرنیوالی اور تھکا دینے والی ہو۔ جیسے کہ قرآن (ترجمہ انگریزی) (نعوذ باللہ من ذٰلک) جس سے راقم مضمون کی علمیت اور بے تعصبی پر اچھی روشنی پڑتی ہے۔ بیشک ہم مانتے ہیں کہ وہ قرآن جس میں سے آپ نے مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم جس قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں وہ یہ ہے کہ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف سے اترا ہے کہ جس کے مقابلہ میں کسی کی طاقت نہیں ہوئی۔ کہ آجتک ایک آیت بھی پیش کرسکے۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ اس تحقیقات اور اس عربی دانی پر آپ کو اتنے بڑے دعوے کی جرأت کس طرح ہوئی۔

میرے خیال میں کل مسلمانوں کو اخبار ٹائمز کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اس عظیم الشان غلطی کا ازالہ کرے۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ یہ تحریر جن مسلمانوں کا دل دکھانیوالی بات ہے۔ خلاف واقعہ بھی ہے"

علماء اسلام کی توجہ کے قابل

علماء اسلام کو اپنے اندرونی جھگڑوں اور ذاتی مناقشوں سے ہی فرصت نہیں۔ جو وہ ان امور کی طرف توجہ کرسکیں جو مختلف صورتوں میں اسلام کے لئے مضر اور اہل اسلام کو نقصان پہونچانیوالے ہیں۔ حال میں ایک مقدمہ کا فیصلہ اخبارات میں شایع ہوا ہے۔ کہ ایک مسلمان عورت نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ تو شوہر کے حقوق زایل ہوگئے۔ یہ مقدمہ شروع میں علیگڈھ کے منصف کے اجلاس میں حقوق زن و شوہر کے متعلق پیش ہوا تھا۔ عدالت نے مدعی کا دعویٰ خارج کر دیا۔ اور آخر ہائی کورٹ تک یہ فیصلہ بحال رہا۔

اس قسم کے مقدمات آئے دن کہیں نہ کہیں ہوجاتے ہیں۔ اور اس سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ میں دینی فتوٰی دینے کا حق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ کام علماء اسلام کا ہے۔ انہیں اسکے نتایج پر غور کرنا چاہئے۔ جبکہ عیسائی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ تو پھر اگر ایک عورت شرارتاً عیسائی مذہب اختیار کرتی ہے۔ تو وہ رشتہ زوجیت سے کیونکر نکلسکتی ہے؟ یہ سوال ہے کہ جس پر غور کرنا اور صحیح اجتہاد کرنا علماء اسلام کا کام ہے۔ وہ اس کے متعلق اپنی آواز اٹھائیں۔ مسٹر امیر علی بالقابہ نے قانون اسلام میں ایک جملہ یہ بھی تحریر فرمایا۔ کہ اگر کوئی عورت کوئی مذہب اپنی دینی بہتری کے لئے عیسائیت وغیرہ قبول کرے تو شادی کا حق زایل نہیں ہوتا۔

اس قسم کی تحریرات کے باوجود بھی ہائی کورٹ نے اس فیصلہ کو پنجاب چیف کورٹ کے ایک فیصلہ کی نظیر پر خارج کر دیا ہے۔ اگر علمائے اسلام توجہ نہیں کریں گے۔ اور اس کے متعلق وہ صحیح فتوی پیش نکریں گے تو یہ نظیر آئیندہ سخت نقصان رساں ہے۔ خدا کے لئے اے علمائے اسلام اپنی ذاتی کاوشوں کو چھوڑ دو اور ان باتوں کی فکر کرو۔ جو مسلمانوں کو نقصان پہونچانیکے لئے مختلف طریقوں سے اختیار کی جا رہی ہیں۔ اس مضمون پر کھول کر لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام ہے علمائے اسلام کا۔ بہتر صورت سردست یہ ہوسکتی ہے کہ ایک استفتا طیار کیا جاوے اور اس پر اسلام کے مختلف فرقوں کے علماء اور مجتہدین کے دستخط ہوں۔ اور اسے ایک میموریل کے ذریعہ گورنمنٹ میں پیش کیا جاوے۔ مسلمان اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کو اپنے اخبارات میں چھیڑیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ کی طبیعت پھر کسیقدر ناساز رہی۔ مگر باین آپ اپنے کام خدمت دین و تلقین مسلمین میں معروف رہے۔ درس برابر جاری رہا۔ اور نمازوں میں امامت اور دیگر کام۔ مریضوں کا علاج۔ مہمانوں سے ملاقات۔ وغیرہ جمیع مشاغل اسی طرح پر ادا کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا ناصر ہو (آمین)

۲۔ صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سلمہ الاحد کے بچہ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود مغفور کے قدموں میں جگہ پائی۔ حضرت مسیح موعود کے اہلبیت نے صبر اور رضا بالقضا کا پورا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرماوے۔

۳۔ ووکنگ مشن نومسلم عبدالسلام ہاریسن۔ اور عبداللہ سمتھ ۱۹۔ اگست سے آئے ہوئے ہیں۔ آج مسجد اقصٰی میں حاجی عبدالسلام ہاریسن کا لیکچر انگریزی میں ہوا۔ خواجہ صاحب نے ترجمہ سنایا۔

۴۔ نواب صاحب قبلہ ۱۹۔ اگست کو مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو

(آمین)

انتیسواں ۲۹ پارہ

ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں ۲۹ واں پارہ الحمد للہ شایع ہوگیا۔ چونکہ اس کے طبع کا انتظام لاہور میں کرنا پڑا۔ اس لئے چھپائی میں نقص رہ گئے۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ وہ طیار ہو کر شایع ہوگیا۔ خریداروں کی خدمت میں جا رہا ہے۔

تیسواں ۳۰ پارہ بھی چھپنا شروع ہوگیا ہے اور نصف کے قریب پریس میں جا چکا ہے+ ایڈیٹر

اِس تحریک کو سُست نہ ہونے دو

پچھلے دنوں جو تحریک کسی گریجویٹ کو ولایت بھیجے جانے کے متعلق کی گئی تھی۔ اس لئے اس ہفتہ صرف ایک بھائی کا خط آیا ہے کہ وہ اس کے اخراجات سفر کی مد میں پانچ روپیہ اور اخراجات ماہواری کے سلسلہ میں ایک روپیہ دیں گے۔ یہ مخلص بھائی کوئی بڑے دولتمند اور صاحب جاہ ضرور ہیں۔ یعنی حکیم صالح محمد صاحب ساکن سانگلہ۔ اس تحریک میں اس وقت تک بہت سا چندہ لکھا جانا چاہیئے تھا۔ مگر نہیں معلوم کیوں سُستی سے کام لیا جاتا ہے ؛ یہ تحریک انشاء اللہ العزیز ایک بابرکت اور مُفید تحریک ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس میں ضرور کامیابی ہو گی۔

مختلف مقامات کی انجمنیں جن کی تعداد ایک سو سے اوپر ہے۔ اور اگر دو روپیہ ماہوار اور پانچ روپیہ یک مشت اس چندہ میں دیں تو بھی یہ مطلوبہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔ بہرحال مجھے اس کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تجویز کی اہمیت پر میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ اب سرپرستان الحکم کا فرض ہے۔ کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ بابرکت کرنا اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ اگر اس تحریک کو بامراد بنانے میں سُستی ہوئی۔ تو سمجھ لیا جاویگا کہ **ولایتی وفد** کا سوال ابھی بہت عرصہ کے بعد جا کر شاید حل ہو سکے۔ سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے یہ بہترین موقعہ ہے کہ ایک گریجویٹ سر دست ولایت میں بھیجا جاوے۔ جو کسی شعبہ میں تعلیم پائے۔ اور ساتھ ہی سلسلہ کی ایجنسی کا کام دے۔ لوگوں کو ملنے جُلنے سے سلسلہ کے متعلق صحیح علم پھیلایا جا سکتا ہے اور وہاں کام کرنے کے طریقوں سے واقفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

غرض بہت سے فوائد مدنظر ہیں۔ پس احباب توجّہ کریں اور اس ضرورت کو پورا کریں۔ وہ پھر یاد رکھیں کہ سفر خرچ کے لئے سات سو روپیہ کے قریب اور ماہواری اخراجات کے لئے دو سو روپیہ کے قریب درکار ہیں پس ماہوار اور یکمُشت چندے ہونے چاہئیں۔

حادثات مُنہ پھیلائے ہوئے ہیں

آخری زمانہ کے آثار اور علامات میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب پورا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور رحمۃ اللہ تعالےٰ نے آنیوالے حادثات اور واقعات کا جو علم منکشف کیا تھا۔ ان واقعات کا ظہور بھی۔ دنیا کے مختلف حصوں میں ہو رہا ہے **خطرناک سیلاب** کی پیشگوئی مختلف مقامات پر پوری ہو چکی ہے۔ اور معلوم نہیں ابھی اسکا دامن کسقدر وسیع ہے۔ جاپان جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں حیرتناک ترقی کر کے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا تھا۔ ایک خطرناک طوفان کا نشانہ ہوا ہے۔ یہ طوفان سیلاب کے رنگ میں آیا ہے اور اُس نے ٹوکیو کو برباد کر دیا ہے۔ ۱۱-۱۲- آدمی مر چکے ہیں یا مفقود الخبر ہیں۔ اور ہزاروں بے خانمان پھر رہے ہیں بھوک کی آفت اور مصیبت مزید برآں ہے۔ کروڑوں روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے +

تفصیلی حالات آئندہ لکھے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

اس قسم کے واقعات کیا بتاتے ہیں؟ یہی کہ دنیا کا دَور آخر ہے۔ اور خداتعالیٰ کی فوق الفوق ہستی اپنی قہری تجلیوں سے مادہ پرست قوموں کو اپنا چہرہ دکھانا چاہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں دہریّت اور مادہ پرستی کا راج ہو رہا ہے اسباب کے گرویدہ لوگوں نے خداتعالیٰ کا اقرار کرنا ایک لغو حرکت سمجھ رکھا ہے۔ مگر وقت آ رہا ہے کہ مشرقی اور مغربی قوموں کو نیازمندی کے ساتھ خداتعالیٰ کی طرف رجوع کرنا پڑیگا۔ کیونکہ واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ اُنکے اپنے مجوّزہ اسباب انہیں ان حادثات سے نہیں بچا سکتے۔ جو اپنا مُنہ پھیلائے ہوئے قہری تجلی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ آمین۔

یہ نشانات آیات ہیں جو خداتعالےٰ کے برگزیدہ بندے کی سچائی کے گواہ ہیں۔ مبارک وہ جو انسے فائدہ اُٹھائیں۔

لنڈن ٹائمز کی خطرناک غلطی کا اظہار

ولایت کے مشہور و معروف اخبار لنڈن ٹائمز کے کارخانہ سے پچیس۲۵ جلدوں کی ایک تاریخ شایع کی ہے اسے شایع ہوئے تین سال ہو چکے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں نے اُسے پڑھا ہو گا۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ مگر نہایت ہی افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق جو غلط فہمی اس کتاب کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے اس کے دور کرنے کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہوئی اور کسی غیور مسلمان کو حوصلہ نہ ہوا کہ وہ اسکی بیہودگی سے پبلک کو آگاہ کرتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی حس اور حرارت کیسی سرد ہو رہی ہے۔ یا وہ کم از کم اپنے مذہب سے کسقدر ناواقف ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ پڑھنے والوں نے محض اسوجہ سے کہ **لنڈن ٹائمز** کا دفتر ایسی زبردست کتاب شایع کرتا ہے۔ خیال بھی نہیں کیا ہو گا۔ کہ اس نے فی الواقعہ کوئی غلطی بھی کی ہے۔ بہرحال حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اس کتاب کو پڑھا تو آپ نے اس کی پردہ دری کے لئے قلم اُٹھایا اور اپنے رسالہ میں **تعصب کے پردہ کے عنوان** سے ایک مضمون شایع کیا ہے یہ مضمون مِن قابلیت سے لکھا گیا ہے۔ وہ حضرت صاحبزادہ ہی کا حق ہے۔

اس مضمون کی عام اشاعت کی ضرورت ہے اور مسلمان اخبار نویسوں کا فرض ہے کہ وہ اس کو اپنے اخبارات میں شایع کریں اور انگریزی اخبارات اسے ترجمہ کر کے چھاپ دیں۔ اس قسم کے مضامین کی عام اشاعت کی ضرورت ہے میرا خیال ہے کہ کوئی مسلمان اخبار ایسا نہ ہوگا۔ جو اسے اپنے جریدہ میں شایع نہ کریگا اور اگر انہوں نے **خاموشی** اختیار کی تو نہایت افسوس کے ساتھ مذہبی **بیغیرتی** کا داغ اُن کے ماتھے پر لگیگا۔ ایڈیٹر۔

(صفحہ ۸ شروع سے مطالعہ فرماویں)

تعصب کا پردہ

پچھلا کالم صفحہ ۳ ضرور ملاحظہ فرمائیں

افراط تفریط کے نتائج ہمیشہ برے ہوتے ہیں۔ ہر ایک بات موقعہ پر ہی اچھی لگتی ہے۔ نمک مرچ تک جن کے بغیر ہم باشندگان ہند کھانا ہی نہیں کھا سکتے اگر حد سے بڑھیں تو طعام کا لطف ہی جاتا رہتا ہے۔ ہڈی جو انسان کا اپنا حصہ ہے اگر زیادہ ہو جائے تو ڈاکٹر کو کچھ روپیہ دیکر نکلوا دیجاتی ہے۔ بات اگر بڑھ جائے تو اس کے نتیجے سب جانتے ہی ہیں۔ زبان و قلم سے انسان دنیا میں عزت بھی دیکھتا ہے۔ مگر یہی اس کے سولی پر چڑھانے کے باعث بھی ہو جاتے ہیں۔ یورپین مورخین نے حاطب اللیل کی طرح مختلف نشانات سے جو تاریخی واقعات اخذ کرنے شروع کئے تو اس میں ایسی ایسی ٹھوکریں بھی کھائی ہیں جو کسی طرح نظر انداز نہیں کی جاسکتیں۔ پچھلے دنوں میں جو ایک خطرناک غلطی کی گئی ہے۔ وہ صرف جہالت کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے پردہ میں تعصب بھی جھلک مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

لنڈن کا اخبار ٹائمز ایسا مشہور ہے کہ اکثر اخبار خواں اس کے نام سے واقف ہوں گے۔ اس نے ۱۹۰۷ء میں ایک تاریخ پچیس جلدوں میں چھاپ کر شائع کی ہے۔ جسے اس وقت کے مشہور یورپین مؤرخین نے لکھا ہے۔ اور کل پچھلی مستند کتب سے اس کے لئے ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے اور بڑے بڑے علماء کے ماتحت اس کی اشاعت ہوئی ہے اور چونکہ کل دنیا کی تاریخ ہے۔ اس لئے سو ڈیڑھ سو صفحہ اسلام کے حالات کے لئے بھی وقف کیا گیا ہے۔ مگر میں نے جہانتک اسے دیکھا ہے کوئی موقعہ خالی نہیں جانے دیا گیا۔ کہ جہاں نیش زنی نہ کی گئی ہو۔ سیدھی باتوں کو تیڑھا کر کے دکھایا گیا ہے۔ مگر یہ سب الزام تو اتنا کہنے سے حل ہو سکتا ہے۔ کہ ہمنے اپنی تحقیقات میں یہی واقعات صحیح پائے ہیں مگر چند باتیں ایسی ہیں کہ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان کے متعلق کوئی معقول جواب پیش کیا جاسکے۔

قرآن شریف کوئی ایسی کتاب نہیں کہ جو ویدوں کی طرح تاریکی میں پڑی ہوئی ہو۔ جس کے جاننے والے دنیا کے ہر ملک میں نہ مل سکتے ہو۔ اور جس کا پڑھنا اور سمجھنا مشکلات سے ہو۔ نہ یہ بائبل کی طرح مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر اپنی اصل سے دور جا پڑی ہے۔ کہ جس کے لئے یونان اور روم کے قدیم کتب خانوں کی تلاش کرنی پڑے نہ زردشتیوں اور بدھوں کی کتب کی طرح سکندر رومی اور لشکر اجارج کی دست برد میں آچکی ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں حافظ ہر زمانہ اور ہر ملک میں موجود رہتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے اس ظلمت کے زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں کاپیاں اسکی شائع ہو چکی ہیں۔ اور دنیا کے ہر حصہ میں موجود ہیں۔ ایشیا اور افریقہ ہی نہیں خود سینٹ پیٹرزبرگ اور پیرس کے چھپے ہوئے قرآن مجید مل سکتے ہیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھ جاؤ اور ہر زمانہ کے نسخوں کا آپس میں مقابلہ کرو تو ان میں ایک لفظ کا فرق نہیں پایا جائیگا۔ پھر ایسی مشہور اور معروف اور سہولت سے دستیاب ہونیوالی کتاب کا حوالہ اگر کوئی غلط دے تو سوائے اس کے کہ اس کے ایسے فعل کو تعصب کی طرف منسوب کیا جائے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے آٹھویں والیوم میں صفحہ ۳۷۶ پر اسلام کے متعلق مضمون لکھنے والا (اس کا نام نہیں معلوم ہو سکا) ایک عربی عبارت نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قرآن شریف کے ایک پرانے نسخہ سے نقل کی گئی ہے۔ اور عبارت یہ ہے۔

ولن یفوت الغنی منہ یدًا تربت ان الحیا
وجز متقلدًا و خف طف مو کلا بمنقو ل۔

اس کی دوسری لائن تو اچھی طرح پڑھی نہیں جاتی مگر پہلی سطر قصیدہ بردہ کے ایک شعر کا ایک حصہ ہے جو کہ علامہ بوصیری نے رسول اللہؐ کی تعریف میں آپ کی وفات کے کئی سو سال بعد کہا ہے[ف] اور وہ پورا شعر یہ ہے۔

ولن یفوت الغنی منہ یدًا تربت
ان الحیا تنبت الازھار فی الاکم

جو اس شعر کا نشان شدہ حصہ ہے۔ جو یہ عالم مؤرخ بیچ کچھ اور زیادتی کے قرآن شریف کے نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اور لطیفہ یہ ہے۔ کہ عبارت جو نقل کی گئی ہے وہ بھی پوری نہیں۔ ایک حصہ تو علامہ بوصیری کے شعر کا لے لیا ہے اور ایک حصہ کسی اور کتاب کا اور دو ٹکڑے اس خوبی سے ملائے ہیں کہ ان کے معنے بھی کچھ نہیں بن سکتے۔ کیونکہ پہلی سطر میں جو انّ الحیا۔ آیا ہے۔ اس کے معنے ہیں "تحقیق بارش" اور آگے اس کی خبر نہیں آئی۔ کہ بارش کو کیا ہو گیا یا وہ کیا کرتی ہے کہ جس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ راقم مضمون اول درجہ کے متعصب ہیں کہ ان کو اتنا خیال نہیں آیا کہ ایک عظیم الشان مذہب کے متعلق کچھ لکھنے لگا ہوں۔ کچھ تحقیقات ہی کر لوں اور قرآن شریف کے کسی نسخہ سے یہ عبارت ملا تو لوں کہ واقعی یہ اس میں ہے بھی کہ نہیں۔ کیونکہ کسی مذہب کے متعلق صحیح حوالہجات دینے میں بھی چند دقتیں ہو سکتی ہیں کہ

ایک۔ تو وہ مذہب ایسا گمنام اور غیر معروف ہو کہ اس کے پیرووں کا ملنا یا ان کی کتابوں کی صحیح کیفیت کا دریافت کرنا ایک مشکل بلکہ ناممکن امر ہو جائے۔ مگر اسلام اس مد میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو شروع سے لیکر آجتک کے اپنے مخالفوں کی نظروں میں کھٹکتا رہا ہے اور اگر کسی مذہب سے اس بات کا خوف کیا گیا ہے کہ اس کی تعلیم پھیلی تو یہ اپنی سادگی اور سچائی کی وجہ سے کل مذاہب عالم کو نیست کر دے گا۔ تو وہ یہی ایک مذہب ہے۔ کہ جس کی وجہ سے تمام مذاہب کا وار ہمیشہ اسپر چلتا رہا ہے مع اور تیرہ سو برس سے آجکل یہ کل فرقہائے باطلہ کا ہدف بنا رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کوئی ملک نہیں کہ جس میں مسلمان نہ پائے جاتے ہوں۔ اور خصوصاً ان ولو

[ف] معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ایڈیٹر کو کہیں یہ قصیدہ ہاتھ آگیا ہے اور آپ بوجہ نہ سمجھ سکنے کے [illegible]

انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

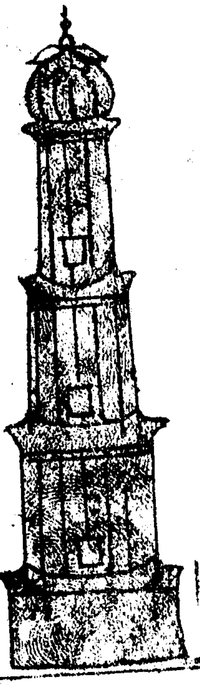

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے . . . . . . ۵؍

خواص سے . . . . . . عہ

ہندوستان سے باہر . . . . . ہے

غیر مذاہب اور

غیر مستطیع احباب

سے صرف . . . . . . ۱۲؍

چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیاں بینی

الحکم

۶ سنہ ۱۹۱۰
جلد ۱۴

الایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دار الامان)

دوا ہینی شفا ہینی غرض دار الاماں ہینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو ترجیح دیتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے اجزا سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستی پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ . . . . کیونکہ یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پراثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات مفت۔

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے :۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی۔** (تار کا پتہ)۔ ہیڈ لیسنز دہلی۔

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار رہتے ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے؟ آپ ضرور خود سے سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں کبھی ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو باتین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے انتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جاوے گا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہے۔ جگر کی شکایت ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پیٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب۔ یعنی دل۔ دوار۔ یعنی چکرانا درد سر نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈنس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورہ الصدر مرضوں کو ہٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو انتوں میں سے نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں۔ قیمت ۸/ اور بارہ آنہ والی شیشی ۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۸/ والی شیشی سے ڈیوڑھی ہے۔

کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔

ٹعن پی اوس یاکس کمپنی بمبی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگرچہ سست یا تھک گئی ہو پژمردہ۔ اور بھوک تو اس کو تھوڑا اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں ایک ازوق پیدا ہو جائیگا۔ اور وہ خوش و خورم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت ۴/ ہے ہر ایک گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے

	قیمت فی شیشی
(۱) اکسیر نمبر ۱۔ دافعہ مرض ہیضہ	۴/
(۲) اکسیر نمبر ۴۔ دافعہ مرض پیچش	۴/
(۳) اکسیر نمبر ۲۔ دافعہ درد پیٹ	۴/
(۴) اکسیر نمبر ۳۔ برائے جلاب	۴/
(۵) اکسیر نمبر ۸۔ دافعہ مرض کھانسی	۴/
(۶) اکسیر نمبر ۱۱۔ آنکھوں کے لئے نہایت ٹھنڈا سرمہ	۴/
(۷) اکسیر نمبر ۱۹۔ گولیاں دافعہ بخار	۴/
(۸) اکسیر نمبر ۱۸۔ دافعہ درد داڑھ	۴/

[illegible]

[illegible]

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر اور ویک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس کے مطالعہ کے اوشد ہالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرمایں +

ملنے کا پتہ:۔ کوی راج کانشی رام وید کوی رتن لنگے منڈی لاہور۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

[illegible]ستانی دواخانہ دہلی کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو [illegible]

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمائش پر وہ اپنا اصلی اثر دکھاتی [illegible]

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی اور پورے اجزا سے

[illegible] سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں واجبی لیجاتی ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

[illegible] دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جنکی تعداد پانچسو تک پہنچتی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

[illegible] انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ ۔ جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت خاص حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں [illegible]ست ادویات مفت!

خط کا پتہ! بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ **منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ:۔ **میڈی سنز**

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

[illegible]ں کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک [illegible]
[illegible] کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک [illegible] لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں ایک شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال [illegible]
[illegible] کو اسکے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۳۰۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری [illegible]
[illegible] وطبع دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے [illegible]
[illegible]ن ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر ہائڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہٗ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات [illegible]
[illegible] میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں گردوں یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو آنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو [illegible]
[illegible] درست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ہوں تو بھی پٹ کر رہ جائیں ہندوستان اور انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کے لیکچراروں [illegible]
[illegible] کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز مدت کے استعمال [illegible] دن بدن ترقی کرتی ہوئی ملک اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری ہے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت [illegible]
[illegible] کی جیسے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروائی حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہوتے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے [illegible]
روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوائی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے [illegible] وآبداری حاصل [illegible]
[illegible] آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نازیبا حرکت سے لاحق ہو گئے ہوں انکے دفع کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی۔ ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب [illegible]
[illegible] ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیلئے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری لاغری بردفعی [illegible] اگر ایسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیگا تو بجا ہے [illegible]
[illegible] بزدلی کو جوانمردی [illegible] کا بنا دینا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) روح حیات کے علاوہ [illegible] دوائی جو صرف [illegible]
[illegible]

مسلم ٹریڈنگ کمپنی ... کارخانہ ہارمونیم باجہ

خریدیے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ والپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جاوے قیمت نہایت ہی ارزان

ہارمونیم سیکھنے کی کتب	ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ	سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ
چراغ ہارمونیم ۱۲ /		
رہبر ہارمونیم ۱۲ /		مبتدیوں کیلئے مفید
ہارمونیم اوستاد ۸ /		جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیئے
کلید ہارمونیم ۴ /		اسمیں سر دونکا ایک سٹ لگا ہے قیمت درجہ اول ...
ہارمونیم کورس ہر دو حصہ ۸ /		درجہ دوم ...
ہارمونیم گائیڈ		ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ
ہر چہار حصہ فی حصہ ۸ /	خواہ کرسی پر بیٹھکر دونوں ہاتھوں سے بجائے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ...	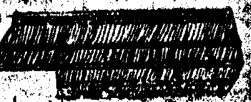
ہارمونیم سیکھنے کی کتاب ۸ /	درجہ دوم ...	آواز نہایت ہی سریلی و بلند
طبلہ سیکھنے کی کتاب ۸ /	نوٹ ـ ہر آرڈر کیساتھ ایک ... آنے	اس باجہ میں بیسٹ سر دوں کے لگے ہوئے ہیں
ستار سیکھنے کی کتاب ۵ /	چاہئیں نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام لکھنا ضروری ہے	قیمت درجہ اول ... درجہ دوم ...
ملنے کا پتہ: مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور		

تمام خواستیں و ترسیل زر بنام منیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئیں

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے اسنے ان کے بچوں کو تندرست کیا ہے اور ایسا ہی خوش قسمتی نقریب ... اسکو ... بچے ہیں ... بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو زیادہ تندرست بنا دیتا ہے فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نشان ... ماہی گیر ایملشن کا جو اسکاٹ کے طریقہ ... شناخت کا نشان ہے ... خیال نہیں ... جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ ... لندن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کیلئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ کم از کم ہر مہینے میں ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقائق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس کی ... اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ میں

تفسیر سورۂ بقرہ

... تک پانچ پارے شائع ہو چکے ہیں

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری معجونوں کی ... آج ... کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہے۔ ... اول ... قوائے تناسل کے متعلق ان ... کی وجہ سے عام طور پر ... کی شکایت ... معجون ... بیماری ہے جسکے چند روزہ ... متعلق قوائے تناسل انشاء اللہ ... ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ ... کر کہا ... سے ... ہوتی ہے اور اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس

طلاء طلسمی سے پیرانہ سالی کے ... امراض لاحق ہو ... اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون ... انشاء اللہ اسکو پائیے قیمت ...

سرمہ سلطانی آنکھوں کی کل بیماریوں ... للہ قوت بصارت ...

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں ... اور دانت ... سنون کا کام ہے قیمت فی بکس

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ ... ضلع ...

صاحب علیہ السلام نے قلم اور زبان سے کام لینا خوب سمجھا۔ اس لئے یقیناً اشتعال انگیزی کی مجرم ہر طرح سے آریہ سماج ہے۔

پھر پنڈت صاحب کا قادیان کے آریہ سماج کے جلسہ میں مرزا صاحب قبلہ کیطرف سے نسیم دعوت کتاب کے بطور تحفہ دیئے جانیکو گالیوں کی بوچھاڑ اور مہمان نوازی کے خلاف بیان کرنا سراسر غلطی ہے۔ وجہ یہ کہ جناب مرزا صاحب نے تو پنڈت صاحب کو بلایا ہی نہ تھا۔ اور نہ پنڈت صاحب میرزا صاحب کے پاس ہی گئے تھے۔ لیکن خوش فہمی جب تعصب کے ساتھ مرکب ہو جائے تو سوچنے سمجھنے کے لائق ہی انسان کو نہیں رکھتی۔ واقعات خود اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ اشتعال انگیزی کا پارٹ ہمیشہ آریہ سماج نے ہی لیا ہے اور مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ بطور ڈیفنس کے چنانچہ کئی آریہ سماج کے اپدیشک کئی جگہ کھلم کھلا اسلام کے خلاف اشتعال انگیز ہرزہ درائی کرتے ہوئے دیکھے گئے اور دیکھے جاتے ہیں۔ پنڈت صاحب کی سراسر غلطی ہے کہ وہ آریوں کے ساتھ ہندوؤں کو لپیٹے ہوئے مسلمانوں کے حملوں کا ذکر کرتے اور مسئلہ نیوگ کی بیان بین کرنیکا موجد قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ہندو صاحبان نیوگ کو خطرناک فعل قرار دیکر مثل مسلمانوں کے اس کے منکر ہیں۔ اگر آریہ سماج واقعی ان کے نکتہ خیال میں عالمگیر مذہب ہے اور آریہ سماج ساری دنیا کو شکوک رفع کرنے کیلئے چیلنج دیتا ہے تو براہ کرم پنڈت صاحب اپنے اخبار ہندوستان میں اس کیلئے چند صفحے کھولکر اس عاملہ کے شکوک متعلقہ آریہ سماج رفع کرنے اور آریہ سماج کو عالمگیر مذہب ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ تا کہ یقین کیا جاسکے کہ واقعی آریہ سماج سب کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اگر یہ نہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ آریہ سماج کی ایسی تعریف قابل قدر نہیں۔ جب سوامی صاحب مسئلہ نیوگ کے ذریعہ دل کھولکر فحش داستان چھوڑ گئے ہیں تو مسلمانوں کو کیا غرض ہے کہ وہ دل آزار حملے کریں کیونکہ اول تو یہ امر مسلمانوں کی پوزیشن کے خلاف ہے۔ دوسرے آریہ سماج مسئلہ نیوگ بیرے دیکرے پر چول وچرا کر ہی نہیں سکتی اور نہ اس کے ذکراذکار کو فحش اور دل آزار حملے ہی قرار دے سکتی ہے۔ رہا مسئلہ نیوگ کے ذکراذکار کے وقت آریوں کا اف تک نہ کرنا اول تو محض غلط اور واقعات حقہ کے خلاف ہے۔ دوسرے سوامی صاحب کے ارشادات کیوجہ سے آریہ سماجی اف تک کرنے کے قابل ہی نہیں اور چار و ناچار انکو یہ ناگوار پیالہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور اس معاملہ میں انکی خوش خیالی اگر برداشت مانی بھی جائے تاہم وہ اس اشتعال انگیزی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سماج کی تعلیم نے ان کو اس معاملہ میں دلیری کرنے کی جرأت دی ہے۔

القصہ

ہم پنڈت صاحب کی خدمت میں باادب التماس کرتے ہیں کہ وہ واقعات حقہ کے خلاف زبان شریف کو حرکت دینے سے باز رہا کریں۔ ہم ان کو لیکھرام اور سوامی صاحب کی تعریف کرنیسے منع نہیں کرتے۔ لیکن وہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ الزام لگانے کی صورت میں آریہ سماج کو اشتعال انگیز پالیسی سے بری ٹھہرانے کیلئے جد و جہد کریں گے تو ان کی اس مغالطہ دہی کی تردید کیلئے مسلمان لنگر لنگوٹے کس کر ڈٹ جائیں گے۔

سمجھانے سے ہے ہمیں سروکار

اب مانے نہ مانے وہ مختار

(راقم آریوں کا قدیم ہیشن محمد حسین از لاہور جہادنی)

ناصر کی نصرت کرو

خواہ تم جاگو نہ جاگو میں جگاؤں گا تم سنو نہ سنو میں تو سناؤں گا تمہیں

اے میرے پیارے احمدی احباب یہ تو ناممکن ہے کہ ایک کسی شخص کی بات کل زمانہ مان لے۔ مگر میرا تمہارا ایسا رشتہ ہے کہ میری التجا تمہیں منظور فرمانی ہے مناسب ہے۔ خصوصاً ایسی عرض جس میں سراسر تمہاری بھلائی ہے۔ قادیان کے اصحاب صفہ جنکا ذکر حضرت صاحب کے الہام میں ہے۔ اور جن کے لئے فرشتہ روٹی لایا تھا۔ جو لنگر خانہ میں کھاتے ہیں۔ مگر جو ان میں سے عیال والے ہیں۔ وہ بے در و بے گھر ہونے کے سبب سے سخت تکلیف پا رہے ہیں۔ ان کے مکانوں کے لئے حضرت نواب محمد علیخان صاحب نے ایک قطعہ زمین عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک گھر بنوا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جسمیں سے ایک سو روپیہ پیشگی بھی عنایت فرما دیا ہے۔ اس زمین میں ۲۲ گھر تیار ہوں گے۔ اور ہر ایک گھر پر تین سو روپیہ اندازاً خرچ آئیگا۔ اس حساب کل چھ ہزار چھ سو روپیہ کیضرورت ہے سب دوست توجہ فرما دیں۔ تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے

وحدت دل یک شود بشکند کوہ را ✤ پراگندگی آرد انبوہ را

تم تو ماشاء اللہ ہزاروں لاکھوں ہو۔ اگر متفقہ کوشش کرو تو ایک دن میں یہ روپیہ بہم پہنچا سکتے ہو۔ حضور ساتھ بعض احباب ایسے بھی ہیں کہ جنھوں نے ہنوز کچھ چندہ عطا نہیں فرمایا۔ بعض بفضل خدا متمول بھی ہیں جیسے کہ ہمارے حضرت صاحب کے بڑے مخلص شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر ہیں اگر چاہیں تو ایک مکان بآسانی بنا سکتے ہیں۔ اور حیدرآباد کے محمد رضوی صاحب۔ سیالکوٹ کے چوہدری نصر اللہ خاں صاحب شیخ محمد حسین صاحب برادران منیجر کاٹن ملز لائل پور و سرگودہا و محمد حسین خانصاحب افسر انہار ریاست میرپور۔ و ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن احمدیہ بلڈنگ لاہور۔ اسماعیل آدم صاحب سوداگر چیزی بمبئی۔ میاں چراغدین صاحب رئیس لاہور۔ وارث میاں سلطان صاحب ٹھیکیدار۔ غلام محمد صاحب رئیس لاہور۔ اور بھی کئی صاحب ہیں۔ جنکا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے مجھے مفصل معلوم نہیں۔ چند آدمی حضرت خلیفۃ المسیح کیطرح ایک ایک گھر بنوا دیں۔ دوسرے حسب حیثیت نصف یا چوتھا حصہ مکان کا بنوا دیں۔

اور جو ان سے بھی کم مالدار ہیں وہ آٹھواں حصہ سولھواں حصہ بنوا دیں لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا جو اور بھی کم استطاعت ہیں۔ وہ دس پانچ ہی عنایت فرما کر ممنون کریں اور جو غریب ہیں وہ بھی کچھ نہ کچھ دیکر ثواب حاصل کریں۔ غرضیکہ قطرہ قطرہ سیلے شود دریا۔ کو مدنظر رکھکر تھوڑا تھوڑا اس کار خیر میں دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے امیدوار رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیتوں کو دیکھتا ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم متقی بننے کیلئے جیسے نماز پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح طلب جنت کیلئے فی سبیل اللہ غربا پر خرچ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جنکے نام اوپر لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض احباب نے مجھے چندہ وقتاً فوقتاً دیا بھی ہے۔ اور آئندہ ان کی مہربانی کی امید ہے کہ اور بھی ضعفا قادیان کیلئے عطا فرما دیں گے۔ کسی نے کیا خوب مصرع کہا ہے

ع :۔ نام ہو آپکا اور کام ہمارا ہو جائے۔

لیکن ہماری جماعت کے لائق یوں ہے ع :۔

اجر ہو آپ کو اور کام ہمارا ہو جائے

کلام امیر (از بدر)

بدعات ایک دوست کا خط آیا کہ میں اپنے بچہ کا ختنہ کرانا چاہتا ہوں۔ ہماری قوم میں اس کے متعلق بڑی بڑی رسمیں ہیں۔ حضور کوئی ایسی ہدایت فرمائیں کہ جس سے ان رسوم کی پابندی ٹوٹ جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا میں کوئی اور دستور العمل قائم کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو حکم ہے۔ وہ تو اس سے زیادہ نہیں کہ ختنہ میں جو چمڑا کاٹنے کے لائق ہے وہ کاٹ دیا جاوے اور کوئی بات اس موقعہ پر ثابت نہیں جسکا میں حکم دوں۔

فرمایا ختنہ کی رسوم کا ایک نتیجہ میں نے خود دیکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ مالیر کوٹلہ میں ایک قوم نے اخراجات رسوم کے میسر نہ ہونے کیوجہ سے ختنہ کرنا ترک کر دیا تھا۔ پہلے ایک شخص نے اخراجات کے نہ ہونے کیوجہ سے ختنہ نہ کرایا۔ اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے لوگوں نے بھی اسی کی تقلید کی۔ آخر ان کے ایک مجتہد کو ان سب کا ختنہ کرنا پڑا۔ درمیاں میں

ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ ایک قوم کے بعض آدمیوں نے مجھے بیان کیا۔ کہ ہماری برادری کے ہمیشہ دو حصے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے۔ کہ ساری برادری کا اتفاق نہ ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی موقعہ شادی غمی کا آجاوے تو کثیر اخراجات کے خوف سے عمداً (اتفاق ہو تو) تو ایک حصہ برادری سے پھوٹ کر لینی پڑتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے نہایت قریبی رشتہ کے گھر میں ایک موقعہ شادی کا تھا۔ انہوں نے ادائے رسوم کا خیال کیا۔ تو میں نے کہا اگر ایسا کرو گے تو میں کبھی شریک نہ ہونگا۔ انہوں نے جب نہ مانا تو میں نے اسی روز انکا کھانا ہی چھوڑ دیا اور گھر میں میری بیوی الگ کھانا پکاتی تھی۔ اس موقعہ پر میری مخالفت ہوئی۔ مگر بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ تمام برادریاں جنکی خاطر رسمیں ادا ہوئی تھیں سب کی سب ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ اور ان رسموں نے

فرمایا۔ ایک بہت بڑا آدمی تھا۔ اس کی لڑکی کے نکاح کیلئے بیسیوں پیغام ہوئے وہ سب کی حقارت کرو دیتا تھا۔ کسی کو رشتہ دیا۔ آخر دونوں بہن بھائی جب تنگ آ گئے۔ تو انہوں نے عیسائی ہونے کی تجویز کی۔ لڑکی کے بپتسمہ کے موقعہ پر ایک نہایت ادنیٰ چمار نے بھی بپتسمہ پایا۔ پادری نے اسی وقت گرجا میں دونوں کی دینی اخوۃ بنا کر نکاح کر دیا۔ اور اس سے اس شخص کی ساری عزت برباد ہو گئی۔ وغیرہ رسوم کی پابندی کے بہت بُرے نتائج ہیں۔

ہندو کنچنیاں

ایک اور دوست نے ذکر کیا۔ کہ فلاں شخص نے ایک موقعہ پر کہا ہے کہ فلاں فلاں قوم میں سے کنچنیاں بنتی ہیں۔

فرمایا۔ کیا ہندوؤں میں کنچنیاں نہیں اس کو خبر نہیں۔ ہندوؤں میں پانچ قسم کی کنچنیاں موجود ہیں۔ ایک قسم طبا کے لئے۔ دوسری قسم علماء کیلئے۔ تیسری قسم فقرا سجادہ نشینوں کے لئے۔ چوتھی قسم عوام ہندوؤں کیلئے۔ پانچویں قسم تمام دنیا کے لئے۔

بنارس میں یہ پانچوں قسم کی کنچنیاں موجود ہیں۔ اور دیسے ہمارے پنجاب میں اس مذہب کے لوگ ہندوؤں میں کثرت ہیں۔ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرات۔ سیالکوٹ۔ بھیرہ۔ راولپنڈی میں ½ حصہ اس مذہب کے پیرو ہیں۔ میرے پاس ان کی کتابیں موجود ہیں۔ اور میں ان لوگوں کو جانتا ہوں۔

ایک مبشر رویا

زوجہ محترمہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن سیتاپور کا ایک خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ جو انہیں کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک بشارت پیدا ہوتی ہے کہ جو سڑک قرب الٰہی کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیار کر رہے تھے۔ وہ اب بہت کچھ صاف ہو چلی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ تمام درمیانی دقتیں رفع ہو کر مخلوقات کیواسطے ہدایت کا پانا آسان ہو جاوے۔

دیکھا کہ کسی دو منزلہ مکان کی درمیانی یا اوپر کی منزل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں حضور کا چہرہ نورانی۔ لباس عمدہ اور تبلد رخ چل رہے ہیں مجھے مخاطب کرکے فرمایا" آؤ تمہیں دکھلائیں کہ پہلے ہمارے گھر میں چیزیں کیسی راستہ میں بکھری پڑی ہوئی تھیں۔ اب پہلے سے کچھ راستہ صاف رہتا ہے"۔ آپ کے ایسا فرمانے پر چند چیزیں جو راہ میں پڑی تھیں۔ ان کو میں نے اٹھا کر ایک طرف کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود نے فرمایا" مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح سے مراد ہے) سے خدا بہت خوش ہے۔ پانچوں وقت ننگے پاؤں وضو کیا۔ پاؤں دھوئے۔ نمازیں پڑھیں۔ اور دنیا میں آکر بہت محنت کی ہے۔ کبھی تکلف نہیں کیا۔ جیسا جہاں کھانا ملگیا کھا کر بے تکلف بیٹھ کر پھر کام میں لگ گئے۔ یا گھر سے باہر چلے گئے۔ اسلئے خدا ان سے بہت خوش ہے" خدا تم سے (مراد حاضرین۔ خلیفہ رشید الدین وان کی زوجہ) بھی خوش ہے۔ لیکن اتنا نہیں جتنا مولوی صاحب سے۔ کوشش کرو اور راستہ میں کوئی چیز ہو تو اس کو اٹھا کر راستہ صاف کر دو۔ فقط

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ ایک منظر خواب ہے۔ اس میں راستہ تو وہی صراط المستقیم ہے۔ اس کو صاف کرنا چاہیئے۔ اپنی کمزوریوں اور غفلتوں کو دور کرنا چاہیئے۔ پھر فرمایا اس خواب سے اہل تشیع کا بھی رد ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پاؤں نہیں دہوتے اور اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پاؤں دھونے سے خوش ہوتا ہے۔

عید میلاد بدعت ہے

جماعت شملہ کا خط پیش ہوا کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ عید میلاد کے دن لاہور میں احمدیہ جماعت کے ایک جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دیں گے۔ ہم نے بھی عید میلاد کا جلسہ منعقد کیا۔ اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ عید میلاد بدعت ہے عیدیں دو ہی ہیں۔ اس طرح تو لوگ نئی نئی عیدیں بنانے جائیں گے۔ اور احمدی کہیں گے کہ مرزا صاحب پر الہام اول کے دن ایک عید ہو۔ اور یوم وصال پر عید ہو۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے محب تو صحابہؓ تھے۔ انھوں نے کوئی تیسری عید نہیں بنائی۔ بلکہ ان کا یہی مسلک تھا کہ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزائے بر مصطفٰے

اگر عید میلاد جائز ہوتی۔ تو حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے محب تھے وہ مناتے ایسی عید نکالنا جہالت کی بات ہے۔ اور نکالنے والے صرف عوام کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ان میں کوئی دینی جوش نہیں۔

مخالفین سے نیکی کرو

مکفر اور مکذب مولویوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر ہمارے ایک دوست نے جو خود بھی مولوی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھا ہے۔ کہ یہ مکذبین بھی تو کافر ہیں۔ کیوں نہ ایسا کیا جاوے۔ کہ ہمارے جماعت کے مولوی صاحبان ان کے حق میں ایک کفر کا فتویٰ مسجل بمواہیر تیار کرکے شائع فرماویں۔

حضرت نے فرمایا۔ ان کو لکھ دو۔ کہ آپ ان مخالفین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہیں اور ان کے حق میں دعا کرتے رہیں اور ان کے ساتھ حتی الوسع نیکی کرتے رہیں۔ وہ بُرا کہیں تو آپ خاموش رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح مند کریگا۔

نکتۂ معرفت

ایک شخص کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ میں مقروض ہو گیا ہوں۔ آپ کے بڑے بڑے مرید ہیں۔ مجھے بہت سارا روپیہ ان سے دلا دیویں۔

فرمایا۔ اس کو لکھو۔ کہ میرا تو بڑا پیر بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور بڑا مرید بھی اللہ ہی ہے۔ وہ پیر ہے۔ کیونکہ وہ میرا ہادی ہے۔ وہ مرید ہے۔ کیونکہ جو وہ ارادہ کرتا ہے۔ وہ ہو جاتا ہے۔ مرید خدا تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ وہی سب میرے کام کرتا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ نہ اپنے مریدوں سے کرتا ہوں۔ آپ کو جس طرح کا اضطراب ہے۔ اگر اس پر دعا کی توفیق مل جائے تو انشاءاللہ بیڑا پار ہو جاوے گا۔

عبرت

فرمایا عبرت کا مقام ہے۔ ننگل مدت سے مصیبت میں گرفتار ہے۔ پہلے ہیضہ تھا۔ پھر اب طاعون کا زور ہے۔ دوسروں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ (ننگل ایک چھوٹا سا گاؤں قادیان کے قریب ہے۔ ایڈیٹر)

خدا رازق

ایک ہندو کا خط پیش ہوا۔ کہ میں نے اپنے مقصد کے پورا ہونے پر کچھ نذر مانی ہوئی تھی۔ جو ارسال خدمت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے عجیب طریقوں سے رزق عطا کرتا ہے۔ اس کی پرورش کی راہیں الگ ہیں۔ دنیا کے لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے من حیث لا یحتسب کا یہ ایک نمونہ ہے۔ جہاں سے خیال اور وہم بھی نہ ہو۔ وہاں سے رزق آ جاوے۔

آپ مرزا صاحب کو کیا کہتے ہیں

ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہو۔ کہ بعض غیر احمدی یہ لکھدینے کو تیار ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان مانتے ہیں فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعوی اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے مدعی وحی و الہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا او کذب بالحق اذا جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکفرین۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے۔ اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو۔ اور کہے کہ مجھے ہوا ہے۔ ایسا ہی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ جو اس حق کی تکذیب کرے۔ یا تو مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے۔ ان کو ماننا چاہیئے۔ یا جھوٹے تھے۔ ان کا انکار کرنا چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے۔ تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے۔ اور اگر ان کا دعوے جھوٹا ہے۔ تو پھر مسلمانی کیسی؟۔

مخالفین کو سلام

۶۔ اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح بعض خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے۔ ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا۔ آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا کہ اس کا سرنامہ لکھو جناب من! دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو۔ اور سلام نہ لکھو۔ کیونکہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں۔ اور ہم سے الگ طفیل اور اس موقع پر اپنے ایک استاد کا واقعہ سنایا کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو جو اسلام سے منکر تھا۔ سرنامہ لکھا۔ مرکز محیط علماء و محیط مرکز فضلاء۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سرنامہ اس لئے منتخب کیا۔ کہ ہمارا اور ان کا اختلاف اسی قسم کا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ۔

ہمارے پاس ایک ہندو نے اپنے لڑکے دعا کو کہا ہم نے اس کے سامنے جب دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اس کا بھلا کرے تب اس نے کہا کہ آپ ایسی دعا نہ کریں۔ کیونکہ آپ جو دونوں جہان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اس کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائے

ایسا اعتراض نا جائز ہے

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کیا کہ کہ

تعلیم و تالیف کے متعلق دلچسپ نوٹ

زبدۃ الحکماء کی قابل اعتراض کتاب

پیسہ اخبار نے اپنی رعایتی کتابوں کی فہرست کے ساتھ حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما کی کتابوں کی فہرست دی ہے

وس مین ایک کتاب اختیار النسل ہے جس کے مضمون کی تشریح ان الفاظ مین کیگئی ہے "کثرت اولاد باعث مفلسی ہے اولاد کی پیدایش اگر روکنا چاہین تو رک سکتی ہے" مجھے اس کتاب کا اعلان پڑھکر سخت صدمہ ہوا کہ ایک مسلمان طبیب جو حاجی بھی ہے ایسی شرمناک حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قرآن مجید کے صریح خلاف ہے قرآن مجید مین لکھا ہے کہ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق۔ اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو اور یہ قتل اولاد مختلف صورتون مین ہوتا ہے جن مین سے مانع حمل ادویات کا استعمال بھی ایک ہے میں نے اس کتاب کو نہین دیکھا اور نہ کسی مسلمان کو ایسی لغو کتاب دیکھنی چاہیئے۔ مگر جب کہ یہ کہا گیا ہے کہ اولاد کی پیدائش کو روکنے کی تجاویز گویا اس مین بتائی گئی ہین تو اس سے بڑھکر قرآن مجید کی صریح بے حرمتی کا ارتکاب کیا ہو سکتا ہے؟ میں حیران ہون کہ کیون زبدۃ الحکما صاحب نے ایسی کتاب لکھی اگر وہ اس کتاب کو تلف کردینے کا اعلان نہین کرینگے تو مجھے مسلمانوں مین اس تحریک کو پورے زور سے پیش کرنیکی ضرورت ہوگی۔ کہ ان کے کارخانہ کو بایکاٹ کیا جاوے اسلیئے کہ جو شخص قرآن مجید کی اس طرح بے حرمتی روا رکھتا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے کم ازکم تنفر کا اظہار کرین مین امید کرتا ہوں۔ کہ زبدۃ الحکما صاحب اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرینگے اور محض چند پیسوں کے لیئے قرآن مجید کا خلاف کرنا نہین کرینگے، پیسہ اخبار کے معزز ایڈیٹر کو بھی اس طرف

توجہ کرنی چاہیئے۔

علمی رسائل اور پنجاب یونیورسٹی

گورنمنٹ پنجاب نے پنجاب یونیورسٹی کو ساڑھے تین سو روپیہ سالانہ اس غرض کے لیئے دینا منظور کیا ہے۔ کہ وہ علمی رسایل منگوایا کرے تاکہ کالجوں کے طلباء اور گریجویٹ اپنے معلومات وسیع کرسکین علمی نکتہ نظر سے گورنمنٹ پنجاب کی یہ فیاضی قابل قدر ہے لیکن اگر ان علمی رسایل کیساتھ ایسے اخبارات اور رسایل کا اضافہ کیا جائے جو اخلاقی اور علمی صداقتون کی تعلیم پہیلاتے ہین تو مین سمجھتا ہون کہ یہ رقم زیادہ مفید ہوسکے تعلیمی ترقی جبتک اسکے ساتھ تربیت نہو اور اخلاقی اصلاح ساتھ نہ ہو چنداں مفید نہین ہو سکتی بلکہ نری چالاکیاں سکہلاتی ہے

امراض چشم پر ایک کتاب

یورپ نے فی الواقعہ طب میں ایسی ترقی کی ہے۔ کہ وہاں اکثر لوگ خاص خاص بیماریونکا علاج کرتے ہین کوئی صرف دانتوں کا علاج کرتاہے کوئی صرف آنکھونکا علی ہذالقیاس اسی طرح پر اس فن کے متعلق تالیفات اور ایجادات کا حال ہے معزز معاصر ندوہ نے ظاہر کیا ہے کہ حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب کے کتب خانہ مین ایک کتاب عربی زبان مین آنکھ کی تشریح اور امراض کے متعلق ہے۔ جو ایک حکیم ہارون بن حکیم موفق الدولہ ابن ابی الحسن حلبی کی تصنیف ہے اور چار سو صفحون سے زیادہ پر ہے۔ یہ بھی کتاب مذکور کے دیباچہ سے معلوم ہوا کہ مصنف سے پہلے بھی خاص اسی فن پر کثرت سے کتابین لکھی جاچکی ہین اسی ضمن مین ۱۸ کتابون کے نام دیئے ہین اور آنکھ کی تشریح کے متعلق جو آلات اسوقت تک ایجاد ہوئے تھے۔ مصنف نے انکے نام تصویر اور طریق عمل کو بھی ظاہر کیا ہے۔ اور انکی تعداد ۱۳۵ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طب کا کیسا قابل قدر ذخیرہ عربی زبان مین موجود ہے۔ اور یہ ترقیاں آج نئی نہین بلکہ ہماری عدم واقفیت انہیں نیا بتاتی ہے۔

السنہ مشرقیہ و مذاہب ہند کی تحقیقات

صاحب وزیر ہند نے مہامہوپادہیایا ستیش چندر آچاریہ ودیا بہوشن جی کو سرکاری خرچ پر لنکا بھیجنا منظور کیا ہے۔ تاکہ وہ وہان رہکر بودہی اور پالی علم لسان کا مطالعہ کرین۔ وہاں سے واپس آکر وہ ہندو مذہب کے متعلق ایسی ہی تحقیقات کے لیئے بنارس بھیجے جاوینگے تاکہ وہ اپنی تحقیقات کے نتایج گورنمنٹ مین پیش کرین معزز معصر وکیل اس پر امید ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ عربی و فارسی زبانوں اور ابتدائی اسلامی تمدن کے متعلق بھی ایسے ڈیپوٹیشن روانہ کریگی لیکن گورنمنٹ کا اسطرف خیال رجوع کرانیکے لیئے ضروری ہے کہ خود مسلمان بھی ہندو برادران وطن کی طرح کچھ کام کرکے دکہائین۔

شمس العلماء آزاد کا انتقال

لٹریری دنیامین یہ خبر نہایت افسوس سے پڑہی جائیگی کہ ۲۱-جنوری کو شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے انتقال کیا مرحوم آزاد اپنی زباندانی کے لحاظ سے اردو اور فارسی زبان کے مسلم اور مستند اوستاد تھے اور نظم و نثر مین اعلی پایہ رکھتے تھے اردو زبان مین نیچرل شاعری کے بانی اور اوستاد بھی تھے آب حیات اور نیرنگ خیال وغیرہ تصانیف کے ذریعہ اردو زبان پر جو ابدی احسان انہوں نے کیا ہے وہ ہمیشہ اونہین لٹریری دنیا مین زندہ رکھیگا فارسی زبان کی تحقیقات کے متعلق ایک لمبا سفر کیا اور اپنے سفر کے حالات آٹھ لیکچروں کے ذریعہ پیش کیے جو سخندان پارس کے نام سے موسوم ہوکر ایک مفید اضافہ فارسی زبان مین ہوا مرحوم گورنمنٹ کالج اور اورینٹل کالج مین چوتہائی صدی تک عربی فارسی کے پروفیسر رہے اور اس عرصہ مین سینکڑوں شاگرد آپکے معزز عہدون پر ممتاز ہوئے عمر کے آخری حصہ مین دس بارہ سال سے اختلال دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے۔ اور آخر بیاسی سال کی عمر میں انتقال کیا آخری وصیت مین اپنی قابل قدر کتابونکو کسی قابل قدر انسان کے ہاتھ بیچدینے کی ہدایت کی مرحوم آزاد کے مرنے سے ایک صاحب کمال دنیا سے اٹھ گیا۔

اردو زبان کے حامیونکو آزاد مرحوم کی تصانیف کی خاص طور پر قدر کرنی چاہیئے۔ اور انکی یادگار کسی علمی پیرایہ مین اگر قایم کیجاوے تو مرحوم کے فرزند شاگرد اس میں حصہ لے سکین آزاد اثنا عشری مذہب رکھتے تھے۔ حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا۔

۔ دیانندی صاحبان کے طلسم کو توڑنا انکا م ہے یہہ پرچہ نہایت قابل ہاتھوں میر قاسم علی صاحب احمدی کو مجھے معروف کی ضرورت نہین۔ الحکم میں انکے متعدد و مطول مضامین چھپ چکے ہین۔ اور امیپور اور منصوری کے مباحثات کیوجہ سے وہ خصوصاً معروف ہین۔ انہون نے اپنی ملازمت کو خدمت اسلام کیلئے نثار کیا ہے اور ایک جوش اور ترپ اس کام کیلئے۔ رکھتے ہین۔ پس الحق ایسے ہاتھون مین انشاء اللہ العزیز پوری قابلیت سے ظاہر ہوگا۔ احباب کا فرض ہے کہ اس اخبار کی خریداری اپنے لئے لازم سمجھین اور قیمت بھی صرف ع سالانہ ہے۔ جو ایک ہفتہ وار اخبار کیلئے بہت ارزان ہے میں الحق کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے متمنی ہون اور اس دن کے دیکھنے کا بدل آرزومند جبکہ اسکا موٹو پورے جلال کے ساتھ ظاہر ہو جاوے کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ الحق کے لئے دہلی پرانی پھول منڈی میر قاسم علی صاحب احمدی کے نام درخواست ہو۔

ایک آریہ اپدیشک کی کھلی چٹھی

بٹالہ کے رہنے والے ایک آریہ اپدیشک نے مسلمان واعظین اور ایڈیٹران اخبارات کے نام ایک کھلی چٹھی (جسکو دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کو گالیاں دینے کی دھمکی کہنا چاہیئے) شائع کی ہے۔ اس چٹھی میں انہوں نے اپنے صبر اور برداشت کی آپ ہی تعریف کر کے بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی قلم کو جنبش دینے پر مجبور ہوئے ہین۔ اور وہ بتائینگے مسلمان لوگ گورنمنٹ کے کیسے خیرخواہ ہین۔ اور مستقبل میں کیسے ثابت ہونگے اور در پردہ وہ کس بات کے خواہشمند ہین۔ اور یہ کہ وہ قرآن کا شیرازہ توڑنے قلم اٹھائینگے۔،،

اس دھمکی کی ہمیں نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی وقعت نہین۔ جو شخص لیکھرام مقتول کو اپنا پیشوا یا استاد تسلیم کر کے گالیاں دینے کیلئے میدان میں نکلنا چاہے اسکو کریڈٹ دینا آریہ سماجون کا تو کام ہوسکتا ہے تاکہ ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کی تائید ہو۔ جو دوسری جگہ درج کیگئی ہے۔ اگر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کو ایسے اپدیشک ہوئے ہیں۔ جو اپنی گالیوں اور بدزبانیون پر فخر کر سکتے ہین تو اسے مبارک مگر میں آریہ پرتی ندہی سبھا کے اس اپدیشک کو یہ مشورہ دیتا ہون۔ کہ فرض کرو اپنے چوہڑدن چماردن سے بھی بڑھ کر غلیظ گالیاں مسلمانوں کو دیدین اور انہین یہہ بھی کہدیا کہ وہ گورنمنٹ کے بدخواہ ہین باغی ہین۔ حکومت لینا چاہتے ہین۔ چنان اور چنین ہے تو اس سے وہ الزامات جو واقعات کی بنا پر انپر لگے ہوئے ہین کیسے دور ہونگے؟ بلکہ ثابت ہو جائیگا کہ بیشک یہ بدزبانی اور بدگوئی میں ماہر ہین۔ آریہ پرتی ندہی سبھا اپنی ذمہ واری کو پہلے سے سمجھ لے کہ گالیاں دینے والے اپدیشک کی تحریریں کیوں اسکی تحریریں نہ سمجھی جائینگی۔ اور کیوں یہ قرار نہیں دیا جائیگا۔ کہ آریہ پرتی ندہی نے اسکو گالیاں دینے کیلئے بھیجا مقرر کیا ہے۔ جو مذہب خالق اور معارف پیش کرنے کی بجائے گالیاں دینے میں طاق کرتا ہے۔ اور جو اپنی بہتریت اس میں سمجھتا ہے۔ کہ دوسروں پر الزام دھرا کر دے وہ بالکل موت کے مونہہ میں ہے۔ اسلئے آریوں کو اس اپدیشک کی چٹھی پر ملامت کا ووٹ پاس کرنا چاہیئے یا اپنے مذہب کی موت پر نوحہ کرنا چاہیئے۔

آخر میں آریہ ویر کے گرم خون سے متاثر آریہ اپدیشک کو معلوم رہنا چاہیئے۔ کہ مسلمان واعظ اور مسلمان اخبارات ایسی لغو باتون کی کوئی پروا نہین کرتے۔ باطل کے پرستاروں نے پہلے کیا کیا جو وہ اب کچھ کر دکھائینگے۔ حق کے مقابلہ میں باطل بامراد نہیں ہوسکتا۔ باطل کے فرزندون نے اپنے اگلے پچھلون کو ساتھ لیکر ہمیشہ حق کا مقابلہ کیا ہے۔ مگر آخر کامیابی کا زرین تاج حق ہی کے سر پر رکھا گیا ہے یہہ ابدی صداقت ہے جو کبھی اور کسی زمانہ میں ٹل نہیں سکتی۔ آریہ اپدیشک ضرور قلم اٹھائے اور اس صداقت کو آزما دیکھے اگر وہ حق اور باطل کی پرانی تاریخ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

قرآن مجید کا شیرازہ توڑنے کیلئے تیرہ صدیوں کے اندر بہتوں نے بے شرمی اور بے حیائی کیساتھ بیڑا اٹھایا مگر قرآن مجید اسی طرح درخشان ہے۔ اور ان تاریکی کے فرزندوں کو کوئی بھی نہیں جانتا۔ جنہوں نے اس نور کو بجھانے کیلئے پھونکیں ماریں اور آخر خود ہی جلکر ہلاک ہوگئے اور اسکی صداقت پر مہر کر گئے۔

فتنہ ارتداد اور مسلمان راجپوتون کا فرض۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو تحریک کی گئی تھی اسکے متعلق سب سے پہلی آواز جو احمدی راجپوتوں میں سے تائید کیلئے اٹھی ہے وہ ہمارے مکرم و مخلص بھائی چوہدری مولابخش صاحب بھٹی مشلخواں محکمہ سب جج بہادر سیالکوٹ کی ہے۔ چوہدری صاحب سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لئے ایک جوش اور اخلاص رکھتے ہین انہون اس تحریک پر ایک لمبا دردنامہ لکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی راجپوت قوم کے ایک قابل قدر رکن ہین۔ اس دردنامہ میں اپنی قوم کی مذہبی حالت کا دردناک خاکہ انہون نے کھینچ کر بتایا ہے۔ کسطرح یہ بہادر اور سخن پرور قوم باوجود مسلمان ہونے کے گری ہوئی ہے۔ میں انکے دردنامہ کو شائع کرنے کے لئے پھر گنجائش نکال سکونگا سردست میں نے یہہ ضروری سمجھا کہ اس تحریک کو زندہ اور جاری رکھنے کے لئے اس مختصر نوٹ پر اکتفا کرون۔

چوہدری مولابخش صاحب نے اس تحریک میں ہرطرح سے حصہ لینے کے مستعدی ظاہر کی ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہتے ہین۔ انہوں نے محرکین تجویز بالا کی خدمت میں نہایت موثر الفاظ میں اپیل کی ہے۔ کہ قول مردان جان دارد کے مشہور مقولہ پر عمل کر کے اور اپنی راجپوتی آن کو قائم رکھنے کیلئے اس بابرکت تحریک کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کرین ایسا نہو کہ صرف اخبارات ہی میں یہہ صدا اٹھکر رہ جاوے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر ہم راجپوتون کے لئے یہ امر نہایت

مبارکباد نہایت مسرت سے سلسلہ عالیہ کے مخلص اور پرجوش خادم اپنے مکرم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ کو **مبارکباد دیتا ہوں** - ۱۴ جنوری ۱۹۱۰ء کو خدا تعالیٰ نے انہیں فرزند نرینہ عطا فرمایا اللہ تعالیٰ اُسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور اپنے رضا میں نافع الناس اور خادم دین بنائے اور دراز عمر عطا فرمائے آمین

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

سال کے بعد کل ضلع کے ہائی سکولوں اور مڈل سکولوں کے طلباء کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے مقابلہ کیلئے جمع ہوتے ہیں اس سال یہ مقابلہ گورداسپور میں ہوا۔

جہاں ضلع گورداسپور کے کل ہائی سکول اور مڈل سکولوں کے طلبہ اکھٹے ہوئے تھے۔ ہمارے مدرسہ **تعلیم الاسلام** کے طلباء بھی شریک ہوئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اجراء کی غرض و غایت تو طلباء میں مذہبی اور اخلاقی عملی روح پیدا کرنا ہے کیونکہ یہی ایک قوت ہے جسکے زائل ہو جانے کی وجہ سے قومی ادبار حملہ کر رہا ہے۔ محض تعلیمی قابلیت گو بجائے خود ایک عمدہ چیز ہے مگر مذہبی **روح** کے بغیر وہ نری حکمت عملیوں اور چالاکیوں کا ذریعہ ہو سکتی ہے اسلئے کہ اسکے حاصل کرنیکے لئے **تقویٰ** اور **طہارت** کی کوئی شرط نہیں برخلاف اسکے **مذہبی ترقی** کی روح ہی **تقویٰ** اور **طہارت** ہے اسی ایک جزو اعظم کے نہ ہونے کیوجہ سے آج تعلیم یافتہ جماعتوں میں سب سے **بے چینی** پیدا ہو رہی ہے اور آزاد خیالی و خود غرضی کی رو چل رہی ہے۔ نوجوانوں میں ایسے خیالات پیدا کئے جا رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں جو تعلیمی ترقی کے چہرہ پر **کلنک کا ٹیکا** سمجھے جاتے ہیں۔ ایسی ہی ضرورتوں کی بنا پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کھولا گیا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنا کام کر رہا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے میں وہ بہت بڑی حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے۔ باوجود اس غرض کے وہ ذہنی اور جسمانی ترقی میں بھی کسی ہم عصر سکول سے پیچھے نہیں۔ ذہنی قابلیت کیلئے سالانہ امتحانوں کے نتیجے بہترین نمونہ ہیں اور جسمانی ترقی کیلئے سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے نتائج پتہ دے رہے ہیں اس دفعہ کے مقابلہ میں قادیان سکول نے کل ضلع کے انعام کا نصف حاصل کیا۔

اور نہ صرف انعام حاصل کیا بلکہ گورداسپور کی عام پبلک کی تعریف بھی حاصل کی۔ بالاتفاق قادیان سکول کے طلباء کی اخلاقی تربیت اور لڑکوں کی **سادہ زندگی** کا اعتراف کیا گیا کسی مقابلہ میں جیت جانیکے بعد ان لڑکوں میں کسی قسم کی نمایش اور تکلف اور غرور نہ پایا جاتا تھا انھوں نے کھیلوں میں اپنے مد مقابل کو کبھی کسی قسم کا اخلاقی یا جسمانی دکھ دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک موقعہ پر گورداسپور سکول کے طلباء کی ایک خطرناک اخلاقی کمزوری پر جس بردباری اور صبر کا نمونہ ہمارے طلباء نے دکھایا اسی گورداسپور کی پبلک کو حیران کر دیا اور اسکا ایسا اچھا اثر پڑا کہ سکول مذکور کے ذمہ دار افسروں کی طرف سے عذر کیا گیا جسپر ہم شرح صدر سے انہیں معاف کرنیکی توفیق پا سکے۔ اپنی غلطی اور کمزوری کا اعتراف سب سے بڑی اخلاقی قوت ہے اس لحاظ سے گورداسپور سکول کی طرف سے جیسی اخلاقی کمزوری ظاہر ہوئی اسی طرح اُنہوں نے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا۔

سالانہ ٹورنامنٹ کی انتظامی کمیٹی میں کسی مسلمان کا نہ ہونا ایک افسوسناک امر ہے جسکے لئے مجھے امید کرنی چاہیئے کہ آئندہ اس قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا جائیگا۔ اس موقعہ پر امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے قابل قدر کام کیا جسنے اپنے لیکچروں اور میجک لالٹین کے ذریعہ مسکرات سے پرہیز کرنے کی ہدایات طلباء کو دیں ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کا یہ کام نہایت قدر کے قابل ہے میں نے گورداسپور کے ایک معزز رکن پنڈت ٹھاکر صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ بورڈ سکول گورداسپور کے پاس سے شراب کی دوکان اُٹھا دینے کی سعی کریں۔

میں اس ٹورنامنٹ کے تفصیلی حالات نہیں دے سکتا۔ گورنمنٹ سکول کی ٹیم کی طرف سے طلباء آمدہ بیرونجات کو ایک پارٹی دی گئی اور مسلمان بورڈرز گورنمنٹ سکول نے بھی اسلامی اخوت کے لحاظ سے ہمارے طالب علموں کو ایک پارٹی دی۔ اول الذکر پارٹی کی تقریب پر تعلیم الاسلام قادیان کی ٹیم کیطرف سے ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر مبلغ و ورزش نے طلباء کو ایک قیمتی نصیحت کی کہ وہ آجکل کے **سڈیشن** اور **انارکزم** کے خیالات اور لٹریچر سے پرہیز کریں اور گورنمنٹ کی وفاداری کا انہیں سبق دیا جو مدرسہ تعلیم الاسلام کا **موٹو** ہے۔ بہرحال یہ تقریب نہایت کامیابی کی قسم ہوگی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ کیا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اپنے ہاتھ سے کامیاب طلباء کو انعام دیا۔ اور مناسب موقعہ تقریر فرمائی۔ اس موقعہ پر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انعامی تحریک کرتے ہوئے ان کامیاب طلباء کے لئے اپنے شائع کردہ ترجمۃ القرآن کا ایک ایک سٹ پانچ پاروں کا دینے کا اعلان کیا بہرحال یہ جلسہ خوبی سے ختم ہوا۔ آخر میں میں ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی توجہ کیلئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں کہ اُنھوں نے طلباء کی جسمانی تربیت کے لئے اپنے وقت کا حصہ دیا ہوا ہے وہ ایسے کاموں کیلئے ایک موزوں اور بہتر اُستاد ہیں مجھے امید ہے کہ صدر انجمن ماسٹر مامون خان صاحب ورزش ماسٹر اور ماسٹر عبدالرحیم کی خدمات کا خصوصیت سے لحاظ کریگی۔ میں نے عمداً احتراز کیا ہے کہ ان طلباء کا جداگانہ ذکر کروں جنھوں نے انعامات حاصل کئے کیونکہ اتنے لمبے مضمون کیلئے گنجایش نہیں نکال سکتا آخر میں میں مدرسہ کی کامیاب ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوا یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کے بچے پر حصہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ریاست کوہلا پور مین شاہی مسجد ضبط کر لی گئی

ریاست کوہلا پور میں مہاراجہ صاحب نے ایک شاہی مسجد کو جسکے ساتھ پون لاکھ سالانہ کی جاگیر ہے ضبط کر لیا ہے اور اسکے میناروں کو توڑ کر اسپر ایک کوٹھی بنالی ہے۔ مسلمانان کوہلاپور نے اس مسجد کو واگذار کرانے کیلئے بہت کوشش کی اور اس زمانہ کے وایسرائے لارڈ کرزن کو عرضیاں بھی دین مگر کامیابی نہوئی اور مقدمات کا سلسلہ چلا۔ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب نے دو سال سے زاید عرصہ ہوا مسجد کا قفل کھلوا کر تحقیقات کی۔ مگر ابھی تک کوئی نتیجہ قابل اطمینان نہین نکلا۔ یہ مسجد عادلشاہ نام نے بنوائی تھی۔ جو شاہان بیجاپور میں سے ایک تھا۔ ایک شاہی مسجد کی یہہ بے حرمتی اور تذلیل مسلمانوں کیلئے سخت دکھہ دہ ہے اور کل مسلمان اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ پچھلے دنوں جب یہہ شکایت پبلک ہوئی تو بعض آریہ اخبارات نے مہاراجہ صاحب کی بے تعصبی میں اس امر کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان مین کرانیکا اہتمام کیا ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق جو ایک ایم۔ اے ہندو صاحب کے سپرد ہوا ہے۔ میں ایک عرصہ سے خط و کتابت کر رہا ہوں اور اسکا نتیجہ انشاء اللہ مع خط و کتابت کے جلد پبلک کرونگا جس سے ناظرین الحکم کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ انکا خادم اپنے فرض کو ضرورت کے وقت کسطرح محسوس کرتا ہے۔ مہاراجہ صاحب کا یہہ تصرف بیجا ایک والی ریاست کی حیثیت سے نہایت ملامت کے قابل ہے۔ قطع نظر اسکے کہ انکی مسلمان رعایا کی اس سے مذہبی دل آزاری ہوتی تھی۔ ایک قدیم شاہی عمارت کو اسی صورت میں قائم رکھنا بھی انکی شان ریاست کا مقتضی تھا۔ میری دانست میں کل مسلمان اخبارات کو ایسے معاملات پر متفقہ آواز اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور افسوس ہے کہ وہ اپنے فرض کو بھول جاتے ہین۔ میں معزز ہم عصر پیسہ اخبار کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہون۔ کہ گورنمنٹ کو اس معاملہ میں ضروری نوٹس لینا چاہیئے۔

کیا عجب لارڈ منٹو کی گورنمنٹ مسلمانان کوہلا پور پر خصوصاً اور مسلمانان ہند پر عموماً یہ احسان کر سکے۔ کہ وہ اس معاملہ میں مناسب دخل دیکر مسجد مذکور مسلمانوں کو دلاوین۔ جب کہ خود گورنمنٹ نے ایسی مساجد شاہی کو مختلف مقامات پر واگذار کر دیا ہے۔

آریہ سماج کی بدزبانی پر اندرونی شہادت

الحکم میں متعدد مرتبہ آریہ سماج کے لیڈروں کے اس اعتراف کو شائع کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کے اپدیشک (واعظ) اور مصنف مخالفین مذہب کے ہادیوں اور بزرگوں کی نسبت جو زبان استعمال کرتے ہیں۔ وہ سخت قابل اعتراض اور قابل نفرت ہے ویدک میگزین میں ایک آریہ نے پچھلے دنوں صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ صرف مخالفین ہی ہمیں ہدف اعتراضات نہیں بناتے بلکہ بہت سے احباب بھی ہمیں قابل ملامت سمجھتی اور غیر متحمل اور گستاخ و بے ادب بتاتے ہین مخالفین کے مذہب کی نسبت جو زبان ہم استعمال کرتے ہین وہ کسی طرح بھی مستحسن نہین۔ ہم ہر شخص اور ہر ایک آدمی سے شمشیر زنی پر امادہ ہین۔ ہمارے گروہ میں ایسی مثالین شاذ نہین کہ محض ایک لڑکا جسنے ابھی ہوش نہیں سنبھالا۔ ورنہ ہنوز مذہبی اصولوں ہی سے اچھی طرح واقف ہوا ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی نسبت کچھ نہیں جانتا اہل عالم کی طبائع کے مالکوں مثلاً شنکر۔ بدھ۔ حضرت مسیح وغیرہم کی شان میں ناشایستہ کلمات کے استعمال پر دلیر پایا جاتا ہے۔ ہمارے اخبارات صرف ان لوگوں پر ہی سب و شتم نہیں کرتے جو ہم سے مذہبی معاملات میں اختلاف رکھتے ہیں بلکہ نا تمیز بہت سی ہمارے بہترین ہم مذہبوں اور دوستوں کی بھی جو بہت تکلیف و راحت میں ساتھہ دیتے ہین۔ اور ہمارے لئے اور ہمارے اغراض کیلئے مردانہ وار لڑتے رہے ہیں بری طرح گت بنائی جاتی ہے" اسیطرح پر اس صاف گو آریہ نے اپدیشکوں اور واعظوں اور اپنے ریفارمروں کی تنقید کی ہے جسکو میں وقتاً فوقتاً شائع کرتا رہونگا اور کہتا ہون۔ اس رائے کو پڑھ لینے کے بعد آریہ اخبار پرکاش کیا کہیگا؟ گورو کل کانگڑی کے اندر کے مضمون پر ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کو چسپان کر کے وہ پڑھیں اور بتائے کہ دونوں میں کون سچا ہے پرکاش یا ویدک میگزین کا مضمون نگار۔

آریہ سماج کی یہہ بدگوئی اور معاندانہ نکتہ چینی سخت قابل افسوس ہے۔ اور اسپر بھی وہ دوسروں کو الزام دیتا ہے۔ کہ ایسے برے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ ایسی شکایت سراسر فضول ہے۔ میں یا میرے ہم خیال ہم عصر آریہ سماج کو اسکے اصل رنگ و روپ میں ظاہر کرنیکے ملزم تو ہو سکتے ہین۔ اگر یہ کوئی الزام ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اسکا نقشہ بگاڑنے والے ہم نہیں ہیں اور جو سچ پوچھو تو آریہ سماج کی جو تصویر ہم نے لی ہے وہ وہی ہے۔ جو بعض انصاف پسند آریوں نے خود کھینچی ہے آریہ اخبارات اپنے گھر کی ان راؤن کو پڑہکر شرمائین اور اپنا رویہ بدلین۔ یا درکھین کہ گالیاں دنیا کوئی مذہب نہیں ہو سکتا۔

الحق کا خیر مقدم

حق پرستون اور حق کے دلداروں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ الحق کا خیر مقدم کرین۔ اس ہفتے میں الحق کا ایک ادنی خادم ہونیکی حیثیت سے اسکا خیر مقدم نکروں تو یہہ سخت فرو گذاشت ہے۔ نئے سال کے برکات میں سے الحق کا دہلی سے اجرا ہے۔ یہہ وہی الحق ہے جسکا فاروق کے نام سے اعلان ہوا اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے کے ارشاد و ہدایت سے اسکا نام الحق رکھا گیا۔ الحق کے اجرا کا میں ہی محرک اور موید تھا اس لئے سب سے زیادہ خوشی مجھے اسکے اجرا سے ہے۔ جسکو میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب احمدی مشہور مناظر نے شائع کیا ہے۔ الحق کے مقاصد مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جوابات کو نہایت متانت اور شائستگی سے دنیا اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا اور گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا عام اظہار

عرضون پر ریمارک

نمبر (۲)

میںنے گذشتہ اشاعت میں سوشل کانفرنس اور ہندو زنانہ کانفرنس کے متعلق مختصراً کچھ لکھا تھا اسی سلسلہ میں اس امر کے اظہار کی مجھے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مستورات کی یہ کوشش اور سعی بہرحال قابل قدر ہے ہندو عورتوں میں بیداری اور زندگی کے حس کا پیدا ہونا کوئی ایسی چیز نہیں جسکو ہم غور کئے بغیر چھوڑ دیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسنے عورتوں اور مردوں کو حصول تعلیم کی یکساں ترغیب دی ہے۔

العلم فریضة لکل مسلم ومسلمة

مگر برخلاف اسکے مسلمانوں میں زنانہ تعلیم اسیطرح زبون حالت میں ہے جس طرح پر مسلمانوں کی عام تعلیمی حالت ہے ہندو مستورات کی کانفرنس جو تجاویز پاس کرتی ہے وہ سب کی سب عورتوں کی تعلیم۔ بچپن کی شادی گھر کا اثر اتفاق اور پردے کے رواج سکولوں کے اجرا اور زنانہ انجمنوں کے انعقاد کے مقاصد پر مبنی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عورتیں اپنی تعلیمی سلسلہ میں کسقدر ترقی کر گئی ہیں برخلاف اسکے لاہور میں ایک مسلمان خواتین کی بھی مجلس ہے اور اسکے اغراض میں سب سے اہم جو بات میرے علم میں آئی یا پبلک ہوئی ہے وہ اُردو کی حمایت ہے۔ اس سے ان بیگمات کے مذاق کا اندازہ ہو سکتا ہے ممکن ہے میرے مسلمان بھائی میری اس صاف گوئی سے گھبرائیں مگر میں کیا کروں مجھے امر حق کے لئے قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے کیونکہ

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اُردو کی حمایت۔ بجائے خود ایک اچھی چیز سہی لیکن سوال یہ ہے کہ عورتوں کے اخلاق انکی خانہ داری انکی مذہبی فرائض بچوں کی تربیت پر اسکا کیا اثر پڑیگا؟ اُردو کی حمایت کیلئے ان خواتین کو شاید شعرائے اہل زبان کے دواوین اور تالیفات کی تلاش رہیگی۔ اور زبان کے چٹخاروں تک انکی سعی اور ہمت محدود ہوگی اگر مجلسوں کے انعقاد سے مسلمان بچوں میں مذہبی روح اور تہذیب کی عملی زندگی پیدا کرنا مقصد خاص ہو تو اسکے ضمن میں اُردو کی بھی حمایت ہو تو کیا اچھا ہو اصل غرض کو چھوڑ کر اور باتوں کی طرف چلے جانا شاید یہ مناسب اور موزوں نہیں۔ مسلمانوں کی خواتین کی کانفرنس میں اسباب کیطرف عدم توجہی سخت افسوس کے قابل ہے اس میں تعلیم یافتہ اور قابل آدمیوں کی بہو بیٹیاں شریک ہیں مگر انہیں موجودہ مغربی تہذیب اور سوسائیٹیوں کے فیشن کا اثر پایا جاتا ہے پس اگر یہ انجمن مستورات کی تعلیمی ترقی کے لئے عمدہ اور مناسب تدابیر اور انکیلئے بہتر نصاب تعلیم تجویز کرنیکی طرف توجہ کرے تو بہت ہی مفید ثابت ہو۔

لاہور میں بزم اُردو نام کی بھی ایک انجمن ہے مسلمانوں کی اور شاید اسی مقصد کیلئے دو ہیں۔ مگر عربی زبان کی ترویج کے لئے ایک بھی نہیں۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف توجہ کرنا مجھے تو خوش کن نہیں معلوم ہوتا۔ بہرحال یہ انجمنیں بتا رہی ہیں کہ ہندو قوم میں قومی ہمدردی کی روح کام کر رہی ہے انکے ہاں چونکہ ترقی کا اصل مادہ پرستی ہی ہے اسلئے وہ لوگ اگر اسطرف نہ جائیں تو کدھر جائیں لیکن مسلمانوں کی تمام ترقیوں کی جڑ مذہبی پابندی ہے اسلئے مسلمانوں کی مجالس کا مقصد اعظم پابندی مذہب ہونا چاہیئے مگر وہ دونوں طرف سے غافل ہیں۔ اس ریمارک کے بعد اب میں

برہمن کانفرنس

کے متعلق ناظرین الحکم کو کچھ علم دینا چاہتا ہوں۔ لاہور میں پہلی مرتبہ کل ہندوستان کے برہمنوں کی کانفرنس کا اجلاس ہوا اسکے میر مجلس مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے انمیں برہمنوں کو اپنے مذہبی فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اور سنسکرت کتابوں کی حفاظت اور ایک کتب خانہ قائم کرنیکا انتظام کیا گیا۔ برہمنوں کو خیرات وغیرہ لینے سے منع کیا گیا تاکہ وہ اپنی عزت و وقار کو قائم رکھ سکیں۔

ان تجاویز سے برہمن کانفرنس کی اولوالعزمی اور تعلیمی اور مذہبی دلچسپی کا پتہ لگتا ہے اگر ہمارے ملایان قوم بھی ان تجاویز سے فائدہ اٹھا سکیں تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔ عمدہ بات اور حکمت مومن ہی کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے جہاں سے ملے لینا چاہیئے۔ اسطرح پر برہمن کانفرنس کی کارروائی ہرطرح سے برہمن قوم کی بیداری کو ظاہر کرتی ہے۔

ٹمپرنس کانفرنس کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ٹمپرنس کانفرنس کی غرض اور مقصود ہندوستان میں مسکرات کے رواج کو کم نہیں بلکہ مفقود کرنا ہے اجلاس اسکا ۳۰ دسمبر کو ہوا۔ ٹمپرنس کانفرنس کے مقاصد سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ ہمدردی ہونی چاہیئے کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو ہر قسم کے مسکرات کو حرام ٹھیراتا ہے میری غرض اس تحریر سے یہ نہیں کہ دوسرے مذاہب میں مسکرات کی ممانعت نہیں بلکہ مجھے صرف اسلام کا ٹمپرنسی پہلو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ ہندو مذہب میں شراب نہ صرف جائز بلکہ اسے دیوتاؤں کی خوراک کہا جاتا ہے اور بعض دیوتاؤں کے خاص خاص نشے بھی ہیں لیکن باایں ہمہ جب ہندو قوم ٹمپرنسی کاز کے لئے کوشش کر رہی ہے تو مسلمانوں کا تو فرض اولیٰ ہے کہ وہ ایسے کاموں کی تائید کریں۔ دنیا میں جس قسم کی اصلاح بھی ہو وہ

سونے بہی کہاہے اسکے ثبوت مین یہ تحدی قرآن ن اللہ تاریخ عرب موجود ہے پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا عزیز اندر عیسائیون کی رائیں پیش کرنیکا عادی ہے اور دراصل انکے معلومات کا ذریعہ بہی انکی ہی تحریرین ہین اسلیئے مین چند مشہور عیسائی صاحبان کی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انکے سامنے رکہتا ہون اگر انصاف دیانت اور راستبازی کوئی چیز ہے تو پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا برہمچاری غور کرے۔

ڈاکٹر اسپرنگر جیسا متعصب عیسائی اپنی کتاب لائیف آف محمدؐ مطبوعہ ۱۸۵۱ء (الہ آباد) کے صفحہ ۹۱ پر لکھتا ہے۔" اسکے خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تہا۔ اور جسکو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تہا اور غرش رعد اور آواز آب وطیور کے نغمہ حمد الہی مین خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تہی اور سنسان جنگلون اور پرانے شہرون کے کھنڈرون مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکہائی دیتے تہے"۔

جس قلب پر اللہ تعالے کے جلال اور معرفت کی یہ تجلی ہو اور جو ہروقت اللہ تعالے ہی کو دیکھتا ہو وہ کس عظیم الشان مقام عرفان پر ہوگا یہ ناظرین خود اندازہ کرلین۔

پہر پادری راڈویل صاحب جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیاہے۔ وہ اپنے دیباچہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر لکہتاہے کہ" وہ ایک عجیب غریب نمونہ ہے۔ اس قوت وحیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے۔ اور جسکو خدا اور عاقبت پر شدت کیساتہ یقین ہوتاہے۔ اور جو اپنی ذات کریم اور سیرۃ صداقت مشحون سے ہمیشہ ان لوگون مین شمار کیا جائیگا جنکو اپنے بنی نوع کے ایمان و اخلاق اور تمام حیات دینوی پر ایک اختیار کامل حاصل ہوتاہے۔ جو بجز حقیقت مین کسی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے شخص کے کسی اور کو کبہی حاصل نہین ہُوا اور نہ ہوسکتاہے"

پہر سر ولیم میور سا تلخ دشمن اسلام اپنی کتاب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور جلالت شان کا ان الفاظ مین اعتراف کرتاہے" اس عالم تنہائی و مصیبت مین وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہین کہ کتب مقدسہ مین انکا عدیل ونظیر کوئی دکہائی نہین دیتا"

ایسی بہت سی رائیں ہم پیش کرسکتے ہین اور وہ بہی صرف اس لیے کہ مخالفین کی شہادت ایک اثر رکھتی ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بیجائے خود ایسی اعلیٰ درجہ کی زندگی ہے۔ کہ اسکی نظیر نہین ملتی اور وہ ایسی صاف اور روشن ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کی زندگی مین وہ بات ہی نہین پائی جاتی۔

کیا یہ کم کمال ہے کہ آپکی ساری زندگی کے حالات محفوظ ہین۔ چہوٹے سے چہوٹا کام بہی جو آپنے کیاہے۔ اس کے حالات محفوظ چلے آتے ہین اور پہر آپ کو وہ تمام اسباب میسر آئے۔ جو تکمیل اخلاق ونمونہ اخلاق کے لیے ضروری تہے۔ پہر آپ کی حیرت انگیز کامیابی اور اس کے ذریعہ عرب کی حالت اخلاقی اور روحانی مین لانظیر تغیر ہے۔ جو صرف آپ کی عملی زندگی کا نتیجہ تہا۔

الغرض سرور عالم کی شان بلند ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا پنڈت دیانند صاحب کو مقابلہ کے لیے پیش کرنا غلطی ہے۔ اگر پرکاش کا ایڈیٹر ایسا ہی خواہشمند ہے۔ تو وہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین مندرجہ ذیل نمونے دکہائیں۔

اوّل پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک وفادار شوہر کے

دوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک حاجتمند بیٹے کے

سوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک محسن باپ کے

ان ہر سہ امور کو مد نظر رکہکر جہاشہ کرشن یا انکا عزیز اندر یا ڈاکٹر چیر نجیو صاحب بشرطیکہ استغاثہ لائبل اور سوالات جرح سے انہین فرصت حاصل ہو پنڈت دیانند صاحب کی سوانح پر بحث کرلین جب وہ اس سے فارغ ہوجائینگے تو پہر مین اور پہلو پنڈت صاحب کی لائیف کے پیش کرونگا پہر انہین خود ہی معلوم ہوجائے گا۔ کہ کیا انکی لائیف ہمارے لیئے کوئی معیار اور نمونہ ہوسکتی ہے۔ وہ سردست مقابلہ کی بحث کو تو الگ رکہین پبلک ہی مین انکا نقشہ کہینچ کر دکہائین۔

مختصر نوٹ

فلسفہ اشراقین کی تائید

اشراقین کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ملک مین رہکر دوسرے ملک مین اپنے شاگردونکو تعلیم دے سکتے تہے۔ اس قسم کے امور کو بلا سوچے سمجھے نانسنز یا عقل کے خلاف کہدیا جاتاہے مگر جون جون سائنس کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ انکی صداقت پر روشنی پڑرہی ہے۔ ولایت مین ایک آلہ ایجاد ہُواہے۔ کہ اسکی مدد سے ایک شخص دوسرے آدمی سے اگر درمیان مین حجاب اور روک ہو بلا واسطہ غیر بات چیت کرسکتاہے۔ موجد کا بیان ہے کہ وہ اسکو بہت جلد بے تار کی تار برقی کی طرح عام کردیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ نے ایکمرتبہ میرے سامنے بابو محکم دین صاحب امرتسری کو فرمایا تہا کہ مین یہان قادیان مین بہی امرتسر مین تمہین برونہ توجہ دے سکتا ہون اگرچہ اسکی مزید توضیح آپنے نہین فرمائی اور نہ بابو صاحب نے اسوقت اپنی مصلحت یا بوجہ ادب کچہ اور کہا تاہم اس سے اتنا پایا جاتاہے۔ کہ روحانیت مین یہ سلسلہ ہے ضرور بہرحال سائنس کی بلند پروازی اسلام کی صداقت کی موید ہے۔

مذہبی تعلیم کی ضرورت

معزز معصر نیر اعظم کی اس رائے سے مین شرح صدر سے متفق ہون کہ اسوقت چونکہ ہندوستان کے جملہ مذاہب بیدار ہین۔ اور وہ نہ صرف مدافعت ہی مین سرگرم ہین بلکہ انکی حفاظت اور حفاظت کے سامان عشق مین بہی مصروف ہین اسلیئے مسلمانون مین مذہبی بیداری کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور غیر مذاہب کے اعتراضوں کے جوابات دینے کی طرف توجہ ہو تو کہ لوگ متزلزل نہ ہون اور ہر شہر مین ایسی تحریکون کی ضرورت ہے اور ہم معصر مذکور تعلیمیافتہ لوگونکو اور مسلمانون کی تمام انجمنون کو اس طرف متوجہ کرتا ہے بے شک اس امر پر توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے مین تو یہی پسند کرتا ہون کہ مذہبی

تعلیم کا رواج دیا جاوے اور اب مذہبی کورس ضرورت زمانہ کے موافق تیار کئے جائیں۔ اور انہیں اسلامی مدارس میں بعجلہ دیا جاوے۔ تو بہت ہی مفید امر ہو۔ مذہبی تعلیم کی ضرورت کو لارڈ کرزن نے تسلیم کر کے بڑے زور سے اسکی تائید کی تھی۔ اگر مذہبی تعلیم کا عام رواج ہو جاوے اور سکولوں میں اسے بطریق مناسب لازمی کر دیا جاوے تو اس سے بہترین نتائج کی توقع ہو سکتی ہے۔

ہندو اخباروں اور مصنفوں کو صلاح دینے والی کمیٹی

لاٹ صاحب نے جو نصیحت ہندو لیڈروں کو کی ہے اس سے متاثر ہو کر رائے کنج بہاری صاحب متھرا نے سول ملٹری گزٹ کے ضمیمہ مندرجہ حاشیہ ایک کمیٹی قائم کرنیکی تجویز کی ہے۔ اس قسم کی کمیٹی بے شک ملک میں خطرناک لٹریچر کو پھیلانے سے روک دیگی مگر سوال یہ ہے کہ یہ کمیٹی ہندو مصنفین اخبارات کے ہندو ایڈیٹروں پر حکومت رکھنے یا انہیں اپنے زیر رکھنے کے لئے کونسے ذرائع استعمال کریگی۔ بہرحال اس بحث کو چھوڑ کر ایسی کمیٹی کا وجود فی الحقیقت مفید ہو سکتا ہے میری سمجھ میں اگر آریہ سماج کی پرتی نذہی سبھا اور ایسا ہی سناتن دھرم مہا منڈل اور خالصہ چیف دیوان ایسی سرکلر چٹھیاں شائع کر دے کہ کوئی مصنف یا مؤلف جو اس سبھا یا دیوان سے تعلق رکھتا ہے۔ شائع کرنے سے پہلے ان مجلسوں میں پیش کر دیا کرے اور پھر ان مجلسوں کی منظوری سے وہ کتاب شائع ہوا کرے تو جہاں ملک میں قیمتی اور قابل قدر لٹریچر پھیل سکے گا۔ وہاں ملک میں بدامنی یا بد اخلاقی پھیلانیوالے لٹریچر کی اشاعت اگر کلیتہً نہیں تو بہت بڑی حد تک رک جائے گی۔

اسی سلسلہ میں اخبارات کے رویہ اور طرز پر غور کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ امر کسی حد تک مشکل نظر آتا ہے۔ آنریبل لالہ ہرکشن لعل صاحب نے اپنی ایک تقریر میں غیر ذمہ دار رہا تھوں۔ میں اخبارات کی باگ ہندوستان میں بے چینی کا سبب بتایا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو گورنمنٹ کو شاید مزید توجہ کرنی پڑے اور ایڈیٹران اخبار کے مخصوص قیود اور شرائط کو بڑھا دیا جاوے مگر یہ جو کچھ بھی ہوگا اخبار نویسوں کی اپنی ہی کرتوت کا

خمیازہ ہوگا۔ اگر وہ عطا شدہ آزادی کی سچی قدر کریں تو کیوں یہ آفات پیدا ہوں۔ بہرحال ملک کے ذمہ دار لوگوں کو اس معاملہ پر غور کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اس بڑھتی ہی بلا کو متفقہ کوشش سے دبا دینا چاہیئے۔

ذاتی عداوتوں سے ایکدیگر کو بدنام نہ کرو

نفس پرستی خود غرضی بہت بری چیز ہے اگر اسوقت تک مسلمانوں نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کے وفادار اور فرمان پذیر ہیں ہمارے ہندو دوستوں کو انکی وفاداری پر مطعون کرنا سخت نامہی ہے کبھی انہیں چاپلوس یا یوسی کہکر مخول اڑایا جاتا ہے۔ اگر انکے مقابلہ میں انہیں چھنال کہا جاوے تو وہ کب گوارا کرینگے اس قسم کی شخصی نوک جھونک کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر ہندو غداری کے جرایم کا ارتکاب کرنیوالے پائے گئے ہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ خوشی کرنے کا محل نہیں وہ آخر انکے ہمسر اور خواجہ تاش اور ملکی بھائی ہیں انکی کمزوری یا لغزش کا اثر ان پر بھی پڑے بغیر نہیں رہ سکتا اگر ہمسایہ کے گھر کو آگ لگجاوے تو ہم کب چین پا سکتے ہیں اسوقت باہمی نکتہ چینی کے طریق کو چھوڑ کر مناسب ہے کہ سب ملکر ان بدنام کنندہ نکو نامے چند لوگوں کے انسداد کی کوشش کرو جو اپنی شرارت اور شورہ پشتی سے قوم کو اور پھر ملک کو بدنام کر رہے ہیں۔ اسوقت باہمی کدورتوں کو بھول جاؤ اور ایکدیگر کو بدنام کرنیکی فکر نہ کرو بلکہ صرف اس خبیث مادہ کو متعلق طاقتوں سے دور کرو جو ملکی اور قومی ذلت کا موجب ہو رہا ہے کیا ہندو اخبار نویس اپنے طرز کو بدل لیں گے؟ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو مسلمان ہی اپنی فراخدلی کا ثبوت دیں۔

یہ پاکیزہ فطرتی صدیقی فطرت کا خاصہ ہے

انسان کی پاکیزہ فطرتی کا اندازہ کرنیکے لیئے اسکے خیالات اور جذبات بہت بڑا ذریعہ ہیں اسکے احباب اسکے مطالعہ کی کتابیں اسکی محبوب ترین چیزیں بتا سکتی ہیں۔ کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی اور سیرۃ ہمارے لیئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اسلیئے نہیں کہ وہ خلیفۃ المسیح اور ہمارے امام ہیں بلکہ اسلیئے کہ فی الواقعہ وہ تقدس اور اعلیٰ درجہ کے وقار اور بلند خیالی کا ایک نمونہ ہے۔ اور یہی سر ہے کہ وہ ایک قوم کا امام ہے اگرچہ حضرت مسیح موعود مغفور کی شہادت اس بارہ میں قطعی اور یقینی تھی۔ مگر جو ذاتی واقعات انسان کیلئے مؤثر ہو سکتے ہیں وہ دوسرے نہیں اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کانفرنسوں پر ریمارک کے عنوان سے میرا ایک آرٹیکل نکلا ہے اس میں ایک دو جگہ میں نے لیڈیز کانفرنس اور سوشل کانفرنس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے نیوگ اور مسلمانوں کو لڑکیاں نہ دینے کا ضمناً ذکر کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان نوٹوں کو پڑھتے ہوئے مجھے زیادہ متانت زیادہ وقار سے کام لینے کی ہدایت فرمائی ہر چند اخباری لٹریچر میں خصوصاً آریہ صاحبان کی تحریرات پر نوٹس لیتے ہوئے ایسے فقرات کا لکھ جانا معمولی امر ہو مگر میں اس امر کو دنیا کے سامنے اس لحاظ سے رکھنا چاہتا ہوں تا وہ دیکھیں اور دکھاؤں کہ خدا تعالیٰ نے جس شخص کو ایسی بلند خیالی کو وقار اور تقدس عطا کیا ہو وہ فی الحقیقت دنیا کی اصلاح کے لیئے ایک نمونہ ہے۔ اگرچہ یہ میرا ذاتی واقعہ تھا گر میں سمجھتا اور یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے خلفاء کے تمام حرکات و سکنات دنیا کی صلاحیت کے لیئے ہوتے ہیں۔ اسلیئے میں نے اسے پبلک کرنا ضروری سمجھا کہ میرے جیسا ذوق رکھنے والے لوگ فائدہ اٹھائیں جیسے ایک سفید کپڑے پر ذرا سا داغ اور دھبہ بھی نمایاں رنگ رکھتا ہے اسی طرح یہ اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ فطرتی ہے کہ ایک معمولی سی بات جو کچھ بھی متانت یا ثقاہت سے گری ہوئی نظر آئے ایسے نفوس اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس طرح عیسائی صاحبان کے لیکچروں کے سلسلہ کیوقت آپکا ارشاد کہ غور سے سنو جو حق ہو اسے قبول کرو آپ کی حق پسندی اور لقاء اللہ کے خوف کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ فطرت کے اظہار کیلئے ایک دلیل ہی ہے۔ یہی وہ راز تھا جو خدا کے مامور پر ظاہر ہوا اور اس نے کہا کہ

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی یہ نور یقین عطا ہو تا ہم بھی نور دین بنجائیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ خدا تعالیٰ نے اسے نمونہ بنا کر ہم سے چاہا ہے کہ ہم بھی نور دین بنیں۔ ایڈیٹر

شہید کربلا

عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا میں ایک لانظیر یادگار ہیں اور یہ مبارک یادگار ان زندہ جاوید شہدائے عظام کی ہے جنہوں نے میدان کربلا میں اپنی اولوالعزمی شجاعت اور حق پژوہی اور استقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا۔ جنہوں نے حقانیت اور استبازی کی حمایت میں اپنی گران بہا جانوں کا قربان کر دینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رضائے الہی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت حق کو زیر نہیں کر سکتی نظاہر تلوار نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر انکی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کرنی چاہیئے ؎

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار یا ان ایام میں تمام رنگینی اور سالوں اور صدیوں کا زبردست ناتھ اسے مٹا نہیں سکتا۔ یہ موت کیسی شیرین اور مبارک ہے۔ جو حقیقی زندگی کا وارث بنا دے مگر

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان دردناک واقعے کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہیں اور نہ یہ کسی قلم میں طاقت ہے کہ اس جانگداز واقعہ کو قلمبند کر سکے۔ بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنا ہے۔

مظلوم کربلا اور اسکے جان نثاروں پر جو کچھ ظلم و ستم ہوئے۔ اور جن بے نظیر مصائب سے انکا مقابلہ ہوا۔ اور جس صبر المثل استقلال کیساتھ اس نرغہ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجودیکہ تیرہ صدیاں گزر گئی ہیں۔ مگر

اس واقعہ کا اثر باشندگان روئے زمین کے دلوں پر ابھی اب ہی تازہ ہے کہ گویا کل کی بات ہے اور مسلمانوں میں اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قائم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے۔

یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیئے مفید نہیں

میں تعزیہ داری اور مجالس عزا پر تفصیل سے بحث اس مضمون میں نہیں کرتا کیونکہ میری دانست میں یہ ایک ایسا فعل ہے جسکو کبھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا کی تمام شریف اقوام میں شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہیں۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگار قائم کرتی ہیں۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تعزیہ داری اور عزاداری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی کام میں صرف ہو تو حسینیہ یونیورسٹی قائم ہو سکتی ہے مگر اس قسم کا مشورہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا سبق جو ہم لے سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق میں ستائے جاتے ہیں اور راست گوئی اور حمایت حق میں جن لوگوں کو ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤں کا مقابلہ کر لیں اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائیں تو علاوہ ان اعلیٰ مدارج کے جو عالم روحانی میں انکو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی عالم ظاہری میں انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلوں میں ان کی یادگار قائم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق میں نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ میں زندگی جاوید اور حیات عطا ہوتی ہے۔

گر تو خواہی سیدی از بہر من
میدہم صد جان و جانانت کنم

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپکے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے مبتلا اور امتحان اور آزمائش کیوقت دکھایا اسکی کیفیت الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی سے بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہ ہے علم شہید کی حقیقت ہے۔

یہی وہ امر ہے جسکے حسن و جمال پر جب فریفتہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت سے اس سے ہٹا نہیں سکتی۔

پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق کو دیکھ لیتا ہے۔ تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رعب اسکو اس سے دور نہیں لے جا سکتا۔

شہید کربلا کی زندگی کا یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے۔ کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی سے کسی کی وجاہت اور وجاہت کے نیچے نہ آئے۔ اور کسی بیہودہ خفیف اور آسائش کے لیئے حق کو قربان کرنے کے واسطے آمادہ ہو۔ ہم حسین مظلوم کی طرح اپنے تمام منافع اور راحتوں حتی کہ جان تک دینے کے لیئے تیار ہو جاویں مگر ایک فرزندی اور صبر خوشی کی لذت کے لیئے تیار نہ ہوں

دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتیں مختلف لباسوں میں ہمارے سامنے آتی ہیں اور کبھی جا سکتی ہیں مگر ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدارج اور دنیوی آسائشیں اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیاں بالکل موہوم اور خیالی ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھکر میدان حق گوئی میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور حق پسندوں اور صداقت کی حق شناسی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہیں وہ دنیوی عہدوں اور منصبوں پر فدا ہیں وہ اپنے موقعہ اور روقت پر زیر دست حق پسندوں کو ستانے سے نہیں چوکتے۔ وہ یاد رکھیں کہ یوم الحساب آنیوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتیں اور آسائشیں چیز چند روزہ ہیں۔ اسی طرح انکے آلام و مصائب کی تھوڑی عمر ہے۔

میرے دوستو! مینے شہید کربلا کے واقعہ کو آپکے سامنے رکھاہے؟ کیون اسلیئے کہ آپ اس سے سبق لین اسپر غور کرین کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے مگر

فاسق کے ہاتہہ پر ہاتہہ نہین رکہتا

مین ان لوگون سے ہرگز متفق نہین جو واقعہ کربلا کو پولٹیکل جنگ کہتے ہین یہ پولٹیکل جنگ نہین تہی اگر معاذ اللہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شئے کو قربان کرنیکے لیئے طیار نہ ہوتے۔ بلکہ بات یہی تہی۔ کہ انہوں نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتہہ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہین بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے۔ جسکو خدا تعالےٰ نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار بہی ناپاک فطرت ہو کر بیعت لینا چاہے تو ایک مومن اور باخدا مسلمان اس کے ہاتہہ پر وہ بیعت نہین کر سکتا جو خلافت حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتہہ پر کیجاتی ہے۔

پس ہمین استقلال اور ہمت اور اخلاقی جرأت کو کبہی اور کسی حال مین ہاتہہ سے نہین دینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتہہ ہمین دکہہ دے۔ ہمین اسکی پرواہ نہین ہو سکتی۔ نقصان پہونچانے پہونچاۓ۔ یہ وہم مین نہین آنا چاہیئے۔ حقانیت سے سر نہین پہیرنا چاہیئے کیونکہ

یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفون نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لے کر ہمارے شیعہ بھائیون کو ہمارے خلاف بہڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایا ہے۔ کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کربلا کی عزت نہین کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے۔ ہمکو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہین اور نہ انکی رضا یا نارضامندی ہمارا مطلوب۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسین رضی اللہ عنہ مین سخت غلطی پر پاتے ہین۔ اور مذہبی اور دنیوی دونون پہلوؤن کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکہتے ہین۔

ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتون کو سخت قابل ملامت پاتے ہین اور اسکے اظہار سے ہم کبہی نہین رک سکتے۔ تو ایسی حالت مین یہ کبہی نہین ہو سکتا۔ کہ ہم حضرت شہید کربلا کی عزت و عظمت محض انکی خاطر مدارکہین ہم فی الحقیقت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا مقتدا اللہ ان کی زندگی کو اپنے لیئے قابل قدر نمونہ پاتے ہین اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شائع کیا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکہا تہا۔

بالآخر مین پہر یہ ظاہر کرتا ہون کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پہر عمل مین وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا کو دیگئی تہی۔ آمین۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند

پرکاش مین گورو کل کانگڑی کے کسی طالب علم کا ایک مضمون چہاپا گیا تہا جس مین اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر حملہ کیا تہا مینے اس مضمون پر ایک مختصر سا نوٹ دیا تہا اور بتایا تہا کہ پنڈت دیانند صاحب اس قابل نہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو درکنار کسی اعلےٰ درجہ کے با اخلاق انسان کے مقابلہ مین بہی کہڑے کئے جائین۔ میرے اس قسم کے ریمارکس پر جو واقعات پر مبنی ہین پرکاش کا ایڈیٹر نعل در آتش ہو کر ۱۱۔جنوری سنہ ۱۹۱۴ع کے پرکاش مین سخت جہنجہلایا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مسلمان اپنے مذہب پر اصولی اعتراض بہی نہین سن سکتے۔ یہہ پرکاش کے ایڈیٹر کی خوش نافہمی ہے۔ اصولی اعتراض تو وہ خود نہین سن سکتے ورنہ باوا لال پنڈت دیانند صاحب کے کہنے پر اتنا نہ چڑتے مین پہر کہتا ہون اور اس دعویٰ کے دلایل رکہتا ہون کہ پنڈت دیانند صاحب ایک عام شریف آدمی کے مقابل پر بہی اگر کہڑے ہوجاوین تو وہ گر جائینگے مثلاً پنڈت دیانند صاحب نے بتایا کہ اگر کسی کے اولاد نہ ہو تو وہ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے اب بتاؤ کہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین اسکا نمونہ کہاں ہے؟ یہ تب قابل تسلیم ہوتا کہ وہ شادی کرتے اور ان کے ہان اولاد نہ ہوتی اور پہر ایک مجمع کرکے نیوگ کراتے یا کم از کم خود علانیہ طور پر انہون نے نیوگ کیا ہوتا یہ توان کی تعلیم اور ان پر عمل نہ ہونیکی ادنیٰ مثال ہے۔ ایسا ہی انہون نے چار سو سال کی عمر کا نسخہ بتایا۔ مگر آپ اسکا پانچوان حصہ بہی پورا کرکے نہ دکہایا۔ علاوہ برین جس شخص کی زندگی کا بہت بڑا حصہ بالکل تاریکی مین ہو اور کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ اس کی زندگی ان ایام مین کیسی گزری۔ اسکے متعلق اعلیٰ درجہ کی خوبیون کا اظہار کرنا ایسا ہی ہے جیسے نیوگ کی اولاد کو اپنی اولاد تسلیم کرنا۔

مین اب بہی کہتا ہون اور اس دعوے کے دلایل رکہتا ہون۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا معیار بہت اونچا ہے۔ اس کیلئے ایک اصل مین پیش کرتا ہون آپنے اپنی لبرل قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا۔

قد لبثت فیکم عمراً افلا تعقلون

یعنے مینے تمہارے درمیان اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ یعنے چالیس سال گزارے ہین اور تم میرے حالات سے واقف ہو پہر تم کیون نہین سمجہتے یہ وہ تحدی ہے جو اپنی قوم مین اور قوم بہی عربون جیسی آزاد قوم کے سامنے دعوے کے ساتہہ اپنی اعلیٰ درجہ کی زندگی بے لوث زندگی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور وہ آپکے صدق اخلاص امانت اور متدین ہونے پر کوئی نکتہ چینی نہین کر سکی جو شخص گہر سے بہاگ کر نکلا ہو جو اپنی قلبی حالت سے ایسا لرزان ہو کہ اخیر عمر تک اپنے گہر کا اور والدین کا صحیح پتہ نہ دے سکا۔ کیا وہ اس تحدی کے مقابلہ کیلئے کہڑا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پنڈت دیانند صاحب نے اپنی پاکیزہ فطرتی کا اس طرح پر اپنی قوم اور وطن مین اعلان کیا ہو۔ اور اسکی قوم اسپر حرف نہ رکہہ سکی ہو۔ تو پرکاش اور اسکے رفیق بیش کرین ہم غور کرینگے۔

انشاء اللہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی پر اجمالی نظر مین کسی وقت کرکے دکہاؤنگا۔ اسوقت شاید پرکاش کا ایڈیٹر انکو اصل صورت مین دیکہنے کے قابل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا اعتراف

...کے جواب مین ظاہر کیا ہے کہ مولوی دین اس امر کو نظر انداز نہین کر سکتے کہ بہت سے حکام آریہ سماج کے خلاف رائے رکہتے ہین جناب والا یہ بہی سمجہتے ہین کہ آریہ سماج ایک ایسی جماعت ہے جو اگر دانائی سے نہ چلائی گئی تو بہت کچہ نقصان

شعبہ مین مدرسہ کی عمارت کے لیئے تو ہ ہیٹیں طیار کہ لینے مین کامیاب ہوئی طلباء کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ایسا ہی بورڈرون کی تعداد مین اضافہ ہو رہا ہے۔ اس روز افزون ترقی نے مجلس معتمدین کو ایک خاص سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس تجویز کرنے پر مجبور کیا۔ غرض مدرسہ ہر طرح سے ترقی کر رہا ہے۔ اللھم زد فزد۔ مدرسہ کی متعلقہ شاخین قابل اطمینان کام کر رہی ہین۔ گرل سکول بھی چل رہا ہے۔

میگزین کی اشاعت مین ترقی کی رفتار کے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر اعانت کا صیغہ مدد نہ دے تو میرا خیال ہے کہ میگزین کے خریدارون کی آمدنی اسکے اخراجات کو پورا نہین کر سکتی۔

مقبرہ بہشتی مین بھی آمدنی بڑھ رہی ہے۔

یہ تمام ترقی کے آثار ہیں سلسلہ بیعت روز افزون ترقی پر ہے۔ اگرچہ یہ ساری باتین شمار اعداد کے ذریعہ سے ظاہر ہونی ضروری ہین مگر یہ کام سلسلہ رپورٹ کے ذریعہ پورا ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ سلسلہ خدا کے فضل سے ہر پہلو سے ترقی کر رہا ہے اس سال ضرور تعجب کی بات اور غیر معمولی بات پیش آئی۔ وہ سالانہ جلسہ کا التوا ہے۔ اس التوا کے وجوہات اخبار مین دیے گئے ہین تاہم لاہور مین جو جلسہ ہوا وہ بھی سالانہ سے کم نہ تھا تالیفات کے صیغہ مین حضرت مسیح موعود مغفور کی بعض ناتمام کتابین شایع ہوئیں۔ حضرت فاضل امروہی نے مباحثہ رامپور کے متعلق ستہ ضروریہ شایع کیا۔ دہلی سے میر قاسم علی صاحب نے شدھی کی اشدھی اور چند رسائل آریوں کی تردید مین شایع کئے ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نے ضرورت زمانہ پر ایک قابل قدر کتاب شایع کی۔ سکھ ازم پر ماسٹر محمد یوسف کی کتاب اظہار حق حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خرچ سے شایع کرائی۔ نئی انجمنون کے سلسلہ مین قادیان کی سادھ سنگت ایک چھوٹی سی مجلس ہے جو اسی سال قائم ہوئی۔ اسکی غرض سکھون مین اسلام کی اشاعت ہے اسنے کچھ ٹریکٹ شایع کیئے۔

پھر ایک انجمن ارشاد کا قیام ہے جو حقایق اسلام سے واقف ہو کر دعوت اسلام کا کام کرنا چاہتی ہے۔

اسی طرح دہلی مین دیانند مت کھنڈن سبھا جو خصوصاً آریہ کی تردید کے لیئے قایم کی گئی ہے سال گذشتہ مین ایک جدید پرچہ نور بھی اسی مقصد کے لیئے جاری ہوا۔ ان تمام امور پر یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ کی طرف سے خلافت صدیقی کے عہد مین کام کی وسعت کا دائرہ کسطرح پہیل رہا ہے۔

اب مین اپنی نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہون۔ الحکم کی اشاعت آخری سہ ماہی مین بے ترتیب رہی اسکی وجہ اگست کے شروع مین میرا بعض اسلامی خدمات کے لیئے دلی جانا تھا جہان مجھے غیر متوقع طور پر زیادہ دیر ٹھہرنا پڑا۔ قیام دہلی کے اثنا مین ایڈیٹر الحکم اپنے فرض وتبلیغ اشاعت سلسلہ حقہ سے غافل نہ رہا۔ دیانند مت کھنڈن سبھا اور انجمن خادم المسلمین کے قیام کیوجہ سے اسے متعدد لیکچر دینے پڑے جنکا اثر اللہ تعالےٰ کے فضل سے اہل دلی پر اچھا پڑا۔ پھر اسی سفر کے دوران میں لسے ریاست اجی گڈھ میں جانا پڑا جہان ایوان شاہی مین اسکا لیکچر ہوا۔ اور پھر شہر کے عام مسلمانوں کو ایکدوسرے لیکچر کے ذریعہ تبلیغ کر کے وہان ایک مدرسہ تعلیم الاسلام کے قیام کی بنیاد رکھی اس سفر کیوجہ سے الحکم کی اشاعت مین بے ترتیبی واقع ہوئی۔ یہ سفر کچھہ ایسا پیش آیا کہ اسکے بعد واپس آ کر بھی لاہور وغیرہ کے سفرون مین امید سے زیادہ وقت اسے دینا پڑا۔

بہرحال سال گذشتہ کا آخری حصہ الحکم کی اشاعت کے پہلو سے ناقابل اطمینان تھا ان اسباب کے علاوہ وہ مالی مشکلات بھی سدراہ ہوئیں جو مشینوں کے سلسلہ کیوجہ سے پیش آ چکی ہین۔ تاہم خدا کا فضل ہے کہ مختلف اخبارات کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار باوجود اس قسم کی مشکلات کے زندہ رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کی بات ہے۔ والحمد اللہ الحکم کے سرپرست اور مربی ایسی حالت مین خاص شکریہ کے قابل ہین۔ جنہون نے اس کی سرپرستی کو نہین چھوڑا۔ خواہ اسکے وجوہات کچھہ ہی ہون۔ مگر الحکم کی اس بے ترتیب اشاعت اور اس کے مقابلہ مین ارزان اخبارون کی کثرت کے باوجود اسکی زندگی حیرت انگیز اعجاز ہے اور میرے لیئے ہمیشہ ایمان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ سال گزشتہ مین ایڈیٹر الحکم باوجود ہیڈکوارٹر سے لمبی غیر حاضری اور بعد ایسی ہی چھوٹے چھوٹے سفرون کے پیش آ جانیکے خدا ہی کے فضل سے اس قابل ہو گیا۔ کہ وہ تین پارے ترجمۃ القرآن کے اور شایع کر سکے ۲۸ وان پارے تک ترجمۃ القرآن شایع ہو گیا یعنے ۲۴ سے لیکر ۲۸ تک ۲۹ وان زیر طبع ہے۔ قرآن مجید کی یہ خدمت بھی خدا کے خاص فضل کا نشان ہے۔ اور اسی کے فضل سے توقع ہے۔ کہ یہ ترجمہ پورا ہو جائے گا انشاءاللہ العزیز)

بہرحال سالگذشتہ کی اس مختصر رپورٹ کے بعد مین اس پر ختم کرتا ہون کہ اب ہم نئے سال مین ہین اور نئی امیدون کے ساتھہ سرپرستان الحکم توجہ فرمائیں۔ کہ وہ الحکم کے قیام و بقا کیلئے ان روکوں کو جو مالی مشکلات کی صورت میں اس کی راہ میں ہین۔ دور کرنے کی توفیق پا سکین۔ اور اسکی صورت الحکم کی وسعت اشاعت اور ترجمۃ القرآن کے خریدارون کی حلقہ کی وسعت اور کارخانہ کی کتابوں کی اشاعت ہے۔ یہ سب کچھہ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بالآخر دعا ہے کہ حضرت امام کی دعاؤن کے سایہ مین ہمدی تربیت ہو اور ہم اپنے مقصد عالی کو حاصل کر سکین۔ (آمین)

(امین)

شور و شر

پنجاب میں بمب اور انبالہ کا حادثہ

پولیٹکل پاگلوں نے پنجاب میں اپنی کرتوتوں کے اظہار کے لیے جرأت کی ہے۔ چنانچہ ۲۸ - دسمبر ۱۹۰۹ء کی رات مسٹر سائیکس ڈپٹی کمشنر انبالہ کی کوٹھی پر ایک بمب کا پارسل رکھا گیا۔ جسپر کہا جاتا ہے اخبار ہندوستان لپٹا ہوا تھا مسٹر سائیکس اس کے حادثہ سے بچ گئے مگر انکا گوالہ زخمی ہوا جس نے اسے اٹھایا تھا۔ میں مسٹر سائیکس کو انکے بال بال بچنے پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں اور جن شریروں نے اس قسم کی ناپاک فطرت کا اظہار کیا ہے ہم ان سے سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں اس قسم کی شوریدہ سری اہل ملک کے دامن اخلاق اور وفاداری پر سخت داغ ہے۔ اور وفادار افراد رعایا کا فرض ہے کہ ایسے محسن کش بدباطن لوگوں کی تلاش اور تحقیق میں مقامی افسروں کو پوری مدد دے اس حادثہ کے متعلق تلاشیوں کا سلسلہ گرم ہے۔ خدا کرے کہ اصل ملزم گرفتار ہوں اور انہیں عبرتناک سزائیں ملیں۔

گلے دیگر شگفت

بحوالہ پنجابی معلوم ہوا کہ انارکسٹانہ اشتہارات لاہور میں مسٹر ٹانڈین کی کوٹھی کے سامنے ایسے بورڈ پر چسپاں کیے گئے جہاں اشتہارات لگانے کی ممانعت تھی یہ اشتہارات ٹائپ کیے ہوئے تھے اور المشتہر کی جگہ لکھا ہوا تھا "انارکسٹوں کی پنجابی برادری" اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت خواہ امر واقعہ ہو یا محض شرارت اور شوخی بہرحال اس قابل نہیں کہ اسپر لحاظ اور توجہ نہ کی جاوے میری رائے میں اہل ملک کو ایسے تیرہ اندرون دشمنان ملک کو گورنمنٹ کے حوالہ کر دینے کے لیے متحد ہو جانا چاہیے۔ اور بالاتفاق گورنمنٹ سے استدعا کرنی چاہیے کہ ایسے شورہ پشت لوگوں کو سخت سے سخت سزائیں دیجائیں۔ اخبارات کو ان لوگوں کے لیے خصوصیت کیساتھ ملامت اور نفرت کا پرزور اظہار کرنا چاہیے۔ اور انکے مقدمات کی روئدادیں قطعاً چھاپنی بند کر دیجائیں۔ جب تک عام بیزاری اور نفرت کی آواز ان کے کانوں تک پہنچے۔ اور ایک متفقہ طاقت انہیں سزا دلانے کے لیے آمادہ نہ ہو جائیگی۔ یہ لوگ باز نہیں آئینگے

مقدمات بغاوت

لاہور میں بغاوت کے مقدمات ایک خاص مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہے ہیں ان مقدمات میں الیشری پرشاد مالک اخبار بیداری اور گنیشی لال خستہ ایڈیٹر اخبار آکاش دہلی اور ایڈیٹر و پرنٹر اخبار سہاگ کے مقدمات کا اضافہ ہوا ہے ایسے اخبارات جو ملک میں بدامنی پھیلانیکے ملزم یا اہل ملک کو بدنام کرنیکا ذریعہ ہیں بائیکاٹ کر دینے کے قابل ہیں میں ہندو لیڈروں اور ہندو اخبارات سے اپیل کرتا ہوں کہ کیا وہ اس معاملہ میں اپنی آواز بلند کرینگے۔ میرے ہمعصر خواہ مجھے کچھ ہی کہیں مگر اہل ملک کی بہتری اور بھلائی اب اسی میں ہے کہ اس قسم کی تجویزوں پر عملدرآمد کیا جاوے پریس کی آزادی سے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے اس قسم کے اخبارات کے خریداروں پر بھی اعانت کے مقدمات دائر کیے جاویں اور ڈاکخانہ ایسے اخبارات کی روانگی کو روکدے اس قسم کی سختی آمیز تجاویز ضرور کارگر ثابت ہو سکتی ہیں ایک شخص جرم کرتا ہے اور کل قوم اور ملک بدنام ہوتا ہے ایسی حالت میں ضروری ہے کہ ایسی شورہ پشتیوں کو روکنے کے لیے سخت سے سخت تجاویز اختیار کیجاویں۔

داخلہ بند

حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اخبار ست سنگ کا جو شہر گوالیار سے شائع ہوتا ہے داخلہ بند براستہ بحر و بر بند کر دیا ہے اس قسم کے تمام اخبارات اس سلوک کے مستحق ہیں۔

پٹیالہ کا مقدمہ سڈیشن

پٹیالہ کے مقدمہ سڈیشن میں ۳۰ آدمیوں کے خلاف مسٹر گرے نے استغاثہ واپس لے لیا ہے یہ امر صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ استغاثہ نیک دیانت اور انصاف سے کام لے رہا ہے آریہ اخبار اپنی روش کو پٹیالہ کیس کے متعلق جسقدر نرم کرلیں اتنا ہی مفید اور مناسب ہے۔

افواہ - بھارت مترلکھتا ہے کہ کلکتہ میں یہ افواہ گرم ہے کہ ۱۴ ہندوستانی جلاوطن کئے جائینگے اس قسم کی افواہیں ملک میں بے اطمینانی پھیلاتی ہیں۔ اسلیئے ہمارے اخبارات کو پولٹیکل امور کے متعلق تشویش افزا خبروں کی اشاعت سے جو بجائے خود بے رنگ افواہ ہوں پرہیز کرنا چاہیے۔

گرفتاریاں

انبالہ کے حادثہ بمب کے متعلق جمعرات کی سہ پہر کو کالی باڑی لاہور سے دو بنگالی گرفتار ہوئے ہیں ایسا ہی ۸ - جنوری ۱۹۱۰ء کی صبح کو سات بجے خانصاحب چودہری رحمت اللہ خان صاحب نے بھائی پرمانند ایم۔ اے پروفیسر ڈی۔ اے ڈی کالج لاہور کو زیر دفعہ ۱۱۰ ضمن الف ریلوے سٹیشن کے قریب گرفتار کیا ۳ بجے بعد دوپہر ہرین صاحب مجسٹریٹ کار خاص کے سامنے پانچ ضامنوں لالہ ہیرالال بیرسٹر بخشی ٹیک چند پلیڈر مسٹر دونی چند بیرسٹر لالہ دیوان چند بزاز۔ لالہ شنکرداس فوٹوگرافر کی پندرہ ہزار کی ضمانت اور ۱۵ ہزار کے مچلکہ پر ملزم کو رہا کیا گیا آئندہ پیشی ۱۴ - جنوری ۱۹۱۰ء کو ہوگی۔

سرحدی خبریں

سردار عبدالخالق خان نے اپنی بیوی اور لڑکی کو کابل میں قتل کر دیا اور پھر شاہ غازی عبدالقدوس کے ہاں پناہ لینے کو چلا گیا۔ مگر امیر صاحب کے حکم سے قاتل سردار گرفتار ہو گیا ہے وجہ قتل بیوی کی بے وفائی کا شبہ تھا۔

سال گذشتہ

گذشتہ باتون کی یاد انسانی زندگی کا ایک طبعی اور فطرتی خاصہ ہے اسلیئے مین اگر گذشتہ سال کا تذکرہ کرون تو یہ اسی فطرتی جذبہ کے ماتحت ہوگا گذشتہ امور کی یاد انسانی زندگی کے لیئے دراصل ایک قابل قدر سبق ہوتا ہے۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ

گذشتہ لوگوں کے قصص آنیوالونکے لئے نصیحت ہیں

خداتعالی کی مجید کلام اور آخری کتاب مین بعض عظیم الشان اور اولوالعزم لوگونکا ذکر کیا ہے جو منصب رسالت اور نبوت پر مامور ہوکر آئے اور پھر انکے مومنین اور منکرین کا ذکر کیا گیا کیون؟ صرف اسلیئے کہ موجودہ نسل اس سے عبرت حاصل کرے یہی یادرفتگان تاریخ کا زبردست جزو ہے بلکہ گذشتہ کی یاد ہی تاریخ بناتی ہے۔ غرض گذری ہوئی باتون پر بہیئت مجموعی غور کرنا انسانی زندگی پر ضرور موثر ثابت ہوتا ہے اسی طرح پر جب انسان اپنی عمر کے ایک گذرے ہوئے سال پر غور کرتا ہے تو اسکے قلب پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ عمر کی زنجیر میں سے ایک کڑی اور کم ہوگئی اور قبر کے وہ اور بھی قریب ہوگیا۔ مین اپنی عمر کے گذشتہ سال پر غور کرنیکے لئے قلم نہین اٹھاتا وہ میرا ذاتی اور شخصی فرض ہے۔ اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ غور کرے کہ اس نے سالگذشتہ میں رضاء الٰہی کے لیئے کیا کیا؟ میری غرض اسوقت عام طور پر سالگذشتہ پر نظر کرنا ہے

بعض لوگ کسی سال یا مہینے کو اپنے لیئے نیک اور دوسرے کو منحوس کہتے ہین میری دانست مین منحوس اور مسعود کی بحث مین پڑنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ اسلیئے کہ زمانہ تو ان واقعات کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ جو دنیا مین ہوتے ہین۔ اور اس لحاظ سے منحوس یا مبارک ہونا ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اگر ہمنے کوئی وقت سعادتمندی اور نیکی مین گزارا ہے تو لامحالہ اسکے نتائج نیک ہونگے اور وہ وقت مبارک اور مسعود سمجھا جائیگا لیکن اگر ہم نے وقت کی قدر نہ کرکے اسکو خداتعالےٰ کے منشا اور اذن کے ماتحت نہین گذارا اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں اور نوع انسان کو دکھ دینے مین گزارا ہے تو لازماً اسکے نتائج خطرناک اور دکھ دینے والے ہونگے پھر اسے منحوس کہنے کا ہم کیا حق رکھتے ہین اس سے ثابت ہوا کہ کسی سال کی نحوست یا سعادت ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہے۔ ورنہ فی ذاتہٖ کوئی نحوست یا سعادت اپنے اندر نہین رکھتا۔ اسی بنا پر ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

زمانہ کو برا مت کہو

اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عارفانہ نظر کا پتہ لگتا ہے ہان یہ سچ ہے کہ تاثیر کواکب ایک چیز ہے۔ اور وہ مشاہدہ میں آئی ہوئی چیز ہے اس سے ہم انکار نہیں کرتے مگر اسجگہ میرا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ کسی سال کو منحوس یا مسعود کہنا صرف ان واقعات اور حالات کی بنا پر ہوتا ہے۔ جو اس میں پیش آتے ہین۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ تبادلہ سنین پر کم از کم جو امر ہمارے مدنظر ہونا چاہئیے وہ یہ ہے کہ گزشتہ سال مین کونسے افعال و اعمال ہمارے لیئے موجب راحت اور کونسے باعث دکھ ہوئے اور اس غور کے بعد

آیندہ را احتیاط

پر عمل کیا جاوے اور تلافی مافات کے لیئے سعی کی جاوے اسی جہت سے مین سالگذشتہ پر نظر کرتا ہون میں سال گزشتہ کے واقعات پر کوئی تفصیلی ریمارک نہین کرونگا۔ بلکہ اپنے اس مضمون کو زیادہ تر ان واقعات میں محدود کرونگا جو کسی نہ کسی پہلو سے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس سال کے حوادثات میں سے جس حادثہ کو مین پہلے نمبر پر رکھتا ہون وہ

طوفان باد و باران

ہے جسکی وجہ سے کشمیر و مدراس و بنگال میں سیلاب کا جان ستان طوفان آیا اس قسم کے طوفان ہرچند طبعی اسباب کے نیچے ہوتے ہین۔ مگر جہاں ایسے واقعات کے لیئے طبعی اسباب محرک ہوتے ہین۔ وہاں انکے ساتھ روحانی اسباب کا بھی ایک تعلق ہوتا ہے۔ جو ایک ظاہربین دنیادار اور اسباب پرست انسان کی آنکھ سے دور ہوتا ہے جو لوگ مذہبی لٹریچر کے پڑھنے کا مذاق رکھتے ہین۔ انہوں نے ایک راستباز کے منہ سے یہ پیشگوئی سن رکھی تھی۔

آیا کھڑا سیلاب ہے

ناعاقبت اندیش معترض جو چاہے بکے مگر اس مین کوئی کلام نہین۔ کہ غافلوں کے بیدار کرنے کیلئے یہ ایک تازیانہ تھا مگر بہت ہی تھوڑے تھے وہ لوگ جنہوں نے باد و باران کے اس قسم کے طوفانوں اور سیلابون سے نفع اٹھایا ہان جہاں جہاں اور جس زمین مین یہ آیت اللہ ظاہر ہوئی وہان بھی سوچنے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکو ایک معمولی موسمی طوفان سمجھا۔

پھر سال بھر ہی قریباً قحط کا اثر ملک پر رہا اور طاعون اگرچہ کم رہی مگر اس کا اثر زائل نہ ہوا یہ ان لوگوں کے لیئے تازیانہ ہدایت تھا جو اپنی شومی اعمال کو خدا کے مقدس و مطہر راستباز کی اسی طرح نحوست قرار دیتے تھے۔ جس طرح پر انکے اسلاف نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہدیا تھا ملابس کے صوبہ مین ملیریا نے اور صوبجات متحدہ میں ہیضہ نے اتلاف جان کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی اس قسم کی قہری تجلیوں نے بیدار کیا۔ یہ تو انذاری فرشتے تھے۔ جو ملک بھر مین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا کے فانی ہونے کا سمان ہمارے سامنے پیش کرتے رہے؛

علاوہ ازین دنیا کے مختلف حصون مین قیامت خیز ... بیدار کیا اور اس ملک مین بلوچستان مین ایک ...

جس سے بہت سے جان و مال کا نقصان ہوا اس قسم کے حوادث اور واقعات کی علم اطلاع حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی پیشگوئیوں میں دی تھی مگر تھوڑے ہیں جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس قسم کے واقعات عام ہیں۔

ملکی حالات کے لحاظ سے **تزلزل در ایوان کسریٰ افتاد** والی پیشگوئی پورے زور کیساتھ پوری ہوئی اس تقریب پر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اشتہار شایع کیا۔ ہندوستان میں انارکزم کا زور رہا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایسے موقعہ پر ان لوگوں کے لیئے اظہار تنفر و ملامت کا ووٹ پاس ہوا جنہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ اور اسکے معزز عہدہ داروں کے خلاف بدعنوانیاں کیں مقدمات بغاوت کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔

ان امور کے بعد اب میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس تذکرہ میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ شاید بعض آدمی انکے ذکر کو کسی مصلحت سے پسند نہ کریں مگر میں آیات اللہ کے بیان کو چھپانا معصیت جانتا ہوں۔ اور خصوصاً وہ امور جو تاریخ سلسلہ کا ایک عظیم الشان جزو ہوں وہ کسی طرح پر بھی مخفی نہیں رہ سکتے اور نہ انہیں چھپانا چاہیئے۔ اسلیئے میں اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔

سال کے شروع میں خلافت حقہ کے اختیارات کے متعلق ایک بحث اٹھی جس میں صدر انجمن اور خلافت کے تعلقات اور اختیارات پر چند سوال کئے گئے تھے۔ یہ ایک خطرناک فتنہ اور ابتلا تھا۔

جماعت کی تمحیص کے لیئے

سلسلہ کے درد اشنا دل پہلو میں رکھنے والے اس ابتلا کو ایک طرف دیکھتے تھے۔ اور دشمنوں کی پیشگوئیاں اور تمسخر بازیاں دوسری طرف جو کہتے تھے کہ ایک سال ہی کے اندر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس ابتلا میں بخاک بدہن دشمن سلسلہ کے دو فریق ہو جائیں گے۔ مگر سلسلہ کی عظمت اور شوکت اور بھی بڑھ گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے

تمکین خلافت

کی پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ آیت استخلاف میں درج ہے۔ کہ خوف کو امن سے بدل دیں گے اس سلطنت پر امن میں سلسلہ حقہ کی خلافت حقہ پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آسکتا تھا۔ جو خوف و خطر کا اس رنگ میں جو صدیقی خلافت پر آیا اسکے لیئے بھی ایک خطرناک زمانہ تھا۔ کہ خدا نخواستہ

شیرازہ قوم

میں کوئی جنبش پیدا ہو خوف آیا اور سخت آیا۔ مگر

اللہ تعالیٰ نے اسکو امن سے بدل دیا

جیسا کہ اسکا وعدہ تھا چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک طیار شدہ قوم حضرت مسیح موعود مغفور نے چھوڑی تھی اور اسکی سرپرستی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہاتھ کے وزیہ کی جو حضرت مغفور سے صدیقی تعلق رکھتا تھا الیہم سب نے اس خطرناک موقعہ پر

اپنی اطاعت و وفاداری

کا ثبوت دیا اور خلافت حقہ کو (جیسا کہ پہلے سے اپنے لیئے مطاع اور امام یقین کرتے تھے) اپنا مطاع اور امام تسلیم کیا۔ اس ابتلاء کیوقت کسی نے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ اسکا نتیجہ کیا تنزل سمجھتے ہیں یا ترقی فرمایا یہ ترقی کا موجب ہے چنانچہ جماعت کا ایمان بڑھا۔

جیسا کہ حق کے مقابلہ کے لیئے باطل درازدستی کرتا ہے۔ پھر بھی ایک دو مرتبہ اس باطل نے سر نکالنا چاہا مگر بالآخر خدا تعالیٰ نے پوری شوکت اور قوت کیساتھ تمکین خلافت کا نشان بھی ہم سب کو دکھا دیا۔ غرض صدیقی خلافت کا یہ زبردست نشان بھی اسی سال میں پورا ہوا۔

تبلیغ سلسلہ حقہ کے لیئے اس سال بہت عمدہ موقعہ حاصل رہا۔ رامپور اور منصوری پر دو مباحثہ ہوئے۔ اور دونوں جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے مناسب وقت نصرت نازل کی منصوری پر پہلا وفد مسنون طریق پر بھیجا گیا اسکے علاوہ متفرق طور پر خواجہ صاحب کا لیکچر وید مقدس اور قرآن کریم پر مسلمکہ پر ہوا۔ اور سال کے آخری ایام میں لاہور میں تبلیغ کے لیئے اسلامی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہاں یہ ظاہر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی بھی خصوصیت سے حضرت امام نے چند دوستوں کو وعظ کے لیئے روانہ کیا اور ایسا ہی فیروزپور کی انجمن نے سب سے اول سالانہ جلسہ کیا اور وہاں حضرت نے ایک جماعت کو روانہ فرمایا

اسی طرح تبلیغ کا سلسلہ خوب زور پر رہا شیخ غلام احمد صاحب واعظ اپنے کام میں مصروف رہے افسوس ہے انکے کام کی کوئی رپورٹ میرے سامنے نہیں جو میں بتا سکوں کہ انہوں نے کسقدر دورہ کیا اور کیا کام کیا ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ایام تعطیلات گرما میں بطور خود بہ اجازت حضرت امام چند جگوں پر جا کر لیکچر دیئے برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے اخبار کی ترقی اشاعت اور اعانت کے لیئے ایک لمبا دورہ کیا اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ بیعت ہوئے۔

تبلیغ کے اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں ایک اسلامی مشن قائم کرنے کی تحریک بھی اسی سال کے برکات میں سے ہے جس کے متعلق الحکم کو خصوصیت سے لکھنا پڑا اور جسکا نتیجہ بحمداللہ یہ ہوا کہ یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ اس وفد کے بھیجنے کیلئے کم از کم تین چار سال بعد نوبت آسکتی ہے۔ کیونکہ جبتک بیس پچیس ہزار روپیہ جمع نہ ہو جاوے یہ مشکل ہے۔

اس طرح پر میں نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ ہم لوگ کس فراخدلی سے نیک مشورہ کی قدر کرنیکی توفیق پاتے ہیں صدر انجمن کے ماتحت ہونیوالے کاموں کی سالانہ رپورٹ جلسہ پر پڑھی جائے گی اسلیئے میں اعداد و شمار کے لحاظ سے ان کاموں پر ریویو نہیں کر سکتا۔

ہاں مختصراً ذاتی علم اور واقعات کی بنا پر کچھہ ظاہر کرتا ہوں مدرسہ کی تعلیمی حالت ترقی کر رہی ہے۔ اور افسران سررشتہ تعلیم نے اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ گورنمنٹ نے عمارت مدرسہ کے فنڈ میں دس ہزار روپیہ کی امداد دی اور تعمیرات سلسلہ کے

ہارمونیم باجے ! ہارمونیم باجے !!

قیمت نہایت ارزان

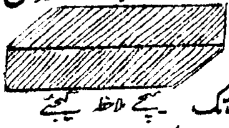

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور کے خاص اپنے کارخانہ کے ساختہ پائدار ریڈیں میں ملنے لگے ہیں وزن بہت ہلکا لکڑی مضبوط خوشنما پالش جوکہ نہایت مدت تک

نیچے ملاحظہ کیجئے

خراب نہ ہو ۔ ریڈیں مشہور ولایتی کارخانہ کی بنی ہوئی لگائی جاتی ہیں۔ بشرط واپسی اگر ناپسند ہو تو پہنچتے ہی بغیر استعمال کے واپس کر دیجئے اور خراب ہو جائے آرڈر کے ہمراہ عہ فی باجہ پیشگی آنا چاہیئے اور نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھدینا چاہیئے۔ ہم اسکا دعویٰ کرتے ہیں کہ نہایت عمدہ مال اتنی ارزان قیمت پر دوسرے تاجر کے ہاں نہیں ملیگا۔ قیمتیں سے دستی ۳ سٹاپ درجہ اول قیمت ۱۹ روپے درجہ دوم ۱۶ روپے سردستی ۴ ۔ اسٹاف درجہ اول قیمت ۲۳ روپے درجہ دوم ۱۹ روپے ڈبل سرفولڈ ٹاپ ۴ ۔ اسٹاپ ہاتھ اور پاؤں سے بجایا جاتا ہے قیمت درجہ اول ۳۳ روپے درجہ دوم ۳۰ روپے بھضیکل لونڈنگ ہارمونیم ۱۶ اسٹاپ صرف پاؤں سے بجایا جاتا ہے قیمت ۷۵ روپے بغیر پاؤں کے ۶۰ روپے

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

فی صدی منافع - آجنگ ۳ سمس یہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ حصہ داران کو تقسیم کیا ہے مرد عورت کامیاب ہو سکتے ہیں اور فارم شمولیت بر سکٹ مندرجہ ذیل سے طلب کرو

چراغ ہارمونیم فی ۱۲
راہبر ہارمونیم ۱۲
ہارمونیم استاد ۸ ۔ کلید ہارمونیم ۴
طبلہ سیکھنے کی کتاب ... ۵

ایجنٹوں کی ضرورت ہم کو مال ازقسم باجے گھڑیاں ہائیکل سلائی و جرابوں کی مشینیں وغیرہ فروخت کرنیکے لیئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے یا کسی کا ٹکٹ بھیجکر قواعد مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کرو

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینجر مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئیں ؟

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس املشن

کا جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس حدت کے صدین دیا ہے۔ اس سے ان بچوں بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے اسے مزے سے پیتے ہیں وہ

بیمار بچوں کو تندرست و توانا بناد یتا ہے اور فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے ہمیشہ اس نشان والے گیا املشن کو جو اسکاٹ کے کارخانہ کی شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوڑ نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینیوفیکچرنگ
لیوٹر لنڈن

کُشتہ

جریان مقوی باہ نزلہ زکام درد کمر۔ کثرت احتلام اور امراض میں یہ کشتہ از حد بلکہ اکسیر ثابت ہوا ہے خدا کے فضل سے آیندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

جریان کی شناخت

پیشاب کے پہلے یا پیچھے دھات کا نکلنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردوں کی مانند بلکہ زندہ درگور کر دیتی ہے اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مالیخولیا نسیان کمی خون دل کا دھڑکنا ضعف دماغ بینائی کا کم ہونا ناامیدی خوف بیخوابی غمگینی وغیرہ۔

نزلہ

گلے یا معدے یا پھیپھڑے پر کسی رطوبت کا گرنا

زکام

کسی رطوبت کا ناک سے نکلنا۔ ان سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ ہیں۔ سل منہ گی۔ فالج ذات الجنب ذات الریہ (دمونیا) جوڑوں کا درد آنکھ کان دانت کی بیماریاں

ہمنے ایک کشتہ جو بڑی محنت اور سعی سے اور بلا آمیزش زہریلے اجزا کے طیار کیا ہے۔ انشاء اللہ بہت مفید و بابرکت ثابت ہوگا جو صاحب چاہیں ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ فوائد اور محنت کے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھا لے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر۔ عبدالرحمٰن کا فانی احمدی شفاخانہ حکیم نورالعین قادیان

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مرا ضمون کی آہ وزاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے۔ کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم ہر دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ ہمارا اس میں بھی کچھ دہوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ ہم لکھ پائیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی :- پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھاویں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اسکو پائیے قیمت چھ ماشہ دعا

سرمہ سلیمانی :- آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان :- دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ
بلب گڈھ ضلع دہلی

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی **نور الدین صاحب** بارہا **ہندوستانی دواخانہ** دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بدیسی اور اصلی اجزاء سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے۔**

کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بھی پانچسو ادویات تیار رہتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**

اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں۔ جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دی جاتی ہے**

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ **یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے۔**

نوٹ:- ملہ اللحم **خاص الخاص** ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا بھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے۔ قیمت فی تولہ صرف نصف **عہ** فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی - ہیڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۲ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر سانجن میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داران وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بےنظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک ڈکر ڈبونکے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تا دم ابن بھی مارے تو بھی پٹے کر نے آپ ہوجاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود انتہا زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل یا تیر بہدف [illegible] دوا ہے [illegible] ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و بیداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کے لیئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بڈھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتا ہے۔ وہ ہمارا روغن واقعہ ستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معدوم طاقت کو بحال کر دیتا ہے اور گئے گزرے نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (للعہ)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

مرد اپل نمبر ۷

قیمت جو ہر حال
نا پیشگی لی جائیگی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

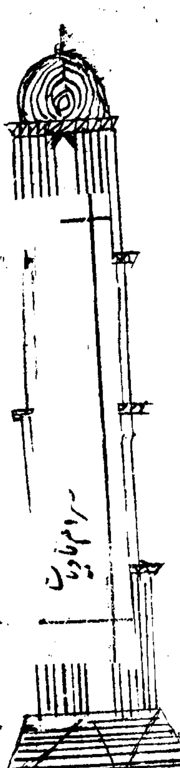

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱ | قادیان دارالامن ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ ہجری | جلد ۱۴

اڈیٹوریل نوٹس

ناظرین وسرپرستان الحکم کو سال نو مبارک ہو (آمین)

اس نمبر کیساتھ الحکم کی چودھوین جلد کا آغاز ہوتا ہے اور یہ ظاہر امر ہے کہ ۱۴ کے عدد کو الحکم کے موضوع اور مقاصد کے ساتھ ایک تعلق ہے چودھوین صدی کے بابرکت اور مفید ہونے کا رب کو اعتراف ہے۔ اسلیئے میں اگر تفاول کے طور پر الحکم کی چودھوین جلد کے آغاز پر اللہ تعالیٰ کے خاص برکات وعنایات کی امید کرون تو یہ غیر مناسب نہین خصوصاً ایسی حالت میں کہ ۱۳ وین جلد کا آغاز اور خاتمہ مشکلات میں ہوا ہو بہرحال فضل وبرکت کا وہی مالک ہے اور ان مع العسر یسرا اسی کا وعدہ ہے۔

جب سے الحکم جاری ہوا ہے۔ ہمیشہ دسمبر کے اخیری ہفتہ کی تعطیل کیجاتی ہے۔ اسلئے کہ سالانہ جلسہ انہیں ایام مین ہوا کرتا ہے۔ مگر اس سال بعض وجوہات اور اسباب کی بنا پر جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سالانہ جلسہ آواخر مارچ پر منتقل ہوا اسلیئے سالانہ تعطیل کے لئے سال کا پہلا ہفتہ تجویز ہوا اسلئے پہلا نمبر ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء سے شروع ہوتا ہے اور اس خیال سے کہ دسمبر کے آخری ہفتہ کے عام واقعات اور حالات سے ناظرین واقف ہوسکیں معمولی حجم کو زیادہ صفحون پر شائع کیا گیا ہے۔

سال روان کیساتھ الحکم کی ترتیب مضامین مین خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے ایک خاص تبدیلی کردی گئی ہے جو الحکم کو زیادہ دلچسپ زیادہ مفید بنانے کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق ملی تو ناظرین انشاء اللہ **تلافی مافات** دیکھیں گے وباللہ التوفیق۔

معاونین وسرپرستانِ الحکم کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے گذشتہ سال مین الحکم کے بعض نقائص ترتیب واشاعت کے باوجود اسکی سرپرستی اور اعانت کو اپنا فرض سمجھا اور عملی طور پر ثابت کردیا کہ وہ الحکم کے اور الحکم اُن کا ہے میں ایسے متعدد اور معین سرپرستوں کے وجود پر جائز فخر کرتا ہون اور دعا کرتا ہوں کہ الحکم کو یہ فخر ہمیشہ حاصل رہے (آمین)

سنہ ۱۹۱۰ء پر میرا سالانہ آرٹیکل اسی نمبر میں دیا گیا ہے۔ جو امید ہے ناظرین الحکم کی خاص دلچسپی کا موجب ہوگا!

نیا سال نئی امیدوں کیساتھ شروع ہوتا ہے۔ میں بھی اپنے پہلو کے مضغہ گوشت (دل) مین بہت سی امیدیں رکھتا ہوں اُن کا پورا ہونا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لیئے اس سے دعا ہے کہ نیکی اور بھلائی کے فرشتے میری مدد کرین۔

(مطبع انوار احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مینجر و ایڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا)

حضرت مغفور کے کلمات طیبات

اس عنوان کے نیچے مستقل طور پر انشاء اللہ ہر اشاعت میں کچھ نہ کچھ کلمات درج ہوتے رہیں گے وہ یا تو ایسے ہونگے جو ابتک شائع نہیں ہوئے یا آپکی تصنیفات میں سے منتخب کئے گئے ہونگے۔ (ایڈیٹر)

عزیزان بے خلوص صدق نکشایند راہی را
مصفا قطرہ باید تا گوہر شود پیدا

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا اس میں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جاوے آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو۔ اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دیگا۔ وہ خیال کریگا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خداتعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خداتعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا ہم کیونکر خدا تعالےٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اسکا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضا ہر ایک نور اور اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔ اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اسکو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اسکے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضا اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے۔ اور تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں۔ اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ سو تم اس دعوت کو شکر کیساتھ قبول کرو اور جسقدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا۔ اور سرکش جہنم میں گرایا جائیگا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے۔ وہ موت سے بچ جائیگا دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خداتعالیٰ کی عبادت مت کرو ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے۔ بلکہ تم اسلئے اسکی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو۔ کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے۔ وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے۔ اسکے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے۔ اسکے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو عزیزو!! خدا تعالےٰ کے حکموں کو بیقدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے ایک بچہ کی طرح بنکر اسکے حکموں کے نیچے چلو نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا ایک رسم ادا کر رہا ہے۔ بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضا کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں کیا انسان اسکو بھی دھوکہ دے سکتا ہے کیا اسکے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے۔ گویا خدا نہیں تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اسکی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولٰنا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا اس ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات پوری اجزاء سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے** کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**

اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں اور جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی

مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے

نوٹ۔ نار اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی بہت مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی طیار ہے قیمت فی تولہ ما بعض تولہ للعہ
فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے:- **ہندوستانی دواخانہ دہلی میڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپے (ھ) سے دو (۲) لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۳۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ ابن صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو جسکا خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پست ہو کر آب ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود استیاناٹ مرتبہ کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۳۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں اخلاف قاعدہ قدرت حاصل ہوتے ہیں جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم [illegible] ہے یہ صرف دوا ہی نہیں بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق آ جاتی ہے [illegible] پر آ جاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی ناز بیا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قوت باہ حالت طبعی نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بے نظیر تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرے کے لئے اکسیر ہے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح رکھتا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ/)۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے وہ ہمارا روغن داؤ مستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ دور کرکے معززانہ طاقت بخشتا ہے۔ بالکل گئے گزرے مریضان نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی روغن داؤ مستی چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ یہ ہر دو حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

سریلے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نکیا جائے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳- اسٹاپ

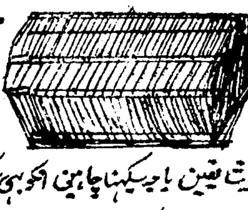

مبتدیوں کے لئے مفید

جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیئے اس میں سر دو کا ایک سٹ ہوتا ہی قیمت درجہ اول ۱۹؎ درجہ دوم ۱۷؎

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴- اسٹاپ

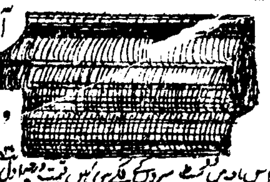

آواز نہایت ہی سریلی و بلند

اس باجہ میں دو سٹ سر دو کے لگے ہوئے ہیں قیمت درجہ اول ۳۰؎ درجہ دوم ۲۵؎

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

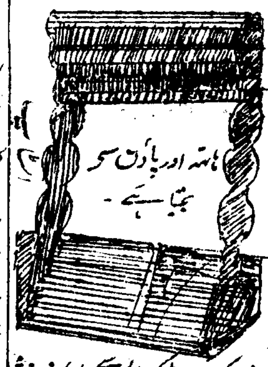

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۴۳؎ درجہ دوم ۳۸؎ نوٹ ہر لو فرمایش کیساتھ اضافہ ۵؎ آنا چاہئیں۔ ڈیلیسٹ بیٹ کا کم ملکنا چاہئیے

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم	۱۲؍
رہبر ہارمونیم	۱۲؍
ہارمونیم اوستاد	۸؍
کلید ہارمونیم	۴؍
ہارمونیم درپن ہر دو حصہ	۸؍
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ	فی حصہ ۲؍
ہارمونیم رمت کرنیکی کتاب	۲؍
طبلہ سیکھنے کی کتاب	۱۰؍
ستار سیکھنے کی کتاب	۵؍

ملنے کا پتہ

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستیں وترسیل زر بنام مینجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئیں

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

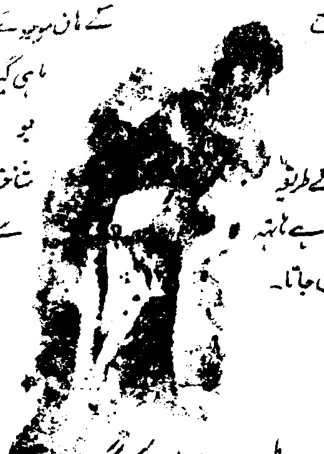

اس نشان ماہی گیر ایمشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوڑا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور یہ التزام کیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک پانچ چھہ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر یک ۵؍

تفسیر سورۃ البقر کمل ہے ہر تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان جوانوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس امراض کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالےٰ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ مفید ہے۔ ہمارا یہ کام نہ تہا کہ لکھہ مارین کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے فی بکس ۸؍

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں کی وجہ سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہا لیں انشاء اللہ وہ انکو پائیں قیمت چھہ ماشہ ۱۲؍

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸؍

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ لبگڑہ ضلع دہلی

احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں؟

پچھلے دنوں ہمارے چند معزز احمدی راجپوت بھائیوں نے تجویز کی تھی کہ ان راجپوت ملکوں میں تبلیغ کا کافی انتظام کیا جاوے جہاں آریوں نے فتنۂ ارتداد برپا کیا ہے۔ اس تجویز کو نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھ پیش کیا گیا تھا چودھری مولا بخش صاحب بھٹی نے بھی پورے زور سے اسکی تائید کی اور ہر طرح سے مدد دینے کے لئے آمادگی ظاہر کی میں جانتا ہوں کہ چودھری مولا بخش صاحب اپنے بھائیوں میں اس تحریک کو بار آور بنانیکے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں مگر اس تحریک کے بعد جو اخبار میں گئی تھی پھر کوئی خبر میرے کان میں نہیں آئی اگر ایسی استقلال اور سرگرمی سے یہ کام کیا جانا تھا، تو اس سے بہتر تھا کہ اسکام کا نام ہی نہ لیا جاتا راجپوتوں کی آن پرحرف آتی ہے اور قول مرداں جان دارد کی گرویدہ قوم میں ایک تحریک خود پیدا ہو اور پھر اسکو عملی رنگ نہ دیا جاوے سخت افسوسناک امر ہے۔ میں چودھری غلام احمد خان سکنہ کریام اور چودھری مولا بخش صاحب بھٹی اور چودھری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ اور چودھری فیروز خان صاحب سکنہ راہوں اور چودھری غلام قادر خان سکنہ سرڑوعہ کی خدمت میں خصوصیت سے التماس کرتا ہوں اور دوسرے احمدی راجپوتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بڑے ہی شرم کا مقام ہے۔ اگر اس تحریک کو عملی رنگ میں لانیکے لئے سعی نہ کیگئی اسوقت ایک راجپوت نو مسلم جو خدا کے فضل سے اچھا واعظ ہے ہمارے ہاتھ میں ہے وہ بھی اس خدمت کے لئے ان شاء اللہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ نے اسکے لئے منظور کر لیا طیار ہو سکتا ہے۔

یہ کام محض باتوں سے نہیں ہوگا بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے روپیہ کی چودھری عبدالحی صاحب نے جو تجویز کی تھی کہ ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس مقصد کیلئے دیجاوے وہ اس کام میں ابتدا کریں اور سالانہ جلسہ سے پہلے ایک کافی رقم اس غرض کے لئے جمع ہو جانی چاہیئے میری رائے میں بہتر ہوگا اگر ڈیڑھ دو ہزار روپیہ جمع ہو جاوے تو اسے کسی مفید تجارت میں لگا دیا جاوے اور اسکی آمدنی سے اسکام کو مستقل طور پر جاری رکھا جاوے یہ تمام امور بعد میں سوچے جا سکتے ہیں۔

میں دیکھونگا کہ راجپوت احباب کیا جواب دیتے ہیں جواب سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ چند صفحوں کا کوئی مضمون تائید کیلئے بھیجدیں بلکہ یہ کہ وہ اس کام کے جاری کرنیکے لئے روپیہ بھیجدیں چونکہ یہی قرار پایا تھا کہ اس تحریک کیلئے روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام بھیجا جاوے تاکہ حضرت کو خصوصیت سے دعا کی تحریک ہو مجھے صرف اطلاع دیجاوے میں امید کرتا ہوں کہ وہ بزرگ جو اس تحریک کے بانی ہیں اس نوٹ کے بعد فوراً روپیہ بھیجدینگے چودھری مولا بخش صاحب اور چودھری عبدالحی صاحب خصوصیت سے توجہ کریں۔

مسلمان بیدار ہو رہے ہیں

اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں بیداری کی روح پیدا ہو رہی ہے۔ ہر جگہ قومیت کی لہر چل رہی ہے اور مسلمانوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر انہیں من حیث القوم زندہ رہنا ہے تو جہانتک اسباب سے تعلق ہے ان اسباب کو حاصل کرنا چاہیئے۔ وہ اسکے لئے سعی کر رہے ہیں انکے ساتھ ہی انکو یہ یاد دلانا ہمارا کام ہے کہ وہ اسباب پر اسقدر نہ تل جاویں کہ خدا کا خانہ خالی رہجاوے اسباب کے پوری سعی اور کوشش سے جمع کریں۔ اور بالآخر اللہ تعالےٰ سے دعا کے ذریعہ فیض اور مدد کو طلب کریں اپنی تدبیروں کو ہی مقدم نہ کر لیں۔ معزز ہمعصر وکیل نے مسلمانوں میں ترقی تعلیم کیلئے ایک خاص انجمن کی بنیاد رکھدی ہے۔ جو بہر حال مسلمان بچوں کے لئے اعانت کا ایک ذریعہ ہوگی۔ اور جہانتک میرا خیال ہے چونکہ یہ انجمن وظائف دیکر اعلیٰ تعلیم تک مسلمانوں کو پہنچانیکے لئے مقصد کیلئے کھڑی ہوئی ہے اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا اور انجمن کے محرکین اور ٹرسٹیوں نے اخلاص اور دعاؤں سے کام لیا تو اس ذریعہ سے بمقابلہ کسی خاص انسٹیٹیوشن کو ہاتھ میں لینے کے زیادہ کام ہو سکیگا۔ مثلاً اگر ایک ہائی سکول کھولنے کے لئے انہیں ہزار روپیہ ماہوار کے اخراجات ہونگے جو کہ نہایت گران اور کم سود مند ہوگا ہزار روپیہ ماہوار کے کم از کم سو وظیفے دس روپیہ ماہوار کے دیئے جا سکتے ہیں جس سے ایک سال کے اندر کچھ نہیں تو کم از کم چالیس گریجوئیٹ نکل سکتے ہیں بشرطیکہ وظائف کالجی تعلیم میں دئے جائیں بہر حال میں اس انجمن کو شرح صدر سے خیر مقدم کہتا ہوں۔

وکیل نے مسلم پریس ایسوسی ایشن کی تحریک کی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلم پریس نے بڑی فراخ حوصلگی سے اسے خیر مقدم کہا ہے پنجاب کے اسلامی لیڈنگ پیپرز کے ایڈیٹروں نے خوشی کیساتھ اسمیں شامل ہونا پسند فرمایا۔ اور محمڈن کمیونٹی کے مشہور اور تعلیمیافتہ بزرگوں نے اسکے متعلق بڑی خوشی آئندہ امیدوں کا اظہار کیا ہے خان بہادر محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی چٹھی اور دوسرے بزرگوں کے خطوط تائید کو حوصلہ افزا ہیں۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب مسلم پریس ایسوسی ایشن خدا کے فضل سے قائم ہو کر ایک اسلامی قوت کا رنگ اختیار کرلیگی۔ یہ بھی بیداری کے آثار ہیں۔ کہ قادیان کے ساتھ وہ نفرت کم ہو رہی ہے جو اس سے پہلے تھی ورنہ میں خیال نہیں کرتا تھا کہ قادیان سے نکلی ہوئی تحریک کا یوں ...

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

حضرت امیر المومنین کی صحت و عافیت ہمارے لئے فرحت افزا ہے۔ آپ نے فجر کی نماز کے بعد بھی ایک درس قرآن مجید کا جاری کر دیا ہے ایسا ہی حدیث اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ بہت سے درس جاری ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے بھی بعد مغرب ایک درس قرآن مجید کا شروع فرمایا ہے۔ آپ خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جو جوش اپنے سینہ میں رکھتے ہیں وہ اب عملی رنگ اختیار کرتا جاتا ہے اور قوم کے لئے بہت ہی مسرت بخش اور امید افزا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپکی مدد کرے اور حضرت امیر المومنین کی تربیت اور دعاؤں کے پھلوں سے اسلام کا بول بالا ہو۔

سالانہ جلسہ میں اب صرف ایکماہ باقی ہے ریلوے نے اس مرتبہ صرف ڈیوڑھا کرایہ منظور کیا ہے یعنے ڈیوڑھا کرایہ دیکر دونوں طرف کا سفر ہو سکے گا۔ اگرچہ یہ رعایت گذشتہ رعایت کو مد نظر رکھکر بہت خفیف ہے لیکن ہمیں جو شکر گزاری کی تعلیم دیگئی ہے۔ ہم اس سے فائدہ اٹھا کر ریلوے افسران کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ عنقریب اسکے متعلق صدر انجمن کی طرف سے ضروری حالات شایع کئے جائینگے۔

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضل دین صاحب عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں احباب انکے لئے خصوصاً دعا کریں حکیم صاحب بڑے مخلص اور محنتی آدمی ہیں انہوں نے اپنے کتب خانہ کا بڑا حصہ انجمن تشحیذ الاذہان کو وقف کر دیا ہے۔

حکیم صاحب کی علالت مزاج کیوجہ سے لنگر خانہ کا کام کسی دوسرے مستعد اور ہوشیار آدمی کے سپرد کر دینا غالباً حکیم صاحب کی گونہ اعانت ہے۔ وہ اپنے اخلاص اور محبت کیوجہ سے جو سلسلہ کے کاموں کے لئے رکھتے ہیں اگرچہ ابتک کام کر رہے ہیں مگر انکی صحت کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے۔

جامع مسجد کے جنوبی پہلو میں کمرہ طیار ہو گیا ہے چھت پڑ رہی ہے جلسہ تک امید ہے کہ یہ کام طیار ہو جائیگا۔ اور مسجد اقصیٰ کا نظارہ اسلامی شوکت کا اظہار ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام بھی جاری ہو گیا ہے جلسہ ...

ندوۃ العلماء کا اجلاس دہلی مین

نمبر دوم

گذشتہ نمبر مین مینے بتایا ہی کہ ندوۃ العلماء کے آنیوالے اجلاس مین ندوۃ العلماء کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دہلی کے مختلف اسلامی مدارس اور مکاتب کو باہم متحد کرکے ایک دارالعلوم کی بنیاد دہلی مین رکہو اور یہ کام فتحپوری کے مدرسہ کی اصلاح سے لیا جاوے کیونکہ یہ مدرسہ ایک عظیم الشان وقف کی آمدنی سے چلایا جارہا ہے اور اسکی مجلس ناظم مین ایسے لوگ داخل ہین جو زمانہ کی ضرورتون سے واقف ہین۔ مختلف مدرسون اور مسجدون کی رونق کو قائم رکہنے کے لئے یہ ہوسکتا ہی کہ ان مدارس کو ایک خاص درجہ تک لیکر اس دارالعلوم کی شاخین بنادیا جاوے اور اسطرح پر ان مساجد کی جو رونق ایسے مکتبون کیوجہ سے ہے وہ بہی کم نہ ہوگی اور کام بہی تقسیم ہوجائیگا اور اسکے ساتہہ ہی اتحادی مقصد بہی پورا ہوجائیگا مین جانتا ہون کہ بہت مدارس کے مہتمم جو ان مدارس کو اپنی گذر اوقات سمجہکر ایک ذریعہ سمجہتے ہین ایسی تجویز کی سخت مخالفت کرینگے اور اس قسم کی سکیم پر عملدرآمد کیلئے سخت مشکلات اور دقتین پیدا کرینگے مگر ایسی باتون کی پرواہ نہین کرنی چاہیئے۔ عام مسلمانون کے ذہن نشین کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے کہ اگر ان مدارس کے اجتماع سے ایک بڑا دارالعلوم بنا دیا جاویگا تو وہ زیادہ مفید زیادہ باضابطہ اور نتیجہ خیز ہونیکے علاوہ انفرادی اخراجات کے مجموعہ سے بہت کم مین چل سکیگا اور ان اغراض کے لیئے ضرورت ہوگی بورڈ آف ڈائرکٹرز مین ان لوگونکو شامل کرنیکی جو اپنے وسیع اثر اور رسوخ کے لئے ممتاز ہین مختلف اقوام اور برادریون کے اہل الرائے اور چودہری لوگ اگر اس اتحادی قوت کے اثر سے واقف ہوجائیں تو وہ اپنے اثر سے عوام کو اس طرف مائل کرنیمیں کامیاب ہوجائینگے عوام مین وحدت کے مذاق کو سرسبز پیدا کرنیکے لیئے مختلف محلون اور اقوام کے چودہریون کے اثر سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اگر وہ لوگ جنہونے مدارس جاری کر رکھے ہین اس سکیم کی طرف متوجہ ہوجائین تو پہر کہنا ہی کیا ہے؟۔

اس مین شک نہین کہ اس سکیم کو جاری کرنے اور اسپر لوگونکو متوجہ کرنیکے لئے بہت بڑی محنت اور ہمت کی ضرورت ہے تاہم اگر باقاعدہ جد وجہد اس مقصد کے لئے جاری کردیجاوے تو اس مین بہت سہولت پیدا ہوسکتی ہے۔ اور ابہی سے ایک باقاعدہ لیکچرونکا سلسلہ دہلی کی **انجمن معین الندوہ** شروع کرے یہ لیکچر شہر کے مختلف حصص میں ہون اور چونکہ انجمن معین الندوہ دہلی کے ناظم میرے مکرم دوست **حکیم حاجی امجد علیخان** صاحب ہین اور انجمن مذکور کے صدر حکیم محمد احمد خانصاحب حاذق الملک حکیم محمد عبدالمجید خان صاحب کے صاحبزادے ہین جنکی خدمت مین بہی مجہہ ذاتی نیاز حاصل ہی اسلیئے مین امید کرنیکے وجوہات رکہتا ہون کہ وہ اس سکیم پر غور کرکے عملی کارروائی شروع کرنیمیں تامل نہ کرینگے یون بہی ندوہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور اہل دہلی کو اسپر متوجہ کرنیکے لئے انہین ضرورت ہے کہ شہر کے مختلف حصون مین مختلف طریقون سے کام کرین اسلیئے اگر اس مقصد کو بہی زیر نظر رکہیں تو بہت بڑی کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

اگرچہ مسلمانون کے مختلف فرقون مین اتحاد ہوجانا ناممکن سا ہورہا ہے۔ اور انکے مدارس اور انجمنوں کا ایک ہوجانا سہل نہین تاہم جسقدر بہی اتحاد کی طرف یہ قوم آئے اتنا ہی مفید ہوگا۔

پس پہلا کام جو ندوۃ کو دہلی کے مقامی حالات اور ضروریات کے نیچے کرنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے اس سے میری یہ غرض نہین کہ وہ اس ترتیب سے اپنا کام شروع کرے نہیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے۔ کہ اس اجلاس میں اس امر کو بہی ملحوظ رکہا جاوے۔

ایسے قومی جلسونکی غرض محض وعظ و نصیحت تک ہی محدود نہین ہونی چاہیئے۔ اور نہ رکہی جاتی ہی بلکہ جہانتک میرا خیال ہی بانیانِ جلسہ کا اصل مقصد تو قومی معاملات اور ضروریات پر غور کرنا ہوتا ہے۔ اور قوم مین ان ضروریات کا احساس پیدا کرنا ایسی حالت مین مین اہلحدیث کی اس رائے سے متفق ہون کہ ندوہ کے اجلاس مین شامل ہونیوالون کے لیئے جو فیس مقرر کیجاتی ہو۔

غیر ضروری امر ہے۔

ایجوکیشنل کانفرنس یا لیگ کا تتبع اس خاص معاملہ مین درست نہین ہے۔ اسمین شک نہین کہ اس طریق سے کچہہ آمدنی ضرور ہوجاتی ہے مگر جو بات ایسے جلسون سے مقصود ہو وہ رہجاتی ہے۔ جو لوگ ممبری کی فیس دیتے ہین اگر انہین یون بہی چندہ کے لئے تحریک کیجاوے تو وہ اپنا ہاتہہ دراز کرنیکو ضرور طیار ہونگے بہرحال شمول جلسہ مین فیس کی کو اڑا دینا چاہیئے۔ (باقی تیسرے نمبر مین)

دیوسماج پر آریہ سماج کے حملے کی طیاریان

دیوسماج کے آرگن جیون تت مین "آریہ سماج کا بانی اصل روپ مین" کے عنوان سے ایک نیا سلسلہ مضامین کا شروع ہوا ہی اسکے دو تین ہی نمبر نکلے ہین کہ آریہ سماج کے پنڈال میں کہرام مچگیا ہے اور ارجن نے (جو آریہ سماج کی حمایت کیلیئے نکلا ہی) ایک شور و پکار کرکے آسمان سر پر اٹھانا چاہا ہے کہ آریہ سماجین ملکر دیوسماجی اخبار کو قانونی بندہین گورنمنٹ اسکی ضمانت لے پریس ایسوسی ایشن اس سے معافی منگوائے وغیرہ وغیرہ ارجن کا ایڈیٹر اور اس کے ہمخیال اگر اپنے گرو کے متعلق کچہہ سننے کی طاقت نہین رکہتے تو دوسرون پر حملے کیوں کرتے ہین جب ارجن کے ایڈیٹر نے دیوسماج کے معزز بانی اور اسکے معزز کرم چاریون پر طرح طرح کی پہبتیاں اڑائی تہین کیا اسوقت اسے یہہ خیال نہتا کہ یہ قرضہ معہ سود واپس ملیگا۔ اگر وہ اپنی اور اپنے گرو کی عزت چاہتے ہین تو دوسرون کی عزت کرنا سیکہیں اور اس قسم کی بے صبری سے کام نہ لین۔ ارجن آریہ سماج کو بہڑکانے کی بجائے حوصلہ سے کام لیکر صرف ان الزامات کی تردید کرے جو جیون تت لگاتا ہے۔ پبلک خود سمجہہ لیگی کہ اصلیت کیا ہے؟

حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے ارشادات

استوٰی علی العرش

استوٰی اور عرش دو لفظ ہین جن کے متعلق لغت عرب مین کوئی دقت نہیں صحابہ کرام مین ان کے متعلق کوئی غیر معمولی جھگڑا نہین ہوا مگر متاخرین مین اس پر بڑی بحثیں ہوئی ہین۔

استوٰی کے معنے علیٰ ظہر استقر الفاظ محدود ہوتے ہین اور واقعات غیر محدود اس کے لئے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنے لئے جاتے ہین۔ وکیفما شئے ہے جیونٹی کے ایک سر پر بھی شے کا لفظ بولا جاتا ہے اور زمین و آسمان پر بھی اور اللہ تعالےٰ پر بھی اسی طرح دیکھو بیٹھنا ہاتھی بھی بیٹھتا ہے انسان بھی بیٹھتا ہے ساہوکار بیٹھ گیا بھی بولتے ہین حلق بیٹھ گیا دیوار بیٹھ گئی مگر ہر بیٹھنے کے جدا جدا معنے ہین پس اللہ لیس کمثلہ شیئ اسکا قرار اور بیٹھنا بھی لیس کمثلہ ہی ہے۔ غرض موصوف کے لحاظ سے معنے ہوتے رہتے ہین امام مالک سے کسی نے استوٰی کے معنے پوچھے تو فرمایا المعنی معلوم والکیف مجہول

عرش مخلوق نہین قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہین جس سے اسکا مخلوق ہونا ثابت ہو بخاری و مسلم موطا طبقہ اول اور ترمذی نسائی ابوداؤد طبقہ ثانی کی کتابوں مین بھی کوئی ایسی حدیث نہین جس سے اسکی مخلوقیت ثابت ہوسکے مین نے ایکدفعہ حضرت امامؑ سے پوچھا کہ رب العرش سے عرش کا مخلوق ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یا نہین فرمایا رب العزت بھی آیا ہے۔ تو کیا خدا اپنی صفت ازلی عزت کا بھی خالق ہے؟ پس استوٰی علی العرش کے معنے ہوئے خدا کی تجلیات کاملہ مین کوئی عیب نہین کیونکہ عرش مظہر ہے اس مقام کا جہاں اولاً تمام احکام و صفات کاملہ کا اتم طور پر ظہور ہوتا ہے۔ دربار شاہی مین سب سے پہلے احکام صادر ہوتے ہین۔ رفع ابویہ علی العرش کے بھی میرے نزدیک یہی معنے ہیں کہ یوسفؑ اپنے والدین کو دربار شاہی میں لے گئے۔

۲۔ عتدوا فی الدعاء تین قسم ہے۔ ایک چلا کر دعا مانگنا اللہ فرمایا۔ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃً دوم ایسی طرز کی دعا جو قرآن مجید و سنت نبوی کے خلاف ہو مثلاً ایک شخص جو عہد نبوی مین دعا کرتا تھا کہ اے خدا مجھے بہشت نصیب کر اور اس مین ایسے مکان ہون آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا۔ کہ تو جنت الفردوس طلب کر ایسا ہی اس قسم کی دعائیں کہ مجھے خدا بنادے یا عورت بنا دے وغیرہ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی حدود کی پرواہ نہ کرنا اور دعا ہی کئے جانا۔

۳۔ فرمایا کہ گناہ تو ہر وقت کا برا ہے مگر وہ گناہ سب سے برا ہے کہ جب کوئی مامور اصلاح کے لیئے آیا ہو تو اسکی اصلاح کی مخالفت کیجاوے۔ وہ وقت خاص طور پر توجہ الٰہی کا ہوتا ہے۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا

۴۔ فرمایا کہ جس طرح بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے۔ اسی طرح جب کسی راستباز نبی کا نزول ہونا ہوتا ہے تو اس سے پہلے جس اصلاح کے لیئے وہ آتا ہو اسکی نسبت کچھ نہ کچھ تحریک اس قوم مین پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کے لئے مبعوث ہونا تھا۔ تو امیہ بن ابی الصلت۔ زید بن عمر جیسے بت پرستی سے متنفر ہو گئے۔ ہمارے امامؑ نے وفات مسیح پر زور دینا تھا آپؑ سے پہلے سر سید اور آجکل کی تعلیم نے اس مسئلہ کو چھیڑ رکھا تھا۔ صرف اتنا فرق تھا کہ اگر آپ نہ آتے تو لوگ اسلام کی تعلیم پر عیب لگاتے گو اس مسئلہ کو مان لیتے آپ آئے اور بڑے زور سے فرمایا کہ وفات مسیح قرآن مجید سے ثابت ہے وھو الذی یرسل الریح نشراً بین یدی رحمتہ۔

۵۔ فرمایا اسوقت روئے زمین پر کوئی اہل سنت والجماعت نہین مگر احمدی جماعت تو وہی ہوگی جس کا امام ہو کیا ہمارے مخالف مسلمان ایک صف مین کھڑے کئے جاوین تو اسکا کوئی امام ہے۔ ہرگز نہین ہاں احمدی جماعت کا خدا کی طرف سے امام ہے پس اسوقت احمدیہ کے سوائے کوئی اہل سنت والجماعت میں سے نہین۔

۶۔ فرمایا کہ قرآن مجید کے تدبر مین عجیب عجیب فواید ہیں ایکدفعہ کسی نے پوچھا کہ طاعون کے دنوں مین باہر ڈیرا لگانیکا کیا ہے جیسا کہا باہر ڈیرہ لگالے اور یہ خروج مین داخل نہیں کیونکہ لب بیت سے ظاہر ہے کہ اس شہر کی اور گرد کی زمینیں اسکے حکم میں ہین۔ ورنہ کوئی تبادیکہ بارش صرف شہر کے کوٹھوں ہوتی ہے۔ اور انہین سے الثمرات نکلتے ہیں۔

فرمایا اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ کسی نے کسی چیز کو مطلق بیفائدہ نہیں ٹھہرایا دیکھو والذی خبث لا یخرج الا نکداً میں تاوانہ خبیث بھی کچھ نہ کچھ بنتا ضرور ہے ورنہ خدا فعل عبث ٹھہرتا ہے دنیا کی چیز کو کبھی لیس بشیئ بالکل نا ہہ نہ کہو۔ (بدر)

اس بدعت کو روک دو

قرآن شریف کے صرف اردو ترجمہ کی اشاعت کے متعلق پھر ایک آواز اٹھی ہے خدا کا شکر ہے۔ کہ جب ایسی بدعت پھیلنی چاہی ہے الحکم نے اپنی آواز اس کے خلاف اٹھاتے ہوئے مخالفت کی پروا نہین کی فیروزپور سے ایک ترجمہ شائع ہوا اور ہمارے ایجنسی نے اس کی اشاعت تاجرانہ رنگ مین کرنی چاہی تو الحکم نے آگاہ کیا معزز وکیل نے فوراً اسے بند کردیا۔ اب پیسہ اخبار مین پھر ایک اردو ترجمہ بدون متن باوجود ممانعت و مخالفت علماء ایک شخص چھاپنا چاہتے ہین۔ یہ طریق سخت خطرناک اور گمراہ کن ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسی بدعت کو اپنے اخلاقی اور قومی اثر سے روکدین ہاں حامل المتن ترجمہ چھاپنے کے لئے کوئی مخالفت نہیں ہوسکتی بلکہ خوشی سے اس کام کو دیکھا جاتا ہے۔

عاقلے را اشارہ بس است

اطلاع

بوجوہات صرف ۴ ہی صفحہ کا اخبار شائع ہوا ہے

منیجر

آل انڈیا اشاعت اسلام ایسوسی ایشن

روزانہ پیسہ اخبار میں اشاعت اسلام کے سوال پر کبھی کبھی کوئی آرٹیکل نکل جاتا ہے۔ اور اب جبکہ ندوۃ العلماء کا جلسہ قریب ہے یہ سوال پھر از سر نو تازہ ہوا ہے اور اس سوال کے مجدد مولوی شبلی نعمانی صاحب پھر اٹھے ہیں میاں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اس سوال پر کسی قدر روشنی ڈالی ہے ۱۰ فروری کا روزنہ پیسہ اخبار سامنے ہے جس میں مندرجہ بالا عنوان سے قاضی فراز حسین صاحب دہلوی نے ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں کہ احمدی اشاعت اسلام کے کام سے جسقدر محبت اور فی خدا کے فضل سے رکھتا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ میں اس مرکوریشن بالنحو کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

اسوقت جبکہ اسلامی دعوت تیز ہو کر ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں اس تحریک کے اپنی کوشش کیجاتی ہے کسقدر شرم کی بات ہے کہ اس کو پیچیدہ کرنیکے لئے یا اس کی طرف سے چشم پوشی کی خاطر جاتی ہو۔

قاری صاحب کا ان تمام مساعی جمیلہ نظر انداز کر دینا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اشاعت اسلام کے متعلق ہو رہی ہیں۔ ایک ناقابل عفو غلطی ہے مجھے یا سلسلہ کے افراد کو اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں کہ قاری صاحب یا کوئی شخص ہماری خدمات اسلام کی تعریف کرے یا اس مقصد کو ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ لیکن جبکہ ہندوستان کی اسلامی دنیا میں یہ تحریک پیش کیجاتی ہے۔ اور دوسری انجمنوں کا ذکر کرکے ایسا بعد اشاعت اسلام کے کام کیلئے ایک انجمن کی ضرورت بتائی جاتی ہے۔ تو پھر جو قوم صرف یہی مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے اسکا ذکر نہ کرنا ناواقفی کی دلیل ہے۔ یا اسکی تحسین صاف دلی کا کام نہیں کرتی۔ ہندوستان میں نہیں۔ بلکہ جہانتک میرا علم ہے۔ اسلامی دنیا میں قادیان ہی ایک ایسا مقام ہے اور احمدی قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جس کی زندگی اور موت اگر ہے تو اسلام اور اشاعت اسلام وہ اسی لئے جیتی ہے جب تک جیتی ہے اسلام ہی اسکی روح ہے وہی اسکی زندگی اور اسکی زندگی کا مقصد اشاعت اسلام کیا قاری صاحب یا کوئی اور بزرگ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ہندوستان بھر میں کوئی انگریزی اخبار یا رسالہ مخصوص اسی کام کے لئے ہے۔ جو اشاعت اسلام کرے اگر ہے تو نشان دو۔

ریویو آف ریلیجنز کی صدہا کاپیاں ہر مہینے میں یورپ اور امریکہ اور جاپان میں بھیجی جاتی ہیں اور مفت بھیجی جاتی ہیں جسکے مضامین نے یورپ اور امریکہ کے ان خیالات میں حیرت انگیز تبدیلی کی بنیاد رکھدی ہے جو وہ اسلام کے متعلق رکھتے تھے۔

پھر انگریزی میں قرآن مجید کے ترجمہ کا کام باضابطہ شروع ہے۔ ایسا ہی ممالک غیر میں وفود بھیجنے کا سوال ہمارے سامنے ہے۔ جو ایک پہلو سے تو طے شدہ ہے یعنی اسکی ضرورت ہے۔ اور انشاء اللہ ایسے وفود بھیجے جائیں گے۔

اسی طرح ابھی ولایت میں ایک خاص رسالہ چھپایا جا رہا ہے جو ہزاروں کی تعداد میں چھپایا گیا ہے اور اسے مفت یا صرف لاگت پر ممالک یورپ اور ایشیا میں پھیلایا جائیگا۔

مدرسہ احمدیہ ایک زبردست اسلامی انسٹیٹیوشن ہے انشاء اللہ ہوگی جب اسکے طلباء نکلینگے تو خدا کے فضل سے ہمیں یقین ہے کہ وہ ایک نمونہ ہونگے قادیان کے ہائی سکول نے جو ذریت پیدا کی ہے اسنے اپنے نیک اور عملی نمونہ سے دکھایا ہے کہ قادیان نے کیا کام کیا ہے۔ قادیان کی انجمن ارشاد و اشاعت اسلام کے لئے جو کچھ کر رہی ہے۔ اور جو جماعت طیار کر رہی ہے اس سے بیرونی دنیا ناواقف ہے۔ یہ ایک انجمن ہے جسنے قرآن شریف کا درس اسطرح پر شروع کیا ہے کہ قرآن مجید پر مخالفین اسلام نے جو اعتراض کئے ہیں انہیں یکجا کرکے انکا جواب دے اور وہ لوگ جو اس مجلس میں شامل ہیں انہیں ہر ایک کو اس قابل بنایا جاوے

یہی خیر سادہ سنگت ایک چھوٹی سی انجمن ہے جو کچھ پیر اشاعت اسلام کا کام خاموشی سے کر رہی ہے

دیانندیت کے استیصال سمجھا قادیان ہی کے خادموں کی سعی کا نتیجہ ہے۔ ان سب کے علاوہ اشاعت اسلام کے کام کو مستحکم اور مستقل بنانیکے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے وہ بے نظیر کام کیا ہے کہ جب اسکے پہل اسلامی دنیا کہا ئے گی تو اسے معلوم ہوگا اور وہ اشاعت اسلام کے لئے وصایا کا سلسلہ ہے۔

ہر احمدی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اشاعت اسلام کیلئے کم از کم اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرے۔

غرض یہاں کا اوڑھنا بچھونا اسلام اور اشاعت اسلام ہے۔ قادیان جیسے گاؤں سے اشاعت اسلام کی غرض سے دو ماہواری رسالے دو ہفتہ وار اخبار اور ایک پندرہ روزہ پرچہ اردو میں شائع ہوتے ہیں اور ایک انگریزی رسالہ نو سال سے جاری ہے۔

میری غرض ان تفاصیل سے یہ نہیں کہ میں قاری صاحب یا دوسرے لوگوں سے سلسلہ کو کسی قسم کی تعریف کا محتاج پاتا ہوں نہیں بلکہ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ فی الحقیقت اشاعت اسلام کے لئے صدق دل سے کوئی قدم اٹھانا چاہتے ہیں تو تنگدلی اور بزدلی کے خیالات کو چھوڑ کر اٹھائیں۔ ہم چونکہ اس کام کو پسند کرتے ہیں۔ اسلئے ہر شخص جو یہ کہکر کھڑا ہو کہ وہ خدمت اسلام کرنی چاہتا ہے۔ اسکی جائز تکریم کرنیکو اپنے دل میں جوش پاتے ہیں اور اپنے لئے ان کا بیان سن کر یہی کہتے ہیں

ایدل تو بخاطر اینان تگہدار
کاخر کنند دعوی حب پیمبرم

پس قاری صاحب کی یہ خطرناک فروگذاشت قابل افسوس ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ بورڈ آف ڈائرکٹرز میں قادیان کی طرف سے ایک ممبر لینا چاہتے ہیں۔ انکا فرض تھا کہ اسلامی دنیا کو قادیان کی اشاعت اسلام کے کام سے پوری انفرمیشن دیتے تا کہ مرکزی کمیٹی کے سوال کا فیصلہ آسان ہوتا۔

میں اس سوال پر شرح و بسط سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اور چونکہ ندوہ کے اجلاس کے متعلق جو سلسلہ مضامین شروع ہے اسمیں یہ بحث زیادہ بسط سے آسکتی ہے۔ اسلئے انشاء اللہ العزیز ناظرین اگلی اشاعت سے اسکو مبسوط طور پر پڑھینگے اور اس خیال سے کہ ہماری یہ تحریک عام لوگوں تک پہنچ جاوے۔ اخیر مارچ تک الحکم کی ایکسو کاپیاں زائد چھاپکر مفت تقسیم ہونگی جو ملک کے سمجھدار اور ذی فہم مسلمانوں کے پاس جائینگی یہ زائد خرچ بحالات موجودہ کارخانہ الحکم برداشت کرنیکے قابل نہیں مگر وہ اشاعت اسلام کے شیدائی دوستوں سے متوقع ہے کہ وہ اس میں اسکا ہاتھ بٹائینگے۔ میں یہ نہیں سمجھتا ڈالتا ہے کہ مسلمانوں کے فہیم طبقہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انٹروڈیوس کا یہ زریں ذریعہ اور اسی ہاتھ سے نہیں دیا جائیگا انشاء اللہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتٰی یغیروا ما بانفسھم

تاریخہاے اشاعة

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ - فروری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۴ صفر سنہ ۱۳۲۸ ہجری القدسی | جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت

الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل سے شروع ہوگئی ہے۔ اور الحکم کے سرپرست اور مخلص مربیون نے نہایت مسرت کیساتھ اسے خوش آمدید کہا ہے۔ الحکم کے لیئے یہ بالکل جائز اور بجا فخر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خریدارون مین ایک خاص جوش اور حس رکہی ہے اور وہ ایڈیٹر الحکم کی ہر مبارک تحریک کو کامیاب بنانیکے لئے آمادہ رہتے ہین ان کی یہ ہمت یہ جوش اور اخلاص دیکہکر مجہے شرم آتی ہے کہ مین ہی اپنے فرض سے قاصر ہون ورنہ میرے دوست ہر طرح پر میری مدد کو آمادہ ہین مین ایسے دوستوں کے وجود پر اللہ تعالےٰ کے حضور شکرگذار ہون اور ان کے لیئے دعا کرتا ہون کہ وہ دین و دنیا مین بامراد ہون (آمین) الحکم کی توسیع اشاعت کی ضرورت پہ مجہے کچہ بہی اب کہنے کی حاجت نہین ہے۔ اگر الحکم کے سرپرست چاہتے ہین کہ انکا خادم الحکم قومی خدمت نہایت اطمینان اور توجہ سے کر سکے تو وہ اسے افکار سے الگ کرنیکی سعی اور پہر فضل و تائید الٰہی کی دعا کرین ورنہ جب تک یہ مشکلات اور ابتلا ہین وہ معذور معلوم ہوتا ہے۔ الحکم کا ہر خریدار اگر یہ عہد موثق کرے کہ وہ مہینے مین کم از کم ایک خریدار مہیا کریگا جو پیشگی قیمت بہیجدے تو اس کی اشاعت کا دایرہ بہت جلد وسیع ہو جائے۔ جد و جہد کے دن ہین اسلیئے آپ لوگ توجہ کرین۔

مین صدر انجمن کے ٹرسٹی صاحبان کو بہی متوجہ کرتا ہون کہ وہ الحکم کے متعلق اپنا فرض ادا کرنیکی کوشش کرینگے۔ وہ سلسلہ کی انسٹیٹیوشنز کے ناظم ہین وہ جانتے ہین کہ الحکم نے سلسلہ کی خدمات مین سب سے اول قدم اٹھایا ہے۔ اور اسکی ضروریات اور مشکلات مین انکا ہاتھ بٹانا ان کے لیئے محل نہین بلکہ فرض ہے۔ یہ کالم آیندہ بتائیگا کہ کہانتک دوست میری تحریک سے متاثر ہوکر اپنا فرض ادا کرتے ہین۔

الحکم کی ترتیب یا اسکے متعلق دوسرے مشورہ کا وقت بعد مین انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اخبار کی اشاعت کے دایرہ کو خوب بڑہایا جاوے اور اسکی مفت اشاعت کیجیو۔ مین مدد دیجاوے میرے معزز دوست ایڈیٹر الحکم پر حسن ظن رکہتے ہین کہ وہ اخبار نویسی کے مذاق کو قوم مین پیدا کرنیکا بانی ہے اور اخبار نویسی کے فن سے کسیقدر آشنا ہے اسلیئے مین ان سے صرف یہی استدعا کرتا ہون کہ اگر وہ میرے قلم سے کوئی کام لینا چاہتے ہین تو میری درخواست کو قبول کردین الحکم کی اشاعت بڑہائیں۔

اب میں ذیل مین ان نیکدل بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جنہون نے الحکم کی مفت اشاعت کیلئے اسوقت تک چندہ بہیجا ہے۔

(۱) سردار محمد ایوب خان صاحب منٹگمری	(۱)
(۲) میر صادق حسین صاحب مختار عدالت	(۱)
(۳) شیخ مولا بخش صاحب سرگودہ	(۱)
(۴) چودہری محمد حسین صاحب گرداور	(۱)
(۵) راجہ نادر خان صاحب نائب تحصیلدار	(۱)
(۶) حافظ نور احمد صاحب تاجر	(۱)

یہ دو دوستون کے معاونین کی فہرست ہے اور اگر کم از کم یہی رفتار رہی تو مین یقین کرتا ہون کہ الحکم کی مفت اشاعت کا دائرہ بہت جلد وسیع ہوجائیگا۔ اسلئے میں سردست ایک ہزار مفت خریدارون کے چندہ کیلئے اپیل کرتا ہون۔

مفت اشاعت کے علاوہ چودہری غلام احمد خان صاحب بی اے

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک ایڈیٹر کے چہپکر شایع ہوا

حضرت مسیح موعود مغفور کے کلمات طیبات

طاعون اور اسکا علاج

چونکہ مختلف حصص ملک میں طاعون کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں اسلیئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے ملفوظات میں سے اس مضمون کے متعلق اس میں سے کچھ درج کر دیا جاوے (ایڈیٹر)

لفظ رجز جو قرآن شریف میں طاعون کے معنوں پر آیا ہے وہ [illegible] اس بیماری کو کہتے ہیں جو اونٹ کے بن ران میں ہوتی ہے اور اس بیماری کی جڑ ایک کیڑا ہوتا ہے۔ جو اونٹ کے گوشت اور خون میں پیدا ہوتا ہے سو اس لفظ کے اختیار کرنے سے یہ اشارہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ طاعون کی بیماری کا بھی اصل سبب کیڑا ہے۔ چنانچہ ایک مقام میں صحیح مسلم میں اسی امر کی طرف کھلی کھلی اشارہ پائی جاتی ہے کیونکہ اس میں طاعون کا نام نغف رکھا ہے اور نغف لغت عرب میں کیڑے کو کہتے ہیں جو اس کیڑے کے مشابہ ہوتا ہے جو اونٹ کی ناک یا بکری کی ناک سے نکلتا ہے۔ ایسا ہی کلام عرب میں رجز کا لفظ پلیدی کے معنوں پر بھی آتا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ طاعون کی اصل جڑ بھی پلیدی ہی ہے اس لیے رعایت اسباب ظاہر ضروری ہے اور وہ اس طرح کہ طاعون کے دنوں میں مکانوں اور کوچوں اور بدروؤں اور کپڑوں اور بستروں اور بدنوں کو ہر ایک پلیدی سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ان تمام چیزوں کو عفونت سے بچایا جائے۔ شریعت اسلام نے جو نہایت درجہ پر ان صفائیوں کی تقید کی ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف میں فرمایا والرجز فاھجر یعنے ہر ایک پلیدی سے جدا رہ۔ یہ احکام اس لئے ہیں۔ کہ تا انسان حفظان صحت کے اسباب کی رعایت رکھکر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچاوے۔ عیسائیوں کا یہ اعتراض ہے کہ یہ کیسے احکام ہیں جو ہمیں سمجھ نہیں آتے کہ قرآن کہتا ہے۔ کہ تم غسل کر کے اپنے بدنوں کو پاک رکھو اور مسواک کرو۔ خلال کرو۔ اور ہر ایک جسمانی پلیدی سے اپنے تئیں اور اپنے گھر کو بچاؤ اور بدبوؤں سے دور رہو اور مردار اور گندی چیزوں کو مت کھاؤ۔ اسکا جواب یہی ہے کہ قرآن نے اس زمانہ میں عرب کے لوگوں کو ایسا ہی پایا تھا اور وہ لوگ نہ صرف روحانی پہلو کی رو سے خطرناک حالت میں تھے۔ بلکہ جسمانی پہلو کے رو سے بھی ان کی صحت نہایت خطرہ میں تھی سو یہ خدا تعالے کا انپر اور تمام دنیا پر احسان تھا کہ حفظان صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔ یہانتک کہ یہ بھی فرمایا۔ کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنے بیشک کھاؤ پیو مگر کھانے پینے میں بیجا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو۔ افسوس پادری صاحبان اس بات کو نہیں جانتے۔ کہ جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر روحانی پاکیزگی سے بھی بے نصیب رہ جاتا ہے۔ مثلاً چند روز دانتوں کا خلال کرنا چھوڑ دو۔ جو ایک ادنی صفائی کے درجہ پر ہے۔ تو وہ فضلات جو دانتوں میں پھنسے رہیں گے۔ انہیں سے مردار کی بو آئے گی۔ آخر دانت خراب ہو جائینگے۔ اور انکا زہریلہ اثر معدہ پر گر کر معدہ بھی فاسد ہو جائیگا۔ خود غور کر کے دیکھو کہ جب دانتوں کے اندر کسی بوٹی کا رگ و ریشہ یا کوئی چیز پھنسا رہجاتا ہے۔ اور اسی وقت خلال کیا تھ نکالا نہیں جاتا تو ایک رات ہی اگر رہجائے تو سخت بو اسمیں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسی بدبو آتی ہے۔ جیسا کہ چوہا مرا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کیسی نادانی ہے۔ کہ ظاہری اور جسمانی پاکیزگی پر اعتراض کیا جائے اور یہ تعلیم دیجائے کہ تم جسمانی پاکیزگی کی کچھ پرواہ نہ رکھو نہ خلال کرو۔ اور نہ مسواک کرو اور نہ کبھی غسل کر کے بدن پر سے میل اتارو۔ اور نہ پاخانہ پھر کر طہارت کرو اور تمہارے لئے صرف روحانی پاکیزگی کافی ہے۔ ہمارے ہی تجارب ہمیں بتلا رہے ہیں کہ ہمیں جیسا کہ روحانی پاکیزگی کی روحانی صحت کے لئے ضرورت ہے۔ ایسا ہی ہمیں جسمانی صحت کے لئے جسمانی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری روحانی پاکیزگی میں بہت کچھ دخل ہے کیونکہ جب ہم جسمانی پاکیزگی کو چھوڑ کر اسکے بد نتائج یعنی خطرناک بیماریوں کو بھگتنے لگتے ہیں۔ تو اسوقت ہمارے دینی فرائض میں بھی بہت حرج ہو جاتا ہے۔ اور ہم بیمار ہو کر ایسے نکمے ہو جاتے ہیں کہ کوئی خدمت دینی بجا نہیں لا سکتے اور یا چند روز دکھ اٹھا کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں بلکہ بجائے اسکے کہ کسی نوع کی خدمت کر سکیں اپنی جسمانی ناپاکیوں اور ترک قواعد حفظان صحت سے اوروں کے لئے وبال جان ہو جاتے ہیں۔ اور آخر ان ناپاکیوں کا ذخیرہ جو ہم اپنے ہاتھ سے اکٹھا کرتے ہیں وبا کی صورت میں مشتعل ہو کر تمام ملک کو کھاتا ہے اور اس تمام مصیبت کا موجب جب ہم ہی ہوتے ہیں کیونکہ ہم ظاہری پاکی کے اصولوں کی رعایت نہیں رکھتے پس دیکھو کہ قرآنی اصولوں کو چھوڑ کر اور فرقانی وصایا کو ترک کر کے کیا کچھ بلائیں انسانوں پر وارد ہوتی ہیں اور ایسے بے احتیاط لوگ جو نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے اور عفونتوں کو کھانے سڑوں اور کوچوں اور کپڑوں اور منہ سے دور نہیں کرتے۔ ان کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے نوع انسان کے لئے کیسے خطرناک نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور کیسی یکدفعہ وبائیں پھوٹتی اور موتیں پیدا ہوتی ہیں اور شور قیامت برپا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ مرض کی دہشت سے اپنے گھروں اور مال اور املاک اور تمام اس جائداد سے جو جانکاہی سے اکٹھی کی تھی دست بردار ہو کر دوسرے ملکوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور مائیں بچوں سے اور بچے ماؤں سے جدا کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ مصیبت جہنم کی آگ سے کچھ کم ہے؟ ڈاکٹروں سے پوچھو کہ اور طبیبوں سے دریافت کرو کہ کیسی لاپروائی جو جسمانی طہارت کی نسبت عمل میں لائی جائے۔ وبا کے لئے عین موزون اور موید ہے یا نہیں۔ پس قرآن نے کیا برا کیا۔ کہ پہلے جسموں اور کپڑوں اور گھروں کی صفائی پر زور دیکر انسانوں کو اس جہنم سے بچانا چاہا جو اسی دنیا میں یکدفعہ فالج کی طرح گرتا اور عدم تک پہنچاتا ہے پھر دوسرے جہنم سے محفوظ رہنے کے لئے وہ صراط مستقیم بتلایا جو انسانی فطرت کے تقاضا کے عین موافق اور قانون قدرت کے عین مطابق ہے اور ہمیں نجات کی وہ راہ بتلائی جس میں کسی بناوٹی منصوبہ کی بدبو نہیں آتی +

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویہ عمدہ پورے اجزاسے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کردی ہے۔** کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یکثرت کہ نہ صرف میں بلکہ بڑی دات یک کام کیا جاتا ہے

حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی

مدرسہ دایان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے

نوٹ :۔ ملاء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا ایسی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل عہ نصف بوتل ۱۲

فہرست ادویات مفت۔

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہمدردی سنٹر** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک بنا ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی سہ ہزار روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی ایز صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک ڈالکر ہڈیوں کے گودے یا نا سفورس کھینچکر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی بٹ کے بٹ آپ ہوجاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور نامی ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود ایک زمانہ مدت کے استعمال تجربہ بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لیئے لاثانی دوا نہیں جن کیے تھے زمانہ جوانی کی بے ہمدہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تیر کا پاتیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کردیتا ہے چہرے پر رونق دلربا اور حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو متانہ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کردیتی ہے وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کرکے معزول طاقت کو بحال کردیتا ہے اور گئے گذرے مریض نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے۔ اور عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپیہ چار آنہ (للعہ)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

الحکم کے ساتھ طبع ہونی شروع ہوگی۔ اور ہفتہ وار ۸ صفحہ شائع ہوتے رہیں گے۔

اگر مارچ کے آخیر تک ناظرین الحکم نے ۰۰۰ جدید خریدار مہیا کر دئے۔ تو اس ضمیمہ کی کوئی قیمت ناظرین الحکم کی جاویگی ورنہ سال کے آخیر پر ایک روپیہ زاید وصول ہوگا۔ اس سال الحکم کی ترتیب میں کئی خصوصیتیں پیدا کرینگی خداتعالیٰ سے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضونکی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے۔ ہم پہر دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ایسے امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سو امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے۔ ہمارا یہ کام نہ تھا کہ لکھ مارین کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا طلسمی پر فائدہ اٹھایئے اور معجون طلسمی کہایئں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسکو پاسیئے قیمت چھ ماشہ عاہ

سرمہ سلیمانی: آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان: دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

پنجاب کا سب سے بڑا مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

خوشنما اعلےٰ پالش شدہ۔ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جاوے قیمت میں نہایت ہی ارزاں

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ

مبتدیوں کے لئے مفید

جو شایقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی خریدنا چاہیئے اسمیں سُروں کا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ۱۸ درجہ دوئم ۱۴

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ

آواز نہایت ہی سُریلی و بلند

اس باجہ میں دو سٹ سُروں کے لگے ہوتے ہیں۔ قیمت درجہ اول ۳۰ درجہ دوئم ۲۵

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

۴ اسٹاپ

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجایئے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے۔ قیمت درجہ اول ۔ درجہ دوئم ۔

نوٹ ہمراہ فرمایش ہر ایک فرمایش کے چوتھائی پیشگی آنے چاہئیں۔ نزدیک ترین اسٹیشن کا نام لکھنا چاہیئے

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم ۱۲

رہبر ہارمونیم ۱۲

ہارمونیم استاد ۸

کلید ہارمونیم ۴

ہارمونیم درپن ہر دو حصہ ۸

ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ عہ

ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب ۸

طبلہ سیکھنے کی کتاب ۵

ستار سیکھنے کی کتاب ۵

ملنے کا پتہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستیں ترسیل زر بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

احمدی اور انکا مذہب

عرصہ گذرتا ہے۔ کہ مینے مندرجہ بالاعنوان کتاب کی اشاعت کا اعلان کیا تھا مگر بعض مصروفیتوں اور روکوں کی وجہ سے میں اس کتاب کو شائع نہ کر سکا اب مینے خداتعالیٰ کے فضل و توفیق سے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کو جلد تر شائع کرنیکا انتظام کیا جاوے اور اس طرح پر جو غلط فہمیاں بعض آدمیوں نے سلسلہ حقہ احمدیہ کے متعلق پھیلائی ہیں ان کے دور کرنیکی کوشش کیجاوے کیا عجب اللہ تعالیٰ کسی سعید روح کو اس سے فائدہ اٹھانیکی توفیق عطا فرماوے۔ کتابی صورت میں شائع کرنے میں شاید اس مفید اور ضروری کتاب کی اشاعت معرض التوا میں پڑی رہے اسلیئے مینے ارادہ کیا ہے کہ اسکو باقاعدہ الحکم کیساتھ شائع کرنا شروع کیا جاوے اسلیئے میں ناظرین الحکم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ ۱ فروری ۱۹۱۸ سے یہ کتاب

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذایقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں۔ وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تربیت کو توانا بنا دیتا ہے

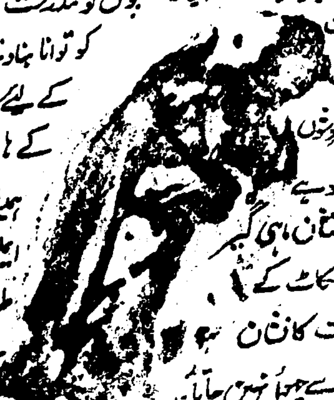

قدرت کے لیے سب معاونوں کے ہاں موجود ہے اس نشان ماہی گیر کو جو سکاٹ کے ہمیشہ ایملشن طریقہ تجارت کا نشان ہے غلطہ سے چھپا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

قیمت جو ہر حال میں لی جائے گی

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چو گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ جلد ۱۵

سرپرستانِ الحکم توجہ فرماویں

باوجودیکہ گذشتہ سال کے آخری حصہ میں الحکم کی ترتیبِ اشاعت میں سخت بے ترتیبی رہی مگر محبان الحکم نے اپنے خادم قدیم کیساتھ ہمدردی و وفاداری کا ثبوت دیا جس میں ایک طرف الحکم کی اس عظمت و وقعت کو دیکھکر جو وہ اپنے مربیوں کے دل میں پیدا کرچکا ہے خوش ہوا اور دوسری طرف مجھے اپنی کم توجہی پر سخت افسوس ہوا۔ اس سے بھی بڑھکر میں نے حضرت امیر المومنین سلمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کو الحکم کی طرف خصوصیت سے مائل پایا۔ اور مختلف رنگوں اور صورتوں میں دیکھا کہ آپ مجھے اس خدمت کو کما حقہٗ ادا کرنے کی طرف متوجہ کر رہے ہیں جس سے میں اندازہ کرنیکے قابل ہوگیا کہ خود حضرت ممدوح الحکم کی زندگی اور اس کے وجود کو ایک ضروری شے تصور فرماتے ہیں۔

ان تمام اسباب پر نظر کرکے میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ اس خدمت کو پورے طور پر سرانجام دینے کی کوشش اور اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں جو الحکم کے ذریعہ میں کرسکتا ہوں الحکم کی ترتیب اور بروقت اشاعت کے لیے جہانتک انسانی تدابیر اور محنت کا تعلق ہے میں انشاء اللہ اسے عمل میں لاؤنگا مگر اسکی وسیع اشاعت اور ترقی کے لیئے ناظرین الحکم کی خاص توجہ درکار ہے۔ کیونکہ جسقدر اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا اسی قدر اسکے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں کامیابی کے لیے سہولتیں پیدا ہونی ممکن ہیں۔ پس میں جمیع سرپرستانِ الحکم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ الحکم کی خریداری کے لیئے اپنے دوستوں میں تحریک کریں اور ہر خریدار الحکم جنکی اعانت اور توجہ الحکم کی زندگی کا باعث ہے ایک قیمت سالانہ پر الحکم جاری کرانے کا حق رکھتا ہے اس خیال سے کہ الحکم کا دائرہ اشاعت بہت وسیع ہو جاتے ہیں آخیر مارچ تک جدید خریداروں کی درخواست کا ہوں وہ لوگ جو میری تحریروں کے قدردان ہیں اور جنہوں نے ابتک اسی اصول پر الحکم کی قدردانی کی ہے۔ آخیر مارچ تک اس تعداد کو پورا کرو ینگے اور اگر آخیر اپریل تک یہ تعداد پوری نہ ہوئی تو میں اپنے ایسے سرپرستوں اور محبوں سے اسقدر تعداد خریداروں کے لیے قیمت وصول کرنیکا خاص طور پر اپنا حق سمجھونگا جو اس تعداد کی کمی کو پورا کرنیکے لیے کافی ہوگی۔ یہ جرأت مجھے محض اس قدردانی کی بناء پر ہے۔ جو ابتک آپ الحکم کے لیئے کرتے رہے ہیں۔

آپکا خادم یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

مطبع انوار احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا

امام مغفور کے کلمات طیبات

"کلام الامام"

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا

اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

اے حب جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جا کے اُنکے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اکدن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائینگے
پھر دفن کر کے گھر میں تاسف سے آئینگے

اے لوگو عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوف مرگ و خیال فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادا تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گزر گئے

وہ دن بھی ایکدن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے سینہ پاک ہو
نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

ملتی نہیں عزیزو فقط قصوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

وہ لغو دین ہے جس میں فقط قصہ جات ہیں
ان سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں

صد حیف اس زمانہ میں قصوں پہ ہے مدار
قصوں پہ سارا دین کی سچائی کا انحصار

پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
پس ہے خدا کا قصہ خدائے جہاں نہیں

دنیا کو ایسے قصوں نے یکسر تباہ کیا
مشرک بنا کے دل کو نزار و سیاہ کیا

جس کو تلاش ہے کہ ملے اسکو کردگار
اسکے لئے حرام جو قصوں پہ ہو نثار

اُسکا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نور
تا ہووے شک و شبہ سبھی اُسکے دل سے دور

تا اس کے دل پہ نور یقین کا نزول ہو
تا وہ جناب عزوجل میں قبول ہو

قصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
بیگانہ تو یہ طریق سراسر محال ہے

قصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
ممکن نہیں وصال خدا ایسی راہ سے

مردہ سے کب امید کہ وہ زندہ کر سکے
اس سے تو خود محال کہ رہ بھی گزر سکے

وہ رہ جو ذات عزوجل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یار گم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
وہ رہ جو جام پاک یقین کا پلاتی ہے

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پہ دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقین کی سبیل ہیں

ظاہر ہے یہ کہ قصوں میں انکا اثر نہیں
افسانہ گو کو راہ خدا کی خبر نہیں

اس بے نشان کی چہرہ نمائی نشان سے ہے
سچ ہے کہ سب ثبوت خدائی نشان سے ہے

کوئی بتائے ہمکو کہ غیروں میں یہ کہاں
قصوں کی چاشنی میں حلاوت کا کیا نشاں

یہ ایسے مذہبوں میں کہاں ہے دکھائیے
ورنہ گزاف قصوں میں ہرگز نہ جائیے

جب سے کہ قصے ہو گئے مقصود راہ میں
آگے قدم ہے قوم کا ہر دم گناہ میں

تم دیکھتے ہو قوم میں عفت نہیں رہی
وہ صدق و صفا وہ طہارت نہیں رہی

مومن کے جو نشان ہیں وہ حالت نہیں رہی
اس یار بے نشان کی محبت نہیں رہی

اک سیل چل رہا ہے گناہوں کے زور سے
سنتے نہیں ہیں کچھ بھی معاصی کے شور سے

کیوں بڑھ گئے زمیں پہ یہ جرم اسقدر
کیوں ہو گئے عزیزو یہ سب لوگ کور و کر

کیوں اب تمہارے دل میں وہ صدق و صفا نہیں
کیوں اسقدر ہے فسق کہ خوف و حیا نہیں

کیوں زندگی کی چال سبھی فاسقانہ ہے
کچھ اک نظر کرو کہ یہ کیسا زمانہ ہے

اسکا سبب یہی ہے کہ غفلت ہی چھا گئی
دنیائے دوں کی دل میں محبت سما گئی

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

ہر دم کے خبث و فسق سے دل پر پڑے حجاب
آنکھوں سے انکی چھپ گیا ایماں کا آفتاب

جس کو خدائے عزوجل پر یقین نہیں
اس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دین نہیں

پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اس سے ملکے دل کو اسی سے ملاتے ہیں

وہ اس کے ہو گئے ہیں اسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اسی کے ہاتھ سے وہ جام پیتے ہیں

جس مے کو پی لیا ہے وہ اس مے سے مست ہیں
سب دشمن اُنکے انکے مقابل میں پست ہیں

کچھ ایسے مست ہیں وہ رخ خوب یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وار سے

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اسلیئے کہ عاشق یار یگانہ ہیں

ان کو خدا نے غیروں سے بخشی ہے امتیاز
ان کے لئے نشان کو دکھاتا ہے کارساز

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بدشعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں

جب اُنکے مارنیکے لئے چال چلتے ہیں
جب انسے جنگ کرنیکو باہر نکلتے ہیں

تب وہ خدائے پاک نشان کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

منشی سراج الدین صاحب مرحوم

۲۰ دسمبر ۱۹۰۹ء کے زمیندار کیساتھ مسٹر ظفرعلیخان صاحب بی۔ اے کی طرف سے ایک ماتمی ضمیمہ شایع ہوا تھا جس کے ذریعہ جناب منشی سراج الدین صاحب اڈیٹر زمیندار کی خبر وفات پہونچی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم ایک تجربہ کار اور مضمون رس اہل قلم تھے محکمہ ڈاکخانہ سے پنشن لیکر قومی خدمت کیلیئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کی چونکہ خود زمیندار تھے اسلیئے زمینداروں کی حمایت اور اصلاح کے خیال سے زمیندار نام اخبار جاری کیا۔ باوجودیکہ زمینداران کی طرف سے اس معزز اور قابل قدر اخبار کی پوری قدر نہ ہوئی۔ مگر مرحوم نے بہت سی زیرباریان برداشت کرکے بھی اسے جاری رکھا اور زمینداروں کی بہبودی اور بھلائی کے خیال سے زمیندار کانفرنس کی بھی بنیاد رکھی۔ زراعت پیشہ گروہ کی جو خدمات منشی صاحب نے کی ہین۔ وہ بے نظیر ہیں اور زمینداروں کی گردن پر انکا بیحد احسان ہے۔

منشی صاحب اگرچہ مذہبی نکتہ خیال سے ہمارے ساتھ اختلاف رکھتے تھے۔ مگر انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اگر کبھی کچھہ لکھا تو نہایت متانت اور دیانت سے لکھا انکی بے تعصبی اور صلحکل پالیسی کے آریہ اخبار بھی معترف ہین۔ بہرحال مرحوم ایک قابل قدر اور زیرک انسان ہونے کے علاوہ خدمت قوم کے لئے فدا شدہ تھے انہوں نے اخبار زمیندار کے زندہ رکھنے کی وصیت کی ہے۔ جس سے انکی حب قومی کا پتہ لگتا ہے۔ زمیندار قوم کا فرض ہے کہ وہ اخبار زمیندار کو بہترین پیمانہ پر چلا کر مرحوم کی ایک مفید یادگار بنا وے یہ بالکل سچ ہے کہ

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آوے گی تمہیں میری وفا میرے بعد

اب دیکھا جائیگا کہ زمیندار مرحوم کی خدمات کی کیا قدر کرتے ہین؟ میری دانست مین زمیندار اخبار اور زمیندار کانفرنس کی امداد اور قیام بہترین قدر ہوسکتی ہے۔ مرحوم کے صاحبزادہ مسٹر ظفرعلیخان صاحب بی۔ اے امید ہے مرحوم کی وصیت کو نہایت قابلیت سے پورا کرینگے۔

موت کا زبردست ہاتھ چونکہ سب پر قابو یافتہ ہے۔ اسلیئے ایک واقعہ شدہ امر کے متعلق اب کیا کہا جاسکتا ہے بجز اسکے کہ اللہ تعالی مرحوم کو اپنی رحمت کے دامن مین جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل زمیندار قوم کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین

دیسی عیسائیوں میں ایک سے زیادہ شادیکا سوال

آجکل ہندوستانی عیسائیوں کے حلقہ میں اس سوال پر بڑی شدومد سے بحث ہورہی ہے کہ ان اشخاص کو مذہب عیسوی میں کیونکر داخل کیا جاوے جن کی مذہب ہنود یا مذہب اسلام کے بموجب ایک سے زیادہ بیویاں ہیں کیونکہ دین عیسوی ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک عورت کی موجودگی میں مرد دوسری شادی کرے اسی کے ساتھہ یہ بھی سوال درپیش ہے کہ آیا چرچ عیسوی کو یہ مجاز حاصل ہے۔ کہ کسی شخص کو دین قبول کرنے سے منع کرے اگر وہ ہندو یا مسلمان ہے۔ اور ایک سے زیادہ بیویاں رکھتا ہے۔

ایک عیسائی پادری مسٹر آر ایونز نے اس مسئلہ پر ایک عیسائی رسالہ میں مدلل بحث کی ہے۔ آپنے اس مسئلہ کی تین خاص صورتیں قرار دی ہیں (۱) یا تو ایک سے زاید بیویاں رکھنے والے ہندو مسلمانوں کو مع انکی بیوی بچوں کے دین عیسوی مین داخل نہ کیا جاوے یا بلا بپتسمہ لئے ہوئے وہ مذہب عیسوی کے پیرو بنے رہین (۲) یا انکو ایک بیوی کیساتھ بپتسمہ دیکر شامل کرلیا جاوے اور دوسری عورتوں کو علیحدہ کردیا جاوے (۳) یا ان کو سب عورتوں کے ساتھ مذہب عیسوی مین داخل کردیا جاوے۔ لیکن انکو چرچ کے انتظام مین شریک نہ کیا جائے۔

حالت (۲) کے کئی حصے ہوگئے ہین بعض کہتے ہیں کہ بہت سی بیویوں میں سے صرف ایک بیوی کو مرد کیساتھ سب سے پہلے شادی ہوئی ہے بعض کا خیال ہے کہ اس بیوی کو اسکے ساتھہ رکھا جاوے جسکو وہ پسند کرے بعض کہتے ہیں کہ خارج شدہ عورتوں کی از سر نو شادی کردیجاوے اور بعض کہتے ہیں کہ خاوند کے حین حیات میں خارج شدہ عورات کو منکوحہ تو خیال کیا جائے۔ اور ان کی دوسرے مردوں سے شادی نہ کی جائے لیکن انکو جملہ حقوق زوجیت سے محروم رکھا جائے چنانچہ مختلف گرجاؤں مین ان مختلف طریقوں پر عمل ہورہا ہے۔ چرچ مشن سوسائٹی اسوقت تک بپتسمہ نہیں دیتی جب تک بجز ایک بی بی کے دیگر عورتیں علیحدہ نہین کردیجائیں۔ امریکن مشن اسوقت تک قبول نہین کرتا جبتک اسکی بی بی اس کیے ساتھہ آنیکو رضامند نہ ہو۔ انڈین پریسبٹیرین چرچ نے ایسے لوگوں کو داخل کرنے سے بالکل انکار کر دیا ہے لیکن بنولی ہندکا لنڈن مشن انکو بلا روک ٹوک شامل کرلیتا ہے۔ ان اختلافات سے وہ ہندوستانی سوسائیٹیان سبق حاصل کرسکتی ہیں جو جزدی معاملات میں مخالف ہوکر اصول سے منحرف ہوجاتی ہیں۔

اطلاع

بقایاداران کی طرف قیمت طلب پیکٹ ارسال ہورہے ہیں۔ اور سال نو کی قیمتوں کی وصولی کیلیئے بھی وی پی جارہے ہیں امید ہے وصول فرمائے جاکر ممنون فرماوینگے

گوروکل کا ایک برہمچاری

آریہ سماج کے گوروکل واقعہ کانگڑی سے جو طالبعلم یا برہمچاری اپنا زمانہ تعلیم ختم کرکے نکلیں گے وہ ملک یا اہل ملک کیلئے کیسے مفید ثابت ہونگے اسپر بحث کرنیکی حاجت نہیں لنڈن کے مشہور اور معزز اخبار ٹائمز کے نامہ نگار نے جو خیالات گوروکل کیمتعلق ظاہر کئے ہیں وہ اخبار بین دنیا سے مخفی نہیں حال مین ایک وہان کے برہمچاری اندر کے ایک مضمون کا ترجمہ آکاش پرکاش میں چھاپا گیا ہے جس مین برہمچاری مذکور کی غرض پنڈت دیانندجی کی شخصیت کو کوئی اعلیٰ درجہ دینا ہے۔ اگر وہ پنڈت صاحب کو اپنے اعتقاد کے موافق ایک عظیم الشان انسان ظاہر کرتا تو مجھے اسپر نوٹس لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر مضمون نویس طالب علم نے ضمناً حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ایک ایسے شخص سے کیا ہے جو انسان کامل کہلانیکا ہرگز مستحق نہیں ہے یعنی

پنڈت دیانند صاحب

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ کانگڑی کے گوروکل کے طلباء میں ایک ایسی خطرناک سپرٹ پیدا کرنیکی کوشش کیجا رہی ہے جو کسی صورت میں بھی اچھے پھل لانیوالی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں بار بار اس ذکر کرنیکی ضرورت پڑتی ہے۔ کہ جنگل کے درندوں اور سانپوں کیساتھ ہماری صلح ہوسکتی ہے۔ مگر نہیں ہوسکتی تو آریہ سماج کیساتھ کیونکہ آریہ سماج نہایت ہی رنجیدہ اور دل آزار طریق پر تمام راستبازوں اور پھر راستبازوں کے سردار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کرتی ہے۔

ــے بند انسان جو انسانیت کے اس
سکــ
سوسائٹی سے
پر کرے

ہونے کی کیا قابلیت رکھ سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی اور آپ کی صداقت کا معیار بہت بلند ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی انسان اس معیار پر پورا نہیں اتر سکتا۔ اور **پنڈت دیانند صاحب** تو ایک معمولی انسان کے مقابلہ میں بھی پورے نہیں اتر سکتے۔

وہ انسانی کمزوریاں ایسے نخچیر لاغر تھے۔ کہ ان کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ جن لوگوں نے ان اشتہارات اور مضامین کو پڑھا ہے۔ جو پنڈت اندرمن نے سوامی جی کی حقیقت کھولنے کے لئے شائع کئے تھے۔ وہ میری ان باتوں کی تصدیق کرینگے اور اگر کوئی آریہ انکار کرے تو اسے میں یہ تماشا دکھلانیکو طیار ہوں۔

آریہ سماج کے سمجھدار اور ذی ہوش ممبر شیش محل میں بیٹھکر نخیر معہ دار لونڈوں کے ہاتھ سے دوسروں پر پتھر پھینکواتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اگر کسی دوسرے نے پتھر مارا تو یہی نہیں ہوگا کہ تمہارا شیش محل چکناچور ہوجائیگا بلکہ اسکے ساتھ تمہارا سر بھی ٹوٹ جائیگا لالہ منشی رام کو جو گوروکل کے چیف منیجر ہیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہان کے ناتجربہ کار بچے اہل اسلام کیساتھ اپنا پنجہ نہ لڑائیں ورنہ انکی نازک کلائیاں توڑ کر رکھدی جائینگی۔ اور آریہ سماج کے سربستہ راز پبلک ہوکر انکی رسوائی کا موجب ہونگے۔

مین نہایت صفائی سے ظاہر کرتا ہوں کہ پنڈت دیانند صاحب ایک اعلیٰ اخلاق کے انسان کے مقابلہ میں بھی پورے نہیں اتر سکتے۔ چہ جائیکہ وہ ایک کامل انسان کے مقابلہ کے لئے لائے جاوین۔

گوروکل کے طالب علم **اندر** نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر حملہ کرتے ہوئے نہایت شوخی سے کام لیا ہے باوجودیکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف کو کبھی نہیں پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **سیرۃ** کا معیار قرآن مجید ہے۔ اور اس معیار پر پورا اترنا ہر انسان کا کام نہیں ہے۔

میں انشاء اللہ العزیز پھر کسی وقت ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر ایک مستقل رسالہ شائع کرنیکا ارادہ رکھتا ہوں اس میں میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے دکھاؤنگا۔ کہ حضرت سرور کائنات کی زندگی کیسی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی ہے جو دنیا میں نوع انسان کیلئے کامل رہنما ہوسکتی ہے۔ اور اگلی اشاعت میں کوشش کیجائیگی کہ گوروکل کے طالبعلم کے جواب میں تعلیم الاسلام کے کسی طالبعلم کا مضمون چھاپدیا جاوے وباللہ التوفیق۔

تقریب عید الضحیٰ

الحکم کا یہ نمبر غالباً ایسے وقت میں ناظرین کے پاس پہونچیگا جبکہ وہ عید کے لئے طیار ہونگے۔ اسلئے اسوقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جاتا کہ وہ اس تقریب پر اپنی قومی درسگاہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو نہ بھولیں قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ کا روپیہ جمع کیا جاوے تو میں امید کرتا ہوں کہ بہت بڑا سرمایہ جمع ہوجاوے مگر سب توفیقیں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

۲۸ - واں پارہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۸ واں پارہ بھی شائع ہوگیا۔ اور ۲۹ واں لکھا جارہا ہے قرآن مجید کی اشاعت کے عاشق اگر اس راہ میں میری مدد کریں۔ تو یہ کام زیادہ مستعدی سے ہوسکتا ہے اسلئے کہ یہ کام **روپیہ** کا ہے اور یہ میرے پاس نہیں تاہم خدا کا شکر ہے۔ کہ اس بے زری میں بھی اسنے مجھے توفیق دی کہ میں پانچ پارے ترجمہ کرکے شائع کرسکا جس کے ساتھ تفسیر بھی ہے۔ وللہ الحمد

(یعقوب علی)

کو چھانا چاہے تو فالگ سارا کا سارا عرف پر مبنی ہے اور فوجی قوانین پر اگر ایسی کتاب مسلمانوں کی میں نہیں دیکھی ممکن ہے کہ ہو مگر مجھے یقین ہے کہ اس میں قرآن وحدیث کا ذکر بطور تبرک ہو تو ہو ائمہ دین مثلاً ابوحنیفہ شافعی مالک احمد حنبل بخاری کا ذکر بھی انشاءاللہ نہ ہوگا ان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان امور میں آزادی وقتی ضرورت عرف سے کام لیا گیا ہے۔

سرپرستان الحکم توجہ فرمائیں

الحکم کے متعلق میں نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں سرپرستان الحکم کی خدمت میں چند باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ایسے قلوب بکثرت ہیں جو اپنی عزیز اخبار کی آواز پر لبیک کہنے کو آمادہ ہونگے میں امید کرتا ہوں کہ ایک بار پھر سرپرستان الحکم کو توجہ دلاؤں۔

کارخانہ الحکم میں پریس اور اخبار [illegible] اشاعت [illegible] اخبار کی [illegible] اور [illegible] سلسلہ کی ضروریات [illegible] ایک [illegible] تھی۔ مگر [illegible] پیدا [illegible] عمر اور [illegible] کام [illegible] کی [illegible] کارخانہ الحکم کو مختلف مشکلات اور ابتلاؤں کا [illegible] بعض اسلامی ضروریات اور خدمات دارالامان کر [illegible] اور میری غیر حاضری میں [illegible] اشاعت [illegible] اور یہ

مستند ثانہ پہ ایک تازیانہ تھا

[illegible] اگرچہ اللہ تعالیٰ [illegible] میرا اپنا **ایمان** ہے اور واقعات اور تجربہ انشاءاللہ اسکی شہادت دیگا کہ الحکم خدا ہی کے فضل سے زندہ رہا ہے اور زندہ رہیگا۔ وہ ابتلاؤں اور مشکلات کا تو عادی اور خوگر ہوا ہے۔ اپنی اشاعت کے دن ہی سے جن مصیبتوں اور مشکلات میں سے وہ گزرا ہے وہ اسکی زندگی کا ایک اعجازی حصہ ہے۔ اسلیئے وہ کبھی ایسے مشکلات سے گھبراتا تو نہیں۔ مگر انکو اپنے راستہ سے دور کرنیکی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ اسلیئے میں اپنے ناظرین کی خدمت میں یہ التماس کرتا ہوں کہ وہ اس کی امداد کے لیئے ہاتھ بڑھائیں میں اس قسم کی امداد کے لیئے دست سوال دراز کرنا نہیں چاہتا ہے۔ پہلے کبھی میں سیٹھ [illegible] صاحب کی درخواست امداد کو [illegible] نامنظور کر دیا [illegible] یہ دو قسم کی امداد چاہتا ہوں۔

اول الحکم کی توسیع اشاعت **دوم** کارخانہ الحکم کی کتب کی اشاعت خصوصاً ترجمۃ القرآن کے خریداروں کی حلقہ کی وسعت

امداد کی پہلی کیا جا سکتا ہے کہ **توسیع اشاعت** الحکم کی باقاعدہ اشاعت پر موقوف ہے۔ کیونکہ یہی ایک تمہ ہے جسکو اسکے اشاعت کے سامان میں ناسخ ہو سکتا ہے۔ و الا میں خدا تعالیٰ کے اس فضل کا تحدیث بالنعمت کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ الحکم کے قلم اور ترتیب کی کشش اور جذب ہی کا اثر ہے۔ جو ابتک وہ اپنے خریداروں کے حلقہ کو قائم رکھ سکا ہے۔ مگر میں اسکے متعلق یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اسکی بروقت اشاعت کی راہ میں اگر کوئی امر روک ہو جاتا ہے۔ تو وہ وہی نقصانات اور خسارہ ہیں۔ جو بوجہ ستم ایک مستقل صورت میں کارخانہ پر بوجھ ہیں جب تک اس بوجھ سے مخلصی نہ ہو اخباری ضروریات کے انصرام میں دقتیں رہیں گی۔ اسلیئے خریداران کا دائرہ وسیع ہونا ضروری ہے۔ اگر ایکسال تک الحکم کے **ایک سو ناظرین** بالاوسط مہینے میں ایک خریدار بہم پہنچانا اپنا فرض سمجھیں تو انشاءاللہ العزیز ایک ہی سال کے اندر الحکم اپنی مشکلات کو خدا کے فضل سے پاپر کر سکتا ہے۔

اور صورت **دوم** میں ہر ایک خریدار کم از کم دس روپیہ کی کتابیں کارخانہ الحکم سے فروخت کرا دے یا خود خرید لے۔ تو بہی ساری دقتیں اٹھ جاتی ہیں۔

ان سب کے سوا اگر سو ایسے اشخاص ہی پیدا ہو جائیں جن میں ہر ایک ترجمۃ القرآن کے لیئے جسکے پانچ پارے شایع ہو چکے ہیں پانچ پانچ مستقل خریدار پیدا کر دے جو پچھلے پارے بھی خرید لے تو یہ کوئی بڑا کام نہیں۔ اس سے

بیک کرشمہ دو کار بلکہ سہ کار

الحکم کی مشکلات بہی انشاءاللہ دور ہو جائیں گی اور ترجمۃ القرآن کی اشاعت میں بہی مدد ہوگی اور یہ **خدمت قرآن** مزید برآں وہ قوم جو حق شناسی کی روح اپنے اندر رکہتی ہے کیا ایکسو ایسے **آدمی** مہیا نہ کر سکے گی۔ جو اپنے خادم قدیم الحکم کی اعانت اور اشاعت ترجمۃ القرآن کے خیال سے متاثر ہو کر اپنا فرض سمجھینگے کہ ان میں سے ہر ایک کم از کم پانچ پانچ خریدار ترجمۃ القرآن کے لیئے پیدا کر لینے ہیں۔ سو آدمیوں کی تعداد بڑی تعداد نہیں۔ جو اپنے پانچ خاص دوستوں کا حلقہ بہی نہ رکہتے ہوں جو انکے کہنے سے قرآن مجید جیسی نعمت عظمیٰ کے خریدار ہو سکیں۔

میں نے اس مضمون میں دردناک الفاظ کے ذریعہ آپکے جذبات کو اپیل کرنا نہیں چاہا بلکہ سادگی سے اس معاملہ کو آپکے ایمان کے تقاضے کے سپرد کر دیا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات الفاظ کی قوت اور تحریر کے موثر طریق اور جذبے سے انسان متاثر ہو کر ایک کام کرتا ہے جس میں **اخلاص** نہیں ہوتا اسلیئے میں فقط آپکے اخلاص اور ایمان سے اپیل کرنا چاہتا ہوں آپکا قومی خادم آپکی اعانت چاہتا ہے۔ اسے سینکڑوں نہیں ہزاروں روپیہ کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح پوری ہو سکتی ہے۔ کہ آپ متفق ہو کر اسکے لیئے اٹھیں۔ اور میری مندرجہ بالا تجویزوں سے جسپر عمل کرنا آپکے لئے سہل ہو آپ اسے اختیار کر لیں۔

میں ہر اشاعت میں ایسے بزرگوں کے نام انشاءاللہ شایع کرتا رہونگا۔ میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ

اگر تہجد گزار پابند صوم و صلوٰۃ تارک رذائل مذکورہ شادی نہ کرے تندرست بی بی حاصل نہ کرے کہ اولاد کا طالب ہو تو اسے اولاد ہرگز نہ ملے گی پھر اگر تندرست آدمی تندرست بی بی سے تعلق پیدا کرے تو گو وہ صلوٰۃ و صوم و تہجد کا تارک ہو۔ ہر ایک قسم کے طمع حسد کسل کا مرتکب ہو اولاد سے متمتع ہو گا۔ اسی طرح برادری میں عزت و اکرام اور ریاست کے اقوام میں اعزاز و احترام اور حکام کے حضور قابل انعام وہی ہے۔ جو ان قواعد و احکام کی پیروی کرے جن سے یہ مرادیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

مکرم من۔ ہزاروں امور قومی سلطنت قومی حکومت کیساتھ وابستہ ہیں جب تک وہ نہ ہو ہرگز ہرگز صوم و صلوٰۃ سے پورے نہیں ہو سکتے۔

مثلاً یہ ۔۔۔۔۔۔ ۔ چوری کی سزا۔ زانی کی سزا ڈاکہ مارنیوالے مرتد کی سزا وغیرہ یہ امور سلطنت کیساتھ وابستہ ہیں۔ مثلاً ایک نمازی کا ہاتھ کہنی تک کٹ گیا۔ تو اب کیا وضو کیوقت اسکا ہاتھ جو کٹ گیا ہے۔ دھونا ضروری ہے۔ ہرگز نہیں۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔

تعزیری احکام کے ہم ذمہ وار نہیں ہو سکتے۔ قرآن شریف میں اسکی نظیر آپ دیکھیں حضرت یوسفؑ نبی ہیں۔ ان کی اقتدا ہی ہمیں کرنا ہے۔ ان کے بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما کان لیاخذ اخاہُ فی دین الملک یہاں صرف ذکر ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام قانون سلطنت فراعنہ مصر کے ماتحت تھے جناب یوسف علیہ السلام اس قانون کی خلاف ورزی نہ کر سکتے تھے۔ اور نہ کرتے تھے۔ ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک کا فقرہ قابل توجہ ہے۔

پس کیا ظاہر ہے کہ ایک مسلمان پولیس مین کو کسطرح پابندی قوانین گورنمنٹ کی ضروری ہے۔ عام اہل اسلام عدم سلطنت کیوقت احکام سلطنت اسلام کے ہرگز ذمہ وار نہیں یہ تکلیف مالا یطاق ہے۔ ہاں سلطنت اسلام کے ہوتے وقت اگر حکومت قرآن شریف و احادیث صحیحہ یا فتوے ائمہ کے خلاف کرے تو اس کے لئے وہی احکام ہیں جو سلطان ترک اور خلیفہ عباسیہ اور امیر ہسپانیہ کے لئے ترک حج اور ایک مولوی صاحب کے ترک زکوٰۃ اور عامہ اہل اسلام خصوصاً فقراء اہل تکیہ کے لئے ترک صوم صلوٰۃ یا عام نوجوانان گورنمنٹ گریجوایٹ کی بیباکی کے احکام ہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ من قتل مومناً متعمداً فجزاؤہ جہنم اور قتل المومنین کفر کی نص کے بعد دلاوران علی مرتضیٰ اور بہادران امیر معاویہ کیلئے فتوے ہو سکتا ہے۔

۷۔ قرآن کریم کے رو سے تعامل اہل اسلام جیسے مثبت احکام ہے اسکے تواتر سے ہمنے متبرکہ حصہ صوم و صلوٰۃ اور حج کو ضروری اور لابدی سمجھا ایسا ہی اسکے خلاف کو ہم برا یقین کرتے ہیں۔

اب ان چند مختصر عرائض کے بعد گزارش ہے۔ کہ غیر مسلم فرمانروا مسلمان نہیں اور نہ قواعد اسلام کا پابند ہے۔ پس اسکو اپنی رعایا کے لئے قوانین بنانے سے کون روک سکتا ہے۔

ایسے فرمانروا قانون بنا سکتے کیا بناتے ہیں۔ یہ واقع و مشاہدہ اسکو کون باطل کر سکتا ہے۔ پھر صحابہ کرام حبشہ کو ہجرت کر کے عیسائی مسیحی سلطنت کے ماتحت رہے کبھی نہ کہا کہ ہمارے لئے آپکے قواعد کی پابندی ضروری نہیں وہ صحابہ کرام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تیرہ برس رہے۔ قوانین شہر کے رو سے صدہا بت مکہ میں تھے۔ اور آپ وہاں وحدہٗ لاشریک کی عبادت باوجود موجودگی اصنام فرمایا کرتے۔ مگر خلاف ورزی کسی ایسے قانون کی نہ کی جو آپکے بالکل خلاف تھا آخر ان کے قوانین سے جب تنگ آگئے تو اس شہر کو چھوڑ دیا بلکہ حبشہ کے مہاجروں میں سے ایک نے شراب خوری کی اور آخر مسیحی ہو گیا۔ مگر ان مسلمانوں نے اسکو اپنے قوانین کے نیچے نہ کیا۔

اصل سر ہجرت کا یہی ہے۔ کہ حبشہ کی ہجرت کو ہم مذہبی طور پر مسیحی سلاطین کی ماتحتی کا ایما جانتے ہیں۔ اور کس طرح اس سلطنت کے ماتحت اس مسلمانوں کو رہنا چاہیئے۔ اس کے لئے سبق اعتقاد کرتے ہیں کہ ہاں اگر مسلمان ایسے تنگ کئے جاویں۔ جیسے کہ مکہ میں کئے گئے تو ان کے لئے یہاں زیادہ امن کی جگہ یقین کر کے ہجرت کرنا ہو گا۔ یہی طریق انبیاء کا ہے۔ جن کی اقتدار کا پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ارشاد ہوا فبھداھم اقتدہ۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے حضور درخواست دی۔ ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم یہی آخری علاج تکالیف کا ہے۔ نہ غدر۔ بلکہ اگر ہم غور سے دیکھیں تو مکہ معظمہ کی حکومت قریباً سکھوں کی سی حکومت تھی اور ابتداءً مدینہ طیبہ کی حکومت جمہوری تھی۔

۲۔ غیر مسلم جج جب فرمانروا کی طرف سے ہے تو حقیقۃً فرمانروا ہی جج ہے۔ اور اگر فرمانروا کی طرف سے نہیں۔ بلکہ پنچایتی طور پر ہے تو بھی جائز ہے۔ اگر ضرورت پڑے آپ غور فرماویں حضرت یوسفؑ حبس سجن بضرورت بادشاہ کو خود منصف اپنے اس معاملہ کا فرمایا۔ جس کے ماتحت بھیجنے والے تھے۔ اور صاف فرمایا۔ ارجع الیٰ ربک فسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم۔

۳۔ شرع محمدی نام ہے۔ قرآنی احکام نبوی فیصلہ خلفائے راشدین و صحابہ کے عملدرآمد بلکہ ائمہ دین مثلاً ابو حنیفہ ابو یوسف محمد زفر حسن وغیرہ کے فیصلہ جات کا آپ غور کریں۔ فتاویٰ عالمگیری تحریر حل بلکہ ہدایہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری اور کل قوانین مناسب وہاں کے از ہزار ہی قرآن و حدیث کا ذکر نہیں آتا۔ میونسپلٹی اور ... رینہ کے قواعد

کیون اسکا اعلان نکرتے یہ بچہ جو نابالغ ہے ایک مستراز ہے ہین یا کسی کو کیا معلوم ہے کہ

وہ کل کیا ہو گا ؟

مین یہ جرأت سے کہتا ہون کہ میرے ایمان میں ان بچون کی آوارگی مولوی صاحب کی غلطی اور گناہ کا نتیجہ ہے اور اسکا علاج استغفار لاحول اور دعا ہے بہرحال مولوی محمد حسین صاحب ہمارے سلسلہ کے بدستور مخالف اور منکر ہین۔ ہان ہم اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہین کہ نہ صرف وہ بلکہ امرتسری منکر اور تمام منکرین کو ہدایت نصیب ہو۔

اس بچہ کی آوارگی کو مین ہمیشہ محسوس کرتا رہا۔ کیونکہ باوجود مخالفت کے بھی مولوی صاحب سے مجھے گذشتہ سولہ سال مین متواتر ملنے اور مذہبی اختلافات پر بات چیت کرنیکا موقعہ ملتا رہا ہے مین ہمیشہ انہین مشورہ دیتا رہا کہ ان بچون کو جارے پاس قادیان میں بھیجد و انشاء اللہ العزیز وہان کے استادون کی نگرانی اور انکی دردمندانہ دعائیں کیا عجب ان کی اصلاح کا ذریعہ ہو سکین ہمیشہ اس بات سے ڈرتا تھا کہ کہین یہ بچے مشن مین نہ چلے جائیں اسپر انہین ہمیشہ انکار رہا گزشتہ ڈسمبر مین جب انکی آوارگی حد سے گزر گئی یہی لڑکا عبد الباسط قادیان میرے مشورہ پر بھیجا گیا - اور خدا کا فضل ہے کہ یہ بچہ اپنی اصلاح مین بہترین ترقی کر رہا ہے۔

اسپر مولوی محمد حسین صاحب کے رجوع کا شور مچانا یہہ دراصل مخالفین سلسلہ کا انکو بھڑکانا ہے اور ان کیساتھ دشمنی ہے۔ ابھی مولوی صاحب کے تین چار لڑکے قابل اصلاح ہین جن مین ایک نابالغ ہے اسکا پتہ نہین مخالفین جو مولوی صاحب سے ہمدردی کا دم بھرتے ہین۔ اسے ہی تلاش کرین۔

ہماری جماعت ایسی خفیف حرکات کا ارتکاب نہین کر سکتی کہ کچی باتیں کرے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام خالص اسلامی مدرسہ ہے اور پنجاب بھر مین اکیلا مدرسہ ہے جہان تعلیم اور تربیت کیساتھ لڑکونکی اخلاقی نگرانی اور مذہبی پابندی کا خصوصیت سے التزام کیا جاتا ہے۔ اور اس امر کو سررشتہ تعلیم کے افسرون نے تسلیم کر لیا ہے اور غیر احمدیون کا اپنی بچون کو یہان بھیجنا اور دور دور سے بھیجنا اسکی قبولیت کی دلیل ہے ابھی علاقہ پٹنا ور سے ایک بچہ آیا ہے۔

غرض

یہہ بالکل بیہودہ حرکت ہے جو اہلحدیث نے کی ہے اور یہہ صرف اسی معمولی دشمنی کی بنا پر ہے جو اسے مولوی محمد حسین صاحب سے ہے۔

میں سلسلہ کے مخالفین کو یاد دلاتا ہون کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ دنیا میں کسی شخص کی شخصیّت سے کوئی دشمنی اور عداوت نہین رکھتا وہ اگر دشمن ہے تو بُرے خیالات کا اور بُرے افعال کا جو اللہ اور اسکے رسول کے خلاف ہون ہم اپنے مخالفین کے لیئے دعا کرتے ہین اور انکی ذات اور شخصیت کے ساتھہ ہر قسم کا جائز سلوک کرنے کے لیئے خدا کے فضل سے ہر وقت آمادہ رہنا چاہتے ہین محض اسوجہ سے کہ مولوی محمد حسین صاحب ہمارے سلسلہ کے مخالف اور اول المنکرین ہین ہم کبھی خوش نہین ہو سکتے اگر انہین کسی قسم کا کوئی دکھہ پہنچے مولوی محمد حسین صاحب پر کیا منحصر ہے کسی دشمن سلسلہ کے لیئے بھی یہ روا نہین رکھتی اسلیئے کہ شفقت علیٰ خلق اللہ کے خلاف ہے مخالفت مین وہ معذور ہین ہمارے موجودہ امام کے ہاتھہ مین خدا تعالیٰ نے شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک ایسا نمونہ رکھدیا ہے کہ ہر روز وہ قادیان کے خطرناک مخالفین اور بعض اسلام کے دشمنون تک کا مداواکرتے اور نہایت رحم اور کرم سے یہ گویا عملی سبق ہے ہمارے مخالف بارہا اس کا تجربہ کر چکے ہین اور ایسی بہت سی نظیرین موجود ہین۔

مین اسی سلسلہ مین اتنا اور کہنا چاہتا ہون کہ عبد الباسط کے اخراجات کے کفیل مولوی صاحب خود ہین وہ بدستور سلسلہ کے مخالف ہین اگرچہ انکی مخالفت نے ہمارا ابتک کچھہ بھی نہین بگاڑا اور نہ انشاء اللہ انکا ڈر ہے اور نہ کسی اور کی مخالفت انشاء اللہ کچھہ بگاڑ سکتی ہے۔ ان کوتاہ اندیش معترضین کی عقل پر مجھے افسوس ہے۔ کہ وہ اپنے لڑکوں کو مشن سکول مین بھیجتے ہوئے نہین گھبراتے لیکن جب کوئی بچہ تعلیم الاسلام میں آتا ہے جہاں اسے قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ نمازوں کی پابندی کرائی جاتی ہے آنحضرت صلعم کی صداقت کے دلائل ذہن نشین کرائے جاتے ہیں دینی غیرت کا سبق دیا جاتا ہے۔ تو چڑتے ہیں۔

یہ ثبوت ہے انکی گمراہی کا

اللہ تعالےٰ انپر رحم کرے - (آمین)

بالآخر مین اپنی جماعت کے ان لوگوں کو متوجہ کرتا ہون جنکے نام سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے. کہ ایسے مباحثوں میں حصہ لینا بالکل بے اصل بات ہے ہمارا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور وہ کسی کا محتاج نہین۔ وہ خود ہر طرح کی تائیدات سے اسے بڑھا رہا ہے۔

خود ایک شخص جسکے متعلق اصل پیشگوئی ہے جب زندہ موجود ہے۔ تو اسکے ایک نابالغ بچہ کے تعلیم الاسلام مین تعلیم کے لیئے آجانے سے رجوع ثابت کرنیکی کوشش ہلکی بات ہے۔

مین تمہین حضرت امام کا ایک طرز عمل تمہارے سامنے رکھدیتا ہوں جو اس بچہ کے متعلق ہے۔

"ایکدن اس سے کہا کہ تمہین کسی نے آجتک کچھہ کہا تو نہین اور اگر کوئی تم سے کسی قسم کا مباحثہ کرے یا مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو مجھے اطلاع دو۔ اور جس قسم کی بھی تکلیف ہو مجھے بے تکلف کہو"۔

ان الفاظ سے اندازہ کر لو کہ حضرت کس اصل پر چل رہے ہین وہ بار بار قرآن کریم کے اس ارشاد کو فرمایا کرتے ہین۔

لا اکراہ فی الدین

اگرچہ ہم دل سے چاہتے ہین کہ ساری دنیا احمدی ہو مگر یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہے کسی شخص کے قبضۂ قدرت میں نہیں پس آیندہ اس لڑکے کے متعلق کوئی بحث مباحثہ نہین ہونا چاہیئے۔

مخالفین جو کچھہ بھی کہین ہم اسکے ذمہ دار نہیں اس لحاظ سے کہ کوئی مسلمان بچہ آوارہ نہو اور پھر خدا نخواستہ عیسائیوں کے پنجہ میں نہ پھنس جاوے ہم اسکے بچانیکے لیئے حتی المقدور سعی کرنیکو طیار اور دعاؤں سے کام لینگے لیکن اگر کوئی اس سے سلسلہ پر احسان رکھے کہ مینے ایسا کیا تو سلسلہ کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ممنون احسان اور رہین منت ہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست

جیسا کہ ہم نے پیچھے ایکٹ پر ریمارک کرتے ہوئے جس درخواست اور نوٹس کا مینہ ذکر کیا تھا۔ انہیں سے درخواست کو آج شائع کرتا ہوں اسکو پڑھکر ناظرین اندازہ لگا سکینگے کہ کس طرح پیر شہزادہ امن نے مذہبی مناظرات کی اصلاح کی کوشش کی جو بعض وقت نقض امن کا ذریعہ بنتے ہیں اور اس سے ہماری پوزیشن صاف ہوجاتی ہے۔ کہ ہم ہمیشہ اصلاح کے طالب ہیں اور امن کے دوست ہیں۔ (ایڈیٹر)

یہہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کیطرف سے جنکے نام ذیل میں درج ہیں۔ بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز جھگڑوں سے بچانیکے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہنچ گئے ہیں اور خطرناک حالت پیدا کرتے چلے گئے ہیں۔ اور ایک وسیع بیقیدی ان میں طوفان کی طرح نمودار ہو گئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرمادیا جاوے اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں جنکا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایکدوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نکریں جو خود اپنے پر وارد ہوتا ہو یعنے اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جسکا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسر شان ہو جسکو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مانتے ہوں تو اسکو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہوجائے کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اسصورت میں ہرگز نہ کرے جبکہ خود اسکی کتاب یا اسکے پیشوا پر بھی اعتراض ہوسکتا ہو دوسری شرط یہ ہے کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمادیجاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہ ہو جنکو کسی فریق نے اپنی مسلم اور مقبول کتابیں ٹھہرا کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کیساتھہ شائع کرادی ہو اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں جنپر میرا عقیدہ ہے اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہوکر ایسے خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے۔ سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کیلئے مجبور ہوئے ہیں وہ بتفصیل ذیل ہیں ٭

اول یہ کہ ان دنوں میں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اسقدر ترقی پذیر ہوگیا ہے اور ساتھہ ہی اسکے اسقدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں اور ایک زور کیساتھہ فحشگوئی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس **مقدس کتاب** کیلئے جو اس پاک نبی کی معرفت انکو ملی نہایت غیرتمند ہیں لہذا جو کچھہ دوسری قومیں طرح طرح کے مفتریانہ الفاظ اور رنگارنگ کی پرخیانت تحریر اور تقریر سے انکے نبی اور انکی آسمانی کتاب کی توہین سے انکے دل کو دکھا رہے ہیں یہ ایک ایسا زخم انکے دلوں پر ہے کہ شاید انکے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں کوئی اور بھی تکلیف ہو اور اسلامی اصول ایسے مہذبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بااوقات گالیوں کی حدتک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اہل اسلام انکے مقابل پر انکے پیغمبر اور مقتدا کو کچھہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر یک مسلمان **اس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ اسکا فریق مخالف** وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کی نسبت وہ بھی جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں تعلیم دیگئی ہے۔ کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذرا اسلئے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر تو وہ ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ نبی آخر الزمان کے نبوت پر۔ تو اسصورت میں وہ گالی کا گالی کیساتھہ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہاں جب بہت دکھایا جاتا ہے۔ تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا ہے مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے جسکا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے بہت مشکل امر ہے لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اسلئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جسقدر تحریروں اور تقریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک اسکا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنیکے لیئے کوئی ایسا معیار اپنے ساتھہ نہیں رکھتی جس سے صفائی کیساتھہ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہوجائے۔ یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلازار کتابوں کی **کروڑوں تک نوبت پہونچ گئی ہے** لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کے کھلنے کیلئے بطور مؤید ہوں اور صحت نیت اور عدم صحت کے کھلنے کیلئے بطور معیار کے ہوسکیں۔ سو وہ معیار وہ دونو شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کردیگئی ہیں کیونکہ کچھہ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے۔ جو وہی اعتراض اسپر بھی اسکی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا جنکو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر انکے بارے میں اپنے مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کردیا ہے تو بلاشبہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اسصورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں وہ تمام حیلے

کے بہت سے وقت کی بچت ہو سکتی ہے جو لاکھوں کروڑوں روپیہ کے مقابلہ میں بھی قیمتی ہے۔

بار بار چندوں کے لئے اپیلیں کرنے کی ضرورت نہیں انجمنوں کے پاس اس سال **۱۹۱۰ء** کا بجٹ چلا گیا ہے۔ اور وہ سال رواں کے ضروریات سے آگاہ ہیں سب سے زیادہ ضروری امر **بورڈنگ ہوس** اور مدرسہ کی تعمیر کا سوال ہے۔ گورنمنٹ نے دس ہزار منظور کیا ہے۔ اور یہ ضروری امر ہے کہ ایک معقول رقم ہم خود اس کام کے لیئے جمع کریں۔

ممالک غیر میں وفود بھیجنے کا سوال بھی ہمارے سامنے ہے۔ اور شاید اس سوال کو کانفرنس میں پیش کیا جاوے الحکم اس کے متعلق اپنی رائے پہلے ظاہر کر چکا ہے کہ **اشاعت اسلام** کا کام جسقدر وسیع پیمانہ پر ہو یہی مقصد سلسلہ کا ہے مگر اس کام کے لیئے سب سے پہلا سوال روپیہ کا ہے صدر انجمن کا سیکرٹری بھی میری اس رائے سے متفق ہے اور سیکرٹری صاحب نے اعلان کر دیا ہے کہ جبتک **بیس پچیس ہزار** روپیہ جمع نہ ہو وے یہ کام جاری نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے میں احباب کو الحکم کی تحریک **پچیس روپیہ فنڈ** کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ **اس فنڈ** میں اگر ایکہزار آدمی بھی اسے دستخط کر لیں تو یہ فنڈ ولایتی وفد کا متکفل انشاء اللہ ہو سکے گا۔

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا سوال بھی ضروری ہے اور یہ کام شروع بھی ہے۔ اسلیئے اس فنڈ کی بھی ضرورت ہے مدرسہ احمدیہ کے لیئے بھی خاص توجہ بکار ہے۔ اور ان سب سے بڑھکر **لنگر خانہ** کی ضرورتوں پہ توجہ کرنا پہلا فرض ہے لنگر خانہ کیلئے جدید مکانات کی ضرورت ہے مہمان خانوں کی وسعت کی ضرورت ہے۔

لنگر خانہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت نے اپنی زندگی میں اسکام کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور حضرت امیر المومنین کو بھی خصوصاً توجہ ہے اشاعت سلسلہ اور ہدایت کا جو کام لنگر خانہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ وہ نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے اسکی اسکی ضروریات کو بہت سی ضرورتوں پر مقدم کرنا چاہیئے۔ اور تعجب ہے کہ یہی مد مقروض ہے۔ پس اسی مد کا ایسا انتظام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ **قرض کیحالت** سے نکلجاوے اور اسکی موجودہ ضرورتیں رفع ہو جائیں۔

لنگر خانہ اور مہمان خانہ کے لئے جس عمارت کی ضرورت ہے اسکی تکمیل اسی سال میں ہونی چاہیئے۔

یہ سلسلہ کی عام ضروریات ہیں جو ہمارے آنیوالے بھائیوں کے زیر نظر رہیں۔

پھر میں آپ کی توجہ سلسلہ کے **صیغہ اشاعت** کی طرف منعطف کراتا ہوں۔ اور اگر میں خود اس صیغہ کی طرف توجہ نہ دلاؤں اور اپیل نہ کروں تو ضروریات سلسلہ کیلیئے اپیل کرنیوالے بزرگ کیوں متوجہ ہوں؟

سلسلہ کی اندرونی اصلاح اور بیرونی اشاعت میں جو کام تائید ربی سے اخبارات سلسلہ کر رہی ہیں وہ نہایت بیش قیمت اور بے نظیر ہے۔ قومی ضرورتوں سے آگاہ کرنا اور اندرونی اور بیرونی مخالفین کے حملوں کے جواب دینا مقدور بھر آمادہ رہنا ہے۔ اور اپنی اپنی طاقت کے موافق وہ اپنے فرض ادا کر رہی ہیں۔

جس پیمانہ پر آپ کام کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ بجائے خود ایک مستقل فنڈ کو چاہتا ہے۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ کرنیوالے ہی جانتے ہیں۔ کہ کس طرح ان اخراجات کو پورا کیا جاتا ہے۔ میں کسی ایک یا دوسرے اخبار کا نام لیکر خاص طور پر اپیل نہیں کرتا۔ بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ قومی اخبارات کی مالی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا ازبس ضروری ہے۔

مینے اس مرتبہ صاف الفاظ میں جلسہ کے موقع پہ ضروریات قوم کا مختصر سا خاکہ آپکے سامنے رکھدیا ہے۔

آیندہ جو اطلاعیں یا بدایتیں صدر انجمن شایع کریگی۔ وہ آپکے معلومات میں اضافہ ہوگا۔

بہرحال جلسہ پر احباب کو کثرت سے شامل ہونا چاہیئے۔ اسلیئے کہ ایسے موقعہ پر کثرت سے دعاؤں میں شمولیت کا موقعہ ملتا ہے۔ کیا عجب کہ ہمارے جیسے خطا کاروں کو بھی مولیٰ کریم بخشدے کیونکہ بقول سعدی علیہ الرحمتہ

بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی

مولوی ابوسعید صاحب کا ایک نابالغ لڑکا عبد الباسط نام مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتا ہے۔ آج سے پہلے الحکم یا سلسلہ کے دوسرے اخبارات نے اس خبر کی اشاعت کی بھی ضرورت نہیں سمجھی چہ جائیکہ اسے کوئی خاص اہمیت دی جاتی مگر اہلحدیث کے ایڈیٹر امرتسری مناکر کو چونکہ مولوی محمد حسین صاحب سے سخت عداوت اور رقابت ہے۔ اسلیئے وہ کبھی ایسے موقعہ کو جو مولوی محمد حسین صاحب کو انکے دوستوں میں خفیف کرنیکا ہوتا ہے جانے نہیں دیتا چنانچہ پہلے دنوں میں جب انکا کوئی آوارہ گرد لڑکا کسی مواخذہ سرکاری کے نیچے آیا تو امرتسری مناکر نے ہی صرف اس خبر کو شایع کیا اور باوجودیکہ مجھے بھی علم تھا مگر اس قسم کی خفیف حرکت کو مینے پسند نہ کیا۔ اب جبکہ انکا ایک بچہ یہاں آگیا۔ تو کسی خطا کی بنا پر اس خبر کا اعلان کیا حالانکہ یہ معمولی امر تھا۔

یہ سچ ہے۔ اور بالکل سچ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کے رجوع کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور کی پیشگوئی ہے۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ وہ کس رنگ میں پوری ہوگی۔ ہاں ہم ایمان رکھتے ہیں کہ یہ ہو کر رہیگی جس طرح پر خدا چاہیگا۔

ہمارے سلسلہ کی صداقت کا انحصار اسی پیشگوئی پر نہ کبھی رکھا گیا اور نہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہزاروں نشانات پورے ہوئے اور تائیدات کا ایک چمکتا ہوا سلسلہ ہم نے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں اسوقت بھی جو تائیدات ہمارے **امام** کی ہو رہی ہیں۔ وہ بجائے خود ایک

زبردست نشان ہے

چار لاکھ سے زاید آدمیوں کا ایک شخص کو جو ایک وقت تک انکا روحانی بھائی تھا اپنا مطاع یقین کر کے اسکے فیصلوں کو اپنے لئے حجت اور ناطق مان لینا کیا چھوٹی سی بات ہے۔

غرض

سلسلہ عالیہ کی صداقت اسی نشان پر نہیں اور اگر مولوی محمد حسین صاحب کے لڑکے کا قادیان تعلیم الاسلام سکول میں تعلیم کے لیئے آجانا مولوی صاحب کا رجوع ہم قرار دیتے۔ تو

اب جو میں قرآن کریم کو پڑھتا ہوں تو اس میں ارشاد ہے کذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حقیقت ہر زمانہ کے اخیار میں طاری و ساری ہے اور ہمیشہ اس کے مطابق ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور اس معیار پر میں حضرت نظام الحق والدین سلطان الدنیا والعقبیٰ کو دیکھا تو سات سو برس کے قریب قریب ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اخیار آپکے مدح میں رطب اللسان ہیں اگر یہ مشت خاک ان ابرار و اخیار کے ساتھ ہم آواز نہو تو حسب الارشاد ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا مجھ سے زیادہ کون بدقسمت ہو سکتا ہے پس میرا دلی یقین ہے کہ وہ محبوب الٰہی حسب تزکیہ شہداء اللہ واقعی محبوب الٰہی تھے - یہ ہی میرا دلی اعتقاد ہے عام لوگوں کی اجنبیت انشاء اللہ میرے نزدیک مجھے بھی ارزد کا رنگ رکھتی ہے۔

کاش آنانکہ عیب من گیرند
روی آن دلستان بدیدندی

اب دوسرے ارشاد اور اسکی اہمیت پر گذارش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا اور فرماتا ہے ولله العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یفقہون ط پس مولنٰا - اگر ہم فی الواقعہ جناب الٰہی کی نظر میں مومن ہیں تو ہم یقیناً یقیناً معزز و منصور ہیں ہمیں کفار کے حلبہ کا قطعاً جوش و رنج نہیں اور نہ ہم انکے نظاروں کو اہم تعین کر سکتے ہیں جناب کو معلوم ہوگا حضرت فرید الحق والدین جب قطب الحق کے جانشین ہوئے تو مغتہ کے اندر اندر قریب دہلی سے دوری اختیار فرمائے تو کیا انکے لئے اجودھن کا جنگل منصر ہوا لہ والعلہ

آنیوالا سالانہ اجلاس

ہمارا سالانہ اجلاس جو دسمبر ۱۹۱۰ء کے آخری ہفتہ کی بجائے ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا تھا۔ بالکل قریب آگیا ہے اگرچہ الحکم کے سوا اسکا ذکر ہمارے دوسرے اخبارات میں نہیں ہوا یہاں تک کہ انجمن کے ماہواری میگزین میں بھی (جو ابھی آواخر فروری میں شائع ہوا ہے) اسکا کچھ ذکر نہیں۔ بحالیکہ جلسہ کے متعلق تفصیلی حالات وغیرہ اسی رسالہ میں شائع ہو جانے ضروری تھے کیونکہ اگلا رسالہ اواخر مارچ میں شایع ہوگا تاہم میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ضروریات جلسہ پر توجہ دلاؤں جبکہ جلسہ کے دن بہت ہی قریب ہیں اسلیئے اس کے متعلق ضروری انتظامی امور کیلئے ابھی سے تیہ اور تیاری ہونی چاہیئے یہ ذمہ دار آفیسروں کا کام ہے۔ اور وہ انشاء اللہ ایسا کرینگے۔ میں ان باتوں کی طرف قوم کو متوجہ کرتا ہوں جو قومی فرض کے نیچے ہیں۔

فروری کا رسالہ میگزین میرے سامنے ہے اخراجات جلسہ کا کل روپیہ مات یکم فروری ۱۹۱۰ء کو انجمن کے ہاتھ میں تھا اور اسی تاریخ کو لنگر خانہ آٹھ سو اکانوے روپیہ سات آنہ نو پائی کا مقروض تھا۔

اخراجات جلسہ کے لئے تین ہزار روپیہ کی ضرورت بتائی گئی تھی۔ اور یہ رقم دسمبر کے آخری ہفتہ سے پہلے خزانہ انجمن میں آجانی ضروری تھی لیکن اخیر جنوری تک ایکہزار روپیہ بھی وصول نہونا گیا ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ دوسری ضرورتوں میں ایک کثیر رقم قوم دے چکی ہے اور دے رہی ہے مگر اسکے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ ایک سخت ضرورت کو بھی پیچھے ڈالدیا جاوے ہمیں یہ بھی علم ہے کہ بعض انجمنیں میں جلسہ پر اخراجات جلسہ کی مد میں رقوم داخل کرتی ہیں لیکن یہاں ضروریات کے لئے پہلے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے اخراجات جلسہ کی مد کا روپیہ بہت جلد آجانا چاہیئے۔ اور ۱۵ اپریل ۱۹۱۰ء تک اس فنڈ میں اتنا روپیہ موجود ہو جانا چاہیئے جو کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پرجوش اور مخلص بھائی شیخ ہاشم علی صاحب نے انجمن احمدیہ سلونہ کی طرف سے تین دن کیلئے نمک مرچ اور مصالحہ کے اخراجات کا ذمہ لیا تھا اور وہ بڑی خوشی سے اس خرچ کو ادا کرینگے اسلیئے ان کا اخلاص اور بذل مال انکی ہمت اور استطاعت کے مقابلہ میں قابل رشک ہے پس جلسہ کے ناظم صاحب کی طرف سے انہیں اطلاع دینی چاہیئے کہ وہ اس غرض کے لئے جسقدر رقم کی ضرورت ہو بھیجدیں جلسہ کے اخراجات لکڑی کیلئے میرے مکرم بھائی سید محمد یوسف صاحب نے اپنے ذمہ لیا تھا اسلیئے میں انہیں الحکم ہی کے ذریعہ یاددہانی کرتا ہوں کہ وہ تین دن کے لئے کم از کم دو ہزار آدمیوں کے لئے ایک وقت کا اندازہ کرکے لکڑی کی قیمت فوراً بھیجدیں اور یا اگر انکے لئے بسہولت ممکن ہو تو وہ لکڑی بھجوا دیں۔

بحمد للہ ان دو ضرورتوں کی طرف سے تو پورا اطمینان ہے اسکے بعد جن چیزوں کی ضرورت ہے میں اسکے لئے احباب کو متوجہ کرتا ہوں

اول عام انتظام مہمانداری کے لئے ہر چند یہاں کے مخلص خادم مقدور بھر سعی کرتے ہیں مگر پھر بھی بعض نقائص کا پیدا ہونا یقینی ہے اسلئے جو امر اس انتظام سے متعلق ہے اور جسکی طرف میں اپنے تجربہ کی بنا پر گذشتہ سالوں سے متوجہ کرتا رہا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہر ایک انجمن اپنے ہاں سے چند آدمی اپنی جماعت کی تعداد کے لحاظ سے خاص طور پر متعین کرے جو اہل جماعت کے قادیان پہنچنے سے دو دن پہلے پہونچ جاویں اور سکرٹری صاحب ۱۵ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء تک دفتر سکرٹری میں اطلاع دیں کہ انکی جماعت کے کسقدر آدمیوں کے قادیان جلسہ پر آنیکی توقع ہے اور وہ کس کس آدمی کو انتظامی امور میں مدد دینے کو بھیجینگے جب تک اس طریق پر عمل نہیں کیا جاویگا تکالیف رہینگی پس کام کرنیوالے آدمی پہلے سے یہاں پہونچنے ضروری ہیں۔

دوم اگر بعض احباب یا جماعتیں کوئی اجناس اخراجات جلسہ کے لئے بھیجنا چاہیں تو وہ بھی ۱۵ - مارچ ۱۹۱۰ء سے پہلے بھیجدیں

سوم ایام جلسہ کے لئے گوشت کے بہترین انتظام کے لیئے اگر ہمارے مکرم بھائی سید محمد یوسف صاحب یا سیٹھ احمد الدین صاحب کوئی خاص انتظام کردیں تو بہت ہی مناسب ہوگا۔

یہ تو عام ضروریات کے متعلق جن امور کی یاددہانی کی حاجت تھی میں کر چکا۔

ایسا ہی میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ چندوں کے متعلق اگر سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ پہلے ہی سے فہرستیں طیار کرکے اور رقوم جمع کرکے لیتے آئیں گے تو کارکنوں

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی۔

چہ گویم یار تو گر آئی بہار قادیان بینی
دوائی ہر بلا بینی مرض دارالامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر

رح قیمت جو ہر حال میں
پیشگی لیجائیگی

نمبر | قادیان دارالامان ۲۱ دسمبر مطابق ذی الحجہ ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

ہم قرآن شریف کے مطالب اور معانی کو آسانی طور پر سمجھانے کے لیئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے۔ کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلایل نبوت پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ ن میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک چار پارے شروع ہو چکے ہیں۔ قیمت ہر چہار - للعہ - چار روپے

تفسیر سورۃ بقر مکمل ۱ روپے ۳ تین روپے چار آنہ

مکتوبات احمدیہ سلسلہ اول

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل انبیاء مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی چھبیس سال پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات پر مجموعہ نہایت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہیں۔ یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسایل کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک سیرۃ کے آئینے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ کوئی ان کو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جاوے یہ مجموعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور موتیوں کے تولنے میں بھی سستا ہے۔ باین قیمت صرف ۸ فیجلد دوسری جلد میں حضرت خلیفۃ المسیح کے مکتوبات طبع ہونگے۔ اور الحمد اللہ کہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے۔

پسہ

تمام درخواستیں یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس میں مالک و ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی نے چھپکر شایع ہوا

ایک قانون دان فلاسفر کے چند سوالات کے جوابات

(از حضرت خلیفۃ المسیحؑ)

سوالات ۱۔ کیا کوئی غیر مسلم فرمانروا اپنی مسلمان رعایا کے لیے وضع قانون کر سکتا ہے۔

۲۔ کیا کوئی غیر مسلم جج از روئے قانون اسلامی مسلمانوں کے مقدمات فیصل کر سکتا ہے۔؟ کیا تاریخ اسلامی میں کسی ایسے غیر مسلم جج کی نظیر موجود ہے۔ جو بحیثیت عہدہ مسلمانوں کے مقدمات فیصل کرتا ہو

۳۔ کیا مسلمان ہونیکے لئے شرح محمدی کی پابندی لازمی ہے؟ اگر ہے تو ان مسلمان قوموں کی نسبت کیا حکم ہے۔ جنکے معاملات زیادہ تر رواج سے فیصل پاتے ہیں اور جو خود اپنے آپکو رواج کا پابند ظاہر کرتی ہیں۔

۴۔ مسلمانوں کا ضابطہ تعزیری قریباً قریباً بالکل معطل ہے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی کیا اس ضابطہ کی پابندی ضروری ہو اگر ہے تو جو مسلمان اسکے پابند نہیں۔ خود اس وجہ سے کہ وہ کسی غیر مسلم بادشاہ کے محکوم ہیں جو اس ضابطہ کا پابند نہیں ہے؟ یا کسی اور وجہ سے ان کے اسلام کی نسبت کیا حکم ہے؟

جواب مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ خاکسار مختصر نویس ہے۔ پس میری تحریر کو مدنظر رکھیں۔ اور قبل اس کے کہ میں اصل سوالوں کا جواب دوں۔ چند مختصر سے اصول عرض کرتا ہوں جو غالباً کسی اور ثبوت کے علاوہ مذکور ثبوت کے محتاج نہیں اگر ان میں کوئی قابل ہو تو بلا تردد آپ مجھے آگاہ کریں۔

۱۔ قرآن کریم ایک کافی کتاب ہے۔ اس کا ثبوت اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیہم

۲۔ قرآن مجید مشاہدہ و تجارب صحیحہ و عقل صحیح غیر مشوب بوہم و نقل صحیح اور فطرت سلیمہ کے خلاف (ثبوت۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اور بار بار افلا یعقلون اور بار بار افلا تبصرون) ہرگز نہیں فرماتا۔

۳۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور بتدریج ترقی کرتا ہے۔ ثبوت فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون زادتہم ایماناً

۴۔ قرآن کریم مذاہب مختلفہ کو باہم اختلاف تباہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ قائم رکھنا چاہتا ہے۔ ثبوت (۱) لا اکراہ فی الدین (۲) افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (۳) ولو شاء اللہ لجمعہم علی الھدی فلا تکونن من الجاھلین ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ قالت الیہود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیہود علی شیء وھم یتلون الکتاب کذلک قال الذین لا یعلمون مثل قولہم یہاں لا یعلمون قابل غور ہے۔

(۵) قرآن فساد فی الارض کو بہت ناپسند کرتا ہے واللہ لا یحب الفساد ثبوت ولا تعثوا فی الارض مفسدین ولا تفسدوا فی الارض قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ جیسا کسی کا ظاہر ہو ایسا ہی باطن ہو دیندار پورا دیندار ہو سکے۔

ان قوانین کے سلسلے میں اصل الاصول مختصر سامان قرآن کریم میں ہے۔ تفصیل کو اطاعت اولی الامر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اور اسی پر صحابہ سے لے کر آج تک عملدرآمد اسلامیوں کا ہے۔

ہر ایک مسلمان کے لئے اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری اگر اولی الامر صریح مخالفہ فرمان الٰہی اور فرمان نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اسکا ملک چھوڑ دے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ صاف نص ہے۔ اولی الامر میں حکام و سلطان اول ہیں۔ اور علماء و حکماء دوم درجہ پر ہیں۔

میں نے سابق ذکر کیا ہے۔ کہ ایمان کا ادنیٰ مرتبہ اور اس کے اوپر ایمان قسم قسم کی ترقی کرتا ہے۔ اسلئے جو لوگ صرف لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں۔ وہ ایک حد کے مسلمان ہیں اور جو لوگ نماز کے پابند ہیں وہ ان سے بڑھتے۔ اور جو زکوٰۃ و روزہ و حج کے بھی پابند ہوگئے وہ اور بڑھے علی ہذا اللہ تعالیٰ بھی علی المومن ہے۔ کیونکہ المومن المہیمن نص قرآنی ہے۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بارک بھی جبرائیل اور خلفائے راشدین اور تابعین اور آپ بھی کیا سب مساوی الایمان نہیں اور ہرگز نہیں ہاں افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض والوں کیلئے یہ سزا ہے۔ جیسے فرمایا من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب۔ آپ مسلمانوں کو دیکھ لو۔ لڑکیوں کے حصے نہ دیئے وہاں خلاف ورزی برعذاباً مہیناً موجود ہے۔ اور یہاں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے بھی وہی ضرورتیں ہیں۔ جو سارے جہان کے لیئے قدرت نے رکھی ہیں۔ مسلمانوں کے لیئے وہی سامان انجاح مرام کے لیئے لابد ہیں جو تمام مخلوق کے لیئے لابد ہیں الٰہی فضل کو کوئی اگر ایک شخص کیلا رہ کر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو صرف وہی فضل لے سکتا ہے۔ جو اکیلے انسان کے لیئے ہیں۔ مثلاً ایک شخص حسد طمع اور کسل کو اگر ترک کردے تو تارک طمع و تارک حسد و تارک کسل کے لیئے وہ صرف انعامات مل سکیں گے جو ان رذایل کے ترک کے لیئے وابستہ ہیں۔

چند عام ادویات

سرمہ نمبر ۱

یہ سرمہ روزانہ استعمال کرنے کے واسطے ہے آنکھوں کی اکثر امراض سے محفوظ رکھتا ہے بصارت کو قائم رکھتا ہے اور طراوت بھی بخشتا ہے

قیمت فی تولہ ... نمونہ ۱

سرمہ نمبر ۲

آنکھوں کی امراض مثل ... وحشت نیا پھولا جالا ... وغیرہ وغیرہ کو دور کرتا ہے

قیمت فی تولہ ۱۲ ... نمونہ ۱

سرمہ نمبر ۳

... پھولا کے واسطے خاص طور پر مفید ہے اور دھند جالا ککروں وغیرہ کو بہت جلد دور کرتا ہے

منجن دنداں نمبر ۳

یہ انگریزی طرز کا ... منجن ... ہے ... دانتوں کو صاف رکھتا ہے

کھانسی کی گولیاں

ان گولیوں کو منہ میں رکھ کر چوسنے سے کھانسی ...

سر درد کا علاج

سر درد کیسی ہی شدت کیوں نہ ہو اگر ... آرام آ جاتا ہے ...

پانچ روپے دس لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا مالک اور مختار ہوں۔ میری کامیابی کا باعث روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے لئے [illegible] ۸۸۳ روپے [illegible] روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات بیماری، طاقت بھری ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس ۲۶ برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے +

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی ۸ر
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایکمرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے +
قیمت فی ڈبیہ ۳/ محصولڈاک ایک سے تک ۵/ بارہ ڈبیہ ۹/

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۶۵ و ۵۱ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بیماری کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ زاری آجکل وہ سماں کہا ہی ہر کا لا مان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ اور ہمارا اسمیں بھی ہو کہ ہے قوئی تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بدکاریوں کی وجہ عام طور پر ضعف کی شکایت ہو رہی ہے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ طلائی طلسمی ہر انسان کے ایک اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلاء طلسمی نایدہ اور مصائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو پائیں قیمت ۲ ماشہ عہ + سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۱۲ر سفوف دنداں۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی [illegible]

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

کس قدر سہولتیں پیدا کرنیکی کوشش کر رہے ہیں؟ اللہ کتنے آدمی ہیں جو اپنے بچوں کی تربیت اور نگہداشت بدوں معاوضہ کرنیکے ثواب کے لئے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ جو کل کو ہماری قوم کا جزو اعظم ہوں گے؟ اس کا جواب ہے

ایک بھی نہیں!

پھر غور کرو اور دیکھو

بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات دوسری جگہ شایع کر دی گئی ہیں مجھے امید ہے کہ احباب ان تمام ہدایات کی پابندی نہایت ضروری سمجھیں گے۔ جلسہ کے اغراض کے متعلق ۲۸ نومبر ۱۹۱۰ء کے الحکم میں مبسوط مضمون میں نے شایع کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمارے امام کو اس وقت تک کامل شفا حاصل ہو تا کہ اس کی پاک صحبت اور محبت کے فیوض ہم پر نازل ہوں۔ آمین ؎

سالانہ جلسہ میں قومی اغراض و ضروریات پر غور کرنیوالا موقعہ احمدیہ کانفرنس ہے۔ اور اس کے متعلق اسوقت تک کوئی اطلاع میں شایع کرنیکے قابل نہیں ہوں۔ امید کیجاتی ہے کہ احمدیہ کانفرنس میں گذشتہ سال جو امور طے ہوئے تھے ان کے متعلق کوئی رپورٹ پیش ہو سکے گی۔ کہ اپنر کہاں تک عملدرآمد ہوا۔ اس مرتبہ جلسہ بڑی عجلت میں ہو سکا ہے۔ اور حضرت خلافت پناہ کی علالت نے سکرٹری صاحب اور دوسرے احباب کو اس طرف زیادہ متوجہ کر لیا ہے سو وقت کا بہت سا حصہ اسکے لئے دینا پڑا ہے اور مقدم کام بھی یہی تھا۔ اس لئے اس سے زیادہ کچھہ اور کہنے کی ضرورت نہیں کہ سکرٹری صاحبان اپنی اپنی انجمنوں میں ان ضروریات قومی کی تحریک کرتے رہیں جنکے اعلان اور سرکلر لیٹرز پہلے سے شایع ہو چکے ہیں۔ وہ اس جلسہ میں انشاء اللہ دیکھیں گے کہ بورڈنگ ہوس کا بہت بڑا حصہ خدا کے فضل سے طیار ہو گیا ہے۔ اور یہ مسلمان جگہ قومی کوششوں کے اظہار کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت دے (آمین)

ایک مفید اضافہ ریویو

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اخباری برادری میں "احمدی" کا اضافہ خدا کے فضل و کرم سے قابل قدر اضافہ ہوگا۔ جو برادرم میر قاسم علی صاحب احمدی کی ایڈیٹری سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جنوری ۱۹۱۱ء سے انشاء اللہ العزیز دہلی سے شایع ہوگا۔ احمدی کا موضوع اور مقصد احمدیت ہوگا۔ اور احمدیت کے خلاف ہر قسم کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ اس کا فرض منصبی ہوگا اس رسالہ کے ذریعہ سے میر صاحب نے تمام معترضین کے جوابات کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ ان کے ارادہ کو بابرکت کرے۔ اور اسکو بڑھنے پھیلے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت خوشی سے اسے لبیک کہیں۔ سالانہ چندہ صرف عہ ہوگا جو درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیئے ؎

دو مفید کتابیں

اسی مہینے میں دو قابل قدر مختصر رسالے ہمارے دو صادق مخلص بھائیوں نے شایع کئے ہیں اور عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دو نو نوجوان جیسے روحانی طور پر ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں خونی تعلقات میں بھی قرابت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے گوشت خوری اور فرزند علی بجواب ابراہیم ہیں پہلا رسالہ منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۱۰ء میں آریہ سماج شملہ کے ساتھ مباحثہ میں کی تھیں۔ رسالہ نہایت قابلیت اور عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون گوشت خوری کی تقسیم قابل داد ہے اور میری دانست میں آریہ سماج سے مباحثہ گوشت خوری کے لئے بہت ہی عمدہ ہے مضمون کے علاوہ لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔ قیمت صرف ۳؍ ہے۔ مؤلف سے ملیگا

دوسرا رسالہ فیروزپور کی انجمن کے قابل قدر سکرٹری بابو فرزند علی صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ان اعتراضات یا دلایل کے جواب میں لکھا ہے جو وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے رفع الی السماء کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔ اور جنکے متعلق انہیں ناز ہے کہ وہ لاجواب ہیں۔ فرزند علی ہیں منشی فرزند علی نے ان دلایل کی حقیقت کہولدی ہے۔ اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور انجیل مقدس سے اس مسئلہ کی حقیقت بیان کی ہے۔ یہ رسالہ کثرت سے شایع ہونا چاہیئے قیمت صرف ۲؍ ہے۔ اور منشی فرزند علی صاحب مقیم قادیان سے ملسکتا ہے۔

پنجاب ریویو

چودہری ظفر علیخاں صاحب بی اے (علیگ) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اگست ۱۹۱۰ء سے اس نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ منشی ظفر علیخان ایک مشہور اہل قلم ہیں۔ دکن ریویو کو انہوں نے پنجاب ریویو کے قالب میں ایسی عمدگی سے زندہ کیا ہے کہ بے اختیار داد دینی پڑتی ہے پنجاب ریویو کے متعلق افسوس ہے۔ ہندو اخبارات نے بینش زنی سے کام لیا ہے اور صرف اس تصور پر کہ اس میں اسلام کے متعلق مضامین ہوتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں جو کسی نہ کسی پہلو سے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کرے۔ اردو لٹریچر کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ اعلیٰ پایہ کا ہے۔ اور ظاہری مراتب بھی پسندیدہ ہیں۔ بہرحال میری رائے ہے کہ ایسے رسالوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت سالانہ ؎ اور ششماہی ہے۔ درخواست ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کے نام ہو ؎

مسلم پالیٹکس

واجب الوقت مولوی عزیز مرزا صاحب نے اس نام کا مختصر سا رسالہ شایع کر کے الحکم میں ریویو کے لئے بھیجا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں پہلے اس پر کچھ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے اور اسے پالیٹکس سے چنداں تعلق نہیں۔ تاہم میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلامی پالٹکس کے اصولوں کو نہایت عام فہم الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو بالاتفاق قوم کے مشہور لیڈروں نے بھی پسند کیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے بھی پسند فرمایا ہے میں بریں مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

دیانند چرت یعنی آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں

اس نام کا ایک ۸۰ صفحہ کا خوب صورت رسالہ دیو سماج لاہور نے شایع کیا ہے آریہ سماج کے متعلق جسقدر لٹریچر دیو سماج کیطرف سے شایع کیا گیا ہے۔ وہ بڑی تحقیق اور تدقیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور مجھے بہت ہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ آریہ سماج اس کا جواب دے سکے۔ اس رسالہ کا مضمون نام سے واضح ہے میں اپنے دوستوں کو اس کے پڑھنے کی ضرور سپارش کرتا ہوں۔ قیمت صرف ۲؍ ہے۔ اور دیو دہرم آفس لاہور سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہے۔

مردم شماری اور ہندو

مردم شماری کے متعلق ہندوؤں میں عجیب کش مکش جاری ہے اور دوسری طرف جس قدر اس سوال پر غور کیا جاتا ہے ایسی ایسی باتیں نکلتی آتی ہیں۔ جو ہندو کیمونٹی کی تعداد کو کم کر رہی ہیں مردم شماری سے اگر غرض صحیح کوائف اور حالات کا معلوم کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ چوہڑوں کے متعلق تو بحث جاری ہی تھی۔ اب وشنوئی فرقہ کا پتہ چلا ہے۔ جو علاقہجات بیکانیر۔ جودہپور۔ بہاولپور وغیرہ میں کثرت سے آباد ہیں۔ یہ لوگ ویدوں کو نہیں مانتے (اور نہ جینو پہنتے ہیں۔ بلکہ اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ پنڈت نندکشور صاحب نے جب المنصف نامی کتاب شایع کی۔ اور اس میں آریوں کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں جواب دیا تو آریوں نے لکھا تھا۔ کہ وشنوی فرقہ ہندو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ضروری امر ہے کہ ان کو ہندوؤں سے الگ کیا جائے۔ ایسا ہی میانوالی کے ضلع میں ایک قوم رہتی ہے جو نماز تک پڑھتی ہے اس جدوجہد میں مجھے نظر آتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات جو پہلے ہی سے نازک ہو رہے ہیں۔ اور بھی نازک نہ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ رحم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح کے یوم علالت کا خطبہ

۱۸ - نومبر ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو چوٹ آئی۔ اس تاریخ کا خطبہ چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں بدر سے نقل کر دوں۔ (ایڈیٹر)

۱۸ - نومبر ۱۹۱۰ء حضرت امیر المومنین نے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی پر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ کہ عدل ایسی ضروری چیز ہے۔ کہ شیعہ نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے اسے ارکان اربعہ (توحید۔ عدل۔ نبوۃ امامت) میں شمار کیا ہے۔

عدل کیسا اچھا ہے اس کا اندازہ شاید تم لوگ نہ کر سکو کیونکہ تم میں سے کم ہیں۔ جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا جبکہ حکام کو بھی ننگ و ناموس کا خیال نہ تھا۔ رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا۔ باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ چاہیئے۔

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی دکھ دے یا ان کے ساتھ بیجا سختی کرے۔ پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دکھ دے۔ یا اکل مال بالباطل کرے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہٖ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں مناسب ہے کہ ہم بھی جن کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے عدل مدنظر رکھو اور میری آرزو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو میرے مولیٰ نے مجھ پر بلا امتحان اور بغیر میرے مانگنے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے۔

وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں۔ بیوی بچے دیئے۔ مخلص اور سچے دوست دیئے اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے پھر مطالعہ کے لئے وقت۔ صحت۔ علم۔ سامان دیا۔ اب میری آرزو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو۔ جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں۔ تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور میرا دل ٹھنڈا ہو۔

دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ تمہاری نذر نیاز کا محتاج ہوں۔ میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام کرے۔ اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنجاؤ۔ اسکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و آشتی کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ پہنچاؤ +

ایڈیٹر صاحب وطن توجہ فرمائیں

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ ایڈیٹر صاحب وطن کو ایسے معاملہ کی طرف توجہ دلانے کا موقعہ ملا ہے جو ان کے لئے اور میرے لئے ناخوشگوار ہے۔ بلکہ یہی وہ معاملہ ہے۔ جس پر ایڈیٹر صاحب نے ناراض ہو کر وطن کا تبادلہ بند کر دیا تھا اور ابتک بند ہے مگر میں امر حق کے اظہار کے لئے رک نہیں سکتا۔ میں اس کو دل سے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمان اخبار نویس آپس میں لڑیں مگر بعض اوقات ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں کہ نیک نیتی کے ساتھ اختلاف رائے کرنا پڑتا ہے ایڈیٹر صاحب وطن نے انہیں دنوں میں ایک فہرست ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء کے وطن کے ساتھ شایع کی ہے۔ جس میں ینابیع الاسلام اور تاریخ الخلفاء مصنفہ سر ولیم میور کا بھی اشتہار ہے۔ ینابیع الاسلام ایک خطرناک کتاب ہے جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھی۔ ایسا ہی میور اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس کی تصنیفات کو مسلمانوں میں شایع کرنا نہایت نامناسب اور اسلام کے ساتھ گویا جنگ کرنا ہے۔ اس سے پہلے الحکم میں جب یہ بحث اٹھائی گئی تھی اس وقت یہ معاملہ یہانتک بڑھا تھا۔ کہ علماء اسلام کو ایڈیٹر صاحب وطن کے برخلاف فتویٰ تکفیر دینا پڑا۔ اگرچہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب نے بعض کتابوں کو اس اعلان میں درج نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی جن دو کتابوں کا حوالہ میں نے اوپر دیا ہے یہ نہایت خطرناک اور مضر اسلام ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن مذہبی حمیت اور حمایت کے خیال کو مدنظر رکھکر فراخدلی سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں گے اور آئندہ ان کتابوں کی فروخت قطعی بند کر دیں گے میں نے نہایت نیک نیتی سے انہیں یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہے دوسرے اسلامی معاصرین بھی ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کریں گے۔

من از بہر دو بیت گفتم تو ہم خود فکر کن یارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

(ایڈیٹر)

آریہ سماج کے متعلق نہایت مفید کتب

اگر آپ آریہ سماج۔ اسکی تعلیم اور اس کے بانی کی اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں۔ تو مرقومہ ذیل کتب ضرور منگا کر پڑھیں۔

(۱) آریہ سماج اپنے اصل روپ میں .. قیمت ۔/
(۲) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں (حصہ اول) .. ۲/
(۳) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں حصہ دوم .. ۔/
(۴) آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم .. ۱/
(۵) آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم .. ۲/
(۶) دیو سماج کا عبد الغفور اور آریہ سماج کا دھرم پال .. ۳/
(۷) دھرمپال کی جھوٹ بیانیاں .. ۔/
(۸) ایک کھلی چٹھی بنام مسٹر پرمانند ایم اے پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی۔ کالج لاہور .. ۱/
(۹) آریہ سماج کا ویدک ایشور ۔/

یہ سب کتابیں سپرنٹنڈنٹ دیو سماج ہیڈ آفس دیو آشرم لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں۔ پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ کے خریداروں کو ۲۵ روپیہ فی صدی کمشن بھی دیجاوے گی +

عید کارڈ اور رومال

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال جس قدر مقبول ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں انہیں بعد میں بذریعہ تار فرمایش بھیجنی پڑتی ہے۔ چونکہ عید آنے والی ہے۔ اس لئے آپ جلدی مینیجر عید کارڈ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔ رومال عید کپڑے کے موزون اشعار احادیث و مناظر سے مزین ۱۲/ درجن۔ عید کارڈ قسم اعلےٰ لفافوں میں جاپانو لے ۱۲/ درجن رومال کاغذی .. ۶/ درجن
عید کارڈ پیسہ میں پوسٹ ہونے والے موزون اشعار و احادیث کے مناظرہ کے صرف ٹاک ختم کر دینے کی غرض سے بجائے ۶/ درجن کے .. ۳/ درجن

یادگار آفس لاہور۔

لئے بند ہو جائیں گے۔ مُنہ زور باغیانہ اور دل آزار مضامین لکھنے والوں کو پہلے تنبیہہ کی جاوے اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر مقدمہ چلا کے انہیں سزا دیجاوے۔ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک لغزش سے ان کا گلا گھونٹ دیا جاوے اور پھر انہیں دم زدن مار کا یارانہ ہو۔

مائی لارڈ۔ سوائے چند انگریزی دیسی اخباروں کے عام اردو اخبارات کی مالی حالت بہت نازک ہے وہ وقت پر ہزاروں تو درکنار سینکڑوں کا بھی انتظام نہیں کر سکتے ایسی بے سرمائی اور بے بضاعتی میں ان سے ہزاروں روپے کی ان کی کسی لغزش پر ضمانت طلب کرنی گویا حکماً انہیں بند کر دینا ہے۔

اردو اخبارات چاہے اچھے ہوں یا بُرے تو بھی پبلک خیالات بہت کچھ ان سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بند ہو جانا گویا پبلک کے خیالات کے ایک حصہ پر پردہ پڑ جانا ہے۔ اور اس میں **مائی لارڈ** آپکی گورنمنٹ کا کوئی فایدہ نہیں۔ ہاں **جو گانتر** جیسے باغی پرچوں کی نسبت کچھ سفارش نہیں کیجاتی۔ **مائی لارڈ** آپ کی گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب خیال کرے ان کے ساتھ برتاؤ کرے مگر عام اخباروں پر تو ضرور رحم کیا جائے۔ اور انہیں ضمانت کے شکنجہ سے نجات دیجاوے فقط۔

مائی لارڈ آپکی خدمت میں درخواست کرنیوالا
مرزا حیرت مالک و ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو قرار پایا ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وقت پر جلسہ میں شامل ہوں۔ تاکہ باقاعدہ کاروائی جلسہ کی شروع ہو جائے۔ گویا ۲۴ کی شام کو یا ۲۵ کی صبح کو پہونچ جانا چاہیئے۔

(۲) جلسہ کے لئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے یعنے صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہوگی کہ جلتا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے۔ اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا۔ دوسرے درجہ کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً عہ یا اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ پس کنسشن سرٹیفکیٹوں کے لئے صرف ایسے ہی احباب کیطرف سے درخواستیں آنی چاہئیں۔

کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جائینگے ان کے لئے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ایک سارٹیفکیٹ کئی آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کرکے اطلاع دیں۔ تو اور بھی مفید ہوگا۔

(۴) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ لنگر خانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجائے۔ اور علاوہ اس کے اگر سال گذشتہ سر پیوستہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں اعانت کے طور پر دے تو امید ہے۔ کہ خرچ پورا ہو جائیگا۔

(۵) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں۔ امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی تکمیل ہو چکے گی۔

خاکسار محمد علی (سکرٹری انجمن احمدیہ) قادیان، ۷ دسمبر ۱۹۱۰ء

منجانب گورنمنٹ ہندوستان یادداشت امطالبہ

گورنمنٹ حضور ملک معظم و گورنمنٹ ممالک متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ اسٹیٹس اوف امریکہ) کے درمیان ایک عہدنامہ بغرض ثالثی دوبارہ دعاوی زر (یعنی نقدی) منجانب رعایا برطانیہ بنام گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس و منجانب باشندگان یونائیٹڈ اسٹیٹس بنام گورنمنٹ برطانیہ قرار پایا ہے توقع کی جاتی ہے کہ یہ عہدنامہ جلد منظور ہو جائیگا۔ اور بعد منظوری تمام ایسے دعاوی قطعی مسدود ہو جائیں گے جو تاریخ منظوری سے چار ماہ کے اندر دائر نہ کئے جائیں تمام ہندوستانی رعایا برطانیہ یا ہندوستان میں رہایش رکھنے والے اشخاص سے جو بر خلاف گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس دعاوی رکھتے ہوں۔ استدعا کیجاتی ہے۔ کہ اپنے اپنے نام اور پتے اپنے صوبہ کی مقامی گورنمنٹ کی خدمت میں حتے الامکان جلد ارسال کریں۔

بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہیضہ نمودار ہونے کے باعث انٹرنیشنل بورڈ حفظان صحت قسطنطنیہ کے نزدیک، زائرین کا آجکل مسوپوٹیمیا (عراق عرب) میں شیعوں کے مقدس مقامات پر جانا نامناسب ہے۔

مذاہب کی کانفرنس

مذاہب کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس صوبہ آگرہ و اودھ کے صدر مقام الہ آباد میں ۹-۱۰-۱۱- جنوری ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ان جملہ مذاہب کے متعلق جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے مختلف فرقوں کے متعلق ان مذاہبوں اور فرقوں کے قایم مقام مضامین پڑھکر سنائیں گے

اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو دور کرکے اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب کو مٹا کر۔ جو مختلف مذہبوں اور ان کے فرقوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ ہمدردی اور اخوت کو ترقی دی جائے۔ اس سال کانفرنس کے اجلاس کے صدر جیسی کہ توقع کی جاتی ہے مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوں گے جن مذاہب کے لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی ہے ان میں حسب ذیل مذاہب بھی شامل ہیں۔ (۱) ہندو مذہب اور اس کے جملہ فرقے (۲) بودھ مذہب (۳) جین مذہب (۴) سکھوں کا مذہب (۵) برہمو سماج (۶) آریہ سماج (۷) دیو دھرم۔ (۸) رادھا سوامی مت۔ اور ویدانتیوں کے مختلف فرقے (۹) مسیحی مذہب اور اس کے مختلف فرقے۔ (۱۰) اسلام۔ جس میں شیعہ۔ سنی صوفی وغیرہ فرقے داخل ہیں (۱۱) یہودی مذہب (۱۲) زرتشتی مذہب (۱۳) تھیاسوفسٹ۔

جملہ بڑی بڑی اور اہم مذہبی سوسائٹیاں اور انجمنیں جو ہندوستان کے مختلف حصص میں ہیں ان سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈیلیگیٹ اجلاس کانفرنس میں روانہ کریں اور یہ کہ وہ اپنے اپنے مضامین بھی بھیجیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کانفرنس کیساتھ دوسرے طریقے میں ہمدردی کا اظہار کریں"

ہر مضمون میں کسی مذہب کے اور اس کے فرقوں کے اصول کا ذکر ہوگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان ہوگا کہ وہ کون کون سے امور ہیں جنکے باعث وہ مذہب دیگر مذاہب اور ان کے فرقوں سے ممیز ہوتا ہے۔ لیکن کسی مذہب میں بالواسطہ یا غیر واسطہ طور پر کسی دوسرے مذہب یا فرقہ پر کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائے۔

ہر مضمون کے پڑھنے کا معمولی وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ ۳۰ منٹ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اور سارے مضامین کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کے چیئرمین مسٹر سارواچرن متر ۸۵ گرے اسٹریٹ کلکتہ کے پاس ۲۵ دسمبر سے پیشتر پہونچ جانی چاہئیں"

باقی اور قسم کی خط و کتابت لالہ بیج ناتھ صاحب سکرٹری آگرہ یا میجر بی۔ ڈی۔ بوس جائینٹ سکرٹری الہ آباد کے نام ہونی چاہیئے۔

اطلاع

خریداران الحکم مطلع رہیں کہ وصولی بقایا اور سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جو صاحب حساب میں کوئی امر قابل دریافت پائیں انہیں مناسب ہے کہ وی پی بطور امانت رکھ کر دریافت کریں یا قبل از وقت اطلاع دیں۔

(ایڈیٹر)

علیگڈھ کالج میں لیکچروں کا سلسلہ

علیگڈھ کالج کے ناظمین نے اپنے کالج میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ لیکچر مذہبی اور علمی لیکچر ہوں گے جو ملک کے نامور لوگ وقتاً فوقتاً دیں گے۔ اس قسم کی تحریکیں طلباء میں دینی۔ قومی۔ مذہبی۔ اور علمی روح پیدا کرنے کے لئے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ میں اس وقت ان لیکچروں کے مضامین پر جو مشتہر کئے گئے ہیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کیساتھ اگر طلباء میں مذہبی سپرٹ پیدا ہو جاوے تو یہ نہایت بابرکت چیز ہے ان لیکچروں کا افتتاح ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر سے ہوگا۔ جو غالباً اس مضمون پر ہوگا۔ "شارع اسلام علیہ السلام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک عمدہ نمونہ تھے" مضمون کی اہمیت ظاہر ہے علیگڈھ کالج کے طلباء کے لئے اسی قسم کے مضامین کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت قریب ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلباء میں علمی مذہبی تحریک کی زبردست رو پیدا ہو جاوے اور مذہب ہی فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے جو قومیت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے۔ میری رائے میں اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ علیگڈھ کالج تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کو اور بھی وسیع کیا جاوے۔ یہانتک کہ اسلامی اسکولوں میں بھی ماہواری لیکچروں کی تحریک کو عام کیا جاوے۔ میری دانست میں اس سال کی ایجوکیشنل کانفرنس میں مذہبی تعلیم کے متعلق ایک خاص ریزولیوشن پیش کیا جاوے اور اسے نہ صرف پاس کیا جاوے بلکہ اس کو عملی صورت میں لانے کی کوشش کی جاوے۔ اگر اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس میں ایسا ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہو گیا تو کانفرنس میں ایک نئی قوت پیدا ہو جانے کی خدا کے فضل سے توقع ہے بہرحال ناظمان علیگڈھ کالج کی یہ سعی قابل قدر اور لایق شکر گذاری ہے اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے۔

دیوبند کا اسلامی مدرسہ

دیوبند کے اسلامی مدرسہ کے علمی فیوض کا سلسلہ بڑا وسیع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہندوستان سے نکلکر ممالک غیر میں بھی اس کی لہریں جا پہنچی ہیں۔ مدرسہ مذکور کو ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنانے کے لئے ایک انجمن قایم ہو چکی ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک رسالہ "القاسم" نام بھی جاری ہو گیا ہے جس میں عالمانہ مضامین درج ہوتے ہیں یہ باتیں مذہبی سرگرمی اور ملکر کام کرنے کی قوت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں اس قسم کی تمام تحریکوں اور مساعی کو کسی آیندہ عالی برکات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے تمام کالجوں اور مدرسوں کو اسلامی یونیورسٹی سے پیوند کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی ضرورتیں ہی مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی بنانے کی محرک ہونگی خدا کرے کہ مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں۔

اللہ رحم کرے

نہایت افسوسناک خبر ہے کہ علماء اور عہدہ داران ندوۃ العلماء سے مستعفی ہو کر ندوۃ سے بالکل کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں اس علیحدگی کے وجوہات میں مولوی شبلی نعمانی کا طرز عمل ہے کہ وہ شخصی اقتدار قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اقتدار کے مقابلہ میں جمہوریت کی شان کو مٹانا چاہتے ہیں یہ جدال اگر خدانخواستہ بڑھا تو ندوۃ کو لے ڈوبے گا۔ قومی انسٹیٹیوشنز میں جو نقص عام طور پر پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر شخص جو اس کی حکومت میں حصہ رکھتا ہے وہ اپنے اقتدار اور رسوخ کو بڑھانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہے اپنی آواز کے سامنے وہ سب کے شور و فغان کو ہیچ بنا دینے کا آرزومند ہو جاتا ہے۔ مجھے مولانا شبلی سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں ان کی خدمات کا جو ندوۃ کی انہوں نے ایک حد تک کی ہیں معترف بھی ہوں مگر جب انہوں نے "مدرسہ اعظم" کی تحریک کی تھی اسی وقت میں بھانپ گیا تھا کہ وہ ندوۃ کے کرتا دھرتا بننا چاہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انہوں نے اس کا پیشرا بھی جما لیا ہے۔ اب بانیان ندوۃ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ بہرحال یہ جدال ندوۃ کے لئے ہی نہیں قومی وقار کی شان کو ایسے وقت میں جبکہ ہمسایہ قومیں اپنی مخصوصیت کو قایم کرنے کے لئے جد و جہد کر رہی ہیں۔ سخت نقصان رساں ہوگا ایسے لوگ خواہ کہیں بھی ہوں خواہ وہ تنہا ہوں یا ایک جماعت اور پارٹی اپنے ساتھ رکھتے ہوں قومی کاموں کی راہ میں سخت ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں لاہور کے اسلامیہ کالج کو اسی سے دھکا لگا اور انجمن حمایت اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا اور اس نے آخر کار احیاد کی قوت کا بھی اظہار کر دیا۔ بعض اوقات اپنے رسوخ اور چند احباب کے ہم خیال ہونے پر بھروسہ پر قومی کاموں کے مہتمم اخباری آوازوں کو اپنے ایوان منشری میں ہیچ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ اخبار کی زبردست طاقت انقلاب پیدا کر کے رہتی ہے۔ زمانہ میں اس وقت جمہوریت کی ہوا چل رہی ہے۔ مولانا شبلی پہلے ناگوار واقعات سے سبق لیں اور اگر وہ اخلاص سے کام کرتے ہیں تو اپنے رفیق علماء کے مشورہ پر کاربند ہوں اور ان پر فوقیت اور مخصوصیت کے خیال کو چھوڑ دیں ندوۃ انکی ذاتی ملکیت ہونیکی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ قومی کاموں میں اگر کوئی برکت پیدا ہوتی ہے تو وہ اجتماعی رنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کوششوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بالآخر میں پھر تمام اسلامی قومی انسٹیٹیوشنز کے ناظمان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حمایت اسلام کے جھگڑے سے عبرت حاصل کریں اور ندوۃ کو اس مشکل سے بچانے کے لئے ابھی کوشش کر لیں اور اپنے ہاں ایسی سپرٹ کو نشو و نما ہونے نہ دیں جو گھن کی طرح قومی عمارت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ بلکہ کام کرنا سیکھیں اور پبلک اوپینین کی قدر کریں اور ایسے قوم میں پیدا کرنے کے آرزومند رہیں۔

ندوۃ ہم سے کیسا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر اس کو ہم عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اپنے مذہب میں گناہ عظیم سمجھتا ہوں کہ اس کی (خدانخواستہ) تباہی پر خوشی کیجاوے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایسی سپرٹ ہم میں خدانخواستہ پیدا ہو تو گویا پھر اسلام کی ترقی کی بجائے تنزل کے ہم (نعوذ باللہ) خواہشمند ہونگے اسلئے ہم دیوبند کے مدرسہ کی ترقی سے بھی مسرور ہوتے ہیں اور ندوۃ العلماء کی کامیابی بھی راحت بخش ہے۔ آخر یہ اور ہم خواجہ تاش ہیں اور ایک ہی آقا کے خادم ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ اگر کسی بھی قومی انسٹیٹیوشن کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو ہم سب ملکر اسے بچانے کے لئے علیٰ قدر مراتب کوشش کریں۔

آریہ سماج لاہور کی پبلک سپرٹ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر آریہ سماج کی پبلک سپرٹ کا جو اظہار ہوا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے اور اس خصوص میں صوبہ پنجاب کی آریہ سماجوں کی لیڈر آریہ پرتی ندہی سبھا نے بھی قابل قدر اخلاص سے کام لیا ہے۔ پرتی ندہی سبھا نے ماسٹر لچھمنداس کو دیو سماج کے ساتھ مقدمہ میں پانچسو روپیہ بطور امداد دینا منظور کیا تھا۔ مگر اس کے جنرل اجلاس میں اس ریزولیوشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اور آخر آریہ پرتی ندہی سبھا کو پبلک آواز کے سامنے اپنے فیصلہ کو واپس لینا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو دیوسیال نے اگلوایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ آریہ سماج میں آزادی رائے کی قدر کا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی انجمنیں اس سے سبق لیں اور اپنی کسی غلطی کے اعتراف میں کبھی مضایقہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسا اعتراف ترقیوں کی جڑھ ہوتا ہے۔

مفت تعلیم

گورو کل میں مفت تعلیم کا سوال بھی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ کانفرنس میں پیش ہوا اس پر مخالف اور موافق تقریریں زور و شور سے ہوئیں۔ بالآخر فیصلہ ہو گیا کہ ہردوار کے گورو کل میں مفت تعلیم دیجاوے گی اور نہ صرف تعلیم بلکہ طلباء کے تمام اخراجات دیئے جائیں گے۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور آریہ سماج نے اپنی قومی زندگی اور بیداری کا احساس کرا دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قوم میں ایثار بڑھ جائیگا اگرچہ پہلے ہی گوروکل کے پروفیسر اور استاد اور ناظم صرف گذارہ پر کام کر رہے ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی گذران میں بھی کمی کریں گے۔ اور گوروکل کے عملہ تعلیم اور انتظام کے اخراجات گھٹ جائیں گے۔ قوم میں جوش پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ اسی سالانہ جلسہ پر دیکھا گیا۔ کہ تیس ۳۰ ہزار نقد جمع ہو گیا۔ اور گوروکل کا آیندہ اجلاس اس جوش کو اور بھی ظاہر کر دے گا۔ گوروکل جن بچوں کو طیار کر رہا ہے وہ اسلام کے دشمن ہیں گویا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ یہ سارا جوش اسلام کی مخالفت کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہمارا فرض اسباب کے لحاظ سے اس مقابلہ کے لئے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ اور پھر دعاؤں سے کام لینا ہے۔

اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا ہے چونکہ آیندہ اس کا انتظام حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ بہترین صورت اختیار کرے۔

اسی ضمن میں میرا یہ سوال بیجا نہ ہوگا کہ ہم تعلیم عامہ کی راہ میں

سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔
حلاوۃ رضاعتہا ومرارۃ فطامہا۔ یعنی اس کے دودھ کی شیرینی اور دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے؟
عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا۔ زکواۃ وخیرات کے مال کھانے سے اس قدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُن کے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے انہوں نے فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہو گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کر کے یہ مال ادا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو!۔

وہ زہد وقناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان ان کو دیکھ کر رونے لگے انہوں نے کہا رونیکی کوئی وجہ نہیں۔ رسول اللہ دنیا سے آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہو گی۔ حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کے طمع سے نہیں روتا۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زادراہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں لیکن جن سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا۔ وہ صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور انکی قناعت عام طور پر مشہور تھی یہانتک کہ صحابہ ان کی وفات کے بعد بھی خواب دیکھتے تھے!

عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ مجھے نیند آگئی تو سلمان آئے اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا انہوں نے کہا نہایت عمدہ توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوھراتے رہے!

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ اس وقت آٹا گوندہ رہے تھے اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک ضرورت کے لئے بھیجا ہے اس بنا پر ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کام کا بار ڈالا جائے!

حلم وخاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے وہ مدائن کے امیر تھے ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھ لئے جاتا تھا۔ اس سے ان کے جسم میں خراش آگئی۔ چنانچہ اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہنے لگے۔ جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھالو۔ خدا تمہیں زندہ رکھے!

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لئے آتا تھا۔ اس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو اُن کے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اس لئے اس نے بلا کر کہا کہ یہاں آؤ۔ یہ بوجھ اٹھا لے چلو۔ حضرت سلمان کو بوجھ لئے جاتے دیکھ کر لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے امیر ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا؟ حضرت سلمان نے فرمایا جب تک اس کو تمہارے گھر تک نہ پہونچا دوں گا ہرگز نہ اوتاروں گا۔

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی۔ وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے ان کے سر پر وہ گھاس لاددی وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ اس نے معذرت چاہی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کر لی ہے کہ کو تمہارے گھر تک پہونچا دوں گا۔

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہو کر گئے۔ فوج کے نوجوانوں کے پاس ہو کر گذرے۔ تو ان سبھوں نے ان کی ہنسی اڑائی ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو خیر وشر کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے لیکن جب کبھی نکلتے۔ تو لوگ کہتے "کرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن وہ ان سے درگذر کرتے۔

لیکن باوجود اس زہد۔ حلم وانکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے حضرت ابوالدرداء سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی۔ ایک دن حضرت ابوالدرداء کی بیوی نے آپ سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اس لئے حضرت سلمان نے وہ رات وہیں بسر کی۔ جب ابوالدرداء نماز کو اٹھے تو انہوں نے روک لیا صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا۔ اور جب تک ابوالدرداء نے روزہ نہ افطار کرلیا وہاں سے نہ ٹلے۔ ابوالدرداء رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اعتدال کے ساتھ عبادت کرو

مناقب

حضرت سلمان کو زہد۔ عبادت۔ حلم وانکسار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا جو اکثر صحابہ کو نہ حاصل ہوا ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی علی۔ عمار۔ اور سلمان کی مشتاق ہے۔ حضرت عایشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی ابتدائے ہجرت میں جب تک آیت میراث نازل نہیں ہوئی تھی رسول اللہ باہم صحابہ میں رشتہ اخوت قایم کرا دیتے تھے اور جن لوگوں میں یہ رشتہ قایم ہو جاتا تھا ان میں باہم وراثت جاری ہو جاتی تھی۔ اسی کا نام مواخاۃ ہے۔ تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آجائیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ سلمان کو آخر واول کا علم حاصل ہے وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا وہ اہلبیت میں سے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تھا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو آخر امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے جو ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوئے۔

وفات

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے اس کو اٹھا لاؤ وہ مشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا۔ اور مشک کو اس میں حل کردیا۔ پھر بی بی سے فرمایا اس کو میرے اردگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس ایسی مخلوق آنیوالی ہے جو خوشبو کو پسند کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے باہر چلے جاؤ ان کی بیوی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک بیٹھیں تھیں کہ انہوں ایک نہایت آہستہ آواز سنی جاکر دیکھا تو ان کا وصال ہو چکا تھا۔ (الندوہ)

جدید وائسرائے کے نام کھلا خط

مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جدید وائسرائے کے نام ایک کھلا خط شایع کیا ہے جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ دیسی پریس اس کی پوری تائید کرے۔ اور لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا بے سود نہیں ہے کہ دیسی پریس کو ان مشکلات سے نجات دی جاوے۔ جس میں وہ بعض برادران وطن کی بے عنوانیوں کی وجہ سے مبتلا ہو گیا ہے۔ جدید قانون کے ذریعہ پریس کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے اور پہلے بھی بعض اخبارات کے جو منہ پھٹ تھے عام طور پر [illegible] سے کام لیتے تھے لیکن اب تو بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے اور اس صورت میں مرزا حیرت کی کھلی چٹھی مناسب وقت اور قابل قدر ہے لہذا اس لئے اسے درج کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ ہمارے جدید وائسرائے کے نام کھلا عریضہ

دبیر باش اے وقت تو خوش وقت ما خوش نکرد
شادی چرا کہ بند بروز مانت انقضا

مائی لارڈ

اگر آپ درحقیقت اپنی کوئی بڑی سے بڑی اور نمایاں سے نمایاں یادگار ہندوستان میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو موجودہ پریس ایکٹ کو بدل دیجئے اور ضمانت کا قاعدہ جو رائج ہو گیا ہے اسے منسوخ کر دیجئے۔ اس قانون کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ صدہا غریب اخبارات کے گلے پر چھری پھر جائیگی اور وہ ہمیشہ کے

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خاص ارشاد

"حضور باوجود ضعف و نحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۹ نومبر ۱۹۱۰ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڈھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کیواسطے حاضر ہوئے تو فرمایا مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔ عاجز قدموں میں حاضر تھا عرض کیگئی کہ بندہ حاضر ہے ارشاد کیا کہ کاغذ قلم لو اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کے لحاظ سے خصوصیت کیساتھ اخبار میں شامل کئے جاتے ہیں۔ "ایڈیٹر"

فرمایا:۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ ابتلیٰ ابرٰھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن (اور جب ابراہیم پر اسکے رب نے بعض باتوں سے ابتلاء ڈالا تو اس نے انکو پورا کیا) **دوسری قسم** وہ ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وبلونٰھم بالحسنٰت والسیّئٰت لعلّھم یرجعون (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سکھوں کے ابتلاء میں ڈالا تاکہ وہ رجوع کریں) **اور تیسری قسم** وہ ہے جس کی نسبت فرمایا ہے نبلوھم بما کانوا یفسقون (ہم ان کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں بسبب اس کے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حسن ظن کا حکم دیا ہے قرآن شریف میں آیا ہے یٰایھا الّذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظنّ ان بعض الظنّ اثم اور حدیث شریف نے تو مطلقاً سوء ظن سے منع ہی کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ایاکم والظنّ فان الظنّ اکذب الحدیث مجھ پر جو ابتلاء اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جن کے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی۔ مجھ پر ظاہر فرما دیا بعض ایسے نفوس ہیں جن کی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کیساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت رات دن انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ ایسی خدمت کر رہے ہیں میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اسوقت جو ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھ کو کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ انکو نعم البدل عطا کریگا وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ خداداد تھا اور ایسا موقعہ ہمیشہ نہیں ملا کرتا لاہور کے لوگوں میں سے میاں چراغ دین صاحب اپنے کنبہ کے خاص شکریہ کا مستحق ہے اس نے بڑا پلنگ اور بیماری کی حالت میں آکر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہی) باوجود پیرانہ سالی با این ضعف و ضرورت حسن دلی عیادت کیلئے تشریف لائے ہیں یہ عیادت انشاءاللہ معمولی نہ ہوگی ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں اسیطرح عیادت کے بھی مراتب ہیں میں انشاءاللہ سب کے واسطے دعا کرونگا اور خدا کے حضور ان سب دوستوں کیواسطے شکریہ کرتا ہوں **فرمایا**۔ بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں ملی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہونگے یہ بھی ہمدردی ہے اور عیادت میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کا رحم میرے حال پر ہے میں اچھا ہوں۔ ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کر کے فرمایا میں اچھا ہوں بہت شکر ہے اگر یہ ابتلاء نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا **فرمایا** میرا دل مطمئن ہے اس فرات کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے ایسے وقت میں مجھکو اسنے ایسی ایسی جگہ سے رزق پہنچایا ہے انسان کا وہم و گمان نہیں پہنچ سکتا۔ گویا طب کے پیشے میں جو ستاری بھی

سلسلہ صحابہ رضہ

حضرت سلمان فارسی رضہ

حضرت سلمان فارسی رضہ کہا کرتے تھے کہ ان کے انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ایرانی النسل تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا نام مابہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مابہ بن بوذخشان بن مورسلان بن یہبوذان بن فیروز بن سہرک۔ سہرک جن پر ان کے شجرۂ نسب کی انتہا ہوتی ہے۔ آب الملک کی اولاد میں تھے۔ ایک مرتبہ خود حضرت سلمان رضہ سے ان کا نسب پوچھا گیا انہوں نے سلمان بن اسلام بتلایا۔ لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کیطرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے۔ وطنیت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رآم ہرمز کے رہنے والے تھے بعض روایتوں کا بیان ہے کہ ان کا وطن جی تھا۔ جو اصفہان کا ایک شہر ہے۔ ان کے اسلام کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا استیعاب میں ہے کہ وہ کچھ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے۔ بہرحال انہوں نے اپنے اسلام کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے میں اصفہان کے ایک گانوں جی کا رہنے والا تھا۔ میرا باپ اس دہقان تھا۔ اس کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ مجھکو لڑکیوں کیطرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ میں میرا مذہب مجوسی تھا۔ اور میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی بعض گانوں میں میرے باپ کی جائداد تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اس بنا پر اس نے مجھے بلاکر کہا بیٹا! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو مصروف ہوں، تم میری جائداد کیطرف چلے جاؤ۔ لیکن وہاں رک نہ رہنا کیونکہ اگر ایسا کروگے تو میں اپنی تمام جائداد کو چھوڑ کر تمہاری فکر میں ہو جاؤں گا۔ میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کیطرف ہوا۔ میں وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھکر ان کے پاس گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مجھ کو ان کی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ ٹلا۔ اور نہ اپنی جائداد کیطرف گیا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ یہانتک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے۔ جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے شام کا پتہ بتایا اسکے بعد میں وہاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا اس نے کہا۔ بیٹا تم کہاں تھے۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا میں نے کہا کہ میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا۔ جو گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھکو ان کی نماز اور ان کا مذہب خوش آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے اس نے کہا نہیں بیٹا تمہارا اور تمہارے آبا و اجداد کا مذہب اس دین سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اس بنا پر میرا باپ میری طرف سے بدظن ہوا اور میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کر لیا ہے جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا چنانچہ ان کے پاس تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر کی میں نے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانیکا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب قافلہ واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے اس کی اطلاع دی میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا۔ اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا جب شام میں آیا تو میں نے پوچھا تمہارا عالم کون ہے؟ انہوں نے پادری کو بتایا۔ میں نے اس کے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا اور گذارش کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے آپکا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم اور اسکی رغبت دلاتا تھا لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا تھا یہانتک کہ اس کے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انتقال کیا اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایک بدترین شخص تھا۔ چنانچہ میں نے صدقہ کے مال کے متعلق اس کا تمام کارنامہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے اس کا ثبوت مانگا میں نے ان ساتوں گھڑے کا سونا اور چاندی نکالکر رکھدیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اس کو دفن نہ کریں گے۔ اس کے بعد اس کو سولی پر لٹکایا اور پتھر ملے اور دوسرے شخص کو اس کا قایم مقام مقرر کیا میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو اس سے بہتر اس سے زیادہ زاہد نہیں پایا۔ اس بنا پر میرے دلمیں اس کی محبت اس قدر پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کسی چیز کی نہ ہوئی تھی لیکن جب اس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا کہ اب تو یہ وقت آپہونچا آپ میرے لئے کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ باقی لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہوچکا۔ تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اس کی اس وصیت کا حال بیان کیا۔ اس نے مجھے قیام کی اجازت دی اور میں ایک مدت تک اس طریقہ پر رہا جس پر اس کا پیشرو تھا لیکن جب اس کی موت کا بھی زمانہ آیا تو میں نے کہا اب یہ وقت آپہونچا ہے آپ کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جس روش پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم اس سے جاکر ملاقات کر۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا۔ جب اس کی وفات کا بھی وقت آیا۔ تو میں نے عرض کی کہ فلاں فلاں نے مجھکو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی آپ مجھے کہاں جانیکی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے۔ کوئی نہیں ہے اگر تمہیں استطاعت ہو تو اس سے جاکر ملو۔ جب اس کا انتقال ہوچکا۔ تو میں صاحب عموریہ سے ملا اور واقعہ بیان کیا۔ اس نے ٹھیرنے کی اجازت دی میں نے وہاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسی روش پر پایا جس پر اس کے اصحاب تھے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ مجھے وہاں کچھ مال ہاتھ آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا بھی وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کس کے یہاں جانیکا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اب اس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے پاس جانیکا حکم دوں۔ اب ایک نبی کے مبعوث ہونیکا زمانہ آگیا جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا۔ وہ ارض عرب سے اٹھے گا۔ اس کا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا۔ جو پتھریلی زمین کے درمیان میں واقع ہے۔ اگر تم کو قدرت ہو تو اس کے پاس جانا۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا لیکن ہدیہ قبول کرلیگا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے ان سے کہا کہ ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے آئندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ وہ بیماریوں کی دوا اور ان کے لئے دعا کریگا۔ اور وہ شفا پائیں گے تم بھی اس کے پاس جانا۔ اور جس شخص کو ڈھونڈھتے ہو اس کو پوچھنا۔ چنانچہ میں آیا اور ان دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھیرا رہا۔ جب وہ رات آئی۔ جبدن وہ ایک جھاڑی سے نکلکر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا۔ تو وہ نکلا۔ لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا۔ یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے بالکل چھپ گیا صرف اس کے شانے نظر آتے تھے۔ میں نے اس کے شانوں کو پکڑا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراہیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس وقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا ہو ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے وہ اس گھر کے قریب نکلیگا۔ اور اس دین کو زندہ کرے گا۔ جس کو تم پوچھ رہے ہو چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو تم نے عیسےٰ ابن مریم سے ملاقات کی بہرحال واقعہ جو کچھ ہو حضرت سلمان رضہ نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ تک پہونچنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا میں نے ان کے وطن کا پتہ پوچھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کا نام بتایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں

اور کہا میں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجکو بھی اپنے وطن تک لیجاؤ۔ ان لوگوں نے مجھے سوار کر لیا اور مجھے وادی القرٰی میں لائے وہاں مجھ غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا میں نے اس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جس کا مجکو نشان دیا گیا ہے۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس سے مجھے خرید لیا وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور ان نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں۔ میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ میں اس شخص کے یہاں ایک نخلستان میں کام کرتا تہا۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ لیکن مجھپر آپ کا حال مخفی رہا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑہا ہوا تہا اور اس کے نیچے میرا آقا بیٹھا ہوا تہا۔ اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچازاد بہائی تہا آیا۔ اور اس کے پاس کھڑا ہو کر بیان کیا کہ خدا بنی قیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے لوٹے پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے خدا کی قسم اس کے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آ گیا اور درخت ہلنے لگا یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا اس کے بعد میں جلدی سے اترا۔ اور اس سے اس خبر کو پوچھنے لگا میرے آقا نے ہاتھ اوٹھا کر مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی۔ اس نے کہا نہیں تم اپنا کام سمنہالو۔ چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تہا اس کو اکٹھا کر کے رسول اللہ کے پاس لایا۔ آپ قبا میں مقیم تھے۔ جب میں وہاں داخل ہوا۔ تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اصحاب بھی ہیں۔ آپ اہل حاجت اور مسافر ہیں میرے پاس کچھ مال تہا جس کو میں نے صدقہ کے لئے رکھہ چھوڑا تھا جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو مجھے آپ سے اس کا زیادہ کوئی مستحق نظر نہیں آیا اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا رسول اللہ نے صحابہ رضہ کو فرمایا کہ تم اس کو صرف کرو۔ لیکن خود اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اور جمع کر کے لایا میں نے سلام کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کہاتے میرے پاس اور بھی کچھ مال تہا جس کو میں ہدیتہً آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تہا آج اس کو لایا ہوں۔ چنانچہ اصحاب کیساتھ آپ بھی اس میں شریک

میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے میں لوٹ کر کچھ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے آپ کے اردگرد آپکے اصحاب رضہ تھے آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ایک کو اوڑھے ہوئے اور دوسری کا تہ بند باندھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور ادہر اُدہر سے آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا۔ جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا۔ تو چادر پیٹھ سے اوٹھا دی اور مجکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا تہا میں اس کے چومنے کے لئے لوٹ پڑا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا ذرا ہٹ چلو میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ کو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ صحابہ رضہ بھی اس کو سنیں اس کے بعد میں اسلام لایا لیکن غلامی کیوجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ مجھ سے رسول اللہ نے کہا تم مکاتب[51] بن جاؤ۔ میں نے اپنے آقا سے اسکی درخواست کی تو اس نے میری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین[52] سو کھجور کے درخت اس کے لئے لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کروں رسول اللہ نے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ کھجوروں کے پودوں سے اپنے بہائی کی مدد کرو چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے دس پودے مجھکو دیئے آپ نے فرمایا اس کو لیکر چلو اور زمین کہودو جب ان کو بٹھانیکا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان کو خود اپنے ہاتھ سے بیٹھاؤں گا۔ میں نے زمین کہودنے کی تیاری کی تو اور صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ اس کے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کو بیٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے اور خدا سے برکت مانگی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی ضایع نہیں ہوا۔ اب مجھ پر صرف درہم باقی رہ گئے تھے اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ رضہ کے ساتھ تھے۔ کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لائے جسکو انہوں نے کسی کان میں سے پایا تہا۔ اور اس کو رسول اللہ پر تصدق کر دیا۔ آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو۔ میں نے کہا اتنے میں کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا بقیہ بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کر دیگا۔ دوسری روایتوں میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی زبان پر رکھا کہ اس کو لیجا کر اپنا قرض ادا کردو۔ چنانچہ جب سلمان نے اس کو تولا تو ٹہیک چالیس اوقیہ نکلے بہر حال بدل کتابت ادا کر کے اب وہ ازاد ہو گئے"

غزوات

بدر و احد کی لڑائیاں جو وقت واقعہ ہوئیں حضرت سلمان فارسی غلامی کی حالت میں تھے۔ اس لئے مجبوراً شریک نہ ہو سکے بدل کتابت ادا کر کے جب وہ ازاد ہوئے تو غزوہ خندق پیش آیا۔ اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے۔ اس کے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے۔ غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کہودی گئی تھی اسکے کہودنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں حجت ہوئی۔ انصار کہتے تھے۔ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین ان کو اپنی طرف کہینچتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جہگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا کہ

سلمان منا اهل البیت۔ "سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں"

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی شخص کو اس قدر عزت نہ دی ہو گی کہ اس کو اپنے اہلبیت میں شامل کر لیا ہو۔ یہ مساوات اسلام ہی نے قایم کی تھی اور یہ اسی کا خاصہ لازمی ہے

اخلاق و عادات

حضرت سلمان فارسی نہید حلیم منکسر المزاج، قانع، رحم دل۔ زہد پیشہ۔ اور فیاض طبع تھے۔ بیت المال سے ان کو چار ہزار درہم ملتے تھے۔ لیکن وہ ان کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے وہ جس زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بنا کر معاش پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ تو یہاں کے امیر ہیں اور آپ کو بیت المال سے وظیفہ بھی ملتا ہے۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں اُنہوں نے کہا میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا وظیفہ پانچہزار تھا۔ اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچہاتے تھے اور آدہا پہنتے تھے۔ جو وظیفہ ملتا تہا اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور کما کر گذر اوقات کرتے تھے انہوں نے اپنے لئے کوئی مکان نہیں بنایا تہا۔ جہاں کہیں کا گہر ملجاتا اس کے سایہ میں پڑ رہتے۔ ایک مرتبہ حذیفہؓ نے ان سے کہا ہم آپ کے لئے گھر کیوں نہ بنادیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لئے ویسا ہی گہر بناؤگے جیسا کہ تمہارا مدائن میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تمہارے لئے بانس کا گہر بنائیں گے۔ اور اس کی چھت نرکل کی ہو گی۔ وہ اس قدر پست ہو گا کہ جب تم کھڑے ہو گے تو تمہارا سر اس سے لگ جائیگا۔ اور اس قدر تنگ ہو گی کہ جب سونا چاہو گے تو تمہارے پہلو اس کے دونوں کناروں سے مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔

عمارت اور حکومت سب کو عزیز ہے لیکن حضرت سلمان رضہ زہد کیوجہ سے اس کو ہمیشہ مکروہ سمجھا کئے۔ ایک بار ان

۵۱ اگر آقا راضی ہو جاوے تو غلام کچھ مال ادا کر کے ازاد ہو سکتا ہے" اس قسم کے غلام کو مکاتب اور مال کو بدل کتابت کہتے ہیں

۵۲ بعض روایتوں میں پانچسو ہے"

۵۳ جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ محض مال غنیمت حاصل کرنیکیلئے ایمان لاتے تھے ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے +

کہ اس وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے غرض اسی وقت وہ سنی آلکورزر آپ کو تقسیم کئے گئے۔ جس شخص نے پنڈدادنخاں سے چونیوں کا خط لکھا تھا فرمایا اس کو لکھدو۔ معاف مجھے تو معلوم ہی نہیں سنہ ۲۹ء یا سنہ ۱۹۰۶ء کا معاملہ ہے۔ یہیں تو کچھ خبر نہیں۔ بہرحال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا۔ اس ذکر میں پھر دیر تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

حضرت کی اس علالت کے ایام میں اگر خلیفۃ المسیح کی ضروریات اور اخراجات معالجہ انجمن دیتی تو ایسا خرچ برمحل اور جائز ہوتا۔ اور قوم اپنی سعادت سمجھتی کہ ان کا روپیہ بہترین مقام پر خرچ ہوا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک کثیر التعداد ایسے آدمیوں کی ہے جن کی زندگی کے بدلے اگر حضرت کی حیات میں درازی ہو سکے تو وہ دینے کو طیار ہیں۔ بعض کو تو میں نے ایسا ذکر کرتے یہاں بھی سنا اور اگر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ صرف سے بھی اس بزرگ کی صحت و تندرستی بحال رہے تو اس کے خرچ کر دینے کو قوم موجود اور پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح پر کسی کا احسان نہ ہو۔ اور قوم اپنا فرض ادا کرے۔ مگر میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی ہمتی اور بلند نظری کی ایک بات سناتا ہوں یہ واقعات آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جستہ جستہ واقعات بیان کر دوں اور جن کا مشاہدہ علالت کے ایام میں بھی کیا گیا ہے۔ ان میں سے آپ کی عالی ہمتی ہے۔ پہلے ہی سے آپکا ہمیشہ یہ عمل ہے کہ آپ کھانا تک جو گھر میں پکایا گیا ہو۔ مانگ کر نہیں لیتے۔ اور یہ کوئی نیا معمول نہیں۔ بلکہ اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کی زندگی میں جبکہ آپ بچے تھے یہی طرز عمل تھا۔ اس خصوص میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں۔ جو حیات نور کا جزو انشاء اللہ ہوں گے۔ ان ایام میں میں نے دیکھا ہے کہ جب آپکے سامنے کھانا پیش کیا جاتا۔ تب آپ جو کھلانیوالے کھلاتے کھا لیتے۔ مانگا کبھی نہیں۔ مگر جو بات اس ضمن کے نیچے میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت ہی عجیب ہے۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی۔ میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم ایک فہرست حساب کی تیار کرو تفصیل کی ضرورت نہیں۔ صرف ٹوٹل ہو۔ جسقدر میری ادویات پر خرچ ہوا ہے۔ جسقدر میری بیٹیوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ اس کل رقم کی میزان حاصل کرو۔ اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھکر دیا گیا ہے۔ اس میں سے وہ کل حساب ادا کر دے۔ فرمایا میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسانمند نہیں ہو سکتا۔ اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے" یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی۔ بیماری پر خرچ ہوا۔ اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا۔ جسکی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے۔ اور اس کی ضروریات ذاتی کا التزام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا۔ میں اس

واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گذارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس مشوری کے سپرد ہوا۔ بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہلبیت حضرت موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں۔ مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہونچی تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے۔ اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھ کو غیروں کے سپرد کر دیگا؟ ہرگز نہیں۔ اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے۔ پس میں تو نبض پر ہاتھ رکھکر ہی کھاؤنگا"۔ یہ واقعہ بہت لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ اور جن کو معلوم ہے ان میں سے بھی تھوڑوں کو شاید قابل غور مضمون معلوم ہوا ہو مگر میرے نزدیک یہ بڑا وسیع مضمون ہے۔ میرے ساتھ اسی سلسلہ میں چند اکابران قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوا۔ چندماہ کا عرصہ گذرتا ہے ایک ایسے بڑے دوست نے اپنے خیال کے موافق میں نہیں جانتا کیوں ایک شخص کا نام لیا کہ وہ خلافت کے لئے موزوں ہے۔ اور مجھ سے تائید یا داد چاہی۔ میں نے کہا حضرت! خلافت محض ادعا یا تجویز سے نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا کام ہے۔ اور علاوہ بریں خلافت کا معیار نور الدین نے بہت اونچا کر دیا ہے ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ خلافت کا مدعی ہو رہا خلیفہ کے لئے مولوی صاحب نے دکھا دیا ہے کہ وہ اپنی قوت لایموت کا انحصار کسی شخص پر نہ رکھے۔ یہانتک کہ نذور عامہ کا مصرف بھی اپنے عام کر دیا ہے پھر قومی تحریکوں اور ضرورتوں پر چندہ دینے میں سابق بالخیرات ہو کسی محتاج اور قابل امداد شخص کو دیکھے تو اسکی امداد و اعانت کیلئے اسکا ہاتھ ہر وقت دراز ہو۔ پھر اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ میں دیکھتا ہے لنگر خانہ کا مہتمم آتا ہے کہ حضرت! فلاں شخص کچھ بیمار ہو گیا ہے اس کیلئے غذا کا کیا انتظام کیا جاوے۔ جواب میں اگر حکم دیتے کہ لنگر خانہ سے فلاں چیز تیار کر دو۔ تو عین برمحل اور درست ہوتا۔ مگر نہیں حضرت خلافت پناہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں ۔۔۔ سے دودھ دوا اور یہ دو روپیہ لو۔ ختم ہو جائیں تو پھر مجھ سے لو اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں بیسوں ہیں۔ ایک غریب مہاجر ہے اس کے پاس کپڑا نہیں وہ اصحاب الصفہ میں سے ہے۔ اگر لنگر خانہ کی مد سے یا بہشتی مقبرہ سے یا بیت المال سے دیا جاوے تو بالکل جائز اور درست مگر نہیں وہ کہتا ہے احمد نور کے ہاں سے منوا دو قیمت مجھ سے لو۔ ایک شخص جاتا ہے حضرت فلاں ضرورت درپیش ہے روپیہ کی حاجت ہے۔ اچھا میں انتظام کر دونگا۔ خدام میں سے ایک یا ایک سے زیادہ بیمار ہیں روزانہ انکی خبروں کا منگوانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور کس کس بات کا ذکر کیا جاوے پھر ان تمام باتوں پر وہ کسی کے سلام کا بھی آرزومند نہیں ۔۔۔ اخلاق اللہ کا نمونہ دکھایا ہے لیکے کسی حکم کی خلاف ورزی یا اسکی تعمیل میں سستی ہوتی ہے مگر معافی کی حاجت ۔۔۔ [illegible]
[illegible]

رنگ میں رنگین شخص کیلئے سزاوار ہو سکتی ہے یا ہر شخص کیلئے؟ اس پر مجھے خاموش ہونا پڑا۔ یہ تو ضمنی بات تھی ذوق سخن نے راہ میں لا ڈالا۔ اصل بات جسکو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا۔ اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آئے تھے۔ کیا انکی قیمت بھی دیدوں؟ فرمایا نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو۔ میں اس خصوص میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت نے انکی اس خدمت کو قبول فرمایا۔

اظہار شکرگذاری کی روح

حضرت کی عادت میں میں نے ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ آپ میں اظہار شکر گذاری کی ایسی عادت ہے کہ بعض وقت حیران ہونا پڑتا ہے۔ یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے شکر میں تر زبان نہ رہتا ہو۔ کیونکہ یہ بالکل سچی بات ہے مَن لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا اسلئے کہ انسان تو ایک ہستی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے اور اللّٰہ تو بہرحال اسکے لئے فی الغیب ہے پس جو شخص اپنے ہم جنس کا شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا کب شکر گذار ہو سکتا ہو یہی وجہ ہے کہ حضرت کی عادت ہے کہ آپ کوئی معمولی سا کام آپ کے لئے کریں تو آپ جزاک اللہ کہیں گے اور دعا دینگے اور لفظاً بھی اظہار سپاس کریں گے اس حالت میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی خصوصاً ڈاکٹر صاحبان آپ نے خصوصیت سے ان کے شکریہ کا اعلان کرنا مناسب سمجھا۔ ڈاکٹر صاحبان یا دوسرے خدام نے اگر آپ کی خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا اور یہ ان کی سعادت تھی کہ انہیں آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ملا۔ اور اگر آپ انکے شکریہ کا ذرا بھی اظہار نہ کرتے تو ان کے لئے ذرا بھی محل افسوس نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اس مخلص روح نے گوارا نہیں کیا کہ اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف کرے۔ جو اعلان شکرگذاری شایع ہوا ہے وہ اس امر کی بیّن شہادت ہے کہ آپ جہاں اپنے مولیٰ کے لئے شکرگذاری کا جوش رکھتے ہیں اسکی مخلوق کی خدمت گذاری پر بھی اسکا اعتراف اپنی شان کے مناسب سمجھتے ہیں"۔ اس طرز عمل سے آپ نے بتا دیا ہے کہ کسی کی خدمات کو حقیر نہ سمجھا جاوے بلکہ اسکا جائز اعتراف کیا جاوے۔ اس عمل کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ بعض ایسے موقعہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ شخص جس کا شکریہ ادا کیا جاتا یا جسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے "اعتراف خدمات"۔ کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ عبدالسلام آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں۔ اس کو حضرت کیساتھ بڑی محبت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کی بیماری کا احساس رکھتا ہے۔ اور حضرت کی بعض خدمات اس چھوٹی سی عمر میں کرنے کے لئے جوش رکھتا ہے۔ بارہا اسے دیکھا گیا کہ وہ حضرت کے ہاتھ دبانے کے لئے بار بار کوشش کرتا ہے۔ حضرت کو پانی کی ضرورت ہے تو دوڑ کر خود لینے لگا ہے۔ حضرت کو سینک دینے کے لئے گرم کردہ اینٹ کی ضرورت ہوئی تو وہ لیکر آتا ہے۔ غرض اس بچپن کی حالت میں (اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے اور اسکو قرۃ العین بنائے آمین) وہ عجیب عجیب جوش ہمدردی کی حرکات کرتا ہے۔ ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا۔ حضرت نے دفور جوش سے فرمایا۔ "میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے"۔ حضرت کے ان اخلاق اور عادات سے جو بہترین سبق ملسکتے ہیں ناظرین ان پر غور کریں اور پھر بھی انشاء اللہ بعض واقعات سناتا جاؤنگا۔

وما باللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

وہ کیا ؟ قرآن مجید کی ایک ضخیم اور غیر منقوط تفسیر۔ آپ کو بھی چونکہ قرآن مجید سے خاص محبت اور ذوق ہے۔ اور وہی آپکی غذا ہے اس لئے فیضی کے کلام کیطرف اس علالت میں توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے۔ محبوب کا مداح بہر حال محبوب ہو جاتا ہے۔ فیضی کے کلام میں بھی واقعات معراج کا سننا مقصود ہوتا تھا۔

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی مدین پڑھا ہے جب انہوں نے کہا۔ ہاں تو کہا فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔ اس پر اکبر شاہ خانصاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اس پر فرمایا اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ جسپر انہوں نے یہ مقطع پڑھا

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست کشودے
بائد کہ باآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا۔ اور دوبارہ پڑھوایا۔ اور تعریف کی۔ اس شعر پر آپ کا اظہار پسندیدگی ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی طبیعت پر غلبہ توحید کس درجہ کا ہے۔

ایک ضمنی لطیفہ

خانصاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھ کر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے :-

زخم بالائے دیدہ است اورا — چشم زخمے رسیدہ است اورا
میچکد خوں زتیغ مژگانش — کس بایں رنگ دیدہ است اورا
گلشن جان بود کہ زصد گل تر — پیش نرگس رسیدہ است اورا
دل خوں گشتہ شہیداں است — خون کہ میرود دیدہ است اورا
حال فیضی بہ بیں کہ ز ابروت — تیغ در دل خلیدہ است اورا

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی کہو یا اس کی روح کا نیاز مندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت نہ رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آفرینی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقایق کے تحت میں آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا۔ اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا۔ خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نکل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیاز مندانہ تعلق ہی کو دیکھتا ہوں۔

بہرحال یہ عجیب بات ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔ اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کر دیا۔ آپ نے دیوان فیضی لیکر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کیطرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔ وہ سنائے۔

خانصاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اسی کو نکال لیا پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔ میں نے ان اتفاقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں۔ تو خاموش رہے۔ بعد پھر اس غزل کو خانصاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے۔ اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔ پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کی سوانح منگوائی اور ساری سنی۔

قرآن مجید کا سننا اور بخاری اور عمدۃ الاحکام کا سننا!

علی العموم حفاظ کو بلا کر آپ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور بہت دیر تک یہ مشغلہ صبح شام عموماً جاری رہتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد آپ کو بخاری سے بھی بڑی محبت ہے ہمیشہ اس کا درس بھی ضروری جاری رہتا ہے۔ اس علالت میں بھی بخاری کو سنا۔ اور عمدۃ الاحکام کو بھی سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کسقدر محبت ہے اور آپ کے کلام کا کیسا شوق ہے۔ عمدۃ الاحکام آپ کی پسندیدہ کتب میں سے ہے"

فقر و غنا کا تماشا

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی توکل علی اللہ کے ایسے مقام پر ہیں کہ میں تو اسے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ اور ان کے رزق کا معاملہ ایسا عجیب ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ کو رزق کریم غیب سے ملتا ہے اور بظاہر اس کا ذریعہ طب ہے۔ اس بیماری میں فقر و غنا کا تماشا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ فقر سے مراد وہ فقر ہے جو الفقر فخری کا مصداق ہے۔ حضرت کی عادت میں داخل ہے کہ آپ کو اسوال سے کبھی محبت نہیں ہوئی۔ اور ہمیشہ بذل مال آپکا کام رہا ہے میں کو غربا اور ضعفار کی اعانت اور اسلام کی اشاعت طلبہ علم کی مد میں خرچ کرتے رہتے ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر بھی آپ اتنا کبھی جمع نہیں رکھ سکے کہ کسی ضرورت کے وقت کام آوے ؟ کیونکہ آپ نے اپنی ضرورتوں کا محتاج روپیہ کو نہیں سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کو سمجھا

خداداری چہ غم داری

بس اس حیثیت سے کہ آپ نے کبھی روپیہ جمع نہیں کیا میں آپ کے فقر کا اظہار کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کے سامان ایسے طور پر مہیا کرتا ہے کہ ضرورت سے پہلے سامان ہوتے۔ میں نے بیسوں مرتبہ خود دیکھے اور تجربہ کئے ہیں۔ اس لئے آپ سے بڑھ کر غنی کون ہو سکتا ہے ؟ اس فقر و غنا کا تماشا اس بیماری میں بھی عجیب نظر آیا۔ ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا۔ بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اسکو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکالدیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا۔ کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانے کو نہ ہوگا۔ میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا" اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلاء کو اس قسم کا ابتلا تو نہیں کہہ سکتے۔ آپ کو کسی خوشامد کی ضرورت نہیں نہ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادتمندی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کرسکیں" فرمایا

مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور بہت فضل ہے

میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس ۱۲۵ ذات خاص کیلئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔ میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی۔ کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔ حیدر آباد دکن میں شیخ محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب تاجر چرم ہیں۔ وہ بیمار ہوئے انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔ اس پر اچھے ہو گئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈ دادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں آپ پنڈ دادنخان میں مدرس تھے۔ اس وقت کی چار روپیہ کی چونیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں۔ اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنائے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ آپ کے قلب پر ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد اور جوش کا تھا۔ اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے۔ فرمایا اللہ ایسا مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دیکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے۔ اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ ناتواں ہے۔ میرا ایمان بڑا قوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے" حضرت کو جب اس طرح میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر اگر فقر تھا۔ تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آگیا۔ حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کیلئے تو خصوصاً بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس جوش میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہونگی اور کیا کیا کی ہونگی۔ میرا یقین ہے

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کی علالت طبع (نصیب اعدا) کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر لکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میں بتلا چکا ہوں کہ ایسے موقعہ پر احباب کو یہاں آنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان فواید اور فیوض کو حاصل کر سکیں کہ جو اس ابتلا کے وقت نازل ہو رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاء سرکاری معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کی وجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور اہل زبان اس کا لطف اٹھا سکتے ہیں ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کر کے دکھایا۔ اور مجھے چارپائی پر ڈالدیا" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور الحمد للہ آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا "کہ وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دیگا"

میری غرض حضرت کی علالت کی خبر یا زخم کی صحت کی خبر معمولی طور پر درج کرنے سے پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ میں تو اس علالت سے جو مفید سبق اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی پاک سیرۃ کا جو نمونہ دیکھتا ہوں وہی احمدی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حضرت کی صحبت میں جب جانیکا موقعہ پاتا ہوں تو اسی نظر سے جاتا ہوں اور غور کرتا رہتا ہوں"

محبت کا ایک عجیب نظارہ

حضرت کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو۔ اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خدا تعالےٰ کے پاک کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں۔ اور اس سے فایدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان جو پوری ارادت۔ وفاداری۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں مصروف تھے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کر کے دیتے۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گذرا کہ یہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اس وجہ سے حضرت شدت پیاس کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانیکی کوشش نہ کیجاوے

ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خبر تک بھی نہ ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے میں غور سے اس نظارہ کو دیکھتا تھا کہ یہ تبادلہ خیالات محض محبت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ ہر ایک فریق اپنے آقا کی شفاء عاجل کا مستدعی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے آرام ہو اور وہ اس کرب سے نجات پاوے جو اس عارضہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دونوں کی نیت نیک۔ مدعا صدیقانہ اور غرض ایک ہے۔ مگر دونو دو مختلف راہوں سے اُسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اس نظارہ کو دنوں تک دیکھا اور گھنٹوں اور پہروں ہی اس پر غور کیا تو میں اس نتیجہ پر آیا کہ

یہ معرفت اور عدم معرفت کا نتیجہ ہے

اور ایک دوسرے کے مقصد کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی جو جھگڑتے ہیں تو اس بصیرت کی کمی ہے جو علم الادویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اپنے اصول علاج کے موافق چل رہے ہیں۔ اور یونانی طب کو غالباً وہ درجہ نہیں دینا چاہتے جو ان کی جدید تحقیقات اور طبی تکشیفات کو حاصل ہے اور طب یونانی کے جاننے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے علاج میں ان ادویات سے فایدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ جو ان کے علم میں مفید اور نافع تھیں۔ نتیجہ ان کے مرہم عیسےٰ تھی۔ دواؤں سے گذر کر یہ جھگڑا غذا تک پہونچا۔ اور ان جھگڑوں میں جو محض تبادلہ خیالات کا رنگ رکھتا تھا خوب دلچسپی تھا پائی رہی۔ اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ "کہ مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وجعلنا کل شیءٍ حیٍّ من الماءِ پانی ہر شئے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے۔ اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا فیہ شفاء و نور ہیں" پانی میرے لئے بہت مفید ہے" آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکالکر لائے۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارۃً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ "یہ پانی نہ تھا"۔ اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا۔ کہ "ہم چاہتے ہیں تم ہمارے مزاج شناس بنو" اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا۔ اور الحمد للہ کہا۔ غذا اور دوا کے مذکورہ بالا جھگڑے کے ساتھ ہی۔ ایک اور سوال بھی پیدا ہو گیا۔ وہ حضرت کے پاس جانیوالوں کے متعلق تھا۔ طبی نظر سے ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے پاس کثرت نہو اور لوگ بہت ہی کم جمع ہوں۔ کیونکہ ہر شخص تیمارداری کے اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں سمجھتا کہ حضرت سے باتیں کرنی مناسب ہیں یا اپنا صرف بیٹھنا ہی پا پڑے۔ دوسری طرف مذہب عشق و محبت تھا۔ یہ گروہ کہتا تھا اگر ہم کو یہ ظلم ہو کہا ہے [illegible]

روحانی باپ بیمار ہو۔ اور ہمیں اس کے پاس جانیکی ممانعت ہو یہ بہت ہی نامناسب ہے۔ جذبہ شوق اور طبی احتیاط میں جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ بھی اول الذکر نظارہ محبت کا دوسرا کرشمہ ہے۔ دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا۔ کیونکہ احتیاط اسی میں تھی۔ دوسری طرف جب اندر جانیسے روکنے کی شکایت بڑھنے لگی۔ تو بعض دلگیر آدمیوں سے خود حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہونچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ "ہم نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیئے۔ جب جوش آتا ہے تو آکر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہرحال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا" تاہم طبی احتیاط نے کلیۃً پہرہ کو اٹھا دینے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مرعی رکھی گئی۔ اور میں نے بعض آدمیوں کو روتے دیکھا۔ اور یہ کہتے سنا ہو۔ کہ گویا حضرت پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور حضرت کو وہ اپنی ہی ملک کرشئے سمجھتے ہیں۔ مگر میری نظر میں جہاں یہ گروہ اپنے جذبہ محبت سے معذور ہے۔ اور "معذور دار دوست را" کا مصداق ہے۔ وہاں طبی احتیاط کرنے والے بھی اپنے نقطۂ نظر سے حق پر ہیں اور پھر تو عام طور پہلے سے زیادہ عام اجازت بھی کر دی گئی فرق صرف افراط و تفریط کا ہے۔ اور دونوں اپنی محبت سے معذور ہیں۔ اس وقت مجھے ان دونوں کے مقدمہ میں کوئی قول فیصل لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو ان تمام نظاروں کو پیش کرتا چاہتا ہوں

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باخبر اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے مثلاً یکدن آپ نے اوایل ایام علالت میں فرمایا کہ میرے حواس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھدوں۔ تم آپس میں مشورہ کر لو۔ ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بلا کر کہا۔ کہ آپ اپنے بھائیوں کو بلا کر مشورہ کر لیں" بات بظاہر نہایت معمولی ہے مگر اس میں حزم و احتیاط کا اعلیٰ شان مخفی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دور اندیشی اور نکتہ رسی کی نظر نے اس کرب کی گھڑیوں میں بھی اس تفرقہ۔ اور فتنہ کے خوف کو نظر رکھا جو خلافت کے سوال کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ وصیت غالباً اس قسم کے امور کے تصفیہ کے متعلق ہو سکتی تھی ورنہ حضرت اپنی جائداد کے متعلق تو اسی وقت وصیت کر چکے تھے۔ جبکہ آپ کے اور ہمارے مخدوم مطاع حضرت مسیح موعود مغفور نے الوصیت شایع کی تھی۔ اور آپ نے اسی وقت کہدیا تھا کہ میری اولاد کے واسطے صرف خدا کافی ہے۔ کیونکہ جائداد تو جو کچھ بھی تھی آپ نے اشاعت اسلام کے لئے دیدی ہوئی تھی۔ بہرحال اس بیماری میں جو جو بات آپ کے دل پر گذر سکتی تھی وہ یہی تھی۔ کہ الحمد للہ جماعت پر ایسا فضل کرے۔ کہ

اس میں کبھی تفرقہ نہ ہو

بلکہ وہ ایک ہی ہاتھ پر متفق رہے۔ خواہ حضرت کچھ بھی لکھتے اور کچھ بھی فرماتے۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس میں **خیر و برکت** ہی ہوتی۔ پھر میرے دماغ میں جو خدا تعالیٰ نے غور کرنے والا بنایا ہے ایک اور خیال گذرا کہ مامورین اور ان کے خلفاء و نواب عجیب عجیب طور پر اپنی جماعت اور قوم کا امتحان کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں کاغذ اور قلم دوات طلب کیا۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ "حق کی قدر نہ کرنے والوں نے اپنی عدم معرفت سے فاروق اعظم کے اس جواب پر اعتراض کئے ہیں" مگر جو شخص تعصب سے الگ ہو کر نکتہ رس دل لیکر اس سوال پر غور کریگا۔ وہ حضرت فاروق اعظم کی باریک بینی اور قرآن دانی کی تعریف کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔ وہ دیکھے گا کہ فاروق اعظم قرآن کریم پر کیسا زندہ اور زبردست ایمان رکھتے تھے۔ فاروق اعظم کی یہ آواز آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی آخری ساعات میں یقیناً نہایت شیریں اور خوش گوار معلوم ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جو بات آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ قرآن مجید کا فہم اور اتباع میری قوم میں پیدا ہو اور ان کی ہر نزاعوں کا حکم قرآن مجید ہی ہو۔ وہ فاروق اعظم کے اس جواب سے ظاہر ہے۔ بہر حال یہ قوم کی عقل و دانش کا امتحان تھا۔ یا کیا اس کو حضرت امام بہتر جانتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی انہیں کے سینہ میں ہے۔ مگر میں نے اس واقعہ کو صرف اس نظر سے لکھا ہے تاکہ

حضرت امام کی احتیاط کی نظیر دکھاؤں

اور لوگوں کو **وصیت** لکھنے کیطرف متوجہ کروں۔ اس مشورہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اور کیا جواب دیا گیا۔ ناظرین اسے معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے۔ مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے ہمارے احباب نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ اگر حضرت مکرر دریافت کریں تو یہ عرض کیا جائے۔ کہ آپ کی طبیعت رو بصحت ہے۔ آئندہ آپ جو مناسب سمجھیں" لیکن حضرت کی خدمت میں عرض کرنیکا موقعہ نہیں آیا۔ غرض یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک دور اندیشی اور تعظیم الامر کی ایک نمایاں مثال ہے +

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

اسی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ سائیں عبد الرحمن جو حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے برادر زادہ ہیں۔ انہوں نے حضرت کے پاس ایک سو دس روپیہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو۔ تو وہ میرے پاس امانت رکھدے جو وقت چاہے اسے ملجائیگا۔ اس اطلاع کی ضرورت آپ کو اسلئے پیش آئی کہ اکثر مرتبہ ایسا ہو کر یہاں جب مجمعے ہوئے تو بعض دوستوں کی نقدی بعض کے کپڑے۔ یا دوسرا سامان بے احتیاطی کیوجہ سے اور بعض شریروں کی شرارت کے باعث ضایع ہو گیا۔ اور حضرت کو ایسے لوگوں کو زاد راہ اور ضروری سامان دینا پڑا۔ اور بعض شرفا کو جنت تکلیف ہوئی۔ نہ وہ کسی سے کہہ سکیں۔ اور نہ کوئی انتظام کر سکیں ایسی تکلیفیں بارہا دیکھی گئیں۔ تو حضرت نے یہ تکلیف گوارا کی کہ لوگوں کی امانتیں رکھیں اور اس قسم کی چوریوں اور سرو بیریوں کا انسداد ہو۔ پس آپ ہمیشہ ایسی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ اب امانتوں کے متعلق ایک مشکل پیش آسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی باقاعدہ رجسٹر رکھیں۔ اور جب کوئی روپیہ یا کوئی چیز امانت رکھیں تو اس میں درج کریں اور جب اس کا کوئی جزو یا کل واپس کریں تو اس سے خارج کریں۔ اس کے لئے بڑا وقت چاہئے۔ حضرت نے نہایت دور اندیشی سے اس مشکل کو ایسا حل کر دیا۔ کہ بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے آپ نے اپنا اصول یہ رکھا ہوا ہے۔ کہ جب کوئی شخص امانت دے تو اسے ایک رسید دیدیتے ہیں پھر جب وہ اس میں سے کچھ لے اسی رسید پر اسکا اندراج ہوتا رہے اور ایسا ہی اس امانت کیساتھ ایک رسید لکھکر رکھدیتے ہیں۔ اب **حضرت کی علالت** کے ایام میں اس مندرجہ بالا امانت کے متعلق مشکل پیش آگئی۔ حضرت کی طبیعت سخت ناساز اور ادھر سائیں عبد الرحمن نے اپنی امانت کا مطالبہ کیا۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ سائیں عبد الرحمن اپنی امانت طلب کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی کہتا ہے۔ کہ میری رسید گم ہو گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ "ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے۔ اور ہر شخص اپنی امانت جو وقت چاہے لے سکتا ہے۔ ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے۔ ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں۔ کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا" اس پر عرض کیا گیا۔ کہ حضور عبد الرحمن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں" فرمایا "کچھ پرواہ نہیں۔ اس کی امانت کیساتھ رسید ہوگی اسے دیکھو اور ابھی دیدو" چنانچہ جب اسکی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا۔ جو فوراً ادا کر دیا گیا۔ وللہ الحمد۔

علالت میں آپ کے مشاغل

انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ بیکار نہیں رہ سکتا۔ یہانتک کہ رات کی سنسان گھڑیوں میں جب نیند آکر اپنا عمل دخل کرتی ہے۔ اسوقت بظاہر انسان بے حس و حرکت پڑا ہوا نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محض بیکار ہے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس وقت بھی **دماغ** بیکار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی دوسری قوتیں خواب کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں" +

حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت سے سب واقف ہیں۔ کہ سارا دن اور رات کا اکثر حصہ آپ تعلیم و تدریس میں گذارتے اور کثرت سے کلام کرنیکا اتفاق ہوتا۔ اور تحریر اور تقریر کے لئے قلم اور زبان کام کرتی رہتی۔ اب قدرت نے چارپائی پر ڈالدیا۔ اس حالت میں بھی آپ کے **مشاغل** دیکھنے کے قابل ہیں سب سے بڑا مشغلہ تو قرآن کریم کی آیات پر غور ہے۔

قرآن کریم کی آیات پر تدبر

آپ بظاہر لیٹے ہوئے ہیں۔ مگر بباطن قرآنی مضامین پر سوچتے ہیں۔ یہ معمّا حل نہ ہوتا۔ اگر بے اختیار آپ اس راز کا انکشاف نہ کرتے۔ ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہو گیا۔ قریباً دو گھنٹہ اسی حالت میں گذر گئے اور نماز پوری نہ ہو سکی تو فرمایا۔ کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی۔ صوفیوں والی حالت ہو گئی۔ اور ایسی نماز شروع ہوئی جسکا سلام نہیں۔ نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا۔ اور بڑے بڑے مضامین سر میں آئے۔ اور آرہے ہیں"

احمق اور نادان معترض اسکا نام وساوس رکھدیتا ہے۔ مگر قرآن کریم کے حقایق وساوس نہیں ہو سکتے۔ حضرت نے جب یہ واقعہ سنایا تو میں اپنے غور و فکر میں دور نکل گیا۔ حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں۔ کہ میری غذا قرآن ہے"۔ اور میں جب تک اسے روز کئی مرتبہ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا۔ اس واقعہ نے اس عقدہ کو بھی حل کر دیا کیونکہ ظاہری رو سے **درس کا سلسلہ** قدرت نے بند کر دیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ اب وہ سلسلہ اس رنگ میں جاری ہے۔

بہر حال اپنی خاموشی کی گھڑیوں میں **قرآن کریم** پر تدبر فرماتے۔ اور خدا جانے کیسے کیسے موتی اس غواصی میں نکالکر لاتے ہیں صحت ہونے پر خدا کے فضل سے ہم امید وار ہیں۔ کہ آپ ان معارف کو تقسیم کریں گے۔

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکمدیا۔ کہ محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو۔ جو انہوں نے حملہ ہند کے ایام میں لکھے تھے۔ پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہئے تھا۔ میں نے ایکدن پوچھا بھی۔ کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا۔

فیضی مرحوم سے اظہار محبت

دوسرا شخص جسکی تصنیف کیطرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے۔ آپنے پہلے فرمایا کہ مثنوی نل دمن میں واقعہ معراج نکالکر مجھے سناؤ۔ خواجہ صاحب سے بھی کہا اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اظہار محبت ہے۔ واقعہ معراج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور لا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا۔ اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی"

واقعہ معراج تو بہت لوگوں نے بیان کیا ہے۔ فیضی کی خصوصیت کیا تھی؟ میں اس پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ اصل میں فیضی مرحوم نے

یہ قرآن مجید کی عظیم الشان مدت خدا کی ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

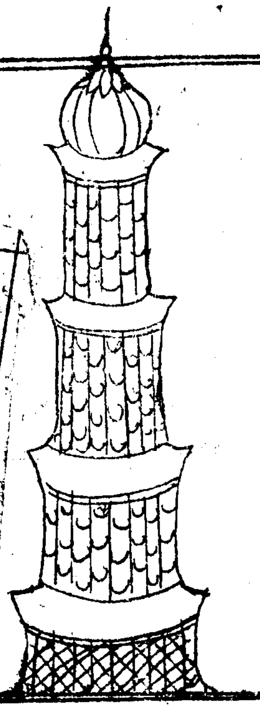

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

جلد ۱۴ نمبر ۴۱

الحکم

۷ دسمبر ۱۹۱۰ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دار الامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجاتی

سے ... ... صہ

سے ... ... عہ

سے باہر ... ... سے

اور

احباب

سے ... ... عہ

دو امینی شفا ہینی غرض دار الامان

چہ لویم با تو گر آئی جہادر قادیان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص ساینک کے طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتیں ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں - جن کی تعداد پانچ سو ۵۰۰ تک ہو چکی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ { جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں - اور کسی جگہ اس دوائی خانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے -

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ :- بالکل یہی الفاظ لکھئے :- مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ :- میڈیسنر دہلی -

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا -

بچوں کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ فکر سے تعلق خاطر ہوتا ہے تا ہم اگر سست بچہ کہ ایک کوئی ہو تو یا پژمردہ اور اسکاٹس ایملشن دینا چاہئیے اسکاٹ ملا دیجئے اس کے دودھ میں چند قطرے اور وہ سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا ہو جائیگا خوش و خرم اور بشاش جو تندرستی کی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا [illegible]

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹیڈ مینو فیکچرنگ کمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

[illegible] آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجیے کہ آیا ان میں [illegible] اگر یہ بات ہو تو ان کو سے تر وقت دو یا ہمدرد کی گولیاں (ڈوز ریلیس) کیلئے [illegible] کو اپنی تندرستی عادت ہو گا اور پیشتر کی نسبت آپکو زیادہ اچھا معلوم ہو گا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں [illegible] زہریلا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے یوں سمجھا جائیگا کہ قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت، ہیجان، صفرا، صفراوی بخار یا تپ۔ [illegible] کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل دھڑکنا یعنی چکر آنا درد سر نفخ [illegible] کی بیماریاں [illegible] حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے [illegible] کی گولیاں (ڈوز ریلیس) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں [illegible] مادہ [illegible] قیمت ۱۲ روپیہ ۱۲ روالی شیشی ہیں ۱۶۰ گولیاں [illegible] والی شیشی [illegible] ملسکتی ہیں۔

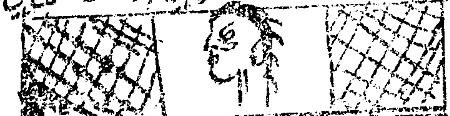

۱۲ روالی شیشی [illegible] ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت [illegible] کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت [illegible] کوئی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی و اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جائے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود [illegible] کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

نوٹ ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔ [illegible] ایک روپیہ (عمر) [illegible] سات پارے طبع ہوئے ہیں۔ [illegible] کے لئے خریداری سے سات روپیہ (للعہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کریں

کیا آپ بیمار ہیں؟

... دوائیں یا عمر کی گولیاں (ڈوز وزیلیں) ...

... دنیا کے ضعف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے ...

... پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت، ہیجان، صفرا، صفراوی بخار ...

... امراض قلب یعنی دل دھڑکنا، درد سر، نفخ ...

... ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے ...

... ۱۲۰ گولیاں ...

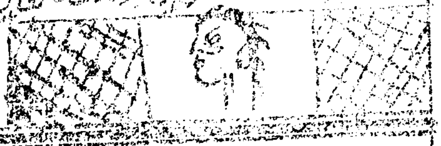

بچوں کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ ... سے تعلق خاطر ... اگر ... بچوں کو ... ہو تو اسکاٹ ایملشن دینا چاہیے ... اسکو فوراً ... ملا دیجیے ... اور وہ ... ہو جائیگا ... علامت ... نتیجہ ...

... اسکاٹ اینڈ بون ... لندن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت

... قرآن کریم کی تلاوت ... کوئی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

... اعتقادی ... جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب ... آگاہی حاصل کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے حاصل ہے

اس ضرورت کو ... ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے ... ترجمہ کے علاوہ حاشیہ ... اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

... القرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور ... کو ظاہر کیا جائے

... اسلام ... کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

حاشیے قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی)

کے درس سے ... اور ملفوظات ... جمع کئے گئے ہیں۔

... ایک ... پڑھیں ...

... قادیان ضلع گورداسپور ...

نہایت ضروری احتیاط

ذرا غور سے پڑھیں

امرت کی دھارا نے جس قدر نام پایا ہے اسکو آپ سب لوگ جانتے ہیں اسکی عرف اسکی سریع التاثیری ہے کیونکہ کوئی دوائی اتنی جلدی آجتک دنیا میں ایسی مشہور نہیں ہوئی ہے اسکے اشتہار کے پہلے کسی بھی ایسی دوائی کا اشتہار نہ تھا۔ امرت کی دھارا کا بھی اس قدر شہرہ جھوٹے اشتہار والوں کو کھٹک گیا اور لگے کھوجیں نکالنے کہ کسی طرح امرت کی دھارا کا نسخہ دریافت ہو جاوے یہاں تک کہ میرے پنساریوں سے جاکر پوچھا کرتے کہ پنڈت ٹھاکر دت کونسی دوائی زیادہ خریدتا ہے مگر میں ایک شہر سے ہی دوائی نہیں لیتا۔ اسکے علاوہ اگر نسخہ معلوم بھی ہو جاوے مگر وزن اور ترکیب یاد نہ ہو تو خاک کوئی بنا دے گا۔ گولا۔ ہوائی انار وغیرہ کے بارود میں اوزان وغیرہ کی ہی فرق ہوتا ہے بہت سی چیزیں توپ کے گولے تک مشترک ہیں ایک آدمی اگر انار کا بارود معلوم کر کے کہے کہ میں توپ کا گولا بنا لیتا ہوں تو اسکی حماقت ہے اسکی ترکیب میں کوسوں کا فرق ہے اس کو خیال میں لیجئے۔ مثال کے طور پر کافور ہی لیجئے جو کہ امرت دھارا کو دیکھتے ہی ہر ایک بتا سکتا ہے کہ اسمیں موجود ہے اب دیکھئے اگر کئی دن کی لگاتار محنت سے ہم یہ تیار کرتے ہیں کہ کافور میں کئی ادویات ملائی جاتی ہیں۔ پھر اسکو ان ادویات سے علیحدہ کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کل ادویات کی تاثیر اپنے میں جذب کرا دے۔ یہ ادویات ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا مجموعہ ایسا بنا ہے کہ کافور میں ہر مرض پر چلنے کی خاص طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اب ہم اسے کافور نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ امرت۔ اسی طرح دوسری ادویات سے کئی کھیڑے کرنے پڑتے ہیں میں ایماناً عرض کرتا ہوں کہ ایک دوائی مجھے ایسی بھی ڈالنی پڑتی ہے جس کو بناتے ہوئے چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔ اور ان جھوٹے اشتہار بازوں کے خیال میں بھی نہیں آسکتی اسکی متضاد تاثیرات جو بڑے بڑے حکما کو بھی حیرانی میں ڈال دیتی ہیں اسمیں پیدا کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے برسوں کی محنت کے بعد میں نے اسکو ایجاد کیا اور اسکے بعد کتنی دیر تک اسمیں تغیر و تبدل کرتا رہا۔

غضب کیا

کیا عرض کروں کئی آدمی قیمت کی کمی دیکھ کر ان اشتہار بازوں کے پاس پھنس جاتے ہیں۔ نقل اور اصل کا فرق جتلانے کے لئے ہم نے بھی امرت دھارا کی نقل تیار کی ہے جس کا نام آب حیات رکھا ہے۔ قیمت اسکی صرف ۱۲ آنہ فی شیشی ہے۔ اتنی شیشی امرت دھارا کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ میرا دعوے ہے کہ میری نقل کا بھی وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔

آجکل ہر حکیم یہی چاہتا ہے کہ وہ کسی طرح امرت دھارا جیسی دوائی کا مالک ہو جاوے۔ بڑے بڑے پرانے اشتہار بازوں نے بھی جن کو کبھی سالہا سال تک ایسی دوائی کا خواب بھی نہ آیا تھا۔ اب پچھلے دار الفاظ میں اتنی ہی اوصاف صحت دست مشتہر کر رہے ہیں جتنا اشتہار نکلتا ہے اسمیں سب سے زیادہ صفت اپنی ہی دوائی کی ہوتی ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ امرت دھارا تو رجسٹرڈ ہے۔ تاہم بعض ان میں سے نام میں کسی نہ

بیمار کسی طرح لفظ امرت کو لانا چاہتے ہیں۔ ناظرین

صرف لفظ امرت دیکھ کر دھوکے میں نہ آجاویں۔

"امرت دھارا" کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس نام کی ایسی اوصاف والی دوائی کوئی نہ خریدیں ورنہ نقصان اٹھاوینگے۔

بعض تو ایسے بر خوردار نکلے ہیں کہ یہ لکھنے لگ گئے ہیں کہ ہم سالہا سال سے اسکو تجربہ کر رہے ہیں جب امرت دھارا کا اشتہار نکلتا ہے اور وہ ہماری فہرست نقل کر کے فوراً لکھ دیتے ہیں .... نے جس قدر نام پایا ہے اسکی مکمل تعریف مشکل ہے۔"

مگر دیکھیں سنگ بوتیزی اوصاف کچھ بھی وہ نہیں ملا سکتے ہیں کئی رنگ ملانے کے واسطے زہریلے رنگ داخل کر کے مریضوں کا ستیاناس کر رہے ہیں واقعی میں اپنے آپکو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ ایشور نے مجھے ایسی ایجاد کرنے کا فخر دیا۔ جو سارے ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہے اور کسی دن دنیا میں پہنچنے کا دعوے رکھتی ہے۔ مگر مجھے رنج معلوم ہوتا ہے جب پبلک کو دھوکہ کھاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

یاد رکھو کوئی دوائی امرت دھارا کا مقابلہ نہیں کر سکتی نقلیں صرف چند معمولی امراض میں فائدہ دیں تو دیں مگر زمن اور دیرینہ امراض میں خاک نہیں کرینگی اور سخت سے سخت امراض میں جان پر بھروسہ کرنے والا آخر کو پچھتاوے گا۔ جو صاحب تھا عرض کر دیا ہے۔

جھوٹے اشتہاروں سے منگوائی ہوئی دوائی نے کیسے اثر کیا

ایڈیٹر اخبار رہنما [illegible]

ایڈیٹر اخبار اچھوت کرت [illegible]

جناب محمد اسمعیل خاں صاحب [illegible]

[illegible]

ٹھاکر دت شرما مالک کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ و ایڈیٹر اخبار دیش اپکارک و مصنف متعدد رسالہ جات طبی لاہور

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک یا دو ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے - چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے - جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیلئے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۲۰۰۰ تصدیق کرتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی تسلیم شدہ مفید نہ ہو سکے اسکی اس کثرت سے بکری ناممکن ہے - بقول حضرت داغ دہلوی کے وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئیے **روح حیات کیا چیز ہے** - روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی - این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار لارڈ وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو جو کاکر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر ہلاویں بھی تاکہ تو بھی ہیکر بے تاب ہو جاویں - ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں - میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۲۰۰۰ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کوئی بھی جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے جن کے بچپن زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو رگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل و تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مشہور روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ میں رونق و ابداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے [redacted] لاحق ہو گئی ہوں انکو دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے - نامردی - ضعف باہ - ضعف مثانہ جریان - سرعت رقت - [redacted] اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے - جسمانی کمزوری - لاغری - بے رونقی - اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے - حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی عہ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے سہار اور عن دافع سستی ہے پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معزول طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے - قیمت فی شیشی للعہ **یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر - کیمیاگر - پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں ✤**

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے - برمن کی بنائی ہوئی مجرب

فصلی بخار - اور طحال کی دواء

یہ دوا چھتیس برس سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے - اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دواء کو ایکمرتبہ ضرور منگوا کر آزمایش کیجئے - اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں - یہ ملیریا کے کیڑوں کو ماردیتی ہے اسلئے اسکی چار یا پانچ خوراک پینے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے - یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے -

قیمت بڑی شیشی چودہ ۱۴ر محصولڈاک ۶ر دو شیشی ۸ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ ۸ر محصولڈاک ۵ر دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے - دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴ر) محصولڈاک ایک سے تین تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶ - تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ -

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری - مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سمان کہا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی نہیں چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول زمانہ پھر منگواؤ - ہاں اس پر بھی نہ ہوا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوا [illegible] عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ۱۲ مرض کیلئے یہ معجون تیار ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل [illegible] رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت [illegible] مارہیں کہ جواہرات سے تیار ہوتا ہے اول مفت [illegible] پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے - قیمت فی بکس ایک روپیہ عہ - **طلاء طلسمی** پیرانہ سالی سے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارا اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں - [illegible] انشاء اللہ اس کو پائیں - قیمت [illegible] - **سرمہ سلیمانی** آنکھوں کی کل بیماریوں کو دور کرنیوالا اور قوت [illegible] بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۲ - **سنون دندان** - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا - دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے - قیمت فی بکس ۲ -

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی -

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

مین اتنی رعائت کی۔ کہ الضالین سے پکارا گیا۔ اور ان کو دنیا مین بادشاہ بنا دیا۔ یہ تو بیرونی کتاب مقدس کا نشان ہے۔ اب میرے معزز مسلمان بھائی خیال کرین۔ کہ اول گروہ اس کتاب کو ان کی الہامی کتاب کی تحقیر نے انھین کہان تک پستی مین گرا دیا۔ اور دوسرے گروہ کو ان کی الہامی کتاب کی تعظیم نے کہان تک عزت اور رتبہ بخشا۔ کیون نہ ہو۔ الہامی کتاب ہونے کی بھی قابل قدر گواہی ہے۔ کیونکہ یہ فطرتی بات ہے کہ انسان اپنی بولی ہوئی بات کا پابند ہوتا ہے۔ اور اس کے ماننے والے کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا اور عزیز رکھتا ہے۔ بلکہ جو اس کے قول کی عزت کرے۔ گو عمل مین کامل ہی کیون نہ ہو۔ تو بھی وہ اسکو ایسا برا معلوم نہ ہوگا۔ جیسا کہ وہ جو نہ ماننے والا اور نہ عمل کرنے والا ہے۔ پس انسان جو خدا ای ذات کا ایک مظہر ہے۔ تو پھر کیا وہ رحمٰن رحیم یہ صفت نہ رکھتا ہوگا۔ فتفکر۔

اب یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ آلہی کتاب کی تعظیم موجب عزت اور حکومت دارینی ہے۔ وہ قومین جنھون نے آلہی کتاب کی عزت کی دین و دنیا مین مفلح ہوئین۔ برخلاف اس کے جنھون نے آلہی کتاب کی تحقیر کی۔ وہ موجب عذاب کو مین ٹھہرے۔ کیا اب یہ نہین کہا جا سکتا۔ کہ مسلمانون پر بھی جو یہ ادبار کی گھٹائین چھا رہی ہین۔ یہ صرف آلہی کتاب سے بے توجہی کا نتیجہ ہے۔ چونکہ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ مسلمان عمل تو درکنار اس کی ظاہری حرمت کو بھی ملحوظ نہین رکھتے۔ تعجب ہے کہ وہ زبردست

باعزت کلام جس کے بارے مین

"لو انزلنا ہذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعاً
ومتصدعاً من خشیۃ اللہ"

کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ کیا وہ اپنی اس بے حرمتی کا کوئی نتیجہ دنیا پر ظاہر نہ کرے گی۔ ضرور کریگی۔ یہ تو وہ مقدس کلام ہے۔ جس کے پڑھنے روحانی اور جسمانی خرابیان دور ہو جاتی ہین عربون کے بدوون پر نظر دوڑا کر دیکھ لو۔ صرف اس پاک کلام کی وجہ سے وہ اجڈ اور اجہل من الناس مومن بن گئے۔ جہان ۳۶۵ بتون کی پوجا ہوتی تھین وہان توحید کا چشمہ پھوٹنے لگا۔ دنیا مین کوئی ایسی کتاب نہین۔ جو قرآن شریف کے مقابل مین آ سکے۔

وید مقدس جن کی پکار آریہ سماج پکار رہی ہے۔ اس کا پہلا منتر یہ ہے۔

"اگنی تیشٹے پرد تیم"

یعنی آگ ہمارا خدا ہے۔ پھر انجیل مقدس کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ جو فلان ابن فلان کی گردان سے شروع ہوتی ہے۔

بدھ عارف نے ویدون کی نسبت گواہی دی ہے کہ ایس مین بھولے بھٹکے بھی آلہی گیان کی تعلیم کا ذکر نہین کیا گیا۔ وام مارگی مت نے جس کے عقائد کی تشریح کرتے ہوئے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ اس اخبث فرقہ نے بھی ویدون کی چھاتی سے دودھ پیا۔ وہ اپنے ہر ایک فسق و فجور کی سند ویدون سے لاتے رہے۔ شنکر اچاریہ جو ویدون کا بے نظیر مفسر مانا جاتا ہے اس نے خود خدا ہونے کا دعوے کیا۔ تینیس کروڑ دیوتاؤن کی پوجا اس وید مقدس نے کروائی۔ غرضیکہ مین اس کی خوبیان کہان تک گنتا چلا جاؤن۔

مگر قرآن شریف کو دیکھ لیجئے۔ جسمین توحید کا سمندر ٹھاٹھین مار رہا ہے۔ اس کی ادنےٰ توجہ نے عرب کے بدوون کو حیوان سے انسان بنا دیا۔ آتش پرستون کے آتشکدے ہمیشہ کے لئے سرد کر کے توحید کی لگن لگا دی۔ گرجون مین گھنٹون کی مکروہ آواز کے بدلے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ تینتیس کروڑ بتون سے نجات دلا کر ایک رام نام کی لگن لگا دی۔

اے مسلمان بھائیو! تو پھر یہ کیا ہم پر واجب تھا کہ ہم ایسی بے نظیر کتاب کو ایسی لاپرواہی سے دیکھتے۔ ہائے ادیان غیر تو مخلوق کے کلام کو چوکیون پر رکھین۔ خوبصورت رومال جن سے عطر کی لپٹین تمام مکان کو مہکا دین۔ لپیٹ کر رکھین۔ مگر اس خالق کل اور احکم الحاکمین کے کلام کو یونہی گٹھڑیون مین باندھا جاوے۔ کیا اپنی کتاب کی بے عزتی کرنے والی قوم وہ وقعت بھی پا سکتی ہے۔ کہ اس مالک الکتاب کے سامنے تعظیم و تکریم حاصل کرے۔

وائے افسوس! بعض مسلمان تو قرآن کریم کو صرف اس واسطے خریدتے ہین۔ کہ جھوٹی مقدمہ بازی مین اپنی راستی کا اسے گواہ بنائین۔ اور اس مجازی حاکم کے روبرو یہ ثابت کر دکھلائین۔ کہ مین قرآن شریف کے ماننے والا ہون۔ آہ! اگر ہم اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین۔ تو ہم کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ یہ کس قدر بے عزتی قرآن شریف کی ہے۔ کیا کوئی پسند کر سکتا ہے کہ اپنے دلی دشمن کے ساتھ اپنا اتحاد ظاہر کرے۔ حقیقت مین وہ شخص تو یہ کر رہا ہے۔ کہ قرآن شریف بحالت مجسم ہونے کے ایک میرا گواہ ہے کہ (نعوذ باللہ) میری دروغ بیانی کی تصدیق کر رہا ہے۔ لیکن قرآن شریف سے پوچھو۔ تو وہ کہیگا

"لعنت اللہ علے الکاذبین"

اے میری پیاری کتاب تیرے نور نے اس وقت دنیا کو منور کیا۔ جبکہ تمام دنیا ظلمتکدہ ہو رہی تھی جب وام مارگی مت ایسے زورون پر تھا۔ کہ ہندوستان اور عرب کے لوگ اپنی بدکاریون اور سیاہ کاریون مین اس قدر تجاوز کئے ہوئے تھے۔ کہ ماں اور بہن سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ تار یکیون اور فسق و فجور کے دنیا تیرہ تار ہو رہی تھی بجز سیاہی کفر اور شرک کے اور کچھ نظر آتا ہی نہ تھا۔ مگر تیرے نور نے ایسا اجالا کیا۔ کہ سینکڑون سال کے روحانی اندھون کو ایسی بینائی بخشی۔ کہ مسیح کا جسمانی اندھا نور کو دنیا مین بھول گیا۔

اے کان دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نور آن خدائی کین خلق آفریدہ

اے مقدس کتاب تیری ہدائت اور شعار کیا

اور نمرود جو خدائی کا دعوے دار تھے ۔ کہاں ہے ہرناکش جو خود ایشور ہونے کا دم بھرتا تھا ۔ کیا پرانے ٹیلے اور سنسان کھنڈرات اس بات کی کافی گواہی نہیں دیتے ۔ کہ یہ لوگ بھی کبھی فرعونی و مانع اور عادی شوری عبادات جن کے لئے سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین کا حکم ہے) کے عادی ہوں گے ۔ جن کو خدائی قہر نے یہ جمادی رنگ پہنایا ۔ کہ آج ان کا کوئی نام لیوا بھی نہیں ۔ یہ عبرت انگیز واقعات ضرور اُن دلوں پر اس کی ہیبت اور سطوت بٹھلاتی ہیں ۔ جن کی طبیعت میں غور و تدبر کا مادہ رکھا ہوا ہے ۔ اور میں یہ کہتا ہوں ۔ کہ کوئی چیز بھی دنیا میں ایسی نہیں پاؤ گے ۔ جو اپنے اُوکھے ہونے میں اس بات کی شاہد نہ ہو ۔ کہ میرا صانع کیسی زبردست قوت رکھتا ہے ۔ کہ میرا کوئی بھی جزو بدن اس بات کا مقتضی ہو ۔ کہ اس میں فلاں نقص ہے ۔ فارجع البصر ہل تری من فطور ۔ اس اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت کے سامنے آسمان جھک رہا ہے اور زمین دبکی ہوئی اور ستارے طواف کر رہے اور ملائک سبوح قدوس کے گیت گا رہے ہیں اور مارے ڈر کے لایعصون لامر اللہ اپنے فرائض کو کماحقہ ادا کر رہے ہیں ۔ مگر ہائے انسان کیسا کٹھور دل ہے ۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ کیسا نا عاقبت اندیش ہے ۔ انسان کو خدا نے .. .. اشرف المخلوقات بنا کر تمام بحر و بر پر .. .. حکمران بنا دیا ۔ مگر یہ ایسا کرت گھن اور شقی القلب ہے ۔ کہ تو لاکی عزت کے سامنے اپنے سر کو ذرا بھی نہیں جھکاتا ۔

یہ قاعدہ کی بات ہے ۔ کہ جس قدر کسی کی عظمت دل میں جاگزین ہوتی ہے ۔ اُسی قدر اس کا کلام ملحوظ خاطر ہوتا ہے ۔ دُور کیوں جایئے ۔ گورنمنٹی پروانہ اور ایک کسی مخلص دوست کا خط لو نشست و خواند اور کاغذ میں برابر ہوں گے ۔ پھر کیا باعث ہے ۔ کہ پروانہ بحفاظت تمام مع تاریخ وغیرہ تلاش کر کے پاکٹ بک میں درج کیا جاتا ہے ۔ مگر بے چارہ دوست خواہ کیسا ہی تاکیدی خط تاریخ وغیرہ کی حاضری اور مشاوری ظاہر کرے ۔ گر اچھا دیکھا جائیگا ۔ کہہ کر اپنا دامن چھڑا لیا جاتا ہے ۔ مگر وہاں جناب عالی حکم حضور سے اطلاع پائی ۔ کہ فدوی مقررہ تاریخ پر حاضر عدالت ہو جاوے گا ۔ لکھا جاتا ہے ۔ اب دونوں کو دیکھا جاوے ۔ مگر دوسرے کو اچھا دیکھا جاویگا ۔ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے ۔ اگرچہ شکل و شباہت میں دونوں کا غذ یکساں تھے ۔ لیکن پروانہ کے اندر ایک طاقت درپردہ تھی ۔ جس کی عظمت نے اس پر ایسا اثر کیا ۔ کہ حاضر عدالت لکھا دیا ۔ اور اس رقعہ میں وہ طاقت معظم نہ تھی ۔ جو اس کو مجبور کرتی ۔ کیونکہ پروانے کی عدول حکمی یا عدم توجہی کا لازمی نتیجہ تھا ۔ کہ قیدخانہ میں ڈلوائی یا ڈگری بول دی جاتی ۔ لیکن اس دوست کے خط میں یہ خوف بالکل نہ تھا ۔ اس لئے اس کی پرواہ تک بھی نہ کی ۔

میرے دوستو ! اسی طرح شاہی عزت و حکومت رعیت کے امن کے واسطے اُسی حالت میں ہو سکتی ہے ۔ کہ وہ اس کے مقررہ قوانین اپنے حرز جان بناویں تاکہ اس کے سایۂ عاطفت میں آرام سے زندگی بسر کریں ۔ ورنہ بصورت عدم قبولیت فرمان شاہی ضرور ہے ۔ کہ وہ شاہانہ عتاب سے معتوب کئے جاویں اور یقیناً وہ اپنی زندگی بھر اس بادشاہ کے ملک میں رہ کر کبھی بھی اپنی چین کی زندگی بسر نہ کر سکیں گے ۔ گاؤں میں ایک نمبردار سے مخالفت کر کے ایک آدمی سکھی نہیں رہ سکتا ۔ چہ جائیکہ بادشاہ کے ساتھ ۔ جس کے دربار میں وہ نمبردار جوتیوں میں ہاتھ باندھے کھڑا ہو ۔ قدیم لوگوں کی مثالیں اور ان کا طرز عمل پکار پکار کر اس بات کی دوہائی دے رہے ہیں ۔ کہ :۔

من نہ کردم شما حذر بکنید ۔

اب یہودیوں کی عدول حکمی کا نتیجہ اور اپنی کتاب کی بے عزتی کا صلہ (جو کتاب ان کو قانونی طور پر ان کی بہتری کی راہ بتلا رہی تھی ۔ اور ان کو ہر طرح کی ذلت سے بچانے کے لئے دی گئی تھی ۔) کو ذرا غور سے ملاحظہ کیجئے ۔ یہ کہانیاں نہیں ۔ بلکہ عبرتناک سبق ہے ۔ اب یہودیوں کو نظر عبرت سے دیکھو ۔ کہ ان سے کوئی بھی بوجہ د باؤ بغضب علیٰ غضب کے اس ہستی کی سرزمین میں اپنی عزت کا نشان قائم نہیں رکھ سکتا ۔ اور ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کا فرد جرم اُن پر لگ چکا ہے ۔ کیا یہ ان کی حالت مقدس کتاب کی بے عزتی کرنے کا نتیجہ نہیں ۔ تو اور کیا ہے ۔ ہائے کیا غضب آلہی کا نظارہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے ۔ بدن کو لرزہ نہیں چھڑتا ۔

پیارو ! خدا کی پناہ مانگو ایسے بھیانک نظارہ سے اور عزت کرو اس پیاری کتاب کی جس میں لاریب فیہ کا سارٹیفکیٹ ہے اسکی تلاوت کرکے دین و دنیا میں مظفر و منصور ہو کیونکہ ہماری دُعا یہی ہے ۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ

مگر بغیر قرآن شریف کی تلاوت کے ظفر و نصرت کا منہ دیکھنا نہ ملے گا ۔ سو پیارو آؤ دنیا کے کندوں کو بالائے طاق رکھو ۔ اور اس پیاری کتاب کے زرین اصولوں کو پڑھ کر لوہے سے کندن بن جاؤ ۔ کیونکہ قرآن شریف پارس ہے ۔ جس میں لوہے کو کندن بنا دینے کی شکتی موجود ہے ۔ کیا تم نہیں جانتے ۔ ہزاروں ڈاکو چور اور لیٹرے قرآن شریف کی تابع آ کر غوث و قطب بن گئے ۔ مبارک ہے وہ جو خداوند تعالیٰ کے پروانہ کو بار بار پڑھتے ہیں ۔ اب مجھے عیسائیوں کی حالت پر بھی افسوس آتا ہے ۔ اور ڈر لگتا ہے ۔ کہ ہائے کہیں ایسا نہ ہو جاوے ۔ کہ یہ بھی کوئی خطاب اس لاڈ بالی کے دربار سے حاصل کر لیں ۔ ہاں میں اتنا کہے بغیر نہیں رک سکتا ۔ کہ انھوں نے اندرونی حصہ کتاب میں تو بہت کچھ بے باکی سے کام لیا ہے ۔ لیکن بیرونی طور پر ان کی عزت اور حرمت میں کسی قسم کا نقص نہیں آنے دیا بلکہ وہ انجیل مقدس کا نام سنتے ہی سر جھکاتے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ جس پر اون کے خطاب

کون ایسا آدمی ہو گا۔ جو اپنی بزرگون کی آزاری روا رکھے۔ خدا ہمارے ہندو دوستون کو سمجھ دیوے کہ وہ تناسخ پر چل کر سوشل انتظام مین عمدہ سے عمدہ نظائر پیش کر کے پریم کا بیج بوئین۔

گورو گوبند سنگھ جی اور اسلام ازم

پھر پرکاش کے اسی ایشو مین لالہ دینا ناتھ جی ایڈیٹر ہندوستان سوامی دیا نند اور گورو گوبند سنگھ جی کا ہیڈنگ دیکر اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہین۔ کہ گورو گوبند سنگھ کا جنم نعوذ باللہ اسلام کی دشمنی ..... کے لئے تھا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ سکھ لوگ ہم سے دور بھاگتے ہین۔ مجھے ہمیشہ حیرانی ہوا کرتی ہے۔ کہ وہ لوگ جنھین مذہبی دنیا سے ذرا بھی مس نہین۔ وہ کس پتے پر مذہبی امور پر اپنا قلم اٹھاتے ہین۔ لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر ہندوستان جس بیچارے نے پالیٹکس کی مضمون نویسی کے علاوہ کبھی کسی دھارمک پستک کو بھولے سے بھی اٹھا کر نہین دیکھا۔ تو پھر اس کو کیا حق ہے۔ کہ وہ گورو گوبند سنگھ جیسے دھارمک پرش کے جیون چرتر پر قلم اٹھاوین۔ اور پھر خود تراشیدہ دلائل سے ثابت کرنے کی سعی کرین۔ کہ نعوذ باللہ گورو گوبند سنگھ جی کا جنم اسلام کی دشمنی کے لئے تھا۔ اگر لالہ دینا ناتھ جی نے تواریخ خالصہ جی کو دیکھا ہوتا تو غالباً آپ ایسی طفلانہ غلطی نہ کرتے۔ گورو خالصہ تواریخ کے آخری حصہ مین جس جگہ گورو گوبند سنگھ جی کے حالات درج ہین۔ جب گورو گوبند سنگھ کو انکے گھر بلو برہمن نے ان کے خون کا پیاسا ہو کر سرہند کے نواب سے آپ کے جان لینے کی ٹھانی۔ تو معلوم ہے۔ کہ اس آڑے وقت مین گورو گوبند سنگھ جی کی کس نے مدد کی۔ آہ! ان کی مدد کرنے والے وہی مسلمان تھے۔ جن کے حق مین آج لالہ دینا ناتھ برے سے برے الفاظ کہتے ہوئے بھی نہین جھجکتے۔ جب گورو گوبند سنگھ کے گھر بلو برہمن نے آپ کی جان لینے کا قصد کیا۔ تو گورو جی کے استاد قاضی پیر محمد خان جن سے آپ نے فارسی پڑھی تھی۔ قاضی صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے گورو جی کا استقبال کیا۔ اور آپ کو ظالم برہمن کے ظلم سے چھڑانے کے لئے تن من دھن سے زور لگایا۔ قاضی جی نے باوا جی کو نیلا چولا پہنایا۔ اور مسلمانون کی صورت بنائی اور غنی خان اور دینی خان پٹھانون نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ بزرگ (گورو گوبند سنگھ) ہمارے پیر ہین۔ لیکن برہمن نے حاکم کے کان بھرنے شروع کئے کہ یہ لوگ دھوکا دے رہے ہین۔ اس لئے سرہند کے حاکم نے گواہی طلب کی۔ جس پر غنی خان اور قاضی پیر محمد خان نے شہادت دی۔ اس شہادت کے بعد مسلمان افسر نے گورو صاحب کو دعوت دی جس پر آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے اس دعوت کو قبول کیا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ کے خیالات مسلمانون کی طرف سے کیسے تھے۔ اگر ان کی لڑائی تھی۔ تو حاکم سرہند کے ساتھ جن کو مخاطب کر کے وہ اپنے ظفر نامہ مین فرماتے ہین۔

که من کشته ام کوهیان بت پرست
که آن بت پرستند و من بت شکست
ببین قدرت نیک یزدان پاک
که از یک بده لک رساند هلاک
کہ ہمان شکن سپے دریغ آمدند
بشمشیر و تیر و تفنگ آمدند

اب یہ گورو گوبند سنگھ کے اشعار صاف ظاہر کر رہے ہین۔ کہ مین پہاڑ کے رہنے والے بت پرستون کے بت توڑ رہا تھا۔ کیونکہ وہ بت پرست ہین۔ مگر مین بت شکن ہون اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے میرا ایک ایک آدمی لاکھون مشرکون پر بھاری تھا۔ مگر ناگہان عہد شکن اپنے حاکم سرہند فوج کو تیر و تفنگ سے آراستہ کر کے ان کی مدد کو آ پہنچا۔ اور یہی وجہ میری اس کے ساتھ دشمنی کی ہے۔ پھر آیندہ چلکر گورو صاحب اس معاملہ کو اور بھی صاف کرتے ہین

اورنگ زیب رضی اللہ عنہ کی پارسائی اور گورو گوبند سنگھ جی کی گواہی

اسی ظفر نامہ مین آگے چلکر گورو گوبند سنگھ جی محی الدین اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بدین الفاظ فرماتے ہین۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمین کہ دارا دو ارستہ دارا زمین شریعت پرست و فضیلت مآب بلا حقیقت شناس و مطیع کتاب

اب آپ ہندو بھائیو! خود ہی اپنے گریبان مین منہ ڈالکر سوچو۔ کہ گورو گوبند سنگھ جیسا نڈر اور بے خوف جرنیل اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین کیا لکھ رہا ہے۔ ان کی دینداری اور پارسائی پر اپنی گواہی سے کس طرح ان فسادی لوگون کا جو ایک یا دوسری وجہ سے متحرک ہو کر اورنگ زیب کی شان مین سخت سست الفاظ کہا کرتے ہین۔ منہ بند کر رہا ہے کیا اس سے بھی بڑھ کر گواہی کی ضرورت ہے۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ جی اسلام کی نسبت کیسے خیالات رکھتے تھے۔ اگرچہ اس وقت زمانہ کے تغیر و تبدل سے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے گیان کی روشنی دھندلی پڑ چکی تھی۔ مگر اس کا بیج نابود نہین ہوا تھا۔ گورو گوبند سنگھ کو اسلام سے محبت تھی کیونکہ وہ اس بات سے بے علم نہ تھے۔ کہ اس مذہب کا بانی باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلامی تعلیم مین گداز ہوا ہوا تھا۔ پھر لڑائی اور نزاع کا کیا ہے۔ کیا دو حقیقی بھائیون مین لڑائی دنگہ نہین ہوتا۔ ان کے اعمال ان کے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ۔ ہم ان کی یاد کو تازہ کر کے اپنی کھیتی مین بجائے لہلہانے سبزہ کے کانٹے کیون بوئین۔ مین عنقریب گرنتھ کی شرح لکھنے والا ہون انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو گرنتھ کی شرح ثابت کرے گی۔ کہ باوا نانک علیہ الرحمۃ کے کل شلوک دراصل قرآن شریف کی مشہور آیات کا ترجمہ ہین۔

الوکھا ڈھنگ رکھتی ہے۔ کہ مدت کے مجذوموں کو جن کے باپ دادوں کو صحیح وتندرست ان کے زمانہ مین کہہ سکتے تھے۔ روحانی جذام گویا ان کی وراثت مین آچکا تھا۔ اور مرض سنوسے کی طرح ان کو کوئی چنداں معیوب اور تکلیف دہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس حاذق طبیب (آمتی والی فداہ) کی اول دفعہ کی تشخیص نے ایسا تیر بہدف اثر دکھایا۔ اور پرہیز کی وہ راہیں بتائیں۔ کہ ان پہ عمل پیرا ہونے والے انسان کو ابد الآباد تک بھی اس مرض کی شکایت نہ ہو۔ اور ایسا ہی جسمانی برص اور برص نے اس پر فدا ہو کر اس کے ہاتھ چومے۔ گویا ؎

دوا ہر درد کی آترا قرآن سے

اے عظیم کتاب تیری کیمیائی طاقت کیا اثر رکھتی ہے۔ کہ جہاں کہیں خام مس یا گلا سڑا لوہا تیرے پاس سے گذر بھی گیا۔ وہ کندن ہوگیا ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن مین اسکی کایا

اے میری پیاری کتاب مین تیری عزت کا مرہم کے اور تیرے مالک ذو الجلال کے سامنے بڑی عاجزی اور کمال انکساری اور آستانہ بوسی اور جبین فرسائی کے بعد عرض کرتا ہون۔ کہ کہیں ہم عاجزون کو اس معلی جناب مین خلاف بے ادبی اور عدم تکریم کی شکایت نہ کیجیو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کہیں ادبار کا بادل ہم پر بھی برس جائے۔ اللهم احفظنا من شر انفسنا وانت ارحم الراحمین۔ ہم معزز ناظرین کی خدمت مین بہزار آرزو ملتمس ہین۔ کہ اگر آپ لوگ اپنی عاقبت کو سنوارنا چاہتے ہو۔ اگر صحابہ کرام کی طرح دین و دنیا مین مظفر و منصور ہونا چاہتے ہو۔ تو اس کا ایک ہی علاج ہو کہ قرآن شریف کی عزت کرو۔

واقعات اور رائین

کیا یسوع مسیح ویدک دھرم کا پرچارک تھا؟

پروفیسر رام دیوجی بی۔اے۔ ۱۶ ار کاتک کے پرکاش مین تحریر فرماتے ہین۔ کہ یسوع مسیح ویدک دھرم کا پرچار بے خوف ہوکر کیا کرتے تھے۔ جس کی شہادت مین وہ یسوع مسیح کا گوشت خوری سے اجتناب اور برہمچرج کی شہادت پیش کرتے ہین۔ بحالیکہ یہ دونون باتیں غلط ہین۔ انجیل سے ثابت ہے کہ یسوع مسیح گوشت کھایا کرتے تھے۔ اور آج کل محققین نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ یسوع مسیح تمام عمر مجرد نہین رہے بلکہ اونھون نے دیگر نبیون کی طرح شادی کرکے خدا کی منشا کو پورا کیا۔ مگر قطع نظر ان واقعات کے اگر ہم پانچ منٹ کے لیے مہاشہ رام دیو بی اے کے ہمخیال بھی ہو جاوین۔ کہ یسوع مسیح برہمچریہ کا پالن کرتے تھے۔ تو پھر اس سے یہ نتیجہ کہان نکلتا ہے۔ کہ یسوع مسیح ویدک دھرم کا پرچارک ہے۔ دیوسماجی جو ایشور کی ہستی پر ٹھٹھہ اور مخول اوڑاتے ہین۔ وہ بھی برہمچریہ کا پالن کرتے ہوئے گوشت خوری سے اجتناب کرتے ہین۔ بدھ دیو کے بھکشو جنھون نے ویدون کو دور سے ہی سلام کہا وہ بھی مجرد رہتے تھے۔ اور گوشت نہین کھاتے تھے تو پھر اس سے یہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے۔ کہ دیو سماج اور بدھ ازم ویدک دھرم کا پرچارک ہو

دونون توحید سے خالی

پھر آگے چلکر مہاشہ رام دیوجی بی اے ایک اور ڈینگ ہانکتے ہوئے لکھتے ہین۔ کہ پارسی بھی آریہ ہین۔ کیونکہ ان کی ژند اوستھا مین واس دیو کی مہما (حمد) اسی طرح ورنن (گائے) کی گئی ہے۔ جس پرکار ہندوؤن مین ہے۔ اگر مہاشہ رام دیو کی بات پر اعتبار کیا جاوے۔ تو گویا پراچین آریہ اور پارسی دونون کے مذہبی پستک توحید جیسے امولک رتن سے تہیدست ہین۔ کیونکہ ان مین بجائے اس سروشکتی مان قادر مطلق کے واس دیو کی حمد و ثنا کے پل باندھے ہوئے ہین۔

گھڑی کچھ پل کچھ

ابھی تو مہاشہ رام دیو جی انجیل کی تعلیم سے یہ ثابت کر رہے تھو کہ یسوع مسیح ویدک دھرم کا پرچارک تھا۔ مگر اسی مضمون مین آگے چل کر آپ انجیل مقدس کو بدین الفاظ یاد فرماتے ہین۔ کہ علم کی ترقی سے انجیل کے فسانون سے اعتقاد ہٹنے شروع ہوئے اب جائے غور ہے کہ اول تو مہاشہ جی اسی مضمون مین انجیل کی رو سے یسوع مسیح کو ویدک دھرم کا پرچارک ظاہر فرما رہے تھے۔ مگر آگے چلکر انجیل مقدس کو فسانون سے تشبیہہ دے رہے ہین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویدون مین بھی فسانے ہی بھرے ہوئے ہین۔

پھر تو جھگڑا ہی صاف ہے

پھر مہاشہ رام دیوجی اسی مضمون مین آگے چلکر فرماتے ہین۔ کہ آتما سدا چولا بدلتا رہتا ہے۔ ہندو کیسے کہہ سکتے ہین۔ کہ آجکل کے مسلمانون مین سے انھین کے بزرگ نہین ہین۔ کیا بزرگون کا بدلہ انھین بزرگون سے نفرت ہو سکتا ہے ہرگز نہین۔ اگر تمام ہندو مہاشہ رام دیوجی کی بات کو مان لین۔ جو از روئے تناسخ بالکل صاف اور غلطی سے مبترہ اور منزہ معلوم ہوتی ہے۔ تو کسی ہندو کا کوئی حق نہین کہ وہ کسی مسلمان کا دل دکھاوے کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ ان مسلمانون کا پچھلے جنم مین ہندوؤن سے کیا سمبندھ (تعلق) ہوگا۔ تو پھر

پڑی ہے۔ اور اتنی توفیق نہین۔ کہ اپنا علاج کرا سکے اور کسی کو اتنی ہمدردی نہین کہ اس کی مدد کرے۔ یہ حالت بڑے بڑے پکے متدین اور پُرجوش اور متموّل مسلمانون کو معلوم ہے۔ مگر ٹس سے مس نہین ہوتے" ہمعصر ملت نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ یہ حالت بڑے بڑے متدین اور پُرجوش اور متموّل مسلمانون کو معلوم ہے در اصل یہ ہمارے معزز ہمعصر کو دھوکا لگا ہے۔ یہ لوگ تو جھوٹا موٹ قوم قوم پکار کر اور فرضی جوش دکھلا کر اپنا قورما پلاؤ سیدھا کر رہے ہین۔ کوئی مرے کوئی جیئے انہین اپنے حلوے مانڈے سے غرض۔ او فرضی قوم کی پکار پکار کر قورما پلاؤ ہڑپ کرنے والو۔ تمہین کیا معلوم ہے۔ کہ بعض تمہارے بھائی تمہاری شہرون مین آکر دال روٹی کو بھی ترس رہے ہین او جھوٹی اشاعت اسلام کا دم بھر کر محلات اور بالاخانون مین رہنے والو! تمہین کیا معلوم ہے۔ کہ بعض تمہارے نو وارد بھائی جن کو ٹُل (میٹھا ٹُکا) بنا کر تم قوم کی پاکٹین خالی کر رہے ہو۔ وہ جھونپڑی کے لئے بھی ترس رہے ہین۔

کھانیوالے کھا جائین اور گھر کے گائین گیت

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ لوگ جو ذرا گٹ پٹ کرنی جانتے ہون۔ چار ابرو کا صفایا کیا ہوا ہو۔ غرضیکہ زمانہ حال کی اصطلاح کے مطابق up to date اپ ٹو ڈیٹ جنٹلمین ہون۔ اگر ایسا آدمی کہین بھولے سے بھی اسلام کی طرف رغبت ظاہر کر دے۔ تو ہمارے مہربان فوراً سے پانچ منٹ پہلے نثار و دو نثار غرضیکہ جتنا سرا دستے سرواد کے مطابق پانی کی طرح روپیہ بہا دینگے۔ خواہ وہ روپیہ موٹر کر اور شراب پی کر جشن ہی کیون نہ اڑاتا پھرے۔ مگر وہ سادی وضع کا آدمی جو محض اسلام کے لئے مشرف بہ اسلام ہو۔ اس کے لئے معمولی عارضی طور پر رہائش کا انتظام کرتے ہوئے بھی باتین بنائی جاتی ہین۔ آہ افسوس!

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یکم نومبر ۱۷ء کے پرچہ مین جو ہم نے چند نو مسلمون کی دردناک کہانی بیان کی تھی اس کے لئے بعض مہربانون کے خطوط موصول ہوئے ہین۔ کہ کیا آپ کی شادی ہوئی ہوئی ہے یا نہین۔ سو اُن مہربانون کی خدمت مین عرض ہے۔ کہ وہ انسان جو اپنی سُندر اور اچھی پڑھی ہوئی بیوی سے منہ پھیر کر اور تمام دنیاوی خواہشات پر لات مار کر مشرف بہ اسلام ہُوا ہو۔ تو پھر یہ معمولی باتین اُس پر کیا اثر کر سکتی ہین۔ وہ میرا مضمون تو عام حالت پر اصول کے ماتحت تھا۔ بعض ایسے عبرتناک نظارے میرے سامنے آئے۔ جس کو دیکھ کر میرا دل متاثر ہوا۔ اور مین نے اس کو آپ لوگون کے نوٹس مین لانا ضروری سمجھا۔

بانکے دیال زبان سنبھال

نور کے یکم نومبر کے مضمون کا کسی دوسرے پر اثر ہُوا ہو یا نہ۔ مگر بانکے دیال ایڈیٹر جھنگ سیال کے دل مین ضرور درد پیدا ہُوا ہے اور اگر ہم اس وقت برہمچاری ہوتے۔ تو کچھ تعجب نہ تھا کہ مہاشہ جی ہمین گھرست آشرم مین لانے کے لئے کچھ عملی ہمدردی کا نمونہ پیش کر کے ثواب دارین حاصل کر لیتے۔ مگر ہمارے نزدیک مہاشہ جی کو اب گھبرانا نہین چاہیئے۔ بقول ان کے ثواب دارین حاصل کرنیکا ابھی وقت ہے۔ ترت دان مہاپن۔

الحمد للہ

کہ "نور" کی کوشش اکارت نہین گئی گذشتہ سے پیوستہ پرچہ مین جو ہم نے نومسلمون کا حال زار عوام پر آشکارہ کیا تھا۔ ان کی درد بھری کہانی سُن کر بہنون کے دل درد سے بھر آئے اور نور کے دفتر مین کئی خطوط موصول ہوئے ہین۔ جو ہر طرح سے اس بے یار و مددگار گروہ کی دستگیری کرنے کے لئے تیار ہین۔ سچ ہے جو بات اخلاص اور دلی تڑپ سے نکلتی ہے۔ وہ کبھی اکارت نہین جاتی۔ ہم ان سچے ہمدردان اسلام کے تہ دل سے ممنون و مشکور ہین۔ انشاء اللہ تعالے ہم اگلے پرچہ مین نومسلمون کے سدھار کی اصلاحی سکیم آپ لوگون کے سامنے پیش کرینگے۔ اور ہمین قوی اُمید ہے۔ کہ آپ لوگ نہائت خندہ پیشانی سے اس سکیم کو خیر مقدم کہینگے

ایک درد مند دل کی آواز

حضرت قبلہ میر ناصر نواب صاحب

جن کے دل مین ضعفا کے لئے ایک خاص درد ہو اس کڑکڑاتے جاڑے کی آمد آمد کو دیکھ کر قادیان کے اُن ضعفا کے لئے جن کے تن بدن پر سوائے ایک کفنی کے کچھ نہین۔ درد پیدا ہُوا ہے۔ اور اس ثواب مین قبلہ میر ناصر نواب صاحب آپ لوگون کو بھی شریک کرنا چاہتے ہین کہ آپ صاحبان حسب توفیق اس نیک کام مین حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کرین۔ مبارک ہین وہ لوگ جو غریبون پر رحم کرتے ہین کیونکہ خود خداوند تعالی بھی .... ان لوگون پر اپنی رحمت کی بارش کرتا ہے۔

سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ اطلاع دیتے ہین

(۱) اس وقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کی طرف سے جاری ہے اس موقع پر احمدی احباب کو خاص اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی قومیت لکھاتے وقت اپنے آپ کو احمدیہ فرقہ مین لکھاوین۔

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لکچرار سالانہ جلسون مین بُلا بھیجتے ہین۔ مگر ساتھ اُن کے اخراجات سفر نہین بھیجے جاتے۔ جو صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنے پڑتے ہین۔ اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنون کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ جو احباب جس قدر واعظ یا لکچرار صدر مقام قادیان سے بلا وین ان کا خرچ آمد و رفت کا ادا کرنا چاہیئے اور وہ کوشش کرین

باوانانک رحمۃ اللہ علیہ اور رشی دیانند

پھر آگے چلکر لالہ دینا ناتھ جی ایک اور بڑہ نکلتے ہین۔ آپ فرماتے ہین۔ کہ ستیارتھ پرکاش مین جو سکھ پنتھ کے بانی باوانانک کو سوامی نے سخت الفاظ سے یاد کیا ہے۔ میرے خیال مین یہ سوامی جی کے کھنڈن کرنے والی سپرٹ کے عین مطابق تھا۔ کہ وہ گورونانک دیو کے متعلق بھی اپنا مخالفانہ فیصلہ پیش کرنے سے نہ جھجکتے۔" پھر آگے چل کر لالہ صاحب بدین الفاظ اس اثر کو کم کرنا چاہتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو اس گہری شردہا کا علم نہ تھا۔ جو پنجاب کے سکھون کے دل مین گورو نانک دیو کے لئے ہے۔ ورنہ وہ آپ کی شخصیت کے متعلق ضرور کوئی اور راہ اختیار کرتے۔"

یہ صریحاً جھوٹ ہے۔ کہ باوا دیانندجی کو گورو نانک دیو کی شخصیت کے متعلق علم نہ تھا۔

بھائی جواہر سنگھ جی جو پہلے آریہ سماج کے سکرٹری تھے۔ مگر آریہ سماج کی چالون اور گھاتون سے استعفا دے کر خالصہ کالج کونسل کے سکرٹری ہوئے آپ کو رشی دیانند کے ساتھ اکٹھا رہنے کا ایک لمبے عرصہ تک اتفاق ہوا ہے۔ بھائی جواہر سنگھ جی علمیت مین پنڈت دیانند سے کسی طرح کم نہ تھے۔ اسلئے پنڈت دیانندجی ہمیشہ بھائی جی کی عزت کیا کرتے تھے اور پنڈت دیانند کو بھائی جواہر سنگھ کے ذریعے یہ بخوبی علم ہوچکا تھا۔ کہ ہندوستان مین گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کیا ہے اور پھر بھائی جواہر سنگھ کے ساتھ رشی جی متعدد دفعہ سکھون کے گورودوارون مین گئے۔ اور وہان جاکر گورو نانک دیو کی نسبت سکھون کے شردہا بھاؤ کو اپنی آنکھون سے دیکھا۔ ان باتون کی موجودگی مین بھی کسی کو انکار کرنے کی گنجائش ہوسکتی ہے کہ پنڈت دیانند کو گورو نانک دیو کی شخصیت کا علم نہ تھا۔ مگر ہم تو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کرنے مین۔ پنڈت دیانندجی مجبور تھے۔ کیونکہ جو برتن مین ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے

رشی کا مانسک بل

پرکاش کے اسی پرچہ مین ماسٹر لکھیا رام جی بی۔ اے اپنے دھیان مگ گوروکل کانگڑی رشی جی کے مانسک بل شکتی کو بدین الفاظ ظاہر فرماتے ہین کہ وہ اعلےٰ درجہ کے یوگی تھے اور وہ اپنے یوگ بل سے سائنس کے بڑے اعلےٰ اعلےٰ اور دقیق اصول پرگٹ کرگئے۔ جن کو بڑے بڑے سائنس دانون کی بدھی بھی نہ پہونچ سکتی تھی۔ جیسے ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ۔ مگر ماسٹر جی نے یہ تو نہ فرمایا کہ خود سوامی مہاراج نے کس قدر ہوائی جہاز بنائے یا بنانے کی ترکیب کو ظاہر فرمایا۔ خدا جانے ہمارے آریہ دوستون کو زبانی جمع خرچ اور بے سروپا دعوون سے کیا وصول ہوتا ہے۔

ہندو کانفرنس اور اس کا پریزیڈنٹ

نورتن گورمکھی امرت سر جو سکھون کا ایک ہونہار پرچہ ہے۔ اپنے یکم نومبر کے ایشو مین ہندو کانفرنس کے پریزیڈنٹ باباگوربخش سنگھ کو بدین الفاظ مخاطب کرتا ہے۔ ہم یہ باور کرنے کے لئے جلدی سے تیار نہ تھے کہ باباصاحب اس قدر جلدی ہندوؤن سے میل ملاپ شروع کر دین گے۔ کیونکہ عام طور پر چھوٹے چھوٹے بچون مین بھی یہ سپرٹ کام کر رہی ہے۔ کہ وہ اس ہمجولی کے ساتھ کبھی بات چیت کرنا پسند نہین کرتے۔ جو اون کے باپ کو گالی نکالے۔ کیونکہ آریون نے ہمارے پرم گورو نانک دیوجی کو ستیارتھ پرکاش مین گالیان دی ہین۔ مگر باباجی نے اس بات کو نظر انداز کرکے نہایت کھلے دل سے اس گروہ کے ساتھ میل ملاپ شروع کر دیا جس نے ہمارے ست گورو کو گالیان نکالین۔ نہ صرف گالیان ہی بلکہ سکھون کے کیس کٹوا کر سربازار نیلام کئے۔

پھر آگے چلکر ایڈیٹر نورتن لکھتا ہے۔ کہ ہم تو سمجھے ہوئے تھے۔ کہ آپ سناتنی ہین۔ مگر آپ کی زیر صدارت جو ریزولیوشن پاس ہوئے ہین۔ وہ کما حقہ ہمارے مذکورہ بالا لیکھ پر روشنی ڈالتے ہین۔ کہ آپ کا میلان طبع آریہ سماج کی طرف ہے۔ کیونکہ آپ کی زیر صدارت جو یہ ریزولیوشن پاس ہوئے (۱) بدھوا بیواہ اور (۲) اچھوت ذاتون کو اپنے ساتھ ملانا اس کے ہرتاؤ کرتا تو اریہ درست ہی مین سناتنی لوگ تو اس کے بالکل روادار نہین۔"

پھر آگے چلکر نورتن کا ایڈیٹر اور بھی کمال کرتا ہے جب کہ وہ خفیہ بھیدون پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ نورتن لکھتا ہے کہ باواجی نے اپنے بچون کی مٹکنین کین۔ جو ایک ہندون کی رسم ہے۔ جسے سکھ لوگ بالکل نہین کرتے۔ پھر آپنے ریتون پر کنجرون کا ناچ کروایا۔ جو سکھ دہرم کے بالکل برخلاف ہے۔ پھر آپنے اپنے لڑکون کو جنیئو پہنائے۔ جس کو سکھ دہرم اور اس کا بانی برا سمجھتا ہے۔"

کیا اس پر بھی کچھ حاشیہ چڑہانے کی ضرورت ہے اب مارے شرم کے ڈوب مرنا چاہئیے۔ جو باباگوربخش سنگھ بیدی کو سکھون کا پوجنیہ گورو ظاہر کرکے خواہ مخواہ سکھون پر مخول اڑا رہے ہین۔

ایک معزز نومسلمہ سخت مصیبت مین

معزز ہمعصر "ملت" لکھتا ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک نہایت معزز ہندو گھرانے کی ایک نوجوان لڑکی جو اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی اور ایک بڑے جاگیردار اور رئیس کی بیوی تھی۔ برضا و رغبت دائرہ اسلام مین داخل ہوئی اور خود صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ شروع شروع مین اس معزز نومسلمہ کی مسلمانون نے صرف اس قدر مدد کی کہ اسے مکان مین رہنے کی اجازت دی۔ اب اس لڑکی کی حالت اس قدر قابل رحم ہے کہ دیکھکر سخت عبرت حاصل ہوتی ہے۔ مسلمانون کا سلوک دیکھکر اس کو اس قدر رنج پہونچا ہے کہ اب بیچاری ایک مہلک مرض مین مبتلا ہوکر بستر بیماری

کی ضرورت ہے۔ حالانکہ تاریخ صاف بتاتی ہے۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمولی انسانی دوراندیشی سے کام لیتے۔ تو وہ دیکھ سکتے تھے۔ کہ ان لوگون کی اصلاح کا بیڑا اُٹھانا ایک ناممکن امر کے حصول کے لئے ہاتھ ڈالنا ہے۔ کیونکہ اصلاح کی کوئی صورت بھی ان کے لئے کارگر ثابت نہ ہوئی تھی۔ پس ایسے وقت مین اصلاح کا بیڑا اُٹھانا ایک انسان کا کام نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا خاص ارادہ تھا تا وہ دکھاوے۔ کہ جہان بڑی سے بڑی انسانی طاقتین دولت اور حکومت کے ساتھ ناکام ہوئین وہان اس نے اپنے ایک عاجز بندے جس کا سارا جزیرہ نما دشمن تھا۔ کیسا عظیم الشان کام کر دکھایا یہ بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ ان باتون کا کہ واقعی عرب کی حالت کسی اصلاح کی امید نہ دلاتی تھی۔ اسلام کے کٹر متعصب دشمن میور نے بھی قبول کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جوانی کے ایام مین جزیرہ نمائے عرب کی حالت کسی تبدیلی یا ترقی کے قبول کرنے کے لائق نہ تھی۔ شاید اس سے پہلے کسی زمانہ مین ان لوگون کی اصلاح سے اس قدر نا امیدی پیدا نہین ہوئی۔ جیسی کہ آپ کے وقت مین۔ بعض وقت جب کہ ایک سبب کو ایک نتیجہ پیدا کرنے کے لئے ناکافی سمجھ لیا جاتا ہے تو اس کے لئے اور وجوہ اکٹھے کئے جاتے ہین۔ مثلاً حضرت محمدؐ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کا اُٹھنا تھا کہ ساتھ ہی سارا ملک ایک نئے اور روحانی ایمان کے لئے تیار ہو گیا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عرب اس وقت ایک بڑی بھاری تبدیلی کے لئے جوش مین تھا اور اس کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار تھا۔ ہمارے نزدیک جب کشادہ دل کے ساتھ اسلام سے پہلے کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہین .... تاریخ اس نتیجہ کو جھٹلاتی ہے۔ پانچ صدیون تک عیسائیون کی لگاتار کوششون اور وعظ کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ چند آدمی بعض اقوام سے اس مذہب مین داخل ہو گئے یہودی مذہب جو اس سے بھی بڑھ کر طاقتور تھا اس نے بھی متفرق زمانون مین تھوڑی تھوڑی کوشش کر کے چند لوگون کو اپنے اندر شامل کیا مگر یہودی مذہب تبلیغ مین بہت سُست ہو گیا تھا۔ اس طرح پر عرب کی مذہبی سطح پر عیسائیت کی کمزور سی کوشش کی کبھی کبھی کوئی چھوٹی سی لہر نمودار ہوتی رہی۔ بعض وقت زیادہ گہری موجون مین یہودیت کا اثر نمودار ہوتا تھا۔ مگر اندرونی بت پرستی اور اسمٰعیلی توہم پرستی کی جڑین نہایت مستحکم ملبند پھر دوسری جگہ دہی

جن دوستون کے پاس نور رکا
نمونہ پہونچے وہ خریداری یا عدم خریداری سے مطلع فرماوین ورنہ تیسرا پرچہ وی پی ہوگا
منیجر "نور"

مصنف لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کی حالت مذہبی تبدیلی کے قبول کرنے سے ایسی ہی دُور پڑی ہوئی تھی۔ جیسے باہمی اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے سے دور تھی۔ عربون کے مذہب کی بنیاد ایسی سخت بُت پرستی تھی۔ جس کی جڑین نہایت گہری لگ چکی تھین جب سے کئے صدیون تک مصر اور شام کے عیسائیوں کی تمام کوششون کا ایسا مقابلہ کیا تھا کہ گویا ان کا اس پر کچھ اثر ہی نہ تھا۔ پس اس امر سے کسی طرح انکار کی گنجائش نہین۔ بلکہ مخالفین نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے عرب مین کئی واقعات ایسے پیدا ہو چکے تھے۔ جو اس کی حالت مین کسی تبدیلی کے پیدا ہونے کی امید دلاتے۔ بلکہ برعکس اس کے تمام حالات ایسے تھے جس سے عرب کی اصلاح کا کام دن بدن مشکل سے مشکل ہوتا چلا جاتا تھا۔ اور کوئی انسانی تجویز ان کو راہ راست پر لانے مین کامیاب نہ ہوتی تھی۔

کیا اسلام یہودی اور عیسوّیت تعلیم سے

دزدیدہ انسانی افتراہے

ایسے وقت مین جب کہ عرب کی حالت کا یہ نمونہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ارادہ اور منشاء سے اس قوم کی دستگیری فرمائی۔ ایڈیٹر پرکاش لکھتا ہے کہ اسلام خاص وحی آلہی کو اپنا بنا قرار دیتا ہے مگر اس کا یہ دعوےٰ سچا نہین اس کے نزدیک جیسا کہ اس نے اپنے مضمون مین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام کا منبع یہودیون اور عیسائیون اور دیگر مختلف ادیان کی تحریرین اور تعلیمین ہین۔ نہ کہ وحی آلہی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر کسی آدمی کے لئے یہ ممکن تھا۔ کہ وہ یہودیون اور عیسائیون کی روایتون سے چند باتین نقل کر کے اور عرب کی چند رسومات کو لے کر ملک عرب مین ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیتا۔ انقلاب بھی وہ جس کی نظیر دنیا مین نہین ملتی۔ تو پھر خود یہودی اور عیسائی انہین روایتون کو اپنے ہاتھ مین لے کر اور طرح طرح کے حیلے اور کوششین کر کے کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ کیون کر ہوا کہ یہودی اور عیسائی اپنی روایتون اور تحریرون کو لیکر صدیون تک برابر چلاتے رہے اور اپنی حکومت کا رعب بھی دکھاتے رہے مگر عرب کی حالت مین ایک سرمو کے برابر بھی فرق نہ آیا۔ اسی طرح پر ایک یونیٹیرین مذہب بھی تو آخر عرب مین پیدا ہوا تھا۔ جو عرب کی رسوم کو دُور نہین کرنا چاہتا تھا بلکہ صرف بت پرستی کو دُور کر کے توحید کو قائم کرنا چاہتا تھا۔ اُسے بھی اسی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا

خاص نور کے لئے

ضرورتِ اسلام

از روئے مسلمات آریہ سماج

گزشتہ سے پیوستہ

عیسائیون کی کوشش اہل عرب کی اصلاح کے لئے

یہودیت کی ناکامی کے بعد عیسائیت کا دورہ شروع ہُوا۔ تیسری صدی عیسائی مین جب اندرونی فسادون کے سبب سے ایک فرقہ کو دوسرے سے اذیت پہونچنے لگی۔ تو بہت سے عیسائیون نے ملک عرب مین آکر پناہ لی اور ممکن ہے اس سے پہلے بھی یہان عیسائی موجود ہون۔ کیونکہ پولوس نے بھی عرب مین آنے کا ذکر کیا ہے۔ مذہب عیسوی شروع سے ہی اپنے پھیلانے کے لئے مضبوط اور باقاعدہ ذرائع اختیار کرتا رہا ہے۔ مگر باوجود تمام کوششون کے عرب مین عیسائیت کو کبھی ترقی نہین ہوئی۔ حالانکہ کئی صوبون مین اس کی حکومت بھی ہوگئی تھی۔ اور اُدھر قسطنطنیہ کے عیسائی قیصر کا دباؤ بھی عرب پر پڑتا تھا۔ اور دوسری طرف نجاشی شاہ حبش کا جو وہ بھی عیسائی تھا۔ بلحاظ قرب اور تعلقات تجارتی وغیرہ اسباب کے عرب پر اثر تھا۔ غسان کی سلطنت جو شمال مین واقع تھی۔ اور حیرا کی سلطنت جو شمال مشرق مین واقع تھی۔ یہ بھی دونون عیسائی سلطنتین تھین جنوب مین ایک مدت تک عیسائیت کا تسلط رہا تھا۔ اور اس طرح پر چارون طرف سے عرب پر عیسائیت کا اثر پڑ رہا تھا۔ اور اُدھر وعظ کا سلسلہ بھی باقاعدہ جاری تھا۔ مگر یہ تمام طاقتین اور تمام اسباب ناکام ثابت ہوئے اور عرب کی حالت کو کچھ بھی نہ سنوار سکے پوری پانچ صدیان اسلام سے پہلے عیسائی مذہب کو ملی تھین۔ کہ وہ عرب مین اپنے آپ کو قائم کرے اور عربون کو اخلاقی پستی سے نکال کر اوج ترقی پر لادے۔ مگر ان پانچ صدیون مین بھی عیسائی مذہب کچھ اثر نہ کر سکا۔ کیونکہ عرب کی بُت پرستی اور وحشیانہ حالتین ایسا قوم مین اثر کر چکی تھین۔ کہ کوئی انسانی کوشش ان کے دور کرنے مین کامیاب نہ ہوسکتی تھی۔ چنانچہ ولیم میور لکھتا ہے:۔ کہ

"عیسائی مذہب کے پانچسو برس کے وعظ کے بعد خال خال عیسائی ہمین نظر آتے ہین جیسے نجران مین بنی حارث۔ یمامہ مین بنی حنیفہ۔ اور تیمہ مین بنی طے۔ اور ان کے سوائے اور کوئی نظر نہین آتا"

اس طرح پر دنیا کے دو بڑے مذہب عرب کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرکے ناکام ثابت ہو چکے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک اور فرقہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ جن کو حنیف کہتے ہین۔

مذہب حنیفہ کی کوشش اہل عرب کی اصلاح کیلئے

حنیفہ فرقہ کے لوگ نہ یہودی مذہب کو مانتے تھے اور نہ عیسائی مذہب کو۔ بلکہ خداتعالیٰ کی توحید کے قائل تھے۔ اور بُت پرستی اور دوسری چیزون کی پرستش کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ تیسری کوشش عرب کی حالت کو اصلاح پر لانے کی تھی۔ اور ان لوگون کو باقی رسوم عرب سے چندان تعلق نہ تھا اس مین کسی دوسرے مذہب کو قبول کرنا بھی نہ تھا۔ بلکہ صرف بُت پرستی کو چھوڑ کر ایک ہی خدا کا اقرار کرنا ضروری تھا۔ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ ہم اصل ابراہیمی گروہ کے پیرو ہین۔ اِس وقت اس بحث کی ضرورت نہین۔ کہ ان لوگون پر یہودی مذہب کا اثر ہُوا تھا یا عیسائی مذہب کا۔ ہماری غرض صرف اس قدر ہے۔ کہ یہ ایک تیسری تحریک اصلاح کی خود ملک کے اندر پیدا ہوئی تھی اور یہودیت اور عیسائیت کی طرح بیرونی تحریک نہ تھی۔ اور اس کی غرض یہ بھی نہ تھی۔ کہ ملک کے رواجون اور رسمون کو توڑے بلکہ صرف بُت پرستی کی اصلاح کرنا ان کا مقصود تھا۔ اور توحید کی طرف لوگون کو بُلاتے تھے۔ مگر ان کو بھی وہی ناکامی ہوئی جو ان سے پہلے دو بڑے مذہبون کو ہو چکی تھی۔ اور اس لئے آنحضرت صلعم کے ظہور کے وقت عرب اسی پستی کی حالت مین گرے ہوئے تھے۔ جس مین وہ ہمیشہ سے چلے آتے تھے اور کسی تحریک اصلاح سے ان کی حالت مین کوئی بھی تغیر بہتری کی طرف نہ آیا تھا۔

مندرجہ بالا مذاہب کی ناکامی کی وجہ

الغرض اصلاح کی تمام کوششین عرب کی ... حالت بدلنے مین بالکل ناکام ثابت ہوئین۔ یہودی مذہب کی خالص توحید اور اس کی پابندی شریعت عیسائی مذہب کا مسئلہ کفارہ اور اس کے ساتھ عملی زندگی مین آزادی۔ حنیفون کا ابراہیمی مذہب اور اس کے ساتھ عرب کی پُرانی رسوم اور رواج۔ ان مین سے کوئی بات بھی عرب کے لئے باعث کشش ثابت نہ ہوئی۔ اِن سب کوششون کی ناکامی ایک غور کرنے والی طبیعت کو اس نتیجہ پر پہونچاتی ہے کہ عرب کی اصلاح قریباً ناممکن سی ہوگئی تھی حالانکہ ان کا اپنا مذہب بمقابلہ ان مذہبون کے جن کیطرف سے یہ کوششین کی جاتی تھین۔ نہایت گری ہوئی حالت مین تھا۔ تعجب ہے کہ دیانندی صاحبان اپنے بھائی عیسائیون کی کاسہ لیسی کرکے ہر بات مین تاریخ کے خلاف پہلو اختیار کرتے ہین۔ وہ کہتے ہین۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کی اصلاح اس وقت شروع کی۔ جبکہ آپنے دیکھ لیا تھا کہ عرب ایک تبدیلی قبول کرنے کے لئے تیار ہے اور صرف اشارے

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایکمرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈودنس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پہلے کی نسبت آپ کو فورًا زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے لطف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس بات کو بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوران سے چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈودنس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد باد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۴ر اور ۸ر اور ۱۲ر والی شیشی میں

۱۶۰ گولیاں جو ۱۲ر والی شیشی سے نکلتی ہیں کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں۔

۱۲ر والی شیشی ڈون پی۔ او۔ باکس ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر جب ہوتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک کم ہو گئی ہو اس کو فورًا اسکاٹس املشن دینا چاہئیے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا۔ اور وہ خوش وخورم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ناغہ نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹ لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور رمضان شریف میں خصوصًا ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ:۔

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

عملی۔ اور اعتقادی۔ تو تو لکا نشو ونما اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نکرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کی ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئیے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں +

ان کو آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں۔ نور۔ ہدایت۔ اور شفا ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ۔ سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں پارے کے اکٹھے خریدار سے صرف ایام رمضان شریف میں چھ روپے لئے جائیں گے +

دفتر الحکم قادیان سے درخواست کرو +

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا ... اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴ — سنہ ۱۹۱۰ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دار الامان)

...ہر حال میں پیشگی ...گی۔

... صہ
... عہ
... سے
... ۱۲ ر

...ہیں

دوا ہیں شفا ہیں غرض دار الامان ہیں

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں۔ خواہ سستے پورے ڈالتے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی ہے +

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں +

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ منیجر ہندوستانی شفاخانہ دہلی (تار کا پتہ) میڈیسنز دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

جبوب اقتدار المعروف بہ اب کمزور نہ ہو گے

بعد فراغت ایک دو گولیاں کھا لیجئے کمزوری دور ہوگی ماذاسی چکناچور ہوگی یہ گولیاں مقوی، دافع سرعت منغلظ منی اور مفرح ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کیا ہی نہیں قیمت ۱۶ گولی عہ ۔ نمونہ ۲ ر

تیل مال کنگنی

قوت باہ و طاقت دماغی کمزوری نسیان کو از حد مفید ہے۔ تمام قسم کے دردوں کو اس کا لگانا اور کھانا مفید ہے مجلوقوں کے واسطے طلا کا کام بھی دیتا ہے کھانے اور لگانے دونوں کام آتا ہے قیمت ½ اونس عہ ۔ نمونہ ۲ ر

طلاء یا یوسین

جو لوگ اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کر چکے ہیں وہ مہت باجی کرن اوشدھ کیساتھ ساتھ اس کا بھی استعمال کریں جس سے رگ پٹھے اصلی حالت پہ آ جائینگے قیمت فی شیشی سے ۔ نمونہ ۶ ر

طلاء مہت

یہ طلاء یا یوسین سے نرم ہے جو لوگ آبلے پڑنے سے ڈرتے ہیں ان کیواسطے ہے تھوڑی دیر میں آرام کرتا ہے مگر پھنسی وغیرہ نہیں ہوتی جیسا کہ طلاء یا یوسین سے ہوتا ہے قیمت عہ ۔ نمونہ ۲ ر

گولی پارہ

اُبلتے ہوئے دودھ میں گولی ڈالی جاتی ہے اس دودھ کو پینے سے ہر قسم کی طاقت بڑھتی ہے گولی دودھ میں گھلتی نہیں منہ میں بھی رکھتے ہیں، دودھ اس سے اندر جا کر بیٹھتا نہیں اور اپنا پورا فایدہ دیتا ہے قیمت گولی کلاں ایک روپیہ (عہ) گولی خورد (۸ ر)

مردوں کے متعلق ادویات

مفصل حالات کیواسطے رسالہ امراض مخصوص مرداں منگوا دیں

مہت باجی کرن اوشدھ ۱ نمبر

مقوی ممسک مبہی مفرح ہے منی کی تمام امراض مثل کثرت احتلام جریان سرعت ...... وغیرہ کو نافع ہے۔ کھانسی، نزلہ، زکام، درد کمر، ذیابیطس، ہمیشہ کی تکان سستی وغیرہ کو نیز نافع ہے جوانی کی غلط کاریوں یا چھوٹی عمر کی شادی وغیرہ سے جبکہ آدمی تمام طاقت کھو بیٹھتا ہے اس حالت میں جبکہ جوان بوڑھے اور بوڑھے زندہ درگور ہوتے ہیں اس وقت جبکہ آدمی شرمندہ ہونے کی وجہ سے مرنے کو ترجیح دیتا ہے اسکی سچی مونس و غمگسار رہتی ہے بوڑھے کو جوان سست کو چست اور ویران کو آباد بنانا اس کا ہی کام ہے قیمت ڈبیہ ۴۲ گولی للعہ ۔ نمونہ ۸ ر

مہت باجی کرن اوشدھ ۲ نمبر

اس دوائی میں مندرجہ بالا اوصاف بھی کم و بیش ہیں مگر خاص ان آدمیوں کیواسطے تیار کی گئی ہے جو سرعت کے شاکی ہیں ۹۹ فیصدی اس سے بیار ہیں بڑے تجربہ کے بعد شایع کی گئی ہے ۴۰ گولی سے نمونہ ۸ گولی عہ ر

مہت باجی کرن ۳ نمبر

اس دوائی سے بھی وہی صفات ہیں جو سکی ہیں اور ضعف اعصاب کے ساتھ پیشاب کا بار بار آنا بھی ہو تو یہ دوائی دی جاتی ہے پیشاب کی زیادتی کو بہت جلد بند کر کے قوت مردمی کو بڑھاتا ہے قیمت آدھا پاؤ للعہ ۔ نمونہ عہ

جبوب خوش کن

۳ گھنٹہ قبل ایک گولی کھانے سے حسب خواہش امساک ہوتا ہے بیرج گاڑھا ہوتا ہے قیمت ۳۰ گولی سے ۔ نمونہ ۴ ر

جریان کی دوائی

مرض جریان جو گھن کیطرح آدمی کو کھا جاتا ہے جسمیں جوہر جسم پیشاب کے ساتھ خارج ہوتی ہے اس کیواسطے یہ دوائی نایاب ہے اگر بیماری بہت دیر کی نہ ہو تو ۴ دن میں آرام آ جاتا ہے ۴۰ گولی عہ ۔ نمونہ ۴ ر

کشتہ تر دھاتو

قلعی سکہ جست یہ کشتہ بیرج کو گاڑھا کر کے قابل اولاد بنانے اور قدرتی امساک پیدا کرنے میں بے نظیر ہے خواہ کیسا ہی جریان ہو اس سے جاتا رہتا ہے۔ قوت بڑھتی ہے معتدل ہے کسی قسم کا نقصان نہیں کرتا ہے سرعت، کثرت، رقت، جریان کو اکسیر ہے قیمت فی تولہ چار روپے (للعہ)

مومیائی اصل

اس کی تعریف بیان روخلاین تحصلادن اعصاب کو طاقت دینے خون صالح پیدا کرنے اعضا کی جھلی کو دور کرنے کے لئے مشہور ہے قیمت فی تولہ عہ

کشتہ تنگرف عہ فی ماشہ کشتہ قلعی سے تولہ کشتہ مرجان عہ تولہ۔ کشتہ چاندی سے کشتہ قلعی درجہ اول للعہ تولہ وغیرہ وغیرہ۔

دایہ لایق

یہ دوائی جننے کے وقت دینے سے عورت بچہ با آسانی جنتی ہے خواہ کم حسب ضرورت ہی جاری ہوتا ہے کمزوری کم ہوتی ہے وضع حمل کے بعد ہونیوالی امراض سے محفوظ رکھتی ہے قیمت سالم سے ۔ نمونہ ۸ ر

مانع استقاط حمل

حمل کے قرار پانے کے ۲-۳ ماہ بعد تک یا جس مہینے میں اسقاط ہوتا ہے اس مہینے تک اس دوائی کو کل کھلا دینا چاہیئے۔ اس کا نام جارش موتی ہے قیمت ایک پاؤ عنلہ ر

دوائی جریان الرحم

عورتوں کو جو سفید پانی جاتا ہے۔ اور انہیں زندہ درگور بنا دیتا ہے اسکو یہ دوائی بہت جلد دور کرتی ہے معمولی حالتوں میں اس کی ۸ خوراک کافی ہے ۲۴ خوراک سے ۔ نمونہ ۔ خوراک ۱۲ ر

نعمت عظمے

اسکی ایک گولی حمل کے ۲ ماہ سے مہینے عورت کو کھلا دینے سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے جن کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں ان کے واسطے نعمت عظمے ہے اگر لڑکی ہو تو قیمت ایمانا واپس۔ قیمت عنلہ ر

عورتوں کے متعلق ادویات

محافظ عورت

حیض کا کم آنا درد سے آنا بے قاعدہ آنا زیادہ آنا اور نیز حیض کی دیگر خرابیوں کو ایک ماہ کے اندر خدا کے فضل سے دور کر دیگا۔ قیمت دو روپے عہ ۔ نمونہ ۴ ر

مدر حیض

حیض کا کم ہونا یا بند ہونا اور ان سے جسقدر امراض پیدا ہوتی ہیں سب کیلئے اکسیر ہے عورتوں کیواسطے بڑی بھاری ٹانک دوائی ہے حیض کھلتا ہے صاف ہوتا ہے اور طاقت بہت جسم میں آتی ہے بے وقت تھوڑا تھوڑا درد سے آنا سب دور ہوتا ہے قیمت فی شیشی للعہ ہے جو حیض کے دنوں میں دیجاتی ہے

گربھ پالنی

حاملہ عورت کی تمام امراض بخار نقے۔ کھانسی۔ بدہضمی جی متلانا درد وغیرہ کو مفید ہے جہاں حاملہ بیمار ہو اسکو دیدو آرام ہو جاوے گا۔ قیمت ۲۴ گولی عہ ۔ نمونہ ۲ ر

پران سکھ

پستانوں کو ڈھلکنے سے بچاتا ہے اور ڈھلکے ہوؤں کو اصلی حالت پر لاتا ہے اور سخت کر دیتا ہے جس سے پستان واقعی عورت کے واسطے وبال جان ہوتے ہیں قیمت سالم عہ ۔ نمونہ ۴ ر

عزت

چند یوم عورت کو کھلانے سے عورت کی خواہش نہایت کم ہو جاتی ہے۔ دو روپے کی کل دوائی کھلانی چاہیے قیمت دو روپے (للعہ)

بانجھ پن

۵ ماہ کے اندر اندر کبھی پہلے کبھی دوسرے اور کبھی تیسرے مہینے حمل قرار پاتا ہے بشرطیکہ بیج یا بیرج میں کوئی خاص نقص نہ ہو حالات لکھیے۔ قیمت عنلہ

کشتہ پوست بیضہ مرغ

جریان الرحم اور جریان منی کو مفید ہے۔ رطوبت زنان کو خشک کرتا ہے۔ چند روز عورت کو کھلا دیں۔ مانند جوان کے بنا دیتا ہے۔ قیمت تین روپے (ستے ر)

اٹھرا کی دوائی

جن عورتوں کے ہاں اولاد ہو کر مر جاتی ہے وہ حالت حمل زچگی میں ان گولیوں کا استعمال کریں کل ۰ گولیوں کی قیمت (عنلہ)

ٹھاکر دت شرما وید مالک کارخانہ امرت دھارا و ایڈیٹر اخبار دیش اپکارک چوک متی لاہور

خط و کتابت و تار کا پتہ امرت دھارا لاہور

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری انکم ٹیکس کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں [illegible] سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی بشرطیکہ مفید نہ ہو اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب نتائج [illegible] سے محروم رہا ہے۔ آپ نے [illegible] روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات بے حد طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ [illegible] جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر کرنل سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر [illegible] اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا [illegible] بے آب ہو جاویں ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود استیانہ مدت کے استعمال ہونے کے [illegible] دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری ہے [illegible] وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی [illegible] حالت میں بوجہ اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل [illegible] مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل ہے [illegible] یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو دم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ خوشی باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناجائز حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور احتلام [illegible] کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اکثر اطبا تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیکھائے تو بجا ہے۔ [illegible] اس کو شرفا میں ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت [illegible] ہے۔ بڈھے کو جوان۔ جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو [illegible] صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے [illegible] اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ بجلے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (۲۸؍)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن مانع سستی موجود ہے جو بیرونی استعمال سے مردہ [illegible] کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ [illegible] بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزول طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ اس مرہم نامرد کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (۴؍) شیشی خورد دو روپے دو آنہ (۲؍)

یہ دو نو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں ۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہار فروشی گرم بازاری مضمونوں کی طراری دلفریبی آہ وزاری کی جگل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے؟ قوی عضو کے متعلق انسانوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لئے معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے مرض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کیونکہ بات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔

مفت نمونہ عجب طلائے طلسمی۔ پیرانہ سالی کے آثار جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھاویں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو پائیں قیمت ۲ ماشہ ۶؍ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸؍ سنون دنداں دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی
فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے

قیمت فی بڑی شیشی چودہ آنے محصولڈاک ۴؍ دو شیشی ۱۲؍

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنے محصولڈاک ۴؍ دو شیشی ۶؍

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ محصولڈاک ایک سے ۶ تک ۵؍ بارہ ڈبیہ ۳؍

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا

سے ناظرین معلوم کریں گے۔

۱۸- نومبر ۱۹۱۰ء کو بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے پر سوار ہو کر نواب صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے - نواب صاحب ۱۰- نومبر کو قادیان آئے تھے - اس لئے حضرت ازراہ محبت وشفقت جو آپ کو اپنے خدام سے ہے اُن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے - علاوہ بریں چونکہ حضرت مسیح موعود مغفور کی صاحبزادی نواب صاحب کے گھر میں ہے حضرت خلیفۃ المسیح کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بنت مسیح موعود کا جائز احترام مدنظر رکھتے ہیں - اور اس سے اس محبت کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو اہلبیت حضرت خلیفۃ اللہ المہدی سے ہے۔ واپسی پر گھوڑی نہایت بیخودی اور سرکشی سے آرہی تھی - ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی بیان کرتے ہیں کہ گھوڑی ایسی تیز اور بیخود تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایسی قوت اور اطمینان کے ساتھ اس پر بیٹھے تھے کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا - میں نے بڑے سے بڑے سوار دیکھے ہیں - مگر حضرت کی شان اس وقت نرالی تھی - آخر گھوڑی ایک تنگ کوچہ سے داخل ہو کر گذری اور حضرت زمین پر آرہے اور پیشانی پر سخت چوٹ آئی -

یہ پہلا موقعہ آپ کے ثبات و استقلال کے امتحان کا تھا حضرت نے گھوڑی سے گر کر کسی قسم کی گھبراہٹ و اضطراب کا اظہار نہیں کیا - آپ کو اُٹھایا گیا - اور زخم پر پانی بہایا آپ پورے استقلال کے ساتھ اُٹھے - اور پیدل چلے آئے - بالآخر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر الٰہی بخش اور ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب نے زخموں کو درست کیا اور بدون کلوروفارم کے عمل کے زخم کو سی دیا گیا حضرت کی عمر باوجودیکہ ۸۰ سال کے قریب ہے اور علی العموم آپ پر اسہال کی بیماری حملہ کرتی رہتی ہے لیکن دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ زخم کے سئے جانے کے وقت آپ کے چہرہ پر یا بدن کے کسی حصہ میں کوئی شکن تک نہیں پڑا - استقلال - اور ضبط نفس کا ایسا نمونہ تھا کہ وہ کامل ایمان کے بدوں ناممکن ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک تیر لگا ہوا بحالت نماز میں نکالا گیا - اسی طرح پر دیکھا گیا ہے کہ حضرت پر ایک محویت کا عالم تھا - باوجود اس کے کہ آپ کو اس خدا کے فضل سے پتا اور ڈاکٹروں کو ضروری مشورہ بھی دے رہے تھے - مگر پھر بھی خدا تعالیٰ میں ایسے محو تھے کہ اس تکلیف کا اظہار کسی حرکت سے نہیں ہوا میرے لئے یہ

پہلا موقعہ ازدیاد ایمان کا تھا

اور میری سمجھ میں آگیا کہ جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے وہ کس طرح پر ثابت قدم اور خدا تعالیٰ میں ہر ایک خوشی کو محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے ہر قسم کی تکلیف اور درد کی ٹیسیں اور بیماری کی بیقراری اور بے آرامی اُن کی **قلبی شجاعت اور ایمانی قوت میں نقصان** پیدا نہیں کر سکتی - بلکہ وہ ایسے وقت میں اور بھی **دلیر اور قوی دل** ہوتے ہیں - کیونکہ وہ جسمانیات سے پرے جا کر **روحانی قوتوں** کے ظہور کا مظہر ہو جاتے ہیں - اور یہ موقعہ ہوتا ہے کہ اُن کی **قلبی طاقتوں** کا نشوونما ہو -

مرہم پٹی کے بعد جس امر کا خیال آپ کو آیا وہ نماز عصر کا دور کرنا تھا - میں اس امر کو یہاں اجمالی طور پر کہہ جاتا ہوں کہ اس عشرہ میں نمازوں کا التزام اس **شدید بیماری** میں آپ نے ایسا رکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقعہ

نماز ہی آپکا معراج اور قرۃ العین ہے

اور اس کے ساتھ ہی طہارت کی پوری پابندی کی ہے بیماری میں انسان پر بعض اوقات آزردگی اور رنجوری کے ساتھ کسل پیدا ہو سکتا ہے - مگر میں نے دیکھا ہے کہ حضرت نے جب پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کو محسوس کیا ہے - اس سے فارغ ہو کر آپ پوری احتیاط کے ساتھ

طہارت کو مدنظر رکھتا ہے

یہ واقعات اس قسم کے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں - نہایت درد اور ٹیس کی حالت میں آپ کے منہ سے جو کلمات نکلتے ہیں وہ

سبحان اللہ اور استغفر اللہ

ہیں جس سے مجھ پر یہ بخوبی کھل گیا کہ یہ لوگ کس طرح پر درد اور تکلیف کی حالت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں اور اس درد اور کرب میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں - گویا وہ اس واقعہ پیش آمدہ کے متعلق یہ ظاہر کر رہے تھے - کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے نقصان اور تکلیف سے پاک اور بے عیب ہے اور نادان عیسائیوں یا دوسرے لوگوں نے جنہوں نے انسان کو خدا بنایا کیسی غلطی اور دھوکا کھایا - اور ایسا ہی استغفار چونکہ موجب ترقیات اور ذریعہ تلافی مافات ہے اس لئے آپ کی زبان سے ایسے پاک کلمات نکلتے ہیں پس میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے عمل سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس علالت کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے موجب رحمت الٰہی اور فیضان مزید کا باعث سمجھتے ہیں - ایک طرف درد اور شدت تکلیف کا زور ہوتا ہے دوسری طرف اُن کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور اس کے احسانات کا اظہار دل و زبان سے جاری ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ درد اور تکلیف کا اٹھانا ان کے لئے آسان تر ہے - اس لئے وہ کراہنے اور گھبرانے کی بجائے حمد و تسبیح کرتے ہیں یہاں دوسرا امر جو **ازدیاد ایمان کا موجب ہے** وہ یہ ہے - کہ آپ حضرت کے پاس جائیں تو انہیں نہایت صبر اور سکون کی حالت میں دیکھیں گے - وہ ایسے طور پر لیٹے ہوئے نظر آتے ہیں کہ گویا نہایت شیریں نیند سو رہے ہیں - اسی روز جب آپکے واقعہ کی خبر احمدی جماعت میں پہونچی تو عورتوں اور

اسلامی بچوں کو عیسائی اور آریہ بنا رہے ہیں۔ میں نے کلہڑی بازار کی مسجد میں وعظ کیا۔ بہت سے سامعین موجود تھے۔ وعظ دین اسلام کی تائید میں اور آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سے اعتراضات کے رفع کرنے میں تھا۔ جو غیر مذاہب کے لوگ آپ پر کرتے ہیں۔ سامعین اس سے محظوظ ہوئے اور بعض نے مجھے ملکر اظہار شکریہ کیا۔ باوجود اس کے تم لنڈ ہو سے جو اس مسجد سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے دوڑے ہوئے آئے۔ تاکہ دوسرے دن کے وعظ کو بند کردیں اور ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب کو جاکر تکلیف دی کہ مسجد انجمن کی سپرد ہے۔ اس میں انکا وعظ نہ ہو۔ ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے جو حکم دیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ جب کہ خود مسلمان ایک تائید اسلام کے لیکچر پر فساد کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں تو ان کا فرض تھا تو وہ اس رات اس مسجد میں لیکچر نہ ہونے دیتے۔ اور خوب ہوا کہ وہاں لیکچر نہ ہوا۔ ورنہ جن لوگوں نے مخالفت میں اسقدر شور مچایا۔ اور صریح لفظوں میں کہدیا کہ فساد کا خوف ہے۔ اگر لیکچر اس جگہ ہوتا تو معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتے۔

شکر ہے کہ اس وقت ایک عادل گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک میں راج ہے۔ جس کے سبب سے ہر شخص امن سے زندگی بسر کررہا ہے ورنہ تم لوگ تو شاید ہم کو شہر میں بھی نہ رہنے دیتے۔ بلکہ دنیا سے ہی خارج کرتے۔ پر جس کو خدا نہ خارج کرے اُسے کون خارج کرسکتا ہے۔

غرض ہم نے اس کے عوض میں اپنے مکان کے اندر ایک تقریر کردی۔ اور وہی لوگ جو مسجد میں جمع ہونے کو آئے تھے۔ اُن میں سے بعض وہاں آگئے۔ جہاں میں نے ایک وعظ کیا۔ جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ اسطرح جو بات مسجد میں ہونی تھی۔ وہاں ہوگئی اور ہم کسی نقصان میں نہیں رہے پر تم لوگ غور کرو تم نے اس معاملہ میں کیسی کمزوری دکھلائی۔

اوّل تو تم اس مسجد میں کبھی نماز پڑھنے نہیں آتے وہ مسجد تمہارے گھروں سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو وہاں کے نمازی ہیں وہ پہلے لیکچر میں موجود تھے۔ ان میں سے کوئی معترض نہ ہوا بلکہ سب خوش ہوئے۔ اور کون مسلمان ہے جو آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مناقب سننے سے ناخوش ہو۔

دوم۔ تم نے ایک اسلامی وعظ کو بند کراکر اپنی مسلمانی کا خوب نمونہ دکھلایا۔

سوئم۔ اگر بالفرض میں کسی ایسی بات کا بھی ذکر کرتا جو کہ آپ کے خیالات کے مخالف ہے (اگرچہ نہ میں نے کیا اور نہ میرا ارادہ تھا کہ کرتا)۔ تو آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ آپ اُسے غور سے سنتے۔ اور اسپر توجہ کرتے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ ڈرتے ہیں۔ اور خوف کھاتے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی تقریر میں ایسی تاثیر ہے جو لوگوں کو حق کیطرف کھینچکر لاتی ہے۔ اسی طرح عرب کے لوگ ابتداء میں عوام کو مسلمانوں سے ملنے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی اُن سے ملیگا۔ اس پر جادو ہو جائیگا۔ اور وہ مسلمان ہو جائیگا برخلاف اس کے ان پاکوں کے سردار اور نبیوں کے سرور کے اخلاق کو دیکھو کہ جب نجران کے عیسائی آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو اتوار کے دن اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی۔ سبحان اللہ کیا تو وہ وقت تھا کہ عیسائی مسجد میں گرجا کرے۔ تو مسجد کا کچھ نہ بگڑتا تھا۔ اور اب اسلام پر وہ کمزوری کا وقت ہے کہ ایک احمدی کا وعظ بھی مسلمانوں کو گوارا نہیں کہ اس میں ہوسکے۔ گویا کہ انکا اسلام ہندوؤں کے مذہب کیطرح ایک کچا تاگہ ہے جو ذرا چھوت کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے آہ! ایک وہ زمانہ تھا کہ دنیا میں اسلام پھیلانے کے واسطے صحابہ رضو نے اپنے خون پانی کیطرح بہا دیئے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ مساجد میں سے ذکر الہٰی کو روکنے کیواسطے خون بسیبنہ ایک کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ لوگ کافر قرار دیتے ہیں اسے مسجد کے اندر کلمہ پڑھنے سے بھی روکتے ہیں۔ اگر ہم لوگ آپ کے نزدیک ایسے ہی بُرے ہیں تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ہم مسجد میں داخل ہوکر کلمہ شہادت پڑھنے کو طیار ہوگئے ہیں۔ اس میں ناراضگی کی کیا بات تھی مگر ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا کہ وہ بات پوری ہو جو پہلے بزرگان دین کہہ گئے ہیں کہ مہدی کے وقت مسجدوں سے لوگوں کو روکا جاوے گا۔

میرے بھائیو! آپ اپنے حال پر پھر غور فرماویں۔ میں نے روز روز منصوری نہیں جانا۔ اور نہ مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ میں آپ کی مساجد میں وعظ کروں۔ میرے ہاتھ میں تو خدا تعالیٰ نے وعظ کا ایک ایسا ہتھیار دیا ہے کہ میں ہر ہفتہ کئی ہزار آدمیوں کو اپنا وعظ تحریری بھیجدیتا ہوں جن میں آپ کے ممبر بھی شامل ہیں۔ ہدایت تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے نہ ہونی تھی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوجہل کو بھی نہ ہوئی باوجودیکہ اسقدر کوشش کی گئی ...... خدا جس کو چاہتا ہے نیک باتیں اس کے دل میں ڈالدیتا ہے۔ ہمارا کام سمجھانا اور بتانا ہے سو وہ ہم کررہے ہیں۔ مسجد کے لوگ نہ سنیں گے تو مندر والوں کو جاکر سنائیں گے۔ مولوی لوگ خفا ہوں گے تو پادریوں کو جاکر تبلیغ کریں گے۔ اگر ہمارا کام راستی پر مبنی ہے اور خدا تعالیٰ اس میں راضی ہے تو وہ خودبخود پھیلے گا اور بڑھے گا۔ ورنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اس قدر عداوت ہوئی تھی تیرہ سال تک آپ کو مسجد سے برابر روکا جاتا تھا۔ بلکہ بارہا ایذا دیکر مسجد سے نکال دیا تھا۔ اور دشمنی ایسی بڑھی تھی کہ آپ کو شہر سے ہجرت کرنی پڑی مگر آخر آپ کی جیت ہوئی اور وہ مسجد آپ کی ہوگئی۔ تو بتایئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا نقصان ہوا۔ ص ع

+ جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے +

میں تو حیران ہوں۔ کہ وہ کونسی بات ہے جس نے

میں ابھی شرافت اور رزالت کی تو بحث نہیں کرتا۔ اور نہ اسکی ضرورت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس سے نفس مطلب سے انسان دور چلا جاتا ہے۔ البتہ اگر مولوی صاحب موصوف نے پھر پوچھا تو میں انکو اسکی تشریح کر کے بتاؤنگا۔ سردست تو میں نے یہ ذکر اس لئے کیا ہے کہ کسقدر رونیکا مقام ہے کہ وہ لوگ جو علماء اسلام کہلاتے ہیں اور شریعت کے محافظ بنتے ہیں مسئلہ بتانے میں نفسانیت کو کسقدر دخل دیتے ہیں ان کو حق بتانے سے غرض نہیں بلکہ زید اور بکر سے غرض ہے۔

کیا ایسے لوگوں کی ذات پر اسلام فخر کر سکتا ہے ایسے وجود جس قوم یا سوسائٹی میں ہوں وہ قابل نفرت اور لایق ملامت ہیں۔ انکا وجود قومی ادبار کا نشان ہے۔

اس قسم کی مثالیں علماء نے اسلام کو بدنام کرنے کیلئے کافی ہیں ایسے لوگوں کا تدارک اور انسداد یہی ہے کہ سوسائٹی کو ایسے مضر وجود کو معلق چھوڑ دینا چاہیئے۔ بہرحال ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کا فتویٰ حسب ذیل ہے

زراعتی بنکوں کے متعلق فتویٰ

سوال مذکورہ سے پایا جاتا ہے کہ اس بنک کی بنیاد باہمی ہمدردی پر ہے نہ کہ شخصی فایدہ پر۔ علاوہ اس کے شرکاء بنک ہی مستفید ہوں گے اس لئے اگر کوئی رقم ضایع بھی ہو گی تو ہر ایک اس کے نقصان میں شریک ہو گا۔ غرض نفع نقصان کے دونوں پہلو اس میں برابر ہیں سو لہذا میری ناقص تحقیق میں جائز ہے۔ علمائے کرام کے جوابات بھی درج ہوں گے "ایڈیٹر اہلحدیث"

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے پر کسی قسم کی رائے زنی کی مجھے حاجت نہیں۔ ایسا ہی دوسرے علماء کی رائیں بھی بلا کم و کاست درج ہوتی رہیں گی۔ علماء کرام جلد اپنے اپنے فتوے بھیجکر مشکور فرما دیں۔

بقیہ مضمون اتحاد المسلمین متعلقہ صفحہ ۴

عوام علی العموم ان کے متبع ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس معاملہ میں ابتدا کی ہے۔ اور محض ان کی سلسلہ کے ساتھہ دشمنی اور عداوت اس امر میں ہماری سدراہ نہیں ہونی چاہیے کہ ان کے نیک کام کی ہم تعریف یا تائید نہ کریں۔ ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اخبارات اس ضرورت پر متفقہ آواز اٹھائیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسکو موثر بنانے کی کوشش کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہیں۔ اس کے ساتھہ ہی میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے ہمخیال علماء کو اس طرف متوجہ کریں تو ان میں کثرت سے ایسے لوگ نکل آئیں گے۔ جو میری پیش کردہ تجاویز سے اتفاق کریں گے۔ بجز ان لوگوں کے جو نفسانیت سے کوئی کام کر رہے ہیں۔ کم از کم دس سال کے لئے اس قسم کی تجویز پر عمل کر کے دیکھہ لیا جاوے کہ اس کے نتایج کیسے بابرکت ہوتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان تجاویز سے کوئی عملی فائدہ اٹھایا جاویگا۔ اور کوشش شروع ہو جائے گی کہ علمائے کرام بے جا تکفیر بازی کی مخالفت کریں۔ اور مسلمانوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا اس سے تعصب اور شدید ہٹ دور ہو جائیگا۔

یہ کام ندوۃ العلماء نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ مگر اسکی صرف ہمت ہی عمارتوں کی طرف ہو رہی ہے۔ اور اخلاقی جرأت سے کام لینے والے انہیں بھی کم ہیں۔ بہرحال اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اسطرف توجہ کریں۔ اور اسکی ابتدا علماء اسلام کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے چونکہ اس کے لئے پر جوش قدم اٹھایا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ فتویٰ تکفیر کے متعلق وہ اپنے حلقہ کے علماء کیطرف سے ایک اعلان شایع کرانے کی سعی کریں۔ مختلف فرقوں پر جو کفر کے فتوے محض ضد اور عداوت سے دیئے گئے ہیں۔ انہیں اٹھا دو۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اس سے میرا یہ غرض ہرگز نہیں کہ ہم ان تکفیر کے فتووں سے ڈرتے ہیں ہمارے نزدیک تو انکی کوئی وقعت اب رہی ہی نہیں۔ اس سے بھی علماء کی گونہ سبکی ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ محض بے محل اور بیجا فتوے دیئے جاتے ہیں۔ انہیں خشیۃ اللہ اور تقویٰ سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور اسی وجہ سے وہ بے اثر ہیں۔ مگر ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا یہ ذریعہ ہو رہے ہیں۔ اور اسی لحاظ سے خطرناک ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید۔ ملائکہ۔ کتب سماوی۔ اور اللہ کے رسولوں۔ اور ختم نبوت۔ اور مسئلہ تقدیر اور حشر نشر جنت و دوزخ۔ قیامت کے قایل۔ اور قبلہ کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے روزہ رکھتے۔ قرآن کریم حلال کو حلال اور حرام کو حرام یقین کرتے اور اسپر عمل کرتے ہوں۔ انہیں کافر کہنا کہاں کی دیانت اور تقویٰ ہے۔ پس صدائے عام ہو چکا ہے کہ علماء کا ایک گروہ بھی اگر جرأت کر کے آگے بڑھا تو یقیناً یاد رکھو وہ خدائے تعالیٰ اور خلق اللہ کے نزدیک قابل قدر ہوگا۔ مجھے کلام نہیں کہ بعض کم ظرف علماء جو اپنی تنگ خیالی اور کفر سازی کے لئے بدنام ہیں ناراض ہونگے مگر میری یہی رائے ہے۔ کہ اخلاص اور للہیت کو مقابلہ میں کسی شخص کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ مبارک ہوگا وہ انسان جو اس تفرقہ کو مٹانے کے لئے میدان میں اتریگا۔ یہ ایک جنگ ہے جو نفس اور انسان پرستی کے خلاف مسلمانوں کو کرنا پڑے گا۔

یہ تیر و سنان کا جنگ نہیں ہاں اخلاقی جرأت کے ساتھہ نفس کشی کا جنگ ہے۔ بہت سی باتیں خلاف سننی پڑیں گی۔ اور تکفیر بازی کو مٹاتے ہوئے۔ ایک جدید سلسلہ تکفیر کا چند روز کے لئے ممکن ہے۔ شروع ہو جاوے۔ یعنے جو شخص مثلاً احمدیوں کے خلاف فتویٰ کفر کو اٹھانے۔ وہ کافر قرار دیا جاوے۔ یا جو غیر مقلدین کے خلاف اپنی آواز رد کرے اُسے بدعتی یا مشرک کہا جاوے۔ ایسا ہی جو اہلحدیث کے خلاف چپ ہو جانیکا مشورہ دیا جاوے۔ اُسے کوسا جاوے۔ مگر اے حق جو بندو! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ یہ جنگ آنی ہوگی اور اس میں فتح تمہارے نام کی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز اسکا نتیجہ نیک ہے اور اسکے بعد صلح اور امن یقینی ہے۔ پس حی علی الامن

ہرگز زیتون کی شاخ منہ میں لیکر۔ نکل کھڑے ہو اور علماء ربانی کی صف میں اپنا مقام بنالو۔

قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ

پچھلے ایام میں جو بےچینی ہند کے مختلف مقامات میں موجود تھی۔ اور جو کہ اب بھی بعض بعض صوبوں میں کبھی کبھی پیر ظاہر ہو رہی ہے۔ اس کے اسباب میں سے بعض نوجوان اور تیز طبع حکومت پسند سولین بھی ثابت ہوئے ہیں۔ جو کہ اپنی تیزی طبع سے ہندوستانی کیرکٹر کو بغیر سمجھے اور سوچے" ایسے ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن سے ایک شریف الطبع کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں پر سخت دردناک چوٹ آتی ہے۔ اگرچہ ایسے اصحاب چند ہی ہوں۔ لیکن جس جس ضلع میں انکی باری حکومت کی آجاتی ہے یا جہاں جہاں کی عنان اُن کے ہاتھ میں دیجاتی ہے وہ لوگوں کو اکثر اوقات بلا وجہ تنگ کرتے ہیں۔ اور اپنا ناجائز سختی کرتے ہیں۔ اور تحمل اور بردباری اور عاقبت اندیشی سے کام نہیں کرتے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ گورنمنٹ کیطرف سے انصاف اور رعایا سے نیک سلوک کا ثبوت دیں وہ گورنمنٹ کیطرف سے لوگوں کو ظلم کا الزام دینے پر مجبور کرتے ہیں اور اسطرح سے گورنمنٹ کے اصول کے خلاف کارروائی کرکے اس کے خیرخواہ نہیں بلکہ دشمن ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس میں گورنمنٹ عالیہ کا یا اعلیٰ افسران گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہوتا جو کہ رات دن ملک کی بہبودی میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن ایسے افسران کی بے اعتدالیوں سے پھر بھی عام لوگوں کو گورنمنٹ عالیہ کی نسبت بدظنی ہو جاتی ہے۔ اس کی نسبت مختلف اخباروں میں بہت زور شور سے لکھا جا چکا ہے۔ اور گورنمنٹ عالیہ نے اس پوزیشن کو سمجھکر اپنے افسران کو بار بار تاکید سے سرکلروں کے ذریعہ سے متنبہ کیا ہے کہ حتی الامکان شرفا کے ساتھ ملائمت سے برتاؤ کیا جاکر۔ اور نرمی گورنمنٹ کے افسران کی پالیسی ہو۔ مگر بعض اصحاب سولین ایسے تیز ہوتے ہیں۔ کہ وہ گورنمنٹ کے ان احکام کی بالکل قدر نہیں کرتے۔ اور اس طرح پر ایسی ایسی بےضابطگیاں کر بیٹھتے ہیں کہ جن سے گورنمنٹ پر لوگوں کو بدظنی کرنیکا احتمال ہوتا ہے۔ اور باوجود اس بےچینی کے جو ہندوستان میں امن و چین کے لئے سخت رخنہ انداز ہو رہی ہے پھر وہ اپنی حکومت کے نشہ میں اپنے فرائض کو بھول جاتے ہیں۔

وہ لوگ جو سرکار کے برخلاف بےچینی پھیلانے کے لئے کوشش میں رہتے ہیں۔ اور جن سے کہ گورنمنٹ عالیہ خوب خبردار ہے۔ ایسے لوگ ان ذرایعہ میں سے ایک یہ بھی ترکیب استعمال کرتے ہیں۔ کہ بعض تیز طبع افسران کو بسبب ہر وقت ان کے گرد رہنے کے ایسے رنگ میں بھڑکا دیتے ہیں۔ کہ وہ معلوم بھی نہیں کر سکتے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض بےشر اور وفادار اشخاص کے خلاف اپنی غلط بیانی سے تیز طبع افسروں کو اکسا دیتے ہیں۔ تاکہ انگریزی حکومت کا نام بدنام ہو۔ اور ایسے نوجوان افسر بعض ناجائز کارروائیاں بے سوچے سمجھے کر بیٹھتے ہیں۔ جنکا نتیجہ نہ وفادار رعایا کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہے اور نہ گورنمنٹ کی بہبودی اور نیک نام اور نیک ارادے کے لئے ممد ہے اس لئے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ مذکورہ بالا بات کو بھی مدنظر رکھکر اپنی وفادار رعایا کی پورے طور پر نگہبانی کرے۔ اور اس کے حقوق کی حفاظت ایسے دشمنان ملک و دشمنان قوم کے ہاتھ سے کرائے۔ اور ایسے افسران کی جو اپنی ذمہ داریوں کو ابھی نہیں سمجھ سکتے۔ خاص طور پر نگران حال رہے تاکہ رعایا کی وفاداری دن بدن گورنمنٹ کے ساتھ بڑھے اور کوئی بھی وجہ رعایا کے دلوں سے وفاداری کو کم کرنے والی پیدا نہ ہو۔ اور پھر بھی خواہ سرکار کا فرض ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کو ہر ایک ایسے امر سے اطلاع دے۔ جو کسی رنگ میں گورنمنٹ عالیہ کے کریڈٹ کو نقصان پہونچانیوالا ہو۔

چنانچہ اسی ضمن میں ایک بے اعتدالی کو جو حال میں واقعہ ہوئی ہے۔ ہم گورنمنٹ کی توجہ میں لاتے ہیں ...... جسمیں صریح سیکٹا شاہی استعمال کی گئی ہے۔ اور ایک باعزت وفادار کی عزت ریزی کرنے میں بہت عجلت اور ناعاقبت اندیشی استعمال کی گئی ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ ایک نیک اور پاک و بےشر انسان ہیں۔ سوائے سرکاری فرایض کی ادائیگی اور عبادت الٰہی کے آپکا دوسرا شغل نہ تھا۔ آپ کا کریکٹر کیا مسلمانوں میں اور کیا عذر ازیں ہندوؤں میں مسلمہ بے داغ تھا۔ اور کثیر التعداد گروہ پر یہ یقینی اثر تھا۔ کہ وہ شخص بہت متقی اور دیانتدار ہے کسی سرکاری شہادت میں جو کہ ان کو بحیثیت اسسٹنٹ سرجن اور بطور سرکاری گواہ کے دینی پڑی جسکی اصلیت عنقریب یقینی طور پر معلوم ہونے پر عرض کیجاویگی۔ اور اس پر کسی قسم کی رائے زنی کی ضرورت ہے جبکہ مقدمہ دایر عدالت ہے۔ لیکن بعض واقعات کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ اور جو کہ ابتک معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ .... کہ کسی شخص نے یہ بات اڑا دی کہ نتیجہ پوسٹ مارٹم جس میں لکھا گیا تھا۔ کہ ایک شخص کی موت جو کسی دنگے میں مارا گیا۔ طحال کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ درست نہیں اسپر اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے سول سرجن ضلع شاہپور سے تین ہفتہ کے بعد لاش اکھڑوا کر پھر ملاحظہ کرائی۔ ہم کو ابھی تک سول سرجن صاحب کی پوری رائے سے اطلاع نہیں آئی۔ سول سرجن صاحب کے بیان کی نقل آنے پر شایع کی جاویگی۔ مگر جسقدر حلف دروغی پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ

(یعنی مسجدوں سے نکالنا شروع کیا۔ اب تک بھی مجھے دہلی میں یہ خطرناک نشان نظر آیا۔ کہ مسجدوں پر مسجد حنفیہ کے پتھر لگائے گئے۔ میں نے اپنے قیام دہلی میں اس تجویز کو انجمن خادم المسلمین کے سامنے رکھا تھا۔ اور اس کے نوجوان اور پرجوش کارکنوں کے زیر نظر یہ مقصد تھا اور غالبًا ہوگا کہ اس تفرقہ کے بنیادی پتھر کو اکھڑ وا دینا چاہیئے۔ اور اس قسم کا کام جب ہوگا علماء کے اثر اور کوشش سے ہوگا اگر حنفی علماء امت محمدیہ پر رحم کریں اور مسلمانوں کی اس بگڑی ہوئی حالت کا احساس کریں تو انہیں یہ سمجھ آجاتی کچھ بھی مشکل نہیں کہ مسجدیں تو ذکر اللہ کے لئے ہوتی ہیں نہ اس قسم کی دھڑہ بندی اور تفرقہ پیدا کرنیکا ذریعہ اگر اہل دل حضرات اس پر توجہ کریں تو یہ آئے دن کے فسادات اور جھگڑے مٹ جاویں۔ اور مسلمانوں کے ہزاروں لاکھوں روپیہ کا نقصان جو مقدمات کی صورت میں ہوتا ہے۔ بچ جاوے۔

غرض یہ دو ضروری اصل ہیں۔ ہر شخص کو خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جاوے اور فروعی اختلافات پر ایسا تشدد نہ کیا جائے جو اختلاف امتی رحمۃ کی حد سے نکلکر لعنت کی شکل اختیار کرلے۔ بہرحال یہ تجویز اتحاد المسلمین کی مبارک اور مفید ہے اور قرآن مجید کی اصل غرض اور مقصد کے نیچے ہے۔ اور اس کو عملی طور پر جاری کرنا علماء کے ہاتھ میں ہے

(باقی مضمون دیکھو صفحہ ۵ کالم اول سے)

زراعتی بنک اور علمائے اسلام کو

کچھ دن گذرے ہیں کہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ریونیو ممبر بہاولپور کی طرف سے علمائے اسلام کے نام ایک نیازنامہ اور استفتا الحکم میں چھاپا گیا تھا۔ اور خواہش کی گئی تھی کہ علمائے اسلام اس پر توجہ کرکے جواب دیں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی سرپرستوں یعنے علمائے اسلام میں قومی احساس نہیں رہا۔ اور وہ ضروریات دین سے ایک حد تک بے خبر ہو رہے ہیں۔

زمینداروں کی جو حالت ہو رہی ہے۔ اور مسلمان زمینداروں کو جو نقصان عام ساہوکارہ نے پہنچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے۔ زمینات کے دیہات مسلمانوں کی ملکیت سے نکلکر ساہوکاروں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ اور غریب زمیندار نہایت ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایکٹ انتقال اراضی (جو زمینداروں کے لئے ابر رحمت ثابت ہوا ہے) اگر نہ ہوگیا ہوتا۔ تو زمینداروں اور مسلمان زمینداروں کی حالت اس سے بھی بدتر ہوجاتی غرض زمینداروں میں کثرت جرایم بھی اسی افلاس کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ کے بعض نیکدل حکام نے زمینداروں کی اصلاح کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ ان کے مصارف شادی غمی کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اور کہیں ان کے مالی مشکلات کو دور کرنے کی تجاویز پر غور ہو رہا ہے اس لحاظ سے گورنمنٹ نے زمینداروں پر خصوصًا بہت بڑا احسان کیا ہے زمینداروں کی اصلاح حالت کے خیال سے زراعتی بنکوں کی بھی ایک تجویز کی گئی ہے۔ یہ تجویز پنجاب بھر میں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ اور اس نیازنامہ میں جو کسی گذشتہ اشاعت میں شایع کیا گیا ہے۔ اس کی تمام صورتوں کا ایک خاکہ کھینچا گیا ہے۔ بعض مسلمان زمینداروں کی راہ میں زراعتی بنکوں کے ساتھ لین دین کا مسئلہ مذہبی پہلو سے روک ہو رہا ہے اور وہ

سود کا سوال ہے

مجھے اس پر کچھ کہنے کا کوئی حق نہیں یہ علماء اسلام کا کام ہے کہ وہ اس پر اجتہادی بحث کریں۔ اور کم از کم اپنی راؤں سے پبلک کو متمتع ہونے دیں۔ نیازنامہ مذکور میں جو حالت ہو رہی ہے۔ اور زراعتی بنکوں کی جو صورتیں ہیں وہ واضح طور پر لکھدی گئی ہیں۔ اور اس پر غور کرنے میں سہولت اور آسانی ہے۔

اہلحدیث امرتسر نے اس نیازنامہ کو اپنے اخبار میں تمام وکمال شایع کردیا ہے اور شایع کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار بھی کردیا ہے۔ اس لحاظ سے کہ دوسرے لوگوں کو غور کرنیکا موقعہ مل سکے میں ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے ذیل میں چھاپ دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ دیگر علماء اہلحدیث بھی اس سوال پر اپنے اپنے خیالات کو ظاہر کردیں گے۔ تاکہ زراعتی بنکوں کا سوال حل ہوجاوے۔ زراعتی بنکوں کا مسئلہ بظاہر بالکل صاف ہے مسلمان زمینداروں کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے زراعتی بنکوں کی شمولیت سے تو انہیں روکا جاتا ہے۔ مگر دوسری طرف وہ ۷۵ روپیہ فیصدی اور پچاس فیصدی سود دے رہے ہیں۔

حالانکہ زراعتی بنکوں میں بہت سی ایسی صورتیں ہیں جنکا نام سود نہیں رکھا جاسکتا۔ اس بحث سے میرا یہ مقصد نہیں کہ علماء اسلام خواہ نخواہ خدا کی حرام کردہ شے سود کا جواز ثابت کردیں۔ ایسی کوشش کرنا سخت بے ایمانی اور اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ ہے۔ اور ہم اس سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ پیش کردہ صورتوں میں سے جس صورت پر سود کا اطلاق نہ ہو۔ اور عنداللہ وہ جائز ہو علماء اسلام اسکی تصریح کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو اس خطرناک گرنڈسی بچایا جاوے۔ جس میں وہ آجکل گھرے ہوئے ہیں۔ زراعتی بنکوں کے متعلق علماء اسلام کے جوابات تمام وکمال چھاپ دیئے جاویں گے۔

اس ضمن میں مجھے نہایت افسوس سے ایک نازک طبع مولوی کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ جن کو یہ نیازنامہ بغرض اظہار رائے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس کا جواب دینا محض اس بنا پر مناسب نہیں سمجھا کہ یہ استفتا ایسے شخص نے ان کے پاس بھیجا تھا۔ جن کے ساتھ ان کی مخالفت تھی اور وہ ان سے اپنے روپیہ کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اسلئے مولوی صاحب نے لکھدیا کہ۔ کوئی شریف آدمی فتویٰ پوچھے گا تو جواب دیا جائیگا ؎

اتحاد المسلمین

قرآن مجید نے تو مسلمانوں کو بڑے زور سے تاکید کی تھی۔ کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑے رہنا۔ اور تفرقہ نہ کرنا۔ مگر شومئ اعمال نے مسلمانوں کو اس مرکز سے پرے ہٹا دیا۔ اور اس کا نتیجہ وہی ہوا۔ جو قرآن مجید میں پہلے سے بتا دیا گیا تھا۔ کہ فتفشلوا وتذھب ریحکم مسلمان ایسے پھسلے ہیں۔ کہ ان کا سنبھلنا مشکل ہو رہا ہے۔ اور ان کی بندھی ہوئی ہوا ایسی بگڑی ہے کہ بنائے نہیں بنتی۔ میں نے اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق اس مضمون پر بہت کچھ لکھا۔ گذشتہ سال الحکم میں عام طور پر اس بحث کو اٹھایا گیا۔ اور موجودہ حالات کے لحاظ سے حضرات علماء اکرام کو متوجہ کیا گیا۔ کہ وہ اغیار کے حملوں کی شدت پر نگاہ کریں۔ کسطرح وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے وقت اور ایسی حالت میں ہمارا منتشر ہونا اور اپنے فروعی اختلافات میں اڑے رہنا سخت نامناسب ہے۔ بلکہ یہ وقت ہے کہ باہمی سخت مخالفت کے ہوتے ہوئے بھی دشمنوں کے مقابلہ پر ہم معاویہ اور جناب امیر کے طرز عمل کو مدنظر رکھیں۔ اور خدا کے لئے مسلمانوں کو مسلمان رہنے دیں۔ اس امر کی کوشش نہ کریں کہ جزوی اختلافات کی بنا پر

فتاوی تکفیر

جاری کریں۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ غیروں کو داخل اسلام کریں نہ کہ مسلمانوں کو حلقہ اسلام سے نکالیں۔ علماء کرام اگر اپنے معزز و محترم اسلاف کے نقش قدم پر چلتے تو اس قسم کی مشکلات پیش نہ آتیں۔ مگر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس اختلاف نے اس نازک حالت تک مسلمانوں کو پہونچایا کہ ان کی طاقت اندرونی مخاصمتوں میں صرف ہونے لگی۔ اور بیرونی حملہ آور دلیر ہوتے گئے۔

خدا کا شکر ہے کہ آخر یہ آواز جو محض نیک نیتی اور خدا کی رضا کیلئے اٹھائی گئی تھی۔ کسی حد تک بارآور ہوتی نظر آتی ہے۔

ایک انجمن لاتحاد المسلمین قایم ہوئی

ہے۔ جسکے محرک مولوی حشمت علی دہلوی ہیں میں جب دہلی میں تھا۔ مولوی حشمت علی صاحب سے عموماً اس مضمون پر گفتگو ہوتی۔ اور دہلی کی انجمن خادم المسلمین کی بنیاد اسی اصل پر قایم کی گئی۔

اس طریق کو میں نے دہلی کی انجمن ہدایت اسلام کے ارکان کے سامنے بھی رکھا۔ اور عملی طور پر اسے جاری کرنے کی لئے خواہش کی گئی۔ مولوی حشمت علی صاحب نے ازاں بعد ایک سفر کیا اور وہ قادیان بھی آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے ان کی اس تحریک کو پسند کیا۔ اب یہ تحریک کسی قدر عملی رنگ اختیار کرنے لگی ہے اور میں اس امر کو خوشی سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اسے اپنے اخبار میں شروع کیا ہے اور عملی طور پر انہوں نے مکرمی میر قاسم علی شاہ صاحب ایڈیٹر الحق کے ساتھ ملکر ملتان میں ایک ہی پلیٹ فارم پر دشمن اسلام پنڈت بہوجدت آریہ کا مقابلہ کیا ہے ایسی نظیریں نہایت قابل قدر اور واجب العمل ہیں میری سمجھ میں مسلمانوں میں اتحاد ہو جانا بہت آسان ہے اور میں نے ہمیشہ اس نفاق کا ذمہ دار علماء کو قرار دیا ہے ممکن ہے کہ میری رائے غلط ہو مگر میرا خیال یہ ہے کہ بعض مولوی صاحبان اپنا مقدم فرض یہی سمجھتے ہیں کہ وہ دو فرقے بنا کر اپنا الّو سیدھا کریں۔ اگر وہ اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کو مقدم کرلیں اور ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو آزار نہ پہونچانا اسلام کا شیوہ اور جزو ایمان قرار دے لیں تو یہ مشکل حل ہو جائے۔

پس اس وقت اگر اتحاد المسلمین کے کام کو زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے عملی تدابیر کو اختیار کیا جائے۔ تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ مسلمانوں کے اندرونی اختلافات بھی مٹ جاویں کیونکہ جبکہ باہم ایک دوسرے سے ملنے ملانے کا سلسلہ شروع ہو جاوے تو ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات بھی ہو سکتا ہے۔ اور انسان چونکہ ضد اور ہٹ سے درجہ سے اتر آتا ہے۔ اور نفسانیت اس میں نہیں رہتی۔ اس لئے وہ حق کے قبول کرنے میں دلیری کرتا ہے۔ میری سمجھ میں اگر حضرات علماء اسلام تھوڑی سی توجہ کریں اور وہ خدا کے لئے امت مرحومہ پر رحم کریں تو اسلام اور اہل اسلام میں ایک نئی زندگی کی روح پیدا ہو سکتی ہے۔

اول۔ تکفیر بازی کو چھوڑ دیا جائے ذرا ذرا سے اختلافات پر جو کفر کے فتوی دیئے جاتے ہیں اس سے عام طور پر رجوع کیا جائے۔ اور ان فتاوی کفر کو اٹھا دیا جاوے۔ عقائد اسلام و ارکان اسلام کی بجا آوری اور ایمان پر بھی کسی اختلاف کو باعث کفر قرار دینا سخت تفرقہ کا موجب ہوا ہے۔ یہ ہمارے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیر مقلد اور مقلد اور شیعہ سنی اور احمدی غیر احمدی۔ وغیرہ سب میں یہ بلا پڑی ہوئی ہے۔ پس جو شخص عقاید اسلام پر ایمان لاتا اور ایمان لانے کا اعتراف اور اعلان کرتا ہے اور حتی الوسع بجا آوری ارکان اسلام کرتا ہے اس کو کافر نہ کہا جاوے اور عوام کو ایسی بحثوں سے باز رکھا جائے۔

علماء اسلام میں اگر کوئی تنازعہ ہو تو وہ بطور خود اس کا تصفیہ اپنی مجلس علماء میں کر لیا کریں۔ یا اگر وہ پسند کریں تو تحریری طور پر بھی ہوتا رہے۔ مگر ان تقریروں اور تحریروں میں تشدد اور ذاتی حملوں کو آڑ بنا کر حق کو پوشیدہ نہ کیا جاوے۔ نہایت تہذیب اور شائستگی سے ایسی بحثیں اخبارات و رسالجات میں جاری رہ سکتی ہیں۔

دوم۔ مساجد میں آنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت اٹھا دی جاوے۔ یہ نہایت ہی خطرناک غلطی مسلمانوں میں پھیلی ہے اور میں اس کے کہنے میں مضایقہ نہیں دیکھتا۔ کہ اسکا ابتدا حضرات غیر مقلدین کیطرف سے ہوا۔ انہوں نے برادران اہل حدیث کو

إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴ — ستمبر ۱۹۱۰ء

قادیان دارالامان

دوا ہی شفا ... دارالامان ہی

... جو ہر حال ہی ... یگی لیجائیگی

... ہے باہر ... نے ... اور ... ہے ۱۲

... آئی چہار قادیان ہی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص اور ملک کے طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو ...

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک اندیشہ پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں - کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اجزا سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے ۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں بلکہ اس کا فایدہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے۔

اور اسکی ملائی مدرسہ طبیہ وشفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں ۔ جن کی تعداد پانچ سو تک پہونچ گئی ہے ۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں ۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے ۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں ۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے ۔

فہرست ادویات مفت

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے: **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

کیا آپ بیمار ہیں

جبکہ آپکی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایکمرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈی ونس ڈنرپلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے انتڑیوں میں فضلہ زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ درد یعنے ہے چکرانا۔ درد سر نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ڈدن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوتس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ کو اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ اور مرد اور عورت کو ہمیشہ کیلئے صحت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۴ر اور ۸ر اور ۱۲ر والی شیشی میں ۴۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے

بیچکنی ہے کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں + ۱۲ر والی شیشی ڈدن لی اور باکس ۲۰ بمبئی سے طلب کرو +

بچوں کی تندرستی

والدین کے لیے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر بچہ سست یا مرُمردہ اور بھوک تنگ گئی ہو تو

اسکو تھوڑا اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا۔ اور وہ خوش وخرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا +

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کیلئے سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور رمضان شریف میں خصوصاً ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نکرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھہ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولوی مولٰنا حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں + ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ + سات پارے طیار ہیں اکٹھے خریدار سے صرف ایام رمضان میں چھ روپیہ لئے جائیں گے۔

دفتر الحکم۔ قادیان سے درخواست کریں +

امرت دھارا کے کرشمے گذشتہ ہفتہ سے درج ہو رہے ہیں

مراسلات

جناب پنڈت صاحب دام اقبالہ تسلیم

گذارش یہ ہے کہ بندہ نے امرت کی دھارا کو مندرجہ ذیل مرضوں پر بارہا تجربہ کیا۔ جس کا نتیجہ حیرت انگیز ہے۔ دست۔ درد شکم۔ بدہضمی نظر بد۔ دافع شکم۔ درد سر۔ بخار موسمی۔ ڈنگ بچھو۔ ناسور۔ درد دانت سوزاک۔ درد کان۔ قرحہ کان۔ درد سول۔ ذات الریہ۔ ذات الجنب قولنج۔ درد جوڑ۔ درد پسلی۔ ہسٹیریا۔ کھانسی وغیرہ وغیرہ

مگر تین بیماروں پر اس کا استعمال حیرت انگیز کام کر چکا ہے جن کی کیفیت حسب ذیل ہے۔

ہیضہ کا زہر اُتار دیا

ایک مریض جو سم الفار کھا چکا تھا اور دست و قے جاری ہو چکے تھے اور قریب ہلاکت کے ہو چکا تھا اسکی تین ہی خوراک سے قے و دست موقوف ہو گئے اور مریض کو ہوش درست ہو گئے جسکو حکیموں نے لاعلاج کہا تھا اور آخری حالت دیکھ کر دوائی موقوف کر بیٹھے تھے

سرسام اور آخری وقت

ایک مریضہ جسکو شدت سے بخار میں سرسام ہو گیا وہ روز ہو چکے تھے اور آخری وقت تھے جلدی ہو کر حلق میں آکر رک گیا تھا۔ تمام جسم سرد اور نبض ساقط ہو چکی تھی اسی حالت میں ۲۵ قطرے خالص امرت کی دھارا کے دیئے گئے ۵ منٹ میں ہی مریضہ حرکت کرنے لگی اور نبض بھی اصلی حالت پر آگئی اور اسی طرح ۲۵ قطرے فی خوراک مریضہ کو تین روز تک دیئے گئے سرسام کافور ہو گیا بخار کو بھی تخفیف ہو گئی۔

ڈاکٹر بھی علاج نہ کر سکے

ایک مریض جسکے شکم میں کسی قسم کی غذا تحلیل نہیں ہوتی تھی جس نے کئی قسم کے ڈاکٹری یونانی و ویدک علاج کئے تھے اور ہر غذا کھانی اور پینی نے ہو جاتی تھی۔ ۲۱ بوند امرت دھارا استعمال کرنے سے صحت کلی ہو گئی۔

مرنے سے بچا لیا

ایک مریضہ کو جس کے دائیں طرف بدن کے ایک حصہ کا تشنج ہو چکا تھا جو کال وقت کے چہرہ ایک ہی جانب کو گر گیا جسکو دبانے سے مانند روئی کے گالے کے نرم معلوم ہوتا تھا اور اسمیں شدت سے درد تھا اور مریضہ بالکل بے چین رہتی تھی آخر امرت کی دھارا کا استعمال کیا گیا اور وہ شیشی ختم ہونے پر کل شکایات رفع ہو گئیں اور اسکے ساتھ ہی آپکی بنوا ایک تولہ تک میں و تیجی اس کے علاوہ کئی کرشمے امرت کی دھارا کے وقتاً فوقتاً دیکھنے میں آئے جناب عالی! اب تک امرت کی دھارا کی ۴ درجن شیشیاں آپ کے ہاں سے طلب کر چکا ہوں وہ اب ختم ہو چکی ہیں ۔

الراقم

محمد عبد الحفیظ ... ضلع کرشنا

ایک پڑھنے کے قابل خط

تسلیم کے بعد عرض ہے کہ کمترین بہت سی شیشیاں امرت دھارا جناب سے منگوا کر مفت تقسیم کر چکا ہوں اس کے فوائد از حد ہیں۔ جو بیان سے باہر ہیں فدوی مفت ادویات دیا کرتا ہے اب میں اسے ہر مرض پر استعمال کرتا ہوں حکیم نہیں ہوں صرف بطور خیرات دیا کرتا ہوں جہاں جہاں اس نے اپنے جادو بھرے فائدہ دکھائے میں کچھ عرض کرتا ہوں پلیگ کے بیماروں کو کئی مرتبہ دی گئی سو فیصدی فائدہ ہوا۔ بخار موسمی و ہر قسم کے بخاروں کو دور کرنے کو اکسیر اعظم ہے ۔

ایک گائے نے بچہ دیا اور آنول نہ گری!

گائے کو دس بوند دیں ایک گھنٹہ بعد کل آنول گر پڑی ایک بچہ کو جبکہ وہ ایک ماہ کا ہوا تو بخار مدوزانہ ہو گیا اور وہ بچہ سوکھ کر کانٹا سا ہو گیا۔ ... سبز گلو کو کوٹ کر اس کا پانی نکالا اور روزانہ اسمیں ایک بوند ڈال کر دینا شروع کیا بس دو ہفتہ میں ہی بخار دور ہو گیا۔ بچہ تندرست ہے۔

ایک بچہ کی والدہ کا خون خراب تھا اسی وجہ سے وہ بچہ بھی بیمار تھا نیم کے پتوں کو رگڑ کر پانی ملا کر ۲ بوند امرت دھارا ملا کر پلا دیا اور ایک ہفتہ میں خون صفا ہو گیا۔

ایک دو ڈھائی سالہ بچہ قریب المرگ تھا بے حس و حرکت تھا دو بوند الائچی خورد و طباشیر کے سفوف میں دو مرتبہ دینے سے شفایاب ہو گیا۔ زخم۔ پھوڑا پھنسی۔ دانت درد۔ داڑھ درد۔ دا کو مفید ثابت ہوئی۔ اور ہزار پا و زنبور کے کاٹے پر لگانے سے آرام ہو گیا۔ درد اندرونی اور بیرونی پر مفید پایا۔ کھانسی خشک و تر جانی رہی امراض چشم پر بھی موثر پایا جانوروں کے کرم پڑ جانے پر بھی مفید ثابت ہوا ہے اور زخم پر مرہم کا کام دیتا ہے۔ آجکل پلیگ ان دیہات میں زور شور سے ہے اسی کا استعمال کرا رہا ہوں بہت سے مریض شفا پا کر جناب کو دعائے خیر سے یاد کرتے ہیں اس وقت صرف نصف شیشی باقی رہ گئی ہے کیا کروں امیر کبیر نہیں ورنہ تیس چالیس شیشیاں اکٹھی منگوا کر تقسیم کر دوں حسب مقدور تو بھیجتا ہوں اس میں کیا اثر بھر دیا ہے کہ ہر مرض پر فائدہ دیتی ہے۔ خدا اس میں زیادہ فوائد دیوے ۔

الراقم

کانشی رام دت صاحب مدرس مدرسہ ...

خط و کتابت و تار کا پتہ امرت دھارا لاہور

جسکو ڈاکٹر تین دن میں آرام نہ دے سکے اس نے دس منٹ میں آرام کیا

میں ۱۹... سے اخبار ویش اپکارک کا خریدار ہوں اس کے مفید مضامین اور نسخہ جات سے اس و نیز شدھالیہ کی ادویات اکثر امراض میں میں نے جو بہت فائدہ اٹھایا ہے وہ میں ہی خوب جانتا ہوں اور دیگر لوگ میرے عزیز و احباب بھی مداح ہیں ۔

خصوصاً

ڈھائی تولہ امرت کی دھارا نے مجھے جو فائدہ دکھائے ہیں ان کی قدر مجھے ہی ہے کہ ایک دن کو بھی اس سچے رفیق کی جدائی پسند نہیں کرتا دوست کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ ناگہانی آفت کے وقت بالحضور ہی معاون ہو وہ اسمیں ہے یوں تو دنیا میں ایک سے ایک اعلےٰ ادویہ موجود ہیں مگر ان کی تاثیر مرض کے واسطے مخصوص ہیں اور بعض ہوتی ہے اور کچھ دو چار دن میں ہوتی ہے لیکن اسمیں سب سے زیادہ قابل تعریف بات یہ ہے کہ ... فوراً فائدہ ہو جاتا ہے۔ اور بہت سی امراض میں بلا تاخیر اسکی تاثیر ہوتی ہے۔ چوٹ لگ جانا ناگہانی آفت ہے اسکی دو دو بوند ملنے سے چوٹ کا نشان تو رہ جاتا ہے مگر درد ایسا کافور ہو جاتا ہے گویا چھو نہ تھا میری بھتیجی کے گھٹنہ میں ایک ... جانے کی وجہ سے سخت چوٹ آئی اس کے ملتے ہی فوراً آرام ہو گیا اس کا نام ہے ناگہانی آفت میں مدد دینا اور اسیطرح سے بہت سے لوگوں کو فائدہ دیا زکام و سر درد کا دور کرنا تو کوئی بات نہیں ہے بعض وقت میرے پاس اس مرض کے لوگوں کا ایسا ہجوم ہوتا ہے کہ میں گھبرا جاتا ہوں ایک یا دو ہفتہ سے تین لوگوں کو پیچش اور دست بند نہ ہوتے تھے ... فوراً آرام سے بند ہو گئے۔ کھانسی یا دمہ کا دورہ تے۔ کان درد کان بچھو کا ڈنگ۔ چوٹ۔ درد پیٹ درد قسم بواسیر طحال غرضیکہ جن امراض پر اسکو آزمایا گیا مفید پایا۔ ایک شخص کو نکسیر جاری تھی تین روز سے ڈاکٹری علاج تھا مگر بند نہ ہوتی تھی اس کی ایک ایک بوند نتھنوں میں ڈالنے سے دس منٹ میں ہی بند ہو گئی۔

ایک حاملہ عورت کے سر پہ چوٹی کے مقام میں سخت درد تھا کئی یوم سے خورد و نوش ترک تھا اور ڈاکٹری و یونانی علاج ہوتا تھا اس کے ایک مرتبہ کے لگانے سے نیند آگئی اور درد جاتا رہا ۔

بعض امراض ایک رات کو ہوتے ہیں کہ طبیب اور دوا مل سکتی ہے ایسے وقت میں یہی فائدہ دیتی ہے اول تو دو شیشیاں منگوائی تھیں پھر سال گذشتہ سن ۱۹۰۶ء میں تین شیشیاں منگوا چکا ہوں اور اب پھر خواہش ہے ۔

الراقم

سید ابو القاسم خریدار اخبار نمبر ۶۶۲ ...

اگر طب کا شوق ہے اگر اپنا علاج خود کرنا چاہتے ہو تو ویش اپکارک اخبار منگواؤ۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

بیکل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۰۳ تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے **سنیئے! روح حیات کیا چیز ہے** روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والیکو آسان ہو گیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر ای این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدداروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے روح حیات رگ ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر فراق زمانہ اگر تلواریں بھی ملے تو بھی بہتر ہے آب ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدداروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز آزمودہ استعمال ہونے پر بھی ان کی ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰۳ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل و تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت فزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے و دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ رقت منی ضعف معدہ۔ ضعف دماغ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جواں مرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی ع۲ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب لاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتا ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزول طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بنا تا ہے قیمت فی شیشی للعہ

یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیا گر۔ پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں ✣

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی

(بڑی فہرست دواخانہ سے منگوائیے)

فصلی بخار اور تلی کی دواء

یہ دوا چھبیس ۲۶ برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایکمرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدہ لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو ماردیتی ہے اسلئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴؍) محصولڈاک ۶؍ دو شیشی تک ۸؍

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸؍) محصولڈاک (۵؍) دو شیشی تک ۶؍

داد کا مجرب مرہم

ایکمرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴؍) محصولڈاک ایک سے ۶ تک ۵؍ بارہ ڈبیہ تک ۷؍

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶۔ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہار روئی کے بازار میں مشتہرین کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے وہ مفت دوا دیتے ہیں دل از بادھ پھیر منگواؤ پہلا اضمیں بھی دیکھو کا ہی قوائی تناسل کے متعلق ان نوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ہاریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ ✣ **طلا طلسمی** پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات نوبت خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارا اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ فورا اسکو پائیں قیمت ۶ ماشہ عہ [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک اڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا ✣

بھی خاک میں ملا دیا یہ کہکر لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ۔ غرض اہل مکہ کی محبوب شئے جو انکی جان و مال سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ شرک کی تردید کی اور بڑے زور و شور سے کی اور انکی باطل امیدوں کو جو حرص کا موجب ہوں خاک میں ملا دیا۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جنگ کرنا پڑا ہے۔ اور جنگ ایک ایسا موقعہ ہوتا ہے جہاں انسانی جذبات اور نفسانی قوتوں میں ایک اشتعال اور ہیجان ہوتا ہے اور انسان تمیز نہیں کر سکتا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ مگر اس موقعہ پر بھی لا تعتدوا کی تعلیم دینے والا کامل انسان اپنی قوتوں پر کامل حکومت رکھتا ہے۔ اور نہ اپنی قوتوں پر بلکہ جس قوم کو اپنی پاک صحبت سے پاک کیا ہے انہیں بھی اس قابل کر دیا ہے کہ باوجودیکہ وہ اپنے ان دشمنوں سے لڑ رہے ہیں جنہوں نے انہیں وطن سے نکالا۔ اور سخت اذیتیں دیں وہ بھی ان حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔

پنجم۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مختلف قوموں اور مختلف مذاہب سے واسطہ پڑا ہے۔ کسی ایک کے سامنے آپ نہیں دبے اور عسر نے آپ کے خیالات کو پست کیا۔ اور نہ یسر نے۔ بلکہ سلطنت اور حکومت بھی آپ کو اعتدال سے باہر نکالا۔ بلکہ آپ تمام حالتوں میں ایک ہی طرز زندگی رکھتے رہے۔ اور قرآن کریم ان دونوں حالتوں میں بھی ایک ہی شان رکھتا ہے اس کے طرز بیان اور اسلوب میں کہیں فرق نہیں آتا۔ مکہ کی حالت بیکسی میں بھی اہل مکہ کی بت پرستی پر انہیں تنبیہہ کرتے رہے اور اس کے برے نتایج سے ڈراتے رہے۔ اور مدینہ طیبہ میں آپ کے مشکلات اور بھی بڑھ گئے تھے۔ مدینہ میں مختلف قومیں یہود اور نصاریٰ وغیرہ آباد تھیں ان تمام قوموں کے ساتھ معاہدات اور معاملات تھے۔ اور باوجودیکہ ان قوموں کے تعلقات ایک طرف ایران سے دوسری طرح روم الکبریٰ کی سلطنتوں سے تھے۔ مگر آپ نے ایک دن بھی گوارا نہیں کیا کہ ان کے غلط عقاید پر انہیں آگاہ نہ کریں عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث و کفارہ اور انکو ابنیت و الوہیت کی تردید کیا

اور یہودیوں کو ان کی بداخلاقیوں اور عملی اور اعتقادی کمزوریوں پر متنبہ کیا۔ اسطرح پر آپ نے زندگی کے ہر نشیب و فراز میں اپنی حالت کو نہیں بدلا اور ان میں اختلاف واقع نہیں ہوا۔

ششم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت کے لئے منہاج نبوۃ پر پیشگوئیاں کی ہیں وہ پیشگوئیاں منہاج نبوۃ کے اصول پر پوری ہوتی ہیں۔ اور راستبازوں کی پیشگوئیوں کیطرح کثرت سے پوری ہوتی ہیں۔ بعض اگر دوسرے وقت پر ملتوی ہوتی ہیں تو یہ اختلاف کے نیچے نہیں آتی ہیں کیونکہ ان کے لئے بھی قرآن مجید پہلے سے بتا دیتا ہے کہ اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

ہفتم۔ قرآن مجید میں کچھ اسباب حصول ملکہ کے بتائے ہیں۔ اور کچھ افعال یا اعمال دکھ سے بچنے کے ہیں۔ یا اوامر اور نواہی ہیں۔ اوامر کے نتائج اور نواہی کے نتائج بھی بتائے۔ اب جن لوگوں نے اس تعلیم پر عمل کیا انہوں نے وہی نتائج دیکھے اختلاف تب ہوتا ہے کہ نہ نتائج صحیح نہ ہوتے۔ یعنے کامیابی کے اصولوں پر عمل کرنے سے ناکامی اور ناکامی کی راہوں پر چلنے سے کامیابی حاصل ہوتی۔

ہشتم قرآن مجید دنیا کے کسی حصہ اور طبقہ میں اگر قابل عمل در آمد نہ ہوتا۔ یعنے اس کی تعلیم اگر ایسی ہوتی۔ کہ کسی ملک اور قوم کے حسب حال ہوتی۔ لیکن دوسروں کے نہ ہوتی۔ تو پھر بھی یہ اختلاف ہوتا۔ مگر نہیں قرآن مجید ہر زمانہ اور ہر ملک میں یکساں عالمگیر تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لئے کہ وہ کل دنیا کے لئے اور ابد الآباد کے لئے آیا ہے

نہم تاریخ صحیح کا بھی وہ مخالف نہیں ہے۔

دہم اصول و ارکان اسلام ایسے محکم اور مضبوط بتائے کہ کبھی کوئی اسلامی فرقہ ان میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ تلک عشرۃ کاملہ۔ یہ ایک زبردست دلیل ہے قرآن مجید کی صداقت آنحضرت صلعم کی صداقت کی مخالفین اسلام غور کریں۔

دارالامان میں کیفیت رمضان

رمضان المبارک کا چاند ۵ ستمبر ۱۹۱۰ء کو دیکھا گیا۔ اور ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء سے یہ مبارک مہینہ شروع ہوا۔ دارالامان میں رمضان کی کیفیت قلوب پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے ارشاد سے جامع مسجد میں اول شب میں نماز تراویح کی بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ اور حافظ ابراہیم صاحب قرآن مجید سناتے ہیں۔ اسطرح پر قاریوں و ارخلافت یاد آتا ہے۔ اور مسجد مبارک میں ۳ بجے حافظ تصور حسین صاحب ۸ رکعت نماز تہجد پڑھاتے ہیں۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی بھی مسجد مبارک میں شامل ہوتے ہیں۔ حضرت نے ایک پارہ یومیہ کا درس قرآن مجید شروع کر دیا ہے۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف کا جو کوثر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اس سے تشنگان روحانیت کو سیراب کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کا یہ سماں قرآن مجید کے نزول فی الرمضان کی حقیقت کو بتا رہا ہے۔ فی الواقعہ رمضان کے ساتھ قرآن مجید کو خاص مناسبت ہے۔ اس مہینے میں قرآن مجید پر تدبر کرنے والوں کو عجیب عجیب نکات معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ غرض قادیان کی راتیں آجکل بڑی بابرکت ہیں۔ اور دن تو پھر دن ہیں۔ شب و روز قرآن مجید ہی کا درس اور شغل ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت اور اشاعت کا یہ طریق بھی بڑا ہی بابرکت ہے۔ اور یہ قرآن مجید کا ایک اعجاز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ابھی تک ناساز ہے۔ ضعف بہت زیادہ ہے رمضان المبارک کا پہلا جمعہ بھی حضرت کے حکم سے حضرت صاحبزادہ صاحب ہی نے ہی پڑھایا۔ اور بخار نے بھی حملہ کیا۔ مگر آپ نے قرآن مجید کے درس کو ایک دن بھی بند نہیں کیا۔ جس سے حضرت مسیح کا وہ

عارفانہ کلام صحیح ثابت ہوتا ہے کہ انسان طعام سے نہیں۔ بلکہ کلام سے جیتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی غذا تو فی الواقعہ قرآن مجید ہے۔ کہ بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی وہ اسے ہمیشہ تلاوت کرتے اور علم و حکمت کے خزانے دوسروں پر کھولتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔

آج کل خصوصیت سے دعاؤں میں بھی مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں ہمارے حق میں سنے۔ اور قبول کرے۔

(آمین)

مراسلات

قبول اسلام

بابو رام چند صاحب ساکن ضلع جہلم نے (جو مختلف سماجوں مثل راولپنڈی شہر۔ گوروکل اریہ کمار سبھا لاہور وغیرہ کے ممبر رہ چکے اور زبان سنسکرت میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ نیز انگریزی میں سینڈ انٹرنس پائے ہوئے ہیں) آج بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۱۰ء دفتر انجمن ہدایت اسلام دھلی میں تشریف لاکر چند شکوک نسبت اسلام کے رفع فرماکر جناب مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب حقانی سرپرست انجمن ہذا کے دست حق پرست پر بطیب خاطر اسلام قبول فرمایا آپکا اسلامی تاریخی نام حفیظ الرحمن رکھا گیا۔ خداوند کریم استقامت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

العبد

محمد یونس عفی عنہ مہتمم انجمن ہدایت اسلام دہلی بقلم خود

"ملت لاہور"

عام اخباری اغراض و مقاصد کے علاوہ مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق کا محافظ۔ انکی مالی سوشل کا مصلح۔ انکی تعلیم کا حامی۔ انکی قومی کاموں کو تنقیدی نگاہ سے دیکھنے والا۔ ان میں قومیت اور یگانگت کی زندگی پیدا کرنیوالا فلاحت و زراعت کو ترقی دینے کے متعلق نئی اور عملی تجاویز بتانیوالا۔ زمینداروں کی حالت کو بہتر بنانے والا۔ ہندوستان کا واحد اور ہفتہ وار اخبار۔ قیمت سالانہ تین روپیہ ششماہی ۱۲ سہ ماہی ۸ ہر پنجشنبہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ قوم کے مقتدر اور لیڈروں نے اسکو متانت قابل قدر قومی اخبار تسلیم فرمایا ہے۔

نمونہ از نیازمند محمد شجاع اللہ ایڈیٹر ملت لاہور

سرکاری خبریں برائے مطبع

جے۔ ٹی۔ برن صاحب گورنمنٹ ہند سے واپس آنے پر شملہ میں ڈوبسن صاحب کی جگہ تعینات کئے جائیں گے۔ اور آخرالذکر افسر لاہور میں تعلیم جوڈیشل حاصل کریں گے۔

خان صاحب چودہری سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لائل پور کو ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء سے ایک ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔ اور سلالہ سنگر پال صاحب اون کو سبکدوش کریں گے۔

جی۔ این ینگ صاحب اسسٹنٹ کمشنر روپڑ رسٹ صاحب سے سبکدوش کئے جاکر بندوبست لدھیانہ میں بغرض تعلیم مامور کئے جائیں گے۔

آونریبل اے۔ ایچ۔ ڈانک صاحب کمشنر بندوبست پنجاب کو ایک سال کی رخصت ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء سے عطا ہوئی۔ صاحب فنانشل کمشنر ایک قلیل عرصہ تک علاوہ اپنے کام کے اون کے کام کو انجام دیں گے۔

لالہ سری رام صاحب پہلے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج رائے بہادر مول راج صاحب کے آنے تک تعینات کئے جائیں گے۔ جس کے بعد وہ ملتان میں بطور سب جج جائیں گے۔

ایم۔ ایس۔ ڈی بٹلر صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کو ۲۵ یوم کی رخصت یکم ستمبر ۱۹۱۰ء سے عطا کی گئی۔ فرگیوسن صاحب ان کی جگہ کام کریں گے۔

جے۔ ایف بروسٹر صاحب اسسٹنٹ کمشنر لائل پور کو ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء سے ۶ ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔ اور ان کو کپتان نکولاس صاحب جہلم سے جاکر سبکدوش کریں گے +

لاہور مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۱۰ء

دستخط گل محمد

نائب میر منشی گورنمنٹ پنجاب +

بقیہ نکات قرآن مجید

مانَنسخ من آیۃ میں یہ مراد نہیں کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ ہو گئی ہے اور اب سپر عمل درآمد نہیں ہوتا یہ بالکل غلط ہے قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ مانَنسخ من آیۃٍ دراصل بنی اسرائیل کے خاندان کی نبوت کے خاتمہ اور بنی اسماعیل میں نبوت کی پیشگوئی ہے۔ اور یہ کہ خدا کی حکومت آتی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن مجید کے آنے پر عیسائیوں اور یہودیوں کا مذہب بدل دیا۔ غرض یہاں چونکہ نبوت اور حکومت بنی اسرائیل کے خاندان میں ختم ہوتی ہے اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے اظہار فرمایا ہے۔

مقام ابراھیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کہا اَسْلِمْ۔ اُس نے کہا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ پس مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانے کا مفہوم اور مطلب ہے کہ انسان ابراہیمی اطاعت اپنے اندر پیدا کرے۔ اور جسطرح پروہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے ایسی حالت اختیار کرے تب وہ سچا اور کامل مسلمان ہوگا۔ اور اسکا نتیجہ وہی ہوگا جو ابراہیم کو ملا۔ اسکی اولاد میں برکت اسکے اموال میں برکت ہوگی۔ جبتک یہ بات پیدا نہ ہو انسان کامل مسلمان نہیں ہوتا۔ پھر مصائب میں ثابت قدم ہو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جوش اپنے اندر رکھتا ہو تب وہ ان برکات کا مورد ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام کو ملیں +

معاہدہ کرلیں۔ اور مختلف مذاہب کے لیڈر اپنی جماعتوں کیطرف سے اسپر دستخط کریں اور ذمہ داری لیں۔ تو آج یہ فسادات اور منافرت دور ہوسکتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ صرف ایک اور ہاں ایک **ھی جماعت ایسی ہے** جو اپنا امام رکھتی ہے۔ اور اس کی آواز چار لاکھ آدمیوں کی آواز ہے۔ اور وہ اگر اپنی جماعت کیطرف سے ایسا عہد نامہ کرے تو سب کے سب ماننے کو تیار ہیں۔ آریوں اور عیسائیوں کے لئے شاید مشکلات ہوں تاہم اگر آریوں کی صدر انجمن اس معاملہ پر متفق ہوکر صلح کرنے کے لئے کوشش کریں۔ تو آج صلح ہو جاتی ہے۔

یہ تو احمدی قوم کی پوزیشن صلح اور آشتی کے کے متعلق غیر قوموں سے ہے۔ اندرونی اختلافات کے لئے دس سالہ صلح کا پیغام دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے تلخ دشمنوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور وہ اس ثواب کے لینے والے نہ ٹھیرے۔ جو اس کے بدلہ میں انہیں ملتا۔ آخر **افصح المودبین** خود انہیں اس طرف لا رہا ہے۔

فی الجملہ میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ مذکورہ بالا بیانات کے بعد مخالفین کا کوئی حق نہیں ہے کہ **امن و سلامتی کے شہزادہ** (مہدی موعود) کی قوم (احمدی) کو الزام دیں۔ یہی سلسلہ حقہ ہے جو **دنیا میں امن قایم** کرنا چاہتا ہے اور وہ اس سے بیزار ہے کہ دوسروں میں نفرت پھیلائی جائے۔ اسکا تو مقولہ یہ ہے سہ

آزار البشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

[illegible]

نکات قرآن مجید

ہمیں رمضان شریف کے اس درس میں سے بعض ضروری ضروری نکات انشاء اللہ درج کرتا رہونگا یہ سلسلہ مسلسل نہ ہوگا بلکہ جستہ جستہ مقامات میں سے اور حضرت کے ارشادات سے یہ نوٹ شروع ہوں گے۔ ایڈیٹر

قرآن کریم کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت اسکا ابتدا ہی ہے جو الحمد للہ سے ہوا ہے، دوسرے مذہب کی کتابیں جو ہمارے سامنے ہیں انکے ابتدا پر اگر نظر کریں اور پھر اسکا مقابلہ قرآن کریم سے کریں تو قرآن کریم کی ابتدا اس پہلو میں نہایت شاندار اور بہت سے حقایق اپنے اندر رکھتی ہے اور دوسری کتابوں کی کور ابتدا سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا الحمد للہ کہنے والے کی قلب کی طمانیت کا پتہ لگتا ہے کہ وہ تمام سکھوں اور راحتوں کو گویا حاصل کر چکا ہے اور دنیا کی تمام مشکلات اور مصائب پر کامیابی اور فتح پا چکا ہے کوئی امید اور آرزو اب باقی نہیں۔

پھر اسکے تعلق بالعد کا پتہ لگتا ہے کہ اسکے مد نظر ہمیشہ اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اسکی حمد کرتا ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت حوصلہ اور عظیم الشان شرح صدر اور رضا بالقضا کا ثبوت ہوتا ہے، مکہ کی ساعات عسر میں آپ الحمد للہ کہتے ہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ ابتدائی تکالیف آپکی نظر میں ہیچ اور آپکی کوہ وقاری کو ٹہرا بنولی ہیں۔

پھر اسی نقطہ میں قرآن مجید کی اس تعلیم کا لب لباب اور خلاصہ پیش کر دیا جو وہ خدا تعالیٰ کے متعلق دنیا کو دینا چاہتا ہے، مکہ معظمہ میں اسوقت بت پرستی ہو رہی تھی۔ الحمد للہ کہنے والا بتاتا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حمد ہوگی۔ اور باطل معبودوں کا نام و نشان مٹ جائیگا۔

پھر الحمد للہ کہنے والا دنیا میں محمدؐ ہوگا۔ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں کی عظیم الشان پیشگوئی معلوم ہوتی ہے۔ بالمقابل انجیل کی ابتدا دیکھو کہ یسوع کا نسب نامہ شروع ہوتا ہے اور ویدوں کی ابتدا اگنی کی تعریف سے۔ اسی طرح قرآن مجید کی انتہا اور دوسری کتابوں کی انتہا میں بھی فرق نمایاں ہے اور سچ تو یہ ہے

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اسکی قدر کریں کیونکہ معنی اور مفہوم یہ ہے کہ کتاب یہی ہے "فی الحقیقت" پڑھنے کے قابل اور انسان کی زندگی کے ہر مرحلہ اور حصہ میں نمائی کے قابل اگر کوئی دستور العمل ہے تو یہی ہے اور ہر متقی جماعت کا یہ ہدایت نامہ ہے ٭

کتاب کا لفظ قرآن مجید کی حفاظت کی پیشگوئی کرتا ہے دنیا کی تمام مذہبی کتابیں۔ قرآن مجید کے مقابلہ میں اس پہلو سے بھی گری ہوئی ہیں۔ کیونکہ کسی کتاب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں کیا جو قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق ہے **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ** پھر قرآن مجید کے متعلق فرمایا **ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ** ہر متقی جماعت خواہ وہ کسی ملک اور قوم میں ہو اسکا ہدایت نامہ یہی کتاب ہے۔ کیونکہ یہ تمام دنیا کی صداقتوں عقاید حقہ اور اعمال صالحہ کی جامع ہے اور یہی قرآن مجید کا اعجاز ہے نادان عیسائی معترض بنا بیع الاسلام میں بیہودہ کوشش کرتا ہے یہ ثابت کرنیکے لئے کہ قرآن مجید کی یہ تعلیم فلاں جگہ سے مستنبط ہے اور یہ اس جگہ سے۔ اُسے اتنا معلوم نہیں کہ قرآن مجید نے تو خود دنیا کی تمام صداقتوں کی جامع کتاب ہونے کا دعوٰی کیا ہے اور پھر ایسے وقت میں ان صداقتوں کو اپنے اندر رکھا ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کلام اور کام کے کسی انسانی طاقت سے محض ناممکن ہے عرب کی اسوقت کی تعلیمی حالت اور دنیا کی عام حالت اسکی شاہد ہے مختلف ممالک اور قوموں کی مذہبی کتابیں جمع کرنا اور پھر ان میں سے صداقتوں کو نکال لینا یہ انسانی کام نہیں اگر بیابیع کے مصنف کی بات کو ہی مد نظر رکھیں تو بھی آنحضرت صلعم کا یہ کمال آپکے دعوٰی نبوت کی صداقت کی زبردست دلیل ہے ٭

اذ قتلتم نفسًا کے متعلق فرمایا کہ صوفیوں نے اسکی نسبت لکھا ہے کہ یہاں مضار قوٰی مراد ہے انسان چونکہ مختلف قوتوں کا مجموعہ ہے اگر وہ متضاد قوٰی سے کام لے یعنی غضب کا مقابلہ حلم سے۔ اور شہوت کا عفت سے کرے۔ اور طمع کا قناعت سے علی ہذا القیاس ان تمام قوٰی کا جو انسان کے اندر ہیں باہم مضاربہ ہوتا رہے تو اس مضاربہ قوٰی سے اُسے بہت فائدے ہوتے ہیں۔

خدا کا قول سو قول بشر کیونکر برابر ہو۔ وہاں قدرت بیاں درماندگی فرق نمایاں ہے۔ پھر اس کے معنے یہ بھی ہیں۔ کہ جب تم نے ایک نفس (جی) [illegible]

[illegible]

قرآن کریم کی صداقت کی ایک لانظیر دلیل

قرآن مجید کے اس درس میں جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے رمضان میں شروع فرمایا ہے - قرآن مجید کی آیت لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی اس مضمون کو کھول کر لکھے - میں نے حضرت کے اس ارشاد کی تعمیل سعادت سمجھ کر ذیل کا مضمون لکھ دینا پسند کیا ہے امید ہے ناظرین اس پر غور کریں گے یہ مضمون دراصل حضرت کی تقریر کی توضیح ہے

قرآن مجید کی یہ آیت قرآن مجید کی حقیت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور بالآخر اسلام کے دین اللہ ہونے پر ایک ایسی دلیل ہے کہ کوئی سائنس (علوم صحیحہ) اور کوئی صحیح مشاہدہ اور صحیح تجربہ اس کو نہیں توڑ سکتا اور عقل صحیح کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے +

اس میں قرآن مجید کی حقیت یا یوں کہو کہ مامورین و مرسلین کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اس میں اختلاف کثیر نہیں - اس آیت سے اتنا تو پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات ان امور سماوی میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں بظاہر کوئی اختلاف نظر نہیں آسکتا - گو فی الواقع وہ اختلاف نہیں ہوتا کیونکہ یہاں لوجدوا کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ اختلاف کو پاتے لیکن اختلافات انسان کی اپنی عقل اور فہم کے ماتحت ہوتے ہیں -

قرآن مجید نے یہ آیت تحدی کے رنگ میں پیش کی ہے اسلئے ضروری ہوا کہ ہم دیکھیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک سچا ہے قرآن کریم اس معیار پر ایسا پورا اترا ہے کہ کوئی دوسری کتاب اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی -

اول قرآن کریم کی تعلیم کو ہم لیتے ہیں اس میں کوئی حکم ایسا نہیں جو کسی حکم کے خلاف اور اقبض ورفع ہو اور پھر صرف یہ بلکہ دنیا کی کسی کتاب دنیا کے کسی ہادی کے ملفوظات میں کوئی ایسی صداقت اور ایسی ہدایت نہیں جو قرآن کریم کی ہدایت کے خلاف ہو کیونکہ قرآن مجید نے تو پہلے ہی دعویٰ کیا ہے فیھا کتب قیمہ اور ھدی للمتقین اور ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم یہ تو قرآن کریم کی عام تعلیمی حالت ہے اس میں باہم اختلاف تو درکنار وہ دنیا بھر کی ہدایتوں اور تعلیمات حقہ کے ساتھ بھی اختلاف نہیں کرتا بلکہ انکا جامع ہے کسی قوم اور کسی ملک میں کسی کتاب اور ملفوظات میں کوئی تعلیم اور ہدایت جو انسان کی بھلائی کے لئے ہو پیش کرو جو قرآن مجید میں نہ ہو -

دوم قرآن مجید عملی پہلو میں بھی اختلاف نہیں رکھتا قرآن مجید نے دعویٰ کیا کہ ھدی للمتقین - شفاء لما فی الصدور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کسی چیز کی تعریف کرے اور وہ تعریف عملی رنگ میں محض ہیچ ہو مگر قرآن مجید نے اپنے اس دعویٰ کو واقعات سے صحیح ثابت کیا جس قوم نے اسپر عمل کیا ان کے لئے وہ شفاء - نور اور ہدایت ثابت ہوا - یا نہیں؟ یہ تاریخی واقعہ ہے اور اسے عرب کی کایا پلٹ تاریخ بھول نہیں سکتی اور نہ صرف عرب کی تاریخ - بلکہ تمام تاریخ عالم کے اوراق اس صداقت کو اپنے اندر رکھتے ہیں - اور پھر یہاں تک ہی نہیں ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کا وجود دنیا میں ہوتا ہے جو قرآن مجید کی عملی تاثیرات کا پھل ہوتے ہیں - اور وہ نمونہ ہوتے ہیں - قرآن مجید کی زندہ تاثیروں کا +

سوم سائینس اور علوم حقہ صحیحہ جسقدر بھی چاہیں ترقی کریں قرآن کریم ان صداقتوں کے خلاف نہیں ہوسکتا اور نہیں ہے اسوقت تک جسقدر صداقتیں سائنس کی ظاہر ہوئی ہیں قرآن مجید انہیں اندر رکھتا ہے - یہ حصہ اس مضمون کا بہت طویل ہے مثال کے طور پر صرف ایک بات لکھدی جاتی ہے کہ آج علم بوٹونی کے ماہرین نے بڑی جدوجہد سے دریافت کیا کہ درختوں میں نر و مادہ ہوتے ہیں - مگر قرآن کریم آج سے تیرہ سو سال پہلے کہہ چکا ہے وارسلنا الریاح لواقح اور انبتنا فیھا من کل زوج بھیج قرآن مجید میں یہ مضمون بہت جگہ بڑی وضاحت سے آیا ہے اور پہلی آیت جو یہاں لکھی ہے اس میں علم ھوا کے متعلق بہت کچھ اسرار رکھدیئے ہیں - اس طرح جیسا سائنس جس جس قدر بلند پرواز کریگا اسیقدر قرآن کریم اپنی صداقت میں اسکے ساتھ مطابقت کہائیگا +

چہارم - قرآن کریم کا نزول ۲۳ سال میں ہوا ہے اور اس عرصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مختلف حالتوں میں سے گذرے ہیں ابتدائی حصہ آپکی زندگی کا مکہ معظمہ میں نہایت عسر اور مشکلات میں گذرا ہے - مکی آیتوں اور سورتوں کو پڑھو کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت میں کوئی کمزوری اور اپنے دعوے کے اظہار میں کسی قسم کی مداہنت پائی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں - بلکہ پوری شوکت اور قوت سے آپنے تبلیغ کی ہے اور اس جرأت اور استقلال کے ساتھ اپنے دعویٰ کو بیان کیا کہ اس میں ذرہ بھر تزلزل نہیں ہوا - بلکہ مکی آیتوں میں وہ قوت اور طاقت ہے کہ انسان کے وہم میں بھی نہیں آسکتی ہے اسلئے کہ وہ علم شدید القویٰ کی تعلیم کا نتیجہ ہے +

مکہ والوں کی محبوب چیز بت پرستی اور شرک تھا - جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا لا الٰہ الا ھو کی تعلیم دی اور انہیں کھول کر بتایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما - عرب جیسی احساس کرنیوالی قوم کو انکی محبوب اور مرغوب شے بت پرستی کی شناعت سنانا اور انہیں شرک کرنے میں مفتری قرار دینا معمولی بات نہیں بلکہ اس قوم کو بھڑکا دینے کے لئے یہ زبردست تحریک تھی - ایک شخص اپنے جتھے اور جمعیت پر اعتماد کرکے ممکن ہے اپنے مخالفوں کے خلاف زبان کھولے مگر بیکسی کیحالت میں انہیں شرک کی برائیوں سے آگاہ کرنا اور شرک کے خطرناک نتایج سے ڈرانا یہ ایسی بات ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کو روشن کردیا ہے +

پھر بت پرست اور مشرک قوم عجائب پسند ہوتی ہے اور وہ ایسے آدمیوں کی طرف رجوع کرسکتی ہے جو انہیں غیب کی باتیں (اس سے مراد رمالوں اور فال بین کے غیب ہیں) بتائے یا انہیں مال ودولت کی تحریص دلاسکے کہ کسی عمل یا وظیفہ سے وہ خزائن دنیا جمع کرلیں - اور یا انہیں ایسی راہ بتائے جو شرک کا شعبہ ہو یعنے اوتار وغیرہ کی تعلیم دے +

اس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی ان امیدوں کو

ہوتا ہو۔ یعنی اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جسکا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسر شان ہو۔ جس کو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف سے مانتے ہوں۔ تو اس کو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جاوے۔ کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرے۔ جبکہ خود اس کی کتاب یا اس کے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہے

دوسری شرط یہ ہے۔ کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمائی جاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہو جنکو کسی فریق نے اپنی مسلم اور مقبول کتابیں ٹھیرا کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کیساتھ شایع کرادی ہو۔ اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں۔ جنپر میرا عقیدہ ہے۔ اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں۔ سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اس کی خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند۔ یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ وہ بتفصیل ذیل ہیں ✤

اول یہ کہ ان دنوں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اس قدر ترقی پذیر ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اس قدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایک زور کے ساتھ فحش گوئی اور ٹھٹھے ہنسی کا۔ دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس **مقدس کتاب** کے لئے جو اس پاک نبی کی معرفت ان کو ملی نہایت غیرتمند ہیں۔ لہذا جو کچھ دوسری قومیں طرح طرح کی مفتریانہ الفاظ اور رنگارنگ کی پرخیانت تحریر اور تقریر سے ان کے نبی اور اُن کی آسمانی کتاب کی توہین سے ان کے دل دکھا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا زخم ان کے دلوں پر ہے کہ شائد ان کے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف نہ ہو اور اسلامی اصول ایسے تہذیبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السّلام پر کرتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اہل اسلام اسکے مقابل پر اسکے پیغمبر اور اس کے مقتدا کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر

ایک مسلمان اس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ اسکا فریق مخالف وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دیگئی ہے کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذرا اسلئے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر وہ تو ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا نبی آخر الزمان کی نبوت پر تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں جب بہت دکھ اٹھاتا ہے تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا۔ مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے۔ جسکا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے بہت مشکل امر ہے۔ لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اس لئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جسقدر تقریروں اور تحریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کے لئے کوئی معیار اپنے ساتھ نہیں رکھتی جس سے صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جاوے یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہونچگئی ہے لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کھلنے کے لئے بطور موید ہوں۔ اور صحت نیت اور عدم صحت کے پرکھنے کیلئے بطور معیار کے ہو سکیں سو وہ معیار وہ دونوں شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کردی گئی ہیں کیونکہ کچھ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اس پر بھی اسکی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے۔ یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ جن کو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر ان کے بارے میں اپنی مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلاشبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس صورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تمام حیلے نکمے ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یاوہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کے لئے یہ ایک کامل علاج ہے۔ مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بہت کچھ یاوہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائیگا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لئے یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سنکر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹ اور افترا سے مدد لیکر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے۔ اور فریق ثانی کو خواہ نخواہ ذلت پہونچاوے۔ سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کیلئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرہیز

پیدا ہو جائے گی **تیسری ضرورت** اس قانون کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے۔ چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر ایک نیک کام میں اول درجہ پر ہے۔ تو کیوں اسقدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات میں اس کے قانون میں احسن انتظام نہیں ظاہر ہے کہ ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کو نابود کر دیوے اور اس تمام نااتفاقی کی جڑھ **مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی** ہے۔ گورنمنٹ اپنے رعایا کے لئے بطور معلم کے ہے پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جن کی دلی خیر خواہی روز بروز ترقی پر ہے اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور اس کی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بیجا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں۔ پس اس صورت میں انکا حق بھی ہے کہ ان کی **دردناک فریاد** کیطرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جسکا صرف مسلمانوں کو فایدہ پہونچتا ہے۔ اور دوسروں کو نہیں بلکہ ہر ایک قوم اس فایدہ میں شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک میں صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہوتے [illegible] اور [illegible] لوگوں کا موہنہ بند ہوتا ہے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اسکا اثر مسلمانوں سے خاص نہیں ہر ایک قوم پر اس کا اثر برابر ہے آخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالے ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کیساتھ ہمارے سروں پر خوش و خرم رکھے اور ہمیں سچی شکر گذاری کی توفیق دے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلاوے کہ ایک توفیق اُسی کے ارادہ اور حکم سے ہے

آمین

الملتمسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جنکے نام علیحدہ نقشوں میں درج ہیں ۔ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۵ء۔

اس درخواست کے ساتھ ہی اس مضمون کا نوٹس پادری صاحبان اور آریہ صاحبان کے نام لکھا گیا تھا مگر افسوس آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان نے اس معقول اور صلح اور امن قائم کرنیوالی تدبیر کی تائید نہ کی ورنہ آج یہانتک نوبت نہ پہونچتی اور وہ گندہ اور ناپاک لٹریچر جو مذہب کے نام سے پھیلایا گیا ہے ہندوستان سے معدوم ہو جاتا۔ اور جو نفرت ہندو مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے وہ نہ ہوتی۔ اور اگر اب بھی اُسی اصول پر عملدرآمد ہو جاوے تو اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ محبت و اتفاق پیدا ہو جاوے ایسی خیال سے میں نے اس تجویز کے کئی مرتبہ الحکم میں تجدید کی مگر معترض اسلام کے کیمپ سے اس کے متعلق کوئی صدا نہ اُٹھی ہمارے مخالفین میں آریہ مہاشوں کا لٹریچر جو دوسرے مختلف مذاہب کے خلاف پھیلایا گیا ہے۔ اس کے خلاف خود آرین بزرگوں کی رائیں آریہ پٹیال ہی میں پیش ہوئی ہیں ہندوستانی جیسے معزز اخبارات نے انہیں دوستانہ مشورہ دیا کہ وہ اپنی تحریروں کو نرم کریں مگر وہ ایسا نہیں کر سکے۔ بالآخر اب پریس ایکٹ اس کی اصلاح کرے گا۔

اس پر بھی بس نہ کر کے ہمارے حضرت نے ایسے جلسوں کے انعقاد کی تجویز بھی مذہبی دنیا کے سامنے رکھی جس میں وہ صرف اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور یہ جائز استعمال آزادی مذہب کا تھا۔ اور اس کی نظیر بھی قائم کی۔ چنانچہ لاہور کا جلسہ مہوتسو آپ کی تحریک پر ہوا تھا۔ اسی قسم کے جلسوں کا آپ قادیان میں ایک انتظام کرنا چاہتے تھے۔ اور اس مقصد کے لئے **منارة المسیح** کے ساتھ ایک ہال بنانیکا بھی آپکا ارادہ تھا۔ اب بھی یہ تجویز خدا کا کوئی پاک بندہ اپنے وقت پر عملی رنگ میں انشاء اللہ لے آئیگا۔

غرض جن طریقوں سے ممکن تھا۔ آپ نے ہندو مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ آپ نے اپنے آخری ایام زندگی میں **پیغام صلح** جیسی کتاب لکھ کر شایع کی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑوں کو مٹا دینے کا آخری گُر بتایا۔ کم از کم آریہ مہاشوں پر اس کے ذریعہ اتمام حجت ہو گیا وہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بدنام کرتے ہیں یا اس سلسلہ کے اخبارات کو ہتم کرتے ہیں۔ یہ ان کی نری زیادتی ہے جبکہ ہم اُن کے مسلمہ راستبازوں کی عزت اور ادب کرتے ہیں۔ اگر انہیں ہمارے ساتھ فی الواقعہ کچھ بھی محبت ہوتی تو ہمارے مقتدا اور سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اپنا فرض سمجھتے۔ مگر وہ اسطرف نہیں آئے ہمنے انہیں **پیغام صلح** دیا مگر اس کا جواب تیر و تفنگ سے دیا گیا۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے۔ کہ اس مذہبی منافرت کے ذمہ وار کون ہیں۔ اب بھی اگر ہندو مسلمانوں کے مابین منافرت کو ہندو اور مسلمان لیڈر کم کرنا چاہئیں اور ان میں اتحاد اور اتفاق بڑھانا چاہئیں تو وہ اس اصول کو اختیار کریں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پیش کیا ہے اس مسودہ قانون کو جو منافرت مذہبی کا مسودہ ہے کونسل قانون میں پیش کرنے کی تحریک کی جاوے اور پیغام صلح کی شرائط پر دستخط کر دیئے جاویں اور اگر اس مسودہ کو قانونی شکل میں لانے کا خیال نہیں ہے تو بھی ہندو اور مسلمان لیڈر باہم ملکر ایک

شہروں میں رہتے۔ شریف مہذب۔ اور خوش باش کہلاتے اور دولت اور علم سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں۔ چاہیئے یہ کہ ہمارے گھروں کی بیبیاں شائستگی نیک بختی۔ تہذیب۔ شرم وحیا۔ پاس۔ لحاظ۔ ادب و متانت۔ اور عقل وفراست کے زیور سے آراستہ ہوں۔ مگر یہاں الٹا کارخانہ ہے۔ اور اسی وجہ سے قوم تیرا دبار وبلا کا نشانہ ہے۔ (وطن)

مسافر اور ہم

آگرہ کا دریدہ دہن اخبار مسافر جس بے باکی کے ساتھ اسلام پر حملے کر رہا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ حال ہی میں اضلاع متحدہ کی گورنمنٹ نے جدید پریس ایکٹ کے ماتحت اس سے پانچہزار روپیہ کی ضمانت مسافر پریس کے متعلق طلب کی ہے اس ضمانت کے روپیہ بہم پہنچانے کے لئے جو اپیل مسافر نے کی ہے اس میں وہ خواہ مخواہ اسلامی اخبارات کے خلاف گورنمنٹ کو اکسانا چاہتا ہے اور مسافر کی اس ضمانت کے متعلق جن ہندوؤں اور آریہ اخبارات نے مضامین لکھے ہیں انہوں نے بھی اسلامی اخبارات کے خلاف زور لگایا ہے میں نہیں جانتا۔ اس کا نتیجہ کیا ہو۔ مگر میں اتنا وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ گورنمنٹ ناواقف نہیں وہ خوب جانتی ہے۔ کہ اخبار کیا کر رہے ہیں۔ ان اخبارات کی فہرست میں الفضل اور بلال پر بھی نظر عنایت کی ہے۔ اور چاہا ہے کہ گورنمنٹ ان سے بھی بدظن ہو۔ میں مسافر آگرہ کی اس قسم کی تحریر کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ اپنے صوبہ کے اخبارات کی پولیسی سے خوب واقف ہے خصوصاً الحکم اور اس کے ایڈیٹر کے متعلق اس کے معلومات مسافر آگرہ کی نسبت بہت زیادہ وسیع ہیں۔ اور پھر ہمارے ضلع کے نیکدل اور بیدار مغز مجسٹریٹ ضلع **میجر بی ایم کننگ** خوب جانتے ہیں۔ کہ قادیانی پریس کس دانشمندی اور اعتدال سے چلایا جاتا ہے۔ اور انہوں نے ہمیشہ اپنے نیک خیالات کا عملی رنگ میں اظہار فرمایا ہے۔ جس کے لئے ہم ان کے شکرگذار ہیں۔ احمدی قوم شہزادہ امن کی خادم اسکا بانی اور اسکا موجودہ امام ہمیشہ اپنی قوم کو **امن عامہ**۔ اور **وفاداری** اور فرماں پذیری گورنمنٹ کی تعلیم دیتے مخفی سوسائیٹوں سے بیزاری کا اظہار اور ایسے منصوبہ باز شریروں کا اگر علم ہو تو فوراً مجاز افسروں کو اطلاع دینے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ہم دوسروں سے گالیاں سن کر صبر کرتے اور دشمنوں کے لئے دعا سے کام لیتے ہیں۔ ہمارے امام نے آخری وقت **ہندو قوم کو پیغام صلح دیا** جو ہندوقوم کے ایک معزز اور سربرآوردہ بزرگ سر پرتول چندر چٹرجی کی صدارت میں سنایا گیا۔ اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سابق پریسیڈنٹ پنڈت رام بھجدت چودہری نے اسے ویلکم کہا۔ پھر الحکم کا ان مضامین کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں ہندو مسلمانوں میں اتحاد کی تعلیم دی گئی ہے اور دونوں قوموں کے لیڈروں کو اس ضروری سوال کے حل کرنے کیطرف ہمیشہ متوجہ کیا گیا۔ چودہ سال کے اندر خدا کے محض فضل سے الحکم کی پولیسی اپنے مرکز اعتدال سے نہیں ہٹی۔ اور ذاتی طور پر ایڈیٹر الحکم کو جب موقعہ ملا۔ اس نے گورنمنٹ کی عملی وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد پر لیکچر دیئے۔ ہاں یہ سچ ہے اور اس سے کبھی انکار نہیں کہ ان **غلط فہمیوں** کو ہمیشہ دور کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جو بعض ناعاقبت اندیش دوسری قوموں میں پیدا کر دیتے ہیں۔ جن سے اختلاف پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ان غلط اور جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کا جواب اعتدال۔ تہذیب اور معقولیت کے دائرہ کے اندر رہ کر وہ جواب دیتا ہے۔ جو اسلام پر بعض کوتہ اندیش لگاتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی گندی اور ناپاک تعلیم کو نہیں دیکھتے۔ ہماری پوزیشن اس مسئلہ میں جو کچھ ہے وہ دوسری جگہ آج کے اخبار میں ظاہر کر دی گئی ہے۔ مسافر اور اسکے یاروں دوستوں کو اپنی روش کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ دوسروں کے کوزپشت ہونیکی آرزو فضول ہے۔ بہرحال ہم نے شروع سے اپنی گورنمنٹ پر اعتماد کیا ہے کہ وہ ہمارے معاملہ میں انصاف سے کام لیتی ہے۔ اور لیگی۔ اور بعض دشمنوں کی شرارت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ :-

زمین پر کچھ نہیں ہوتا جبتک آسمان پر

نہ ہولے" میں جانتا ہوں آریہ اخبار ہمارے اخبارات سلسلہ کے خلاف بہت کچھ لکھیں گے۔ انہیں لکھنے دو۔ ایسی باتوں کا کوئی جواب ہماری طرف سے نہیں ہوگا ہاں ان الزامات کا جواب ہم خدا کے فضل سے دینگے جو وہ اسلام پر لگاتے ہیں۔ اور دنیا اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ اور اب یقین ہے کہ پریس ایکٹ کا تازیانہ انکی اصلاح کردیگا۔ ہم تو اپنا ماٹو یہ رکھتے ہیں۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ہندو مسلمان کے تعلقات

ہندو مسلمان کے تعلقات دن بدن نازک ہو رہے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ ان میں رشتہ اتحاد کو مضبوط کیا جاوے اور جو لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں۔ وہ اسی سلسلہ میں اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیں کوشش ہو رہی ہے۔ کہ ان تعلقات کو جو عرصہ دراز سے دونوں قوموں میں چلے آتے ہیں توڑ دیا جاوے۔ اس سے بڑھ کر افسوسناک حالت کیا ہوگی۔

مجھے متعدد مرتبہ اس مضمون پر لکھنے کا موقع ملا۔ لیکن آج میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ

گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ احمدیوں کی پوزیشن اس سوال کے متعلق کیا ہے؟

میں بڑے زور اور جراُت اور بلا خوف تردید لکھتا ہوں۔ کہ احمدی قوم کے بانی اور امام نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ ان اسباب کو دور کر دیا جاوے جو باہم منافرت پھیلاتے ہیں۔ اول تو اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ اس میں سلامتی ہی سلامتی ہے اور صلح و آشتی اس کے نام میں موجود ہے۔ مسلمانوں نے عرصہ دراز تک دنیا کے مختلف حصوں میں سلطنت کی ہے۔ اور جس خوبی اور دانشمندی سے انہوں نے اپنی ماتحت اور غیر مذاہب اقوام سے سلوک کیا ہے آج اُسے بعض دشمن۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست۔ کے موافق عیب قرار دیں۔ مگر صحیح تاریخ ان واقعات اور حالات کی امین ہے۔ اِسلام نوع انسان تو ایک طرف ہر جاندار کے لئے رحمت اور راحت کی ہدایات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسلام کی عملی روح مسلمانوں میں پیدا کرنے کے لئے خدا کیطرف سے قایم ہوا۔ اور اس کا بانی جمالی رنگ میں آیا۔ اور اس نے آکر جہاد کی حرمت کا اعلان شایع کیا۔ یہ اعلان بھی دراصل پیغام صلح تھا۔ مسلمانوں پر محض اسلام کی ناواقفی اور کم علمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا۔ اور ابتک ہمارے مخالف آریہ اخبارات اس سبق کو رٹتے چلے جاتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ انہیں نہ ایک مرتبہ بلکہ بیسیوں مرتبہ سمجھایا گیا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے تلوار کبھی نہیں اُٹھائی گئی۔ جہاد سعی فی الدین کو کہتے ہیں۔ اور اسلامی جنگیں دفاعی لڑائیاں تھیں تاہم مسلمانوں سے غیر قوموں اور حکومتوں کو اگر کبھی خوف تھا تو اس امر سے تھا کہ انہیں جہاد کا مسئلہ ہے۔ اور وہ ان لوگوں سے جو مسلمان نہیں ہیں

لڑتے ہیں۔ اس غلط خیال کی تردید سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کی اور عام طور پر اعلان کیا۔ کہ کوئی ۔۔ کوئی ایسا جہاد نہیں ہے اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا یہ کوشش ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سے اس نفرت اور بغض کو دور کرنے کے لئے نہ تھی جو ان کے دلوں میں بے وجہ مسلمانوں کی طرف سے بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے ان الفاظ میں اس اعلان کو شایع کیا۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا تھا۔ کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملے سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جاوے۔ وہ اس سے نیکی کرتا ہے۔ ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو۔ تا تم فرشتوں کیطرح ہو جاؤ۔

حضرت کا یہ اعلان عام صلح اور آشتی کو پیدا کرنے والا تھا۔ اور مذہبی منافرت کو کم کرنے والا تھا۔ اگر اس اعلان سے ہمارے مخالف بھی فائدہ اوٹھاتے تو وہ اسلام پر ناجایز اور غیر معقول اعتراض نہ کرتے۔ مگر ہمارے آریہ مہاشوں نے اس اعلان کی پرواہ نہ کر کے پھر بھی اعتراضات کا سلسلہ جاری رکھا۔

اور ایسے طریق پر اعتراض کرنے شروع کئے۔ جنہوں نے منافرت کو بڑہانا شروع کر دیا۔ اسلئے مجبوراً اسکے خطرناک نتایج کو روکنے کے لئے جوابات دیئے گئے۔ مگر پھر حضرت مسیح موعودؑ نے مذہبی مناظرات کی اصلاح کا عظیم الشان کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور آریوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان بڑہتے ہوئے نفرت و نفاق کے سیلاب کو روکنے کا انتظام کیا وہ تجویز یہ تھی۔ کہ مذہبی مناظرات کے لئے ایک قانون بنا دیا جاوے۔

یہ مضمون ناتمام رہ جاویگا اگر اُس درخواست کو شایع نہ کیا جاوے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور نے شایع کی تھی۔ چنانچہ وہ درخواست حسب ذیل ہے۔

درخواست

یہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کیطرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہٗ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز جھگڑوں سے بچانے کے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہونچ گئے ہیں۔ اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بیقیدی ان میں طوفان کیطرح نمودار ہو گئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرما دیا جاوے۔ اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں۔ جنکا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایکدوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد

اس طرح پورا کرے۔ جس طرح پر ان کے کھانے اور پینے کی اشیاء کو کرتا ہے۔ مثلاً یہ ضرورت نہیں کہ ہر ایک بورڈر دو دو پیسہ کے آم لیتا پھرے یا اور موسمی پھلوں کے پیچھے پھرے۔ بلکہ بہتر ہوگا۔ کہ موسمی میوہ جات بھی اکٹھے ہفتہ میں ایک دفعہ یا دو مرتبہ تمام طلباء کو اکٹھے دیئے جایا کریں۔ اسی طرح پر دوسری چیزوں کا انتظام ہو جاوے اور غالباً ناظمان بورڈنگ ہوس ایسا کریں گے۔ اس سے ناظمان بورڈنگ ہوس کا جس قدر وقت لڑکوں کو پیسے دینے میں گذرتا ہے۔ وہ بہتری انتظام میں صرف ہوگا الغرض بورڈروں کے والدین کو کلّی طور پر ان قواعد کی پابندی کرنی چاہیئے۔ جو بورڈنگ ہوس کے انتظام کی بہتری اور بھلائی کے خیال سے وقتاً فوقتاً جاری کئے جاویں ان میں کوئی خصوصیت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

انسداد ہیضے کیلئے مناسب تدابیر

متعدد تجربہ کاروں اور فاضل لوگوں نے ہیضے کے دفعیہ کے واسطے مندرجہ ذیل تدبیریں بتلائی ہیں آجکل ہر جگہ ہیضہ وبائی نہیں ہے۔ اکثر موتوں پر غلطی بھی ہیضہ ہوتا ہے۔ اور اکثر فتور ہضم سے بدہضمی ہو جاتی ہے۔ اور دست و قے آنے لگتے ہیں۔ اور ہیضے کے علامات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مگر ذیل کی تدبیر سے ہر قسم کے ہیضے کا انسداد ممکن ہے۔

(۱) مکان میں صاف ہوا اور صفائی ہو۔ صاف روشنی کا انتظام کیا جائے۔

(۲) گوشت۔ ترکاری۔ میوے۔ جہاں فروخت ہوتے ہوں۔ وہاں جراثیم کو ہلاک کرنیوالی ادویہ ڈالی جائیں۔ تاکہ ہیضے کے کیڑے مر جائیں۔ اور ہوا کی صفائی کی غرض سے گندھک لوبان وغیرہ کی دھونی دیجاوے۔ نالیوں۔ موریوں۔ پاخانوں مذبحوں میں اجرام کے ہلاک کرنے والی ادویہ ڈالی جائیں۔

(۳) کہ ہیضے کے کیڑے مارنے اور ہوا اور پانی کے صاف کرنے میں قلعی (چونا) کو بڑا دخل ہے اور تجربہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جہاں ضرورت ہو۔ چونے سے ڈس انفکٹ کیا جائے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ مذبح اور پاخانے موریوں نالیوں۔ اور ترکاری فروشوں۔ حلوائیوں۔ قصائیوں کی دوکانوں میں چونا بھجوا دیا جائے۔ چونے سے ٹپکا ہوا پانی استعمال کرنا کہ جیسا گھروں کے فلٹر سے ٹپکایا جاتا ہے۔ مفید ہوتا ہے۔

(۴) جہاں کوڑا کرکٹ ہو۔ گندگی ہو۔ ان مقامات کو صاف کر کے ان میں چونا ڈلوایا جائے۔ جہانتک ممکن ہو چونا قلعی کا عمدہ اور تازہ ہو۔ اور یہ ہیضے کیلئے دو دوائیں تجربہ سے مفید ثابت ہو چکی ہیں سو وہ یہ ہیں اگر قے میں مادہ غذائی نکلتا ہو تو سکنجبین گلاب سے خوب قے کراویں۔ تاکہ فاسد مادہ بالکل نہ رہے اس کے بعد یہ گولی کھائیے۔

(۱) ہینگ ۶ ماشہ۔ مرچ سرخ ۶ ماشہ۔ کافور ۳ ماشہ افیون ۱۰ ماشہ۔ سب کو خوب باریک کر کے گولیاں چنے کے برابر بنائیں۔ اور ایک گولی کھلائیں۔ جوان کو دو گولیوں تک کھلائیں۔ اگر پیاس معلوم ہو تو گلاب آدھ آدھ پاؤ پانی ملا کر رکھ لیں۔ دو دو گھونٹ پلائیں۔

(۲) درخت مدار کی جڑہ کے اندر کی چھال ایک تولہ مرچ سیاہ ایک تولہ۔ لونگ ایک تولہ۔ خوب باریک پیس کر گولیاں چنے کے برابر بنائیں۔ ایک ایک گولی۔ ایک ایک گھنٹے کے بعد عرق بادیان یا عرق گلاب کے ساتھ دیں۔

(۳) یہ گولی تمام قسم کے ہیضوں کو مفید ہے چاہے وبائی ہو۔ چاہے کسی قسم کا ہو۔ دار کی کلی ۶ تولہ۔ مرچ سیاہ ۳ تولہ۔ نمک کھانیکا ۳ تولہ۔ لونگ مسلم ۹ ماشہ۔ نوشادر اُڑا ہوا ۹ ماشہ۔ کلی چونے کی ۳ ماشہ۔ افیون ۱۰ ماشہ۔ ایک روز ادھرک کی پانی میں کھرل کریں اور خشک کریں۔ پھر لیموں کے پانی میں کھرل کر کے گولیاں چنے کے برابر بنا لیں۔ چھوٹے لڑکوں کو ایک ایک گولی۔ جوانوں کو دو گولیاں کھلائیں۔ پیاس غالب ہو تو ترکیب مندرجہ بالا کے مطابق گلاب اور پانی ملا کر پلائیں۔

غذائیں ہلکی غذائیں کھائیں۔ جب تک گوشت کیطرف سے اطمینان نہ ہو کہ صاف ہے۔ اُسے نہ کھائیں۔ صرف دال روٹی کھائیں۔ سرکا۔ پیاز۔ کاغذی لیموں کا استعمال رکھنا چاہیئے۔ رات کو زیادہ جاگنا۔ رات کو آم یا ثقیل چیزوں کا استعمال آجکل بہت مضر ہے۔

سوڈا واٹر کا استعمال پانی کی جگہ زیادہ مفید ہے خصوصاً برف کے ساتھ۔

اگر ان تدابیر سے عمدگی کے ساتھ کام لیا جاوے تو ہیضہ جیسی وبائی مرض میں یقیناً کچھ کمی ہو سکتی ہے۔ لوگوں کو ان تدابیر پر عمل کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی (روزانہ پیسہ)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ۔ کی طبیعت علی العموم اچھی رہی۔ مگر بعض اوقات آپ کی طبیعت ناساز رہی۔ آپ کو سر درد۔ اور اسہال۔ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔ اور عرصہ دراز تک آپ کے فیوض سے اسلام۔ اور اہل اسلام کی تائید فرمادے۔ آمین

۲۔ حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہمہ وجوہ حمد الٰہی میں مصروف ہے۔

۳۔ یہ ہفتہ سخت بارشوں کا گذرا ہے۔ بارشوں کا سلسلہ لگاتار جاری ہے۔ سلسلہ کی عمارت کو خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی صدمہ نہیں پہونچا۔ اہالیان قادیان کے بعض مکانات کو نقصان شدید پہونچا۔

قادیان کے اردگرد پانی ہے۔ اور آمد رفت کے راستہ قریباً بند۔

سلطنت کی اطاعت و وفاداری

(اہل ہند میں برٹش سلطنت کے ساتھ اطاعت و وفاداری کا جذبہ قایم و مستحکم کرنیکی تدبیر)

اس میں شک نہیں کہ فی زمانہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے ساتھ محبت و اطاعت اور وفاداری کا جذبہ نہ صرف پیدا ہی کرنے۔ بلکہ اسے مستحکم بنانے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اور اگرچہ اس کام کے انجام دینے کے لئے بھی خواہان ملک جن میں ہندوستانی اور یوروپین حکام دونوں ہی شامل ہیں۔ طرح طرح کی تدبیر اختیار کرنے اور ان کو عملی صورت میں لانے کے لئے رائے دے رہے ہیں۔ ان تدابیر کا اظہار بھی ہوچکا ہے۔ اور ان میں سے بعض بعض واقعی کارگر ہیں۔ لیکن اُن سے زیادہ تر صرف بالغ اصحاب ہی مستفید ہوسکتے ہیں۔ اور آج کے بچے جو کل کو باپ اور سلطنت کے شہری ہوں گے۔ ان کے لئے مجوزہ تدابیر کچھ زیادہ کارگر نہیں ہوسکتی ہیں۔ حالانکہ میری رائے میں سب سے بڑی ضرورت بچوں ہی میں سلطنت کی محبت اطاعت اور وفاداری کا سچا جذبہ پیدا کیا جائے ساتھ ہی ان کے دلوں میں رعایا کی مختلف اقوام کے ساتھ۔ بلا امتیاز ذات پات۔ مذہب اور رنگت کے باہمی محبت اور ہمدردی کی خواہش پیدا کرکے اُسے مضبوط و مستحکم کردیا جائے۔ اور میں بلا خوف تردید کہتا ہوں کہ جبتک بچوں میں یہ بات پیدا نہیں کی جائے گی۔ تب تک سلطنت اور رعایا کے درمیان اور رعایا کے مختلف فرقوں کے درمیان ملی یگانگت جو سلطنت اور رعایا دونوں ہی کے لئے مفید ہے پیدا ہونا محال ہوگا +

میرے نزدیک جو تدابیر مذکورۂ بالا مدعا کے حاصل کرنے کے لئے نہایت مناسب ہے۔ اُسے آج میں پبلک اور حکام کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ برطانیہ عظمیٰ میں اسکولوں میں بچوں کو ایک "خلاصہ" پڑھایا جاتا ہے۔ جس کا نام "سلطنت کے متعلق سوال و جواب" ہے۔ اس میں منجملہ اَور اَور سوالوں کے یہ بھی سوالات سکھائے جاتے ہیں:-

سوال:- برٹش رعایا کے اپنے بادشاہ کے ساتھ کیا فرائض ہیں؟-

جواب:- بادشاہ کی عزت و اطاعت کرنا۔

سوال:- برٹش رعایا کے لئے اپنے بادشاہ کی عزت و اطاعت کرنا کیوں بمنزلہ فرض کے ہے؟

جواب:- اس لئے بمنزلہ فرض کے ہے۔ کہ بادشاہ کو اختیارات حاصل ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے تفویض اور عطا کئے گئے ہیں۔ یہ کہ بادشاہ سلطنت کے دبدبہ اور جلال کا قائم مقام ہے اور یہ کہ بہ حیثیت کانسٹی ٹیوشنل بادشاہ (وہ بادشاہ جو آئین مملکت کا پابند ہو) کے اس نے یہ حلف اُٹھایا ہے۔ کہ وہ قانون کی حمایت اور اپنی رعایا پر عدل و انصاف کی حکومت کریگا +

سوال:- سلطنت برطانیہ کے شہری کے فرائض کیا ہیں؟

جواب:- اس کے فرائض یہ ہیں کہ اپنے بادشاہ کی جملہ رعایا کا وفادار دوست رہے۔ اور اس قسم کی زندگی بسر کرے کہ اُس کے کسی فعل یا قول سے کبھی اس سلطنت کی جس کا وہ شہری ہو توہین نہ ہوسکے۔ وہ ہر طریقہ سے جو اُس کے قبضۂ اختیار میں ہو اپنے آپ کو اپنے بادشاہ کی ساری رعایا کی بہبودی کو ترقی دینے کے قابل بنائے چاہے وہ کسی ذات یا کسی مذہب اور کسی رنگت سے ہو۔

سوال:- بہ حیثیت برٹش سلطنت کے شہری کے آپ پر برٹش سلطنت کے فرائض کیوں عاید کئے گئے ہیں؟

جواب:- اس لئے کہ خدا نے مجھے اس سلطنت میں رکھا ہے۔ اس لئے کہ میں اپنے حقوق اپنی ذاتی آزادی اور نیز عام آزادی سے مستفید ہوں۔ جیسی کہ روئے زمین پر کسی دوسرے ملک کے لوگوں کو حاصل نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مجھے اس سلطنت کا وفادار اور شکر گذار ہونا چاہئیے۔ جو مجھے میرے حقوق۔ میری ذاتی آزادی اور عام آزادی سے فیضیاب ہونے میں میری حفاظت کرتی ہے +

ان سوالوں اور جوابوں میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کہ کسی قوم۔ کسی مذہب۔ کسی ملک۔ اور کسی رنگ و روپ کے شخص کے مذہب۔ اخلاق۔ رسوم و رواج وغیرہ وغیرہ کے خلاف ہو۔ اسی لئے سلطنت سے متعلق سوالوں اور ان کے جوابوں کے خلاصہ کو جو خود برطانیہ کے اسکولوں میں آجکل پڑھایا جاتا ہے۔ ہندوستان کے اسکولوں میں بھی رواج دے دینا ہی بیحد مفید ہوگا۔ اور اس کے رواج دینے میں نہ تو ہمارے حکام کو کسی قسم کا اعتراض ہوگا۔ اور نہ پبلک کو کسی قسم کا تعرض اور مخالفت۔ نہ حکام کو کوئی زیادہ کوشش کرنی پڑے گی۔ جو ہم ہندوستانیوں میں باہمی ہمدردی و محبت کے جذبات اور خیالات اور سلطنت کے ساتھ وفاداری اور تابعداری کے خیالات و جذبات مستحکم بنانے کی غرض سے کسی نئی تدبیر اور تجویز کے اختیار کرنے میں لازم آتی ہے۔ اور اسی طرح سے نہ پبلک کو کوئی بہت زیادہ فکر کا، جو کسی ایسی بات کے رواج کے دینے کے لئے کرنی پڑتی ہے۔ سامنا ہوگا۔ اور یہ بالکل یقینی اور درست ہے۔ کہ جو بات بچوں کے ذہن نشین ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہی کردی جائے گی۔ اس کا نقش تا حیات ہرگز ہرگز نہیں مٹ سکتا +

۲۹×۲۴

"اللہ دُ یا شیعہ گزٹ" لکھنؤ سے یہ نیا اخبار پندرہ روزہ کی تقطیع پر جاری ہوا ہے شیعہ کمسوٹی میں اس قسم کے اخبار کا اجرا شیعہ اور سنیوں میں اتحاد کا موجب ہوگا یا کم از کم باہمی منافرت کو دور کرنے میں مفید ہوگا۔ ہر قسم کے مناظرہ کے مضامین چھاپنے سے قطعی پرہیز کیا جاتا ہے ایسی کوششیں مفید اور بابرکت ہیں +

بنا دیا - یہی حال راجچندر - اور کرشن کے ساتھ ہوا اور یہی حال حضرت عیسیٰ ع کا ہوا - اس واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ بھی لگا دیا - کہ خدا ہمیشہ ایک ہی ہے - محمد اس کا رسول ہے - اس کو کبھی خدا نہ بنا بیٹھنا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ یہ قوم مشرک رہ چکی ہے - کہیں پھر شرک کی طرف نہ جھک جائے - اور یہ بھی خیال تھا - کہ قوم میں بڑے بڑے آدمی پیدا ہوں گے - انا الحق کہنے والے بھی پیدا ہوں گے - جب محمدؐ صرف رسول ہے تو اس کی امت میں سے کوئی کیوں کر خدا بن بیٹھیگا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ منشاء تھا کہ دنیا سے شرک کو مٹادیں۔

شرک مٹانے کی کوشش

ایک ڈاکٹر صاحب نے عرض کی - کہ حضرت باوجود ان کوششوں کے بھی پھر شرک مٹا تو نہیں - فرمایا ڈاکٹر کا کام ہے کہ علاج کے واسطے کوشش کرتا جائے - باوجود علاج کے لوگ مرتے ہیں - مگر پھر بھی ڈاکٹر اور اطباء ہیں - کہ اپنی طرف سے برابر کوشش میں مصروف ہیں - یہی حال روحانی اطباء کا بھی ہے وہ اپنی طرف سے برابر کوشش کر رہے ہیں - اور بہت کچھ کامیاب ہو رہے ہیں۔

آئندہ زندگی

ایک شخص نے سوال کیا کہ عالم آخر میں جو فرق اور درجات لوگوں میں ہوں گے - وہ کس بات میں ہوں گے - نفس حیات میں یا انعام الٰہی میں فرمایا حیات بھی انعام الٰہی سے وابستہ ہے اس جہان میں دیکھو کہ ایک شخص آتشک اور جذام میں گرفتار ہے دوسرا صحیح سلامت ہے - ہر دو برابر نہیں ہو سکتے - ہر دو کی حیات بھی یکساں نہیں - حیات بھی اعضاء کے ساتھ وابستہ ہے جیسی آنکھ نہیں - اس کا یہ حصہ حیات سے خالی ہے - اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ کے متعلق فرمایا ہے کہ لنحیینہم حیوۃً طیبۃً اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہ مرتے ہیں - نہ جیتے - سب یکساں نہیں ہیں - اور یہ کہنا کہ وہ کونسا جسم ہوگا - ایک بیوقوفی ہے - خدا تعالیٰ کے معاملات میں گستاخی کرنا اچھا نہیں کیا میرا جو جسم ماں کے پیٹ سے نکلا تھا - وہی یہ جسم ہے بالکل نہیں - یہ جسم تو ہر وقت بدلتا رہتا ہے، من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ انسان کے اسلام کی عمدگی میں یہ بات ہے کہ بیفائدہ بات کو چھوڑ دے - بعض احادیث میں ہے کہ انسان کا ہاتھ ۶۰ ہاتھ لمبا ہوگا - اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کی کیفیت کیا ہوگی بہر حال یہ ہاتھ تو اتنا لمبا نہیں ہے جس بات کا علم نہیں اس کے متعلق گفتگو نامناسب ہے۔

قناعت

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور بہت گرمی ہے - فرمایا - گرما میں جملہ تحائف ملتان بیان کیا جاتا ہے ہم بھی باہر سے آئے ہیں - ضرور ہے کہ گرمی برداشت کریں فرمایا جہاں ندیاں زیادہ ہوں وہاں برسات کم ہوتی ہے اگر یہاں برسات زیادہ ہوتی - تو یہ کچے مکان آباد نہ رہ سکتے۔

خدا اپنے بندوں کی پرورش کرتا ہے

فرمایا - حضرت شاہ غلام علی صاحب جب حضرت مظہر جانجاناں کے خلیفہ ہوئے تو کسی کو لنگر میں خیال نہ آیا - کہ ان کے واسطے کھانا کھا بھیجے - اور وہ کھانا مانگنے نہ جا سکتے تھے - سات وقت یا سات روز گذر گئے - کہ بھوکے رہے اور بہت ضعف ہو گیا وقت عشا کا تھا چلنے کے لئے تاب و توان نہ تھا - کسی سے ظاہر کیا - کہ میری کیا حالت ہے - جب سب سو گئے - تو کوئی شخص آیا اور ایک کلاں باقرخانی لایا اور آواز دی کوئی ہے تو یہ لے لے - اور تو سب سوتے ہی تھے شاہ صاحب نے اوٹھ کر لیلی - نصف روٹی کھائی - تو سیر ہو گئے - خیال آیا کہ باقی نصف رکھ چھوڑیں - دوسرے وقت کام آئے گی لیکن سوچا کہ یہ تو امر توکل کے خلاف ہے - اس واسطے باقی نصف کسی کو جگا کر دیدیا - الہام ہوا - کہ اگر تو اس نصف کو رکھ لیتا تو ساری عمر اسی طرح روٹی ملتی - یہ ایک امتحان تھا - جس میں تو کامیاب ہو گیا ہے - صبح سویرے لوگوں کو خیال آیا - کہ حضرت صاحب کو کس نے کھانا کھلایا ہے - ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے شہر میں اس کا چرچا ہوا بڑے بڑے لوگ معذرت کرنیکو آئے - فرمایا تمہارا قصور نہیں - یہ ایک حکمت الٰہی تھی۔

جدید شیخ الاسلام

آستانہ کے اخبارات مظہر ہیں کہ شیخ موسیٰ کاظم جو دار الامرا کے ایک ممبر ہیں - جدید شیخ الاسلام مقرر کئے گئے ہیں - خدا ان کو اسلام و مسلمین کی دینی خدمت بجالانے کی توفیق بخشے ⁂

شیخ الاسلام نے مسند مشیخت پر متمکن ہوتے ہی تمام عثمانی ولایات میں اعلان کر دیا ہے کہ ہر دینی و ملکی عہدہ دار جو شیخ الاسلام کے ماتحت ہے شرعی احکام اور نظامی قوانین میں مطابقت قائم رکھنے کی کوشش کرے - اگر اس امر میں اس سے ذرا بھی فرو گذاشت ثابت ہوئی تو ذمہ وار ہوگا -

سابق شیخ الاسلام کے مستعفی ہونیکی وجہ ضعف کے ساتھ اختلاف رائے بیان کی گئی ہے اور بعض یونانی اخبارات مظہر ہیں کہ مقدونیہ کے گرجاوں کے متعلق جو تجویز پیش ہوئی تھی - اس کو اس استعفا میں بڑا دخل ہے -

جدید شیخ الاسلام تمام علمائے عثمانیہ میں سے زیادہ حریت پسند اور لبرل خیال کے آدمی ہیں - تقریر کرنے میں اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے ہیں - وسعت نظر اور تیزی فکر میں ممتاز ہیں - شرع اسلام کے اعلیٰ درجہ کے فاضل اور قانون میں ایک نکتہ شناس ہیں کئی سال تک آستانہ کے قانونی کالج میں علوم شرعیہ کے پروفیسر رہ چکے ہیں - آجکل انکی عمر تقریباً ساٹھ برس کی ہے - حریت کی تائید میں جو پر زور آرٹیکل ان کے قلم سے نکل چکے ہیں انسے انکی دہاک بندھ چکی ہے - داماد پاشا نے جب ہاؤس آف لارڈز میں تجویز پیش کی تھی کہ جلالت مآب سلطان المعظم کا اقتدار قوم کی بہ نسبت زیادہ ہونا چاہئے تو ممکن تھا کہ اس تجویز سے دستور کی بنی بنائی عمارت تباہ ہو جاتی - مگر شیخ موصوف نے کھڑے ہو کر بڑی صفائی اور خوش بیانی سے ثابت کر دیا کہ شرع اور قانون دونوں کی رو سے قوم کا اقتدار سلطان سے بڑھکر ہے - پریذیڈنٹ نے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا - اور کہا کہ اس مسئلہ میں کوئی بحث شروع نہیں کیگئی مگر شیخ ممدوح نے بڑی جرأت اور استقلال سے کہا کہ اس موضوع پر بحث کرنیکا مجھے حق حاصل ہے تاکہ عام لوگوں کے خیالات میں جو اس کے متعلق ایک بے چینی پائی جاتی ہے اور وہ رفع ہو جائے - اس روز سے شیخ موصوف کے زور طبع اور اخلاقی شجاعت کا لوہا ہر شخص مانتا ہے (اللواء)

تعلیم الاسلام بورڈنگ ہوس

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دراصل ایک بورڈنگ سکول کی نوعیت اختیار کر رہا ہے۔ اور کچھ عجب نہیں کسی وقت اسے بالکل ہی بورڈنگ سکول بنا دیا جاوے۔

ہمارا یہ قومی مدرسہ آجکل تعطیلات موسمی کی وجہ سے بند ہے اور یکم ستمبر ۱۹۲۶ء کو انشاء اللہ العزیز کھلجاویگا بعض طالبعلموں کو ان ایام تعطیلات میں مدرسہ کی ضرورت کے لئے چندہ جمع کرنے کی تحریک کیگئی ہے۔ ایسے طلباء کو رسید کی کتابیں دیدی گئی ہیں۔ یہ توقع کرنا بے موقعہ نہیں کہ ہماری قوم ان نوجوانوں کی ہمت افزائی کرنے میں فیاضی سے کام لے گی۔ جو اس کے پاس صورت سوال پہونچیں گے۔ نوجوان طالبعلموں کو سکول کے لئے چندہ جمع کرنے کی ترغیب دینا دراصل انہیں قومی کاموں کے ساتھ ایک دلچسپی اور مذاق پیدا کرنیکی تحریک کرنا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے مدرسہ میں یہ طریق جاری ہے ان طالبعلموں کی مستقل رپورٹ مدرسہ کے کھلنے پر شاید پبلک ہو سکے۔ اگرچہ میرا خیال ہے۔ کہ بہتر ہوتا کہ وہ ساتھ ہی ساتھ بھیجتی رہتی + طلباء کے انتظام وصولی چندہ کو زیادہ مفید اور مضبوط بنانے کی بھی ضرورت ہے مگر اب اس کے متعلق جو ہدایت دی جاسکتی ہے وہ بعد از وقت ہے۔ آیندہ انشاء اللہ العزیز ہماری زندگی میں ایسا موقعہ آیا تو ناظمان مدرسہ کی خدمت میں عرض کیا جائیگا +

اس وقت میں جو امر پیش کرنا چاہتا ہوں وہ مدرسہ کے بورڈنگ ہوس کے متعلق ہے۔ اب جبکہ بورڈروں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور رخصتوں کے ختم ہونے پر پہلے سے زیادہ طلباء کے آنے کی امید کی جاتی ہے۔ میرا چند ضروری باتوں کا عرض کر دینا بے محل نہیں ہوگا۔ بورڈنگ ہوس میں مکانات کی قلت نے مجلس ناظم کو جدید بورڈنگ ہوس کی تعمیر کو نہایت سرعت سے طیار کر دینے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور جدید عمارتیں پوری گرمی سے طیار ہو رہی ہیں اگرچہ موسم برسات اس کام میں کچھ نہ کچھ روک ڈال رہا ہے۔ تاہم کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ کئی کمرے طیار ہو سکیں گے۔ اور اگر بورڈنگ ہوس کو طبی طور پر ان جدید التعمیر کمروں میں ان کے خشک ہونیسے پہلے منتقل کر دینے میں کوئی ہرج نہ ہوا۔ تو امید کی جاتی ہے کہ یکم ستمبر کو بورڈنگ ہوس کا بہت بڑا حصہ باہر چلا جائے گا۔

ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام میں جو خصوصیت بورڈنگ ہوس کی ہے وہ دوسرے سکولوں میں پنجاب بھر میں نہیں ہے اس لئے کہ بورڈنگ ہوس میں اخلاقی تربیت اور نگرانی کا انتظام نہایت مستحکم کیا جا رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اچھے نگران اور ناظم بورڈنگ ہوس کو ملے ہوئے ہیں۔ ٹیوٹوریل سسٹم جس کے لئے میں نے سکرٹری صاحب کو ایک وقت توجہ دلائی تھی۔ اور انہوں نے اسے تجربۃً جاری کیا ہے۔ اب غالباً مستقل طور پر قایم رکھا جائیگا۔

طلباء کی اخلاقی تربیت اور نگرانی کی راہ میں جو بات سدراہ ہوا کرتی ہے۔ وہ ان کی فضول خرچی اور بازاری چیزوں کے کھانے کا شوق اور عادت ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنے درس میں قریبًا ہر روز نہیں تو ہفتہ میں ایک دو مرتبہ ضرور ایسی باتوں کی شناعت بیان کرتے ہیں۔ جو طلباء کے اخلاق کو بگاڑنے والی ہوں۔

مگر مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ بعض طلباء کے والدین بورڈنگ ہوس کے انتظام میں ایک قسم کی رخنہ اندازی کرتے ہیں جو سخت ناپسند کرنے کے قابل امر ہے۔ شاید بعض لوگ یہ نہ سمجھ سکیں کہ وہ رخنہ اندازی کس طرح پر کرتے ہیں۔ اس لئے میں اس کو کھولنا چاہتا ہوں۔

بورڈنگ ہوس میں رہنے والے بعض طلباء اپنے والدین کو جو آسودہ حال ہوتے ہیں۔ لکھ دیتے ہیں کہ ہمیں جیب خرچ ہماری مرضی کے موافق نہیں ملتا۔ یا کم ملتا ہے۔ تو وہ بورڈنگ ہوس کے ناظم کی بجائے تعریف کرنے اور اس کے شکر گذار ہونے کے شکایت کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ

ہمارے بچے کو جو مانگے دو

یہ اصل خطرناک اور طلباء کی اخلاقی زندگی کے لئے زہر قاتل ہے

جیب خرچ میں پوری آزادی اور کثرت طلباء کے اخلاق کو بہت بری طرح بگاڑنیکی خاصیت رکھتی ہے۔ ان میں فضول خرچی اور چٹورا پن کی قوتوں کو نشو ونما پانے کا موقعہ دیتی ہے۔ اور پھر اس سے شرمناک برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس ایسے والدین کی خدمت میں یہ التماس کرنا نہایت ضروری ہے۔ کہ اگر وہ اپنے بچوں کی پرواہ نہیں کرنا چاہتے۔ تو کم از کم دوسرے بچوں پر رحم کریں۔ اور تعلیم الاسلام ایسی قومی انسٹیٹیوشن کی اس عزت اور شہرت کو جو اسکی اخلاقی نگرانی اور تربیت کے متعلق ہے قایم رہنے دیں۔ ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ناظمان مدرسہ کے انتظام میں دخل دیں۔ بلکہ ان کا فرض یہ ہے کہ ناظمان مدرسہ کو انتظام میں مدد دیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام جس قسم کے طالب علم طیار کرنا چاہتا ہے وہ اسی کے انتظام اور قایم کردہ اصولوں اور ضوابط کی پابندی سے ہونگے۔ اگر خدا کا فضل شامل حال ہوا ومدرسہ کے ناظم ہمیشہ اس خیال میں ہیں۔ کہ طلباء میں اخوت اور وحدت کے نقش گہرے طور پر پیدا کیئے جاویں۔ اور انہیں اپنی آیندہ زندگی میں۔ ایک مفید افراد قوم بنانے کی کوشش کی جاوے۔ اور اقتصاد کے پہلو کو نمایاں کیا جاوے۔ اسلئے عالی حوصلہ والدین اس روپیہ کو جو وہ بچوں کے جیب خرچ پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مدرسہ کی دوسری ضروریات پر خرچ کرنے کے لئے وسعت حوصلہ سے کام لیں تو شاید زیادہ مفید ہو میں نے ناظمان بورڈنگ کو اس تجویز کی طرف متوجہ کیا ہے کہ بورڈروں کے جیب خرچ کی رقم کو قطعًا بند کیا جاوے۔ اور انہیں اپنے ہاتھ سے اشیاء خریدنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ ان کی ضروریات کو بورڈنگ ہوس

میں تجھ پر بھروسہ رکھونگا۔ اور اپنی خودی کو مٹا کر تیری ہستی میں فنا ہونگا۔ نہ اس لئے کہ فنا و بقا کے راز مجھ پر کھلیں۔ بلکہ صرف اس لئے کہ تیرا جلال ظاہر ہو۔ اور گنہگار خلق بخش کو دیکھے۔ کوئی ہے کہ میری اس دعا پر آمین کہے اور میں اس کی ایسی دعا پر کہوں مرحبا۔ اور پھر کہوں آمین اے خدا! کاش! تیری روشنی کا تاریک قلوب گزر ہو۔ اور وہ لوگ جو بے زبان اور وہ بھی جو حقیقت کو جاننے والے ہیں دیکھیں کہ ہندوستان میں ایک شاندار قوم کی حیات و ممات کا فیصلہ کس قدر قریب آگیا ہے۔ جو موجودہ صدی کے خاتمہ سے پہلے صرف ایک تدبیر کی کامیابی سے زندہ اور ایک تدبیر میں ناکام رہنے سے فنا ہو سکتی ہے۔ یعنی دس کروڑ غریب اور نیچ قوموں کو مسلمان بنانے میں کامیابی اور ناکامی سے۔ اس تدبیر کی ناکامی بہت بڑا فدیہ لے گی۔ یعنی کروڑ مسلمان جو دین کو پورا پورا نہیں سمجھتے۔ ان کو بھی ہم سے چھین لے گی۔ بس ایک طرف تجارت دوسری طرف عذاب ہے کاش! سمجھنے والے سمجھیں۔ (سید عبد السلام دہلی)

مسلمانان روس

افسوس کہ حکومت روس اپنی قدیمی عادت کے موافق ناکردہ گناہ غریب مسلمان رعایا پر آرام و آسایش کا دروازہ تنگ کرنے اور اس کو ہدف مصائب بنانے میں مصروف ہے۔ اس کی تائید میں ہم بعض معتبر اخبارات کے بیان پیش کرتے ہیں۔

ایک عثمانی اخبار جو فرانسیسی زبان میں نکلتا ہے۔ رقمطراز ہے کہ ان آخری ایام میں ارتھوڈاکس لوگوں کے مشن شہر قازان میں جمع ہوئے۔ جو روسی قلمرو میں ایک مشہور اسلامی شہر ہے۔ ان مشنوں نے دو امروں کے متعلق بڑا غور و فکر کیا۔

ایک تو یہ کہ اسلام کے شیوع کا مقابلہ کیونکر کیا جاوے جو حیرت انگیز سرعت سے اپنا کام کر رہا ہے۔

دوم یہ کہ مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیر کر عیسائی مذہب کی طرف کس طرح مائل کیا جاوے۔

ان مشنوں نے اپنی رپورٹوں سے ظاہر کیا۔ کہ مشرقی روس میں اسلام نہایت تیزی سے پھیل رہا ہے یہانتک کہ خود ان کا مشاہدہ ہے کہ بعض علاقے جو تقریباً خالص ارتھوڈکس تھے۔ ان کا ایک بڑا حصہ مسلمان بن چکا ہے۔ اور ان آخری برسوں میں چار ہزار ارتھوڈاکس اسلامی عقیدے کے تابع ہو گئے۔ ان مشنوں کی تحقیق کے موافق نو مسلموں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ خصوصاً ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں عیسائیوں کی مخلوط آبادی ہے۔ شیوع اسلام کا سب سے اہم نقطہ روس کا شمال مشرقی علاقہ ہے۔ کیونکہ یہاں بت پرست قومیں آباد ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام کے پھیلنے میں یہاں کوئی مانع پیش نہیں آتا۔

یہ مشن بڑے زور شور سے بحث کرتے اور ایسی تجاویز نکالنے میں مصروف ہیں جن سے اسلام کی ترقی کو روکا جا سکے۔ مباحثین میں سے قلیل لوگوں کی رائے ہے کہ ارتھوڈاکس کی اندرونی اصلاح لازم ہے۔ اور گرجاؤں کی حسب تقاضائے وقت اصلاح اور مشنریوں کی تعلیم پر زور دینا چاہیئے۔ مگر کثرت رائے کا میلان اس طرف ہے کہ یہ محض جزئی وسایل ہیں۔ جو اصل مقصد پر کامیاب ہونے کے لئے کافی نہیں اول گرجاؤں کی مالی حالت تسلی بخش ہونی چاہیئے پھر ایسے قوانین مرتب ہونے چاہیئے۔ جو لوگوں کو مذہب عیسوی کی حمایت اور اسلام کی ترقی کے سدباب پر آمادہ کریں۔ اسلامی اخبارات ان مشنوں کے مذکورہ مقاصد پر بہت برا منا رہے ہیں۔ اور خوف ظاہر کرتے ہیں کہ کہیں گورنمنٹ بھی ان کو مدد دینے پر آمادہ نہ ہو جائے۔ حالانکہ وہ جانتی ہیں کہ مشنوں کے مقاصد ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے سرکلر کو مخالف ہیں۔

روس میں جو تعصب اور کور باطنی اسلام کے برخلاف استعمال کیجاتی ہے اس کا واضح تریں نمونہ یہ ہے۔ کہ تاشقند کے حاکم نے وسطی روس میں عام مسلمانوں کو ایک سرکلر کے ذریعے سے حکم دیا ہے۔ کہ اپنی مسجدوں خانقاہوں۔ اور مدرسوں میں قیصر و قیصرہ روس کی تصویر آویزاں رکھیں۔ اور پولیس نے فوراً اس حکم کی تعمیل کرانے کے لئے جبری کارروائی شروع کر دی۔ روس کے مسلمان علماء اور اساتذہ مدارس نے اس پر چیخنا چلانا شروع کیا۔ کہ ہم اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارا مذہب مساجد و دیگر مذہبی مقامات میں کسی تصویر کے آویزاں کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر حاکم نے ایک نہیں سنی۔ اور فوراً تعمیل حکم کی تاکید کی۔ مسلمانوں نے وزارت داخلہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہاں سے جواب ملا۔ کہ اس امر کے متعلق کوئی فیصلہ دینا وزارت کا فرض نہیں۔ آخر بیچارے مسلمان وائسرائے ترکستان کی بارگاہ میں دادخواہ ہوئے۔ جس نے اس مسئلہ کو ایک کمیٹی کے پیش کیا۔ تاکہ وہ اسلامی عقائد کے موافق اپنی رائے ظاہر کرے۔ مگر کمیٹی مذکور کے ممبر کسی امر پر متفق نہیں ہوئے۔ اس لئے گورنمنٹ روس اس مسئلے کے متعلق کچھ فیصلہ نہیں دے سکی۔ مسلمانوں نے درخواست کی ہے۔ ٹرکی کے باب عالی سے اس مسئلے میں استصواب کیا جائے۔ مگر ترکی کے نوجوان وطن پرست ارکان اس مسئلہ میں دخل دینا نہیں چاہتے۔ کیونکہ یہ مسئلہ روس کی داخلی حالت سے تعلق رکھتا ہے۔ (اللواء)

اگر یہ خبر ترک نوجوانن کے متعلق صحیح ہے تو ان کی دینی حمیت کا خاتمہ ہو چکا۔ روس تو عیسوی مذہب اور عیسائی لوگوں کی حمایت کے لئے ٹرکی کی داخلی حالت کو ہمیشہ باپ کا گھر سمجھتا رہا ہے۔ اور یہ بیچارے ایک دینی مسئلے میں رائے لگانے تو وقت روس کی داخلی حالت کے ذکر سے سہمے جاتے ہیں۔

(درخواستیں)

حضرت امیر المؤمنین کے ملفوظات

سفر ملتان کے حالات برادرم مکرم مفتی محمد صادق صاحب نے شایع کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ میں ان میں سے صرف ان ملفوظات کا اندراج ضروری سمجھتا ہوں۔ جو حضرت نے مختلف موقعوں پر فرمائے ۔ (ایڈیٹر)

شیطانی خواب سے حفاظت شہادت کے بعد حضور مکان پر تشریف لائے پہلے تو ارادہ تھا کہ اسی روز واپس آجائنے۔ مگر بعض معززین ملتان کے اصرار سے ایک روز قیام کرنا منظور فرمایا۔ بہت سے بیمار حاضر ہوئے اور شام تک یہی سلسلہ جاری رہا دوسرے دن بھی صبح سے شام تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ درمیان میں بعض لوگ کچھ مسایل بھی دریافت کر لیتے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے بہت خوابیں آتی ہیں میں نہیں جانتا کہ ان میں کچھ شیطانی بھی ہوں۔ فرمایا کہ تم سونے سے قبل قل اعوذ برب الفلق۔ اور قل اعوذ برب الناس ہر دو سورتیں پڑھکر ہاتھ پر پھونک کر سارے بدن پر ہاتھ پھیر لیا کرو۔ اور لاحول ولا قوة پڑھا کرو۔ اس سے تم محفوظ رہو گے۔ برا خواب آوے تو اعوذ پڑھو۔ اور لاحول پڑھو۔ اور بائیں طرف تھوک دو۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے تم کو محفوظ رکھیگا۔

نماز کی تاکید فرمایا نماز سنوار کر پڑھو۔ وہ شخص غافل ہے جو نماز کو چھوڑتا ہے۔ زمین و آسمان کے بادشاہ کے حضور کھڑے ہو کر بات کرنیکا موقعہ انسان کو نماز میں ملتا ہے۔ اسکی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے اور اس میں غفلت اور سستی ہرگز مناسب نہیں ہے۔

ہندوں کا خدا کسطرح خوش فرمایا ایک ہندو ڈاکٹر تھا۔ اس سے میں نے دریافت کیا کہ ڈاکٹر صاحب کیا آپ بھی مذہب ہندو کے قایل ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اس مذہب کا بہت شکر گزار ہوں کیونکہ اس مذہب میں ایک ایسی خوبی ہے جو کسی مذہب میں نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہندو رہنے کے واسطے صرف اتنی بات کافی ہے کہ کھانا کسی دوسرے کے ساتھ ملکر نہ کھائیں صرف اتنی پرہیز سے ہمارا مذہب قایم رہ سکتا ہے اور بس۔

کیا احمدی ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتے ہیں؟ ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ حضور ہم ہمیشہ دیکھتے چلے آئے ہیں۔ کہ سب مسلمان نماز کے بعد ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگا کرتے ہیں۔ مگر آپ کی جماعت نہیں کرتی۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے کے منکر نہیں بلکہ قایل ہیں۔ اور ہم وقتاً فوقتاً۔ اسطرح دعا مانگتے ہیں۔ چنانچہ جب کبھی بیعت کرچکتا ہے۔ تو اس وقت بھی ساری جماعت موجودہ ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتی ہے۔ اکثر درس قرآن مجید کے بعد بھی لوگوں کی درخواست پر اس طرح دعا کیجاتی ہے۔ لیکن نماز کے بعد اس طرح دعا مانگنا سنت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہلی سنتیں گھر سے پڑھکر باہر تشریف لایا کرتے تھے۔ اور پچھلی سنتیں پھر گھر میں جاکر پڑھتے تھے۔ فرضوں کے بعد فوراً چلے جاتے تھے یہی طریق حضرت مرزا صاحب کا بھی تھا اور اکثر اولیاء اللہ ایسا ہی کرتے تھے۔ مگر بعض بزرگوں نے دیکھا کہ لوگ سطرح سنتوں کے ادا کرنے میں غفلت کرتے ہیں۔ اور فرضوں کے بعد فوراً گھر چلے جاتے ہیں تو پھر سنتوں کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ اسواسطے انہوں نے یہ عادت ڈالی۔ کہ نماز مسجد میں ہی پوری ادا کی جائے۔ نماز ساری دعا ہے۔ لوگوں نے نماز کو ایک اور شے سمجھا ہے۔ اس کو جلدی جلدی پورا کر لیتے ہیں۔ اور پھر دعا میں ہاتھ اوٹھا کر لمبی دعائیں مانگتے ہیں۔ نماز کے اندر جو اصل قبولیت کا وقت ہوتا ہے اسکے دل خنک ہوتے ہیں اور پھر دعا میں کچھ رقت ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ اصل دعا کا وقت تو نماز کے اندر ہے۔ کھڑے ہوئے رکوع میں سجدہ میں۔ بیٹھے ہوئے نماز کے اندر دعا مانگنی چاہیئے۔ اب ایک رسم پڑ گئی ہے۔ کہ نماز پڑھ کر امام مقید ہو کر بیٹھتا ہے کہ لوگ فارغ ہوں تو دعا کرے تب اسکی بند خلاص ہو۔ پھر لوگ ہیں کہ دعا پر دعا کی تحریک کرتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے دعا کرو کہ بندی والوں کی بند خلاص ہو۔ کوئی کہتا ہے دعا کرو بیماروں کو شفاء۔ دعا کے واسطے شرط اضطراب اور جوش ہے۔ وہ ان کو حاصل نہیں۔ پھر دعا کیسی چاہیئے۔ کہ نماز کے اندر دعا کیجاوے

استقامت فرمایا بچپن سے میں جن سچائیوں پر قایم ہوں۔ آجتک میں ان کو راست پاتا ہوں۔ اور انہیں پر قایم ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

وساوس کسطرح دور ہوں ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور مجھے نماز میں وساوس بہت آتے ہیں اُن کا کیا علاج کروں۔ فرمایا نماز کے معنے سیکھ لو۔ اور معنوں کی طرف توجہ کر کے نماز پڑھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضوری حاصل ہوگی وساوس کی پرواہ نہ کرو۔ جہاں مال ہوتا ہے وہاں چور بھی آتا ہے۔ تم اپنی طرف سے کوشش کرتے رہو۔ آگے خدا تعالیٰ حفاظت کرنے والا ہے۔

چلنی کل اچھی ایک بیمار کو جو چل پھر نہ سکتا تھا۔ فرمایا۔ یہ کل بھی چلتی ہی اچھی لگتی ہے۔ انسان کیواسطے لازم ہے کہ ہر وقت خدا کا شکر کرتا رہے۔

روحانی و شیطانی جوش فرمایا جو روحانی جوش ہوتا ہے اسکے ساتھ سرور و قوت اور امداد الٰہی ہوتی ہے اور جو شیطانی جوش ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ باتیں نہیں ہوتیں۔ یہی ایک امتیازی نشان ہے۔

روح کا علاج ایک شخص نے عرض کی۔ کہ یاحضرت میری روح بیمار ہے۔ اسکے واسطے کوئی علاج آپ بتلائیں۔ فرمایا میں وہ علاج بتلاتا ہوں۔ جسکے بتلانیوالے اللہ تعالیٰ اور لانبوالا محمد رسول اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جو دنیا میں آئے اور اپنے تجارب کی باتیں بتلا گئے وہ باتیں سب عمدہ اور سب آسان ہیں۔ جس نے فطرت بنائی اسی کا کلام ہے۔ البتہ ضروریات اور حالات ہر شخص کے واسطے الگ ہیں۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے درود شریف پڑھا کریں۔ اور الحمد شریف پڑھا کریں۔ اور یہ دعا پڑھا کریں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن حضور اور ذوق اسکا وقت ہے۔ چلتے اُٹھتے۔ بیٹھتے جب میسر آوے اس کو پڑھو۔

کلمہ شریف۔ فرمایا جو نبی دنیا میں آیا اس نے توحید سکھلائی۔ توحید ہی سب کا اصل ہے۔ مگر پچھلوں نے بجائے توحید کے خود توحید بتلانیوالے کو خدا کا شریک

مختصر نوٹ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اعجازی اثر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ مسلمانوں میں بہت سی اصلاحیں ہوئی ہیں۔ منجملہ اُن کے بعض کا یہاں ذکر کرنا مجھے مقصود ہے شیعہ۔ سُنی۔ اور مقلد۔ غیر مقلد کے جھگڑے جو اس سے پہلے مسلمانوں میں بدقسمتی سے پائے جاتے تھے۔ احمدی ہونے کے بعد ان لوگوں میں قطعًا مٹ گئے۔ بہت سے شیعہ احمدی ہوئے۔ اکثر مقلد۔ اور غیر مقلد اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اب ان میں کسی قسم کا تنازع رہا ہی نہیں۔ اُس سے بڑھکر اور کرامت کیا ہوگی؟۔

پھر بہت سی بدعات مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھیں مثلًا محرم۔ یا شب برات۔ وغیرہ کی بدعات۔ احمدیوں میں کوئی ان کو جانتا بھی نہیں۔ اس طرح پر بہت سی بیہودہ رسومات شادی اور غمی کی جو فضول خرچی کی وجہ سے۔ اور اخلاقی اور دینی طور پہ قابل اعتراض تھیں۔ وہ سب کی سب مٹ گئیں۔ اور ایک احمدی کی شادی اور غمی کی تقریبیں بعینہ اسی رنگ سے ہونے لگی ہیں جس طرح پر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا کرتی تھیں اس قسم کی پاک تبدیلی اور پاک اصلاح کا پیدا ہو جانا کسی معمولی قوت اور طاقت کا کام نہیں۔ بلکہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور تائید کا نشان ہے۔ کاش ہمارے مخالف اس نکتہ پر غور کریں

جزاک اللہ احسن الجزا اختلاف رائے ایک الگ چیز ہے۔ اور یہ مبارک ہے۔ اور اسی لئے اختلاف رائے رحمۃ ہے۔ کیونکہ اختلاف رائے کے باعث اجتہادی قوتوں کا نشو و نما ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبات میں غور و فکر کرنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ اختلاف رائے کو مخالفت اور عداوت کا ذریعہ کبھی نہیں ہونا چاہیئے ہمیں اپنے اندرونی مخالفین سے یہ شکایت رہی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ بعض مسایل میں اختلاف رکھتے ہوئے بھی اغراض مشترکہ میں علٰحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور مخالفین اسلام کو ہنسی کا موقعہ دیتے ہیں۔ میں اس امر کو خوشی سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناءاللہ امرتسری نے اس معاملہ میں فراخدلی کا اظہار کیا ہے۔ اور آریوں کے دریدہ دہن اخبار مسافر کو جواب دیتے ہوئے لکھدیا ہے۔ کہ اگر تم قادیانی پارٹی ہی کا مقابلہ منظور کروگے۔ تو سب سے پہلے منظوری پر دستخط کرنے والا میں ہونگا" کچھ شک نہیں یہ سپرٹ نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ اگر مسلمانوں کے اندر اس قسم کے خیالات پیدا ہو جائیں۔ تو ان کی مجموعی قوت بڑھ جاوے اور وہ بھی وہی کام کرنے لگیں۔ جو اشاعت اسلام کے لئے پہلے ہو چکے ہیں۔ خدا کرے یہ روح ہم میں پیدا ہو جائے اور ہم باہمی اختلافات کو عداوتوں کا ذریعہ نہ بنالیں۔ آمین +

مولوی محمد حسین اور اُنکے لڑکے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے لڑکوں کے قادیان سے چلے جانے کے متعلق اہلحدیث میں ایک مضمون شایع ہوا ہے۔ جس کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب ہی کی تحریک سے لکھا گیا ہے۔ خدا کرے یہ خیال غلط ہو۔ میں نے پسند نہیں کیا تھا۔ کہ اس معاملہ کو پبلک کروں۔ لیکن جب کہ مولوی محمد حسین صاحب نے پبلک کرنا چاہا ہے۔ تو اس پر وضاحت سے لکھنا پڑے گا۔ شیخ عبدالعزیز صاحب نے اس مضمون میں بہت سی غلط بیانیاں کی ہیں۔ جنکی تردید ضروری ہے۔ اس لئے قبل اس کے کہ اصل واقعات سے پبلک کو خصوصًا اعیان اہلحدیث کو آگاہ کیا جاوے۔ میں اس نوٹ کے ذریعہ مولوی محمد حسین صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے قلم سے اہلحدیث میں شایع شدہ نوٹ کی تردید یا تائید کریں۔ اگر انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہ لکھا۔ تو سمجھا جاویگا۔ کہ یہ نوٹ انہیں کا لکھا ہوا ہے پھر مولوی محمد حسین صاحب کے اصل خطوط کے ذریعہ ان واقعات کو پبلک کے سامنے رکھدیا جائیگا جو لڑکوں کے قادیان سے جانیکا موجب ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب کے لئے بہتر تھا۔ کہ وہ اس پر کچھ نہ لکھتے۔ امید ہے۔ اہلحدیث اس نوٹ کو ضرور چھاپ دیگا۔

گورداسپور میں جلسہ جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا ہے ۷۔ اگست ۱۹۱۹ء کو گورداسپور میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی صدارت میں قیصر آنجہانی کی یادگار کے لئے فراہمی فنڈ کے لئے ایک شاندار جلسہ احاطہ کچہری میں ہوا۔ صدر جلسہ نے نہایت صفائی کے ساتھ اُردو میں جلسہ کے انعقاد کے اغراض اور ایڈورڈ میموریل فنڈ کی ضرورت اور یادگار کی نوعیت پر تقریر کی اور تحریک کی کہ اسکے لئے روپیہ جمع کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی ہونی چاہیئے۔ جو گورداسپور میں قایم ہوئی ہے صاحب موصوف کی تقریر کے بعد رائے تھمبر مل صاحب پلیڈر نے مختصر تقریر کے ساتھ پہلا ریزولیوشن پیش کیا۔ اس ریزولیوشن کی تائید میں مسلمانان ضلع گورداسپور کے لیڈر اور گورداسپور بار کے ایک درخشندہ ممبر شیخ علی احمد صاحب پلیڈر نے تقریر کی اور اس ریزولیوشن کی تائید کی۔ شیخ صاحب نے اپنی تقریر کو ایڈورڈ میموریل کی ضرورت اور اس کی نوعیت پر کہ وہ میڈیکل کالج اور ہسپتال کی توسیع کی صورت میں ہو کھولکر بیان کیا تہا۔ کہ عوام بخوبی سمجھ لیں۔

اور پھر یہ بھی بتایا کہ جیسا کہ انہوں نے لاہور میں ہز آنر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کے بالمواجہ بیان کیا تہا۔ کہ ملک اس مبارک یادگار کے لئے ہر طرح چندہ دینے کو طیار ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ مجھے اس مجوزہ چندہ کے وصول ہونیکا ایسا یقین ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اگر یہ چندہ پورا نہ ہو۔ تو میں اسے اپنی ذاتی جائداد سے پورا کردونگا۔

فی الواقع یہ بڑی اولوالعزمی اور حوصلہ کا کام ہے میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب کا انفلوئنس مسلمانوں میں ایسا ہے کہ وہ انکے اس اعتبار کو قایم رکھنے کے لئے ضرور اس قدر رقم جمع کر دیتے۔ جسکا وہ وعدہ کرتے۔

پھر شیخ صاحب نے نہایت شرح صدر سے اپنے چندہ کا اعلان کیا کہ وہ ڈیڑہ ہزار اس غرض کے لئے دیں گے۔ ابھی تک ضلع گورداسپور میں اس سے زیادہ چندہ اس غرض میں کسی نے نہیں دیا۔ پھر ریزولیوشن پیش ہوئے۔ اور پاس ہوئے جن کی تحریک اور تائید چند اور صاحبان نے کیں۔ بابو گنڈا سنگھ صاحب نے بھی ایک تقریر ایک ریزولیوشن کی تائید میں کرتے ہوئے کی مجھے افسوس ہے کہ ان کی تقریر میں جو نہایت

[illegible]

گورنمنٹ برطانیہ کے برکات حکومت کے اظہار کے لئے بہت سی صورتیں ہو سکتی تھیں۔ ممکن ہے تقریر کی رو میں انہی ایسے فقرات نکل گئے ہوں۔ بہرحال بابو گوبند اسنگھ صاحب کی تقریر اپنی نوعیت میں بہت عمدہ اور موثر تھی۔ اگر چہ اس جلسہ کا منشاء روپیہ لینا تھا۔ بلکہ [illegible] تحریک کرنا تھا۔ تو بھی چندہ جمع ہونا شروع ہوگیا۔ [illegible] ہزار روپیہ کا اعلان ہوا۔ صدر جلسہ نے کہا۔ چونکہ یہ تجویز ہے کہ مجوزہ عمارت یادگار میں ایک بارہ ہزار گوردا سپور کی طرف [illegible] جایا جاوے۔ اس کے لئے پچاس ہزار روپیہ مطلوب ہوگا اسلئے ضلع گورداسپور کی طرف سے یادگار میں پچاس ہزار بھیجنے کی تجویز ہوگی [illegible] کامیابی [illegible] ہوں۔

آریوں میں نئی تحریک

آریہ سماج میں شدھی کے ساتھ [illegible] ایک نئی تحریک غیر آریوں کے ساتھ کھانے پینے کی شروع ہوئی ہے۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے کے سوال پر بحث کا بازار گرم ہے۔ [illegible] اس کے حق میں ہیں اور مصنف پنڈت تلسی رام صاحب [illegible] سماج کے ایک لیڈر ہیں۔ وہ اس کے خلاف ہیں۔ سوامی شردھانند صاحب بھی خلاف ہیں۔ غرض یہ تحریک بڑے زور شور کے ساتھ شروع ہوئی ہے۔ سوشل پہلو سے اس کے نتائج قابل غور ہونگے مسلمانوں کو ابھی سے سوچنا چاہئے۔ کہ یہ تحریک ان کے مذاہب پر کیا اثر کرے گی۔

کیا بھنگی ہمارے قریب نہیں؟

آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک متحدہ کے پریسیڈنٹ پنڈت تلسی رام سوامی جی نے لالہ گوکل چند جی کو خط و کتابت کے دوران میں لکھا ہے "بھنگی ان پچ ماتر ہی ہیں" لیکن آریہ دہرم کے مخالف نہیں ہیں۔ اور مسلمان و عیسائی کی نسبت وہ زیادہ قریبی ہیں۔ چھوت چھات کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ان میں میرے مضامین کا کوئی جواب [illegible] سے ان کا نوٹس لینا فضول ہے۔ لیکن پنڈت تلسی رام صاحب کی یہ دلیل بالکل نئی معلوم ہوتی ہے۔ اسی شکوک رفع کرنے کے لئے ایک سوال کرتا ہوں۔ یجروید کے ۱۰۲۶ دھیائے کے دوسرے منتر کی موجودگی میں کیا ایک آریہ سماجی کے لئے کوئی شخص نزدیک یا کوئی بہت دور ہو سکتا ہے؟ کیا پنڈت جی کو معلوم ہے کہ بھنگی لوگ لال بیگ کو اپنا دیوتا مانتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت مردار کھاتے ہیں۔ پنڈت جی نے اپنی عمر میں بہت سے عیسائیوں سے ہاتھ ملایا ہوگا۔ [illegible] مسلمانوں سے مصافحہ کیا ہوگا۔ اور ان اصحاب کے ساتھ ایک بستر پر تو سینکڑوں بار بیٹھے ہوں گے۔ کیا کبھی بھنگی سے بھی ہاتھ ملایا؟ اور کیا کبھی ان کے ساتھ ایک بستر پر بیٹھے ہیں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر پنڈت جی زیادہ غور کریں گے تو ان کو ماننا پڑے گا۔ کہ مشہور علم سنسکرت کے فاضل سید علی بلگرامی جسٹس عبد الرحیم۔ ڈاکٹر طپینل۔ پادری اندریوز اور برہم چاری بروکس کے بجائے نورا بھنگی ہم آریہ سماجیوں سے زیادہ قریب نہیں ہو سکتا۔ اور جب کوئی بھنگی ہمارے قریب ہوگا۔ تب وہ بھنگی کہلانے کے قابل ہی نہ ہوگا۔ پرماتما ہم سب کو طاقت دے کر ویدک عالمگیری مذہب کو ہم اس کے اعلےٰ معیار سے گرا کر ایک تنگ راستہ نہ بنا بیٹھیں (روزانہ پیسہ)

اشاعت اسلام

سبجیکٹ پر پیسہ اخبار میں کافی طبع آزمائی ہو چکی ہے۔ پیسہ اخبار کے نامہ نگاروں کے لئے اب یہ کام نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ ایک ہی مضمون ایک ہی خیالات کا بے ربط اعادہ کرتے رہیں۔ بلکہ اب ان کا کام یہ ہے کہ کوئی خدمت اپنے ذمہ لیں اور اس کو انجام دینے میں لیاقت ہمت اور روپیہ صرف کریں۔ لگذشتہ برس میں نے اس سبجکٹ پر مضامین کا ایک سلسلہ لکھا۔ اور اس کے علاوہ بہت سی خط و کتابت اور بحث کی۔ مگر میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ طریقہ درست نہ تھا۔ ضرورت یہ ہے کہ جب قوم میں تحریک پیدا ہو جاوے۔ یا قوم میں کوئی بااثر تحریک پیدا کرنی مقصود ہو تو خاموشی سے عملی نمونہ بننے کی کوشش کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اشاعت اسلام کی ضرورت پر اب کوئی نئی بات کہنے کو باقی نہیں ہے۔ کام کرنا چاہیئے کیونکہ خیالات سب ختم ہوئے کام کوئی بھی شروع نہیں ہوا۔ انجمن خادم المسلمین کی ہستی کو نزدہ کی ہستی میں فنا کر دینے سے میرا اور میری جماعت کا مقصود یہی تھا۔ کہ خاموشی سے کوئی خدمت انجام دیجاوے۔ جس کے انجام دینے میں خدا کی توفیق کے ہم خواستگار ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ قوم کے لئے ہم اپنی ہستی کو کسی نہ کسی حد تک اس قابل ثابت کر سکیں گے۔ کہ اس پر لفظ فضول کا اطلاق چشم حقیقت بین کو گوارا نہ ہو۔

میرے خیال میں اشاعت اسلام کے لئے سب سے بڑی ضرورت روپیہ کی نہیں۔ کام کرنیوالوں کی ہے جن میں خلوص ہو۔ عقد ہمت ہو۔ ایثار علی النفس ہو۔ مگر یہ اوصاف مدت ہوئی ہم سے چھن چکے ہیں۔ اور تجربہ نے مجھے اس اعتقاد پر راسخ کر دیا ہے کہ ہمارے ہاں قحط الرجال ہے۔ خلوت و جلوت میں تحریر و تقریر میں ہمارے بہت سے بھائی اپنے خلوص اور اپنے درد اسلام کو علوم حقہ کے اصول متعارفہ کا درجہ دینے کے آرزومند رہتے ہیں۔ مگر اکثر طبل تہی باطن میں صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ اور سننے بہت ہیں۔ دیکھنے کچھ بھی نہیں گویا فردوس گوش نصیب۔ مگر جنت نگاہ سے محروم دنیا میں کوئی بیماری نہیں ہے کہ لا علاج ہو۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ روحانی اور اخلاقی امراض بھی ضرور اس قحط الرجال کو دیکھ کر یاس کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ مگر امید جلد پھالی لیتی ہے۔ اور یاس کی کلفت دل سے ٹل جاتی ہے۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ خدا کی یاد پورا کرنے کے لئے ہر حالت میں کچھ نہ کچھ کئے جانا بس یہی کلید نجات ہے۔

مگر یہ اعتقاد غلط ہے۔ نہیں خدا کی رحمت پر بھروسہ رکھنا غلطی نہیں ہے۔ گوتم بودھ نے دنیا کو یہ سکھانا چاہا کہ لوگ اپنی ہستی پر اعتماد کریں۔ مگر اے خدا!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

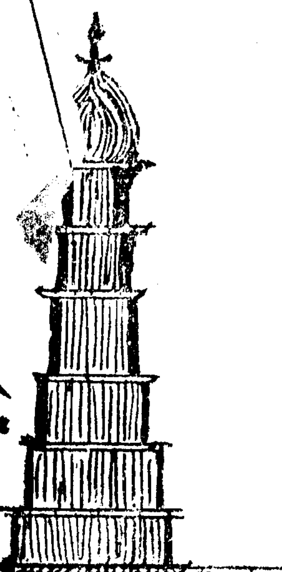

الحکم

جلد ۱۴ سنہ ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی۔

عوام سے . . . . . . صہ
خواص سے . . . . . . عـہ
ہندوستان سے باہر . . . . . ۔ـہ
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ۱۲ـہ

چہ گویم با تو از انوار قادیان ہمی

دوا ہمی شفا ہمی غرض دارالامان ہمی

قادیان دارالامان سے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اجزاء سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزاء خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ . . . . کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک ہو گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں ✤

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات مفت

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی ✤ (تار کا پتہ) [illegible] دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پہلے کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان صفراوی بخار۔ بانپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر نفخ کھٹی ڈکاریں اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈنس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورالصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ (اور زہریلے انجرول) کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۴ر اور ۸ر اور ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۴ر والی شیشی سے تگنی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔

۱۲ر والی شیشی ڈوڈن پی۔ او ر باکس نمبر ۲ بمبی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ بچوں کی تندرستی باعث خاطر موجب ہوتا ہے اگر بچہ سست یا پژمردہ اور بھوکا ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دیجئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خورم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

تھک گئی

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ میسس لندن

ذیل کے ہر ایک نمبر کی شیشی کی قیمت ۴ر ہے ہر ایک گھر میں

کم از کم اس کی ایک ایک شیشی ضرور آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے

[illegible]

			قیمت فی شیشی
(۱) اکسیر نمبر ۱۔ دافعہ مرض ہیضہ۔			۴ر
(۲) اکسیر نمبر ۴۔ دافعہ مرض پیچش۔	//	//	۴ر
(۳) اکسیر نمبر ۲۔ دافعہ درد پیٹ	//	//	۴ر
(۴) اکسیر نمبر ۳۔ برائے جلاب	//	//	۴ر
(۵) اکسیر نمبر ۸۔ دافعہ کھانسی	//	//	۴ر
(۶) اکسیر نمبر ۱۱۔ آنکھوں کے لئے ٹھنڈا سرمہ	//	//	۴ر
(۷) اکسیر نمبر ۱۹۔ گولیاں دافعہ بخار	//	//	۴ر
(۸) اکسیر نمبر ۱۰۔ دافعہ درد داڑھ	//	//	۴ر

[illegible]

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آریو ویدک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے اوشدھالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں۔

ملنے کا پتہ:۔ کوی راج کاشی رام دید کوی رتن ننگے منڈی لاہور

نہایت ضروری احتیاط

ذرا غور سے پڑھیں

امرت کی دھارا نے جسقدر نام پایا ہے اسکو آپ سب لوگ جانتے ہیں اسکی شہرت اسکی سریع التاثیری ہے کیونکہ کوئی دوائی آج تک اتنی جلدی دنیا میں ایسی مشہور نہیں ہوئی ہے اسکے اشتہار کے پہلے کسی بھی ایسی دوائی کا اشتہار نہ تھا۔ امرت کی دھارا کا بھی اس قدر مشہور ہونا جھوٹے اشتہار والوں کو کھٹک گیا اور لگے کھوج نکالنے کہ کسی طرح امرت کی دھارا کا نسخہ دریافت ہو جاوے۔ یہاں تک کہ میرے پنساریوں سے جا کر پوچھا کرتے کہ پنڈت ٹھاکر دت کونسی دوائی زیادہ خریدتا ہے مگر میں ایک شہر سے ہی دوائی نہیں لیتا۔ اسکے علاوہ اگر نسخہ معلوم بھی ہو جاوے مگر وزن اور ترکیب یاد نہ ہو تو خاک کوئی بنا دے گا۔ گولا۔ ہوائی انار وغیرہ کے بارود میں اوزان وغیرہ کا ہی فرق ہوتا ہے بہت سی چیزیں توپ کے گولے تک مشترک ہیں ایک آدمی اگر انار کا بارود معلوم کر کے کہے کہ میں توپ کا گولا بنا لیتا ہوں تو اسکی حماقت ہے اسکی ترکیب میں کوسوں کا فرق ہے اس کو خیال میں لائیے۔ مثال کے طور پر کافور ہی لیجئے جو کہ امرت دھارا کو دیکھتے ہی ہر ایک بتا سکتا ہے کہ اسمیں موجود ہے اب دیکھئے اگر کئی دن کی لگاتار محنت سے ہم یہ تیار کرتے ہیں کہ کافور میں کئی ادویات ملائی جاتی ہیں۔ پھر اسکو ان ادویات سے علیحدہ کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کل ادویات کی تاثیر اپنے میں جذب کرا دے۔ یہ ادویات ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا مجموعہ ایسا بنتا ہے کہ کافور میں ہر مرض پر چلنے کی خاص طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اب ہم اسے کافور نہیں کہ سکتے۔ بلکہ امرت۔ اسی طرح دوسری ادویات سے کئی کھیڑے کرنے پڑتے ہیں میں ایسا عرض کرتا ہوں کہ ایک دوائی مجھے ایسی بھی ڈالنی پڑتی ہے جس کو بناتے ہوئے چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔ اور ان جھوٹے اشتہار بازوں کے خیال میں بھی نہیں آ سکتی اسکی متضاد تاثیرات جو بڑے بڑے حکما کو بھی حیرانی میں ڈال دیتی ہیں اسمیں پیدا کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے برسوں کی محنت کے بعد میں نے اسکو ایجاد کیا اور اسکے بعد کتنی دیر تک اسمیں تغیر و تبدل کرتا رہا۔

غضب کہ

کیا عرض کروں کئی آدمی قیمت کی کمی دیکھ کر ان اشتہار بازوں کے پاس پھنس جاتے ہیں۔ نقل اور اصل کا فرق جتلانے کے لئے ہم نے بھی امرت دھارا کی **نقل تیار** کی ہے جس کا نام آب حیات رکھا ہے قیمت اسکی صرف ۱۲ آنہ فی شیشی ہے۔ اتنی شیشی امرت دھارا کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ میرا دعوےٰ ہے کہ میری نقل کا بھی وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔

آجکل ہر حکیم یہی چاہتا ہے کہ وہ کسی طرح امرت دھارا جیسی دوائی کا مالک ہو جاوے۔ بڑے بڑے پرانے اشتہار بازوں نے بھی جن کو کبھی سالہا سال تک ایسی دوائی کا خواب بھی نہ آیا تھا۔ اب پچھلے دار الفاظ میں ایسی ہی اوصاف صحت دست مشتہر کر رہے ہیں جتنا اشتہار نکلتا ہے اسمیں سب سے زیادہ صفت ایسی ہی دوائی کی ہوتی ہے غضب تو یہ ہے کہ امرت دھارا تو رجسٹرڈ ہے۔ تاہم بعض ان میں سے نام میں کسی نہ کسی طرح لفظ امرت کو لانا چاہتے ہیں۔ **بیمار** ناظرین صرف **لفظ امرت دیکھ کر دھوکے میں نہ آجاویں۔** امرت دھارا کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس نام کی ایسی اوصاف والی دوائی کوئی نہ خریدیں ورنہ نقصان اٹھاوینگے۔

بعض تو ایسے برخوردار نکلے ہیں کہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ ہم سالہا سال سے اسکو تجربہ کر رہے ہیں اور آج اشتہار نکلتا ہے اور وہ ہماری فہرست نقل کر کے فوراً لکھ دیتے ہیں .... نے جس قدر نام پایا ہے اسکی مکمل تعریف مشکل ہے۔

مگر یاد رکھیں منگ یا تیزی سا اوصاف کچھ بھی وہ نہیں ملا سکتے ہیں کئی رنگ ملانے کے واسطے زہریلے رنگ داخل کر کے مریضوں کا ستیاناس کر رہے ہیں واقعی میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ ایشور نے مجھے ایسی ایجاد کرنے کا فخر دیا۔ جو سارے ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہے اور کسی دن دنیا میں پہنچنے کا دعوےٰ رکھتی ہے۔ مگر مجھے رنج معلوم ہوتا ہے جب پبلک کو دھوکہ کھاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

یاد رکھو کوئی دوائی امرت دھارا کا مقابلہ نہیں کر سکتی **نکلیں** صرف چند معمولی امراض میں فائدہ ہیں تو دیں مگر مزمن اور دیرینہ امراض میں خاک نہیں کرینگی اور سخت سے سخت امراض میں جو ان پر بھروسہ کرے گا آخر کو پچھتاوے گا [illegible]

جھوٹے اشتہاروں سے منگوائی ہوئی دوائی نے کیسے اثر کیا

[illegible]

ایڈیٹر اخبار [illegible]

[illegible]

ٹھاکر دت شرما مالک کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ ایڈیٹر اخبار دیش اپکارک و مصنف متعدد رسائل طبی لاہور

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد کے سبب دو سو ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی مالیت کا شراکت نفیس کے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ بھی اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یومیہ آمدنی ۱۰۰۰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی اوائی گھر میں مفید ہو سکے اسکی اس کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہٗ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داران وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بےنظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فلسفوں کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کر کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ہاتھ میں لے کر آئیں تو بھی بیباک ہو جائیں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہتریں اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں در بادجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۱۰۰۰ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کونسا جو نتیجہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے احتیاطیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو رگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل و تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ روح ہے جو ذرہ یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ میں رونق و ابیاری حاصل ہوتی ہے تو بہت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے و دیگر امراضات جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکو دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت رقت۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی چار روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوا ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے بہار روغن دافع سستی ہے پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزز لطافت کو از سر نو بحال کرتا ہے بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی للعہ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی مجرب

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا چھتیس برس سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دواء کو ایکمرتبہ ضرور منگوا کر آزمایش کیجئے۔ اس دواء میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اسکی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ ۱۴؎ محصولڈاک ۶؎ دو شیشی ۸؎

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ ۸؎ محصولڈاک ۵؎ دو شیشی ۶؎

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴؎) محصولڈاک ایک سے تا تک ۵؎ زیادہ ڈبیہ ۶؎

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵/۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول ازماؤ پھر منگواؤ پہلا اس پر بھی بھروسہ ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہو رہی ہے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل بالکل فوراً رفع ہو جاتی ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے ہمارا کام یہ ہے کہ دوا کیا ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس ایکروپیہ عہ۔ طلا طلسمی پیدائشی یا سن کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض لوگ تو خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارا اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور جو طلسمی کہلائیں انشاء اللہ اس کو پائیں قیمت ۲ ماشہ عا سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۱۰؎ سلونی دنداں۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سفوف کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴؎

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی۔

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

عرب کی بیبیاں

کتب بینی۔ اور مطالعہ کیسی مفید اور دلچسپ چیز ہے؟ اس کا پتہ صرف اسی وقت چلتا ہے۔ جبکہ کتابوں اور مطبوعات کی ورق بنصیحت دل۔ خوش کن حکایت اور دلکش سوہیت نظر سے گذر جائے۔ ابھی یہ گذشتہ رات کا واقعہ ہے کہ میں ایک تازہ عربی پرچہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں "نساء العرب" کی سرخی سے ایک ایسا دل پسند مضمون پڑھا۔ جو اپنی آپ نظیر اور ہماری مستورات کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے اسوقت جبکہ قوم میں تعلیم نسوان کا میلان زوروں پر ہے۔ اور مردوں کی تعلیم بھی کہنے کے لئے کچھ ہو چلی ہے۔ ایسے مؤثر اقوال اور تاریخی نوادر کا ابنائے قوم اور بنات ملت کی خدمت میں ہدیہ کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے جو ان کو خوش اخلاقی اور علم مجلس کے اداب سکھائیں اور اپنے پاک اثر سے اُن کے دلوں کو موثر بنائیں۔

تمام دنیا کے علماء و حکماء ہادیان دین اور مقتداء صاف صاف لفظوں میں عورت کو رحم و محبت نیکی اور مروّت اخلاق و اداب اور حیا اور عصمت کی پتلی کہتے۔ اور اس کو گھر کی ملکہ۔ بچوں کی مربیہ۔ مرد کی مونس۔ دکھ درد کی شریک اور راحت و ارام کی رفیق مانتے ہیں کسی ملک کی تاریخ صدہا اس قسم کے سچے واقعات سے خالی نہ ملیگی۔ جو عورت کے شائستہ اخلاق پاکدامنی شوہر پرستی مامتا۔ انتظامی قابلیت خلوص بے ریا اور محبت صادقہ کے شاہد نہ ہوں ہمارے ملک ہندستان کی قدیم و جدید تاریخ بھی ایسے حالات سے خالی نہیں۔ یہ ملک اگرچہ زمانہ دراز سے مختلف اقوام اور ادیان کی گوناگون بستی بنگئی ہے۔ اور کبھی کبھی ان ہموطنوں میں اتفاق و اتحاد کا سررشتہ برہم بھی ہوتا رہا ہے لیکن اسوقت سے نصف صدی قبل تک اہالی ہند کی مستورات میں وہ خوبیاں موجود تھیں جنکو فرقہ نسوان کا اصلی زیور کہنا بجا ہے اور افسوس ہے کہ اس کی کمی ہمارے ملکی اور قومی آداب کو انحطاط کے گڑھے میں گرانی چلی جاتی ہے۔

عورتیں قومی اخلاق کا سرچشمہ ہیں۔ اُنہی کے قدرتی اطوار و عادات قوم کے رگ و پے میں جاری و ساری ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں ہی اخلاق کی مربیہ اور تہذیب نفس کی معلمہ ہیں امام غزالی رح نامور فیلسوف اسلام اپنے رسالہ تربیت الاطفال میں یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ: "باپ کو اپنے بچے کی نگرانی اس کی ولادت کے وقت ہی سے کرنی چاہیئے۔ دائی اور کھلائی دیندار نیک مزاج اور اکل حلال کی خوگر عورت کو مقرر کیا جاوے ورنہ حرام خور دائی کا دودھ پی کر بچے کی سرشت میں شرارت اور خباثت کا جز ملجائیگا۔ اور وہ طبعاً بری اور عیوب کیطرف میل کریگا۔" پس جبکہ دودھ پلانے والی عورت میں ایسی شرطوں کا لگایا جانا ضروری ہو تو خاص ماں میں کیوں نہ اسطرح کی شرطیں لگائی جائیں جو کہ خاندان اور گھر کی بنیاد اور خوش اخلاقیوں کا سرچشمہ ہوتی ہے۔

ہمارے ملک و قوم میں جسقدر بد اخلاقی اور عیوب نظر آتے ہیں۔ ان کی بنا ہماری عورتوں کی حالت زار ہے۔ ان عیوب اور بد چلنیوں کا بار الزام زمانہ کی تہذیب و ترقی کے سر ڈالنا کبھی صحیح نہیں ہو سکتا ہماری دینی اور دنیوی پستی سب اسی کمی کا نتیجہ ہے جو ہماری عورتوں کی تعلیم و تربیت میں پائی جاتی ہے وہ آداب شریعت کہاں ہیں؟ جو ادائے فرض کی عادت ڈالیں۔ اور ان قدرتی آداب و اطوار میں سے اب کونسی رہگیا ہے جو آبادی عالم کے پاکیزہ اصول سکھائیں؟ پچھلے زمانہ کی بیبیاں اور اخلاق اور نیکی کی دیبیاں۔ رحم اور محبت کی پتلیاں۔ پاکدامنی کی نمونہ۔ شوہروں کی سچی رفیقہ مامتا کی پوری اور عقل و شائستگی میں کامل ہوتی تھیں۔ اور اب وہ وقت آیا ہے کہ لڑکیاں تو کجا ماؤں کو بھی ان بزرگ بڑی بوڑھیوں کا پاسنگ تک نہیں پایا جاتا۔ ایسی خال خال صورتیں اب بھی کہیں کہیں دکھائی دے جاتی ہیں۔ البتہ آجکل کی عورتوں میں جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ خواہ تعلیم یافتہ ہوں یا جاہل۔ شوہروں کیلئے وبال جان ضرور ہیں زیور لباس بناؤ سنگار اپنی ذات کے لئے مکان کی آرائش و زیبائش سہیلیوں کے قدوم کی غرض سے۔ اور سیر و ملاقات کے واسطے سواری ہو اور نہ ہو تو برقعہ اوڑھا اور گھر سے نکل کھڑی ہوئیں نہ اولاد کی تربیت کا خیال اور سلیقہ ہے۔ نہ شوہر کی مزاجداری کا ڈھنگ آتا ہے نہ انتظام خانہ داری میں کوئی کفایت اور سگھڑپن دکھا سکتی ہیں۔ پس ظاہرداری پر مٹی جاتی ہیں اور اسی کو اپنے عیوب کا پردہ پوش سمجھتی ہیں اگر ان حالات میں قوم کے اخلاق نہ بگڑیں تو جائے تعجب ہے اور انکا بگڑنا کوئی حیرت کا مقام نہیں۔ پچھلے زمانہ کی عورتوں کے زندہ نمونے یونہی خال خال ہی ملتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال اور اعمال بقائے دوام کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں اور تاریخ کے صفحات قیامت تک متلاشیوں کو انکا معاینہ کراتے رہیں گے منجملہ ایسے ہی اقوال کے ایک مقولہ نصیحت ہے جو کہ عرب کے خاندان بنی تغلب کی ایک خاتون "اُمامہ بنت حرث" نے اپنی بیٹی کو اُسکے شوہر کے گھر رخصت کرتے وقت کی تھی۔ اور جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بیٹی! اگر عالی حسبی اور شائستگی کو دیکھتے ہوئے کسی کو نصیحت کرنا بُرا ہوتا تو میں کبھی یہ چند باتیں تیرے گوش گذار نہ کرتی۔ جو اس وقت کہوں گی۔ لیکن تو یاد رکھ کہ نصیحت عقلمند کیلئے یاد دہانی اور غافل کے لئے تنبیہ ہوا کرتی ہے۔"

بیٹی! اگر کوئی عورت اپنے باپ کی دولتمندی کیوجہ سے بیاہ کرنے کی پرواہ نہ کرتی۔ تو تو اسبات کی سب سے بڑھکر پرواہ نہ کرسکتی تھی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جسطرح مرد ہمارے لئے بنے ہیں۔ ویسے ہی ہم بھی مردوں کے واسطے بنائی گئی ہیں۔"

بیٹی! تو اپنے پرورش پانے اور پروان چڑھنے کی گھر نکلکر ایسے گھر میں جارہی ہے جسکے ملک میں ایک شخص تجھپر بادشاہ و مالک ہوگا۔ تو اسکی لونڈی بنکر رہنا وہ تیرا مطیع غلام ہو کر رہیگا تو اس کے سامنے دس عادتوں کی پابند رہنا یہ عادتیں تیری یادگار اور کار آمد ذخیرہ بنیں گی۔ اول اور دوم یہ کہ قناعت سے اسکا ساتھ دینا۔ اور بہت اچھی فرمانبرداری کے ساتھ اس کے

ہمراہ زندگی بسر کرنا۔ قناعت میں دل کو راحت ملتی ہے اور دل جلا کر رہنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔ سوم اور چہارم یہ کہ جن باتوں پر اسکی نظر پڑے انکا خیال رکھنا اور اس کی فکر رکھنا کہ وہ کن خوشبوؤں کو رغبت سے سونگھتا ہے۔ خبردار اس کی نظر کبھی تیری کسی برائی پر نہ پڑے۔ اور اس کی ناک تجھ سے کبھی اچھی خوشبو کے سوا نہ سونگھے۔

"بیٹی! تو اس کو خوب جان لے کہ جتنے سنگار حسن کے لئے موجود ہیں۔ ان میں سرمہ سب سے اچھا سنگار ہے اور جس کو کوئی خوشبو نہ ملے اس کے واسطے پانی سب سے بہتر خوشبو ہے۔ یعنی صفائی اور پاکیزگی سے بہتر کوئی خوشبو نہیں۔ پنجم اور ششم یہ کہ اس کے کہانے اور سونیکے وقت کا دل سے خیال رکھنا کیونکہ بہوک کی جھونجل بری ہوتی ہے اور اس کے نیند کو مبتلا کرنا دل آزاری ہے۔ ساتویں اور آٹھویں بات یہ ہے کہ اس کے گھر اور مال کی محافظ رہنا اور اس کے متعلقین اور ملازموں کی دلدہی کرنا۔ اسلئے کہ مال جب ہی محفوظ رکہا جا سکتا ہے جبکہ ہر چیز کا درست اندازہ لگایا جائے اور کوئی کام بے اندازہ نہ کیا جائے۔ اور متعلقین و لواحقین کی خاطرداری خوش تدبیری میں داخل ہے اور نویں اور دسویں باتیں یہ ہیں کہ خبردار کبھی اسکا کوئی راز فاش اور کسی امر میں اسکی نافرمانی نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تو اسکا راز فاش کردیگی تو خود بھی اسکی بیوفائی سے بے خطر نہ رہیگی۔ اور اسکا حکم نہ مانیگی۔ تو اسکا دل تیری طرف سے برا ہوگا۔ اور یہ بڑی قباحت کی بات ہے پھر ان باتوں کے ساتھ ہی تو اس بات سے بھی بہت بچتی رہنا کہ جب وہ خوش ہو اس وقت تو رنجیدہ رہے۔ اور جس وقت اسے رنج ہو اسوقت تو خوش نظر آئے۔ کیونکہ پہلی عادت میں قصور اور دوسری خصلت میں بددلی اور محبت کا فتور ہے یہ یاد رکھہ کہ تو اسکی جسقدر زیادہ عزت وعظمت کریگی اسی قدر وہ تیرے موافق ہوگا۔ اور یہ بات اس وقت تک کبھی نہ حاصل ہوگی۔ جب تک کہ تو اسکی مرضی کو اپنی خوشی پر مقدم اور اپنی خواہش کو اس کی خواہش سے کم نہ سمجھے گی۔ خواہ تجھکو خوشی سے ایسا کرنا پڑے یا ناخوشی سے۔ مگر کرنا ایسا ہی۔ میری دعا ہے کہ خدا تجھہ کو نیک ہدایت دے۔ اور تیری نیکی ٹھکانے لگا دے۔ اب جا۔ خدا حافظ!"

یہ ہے ایک عرب ماں کی نصیحت اپنی دانشمند بیٹی کو۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری قوم میں کتنی بیبیاں ایسی ہیں۔ جو ان عادات و اطوار کے زیور سے آراستہ ہوں؟ ہمیں تو ایسی عورتیں شاذونادر ہی نظر آتی ہیں۔ ورنہ زیادہ تر ان ہدایات کے بالکل برعکس عمل کرنے والی ہیں۔ جو خود بھی خراب ہیں اور اپنی اولاد کو بھی خراب اور خستہ بنا لیتی ہیں۔ ہاں اگر نیکی اور خوش اطواری کا کچھہ اثر ملتا ہے تو صرف ان گھرانوں میں جہاں دینی خیالات اور خدا ترسی کے جذبات دل و دماغ میں جاگزین ہیں۔ اور نئی روشنی کی شعاع وہاں تک نہیں پہونچی ہے۔ اہل عرب کے خانہ بدوش اور جنگلی زندگی کے باوجود ان کی عورتیں حسن اخلاق اور عفت و عصمت میں وہ کمال رکھتی تھیں۔ کہ آج کوئی بڑی سے بڑی عالمہ اور تربیت یافتہ عورت بھی اس بارہ میں انکی پاسنگ نہ نکلے گی۔ ایک بادیہ نشین عرب لڑکی اپنی غیرتمندی کا اظہار کرتی ہے۔ شہر کا باشندہ دولتمند اور مہذب جوان اُس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر قریہ کے چند معززین کی وساطت سے اس کو شادی کا پیام دیتا ہے۔ اور وہ اپنے چچا سے جو اسکا ولی ہے کہتی ہے "چچا جان! خدا نخواستہ آپ کیا ایسے غریب ہوگئے کہ میرا بار نہیں اُٹھا سکتے۔ اور مروت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں جو آپ مجھکو ایک ناتجربہ کار شہری لونڈے سے بیاہ دینا چاہتے ہیں۔ جو اپنی چالبازی سے مجھے قابو میں کر کے دوسرے ہی دن مجھکو اور میری ماں تک کو گالیاں دینے لگیگا۔ اور میری کوئی خاطر و مدارات نکریگا کیا میں ایسی حالت میں ایک دن بھی خوش اور زندہ رہ سکتی ہوں؟ ہرگز نہیں۔ چچا جان! اللہ تعالیٰ کریم اور رزق میں برکت دینے والا ہے وہ آپ کو برکت دیگا۔ مجھے اندھے کنوئیں میں نہ دھکیلئے۔ واللہ میں تو ایسے شخص سے شادی کرونگی جو پختہ عمر کا مرد اور تین کامل خصلتیں رکھتا ہو۔ یعنی عقل۔ حسن۔ اور زبان آوری و خوش کلامی کے زیور سے آراستہ ہو۔ کیونکہ وہ عقلمند ہے تو میری دلدہی کریگا۔ حسین ہے تو اسکی صورت سے مجھے دلبستگی ہوگی۔ اور شیریں زبانی سے وہ میرا دل پرچاتا رہیگا۔ ایسے شخص کے علم سے میرا علم ترقی کریگا۔ اور میری سمجھ میں افزایش ہوگی۔ ان طلبگاروں سے فرما دیجئے کہ یہ واپس جائیں خدا انپر رحم کرے اور خوش رکھے"۔

اللہ! اللہ! کیا ہم اس قناعت۔ فصاحت۔ فہم و فراست۔ اور موزونی طبیعت کی ایک مثال بھی اپنی لڑکیوں میں دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہاں تو لباس اور زیور کی بیہودہ ہوس اور آرام و عشرت کی تمنا کے سوا عورتوں اور لڑکیوں میں کوئی خیال ہی نہیں پایا جاتا۔ اور ان کے اخلاق ایسے پست ہیں کہ روز بروز ان میں خرابیاں بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ جنکا مہلک زہر قومی نونہالوں میں بھی سرایت کرکے قوم کو قعر ادبار و تنزل میں گرا رہا ہے۔ حیرت ہے کہ عرب کی ایک صحرا نشین ماں اپنے فرزند کو یوں نصیحت کرے کہ: "بیٹا خوش اخلاق لوگوں سے اچھی طرح ملنا جلنا۔ سب کے ساتھ موافقت رکھنا۔ نرم دلی۔ دوستوں کی نرمی و گرمی برداشت کرنا۔ کسی کو تکلیف نہ پہونچانا۔ اور خداوند کریم جو کچھہ رزق عطا فرمائے اسی میں سے مستحقین کو بھی بانٹ کر کھانا یاد رکھہ کہ اپنی باتوں سے تجھکو ہردلعزیزی حاصل ہوگی تیرا ہر ایک مقصد پورا ہوگا اور خداوند عالم تجھے اپنے حفظ و امان میں رکھیگا"۔ اور ہماری مائیں اتنا بھی نہ جانتی ہوں کہ کم از کم لڑکوں کو بد اخلاقی سے باز رکھنے کی تدبیر کر سکیں!!! افسوس! حالانکہ ہم

ایڈیٹر کے متعلق میں نے کہا ہے کہ رسالہ کی ایڈیٹری پر کچھ بھی خرچ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ جس قابل بے نفس اور فرشتہ سیرت انسان کے ہاتھ میں اب رسالہ ہے۔ یعنی مخدومی مولوی شیر علی صاحب بی اے ان کی خدمات کا جو کچھ بھی معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ اس قسم کے بے نفس آدمی خدا کے فضل ہی سے ملسکتے ہیں۔ اگر نوجوان انگریزی خوان مولوی صاحب کا ہاتھ بٹائیں اور ان کا کام صرف رسالہ میں ایک آدھ مضمون لکھدینا ہو اور باقی ذمہ واری اور ہاتھوں میں منتقل ہوسکے تو مولوی صاحب کا کچھ وقت کسی دوسری خدمت کیلئے بھی نکل سکتا ہے اور ترجمۃ القرآن کی الگ مد قایم کر کے ایڈیٹر ترجمۃ القرآن کے معاوضہ کو اس مد میں ڈالدینا چاہیئے۔ اس سے ایک تو ترجمۃ القرآن کے لئے سرمایہ جمع ہوتا رہیگا یا ضرورتاً اس کے اخراجات مقبرہ بہشتی کی مد میں منتقل ہوسکیں گے اور چونکہ وہ سکرٹری شپ کے فرائض بھی ادا کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ ان کی نصف تنخواہ صیغہ انتظامی میں رکھدی جاوے اور سکرٹری پیڈ کردیا جاوے جسطرح انجمن حمایت اسلام میں ہے۔

پھر دفتر روانگی رسالہ وغیرہ کے سایر خرچ میں بھی مناسب کمی ہوسکتی ہے اور ہونی چاہیئے۔ دو سو پانچ روپیہ سالانہ خرچ بہت زیادہ ہے سائر خرچ میں اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو سوئی دھاگا۔ قلم۔ گوند۔ سیاہی۔ وغیرہ اشیاء ہی شامل ہیں۔ اور اسپر سوا سترہ روپیہ ماہوار کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ مہتمم صیغہ توجہ کریں گے۔ تو یہ خرچ کم ہوجائیگا۔

کلرکوں کے سلسلہ میں۔ میں مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نظیر بھی پیش کرنی چاہتا ہوں۔ جہاں کام کی بہت زیادہ کثرت ہے۔ اور جہاں کا کلرک اکیلا ہی سب کام کرتا ہے اور آئندہ سال کے لئے اس بیچارے کے لئے صرف بیس روپیہ ماہوار کی گنجائش رکھی ہے۔ اب تک سے پندرہ روپیہ ہی ملتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ تسلیم کرلیا گیا ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلباء کی کثرت ہورہی ہے اور تعداد طلبا قریباً ڈیوڑھی ہوگئی ہے اور اسی وجہ سے بورڈنگ کے عملہ میں ایزادی ہورہی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں ہی دو کلرک ہوچکے ہیں مگر مدرسہ میں ایک ہی کلرک ہے۔ میرا خیال ہے کہ مدرسہ کا کام میگزین کے دفتر کے کام سے زیادہ ہے پھر بھی جب وہاں ایک کلرک کام کرتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دفتر میگزین میں بھی ایسی تنخواہ کے کلرک سے کام نہ لیا جاوے۔

غرض محرروں کے عملہ میں کمی ہونی چاہیئے۔ میں اسپر اب زیادہ بحث نہیں کرنی چاہتا۔ بہرحال اشاعت اسلام کے صیغہ میں اخراجات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کیجاوے۔

اب اسکے بعد دفتر مقبرہ بہشتی پر نظر کی جاتی ہے ایک وقت تھا کہ دفتر مقبرہ کے محرر کی عدم ضرورت پر بڑی بحث ہوئی اور وہ انجمن کے روئیدادوں اور ریکارڈوں میں موجود ہونی چاہیئے۔ مگر اب ایک محرر پندرہ ۱۵ روپیہ ماہوار کا موجود ہے۔ مقبرہ بہشتی میں سالگذشتہ کی آمدنی تخمینہ چھ ہزار کیا گیا تھا۔ جس میں صرف دو ہزار سات سو بتیس روپیہ آمدنی ہوئی۔ اور خرچ ۱۳۹۹ روپیہ ہوا۔ سال آئندہ میں آمدنی تو چار ہزار تجویز کی ہے۔ اور خرچ دو ہزار سات سو بیاسی جو سالگذشتہ کے مجوزہ خرچ تین ہزار بائیس کے مقابلہ میں سو کے قریب کم ہے۔ آمدنی میں تو ۱/۳ کی کمی اور خرچ میں ۱/۱۲ کی کمی یہ نسبت غیر معقول ہے۔

اخراجات مقبرہ میں بھی اگر ۱/۳ کی نہیں تو کم از کم ۱/۴ کی کمی ہونی چاہیئے تھی۔ میں تو اس اصول کو نہیں سمجھ سکتا۔ جس پر بجٹ طیار ہوا ہے۔ مگر قیاس ہو سکتا ہے کہ اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کہ آمد اور خرچ کے لئے کوئی موازنہ قایم ہو۔

مقبرہ بہشتی کی ذیل میں [illegible] تبلیغ کے لئے بہت [illegible] واعظین کی ہے اور اس کی ہی [illegible] اس کو پورا کرنا چاہیئے میں [illegible] واعظین پر خرچ کیا جائیگا۔ اس [illegible] بھی کرلائیں گے اور تبلیغ عام [illegible] گی۔ [illegible] متحلہ اور سنٹرل [illegible] واعظین کے بھیجے [illegible] اور اس مد میں اضافہ [illegible] میں نے مختصر طور پر [illegible] ہوسکتی ہے احمدی انجمنیں [illegible] لوگ بجٹ پر رائے زنی کریں گے [illegible]

من از ہمدردی [illegible]
خردا [illegible]

خطبہ نبویہ بابت رمضان شریف

رمضان شریف کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ [illegible] کیا ہے یہ نہایت [illegible] اس خطبہ کو رمضان شریف کے متعلق [illegible] کی بجائے درج کرنا پسند [illegible]

عن سلمان الفارسیؓ قال خطبنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال یایھا الناس قد اظلکم شھر عظیم شھر مبارک شھر فیہ لیلۃ خیر من الف شھر جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیام لیلہ تطوعا من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن

[illegible] سلمان فارسیؓ [illegible] کہ جناب رسول [illegible] علیہ وسلم نے [illegible] آخری روز [illegible] جس میں زبانی [illegible] بہت بڑا بابرکت مہینہ آگیا [illegible] میں ایک شب [illegible] ہے جو عبادت [illegible] سے ہزار مہینے سے [illegible] ہے۔ [illegible]

ادی فریضۃ فیما سواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ وھو شھر الصبر والصبر ثوابہ الجنۃ وشھر المواساۃ وشھر یزاد فیہ رزق المومن من فطر فیہ صائما کان لہ مغفرۃ الذنوبہ وعتق رقبۃ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیران ینقص من اجرہ شیئ قلنا یارسول اللہ لیس کلنا نجد ما نفطر بہ الصائم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعطی اللہ ھذا الثواب من فطر صائما علے مذقۃ لبن او تمرۃ او شربۃ من ماء ومن اشبع صائما سقاہ اللہ من

اس مہینے کے روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں اور رات کو قیام بغرض تراویح تمہارے لئے کار ثواب ہے جو کوئی اس مہینے میں کوئی کار خیر بطور نفل کے کرے دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرنے والوں کے برابر ہے اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ دوسرے دنوں میں ستر فرض ادا کرنیوالے کے برابر ہے یہ مہینہ صبر کا ہے اور اس صبر کا عوض جنت ہے اور یہ مہینہ باہمی سلوک کا ہے اس مہینے میں مومن کا رزق[1] بڑھ جاتا ہے جو کوئی کسی روزہ دار کو افطار کرادے (یعنے روزہ کھولنے کے وقت اس کو کچھ کھلاوے) اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اسکی گردن جہنم کی آگ سے رہا کیجاویگی اور اس کو بھی روزہ دار جتنا اجر ملیگا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی ہو ہم (صحابہؓ) نے عرض کیا کہ حضور ہم میں سے ہر ایک کو یہ وسعت نہیں کہ روزہ دار کو کھانا کھلا سکیں حضور صلعم نے

حوضی شربۃ لا یظما حتیٰ یدخل الجنۃ وھو شھر اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ واخرہ عتق من النار ومن خفف عن مملوکہ فیہ غفر اللہ لہ و اعتقہ من النار (مشکوۃ کتاب الصوم)

فرمایا اللہ تعالےٰ اس شخص کو بھی یہ ثواب دیگا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ کا یا ایک کھجور یا پانی کا گھونٹ پلائے ہاں جو شخص روزہ دار کو شکم سیر کرے اللہ تعالےٰ اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلاویگا کہ میدان حشر سے فارغ ہوکر جبتک وہ جنت نہ جائے پیاسا نہ ہوگا۔ (یہ بھی فرمایا) اس مہینے کے اول میں رحمت ہے اور درمیان میں بخشش ہے اور آخر میں روزہ داروں کی جہنم سے آزادی ہے جو کوئی اس مہینے میں اپنے ماتحت اور نوکر سے کام میں (بسبب اس کے روزے کے) تخفیف کرے اللہ تعالےٰ اسکو بخش دیگا۔ اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردے گا + انتہےٰ

بعض لوگ روزہ صرف اسی چیز کو سمجھتے ہیں۔ کہ کھانے پینے سے موہنہ بند ہو۔ باقی جو چاہیں کریں۔ گالی گلوچ بکیں۔ غیبت کریں۔ فحش قسم کے گیت گائیں وغیرہ وغیرہ پس ایسے لوگوں کو اس حدیث سے مطلع رہنا چاہیئے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ (رواہ البخاری)

جو کوئی روزہ رکھکر جھوٹ بولنا اور بدعملی کرنا نہ چھوڑے خدا کو اس کی بھوک پیاس کی حاجت نہیں۔ یعنے اوس کا روزہ قبول نہیں (روایت کیا اس کو بخاری نے) منہ

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے روزہ کو محفوظ رکھیں اور محنت شاقہ کو ناحق ضایع نہ کریں۔

عید فنڈ کیلئے ابھی سے فکر کرو

رمضان المبارک کی آمد عید کے آنے کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اسی اخبار میں عید فنڈ کی تحریک کروں۔ مجھے زیادہ کہنے کی حاجت نہیں اور صرف الفاظ میں حقایق پسند قوم کے سامنے تحریکیں کرنا کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری قوم بھی الفاظ پرست اور چکنی چپڑی باتوں ہی سے متاثر ہو سکتی ہے تو یہ افسوسناک امر ہوگا۔ مدرسہ کے مساکین اور یتامی کی اعانت کی یہ ایک سبیل ہے اور ایسے موقعہ پر کہ ہم بہت کچھ اپنی اور اپنے بچوں کی خوشی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ایک روپیہ عید فنڈ کے لئے دیدینا کچھ بڑی بات نہیں میںنے کسی دوسری جگہ بجٹ پر ریمارک کرتے ہوئے بھی عید فنڈ کے متعلق لکھا ہے کہ کم از کم اس عید پر دو ہزار روپیہ تو جمع ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر احمدی انجمنیں اس امر کا انتظام کرلیں کہ وہ اپنے تمام ممبروں سے یہ چندہ وصول کریں۔ تو کچھ بھی شک نہیں کہ دو ہزار سے زیادہ ضرور وصول ہو جائے بہرحال احباب کو ابھی تحریک کرنی چاہیئے۔ اور عید فنڈ کی وصولی میں کوشش کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھنا چاہیئے۔

صدقہ فطر بھی مساکین کے لئے یہاں بھیجنا چاہیئے اور بہتر ہوگا کہ یہ رقوم ۲۷ رمضان تک قادیان میں پہنچ جاویں۔

صدقہ فطر کے متعلق میری رائے ہے کہ صدقات امام کے ہاتھ میں جانے چاہئیں اور پھر جہاں وہ مناسب سمجھے خرچ کرے۔ یہ مہینا ویسے بھی صدقات کا مہینہ ہے۔ بعض لوگ کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکنے کا فدیہ دیتے ہوں گے۔ وہ یہاں امام کے پاس بھیجدیں اور اور صدقات جو آجکل کئے جاویں وہ بھی امام ہی کے پاس آنے چاہئیں۔ احباب توجہ کریں۔

[1] رزق سے مراد حصہ ہے قرآن مجید میں ہے۔ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۔ یعنے اے مشرکو! تم اپنا حصہ تکذیب ہی بناتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کے نیک اعمال کا حصہ بڑھ جاتا ہے۔ منہ۔

کرتا تہا۔ کہ آئیندہ سال کے لئے تخمینہ کم کیا جاوے۔ مگر اشاعت اسلام جیسی ضروری مدمیں یہ کمی افسوس ناک ہے۔ اسلئے قوم کا فرض ہے کہ وہ توجہ کرے۔ اور یہ کمی آمدنی اس مدمیں اعانت اور رسالہ کی خریداری کی کثرت سے پوری ہوسکتی ہے تخمینہ شدہ آمد کے نصف سے بھی کم وصول ہونے کیوجہ سے مجوزین بجٹ مجبور ہیں کہ کم آمدنی کا اندازہ کریں۔

(ج) مقبرہ بہشتی کی آمد میں سالگذشتہ کے مقابلہ میں دوہزار کم کا تخمینہ کیا گیا ہے۔

(د) جایداد کی مدمیں سب سے زیادہ بیشی ہوئی ہے۔ اور آمدنی جایداد بھی سالگذشتہ کے بجٹ کے مقابلہ میں دس ہزار کے قریب کم ہوئی ہے۔ تاہم آیندہ سال کے لئے اسّی ہزار چہ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے خدا کرے کہ اس سے بھی زیادہ آمدنی اس میں ہو +

باقی مدّات کی آمدنی میں اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب اخراجات کے بجٹ پر غور کرنا چاہیئے اور اس میں سب سے اول میں صیغہ جایداد کو لینا ہوں۔

صیغہ جایداد۔

سب سے اہم صیغہ بجٹ میں جسپر ہمیں غور کرنی چاہیئے وہ صیغہ جایداد ہے۔ صیغہ جایداد کی آمدنی جو گذشتہ سال میں تخمینہ کی گئی تہی۔ وہ ترپیّن ہزار تہی۔ اور ۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء تک جسقدر آمدنی اس میں یقین کی گئی ہے اسکی تعداد تینتالیس ہزار آٹھ سو روپیہ ہے۔ گویا آمدنی تخمینہ شدہ سے قریبًا دس ہزار کے کم ہے اور سال آئندہ کے لئے یہ آمدنی بقدر اسّی ہزار چہ سو روپیہ ہے (اللھم زد فزد) اس آمدنی کی مدمیں ایک مد سٹور کی ہے۔ جسے شاخ صنعتی کے ضمن میں رکھا گیا ہے ۲۵ ہزار اسکی آمدنی ہے اور ۲۵ ہزار تین سو خرچ دکہایا گیا ہے +

اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس صیغہ جایداد کی قابل غور قوم پر توجہ دلائی جاوے انجمنوں کو بجٹ کے پاس کرتے وقت اسکا لحاظ رکھہ لینا ضروری ہے صیغہ جایداد کی ضمنی مدّات میں۔ ایک مد باغیچہ مقبرہ بہشتی بہی ہے۔ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ کی آمد کا سالگذشتہ میں ۲۰۰ تخمینہ کیا گیا تہا۔ جس میں سے چالیس وصول ہو چکے ہیں۔ اور جولائی اگست ستمبر کے لئے ۵۰ کا تخمینہ آمد کا ہے جو گویا گذشتہ نو ماہ کے مقابلہ میں یہ تین مہینوں کی آمدنی ڈیوڑہی امید کی گئی ہے۔ لیکن اگر ان مہینوں میں یہ اس قدر آمدنی بہی ہو جاوے تو بھی سالگذشتہ کی آمدنی سو روپیہ ہوتی ہے اور سال آئندہ کے لئے اس آمدنی کا تخمینہ بہی دو سو ہی کیا گیا ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر سالانہ خرچ کیا ہوتا ہے؟ اور آئندہ کیا خرچ کرنا تجویز کیا ہے؟ سالگذشتہ میں مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر ۸۷۴ روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔ جو آمدنی سے قریبًا پانچ گنا ہیں اور سال آئندہ کے لئے یہ خرچ ۶۱۶ روپیہ تک بڑہا دیا گیا ہے اگر دو سو روپیہ سالانہ آمدنی بھی باغیچہ کی ہو تو بہی خرچ دو سو کے اندر رہنا چاہیئے۔ نہ کہ اس سے سہ چند۔ پس اسحالت میں ضروری ہے کہ اس خرچ کو کسی طرح دو سو سے نیچے گرایا جاوے یا کم از کم آمد خرچ برابر رکہا جاوے۔ مقبرہ بہشتی کے لئے دو مالی نیبرہ روپیہ اور دس روپیہ ماہوار کے تجویز کئے گئے ہیں۔ جو بالکل نامناسب اور غیر ضروری ہیں۔ اسلئے انجمنوں کو مقبرہ بہشتی کی آمد اور خرچ کے سوال پر غور کرنا چاہیئے اور آمد وخرچ کو برابر کرنے کی کوشش کی جاوے۔ یہ تفصیل وہ بجٹ کے صفحہ ۲۳ پر پائیں گے۔

اسی صیغہ میں درختان اراضی مدرسہ ہیں۔ ان پر بھی ۶۶۰ روپیہ سالانہ خرچ تجویز کیا گیا ہے سالگذشتہ میں ۲۰۴ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اس خرچ کی بڑہانیکی وجہ بتائی گئی ہے کہ یہ درخت کسی وقت انشاءالله اپنے خرچ کو پورا کرلیں گے اور چونکہ ابتدائی حالت ہے اسلئے یہ خرچ گو زیادہ ہے مگر قابل اعتراض نہیں ہے۔ اسلئے میں یہ کہونگا کہ گذشتہ سال کے خرچ سے زیادہ بڑہانیکی ضرورت نہیں جبکہ بہت بڑا حصہ درختوں کا لگ بھی چکا ہے۔ اور اگرچہ یہ درخت سردست کوئی فائدہ نہیں دیسکتے اور کوئی صورت آمدنی کی انسے پیدا نہیں ہوسکتی تاہم گہاس کی فروخت سے کچہ نہ کچہ آمدنی ضرور ہوسکتی ہے۔ پس درختاں اراضی مدرسہ اور باغیچہ مقبرہ بہشتی کے اخراجات جو سال آئندہ میں ۱۲۷۶ تجویز کئے گئے ہیں۔ ان میں بہ ترمیم ہوسکتی ہے مالی (۱۲۰ روپیہ) آبپاشی (۲۰۰ روپیہ) متفرق (۲۰۰) کل ۵۲۰۔ اسطرح پر اس میں کم از کم سات سو روپیہ کی گنجایش نکل آتی ہے۔ اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بجٹ میں صرف گنجایش ہے یہ ضروری نہیں کہ اسقدر خرچ بھی کیا جاوے لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب فی الواقعہ تہوڑے صرف سے کام نکل سکتا ہے تو اسقدر گنجایش کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پہر صیغہ جایداد میں دو بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں ایک انتظام جایداد کی مد کو انتظام مد تعمیر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اور اسطرح پر بجٹ کی اس میں ۴۳ کی اصل اخراجات میں کمی دکہائی گئی ہے یا یہ کہو کہ ۲۳۵ روپیہ سالانہ تخمینہ بجٹ اس مد کا کم کر دیا گیا ہے۔ بظاہر یہ بڑی خوشی کی بات ہے لیکن دوسری طرف سٹور کی مد میں ۳۰۰ سالانہ کے زاید اخراجات منظور کر دئے گئے ہیں۔ جس سے یہ کمی کمی نہیں رہتی بلکہ بجٹ کے لحاظ سے ۶۵ کی بیشی اور اصل اخراجات سالگذشتہ کے مقابلہ میں ۲۱۷ سالانہ کی بیشی ہے اس تفرقہ کو بجٹ شایع کردہ کے صفحہ ۲۳ کی ضمنی مد سٹور اور صفحہ ۱۲ کی ضمنی مد انتظام جایداد سے مقابلہ کیا جاوے۔ سردست یہ تبدیلیاں قابل لحاظ ہیں۔

پہر **صیغہ تعلیم ہے**۔ تعلیم کی آمد اور خرچ کے بجٹ میں صرف اٹہارہ روپیہ کا فرق ہے۔ جو خلاصہ بجٹ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنے خرچ آمد سے بقدر ۱۸ روپیہ سالانہ کے زیادہ ہے۔ اگرچہ یہ صرف ڈیڑہ روپیہ ماہوار کی بیشی ہے۔ مگر امید ہے کہ آخری مرتبہ بجٹ کے پاس ہونے پر اسکو بھی کم کر دیا جاویگا ۔۔ آمد و خرچ

اگر خرچ آمد سے کم نہیں تو کم از کم برابر ہی رکھا جاویگا۔

اشاعت اسلام ۔ اس مد کے متعلق بھی بہت غور اور فکر کی ضرورت ہے اشاعت اسلام ہی سلسلہ کا اصل کام ہے ۔ اسکے آمد اور خرچ کے مختلف صیغہ جات پر نظر کرنا بہت ضروری ہے اور اخراجات کی مد پر آمد کے مقابلہ میں بہت غور کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ آمد تو قریباً ظنی ہوتی ہے ۔ اور اخراجات بالمقابل یقینی ۔ چنانچہ جب ہم آمد کے صیغہ پر نظر کرتے ہیں تو گذشتہ سال میں سترہ ہزار چھ سو اکانوے (۱۷۶۹۱) تجویز کیا گیا تھا ۔ وہ سال گذشتہ میں ۹۸۴۴ ہوا ۔ جو آمد سے قریباً ڈیوڑھا ہے ہم کو اس حیثیت سے کہ اشاعت اسلام کی مد میں اسقدر خرچ کیا گیا خوش ہونا چاہیئے لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ آمدنی سے قریباً ڈیوڑھا ہے ۔ تو افسوس ہوتا ہے ۔ اوّل تو تخمینہ بجٹ میں اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے تھا کہ وہ آمدنی سے بڑھے نہیں ۔ لیکن اگر ایسا اندازہ کرنے میں سہل انگاری ہوئی تو گذشتہ تجربہ سے آئندہ فائدہ اُٹھانا ضروری ہے ۔ سال آئندہ کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی صرف چودہ ہزار اور خرچ چودہ ہزار ایک سو دس روپیہ تجویز کیا ہے ۔ کیوں اصولی غلطی کا پہلے ہی انسداد نہ کیا جاوے ۔ اور خرچ آمد سے کم کر دیا جاوے ۔ اگر آمدنی چودہ ہزار تخمینہ کی ہے جو سال گذشتہ میں ساڑھے چھ ہزار کے قریب ہوئی ۔ تو اگر اس سال میں چودہ ہزار پوری بھی ہو جاوے تو بھی خرچ کسی صورت میں بارہ ہزار سے ۔ زیادہ نہیں ہونا چاہیئے اور اصولی رنگ میں تو سال آئندہ کا خرچ چھ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہونے دینا چاہیئے کیونکہ اسقدر آمدنی کے لئے ایک طرح یقین اور وثوق کیا جا سکتا ہے ۔ اس لئے احمدی انجمنوں کے قابل غور یہ امر ہونا چاہیئے ۔ کہ اس مد کے اخراجات مناسب ترمیم کریں ۔

لام کی مد میں صرف عملہ تصنیف و تالیف (جس میں ایڈیٹر نائب ایڈیٹر اور چپراسی کو شامل کیا گیا ہے) کا خرچ سالانہ تین ہزار ایک سو بیس روپیہ ہے جس کے مقابل میں صرف فروخت رسالہ اشتہارات متعلقہ کی آمدنی جو اخراجات کا جزو اعظم ہونا چاہیئے چار ہزار آٹھ سو تین روپیہ ہے اور اسطرح صرف اٹھارہ سو روپیہ کے قریب باقی اخراجات کے لئے بچتا ہے ۔ بحالیکہ موقت اشیوع پرچوں کی طبع کا خرچ صرف ۴۳۳۱ ۔ روپیہ ہے اور عملہ انتظام کا خرچ ۶۳۸ روپیہ سالانہ ہے اسطرح کاغذ کی قیمت جو پانچسو کے قریب ہے اور سائر خرچ قریباً تین سو روپیہ کے اور چھ سو کے قریب ٹکٹوں کا خرچ مزید برآں ہے ۔ ان تمام رقومات پر جو اشاعت اسلام کی مد میں صفحہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ پر دیکھی جا سکتی ہیں غور کریئے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اخراجات آمد سے بہت بڑھے ہوئے ہیں ۔

اشاعت اسلام کی ایک ایک مد پر اگر ہمارے احباب غور کریں گے ۔ تو انہیں معلوم ہوگا کہ خرچ کس طرح بڑھا ہوا ہے جینے اوپر رسالہ کی آمد خرچ کو دکھایا ہے ۔

اسی طرح دوسری مدات کے جزوی امور پر اگر بحث کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ خرچ زیادہ ہے ۔ اس حالت میں غور طلب امر یہ ہے کہ کیا کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے ۔ جس سے یا تو اخراجات کم کئے جاویں یا آمدنی میں بیشی ہو ۔ اشاعت اسلام کی کل مدات کی آمدنی ۶۵۳۹ دکھائی گئی ہے لیکن جب اسکی دی ہوئی تفصیل پر جو صفحہ ۲ پر دیگئی ہے غور کرتے ہیں تو وہ اس سے مطابقت نہیں کھاتی ۔ حساب کے معاملہ میں اس قسم کی سہل انگاری کبھی قابل تعریف امر نہیں ہو سکتی ۔ اسلئے کہ جو حساب ہمارے ہاتھوں میں دیا گیا ہے اور سیکرٹری ناظر اور محاسب کے دستخطوں سے دیا گیا ہے اسے ہم صحیح یقین کرتے ہیں ۔ اور کرنا چاہیئے ۔ لیکن جب اسکے اندراجات باہم مطابقت نہ کھائیں تو یہ قابل افسوس امر ہے مثال کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی جو خلاصہ میں دیگئی ہے اور اس کی تفصیل جو مد اشاعت اسلام میں دیگئی ہے ۔ اسکا مقابلہ کر کے دیکھ لیا جاوے

بہرحال اشاعت اسلام کی مد میں بھی اخراجات آمد سے بڑھے ہوئے ہیں ۔ اور یہ ضروری امر ہے ۔ کہ اخراجات کو ایسے پیمانہ پر لایا جاوے جو آمد سے بڑھنے نہ پاویں جو اصول بجٹ میں مدنظر رہنا چاہیئے وہ کم از کم اخراجات کے لیئے آمدنی کے ثلث یا نصف کے برابر ہو اور زیادہ سے زیادہ برابر یہ کہ آمدنی سے ہی بڑھ جاوے اسطرح انجام جو کچھ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے میری سمجھ میں اس مد کے اخراجات میں کمی کے لئے ہمارے نوجوان احباب کو قربانی کی ضرورت ہے ۔ اگر رسالہ کے ایڈیٹری کے لئے کچھ خرچ نہ کرنا پڑے ۔ اور دوسرے عملہ میں مناسب ترمیم ہو جاوے تو کمی ایک حالت تک ہو سکتی ہے ۔ مثلاً دو محرر ہیں ۔ انکی بجائے ایک محرر کافی ہے دفتر روانگی میں جو کام ہے وہ اسقدر ہوتا ہے کہ مہینے میں ایکمرتبہ رسالہ روانہ کر دیا ۔ جس کی چٹیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں ۔ اور روزانہ خطوط کی تعمیل کر دی اور اگر دو محرر ہی ضروری ہوں ۔ تو بھی ۱۵ ۱۵ روپیہ ماہوار پر انٹرنس پاس ملسکتے ہیں اور گورنمنٹ اپنے دفاتر میں انہیں ابتدائی تنخواہوں پر لیتی ہے ۔ ایک ماہواری رسالہ کا کام ہفتہ وار اخبار کے مقابلہ میں بہرحال کم ہوتا ہے ۔ اسلئے کہ جہاں اخبار کو مہینے میں چار بار روانہ کرنا پڑتا ہے ۔ وہاں رسالہ ایکبار میں الحکم کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ میرے دوست اسکا جواب دینے میں شاید اور راہ اختیار کریں ۔ اسلئے بدر کو پیش کرتا ہوں ۔ وہاں صرف ایک اسسٹنٹ یہ تمام کام کرتا ہے اور ضرورتاً مضمون بھی لکھتا ہے اور کاپیاں اور پروف بھی پڑھتا ہے ۔ اور وی پی بھی لکھتا ہے ۔ میگزین کے دفتر میں بالمقابل دو کلرک ہیں اور وی پی کا کام دفتر محاسب میں ہے ۔ ان حالتوں میں دفتر میگزین میں دو کلرک بالکل غیر ضروری ہیں صرف ایک سے کام چلسکتا ہے اور چلنا چاہیئے ۔

۳۰ لاکھ عیسائی بنانیکی تجویز

آتش افتادست در رختش بخیر ید آیلاں
دیدنش ازدور کار مردم دیدار نیست

دجّالی فتنہ جس کو ہم مشنری فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں اپنی سرگرم کوششوں میں نت نئے دن نئے منصوبے کرتا ہے۔ اور تعجب نہیں افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان ان تمام تدابیر اور منصوبوں کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہیں اور اسکی اصلاح اور انسداد کے لئے ذرہ بھی فکر نہیں کرتے۔

آئے دن ملک میں نت نئی انجمنیں اور نئی سوسائیٹیاں مسلمانوں میں قایم ہوتی جاتی ہیں۔ مگر **مذاہب** جیسی ضروری شئے سے جو ان کی تمام ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ غفلت بڑھ رہی ہے میں نے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں بتایا تھا۔ کہ بعض خانہ بدوش قومیں ہلّا دہ وغیرہ مسلمان کہلاتی ہیں۔ اور ارکان اسلام سے محض ناواقف اور نابلد ہیں۔ اگر کوئی جماعت ایسی پر جوش اور صابر واعظین کی اٹھ کھڑی ہو جو ان لوگوں میں جاکر کام کرے تو ایک بہت بڑی قوم مسلمان ہو سکتی ہے۔ میں عام مسلمانوں کو خطاب کرنا دوسری انجمنوں اور تحریکوں کے بانیوں اور کارکنوں سے اپیل کرنا۔ مگر جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ قوم جو اپنی بعثت کی غرض ہی **اشاعت و حفاظت** اسلام رکھتی ہے اور اعلان کرتی ہے۔ اس بات سے غافل ہے تو کسی اور کو کیا کہا جاوے۔

مسلمانوں میں دینوی بیداری کی روح پیدا کرنے والے اگر اپنے ہی نکتہ **خیال** سے ان قوموں کو دیکھتے تو انہیں آج سے بہت عرصہ پہلے اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے تھا اور ان ہزار اور لاکھوں کی تعداد میں خانہ بدوش پھرنے والے مسلمانوں کے گروہ کو ایک کارآمد گروہ بنانیکی فکر کرنی ضروری تھی مگر یہ کسقدر افسوس کی بات ہے۔ کہ ایک **مفید** اور ضروری تحریک کو **مسلمان اخبارات**۔ نا احمدی اخبارات بھی جو خالص مذہبی پرچے کہلانیکے مدعی ہیں۔ باوجود یکہ انہیں متوجہ کیا گیا۔ چوں تک نہیں کرتے۔ اور ان کے کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ اس قسم کی بے حسّی اگر خدا ہی کا فضل نہو تو مسلمانوں کے لئے سخت نحوست کا باعث ہوگی۔

اسلامی اخبارات اور دوسرے احمدی اخبارات اس فروگذاشت کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کہ کیوں وہ اپنے **اخبارات** کے ذریعہ اس تحریک کو عام کرنے کے لئے قدم نہیں اٹھاتے۔ کہ ان **خانہ بدوش اقوام** کو مسلمان اور **مفید مسلمان** بنانیکے لئے کوشش کیجاوے اگر اس مضمون کے بعد بھی وہ **خاموش** ہیں تو یقیناً

یاد رکھیں کہ وہ عند اللہ قابل الزام اور زیر حجت ہیں۔

انڈیا میں دوسری قوموں کے اندر جو بیداری کی روح کام کررہی ہے اس سے سبق لو۔ اور اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دو۔

میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ ایک طرف آریہ لوگ شدھی کے لئے زبردست کوشش کررہے ہیں۔ اور انہوں نے ہزاروں ایسے آدمیوں کو جو ہماری ہی غفلت کیوجہ سے مسلمان کہلاکر بھی اسلام سے واقف نہ تھے۔ اسلام سے نکال لیا ہے دوسری طرف انہوں نے ان قوموں کو جو **ذلیل اقوام** سمجھی جاتی ہیں۔ اٹھاکر عظمت کے پلیٹ فارم پر لاکھڑا کیا ہے اور اس طرح اس خطرہ سے (جو ان کے عیسائی یا مسلمان بننے کا تھا) انہیں نکال لیا مگر ہم ہیں کہ **مست** خواب گراں ہیں۔ اور اب جو خطرناک منصوبہ اور فتنہ آریہ سماج میں نئی تحریک **کھان پین** کے ذریعہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس کے نتائج پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ یہ داستان نہایت دردناک اور پُر غم ہے۔ ان آفتوں کا جو اسلام کی جمعیت کو کم کرنے کے لئے مختلف اہل مذاہب کی طرف سے آرہی ہیں پہلے ہی کمی نہ تھی۔ کہ **دجّالی فتنہ** نے نئی ایک صورت اختیار کی ہے اور یہ نہایت خطرناک ہے

جنرل بوتھ مکتی فوج کا لیڈر ہے۔ اور **مکتی فوج** یعنے عیسائی درویشوں کی جماعت دنیا کے تمام حصص میں پھیلی ہوئی ہے۔ اب اس شخص نے ایک نئی کوشش مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کی ہے اس نے **لارڈ مورلے** وزیر ہند سے ملاقات کرکے **ہندوستان** میں جرایم پیشہ اقوام کی اصلاح کی سکیم پیش کی ہے۔ اور لارڈ مورلے نے اس سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے وہ تجویز یہ ہے۔ کہ **پنجاب کی بار** میں گورنمنٹ مکتی فوج کے افسروں کو مختلف حصص میں اراضیات دے۔ جہاں وہ ان قوموں کو آباد کریں گے۔ اور ان میں کاشتکاری کے کام کو رواج دیکر جرائم سے بچائیں گے۔

یہ جرایم پیشہ اقوام بدقسمتی سے مسلمان ہیں یعنی ہلّا دارہ وغیرہ کیا اس مقصد کے لئے انہوں نے کچھ زمین لیکر کام شروع بھی کردیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جرائم پیشہ اقوام میں اب جرائم کی پہلے سے بہت کمی ہوگئی ہے۔ اور فوجداری مقدمات اور جیلخانجات کی رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے کہ اب جرائم زیادہ دوسری زمیندار قوموں میں ہو رہے ہیں۔ اور سزاؤں کی مار نے ان قوموں کو محنتی بنادیا ہے۔ اسلئے مکتی فوج کو ان بدنام قوموں کی اصلاح میں جلدی کامیابی کا یقین ہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا مکتی فوج کے آفیسروں کی کوششیں انکو جرایم پیشہ کی فہرستوں سے خارج کرائیں گی۔ اور زمینوں کے عطیے اور دوسری مہربانیاں اور بھی زیربار احسان کریں گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ آسانی کے ساتھ

مسیح کی بھیڑوں میں داخل ہوجائینگے۔

اس حالت کا اندازہ کرکے بدن پر لرزہ پڑتا ہے

... جب ایک شخص مرتد ہوجا[illegible] توگویا قیامت آجاتی۔ مگراب ہزاروں اورلاکھوں کو مرتد بنانے کی تجویزیں ہورہی ہیں۔

اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن مجید وعدہ دیتا ہے کہ اگر ایک مرتد ہوتا ہے۔ تو خداتعالیٰ اسکے بدلے ایک جماعت لے آتا ہے۔ مگر یہ بڑی نادانی ہوگی اگر ہم اس طریق سے مسلمانوں کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اور اس امید پر لوگوں کو مرتد ہونیکا موقع دیں۔ یہ خطرہ جو مکتی فوج کی اس تجویز سے پیدا ہوا ہے مسلمانوں کے لئے نہایت قابل غور ہے۔ اور اگر اس پر غور نہ کیا گیا۔ تو مسلمان ۳۰ لاکھ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے عیسائی بنانے میں مدد دیں گے۔ اسواسطے ضرورت ہے کہ ابھی سے اس کے انسداد کے لئے انتظام کیا جائے۔ گورنمنٹ جس حال میں عیسائیوں کو جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے قطعات اراضی دینے پر آمادہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اگر مسلمان اسکے متعلق کارروائی کرنیکا ارادہ کریں تو گورنمنٹ کیوں مدد دینے کو طیار نہ ہوگی۔ پس میں ان لوگوں کو جن کے دل وجگر میں اس بات کا درد ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے اس سکیم کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور گورنمنٹ سے اراضی لیکر ان قوموں کو آباد کرنیکا انتظام کریں۔

گورنمنٹ ضرور مسلمانوں کی مجموعی درخواست پر نوٹس لیگی۔ اور مسلمان اسطرح اپنے ہم قوم گرے ہوئے بھائیوں کو اٹھانےمیں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اس نیک کام میں انہیں مدد دیگا اور ایسا ہی ان خانہ بدوش اقوام میں اسلام کے ارکان کی تلقین، کے کام کو شروع کرنا چاہیئے۔ میری سمجھ میں انجمن احمدیہ کو گورنمنٹ میں ایسی درخواست پیش کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اشاعت وحفاظت اسلام اسکا خاص اور اصل کام ہے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں سے ہی اس کام کو لے۔ بہرحال یہ ضروری امر ہے اور اسکو سرسری نظر سے دیکھنا [illegible] ہیں۔ میں تمام مسلمان احباب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو اپنے

اخبارات میں شایع کریں اور توجّہ دلائیں - اور جسقدر جلد ممکن ہو اس تجویز کو عملی رنگ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(وباللہ التوفیق)

صدر انجمن کا سالانہ بجٹ

گذشتہ اشاعت میں بجٹ پر غور کرنے کیلئے ایک تمہیدی نوٹ شایع کیا گیا تہا۔ اور وعدہ کیا تہا کہ بجٹ کے شایع ہونے پر کچھہ اور بہی لکھا جاویگا۔ چونکہ بجٹ شایع ہوگیا ہے۔ میں اس کے متعلق چند غور طلب امور احمدی انجمنوں کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ ان معاملات پر غور کرنیکے بعد میری رائے کو قابل تسلیم یقین کریں تو وہ اپنی انجمنوں میں اسکے متعلق مناسب فیصلہ کریں اور اگر اس رائے کو کمزور اور سقیم خیال کریں تو چھوڑ دیں بہرحال میں نے اپنی سمجھ کے موافق اس پر رائے زنی کی ہے۔

رپورٹ بجٹ پر نوٹ

جیساکہ میں نے اپنے گذشتہ نوٹ میں ظاہر کیا تہا۔ خوشی کی بات ہے کہ بجٹ کے ساتہہ امسال اس رپورٹ کو بھی شایع کردیا گیا ہے جو بجٹ کے متعلق بعض ضروری تبدیلیوں کا علم دیتی ہے اور اس رپورٹ میں ایک امر نہایت ہی تسلی بخش اور قابل قدر ہے کہ آئندہ صنعتی شاخ کی تجویز کو اختیار کرلیا گیا ہے۔ الحکم کے ناظرین اس کو بہول نہیں سکتے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ یہ تحریک الحکم میں کی گئی تہی۔ اور زبانی بہی بعض بزرگان قوم سے اس مسئلہ پر بارہا گفتگو کی کہ مدرسہ کیساتہہ ایک صنعتی شاخ کی ازبس ضرورت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو محسوس کرلیا گیا۔ اور اب اُمید کرنی چاہیئے۔ کہ ۱۹۱۱ء میں یہ شاخ خدا کے فضل سے کامیابی کیساتھ چل نکلے گی۔ اس سلسلے میں قوم کے پیشہ ور افراد لوہار۔ ترکہان (بڑہی) وغیرہ زیادہ مدد دیسکیں گے اور اپنے لڑکوں کو اس طرح انہیں قادیان رکہنے کا ایک اچہا موقع مل سکیگا۔ باقی تبدیلیوں کے متعلق جو نوٹ دیئے گئے ہیں۔ وہ انتظامی حیثیت سے قابل تسلیم اور ضروری ہیں اسلئے اس حصّہ کو چھوڑکر بجٹ کی بعض مدّات کے متعلق ضرورتاً غور طلب حصّہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ اُمیّد ہے اس پر پوری توجّہ ہوگی۔

آمد

(ا) آمد کے بجٹ میں صیغہ تعلیم کی بعض مدّات میں گذشتہ سال کے تجربہ آمد کی بنا پر اضافہ نہیں کیا گیا۔ ان میں سے ایک **عید فنڈ** ہے گذشتہ سال اس مد سے دو ہزار روپیہ کی رقم کا اندازہ کیا گیا تہا جس میں سے صرف پندرہ سو تہتر روپیہ وصول ہوئے حالانکہ اسقدر رقم ایک ہی عید پر آنی چاہیئے۔ یہ افسوس ناک امر ہے اور قوم کو توجّہ کرنی چاہیئے۔ اگر بالالتزام دو ہزار آدمی بہی ایک عید پر چندہ دیں تو چار ہزار روپیہ کی سالانہ آمدنی ہونی چاہیئے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کو اس معاملہ میں پہلے سے زیادہ مستعدی اور ہمّت سے کام لینا چاہیئے۔ اور چونکہ **عید الفطر** آنے والی ہے اسلئے ابھی سے وہ ایسی تحریک میں لگے رہیں تاکہ پہلی عید پر ہی دو ہزار روپیہ چندہ ہوجائے۔ کل انجمنوں کی تعداد میرا خیال ہے ایک سو سے کسی صورت میں کم نہیں ہے۔ بعض انجمنیں اس موقعہ پر معقول چندہ جمع کرتی ہیں۔ تاہم بالاوسط اگر ہر ایک انجمن بیس روپیہ بہی دے دو ہزار روپیہ ایک عید پر جمع ہوسکتا ہے امیّد ہونی چاہیئے کہ آئندہ اس پر توجّہ ہوگی۔

(ب) اشاعت اسلام کی مد میں گذشتہ سال چودہ ہزار چھہ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا تہا۔ اور سال آئندہ کے لئے۔ جسکا بجٹ شایع کیا گیا ہے۔ صرف چودہ ہزار روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سال گذشتہ کی کمی آمد یعنے چودہ ہزار چھہ کی بجائے صرف چھ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ کی آمد کا ہونا اس امر پر مجبور

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

شرح قیمت ہر حال میں پیشگی لی جاویگی

صہ ... عہ ... ۱/ ... ۱/ ...

الحکم

جلد ۱۴ سنہ ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

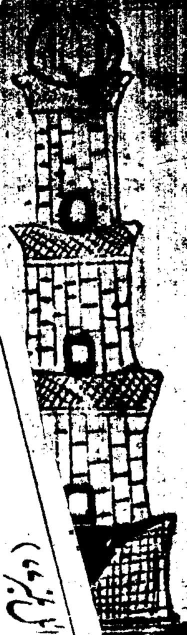

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اعدو وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو پسند کرتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے :۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور بہ پورے سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں۔ خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی ہے +

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں +

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ مینیجر ہندوستانی شفاخانہ دہلی (تار کا پتہ) میڈیسنز دہلی

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و اڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

بچوں کی تندرستی

والدین کے ہمیشہ ہر ... سے تعلق خاطر جب ہوتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس املشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا۔ اور وہ خوش و خورم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ناقص نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایکمرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اب بہت بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل دھڑکنے سے چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۸؍ اور ۱۲؍ والی شیشی ہیں

۱۶۰ گولیاں جو ۱۲؍ والی شیشی سے نکلتی ہیں کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں۔

روالی شیشی ڈوڈن پی۔ او۔ باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور رمضان شریف میں خصوصاً ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی۔ اور اعتقادی۔ قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نکرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کی ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئیے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں +

ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں۔ نور۔ ہدایت۔ اور شفا ہے + ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ۔ سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں پارے کے اکٹھے خریدار سے صرف ایام رمضان شریف میں چھ روپے لئے جائیں گے +

دفتر الحکم قادیان سے درخواست کرو +

امرت دھارا امراض انسانی کی دوا ہے اور بیلوں کے واسطے امراض مال مویشی کیواسطے بھی اکسیر ہے۔ مندرجہ ذیل چند سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

مراسلات

کتا۔ طوطا اور لڑکا

اب حال میں جو تجربہ مجھے امرت دھارا سے ہوا ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک کتا جس کی آنکھیں قریب قریب ایسی دھندلی تھیں کہ اچھی طرح سے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ صرف آواز سے ادھر ادھر جاتا تھا اس کی آنکھوں میں امرت دھارا تین چار مرتبہ لگانے سے آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ آنکھیں پہلے دیکھنے میں سفید تھیں۔ بعد ازاں سفیدی دور ہو کے قریب قریب اصلی حالت پر آ گئیں۔ یہ کتا ابھی چھوٹا بچہ ہی ہے۔

میرے پاس ایک طوطا پہاڑی قسم کا ہے

جسکے داہنے بازو کے پروں میں کسی قسم کی خارش تھی جسکے سبب اس نے اپنے تمام بال نوچ دیئے تھے اور روز از سوجن رہتی تھی۔ امرت دھارا لگانے سے بال نوچنے بند ہو گئے۔ اب اس کے پر وغیرہ جم رہے ہیں اور اچھی حالت میں آ رہا ہے امید ہے چند یوم کے لگاتار لگاتے رہنے سے بالکل اچھا ہو جاویگا اور تمام پر وغیرہ بدستور اگ آویں گے۔

ایکسو لہ سالہ لڑکے کو دورہ غشی ہوتا تھا!

پہلے اس کو گذشتہ سال جبل پور میں دورہ ہوا۔ امسال یہاں وہ اس دورہ میں مبتلا ہوا۔ بیمار ہونے سے ایک منٹ قریب بلکہ اس سے کم وقت پہلے اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ میرا سر گھومتا ہے اور زمین پر آ گرا۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ طاری ہو گیا۔ آنکھیں بدل گئیں۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا میں نے اسی وقت بلا سوچے سمجھے امرت دھارا اس کے ناک میں ڈالدی اور پھونکنا شروع کیا۔ ۳۔۴ مرتبہ کرنے سے اور ہلانے جلانے سے وہ لڑکا اٹھ بیٹھا۔ ابھی اچھا ہے اور میرے پاس ہے اس کا نام سنگائی ہے اور محکمہ مدرسے میں میرے یہاں ملازم ہے۔ میں نے حتے الوسع جانوروں پر آزمانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ایک کتے نے دو روز کچھ نہ کھایا تھا

عجب کشمکش تھی کہ اسکو کیا دیا جاوے آخر ش طبیعت میں آئی کہ امرت دھارا دینی چاہیے شکر میں ملا کر زبردستی اس کے منہ میں ڈالی گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد تھوڑے سے چاول اور روٹی کا ٹکڑا دیا۔ تھوڑا سا کھایا۔ دوسری دفعہ امرت دھارا دینے سے درست ہو گیا اور اب تک بیمار نہیں ہوا۔ میری چھ شیشیاں عرصہ ۲ ماہ میں ختم ہو رہی ہیں۔ اس کے واسطے ۱۲ شیشیوں کا آرڈر جواب دیا ہے۔ کاش کہ امرت دھارا کی قیمت کم ہوتی جس سے دل کھول کر جانوروں کی مدد کی جاتی۔ امید ہے کہ آپ اس تحریر کو بذریعہ اخبار برائے رفاہ عام مشتہر کریں گے۔

الراقم

بادھا کشن سنگھ انسپکٹر گورنمنٹ سروے سیکشن نمبر ۲ سروے آف انڈیا مکان نمبر ۸ رسول پورہ چھاونی سکندرآباد (دکن)

ایک گائے نے بچہ دیا اور آنول نہ گری

فوراً گڑ میں دس بوندیں دیدیں اور پورے ایک گھنٹے کے بعد کل آنول گر پڑی۔

راقم۔ کانشی رام دت مدرس۔ مدرسہ پدی۔

بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا

مسئلہ۔ حال یہ ہے کہ امرت کی دھار پہونچی میرے بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا خون بند نہیں ہوتا تھا۔ امرت دھارا کے دس قطرے ڈالنے سے فوراً خون بند ہو گیا اور جس مرض کے اوپر دی جاتی ہے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ در اصل یہ آب حیات ہے۔

الراقم:۔ دلیپ سنگھ از مقام علی پور

گھوڑی کی امراض پر بھی بر تا!

امرت دھارا کی شیشی میں نے صرف دو ہی منگائی ہیں اور دیگر چند اشخاص نے بھی پھر بہادر پور میں منگائی ہیں۔ جہاں جہاں میں نے اسکو آزمایا ہے عرض کرتا ہوں۔ سر درد۔ زخم سوکھی درد سوزاک بخار تلملانا۔ درد سوڑھے ودانت۔ گھوڑی کے گلے میں خناق سا ہو گیا تھا دہن دیگر دوائی کے ساتھ یہ بھی ملا کر دی گئی۔ بدہضمی گلے پڑنا بطور سرمہ استعمال کی گئی سینے سرے میں ڈالکر فی الفور آرام آ گیا۔

الراقم:۔ لہر چرن سنگھ خریدار نمبر ۳۱۳۷

گھوڑے کے زخم کے کیڑے ڈالتے ہی گر پڑے

میں نہایت خوشی سے اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی ایجاد کردہ امرت دھارا نہایت ہی اعلیٰ اسم بامسمیٰ دوائی ہے جس جس مرض کے واسطے میں نے اُسے اپنے عزیز دوستوں پر استعمال کیا مجرب پایا۔ خاص کر مختلف قسم کی دردیں مثلاً درد سر درد شکم۔ درد کان و بدہضمی کے واسطے نہایت ہی زود اثر دوا ہے عرصہ ہفتہ گذرا کہ میرے ایک گھوڑے کے پانجر میں زین کا کوئی کانٹا چبھ کر گہرا زخم ہو گیا اور آٹھ دس روز کے بعد بہت پلو (کرم) پڑ گیا میں نے امرت دھارا چار پانچ قطرہ کو زخم مذکور میں ٹپکا دیا۔ بالکل بلا مبالغہ میں کہہ رہا ہوں کہ ایک سیکنڈ میں کل پلو جو بڑے تھے زمین پر گر گئے اور دو ہی چار روز میں زخم بھر آیا۔ دو ہفتہ میں یکدم زخم اچھا ہو گیا ہر ایک تعلیمیافتہ کو ایسی مفید دوائی ہر وقت گھر میں اور باہر سفر میں موجود رکھنی چاہیے خصوصاً آپ کی امرت دھارا عیالداروں کے واسطے دیہات میں جہاں کوئی حکیم وید یا دوائیں بروقت نہیں ملتی ہوں مونس و مددگار ہے مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے بھائی اس ویدک دوا سے ضرور فائدہ اٹھاویں گے۔

الراقم:۔ راج اندر پرشاد ساہی زمیندار موضع تیرا۔

ظاہر مردہ تھا

جناب پنڈت صاحب تسلیم۔ ایک شیشی امرت کی دھارا فی الحال آئی تھی میرے نوکر کا لڑکا بعارضہ پسلی مبتلا ہوا عمر ۶ ماہ بالکل جان کی تسلیم ہو چکی تھی منہ بند ہو گیا تھا منہ اور ناک میں سے نہ لاش کیا جو کسقدر جان بچی تھی صرف اس نے غالب پایا کہ انگلی ڈالنے سے منہ کھلنے لگا تھا کہ نے بغیر کسی بدرقہ کے ایک بوند منہ میں ٹپکا دیا جس سے زیادہ منہ پھیلانے لگا۔ ایک بوند ماں کے دودھ میں ڈالا گیا جس سے کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگا قصہ کوتاہ ایک گھنٹہ میں چار بوند ۱۵ منٹ بعد دی گئی چوتھی خوراک کے بعد اچھی طرح ماں کا دودھ پیا اور بخشش کر کے روئی بھی درد پر باندھی تھی چار روز ہوئے بہت اچھا ہے۔ ہم آدمی کو بحالت بخار جو بغیر جاڑے کے آیا تھا اور گرمی سے بے چین تھا۔ پہلی خوراک مصری کے شربت ایک اونس کے قریب میں ۶ بوند دیا سیدے چینی رفع ہوئی دوسری خوراک ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد گرم پانی سے دیا فوراً پسینہ آ گیا اور بخار جاتا رہا۔ مدعا امرت کی دھارا انمول جوہر ہے سر درد تو فوراً جاتا ہے۔ دس پندرہ کو لگایا گیا فوراً فائدہ ہوا ایک آدمی کو داڑھ کے درد میں فائدہ ہوا دو عورتوں کو بلا کے تیل کیساتھ ۹ روز کے استعمال سے بہرہ پن صاف ہو گیا اب شیشی ختم ہونے آئی اب چاہتے ہیں اور منگوا کر ہمیشہ قول رکھنے کے ہیں۔

الراقم۔ عبد الکریم کنسٹبل رائے پور مودھا۔ پاریا،،

خط و کتابت و تار کا پتہ **امرت دھارا لاہور** کافی ہے

[illegible]

[illegible]

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک معتبر ایجاد سے ہزار پچاس ہزار نہیں بلکہ قریب دو لاکھ روپے کی جائیداد بلا شرکت غیرے مالک ہو رہا ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کی سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک ۵س لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے مرحوم حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے میری تین یوم کی آمدنی ۹۴۳ تصدیق کرنے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی نہایت مفید نہ ہو کے اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو آج تک روح حیات کے تجربہ اور نہایت مفید نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر بی۔ ایں صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدداروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک پیدا کر کے ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی بیٹھکر یے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین ورمانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدداروں سلطنت سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۴۳ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونیسے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل و تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑہانا شروع کر دیتی ہے چہرہ پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت رقت ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت عہ ہے۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزول طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی للعہ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

کلکتہ کی مشہور ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دواء چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایکمرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے اس دواء میں چند فایدہ لاجواب ہیں یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اسکی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ۔ محصولڈاک ۶ر دو شیشی تک ۸ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ۔ محصولڈاک ۵ر دو شیشی ۶ر

دادکا مرہم

ایکمرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔
قیمت فی ڈبیہ ۳ر محصولڈاک ایک سے ۴ تک ۵ر بارہ ڈبیہ تک ۷ر

المشتہر۔ ڈاکٹر ایس کے۔ برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری و مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آمد اری

اجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی نہیں چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دہوکا ہے فوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے نیز اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ایک روپیہ ۸ر

طلا طلسمی پیرانہ سالی کی اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہائیں۔ انشاء اللہ تندرست ہو جاؤ گے قیمت ہر ماشہ دو روپیہ ۲ع۔ سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر سنون دنداں دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے

المشتہر۔ حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

مقتدائے طریقۂ احمدیہ

جناب حضرت مولنا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار رہتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی** اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔**

شفا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ **یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے**

نوٹ :۔ ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور تو تو بخوتر تی دینے والی دوا ہے۔ مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل صہ نصف بوتل عہ
فہرست ادویات مفت

ٹھیک الفاظ پتہ لکھیے: **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ میڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

[illegible] ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا [illegible] کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار [illegible] پانچ روپے سے [illegible] ایجاد ہے چند سال ہوئے [illegible] تمام عمر کے واسطے روح حیات [illegible] دس لاکھ روپے کا [illegible] ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ صاف ظاہر ہے کہ [illegible] ۸۰ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے پہلے جو آجتک روح حیات [illegible] بکری کا ممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب [illegible] کا مقابلہ [illegible] وہ طاقت بھری ہے کہ [illegible] سروس حضور شہنشاہ [illegible] روح حیات رگ و ریشہ [illegible] و تندرست [illegible] کرکے ہر انسان کو ایسا [illegible] ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور [illegible] کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی [illegible] اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی [illegible] دنیا کی تمام لذتوں سے محروم [illegible] سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے [illegible] یہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے [illegible] قوت باہ حالت طبعی [illegible] نامردی۔ ضعف باہ [illegible] روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ نامردی [illegible] ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے [illegible] ان اعصاب پر پڑتا ہے [illegible] حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص [illegible] علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہو [illegible] روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے [illegible] روح حیات [illegible] قیمت [illegible] دور [illegible] عجیب الاثر دوائی جو [illegible] کرتا ہے اولاد بالکل [illegible] دور کر کے معذور طاقت کو [illegible] پورا پورا کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی [illegible] ڈبیہ چار [illegible]۔ یہ ہر دو دوائیں [illegible]
حکیم محمد شریف ای ڈاکٹر [illegible] شفا خانہ عام۔ لاہور سے طلب کریں

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا)

ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس

(نمبر ۴)

جس امر کی طرف مولانا شبلی نے قوم کو متوجہ کرنا چاہا ہے یعنی کسی امیر قوم کا ہونا یہ نہایت ہی ضروری امر ہے۔ اور اسکے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے۔ اور اٹھا رہے ہیں۔ وحدت کی جسقدر ضرورت ہے۔ وہ بدیہی بات ہے۔ جسپر لمبی بحث کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن وحدت کبھی قائم نہیں ہو سکتی جب تک ایک ہی آواز کے نیچے سب نہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہو مختلف طبیعتوں اور مختلف رایوں کے ہوتے ہوئے ایک ہی بات پر سب کو متفق اور ایک کرنا کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہو سکتا۔ جو معمولی طاقت اور معمولی دانش کا آدمی ہو اور نہ اس مقصد کو کوئی علمی یا مالی قوت ہی حاصل کر سکتی ہے قہری حکمت ایک حد تک اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتی ہے۔ مگر ملنے والوں کا دل اور زبان ایک نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ کیا راہ ہے جس سے ندوۃ العلماء ایک ملائے اعظم کی ساری باتیں منوا دیگی؟ اگر ندوہ کا یہ منشاء ہے کہ امیر المومنین کا منصب ندوہ کو دیدیا جاوے تو یہ امر سنت اسلام میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ کہ ایک جماعت کو امیر المومنین کا منصب کبھی ملا ہو۔ امیر قوم جو قرآن کی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتا ہے

ایک فرد واحد

ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہی فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مٹا سکتا ہے۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے۔ میری غرض علماء کی توہین یا تضحیک نہیں میں ایسے خیال کیلئے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ مگر میں مولانا شبلی اور انکے ہم قافلہ بزرگوں کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ کیا وہ نہیں جانتے علماء کی حالت کیا ہو رہی ہے؟ کس طرح یہ اختلافی جھگڑوں اور فروعی نزاعوں پر انکے ہاں جوت پیزار ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک انا خیر منہ کہکر آگے بڑھتا ہے اگر یہ کام صرف آپکے انتخاب اور اتفاق سے ہو سکتا ہے کہ آج ایک شخص کو آپ امیر قوم بنا لیں تو مبارک! مگر میں درد دل سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہ ہو سکتا اور نہ ہوا۔ ہاں یہ تو میں مانتا ہوں۔ اور تاریخ اسلام اور واقعات روان اسکے موید ہیں کہ ایمانداروں کا اتفاق اور انتخاب موید ہو سکتا ہے۔ ورنہ خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جسکو

خدا منتخب کرے

خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور اسی کی آواز میں یہ قوت اور طاقت ہوتی ہے کہ وہ تمام نزاعوں کو ملیا میٹ کردے۔ اور مفارقت اور مباغضت کو معانقہ اور مصافحہ سے بدل دے اس امر میں آپ میرے ساتھ متفق ہونگے کہ مسلمانوں کی درماندگی شکستہ حالی مذہبی کمزوری عملی غفلت اور ہر قسم کی خرابیاں اسی رنگ کی ہو رہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کیوقت عرب میں تھی۔

اسوقت ہمیں یہ فائدہ حاصل ہے کہ ہم ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہیں جس نے ہمیں مذہبی آزادی اور مذہبی آزادی کے ساتھ امن اور امن کیساتھ مذہبی فرائض کی بجاآوری اور علوم مذہبی کی تکمیل کے اسباب اور سامان بھی دئے ہیں پھر اگر وہی راہ اسوقت اختیار نہ کیا جاوے تو کوئی فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا یہ مانی ہوئی بات نہیں ہے۔ کہ مسجدیں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح ڈھیر کے ڈھیر ہوئے ہیں مگر روح نہیں (الاماشاءاللہ) خدا تعالیٰ پر وہ ایمان نہیں وہ راستی اور تقویٰ وطہارت نہیں بلکہ بدیاں کی اباحت دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر ہے۔ پھر باوجود اسبات کے تسلیم کرنے اور مرض تشخص ہو جانے کے الٹا علاج کیوں کیا جاتا ہے۔ کیوں اسی پہلے نسخہ کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا؟ ایک ملائے اعظم کا انتخاب مسلمانوں میں ایک اور عصبیت کا آغاز ہوگا جس شخص کو اس منصب کیلئے منتخب کیا جائیگا اسکی مخالفت میں ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوگی اور نیا شغل مسلمانوں کو ہاتھ آجائیگا اور انکی طاقت اور بھی منتشر ہوگی ندوہ نے اپنے اغراض و مقاصد میں مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا بھی رکھا ہے۔ اسمیں بھی وہ اب تک کامیاب نہیں ہوا کامیاب تو کیا ہونا تھا میں کہہ سکتا ہوں اسنے قدم بھی نہیں اٹھایا۔

لکھنؤ جو ندوہ کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر ہے۔ سنیوں اور شیعوں کا اچھا خاصہ رزمگاہ بنا رہا۔ اور آتنا نہ ہو سکا کہ ندوہ ان دانخاست گورنمنٹ کوئی اصلاح ہو جائے۔

میرے اس قسم کے ریمارکس کے یہ معنی نہیں کہ میں ندوہ کی خدمات اور اسکی ضرورت سے لوگوں کو بے پرواہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میری تحریر کے یہ معنی لئے جاویں تو سخت غلطی اور مجھپر اتہام ہوگا۔ میں ندوہ کو ایک قابل قدر جماعت اور ضروری جماعت تسلیم کرتا ہوں اور مسلمانوں کے لئے اسکے وجود کو ایک مفید شے سمجھتا ہوں۔ اور میں اسے مفیدترین جماعت دیکھنے کا آرزومند ہوں۔ مگر جو بات درست اور صحیح ہو۔ اس سے چشم پوشی کرنیکی پالیسی اسلام نے ہمیں نہیں سکھائی۔

مولانا شبلی نے ملائے اعظم کی تحریک کو بالکل برمحل اٹھایا ہے۔ اور یہی ایک ضرورت ہے۔ جو مسلمانوں کے ذہن نشین کردینی چاہیئے۔ اگر اس ضرورت کو مسلمان محسوس کرلیں اور خدا کے فضل سے ہم اسوقت کے متوقع ہیں۔ کہ وہ آتا ہے تو مسلمانوں کی بخت بیداری میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟

جبکہ اس ضرورت کو ندوہ نے محسوس کیا ہے تو میں اسے اس پیغام حق کے پہونچانے سے رک نہیں سکتا کہ اے ندوہ کے محترم علماء! تمہاری تشخیص درست اور بالکل صحیح ہے۔ یہی علاج قوم کی اصلاح کا ہے۔ لیکن خدا کے لئے ہندوستان بھر میں نظر اٹھا کر دیکھو اور پھر بتاؤ کہ کون شخص تمہیں ملتا ہے جسکی آواز پر قوم لبیک کہنے کو طیار رہو۔ اور پھر وہ شخص بجائے خود ایسی پوزیشن رکھتا ہو کہ اسکے دل میں اسلام کا درد اور اسکی اشاعت کیلئے جوش ہو مختلف گدیوں اور خانقاہوں میں بعض ایسے بزرگ تمہیں ملسکتے ہیں جو اپنے ہزاروں بلکہ لاکھوں مریدوں کا ایک دائرہ اور حلقہ رکھتے ہیں لیکن یہہ دیکھنا تمہارا کام ہے کہ انکے وجود سے اسلام کی تائید اور اشاعت کا کام کیا ہو رہا ہے۔ جہاں تم یہ موازنہ کرو وہاں تمہارا فرض ہے کہ تم سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بھی مدنظر رکھو اس سلسلہ نے ایک وحدت پیدا کی اور جو ضرورت تم آج محسوس کرتے ہو یہ خدا کے ہی فضل اور تائید سے اسکا پورا سامان رکھتا ہے یعنے وہ ایک خلیفہ اور ایک وجود مفترض الطاعۃ مطاع باذن اللہ کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور پھر جو کام وہ اندرونی اصلاح اور بیرونی تبلیغ و اشاعت کا کر رہا ہے۔ وہ تم سے مخفی نہیں ہے گو ضد اور عداوت کا پردہ ہو کر اسے ہی قابل ملامت ٹھہرایا گیا اگر روح اور راستی سے اس سلسلہ کے کام کو دیکھا جاوے تو وہ تمہیں ایک اسوۂ حسنہ نظر آئیگا پس

افریقہ میں اشاعت اسلام کے متعلق رائٹر ایجنسی کے پیغام

کو جو اس نے ۱۷۔ فروری کو لنڈن بھیجا ہے اکثر لوگوں نے سرسری نظر سے پڑھکر ٹالدیا ہوگا۔ سوڈان میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے تمام یورپ کی طرف سے ایک متحدہ مشن قائم ہے جسنے حال میں ڈاکٹر کارلکم کو خاص اس غرض سے روانہ کیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کئی ماہ کے سیر و سفر کے بعد واپس آئے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ بت پرست اقوام کو تسخیر کرنیکی جو کوششیں یورپ کر رہا ہے۔ اسی کے دوران میں مسلمان تاجر بھی آجاتے ہیں اور انکی کوششیں سرعت کیساتھ افریقہ میں اسلام پھیلا رہی ہیں اور انجامکار تقریباً سارے براعظم کو مسلمان بناکے چھوڑینگے"۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے میں یہ بات سخت خطرناک ہے۔ انگریزی و فرانسیسی حکام معاملہ کی اہمیت کو سمجھ جاتے ہیں اور وسطی سوڈان میں مسیحیت کے پھیلانیکی سخت ضرورت ہے۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ یورپ اس رائے کو کسقدر اہم سمجھ رہا ہے۔ اور رائٹر ایجنسی نے اہمیت بڑھانیکے لئے تمام دنیا پر اس تقریر کے بتی اثر ڈالنے کی حاجت کیوں محسوس کی؟ لیکن عبرت خیز امر یہ ہے کہ (۱) دنیا میں اسوقت تبلیغ اسلام کا کوئی باقاعدہ مشن نہیں ہے اور نہ زمانہ کی مخالفت کوششیں اس کام کو چلانیکی اجازت دیتی ہیں بایں ہمہ اسلام خود بخود پھیل رہا ہے۔ اور دنیا میں اپنے لئے آپ جگہ بناتا جاتا ہے (۲) اسلام میں غیر اقوام کو جذب کرنیکی اسقدر طاقت ہے۔ اور یہ طاقت لا زوال الدنیا لسلم و نفقر بين الاسلام دنیا ایک ایکدن یا تو مسلمان ہوگی اور یا اپنے اصول و طرز عمل میں اسلام کے قریب آتی جائیگی اسکے رنگ میں اسقدر ڈوبی ہوئی ہے کہ باوجودیکہ ممالک یورپ کی جانب سے عیسائیت کی توسیع اشاعت کے لئے ایک خاص نظام کے تحت میں متفقہ کوشش ہو رہی ہے۔ بائبل کے ترجمے پانسو زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اور لاکھوں جلدیں مفت تقسیم ہو چکی ہیں تقریباً ۲۰ ہزار مشنری عیسائیت کی تبلیغ کیلئے تنخواہیں پاتے ہیں فارین مشنری چندہ کی مقدار ۵ کروڑ ڈالر سالانہ تک پہونچگئی ہے میڈیکل مشنریوں کے ذریعہ سے سالانہ ۳ لاکھ مریضوں کا علاج ہوا کرتا ہے مشن کے ..۱۰ شفا خانے اور پانسو یتیم خانے اور خیرات خانے جاری ہیں۔ چھ ہزار مسیحی عورتوں اور بچوں کی خدمت کیلئے موجود ہیں دیسی مشنریوں کی تعداد ۹۳ ہزار ہے جو اپنے ہی ہموطنوں کی ہدایت کے لئے مامور رہتے ہیں۔ ۳۰ ہزار سکول اور کالجیں جنکو پراٹسٹنٹ مشنری چلا رہے ہیں آرتھوڈاکس و رومن کیتھولک فرقوں کی کارگزاری اسکے علاوہ ہے۔ ۱۶۰۰ پبلشنگ ہاؤس و پریس ہیں جنمیں ۵۰۰ مسیحی اخبار شایع ہوتے ہیں ہزار ہا کالج کے طلبا ہیں جو ایسا مشن کا کام کر رہے ہیں اور ہزار ہا نئے طیار ہوتے جاتے ہیں تبلیغ مسیحیت کے اسقدر عظیم الشان و بانی عدہ وسائل کے ہوتے ہوئے اسلام کا بغیر کسی ضابطہ کی اصولی [illegible] کے اسپر فتح پانا اور تمام جایز و ناجایز دنیاوی ترغیبات کے مقابلہ میں محض امر حق کے لئے ہر طرحکا خارجی دباؤ برداشت کرکے مسلمانونکا اسلامی تمدن کے آگے سر جھکانا کیا هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله (خدا ہی نے اپنے پیغمبر کو ہدایت و دین حق کیساتھ بھیجا ہے تاکہ اسکو ہر ایک دین پر غالب کرے) کی واضح اور واقعاتی تفسیر نہیں ہے۔

(۳) یہ واقعہ تیار ہا ہے۔ کہ اسلام جب اور جہاں پھیلا ہے اپنی قوت جاذبہ کی وجہ سے پھیلا ہے۔ چین میں کبھی فاتحان اسلام نے فوجکشی کی اور نہ کسی تبلیغی مشن کا انتظام ہوا۔ مگر صرف عرب تاجروں کے اثر سے اسوقت چین میں تین چار کروڑ مسلمان موجود ہیں جزائر غرب الہند میں بھی اسی طرح اسلام پھیلا۔ اور ہندوستان میں جو چین دنون سلطان محمود غزنوی کے حملوں کا نام و نشان بھی تھا حضرت سید حسین خنگ سوار کے ذریعہ اجمیر میں اسلامی تمدن کی اشاعت ہو رہی تھی۔ اور راجپوتانہ کے سینکڑوں شریف ہندو بغیر کسی پولیٹیکل خیال کے آپ سے آپ اس تمدن کے گرویدہ ہوتے جاتے تھے۔ یہ سچ ہے کہ مدافعت کی پالیسی یا پولیٹیکل واقعات نے مسلمانوں کو تلوار اٹھانے پر بھی بعض اوقات میں مجبور کر دکھا تھا لیکن اشاعت اسلام کی اصلی غرض ہمیشہ تبلیغ سے پوری ہوئی ہے۔ اور یہ حجت ہے (۴) مسلمان گو خاموش ہیں اور اسلام کے ذریعے نہ کسی قسم کا پولیٹیکل فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور نہ اس مقدس مقصد کو پالٹکس میں آلودہ کرنا چاہتے ہیں پھر بھی یورپ کس نظر سے اسلام کو دیکھ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی جانب سے اسکے دل میں کیا کیا خطرات ہیں (۵) مسیحیت کی تبلیغ اور پالٹکس دونوں اسقدر دست و گریبان ہیں۔ کہ بقول ڈاکٹر کارلکم افریقہ میں انگریزی و فرانسیسی مقبوضات کے حکام کو فرایض حکمرانی کے ساتھ اشاعت مذہب کی بھی فکر ہے یعنی ملک ستانی کیساتھ مذہب ستانی بھی ضروری سمجھتے ہیں اور پھر اسپر کہا جاتا ہے کہ یورپ کے تمدن کو کسی مذہب سے کوئی علاقہ نہیں ہے ؎

پارسائی کا یقین غیر کو دلواتے ہیں ہم کہیں ہوتے نہ آجائے تبسم مجھکو

دین الحق
یا
ہمارا مذہب

ناظرین یہ وہ دُر بے بہا اور تحفہ لا ریب ہے کہ جو احمدی احباب کے لئے مدت کے غور و تجربہ کے بعد ایکسال کی محنت میں ناچیز خادم الحق نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ عقاید و مذہب و تعلیم کو حضور ممدوح کی کل تصنیفات و تحریرات و تقریرات سے اخذ کر کے بلفظ مندرجہ عنوان نام رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ حجم دس جزو سے زیادہ تقطیع ۲۲×۱۸ کاغذ چکنا ولایتی ٹائٹل رنگدار چھپائی و لکھائی عمدہ بفضل الٰہی چھپکر طیار ہے۔ ایسی مکمل مجموعے کی جسقدر اہل سلسلہ کو ضرورت تھی وہ کسی بزرگ سلسلہ عالیہ سے مخفی نہیں۔ اب میری واجب التعظیم و مقدس اصحاب کا فرض ہے۔ کہ بہت جلد اسکو غیر احمدیوں میں پہونچائیں اور کم از کم ایک ایک نسخہ اپنے پاس رکھیں کیونکہ ضرورت کے وقت یہ بڑا کام دیگا۔ قیمت غیر مجلد ۱۰؍ مجلد کی ۱؍ علاوہ محصول ڈاک ہے درخواستیں مع تفصیل پتہ ذیل پر بہت جلد بلاتامل ارسال فرماویں دس جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت۔

المشتہر قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار الحق دہلی تراہا بیرم خان پرانی ہنڈی منڈی

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح اور آپکا خاندان اور ایسا ہی حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجود تندرست ہے۔ اور تبلیغ اور اشاعت دین کے لئے جوش سے دعاؤں میں مصروف +

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب کا درس باضابطہ ہو رہا ہے پیچھے دنوں اخبار بدر میں جو قادیان میں ایک تجارتی کمپنی کے قیام اور اسکے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے خط و کتابت کرنیکی خبر نکلی تھی۔ اسکی اصلاح تشحیذ الاذہان کے تازہ نمبر میں کیگئی ہے دراصل حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنی دینی مشاغل اور جوش تبلیغ اور تعلیم و تدریس سے اتنی فرصت کہاں کہ آپ کسی ایسے کام کو ہاتھ میں لیں اور نہ آپکی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ آپ دنیا کے کسی کام میں کوئی حصہ لے سکیں۔ اسلئے احباب الیسی کسی معاملہ کے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے کوئی خط و کتابت نہ کریں۔

(۳) میاں محمد دین صاحب نے رؤیا میں دیکھا کہ انہیں کسی احمدی بھائی نے چٹھی لکھی ہے جو چوک میں انہیں ملی ہے اسکا مضمون یہ ہے سب احمدی برادران نماز تہجد میں سستی نہ کریں۔ حضرت امیر المومنین نے اسکی اشاعت کا حکم دیا ہے بغرض عملدرآمد

۱۰۔ مارچ کی صبح کو حضرت امیر المومنین نے مسجد النور کی بنیادی اینٹ رکھی (مفصل پھر)

مختصر نوٹ

گناہ ایک ایسا زہر ہے۔ جو اسوقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پرجوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جاوے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اسکی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے۔ جسکا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہو۔ پس خشکی کی طرح گناہ اسپر غلبہ کرتا ہے۔ سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طرح سے ہے اول محبت الٰہی دوم استغفار جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ تیسرا علاج توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے خدا کی طرف پھیرنا اور اس اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کیساتھ اپنے آپکو نکالنا۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کیساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابل قدر جوہر ہے۔ اور دوسروں کو بچانے کیلئے خود تکلیف اٹھانا لاریب بڑے بہادر دل کا خاصہ ہے۔ مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش نہ کرسکے۔ جو عیسائی یسوع کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ اس ہمدرد بنی نوع انسان کی اس حرکت پر کیوں ہنسی نہ کی جاوے جو کسی دوسرے شخص کے دردسر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مار لے۔

قرآن شریف میں خداتعالیٰ کا نام السلام آیا ہے اسکے معنے ہیں کہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے۔ بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ اب اگر آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا۔ اور اپنی آرزوؤں میں ناکام رہتا تو پھر اس بدنمونہ کو دیکھکر کس طرح دل تسلی پکڑے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے نجات دیگا اب عیسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز فروتنی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھکر کیا وقعت رکھتا ہے؟

ہندوستان کی نظر عنایت

ہندوستان نے ایک سویا ہوا نوٹ ایڈیٹر الحکم کے خلاف آریوں کو اشتعال دلانے کیلئے لکھا ہے آریہ سماجی دوست پہلے کب اس سے خوش ہیں جو انکی ناراضی اسکے لئے موجب افسوس ہوگی سماجی صاحبان اپنی زبان اور قلم کو تابع نہیں رکھ سکتے اور راستبازوں کے سردار اور امام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور شوخیاں کرنا اپنا ضروری کام سمجھتے ہیں پس ہم ان سے کب مصافحہ کرسکتے ہیں جیون تت لاہور میں پنڈت دیانند صاحب کی لائیف لکھی جا رہی ہے۔ اسکے خلاف ارجن نے اسی طرح شور مچایا جس طرح پہلے دنوں ہندوستان نے ہنٹر کے خلاف آسمان سر پر اٹھایا تھا۔

میں اسپر لکھا تھا کہ جیون تت نے اعتراضات کا جواب نہ دیا تھا سے وہ اور جب تم اپنے بزرگوں کی نسبت کچھ سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے تو دوسروں کے بزرگوں پر زبان ستم کو دراز کرنا جرم ہے ہندوستان نے جیون تت پر مقدمہ چلانے کی رائے کا آیونکہ زبانی اظہار کرکے الحکم کو جیون تت کی حمایت کرنیوالا قرار دیکر جرم اعانت کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ ایڈیٹر الحکم اپنی اس رائے پر نہایت استقلال کیساتھ قائم ہے جو اس نے پہلے دی ہے اور اب بھی وہ کہتا ہے۔ کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تم پر کوئی اعتراض نہ ہو تو دوسروں کے بزرگوں کی عزت کرو۔ اور جیون تت کے خلاف اگر طریق شدید یا کسی بہانے واقعات اسکے جواب دو۔ اس تنقید کو الٹے معنوں میں لینا ہمارے دوست ہندوستان ہی کا کام ہے اسلیئے ہم یہی کہتا ہوں۔ زندہ باش امروزان چنین کنند

لاہور کے مقدمات بغاوت کا فیصلہ

لاہور میں جو مقدمات بغاوت کا سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر ہیں انکا فیصلہ شروع ہو گیا ہے لالہ الیشری پرشاد ایڈیٹر بیداری کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف کو تین سال قید سخت اور زیر دفعہ ۱۵۰ تعزیرات ہند ۶ ماہ قید محض کی سزا ہوئی اور منشی رام ایڈیٹر سہایک کو جرم بغاوت میں سات سال جہور دریائے شور اور ضیاء الحق ایڈیٹر پیشوا کو پانچسال عبور دریائے شور کی سزا ہوئی اور ساتھ ہی عدالت نے کہا کہ بوجہ رحم جرمانہ کی سزا نہیں دیکھی۔

جن ملزموں نے گورنمنٹ پنجاب سے معافی کی درخواستیں کی تھیں وہ نامنظور ہو چکی ہیں ان ملزموں کی عبرت انگیز سزائیں اخباری شور شوں کا قرار واقعی انسداد کا موجب ہونگی۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ جدید پریس ایکٹ نے بہت بڑی اصلاح کر دی ہے۔

سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کے اجرا کیلئے

گورنمنٹ کو اس عرضہ سے توجہ دلائی گئی تھی کہ بغیر اس قسم کی تعلیم کے ملک کی اخلاقی حالت قابل اطمینان نہیں ہو سکتی۔ ہز ایکسیلنسی سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے بحیثیت چانسلر بمبئی یونیورسٹی کے امید دلائی ہے۔ کہ گورنمنٹ اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے اور مذہبی پیشواؤں سے اسکے متعلق مشورہ کیا گیا ہے۔ لیکن آپ کی رائے میں یہ اسقدر پیچیدہ و دقت طلب مسئلہ ہے۔ کہ انگلستان میں بھی اسکا کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہ ہو سکا۔ ہم کو اسکی پیچیدگی سے انکار نہیں ہے۔ لیکن انگلستان کی نظیر ہندوستان کے لیئے بے محل ہے مغرب و مشرق کے آداب اخلاق و طرز معاشرت میں بعید فرق ہے۔ مغرب میں سوسائٹی کا اثر اتنا زبردست ہے۔ کہ مذہب سے ایک شخص علیحدہ ہو کر بھی مہذب رہ سکتا ہے۔ لیکن مشرق میں چونکہ مذہب واخلاق دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسلیئے ناممکن ہے کہ مذہب سے جدا ہو کر صرف اخلاقی کورس طلباء میں حسن خلق و تہذیب کے جذبات پیدا کرسکے ہز ایکسیلنسی کا یہ ارشاد کہ مذہبی تعلیم کے لیئے سرکار سے امداد مانگنی زیادہ بکار آمد نہیں ہے۔ اسکا انحصار خود آپ پر ہے۔ آپ ہی اپنے بچوں کے اخلاق و جذبات کو آراستہ کر سکتے ہیں۔ ضرور قابل تسلیم ہے۔ مگر جہانتک ہمکو معلوم ہے۔ ہندوستانیوں نے اپنی مذہبی تعلیم کے لئے نہ کبھی گورنمنٹ سے مدد طلب کی ہے۔ اور نہ کرنا چاہتے ہیں وہ صرف اسی مقدمہ کا فیصلہ سننا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے روپے سے جسقدر سرکاری مدارس قائم ہیں ان میں گورنمنٹ مؤثر و نتیجہ خیز اخلاقی تعلیم کی سسٹم جاری رکھنی چاہتی ہے۔ یا نہیں جواب اگر اثبات میں ہے تو کیا پچاس برس کے تجربہ سے بھی اس قسم کا تصفیہ نہیں ہوا۔ کہ مشرق میں مذہب سے جدا رکھکر اخلاقی تعلیم بالکل بے اثر ہوا کرتی ہے۔ اور اگر نہیں چاہتی تو پھر یہ گنج دار و مریز کی پالیسی کسلئے ہے۔ اس سسٹم کو سر سے حذف کر دینا چاہیئے اور بجائے اسکے دوسرے مفید مضامین کی تعلیم پر زور دینا چاہیئے ✤

مدرسہ تعلیم الاسلام کی تعلیم کا اثر

مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس میں ہر جمعرات کو بورڈرون کی ایک مجلس ہوتی ہے جس مین دینی مضامین پر تقریرین ہوتی ہین۔ ۳۔ مارچ کی رات کو جو جلسہ تہا اس مین اول مڈل کے تین لڑکون عبدالغنی عبدالباسط اور بشیر احمد نے علی الترتیب نماز اور اتفاق پر اپنے مضمون پڑہے ہر سہ مضمون نہایت قابلیت اور واقفیت مذہبی کا نمونہ تہے مین ان مین سے صرف عبدالباسط کے مضمون کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہون اسلیئے کہ یہ وہی مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کا بچہ ہے جس کے متعلق اخبارات اور خطوط کے ذریعہ شور مچایا گیا ہے مین عبدالباسط کے اس مضمون کو سن کر خصوصاً خوش ہوا ہون اسلیئے کہ مین اسکے یہان آنیکا محرک تہا اور خدا کا شکر ہے کہ محض اسکے فضل سے یہ بچہ بڑی ترقی کر رہا ہے اور اسکا اندازہ اسکے مضمون سے ہو جائیگا اور وہ یہ ہے۔

معزز بزرگو! اور میرے عزیز سکول فیلوز

یہ کون ہے جو آپکے سامنے کہڑا ہے؟ یہ ایک نالائق لڑکا ہے جسکو کم علم کہنا بہی اسکی تعریف ہے حق یہ ہے کہ اسے جاہل کہنا عزت دینا ہے۔

جس مضمون پر مین تقریر کرنا چاہتا ہون یعنی **نماز** وہ کسی مقتدر اور عالم مولوی کا کام ہے پہر بہی جو کچہ میری سمجہ مین آتا ہے کہتا ہون۔

نماز مومن کا معراج ہے۔ اسکے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرتا ہے۔ اور اسکی غلطیان اور کمزوریان دور ہوتی ہین۔ وہ گناہون سے بچ جاتا ہے کیونکہ قرآن شریف مین لکہا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنے بیشک نماز بدکاریون اور برائیون سے روکتی ہے۔ پہر نماز سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ذکر الٰہی ہے۔ لوگ نماز کو ایک ٹیکس اور بوجہ سمجہکر ادا کرتے ہین جسکی وجہ سے انہین نماز سے محبت نہین ہوتی نماز کو خدا کی یاد کا ذریعہ سمجہنا چاہیئے۔

وقت کی پابندی عمدہ چیز ہے۔ اور نماز اسے سکہاتی ہے کیونکہ وقت مقررہ پر نماز پڑہنی پڑتی ہے یہی وقت کی پابندی کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکہو سورج اپنے وقت مقررہ پر نکلتا ہے اور وقت مقررہ پر چہپتا ہے کبہی نہین ہوتا کہ جون کے مہینے مین برف پڑے اسی طرح نمازون کے بہی وقت مقرر ہین اور نمازون کو انکے وقت پر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے۔ اور طہارت دو قسم کی ہے۔ جسمانی اور روحانی۔ اسلام نے جسمانی طہارت کے اصول بتائے اور پہر روحانی طہارت کے۔ نماز کے ذریعہ دونون باتین حاصل ہوتی ہین۔

آجکل نوجوان نماز کی پابندی نہین کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ ماں باپ دنیوی علوم کی طرف انہین متوجہ کرتے ہین اور جب وہ ہوش سنبہالتے ہین تو بجائے الحمد للہ سکہانے کے ABC سکہاتے ہین اور اسپر خوش ہوتے ہین۔ پس نمازون کی پابندی شروع سے اگر کرائی جاوے تو اسکا عمدہ اثر پڑتا ہے۔

مین اذان کی بابت بہی کچہ کہنا چاہتا ہون اور دوسرے مذاہب کے لوگون نے عبادت کے واسطے جمع کرنیکے جو طریق مقرر کئے ہین۔ وہ انسان کی روح پر کوئی اثر اور جوش پیدا نہین کرتے کسی نے گہنٹے بجا لئے اور کسی نے سنکہ ہی سے کیا فائدہ؟ جب مؤذن اونچے چبوترے پر کہڑا ہوکر اللہ اکبر کہتا ہے تو انسان کے دل پر یہ الفاظ اثر کئے بغیر نہین رہتے پہر اذان مین کیسی توحید کہائی ہے کہ اللہ کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور اللہ ہی کے لفظ پر ختم ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز بہی پس نمازون کی پابندی بڑی عمدہ چیز ہے۔ اب مین اس سے زیادہ اور کچہ نہین کہتا۔ اگر کوئی غلطی ہو تو آپ معاف کرین"

مین اس تقریر پر کوئی ریمارک نہین کرنا چاہتا جس خوبی کیساتہ اس بچے نے اپنے مضمون کو ادا کیا ہے۔ وہ نہایت قابل تعریف ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مضمون لکہکر نہین پڑہا بلکہ زبانی تقریر کی اور یہ خدا کا فضل ہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تربیت کا نمونہ وہ بچہ جسے ایک آوارہ گرد لڑکا کہا جاتا تہا اور وہ جو فی الواقع آوارہ تہا۔ خدا کے فضل سے ایسی ترقی کر رہا ہے خدا کرے کہ وہ نیکی اور سعادت مین نمونہ ہو اور اسلام کا خادم آمین

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ ہر روز قریب ہو رہا ہے۔ اسی اخبار مین کئی دفعہ ضروری ہدایات دیگئی ہین۔ سالانہ جلسہ کے انتظام کے لیئے قادیان مین ایک مجلس ناظم مقرر کیگئی ہے۔ اور مختلف کام مختلف دوستون کے سپرد کر دئے گئے ہین اور جہانتک انسانی تجاویز اور سوچ و فکر ہماری رہنمائی کرتی ہین **مہمانون** کے آسایش و آرام کے لیے انشاء اللہ پوری کوشش کیجائیگی جیسا کہ نمبر پیشتر بہی الحکم مین ہم تجویز پیش کیا تہا مختلف جماعتون کی طرف سے کام کرنیوالے آدمی پہلے سے یہان آجانے ضروری ہین۔ اس تجویز کو **مجلس ناظم** نے پسند کیا ہے۔ اور عنقریب اسکے متعلق انجمنون کے نام سرکلر لیٹر شایع کیجائیگی۔

بٹالہ۔ احباب کے لانیکے واسطے گڈون کا بہی حسب معمول انتظام کیا جائیگا۔ اور جلسہ کو زیادہ مفید اور کار آمد بنانیکے لیئے یہ سوال بہی زیر غور ہے۔ کہ پروگرام ایسے طور پر مرتب کیا جاوے کہ زیادہ حصہ قومی کامونکے لیئے دیا جاسکے۔

ان تمام امور کے انصرام کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے ضروریات جلسہ کے لیئے اسوقت روپیہ بہت جلد بہیجنا چاہئیے باقی ہدایات وقتاً فوقتاً شایع ہوتی رہینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

راجپوتون مین ارتداد کا انسداد

راجپوتون کے ارتداد کے لیئے جو کوششین آریہ سماج نے کی ہین اور جو وہ کر رہی ہین۔ اسکے برے نتائج اور مضر اثر کو روکنے کے لئے بعض راجپوت دوستون سے ملکر جو تحریک کی گئی تہی۔ اسکے متعلق چودہری مولا بخش صاحب نے نہایت پرجوش تحریر بہیجی ہے۔ اور وہ اس کام مین بہت بڑی مدد دینے کے لیئے ہر طرح سے آمادہ ہین اور وہ اور انکے بہائی صاحب ایک ایک مہینے کی تنخواہ اگر یہ تجویز ہو تو دینے کو آمادہ ہین۔ اور یا اگر دس دس روپیہ فی آدمی دے تو بہی بہت سے آدمی جو راجپوت ہین اس کام مین مدد دینے کو وہ آمادہ کر سکتے ہین۔ چودہری صاحب چاہتے ہین کہ ایام جلسہ مین وہ راجپوت برادران کی ایک مختصر سی مشوری کرین اور پہر اس کام کو ایک ضبط اور انتظام سے چلانیکا فکر کرین چودہری غلام احمد صاحب ساکن کریام نے پانچ روپیہ (صہ) اور چودہری فیض الٰہی خان صاحب نے سرگودہا سے دس روپیہ اس مد مین بہیجدیئے ہین دوسرے دوستون کو بہی جلدی کرنی چاہئیے۔ جلسہ کے موقعہ پر اس انجمن کے مختصر سے قواعد ترتیب دیکر دوستون کے سامنے رکہدیئے جائینگے۔ چودہری مولا بخش صاحب اپنے دوستون اور بہائیون سے دس روپیہ فی کس جمع کرکے بہیجدین اور یہ تمام رقوم جیسا کہ پہلے بہی اعلان کیا گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے نام بہیجنا چاہیئے جبتک یہ کچہ روپیہ کم از کم جمع نہ ہو جاوے یہ کام شروع نہیں ہو سکتا۔ صرف روپیہ ہی اس کام کے لیئے ضروری نہیں بلکہ نہایت اخلاص اور دردمندی سے دعا ان

[illegible]

منسا کرتا ہوں جو سکتے ہیں کہ کسی ایسی کتاب میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو قصص نہیں ہونے چاہئیں اسلیئے کہ ایسا نادان معترض انسانی فطرت کا دشمن ہے۔ وہ اپنے بچوں کی تربیت کے لیئے انکے اخلاق کی اصلاح کے لیئے آپ تو پسند کرتا ہے کہ گزشتہ لوگوں کے حالات زندگی بیان کرے اپنی قوم کے اندر کسی خاص جذبہ کو وہ حب وطن کا ہو یا ایثار نفس کا پیدا کرنے کیلیئے آدمیوں کے کارنامے ... رہا ہے یہانتک کہ اگر اپنے ملک میں نہ ملیں تو دوسرے ممالک کی قومی تاریخوں سے اقتباس کرنیکو اپنا فرض سمجھتا ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی ... ہدایت اور اصلاح کے اس علمی طریق کو اختیار کرے تو اعتراض کرتا ہے۔ تلک اذا قسمۃ ضیزی۔ ہر قوم اور ہر ملک کی تاریخ اور ہر قوم ... اور ہر گھر میں قصہ گوئی کا رواج اس انسانی فطرت کی زبردست دلیل ہے غرض خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے تذکرہ کے اصول کو مدنظر رکھا ہے ... اسلیئے ... کہ وہ انسانی ہدایت کا ایک علمی ذریعہ ہے

مؤثرات اربعہ

اگرچہ اوپر کے بیان سے یہ امر سمجھ میں آگیا ہے کہ تذکرہ انسانی ہدایت کا ایک ... ہے مگر میں اسی علمی حقد اللطیف میں یہ بتانا بھی اپنا فرض جانتا ہوں کہ انسانی قوتیں اور جذبات کے مؤثرات ... مؤثرات اربعہ ہی کو بطور اصل الاصول مانا گیا ہے اور وہ یہ ہیں اول مذہب دوم فلسفہ سوم علم الاخلاق چہارم علم الحیات۔ یہ مؤثرات اپنی اپنی جگہ کام کرتے ہیں اور اصلاح نفس اور تزکیہ نفس میں انکا جدا جدا اثر اور دخل ہے مگر علم الحیات ایک ایسا شعبہ ان مؤثرات کا ہے کہ اس میں تقریباً ساری باتیں آجاتی ہیں اور یوں مذہب بھی ایک ایسا اصل ہے کہ وہ بھی سب کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر میں اوپر کسی قدر بحث کر آیا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ مذہب ایک ایسی زبردست قوت اور طاقت ہے کہ وہ افعال الاعضا کے علاوہ مبادی الافعال پر بھی حکومت کرتی ہے لیکن مذہب کو بھی اپنی طاقت اور اثر کو مفید بنانے کے لیئے علم الحیات سے کام لینا پڑتا ہے۔

شاید کسی کے دل میں یہ گمان گزرے کہ مذہب اور اخلاق ایک ہی چیز ہے۔ اسلیئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اخلاق اور مذہب کی جداجدا تعریف کردوں۔ اخلاق انسان کی اس حالت اور قوت سے مراد ہوتی ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے قوی کا صحیح استعمال سیکھتا ہے۔ اور ان امور سے آگاہی حاصل کرتا ہے جو اسے اپنی ذات یا غیروں کے مقابلہ میں موجودہ زندگی کو آسائش اور راحت اور عزت سے عمل میں لانا ضروری ہے یا یوں کہو کہ اخلاق وہ شریعت یا قانون ہے جو انسان کی قوت ضمیری سے تربیت پاتا ہے۔ اور مذہب اس جامع قانون کا نام ہے جو انسان کی قوت ضمیری کی بھی رہنمائی کرتا ہے مختصر یہ کہ ان مؤثرات اربعہ میں ہی علم الحیات ایک ایسی شاخ ہے انسانی کمالات کے حصول کی ہے کہ مذہب کو بھی اسے اپنی ہدایت کے اسباب اور ذرائع میں داخل کرنا پڑا۔

علم الحیات سب سے زیادہ مؤثر ہے

نری تعلیم اتنی مؤثر نہیں ہو سکتی جسقدر کسی شخص کے حالات زندگی اور اسیلئے کہا جاتا ہے کہ نمونہ تعلیم سے بہتر ہے قرآن کریم نے اس فطرتی اصل کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا جو اسکے خدا کی طرف سے ہونیکا بجائے خود ایک زبردست ثبوت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر واقعہ اور آپکی ہر حرکت و سکون نوع انسان کیلیئے اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے۔ جو زندگی کی ہر منزل اور ہر حالات میں بہترین رہنما ہے۔

اس اصل کو قرآن مجید نے کیوں اختیار کیا؟ صرف اسلیئے کہ کسی خاص شخص کے حالات زندگی زیادہ مؤثر ہوتے ہیں اور چونکہ یہ ایک مستحکم اصل تھی اسلیئے اللہ تعالے نے ایسے سامان اور اسباب بھی پیدا کر دیئے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام واقعات محفوظ ہوگئے اور اب تک محفوظ چلے آتے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ بس امر کو ہم بطریق خارق عادت بیان کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپکو زندگی کے تمام منازل میں سے اللہ تعالے نے گزار دیا۔ اور یہ ہونا بھی چاہیئے تھا اسلیئے کہ آپ نوع الانسان کے ہادی اور نوع انسان کے لیئے نمونہ تھے۔

غرض یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ کہ جسقدر مخصوص آثار اور مشخص جذبات مؤثر ہوتے ہیں اسقدر عام آثار اور غیر مشخص جذبات اثر انداز نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے علم الحیات پر تنقیدی بحثیں لکھی ہیں۔ انہوں نے تاریخ اور سوانحعمری پر ایک خاص بحث کی ہے۔ کہ کیا سوانحعمری مقدم ہے یا تاریخ اور کیا تاریخ زیادہ مؤثر ہے یا سوانح عمری؟

تاریخ اور سوانحعمری

میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون پر مختصر سی روشنی ڈالوں۔ تاریخ ہمارے معلومات میں کچھ شک نہیں ایک بیش قیمت اضافہ کرتی ہے۔ یہ اضافہ معلومات کسی قوم یا ملک یا فن کے عام حالات اسکی ترقی و تنزل اسکی وقتاً فوقتاً تبدیلیوں کے متعلق ہوتے ہیں اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ بعض بعض اوقات ان حالات اور معلومات سے آنی طور پر ہم متاثر بھی ہوتے ہیں مگر بیشتر

حیاتِ نور یعنی امیر المومنین سیدنا نور الدین (مدظلہ العالی) کے حالاتِ زندگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۝

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمدن الامین وعلیٰ ازواجہ واہل بیتہ واصحابہ وخلفائہ الراشدین المہدیین ۝

میں نے ان اوراق میں حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے حالات زندگی کے لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن اس سے پیشتر کہ آپ کے واقعات زندگی شروع کروں میں اس مقدمہ میں سوانح عمری کے متعلق کچھ بحث کرنی چاہتا ہوں اس خیال سے کہ **حیات نور** کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ **تالیف** کس اصول پر لکھی گئی ہے۔

قرآن کریم کا اسلوب انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ دوسروں کے حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی اور یہ ایک زبردست صداقت ہے جس پر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں ہے۔ قرآن کریم چونکہ اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب ہے اس نے مخلوقات کی ہدایت کے لئے ہر **موثر** اور مفید طریق کو اختیار کیا ہے۔ اول نیک اور بد اعمال کی تفصیل بتائی پھر ان کے نتائج اور ثمرات سے آگاہ کیا اور بالآخر ان لوگوں کے حالات بتائے جنہوں نے نیک یا بد اعمال اختیار کئے اور ان کے ثمرات اور نتائج سے دکھ یا سکھ اٹھایا۔ کیونکہ نیک اخلاق اور نیک اعمال کی طرف متوجہ اور شائق ہونے کے لئے قصص کو بڑا دخل ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ ناول اور فسانے پڑھتے ہیں۔ وہ بھی ان فرضی اور خیالی قصص سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اسلئے کہ اصلاح چلن اور تبدیل اخلاق کے لئے یہ ایک عملی ذریعہ ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کسی نہ کسی رنگ میں قوموں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن مجید فرماتا ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

اور مختلف مقامات پر آیات تذکیر واقع ہوئی ہیں اور ایک خاص اسلوب سوانح کا قرآن کریم نے اختیار کیا ہے جس کے متعلق تفصیلی بحث بکار ہے مگر اتنا یہاں کہہ دینا کافی ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم نے کسی شخص یا قوم کے صرف ان واقعات زندگی کو لیا ہے جن کے ذریعہ کوئی تعلیم ترغیب یا ترہیب کے رنگ میں دینا چاہتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے۔ واذکر فی الکتٰب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا (سورہ مریم) یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات زندگی پر غور کرو۔ چونکہ وہ راستباز نبی تھا۔ اب یہاں قرآن مجید حضرت ابراہیم کی زندگی کے مسلسل واقعات کا ذکر نہیں کرتا وہ نہیں بتاتا کہ اس نے کس طرح پرورش پائی وہ کہاں پیدا ہوا۔ اس زمانہ کے حسب حال انکی تعلیم و تربیت کیونکر ہوئی۔ بلکہ بتایا ہے کہ وہ **صدیق** اور نبی تھا۔

اتنا کہنے سے انسان کو راستبازی اور صداقت کی طرف متوجہ کرنا مقصود تھا اور جس کا انتہائی نقطہ اور معراج یہ ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر آگے چل کر حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ جو انہیں اپنے **اَب** سے پیش آیا اسے پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب انسان صداقت سے پیار کرتا ہے تو وہ کس طرح سچی حریت اور آزادی رائے پیدا ہوتی ہے۔ اور قوم اور برادری کا اثر اور ڈر اس کے سچے عقائد اور خیالات کو دبا نہیں سکتا۔ بلکہ پھر وہ نہیں جانتا اور نہ دب سکتا ہے۔ وہ سچائی کے لئے ہاں محض سچائی کے لئے قوم کو ترک کر دینا آسان سمجھتا ہے۔ پھر اسکے بعد [illegible] اس ضمن میں بتایا کہ راستبازی اور صداقت کو پیار کرنیوالا خواہ وہ متروک القوم ہی کیوں نہ ہو [illegible] واقعہ بیان کر دیا۔ اسی طرح پر بہت سے واقعات اور حالات قرآن مجید میں ہیں جن سے ان **احمقوں** کی بات پر

الانذار

حضرت خلیفۃ المسیح [illegible]

کا اعلان

اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو تا کہ تم پر رحم کیا جاوے

حضرت خلیفۃ المسیح کا تاکیدی فرمان درس میں اور دوسرے وقتوں میں

ان ایام میں اللہ تعالیٰ کے قہری نشانات کس زور سے ظاہر ہیں کہ مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اپنے اعمال کو سنوارنے کے لیے بار بار بیدار کر رہے ہیں ایران یونان و [illegible] اٹلی سسلی اور امریکہ کے پے در پے زلازل حیدرآباد اور پیرس کے تباہ کن سیلاب مشرقی مقامات کے طوفان اور جہازوں کی غرقیابیاں کس قدر عبرتناک ہون کا نقشہ انسانوں کے سامنے پیش کر رہی ہیں غور تو کرو ان باتوں کو [illegible] مسلمانوں کی مقدس کتاب [illegible] کے نام سے پکار [illegible] خیال کر [illegible] اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرعون کے متعلق فرمایا ہے۔ فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین۔ پس [illegible] طوفان آیا اور ٹڈیاں اور [illegible] سب نشانات جدا جدا آئے پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عذاب اس واسطے آتا ہے کہ لوگ تضرع اختیار کریں۔ طاعون پچھلے سالوں میں کچھ کم تھی مگر اب پھر اسکا زور بڑھتا جاتا ہے چاہیئے کہ لوگ ان باتوں کو سمجھیں تکبر اور شوخی سے باز آجاویں نیکی کی طرف قدم بڑھاویں اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوائیں اور خدا کے مقدس بندوں کے حق میں بیباکی سے منہ نہ کھولیں۔ یہ ایک نصیحت ہے جو سننے والوں کو سنائی جاتی ہے چاہیئے کہ اخبار پڑھنے والے حتی الوسع آگے دوسروں تک پہنچاویں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

طاعون سے حفاظت کی دعا

حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ یہ دعا [illegible] التزام سے پڑھی جاوے۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق۔ تین بار ان شاء اللہ طاعون سے محفوظ رہیں۔

ارشاد امیر | **علاج طاعون**:- فرمایا میری طرف مختلف علاقوں سے خط آرہے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے طاعون بڑی سرعت و شدت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اس لئے تم (۱) بہت استغفار کرو۔ بہت استغفار کرو (۲) گھروں میں دعا کی عادت ڈالو اور اپنے گھروں کے لوگوں کو بھی دعا و استغفار کی تاکید کرو (۳) حسب استطاعت مالی خیرات کرو (۴) باطنی صفائی کے ساتھ ظاہری صفائی کی طرف کامل توجہ کرو مکانوں کو اور گھروں کے اسباب کو بہت صاف رکھو (۵) جو موٹے دفعیہ کی تدابیر ہیں عمل میں لاؤ۔ فرمایا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۴-۲۵-۲۶-۲۷ مارچ کو قرار پایا ہے ۲۴ مارچ اور ۲۷ مارچ بھی تعطیل کے دن ہیں [illegible] آمد و رفت کے لیے رہیں گے [illegible] سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ جمعہ [illegible] نماز جمعہ کے بعد باقاعدہ کارروائی جلسہ کی شروع ہو جاوے گویا ۲۴ کی شام یا ۲۵ کی صبح کو پہنچ جانا چاہیئے

(۲) جلسہ کے لیے ریلوے حکام نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے۔ صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لیے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ [illegible] سے زیادہ فاصلہ پر ہو [illegible] ہوگی کہ [illegible] تیسرے درجہ کا ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا۔ درمیانہ درجہ کے لیے کوئی رعایت نہ ہوگی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ [illegible] سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً [illegible] بٹالہ سے ان سٹیشنوں تک [illegible] میل سے زیادہ فاصلہ ہے وہی لوگ رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو بٹالہ سے [illegible] سٹیشنوں مثلاً لدھیانہ [illegible] وغیرہ سے سوار ہوں۔ [illegible] گوجرانوالہ بٹالہ سے ۹۸ میل [illegible] پس گوجرانوالہ اور اس سے ورلی طرف کے سٹیشنوں سے سوار ہونے والے رعایت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے گوجرانوالہ سے پرلے [illegible] رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ شاہدرہ لاہور لائن پر لاہور بٹالہ سے ۷۴ میل اور سانگلہ ہل ۱۱۰ میل ہے پس ان سٹیشنوں سے سوار ہونیوالے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور ایسا ہی [illegible] کے سٹیشنوں سے سوار ہونے والے احباب بھی رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر [illegible] سے ورلے سٹیشنوں والے رعایت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے نیز فیروزپور کی طرف فیروزپور بٹالہ سے ۱۱۲ میل ہے پس فیروزپور گنڈا سنگھ سٹیشنوں سے سوار ہونیوالے احباب رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر قصور ۱۰۰ میل کے اندر ہے اس سے سوار ہونیوالوں کو رعایت سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کنسیشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جائیں گے ان کے لیے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں ایک سرٹیفکیٹ صرف ایک آدمی کے لیے کافی ہوگا۔

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لیے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے لہذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں تک ممکن ہو اگر ہر جگہ کل آنیوالوں کا اندازہ کر کے اطلاع دیں تو زیادہ مفید ہوگا۔

(۴) چونکہ ایام جلسہ زیادہ سردی کے ایام نہیں اسلئے جو انتظام چارپائی بستر وغیرہ [illegible] جلسہ گذشتہ میں کیا گیا تھا امسال اسکی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ اگر بیرونی احباب اسکی ضرورت سمجھیں تو وہ اطلاع دیں۔

(۵) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں کیونکہ لنگر خانہ بہت ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے اور علاوہ اسکے اگر سال گذشتہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں بطور امداد دے تو امید ہے کہ خرچ پورا ہو جائیگا۔

(۶) تعمیر کا چندہ جس قدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی بنیادیں تیار ہو چکی ہونگی۔

خاکسار محمد علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان ۲۲ فروری ۱۹۱۱ء

کی طرف کہولا جائے۔ اور یہ ایک نیکی ہے جسکی لازمی خاصیت ہے کہ گہر کے اندر گم شدہ روشنی واپس آ جائے یا ہم بتبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے۔ کیونکہ راحت کی نفی کا نام عذاب ہے۔ اور نجات ایک ایجابی چیز ہے۔ یعنی راحت اور خوشحالی کے دوبارہ حاصل ہوجانے کا نام نجات ہے جیسا کہ ظلمت۔ عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے۔ مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب حالت بدنی طبیعت پر نہ رہے۔ اور صحت اس حالت کا نام ہے کہ جب امور طبیعیہ اپنی اصلی حالت کی طرف عود کریں سو جب انسان کی روحانی حالت مجری طبعی سے ادہر ادہر کہسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے۔ اور جیسا کہ دیکہا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتھ یا پیر اپنی محل سے اتر جائے تو اسی وقت درد شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ عضو اپنی خدمات مفوضہ کو بجا نہیں لاسکتا۔ اور اگر اسی حالت پر چہوڑا جائے تو رفتہ رفتہ بیکار یا متعفن ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اسکی ہمسایگی سے دوسرے اعضا کے بگڑنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ درد جو اس عضو میں پیدا ہوتا ہے۔ یہہ باہر سے نہیں آتا۔ بلکہ فطرتاً اسکی اس خراب حالت کو لازم پڑا ہوا ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ جب فطرتی دین سے انسان الگ ہو جائے۔ اور حالت استقامت سے گر جائے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ گو ایک جاہل جو غفلت کی بیہوشی میں پڑا ہوا ہے اس عذاب کا احساس نہ کرے۔ اور ایسی حالت میں ایسا بگڑا ہوا نفس روحانی خدمات کے لائق نہیں رہتا۔ اور اگر اسی حالت میں ایک مدت تک رہے تو بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اسکی ہمسائیگی دوسروں کو بھی معرض خطر میں ڈالتی ہے۔ اور وہ عذاب جو اس پر وارد ہوتا ہے۔ باہر سے نہیں آتا بلکہ وہی حالت اسکی اس عذاب کو پیدا کرتی ہے۔ بیشک عذاب خدا کا فعل ہے۔ مگر اس طرح کا مثلاً ایک انسان سم الفار کو وزن کافی تک کہالے۔ تو خدا تعالیٰ اسکو مار دیتا ہے۔ یا مثلاً جب ایک انسان اپنی کوٹھری کے تمام دروازے بند کردے۔ تو خدا تعالیٰ اس گہر میں اندھیرا پیدا کر دیتا ہے۔ یا اگر مثلاً ایک انسان اپنی زبان کو کاٹ ڈالے تو خدا تعالیٰ قوت گویائی اس سے چھین لیتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں جو انسان کے فعل کے بعد پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی عذاب دینا خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ جو انسان کے اپنے ہی فعل سے پیدا ہوتا اور اسی میں جوش مارتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہ اشارہ فرماتا ہے۔ **نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ** یعنی خدا کا عذاب ایک عذاب ہے جسکو خدا بہڑکاتا ہے۔ اور پہلا شعلہ اسکا انسان کے اپنے دل سے ہی اٹہتا ہے۔ یعنی جڑ اسکی انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اس جہنم کے ہیزم ہیں پس جبکہ عذاب کا اصل تخم اپنے وجود کی ہی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت پر متمثل ہوتی ہے۔ تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ چیز جو اس عذاب کو دور کرتی ہے۔ وہ راستبازی اور پاکیزگی ہے۔ اور ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت اور آرام ایک طبعی امر ہے۔ اور اسکے زوال کا نام عذاب ہے اور قانون قدرت گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی کے پیدا ہونے سے دور ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوٹھری کے دروازے بند کرنے سے جو ایک تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک امر سلبی ہے۔ اور اسکا پہلا اور سیدھا علاج یہ ہے۔ کہ آفتاب کے سمت کے دروازے کہول دیئے جائیں۔ اور دروازہ کہولنا ایک ایجابی امر ہے۔

حیاتِ نور

میں نے خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ میں **حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی سیدنا نور الدین** ایدہ اللہ بروح الامین کے واقعات و حالات زندگی کو الحکم کے ذریعے شایع کروں اگرچہ اس قسم کی لائف (حیات) بصورت کتاب شایع ہونی چاہیئے لیکن جب میں اپنی مصروفیت اور دوسرے اسباب پر غور کرتا ہوں تو میں ازبس ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ سیرۃ جسکو

حیات نور

کے نام سے ملقب کرتا ہوں الحکم ہی کے ذریعہ شایع کیجاوے اس سے پیشتر میں نے حضرت مسیح موعود مغفور اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانح عمریاں شایع کرنے کا اعلان کیا تہا۔ اور اب تک مجہے موقعہ نہیں مل سکا کہ اس عہد کو پورا کروں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے متوقع ہوں کہ توفیق ملگئی تو نہ صرف یہ دو سوانح عمریاں بلکہ **سیرۃ الرسول** علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی لکھنے کی آرزو ہے اور اگر مجہے یہ سعادت علمی اور مذہبی ملی تو بھی میں اپنی اس نیت کے لیے ماجور ہونیکی امید رکہتا ہوں۔

بہرحال میں نے پسند کیا کہ سب سے اول حضرت امیر المومنین **نور الدین** کی حیات شایع کروں اور اسکے لیے خدا تعالیٰ نے خوش قسمتی سے موقعہ دیا ہے۔ کہ **حضرت امیر المومنین مدظلہ العالی** کی زندگی کے واقعات کا خود حضرت ہی کی زبان اور تحریر سے پتہ لگ سکتا ہے۔ پس میں نے وقت کو غنیمت سمجہکر اسے توکلاً علی اللہ شروع کر دیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ یہ باحسن وجوہ پوری ہو

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا۔

اخبار ہی کے صفحات میں سے ایک ورق خاص اس مطلب کیلئے لیا جاتا ہے لیکن اگر سرپرستان الحکم نے توجہ فرمائی اور اپنے محبوب مطاع اور خلیفۃ المسیح کے حالات زندگی سے پوری دلچسپی ظاہر کی جسکی یقیناً امید ہے کہ الحکم میں ایک ورق کی بجائے دو ورق مخصوص کر دیئے جائینگے مگر یہ منحصر ہوگا اس امر پر کہ ناظرین الحکم ۳۰۰ جدید خریدار الحکم کے لئے ایسے دیدیں جو پانچ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں یا ان زائد **اخراجات** کے لئے جو بہ **صفحے** اور بڑہانے سے ہونگے پورا کرنیکی سبیل ہو جائے ورنہ یہ ایک ورق تو انشاء اللہ شایع ہوتا رہیگا۔ وباللہ التوفیق۔

حیات نور آج کے الحکم کیا تہہ دوسری جگہ شایع ہونی شروع ہوتی ہے۔ ناظرین اسکو سنبہال کر رکہیں ✦

بخدمت مکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

براہ نوازش مندرجہ ذیل اطلاع اخبار الحکم کے گوشہ میں دیکر ممنون فرمادیں۔ خریداران ریویو کی خدمت میں گزارش ہے کہ جن جن خریداران کی قیمت سال ۱۹۱۰ء کی وصول نہیں ہوئی انکی خدمت میں اپریل ۱۹۱۰ کا رسالہ بذریعہ وی پی حاضر ہوگا۔ جو لوگ جلسہ پر قیمت ادا کرنا چاہیں انکو ضروری ہے۔ کہ وہ معہ اپنے نمبر خریداری کے دفتر محاسب میں اطلاع دیدیں تاکہ انکے نام وی پی نہ ہو ورنہ سب خریدار وی پی کے وصولی کے لئے طیار رہیں والسلام۔ محمد صادق محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود مغفور

"نجات کی حقیقت"

یہہ بات نہایت صاف اور ظاہر ہے کہ چونکہ انسان خدا کے لیئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسلیئے اس کا تمام آرام اور ساری خوشحالی صرف اسی میں ہے کہ وہ سارا خدا کا ہی ہو جاوے اور حقیقی راحت کبھی ظاہر نہیں ہو سکتی جبتک انسان اس حقیقی رشتہ کو جو اسکو خدا سے ہی ممکن تو ہے جیز فعل میں نہ لاوے لیکن جب انسان خدا سے موہنہ پھیر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی شخص اُن کھڑکیون کو بند کر دیوے جو آفتاب کی طرف ہیں اور کچھہ شک نہیں کہ اُن کے بند کرنیکے ساتھہ ہی ساری کوٹھریون میں اندھیرا آجائیگا اور وہ روشنی جو محض آفتاب سے ملتی ہے یکلخت دور ہو کر ظلمت پیدا ہو جاوے گی اور وہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر پاتی ہے۔ کیونکہ دکھونکی وہی جڑ ہے اور اس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانون قدرت کے طریق پر تلاش کیجائے تو کسی مصلوب کی کچھ حاجت نہیں بلکہ وہی کھڑکیان کھولنی چاہیئن جو ظلمت کی باعث ہوئی تھین کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ہم درحالیکہ ان کھڑکیون کے بند رکھنے پر اصرار کرین کسی روشنی کو پا سکتے ہین؟ ہرگز نہین سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہین جس کا ظہور آیندہ زندگی پر موقوف ہو اور یہ بھی نہین کہ یہ امور محض بے حقیقت اور مجازی گورنمنٹون کی نافرمانیوں اور قصور بخشی کے رنگ مین ہین بلکہ اسوقت انسان کو مجرم یا گنہگار کہا جاتا ہے کہ جب وہ خدا سے اعراض کر کے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا اور اس جگہ سے ادہر اُدہر ہو جاتا ہے جو خدا سے اترتی اور دلونپر نازل ہوتی ہے اس حالت موجودہ کا نام خدا کی کلام مین جناح ہے جسکو پادریونے مبدل کر کے گناہ بنا لیا ہے۔ اور جناح جو اسکا مصدر ہے اسکے معنی ہین میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا پس اسکا نام جناح یعنی گناہ اسلیئے ہوا کہ انسان اعراض کر کے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو آلٰہی روشنی پڑنے کا مقام ہے۔ اور اس خاص مقام سے دوسری طرف میل کر کے ان نوروں سے اپنے تئیں دور ڈالتا ہے۔ جو اس سمت مقابل مین حاصل ہو سکتے ہین ایسا ہی جرم کا لفظ جسکے معنے بھی گناہ ہین جرم سے مشتق ہے۔ اور جرم عربی زبان مین کاٹنے کو کہتے ہین پس جُرم کا نام اسلیئے جرم ہُوا کہ جرم کا مرتکب اپنے تمام تعلقات خدا تعالیٰ سے کاٹتا ہے اور باعتبار مفہوم کے جرم کا لفظ جناح کے لفظ سے سخت تر ہے کیونکہ جناح صرف میل کا نام ہے جس مین کسی طرح کا ظلم ہو مگر جرم کا لفظ کسی گناہ پر اسوقت صادق آئیگا جب ایک شخص عمداً خدا کے قانون کو توڑ کر اور اسکے تعلقات کی [illegible] جبکہ کسی گناہ کے [illegible] امر کا دیدہ و دانستہ ارتکاب کرتا ہو۔

اب جبکہ حقیقی پاکیزگی کی حقیقت یہ ہوئی جو ہمنے بیان کی ہے تو اب اسجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ گمشدہ انوار جسکو انسان تاریکی سے محبت کر کے کھو بیٹھتا ہے کیا وہ صرف کسی شخص کو مصلوب ماننے سے مل سکتے ہین۔ سو جواب یہ ہے کہ یہ خیال بالکل غلط اور فاسد ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہی ہے کہ ان نورون کے حاصل کرنیکے لیئے قدیم سے قانون قدرت یہی ہے۔ جو ہم ان کھڑکیون کو کھولدین جو اس آفتاب حقیقی کے سامنے ہین۔ تب وہ کرنین اور شعاعین جو بند کرنے سے گم ہو گئی تہین [illegible] خدا کا جسمانی قانون قدرت بھی [illegible] اپنی ظلمت کو ہم دور نہین کر سکتے جب تک ایسی کھڑکیان نہ کھولین جن سے سیدھی شعاعین [illegible] سکتی ہین سوا کیون کچھ شک نہین کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی سچ ہے جو ان کھڑکیون کو کھولا جاوے۔ تب ہم نہ صرف نور کو پائینگے بلکہ اس مبداء انوار کو بھی دیکھ لین گے۔ غرض گناہ اور غفلت کی تاریکی دور کرنیکے لیئے نور کا پانا ضروری ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ کر کے فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی و اضل سبیلا۔ یعنے جو شخص اس جہان مین اندہا ہو وہ اس دوسرے جہان مین بھی اندہا ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر یعنے خدا کے دیکھنے کی آنکھیں اور اسکے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے ملتے ہین جسکو اس جہان میں نہین ملے اسکو دوسرے جہان مین بھی نہین ملینگے راستباز جو قیامت کے دن خدا کو دیکھیں گے وہ اسی جگہ سے دیکھنے والے حواس ساتھ لیجائینگے اور جو شخص اسجگہ خدا کی آواز نہین سنتا وہ اسجگہ بھی نہین سنیگا خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی عالم مین سچے اور صحیح طور پر اسکی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا یہی تمام روشنی کا مبداء ہے اسی مقام سے ظاہر ہے کہ جن لوگونکا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت اور دکھ اور مصیبت اور جہالت وارد ہو جاتی ہے۔ اور وہ [illegible] ن ہر کہ سچی پاکیزگی کی ورزش اور علم حقہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ گمراہی کے گڑھے مین پڑے ہوئے ہین اور سچے علوم اور حقیقی معارف جو درحقیقت در نجات ہین ان سے وہ لوگ درحقیقت بے خبر ہین نجات کا مفت ملنا اور اعمال کو غیر ضروری سمجھنا جو عیسائیونکا خیال ہے یہ انکی سراسر غلطی ہے۔ اسکے ترجمی خدا نے بھی چالیس روزے رکھے تھے اور وہ موسیٰ نے کوہ سینا پر روزے رکھے پس اگر اعمال کچھہ چیز نہین ہین تو یہ دونون بزرگ اس بیہودہ کام مین کیون پڑے جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ خدا تعالیٰ بدی سے سخت بیزار ہے۔ تو ہمین اسے سمجھہ آتا ہے کہ وہ نیکی کرنے سے نہایت درجہ خوش ہوتا ہے پس اس صورت مین نیکی بدی کا کفارہ ٹھہرتی ہے۔ اور جب ایک انسان بدی کرنیکے بعد ایسی نیکی بجا لاوے جس سے خدا تعالیٰ خوش ہو تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے۔ ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے مطابق اللہ جلشانہٗ قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیان بدیون کو دور کرتی ہین نیز ہم یون بہی کہہ سکتے ہین کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے کہ وہ ہلاکت تک پہنچاتی ہے اسی طرح ہمین ماننا پڑتا ہے کہ نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے کہ وہ موت سے بچاتی ہے۔ مثلاً گہر کے تمام دروازونکو بند کر دینا یہ ایک بدی ہے جسکی لازمی تاثیر یہ ہے کہ اندھیرا ہو جائے۔ پہر اسکے مقابل پر یہ ہے کہ گھر کا دروازہ جو آفتاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

شرح قیمت جو ہر حال مین پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	؎
خواص سے	؏
ہندوستان سے باہر	؎
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	؎

تاریخہائے اشاعت

۷-۱۴-

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار الامان قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۷ صفر سنہ ۱۳۲۹ ہجری | جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ

الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک مین خدا تعالی کے فضل سے کامیابی ہو رہی ہے۔ اور احباب کا عملی طور پر اس تحریک مین حصہ لینا بتا رہا ہے کہ وہ الحکم کے لئے اپنے دل مین کیسی محبت اور جوش رکھتے ہین اگرچہ یہہ رفتار بہت دھیمی ہے۔ گرمین کسی صورت مین غیر تسلی بخش نہین سمجھتا اور اگر مین ایسا کہون (خدا نہ کرے) تو مجھ سے بڑھکر کون ناشکری کے خطا کا مرتکب ہوگا۔ وہ قوم جسکو مختلف قسم کے چندون کے لئے ہر وقت طیار رہنا پڑتا ہے مختلف اخبارات اور رسائل کی مختلف تحریکون پر کام کرنا پڑتا ہے۔ انکا الحکم کیساتھ اس تحریک پر اس خصوصیت سے حصہ لینا خاص فضل الہی کا نمایان نشان ہے۔ اور الحکم کے لئے باعث افتخار۔ مین اپنی قوم سے ایکہزار مفت پرچون کا چندہ مانگتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ مین ان سے اڑہائی ہزار روپیہ مانگا ہے۔ اور مین خدا کے فضل سے یقین کرتا ہون کہ یہ تعداد پوری کر دیجائیگی۔ ۴ مارچ تک جن بزرگون نے اس مین روپیہ دیدیا ہے۔ اسکی تفصیل یہہ ہے

(۱) سابقہ	۴۷
(۲) مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل ہائیکورٹ	(۱)
(۳) منشی الہی بخش صاحب سلوتری	(۱)
(۴) میان غلام رسول صاحب انسپکٹر	(۱)
(۵) خانصاحب محمد حسین خانصاحب ناظم انہار	(۱)
(۶) میان عبد اللہ صاحب ٹھیکہ دار	(۱)
(۷) منشی رفیع اللہ خان صاحب انسپکٹر	(۱)
(۸) ایک نیکدل خاتون	(۱)

میزان کل ۵۴

بقایا ۹۴۶ - سرپرستان الحکم کو ابھی ۹۴۶ پرچون کی قیمت داخل کرنی ہے اس تعداد کو جلد تر پورا کرنا چاہیئے

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق اس ہفتہ کی رپورٹ

بہت خوشی ہے بابو محمد اکبر خان صاحب نے پھر ایک اور خریدار بھیجا ہے۔ اور منشی ولی محمد خان صاحب ایک خریدار۔

اس ہفتہ سے مفت اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ بعض دوستون نے جو الحکم کی ترقی کیساتھ خاص دلچسپی رکھتے ہین یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ جن لوگون کے نام الحکم مفت جاری کیا جاوے کم از کم ان سے محصولڈاک لیا جاوے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ مفت اخبار لینے والے دوسرے مستحق لوگون کے لئے اسطرح پر گنجائش نکل آئیگی مین اس تجویز کو الحکم کی ترقی اشاعت کے سلسلہ کے لئے نہایت مفید خیال کرتا ہون مگر سردست اسپر عملدرآمد کرنیکے لئے مین متامل ہون اسلیئے آخر مئی ۱۹۱۱ تک یہ پرچے جن لوگون کے نام مفت جاری کئے جاتے ہین اور جنکی درخواستین دفتر مین آ رہی ہین۔ ایک حبہ بھی انسے لئے بدون انکے نام جاری رہینگے تین ماہ کے بعد یا تو ان مفت پرچون سے پھر اور لوگون کو تین ماہ تک مستفید ہونیکا موقعہ دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز یا ان مین سے بعض یا کل سے صرف محصولڈاک لیکر باقی نو مہینے کے لیئے ان پرچونکو جاری رکھا جائیگا بہرحال یہ طریق انشاء اللہ نتیجہ خیز اور مفید ہوگا۔ اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ الحکم کے مربی اور سرپرست اس مجوزہ تعداد کو پورا کرنیکے لیئے . . .

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا)

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

نہایت خوشنما پائدار اعلےٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال کیا جائے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سرد ستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ

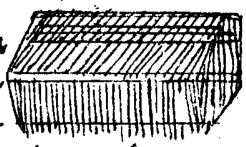

بلند آواز کیلئے مفید

جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو بھی سیکھنا چاہیئے۔ اسمین سروں کا ایک سٹ ہوتا ہے۔

قیمت درجہ اول ۱۹ درجہ دوئم ۱۷

ڈبل سرد ستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ

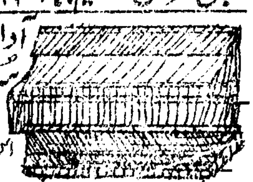

آواز نہایت شیریں و بلند

اکثر باجون میں دو سٹ سرون کے لگے ہوئے ہیں قیمت ...

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۴۵ درجہ دوم ۳۰

نوٹ: ہمراہ فرمایش ہر ایک ... جاہیئے ... کام لکھا ہے

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم	۱۲؍
رہبر ہارمونیم	۱۲؍
ہارمونیم استاد	۸؍
کلید ہارمونیم	۴؍
ہارمونیم درپن ہردو حصہ	۸؍
ہارمونیم گائیڈ ہرچہار حصہ	فی حصہ ۴؍
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب ...	۸؍
طبلہ سیکھنے کی کتاب ...	۸؍
ستار سیکھنے کی کتاب	۵؍

ملنے کا پتہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستین بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ ۱۱ ...

محب اطفال دوسہوم اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ مین دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرستی کو کیا ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نشان ماہی گیر امیشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔ ہاتھ سے جدا نہین جانا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسانی طور پر سمجھانیکے لیئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم ازکم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ مین تفسیری نوٹ ہین جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ مین حضرت خلیفۃ المسیح کے درس

قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے اسوقت تک پانچ پارے ... قیمت ہر ایک ...

تفسیر سورۃ بقر مکمل ہے تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہار ونکی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضون کی آہ وزاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہین چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہین۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمین بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریونکی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے جنے اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض آیتہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالےٰ فوراً دفع ہوتی ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا۔ کہ لکھہ مارین کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ...

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہین۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہائیں انشاء اللہ صحت پائیے قیمت چھہ ماشہ ...

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریونکو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ...

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریونکو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبہ گڑھ ضلع دہلی

…کے خاندان نے عملی طور پر ثابت کیا ہے۔ کہ وہ **تاج برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور دوست ہیں۔** اسی تعلیم کا پابند ان کا سلسلہ ہے۔ اس لئے میں ہز اکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا کے فضل و کرم سے اپنا سچا وفادار اور فرمانبردار گروہ پائیں گے۔

مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد مذہب پر قایم ہے

ہم اگرچہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کے پیرو نہیں ہیں۔ اور ان مرحوم کے کئی خیالات سے ہم کو ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ مگر جس اصول پر انہوں نے اپنے مشن کی بنیاد قائم کی تھی۔ اس سے کسی باخبر اور ذی ہوش مسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ان کی تمام جدوجہد اور کشش و کوشش کا انتہائی مقصد یہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں خالص اسلامی سپرٹ از سر نو پیدا کر دیا جائے۔ تاکہ ان کی قومیت محفوظ رہے اور وہ دین اور دنیا میں سرخرو اور کامیاب ہوں۔ اور جن لوگوں نے دنیا کی مختلف قوموں کی جد و جہد کی تاریخ کو مطالعہ کیا ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ فاتح اقوام میں سے صرف مسلمانوں کی قوم ایسی ہے جس نے مذہب کی رسی کو مضبوط پکڑ کر دنیا کے وسیع براعظموں کے طول و عرض میں فتح و ظفر کے پرچم اڑائے اور علمی و تجارتی دنیا میں کوس لمن الملک بجایا۔ اور جب مذہب کے سہارا کو چھوڑ دیا تو وہ منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور اب اگر کوئی صورت پھر ان کے ابھرنے اور شاہراہ ترقی و تہذیب پر آنے کی ہے تو صرف یہی ہے کہ وہ سلف صالحین کی مانند خالص اسلامی سپرٹ اپنے میں پیدا کریں جب فخر قوم عالیجناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا ولایت میں تعلیم لاء اور فلاسفی کی تکمیل کر رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ اسلام کے متعلق ایک لیکچر دیا۔ ولایت میں دستور ہے جب لیکچرار اپنا لیکچر ختم کر لیتا ہے۔ تو سامعین میں سے جو شخص چاہے کھڑا ہو کر لیکچرار سے لیکچر کے بعض حصوں کی تشریح کرا سکتا ہے ویسے بھی اگر کسی کو لیکچرار کے بیان میں شک ہو۔ تو اعتراض کرنیکا حق رکھتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب لیکچر ختم کر چکے۔ تو منجملہ اور بہت سے اعتراضات کے ان پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مسلمان سخت مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ آپ نے ٹھیک اور بجا فرمایا مسلمان واقعی مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ اور اسی لئے اب تک زندہ ہیں۔ اور اگر وہ دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو مذہبی تعصب ان کے لئے ضروری و لازمی ہے کیونکہ ان کی قومیت کا سنگ بنیاد مذہب ہے۔ اور جس چیز پر جسکی ہستی کا انحصار ہو اگر اس چیز کی حرمت اور حفاظت کیجائے تو گناہ نہیں۔ بلکہ عین ثواب اور صواب ہے۔ اور دنیا میں جو قوم متمدن و مہذب ہے وہ اپنی قومیت کے اصل کو برقرار رکھنے کیلئے اس کے متعلق ضرور متعصب ہے۔ آپ انگریز اصحاب کی قومیت کی دار و مدار آپ کے وطن پر ہے آپ میں سے خواہ کتنا ہی کوئی حلیم الطبع اور عالم و فاضل کیوں نہ ہو اس شخص کو کچا چبانے پر تیار ہو جاتا ہے جو آپ کے مادر وطن کی ہتک یا توہین کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد روحانی ہے۔ دیگر اقوام کی قومیت کی بنیاد مادی ہے۔ مسلمانوں کے لئے مذہب کی ایسی ہی ضرورت ہے۔ جیسی کہ یورپین اقوام کے لئے حب وطن آزادی اور زبان کی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ عالیجناب فقیر سید افتخار الدین صاحب کے دولت خانہ پر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور ایڈیٹر ملت کو ایک ہی وقت پر فقیر صاحب کی ملاقات کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ عالیجناب فقیر صاحب نے جو کہ قومی حالات و معاملات سے ازبس باخبر ہیں سرسید مرحوم و مغفور کے نہایت ہی قابل قدر عظیم الشان اور نتیجہ خیز قومی و ملکی خدمات کا ذکر فرمایا۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے اس مرحوم بزرگ کے متعلق گفتگو میں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کے خدمات کو بھی سراہا اور اپنی تائید میں وہ زبردست ثبوت پیش کیا جسکا ہم اوپر حوالہ دے آئے ہیں اس وقت سے ہم برابر اس میں غور کرتے رہے ہیں۔ اور تاریخ عالم کو ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تائید پر بالکل آمادہ پایا ہے۔ ہمکو افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اصل الفاظ ہم کو یاد نہیں رہے ورنہ اصلی الفاظ سے معزز ناظرین کو زیادہ فائدہ اور لطف حاصل ہوتا۔ تاہم ہم نے اپنے الفاظ میں ان کے خیالات کا اظہار اس غرض سے کیا کہ لیڈران قوم جناب ڈاکٹر صاحب کے اس خیال پر غور کریں اور قوم میں مذہبی سپرٹ پیدا کرنے کا کوئی بہترین ذریعہ پیدا کریں۔ اور ہر مسلمان بجائے خود اپنے میں مذہبی غیرت و محبت کو پیدا کرنے کی تدبیر کرے

(ملت)

ریویو

ملت مسلمانوں کا نہایت قیمتی اور قابل قدر پرچہ ہے۔ جو اسی سال سے لاہور سے مولوی شجاع اللہ صاحب نے شایع کرنا شروع کیا ہے یہ سچی بات ہے کہ **ملت** کو نہایت قابلیت اور محنت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ **ملت** کی تحریریں قوم میں جائز نکتہ چینی اور آزادی رائے کا مذاق پیدا کرنے والی ہیں۔ اور **ملت** کا موضوع اسلام اور مسلمان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ **ملت** کا ایڈیٹر ہمارے ساتھ مذہبی اختلاف رکھتا ہے اور ملت کی بعض رائوں سے جو اسلامیہ کالج کی ضرورت کے متعلق ہیں۔ میں اختلاف رکھتا ہوں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کی خوبیوں کا اعتراف نکیا جاوے **ملت** کی کامیابیوں کے لئے دعا ہے۔ **ملت** کی سالانہ قیمت صرف تین روپیہ ہے۔ اور میں زور سے سپارش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو ایسے قیمتی پرچہ کی قدر کرنی چاہیئے +

ایڈیٹر

کامل ہے کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر ہز ایکسیلنسی نواب گورنر جنرل بہادر اس کو پڑھ کر بہت خوش و محظوظ ہوں گے +

اور میں نے کتاب معہ چٹھی آپ کی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس بغرض روانگی بخدمت وایسرائے صاحب روانہ کردی ہے۔ حضور وایسرائے صاحب بہادر نے بعد ملاحظہ کتاب بجواب چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر چٹھی رسید کتاب بدیں مضمون روانہ فرمائی کہ نہایت خوشی کے ساتھ میں نے حصہ اول اس کتاب کا ملاحظہ کیا جو آپ شائع کرانا چاہتے ہیں جس کی ایک نقل آپ نے میرے پاس براہ مہربانی بھیجی ہے جو محنت اور جانفشانی و توجہ آپ نے تصنیف کتاب میں کی ہے اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور جو حالات خیر خواہانہ و نیک اس سے مترشح ہوتے ہیں اس کا مبارکباد دیتا ہوں۔ بلاشک فرائض ہدایات کو کامیابی کے ساتھ مبتدیان کو تعلیم دینے کے لئے یہ کتاب نہایت فائدہ مند ہوگی فی الحال میں کتاب کو نارل ڈیپارٹمنٹ میں غور کرنے لئے بھیج رہا ہوں۔

اس کتاب کے باقی دو حصے بھی بہت سرگرمی کے ساتھ طیار ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ بہت جلد چھپ جانے پر پبلک کو اس کے مطالعہ کرنے اور عوام کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دستیاب ہوگا۔ مثل اس کے ایک کتاب موسومہ خیر کل سینا دے تصنیف کردہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر بہ پیشگاہ جناب وائسرائے کشور ہند بطور تحفہ بھیجی گئی تھی اس کو جناب وائسرائے بہادر نے وصول فرما کر بذریعہ چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور تحریر فرمایا کہ اس کتاب کا تذکرہ میں یور ہائینس کی خدمات خیر خواہانہ ایام غدر نہایت دلچسپ درج ہیں۔ اور خیر خواہانہ خیالات بجانب گورنمنٹ انگلشیہ و بحق شہنشاہ معظم ظاہر کئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے کمال خوشی ہوئی اس تحفہ کا اور آپ کے خیر خواہانہ خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہوں

حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس غدر کی خیر خواہی کی چٹھیاں موجود ہیں۔ جن میں سے مٹکاف صاحب بریگیڈیر جنرل بریگیڈ دوم کی چٹھی کا خلاصہ یہ ہے کہ مہاراجہ اجی گڈھ نے جو مدد دی ہے وہ قابل یادگار ہے اور یورپین صاحبان کو چاہیئے کہ ان پر اور ان کی ریاست پر مہربانی کی نظر رکھیں علاوہ اس کے ۱۴۳ چٹھیاں اور بھی اعلیٰ حکام برٹش گورنمنٹ کی مہربانی و قدر دانی کی موجود ہیں اور دیگر صاحبان کی ہزاروں چٹھیاں موجود ہیں۔ علاوہ کتب مندرجہ بالا کے ہز ہائینس نے مختلف علوم و فنون پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اور آپ کی تربیت اور تعلیم کا اثر ہے کہ آپ کے راج کماروں نے بھی صیغہ تالیف و تصنیف میں کمال پیدا کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک صاحب تصنیف ہے۔ بلکہ ہز ہائینس مہارانی صاحبہ نے بھی مستورات کے لئے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اور اس طرح راجگڈھ کا شاہی خاندان علمی مذاق رکھنے والا خاندان ہے۔ ان تصانیف کی فہرست ہم کبھی دوسرے وقت شائع کریں گے۔

اب صرف اس امر کا ذکر کر کے اس مضمون کو ختم کر دیا جاتا ہے کہ ہز ہائینس نے پلیگ کے علاج کے لئے ایک مفید دوائی طیار کی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھیجی گئی ہے یعنی مفت بطور خیرات دی گئی ہے مفید اور موثر ثابت ہوئی ہے۔ اس کے مفید ہونیکے ہزاروں سرٹیفکیٹ انگریزی اردو اور ہندی میں موجود ہیں۔ جن کو جداگانہ رسالجات کی صورت میں چھاپ دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر الحکم بالآخر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ مہاراجہ اجی گڈھ کی یہ علمی اور ملکی خدمات قابل قدر ہیں۔ اور ان کے ذاتی اعزاز میں گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف سے خاص طور پر عزت افزائی ہونی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے والیان ریاست کو بھی علمی مذاق پیدا ہو۔ اور وہ اپنی رعایا اور دوسرے اہل ملک کے لئے مفید کام جاری کر سکیں +

ہمارا نیا وایسرائے

ہمارے نئے وایسرائے لارڈ ہارڈنگ معہ
لیڈی ہارڈنگ مس ہارڈنگ اور اپنے سٹاف کے ۱۸ نومبر کی صبح کو بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین اور قوم کیطرف سے صدق دل سے صاحب ممدوح کو بذریعہ الحکم

ویلکم کہتا ہے

ٹھیک اسی تاریخ ایڈیٹر الحکم کی خوش آمدید کی مندرجہ ذیل تار برقی صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچی۔

ایڈیٹر الحکم صدق دل سے آپ کو آمد ہندوستان پر خیر مقدم کہتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ آپ کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو"

جدید وایسرائے نے ازراہ عطوفت بذریعہ تار برقی اسی روز جواب دیا کہ میں آپ کے خیر مقدم اور نیک آرزوؤں کے تار کے لئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ اس حکمران قوم کی خوبیوں اور نیک عادات میں داخل ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق سے رعایا کو گرویدہ کرتے ہیں میں احمدی قوم کیطرف سے پھر صاحب ممدوح کو خیر مقدم کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو۔ اور وہ ہر طرح امن اور برکت کا عہد ہو سلسلہ عالیہ احمدیہ پولیٹیکل تحریکوں سے الگ ہے اور وہ ملک میں صلحکاری اور امن کی تعلیم کی اشاعت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اہل ملک میں صلاحیت اور تقویٰ شعاری پیدا ہو۔ اور سلسلہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ دنیا حقیقی خدا کو شناخت کرے اور نیازمندی کیساتھ اس کے آستانہ الوہیت پر گریں۔ نوع انسان پر شفقت کریں اور اپنے بادشاہ اور حکام کے سچے فرمانبردار اور مطیع فرمان ہوں۔ گورنمنٹ انگلشیہ مسلمانوں کے لئے خصوصًا موجب رحمت ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے اس نیک نہاد گورنمنٹ کے زیر سایہ رہنے پر فخر کیا ہے۔ اور ہمیشہ اس نے امن

مہاراجہ اجی گڈھ بحیثیت مصنف

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں الہ آباد یونیورسٹی کو اخلاقی کورس کے لئے ایڈیٹر الحکم نے ہز ہائینس مہاراجہ اجی گڈھ صاحب بالقابہ کی ایک خاص تصنیف کی طرف توجہ دلائی تھی جس کو ایڈیٹر الحکم نے اپنے دوران قیام اجی گڈھ میں ہز ہائنس کی خاص مہربانی سے ملاحظہ کیا تھا۔ اسی کتاب کے متعلق ہز ہائنیس اور وایسرائے ہند کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ الہ آباد کے مشہور معروف روزانہ اخبار پائونیر میں شایع ہو چکی ہے اس خط و کتابت کو ذیل میں درج کرتا ہوں جو برائے اندراج جناب ٹھاکر سبا لا سنگھ صاحب دیوان ریاست مذکور نے ارسال فرمائی ہے اس سے پہلے متعدد مرتبہ میں نے اس امر کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ہز ہائینس سر سوائی رگھوبر سنگھ صاحب بالقابہ والئی ریاست اجی گڈھ ایک اعلیٰ درجہ کا علمی اور عملی مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں اور وہ بڑے مصنف ہی نہیں۔ بلکہ موجد بھی ہیں۔ اس خط و کتابت کے آخر میں مہاراجہ موصوف کی تصانیف کی ایک فہرست دی گئی ہے جن میں سے اکثر ابھی مسودات کی شکل میں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ ایڈیٹر الحکم کو یہ فخر حاصل ہوگا کہ وہ ان تمام تصانیف کو مستقل طور پر اپنے اہتمام سے شایع کرے۔

بہرحال دوسرے والیان ریاست کے لئے مہاراجہ اجی گڈھ کی نظیر قابل تقلید ہے کہ وہ انتظام ریاست کے ساتھ اپنے علمی مذاق اور عملی تجربوں کو دوسروں کے فائدہ کے لئے قلمبند کرنے میں بہت وقت دیتے ہیں اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جوان ہمت مہاراجہ صاحب سن میں نوا در بھی خوشی ہوتی ہے میں کسی لمبی تمہید کے بدوں اس مضمون کو درج کرتا ہوں اور یہ سپارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کتابوں کا جو اخلاقی نصاب قرار دیئے جانے کے علاوہ ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیرخواہی کا جذبہ پیدا کرنے والی ہوں۔ عام طور پر رواج ہونا چاہیئے

(ایڈیٹر)

کئی سال سے ہندوستان میں بعض اشخاص بوجہ کم فہمی سرکار انگلشیہ کے خلاف جابجا شور مچا رہے ہیں اور ادنا نیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس نزاجی ہیئشن کو دیکھ کر اور ایسے لغو خیالات کی وبا کو عام طور پر پھیلتے دیکھ کر عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر اجی گڈھ کو افسوس ہوتا رہا۔ اور آپ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ ایسے موقع پر ایسی کتاب تصنیف کر کے شایع ہو لوگوں کو برکات دولت انگلشیہ سے آگاہ کرے اور ان کو فرائض رعایا سے واقف کرے جب تک یہ علم نہ ہو لوگ گورنمنٹ کی حقیقی قدر نہیں کر سکتے۔ ہز ہائینس اس خیال میں تھے کہ ۱۹۰۹ء میں ہز اکسلنسی وایسرائے ہند پر بمقام احمد آباد بمب چلنے کی ناگوار خبر پہنچی۔ جسے سنکر ہز ہائینس کو سخت ملال ہوا اور ایسے کور نمک لوگوں کے متعلق سخت نفرت اور رنج کا اظہار آپ نے فرمایا اور عام طور پر

برکات دولت برطانیہ

کا اظہار کیا اور اپنے ارکان حکومت اور رعایا کے دلوں میں گورنمنٹ انگریزی کی وفاداری اور سچی اطاعت و ہمدردی کے جذبہ کو پورے طور پر پیدا کرنے کی ہدایات دیں اور اس ناگوار واقعہ پر مندرجہ ذیل خط جناب وایسرائے کے حضور لکھا

یور ایکسلنسی!

میں نے اخبار پائونیر مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء حال میں یہ خبر پڑھی ہے کہ جبکہ ویر اکسیلینسز لارڈ اور لیڈی منٹو احمد آباد ریلوے سٹیشن سے سواری گاڑی پر رائی سہارے کے مزار کو تشریف لئے جاتے تھے اس وقت مجمع میں سے جو سڑک کے کنارے جمع تھا کسی نے بم کا گولہ انکی گاڑی کے جانب پھینکا اور اقدام حملہ مجرمانہ کے ارتکاب کیا۔ میں سے سخت درجہ حیرت دامنگیر ہوئی۔ میں اس خطرہ سے محفوظ رہنے پر تہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس واردات کے ملعون مرتکب پر نفریں کرتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں کہ اول سب لوگوں کے دلوں کو جو برٹش گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں اور جنہوں نے سالہا سال گذشتہ میں اپنی ذات خاص کی خیرخواہی کے فخر کو حاصل کیا ہے اس واردات کے حالات کا سننا نہایت ہی افسوسناک ہے اور یہ امر نہایت ہی دردناک ہے۔ اس گناہ کا مرتکب ایک باشندہ اس ملک کا ہے۔ جسکے افعال پر دنیا کو اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ یہ ایسی کمینہ اور رذیل طبیعت کا شخص ہے جو بجائے خیرخواہی بجا لانے شاہ معظم کی خدمات کرنا اس کو ازروئے اصول مذہبی فرض آہم ہے اپنی ہمجنس شخصوں پر بھی رحم نہیں کرتا۔ یہ ملک عموماً ایماندار لوگوں سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے۔ اس ملک میں ایسی حرکات کا سرزد ہونا صرف کمینہ و بدبخت اشخاص کے جانب سے ہے جنہوں نے اچھے موروثی آبائی پیشوں کو چھوڑ دیا ہے اور علم حاصل کرنے میں پیروی کی ہے اور اپنی لیاقت کے گھمنڈ میں بھول گئے ہیں لیکن بدنصیبی سے راستی اخلاقی تعلیم سے محروم رہے ہیں۔ جسکا رواج شرفا کے خاندانوں میں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے دلوں میں اصول خوف خدا و وفاداری مالک کے خیالات جاگزین نہیں ہوئے ہیں۔

زمانہ گذشتہ کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ پہلی حکومتوں کے عہد میں کیسے کیسے ظلم و ستم باشندگان ہند نے برداشت کئے ہیں اس لئے اس زمانہ حال کے سخی منصف بادشاہ کی رعایا کے درمیان ایسے شخص کا موجود ہونا خیرخواہ و ہوا خواہ لوگوں کے دلوں کو ایسا افسوسناک ہے۔ جسکی شرح کرنا بیرون از حد امکان ہے۔ ہزار ہزار شکر پروردگار کا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جن کے ایسے فاسد خیالات ہیں بہت محدود ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس بددلی کے رفع کرنے و بدخواہی کے نیست و نابود کرنے کی تدبیر مناسب عمل میں لاوے گی۔ تاکہ آئندہ ملک میں امن رہے یہ ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے سخی مزاج مالک سے انحراف کرتا ہے وہ بہت جلد ایسے افعال کے نتیجہ میں قہر خدا سے تباہ ہو جاتا ہے جو میں نے غدر ۱۸۵۷ء میں بچشم خود دیکھا ہے۔ اس کو اس مقام پر تمثیلاً بیان کرتا ہوں جبکہ باغیوں کی فوج جس رجمنٹ ہائے چھاونی دانا پور زیر کمان مہتاب علی مد ہے صوبہ داران اور نواب کے ساتھ

شامل ہوئیں انہوں نے نواب و صوبہ داروں سے یہ بات مشہور کی کہ دنیا میں اب انگریز باقی نہیں رہے۔ یہ انگریز جو رہے ہیں سفید رنگ کی رنگی ہوئی روئی ہیں ان لوگوں سے دہمکی کی چٹھیاں خیرخواہ لوگوں کے پاس اس مضمون کی بھیجیں۔ کہ ہم تم کو اور تمہاری ریاست کو برباد و تباہ کر دیں گے اگر تم انگریزوں کو امداد دوگے لیکن خیرخواہ لوگ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور جو سرکار انگریزی کے جانب خیرخواہانہ خیالات رکھتے ہیں انگریزوں کی رفاقت میں ثابت قدم رہے انہوں نے باغیوں کو خشک جواب اس مضمون کا بھیجا۔ کہ ہم لوگ جب تک قالب میں جان ہے انگریزوں کی خیرخواہی کرینگے۔ اور ہم لوگ سب صدمہ سہیں گے کہ تم اپنے افعال بد کا برا نتیجہ پاتے ہو۔

اس جواب سے باغی لوگ شکستہ دل ہو گئے اور بہت عرصہ نہیں گذرا کہ انگریزی فوج اور دیگر رؤساء نے جو سرکار انگریزی کے خیرخواہ تھے جن میں میں بھی تھا۔ باغیوں کو مضافات جہادنی ناگود باندا کا بیہ جہانسی اور گوالیار میں شکست فاش دیکر تہ تیغ کیا اور انجام یہ ہوا کہ باغی لوگ انواع اقسام کے امراض کے شکار ہوئے سب اشخاص جن کی تعداد پانچ سے پچیس تک تھی میں نے خود دیکھا کہ وہ لوگ جنگل کی جہاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے قادر مطلق نے ان کے پیروں میں جگادر کی بیڑیاں ڈالدیں تھیں وے لوگ چل پھر نہیں سکتے تھے۔ آخرکار سختیوں سے ہلاک ہوئے خوش نصیبی سے خیرخواہ لوگ معہ اپنے عیال و اطفال کے اب تک امن و آسایش کی زندگی بسر کر رہے۔ اور گورنمنٹ کے مرہون منت ہیں مجکو یقین کامل ہے کہ یہ لوگ بھی جو آپ فساد کے کام کرتے ہیں زیادہ نہیں بہت جلد باغیوں کیطرح تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ جہانتک میں غور کرتا ہوں میری رائے ہے کہ زمانہ حال کے خیالات فاسدانہ کا باعث رزیل لوگوں کا کمینہ پن اور مناسب تعلیم مذہبی کا نہ ہونا ہے میں یہ نہیں کہ سکتا کہ یہ سفلہ پن انگریزی زبان سیکھنے کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں مجھکو یقین ہے کہ رزیل خاندانوں کی جبلی خصلت سے یہ فسادات وقوع میں آتے ہیں جن خاندانوں کے لوگ اس دائرہ میں جس میں خوف خدا و وفاداری و خیرخواہی بادشاہ وقت و فرمانبرداری والدین و استاد کی ہوا بہری ہو۔ ان خیالات کی ہوا شرفاء کے خاندانوں میں بہری ہوئی ہے اس میں تربیت پانیکا موقعہ ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوا۔ اگر یہ لوگ ان حلقوں میں تربیت پاتے تو اسی سرکار انگریزی کے کہ جسنے اُن کو اور سب لوگوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے ناشکرگذار نہ ہوتے وہی لوگ ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جنکو شرفا کے خاندانوں سے جن کے اعلیٰ خیالات ہیں ربط ضبط رکہنے کا فائدہ نہیں پہونچ سکتا اگرچہ یہ عام مسئلہ قایم شدہ نہیں کہ اخلاق و تہذیب کسی خاص فرقہ پر محدود ہو لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جیسے کچھ تہذیب معزز خاندانوں میں ہے اس کے مقابلہ میں چھوٹے خاندانوں کے لوگوں کی تہذیب ادنی درجہ کی رہتی ہے تاوقتیکہ چھوٹے خاندانوں کے آدمی ان اصولوں میں تعلیم نہ پاویں۔ ان دنوں میں یہ دیکھ کر کہ دیگر عالم و فاضل لوگوں کی توجہ اس خرابی کے دور کرنے کیطرف رجوع ہے میں ایک کتاب تربیت اطفال کیواسطے تصنیف کر رہا ہوں مجکو امید ہے کہ جب وہ اختتام کو پہونچے گی ایک جلد اُس کی بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجونگا۔ اس کتاب میں بہت سی ہدایات مبتدیوں کے لئے ہیں اور اس میں ہندوستان کے تاریخی حالات لکھے گئے ہیں اور زمانہ سلف کا زمانہ حال سے مقابلہ کیا گیا ہے اور مختلف بادشاہوں کے عروج اور زوال کے وجوہات دکھلائے گئے ہیں اور وہ ہدایتیں لکھی گئی ہیں جس سے وہ برے رواج جو حال کے زمانہ میں پھیل رہے ہیں دور ہو جاویں میں نے ایک کتاب فن کاشتکاری کی بھی تصنیف کی ہے اور لوگوں کی توجہ اس پیشہ کیطرف مبذول کی ہے کہ لوگ اپنے آبائی پیشہ کیطرف توجہ کریں کیونکہ انسان کے لئے غلہ پیدا کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور اس پر انسان کی زندگی کا مدار ہے خاتمہ پر میں پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا دیتا ہوں کہ پروردگار آپ کو ہمیشہ تندرست و صحیح سلامت رکھے اور ہمیشہ خطرناک حادثوں سے محفوظ رکھے آمین۔

یہ چٹھی ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء کو بتوسط پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر بھیجی گئی۔ اس کے جواب میں بیشگاہ جناب گورنر جنرل بہادر سے اس مضمون کی چٹھی حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس آئی۔ بعد اظہار شکریہ منجانب حضور ممدوح و لیڈی صاحبہ یہ تحریر تھا۔ کہ کتاب تعلیم اطفال جو آپ لکھ رہے ہیں اس کو میں بڑی خوشی سے قبول کروں گا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت درجہ مفید اور کارآمد ہوگی جبکہ جناب وایسرائے کشور ہند کی ہندوستان سے تشریف لیجانے کی خبر اتفاقاً مشہور ہوئی تب حالانکہ یہ کتاب جو حضور معلی کچھ عرصہ سے تصنیف کر رہے تھے خاتمہ کو نہ پہونچی تھی۔ صرف پہلا حصہ اس کا پورا ہوا تھا سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے پہلا حصہ ہی حضور جناب وایسرائے صاحب بہادر کے حضور ملاحظہ کے لئے معرفت صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نیاگاؤں بھیجا اور صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کو سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ بھی اس کتاب کو پڑھ لیویں۔ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے پہلے حصہ کو ملاحظہ کر کے اس مضمون کی چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور ارسال کی۔ کہ میرے پاس آپ کی چٹھی مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۰ء معہ چٹھی موصولہ جناب وایسرائے صاحب بہادر معہ کتاب تربیت اطفال پہونچی حسب تحریر آپ کے میں نے کتاب کو دیکھا۔ میری رائے ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے لئے یہ کتاب بڑی ہی مفید ہوگی اور اگر لوگ اس کو توجہ سے اس کو پڑہیں گے اور اس کی نصیحتوں پر عمل کریں گے تو ضرور ہے کہ نتیجہ قابل تعریف ہو اور مجکو یقین

اور سچے عشق اور سچی اطاعت کیطرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنے کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایکدم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لیے جوش رکھتے ہو اُس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کیطرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کاموں کیلئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو۔ جب تک وہ اصل مطلب تمھیں حاصل نہ ہو جائے اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے حقیقی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس جب تک یہ امر جو تمہاری خلقت کی علت غائی ہے یقینی طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دُنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جسکو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہارے تمام اوقات عزیزہ دُنیا کی جق جق اور بک بک ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمھیں دوسری طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمھیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے کہاں ہے۔ تم میں انصاف کہاں ہے۔ تم میں امانت کہاں ہے۔ تم میں وہ راستبازی اور خداترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمھیں قرآن بلاتا ہے تمھیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں ہے اور اُس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمھیں شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمھیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم ہر دنیاوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی تمہاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعے سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم دُنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے مگر وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمھیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑی امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گزشتنی گزاشتنی امور ہیں اُنکی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمھیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دُنیا طلبی ہی میں برباد کر رہے ہو اور دُنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کیساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہانتک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اِس کا جواب دے چکا ہوں کہ اُس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اُس کی روشنی سے شناخت کرو گے میں نے ایکدفعہ یہ پیغام تمھیں پہنچا دیا ہے اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اسکو قبول کرو یا نہ کرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بھلا دو ؎

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئینگے تمھیں میرے سخن میرے بعد

اعتذار اور اطلاع

الحکم کی اشاعت میں پچھلے دو ہفتوں میں سخت بے ترتیبی رہی ہے اور ناظرین و سرپرستان الحکم کی نسبت ہم نے اس کو نہایت دردِ دل سے محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ الحکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ تر عزیز ہے۔ اس بے ترتیبی کے وجوہات کچھ بھی ہوں اور وہ ناظرین و سرپرستان الحکم کے لئے کیسے ہی قابل پذیرائی ہوں۔ مگر میں اس کا احساس کرتا ہوں کہ اخبار کی اشاعت میں ذرا سی بے ترتیبی بھی اخباری مذاق کو نقصان رساں اور اصل مقصد کو کھو دینے والی ہوتی ہے لہذا میں اس بے ترتیبی کے دور کرنے کے لئے یہہ مناسب سمجھتا ہوں کہ نومبر کی ان اشاعتوں کی پرواہ نہ کروں جو رہ گئی ہیں اور آئندہ وقت پر اشاعت کے لئے یہ پرچہ اپنے وقت پر شایع کر دوں خدا کے فضل سے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اخبار انشاء اللہ العزیز ٹھیک تاریخوں پر شایع ہوگا۔ ناظرین کو اپنی ذمگی رقوم فوراً بھیج دینی چاہئیں۔ اسلئے کہ اجرا شدہ وی پی وہ وصول کریں۔

ایڈیٹر

کیا آیات کریمہ اخباروں میں نہ لکھی جائیں

از وکیل

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

مطابع کی کثرت نے عموماً کتابوں کی وہ قدر باقی نہیں رکھی جو نصف صدی پیشتر ہندوستان میں تھی خصوصاً علوم دینی کی عدم ترویج نے مذہبی کتابوں کا تو ستیاناس ہی کر دیا ہے ہم کو اور کتابوں سے اس وقت بحث نہیں ہے صرف ام الکتاب (قرآن مجید) کی نسبت عرض کرنا ہے یہ وہ کتاب پاک ہے جس کو بلا طہارت چھونا شرعاً ممنوع ہے۔ اس کی آیتیں کثرت سے اخبارات میں لکھی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض اخبارات کے ناموں کی رعایت اور مناسبت سے کوئی نہ کوئی آیت اخبار کی پیشانی پر لکھ دیجاتی ہے جس کی مثال میں اخبارات وکیل اور النجم وغیرہ پیش ہو سکتے ہیں۔ اردو اخبارات کی جو قدر ہندوستان میں ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اخبار دیکھنے والوں میں فیصدی پانچ ایسے مشکل سے نکلینگے جو اخبارات کو مجلد و مرتب رکھتے ہوں ورنہ اخبار دیکھ کر ردی میں ڈال دیا کرتے ہیں اور آخر کو عطاروں کے صرف میں آتے ہیں جب یہ حالت ہو تو کیا یہ غیر ممکن ہے کہ بجائے قرآنی آیت لکھنے کے صرف ترجمہ لکھنے پر کفایت کی جائے اور سورۃ کا حوالہ لکھدیا جائے۔ ہمارے خیال میں وہی غرض اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ لہذا ہم ادب سے عرض کرتے ہیں کہ پیشتر آپ سبقت کا ثواب حاصل کریں اور اخبار وکیل کو نمونہ بنا کر دوسرے اسلامی اخبارات کو زوردار الفاظ میں ہدایت کریں امید ہے کہ خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائیگا (راقم محمد اسحاق خاں از بارہ نبکی اودھ)

قرآن کریم کی تعظیم فرض ہے اور ہمارے پرجوش مضمون نگار کی شکایت بھی صحیح ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ عمیق نظر سے اس مسئلہ کی تنقیح کی جاسکے۔ قسطنطنیہ کے مطبعۃ الجوائب میں علامہ مقریزی کے تین رسالے ایک ساتھ شایع ہوئے تھے۔ ان میں ایک رسالہ کا نام "النقود الاسلامیہ" ہے علامہ موصوف اس میں لکھتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں عبد الملک نے جب اسلامی سکے جاری تو آیت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ھو کان پر ضرب ہوا کرتا تھا حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں یہ بحث چھڑی کہ جیب میں لوگ روپے پیسے لئے ہوئے قضائے حاجت کو جاتے ہیں کمرے میں فرش کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور اس پر بیٹھا کرتے ہیں لڑکے پیسے اوچھالتے ہیں اور سودا لیتے وقت دوکاندار کے آگے دور ہی سے پھینک دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان صورتوں میں آیت قرآنی کی بڑی بے حرمتی ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے نقش کی ممانعت کر دیجائے۔ یہ درخواست بظاہر نہایت سنجیدہ تھی۔ مگر محدثین و فقہائے عصر کی رائے کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس کو نامنظور کر دیا اور جواب یہ دیا کہ اس معیار کو اگر وسیع کیا جائے تو اس جزوی ممانعت سے یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ تاریکی کے ڈر سے روشنی دبا دیجائے کفار کا جہاں غلبہ ہو وہاں اپنے ایمان کو ظاہر نہ کریں۔ عوام کی بے احتیاطی کے خوف سے قرآن مجید کی اشاعت موقوف کر دی جائے ومثل ذالک یہ تاریخی واقعہ موجودہ سوال کی ہوبہو نظیر ہے اور اگر اس اجتہاد کو درست مانا جائے تو اخبارات میں آیات کریمہ کے لکھنے نہ لکھنے کا خود فیصلہ ہو جاتا ہے بہرحال معقول استدلال کی بنا پر اگر یہ اجتہاد غلط ثابت ہو تو امر حق کی پابندی کے لئے سب سے پہلے ہم خود حاضر ہیں:۔ ایڈیٹر

ریلوے کی ملازمت اور مسلمان

امیدواران ملازمت ایسٹ انڈیا ریلوے کو واضح ہو کہ فی الحال صرف ٹریفک ڈیپارٹمنٹ میں حکام ریلوے نے مسلمانوں کے لئے جانیکا وعدہ فرمایا ہے اگرچہ کسی یونیورسٹی کے امتحان کے پاس شدہ ہونیکی قید نہیں لگائی مگر وہ اپنے داخلہ کا امتحان مفصلہ ذیل مضامین میں لیتے ہیں :۔

(۱) ڈکٹیشن (اخبار پایونیر)

(۲) جواب مضمون بزبان انگریزی:

(۳) حساب:

امیدوار کی عمر تخمیناً ۲۱ سال کی ہونی چاہیئے اور اس کو ضعف بصارت یا کوئی ایسا مرض جس سے ملازمت کے ناقابل ہو نہ ہونا چاہیئے۔ متذکرہ بالا امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے بعد امیدوار تخمیناً ۶ ماہ کے لئے ٹریننگ سکول میں رکھے جاتے ہیں اس زمانہ میں ان کو دس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے بعد ۶ ماہ کے امیدوار ۳۵ روپے ماہوار کا ملازم ہو جاتا ہے اور یہ تنخواہ چند سال میں معقول حد تک پہنچ جاتی ہے بحیثیت مجموعی ریلوے کی ملازمت بہت سی دیگر ملازمتوں سے اچھی ہے امیدواروں میں سے جو حضرات درخواستیں بھیج چکے ہیں یا آئندہ میرے پاس بھیجیں۔ التماس ہے کہ اس امر کی اطلاع بھی دیں کہ کیا وہ امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے لئے تیار ہیں؟

نیاز مند سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ دہلی:۔

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں قرآن مجید کا ۳۰واں پارہ بھی شایع کرنے کے قابل ہو گیا اس سلسلہ ترجمۃ القرآن میں آخری سات پارے شایع ہو گئے ہیں اور اب پہلا دوان پارہ مطبع میں جا رہا ہے قرآن مجید کی ترجمہ و تفسیر کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لئے اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے مالوں کو اس راہ میں خرچ کریں اور اس اشاعت کے کام میں مدد دیں۔

سانوں پارہ سات روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے ہدیہ ہوتے ہیں جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے مکمل دس دس جلدیں لیں انہیں پانچ روپیہ پر دیئے جاوینگے جو لوگ ایک ایک پارہ نہیں لینا چاہتے تھے۔ اور پانچ پانچ چھ چھ پارے لینا چاہتے تھے اُن کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ سات پارے اکٹھے لے لیں ✦

کل درخواستیں دفتر الحکم قادیان میں آنی چاہیئں۔

ایڈیٹر

کہ وہ اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور پھر پڑھیں اور اس کے بعد اپنے اس سفر کے لئے ایک مقصد لیکر قادیان کی تیاری کریں میں اس تبلیغ کے لئے اپنا **فرض** کو ادا کرتا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ سال پھر مجھے موقع ملیگا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اس قسم کے اجتماعوں کی اصل غرض پہلے ہی جلسہ کی تقریب پر شائع کر دی تھی جو آسمانی فیصلہ کے ساتھ چھپکر شائع ہو چکی ہے۔ اور سنین ماضیہ میں ایڈیٹر الحکم اپنے اس سالانہ آرٹیکل میں اسکو پورے طور پر درج کرتا رہا ہے اس مرتبہ اس آرٹیکل کی تحریر کا محرک حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا ایک خطبہ ہے جو آپ نے ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو پڑھا وہ خطبہ اس وقت شائع ہوگیا اور کیا تعجب کہ بعض کو یاد ہو مگر اس خطبہ پر غور کرنے کا دراصل یہی وقت ہے اس لئے میں اسے یہاں درج کرتا ہوں اور پھر **تمام انجمنوں کے عہدہ داروں** کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اس خطبہ کو غور سے پڑھیں اور **تلافی مافات** کے لئے طیار ہوکر آئیں صدر انجمن اپنے فرض کو شناخت کریگی اور پروگرام ایسے طور پر طیار کیا جائیگا کہ جس میں لوگوں بہت بڑا حصہ حضرت کی صحبت میں رہنے کے لئے مل سکے رپورٹ وغیرہ کے لئے بھی رات کو وقت نکالا جاوے۔ غرض جس طریق پر حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں اس سالانہ جلسہ کی صورت تھی وہی رنگ اس میں پیدا ہوجانا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی یہی چاہتے ہیں جیسا کہ اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے جو کہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کوئی رائے یا ریمارک کرنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ **لا ھجرۃ بعد الفتح** حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد پہنچانا مجھے تو مقصود ہے اور جو قوت اور تاثیر ان الفاظ میں ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ ہاں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اسی چشمہ سے سیراب ہوکر بول رہے ہیں جس سے ہمارے اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے آقا اور محبوب موعود نے پیا تھا۔ اس لئے میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ کے بعد آپ کے کلام کی تائید حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ میں کر دوں تاکہ اس کی قوت اور تاثیر میں اور بھی ترقی ہو جائے اور مومنین کے ایمان بڑھیں پھر میں کہتا ہوں کہ اس کو پڑھو پھر پڑھو پھر پڑھو اور ٹھیک اسی کے منشاء کے ماتحت اپنے اس سفر کے لئے قدم اٹھاؤ۔ خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ ہو اور وہ توفیق دے کہ تم اس مقصد کو سمجھ سکو۔ ہاں وہ مجھ پر بھی رحم کرے کہ میں اس کے خلیفہ کے قریب رہکر بھی دور نہو جاؤں آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ سالانہ جلسہ کے اغراض پر

حضرت امیرالمومنین نے ۱۸ اپریل کو باوجود ضعف ونقاہت وعلالت کے تشریف آور ہوکر مسجد اقصیٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

اما بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیت کریمہ کا وعظ سنا تھا۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا۔ متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ کسیکا باپ ہے کسی کیساتھ باپ اور ماں۔ کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست۔ کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے۔ غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہوسکتا۔ میں نے دیکھا ہے بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو فوج ہو۔ مال واسباب ہو جب جاکر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے۔ بطّال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں صوفیوں میں ان بطّال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے۔ انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے۔

غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں۔ مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر کبھی کوئی معیت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سوتے جاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقوی میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آجاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا۔ اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا سر پر کوئی کلھاڑی چلاتا ہو میں نے اس مرض میں اپنی اور تمھاری حالت کا مطالعہ کیا ہے۔ بعض اوقات مجھ کو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے بعض اوقات الیقین حق کا بھی خیال آیا ہے۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں ان میں سے ایک بات تمہیں سناتا ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں صرف عربی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ کہکر بیٹھ جاؤں مگر ندرت ہے جو مجھکو بلاتی ہے اسواسطے یونہی سمجھ لو کہ یہ میرا آخری کلمہ ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہو تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ گروکل انجمن حمایت الاسلام۔ علی گڑھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں۔ یہاں بھی۔ ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا اتنا خرچ ہوا۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ میرے اندازہ میں جو آدمی یہاں آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ پھر جو لوگ عمائد تھے وہ اگر مجھے علیحدہ ملتے تو میں ان کے

کہ الٹرلوک اسوقت آئے کہ توجی! سلام وعلیکم - یکہ تیار ہو تم یاد رکھو میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں سے ایسے مجمعوں کو جن میں روحانی تذکرہ نہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ روپیہ تو وہ بذریعہ منی آرڈر کے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ مہمانداری پر ہوا وہ بھی محفوظ رہتا - یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس دنیا کیطرف توجہ کی اور کہا کہ جلسہ باہر نہو شہر میں ہو - ہماری چیزیں بک جاویں میں ایسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دُنیا کیلئے ہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں جو سُن رہا ہو وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات پُہنچاوے میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہو گیا کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمھاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری و عمائد آئے تھے وہ مُجھ سے علیحدہ ملتے - میں اُنکو بڑی نیکی سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا لیکن افسوس ہماری صدر انجمن نے بھی انکو یہ بات نہ بتائی - اس لئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے کیا آیا کتنے روپیہ جمع ہوئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں -

ہم کو تو صرف خدا چاہیئے -

مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا جمع ہوا - کیا آیا مجھکو اس کی مطلق پروا نہیں پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرو ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں - اگر یہ نہ ہو تو ہائی اسکول کیا حقیقت رکھتا ہے اور اس کی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں ہمیں تو ہمارا مولیٰ چاہیئے - اپنے احباب کو خط لکھو اور ان کو تنبیہ کرو - میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے

... میں چاہتا تھا کہ لوگ میری زندگی ہی میں متقی اور پرہیزگار بنیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں -

حضرت مسیح موعود کی تائید

اس جگہ میں بعض اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں - لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلّی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق مؤید من اللہ کا زمانہ پاتے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہوتا تو ہم اس کی نصرت کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے مگر اے لوگو تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کیلئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تُم نے اُسے شناخت نہیں کیا - وہ تمھارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے پر تمھاری آنکھوں پر بھاری پردے ہیں - اگر تمھارے دل سچائی سے طلبگار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا آزمانا بہت سہل ہے اُس کی خدمت میں آؤ اُس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اُن برکات کی بارشیں جو اُس پر ہو رہی ہیں یا وہ حقانی وحی کے انوار جو اُس پر اُتر رہے ہیں اُن میں سے تم بچشم خود دیکھ لو - جو ڈھونڈھتا ہے وہی پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے اگر تم آنکھیں بند کر کے اندھیری کوٹھڑی میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمھاری عبث شکایت ہے اے نادان اپنی کوٹھڑی کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تا تجھے آفتاب نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں

سمجھے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی غرض کیا ہے اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انھیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پُہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہہ کو فائدہ نہیں پُہنچاتا - بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کیطرف لیجاتا ہے سوائے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز کرو اور اپنی سچی رضا ہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انھیں تدبیروں میں نہ سمجھو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کیجاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں - مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کر دیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ مد بھی ہو سکیں - مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود - سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ - ایسا نہو کہ ٹھوکر کھاؤ - مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو - یقیناً سمجھو کہ فلاح عافیت کی اُمیدوں کا تمام مدار و انحصار اُن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت

جاری ہے اس موقع پر احمدی احباب کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی قومیت لکھانے وقت اپنے آپ کو احمدی خانہ میں لکھا دیں

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لیکچرار سالانہ جلسوں میں بلا بھیجتے ہیں مگر سا تھ ان کے اخراجات سفر نہیں بھیجے جاتے جو صدر انجمن کو برداشت کرنے پڑتے ہیں اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنوں کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جو احباب جسقدر واعظ یا لیکچرار صدر مقام قادیان سے بلاویں ان کا خرچ آمد و رفت کا ادا کرنا چاہئے اور وہ کوشش کریں کہ یہ رقم مقامی چندہ یا جمشت چندہ سے ادا ہو

سکرٹری

مختصر نوٹ

نیوگ کا نوٹس کئی سال گذرے ہیں کہ ایک لالہ کالورام صاحب نے نیوگ کا اعلان کیا تھا اسپر انہیں ایام میں الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ اب امرتسر کے ایک اخبار میں ایک عورت نے نیوگ کے لئے نوٹس شائع کیا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ میری رائے میں اس عورت کی جرات آریہ نقطۂ خیال سے ضرور قابل قدر ہے کیونکہ جس حال وہ نیوگ کو جائز سمجھتی ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ علی الاعلان نہ کرے۔ ہمارے آریہ دوست ایک طرف نیوگ کو اپنا مذہبی مسئلہ یقین کرتے ہیں اور دوسری طرف جب ان لوگوں سے (جنکو نیوگ کرانا چاہئے) کہا جاتا ہے تو وہ اسے گالیاں سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں گالیوں کی کوئی بات نہیں بہرحال میں اس نوٹس کو ذیل میں درج کرتا ہوں

اگر آریہ استریوں نے اسیطرح جرات اور دلیری سے کام لیا تو کچھ شک نہیں **آریہ سماج** کا ایک دور جدید شروع ہو جائیگا۔

نوٹس ۔ میرا خاوند بسمی دامودر داس ولد کھما ذات اروڑا عرصہ تخمیناً پانچسال سے دیوانہ نکال کر امرتسر سے بھاگ گیا ہوا ہے اور آجتک باوجود تلاش بسیار کے اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں چونکہ منظرہ اسوقت نوجوان عمر ۱۷ سالہ ہے موجودہ صورت میں کوئی صورت گذارہ اور آئندہ زندگی بسر کرنیکی نظر نہیں آتی منظرہ کی والدہ بھی بیوہ ہے وہ بھی اس قدر اثاثہ نہیں رکھتی کہ میری آئندہ زندگی اور گذارہ کے لئے سہارا ہو سکے بغیر آسرے اور سہارے کے موجودہ زمانہ کی رفتار کو سمجھتے ہوئے زندگی بسر کرنا مشکل اور ناممکن ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا مشتہر کرتی ہوں کہ اگر خاوند نامبردہ ایک ہفتہ کے اندر اپنی حیاتی کی خبر نہ بھیجیگا اور مجھے اپنے گھر آباد نہیں کریگا تو بعد ایک ہفتہ کے مجھے اختیار کامل ہوگا کہ میں حسب دستور آریہ سماج کے بروے دھرم شاستر نیوگ کرونگی۔ پھر نامبردہ کا کوئی حق میرے اوپر زوجیت کا نہیں رہیگا۔ علاوہ ازیں دیوانہ نکالنے سے چند یوم پہلے نامبردہ نے میرے زیورات (استری دھن) قریباً ایک ہزار روپیہ کی مالیت کے اور پارچات مالیتی تین سو روپیہ کے چھین لئے تھے۔ اور بتیاری کرکے مجھے میری والدہ کے گھر چھوڑ گیا۔ تحریر ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

المشتہر

مسماۃ سلی دختر ہربائل مرحوم قوم اروڑہ ساکن امرتسر (ڈیوڑھی کرمون)

قرآن مجید کا ایک اور انگریزی ترجمہ

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کیطرف مسلمانوں کو اب خصوصیت سے توجہ ہو رہی ہے خواہ یہ کام تجارتی رنگ میں کوئی کرے یا محض اخلاص سے اشاعت اسلام کے لئے بہرحال اس میں کلام نہیں کہ اس کام کیطرف توجہ ہو رہی ہے **ندوۃ العلماء** نے گذشتہ سال قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا اعلان کیا اور اب اس کے رسالہ میں سورہ **البقر** کے ترجمہ انگریزی کی اشاعت کا اعلان ہوا ہے جو بطور نمونہ اور بغرض اظہار رائے شائع کیا گیا ہے اس کام کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ کرنیل محمد اسمٰعیل خانصاحب سابق سپرنٹنڈنٹ کابل نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے اور اسطرح گویا **وقت** کو اس کام کے لئے مالی مشکلات نہیں ہونگی۔ ہماری صدر انجمن نے بھی قرآن مجید کے ترجمہ کا کام مدتوں سے بلکہ بہت پہلے سے شروع کر رکھا ہے چونکہ یہ کام نہایت محنت اور وقت چاہتا ہے اس لئے پوری اطمینان اور خاموشی کے ساتھ جاری ہے ایک مرزا حیرت صاحب نے پانچہزار روپیہ اس کام کے لئے مسلمانوں سے مانگا ہے اور وہ خود اپنی خدمات مفت دینگے۔ ایسا ہی الہ آباد سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر نومبر تک پارہ ترجمہ شائع ہو جائیگا۔ قرآن مجید کے ترجمہ انگریزی کی ضرورت مسلم ضرورت ہے لیکن مسلمانوں میں بدقسمتی سے کام کی بجائے **نام** کا جوش زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اخلاص کی بجائے نمائش اور تکلف نے بہت بڑا حصہ لے لیا ہے اس لئے وہ ایک دینی کام بھی مل کر نہیں کر سکتے ہیں۔ اچھا ہوتا کہ یہ کام چند قابل اور ذیعلم احباب کی مشترکہ جماعت کرتی جن میں انگریزی کے سکالر اور عربی زبان کے ماہر ہوتے وہ یورپ کی ان تصانیف کو بنظر غور پڑھتے جو اسلام پر لکھی گئی ہیں اور اسپر جسقدر اعتراضات قرآن کریم پر کئے گئے ہیں انہیں ایک جا کیا جاتا اور ترجمہ میں اُن اعتراضات کو مدنظر رکھکر حاشیہ میں صاف کیا جاتا مگر مسلمان **حبل اللہ** کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور بالکل کام کرنا انہیں نہیں آتا۔ جو قابل رحم امر ہے۔ ان مختلف تراجم قرآن مجید سے ایک نقص یہ بھی پیدا ہوگا کہ **اعتراضات** کا نمبر بڑھ جاویگا۔

بہرحال قدر مشترک کے طور پر جو بات اس تحریک سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی **ترقی** کا زمانہ آ گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ اسلام کیطرف رجوع کریں۔

مسلمانوں کے متعلق غلط فہمی اور غلط بیانی

آئندہ مردم شماری کے سلسلہ میں ہندو قوم کے متعلق ایک تحقیقات ہو رہی ہے کہ کن لوگوں کو ہندو درج کیا جاوے یہ سوال ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں کے لئے ایک دلچسپ سوال بنگیا ہے اور اسپر مختلف اخبارات میں مضامین نکل رہے ہیں۔ ہندو لیڈروں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی قومیت کے قیام و بقا کے لئے یا اس کی تعداد کی ترقی کے لئے ہر قسم کی جائز تدابیر اختیار کریں۔ مگر انھیں یہ حق نہیں ہے کہ اس ضمن میں مسلمانوں اور اُن کے مذہب پر خواہ نخواہ حملے کریں بخشی ٹیک چند صاحب ایم۔ اے نے ایک مبسوط مضمون انگریزی اخبارات میں شائع کرایا ہے جس کے ضمن میں اُنھوں نے مسلمان فرقوں کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی بیہودہ کوشش کی ہے بخشی صاحب نے اس میں بتایا ہے کہ مسلمانوں کے فرقے بُنیادی اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں کے فرقوں میں اصولی اختلاف ہرگز نہیں اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ملائکہ اور کتب سماوی اور انبیا علیہم السلام۔ جزا و سزا سب پر ایمان رکھتے ہیں جو بنیادی اصول ہیں سب کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ بلکہ اسلام میں دوسرے مذاہب کے مقابل میں یہی خوبی ہے۔ بہرحال بخشی صاحب اور ہندو لیڈروں کو اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے انھیں اسلام اور مسلمانوں پر حملے کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی سلسلہ میں اُنھوں نے بعض ناواقف مسلمانوں کا حوالہ دیکر بھی اپنا مطلب صاف کرنا چاہا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اصول و فروع اسلام سے واقف نہیں اسلئے وہ مسلمان نہیں۔ اگر یہ منطق درست ہے تو پھر ہندو مذہب کا تو خاتمہ ہے یہانتک کہ خود آریہ سماج میں بھی نہایت ہی قلیل تعداد ایسے لوگوں کی ملیگی جو اصول و فروع مذہب ہنود سے واقف ہو۔ عملی زندگی یا علمی زندگی اسوقت معیار قرار نہیں دیگئی ورنہ بخشی صاحب کو تو اور بھی مشکل در پیش آئیگی اسلام میں تو

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے

ایک شخص داخل ہو جاتا ہے اور اُسپر مسلمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر ہندو کی تعریف ہی نہیں ہوسکتی بہرحال ہندو لیڈر اس راہ کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لیڈروں کے لئے یہ تحریک **اتحاد کی ضرورت** کا سبق دینے والی ثابت ہو تو کیا تعجب ہے ہندو لیڈروں کی اس قسم کی تحریروں پر ایڈیٹر الحکم نے خدا کے فضل سے ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے جو کسی روزانہ اخبار میں انشاء اللہ العزیز شائع کر دیا جاویگا۔

سِکھ ہندو نہیں

سکھوں میں اپنی علیحدہ قومیت قائم کرنے کی زور دار لہر بہ رہی ہے اور وہ اپنی جداگانہ شخصیت اور ہستی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ ہندو قوم کے لیڈر کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کے اپنے ساتھ ملائے رکھنے کی ہر تجویز اور تدبیر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ مگر خالصہ قوم کے روشن اور فہیم لوگ یقین کر چکے ہیں کہ وہ علیحدہ قوم ہیں ہندو لیڈروں کی اتنی ہی کوشش نہیں کہ وہ سکھوں کو ہندو ظاہر کریں۔ بلکہ وہ نواب چوہڑوں چماروں اور تمام اُن نیچ اقوام کو جن کے ساتھ چھو جانے سے ان کا دین و مذہب بگڑ جاتا تھا اب ہندو بنانے پر رضامند ہیں اور یہ آرزوئیں ہندو سوسائٹی سے اُٹھ رہی ہیں کہ اچھوتوں کو آریہ سماج میں برابر بیٹھنے کی اجازت دو اور آریہ سماج کے کنوؤں پر انھیں پانی بھرنے دو اپنے سکولوں میں انھیں داخل کرو بورڈنگ میں ان کی رہائش کا انتظام کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی تحریکوں سے ہندو قوم میں ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور یہ تحریکیں ایک زبردست پولیٹیکل انقلاب کا پیش خیمہ ہیں بہرحال گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ سکھ ہندو نہیں

واے بر مسلمانی ما

۱۲۔ نومبر کے روزانہ پیسہ اخبار میں پرنس یاور حسین خانصاحب رامپور سے ایک مستقل مجلس شطرنج قائم کرنے کی تجویز کرتے ہیں اس سے بڑھکر افسوسناک حالت مسلمانوں اور پھر مسلمانوں کے رؤسا کی کیا ہو گی کہ وہ حالات زمانہ اور ضروریات قوم سے محض نا آشنا اور ناواقف ہیں۔ اور ان کے دماغ سے اگر کوئی تجویز نکلتی ہے تو لہو و لعب کے سوا اور کوئی اثر نہیں رکھتی بالمقابل برادران وطن اپنی علمی اور مالی طاقتوں کو قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے صرف کر رہے ہیں اور شب و روز وہ اسی فکر میں منہمک ہیں کہ کسی طرح افراد قوم کو فائدہ پہنچے اور اُن کی اصلاح حال ہو۔

پرنس یاور حسین خانصاحب کی یہ تجویز نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان بالاتفاق اس کے متعلق نفریں کریں۔

احمدی جماعت کو پیام حق

(آینوالا سالانہ جلسہ)

امسال سالانہ جلسہ کے لئے دسمبر کا آخری ہفتہ ہی تجویز ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انھیں ایام میں احمدی جماعت اپنے مرکز میں اپنے **امیر** کے حضور جمع ہوگی۔ سالانہ جلسہ کے متعلق مجھے اسوقت کچھ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے گذشتہ سالوں کے سالانہ اجتماع پر میں ہمیشہ متعدد و مبسوط مضامین لکھنے کا عادی تھا اور جو کچھ ضرورت وقت سمجھتا تھا قوم کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اس مرتبہ جس امر کو میں ضروری سمجھتا ہوں اسے درج کرتا ہوں تمام احمدی انجمنوں کا مجموعی طور پر اور تمام انجمنوں کے عہدہ داروں اور ممبروں کا انفرادی طور پر

فرض ہے

نومُسلم اور عَام مُسلمان

آجکل بعض اخبارات اور رسالجات ہیں نہایت سنجیدگی سے نومسلموں کی حالت پر بحث کا سلسلہ شروع ہوا ہے سب سے اول معزز اور پختہ معز ہمعصر دلگداز نے اس سوال کو اٹھایا پھر معزز و کل ہمعصر نور نے اسپر ۲۶ کالم کا ایک مبسوط آرٹیکل یکم نومبر کی اشاعت میں لکھا مسلمانوں میں نومسلموں کے حقوق اور اُنکی حفاظت و تربیت کے متعلق بیداری کا پیدا ہونا نہایت ہی مبارک فال ہے۔ اور اُمید کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے ہمارے دوستوں کو توفیق دے تو نومسلموں کے لئے کوئی بہتریں راہ پیدا ہو جاوے۔

میں نومسلموں کی اعانت ان کی دینی تعلیم اور تربیت اُن کی تالیف قلوب کی بہت بڑی ضرورت سمجھتا ہوں اور اس مضمون کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ایک سکیم اس مقصد کے لئے پیش کرونگا مگر میں اس ضروری سوال کے دونوں حصوں پر مختصر سی بحث ضروری سمجھتا ہوں

عام طور پر ہمارے ان دوستوں نے نومسلموں کے ساتھ مسلمانوں کے سلوک کی جو تصویر پیش کی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نہایت دردناک اور رقت خیز ہے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مرقع کو ضرورت سے زیادہ رنگین بنا دیا ہے۔

ایک شخص جو اپنے آبائی مذہب اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر اسلام میں آتا ہے فی الواقعہ اس بات کا جائز حقدار ہے کہ مسلمان اس کے ساتھ پوری ہمدردی کریں اور کسی طرح اُسے موقعہ ندیں کہ وہ اپنی گذشتہ آسائشوں کو یاد کر کے کسی وقت اپنے تبدیل مذہب پر افسوس ظاہر کرے۔ لیکن اگر ساتھ ہی تبدیلی مذہب کوئی تجارت نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دُنیا کی تمام آسائشوں اور خوشنما اُمیدوں کو چھوڑ کر اختیار کیگئی ہو تو ایسے شخص کو اپنے نئے احباب کی بے مروتی اور فانی دُنیا کی عارضی تکالیف دکھ نہیں دے سکتی ہیں۔ بلکہ وہ اُن تکالیف اور مشکلات میں اپنے قدم کو اور بھی مضبوطی سے اٹھتا ہوا پاتا ہے جہاں وہ اُن حقیقی رشتہ داروں کو ترک کرنے اور تیاگ دینے کا حوصلہ اور ہمت رکھتا ہے وہاں اپنے نئے مسلمان دوستوں کی بے اعتنائی اس کے حوصلہ کو پست نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر کوئی شخص محض عارضی اور فانی مفاد کو مد نظر رکھکر اور ایک یا دوسری خواہش کا اسیر اور شکار ہو کر کسی مذہب کو تبدیل کرتا ہے تو اس جدید مذہب کے حامل لیسے شخص کو زیادہ دیر تک اپنے پاس نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس کی خواہش اور آرزوؤں کا دائرہ وسیع ہوتا جاویگا۔ اور جس مقام پر وہ اپنے جدید دوستوں کیطرف سے بے اعتنائی پائیگا وہاں ہی اس کے لئے ٹھوکر کا پتھر موجود ہوگا۔

پس جہاں ہم نومسلموں کی اعانت اور ہمدردی و شفقت کے لئے پُرزور تحریروں اور تقریروں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ نومسلموں کی اصلاح حالت کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے ان میں اخلاص اور صدق و وفا پیدا ہونا چاہیئے وہ محض خدا کی رضا کے لئے اسلام کے حلقہ میں آویں نہ کہ مسلمانوں کو آزمانے اور امتحان کرنے کے واسطے اگر وہ ایسا دل اور روح لیکر آئینگے تو یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں ضائع نہیں کریگا۔ اور انھیں ماں باپ سے زیادہ محبت کرنیوالے اور بھائیوں اور رشتہ داروں سے زیادہ ہمدرد۔ مربی اور دوست عطا کریگا۔ ہمارے معزز بھائی ایڈیٹر نور خود اس کا نمونہ اور ثبوت ہیں۔

پس جہاں وہ ہمیں نومسلموں کے متعلق ہمارے فرائض سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ انھیں بتا دیں کہ بعض نومسلم بھی کسی سپرٹ کو لیکر آتے ہیں جو دردناک کہانیاں انھوں نے نومسلموں کی حالت زار کے متعلق شائع کی ہیں ان میں سے اول الذکر نوجوان نومسلم اخلاص اور صدق و وفا کا نمونہ ہے اور دوسرا خود غرضی اور نمائش کا دلدادہ

ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے اور یہ امر ہے بھی ایک صداقت کہ اسلام میں داخل ہوتے ہی امتیاز ذات اُٹھ جاتا ہے پھر اگر ایک نومسلم کی شادی کے موقعہ پر کوئی بیوہ مطلقہ پیش کیجاوے تو اسے حقارت سے دیکھا جاوے۔ یہ امر کہاں تک اسلام کی اس اخوت کے معیار پر پُورا اُترتا ہے جسپر ہمارے معزز دوست ہم کو آزمانا چاہتے ہیں۔

کیا پھر وہ مطلقہ بحیثیت ایک نومسلمہ کے یہ کہنے کا حق نہیں رکھتی کہ مجھے کیوں حقیر سمجھا جاتا ہے اور کیوں میرے لئے ایک لائق اور معزز شخص شوہر بنانے کے واسطے تجویز نہیں کیا جاتا ہے یہ سوال اس حیثیت سے وہاں کا وہاں ہی رہتا ہے۔

اسلام میں داخل ہونے والے کے لئے جو پہلا مرحلہ پیش آتا ہے وہ وہی مساوات کا مرحلہ ہے جسکا ذکر ہمارے معزز بھائی نے کیا ہے۔ میں نومسلموں کے حق میں ہوں اور اُن کی تائید کو نہایت ضروری سمجھتا ہوں لیکن میں اُس غلط فہمی کو ضرور رفع کرنا چاہتا ہوں جو صرف ایک ہی پہلو کے اختیار کرنے سے پیدا ہو رہی ہے اور وہ یہی ہے کہ نومسلم اپنی کوئی جداگانہ پوزیشن قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ انھیں اپنے اندر جذب کریں نومسلموں کو لازم ہے کہ وہ جذب ہونے کی قابلیت پیدا کریں اور اگر فریقین اپنے اپنے فرض کو شناخت کریں تو یہ غلط فہمی رفع ہو جاوے۔

اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مسلمان نو مسلموں کے ساتھ کوئی بہترین سلوک نہیں کرتے یہ بالکل سچ اور درست ہے اور ایڈیٹر صاحب نور نے یہ حقیقی چربہ اُتارا ہے کہ ایک نومسلم کیساتھ ہمارے علماء کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوسریطرف اس کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دیکر اس کی تمام اخلاقی قوتوں کو کچل دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اسلام نے گداگری کو منع کیا ہے اور اسلام انسان کو مستعد اور باہمت بنانا چاہتا ہے

مگر ہمارے علماء اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے لا الٰہ الا اللہ کیا تھی اس نو مسلم کو ساری بھیائیوں کی گٹھڑی اٹھوا دیتے ہیں اور دوسرے الفاظ میں کہتے ہیں کہ

مانگو اور کھاؤ اور چیر و چگو اپنا پیٹ آپ پالو

اور اس بیہودہ رسم کی بنیاد اسی وقت ڈال دیتے ہیں جبکہ کچھ چندہ کر کے مانگنے کا چسکا اس غریب کو لگا دیتے ہیں بجائے اسکے وہ نو مسلم اسی حالت میں اس قابل تھا کہ اسے اصول اسلام سے واقف کیا جاتا اور قرآن مجید کی تعلیم اسے دیجاتی اور جب تک وہ اسلامی تعلیم سے واقف نہو لے اسوقت تک اسے اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ایک منٹ بھی فکر کرنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ بطور خود جس طرح بھی ممکن ہو اس کی ضروریات کا انتظام مسلمانوں کو کرنا چاہئے۔ اور اس کا یہ طریق بھی نہیں کہ ایک

ٹھوٹھا اس کے ہاتھ میں دیدیا

اور وہ گھر بگھر پھر کر روٹیاں لے آئے یہ فروگذاشت اور غفلت ہے جو مسلمانوں کیطرف سے نو مسلموں کے ساتھ ہو رہی ہے اور اس غفلت نے مسلمانوں کو ایسے سنگین الزام کے نیچے رکھ دیا ہے کہ اب نو مسلم جو کچھ بھی کہیں وہ درست اور بجا ہے مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بہت سی انجمنیں ہیں جنکی غرض اشاعت اور حمایت اور ہدایت اسلام ہے۔ لیکن نو مسلموں سے متعلق ایک بھی انجمن اس قسم کا کام نہیں کر رہی ہے جس نوجوان نظیفہ خور نو مسلم کا واقعہ ایڈیٹر صاحب نور نے دیا ہے وہ ہمارا آنکھوں دیکھا اسی قادیان کا واقعہ ہے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی وصیت میں مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نو مسلموں کا خاص حق رکھا ہے اور یہ تھا بھی ضروری کیونکہ اشاعت اسلام کا لازمی نتیجہ ہے کہ نو مسلم آویں۔ پھر اگر نو مسلموں کی تعلیم اور تربیت کا اعلیٰ انتظام نہو تو اشاعت اسلام کی تحریک ناقص رہجاتی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود مغفور نے مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نو مسلموں کے لئے خاص حق رکھدیا اور یہی وجہ تھی کہ قرآن کریم نے زکوٰۃ کے مصارف میں مولفۃ القلوب کی امداد کو بھی رکھدیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا طرز عمل اس کی تائید کر رہا ہے اور عملی سبق دے رہا ہے وہ نو مسلموں کے ساتھ اس درجہ تک سلوک کرتے ہیں کہ میں اس کی نظیر نہیں پاتا مجھے علم ہے کہ ہزاروں روپیہ آپ نے نو مسلموں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا ہے اور بعض ان میں سے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے تعلیمیافتہ اور معزز عہدہ دار ہیں مگر باوجود اس نمونہ اور اس تاکید کے پھر بھی یہی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہماری انجمن نو مسلموں کیساتھ خصوصیت سے سلوک کرے۔ اور انکی بہتری اور بھلائی کے لئے خاص انتظام کرے لیکن اگر انجمن اپنی مختلف مصروفیتوں کیوجہ سے ادھر کافی توجہ نہ کر سکے تو میں اپنے معزز بھائی ایڈیٹر نور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت نو مسلموں کی اعانت اور تربیت کے لئے ایک انجمن قائم کریں۔ اور عملی رنگ میں خدا سے توفیق چاہیں کہ نو مسلموں کی تربیت اور تعلیم کا کوئی عمدہ انتظام ہو سکے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح نے جب کہ آپ حضرت مسیح موعود مغفور میں ہو کر ہمارے بھائی تھے بعض نو مسلموں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسی انجمنیں بنالیں اور اس میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر ہمارے قادیانی نو مسلموں نے اس تحریک پر توجہ نہ کی اگر اب بھی یہ تحریک کیجاوے تو خدا کے فضل سے اس میں برکت پیدا ہو جانے کی اُمید ہے۔ پس نو مسلموں کی حمایت کے لئے ایک انجمن کا بنا لینا اس دکھ کی ایک دوا ہو سکتا ہے اگر خدا تعالیٰ مدد کرے اور اس کی رضا کے لئے اس کام کو کیا جاوے میں اُمید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نور اس تحریک پر توجہ فرمائینگے اور وہ اس معاملہ میں عملی قدم اُٹھانے کے لئے طیار ہونگے خدا ان کیساتھ ہو آمین۔

مردم شماری اور احمدی

مردم شماری کا کام شروع ہو چکا ہے اور نہایت تنگ وقت میں صدر انجمن مندرجہ ذیل اعلان کرنے کے قابل ہوئی ہے کہ احمدی بھائی دوران آئندہ کاغذات مردم شماری میں اپنا احمدی ہونا درج کرائیں۔ میں بغیر کسی قسم کی مزید تاکید کے صدر انجمن کے اعلان کو درج کرنا کافی سمجھتا ہوں اُمید ہے احمدی انجمنیں اپنے ممبروں کو اس ضرورت سے بخوبی آگاہ کر دینگی اور کوشش کیجائیگی کہ اس اعلان کی تعمیل میں کوئی نقص واقع نہو اس موقع پر ہر ایک قوم اپنی علیحدہ شخصیت اور پوزیشن کو قائم کرنے کی فکر میں ہے۔ اگرچہ یہ اعلان بہت عرصہ پہلے شائع ہونا چاہئے تھا مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ میری دانست میں اگر صدر انجمن مناسب سمجھے تو مردم شماری کے کمشنر صاحب سے خط و کتابت کر کے ایسا انتظام کر سکتی ہے کہ ہر جگہ کے حلقہ داران یا اعلیٰ افسران مردم شماری کو ہدایت کیجاوے کہ وہ شمار کنندوں یا علاقہ داروں میں وہاں کی احمدی جماعت کے سکرٹری صاحب کو ضرور داخل کریں۔ اس سے احمدی جماعت کے متعلق غالباً کسی قسم کا نقص اندراجات میں واقع نہیں ہوگا۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس مرتبہ بھی احمدی جماعت کے افراد کی صحیح صحیح تعداد کا اندازہ ہو سکے کیونکہ عام طور پر شمار کنندے خانہ مذہب میں شیعہ یا سُنی لکھدینے کے عادی ہوتے ہیں اور بدون کسی قسم کے مزید استفسار کے ان خانوں کی خانہ پُری وہ آپ ہی کر لیتے ہیں بہرحال احمدی انجمنوں کو اس موقع پر اپنے فرض سے غافل نہیں رہنا چاہئے اور حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ ان کا صحیح اندراج مردم شماری کے کاغذات میں ہو سکے۔ صدر انجمن کا اعلان حسب ذیل ہے:-

اعلان

(۱) اسوقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کیطرف سے

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اس سے کوئی بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈوڈنس ڈنرپلس کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی لنسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی چھونکی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر نفخ کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہوجاتی ہے ڈوڈن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلز) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اجزو کو نکالتی ہیں جگر کو توت عطا کرتی ہیں قیمت ۸ر و ۱۲ر روالی شیشی ۱۶۰ گولیاں ۳ روالی سے ہنجگی میں کل دوافروشوں سے ملسکتی ہیں ۱۲ر والی شیشی ڈوڈن، لی اور باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے ہمیشہ گہر سے تعلق خاطر ہوتا ہو بچہ اگر سست اور یا پژمردہ اور بھک ہٹک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اس کے معدہ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خورم و بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ناقص نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹس لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور **اعتقادی** قوتوں کا نشو و نما اس وقت نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب و مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے **ترجمۃ القرآن** شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ و نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین **اسلام** کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور **حضرت مسیح موعود** مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں

نوٹ ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے **ہدیہ فی پارہ - ایک روپیہ**
سات پارے تیار سانوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپے (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

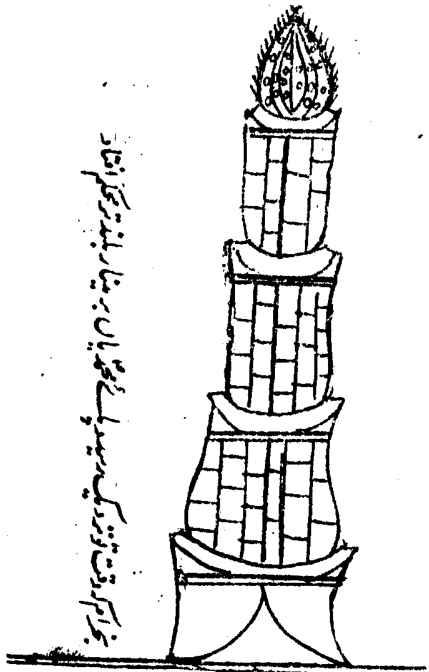

ان اللہ لا یغیر بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ یہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔

بدر

شرح قیمت اخبار جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے .... صہ
خواص سے .... عـــہ
ہندوستان سے باہر ۷
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف .... ۱۲ آنے

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی

قادیان دار الامان

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھلاتی ہیں۔

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی ہیں

اور بڑے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں۔ خواہ سستے پورے ڈالے جاتے ہیں پھر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ اس دواخانہ میں تمام ہنر کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہنچ گئی ہیں

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے بھی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کیونکہ اس دواخانہ کی شاخ نہیں ہے فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

ہیں کرلیا۔ اگلے روز ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے استغاثہ کیطرف سے لاش کے طبّی معائنہ کی متعلق شہادت دی۔ ڈاکٹر نے بیان کیا۔ کہ موت کا باعث متوفی کی بڑھی ہوئی تلی تھی۔ جو تولنے پر ۳۴ اونس نکلی تھی۔ عدالت نے مقدمہ شسشن سپرد کردیا۔ شسشن جج رائے نرائن داس نے ملزم کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر چھوڑ دیا۔ مگر اس کے چند دن بعد اسسٹنٹ کمشنر نے موقعہ پر پہنچکر لاش کے دفن ہونے سے تین ہفتہ بعد مردہ کو قبر سے نکلوا کر سول سرجن صاحب کا معائنہ کرایا سول سرجن تلی اپنے ہمراہ شاہپور کو لے گیا۔ ۵ ستمبر کو جب مقدمہ کی پیشی شسشن جج کی عدالت میں ہوئی تو جج صاحب نے ضمانت کا حکم منسوخ کرکے ملزم کو حوالات میں بھیجدیا۔ اور مقدمہ دوبارہ تحقیقات کے واسطے اسسٹنٹ کمشنر مذکور کی عدالت میں بھیجدیا مقدمہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے روبرو دورہ میں مقام سکیسر ۱۶ ستمبر کو پیش ہوا۔ سول سرجن صاحب کی شہادت قلمبند کی گئی۔ جس نے تلی کا وزن ۱۱ اونس کے قریب بتلایا۔ ڈاکٹر بشارت احمد کی دوبارہ شہادت لی گئی۔ اس نے کہا میں نے تلی کا وزن کیا تھا ۳۴ اونس نکلی تھی۔ بھنگی نے بیان کیا کہ تلی کو میں نے تولا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے نہیں تولا تھا۔ بھنگی کو زیر حراست کیا گیا۔ اور ڈاکٹر کو سول سرجن نے معطل کردیا۔ اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے ڈاکٹر بشارت احمد کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند قایم کیا۔ اور اسے بھنگی کیساتھ ہی ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا۔ اس کی ضمانت کی درخواست نامنظور کی گئی۔ خواجہ کمال الدین پلیڈر لاہور سے ڈاکٹر بشارت احمد کی طرف سے پیروی کو بجانب سکیسر گئے۔ اور انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے ڈاکٹر صاحب کی ضمانت منظور کرائی۔ واقعات کے سچ یا جھوٹ ہونے کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کا تصفیہ شہادت سے ہوگا۔ لیکن اتنا کہنے سے ہم نہیں رک سکتے۔ کہ اسسٹنٹ کمشنر نے ڈاکٹر صاحب جیسے ذی عزّت شخص کو ہتھکڑی لگاکر نہ صرف کمال ناتجربہ کاری کا اظہار کیا ہے بلکہ صریحاً لارڈ مارلے کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ جن کی رُو سے زیر تجویز قیدیوں کو ہتھکڑی لگانا ممنوع ہے۔ یہ علم بھی کچھ کم ناواجب نہیں تھا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہی ہتھکڑی لگاکر صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے ایک ایسا فعل کیا ہے جس کو مشرقی نکتہ خیال سے جسقدر معیوب سمجھاجائے تھوڑا ہے (پرکاش)

ہندو قوم کے لیڈنگ پیپر
ہندوستان کی رائے

ڈاکٹر اور بھنگی کو ایک ساتھ ہتھکڑی

اخبار پنجابی نے ایک نہایت سنسنی خیز واقعہ کی خبر لکھی ہے بھیرہ میں ایک شخص مرگیا۔ اور جب ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے اس کا پوسٹ مارٹم (چیر پھاڑ کا عمل) کیا تو اس نے لکھا۔ کہ موت تلی کے سے واقعہ ہوئی ہے۔ مسٹر فلبی صاحب اسسٹنٹ کمشنر بھیرہ کو رپورٹ دی گئی۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان غلط ہے۔ اور موت تلی سے نہیں۔ بلکہ ایک اور شخص کی چوٹ سے واقعہ ہوئی ہے عدالت میں ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان ہوا۔ اس نے کہا۔ کہ پوسٹ مارٹم کرتے وقت تلی کو اس نے اپنے سامنے بھنگی سے وزن کرایا تھا۔ اور وزن اسنے اپنے ہاتھ سے رکھے تھے۔ بھنگی نے بیان دیا کہ اس نے خود ہی تلی کو وزن کیا تھا اور خود ہی وزن ترازو میں رکھے تھے۔ اس اختلاف رائے پر جو ڈاکٹر اور بھنگی کے بیان میں تھا۔ عدالت نے دونوں کو ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا اور پولیس کانسٹبل نے دونوں کو عدالت میں اکٹھی ہتھکڑی لگادی۔ ڈاکٹر کے وکیل نے ضمانت کی درخواست دی۔ لیکن درخواست نامنظور رہوئی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر اور سشن جج اوس روز بھیرہ سے باہر تھے۔ اس لئے ضمانت کا سوال ملتوی رہا۔ اس واقعہ پر بھیرہ میں کمال سنسنی پیدا ہوگئی ہے۔ کیونکہ ایک ذی عزت ڈاکٹر کو اتنی سی بات پر ہتھکڑی لگانا اور پھر ایک بھنگی کے ساتھ ہندوستانی نقطہ خیال سے کمال صدمہ انگیز ہے +

ڈاکٹر بشارت احمد کا مقدمہ

بھیرہ کے ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن کے افسوسناک مقدمہ کی کیفیت آج کسی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے یہ واقعات میری طرف سے کسی مزید رائے زنی کے محتاج نہیں علاوہ اسکے مقدمہ زیر تحقیقات ہے۔ اس لئے اسپر رائے زنی ملتوی کیجاتی ہے۔ مگر مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر کے ایک گزٹیڈ آفیسر کو ایک خاکروب کیساتھ ہتھکڑی لگانی اور ایک قابل ضمانت جرم (دفعہ ۱۹۳) میں ضمانت نہ منظور کرنے اور ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ہمراہ رات بھر حوالات میں رکھنے اور دوسرے روز اُسی حالت میں بیس میل پیدل چلکر شاہپور جانیکے حکم دینے سے لوگوں میں ایک عجیب حیرت بے چینی اور پریشانی پیدا ہورہی ہے

امرتسر میں عیسائی مشنریوں نے
(ایک مسلمان بیوہ کو بہکایا)

امرتسر میں ایک مسلمان سوداگر شال کی بیوہ لڑکی جو عموماً مشن اسپتال میں آیا جایا کرتی تھی۔ وہ پادریوں کے کہنے میں آگئی۔ اور اس نے والدین کے ہمراہ جانے سے انکار کردیا۔ والدین نے اس کی اطلاع پولس کو کردی۔ جس نے لڑکی کو والدین کے پاس بھیجدیا۔ اس واقعہ سے شہر کے مسلمانوں میں مشنریوں کے خلاف ایک ناراضی پیدا ہوگئی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ مشنری اسی طرح ہندوستانی لڑکوں اور لڑکیوں کو بہکایا کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو اپنی اولاد کو ان سے محفوظ رکھنا چاہیئے +

کسی دوسری جگہ بھی کیا ہے کہ اس کارروائی سے تاج برطانیہ کو کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذمہ وار اسسٹنٹ کمشنر صاحب اور سول سرجن صاحب ہیں۔ جن میں سے آخر الذکر کرنے قبل از وقت ڈاکٹر صاحب کے معطل کرانے کے احکام حاصل کئے۔ اور دوسرے نے جو کارروائی کی وہ اب طشت از بام ہو چکی ہے ڈاکٹر صاحب کے مظلوم ہونے میں اس سے ترقی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں ان کی اس مصیبت کی یہ تلافی خوش کن ہے بہر حال میں اپنے معزز مراسلہ نویس کی چٹھی کو بدوں کسی قسم کا حاشیہ چڑھانے کے درج کرتا ہوں۔ اور یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اخلاقی جرأت کے ساتھ **مردم شناسی** اور اعتراف کمالات کا مادہ رکھتے ہیں۔ ایسی تحریریں ہمارے لئے موجب تسلی ہیں اور ہم خدا کے فضل سے یقین رکھتے ہیں کہ سر لوئیس ڈین کی **گورنمنٹ** اس معاملہ پر پوری توجہ کریگی۔ اور **مظلوم** کی سچی ہمدردی کرے گی بہر حال وہ تحریر درج ذیل ہے (ایڈیٹر)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے مجھے ذاتی واقفیت کی عزت حاصل ہے۔ مجھے چند لمحہ ان کی نیک مصاحبت میں گذارنے کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔ اور میں ان چند لمحات کو اوران ساعتوں کے نیک اثرات کو اپنی زندگی کا کارنامہ سمجھتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف صداقت وراستبازی شرافت ونجابت کی زندہ مثال ہیں۔ اگر کسی نے اخلاص ودیانت کو مجسم شکل میں دیکھنا ہو تو وہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھے۔ اگر ضبط نفس استقلال اور ایثار کا نمونہ دیکھنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی زیارت کرے۔ مختصر یہ کہ مکارم اخلاق کا مجسمہ ہیں اور اخلاق احمدی کا مرقع +

ان بزرگوار ڈاکٹر پر جو ناگہانی آفت ایک نووارد اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاتھوں ۱۶ ستمبر ۱۹۱۰ء کو نازل ہوئی اُس سے کوئی انصاف پسند طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیگی۔

انصاف کا خون ہوا ہے

اور آزادی تہ تیغ کردی گئی ہے۔

قانون سب پر حاکم ہے۔ اعلیٰ وادنےٰ اسکے محکوم ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ ایک آزاد اور آزادی پسند قوم کے فرد نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ ایک **معزز** اور قابل **احترام گزیٹڈ آفیسر** کی آزادی چھین لی اور اس کو کسی .... ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگاکر عملی رنگ میں تشہیر کیا۔ کوئی ذلت کی انتہا بھی۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ جرم **قابل ضمانت** اور قانون کے زبردست احکام کی باوجودیکہ دیوان بہادر دیوان دولت رائے صاحب جیسے معزز اور مقتدر بزرگ نے اپنے آپ کو ضامن پیش کیا پروا نہ کی گئی ✱

واقعات واقعات ہیں۔ چھپائے چھپ نہیں سکتے۔ ہمیں جرم دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند کی جوڈیشل ٹرایل کا انتظار ہے۔ مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ مجسٹریٹ کے فعل سے جس بیجا کی بو آتی ہے۔ **ملک معظم** کی رعایا کے ایک **معزز** اور ذی وجاہت عہدہ دار ڈاکٹر کو باوجودیکہ جرم قابل ضمانت ہے۔ زیر حوالات رکھنا ایک سنگین قسم کی

قانونی خلاف ورزی ہے

واقعات جن کی بنا پر الزام قایم کیا گیا ہے۔ غیر اہم اور بادر ہوا ہیں۔ مگر ہم تفصیل کیساتھ بحث کرنے کے لئے جوڈیشل ٹرایل کا انتظار کرینگے اس وقت صرف اتنا کہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ اسکا فوری نوٹس لے کر **داد مظلوم**

دیکر برٹش انصاف کی عزت قایم کریگی۔

ورنہ قہر درویش بجان درویش
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

(راقم ایک نامہ نگار)

ڈاکٹر بشارت احمد کے مقدمہ پر پرکاش کی رائے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے سنسنی خیز معاملہ پر پرس نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ اس کا چھاپ دینا بھی اسلئے ضروری ہے کہ تا گورنمنٹ پنجاب کو معلوم ہو کہ اس سرے سے اس سرے تک سب کے سب مسٹر غلبی کے اس فعل کو نہایت دلشکنی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

آریہ اخبار پرکاش کی رائے

ایک مسلمان ڈاکٹر مصیبت میں +

جیسا کہ کسی پہلے پرچہ میں بتلایا جا چکا ہے ۱۵۔ اگست کی صبح کو بھیرہ میں ایک مسلمان گداگر خواجہ محمد سعید کے ہاں خیرات مانگنے گیا۔ محمد سعید نے اس کو خیرات دینے سے انکار کیا اور اس گداگر کے مُصّر ہونے پر کہا جاتا ہے۔ کہ محمد سعید نے اس کو سخت زدوکوب کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گداگر وہیں چت ہوگیا۔ لاش ہسپتال میں لیجائی گئی۔ مگر ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر نے انہیں کہا۔ کہ پہلے اسے کوتوالی لے جاؤ۔ پولیس انسپکٹر نے روئداد قلمبند کی اور لاش ہسپتال میں ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھیجدی۔ ڈاکٹر نے اسی روز دو بجے بعد دوپہر لاش کا امتحان کیا۔ پولیس نے ملزم محمد سعید کا چالان اسی دن مسٹر غلبی صاحب سب ڈویژنل افسر بھیرہ کی عدالت

اور گھاس پھوس کو پیدا ہونے اور بڑھنے کا موقع دیتا ہے تو نہ صرف پھول و پھل کے درخت ایک دن کٹ جائیں گے بلکہ جو کوئی اس باغ سے گذرے گا تکلیف دینے والے کانٹے اس کے دامن سے اولجھیں گے اس کے جسم کو مجروح کریں گے یا ؤں میں چبھیں گے اور سخت پریشانی کا باعث ہوں گے۔

کیا یہ غلط ہے؟ کیا انسان کے دل میں دو متضاد اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اس میں ذرا بھی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ جہاں انسانی دل کا روشن پہلو قابل تعریف ہے۔ ساتھ ہی اسکا تاریک پہلو نہایت ہی دل خراش اور ہولناک ہے۔ اور اسپر تھوڑی دیر کے لئے سرسری نگاہ ڈالو۔

دنیا کی مصیبتوں کا اعلےٰ سبب انسان کا دل ہے جہاں اسکا رُخ خود غرضی کیطرف ہوا حسد اور خود غرضی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں ایک ہوگا۔ وہاں دوسرا ضرور موجود رہیگا۔ گھر میں ایک بھائی ہوشیار ہے پڑھا لکھا ہے کماتا ہے صاحب عزت ہے۔ تو دوسرے اس سے حسد کرتے ہیں۔ اور ناحق بغض ہی کی وجہ سے ہر وقت دل ہی میں غیرت کی آگ میں جلا کرتے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کا محض اس وجہ سے بدخواہ ہے کہ اس کو نسبتاً زندگی کی نعمتیں ہمسایہ کے مقابل میں کم عطا ہوئی ہیں ایک شخص دوسرے کی نیکنامی کو سنکر اسقدر پریشان ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا۔ مثل مشہور ہے لوگ دوسرے کی بدشگونی کے لئے اپنی ناک تک کٹا دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے جان و مال کے برباد ہونے سے رقیب کی عزت آبرو اور جان کا خطرہ ہے تو وہ بخوشی تحکے لئے تیار ہو جائیں گے یہ مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ صحیح ہے اگر بغور تحقیقات کی جائے تو باسانی پتہ لگ سکیگا۔ کہ زیادہ تر لوگ محض ضد اور نفسانیت کی وجہ سے جعلی اور جھوٹے مقدمے بنا بنا کر اپنی اور اپنے ہمسایوں کی مٹی پلید کرتے ہیں۔

ریفارمر و سوشل اصلاحوں کے حامی صرف اس وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف بنتے ہیں کہ ایک کو ہر دلعزیزی کا زیادہ موقعہ مل گیا ہے غرض انسانی دل حسد اور نفاق کی وجہ سے مصیبت اور تکلیف کا گھر بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے خالی ہو تو وہ انسان کے لئے اعلیٰ درجہ کی آسایش کا کارن ہوتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے اور پردہ

لالہ لاجپت رائے نے ولایت جاکر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے پرکاش میں لالہ صاحب کا ایک مضمون "انگلستان کی دیویاں" کے عنوان سے شایع ہوا ہے اس مضمون کے ضمن میں لالہ صاحب نے پردہ کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس مضمون میں لالہ صاحب کی اصل غرض صرف اتنی ہے۔ کہ ہندوستان کی عورتوں میں اسی قسم کی ازادی اور حرّیت پیدا کی جاوے۔ جو انگلستان کی عورتوں میں پائی جاتی ہے اور ہندوستان کی عورتیں بھی ان کے نقطہ خیال سے اسی طرح اپنے حقوق کے لئے لڑیں جھگڑیں جس طرح پر ولایت میں انہوں نے اودھم مچا رکھا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوستان میں اپنی قوم میں ایک جوش پیدا کرنے میں جو شہرت حاصل کی ہے۔ وہ بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے دایرہ اثر و رسوخ کو آیندہ مستورات میں وسیع کریں۔ اور یہ مضمون اسی سپرٹ سے انہوں نے لکھا ہے مجھے اس سے کچھ بھی بحث نہیں کہ لالہ لاجپت رائے اپنے پولیٹیکل مشن کو پورا کریں انکا اختیار ہے وہ اپنی قوم میں جس قسم کے خیالات چاہیں پیدا کریں۔ مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں پر حملہ کریں۔ وہ اپنی مستورات میں آزادی اور حرّیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی عورتیں مردوں سے دوش بدوش اسی قسم کے مردانہ کام کریں جسپر لنڈن کا نظارہ انہوں نے دیکھا ہے۔ وہ کریں کسی کو کیا؟ ہندوستانی دیویوں کو ولایتی رنگ میں رنگ دیں کسی کو اعتراض نہیں۔ لیکن لالہ صاحب کی یہ حرکت کبھی پسندیدہ نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ دوسری قوموں پر مذہبی حیثیت سے ایسی نکتہ چینی کریں۔ جو بالکل نامعقول اور متانت سے گری ہوئی ہو۔ اسی قبیل کا وہ مضمون ہے جو پردہ کے متعلق لالہ صاحب نے لکھا ہے۔ پردہ کے متعلق پہلی بات وہ یہ کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد بھروسہ کی عدم موجودگی پر ہے۔ یہ کس قدر شرم کی بات ہے حالانکہ قرآن مجید نے تو بدظنی کی تعلیم ہی نہیں دی اور اسلام حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے پھر کہنا کہ پردہ کی تعلیم کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ مسلمان (کیونکہ پردہ کے حامی اور شرعی طور پر پابند وہی ہیں) اپنی عورتوں پر بدظن ہیں۔ یہ ایک شرمناک لائبل ہے مسلمانوں کا۔

پھر لالہ صاحب نے عجیب منطق ایجاد کی ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد زیادہ نہیں۔ اس لئے پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی تعداد بھی اسقدر زیادہ نہیں ہو سکتی۔ کہ محض اس فائدہ کو دیگر نقصانوں پر جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دی جاوے۔

اول تو یہ شمار و اعداد معلوم نہیں لالہ صاحب نے کہاں سے معلوم کئے جو انہیں اس فتویٰ کا حق حاصل ہو گیا۔ کہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد بے پردہ قوموں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور بفرض محال اگر ان کا یہ خیال صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی

لالہ لاجپت رائے ایسے سمجھدار اور ذی فہم آدمی کے منہ سے علم و ہنر کی سرزمین میں رہ کر ایسی نامعقول بات کا نکلنا تعجب پیدا کرتا ہے۔ مگر جس سرزمین میں تین خداؤں کا ایک خدا بن سکتا ہے وہاں رہ کر لالہ لاجپت رائے صاحب اگر بے دلیل بات کریں تو افسوس نہیں؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ مغربی دیویوں کی آزادی اور بیباکی نے انہیں اپنا پوجاری بنا لیا ہے اور حب وطن کے جذبہ اور ولولہ میں وہ چاہتے ہیں کہ مغربی بت پرستی کی بجائے مشرقی دیویوں کو مغربی بپتسمہ دے دیں۔ اور جس طرح وہاں عورتیں مردانہ وار لڑتی جھگڑتی اور پارلیمنٹ کے ایوان میں شور و غل مچاتی داخل ہوتی ہیں وہی نظارہ انہیں ہند میں نظر آوے۔

لالہ صاحب کے مشن و مقصد کے لحاظ سے یہ خیال شاید صحیح ہو اور وہ ہندو عورتوں میں ایسا جذبہ پیدا کر دیتے ہیں کامیاب ہوں۔ مگر تہذیب و شائستگی کے سراسر اس سے اعلیٰ تر ہیں۔ اور عصمت کی دیوی پردہ ہی میں رہ سکتی ہے۔

لالہ صاحب کے طرز بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ

عصمت کی چنداں پرواہ نہیں کرتے

کیونکہ وہ اس فائدہ کو دوسرے نقصانوں کے مقابلہ میں جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دینا نہیں چاہتے جس شخص کا نقطہ نظر یہ ہو وہ پردہ کی مخالفت کیوں نہ کرے۔ لالہ صاحب کے خیال کے موافق ایک عورت کیسی ہی ہرجائی اور آوارہ و بدچلن عفت فروش ہو مگر وہ ملک و قوم کے لئے جد و جہد کو جاری رکھ سکے۔ پولیٹیکل کشتی میں خم ٹھونک کر سامنے آنیوالی ہو۔ وہ لاکھ مرتبہ بہتر اور قابل قدر ہے۔ پس یہ جذبہ اپنی قوم کی دیویوں میں اگر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہند و قوم کے لئے مبارک فال نہیں ہے میں اپنے برادران وطن کو مشورہ دونگا۔ کہ وہ لالہ لاجپت رائے کی ایسی غلط اور بیہودہ رائے کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ وہ عصمت کے مقابلہ میں ایک عورت کا سست ہونا پسند کریں اس کا ملکی کارروائیوں میں حصہ نہ لینا خوشی سے کہیں انکی کمزوری اور بزدلی اور پست ہمتی کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ مگر

انکی عفت و عصمت کی قدر کریں

لالہ صاحب چاہتے ہیں۔ کہ ہماری عورتوں میں اسی قسم کی بے تکلفی اور آزادی پیدا کریں جو یورپ میں ہے۔ اور جس کا نظارہ دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ اس بے تکلفی کا نتیجہ وہی ہوگا جس کے خوفناک نتائج لنڈن والوں کو معلوم ہو چکے ہیں۔ اور وہ خود اس کے انتظام کی فکر کر رہے ہیں۔

غرض لالہ صاحب نے پردہ پر نہایت ہی بیہودہ بحث کی ہے اور میں یقین نہیں کرتا کہ ہندو قوم لالہ صاحب کی ہم خیال ہو کر عفت و عصمت کے مقابلہ میں تیراندازی کو قابل قدر سمجھے۔

لالہ صاحب کی غرض صرف عورتوں میں پولیٹیکل جذبہ پیدا کرنا ہے اور اس کے لئے وہ بے پردگی اور عام بے تکلفی کو پسند کرتے ہیں۔ مگر وہ اُن نتائج سے بے خبر ہیں جو اس سے پیدا ہوتے ہیں یا اپنے ذہن میں ایسے مست ہیں کہ وہ انپر مزید غور کی تکلیف نہیں کر سکتے۔ ہندو صاحبان نے اگر پردہ کو اسی نظر سے دیکھا۔ اور اپنی بہنوں اور بیٹیوں اور بیویوں کو اسی رنگ کی آزادی دیدی جو لنڈن میں ہے۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ لنڈن کے نظارے پنجاب میں نظر آویں اور تھوڑی دیر کے لئے لالہ لاجپت رائے صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو خوش کر سکیں مگر اس کا انجام نہایت مکروہ اور خوفناک ہے۔

عورت کا حسن و جمال اس کی عفت و عصمت ہے۔ اس کی تمام اخلاقی قوتوں کا خزانہ اسی میں مضمر ہے۔ اور عفت و عصمت کے بقا کے لئے پردہ ایک بے نظیر اور قابل قدر سپر ہے۔ جو اس کی قدر نہیں کرتا وہ انسانی فطرت کے علم سے ناواقف ہے اور چاہتا ہے کہ اس خوبی کو ضایع کر دیا جاوے۔

سرکاری خبر

مندرجہ ذیل خبر گورنمنٹ پنجاب کیطرف سے بغرض اشاعت پہونچی ہے (ایڈیٹر)

ہوم گزٹ بمقام لاہور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۴ء

امیدواران امتحان محکمہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ قواعد زیر ایکٹ ہائے معاملہ زمین و دخل رعیتان پنجاب جو اشتہار گورنمنٹ گزٹ پنجاب نمبر ۹۵۳ و ۹۵۴ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۱۴ء میں زیر ۳ مال بد چہ اول مذکور ہیں۔ ان میں ان قواعد کی پورانی طبع کا حوالہ دیا گیا ہے جو ابتک امتحان سابقہ کیلئے مقرر ہیں۔ اور بجائے جدید قواعد کے آئندہ امتحان کے موقعہ پر پورانے قواعد زیر ایکٹ ہائے مذکور میں امیدواران کا امتحان لیا جائیگا۔ دستخط غلام ربانی

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و میر منشی گورنمنٹ پنجاب

ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب کے

معاملہ پر غیر احمدی نامہ نگار

ذیل میں ایک معزز اور سربرآوردہ مسلمان کا مراسلہ درج کیا جاتا ہے۔ جو کیمل پور ضلع اٹک سے آیا ہے اس خبر کو جہاں جہاں کسی نے سنا ہے۔ قانونی نکتہ نگاہ سے اور عام سوشل حالات کے ماتحت سخت درد اور رنج سے سنا ہے۔ انڈین پریس نے بالاتفاق اس پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ اور اس کا ذکر

ہوتا ہو۔ یعنی اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جسکا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسرشان ہو۔ جس کو اس فریق کے لوگ خداتعالیٰ کیطرف سے مانتے ہوں۔ تو اس کو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جاوے۔ کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرے۔ جبکہ خود اس کی کتاب یا اس کے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہے

دوسری شرط یہ ہے۔ کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمائی جاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہ ہو جنکو کسی فریق نے اپنی مسلم اور مقبول کتابیں ٹھیرا کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کیساتھ شایع کرادی ہو۔ اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں۔ جنپر میرا عقیدہ ہے۔ اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں۔ سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اس کی خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند۔ یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ وہ بتفصیل ذیل ہیں ٭

اول یہ کہ ان دنوں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اس قدر ترقی پذیر ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اس قدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایک زور کے ساتھ فحش گوئی اور ٹھٹھے ہنسی کا۔ دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس **مقدس کتاب** کے لئے جو اس پاک نبی کی معرفت ان کو ملی نہایت غیرتمند ہیں۔ لہذا جو کچھ دوسری قومیں طرح طرح کے مفتریانہ الفاظ اور رنگارنگ کی پرخیانت تحریر اور تقریر سے ان کے نبی اور اُن کی آسمانی کتاب کی توہین سے ان کے دل دکھا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا زخم ان کے دلوں پر ہے کہ شاید ان کے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف ہو اور اسلامی اصول ایسے مہذبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السّلام پر کرتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اہل اسلام اسکے مقابل پر اسکے پیغمبر اور اس کے مقتدا کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر ایک مسلمان **اس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیساکہ اسکا فریق مخالف** وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دیگئی ہے کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذرا اسلئے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر وہ تو ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیساکہ نبی آخر الزمان کی نبوت پر تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہاں جب بہت دکھ اٹھاتا ہے تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا۔ مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے۔ جسکا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے **بہت مشکل** امر ہے۔ لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اس لئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جسقدر تقریروں اور تحریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کے لئے کوئی معیار اپنے ساتھ نہیں رکھتی جس صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جاوے یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی **کروڑوں** تک نوبت پہونچگئی ہے لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کھلنے کے لئے بطور موید ہوں۔ اور صحت نیت اور عدم صحت کے پرکھنے کیلئے بطور معیار کے ہو سکیں سو وہ معیار وہ دونوں شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کردی گئی ہیں کیونکہ کچھ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اس پر بھی اسکی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے۔ یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ جن کو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر ان کے بارے میں اپنی مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کردیا ہے تو بلاشبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس صورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تمام حیلے نکمے ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یاوہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کیلئے یہ **ایک کامل علاج** ہے۔ مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بہت کچھ یاوہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائیگا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لئے یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سنکر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹھ اور افترا سے مدد لیکر اس سچ کو پوشیدہ کردیوے۔ اور فریق ثانی کو خواہ نخواہ ذلت پہونچاوے۔ سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کیلئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرہیزگاری

پیدا ہو جائے گی **تیسری ضرورت** اس قانون کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے۔ چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر ایک نیک کام میں اول درجہ پر ہے۔ تو کیوں اسقدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات میں اس کے قانون میں احسن انتظام نہیں ظاہر ہے کہ ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کو نابود کر دیوے اور اس تمام نا اتفاقی کی جڑھ **مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی** ہے۔ گورنمنٹ اپنے رعایا کے لئے بطور معلم کے ہے پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جن کی دلی خیر خواہی روز بروز ترقی پر ہے اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور اس کی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بیجا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں۔ پس اس صورت میں انکا حق بھی ہے کہ ان کی **دردناک** فریاد کی طرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جسکا صرف مسلمانوں کو فایدہ پہونچتا ہے۔ اور دوسروں کو نہیں بلکہ ہر ایک قوم اس فایدہ میں شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک میں صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہو [illegible] [illegible] نیک نیت لوگوں کا منہ بند ہوتا ہے اور [illegible] ایک بیان کیا گیا ہے۔ اسکا اثر مسلمانوں سے [illegible] نہیں ہر ایک قوم پر اس کا اثر برابر ہے آخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری

اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کیساتھ ہمارے سروں پر خوش و خرم رکھے اور ہمیں سچی شکر گذاری کی توفیق دے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلاوے کہ ایک توفیق اُسی کے ارادہ اور علم سے ہے

آمین

الملتمسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جنکی نام علیحدہ نقشوں میں درج ہیں ۔ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء۔

اس درخواست کے ساتھ ہی اس مضمون کا نوٹس پادری صاحبان اور آریہ صاحبان کے نام لکھا گیا تھا مگر افسوس آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان نے اس معقول اور صلح اور امن قائم کرنیوالی تدبیر کی تائید نہ کی ورنہ آج یہانتک نوبت نہ پہونچتی اور وہ گندہ اور ناپاک لٹریچر جو مذہب کے نام سے پھیلایا گیا ہے ہندوستان سے معدوم ہو جاتا۔ اور جو نفرت ہندو و مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے وہ نہ ہوتی۔ اور اگر اب بھی اُسی اصول پر عملدر آمد ہو جاوے تو اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ محبت و اتفاق پیدا ہو جاوے ایسی خیال سے میں نے اس تجویز کے کئی مرتبہ الحکم میں تجدید کی مگر معترض اسلام کے کیمپ سے اس کے متعلق کوئی صدانہ اُٹھی ہمارے مخالفین میں آریہ مہاشوں کا لٹریچر جو دوسرے مختلف مذاہب کے خلاف پھیلایا گیا ہے۔ اس کے خلاف خود آریہ بزرگوں کی رائیں آریہ پیٹرال ہی میں پیش ہوئی ہیں ہندوستانی جیسے معزز اخبارات نے انہیں دوستانہ مشورہ دیا کہ وہ اپنی تحریروں کو نرم کریں مگر وہ ایسا نہیں کر سکے۔ بالآخر اب پریس ایکٹ اس کی اصلاح کرے گا۔

اور پھر یہی بس نہ کر کے ہمارے حضرت [illegible] ایسے جلسوں کے انعقاد کی تجویز بھی مذہبی دنیا کے سامنے رکھی جس میں وہ صرف اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور یہ جائز استعمال آزادی مذہب کا تھا۔ اور اس کی نظیر بھی قائم کی چنانچہ لاہور کا جلسہ جو ہوا تو آپ کی تحریک پر ہوا تھا۔ اسی قسم کے جلسوں کا آپ قادیان میں ایک انتظام کرنا چاہتے تھے۔ اور اس مقصد کے لئے **منارۃ المسیح** کے ساتھ ایک ہال بنانیکا بھی آپکا ارادہ تھا۔ اب بھی یہ تجویز خدا کا کوئی پاک بندہ اپنے وقت پر عملی رنگ میں انشاءاللہ لے آئیگا۔

غرض جن طریقوں سے ممکن تھا۔ آپ نے ہندو مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ آپ نے اپنے آخری ایام زندگی میں **پیغام صلح** جیسی کتاب لکھ کر شایع کی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑوں کو مٹا دینے کا آخری گُر بتایا۔ کم از کم آریہ مہاشوں پر اس کے ذریعہ اتمام حجت ہو گیا وہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بدنام کرتے ہیں یا اس سلسلہ کے اخبارات کو ہتہم کرتے ہیں یہ ان کی نری زیادتی ہے جبکہ ہم اُن کے مسلمہ راستبازوں کی عزت اور ادب کرتے ہیں۔ اگر انہیں ہمارے ساتھ فی الواقعہ کچھ بھی محبت ہوتی تو ہمارے مقتدا اور سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اپنا فرض سمجھتے۔ مگر وہ اسطرف نہیں آئے ہمنے انہیں **پیغام صلح** دیا مگر اس کا جواب تیر و تفنگ سے دیا گیا۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اس [illegible] منافرت کے ذمہ دار کون ہیں۔ [illegible] بھی اگر ہندو و مسلمانوں سے [illegible] منافرت کو ہندو اور مسلمان لیڈر کم کرنا چاہیں اور ان میں اتحاد اور اتفاق بڑھانا چاہیں تو وہ اس اصول کو اختیار کریں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پیش کیا ہے اس مسودہ قانون کو جو منافرت مذہبی کا مسودہ ہے کونسل قانون میں پیش کرنے کی تحریک کی جاوے اور پیغام صلح کی شرائط پر دستخط کر دیئے جاویں اور اگر اس مسودہ کو قانونی شکل میں لانے کا خیال نہیں ہے تو بھی ہندو اور مسلمان لیڈر باہم ملکر ایک

شہروں میں رہتے۔ شریف مہذب۔ اور خوش باش کہلاتے۔ اور دولت اور علم سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں۔ چاہیئے یہ کہ ہمارے گھروں کی بیبیاں شائستگی نیک بختی۔ تہذیب۔ شرم و حیا۔ پاس۔ لحاظ۔ ادب و متانت۔ اور عقل و فراست کے زیور سے آراستہ ہوں۔ مگر یہاں الٹا کارخانہ ہے۔ اور اسی وجہ سے جسم قوم تیرا دبار و بلا کا نشانہ ہے۔ (وطن)

مُسافر اور ہم

آگرہ کا دریدہ دہن اخبار **مُسافر** جس بے باکی کے ساتھ اسلام پر حملے کر رہا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ حال میں اضلاع متحدہ کی گورنمنٹ نے جدید پریس ایکٹ کے ماتحت اس سے پانچ ہزار روپیہ کی ضمانت مسافر پریس کے متعلق طلب کی ہے اس ضمانت کے روپیہ بہم پہونچانے کے لئے جو اپیل مسافر نے کی ہے اس میں وہ خواہ نخواہ اسلامی اخبارات کے خلاف گورنمنٹ کو اکسانا چاہتا ہے اور مُسافر کی اس ضمانت کے متعلق جن ہندوؤں اور آریہ اخبارات نے مضامین لکھے ہیں انہوں نے بھی اسلامی اخبارات کے خلاف زور لگایا ہے میں نہیں جانتا۔ اسکا نتیجہ کیا ہو۔ مگر میں اتنا وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ گورنمنٹ ناواقف نہیں وہ خوب جانتی ہے کہ اخبار کیا کر رہے ہیں۔ [illegible] کی فہرست میں الحکم اور بدر بھی شریک [illegible] کی ہے۔ اور چاہا ہے کہ گورنمنٹ ان سے بھی بدظن ہو۔ ہم مسافر آگرہ کی اس قسم کی تحریر کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ کیونکہ صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ اپنے صوبہ کے اخبارات کی پالیسی سے خوب واقف ہے خصوصاً الحکم [illegible] کے متعلق اس کے معلومات مسافر آگرہ کی [illegible] زیادہ وسیع ہیں۔ اور ہمیشہ ہمارے ضلع کے [illegible] اور بیدار مغز مجسٹریٹ ضلع **میجر ہی ایم کنگھم**

خوب جانتے ہیں۔ کہ قادیانی پریس کس دانشمندی اور اعتدال سے چلایا جاتا ہے۔ اور انہوں نے ہمیشہ اپنے نیک خیالات کا عملی رنگ میں اظہار فرمایا ہے۔ جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ احمدی قوم شہزادہ امن کی خادم اسکا بانی، اور اسکا موجودہ امام ہمیشہ اپنی قوم کو **امن عامہ** اور **وفاداری** اور فرماں پذیری گورنمنٹ کی تعلیم دیتے مخفی سوسائیٹیوں سے بیزاری کا اظہار اور ایسے منصوبہ باز شریروں کا اگر علم ہو تو فوراً مجاز افسروں کو اطلاع دینے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ہم دوسروں سے گالیاں سن کر صبر کرتے اور دشمنوں کے لئے دعا سے کام لیتے ہیں۔ ہمارے امام نے آخری وقت ہندو قوم کو **پیغام صلح** دیا جو ہندو نیشن کے ایک معزز اور سر برآوردہ بزرگ سر پرتول چندر چٹرجی کی صدارت میں سنایا گیا۔ اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سابق پریسیڈنٹ پنڈت رام بھجدت چودہری نے اسے ویلکم کہا۔ **بھر الحکم** کے کان مضامین کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں ہندو مسلمانوں میں اتحاد کی تعلیم دی گئی ہے اور دونوں قوموں کے لیڈروں کو اس ضروری سوال کے حل کرنے کیطرف ہمیشہ متوجہ کیا گیا۔ چودہ سال کے اندر خدا کے محض فضل سے الحکم کی پولیسی اپنے مرکز اعتدال سے نہیں ہٹی۔ [illegible] الحکم [illegible] اس نے [illegible] کا نمونہ دکھایا۔ اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد پر لیکچر دیئے۔ ہاں یہ سچ ہے اور اس سے کبھی انکار نہیں کہ ان غلط فہمیوں کو ہمیشہ دور کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جو بعض ناعاقبت اندیش دوسری قوموں میں پیدا کرتے ہیں۔ جن سے اختلاف پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ان غلط اور بیہودہ اور بے بنیاد الزامات کا جواب اعتدال [illegible] کے دائرہ کے اندر رہ کر وہ جواب دیتا ہے۔ جو اسلام پر بعض کوتہ اندیش لگاتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی گندی اور ناپاک تعلیم کو نہیں دیکھتے۔ ہماری پوزیشن اس مسئلہ میں جو کچھ ہے وہ دوسری جگہ آج کے اخبار میں ظاہر کر دی گئی ہے۔ مسافر اور اسکے یاروں دوستوں کو اپنی روش کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ دوسروں کے کوزپشت ہونیکی آرزو فضول ہے۔ بہر حال ہمنے شروع سے اپنی گورنمنٹ پر اعتماد کیا ہے کہ وہ ہمارے معاملہ میں انصاف سے کام لیتی ہے۔ اور لیگی۔ اور محض دشمنوں کی شرارت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ:

زمین پر کچھ نہیں ہوتا جبتک آسمان پر

نہ ہولے" میں جانتا ہوں آریہ اخبار ہمارے اخبارات سلسلہ کے خلاف بہت کچھ لکھینگے۔ انہیں لکھنے دو ایسی باتوں کا کوئی جواب ہماری طرف آئیگا نہیں۔ ہوگا ہاں ان الزامات کا جواب ہم خدا کے فضل سے دینگے جو وہ اسلام پر لگاتے ہیں۔ اور دنیا اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ اور اب یقین ہے کہ پریس ایکٹ کا تازیانہ انکی اصلاح کر دیگا۔ ہم تو اپنا ماٹو یہ رکھتے ہیں۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ہندو مُسلمان کے تعلقات

ہندو مسلمانوں کے تعلقات دن بدن نازک ہوتے جاتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ ان میں رشتہ اتحاد کو مضبوط کیا جائے اور جو لوگ اس کام کو کرسکتے ہیں۔ وہ اس سلسلہ میں اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیں کوشش ہو رہی ہے۔ کہ ان تعلقات کو جو عرصہ دراز سے [illegible] قوموں میں چلے آتے ہیں توڑ دیا جائے۔ اس سے بڑھ افسوسناک [illegible] ہوگی۔

مجھے متعدد مرتبہ اس مضمون پر لکھنے کا موقع [illegible] لیکن آج میں صرف یہ دکھانا [illegible] ہوں۔ جیسا کہ

گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ احمدیوں کی پوزیشن اس سوال کے متعلق کیا ہے؟

میں بڑے زور اور جرأت اور بلا خوف تردید لکھتا ہوں۔ کہ احمدی قوم کے بانی اور امام نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ ان اسباب کو دور کر دیا جاوے جو باہم منافرت پھیلاتے ہیں۔ اول تو اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ اس میں سلامتی ہی سلامتی ہے اور صلح و آشتی اس کے نام میں موجود ہے۔ مسلمانوں نے عرصہ دراز تک دنیا کے مختلف حصوں میں سلطنت کی ہے۔ اور جس خوبی اور دانشمندی سے انہوں نے اپنی ماتحت اور غیر مذاہب اقوام سے سلوک کیا ہے آج اسے بعض دشمن۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست۔ کے موافق عیب قرار دیں۔ مگر صحیح تاریخ ان واقعات اور حالات کی امین ہے۔ اسلام نوع انسان تو ایک طرف ہر جاندار کے لئے رحمت اور راحت کی ہدایات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسلام کی عملی روح مسلمانوں میں پیدا کرنے کے لئے خدا کی طرف سے قائم ہوا۔ اور اس کا بانی جمالی رنگ میں آیا۔ اور اس نے آکر جہاد کی حرمت کا اعلان شائع کیا۔ یہ اعلان بھی دراصل پیغام صلح تھا۔ مسلمانوں پر محض اسلام کی ناواقفی اور کم علمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا۔ اور اب تک ہمارے مخالف آریہ اخبارات اس سبق کو رٹتے چلے جاتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ انہیں نہ ایک مرتبہ بلکہ بیسیوں مرتبہ سمجھایا گیا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے تلوار کبھی نہیں اٹھائی گئی۔ جہاد سعی فی الدین کو کہتے ہیں۔ اور اسلامی جنگیں دفاعی لڑائیاں تھیں تاہم مسلمانوں سے غیر قوموں اور [illegible] ہنود کو اگر کبھی خوف تھا تو اس امر سے تھا کہ انہیں جہاد کا مسئلہ ہے۔ اور وہ ان لوگوں سے جو مسلمان نہیں ہیں لڑتے ہیں۔ اس غلط فہمیاں کی تردید سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کی اور عام طور پر اعلان کیا۔ کہ کوئی۔ کوئی ایسا جہاد نہیں ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا یہ کوشش ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سے اس نفرت اور بغض کو دور کرنے کے لئے نہ تھی جو ان کے دلوں میں بے وجہ مسلمانوں کی طرف سے بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے ان الفاظ میں اس اعلان کو شائع کیا۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا تھا۔ کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملے سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جاوے۔ وہ اس سے نیکی کرتا ہے۔ ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو۔ تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ۔"

حضرت کا یہ اعلان عام صلح اور آشتی کو پیدا کرنے والا تھا۔ اور مذہبی منافرت کو کم کرنے والا تھا۔ اگر اس اعلان سے ہمارے مخالف بھی فائدہ اوٹھاتے تو وہ اسلام پر ناجائز اور غیر معقول اعتراض نہ کرتے۔ مگر ہمارے آریہ بھائیوں نے اس اعلان کی پرواہ نہ کر کے پھر بھی اعتراضات کا سلسلہ جاری رکھا۔

اور ایسے طریق پر اعتراض کرنے شروع کئے۔ جنہوں نے منافرت کو بڑھانا شروع کر دیا۔ اسلئے مجبورًا اسکے خطرناک نتائج کو روکنے کے لئے جوابات دیئے گئے۔ مگر پھر حضرت مسیح موعودؑ نے مذہبی مناظرات کی اصلاح کا عظیم الشان کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور آریوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان بڑھتے ہوئے نفرت و نفاق کے سیلاب کو روکنے کا انتظام کیا وہ تجویز یہ تھی۔ کہ مذہبی مناظرات کے لئے ایک قانون بنا دیا جاوے۔

یہ مضمون ناتمام رہ جاویگا۔ اگر اس درخواست کو شائع نہ کیا جاوے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور نے شائع کی تھی۔ چنانچہ وہ درخواست حسب ذیل ہے۔

درخواست

یہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہٗ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز جھگڑوں سے بچانے کے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہونچ گئے ہیں۔ اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بیقیدی ان میں طوفان کی طرح نمودار ہو گئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرما دیا جاوے۔ اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں۔ جنکا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایک دوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد

عرب کی بیبیاں

کتب بینی۔ اور مطالعہ کیسی مفید اور دلچسپ چیز ہے؟ اس کا پتہ صرف اسی وقت چلتا ہے۔ جبکہ کتابوں اور مطبوعات کی ورق بنصیحت دل۔ خوش کن حکایت اور دلکش روایت نظر سے گذر جائے۔ ابھی یہ گذشتہ رات کا واقعہ ہے کہ میں ایک تازہ عربی پرچہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں "نساء العرب" کی سرخی سے ایک ایسا دل پسند مضمون پڑھا۔ جو اپنی آپ نظیر اور ہماری مستورات کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے اسوقت جبکہ قوم میں تعلیم نسواں کا مہلاں زوروں پر ہے۔ اور مردوں کی تعلیم بھی کہنے کے لئے کچھ ہو چلی ہے۔ ایسے مؤثر اقوال اور تاریخی نوادر کا ابنائے قوم اور بنات ملت کی خدمت میں ہدیہ کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے جو ان کو خوش اخلاقی اور علم مجلس کے اداب سکہائیں اور اپنے پاک اثر سے اُن کے دلوں کو موثر بنائیں۔

تمام دنیا کے علماء و حکما ہادیان دین اور مقتداء صاف صاف لفظوں میں عورت کو رحم و محبت نیکی اور مروّت اخلاق و اداب اور حیا اور عصمت کی پتلی کہتے۔ اور اس کو گھر کی ملکہ۔ بچوں کی مربیہ۔ مرد کی مونس۔ دکھ درد کی شریک اور راحت و ارام کی رفیق مانتے ہیں کسی ملک کی تاریخ صدہا اس قسم کے سچے واقعات سے خالی نہ ملیگی۔ جو عورت کے شائستہ اخلاق پاکدامنی شوہر پرستی ماننا۔ انتظامی قابلیت خلوص بے ریا اور محبت صادقہ کے شاہد نہ ہوں ہمارے ملک ہندوستان کی قدیم و جدید تاریخ بھی ایسے حالات سے خالی نہیں۔ یہ ملک اگرچہ زمانہ دراز سے مختلف اقوام اور ادیان کی گوناگون بستی بنگئی ہے۔ اور کبھی کبھی ان ہموطنوں میں اتفاق و اتحاد کا سررشتہ برہم بھی ہوتا رہا ہے لیکن اسوقت سے نصف صدی قبل تک اہالی ہند کی مستورات میں وہ خوبیاں موجود تھیں جنکو فرقہ نسواں کا اصلی زیور کہنا بجا ہے اور افسوس ہے کہ اس کی کمی ہمارے ملکی اور قومی آداب کو انحطاط کے گڑھے میں گراتی چلی جاتی ہے۔

عورتیں قومی اخلاق کا سرچشمہ ہیں۔ انہی کے قدرتی اطوار و عادات قوم کے رگ و پے میں جاری و ساری ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں ہی اخلاق کی مربیہ اور تہذیب نفس کی معلمہ ہیں امام غزالی رح نامور فیلسوف اسلام اپنے رسالہ تربیت الاطفال میں یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ: "باپ کو اپنے بچے کی نگرانی اس کی ولادت کے وقت ہی سے کرنی چاہیئے۔ دائی اور کھلائی دیندار نیک مزاج اور اکل حلال کی خوگر عورت کو مقرر کیا جاوے ورنہ حرام خور دائی کا دودھ پی کر بچے کی سرشت میں شرارت اور خباثت کا جز ملجائیگا۔ اور وہ طبعاً بدی اور عیوب کیطرف میل کریگا" پس جبکہ دودھ پلانے والی عورت میں ایسی شرطوں کا لگایا جانا ضروری ہو تو خاص ماں میں کیوں نہ اسطرح کی شرطیں لگائی جائیں جو کہ خاندان اور گھر کی بنیاد اور خوش اخلاقیوں کا سرچشمہ ہوتی ہے۔

ہمارے ملک و قوم میں جسقدر بد اخلاقی اور عیوب نظر آتے ہیں۔ ان کی بنا ہماری عورتوں کی حالت زار ہے۔ ان عیوب اور بد چلنیوں کا بار الزام زمانہ کی تہذیب و ترقی کے سر ڈالنا کبھی صحیح نہیں ہو سکتا ہماری دینی اور دنیوی پستی سب اسی کمی کا نتیجہ ہے جو ہماری عورتوں کی تعلیم و تربیت میں پائی جاتی ہے وہ آداب شریعت کہاں ہیں؟ جو ادائے فرض کی عادت ڈالیں۔ اور ان قدرتی آداب و اطوار میں سے اب کیا باقی رہگیا ہے جو آبادی عالم کے پاکیزہ اصول سکہائیں پچھلے زمانہ کی بیبیاں اور اخلاق اور نیکی کی دیبیاں۔ رحم اور محبت کی پتلیاں۔ پاکدامنی کی نمونہ۔ شوہروں کی سچی رفیقہ ماں مامتا کی پوری اور عقل و شائستگی میں کامل ہوتی تھیں۔ اور اب وہ وقت آیا ہے کہ لڑکیاں تو کجا ماؤں کو بھی ان بزرگ بڑی بوڑھیوں کی پاسنگ تک نہیں پایا جاتا۔ بنکی خال خال صورتیں اب بھی کہیں کہیں دکھائی دے جاتی ہیں۔ البتہ آجکل کی عورتوں میں جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ خواہ تعلیم یافتہ ہوں یا جاہل۔ شوہروں کیلئے بلاجان ضرور ہیں زیور لباس بناؤ سنگار اپنی ذات کے لئے مکان کی آرائش و زیبائش مہمانوں کے قدوم کی غرض سے۔ اور سیر و ملاقات کے واسطے سواری ہو اور نہ ہو تو برقعہ اوڑھنا اور گھر سے نکل کھڑی ہوئیں نہ اولاد کی تربیت کا خیال اور سلیقہ ہے۔ نہ شوہر کی مزاجدانی کا ڈھنگ آتا ہے نہ انتظام خانہ داری میں کوئی کفایت اور سگھڑپن دکھا سکتی ہیں۔ بس ظاہرداری پر مٹی جاتی ہیں اور اسی کو اپنے عیوب کا پردہ پوش سمجھتی ہیں اگر ان حالات میں قوم کے اخلاق نہ بگڑیں تو جائے تعجب ہے اور انکا بگڑنا کوئی کا مقام نہیں۔ پچھلے زمانہ کی عورتوں کے زندہ نمونے یونہی خال خال ہی ملتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال اور اعمال بقائے دوام کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں اور تاریخ کے صفحات قیامت تک متلاشیوں کو انکا معاینہ کراتے رہیں گے منجملہ ایسے ہی اقوال کے ایک مقررہ نصیحت ہے جو کہ عرب کے خاندان بنی تغلب کی ایک خاتون "اُمامہ بنت حرث" نے اپنی بیٹی کو اُسے شوہر کے گھر رخصت کرتے وقت کی تھی۔ اور جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بیٹی! اگر عالی حسبی اور شائستگی کو دیکھتے ہوئے کسی کو نصیحت کرنا بُرا ہوتا تو میں کبھی یہ چند باتیں تیرے گوش گذار نہ کرتی۔ جو اس وقت کہوں گی۔ لیکن تو یاد رکھ کہ نصیحت عقلمند کیلئے یاد دہانی اور غافل کے لئے تنبیہ ہوا کرتی ہے"

بیٹی! اگر کوئی عورت اپنے باپ کی دولتمندی کیوجہ سے بیاہ کرنے کی پرواہ نہ کرتی۔ تو تو اسبات کی سب سے بڑھکر پرواہ نہ کر سکتی تھی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جسطرح مرد ہمارے لئے بنے ہیں۔ ویسے ہی ہم بھی مردوں کے واسطے بنائی گئی ہیں

بیٹی! تو اپنے پرورش پانے اور پروان چڑھنے کی جگہ سے نکلکر اب ایسے گھر میں جا رہی ہے جسکے ملک میں ایک شخص تجھپر بادشاہ و مالک ہوگا۔ تو اسکی لونڈی بنکر رہنا وہ مطیع غلام ہوکر رہیگا تو اس کے سامنے دس عادتوں کی پابند رہنا یہ عادتیں تیری یادگار اور انکا ذخیرہ بنیں گی۔ اول اور دوم یہ کہ قناعت سے اسکا ساتھ دینا۔ اور بہت اچھی فرمانبرداری کے ساتھ اسکی

ہمراہ زندگی بسر کرنا۔ قناعت میں دل کو راحت ملتی ہے اور مل جلکر رہنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔ سوم اور چہارم یہ کہ جن باتوں پر اسکی نظر پڑے انکا خیال رکھنا اور اس کی فکر رکھنا کہ وہ کن خوشبوؤں کو رغبت سے سونگھتا ہے۔ خبردار اس کی نظر کبھی تیری کسی برائی پر نہ پڑے۔ اور اس کی ناک تجھ سے کبھی اچھی خوشبو کے سوا نہ سونگھے۔

"بیٹی! تو اس کو خوب جان لے کہ جتنے سنگار حسن کیلئے موجود ہیں۔ ان میں سرمہ سب سے اچھا سنگار ہے اور جس کو کوئی خوشبو نہ ملے اس کے واسطے پانی سب سے بہتر خوشبو ہے۔ یعنی صفائی اور پاکیزگی سے بہتر کوئی خوشبو نہیں۔ پنجم اور ششم یہ کہ اس کے کھانے اور سونیکے وقت کا دل سے خیال رکھنا کیونکہ بھوک کی جھونجل بڑی ہوتی ہے اور اس کے دل کو بہلا کرنا دل آزاری ہے۔ ساتویں اور آٹھویں بات یہ ہے کہ اس کے گھر اور مال کی محافظ رہنا۔ اور اس کے متعلقین اور ملازموں کی دلدہی کرنا۔ اسلئے کہ مال جب ہی محفوظ رکھا جاسکتا ہے جبکہ ہر چیز کا درست اندازہ لگایا جائے اور کوئی کام بے اندازہ نہ کیا جائے۔ اور متعلقین و لواحقین کی خاطرداری خوش تدبیری میں داخل ہے اور نویں اور دسویں باتیں یہ ہیں کہ خبردار کبھی اسکا کوئی راز فاش اور کسی امر میں اسکی نا فرمانی نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تو اسکا راز فاش کردیگی تو خود بھی اسکی بیوفائی سے بے خطر نہ رہیگی۔ اور اسکا حکم نہ مانیگی۔ تو اسکا دل تیری طرف سے برا ہوگا۔ اور یہ بڑی قباحت کی بات ہے پھر ان باتوں کے ساتھ ہی تو اس بات سے بھی بہت بچتی رہنا کہ جب وہ خوش ہو اس وقت تو رنجیدہ ہے۔ اور جس وقت اسے رنج ہو اسوقت تو خوش نظر آئے۔ کیونکہ پہلی عادت میں قصور اور دوسری خصلت میں بددلی اور محبت کا فتور ہے یہ یاد رکھ کہ تو اسکی جسقدر زیادہ عزت و عظمت کریگی اسی قدر وہ تیرے موافق ہوگا۔ اور یہ بات اس وقت تک کبھی نہ حاصل ہوگی۔ جب تک کہ تو اسکی مرضی کو اپنی خوشی پر مقدم اور اپنی خواہش کو اس کی خواہش سے کم نہ سمجھے گی۔ خواہ تجھکو خوشی سے ایسا کرنا پڑے یا ناخوشی سے۔ مگر کرنا ایسا ہی۔ میری دعا ہے کہ خدا تجھ کو نیک ہدایت دے۔ اور تیری نیکی ٹھکانے لگائے۔ اب جا۔ خدا حافظ"

یہ ہے ایک عرب ماں کی نصیحت اپنی دانشمند بیٹی کو۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری قوم میں کتنی بیبیاں ایسی ہیں۔ جو ان عادات و اطوار کے زیور سے آراستہ ہوں؟ ہمیں تو ایسی عورتیں شاذونادر ہی نظر آتی ہیں۔ ورنہ زیادہ تر ان ہدایات کے بالکل برعکس عمل کرنے والی ہیں۔ جو خود بھی خراب ہیں اور اپنی اولاد کو بھی خراب اور خستہ بناتی ہیں۔ ہاں اگر نیکی اور خوش اطواری کا کچھ اثر ملتا ہے تو صرف ان گھرانوں میں جہاں دینی خیالات اور خدا ترسی کے جذبات دل و دماغ میں جاگزین ہیں۔ اور نئی روشنی کی شعاع وہاں تک نہیں پہونچی ہے۔ اہل عرب کے خانہ بدوش اور جنگلی زندگی کے باوجود ان کی عورتیں حسن اخلاق اور عفت و عصمت میں وہ کمال رکھتی تھیں۔ کہ آج کوئی بڑی سے بڑی عالمہ اور تربیت یافتہ عورت بھی اسبارہ میں انکی پاسنگ نہ نکلے گی۔ ایک بادیہ نشین عرب لڑکی اپنی غیرتمندی کا اظہار کرتی ہے۔ شہر کا باشندہ دولتمند اور مہذب جوان اُس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوکر قریہ کے چند معززین کی وساطت سے اس کو شادی کا پیام دیتا ہے۔ اور وہ اپنے چچا سے جو اسکا ولی ہے کہتی ہے "چچا جان! خدانخواستہ آپ کیا ایسے غریب ہوگئے کہ میرا بار نہیں اٹھا سکتے۔ اور مروت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں؟ آپ مجھکو ایک ناتجربہ کار شہری لونڈے سے بیاہ دینا چاہتے ہیں۔ جو اپنی چالبازی سے مجھے قابو میں کرکے دوسرے ہی دن مجھکو اور میری ماں تک کو گالیاں دینے لگیگا۔ اور میری کوئی خاطر و مدارات نہ کریگا کیا میں ایسی حالت میں ایک دن بھی خوش اور زندہ رہ سکتی ہوں؟ ہرگز نہیں۔ چچا جان! اللہ تعالیٰ کریم اور رزق میں برکت دینے والا ہے وہ آپ کو برکت دیگا۔ مجھے اندھے کنوئیں میں نہ دھکیلئے۔ واللہ میں تو ایسے شخص سے شادی کرونگی جو پختہ عمر کا مرد اور تین کامل خصلتیں رکھتا ہو۔ یعنی عقل۔ حسن۔ اور زبان آوری و خوش کلامی کے زیور سے آراستہ ہو۔ کیونکہ وہ عقلمند ہے تو میری دلدہی کریگا۔ حسین ہے تو اسکی صورت سے مجھے دلبستگی ہوگی۔ اور شیریں زبانی سے وہ میرا دل پرچاتا رہیگا۔ ایسے شخص کے علم سے میرا علم ترقی کریگا۔ اور میری سمجھ میں افزائش ہوگی۔ ان طلبگاروں سے فرما دیجئے کہ یہ واپس جائیں خدا انپر رحم کرے اور خوش رکھے"۔

اللہ! اللہ! کیا ہم اس قناعت۔ فصاحت۔ فہم و فراست۔ اور موزونی طبیعت کی ایک مثال بھی اپنی لڑکیوں میں دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہاں تو لباس اور زیور کی بیہودہ ہوس اور آرام و عشرت کی تمنا کے سوا عورتوں اور لڑکیوں میں کوئی خیال ہی نہیں پایا جاتا۔ اور ان کے اخلاق ایسے پست ہیں کہ روز بروز ان میں خرابیاں بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ جنکا مہلک زہر قومی نونہالوں میں بھی سرایت کرکے قوم کو قعر ادبار و تنزل میں گرا رہا ہے۔ حیرت ہے کہ عرب کی ایک صحرانشین ماں اپنے فرزند کو یوں نصیحت کرے کہ: "بیٹا خوش اخلاق لوگوں سے اچھی طرح ملنا جلنا۔ سب کے ساتھ موافقت رکھنا۔ نرم دلی۔ دوستوں کی نرمی و گرمی برداشت کرنا۔ کسی کو تکلیف نہ پہونچانا۔ اور خداوند کریم جو کچھ رزق عطا فرمائے اسی میں سے مستحقین کو بھی بانٹ کر کھانا یاد رکھ کہ انہی باتوں سے تجھکو ہر دلعزیزی حاصل ہوگی تیرا ہر ایک مقصد پورا ہوگا اور خداوند عالم تجھے اپنے حفظ و امان میں رکھیگا"۔ اور ہماری مائیں اتنا بھی نہ جانتی ہوں کہ کم از کم لڑکوں کو بد اخلاقی سے باز رکھنے کی تدبیر کرسکیں!!! افسوس! حالانکہ ہم

ایڈیٹر کے متعلق میں نے کہاہے کہ رسالہ کی ایڈیٹری پر کچھ بھی خرچ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ جن قابل بے نفس اور فرشتہ سیرت انسان کے ہاتھ میں اب رسالہ ہے۔ یعنی مخدومی مولوی شیر علی صاحب بی۔اے ان کی خدمات کا جو کچھ بھی معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ اس قسم کے بے نفس آدمی خدا کے فضل ہی سے ملسکتے ہیں۔ اگر نوجوان انگریزی خوان مولوی صاحب کا ہاتھ بٹائیں اور ان کا کام صرف رسالہ میں ایک آدھ مضمون لکھدینا ہو اور باقی ذمہ داری اور ہاتھوں میں منتقل ہوسکے تو مولوی صاحب کا کچھ وقت کسی دوسری خدمت کیلئے بھی نکل سکتا ہے اور ترجمۃ القرآن کی الگ مد قایم کرکے ایڈیٹر ترجمۃ القران کے معاوضہ کو اس مد میں ڈالدینا چاہیئے۔ اس سے ایک تو ترجمۃ القرآن کے لئے سرمایہ جمع ہوتا رہیگا یا ضرورتاً اس کے اخراجات مقبرہ بہشتی کی مد میں منتقل ہو سکیں گے اور چونکہ وہ سکرٹری شپ کے فرائض بھی ادا کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا۔ کہ ان کی نصف تنخواہ صیغہ انتظامی میں رکھدی جاوے اور سکرٹری پیڈ کردیا جاوے جسطرح انجمن حمایت اسلام میں ہے۔

پھر دفتر روانگی رسالہ وغیرہ کے سایر خرچ میں بھی مناسب کمی ہوسکتی ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ دوسو پانچروپیہ سالانہ خرچ بہت زیادہ ہے سائر خرچ میں اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو سوئی دھاگا۔ قلم۔ گوند۔ سیاھی۔ وغیرہ اشیاء ہی شامل ہیں۔ اور انپر سولہ سترہ روپیہ ماہوار کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ مہتمم صیغہ توجہ کریں گے۔ تو یہ خرچ کم ہوجائیگا۔

کلرکوں کے سلسلہ میں۔ میں مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نظیر بھی پیش کرنی چاہتا ہوں۔ جہاں کام کی بہت زیادہ کثرت ہے۔ اور جہاں کا کلرک اکیلا ہی سب کام کرتا ہے اور آئندہ سال کے لئے اس بیچارے کے لئے صرف بیس روپیہ ماہوار کی گنجایش رکھی ہے۔ اب تک سے پندرہ روپیہ ہی ملتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ تسلیم کرلیا گیا ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلباء کی کثرت ہورہی ہے اور تعداد طلبا قریباً ڈیوڑھی ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے بورڈنگ کے عملہ میں ایزادی ہورہی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں ہی دو کلرک ہوچکے ہیں مگر مدرسہ میں ایک ہی کلرک ہے۔ میرا خیال ہے کہ مدرسہ کا کام میگزین کے دفتر کے کام سے زیادہ ہے پھر بھی جب وہاں ایک کلرک کام کرتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دفتر میگزین میں بھی ایسی تنخواہ کے کلرک سے کام نہ لیا جاوے۔

غرض محرروں کے عملہ میں کمی ہونی چاہیئے۔ میں اسپر اب زیادہ بحث نہیں کرنی چاہتا۔ بہرحال اشاعت اسلام کے صیغہ میں اخراجات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کیجاوے۔

اب اسکے بعد دفتر مقبرہ پر نظر کی جاتی ہے ایک وقت تھا کہ دفتر مقبرہ کے محرر کی عدم ضرورت پر بڑی بحث ہوئی اور وہ انجمن کے روئیدادوں اور ریکارڈوں میں موجود ہونی چاہیئے۔ مگر اب ایک محرر پندرہ روپیہ ماہوار کا موجود ہے۔ مقبرہ بہشتی میں سالگذشتہ کی آمدنی تخمینہ چھ ہزار کیا گیا تھا۔ جس میں صرف دو ہزار سات سو بتیس روپیہ آمدنی ہوئی۔ اور خرچ ۱۳۹۶ روپیہ ہوا۔ سال آئندہ میں آمدنی تو چار ہزار تجویز کی ہے۔ اور خرچ دو ہزار سات سو بیاسی جو سالگذشتہ کے مجوزہ خرچ تین ہزار بائیس کے مقابلہ میں سو کے قریب کم ہے۔ آمدنی میں تو ۱/۳ کی کمی اور خرچ میں ۱/۸ کی کمی یہ نسبت غیر معقول ہے۔

اخراجات مقبرہ میں بھی اگر ۱/۳ کی نہیں تو کم ازکم ۱/۴ کی کمی ہونی چاہیئے تھی۔ میں تو اس اصول کو نہیں سمجھ سکتا۔ جس پر بجٹ طیار ہؤا ہے۔ مگر قیاس ہوسکتا ہے کہ اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کہ آمد اور خرچ کے لئے کوئی موازنہ قائیم ہو۔

مقبرہ بہشتی کی ذیل میں مساجد اور تبلیغ بھی ہے۔ تبلیغ کیلئے بہت بڑی ضرورت واعظین کی ہے۔ اور اس کی ہی کمی ہے اور بہت بڑی کمی ہے اس کو پورا کرنا چاہیئے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جسقدر واعظین پر خرچ کیا جائیگا۔ اس سے زیادہ انشاء اللہ العزیز وہ جمع بھی کرلائیں گے اور تبلیغ عام ہوسکے گی۔ اضلاع متحدہ اور سنٹرل انڈیا اور پہاڑی علاقہ جات میں واعظین کے بھیجے جانے کی بہت ضرورت ہے اور اس مد میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ غرض یہ اشارات میں نے مختصر طور پر لکھے ہیں۔ اور ان پر بڑی بحث ہوسکتی ہے احمدی انجمنیں اور وہ لوگ جو بجٹ پر رائے زنی کریں گے۔ ان پر غور کریں ؎

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خردا ز این روز است ای دانا و ہوشیارے

خطبہ نبویہ بابت رمضان شریف

رمضان شریف کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ اہل حدیث نے شایع کیا ہے میں نہایت احترام کے ساتھ اس خطبہ کو رمضان شریف کے متعلق خود کچھ لکھنے کی بجائے درج کرنا پسند کرتا ہوں

ایڈیٹر

عن سلمان الفارسیؓ	حضرت سلمان فارسی رضؓ
قال خطبنا رسول اللہ	کہتے ہیں کہ جناب رسول
صلے اللہ علیہ وسلم فی اٰخر	اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
یوم من شعبان فقال	ماہ شعبان کے اخیر روز ہم
یاایّھا النّاس قد اظلکم	کو خطبہ سنایا۔ جس میں فرمایا۔
شھر عظیم شھر مبارك	اے لوگو! ایک بہت بڑا بابرکت
شھر فیہ لیلۃ خیر من	باعظمت مہینہ تمپر آپہنچا
الف شھر جعل اللہ صیامہ	ہے۔ اس میں ایک شب
فریضۃ وقیام لیلہ تطوعًا	ایسی ہے جو (عبادت کے
من تقرب فیہ بخصلۃ	لحاظ سے) ہزار مہینے سے
من الخیر کان کمن	اچھی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے

ادی فریضۃ فیما سواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ وھو شھر الصبر والصبر ثوابہ الجنۃ وشھر المواساۃ وشھر یزاد فیہ رزق المومن من فطر فیہ صائما کان لہ مغفرۃ الذنوبہ وعتق رقبۃ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینقص من اجرہ شیء قلنا یا رسول اللہ لیس کلنا نجد ما نفطر بہ الصائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطی اللہ ھذا الثواب من فطر صائما علی مذقۃ لبن او تمرۃ او شربۃ من ماء ومن اشبع صائما سقاہ اللہ من حوضی شربۃ لا یظمأ حتی یدخل الجنۃ وھو شھر اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ واخرہ عتق من النار ومن خفف عن مملوکہ فیہ غفر اللہ لہ و اعتقہ من النار (مشکوۃ کتاب الصوم)

اس مہینے کے روزے بہتر فرض کئے گئے ہیں اور رات کو قیام بغرض تراویح تمہارے لئے کار ثواب ہے جو کوئی اس مہینے میں کوئی کار خیر بطور نفل کے کرے دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرنے والوں کے برابر ہے اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ دوسرے دنوں میں ستر فرض ادا کرنیوالے کے برابر ہے یہ مہینہ صبر کا ہے اور اس صبر کا عوض جنت ہے اور یہ مہینہ باہمی سلوک کا ہے اس مہینے میں مومن کا رزق[1] بڑھ جاتا ہے جو کوئی کسی روزہ دار کو افطار کرا دے (یعنے روزہ کھولنے کے وقت اس کو کچھ کھلادے) اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اسکی گردن جہنم کی آگ سے رہا کیجاویگی اور اس کو بھی روزہ دار جتنا اجر ملیگا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی ہو ہم (صحابہؓ) نے عرض کیا کہ حضور ہم میں سے ہر ایک کو یہ وسعت نہیں کہ روزہ دار کو کھانا کھلا سکیں حضور صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی یہ ثواب دیگا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودہ کا یا ایک کھجور یا پانی کا گھونٹ پلائے ہاں جو شخص روزہ دار کو شکم سیر کرے اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلاویگا۔ کہ میدان حشر سے فارغ ہو کر جبتک وہ جنت نہ جائے پیاسا نہ ہوگا۔ (یہ بھی فرمایا) اس مہینے کے اول میں رحمت ہے اور درمیان میں بخشش ہے اور آخر میں (روزہ داروں کی) جہنم سے آزادی ہے جو کوئی اس مہینے میں اپنے ماتحت اور نوکر سے کام میں (بسبب اس کے روزے کے) تخفیف کرے اللہ تعالیٰ اسکو بخش دیگا۔ اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردے گا + انتہیٰ

بعض لوگ روزہ صرف اسی چیز کو سمجھتے ہیں۔ کہ کھانے پینے سے موہنہ بند ہو۔ باقی جو چاہیں کریں۔ گالی گلوج بکیں۔ غیبت کریں فحش قسم کے گیت گائیں وغیرہ وغیرہ پس ایسے لوگوں کو اس حدیث سے مطلع رہنا چاہیئے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ (رواہ البخاری)

جو کوئی روزہ رکھکر جھوٹ بولنا اور بد عملی کرنا نہ چھوڑے خدا کو اس کی بھوک پیاس کی حاجت نہیں۔ یعنے اوس کا روزہ قبول نہیں (روایت کیا اس کو بخاری نے) منہ

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے روزہ کو محفوظ رکھیں اور محنت شاقہ کو ناحق ضایع نہ کریں۔

[1] رزق سے مراد حصہ ہے قرآن مجید میں ہے۔ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ۔ یعنے اے مشرکو! تم اپنا حصہ تکذیب ہی بناتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کے نیک اعمال کا حصہ بڑھ جاتا ہے۔ منہ۔

عید فنڈ کیلئے ابھی سے فکر کرو

رمضان المبارک کی آمد عید کے آنے کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اسی اخبار میں عید فنڈ کی تحریک کروں۔ مجھے زیادہ کہنے کی حاجت نہیں اور نہ محض الفاظ میں حقایق پسند قوم کے سامنے تحریکیں کرنا کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری قوم بھی الفاظ پرست اور چکنی چپڑی باتوں ہی سے متاثر ہو سکتی ہے تو یہ افسوسناک امر ہوگا۔ مدرسہ کے مساکین اور یتامی کی اعانت کی یہ ایک سبیل ہے اور ایسے موقعہ پر کہ ہم بہت کچھ اپنی اور اپنے بچوں کی خوشی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ایک روپیہ عید فنڈ کے لئے دیدینا کچھ بڑی بات نہیں میںنے کسی دوسری جگہ بجٹ پر ریمارک کرتے ہوئے بھی عید فنڈ کے متعلق لکھا ہے کہ کم ازکم اس عید پر دو ہزار روپیہ تو جمع ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر احمدی انجمنیں اس امر کا انتظام کرلیں کہ وہ اپنے تمام ممبروں سے یہ چندہ وصول کریں۔ تو کچھ بھی شک نہیں کہ دو ہزار سے زیادہ ضرور وصول ہو جائے بہر حال احباب کو ابھی تحریک کرنی چاہیئے۔ اور عید فنڈ کی وصولی میں کوشش کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھنا چاہیئے۔

صدقہ فطر بھی مساکین کے لئے یہاں بھیجنا چاہیئے اور بہتر ہوگا کہ یہ رقوم ۲۷ رمضان تک قادیان میں پہنچ جاویں۔

صدقہ فطر کے متعلق میری رائے ہے کہ صدقات امام کے ہاتھ میں جانے چاہئیں اور پھر جہاں وہ مناسب سمجھے خرچ کرے۔ یہ مہینا ویسے بھی صدقات کا مہینہ ہے۔ بعض لوگ کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکنے کا فدیہ دیتے ہوں گے۔ وہ یہاں امام کے پاس بھیجدیں اور اور صدقات جو آجکل کئے جاویں وہ بھی امام ہی کے پاس آنے چاہئیں۔ احباب توجہ کریں۔

کرنا تھا۔ کہ آئندہ سال کے لئے تخمینہ کم کیا جاوے۔ مگر اشاعت اسلام جیسی ضروری مد میں یہ کمی افسوس ناک ہے۔ اسلئے قوم کا فرض ہے کہ وہ توجہ کرے۔ اور یہ کمی آمدنی اس مد میں اعانت اور رسالہ کی خریداری کی کثرت سے پوری ہو سکتی ہے تخمینہ شدہ آمد کے نصف سے بھی کم وصول ہونے کیوجہ سے مجوزین بجٹ مجبور ہیں کہ کم آمدنی کا اندازہ کریں۔

(ج) مقبرہ بہشتی کی آمد میں سالگذشتہ کے مقابلہ میں دو ہزار کم کا تخمینہ کیا گیا ہے۔

(د) جایداد کی مد میں سب سے زیادہ بیشی ہوئی ہے۔ اور آمدنی جایداد بھی سالگذشتہ کے بجٹ کے مقابلہ میں دس ہزار کے قریب کم ہوئی ہے۔ تاہم آئندہ سال کے لئے اسّی ہزار چھ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے خدا کرے کہ اس سے بھی زیادہ آمدنی اس میں ہو +

باقی مدّات کی آمدنی میں اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب اخراجات کے بجٹ پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اس میں سب سے اول میں صیغہ جایداد کو لیتا ہوں۔

صیغہ جایداد

سب سے اہم صیغہ بجٹ میں جسپر ہمیں غور کرنی چاہیئے وہ صیغہ جایداد ہے۔ صیغہ جایداد کی آمدنی جو گذشتہ سال میں تخمینہ کی گئی تھی۔ وہ ترپن ہزار تھی۔ اور ۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء تک جقدر آمدنی اس میں یقین کی گئی ہے اسکی تعداد تینتالیس ہزار آٹھ سو روپیہ ہے۔ گویا آمدنی تخمینہ شدہ سے قریبًا دس ہزار کے کم ہے اور سال آئندہ کے لئے یہ آمدنی بقدر اسّی ہزار چھ سو روپیہ ہے (اللّٰھم زد فزد) اس آمدنی کی مد میں ایک مد سٹور کی ہے۔ جسے شاخ صنعتی کے ضمن میں رکھا گیا ہے ۲۵ ہزار اسکی آمدنی ہے اور ۲۵ ہزار تین سو خرچ دکھایا گیا ہے +

اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس صیغہ جایداد کی قابل غور قوم پر توجہ دلائی جاوے انجمنوں کو بجٹ کے پاس کرتے وقت اسکا لحاظ رکھ لینا ضروری ہے صیغہ جایداد کی ضمنی مدّات میں۔ ایک مد باغیچہ مقبرہ بہشتی بھی ہے۔ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ کی آمد کا سالگذشتہ میں ۲۰۰ تخمینہ کیا گیا تھا۔ جس میں سے چالیس وصول ہو چکے ہیں۔ اور جولائی اگست ستمبر کے لئے ۶۰ کا تخمینہ آمد کا ہے جو گویا گذشتہ نو ماہ کے مقابلہ میں یہ تین مہینوں کی آمدنی ڈیوڑہی امید کی گئی ہے۔ لیکن اگر ان مہینوں میں یہ اس قدر آمدنی بھی ہو جاوے تو بھی سالگذشتہ کی آمدنی سو روپیہ ہوتی ہے اور سال آئندہ کے لئے اس آمدنی کا تخمینہ بھی دو سو ہی کیا گیا ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر سالانہ خرچ کیا ہوتا ہے؟ اور آئندہ کیا خرچ کرنا تجویز کیا ہے؟ سالگذشتہ میں مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر ۴۷۸ روپیہ خرچ ہوئے ہیں جو آمدنی سے قریبًا پانچ گنا ہیں اور سال آئندہ کے لئے یہ خرچ ۶۱۶ روپیہ تک بڑھا دیا گیا ہے اگر دو سو روپیہ سالانہ آمدنی بھی باغیچہ کی ہو تو بھی خرچ دو سو کے اندر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ اس سے سہ چند۔ پس ایسی حالت میں ضروری ہے کہ اس خرچ کو کسی طرح دو سو سے نیچے گرایا جاوے یا کم از کم آمد خرچ برابر رکھا جاوے۔ مقبرہ بہشتی کے لئے دو مالی تیرہ روپیہ اور دس روپیہ ماہوار کے تجویز کئے گئے ہیں۔ جو بالکل نامناسب اور غیر ضروری ہیں۔ اسلئے انجمنوں کو مقبرہ بہشتی کی آمد اور خرچ کے سوال پر غور کرنا چاہیئے اور آمد و خرچ کو برابر کرنے کی کوشش کی جاوے۔ یہ تفصیل وہ بجٹ کے صفحہ ۲۳ پر پائیں گے۔

اسی صیغہ میں درختان اراضی مدرسہ ہیں۔ ان پر بھی ۶۶۰ روپیہ سالانہ خرچ تجویز کیا گیا ہے سالگذشتہ میں ۴۰۲ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اس خرچ کی بڑہانیکی وجہ بتائی گئی ہے کہ یہ درخت کسی وقت انشاء اللہ اپنے خرچ کو پورا کر لیں گے اور چونکہ ابتدائی حالت ہے اسلئے یہ خرچ گو زیادہ ہے مگر قابل اعتراض نہیں ہے۔ اسلئے میں یہ کہونگا کہ گذشتہ سال کے خرچ سے زیادہ بڑہانیکی ضرورت نہیں جبکہ بہت بڑا حصہ درختوں کا لگ بھی چکا ہے۔ اور اگرچہ یہ درخت سردست کوئی فائدہ نہیں دیسکتے اور کوئی صورت آمدنی کی انسے پیدا نہیں ہو سکتی تاہم گہاس کی فروخت سے کچھ نہ کچھ آمدنی ضرور ہو سکتی ہے۔ پس درختاں اراضی مدرسہ اور باغیچہ مقبرہ بہشتی کے اخراجات جو سال آئندہ میں ۱۲۷۶ تجویز کئے گئے ہیں۔ ان میں یہ ترمیم ہو سکتی ہے مالی (۱۲۰ روپیہ) آبپاشی (۲۰۰ روپیہ) متفرق (۲۰۰) کل ۵۲۰۔ اسطرح اس میں کم از کم سات سو روپیہ کی گنجایش نکل آتی ہے۔ اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بجٹ میں صرف گنجایش ہے یہ ضرور نہیں کہ اسقدر خرچ بھی ہو کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب فی الواقعہ تہوڑے صرف سے کام نکل سکتا ہے تو اسقدر گنجایش کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پھر صیغہ جایداد میں دو بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں ایک انتظام جایداد کی مد کو انتظام مد تعمیر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اور اسطرح پر بجٹ کی اس میں ۱۴۸۳ کی اصل اخراجات میں کمی دکہائی گئی ہے یا یہ کہ لوکہ ۲۳۵ روپیہ سالانہ تخمینہ بجٹ اس مد کا کم کر دیا گیا ہے۔ بظاہر یہ بڑی خوشی کی بات ہے لیکن دوسری طرف سٹور کی مد میں ۳۰۰ سالانہ کے زاید اخراجات منظور کر لئے گئے ہیں۔ جس سے یہ کمی کمی نہیں رہتی بلکہ بجٹ کے لحاظ سے ۶۵ کی بیشی اور اصل اخراجات سالگذشتہ کے مقابلہ میں ۲۱۷ سالانہ کی بیشی ہے اس تفرقہ کو بجٹ شایع کردہ کے صفحہ ۲۳ کی ضمنی مد سٹور اور صفحہ ۱۲ کی ضمنی مد انتظام جایداد سے مقابلہ کیا جاوے۔ سردست یہ تبدیلیاں قابل لحاظ ہیں۔

پھر **صیغہ تعلیم ہے**۔ تعلیم کی آمد اور خرچ کے بجٹ میں صرف اٹھارہ روپیہ کا فرق ہے۔ جو خلاصہ بجٹ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنے خرچ آمد سے بقدر ۱۸ روپیہ سالانہ کے زیادہ ہے۔ اگرچہ یہ صرف ڈیڑہ روپیہ ماہوار کی بیشی ہے۔ مگر امید ہے کہ آخری مرتبہ بجٹ کے پاس ہونے پر اسکو بھی کم کر دیا جاویگا اور آمد و خرچ میں

اگر خرچ آمد سے کم نہیں تو کم از کم برابر ہی رکھا جاویگا۔

اشاعت اسلام۔ اس مد کے متعلق بھی بہت غور اور فکر کی ضرورت ہے اشاعت اسلام ہی سلسلہ کا اصل کام ہے۔ اسکے آمد اور خرچ کے مختلف صیغہ جات پر نظر کرنا بہت ضروری ہے اور اخراجات کی مد پر آمد کے مقابلہ میں بہت غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آمد تو قریباً ظنی ہوتی ہے۔ اور اخراجات بالمقابل یقینی۔ چنانچہ جب ہم آمد کے صیغہ پر نظر کرتے ہیں تو گذشتہ سال میں سترہ ہزار چھ سو اکانوے (۱۷۶۹۱) تجویز کیا گیا تھا۔ وہ سال گذشتہ میں ۹۸۴۴ ہوا۔ جو آمد سے قریباً ڈیوڑھا ہے ہم کو اس حیثیت سے کہ اشاعت اسلام کی مد میں اسقدر خرچ کیا گیا خوش ہونا چاہیئے لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ آمدنی سے قریباً ڈیوڑھا ہے۔ تو افسوس ہوتا ہے۔ اوّل تو تخمینہ بجٹ میں اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے تھا کہ وہ آمدنی سے بڑھے نہیں۔ لیکن اگر ایسا اندازہ کرنے میں سہل انگاری ہوئی تو گذشتہ تجربہ سے آئندہ فائدہ اُٹھانا ضروری ہے۔ سال آئندہ کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی صرف چودہ ہزار اور خرچ چودہ ہزار ایک سو دس روپیہ تجویز کیا ہے۔ کیوں اصولی غلطی کا پہلے ہی انسداد نہ کیا جاوے۔ اور خرچ آمد سے کم نہ کر دیا جاوے۔ اگر آمدنی چودہ ہزار تخمینہ کی ہے جو سال گذشتہ میں ساڑھے چھ ہزار کے قریب ہوئی۔ تو اگر اس سال میں چودہ ہزار ریوری بھی ہو جاوے تو بھی خرچ کسی صورت میں بارہ ہزار سے۔ زیادہ نہیں ہونا چاہیئے اور اصولی رنگ میں تو سال آئندہ کا خرچ چھ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہونے دینا چاہیئے کیونکہ اسقدر آمدنی کے لئے ایک طرح یقین اور وثوق کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کے قابل غور یہ امر ہونا چاہیئے۔ کہ اس مد کے اخراجات میں مناسب ترمیم کریں۔

اشاعت اسلام کی مد میں صرف عملہ تصنیف و تالیف (جس میں ایڈیٹر نائب ایڈیٹر اور چپراسی کو شامل کیا گیا ہے) کا خرچ سالانہ تین ہزار ایک سو بیس روپیہ ہے جس کے مقابل میں صرف فروخت رسالہ اور اشتہارات متعلقہ کی آمدنی جو اخراجات کا جزو اعظم ہونا چاہیئے چار ہزار آٹھ سو تین روپیہ ہے اور اسطرح پر صرف اٹھارہ سو روپیہ کے قریب باقی اخراجات کے لئے بچتا ہے۔ بحالیکہ موقت الشیوع پرچوں کی طبع کا خرچ صرف ۱۳۳۴ روپیہ ہے اور عملہ انتظام کا خرچ ۶۳۸ روپیہ سالانہ ہے اسطرح پر کاغذ کی قیمت جو پانچسو کے قریب ہے اور سائر خرچ قریباً تین سو روپیہ کے اور چھ سو کے قریب ٹکٹوں کا خرچ مزید برآں ہے۔ ان تمام رقومات پر جو اشاعت اسلام کی مد میں صفحہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ پر دیکھی جاسکتی ہیں غور کرنے سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اخراجات آمد سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

اشاعت اسلام کی ایک ایک مد پر اگر ہمارے احباب غور کریں گے۔ تو انہیں معلوم ہوگا کہ خرچ کس طرح پر بڑھا ہوا ہے میں نے اوپر رسالہ کی آمد خرچ کو دکھایا ہے۔

اسی طرح پر دوسری مدات کی جزوی امور پر اگر بحث کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ خرچ زیادہ ہے۔ اس حالت میں غور طلب امر یہ ہے کہ کیا کوئی ایسی صورت ہوسکتی ہے۔ جس سے یا تو اخراجات کم کئے جاویں یا آمدنی میں بیشی ہو۔ اشاعت اسلام کی کل مدات کی آمدنی ۶۵۳۹ دکھائی گئی ہے لیکن جب اسکی دی ہوئی تفصیل پر جو صفحہ ۳ پر دیگئی ہے غور کرتے ہیں تو وہ اس سے مطابقت نہیں کھاتی۔ حساب کے معاملہ میں اس قسم کی سہل انگاری کبھی قابل تعریف امر نہیں ہوسکتی۔ اسلئے کہ جو حساب ہمارے ہاتھوں میں دیا گیا ہے اور سکرٹری ناظر اور محاسب کے دستخطوں سے دیا گیا ہے اسے ہم صحیح یقین کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہیئے۔ لیکن جب اسکے اندراجات باہم مطابقت نہ کھائیں تو یہ قابل افسوس امر ہے مثال کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی جو خلاصہ میں دیگئی ہے اور اس کی تفصیل جو مد اشاعت اسلام میں دیگئی ہے۔ اسکا مقابلہ کر کے دیکھ لیا جاوے

بہرحال اشاعت اسلام کی مد میں بھی اخراجات آمد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور یہ ضروری امر ہے۔ کہ اخراجات کو ایسے پیمانہ پر لایا جاوے جو آمد سے وہ بڑھنے نہ پاویں یہ اصول بجٹ میں مدنظر رہنا چاہیئے وہ کم از کم اخراجات کے لئے آمدنی کے ثلث یا نصف کے برابر ہو اور زیادہ سے زیادہ برابر یہ کہ آمدنی سے ہی بڑھ جاوے اسطرح پر انجام جو کچھ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے میری سمجھ میں اس مد کے اخراجات میں کمی کے لئے ہمارے نوجوان احباب کو قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر رسالہ کے ایڈیٹری کے لئے کچھ خرچ نہ کرنا پڑے۔ اور دوسرے عملہ میں مناسب ترمیم ہو جاوے تو کمی ایک حالت تک ہوسکتی ہے۔ مثلاً دو محرر ہیں۔ انکی بجائے ایک محرر کافی ہے دفتر روانگی میں جو کام ہے وہ اسقدر ہوتا ہے کہ مہینے میں ایکمرتبہ رسالہ روانہ کر دیا۔ جس کی چٹیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور روزانہ خطوط کی تعمیل کر دی اور اگر دو محرر ہی ضروری ہوں۔ تو بھی ۱۵ ۱۵ روپیہ ماہوار پر انٹرنس پاس ملسکتے ہیں اور گورنمنٹ اپنے دفاتر میں انہیں ابتدائی تنخواہوں پر لیتی ہے۔ ایک ماہواری رسالہ کا کام ہفتہ وار اخبار کے مقابلہ میں بہرحال کم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ جہاں اخبار کو مہینے میں چار بار روانہ کرنا پڑتا ہے۔ وہاں رسالہ ایکبار میں الحکم کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ میرے دوست اسکا جواب دینے میں شاید اور راہ اختیار کریں۔ اسلئے بدر کو پیش کرتا ہوں۔ وہاں صرف ایک اسسٹنٹ یہ تمام کام کرتا ہے اور ضرورتاً مضمون بھی لکھتا ہے اور کاپیاں اور پروف بھی پڑھتا ہے۔ اور وی پی بھی لکھتا ہے۔ میگزین کے دفتر میں بالمقابل دو کلرک ہیں اور وی پی کا کام دفتر محاسب میں ہے۔ ان حالتوں میں دفتر میگزین میں دو کلرک بالکل غیر ضروری ہیں صرف ایک سے کام چلسکتا ہے اور چلنا چاہیئے۔

۳۰ لاکھ عیسائی بنانیکی تجویز

آتش افتادست در رخنش بخیر ید آیلاں
دیدنش از دُور کارِ مردم دیندار نیست

دجالی فتنہ جس کو ہم شتری فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں اپنی سرتوڑ کوششوں میں نت نئے دن نئے منصوبے کر رہا ہے۔ اور تعجب نہیں افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان ان تمام تدابیر اور منصوبوں کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہیں اور اسکی اصلاح اور انسداد کے لئے ذرہ بھی فکر نہیں کرتے۔

آئے دن ملک میں نت نئی انجمنیں اور نئی سوسائیٹیاں مسلمانوں میں قایم ہوتی جاتی ہیں۔ مگر **مذاہب** جیسی ضروری شئے سے جو ان کی تمام ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ غفلت بڑھ رہی ہے میں نے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں بتایا تھا۔ کہ بعض خانہ بدوش قومیں بہلا وغیرہ مسلمان کہلاتی ہیں۔ اور ارکان اسلام سے محض ناواقف اور نابلد ہیں۔ اگر کوئی جماعت ایسی پر جوش اور صابر واعظین کی اٹھ کھڑی ہو جو ان لوگوں میں جاکر کام کرے تو ایک بہت بڑی قوم مسلمان ہوسکتی ہے؟ میں عام مسلمانوں کو خطاب کرتا دوسری انجمنوں اور تحریکوں کے بانیوں اور کارکنوں سے اپیل کرتا۔ مگر جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ قوم جو اپنی بعثت کی غرض ہی **اشاعت و حفاظت اسلام** رکھتی ہے اور اعلان کرتی ہے۔ اس بات سے غافل ہے تو کسی اور کو کیا کہا جاوے۔

مسلمانوں میں دینوی بیداری کی روح پیدا کرنے والے اگر اپنے ہی نکتہ **خیال** سے ان قوموں کو دیکھتے تو انہیں آج سے بہت عرصہ پہلے اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے تھا اور ان ہزار اور لاکھوں کی تعداد میں خانہ بدوش پھرنے والے مسلمانوں کے گروہ کو ایک کارآمد گروہ بنانیکی فکر کرنی ضروری تھی مگر یہ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ ایک **مفید** اور **ضروری تحریک** کو **مسلمان اخبارات**۔ نان احمدی اخبارات بھی جو خالص مذہبی پرچے کہلانیکے مدعی ہیں۔ باوجود دیکھ انہیں متوجہ کیا گیا۔ چوں تک نہیں کرتے۔ اور ان کے کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ اس قسم کی بے حسی اگر خدا ہی کا فضل ہو تو مسلمانوں کے لئے سخت نحوست کا باعث ہوگی۔

اسلامی اخبارات اور دوسرے احمدی اخبارات اس فروگذاشت کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کہ کیوں وہ اپنے **اخبارات** کے ذریعہ اس تحریک کو عام کرنے کے لئے قدم نہیں اُٹھاتے۔ کہ ان **خانہ بدوش اقوام** کو مسلمان اور **مفید مسلمان** بنانیکے لئے کوشش کیجاوے اگر اس مضمون کے بعد بھی وہ **خاموش** ہیں تو یقیناً

یاد رکھیں کہ وہ عند اللہ قابل الزام اور زیر حجت ہیں۔

انڈیا میں دوسری قوموں کے اندر جو بیداری کی روح کام کر رہی ہے اس سے سبق لو۔ اور اس موقع کو ہاتھ سے نہ دو۔

میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ ایک طرف آریہ لوگ شدھی کے لئے زبردست کوشش کر رہے ہیں اور انہوں نے ہزاروں ایسے آدمیوں کو جو ہماری ہی غفلت کیوجہ سے مسلمان کہلاکر بھی اسلام سے واقف نہ تھے۔ اسلام سے نکال لیا ہے دوسری طرف انہوں نے ان قوموں کو جو **ذلیل اقوام** سمجھی جاتی ہیں۔ اُٹھاکر عظمت کے پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا ہے اور اس طرح اس خطرہ سے (جو ان کے عیسائی یا مسلمان بننے کا تھا) انہیں نکال لیا مگر ہم ہیں کہ **مست** خواب گراں ہیں۔ اور اب جو خطرناک منصوبہ اور فتنہ آریہ سماج میں نئی تحریک **کھان پین** کے ذریعہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس کے نتائج پر بھی غور کرنا چاہئے یہ داستان نہایت دردناک اور پر غم ہے۔ ان آفتوں کا جو اسلام کی جمیعت کو کم کرنے کے لئے مختلف اہل مذاہب کی طرف سے آرہی ہیں پہلے ہی کمی نہ تھی۔ کہ **دجالی فتنہ** نے ایک نئی صورت اختیار کی ہے اور یہ نہایت خطرناک ہے

جنرل بوتھ مکتی فوج کا لیڈر ہے۔ اور **مکتی فوج** یعنے عیسائی درویشوں کی جماعت دنیا کے تمام حصص میں پھیلی ہوئی ہے۔ اب اس شخص نے ایک نئی کوشش مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کی ہے اس نے **لارڈ مورلے** وزیر ہند سے ملاقات کرکے ہندوستان میں جرایم پیشہ اقوام کی اصلاح کی سکیم پیش کی ہے۔ اور لارڈ مورلے نے اس سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے وہ تجویز یہ ہے کہ **پنجاب کی بار** میں گورنمنٹ مکتی فوج کے افسروں کو مختلف حصص میں اراضیات دے۔ جہاں وہ ان قوموں کو آباد کریں گے۔ اور ان میں کاشتکاری کے کام کو رواج دیکر جرائم سے بچائیں گے۔

یہ جرایم پیشہ اقوام بدقسمتی سے مسلمان ہیں یعنی بہلا وارہ وغیرہ ہیں اس مقصد کے لئے انہوں نے کچھ زمین لیکر کام شروع بھی کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جرائم پیشہ اقوام میں اب جرائم کی پہلے سے بہت کمی ہو گئی ہے۔ اور فوجداری مقدمات اور جیلخانجات کی رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے کہ اب جرائم زیادہ دوسری زمیندار قوموں میں ہو رہے ہیں۔ اور سزاؤں کی مار نے ان قوموں کو محنتی بنا دیا ہے۔ اسلئے مکتی فوج کو ان بدنام قوموں کی اصلاح میں جلدی کامیابی کا یقین ہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا مکتی فوج کے آفیسروں کی کوششیں انکو جرایم پیشہ کی فہرستوں سے خارج کرائیں گی۔ اور زمینوں کے عطیے اور دوسری مہربانیاں اور بھی زیر بار احسان کریں گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ آسانی کے ساتھ

مسیح کی بھیڑوں میں داخل ہو جائینگے۔

اس حالت کا اندازہ کر کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے

کہ ایک وہ وقت تہا۔ کہ جب ایک شخص مرتد ہوجاے توگویا قیامت آجاتی۔ مگر اب ہزاروں اور لاکھوں کو مرتد بنانے کی تجویزیں ہورہی ہیں۔

اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن مجید وعدہ دیتا ہے کہ اگر ایک مرتد ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسکے بدلے ایک جماعت لے آتا ہے۔ مگر یہ بڑی نادانی ہوگی اگر ہم اس طریق سے مسلمانوں کو بڑہانے کی کوشش کریں۔ اور اس امید پر لوگوں کو مرتد ہونیکا موقع دیں۔ یہ خطرہ جو کمنی فوج کی اس تجویز سے پیدا ہوا ہے مسلمانوں کے لئے نہایت قابل غور ہے۔ اور اگر اس پر غور نہ کیا گیا۔ تو مسلمان ۳۰ لاکھہ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے عیسائی بنانے میں مدد دیں گے۔ اسواسطے ضرورت ہے کہ ابھی سے اس کے انسداد کے لئے انتظام کیا جائے۔ گورنمنٹ جس حال میں عیسائیوں کو جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے قطعات اراضی دینے پر آمادہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اگر مسلمان اسکے متعلق کارروائی کرنیکا ارادہ کریں تو گورنمنٹ کیوں مدد دینے کو تیار نہ ہوگی۔ پس میں ان لوگوں کو جن کے دل وجگر میں اس بات کا درد ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے اس سکیم کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور گورنمنٹ سے اراضی لیکر ان قوموں کو آباد کرنیکا انتظام کریں۔

گورنمنٹ ضرور مسلمانوں کی مجموعی درخواست پر نوٹس لیگی۔ اور مسلمان اسطرح اپنے ہم قوم گرے ہوئے بہائیوں کو اُٹھانیمیں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اس نیک کام میں انہیں مدد دیگا اور ایسا ہی ان خانہ بدوش اقوام میں اسلام کے ارکان کی تلقین، کے کام کو شروع کرنا چاہیئے۔ میری سمجھ میں انجمن احمدیہ کو گورنمنٹ میں ایسی درخواست پیش کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اشاعت وحفاظت اسلام اسکا خاص اور اصل کام ہے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں سے ہی اس کام کو لے۔ بہر حال یہ ضروری امر ہے اور اسکو سرسری نظر سے دیکھنا سخت غلطی ہوگی۔ میں تمام مسلمان اخبارات سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو اپنے

اخبارات میں شایع کریں اور توجہ دلائیں ۔ اور جسقدر جلد ممکن ہو اس تجویز کو عملی رنگ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(وباللہ التوفیق)

صدر انجمن کا سالانہ بجٹ

گذشتہ اشاعت میں بجٹ پر غور کرنے کیلئے ایک تمہیدی نوٹ شایع کیا گیا تہا۔ اور وعدہ کیا تہا کہ بجٹ کے شایع ہونے پر کچھہ اور بہی لکھا جاویگا۔ چونکہ بجٹ شایع ہوگیا ہے۔ میں اس کے متعلق چند غور طلب امور احمدی انجمنوں کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ ان معاملات پر غور کرنیکے بعد میری رائے کو قابل تسلیم یقین کریں تو وہ اپنی انجمنوں میں ان کے متعلق مناسب فیصلہ کریں اور اگر اس رائے کو کمزور اور سقیم خیال کریں تو چھوڑ دیں بہر حال میں نے اپنی سمجھ کے موافق اس پر رائے زنی کی ہے۔

رپورٹ بجٹ پر نوٹ جیسا کہ میں نے اپنے گذشتہ نوٹ میں ظاہر کیا تہا۔ خوشی کی بات ہے کہ بجٹ کے ساتھہ امسال اس رپورٹ کو بھی شایع کردیا گیا ہے جو بجٹ کے متعلق بعض ضروری تبدیلیوں کا علم دیتی ہے اور اس رپورٹ میں ایک امر نہایت ہی تسلی بخش اور قابل قدر ہے کہ آئندہ **صنعتی شاخ** کی تجویز کو اختیار کرلیا گیا ہے۔ الحکم کے ناظرین اس کو بہول نہیں سکتے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ یہ تحریک الحکم میں کی گئی تہی۔ اور زبانی بہی بعض بزرگان قوم سے اس مسئلہ پر بارہا گفتگو کی کہ مدرسہ کیساتھ ایک **صنعتی شاخ** کی از بس ضرورت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو محسوس کرلیا گیا۔ اور اب اُمید کرنی چاہیئے۔ کہ ۱۹۱۱ء میں یہ **شاخ** خدا کے فضل سے کامیابی کیساتھ چل نکلے گی۔ اس سلسلے میں قوم کے پیشہ ور افراد لوہار۔ ترکھان (بڑہی) وغیرہ زیادہ مدد دیسکیں گے اور اپنے لڑکوں کو اس طرح انہیں قادیان رکہنے کا ایک اچہا موقع مل سکیگا۔ باقی تبدیلیوں کے متعلق جو نوٹ دیئے گئے ہیں۔ وہ انتظامی حیثیت سے قابل تسلیم اور ضروری ہیں اسلئے اس حصہ کو چہوڑکر بجٹ کی بعض مدات کے متعلق ضروریًا غور طلب حصہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے اس پر پوری توجہ ہوگی۔

آمد

(ا) آمد کے بجٹ میں صیغہ تعلیم کی بعض مدات میں گذشتہ سال کے تجربہ آمد کی بناپر اضافہ نہیں کیا گیا۔ ان میں سے ایک **عید فنڈ** ہے گذشتہ سال اس مد سے دوہزار روپیہ کی رقم کا اندازہ کیا گیا تہا جس میں سے صرف پندرہ سو تہتر روپیہ وصول ہوئے۔ حالانکہ اسقدر رقم ایک ہی عید پر آنی چاہیئے۔ یہ افسوس ناک امر ہے اور قوم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر بالالتزام دوہزار آدمی بہی ایک عید پر چندہ دیں تو چار ہزار روپیہ کی سالانہ آمدنی ہونی چاہیئے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کو اس معاملہ میں پہلے سے زیادہ مستعدی اور ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ اور چونکہ عید الفطر آنے والی ہے اسلئے ابھی سے وہ ایسی تحریک میں لگے رہیں تاکہ پہلی عید پر ہی دوہزار روپیہ چندہ ہوجائے۔ کل انجمنوں کی تعداد میرا خیال ہے ایک سو سے کسی صورت میں کم نہیں ہے۔ بعض انجمنیں اس موقعہ پر معقول چندہ جمع کرتی ہیں۔ تاہم بالاوسط اگر ہر ایک انجمن بیس روپیہ بھی دے دوہزار روپیہ ایک عید پر جمع ہوسکتا ہے امید ہونی چاہیئے کہ آئندہ اس پر توجہ ہوگی۔

(ب) اشاعت اسلام کی مد میں گذشتہ سال چودہ ہزار چہہ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا تہا۔ اور سال آئندہ کے لئے۔ جسکا بجٹ شایع کیا گیا ہے۔ صرف چودہ ہزار روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سال گذشتہ کی کمی آمدنی یعنے چودہ ہزار چہہ کی بجائے صرف چہہ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ کی آمد کا ہونا اس امر پر مجبور

دیش اپکارک اوشدھالیہ کی چند دیگر ادویات کی مختصر فہرست

ہمارے ہاں ادویات کا اتنا ذخیرہ ہے کہ ہر ایک مرض کے واسطے کئی کئی ادویات ہمیشہ تیار رہتی ہیں۔ اور امرت دھارا کی تعریف کیساتھ ان کا مفصل ذکر کیا جاوے تو اشتہار کا حجم بہت ہی بڑھ جاتا ہے اس واسطے چیدہ چیدہ مشہور ادویات کے نام انکے مختصر اوصاف اور قیمتیں لکھی جاتی ہیں ایک علیحدہ فہرست لکھی جا رہی ہے جسمیں دیش اپکارک اوشدھالیہ کی کل ادویات ان کے اوصاف اور سارٹیفکیٹ مفصل دیئے جاویں گے۔ انکے ساتھ ہی ہر ایک قسم کی علیحدہ فہرست چھاپنے کا انتظام ہو رہا ہے مثلاً عورتوں کے متعلق ادویات کی علیحدہ فہرست مردوں کے متعلق ادویات کی علیحدہ فہرست۔ عام بیماریوں کی ادویات کی علیحدہ فہرست شوقینوں کی ادویات کی علیحدہ فہرست خوشبوئی وغیرہ کیواسطے علیحدہ فہرست چنانچہ امرت دھارا کے اوصاف کی علیحدہ فہرست چھپ کر تیار ہے۔ ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر بھیجی جاتی ہے۔ نیز مردوں کے متعلق ادویات کی ایک علیحدہ فہرست تیار ہو چکی ہے اسکا نام رسالہ امراض مخصوصہ مردان ہے اسکے دو حصے ہیں حصہ اول میں مردوں کی امراض کے اسباب۔ علامات وغیرہ مفصل درج ہیں جسکو پڑھتے ہی وہ وہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں کہ جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں ہمبستری وغیرہ کے سب اصول بتائے گئے ہیں حصہ دوم میں ادویات کے کھانے کے طریقے۔ اصول علاج۔ جائز ناجائز و ممنوع مردوں کے واسطے مخصوص ادویات کی فہرست ہے ان دونوں رسالوں کو دو پیسہ کا ٹکٹ بھیجکر ہر شخص منگوا سکتا ہے۔ اگر رسالہ امرت کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجا ہے تو دو پیسہ کا زائد ٹکٹ بھیجنے کی ضرورت نہیں نکلنے پر دو رسالے بھیج دیاویں گے ٭

[illegible] [illegible] کے اندر اندر اثر دوائی کا [illegible] کو [illegible] ہوتا ہے جس سے لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں آزمائیں قیمت دس روپے (عہ) غلط ثابت ہو تو قیمت واپس ٭

اکسیر دھارا اسکی ایک پڑیہ کے کھلانے ہی چاہے کیسی ہی پیچش۔ اسہال۔ سنگرہنی وغیرہ جاری ہوں آرام شروع ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ نمونہ ۲

اکسیر بدن گلے اور چھاتی کی کل امراض سے اور سپدق کو مفید ہے کھانسی۔ دمہ کو مجرب ہے کمزور بچوں کو طاقت ور بنا کر [illegible] کو جسیم کرتا ہے قیمت عہ

درد شکن اسکی ایک ہی پڑیہ کے استعمال سے خواہ کسی قسم کا عضلاتی و اعصابی درد ہو جاتا رہتا ہے۔ سر درد جوڑوں کا درد یا کمر۔ گھٹنہ۔ ران۔ یا دو کسی بھی جگہ کا درد ہو دس منٹ میں آرام۔ درد مزمن ہو تو چند دن استعمال کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ پہلی پڑیہ سے ہی آرام ہو جاتا ہے ٭ قیمت عہ نمونہ ۲

[illegible] ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ بدوں جراحی اس کا علاج نہیں ہے ہمارے پاس ایک تیل ہے اور ایک دوائی ہے جس کے لگانے سے اور کھانے سے بہت جلد آرام آجاتا ہے قیمت دس روپے (عہ)

[illegible] دوائی بیماراں نے [illegible] جیسی سخت مرض ہو ۴۰ دن کے اندر خدا کے فضل سے جاتی رہتی ہے چاہے ڈاکٹر جواب دے چکے ہوں قیمت (عہ)

[illegible] اگر بالکل مرنے کے قریب ہو [illegible] ہو گیا ہو تو اس دوائی سے [illegible] تولہ [illegible] قیمت (عہ)

چند اکسیر ادویات

عرق بخار بخار کسی قسم کا ہو۔ روزانہ دائمی دن میں دو بار آنے والا تپ یا چوتھیا۔ تلی وغیرہ کا سب تین دن کے اندر جاتے رہتے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸) خوراک تین دن ٭

برہمی رسائن حافظ کیواسطے اس سے بڑھکر کوئی دوائی نہیں ہے ضعیف دماغ لسیان۔ درد سر و دیگر امراض مثلاً بیماری، امراض جیسے حرارت جریان وغیرہ کو مفید ہے بعض کشتہ سے چند دنوں میں دماغ روشن ہو جاتا ہے آواز صاف ہوتی ہے راگ و شاعری اس سے بہت جلد آتی ہے۔ قیمت (عہ)

مومیائی خاص ہمارے ہاں مومیائی یعنی سلاجیت نمبر اول قسم کی ہے معمولی مومیائی تولہ مومیائی اصل اصلی ایک روپیہ آٹھ آنے فی تولہ۔ [illegible] بیس روپے تولہ اسکی تعریف زبان زد خلائق ہے۔ مدن کو طاقتور بنانے کا [illegible] خون صالح پیدا کرنے امراض جگر کے دور کرنے۔ کھانسی۔ زکام وغیرہ کو ہٹانے کے واسطے مشہور ہے بعد فراغت کھانے سے تمام کمزوری دور ہوتی ہے ٭

موکلہ جسم پر جو سوکھے نکل آتے ہیں کیسے بد زیب معلوم ہوتے ہیں۔ بدوں تکلیف دور ہوتے ہیں۔ قیمت (عہ)

خط و کتابت کا پتہ **امرت دھارا لاہور**

گولی بخار مندرجہ بالا اوصاف ہیں ایک گولی صبح دوپہر و شام کو کھلائی جاتی ہے اس سے ایک آدھ دن کبھی زیادہ بھی لگ جاتا ہے۔ قیمت گولی آٹھ آنے (۸)

بچوں کو کھلانے کی دوائی بچوں کے سوکھے کی دوائی یہ عجیب حیرت میں ڈالنے والی دوائی ہے کہ ریل جاتی ہے کہ سے چھوٹے چھوٹے کرم نکلتے ہیں وہی مرض کا اصل سبب ہوتے ہیں بس اس کے بعد دن بدن پھولنا شروع ہوتا ہے جن کی اولاد مرض سوکھا یا سوکھیا سان سے ضائع ہوتی رہتی ہے۔ ایشور کی کرپا سے بچ جاتی ہے قیمت [illegible] سے غربا و عوام سے [illegible] اور غریبوں کو مفت ٭

فتق کی دوائی [illegible] فتق ہر قسم اور آنت اترنا اسکی بدولت جاتا رہتا ہے تل کی چوٹ اور تل اترنا ایسے ہی ان میں آرام آجاتا ہے لا علاج جسکو کہا جاتا ہے گویا اسکا علاج ہے ۲۰ گولی [illegible]

سفوف گھی دودھ ہضم اس سفوف کو ایک خاص طریقے سے معمولی خوراک کی چیز سے تیار کیا جاتا ہے دودھ گھی دن بدن زیادہ ہضم ہوتا ہے اور دس دن کھانے سے وہ طاقت آتی ہے کہ جو ضبط نہیں ہو سکتی قیمت دس تولہ پانچ روپے (عہ) رسالہ امراض مخصوصہ مردان کی یہ اکسیر ہے ٭

نامردی جس سے نیا مال ہے لگر باقاعدہ علاج کیا جاوے تو بہت جلد آرام ہوتا ہے رسالہ امراض مخصوصہ مردان منگا کر اس کے اندر کی فہرست پُر کر کے بھیج دیجئے ٭

اکسیر ہاضمہ آجکل ہاضمہ لوگوں کا بہت خراب ہوتا ہے۔ ۵ فیصدی [illegible] ہاضمہ کی خرابی سے بیمار ہیں ۳۰ گولی عہ

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنیئے کہ روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور حضور شہنشاہ انگلستان کے معزز عہدہ دار وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر بوڑھے کو جوان بنا دیتی ہے اور خون صالح اور حرارت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ آندھیاں اور کبھی بارش تو کبھی برف ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے والے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے انگریزوں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز اس مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت تواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح حیات کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے بالعموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن ... موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعضاء کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری۔ بے رونقی وغیرہ دور ہو کر مخزونہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن و اکسیر ... شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ) +

یہ دو نو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی
فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دواء کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجیے۔ اس دواء میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اس کی ۲ بار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے +

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک ۔ دو شیشی ۸ر
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک ۔ دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایکمرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴) محصولڈاک ایک سے ۶ تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۲ر

المشتہر۔ ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری معجونوں کی طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں! دل آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دھوکا ہے تو ہی انصاف سے کہیے متعلق امراض مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ تولید تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ یکہ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ایک روپیہ عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یا امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھاویں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ و اسکو پائیں قیمت ۲ ماشہ دو روپیہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ
بلب گڈھ ضلع ...

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ... ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

ٹبنگ مندرجہ ذیل روئداد بغرض اشاعت الحکم بھیجتے ہیں جسکو میں خوشی سے درج کرتا ہوں۔

۲۳- جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو ٹبنگ (تبت) میں ایک عظیم الشان جلسہ گورنمنٹ والنیٹرز اور دوسرے معززین اور عام لوگوں کا منعقد ہوا تاکہ پنڈت مگھر مل صاحب پلیڈر گورداسپور کو رائے صاحب کے عطائے خطاب کی تقریب پر مبارکباد دیں۔ اور گورنمنٹ کا شکریہ ادا کریں۔

اس جلسہ کے پریسیڈنٹ صوبیدار صاحب ڈونگر سنگھ صاحب رادت ۱۲۰- راجپوتانہ انفنٹری رانچارج آفیسر کمانڈنگ تھے) جلسہ میں مندرجہ ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے۔

(۱) قرار پایا کہ واجب الاحترام رائے صاحب پنڈت مگھر مل صاحب کو اس خطاب "رائے صاحب" کے عطا ہونے پر مبارکباد کا تار دیا جاوے۔

(۲) قرار پایا کہ بحضور وائسرائے گورنر جنرل انڈیا ہنر آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب اور جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی خدمتیں دلی شکر گذاری اور قلبی مسرت کے تار روانہ کئے جاویں

(۳) ٹریبون۔ اخبار عام۔ پیسہ اخبار۔ ابزرور الحکم۔ بنگالی۔ سٹیٹسمین۔ سول ملٹری گزٹ لاہور در پنجابی میں اس روئداد کی نقل بغرض اشاعت بھیجی جاوے

حضرت قبلہ میر ناصر نواب صاحب ۲۲- اکتوبر کو حیدرآباد دکن کا دورہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم فرما کر بمبئی کیطرف روانہ ہو چکے ہیں وہاں سے کراچی۔ حیدرآباد سندھ۔ کوئٹہ۔ ملتان وغیرہ ہو کر قادیان پہنچینگے

اس اطلاع کو اخبار میں بہت جلد شائع فرما دیجئے تاکہ وہاں کے احمدی احباب مطلع ہو جائیں اور پہلے سے تیار رہیں۔ حسب الارشاد یہ کارڈ تحریر کرتا ہوں دارالامان کے تمام احباب کو حضرت السلام وعلیکم فرماتے ہیں۔

فضل احمد

کتاب طب روحانی

اس کتاب میں جسمانی امراض کا علاج بذریعہ عمل الترب یا علم توجہ یا مسمریزم کے بہت مشرح مندرج ہے۔ عبارت اس کی آسان اُردو ہے اور ادنیٰ استعداد والا بھی اس کتاب کو پڑھکر بیماروں کا علاج کر سکتا ہے جہانتک ہو سکا ہے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی گئی تاکہ عام لوگ جو اس کا شوق کریں اس علم کو سیکھیں اور فائدہ اُٹھا دیں اور بیماروں کا علاج کرکے ثواب حاصل کریں۔ پھر بھی اگر کوئی صاحب اس کتاب کے متعلق کوئی بات پوچھنا چاہیں اور اپنے معلومات کو بڑھانا پسند کریں یا اول اول تجربہ کرنا چاہیں تو راقم سے خط و کتابت کریں۔ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ عہ اور محصول دو آنے ہے۔ راقم سے طلب فرما دیں

پیر مظہر حق احمد از مقام قادیان ضلع گورداسپور

الحکم اور اسکے ناظرین

الحکم کے متعلق جو سرکلر بیشتر احباب کو بھیجی گئی ہے اس کا جواب بعض مخلص احباب نے نہایت قابل قدر دیا ہے اور میرے لئے وہ ہر طرح حوصلہ افزا اور تسلی بخش ہے۔ اگرچہ ایسے مخلص دوستوں کی تعداد بہت ہی قلیل کیوں نہ ہو خدا کا شکر ہے کہ ان مخلصین میں زیادہ تر وہ لوگ شامل ہیں جن پر دولتمند کا اطلاق نہیں ہو سکتا بلکہ غربا کا لفظ آسانی کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔ خوشی کا موجب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ غریبوں سے دین شروع ہوا اور اُن کی طرف ہی عود کریگا۔ میں ایسے احباب کا نام لیکر انکا ذکر کرتا اور اُن کے دردناک خطوط چھاپ دیتا۔ مگر میں اسکو محض ایک فضول امر سمجھتا ہوں۔ اُنھوں نے جسقدر ہمدردی کا اظہار کیا ہے محض اخلاص سے کیا ہے نہ اس لئے کہ الحکم ان کی تشہیر کا ذریعہ ہو۔ مجھے ایسے سرپرستوں پر فخر ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے ایسے قدردان ملے ہیں گو اُن کی تعداد تھوڑی ہے

وقلیل من عبادی الشکور

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے تو اور کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔

ناوان اور ناعاقبت اندیش مخالف الحکم کی بعض بے ترتیب اشاعتوں یا معزز ہمعصر بدر کے ایک مہینے کی رخصت پر نکتہ چینی کرتے اور خوش ہوتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے وہ آئے دن خود اپیلیں شائع کرتے رہے ہیں۔ الحکم جیسا کہ اپنے سرکلر لیٹر میں ظاہر کر چکا ہے آئندہ الحکم کے متعلق قطعاً کوئی اپیل انشاء اللہ العزیز شائع نہیں کریگا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے یہ اعلان کرنے کا حوصلہ کرتا ہے کہ الحکم اپنا کام جو اس کے زیر نظر ہے انشاء اللہ العزیز استقلال سے کرتا رہیگا۔

وہ جن امور کو اسلام اور اہل اسلام کے لئے اپنی سمجھ میں مفید سمجھیگا اُنکے پیش کرنے میں اسے کبھی بھی تامل نہیں ہوگا خواہ اسے کوئی پسند کرے یا ناپسند برا منائے یا اس کی تائید۔

اس کی نظر مدح و ذم پر نہ ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز وقت آجائیگا کہ ان باتوں کی قدر ہوگی اور انھیں ضرورت وقت کے تحت میں داخل کیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق

لاہور میں احمدی لیکچر

لاہور میں ۸- اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کی شام کو

محمڈن حال میں زیر صدارت شیخ امیر علی صاحب ایم۔ اے جج عدالت خفیفہ لاہور۔ مولوی عطاء الرحمن صاحب ایم۔ اے۔ احمدی پروفیسر گورنمنٹ کالج راجشاہی (ڈھاکہ) کا لیکچر انگریزی زبان میں اسلام اور زمانہ حال کے عنوان سے نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے ہوا۔ مولوی عطاء الرحمن صاحب نہایت فصیح اور بے تکلف انگریزی بولنے والے احمدی نوجوان ہیں۔ انگریزی قابلیت کے ساتھ وہ دینیات اسلام اور فلسفہ اسلام سے دلچسپی اور پوری واقفیت رکھتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کے وجود پر سلسلہ عالیہ

احمدیہ خدا کا شکر کرتا ہے ہمارا امان میں بھی اُن کے دو تین لیکچر ہوئے۔ لاہور سے مفصل رپورٹ ابھی موصول نہیں ہوئی۔ مگر لاہور کے نامور روزانہ پیسہ اخبار میں جو مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ نے کل میں شائع کیا ہے وہ طمانیت بخش ہے۔ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ سارا ہال شائقین سے پُر ہو گیا تھا۔ لیکچرار کی طرز ادا نہایت قابل تعریف رہی۔ دور بیٹھنے والوں کو بھی آواز نہ پہنچنے کی شکایت پیدا نہیں ہوئی غرض مولوی عطاء الرحمٰن صاحب کا لیکچر نہایت قابلیت سے ہوا۔ اور وہ لاہور کے لئے خدا کے فضل سے اُمید ہے موثر ثابت ہوگا۔ کیونکہ تعلیم یافتہ اصحاب موجود تھے۔ میں شیخ امیر علی صاحب ایم۔ اے کا بھی شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے ایک احمدی جلسہ کی صدارت اختیار کر کے اپنی فراخدلی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا۔ اگر مسلمان ضرورت زمانہ سے خبردار آگاہ ہو جائیں جس کی اب اُمید ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا بعید کہ اسلام کے دن پھر آئیں خدا ایسا ہی کرے۔

حافظ عبدالرحمٰن سیاح کی وفات

حافظ عبدالرحمٰن سیاح نے لاہور میں یکایک وفات پائی۔ حافظ صاحب کتاب الصرف وغیرہ چند کتب کے مولف ہیں مصر اور بلاد اسلامیہ میں اُنھوں نے ایک لمبا سفر کیا۔ بالآخر انگلستان بھی گئے اور ۲۷ و ۲۸-اکتوبر کی درمیانی شب کو اُنھوں نے یکایک انتقال فرمایا۔ حافظ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے خصوصیت سے ممنون احسان تھے اور سفر مصر میں حضرت نے اُنھیں ہر طرح مدد دی۔ مگر حافظ صاحب سلسلہ حقہ سے عناد رکھتے تھے۔ ان کی یہ بیکسی کی موت عبرتناک ہے ان کا معاملہ اب خدا سے ہے وہ جس طرح چاہے ان سے معاملہ کرے۔

اُنھوں نے صرف ایک یا دو لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ اسوقت تک کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے کتب خانے کے ساتھ کیا سلوک ہو۔

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں قرآن مجید کا ۳۰ واں پارہ بھی شائع کرنے کے قابل ہو گیا۔ اس سلسلہ ترجمۃ القرآن میں آخری سات پارہ شائع ہو گئے ہیں اور اب پندرہواں پارہ مطبع میں جا رہا ہے۔

قرآن مجید کی ترجمہ وار تفسیر کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لئے اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے مالوں کو اس راہ میں خرچ کریں اور اس اشاعت کے کام میں مدد دیں۔

ساتوں پارہ سات روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے ہدیہ ہوتے ہیں جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے مکمل دس دس جلدیں لیں اُنھیں پانچ روپیہ پر دیدئے جاوینگے۔ جو لوگ ایک ایک پارہ نہیں لینا چاہتے تھے اور پانچ پانچ چھ چھ پارے لینا چاہتے تھے اُن کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ سات پارے اکٹھے لے لیں۔

اسلامی مبلغین کی جماعت

الحکم کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ کانپور کے مدرسہ الٰہیات کے سکرٹری صاحب کی چٹھی مندرجہ حاشیہ عنوان سے چھاپ دی گئی ہے اِس میں شک نہیں کہ اسلامی مبلغین کی جماعت کی اسوقت ایک اہم ضرورت ہے اور اس جماعت کے پورا کرنے کے لئے قدم اُٹھانا نہایت مبارک اور اسلام کے شاندار مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن جیسا یہ معاملہ ضروری ہے اُسیقدر نہایت اہم اور غور طلب ہے۔ ندوۃ العلما الگ اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت طیار کرنے کی فکر کر رہا ہے اور ہدایت اسلام الگ کوئی انتظام کر چکی ہے۔ اسی طرح سے اب یہ آواز کانپور سے اُٹھی ہے۔ کاش مسلمان

اعتصام بحبل اللہ

کی ضرورت کو محسوس کرتے اور جو کام اسوقت بوجہ تقسیم طاقت کے ادھوری حالت میں ہو رہا ہے وہ تقسیم محنت کے اصول پر زیادہ مضبوطی سے ہو سکتا۔ ہیں سردست اس کے متعلق اور کچھ کہنا نہیں چاہتا بجز اس کے کہ کانپور کے مدرسہ الٰہیات کی یہ کوشش قابل قدر و مبارک ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اِس مقدس کام کے لئے ناظمان مدرسہ کے معین ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت پیدا کرے۔

شحنۂ ہند سے ضمانت

میرٹھ کے اخبار شحنۂ ہند سے دو ہزار کی ضمانت گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے طلب کی ہے شحنۂ ہند کے ایڈیٹر مجدد السنہ مشرقیہ نے گورنمنٹ کے خلاف تو کبھی کچھ نہیں لکھا۔ اِس کا ہندو اخبارات کو بھی اعتراف ہے۔ مسافر آگرہ کے کسی جواب کو سخت بنایا جاتا ہے۔ اب زمانہ پھونک پھونک کر قدم رکھنے کا ہے۔ مجدد صاحب کا ضمیمہ جو ہمارے سلسلہ کے خلاف شائع کیا جاتا تھا اگر اب جاری ہوتا تو بھی یقیناً السنہ مشرقیہ کے مجدد کو ضمانت داخل کرنی پڑتی۔ ان کے قلم میں تیزی کے ساتھ تہذیب کی اسیقدر رعایت کی ضرورت ہے تاہم اِس میں شک نہیں کہ صوبہ جات متحدہ کی گورنمنٹ اگر اُنھیں موقعہ دیتی کہ وہ آئندہ محتاط رہیں تو اسکی فیاضی میں داخل ہوتا لیکن مشکل تو یہ ہے کہ

گورنمنٹ ہی اپنے فرض اور مشکلات کا بخوبی اندازہ کر سکتی ہے

ہمیں گورنمنٹ کے انصاف پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ ایڈیٹر صاحبان اگر اپنے رفتار قلم کی اصلاح کریں تو کیا تعجب ہے کہ یہ قانون قابل ترمیم ہو جاوے مگر افسوس تو یہ ہے کہ ہم آپ اِس کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر بشارت احمد کا معاملہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے متعلق کُل واقعات تفصیل کیساتھ درج ہو چکے ہیں اس

ہمراہ اُسی بنگلہ میں رہا تھا۔ ڈاکٹر بشارت احمد اور بھنگی کو ایکساتھ ہتھکڑی لگاکر اُسی شام سرگودہ پہنچا گیا۔ سب ڈویژنل افسر اور سول سرجن بھی اُسی شام سلانوالی سے چلے گئے۔ وطن کو اطلاع ملی تھی کہ بمقام سلانوالی بیس ہزار روپیہ تک کی ضمانت پیش ہوئی مگر پنجابی کا بیان ہے کہ ۲۵ ہزار تک ضمانت پیش کی گئی۔ مگر سب ڈویژنل افسر نے نہ لی اسی اخبار کا بیان ہے کہ دوسرے دن ۱۷ ستمبر کو بدنصیب ڈاکٹر سرگودہ کے بازوں میں سے عدالت پہنچایا گیا۔ اور کچہری کے برآمدہ میں دونوں کو اسی ہیئت میں بٹھا رکھا گیا۔ اور پھر حکم ہوا کہ ... پیدل شاہپور جیل میں لیجایا جائے جو وہاں سے ۲۰ میل ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شنبہ کو چلکر اتوار کی سہ پہر کو وہاں پہنچے۔ سوموار کی صبح کو حکم کی نقل کی درخواست ... واپس کردی گئی۔ اور زبانی کہا گیا کہ مسل ... سو ... یہ حکم ایسے زمانہ میں صادر ہوا کہ سشن جج ... اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سکیسر تھے۔ جہاں بار ... جدوجہد وکیل ۱۹ سے پہلے نہ پہونچ سکا اسی دن مسل بھی پہونچگئی اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایکہزار روپیہ کی ضمانت پر رہائی کا حکمدیا۔ مگر یہ حکم چونکہ ۲۰ سے پہلے شاہپور نہ پہونچ سکا۔ اسلئے ڈاکٹر سنگل کے دن رہا ہوا۔

حوالات میں دیئے جانیکے علاوہ صاحب سول سرجن جو پاس ہی موجود تھے ڈاکٹر بشارت احمد کو معطل بھی کردیا چنانچہ اس معطلی کا ذکر مسٹر فلبی فیصلہ میں کرتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ مقدمہ دوبارہ ۱۹ ستمبر کو پیش ہوا۔ اور اُسی دن اسسٹنٹ سرجن کا بیان مکرر ہوا لیکن غالباً سول سرجن کی تحریک پر صاحب انسپکٹر جنرل بہادر شفاخانجات نے بشارت احمد کی معطلی کا حکم ۱۵ ستمبر کو ہی صادر کردیا تھا۔

مسٹر فلبی فیصلہ میں لکھتے ہیں کہ بشارت احمد اور کرم الدین جرم زیر دفعہ ۱۹۳ سے (جھوٹی گواہی دینا) کے مرتکب ہوئے ہیں لہذا میں زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ ضابطہ فوجداری حوالات میں کرکے ان کو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اگر صاحب ممدوح مقدمہ کی خود ہی تجویز فرمائیں تو بہت مناسب ہوگا تاکہ کسی کو حرف زنی کرنیکا موقع نہ ملے۔ وجوہ یہ درج ہیں۔ سول سرجن تلی کا وزن ۱۱ اونس بتاتا ہے۔ اور بشارت احمد ۳ اونس۔ سول سرجن کسی شگاف کا ہونا بیان کرتا ہے۔ اور بشارت احمد نے دو شگاف بتائے بائٹ رکھنے کے کرم الدین و بشارت احمد کا اختلاف پیدا ہوئے کے وزن کے متعلق اختلاف۔ دس سالہ اسسٹنٹ سرجن ایسے افسر کو حوالات میں کردینا جہاں بڑے کبیں تھے اسکو ہتھکڑی لگوانا معقول سے معقول ضمانت سے انکار کردینا بازاروں میں پھرایا جانا برآمدہ میں بٹھایا جانا۔ پیدل جانیکا حکم دیا جانا وغیرہ وغیرہ حیرت افزا و رنجدہ امور سے قطع نظر اس تمام کارروائی میں جو صریح بلحاظ ضابطہ غلطیاں اور اہم قانونی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہ اعلیٰ حکام اور خاصکر سر لوئیس ڈین بچشم زدن میں واضح ہوگئی ہونگی تاہم آگاہی عام کیلئے اس موقعہ پر یہ درج کردینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ کوئی عدالت زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ کسی شخص کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ قایم نہیں کرسکتی جب تک کہ اصل مقدمہ کا آخری تصفیہ نہ ہوگیا ہو۔ دیکھو ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۶۷۔ مدراس ہائیکورٹ رولنگ جلد اول صفحہ ۳۰۔ اس اصول کو بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہو کہ دیوانی مقدمات میں بھی اس کی تعمیل ضروری سمجھی گئی ہے جیساکہ بمبئی لا رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۷۲۵ سے ظاہر ہو رہا ہے نیز فیصلجات سے پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحہ ۵۔ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۔ الہ آباد جلد اول صفحہ ۹۴ و جلد ۵ صفحہ ۳۸۷۔ اور یہاں ابھی سشن نے مقدمہ کی باضابطہ سماعت بھی شروع نہیں کی۔ دوسرا بڑا ستم یہ ہو کہ کوئی عدالت باختیار خود زیر دفعہ ۱۹۵ عمل پیرا نہیں ہو سکتی اسلئے لازمی ہے کہ کوئی پرائیویٹ شخص جسکو مزعومہ حلف دروغی سے نقصان پہنچا ہو درخواست دے اور اجازت استغاثہ حاصل کرے۔ سوم ان دو شرطوں کے پورے ہو جانیکے باوصف کوئی حکم کوئی عدالت ان دونو دفعات کے روسے نہیں دلیکتی۔ جبتک کہ حلف دروغی کے ارتکاب کے متعلق تمہیدی تحقیقات سے اطمینان نہ کرلیا جائے۔ دیکھو الہ آباد لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۹۸ و ۱۰۱ و جلد ۵ صفحہ ۶۲ و مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۹۶۔ اور پھر یہی نہیں کہ چالان یا سپردگی سے پہلے ایک الگ تمہیدی تحقیقات ہو۔ بلکہ یہ کہ اس تحقیقات میں ملزم کا حاضر ہونا بھی ضروری ہے دیکھو کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۔ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۲۳ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر حاضری ہی ضروری نہیں بلکہ یہ کہ ملزم کو یہ ظاہر کرنیکا موقعہ دیا جائے کہ کیوں اس کے برخلاف اجازت یا حکم ارجاع مقدمہ نہ صادر کیا جاوے۔ دیکھو مدراس ہائیکورٹ پروسیڈنگ مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۵ء مدراس لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۲۷۔ کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۵ وغیرہ وغیرہ۔ یہاں نہ کوئی سرسری یا تمہیدی تحقیقات ہوئی نہ ملزم کا بیان لیا گیا نہ اُسے موقعہ دیا گیا۔ نہ اصل مقدمہ کو ختم ہونے دیا گیا۔ اور پھر سب سے عجیب تر یہ کارروائی کہ دونوں گواہوں کو یکساں ملزم بنادیا۔ حالانکہ انمیں سے ایک کا بیان ضرور سچا تھا۔ اور اگر محض اختلاف ہی کافی وجہ مواخذہ سمجھی گئی ہے تو سول سرجن کے بیان کے اختلاف از بیان بشارت احمد وغیرہ کو اس کلیہ سے کیوں مستثنیٰ رکھا گیا۔ مگر کامل یقین ہے کہ مسٹر لوئیس ڈین اور ہز اکسلنسی لارڈ منٹو کے عہد میں قانون کی ایسی بے حرمتی سے ہرگز درگذر نہیں فرمایا جائیگا۔ (باقی آئندہ)

ضرورت ہے

ایسے پٹواری اور ایک قانون گوکی جو بندوبست میں عنقریب کام کرچکے ہوں اور دیانتدار اور کارگذار ہوں۔ پرائیویٹ جائداد کے متعلق حفاظت حقوق کیلئے درخواستیں معہ اسناد بذریعہ ایڈیٹر الحکم بہت جلد آنی چاہئیں۔ تصفیہ تنخواہ بذریعہ خط وکتابت ہوگا احمدی صاحبان کو ترجیح دیجائیگی۔ پنشنر بار سرد بھی لئے جاسکیں گے۔

المشتہر ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

اخبار وطن کی رائے

معاملہ بھیرہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے ابتلا اور تحقیر و تذلیل نا واجب و نا روا کا مختصر ذکر پچھلے پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ بادی النظر میں یہ کارروائی ایسی دردناک اور رنجدہ تھی کہ صوبہ بھر کے اخبارات نے بلالحاظ مسلمان و ہندو کے بالاتفاق اسپر کمال حیرت واستعجاب اور تاسف و افسوس کا اظہار کرکے بادب مگر روز کے ساتھ ہز آنر سر لوئیس ڈین بالقابہم کو فوری توجہ دلائی تو اسطرح سربرآوردگان ملک میں سے بھی اکثر نے فوراً کسی نہ کسی پیرایہ میں اعلیٰ احکام کو اس تشویش سے آگاہ کر دینا اپنا فرض سمجھا۔ جو اس افسوسناک خبر سے طبعاً تمام اخبار خوان دنیا اور خاصکر شرفا ملک میں محسوس ہونے لگی تھی اگر پبلک کو اطمینان ہے تو زیادہ تر اس امر سے کہ وہ جانتی ہے کہ جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہ کی انصفت پسندی اور بیدار مغزی پر کامل بھروسہ کیا جا سکتا ہے چنانچہ اگر حالات اور واقعات متقاضی ہوں تو ماثق یقین ہے کہ سر لوئیس ڈین بہادر اس معاملہ میں سر ڈین فریڈرک کے نقش قدم پر چلنے سے دریغ نہ فرمائینگے کیونکہ اگر حافظہ غلطی نہیں کرتا تو مسٹر پرسن کے معاملہ کے زمانہ میں غالباً ہمارے موجودہ حکمران ہی سر ڈینس کے دست راست اور مشیر خاص اور پنجاب گورنمنٹ کے روح رواں یعنی چیف سکرٹری تھے۔

جن واقعات سے یہ دردناک معاملہ پیدا ہوا انکی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے:۔

۱۷ ستمبر کو بھیرہ کے ایک مسلمان زمیندار قوم ملصیار کے ہاں شادی کی تقریب پر اسکے ایک یا دو خوجہ قوم کے دوستوں نے فقرائیں پیسے کی نچھاور کی ان موقعوں پر فقرائیں باہم دھکم دھکا اور ریل پیل ضرور ہوتی ہے۔ اس دھینگا مشتی میں ایک سولہ سالہ فقیر مسمی دربار علی گر پڑا۔ اسکے رشتہ دار جو وہیں موجود تھے اسے شفا خانہ لیگئے مگر وہ راستہ ہی میں مرگیا پولیس نے زیر دفعہ ۳۰۴ تعزیرات ہند پرچہ چاک کرکے تفتیش شروع کی مسٹر فلبی صاحب ڈویژنل افسر سرگودھا اسدن اتفاقاً بھیرہ پہنچ گئے پولیس نے نچھاور کرنے والے خوجہ پر مواخذہ کیا۔ کہ اسکے مارنے سے دربار علی مرا۔ سب ڈویژنل افسر کو چند یوم پیشتر سے خوجہ قوم کی نسبت کچھ ایسی بدگمانی ہو گئی تھی کہ یہی نہیں کہ ایک فیصلہ میں ہی اسکا بصراحت ذکر کیا گیا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر بھی علاقہ میں انکی اس رائے کا چرچا خوب پھیل چکا تھا۔ یہاں غالباً یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بھیرہ۔ میانی۔ پنڈدادنخان و خوشاب میں اس قوم کی معقول آبادی ہے۔ اور مسلمان شہروں میں زیادہ تر اسی قوم کے افراد محنت زیادہ جاتے ہیں گو بظاہر اس قوم کا تذکرہ بے محل معلوم ہوگا۔ لیکن جب پوری پوری تفصیل سے واقعات ظاہر کرنیکا موقعہ آیا تو ناظرین اور گورنمنٹ عالیہ اسے ضرور برمحل تصور فرمائے گی۔

صاحب کے آنیکی خبر پاکر پولیس افسر تفتیش کنندہ نے اُسی دن چند گواہ بغرض تصدیق بیان پیش کر دیئے۔ عام خیال ہے کہ چونکہ ملزم ایک خوجہ تھا۔ اس لئے اس احتیاط و تعجیل سے کام لیا گیا۔ مسٹر فلبی نے ۳۰۴ کی بجائے دفعہ ۳۰۲ قائم کرنیکی ہدایت کرکے چالان کو اُسی دن مکمل کرکے پیش کرنیکی تاکید کی۔ مگر ڈاکٹری رپورٹ کا ابھی نتیجہ نہ نکلا تھا اسلئے دوسرے دن پر ملتوی رکھا ڈاکٹر بشارت احمد نے رپورٹ کی کہ متوفی تلی پھٹنے سے مرا ہے۔ تلی کا وزن ۳۴ اونس ہے اور اس میں دو جگہ شگاف آیا ہوا ہے۔ اُسی کے مطابق ۱۸ کو ڈاکٹر صاحب نے عدالت میں شہادت دی۔

اس شہادت کے باوصف مسٹر فلبی نے اُسی دن مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ (قتل عمد) سشن سپرد کر دیا۔ مگر رائے صاحب بھگت نرائن داس صاحب سشن جج نے مسل کو پڑھتے ہی ملزم کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا اور بتقرر تاریخ ۵ ستمبر سرکاری وکیل کو نوٹس دیا۔ کہ وجہ بتائی جائے کیوں یہ سشن سپردگی کالعدم نہ کر دیجائے۔ وطن اس موقعہ پر بھیرہ کے مقامی معاملات و حالات پر سردست کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ سر لوئیس ڈین اگر جناب فرنچ صاحب سے جو وہاں کے ڈپٹی کمشنر رہ چکے ہیں دریافت فرمانا چاہیں تو باغلب وجوہ بہت کچھ عجیب و غریب حالات معلوم کر سکیں گے اور ان سے حضور ممدوح کو یہ بھی معلوم ہو سکیگا کہ زیر بحث معاملہ کن کن اسباب کا نتیجہ ہے۔

صاحب سشن جج کے اس حکم کے بعد ۴ ستمبر کو مسٹر فلبی معہ سول سرجن شام کے قریب بھیرہ پہنچے متوفی کی قبر کھدوا کر لاش نکلوائی گئی سول سرجن نے لاش میں سے تلی نکال لی۔ اور دونوں صاحبان اسی وقت بھیرہ سے روانہ ہو گئے۔ اور مسٹر فلبی نے صاحب سشن جج کو تحریر کیا کہ انہوں نے اور ثبوت بہم پہنچا لیا ہے مسل بغرض تکمیل واپس ارسال فرمائی جائے۔ صاحب موصوف نے مسل واپس بھیجدی ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا اور ۲۶ ستمبر کی تاریخ کیلئے ڈاکٹر بشارت احمد مکرر شہادت کیلئے مع چند اشخاص دیگر طلب ہوئے اس تاریخ مسٹر فلبی کا مقام موضع سلانوالی تھا جو سرگودھا سے چند اسٹیشنوں کے فاصلے پر ہے اول کپتان جوڈوائن سول سرجن کی شہادت ہوئی اس نے بیان کیا کہ تلی کا وزن ۱۱-۱۲ اونس کے قریب پایا گیا اور کہ اسپر کسی شگاف کا نشان نظر نہ آیا اور کہ متوفی کی تلی صحیح سالم حالت میں ہونیکی صورت میں ۷ اونس ہونی چاہیئے تھی۔ بعد میں کہا کہ ممکن ہے متوفی کی تلی اس عرصہ میں کچھ سکڑ اور کم وزن ہو گئی ہو۔ اور یوم وفات کو ۳۴ اونس ہو۔ اور جہاں میں نے تلی کو چیر دیا ہے ممکن ہے وہاں ایک شگاف ہو اور متوفی کا پیٹ خون سے صاف تھا ڈاکٹر بشارت احمد نے اپنے سابقہ بیان کا اعادہ کیا۔ اور کہا کہ متوفی کے پیٹ کو خون سے اچھی طرح صاف نہیں کیا گیا تھا اور کہ نزاز و بہ باٹ کرم الدین بھنگی نے رکھے تھے۔ کرم دین کا بیان پہلی مرتبہ ہوا۔ اس نے کہا کہ پیٹ کا خون کپڑے سے صاف کیا گیا تھا۔ اور باٹ ڈاکٹر نے رکھے تھے۔ شہادتوں کے خاتمہ پر کل گواہ باقاعدہ رخصت کر دیئے گئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد کو پرچہ حاضری اور زر خوراک دیکر رخصت کر دیا گیا اور وہ فردو گاہ پر واپس چلے گئے جہاں سے وہ اسٹیشن کو جانیکے لئے تیار تھے۔ کہ تقریباً ایک گھنٹہ بعد سپاہی آیا کہ صاحب ڈاکٹر صاحب اور بھنگی کو بلاتے ہیں وہ دونوں موقعہ عدالت پر پہنچے تو دونوں کو فوراً ایک ساتھ ہتھکڑی لگا دی گئی۔ بشارت احمد نے جرم پوچھا تو زیر دفعہ ۱۹۳ بتایا گیا۔ ڈاکٹر بشارت احمد نے کہا کہ ضمانت دے سکتا ہوں مگر انکار کیا گیا۔ سول سرجن باقی گواہوں کے رخصت ہو جانے بعد سرگودھا [illegible]

(نوٹ) [illegible] اور حالات وطن تک پہنچ نہیں سکو اس موقعہ پر ظاہر کرنیکی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ورنہ [illegible]

بھائی عبدالحکیم کورٹ آف وارڈ کلارک انبالہ کی صحت کے لئے احباب کی دردمندانہ دعاؤں کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ منشی عبدالحکیم پانچ ماہ سے بعارضہ سخت بیمار ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور بھی وہ علاج کے لئے پہنچے ہیں۔ اور اب لاہور سے ہوکر انبالہ واپس جائینگے۔

دعاؤں سے احباب اپنے مخلص بھائی کی مدد کریں

محمڈن مشنری سوسائٹی یا اسلامی مبلغین کی جماعت

غالباً ملک و قوم کو مدرسہ الٰہیات کے وجود اور اُس کے مقاصد سے بےخبری نہیں ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ کچھ حصہ کو اس کی برکات سے لاپرواہی ہو مگر اُمید لگائی جاتی ہے کہ مدرسہ کے متواتر عملی کارنامے رفتہ رفتہ اِس لاپرواہی کو بھی دور کرنے میں کامیاب ثابت ہونگے۔ قوم کو معلوم ہے کہ مدرسہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ محمڈن مشنریز یا اسلامی مبلغین کی جماعت طیار کرکے اشاعت اسلام کے صیغہ کو باقاعدہ انجام دیا جائے چنانچہ اِس غرض کے لئے دو سال تک طلباء کو اشاعت اسلام کے متعلق ضروری علوم کی تعلیم دیجاتی رہی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ طالبعلم فارغ التحصیل ہوکر اور انھیں دنوں میں ان کے عطاء سند کا ایک عظیم الشان جلسہ قرار پایا تھا جس سے قوم کو بخوبی واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ لیکن ابھی مدرسہ کا اصلی مقصد پورا ہوا تھا کیونکہ وہ تعلیم کو محض ایک آلہ سمجھتا ہے نہ کہ مقصود بالذات اور لقب العلماء ملنا اُس کا مقصد۔ اور غرض اُس وقت پورا ہوتا جب وہ اشاعت اسلام کے کام میں عملی حصہ لینا شروع کرتا اور حق یوں ہے کہ یہی مدرسہ کی زندگی کا زریں دور ہو سکتا ہے۔ اس نقطہ پر پہنچکر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ابتک کوئی باقاعدہ محمڈن مشنریز سوسائٹی قائم نہیں ہے جو کہ مسیحی سوسائٹیوں کے مانند باضابطہ طور پر تبلیغ دین کا کام انجام دے اور قوم کو اُس پر کافی بھروسہ ہو ورنہ مدرسہ کی خاموش اور استحاد آئندہ پالیسی کا پہلا فرض یہ ہوتا کہ اپنے طلباء کو اِس مرکز سے متعلق کرکے اپنے عملی کاموں کو اِس جماعت کے ہاتھوں میں دیدیتا۔ اِس مجبوری سے اِسکو اشاعت اسلام کی عملی صیغہ کو اپنے ہی ہاتھوں میں لینا پڑا۔ اور آج وہ مبارک دن ہے جسمیں مدرسہ الٰہیات کانپور نے قومی ضروریات کے لحاظ سے محمڈن مشنری سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ کل فارغ التحصیل طلبہ کو اُس نے کافی تنخواہوں پر ملازم رکھکر سات مختلف مقامات تبلیغ و ترویج کے لئے اُن کے سپرد کر دئے۔ اِن مشنریوں کا یہ فرض ہوگا کہ اپنے اصلی مقاصد کے ضمن میں گورنمنٹ انگلشیہ کی برکات اور خوبیوں کو پبلک پر ظاہر کرتے ہوئے تاج اور تخت کی وفاداری دلوں میں مرکوز کریں۔ اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لئے یہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ یہ مشنریز اپنی مقامی انجمنوں سے بلا کسی معاوضہ کے تعلق ارتباط قائم رکھینگے۔ اور کبھی اپنے کو اُن سے علیحدہ نہ سمجھینگے۔ ہاں اُن کا اصلی تعلق اور گہرا تعلق اپنے مرکز مدرسہ الٰہیات سے رہیگا۔ اور وہی ان کے لئے بحیثیت محمڈن مشنریز سوسائٹی کے تمام ضروریات کو انجام دیگا۔ ہم اِس مبارک سوسائٹی کے قیام کی اطلاع دیکر اپنی قوم کو اُس سے روشناس کرانا چاہتے ہیں اور اُمید لگائے ہیں کہ اِس مفید اور عظیم الشان مقصد سے پوری دلچسپی ظاہر کریگی۔

(حافظ احمد اللہ آنریری سکرٹری مدرسہ الٰہیات کانپور)

عزت نشان فقیر سید افتخار الدین مہتمم بندوبست

سابق سفیر دولت خداداد افغانستان فقیر سید افتخار الدین صاحب کو گورنمنٹ نے ان کی قابل قدر خدمات اور قابلیت کے لحاظ سے ضلع ہوشیارپور کے بندوبست میں مہتمم مقرر فرمایا ہے۔ اِس تقرر پر لاہور کے متعصب اخبار ٹریبون نے نہایت بیہودہ اور بےمعنی مخالفت کا اظہار کرکے اپنی تنگدلی کا اظہار کیا ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ ٹریبون کی لغو تحریر کا کوئی جواب دینے کی کوشش کیجائے کیونکہ فقیر سید افتخار الدین صاحب کی خدمات اِس قسم کی ہیں کہ اگر گورنمنٹ ازراہ قدردانی انھیں مہتمم بندوبست کی بجائے کسی اور معزز اسامی پر بھی ممتاز فرماتی تو وہ فی الواقع اِس کے اہل اور حقدار تھے۔ خاندانی حیثیت سے جو امتیاز امور ملکداری اور تدبیر میں اِس خاندان کو پنجاب میں حاصل ہے۔ اور وہ ایک ظاہر بات ہے۔ فقیر صاحب نے سفارت کابل کے اہم فرائض کو جس دانشمندی۔ دیانت اور صائب تدبیری سے سرانجام دیا ہے گذشتہ سفرائے کابل میں اِس کی نظیر نہیں ملتی پھر بندوبست کے کام سے جسقدر واقفیت اور تجربہ فقیر صاحب کو ہے اس کی نظیر اگر دوسرے دیسی عہدہ داران میں ملسکتی ہے تو صرف خانبہادر مرزا سلطان احمد صاحب تو ان کا جواب ہوسکتے ہیں ورنہ بالارادہ اِس میں فرد ہیں۔ علاوہ بریں مجھے اِس بات میں حیرت ہے کہ فقیر صاحب نے ہمارے برادران وطن کو ہمیشہ بہید نفع پہنچایا ہے اور ان کی شخصیت میں قومیت کا تفرقہ کوئی اثر نہیں رکھتا پھر نہیں معلوم کہ اِس تقرر پر حاسدانہ نکتہ چینی کیا معنی رکھتی ہے اصل یہی ہے کہ

مقتضائے طبیعتش این است

بہرحال ٹریبون کی تحریر اِس بارہ میں محض نفسانیت اور دلی عداوت کا نتیجہ ہیں اور وہ فقیر صاحب کی مسلم خدمات اور مسلم قابلیت۔ مسلم دیانت اور مسلم مستعدی کے مقابلہ میں ہیچ اور محض ہیچ ہیں۔ گورنمنٹ انصاف اور حق رسی کے اصول کو ٹریبون سے بہتر جانتی ہے اور سمجھتی ہے۔

اظہار شکریہ کا جلسہ تبت میں

ٹینگ (تبت) سے لالہ ہردیال صاحب سکرٹری انڈین

شامل نہیں ہوا صرف ناواقفی پر مبنی ہے۔ ہاں میں یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوں کہ اسلام پر جو مضمون پڑھا گیا وہ اُن لوگوں کی طرف سے تھا جو بدون کسی نمائش اور تکلف کے اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے

جو اشاعت اسلام کے لئے خاص غیرت وحمیت رکھتا ہے اور کوئی موقعہ جو اسے اشاعت اسلام اور حقائق قرآن کے اظہار کا مل سکے وہ ہاتھ سے نہیں دیتا۔ ہاں اسی سلسلہ کی طرف سے جس کا ایک شائع کردہ مضمون **اشاعت اسلام** صاحب وکیل نے دیکھ ... وکیل ٹریڈنگ کمپنی کی تالیفات کے سلسلہ میں چھاپ کر فخر سے شائع کیا ہے۔ پس یہ مضمون جو کلکتہ کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا وہ ایسے ہی دل و دماغ کا نتیجہ تھا۔

اس غلط فہمی کے رفع کرنے کے بعد آئندہ کانفرنس کے متعلق جو رائے وکیل نے دی ہے مجھے اس پر نظر کرنا ہے۔ ایڈیٹر صاحب وکیل نے اس کانفرنس کو

اقوام ہند کی مذہبی مجالس

کمیٹیوں میں تبدیل کر دینے کا مشورہ دیا ہے۔ اور مجالس مذکور میں جو کام ہو اسکی تصریح کی ہے جسکو میں نے زیر خط لکھ دیا ہے یہ رائے ایسی سقیم اور کمزور ہے کہ ایڈیٹر وکیل کی طرف منسوب کرتے ہوئے مجھے افسوس اور شرم آتی ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر مضحکہ خیز رائے کیا ہوگی کہ تمام مذاہب کے قائم مقام شریک ہو کر اپنے مذاہب کی ترقی کی تدابیر پر غور کریں۔ یہ کام مختلف مذاہب کی مذہبی کانفرنس کا نہیں ہو سکتا اور قطعاً نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ تو ہر ایک مذہب کی اپنی **کانفرنس کا کام** ہے کہ وہ اپنے مذہب کی حفاظت اور اشاعت کے اسباب و ذرائع پر غور اور بحث کرے۔ کیونکہ ہر ایک مذہب کے اغراض جدا ہیں اسلام تمام مذاہب پر حاوی ہونا چاہتا ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیت کے حامی اسے مٹانے کی فکر میں ہیں اب ایک عیسائی اور مسلمان اکٹھے ہو کر تدابیر ترقی مذہب کی کیا تجویز کرینگے۔ جو تدابیر عیسائی اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے سوچیگا وہ اسلام کے لئے مضر ہیں اور جو مسلمان قرار دیگا وہ عیسائیت کے لئے وبال جان ہیں وقس علیٰ ہذا۔ ایسی حالتیں ایڈیٹر صاحب وکیل کی رائے نہایت ہی

بودی اور کمزور ہے

کسی مذہبی کنفرنس کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ مختلف مذاہب کے قائم مقام اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ آخر قلوب تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور وہی کسی تقریر اور بیان میں اثر ڈال سکتا ہے۔ اشاعت اسلام کرنے والوں کا یہ کام نہیں کہ وہ مسلمان بھی کرلیں۔ قبول حق کے لئے قوت اور توفیق دینا اور کسی بیان یا تقریر کو موثر بنا دینا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام بھی اس امر پر قادر نہیں کہ وہ جتنے لوگوں کو سنائیں انھیں اپنا ہم عقیدہ ہی بنالیں تو کسی اور کے لئے کب ممکن ہے۔

اس قسم کی مذہبی کانفرنسوں سے بڑا بھاری فائدہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں وہ دور ہو سکتی ہیں۔ اور فہیم طبقہ میں اسلام کے متعلق مطالعہ کرنے کی دلچسپی پیدا ہو جاوے۔ پس اس لحاظ سے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس میں شریک ہوں۔ ہاں میری دانست میں یہ زیادہ مبارک ہوگا کہ متعدد آدمی اپنے اپنے مضامین لکھیں اور پھر چند فہیم اور ذی علم آدمیوں کی کمیٹی جس مضمون کو پسند کرے اُسے پیش کیا جاوے یہ تو ایک اتحادی صورت ہو سکتی ہے۔ مگر مجھے اُمید نہیں مسلمان اس پر توجہ کریں۔

ایں ماتم سخت است کہ گویند جوانمرد

عالیجناب ٹھاکر سردار بساوا سنگھ صاحب دیوان ریاست **اجی گڈھ** نے نہایت افسوس اور دلی رنج سے یہ خبر بھیجی ہے کہ ہز ہائنس سوائی منجھلے مہاراج صاحب بہادر کی **رانی صاحبہ** نے انتقال فرمایا اور رانی صاحبہ موصوفہ کے انتقال پر یہ کہنا بالکل درست ہے

ایں ماتم سخت است کہ گویند جوانمرد

منجھلے مہاراج صاحب بہادر سے ایڈیٹر الحکم کو ذاتی نیاز حاصل ہے۔ اور وہ آپ کے اخلاق اور متانت و فہیم طبیعت کا بدل معترف ہے۔ اس لئے اس صدمہ میں وہ ہز ہائنس سے اور اجیگڈھ کے **شاہی خاندان** سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے

رانی صاحبہ موصوفہ اپنی خداداد قابلیت اور فہم و فراست اور نیکیوں کیوجہ سے شاہی خاندان میں نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں۔

موت ایک ایسی ناگزیر راہ ہے کہ اس پر ہر امیر و غریب شاہ و گدا کو اپنے وقت پر گذرنا پڑتا ہے۔ اس لئے مجال دم زدن نہیں۔ چونکہ ریاست اجیگڈھ کے فرمانروا بزرگ صورت مہاراجہ صاحب بہادر شاہی دل و دماغ اور حکومت کے ساتھ ایک دھلا ہوا دل رکھتے ہیں اسواسطے مجھے ضرورت نہیں کہ رسمی طور پر صبر کی تلقین کروں۔ ہز ہائنس میرے الفاظ سے بہت ہی زیادہ اپنے نمونہ سے حکمران خاندان کے تمام ممبروں اور خصوصاً جناب منجھلے مہاراج صاحب بہادر کو صبر و تسلی کا ایک موثر اپدیش دینے والے ہیں۔ اس لئے اس حصہ کو میں ہز ہائنس ہی کے لئے چھوڑتا ہوں۔ ایسا ہی میں مناسب نہیں سمجھتا کہ دردناک پیرایہ میں اس صدمہ کی تصویر کھینچوں جو ہز ہائنس منجھلے مہاراج صاحب کو ایک غمگسار اور اپنی زندگی کی ہمراز و مونس رانی کی ناگہانی وفات سے اور معصوم بھولے بھالے ناتی راجوں کو شفیق والدہ کی گود سے الگ ہونے کا ہوا ہے کیونکہ یہ تذکرہ درد افزا ہوتا ہے پس میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اجیگڈھ کے حکمران خاندان پر اپنا فضل کرے اور اس غم میں وہ ان کے لئے تسلی اور اطمینان کا نور اپنا نازل کرے۔ جو تمام کوفتوں اور غموں کی تاریکی کو دور کر دی آمین!

درخواست دعا

بابو عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ [illegible] کلارک انبالہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت مخلص اور سرگرم رکن ہیں اپنے بیمار

سمجھنا چاہیے کہ وہ کسی کے سلام کے منتظر رہتے تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے سلام کا جو جواب دیا جائیگا وہی مجھپر سلام ہوگا - وہ ہمیشہ پہلے سلام کرتے تھے اور اس میں امیر و غریب کسی کی بالکل تفریق نہ تھی ایک دفعہ ایک شخص کو اُنھوں نے سلام کیا لوگوں نے کہا یہ تو یہودی ہے آپ نے فرمایا تو میرا سلام لوٹا دو - ایک دفعہ ایک حبشی کے پاس ہوکر گذرے اور اُسکو سلام کیا لیکن اُسنے جواب نہیں دیا - لوگوں نے کہا یہ حبشی طمطمانی ہے آپ نے فرمایا طمطمانی کسکو کہتے ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ابھی تازہ تازہ کشتی سے نکالا گیا ہے - یعنی نو وارد ہے آپنے فرمایا ہم تو گھر سے صرف اسی لیئے نکلتے ہیں کہ ہم خود سلام کریں اور ہمپر سلام کیا جائے - ایک دفعہ راستے میں گذرے اور سلام کرنا بھول گئے یاد آیا تو لوٹے اور عذر کیا کہ میں سلام کرنا بھول گیا تھا اب سلام کرتا ہوں اُن میں اگرچہ باوجود اس زہد و تقوی کے رہبانیت کا شائبہ بھی نہ تھا - چنانچہ نافع کا بیان ہے کہ میں نے اُنکو پانچسو تک کی چادر اوڑھے ہوے دیکھا ہے لیکن انکسار و عذر سے بچنے کے لئے عموماً زیادہ بیش قیمت اور پرتکلف نہیں پہنتے تھے - قزعہ عقیل کہتے ہیں کہ حالت احرام میں اُن کو ایک دفعہ سردی معلوم ہوئی - اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ میرے اوپر چادر ڈال دو - میں نے اُن کو ایک چادر اڑھا دی بیدار ہوے تو اُسکے نقش و نگار اور لوٹوں کو جو ریشمی تھے دیکھنے لگے - اور فرمایا کہ اگر یہ بوٹے نہ ہوتے تو اُس کے اوڑھنے میں کوئی ہرج نہ تھا -

ایک دفعہ کسی نے اُن کو ہردی کپڑے جو نہایت بیش قیمت ہوتے تھے ہدیتہً دئے - اُن کو یہ کہکر واپس کر دیا کہ اس کے پہننے میں کوئی ہرج نہیں تھا - لیکن ہم کبر و غرور کے خوف سے اسکو نہیں پہن سکتے - وہ تواضع و انکسار کیوجہ سے کوئی لفظ اپنی شان سے بالاتر سننا پسند نہیں کرتے تھے - ایک دفعہ ایک شخص نے اُن سے پوچھا آپ کون ہیں - آپنے فرمایا جو تم کہو میں وہی ہوں - اُسنے کہا آپ سبط ہیں آپ وسط ہیں - اُنھوں نے کہا سبحان اللہ سبط تو بنی اسرائیل میں سے تھا اور وسط تمام اُمت محمدیہ ہے البتہ ہم قبیلہ مضر کے اوسط ہیں - وہ ہمیشہ اسکو مکروہ سمجھتے تھے کہ اُن کو کوئی دوسرا شخص وضو کرائے - مجاہد کہتے ہیں کہ میں اُن کے ساتھ سفر میں ہوتا تھا - جہانتک ممکن ہوتا وہ اپنا کام خود کرتے تھے یہانتک کہ خود اونٹ کا پاؤں دباتے تو میں اُسپر سوار ہوتا - حضرت عبداللہؓ بن عمر سے عام طور پر لوگ فتوے پوچھا کرتے تھے - دنیادار اور جاہ پرست عالموں کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی مسئلہ صحیح طور پر نہیں معلوم ہوتا تو اپنے بھرم قائم رکھنے کے لئے طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں اور صاف طور سے عدم علم کا اعتراف نہیں کرتے - لیکن حضرت عبداللہؓ بن عمر سے جب کوئی فتوی پوچھا جاتا اور آپ کو اُس کا صحیح جواب نہ معلوم ہوتا تو صاف طور پر کہدیتے اور اُسپر فخر کرتے تھے اور یہ اُن کی صداقت اور انکسار کی سب سے بڑی دلیل ہے - ایک دفعہ اُن سے ایک شخص نے ایک سوال کیا آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں - جب وہ واپس چلا تو فخریہ کہنے لگا کہ ابن عمر سے ایک بات پوچھی گئی جو اُسکو معلوم نہ تھی - اُس نے صاف کہدیا کہ مجھے معلوم نہیں - یہی وجہ تھی کہ انھوں نے قضاوت کی خدمت کبھی قبول نہیں کی - حضرت عثمانؓ نے اُنسے یہ خدمت لینا چاہی - لیکن اُنھوں نے کہا کہ نہ میں دو آدمیوں کی امامت کرونگا نہ دو آدمیوں کا مقدمہ فیصل کرونگا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تین قسم کے قاضی ہوتے ہیں ایک وہ جو جہالت کے ساتھ قضاوت کرتا ہے تو اُس کا ٹھکانا جہنم میں ہے - دوسرا وہ جو عالم ہے لیکن مائل الی الدنیا ہے اُس کا گھر بھی دوزخ ہے تیسرا وہ ہے جو اجتہاد کرتا ہے اور صحیح رائے قائم کرتا ہے تو اُس کو نہ عذاب ہوگا نہ ثواب حضرت عثمانؓ نے فرمایا آپکے باپ تو قضاوت کرتے تھے اُنھوں نے کہا جب کوئی پیچیدہ بات آپڑتی ہے تو وہ رسول اللہؐ سے پوچھ لیتے اور اگر رسول اللہ کو وہ بات نہ معلوم ہوتی تو وہ جبرئیل سے دریافت کر لیتے - لیکن اگر ایسا ہو تو میں کس سے پوچھوں؟

حق گوئی

حضرت عبداللہ بن عمر متضاد خیالات کے جامع تھے - ایک طرف تو اُن میں یہ تواضع و انکسار تھا کہ حبشی تک کے سلام سے دریغ نہ کرتے تھے - لیکن دوسری طرف یہ حق گوئی تھی کہ حجاج امیر معاویہ عبدالملک بن مروان جیسے بادشاہوں سے بھی نہیں دبتے تھے - یاد ہوگا کہ وہ عبدالملک بن مروان کی بیعت پر راضی ہوگئے تھے کیونکہ اسلام نے ظالم سے ظالم بادشاہ تک کی اطاعت کا حکم دیا ہے لیکن یہ رضامندی اُسی حد تک تھی جہانتک شرعی احکام اجازت دیتے تھے ورنہ امور خلاف شریعت میں وہ اُن بادشاہوں کا ذرا بھی خوف نہیں کرتے تھے - جناب رسالت پناہ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں دستور تھا کہ خط کی ابتدا بھیجنے والے کے نام سے کیجاتی تھی اُس کے بعد مکتوب الیہ کا نام لکھا جاتا تھا - لیکن چونکہ بظاہر یہ بے ادبی تھی اِسلئے سلاطین فارس کے یہاں ابتدا بادشاہ کے نام سے ہوتی تھی اور لکھنے والے کا نام نیچے لکھا جاتا تھا جیساکہ اس زمانہ میں دستور ہے - خلافت راشدہ کے گذرنے کے بعد خلفاء بنو اُمیہ نے بھی یہی سلاطین فارس کا طریقہ اختیار کر لیا تھا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر چونکہ بیحد متبع سنت تھے اس لیئے وہ اس طریقہ کے پابند نہیں ہو سکتے تھے - چنانچہ ایک مرتبہ اُنھوں نے عبدالملک بن مروان کو جبکہ وہ خلیفہ ہو چکا تھا ایک خط لکھا اور اُسکی ابتدا اپنے نام سے کی - لوگوں نے شکایت کی وہ اپنا نام آپ کے نام سے پہلے لکھتے ہیں - عبدالملک نے کہا عبداللہ ابن عمر کی ذات سے تو یہ بھی غنیمت ہے یاد ہوگا کہ جب امیر معاویہ نے یہ اعلان کیا کہ مجھ سے زیادہ خلافت کا کون مستحق ہو سکتا ہے تو اُنھوں نے صاف صاف کہنا چاہا کہ وہ لوگ جنھوں نے کہ کفر کی حالتمیں تم سے اور تمھارے باپ سے لڑائی کی - لیکن امیر معاویہ کے ڈر سے نہیں بلکہ فتنہ و فساد او عقبیٰ

کے خوف سے رُک گئے۔

حجاج ظلم وستم میں عام طور پر مشہور ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عمر نے شرعی احکام وعقائد کے متعلق کبھی اُس کے سامنے مداہنت نہیں اختیار کی۔ ایک مرتبہ اُس نے ممبر پر خطبہ دیا کہ عبداللہ بن زبیر نے قرآن مجید کو محرف کر ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے نہایت آزادی کے ساتھ کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔ تم جھوٹ بکتے ہو تم جھوٹ بکتے ہو۔ نہ تم کو یہ طاقت ہے نہ ابن زبیر کو یہ قدرت حاصل ہو سکتی ہے۔ حجاج نے کہا خاموش رہو۔ تم بڑھاپے سے پیر خرف ہوگئے ہو۔ تمہاری عقل چلی گئی ہے۔ قریب ہے کہ اس بڈھے کو پکڑ کر اس کی گردن مار دیجائے۔ اور اُس کو اہل بقیع کے لونڈے گھسیٹتے پھریں۔

اِسی طرح ایک مرتبہ حجاج خطبہ دے رہا تھا۔ خطبہ دیتے دیتے شام ہوگئی۔ نماز کا وقت آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا اے شخص نماز کا وقت آگیا اب بیٹھ جا ان الفاظ کا تین مرتبہ اعادہ کیا۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ چوتھی بار اُنھوں نے قوم کیطرف خطاب کر کے کہا اگر میں اُٹھ جاؤں تو کیا تم لوگ اُٹھنے کیلئے تیار ہو لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم طیار ہیں۔ یہ کہکر اُٹھے اور حجاج سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمھیں نماز کی ضرورت نہیں ہے۔ حجاج ممبر سے اُترا آیا اور نماز پڑھی نماز کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر کو بُلا کر پوچھا کہ آپنے ایسا کیوں کیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ ہم نماز کے لئے آتے ہیں اِس لئے جب نماز کا وقت آجائے تو ٹھیک وقت پر نماز پڑھ لو۔ اِس کے بعد جو چاہے بکا کرو۔

ابن سعد کے بعینہٖ الفاظ یہ ہیں ثم یقبق لعد ذلك ماشئت من لقبقة اور یہی صاف گوئی اُن کی موت کا باعث ہوئی۔ کیونکہ اِس دشمنی کیوجہ سے حجاج کے حکم سے ایک شخص نے ایام حج کی بھیڑ بھاڑ میں زہر آلود نیزہ اُن کے پاؤں میں چبھو دیا اور اُس کے زخم سے آپ نے وفات پائی۔ یہ بھی روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے زمانۂ حج میں حجاج کو حضرت عبداللہ بن عمر کی اقتداء کا حکم دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مواقف حج میں اُس کے آگے آگے رہتے تھے اور یہ اُسکو ناگوار ہوتا تھا۔ اِس بناء پر اُس نے یہ حرکت کی بہر حال حضرت عبداللہ بن عمر کی ذات اسلام کی تمام خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ جن کے حالات پڑھ کر اسلام کی خوبیوں کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔

جلسہ مذاہب اور وکیل

گذشتہ سال جو جلسہ مذاہب کا کلکتہ میں ہوا تھا اور اِس سال الہ آباد میں ہونیوالا ہے اُس کے متعلق اخبار وکیل میں مندرجہ ذیل ریمارک شائع ہُوا ہے:-

ہندوستان میں متعدد قومیں آباد ہیں اور اِن میں تقریبًا ہر ایک کے مختلف مذہب ہیں۔ جدّت پسند نگاہوں کی کوشش سے سال گذشتہ اِن مذاہب کی ایک انجمن تجویز ہوئی تھی اور کلکتہ میں ایک مختصر جلسہ بھی ہوا تھا جس میں **کوئی مشہور مسلمان شریک نہیں** ہُوا تھا۔ اِس سال الہ آباد میں اِس جلسہ کے لئے آئندہ جنوری کا مہینہ مقرر ہے۔ ابھی تاریخ کی تعین نہیں ہُوئی ہے۔ ہم کو اِس کے متعلق دو باتیں کہنی ہیں (۱) موجودہ حالتیں یہ نا ممکن نظر آتا ہے کہ ایسے جلسوں سے امر حق ظاہر ہو سکے۔ ممکن ہے کہ کوئی فرقہ یا کوئی شخص اپنے مذہب کی حقانیت کا دل سے قائل ہو۔ لیکن مقابلہ میں آنے پر اپنے اپنے مذہبوں کی حمایت فرض سمجھ لیجاتی ہے اور آزاد خیال اشخاص بھی اِس باب میں پکّے کنسرویٹو بنجاتے ہیں۔ اس بے نتیجہ کوشش سے بہتر یہ ہے کہ جلسہ کو اقوام ہند کی مذہبی مجلس کیصورت میں تبدیل کر دیا جائے اِس کے اجلاس میں ہر ایک مذہب کے قائم مقام شریک ہوں۔ فروعاً تمام مذاہب کی ترقی وفروغ کے لئے تدبیریں سوچی جائینگی۔ علمی رزولیوشن پاس ہوں اور زیادہ کوشش اِس امر کی کیجائے کہ ہر ایک مذہب کے اخلاقی تعلیمات کا حصّہ اُس مذہب کے پردوں میں عمومیت کے ساتھ پھیل سکے۔ ہندوستان مذہبی ملک ہے اور ہندوستان کی تمام قومیں صرف مذہبی روح سے زندہ ہو سکتی ہیں۔ مذہبی زندگی کو مہذب اور با اصول بنانے اور مذہب کی اخلاقی تعلیم کو پھیلانے کا اگر مناسب انتظام کیا جائے تو تہذیب وشائستگی اور تمدن کی حیثیت سے ہندوستان کسی ترقی یافتہ ملک سے پیچھے نہ رہیگا لایق مسلمان گو اب تک اِس جلسہ میں شریک نہیں ہُوئے اور نہ آئندہ شریک ہونا چاہتے ہیں لیکن افسوس کہ اِس بے تعلقی کا جو مقصود تھا وہ حاصل نہو سکا اِسلام کی نسبت جو غلط خیالات پیدا ہوئے تھے وہ ہو چکے اب اس کا ازالہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ قابل ترین مسلمان جلسہ میں شریک ہوکر اسلام کے صرف اِس پہلو کو نمایاں کریں کہ دُنیا کی ترقی کے لئے یہ مذہب کسقدر مفید ہے اور علوم وتمدن کو اِس سے کہانتک تقویت پہنچ سکتی ہے۔ دُوسرے مذاہب کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے محض اپنے مذہب کے سچے اصول پر بحث کافی ہے۔ شریک ہونیوالے صاحبوں کو میجر بی۔ڈی باسو جائنٹ سکریٹری الہ آباد سے خط وکتابت کرنی چاہئے۔

اِس ریمارک میں پہلی غلط بیانی تو یہ کیگئی ہے کہ گذشتہ اجلاس کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اِس میں **کوئی مشہور مسلمان شریک نہیں ہُوا** اگر اِس سے اڈیٹر صاحب کی یہ مراد ہے کہ **اڈیٹر وکیل** شریک نہیں ہوا۔ اور وہی ایک مشہور مسلمان ہے تو یہ ریمارک درست ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ **محض غلط اور بے بنیاد** ہے۔ کلکتہ کی مذہبی کانفرنس میں اسلام پیش کیا گیا۔ اور اسلام کے متعلق جو مضمون پڑھا گیا تھا اُسے اہل کلکتہ نے نہایت دلچسپی اور خوشی سے سُنا اور اُس کی بیحد تعریف کی۔ اور بڑے زور سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اسلام کے متعلق ایک لیکچروں کا سلسلہ کلکتہ میں جاری کیا جاوے۔ کلکتہ کے نامور اخبارات میں اسپرسپند یدگی کے ریمارک لکھے گئے ایسی حالتیں اڈیٹر وکیل کا یہ ظاہر کرنا کہ کوئی مشہور مسلمان اسمیں

پیچھے چلا لیکن اُن کو میری خبر نہ تھی وہ یہ کہتے جاتے تھے کہ لوگ کاندھوں پر تلوار رکھ کر ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اے عبداللہ بن عمر ہاتھ لاؤ ہم تمہاری بیعت کرینگے۔

مغیرہ قطن سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ اُمت محمدیہ کے لئے آپ بُرا کوئی آدمی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں۔ میں نے تو خونریزی کی نہ تفریق جماعت میں حصہ لیا۔ نہ اُن کی مخالفت کی اُسنے کہا اگر آپ خلافت کے لئے راضی ہوتے تو دو آدمی بھی آپ کی مخالفت نہیں کرتے آپنے فرمایا کہ ایسی خلافت میں نہیں پسند کرتا۔ کہ میں خلیفہ بنایا جاؤں اور ایک آدمی کے نہیں اور دوسرا کہے ہاں۔ خلافت کے لئے جو جنگ وجدل ہوتی تھی اُسکو دیکھکر فرماتے تھے کہ جب دین خدا کے لئے تھا اور کسی قسم کا شر و فساد نہ تھا تو ہم لڑتے تھے آج اغیار کے لئے دین ہے اور ہر قسم کا فساد اُٹھ رہا ہے تو تم لڑتے ہو۔ لوگ اُن کو طرح طرح خلافت کے لئے آمادہ کرتے تھے مگر وہ راضی نہیں ہوتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ لوگ باہم ایک دوسرے کو قتل کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص کہتا ہے حی علی الصلوٰۃ (نماز کے لئے آؤ) ہم قبول کرلیتے ہیں۔ جو شخص کہتا ہے حی علی الفلاح (بہتری کیطرف آؤ) ہم راضی ہوجاتے ہیں۔ لیکن جو کہتا ہے حی علی قتل اخیك المسلم واخذ ماله (اپنے مسلمان بھائی کے قتل وغارت کے لئے آؤ) ہم انکار کردیتے ہیں۔

بنو امیہ کی تحدیدی انکو بھی ناگوار تھی لیکن عقبیٰ کے خوف سے رُک جاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ امیر معاویہ نے کہا کہ ہم سے زیادہ خلافت کا کون مستحق ہوسکتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ کہوں کہ وہ لوگ جنھوں نے تمکو اور تمہارے باپ کو اسلام کے لئے مارا پیٹا (فتح مکہ میں) لیکن فتنہ وفساد کے خوف سے رُک گیا یہی وجہ ہے کہ اُن کے زمانے میں جو امیر آتا تھا عبداللہ بن عمر اُس کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے اور اُس کو زکوٰۃ کا مال ادا کردیتے تھے اُن کا قول تھا کہ میں خود نہ لڑونگا لیکن جو شخص غالب آجائیگا اُس کے پیچھے نماز پڑھ لونگا۔ حجاج اگرچہ سخت ظالم تھا لیکن وہ اُس کے پیچھے برابر نماز پڑھتے تھے۔ مگر جب وہ تاخیر وقت کرنے لگا تو اُس کے ساتھ شریک نماز ہونا چھوڑ دیا اور شہر سے نکل گئے۔

عبدالملک بن مروان کی بیعت جب لوگوں نے کی تو اُنھوں نے ایک خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ مُسلمانوں نے تمہاری بیعت پر اتفاق عام کیا ہے میں بھی اسی چیز میں داخل ہوتا ہوں جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں۔ یزید بن معاویہ کے بیعت کی خبر جب اُن کو پہنچی تو اُنھوں نے کہا کہ اگر یہ خیر ہے تو ہم اسپر راضی ہیں۔ اور اگر بلا ہے تو ہم صابر ہیں

استغنا و قناعت باوجود اس فقر و فاقہ کے حضرت عبداللہ بن عمر ہمیشہ مستغنی اور قانع رہے۔ وہ اگرچہ کسیکا ہدیہ واپس نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ عبدالعزیز بن مروان نے زمانہ فتنہ میں اُن کے پاس کچھ مال بھیجا اُنھوں نے بخوشی قبول کرلیا۔ عمران بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میری پھوپی رملہ نے اُن کے پاس دو سو دینار بھیجے اُنھوں نے اُس کو لے لیا اور اُن کو دعا دی۔ لیکن اِس کے ساتھ اُنھوں نے کسی سے سوال نہیں کیا ایک دفعہ عبدالعزیز بن ہارون نے اُن کو لکھا کہ آپ کی جو حاجت ہو مجھ سے طلب فرمائیے۔ اُنھوں نے جوابدیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اپنے اہل وعیال سے (دینے لینے میں) ابتدا کرو اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور میرا خیال ہے کہ دینے والا ہاتھ اوپر کا ہے اور لینے والا نیچے کا۔ میں آپ سے نہ سوال کرونگا نہ اُس مال کو رد کرونگا جسکو خدا نے میری طرف بھیجا ہے۔

ایکدفعہ امیر معاویہ نے عمرو بن عاص کو خفیہ طور پر اِس کام کے لئے مقرر کیا کہ وہ خلافت کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر کا خیال دریافت کریں۔ اِس بنا پر عمرو بن عاص نے اُن سے کہا کہ آپ کیوں نہیں آمادہ ہوتے کہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ آپ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ امیرالمومنین کے لڑکے ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ بجز چند لوگوں کے تمام لوگ آپ کی بیعت پر طیار ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر تین کافر بھی راضی نہونگے تو مجھے خلافت کی ضرورت نہیں۔

جب عمرو بن العاص کو یقین ہوگیا کہ وہ خلافت کیلئے جنگ وجدال کرنا نہیں چاہتے تو اُنھوں نے کہا کیا آپ اُس شخص (یزید) کی بیعت پر راضی ہیں جس کے لئے تقریباً سب لوگ آمادہ ہوگئے ہیں اِس کے صلہ میں آپ کو اسقدر جائداد و مال لکھدیا جائیگا کہ اُس کے بعد آپ اور آپ کی اولاد کسیکی محتاج نہ رہیگی۔ اُنھوں نے غصہ سے کہا کہ میرے پاس سے نکلو۔ پھر کبھی نہ آنا میرا دین تمہارے دینار و درہم کے لئے نہیں ہے۔ میری تمام تر خواہش یہ ہے کہ میں جب دنیا کو چھوڑ دوں تو میرا ہاتھ صاف و پاک ہو۔

ایک مرتبہ امیر معاویہ نے ایک لاکھ (درہم یا دینار طبقات ابن سعد میں تعین نہیں ہے) بھیجے اور چاہا کہ وہ اِس لالچ سے یزید کی بیعت کرلیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ کیا میرا دین اِسقدر سستا ہے

صدقہ و زکوٰۃ کے مال سے سخت اجتناب کرتے تھے۔ ایک بار اُنھوں نے اپنی ماں پر ایک غلام صدقہ کیا اتفاق سے وہ غلام بازار میں ہوکر گذرا وہاں ایک شیردار بکری فروخت ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر چونکہ دودھ سے افطار کرنا زیادہ تر پسند کرتے تھے اِس لئے اُنھوں نے غلام سے کہا کہ اپنے مال سے اِسکو خریدلو۔ چنانچہ جب افطار کے وقت اُس کا دودھ اُن کے سامنے رکھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا۔ یہ دودھ بکری کا ہے۔ بکری غلام کے مال کی ہے اور غلام صدقہ کا ہے اسکو ہٹاؤ مجھے ضرورت نہیں۔

فیاضی اور ایثار نفسی اِس فقر و فاقہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر عرف نشانع

اور مستغنی المزاج ہی نہیں تھے بلکہ وہ بہت بڑے فیاض اور جواد بھی تھے۔ نافع کہتے ہیں کہ اُن کے پاس ۲۰ ہزار درہم یا دینار (کیونکہ طبقات ابن سعد میں تصریح نہیں) آئے۔ اُنھوں نے لوگوں کو دینا شروع کیا یہانتک کہ اُسکو دیکر اُٹھے بلکہ اُس کے ساتھ اور مال کا بھی اضافہ کیا۔ اخیر میں ایک آدمی آیا لیکن تمام مال صرف ہو چکا تھا اِس لئے جن لوگوں کو دے چکے تھے اُن میں بعض سے قرض لیکر اُسکو بھی دیا۔ اور عام طور پر حالتِ قیام میں روزے رکھتے تھے۔ لیکن جب کوئی مہمان آتا تو روزہ توڑ ڈالتے۔ کیونکہ سخاوت اور فیاضی کیوجہ سے وہ کھلانا پلانا پسند کرتے تھے۔ لیکن اُن کی فیاضی بے محل نہیں ہوتی تھی وہ اِس کا مصرف خوب پہچانتے تھے۔ چنانچہ اِن کے یہاں جب کوئی کھانا پکتا اور اُن کے پاس کسی صاحب مقدرت کا گذر ہوتا تو وہ اُسکو مدعو نہیں کرتے البتہ اُن کے بیٹے اُس کو بُلا لیتے تھے لیکن جب کوئی مسکین آنکلتا تو وہ اُسکو مدعو کرتے اور اُن کے بیٹے اِس کیطرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو اِس کھانے کی خواہش رکھتا ہے اُسکو تو یہ لوگ چھوڑ دیتے ہیں اور جو خواہش نہیں رکھتا اُسکو پوچھتے ہیں۔ اُن کی عام عادت یہ تھی کہ وہ بغیر کسی مسکین کے کھانا نہیں کھاتے۔ بلکہ خود اپنا کھانا مسکینوں کو کھلا دیتے۔ اِسوجہ سے وہ بہت لاغر اور ضعیف ہو گئے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے اُن کی بی بی کو ملامت کی کہ تم اُن کی خدمت اچھی طرح نہیں کرتیں اُنھوں نے کہا کہ میں کیا کروں جب اُن کے لئے کوئی کھانا پکتا ہے تو وہ مساکین کو کھلا دیتے ہیں اُن کی اِس عام عادت کی بناء پر جب وہ مسجد سے نکلتے تو فقرا اُن کے راستے میں آ بیٹھتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حسب معمول اُن کی بی بی نے اُن فقراء کے پاس کھانا بھیجا اور کہا کہ اُن کے راستے میں اب نہ بیٹھا کرو۔ اور وہ بلائیں تو نہ آؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر گھر میں داخل ہوئے تو اُن فقرا کے لئے کھانا بھیجنے کی فرمائش کی لیکن وہ اُن کی بی بی کے منع کرنے سے نہیں آئے۔ اِس بناء پر فرمایا کہ کیا تم لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ میں آج کی رات کھانا نہ کھاؤں۔ چنانچہ اِس رات کو نہ کھایا۔

اُن کے ہاتھ سے جو مال نکل جاتا اُس کو پھر واپس نہیں لیتے۔ عطا کا بیان ہے کہ میں نے ایکبار اُن کو دو ہزار درہم قرض دئے اُنھوں نے جب اُس قرض کو چکایا تو میں نے اُن کے درہم کا وزن کیا۔ وہ وزن میں دوسو درہم زیادہ نکلے میں نے اُن سے یہ واقعہ بیان کیا اُنھوں نے فرمایا اب وہ تمھارے ہیں۔

عام قاعدہ یہ ہے لہ لوگ پسندیدہ چیز کے ساتھ سخاوت و فیاضی نہیں کرتے۔ لیکن عبداللہ بن عمر کا حال بالکل اِس کے برعکس تھا وہ اُسی چیز کو دیتے جو اُن کو سب سے زیادہ محبوب ہوتی۔ نافع سے مروی ہے کہ اُنھوں نے حج کے لئے ایک وفعہ اونٹنی خریدی جب چلے تو اُس کی چال خوش آئی۔ اونٹنی کو فوراً بٹھا کر اُتر پڑے اور مجھ سے کہا کہ اِس کی لگام اور کجاوہ اُتار کر جُھل اُڑھاؤ اشعار کرو۔ اور قربانی کی اونٹنیوں میں داخل کر لو۔

اُن کی ایک لونڈی تھی جب وہ اُن کو زیادہ پسند آئی تو اُس کو آزاد کرکے اپنے ارادہ نہ غلام سے اُس کا نکاح کر دیا۔ چنانچہ اُن کے تمام لونڈی غلاموں کو اُن کی اِس عادت کا علم تھا۔ اِس بناء پر وہ ایسی حالت میں اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ اُن کو خواہ مخواہ پسند آجائیں۔ یہانتک کہ اُن کے بعض غلاموں نے نہایت مستعدی کے ساتھ مسجد میں بالتزام رہنا شروع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے جب اُسکے جوش مذہب کی یہ حالت دیکھی تو اُس کو آزاد کر دیا۔ لوگوں نے کہا یہ خلوص نہیں ہے۔ آپکے غلام آپ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اُنھوں نے کہا جو شخص ہمکو خدا کے لئے دھوکا دیتا ہے ہم اُس کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔

اُن کی یہ عادت اپنے ہی غلاموں کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ اور لوگوں کے غلام بھی اِس سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ نافع کا بیان ہے کہ وہ اپنے رفقاء کے زمرہ میں ایک دفعہ مدینہ کے بعض اطراف میں نکلے اور کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا گیا۔ اتفاق سے ایک بکری کے چرواہے کا گذر ہوا اُسنے سلام کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اُسکو شریک طعام کرنا چاہا اُسنے عذر کیا کہ میں روزے سے ہوں اُنھوں نے فرمایا ایسے گرم دن میں روزہ رکھتے ہو اور پھر بکریاں بھی چراتے ہو۔ اِس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے اُس کے تقوے کا امتحان لینا چاہا۔ چنانچہ اُس سے پوچھا گیا کہ اگر یہ بکریاں فروخت کرو تو ہم قیمت ادا کر دیں اور تمھارے افطار کے لئے گوشت بھی دیں اُس نے کہا یہ بکریاں میری نہیں ہیں میرے آقا کی ہیں۔ آپ نے فرمایا تو تمھارا آقا کیا کریگا۔ وہ چرواہا آسمان کیطرف اُنگلیاں اُٹھا کر این اللہ این اللہ (خدا کہاں ہے خدا کہاں ہے) کہتا ہوا چلا۔ مطلب یہ تھا کہ خدا تو اِس بد دیانتی کو جان لیگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو اس کا یہ قول پسند آیا اور اُسکو بار بار دہراتے رہے چونکہ اُس کی دیانت اور مذہبی پابندی سے بیحد خوش ہوئے تھے اِس لئے جب مدینہ میں آئے تو اُس کے آقا سے بکریوں سمیت اُسکو خرید کرکے آزاد کر دیا اور بکریاں خود اُسکو بخش دیں۔

ایک دفعہ وہ بیمار ہوئے اس لئے اُنکے لئے انگور کے پانچ چھ دانے ایک درہم کو خریدے گئے اتفاق سے ایک سائل کا گذر ہوا۔ اُنھوں نے حکم دیا کہ یہ انگور اُس کو دیدو۔ لوگوں نے کہا ہم اسکو کچھ اور دیدینگے لیکن وہ مصر ہوئے تو وہ انگور اُس کو دیکر دوبارہ اُس سے خریدنا پڑا۔

ایک دفعہ راستے میں کھجور پائی۔ مُنھ تک لیجانے بھی نہ پائے تھے کہ سائل کا گذر ہوا اور وہ اُس کو دیدی۔

ایک مرتبہ اُن کو مچھلی کی خواہش ہوئی۔ جب مچھلی بھون کر اُن کے سامنے رکھی گئی تو ایک سائل کا گذر ہوا وہ اُسکو اُٹھا کر دیدی۔

تواضع وانکسار حضرت عبداللہ بن عمر مجسم تواضع وانکسار واخلاق حسنہ تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بازار میں صرف اِس لئے نکلتا ہوں کہ میں سلام کروں یا خود مجھ پر سلام کیا جاوے۔ لیکن اِس سے یہ

حالت دیکھی۔ میں نے خدا سے پناہ مانگی اور اعوذ باللہ کہنے لگا۔ اسی حالت میں مجھے دُوسرا فرشتہ ملا اُسنے کہا گھبراؤ نہیں۔ اِس خواب کو اُنھوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اور اُنھوں نے اسکو رسول اللہ سے بیان کیا حضور نے فرمایا۔ عبداللہ کیا اچھا آدمی تھا۔ کاش وہ رات کو نماز پڑھتا۔ چنانچہ اُنھوں نے بالتزام شب بیداری کرنی شروع کی۔ یہانتک کہ جب جناب رسالت پناہ کو اِس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مجھکو یہ نہیں معلوم ہوا کہ تم رات کو قیام کرتے ہو۔ دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں۔ آپنے فرمایا اگر ایسا کروگے تو تمھاری آنکھیں کمزور ہو جائینگی۔ نفس تھک جائیگا۔ تمپر تمھارے نفس کا حق ہے بی بی کا حق ہے اِس لئے روزہ بھی رکھو افطار بھی کرو۔ رات کو قیام بھی کرو اور سوؤ بھی۔

مواقع ریا سے اجتناب حضرت عبداللہ بن عمر اتباع سُنت میں عام طور پر مشہور تھے۔ عاصم احول سے روایت ہے کہ اُن کو جب دیکھو! رسول اللہ کی اتباع کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ظاہر ہوتا تھا۔ ابوجعفر سے مروی ہے کہ صحابہ میں رسول اللہ کے اقوال اور اوامر کے بلاکم وکاست بجالانے میں عبداللہ بن عمر سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا۔ اِس بناء پر عام طور پر لوگ اُن کی اقتدا کرنا چاہتے تھے بالخصوص مناسک حج کے تو وہ سب سے بڑے عالم تھے اِسی بناء پر عبدالملک بن مروان نے حجاج کو لکھا تھا کہ حج میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اقتداء کرو۔ لیکن وہ موقع ریا سے ہمیشہ اجتناب کرتے تھے اور اپنی اقتدا اسی حد تک جائز رکھتے تھے جہانتک اتباع سُنت سے تعلق تھا۔ اپنے ذاتی افعال کی تقلید وہ کبھی پسند نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ زمانہ حج میں مروہ پر سر منڈوا رہے تھے اُنھوں نے حجام سے کہا کہ میرے بال نہایت کثرت سے ہیں جو مجھے تکلیف دیتے ہیں کیا تم اُن کو مونڈ سکتے ہو۔ اُسنے اُن کے سینے کے بال مونڈنے شروع کئے۔ چونکہ مناسک حج میں حلق راس بھی ہے لوگوں کو خیال ہوا کہ سینے کے بال منڈوانا بھی ممکن ہے کہ داخل سُنت ہو اِس بناء پر لوگ اُن کی طرف نہایت غور سے دیکھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو شبہ پیدا ہوا تو اُنھوں نے صاف کہدیا کہ یہ سنت نہیں ہے میرے بال مجھے تکلیف دیتے تھے اِس بناء پر میں نے منڈوا لئے۔ زید بن عبداللہ شیبانی سے روایت ہے کہ وہ نماز کو اِس طرح آہستہ آہستہ جاتے تھے کہ اگر اُن کے ساتھ چیونٹی بھی چلے تو اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ اس کا التزام اُنھوں نے یا تو اس لئے کیا تھا کہ حدیث صحیح کی بناء پر نماز کے لئے نہایت سکون و وقار کے لئے جانا چاہیئے یا اِس لئے کہ نماز کے لئے نہایت سرعت کیساتھ جانا ریاکاروں کا کام ہے۔ لیکن غالباً حدیث کا مقصد بھی اِسی موقع ریا سے بچنا ہے۔

زہد حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی تمام زندگی زہد اور اعراض عن الدنیا میں بسر کی۔ ابراہیم سے مروی ہے کہ نوجوانان قریش میں عبداللہ بن عمر سے زیادہ کوئی شخص اپنے نفس پر قابو رکھنے والا نہیں تھا۔ ایک دفعہ اُن کی خدمت میں ایک شخص جوارش لیکر حاضر ہوا اُنھوں نے پوچھا یہ کیا ہے اُسنے کہا یہ ہاضم طعام ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اِس کی کیا ضرورت ہے؟ مینے تو مہینوں سے پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا۔ حمام میں غسل کو بہت کم جاتے تھے اور فرماتے تھے یہ عیش پسندی ہے۔ ابوعیسیٰ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اُن سے پینے کا پانی مانگا وہ شیشے کے پیالے میں لائیں اُنھوں نے پینے سے انکار کردیا اِس کے بعد وہ لکڑی کے پیالے میں لائیں تو پی لیا پانی پی کر اُنھوں نے وضو کا پانی طلب کیا وہ وضو کیلئے طشت وغیرہ لائیں۔ اُنھوں نے صاف انکار کیا اور لوٹے سے وضو کیا۔

میمون بن مہران کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ اُن کے پاس آیا اور اُن کے تمام اثاث البیت کی قیمت لگائی تو سو درہم سے زیادہ کا سامان نہ تھا۔ نافع سے روایت ہے کہ اُن کی اونٹنی کی ہڈی ٹوٹ گئی اُس کو اُنھوں نے ذبح کیا اور کہا کہ تمام اہل مدینہ کو دعوت دو۔ اُنھوں نے کہا آپ تمام لوگوں کو دعوت دیتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس روٹی تک نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ گوشت ہے یہ شوربا ہے جس کا جی چاہیگا کھائیگا جس کا جی چاہیگا اُٹھکر چلا جائیگا۔

زہد و اعراض عن الدنیا کا صحیح اندازہ صرف جاہ پرستی کے مواقع پر ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے زمانے میں خلافت سلطنت سے بدل کر جاہ پرستی اور عیش پسندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہو گئی تھی اِس بناء پر مدعیان خلافت میں باہم جنگ وجدل رہتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر اگر چاہتے تو تمام لوگ اُن کی بعیت پر آمادہ ہو جاتے لیکن اُنھوں نے کبھی اِس کی خواہش نہیں کی یہانتک کہ لوگ آمادہ کرتے تھے اور وہ انکار کر جاتے تھے۔

چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ آپ لوگوں کے سردار اور سردار کے لڑکے ہیں آپ کھڑے ہوں تو ہم آپ کے ہاتھ پر تمام لوگوں سے بعیت کرا دیں آپ نے فرمایا کہ میں حتی الامکان یہ کبھی نہ پسند کرونگا کہ میرے لئے ایک محجمہ خون بہایا جاوے۔ لوگوں نے دھمکایا کہ آپ کھڑے ہوں ورنہ ہم آپ کے بستر پر آپ سے مقاتلہ کرینگے۔ اُنھوں نے پھر وہی جواب دیا اِس کے بعد لوگوں نے بہت کچھ خوف اور لالچ دیا۔ لیکن اسکو اُنھوں نے کبھی قبول نہیں کیا۔

ایک دفعہ اُن سے کہا گیا کہ اگر آپ خلافت چاہیں تو لوگ فوراً راضی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی مشرق میں اِس کی مخالفت کرے تو کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ اگر مخالفت کریگا تو قتل کیا جائیگا۔ قوم کی بہبودی کے لئے ایک شخص کا قتل کوئی بڑی چیز نہیں آپ نے فرمایا کہ میں اِسکو کبھی پسند نہیں کرتا کہ ایک شخص قتل کیا جائے اور دُنیا میرے لئے ہو۔

ابوالعالیہ البراء کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اُن کے پیچھے

تھا۔ لیکن جو کچھ دیکھتا تھا اُسکو سمجھنا تھا۔ حضرت عمرؓ جمیل کے پاس آئے اور اُس سے کہا کیا تمکو خبر ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اُسنے کچھ جواب نہیں دیا اور اپنی چادر گھسیٹتا ہُوا اُٹھ کھڑا ہُوا۔ میں اور حضرت عمرؓ اُس کے پیچھے پیچھے تھے۔ جمیل مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر پکارا۔ اے گروہ قریش! عمر مذہب سے برگشتہ ہو گیا (ان عمر قد صبا) حضرت عمرؓ نے فرمایا تم جھوٹ بکتے ہو میں اسلام لایا ہوں بہر حال حضرت عبداللہ بن عمر کے بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا۔ اور بالکل بچپن ہی کی زمانہ میں اُنکو گنجینۂ مراد مِلا۔ لیکن چونکہ اُنھوں نے حضرت عمرؓ سے پیشتر ہجرت کر دی تھی اس بناء پر بعض راویوں نے اِس تقدم کی نسبت خود اُن کے اسلام کیطرف کر دی۔ مگر تقدم فی الہجرۃ بھی ایک بہت بڑی فضیلت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر کی پاک زندگی کے ابتدائی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے شاندار منظر کا اثر اُن کی رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ چنانچہ جب بدر کی لڑائی پیش آئی تو اُن کا سن ۱۳ برس کا تھا۔ لیکن اُنھوں نے اِسی سن میں شریک جنگ ہونے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ لیکن جب رسالت پناہ نے اِنکار کر دیا۔ اِسی طرح جنگ اُحد میں اُن کا سن ۱۴ سال کا تھا لیکن وہ لڑائی کے لئے طیار تھے مگر رسول اللہ نے اِس مرتبہ بھی اُن کی استدعا قبول نہیں کی۔ البتہ غزوۂ خندق میں جب اُن کا سن ۱۵ سال کا تھا جناب رسالت پناہ نے اُنکو اجازت جنگ دی۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے صغیر و کبیر کے درمیان میں اِسی سن کو حد فاصل قرار دیا اور اپنے عمال کو حکم بھیجا کہ اس سن سے کم کے لوگ عیال میں داخل ہیں اور اُن کا نفقہ اُنکے مربیوں پر ہے۔ بیت المال سے صرف پانزدہ سالہ لوگوں کو عطیہ ملیگا۔ بہر حال پہلی لڑائی جس میں حضرت عبداللہ بن عمر شریک ہوئے وہ غزوۂ خندق ہے اِس کے بعد وہ متعدد مشہور لڑائیوں مثلاً غزوۂ موتہ یرموک مصر (افریقہ) فتح مکہ وغیرہ میں شریک ہوتے رہے۔ چنانچہ مجاہد سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے زمانہ میں اُن کی عمر ۲۰ سال کی تھی وہ ایک سرکش گھوڑے پر سوار تھے اُن کے ساتھ ایک بڑا نیزہ تھا۔ اور ایک چادر اوڑھے ہُوئے تھے وہ اپنے گھوڑے کے لئے گھاس کاٹ رہے تھے اِسی حالت میں جناب رسالت پناہ نے اُنکو دیکھا اور مدح و ثناء کے لہجہ میں فرمایا۔ یہ عبداللہ ہے یہ عبداللہ ہے۔ خود حضرت عبداللہ بن عمر فتح مکہ کی شرکت کو اپنا سب سے بڑا شرف اور فخر سمجھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ہمیشہ خلافت سے انکار کرتے رہے۔ جسکا ذکر اُن کے فضائل میں آگے آئیگا۔ لیکن اُنکا بیان ہے کہ جب امیر معاویہ اور حضرت علیؓ میں دومہ جندل میں لڑائی کی ٹھہری تو معاویہ ایک قوی ہیکل بختی اونٹ پر نکلے اور کہا کہ وہ کون ہے جو خلافت کی خواہش کرتا ہے یا اُسکی طرف گردن بلند کرتا ہے؟ تو میرے دل میں آج کے سوا دُنیا کا خیال نہیں آیا تھا کیونکہ میں نے اِسوقت ارادہ کیا کہوں خلافت کی خواہش وہ شخص کرتا ہے جسنے تمکو اور تمھارے ماں باپ کو مار پیٹ کر اسلام کے حلقہ میں داخل کیا۔ لیکن پھر مجھے بہشت اور اُس کی نعمتیں اور پھل یاد آگئے اِس لئے میں رُک گیا۔ یہ استحقاق اور دعاوی حضرت عبداللہ بن عمر کو فتح مکہ ہی کیوجہ سے پیدا ہُوا تھا کیونکہ فتح مکہ کے زمانے میں امیر معاویہ اور ابوسفیان کافر تھے اور کفار کے ساتھ ساتھ شریک جنگ تھے چنانچہ وہ اِسی لڑائی میں مشرف باسلام ہُوئے۔ ان مناقب میں اور صحابہ بھی اگرچہ اُن کے شریک ہیں لیکن متعدد فضائل ایسے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عمر تمام صحابہ سے ممتاز ہیں ہم اِن مناقب کو الگ الگ عنوان قائم کرکے بتفصیل لکھتے ہیں۔

اتباع سنت

حضرت عبداللہ بن عمر کی زندگی کا مقصد صرف اتباع سنت تھا وہ اِس کا اِس شدت کے ساتھ التزام کرتے تھے کہ رسول اللہ نے جن درختوں کے سایہ میں کبھی آرام فرمایا تھا وہ اُنکو پانی دیتے رہتے تھے تاکہ خشک نہونے پائیں رسول اللہ نے جہاں کہیں نماز پڑھی تھی اُس مقام پر نماز پڑھتے۔ اور جہاں کہیں قیام فرمایا تھا وہاں ضرور قیام فرماتے عام طور علم ہے کہ وہ مناسک حج کے بڑے عالم تھے اِس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مناسب حج میں رسول اللہ کے تمام سنن کا اس طرح لحاظ رکھتے تھے۔ یہانتک کہ آپ نے جہاں جہاں قضائے حاجت کی تھی وہاں وہ بھی ضرور قضائے حاجت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مقامات حج۔ میقات رمی۔ جمار۔ استہلال وغیرہ کے مقامات کی تعین و تحدید کے متعلق اکثر حدیثیں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہیں۔ رجب میں چونکہ جناب رسالت پناہ عمرہ لائے تھے اِس لئے وہ بھی ہر سال رجب میں عمرہ لاتے تھے۔ وہ سخت خطرے کیحالت میں بھی اتباع سنت سے باز نہیں آتے تھے۔ چنانچہ جب حجاج اور عبداللہ بن زبیر کے مقاتلہ کا زمانہ تھا اور عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو اِس بناء پر روکنا چاہا تھا کہ مکہ میں مبادا عبداللہ بن زبیر کی بیعت نہ کر لیں تو حضرت عبداللہ بن عمر نے حسب معمول حج اور عمرہ کا سامان مہیا کیا۔ لیکن اُن کی اولاد نے روکا کہ یہ فتنہ و فساد کا زمانہ ہے ایسا نہو کہ لوگ آپ کو حج سے روک دیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ حدیبیہ کا واقعہ ہمارے لئے کافی ہے رسول اللہ حج کو نکلے تو کفار نے روکا۔ یا آپ رُک گئے اِسیطرح اگر ہم بھی روک دئے جائینگے رُک جائینگے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو رسول اللہ کے اقوال و افعال کا اِس شدت کے ساتھ التزام تھا کہ خود جناب رسالت پناہ کو منع کرنا پڑا۔ صحابہ کا عام قاعدہ یہ تھا کہ وہ اپنے خواب رسول اللہ کی حضور میں بیان کرتے اور آپ اُن کی تعبیر بیان فرماتے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں اگر کوئی خواب دیکھوں تو حضور کی خدمت میں بیان کروں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ کے مبارک زمانے میں مسجد میں سوتے تھے۔ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کیطرف لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ کنوئیں کی طرح تہ بہ تہ ہے اِس کے دو کنارے ہیں اور اُس میں کچھ لوگ ہیں جنکو میں پہچانتا ہوں یہ

کا انسداد کرتے رہتے ہیں۔ اور اب تک بھی ایک حد تک کرتے ہیں کہ قوم کے ممتاز لوگ جس فیصلہ کو قوم میں جاری کرنا چاہیں کوئی فرد اس سے الگ نہیں ہو سکتا کیا ہماری حالت عام پنچائتوں سے بھی گری ہوئی ہے؟

جو اپنے پنچ کی بات ماننے کو اپنا فرض سمجھتی ہیں اور ایسی اہمیت دیتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کریں تو کریں اور احکام سلطنت کو توڑیں تو توڑیں مگر اپنے امیر اور نمبردار کی بات کو رد نہیں کر سکتے۔ پھر کیوں ہم قومی فورس سے کام نہ لیں۔

ایسے رشتہ اور ناطے جو حضرت **خلیفۃ المسیح** کے ارشاد اور حکم کے ماتحت ہوں ان میں اگر کسی قسم کی کمزوری کا فریقین میں سے کسی کی طرف سے اظہار ہو تو **خلیفۃ المسیح** کا حکم اور فیصلہ ہی **ناطق** ہے

حضرت خلیفۃ المسیح عورتوں کے حقوق کے زبردست **حامی** ہیں اسی سنت پر جو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے آپ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر عورتوں پر ظلم و ستم ہو یا اس کے ساتھ ہی بچوں پر ایسے برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلام نے **طلاق** اور **خلع** کے قدرتی اصول رکھ کر سوسائٹی میں امن قائم کرنے کی بنیاد رکھی ہے۔ پھر اگر کوئی ناگوار امر پیش آوے تو ان دقتی ہتھیاروں سے کام لیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ عورتوں کو کالمعلقہ رکھنا چاہتے ہیں ان کے متعلق حضرت امیر کا قرآن کریم کے ماتحت فتویٰ ہے کہ ان کے نکاح قائم نہیں رہ سکتے۔ پس ضرورت ہوگی ایسے باہمت لوگوں کی جو دنیا کی ناک کی پروا نہ کر کے ایسی غریب اور بیکس لڑکیوں کو ظالموں کے ہاتھوں سے نجات دلائیں۔ اس قسم کی تجاویز پر عمل کرنے سے کئی قسم کی مشکلات اور پیچیدگیوں کے پیدا ہونے کا احتمال ہے مگر **اصلاح نہیں ہو سکتی** جب تک کہ مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنے والی روحیں پیدا نہ ہوں

توہین اور برادری کے بندھن توڑنے والوں کو بھی بڑی تکالیف ابتداءً ہونگی۔ مگر ان سب کی **اصلاح** ممکن ہے۔ پس سوسائٹی کے اس بہترین حصہ کی اصلاح کے لئے کوئی عملی قدم اُٹھانا چاہئے۔

ابھی سلسلہ میں بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور لکھنے والوں کی۔ کیا وہ لوگ جو **قومی اصلاح** اور قوم سازی کے اصولوں کی ترویج کے دلدادہ ہیں اپنے قلم سے کام لینگے؟

ریاست بہاولپور میں غبن اور اسکا انسداد

میں نہیں چاہتا تھا کہ ریاست بہاولپور میں جو غبن یا رشوت ستانی کا مقدمہ شروع ہوا ہے اس کے متعلق کچھ بھی لکھتا۔ جب تک کہ وہ اپنی آخری حالت تک نہ پہنچ جاتا۔ لیکن چونکہ اخبارات میں اس کے متعلق بحث چھڑ گئی ہے اور مختلف مضامین نکل رہے ہیں۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس پر مختصر سا ریمارک کروں۔

ریاست بہاولپور کا انتظام ایک کونسل اور ریجنسی کی سپرد ہے اور ایک پولیٹیکل ایجنٹ بھی وہاں رہتے ہیں۔ کونسل کے پریسیڈنٹ خان بہادر مولوی رحیم بخش صاحب بالقابہ ہیں جن کی آنکھوں نے ریاست کے تین دور دیکھے ہیں۔ مولوی رحیم بخش صاحب ایک متدین **معاملہ فہم** بزرگ ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان کی خدمات کا ذکر کروں یا ان کی قابلیتوں کی تعریف اس لئے کہ وہ مسلّم مدبّر اور ریاست کے حقیقی بہی خواہ اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے فرمانبردار اور ہوا خواہ ہیں۔ ان کی کارگذاریاں میری یا کسی دوسرے کی تعریف کی محتاج نہیں

اس سال راجہ طالب مہدی صاحب ریونیو ممبر ریاست بہاولپور کے سفیر کابل کی حیثیت سے چلے جانے کی وجہ سے ریاست میں جو عہدہ ممبر مال کا خالی ہوا تھا اس پر گورنمنٹ پنجاب نے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا جو اپنی خداداد قابلیتوں اور دیانت و امانت معاملہ فہمی جفاکشی کے علاوہ رعایا کی ہمدردی اور خیر خواہی کا ایک خاص خون اپنی رگوں میں رکھتا ہے۔ اور اپنی ان صفات حسنہ کے لئے وہ ملک بھر میں مشہور ہے یعنی **مرزا سلطان احمد صاحب**۔ زمینداروں کی بہتری اور بھلائی کے لئے جو جو تجاویز اُنھوں نے ان علاقوں میں جہاں انھیں رہنے کا اتفاق ہوا کی ہیں وہ گورنمنٹ اور پبلک سے مخفی نہیں

زراعتی بنکوں کے اجرا میں ان کی خدمات مسلّم اور ان کے صلہ میں خانبہادری کا خطاب گورنمنٹ کا عطیہ ہے اپنی اس قسم کی قابلیتوں کے علاوہ وہ **علمی دماغ** کا انسان ہے اور استھاک طبیعت خدا نے اسے دی ہے اگرچہ ریاست اس بزرگ کو لینے کے لئے کسی وجہ سے طیار نہ تھی اور خود مرزا صاحب بھی ریاستی زندگی سے بچتے تھے مگر گورنمنٹ پنجاب کی **قدردان** اور مردم شناس حکومت نے **خانبہادر مرزا سلطان احمد** سے بہتر آدمی اس عہدہ کے لئے نہ پاکر ان کی ہی سپارش کی اور آخر مرزا صاحب موصوف کو بہاولپور کی سرزمین میں جانا پڑا

ابھی چند ہی مہینے ہوئے ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب اور خود ریاست کی رعایا اور کونسل کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ انتخاب فی الواقعہ **بہترین انتخاب** تھا مرزا صاحب نے محکمہ مال کے دفاتر کی اصلاح اور درستی کے لئے جسقدر وقت دیا اور محنت سے کام لیا ہے اس کا اعتراف ریاست کی طرف سے جب ہوگا وہ نہایت شاندار الفاظ میں ہوگا۔ مختصر یہ ہے کہ پریسیڈنٹ صاحب کونسل نے مرزا صاحب کے معائنہ ہائے تحصیل کو سرکاری اخبار میں شائع کرنا شروع کر دیا تھا کہ نقائص کی اصلاح ہو۔ بقایا کی وصولی کے لئے جو تجاویز ممبر مال نے اختیار کیں ان میں کامیابی ہوئی۔

اسی سلسلہ میں محکمہ نہر کا وہ غبن بھی ہے جسکا چرچا اخبارات میں ہو رہا ہے۔ اس غبن کی برآمدگی کا

کہنے والوں کو ایک ہی مبارک نام **مسلمان** سے موسوم کیا گیا تھا۔ کسی شخص کے لئے ہڈی۔ نسلی اور خون کے لحاظ سے کوئی خاص حقوق اور امتیاز قوم میں نہیں دیا گیا تھا بلکہ عزت و امتیاز کا معیار اسلام نے ہمیشہ ہمیشہ

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

قرار دیا تھا یہ ایسا روح پرور معیار کلام اللہ میں ہے کہ جسے دیکھ کر ہر شخص کے اندر ایک اُمنگ اور حوصلہ آگے بڑھنے کا پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر ہندوستان کی بود و باش نے مسلمانوں پر جو اثر کیا وہ یہ ہے کہ جن زنجیروں سے ہندو جکڑے ہوئے تھے آج مسلمان ان میں اسیر ہیں اور ہندو آزاد ہو رہے ہیں۔

اس قسم کی سوشل برائیوں پر نہ مسلمان ایڈیٹروں کے قلم کو جنبش ہوتی ہے نہ مسلمان لیڈروں کی زبان کو حرکت۔

پھر ان خرابیوں کی **اصلاح** مذہبی طبقہ سے ہونی چاہئے تھی۔ اور یہ آواز علماء کے گروہ سے بلند ہوتی۔ مگر نہیں وہاں بھی خاموشی ہے۔ اور بجائے اتفاق و اتحاد کے **کفر فروشی** اس پاک گروہ کا کام ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی ایسی حالت پر جو کوئی رو سکتا ہے روئے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ (جو منہاج نبوت پر قائم ہوا۔ اور جس کی غرض **فیج اعوج** کی تمام غلطیوں کو دور کرنا اور اصل اسلام کی عملی صورت کو پیدا کرنا مقصود ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں کسی قدر قدم آگے بڑھایا ہے۔ اور پہلے اسی نے مقلد غیر مقلد اور دوسرے فرقوں کے امتیاز کو اُٹھا کر مختلف فرقے کے مسلمانوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دیا ہے۔ اور جن امور سے جھگڑے پیدا ہوتے تھے ان نزاعوں کو اُٹھا دیا ہے مگر ابھی تک ایک حد تک نہیں بہت بڑی حد تک **قومی امتیاز** موجود ہے۔ اور اس امتیاز کے ساتھ دولت و ثروت کو معیار تکریم سمجھا جاتا ہے۔ بانی سلسلہ کی یہ غرض نہ تھی اور نہ اس کے **جانشین** اور خلیفہ **بلا فصل** کی یہ منشا ہے بلکہ دونوں نے اپنے طرز عمل سے نہ ایکبار بلکہ کثرت سے دکھا دیا کہ

اسکی نظر تقویٰ پر ہے

اور وہ اپنے نزدیک اسی معیار کو **معیار تکریم** قرار دیتے ہیں۔ جو ان کے رب کریم نے مقرر کر دیا ہے پس ہمارے نزدیک بھی اگر کوئی معیار تکریم ہونا چاہئے تو وہی معیار ہو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا اور جسے ہم نے اپنے امام اور موجودہ **مطاع** کی زندگی میں عملی طور پر دیکھا ہے۔ جب تک یہ اصل کام نہیں کریگا **قومی عزت** کا معیار نیچا رہیگا۔ اور **قرآن کریم** کے اعلاء کا دعویٰ ہمارا زبانی جمع خرچ ہوگا۔ قرآن کریم کی عزت و عظمت جس کے اظہار کے ہم مدعی ہیں اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم عملی رنگ میں اسے ظاہر کریں۔ اگر اس کے احکام کو تو ہم خدانخواستہ پس پشت ڈالتے ہیں اور زبان اور قلم سے اس کے احیاء کا دعویٰ کرتے ہیں تو حقیقت الامر یہی ہے کہ

یہ لاف زنی سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتا

ہماری زندگیوں میں اگر مغربی فیشن اور اصول کام کرتا ہے یا کریگا جس میں نمائش اور تکلف زیادہ ہے تو

ہم مقام صدق سے گر جائینگے

اور مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو اللہ تعالیٰ کے اس الہام کے مصداق خدانکرے کہ ہم ہوں

زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں

پھر اسی مضمون کا تتمہ شادیوں کے متعلق ہے حضرت مسیح موعود و مغفور نے **وحدت قومی کیلئے** جن امور کو ضروری سمجھا تھا ان کے متعلق اصولی اور بنیادی طور پر ایک مناسب تحریک کو شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ہمارے سب احباب جانتے ہیں کہ شادیوں اور ناطوں کے متعلق ایک اعلان آپ نے دیا اور نہ از خود بلکہ بعض دوستوں ہی کے اصرار اور التجا پر اس انتظام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہا۔ کیا ہی مبارک حالت ہوتی اگر یہ انتظام کلیتہً حضرت کے ہاتھ میں ہوتا۔ مگر بعض امور ایسے پیش آئے کہ حضرت کو اس سے الگ ہونا پڑا۔ اور پھر یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ بہت ہی کم نکاح آپ کی مجلس میں ہوتے جن میں آپ شامل ہوتے۔ اس سے بڑھکر دردانگیز نظارہ کیا ہو سکتا ہے!

پھر عورتوں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کے متعلق آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسقدر ربط سے بحث کی کہ اگر اس حصہ کو الگ طیار کیا جاوے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہو۔ آپ کے بعد حضرت **خلیفۃ المسیح** نے متعدد خطبے خصوصیت سے عورتوں کی حالت زار اور ان کے ساتھ جو سلوک آج کیا جاتا ہے اس پر پڑھے اور اپنے دلی دُکھ کا اظہار کیا اور چاہا کہ

اس صنف نازک سے نیک سلوک ہو

نکاح کے خطبے حضرت مغفور کی زندگی میں بھی **حضرت** خلیفۃ المسیح ہی پڑھتے تھے اور اب بحیثیت **امام** آپ پڑھتے ہی ہیں۔ ان خطبوں میں بالالتزام عورتوں کی بیکسی اور ان پر جو ستم توڑے جاتے ہیں آپنے انکا ذکر کیا ہے اور قوم کو ڈرایا اور ان لوگوں کو **مبارک** اور خوشوقت کہا جو انکی مصائب اور مشکلات کو کم کرنے کی تجاویز کو عملی رنگ دیں۔ میری سمجھ میں ہمارے گھروں میں بہشتی زندگی کا نظارہ تو اسی صورت میں شروع ہو سکتا ہے اور اس **شیریں رشتہ** کی قدر و قیمت اسی وقت ہم میں پیدا ہو سکتی ہے کہ ان رشتوں کو ہم کلیتہً حضرت کے ہاتھ میں دیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں اور ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں جو موجب تکلیف اور ابتلا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ بعض حالات ایسے پیش آئے ہیں کہ مجھے خطرہ ہو چلا ہے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** بھی شاید اس نازک ذمہ داری کے کام سے اپنے آپ کو الگ کر لیں اور بالآخر اپنے **امام** کی سنت پر قدم زن ہوں کہ نکاح کی مجلسوں میں آپ کی شمولیت بھی کم رہجاوے۔ اور اگر ایسا ہوا تو میں سمجھتا ہوں **احمدی قوم** کے یہ دوزخ فہ منیل ہونے کا ثبوت ہوگا۔ ایسی مشکلات کا انسداد **قومی فورس** سے ہونا چاہئے۔ ہم اپنی برادریوں میں قومی اثر سے ان خرابیوں

ہیں۔ چنانچہ گلبرگہ اور ریاست حیدرآباد کے دیگر اضلاع میں یہ رسم جاری ہے۔ بچوں کی پیدائش اموات شادی وغیرہ پر پنڈتوں کو بلوا کر جنم پتریاں بنوائی جاتیں اور مولود کے نام رکھوائے جاتے ہیں۔ شادی سے پہلے پنڈت سے شبھ لگن (ساعت سعید) نکلوائی جاتی ہے اور بعض مقامات میں تو نکاح ہونے سے پیشتر برہمن سے اُسی طرح پھیرے ڈلوائے جاتے ہیں جیسے کہ ہندوؤں میں موت کے بعد کریا کرم کرایا جاتا ہے۔

راجپوتانہ کے اکثر مقامات میں مسلمان راجپوتوں میں دستور ہے کہ مرد گاہے گاہے گوشت استعمال کرتے ہیں مگر اُسے عورتیں نہیں پکاتی ہیں اور نہ وہ گھر کے اندر پکایا جاتا ہے۔ بلکہ گھر سے باہر مرد پکاتے ہیں۔ اور کھانے کے بعد برتنوں کو خوب مانجتے اور صاف کرتے ہیں۔ اس کے بعد اُن برتنوں کو عورتیں دوبارہ مانج کر صاف کرتی ہیں۔ جو مسلمان راجپوتانہ اور دکن کے اکثر مقامات میں پائے جاتے ہیں اُن میں سے خواندہ ایک فیصدی بمشکل ہونگے۔ اور وہ بھی ہندی یا اُس کی کسی بھن سے واقف۔ یہ لوگ کسی اسلامی کتاب کو نہیں پڑھتے بلکہ گیتا، رامائن۔ آلہ۔ ادول۔ مہابھارت۔ اور مختلف سانگیتوں کو جن میں ہندوؤں کے سورماؤں۔ دیوتاؤں اور اُن کے مذہبی اصولوں کا بیان ہوتا ہے۔

یہ اور اسی قسم کی دیگر باتوں کے ہوتے ہوئے ان مسلمانوں کو مسلمان کہنا درست نہیں۔ لیکن چونکہ وہ کسی زمانہ میں بطیب خاطر اور محاسن اسلام سنکر مسلمان ہو گئے تھے اس لئے اُن کے اور اُن کی اولاد کے ساتھ پختہ ایمان کے اور واقف کار مسلمانوں کا رشتہ برادرانہ ہے۔ اور اس اعتبار سے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کو مرتد ہونے سے بچانے کے لئے ہر قسم کی تدابیر عمل میں لائیں۔

جب مسلمان علماء اور واعظین کی اشاعت اور حمایت اسلام سے متعلق کوششوں پر انصاف کیساتھ نگاہ ڈالی جاتی ہے تو لامحالہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ ۱۰۰ میں سے ۹۵ فیصدی اپنے فرض سے ناواقف ہیں۔ یا یہ کہ واقف ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے فرض کی ادائیگی سے قاصر رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب یہ لوگ اپنے فرض کی ادائیگی میں مسلسل طور پر مستعدی نہ دکھائینگے تب تک ہندوستان میں مذہب اسلام کی حالت نہایت خطرناک رہیگی۔ اور دیہاتی مسلمان مرتد بننے سے باز نہیں رہ سکینگے۔

یہ بات ناقابلِ تردید ہے کہ اشاعت اسلام کی سب سے زیادہ ضرورت اُن دیہاتی مسلمانوں میں ہی ہے جو اسلام کے اصول سے اور تعلیمات سے بے بہرہ ہیں۔ اگر اس مقابلہ اور جدوجہد کے زمانہ میں تعلیمیافتہ اور مذہب سے باخبر مسلمانوں نے خبر نہ لی تو تھوڑا عرصہ گذرنے پائیگا کہ اُن میں سے ہزاروں اور لاکھوں مرتد ہو کر ہندوؤں میں شامل ہو جائینگے۔ ان میں سے زیادہ تر میں ہندویت کا میلان پایا جاتا ہے اور جب تک کہ اُن کو راہ اسلام پر قائم رکھنے کیلئے سخت ترین کوشش نہیں کیجائیگی تب تک اُن کے مرتد ہونے کے میلان میں کمی واقع نہیں ہوسکیگی۔ اس لئے اب وقت ہے کہ علماء اور اسلامی انجمنیں ان لوگوں میں اشاعت اسلام کا کام بڑے زور و شور سے شروع کر دیں۔

سلسلہ صحابہ

ندوۃ العلماء کے موقر رسالہ الندوہ میں اس عنوان سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے جو نہایت قیمتی اور دلچسپ ہے چونکہ وہ اس قابل ہے کہ الحکم کے ناظرین بھی اس سے استفادہ کریں اس لئے بلا کم و کاست شکر گذاری کے ساتھ میں اسے یہاں درج کروں (ایڈیٹر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ

علمی حیثیت سے اگرچہ مسلمانوں نے اور علوم و فنون کیطرح فلسفۂ اخلاق میں بہت کچھ نکتہ آفرینیاں کیں اور اس کے متعلق نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں لیکن عملی حیثیت سے اخلاق اور تزکیۂ نفس کے بہترین نمونہ صرف صحابہ کے زمانہ میں نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کو آج علم سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے۔ اس بناء پر ہم چاہتے ہیں کہ الندوہ میں سلسلہ صحابہ کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کریں اور اس سلسلہ میں تمام صحابہ کبار کے حالات اُنکے فضائل و مناقب۔ اخلاق و عادات۔ غرض اُنکی پاک زندگی کے تمام واقعات درج کئے جائیں۔ اس سے ایک طرف تو مسلمانوں کو ان پاک مثالوں کی اقتدا کا شوق پیدا ہوگا اور دوسری طرف یہ معلوم ہوگا کہ جناب رسالت پناہ کی مقدس ذات کن عجیب و غریب اور غیر محدود اوصاف کا مجموعہ تھی۔ جس کے فیض تربیت سے اس قسم کا مقدس گروہ پیدا ہوا۔

صحابہ کا اگرچہ ایک ایک فرد اگرچہ مذہب و اخلاق کا پاک نمونہ تھا لیکن جو لوگ خود صحابہ کے زمانہ میں نسبتہً زیادہ متقی اور متبع سُنت مشہور تھے اس سلسلہ میں اُن کا ذکر خاص طور پر کیا جائیگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ عام طور پر ان تمام محاسن اخلاق کا مجموعہ تسلیم کئے گئے ہیں اس لئے اس کا پہلا نمبر اُنھیں کے نام سے شروع کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر بن الخطاب کے بیٹے تھے۔ ابھی وہ بالکل بچے تھے کہ حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے۔ عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمرؓ سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمرؓ کیساتھ اسلام لائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنی فطرتی شجاعت اور آزادی کی بناء پر جب کفار کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو اُن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے۔ چنانچہ اُن کی زبانی نافع کے ذریعے سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو اُنھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اہل مکہ میں کون شخص ایسا ہے جسکے ذریعہ سے خبر عام طور پر شائع ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے جمیل بن معمر الجمحی کا نام لیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نکلے اور اُن کے پیچھے پیچھے میں بھی چلا۔ میں اُسوقت اگرچہ بچہ

اگر کوئی کریڈٹ ہے تو ٹریبون کے الفاظ میں وہ

صرف مرزا سلطان احمد صاحب کیلئے ہے

اِس غبن کی تحقیقات کے دوران میں مرزا صاحب کو دھمکیوں کے خطوط ایسے ملے ہیں جن میں انھیں بتایا گیا کہ **تمھاری جان کی خیر نہیں**۔ مگر مرزا صاحب نے اپنے فرض منصبی کے مقابلہ میں زندگی اور موت کے سوال کو ہیچ قرار دیا۔ اور وہ اِس تحقیقات میں لگے رہے اور مقدمہ مرتب ہوگیا ایک کثیر رقم اہلکاران آبپاشی کی خیانت کی ثابت ہوئی ہے۔ جہانتک واقعات رہنمائی کرتے ہیں اِس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ غبن ہوا ہے۔ مگر ایک امر کا پیش کرنا شاید بےموقع نہوگا۔ کہ بھاولپور کی آبپاشی کا انتظام صرف ایک شخص کے ہاتھ میں دیا گیا ہے حالانکہ قریباً ۴ ہزار میل کے قریب نہروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ میں غلطی نہیں سخت فروگذاشت کرونگا کہ مشیر آبپاشی نے اِس انتظام کو نبھانے میں اپنی قابلیت کا ثبوت ضرور دیا ہے اور وقتاً فوقتاً انہوں نے ریاست کو کافی انتظامی عملہ کے دئیے جانے پر بھی توجہ دلائی۔

مشیر آبپاشی اپنی انتظامی قابلیت کے لحاظ سے قابل داد ہے اور ریاست نے اِس پہلو سے ایسے افسر کے انتخاب میں غلطی نہیں کھائی اور انھوں نے ریاست کی خاص خدمات نہروں کے اجرا اور ریاست کے گزیٹر کے لکھنے اور تنازعات سرحد کے انفصال کے متعلق جو کی ہیں وہ کسی صورت میں نظرانداز کئے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اِس مقدمہ میں ریاست کو ناکافی عملہ کے دئیے جانے کا اعتراف ضرور کرنا پڑیگا۔ بہرحال اِس میں کوئی کلام نہیں کہ فروگذاشت ہوئی اور اس کے نتائج ہزاروں روپیہ کی خیانت اور غبن کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ اِس مقدمہ کے اثر سے ریاست کے دُوسرے محکمہ جات کا انتظام خودبخود ہو رہا ہے۔ اور ذمہ دار آفیسر توجہ کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مرزا صاحب کی خداداد قابلیت اپنے جوہر دکھائے گی اور رعایائے بھاولپور کی خوش نصیبی اور ریاست کی بھلائی کا یہ ایک عہدِ جدید

عہد جدید ہوگا۔

پریسیڈنٹ صاحب کو ایسے ہی قابل اور مسلم دیانتدار آدمی کی ضرورت تھی۔ اور اب پہلے سے بہت زیادہ خوبی کے ساتھ نابالغ رئیس کی رعایا کی بھلائی کے لئے سعی کر سکینگے۔

اور جن تجاویز کو وہ عملی رنگ میں لانا چاہتے تھے اب نہایت آسانی سے رائج کرینگے۔

محکمہ نہر کا انتظام گورنمنٹ کے محکمہ نہر کے انتظام کے رنگ میں لانے کی تدابیر پر غور ہو رہا ہے۔ اور محکمہ مال کی اصلاحوں کا سوال پیش نظر ہے۔ میری دانست میں ایک یا دو قابل آدمی جو پنشنر ہوں یا گورنمنٹ کے ہاں ملازم ہوں اور جن کی دیانت داری اور جفاکشی مسلّم ہو محکمۂ مال سے منگوائے جاویں اور ان کی سپردِ دفاتر کی اصلاح کا کام کیا جاوے۔ میری سمجھ میں اگر ایسے آدمیوں کا انتخاب **مرزا صاحب** کی رائے پر کلیتاً چھوڑ دیا جاوے تو شاید زیادہ مفید ہو۔ اسطرح پر محکمہ مال کے دفاتر بھی درست ہوجائینگے اسیطرح پر دوسرے محکمہ جات کی اصلاح کیجاوے کام کے آدمی رکھے جاویں اور دفاتر کو باقاعدہ کیا جائے رعایا کی سہولتوں کو مدنظر رکھا جاوے

میں اس سلسلہ میں بہت سی اصلاحی باتیں پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور خدا نے توفیق دی تو یکے بعد دیگرے انھیں پیش کرونگا۔ اور مجھے اُمید ہے کہ کونسل اسپر توجہ فرمائیگی۔

نام کے مُسلمان اصل میں ہندو

ایسے لوگوں میں اشاعت اِسلام کی ضرورت

معزز ہمعصر روزانہ پیسہ لکھتا ہے کہ فی زمانہ جبکہ صرف عیسائی مشنری بلکہ آریہ سماجی بھی اِس جدوجہد میں مصروف ہیں کہ بانئ اسلام (فداک روحی) اور اس کی پاکیزہ و بے لوث اور بےنظیر و قانون قدرت کے عین مُطابق تعلیم کی بابت اُن دیہاتیوں میں جو برائے نام مُسلمان اور اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلائیں اور اُن کے ایمان میں خلل ڈالکر اُن کو شدھی کے ذریعہ سے مرتد بنائیں اِس امر کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے کہ اشاعت اِسلام کے کام کو باقاعدہ اصول اور وسیع پیمانہ پر اور بڑے زور و شور سے جاری کیا جائے

ہندوستان میں لاکھوں ہی ایسے لوگ ہیں جو محض مردم شماری کے اعتبار سے مُسلمان کہلاتے ہیں اور اصول اسلام سے نابلد ہیں۔ ان کی جہالت کا یہ حال ہے کہ اُن میں سے زیادہ تر کلمہ طیّبہ سے بھی واقف نہیں اور نماز میں نیت صرف یہ کہکر باندھتے ہیں کہ جو نیت اِمام کی سو ہی ہمی'' ان میں باوجود مُسلمان ہونے کے پشت ہا پُشت سے بُت پرستی کی ساری رسمیں چلی آتی ہیں۔ راجپوتانہ کے اکثر مقامات میں تو اُنکے نام بھی ہندوؤں ہی کے سے رکھے جاتے ہیں مثلاً دہن سنگھ۔ ابھے سنگھ۔ شمشیر سنگھ۔ کالی رام بھٹالی رام۔ اِن لوگوں میں پوشش اور خورونوش کے طریقے بالکل ہندوانی ہیں۔ وہ مندروں میں جاکر بتوں کو سجدے کرتے اُن سے منتیں مانگتے اور اُن کی پرستش کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے تہواروں کو مسلمانوں کے تہواروں پر ترجیح دیتے ہیں۔ بولی اور خیالات کے اعتبار سے بھی اُن میں اور ہندوؤں میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ ہندوؤں ہی کی مانند۔ وہ چوکہ لگا کر کھانا پکاتے اور چوکے ہی میں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ کوئی غیر شخص اُن کے چوکے میں نہیں داخل ہوسکتا۔

ریاست جاورہ گجرات۔ دکن کے اکثر مقامات کل راجپوتانہ بندیلکھنڈ اور ممالک متحدہ کے دیہاتوں میں جسقدر بھی مسلمان ہیں۔ اُن میں نوے فیصدی سے بھی زیادہ نام کے مُسلمان اور در اصل ہندو ہیں۔ بعض مقامات میں تو وہ مُردوں کی لاشوں کو دفن نہیں کرتے بلکہ جلاتے

نمبر ۳۷ و ۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

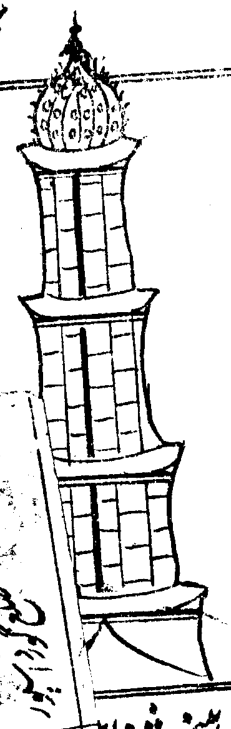

إنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

اکتوبر ۱۹۱۰ء جلد ۱۴

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دارالامان)

دوائیں شفاخانہ دارالامان سے

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں یہ ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سو ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ } جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے: **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **ہیڈ لینز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے نشان خاطر ہو جب
ہوتا ہے۔ اگر سست
یا پژمردہ
اور بھوک نہ لگتی
ہو تو
اسکو فوراً اسکاٹس
ایملشن
دینا چاہیئے اسکی دو دو
چند قطرے سے ملا دینے سے
بیحد بڑا فرق پڑ جائیگا اور
وہ خوش
وخرم اور فربہ ہو جائیگا
جو تندرستی
کی یقینی علامت ہے
استعمال
کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ بچہ اچھا ہو جاتا ہے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے
پھر بھی بلحاظ درست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ناصر
لیجئے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا ہے
آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور بیماری کا مواد پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے لحاظ سے زیادہ ضرر
اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں بعض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا۔ صفرا۔ بخار یا تپ
بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی افاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوران یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ یعنی پیٹ پھولنا
اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے
ڈون کی ناصر کی گولیاں (ڈوڈس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں
کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۸ر و ۱۲ر والی شیشی

۱۶۰ گولیاں جو ۸ر والی ہے جگینی ہیں کل دوافروشوں
سے ملسکتی ہیں۔ ۱۲ر والی شیشی ڈون پی اور ناکرو کمپنی کلکتہ

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو ونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہ حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی خصائص اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹس۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں نور۔ ہدایت۔ اور شفا ہے ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ
(نوٹ) سات پارے تیار ہیں سات کے اکٹھے خریدار سے سات روپیہ (عه)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو *

ہر انسان کے پڑھنے قابل طبی کتب

کیا ہم لڑکا یا لڑکی اپنی مرضی پر پیدا کرسکتے ہیں؟ اولاد حسب خواہش پیدا کرنے کے متعلق آجتک ویدک، یونانی، ڈاکٹری کی کل تحقیقات کا علیحدہ علیحدہ بیان کس طرح تبدیلی کی جا سکتی ہے کیسی خوراک وغیرہ سے حسب خواہش اولاد پیدا کی جاسکتی ہے۔ مختلف رائیں اور تمام محققین کی تھیوریز۔ جو اہل خانہ ہیں انہیں ضرور اسکو ایک بار دیکھ لینا چاہئے۔ قیمت اڑھائی آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲/۰

رسالہ حفظ ماتقدم طاعون حفظ ماتقدم کے متعلق حکیموں، ویدوں یا ڈاکٹروں نے آجتک جتنی تحقیقات کی ہے سب اسمیں درج ہے۔ حفظ ماتقدم کے ہر ایک اصول اور ہر ایک دوائی کا مفصل بیان ہے۔ کل مضمون دیکھ کر کسی اور کتاب کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت ساڑھے سات آنہ فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۷/۰

رسالہ گھر کا حکیم گھر کا حکیم اس واسطے ہے کہ عام عام طور پر گھروں میں ہوتے رہنے والی امراض کے مختصراً آسان مگر مجرب و آزمودہ سچے نسخے اسمیں دیئے گئے ہیں تاکہ ہر ایک تیار کرکے فایدہ اٹھاسکے اور تھوڑی سی بات پر حکیم کی ضرورت نہ ہو چند ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا تھا دوسرا ایڈیشن۔ قیمت اڑھائی آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲/۰

کیا میں تندرست ہوں اور صحت و درازی عمر کا راز؟ آجتک اردو زبان میں اس قسم کا رسالہ نہیں لکھا گیا شروع کرکے بغیر پڑھے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا مرد، عورت، بچہ، بوڑھا، جوان، تندرست، بیمار ہر ایک کو اس رسالہ کے اصولوں کو جاننا چاہئے۔ تندرستی کے اصول جن پر امیر غریب عمل کرسکتا ہے بدلایل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ساڑھے آٹھ آنہ ۔ ۔ ۔ ۸/۰

رسالہ عشرت ۔ ۔ ۔ ۔ کل دنیا میں ۹۹ فیصدی سے بھی زیادہ اس مرض سے مبتلا ہیں وجہ یہ ہے کہ بدعادت تمام دنیا پر قبضہ کئے ہوئے ہے اس رسالہ میں اسکی مکمل تشریح کی گئی ہے اور بعدہٗ مفصل علاج اور ہر قسم کے نسخہ جات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ ہر امیر و کبیر فایدہ اٹھا سکیں دوبارہ بہت سی زیادتی کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔ قیمت ساڑھے پانچ آنہ ۔ ۔ ۔ ۵/۰

رسالہ ہلیلہ روایت ہے کہ دھنونتری جی ہلیلہ کو ہاتھ میں لیکر سمندر سے برآمد ہوئے تھے۔ گویا ہلیلہ کل امراض کے واسطے کافی ہے رسالہ ہذا میں اس کا بیان مکمل درج ہے۔ یہ بھی دوسرا ایڈیشن ہے۔ قیمت فی جلد ڈیڑھ آنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/۰

رسالہ وضع حمل یہ رسالہ ہر گھر میں موجود ہونا چاہئے اور ہر گھر میں پڑھا کر یا سنا کر اسکے تمام مضامین ذہن نشین کرا دینے چاہئیں ہر ایک کو اس سے واقف ہونا ضروری ہے۔ ۔ سیلس ۳۲ [illegible] تصاویر ہیں۔ قیمت فی جلد ساڑھے چھ آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/۰

رسالہ آتشک از روئے ویدک، یونانی و ڈاکٹری اس مرض کی کل تشریح۔ اسباب۔ علامات اور علاج وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے اس سے پہلے ایسی مکمل کتاب نہیں لکھی گئی۔ ڈیڑھ سو سے زیادہ ہر قسم کے نسخہ جات دیئے گئے ہیں۔ تمام حکما کا ساز ہے۔ قیمت بارہ آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲/۰

تحفہ سرما موسم سرما میں کھانے لایق اغذیہ یا دویہ معجون لڈو۔ حریرہ جات گولی **تحفہ سرما** علاوہ ازیں [illegible] کشتہ جات سفوف وغیرہ وغیرہ کے بہت سے نہایت اعلے نسخے دیئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ایضاً [illegible] آنہ ۔ ۲/۰

رسالہ سوزاک ۱۶۸ صفحوں کا ویدک، یونانی اور ڈاکٹری کی کل تحقیقات لکھنے والا مکمل رسالہ جس میں ۲۰۰ دو سو سے زیادہ ہر قسم کے نسخہ جات بھی دیئے گئے ہیں مرض سوزاک اور اس کے متعلقین امراض پر اس سے بہتر کوئی رسالہ نہیں مل سکتا ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۸/۰

رسالہ حکیم و مریض حکیم کو علاج کرنے سے پہلے اور مریض کو علاج کرانے سے پہلے اسکو پڑھ لینا چاہئے کیونکہ اسمیں حکیم و مریض کے تعلقات کی بابت ضروری بحث کیگئی ہے اگر مریض اسکی پیروی کریں تو بہت ہی کم تکلیف اٹھاویں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲/۰

رسالہ زہروں کا علاج نمبر اول اسمیں زہروں کے علاج کے ضروری نوٹ ہیں اور زہروں کے علاج کے مختصراً اصول ہیں۔ یونانی، ویدک اور انگریزی کا بیان ہے حشرات الارض کو بھگانے کی تدابیر ہیں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۲/۰

رسالہ زہروں کا علاج نمبر دوم اسمیں تمباکو، شراب، چرس، افیون، گانجا وغیرہ کا ذکر ان کا زہر اتارنے کے علاج و طریق ان کے بد نتائج اور چھڑانے کی ترکیب درج کی گئی ہیں۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/۰/۰

رسالہ مجربات حکماء ہند نمبر اول اس رسالہ میں دیش اپکارک کے سال از اپریل ۱۹۰۴ء تا مارچ ۱۹۰۵ء کے کل سوال اور انکے جواب درج کئے گئے ہیں بڑے بڑے نامی حکماء اور ایڈیٹر دیش اپکارک کے مجرب نسخہ جات درج کئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/۴/۰

رسالہ مجربات حکماء ہند نمبر دوم اسمیں اخبار دیش اپکارک کے از اپریل ۱۹۰۷ء تا مارچ ۱۹۱۰ء یعنے تین سالوں کے کل مجرب نسخہ جات کا جو بصورت جوابات یا مراسلات یا از طرف ایڈیٹر شایع ہوتے رہے ہیں لب لباب اور نچوڑ درج کیا گیا ہے۔ مجربات کی کان ہے۔ قیمت فی جلد تین روپے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳/۰/۰

رسالہ تجربات حکماء ہند نمبر سوم دیش اپکارک کے سال اپریل ۱۹۱۰ء سے اپریل ۱۹۱۱ء تک کے مجربات کا مجموعہ۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/۴/۰

رسالہ برہمی آجکل برہمی کے دافع نسیان مقوی دماغ۔ اکسیر حافظہ۔ دافع خفقان وغیرہ ہونیکو ہر خاص و عام بخوبی جاننے لگ گئے ہیں اور برہمی بہت ہی استعمال ہو رہی ہے اسمیں برہمی کا مکمل بیان درج کرکے استعمال کے بیشمار اعلیٰ اعلیٰ طریقے لکھے گئے ہیں قیمت اردو ۰/۱ ہندی میں ۔ ۔ ۔ ۱/۰

رسالہ میٹھی نیند و فلسفہ خواب اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو آجتک ہندوستان میں نہیں لکھا گیا زندگی کا تہائی سے زیادہ حصہ نیند میں جاتا ہے [illegible] قیمت ۱۴/۰

رسالہ دلچسپ طبی مضامین نمبر اول اخبار دیش اپکارک کے چند مضامین کا مجموعہ ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/۰

رسالہ دردسر دردسر کی کل اقسام پہلا اور [illegible] ویدک، یونانی و ڈاکٹری کے مفصل بیان ہے [illegible] فی جلد ساڑھے نو آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۹/۰

رسالہ شبرلہ جو کوئی بھی کھا جاوے اسکو ایسی [illegible] اسکے بغیر لطف نہ آویگا [illegible] قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱/۴/۰

پتہ: ٹھاکر دت شرما وید مالک کارخانہ امرت دھارا و ایڈیٹر اخبار دیش اپکارک جگ منی لاہور — امرت دھارا لاہور

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یومیہ آمدنی ۳۸۸ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو جو کہ خون صالح [illegible] پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اچھی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں تو بھی [illegible] ہو کر بہ آب ہو جاوے۔ ہندوستان و افغانستان اور ممالک غیر کے بہترین [illegible] اور [illegible] ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے ہزاروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز [illegible] کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ [illegible] ۸۸۳ روپیہ روح حیات کی یومیہ بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے کہ چند یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ رقت۔ رکت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے دلی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص کر اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بدن کو جوان و جوانی کو ممتاز بوڑھے کو [illegible] بنانا اسی روح حیات کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ [illegible] کیمیا کہہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ/)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری۔ بے دلی وغیرہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بنا دیتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ/)۔ شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ۲)

یہ دونوں دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مجرب

فصلی بخار۔ اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برس سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور قسم کے علاج کر کے تنگ آ گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اس لئے اس کی چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ ۱۴/ محصول ڈاک ۶/ دو شیشی ۸ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ ۸/ محصول ڈاک ۵/ دو شیشی ۶ر

داد کا مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ ۴/ محصول ڈاک ایک سے ۴ تک ۵/ بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر:۔ ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ ۴۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہارات کی گرم بازاری میں مضمون کی درازی مریضوں کی آہ و زاری آجکل [illegible] دکھا رہی ہے الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے [illegible] ہم پہلے [illegible] مفت [illegible] ہیں اول آزما [illegible] منگوا [illegible] مبتلا اس میں [illegible] مختلف قسم کی بیماریاں ہیں [illegible] عام طور پر ضعف کی شکایت ہے [illegible] اس مرض کیلئے [illegible] علاج کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے ہمارا کام [illegible] [illegible] اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب [illegible]

قیمت فی بکس ایک روپیہ عہ **طلا طلسمی** [illegible] اثر [illegible] کی غلط کاریوں کے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے [illegible] طلا طلسمی سے فائدہ [illegible] انشاءاللہ اسکو [illegible] قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ سیالکوٹ [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

چونکہ اس وقت کمپونڈر بیمار تھا۔ اس لئے انہوں نے اسی وقت معائنہ نہ کیا۔ آخر ۴ بجے ایک مصلی کمال کو ساتھ لیکر معائنہ کیا۔ اسی دن مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر و سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب خود بھیرہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بیانات وغیرہ قلمبند کئے۔ اگلے دن اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت معائنہ ڈاکٹری کے متعلق ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ معائنہ پر انہوں نے تلی کو دو جگہ سے پھٹا ہوا پایا۔ اور تلی کے وزن میں ۳۴ ½۔ اونس تھی اور کہ پیٹ میں تلی کے پھٹنے کیوجہ سے خون جمع تھا اور موت تلی کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ اور کوئی ضرب کا نشان جسم پر نہیں پایا گیا۔ پولیس کی رپورٹ بھی اسی امر کی مظہر ہے۔ کہ جسم پر کسی جگہ بھی ظاہری نشان ضرب کا نہیں تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند حکماً پولیس سے چالان مرتب کرا کر مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔ سشن جج صاحب نے ملزم کو ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت پر رہا کیا۔ اور یہ حکم لکھا کہ سرکاری وکیل کو نوٹس دیا جاوے کہ کیوں رپورٹ سپردگی کو منسوخ کرنے کے لئے مسل چیف کورٹ میں بھیجی جاوے۔ اس کے بعد مسٹر فلبی نے سشن جج کو لکھا کہ وہ کچھ اور نئی شہادت اور مرتب کر کے ایزاد کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر مسل واپس بھیجی گئی۔ اور ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا۔ ۴ ستمبر کو یعنے واقعہ موت سے اٹھارہ دن بعد مسٹر فلبی مع سول سرجن کے بھیرہ میں پہونچے۔ اور قبر کو اکھاڑ کر حسب بیان سول سرجن صاحب تلی نکلوائی گئی اور کاٹ کر سپرٹ میں رکھ لی گئی۔ اور اگلے دن یعنے ۵ ستمبر کو بمقام سرگودہ پہونچکر تولی گئی۔ ۶ ستمبر حال کو سول سرجن صاحب نے عدالت میں یہ بیان دیا۔ کہ ۵ ستمبر کو تولنے کے وقت تلی وزن میں ۱۲۔ اونس سے کم پائی گئی۔ ان کی رائے میں غالباً ۱۰۔ یا ۱۱۔ اونس کے درمیان ہوگی۔ سول سرجن صاحب نے اپنی شہادت میں

یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب انہوں نے لاش کو دیکھا تو اسوقت انتڑیاں بالکل گل چکی تھیں اور کہ انہوں نے تلی کی جھلی پر کوئی تلی کے پھٹنے کا نشان نہیں پایا۔ اور کہ ان کی رائے میں اس جھلی کے اندر ۳۴۔ اونس مادہ نہیں آسکتا۔ مگر زیادہ سے زیادہ وزن ۳۰۔ اونس اس میں آنا ممکن تھا۔ صحت کی حالت میں اس لڑکے کی عمر کے لحاظ سے تلی کا وزن سول سرجن صاحب کی شہادت کے مطابق ۶۔ اونس ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت دوبارہ لی گئی۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ تلی کا وزن ۳۴ ½۔ اونس تھا۔ کمال خاکروب نے بھی تلی کا وزن اسی قدر بیان کیا۔ بیانات گواہاں وغیرہ قلمبند ہو کر جب کل کے کل گواہ عدالت سے جا چکے تھے تو صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کو دوبارہ بلا کر ان کو اور کمال خاکروب کو ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا۔ اس بنا پر کہ ہر دو ملزم زیر دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسسٹنٹ سرجن اور خاکروب کو ہتھکڑی اکٹھی لگائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ضمانت کے لئے زبانی درخواست کی مگر مجسٹریٹ نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے۔ یہ واقعہ سلانوالی کا ہے جو سرگودہ سے آگے ایک سٹیشن ہے۔ اس وقت مجسٹریٹ صاحب ڈاکٹر اور خاکروب کو ہتھکڑی لگائے ہوئے سٹیشن پر پہونچے۔ جہاں دیوان دولت رائے وکیل اصل ملزم مقدمہ موجود تھے۔ دیوان دولت رائے نے اسی وقت درخواست ضمانت لکھ کر پیش کی اور مجسٹریٹ کو کہا کہ جرم قابل ضمانت ہے۔ ضمانت لیکر اسسٹنٹ سرجن کو رہا کیا جاوے۔ اور مجسٹریٹ کے استفسار پر کہ کون ضمانت دیگا خود ضمانت دینے کی آمادگی ظاہر کی۔ اور یہ بھی کہا کہ اور ضامن بھی موجود

ہیں۔ اور تحصیلدار صاحب بھیرہ جو اسوقت پلیٹ فارم پر موجود ہیں۔ تصدیق جائداد بھی کرسکتے ہیں۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے درخواست لینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ سشن جج صاحب رخصت پر تھے۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کوہ سکیسر پر تھے۔ اسلئے کوئی مزید کارروائی اس وقت ضمانت کے لئے نہ ہوسکی اور ڈاکٹر صاحب کو سرگودہ لیجا کر حوالات میں رکھا۔ اور اگلے دن بلا ضرورت سارا دن اسی طرح خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگائے ہوئے کچہری میں حاضر رکھا۔ اور اسی شام کو حکم دیا کہ اسی حالت میں شاہ پور جو ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے پیدل لیجایا جاوے۔ جہاں وہ ۱۸ ستمبر کو بعد دوپہر جیل میں داخل کئے گئے ۱۹ ستمبر کو وکیل نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بمقام سکیسر درخواست کر دی۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فی الفور ایکہزار روپیہ کی ضمانت پر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ مسل مقدمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ہے۔ اور ابھی تک کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی۔ اس حیرت انگیز مقدمہ سے تمام باشندگان بھیرہ میں سنسنی چھا گئی۔ اور ہر خاص و عام ان واقعات کو سن کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے ۔ (محمد علی وکیل) (از عام)

ہندوستان میں اسلام

آبزرور لکھتا ہے کہ قلب افریقہ سے ایک عیسائی مشنری نے واپس آکر جو مضامین شایع کئے ہیں ان سے پھر مہذب دنیا کی توجہ تاریک براعظم میں اسلام کے خاموشی مگر مستقل طور سے پھیلتے جانے پر مبذول ہو گئی ہے۔ ایک غیر ملک اور اجنبی گورنمنٹ کے ماتحت اخلاقی تحریک سے اشاعت اسلام صرف افریقہ میں محدود نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی جہاں جہاں

مسلمان تارکان وطن پہونچے ہیں۔ یہی کیفیت ہر اشاعت اسلام سے نوع انسان کی تمدنی۔ دماغی اور روحانی ترقی کو بڑی مدد ملی ہے۔ مسلمان تاجروں یا خدا پرستوں کے جوش اشاعت اسلام کو دیکھنے کی غرض سے چین برٹش گائنا یا تبت میں جانیکی ضرورت نہیں۔ خود اس ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ خواجہ معین الدین رح کو خواب میں پیر کیطرف سے ہدایت ہوئی کہ تم وسط ایشیا کو ہندوستان کا رخ کرو۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے لوگ مذہب اسلام کے سخت مخالف تھے لیکن حضرت معین الدین رح ان رکاوٹوں و خوف و خطر سے مطلق نہ ڈرے اور قطع منازل و مراحل کرتے ہوئے براہ پنجاب راجپوتانہ پہونچے۔ ابتدا میں انہیں جاسوس تصور کیا گیا۔ لیکن آخرش ان کے اخلاق حسنہ و صفات پسندیدہ نے سب کے دل میں گھر کر لیا۔ اُن کی وفات کا سینکڑوں مسلمانوں اور ہزاروں ایسے لوگوں نے غم و الم کیا جو دلمیں تو اسلام کی صداقت کے قایل ہو گئے تھے مگر بظاہر ذات پات کی پابندیوں اور خارج از برادری ہونیکے خوف سے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

بابا فرید نامی ایک باخدا فقیر تن تنہا پنجاب کے وحشی اور تندخو قبایل میں جا کر مسکن گزین ہو گئے اور اپنی نیک نفسی سے ان کو اسطرح رام کیا۔ کہ قبیلے یکے بعد دیگرے مسلمان ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے وقت لاکھوں مسلمان موجود تھے ان اولیاء کے جانشینوں نے بھی اشاعت اسلام میں سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ بعد کے زمانہ میں مولوی بھی اس بارہ میں صوفیوں اور پیروں کی کچھ مدد کرتے رہے صدیاں گذر گئیں۔ گو مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی تاہم اسلام بدستور پھیل رہا ہے۔ بالخصوص برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں بہ نسبت ان ممالک کے جہاں مسلمان فرمانروا ہیں اسلام نے زیادہ زیادہ ترقی کی ہے۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام کی یہ مختصر تاریخ ہے تلوار کے زور سے نہیں بلکہ خدا پرست بزرگوں کی روحانی و اخلاق خصایل حمیدہ اس کی ترقی و اشاعت کا باعث ہوئے ہیں +

تیس چالیس سال پہلے مسلمان واعظین و منادا اپنے مقدس فرائض میں نہایت سرگرمی سے مصروف تھے۔ اور صداقت کی روشنی پھیلانے میں انہوں نے سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا یہ اپنے اخراجات کا بوجھ وہ مسلمانوں پر نہ ڈالتے تھے اور نہ کسی قسم کے چندہ سے ان کی اعانت کیجاتی تھی باوجود اس کے دیگر ادیان کے منادوں سے زیادہ کامیاب ہوتے تھے۔ لیکن اب ہندوستان میں اشاعت اسلام کے متعلق ایک بہت بڑا انقلاب ظہور میں آیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بے لوث مسلمان واعظین کی نسل مفقود ہو گئی۔ اور انہوں نے بظاہر معقول لایق جانشین نہیں چھوڑے۔ محض اسلام کے لئے منادی کا ولولہ معدوم ہو گیا۔ ایک زمانہ تھا۔ جبکہ غیر مسلم لوگ ان بازاروں میں نہ جاتے تھے جہاں بڑا کوئی مولوی وعظ میں مصروف ہوتا تھا کیونکہ انہیں خوف تھا۔ کہ کہیں اسکا زبردست وعظ تبدیل مذہب کا باعث نہ ہو۔ لیکن اب وہ واعظین خاموش ہیں۔ بلکہ الٹا اسلام پر زبان طعن دراز ہو رہی ہے۔ اور ہمارے روحانی مقتداؤں کا ارشاد ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے مباحثہ نہ کرو۔ جب تعلیم یافتہ اصحاب اپنے شکوک و شبہات رفع کرنے کیلئے مولویوں کے پاس آتے ہیں۔ تو انہیں کہا جاتا ہے ایسے شکوک کو دلمیں راہ نہ دیں۔ اور شیطان کیطرح عقلی دلایل سے کام نہ لیں۔ خفیف سے اختلاف رائے پر کفر کا فتویٰ لگ جانا معمولی بات ہے۔ انکا قول ہے کہ قیامت قریب ہے۔ اور پیغمبر کی یہ پیشینگوئی عنقریب پوری ہونے والی ہے۔ کہ اسلام غربا میں شروع ہوا۔ اور انہی میں اس کا خاتمہ ہو گا۔ غرضکہ کفر کے فتووں اور مسلمان کو خارج از دین بتانیکا زور ہے۔ اور غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کی کارروائی مفقود و موقوف ہو چکی ہے۔ بعض روشن خیال علماء اور انجمنیں مولویوں کے دامن سے اس دھبہ کو دھونا چاہتی ہیں۔ جو بلا شبہ مسلمانان ہند کے دلی شکریہ کی مستحق ہیں۔ امید ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ بارآور ہونگی اگرچہ ان مصلح علما کا اثر اپنے عالم بھائیوں میں محدود ہے اور انجمنیں بھی ہنوز طفولیت میں ہیں۔ تعلیم یافتہ مسلمان لایق و قابل علماء کی قلت کو نہایت سختی سے محسوس کرتے ہیں۔ گو انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نسبت مولویوں کا اچھا خیال نہ ہو تاہم کسی اور اسلامی گروہ سے۔ ہم ان میں مذہب کا کچھ کم جوش نہیں دیکھتے ان کے خیال میں موجودہ زمانہ میں اسباب کی اشد ضرورت ہے کہ جاہل و اصول مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو تعلیم و تلقین سے دائرہ اسلام سے خارج نہ ہونے دیا جاوے۔ اور ہندوستان کی ادنیٰ ذاتوں میں سرگرمی سے اشاعت اسلام کی کوشش کیجائے۔

انسان کا دل

وکٹوریہ پیپر رقمطراز ہے کہ انسان کے دل سے زیادہ پاک کوئی چیز نہیں ہے۔ اور انسان کے دل سے زیادہ ناپاک بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ خوبصورت ہے۔ اور یہ بدصورت بھی ہے۔ یہ بہشت ہے۔ جہاں آبحیات کی نہریں جاری ہیں اور جہاں اپنی روشنی میں تمام جگمگاتے ہوئے کواکب نورانی تماشہ دکھاتے ہیں۔ مگر یہ دوزخ بھی ہے۔ جس جگہ خوفناک آگ جل رہی ہے۔ اور سفلی جذبات کے شیاطین ہل من مزید کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بہشت کے جلانے و برباد کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ انسان کا دل خوشنما باغ ہے جس کے رنگ برنگ پھولوں سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر نادان اور نالایق باغبان اس میں کیطلے درخت

پاک شان پر حملہ کیا جاوے۔ شوکت صاحب اگر صرف ترجمہ کا ہی اعلان کرتے تو مجھے اسپر نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر اس پرانی بدعت نے سر نکالا ہے۔ جو اس سے پہلے کئی بار چلی جاچکی ہے اور وہ یہ ہے

کہ بدوں متن ترجمہ شایع ہو

قرآن مجید کا ترجمہ متن کے بغیر شایع کرنا اس کی سخت توہین اور گستاخی ہے۔ اور مسلمانوں میں قرآن مجید کے مبارک کلام کو پڑھنے کے متعلق عام بدشوقی پیدا کرنے کی تحریک کرتا ہے اور یہی نہیں بلکہ یہ مقدمہ ہے عیسائیوں کیطرح کلام الہی کو خراب کرنے کا عیسائی قوم میں کلام الہی کو گم کر دینے کی آفت اسی راہ سے آئی۔ اور ترجمہ در ترجمہ ہوتے ہوتے اب کوئی جانتا بھی نہیں کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ تحریف تبدیل بھی اسی راہ سے پیدا ہوئی۔ غرض یہ نہایت خطرناک کارروائی ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ اس خرابی کا انسداد ہوا ہے۔ امید ہے کہ مسلمان قرآن مجید کی بے عزتی گوارا نہ کرینگے کہ وہ ایک عام ترجمہ کی حیثیت سے شایع ہو۔ ترجمہ کو کلام الہی کہنا سخت غلطی ہے قرآن مجید کے ترجمہ کو بدوں متن شایع کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔ شوکت صاحب اپنی تجدید میں اس امر کو داخل نہ کریں۔ اور مسلمانوں کو اپنے حال پر رہنے دیں۔

احمدی قوم کی دلشکنی اور قانون انگریزی کی ہتک

الحکم کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ گورنمنٹ عالیہ کی توجہ طلب مختصراً ان واقعات کو لکھا گیا ہے جو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے متعلق مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی بے اعتدالی سے پیش آئے۔ اس واقعہ نے پنجاب بھر میں ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ اور احمدی قوم میں جو چار لاکھ سے زیادہ افراد کا مجموعہ ہے نہایت درد اور سخت رنج سے اس خبر کو سنا گیا ہے۔ احمدی قوم اپنی **وفاداری** اور فرماں پذیری کے اظہار سے گورنمنٹ سے کسی معاوضہ کی خواہشمند نہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب (جس کے حدود انتظامی کے اندر اس تحریک کا مرکز ہے) خوب جانتی ہے کہ احمدی جماعت جہاں تمام سرکاری تحریکوں میں اعانت کرنا۔ اپنا فرض جانتی ہے۔ اور انہیں کامیاب بنانے میں پوری کوشش کرتی ہے۔ وہاں اس کی طرف سے کبھی اس قسم کی خواہشیں اس کے سامنے نہیں رکھی گئی ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کی طرف سے بعض اوقات مختلف رنگوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان خواہشوں سے میری مراد خطابات کی خواہشیں یا اونچے عہدوں کی خواہشیں ہیں۔ احمدی جماعت اور اس کا بانی اور موجودہ **امام** گورنمنٹ کی اطاعت اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ یہ مذہبی جماعت ہے۔ اور مذہبی عملی زندگی پیدا کرنا اس کا اصل مقصد ہے ایسی صورت میں گورنمنٹ وقت کی اطاعت و وفاداری کی تعلیم دینا محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ نہ گورنمنٹ کو خوش کرنے کیلئے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر یہ حکم دیا جاوے کہ گورنمنٹ کی غداری کوئی جرم نہیں اور گورنمنٹ اس پر کوئی بازپرس نہیں کرے گی۔ تب بھی احمدی **کرہ** سے جو آواز نکلے گی **وہ گورنمنٹ کی اطاعت** ہی کی **آواز** ہوگی۔

اس لئے یہ وفاداری نمایشی نہیں **فطرتی** ہے اور یہی **سپرٹ** ہے۔ جو ہمارا **امام** پیدا کرنا چاہتا ہے۔ باوجود اس کے بھی مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر اور شاہ پور کے سول سرجن نے جو کارروائی حال میں کی ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ اس سے یہی نہیں کہ ایک کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں کو سخت دکھ دیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ہی

گورنمنٹ کے قانون کی سخت توہین کیگئی ہے

اور **تاج برطانیہ** کے اصول **عدل و انصاف** کو کچل ڈالا گیا ہے۔ اس واقعہ نے ہندو اور مسلمانوں تمام قوموں کو یکساں رنج دیا ہے۔ احمدی قوم کا رنج اور افسوس تو اس وجہ سے ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اپنی قوم میں ممتاز اور ایک نہایت قابل قدر بزرگ ہیں۔ مگر ان لوگوں نے بھی جو ہمارے سلسلے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمارے سلسلے اور اسلام سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں بہت بری طرح اس کو محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ ہندوستان بھر میں

قانون انگریزی کی ہتک کرنیوالا ہے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو معطل کرنے میں جو کارروائی کی گئی ہے وہ اس راز کا پورے طور پر انکشاف کریگی۔ ہم اس معاملہ میں کسی **رحم** کی درخواست کو پیش کرنا نہیں چاہتے اور ہرگز نہیں چاہتے۔ بلکہ ہماری درخواست ہے کہ اس معاملہ کی پوری تحقیقات کی جاوے۔ اور وہ بدظنی اور بدگمانی جو مسٹر فلبی کی کارروائی سے پیدا ہو سکتی ہے اس کی **تلافی** کی جاوے۔

احمدی قوم اس واقعہ کو گورنمنٹ کی کسی بے اعتدالی کا نتیجہ قرار نہیں دیتی۔ بلکہ وہ ایسے صرف صرف **مسٹر فلبی** سے منسوب کرتی ہے۔ اور کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اور ایسے لوگ ہی زیادہ تر موجب ہو جاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے طرز عمل سے لوگوں کو بدظن کریں۔ ایڈیٹر الحکم کو ایک مرتبہ (جبکہ امرتسر میں چٹھی رسانوں کا سٹرائک ہو گیا تھا۔ اور وہ اسکے توڑنے کا کام خاموشی کیسا تھ کر رہا تھا اور اس میں کامیاب ہوا) مسٹر مائلز ارونگ صاحب اس وقت کے

ڈپٹی کمشنر امرتسر سے دیر تک ایجیٹیشن کے متعلق گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ ان سے نہایت صفائی اور بے تکلفی سے عرض کر دیا تھا۔ اور صاحب موصوف نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ کہ بعض اوقات غلط فہمی ناتجربہ کار ہتولین لوگوں کے اس بدنما سلوک سے پیدا ہوتی ہے۔ جو وہ دیسی شرفا کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ اور میں نے یہانتک کہدیا تھا۔ کہ ابھی آپ ہی کی کوٹھی پر جبکہ میں محض ایک سرکاری خیر خواہی کے لئے آیا۔ کتنی ہی دیر تک انتظار کرنا پڑا اور آپ کے ملازموں کو جرأت نہیں ہوئی کہ آپ کو اطلاع دیں اگر آپ خود باہر تشریف نہ لاتے تو شائد مجھے رات بھر یہاں رہنا پڑتا۔

مسٹر مائلز اروِنگ نے اس امر میں مجھ سے پورا اتفاق کیا تھا۔ کہ پبلک کیساتھ ہم لوگوں کو اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہئیں۔ اسکا نتیجہ جہاں ایک طرف رعایا کی محبت کا حاصل کرنا ہوگا وہاں ملک کے عام حالات کا صحیح اور سچا علم حاصل ہوگا۔ اور مسٹر موصوف نے اپنے طرز عمل سے یہ دکھایا بھی کہ وہ نہایت اخلاق۔ اور شریفانہ طریق پر لوگوں سے پیش آتے اور ملتے رہتے۔ غالباً وہ آجکل منٹگمری میں ہیں۔ اور میں ایسے ضلع کو خوش قسمت سمجھتا ہوں۔ جہاں ایسے لوگ ہوں۔

بہرحال یہ تو ضمنی قصہ تھا۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید مجھے کبھی اس کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ہماری قوم جو خدمات اپنے طور پر گورنمنٹ کی کر رہی ہے وہ بدوں کسی صلے کی خواہش اور نمائش کے کر رہی ہے۔

پہلا موقعہ ہے کہ اس قوم کو دکھ دیا گیا ہم اس تکلیف کو شرح صدر سے برداشت کرتے ہیں۔ اور اس میں گورنمنٹ کا شکوہ کرنے کے لئے اپنے دل میں ذرا بھی بیقراری نہیں پاتے مگر ہاں یہ بالکل سچی بات ہے کہ **قانون انگریزی**

کی یہ ہتک ناقابل برداشت امر ہے۔

گورنمنٹ کا ایک عہدہ دار اور انگلش نیشن کا ایک فرد جسکا مذہبی قومی اور قانونی فرض تھا۔ کہ وہ **قانون انگریزی کی حرمت** کو قایم رکھتا۔ اس نے اپنے عمل سے اس قانون کی سبکی کی ہے۔ اس کی فریاد ہم کرتے ہیں اور **سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے** یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ کرے گی۔ اور اپنے عمل سے دکھا دے گی۔ کہ اس کی نظر میں رعایا کے تمام افراد برابر ہیں۔ اور **قانون انگریزی کی توہین کرنیوالا**۔ خواہ ہندو ہو یا مسلمان یورپین ہو یا یوریشین ہو کبھی بھی جوابدہی سے بری نہیں ہو سکتا۔ مسٹر **فلپی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کا یہ طرز عمل** قابل لحاظ ہے۔ رعایا کی عزت و آبرو کا تحفظ اس کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ اس اختیار کا ناجائز استعمال کبھی گورنمنٹ کا منشا نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے اگر کوئی جرم کیا تھا تو بیشک اسکی باضابطہ تحقیقات ہوتی اور ہونی چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ خلاف قانون کوئی کارروائی کی جاوے۔ یا جن قانونی مراعات کو مدنظر رکھا گیا ہے اس سے فائدہ نہ اُٹھانے دیا جائے۔

۱۶ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت ہوئی تھی۔ اور ۱۵ ستمبر کو انکی معطلی کا حکم حاصل کیا جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تاریخ مذکور پر وہ کس جرم کے مرتکب سمجھے گئے تھے۔

غرض یہ واقعات نہایت خطرناک اور دردکدہ ہیں اور اس سے کسی خاص قوم اور جماعت کو جو دکھ پہنچا ہے اسکو بالعموم طور پر رعایا کے جمیع افراد جو سنجیدہ اور متین ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھکر سخت حیران ہیں اور وہ اس **قانونی ہتک** کے معنے نہیں سمجھ سکتے۔

سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ جب اس معاملہ پر خاص تحقیقات کرے گی۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ سارا معاملہ کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ احمدی قوم **ہز آنر** کی گورنمنٹ سے مطمئن ہے۔ اور وہ امید رکھتی ہے کہ یہ معاملہ تاریکی میں نہیں رکھا جاویگا اور **نوشیروانی عدل** ہوگا اور گورے کالے کا تفرقہ اُٹھ جائیگا۔ بالآخر ہمارے اطمینان کا موجب یہ ہے۔ کہ ہماری ساری امیدیں اللہ تعالیٰ پر ہیں۔ اور مومن ہر ابتلا کو خدا کے فضل کا پیش خیمہ سمجھتا ہے ✦

اصل واقعات مقدمہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ

۱۷ اگست ۱۹۱۶ء کی صبح کو بھیرہ میں ایک شادی کے موقعہ پر کچھ خیرات فقیر فقرا کو تقسیم کی جا رہی تھی۔ کہ ایک فقیر لڑکا مسمی دربار علی عمر سولہ سال کے کچھ چوٹ آنے سے بہت خراب حالت ہو گئی۔ مدعیان یعنے دربار علی مذکور کے رشتہ داران کا بیان ہے کہ تقسیم کنندہ خیرات نے جو قوم خواجگان بھیرہ میں سے ایک شخص تھا۔ فقیر دربار علی کو غصہ میں آکر دو لاتیں خصیوں پر اور ایک لات پیٹ پر ماری جس سے وہ بیہوش ہو گیا۔ اور گر پڑا۔ وہاں سے وہ اُٹھا کر ہسپتال میں قریب ۹ بجے کے لے گئے۔ اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر بشارت احمد نے دیکھا تو لڑکا مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دربار علی کے ورثا کو کہا کہ اُسے تھانہ لے جاویں۔ تھانہ سے قریب ساڑھے گیارہ بجے لاش واپس ہسپتال پوسٹ مارٹم معائنہ کے لئے بھیجی گئی۔ بموجب بیان ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

آپ لوگوں کو ہم پر ایسا ناراض کر دیا ہے۔ اگر ہم وفات مسیح کے قایل ہیں۔ تو کیا مسیح کی حیات کو ماننا شرایط ایمان میں داخل ہے کیا وہ لوگ جو ہندو سے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان سے کلمہ طیبہ کے ساتھ یہ بھی کہلایا جاتا ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے کیا پہلی تفاسیر میں بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر نہیں ہے۔ کیا بخاری شریف میں متوفیک کے معنے ممیتک نہیں لکھے۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ممبر پر کھڑے ہو کر نہ فرمایا تھا۔ کہ جیسا سب نبی پہلے مرگئے ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے ہیں۔ پھر بتاؤ ہمنے کونسی نئی بات کی ہے۔ جس سے آپ صاحبان برافروختہ ہو گئے کیا آپ ہم پر اس واسطے ناراض ہیں کہ ہم نے مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح و مہدی مان لیا ہے سو میرے بھائیو! سنو اور پھر غور سے سنو! کہ مرزا صاحب کوئی ہمارے رشتہ دار نہیں تھے ہم نے حدیث میں پڑھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا ہم نے قرآن و حدیث میں مسیح و مہدی کے جو نشان لکھے تھے وہ پورے ہوتے ہوئے دیکھ لئے طاعون پڑی۔ ریل جاری ہوئی۔ اونٹ بیکار ہوئے زلازل آگئے۔ حج میں رکاوٹ ہوئی۔ ادھر اودھر سے آدمیوں کا میل جول بکثرت ہوا۔ دریا چیرے گئے رمضان شریف میں کسوف خسوف ہوا۔ سب نشان پورے ہوئے۔ خود مرزا صاحب نے پیشگوئیاں کی تھیں۔ وہ پوری ہوئیں۔ اس نے ہم کو تقویٰ سکھلایا خدا کی عبادت میں لگایا۔ ہماری روحوں میں نیکی کی قوت پیدا کی اس جیسا کوئی قرآن شریف کے حقایق و معارف بتلانیوالا نہ ملا۔ اگر یہ شخص مہدی مسیح نہیں تو صدی کا سرا تو گذر چکا ہے۔ تم کوئی اور مدعی دکھاؤ۔ جو اس سے بہتر ہو۔ ہم اس پر غور کرنے کے واسطے طیار رہیں۔ ورنہ خدا کے کلام اور نبی کی حدیث کی متابعت سے ہم کو نہ روکو۔ اور ناحق ہمیں دکھ نہ دو۔ خدا سے خوف کھاؤ۔

اپنے اعمال کو درست کرو۔ پرہیزگاری کی راہ پر چلو تاکہ خدا تم سے پیار کرے اور تم کو ہدایت کی راہ دکھائے۔ ہم تو باوجود تمہاری اس ایذادہی کے تمہارے حق میں کوئی کلمہ سخت نہیں بولتے۔ کیونکہ باوجود ان باتوں کے ہم جانتے ہیں کہ آخر آپ بھی ہمارے نبی کے ہی کہلاتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم۔

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ از قادیان

(ذرا غور فرماویں کہ ان میں کونسی بری بات ہے جس کی وجہ سے تم ہمارے مخالف ہوئے)

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیکے شرائط

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کیوقت انکا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائیگا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی خواہشوں اور جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور ہر حالت میں راضی بہ قضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔

ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قایم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ فقط

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دلمیں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین

دل سے ہیں خدام ختم المرسلینؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دیچکے دل اب تن خاکی رہا۔
ہے یہی خواہش کہ ہو یہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عتاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الورا

(مسیح موعودؑ)

قبول اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آؤ عیسائیو! اِدھر آؤ ۔۔ نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جسقدر خوبیاں ہیں قرآں میں ۔۔ کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو ۔۔ یونہیں مخلوق کو نہ بہکاؤ

ناظرین عرصہ ۳ سال سے دارجیلنگ میں بیگم وعظ کے کام پر مشن کیطرف سے متقرر تہا۔ اور اس سے پیشتر نو یا دس برس تک اور اکثر شہروں میں اسی کام پر تعینات تہا۔ میرے والدین نے مذہب عیسائیت قبول کیا تہا۔ اسلئے بندہ کی تمام گذشتہ زندگی عیسائیت میں گذری۔ اور مذہبی تعلیم کو اچھی طرح سے حاصل کیا اور اپنے ایام ملازمت میں مسیحی مذہب کی خدمت اچھی طرح کرتا رہا اور بہت سی مخلوق خدا کو مذہب عیسائیت میں شامل کیا۔ دارجیلنگ میں آکر خدا کریم نے مجھے اس اندھیرے سے نکالا جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ سے مذہبی مباحثہ ہوتا رہا۔ مگر آفتاب کے سامنے تاریکی کبھی فوقیت حاصل نہیں کر سکتی۔ آخر میں لاجواب ہو کر اپنے لایق پادریوں کی طرف رجوع ہوا۔ مگر پادری صاحبان سے سوائے اس جواب کے کہ "دعا مانگو" اور کچھ حاصل نہوا۔ یہی انجیل کہ تمام عمر پڑھتا رہا اسی انجیل نے مجھے جناب ڈاکٹر موصوف نے روشنی دکھا دی۔ بندہ ایک معقول تنخواہ پر جو کہ میرے گذارہ کے لئے کافی تھی بطور واعظ کے ملازم تہا۔ اپنی نوکری سے مستعفی ہوا۔ اور اپنے بھائی کو جنکا عیسائی نام نتھ مسیح تہا جنہوں نے میری طرح مذہب عیسائیت کی تعلیم اچھی طرح سے حاصل کی تھی۔ اور اکثر مدرسہ میں بطور معلم کے کام کیا تہا۔ اور اس وقت یہاں بمشاہرہ مبلغ ۱۵ ماہوار پر ملازم تھے۔ اور آپ بھی میرے ساتھ مباحثہ میں ہمیشہ شریک رہے۔ الحمد للہ بروز جمعہ بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۲۱ء بمقام دارجیلنگ جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ بدست جناب منشی احمد میر صاحب نائب سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن امرتسر کٹرہ قلعہ بھنگیاں کے بخوشی اسلام قبول کیا۔ اور میرے ساتھ میری بیوی جو کہ مشن کی تعلیم یافتہ ہے اس نے بھی میری پیروی کی۔ میری والدہ و میرے دو لڑکے و ایک لڑکی بھی مشرف باسلام ہو گئے۔ دعا کریں کہ خداوند کریم ہمکو توفیق عطا فرماوے۔ کہ جسطرح ہم اندھیرے کی طرف لوگوں کو رجوع کر رہے تھے۔ اب سچے اور برحق دین کیطرف مخلوق کو رجوع کریں۔ اور ہمارا انجام بھی اسی برحق دین میں ہو ہم تمام مسلمانان خصوصًا جناب ڈاکٹر عبدالعزیز جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن جالندھر کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ کہ اُنہوں نے ہمیں تاریکی سے نکال کر روشنی اور سچائی کی طرف دے آئے۔

اصلی نام	اسلامی نام
نام لال پرچیر	محمد عبدالعزیز
نتھ مسیح	محمد عبدالحمید
فضل مسیح	فضل احمد
مقبول مسیح	مقبول احمد

عورتوں کے نام

مریمؓ ۔ کنیز فاطمہ ۔ خدیجہ

الراقم ۔ محمد عبدالعزیز و محمد عبدالحمید از کوہ دارجیلنگ

قرآن مجید کا اُردو ترجمہ

قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی ضرورت پر بحث کرنا میرا مقصد نہیں۔ قرآن مجید کے جس قدر ترجمے ہوں اور جسقدر ان کی اشاعت ہو یہ مبارک کام ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا کرے۔ اور اس خدمت کی اُسے توفیق ملے یہ فضل ہے۔ لیکن یہ کسقدر شرم کی بات ہے کہ انسان محض دوکانداری کے طور پر دوسرے مستند اور مقبول عام ترجموں پر حرف گیری کرے۔ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم کا ترجمہ قرآن مجید ایک مقبول ترجمہ ہے۔ اور جس خلوص نیت اور صدق کیساتھ شاہ صاحب نے قرآن مجید کی یہ خدمت کی ایسے دل بہت ہی کم لوگوں کو میسر آسکتے ہیں۔ اُس زمانہ میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کوئی آسان امر نہ تہا۔ علماء کی مخالفت اور عوام پر انکا اثر جسقدر تہا وہ ایک ظاہر امر ہے۔ ایسی حالت میں قرآن مجید کی جو خدمت شاہ صاحب نے کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ آج قرآن مجید کے کتنے ہی ترجمے ہوں لیکن اس قبولیت کو وہ حاصل نہیں کر سکتے۔ مجھے نہایت افسوس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ **شوکت میرٹھی** نے **قرآن مجید** کے ایک جدید ترجمہ کی ضرورت پیسہ اخبار میں شایع کی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے ترجمہ کی کوئی خاص خوبیاں بیان کرتے انہوں نے شاہ صاحب کے ترجمہ پر حملے کرنے شروع کئے ہیں۔ یہ طریق جسقدر مذموم اور قابل نفرت ہے وہ عیاں ہے۔ شوکت صاحب پہلے شاہ صاحب کا سا اخلاص اور صدق پیدا کریں۔ غرض یہ نہایت مذموم اور مکروہ طریق ہے کہ اپنی دوکان چلانے کے لئے ایک برگزیدہ اور مسلم راستباز کی پاک

ڈاکٹر بشارت احمد نے بیان کیا کہ اسکی تلی کو میں نے اپنی زیر نگرانی چوہڑے سے وزن کروایا۔ اور بٹے میں نے خود ڈالے۔ اور چوہڑے نے کہا کہ تلی کا وزن اُس نے کیا ہے۔ اور بٹے بھی اسی نے ڈالے تھے۔ اور تولا بھی اُسی نے تھا۔

مسٹر فیلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر سرگودہا نے ڈاکٹر صاحب کو اس اختلاف کیوجہ سے زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند ہتھکڑی سرگودہ سے پرے جنگل میں لگانے کا حکم دیدیا اور جب وکیل نے ضمانت کی درخواست پیش کی تو وہ درخواست نہ لی۔ اور واپس کردی۔ اور کہا جو کچھ ہمنے کیا ہے سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ صاحب موصوف کی یہ کارروائی قانونی نکتہ خیال سے ایسی ہے کہ اس پر رائے زنی کا یہ وقت نہیں۔ یہ بعد فیصلہ ہم لکھیں گے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہ حکم صاحب بہادر نے جمعہ کے روز شام کو پانچ بجے سنایا۔ تاکہ اسوقت کوئی اور چارہ جوئی نہ ہوسکے۔ اور ان ایام میں سنایا جبکہ سشن جج صاحب بہادر رخصت پر تھے۔ اور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع سکیسر پہاڑ پر گئے ہوئے تھے۔ اور پھر ڈاکٹر صاحب کو اس مہتر کے ساتھ۔ جبکو کہ اس جرم میں ہتھکڑی لگائی گئی تھی۔ ہتھکڑی لگوائی۔ اور اپنے ہمراہ دورہ سے سرگودہا میں لائے۔ تاکہ ڈاکٹر صاحب کی اچھی طرح بے عزتی ہو جاوے۔ اس میں قابل توجہ یہ امر ہے کہ اگر مسٹر فلی صاحب کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ تو اس کا مقدمہ اسپر باقاعدہ بنایا جاتا۔ اور تحقیق کے بعد اگر جرم ثابت ہوتا۔ تو خواہ حوالات میں دیتے یا جو مناسب سلوک خیال میں آتا کرتے اس میں کسی کو شکایت نہ ہوتی۔ لیکن پیشتر اس کے کہ صاحب بہادر ایسا کرتے صاحب بہادر نے ایک گورنمنٹ کے وفادار اور گزیٹڈ افسر کو جس کے چال چلن میں پہلے کوئی داغ نہ تھا۔ اور جو کوئی اپنی قوم میں ایک اعزاز کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور جسکی بے عزتی سے ایک وفادار رعایا کے بڑے حصہ کی دلشکنی ہوتی تھی بغیر سوچے سمجھے حوالات میں دیدیا۔ اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت لینے سے انکار کردیا۔ اور درخواست پر بجائے حکم لکھنے کے واپس کردی۔

صاحب بہادر کا ایسے اہم مقدمہ میں ایسی تاریخ رکھنا کہ افسران بالادست قریب نہ ہوں۔ اور پھر جمعہ کے روز حکم سنانا تاکہ کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر صاحب سوموار تک کوئی چارہ جوئی نہ کرسکیں اور اسطرح سے کم ازکم تین روز تک تو حوالات میں رہ سکیں۔ اور پھر پانچ بجے حکم سنانا جو کہ آخری وقت اپنی عدالت کا تھا۔ باوجودیکہ مقدمہ دوپہر کو پیش ہوچکا تھا۔ اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت نہ لینا۔ اور پھر مہتر کے ہمراہ ہتھکڑی لگوانا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ کہانتک صاحب بہادر نے منصف مزاجی سے کام لیا اور کہاں تک اپنے اس فرض کو کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس علاقہ کی عزتوں کے محافظ مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں ادا کیا۔ کچھ ہی ہو لیکن انکا ایسا فعل وفادار رعایا کی سخت دل شکنی کا باعث ہوا ہے۔ وقت ہے کہ گورنمنٹ کے افسران اپنے سچے اور اصل خیرخواہوں کی دلشکنی سے پرہیز کریں۔ جو لوگ نیک چلن اور شریف الطبع ہیں ان کے ساتھ سلوک میں شریروں اور مفسدوں سے سلوک میں امتیاز کریں۔ تاکہ اول الذکر قوم کے حوصلے پست نہ ہوں بالآخر گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ادب سے التماس ہے کہ اس معاملہ میں دخل دے اور کسی معتبر افسر کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ کسطرح سے اس میں ظلم اور تشدد کیا گیا ہے اور اس کا انسداد فرماوے تاکہ رعایا کے دلوں کو جو چوٹ پہونچی ہے اور جو ان کے دلوں پر بڑا اثر ہوا ہے دور ہو جاوے۔

ہم آئندہ انشاء اللہ مفصل واقعات کے معلوم ہونے پر عرض کریں گے۔ کہ کیا کیا وجوہات اس ظلم کے ہوئے ہیں۔ فی الحال ہم اس درخواست پر ہی اس کو ختم کرتے ہیں +

اعلان

ذیل کا اعلان مفتی محمد صادق صاحب نے شایع کیا ہے جس کو بغرض آگاہی عام شایع کیا جاتا ہے

(ایڈیٹر)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ

ترجمہ:۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ کی مسجدمیں اس کے نام کے ذکر سے روکے۔ اور اس کی بے آبادی کے درپے ہو ان لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ خوف دل کے ساتھ اس میں جاتے ایسے لوگوں کے لئے اس دنیا میں رسوائی ہے۔ اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ (پ ا سورۃ بقر)

مسلمانان لنڈھور غور فرمائیں

کہ ایک مسافر تمہارے شہر میں گیا۔ تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کیا دین اسلام نے تم کو ایسی ہی مسافر نوازی سکھلائی ہے۔ آہ کہاں گیا اس نبی عربی محمد مصطفےٰ احمد المجتبیٰ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مہمان نوازی کا پاک نمونہ۔ جس کے گھر میں ایک کافر نے رات بھر آرام کیا اور کھانا کھایا۔ اور بستر کو پلید کر گیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (میری جان آپ پر فدا ہو) اس بستر کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا۔ اور باوجود اس کافر کے دوبارہ واپس آنے کے اُسے ملامت تک نہ کی۔ یہ مہمان نوازی کے مقدس اخلاق تھے جنہوں نے کافروں کو مسلمان بنا دیا۔ مگر آج مسلمانوں کے یہ اخلاق ہیں۔ کہ خود

(۴) بہت دعائیں کرو۔ مومن کا ہتھیار دعا ہی ہے۔
(۵) دل چاہے تو ہماری طرف خط بھی لکھتے رہو۔
(۶) فرمایا نماز میں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بھی آتا ہے صَلِّ کے معنے ہیں خاص لخاص رحمتیں ہوں ذکر جمیل ہمیشہ ہوتا رہے۔ آپ کا شرف فضیلت خیر و برکت اور کامیابی کے نتائج دنیا میں قائم رہیں۔

لعنت کا لفظ اس صلوٰۃ کے مقابل پر ہے۔

اسلام میں پچاس جگہ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے بعض موقعے عوام کو میسر نہیں ہوتے ہیں۔ جیسے صفا مروہ و استلام حجر اور بعض ہو سکتے ہیں۔

(۱) مثلاً نماز کے آخری التحیات میں (۲) دعا قنوت کے اخیر میں وصلی اللہ علی النبی (۳) پہلے التحیات میں بھی بعض محدثین نے مستحب قرار دیا ہے (۴) صلوٰۃ جنازہ میں (۵) خطبہ عید۔ خطبہ جمعہ۔ خطبہ نکاح میں (۶) اذان سن چکنے کے بعد (۷) جب نماز کی تکبیر پڑھی جاوے (۸) دعاؤں کے ابتداء و آخر۔ وسط میں۔ (۹) مسجد میں داخل ہونے کے وقت بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ (۱۰) جب نبی کا ذکر آئے (۱۱) جب نیند سے اٹھے (۱۲) جب اکٹھے بیٹھے ہوں۔ اس وقت بھی کسی نہ کسی طرح نبی کریم صلعم کا ذکر کرکے درود بھیجنا چاہیئے۔ (۱۳) جب کوئی تفرقہ مٹے اس وقت بھی (۱۴) تبلیغ و وعظ کے وقت (۱۵) محتاج انسان حاجت کے وقت (۱۶) وضو سے فارغ ہو کر۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ درود کی بہت ہی عادت ڈالو۔ اس کا ادنیٰ فائدہ تو یہ ہے من صلّے علیّ واحدۃ صلے اللہ علیہ عشراً جب ایکبار اخلاص کے ساتھ تم نبی کریم کے شرف و کامیابی و رحمت کاملہ کے نزول کی دعا کرو گے تو خدا تعالے دس بار تم پر ایسی رحمتیں بھیجیگا۔

خدا پر بھروسہ

فرمایا میرے بہت سے بچے فوت ہوئے۔ جو فوت ہوا۔ اسی یقین کے ساتھ ہم نے اُسے دفن کیا۔ کہ اب اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا کریگا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ عالم جوانی کے لڑکے فوت ہوتے رہے بڑھاپے کے خدا نے اپنے فضل سے عطا کئے۔

تمدن میں نقص

فرمایا ہمارے ملک کے تمدن میں ایک بڑا بھاری نقص ہے۔ کہ ایک ہی مکان میں باپ بیٹا۔ بلکہ پوتا معہ اپنی عورتوں بہنوں اور بھائیوں کے اکٹھے رہتے ہیں۔ اور میاں بیوی کو بے تکلفی کے واسطے خلوت میسر نہیں ہوتی۔ اور عزیز واقربا کا ایک حجاب ہر وقت دلپر رہتا ہے۔ اور اس کا اثر آئندہ اولاد پر بہت بُرا ہوتا ہے۔ اولاد کمزور اور ضعیف القلب پیدا ہوتی ہے۔ چاہیئے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ہر ایک کا گھر جدا ہو۔

تکلیف سے خدا ہی بچاتا ہے

تجویز ہوئی کہ لاہور سے ڈاکگاڑی پر شام کی گاڑی میں جائیں۔ اور رات بٹالہ ٹھہریں ایک دوست نے عرض کی۔ رات بٹالہ میں تکلیف ہوگی فرمایا اگر تکلیف مقدر ہے تو یہاں بھی ہو سکتی ہے آرام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے

ذریعہ وحدت

ذکر ہوا کہ بعض لوگوں کی رائے ہے۔ کہ نماز اُردو زبان میں پڑھی جائے۔ فرمایا کہ پھر پنجابی کہیں گے پنجابی زبان میں نماز ہو۔ اور پھر سیالکوٹی کہیں گے کہ سیالکوٹ کی پنجابی میں نماز پڑھی جائے اور اسطرح شہر شہر کی زبان جدا ہونے کے سبب یہ جو ایک بڑا ذریعہ وحدت اسلامی قوم میں ہے یہ بالکل اُٹھ جائیگا۔

تجارت

حضرت اقدس معہ خدام مستری موسیٰ صاحب کے ہاں کھانا کھاکر انارکلی میں سے واپس تشریف لائے۔ تو راستہ میں حسب درخواست میاں چراغدین صاحب ان کی دوکان عزیز ہوس میں تشریف لے گئے۔ جہاں برادران میاں عبدالعزیز میاں محمد سعید کام کرتے ہیں۔ صاحبان دوکان کو مخاطب کرکے فرمایا۔ دوکان چلانے کے واسطے ہمت استقلال۔ دیانت۔ ہوشیاری۔ عاقبت اندیشی اور امانت کی ضرورت ہے۔ فرمایا لکھا ہے۔ کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار حرفہ سکھلایا ہے۔ یورپ نے بہت ترقی کی ہے۔ مگر ہنوز اس حد تک نوبت نہیں پہنچی فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ تجارت میں 19 حصہ منافع ہے۔ باقی ایک حصہ دیگر حرفوں میں ہے۔

فرمایا۔ حدیث شریف میں آیا تجارت کے واسطے مغربی ممالک میں جاؤ۔

فرقہ ملامتی

صوفیوں کے فرقہ ملامتی کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ اس فرقہ کے لوگ ایسے افعال اور حرکات بظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بدنامی حاصل ہو۔ اس سے مراد اُن کی یہ ہوتی ہے کہ نفس لوگوں کی تعریف سے خوش ہو کر متکبر نہ ہو۔ بلکہ اس کو ایسی سزا ملے۔ کہ وہ نیچے کو گرے۔ اور ذلت کو اختیار کرے۔

فرمایا میں نے ایسے لوگ بہت دیکھے ہیں۔ بڑا بڑا مجاہدہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن بعض وقت سخت ابتلاؤں میں گر جاتے ہیں۔

فرمایا۔ اس فرقہ کا ایک آدمی احمد نام ہم نے دیکھا تھا۔ جو کہ ضلع شاہ پور میں رہتا تھا۔ اُس نے بہت سے مجاہدات کئے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ ہم نے اس کی دعوت کی تو کہنے لگا کہ رنڈی کے ہاں سے کھانا پکوائیے۔ اور اپنے پاس بیٹھکر کھلائیے۔ یہ شخص آخر ایک بڑے ابتلا میں گرفتار ہوا۔ ایک ڈاکٹر بنگالی بابو نام شاہ پور میں تھا۔ اس کے ساتھ جو کچھ مذہبی گفتگو ہوئی۔ تو اس نے احمدؔ کو کہا۔ کہ ہمیں کچھ کرامت دکھاؤ۔ تب مان لیتے ہیں احمد نے ایسا کمال دکھایا کہ رات کے وقت بابو کو ایسا خوفناک نظارہ دکھائی دیا۔ کہ وہ چیخ اُٹھا اور توبہ کرکے مسلمان ہونے کو تیار تھا۔ مگر احمد اس کے سامنے آیا۔ تو اُسے کہا۔ شاید آپ ہماری بات بھول گئے۔ آپ نے ہمیں کچھ نہ دکھایا یہ بات اس نے شرارت سے کی احمدؔ حیران ہوا۔ اور دوسری شب اس نے بہت ہی زور لگایا بابو نے بعض آدمیوں کے سامنے اس کا ذکر بھی کیا۔ مگر احمد کے سامنے پھر انکار کر دیا۔ ایسا ہی تیسری شب بھی ہوا۔ جس پر احمد بہت گھبرایا۔ اور اس کے خیال میں آیا کہ شاید اس کے پاس کوئی ایسا کمال ہے جو میرے تصرف سے بڑھکر ہے۔ اس واسطے اُس نے بابو کو کہا کہ آپ اپنا کمال دکھائیں۔ بابو نے اُسے شراب پلاکر ننگا کیا نکیل ڈالکر بازار میں نچایا۔ جب اُسے ہوش آیا۔ اور

...بہاں سلوم ہوا۔ تو بہت شرمندہ ہو کر لپیں روپوش ہو گیا

ایک دفعہ میں نے (حضرت خلیفۃ المسیح نے) حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) سے دریافت کیا تھا۔ کہ ملامتی فرقہ کے متعلق حضور کا خیال کیا ہے؟ فرمایا۔ ہمارے فرقہ احمدیہ سے بڑھکر کون ہے جہاں بیعت کی سب اپنے بیگانے ہو گئے۔ اور سب ملامت کرنے لگے۔ اصل ملامتی فرقہ یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاطر دکھ اٹھاتا ہے۔ تکلف کے ساتھ ملامتی بننے کے کیا معنے۔ جو سچے دل سے خدا کی طرف جھکتا ہے۔ وہ تو خود ہی ملامتی بن جاتا ہے یہ طریق جو ان ملامتیوں نے اختیار کیا ہے یہ غلطی ہے

آریاؤں کا شکریہ

فرمایا۔ آریہ بھی اسلام کا کام کر رہے ہیں۔

جس قدر بت شکنی انہوں نے اس زمانہ میں کی ہے۔ ہمارے مولوی لوگ کہاں کر سکتے تھے۔ ان میں اتنی ہمت کہاں ہے۔ آریوں نے استیصال بت پرستی کا کیا۔ الہام الٰہی کے قایل ہیں۔ کتاب الٰہی کے وجود کے قایل ہیں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی اور حضرت مسیح موعود مغفور

اہلحدیث کی تازہ اشاعت میں الحکم کے ان مضامین پر مختصر سا ریمارک نکلا ہے۔ جو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع شدہ مضمون مسیح اور مہدی کے متعلق لکھا جا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کی کامیابی اور ناکامی کی بحث آپڑی تو مولوی بٹالوی نے لکھا تھا۔ کہ وہ ناکام فوت ہوئے۔ اس پر میں نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے۔ کہ ناکام و نامراد کون رہا۔ بٹالوی یا مہدی میں نے واقعات حقہ کی بنا پر ظاہر کیا ہے کہ بٹالوی کو پوری ناکامی ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود بامراد اور شاد کام اُٹھے اسی طریق پر جو ماموریں کا ہوتا ہے۔ اگر اس بحث میں امرتسری منکر کو قبل از مرگ واویلا کرنیکی ضرورت نہ تھی۔ مگر اسلئے بٹالوی نے ناکامی کے داغ کو مٹانیکے لئے اس بحث کو درمیان لانا چاہا ہے۔ کہ ثناء اللہ اور عبدالحکیم کیوں نہیں مرے اور ان کے نہ مرنے کی وجہ سے معاذ اللہ حضرت ناکام ہیں۔

اس سوال کا جواب بہت آسان ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ بتائیں کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا اُن کے اصل مقصد میں کوئی روک تھا یا نہیں۔ اگر تھا تو کیا اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناکامی ثابت ہوتی ہے؟ ایسا خیال کرنیوالا بھی میرے نزدیک تو کافر ہے اور سخت پاجی ہے۔ اسلئے کہ آنحضرت صلعم کی کامیابی کا مدار اس پر نہیں تھا۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعود مغفور کی کامیابی میں کسی منکر اور مکذب کا مسیلمہ کذاب کی طرح زندہ رہنا روک نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر روک ہو تو ثابت یہ کرنا چاہیئے۔ کہ کیا آپ کے بعد سلسلہ کی ترقی ہوئی یا نہیں؟ اور کسی منکر کی زندگی دوسروں کے لئے موجب روک ہوئی یا نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ترقی ہوئی۔ اور کسی کی سن درازی موجب روک نہیں تو پھر یہ اعتراض سراسر لغو اور فضول ہے۔ کیونکہ بقول مولوی ثناء اللہ اصل مقصود ہدایت خلق اللہ ہے۔ پھر وہ ہو رہی ہے یا نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کے اعتراضات سے کیا فائدہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پہلے اس امر کا فیصلہ کریں (اگر انہیں شوق ہے) کہ بٹالوی کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بٹالوی نامرادی کی دلیل ہے یا نہیں۔ اسکے بعد اس کی اپنی زندگی کے سوال کا بھی فیصلہ ہو جائیگا۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں روک ہے یا باغ احمد کے لئے وہ کھاد ہے؟

ریویو

ذوالفقار علی

یہ ایک نیا رسالہ ہے۔ جو میرے مکرم بھائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق کے پرزور قلم کا نتیجہ ہے۔ میر قاسم علی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دیانندی زہریلے سانپ کی کچلیاں توڑنے کے لئے خاص قابلیت اور قوت عطا کی ہے۔ یہ رسالہ غلام حیدر مرتد مختون آریہ (نمبر ۲) حال سیتہ دیو کے ریکٹ نعرۂ حیدری کا دنداں شکن جواب ہے اور میر صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ اسے لکھا ہے وہ انہیں کا حق ہے۔ شدہی کی شدہی جن لوگوں نے پڑھی ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ دشمن کے ہی مسلمات سے جواب دینے کا خاص مذاق میر صاحب کو ہے۔ اس رسالہ کے لاجواب ہونے کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ اس کا جواب دینے پر تین سو روپیہ کا انعام ہے۔ اس قسم کے رسالے کثرت سے شایع ہونے ضروری ہیں اس لئے میر صاحب نے باوجودیکہ رسالہ مذکور ۶ جزو کا ہے اسکی قیمت صرف ۳/ر رکھی ہے اور مفت تقسیم کرنیوالوں کے لئے سو جلدوں کی قیمت دس روپیہ مقرر کی ہے۔ صرف ایکہزار کاپی چھاپی گئی ہے اگر دس صاحب کرم اور صاحب جمعیت ہمت کریں تو اس کی ایک ہزار جلدیں ناگری میں شایع ہو سکتی ہیں سید میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی کے پتہ سے منگواؤ +

قدیم ہندوستان کی تہذیب

یہ کتاب ترجمہ ہے ہندوستان کے مشہور فاضل مسٹر آر سی دت کی تاریخ سویلزیشن آف این شینٹ انڈیا کا۔ اصل کتاب بوجہ اسکے قابل اور مشہور مصنف کے نہایت معتبر اور قابل قدر سمجھی گئی ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ فاضل مصنف نے واقعات کو اصلی رنگ میں جمع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور اسکے مترجم مولوی۔ اے۔ ولایت احمد صاحب نے پوری قابلیت کیساتھ۔ اس کا اردو ترجمہ کیا ہے جو طرز بیان کی سلاست اور ادبی خوبیوں سے قابل قدر ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر خوش خط چھاپا گیا ہے میں اس کتاب کے لئے سفارش کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو مذہبی دلچسپی رکھتے ہیں اور وہ آریا قوم کے حالات تہذیب سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسے ضرور پڑھیں۔ چونکہ یہ کتاب اول ہے۔ اور کتاب دوم کی اشاعت اس کی قدر دانی پر موقوف ہے اسلئے ضرورت ہے قدرشناس بزرگوں کی جو مترجم کی حوصلہ افزائی کریں مجھے کتاب کی قیمت نہیں معلوم ہو سکی تاہم منگوانیکے لئے مولوی محمد فدا علیخانصاحب سکرٹری ٹرانسلیٹنگ کمیٹی گھاٹ دروازہ ٠ می پور کے نام درخواست کرنی چاہیئے +

انگلستان میں اسلام

اس عنوان سے ذیل میں ایک انگریز نو مسلم کے ایک مضمون کو شائع کیا جاتا ہے۔ جو اس نے روزانہ پیپل اخبار میں چھپوایا ہے۔ مضمون زیر اشاعت میں انگلستان میں مسلمانوں کی ایک اخبار کے اجرا کی تجویز کی ہے اور ایڈیٹر پیپل اخبار اس ضرورت میں اس کے ساتھ متفق ہے میری دانست میں نہ صرف ایڈیٹر پیپل اخبار بلکہ تمام سمجھدار مسلمان اس ضرورت کو تسلیم کریں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انگلستان سے جو اخبار جاری کیا جاوے وہ کس قسم کا اخبار ہونا چاہیئے؟ کیا صرف ایسا اخبار جو مسلمانوں کی سیاسی ضرورتوں کی تبلیغ و اشاعت کرے۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے؟ میری سمجھ میں اگر انگلستان میں کسی ایسی ہی اخبار کی ضرورت سمجھی گئی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ ایسا ہی کیا جاوے تو سخت غلطی ہوگی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملکی حقوق کی حفاظت کریں اور وہ حفاظت ایسے رنگ میں ہو کہ دوسروں کو کسی قسم کا بھی گزند پہنچائے بغیر حاصل ہو سکے۔ لیکن اگر مسلمان دنیا کے تمام علوم کے بھی ماہر ہو جائیں اور زمین اپنے خزانے اگل کر ان کے پاؤں پر رکھدے لیکن وہ اسلام سے ناواقف اور محض بے خبر اور اس پر بے عمل ہوں تو یہ سب کچھ ہیچ ہے اسلئے مسلمانوں کی دنیوی بہتری کی جسقدر تدابیر بھی کی جاتی ہیں وہ بجائے خود نہایت مبارک اور نہایت ضروری۔ اور دور اندیشی پر مبنی ہیں۔ مگر وہ اسلام سے الگ کر کے قابل تصور نہیں۔

بس اس میں کوئی کلام نہیں کہ انگلستان میں ایک اخبار کے اجرا کی ضرورت ہے۔ اور وہ اخبار ریلیجنگ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی طرف شائع کیا جائے لیکن وہ صرف پولیٹیکل پرچہ نہو بلکہ اس کے ذریعہ اشاعت اسلام کی جاوے۔ اور انگلستان ایسے ملک کے باشندوں کو اسلام کے حقایق سے آگاہ کیا جاوے وہ لوگ مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور عیسائیت جیسے مذہب کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں ایسی حالت میں اگر اسلام کے محاسن اور خوبیاں ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی جاوے اور اسلام کو معقول اور فطرتی مذہب کی حیثیت سے پیش کیا جاوے تو بہت کچھ امید خدا کے فضل سے ہو سکتی ہے

میں ان تمام مسلمانوں کو جو اپنے دل میں وسعت حوصلہ کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسلامی اور فروعی اختلافات کے تعصب اور جھگڑوں میں محدود نہیں ہیں۔ اس امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قادیان کے ماہواری

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

کو وہ پڑھیں اور نہ صرف ایک آدھ نمبر پڑھ کر کوئی رائے قایم کریں۔ بلکہ کم از کم ایک سال کے رسالوں کو پڑھیں تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلام کی کیسی عظیم الشان خدمت کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور اب تک اس رسالہ کے ذریعہ کہاں تک کام ہوا ہے ایسا رسالہ اگر ایک وسیع پیمانے پر انگلستان میں شایع کیا جاوے تو وہ مذہبی حیثیت سے نہایت مفید اور موثر ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالے کے فضل سے یہی توقع ہے۔ مگر صرف یہ تعصب اور عداوت کہ قادیان سے نکلتا ہے مسلمانوں کو نا آزاد خیال مسلمانوں کو بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرنے دیتی۔ اسلام کا یہ مفید خادم حق رکھتا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں وہ مفت تقسیم کیا جاوے اور اس کے بعض مضامین چھوٹے ٹریکٹوں کی صورت میں لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر یورپ میں کے ہاتھ میں دیئے جائیں مگر یہ باتیں وقت اور صرف زر چاہتی ہیں۔ خدا کرے مسلمان محسوس کریں۔ میں اب ذیل میں اس انگریز نو مسلم کا مضمون چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

بہت سے مجلسی۔ مذہبی۔ اور صرفی سوالات غور طلب ہیں۔ مسلمان اب ان بلندیوں پر چڑھ رہے ہیں جو ترقی کے راستہ میں اوپر کی طرف جاتی ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ان کی توجہ کو پلٹوں اور اثنائے سفر میں انہیں روکوں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ انہیں اس سمت میں زیادہ زیادہ بڑھتا ہوا دیکھوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ سلسلہ پیش قدمی میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک اور ایک بازو سے دوسرے بازو تک ایک شگاف بھی نظر آئے۔ اس لئے میں برادران حلقہ اسلام سے صرف ایک سوال دریافت کرتا ہوں جن میں بہت سے دوسرے سوالات شامل ہیں اور جو ایسا سوال ہے جس میں گہری دلچسپی رکھتا ہوں۔ اور جس کا میں جواب چاہتا ہوں۔ وہ سوال اگرچہ مختصر ہے۔ مگر بہت ضروری ہے وہ یہ ہے

اسلام کی انگلستان میں کیا حالت ہے

کیا برٹش سلطنت کے دیگر حصص کے بھائیوں نے کیا دیگر حصص عالم کے مسلمانوں نے اس سوال پر بھی غور کیا ہے اگر کیا ہے تو میں اس معاملے میں ان کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ انگلستان میں اسلام شاداب اور اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ پھیلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس وقت کیا حال ہے؟ کیا موسم بہار گذر گیا؟ کیا خزاں کا جھونکا آپہنچا۔ اب سے پہلے کرنا گونجتا تھا مگر اب بے آواز خاموشیوں کی بلا شرکت غیری حکومت ہے۔ کیا دین کا علم بلند کرنے اور اپنے مذہب کی کتاب کا صحیفہ ہونے کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا؟ کیا یہ وقت نہیں ہے۔ کہ ہم برطانیہ میں اسلام کی حالت پر غور کر رہے ہوں اور وہاں اسے مضبوط و مستحکم بنیاد پر قایم کرنیکی کوشش کر رہے ہوتے؟

بہت سے دیگر مذاہب کام کر رہے ہیں۔ ان سب کے انگلستان میں ہیڈ کوارٹر ہیں۔ ان سب کا ایک نظام ہے صرف ہم ہی اپنے راستہ پر لاپرواہی کے ساتھ چلتے معلوم ہوتے ہیں نہ اس لئے کہ ہمارے پاس متحد ہونے اور کسی بافائدہ تحریک کے چلانے کے لئے کافی آدمی نہیں ہیں بلکہ بظاہر دوسرے رسالات ہمیں زیادہ پریشان رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ ہم لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ اس قسم کی ایک باقاعدہ جماعت قایم کرنے میں مجھے بہت ہی کم مشکل نظر آتی ہے۔ یعنی ایک جماعت کے جو اسلام کو انگلستان میں محکم بنیاد پر قایم کرے۔ قایم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی بشرطیکہ درحقیقت مسلمان اس معاملہ میں دل سے کوشش

کریں۔ اور امداد باہمی کے لیئے آمادہ ہوں۔ اگر اس معاملہ کو کماحقہ طور پر چھیڑا جائے۔ تو اس کے متعلق میں ہر ایک ایسوسی ایشن اور ہر ایک اسلامی اخبار کو تجاویز بتانے کے لیئے تیار رہوں۔ ذرا سنئے کچھ عرصہ ہوا کہ جب ہندوستان میں وہ عظیم الشان تحریک شروع ہوئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گورنمنٹ نے وہ قانون پاس کیا جس سے باشندگان ہند کو ملک کی قانون سازی میں حصّہ مل گیا۔ اس وقت جزائر برطانیہ کے باشندوں کے اکثر حصّہ کو مسلمانوں کے مفاسد سے بالکل لاعلمی تھی۔ کیوں؟ محض اسلیئے کہ کوئی مسلم ارگن نہ تھا۔ برطانیہ میں اسوقت الشیوع پرچہ یا اخبار نہیں نکلتا تھا۔ جو ان کی راؤں کو مشتہر کرتا۔ اُنہوں نے اپنی راؤں کے مشتہر کرنیکے بہترین ذریعہ (اخبار) کی جانب سے لاپرواہی کی نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش وزراء کے روبرو مسلمانوں کا معاملہ پیش کرنیکے لیئے بہت سا کام کرنا پڑا۔ اور وہ بھی تحریک کے آخری درجوں میں اس کام کو آل انڈیا مسلم لیگ نے انگلستان و ہندوستان میں ہز ہائینس سر آغا خاں اور رائٹ آنریبل سیّد امیر علی وغیرہ کی رہنمایانہ قوت کے ماتحت نہایت قابل تعریف طریقہ سے چلایا۔ یہ لوگ اپنے کام کے لیئے تمام تر اعزاز کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر مسلمان خود اپنا کوئی آرگن (اخبار) رکھتے ہوتے۔ جس کی اس ملک میں اشاعت ہوتی۔ تو وہ ان کی خواہشوں اور انکی مذہبی، سیاسی، اور مجلسی اصول کی توشیح و تائید کے لیئے وقف ہوتا۔ اور ان کے قابل ترین فرزند اس کی امداد کرتے۔ ایسی حالت میں ان کے معاملہ اور ان کے درجہ کے ساتھ زیادہ اچھی طرح اور زیادہ وسعت کے ساتھ واقفیت ہو جاتی۔ اور آخر مراحل میں شرکائے جنگ کو کم محنت اور کم فکر برداشت اور محسوس کرنی پڑتی اس لیئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ایسا پرچہ اب جاری ہونا چاہیئے؟ کیا اسی قسم کے مقصد کے لیئے اب کسی ایسے پرچہ کی ضرورت ہے جو انگریزی میں چھپتا اور انگلستان میں شائع ہوتا ہو؟ میری رائے تو یہی ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اسلام انگلستان میں مرتب و باقاعدہ صورت اختیار کرکے اور قابل اطمینان طریقہ سے ایک سوسائٹی کی شکل میں منعقد ہو جائے تو ایسا پرچہ علمی اہمیت رکھیگا حضرات اس بارہ میں آپکا کیا خیال ہے۔ برادران آپ کی کیا رائے ہے۔ (یحیی النصر پارکنن۔
ڈگلینڈ اسٹریٹ بالفاسٹ)

حضرت امیر المومنینؑ کے ملفوظات

فرمایا جب اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں خصوصاً عرب میں نبی کریم صلّعم کی طفیل کس قدر سلامتیاں پھیلیں۔ تو بے اختیار اُن کے لیئے سلامتی کی دعا کرنیکو ابال اُٹھتا ہے۔ اور منہ سے نکلتا ہے السّلام علیک ایہا النبیّ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آٹھ دفعہ شراب پی جاتی تھی۔ اس کی بجائے آٹھ نمازیں ہو گئیں۔ پتھر معبود تھے۔ ان کی بجائے حیّ و قیّوم قادر توانا۔ علیم و حکیم خدا سے رشتۂ عبودیت جوڑ دیا گیا۔ ان بتوں کی نسبت عجیب عجیب حکایات ہیں منجملہ ان کے یہ کہ:۔

ایک دفعہ بت پرست سفر پر تھے۔ پتھر کے بت تو اُٹھا نہ سکتے تھے۔ آٹے کے بت بنا لیئے تا اُٹھانیمیں سہولیت ہو۔ مگر اتفاقاً ایسا ہوا کہ کہانے کے لیئے آٹا نہ رہا سخت بہوک لگی۔ تو یہ تجویز کی کہ فی الحال ان بتوں کو توڑ کر کھا لیتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ گویا یہ تو ان کے خدا تھے۔ شراب نوشی کا یہ عالم تھا کہ گھر گھر میں شراب کھینچی جاتی۔ اور یہ ایسی ام الخبائث ہے کہ آدمی متوالا ہو کر ماں اور بہن اور لڑکی کو نہیں پہچانتا۔

پھر شرک جو تفرقہ قومی اور بزدلی کی جڑ ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل یہ سب برائیاں دور ہو گئیں اور ان کی بجائے کئی خوبیاں اس قوم میں آ گئی جزا و سزا کے مسئلے پر ایمان لائے۔ ماں باپ کی تعظیم سکھائی۔ لین دین کے معاملات میں راستبازی پیدا کی پڑوسیوں کے حقوق بتائے۔ غلاموں پر رحم کرنا سکھایا۔ عورتوں کے حقوق قایم کیئے کہ ولھنّ مثل الّذی علیھنّ بالمعروف کی تعلیم دی۔

ان تمام مہربانیوں کا تصور کرکے مومن یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی تو میرے پیارے نبی کی عزت و درجہ کو ترقی دے۔ اپنی خاص رحمتوں کا نزول فرمائیو۔ اپنی برکات نازل کیجیو۔ برکہ کہتے ہیں حوض کو جس میں اردگرد کا پانی جمع ہو جائے گویا دعا کی کہ تمام سعید روحیں اس دین اسلام میں شامل ہوں۔ رسول اکرم کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں۔ پھر ہم بھی دین کے لیئے سلامت رہیں۔ اس کے نواب و خلفاء پر خاص سلامتی ہو۔ فرمایا التحیّات للہ والصّلوات و الطیّبات کو خلاصہ اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ میں دُہرایا۔ اور خود نبی کریم کی سلامتی اور اس کی رسالت کی گواہی دی۔

فرمایا جو لوگ توجہ سے قرآن پڑھتے ہیں ان کو بعض اوقات ایک بادل نظر آتا ہے۔ شریعت کی زبان میں اسے سکینہ کہتے ہیں۔ ملایکہ کے نزول کا نشان ایک بادل ہے پھر اس سے بڑھکر بارش۔ ھل ینظرون الّا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من انعام والملٰئکۃ۔ اور وینزّل علیکم من السّماء ماء لیطھرکم یہ بتا رہا ہے کہ وہی ابر و باران مسلمانوں کی فتح اور کفار کے عذاب کا موجب ہوا تھا۔ میدان جنگ میں صحابیوں کو اونگھ آنا۔ کامیابی کی علامت ہے۔ اور بارش کیسا تھ ملایکہ کا نزول ہوا۔ جس سے اُن کے قدم بظاہر ریت میں جم گئے۔ باطن میں استقلال حاصل ہو گیا۔

(۲) فرمایا ذالکم فذوقوہ کے ساتھ و انّ للکفرین عذاب النار۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ جنگ کا عذاب تو سب کو سہنا پڑیگا۔ مگر چونکہ کچھ مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ اس لیئے فرمایا جو کفر کرنے والے ہیں ان کو عذاب نار بھی ملیگا۔

ایک رخصت ہو کر باہر جانیوالے نوجوان کو فرمایا کامیابی کا گُر یہ ہے کہ اللہ پر ہر حال میں بھروسہ رکھو۔

(۲) جن کو اللہ نے تمہیر حاکم کیا ہے۔ اس کی خلوص کے ساتھ پوری پوری فرمانبرداری کرو۔

(۳) اپنا کام دیانت۔ امانت۔ ہوشیاری سے کرو

قریباً یورپ کے ہر ملک میں مساجدیں تیار ہو گئی ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ممالک میں نہ صرف ایک دو آدمی بلکہ جماعتوں کی جماعتیں رہتی ہیں۔ اور وہ اپنے مذہبی معاملات میں دلچسپی رکھنے والی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اس قدر ناواقف ہوتیں تو ہزاروں اور لاکھوں کے خرچ سے مساجد کیوں تیار کی جاتیں خود انگلینڈ میں لیورپول میں ایک عظیم الشان مسجد ہے اور قرآن شریف تو اسقدر کثرت سے مسلمانوں کو یاد ہے کہ جو لوگ مغز اسلام سے ناواقف ہیں وہ بھی قرآن شریف کی کچھ نہ کچھ عبارت یاد رکھتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں جبکہ مسلمان ہر ایک علاقہ میں اور ملک کے ہر گوشہ میں موجود ہیں۔ پھر قرآن شریف کی آیات کے متعلق تحقیقات کرنے میں کیا مشکلات پیش آسکتی ہیں۔

۲۔ یہ مشکل ہوتی ہے کہ وہ مذہب تو مشہور ہو اور اس کے پیرو بھی بہت کثرت سے ہوں مگر وہ کتاب جس کی طرف وہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوں قریباً معدوم ہو۔ اور اس کا ملنا بہت دشوار ہو اور وقت طلب ہو۔ اور بہت کچھ عرق ریزی کرنیکے بعد اس کا پتہ مل سکتا ہو۔ تو اس صورت میں سُنی سنائی بات پر بھی انسان کچھ لکھ سکتا ہے۔ اور اس کو حوالہ کے طور پر استعمال کر سکتا ہے گو کہ یہ حوالہ اسوقت تک قابل اعتبار نہ ہوگا۔ جب تک کہ اس کی نسبت کوشش کر کے اس کی سچائی دریافت نہ کر لی جائے جیسے کہ وید ہیں۔ کہ خود بڑے بڑے عالم ہندوؤں تک نے اُن کو پڑھنا تو الگ دیکھا تک بھی نہیں۔ یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ خود پنڈت دیانند صاحب نے سنسکرت میں چاروں وید نہیں پڑھے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

پس اگر کوئی وید کا حوالہ دینا چاہے اور وہ بھی سنسکرت میں اور اس کے راستہ میں بہت سی مشکلات ہوں تو مجبوراً اسے دوسرے لوگوں کی تحقیقات پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا۔ مگر قرآن شریف کی نسبت تو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اس کے لاکھوں کروڑوں نسخے میں موجود ہیں۔

اور خود یورپ میں کئی دفعہ چھپ چکا ہے۔

۳۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب ہے بھی عام اور اس کے پیرو بھی کثرت سے ہیں۔ مگر اس کے نسخوں میں بڑا اختلاف ہے۔ اور ایک نسخہ دوسرے نسخے سے نہیں ملتا۔ تو اس صورت میں یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ ہمنے ایک اور نسخہ سے حوالہ دیا ہے۔ مگر قرآن شریف کے متعلق یہ عذر بھی قابل سماعت نہیں کیونکہ اسکے لاکھوں کروڑوں نسخوں میں ایک نقطہ کا بھی فرق نہیں پایا جا سکتا۔ اور کسی کی طاقت نہیں کہ اس کے بیشمار نسخوں میں اختلاف دکھا سکے۔

۴۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب ایسی زبان میں ہے کہ اس کے بولنے والے اور سمجھنے والے اب مل نہیں سکتے اور اگر ملتے بھی ہیں تو وہ بھی مثل عنقا مثلاً آئس لینڈ کی پرانی زبانیں یا فنلینڈ کا پرانا لٹریچر یا قبطیوں کی بہت پرانی زبان کی تحریرات ان کے حوالجات میں اگر کوئی غلطی ہو تو قابل معافی ہو مگر قرآن شریف جس زبان میں ہے اس کے بولنے والے اسوقت کروڑوں کی تعداد میں مل سکتے ہیں اور ہر ایک ملک میں مل سکتے ہیں۔ اور جو بتا سکتے ہیں کہ یہ قرآن شریف کی عبارت ہے اور یہ کسی اور کتاب کی سو اس موقعہ پر یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا کہ راقم مضمون کے لئے اس زبان کی تحقیقات میں بھی بڑی بڑی مشکلات نہیں۔

۵ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کتاب ایسے زمانہ میں لکھی جائے کہ اس وقت امن نہ ہو یا خط و کتابت کے ذرائع میں دقتیں ہوں یا سفر میں مشکلات ہوں یا ان قوموں کے آپس میں تعلقات نہ ہوں۔ مگر یہ سب باتیں آجکل نہیں ہیں امن ایسا ہے کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ خط و کتابت کے ذرائع ایسے ہیں۔ کہ ایک آنہ کے لفافہ میں ہزاروں کوس سے مشورہ طلب ہو سکتا ہے۔ سفر میں وہ سہولتیں ہیں۔ کہ مہینوں کا راستہ گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ خود مسیحی گورنمنٹوں کے ماتحت مسلمان بستے ہیں۔ جس سے تعلقات کا پتہ خوب لگ سکتا ہے۔

پس کوئی صورت بھی ایسی نہیں کہ جس میں اس عالم مورخ کو معذور قرار دیا جا سکے۔ مسلمان اس جگہ موجود ہیں۔ قرآن شریف کی لاکھوں کاپیاں موجود ہیں۔ اور خود یورپ میں چھپ چکی ہیں۔ پھر اس کے نسخوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پھر یہ کسی ایسی زبان میں نہیں ہے جو اس زمانہ میں بولی نہ جاتی ہو۔ اور جسکے جاننے والے مشکل سے دستیاب ہوتے ہوں۔ پھر یہ تاریخ ایسے زمانہ میں نہیں لکھی گئی کہ جو تحقیقات میں مشکلات پیدا کرتا ہو۔ نہ یہ جہالت کے زمانہ میں لکھی گئی ہے۔ پس سوائے اس کے اور کچھ وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ مذہبی تعصب کے جوش میں قرآن شریف کا سقم بتانے کے لئے جو عبارت سامنے آئی۔ اسی کو اس کی طرف منسوب کر دیا۔

دوسری بات جو اس حوالہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ راقم مضمون عربی زبان سے محض ناواقف ہیں۔ کیونکہ جو عبارت آپ نے نقل کی ہے۔ اس کا مطلب بھی کچھ نہیں بنتا۔ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں اِن الحیا میں اسم انّ تو ہے اور اس کی خبر ہے ہی نہیں[۵]۔ جس سے کچھ معانی معلوم ہو سکیں اور کہیں کی اینٹ کہیں کے روڑے سے یہ عجیب عمارت بنا کر آپ نے کھڑی کر دی ہے اور اگر اس عبارت میں ایک ایسے شاعر کا مصرعہ نہ ہوتا۔ جو کہ رسول اللہ کے خدام میں سے آپ کی کئی سو سال بعد ہوا ہے۔ اور عربی کی ناواقفیت کی وجہ سے کہیں کی عبارت کہیں نہ ملائی ہوئی ہوتی۔ تو کوئی تعجب نہیں کہ کچھ مدت کے بعد مسیحی پادری اور آریہ مہاشے شور مچا دیتے کہ دیکھو قرآن شریف میں تحریف ہو چکی ہے جیسے کہ ایک پرانے نسخہ سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر لا یفلح الساحر حیث اتیٰ

[۵] چونکہ دوسری سطر پڑھی نہیں جاتی اسلئے پہلی سطر سے ہی اندازہ کیا جاتا ہے جو اصل کتاب میں انّ کی خبر ہے وہ اس جگہ درج نہیں ہے۔

جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے عقلمند لوگوں پر یہ کھل ہی گیا ہوگا۔ کہ اسلام کے متعلق جو کچھ اس تاریخ پر لکھا گیا ہے وہ کہانتک قابل اعتبار ہے۔ مگر باوجود اس کے عالم مورخ اپنے اس مضمون میں لکھتا ہے کہ قرآن شریف کی عبارت (نعوذ باللہ) بالکل بے جوڑ ہے۔ اور اس کا کوئی مطلب نہیں نکل سکتا اور لکھتا ہے "تفاخرانہ" الفاظ اور لبھانے والی باتیں اور وہ کثرت سے آنیوالے بیوقوفانہ فقرات جنکا حقیقتاً کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ قرآن شریف میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اور نظم خیال کئے جاتے ہیں"۔ آگے چلکر لکھتا ہے۔

"لیکن اگر ہم اپنی رائے دیں (قرآن شریف کے متعلق) تو ہم کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ عربی کی مشہور پرانی کتب میں سے ہمیں کوئی ایسی کتاب معلوم نہیں۔ جو کہ مذاق سلیم اور حقیقت سے ایسی خالی ہو اور ایسی حد سے زیادہ بات کو لمبا کرنیوالی اور تھکا دینے والی ہو۔ جیسے کہ قرآن (ترجمہ انگریزی) (نعوذ باللہ من ذٰلک) جس سے راقم مضمون کی علمیت اور بے تعصبی پر اچھی روشنی پڑتی ہے۔ بیشک ہم مانتے ہیں کہ وہ قرآن جس میں سے آپ نے مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم جس قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف سے اترا ہے کہ جس کے مقابلہ میں کسی کی طاقت نہیں ہوئی۔ کہ آجتک ایک آیت بھی پیش کر سکے۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ انکی تحقیقات اور اس عربی دانی پر آپ کو اتنے بڑے دعویٰ کی جرأت کس طرح ہوئی۔

میرے خیال میں کل مسلمانوں کو اخبار ٹائمز کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اس عظیم الشان غلطی کا ازالہ کرے۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ یہ تحریر جن مسلمانوں کا دل دکھانیوالی بات ہے۔ خلاف واقعہ بھی ہے"

علماء اسلام کی توجہ کے قابل

"علماء اسلام کو اپنے اندرونی جھگڑوں اور ذاتی مناقشوں سے ہی فرصت نہیں۔ جو وہ ان امور کی طرف توجہ کر سکیں جو مختلف صورتوں میں اسلام کے لئے مضر اور اہل اسلام کو نقصان پہونچانیوالے ہیں۔ حال میں ایک مقدمہ کا فیصلہ اخبارات میں شایع ہوا ہے۔ کہ ایک مسلمان عورت نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ تو شوہر کے حقوق زایل ہو گئے۔ یہ مقدمہ شروع میں علیگڈھ کے منصف کے اجلاس میں حقوق زن وشوہر کے متعلق پیش ہوا تھا۔ عدالت نے مدعی کا دعویٰ خارج کر دیا۔ اور آخر ہائی کورٹ تک یہ فیصلہ بحال رہا۔

اس قسم کے مقدمات آئے دن کہیں نہ کہیں ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ میں دینی فتویٰ دینے کا حق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ کام علماء اسلام کا ہے۔ انہیں اسکے نتایج پر غور کرنا چاہئے۔ جبکہ عیسائی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ تو پھر اگر ایک عورت شرارتاً عیسائی مذہب اختیار کرتی ہے۔ تو وہ رشتہ زوجیت سے کیونکر نکلسکتی ہے؟ یہ سوال ہے کہ جس پر غور کرنا اور صحیح اجتہاد کرنا علماء اسلام کا کام ہے۔ وہ اس کے متعلق اپنی آواز اٹھائیں۔ مسٹر امیر علی بالقابہ نے قانون اسلام میں ایک جملہ یہ بھی تحریر فرمایا۔ کہ اگر کوئی عورت کوئی مذہب اپنی دینی بہتری کے لئے عیسائیت وغیرہ قبول کرے تو شادی کا حق زایل نہیں ہوتا۔

اس قسم کی تحریرات کے باوجود بھی ہائی کورٹ نے اس فیصلہ کو پنجاب چیف کورٹ کے ایک فیصلہ کی نظیر پر خارج کر دیا ہے۔ اگر علمائے اسلام توجہ بہتر کریں گے۔ اور اس کے متعلق وہ صحیح فتوی پیش نکرینگے تو یہ نظیر آئندہ سخت نقصان رساں ہے۔ خدا کے لئے اے علمائے اسلام اپنی ذاتی کاوشوں کو چھوڑ دو اور ان باتوں کی فکر کرو۔ جو مسلمانوں کو نقصان پہونچانیکے لئے مختلف طریقوں سے اختیار کی جا رہی ہیں۔ اس مضمون پر کھول کر لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام ہے علمائے اسلام کا۔ بہتر صورت سردست یہ ہوسکتی ہے کہ ایک استفتا طیار کیا جاوے اور اس پر اسلام کے مختلف فرقوں کے علماء اور مجتہدین کے دستخط ہوں۔ اور اسے ایک میموریل کے ذریعہ گورنمنٹ میں پیش کیا جاوے۔ مسلمان اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کو اپنے اخبارات میں چھیڑیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ کی طبیعت پھر کیقدر ناساز رہی۔ مگر بایں آپ اپنے کام خدمت دین وتلقین مسلمین میں مصروف رہے۔ درس برابر جاری رہا۔ اور نمازوں میں امامت اور دیگر کام۔ مریضوں کا علاج۔ مہمانوں سے ملاقات۔ وغیرہ جمیع مشاغل اسی طرح پر ادا کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا ناصر ہو (آمین)

۲۔ صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سلمہ الاحد کے بچہ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود مغفور کے قدموں میں جگہ پائی۔ حضرت مسیح موعود کے اہلبیت نے صبر۔ اور رضا بالقضا کا پورا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمادے۔

۳۔ دو یورپین نو مسلم عبد السلام رابرٹسن۔ اور عبد اللہ سمتھ ۱۹۔ اگست سے آئے ہوئے ہیں۔ آج مسجد اقصیٰ میں حاجی عبد السلام رابرٹسن کا لیکچر انگریزی میں ہوا۔ خواجہ صاحب نے ترجمہ سنایا۔

۴۔ نواب صاحب قبلہ ۱۹۔ اگست کو مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو (آمین)

انتیسواں [۲۹] پارہ

ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں ۲۹واں پارہ الحمد للہ شایع ہوگیا۔ چونکہ اس کے طبع کا انتظام لاہور میں کرنا پڑا۔ اس لئے چھپوائی میں نقص رہ گئے۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ وہ طیار ہوکر شایع ہوگیا۔ خریداروں کی خدمت میں جا رہا ہے۔

تیسواں [۳۰] پارہ بھی چھپنا شروع ہوگیا ہے اور نصف کے قریب پریس میں جا چکا ہے۔ ایڈیٹر

اُس تحریک کو سُست نہ ہونے دو

پچھلے دنوں جو تحریک کسی گریجویٹ کو ولایت بھیجے جانے کے متعلق کی گئی تھی۔ اس لئے اس ہفتہ صرف ایک بھائی کا خط آیا ہے کہ وہ اس کے اخراجات سفر کی مد میں پانچ روپیہ اور اخراجات ماہواری کے سلسلہ میں ایک روپیہ دیں گے۔ یہ مخلص بھائی کوئی بڑے دولتمند اور صاحب جاہ ضرور ہیں۔ یعنی حکیم صالح محمد صاحب ساکن سانگلہ۔ اس تحریک میں اس وقت تک بہت سا چندہ لکھا جانا چاہئے تھا۔ مگر نہیں معلوم کیوں سُستی سے کام لیا جاتا ہے؟ یہ تحریک انشاء اللہ العزیز ایک بابرکت اور مُفید تحریک ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس میں ضرور کامیابی ہوگی۔

مختلف مقامات کی انجمنیں جن کی تعداد ایک سو سے اوپر ہے۔ اور اگر دو روپیہ ماہوار اور پانچ روپیہ یک مشت اس چندہ میں دیں تو بھی یہ مطلوبہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔ بہرحال مجھے اس کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تجویز کی اہمیت پر میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ اب سرپرستان الحکم کا فرض ہے۔ کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ بابرکت کرنا اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

اگر اس تحریک کو بامراد بنانے میں سُستی ہوئی۔ تو سمجھ لیا جاویگا کہ **ولایتی وفد** کا سوال ابھی بہت عرصہ کے بعد جاکر شاید حل ہو سکے۔ سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے یہ بہترین موقعہ ہے کہ ایک گریجویٹ سر دست ولایت میں بھیجا جاوے۔ جو کسی شعبہ میں تعلیم پائے اور ساتھ ہی سلسلہ کی ایجنسی کا کام دے۔ لوگوں کو ملنے جُلنے سے سلسلہ کے متعلق صحیح علم پھیلایا جا سکتا ہے اور وہاں کام کرنے کے طریقوں سے واقفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

غرض بہت سے فوائد مدنظر ہیں۔ پس احباب توجہ کریں اور اس ضرورت کو پورا کریں۔ وہ پھر یاد رکھیں کہ سفر خرچ کے لئے سات سو روپیہ کے قریب اور ماہواری اخراجات کے لئے دو سو روپیہ کے قریب ر... پس ماہوار اور یک مشت چندے ہونے چاہئیں۔

حادثات مُنہ پھیلائے ہوئے ہیں

آخری زمانہ کے آثار اور علامات میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب پورا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور رضی اللہ تعالےٰ نے آنیوالے حادثات اور واقعات کا جو علم منکشف کیا تھا۔ ان واقعات کا ظہور بھی۔ دنیا کے مختلف حصوں میں ہو رہا ہے **خطرناک سیلاب** کی پیشگوئی مختلف مقامات پر پوری ہو چکی ہے۔ اور معلوم نہیں ابھی اسکا دامن کسقدر وسیع ہے۔ جاپان جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں حیرتناک ترقی کرکے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا تھا۔ ایک خطرناک طوفان کا نشانہ ہوا ہے۔ یہ طوفان سیلاب کے رنگ میں آیا ہے اور اس نے ٹوکیو کو برباد کر دیا ہے۔ ۱۱-۱۲- آدمی مر چکے ہیں یا مفقود الخبر ہیں۔ اور ہزاروں بے خانماں پھر رہے ہیں بھوک کی آفت اور مصیبت مزید برآں ہے۔ کروڑوں روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے +

تفصیلی حالات آئندہ لکھے جائیں گے۔ انشاء اللہ

اس قسم کے واقعات کیا بتاتے ہیں؟ یہی کہ دنیا کا دَور آخر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی فوق الفوق ہستی اپنی قہری تجلیوں سے مادہ پرست قوموں کو اپنا چہرہ دکھانا چاہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں دہریت اور مادہ پرستی کا راج ہو رہا ہے اسباب کے گردیدہ لوگوں نے خدا تعالیٰ کا اقرار کرنا ایک لغو حرکت سمجھ رکھا ہے۔ مگر وقت آ رہا ہے کہ مشرقی اور مغربی قوموں کو نیازمندی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا پڑیگا۔ کیونکہ واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ انکے اپنے مجوزہ اسباب انہیں ان حادثات سے نہیں بچا سکتے۔ جو اپنا مُنہ پھیلائے ہوئے قہری تجلی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ آمین۔

یہ نشانات آیات ہیں جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندے کی سچائی کے گواہ ہیں۔ مبارک وہ جو انسے

لنڈن ٹائمز کی خطرناک غلطی کا اظہار

ولایت کے مشہور و معروف اخبار لنڈن ٹائمز کے کارخانہ سے پچیس جلدوں کی ایک تاریخ شایع کی ہے اسے شایع ہوئے تین سال ہو چکے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں نے اُسے پڑھا ہوگا۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ مگر نہایت ہی افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق جو غلط فہمی اس کتاب کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے اس کے دور کرنے کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہوئی اور کسی غیور مسلمان کو حوصلہ ہوا کہ وہ اسکی بیہودگی سے پبلک کو آگاہ کرتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی حس اور حرارت کیسی سرد ہو رہی ہے۔ یا وہ کم از کم اپنے مذہب سے کسقدر ناواقف ہیں میں جانتا ہوں کہ پڑھنے والوں کو محض اسوجہ سے کہ **لنڈن ٹائمز** کا دفتر ایسی زبردست کتاب شایع کرتا ہے۔ خیال بھی نہیں کیا ہوگا۔ کہ اس نے فی الواقعہ کوئی غلطی بھی کی ہے۔ بہرحال حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اس کتاب کو پڑھا تو آپ نے اس کی پردہ دری کے لئے قلم اٹھایا اور اپنے رسالہ میں **تعصب کے پردہ کے عنوان** سے ایک مضمون شایع کیا ہے یہ مضمون جس قابلیت سے لکھا گیا ہے۔ وہ حضرت صاحبزادہ ہی کا حق ہے۔

اس مضمون کی عام اشاعت کی ضرورت ہے اور مسلمان اخبار نویسوں کا فرض ہے کہ وہ اس کو اپنے اخبارات میں شایع کریں اور انگریزی اخبارات اسے ترجمہ کرکے چھاپ دیں۔ اس قسم کے مضامین کی عام اشاعت کی ضرورت ہے میرا خیال ہے کہ کوئی مسلمان اخبار ایسا نہ رہیگا۔ جو اسے اپنے جریدہ میں شایع نہ کریگا اور اگر انہوں نے **خاموشی** اختیار کی تو نہایت افسوس کے ساتھ مذہبی **بیغیرتی** کا داغ اُن کے ماتھے پر لگیگا۔ ایڈیٹر۔ (صفحہ ۸ شروع سے مطالعہ فرمائیں)

پچھلا کالم

افراط تفریط کے نتائج ہمیشہ بُرے ہوتے ہیں۔ ہر ایک بات موقعہ پر ہی اچھی لگتی ہے۔ نمک مرچ تک جن کے بغیر ہم باشندگان ہند کھانا ہی نہیں کھا سکتے اگر حد سے بڑھ جائیں تو طعام کا لطف ہی جاتا رہتا ہے۔ ہڈی جو انسان کا اپنا حصّہ ہے اگر زیادہ ہو جائے تو ڈاکٹر کو کچھ روپیہ دیکر نکلوا دیجاتی ہے۔ بات اگر بڑھ جائے تو اس کے نتیجے سب جانتے ہی ہیں۔ زبان و قلم سے انسان دنیا میں عزت بھی دیکھتا ہے۔ مگر یہی اس کے سولی پر چڑھانے کے باعث بھی ہو جاتے ہیں۔ یورپین مورخین نے حاطب اللیل کی طرح مختلف نشانات سے جو تاریخی واقعات اخذ کرنے شروع کئے تو اس میں ایسی ایسی ٹھوکریں بھی کھائی ہیں جو کسی طرح نظر انداز نہیں کی جاسکتیں۔ پچھلے دنوں میں جو ایک خطرناک غلطی کی گئی ہے۔ وہ صرف جہالت کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے پردہ میں تعصب بھی جھلک مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

لنڈن کا اخبار ٹائمز ایسا مشہور ہے کہ اکثر اخبار خواں اس کے نام سے واقف ہوں گے۔ اس نے ۱۹۰۸ء میں ایک تاریخ پچیس جلدوں میں چھاپ کر شایع کی ہے۔ جسے اس وقت کے مشہور یورپین مورخین نے لکھا ہے۔ اور کل پچھلی مستند کتب سے اس کے لئے ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے اور بڑے بڑے علماء کے تحت اس کی اشاعت ہوئی ہے اور چونکہ کل دنیا کی تاریخ ہے۔ اس لئے سو ڈیڑھ سو صفحہ اسلام کے حالات کے لئے بھی وقف کیا گیا ہے۔ مگر میں نے جہانتک اسے دیکھا ہے کوئی موقعہ خالی نہیں جانے دیا گیا۔ کہ جہاں نیش زنی نہ کی گئی ہو۔ سیدھی باتوں کو توڑ مروڑ کر کے دکھایا گیا ہے۔ مگر یہ سب الزام تو اتنا کہنے سے حل ہو سکتا ہے۔ کہ ہم نے اپنی تحقیقات میں یہی واقعات صحیح پائے ہیں مگر چند باتیں ایسی ہیں کہ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان کے متعلق کوئی معقول جواب پیش کیا جاسکے۔

قرآن شریف کوئی ایسی کتاب نہیں کہ جو ویدوں کیطرح تاریکی میں پڑی ہوئی ہو۔ جس کے جاننے والے دنیا کے ہر ملک میں نہ مل سکتے ہو۔ اور جس کا پڑھنا اور سمجھنا مشکلات سے ہو۔ نہ یہ بائیبل کیطرح مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر اپنی اصل سے دور جا پڑی ہے۔ کہ جس کے لئے یونان اور روم کے قدیم کتب خانوں کی تلاش کرنی پڑے۔ نہ زردشتیوں اور بدھوں کی کتب کی طرح سکندر رومی اور شنکر اچارج کی دست برد میں آچکی ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں حافظ ہر زمانہ اور ہر ملک میں موجود رہتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے اس ظلمت کے زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں کاپیاں اسکی شایع ہو چکی ہیں۔ اور دنیا کے ہر حصّہ میں موجود ہیں۔ ایشیا اور افریقہ ہی نہیں خود سینٹ پیٹرزبرگ اور پیرس کے چھپے ہوئے قرآن مجید مل سکتے ہیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھ جاؤ اور ہر زمانہ کے نسخوں کا آپس میں مقابلہ کرو تو ان میں ایک لفظ کا فرق نہیں پایا جائیگا۔ پھر ایسی مشہور اور معروف اور سہولت سے دستیاب ہونیوالی کتاب کا حوالہ اگر کوئی غلط دے تو سوائے اس کے کہ اس کے ایسے فعل کو تعصب کیطرف منسوب کیا جائے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے آٹھویں والیوم میں صفحہ ۲۶۳ پر اسلام کے متعلق مضمون لکھنے والا (اسکا نام نہیں معلوم ہو سکا) ایک عربی عبارت نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قرآن شریف کے ایک پرانے نسخہ سے نقل کی گئی ہے۔ اور عبارت یہ ہے:۔

ولَن یفوتَ الغنی منه یدًا تربت ان الحیا

وجز منقلا لوخف طف موکلا بمنقول۔

اس کی دوسری لائن تو اچھی طرح پڑھی نہیں جاتی مگر پہلی سطر قصیدہ بردہ کے ایک شعر کا ایک حصّہ ہے جو کہ علامہ بوصیری نے رسول اللہؐ کی تعریف میں آپ کی وفات کے کئی سو سال بعد کہا ہے اور وہ پورا شعر[۹۱] یہ ہے:۔

ولن یفوت الغنی منه یدًا تربت

ان الحیا ینبت الازھار فی الاکم

جو اس شعر کا نشان شدہ حصّہ ہے۔ جو یہ عالم مؤرخ بعج کچھ اور زیادتی کے قرآن شریف کے نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اور لطیفہ یہ ہے۔ کہ عبارت جو نقل کی گئی ہے وہ بھی پوری نہیں۔ ایک حصّہ تو علامہ بوصیری کے شعر کا لے لیا ہے اور ایک حصّہ کسی اور کتاب کا اور دو ٹکڑے اس خوبی سے ملائے ہیں کہ ان کے معنے بھی کچھ نہیں بن سکتے۔ کیونکہ پہلی سطر میں جو ان الحیا۔ آیا ہے۔ اسکے معنے ہیں "تحقیق بارش" اور آگے اس کی خبر نہیں آئی۔ کہ بارش کو کیا ہو گیا۔ یا وہ کیا کرتی ہے کہ جس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ راقم مضمون اوّل درجہ کے متعصب ہیں کہ ان کو اتنا خیال نہیں آیا کہ ایک عظیم الشان مذہب کے متعلق کچھ لکھنے لگا ہوں۔ کچھ تحقیقات ہی کر لوں اور قرآن شریف کے کسی نسخہ سے یہ عبارت ملا تو لوں کہ واقعی یہ اس میں ہے بھی کہ نہیں۔ کیونکہ کسی مذہب کے متعلق صحیح حوالجات دینے میں بھی چند دقّتیں ہوسکتی ہیں کہ

ایک۔ تو وہ مذہب ایسا گمنام اور غیر معروف ہو کہ اس کے پیرووں کا ملنا یا ان کی کتابوں کی صحیح کیفیت کا دریافت کرنا ایک مشکل بلکہ ناممکن امر ہو جائے۔ مگر اسلام اس مد میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو شروع سے لیکر آجتک کے اپنے مخالفوں کی نظروں میں کھٹکتا رہا ہے اور اگر کسی مذہب سے اسبات کا خوف کیا گیا ہے کہ اس کی تعلیم پھیلی تو یہ اپنی سادگی اور سچائی کی وجہ سے کل مذاہب عالم کو نیست کردے گا۔ تو وہ یہی ایک مذہب ہے۔ کہ جسکی وجہ سے تمام مذاہب کا وار ہمیشہ اسپر چلتا رہا ہے مادر تیرہ سو برس سے آجکل یہ کل فرقہائے باطلہ کا ہدف بنا رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کوئی ملک نہیں کہ جس میں مسلمان نہ پائے جاتے ہوں۔ اور خصوصًا ان ولو

[۹۱] معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ایڈیٹر کو کہیں سے یہ قصیدہ ہاتھ آگیا ہے اور آپ بود

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

سنہ ۱۹۱۰ء

جلد ۱۴

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے . . . . . . صہ

خواص سے . . . . . . عہ

ہندوستان سے باہر ۸

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف . . . . . ۱۲ روپے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

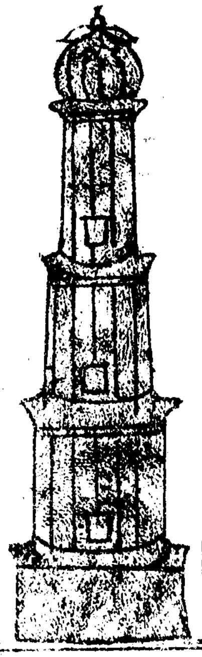

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں مفید یہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو ترجیح دیتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صد ہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک نمایش پر اپنا اصلی اثر دکھا رہی ہیں

کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے اجزا سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستی بورے سے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ . . . کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی ایجنسی خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات مفت۔

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی۔** (تار کا پتہ) **ہیڈ لیسنز دہلی۔**

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگرچہ سُست یا پژمردہ - اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو تھوڑا اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے - اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بہت فرق پڑ جائیگا - اور وہ خوش و خورم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے - استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے - ہاتھ سے نہیں جیسا جاتا

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے
اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں ؟

اگر آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے ؟ آپ ضرور خود سے سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں کبھی ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوونس ڈرَیلس) کھا لیجئے - دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض کیوجہ سے انتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں - اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں - جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے - اس سے بخوبی سمجھا جاوے گا - کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہے - جگر کی شکایت ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ - بدہضمی - پیٹھوں کی کمزوری - جسم کی نقاہت - امراض قلب - یعنی دل - دوار - یعنی چکرانا درد سر نفخ - کھٹی ڈکاریں آنا - اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے - اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے - ڈوں کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوونس ڈرَیلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورہ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے ابخروں کو انتڑیوں سے نکالتی ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں - قیمت ۱۴ر اور بارہ آنہ والی شیشی ۶۰ گولیاں ہیں - جو ۱۴ر والی شیشی سے بچگنی ہے -

کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں -
ڈو (ٹی) پی اور باکس کمپنی بمبئی سے طلب کرو -

ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت ۴ر ہے ہر ایک گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے

	قیمت فی شیشی
(۱) اکسیر نمبر ۱ - دافعہ مرض ہیضہ	۴ر
(۲) اکسیر نمبر ۴ - دافعہ مرض پیچش	۴ر
(۳) اکسیر نمبر ۲ - دافعہ درد پیٹ	۴ر
(۴) اکسیر نمبر ۳ - برائے جلاب	۴ر
(۵) اکسیر نمبر ۸ - دافعہ مرض کھانسی	۴ر
(۶) اکسیر نمبر ۱۱ - آنکھوں کے لئے نہایت ٹھنڈا سرمہ	۴ر
(۷) اکسیر نمبر ۱۹ - گولیاں دافعہ بخار	۴ر
(۸) اکسیر نمبر ۱۸ - دافعہ درد داڑھ	۴ر

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر ایورویدک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں - اس کے مطالعہ کے اوشدھالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرمائیں +

ملنے کا پتہ :- کوی راج کانشی رام وید کوی رتن لنگے منڈی لاہور -

اب تک آپ معزز عہدہ داران و حکماء کے سارٹیفکیٹ ملاحظہ فرما چکے ہیں ہم امرت کی دھارا کے ان گنت شیشوں کا ذکر کرتے ہیں

مراسلات

ناخن دوبارہ آگیا

بہت عرصہ تک تمام لاکھی انجیات یا امرت کی دھارا کی خوبیاں میری زبان اس قابل نہیں جو بیان کر سکے مگر جو صاحب جہاں تک اس کی تعریف کریں بجا ہے جس مرض میں استعمال کی جاتی ہے فوراً آرام ہو جاتا ہے گویا ہر مرض کا جانی دشمن ہے۔ راقم ان سے بڑھ کر کہا جاوے تو بجا ہے مفصلہ ذیل امراض پر استعمال کیا گیا۔

ایک شخص کا ناخن دکھا دستہ جب بوجہ آپریشن بالکل خراب ہو گیا تھا انگوٹھے کے اندر کا گوشت بھی گل کر انگلی کو بدنما کر دیا تھا چند دوائیں لگائیں مگر فائدہ نہ ہوا میں نے امرت کی دھارا لگانے کو دی بفضلہ انگوٹھا دوسرا جم آیا اور ناخن بدستور سابق ہو گیا اور ذرا سا داغ باقی نہ رہا اور مریض آپ کو دعائیں دیتا ہے۔

موت سے بچا دیا!

ایک آدمی بعارضہ بخار بیمار تھا اور کف بھی بہت کرتی تھی ہاتھ اور پاؤں تمام سوج گئے تھے اور دست بھی جاری تھے بڑے بڑے نامی وید اور حکیم لاچار تھے میں نے ایشور کا نام لیکر امرت کی دھارا دینا شروع کر دیا اور ہفتہ میں ہی مریض اچھا ہو گیا۔

ایک فٹ لمبا زخم!

ایک شخص کو پیر میں ایک سخت زخم جسکو اس طرف جلکوڑا کہتے ہیں ہو گیا اور زخم قریب ایک فٹ لمبا تھا اور گوشت نکل گیا تھا اور پوست بھی اتر گیا تھا شب و روز مریض پریشان تھا اسکو امرت کی دھارا لگائی گئی ذرا سا ڈیکا مالی شامل کر کے بس پھر کیا تھا بفضلہ ایزدی عشرہ میں بھلا چنگا ہو کر گھر چلا گیا۔ دیکھنے والے عش عش کرتے حیران رہ گئے تمام صاحبان کو اسی شیشی کو اپنے اپنے گھروں میں ضرور ہی رکھنی چاہئے امرت کی دھارا ہر حالت میں سب کا مشک ہے وقت پر جو یہ کام دیتی ہے بیان سے باہر ہے۔

قلم:- ٹھاکر لدبیو سہائے اناز فیندار خریدار اخبار ۱۲۱۲ از بیڈرا

تپ دق کے مریض کو آرام ہو گیا

ان من جناب پنڈت صاحب ادام اقبالہ تسلیمات کے بعد عرض ہے بہ نیاز مندانہ عرض کرتا ہوں کہ امرت کی دھارا سے تپ دق کے مریض کو آرام ہو گیا۔

میرے ہمسایہ میں ایک شخص کو تپ دق تھا بہت علاج کیا گیا مگر آرام نہ ہوا بوند امرت کی دھارا مل کر مریض کو صبح و شام پندرہ یوم تک پلایا گیا بالکل آرام ہو گیا اب بالکل تندرست ہے اسلئے جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

راقم:- محمد مردان خاں ہیڈ ماسٹر ضلع ہوشنگ آباد

جنہوں نے ایک دنیا کو محو حیرت کر دیا ہے

تین روز میں بھاری زخم دور

میرے لڑکے کی عمر دس سال کی تھی اسکو گھوڑے نے زور سے ایسی لات ماری کہ لڑکے کے نیچے کے دو دانت صاف اکھڑ گئے اور نیچے کے ہونٹ میں زخم شدید لگا دس منٹ کے بعد لڑکا خود اٹھا اور خون صاف کر کے مکان میں جا کر امرت کی دھارا ہونٹ پر خوب لگائی اور تین روز تک برابر لگاتا رہا اور تین روز کے استعمال سے زخم اچھا ہو گیا۔ جو لوگ زخم دیکھ چکے تھے ۳ روز کے بعد دیکھ کر تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے

امرت کی دھارا کیا ہے گویا جادو کا اثر ہے

التماس یہ ہے کہ لڑکے کے دو دانت ٹوٹ کر آ چکے تھے۔ اب گھوڑے کی لات سے دوبارہ ٹوٹ گئے ہیں اور دانت آنے کا اندیشہ ہے۔ براہ کرم دانت دوبارہ آنے کی دوائی درج اخبار ہو

الراقم

سردار چیل سنگھ صاحب موضع دار تلقہ ضلع محبوب نگر۔

۹ امراض پر میرا ذاتی تجربہ!

تسلیم! امرت کی دھارا کی جو شیشی بندہ نے آپ کے ہاں سے منگوائی تھی وہ تمام خرچ ہو چکی ہے۔ مندرجہ ذیل بیماریوں پر اسکی آزمائش کرنے سے اس کو بہتر پایا ہے۔

(۱) درد شکم (۲) درد دانت (۳) درد جگر (۴) درد کان (۵) درد سر (۶) ہیضہ (۷) آنکھوں کے نیچے رخساروں پر ورم ہو جانا (۸) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا پھول جانا (۹) بھڑ کا ڈنک ان بیماریوں کا تو میرا ذاتی تجربہ ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ باقی بیماریوں پر بھی اپنا فائدہ بموجب جناب کی تحریر کے مطابق ظاہر کرے گی ایسی بے بہا چیز کا ہر ایک گھر میں ہونا ضروری بلکہ لازمی ہے۔ براہ مہربانی ایک شیشی اور رسالہ چند تجربات فوراً بذریعہ وی پی ارسال فرما کر مشکور کریں۔

الراقم

بابو رحمت علی ڈسٹرکٹ اوورسیر ڈیرہ غازی خاں

خط و کتابت کا پتہ امرت دھارا لاہور کافی ہے

قیمت سالم شیشی ۱۲ قیمت نمونہ کی چھوٹی شیشی ۸

بجلی گری کا اثر فوراً دور

جیسے آپ کی سینکڑوں شیشیاں امرت کی دھارا کی منگوائیں ویسی کوئی دوا بھی نہیں بنے پائی میرے عزیز و اقارب و دیگر اشخاص دھرم دھاری ملتان پور وغیرہ برابر منگوا لیتے ہیں عجب اثر اس میں ضلع بجنور میں کچھ عرصہ ہوا منشی کفایت اللہ صاحب احمد رجسٹری نے ایک شیشی امرت کی دھارا لیکر اپنی سالی کے لئے گئے تھی جو بیمار تھی استعمال سے اسے فائدہ پہنچا بخار تھا انہی ایام میں بارش بھی خوب ہوئی اس سے بجلی گری جس نے بڑی سالی احمد صاحب کا منہ و رخسارہ بالکل سرخ بنات جیسا ہو گیا اور آنکھوں سے روشنی جاتی رہی امرت کی دھارا لگانے سے فوراً چہرہ و رخسار کو صحت ہو گئی سرخی و جلن بالکل جاتی رہی۔ اور آنکھوں میں روشنی بھی آ گئی۔

راقم:- سید مصطفی احمد ضلع تحصیل نرول ضلع کانپور۔

آخری وقت پر سانپ کا ڈسا بچ گیا

جناب من! بالائق آپکی بنائی ہوئی امرت کی دھارا نعمت ہے اور جس کی دوا سے بیمار بندے آج تک بچے اور شدہ حالیہ سے ایک کثیر تعداد شیشیاں امرت کی دھارا منگوائیں اور جس مرض کیواسطے جسے استعمال کرایا فوراً اس سے فائدہ ہو کر آرام ہو گیا ایک شخص کا پیٹ پھول آیا اور شدت سے درد ہو رہا تھا گاڑی پر سوار کر کے اسکے وارثان میرے پاس لائے میں نے فوراً بموجب نوبان امرت کی دھارا اسکو دیدی اور ۵ منٹ میں درد کافور ہو کر آرام ہو گیا اور ایک گھنٹہ کے بعد اس نے کھانا کھایا اور سنئے کہ ایک آدمی کو زہریلے سانپ نے کاٹا۔ ہمارے ڈاکٹر اسوقت موجود نہ تھے اور زہر کا اثر زیادہ ہو گیا۔ اور وہ بیہوش ہو گیا میں نے امرت کی دھارا اس جگہ پر جہاں سانپ نے کاٹا تھا مالش کرانا شروع کیا اور تھوڑی سی ناک میں ٹپکا دی فوراً ہوش آگیا اور اچھا ہو گیا ایسی زود اثر دوا شاید کسی نے بنائی ہو کہ میں نے تو آج تک ایسی دوائی نہیں دیکھی۔ پرمیشور جی آپکے اوشدھالیہ کو ترقی دے۔

الراقم:- دیبی دیال پیٹیکا۔ مقام و ڈاک خانہ بھمن پور۔

پانچ منٹ میں جان بچ گئی

سردار ال سنگھ صاحب کا لڑکا فیروزپور سے آیا سردار ال سنگھ دینی ایک کے خریداریں) اسکے کان کا نچلا حصہ سوجا ہوا تھا اسکے حلق سے پانی اترنا نہ دودھ لڑکا بہت تنگ ہو گیا اور اسکی زندگی سے مایوس ہو گئے سردار مال سنگھ صاحب نے فوراً امرت کی دھارا لگا دی اور ایک گھنٹہ کے بعد لڑکے نے پانی مانگا اور پی لیا تھوڑی دیر کے بعد اس نے بھوک ظاہر کی اور سیر ہو کر دودھ پی لیا لڑکے کی جان بچ گئی سردار صاحب آپکے بے شکر گزار ہیں دوائی اس واسطے بے چھوڑے کیواسطے میں ہمیشہ امرت کی دھارا کی مہم بنا رہا ہوں نہایت مفید ہے۔ راقم:- سٹیشن ماسٹر ڈیرہ وزیر پور شہر۔

اگر تندرستی کے اصول جاننے کا شوق ہے تو ستعلی بیکارک اخبار منگواؤ

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا [illegible] ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس ایک نے میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ کی تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اس کی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر لی این فضا بہادر میڈیکل ریفارمر حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر بڑھاپے کے گودے فاسفورس کو جو کہ خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کرکے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں تو بھی ٹکر بے آپ ہو جاویں ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ اگر تلواریں بھی اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عمل کرنے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات ترقی کامل اور بے بدل دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی دوا ہے جو دو یوم میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ و دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق حال ہو گئی ہوں اُن کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان بسرعت۔ رقت ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیلئے اصلی بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بیرونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے۔ تو بجا ہے حلق سے اُترتے ہی اس کا اثر خاص اُن اعصاب پر ہوتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی عہ۔ روح حیات کے علاوہ ایک عجیب اثر دوائی۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے یہ روغن گردن پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کرکے معزول طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی للعہ۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف۔ آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

ارے دوڑو!! جلدی دوڑو!!!

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے بندوبست سوچو۔ تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی

لے کر گھر میں ڈال رکھتے۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دنوں میں پیٹ کا درد۔ مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ر محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ر

عرق پودینہ

ہر ایک بابو صاحب کو سدا گھر میں رکھنی چاہئے۔ یہ عرق ولائیتی پودینہ کی ہری پتیوں سے نکالا گیا ہے اس کا رنگ بھی مثل پتی کے سبز ہے اور اصلی پودینہ کی خوشبو بھی تازی پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی اصلاح سے ولائت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ بدہضمی۔ متلی اور اشتہا کا کم ہونا۔ یہ سب ریاح کی علامات جلد دور ہو جاتی ہیں گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک پانچ آنے۔ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت مل سکتی ہے۔ منگا کر ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری نے کل وہ سماں دکھلا رکھا ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی بیماری سے اکثر اور جوانی کی غلط کاری کیلئے ایسے امراض لاحق ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیے اور معجون طلسمی کھائیے انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ہر

منجن دندان۔ دانتوں کی کل [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

Registered No. L 77

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

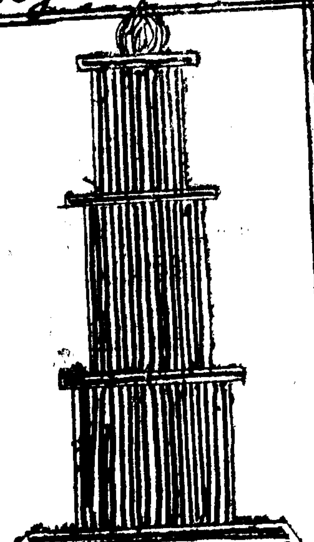

الحکم

سنہ ۱۰-۶-۱۹ ۱۴ء
جلد ۱۴

ایڈیٹر:- شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر
خواص سے ۱۰ر
ہندوستان سے باہر ۷ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے } ۱۲ر

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ سے شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسکی دواؤں کی اعلیٰ قدر کرتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی وہ ہر ایک آنے والے کو اپنا اصلی اثر دکھا رہی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اجزا سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے

اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں

نوٹ

جن پُر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں

اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات مفت

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ مینیجر ہندوستانی دواخانہ دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) "میڈیسنز دہلی"

انوار احمدیہ پریس پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب الحکم ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

اسلام اور عیسائی مشنری

یہ ایک مسلّم امر ہے کہ **اسلام** ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو عیسائی مشنریوں کی نظر میں کھٹکتا ہے۔ اور وہ آئے دن مختلف رنگوں اور پیرایوں میں یہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کہ کسی طرح سے اسلام کو دنیا سے مٹا دیں۔ مگر خدا کی باتیں نہیں ٹل سکتیں ہیں۔ اور **اسلام** بجائے معدوم ہونے کے ترقی کر رہا ہے۔ خصوصاً اس چودھویں صدی میں جو احیائے اسلام اور اظہار علی الملل کے لئے پہلے سے مقرر ہو چکی ہے۔ کیونکہ اسی صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے اس مرد خدا کے نزول کا وعدہ دیا تھا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر مسیح و مہدی کے نام سے پکارا گیا +

یہی وجہ ہے۔ کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے جسقدر اسباب اور سہولتیں اس صدی میں میسر ہیں۔ اس سے پہلے کسی زمانہ میں اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ حال میں بمقام اڈنبرا مشنریوں کی ایک عالمگیر کانفرنس ہوئی ہے جس میں رومن کیتھولک اور یونانی کلیسیا کے عیسائی تو شامل نہیں ہوئے۔ باقی مختلف ممالک سے عیسائی مشنری اسمیں شامل ہوئے۔ اس کانفرنس کی غرض عیسویت کی اشاعت کے متعلق تجاویز پر غور کرنا۔ اور اسلام کا مقابلہ تھا۔ کیونکہ جب ہم اس کانفرنس کی روئداد کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے مذہب کا ذکر بجز اسلام کے نہیں کیا گیا۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ **اسلام** ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عیسویت کو نگل جانے والا ہے۔ قاہرہ کے نامور اخبار **المویّد** نے اس کانفرنس کے متعلق نوٹ لکھتے ہوئے لندن کی ایک تار کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ افریقہ میں دین اسلام کا بسرعت پھیلنا عیسائی دنیا کے نزدیک ایک اہم موضوع اور ضروری مبحث ہے جس کے متعلق مبلغین مسیحیت نے ایک شاندار کانفرنس منعقد کر کے غور و فکر کیا۔ جس میں قرار پایا کہ افریقہ میں مسیحی مدارس اور طبی رسالوں میں اضافہ کیا جائے۔ لیکچراروں نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا۔ کہ برٹش گورنمنٹ دین اسلام کو پھیلنے پھولنے کا موقع دے رہی ہے۔ اور مسیحی مذہب کی گاڑی میں روڑا اٹکاتی ہے۔ غرض کہ اس کانفرنس کی رائے میں مسیحیت کی رست مشین کو سریع الحرکت بنانے کی اعلیٰ تدبیر یہ ہے۔ کہ مسیحی مشنریوں کی تعداد سہ چند رکھی جائے۔ کہ وہ دین اسلام کے راستے میں مشکلات پیدا کر دیں۔ تا کہ کسی طرح اس کی اشاعت رُک جائے۔ اور مسیحیت اس پر غالب ہو کر تمام عالم میں پھیل جائے۔

جائے غور ہے کہ یہ لوگ کانفرنسیں قائم کر کے خود صاف طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ہم دین اسلام کی اشاعت کو روکنے کیلئے ہر طرح کی جائز و ناجائز تدابیر پر عمل کرنیکو تیار ہیں پھر باایں ہمہ تعصب کا الزام ہم پر لگاتے ہیں۔ اور ہماری متوقع اسلامی جامعیت کے تصوّر سے ڈرا کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے۔ تو خود اُن سے بڑھ کر کوئی متعصب اور بے انصاف نہیں جو اپنے ہم مذہب سلطنتوں کے بھروسہ پر دوسرے مذاہب کو بزور و جبر روکنے کیلئے کمر بستہ ہیں +

اس نوٹ کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی مشنری کیسے جھنجلائے ہوئے ہیں۔ اور بھوکے بھیڑیئے کیطرح گھبرائے ہوئے برٹش گورنمنٹ پر بھی حملہ کرنیسے نہیں رُکتے۔ یہ رائے ڈاکٹر **کرل کم** نے پیش کی تھی۔ جو عرصہ سے سوڈان میں ہیں۔ اور جن کے مضامین پر حال ہی میں میرے مکرم مخدوم جناب مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے ایک زبردست مضمون تنقیدی رنگ میں شایع کیا ہے۔ ڈاکٹر مذکور نے کہا کہ یورپین گورنمنٹیں بلاواسطہ اور بالواسطہ اسلام کی اشاعت کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں۔ اور مسیحی مذہب کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ ڈاکٹر **کرل کم** کی یہ رائے نہایت سقیم اور نفرت کے قابل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں اسلام اور دوسرے مذاہب کو اپنی اشاعت و تبلیغ کیلئے یکساں آزادی ہے۔ اور کسی شخص کو جبراً کسی مذہب کے اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ ہم اس آزادی کو بھی بڑی گراں قدر امداد اور نعمت سمجھتے ہیں۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کہ **اسلام** کی حوصلہ افزائی گورنمنٹ کی طرف سے ہوتی ہے۔ بہرحال میری غرض اس آرٹیکل میں اس امر پر بحث کرنا نہیں۔ ہم گورنمنٹ کی اس عنایت کے بدل شکرگذار ہیں۔ کہ ہمیں اپنے عقاید کی اشاعت کا حق دیا گیا ہے علاوہ اشاعت کیلئے ہر قسم کے سامان ہمیں میسر ہیں۔ میری غرض اس وقت یہ بتانا ہے کہ خدا تعالٰے نے اپنے فضل سے ہمیں ایسا زمانہ اور ایسے اسباب عطا کئے ہیں جو اسلام کا اظہار دوسرے تمام ملل باطلہ پر کیا جاوے۔ مشیت ایزدی میں جو وقت اس کام کیلئے مقدر تھا وہ آگیا۔ عیسائی مشنری جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ پانی کیطرح اس کام کے لئے بہاتے ہیں انہوں نے اعتراف کر لیا ہے کہ باوجود ان کی سر توڑ کوششوں کے وہ اسلام کے مقابلہ میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اور اب وہ اپنی طاقت اور جتھے کو اس مقصد کے لئے سہ چند کرنا چاہتے ہیں اسلام کی حقانیت اور روحانیت میں اتنی قوت ہے کہ ایک آدمی دس کے مقابلہ کے لئے کافی ہے۔ یہ وقت عیسوی مذہب کی شکست فاش کا ہے۔ مسلمانوں کو بہت تھوڑی ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ مگر وہ ہمت اور توجہ خدا میں ہو کر ہونی چاہئے اور اگر اس طریق کو چھوڑ کر جو اللہ تعالےٰ نے اس وقت اسلام کے غلبہ کا ہمیں بتایا ہے۔ اور جس کے اظہار کے لئے اپنا بندہ ہم میں بھیجا ہم کوئی کوشش کریں گے تو یقیناً وہ غیر مفید اور اکارت جائے گی۔ پس ہمیں مناسب ہے کہ اشاعت اسلام کی کوششوں کو **امام وقت** کے ارشاد کے ماتحت کر دیں اور تمام انفرادی طاقتوں کو جو منتشر ہو چکی ہیں۔ ایک مرکز پر جمع کریں تو اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے ملائک کی فوج کو نصرت اسلام کے لئے نازل کرے گا۔ اور اسلام کا بول بالا ہوگا اور **باطل** اب اُٹھ نہیں سکتا۔ مشنریوں کی تمام مجموعی کوششیں اکارت جائیں گی اسلئے کہ وہ حق اور روح کے ساتھ نہیں اور خدا کی **حمد** اور ستایش کی خاطر نہیں بلکہ راستبازوں کے امام اور نبیوں کے سردار صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کو گرانیکے لئے ہیں انکی یہ جنگ اسلام سے نہیں بلکہ خدا سے ہے۔ پھر خدا سے لڑنے والوں کا انجام عیاں ہے۔ بالآخر اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اُٹھیں کیونکہ کام کرنے کا وقت یہی ہے۔ ورنہ

قضائے آسماں است ایں بہر حالت +

فیصلہ ثالثی متعلق انجمن حمایت اسلام لاہور

(انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل فیصلہ ثالثی بغرض اشاعت موصول ہوا ہے جس کو ذیل میں ضمیمہ (جس میں ممبران کونسل کی فہرست ہے) چھوڑ کر شایع کیا جاتا ہے)

جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۹۔ اپریل ۱۹۱۰ء میں بذریعہ ریزولیوشن مندرجہ ذیل بالاتفاق ہم سات خادمان قوم کا ایک بورڈ آف آربیٹریشن (کمیٹی ثالثاں) باختیار کامل اس غرض کے لئے مقرر کیا کہ جملہ امور متعلقہ انجمن کا مناسب فیصلہ کریں۔

ریزولیوشن

یہ اجلاس نواب فتح علیخاں صاحب بہادر قزلباش سی۔ آئی۔ ای پریزیڈنٹ۔ آنریبل نواب ذوالفقار علیخاں صاحب۔ آنریبل میاں محمد شفیع صاحب۔ مولوی حاجی رحیم بخش صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ شیخ اصغر علی صاحب بی۔ اے۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ میاں فضل حسین صاحب ایم۔ اے۔ بیرسٹرایٹ لا۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیرسٹرایٹ لا کا کورٹ آف آربیٹریشن مقرر کرتا ہے اُن کو کامل اختیار ہوگا کہ جملہ امورات متنازعہ انجمن حمایت اسلام کے متعلق جو فیصلہ مناسب سمجھیں دیں۔ اور اس فیصلہ پر عملدرآمد کریں اور کراویں۔ اُن کا ساختہ قطعی ہوگا"

چنانچہ اس اختیار کے مطابق ہم نے یکم۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ مئی ۱۹۱۰ء کو متواتر اجلاس کرکے مناسب تحقیقات کی اور باہم تبادلہ خیالات کے بعد بلکہ بعد کامل غور اختلافات گذشتہ کو مٹانے۔ انجمن کی موجودہ حالت کی درستگی اور آیندہ بہبودی کے حصول کے لئے ہم مفصلہ ذیل فیصلہ صادر کرتے ہیں +

بمنزلہ (فیصلہ ثالثی متعلق انجمن حمایت اسلام لاہور)

(۱) موجودہ کمیٹی ہائے انتظامی کے تین سلسلے۔ یعنی جنرل کونسل مینیجنگ کمیٹی (مجلس منتظمہ) اور کمیٹی ہائے ماتحت کی بجائے آیندہ انتظام انجمن کے لئے جنرل کونسل اور پانچ مستقل کمیٹی ہائے ماتحت مقرر کرتے ہیں۔ جو براہ راست جنرل کونسل کے ماتحت ہونگی۔ موجودہ قواعد کے رو سے جو اختیار جنرل کونسل اور مجلس کو حاصل ہیں۔ نئے قواعد تیار ہونے تک وہ سب نئی جنرل کونسل کو حاصل ہوں گے +

(۲) جنرل کونسل کے ممبراُن کی تعداد ایک سو گیارہ (۱۱۱) ہوگی جن میں سے ساٹھ (۶۰) ممبران مقامی اور اکاون (۵۱) مفصلات کے رہنے والے ہوں گے۔ پہلی جنرل کونسل کے ممبراس فیصلہ میں ہم نے خود انتخاب کردیئے ہیں۔ آئندہ چار سال کے بعد اور بعد ازاں ہر تین سال کے بعد ⅓ حصہ ممبران مقامی اور ⅓ حصہ ممبران مفصلات بذریعہ قرعہ اندازی نکل جایا کریں گے۔ اور اُن کی بجائے باقی ⅔ حصہ ممبران جنرل کونسل نئے ممبر بقید مقام منتخب کیا کریں گے ممبران خارج شدہ دوبارہ بطور امیدوار پیش ہوسکیں گے +

(۳) عہدہ داران انجمن مفصلہ ذیل ہوں گے:۔

پریزیڈنٹ (۱) وائس پریزیڈنٹ سینیر و جونیر (۲) سکرٹریان (۲) فنانشل سیکرٹری (۱) اگزیمینر (۱) انجینیر (۱) +

(۴) عہدہ دار مندرجہ فقرہ نمبر ۳ پر ہم مفصلہ ذیل اصحاب کو منتخب کرتے ہیں:۔

پریزیڈنٹ۔ حاجی نواب فتح علیخانصاحب قزلباش سی آئی۔ ای +

وائس پریزیڈنٹ۔ سینیر شمس العلماء مفتی مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی +

ایضاً (جونیر) خانصاحب میاں نظام الدین صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج رئیس باغبانپورہ +

سیکرٹریان۔ حاجی شمس الدین صاحب و شیخ عبدالعزیز صاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر آبزرور +

فناشل سکرٹری۔ بابو قادربخش صاحب اکونٹنٹ کرنسی آفس +

اگزیمینر۔ ماسٹر احمد بابا صاحب +

انجینیر۔ میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین نارتھ ویسٹرن ریلوے +

(۵) جنرل کونسل کے ماتحت پانچ مستقل کمیٹیاں حسب ذیل ہوں گی:۔

۱۔ کالج کمیٹی +
۲۔ سکولز کمیٹی +
۳۔ کمیٹی تالیف و اشاعت +
۴۔ کمیٹی یتیم خانہ +
۵۔ فنانس کمیٹی +

ہر چہار کمیٹی ہائے اول الذکر کے ممبران کی تعداد پندرہ پندرہ ممبر فی کمیٹی مقرر کی ہے فنانس کمیٹی کے ممبران کی تعداد گیارہ ہوگی۔ اور جنرل کونسل انکا انتخاب ہر تین سال کے بعد کیا کرے گی +

(۶) جنرل کونسل آیندہ ان پانچ کمیٹی ہائے ماتحت کے چیرمین اور سکرٹری اپنے ممبران مقامی کے زمرہ سے منتخب کیا کرے گی۔ ہر دو سکرٹریان انجمن اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی کمیٹیوں کے بحیثیت عہدہ ممبر ہوں گے علاوہ اُن کے ممبران جنرل کونسل میں سے گیارہ ممبر دو سے زیادہ کمیٹی ہائے ماتحت کے ممبر نہیں ہوسکیں گے +

(۷) حاجی شمس الدین صاحب کمیٹی تالیف و اشاعت اور کمیٹی یتیم خانہ اور غیر مستقل کمیٹی تعمیرات (بلڈنگ کمیٹی) کا کام جنرل کونسل میں پیش کیا کریں گے اور اُن کے بل وغیرہ انہیں کی معرفت محکمہ مال میں پیش ہوا کریں گے + شیخ عبدالعزیز صاحب بی۔ اے۔ کالج کمیٹی۔ سکولز کمیٹی فنانس کمیٹی کا کام جنرل کونسل میں پیش کیا کریں گے۔ اور اُن کے بل وغیرہ اُنہیں کی معرفت محکمہ مال میں جایا کریں گے +

(۸) ان پانچ کمیٹی ہائے ماتحت کے ممبران میں سے ماسوا ہر دو سکرٹریان انجمن کے جو اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی متعلقہ کمیٹیوں کے ممبر ہوں گے کوئی اور شخص دو کمیٹی ہائے ماتحت سے زیادہ کا ممبر نہیں ہوسکے گا +

(۹) سوائے صاحب پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر کے اور کوئی ملازم انجمن جنرل کونسل یا اس کی ماتحت کمیٹی کا ممبر نہیں ہوسکیگا۔ اور حاجی شمس الدین صاحب پر اس قاعدہ کا اطلاق نہ ہوگا +

(۱۰) جنرل کونسل یا کمیٹی ہائے ماتحت کا کوئی ممبر انجمن کے کسی کام کو ٹھیکہ یا اُجرت پر نہ لے سکیگا۔ اور نہ کوئی اور کاروبار تجارتی انجمن کے ساتھ کرسکیگا اور نہ کوئی شخص جس کے پاس کسی کام کا ٹھیکہ ہو یا جو انجمن

کے ساتھ کوئی کاروبار تجارتی یا لین دین کرتا ہو جنرل کونسل یا کمیٹی ہائے ماتحت کا ممبر ہو سکے گا +

(۱۱) عہدہ داران انجمن کا انتخاب جنرل کونسل پہلے چار سال کے بعد اور بعد ازاں ہر تین سال کے بعد کیا کریگی اور پرانے عہدہ داراں کے نام دوبارہ انتخاب کے لئے پیش ہو سکیں گے +

(۱۲) فہرست ممبران جنرل کونسل جن کو ہم نے انتخاب کر دیا ہے - بطور ضمیمہ (الف) منسلک فیصلہ ہذا ہے اور مستقل کمیٹی ہائے ماتحت اور نیز غیر مستقل کمیٹی عمارت کے عہدہ داران و ممبران جو ہم نے منتخب کر دیئے ہیں - ضمیمہ (ب) میں درج ہیں +

(۱۳) مندرجہ بالا قواعد اور اصولوں کو مد نظر رکھ کر جن کی پابندی لازمی ہوگی - نئی جنرل کونسل قواعد عامہ انجمن کو از سر نو تیار کریگی +

(۱۴) جب تک نئے قواعد بن کر جنرل کونسل سے منظور نہ ہو جائیں - کمیٹی ہائے ماتحت اپنے اختیارات بموجب قواعد موجودہ استعمال میں لادینگی - ماسوا اُن تبدیلیوں کے جو ہم نے فیصلہ ہذا میں کر دی ہیں +

(۱۵) ہر دو سکرٹریاں انجمن ہمارے اس فیصلہ کا بہت جلد بذریعہ اخبارات اعلان کر دیں اور ہمارا فیصلہ ممبران انجمن کے پاس فوراً ارسال کر دیں اور تاریخ وصول فیصلہ سے دو ہفتہ کے اندر نئی جنرل کونسل کا اجلاس کر کے ممبران انجمن کی رائے اُس کے سامنے پیش کر دیں اور نئی جنرل کونسل کے اجلاس کی تاریخ سے جس میں ممبران انجمن کی رائے پیش ہونگی کمیٹی ہائے ماتحت اپنا اپنا کام شروع کریں گی - اور اُن کو اختیار ہوگا کہ اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیکر بموجب قواعد اپنے اپنے اختیارات استعمال میں لاویں +

(۱۶) ان اصلاحات کو مد نظر رکھ کر جو ہم نے اس فیصلہ میں کر دی ہیں - اور انجمن کی آئندہ بہبودی کے لحاظ سے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ جو مقدمات فوجداری انجمن اور مولوی انشاء اللہ کی طرف سے بعض ممبروں و ملازمین وغیرہ انجمن کے برخلاف دائر ہیں نہ چلائے جاویں اور انجمن اور مولوی صاحب موصوف سے درخواست کرتے ہیں - کہ وہ ان مقدموں کو باجازت عدالت واپس لیویں +

اخیر میں ہماری دلی دعا ہے - کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اس نئے انتظام نیک نتائج پیدا کرے - اور انجمن حمایت اسلام لاہور کو دن بدن ترقی ہو - آمین مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۰ء

دستخط فتح علی - دستخط رحیم بخش - دستخط - محمد ذوالفقار علیخان - دستخط محمد شفیع دستخط اصغر علی - دستخط فضل حسین دستخط محمد اقبال +

اسلام سے ٹھٹھا نہ کرو

لاہور کے ریلوے کرکٹ گراونڈ میں ایک سنکھ چین کے درخت پر بعض ابھرے ہوئے حروف کا کرشمہ پیسہ اخبار میں شایع ہوا ہے - اگرچہ پیسہ اخبار نے اسے کرامت نا درخت کی صورت میں پیش نہیں کیا مگر بعض نادان اسے اسلام کی صداقت کی دلیل ٹھیراتے ہیں - کہا جاتا ہے - اس درخت پر لا الہ محمد رسول علی ولی وصی کے حروف نمایاں طور پر لکھے ہوئے ہیں - اس تحریر کے متعلق تنقیدی بحث کرنے سے قبل یہ کہنا ضروری ہے - کہ اسلام اپنی صداقت میں ایسے شعبدات کا محتاج نہیں - ایسے امور کو اسلام کی سچائی کی دلیل ٹھیرانا اسلام کا مذاق اڑانا ہے اسلام کی ذاتی تعلیم اسکی خوبیاں اور اس کے خوارق اور زندہ نشانات اسکی سچائی کے عظیم الشان گواہ ہیں یہ کلمہ جو سنکھ چین کے درخت کے پتے پر کسی عیار نے کھودا ہے بجائے اسلام کی سچائی کے دہریت پھیلاتا ہے - کیونکہ وہاں لکھا ہے لا الہ یعنی کوئی معبود ہی نہیں - اور پھر آخری حصہ لکھنے والے کی شیعیت پر دلالت کرتا ہے - کیونکہ علی وصی ولی بجز شیعوں کے اور کوئی نہیں بولتا - اسلئے جہانتک میرا خیال ہے یہ کسی شیعہ بزرگ کی دستکاری کا نتیجہ ہے - بہرحال اس روشنی اور علم کے زمانہ میں ایسی باتوں کو اسلام کی سچائی کے لئے غرض سے پیش کرنا اسلام کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی کرنا ہے - اور مخالفین کو اس پر ہنسی کا موقعہ دینا ہے - امید ہے کہ مسلمان اخبارات اس قسم کی تحریریں چھاپنے سے آئندہ احتراز کریں گے -

ایڈورڈ میموریل فنڈ کا جلسہ

آج ۷- اگست ۱۹۱۰ء کو تین بجے بعد دوپہر احاطہ کچہری ضلع گورداسپور میں صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے اپنے ضلع کے منتخب اور اہل الرائے لوگوں کا ایک عام جلسہ کرنا چاہا ہے - جس میں قیصر الجہانی کی یادگار کے لئے فنڈ مہیا کرنے کی تجاویز پر غور اور انہیں عملی صورت میں لانے کے لئے کی جاویگی - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ بھی مدعو ہیں +

اطلاع

۱۱- اگست ۱۹۱۰ء کے الحکم کے ساتھ - خریداران الحکم کی خدمت میں ایک مطبوعہ چٹھی بطور ضمیمہ بھیجی جاوے گی - خریداران الحکم کا فرض ہے کہ وہ اس چٹھی کا جواب ۳۱ اگست ۱۹۱۰ء تک عنایت کر کے بھیجدیں -

یہ چٹھی الحکم کے متعلق غالباً ایک ضروری چٹھی ہوگی - اور میں سمجھتا ہوں - کہ اس کے جواب کے بعد الحکم کے متعلق بہت سی ضروری باتوں کا فیصلہ اس کے ناظرین اور سرپرستوں سے ہو جاوے گا +

اخبار کے قیام و بقا کے لئے ضرورت اس امر کی ہے - کہ ان مشکلات کا جو اس کی راہ میں ہیں - تہیہ اسباب کے اصول تک تدارک کیا جاوے - اور پھر بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے استمداد چاہی جاوے +

ایڈیٹر

سرکاری نصابِ تعلیم میں اسلام پر حملے

ہندوستان میں برٹش حکومت نے جو اپنی رعایا کی سچی خیر خواہ ہے۔ سررشتہ تعلیم اور یونیورسٹیاں ہندوستانیوں کی علمی عقلی۔ اور اخلاقی بہتری کے لئے قایم کی ہیں اور جیسا کہ واقعات سے شہادت ملتی ہے۔ نہ تو سررشتہ تعلیم کا یہ منشاء ہے اور نہ کسی یونیورسٹی کا تعلیمی کتابوں کے ذریعہ سے جو کالجوں اور اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں کسی مذہب پر دل آزار اور گندے حملے کئے جائیں لیکن جب اس "تاریخ ہند" پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ جو الہ آباد یونیورسٹی کے اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے تو معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔ اور اگرچہ مجھے اب بھی یقین ہے کہ اس تاریخ کے مضامین جو اسلام اور مشاہیر اسلام کی عزت گھٹانے والے ہیں۔ ان میں سررشتہ تعلیمی یونیورسٹی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ تاہم یہ میں بلاخوف تردید کر سکتا ہوں۔ کہ کتاب کو رواج دینے والے افسران یونیورسٹی اس کے ذمہ دار ضرور ہیں۔ جنہوں نے ایک ایسی کتاب کو عام اسکولوں میں رواج دیا جس کے مضامین سراسر قابل اعتراض اور ناپسندیدہ ہیں ان کالموں میں اس سے پیشتر بھی بعض باتیں اس تاریخ کے متعلق لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن آج اُن پر مزید روشنی اس اغراض سے ڈالی جاتی ہے۔ کہ اس تاریخ کے مضامین کی اُسی طرح اصلاح ہو سکے۔ جس طرح کہ پنجاب یونیورسٹی کی تاریخ ہند میں بوجہ اس کے قابل اعتراض مضامین کے کی گئی ہے۔

(۱) بنی انسان کی ایک بہت بڑی جماعت جس کی تعداد کروڑوں کی ہے۔ قرآن مجید کو ذریعۂ ہدایت باعث نجات وسیلہ ترقی جان کر اور مان کر اس کی عظمت و توقیر کرتی ہے۔ لیکن تاریخ مذکور کے مؤلف کو یہ گوارہ نہیں جس نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ "قرآن مسلمانوں میں مثل ایک مقدس کتاب کے مانا جاتا ہے"

(۲) اگرچہ مسلمانوں کا دعویٰ اور ایمان ہے۔ کہ قرآن اللہ پاک کی طرف سے خلق خدا کی رہبری اور رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا۔ اور یہ کہ اس کی تالیف میں کسی انسانی طاقت و قدرت کو دخل نہیں۔ لیکن تاریخ مذکور کا متعصب مولف لکھتا ہے کہ "محمد (رسول صلعم) کے مرنے کے کچھ مدت بعد اس کے اقوال ایک کتاب (قرآن مجید سے مراد ہے) میں جمع کئے گئے" یہ خیال مسلمانوں کے دعویٰ اور ایمان کے بالکل خلاف ہے۔ اور اُن کے مذہب کی توہین کرتا ہے۔

(۳) اس تاریخ میں رسول مقبول کی سن ہجرت کو لفظ بھاگ جانے سے موسوم کیا ہے۔ حالانکہ وہ بھاگ جانے نہیں۔ بلکہ دنیا میں ایک ایسے بے نظیر تمدن کے سال کا آغاز تھا۔ جس کی ساری حق پسند دنیا قایل ہے۔

(۴) جزیہ کی بابت ہٹ دھرم مؤلف نے جھک مارا ہے۔ جزیہ دراصل ایک بہت ہی ہلکا ٹیکس تھا۔ جو غیر مسلمان رعایا سے مسلمان اُن کی حفاظت اور فوجی خدمات سے اُن کو محروم رکھنے کی حالت میں لیا کرتے ہیں۔ مگر مؤلف تاریخ مذکور نے جزیہ کی بابت یہ لکھا ہے کہ "جو لوگ مسلمانوں میں نہیں داخل ہوتے تھے اُن کو ایک بھاری ٹیکس دینا پڑتا تھا۔ جس کا نام جزیہ پڑ گیا" یہ خیال بالکل غلط اور مؤلف کی ناواقفیت اور کم مائگی کی دلیل ہے۔

(۵) اٹلی کے ایک سربرآوردہ امیر پرنس لیتوالو جس کی قایم کی ہوئی علمی و تحقیقاتی انجمن نے تاریخ اسلام کی جو پہلی جلد شایع کی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ حقیقی اسلام کی تعلیمات میں تمام دنیا کا قانون بننے کی صلاحیت موجود ہے" لیکن مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ "اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جو صرف مشتعل اور خونخوار عربوں ہی کی طبایع کیلئے موزون تھا" اس سے بڑکر اسلام کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُسے خونخواروں کا مذہب قرار دیا جائے مولف کے خیال سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جو لوگ سوائے عربوں کے دائرہ اسلام میں آئے اور جن میں خود اہل یورپ بھی شامل تھے وہ بھی خونخوار تھے۔ یا جن یورپین محققوں نے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ وہ بھی خونخوار تھے سچ ہے کہ متعصب مؤلف ہمیشہ دوسروں میں عیب نکالا کرتا ہے اور یہی حال اس تاریخ کے مؤلف کا ہے۔

ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے جس فراخ دلی اور انصاف کے ساتھ حکومت کی ہے۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کمتر ملتی ہے۔ لیکن تاریخ مذکور کے مولف صاحب نے ہندوستان کے سارے مسلمان بادشاہوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا ہے۔ اُن کو جاہل۔ ظالم۔ خونریز۔ قزاق۔ عیش پرست۔ شرابی وغیرہ وغیرہ کے ناموں سے یاد کر کے یہ ناپاک کوشش کی ہے۔ کہ ان کو بدترین خلایق ثابت کیا جائے۔ متعصب اور کور باطن مولف نے یہ کہا یا ہے کہ ان بادشاہوں کے عہد حکومت میں مسلمان رعایا کو سخت تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ عورتوں کی عصمت محفوظ نہ تھی۔ لوگوں کا اپنے مذہب پر قایم رہنا دشوار ہو گیا تھا۔ اور وہ طرح طرح کی نفرت انگیز اور وحشیانہ مظالم کے تختہ مشق بنے رہتے تھے۔ اُن کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ اُن کے معابد کی تحقیر کی جاتی تھی یہ ساری باتیں لغو ہیں۔ کیونکہ جس قوم (ہندوؤں) کی غیرت و جوش اور بہادری کے افسانے اب تک زبان زد ہیں اور جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ کیا وہ ایسی کمزور اور بودی قوم تھی کہ اتنے مظالم برداشت کرتی اور صدیوں تک خاموش بیٹھی رہتی۔ اور ایسے ناشایستہ برتاؤ پر بھی آزادی حاصل کرنے کے لیے کسی قسم کی کوشش نہ کرتی۔

اس میں شبہ کو مطلق گنجایش نہیں کہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں ایسی کتاب کے داخل رہنے سے نہ صرف دوسرے مذہب والوں میں اسلام اور مشاہیر اسلام کے خلاف سخت نفرت پھیل جائیگی بلکہ خود مسلمان طلبا میں اپنے مقدس مذہب کے خلاف ایک بغاوت کا آغاز ہو جائیگا۔ اور اس اصول کے مطابق کہ جس قسم کی کتابیں طلبا کو پڑھائی جاتی ہیں ویسے ہی طلبا کے خیالات ہو جاتے ہیں۔ "تاریخ مذکور" سارے طلبہ کے لئے جنکے مطالعہ میں وہ آئیگی نقصان دہ ثابت ہو گی ان جملہ وجوہات اعتبار سے اس تاریخ کو سرکاری نصاب تعلیم میں سے یا تو بالکل ہی خارج کر دیا جاوے اور یا اسکی کافی اصلاح کرائی جاوے تاکہ وہ مسلمانوں کی مزید دل آزاری اور مذہب اسلام کی مزید توہین کا موجب نہ ہو سکے اور اسی خیال سے میں افسران سررشتہ تعلیم صوبہ متحدہ الہ آباد

اسلامیہ کالج میں سٹرائک

نمبر (۳)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ بات صرف پرنسپل صاحب تک محدود نہ رہی بلکہ اُن کے لڑکوں نے جو سٹرائیک میں شامل تھے۔ خود لوگوں کو بتایا کہ صرف احمدی طلباء شامل نہیں ہوئے اور باقی جو کہ لڑکے غیر احمدی شامل نہ ہوئے تھے اُن کو بھی اوہنوں نے احمدیوں میں ہی شامل کیا۔

احمدی طلباء کی نیک نامی۔ اس جگہ اتنا عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ نیک نامی خدا تعالیٰ کے فضل سے صرف اسلامیہ کالج کے طلباء کو ہی حاصل نہیں ہوئی بلکہ گورنمنٹ کالج کے احمدی طلباء کو بھی اور اس کو چھوڑ کر علیگڈھ کالج کے طلباء کو بھی حاصل ہوئی اور ایسا ہی میڈیکل کالج لاہور میں جب سٹرائک ہوا تو بھی احمدی طلباء الگ رہے غرض احمدی طلباء نے ہر آزمائش کے موقعہ پر اپنے امام کی ہدایت اور تعلیم کی عملی رنگ میں نہایت ہی بڑھ کر عزت کی تھی اس دفعہ بھی احمدی نوجوانوں کا نام پیسہ اخبار اور پنجابی اخبار اور دیگر اخبارات میں اچھی طرح سے روشن ہوا کہ یہ لوگ شامل نہیں ہوئے بہر حال یہ خدا کا فضل ہے جو ایسے موقعوں پر اُن کو خاص استقامت دیتا ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا نتیجہ ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح سے گھر کر گئی ہے۔ خدا کرے کہ ان لوگوں کو آئندہ بھی دین اور دنیا میں نیک نامی حاصل ہو۔ میں پھر اصلی مطلب کی طرف لوٹتا ہوں۔ وہ یہ سٹرائک کے دن تک بڑے زور سے رہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ہٹنے سے فسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کے لڑکے جو کہ محض ورغلائے گئے تھے۔ واپس آنے شروع ہوئے۔

پرنسپل صاحب کی استقامت اس جگہ میں پرنسپل صاحب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنہوں نے باوجود سخت اور ترش باتیں سننے کے بڑے حوصلہ سے کام لیتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ سٹرائک والے دن لوگوں سے جو انجمن کے مخالف تھے چندہ جمع کر کے گذارہ کرتے رہے۔ مگر یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ وہ اپنی حرکت کو خوب سمجھتے تھے وہ اپنی زبان سے اقرار کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی کہتے تھے کیا کریں۔ اب ایک قسم اُٹھالی اُس کو اب پورا کر کے ہی چھوڑیں گے۔ مگر جب ان کی طاقت دن بدن کم ہونے لگی اور ادھر سے ان کے لیڈروں کے نام خارج کئے جانیکا آرڈر جاری ہو گیا۔ تو لگے یہ بھی چراغ سحری کی طرح تڑپنے۔ پھر جب اُن کے لیڈر عبدالحق کو جو پہلے سابقہ کالجوں سے خارج ہو چکا تھا یونیورسٹی سے بھی خارج کرا دیا۔ تو پھر اُن کے بھی حوصلے پست ہو گئے۔ اور آخر کار سب کے سب ہفتہ کے روز مورخہ ۲ جولائی ۱۹۱۱ء اپنا سا منہ لیکر آگئے

طلباء کی شکایات کیا تھی ان نااہل لوگوں کی شکایات کیا ہو سکتی تھیں۔ شکایات کا پیش کرنا تو اُنکا بہانہ تھا۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ پرنسپل صاحب کا سلوک اچھا نہیں تھا۔ اگر ایک عقلمند انسان غور کرے تو اس کو ذاتی کینہ کی بو آئے گی۔ کیا طلباء پرنسپل صاحب کے رشتہ دار تھے کہ ان کو جس طرح اور کالجوں کے پرنسپل اپنے طلباء سے سلوک کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے پرنسپل صاحب سلوک کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ میں اس سوال کے جواب میں اتنا کہہ دینا کافی خیال کرتا ہوں اور ایک غور کرنیوالا انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ جو پرنسپل اپنے طلباء کے ساتھ اُن کی کھیلوں میں شریک ہو۔ تو کیا اس کا سلوک اپنے طلباء سے برا ہو سکتا ہے کونسا پرنسپل اسطرح کرتا ہے۔ پس ایسے اعتراض کرنے والے کو

پھر دوسری شکایت یہ تھی کہ انتظام اچھا نہیں کر سکتے جیسے کسی پروفیسر کو مہیا نہیں کر سکتے۔ تو یہ شکایت اگر کمیٹی کے بارے میں کی جاتی۔ تو بالکل بجا ہوتی۔ مگر جب کمیٹی نے پرنسپل صاحب کو اتنے اختیارات انتظام کے نہیں دیئے تو پھر ان پر کیا افسوس ہو سکتا ہے؟

تیسری شکایت یہ تھی کہ پرنسپل صاحب کی تعلیم انگریزی تسلی بخش نہیں۔ آج پرنسپل صاحب کو کئی سال اسی کالج میں ہو گئے ہیں۔ آجتک کوئی شکایت آپ کی تعلیم کی نسبت نہیں ہوئی۔ سال بسال تو آپ نے نفیس تجربہ کر کے ترقی کیں۔ کیا پرنسپل نے ترقی نہیں کی۔ اگر کوئی کہے۔ کہ کوئی ترقی نہیں کی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی تو وقت تھا۔ کہ اس کالج کو ۱۰۰۔ طلباء بھی کبھی نصیب نہیں ہوئے جس دن سے آپ آئے ہیں۔ برابر ترقی ہو رہی۔ اور بہت ہو رہی ہے۔ یہ آپ کا ہی اثر ہے کہ ۱۰۰۔ کیا بلکہ ڈیڑھ دو سو کے قریب طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ خیال کرنے کا مقام ہے ۱۹۰۹ء میں ۱۲۵۔ طلباء تھے۔ اور آج ایک سو پچاس طلباء سے زیادہ تعلیم پاتے ہیں۔ کیا یہ ترقی کا نشان نہیں ہے؟

پس یہ شکایات بالکل فضول تھیں۔ اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ آپ کی تعلیم تسلی بخش نہیں تھی۔ تو اگر باادب اس شکایت کو کمیٹی میں پیش کرتے۔ تو کیا پرنسپل صاحب کوئی اور انتظام نہ کرتے مگر نہیں (مثل مشہور ہے

من حرامی حجتاں ڈھیر

کا معاملہ ہے۔ سٹرائیک جو کرنا تھا۔ ذاتی عناد کے جوش کو پورا کرنا تھا۔ تو اگر الزام نہ لگاتے تو کیا کرتے۔ افسوس صد افسوس ایسے نالایق بے وفا اور گستاخ طلباء پر جو اپنے محسنوں کے احسانات کو فراموش کرتے ہیں!۔

نتیجہ:۔ پس مذکورہ بالا کوائف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرنسپل صاحب پر الزام لگانا بالکل فضول ہے۔ اگر قصور ہے تو کالج کمیٹی کا ہے۔ جسنے حد سے زیادہ سستی کی۔ پہلے پہل جو شکایت اخباروں میں شایع ہوئی وہ پروفیسروں کی کمی کی تھی۔ اس کو تین ماہ شایع ہوئے گزر گئے۔ مگر یہ لوگ عدالت کے جھگڑے میں سرگرم رہے اور کالج کے سٹاف کی پرواہ نہ کی اور لڑکوں کو خواہ مخواہ ایسی شورش کا موقعہ دیا۔ اس سستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرنسپل صاحب پر تمام الزام لگائے گئے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہئے کہ پرنسپل صاحب کو کمیٹی نے الزام لگوائے ہیں۔

ایک تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ذاتی عناد کا سبب تھا۔ کہ پرنسپل صاحب پر اتنے الزام لگائے گئے مگر

جس طریق سے لیڈروں نے دوسروں کو سمجھایا - وہ یہ تھا کہ پرنسپل صاحب کچھ اختیار نہیں رکھتے - اگر یہ پہلے پورے اختیار رکھتے تو سب کچھ کر سکتے تھے - جس طرح اور کالجوں کے پرنسپل پورے اختیار رکھتے ہیں) - وہ کہتے تھے کہ کوئی ایسا سخت پرنسپل آئے - جو زبردستی کمیٹی سے تمام اختیارات لے - اور یہی وجہ ہے - کہ بعض لوگوں نے اخباروں میں انگریز پرنسپل ہونے کی ضرورت کو پیش کیا ہے - مگر ہماری انجمن کیسی بد قسمت ہے کہ اس کو لایق سے لایق آدمی اور بڑے بڑے قوم کی خدمت کرنے والے ملے - مگر یہ ان کی عنایت سے محروم ہی رہی - جناب مولوی عبد اللہ صاحب سہروردی جو کہ ایسے لایق انسان تھے - کہ تمام ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگ ان کے نام نامی سے واقف ہیں - اور ان کی لیاقت کی داد دیتے ہیں یہاں تشریف لائے - انہوں نے اپنی کئی ہزار کی آمدنی کے مقابلہ پر چند سو کی تنخواہ منظور کی - اور کالج کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کا خود ذمہ اٹھایا - مگر وقت انجمن کو یہ تھی کہ اس کے کتب فروش ممبروں کو وہ کوڑی کے برابر سمجھتے تھے - وہ تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے -

ہائے افسوس ایسے بلبل نے اس گلستان میں چند روز قیام کیا - اور اس کی میٹھی میٹھی صدائیں دور دور پہنچیں اور پنجاب کی مسلم کمیونٹی میں ایک خاص خوشی کا عالم طاری ہو گیا - اپنے کہتے تھے کہ لو بھئی اسلامیہ کالج کے دن پھرے - اور اپنے تو اپنے غیر بھی رشک کرنے لگے انہوں نے چاہا کہ پھول کے پودے کو پنجاب میں اتنی ترقی دے کہ اس کے پھولوں کی خوشبو دور دور تک پہونچے - اور لوگ اپنے مال اور جان کے پانی سے اس پودے کو پالیں - اس خیال سے کہ یہ بلبل یہاں ہی بیٹھی رہے اور اپنے نغموں سے نوجوانوں کے دماغوں کو قومی گلستان کے نونہال بنائے مگر افسوس صد افسوس ناقدر شناس باغبانوں نے اسکی قدر نہ کی - اور اس کو ستانا شروع کیا - اس کو اپنی نیک مراد کو پورا کرنے نہ دیا ناچار اس کو یہاں سے پرواز ہی کرنا پڑا +

افسوس کی بات ہے کہ اس وقت تو قدر نہ کی اب جب کہ ایسے آدمی کی ضرورت پڑی ہے - تو انگریز کے فکر میں ہیں - اپنے قومی بھائی کو اختیار نہ دے سکے جس کو اختیارات دینا تھا - اختیارات کو اب تک گھر میں ہی رکھا ہوا تھا - اب وہی اختیارات ایک انگریز کو دینے کے فکر میں ہیں - یا اگر یہ خیال کرتے ہیں - کہ ہم اس کو اپنے قبضہ میں رکھیں گے - یہ تو ناممکن انگریز ہو کر پھر قید میں رہے ؎

این خیال است و محال است و جنوں

خیر میرا کام یہاں پرنسپلشپ کے متعلق بحث کرنا نہیں - ہم تو ہر ایک پرنسپل کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہیں - جس کو خدا ہم پر مقرر کرے - ہمیں نہ موجودہ پرنسپل سے انکار نہ کسی آنیوالے سے ناراضگی - جتنی دیر تک خدا موجودہ پرنسپل صاحب کو رکھے ہم اُن کے تابعداری اپنی سعادت یقین کرتے ہیں - اور جو آئندہ آوے اس کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں ہیں اب پھر اصلی مضمون کیطرف رجوع کرتا ہوں - کہ جب حسب معمول ہفتہ کے روز ٹرائل شروع ہوئی - تو اسی روز نوٹس بورڈ پر ایک نوٹس دیکھنے میں آیا - جو صاحب پرنسپل صاحب نے دیا - کہ پیر جماعت علیشاہ صاحب اتوار کے روز ½ ۶ بجے صبح کے طلباء کو ایڈریس دیں گے - اور دوسرے روز ایسا ہی ہوا - اور اب چونکہ کافی جگہ نہیں تھی اسلئے انوار کا سبق پھر ناظرین کا ہدیہ کریں گے (انشاء اللہ تعالیٰ) اب چند باتیں کہکر ختم کرتا ہوں -

پس اے دوستو - اے بزرگو آپ لوگوں نے اس سرگذشت کو پڑھ لیا ہو گا - اور مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اس پر غور کریں گے - اے دوستو آپ نے سنا ہو گا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے وہ یہ بھی ہیں کہ لڑکے اپنے والدین کی بے ادبی کریں گے اور کہیں گے - کہ یہ ہمارے والدین نہیں - اور اپنے استادوں کا مقابلہ کریں گے - ان کی بیعزتی کرینگے سو آج وہ باتیں مع دوسری باتوں کے پوری ہو رہی ہیں - اور خدا کا مرسل بھی دنیا میں آیا جسنے ایسے موقعہ پر آنا تھا - اس نے لوگوں کو اپنی طرف بلایا جس نے اس کی باتوں کو سنا وہ امن میں رہا - اور جسنے اس کو بُرا کہا - وہ خود ذلیل ہوا - اگر تم اس کی تعلیم ہی پر غور کرو تو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کی تعلیم ہی اس کی سچائی پر بڑی دلیل ہے - دیکھو اس نے ایکدفعہ اشتہار دیا کہ جو ایسے سٹرائیکوں میں شامل ہوتا ہے - وہ مجھ سے نہیں ہے - خدا کے فضل سے یہ اسی کی تعلیم کا اثر ہے - کہ ایک سچا احمدی طالبعلم باوجود صدہا مخالفوں کے ایسے موقعہ پر بیچ بچائی کرتا ہے - اور خدا کو اپنا ناصر اور حافظ تسلیم کرتا ہے - پھر دیکھو کہ ان تمام کالجوں میں جہاں سٹرائک ہوئے ہیں وہاں احمدی طلباء نے ہرگز حصہ نہیں لیا - اور صاف علانیہ طور پر شامل ہونے سے انکار کیا - پھر خدا نے ان کی کیسی مدد کی اور ان کو دوسروں کے مقابل میں کتنی عزت دی یہ خدا کا خاص فضل ہے وہ دیتا ہے جسکو چاہے - بیشک وہ عظیم الشان فضل والا ہے - پھر تم مسیح موعود کے مقابل پر ان مولویوں کا حال دیکھو رات دن چلاتے رہتے ہیں مگر اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا کیا وجہ ہے - صرف یہی کہ انکی اپنی عملی حالت ٹھیک نہیں - انہوں نے خدا کے مرسل کا انکار کیا - وہ لاکھ شیخی مگر وہ فضل جو خدا کے خالص بندوں کے ساتھ ہوتا ہے - وہ حاصل نہیں ہو سکتا - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا - کہ جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جہالت کی موت مرا - بس یہ لوگ کتنا ہی علم کیوں نہ پڑھیں اور لاکھ درسی کتابوں کو کیوں نہ دیکھ لیں - مگر وہ علم جو خدا اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے - ان سے سینکڑوں کوس دور رہتا ہے - وہ تاثیر جو ان کے کلام میں ہوتی ہے وہ ان کی لاکھ شیخیوں سے پیدا نہیں ہو سکتی - وہ علم رکھتے ہیں - مگر جاہل ہیں - فہم رکھتے ہیں - مگر بیوقوف ہیں بظاہر صوفی - اور باطن میں خالی ہیں - ان کی حالت کا سبق ایک شاعر اپنی تقریر میں کیا خوب کھینچا ہے - وہ کہتا ہے ؎ جاہلِ لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر

پس اے دوستو تم دیکھتے کہ ایسے سٹرائیکوں کے کیا نتیجہ ہوتے ہیں قرآن شریف تو رسول کریم کے زمانہ سے پکار پکار کہتا ہے۔ کہ تم خفیہ مجلسوں میں شامل نہ ہو اور مفسدہ بازی نہ کرو۔ کیونکہ یہ کام شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ تم کو بتانے والے نہ رہے۔ تم مولویوں کے قصہ کہانیوں پر مت جاؤ۔ کیونکہ اسلام قصوں پر مبنی نہیں ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی بات بات میں کوئی نقص نہیں۔ یہ پاک خدا۔ پاک رسول کا پاک مذہب ہے۔ دیکھو مسیح موعود نے تو پہلے ہی پبلک کو آگاہ کر دیا تھا کہ ایسے کاموں میں شریک نہ ہو۔ مگر یہ لوگ بہرے رہے۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ مولویوں کے پھندے میں ہی رہے۔ جن کے خشک الفاظ کچھ حقیقت نہیں رکھتے اور یہ ایسے کاموں میں شامل ہوئے اور برباد ہوئے۔

پس اے احمدی نوجوانو! اے گلشن احمد کے نونہالو خبردار ہو جاؤ۔ تم اخباروں کے ذریعہ دنیا کی سیر کرو۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ اور دیکھو جو لوگ خدا کے قانون کو توڑتے ہیں۔ ان کا کیا حال ہوتا ہے۔ وہ خدا اور دنیا کے آگے مجرم قرار دیئے جاتے ہیں اور ذلیل ہوتے ہیں۔ پس تم بھی دوسری قوموں کی بری حالت سے عبرت حاصل کرو۔ اور اگر تم میں ایسا نقص ہے تو دور کرنے کی کوشش کرو۔ تم ہر وقت کی منصوبہ بازی سے بچو بخوبی کو شیطانی فعل کہا ہے۔ کیونکہ ایسی کارروائیاں شیطان کے فعل سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں احمدی ٹیچروں کی خدمت میں بڑے زور سے عرض کرتا ہوں کہ وہ حتی الامکان لڑکوں کا خوب خیال رکھیں۔ اور انہیں منصوبہ بازی سے روکیں۔ ایسا نہ ہو کہ خدا کا قانون اس پر صادر ہو۔ کیونکہ خدا کی گرفت کے قانون کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ جو زنا کرتے ہیں وہ سوزاک کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو چوری کرتے ہیں۔ وہ پکڑے جاتے ہیں۔ یہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کا بدلہ ذرا دیر سے ملتا ہے۔ مگر سٹرائک جو بغاوت کے دوسرے درجہ پر ہے۔ اپنا نتیجہ ضرور رکھتا ہے۔ اس میں اگر ایک انسان ایک دفعہ ہی شامل ہو جاوے تو ضرور پھنس جاتا ہے۔ یہ ایسا کام نہیں کہ جس کے بدانجام میں دیر ہو جاوے۔ پس تم قادیان دارالامان میں رہ کر اپنی حالتوں کا مطالعہ کر کے اچھی طرح اصلاح کرو۔ اور اس نیک نامی کو جو خدا تعالٰے نے تمہیں عطا کی ہے۔ شکر کے ساتھ حاصل کرو۔ اور ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کی کوشش کرو اور خدا سے فضل مانگو۔ کیونکہ بدوں خدا کے فضل کے کوئی کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ جس کو وہ چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو خدا سے عزت پائیں اور اس کے راستے میں جو دنیا کی طرف سے ذلت ہو۔ اس پر خوشی کریں + (راقم مبارک)

ہنسنے کا موقعہ نہیں بلکہ رونے کا مقام ہے

اسی اخبار میں کسی جگہ ان کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو عیسائی مشنری اسلام کے خلاف کر رہی ہیں۔ اور آئندہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں صرف اتنی ہی بات سے خوش ہو جانا کہ اسلام کا حافظ و ناصر مولیٰ کریم ہے۔ اور اسے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ ایک ایسی غلطی ہے۔ جس کا نتیجہ کسی صورت میں مفید اور قابل قدر نہیں ہو سکتا۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ اللہ تعالے نے حفاظت دین قویم کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن اس عالم اسباب میں اسباب سے کام نہ لینا خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے جو انسان کے لئے ادب کے طریق سے بہت بعید ہے۔

جس طرف نظر اٹھا کر دیکھیں اور دنیا کے دوسرے مذاہب کی جدوجہد کو دیکھیں تو حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔ خود مسلمانوں میں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو مذہب اسلام حقیقت تو درکنار اس کی موٹی موٹی باتوں سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ ہر سال مختلف اسلامی مدارس اور تعلیم گاہوں سے سینکڑوں کی تعداد میں مولوی فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ کثیر تعداد اسلام کے لئے کس حد تک مفید ثابت ہوتی ہے وہ مدرسہ سے نکلکر کیا کرتے ہیں؟ میں سچے علماء کی تعظیم اپنے دل میں رکھتا ہوں یہ تعظیم اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ اور ان کے علوم اور واقفیت کی وسعت سے دل پر ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر محض اتنی ہی بات ہو تو ایک بہت بڑی لائبریری یا کسی ضخیم کتاب کو دیکھ کر بدن پر کپکپی شروع ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تعظیم کا خیال صرف ان کی عملی قوت اور طاقت سے پیدا ہوتا ہے۔

اس وقت جو ہزاروں شاید لاکھوں کی تعداد میں علماء دین موجود ہیں۔ اُن کی طاقت اور قوت صرف فتوؤں تک محدود ہے اور وہ اپنے زور علم کو اس ایک بات پر خرچ کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کر دیا جائے اور اپنی پرستش کرائیں حالانکہ ان کے لئے کام کرنے کیواسطے بہت بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان اسلام سے محض ناواقف موجود ہیں۔ اور انہیں کوئی آگاہ نہیں کرتا۔ کہ مسلمان ہونا کسے کہتے ہیں کس قدر شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر دیوتوں کے مندروں پر سور ذبح کریں۔ اور ان دیویوں کی نذر گزرانیں۔ نیپال کی ترائی۔ گونڈہ۔ بستی۔ بہرائچ کے اضلاع میں گاؤں کے گاؤں مسلمان ہیں۔ اب ان مقامات کو دیکھا جاوے کہ کس طرح پر ہمارے اسلاف نے (رحمہم اللہ اجمعین) سخت محنت اور جانفشانی سے اسلام کو وہاں تک پہنچایا۔ مگر ایک ہم ہیں کہ ان کو اسلام کی تبلیغ بھی نہیں کر سکتے ایسا ہی معلوم ہوا ہے کہ ہردوا گنج ضلع علیگڈہ میں ہے اس کے قریب ایک پیر کے مزار پر ہندو مسلمان سور کی قربانی چڑھاتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کی پیشانیوں پر اس کے خون کے ٹیکے لگاتے ہیں۔ اس قسم کی شرمناک بدعتوں اور مشرکانہ حرکات کا مسلمانوں میں پیدا ہو جانا قیامت کی نشانی ہے۔ عیسائی پادری مسلمانوں کی ان اقوام کو جو خانہ بدوش ہیں عیسائی بنانے کے درپے ہیں اور انہوں نے اپنے کام کے دائرہ کو ان لوگوں میں وسیع کرنا چاہا ہے۔ آریوں نے ناواقف نومسلموں میں اپنا دہم

پھیلایا ہے۔ اور مختلف جگہوں میں شُدّی سبھائیں قایم کی جارہی ہیں۔ یہانتک کہ **ایک آریہ** نے اپنے سفر انگلستان کے وقت کہا کہ عدن کے قریب پہونچکر اس کے دل میں جوش اُٹھا کہ مکہ کی دیواروں پر

اوم کا جھنڈا گاڑ آوں

اپنے مذہبی جذبہ سے متوثر ہوکر اس کا ایسا خیال کرنا کوئی عجیب بات نہیں ہوسکتی۔ مگر ہمارے لئے

سبق آموز ضرور ہے

کیا ہمارے بزرگان دین اس وقت اپنے اختلاف مٹا کر یا چھوڑ کر اس طرف توجہ نہیں کرسکتے کہ وہ ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کے دیہات کے دیہات آباد ہیں۔ اور وہ اسلام سے محض ناواقف ہیں۔ خدا کے لئے جائیں۔ اور انہیں آگاہ کریں کہ اسلام کیا ہے؟ اور پھر ان حصوں میں جہاں عیسائی اور آریہ اپنے اپنے رنگ کی کوششوں میں مصروف ہیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو محض خدا کے لئے نکل جائیں اور جا کر وعظ کریں۔

انجمنیں کثرت سے بن جاتی ہیں۔ اور ان کے قواعد وضوابط کے دفتر بھی موجود رہتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرف کیوں کم توجہ ہے۔ دہلی۔ علیگڈہ میں مخصوص انجمنیں ان اغراض کے لئے ہیں۔ مگر ان کی کارروائی کی رپورٹیں یا پبلک نہیں ہوتی ہیں۔ یا میں ان سے بے خبر ہوں۔ بہرحال جو لوگ اسلام کے لئے دردمند دل رکھتے ہیں وہ اس درد کو لے کر اُٹھیں۔ اور محض اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوجاوے اور وہ خدا کے دین کی تبلیغ کرسکیں۔ ان علاقوں میں نکل جائیں۔ اور کام کریں۔ اگر ایسے احباب مجھ سے کسی قسم کی مدد اور معلومات حاصل کرنا چاہیں تو میں اپنی طاقت کے موافق انہیں معلومات بہم پہونچانے کی کوشش کروں گا میں یہی کر سکتا ہوں۔ اور اس لئے عذر نہیں +

اسلامی اخبارات اس قسم کی تحریکیں کریں۔ اور علماء کو توجہ دلادیں کہ وہ اپنے مفید معلومات سے ان لوگوں کو فایدہ پہونچائیں۔ جو مسلمان کہلا کر اسلام علیکم کے بجائے یا اللہ گن کہتے ہیں۔ یہ حالت بڑی دردناک ہے۔ اور

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے مامداد و گریہ اکارے نیست

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی

حضرت خلیفۃ المسیح جیسا کہ ناظرین کو علم ہے۔ ملتان ایک طبی شہادت کے لئے ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء کو تشریف لے گئے تھے ۳۱ جولائی ۱۹۱۱ء کو بعد دوپہر قادیان میں بالخیر تشریف لائے۔ قادیان میں آپ کی آمد بالکل پرائیویٹ تھی۔ کیونکہ اس تاریخ کو خادمان قادیان متوقع نہ تھے کہ حضرت قادیان وارد ہوں گے بلکہ قادیان میں افواہ تھی کہ اس تاریخ کو آپ کا کوئی لیکچر امرتسر ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت فطرتاً سادہ بے تکلف اور نمود ونمائش سے بری واقع ہوئی ہے۔ اور یہ قدرتی امر ہے۔ کہ وہ لوگ جو خدمت دین ونصح خلق کے لئے کسی رنگ میں مامور کئے جاتے ہیں وہ حد درجہ کی سادگی سے خمیر شدہ طبیعت رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی نمائشیں اور زرق ابھرک چیزیں انہیں اپنی طرف کھینچ نہیں سکتی ہیں۔ اسی بنا پر حضرت نے بالکل ایک عام آدمی کی طرح نہ اس زمانہ کے پیروں کی طرح یہ سفر کرنا پسند فرمایا۔

حضرت کے اس سفر کے حالات میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے لکھنے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ وہ اس سفر میں حضرت کے ساتھ تھے اسلئے ان حالات کو انہیں کے لئے چھوڑ کر بعض عام باتوں کا ذکر کردیتا ہوں۔

۲۷۔ کی صبح کو آپ نے انجمن اسلامیہ ملتان کے مدرسہ کے ہال میں ایک پبلک لیکچر دیا۔ جس کا اثر بہت ہی عمدہ پڑا۔ واپسی پر آپ تین دن لاہور ٹھیرے اور پبلک لیکچر دیا۔ جو بعد میں انشاء اللہ العزیز شایع ہوجائیں گے لاہور میں لیکچر دیکر حضرت گاڑی پر سوار ہوکر عازم دارالامان ہوئے۔ اور بعد دوپہر خدا کے فضل وکرم سے دارالامان میں پہونچ گئے۔ الحمد للہ +

انجمن اشاعت تعلیم فیروزپور

فیروزپور میں مندرجہ بالا نام سے ایک انجمن قایم ہے یہ انجمن نہایت عمدہ کام کررہی ہے۔ اس کی سالانہ رپورٹ اور قواعد بغرض اشاعت میرے پاس بھیجے گئے ہیں۔ میں انہیں کسی مناسب موقعہ پر حسب گنجائش انشاء اللہ پھر درج کروں گا۔ سردست مجھے یہ کہنا ہے کہ انجمن کے اغراض نہایت مفید اور قابل قدر ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) مسلمان لڑکوں کو تعلیم کا شوق دلانا (اور انہیں سے مستحق لڑکوں کو کسی مناسب سکول میں تعلیم پانے کے لئے مدد دینا

(۲) ایسے لڑکوں کو جنہیں انجمن امداد دے۔ اخلاقی اور تعلیمی نگرانی کرنا انہیں مناسب طریق پر دینی تعلیم دینے کا بندوبست کرنا اور لڑکوں میں انعامات یا وظائف کے ذریعہ دینداری کو ترقی دینا +

(۳) مسلمان لڑکوں کو صنعت وحرفت اور تجارت کی تعلیم اور ترغیب دینا۔

انجمن مذکور کے ان اغراض اور اسکے کام کرنے کے طریقہ کو کوئی شخص پسند کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسی انجمنوں کی ملک کے ہر حصہ اور ہر گاؤں۔ اور قصبہ میں ضرورت ہے۔ اور مسلمانوں کی تعلیم کے سلسلہ میں یہ سوچنا اور بھی ضروری ہے کہ اس وقت انہیں کس قسم کی تعلیم دیجاوے۔

یہ اور اسی قسم کے دوسرے سوالات مسئلہ تعلیم کے حل میں بحث کے قابل ہیں۔ بہرحال یہ مسلم امر ہے۔ کہ مسلمانوں کے بچوں کو وظایف دیکر اور ان کی تعلیمی اور مذہبی نگرانی کرکے تعلیم دلانا نہایت ارزاں اور آسان طریق ہے بمقابلہ اپنے سکولوں کو کثرت سے جاری کرنے کے۔ امرتسر کی انجمن تعلیمی بھی اسی اصول پر قایم کی گئی ہے۔ بہرحال میں فیروزپور کی انجمن اشاعت تعلیم کو مسلمانوں کے لئے

ایک نعمت

سمجھتا ہوں۔ اور اس نعمت کی قدر کرنا مسلمانوں کا فرض ہے +

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے؟ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں کبھی ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلیں) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ امراض کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت بیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلیں) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکور الصدر مرضوں کے مٹانے کیواسطے فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کیلئے صحت بخشتی ہیں قیمت ۸/ اور بارہ آنہ والی شیشی ۴۰ گولیاں ہیں جو ۱۴ والی سے ۱۲ روالی شیشی ڈوڈن اپلی اوباکس ۷۱۲ بمبئی کے والی سے نکلتی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر کا موجب ہوتا ہے اگرچہ پژمردہ اور دبلا کمزور سست یا تھک گئی ہے تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچے میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خورم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔ فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے +

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹس لنڈن

ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت ۴/ رہے ہر ایک گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہیے

(۱) اکسیر نمبر ۱ ۔ دافع مرض ہیضہ	قیمت فی شیشی	۴/
(۲) اکسیر نمبر ۴ ۔ دافع مرض پیچش	قیمت فی شیشی	۴/
(۳) اکسیر نمبر ۲ ۔ دافع پیٹ درد	قیمت فی شیشی	۴/
(۴) اکسیر نمبر ۳ ۔ برائے جلاب	قیمت فی شیشی	۴/
(۵) اکسیر نمبر ۸ ۔ دافع کھانسی	قیمت فی شیشی	۴/
(۶) اکسیر نمبر ۱۰ ۔ آنکھوں کے لئے نہایت ٹھنڈا سرمہ	قیمت فی شیشی	۴/
(۷) اکسیر نمبر ۱۹ ۔ گولیاں دافع بخار	قیمت فی شیشی	۴/
(۸) اکسیر نمبر ۱۸ ۔ دافع درد داڑھ	قیمت فی شیشی	۴/

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر ڈاکٹری و دیسی ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس کے مطالعہ کیلئے ادویہ بالا کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرما دیں +

ملنے کا پتہ — کویراج کانشی رام وید کوی رتن لنگے منڈی لاہور سے طلب فرماویں۔

اس ہفتہ بھی حکیموں ڈاکٹروں ویدوں کے سارٹیفکیٹ درج کئے جاتے ہیں نمونۃً ایک ہفتہ میں کچھ بھی سارٹیفکٹ نہیں آسکتے ہیں

مراسلات

استاد و شاگرد کیسے بڑھ گیا؟

مہربان پنڈت جی! امرت کی دھارا بیشک معجزنسخہ جات اکسیر التاثیر امراض مختلفہ ہے مثل خارش درد دل ضعف معدہ تپ ضعف نزول چشم زکام کھانسی بلغم نفخ شکم آب دہن وجع المفاصل کا حکمی علاج ہے بندہ نے چار ماہ گزشتہ میں تین شیشیاں منگوا کر استعمال کیں اور امراض مذکورہ پر نہایت مفید ثابت نکلیں۔ ایک روز بندہ نے ایک روٹی کا پانی نکالا اور اس لیوی کا اثر ہاتھوں پر ہوا اور سخت خارش ہوئی گویا کسی نے انگیاریاں رکھ دیں۔ فوراً روغن زرد لگایا مگر بعدہ بھی دس منٹ تک کچھ آرام نہ ہوا تو جھٹ ۵۔۶ قطرے امرت کی دھارا کے ملے گویا کہ خارش بالکل ہوئی ہی نہ تھی۔ فوراً آرام آگیا۔

ایک دفعہ بندہ کے پاس کوئی دوائی تیار نہ تھی۔ اور نہ ہی کوئی گاؤں نزدیک تھا کہ ایک مریض درد گردہ والا میرے پاس آیا اس وقت ایک شیشی امرت کی دھارا میرے پاس تھی۔ فوراً چھ سات قطرے ڈال کر پلا دیئے اور اتنے ہی قطرے [illegible] جائے درد پر مل کر اوپر سے [illegible] باندھ دیئے۔ فوراً درد کا آرام ہو گیا ایک دفعہ بندہ براے تعلیم طب استاد صاحب کے ہاں گیا۔ اور واں ایک مریض درد [illegible] موجود تھا۔ [illegible] سے قے جاری تھی جیسے دوائی دیتے ہی قے کر دیتا تھا۔ بہت حیلے لئے مگر فائدہ نام کو بھی نہ تھا۔ بندہ نے جھٹ جیب سے شیشی امرت کی دھار نکال کر اوزان کے موافق سے پلادی سبحان اللہ فوراً آرام ہو گیا۔ اسیطرح سے کئی تجربات ہوئے۔ طوالت کے خوف سے ختم کرتا ہوں۔

راقم سید حکیم محمد زین العابدین عزمیار اخبار [illegible] ۱۹۰۳

موسم گرما میں

پت ریتی اسخت تنگ کرتی ہے امیر و غریب ہر وقت کھجلاتے ہی نظر آتے ہیں دوائی کوئی کارگر نہیں ہوتی کیسی ہی سخت خارش کیوں نہ ہو امرت کی دھارا کی مالش کر دیجئے فوراً خارش بند ہو جاویگی اور ٹھنڈک پڑ جاوے گی۔

ڈاکٹر گلزاری لعل صاحب لکھتے ہیں میں ایک [illegible] پنڈت جی کے

[illegible] پاسے ملنے کا پتہ ہر جگہ

[illegible] یا دیش اپکار اخبار [illegible] لاہور

پاس آیا امرت دھارا نے مجھے سخت تنگ کر رکھا تھا پاؤں پر اس قدر خارش ہوتی تھی کہ الامان مجھے کھجلاتے دیکھ کر پنڈت جی نے کہا کہ لیجئے آج اکسیر دوا کا کرشمہ دکھلانے ہیں امرت کی دھارا تھوڑی سی لگا دی میں حیران ہوا کہ [illegible] اندر تمام خارش موقوف ہو گئی کوئی بھی ڈاکٹری دوائی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

جناب حکیم محمد فخر الدین صاحب منشی فاضل ایڈیٹر حکمت لاہور

تحریر فرماتے ہیں۔ امرت کی دھارا بلا مبالغہ آب حیات ہے آب حیات کی حقیقت دائمی زندگی بخشنے [illegible] گروہ صوفیہ بعض حق [illegible] سچی اعجاز [illegible] اور [illegible] دوا کو جو چار پائی سے پڑے موت کو دوائی نام سمجھا کرتے ہیں منٹوں میں تندرست توانا بنا دیا گیا آب حیات [illegible] ہے میں اسے اکثر امراض پر استعمال کرتا ہوں اور حیران [illegible] ہوں مجھے متعینہ امراض میں سے قریباً [illegible] کا اتفاق ہوا ہے۔ اور تیر بہدف پایا ہے۔ خدا پنڈت صاحب کو اس مفید ایجاد کے بدلے میں ضرور کوئی رحمت دکھلاے گا اور ہم لوگوں کا فرض ہے کہ پنڈت صاحب کی اس ایجاد کی قدر کریں اور ہاتھوں ہاتھ خریدیں۔

جناب حکیم مولوی محمد عبد الحکیم صاحب چشتی

موضع گل پور ڈاک خانہ کئی گرا ضلع پور بیہ تحریر فرماتے ہیں بعد تسلیم ملتمس آنکہ قبل ازیں ایک شیشی امرت کی دھارا آپکے ادشتہرحال سے منگایا تھا جسکو [illegible] تاثیر پایا جس کا انتہا نہیں میں کہاں تک لکھوں بعد پایاں نہیں چالیس پچاس طرح کے عارضہ شدید دفعہ ہوئے لہذا گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر تین شیشی امرت کی دھار معروف بہ گھرکا وید حکیم روانہ فرمایئے۔

ہاتھی پر سے گر کر ٹوٹ گیا

آپکے یہاں سے قبل ایک شیشی امرت کی دھار [illegible] کے منگوائی حقیقت میں اسے اکسیر اعظم آب حیات کہوں حق تو یہ ہے میری زبان کو اتنی طاقت کہاں کہ اسکی تعریف کرسکوں لاجواب ہے ملال اور دل پر [illegible] ہمارے یہاں ایک [illegible] بان کا ہاتھ اوپر سے گر کر ٹوٹ گیا تھا [illegible] ہو گئی میں [illegible] روئی میں تر کر کے اسکے ہاتھ کو چاروں طرف لپیٹ کر باندھ دیا اور قطرہ قطرہ دس دس منٹ بعد ٹپکاتے ہیں خدا کے فضل سے اور آپکی ایجاد کردہ امرت دھارا

خط و کتابت و تار کا پتہ اتنا لکھنا کافی ہے

امرت دھارا لاہور

سے تین چار روز میں مکمل تندرست ہو گیا ہڈی بالکل جڑ گئی تھی۔

دوسرے چند ہفتہ کا ذکر ہے ہوا کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا وہ بھی میرے پاس آیا میں نے زخم پر دیکھے دو تین قطرے مالش کر دیئے بعد تھوڑے کے اندر [illegible] ملا دیئے خدا کے فضل و کرم سے وہ بھی اچھا ہو گیا میں اور دیگر لوگ آپکے از حد مشکور ہیں خدا آپ کو اس کا اجر عظیم دے اور صد آفرین ہے آپکی اس عقل و دانش پر کہ ایسی اکسیر اعظم دوائی ایجاد فرمائی اور اس پر لطف یہ کہ قیمت بہت ہی کم۔ گویا مفت لہذا امید کرتا ہوں کہ ایک شیشی امرت کی دھار بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل روانہ فرماویں اور دیگر مریضوں پر بھی آزمایا گیا۔ جیسے درد کان۔ درد سر۔ درد شکم۔ دسوزاک۔ [illegible] سے ریم (پاک) جاری ہونا یہ سب بیماریاں آپکے الفور دو تین گھنٹہ میں آرام ہو جاتا تھا۔

راقم۔ ڈاکٹر ایم۔ ایم سید [illegible] خاں بہادر از مقام مولتان۔

جناب علی اکبر خاں صاحب وٹینری اسسٹنٹ منشیہ

از قصبہ گنجوہ ضلع کرنال تحریر فرماتے ہیں۔ جناب پنڈت جی صاحب ہمیشہ خوش مہربان آپکی تسلیم مزاج شریف میں آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے آپسے جو ایک شیشی امرت کی دھار منگائی اس کا استعمال کیا اور کئی مریضوں پر بلا اجرت کیا از حد مفید پایا اسمیں کوئی شک باقی نہیں ہے کہ پبلک قابل تعجیز ہے اور پبلک کو لازم ہے کہ اس عجب غریب چیز کو نظر قدر سے دیکھیں اور اسکی قدر کریں اور خدا سے دعا ہے کہ آپکے کارخانہ کو روز افزوں ترقی ہو۔

بڑی بھاری اکسیر دوائی ہے

جناب وید راج جی مہاراج تسلیم

آپنے جو امرت کی دھارا ارسال کی تھی اس کا استعمال کیا جسقدر آپنے اس کا فایدہ لکھا ہے واقعی تیر بہدف ہے جس جس مرض پر دی کبھی خطا نہیں کی۔ اسہال۔ قے۔ قولنج۔ کھانسی خاص خاص پر بھی استعمال کیا برابر فایدہ ہوا۔ درد سر۔ درد پیٹ ذات الجنب۔ زکام پر بہت ہی فایدہ ہوا۔ یہ ایسی بھاری اکسیر دوائی ہے جسکی قیمت کا کچھ اندازہ ہی نہیں۔

راقم۔ بھاگ مل حکیم نوشہرہ سجا سنگھ والا تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

قیمت

سالم شیشی ایک روپیہ نمونہ کی چھوٹی شیشی چار آنے

دیش اپکار ک ہندوستان بھر میں کیا [illegible]

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا مالک ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اس کی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی۔ کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر لی این صاحب بہادر میڈیکل رپورٹ حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تریاقی اثر پہنچا کر بوڑھوں کو جوان بنا دیتی ہے۔ جو لوگ کہ مرض ضعف باہ میں مبتلا ہو کر اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی مارے تو بھی بیکار ہے۔ آپ ہو جاویں ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ اگر تلوار بھی اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات ترقی کامل و تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ مقوی دوا ہے جو دو یوم میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے۔ چہرہ پر رونق و بیداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ و دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نادانیوں کی وجہ سے لاحق حال ہو گئی ہوں اُن کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت۔ رقت ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے۔ تو بجا ہے حلق سے اُترتے ہی سر کا اثر خاص اُن اعصاب پر ظاہر جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو متانہ اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی ۲ روپیہ۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کر کے معزول طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی للعہ۔ یہ ہر دو دوائیں **حکیم محمد شریف۔ آئی ڈاکٹر۔ کیمیا گر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور** سے طلب کرو۔

ارے دوڑو!! اجلدی دوڑو!!!

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو۔ تو یہ تکلیف کیوں اُٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی

گھر میں ڈال رکھتے۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد۔ مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵

عرق پودینہ

ہر ایک اہل دل کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہیے۔ یہ عرق ولائیتی پودینہ کی ہری پتیوں سے نکالا گیا ہے اس کا رنگ بھی مثل پتی کے سبز ہے اور اصلی عرق پودینہ ہے۔ خوشبو بھی تازی پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولائت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ بدہضمی۔ متلی اور اشتہا کا کم ہونا۔ یہ سب ریاح کی علامات جلد دور ہو جاتی ہیں گو دو کے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک ۔ پانچ آنے۔ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت مل سکتی ہے۔ منگا کر ملاحظہ کیجیے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض انشاء اللہ فوراً دفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ **طلا طلسمی** ہر ایک سالکی اگر اور جوانی کی غلط کاریوں سے امراض لاحق ہو گئے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیے اور معجون طلسمی کھائیے انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ **سنون دندان** ۔ دانتوں کی کل

آسودہ اور مرفہ الحال نہیں ہیں۔ تو اس سے اور بھی جیدوجہا
ہوں۔ مگر ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان زمیندارہ
گردہوں میں + (۱) سوائے زراعت کے کوئی کام شوق
نہیں (۲) تعلیم اور تربیت نہیں + (۳) اپنی مدد آپ نہیں
(۴) کفایت شعاری نہیں (۵) کسی قسم کی تجارت نہیں +
اگر گورنمنٹ مہربانی سے ایکٹ انتقال اراضی نمبر ۱۳۔ جاری
نہ کرتی تو اب تک مسلمان زمینداروں کا رہا سہا کچھ مرچی نکل
جاتا۔ اور کبھی کے اُن کے تکے بوٹیاں ہو جاتے خوش قسمتی ہے
گورنمنٹ نے وقت پر خبر لی اور کچھ نہ کچھ علاج ہو گیا +

ایکٹ انتقال اراضی کی موقت دست گیری سے زمینداروں
میں مرتے مرتے جان آنے لگی ہے۔ لیکن جب تک مسلمان زمینداروں
میں یہ اصول مدنظر نہیں رہیگا۔ کہ اس زمانے میں زراعت اور
تجارت کی نسبت باہمی خطوط متوازی کی سی ہے تب تک انکی
حالت سدھری مشکل ہے باوجود اجرائے ایکٹ ۱۳ کے قرضوں
کی ضرورت ہے۔ قرضے جس گراں اور برباد کن شرح اور سود پر
ملتے ہیں وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ ایک پیسہ فی روپیہ سے لیکر
۲ر فی روپیہ ماہوار تک حساب جا پہنچتا ہے اور چلکانہ وکٹوتی
وسود در سود اس سے علاوہ رہا فیصدی ۵ عہ گھر بھی مسلمان
زمینداروں کے اس دست برد سے بچے ہوئے نہیں اس سے
بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے گاؤں
جس کی آبادی ۲۰۰ گھر کی بھی نہیں سالانہ سود ۵۰۰ تک جاتا ہے
گورنمنٹ نے کمال مہربانی اور زمیندارہ ہمدردی کے خیال سے
دنیا کے اور ملکوں جرمنی۔ مصر وغیرہ میطرح اس صوبہ میں
بھی زراعتی بنکوں کے کھولنے کی تجویز کی ہے۔ اور کمال فیاضی
سے اس کام کے انصرام کے لئے ایک ہمدرد یورپین افسر مسٹر
دلبر فورس صاحب بہادر رجسٹرار مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کی
نگرانی میں یہ کام چل رہا ہے +

یہ بنک زمیندارہ مختلف صورتوں میں گاؤں وار یا سر کل وار
کھولے جا رہے ہیں۔ سکھ زمیندارہ جماعتوں میں تو یہ کام
ایک خوبی سے چل نکلنے کی امید کیجاتی ہے۔ لیکن مسلمان جماعتوں
میں چند اصولی یا فروعی۔ مذہبی اجتہادات اور اندرونی نفاق
کی وجہ سے ہر پہلو سے رکیں حائل ہو رہی ہیں۔ جن سے کام
اور کام کرنے والوں کی طاقت میں آئے دن دقتیں پیدا

ہوتی جاتی ہیں۔ اور ہر ایک پہلو سے ایک اضطراری حالت
پیدا ہو کر مایوسی کی پیشین گوئی کر رہی ہے۔ بایں حالات میں نے
مناسب سمجھا ہے کہ نہایت ادب سے مسلمانی جماعتوں کے
ہر ایک فرقہ کے گروہ علمائے کرام کی خدمت میں ایک استفتا پیش
کروں۔ کیونکہ علمائے امت کی امداد اور دلی ہمدردی کے بغیر یہ
عقدہ کشائی مشکل ہے +

صلحائے قوم اور علمائے امت کا بیشک علیٰ فرض مسلمانوں
کو دینداری اور عبادات تزکیہ نفوس کی جانب لے جانا ہے
لیکن اس کے ساتھ ہی اُن کی دنیوی اور اضطراری حالتوں
اور مجبوریوں پر بھی غور کرنا اُن کا فرض ثانی ہے۔ اگر علمائے
نامدار دیہات میں پھر کر مسلمان زمینداروں کی کس مپرسی
اور ذلت کا نظارہ کریں تو بیشک اُن کے دل ہل جائیں گے +
میں نے اپنی آنکھوں یہ حالتیں دیکھی ہیں اسواسطے
مجھ سے نہیں رہا جاتا کہ میں خاموش رہوں میں امید کرتا
ہوں کہ جس جس مولنا صاحب کی خدمت میں یہ عرضداشت
پہنچے۔ وہ مسلمان زمینداروں کی ناگفتہ بہ حالت پر غور
کر کے جواب شرعی اور حل اجتہادی سے مجھے سرفراز فرماویں
تاکہ مجموعی طور پر ان سب فتاوی کی اشاعت باضابطہ ہوکر
ایک بحث طے ہو جاوے۔ اگر ان تجویزوں کے علاوہ جو
استفتا میں لکھی گئی ہیں کوئی اور سلیم تجویز گروہ علمائے کی رائے
اور ذہن میں آسکے تو اس سے بھی مطلع فرمایا جاوے +
یہ سوال کسی بحث کی غرض سے نہیں اُٹھایا گیا۔ بلکہ اس خاطر
کہ شاید ہمارے علمائے کرام کی ہمت اور ہمدردی کی بدولت
ان بے کساں زمینداراں پنجاب کے واسطے کوئی مفید
راہ نکل آئے اور بے خبری میں یہ بار عظیم اکابران قوم کی
گردن پر نہ رہے + ؎

غم ہمین بست گریباں شدنی پرسی چرا   چاک پیم سودائے داماں شدنی پرسی چرا
برمن بیکس ہمہ از احوال ما پرسید نیست   زیست مشکل مرگ آساں شدنی پرسی چرا
کشت امیدے کہ دل از دیدہ آبش دادہ بود   سرسبز ما حیراں شدنی پرسی چرا
خانہ من یک دو روزے پیش زیں آباد بود   این زماں آں خانہ ویراں شدنی پرسی چرا

(خان بہادر سلطان احمد ممبر کونسل بہاولپور)

استفتاء

یہ تجویز کیگئی ہے کہ ان دیہات زمینداراں میں جہاں کے زمینداران
رضامند ہوں مندرجہ ذیل طریقوں سے زمیندارہ فنڈ یا زمیندارہ
بنک کھولے جاویں + (الف) جسقدر ممبران کمیٹی میں داخل ہوں
انکا نام درج رجسٹر کیا جائے۔ اور اُن میں سے ہر ایک ممبر ہر فصل پر
اپنی اپنی پیداوار میں سے بحساب فی من ایک ثار یا دو ثار غلہ
اس فنڈ میں داخل کیا کرے۔ جو اُس کے نام سے جمع رہیگا (ب)
یا یہ کہ بجائے غلہ کے پہلے سال یا پہلی فصل میں نقدہ چندہ حسب
حیثیت اور حسب رضامندی لیا جائے اور پھر ہر سال یا ہر فصل
میں پیداوار فصل پر فی من کے حساب سے ایک ثار یا دو ثار غلہ
یا فی ہل اور فی بوہا یعنی فی گھر پر کوئی رقم حسب حیثیت انکو وصول ہوتی
رہے (ج) یا شاملات دیہ کی آمدنی اور آمدنی دھرت سالانہ
اس کام میں بطور ایک مشترکہ سرمایہ کے لگائی جاوے جس
میں ہر ایک شامل ہونے والا ممبر حصہ وار حسب حصہ حیثیت
خود کے ہوگا +
(د) یہ ہر ایک قسم کا سرمایہ ایک خاص میعاد پانچ یا دس
سال تک واپس نہیں لیا جاویگا +
(ہ) ایسے ہر ایک قسم کے سرمایہ میں سے وہی اشخاص قرضہ
لینے کے مستحق ہوں گے جو اس کے ممبر ہیں۔ سوائے رجسٹر
شدہ ممبروں کے اور کوئی شخص قرضہ نہیں لے سکیگا +
(و) جو ممبر اس سرمایہ میں سے قرضہ لیگا۔ وہ مندرجہ ذیل
صورتوں میں اصلی رقم کیساتھ ایک شے زاید ادا کرتا رہیگا
تاکہ سرمایہ میں ترقی ہوتی رہے۔ اور شے زاید یا نفع سود مروجہ
سے عموماً ایک اور دس کی نسبت رکھے گا یعنی بہت ہی ہلکی
اور معمولی منافعہ یا شے زائد کی ہوگی +
۱۔ مثلاً اگر کوئی ممبر ۵ نقد یا ۵ روپیہ کا غلہ لیوے
تو فی روپیہ سالانہ ایک ثار غلہ بطور نفع فنڈ کے دیا کرے یہ
سرمایہ خاص زاید کے نام سے موسوم ہوگا اور اس میں
ہر ایک ممبر حسب اپنے حصہ چندہ کے حصہ دار ہوگا +
۲۔ ثانیاً منافعہ کوئی شرح خاص مقرر نہ کیجاوے لیکن
ہر ایک قرضہ گیرندہ بروقت ادائیگی رقم قرضہ کے ساتھ
کچھ اضافہ یا کوئی شے زاید دیدیا کرے۔ مثلاً ۵ روپیہ
کے ساتھ۔ ایک۔ دو۔ تین روپیہ وغیرہ وغیرہ دیدیا کرے
بصورت عدم استطاعت کوئی شے زاید ادا کرنے کی قید
نہ رہے +

مثلاً ۵۰۰ روپیہ زید ممبر نے اصلی سرمایہ میں سے قرضہ لیا اور اس کے ساتھ بحساب فی روپیہ یک ثمار یا دو ثمار غلہ سالانہ یا ایک نقد رقم زاید یا زاید غلہ خاص سرمایہ زاید نہ سمجھا جاوے۔ بلکہ ایک ایسی رقم جو کسی اپنے مشترکہ کام پر لگائی جا سکتی ہے۔ یعنی ایسی زاید رقمیں حصہ داران میں حسب حصص تقسیم نہ ہوں بلکہ کسی مشترکہ کام پر لگائی جاویں +

مثلاً اصل رقم قرضہ پر ایک شرح خاص سے منافعہ لیا جاوے۔ اور وہ منافعہ اس شخص کا حصہ سمجھا جاوے جو قرضہ لینے کی صورت میں اُسے ادا کرتا ہے جب ایسی کل رقمیں جمع ہو گئیں تو ہر ایک حصہ دار نے اپنی اپنی رقم موسوم بہ رقم منافعہ برضامندی خود مشترکہ قرار دیکر خاص سرمایہ زاید میں داخل کی اور پھر اخیر وقت بر حسب حصص خود اُسے تقسیم کر لیا مثلاً زید نے اصلی سرمایہ میں سے ۵۰۰ اور بکر نے ۲۰۰ روپیہ اور خالد نے ۱۰۰ قرضہ لیا اور ہر ایک قرضہ گیرندہ نے خاص شرح کا منافعہ سالانہ حسب ذیل ادا کیا

زید	۱۲	کل ۱۲
بکر	۱۲	
خالد	۱۲	

اور یہ ہر ایک رقم خود انہیں ممبروں کی اصلی رقم سمجھی گئی اور پھر کل مبلغ ایسی رقمیں خاص سرمایہ زاید میں منتقل کر دیں۔ اور اپنے اصلی چندوں پر انہیں تقسیم کر لیں۔ مثلاً

زاید۔ بمقابلہ اصلی رقوم چندہ	۱۲	میزان ۱۲	
بکر ″ ″	۱۲		
خالد ″ ″	۱۲		

۵۔ جو ممبر قرضہ لیوے وہ بطریق بیع سلم فصل پر ایک خاص معین نرخ پر غلہ دیا کرے اور ایسی رقم جو بمقابلہ نرخ مقررہ کے اصلی نرخ کی وجہ سے زاید حاصل ہو۔ وہ سرمایہ خاص زاید میں شامل ہو کر حصہ داران میں حسب حصص اصلی کے تقسیم ہوتی رہے +

اب سوال یہ ہے کہ

ان سب صورتوں میں سے کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے۔ جو ربا یا سود کی تعریف میں آ سکتی ہے۔ اور جو اسلامی شریعت یا کسی اضطراری اجتہاد کی وجہ سے جائز قرار دیجا دے جواب دیتے ہوئے بالخصوص یہ بحث زیر غور رہے۔ کہ ایسے سرمایوں یا بنکوں میں سوائے ممبران رجسٹر شدہ چندہ دہندگان کے اور کوئی نیا شخص قرضہ نہیں لے سکتا۔ گویا جن کا اپنا روپیہ داخل ہے وہی اس میں سے کم و بیش صورت میں قرضہ لیتے اور اس پر ایک شے زاید دیتے ہیں ہر ایک امر کی نسبت جداگانہ جواب معہ مختصر دلایل شرعی فقہی اجتہادی مطلوب ہے بیّنوا و توجروا +

المستفتی خان بہادر سلطان احمد ممبر کونسل بہاولپور

اے مردانِ پُر جوش

ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے قدم اوّل کی تحریک پر

خانصاحب محمد حسین خان صاحب کا خط شایع ہو چکا ہے ابھی تک یہ تحریک پورے طور پر احباب تک نہیں پہنچی۔ مگر مجھے خدا کے فضل سے کامل یقین ہو گیا ہے کہ اس میں ضرور کامیابی ہو گی اور میری دلی آرزو ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ احباب کے قلوب میں یہ جوش پیدا کر دے تو اکتوبر تک کسی نوجوان قابل گریجویٹ کی روانگی کا سامان ہو جائے اور خدا کے فضل سے یہ امر بعید نہیں خانصاحب ممدوح کے بعد میرے مکرم مخدوم منشی ہاشم علی صاحب سرشتہ دار بندوبست سردول گڑہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس مد میں عہ ایک روپیہ ماہوار دیں گے منشی ہاشم علی صاحب کو قدرت نے خدمت دین کے لئے ایک فیاض اور پر جوش دل عطا کیا ہے۔ سابق بالخیرات ہو نیکی انہیں ہمیشہ آرزو رہتی ہے مجھے آج تک کوئی تحریک یاد نہیں جس میں سب سے اول انہوں نے شمولیت کے لئے قدم نہ اٹھایا ہو۔ ایک متمول اور خوشحال آدمی کے لئے سو پچاس خرچ کر دینا اتنا مشکل نہیں ہوتا جس قدر ایک معمولی آدمی کے لئے چند پیسے دینا۔ مگر منشی ہاشم علی صاحب ہر دینی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں۔ اور اپنی ذاتی ضروریات پر وہ دینی ضرورتوں کو مقدم کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی **ایک روپیہ** ماہوار کی امداد نہایت قیمتی اور قابل قدر امداد ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ منشی ہاشم علی صاحب کے بعد دوسرا خط میرے مکرم بھائی بابو منظور الٰہی صاحب کا ہے اونہوں نے اس غرض کے لئے **پانچ روپیہ ماہوار** دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ تحریک جاری ہو گئی ہے اور مجھے امید کرنی چاہئے کہ احباب جلد اس تحریک کو بارور کرنے کی کوشش کریں گے اس وقت تک جو وعدے ہوئے ہیں وہ نیچے درج کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ باقاعدہ حساب رہے یہ یاد رہے کہ اس مد میں کسی بزرگ کو سردست روپیہ بھیجنے کی ضرورت نہیں یا اگر کوئی صاحب بھیجیں تو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے پاس بھیجیں +

رقم مطلوبہ

ماہوار اخراجات کیلئے **دو سو روپیہ ماہوار**

وعدے

(۱) خانصاحب محمد حسین خانصاحب	عـ۵ ماہوار
(۲) ایک بزرگ توسط ایڈیٹر الحکم	عـ۵ ماہوار
(۳) منشی ہاشم علی صاحب سرشتہ دار بندوبست	عہ ماہوار
(۴) بابو منظور الٰہی صاحب سپروائزر	صہ ماہوار
(۵) ایک نو مسلم توسط ایڈیٹر الحکم	عا

باقی مطلوب ایک سو بہتر روپیہ ماہوار

پس اس مد میں ایکسو بہتر روپیہ ماہوار کے وعدے آنے چاہئیں۔

رقم برائے سفر خرچ

سات سو روپیہ

(۱) خانصاحب محمد حسین صاحب	ایک سو روپیہ
(۲) بزرگ توسط ایڈیٹر الحکم	ایک سو روپیہ

باقی پانچسو

اس میں شک نہیں کہ ایسے وقت جب کہ قوم بہت سے چندوں کے بوجھ کے نیچے ہے۔ اور تعمیر بورڈنگ کے لئے زبردست تحریک کی گئی ہے۔ اور اس کیلئے روپیہ کی

خانہ بدوش اقوام اور حفاظتِ اسلام

پچھلے دنوں کیھی وارہ قوم کیلئے (جو ایک جرائم پیشہ قوم ہے مگر مسلمان کہلاتی ہے) عیسائیوں نے ایک بستی بسانے کا انتظام کیا تھا۔ اس موقع پر میں نے مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی کہ کیوں مسلمان ایسی قوموں کی جو اُن کے اپنے بھائی ہیں اصلاح اور فلاح کی فکر نہیں کرتے؟ اور اگر وہ ایسا نہ کرینگے تو یہ لوگ عیسائیوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔ اِس وقت حفاظتِ اسلام اور اشاعت اسلام کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی بہت سی خانہ بدوش قومیں پھر رہی ہیں جو اسلام صرف اتنی بات کا نام جانتی ہیں

شکر ہے الحمد للہ

ورنہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بھی بے خبر ہیں۔ مسلمانوں کی انجمنوں اور علماء اسلام کیلئے یہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ انہوں نے اپنے عزیز جزو کو بیکار چھوڑ رکھا ہے۔ اور انہیں کار آمد بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ علماء کی کوشش تو عموماً مسلمانوں کو کافر بنانے تک ختم ہے (الا ماشاء اللہ) اُنہوں نے گویا اللہ تعالیٰ سے دوزخ اور بہشت کی چابیاں لے لی ہیں وہ جس کو چاہیں کلید جنت عطا کریں۔ اور جسے چاہیں جہنم میں دھکیل دیں۔ یہ کام صرف اُن کی قلم اور مہر پر موقوف ہے۔ اگر وہ مسلمانوں کی حالت زار پر رحم فرمائیں اور تھوڑے دنوں تک اپنے اختیارات کو (جو کفر و اسلام کے خطابات کے دیئے جانے کے متعلق انہیں خودبخود حاصل ہیں) عمل میں نہ لائیں تو یقیناً اون کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ مگر مسلمانوں کو اس سے فایدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ اور دوسری طرف اپنی توجہ وہ اُن قوموں کی طرف پھیر لیں جو خانہ بدوش پھر رہی ہیں۔ اسلام میں یہ قوت اور طاقت بہت زبردست ہے۔ کہ وہ وحشی اقوام کو مہذب اقوام بنا سکتا ہے۔ اس کا تجربہ تیرہ صدیاں پیشتر ہی نہیں ہوا بلکہ آجکل بھی ہو رہا ہے۔ عربوں کی قوم کو اسلام نے کس مقام اور رتبہ تک پہنچایا؟ دُنیا کی تاریخ اُسے بھول نہیں سکتی۔ آج بھی افریقہ کی وحشی اقوام میں جو تہذیب اور شائستگی اسلام نے پیدا کی ہے۔ دوسرا کوئی مذہب اُس کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہوا ہے۔

پس ایسی حالت اور صورت میں ان خانہ بدوش اقوام کی اصلاح تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسان امر ہے۔ کیونکہ یہ لوگ مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ پھر اُن میں وعظ و نصیحت کے ذریعہ اسلام کی حقیقت عملی رنگ میں پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مشکل نہیں ہوگا۔ میں بڑے افسوس اور درد دل سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی مجموعی طاقت حفاظت و اشاعت اسلام کے سوال پر [illegible] نہیں کرتی۔ ورنہ اس وقت اُنہیں بہت بڑے کام کرنے کا موقعہ ہے۔

ان قوموں میں (جو خانہ بدوش ہیں۔ **بدو۔ کنگر کیھی وارہ** وغیرہ ہیں) وعظ و اشاعت اسلام کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

ایسے واعظین کی ضرورت ہے جو اُن قوموں میں پھر کر انہیں اسلام کی تلقین کریں

اوّل انہیں **صحرائی زندگی** اور خانہ بدوش رہنے سے نفرت دلائی جاوے اور ایک جگہ متمدن قوموں کی طرح رہنے کا شوق دلایا جاوے۔ اور اسلام کے ارکان کے عمل درآمد کے لئے انہیں متوجہ کیا جاوے۔ اور رفتہ رفتہ اُن کے پیشہ کی اصلاح کر کے صنعتی اور حرفتی کاموں پر انہیں لگایا جاوے۔ اس طرح پر یہ ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی جو اسلام کے لئے ایک مفید وجود ہو سکتے ہیں۔ کار آمد مسلمان بن جائیں۔

یہ وقت کام کرنے کا ہے۔ اور ایسے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہے جو للّٰہی وقف اپنی زندگیوں کا کر سکیں۔ اور محنت اور جفاکشی سے کام کریں۔ مجھے بار بار اس امر کا افسوس کرنا پڑتا ہے کہ علماء دین کی توجہ جو ایسے کاموں کی طرف ہونی چاہیے تھی۔ وہ دور از کار باتوں میں لگے ہوئے ہیں بہر حال اب وقت آگیا ہے کہ ان قوموں میں باضابطہ کام شروع کیا جاوے۔ اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کے کارآمد بنانے کی کوشش کیجاوے۔ اگر مختلف انجمنیں مل کر باضابطہ ایک جماعت مخصوص کرلیں اور وہ مستقل طور پر ان میں کام کرے۔ تو بہت ہی موزوں ہوگا۔ ایڈیٹر الحکم اس مقصد کے لئے مستقل طور پر اس تحریک کو اپنے اخبار میں جاری رکھیگا جو لوگ ان قوموں میں وعظ کا کام کرنیکے لئے اپنی خدمات دے سکیں وہ ازراہ کرم اسے اطلاع دیں۔ ایسا ہی جو لوگ ان فرقوں کے تفصیلی حالات سے واقفیت رکھتے ہوں وہ بھی اگر ایڈیٹر الحکم کو آگاہ کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اُنہیں اجر عظیم دیگا۔ ایسا ہی ان قوموں میں کام کرنیکے طریقوں کے متعلق جو احباب مشورہ دے سکیں وہ بھی قابل شکر گذاری ہونگے +

زراعتی بنکوں کے متعلق استفتاء

عالیجناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ممبر کونسل کا ایک مراسلہ اور استفتا درج کیا جاتا ہے۔ **علماء اسلام** کے پاس پہلے یہ مراسلہ اور استفتا بھیجا گیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ مسلمانوں کی سقیم الحالی اور زراعت پیشہ لوگوں کی جو حالت ہے وہ عیاں ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اس مضمون پر مجتہدانہ رائے زنی ہمارے علماء کریں۔ اس کے متعلق انشاء اللہ ہر قسم کی تحریریں الحکم میں شایع کردی جائیں گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا **فتویٰ** بھی انشاء اللہ العزیز شایع کیا جائیگا۔ احمدی قوم کیلئے حضرت کا فتویٰ جو کچھ بھی ہوگا بہر حال واجب التعمیل ہے۔ سردست میں اصل مراسلہ مع استفتا درج کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

علماء اسلام کے حضور نیاز نامہ

پس از سلام مسنون اسلام واضح رائے انور آنکہ۔

ہر ایک فرقہ اہل اسلام کے علمائے کرام اور مفتیان عظام غالباً اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ صوبہ پنجاب میں مسلمانوں کے ایک گروہ کثیر اور جم غفیر کا گذارہ اور اوقات بسری زراعت یا زراعتی کاموں پر ہی ہے۔ فیصدی ۸۵ سے بہ نسبت کسی صورت میں کم نہ ہوگی۔ اور اگر دوسرے الفاظ میں کہا جاوے کہ پنجاب میں لفظ مسلمان زمیندار کو بھی شامل ہے۔ تو کچھ بیجا نہ ہوگا +

ساتھ ہی اسکے اس سے بھی غالباً علمائے کرام کا کثیر حصہ واقف ہوگا کہ بدقسمتی سے مسلمان زمینداروں کیحالت بہت ہی پریشان اور قابل افسوس ہے باوجود ترقی کاشت اور وسایل آبپاشی وغیرہ کے بھی ان میں فیصدی ۱۵ بھی اصلی معنوں میں

اور مسیح ہونا چاہئے۔ اگر یہ حالات موجودہ خود طبعاً مجکو یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتے تو میں جھوٹا ہوں اور اگر کرتی ہیں تو ہر ایک متقی اور خدا ترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہو جاوے۔ اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کر کے یہ خط آپ کی طرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا انحطاط اعمال کا موجب ہوگا میری نصرت میں لگ جائیں۔ ہر ایک روح جو تعصب اور پندار اور خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالیٰ سے گواہی طلب کریگی تو خدا تعالیٰ میری سچائی کی گواہی اس کو دیگا سوائے عزیز خدا سے خوف کر کے اور اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپرواہی کی بازپرس ہوگی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگ۔ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ جنہوں نے خدا کے مسیح موعود کو پا کر سر اوٹھا کر اسکی طرف نہ دیکھا۔ یہ میری طرف سے ایک تبلیغ ہے اور اُن تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ سے حق کو قبول کر سکتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ الراقم المامور من الرب الغفور مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان۔

مکرر یہ کہ حضرت احدیت کا محب صادق۔ جو اپنے تئیں محجوبانہ حالت میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ کسی قسم تاریکی کے ساتھ اس ناپائیدار دنیا سے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ موقعہ دیا ہے کہ اپنی معرفت کی منزلوں کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقائق معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کھاوے۔ اور اس سعادت سے عمداً محروم نہ رہے۔ جس کے آسمان سے دروازے کھولے گئے ہیں فقط۔

اس خط پر حضرت صاحب نے اپنی مہر لگائی تھی۔ اور اس مہر میں جو الہامی عبارت ہے وہ یہ ہے:۔

اذکر نعمتی التی انعمت علیک۔ غرست بیدی رحمتی وقدرتی ملک۔

ذیل میں عبارت حضرت مولوی نور الدین صاحب کی ہے۔ جو حضرت صاحب کے حکم سے مراسلہ موصوف کے نیچے لکھی گئی کیونکہ معلوم ہوا تھا کہ صاحب مکتوب الیہ کی مولوی صاحب سے سابقہ معرفت ہے۔ اسلئے حضرت صاحب نے مناسب خیال فرما کر مولوی صاحب کی طرف سے تھوڑا سا مضمون لکھوا دیا

وہ یہ ہے

خاکسار نور الدین بگرامی خدمت قاضی صاحب پس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گذارش پرداز سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ پس بامتثال امر خاتم النبیین رسول رب العلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین۔ ورد دل سے عرض ہے۔ کہ جناب امام الزمان علیہ الرضوان کے ارشاد کو دنیا کی بے ثباتی پر نظر کر کے غور سے پڑھیں۔ اور بجائے اس کے کہ آپ گذشتہ بزرگان کی قبروں پر توجہ فرماویں زندہ امام کے انصار الدین اپنے آپ کو منسلک کر دیں سارے کمالات اور آپکی رضامندی اطاعت میں ہے اور بس۔ نور الدین۔ ۸ شعبان ۱۳۱۲ھ

سٹیشن ماسٹر بٹالہ کی چوری

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں بابو جیون جان صاحب سٹیشن ماسٹر بٹالہ کے ہاں بذریعہ نقب چوری ہوگئی اور چار ہزار دو سو روپیہ کا نقصان ہوگیا۔ بابو جیون جان صاحب نہایت شریف اور خلیق سٹیشن ماسٹر ہیں اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ ایسا خلیق اور ملنسار سٹیشن ماسٹر اس سے پہلے بٹالہ سٹیشن پر نہیں آیا۔ جو ہندو اور مسلمان دونوں میں یکساں عزت اور پیار کی نظر سے دیکھا جاوے۔ مگر نہایت ہی تعجب اور افسوس ہے کہ کسی شریر نے خطرناک سازش کر کے انہیں اس قسم کی مالی تکلیف دی ہے۔ بٹالہ کی پولیس نہایت مستعدی سے اس چوری کے سراغ میں مصروف ہے۔ مگر جہانتک مجھے علم ہوا ہے ابھی تک کوئی قابل وثوق سراغ نہیں چلا۔

پولیس افیسروں کو قطع نظر اس کے کہ وہ اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے اس مقدمہ کے برآمد کرنے میں سعی کر رہے ہیں۔ بابو صاحب کی شرافت اور حسن اخلاق کی وجہ سے خصوصاً سخت رنج ہے۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اب تک کوئی سراغ نہیں چلتا۔ **کہیں** لڑکا بغل میں ڈھونڈورا شہر میں + والی مثل نہو۔

اگرچہ پہلے ہی قابل پولیس آفیسر اس سٹیشن پر مامور ہیں لیکن انکی امداد کے لئے بعض اور چیدہ آفیسر بھی بھیجدیئے جاویں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ خدا نخواستہ اگر اس چوری کا کوئی سراغ نہ چلا۔ تو میں سمجھتا ہوں بہت افسوس ناک امر ہوگا۔ چودھری جلال الدین کی مستعد طبیعت خدا کے فضل اور تائید سے کسی بہترین نتیجہ پر پہنچنے کی امید دلاتی ہے +

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء کو ملتان ادائے شہادت کے لئے تشریف لے گئے جہاں ۲۶ جولائی کو حضرت ایک طبی شہادت کیلئے طلب ہوئے تھے۔

آپ نے اپنی غیر حاضری کے ایام کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ کو **امام** مقرر فرمایا +

واپسی پر آپ لاہور میں وہاں کی جماعت کی درخواست پر ایک پبلک لیکچر دینے والے ہیں۔ ملتان میں بھی ایک پبلک لیکچر اسلام اور دوسرے مذاہب پر آپ نے دیا ہے +

۲۔ بارش دوسرے تیسرے روز ہو جاتی ہے

اطلاع

خریداران الحکم کے نام وی پی بھیجے جا رہے ہیں اور وی پی میں وہ پرچے بھیجے جا رہے ہیں جو کسی اشاعت کے زائد یا واپس آئے ہوئے پرچہ دفتر میں موجود ہیں مسلسل اور تازہ نمبر معمول کیموافق جاتے ہیں۔ اسلئے یہ یاد رہنا چاہیئے۔ بعض احباب لکھ دیتے ہیں کہ پرانے پرچے تھا اگر آپ چاہتے ہیں کہ الحکم اپنے فرض کو مستعدی سے ادا کرے تو آپ اسکی اعانت کیلئے ہاتھ بڑھائیں۔ ایڈیٹر

ممالک غیر میں تبلیغ اسلام

خانصاحب محمد حسین خانصاحب کا خط

غیر پور میرس سندھ — بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

۱۳ جولائی سنہ ۱۰ء — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کرم فرمائے بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ‘

آج اخبار الحکم مورخہ ۷ جولائی کا وصول ہوا۔ ممالک غیر میں تبلیغ کے بارہ میں آپ نے جو رائے پیش کی ہے کہ ولائت میں کسی گریجویٹ کا بھیجنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ یہ ہمیں بہت ہی پسند ہے۔ اور میں اس رائے کے ساتھ شامل ہوں۔ فی الحال فنڈ کی قلت کے باعث بہترین راہ یہ ہے۔ کہ کسی گریجویٹ کو جس نے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ الرحمٰن سے قرآن مجید خصوصاً اور دینیات کی کتابیں پڑھ لی ہوں۔ بھیجا جاوے طالب علم کی رہائش وغیرہ کا خرچ ولائیت میں قریباً دو سو روپے ماہوار کا ہوتا ہے۔ اگر احمدی احباب ماہوار کچھ کچھ اس مد میں دیا کریں۔ تو دو سو روپیہ ماہوار کا مہیا ہونا کچھ مشکل نہیں۔ دس روپیہ ماہوار کا چندہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں جو انشاءاللّٰہ تعالیٰ بشرط حیات دیتا رہونگا۔ بلکہ ایک سال کا پیشتر ادا کر دونگا۔ اور اخراجات سفر کا پنجم حصہ جو کہ ایک سو روپیہ ہوگا۔ وہ بھی میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ ولائیت تک پانچسو روپیہ خرچہ کرایہ سیکنڈ کلاس کا لگتا ہے۔ اس بارہ میں آپ تحریک میں بہت زور دیں۔ اللّٰہ تعالیٰ آپ کو اس نیک تحریک میں کامیاب کرے۔ جو گریجویٹ حضرت خلیفۃ المسیح صاحب رضؓ انتخاب فرمائیں گے۔ وہ انشاءاللّٰہ تعالیٰ ضرور اس لائق ہوں گے۔ کہ تبلیغ کا حق بوجہ احسن ادا کریں۔ درحقیقت ایک صادق احمدی گریجویٹ کا ولائت جانا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ ولائت کے لوگوں نے ابتک کامل بکرید اسلام کا دکھیا ہی نہ ہوگا۔ اس لئے ان کو اسلام سے دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ اُمید ہے کہ احمدی گریجویٹ کے جانے سے اسلام کی نسبت ان کے خیالات بدل جائیں گے۔ جہاں غیر احمدی نوجوان لغو شغلوں میں اوقات بسر کرتے ہیں۔ اور پالٹیکس میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ اور دینیات سے کچھ تعلق ہی نہیں رکھتے وہاں احمدی کا ایسی باتوں سے اجتناب کرنا اور فقط دینیات سے تعلق رکھنا اور اشاعت اسلام میں ہی کوشاں رہنا ایک عالم کو حیرت میں ڈالیگا اور انشاءاللّٰہ تعالیٰ باعث فتح عظیم کا ہوگا خوش نصیب وہ جس کے ہاتھ سے یہ کام سرانجام پائے یہ فتح تو انشاءاللّٰہ تعالیٰ ضرور ہونی ہے۔ مگر اللّٰہ تعالیٰ ہمیں اس کا دیکھنا نصیب کرے۔ زیادہ والسلام اخبار بدر کے ایڈیٹر صاحب کو بھی میری رائے ناقص میں اس تحریک میں حصہ لینا چاہئے۔

منڈی ۱۳ جولائی سنہ ۱۰ء — بندہ

محمد حسین خان احمدی

حضرت مسیح موعود مغفور کا پُرانا مکتوب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللّٰہ الصمد غلام احمد عافاہ اللّٰہ وائید۔ بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ‘۔ بعد ہٰذا میں مامور ہوں کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اس بات سے اطلاع دوں۔ کہ مجھ کو خدا تعالیٰ نے اس صدی چہاردہم کے سر پر اس قسم کی تجدید کیلئے بھیجا ہے کہ تا وہ فتنہ عیسائیت جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہوگیا ہے۔ اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت نہائت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعے سے فرو کئے جائیں۔ چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے۔ میرا نام مسیح موعود رکھا ہے۔ اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدائت پر کام کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ پر فرو ہو۔ اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو۔ وہ وہی مجدد ہے جس کا نام آسمان پر مسیح ہے۔ اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے کہ جب اکثر مسلمان ایمان کے مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھیں۔ اور وہ اس لئے بھیجا جاوے۔ کہ تا دوبارہ حقیقی ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکے۔ وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیساکہ یہ حدیث ہے کہ لَا مَہْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی۔ اور خدا نے چودہویں صدی کو اس کے لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور ماہ بدر صرف چودہویں رات میں ہوتا ہے۔ اور چودہویں رات کے دونوں طرف انحطاط ہے۔ اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا۔ اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھے گا۔ اگر وہ فراست رکھتا ہوگا۔ تو اُس کو اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ خود زمانہ کی حالت موجودہ نے چاہا ہے۔ کہ اس صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا جائے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔ پھر جس کی خدمت کسر صلیب ہے۔ اُس کا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہوسکتا ہے اور جو قوم کے مُردہ قالب میں دوبارہ ہدائت اور ایمان اور تقوٰی کی روح ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہوسکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے۔ اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام بلحاظ حالات موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مہدی

انجمن راجپوتان کے اغراض و مقاصد

(۱) ممالک مغربی شمالی کی ان راجپوتوں کو جو اپنی سادگی کی وجہ سے آریوں کی دہوکا بازیوں اور فریبانہ کارروائیوں کے زیر اثر ہیں۔ اُن کی دستبرد سے بچانا۔ اور اُن میں اسلامی غیرت کی رُوح کا احساس پیدا کرنا۔ اور اُنکی عام اصلاح کی تدابیر سوچنا تاکہ ارتداد کی عام ہوا سے جو آجکل پھیل رہی ہے وہ محفوظ ہو کر اسلام کی برکتوں سے فیضیاب ہوں۔

(۲) واعظین کے ذریعہ اسلام کا سچا اور اصلی جلوہ اُن کو دکھلانا۔ اور مخالفوں کی بداندیشوں سے جو اُن کو دین و دنیا سے بہرہ کرنیوالے ہیں۔ دین اسلام کی پاک اور روشن حقائق سے آگاہ کرکے محفوظ رکھنا اور اُن مسلمانوں کو جو اسلام کے پاک حقائق سے واقف نہیں ہے صراط مستقیم کے بلند مینار پر کھڑا کرنا +

(۳) اسلام کے پاک مقاصد اور خود مسلمانوں کی بہبُودی کے اغراض کو رسالوں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ ملک میں پھیلانا اور تہذیب اور شایستگی سے آریوں کے اعتراضوں کا جواب دینا تاکہ ایسی غلط کاریوں سے آگاہ ہو کر شرافت اور انسانیت سے حق الامر پر غور کرنے کی طرف مایل ہوں۔ اور اصلاح انسانی کے پاک اصولوں کو شایستگی سے استعمال میں لانیکے قابل ہوں۔

(۴) گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفادارانہ تعلق رکھتے ہوئے اسلامی کمیونٹی میں ایسی روح پھونکنا کہ اُس کے ادنیٰ و اعلیٰ افراد وفاداری اور نمک حلالی کے پختہ اور مضبوط چٹان پر مجموعی طاقت و قوت سے کھڑی ہو کر ہر رنگ میں استحکام سلطنت کی خدمت بجا لانے پر قادر ہوں۔

صدر انجمن کا ماہواری گوشوارہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماہواری گوشوارہ پر ۷ جولائی ۱۹۱۰ء کے الحکم میں مختصر سا ریمارک کیا گیا تھا۔ اس وقت جون ۱۹۱۰ء کا گوشوارہ میرے سامنے ہے۔ میں نے [illegible] ۱۹۱۰ء کے گوشوارہ پر ریمارک کرتے ہوئے لنگرخانہ کی آمدنی کے متعلق اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ وہ اس مہینے میں پھر مقروض ہو جائیگا۔ آخر یہ اندیشہ صحیح ثابت ہوا۔ اور

۳۹۶

لنگرخانہ یکم جولائی ۱۹۱۰ء کو ساڑھے ۴ روپیہ کا مقروض تھا اور جولائی کے اخراجات شامل کرکے یہ رقم قرضہ کی اور بھی بڑھ جانے کا خطرہ ہے اسلئے میں پھر سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس مد کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں۔ یکم جون کو امین کے ہاتھ میں سترہ ہزار نوسو باسٹھ روپیہ تین آنہ چھ پائی تھا۔ (۱۶۹۶۲) مگر یکم جولائی کو امین کے ہاتھ میں پندرہ ہزار چار سو چوالیس روپیہ چودہ آنہ تھا۔ (۱۵۴۴۴) اس طرح پر نقد بقایا میں اڑہائی ہزار روپیہ کے قریب کمی ہو گئی۔ اور پیشگی جو پہلے سے چودہ ہزار آٹھ سو اناسی روپیہ ۶ آنہ ۳ پائی تھی۔ یکم جولائی کو اس کی تعداد میں تین ہزار اور اضافہ ہو گیا اور پیشگی سالگذشتہ ایکسو اکیاسی روپیہ سات آنہ تین پائی مزید براں ہے۔

یہ انجمن کی مالی حالت کا آئینہ ہے جون کے رسالہ کے گوشوارہ سے جولائی کے گوشوارہ کا اگر مدوار مقابلہ کیا جاوے تو قریباً تمام مدات کی آمدنیوں میں کمی آئی ہے۔ اس لحاظ سے تلافی مافات کی کوشش ہونی ضروری ہے۔ میں ان تمام مدات میں سے پھر لنگرخانہ کی مد کی طرف توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ بہت جلد لنگرخانہ کی مستقل آمد کا انتظام کیا جاوے۔ لنگرخانہ کے اخراجات میں کمی کیلئے یہ بھی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ کہ لنگرخانہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ اناج وغیرہ کا خرید لیا جاوے بہرحال ضرورت اس امر کی ہے کہ لنگرخانہ کیطرف احباب توجہ کریں۔

انجمن کی ماہوار رپورٹ

انجمن نے ماہوار رپورٹ کا سلسلہ پھر جاری کر دیا ہے جو یقیناً مفید ہو سکتا ہے۔ ماہوار رپورٹ میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو مجلس معتمدین میں ضرورت کے وقت ممبر منتخب کرنیکا حق دیا گیا ہے اور سکرٹری صاحب نے افسوس ظاہر کیا ہے کہ سو سے زیادہ انجمنوں میں سے صرف ایک انجمن کا کام اب تک اس قابل اطمینان حالت کو پہونچا ہے۔

ترجمۃ القرآن کا ۲۹واں پارہ

ترجمۃ القرآن کا انتیسواں پارہ بھی خدا کے محض فضل و کرم سے چند روز میں چھپکر شایع ہو جائیگا۔ اور خریداران ترجمہ کی خدمت میں حسب معمول بذریعہ قیمت طلب روانہ ہوگا۔

ترجمۃ القرآن کی اشاعت میں جو دقتیں تصحیح وغیرہ کی تھیں اُن کے دور کرنے کیلئے خدا ہی کے فضل پر بھروسہ کرکے ایک قابل حافظ صاحب کی خدمات کو سردست حاصل کیا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محض کرم سے یہ کام انشاء اللہ العزیز آیندہ عمدگی سے ہو سکیگا۔ اخبار کے متعلق کاتب کے چلے جانے کیوجہ سے جو دقت پیش آگئی تھی وہ بھی اس وقت دور ہو گئی ہے۔ کیونکہ مطبع کو ایک ہوشیار کاتب خدا کے فضل سے مل گیا ہے۔ اس اخبار کا بہت بڑا حصہ اُنہیں کا لکھا ہوا ہے اسلئے آئینۂ احمدی اور انکے مذہب کا سلسلہ جو بند ہو گیا تھا۔ وہ بھی بفضلہ تعالیٰ جاری کر دیا جائیگا وباللہ التوفیق

مذاہب کی کانفرنسیں

سالگذشتہ میں جو جلسہ مذاہب کلکتہ میں کیا گیا تھا امسال وہ الہ آباد میں قرار پایا ہے جو آخیر دسمبر یا شروع جنوری میں ہوگا۔ بقول اخبار عام کانگرس اور نمایش کے ساتھ اس کی رونق سونے پر سہاگہ کا کام دیگی۔ سال گذشتہ کے جلسہ پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جو مضمون پڑھا گیا تھا وہ نہایت دلچسپی اور شوق سے سنا گیا تھا۔ ایسے جلسوں میں اگر کوئی خاص سوالات مختص ہو جایا کریں اور اُنپر مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے نکتہ اعتقاد سے روشنی ڈالا کریں جیسا کہ مہولتسو کے جلسہ میں ہوا تھا۔ تو ایک مفید امر ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی برلن میں بھی ایک کانفرنس مذاہب کی ہوگی۔ مذہب کے متعلق دنیا میں تلاش اور تحقیق کا خیال پیدا ہونا اسلام کے لئے نہایت مفید اور بابرکت امر ہے اس لئے کہ انسان کی روحانی ضرورتوں کا علاج اسلام ہی ہے +

آسمانی مہدی اور مسیح کے اسرار و حقائق

اور

گورنمنٹ - اور ہم - اور بٹالوی

(نمبر ۳)

اس میں بھی کوئی کلام نہیں - کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے موقعوں سے واقف تھا - اور اس نے اپنے بندہ کو پہلے سے مطلع بھی کر دیا تھا - کہ ایسی کوششیں ہونگی - مگر ان کوششوں کا انجام نری نامرادی ہی تھی اب جب تک شیخ بٹالوی ان لوگوں کی فہرست نہ لے جو محض ان کی وجہ سے اس سلسلہ میں آنے سے باز رہے یا جنہوں نے داخل ہو کر پھر ارتداد کیا - اس وقت تک ان کے ماتھے پر یہ ناکامی کے کلنک کا ٹیکا نمایاں ہی رہے گا -

امر دوم کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے - کہ کیا فی الحقیقت براہین کا ریویو کرنے میں اُنہوں نے دہوکا کھایا - یا اب پبلک کو دہوکا دے رہے ہیں -

مولوی صاحب جانتے ہیں - کہ پبلک کا حافظہ کمزور ہوتا ہے - اس لئے وہ اس سے فائدہ اُٹھا کر یہ کہنے کی جرائت کر بیٹھے ہیں - کہ ریویو براہین کے وقت اُنہوں نے دہوکا کھایا - علاوہ بریں وہ جانتے ہیں - کہ اس ریویو کو پڑھا ہی کتنے آدمیوں نے ہوگا - یا اب کون اس کی پڑتال کریگا - اس لئے میری یہ بات شائد میرے لئے سپر کا کام دے سکے - مگر ناظرین جب ریویو کے متعلق مولوی صاحب کی تحدیاں پڑھیں - تو انہیں حیرت ہوگی - کہ مولوی صاحب بڑی صفائی کے ساتھ اس وقت پبلک کی آنکھوں میں گرم ریت ڈال رہے ہیں - مولوی صاحب نے جس وقت ریویو لکھا تھا - اُس وقت حضرت مرزا صاحب مغفور کے حالات و خیالات سے واقفیت کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا -

"مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں - ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے - مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں - بلکہ اوائل عمر کے - جب ہم قطبی اور شرح مُلا پڑھتے تھے ہمارے ہم مکتب - اس زمانہ سے آجتک ہم میں اُن میں خط و کتابت - ملاقات - مراسلات برابر جاری رہی ہے اس لئے یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں - مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے "

اب جو شخص حضرت اقدس کے حالات سے اسقدر واقفیت کا مدعی ہو - اور اس کے بعد اس کی تصنیف پر ریویو کرتا ہے - بعد میں اس کا یہ کہنا کہ ہمیں دھوکا ہوا دانشمند پبلک کے غور کے قابل ہے - اس سے حضرت مغفور کی کتاب یا خود آپ کی ذات پر تو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا - لیکن جو شخص باوجود اس قدر دعوٰی واقفیت کے دھوکا کھاتا ہے - اس کی آئندہ تحریروں پر اعتماد کرنے کی کونسی وجہ ہو سکتی ہے - کیوں پھر یہ تسلیم نہ کیا جاوے - کہ اب جو کچھ وہ کہتا ہے - وہ بھی فریب خوردہ حیثیت سے کہہ رہا ہے - خصوصاً اس لئے بھی کہ اس کی موجودہ حالت ناواقفیت پر مبنی ہے - اور یوں بھی ہم کہہ سکتے ہیں - کہ ریویو تو اس کا صحیح علم پر مبنی تھا - اور اب ناواقفیت کا نتیجہ ہے جو کچھ وہ کہتا ہے - بلکہ ہمارے اس دعوی کی اور بھی تائید ہوتی ہے - جب اسی ریویو میں یہ بھی دیکھتے ہیں - کہ وہ حضرت مرزا صاحب مغفور کے متعلق نکتہ چینی کرنے والوں کو وہ پولیٹکل نکتہ چین ہوں یا مذہبی نکتہ چین - کفران نعمت کرنے والا ٹھہراتا ہے - اور وہ بھی سرسری طور پر نہ بلکہ لکھتا ہے -

"ہماری تحقیق و تجربہ - یقین و مشاہدہ کی رو سے یہ سب نکتہ چینیاں مذہبی ہیں خواہ پولیٹکل - از سرتا پا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دھوکا دہی پر مبنی ہے "

اب ہمارے جدید نکتہ چین اور اپنے ہی الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق کفر نعمت کرنے والے بٹالوی بزرگ بتائیں - کہ جس حال میں وہ حضرت مغفور کے متعلق تحقیق - تجربہ اور مشاہدہ اور یقین سے کام لیکر لکھ چکے ہیں - جو کچھ کہ اُنہوں نے ریویو میں لکھا ہے - اب محض امکانی لکھکر اپنی بریت کرنا اور یہ کہہ کر کہ ہمیں دھوکا دیا - لوگوں کو مغالطہ دینا اُن کی شان سے بعید ہونا چاہیئے -

یا تو ان کی ڈکشنری میں الفاظ تحقیق - تجربہ اور مشاہدہ اور یقین کے معنے محض دھوکا ہیں - اور یا اب وہ پبلک کو دہوکا دینے سے پرہیز نہیں کرتے اس قسم کی ناسزا حرکات

کیا بٹالوی کامیابی کی دلیل ہو سکتی ہیں؟

ہرگز نہیں -

یہ امر تو ان واقعات سے ہاں خود مولوی صاحب کی اپنی ہی تحریروں سے صاف ہو گیا - کہ ریویو کے وقت انہیں کسی نے دھوکا نہیں دیا - بلکہ اب وہ اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے خود دھوکا دے رہے ہیں - رہا اس کا دوسرا حصہ کہ اُنہوں نے ریویو کے ذریعہ سے پبلک میں اعتبار جمایا - اگر مولوی صاحب کی رائے کی ایسی ہی وقعت اور پبلک میں ایسی ہی قبولیت حاصل تھی - تو چاہیئے تھا - کہ اس ریویو کے بعد امرتسری اور لودہانوی گروہ مکفرین اور منکرین کا اپنے کفر و انکار سے توبہ کر لیتا - اور اسے شائع کر دیتا - برخلاف اس کے وہ اپنے جوش میں اور غضب میں بڑھتے گئے - وہ گروہ کونسا ہے - جس نے محض اشاعت السنہ کے ریویو کی وجہ سے

اپنی بدظنی کو دور کیا۔ واقعات تو یہ بتاتے ہیں کہ اشاعت السنہ کا مولف تو خود بدظنی کا شکار تھا۔ پھر دوسروں سے وہ بدظنی کیونکر دور کر سکتا تھا۔ اور خود اشاعت السنہ کی اپنی قبولیت کی یہ حالت تھی کہ میرا خیال ہے کہ پانچسو سے زیادہ غالباً اس کی کبھی خریداری نہیں ہوئی۔ اور ہر سال خریداروں کی خدمت میں مولف کا دردناک نوحہ پیش کیا جاتا رہا ہے۔ جب ایسی حالت اور صورت ہو۔ تو اشاعت السنہ نے کس اعتبار کو قایم کرنا تھا؟

(باقی آئندہ)

اسلامیہ کالج میں سٹرائک

نمبر (۲) عرض پرنسپل کے تقرر کا سوال بطور بنیادی پتھر کے قایم ہؤا جب انگریزی پرنسپل کے تقرر کے سوال میں ناکامی ہوئی تو بعض اخبارنویسوں نے جنکا فرض قوم کی بہترین رہنمائی تھی۔ مختلف رنگوں میں کالج کی خرابیاں بیان کرنے کا گویا اجارہ لے لیا۔ اگر محض اصلاح مقصود ہوتی۔ تو اس کی کئی صورتیں ہو سکتی تھیں۔ مگر کیا کہا جاوے ان بزرگوں نے تو اسلامیہ کالج اور اس کے پرنسپل کو فٹ بال بنا لیا مجھے ضرورت نہیں کہ میں کسی ایک یا دوسرے اخبارنویس کا نام لیکر صراحت کروں۔ ان اخبارات میں جب کالج کے متعلق مضامین کا سلسلہ شروع ہوا تو لڑکوں میں پرنسپل صاحب کے متعلق **قابل نفرت خیالات کا پیدا ہونا یقینی امر تھا۔** اور اس طرح پر اخبارات میں کالج کی خرابیوں اور نقایص پر مضامین کا لکھنا دوسرا باعث تھا۔ اور اس طرح پر بالواسطہ لڑکوں کو بہکایا گیا کہ وہ اپنے تئیں بجائے ایک پارٹی کی اغراض کو پورا کرنے کا ذریعہ بنیں۔ میری اس رائے سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کی جاوے کہ لڑکوں کو سٹرائک کرنے پر آمادہ کیا گیا بلکہ میری غرض یہ ہے کہ اس قسم کے مخالفانہ مضامین محرک ہو گئے کہ لڑکے سٹرائک کر دیں۔

تیسرا سبب انہیں اسباب کے ذیل میں ایک ایسا طالبعلم بھی کالج میں داخل ہو گیا جو غالباً گذشتہ سال گورنمنٹ کالج لاہور میں فتنہ کا موجب ہوا تھا۔ اور آخر وہاں بھی سٹرائک کی صورت نمودار ہوئی۔ اور صرف احمدی طلباء اس سے الگ رہے تھے۔ یہ لڑکا اسلامیہ کالج میں ایک معزز آدمی کی سپارش پر ... ... داخل کیا گیا تھا۔ جو گورنمنٹ کالج میں اسکے سکنڈل کے وقت اسکا حامی تھا۔

مجھے علم ہے کہ پرنسپل صاحب نے اس لڑکے کو لینے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر اسی معزز آدمی نے اسلامیہ کالج میں اپنی نفرت کو دور کرنیکے لئے اسے داخل کرا دیا۔ اس میں شک نہیں کہ پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج نے اول اُسے لینے سے انکار کیا۔ لیکن اگر وہ اپنے اس انکار پر کسی کی وجاہت اور تعزز سے متاثر ہوئے بغیر قایم رہتے تو غالباً اسلامیہ کالج میں سٹرائک کا واقع نہ ہوتا۔ مگر انہوں نے محض اس خیال سے کہ ایک نوجوان مسلمان کی عمر ضایع ہوتی ہے اور ایک شریف اور معزز آدمی سپارش بھی کرتا ہے اُسے کالج میں لے لیا۔ اور بدقسمتی سے یہ طالبعلم بی۔ اے میں فیل ہو گیا اور اسے پرنسپل کو بدنام کرنے اور اس کینہ کا انتقام لینے کا جو بوجہ انکار داخلہ کے دل میں تھا موقعہ مل گیا اور طلباء کیساتھ ملکر اس انتقام کو **سٹرائک کی صورت میں ظاہر کر دیا**

سٹرائک کے اور وجوہات اور اسباب بھی ہیں اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ طلباء کی بعض جائز شکایات بھی نہیں مگر یہ بات کسی دانشمند اور سلیم الطبع انسان کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اپنی جائز ضروریات کے مطالبات کو بغاوت اور سرکشی کے رنگ میں پورا کرانے کی کوشش کریں۔

ازادی خیال نے اس زمانہ میں مطالبات کے پورا کرانے کی یہ سبیل مغرب سے ہندوستان میں پہونچا دی ہے۔ مگر ایک **مسلمان** اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ اسلام تو نام ہی **فرماں برداری** کا ہے۔ مسلمان طالبعلموں میں سٹرائک کا خیال پیدا ہونا جس قدر **قابل شرم** اور موجب **نفرت** ہو سکتا ہے اس کے ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔

غرض سٹرائک ہو گیا۔ سٹرائک کے حالات جو کچھ اخبارات میں شایع ہوئے ہیں وہ ناظرین پڑھ چکے ہیں مجھے افسوس ہے کہ واقعات کے اظہار میں بھی ایسی صورت اختیار کی گئی ہے جس سے انجمن کے بعض ممبروں یا پرنسپل کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو سکے۔

چونکہ انسان بدی کیطرف متوجہ ہونے میں جلدی کرتا ہے اسلئے سب کے سب لڑکے اس میں شامل ہو گئے۔

مگر احمدی طلبا الگ رہے۔

سٹرائک کرنے والے طلباء کا لیڈر وہی عبدالحق نام لڑکا تھا جسکا ذکر اوپر ہوا ہے۔

احمدی طلباء کی وفاداری اس عبدالحق اور اُس کے رفقا لڑکوں نے یا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ کالج کے کل طلباء نے پورا زور لگایا کہ احمدیوں کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ مگر چونکہ وہ مذہبی طور پر اس کو **بغاوت** یقین کرتے تھے جس سے الگ رہنے کا عہد اونہوں نے اپنے **امام** کے ہاتھ پر کیا ہوا تھا اس لئے

خدا کے فضل سے وہ اس پر قائم رہے

احمدی طلباء نے پہلے ہی دن پرنسپل صاحب کو زبانی اطلاع دے دی تھی مگر دوسرے دن اونہوں نے پسند کیا کہ بذریعہ درخواست اپنی علحدگی کا اظہار کر دیں۔

احمدی طلباء کا خط اپنے پرنسپل کے نام۔ چنانچہ مندرجہ ذیل خط اونہوں نے صاحب پرنسپل کالج کی خدمت میں لکھا۔ جناب والا۔ ہم تمام احمدی طلباء اسلامیہ کالج جناب کی خدمت میں بڑے ادب سے اس امر کو آپکے کانشنٹ نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کے رو سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے رو سے اور اُن کے سچے خلیفہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے رو سے ایسے سٹرائکوں میں شامل ہونے سے اس طرح پر بھاگتے ہیں جیسے لوگ طاعون سے بھاگتے ہیں۔ پس ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہم کو ایسے نااہل لڑکوں میں جنھوں نے سٹرائک کیا ہے شمار نہ کریں گے۔ آپکے نہایت ہی تابعدار شاگرد احمدی طلباء اسلامیہ کالج لاہور۔

پرنسپل صاحب نے اس خط کو نہایت مسرت سے پڑھا اور فی الواقعہ یہ خط یاس میں امید کا خوشنما چہرہ تھا۔ اونہوں نے اپنا اعتماد ظاہر کیا اور فرمایا کہ مجھے پہلے ہی امید تھی کہ تم لوگ اس میں شامل نہ ہوگے۔ (باقی آئندہ)

اعتذار: میں مضمون نویس سے خواستگار معافی ہوں کہ انکے مضمون کے لئے ایک صفحہ سے زیادہ گنجایش نہیں نکال سکتا۔ اگرچہ اسکو ایک ہی اشاعت میں ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ تاہم کوشش کیجاویگی کہ اگلی اشاعت میں اسے پورا کر دیا جاوے۔

وباللہ التوفیق

ایڈیٹر

Registered No. L 47

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۲

سنہ ۱۹۱۰

ایڈیٹر ... (تراب) احمدی

(قادیان دارالامان)

ہر حال میں ... پیشگی لی جائیگی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ سے شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس دواخانہ کی ادویات کو ترجیح دیتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی وہ ہر ایک آزمائش میں اپنا اصلی اثر دکھا رہی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اجزا سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے۔ پورے تولنے پر بھی قسمیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ شخصی اغراض کیلئے نہیں ہے

اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ وشفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دیدی ہیں

نوٹ

جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات مفت

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) "میڈیسنز دہلی"

انوار احمدیہ الیکٹرک پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈ ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ جو دنیا کی نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنے چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور نہ کو قوۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ اور مرد اور عورت کو ہمیشہ کے لئے صحت عطا کرتی ہیں قیمت ۴ ر اور ۸ ر اور ۱۲ ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ ر والی شیشی سے تگنی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں

۱۲ ر والی شیشی ڈون پی۔ اور باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر وہ سست یا پژمردہ اور بھوک لگتی کم ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملادینے سے بہت بڑا فرق پڑجائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہوجائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے بلکہ نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

Scot & Bowne Ld
Manufacturing Chemists
London

ذیل کے ہر ایک نمبر کی شیشی کی قیمت ۴ ر ہے۔ ہر ایک گھر میں کم از کم

اس کی ایک ایک شیشی ضرور آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہئے

(۱) اکسیر نمبر ۱ - دافع مرض ہیضہ	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۲) اکسیر نمبر ۲ - دافع مرض پیچش	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۳) اکسیر نمبر ۲ - دافع پیٹ درد	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۴) اکسیر نمبر ۳ - برائے جلاب	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۵) اکسیر نمبر ۸ - دافع کھانسی	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۶) اکسیر نمبر ۱۱ - آنکھوں کے لئے ٹھنڈا سرمہ	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۷) اکسیر نمبر ۱۹ - گولیاں دافع بخار	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۸) اکسیر نمبر ۱۰ - دافع درد داڑھ	قیمت فی شیشی	چار آنہ

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آیورویدک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہورہی ہیں۔ اس کے لئے اوشدھالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں۔

ملنے کا پتہ

کوی راج کانشی رام وید کوی لنگے منڈی لاہور

ان ہفتہ چند نمونے ان ڈاکٹروں کے ملاحظہ فرماویں اور یقین کر لیں کہ اب تک ۹ ہزار واقعی آئے ہیں

مراسلات

امرت کی دھار نے سو روپیہ دلایا

عرض ہے کہ جناب دیوان ... صاحب ... کا ... بندہ مرض ... میں ... عرصہ سے مبتلا تھے خود بھی علاج کرتے کرتے تھک گئے لیکن آرام نہ ہوا مریض کو دیکھ کر بندہ نے ان کو پورے طور پر تسلی دی کہ آرام آجاوے گا لیکن بشرطیکہ شفا ہونے کے بعد ایک سو روپیہ لوں گا ... اس کے بعد میں نے خیال کیا کہ ... امرت ... خصوصیات ... امرت دھارا کی تعریف ... رہی ہے ... ہے کہ پہلے اس کا تجربہ کروں ... امرت کی دھار کا ... علیحدہ علیحدہ تجربہ کیا تھا ... میرا تجربہ ہو ہی چکا تھا لیکن ایسی سخت امراض پر تجربہ کرنے کا موقع نہیں ہوا تھا اسی وجہ سے خیال ہوا کہ پہلے ہی ان کی دھار کو ... دیکھوں کہ پنڈت صاحب کی ایجاد ... بس بسم اللہ شریف پڑھ کر ... علاج شروع کر دیا۔ اس کی ترکیب سب سے پہلے ... شیر شتر بقدر ... تولہ امرت کی دھار ... سے ملا کر پلایا ... شام کو شربت سکنجبین ... مریض ... آرام ہوگا ... اور بندہ ... دیکھ کر ... آپ کا ایک زبان ہو کر ... آپ کا ... آپ کو سلام ...

دیکھئے ایک ڈاکٹر صاحب کیا تحریر فرماتے ہیں

... ستمبر ۱۹... سے بندہ ... سفر میں ہوتے ہے آپ تحریر کرنے ... اسلئے ... جو تجربات سفر میں ہوتے ہیں ... تحریر کرتا ہوں ... بہت مریضاں میں استعمال کی بھی چنانچہ ... مفید ثابت ہوئی ہے ... دانتوں کا درد ... پنجابی میں چھپاکی کہتے ہیں ... امراض ... استعمال کیا ... ہر ایک مرض ... ثابت ہوئی ... اس دوائی کی جتنی تعریف کی جاوے ... ہے اور ... گھر کا وید کہلانے کے قابل ہے جس شخص کی جیب میں دوران سفر میں یہ دوائی ہے وہ شخص ضرور ہی ... سفر میں حکیم کا کام لے سکتا ہے غرضیکہ لاثانی ایک ... ہے۔

الراقم

راقم سیوک ... ڈاکٹر ... ریاست ... بلوچستان

دیکھئے ایک وید صاحب کیا تحریر فرماتے ہیں

امرت کی دھار بندہ نے بہت سی امراض پر آزمائی اور نتیجہ عجیب پائی ... دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی مرض دنیا میں ایسا ہوگا جو امرت کی دھار سے ... ہو کیونکہ میں ... موقعوں پر استعمال کی ... امرت کی دھار ... کارگر ہوئی اسی وجہ سے ... خصوصاً اور دنیا کے لوگوں سے عموماً ... امرت کی دھار ... اپنے پاس رکھیں ... مرض کو بلا ... دور کر دیتی ہے۔

الراقم

رگھوناتھ ... شرما وید ... دھن پور

مرض نقرس کو آرام

اگر آپ ایک غریب ... کے واسطے جو مرض نقرس میں مبتلا ہے ... دوائی امرت دھارا ... آرام ہے ... عنایت فرما کر ایک شیشی ... کی قیمت پر ارسال کرکے ... شیشیاں بندہ کے نام روانہ ...

الراقم

محمد عبدالحفیظ ...

آپ کی طفیل

... آپ کی طفیل مریض ... کی ... بفضل خدا ... کا باقی نہ رہا تمام شہر کے لوگ حیرت ہو گیا ... نشان مرض ... کہ مریض کو دوبارہ زندگی ملی ... دیکھ کر حیران ہو گئے۔

الراقم

حکیم سید غلام علی ... کراچی

دیکھئے ایک حکیم صاحب کیا فرماتے ہیں

ہو پذیر ... سلام پنڈت ... مار
ہو ... موزاں ہو یا توصیف
... ہے ... کمیٹ ...
حق میں بقراط کے عجیب ...
نازک نا جہاں پر ...
عجب اعجاز اس میں ... شفا
... میرے ... شفا
... اسہال
... ہے ...
... کا ہوا ہے اس سے تکال
... ہیں خاک
... امرت دھار
... شیشیاں صدہا
... کمیٹ ہے
... الاظہار
...
... حال
... کو جلا دیتی
... باقی
... خاص و عام

نام نامی کی کیا کروں تعریف
دھارا امرت ہے ...
نہ سقراط کو نصیب ہوا
... لقمان ...
... بھی سو بار آزمایا ہو
... مرض ...
... کھانسی و اسہال
... نالج و ...
... اور ...
... خارش و سوزاک
... پیل ...
... سبھا
...
... امرت کی ایک شیشی ہے
... امرت دھارا
... نہیں ...
... کلام ...
... کلام ...

بس ختم کر تو اسے ... خاں
دھارا امرت کی ... میں یکتا جان

الراقم

... قدری ... شہر ... لکھن

خط و کتابت کا پتہ ... امرت دھارا لاہور ...

... سالانہ ... کی ... مفت ... بھیجا ... ہے

پانچ روپے لاکھ روپے کیسے ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان ان ناصاف سطروں کے پڑھنے والوں کی طرح ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک [illegible] میری کامیابی کا راز روح حیات [illegible] چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے [illegible] تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس نے ایک نعمت میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے [illegible] کا مجسم اشتہار بن گیا [illegible] بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۳ [illegible] تھی کہ [illegible]

ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی بے حد مفید نہ ہو سکے اس کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات [illegible] فوائد اور [illegible] نتائج سے محروم رہا ہے۔ روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات [illegible] بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر [illegible] اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] بہادر سیڈیکل [illegible]

حضور [illegible] ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے [illegible] روح حیات رگ و ریشہ میں [illegible] کو دے کر [illegible]

[illegible] اعصاب کی سستی کو [illegible] دور کر [illegible] طاقت میں بے نظیر مانا ہے [illegible] دوا وغیرہ [illegible] اور انگلستان [illegible]

[illegible] ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں تو بھی [illegible] آپ ہو جاویں ہند [illegible]

[illegible] ارمانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل [illegible] لیکچرار [illegible] سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ اگر تلواریں بھی [illegible] روپے روح حیات نہیں دن کی بکری سے

[illegible] نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی [illegible] نہیں ہے بچپن کے [illegible] جوانی کی بے پرواہ حالت [illegible] استعمالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت ہونے سے جو لوگ مرض

[illegible] اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں۔ ان [illegible] اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ [illegible]

[illegible] قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے۔ چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہو قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ [illegible] روح حیات ترقی کامل [illegible] اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان

[illegible] کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی، ضعف باہ، ضعف مثانہ، سرعت، رقت، ضعف معدہ [illegible] اختلاج قلب [illegible] بینائی کمزوری

لاغری، بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر [illegible] مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ [illegible] جوان کو اور بوڑھے

[illegible] بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ [illegible] استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ [illegible] روح حیات [illegible] کی قیمت فی شیشی [illegible]

[illegible] مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ ہمارا [illegible] دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں [illegible] طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامرد بوڑھے مرد

[illegible] قیمت فی شیشی [illegible] ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف۔ آئی ڈاکٹر۔ کیمیا گر۔ ہد شفا خانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

ارے دوڑو!! ارے جلد دوڑو!!!

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے تھوڑا سا موجود ہوتا تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافوری

کے گھر میں ڈال رکھتے۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے وقت پیٹ کا درد، مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ والے کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہیئے۔ یہ عرق ولائیتی پودینہ کی ہری پتیوں سے نکالا گیا ہے اس کا رنگ بھی مثل پتے کے سبز ہے اور اصلی عرق پودینہ کی خوشبو بھی تازی پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولائت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ [illegible] کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ بدہضمی، متلی اور اشتہا کا کم ہونا۔ یہ سب ریاح کی علامات جلد دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک پانچ آنے۔ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت مل سکتی ہے۔ منگا کر ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی ترو طراری مریضوں کو [illegible] نے آج کل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الاماں۔ مگر ہمارا کام صرف باتوں نہیں [illegible] پہلا ہی ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں آزماؤ پھر [illegible] بھلا اس میں بھی دھوکا ہے۔ تو [illegible] کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی [illegible] ضعف کی شکایات [illegible] مرض [illegible] جس سے [illegible] روزہ استعمال سے امراض انشاء اللہ [illegible] اور ہر قسم کی [illegible] انشاء اللہ مفید [illegible] ہمارا کام [illegible] کہ جواہرات سے تیار ہے [illegible] اول مفت لیجئے [illegible]

[illegible] قیمت فی بکس [illegible] **طلا المسمی** [illegible] سالہ [illegible] غلط کاریوں سے امراض لاعلاج اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء سے [illegible] **معجون** [illegible] انشاء اللہ وہ اس کو [illegible] قیمت [illegible]

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی [illegible] دفع کرنے والا اور بینائی [illegible]

دندان - دانتوں کو [illegible] بڑھانے والا قیمت فی تولہ [illegible]

...نوٹ

...کی ہندو ...بادی میں کمی

موت اور حیات اللہ تعالے ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور کسی طاقت اور ہستی کو اسپر اقتدار اور حکومت حاصل نہیں ہے امرتسر کی ہندو آبادی میں موت بڑھ رہی ہے اور پیدائش کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے اسپر لاہور کا ٹریبیون اخبار ہندو لیڈروں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ گورنمنٹ اور میونسپلٹی کو اُن تدابیر کے اختیار کرنے پر متوجہ کریں جو کمی موت اور بیشی پیدائش اہل ہنود کا باعث ہوسکیں۔ ایسی رائے اس شخص کی قلم اور زبان سے نکل سکتی ہے جسکو اللہ تعالے کی ہستی اور اوسکی صفات پر کوئی علم و یقین نہو ہندو لیڈروں اور میونسپلٹی یا گورنمنٹ کے قبضہ قدرت میں اگر موت کا روکدینا ہوتا تو گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ پانی کیطرح طاعون کے انسداد کیلئے بہا دیا مگر کوئی تجویز کارآمد نہ ہوسکی۔ پس موت اور حیات کو اپنے قبضہ و اختیار میں سمجھنا سخت نادانی ہے۔

نیچ ذاتوں میں اشاعت اسلام

مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے ہندوؤں کی نیچ ذاتوں میں اشاعت اسلام کیطرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر تجویزیں اور عملی تحریکیں ہوں وہ کارآمد اور مفید ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے فرائض میں داخل ہیں۔

اشاعت اسلام کے سوال کے ساتھ حفاظت اسلام کے سوال کو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے جس طرح پر شدھی سبھا کوشش کر رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو آریہ بنائے اسیطرح مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ شدھی سبھا کی کوششوں کو بارور ہونے سے روکے اور اسکی صورت یہی ہے کہ اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کے اس طبقہ میں جو اصول اسلام سے ناواقف ہے اور جو نومسلم ہے اسلام کے اصولوں کی حقیقت ذہن نشین کیجاوے اور آریہ مذہب کی کمزوری سے انہیں آگاہ کیا جاوے ؛

یادگار کی معقول صورت

ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے قیصر ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی یادگار کو دق اور سل کے مریضوں کے ہسپتال کی صورت میں قایم کرنیکی تحریک کی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ محض اینٹ اور پتھر کی یادگاروں اور مجسموں کے مقابلہ میں یادگار کی یہ صورت نہایت مفید معقول اور کارآمد ہے میری رائے میں ایسی تجویز پر بالاتفاق عمل ہونا چاہیئے مگر زمانہ کی رَو کو کون بدل سکتا ہے آج بتوں اور مجسموں کے نصب کرنے پر عام زور دیا جاتا ہے ؛

لیڈی منٹو کا پیام حجاج عورتوں کو

لیڈی منٹو نے ان مسلمان عورتوں کو جو حج کیلئے جاتی ہیں سر کری کے ہاتھ جو پلگرم ڈیپارٹمنٹ بمبئی کی لیڈی سوپرنٹنڈنٹ ہیں یہ پیغام بھیجا ہے کہ مجھکو تمہارے حج کے جانے اور پاک فرض حجاز میں جاکر ادا کرنیسے بڑی دلچسپی اور شوق ہے۔ لیڈی منٹو کو حجاز اور مناسک حج سے پوری واقفیت ہے مسلمان خواتین کے لئے اپنے ملک کی والسرائے کی بیگم کا یہ پیغام نہایت تسلی بخش اور خوش کن ہے، خدا اُسے برکت دے۔ آمین

راگ کے ذریعہ علاج اور مہاراجہ اجی گڈھ

اخبارات میں یہ خبر آجکل بڑی دلچسپی سے گشت کر رہی ہے کہ ڈھاکہ میں ایک جوان سنیاسی ہے جسکی نظروں میں بلا کی تاثیر ہے اور وہ راگ کے ذریعہ علاج کرتا ہے۔ یہہ کوئی عجیب بات نہیں مجھے سالگذشتہ میں ریاست اجیگڈھ کے علمدوست اور نیک سیرت مہاراجہ صاحب کی حضور شرف نیاز حاصل تھا۔ اثنائے ملاقات میں مختلف علمی امور پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا مہاراجہ صاحب بہادر نے مجھسے موسیقی کے متعلق سوال کیا تو میں نے اسکے فلسفہ پر ایک تقریر کی جس سے ہز ہائینس از بس محظوظ ہوئے اسی ضمن میں مینے بتایا کہ راگ ایک سائنس ہے اور اب امریکہ میں راگ کے ذریعہ مریضوں کے علاج کی کوشش کیجارہی ہے میرے اس بیان پر ہز ہائینس (جنہوں نے ہر فن میں ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں) نے اپنی تصنیفات متعلقہ موسیقی کا ایک بڑا بستہ منگوایا اور اُنہوں نے مجھے دکھایا اور بتایا کہ کس طرح پر مختلف امراض کا علاج مختلف راگوں اور راگنیوں سے ہوسکتا ہے سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ہر مرض کے علاج کے لئے جو راگ انہوں نے تجویز کئے ہیں وہ تصنیف بھی خود ہی کئے ہیں اور اسطرح پر انہوں نے فن موسیقی میں نہ صرف کمال بلکہ ایک خوبی پیدا کردی ہے پس راگ کے ذریعہ علاج یہ کوئی نئی بات نہیں ہز ہائینس مہاراجہ صاحب اجیگڈھ نے راگ کے ذریعہ بعض مریضوں کا علاج خود کیا اور وہ بالکل اچھے ہوگئے۔ ہندوستان میں ایسے صاحب کمال موجود ہیں مگر افسوس زمانہ کو انکی خبر نہیں مہاراجہ صاحب موصوف موجد اور مصنف اور طبیب ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مذاق رکھتے ہیں اور صاحب تصنیفات کثیرہ ہیں مگر افسوس ہے کہ انہیں سے بہت ہی کم چھپی ہیں ہز ہائینس نے ازراہ قدردانی ایڈیٹر الحکم کو اس خدمت پر ممتاز فرمانے کا ایما فرمایا تھا کہ وہ آپ کی ایجادات اور تصنیفات اور ادویات کو رفاہ عام کیلئے شایع کرنیکا انتظام کرے مگر وہ قادیان کی محبت کو کسی دوسری جگہ کی محبت پر قربان کرنیکی خواہش نہیں رکھتا تھا تاہم ہز ہائینس کی بعض کتابیں انشاء اللہ ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ شایع ہونگی جو خدا کے فضل سے نہایت مفید ثابت ہوسکتی ہیں ؛-

مہاراجہ صاحب کی ایک اور تصنیف

اسی ضمن میں یہ ذکر غالباً موزوں ہوگا کہ آجکل الہ آباد یونیورسٹی کسی اخلاقی کتاب کی تصنیف کی فکر میں ہے جس کو وہ ماتحت سکولوں میں رائج کرنا چاہتی ہے میں الہ آباد یونیورسٹی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہاراجہ صاحب اجی گڈھ سے اس بارہ میں خط وکتابت کرکے ایک عمدہ کتاب حاصل کرسکتی ہے جو انہوں نے خاص اسی مطلب کو مدنظر رکھکر تصنیف کی ہوئی ہے مجھے اس کتاب کا مسودہ پڑھنے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ یہ کتاب تمام مذاہب کے لوگ بلا اختلاف رائے نہایت خوشی کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سے وہ غرض حاصل ہوسکتی ہے۔ جو الہ آباد کی یونیورسٹی کو مدنظر ہے ۔

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب

سالگرہ ملک معظم کی تقریب پر جو گزٹ خطابات کا شائع ہوا ہے اس میں جناب مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندھر کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا ہے دو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ معزز ہمعصر زمیندار اور ایڈیٹر الحکم نے خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ پر لکھا تھا کہ مرزا سلطان احمد صاحب اپنی خاندانی وجاہت کے علاوہ اپنی ذاتی قابلیت اور خوبیوں کے ایک آدمی ہیں جو گورنمنٹ کی عزت افزائی کے جائز حقدار ہیں خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو اور آوا‌ز بے اثر نہیں رہی۔ خطابات کی تقریب پر عموماً اخبارات میں نکتہ چینیاں ہوا کرتی ہیں اور بعض اوقات خطابات کی قدر وقیمت کو غیر مستحق اشخاص کو مل جانے سے نہایت ہی کم سمجھا جاتا ہے مگر مرزا سلطان احمد صاحب کے عطائے خطاب پر کل اخبارات نے متفق ہوکر اعتراف کیا ہے کہ حق بحقدار رسید۔ الحکم کو اس خطاب کے ملنے پر سب سے پہلے شکریہ کی اشاعت ضروری تھی مگر وہ ملک کے اخبارات کی آواز کو اول سننا چاہتا تھا مرزا سلطان احمد صاحب قطع نظر اسکے کہ وہ قادیان کے مغل خاندان کے ایک روشن ستارے ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ سے دوستانہ اور وفادارانہ تعلقات رکھتا آیا ہے اور قطع نظر اس امر کے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں مرزا صاحب کے دادا صاحب مرحوم نے گورنمنٹ کو ایک معقول دستہ سواران سے مدد دیکر اپنا فرض دوستی ووفاداری ادا کیا اور ایسا ہی مرزا سلطان احمد صاحب کے والد ماجد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مغفور جو احمدی تحریک کے امام اور پیشوا تھے انہوں نے اپنے رنگ میں جو خدمت سلطنت برطانیہ کی کی ہے اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ میدان جنگ میں لاکھوں آدمیوں کی فوج بھیجکر مدد دینے سے بھی بڑھکر مدد دینی ہی وہ بڑھکر ہے وہ یہ کہ مذہبی حیثیت سے حضرت مغفور نے مسلمانوں کے دلوں میں اس عقیدہ کو بٹھادیا کہ

خونی مہدی اور مسیح کی آمد غلط عقیدہ ہے

بلکہ آنیوالا شخص ایک ہی تھا۔ جو سلامتی کا شہزادہ اور امن کا پیام رساں تھا مسیح ومہدی کی پیشگوئی جو اسلامی دنیا میں چلی آتی تھی وہ حضرت مغفور کے وجود میں پوری ہوگئی اور اس پیشگوئی نے جو پولیٹکل اہمیت مدبران ملک کے طبقہ میں پیدا کرلی تھی اور مہدی کی پیشگوئی ایک محاربہ عظیم کا خونی منظر پیش کرتی تھی اور اس سے ہمیشہ کیلئے ایک خطرہ سمجھا جاتا تھا اس خطرہ کو دور کردیا اور اپنی طرز عمل اور چار لاکھ سے زیادہ کی جماعت کے بتادیا کہ گورنمنٹ جو اس عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں سے کبھی بدک سکتی تھی آئندہ اسکا خطرہ نہیں رہا۔

اسکا زیر اب آپکا جانشین خلیفہ بلا فصل گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق وفاداری کے خیالات مذہبی رنگ اور عقیدہ کی صورت میں پیدا کررہا ہے۔

یہ بہت بڑی خدمت حضرت مسیح موعود کی تھی عربی اور فارسی تصنیفات کے ذریعہ اسکو اسلامی ممالک میں پھیلایا گیا۔ ان تمام باتوں کیساتھ وجہ خود مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنی قابلیت اور اپنے فرض منصبی کی ادائیگی اور اپنے افسروں کی سچی اطاعت اور وفاداری سے ثابت کردیا ہے کہ وہ اس خطاب کے جائز حقدار تھے اور آج سے کئی سال پہلے اس کو اس معزز خطاب سے نوازا جانا چاہیئے تھا۔

زمینداروں کی بہبود کے متعلق مرزا صاحب نے زراعتی بنکوں کے اجرا اور ایکٹ انتقال اراضی کے وقت ایک نیا سلسلہ مضامین کا لکھکر اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ہے وہ نمایاں امر ہے۔ پھر ان ساری باتوں کے علاوہ مرزا صاحب موصوف ایک علمی دماغ رکھتے ہیں۔ ہندوستان پنجاب کے تمام لٹریری رسالے انکی علمی تحریروں کے مرہون منت ہیں۔ آپ نے کئی اخلاقی اور علمی کتابوں کو شائع کرکے علمی دنیا میں نام پیدا کیا ہے اور گورنمنٹ پنجاب نے بھی ایسی تصانیف کے صلہ میں آپ کی عزت افزائی کی ہے۔ ان دنوں آپکی ایک ضخیم کتاب چھپ رہی ہے جو اردو لٹریچر میں اپنی طرز کی پہلی مفید کتاب ہوگی اور امید کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ پنجاب خصوصاً اس کتاب کی قدر کریگی۔

الغرض مرزا صاحب موصوف اپنی مسلمہ دیانت اور قابلیت اور جفاکشی اور علمی مذاق کے ہمیشہ اپنے فرض منصبی کو پوری امانت کے ساتھ ادا کرنے میں مشہور رہے ہیں اور باوجود ان باتوں کے انہوں نے خطابات کے ہوس کے لوگوں کی طرح کبھی خواہش کی اور ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اور اب مرزا صاحب کو خطاب کے دیئے جانے نے ثابت کردیا ہے کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر اپنے نیک دل اور کارکن ماتحتوں کی پہلی خدمات کی قدر کرنے کو ہر وقت طیار رہتے ہیں۔

اس خصوص میں عالی جناب لفٹیننٹ سکلیگن صاحب بالقابہ چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب خصوصاً شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کی خدمات کو گورنمنٹ میں پیش کرنے میں عالی ہمتی سے کام لیا ہے۔

پس ہم اس عطائے خطاب پر گورنمنٹ پنجاب کے شکر گذار ہیں کہ اونہوں نے ایک جائز حقدار خاندان کے ایک معزز ممبر اور اپنے قابل عہدہ دار کی عزت افزائی فرمائی ۔

شکریہ کی یہ سپرٹ اور بھی بڑھ جاتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب موصوف ریاست بہاولپور میں کونسل کے ممبر بناکر بھیجے گئے ہیں ریاست بہاولپور کی خوش نصیبی ہے کہ اسے ایک بے لوث اور محنتی آمیز ملا ہے مجھے اس خصوص میں زیادہ کہنے کی حاجت نہیں واقعات اور تجربہ خود بتائیگا۔ امید کیجاتی ہے کہ ریاست بہاولپور کے زمینداروں کی اصلاح حالت اور انکی

اسلامیہ کالج میں سٹرائیک

(ایک کالجئیٹ کے قلم سے)

اسلامیہ کالج کی سٹرائیک کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ الحکم میں شایع کیا گیا تھا۔ اسکے بعد اسلامیہ کالج کے ایک طالب علم نے ذیل کا مضمون بغرض اندراج الحکم بھیجا ہے جسکو شایع کر دینا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

نمبر اول

اسلامیہ کالج کے طلباء کی سٹرائیک کا حال جو بذریعہ پبلک تک پہنچا ہے وہ ان اخبارات کے ذریعہ مشتہر ہوا ہے جو انجمن حمایت اسلام کے متعلق معاملہ کا تاریک پہلو دکھانے کے لئے مشہور یا بدنام ہیں اسلئے سٹرائیک کے متعلق غلط فہمی وسیع ہونیکی بجائے پھیلنے کا احتمال ہے۔ چونکہ میں اس کالج کا احمدی طالب علم ہوں اور کالج سے میں نے اور میرے دوسرے احمدی بھائیوں نے فایدہ اُٹھایا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر الله

اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو اس شر کی غلط فہمیوں کو آپکے اخبار کے ذریعہ (جس نے انجمن کے معاملات میں ہمیشہ حق گوئی کا پہلو لیا ہے) دُور کروں۔ وباللہ التوفیق

اسباب انجمن حمایت اسلام کی ترقی اور کالج کی کامیابی کیساتھ ساتھ انجمن کی مینجنگ کمیٹی میں دو پارٹیاں نشو و نما پا رہی ہیں۔ اور اب کھلے طور پر دونوں پارٹیاں میدان میں نکل آئی ہیں۔ انمیں سے ایک پُرانی پارٹی ہے اور دوسری نئی جماعت

یہ مسلم بات ہے کہ پُرانی پارٹی اُن لوگوں کی ہے جو انجمن کے بانیو اور اسکی ابتدائی مشکلات میں [illegible] انکی ضروریات کو پورا کرتے رہے۔ ان کے خلوص محنت اور ہمت کو اللہ تعالے نے بار ور کیا اور ایک ابتدائی سکول کالج کی شکل میں ترقی کر گیا۔

[نئی پ]ارٹی میں وہ لوگ داخل ہیں جنکو خیال ہے کہ کالج کی انتظامی کل بالکل ان کے ہاتھ میں ہو۔ اور انجمن کے عہدہ دار مختلف یا وہ ہوں یا ایسے لوگ جو ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح چلیں یہ جھگڑے انجمن کے کمروں سے نکلکر اخبارات تک اور وہاں سے عدالتوں تک مختلف مقدمات کی صورت میں پہنچے اور اس خانہ جنگی نے انجمن کو مالی نقصان پہنچایا اور انجمن کے اعتماد کو صدمہ پہنچا اور یہ ہونا ہی چاہئے تھا کہ

لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم

پہلے سے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے میں یہ ماننے کو طیار نہیں کہ انجمن کی یہ خانہ جنگی اور باہمی نزاع ایسے امور پر مبنی ہو جو ذاتی مفاد اور اغراض کے ذلیل مقصد لئے ہوئے ہوں۔ ذاتیات کا اگر کوئی تعلق ہے تو اسقدر کہ دونوں پارٹیوں کے لیڈر اپنا اقتدار اور رسوخ خصوصیت سے چاہتے ہیں اور میں چونکہ حسن ظن کے لئے مامور ہوں اسلئے میں کہوں گا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں ہر دو فریق کی خواہش کالج کی بہتری اور انجمن کے دوسرے کاموں کی اصلاح ہے۔ میں نئی پارٹی کے ان الزامات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ پُرانی پارٹی انجمن کا مال [illegible] چاہتی ہے یا اسنے ایسا کیا۔ یا نئی پارٹی اپنا اقتدار حاصل کرکے اسی قسم کے مفاد کی خواہشمند ہے۔

میں تو یہی سمجھتا ہوں اور اسی کو ماننے کے لئے ہر وقت آمادہ ہوں جب تک واقعات اسکے خلاف کوئی نوعیت پیدا نہ کردیں کہ دونوں پارٹیاں بھلائی کے گول کی طرف جا رہی ہیں مگر ابتدائی اختلاف رائے تو اختلاف ہی رحمت کا مصداق تھا۔ بڑھتے بڑھتے اب لعنت کا رنگ اختیار کر گیا ہے جس سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ ان قومی انسٹیٹیوشنز کے انتظامی جھگڑوں میں اختلاف لئے پھیلا ہوا اور اس سے مخالفت اور عداوت کے بیج پرورش پانے لگے اور اب

دو ملاؤں میں مرغی حرام ہو رہی ہے

میں اگر مخالفت کے اسباب پر تفصیلی بحث کروں تو مجھے ڈر ہے کہ الحکم کا ایڈیٹر بوجہ طوالت اس مضمون کو اندراج الحکم سے روک دینے والا ہے چونکہ اسلامیہ سکول میں ہی تعلیم پائی ہے اسلئے سالہا سال سے اور تقریباً اُس وقت سے (جبکہ اختلاف رائے اور اس سے مخالفت کے خیالات پیدا ہوئے) ان جھگڑوں سے واقف ہوں اور بڑے لمبے ان واقعات کو پھیلا کر لکھ سکتا ہوں مگر میں ان تمام تفصیلات میں نہ جا کر بڑے بڑے اسباب اور محرکات پر بحث کروں گا

اول۔ انگریز پرنسپل کا تقرر۔ اصل جھگڑا اور کانسٹیٹیوشن کا جھگڑا ہے اور جس کی طرف پہلے ابھی اوپر اشارہ کیا ہے مگر اسکی شاخوں میں بڑی شاخ انگریز پرنسپل کا تقرر ہے نئی پارٹی جو اپنے آپ کو اصلاح طلب فریق کے نام سے نامزد کرتی ہے) یہ چاہتی تھی بلکہ چاہتی ہے کہ کالج کا پرنسپل ہو۔

گو مو بکتی ہو

اور پُرانی پارٹی انجمن کی مالی حالت اور دوسرے سیاسی پہلوؤں کو مد نظر رکھکر اسکی مخالفت کرتی رہی اور اسکا خیال ہے کہ جہاں تک ممکن ہو

پرنسپل اپنا مسلمان بھائی ہو

میری عمر اور قابلیت کے نوجوان کے لئے اس سوال پر کوئی نتیجہ خیز بحث کرنا شاید ایک مشکل امر ہو کیونکہ بالا ہی پرنسپل کا فیصلہ کریں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ قوم کے معزز اور تعلیم یافتہ اور سیاسی گروہ اور تجربہ کار اور کہن سال اس سوال کو اسوقت تک طے نہ کر سکے ہوں اور یہی سوال بہت سی رنجشوں اور کشیدگیوں کا موجب ہو چکا ہو اور اگر میں قلم اُٹھاؤں تو

چھوٹا منہ بڑی بات

کا مصداق مجھے قرار دیا جائے گا لیکن میں اس سوال پر اپنے خیالات کا اظہار نہ کرنا صرف اس وجہ سے کہ میری عمر اور علم اسکا تقاضا نہیں کرتے بہت بڑی نادانی اور اخلاقی جرأت کو کچل دینا ہے۔ اسلئے میں اپنے خیالات جو کچھ بھی ہوں ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں ان لوگوں کا جو اس معاملہ سے دلچسپی رکھتے ہیں فرض ہے کہ

کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ آخر دنیا میں قطعی رائے یا صایب رائے اسی طرح سے پیدا ہوا کرتی ہے۔

یوروپین پرنسپل کا تقرر جس بنا پر چاہا گیا یا چاہا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ انتظامی حالت بہترین پیمانہ پر ہو۔ طلبا کی قابلیت اور زباندانی میں ترقی ہو میں تو اسی اصول پر اس سوال کو دیکھوں گا۔ اور یہ الی پارٹی کمی اخراجات اور اپنی قومی ترقی کے سوال کو مدنظر رکھکر اسکی مخالفت کرتی ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک یوروپین جسکی مادری زبان انگریزی ہو اُس کا لب ولہجہ اور تلفظ بہرحال بہتر ہوگا۔ مگر اسکے ساتھ ہی بعض مشکلات بھی ہیں۔ علیگڈھ کالج اسلامی کالجوں کے لئے ایک نظیر ہوسکتا ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔ مگر یوروپین پرنسپل نے پچھلے دنوں علیگڈھ کالج کو جن مشکلات میں ڈالدیا تھا وہ بھی خواہان قوم کی یاد سے ابھی بھول نہیں گئی ہیں۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمانوں میں ایک خاص جوش اور تحریک پیدا ہوگئی تھی۔ اگر قومی اعتماد جو سکریٹری مدرسۃ العلوم کی نسبت ظاہر کیا گیا اپنا اثر پیدا نہ کرتا تو مدرسۃ العلوم کی زندگی اور موت کا سوال پیدا ہوگیا تھا۔

ان مشکلات کو چھوڑ کر بھی مسلمان پرنسپل کا تقرر جن متعدد فوائد پر مبنی ہے وہ ایک ظاہر امر ہے

اول قوم کے نوجوانوں میں اس سے قومی کاموں میں دلچسپی اور مذاق پیدا ہوتا ہے

دوم قوم کے قابل نوجوانوں کے جائز اعزاز اور قومی انسٹیٹیوشنز کو قومی ہاتھوں میں دینے کا موقع ملتا ہے

سوم طلبا اور پرنسپل کے ہم مذہب ہونے کی وجہ کر قومی کاموں میں اتحاد اور یگانگت پیدا ہوتی ہے

میرے اس بیان پر بہر حال یہ کہہ کر کوشش کر کے کہا جا سکیگا کہ کیا یوروپین پرنسپل کے تقرر سے وہاں یہ باتیں حاصل نہیں۔ اور اگرچہ یہ مفاد ایک مسلمان پرنسپل کے وجود سے حاصل ہو سکتے ہیں تو پھر اسلامیہ کالج میں سٹرائیک کیوں ہوا؟

اسکا مختصر جواب تو یہ ہے کہ اگر محض سٹرائیک کوئی اثر ان مفاد پر ڈال سکتا ہے تو گورنمنٹ کالج لاہور اور علیگڈھ کالج میں سٹرائیک کیوں ہوگیا تھا؟

علیگڈھ کالج کے مدبر اور بزرگ ٹرسٹی غافل یا بیفکر نہیں ہیں۔ اور وہ دل سے خواہش کرتے ہیں کہ انکے کالج کے لئے جس قدر کہ باں مسلمان پروفیسر میسر ہوسکیں وہ انکی مسرت اور دلی تمنا کا باعث ہے بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو علیگڈھ کی انتظامی باڈی نے یہ انتظام کیا ہے کہ ولایت میں ایسے نوجوان بھیجے جائیں جو پروفیسری کے لئے تیار ہوسکیں۔

نواب وقار الملک بالفاظ دیگر جس پالیسی پر کالج کو اب لیڈ کر رہے ہیں۔ اور اولڈ بوائز کا ہاتھ انتظامی امور میں بڑھا رہے ہیں۔ وہ

کالج کے شاندار مستقبل

کی امید دلاتا ہے پس اگر انجمن حمایت اسلام کی برانی پارٹی یہ چاہتی ہے کہ کالج میں مسلمان پرنسپل ہو تو اسکی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کی قابلیت سے فایدہ اُٹھایا جاوے۔ یا کم از کم اُنکو اس قابل بنایا جاوے کہ وہ اپنے کالجوں کو خود چلا سکیں اور انہیں تو کم از کم پرنسپل یا پروفیسروں کے لئے دوسروں کا دست نگر نہ ہونا پڑے تو اس میں کیا برائی ہے؟ یہ تسلیم کرنا نہایت مشکل ہے کہ مسلمانوں میں ایک بھی قابل نوجوان نہیں ہے جو ایک کالج کا پرنسپل ہوسکے۔ اگر باوجود اسقدر تعلیمی ترقی کے ایک بھی نوجوان اس قابل نہیں ہوا تو پھر مسلمانوں کی بدقسمتی میں کیا شبہ ہوگا۔

ہاں! یہ بھی ضروری ہے کہ جس نوجوان کے ہاتھ میں اتنی بڑی ذمہ واری کا کام دیا جاوے اسے کم از کم اس عہدہ اور کام کی اہمیت کو لحاظ کر اسے نبھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہاں! قوم کا فرض ہے کہ اسے قابل بنانا ضروری ہے۔ نہ کہ اُسے مشکلات میں ڈالا جاوے۔

راقم۔ بمبلوک (باقی دوسرے نمبر میں)

محمد احمد سلمہ اللہ الاحد کا عقیقہ

عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب کے مشکوئے معلّے میں مولود مسعود کی خبر دوسری جگہہ درج کی گئی ہے۔ اس بچے کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے محمد احمد تجویز فرمایا۔ مبارک ہو۔

۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو محمد احمد کا عقیقہ اور ختنہ کیا گیا۔ نواب صاحب قبلہ نے اس تقریب پر قادیان کی احمدی جماعت کو نہایت فراخدلی سے دعوت دی اور دل کھول کر خرچ کیا

اگرچہ ایسی دعوتیں جو کبھی کبھار نواب صاحب السیر ذی ہمت بزرگوں ہی کی طرف سے ہوسکتی ہیں۔ مقامی ضعفاء اور غرباء کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ مگر بعض اوقات بعض قومی ضرورتیں کھانے پینے کی آنی جانی اور چٹخاروں سے زیادہ ضروری اور قیمتی ہوتی ہیں۔ ایسی دعوت پر ایک معتدبہ رقم خرچ ہوئی ہے اگر نواب صاحب قبلہ عقیقہ میں صرف دو بکروں کی ذبح پر ہی اکتفا کرتے اور یہ کل رقم لنگر خانہ میں جو آج کل بہت زیادہ مدد کا محتاج ہو رہا ہے دے دیتے تو جہاں ایک طرف لنگر کو بہت بڑی قیمتی مدد ملتی وہاں ایک عمدہ نظیر اُن لوگوں کے لئے قایم ہو جاتی جو ایسی تقریبوں پر دل کھول کر روپیہ صرف کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں۔ ایک وقت کی دعوت کا خرچ لنگر خانہ کے ایک مہینے کے خرچ کے کام آسکتا تھا۔

تاہم میں یقین کرتا ہوں کہ نواب صاحب قبلہ ایسی روح اور قومی درد سے آشنا دل رکھنے والا بزرگ ایسی قومی انسٹیٹیوشنز کو بھی بخوبی یاد رکھیگا۔ بہرحال محمد احمد کی ولادت نے قومی خوشی کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ پھلے پھولے اور قرۃ العین ہو کر جیئے!

❖

مبارکباد:- اسی ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے معصر قاضی ظہور الدین صاحب اکمل اسسٹنٹ ایڈیٹر تدبر کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالےٰ اُسے نیک اور سعادتمند بناوے۔ اور وہ نافع الناس ہو کر جیئے! آمین!!!

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ بچوں سے تعلق خاطر موجب ہے ... اگرچہ سُست یا پژمردہ اور بھوک کم ہو گئی ہے تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہیئے اس کے دو دو یا چند قطرے ملانے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خرم اور شاداب ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ... ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے پاس موجود ہے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

Scott & Bowne Ld.
Manufacturing Chemists
London.

کیا آپ بیمار ہیں؟

آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے ... آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکائت ہے؟ ... دن بھر میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ... کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہو گا۔ اور پیشتر کی نسبت ... کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا۔ ... کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ جو دُنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا ... قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پھوڑے ... کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی ... دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا ... مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہا۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکور الصدر مرضوں کو شافی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے اجزا کو آنتوں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں اور مرد عورت اور بچہ کو ملائم ہمیشہ کیلئے صحت بخشتی ہیں قیمت ... اور ۱۲ روالی شیشی میں ۴۲ گولیاں ہیں۔ جو ۴ روالی شیشی سے ... ۱۲ روالی شیشی دُوا ... بمبئی کے پاس ... ہوگی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔

ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت ۴ روپے ہے۔ ہر ایک گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور آج کل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے

(۱) اکسیر نمبر ۱۔ دافع مرض ہیضہ ...	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۲) اکسیر نمبر ۳۔ دافع مرض پیچش ...	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۳) اکسیر نمبر ۲۔ دافع پیٹ درد ...	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۴) اکسیر نمبر ۴۔ ... بے جواب ...	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۵) اکسیر نمبر ۸۔ دافع ...	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۶) اکسیر نمبر ۱۱۔ آنکھوں کیلئے نہایت ٹھنڈا سرمہ ...	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۷) اکسیر نمبر ۱۹۔ گولیاں دافع بخار ...	قیمت فی شیشی	چار آنہ

... مطالعہ کیلئے ... کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرمائیں

کویراج کانشی رام وید کومی لٹ منڈی لاہور

Registered No. L. 77

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

جلد ۱۴۷

الحکم

ایڈیٹر :- شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دارالامان)

حال میں ... جائیگی

قادیان دارالامان سے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ سے شائع ہوتا ہے

باتو گرائی چھپا در قادیان بنی

دوا اپنی شفا اپنی غرض دارالامان بنی

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ اطبا ڈاکٹر اسکی دوائیں تجویز کرتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی وہ ... اصلی اور بے ... کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور بے ... اجزاسے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے۔ پورے ڈالنے پڑیں قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ شخصی اغراض سے ... اس دواخانہ میں تمام امراض ... کی آمدنی مدرسہ طبیہ وشفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے ... مزید دوائیں بنی ہیں ... تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنے اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں جن پُر اثر اور مفید ترادویات کے سبب الحمد دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں

ہندوستانی دواخانہ دہلی (رجسٹرڈ) ... منیجر ہندوستانی ... دہلی

خط کا پتہ :- بالکل یہی الفاظ ہیں

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجیے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجیے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ بیماری صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں۔ کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکار ریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں

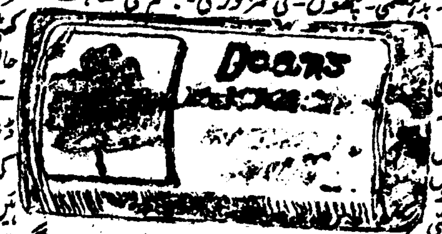

قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ار والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۴ر والی شیشی سے تگنی ہیں۔ ۱۲ار والی شیشی ڈون پی-او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ کھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر شت یا پژمردہ اور بھوک غائب گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دیجئے بچے میں بڑا فرق ہوجائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہوجائیگا۔ جو استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجائیگا۔ ستی کی یقینی علامت ہے ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

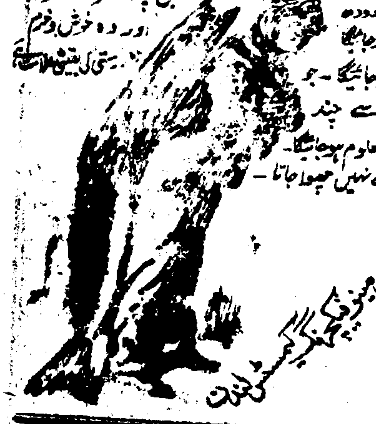

قرآن مجید کا نیا اردو ترجمہ مسمی بہ فتح الحمید

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں۔ وہ سب ایسے تھے۔ کہ بعض سے تو عوام بخوبی مستفید نہ ہوسکتے تھے۔ اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ کیا فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جس کے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور معنے خیز اور دلآویز ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہے۔ اسلئے وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اس ترجمہ کو ترجمہ کو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ قطع نظر کرکے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اس ترجمہ پر ایک طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے جہاں تک اس ترجمہ کو پڑھا ہے۔ میں دوسرے ترجموں پہلے ترجیح دیتا ہوں کہ اس نقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے۔ اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمہ کی نسبت بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں۔ جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہئیں۔ جو جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں۔ وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ عشاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور ساتھ رکھنا چاہئے۔ ہدیہ بلاجلد تین روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

بہ نشان ذیل طلب کیجئے:-

نذیر محمد خان۔ شہر جالندھر کوٹ اچھی (پنجاب)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم قادیان

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ قیمت ۲ر

نورالقرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد ... ۲ر

فیصلہ آسمانی ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن فی پارہ ۱ قیمت ... ۱۲ر

سات پارے قرآن شریف کے تیار ہیں۔ قیمت فی پارہ ۱۰ر

سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناول کے طور پر لکھا گیا۔ قیمت ... ۴ر

ایضاً حصہ دوم ... ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ... ۲ر

برہان الحق ... ۳ر

مجدد مسیح ... ۳ر

خطبات کریمیہ ... ۴ر

تفسیر سورہ تبت ... ۳ر

نمونہ قرآن ... ۳ر

اشتہار نورالابصار

بسوگند گفتن کہ زر مغربی است ؛ چہ حاجت مسک خود ببوید کہ چیست

اس لئے مختصر عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ممیرا۔ اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے۔ ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ ممیرا قسم دوم قیمت فی تولہ (للعہ) سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ عہ مقرر ہے۔ غرباء کے لئے خاص رعایت ہوگی

المشتہر

محمد یسین از داتہ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک معمولی آدمی نہیں دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے مجھ جیسے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور اب تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحبزادہ ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شافیہ مفید نہ ہو اس کی اسقدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو اب تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سننے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں طاقت بجلی کی مانند ہے اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر پی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگوں و ریشہ میں تحریک پیدا کر کے گردے و مثانہ کو قوت بخش کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چالاک و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ حوادث زمانہ اگر لوہا بھی ہاریں تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور دیگر ممالک غیر کے سرجن اور ملنے ہوئے ڈاکٹر میڈیکل کالج کے لیکچرار و معزز عہدہ داران سلطنت کے سارٹیفکیٹوں اور یادگار امتیاز ماہر کے مدت سے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بچپن کے زمانہ و جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا دوا ہی ہے۔ یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر ہوتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن طلا موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر سرور و طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مریض مایوس کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوا کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول ہذا ماؤ پھر منگواؤ کیونکہ اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتی ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ طلائی طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ بہت مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عا۔ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا قیمت فی بکس عہ

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا۔ جیا

[illegible]

داؤ سے

یہ کتاب ایک پردہ نشین خاتون نے لکھی

ہے قابلیت کے متعلق اس قابلیت سے

فن کا ملہ کوئی لفظ فارسی یا انگریزی کا استعمال

نہیں کیا۔ اور تمام مطلب ادا کر دیا ہے۔ گھر

میں اس کتاب کا موجود رہنا نہایت ضروری

ہے قیمت فی جلد ۸

ملنے کا پتہ

منیجر ولی گر کٹ سے طلب

کرو

لنڈن کا دربار تاجپوشی

جسطرح سے سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ کی مسجد "ایا صوفیہ" میں تیغ عثمانی زیب کمر کرتے ہیں۔ اسی طرح شاہان انگلستان کی تاجپوشی لنڈن کے مشہور معروف شاہی گرجا یعنی ایسٹ منسٹر ایبے" میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ہز میجسٹی کنگ امپرر جارج خامس و کوئن امپرس میری کی تاجپوشی کی شاندار رسم ۲۲ جون ۱۹۱۱ء بروز جمعرات ادا ہوئی۔ جس کی مفصل کیفیت یہ ہے۔

شاہ و ملکہ انگلستان گرجا کے مغربی دروازے سے شاہی جلوس کے ہمراہ داخل ہوئے شاہی داخلہ پر ایک گت سلامی کی باجے نے بجائی۔ شاہ و ملکہ نے شاہی تخت کے آگے سجدہ کیا اور نماز ادا کر کے شاہی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اس کے بعد آرچ بشپ مع لارڈ چانسلر۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین لارڈ ہائی کانسٹیبل۔ ارشل مارشل نے تھیٹر کے تین طرف طواف کیا تینوں جانب وہ لوگ جمع ہوئے جنہیں شاہی تاجپوشی دیکھنے کا موقع دیا گیا ہے۔

آرچ بشپ نے بآواز بلند رعایا سے مخاطب ہو کے کہا۔

صاحبو! میں آپ کے روبرو۔ آپکے کنگ جارج کو پیش کرتا ہوں جو اس سلطنت عظمٰی کے حقیقی تاجدار ہیں۔

بادشاہ سلامت تینوں جانب اپنی کرسی کے قریب کھڑے ہوکے اپنی رعایا کی طرف مخاطب ہوئے۔

آپ لوگ آج یہاں اپنے بادشاہ کو سلام کرنے اور اظہار اطاعت کے لئے جمع ہوئے ہیں کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں۔

رعایا بڑے جوش و خروش سے پکاری۔

"خداوند کنگ جارج کو سلامت رکھے"!

اس کے بعد ترئی بجائی گئی۔

بڑے بڑے پادری انجیل و مقدس و دیگر مقدس کتب کو اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے قربانگاہ پر چڑھائیں۔ اس کے بعد امرائے انگلستان شاہی لباس و جواہرات وغیرہ اٹھائے لئے لائے ہر ایک شخص نے اپنا اپنا بوجھ آرچ بشپ کے حوالہ کیا ڈین آف ویسٹ منسٹر ہر ایک چیز کو قربانگاہ پر رکھتے اس کے بعد یادداشت لکھے ہوئے۔ مذہبی راگ گائے گئے سلاگ کے بعد نماز ہوئی یے میر بکھدا و تار میری آوازشن یا میرے ہاتھ اٹھانے کو شام کی قربانی سمجھ۔

آرچ بشپ نے دوسری دعا شروع کی۔

"جواب تیری روح کی مدد سے ہم تیری درگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ اے خداوند تو جو اپنی قدرت سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور محبت سے ان پر حکومت کرتا ہے۔

اپنے اس خادم جارج۔ ہمارے بادشاہ کو نور عقل اور حکومت کی قابلیت عطا۔ کہ وہ سچے دل سے تیری جانثاری اور فرمانبرداری کرے اور کمال عقل و دانش سے اپنے ملک پر حکومت کرے۔

اس کے زمانہ میں تیرا "چرچ" اور تیری رعایا دونوں سلامت رہیں۔ اور روز افزوں ترقی حاصل کریں اور اس دنیا میں اپنی عمر کے دن نیکی اور استقلال سے پورے کر کے تیری غیر فانی سلطنت میں تیری رحمت سے داخل ہو۔ خداوند یسوع مسیح جو آسمان پر تیرے ہمراہ تخت نشین ہے اور روح مقدس ہمارے بادشاہ کی مدد کریں۔ آمین!

شاہی تخت کے دائیں جانب بشپ آف ڈرہم" اور وہ لارڈ کھڑے ہوئے۔ جن کے پاس تلواریں تھیں۔ بائیں جانب بشپ آف باتھ اینڈ ویلز تھے اور وزیر اعظم۔

ملکہ کے پادری دونوں ان کے برابر دائیں بائیں کھڑے تھے۔ قربانگاہ کی جانب شمال۔ آرچ بشپ بیٹھے تھے۔ آپ کی کرسی سُرخ مخمل کی تھی۔ آپکے قریب دیگر پادری درجہ بدرجہ بیٹھے تھے

تھوڑی دیر بعد آرچ بشپ نے کنگ کے قریب آکے شاہی حلفنامہ جو ۱۷ فروری ۱۹۱۱ء کو پارلیمنٹ میں بادشاہ سلامت کے روبرو پیش ہوچکا ہے۔ دوبارہ پیش کیا۔ اور اس طرح سوال جواب شروع ہوئے۔ آرچ بشپ" کیا یور میجسٹی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ کنگ" میں تیار ہوں۔

بشپ" کیا آپ حلفیہ اقرار کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ اس یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹین و آئرلینڈ و دیگر مقبوضات پر پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون سے حکومت کریں اور اُن کی پوری پابندی کریں۔ کنگ" میں حلفیہ ایسا کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔

بشپ" کیا آپ اپنے تمام احکام اور فیصلوں میں قانون انصاف اور رحم سے کام کرینگے۔ کنگ" میں ایسا ہی کرونگا۔

بشپ" کیا آپ ... قائم

رکھیں گے۔ اور بائیبل مقدس و اصلاح شدہ پروٹسٹنٹ" مذہب کے پیرو رہیں گے۔ اور چرچ آف انگلینڈ کی پوری عزت قائم رکھیں گے۔

کنگ" ہاں میں ان سب باتوں کا اقرار کرتا ہوں۔

بادشاہ کھڑے ہوگے قربانگاہ کے قربان گاہ کے قریب گئے۔ اور ٹوپی سر سے اتار کے دائیں ہاتھ سے بائیبل چھوئی اور زبان سے فرمایا" جن باتوں کا میں نے ابھی اقرار کیا ہے۔ میں انہیں پورا کرونگا اور ان پر قائم رہونگا۔ خداوند میری مدد کرے۔

بادشاہ نے پھر کتاب مقدس کو بوسہ دیا۔ اور حلفنامہ پر دستخط ثبت فرمائے۔

بادشاہ پھر اپنی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ آرچ بشپ گایا۔ اس کے بعد پھر یہ نماز ہوئی۔

اے خداوند آسمانی باپ۔ تو تیل سے بادشاہوں پادریوں اور اپنے نبیوں کو پاک کرتا ہے اور اپنی قوم اسرائیل پر حکومت کرنی سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت کا دروازہ اپنے برگزیدہ بندے جارج پر کھول۔ جسے ہم اس تیل سے مقدس کرتے ہیں۔ اور اس سلطنت کا بادشاہ بناتے ہیں۔

اے خدا اس میں پاک روح پھونک اور اپنی طاقت دے اس میں اپنا جلال۔ اپنی عقل اپنا رحم۔ روحانیت نیکی وغیرہ سے اچھے امور کر۔ اس کے دل میں اپنا خوف قائم کر۔ اب اور ہمیشہ کے لئے۔

اس کے بعد قومی راگ گایا گیا۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے خداوند بادشاہ کی عمر دراز کرے۔ خداوند ہمارا بادشاہ ابدالآباد تک قائم رہے۔ آمین! آمین!

اس کے بعد کنگ جارج اپنے والد کنگ ایڈورڈ کی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ اور ۴ نائٹ اس وقت بادشاہ کے اوپر ایک سنہری شامیانہ تان کے کھڑے ہوئے۔

ڈین آف ویسٹ منسٹر تیل کی کپی اور چمچہ قربانگاہ سے اٹھا کے لائے۔ تھوڑا سا تیل چمچہ میں ڈال کے آرچ بشپ آف کنٹربری نے اول بادشاہ کی پیشانی پر رکھ کے کراس بنایا

ایڈیٹر الحکم کا سفر سوئے مصر و بلاد اسلامیہ

الحکم کے ناظرین یہ سُن کر غالباً خوش ہونگے۔ کہ ان کا خادم پندرہ سال کی لگاتار دماغی خدمت کے بعد بلاد اسلامیہ اور مصر میں جانے کا عازم ہوا ہے۔ یہ سفر تفریح اور دماغی آرام کے لئے نہیں اختیار کیا گیا۔ بلکہ اس سفر کی غرض اور مقصود عربی زبان کی تحصیل اور تکمیل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کمیشن نصیبین بھیجنا تجویز فرمایا تھا اور جس کے لئے جلسۃ الوداع کیا تھا۔ اس کے متعلق تحقیقات اور تفتیش کا کام بھی ایڈیٹر الحکم نے مدنظر رکھا ہے۔ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے ہوں گے۔

اس سفر بلاد اسلامیہ و مصر کا ارادہ ایڈیٹر الحکم کے دل میں اس وقت سے مخفی تھا جبکہ عربی رسالہ البشریٰ کا اعلان کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی اس کے متعلق سفر لاہور سے پہلے عرض کر دیا گیا تھا حضرت نے پسند فرمایا تھا۔ مگر واپسی لاہور پر اس کے متعلق اجازت معلق تھی خدا کی شان کہ سفر لاہور سفر آخرت تھا اور میری درخواست علم الٰہی میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے ہاتھ سے حکم لکھا جانا مقدر تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے بعض شرائط سے مشروط مجھے اجازت دی ہے اور میں آج سے اس فکر میں ہوں کہ ان مشکلات کو حل کرنے کی خدا کے فضل سے توفیق چاہوں (۱) کارخانہ الحکم کے متعلق جو دیون (قرضے) ہیں ان کا طے کرنا (۲) غیر حاضری میں الحکم کے اجرا کا کوئی باضابطہ انتظام (۳) اہل و عیال کی خبر گیری اور بالآخر تہیہ سفر۔

ان امور کے متعلق میں ناظرین الحکم سے مشورہ چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ الحکم کی دلچسپی اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سفر سے بڑھ جائیگی۔ سر دست مجھے کسی ایسے غمگسار اور ہمدرد کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی خدمات میری غیر حاضری میں الحکم کو دے۔ سفر کے اخراجات کا بوجھ انشاء اللہ العزیز کسی انجمن کے سر پر نہ ہوگا۔ بلکہ محض فضل الٰہی پر یہ سفر شروع ہوگا۔ الحکم کے چند خاص مخلص سرپرست ہیں ... ... اور وہ ایڈیٹر الحکم کے دوستانہ نہیں مربیانہ امداد کے لئے کوئی دریغ نہیں کرتے ایسا ہی چند احمدی احباب ایسے ہیں کہ انشاء اللہ وہ اس کا ہاتھ بٹائیں گے۔ بہرحال اخراجات سفر کے لئے جو سبیل اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگی اور محض یہ روک میرے اس سفر کے لئے نہیں ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل کا امیدوار ہوں۔ سب سے پہلے میں اس آواز کو سننے کے لئے ہمہ گوش ہوں۔ جو الحکم کی خدمت اپنے ذمہ لے۔ ایڈیٹر الحکم کا یہ سفر انشاء اللہ العزیز اُس کے دوستوں۔ دشمنوں کو خوش کرنے والا ہوگا۔ اور الحکم میں دلچسپی کا سامان پیدا کر دیگا۔ دوست اس نیک کام کی وجہ سے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے خوش ہوں گے۔ دشمن کچھ عرصہ تک اس کی غیر حاضری کو غنیمت سمجھیں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے ان کی شخصیت اور ذات سے مجھے دشمنی نہیں واللہ علی ما اقول۔ بہرحال میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کی رضا کے لئے اور اس کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے اس سفر کا عزم کیا ہے۔

اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے **الہامات مرزا** کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل سے میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ جو پریس میں جا رہا ہے۔ اس لئے کہ وہ میری منت ہے جو حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی صحت کے لئے مانی گئی تھی احباب دعا کریں کہ میں جلد اس سے فارغ ہو جاؤں اور دوسرے امور جن کا مختصر ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اُن کے سرانجام پانے کے لئے بھی مخلص احباب دعا سے میری مدد کریں اس مختصر ذکر کے بعد غالباً ناظرین یہ سننے کے مشتاق ہونگے کہ یہ مبارک سفر کب شروع ہوگا؟ اس کیلئے میں دو تین ہفتہ کے اندر اعلان کر سکوں گا و باللہ التوفیق میرا پروگرام اور کام کرنے کی سکیم کیا ہوگی یہ امور انشاء اللہ العزیز ایک مختصر سے رسالہ کے ذریعہ شائع کرنے کا ارادہ ہے جو

وداع وطن

کے نام سے لکھنا چاہتا ہوں۔ بالآخر ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی کے فضل سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ نعم المولیٰ و نعم النصیر

سفر مصر کے متعلق اگر احباب کچھ دریافت کریں۔ تو وہ اس خط کی پیشانی پر لفظ "سفر مصر" لکھدیں۔

احباب کی دعاؤں کا خواستگار دلی
یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان
(عازم مصر و بلاد اسلامیہ)

ہمارے اسلامیہ سکول اور انٹرنیس کا نتیجہ

امتحان انٹرینس کا نتیجہ نکل آیا اور پاس ہونے والے امیدواروں کی اوسط فیصدی ۴۶ رہی۔ اسلامیہ سکولوں کا نتیجہ آریہ سکولوں کے مقابلہ میں نہائت مایوسی بخش اور افسوسناک ہے۔

صرف لاہور کے دیانند ہائی سکول کے ۹۲ طلباء میں سے ۷۱ کامیاب ہوئے۔ اور یہ نتیجہ بالمقابل اس کے لاہور ہی کے اسلامیہ سکول میں ۹۲ طلباء میں سے صرف ۲۲ پاس ہوئے۔ جو گویا اُلٹی نسبت ہے۔ دیانند سکول پنجاب بھر میں نتیجہ کے لحاظ سے اول رہا۔ پنجاب بھر میں اول رہنے والا طالب علم اسی سکول کا فرزند ہے اور سوم اور پنجم بھی اسی سکول کے۔ لاہور ڈویژن کے سات وظائف میں سے ۶۔ اس سکول نے حاصل کئے۔ ۲۵۔ طالب علم اول ڈویژن میں اور ۴۲ دوم میں اور ۴ سوم میں پاس ہوئے۔ یہ نتائج فی الحقیقت ہندو قوم کے لئے فخر اور ناز کے قابل ہیں۔

ہمارے اسلامیہ سکولوں کے نتائج شرم دلانے والے ہیں۔ خصوصاً لاہور کی انجمن حمائت اسلام کا نتیجہ بالکل ردّی امرتسر کا اسلامیہ سکول نسبتاً اچھا کام کر رہا ہے۔ مگر وہاں کا ہیڈ ماسٹر انگریز ہے۔ اخبار ہندوستان نے انٹرینس کے نتائج پر جو غیرت مسلمانوں کو دلائی ہے۔ وہ اس کے لئے بر سرحق ہے اس نے واقعات سے بتایا ہے۔ کہ جہاں ہندو استاد تعلیم دیتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان طلباء کے نتائج اچھے ہیں۔ جہاں خالص مسلمان استاد ہیں۔ اُس جگہ کے نتائج تسلی بخش نہیں۔

یہ امر مسلمان ہیڈ ماسٹروں اور استادوں کیلئے شرم دلانے والا ہے کہ وہ **قومی کام** کرنے کا احسان الگ قوم پر رکھتے ہیں۔ اور تنخواہیں بھی معقول لیتے ہیں۔ اور اس پر نتائج ایسے ردی اور بُرے۔

پنجاب کے اسلامیہ سکولوں میں ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ اگر مَیں غلطی نہیں کرتا

خدا کے فضل سے سب سے اول ہے

کیونکہ **۲۶** طلباء میں ۱۵ کامیاب ہوئے ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

اس لحاظ سے ہمارے لئے یہ امر کچھ کم مسرت بخش نہیں کہ **تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان** قومی سکولوں میں اپنی **تربیت** اور مذہبی پابندی کے ساتھ تعلیمی نتائج میں **اول** رہا ہے اور یہ پہلا موقعہ نہیں بلکہ تعلیم الاسلام کے نتائج اس سے پہلے بھی تسلی بخش اور ممتاز رہے ہیں۔

اور اگر ہمارے اساتذہ نے توجہ کی اور محنت اور سرگرمی کے ساتھ دعاؤں سے کام لیتے رہے۔ تو یہ امید کرنا خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ **دیانند سکول** کا مقابلہ اگر صوبہ بھر میں کریگا تو

قادیان کا تعلیم الاسلام ہی کریگا

خدا کرے ایسا ہو۔

ہاں! یہ بالکل درست ہے کہ دیانند سکول میں کام کرنے والوں کا **ایثار اور اخلاص** ابھی تک بے نظیر ہے اور مَیں اس سکول کی کامیابی کو اسی صدق اور اخلاص کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ جہاں **گریجویٹ** بی ٹی ہیڈ ماسٹر صرف گزارہ قلیل پر کام کرتا ہے ہمیں ابھی ایسے بیکدل بزرگوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی محنت اور جفاکشی کے ساتھ **قومی فنڈ** پر بھی احسان کرنے والے ہوں

بہرحال تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ پنجاب بھر کے اسلامی سکولوں کے لئے ایک نظیر ہوگا۔ میں تعلیم الاسلام کے نتیجہ کو ایک اور پہلو سے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کا وہی **سنہری پہلو** ہے جو

قوم کے سامنے پیش ہونا چاہیئے

اور وہ اس کی **عربی تعلیم** ہے۔ اگر کوئی اسلامیہ سکول پنجاب بھر میں سب سے زیادہ طالب علم پاس کرائے اور عربی کی تعلیم ہو تو وہ **سمجھئے** کہ آرزو کا معاملہ ہے تعلیم الاسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ

وہ عربی کی تعلیم بھی دیتا ہے

دوسرے مدارس میں بھی غالباً عربی پڑھائی جاتی ہوگی مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے امتحان انٹرینس میں ۲۶ میں سے ۱۷ طالب علموں نے عربی بطور لازمی مضمون کے لی تھی اور باقی نے اختیاری سگویا۲۰ طالب علم عربی کے امتحان میں شامل تھے جن میں سے ۱۶ پاس ہوئے۔

عربی کے لازمی مضمون میں ۲ فیل ہوئے۔ مگر وہ صرف عربی میں نہیں بلکہ دوسرے مضامین میں بھی فیل ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عربی کے لئے صرف ہفتہ میں ۶ پیرڈ ہیں اور انگریزی کیلئے ۲۴ تو اس نتیجہ کو نہائت ہی قابل قدر اور لائق تعریف کہیں گے اور یہ مولوی غلام محمد صاحب کی محنت اور دلی توجہ کا نتیجہ ہے۔ ہماری جماعت میں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو گویا

گودڑی میں لعل ہیں

انہیں میں سے ایک مولوی **غلام محمد** صاحب ہیں۔ جو اپنی درویشانہ سادہ وضع اور دینداری میں قابل تقلید ہیں۔ اور یہ اسی مدرسہ کے فیضیافتہ فرزند ہیں۔ تعلیم الاسلام اپنے ایسے بچوں پر انشاء اللہ

ہمیشہ ناز کریگا

مدرسہ تعلیم الاسلام کی یہ خصوصیت اسے اور بھی ممتاز بناتی ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ممتاز رہے۔

بالآخر اسلامی سکولوں کے افسوسناک نتائج امید ہے قوم کو متوجہ کریں گے اور ان بُرے نتائج کے لئے جو لوگ ذمہ وار ہیں وہ خدا سے ڈریں اور اپنی قوم کے بچوں کی عمروں کو ضائع نہ کریں

قادیان تعلیم الاسلام کے عمدہ نتائج کے لئے مَیں مدرسہ کو اُستادوں کو **مبارکباد** دیتا ہوں۔ اور یہ کہنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں میں سادگی۔ خودداری اور قومی حمیت۔ ایثار اور اخلاص کی **روح** اپنے نمونے سے پیدا کریں۔ مَیں اس کے ساتھ اگر یہ کہوں۔ کہ مولوی شیر علی صاحب نے اپنے نمونہ سے جو **روح** اپنے شاگردوں میں پھونکی تھی اس کی اب بھی ضرورت ہے۔ تو یہ ہرگز بے موقع نہیں۔ مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ اپنی **دینداری۔ سادگی** اور اخلاص کا نمونہ ہیں۔ اور مولوی غلام محمد اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے اس مدرسہ میں ابتک بھی ان کے نمونہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **فی الجملہ** مدرسہ کے اُستاد قابل مبارکباد ہیں۔ کہ ان کا سکول پنجاب کے دوسرے اسلامی سکولوں میں ممتاز رہا۔ خدا کرے۔ وہ پنجاب میں بھی **ممتاز** ہو۔ آمین۔

خواجہ صاحب اور پرکاش

خواجہ صاحب کے متعلق اخبار پرکاش میں ایک نوٹ چھاپا گیا ہے۔ جو پرکاش کے کسی پرپی سے لکھا ہے اس میں بحوالہ مسافر لکھا گیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے انجمن ہدایت الاسلام آگرہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر سوامی دیانند کو حضرت رامچندر اور مہاتما کرشن اور دنیا کے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک قابل تعظیم اور مکمل انسان قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ان کی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں۔ جیسے دوسرے انبیاء کی"۔ اس نوٹ سے پہلے راقم مضمون لکھتا ہے کہ ہم الکی۔ رائے کو کل احمدی جماعت کی ذمہ وار رائے تصور کرتے ہیں یہ تو راقم مضمون کی غلطی ہے۔ احمدی جماعت ایک امام کے ماتحت ہے اور صرف اُسی کی آواز ایک ایسی آواز ہے جو **قول فیصل** اور **کلام ناطق** کہلاتی ہے۔ باقی ہر شخص اپنی رائے کا آپ ذمہ وار ہے ہاں اگر کوئی ایسی رائے ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے جانشین کی کسی تحریری یا تقریری رائے کے خلاف نہ ہو۔ تو وہ خواجہ صاحب تو ایک معزز رکن ہمارے سلسلہ کے ہیں اگر کوئی گمنام آدمی بھی ایسے پیش کرے تو وہ سلسلہ کی رائے ہوگی۔ **ورنہ کبھی نہیں۔**

پھر اس کے بعد پرکاش کے پرپی کو معلوم ہونا چاہئے کہ خواجہ صاحب نے مسافر ہی کے ذریعہ اس غلط فہمی کو رفع کر دیا ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز سوامی دیانند صاحب کو کسی **مقدس نبی** کا ہمتا نہیں قرار دیا اور نہ وہ ایسے انسان کو کبھی نبی کہہ سکتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ مرسلوں اور راستبازوں کی توہین کرے۔ **مکمل انسان** سے میں نہیں سمجھتا پرکاش کے پرپی کی مراد کیا ہے؟ کیا یہ کہ مسئلہ ارتقاء کے موافق وہ ترقی کر کے انسان ہو گیا۔ یا یہ کہ اس میں کوئی انسانی نقص نہ تھا؟ میں سوامی صاحب کو مکمل انسان اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ وہ نوع انسان کی تمام جماعتوں اور طبقوں کے لئے اپنی زندگی میں عملی نمونہ نہیں رکھتے اور اسی سوال کو بارہا آریہ صاحبان سے پوچھا گیا ہے جس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے احمدی قوم نے سوامی دیانند صاحب کے متعلق اپنی رائے کو تبدیل نہیں کیا ہے اور نہ اسے ضرورت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ سوامی صاحب کے متعلق لکھا ہے ہم اسے **قول فیصل** سمجھتے ہیں اور یہ خواجہ صاحب پر اتہام ہے کہ انہوں نے اسے تبدیل کر دیا۔ خواجہ صاحب جہانتک مجھے ان کی اس تحریر سے جو انہوں نے مسافر کو بھیجی ہے پتہ لگتا ہے

دیانند جی کو نبی نہیں مان سکتے

اور نہ سوامی دیانند کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے۔ کہ وہ مقدس **انبیاء** کے زمرہ میں کھڑا ہو سکے۔ ہم اسے نبیوں کا دشمن خدا کا دشمن۔ ملائکہ کا دشمن جبرائیل وسد[illegible] کا منکر سمجھتے ہیں۔ وہ تمام راستبازوں پر اعتراض کرتا ہے۔ اس لئے ایسا انسان ہمارے اعتقاد میں کسی تکریم کے قابل نہیں ہاں اس نے ہندو قوم میں بعض اصلاحیں کرنے کی تحریک کی ہے جیسے بت پرستی کو دور کرنا مگر پتھروں کی پوجا چھڑوا کر اس نے ذرہ ذرہ کو خدا بنا دیا اور صفات الٰہی کے مسئلہ ایسا ڈھنڈلا کیا کہ کچھ پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔

پھر ایسا انسان میری سمجھ میں کس تکریم کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہندو یا آریہ ان کی تکریم کریں۔ ہم برا نہیں مناتے۔ اور ہمیں ضرورت نہیں کہ خواہ نخواہ سوامی دیانند صاحب کا مضحکہ اڑائیں اس سے اسلام ہمیں روکتا ہے۔ اس نے راستبازوں کی ہتک کی ہے اس کا بدلا انہیں خدا کے حضور مل جاویگا۔ اور اگر یہ گالیاں جو کھنڈن کے سمولاس میں دی گئی ہیں انہوں نے تالیف نہیں کی ہیں جیسا کہ **دھرمپال** کی تازہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے تو پھر اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ پھر بھی اس کی زندگی ہمارے لئے ہادی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ پرکاش کے پرپی کے لئے اس قدر بیان تسلی کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ منتظر رہے کہ خواجہ صاحب کوئی مکمل مضمون **سوامی دیانند** کے متعلق لکھینگے اس وقت ان کی اصل اور مکمل رائے معلوم ہو جائے گی۔

مختصر نوٹ

وحید الزمان اور اہل حدیث | وحید الزمان کی تجویز اتفاق بین المسلمین

پر سب سے پہلے الحکم نے نوٹس لیا تھا۔ اور اس مضر اور خلاف اسلام تجویز پر نفرین کی تھی خدا کا شکر ہے کہ اب فرقہ اہلحدیث میں اس بیہودہ تجویز کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ اور اسے نہائیت لغو اور دور از دانش قرار دیا جاتا ہے یہ نتیجہ ہے خدا تعالیٰ کے مامور کی ہتک کا۔ جو اس نے بخاری کے ترجمے میں خواہ نخواہ کی ہے۔ اور صداقت ہے

انی مہین من اراد اہانتک کی۔

کثرت رائے کا مسئلہ مغرب میں طے ہو گیا

مجلسوں اور کمیٹیوں میں پیش آمدہ معاملات پر آجتک کثرت رائے پر علی العموم فیصلہ ہوتے ہیں گو حق کے لئے کثرت رائے کی ضرورت نہیں۔ حق گو اگر ایک بھی ہو۔ اور اس کے سا‌تھ کوئی بھی نہ ہو۔ اور اس کے مقابل ایک کروڑ بھی ہو۔ تو ایک کروڑ کی بات قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔ مگر یورپی تمدن اور طریق عمل نے کثرت رائے کو مقدم کر لیا ہے۔ حال میں کارونیشن (تاجپوشی) کی تقریب پر ایک عجیب فیصلہ ہوا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں نے ایک جلسہ اس غرض کے لئے کیا تھا۔ کہ کیا ہمیں جشن تاجپوشی میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں مسٹر ریڈمنڈ نے کہا۔ کہ اگر سرکاری طور پر جشن تاجپوشی میں حصہ لیں گے تو سیلف گورنمنٹ کے لئے مفید ہوگا۔ اس پر مباحثہ ہوا اور ۳۳ ممبروں کی رائے شمولیت کی تھی ۲۹ مخالف تھے۔ قاعدہ کے موافق کثرت رائے پر اگر فیصلہ ہوتا۔ تو شمولیت کا رزولیوشن پاس ہوتا۔ مگر چونکہ یہ سمجھا گیا کہ اگر ہم شامل ہوئے اور محض کثرت رائے کی قدر کی گئی تو جماعت میں نا اتفاقی ہو جائیگی اس لئے آخری فیصلہ ہوا کہ شامل نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں کا یہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے جو **قومی تفریق** محض کثرت و قلت رائے کی وجہ سے پیدا کر لیتے ہیں نہائت غور کے قابل ہے۔ ہماری ملکی کمیٹیاں اور مجالس کیا عجب ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ایک احمدی مدرس پر سازشی حملہ

اگرچہ ہمارے مخالف وہ آریہ ہوں یا مسلمان جب کبھی موقعہ پاتے ہیں۔ احمدیوں کو ہر طرح سے دکھ دینے کا جو موقعہ پاتے ہیں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ مگر مسرالہ سے ایک احمدی مدرس جب طریق پر سازش کا شکار کیا گیا ہے۔ وہ نہائت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ افسران سررشتہ تعلیم اس پر توجہ کریں منشی محمد سلیمان نائب مدرس مسرالہ جو قریباً چالیس سالہ شریف آدمی ہے وہ اکیلا احمدی وہاں ہے۔ اسپر ایک شرمناک الزام ایک مدرسہ سے تعلق رکھنے کا لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ابتلا بہت بڑا ابتلا ہے مگر میں سررشتہ تعلیم کے ذمہ وار عہدہ داروں سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ وہ احمدی

میں کوئی جوڑا ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ جو کچھ کشش نہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ اگرچہ وہاں ذریات کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر اس سے رفاقت کی مخالفت کیوں ہوگی۔ اگر کہیں کہ اس یا ایسی رفاقت سے قدوسیت خدائے رحیم میں نعوذ باللہ فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ تو اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ اور اگر کہو کہ وہاں صرف اللہ ہو اللہ ہو ہی کرینگے اور کوئی مشغلہ نہ ہوگا اور وہی ذکر سب لذات کا جامع ہوگا۔ تو یہ کہا جائیگا کہ

رفاقت عورتوں کی اس لذت کے کب منافی ہے اور مکانات اور باغات اور نہریں اور ثمرات کا تہیہ کس صورت میں موجب تکدر ہے جب ازلی نیک یا ازلی سعید یہاں ہی ان لذات کے ہوتے خدائی نشہ میں مخمور رہتے ہیں۔ تو وہاں اس سے بھی زیادہ مصروفیت رہے گی۔ بالفعل ہماری بحث صرف اس میں ہے۔ کہ ان نعمات مبینہ آیات مندرجہ بالا کا جنت میں مہیا کیا جانا قدوسیت اور صمدیت الٰہی یا فطرت انسانی کے خلاف نہیں ہے۔ اور ان کی وجہ سے قرآنی جنت پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ جدا بات ہے کہ وہاں سب لذات کی سردار لذت محویت خدائی ہوگی۔ اسے ہمیں بھی تسلیم کرنے میں انکار نہیں۔ اگر کہو کہ حشر روحی ہوگا۔ تو اس صورت میں بحث کا رُخ دوسرا ہو جائیگا۔ لیکن اس میں بھی یہ ماننا ہوگا۔ کہ روحیں یا تو راحت میں رہیں گی۔ یا اذیت اور تکلیف میں۔ اور دونوں قسم کی روحیں مردانہ اور زنانہ محشور ہونگی۔ اور اپنی اپنی جماعت میں ہر فریق شامل ہوگا۔ یا ایک ہی سلسلہ میں رہینگی۔ نتیجہ وہی رہیگا۔ مردوں اور عورتوں کی روحیں محشور ہوں گی اور اس حالت میں وہی اعتراض عائد ہوگا۔ جو حشر اجساد کی صورت میں عاید ہوتا ہے۔

اب رہی یہ بحث کہ

جنت میں جو عورتیں ہونگی۔ وہ کوئی نئی عورتیں ہوں گی۔ یا وہی جو دُنیا میں گذر چکی ہیں۔ اور جن کا حشر ہو چکا ہے۔

اگر یہ مانا جائے کہ

دونوں قسم کی عورتیں ہوں گی۔ تو اس میں بھی کوئی مشکل نہیں پیش آتی۔ خدائے قدیر جس مردہ مخلوق کو وجود ثانی میں لایا ہے۔ کیا جنت میں نئی وضع قطع کی مخلوق نہیں خلقت کر سکتا ہے خواہ نئی مخلوق کی عورتیں ہوں اور خواہ پرانی مخلوق کی بحث اس میں تھی کہ ان کی موجودگی جنت میں کہاں تک موزوں ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ ثابت ہے کہ ہر سہ نصوص میں جو جو نعمتیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ کوئی نئی نعمتیں اور انوکھی چیزیں نہیں ہیں۔ دنیا میں بھی ان کے نمونے موجود ہیں۔ اور باوجود ان کے استعمال جائز کے نیکی اور سعادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح پر ان کا جنت میں بھی پایا جانا مزیل احترام جنت اور منافی قدوسیت خالق جنت اور مقتضاء فطرت انسانی نہیں ہے خدائے قدیر نے انسان کی فطرت پاک بنائی ہے۔ اور یہ ہر نعمتیں اس کے جذبات مقدسہ کی منافی نہیں ہیں۔ حشر ثانی میں چاہے روحوں کا حشر ہو۔ اور چاہے روحوں اور اجساد دونوں کا۔ فطرت دونوں صورتوں میں موجود ہوگی۔

اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ خواص فطرت دوسرے دَور میں جا کر باقی نہ رہیں۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔

پیش اہل حال مے باید لب از گفت ربست
چوں طرف آئینہ باشد دم نمے باید زدن

(راقم وکیل) سلطان احمد۔ بہاولپور ریاست پنجاب

قادیان میں تاجپوشی

کے جلسے

اس سے پہلے ہمیشہ قادیان میں قادیان میں کسی شاہی تقریب پر سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کی طرف سے جلسے ہوا کرتے تھے لیکن اس مرتبہ سردار بساوا سنگھ صاحب دیوان ریاست اجیگڑھ جو اپنے وطن مالوفہ قادیان میں جشن تاجپوشی کی تقریب پر موجود تھے۔ انہوں نے ایک عام جلسہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا تاجپوشی کی تقریب پر خوشی کے اظہار کے لئے اپنے نو تعمیر مکان میں ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا۔ اس جلسہ میں ہر مذہب و فرقہ کے لوگ موجود تھے۔ مکان کو جھنڈیوں وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا دیوان صاحب نے اپنے اخلاق اور متواضع طبیعت کا ثبوت اس عملی رنگ میں دیا کہ باوجود اصرار کے بھی آپ نے عام لوگوں کے ساتھ فرش پر ہی بیٹھنا پسند کیا۔ جلسہ کی افتتاحی تقریر میں دیوان صاحب نے تمام فرقوں کے باہمی اتحاد کی تحریک کرتے ہوئے گورنمنٹ برطانیہ کے عہد برکات کا مختصر تذکرہ کیا اور عام طور پر بتایا۔ کہ ہر مذہب کے رو سے بادشاہ وقت کی اطاعت فرض ہے اس لئے ہم سب کو عملی رنگ میں تاج برطانیہ کے ساتھ عقیدت اور وفاداری کے تعلقات رکھنے ضروری ہیں۔ اس تقریب کی خوشی کو مستقل طور پر یاد رکھنے کے لئے دیوان صاحب نے قادیان میں ایک لڑکیوں کا سکول ہندوؤں کے لئے جاری کیا۔ وہ ایک مشترک سکول جاری کرنا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ احمدی احباب نے اپنا مدرسہ جاری کر رکھا ہے اور ہندو لڑکیاں بہ سبب مذہبی تعلیم کے وہاں نہیں جا سکتی ہیں تو ہندو قوم کے لئے ایک سکول جاری کر دیا۔ جس کے تمام اخراجات وہ اپنی جیب سے دیں گے۔ وہ اور بھی قادیان کے باشندوں کی رفاہ کے لئے بعض ضروری کام کرنا چاہتے ہیں۔

دیوان صاحب کے بعد لالہ شرمپت رائے اور ایڈیٹر الحکم اور صوبیدار پنشنر ٹھاکر سنگھ نے تقریریں کیں اور بالآخر ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ الغرض دیوان صاحب کی طرف سے ایڈیٹر الحکم نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد طلباء میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ اور یتامیٰ اور غرباء کو پرتکلف دعوت دی گئی برہمنوں کو بھی پرتکلف کھانا اور خیرات دی۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی کے علاوہ ایک ایوننگ پارٹی کا بھی انتظام کیا اور تحریک کی گئی کہ تمام فرقوں کے لوگ اپنے معابد میں قیصر ہند کے لئے دعا کریں۔

اسی روز شام کو مسجد النور میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایک جلسہ ہوا۔ اور اس میں بھی ماسٹر عبدالرحیم صاحب اور ایڈیٹر الحکم کی تقریروں کے علاوہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف الرشید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جوش سے بھری ہوئی ایک مختصر تقریر کی جو دوسری جگہ درج ہے اور بعد میں شاہی خاندان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی گئی۔ الغرض قادیان میں ان تاجپوشی کے ان جلسوں کی وجہ سے ۲۲ جون کو خوب رونق رہی۔ ایڈیٹر الحکم نے اپنے ناظرین کی طرف سے مبارکباد کے برقی پیغامات ارسال کئے۔ دیوان صاحب اور صدر انجمن احمدیہ نے بھی برقی پیغامات کے ذریعہ مبارکباد کا اظہار کیا۔

آخر میں پھر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تاج برطانیہ کو دینی اور دُنیوی ترقیوں سے مالامال کرے۔ اور ہمارے قیصر کی عمر امن اور عدل کی زندگی میں دراز ہو۔ آمین!

تقریر حضور [illegible] میرزا محمود احمد صاحب جلسہ تاجپوشی پر جو تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے

آپ نے فرمایا کہ لم تقولون ما لا تفعلون پر غور کرو۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ تم کیوں وہ بات کہتے ہو۔ جو کرتے نہیں یعنی بہت شرم اور افسوس کی بات ہے۔ اگر مؤمن کا قول اس فعل کے خلاف ہے۔ سچی تقویٰ حاصل کرو۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دل و زبان ایک ہو۔

بعض صحابہ وعظ سے بہت ڈرتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ ہمارا قول ہمارے فعل کے خلاف ہو۔ اُن کے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ تھی۔ کہ نصائح تو زیادہ ہوں اور عمل ان کے خلاف احمدیوں کی طرف سے ایسے موقع پر اظہار وفاداری ہوا کرتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس گورنمنٹ کی ماتحت سب سے بڑا تحفہ ہم نے کونسا پایا۔ یونیورسٹیاں۔ مدرسے۔ تجارت کی آزادی۔ تار۔ ڈاک۔ ریل بہت بڑے انعام ہیں۔ مگر یہ سب ہیچ ہیں۔ اگر مذہبی آزادی نہ ہو۔ بلکہ مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اُن کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی ہیرا لیکر پتھر اور تریاق لے کر زہر دیدے۔ پس سب سے بڑی خوبی جو اس زمانہ میں ہے۔ وہ مذہب کے بارے میں کامل آزادی ہے۔ مگر اس آزادی کے یہ معنے نہیں۔ کہ مسلمان۔ آریہ۔ عیسائیوں پر حملہ کریں۔ اور آریہ مسلمانوں پر اور عیسائی آریوں پر اور اس طرح ملک میں فساد پھیلائیں۔ آزادی یہ نہیں۔ کہ ایک دوسرے کی پگڑی اُتار سکیں۔ بلکہ آزادی یہ ہے۔ کہ ہم اپنی شریعت پر کھلم کھلا عمل کریں۔ نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہمیں کوئی اس سے نہیں روکتا۔ اب اس نعمت کا شکریہ کیا ہے۔ یہی کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھاویں۔ وہ تقویٰ۔ وہ اخلاص۔ وہ مؤدّت۔ وہ فرمانبرداری۔ وہ دینداری ہو۔ جو قرآن کریم ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔

لیکن اگر قرآن و حدیث پر عمل نہیں۔ وہ تقویٰ وہ طہارت نہیں۔ وہ خشیۃ اللہ نہیں جو مذہب ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ تو پھر یہ آزادی پتنگ بازی کی طرح کھیل ہو جاویگی۔ جو بہت ہی معیوب امر ہے۔ اس کی مثال یوں ہے۔ جیسے کوئی روٹی بھوک کی حالت میں اور پانی پیاس کی حالت میں ہمیں دے اور ہم بجائے اُسے کھانے پینے کے ضائع کردیں۔ یہ احسان کی شکرگذاری نہیں بلکہ ناشکری ہے۔

پس گورنمنٹ برطانیہ کی دی ہوئی مذہبی آزادی جو سب سے بڑی نعمت اس حکومت کی ہے اُس کا شکریہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے نفوس کا تزکیہ کریں۔ اور اپنی زندگی ایسی طرز میں گزاریں جو مخلوق الٰہی کی ہمدردی سے لبریز ہو۔

اور ہمارا تو رونگٹا رونگٹا اس حکومت کے شکر سے معمور ہے اور کیوں معمور نہ ہو۔ انسان کو سب سے بڑی امید تو اپنے بھائیوں پر ہی ہوتی ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو مسلمان کہلاتے ہیں سب سے پہلے ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ ہمارے قتل کے فتوے دیئے گئے۔ سؤروں اور کتوں کے لئے تو رہنے کی اجازت ہے مگر ایک احمدی کا گاؤں میں رہنا پسند نہیں۔ باہر کی اسلامی سلطنتوں کا یہ حال ہے۔ کہ افغانستان میں اس سلسلہ کے دو مخلص جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ جو ہم سے پیچھے آئے۔ پر آگے نکل گئے۔ وہ سنگسار کئے گئے گویا ان کو وہ سزا دی گئی جو زنا کی ہے یعنی خدا کے مامور کو ماننا زنا سے بھی بُرا ہے۔

جو یورپین ٹرکی ہے۔ اس میں عیسائیت کے خلاف کہنا جرم ہے۔ چنانچہ جو کتابیں چھپتی ہیں۔ وہ بیروت مصر شام میں چھاپی جاتی ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ عیسائیت کی تردید کھلے بندوں کر سکتے ہیں۔ پس کس قدر احسان ہیں۔ جن کا شکریہ یہی ہے۔ کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرلیں۔ اور اس سلطنت کے لئے دعائیں کریں۔ ان کے پاس دُنیا تھی۔ اُنہوں نے ہمیں دُنیا دی۔ ہمارے پاس مذہب ہے هل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق یہی پیش کرتے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں جیسے اس شہنشاہ کے سر پر تاج دُنیاوی تاج رکھا ہے۔ وہ دن آوے کہ اسلام کا تاج بھی اس کے سر پر ہو۔ سونے اور جواہرات کا تاج تو مٹی سے نکلا ہے مگر وہ تاج آسمان سے آتا ہے۔ جیسے دُنیاوی سلطنت کا دروازہ اس قوم کے لئے کھولا گیا ہے۔ ایسا ہی حقیقی سلطنت کا دروازہ بھی ان پر کھل جائے جس چشمہ نور سے ہم نے پانی پیا ہے۔ یہ بھی سیراب ہوں۔

یاد رکھو۔ کہ گورنمنٹ کی ترقی ہماری اپنی ترقی ہے اس لئے ہم جان و دل سے اس کی ترقی ملک کے خواہاں ہیں وہ وقت ضرور آئے گا۔ کہ یہ قومیں خود بخود اسلام کی طرف متوجہ ہوں گی۔

رُباعیاتِ ثاقِب

بہ تقریب جلسہ تخت نشینی اعلیٰ حضرت ملک معظم شاہ جارج پنجم قیصر ہند خلد اللہ مُلکہٗ و سُلطانہٗ و افاض علی العالمین برہ و احسانہٗ جو ریاست مالیرکوٹلہ کے ایک کثیر مجمع میں پڑھی گئیں

رباعی اوّل

یارب جسے چاہے تو حکومت بخشے
چاہے جسے تو دولت و عزّت بخشے
اے مالک مُلک ہے ترے ہاتھ میں خیر
قوّت بخشے کسی کو طاقت بخشے

رباعی دوئم

یارب یہ زمین و آسمان تیرا ہے
ہے مُلک ترا اور جہاں تیرا ہے
ہے سارے جہاں پہ تیری شاہنشاہی
شاہوں کی حکومت پہ نشاں تیرا ہے

رباعی سوئم

ہے تو ہی تو تاج بادشاہی بخشے
ہے تو ہی تخت کبریائی بخشے
یہ تیرا ہی انعام خداوندی ہے
عاجز بندوں کو تو خدائی بخشے

رباعی چہارم

یارب یہ کرم سے دن دکھایا تو نے
اور مژدہ جان بخش سُنایا تو نے
برآئیں مرادیں اپنے دل کی ساری
قیصر کو جو تخت پر بٹھایا تو نے

رباعی پنجم

جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
ہو نقشِ جہاں جارج پنجم کا نام
قیصر کی رہے یہ بادشاہی قائم

رباعی ششم

اب تجھ سے یہ دل سے دعا ہے یارب
بس تیرے حضور التجا ہے یارب

جنت قرآن

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمّا را

قرآن مجید میں جس طرز سے جنت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جس طریق پر اس کی نعمتیں اور اعلیٰ احتظاظ کا بیان ہوا ہے۔ اگرچہ اُس کی نسبت صوفیانہ حکیمانہ رنگ میں مختلف دلچسپ خوش آئند تاویلیں کی جا سکتی ہیں۔ اور اُن کے دل آویز ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن عام رنگ میں بھی وہ کچھ ایسا نہیں۔ کہ فطرت انسانی کے مخالف یا مغائر ہو۔ یا ایسا ہو۔ جس کے سُننے یا دیکھنے سے ایک قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اگر بامعان نظر ایسے کل بیانات جنّت کا مطالعہ کیا جائے۔ تو اخیر پر یہ کہنا پڑیگا کہ ایسے بیانات بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ اور ان میں کوئی بات بھی خلافِ فطرت یا خلافِ مقتضائے فطرت کے نہیں ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ ان آیات اور بیانات یا نصوص کی تاویلات میں بصورت مختلف اجتہادات کے اختلافات ہوں۔ قرآن مجید کی سورۂ بقر میں جنّت اور نعمائے جنّت کے بارہ میں ارشاد ہوا ہے۔ (۱) وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور اچھے کام کئے ہیں۔ کہ اُن کے لئے جنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

(۲) کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا۔ جتنی دفعہ اُن کو وہاں چکھنے کو پھل ملے تو کہیں یہ وہی ہے۔ جو پہلے ہم کو ملا تھا کیونکہ ایک ہی سے پھل لائے جائیں گے۔

(۳) ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون اور وہاں ان کے لئے پاکیزہ عورتیں ہیں۔ اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گی۔

ان ہرسہ آیتوں میں امور یا نعمائے ذیل کا بیان ہوا ہے۔

(الف) جو لوگ نیک و رشید ہوں گے اُن کے واسطے ایسے مکانات یا ایسے باغات ہوں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

(ب) انہیں پھل کھانے کے واسطے ملیں گے۔ اور ان کا مزہ یا لذت قریباً ایک سا ہوگا۔

(ج) اُنہیں وہاں پاکیزہ عورتیں ملیں گی۔ اور وہ ہمیشہ ان مکانات اور باغات میں رہیں گی۔

ہم ابھی اس مضمون میں ان آیات اور انہیں آیتوں کے ہم مضمون دوسری آیتوں کے بنا اید اجتہادات اور تاویلاتِ مختلفہ پر بحث نہیں کرتے صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ ان ہرسہ امور یا ہرسہ نعمتوں یا ان انعامات میں سے کون سی نعمت یا کونسا امر انسانی فطرت کے منافی ہے اور کونسا ایسا انعام ہے۔ جس سے نعوذ باللہ خداوند کریم کی صمدیت اور جنتی تہذیب میں فرق آتا ہے۔ اور ایسی جنت کے قبول کرنے کے واسطے انسانی فطرت تیار نہیں ہے۔

ہم اس بحث میں یہ بحث بھی چھیڑنا نہیں چاہتے کہ جنت یا دوزخ بالفعل مخلوق اور موجود ہیں یا نہیں۔ یا یہ کہ جنت اور دوزخ کی ماہیت کیا ہے۔

ہم اس مضمون میں صرف یہ بحث کرنا چاہتے ہیں۔ کہ خدائے قادر نے ان آیتوں میں جن جن نعمائے جنت کا (خواہ جنت مخلوق اور موجود ہو۔ اور خواہ کسی آئندہ وقت خلقت مقدر ہو) بیان کیا ہے۔ ان کے ہونے یا تسلیم کرنے سے کیا کیا استحالہ لازم آتا ہے اور وہ استحالات خود فطرت انسانی یا قانون قدرت یا مشیّت ایزدی کے کہاں تک منافی ہیں۔

مکانات یا باغات کے نیچے نہروں کا جاری ہونا یا بہنا یا نہروں میں پانی چلنا اور اس پانی یا ان آبشاروں سے اہل مکانات یا صحن باغات کا لطف اُٹھانا یا ایسے سامان کا صرف انہیں کے واسطے مہیا کیا جانا کسی صورت میں بھی فطرتِ انسانی اور قانون قدرت کے منافی نہیں ہے اور نہ یہ استحالہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور صمدیت کے یہ سامان خلاف ہے۔ کیونکہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کے تختہ پر اس وقت جو ہزاروں یا لاکھوں سالوں سے دریا۔ سمندر۔ بحر۔ نہریں جاری ہیں۔ اور ان سے لوگ قسم قسم کے کام لے رہے ہیں۔ ان سب کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا خدائے قادر ہی ہے۔ کل مذاہب کے پرستار اس عقیدہ کے حامی ہیں جب خدائے قدیر نے ہمارے واسطے دُنیا میں یہ سامان کثرت سے مہیا کر رکھا ہے۔ اور ہم نے اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ تو کیا جنت میں اس قسم کے سامان کا مہیا کرنا اس کی قدرت اور اس کی قدوسیت اور صمدیت کے منافی ہوگا۔

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خدائے قدیر ایک گھر میں تو ایک امر جائز رکھے اور دوسرے گھر میں وہی امر اس کی قدوسیت اور صمدیت کے متاثر ہو۔ یہ جدا بات ہے کہ ویسا سامان دوسرے گھر میں وہ ہمیں نہ دے۔ لیکن یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ پھر ویسے ہی سامان کا کسی دوسرے موقعہ یا مکان پر یا کسی دوسرے زمانہ میں مہیا کیا جانا خدائے قدیر کی قدوسیت اور صمدیت کے خلاف ہو جائے۔ اگر یہی اصول مانا جائے تو پھر ماننا پڑیگا۔ کہ جو امور یہاں تہذیب اور سعادت کے برخلاف ہیں۔ وہ اگلے جہان یا دار الحشر میں نیکی میں شمار ہوں گے یا نیک امور بدی کے قالب میں آ جائیں گے علم الحقائق یہ کہہ رہا ہے۔ کہ جو کچھ یہاں نیکی ہے وہ وہاں بھی نیکی ہی رہیگی۔ اور جو بدی ہے وہ بدی ہی تعبیر ہو گی۔

نے تو ال غم دل را بخندہ بیروں برد
ز خندہ روئے دل تلخی از گلاب نرفت

اگر کوئی یوم حشر ہے تو وہ یوم تنقیہ ہے نہ کہ یوم تمسیخ۔ اس دن نیکیوں اور بدیوں کی اپنے اپنے رنگ میں تنقیہ ہوگی نہ کہ ایک دوسرے سے تبادلہ کیا جاویگا۔ اگر اس جہان میں مکانات باغات اور نہریں جائز اور مشروع ہیں۔ اور ان سے مستفیض ہونے میں کوئی قباحت اور کوئی کمی نہیں۔ تو دوسرے جہان میں بھی اُن سے کام لینا اور اُن کا عطا کیا جانا کسی قدوسیت اور کسی صمدیت اور کسی فطرت اور کسی آلہی قانون کے منافی نہیں ہے اور خدا کی ذات اس دُنیا میں بھی سمیع و بصیر و قدوس اور صمد ہے اور اس آنیوالے جہان میں بھی یہی صفات رکھے گی۔

دُنیا میں ہم اب بھی انواع و اقسام کے پھل کھاتے ہیں۔ اور قدرت نے اپنی فیاضی سے اس کثرت سے پیدا کئے ہیں۔ جن کا احصار مشکل ہے۔ ہر ملک اور خطہ میں قدرت نے جدا جدا پھل پیدا کر کے انسان اور دیگر حیوانات کو مالامال کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے حیوانات کی زیادہ تر مفید غذا پھل ہی سمجھی ہے۔ مختلف مزوں کے بھی ہیں۔ اور رنگت مزہ۔ مقدار۔ خوشبو۔ طبع وغیرہ میں ملتے جلتے بھی ہیں۔ اور مختلف بھی ہیں۔

جس طرح خدائے قدیر نے اور چیزیں بنائی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہیں ہم کھا پی کر صبح و شام سو جان سے شکر بجا لاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللھم زد فزد۔

اگر دوسرے دور میں خدائے کریم جنت یا مکانات حشر میں

اسی قسم کے باسی اور مزہ اور لذت کے پھل مہیا کر دے اور وہ انہیں کھائیں۔ تو اس میں برائی ہی کیا اور خدا کی قدوسیت اور جنت کی عظمت پر اس سے حرف ہی کیا آ سکتا ہے۔ خدا کی قدوسیت اور صمدیت پر یہاں یعنی اس جگ میں تو کوئی حرف نہ آیا۔ دوسرے دَور میں جاتے ہی پھلوں کی پیدائش اور پھلوں کا استعمال چادرِ خدائی کیواسطے نعوذ باللہ ایک داغ ہو گیا۔ فرمائیے ایسا کیوں ہے؟ کیا خدا نے ہمیں اس جہان میں بہ تقاضائے فطرت یہ حکم نہیں دیا کہ ہم عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کو ضروری اور لازمی سمجھیں۔ کیا ہر ایک مذہب میں عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کا حکم نہیں دیا گیا۔ کیا ہماری فطرت اس مرحلہ پر زور سے نہیں لے جاتی۔ اور کیا خدا دُنیا میں اس رفاقت اور اس مصاحبت کا حامی نہیں ہے۔ کیا خدائے قدیر اور خدائے قدوس نے باوجود اس قدرت اور اس قدوسیت کے اپنے پاک نبیوں اور پاک مرسلوں کی معرفت ہر قوم کو یہ حکم نہیں دیا۔ کہ عورتوں سے نکاح پڑھانا اور انہیں اپنی بیویاں بنانا ان کی رفاقت میں رہنا ان کی مصاحبت سے حظ فطرتی اُٹھانا جائز ہے۔ اور خدا اس سے ناراض اور خفا نہیں۔ اور یہ تعلق قدرت اور قانونِ قدرت کے خلاف نہیں ہے۔

حکیموں نے اس دُنیا میں رہ کر عورتیں کیں اور بیویاں بنائیں راہبوں اور نبیوں اوتاروں اور مرسلوں نے ان کی رفاقت کو جائز ثابت کیا۔ عورتوں کی عزت اور احترام کیا گیا اور اُن کے ساتھ سلوک کرنا۔ انہیں دُنیا کا نصف حصہ سمجھنا تہذیب کا اعلیٰ جزو قرار پایا۔ ان کے بغیر کوئی قوم خالی نہ رہی۔ وہ بڑے بڑے ناموروں اور محترموں کی مائیں اور بیویاں بنیں ان کی عزت اور احترام پر لاکھوں کتابیں لکھی گئیں جب کسی نے اُن کے خلاف کوئی کلمہ کہا۔ اس کی خبر لی گئی۔ وہ جزوِ اعظم سمجھی گئیں۔

نیست بیکار در یں مرحلہ یک نشترِ خار
ہمہ را بر محک دیدۂ بینا زدہ ام

خدا کی مقدس کتابوں میں عورتوں کا ذکر اور اُن کی توصیف ہے۔ خدا کے محترم صحیفوں میں اُن کی داستانیں ہیں۔ نبیوں کی زبانوں پر ان کا نام آتا رہا ہے اور فلاسفروں کے دلوں میں ان کی عزت اور ان کا احترام ہے۔ ان حالات میں اگر جنت یا حشری مکانات و باغات میں عورتیں ہوں۔ اور پھر پاکیزہ بھی ہوں تو میں نہیں جانتا کہ اس میں حرج ہی کیا ہے اور کیونکر یہ کہنے کی جرات کی جاتی ہے۔ کہ یہ منشاءِ قدرت۔ تقاضائے قدوسیت احترامِ خدائی۔ اخلاق دین اور دُنیا کے خلاف ہے۔

اگر اس دُنیا میں خدا کی نگاہوں میں عورتوں کا وجود بحالاتِ پاکیزہ بُرائی کا موجب نہیں تو جنت یا دوسرے دَور میں کیوں منافی قانونِ قدرت یا قدوسیّت ہے۔ جب خدا نے یہاں بہ تقاضائے قدوسیّت و صمدیّت یہ حکم دیا ہے کہ جائز صورتوں میں عورتوں کی رفاقت موجبِ برکت ہے اور انسان کیواسطے یہ ضروری ہے۔ تو کیوں اس دُنیا میں جو آگے آنیوالی ہے یا جس کا آگے آنا بیان کیا جاتا ہے عورتوں کی موجودگی۔ عورتوں کی رفاقت۔ عورتوں کی جائز مصاحبت خدا کی قدوسیت اور انسان کی فطرت اور نیکی کے منافی ہوگی۔

ہاں! اگر یہ مان لیں۔ کہ دوسرے دَور میں خدا کی قدوسیت اور صمدیت بہ نسبت اس دنیا کے کوئی اور پہلو اختیار کرے گی اس واسطے جو اجازتیں اس دُنیا میں دی گئی ہیں۔ وہاں کالعدم ہو جائیں گی۔ اور ان امور کے ہونے سے نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور خدا کی صمدیت کسی خدشہ اور خطرہ میں جا پڑے تو ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی تو اس کے احکام حال اور آئندہ میں بھی کوئی فرق نہیں آ سکتا اب رہی یہ بحث کہ۔ دوسرے گھر یا دوسرے جہان میں اس واسطے ان اشیا کی ضرورت نہیں۔ کہ وہاں صرف ذاتِ الٰہی ہی سے وابستگی ہوگی۔ اور کوئی خیال نہیں ہوگا صرف ایک احتیاط بیچینی ہوگی اور کچھ نہ ہوگا۔

نہ کھانا۔ نہ پینا۔ نہ مکان۔ نہ منزل۔ نہ پوشش نہ جلا نہ ملا۔ نہ آمد۔ نہ رفت۔ نہ خوشی۔ نہ غم۔ نہ نسل نہ ذریات۔ صرف ایک خاص قسم کی محویت ہوگی۔

ما را بس است جلیلہ ضبان اشارۂ
کافی ست بزمِ سوختگاں را شرارۂ

ان حالات میں مکانات۔ باغات نہریں۔ ثمرات عورتوں کی کیا ضرورت ہے۔ جب صرف ایک محویت ہی محویت ہوگی۔ تو پھر اس کھڑاگ کی کیا ضرورت۔ یہاں تو خدا نے مال اموال اولاد کو فتنہ[۵۱] سے تعبیر کیا ہے۔ کیا وہاں بھی یہی فتنہ فتنہ پرور

ثابت ہوگا قبل اس کے کہ ہم ان خدشات پر بحث کریں۔ یہ سوچنا چاہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں کہ ہم حشر و نشر کا اعتراف کریں ان سوالات کا کیا جواب ہے:۔

(الف) حشر بالجسد ہوگا۔

(ب) یا حشر بالروح۔

اگر حشر بالجسد ہوگا۔ تو اس صورت میں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ وہ جسد بہ حیثیت جسد اپنی ذات میں نہ کچھ نہ کچھ صفات اور خصوصیات جسدی رکھتا ہوگا۔ بہ صورت تسلیم خصوصیات جسدی اس کے کچھ عوارض بھی ہوں گے۔ جیسے سمع۔ بصر۔ وغیرہ وغیرہ اس صورت میں ضروریات عوارض کا بھی ہونا لازمی ہے۔ اگر سمع ہے۔ تو سلسلہ مسموعات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر بصر ہے۔ تو سلسلہ بصریات بھی ہوگا۔ اسی طرح اور بھی گنتے جاؤ۔

پھر اسی ضمن میں یہ سوال ہوگا۔ کہ بصورت حشر اجساد صرف مردوں ہی کا حشر ہوگا یا عورتوں کا بھی۔ اگر صرف مردوں ہی کا حشر ہوگا۔ تو پھر حساب کتاب مشخص میں جو ابتریاں پیدا ہوں گی۔ اُن کا جواب دہ کون ہے۔ اور اگر عورتوں کا بھی حشر ہوگا۔ تو اس صورت میں محشر میں عورتوں کا وجود ماننا پڑیگا حالانکہ معترضین کے مسلمات کے مطابق حشر ثانی میں عورتوں کا پایا جانا خلاف حقیقت خدائی اور متضاد قدوسیت الٰہی اور فطرت انسانی کے خلاف ہے اور اگر عورتوں کا حشر نہیں ہوگا۔ تو پھر حشر ناقص رہجاتا ہے اور نقص حشر قدرت خدائی کی بجائے خود منافی ہے۔

اور اگر عورتیں ہونگی۔ تو کیا اُن کی مصاحبت اور رفاقت مردوں سے نہ ہوگی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ چونکہ وہاں ذریات کا بڑھانا مقصود نہیں ہے۔ اس واسطے رفاقت عورتوں کی ضروری نہیں ہے۔ تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں اس دُنیا

---

۵۱ میری رائے میں فتنہ کہنے سے یہ مراد نہیں کہ سچ مچ مال اور اولاد فتنہ ہی ہے۔ اور وہ عطائے الٰہی میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ کہ ان میں بُری طرح سے منہمک ہو کر جو بُری صورتیں اور گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ایک فتنہ اور فساد ہیں۔ دراصل بتلانا یہ ہے۔ کہ بُرے استعمال سے نیک شئیں اور نیک افعال بھی بدی کے قریب جا پہنچتے ہیں۔ مال و دولت اور اولاد الٰہی نعمات ہیں۔ اور ان کا عطا ہونا خدا کا خاص فضل اور برکت ہے۔ انہیں فتنہ سمجھنا ایک کفرانِ نعمت ہے۔ البتہ ان کی محبت اور ان میں اس قدر منہمک ہونا معطی ازلی خالق نعمات کو بھی بھول جانا ایک برائی اور سخت فتنہ ہے۔

کیا سچ کہا ہے

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

یہ پاک نہ بنتے تو ضائع کیوں ہوتے۔ انہوں نے قرآن کو چھوڑا۔ تو خدا نے اشاعت کی خدمت دوسروں کے سپرد کر دی۔

۱۲۔ جون ۱۹۱۰ء۔ فرمایا۔ ہدایاں کھلی کھلی ہوتی ہیں۔ میں نے بعض ڈاکوؤں سے پوچھا ہے۔ کہ جو مال تم ڈاکہ کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہو۔ اگر تمہارا کوئی آدمی اس میں سے چرالے۔ تو تم اسے کیسا سمجھتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اسے بہت برا سمجھتے ہیں بلکہ جان سے مار دیں۔ کیونکہ اس نے مال میں خیانت کی۔ اس پر جب یہ پوچھا کہ پھر تم کیوں محنت سے کمائے ہوئے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو۔ تو چپ رہ گئے۔

فرمایا۔ جو کسی کو حق بات اللہ کے لئے سمجھائے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرے۔ تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ خدا کے ہر آن میں ہم پر لاکھوں کروڑوں احسان ہیں اگر وہ ہر آن ہر لحظہ ہماری دستگیری نہ کرے۔ تو دم لینا مشکل ہو جاوے۔

فرمایا۔ قرآن مجید سورہ رعد میں ظاہر من القول کے دونوں معنے ہیں۔ مضبوط بات۔ باطل بات جس کی تہ میں کوئی حقیقت نہ ہو۔

فرمایا۔ مسلمانوں کے حال پر افسوس آتا ہے۔ اگر دریافت کیا جائے کہ جیل خانوں میں زیادہ کس قوم کے آدمی ہیں۔ تو یہی نکلیں گے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دس سلطنتیں ان کی ہلاک ہوئی ہیں۔ ذلت و ادبار ان پر سوار ہے جیسا کہ یہود پر ہوا۔ ایک وقت تھا کہ اسلامیوں کے مقابل پر جو کھڑا ہوتا۔ وہ ہلاک ہوتا۔ یا یہ وقت ہے کہ یہ خود ذلیل ہیں اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے۔

فرمایا۔ قرآن مجید میں جنت کی نعماء کا ذکر ہے۔ یہ بطور مثال کے ہے۔ مثال حقیقت کے مقابل میں کیا چیز ہے۔ دیکھو۔ اگر آدمی ستارہ بھی زمین پر گر پڑے۔ تو ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس کا تمثل میں صفایانی میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں شرک کا بڑا زور تھا۔ آپ کی ہمت عالیہ و توجہ ہوجہ کا اکثر حصہ اسی کے رد میں خرچ ہوا۔ حضرت مرزا نے اس زمانے میں مخلوق خدا میں سب سے بڑا مرض یہ پایا کہ دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں بلکہ دین کی پرواہ ہی نہیں۔ اس لئے اپنے بیعت میں یہ اقرار لازم رکھا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔

فرمایا قرآن مجید کا نام حکم عربی بھی ہے یعنے فیصلہ کرنے والا کھول کھول کر سنانے والا۔ عربی کے بھی یہی معنے ہیں۔ ایک شخص نے معنوں پر تعجب کیا تو میں نے اسے کہا کہ انبیاء کرام کے نزدیک اور کتب الٰہیہ میں اصل الاصول تمام نیکیوں کا کیا ہے۔ کہ اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا۔ دنیا کی کسی زبان میں اس رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ہستی کے لئے ایسا لفظ بتا دو۔ جو غیر پر استعمال نہ ہوتا ہو۔ برخلاف عربی میں ایک اللہ ہے۔ جو کبھی غیر اللہ پر نہیں بولا جاتا۔ یہاں تک کہ تمام دیوان اور لغت عرب کو دیکھو کسی فاسق سے فاسق۔ ملحد۔ دہریہ کے کلام میں بھی یہ لفظ کسی غیر پر نہیں بولا جاوے گا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عربی ہی ایک فصیح اور کھول کھول کر بیان کرنے والی زبان ہے۔

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں قرآن پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے۔ پھر آپس میں محبت بڑھانے کی توفیق دے۔ یاد رکھو کہ یہ سب باتیں بغیر عمل کے ہیچ ہیں۔

۱۳ جون ۱۹۱۰ء۔ دنیا میں مخلوق کی مختلف طبائع ہیں بعض لوگ افیون۔ گانجا۔ بھنگ۔ شراب شروع کر دیتے ہیں۔ تاکہ وقت آرام سے کٹ جاوے (۲) بعض اپنے آرام اور دل بہلانے کے لئے رنڈیوں کی جلسیں بھرنا اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں۔ اور اس ہنسی مخول سے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ جو وہاں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ (۳) بعض لوگ وظیفوں میں سارا دن رات گذار دیتے ہیں اور سخت سے سخت مجاہدے اس راہ میں کرتے ہیں۔ کم خفتن کم گفتن۔ کم خوردن۔ ان کا اصول ہوتا ہے۔ اور بڑی مشکلات کے بعد وہ اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہیں۔ کہ جس سے دل آرام میں رہتا ہے (۴) بعض لوگ تعلیم و تعلّم اپنا پیشہ رکھتے ہیں۔ صبح سے شام تک درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ ایک استاد تھے ان کے شاگرد بڑے آسودہ حال۔ ان میں کمپٹیشن رہتا۔ ہم استاد جی کو حلوا کھلائیں گے۔ دوسرا کہتا۔ ہم پلاؤ کھلائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی طبیعت کے تھے۔ کہ تنہائی میں خوب کھا لیتے اور پھر تے کر کے جو باقی ہوتا وہ بھی چٹ کر جاتے۔ پوچھنے پر فرماتے کیا کہوں پلاؤ بڑا مزیدار تھا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا (۵) بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ دل بہلانے کے لئے عمر بھر سیر و سیاحت میں لگا رہتے ہیں۔ آج امرتسر کے ہوٹل میں ہیں تو کل پشاور کی سرائے میں۔

غرض لوگ کچھ نہ کچھ اپنا شغل ضرور رکھتے ہیں جن لوگوں کو فقیری کا شوق ہے۔ وہ بھی عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے۔ کہ پاؤں میں اڑھائی تین من کی زنجیر ہے اور وہ کھڑے سورج کو دیکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کی کتابوں کو بھی پڑھا ہے۔ ان میں ایسی ایسی حکائتیں بھی دیکھیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب معراج کو گئے تو رستے میں ایک پہاڑ آ گیا۔ رستہ مسدود تھا۔ جبرائیل کے مشورے سے بھنگڑ فقیروں کی امداد کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے بھنگ گھوٹ کر پہاڑ کو جو اس کا تنکا مارا اور دم شاہ مدار کہا تو رستہ کھل گیا۔

ایک بڑے امیر کبیر کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک دلالت کے ساتھ لگے ناچا کرتا تھا ایک دفعہ میں اس کمرے میں چلا گیا۔ اس سانپ کو جو ٹھکرایا۔ بڑی آواز نکلی۔ وہ دوڑا دوڑا آیا اور رام رام کرنے لگا اس کی حماقت پر مجھے بڑا تعجب آیا۔ (۶) کئی دوکانداروں کو دیکھتا ہوں۔ کہ دن بھر بیٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا دروازے کے ساتھ ایک زنجیر باندھ رکھی ہے اور اسے پکڑ کر کھڑے ہیں۔ اور خوش ہیں کہ گاہک بہت آتے ہیں۔

(۷) کاپی نویس سارا دن اسطرح بیٹھا رہتا ہے جیسے مرغی انڈے دیتی اور اسی میں خوش ہے۔ مجھے بھی امام ویردی کی شاگردی کا موقعہ ملا مگر میرے ہاتھوں میں صنعت کم ہے۔ صرف ا ب ج د یہ چاروں حروف سیکھے۔

جب انبیاء آتے ہیں تو لوگوں کو ایسے شغلوں میں پاتے ہیں ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ان شغلوں میں ایک شغل اپنی توجہ الی اللہ و ذکر اللہ کا بتا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں دنیا کے کام بے شک کرو۔ بیوی بچے رکھو جیسا کہ انبیاء کے لئے بھی تھے اور سورۃ رعد کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہی روحانی تعلیم ہے یہی روحانیت ہے۔ جو انبیاء کرام اور ان کے جانشین سکھلانے آتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے دنیا میں مختلف اشغال تھے۔ آپ نے فرمایا پانچ وقت نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ پاخانہ جانا سب کو ضرور ہے وہاں اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث بھی پڑھ لو۔ ایسا ہی بیوی کے پاس کوئی جاتا ہے آپ نے ایک دعا سکھا دی کہ یہ بھی پڑھ لیا کرو۔ غرض ہماری روحانی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطری کام کرے پاخانہ جائے کھائے پیئے احباب کو ملے جلے بیوی نکاح کرے۔ جماع کرے۔ کمائے۔ مگر اللہ سے غافل نہ ہو یہ نہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے یہ طریق انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔

[illegible] جائز کام کرنے سے منع نہیں فرمایا ہاں یہ ضرور ارشاد ہوا ہے کہ یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر یعنے معز چیزوں سے روکتا ہے

مفید کاموں میں لگے۔ مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا ہے کہ تم کیا روحانی تعلیم دیتے ہو۔ اور اس جماعت میں کیا روحانیت ہے۔ سو میں کھول کر سُناتا ہوں۔ کہ روحانیت یہی ہے۔ تمہارا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا پھرنا سونا۔ جاگنا۔ پڑھنا۔ تجارت کرنا۔ کوئی اور محنت۔ ملنا جلنا سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ سب میں خدا یاد رہے۔ اپنے سارے کاموں میں اللہ کی رضامندی نظر رکھو۔ پس یہی تصوف۔ یہی فقیری۔ یہی روحانیت یہی روحانی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کو رحل پر رکھنا اور اوپر ایک کپڑا یہ ظاہری ادب بمنزلہ جسم کے ہے۔ اگر دل کے اندر اس کے احکام کی ایسی ہی عزت ہو۔ تو یہ اس کی روح ہے۔ زبان ذکر الٰہی کرے یہ جسم ہے۔ اگر اس کے اخلاص کے اور تعظیم اوامر حضرت احدیت ہے۔ تو اس کی روح ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور اس کے معنے سیکھنا یہ بمنزلہ جسم ہے اور اس پر عملدرآمد یہ اس کی روح ہے۔ وعظ سننا جسم ہے۔ اور اس پر عمل روح ہے۔

اگر میں اپنی روحانی تعلیم سمجھا سکا ہوں۔ تو اپنے تئیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اگر تم نہیں سمجھے تو انشاء اللہ پھر خدا توفیق دیگا۔

فرمایا محض تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ اللہ نے مجھے تم میں سے ایک کا بھی محتاج نہیں کیا۔ میں کسی سے مفت کام لینا پسند نہیں کرتا۔ سات ماہ سے بیمار ہوں۔ تنہائی کا موقعہ بھی نہیں ملتا مگر پھر بھی تم میں سے کوئی میرے رزق کا پتہ نہیں لگا سکا کہ میرا مولیٰ کہاں سے بیش از بیش دیتا ہے یہ اس کی غریب نوازی ہے۔

۱۵ جون ۱۹۱۶ء۔ فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ دے۔ وہ بندہ شکر گزاری سے لے تو بہت زیادہ انعام ملتا ہے۔ ایک عورت نے مجھے ایک دفعہ ادھیلا دیا۔ جو میں نے بڑی شکر گزاری سے لیا کہ اس کے تیل کی روشنی میں نسخے لکھا کرونگا۔ تو مخلوق کو کسقدر نفع پہنچ سکتا ہے۔ اگر میں فن طبابت سے ادھیلہ کی ایک دوائی بنالوں۔ تو وہ کسقدر مخلوق الٰہی کے لئے نافع ہو سکتی ہے۔

فرمایا۔ شفا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے اس زخم پر دس ڈاکٹروں نے اپنا زور لگایا ہے۔ مگر یہ بات بھی جان نہ سکے کہ یہ ہے کیا۔

فرمایا۔ بعض لوگ دُنیا کو ۶۔۷ ہزار سال سے جانتے ہیں بعض دوارب۔ بعض سنکھ پر بھی کئی صفریں ایزاد کرتے ہیں لیکن خدا کی خدائی اور اس کی صفت خلق کی ازلیت کے مقابل پر یہ ہندسے کیا چیز ہیں۔

فرمایا لوگ تجارت کرتے ہیں مگر نہ کسی تجربہ کار سے مشورہ لیتے ہیں نہ حساب صاف رکھتے ہیں اس کا نتیجہ ہے۔ کہ پھر نقصان اُٹھاتے ہیں۔

فرمایا سفر ... نہ بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن آجکل وعدہ پر کم ادا کیا جاتا ہے۔ بعض ایسے لوگ بھی جو دل سے اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہتے ہیں وہ بھی دینے میں تامل کرتے ہیں۔

فرمایا جب تم اپنے کار منصبی سے فارغ ہو۔ تو بے ہودہ کتابیں جن سے نہ دُنیا کا فائدہ ہو۔ نہ دین کا۔ نہ لے بیٹھو۔ بلکہ خدا کی طرف راغب ہو جاؤ۔ اور لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کا ذکر کرو۔ درود پڑھو۔ استغفار بار بار کرو۔ الحمد شریف پڑھو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

فرمایا۔ فلسفیوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق نہیں رسم و عادت کے کسی مسئلے میں لوگوں کا اتفاق نہیں حتیٰ کہ خوراک اور پوشاک میں ایک ملک کے لوگوں کا اتفاق نہیں پھر بھی لوگ عام رائے کی پیروی کرتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ماننے اجماعی مسئلہ کے ماننے میں تامل ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

فرمایا۔ نبی کے مقابل جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہتے ہیں۔ ان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بادشاہ جسے وہ حاکم اعلیٰ مانتے ہیں۔ وہ بھی تو آخر انسان ہی ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں۔ کہ سامان الٰہی کو ترک کر دے۔ بلکہ سامان سے کام لے کر پھر نتیجہ کے لئے اللہ پر توکل کرے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک قسم کا کفر اور کفران نعمت ہے کہ آدمی بھلی بات سُن لے اور اس پر عمل نہ کرے۔

۱۷ جون ۱۹۱۶ء ہفتہ۔ فرمایا۔ جب انسان اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ جلشانہٗ کی طاقت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اپنے ہی منصوبوں پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس بلا میں بہت سی خلقت مبتلا ہے۔ یہ بلا اللہ کی غفلت اور اس سے بعد اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو غفلت نہیں۔ وہ ہر آن میں اپنے تئیں زیر تصرف الٰہی مانتے ہیں جن لوگوں نے الٰہی عظمت و جبروت کا انکار کیا ہے۔ اُنہوں نے رسولوں کو اپنے جیسا بشر سمجھ کر کہہ دیا کیا تھا ہمارا۔ نہ رہا ہمارا۔ ہمیں ان کی کیا پرواہ۔

فرمایا۔ ایک عجیب نکتہ ہے۔ کفار نے لنخرجنکم کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل پر لنہلکن الظالمین فرما کر اس کی ہلاکت کی وجہ بھی بتا دی۔ اور لنسکننکم کے انعام کا سبب بھی بتا دیا لمن خاف مقامی۔

فرمایا۔ یسقیٰ من ماء صدید کا نظارہ آتشک کے بیماروں میں دیکھا ہے۔ جن کے گلوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں کھانے پینے وقت پیپ اور زخموں کا پانی ساتھ ہی نگلنا پڑتا ہے۔

فرمایا۔ انسان جو کام کرے خدا سے ڈر کر کرے۔ مخلوق کے واسطے گناہ کرنا عاقبت اندیشی نہیں۔ کیونکہ یہ سب جدا ہو جائیں گے۔ اور قبر میں تو اکیلا رہ جائیگا۔ کسی پنجابی نے کہا ہے۔

جنہاں واسطے پاپ کمائونا ایں اوہ کھڑ دسے

فرمایا ایک وقت آتا ہے۔ کہ ہم تم میں سے ایک بھی نہ ہوگا اور ہماری جگہ اور قوم ہوگی۔ اور نہ یہ مکان نہ یہ حالات۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے پس عاقبت کی فکر کرلو۔

فرمایا۔ ہر کام میں دیکھ لو کہ خدا کی رضامندی ہے یا نہیں پھر یہ کہ اس میں مخلوق کی بہتری ہے یا نہیں۔ پھر کرو۔

فرمایا۔ میں دُعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں عاقبت اندیش بناوے دین کے معاملہ میں بھی اور دُنیا کے معاملہ میں بھی۔

۱۸ جون ۱۹۱۶ء اتوار۔ ہر ایک شر جو خدا تعالیٰ سے دُور ڈالے وہ شیطان ہے۔

میں نے ایک ڈاکو سے پوچھا تم جو اسقدر خونریزی کرتے ہو کیا تمہارا دل ملامت نہیں کرتا۔ کہا تنہائی میں تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاویں تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس سے مجھے یہ نکتہ معرفت ملا۔ کہ غافلوں کی صحبت میں غفلت بڑھ جاتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ۷۰ سے ۱۰۰ دفعہ تک استغفار کرتا ہوں تاکہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہو سکتا ہے دُور ہو جاوے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبتوں سے بچنا چاہیئے اور اگر کہیں اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہیئے تاکہ دل زنگ آلودہ نہ ہوں۔

فرمایا۔ میں نے بڑے بڑے بدکاروں سے دریافت کیا ہے کبھی کسی نے نہیں کہا۔ کہ ہمیں شیطان پکڑ کر بُرے کام کی طرف لے گیا آدمی خود ہی جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظالم وہ ہے جو کام کرنے کے ہوں۔ وہ نہ کرے اور نہ کرنے کے ہوں۔ اُنہیں کرے۔ فرمایا لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان الگ اور عمل الگ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ایمان کا مقتضا عمل صالحہ ہے جیسا کسی کا ایمان ہوگا۔ ویسا ہی عمل ہوگا۔

فرمایا۔ لوگ اگر سالن میں نمک زیادہ یا کم ہو جائے۔ تو شور محشر برپا کر دیتے ہیں لیکن بیوی یا بچہ اگر نماز نہ پڑھے تو کچھ فکر نہیں خیالی [illegible]

کہا۔ "اباجی! دعا کرو کہ میں چوتھی میں ہو جاؤں" اس پر فرمایا کہ چوتھی کیا بلا ہوتی ہے۔ بڑی سے بڑی کامیابی جو دُنیا میں ممکن ہے۔ وہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی!

یہ واقعہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر ہمت **بلند** آپ کو خدا نے دی ہے۔ اور وہی جذبہ آپ اپنی قوم اور اولاد میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کسی شخص کو یہ خیال گذر سکتا ہے کہ دُنیا کی سب سے بڑی کامیابی شائد آپ کی نظر میں کوئی دنیوی امر ہوگا؟ دُنیا اور اس کی کامیابیاں آپ ہمیشہ سے متقی کے تقویٰ کا معمولی نتیجہ سمجھا کرتے ہیں۔ آپ کی خواہش جو اولاد کے متعلق ہے۔ وہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی۔ کہ ایک مرتبہ جب عبدالحی کی **آمین** ہوئی۔ یعنے اسنے قرآن مجید ختم کیا تو حضرت خلیفۃ المسیحؓ کو بہت خوشی ہوئی۔ اس لئے نہیں۔ کہ وہ کچھ ہوشیار ہوگیا۔ یا تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگا ہے۔ بلکہ محض اس لئے کہ

اس نے خدا کی کتاب پڑھی ہے!

غرض جب **عبدالحی** قرآن شریف ختم کر کے آیا تو اسے فرمایا۔ بیٹا! ہم تم سے دس باتیں چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک آج تم نے کرلی ہیں۔ وہ باتیں کیا ہیں۔

قرآن شریف پڑھو۔ پھر اس کو یاد کرو۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھو پھر اس پر عمل کرو۔ پھر اسی عمل میں تمہیں موت آجاوے۔ قرآن شریف پڑھاؤ۔ پھر یاد کراؤ۔ پھر ترجمہ سُناؤ۔ پھر عمل کراؤ۔ پھر اسی حالت میں تم کو موت آجاوے۔

ان **ہدایات عشرہ** میں وہ سربستہ راز موجود ہے جو حضرت خلیفۃ المسیحؓ اپنی اولاد کی آئندہ کامیابیوں کے متعلق بر رنگ خواہش رکھتے ہیں۔

ایک موقعہ پہ انہیں ایام علالت میں شدت مرض میں آپنے کوئی کاغذ لکھا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اور دوسرے احباب کو آپ نے اس کے بعد کچھ نصائح کیں ان کے متعلق **وصیت** کا ایک سوال پیدا ہوگیا۔ اور بعض کو خیال پیدا ہوا۔ کہ شائد اس تحریر میں اور اس تقریر میں کوئی اختلاف ہو۔ واقعات آپ کی خدمت میں عرض ہوئے۔ تو جو کچھ فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ میرے بیان میں اختلاف نہیں ہوتا جواب کہا ہو یا پہلے کہا ہو۔ اس واقعہ کو میں نے یہاں صرف اس لئے دوہرایا ہے۔ کہ آج سے ۶ سال پہلے کی بات جو آپ کی خواہش گو ظاہر کرتی ہے۔ آج ظاہر کی ہوئی خواہش سے کیسی مطابق ہے۔

میرے استفسار پہ فرمایا کہ سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ

قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو

اور اپنی اولاد کے لئے جو خواہش ہے۔ وہ اس سے باہر نہیں جاتی کہ

قرآن شریف کا فہم اس پر عمل۔ اس کی خدمت

ہو۔ کیسا **مبارک** ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور خوش قسمت ہے وہ بچہ جس کے باپ کے یہ ارادے ہوں۔ آج ہماری خواہشوں کا مرکز اعلیٰ **عہدے** اور اعلیٰ **ڈگریاں** ہیں۔

بعد علالت تیسرا خطبہ

از ایڈیٹر بدر۔ ۹۔ جون ۱۹۱۱ء

انّ اللّٰہ یأمر بالعدل والاحسان۔ میں بڑے ارادے سے آیا ہوں بڑے اخلاص کے ساتھ دردمند دل لے کے یہاں کھڑا ہوں۔ ایک طرف پاؤں مضبوطی سے کھڑا نہیں ہوتا۔ دوسری طرف بات کہنے کو جی چاہتا ہے۔ بیماری میں ساتواں مہینہ ختم ہونے کو ہے مگر اللہ تعالیٰ نے زبان کو محفوظ رکھا ہے۔ بہکی بہکی باتیں کبھی نہیں کیں۔ ڈاکٹروں سے پوچھا ہے۔ انہوں نے شہادت دی ہے۔ کہ کلورافارم سونگھنے کی حالت میں بھی کوئی بہکی بات میرے منہ سے نہیں نکلی۔ پس اس وقت بقائمی ہوش و حواس تمہیں چند باتیں کہتا ہوں۔ جو تم سے مان لیگا اُس کا بھلا ہوگا اور جو نہ مانیگا اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

انّ اللّٰہ یأمر بالعدل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انصاف کرو۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا ہے۔ جو چاہتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ مجھے کوئی گالی دے یا میری کوئی ہتک کرے۔ یا میرے ننگ ناموس میں فرق ڈالے یا نقصان کرے یا بدی سے پیش آئے یا تحقیر کرے۔ میرا ملازم سُستی سے کام لے۔ جب تم نہیں چاہتے۔ تو کیا یہ انصاف ہے۔ کہ تم کسی کا مال ضائع کرو۔ یا کسی کی ملازمت میں سُستی کرو۔ یا کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ یا کسی کے لڑکے یا لڑکی کو بدنظری سے دیکھو۔ تم عدل سے کام لو۔ اور وہ سلوک کسی سے نہ کرو۔ جو خود اپنے آپ سے نہیں چاہتے۔ اسطرح جس سے پانچ دس روپے تنخواہ لیتے ہو۔ اُس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ پس جس نے آنکھیں دیں۔ جن سے ہم دیکھتے ہیں۔ کان دیئے۔ جن سے ہم سنتے ہیں۔ زبان دی۔ جس سے ہم بولتے ہیں ناک دیا۔ پاؤں دیئے۔ جن سے ہم چلتے ہیں۔ عقل۔ فہم۔ فراست دی۔ اتنے بڑے محسن اتنے بڑے مربی۔ اتنے بڑے خالق رازق کی نافرمانی کریں۔ تو کیا یہ عدل ہے۔ بس میں تمہیں بھی چھوٹا سا فقرہ **انّ اللّٰہ یأمر بالعدل** سُنانے آیا ہوں۔ اور میں تمہیں دوسری دفعہ۔ تیسری دفعہ۔ چوتھی دفعہ تاکید کرتا ہوں۔ کہ خدا کے معاملہ میں اپنے معاملہ میں۔ اپنے معاملہ میں۔ غیروں کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ پھر اس سے ترقی کرو۔ اور مخلوق الٰہی سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا مطالعہ کر کے اُس کی فرمانبرداری میں بڑھو۔ حلال روزی کماؤ۔ حرام خوری سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ شاہ عبدالقادر کا ایک جوتا مسجد کے باہر اُتارا کرتے۔ اور شاہ رفیع الدین اندر جاتے پھر بھی ضائع ہو جاتا۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے بتایا کہ ہم جوتا اُتار کر یہ نیت کر لیتے ہیں۔ کہ چور لے جائے۔ اُس کے لئے حلال۔ چونکہ چور کم بخت کے نصیب میں رزق حلال نہیں۔ اس لئے اسے اٹھانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ غرض اکل مال بالباطل نہ کرو اور بیویوں سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ بیوی بچوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اُٹھاتی ہے۔ مرد کو اس کا ہزارواں حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں۔ ان کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ **ولھن مثل الذی علیھن**۔ ان کے قصوروں سے چشم پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دیگا۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بےحیائیوں سے اور ان امور سے۔ جن سے دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ اور جو منع کرے یا شریعت منع کرے اور بغاوت کی راہوں پر چلنے سے منع کرتا ہے۔ وہ سُنا کس کام کا جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ سنو۔ دل کو اس کے ساتھ حاضر کرو۔ **القی السمع وھو شھید**۔ پھر اس پر عمل کرو۔ اگر عمل نہیں۔ تو کوئی نیکی کوئی ایمانداری۔ کوئی وعظ کسی کام کا نہیں۔

ملفوظات امیرالمومنینؓ

۷ جون ۱۹۱۱ء

سلامٌ علیکم بما صبرتم۔ فرمایا۔ صبر دو قسم ہے (۱) صبر علی الاطاعت یعنی اطاعت الٰہی پر استقلال سے مداومت۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ احب الاعمال الی اللّٰہ ادومھا۔ بہت پسندیدہ

عمل بارگاہ ایزدی میں وہی ہے جو مقبول اور درست ہے۔

(۲) صبر عن المعصیت۔ یعنی گناہ باوجود بدی کے اسباب بہم پہنچانے کے رُکے رہنا۔

اقاموا الصلوٰۃ۔ وقت پر ٹھہر کر خشوع وخضوع سے جماعت کے ساتھ پڑھنا۔ اقامت صلوٰۃ ہے۔

یدرءون بالحسنۃ السیئۃ۔ بدیاں انسان کے اندر ہوں یا بیوی بچوں میں یا محلہ میں یا شہر میں یا ملک میں سب کو کسی عمدہ تدبیر سے دفع کرنے کی کوشش کرنا مومن کا فرض ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کو کیا نیک بنایا کہ انک لعلیٰ خلق عظیم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پھر انسان کے اندر جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ کینہ۔ بغض۔ [illegible] سستی۔ تکبر۔ بدظنی یہ سب بیماریاں ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عورتوں کے بارے میں [illegible] فرمایا۔ قوامون علی النساء۔ پس مردوں کا فرض ہے کہ ان کی تادیب و اصلاح کریں نیک معاشرت رکھیں۔ [illegible] آئیں اور بچوں میں بدعادتیں دیکھنے [illegible] دور کرنے کی سعی کریں محلہ میں شہر میں جو بدعادات اور [illegible] رواج پذیر ہوں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان سب کے لئے عمدہ عمدہ تدابیر سوچتے رہیں۔ ہر مومن اپنے نفس سے سوال کرے۔ کہ اس نے کسی بدی کا اپنے نفس یا اپنے گھر میں یا اپنے محلہ یا اپنے شہر یا اپنے ملک سے قلع قمع کیا ہے؟

بدیاں انسان زیادہ تر حصول رزق کے لئے کرتا ہے۔

فرمایا بسط رزق تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

فرمایا۔ میں جوان سے بوڑھا ہوا سرد و گرم زمانے کا دیکھا کبھی نیکی کا نتیجہ برا نہیں دیکھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ تو نیک کی اولاد کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ تم جھوٹ نہ بولو۔ بدظنیاں چھوڑ دو۔ بری صحبتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ [illegible] نعمت خدا کی شکریہ کے ساتھ قبول کرو۔ بدیوں سے بچتے رہو۔ نیکیوں پر دوام کرو۔ نمازیں سنوار کر پڑھو [illegible] روزے کے مہمان ہیں۔ روز بروز مرنے کی تیاری [illegible] ہے۔ اگر تم کوشش کرو۔ تو خدا کے فضل سے ہماری [illegible] تمہاری طرف سے خوش ہو جائے۔ حوالہ کنندہ۔

[illegible] جون [illegible] (جمعرات) فرمایا۔ خوش قسمت اور سعید انسان کے واسطے تو ایک کلمہ حکمت ہی موجب ہدایت ہو جاتا ہے

ایک قوم کی طرف سے ایک شخص دریافت حال وتحقیق کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آیا۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے۔ کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ یہ سنتے ہی اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور کہا کہ سب ایمان لاؤ۔ انہوں نے وجہ پوچھی۔ تو کہنے لگا۔ پسندیدہ سے پسندیدہ باتوں کا حکم کرنا اور بدی سے روکنا ہے۔ بس تمہیں اور کیا چاہئے۔

بدقسمت اور شقی انسان کے لئے سارا قرآن مجید بھی موجب ضلالت ہو جاتا ہے۔ تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ مسلمان مومن احمدی کہلاتے ہیں۔ پھر فریب۔ دغا۔ چوری۔ جھوٹ۔ کینہ۔ بغض۔ بدظنی۔ ناجائز کمائی نہیں چھوڑتے۔ اللہ ہدایت بخشے۔

فرمایا سچے کی نشانی یہ ہے کہ جو بات سچی اور بھلی ہو۔ اس کے کرنے کے لئے تائید کرے۔ اور اللہ کی نصرت شامل حال ہو۔ اور دشمنوں کی تباہی ہوتی جائے۔

فرمایا۔ مومن ذکر اللہ میں اطمینان پاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ الحمد شریف۔ استغفار یہ سب ذکر اللہ ہے۔ فرمایا۔ قرآن کا پڑھنا پڑھانا سمجھانا۔ پھر قوم میں ایسی روح پیدا کر دینا کہ وہ عمل کر کے مزکّی و مطہر بن جاوے۔ یہ مجدد کا کام ہے۔

فرمایا۔ علیہ توکلت۔ اگر مسلمان صرف اسی آیۃ کے ٹکڑے پر عمل شروع کر دیں۔ تو سب بدیاں ان سے دور ہو جائیں۔ جسے اپنے مولیٰ پر توکل ہو۔ اسے کیا ضرورت ہے۔ کہ فریب کرے۔ دغابازی سے۔ تکبر کرے۔ لڑائی کرے دین میں سست ہو۔ چوری سے مال لے۔ فرمایا۔ ولو انّ قرآناً سیّرت بہ الجبال او قطّعت بہ الارض او کلّم بہ الموتیٰ۔ بل للہ الامر جمیعاً کے معنے بالکل صاف ہیں۔ لو انّ قرآناً جملہ شرطیہ ہے۔ اور لفعل بھذا القرآن جزا محذوف ہے۔ اور سیرت بہ الجبال کے معنے میں سیرت القرآن بالجبال جیسے مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ کے معنے ہیں کہ اس کے مفاتح سے ایک جماعت تھک جاتی۔ نہ یہ کہ مفاتح تھک جاتیں۔ جیسا کہ ظاہری ترکیب سے معنے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک شعر ہے۔

فلما اجزنا ساحۃ الحیّ وانتحی

بنا بطن خبت ذی حقاف عقنقل

وانتحی بنا کے معنے ہیں۔ ایک طرف کر دیا۔ ہم کو ریت کے ٹیلے نے۔ حالانکہ ریت کے ٹیلے نے برطرف نہیں کیا۔ بلکہ وہ لوگ ریت کے ٹیلے سے الگ ہو گئے۔ پس قرآن سے پہاڑ چلائے گئے۔ اور زمین کاٹی گئی مراد نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ قرآن پہاڑوں میں چلایا جاوے۔ یعنی پہاڑی لوگوں اور بڑے بڑے اُمراء تک پہنچ جاوے۔ اور زمین کے دور دراز علاقوں میں پہنچ جائے اور روحانی مُردے کلام کرنے لگیں۔ بلکہ اللہ کی حکومت ہو جاوے۔ (حصول سلطنت)۔ لو فعل ھذہ الامور بقرآن لفعل بھذا القرآن۔ یعنے مندرجہ بالا امور اگر کسی قرآن سے ہوتے ہیں۔ تو وہی یہی قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ روحانی مُردے زندہ ہوئے۔ عرب میں بلکہ دور دور تک اسلامی سلطنت ہو گئی۔

فرمایا۔ لھدی الناس جمیعاً فرما کر ایک طرف مومنوں کو بشارت دی۔ کہ تمام عرب مسلمان ہو جائیگا اور دوسری طرف او تحل قریباً من دارھم سے بتایا کہ کفار مصیبتوں میں گرفتار رہیں گے۔ یہاں تک کہ تو اے نبی ان کے گھروں کے قریب نازل ہوگا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن ایسا ہی ہوا۔

فرمایا۔ جھوٹ نہ بولو۔ ناجائز کمائی چھوڑ دو۔ برکت والی غذا حلال کی کمائی سے حاصل ہوگی۔ اس کے کھانے سے برکت ملیگی۔ خدا کی کتاب کا علم آئیگا۔ نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ حرام خوری سے نیکیوں کی توفیق چھینی جاتی ہے۔ انبیاء کا مذہب اختیار کرو۔ یطعمنی ویسقین۔ واذا مرضت فھو یشفین۔ وہی کھلاتا ہے۔ وہی پلاتا ہے۔ جب اپنی غلطی سے مریض ہو۔ تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔

اس تذکرہ پر کہ مسلمان درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے چھاپنے کا حق صرف مسلمانوں کا حق صرف مسلمانوں کے لئے ہو۔ فرمایا۔ مسلمان اگر ہمت سے کام لینے والے ہوتے اور وہ خدا کے ہو جاتے۔ تو انہیں یہ مشکلات کیوں پیش آتے گورنمنٹ کو کیا پڑی ہے۔ کہ وہ دوسروں کو نہ چھاپنے پر مجبور کرے۔ پنجاب۔ ہندوستان میں جو قرآن چھپوائے ہیں پہلے کوئی ان میں سے صحیح تو دکھائے۔ کسی کا کاغذ خراب ہے کسی کی چھپوائی خراب ہے۔ کوئی غلطیوں سے پُر ہے۔ نہ ان کے پاس مطبع ہے۔ نہ ہمت۔ نہ استقلال حمیت۔ مرزا نے

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے زخم کی حالت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ نہ پورا تندرست ہے۔ اور نہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ابھی باقی ہے۔ کبھی کچھ اس میں سے نکل آتا ہے۔ اور بعض اوقات کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ بہرحال اس کا بقیہ ہے ضرور۔ اور اس کی وجہ سے طبیعت میں عام ضعف محسوس ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ آپؓ صبح سے شام تک برابر اپنے ان تمام مشاغل میں مصروف رہتے ہیں۔ جو اس سے پہلے آپ رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی فرماتے ہیں کہ

ضعف بہت ہے!

نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اور سجدہ نہیں کر سکتے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان تمام شکایات کو دور کر دے۔ (آمین)

قرآن مجید کے حل کا گر ناظرین پچھلی اشاعت میں پڑھ چکے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب سے بعض امور دریافت کئے تھے۔ ان میں سے ایک کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ دوسرا سوال میرا یہ تھا کہ "کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی آئت کبھی پوچھی ہے اور اگر پوچھی ہے۔ تو کونسی؟"

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ میں نے قرآن مجید کی کوئی خاص آئت حضرت صاحب سے نہیں پوچھی۔ بلکہ ایک ایسا گر پوچھا ہے۔ جس سے قرآن مجید کی کوئی آئت بھی مشکل نہ رہے۔ میں ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ان ایام میں **فصل الخطاب** لکھ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ بعض اوقات مخالفین اسلام ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس کا تحقیقی جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ میرا خیال ہے۔ کہ یا تو ایسے اعتراضات کو چھوڑ دیا جاوے۔ اور یا ان کا الزامی جواب دے دیا جاوے۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ میں تو اس کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ جس چیز کو انسان کا ایمان خود نہیں مانتا۔ پھر وہ دوسروں سے منوانے کا کیا حق رکھتا ہے؟

فرمایا۔ حضرت صاحب کی اس بات نے مجھے یقین دلا دیا اور میرا ایمان بہت بڑھ گیا۔ کہ یہ شخص فی الواقعہ خدا تعالیٰ کا مامور اور مرسل ہے۔ کیونکہ اس کی فطرت اور اس کا ایمان ہی ایسا ہے۔ کہ جس کو یہ خود نہیں مانتا۔ دوسروں سے اس کو منوانا نہیں چاہتا۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اتنا بڑا دعوٰی یونہی کر دے۔ غرض مجھے حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک ایسا گر بتا دیتا ہوں کہ کوئی آئت آپ کے لئے مشکل ہی نہ رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو اعتراض آپ کے خیال میں نہائت مشکل ہو۔ یا جس **آئت** پر شرح صدر نہ ہو۔ اس کو موٹی قلم سے لکھکر ایسی جگہ لگا لو جہاں آتے جاتے تمہاری نظر ہر وقت پڑ سکے۔ چند روز کے اندر اللہ تعالیٰ اسی اعتراض کی حقیقت اور اس کا جواب سمجھا دیگا

حضرت اقدس کے اس گر کو میں صوفیانہ رنگ میں لے گیا اور میں نے یہ قرار دیا کہ سب سے بہتر جگہ جہاں انسان کی ہر وقت نظر پڑ سکے **وہ دل ہے**۔ پس میں نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ اگر کوئی ایسا موقعہ ہو۔ تو اسے ہر وقت دل میں زیر توجہ رکھنا چاہئے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ ایسا کرنے سے بڑے مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اور ظاہری طور پر اگر اپنی آمد و رفت کے عام منظر میں لکھکر لٹکا لیا جاوے۔ تو بھی ضرور مفید ہوتا ہے۔ پس اس ایک نکتہ سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی۔ کہ اگر کوئی دشمن اسلام **قرآن کریم** یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کوئی اعتراض کرے اور تم کو اس کا جواب نہ آتا ہو۔ تو ہم فوراً سکھا دینگے۔ اللہ تعالیٰ کی اس بشارت نے بہت سے موقعوں پر میری تائید فرمائی ہے۔ غرض میں نے حضرت صاحب سے یہ گر سیکھ لیا تھا اور اس کو سب کے واسطے مفید سمجھتا ہوں

قرآن کریم کے سمجھنے کا ایک اور میرا تجربہ کردہ نسخہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ **اول** قرآن مجید کو عمل کے لئے پڑھو۔ **دوم** جو آیات قرآن کریم میں مشکل معلوم ہوں۔ ان کو ایک کاپی پر لکھتے جاؤ۔ جب سارا قرآن ایک بار ختم ہو جاوے۔ پھر گھر والوں کو سناؤ۔ اس دوسرے دَور میں قرآن مجید کے ان مشکل مقامات میں سے جو تم نے نوٹ کئے ہوں بہت سے حل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے دَور میں بیرونی لوگوں کو شامل کر لو۔ اس مرتبہ اور بھی کم مقامات ہوں گے جو مشکل رہ جائیں گے۔ پھر عام طور پر سناؤ۔ تب خدا تعالیٰ ایسی مدد فرمائیگا۔ کہ مشکلات آسان ہو نگی۔

اعجازی نشانات میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا کبھی آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ کہ آپ حضرت صاحب سے کوئی **اعجازی نشان** دیکھیں یہ جُدا امر ہے۔ کہ آپ نے ایسی خواہش کی ہو یا نہ کی ہو مگر محض خواہش پیدا ہوئی ہو۔

اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ مجھے کبھی یاد نہیں کہ میرے دل میں کبھی اس امر کا خیال بھی پیدا ہوا ہو کہ حضرت صاحب اپنی صداقت میں کوئی نشان دکھائیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات ظاہر کیں اور ہم نے بہت سے خوارق مشاہدہ کئے۔ مگر وہ میری کسی ایسی خواہش کا نتیجہ نہیں۔ **عبدالحی** کے متعلق جو واقعہ ہے اس میں بھی میری کسی خواہش یا آرزو کو دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو ایک **آیۃ اللہ** کے رنگ میں پیدا کیا۔ آپ کو یاد رہے (ایڈیٹر الحکم کو خطاباً فرمایا) کہ آپ ایک امرتسری طبیب کا پیام لائے تھے کہ وہ اولاد نرینہ کے لئے مجھے طبی مشورہ دے۔ میں طبیب ہونے کی وجہ سے جانتا ہوں کہ ایسے امراض کا علاج ہو سکتا ہے لیکن آپ کو یاد رہے کہ میں نے آپ کو یہی جواب دیا تھا۔ کہ میں صرف اولاد نہیں چاہتا ہوں۔ سعادت مند اور صالح اولاد کا کوئی نسخہ ہو۔ تو جس قدر روپیہ بھی مانگو۔ دینے کو تیار ہوں۔

پس اولاد جیسے امر کے لئے میں نے حضرت صاحب سے کبھی نہیں کہا خدا تعالیٰ نے اپنی غریب نوازی سے میرے بچہ کو ایک **نشان** بنا دیا۔ تو میں نے کبھی خواہش نہیں کی کہ حضرت صاحب سے کوئی نشان دیکھوں۔ ہاں میں اس پر ہمیشہ ایمان رکھتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب سے جو وعدے کئے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت **خوارق** کے دکھانے کے لئے مؤید اور منصور ہوں گے اسی ایمان کی بنا پر ڈاکٹر **جگن ناتھ** کی دعوت کو قبول کر لیا تھا۔ میرے لئے نشانات کی اس واسطے ضرورت نہ تھی۔ کہ میں آپ کی سچائی کے لئے اسی قدر کافی سمجھتا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ **"میں خدا کی طرف سے مامور ہوں"**

اللہ تعالیٰ پر افترا کرنا آسان نہیں اور پھر یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص افترا کرے اور اس افترا کو لکھ کر شائع کرے۔ **قرآن مجید** میرے لئے رہنما تھا۔ پہلے مامورین و مرسلین کے واقعات میرے سامنے تھے پس خدا نے محض اپنے فضل سے مجھے مرزا صاحب کو ماننے کے لئے نشانات سے مستغنی کر دیا تھا۔

سب سے بڑی خواہش پھر میں نے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔ فرمایا مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ

قرآن مجید عملی طور پر کل دُنیا کا دستور العمل ہو۔

اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور قرآن مجید کی عملی اشاعت کے لئے کیسا جوش آپ کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک خواہش کا ہمیں ذریعہ بنائے۔ (آمین)

بلند ہمتی حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کی اولوالعزمی اور بلند ہمتی کے بہت سے نظائر ہیں۔ اور وہ آپ کی سیرۃ لکھنے والے کو تصریح سے لکھنے کی توفیق ملیگی۔ مجھے یہاں ایک مختصر سا واقعہ دینا ہے۔ آپ کے چھوٹے بچے **عبدالسلام** نے (جو بورڈنگ ہوس میں اپنے بھائی عبدالحی کے ساتھ رہتا ہے۔) ایک دن اپنے دو اُستادوں کے لئے دعا کی تحریک کی۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ ایک بچہ جو دعا کی فلاسفی اور حقیقت سے محض نا آشنا ہے۔ اس میں یہ ایمان پیدا ہونا کہ دعا بڑی عمدہ چیز ہے معمولی امر نہیں۔ تھوڑی دیر تک اس دعا کے بعد وہ اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ اور پھر یک دفعہ آیا اور

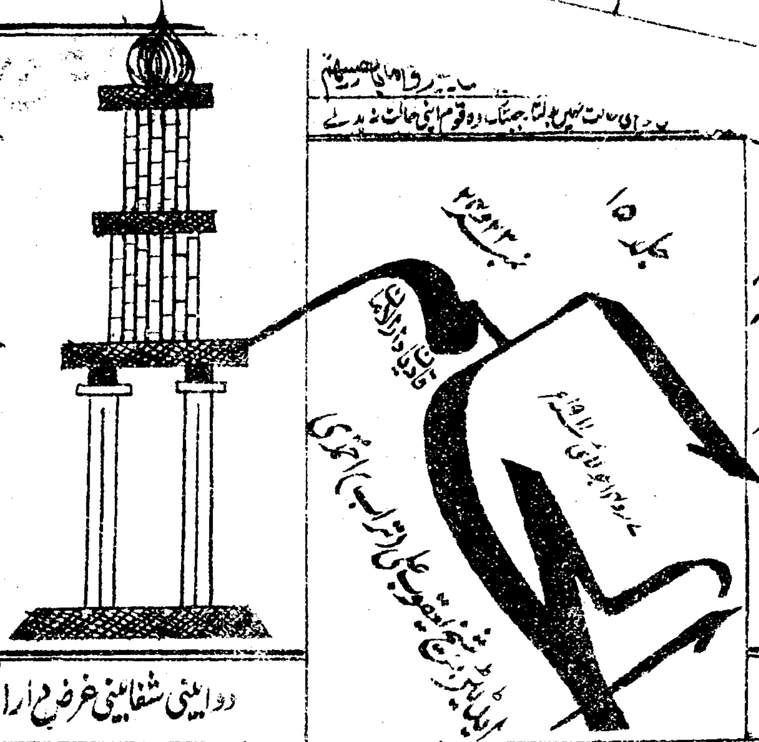

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی !

عوام سے	۵ر
خواص سے	عـ۱۰ر
ہندوستان سے باہر	۶ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف	۳ر ۱۲

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

چو گم با تو گر آئی چادر قادیاں بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے !

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ہر ایک ازمائش پر پایا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ ... ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ... تک پہنچ گئی ہے

... اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

... اور انہوں نے اپنی اور اپنے ... دواخانہ کو توجہ اللہ دی ہیں

نوٹ} جن پُر اثر اور مفید ادویہ ... وہ صرف اس دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے !

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھیئے:- منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

تار کا پتہ:- میڈیسنز دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

اس ہفتہ ہم چند عہدہ داران و شیبان کی آراء درج کرتے ہیں اور ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ بغور پڑھیں

مراسلات

اگر آپ نے پچھلے مضمون کو بغور ملاحظہ فرما لیا ہے تو آج سے ہم چند معززین کی تصدیق شروع کرتے ہیں آپ ملاحظہ فرمائیں

”زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو“

جناب حشمت اللہ خان صاحب کوتوالی شہر لاہور

تحریر فرماتے ہیں۔ جناب پنڈت صاحب بندگی۔ امرت دھارا اتنی قیمت پر دوبارہ میں نے آپکے کارخانہ سے منگائی تھی۔ اوقات میں خود و دوستوں عزیزوں کو سو ہضمی کے موقعہ پر کھلائی۔ بڑی زود ہضم اور سریع الاثر دوائی ہے ۔ والسلام۔

جناب سردار دیوان سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی

ڈسٹرکٹ جج ہوشیار پور تحریر فرماتے ہیں۔

امرت دھارا کو میں نے مندرجہ ذیل امراض پر آزمایا (۱) کان (۲) سر درد (۳) بچھو کا ڈنگ (۴) بھڑ کا ڈنگ (۵) درد گھٹنہ (۶) درد بازو (۷) درد دانت (۸) آنکھ (۹) پیٹ درد (۱۰) اندر سے پکا ہوا گلا (۱۱) آنکھ درد (۱۲) کان [illegible] (۱۳) ران [illegible] (۱۴) ضرب ہاتھ

میں یہاں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں نے بجز صرف امرت کی دھارا کے [illegible] اور دوائیاں آپکے اشتہار میں علیحدہ علیحدہ مرضوں کیلئے امرت کی دھارا کے ساتھ درج ہیں۔ ان کو میں نے کبھی نہیں برتا میرا تجربہ حسب ذیل ہے۔

کان کا درد۔ پہلی دفعہ ایک یا دو بوند ڈالی گئیں اور فی الفور آرام ہو گیا۔ ۲ روز متواتر آرام رہا پھر درد شروع ہو گیا ۲ یا ۳ بوند ڈالی گئیں بعد ازاں ۲ گھنٹہ کے آرام ہو گیا پھر درد نہیں ہوا یہ شکایت عرصہ سے تھی اور کان درد بہت ہی [illegible] تھا۔

سر درد کئی ایک دفعہ دونوں کنپٹیوں پر آزمایا گیا فی الفور آرام ہو گیا۔ امرت کی دھارا کی ایک یا دو بوند یا زیادہ دونوں کنپٹیوں پر ملی گئیں۔ جہاں سر درد ہوتا تھا ایک حالت میں آرام ہوتا ہوا معلوم ہوا۔ باقی حالات میں فی الفور آرام ہو گیا۔

بچھو کا کاٹنا۔ دس یا بارہ منٹ کے اندر آرام ہو گیا۔ بھڑ کا کاٹنا [illegible] دونوں پر تجربہ کیا گیا ہے امرت کی دھارا [illegible] لگائی گئی جہاں بچھو نے کاٹا تھا اور اس جگہ پر بھی کچھ لگائی جو بدن پر لگی ہوں۔

بھڑ کا کاٹنا۔ ایک موقعہ پر آزمایا گیا فی الفور آرام ہو گیا۔

درد گھٹنہ۔ دو حالتوں میں آزمایا گیا اور فی الفور آرام ہو گیا لیکن دوائی چند مرتبہ بار بار لگانی پڑی تاکہ پھر درد پیدا نہ ہو۔

درد بازو۔ ایک دو مرتبہ استعمال کی گئی فی الفور آرام ہو گیا۔

درد دانت۔ ایک حالت میں لگایا گیا آرام ہو گیا۔

درد دانت نکلنے کے بعد ہی آرام ہو گیا۔ دوائی کئی مرتبہ لگانی چاہئے تاکہ درد پھر پیدا نہ ہو۔

بخار۔ ایک دفعہ چند بوند امرت کی [illegible] دی گئیں جس سے آرام ہو گیا اور دوسری حالت میں جلدی ہی پسینہ آگیا۔

اندر سے پکا ہوا گلا۔ گلے کے ہر ایک طرف دو دفعہ دن میں لگائی جاتی ہے گلا جو پکا ہوا تھا تین دن میں بالکل آرام ہو گیا۔

آنکھ درد۔ دوائی آنکھ کے اندر نہیں ڈالی جاتی۔ بلکہ آنکھ کے نیچے ملی جاتی ہے اور آنکھ میں سے پانی نکلنا شروع ہو جاتا ہے اور آنکھ سرخ ہو کر آرام میں ہو جاتی ہے۔

سوئی یا مکھیوں سے کان پکنا۔ دوائی تیل کی طرح چوپڑی جاتی ہے اور صرف ایک ہی دن میں آرام ہو جاتا ہے۔

چنبل کا لگنا۔ دوائی اس سوجی ہوئی جگہ پر لگائی جاوے تو ایک ہی دن میں آرام ہو جاتا ہے۔

ضرب ہاتھ۔ یہ ضرب دروازہ میں ہاتھ کے پسنے سے آئی تھی اور امرت کی دھارا کے ملنے سے فی الفور آرام ہو گیا۔

پنڈت رام بھجدت صاحب وکیل چیف کورٹ

پنجاب مالک اخبار ہندوستان لاہور تحریر فرماتے ہیں۔

میں نے امرت دھارا کو زکام، بلغم، درد سر، وجع المفاصل اور درد اعصابی کیواسطے استعمال کیا اور میں نے اسکو بہت ہی پرتاثیر پایا ہے۔

پنڈت امرناتھ صاحب انسپکٹر پولیس ضلع بلیا

تحریر فرماتے ہیں۔ شریمان پنڈت جی مہاراج دام اقبالہ نمستے۔ خادم نے چند بار آپ کی ایجاد کردہ دوائی امرت کی دھارا منگوائی بہت مفید ثابت ہوئی ہے مثلاً درد دانت، کان درد، بخار، سر درد، زخم، پیٹ درد، خارش، آنکھ درد، کھانسی، دل متلانا وغیرہ امراض پر استعمال کیا۔ اثر فوری دکھلایا۔ واقعی اکسیر اور قابل قدر ہے۔ یہ ہمیشہ میرے ہمراہ رہتی ہے میں طفلان کو جب کبھی کوئی شکایت ہوتی ہے جھٹ امرت دھارا دیتا ہوں بس آرام۔ گویا شکایت ہی نہیں۔ قبل ازیں امرت دھارا کے جو واقعی امرت ہے اور معلوم ہم سے ناواقف تھے جب کبھی گھر میں کوئی بیمار ہوتا تھا طبیب صاحبان کی منت کرنی پڑتی تھی لیکن [illegible] حکیم صاحبان پیسے کے بغیر [illegible] تک کرتے [illegible] میں کثیر روپیہ صرف ہوتا تھا [illegible] طبیب ہونے پر بچوں کو بچانا بڑی مشکل کا سامنا پڑتا تھا مگر اب میں [illegible] کرتا ہوں کہ آپکی دوائی عیالداروں کے لیے [illegible] جہاں کوئی [illegible] مرض و درد [illegible] آپکو اس [illegible] اور محنت کا اجر دیوے [illegible] تنگ شدہ مریضان مختلف امراض کو [illegible]

امرت دھارا لاہور

اس ہفتہ ہم نے [illegible] [illegible] عطا کیا ہے [illegible]

[illegible] اسقدر ناچیز مراد ہوتا ہے اس کا بیان کرنا [illegible] آپکی دوا سے [illegible] ایک [illegible] دوا امرت کی دھارا [illegible] میں نے [illegible] لکھتا ہوں اور دل کھول کر پبلک کی اطلاع کے لئے [illegible] کرتا ہوں زیادہ کیا عرض کروں۔

آپ پھر دوسرے خط میں لکھتے ہیں۔

”مہاشے پنڈت جی مہاراج نمسکار۔ جو جو فوائد آپ کی ایجاد کردہ دوائی امرت کی دھارا سے ظہور میں آئے ان کا بیان کرنا ایک معمولی بات نہیں ہے ایک فقیر کی عزت میرے گھر نکلے اس امرت دھارا کے ایک ہی بار استعمال سے جو خوشی حاصل ہوئی میں نہیں کہہ سکتا جس گاؤں میں میں رہتا ہوں وہاں پر بہت لوگ ایک قسم کا [illegible] ہیں کھا کر بیہوش ہو گئے گویا کہ بوتل شراب کا نشہ [illegible] [illegible] سب کے پاس [illegible] جو اس کے بیل [illegible] بیہوش پڑے تھے چونکہ زیادہ کھا گئے تھے ان کی حالت بالکل ابتر تھی۔ چونکہ مہاتما اور نیک تھے [illegible] امرت کی دھارا کی [illegible] گھی میں ڈال کر پلایا اور روئی پر ڈال کر سونگھایا اور ناک کے اندر ٹپکایا۔ سچ کہتا ہوں پنڈت جی دوائی [illegible] کے [illegible] نشہ [illegible] غرض [illegible] مہاتما اپنی زبان سے [illegible] اور گفتگو کا جواب [illegible] کیا [illegible] تندرست ہو گیا پروردگار آپکو اس کا اجر دیوے۔

بابو رام پرشاد صاحب اسسٹنٹ سرجن [illegible] وکٹوریہ

تحریر فرماتے ہیں۔ ایک شیشی امرت کی دھارا المعروف [illegible] لالہ دیوی دیال صاحب [illegible] سے عرصہ ایک [illegible] ہفتے کے اندر تقسیم ہو کر ختم ہو چکی اب میرے پاس بالکل نہیں اور یہاں پر کوئی شفا خانہ نہیں ہے اور اس امرت کی دھارا کے زود اثر ثابت ہونے کی وجہ سے لوگ [illegible] کے [illegible] آتے ہیں کیونکہ میں ہر ایک قسم کی دوا اپنے پاس سے [illegible] مفت تقسیم کرتا ہوں۔ امرت کی دھارا [illegible] از بس جلد [illegible] جادو کا سا اثر دکھایا۔

لالہ [illegible] صاحب [illegible] امرت [illegible]

تحریر فرماتے ہیں [illegible] پبلک [illegible] نسخہ میں نہایت خوشی سے [illegible] تصدیق کرتا ہوں [illegible] [illegible] دوائی امرت دھارا [illegible] اسلئے اور اس [illegible] واسطے دوائی [illegible] مرض کیواسطے [illegible] اور اپنے دیگر دوستوں میں استعمال کیا مجرب پایا ہر ایک [illegible] ہر وقت گھر میں موجود رکھنی چاہئے [illegible] درد سر، درد پیٹ، درد کان [illegible] کیلئے [illegible] جلد اثر کرنے والی [illegible] امید ہے کہ [illegible] ہماری اس [illegible] دوائی سے [illegible] آپ [illegible] اپنے [illegible] کریں اور [illegible] حاصل کریں۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمائش پر وہ اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی اور پورے اجزا سے

دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں واجبی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی طبیہ وشفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجربات دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ: بعض پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت خاص حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات مفت!

خط کا پتہ! بالکل یہی الفاظ لکھئے **مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ **میڈی سنز**

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

پرسوں کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان سمجھا جاتا تھا، آج ان شعلوں کی ٹھیٹے والونکے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپیہ کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین سال کی تجارتی آمدنی [illegible] روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکتی، تعداد کثرت بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک عجائبات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں طاقت بھرا ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والا کر سکتا ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ عجائب گھر [illegible] میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ہند [illegible] خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک ڈالکر ہڈیوں کے گودے [illegible] کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جلاتی ہے [illegible] ہر ایک انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر [illegible] تو بھی [illegible] جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور [illegible] استعمال [illegible] دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ [illegible] روپے روح حیات کی [illegible] کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی [illegible] زندگی کیلئے [illegible] دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں انکے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو [illegible] میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراضات جو کثرت نواخشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف اعصاب جریان سرعت رقت ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بیرونقی اور زردی چہرہ کے لئے اکسیر ہے تمام مقوی دوائوں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب [illegible] بنانا اسی کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے اس کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی [illegible] سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن [illegible] ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معجزانہ طاقت بحال کرتا ہے بالکل [illegible] مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی چار روپیہ چار آنہ (۴/۴) یہ ہر دو دوائیں **حکیم محمد شریف** آئی ڈاکر کیمیا گر [illegible] پرائیویٹ شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

معاوضہ بالمقابل نیکیوں کے انکی عیوبات ایسی انسان کی معاندانہ مذہب نہ کیجائے اور اُسے دائرہ انسانیت سے نہ نکالدیا جائے۔ اور سب سے اول اسکی نیکیوں کی قدر کی جائے تاکہ اسے خود بخود ہی بدیوں کے دور کرنیکا خیال پیدا ہو۔

یہ دستور ایک تکلیف دہ دستور ہے کہ بعض وقت لوگ ایک شخص کی نیکیوں کو الگ رکھکر صرف اسکی کمزوریوں اور بدیوں کے ہی محاسب ہوتے ہیں۔ ایک شخص سخی اور ایثار کرنیوالا ہے لیکن بدقسمتی سے ساتھ ہی فضول خرچ بھی ہے۔ لوگ اسکی نیکیوں کو بالائے طاق رکھکر اسکی فضول خرچی کا نوٹس لیتے ہیں اور انکی سخاوت اور ایثار وفاداری جیسی اعلٰے خصلتیں سب کی سب فراموش کر دی جاتی ہیں۔ ایک شخص متدین اور اہل انصاف میں کامل ہے۔ لیکن بدقسمتی سے شرابخوار بھی ہے۔ بعض وقت شراب خواری کی وجہ سے اس کا تدین اور انصاف پسندی معرض خطر میں آ جاتی ہے۔ اور لوگ اسکی قدر نہیں کرتے یہ وہ اصول اختیار کیا جاتا ہے۔ جو اس اصول کے صریح خلاف ہے کہ

"وہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں"

لازم تو یہ تھا کہ ہم نیکیوں کے ہوتے ان عیوب کی پردہ پوشی کرتے۔ اور نیکی کرنے کے واسطے اپنی صداقت پسندی اور قرار واقعی انتخاب سے اوس شخص کا اور بھی حوصلہ بڑھاتے اس تکلیف دہ اصول کی پابندی سے لوگ روشنی سے مونہہ موڑکر ظلمت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ روشنی کی قیمت اور وسعت کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ظلمتیں گھنی ہوتی جاتی ہیں۔ لازم یہ تھا کہ ہم روشنی سے فائدہ اٹھاتے اور ظلمت سے مونہہ موڑتے۔ جب روشنی اور نیکی کی فی الواقع قیمت زیادہ ہے اور ظلمت اور بدی کی بہ درجہا کم۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان سب سے اول کسی دوسرے انسان کی برائیوں اور کمزوریوں پر ہی نظر کرے اور انہی کا جائزہ لے بیشک اخلاقی رنگ میں کمزوریوں اور بدعمل کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے لیکن نہ اس نہج سے کہ نیکیوں کو فراموش اور نظر انداز ہی کر دیا جائے سب سے اول نیکیوں کی عزت کی جاوے اور اس کے بعد اخلاقی رنگ میں بنظر اصلاح بدیوں پر نوٹس لیا جائے۔

اگر واقعی ایک دوسرے شخص کی ذات میں چند نیکیاں پائی جاتی ہیں اور وہ نیکیاں تمدنی رنگ میں مفید ہیں۔ تو اسکی بعض برائیاں اس قابل ہیں کہ انہیں ان چند نیکیوں کی وجہ سے نظرانداز کیا جائے یہ مطلب نہیں کہ اُن بدیوں کو نیکیاں سمجھا جائے بلکہ یہ کہ نیکیوں کو اُن کا معاوضہ سمجھا جائے۔

یہ بڑا نقص ہے کہ سب سے اول لوگ بدیوں کی تلاش اور چھان بین کرتے ہیں۔ جب کسی شخص کی ذات میں کوئی برائی پاتے ہیں۔ تو اُس کی ساری خوبیوں اور نیکیوں کا بیرحمی سے خون کر دیتے ہیں۔ جب کبھی اس کی بابت تذکرہ ہوتا ہے۔ تو اس کی برائیاں اور کمزوریاں ہی گنوائی جاتی ہیں۔ خوبیوں کا نام بھی نہیں لیتے جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ بدیاں نیکیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ حالانکہ قرآنی فلسفہ کے یہ بات خلاف ہے۔ قرآنی فلسفہ ہمیشہ نیکی اور اچھائی کی قیمت اور وسعت زیادہ رکھتا ہے۔ اور برائی کی کم۔ ایک پرانی ضرب المثل ہے

"دہ دنیا ستر آخر"

یہ خوبی اور نیکی کے واسطے ہی قیاس کیا گیا ہے بدی کے واسطے نہیں ہے۔

مسلمانوں میں اس قرآنی فلسفہ پر عمل نہ ہونے ہی کی وجہ سے کفر اور ارتداد کے فتووں کا موجودہ زمانہ میں روز بروز زور ہوتا جاتا ہے جن پر کفر کا فتوےٰ دیا جاتا ہے۔ ان کی خوبیوں عمدگیوں اور نیکیوں کو تو بھلا دیا جاتا ہے لیکن اُن کی بعض اضطراری یا فریب دہ غلطیاں شمار میں لائی جاتی ہیں۔ اور یہی نقص مسلمانوں کی موجودہ بدحالی دنیا میں بھی پایا جاتا ہے مسلمانوں میں بجائے علمی رنگ کے خواہ مخواہ کی نکتہ چینی کی گرم بازاری ہے ایک دوسرے سے خلوص مفقود اور محبت و حسن ظن گم۔ یہ کس غلطی کا اثر اور نتیجہ ہے اسی کا کہ مسلمانوں نے ایک اخلاقی اور قرآنی فلسفہ سے انحراف کیا اور اس مفہوم عالیہ سے دل بدل انداز

دور ہوتے گئے۔ ظن السوء بیما خیرا کے دلیں گناہ نویسی اور شمار بدی وغیرہ ہو گیا۔ خوبیاں نیکیاں جامعہ بیاں بالا سرے باغباں کی دیکھنا بدقسمتی پھول کے بدلے خار آیا ملا نہیں
سلطان احمد - جالندھر پنجاب (رئیس)

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری الفیروں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اسمیں بھی کچھ دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال کر امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتی ہے اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ مارہی کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عسر

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ وہ اسکو پائیں قیمت ہر مانند عام

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانیوالا
قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا مسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴ر

مشتہر
حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ
باب گڑھ ضلع دہلی

ارے دوڑو ! ! ! جلدی دوڑو

جیبے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے۔ اس کے گھر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے۔ اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں۔ اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی لیکر

گھر میں ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی چار آنہ (۴؍) محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵؍

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کا رنگ بھی شل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتوں کی مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی دل کا ڈوبنا تشنجا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں گھر کے بچوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں قیمت فی شیشی ۸؍ محصولڈاک ۵؍ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت ملتی ہے منگا کر ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ ۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ۔

محب اطفال مرا نام اسکاٹس املشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے۔ اس نے ان کے بچوں کو تندرست کیا ہے اور ایسا خوش ذایقہ ہے کہ بچے نہیں سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے فروخت پاس نشان ماہی گیر جو املشن کے طریقہ شافت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت چار آنہ ہے ہر ایک گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہیے

(۱) اکسیر نمبر۱	واقعہ مرض ہیضہ	قیمت فی شیشی	۴؍ آنہ
(۲) اکسیر نمبر۲	واقعہ مرض پیچش	قیمت فی شیشی	۴؍ آنہ
(۳) اکسیر نمبر۲	واقعہ پیٹ درد	قیمت فی شیشی	۴؍ آنہ
(۴) اکسیر نمبر۳	برائے جلاب	قیمت فی شیشی	۴؍ آنہ
(۵) اکسیر نمبر۸	واقعہ کھانسی	قیمت فی شیشی	۴؍ آنہ
(۶) اکسیر نمبر۱۱	آنکھوں کیلئے نہایت ٹھنڈا سرمہ ...	قیمت فی شیشی	۴؍ آنہ
(۷) اکسیر نمبر۱۵	گولیاں دافع بخار	قیمت فی شیشی	۴؍ آنہ
(۸) اکسیر نمبر۱۳	واقعہ داڑھ درد	قیمت فی شیشی	۴؍ آنہ

[illegible]

[illegible]

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آیورویدک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس کے مطالعہ کے لئے ادشد بالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں۔

ملنے کا پتہ

کویراج کاشی رام وید کوی رتن لنگے منڈی لاہور

غیر احمدی مسلمان تھے۔ اور ان لیکچروں میں آنے والے لوگوں کی تعداد سینکڑوں تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ہزاروں آدمی انہیں شامل ہوتے رہے۔ اور حاضرین میں معمولی اور ناخواندہ لوگ نہ تھے۔ بلکہ وہ جو شہر کی ناک اور تعلیم یافتہ طبقہ میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے ان لیکچروں کے سننے والے تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ ہی کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے۔ مثلاً ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ ایک خونی مسیح اور مہدی آخری زمانہ میں آئیگا۔ جو تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلائیگا۔ اس کے مقابلہ میں احمدی تحریک کا یہ مذہب ہے۔ کہ ایسا کوئی مہدی اور مسیح آنیوالا نہیں تھا۔ بلکہ اسی امت کے ایک کامل فرد کے آنے کی پیشگوئی تھی۔ جو پوری ہو گئی۔ اب آیندہ کسی مہدی اور مسیح کا انتظار نہیں۔ مسیح اور مہدی آچکا۔ اور اسکا کام اسلام کے حقایق اور روحانی برکات کے ذریعہ تبلیغ کرنا۔ اور اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں کامل اور ترقی دین ثابت کرنا تھا۔

ایسا ہی ہمارے مخالف کہتے ہیں۔ کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ مر گیا۔ اور دوسرے راستبازوں کی طرح اٹھایا گیا۔ مگر باوجود اسی اختلاف کے راولپنڈی اور کوہاٹ جیسے شہروں میں خواجہ صاحب کے لیکچروں کو ہندوستان پبلک نے نہایت توجہ اور عزت سے سنا۔ اور پاینیر جیسے معزز اور نیم سرکاری اخبار کے نامہ نگار نے اس لیکچر کو پسند کیا اور اسپر خوشنودی کا اظہار کیا۔ ایسی حالت میں میں صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لودیانہ کے اس حکم کے صدور کا باعث صرف اس رپورٹ کو یقین کرتا ہوں جو سررشتہ پولیس لودیانہ نے کی۔

اس لئے میں نہایت ادب سے اسی راز کو کھولنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ دراصل لودیانہ پولیس میں قاضی فضل احمد صاحب انسپکٹر ایک ایسے شخص ہیں جنکو سلسلہ احمدیہ سے سخت دشمنی اور عناد ہے اور یہ عناد اس درجہ تک ہے کہ اونہوں نے سلسلہ کی مخالفت میں ایک خاص کتاب کلمہ فضل رحمانی لکھی۔ اسی مخالفت کے جوش میں اگر خواجہ صاحب کے لیکچر سے کسی قسم کے نقض امن کا اندیشہ انہیں نظر آئے۔ تو ناممکن نہیں۔ مگر قابل غور سوال یہ ہے کہ لودیانہ میں حضرت مرزا صاحب مغفور بانی سلسلہ کا مباحثہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی سے ہوا اور اس وقت ہوا جبکہ احمدی تحریک کا آغاز تھا۔ اور خود لودیانہ میں وہ لوگ موجود تھے۔ جنہوں نے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ مگر اس حالت میں بھی کسی قسم کا نقض امن نہوا بلکہ اسوقت صاحب ڈپٹی کمشنر لودیانہ نے اپنے خاص مراسلہ کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب کو لودیانہ میں قیام لودیانہ کے متعلق شرح صدر سے تحریر فرمایا پھر اب جبکہ زمانہ قریباً انیس برس آگے نکل گیا ہے۔ اور وہ تفرقہ کم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں نقض امن کا اندیشہ وہم سے زیادہ وقعت دینے کے قابل نہیں جب تک قاضی فضل احمد صاحب لودیانہ میں ہیں۔ ممکن ہے انکی رائے میں نقض امن ہو سکے سوا پنجاب کے سرحدی شہروں تک میں تو یہ لیکچر امن سے ہوئے

ان تمام امور کے علاوہ دو باتیں اور قابل غور ہیں اول یہ کہ لیکچر کا مضمون کیا ہے۔ جو خواجہ صاحب کے لیکچر کا مضمون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہوتا یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات یا قرآن کریم کی اس زمانہ میں کیا ضرورت ہے۔

میں نہیں سمجھ سکتا اور نہ کوئی اور خیال کر سکتا ہے کہ یہ مضمون نقض امن کا موجب ہیں۔ دوم نقض امن کرنے والوں کو بلایا کس نے ہے ایک شخص گورنمنٹ انگلشیہ کی عطا کردہ آزادی سے کام لیکر اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔ اور اسپر کہا جاتا ہے کہ اس سے نقض امن ہوگا۔ یہ فلسفہ گورنمنٹ انگلشیہ کے اصول قانون کے ساتھ میں نہیں سمجھتا کیونکہ ٹھہر سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص نقض امن کرنے والا ہوتا تو اسکو روکنا پولیس کا کام ہے۔ ہم لودیانہ پولیس کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ دوسرے شہروں کے تجربہ سے فائدہ اٹھائے اور ایسا ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ کی انصاف پسند طبیعت سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اس حکم کی نظر ثانی واقعات بالا کو مدنظر رکھکر فرمادیں گے اور لاکھوں روپیوں کی ایک وفادار جماعت کی دلشکنی روا نہ رکھیں گے

ہم خود برٹش لا کا احترام کرتے ہیں۔ اور تاج برطانیہ کے تمام قوانین کی پابندی اپنا فرض سمجھتے ہیں یہ امور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے نا کس ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن ہاں ہم اس جائز حق سے کسی صورت میں محروم کئے جانے کے سزاوار نہیں۔ جو لودیانہ کے پبلک لیکچر کے متعلق روا رکھا گیا ہے۔ احمدی قوم بالکل یقین رکھتی ہے۔ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر لودیانہ نے اپنے حکم کے نفاذ میں پارٹی فیلنگ سے متاثر ہوکر کام نہیں کیا بلکہ ان واقعات کی بنا پر وہ ایسا حکم دینے پر مجبور رہتے جو انکے سامنے رکھے گئے مگر ہم ان واقعات کو صحیح تسلیم کرنے کو طیار نہیں۔ کیونکہ گذشتہ پچیس سال کا تجربہ اور خاص خواجہ صاحب کے لیکچروں کے متعلق گذشتہ دو سال کا تجربہ بتا رہا ہے کہ جو شبہ لودیانہ میں کیا گیا وہ محض غلط ہے۔ لودیانہ کی فاحشہ عورتوں کو شہر بدر کرنے میں جس اخلاقی سپرٹ کا وہاں کے صاحب ضلع نے اظہار کیا ہے۔ وہ ہمیں امید دلاتی ہے۔ کہ اس حکم پر نظر ثانی کرنے میں انہیں تامل نہیں ہوگا۔ اور اس حکم کو مسترد کرنے میں فیاضی سے کام لیں گے۔

اشتہار ایجنسی قادیاں

(گورداسپور پنجاب)

سوداگروں کے لئے اپنے اشتہار تقسیم کرنے کا کم خرچ اور بے نظیر ذریعہ مفصل قواعد درخواست پر ارسال ہونگے۔

ایڈیٹروں کو فہمائش

ہندو مسلمان

مشترکہ مجدد بہار اور جن کے ایڈیٹروں کو لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بلا کر فہمائش کی کہ وہ ہندو مسلمانوں کے دل دکھانے والی تحریروں سے آیندہ احتراز کریں۔ پچھلے دنوں میں نے المجدد کی ایک تحریر پر اظہار بیزاری کیا تھا۔ اور مسلمانوں کو بھی آگاہ کیا تھا۔ کہ وہ اس قسم کی تحریروں سے اگر اظہار نفرت کریں تو ایسا لٹریچر ملک میں اشاعت نہیں پا سکتا۔ ارجن نے اس فہمائش کو اپنی دانش کا نتیجہ قرار دیا۔ اور اسے اپنی کامیابی بتایا ہے۔ مجھے اس سے کچھ بحث نہیں جن ناپاک لٹریچر کو اپنے پہاسے یا وہ عداتوں میں چھاپا جا رہا ہے۔ مگر اسی مضمون میں اس نے ایک اور حملہ کیا ہے۔ کہ قادیان اور دہلی کے بعض پرچے اس قابل ہیں۔ جو انپر گورنمنٹ نظر عتاب ڈالنے پر مجبور ہوگی۔ ارجن کی اس دل آزار تحریر کا جواب وقت دیگا۔ اور ایسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ ؎

گر ہما از جہان شود معدوم
کس نیاید بزیر سایہ بوم

قادیان کے اخبارات کا لب و لہجہ ہمیشہ سلامتی اور امن کا لہجہ ہے اور ہندو و مسلمانوں کے تعلقات کو خوشگوار بنانے میں قادیان کے اخبارات خصوصاً الحکم نے حصہ لیا ہے۔ وہ اس کے قایل نہ ہائیں گے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آریہ سماج کے اس لٹریچر نے جو مختلف مذاہب کے بادیوں کے خلاف اس نے شائع کیا ہے۔ اور خصوصاً اسلام کے خلاف دل آزار حملے کر کے مسلمانوں کو بھڑکایا ہے۔ اسکا جواب دینے میں کبھی ہم نے پہلو تہی نہیں کیا۔ اور قانونی حدود کے اندر رہ کر اپنے جایز حقوق سے جو گورنمنٹ نے ہمیں عطا کئے ہیں۔ فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر ارجن کا یہ منشا ہے کہ وہ دل کھول کر گالیاں دے اور اسکا جواب نہ دیا جاوے تو یہ نہیں ہوسکے گا۔ آسمان پر مت تھوکو تاکہ تمہارا منہ آلودہ نہو ہم ملک میں صلح اور امن کی تعلیم کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ اور آشتی اور دوستی کے قانون کا نفاذ چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ اسلام سلامتی ہی کو چاہتا ہے اور صلح عالم اس کا مقصد اعظم ہے پھر ہمارا سلسلہ خصوصیت سے جمالی رنگ لیکر قائم ہوا ہے۔ ہمارے امام نے آخری وقت دنیا کو پیغام صلح دیا ہے۔

بہر حال ارجن کی اس رخنہ اندازی کی قادیانی پرچے پروا نہیں کرتے انکا ماٹو ہے ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

نیکیاں اور بدیاں

ان الحسنات یذھبن السیئات

؎

نیکیوں سے دور ہو جاتی ہیں بدیاں اسطرح
دور ہو جاتی ہے ظلمت روشنی سے جسطرح

قرآن مجید کی اس مقدس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یا یہ کہ جب انسان نیکی کرتا ہے۔ تو بدیاں خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔

قرآن مجید کا یہ فلسفہ چنداں یا مزید استدلال کا محتاج نہیں ہے کیونکہ ایک صاف بات ہے جب کوئی فرد بشر یا کوئی انسان نیکیوں کا عادی ہوتا جاتا ہے تو بدیاں خود بخود دبتی چلی جاتی ہیں۔ اور نیکی کی روشنی میں انسان اس مرحلہ پر آ جاتا ہے کہ نیکی اور بدی میں کتنا فرق ہے اور دنیا میں نیکی کس شوخ کی عملی رنگ میں واقعی ضرورت ہے۔ اور یہ کہ نیکی کی طاقت زیادہ ہے یا بدی کی؟ بیشک! معترض یہ کہ سکتا ہے کہ جیسے نیکیاں بدیاں دور کر دیتی ہیں ایسے ہی بدیوں سے بھی بعض اوقات نیکیاں کمزور اور دور ہو جاتی ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نیک اور شریف انسان جب کبھی رفتہ رفتہ نیکیوں کے مقابلہ میں بدیوں کا عادی ہوتا جاتا ہے تو نیکیاں خود بخود کمزور پڑتی جاتی ہیں یہاں تک کہ نیکی کی حس ہی ماری جاتی ہے۔

یہ بات یا یہ صورت ثابت کرتی ہے کہ نیکیوں میں بمقابلہ بدیوں کے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ بدیاں نیکیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ تو کیوں استحالہ لازم نہیں آسکتا ہے اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ نیکی کی قیمت بدی سے زیادہ ہے۔

ہم اوپر کی عملی صورتوں سے انکار نہیں کریں گے۔ لیکن یہ ضرور کہینگے۔ کہ نیکی اور بدی کی قیمت اور وسعت یا طاقت ایک نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ جس طاقت سے نیکی بدی کا ازالہ کر سکتی ہے اُسی حیثیت سے بدی نیکی کا ازالہ نہیں کرتی ہے۔ میری اپنی رائے یہ ہے۔

جس طرح نور ضیا اور روشنی ایک حقیقی ہستی ہے۔ اور ظلمت ایک عارضی سلسلہ ہے۔ اسی طرح نیکی فطرتی ہے اور بدی عارضی یا کسبی ہے جب روشنی کا سامان ہوتا ہے۔ تو ظلمت بالکل دور ہو جاتی ہے بلکہ تاوقتیکہ روشنی یا نور باقی ہے ظلمت کا وجود کچھ نہیں دیتا۔ خلاف اسکے ظلمت اُسی وقت اپنا سایہ ڈالتی ہے جب روشنی نہ ہو۔

چونکہ نیکی یا نیکی کا خیال فطرتی ہوتا ہے۔ اور بدی عارضی یا کسبی۔ اسواسطے نیکی کی قیمت اور وسعت بہرحال زیادہ اور مستقل ماننی پڑیگی۔ دنیا میں جو کچھ موجود ہے یا جو کچھ یہ چیز ہستی آ چکا ہے۔ وہ سب صدق اور راستی پر ہے جھوٹ اور کذب نہیں ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ نیکیوں کیساتھ ساتھ کسی نہ کسی حد تک بدیاں بھی پائی جاتی رہیں۔ یا ان کا بھی نشو و نما ہوتا رہے لیکن جب ایک ہی وقت میں ظلمت اور روشنی کا سامان ہو تو انسان کی توجہ روشنی ہی کی طرف ہوتی ہے۔ اور اُسی پر نظریں پڑتی ہیں کیونکہ انسان طبعاً روشنی ہی کا خواہاں اور دلدادہ ہے کبھی کبھی انسان جو ظلمت پسند کرتا ہے تو وہ عمل اُس کا محض کسی فریب دہ صورت کی وجہ سے ہوتا ہے اور محض کسی فریب دہ صورت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور محض عارضی نہ کہ حقیقۃً اور مستقل اسی اصول پر قرآن کی تمدنی رنگ میں یہ تعلیم ہے۔ کہ ہمیشہ دوسرے انسان کی اچھائیوں اور نیکیوں پر توجہ اور نظر ہونی چاہئے۔ جب ایک انسان میں کچھ نیکیاں اور ساتھ ہی کچھ بدیاں بھی پائی تو ہمارا فرض ہے کہ ہم سب سے اول نیکیوں کا جایزہ لیں اور ان چند نیکیوں کے ہوتے بعض بدیوں کا خیال کر کے اُس شخص سے نفرت نہ کریں بلکہ اس اصول پر عمل کریں کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ میرے رائے میں تمدنی اغراض اور سوشل مصالح کے واسطے جہاں یہ کہا گیا ہے کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اسکا یہ بھی مفہوم ہے۔ کہ جب ایک انسان کی ذات میں چند نیکیاں پائی جائیں تو اسکی بدیاں نظر انداز ہونے یا کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ خدانخواستہ انہیں جائز یا درست مانا جائے بلکہ یہ کہ انہیں بمصداق مان کر

یقین کرتے ہیں۔ تو محض اس وجہ سے کہ وہ ہماری مخالفت کرتا ہے۔ اس کے ہر دشمن کی تحریر کو ہم چھاپ کر اس کی ہنسی اڑائیں اس سے بڑھ کر دنائت اور نفسانیت کیا ہوگی؟ شیعی عقاید جن کی ممت کے لئے ممتاز الافاضل ثناء اللہ کو چیلنج کرتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ نہایت بودے اور کمزور ہیں۔ اور احمدیت نے یا اسلام نے ہمیں ہرگز نہیں سکھایا کہ الحب للہ والبغض للہ کے خلاف کریں۔ میں ممتاز الافاضل کی تحریر کو اسی بنا پر چھاپنا بک سری اور خلاف اخلاص سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ خلافت راشدہ حقہ جبطرح پر واقع ہوئی امر واقعہ ہو چکی ہے۔ اس کے خلاف ہاتھ پاؤں مارنا فضول اور بیہودہ امر ہے۔ اور اس وقت مسلمانوں کو ویسی بحثوں کی حاجت بھی نہیں۔ اب تو وقت ہے۔۔

اظہار اسلام کا قرآن مجید کے حقایق کی اشاعت کا۔ نہ پچھلی خلافتوں کے جھگڑوں کا تلک امۃ قد خلت لہا ما اکتسب پر عمل کرو۔

امرتسری منکر اور الحکم

میں نے عرصہ سے

امرتسری منکر کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے اسکی وجہ یہ نہیں۔ کہ وہ کچھ وزن اور وقعت کے قابل ہوتی ہیں۔ ہنیں۔ بلکہ اس لئے کہ انہیں ہزل اور شہرا کے سوا معقولیت کو دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اب جبکہ اسنے متواتر ایک دو مرتبہ مجھے مخاطب کیا ہے۔ تو ضروری ہوں کہ اس کی بات کا جواب دوں۔

معزز ہم عصر بدر نے کبھی شائع کیا تہا۔ کہ اللہ تعالے نے ہماری جماعت کو حقایق اسلام بیان کرنے میں ممتاز کیا ہے اور اگر ہمارے مخالف چاہیں۔ تو اسکا مقابلہ سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے مضمون کا ایسا ہی مفہوم تھا۔ اسپر امرتسری منکر اور اس کے رفیق سیالکوٹی نے مقابلہ کا اعلان کیا بدر نے نہیں معلوم کیوں انکی اس دعوت کی پرواہ نہ کی۔ اس پر اہلحدیث نے اپنے بازاری لٹریچر میں مکر ڈینگ مارتے ہوئے مجھے مخاطب کر کے لکھا کیا الحکم اسپر کچھ لکھیگا کیوں؟ سے

یکے دزد باشد دگر پردہ دار

اس مصرعہ کے متعلق جو قانونی حقوق مجھے حاصل ہیں۔ ان کو تو میں ضرورتاً محفوظ رکھتا ہوں۔ اب پہر ۱۳ رجون کے اہلحدیث میں امرتسری منکر اسی فقرہ کو دوہراتا ہے۔ یہ سوتو نہیں کہ میں اس گفتگو کو جو دفتر اہلحدیث میں ہوئی یہاں درج کروں۔ ہاں میں نے بے شک یہ کہا تھا کہ آپ کے مطالبہ کا جواب انہیں دینا چاہئے اور نہ دینے کے وجوہات بھی وہی بتا سکتے ہیں۔ مگر امرتسری منکر اس مقابلہ کے لئے سخت حریص معلوم ہوتا ہے میں اب بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ معزز بدر نے کس بنا پر اس اعلان کو شایع کیا۔ اور کیوں انکی دعوت کو انہوں نے مسترد کر دیا۔ مگر میں بجائے خود جو کچھ اس مقدمہ میں اپنی رائے رکہتا ہوں اس کا اظہار نصح دینی کے خیال سے کئے دیتا ہوں۔

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اللہ تعالے نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حقایق قرآن مجید اور دلایل حقیقت اسلام کے بیان میں ایک اعجازی قوت دی ہے اور امتیوں کی زبان پر اس نے معارف کے چشمے جاری کئے ہیں۔ اس سلسلہ کے پیشوا اور امام مغفور نے جو کتابیں تائید اسلام اور حقیقت اسلام میں لکھی ہیں۔ وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ پہر اس کے موجودہ امام کو جو قوت اور اعجازی بیان حقایق قرآن کے لئے اللہ تعالے نے دیا ہے اسے دشمنوں تک نے تسلیم کیا ہے۔ اور جنہوں نے اس کی تفسیر قرآن کو سنا اس نے کہا کہ یہ حقیقت قرآن کی اب معلوم ہوئی اس پر نور الدین۔ تصدیق فصل الخطاب شاہد عدل ہیں۔

یہ تو امام اور مسلم ثبوت بزرگ ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور تائید اور روح القدس کے وسیلہ سے حقایق کا چشمہ جاری کیا۔ میرے جیسے ایک محض بے علم آدمی نے حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت سے تفسیر القرآن میں سورۃ بقر کی تفسیر اور ترجمۃ القرآن کے رنگ میں پانچ پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹوں کے شائع کیا۔ اس تفسیر کو غیر احمدی حلقوں اور یورپ کے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں نے بیحد پسند کیا۔ اور ایک مسلمان مجسٹریٹ کہ صرف وہی تفسیر تا وہاں لائی۔ یہ امور میں نے محض تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کئے ہیں۔ پس اگر امرتسری منکر اور اس کے رفیق سیالکوٹی کو کوئی مقابلہ کرنا ہی تہا۔ تو اس سے کرتے۔ مگر وہ کہیں گے کہ دعوت تقریر میں ہے۔ بہت اچھا یہ مقابلہ بھی ہو چکا اور اب کیوں اس کا رونا رویا جاتا ہے۔ پنجاب کے بڑے شہروں میں غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے جو جلسے ہوئے ہیں۔ انہیں احمدی قوت بیان کا اندازہ ہو چکا ہے۔ اور خصوصاً سیالکوٹ میں تو ایک ہی مضمون پر بھی طبع آزمائی ہو چکی۔ امرتسری منکر کے سیالکوٹی رفیق نے سیرت نبی کریمؐ پر لیکچر دیا اور وہیں میرے مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی سیرت نبی کریمؐ پر لیکچر دیا اس کے متعلق امرتسری منکر وہاں کے ذی فہم مسلمانوں سے پوچھ لے اگر اسے شبہ ہے کہ قوت و فصاحت بیان کے علاوہ تقسیم مضمون ترتیب اور پھر سیرۃ کا فلسفہ اور نبی کریمؐ کی سیرۃ کا آئینہ کون پیش کر سکا سیالکوٹی رفیق یا خواجہ صاحب۔ پھر جالندھر میں خود امرتسری منکر کو ہی موقعہ مل گیا۔ وہاں بھی خواجہ صاحب کا لیکچر ہوا۔ اور جو قبولیت اور عزت ہوئی۔ وہ امرتسری منکر کو بھی معلوم ہے۔ اور جب وہ خود وہاں لیکچر دینے کے لئے گیا۔ اور ان لوگوں سے مل کر لیکچر دینے کی خواہش کی جنہوں نے خواجہ صاحب کا لیکچر کرایا تہا۔ پھر جو جواب اسے ملا ہے۔ وہ اگر راستبازوں صادقین کا سچا ممبر ہے۔ تو خدا کی قسم کہا کر شائع کر دے۔ پس اس مقابلہ کا فیصلہ پبلک خود کر سکیگی۔

میرا جواب تو یہی ہے۔ میری دانست میں اس مقابلہ کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی ہے۔ حق کہاں گیا ہے اور پنجاب کی سمجھدار اور تعلیم یافتہ دنیا واقف ہو گئی ہے کہ حقایق کا دریا کہاں بہتا ہے۔ اور اب تو اسکی لہر پنجاب سے نکلکر ہندوستان کی طرف بھی جا پہونچی ہے۔

آپ کو اپنی قرآن دانی حقایق و معارف کے بیان پر وثوق اور قدرت ہے تو آپ شوق سے شہر بشہر پھر کر لیکچر

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد کا خط

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد سلمہ الاحد کا ایک خط میرے محترم مخدوم خانصاحب اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کے توسل سے مجھے ملا ہے۔ میں اس خط کو الحکم میں شائع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ اس کے پڑھنے سے احمدی قوم کو خصوصیت سے بہت ہی سرور حاصل ہوگا۔ کہ وہ اپنے مطاع اور امام موعود مغفور کے صاحبزادہ صاحب بلند اقبال کے خیالات کا اندازہ کرنے کے قابل ہو جاوینگے وہ دیکھیں گے۔ کہ یہ پاک ماہتاب نہ روحانیت کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قبلہ اپنی کم سنی ہی میں جو روحانیت کے مدارج حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تربیت کے نیچے طے کر رہے ہیں۔ وہ تو ناظرین سے مخفی نہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی کی آئندہ زندگی کے مقاصد کی جھلک اس خط کو پڑھکر نظر آجائے گی یہ خط سلسلے کے نوجوانوں اور تعلیم الاسلام کے طالب علموں کے لئے خضر راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کی ان یادگاروں کو نظر بد سے بچائے اور ان کے ہاتھوں پر ان تمام امور کی تکمیل ہو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بزرگ اور مقدس باپ ہاں اپنے برگزیدہ بندے اور موعود مسیح والمہدی کی ذریت سے وابستہ کر رکھا ہے۔ یہ بچے ایک قوم کے باپ اور احمدی قوم کی امیدوں کے پورا کرنے والے ہوں۔

میں حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سے یہ جائز توقع کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے فرصت کے اوقات میں قوم کو ان حقایق سے سرشار کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیئے ہیں۔ تو الحکم انکی اشاعت اپنا فخر سمجھے گا۔ میں اس خط کی اشاعت کے لئے خانصاحب مخدوم کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے قوم کو ایک بیش قیمت ہدیہ دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم یہاں بفضلہ تعالیٰ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ امید ہے۔ تو وہاں بھی تمام احباب خیریت سے ہونگے۔ آپ کو تعجب ہوگا۔ کہ یہ خط آور زیادہ واقف کاروں کو چھوڑ کر آپکی طرف چہ معنے دارد۔ مگر یہ ایک راز ہے جو اپنے وقت پر کھلیگا ابھی تھوڑی مدت تک میں اس کو راز ہی کے جامہ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ قادیان میں تو رہ رہے ہیں۔ پنجاب میں سینکڑوں سکول ہونگے۔ آپ کے کسی بزرگ نے قادیان سکول کو ان سینکڑوں سکولوں پر ترجیح دی تو کیوں۔ کیا قادیان میں تمام پنجاب کے سکولوں سے پڑھائی اچھی ہے۔ نہیں! بلکہ بیسیوں ہونگے جو اس لحاظ سے اس سے بڑھے ہوئے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپکو قادیان بھیجا گیا۔ مجھے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اس سے خوب واقف ہونگے تو پھر میرا اس معاملہ کو چھیڑنے سے کیا مطلب۔ میرا قاعدہ ہے۔ کہ میں اپنے احباب کو ہمیشہ ان کے فرائض منصبی کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ یہ میں نے اپنی جان پر فرض کر لیا ہے۔ خواہ کوئی میری سنے یا نہ سنے۔ مگر میں ہمیشہ اپنے کاندھوں سے اس بوجھ کو اتارتا رہتا ہوں جوانی کی عمر عجیب عمر ہوتی۔ اس میں انسانی طاقتیں اپنے پورے زور اور کمال پر ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ شخص جو اس عمر میں اپنی خواہشات پر قابو پاتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔

نبی کریم فرماتے ہیں۔ کہ جس کی جوانی تقوے اور طہارت میں کٹ گئی اس کا بہت درجہ ہے۔ کیونکہ اسوقت نفسانی جذبات پورے زور پر ہوتے ہیں۔ وہ شخص جس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہو۔ اور پھر بھی وہ کسی غریب کے پیٹنے سے پرہیز کرتا ہے ایک بڑا درجہ رکھتا ہے بہ نسبت اس کے جس کے ہاتھ میں مارنے کا کوئی سامان ہی نہیں۔ بس مبارک موقعہ ہے۔ آپ لوگوں کے لئے ایک بڑا درجہ حاصل کرنے کا۔ نفسانی خواہشات کا مرد بنکر مقابلہ کرو تا خدا کے مقرب اور پیارے بندوں میں سے گنے جاؤ۔ نفس کا گھوڑا بہت سرکش ہوتا ہے۔ اسے تقوے اور طہارت کی تار دار لگام دو تاکہ اس پر قابو پاؤ۔ ورنہ یاد رکھو وہ تمہیں ایک ایسے تاریک گڑھے میں گرا دے گا۔ جہاں سے نکلنا سوائے خاص فضل خدا کے نہایت مشکل ہوگا۔ اگر اس وقت میرے دردمندانہ نصیحت پر عمل نہیں کرتے اور راہ مستقیم پر نہیں چلتے تو ایک دن آئیگا جب زمانہ خود سیدھا کر دے گا۔ اسی وقت کہو گے کہ کسی ہمدرد نے پہلے سے ہی متنبہ کیا تھا۔

مگر میں تمہیں ابھی سے ہی کہہ دیتا ہوں کہ ؎

گر نہیں سنتے قول اب میرا

پھر یہ کہنا کہ کوئی کہتا تھا

میری خواہش ہے کہ تم لوگ اس خدا کی طرف جھکو جو خالق ارض و سما ہے۔ کسی فانی چیز پر بھروسہ نہ کرو صرف اسی سے مدد مانگو جو منبع ہے ہر ایک فیض کا چشمہ ہے ہر ایک رحمت کا اس کی مدد کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا پس اسی کی رضا چاہو اگر وہ راضی ہے تو پھر کسی کا ڈر نہیں۔ ہر ایک چیز اس کے حکم کے ماتحت چلتی ہے۔ کون ہے جو اسکی سلطنت کے باہر بھاگ سکے۔ مگر افسوس کہ ہیں جو نصیحت پکڑتے ہیں۔ دنیا اندھی ہو رہی تم کو چاہئے کہ آنکھیں کھولو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ وہ کہتا ہے کہ جو اسکی طرف چلکے آئیگا تو وہ اسکو بھاگ کے ملیگا پس مبارک وہ جو اس بات پر ایمان لائے لوگ دنیا کے دھندوں میں گرفتار ہیں۔ اور اسی کے کاموں میں دن رات محو ہو رہے ہیں۔ پس موقعہ ہے کہ تم روحانی کاموں میں مصروف ہو۔ لوگ خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں پس موقعہ ہے کہ تم جاگو اور ہشیار ہو جاؤ۔ اٹھو کہ میدان خالی ہے کچھ کوشش کرو تا تمہارے درجات بلند ہوں۔ کوئی ہے! جو اس غریب الوطن کی صدا کو ہوش کے کانوں سے سنے۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا صرف یہ کہ تم میری اس بات کو مانو۔ میری خواہش ہے کہ ہماری تمہاری نسلیں تمہارے نمونہ پر چلنے کو فخر سمجھیں۔ خدا کرے کہ تمہارے نام تا روز قیامت ستاروں کی طرح آسمان پر چمکیں۔ خدا کرے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا بولنا چپ رہنا چلنا مقام کرنا صرف خدا کے لئے ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ دین کی طرف جاؤ گے تو دنیا ہاتھ سے جائیگی

دیں۔

چشم ما روشن دلِ ما شاد

مگر میں یقیناً جانتا ہوں کہ آپ اس مضمون پر تادر نہیں بلکہ اوانائی اور شعرخوانی سے آگے آپ نہیں جا سکتے۔ رہا شان میرزا پر لیکچر دینے کے لئے جلسہ کرنا اسکی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ بقول تمہارے زمانہ آپ فیصلہ کریگا۔ امید وار بود صدا نید۔

انگریزی میں ترجمۃ القرآن

انگریزی میں ترجمۃ القرآن کی ضرورت

ز ایک مسلم امر ہوگیا ہے۔ ندوۃ العلماء نے اعلان کیا ہے کہ مولوی سید حسین صاحب بلگرامی نے ترجمہ کا کام شروع کر دیا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر ہر حال میں مسرت کا موجب ہے۔ لیکن ... اگر ہے تو یہ ہے کہ ایک کام جب کہ شروع کیا جا چکا تھا اور ندوہ کے نوٹس میں بھی لایا گیا تھا۔ پھر اگر محض نمائش اور تکلیف نہیں تھا۔ بلکہ اخلاص اور خدمت اسلام ... ہو رہی تھی۔ تو ندوۃ کو اس کام میں تہاکو؟ شریک ہو جانا چاہئے تھا۔ باوجود اس علم کے کہ قادیاں میں قریباً دو سال سے یہ کام شروع ہے۔ اور خاموشی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ندوہ کا اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے میدان میں نکلنا مسلمانوں کے وقت اور روپیہ کے غلط استعمال کی جرات ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کام کو نہ ندوۃ کی امداد کے خیال سے اور نہ مسلمانوں سے کوئی سارٹیفکٹ لینے کی نیت سے اس کام کو شروع نہیں کیا بلکہ سلسلہ کا فرض ہے۔ کہ وہ خدمت اسلام کے لئے جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے۔ کرلے پس ہمارے یہاں جو ترجمہ ہو رہا ہے وہ انشاءاللہ ہو رہا ہے۔ اور اپنے وقت پر شائع ہوگا۔ ندوہ اب بھی اگر مسلمانوں کے وقت اور روپیہ کا غلط استعمال کرنا نہیں چاہتا تو اسے مناسب ہے کہ وہ اس سوال پر کرر غور کرے۔ ترجمۃ القرآن کے متعلق مرکی پچھلے نوٹ کے متعلق مولوی سید عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن خادم المسلمین کی جو چٹھی

آئی ہے۔ میں انشاءاللہ کسی اگلی اشاعت میں شائع کر دونگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام

تعلیم الاسلام قادیاں ہائی سکول

اللہ تعالےٰ کے فضل سے اپنی قبولیت کی وجہ سے عام شہرت حاصل کر رہا ہے۔ مدرسہ میں طلبا کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ اور بورڈر پونے دو سو کے قریب اور اب ایسی حالت ہو رہی ہے۔ کہ بورڈنگ ہوس میں قریباً جگہ کا ملنا بہت مشکل ہو رہا ہے تاہم کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ کسی طرح پر لڑکوں کے لینے سے انکار نہ کرنا پڑے قادیاں ایک گاؤں ہے۔ اور پہلے ہی مکانات کی قلت ہے اور اب بورڈنگ ہوس کے لئے ایسے فراخ مکانات کا ملنا تو قطعاً محال ہے۔ اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ نئی زمین میں جو بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اسے جلدی مکمل کیا جاوے اور یہ امر منحصر ہے روپیہ کی فراہمی پر۔ صدر انجمن کے دفتر جو سرکلر لیٹر چندہ تعمیر کے لئے شائع کی گئی ہے۔ اسپر فوری عمل درآمد اس مشکل کو حل کر سکتا ہے ہ موسمی تعطیلات غالباً جولائی میں ہونگی اور تعطیلات سے واپس آنے پر ارادہ ہے اور ارادہ کیا ضرورت ہی ایسی آ پڑی ہے کہ بورڈنگ ہوس کو باہر منتقل کیا جاوے۔ اس لئے قومی فرض شناس بزرگ اس طرف توجہ کریں ٭

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ توجہ فرماویں

احمدی قوم میں (جو گورنمنٹ انگلشیہ کی ایک فرمانبردار اور وفادار جماعت ہے) یہ خبر نہایت افسوس اور دلی رنج سے سنی گئی کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ نے خواجہ کمال الدین صاحب بے اے۔ ایل۔ ایل بی پلیڈر چیف کورٹ کے پبلک لیکچر کو نقض امن کے اندیشہ سے بند کر دیا۔

احمدی قوم صاحب موصوف کے اس حکم کو محض اس نکتہ خیال سے کہ انہوں نے امن عامہ کے قیام کے لئے ایسا حکم صادر فرمایا نہایت ادب اور دلی جوش سے اسکی فرمانبرداری کو اپنا فرض جانتی ہے۔ لیکن جبکہ یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ صاحب موصوف کو صحیح واقعات پہنچانے میں سہل انگاری اور محض قیاسات سے کام لیا گیا ہے تو ہمیں سخت صدمہ اور دکھ ہوتا ہے۔ کہ ہماری پوزیشن کو پیش کرنے میں ہم پر ظلم کیا گیا ہے۔ اس لئے میں بحیثیت احمدی قوم کا ایک خادم ہونے کے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ کو توجہ دلاؤں کہ وہ اپنے حکم کی نظرثانی کریں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ واقعات کی موجودگی میں برٹش تاج کا ایک ذمہ وار آفیسر نہایت فیاضی کے ساتھ اپنے حکم کو واپس لینے کے لئے طیار ہوگا۔ احمدی قوم کے کسی بھی فرد سے پنجاب بھر میں جو اس تحریک کا مرکز ہے۔ کبھی بھی نقض امن کا اندیشہ اور خوف نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ پنجاب کے سرحدی اضلاع پشاور اور راولپنڈی وغیرہ میں بھی احمدی جماعتیں نہایت امن اور سلامتی کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کا مغفور پیشوا اپنی قوم کو ہمیشہ گورنمنٹ کی وفاداری اور امن عامہ کے قائم رکھنے کی ہدایت کرتا رہتا تھا۔ اور وہی ہدایت اس کا سچا خلیفہ اور موجودہ امام و پیشوا ہمیشہ کرتا رہتا ہے اور یہ باتیں تحریروں تک ہی محدود نہیں بلکہ عملی رنگ میں واقعات سے اسکی تائید ہوتی ہے

پھر خواجہ کمال الدین صاحب جنکے لیکچر کے متعلق ایسا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کوئی آدمی ایسا نہیں جسنے اپنے لیکچروں کا سلسلہ لودیانہ ہی سے شروع کیا ہو۔ خواجہ صاحب کے لیکچر فیروزپور راولپنڈی۔ کوہاٹ جہلم۔ گجرات سرگودہا۔ بھیرہ۔ سیالکوٹ۔ میرٹھ سہارنپور۔ جالندھر وغیرہ متعدد مقامات میں ہو چکے ہیں۔ اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ احمدی تحریک کا زبردست لیکچر کا آتہ جیسی جگہ بھی معزز لیکچرر کے لیکچر کے محرک احمدی نہ تھے بلکہ

رسالہ جاری ہوا ہے۔ اس وقت سے ۱۹۰۹ء کے آخر تک ۹۔۰۔۲۹۵ کا نقصان ہوا ہے۔

حاضرین یہ رسالہ ذاتی رسالہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک قومی رسالہ ہے۔ اور اس کے فوائد قومی فوائد ہونگے۔ اس لئے ایسی حالت میں جبکہ رسالہ ہر سال کم و بیش کچھ نہ کچھ نقصان اٹھاتا ہے۔ میں آپکی خدمت میں ایک اپیل کرتا ہوں اور وہ اپیل روپئے کے لئے نہیں ہے نہ میں آپ سے اسوقت کچھ روپیہ اس غرض کے لئے مانگتا ہوں۔ نہ میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے گھروں میں جاکر بھیجیں۔ بلکہ اپیل صرف خریداروں کی ترقی کے لئے کرتا ہوں آپ خود خریدار نہیں اور دوسروں کو ترغیب دیں یہی ایک سبیل ہے۔ جس سے امید پڑتی ہے۔ کہ انشاءاللہ تعالےٰ یہ رسالہ نقصان کی حالت سے نکل جائیگا۔ اس لئے میں آپ صاحبان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے واپس ہوتے ہوئے میری عرض کو بھول نہ جائیں۔ یہ رسالہ تشحیذ الاذہان کی ترقی کے بارہ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔

دارالکتب احمدیہ

دوسرا کام جو انجمن نے کیا ہے۔ وہ دارالکتب احمدیہ کا اجرا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد انجمن نے ضروری سمجھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار میں ایک دارالکتب یا لائبریری کھولی جائے۔ چنانچہ نومبر ۱۹۰۸ء کے پرچے میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ سالانہ جلسہ میں دارالکتب کا افتتاح کیا جاویگا۔ مگر بوجہ اسکے کہ دارالکتب کے افسر یعنی حضرت صاحبزادہ صاحب کو اشاعت دین کے لئے چند سفر پیش آئے اس لئے وہ دارالکتب کے افتتاح کے لئے تیار نہیں ہو سکے تھے۔ لہٰذا سال زیر رپورٹ میں دارالکتب کا افتتاح کیا گیا۔

کتب ۱۹۰۸ء کے آخر تک دارالکتب احمدیہ میں قریباً ۹۰۰ کتابیں تھیں۔ اور پھر ۱۹۰۹ء کے آخر میں ۱۵۸۸ کتب تھیں اور خدا تعالےٰ کے فضل سے پندرہ سو سے کچھ زائد کتابیں ہیں۔

ان کتابوں میں حضرت صاحب کی کتاب کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ سوائے ایک دو کے حضرت صاحب کی تمام تصانیف اس لائبریری میں موجود ہیں۔ حضرت صاحب کی کتب کے علاوہ دیگر بزرگان ملت کی بھی اکثر کتابیں ہیں۔ جو ہمارے سلسلہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ پھر کتب تفسیر اور کتب حدیث کے علاوہ ہر ایک علم کے متعلق بہت سی کتابیں ہیں۔ اور بہت سی قلمی کتب بھی دارالکتب میں موجود ہیں۔

اگرچہ یہ سال دارالکتب کا پہلا سال تھا۔ اور عام لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھانیکی بہت ہی کم کوشش کی لیکن پھر بھی ان احباب کے علاوہ جو دارالکتب میں تشریف لاکر اخباروں اور کتابوں سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ قریباً ڈیڑھ سو کتابیں دارالکتب کے افتتاح سے دسمبر ۱۹۰۹ء تک باہر گئی اور دن بدن خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ تعداد ترقی پر ہے۔

آمد و خرچ ۔ دارالکتب احمدیہ کی مستقل آمد کوئی نہیں ہے۔ بلکہ مختلف اوقات میں مختلف چندوں کی فہرست کھولی جاتی ہے۔ اور اسطرح چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی آمدنی دارالکتب احمدیہ کیلئے ۱۹۰۸ء میں ۶۔۰۔۱۵۱ ہوئی ہے۔ اور سال زیر رپورٹ میں ۶۔۱۲۔۲۰۸ ہوئی ہے گویا کل آمد ۰۔۱۳۔۳۵۹ ہوئی تھی جسمیں سے ۹۔۹۔۲۶۳ خرچ ہوئے گویا ۱۹۰۹ء کے آخر پر ۳۔۳۔۹۶ جمع تھے۔ مگر یہ رقم دراصل نفع نہیں ہے۔ کیونکہ جب رقم مذکورہ خرچ ہو چکی تھی۔ تو انجمن نے یہ تجویز کی کہ دارالکتب احمدیہ کی کوئی مستقل آمدنی کی صورت کی جاوے۔ چنانچہ اس پر یہ فیصلہ ہوا۔ کہ جسقدر چندہ جمع ہوتا جاوے [illegible] کیا جاوے اور دارالکتب کے ماہواری اخراجات [illegible] فنڈ سے بطور قرضہ لئے جاویں۔ جب ایک کافی رقم جمع ہو جاوے۔ تو اس سے کوئی تجارت کی [illegible]

آوے چنانچہ اس ریزولیوشن کے ماتحت قریباً ۳۰۰ سو خرچ مذکورہ بالا کے علاوہ رسالہ کی مد سے خرچ کئے گئے۔ اس لئے دارالکتب احمدیہ کے فنڈ احباب کی خاص توجہ کے قابل ہیں ؂

بیزاری

لاہور سے المجدد نام ایک ماہوار اخبار یا رسالہ نکلتا ہے۔ اس میں ایک مضمون پلید اور اس کا مشن شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون جس سپرٹ میں لکھا گیا ہے ہر چند وہ آریوں کی بدزبانی اور دریدہ دہنی کے جواب میں دفاعی رنگ اپنے اندر رکھتا ہے لیکن اسلام باہن نرمی اور متانت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے میں اس مضمون کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ مجھے مسلمان اخبارات پر افسوس ہے۔ کہ وہ اپنے اخباری لٹریچر کے مذاق کو گرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور آواز نہیں اٹھا سکتے۔ اگر اس قسم کے مضامین پر اظہار افسوس کیا جایا کرے تو آئیندہ کسی بھی اخبار نویس کو ایسی جرأت نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہم دردرسیدہ ہیں ہم مظلوم ہیں۔ آریوں نے ہمارے بزرگوں کی سخت توہین کی ہے اور گالیاں دی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم آپے سے باہر ہو کر انکو ترکی بہ ترکی جواب دیں۔ میں جانتا ہوں کہ المجدد الحکم کی اس رائے سے سخت برافروختہ ہوگا مگر میں حق کے کہنے میں اسکی پرواہ نہیں کرتا میں مسلمانوں کے اخبارات کی اخلاقی جرأت سے امید کرتا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اپنی وقعت کو کم کرنا نہیں چاہتے اور اپنے اخلاقی سٹینڈرڈ کو گرانا نہیں چاہتے تو انہیں بالاتفاق اس قسم کے مضامین سے اظہار ناراضی کرنا چاہیئے ؂ اس لئے کہ اس قسم کی کمزوریاں اور ایک کی غلطی کا خمیازہ پھر سب کو بھگتنا پڑتا ہے۔ [illegible] ایڈیٹر صاحب سے بھی میں توقع کرتا ہوں کہ وہ [illegible] اس ریمارک کو پڑھینگے اور اپنے نام کی رعایت سے کم از کم آئیندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کریں گے [illegible] اخبارات [illegible] ہمارا اصل [illegible] [illegible] کرنے کی کوشش کریں۔

[illegible]

قرآن مجید سے مسلمانوں کی بے تعلقی

مسلمانوں کے تنزل اور انکی تباہی و مصیبت کے اسباب بہت سے ہیں اُن اسباب میں کچھ مادی ہیں اور کچھ روحانی ہر شخص جب اسبات پہ غور کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی یہ افسوسناک حالت کیوں ہو گئی تو اس کا سبب وہ اپنے مذاق کے مطابق کچھ نہ کچھ مقرر کر لیتا ہے جن لوگوں کی نظر صرف مادیات تک محدود ہے۔ وہ ایسے ہی اسباب قرار دے لیتے ہیں۔ جو مادیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جنہیں روحانیت سے زیادہ تعلق ہے۔ وہ مادیات سے قطع نظر کر کے محض روحانی اسباب کی تلاش کرتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ حق بجانب ہیں۔ کیونکہ اپنے اپنے مذاق اور تعلق طبیعت کی بنا پر رائے زنی کرتے ہیں۔ لیکن اصل بات ہے کہ سب سے بڑا سبب مسلمانوں کے تنزل کا یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں مسلمان اپنی مذہبی الہامی کتاب سے بہت کچھ بے پرواہ ہو گئے ہیں۔ قرآن مجید سے انہوں نے سرد مہری کا برتاؤ شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کی روحانی زندگی کا دار و مدار قرآن مجید پر ہونے کے علاوہ اُنکی مادی زندگی کا بھی بڑا گہرا تعلق اس مقدس الہامی کتاب سے ہے۔

اگر مسلمان قرآن مجید کیطرف رجوع کریں۔ اور غور و توجہ سے اس مقدس کتاب کو پڑھیں اور اسکا مطلب سمجھکر اس کے احکام پر عمل کریں۔ اوامر کی تعمیل اور نواہی سے بچنے کی کوشش کریں۔ تو دعوے کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ کہ مسلمانوں کا دین و دنیا دونوں بنجائیں۔ یہ فقرہ یعنے "دین و دنیا دونوں بن جائیں۔" نہایت وسیع المعنے ہے۔ اسکی تشریح و تفصیل کیلئے ہزاروں صفحے بھی کفایت نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں ضرورت نہیں کہ اس قلیل اللفظ و کثیر المعنی بلیغ فقرہ کی زیادہ تشریح کی جائے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری اُمت کی [illegible] عبادت قرآن پڑھنا ہے۔ ایک اور حدیث میں [illegible] کہ جو کوئی [illegible] کہ قرآن [illegible]

کو دی ہے۔ تو گویا اس نے قرآن مجید کی ہتک کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن قرآن سے بڑھکر کوئی شفیع نہوگا۔ نہ کوئی فرشتہ نہ پیغمبر وغیرہ۔ ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ جسطرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے دلکو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ اور یہ زنگ قرآن پڑھنے اور موت کو یاد کرنے سے دور ہو جاتا ہے۔ اور حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں تمہارے لئے دو واعظ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہوں اور ہمیشہ تمہیں نصیحت کرتے رہینگے ان میں ایک واعظ گویا ہے۔ اور دوسرا خاموش۔ گویا واعظ تو قرآن ہے۔ اور خاموش واعظ موت ہے۔

مسلمانوں کے لئے واجب ہے۔ کہ قرآن مجید کا ادب کریں۔ اور اسکی عزت و حرمت کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میری اُمت میں بہت سے منافق ہونگے۔ جو تلاوت قرآن بہت زیادہ کرتے ہوں۔ (لیکن قرآن مجید کی عزت اور ادب کا اُنہیں کچھ پاس و لحاظ نہ ہوگا۔)

توریت میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ اے میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تیرے پاس آئے اور تو راہ میں ہو تو اسی وقت ٹھہر جائیگا۔ اور اطمینان سے بڑھکر اُس خط کا ایک ایک حرف پڑھے اور اُسپر غور کریگا مگر میری اس کتاب کو اس توجہ سے نہیں پڑھتا اور اس کے مطلب پر غور و تامل نہیں کرتا۔ یہ کتاب میرا ایک نامہ ہے۔ جو میں نے اس غرض سے بھیجا ہے کہ اسے غور و تامل کے ساتھ پڑھا جاوے اور اسپر عمل کیا جاوے حسن بصری کا قول ہے کہ جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ قرآن کو حکم نامہ ہی سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس بھیجا ہے وہ لوگ رات کے وقت سوچتے اور غور کرتے تھے۔ اور اسکا مطلب سمجھتے تھے۔ اور دن کیوقت اسکی ہدایتوں اور حکموں پر عمل کرتے تھے۔ اور تم نے یہ اختیار کر لیا ہے کہ [illegible] کی طرح قرآن شریف پڑھ لیتے ہو اس کے حروف و اعراب پر تو بہت زور دیتے ہو مگر اسکے

حکموں کو تم نے آسان سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ قرآن پڑھنے سے یہی غرض نہیں ہے کہ عبارت پڑھتے چلے گئے۔ بلکہ غرض یہ ہونی چاہئے۔ کہ اسکے حکموں پر عمل کیا جائے اور قرآن یاد کرنے کی غرض بھی یہی ہے۔ کہ خدا کے احکام یاد ہیں اور انکی تعمیل کی جائے جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اور اسپر توجہ نہیں کرتا۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نوکر کے نام اس کے آقا کا کوئی فرمان پہنچے جس میں اس کے لئے ہدایتیں اور احکام درج ہوں۔ اور وہ نوکر اس فرمان کو نہایت خوش الحانی اور صحت لفظی کے ساتھ پڑھے مگر جو احکام اُس میں درج ہوں انکی مطلق تعمیل نہ کرے۔ ایسی حالت میں بے شبہ وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

قرآن شریف کی تلاوت کے لئے چند آداب بھی ہیں۔ جنکی پابندی مسلمانوں کو کرنی چاہئے انہیں کچھ ظاہری آداب ہیں۔ اور کچھ باطنی۔ ظاہری آداب یہ ہیں۔ کہ چھ باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اول یہ کہ قرآن شریف کو نہایت ادب سے پڑھے اور پڑھنے سے پہلے وضو کرے۔ اور رو بقبلہ ہو کر پڑھے جسطرح نماز میں پڑھتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس کے لئے ہر ایک حرف کے عوض سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو شخص نماز سے علاوہ باوضو ہو کر قرآن پڑھتا ہے۔ اس کے لئے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو بے وضو پڑھتا ہے۔ اُس کے لئے دس زیادہ نیکیاں نہیں لکھی جاتیں۔ اور رات کے وقت نماز میں قرآن مجید پڑھنا بہت ہی بہتر ہے۔ کیونکہ دل تمام افکار اور خیالات سے خالی ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ آہستگی و اطمینان کے ساتھ قرآن شریف پڑھنا چاہئے اور اس کے معنی و مطلب میں غور و خوض کرنا چاہئے یہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ کہ کسی طرح جلدی سے ختم کر لوں بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جلدی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ روزانہ ایک قرآن شریف ختم کر لیں۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو شخص تین دن سے کم مدت میں ختم کریگا اسے قرآن کی فقہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ یعنے قرآن شریف

تبلیغ واشاعت اسلام

اشاعت اسلام کے متعلق مجھے متعدد مرتبہ الحکم میں لکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ میں اسپر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں یہ زمانہ جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے ازل سے بہترین زمانہ مقدر ہو چکا ہے حکومت برطانیہ نے جو آزادی اور امن اور اشاعت مذہب کے لئے اسباب اور ذرائع مہیا کئے ہیں۔ اگر انکا شکریہ ادا نہ کیا جاوے۔ تو سخت کورنمکی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور اس کے موجودہ امام نے اس ضرورت کو مذہبی فرض قرار دیا ہے۔ اور اپنی قوم میں اس روح کو پھونکدیا ہے۔ کہ وہ تاج برطانیہ کے لئے وفادار خادم ہوں۔

غرض امن اور آزادی اور پریس کی برکت نے مسلمانوں کو تبلیغ کے کام کے لئے زیر توجہ کر دیا ہے۔ اور یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ اور اپنے ان مذاہب کو جو کبھی دنیا میں تبشیری مذہب تسلیم نہیں کئے گئے تبشیری مذہب کے مقابلہ پر کھڑا کیا ہے۔

زمانہ کی رفتار کے ساتھ مذہبی تقریروں اور مباحثات کا رنگ بھی بدلتا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ صرف دور از قیاس حکایات اور روایات کا بیان کرنا۔ ایک واعظ اپنے حسن بیان اور کامیابی کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ مگر اب ایسے واعظ بے اثر مضحکہ عوام بن رہے ہیں۔ ایسا ہی مناظرات مذہبی میں الزامی جوابات رونق محفل ہوا کرتے تھے۔ مگر اب حقیقی جوابات کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ دنیا مانے یا نہ مانے مگر دراصل یہ اسی روحانیت کا اثر ہے۔ جو اس وقت مسیح موعود کے ذریعہ سے پھیل رہی ہے۔

اس وقت اگر تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے قدم نہ اٹھایا گیا۔ تو خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی سخت ناقدری ہوگی میں عرصہ سے یہ تحریک کر رہا ہوں اور دہلی میں رہ کر میں نے تجربہ کیا ہے۔ اور میرے اس تجربہ پر اب خواجہ کمال الدین صاحب کا تجربہ مزید شہادۃ ہے کہ مسلمان حقایق اور معارف کے بھوکے اور پیاسے ہیں نہ مسلمان بلکہ ہر شخص۔ اسوقت تبلیغ کا میدان ہمارے لئے بہت وسیع ہے۔ عام مسلمانوں کو سلسلہ کی طرف سے بدظن کرنے میں ہمارے مخالفوں نے بہت بڑی کوشش کی تھی۔ مگر اب وقت آگیا ہے۔ کہ مخالفت کے بادل بکھر جاویں۔ اور یہ امر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسوقت کے لئے مقدر تھا کہ اس کے عہد میں سلسلہ عالیہ کی اشاعت عام ہو۔ اور عام منافرت دور ہو کر قبولیت پھیل جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ تعالیٰ کی ان تقریروں نے جو سالانہ جلسہ پر ہوئی ہیں۔ علما قوم میں ایک تحریک پیدا کر دی ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ حق گو زبانیں بلا خوف لومۃ لائم بولیں گی۔ اور یوسف کی طرح اس سلسلہ کے ان الزامات سے بریت کریں گی۔ جو غلط فہمی سے اسپر لگائے گئے ہیں۔

تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے ایک خاص فنڈ کی ضرورت ہے۔ اور تبلیغ کے کام کے لئے جو رقم امسال کے بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ اسکو زیادہ کارآمد بنانے کے لئے اس امر کی حاجت ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں لیکچروں کا ایک سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت شروع کیا جائے۔ میں اس تحریک کو اس لئے بذریعہ اخبار پبلک کرتا ہوں کہ جماعت میں اس کے لئے خیر مقدم کہنے والے کھڑے ہوں۔ پھر حضرت امام کو توجہ دلائی جاوے۔

اللہ تعالیٰ جس طرح پر آپ کے دل میں ڈالے اسکے موافق اس کام کو شروع کرنے کے لئے قدم اٹھایا جاوے میری اپنی سمجھ میں ذیل کے شہر اس قابل ہیں۔ کہ وہاں کم از کم سات سات لیکچر ہوں۔

میرٹھ۔ دہلی۔ علی گڈھ۔ بنارس۔ لکھنؤ۔ رنگون۔ کلکتہ۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ مدارس۔

بہرحال اشاعت اسلام کے لئے ایک باقاعدہ کام کرنے والی جماعت کی بھی ضرورت ہے۔ اس وقت نصرت آسمان سے نازل ہو رہی ہے۔ مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس نصرت کا خیر مقدم کہنے کو طیار ہونگے ورنہ

قضائے آسمان است ایں بہرہ حالت شود پیدا

انجمن مسلمان راجپوتان ہند

نومسلم راجپوتوں میں تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام کے لئے جو تحریک الحکم میں کی گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ باقاعدہ شروع ہو گئی ہے گذشتہ سالانہ جلسہ پر اسکا ایک باقاعدہ جلسہ ہو کر ایک انجمن قائم ہو گئی ہے۔ جس کے سکرٹری چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹی مقرر ہوئے اور میر مجلس چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھ گڑھ منتخب ہوئے۔ اس انجمن نے اپنے ابتدائی جلسہ میں جو اس خاکسار کی تحریک پر ہوا تھا یہ امر قرار پا گیا ہے کہ اس انجمن کا کام اس تحریک کو باقاعدہ نومسلم راجپوتوں میں کرنا ہے۔ اور نومسلم راجپوتوں میں کام کس طرح کیا جاوے گا یہ کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء پر موقوف ہے۔ اور اسی لئے اسکے زیادہ مفید اور بابرکت ہونے کا یقین ہے میں انجمن مسلمان راجپوتان ہند کے ممبروں کو یہ خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ نے نومسلم راجپوتوں میں کام کا سلسلہ شروع کر دیا ہے آپ نے ایک معقول رقم بھیجکر ان راجپوتوں میں انکی ہی زبان میں اسلامی ٹریکٹ شائع کرنے کا انتظام کر دیا ہے اور عنقریب وقت آتا ہے کہ ایسے ٹریکٹ شائع ہونے شروع ہو جائینگے روپیہ بھیجدیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی انجمن مسلمان راجپوتانہ ہند کے ممبروں کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس غرض کے لئے موعود فنڈ کو مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس قسم کی تمام رقوم حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آنی چاہییں۔ انجمن راجپوتان ہند کے لئے نہایت ہی خوشی کا مقام ہے۔ کہ انکی تحریک کا عملی کام اس انسان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کا ہاتھ آج خدا تک پہونچنے کا ذریعہ ہے۔

۲۸ و ۲۱ و ۱۶
اپریل سنہ ۱۹۱

جلد ۱۴

نیا سلسلہ

ناظرین! اگلے ہفتہ سے اس صفحے پر مسلسل ۱۶ بار ایک ایک صفحے کا مضمون درج ہوگا جس سے اچھی طرح سے مشہور و معروف دوائی

امرت دھارا (رجسٹری شدہ)

کے اوصاف آپ کو پتہ لگ جاوینگے۔ اگر آپ اس ورق کو پھاڑ کر نمبروار رکھتے جاوین۔ تو مکمل فہرست بن جاوے گی۔ داستہ آید بکار۔ اگر آپ ہر ہفتہ اس صفحے کو ملاحظہ فرمایا کریں۔ تو یقیناً آپ محظوظ ہونگے کہ کیسی کیسی اشیا ایشور نے انسانون کو بخشی ہیں +

اطلاع عام

امرت دھارا اور آب حیات باقاعدہ رجسٹری شدہ ہین۔ اور ان کا مالک مین ہون

کسی صاحب کو اس نام کی کوئی بھی دوائی یا کتاب مشتہر کرکے بجائے فایدہ کے نقصان نہیں اٹھانا چاہیے اور پبلک سے درخواست ہے کہ نقل اور دھوکہ سے بچیے۔ ہمارے ہندوستانی بھائی کوئی نئی ایجاد تو کر نہیں سکتے مگر اگر بھولے بھٹکے سے کوئی کسی نتیجے پر پہنچتا ہے تو اتھ دھو کر اسی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اصل تو معلوم ہونی ناممکن ہے نقل کرکے پبلک کو لوٹتے ہیں۔ ملاحظہ کرنا صفحہ ۱۱۔ اور مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت منگوائیں

المشتہر

ڈاکٹر پنڈت ٹھاکر دت شرما وید مالک کارخانہ امرت دھارا و رفاہ و ایڈیٹر اخبار مصنف کتب متعدد و موجد امرت دھارا و ادویات و رسائل طبی چوک لاہور

امرت دھارا لاہور

سے پہلے کوئی شخص قدرت ثانیہ کا دعویٰ کرے تو وہ احمدی ہو یا غیر احمدی کوئی حق نہیں رکھتا کہ اس کے دعویٰ سے اظہار نفرت نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر کے وقت میرے قلب کو دیکھتا ہے۔ اور میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کی ہی طرف سے تحریک اور توفیق ملنے پر میں اس آرٹیکل کو لکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں اس قسم کا دعویٰ کرے۔ تو اس کو کوئی دقعت نہیں ہو سکتی ہے۔ ایسا شخص واجب الرجم ہے۔ اور اس قابل ہے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے۔

قدرت ثانیہ کا مظہر اول ہم میں ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جو تائید اور نصرت کی اور قلوب میں اس کے لئے جو جذب پیدا کر دیا۔ یہ انسانی تجویز اور ترکیب نہیں ہو سکتی۔

مظہر اول کی خلافت ہماری دلائل کی محتاج نہیں اور نہ اس پر اسوقت کسی بحث کی حاجت مگر ہاں میں اپنے اعتقاد اور ایمان کے موافق یہ ظاہر کرنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرفوع ہونے کے بعد کوئی شخص اگر خلافت راشدہ کا انکار کرے تو باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے کے

متبع سبیل المومنین

نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر کوئی احمدی جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت کو قدرت ثانیہ کے مظہر اول کی خلافت یقین کرنے میں مضائقہ کرتا اس کا اپنے آپ کو محض حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے سے احمدی سمجھنا غلطی ہے۔

پھر یاد رکھو کہ قدرت ثانیہ کا ظہور اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے بعض وجود اس کے مظاہر نہ ہوں۔ پس تم ہوشیار رہو۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کوئی تمہیں دہوکے میں ڈالے اور تم غلطی کھا جاؤ۔ والا مختلف جگہ ایسے مدعی آن واحد میں موجود ہیں۔ کوئی گجرات میں کوئی لائلپور میں کوئی ضلع امرتسر میں اور ڈیرہ غازی خاں کیطرف اور کوئی دکن میں مناسب ہے وہ آپس میں فیصلہ کر لیں۔

پلیگ کی مجرب دوا

پلیگ ماری پکی

کویراج کاشی رام پلیگ ماری پکی

شکر ہے کہ اس سے علے العلوم فائدہ پہنچا

بہت فائدہ کرتی ہے

استعمال دیا

ایک آدمی موت سے بچا یا ہے

ملنے کا پتہ پنجاب آیورویدک ... لاہور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائے گی؟

عوام سے	(۳ر)
خواص سے	(۵ر)
ہندوستان سے باہر	(۶ر)
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	(۲ر ۱۲ر)

نمبر ۱۳و۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴و۲۱ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۳و۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجی فی اللہ مکرمی شیخ صاحب احسن اللہ احوالکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عریضہ ہذا کو بھی آپنی اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرماویں - عاجز آپنے پیارے مولا کریم سے اطلاع پاکر جملہ احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اُس پیارے مولا کریم نے عاجز کو بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے -

(۱) **"پاک زینہ"**

جسکی تفہیم یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے یعنے روحانی طور پر خدا تعالیٰ کیطرف جانے کے لئے **ایک سیڑہی ہے** - یعنے اُسی سیڑہی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پونچ سکتے اور اُسکی رضا اور اُسکا تقرب حاصل کر سکتے ہیں -

دوسرا ارشاد لکھتے ہوئے اگرچہ بڑی سخت شرم آتی ہے پر فرمان الٰہی کے عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں - وہ یہ ہے

(۲) **"تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"**

تفہیم جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے اسی طرح روحانی طور پر روحانی غذا کا - تو اسی سیڑہی کے راستہ چڑہنے کیلئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غذا کھا کر حاصل کرنی چاہئے - اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے - جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا دیتا ہے اسی طرح تیری دعا لوگوں کی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا کر اُنہیں اُسی سیڑہی پر چڑہنے کے لئے مضبوط کرتی ہے -

(۳) **"درود شریف کا پڑہنا پروں کا کام دیتا ہے"**

یعنے لوگ جسقدر کمال ہے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہو کر آپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت فداہ ابی وامی وروحی وقلبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لا تعد ولا احصےٰ دائماً ابداً دائماً ابداً خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے - تو وہ درود شریف اُنکے لئے اُس سیڑہی پر چڑہنے کیلئے پروں کا کام دیگا - یعنے جسقدر وہ فدا ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہینگے اُسیقدر اُن روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑہی پر گذر کر آپنے پیارے مولا کریم کی بارگاہ عالی میں پونچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہونگے - اسکے بعد فرمایا

(۴) **"پس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاؤ اور تم میں کوئی ذرہ انانیت کا باقی نہ رہے"**

اب یہ عاجز آپنے عنایت فرمایان کیخدمت میں الٰہی تبلیغ سے الٰہی حکم کی تعمیل کیلئے عرض کرتا ہے - کہ آپ صاحبان جن کی لائن میں کہوں گرتے اُٹھتے موجودہ امام حضرت امیر المومنین کی دعا کی سیڑہی پر سوار ہو جاویں - وہ اسیطرح سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اُسے پیارے مولا کریم کے پیارے نبی پاک قوم کی مطابق الگ الگ

عرض کریں کہ "عاجز اپنی ہوا و ہوس کی جہنم کو چھوڑ نہیں سکتا۔

ہمیں حرص دنیا است جان پدر
جہنم کز و داد فرقان خبر ؎

لہذا حضور خود ہی دعا فرماویں .. اور عاجز کو اسکی شامت اعمال کے گندسے دوزخ سے بقصد نجات دلوا کر رضاء الٰہی کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں۔ یا اپنے اپنے حسب منشاء بہ الفاظ جو چاہے لکھیں پر یہ الفاظ للہ حضور خود ہی دعا فرماویں" جو الہامی طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے خود سکھلائے ہیں ضرور ہی تحریر کریں۔

جو احباب حضرت امیر المومنین کی خدمت عالی میں حاضر رہتے ہیں جسقدر ہو سکے بار بار بار بار . . . . . دعا کے لئے درخواست کریں۔ اور بظاہر دور رہنے والے احباب کم از کم ہر روز ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھ دیا کریں۔ ہو سکے تو کارڈ چھپوا کر رکھ چھوڑیں ہر روز ایک ڈاک میں ڈالدیا۔

دعا کی سیڑھی پر چڑھنے اور حصول رضاء الٰہی کا دوسرا پہلو اور زبردست ذریعہ جسے اوس سبحانہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ عالی میں چلنے والے کیلئے پر فرمایا ہے۔ پھر جسقدر ہو سکتا ہو آپنے آقا و مولا رحمۃ العٰلمین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر چلتے پھرتے۔ بیٹھتے۔ لیٹتے۔ درود شریف پڑھیں۔ وہ پیارا مولا کریم حقیقی موفق آپکو اعلےٰ سے اعلےٰ توفیق عطا فرما کر آپنے حسب منشاء تعمیل کرا دے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نیز اگر برداشت ہو سکے تو آپنے لئے آپ دعا مانگنے کی بجائے حضرت امیر المومنین کی دعا کو عین آپنی دعا یقین کر کے اُسی پر آمین کہتے رہیں۔

اب عاجز آپنی ذات کیلئے آپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں ایک تکلیف دیتا ہے۔ نہ اسلئے کہ عاجز نے آپنے پیارے بھائیوں کی کوئی خیر خواہی کی ہے۔ عاجز نے جو کچھ تو عرض کیا ہے محض ارشاد الٰہی کی تعمیل کے لئے کیا ہے۔ اور آپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برا نہیں ہو سکتا بلکہ عاجز تو اگر نہ صرف آپکے لئے بلکہ سارے جہان کیلئے اسقدر دعا میں مصروف رہے کہ کھانے پینے تک ترک کر کے اسی میں [illegible] تو بھی کوئی ذرہ بھر بھی الٰہی حکم کی تعمیل سے ہرگز ہرگز سبکدوش ہو ہی نہیں سکتا۔ اس ذریعہ سے نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ جب آدمی [illegible] نعمت روٹی کھاتا ہے [illegible]

میں سے بقدر رحم کھا کے کتے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ اسی لحاظ سے بقدر رحم کر کے جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں دعا کیلئے عریضہ لکھیں تو نیچے عاجز کے لئے بطور یاددہانی اتنا تحریر فرماویں "ذرہ بمقدار عابد کے لئے دعا" یہ آپکا سلطنت بخشدینے سے بدرجہا بڑھکر احسان ہوگا۔ جسکا عند اللہ اجر پاوینگے۔

نیز جب درود شریف پڑھیں تو ایکدفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات یا دن رات میں ایکدفعہ یا جب یاد آجائے اس عاجز کیلئے یعنے عاجز نجاست مجسم کیطرف سے ہو کر آپنے آقا و مولا کے احسانات کو یاد کر کے دلی خلوص اور تپاک سے ایکدفعہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ لَا تُعَدُّ وَلَا اُحْصٰی لَا تُعَدُّ وَلَا اُحْصٰی دَائِمًا اَبَدًا دَائِمًا اَبَدًا ۔

بسراتب پورا اس طرح پڑھ دیا کریں۔

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے اور اُسکے فضل پر اُمید کرتا ہے کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایاں عاجز نجاست مجسم کی اس درخواست کو آپنے پاک دلوں میں جگہ دے کر قبولیت کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرما دینگے ؎

اے آنکہ رہ بمشرب مقصود بردۂ
زین بحر قطرۂ بمن خاکسار بخش

والسلام

مرسلہ احقر العباد اللہ میر عابد علی از بدوملی ۵ اپریل ۱۰ء

ضروری اطلاع

کارخانہ الحکم جن کے احباب کے ذمہ بقایا ہے اُن سب کو وی پی بھیج رہا ہے۔ اس واسطے اُمید ہے کہ احباب وی پی وصول فرما کر ممنون و مشکور فرمائینگے۔

منیجر الحکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجمن تشحیذ الاذہان قادیانکی

چوتھی سالانہ رپورٹ

بابت سنہ ۱۹۰۹ء یا سنہ ۱۳۲۷ھ

یہ انجمن قریبًا سوا چار سال سے آپنا کام کر رہی ہے۔ اسکے اغراض میں پہلے بھی احباب کو بتا چکا ہوں۔ لیکن صرف اسلئے کہ بعض نئے احباب بھی آئے ہوئے ہیں۔ اس انجمن کی اغراض کو میں دوبارہ بیان کر دیتا ہوں۔

(۱) نوجوانان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو تقریر و تحریر میں مشاق کرنا۔

(۲) اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا۔

(۳) اسلام پر خصوصًا سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ اُنکا تہذیب سے جواب دینا۔

(۴) تاریخ اسلام سے لوگوں کو واقف کرنا۔

۱۔ اشاعت رسالہ تشحیذ الاذہان۔ یہ رسالہ سنہ ۱۹۰۶ء میں جاری ہوا ہے۔ پہلے سال میں سہ ماہی تھا۔ اور ایکسال کے بعد ماہوار کر دیا گیا تھا۔

سال گذشتہ یعنے سنہ ۱۹۰۸ء کے آخر میں اس رسالہ کے ۴۷۳ خریدار تھے۔ اسکے مقابل اس سال زیر رپورٹ یعنے سنہ ۱۹۰۹ء کے آخر میں ۵۷۶ خریدار تھی لیکن کل شام کو بفضلہ تعالیٰ خریداروں کی تعداد ۸۰۴ تھی انکے علاوہ کچھ پرچے مفت جاتے ہیں اور کچھ اخباروں کے تبادلہ میں گویا کل ۹۰۷ پرچے نکلتے ہیں۔

آمد و خرچ۔ سال گذشتہ یعنے سنہ ۱۹۰۸ء میں رسالہ کی آمد [illegible] تھی اور خرچ [illegible] اس حساب سے گذشتہ سال میں [illegible] کا نقصان ہوا تھا۔ اسکے مقابل پر سال زیر رپورٹ یعنے سنہ ۱۹۰۹ء میں کل آمد رسالہ [illegible] ہوئی ہے۔ اور خرچ [illegible] ہوا ہے اس حساب سے سال زیر رپورٹ میں [illegible] کا نقصان ہوا اگر سنہ ۱۹۰۶ و سنہ ۱۹۰۷ کا نقصان [illegible] ان ہر دو سالوں کے نقصان کے ساتھ ملا دیا جاوے۔ یا بالفاظ دیگر یہ

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ دہلی کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ اطبا بھی اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمائش پر وہ اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ **ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی اور پورے اجزا سے** دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ **سستے پورے** ڈالنے پر بھی قیمتیں واجبی رکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی طبیہ شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جس کی تعداد پانسو تک پہونچتی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ:۔ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت خاص حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات مفت!

خط کا پتہ بالکل یہ ہی الفاظ لکھئے۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ **مبارک سنز**

پانچ روپیہ (صہ) سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد کو دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی دوائی شرطیہ مفید ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی این جبی بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے جانچ و چمکدار کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ ہر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں تو بھی پٹ کر رہ جائیں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۰ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کونسا نتیجہ نکلے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوائی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لئے اکسیر ہے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجاتی ہے کیونکہ بجائے معدہ کے براہ راست اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بڈھوں کو جوان مرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب اولاد بنانا اسی کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ ہمارا روغن دافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزز طاقت کو بحال کر دیتا ہے۔ اور گئے گزرے مریضان نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی روغن دافع سستی للعہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عالمگیری منڈی لاہور سے طلب کریں۔

جدید سب سے بڑا اور مشہور کارخانہ ہارمونیم باجہ

بڑے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نکیا جاوے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سر رتی ہارمونیم باجہ ۳-اسٹاپ

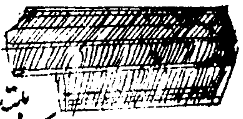

بلبتہ رون کے لئے مفید

جو شایقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیئے اس میں سرونکا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ۱۵ درجہ دوم ۱۲

ڈبل سر رتی ہارمونیم باجہ ۴-اسٹاپ

آواز نہایت ہی سریلی ہے

اس باجہ میں دو سٹ سرونکے لگے ہوئے ہیں۔ قیمت درجہ اول ۳۰ درجہ دوم ۲۵

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤن سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتہہ سے قیمت درجہ اول ۴۵ درجہ دوم ۳۹

نوٹ

ہمراہ فرمایش ہر ایک مال کے ۲ روپے آنے چاہئیں۔ نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام لکھنا ضروری ہے۔

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم	۱۲
رہبر ہارمونیم	۱۲
ہارمونیم استاد	۸
کلید ہارمونیم	۴
ہارمونیم درپن ہر دو حصہ	۸
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ	فی حصہ ۵
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب	۸
طبلہ سیکھنے کی کتاب	۸
ستار سیکھنے کی کتاب	۵

ملنے کا پتہ

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینیجر فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہیئیں

مکمل اطفال اکاسٹن دوسرا نام اڈاکاشن ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لیے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ کم از کم ہر مہینے میں ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھاسکے حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقائق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں

جو ہزاروں لاکھوں شخص والدین نے اس فدرسٹ کے صد میں ویلیے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست بچوں کو موٹا بنا دیتا ہے۔ زرخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔ اس نشان یعنی ماہی گیر معہ مچھلی کو جو اسکے طریقہ شناخت کا نشان ہے ہاتہہ سے چھوڑا نہیں جاتا۔

سکاٹ اینڈ بون لمیٹیڈ منیجنگ لیوٹر لنڈن

ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ پارے شایع ہو چکے ہیں۔

تفسیر سورہ بقرہ مکمل تین روپے چار آنہ (ہے)

سچائی کا جھنڈا

اشتہار ونکی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے اس امراض کے لیئے یہ معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالیٰ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے انشاءاللہ تعالیٰ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لاکھہ مارین کیونکہ اعرات طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب کرلیئے فی بکس ۱۰

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ اسکو پائیں قیمت چھ ماسہ عاہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۱۰

منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴

المشتہر حکیم مرزا حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبھ گڑہ ضلع دہلی

(مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مینیجر وایڈیٹر چھپکر شائع ہوا)

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر فرمایا و علمہ شدید القویٰ وہ جس کی طاقتین بڑی مضبوط ہین۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معلم ہے۔ اس سے پرے کوئی طاقت نہین پہر وہ ذو مرۃ ہے بڑا مضبوط وھو بالافق الاعلیٰ اس دل گردے کا انسان کوئی ہے؟

یہہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر فرمایا۔ اکملت لکم دینکم تعلیم اور ہدایت کو کامل کردیا اسپر کسی قسم کے اضافہ کی کبہی حاجت نہین انسان کیلیئے ایمان چاہیئے۔ محافظ ایمان چاہیئے۔ پہر معاملات تمدن معاشرۃ اخلاق سیاست چاہیئے۔ معاملات مین بیع شرا اجارہ استجارہ رہن تداین وصایا شہادت کہانے پینے کا فکر غرض تمام ضروریات دین کی تکمیل کردی اس سے پرے کسی چیز کی حاجت ہے؟ اگر کوئی ہو تو کلون کی اگر کلین بناکر دیئے جاتے تو کیا سستی کی بعثت دیئے جاتے۔ اور روز مرہ کے ایجادات و ترقیات سے سبکدوش کیا جاتا۔ اسلیئے کسی ضرورت نہ تہی۔ غرض کامل شریعت اور کامل ہدایت دی۔

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے؟

حضرت صاحب کا ایک شعر ہے۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم ختم ہر پیغمبرے

پہر ظلمت بہت بری چیز ہے کفر کی ظلمت ہو رسم کی ہو۔ عادت وجہالت کی ہو بیجا محبت اور غضب کی ہو غرض کسی قسم کی ظلمت ہو بڑے دکہ کا موجب ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی ظلمت سے نجات دیتے ہین

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک حدیث مین پڑہا تہا کہ شام کیوقت گہرون کو بند کرو بچون کو باہر نہ جانے دو۔ برتن ڈہانپ دیا کرو۔ مین عموماً ان ہدایات پر بحمد اللہ عامل رہتا ہون چوہون کو مار دینا چاہیئے احرام کی حالت مین بہی چوہے کو مار سکتے ہین یہ بڑا فاسق ہے۔ کچہہ دن ہوئے کہ مینے نواب لفٹنٹ گورنر صاحب کا شایع کردہ ایک رسالہ پڑہا جس مین لکہا تہا۔ کہ ابتدائے ظلمت مین جو مزکا زور ہوتا ہے۔ اور ان تمام اصول کو بیان کیا۔ جنکا نبی کریم نے تیرہ سو برس ہوئے بیان کیا تہا کہہ اٹہا غرض ہر نکتہ کی راہ آپ نے بتائی۔

یہ بھی آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے

یہ بہت لمبا سلسلہ ہے اور آپ کی ختم نبوت کے اسقدر دلائل ہین کہ گنتے گنتے تہک جاوین وہ ختم نہ ہون۔ اور اب وقت بہت ہوگیا ہے مین رکوع بہی ختم نہین کرسکا۔ غرض یہ ہے مومن بنو اور ان کے جو صفات بیان کئے ہین وہ اپنے اندر پیدا کرو۔

عہد شکن نہ بنو مومن وہی ہوتے ہین جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو وفا کرتے ہین۔ اور عہد اللہ کو توڑتے ہین نمازون کو درست رکہتے ہین۔ بدیوں کے دور کرنیکی کوشش کرتے ہین۔

اب مین ایک بات کہکر ختم کردیتا ہون ہمارے دوست میر عابد شاہ کچہہ کہنا چاہتے ہین۔ اور انہون نے مجہے لکہا ہے کہ مین انکے لیئے سفارش کرون انکی باتین سنو اور شوروغل نہ ہو اور ہمارے لکہنے والے انہین لکہ لین وہ اخلاص سے کہتے ہین پہر ایک کتاب ہے دین الحق یا ہمارا مذہب مینے اسکو بہت غور سے پڑہا اور بہت ہی غور سے پڑہا اور مینے اسکے پچاس نسخہ آپ خرید کئے ہین۔ مین پسند کرتا ہون کہ اس کی بہت بڑی اشاعت ہو اور بہت بڑی اشاعت ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو سمجہ اور توفیق دے اور اس مین کوئی کمزوری ہو تو مجہے اطلاع دے میری عقل و فکر جہانتک پہونچتی ہے مین اسکو مفید پاتا ہون اور عبد الحیی کی بہی سفارش کرتا ہون اللہ تعالیٰ تمہین توفیق دے آمین،

مجلس نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس تقریر کے بعد تین نکاحون کا اعلان فرمایا۔ جن مین سے ایک ہمارے مکرم بہائی خواجہ کمال الدین صاحب کی ہمشیرہ محترمہ کا نکاح تہا جو تین ہزار مہر پر بابو غلام محمد صاحب طالبعلم میڈیکل کالج لاہور سے ہوا دوسرا پیر محمد یوسف صاحب مہاجر تاجر قادیان کا بوکالت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سید الف شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے بعوض پانچسو روپیہ حق مہر ہوا۔

تیسرا نکاح الحکم کے خاص معاون منشی عبد الحمید صاحب کے بہائی حافظ عبد العزیز صاحب کا مخلص بہائی مستری حسن دین صاحب کی دختر نیک اختر سے بالعوض سواسو روپیہ حق مہر ہوا۔

خطبہ نکاح جو حضرت نے پڑہا وہ انشاء اللہ آیندہ اشاعت مین درج کردیا جاویگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ شادی غمی کی تقریبون پر مسلمانون مین جس قدر مسرفانہ رسوم جاری تہین۔ خدا کے فضل سے وہ سب کی سب دور ہوگئین ہین سلسلہ مین ایک نئے داخل شدہ معزز بہائی کو خصوصیت سے خواہش تہی کہ وہ یہان کی تقریب شادی کو دیکہے چنانچہ وہ یہ دیکہکر ازبس محظوظ ہوا کہ جن رسومات کی اصلاح کے لیئے بڑی بڑی کوششین کیگئیں اور مصلحین قوم نے زور مارا وہ یہان یکدم اڑ گئین یہ بجائے خود ایک الگ مضمون ہے جس پر تفصیل سے بحث کرنیکی حاجت ہے۔ اسلیئے اسوقت صرف اسی قدر پر گنجایش کیجاتی ہے۔ نکاح کے اعلان کے بعد حضرت نے

دین الحق

نامی کتاب کا اعلان کیا یہ وہ کتاب ہے کہ جو میرے مکرم بہائی میر قاسم علی صاحب نے حال مین لکہکر بہت بڑی خدمت سلسلہ کی کی ہے۔ اور جنکا ذکر الحکم کی پچہلی اشاعتوں مین ہوا ہے۔ حضرت نے اس کتاب کے متعلق جو کچہہ فرمایا اسکا لب لباب یہ ہے کہ مینے اس کتاب کو بہت ہی پسند کیا ہے۔ اور مینے اسکی پچاس جلدین فی الحال خرید کی ہین۔ مین چاہتا ہون کہ لوگ اسے پڑہین اور اسکی اشاعت کرین۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا خود اس کتاب کی پچاس جلدین خریدنا اور احباب کو توجہ دلانا کتاب مذکور کی

اہمیت اور ضرورت کو بتاتا ہے

اسی تاریخ کی صبح کو جب میر قاسم علی صاحب حضرت سے

تو آپنے فرمایا کہ مین اس کتاب کو پڑھکر بہت ہی خوش ہوا ہون- اور میری قریب قریب اسی مذاق سے اسے پڑھا ہے. جس طرح پر خدا تعالیٰ کے کلام کو پڑھتا ہون اسلیئے کہ یہ اس کلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید کے لیئے لکھی گئی ہے.

اس کتاب کی قیمت ۸/ بلا جلد اور ۱۰/ مجلد کے ہین میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی سے ملیگی-

میر عابد علیشاہ صاحب کی تقریر

حضرت کے بعد میر عابد علیشاہ صاحب نے ایک تقریر فرمائی- اس تقریر کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب کو توجہ سے سننے کی ہدایت کی تہی یہ تقریر بہی تمام دکمال انشاءاللہ اگلی اشاعت مین شایع ہوجائے گی-

اسکا بہترین خلاصہ یہ ہے کہ **حضرت خلیفۃ المسیح کی کامل اطاعت خدا تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے**-

شاہ صاحب کی تقریر کیسا تہہ آج کی کارروائی ختم ہوئی مین اسوقت تک انجمن کی سالانہ رپورٹ اور خواجہ صاحب کی اپیل کے متعلق کچہہ نہین کہہ سکا.

مین چونکہ اسپر کسی قدر بسیط سے لکہنے کا ارادہ رکہتا ہون- اور رپورٹ کو خود سکرٹری صاحب نے بہی مختصراً پیش کیا تہا- کیونکہ وہ اپنی مصروفیت کیوجہ سے صرف چند نوٹ کرسکتے تہو اور رپورٹ بعد مین شایع ہوگی اسلیئے مین اسکا یہی خلاصہ کرکے کہتا ہوں کہ

دس ہزار روپیہ کے قریب چندہ ہوگیا

دوسرے دن ۲۷- مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کی کارروائی ۱۰ بجے تک تہی- جس مین تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا- اس جلسہ کی روئداد بہی بعد مین انشاءاللہ شایع ہوگی-

یہان صرف حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کی نظم جو انہون نے

دعا اور استدعا

کے عنوان سے لکہی ہے- درج کر دیتا ہون

نظم مبارک

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہوجاؤ
اہل شیطان نہ بنو اہل خدا ہوجاؤ
گرتے پڑتے در مولیٰ پہ رسا ہوجاؤ
اور پروانہ کی مانند فدا ہوجاؤ
جو ہین خالق سے خفا ان سے خفا ہوجاؤ
جو ہین اس در سے جُدا ان سے جدا ہوجاؤ
حق کے پیاسوں کے لیئے آب بقا ہوجاؤ
خشک کہیتون کے لیئے کالی گہٹا ہوجاؤ
غنچۂ دین کے لیئے باد صبا ہوجاؤ
کفر و بدعت کے لیئے دست قضا ہوجاؤ
سُرخ رُو رو بروئے داور محشر ہوجاؤ
کاش تم حشر کے دن عہدہ برآ ہوجاؤ
بادشاہی کی تمنا نہ کرو ہرگز تم
کوچہ یار یگانہ کے گدا ہوجاؤ
بحر عرفان مین تم غوطے لگاؤ ہردم
بانیٔ کعبہ کی تم کاش دُعا ہوجاؤ
وصل مولیٰ کے جو بہوکے ہین انہین سیر کرو
وہ کرو کام کہ تم خوان ہدیٰ ہوجاؤ
قطب کا کام دو تم ظلمت دنیا مین
بہولے بہٹکوں کے لیئے تم رہنما ہوجاؤ
پنبۂ مرہم کا نور ہو تم زخمون پر
دل بیمار کو درمان و دوا ہوجاؤ
طالبان رخ جانان کو دکہاؤ دلبر
عاشقون کے لیئے تم قبلہ نما ہوجاؤ
امر معروف کو تعویز بناؤ جان کا
بیکسون کے لیئے تم عقدہ کشا ہوجاؤ
دم عیسیٰ سے بہی زیادہ ہو دعاؤن مین اثر
ید بیضا بنو موسیٰ کے عصا ہوجاؤ
رہ مولیٰ مین جو مرتے ہین وہی جیتے ہین
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہوجاؤ

مورد فضل و کرم وارث ایمان و ہُدیٰ
عاشق احمدؐ و محبوب خدا ہوجاؤ

اِطلاع

جلسہ نمبر کے نکالنے مین جو دقتین مجہے محسوس ہوئی ہین انکی تصریح کی اسوقت ضرورت نہین مگر اتنا کہنا ضروری ہے کہ اگرچہ طاعون کی وارداتین جلسہ سے پہلے ہی ہورہی تہین- جلسہ کے بعد خصوصیت سے تیز ہوگئین- اور پریس کے کارندون مین بعض کے عزیز اور ہمسایون کی بیماری اور بعض کی وفات نے مجبور کردیا- کہ کام بند ہوجاوے تاہم خدا کا شکر ہے کہ جلسہ نمبر شایع ہوگیا- اور اس مین تقریباً تمام تقریرین حضرت خلیفۃ المسیح کی جو پبلک مین کی تہین آگئین بجز ایک خطبہ نکاح کے یا بعض پرایویٹ جلسون کی تقریرون کے وہ بہی آیندہ انشاءاللہ شایع ہوجائینگی طاعون کی وارداتین ہورہی ہین اسلیئے اگر آیندہ کوئی پرچہ دیر سے شایع ہو تو مجہے معذور سمجہا جاوے- (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح آپ کا خاندان اور حضرت مسیح موعود کا خاندان بحمداللہ بخیریت ہے دوسرے مہاجرین قادیان خدا کے فضل وکرم کے نیچے حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤن کے فیض سے بہرہ یاب ہورہے ہین-

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء تک بند کردیا گیا ہے- بورڈر گہرون کو چلے گئے ہین- جو دور کے باقی ہین وہ مدرسہ کی کہلی زمین مین خدا کے فضل سے تندرست ہین-

(۳) حکیم فضل الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ ربہ کی ہدایت کے ماتحت لاہور تشریف لیگئے- وہان ان پر عمل جراحی کے ذریعہ پتہری نکالی گئی ہے انکے لیئے احباب خصوصاً دعا کریں +

وہی سنت اور اہل سلسلہ کا تعامل تھا صحابہ کبوقت تو یہ کتابین نہ تھین اونہون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ کرتے دیکھا وہی کرتے تھے وضو کرتے دیکھتے تھے تو اسی طرح وضو کرتے نماز پڑھتے دیکھتے نماز پڑھ لیتے روزہ رکھتے دیکھا تو روزہ رکھتے اور اور اسی طرح آپکو دیکھکر حج کر لیا اخلاق فاضلہ سے متصف پایا آپ بھی ہو گئے یہی وہ سنت ہے ایک نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے مین چاہتا ہون کہ سب دوست اسے یاد رکھین اور اسے پہونچا دین۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد دنیا کے بچے لڑکیان جوان آدمی جوان عورتین بوڑھے مرد بوڑھی عورتین یہود عیسائی غرض ہر طبقہ کے لوگ دیکھتے تھے اسی تواتر سے وہ علم ہم تک پہونچا ہے۔ اب اگر کوئی اس مین ترمیم کرکے کہے کہ نماز کی اتنی رکعت ہے۔

وہ تمام مجنون سے بدتر مجنون الحجر اس سے ہے۔

صلوٰۃ کے معنے صبح ظہر عصر مغرب اور عشا کی ۱۷ رکعت فرض ہین۔ وتروں کو زیادہ مؤکد کرین تو ۲۰ رکعت اور اسکے سوا ۲۰ رکعت اور یہ عملدرآمد تواتر سے ثابت ہے اسکے لیے کسی کتاب کی ہمین ضرورت نہین۔

مجھے شوق ہوا کہ شیعون اور خوارج وغیرہ کی نماز دیکھون صوفیون اور محدثین کی نماز کا علم پیدا کرون سب غور سے دیکھا اور دریافت کیا مگر وہان بھی ۱۷ رکعت فرض ہی پائین پھر جھگڑا کیا ؟ کیا روزہ حج کہ اور زکوٰۃ مین ؟ اس مین بھی نہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین بھی نہین ملائکہ پر ایمان لانے اللہ تعالیٰ کی کتابون اور رسولون قیامت اور تقدیر کو ماننے مین سب برابر ہین

اب اسقدر تعامل اور تواتر کے ہوتے ہوئے اگر ایک سکھ اٹھکر کہے کہ نماز کے یہ معنے ہین تو کیونکر قابل تسلیم ہونگے مین سچ کہتا ہون کہ قرآن کریم کیا تھا تعامل کا وجود بہت بڑی طاقت کیا تھا ہم تک پہونچا ہے الحمد للہ رب العالمین کے معنے جو ہمنے بچپن سے سیکھے ہین وہ بھی اسی طرح تعامل کے نیچے چلے آتے ہین الٓ کے معنے ساری حمد تعریف سین ل کے معنے واسطے اللہ معنے اللہ رب کے معنے پالنے والا الٓ معنے سارے عالمین معنے جہانون یعنی ساری تعریفین اس اللہ کے لیئے ہین جو سارے جہانون کا پالنے والا ہے۔

آہ ! لوگون نے تعامل کا بھید نہین سمجھا

بچپن کا واقعہ ہے۔ بخاری ہمارے گھر مین تھی خلاصہ کیدانی مجھے یاد کرایا جاتا تھا اس مین رفع سبابہ کا ذکر تھا مفتی محمد صادق کی والدہ کے باپ نے کہا کہ خلاصہ کی شرح ہم بھیجینگے چنانچہ کالے کالے لبتون مین انہون نے وہ شرح دی میرے بھائی صاحب نے اسے پڑھکر کہا کہ رفع سبابہ کی بات تو درست ہی معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت کی کتب کا یہ حال تھا مگر اب مطبع کا غذ اچھے ڈاک کا انتظام اور وی پی کا طریق دیکھکر مین تو قربان ہو جاتا ہون آج اگر کتابون کے ذریعہ یہ باتین معلوم نہون تو تعجب نہین مگر اس زمانہ مین جب کہ سلسلہ کتب نہ تھا تب بھی ارکان دین کا علم عام تھا۔ مین سچ کہتا ہون کہ نماز کی شکل روزہ حج کی شکل مخلوق سے اتنی سنی ہوگی کہ گن بھی نہین سکتے اور یہ کہنا کہ قرآن کریم کو مقدم سمجھتے ہین اسکے بھی معنے معلوم کرنیکے لیئے اول تعامل ہے پھر لغت ہے یاد رکھو ہمارا یہہ ایمان ہے۔

کوئی تحقیق قرآن والے کوئی مکالمہ مکاشفہ وحی اگر تعامل کے خلاف ہو تو تیرہ سو برس کے بعد ایسے لال بجھکڑ کی بات کون مانتا ہے۔

یعنی وہی مکالمہ مکاشفہ اور وحی اب بھی قابل تسلیم ہو سکتی ہے جو قرآن کریم اور تعامل کے خلاف نہ ہو

اب مین پھر اصل رکوع کی طرف توجہ کرتا ہون اس آیت مین **جاہل** کا لفظ نہین رکھا بلکہ اعمیٰ کا لفظ رکھا اصل بات یہ ہے کہ **قرآن کریم** کے کمالات اور عجائبات مین سے یہ بھی ہے کہ ہر دعویٰ کے ساتھ دلائل دیئے ہین جو دوسری کتابون مین نہین اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ

رسول اللہ خاتم الانبیاء ہین

قرآن کریم نے ہر تعلیم اور دعویٰ کیساتھ دلائل دیئے ہین اسکی اگر تشریح کرون تو بہت وقت خرچ ہوگا۔ مختصراً بتاتا ہون مثلاً فرمایا کہ شرک نہ کرو اسکی دلیل یہ دی **وھو فضلکم علی العالمین** یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہین دوسری مخلوق پر فضیلت دی ہے اب وہ چیز جسکو تم خدا کے سوا معبود بناتے ہو وہ تو تمہاری خادم ہے مخدوم بھی نہین ہو سکتی چہ جائیکہ ایسے معبود بناؤ۔ اب یہ کیسی روشن دلیل ہے۔ دعاوی اور دعاوی کے دلائل کے آگے کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔

یہہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

دنیا مین مذاہب کے تین بڑے مرکز گذرے ہین ایک ایران ایرانیون برہما آتما پیاتنا وغیرہ کا یہ ایرانی مذہب کی شاخین ہین۔ یورپ امریکہ افریقہ کے کنارے اور کچھ ہندوستان کے کنارے یہ عبرانیون کی شاخ در شاخ ہین یروشلم رسولی الیند انکا مرکز ہے۔

بت پرستی کے کفر [illegible] پیچھے نہین رہا۔

یرمیا کے نوحہ مین اسکی تفصیل ہے۔

واقعات بتاتے ہین کہ وہ اپنے مذاہب کے بڑے حامی اور زبردست مؤید تھے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا کمال ہے کہ تینون مرکز آپنے فتح کیلیئے دار السلطنت فتح کرلینے کے بعد اگر کوئی مقابلہ کرے تو یہ مذبوحی حرکت ہوتی ہے۔ اگر سب کو سب فتح کر لیتے تو پیچھے آنیوالون کے لیئے کیا رہتا بہر حال مذاہب کے مرکزون پر کامیابی حاصل آپ ہی نے کی اور

یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

اللہ کے لفظ پر کسی سماوی کتاب نے قرآن کے برابر زور نہین دیا۔ سب نے صفاتی نام بیان کئے ہین دیانند نے سو ایک نام کہے ہین جن مین پہلا نام **اگنی** بھسم کرنیوالی آگ ہے۔ اور اس مین رحم عدل دیالتا کرپالتا کا نام بھی نہین۔ وحدہٗ لاشریک کہان آتا ہے مگر **اللہ** کا لفظ ایسا ہے کہ اسکی نظیر نہین ملتی یعنی تمام کاملہ صفات سے موصوف اور تمام بدیون سے منزہ معبود یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو جس قدر مطالعہ کرو اللہ کو موصوف اور باقی صفات ہین اس ایک لفظ سے بھی

آپ خاتم النبیین ثابت ہوتے ہین

پہر مین دیکہتا ہون کہ کوئی شخص مہدی مجدد کہتا منتقیح ہوگا۔ کچھ ہی اسے کہہ لو انگریزی الفاظ مین ریفارمر کہہ لو کچھ ہی ہو یہ ایک خوبی ہے۔ مگر یہ خوبی کسی کو قیامت تک نہین ملسکتی جب تک

وہ آنحضرت کا خادم اور غلام نہ ہو

اس سے معلوم ہوا کہ تمام روحانی فیوض کے حاصل کرنیکا ایک ہی ذریعہ ہے۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور

یہ آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام خوبیون کے جامع ہین اور اسی لیئے آپکا نام محمدؐ ہے ساری خوبیان تو اس نام مین جمع ہین۔ وہی رسول ہو سکتا ہے جو محمدؐ ہو اب آپکے بعد کون رسول ہو سکتا ہے؟ پس

محمد کا لفظ ہی خود ختم نبوت کی دلیل ہے

پہر مینے غور کیا ہے کہ انسان اپنی انسانیت کے لحاظ سے ساری مخلوق پر حکمران ہے۔ مینے اپنی آنکھون سے دیکہا ہے۔ کہ چیتے سے شکار کراتے ہین بازون کو دیکہا ہے۔ کہ کیسے چلے جاتے ہین جو شکار کرکے لے آتے ہین پہر کبوتر کو دیکہا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا کبوتر ۱۲ گھنٹہ آسمان پر رہتا ہے۔ پہر جب بلاتے ہین تو آواز کیساتہ واپس آجاتے ہین ایک آدمی ہوکے شیر کے منہ مین سر دیتا ہے یہ ایک قسم کا **کسب کمال** ہوتا ہے پہر بہت سے لوگ سانپون کو نچاتے ہین چوہون کو دیکہا ہے کہ ان سے تماشا کرلیتے ہین۔ ہاتھی گھوڑون سے ایسا تصرف کرتے ہین انہین کہتے ہین مرجاؤ تو وہ مردہ کی طرح لیٹ جاتے ہین اور انکا حکم مانتے ہین۔ یہ سب **انسانی اخلاق** کا نتیجہ ہے مگر تو بہی یہ ایک حد کے نیچے ہوتے ہین۔ کوئی ڈاکٹر ہے انجینیر ہے وکیل ہے اکاونٹنٹ ہے مصلح قوم ہے۔ سپہ سالار ہے۔ فاتح ہے۔ غرض کسی ایک یا دوسرے خلق مین بڑائی ہوگی مگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے فرماتا ہے۔

انک لعلیٰ خلق عظیم

جبکہ خدا تعالیٰ عظیم ہے اس کی عظمت وہم مین بہی نہین آسکتی رب العرش العظیم کا عظیم مثیل ہوتا ہے پہر کہا تو یہ کہا لعلیٰ خلق عظیم۔ زبان کی خوبیون کے لحاظ سے یہ جملہ نہایت عجیب ہے۔

پہر عمدہ **اخلاق** ایک فضل ہے۔ پہر علم کا نظر لیکچر ایک ملک کا زبان کا قوی کا سیاست سپہ گری وغیرہ لاکہون خدا کے فضل ہین۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔

کان فضل اللہ علیک عظیما

تجہپر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ اب اس عظیم سے پرے تو ختم ہی ختم ہے۔

یہ دلیل ہے ختم نبوت کی

اب ہم نظارہ آنکھ کان سے کام لیتے ہین۔ ایک کتاب مینے پڑہی اس مین لکہا ہے۔ کہ چرچ آف انگلینڈ کا خرچ ۲۰ کروڑ روپیہ ہے پہر اس مین چرچ آف انگلینڈ جہان جہان کام کرتا ہے۔ وہان کا راستہ اور جغرافیہ بہی دیا ہے۔

ایسا ہی مینے مہاراجہ کپورتھلہ کا سیاحت نامہ پڑہا ہو اس مین انہون نے لکہا ہے۔ کہ وہ پوپ کی ملاقات کیلئے گئے اور وہان دیکہا کہ یورپ کے بہت سے شہزادہ پوپ کی خدمت کو حاضر ہین اور پوپ کے سر پر چنور کر رہے ہین انکو کہا گیا۔ کہ ہاتہ بڑہاؤ۔ مگر پوپ نے ہاتہ نہ بڑہایا۔ پہر انکو کہا گیا کہ ہاتہ بڑہاؤ۔ پہر پوپ نے پوچہا کہ کیا تمہاری ریاست مین مسیحی لوگ بہی رہتے ہین۔ کہا ہان کچھ ہین پہر پوپ نے اقرار لیا کہ کیا آپ انکی رعایت رکھنے کا اقرار کرتے ہو اونہون نے اقرار کیا تو ہاتہ بڑہایا۔ جس پر اونہون نے بوسہ دیا۔

اس قصہ کو دیکہکر غور کرو کہ کیسی خواہش اور کوشش ہورہی ہے۔ اور ہمارے اور انکے امرا مین کیا فرق ہے میرا ایک دوست جٹ زمیندار ہے مگر بہت ہوشیار اور چلتا پرزہ ہے مجہسے اس نے بیان کیا کہ ایک وقت ہز آنر لفٹنٹ سے ملنے گیا ہز آنر نے اسے کہا کہ ملک صاحب! کیا آپ اردو پڑہے ہوئے ہو؟ پہر نہایت عمدہ سنہری جلد والی انجیل لاکر تحفۃً دی اور کہا کہ مہربانی کرکے اس تحفہ کو آپ پڑہ لیا کرین۔ اسکے مقابلہ مین ہمارے امرا جو کچھ کرتے ہین وہ تم سے مخفی نہین اسلیئے تفصیل کی حاجت نہین۔ **یا این اسلام کا محافظ کیسا ہے؟**

خدا تعالیٰ کسی نہ کسی کو پیدا کردیتا ہے۔

اور اس کے ساتہ جماعت کو اکہٹا کر دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ اسلام دنیا مین زندہ مذہب ہو دیکہو یہود مجوسی اور نصاریٰ مین مجدد نہین ہوتے جنکا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو اور وہ خدا تعالیٰ سے فیض حاصل کرکے دوسرونکو فیض یاب کرین۔ وہ لوگ خود قایل ہین کہ ان مین سے ایسے لوگ نہین ہوتے اور یہ انکی تعلیم کی کمزوری اور انکے ہادیون کی **قوت قدسی** کا ضعف ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** ایسی زبردست اور آپکی تعلیم ایسی بابرکت ہے کہ تیرہ سو برس تک برابر **ایسے لوگ ہوتے آئے اور ہوتے رہینگے** جو احیاء ملت کرتے رہین گے۔ اور انکے ہاتہ پر بہتون کو شفا ہوگی۔ اور وہ دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہونگے۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک شخص نے مجہسے انجیل کے رو سے ختم نبوت کی دلیل پوچہی ہے کہ وہان تو بالکل صاف ہے متی کی انجیل مین باغ کی مثال بیان کی ہے۔ (متی ۲۱)

باغ کے مالک کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہو اور یہ آخر مین ہے۔ اسلیئے مالک کے پرے اور کون ہے جسکا انتظار ہو

ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر قرآن مین ایک جگہ نبوت کا عظیم الشان معیار بتایا ہے۔ اور وہ یہ ہے **ما ضل صاحبکم وما غویٰ** جو ہمارا ہادی ہو اس مین تین باتون کا ہونا ضروری ہے۔ اول وہ اجنبی نہ ہو جسکو کوئی نہ جانتا ہی نہ ہو کیونکہ ایسا آدمی تہوڑے دنون کے لئے نیک بن سکتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ وہ شریر ہو اسلیئے ایسا شخص جو ہادی ہونیکا مدعی ہو وہ تم مین سے ہی ہو جس کے حالات سے تم بخوبی واقف ہو۔ دوم وہ بے علم نہو۔ سوم جو وہ تعلیم دیتا ہے اسکا عامل ہو آپ خلاف ورزی نہ کرے کہو والو! بتاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہین یا نہین؟ ہین پہر بے علم تو نہین؟ بالکل نہین پہر خلاف ورزی تو نہین کرتا بالکل نہین اب بتاؤ اس سے آگے کیا شرط ہوگی!

اور سنانے مین قطعاً کوئی دنیوی غرض نہین اگر کوئی غرض ہوتی تو جو لوگ یہان رہتے ہین وہ سب سے پہلے منکر ہوجاتے۔

خدا تعالیٰ کے احسانات

مین روٹی خدا کی دی ہوئی کہتا ہون۔ اس معاملہ مین گہر والون کا بہی مجہپر احسان نہین کہ بیوی پکائے تو کہاؤن کپڑا اسی کا دیا ہوا پہنتا ہون رہنے کو اسی نے مکان دیا ہوا ہے اب تہوڑی عمر باقی رہگئی ہے کیا معلوم ہے ہی یا نہین پہر وہ کیا غرض ہوسکتی ہے جو مجہے خلاف بیانی کی ترغیب دے سکے۔ اسقدر جہوٹے ہین کہ وہ کچہ سمجہ بہی نہین سکتے۔ شاید خواب وخیال کی طرح بڑہی کو یاد ہوکہ ہمارا آبا ایسا ہوتا تہا۔ پہر کیا مین انکے لئے کچہ جمع کرنا چاہتا ہون ہرگز نہین راستباز کا واقعہ یقین کرنیکے لئے اعلیٰ مقام ہے اسی طرح پہ اللہ جل شانہٗ کی ہستی پر ایمان آتا ہے۔

اب ہم جاپان اور لنڈن پر تو یقین رکہتے ہین وہان کے آئے ہوئے تارون کو پڑہکر کبہی وہم نہین کرتے کہ یہ غلط ہین پہر کس قدر افسوس ہوگا اگر ہم ان راستبازون کے منہ سے سن کر یقین نہ کرین جن کی راستبازی اور اخلاق کے پشہ کے برابر بہی کوئی مقابلہ نہین کرسکتا۔ انہون نے خدا تعالیٰ سے سُن کر کہا کہ خدا نے کہا ہے۔

انا الموجود

غرض راستبازون کے منہ سے سن کر تکذیب نہ کرو۔ یہہ راستبازون کی جماعت انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفاء ونواب کی جماعت ہے۔

رجوع بہ مطلب اصلی

ہان اس رکوع کے شروع مین علم اور بے علمی کے متعلق بتایا ہے کہ علم اور بے علمی برابری نہین کرتے علم بڑی عجیب چیز ہے۔ انبیاء کا علم اللہ کی کتابون کا علم ملائکہ کا علم جزا وسزا جنت ونار اور مقادیر الہیہ کے علوم ایسی راحت بخش چیزین ہین کہ مجہے تو اس سے بڑہکر کوئی خوشی اور خواہش نہین ہوسکتی اور کوئی لذت اس علم کی لذت کا مقابلہ نہین کرسکتی مین خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہون کہ اسنے مجہے یہ علم دیا ہے۔ اسنے مال دیا تو اسقدر کہ اور حاجت نہین بے اعتنائی دی تو ایسی کہ ایکہزار رکہنے کی جانچ نہین تم خود دیکہ لو کہ کوئی عزت تمہارے دل مین ہی ہے۔ پہر کیا مین تمہاری کسی بہی چیز کا حاجتمند یا لالچی ہون اگر مین جہوٹ کہتا ہون تو کہو دیس تجہ کہہ کہتا ہون درد دل سے کہتا ہون۔

یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ کو علیم یقین کرنا ہر بدی سے روکتا ہو اللہ تعالیٰ قدوس ہے پاک لوگ ہی اسی سے تعلق پیدا کرسکتے ہین۔ اور وہ پاکون کو اپنا بناتا ہے کیونکہ پاک کو پلید سے کیا نسبت جسقدر چیزین پلیدی کا موجب ہین ان سے قطع تعلق کرنا تو اسکا آسان گر یہ ہے کہ

سبوح قدوس کا مطالعہ کرو

جب انسان یہ یقین کرلیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی اس سے تعلق قرب پیدا کرسکتے ہین تو وہ بدیون اور ناپاکیون سے بچنے کی توفیق پاتا اور پاک فرشتے اس سے اپنا تعلق بڑہاتے ہین۔

مین تو اس کے فضلون کو دیکہہ دیکہہ کر قربان ہوجاتا ہون اور یہ سب اسی کے رحم کا نتیجہ ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کہانے بنانے جانتا ہون بادشاہون کو مینے بتایا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ پلاؤ اور روٹی کس طرح پک سکتی ہے۔ پہر انکا استعمال مینے کیون نہ کیا ہو؟ ایسا ہی اعلیٰ درجہ کے لباس کی کتر بیونت بہی جانتا ہون اور اسے پہن کر دیکہا ہے۔ تو بس یہ اعلیٰ سے اعلیٰ راحت اور آرام کیونکر ملتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی اطاعت پر

ایک دہریہ قرآن کریم کے طفیل بچ گیا

مین کس طرح پر قرآن کریم پر عمل کرنیکی روح تمہارے اندر پہونک دون۔ یہ خدا ہی کا کام ہے۔ ایکمرتبہ ایک دہریہ نے مجہے کہا کہ مین کہین باہر جاتا ہون کوئی نصیحت کرو مینے اس کو کہا کہ تم قرآن شریف پر عمل کرلیا کرو اسے ایک آسودہ جماعت کے ساتہہ ایک جگہ جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان عیاشی کے سامان تہے سب تہہ والے آتشک مین مبتلا ہوگئے وہ بچگیا جب واپس آیا تو مینے کہا کہ تم کسطرح بچ گئے اسنے کہا کہ مین خدا کو تو مانتا نہین مگر اس قرآن نے مجہے بچا لیا۔ تب مینے اسے کہا کہ

لاریب فیہ

اتباع انبیاء سکہہ کا موجب ہے

اس کتاب کی شان ہے ریب ہلاکت کو بہی کہتے ہین یعنے اس کتاب مین کوئی ہلاکت کی راہ نہین۔ اور سچ تو یہ ہے کہ

انبیاء کی اتباع مین کوئی دکہہ ہی نہین

لاریب فیہ کے یہ بہی معنے ہین کہ اس مین ہلاکت کی تعلیم نہین بلکہ سکہہ کی تعلیم ہے۔ پہر تمام انبیاء نے اپنے آزمودہ نسخون کو لوگون کے سامنے پیش کیا ہے صحابہ نے انہین استعمال کیا پہر دیکہہ لو کہ کس قدر نفع اٹہایا ابراہیم کی اصل نسل تو سب جانتے ہین مگر نمرود کا نام بہی کوئی نہین جانتا۔ آجکل یہ سوال اٹہا ہے۔ کہ وہ کون تہا؟ بعض کہتے ہین کہ وہ خیالی نام ہے۔ مگر وہ تہا۔ اور حضرت ابراہیم کا دشمن تہا اور وہ بے نام ونشان ہوکر مٹ گیا۔ لیکن با نام ونشان گویا ابتک زندہ ہے یورپ فخر کرتی ہے۔ کہ وہ ابراہیم کی اولاد ہے۔ نصرانی عیسائی یہودی صابی مسلمان سب کے سب اسکے نام پر فخر کرتے ہین۔ زرتشت کی قوم اس کو عظیم الشان انسان سمجہتی ہے۔ یہ درجہ اور عزت اسی کی اولاد کو ملی۔

جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً

کوئی آسمان کے ستارے یا ریت کے ذرے گنے تو ابراہیم کی اولاد کو گنے جو ابراہیم پر برکت کرے خدا اسپر برکت نازل کرتا ہے۔ جو ابراہیم پر (نعوذ باللہ) لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے لعنت کی مار مارتا ہے۔ یہ انعام کیون ہوا؟

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین

ایک ہی نکتہ ہے اور کامل اتباع اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے جب اللہ تعالےٰ نے اسے کہا کہ تم ہمارے فرمانبردار ہوجاؤ تو کہا حضور مین تو فرمانبردار ہوچکا اور آپکا کیون فرمانبردار نہ ہون۔ آپ تو رب العالمین ہین۔

ابراہیم فرمانبرداری کی نوعیت اور وجہ نہین پوچہتا حکم کے ساتہہ ہی فرمانبرداری کا اقرار کرتا ہے یہانتک ہی نہین بلکہ ووصّٰی بہا ابراہیم بنیہ ویعقوب یٰبنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون

یعنی اسی فرمانبرداری کی ابراہیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اور یعقوب نے بھی کہا کہ اے میرے بیٹو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے دین کو برگزیدہ کیا ہے۔ جو فرمانبردار بننے کا دین ہے۔ پس تم فرمانبردار ہو کر ہی مرو۔

اسی ایک نکتہ پر سارے کمالات کا دارومدار ہے۔ غرض فرمانبرداری کامل فرمانبرداری تمام سکھوں کی جڑ ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ انسانی اور جسمانی علوم سکھ کا موجب نہیں۔ تو جاودانی علوم کیوں جاودانی راحت کا ذریعہ نہ ہوں؟ میں اپنے تجربہ سے اور تمام راستبازوں کے تجربہ کے علم سے کہتا ہوں کہ جاودانی علوم سے متمتع ہونیوالا کبھی گھبراہٹ میں نہیں ہوتا۔ اتنا سکون راحت اصلیت کہنے والے کے سوا کسی اور کو نہیں ملتا۔

مگر یہی سچائیوں کا علم لوگوں کے اتباع سے نہیں ملسکتا کتنا ہی مقرر ہو کیا وہ قرآن کریم سے بڑھ سکتا ہے۔ کیسا ہی صاحب تجربہ و معلومات ہو پھر بھی وہ خالق فطرت کے برابر کب ہو سکتا ہے۔ اور یہ کتاب لیکر وہ شخص آیا۔ جو کل کمالات انسانی کا جامع تھا۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے کہا۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

یعنی جس نے اللہ اور رسول کی اتباع یقیناً یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ اللہ کے پیچھے اور کیا ہو سکتا ہے جب اللہ کی اتباع کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو قرار دیا تو کیوں یہ آیت ختم نبوت

کا نشان نہ ہو؟

پھر فرمایا۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

مقام محمد تو نے نہیں پھینکا جب کہ تو نے پھینکا تھا مگر وہ اللہ ہی نے پھینکا تھا پھر کہا انما یبایعونک یبایعون اللہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت کرتے ہیں اب غور کرو کہ یہ عظیم الشان مقام کسی اور کو ملا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے

ایک عجیب بات اور ہے یہ نرے دعاوی نہیں بلکہ اسکے ساتھ زبردست دلائل اور بھی ہیں میں نے وید کو سنا ہو اور لعتیاط سے سنا ہے۔ اتھروید کے سوا تینوں وید سنے ہیں اور ستیارتھ پرکاش اور رگ وید بھاشیہ بھومکا اور ستیارتھ پرکاش کو پڑھا اور سنا ہے۔ اور گاتھا جو مجوسیوں کی کتاب ہے۔ اسے بھی احتیاط سے سنا ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے قرآن کریم کو پڑھا ہے۔ تمہیں تعجب ہوگا کہ جب بدو فطرت سے قرآن سے محبت ہوئی تو شیعوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں ایک کتاب چار سو روپیہ کو آتی ہے بحار الانوار نام اور عربی میں ہے میرے دل میں ہے کہ اسے بھی منگوا کر پڑھ لوں یعنی اسکی مستند اور معتبر کتابوں کو منگوایا اور پڑھا ہے اور میرے پاس وہ ہیں میرے نزدیک ان کی کتابیں معتبر معلوم ہوتی ہیں ۴۔ انکی مسلّم ہیں کافی ہے تہذیب ہے استبصار اور من لایحضر مجمع البیان طبرسی اور نہج البلاغۃ جناب امیر کے خطبات ہیں۔

ان کے مدمقابل خوارج ہیں انکی کتابیں بھی میں نے پڑھی ہیں ایک ۹۳ جلدیں ہے اور میرے پاس ہے۔

(اس کتاب کی ۹۳ جلدیں سنکر ایڈیٹر الحکم نے استعجاب ظاہر کیا۔ اسپر فرمایا۔)

(کہ ایک سیاح استنبول کا یہاں آیا اور پہلے وہ سلطان روم کے کتب خانہ کی بڑی تعریف کرتا تھا۔ لیکن جب اسنے میرے کتب خانہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ وہ کیا چیز ہے۔ ایڈیٹر)

غرض ان کتابوں کو اس وسعت سے دیکھ کر پھر سنیوں میں مذاہب اربعہ صوفیوں اور محدثین کا مذہب پڑھا ہے۔ اور ان سب کو پڑھ لینے کے بعد میں ایماناً کہتا ہوں اور کھول کر سناتا ہوں اور یہ اسلیئے کہ میں نہیں جانتا کہ آئندہ ہم سے کون ہوگا۔ اور کون نہیں مجھے کچھ کہنے کا اور تمہیں کچھ سننے کا موقعہ ملے یا نہیں اسلیئے سنو اور غور سے سنو کہ اس تحقیقات اور تجربہ کے بعد میں علیٰ وجہ البصیرۃ اقرار کرتا ہوں کہ

قرآن کریم جیسی کوئی نعمت اور کتاب نہیں

وہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہے۔ اور وہ تمام اختلافات مٹانیکا کامل ذریعہ ہے اور وہ خود اختلافات کا باعث نہیں اسکے ساتھ ہی میں اس شہادت کو بھی علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ

بعد کتاب اللہ بخاری جیسی بھی کوئی کتاب نہیں

میں نے سر سید احمد صاحب کو سو روپیہ اسلیئے دیا تھا۔ کہ تم جو تصنیف کرو وہ مجھے بھیجدو آخری دم تک اسنے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے۔ میں نے اس کی تصنیفات کو خوب پڑھا ہے میں دنیا کے مقتدر اون سے بے خبر نہیں برہموازم کی کتابیں پڑھی ہیں سب سے بڑی کافر قوم برہمو ہے۔ میں اسکو مذہبی رنگ میں آریوں اور عیسائیوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ برہمو نرم ہیں مگر میں کہتا ہوں یہ بہت ہی گرم ہیں یہ الٰہی غضب کے نیچے ہیں

جو تمام انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہیہ کے دعویٰ میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

میں یہ بھی علم اور بصیرۃ سے کہتا ہوں میں نے انکی کتابوں کو درستی سے پڑھا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھتے ہیں میں انہیں چند منٹ میں پڑھ لیتا ہوں انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو کذاب (معاذ اللہ) مانا ہے۔ اور جو کچھ نرم ہیں انھوں نے دعویٰ رسالت کو جنون یا دروغ مصلحت آمیز کہا ہے۔ غرض اس ساری تحقیقات کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ

قرآن کریم ہی کامل کتاب ہے۔

اور پھر جب قرآن مجید میں تدبر کیا اور سالہا سال تک تدبر کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

محمد رسول اللہ سے بڑھکر کوئی نمونہ اسپر عملدرآمد کا نہیں

کتاب و سنت پھر بخاری سے بڑھکر کوئی کتاب تاریخی روایت کے لحاظ سے نہیں اسکے ماورا ہمارے سلسلہ میں قرآن کو کتاب اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کو سنت کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ چند مثالیں دوں تاکہ جو تفرقہ ان میں ہے۔ وہ معلوم ہو جائے۔

جب بخاری امام نہ ہوئے تھے تو بھی وہ مسلمان تھے نماز پڑھتے حج روزہ زکوٰۃ اعمال الاسلام کا پابند تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ علم جو ارکان اسلام اور اعمال کا انکو تھا وہ اسی سنت متواتر کے ذریعہ انکو ملا تھا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی امام نہ ہوئے تھے۔ اور فقہ نہیں لکھی گئی۔ محیط اور مبسوط کے مسائل منہ سے نہ نکلے تھے تو کیا وہ مسلمان نہ تھے؟ کیا ہدایہ اور قدوری پڑھکر وہ مسلمان ہوئے تھے۔ نہیں بلکہ وہ جس ذریعہ سے نیک تھے

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ
کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ
الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ
وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ
وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ وَ
الَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ وَاَقَامُوا
الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَا
نِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ
لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا
وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ
وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ
عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَ
الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ
وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ
فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ
الدَّارِ اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ
وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی
الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ

علم و جہل

ایک علم ہوتا ہے اسکے مقابلہ میں ایک جہل ہوتا ہے ساری انسانی خوبیاں اور سارے کمالات علم صحیح کیساتھ وابستہ ہیں اور سارے دکھ درد اور مصائب جہل سے ملے ہوئے ہیں علم ہوتا ہے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہوتا ہے رسولوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہوتا ہے اللہ کی کتابوں سے آگاہی ملتی ہے۔ علم ہوتا ہے تو ضروریات کا استخراج کرتے ہیں علم ہوتا ہے تو عجائبات مخلوقات کا مطالعہ کر کے اپنے منافع کی اشیاء کو جمع کرتے ہیں اسی علم کے عجائبات میں سے سٹیم انجن ہیں میرے اپنے مطلب اور مذاق کے موافق اس سے کتابیں چھاپنے کا کام لیا جاتا ہے اور بعض کے مذاق کے لیئے اخبار ناول اور ہر قسم کی تصنیفات چھاپی جاتی ہیں اور انسانی زندگی کی بہت سی ضروریات اس سے وابستہ ہیں اسی کے ذریعہ سے سفر کی سہولتیں پیدا کی ہیں۔ چنانچہ ریل اور جہاز کے سفر آسان کر دیئے ہیں پھر ہزاروں ہزار کارخانے کھانے پینے پہننے کی اشیاء کے اور سونے اٹھنے سواریوں کے آرام کے اس سے چلتے ہیں۔ مگر جن کو کامل علم نہیں وہ تکالیف برداشت کرتے ہیں۔

یہ علم کا ایک نظارہ ہے

علم دین کا ہو یا دنیا کا صحیح ہو وہ ہر حال میں انسان کے لیئے راحت اور آسائش کا ذریعہ ہو جاتا ہے عجیب غریب انسان دنیا کا جسکا نام ابراہیم ہے۔ (علیہ السلام) وہ اپنی دعا میں اسی لیئے کہتا ہے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ

انسانی کمالات کی تقسیم

انسان میں دو قسم کے کمالات ہیں ایک جسم کے آرام کے لیئے اور دوسرے روح کے لیئے جسم کے آرام کے لیئے کھانے پینے پہننے مکانات عیش و آرام اور سواریوں کے سامان معلومات کے سامان دوستوں سے ملنے کے سامان بیویوں اور بچوں سے تعلقات اور انکے عجیب دلخوش کن شواغل قوم میں عزت و وقار ہے اور دوسروں پر حکومت کرنیکے یہ جسمی آرام ہے ایکطرف تو اس آرام کی خواہش دوسری طرف جسم کے لیئے ایک وقت محدود کر دیا بلکہ کل یوم ھو فی شان فرمایا صوفیائے تو یہاں تک لکھا ہے کہ انسان ہر آن میں فنا ہو کر نیا بنتا ہے۔ جو حالت ہماری باپ کے جسم میں (برنگ نطفہ تھی) وہ آج نہیں پھر جو ماں کے پیٹ میں تھی وہ بھی نہیں پھر بچے تھے جوان ہوئے۔ اور بڑھاپے میں اور ہی قسم کے اعضا ہوتے ہیں غرض یہ مسلم بات ہے کہ یہ جسم ہر آن معرض تحلیل میں رہتا ہے اگرچہ ڈاکٹروں میں بحث ہے کہ تین سال بعد یا سات سال بعد یہ جسم بدل جاتا ہے۔ مگر میں تو یہی مانتا ہوں۔ کہ ہر آن تحلیل اور تبدیل ہوتا ہے۔ پھر جب ایسے فنا پذیر کارخانہ کے لیئے اسقدر اخبار کتابیں تمدن کی طاقتیں بھیجی گئی ہیں۔ جو ایک آن میں الگ ہو جاتا ہے۔ تو

دائمی تعلق کے تقاضے کے لئے کیا کچھ ہوگا؟

ایک روح ہے اس میں ایک تڑپ ہے کہ ہم ضائع نہ ہوں جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ میرا یقین ہے کہ اسی وقت سے اس نے طب کیلئے ہاتھ پیر مارے ہیں اور ہمیشہ اس میں ایجادات اور ترقیوں کا سلسلہ جاری رہا ہے؟ کسقدر دوائیں نئے دن ایجاد ہوتی رہتی ہیں۔ کیوں؟ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ فنا ظاہری بھی طاری نہ ہو

فطرتی تقاضے پورے ہوتے ہیں

جس قدر قوی انسان کو دیئے گئے ہیں۔ اسکا سامان بھی ساتھ ہی عطا فرمایا گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے مجھے جب فطرتی قوی دیئے گئے ہیں اسکا سامان بھی ساتھ ہی عطا فرمایا گیا ہے۔ آنکھ ملی ہے تو خدا کے فضل کے نیچے میری نظر مضبوط اور محفوظ ہے۔ وہ تکان محسوس نہیں کرتی اسکے ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں فطرت میں عجیب عجیب خوشنما نظارے موجود ہیں ہر چیز جو جمال رکھتی وہ اسے خوش کرتی ہے قدرت کی دلچسپیاں دیکھ دیکھ کر میں دنوں خوش رہتا ہوں مجھے کتابوں کا شوق ہے۔ انہیں دیکھکر بہت ہی خوش ہوتا اور قدرت کے تمام نظارے (جو آنکھ کو اپنی طرف محو کرتے) بڑھکر اس نظارہ سے مسرور ہوتا ہوں۔ کبھی میں شاعر ہوتا تو کتابوں کی سطروں اور الفاظ کو خط و خال سے تشبیہ دیتا۔ غرض آنکھ کی دلچسپی اور سرور کے لیئے جمال کا سامان دنیا میں موجود ہے

پھر فطرت نے کان دیئے ہیں وہ عمدہ بات سننا چاہتے ہیں۔ خواہ وہ کامیابی کی کوئی خبر ہو خواہ عمدہ آواز ہو۔ خواہ صحت و عافیت کا نسخہ ہو۔ بہرحال قدرت نے کان کے لیئے آواز کا سامان دیا ہے۔

میری ناک میں خاصیت ہے کہ نہایت ہی عمدہ گلاب کا عطر جو پچاس ساٹھ روپیہ تولہ کا ہو وہ اسے بہت خوش کرتا ہے پھر بو باس راحت کا موجب ہوتی ہے۔ غرض فطرت نے اس کیلئے بھی سامان دیا ہے۔

میری زبان ذوق کا علم رکھتی ہے۔ وہ قسم قسم کے عمدہ سے عمدہ کھانے کبھی نمکین کبھی مرچ کے مزے میٹھے پھیکے سیٹھے ترشی اور شیرینی ملا کر غرض ہر قسم کے مزوں سے زبان لطف اٹھانا چاہتی ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ یہ سب سامان اسکے لیئے موجود ہیں۔

پھر میری زبان قسم قسم کا بولنا چاہتی ہے۔ عجیب عجیب قسم کے مضمون اٹھاتی ہے اور اسکا سامان موجود ہے۔

اسی طرح ہاتھ پاؤن اور بعض دوسرے اعضا ہین جنکا اگر نام لین تو بعض شاید اسے خلاف تہذیب قرار دین گر مین کامل انسان کے اجزا مین انکا کال دیکھتا ہون یہانتک کہ اگر وہ کمزور ہون تو ایسے شخص کو مردون کی فہرست سے خارج کرکے نامرد کہا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر) فطرت نے ان تمام اعضا کی سیری اور سرور کا سامان رکہا ہے۔ جب ملنے پر آتے ہین تو بعض موقعہ پر درشتی اور بعض موقعہ پر نرم ملائم عجیب بہد بخشتا ہے۔ کوئی مخفی طاقت اور راز ہے۔ جو عورتون کے میکنے سے بدن مین جوش پیدا ہوتا ہے غرض ان تمام قواعد قویہ سے یقین پڑتا ہے اور مین اس سے بہی اعلیٰ یقین پر ہون۔ کہ

روح مین بقا کی تڑپ ہے

اگر ڈڑ ورکروڑ اور سنکہہ درسنکہہ سال بہی حیاتی ملے لیکن جب اس مین فنا ہو پہر وہ میرے دل کو خوش نہین کرسکتی

عارضی نجات پر قصہ اس موقعہ پر مجہے ایک عزیز کی بات یاد آئی۔ وہ ہندو تہا۔ اور پہر مسلمان ہوگیا۔ اسکو ایک آریہ نے کہا کہ تم ہم مین واپس آجاؤ۔ ہم تمہین ملانیکو طیار ہین اسپر اس نے اس آریہ کو کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجہے ابدی نجات کی تڑپ ہے اور یہ تمہارے ہان نہین ہے۔ یہان مجہے یہ خوشی تو ہے کہ ابدی نجات ملے گی اسپر آریہ کو خاموش ہونا پڑا۔

روح کی فطرتی تڑپ غرض روح مین ایک تڑپ ہے مین تو اپنی روح کی شہادت دے سکتا ہون مینے ان لوگون کو دیکہا ہے جو قریب تہا کہ خودکشی کرلین یہ نظارے ہمنے طبیب ہونے کی حیثیت سے دیکہے ہین لیکن جب ہمنے انکو کہا کہ اپنا سامان کر دیتے ہین جس کیوجہ سے تم ایسا کرتے ہو تو انہون نے بیحد مسرت ظاہر کی کیون؟ وہان بہی بقا کی فطرت کام کرتی ہے

میرا اپنا دل چاہتا ہے۔ کہ روح ابدالآباد کےلیئے ہو۔ پہر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم عطاء غیر مجذوذ سے تو ایسی خوشی ہوتی ہے۔ کہ اس نبی کے قدم چوم چوم کر قربان ہو جاؤن مین سچ سچ کہتا ہون کہ یقین ہی سکہون کا موجب ہے۔

مین علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہون کہ میرا اصولی نیکتا ہے۔ وہ تمام مذہب جو فنا ہونیوالے ہین یہ سکہ نہین دے سکتے اسلیئے مین ان سب سے بیزار ہوگیا اور تمام ان تعلیمون سے بیزار ہوگیا جن سے بقاے روح کا مسئلہ **صاف نہین ہوتا۔**

خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ اس نے فطری خواہشون اور تقاضون کی سیری کا سامان ہنیا کیا ہے روح بقا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آواز دیتا ہے۔ ہان ہم دینگے روح علم چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہم علمی ترقی دینگے یہ علمی ترقی کہانتک ہوگی؟

مین یقیناً کہتا ہون کہ اس کی کوئی حد نہین اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (جنکو مین اپنی بصیرت کے لحاظ سے کمالات جسمانی روحانی اور نبوت کا خاتم اور اس کے علاوہ سب مین کامل انسان یقین کرتا ہون) کو بہی یہ تعلیم ہوتی ہے۔

قل رب زدنی علماً

تو اپنے علم کی ترقی مانگ جب تمام نبوتون رسالتون اور کمالات کے خاتم انسان کامل کو علمی ترقی کے لیئے یہ دعا سکہائی جاتی ہے۔ تو اس کلمہ کو دیکہکر اور پڑہکر دل اور بہی باغ باغ ہوگیا۔ کہ یہ بہی اسی بقاے ابدی کا کرشمہ ہے پس یہ تعلیم ہے۔

جو اسلام کیلئے متوالا کرتی ہے

اپنے بعض کشوف مین نے اس موجودہ ڈہیر مین بعد الموت لوگون سے ملاقات کی ہے۔ اور جنت و جہنم کے حالات اور نیکیون اور بدیون کے متعلق اتنے سوال کئے ہین ہماری صحبت مین رہنے والے ان قصص سے واقف ہین اور بعض کے نام سے بہی واقف ہین مین چہوٹا سا تہا مینے ایک شخص کو دیکہا۔ وہ بہت مضمحل ہو رہا تہا مینے اسے کہا کہ کیا تم بیمار ہو اسپر اسنے پکڑ کر ایک عورت کو میرے سامنے کیا اور کہا کہ اس کے عشق کی اب بہی سزا دیتے ہین مجہے اس واقعہ پر عورتون سے ایسی نفرت ہوئی کہ ماں کا چہرہ بہی ناگوار ہوگیا یہان بعض وہ لوگ بیٹہے ہین کہ جو اس قصہ سے واقف ہین ہمارے گہر مین ایک عورت روٹی پکاتی تہی مینے کہا کہ روٹی ڈیرے پر بہجدیا کرو وہ اتفاق سے ہیگہ گیا جہان کی وہ عورت تہی جو مجہے دکہائی گئی۔ پہر اس محلہ مین گیا جہان کی عورتین بہت حسین ہوتی ہین چونکہ وہان میری وجاہت تہی مینے عورتون کے ایک گروہ کو کہا کہ مائیو ذرا ٹہہر جاؤ۔ وہ ٹہہر گئین۔ اور مینے غور سے دیکہا تو وہ لڑکی ان مین مجہے نظر آئی مینے ان عورتون کو کہا کہ اس کو ذرا میرے پاس بہیجدو۔ انہون نے اسے دہکا دیکر آگے کردیا۔ مین نے اس سے اسکا نام پوچہا جو اس نے بتا دیا۔ اس کے بعد مینے ایک شخص سے جو اس مرے ہوئے سے واقف تہا پوچہا کہ وہ کسی پر عاشق تہا۔ وہ یہ سن کر حیران ہوگیا۔ اسنے کہا کہ مرتے وقت اسکا سر میری ران پر تہا اور میرے اور اللہ تعالیٰ یا اس لڑکی کے سوا کسی کو معلوم نہین کہ وہ کسی پر عاشق ہی تہ مینے کہا

عشق و مشک را نتوانست نہفت

کلمہم الموتیٰ تک تو نوبت پہنچ چکی تہی۔ اسپر جب مینے یہ حالات بتلائے۔ تو اسے بہت تعجب ہوا۔ مگر اس واقعہ نے میرے قلب پر بہت اثر کیا۔ اور مجہے عورتون سے اور زیادہ نفرت ہوگئی۔ اور خوف غالب ہوگیا مگر مینے اس واقعہ کو ایمان کے لیئے مفید پایا۔

کیونکہ ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے

پہر مینے ایک شخص کو دیکہا کہ بہشت مین ہے غرفات مین ہے وہ سمان ابتک میری آنکہون کے سامنے ہے مین اسے جانتا تہا کہ وہ شرابخور اور عیاش تہا۔ مینے اس سے پوچہا کہ تمہارا گذر یہان کیونکر ہوا۔ اسنے جواب دیا کہ میری غریب الوطنی پر رحم ہوگیا۔ بعد اس کے ہمنے ایک آدمی سے اس کی بابت پوچہا۔ تو اسنے کہا کہ وہ سرشتہ دار تہا متوالا رہتا تہا ایک روز کچہری سے نکلکر گہر کو آیا۔ مگر وہ گہر نہین پہونچا اس کے متعلق بہت دریافت کیا ابتک پتہ نہین اس واقعہ پر دو سال گزرنے کے بعد ایک دوست آیا اسنے کہا کہ وہ مرگیا جب پوچہا کہ کہان تو اسنے کہا کہ وہ پا پیادہ حج کے لیئے بمبئی جا رہا تہا کلیانی مین پہونچکر مرگیا تب اسکی غریب الوطنی کی حقیقت مجہپر کہلی کہ دل مین کیسی سچی توبہ کی تہی۔ اور وہ خدا تعالیٰ نے قبول کرلی یہ باتین مین ان لوگون کے لیے پسند کرتا ہون۔ جو مجہے راستباز یقین کرتے ہین اور مجہے ان باتون کے پہونچانے

ٹورنے منٹ کے انعامات کا جو جلسہ مدرسہ مین کیا گیا تہا مینے اس مین اپنے خیالات کا اظہار کیا تہا اور عملی رنگ مین قریبًا ایک سو روپیہ کی کتابین اس موقعہ پر طلباء مین تقسیم کرنیکے لئے دی تہین۔

جناب مولوی صدر الدین صاحب نے اس موقعہ پر جہان میری تائید کی وہان انہون نے بتایا تہا۔ کہ خاص طور پر بعض احباب کو انہون نے انعامات کے لئے لکہا ہے۔ چنانچہ یہہ تقسیم انعام کا جلسہ ان احباب کی غائبانہ توجہ کا کرشمہ تہا۔ اس موقعہ پر تقسیم انعام کی جلسہ کی تقریب سے افسوس ہے فائدہ اٹہانیکی کوشش نہین کیگئی۔ مینے اس تقریب کے متعلق اعلان کرتے وقت بیان کیا تہا کہ تقسیم انعام کے متعلق مولوی صاحب بیان کرینگے مگر احباب کو وہ موقعہ نہ ملا۔ جو انعام کیلیئے باقاعدہ ایک تحریک کی جاسکتی اور بعض **خصوصیات انعام** کے طریق کے لئے پیش کیجاتیں۔ بہرحال انعام دینا بڑی ضروری تحریک ہے۔ خدا نے توفیق دی تو مین پہر کہونگا۔ غرض چند نا معلوم احباب کی توجہ سے یہ انعام دیا گیا۔ اور اس مین دو قسم کے انعام تہے۔ اول ان طلباء کے لئے جو دینیات مین اول ہی دوم انکے لئے جو اپنی جماعت مین اول رہی بعض ہندو طلباء کو بہی انعام ملا۔ اسلیئے کہ وہ اپنے مضامین مین اول تہے۔

یہہ انعام خانصاحب محمد حسین خانصاحب سب جج میرٹھ سنے اپنے ہاتہ سے تقسیم کیا اساتذہ مین تعلیمی شوق پیدا کرنیکے لئے قابل ہیڈ ماسٹر نے ایک انعام شاخہائے تعلیم الاسلام کے لئے رکہا تہا جو منشی سکندر علی صاحب مدرس شاخ دینیات تلونڈی کو ملا۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کی یہ کارروائی ہر طرح تحسین کے قابل ہے۔ اس سے پیشتر کہ انعام تقسیم ہوتا۔ ایڈیٹر الحکم نے ایک بچہ عبد الباسط کو پیش کیا جو غیر احمدی ہے اور ابہی مدرسہ مین نووارد ہے۔ اس نے اپنے تجربہ پر لوگونکو اپنے بچے یہان بہیجنے کی تحریک کی اسنے جو مضمون پڑہا مینے اسے قبل از وقت دیکہہ لیا تہا اور کہین کہین مناسب اصلاح بہی کر دی تہی تاہم خیالات اور انکی ترتیب اسکی اپنی ہے بعض لوگ غالبًا اس مضمون کو دوم مڈل کے ایک بچہ کی قابلیت سے بڑہا ہوا پائیں گے میرے نزدیک یہ معمولی امر ہے۔ اصلی کریہ لڑکا نہایت ذہین اور مضمون رس ہے۔ اسکو خدا کے فضل سے معقول اور متین باتیں کہنے کا مذاق ہے۔ اللہ تعالی نے چاہا اور اپنا فضل کیا تو یہ لڑکا بولنے والا ہوگا۔ کئی ہزار کے مجمع مین دوسرونکا مضمون بہی نہین پڑہا جا سکتا چہ جائیکہ وہ اپنا مضمون پڑہ دے جو لوگ جلسہ مین موجود تہے انہون نے دیکہا ہے کہ اسنے کس جرأت سے اسے پڑہا بہرحال وہ مضمون حسب ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

بزرگان قوم! مین بڑی جرأت کے ساتہ آپکے پلیٹ فارم پر کہڑا ہوتا ہون۔ اس معزز جگہ پر میرے جیسے کم سن بچے کا کہڑا ہونا اور کچہ کہنا بہتون کے لئے تعجب اور حیرت کا موجب ہوگا۔ مگر مین اپنے دلی جوش سے مجبور ہون مین خیال کرتا ہون آپ مین سے بہت ہی کم میرے جاننے والے ہونگے۔ اور مین پسند کرتا ہون۔ کہ مین اسی طرح غیر معروف رہون صاحبان! مینے اپنے گہر مین اور اپنے بزرگ اہلحدیث کے فخر باپ کے ساتہ رہکر اس مضمون پر عام مسلمانون کے خیالات کو سنا ہے کہ مسلمان دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہین۔ کیا دنیوی پہلو سے اور کیا دینی پہلو کے لحاظ سے مسلمانون کے تنزل پر بحث کرنا اور اس بڑے مجمع مین میرے جیسے کم عمر اور کم علم بچے کا کہنا بہت بڑی جرأت ہے۔ مگر مین یہ عرض کئے بغیر نہین رہ سکتا کہ مسلمانون کی کمزوری اور تنزل کا اصلی سبب قرآن مجید کی علمی اور عملی لحاظ سے چہوڑ دینا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم پر دنیاوی تعلیم کو مقدم کیا گیا ہے اور عملی حالت تو جس حد تک گر چکی ہے۔ وہ آپسے پوشیدہ نہین ہے۔ جو لوگ دنیوی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے ہین انہون نے مسلمانون کی دوبارہ ترقی کے لئے یہی ایک راہ قرار دی ہے۔ کہ مسلمان انگریزی تعلیم کی اعلٰے قابلیت پیدا کر لین اور اعلیٰ درجہ کی ڈگریان حاصل کرین تاجرون سے اگر پوچہا جائے تو وہ مسلمانون کی ترقی کے لئے تجارتی راہ بتائینگے میری سمجہ مین اس قسم کے خیالات صرف دوسری قوم کی موجودہ ترقی کو دیکہکر پیدا ہوئے ہین۔

مسلمانون نے دوسری قومون کو خوشحال اور آسودہ حال دیکہا تو جس طرح سے انہون نے دنیوی ترقی حاصل کی اسی کو اپنے لیے رہنما قرار دے دیا۔ حالانکہ اگر وہ سوچتے تو انہین معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک جماعت کو یعنی صحابہ کرام کو یورپ کے علوم و فنون نہین پڑہائے تہے بلکہ انکو سیدہا سادہ مسلمان بنایا وہ خدا کے فرمانبردار بندے اور اپنے رسول کے قدم بقدم چلنے والے تہے انکی تعلیم کا کورس قرآن مجید تہا جسنے انکو دنیا مین ایک ایسی نامور قوم بنا دیا کہ وہ ساری دنیا کے استاد مانے گئے اور عرب سے نکلکر مشرق و مغرب مین پہیل گئے پس اگر مسلمان پہر کوئی ترقی حاصل کرین اور اس گری ہوئی حالت سے اٹہنا چاہتے ہین تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ قرآن مجید کو مضبوط پکڑین اور مسلمان اپنے بچون کی تعلیم قرآن شریف سے شروع کرین۔

صاحبان! آپکو یہہ سن کر اور بہی تعجب ہوگا کہ مین آپکے سلسلہ مین شامل نہین ہون مگر مینے مختلف وعظون اور خطبون مین سنا ہے کہ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہین کر سکتا۔ وہ خدا کا بہی شکر گزار نہین ہو سکتا اسلیئے مین یہہ کہنے مین مضایقہ نہین کرتا کہ اس مدرسے مین داخل ہونیکے بعد مینے چار مہینے کے اندر تجربہ کیا ہے۔ کہ اس اصول پر یہان تعلیم دینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ مین اپنے بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کا صدق دل سے شکر گزار ہون جو میرے یہان آنیکا موجب ہوئے۔ خدا تعالی انپر اور انکی اولاد پر بہت بڑے انعام کرے۔ پہر مین اپنے والد بزرگوار کی مہربانی اور فراخدلی کا بہی شکر گزار ہون کہ انہون نے میرے حال پر رحم فرما کر مجہے یہان بہیجنا منظور فرما لیا۔ مین آپ مین سے ان صاحبان کو مبارکباد دیتا ہون جنکے بچے یہان تعلیم پاتے ہین۔ کیونکہ وہ نیک استادون کی نگرانی کے نیچے ہین اور انکی مذہبی پابندی کا خاص خیال رکہا جاتا ہے۔ مین اس بات کو بہی خوشی سے ظاہر کرتا ہون کہ باوجود اس کے کہ مین آپ لوگون کے بعض عقاید سے متفق

نہین ہون لیکن مجہکو کبہی کسی استاد یا شاگرد نے اس قسم کی چہیڑ چہاڑ نہین کی بلکہ حضرت مولوی صاحب جو مجہپر کمال درجہ کی مہربانی اور شفقت فرماتے ہین فرمایا اگر کوئی تم سے کسی قسم کی مذہبی چہیڑ چہاڑ کرے تو مجہے فورًا اطلاع دو۔ تو یہی یہ خوشی کی بات ہے کہ عام مذہبی تعلیم کی حفاظت کے لیئے یہان سامان ہین پس آپ لوگ اسوقت کو غنیمت سمجہو اور اپنے بچے کو یہان تعلیم حاصل کرنیکے لئے بہیجو مین پہر اس امر کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہون کہ مسلمانون کے لیئے ترقی کی اصل راہ یہی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی علمی اور عملی تعلیم کی طرف توجہ کرین۔ اور تمام تعلیم پر اسے مقدم کرین جب تک یہ نہین ہوگا۔ مسلمان ذلت کے گڑہے سے نہین نکل سکتے۔ اب مین آپکا زیادہ وقت نہین لینا چاہتا۔ امید ہے کہ آپ میرے ان خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکہین گے اور جس طرح پر آپ اپنے گہر مین اپنے چہوٹے چہوٹے بہالے معصوم بچون کے لفظ سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہین۔ اگرچہ ان مین سے بہت سی باتین زبان دانی کے لحاظ سے غلط ہوتی ہین اسی طرح میری ان باتون پر آپ نظر کرین گے اب مین دعا کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو سچا مسلمان بنائے

عبدالرب سلطان طالبعلم دوئم مڈل مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

احمدیہ کانفرنس

تعلیم العلم کے بعد نہایت ضروری اور قومی کام کی روح احمدیہ کانفرنس ہی

احمدیہ کانفرنس قومی کامون سے دلچسپی اور مذاق پیدا کرنیکا زبردست ذریعہ ہے۔ مجہے جہانتک جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ سے اس مضمون پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اور احمدیہ کانفرنس کو زیادہ مفید اور کام کی چیز بنانیکے متعلق تبادلہ خیالات کرنیکا اتفاق ہوا ہے۔ وہ احمدیہ کانفرنس کی ایک باقاعدہ کانسٹیٹیوشن بنانیکو طیار ہین اور میرا خیال ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ چاہے تو اگلے سالانہ جلسہ پر احمدیہ کانفرنس وسیع پیمانہ پر ہوسکیگی اور اسکا باقاعدہ کانسٹیٹیوشن ہوگا۔ بہرحال احمدیہ کانفرنس کے لیئے بورڈنگ ہوس کا وسیع ہال تجویز کیا گیا تہا۔ مختلف جماعتون کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ اور دوسرے عہدہ دار موجود تہے کانفرنس مین پیش ہونیوالے امور قبل از وقت بذریعہ ایک سرکلر لیٹر کے انجمنون کے پاس بہیجے گئے تہے اور انجمنین انپر کسی حد تک غور کر چکی تہین۔ کانفرنس کے پریسیڈنٹ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بالاتفاق مقرر ہوئے۔ اور بعض مضامین پر دلچسپ مباحثہ ہوا جس سے معلوم ہوا کہ **قومی کامون** سے دلچسپی کا مذاق بڑہ رہا ہے اسوقت ضرورت نہین کہ مین ان مباحثون کی کچہہ بہی تصریح کرون۔ بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بحث و مباحثہ کے بعد جو ...... ریزولیوشن کانفرنس مین پاس ہوگئے انہین یہان درج کردیا جاوے اور وہ یہ ہین۔

امورات جو کانفرنس مین پیش ہو کر طے ہوئے

(۱) بجٹ جس پر عمل ہورہا ہے پاس شدہ ہے۔ اسپر کسیکو کوئی اعتراض نہین ہے۔

(۲) رپورٹ پیش ہو کر منظور ہوئی۔

(۳) یہ سوال کہ جس صورت مین کہ صدر انجمن کا مالی سال ستمبر مین ختم ہوتا ہے کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے لیئے بہترین وقت کونسا ہے۔ پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ بجٹ حسب معمول سالانہ جلسہ صدر انجمن احمدیہ کے موقعہ پر کانفرنس مین پیش ہوتی رہے۔

(۴) یہ سوال کہ اسلامی مشن کا قائم کرنا یورپ یا امریکہ مین ضروری ہے۔ مگر اس کے لیئے پہلے سرمایہ کا بہم پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیئے فنڈ کہولا جائے۔ اور کم از کم تین چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اٹہایا جائے۔

(۵) چندہ تعمیر کی وصولی کا خاص انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ جو تجویز مجلس معتمدین نے کی ہے کہ سب احباب اپنی ایک ایک ماہ کی آمد چندہ تعمیر کے لیئے دین اسکے عملدرآمد مین لانیکو یہ کانفرنس نہایت ضروری سمجہتی ہے سب انجمنین اس کے متعلق بہت جلد تحریک کرکے فہرستین مرتب کرین۔

(۶) ماہوار آمدنی کی افزایش کی تدابیر اور باقاعدہ وصولی کے انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ سب انجمنون کو پوری سعی کرنی چاہیئے کہ چندون کا بقایا نہ رہے۔ اور اپنے اپنے ضلعون مین شاخون کا انتظام پختہ کرین مجلس معتمدین تحصیلوں اور واعظون کے سوال پر غور کرکے اس کے لیئے عملی تجاویز کرے جس سے انجمنون کو وصولی چندہ مین مدد ملے اور مناسب ہے کہ بعض احباب اپنی خدمات وصولی چندہ کے لیئے وقف کرین۔

(۷) انجمن ہائے احمدیہ کے اپنے اپنے سالانہ اجلاسون کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ اس کانفرنس کی رائے مین سالانہ جلسون کو قطعی طور پر بند کرنا مناسب نہین بلحاظ مقامی ضروریات کے اگر کوئی انجمن سالانہ جلسہ کی ضرورت محسوس کرے تو مجلس معتمدین مقامی حالات پر اور اس پر کہ اسکا اثر مقامی چندون پر نہ ہو غور کرکے ایسی اجازت دیسکتی ہے۔

صدر کانفرنس میان محمود احمد صاحب۔ سکرٹری سکرٹری مجلس معتمدین

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

25

"ختم نبوت"

۲۴ مارچ ۱۹۱۱ء کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اپنی تقریر شروع کی اس تقریر کے اہم مضمون کے لحاظ سے مینے اسکا عنوان ختم نبوت تجویز کیا ہے اسلیئے مینے اس عنوان کو پسند کیا تا وہ لوگ جو اپنی کوتاہ فہمی اور عداوت کیوجہ سے ہمین متہم کرتے ہین کہ ختم نبوت محمدیہ کے قائل نہین وہ دیکہین اور غور کرین کہ کیا جس قوم کا امام ختم نبوت پر ایسے لطیف دلائل پیش کرتا ہے۔ اور ایسے موقعہ پر مجمع مین جبکہ اسکی قوم کے ادنیٰ و اعالی ہر حصہ ملک سے جمع ہین جس مجمع مین انکو اپنے اصل عقیدہ اور اغراض کا قوم کے ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ یہ تقریر انشاءاللہ العزیز بہتون کی ہدایت کا موجب ہوگی واللہ یہدی من یشاء (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوصاف ان مین اور اپنے مین فرق کرکے دکہاؤ بغیر شاہد کے عامل شہادت منظور نہین ہوتی زبانی لاف وگزاف کسی کام کی نہین جب تک اعمال اسپر گواہی نہ دین اگر تم نے اعمال صالحہ سے اپنے عقاید کی تصدیق نہ کی تو تم مین اور یہود منش مسلمانون مین کیا فرق ہے۔ اور تمہین احمدی ہونیکا کیا فخر ہے بلکہ زبانی احمدی ہونا تمہارے لیئے باعث تباہی وخرابی ہو وہ تو اندھے ہین تم آنکھون والے ہوکر بہر اندھے بنتے ہو وہ تو بیخبر ہین تم خبردار ہوکر بیخبری اختیار کرتے ہو لہذا تم ضرور اپنی اس غفلت یا شرارت کا خمیازہ بھگتو گے اور خدا کی نظر مین بدعہد اور بدکردار ٹھہروگے اور خدا کا غضب تم پر ان سے پہلے نازل ہوگا۔ اور تم ہی عذاب الہی کے شکار ہوگے اور تمہین ہی طاعون ہلاک کریگی۔ نیز دنیا مین بہی تمہاری عزت برباد ہوجاویگی اور تمہارا رعب نہین رہیگا تم اپنے امام کے نصائح پر عمل کرو تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو خدا سے ہر وقت ہراسان و ترسان رہو توبہ و استغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ نیک کام کرو حلال روزی کہاؤ دنیا کو حلال طریق سے کماؤ۔ اور پاک طرز سے اسے استعمال کرو۔ فخر وتکبر ریا فریب خود غرضی سے پرہیز کرو۔ جہوٹ سے ایسی نفرت کرو جیسے سؤر سے کرتے ہو وعدہ خلافی ہرگز نہ کرو کہ اس سے خدا تعالیٰ اور اسکے بندے نفرت کرتے ہین۔ تاویلون سے برے کام کو اچہا نہ بناؤ۔ کہ یہ یہود کا شیوہ ہے مسیح کی جماعت کا طریقہ نہین ہونا چاہیئے۔

زنا اور اسکے متعلقات سے ایسا بچو جیسا کہ سانپ سے ڈرکر بہاگتے ہو کیونکہ سانپ کا کاٹا ہوا تو کبہی بچ بہی سکتا ہے۔ مگر زنا کا مارا ہوا بری موت سے مرتا ہے۔ کسی سے دشمنی نہ رکہو۔ خصوصاً احمدی بہائیون سے کل زمانہ کو چہوڑا تم نے اپنی احمدی برادری کیلیئے ہے اگر اس برادری مین بہی پہوٹ اور دشمنی ہوگی تو آرام کس طرح پاؤ گے۔ سارا جہان تو دشمن ہے گہر مین تو محبت اور شفقت اختیار کرو۔ ورنہ تم سے زیادہ بے نصیب اور کون ہوگا بقول شخصے ؎ دہوبی کا کتا نہ گہر کا نہ گہاٹ کا

محبت کو بڑہاؤ۔ جو خدا کے لیئے دو شخص آپس مین محبت کرتے ہین۔ انہین قیامت کے دن عرش کے سایہ مین جگہ ملے گی جہان اور کوئی سایہ نہین ہوئیگا دنیا مین بہی جس کے دوست زیادہ ہین وہ امن و آسائش سے رہتا ہے۔ جس کے دشمن زیادہ ہین وہ بلاؤن مین گرفتار ہوتا ہے۔ اسلیئے دوست زیادہ بناؤ دشمنون کی تعداد کو گہٹاؤ۔ اگر ایک لاکہہ خرچ کرکے بہی ایک دوست میسر آوے۔ تو سودا سستا ہے۔ دشمن بنانا تو آسان ہے۔ دوست بنانا مشکل ہے۔ تم احباب کے دائرہ کو وسیع کرو اور دشمنی کے دائرہ کو ایسا تنگ کرو کہ گویا مٹا ہی دو

تم سود سے ایسا پرہیز کرو جیسا کہ سؤر سے اگرچہ احمدی احباب سود بہت کم کہاتے ہین مگر کہلانیوالے بہت ہین۔ اور سمجہدار اور بادقار احباب بہی اس مین مبتلا ہین۔ ایک صحابی کا تو نام لوکر وہ بعد ممانعت کے سود کہاتا تہا یا کہلاتا تہا۔

جب تمہارا امام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہین اور خلیفۃ المسیح ابوبکر صدیق کا تو تم مین سے ہر شخص صحابی کا بروز ہو گسے آپنے کو تو صحابہ کا نمونہ ہو اور کام انکے برخلاف کرو عجیب ہے۔

تمہاری وضع ظاہری بہی مسلمانون جیسی ہو دور سے پہچانے جاؤ کہ مسلمان ہو انگریزی لباس مع ٹوپی نہ پہنو کہ اس مین کرانی ہو نیکا دہوکہ لگتا ہے۔

ڈارہی نہ منڈاؤ دہوتی نہ باندہو کہ ہندو معلوم ہو پاجامہ ٹخنے سے نیچے نہ لٹکاؤ کہ اس کی اسلام مین مخالفت ہے شملہ ضرور چہوڑو کہ یہ سنت ہے السلام علیکم کہنے دل سے کیا کرو بیمار پرسی اور جنازہ کے ساتہہ جانا اور کی دعوت قبول کرنا یہ کام بہی نہایت ضروری ہین بلکہ آپس مین ان کامون کی ایکدوسریکو تاکید کرو تسبیح مصلّٰی ساتہہ ساتہہ نہ لیئے پہرو۔ کہ یہ دکہاوا ہے

یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ

اے مسلمانو! اسلام مین پورے پورے داخل ہو جاؤ ادہورا کوئی کام اچہا نہین تہوڑا سا بہی نقص بڑی خرابی پیدا کرتا ہے۔ روٹی اگر کچی رہجاوے تو پیٹ مین درد پیدا کرتی ہے۔ اور چاول اگر ذرا خام رہجائیں تو کہانیوالیکو ہلاک کردیتے ہین اسی طرح دین مین بہی نقص جہنم مین داخل کرتا ہے مناسب ہے کہ جس طرح حضرت صاحب نے تمہین تعلیم دی ہے۔ اسپر مضبوط ہوکر ہاتہ آپس مین یکدل و یکزبان رہو اور دشمنون سے پرہیز کرو۔ اپنے امام کے اعداکو لڑکیان نہ دو۔ کہ اس مین احمدیون کی ہتک ہے اور ان بیچارون پر ظلم۔

ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقام مین ایک مسجد ضرور بناوے جماعت سے نماز کا اہتمام کرو کہ اس مین بہت برکت ہے شیعہ کی طرح علیحدہ علیحدہ نمازین نہ پڑہا کرو کہ یہ اسلام کے بالکل برخلاف ہے۔ اسکا انجام اچہا نہین رہتے رہتے کسی دن نماز سے ہی رہجاؤ گے۔

زکوٰۃ اسلام کا ضروری فرض ہے۔ اس کے ادا مین سستی نہ کرو۔ ورنہ تمہارے رہتے سہتے مال بہی غارت ہوجائینگے۔ زکوٰۃ امام کی موجودگی مین علیحدہ علیحدہ دینا ٹہیک نہین بلکہ احسن طریق یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح صاحب کی خدمت مین قادیان مین سالانہ یا ماہانہ ارسال کیا کرو۔ اور اس فرض سے احسن طریق سے سبکدوش ہوا کرو۔ اگر اس طرح نہ کروگے تو شاید دینے کے ہی نہین۔ اور خدا کے عذاب مین گرفتار ہوکر خوار ہوجاؤگے اور تمہارے اموال مین برکت نہین رہے گی۔ نیز قادیان کے ضعفاء کا بہی خیال رکہا کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کل باہر رہنے والونکو ضعفاء مدینہ منورہ کی امداد کے لیئے تاکید فرمایا کرتے تہے۔ بلکہ امرا سے ضعفا کے لیئے زور سے چندہ لیتے تہے۔ یہ قصہ مشہور ہے واللہ اعلم

حج بیت اللہ بہی ایک ضروری فرض ہے جسکا رواج ہماری احمدی جماعت مین بہت کم ہے۔ ہماری جماعت اس فرض کے ادا سے بالکل غافل نہین مگر اس کام مین زیادہ جوشیلی نہیں ہے مناسب ہے کہ اس فرض کو بہی خدا کا فرض سمجہکر احمدی مالدار ضرور ادا کیا کرین۔ انشاء اللہ اس عاجز کا ارادہ امسال حج کا ہے جو بہائی امسال جانا چاہین وہ اپنا نام لکہوادین تاکہ ہم اکٹہے حج کو چلیں اور سب ایک جہاز مین سوار ہون۔ اور علاوہ بوقت حج کے ایکدوسرے کی خدمت کا ثواب حاصل کرین۔ دکہہ درد میں آپس میں کام آوین اور یہ بہی ایک اہم فرض ہے خصوصاً امرا کے لیئے جن میں سستی

بہت ہوتی ہے۔ اور عیش پسندی کے سبب سے بیمار ہو رہتے ہیں نیز زمینداروں کو بڑی مشکلات پیش آتے ہیں بگر اس فرض کا ادا کرنا بہت ضروری ہے کسل کے سبب سے روزہ سے جان چرانی اور حیلہ وحوالہ سے روزہ سے بچنا مسلمانوں کا کام نہیں بیمار اور مسافر کو روزہ رکھنا بھی ایک قسم کا گناہ ہے۔ جیسا کہ تندرست کو نہ رکھنا ہمیں ہر پہلو سے اسلام پر قائم ہونا چاہیئے۔

تکلف بھی ایک سخت عیب ہے اس سے بچو مہمانداری سنت انبیاء ہے۔ اسے اختیار کرو تمہارے ہاں نیک مسلمان ہو مسافر پروری اور مہمان نوازی بڑا پیارا طریقہ ہے جسکو اکثر لوگوں نے ترک کر دیا ہے۔ تم اس پاک عادت کو نہ چھوڑو۔ تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہو۔

الصدقۃ تطفی غضب الرب۔ صدقہ خدا تعالےٰ کے غضب کو فرو کرتا ہے تم صدقات و خیرات کی عادت کرو۔ تاکہ قہر الٰہی تم سے دور رہے۔ اور سرسبز و نہال ہو اور تم پر کوئی بلا نازل نہ ہو تمہارے ۱ جادین اور کوئی تمہارا ۲ اپنی آمد سے زیادہ ۳

ورنہ شیطان کے بھائی بنجاؤ گے۔ اور ناشکری کی سزا پاؤ گے۔ قرضدار ہو گے پھر وعدہ خلاف اور جھوٹے ہو گے آخر دنیا اور دین میں ذلیل ہو جاؤ گے پھر پچھتاؤ گے پہلے سوچکر کام کرو تاکہ انجامکار ندامت نہ اٹھانا پڑے اپنی طاقت سے بڑھکر بوجھ نہ اٹھاؤ جسقدر خدا نے تمہیں بخشا ہے۔ اس میں گذارہ کرو کسی کی ریس نہ کرو ورنہ کسی ابتلا میں مبتلا ہو گے۔ اور شرمندگی اٹھاؤ گے توبہ و استغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ۔ قرآن شریف کی تلاوت کا ورد رکھو۔ بامعنی قرآن شریف پڑھو اور سپارہ درود اور کلمہ کی کثرت رکھو تاکہ تم پر خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو الحمد شریف بھی جسقدر ہو سکے پڑھا کرو۔

خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھو اپنی چالاکی اور ہنر پہ مغرور نہ ہو دین و دنیا کی فلاح خدا تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے نہ کسی کے علم و ہنر و لیاقت پر دعا آفات کو ٹالتی ہے دعا ہر مشکل کو حل کرتی ہے اس سے بڑھکر کوئی ہتھیار نہیں دعا اور صدقہ سے دین و دنیا میں نجات ملتی ہے۔ بڑی بڑی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔ عالی سے عالی مرتبہ دین و دنیا میں حاصل ہوتا ہے خدا ہی دعا سے ملتا ہے اس سے بڑھکر اور کیا چاہتے ہو۔

ماں باپ کی خدمت کیا کرو انکی دعائیں لیا کرو دین و دنیا کی بہتری حاصل کرنیکا یہ مجرب نسخہ ہے۔ بڑوں کی عزت کرو چھوٹوں پر شفقت فرماؤ صلہ رحم کی قرآن شریف میں نہایت تاکید ہے۔ جو قطع رحم کرتا ہے۔ خدا کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ نرمی بڑی عمدہ صفت ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں نرمی کی عادت عطا فرماوے مجھے اس کی آخر عمر میں قدر معلوم ہوئی ہے۔ اور تھوڑا عرصہ ہوا میں نے اسے اختیار کیا ہے اس میں بہت فوائد ہیں جو پورا اسپر عمل کریگا وہ پورا فائدہ اٹھائیگا۔

بدگمانی سخت عیب ہے۔ لیکن یہ مرض اسقدر ہے کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہیں لوگ خدا تعالیٰ پہ بھی بدگمان ہیں رسولوں پہ بھی بدگمان تھے اور ہیں آپس میں بھی بدگمانی رکھتے ہیں ماں باپ پر بھی لوگ باوجود اسقدر شفقت و کرم کے بدگمان ہوتے ہیں میاں بیوی میں بدگمانی عام ہے۔ خدا تعالیٰ اس مرض سے تمہیں اور ہمیں بچاوے اور محفوظ رکھے آمین۔ تہجد کی نماز بہت عمدہ ذریعہ نجات و ترقی دارین ہے۔ اگر خدا تعالیٰ توفیق بخشے تو پڑھا کرو پو پھٹنے سے پہلے عجب عالم نور ہوتا ہے۔ اسوقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ترقی مدارج کے حاصل کرنیکا بہت عمدہ وقت ہے وقتوں میں بھی تاثیر ہوتی ہے تہجد کے وقت سے زیادہ قبول دعا کا اور کوئی وقت نہیں ہے کسی نے کیا اچھا شعر کہا ہے۔ **شعر**

صبح صادق مرہم کافور دار در بغل
گر علاج زخم عصیان میکنی بیدار باش

صاف دل اور پاک باطن بنو دھوکہ بازی اور ریاکاری سے پرہیز کرو خصوصاً جسقدر ہو اس سے زیادہ اپنے آپکو نیک و پاک ظاہر نہ کرو۔ تاکہ لوگ تمہاری تعظیم کریں۔ اور دوست بنکر کسی سے دشمنی نہ کرو۔ دل اور زبان کو موافق بناؤ۔ اور دھوکہ سے روپیہ نہ کماؤ آخر ایکدن مرنا ہے۔ دنیا میں تو احمدیت مبلغ کی گالیاں کھا رہی ہو لیکن خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا کرے کہ وہ تم پر رحمتیں بھیجے۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا کی لعنت کیساتھ خدا کی لعنت بڑھے پھر کہیں ٹھکانا نہیں ملنے کا متفق رہو اتفاق سے کام کرو اگرچہ اب مسیح تو تم میں نہیں ہے لیکن اس کا خلیفہ تو موجود ہے۔ اس کے حکم سے ہر ذرہ نہو دنیاوی کام ہو یا دینی اسکو صلاح سے کیا کرو اسی کے حکم اپنے پر مقدم رکھو کیونکہ خدا نے اسے خلیفہ مقرر فرمایا ہے جب تک خدا تعالیٰ اس سلسلہ میں خلفاء مقرر فرماتا رہیگا تب ہی تک یہ سلسلہ حق پر رہے گا۔ جس دن انسانی ہاتھوں میں یہ کام آ گیا۔ تو سلسلہ تباہ ہو جائیگا یہ وقت غنیمت ہے اسکو غنیمت سمجھو۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

مینے تمہیں موٹی موٹی باتیں سنائی ہیں اس کے دو باعث ہیں ایک تو یہ کہ مجھے باریک مسائل اور قرآن شریف کے حقائق و معارف آتے نہیں۔ نہ مجھے وارد ہوتے ہیں بلکہ سنو سنائے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو انسان بھوکا ہو اسے عطر ملنا اور پھولوں کے ہار اس کے گلے میں ڈالنا پان دالائچی کھلانا عبث ہے۔ سو ضروری مسایل ایسے ہیں جیسے کہ روٹی اور حقایق و معارف ایسے ہیں جیسے کہ عطر پھول وغیرہ میرے خیال میں بھوکے کو پہلے کھانا کھلانا چاہیئے۔ پھر بعد اس کے اگر میسر ہو تو عطر پھول پان الائچی وغیرہ بھی پیش کرے مینے خیرخواہی سے جو مجھے میسر تھا پیش کر دیا ہے۔ اس میں تاثیر کا پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرا مولا اسے قبول فرماوے اور مجھے اور آپکو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

تقسیم انعام کا جلسہ

میر صاحب قبلہ کی تقریر کے بعد تقسیم انعام طلبا کی تقریب تھی اور یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ طلبا کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انعام دیا گیا۔ میں انعامات کے سلسلہ کو ہمیشہ مفید سمجھتا ہوں۔ اور اس کمی کو محسوس کرتا رہا ہوں چنانچہ گذشتہ

اندازہ ہو سکتا ہے۔ پہر عظیم فضل آپ پر کیا اب غور کرو کہ جسکو یہ دو عظمتیں حاصل ہوں اور فضل عظیم اور خلق عظیم والا اسکا مقتدا ہو اور نہیں کسی اور کی رتجبہ ہی کیا ہو سکتی ہے اور ہو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم۔

کتاب اللہ پہر جو کتاب اللہ جل شانہ نے اس کامل انسان صاحب خلق عظیم و فضل عظیم پر نازل کی اسکے لیئے دو گواہیاں میں پیش کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لہ لحافظون اور پہر فرماتا ہے: یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا آپ وعدہ فرمایا اور دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ باطل اسپر اپنا اثر نہیں کر سکتا۔ اب جس کتاب کا محافظ حق سبحانہ ہو اور وہ آیندہ کیلیئے پیشگوئی کرتا ہے۔ کہ اسکو باطل کبہی ہلا نہیں سکیگی۔ تو ہمیں سائنس کا کیا ڈر اور کسی اندرونی یا بیرونی حملے کا کیا خوف؟

مینے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جسقدر سائنس اور دیگر علوم ترقی کرینگے ... کمالات کا اظہار ہوگا۔

اس کتاب کو لیکر ہمیں کسی حملے سے دنیا میں رہکر گھبرانے کی حاجت نہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے۔ اور تجربہ نے بتا دیا ہے

کہ نہ اس میں تحریف ہوگی اور نہ یہ دنیا سے اٹھے گی

پس یہ کتاب کامل کتاب ہے۔ اور یہی خالق فطرت نے بتا دیا ہے تو اسپر کسی حملے کا ڈر نہیں اور نہ گھبرانیکی حاجت ہے ہاں اگر ڈر ہے۔ تو اس بات کا کہ بعض گہروں سے نکلکر دوسرے گہروں میں چلی جائیگی۔ تو پچھلے بزرگونکی روح کو کیسا ملال ہوگا۔ پس خوف ہے تو یہ ہے **کہ کوئی اسکی اتباع سے نہ نکلجاوے۔**

موجودہ حالت موجودہ حالت میں میں دیکھتا ہوں کہ کچھ امرا ہیں کچھ علما اور سجادہ نشین ہیں اور کچھ وہ نوجوان ہیں جو قوم کے لیئے کالجوں میں تعلیم پانیکے طیار کر رہے ہیں جب عملی رنگ میں یہی لوگ مذہبی امور میں سست ہوں تو عوام مخلوق کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ اسلیئے سورۃ والعصر مینے پڑہی ہے۔ اور میرا مطلب اس میں یہ ہے

کہ زمانہ جس طرح پر تیزی سے گذر رہا ہے اسی طرح ہماری عمریں تیزی سے گزر رہی ہیں جس طرح وہ آناً فاناً گزر رہا ہے۔ اسی طرح سے وہ ہر آن اپنا اثر ہماری عمروں پر ڈال رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ شریف میں جہاں **انسانی عمر** کے اس طرح تیزی سے گزرنیکی طرف متوجہ کیا ہے۔ ساتھ ہی اس سورۃ میں اس کا علاج بتایا ہے۔ کہ تمہیں زمانہ کی پروا نہیں اگر ہمارا حکم مان لو۔ اس حکم کی تعمیل سے تم زندہ جاوید ہو جاؤگے اور وہ یہ ہے کہ

آپ مومن بنو اور اعمال صالحہ کرو۔ دوسرے کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو۔ حق کے پہونچانے میں تکالیف سے نہ ڈرو اور صبر و استقلال سے کام لو۔

وصیۃ الحق اس علاج پر اگر مومن عمل کرے اور اس کو اپنا دستور العمل بنالے تو یقیناً یقیناً وہ ہمیشہ کی زندگی پالیگا۔ بہرحال یہ سورۃ العصر وہ سورۃ کریمہ ہے۔ کہ جب صحابہ کرام آپس میں ملتے تہے تو اسکو پڑھ لیا کرتے تہے۔ آج تم اور ہم بہی ملے ہیں اور نہیں معلوم آیندہ ہمیں ملنے کا موقعہ ہوگا یا نہیں اسلیئے مینے اس **سنت پر عمل کر نیکی نیت** سے اس سورۃ کو پڑھا ہے اور مینے چاہا ہے کہ

وصیت الحق کے طور پر تمہیں سنا دوں

سنو! میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شیئ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوں جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانیکی یہی غرض ہے۔ کہ ہر نیک تحریک پر انسان عمل کرے

میں اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ خواہ انکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یا نہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے راستباز بندے تہے۔ اور انہوں نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے اپنے وقت پر پہونچایا۔

میں اس بات پر بہی ایمان رکھتا ہوں کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئیں بلکہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں اور بصیرۃ اور شرح صدر کے ساتھ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تہے میں پہر کہتا ہوں کہ آپ **خاتم النبیین خاتم الرسل** اور **خاتم کمالات انسانی** تہے یہ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء اور تمام اولیا اور تمام انسانی کمالات کے آپ جامع اور خاتم ہیں اور اب آپ کے بعد میرا واہمہ بہی تجویز نہیں کرتا کہ کسی شخص میں ایسے کمالات ہوں۔ میں اس کے متعلق حضرت صاحب کا ایک شعر سناتا ہوں

اے در انکار رفتہ آن شاہ دین
خاوبان و چاکرانش را بہ بیبن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے لیئے جب ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کیسے پاک گروہ تہے تو یہ قصہ معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا وجود اس گاؤں میں خود گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ

احمد کا غلام بننے سے کیا فضل کرتا ہے

اسی طرح میں خدا کی تقدیر حشر و نشر پل صراط جنت و نار پر ایمان رکھتا ہوں میں اب تمکو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں

ہمارے مذہب کا معیار کہ مینے لمبا خطبہ نہیں سنایا۔ میری غرض یہ بہی ہے۔ کہ میرے پہر تقریر کرنے تک اگر کوئی اور تمہیں تقریریں سنائیں یا باتیں بتائیں گے تو ہمارے مذہب اور معتقدات کا یہ معیار ہوگا۔

اگر اس کے موافق کوئی بات ہو تو ہماری طرف سے سمجھو اور اگر اس کے خلاف ہو تو وہ ہمارے عقائد کے مطابق نہیں۔

گورنمنٹ کا شکریہ اسلام چونکہ حق کے اظہار کے لیئے آیا ہے۔ جیسا کہ اس سورۃ سے ظاہر ہے اسلیئے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تمہیں دین کی بہت سی باتیں پہونچائی ہیں وہاں ہم آج دنیا کی ایک بات سناتے ہیں مگر دنیا کی نہیں ہم اسے

دین ہی سمجھتے ہیں۔

اور دین ہی سمجھکر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے سارے دنیا کے کام بلکہ دین کے بہی سب کام امن پر موقوف ہیں اگر امن قائم نہ رہیگا تو کوئی کام نہیں ہو سکے گا۔ جسقدر امن بڑہکر ہوگا۔ اسی قدر حق کا ابلاغ عمدہ طور سے ہوگا اسواسطے **ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امن کے حامی رہے**

آپنے طوایف الملوکی میں جو کہ مکہ معظمہ میں تہی خود رہ کر اور عیسائیوں کی سلطنت میں جو حبشہ میں تہی صحابہ کرام کو رکہکر ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہمیں کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اس زندگی کے ذرایعہ میں سے امن ہے اگر امن نہ ہو تو کسی طرح کا کوئی کام دین یا دنیا کا عمدگی سے نہیں کر سکتے۔ اسلیئے میں تمہیں تاکید کرتا ہون۔ کہ

امن کی کوشش کرو

اور امن کیلیئے ایک تو طاقت کی ضرورت ہے۔ جو گورنمنٹ کے پاس ہے دوسر **نیک چلنی** اور **گورنمنٹ کی اطاعت** اور **وفاداری** تمہارا **فرض** ہے میں اس امر کو کسی کی خوشامد کی غرض سے نہیں بلکہ **حق** پہونچانیکی غرض سے کہتا ہون کہ

امن پسند جماعت بنو

تاکہ ہر قسم کی ترقیون کا تمکو موقع ملے۔ اور جیسے زندگی بسر کرو اس کا بدلہ مخلوق سے مت مانگو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرو اور اسی سے مانگو۔ یہ خوب یاد رکہو کہ **بلا امن** کوئی مذہب نہیں پھیلتا اور نہ پہول سکتا ہے پس **تم امن کے قائم رکھنے** میں ہمیشہ گورنمنٹ کا وفاداری **سے ساتہہ** دو۔

مین اسکے ساتہہ ہی یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت صاحب کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے اس احسان کا بدلہ اگر امن کے قایم کرنیکے لیئے کوشش کرین تو اللہ تعالیٰ اسکا نتیجہ ضرور دیگا۔ اور اگر خلاف ورزی کرینگے تو اس کے بد نتیجہ کا ضرور منتظر رہنا پڑیگا۔

پہر اسکے بعد ایک اور بات کہتا ہون کہ باہم محبت کو بڑہاؤ اور بغضون کو دور کرو اور یہ محبت بڑھ نہیں سکتی جب تک کسی قدر تم صبر سے کام نہ لو اور صبر کرنیوالے کیساتہ آپ خدا ہوتا ہے۔ اسواسطے صبر کرنیوالے کو کوئی ذلت نہیں پہونچ سکتی۔

اتفاق کی تاکید چوتہی اور آخری بات جو مین کہنی ضروری سمجھتا ہون یہ ہے کہ فتح اسلام میں حضرت صاحب نے جن پانچ شاخون کا ذکر کیا ہے اور ان میں چندہ دینے کی تاکید کی ہے مثلاً آپ کی تصانیف کی اشاعت آپکے اشتہارات کی اشاعت لنگر خانہ کو مضبوط کرنیکی تاکید اور مہمانخانہ کی ترقی کی اور آمدورفت میں بعض اوقات خرچ کرنے پڑتے ہیں اور مکان بنانے پڑتے ہیں۔ انہیں انفاق کی تاکید کی ہے مین بہی

حضرت کی اس تاکید پر تاکید کرتا ہون

مہمانخانہ کی طرف آپ کی سستی ہے اسے چہوڑ دو مین دیکہتا ہون کہ مثلاً جس طرح پہر ایک مدرسہ چلتا ہے اور کام یہاں ہوتے ہیں۔ ان مین

لنگر اور دینی مدرسہ

بہت کمزور رنگ مین ہے۔ ہماری بہائیونکو چاہیئے۔ کہ ان دونوں امور میں توجہ اور انفاق سے کام لیں پہر یہی تاکید کرتا ہون کہ یہاں چندلوگ کتابیں بیچتے ہین اور وہ **اخلاص** سے کام لیتے ہیں ان مین دو چار آنہ کی مدد دینے سے دریغ نہ کرین۔

ایک ہمارے دوست مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے بڑے اخلاص سے ایک کتاب **تائید حق** لکہی ہے۔ اور حضرت صاحب کی زندگی میں وہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ اسکی کئی سو جلدین یہاں پڑی ہیں احباب اسکی طرف توجہ کرین دو چار آنہ کی کتاب ہے۔

میں یہ باتیں تمہیں اسلیئے بتائی ہین کہ تمکو دین اور دنیا دونونکا وعظ کردوں اسلیئے نہیں کہ میری کوئی غرض ہو میری عمر کا بہت بڑا حصہ گزر گیا ہے۔ اور اللہ کے محض فضل سے بہت ہی عمدہ گزر گیا ہے تہوڑے دن باقی ہیں مین مخلوق کے سوال میں اپنی ہمت کو ضایع کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتا۔

(پہر حضرت نے استراحت کے بعد دوسرا خطبہ مسنون پڑہکر جمعہ کی نماز پڑہائی)

میر صاحب قبلہ کا لیکچر

نماز جمعہ کے بعد جیسا کہ پروگرام میں درج کیا گیا تھا حضرت میر صاحب قبلہ کا لیکچر رکہا گیا تہا میر صاحب کے لیکچر کا مضمون **الدین نصح** تہا۔ میر صاحب نے اپنے لیکچر کی ابتدائی دنیا کی عام حالت اور پیشہ درون کی قابل اصلاح صورت سے کی اس لیکچر کا آخری حصہ خصوصیت سے قابل غور ہے۔ اسلیئے مین میر صاحب کے لیکچر سے اسی حصہ کا اندراج یہان ضروری سمجہتا ہون جو اس لیکچر کی جان ہے۔ (ایڈیٹر)

اما بعد واضح ہو کہ دنیا میں ضرورت کیوقت ہر ایک جسمانی و روحانی سلسلہ قایم ہوا کرتا ہے (یہ سنت اللہ ہے) ایک مدت تک اسکا قیام رہتا ہے۔ آخر بسبب لوگون کی ناشکری اور سستی اور شرارت کے وہ سلسلہ برباد ہوکر دوسرا سلسلہ پیدا اور جاری ہو جاتا ہے۔

بموجب مفہوم آیت کریمہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بنا کر برباد نہیں کرتا نہ کسی فرقہ کو عزت دیکر ذلت دیتا ہے۔ نہ کیسکو دولت بخش کر فقیر کرتا ہے نہ کیسکو ملک دیکر چہینتا ہے نہ کیسکو علم و ہنر عطا کرکے بے ہنر و جاہل کرتا ہے۔ یہانتک کہ وہ خود ہی اپنی تباہی کے اسباب نہ پیدا کرین اور اپنی نیک نیتیں کو بدنیتیوں کے ساتہہ تبدیل نہ کرلین اور اپنی نیک اعمال کو بداعمالی مین نہ بدل لین۔ اور اپنی چستی کو سستی بنایر جب انکی شرارتون اور بداعمالیون کی حد ہو جاتی ہے اور وہ باز نہیں آتے۔ اور توبہ استغفار نہیں کرتے تب خدا ان پر عذاب نازل کرتا ہے۔ اور انکے گناہون اور نافرمانیون کے سبب سے انکی حالت کو بدل دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قہر کی آگ تب بہڑکتی ہے جب لوگ اپنے گناہونکا ایندہن خود جمع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ مگر ظالم کو اسکے ظلم کی سزا دیتا ہے۔

یاد رکہو کہ فقط اس سلسلہ میں داخل ہونے سے یا حضرت مسیح علیہ السلام و خلیفۃ المسیح کے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے نجات نہیں ہوتی جب تک پورے پورے قرآن شریف کے محکوم نہ ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار نہ کرو۔ اور اپنے مسیح کے فرمودہ کے موجب راہ نہ پکڑو اور متقی اور محسن نہ ہوجاؤ۔ اور اپنی شیطانی برادری اور پچہلے دوستون سے علیحدگی نہ کرو۔ اور اپنے پچہلی کرتوت بکلی نہ چہوڑ دو۔ ورنہ تم میں اور ان میں فرق ہی کیا ہے اعمال اور

جو خدا او عقل سے کام لیتے ہین۔ مین یقین کرتا ہون کہ تم نے **حق کو پایا ہے**۔ ان یہ خوب یاد رکہو کہ **بیعت کر کے** تم نے اپنے آپکو بیچدیا ہے۔ کیونکہ یہی بیعت کی حقیقت ہے۔

سنو! بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ وہ حق نہین بتاتے اسلیئے کہ انکی غرض صرف چند پیسے ہوتی ہے وہ اپنی خیدہ کی غرض رکہتے ہین گر مین تو چیپہ نہین مانگتا اور نہ مجہے ضرورت۔ مجہو اپنی ذات اور نفس کے لیئے بہی ضرورت نہین اور اپنی اولاد کے لیئے بہی نہین میرے بچے چہوٹے چہوٹے ہین اور وہ جانتے ہی نہین کہ ہمارے باپنے ہمارے لئیے کیا چہوڑا۔ مینو اپنے باپ کی جائداد مین سے ایک روپیہ نقد بہی نہین لیا۔ مگر میرے خدا نے مجہے بہت کچہہ دیا۔ پہر جس نے مجہے دیا مین اپنی اولاد کے متعلق یہ وہم کرون کہ وہ اسے چہوڑ دیگا؟ ہرگز نہین۔

مین اگر اپنی اولاد کے لیئے یہ فکر کرون کہ ان کیواسطے کچہہ چہوڑ دون تو مجہسے بڑا احمق کون ہوگا۔ پہر اس حالت مین کہ مین موت کے قریب ہون کیونکہ بڑھے جوانون سے زیادہ مرتے ہین۔ مین تمہین ایک اس بتاتا ہون اسکو نہ کبہی نہ چہوڑو۔

جناب الٰہی سے دعا کیا کرو کہ تم سے **غلطی** نہو بہت استغفار کرو اور لاحول پڑہو اگر یہ خیال شیطانی ہی تو اللہ تعالی رحم کرے پہر مین ان لوگونکو جنہوں نے ابہی **بیعت** کی ہے یہ نصیحت کرتا ہون کہ وہ بہت استغفار کیا کرین **استغفار** انسان کو بہت سی بدیون سے محفوظ رکہتا ہے۔ اور پہر بدیون کے برے نتائج سے بچاتا ہے۔ اور استغفار کی جڑ یہی ہے۔

پہر **الحمد شریف** بہت پڑہو الحمد شریف ایک بے نظیر دعا ہے۔ اور اللہ تعالی کی محبت اس کے پڑہنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کے مطالب کو خوب سوچ کر پڑہو اور خوب توجہ سے پڑہو

پہر درود شریف بہت پڑہو درود شریف کے پڑہنے مین اس بات کو یاد رکہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی مدارج ہو۔ درود شریف کے پڑہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑہتی جاتی ہے۔ آپکے اتباع کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ ملائکہ سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔ درود شریف کثرت سے پڑہنا بڑا ہی مفید امر ہے۔ پہر **لاحول** بہت پڑہا کرو۔ اس سے بہی اللہ تعالی کی طرف سے نیکیون کے لیئے توفیق اور بدیون سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔ اور ہر قسم کی مشکلات آسان ہو جاتی ہین۔ یہ میرا اور تمام راستبازون کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ ایک نصیحت ہے جو مینے تمہین دردِ دل سے کی ہے۔ اور محض خدا کی رضا کیلیئے کی ہے اگر دل سے نہین کی تو پہر خدا پکڑنے والا ہے۔

مین پہر کہتا ہون اور کہول کر کہتا ہون کہ مجہے دنیا کی کوئی غرض نہین اور نہ دنیا طلبی اور جاہ طلبی میرا مقصود ہے صرف

خدا کی رضا چاہتا ہون

وہ کسی طرح سے راضی ہو جاوے۔ پہر یاد رکہو کہ مین **اجتماع** کو ضروری سمجہتا ہون۔ اجتماع پہ خدا تعالی کے بہت بڑے فیضان اور برکات نازل ہوتے ہین۔ اسلیئے اس کی بہت بڑی تاکید قرآن مجید مین آئی ہے۔ مگر یاد رکہو کہ اجتماع ہمیشہ ایک شخص پر ہی ہو سکتا ہو ایک درخت کی خواہ لاکہہ شاخین ہون اور سب کی سب پانی مین ہی ہون تو بجائے اسکے کہ وہ سرسبز ہون وہ سب کی سب خشک اور مردہ ہو جائینگی بلکہ پانی کو بہی متعفن کر دینگی اسطرح پر اگر ملان ایک شخص پر اکٹہے نہ ہون تو ان کی حالت اس درخت کی ٹہنیون کی سی ہوگی اگر وہ درخت کیساتہہ وابستہ رہینگی تو سرسبز رہین گی ورنہ نہین۔

مینے الفاظ بیعت مین ایک لفظ بڑہانا چاہا تہا۔ کہ

آپس مین محبت بڑہائین گے

مگر مینے دیکہا کہ بعض آپس مین لڑ پڑتے ہین۔ اسلیئے مین ڈر گیا کہ ایسا نہو یہ لوگ معاہدہ کا خلاف کرین اور پہر معاہدہ کی خلاف ورزی سے **نفاق** پیدا ہو جاتا ہے۔ بہرحال آپس مین محبت بڑہاؤ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے ہماری کمزوریان ہون تو دعا کرو کیونکہ **دعا** ہی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ پہر اگر اللہ تعالی توفیق دیگا اگر مجہے موقعہ ہوا تو بہت سی باتین سناؤنگا۔

خطبہ جمعہ

"عقائد احمدیہ"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ کو عامۃ الناس تک پہونچانے کا خاص اہتمام فرمایا جیسا کہ اوپر کہین ذکر کیا گیا آپ ایک ایک دو دو جملے بیان فرماتے تہے پہر انہین کو بلند آواز سے دیگر احباب اور آخر خاکسار ایڈیٹر الحکم لوگون تک پہونچا دیتا تہا اس خطبہ مین حضرت نے **عقائد احمدیہ** کو اولاً بیان فرمایا اور از ان بعد جماعت کو اشاعت اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ اور پہر اپنے **مطاع** اور امام کے نقش قدم پر چل کر **سلطنت برطانیہ** کی وفاداری فرمانبرداری اور امن کی حمایت کی تعلیم دی اور بالآخر قوم مین وحدت اور باہم اخوت و محبت کا سبق پڑہایا اس خطبہ کو اور حضرت کی تقریر کو ہمارے مخالف ضرور غور سے پڑہین اور خدا کیلیئے وہ اپنی آواز اٹہائیں کہ اس کے بعد بہی انکا نور قلب ہمین **کافر** کہنے کی دلیری کرتا ہے۔

اسی ضمن مین یہ ذکر کرنا بہی ضروری ہے۔ کہ حضرت نے جب خطبہ کے پہونچانیکے لیئے بعض دوستون سے چاہا کہ بلند آواز سے پہونچائین تو کسی نے کہدیا جو کچہہ اردو زبان مین حضرت فرمائین۔ وہ دوسرے آدمی کہین حضرت نے فرمایا نہین جو کچہہ مین کہون سب کچہہ دوہراؤ **قرآن ہی تو پہونچانا ہے**۔ ہم کیا اور ہمارے الفاظ کیا اصل **برکت قرآن کریم ہی کے الفاظ مین ہے** یہ فقرہ آپکے اخلاص اور قرآن کریم کی عظمت کے اظہار کے جوش کو ظاہر کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اما بعد
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

کلمہ توحید تمام خطبے جو دنیا مین پڑہے جاتے ہین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آجتک ان کا ابتدا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ سے ہوتا ہے

کلمہ توحید اور اسکے تین فائدے اسکا پہلا حصہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ اس کے تین فائدے ہیں

پہلا فائدہ یہ ہے۔ کہ جو شخص اسے بآواز بلند پڑھ لیتا ہے ہم اسے مسلمان اور شرک سے بیزار سمجھ لیتے ہیں اور دوسرا فائدہ اسکا یہ ہے کہ جب اس کے معنوں پر حقیقی طور پر ایمان ہوتا ہے تو ایسا مومن دنیا کے تمام اسباب اور ذرائع کو تب ذریعہ مانتا ہے جب دیکھ لیتا ہے کہ میرا مولٰی ان کو اسباب بناتا ہے۔ اور اسی نے ان میں تاثیر رکھدی ہے یعنی دراصل وہ سچا موحد ہو کر اسباب پر بھروسہ کرنا بھی شرک سمجھ لیتا ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی بات ہے (ایڈیٹر) **تیسرا فائدہ** جس کی شہادت تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اولیا کرام یک زبان ہو کر دیتے آئے ہیں یہ ہے کہ جب اس کلمہ کی کثرت کیجاوے اور اسے بار بار سمجھکر دوہرایا جاوے۔ تو اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کیلئے اور اس کے قرب کی راہ میں جو حجاب اور پردے ہوتے ہیں وہ آسانی سے بتدریج اٹھ جاتے ہیں۔

فقرہ اول کے دو حصے اس کلمہ کے پہلے فقرہ کے دو حصے ہیں ایک میں لا الٰہ دوسرے میں الا اللہ ہے پہلا حصہ گناہوں کے دور کرنے اور ان سے بچانیکا سامان ہے۔ اور دوسرا نیکیوں کے حاصل کرنیکا ذریعہ (لا الٰہ میں دنیا کے تمام معبودوں محبوبوں اور مطلوبوں کی نفی ہے جو کوئی چیز انسان کی نظر اور ایمان میں محبوب اور مطلوب ہی نہ رہی تو وہ ان امور پر جو گناہ ہیں جھک کیونکر سکتا ہے۔ اصل اشیاء جو اس کے لیئے حلال ہیں وہ بھی جب اسکا مقصود بالذات نہونگی تو جو اسپر حرام ہیں انکی طرف تو وہ توجہ بھی نہیں کر سکتا۔ اس طرح پر یہ پہلا حصہ لا الٰہ گناہوں سے بچانے کا ذریعہ ٹھہرتا ہے۔ کس کس طرح پر ہر ایک گناہ سے انسان اس حصہ پر ایمان لا کر بچ سکتا ہے یہ لمبی بحث ہے دانشمند اس اصل پر جو میں نے بیان کر دیا ہے غور کریں۔ الا اللہ سے نیکیوں کی طرف توجہ کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ اس طرح پر کہ جب انسان دنیا کے تمام مطلوبات و محبوبات کو فانی اور ادنٰی یقین کر کے کامل الصفات خدا کیساتھ پیوند کرتا ہے تو پھر اس کی تجلی اس کے تمام جذبات کو اپنی رضا کے نیچے کر لیتی ہے۔ اور اس کا اصل مطلوب ہر امر میں خدا ہوتا ہے پس وہ کسی کام کو کرتا ہی نہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ لے۔ یعنی جہاں ایکطرف اسے نگران حال پاتا ہے۔ وہاں دوسری طرف اس کی رضا اور اجازت کو دیکھتا ہے۔ اس طرح پر وہ نیکیوں کو حاصل کرتا ہے (ایڈیٹر)

کلمہ کا دوسرا جزو پھر اس کلمہ کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ کا جملہ اس لئے لگایا کہ آپ نے دیکھ لیا تھا۔ کہ زمان گذشتہ میں جو ہادی دنیا کی ہدایت کے لیئے وقتاً فوقتاً آئے ایک زمانہ گذرنے کے بعد انکو معبود بنا لیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی معبودیت میں انکو شریک کر لیا گیا۔ اس گندسے دنیا کو بچانیکے لئے آپ نے اس حصہ کو رکھا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عبد سمجھیں اور آیندہ چونکہ اس امت میں ولی ہونگے اسلیئے انہیں بھی کوئی معبود قرار نہ دے لے۔

بس میں اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ کو کلمہ کا متمم یقین کرتا ہوں

اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ اس جزو پر ایمان لانیکے کے بدون مومن بن ہی نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کا منشاء ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ پر غور کرتا اور اس کے اسماء اور افعال پر سوچتا ہے تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں

ایمان کے ارکان اللہ تعالیٰ کی کتابوں اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور تقدیر اور حشر نشر پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا لابدی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے صفات کے ہی ثمرات ہیں اور ایمان باللہ کے لیئے لابد ہے کہ وہ اسکو صفات کاملہ سے موصوف یقین کرے چونکہ اسی نے تقدیر کو بنایا۔ ملائکہ کو پیدا کیا جنت و نار کو پیدا کیا۔ انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ انکو صحائف دیئے اسلیئے ملائکہ پر ایمان لانا۔ خدا کی کتابوں اس کے رسولوں تقدیر۔ حشر و نشر۔ پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے

ایمان و اعمال پس میرے ایمان میں ایمان باللہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ ان باتوں پر بھی ایمان نہ لاوے پھر ایمان کے بعد اسکا اثر انسان کے جوارح پر ہوتا ہے جوارح سے جو امور سرزد ہوتے ہیں۔ انکا نام اعمال ہے۔ انہیں نماز ہے روزہ ہے حج ہے اخلاق فاضلہ ہیں رذائل سے بچنا ہے ایمان باللہ اور ایمان کامل کیساتھ اعمال بھی لابد ہیں قرآن کریم سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا والذین یومنون بالاخرۃ یومنون بہ وھم علیٰ صلٰوتھم یحافظون ط

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو وہ آخرت پر بھی ایمان لاتا ہے یعنی اللہ پر ایمان لانا آخرت پر ایمان لانیکے لئے ضروری ہے۔ پھر اس ایمان کا اثر اعمال پر یوں پڑتا ہے۔ کہ ایسے مومن اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں ضائع نہیں ہونے دیتے پس یاد رکھو کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا دعوٰی کرے اور با این نماز کا تارک ہو اور قرآن کریم کی اتباع میں سستی کرے وہ اپنے اس لا الٰہ الا اللہ کے دعوے میں سچا نہیں جیسا کہ یہ آیت ظاہر کرتی ہے۔

نبوت محمدیہ اس کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اس کلمہ میں موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کیساتھ ہمیں ضرورت پڑتی ہے۔ کہ ہم قرآن شریف میں دیکھیں۔ کہ آپ کس درجہ کے انسان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند معلوم کرنیکے لئے مومنوں کو دو آیتیں جو اونٰی تعداد شہادت کی ہے۔ سامنے رکھنی پڑتی ہیں ایک جگہ فرمایا

انک لعلٰی خلق عظیم

دوسری جگہ فرمایا کان فضل اللہ علیک عظیمًا

اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو عظمتوں کا ذکر کیا ہے ایک تو عظیم اخلاق پر ہونا ہے۔ بڑا ہوتا ہے پھر جس کو اللہ بڑا بنائے اسکا خیال کرو کہ وہ بڑائی کس شان کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جو کامل الصفات ہستی ہے اسکی طرف سے جسکو بڑائی عطا ہو وہ بڑائی ایسی نہیں ہو سکتی جسکا وہم یا اندازہ ہو سکے۔ اور یہ بڑائی ایک اخلاق میں عطا کی اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثل اخلاق کا

فرصت طاقت توفیق زمانہ شباب اور صحیح وسالم زبان اور جفاکش طبیعت وہی ہے۔ مگر وہ ان خداداد قواے اور نعمتوں سے لوگون کو مستفید نہین کرتے اور ڈوبتی ہوئی امت کی خبر نہین لیتے۔ پس مین یہ کہکر اپنے بیان کو ختم کرتا ہون کہ ہمین عورتون کی طرح قاعدین ہوکر گہر مین بیٹھ رہنا نہین چاہیے۔ بلکہ مجاہدین ہوکر سمجھکر گذرنا چاہیئے۔ کہ زمانہ نازک ہے کیونکہ ان دنون مین خدا مفید اور کارکن آدمیون کی لمبی عمر کرنا چاہتا ہے اور دوسرے اقسام کے لوگون کی چندان پرواہ نہین کرتا اور نہ کریگا پس جو کوئی چاہتا ہے۔ کہ اسکی عمر دراز اور آفات زمانہ سے محفوظ رہے اسے چاہئیے کہ وہ خود اپنے اوپر فی سبیل اللہ سفر کی تکالیف وارد کرلے پہر خدا ایسا نہین ہے کہ اسپر اور بہی دوسری تکالیف وارد کرے جو اپنے خود خدا کیلیئے اپنے تیئن مصائب اور تکالیف مین ڈالتا ہے۔ خدا اسے آرام مین رکہیگا اور جو خود آرام اور طمانیت سے تسلی یافتہ ہے۔ وہ آس سے جدا کیا جائے گا جو اسکے لیئے آگ مین ہے وہ آگ سے بچایا جا دیگا۔ جو اس کیلیئے درد مند ہے۔ خدا اُس کے لیئے دردمند ہے۔

ماسٹر صاحب کی تقریر کے بعد شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اس مین بتایا کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے آکر کیا تبدیلی کی ہے۔ اور پہر یہ بہی بتایا کہ عیسائیون نے ایک عاجز انسان کو خدا بنانے مین بہت بڑی غلطی کی ہے ایکطرف اسے خدا مانا دوسری طرف اسکی انسانی کمزوریون کا شکار بنایا اور اسکی ایسی حالت انجیل کے ذریعہ دکہائی کہ شرم آجاتی ہے۔ آریون نے روح مادہ کو ازلی اور غیر مخلوق قرار دیکر بہت بڑا شرک کیا ہے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو حقیقی خدا کا چہرہ دکہاتا ہے۔

پہر ایک نظم کے بعد میان اللہ دین فلاسفر نے تقریر کی اس کا خلاصہ اور لب لباب یہ تہا۔

مسمریزم والون نے تسلیم کیا ہے۔ کہ بڑون پر چہوٹون کا اثر نہین پڑ سکتا۔ مین ایک معمولی اور چہوٹا آدمی ہون اور آپ بزرگ ہین میرا اثر آپ پر تو نہین پڑ سکتا۔ لیکن مین صرف چند باتین کہنی چاہتا ہون اور وہ یہ ہین کہ انبیاء علیہم السلام کی دنیا مین آنیکی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ جو اپنے آپکو پیش کرتے ہین دوسرے لوگ بہی اسی رنگ مین رنگین ہوجائین خدا تعالیٰ کے حضور بخل اور کمی نہین ہے۔ اسلیئے ہر شخص جو اس رنگ مین رنگا جاوے وہ خدا تعالے کے فیض کو حاصل کرسکتا ہے دیکہو پانی کے پاس کیسے ہی غلیظ اور ناپاک کپڑے لیجاوین مگر وہ انہین بالکل صاف کر دیگا۔ تو کیا خدا پانی سی (جو اسکی مخلوق ہے) بہی گیا گزرا ہے۔ جو لوگون کو پاک صاف نہین کرتا۔ اس مقصد کیلیئے اس نے انبیاء کو بہیجا ہے جو روحانی معلم ہوتے ہین۔ اور انکا کام مخلوق کو پاک صاف کرنا ہوتا ہے ان سب میں افضل اور سب سے زیادہ پاک صاف کرنے کی قوت رکہنے والے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیئے آپ کے متعلق قرآن کریم مین آیا ہے و یزکیھم اور وہ پاک صاف کرتا ہے۔ آپ کی قوت قدسی ایسی طاقتور اور پر اثر ہے کہ اس وقت تک اور قیامت تک بہی آپ کے پاک انفاس کی بدولت ہزارون لاکہون انسان پاک صاف ہوتے رہینگے۔

اسی بنا پر حضرت مسیح موعود مغفور نے فرمایا۔

وآن مسیح ناصری از دم او شد بے شمار

یعنی اسکی قوت قدسی نے بیشمار انسان مسیح ناصری کی رنگ وخصلت پر بنا دیئے ہین غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی بہت بڑی زبردست ہے۔ حضرت مسیح موعود بہی اس قوت قدسی کا نمونہ ہو۔ اور وہ آپ بہی ہم سب کو پاک کرنا چاہتے تہے۔ اور انہون نے لاکہون کو پاک کیا۔

یہ ساری باتیں تقوی سے حاصل ہوتی ہین اور متقی **اولیاء اللہ** مین داخل ہوتا ہے۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہے غرض مین یہی عرض کرتا ہون کہ ہمیں اوپرے رنگون پر شیدا نہین ہونا چاہیئے۔ بلکہ حقیقی اور دائمی رنگ جو کامل خوبصورتی اپنے اندر رکہتا ہے اسپر عاشق ہونا چاہیئے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لا الہ الا اللہ مین اللہ کے معنے محبوب بہی ہین۔ پس تزکیہ نفس کی ضرورت ہے اور یہ لمبی دعاؤن اور نمازون سے ہوتا ہو صوفیاء نے اقم الصلوٰة لدلوك الشمس الى غسق الليل تک نماز پڑہے ہیئے ایسی لمبی نمازین پڑہکر دیکہی ہین حضرت مسیح موعود نے تین تین گہنٹہ کا بہی سجدہ کیا ہے۔ پس تم کبہی ایک آدھ مرتبہ ہی ایسا کر لیا کرو"

فلاسفر کی تقریر پنجابی زبان میں تہی میںنے انکا خلاصہ اپنے الفاظ مین لکہدیا ہے لوگون نے اسے بہت پسند کیا

اسکے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اغراض سلوہ سنگت اور ضرورت واعظین پر تقریر کی اور کہا۔

کہ ہر شخص واعظ کا کام کرسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے یہ خواہش کی تہی اسلام کی تبلیغ دنیا میں اسی طرح پر ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے پیشہ اور کام کے لحاظ سے دوسرے لوگون سے تعلق رکہتا ہے اگر وہ اس صداقت کو جو اسنے پائی بغیر کسی قسم کے تکلف کے صفائی سے پہونچا دے تو تبلیغ کا سلسلہ اچہی طرح سے جاری رہتا ہے مباحثوں اور مناظرون کی ضرورت نہین اس سے کوئی فائدہ نہین پہونچتا۔

حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ مین تیری تبلیغ کو زمین کے کنارون تک پہونچادون گا مبارک ہونگے وہ لوگ جو اسکا ذریعہ ہونگے۔

پہر اسکے ضمن مین بتایا کہ لوگون کے اعتراضون کی پرواہ نہین کرنی چاہیئے۔ اسلیئے کہ اعتراض ہوتے رہتے ہین۔ اور یہ سلسلہ ختم نہین ہوتا صداقت کے ثبوت کے زبردست دلائل کے مقابلہ میں اعتراضات بے حقیقت ہوتے ہین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کیسی درخشان اور روشن ہے مگر ابتک اسپر نااہل اعتراض کرتے ہین پہر حضرت مسیح موعود مغفور کے کسی کام پر اگر نکتہ چینی کرین تو کیا؟

واعظ بننے سے بہت بڑا فائدہ یہ بہی ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی اصلاح کے لیئے موقعہ چلتا ہے۔ اگر نمائش یا تکلف کے طور پر بہی وہ اصلاح کرے تو رفتہ رفتہ وہ اصلاح حقیقت بہی اپنے اندر پیدا کرے گی۔ حضرت مسیح موعود نے ایک مرتبہ نماز مین حصول لذت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تہا کہ جس طرح ایک مے نوش یا کوئی اور نشہ استعمال کرنیوالا جبتک اسے پوری لذت حاصل نہو اسے پیتا جاتا ہے

پر پیش کیا جاوے گا۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام نے بھی اس تجویز کو کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر سلسلہ کیطرف سے پیش کیا جاوے پسند کیا ہے۔ چنانچہ میر حامد شاہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ نے اس سرکلر چٹھی کے پیش ہونے پر جسکا ذکر میں نے ابھی اوپر کیا ہے یہ ہدایت سکرٹری ایڈورڈ میموریل فنڈ کمیٹی کو کی کہ جسقدر چندہ احمدیوں کا اس فنڈ میں لکھا گیا ہے۔ وہ سب رقم سلسلہ احمدیہ کے چندہ میں جمع ہونے کے لئے دیدی جاوے امید ہے کہ جملہ حکام اس تجویز کو پسند فرماوینگے۔ مگر میں اس تحریک میں ایک اور امر کیطرف احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جسکا ذکر مذکورہ رزولیوشن مجلس معتمدین میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس معتمدین صرف اسی بات کو کافی نہیں سمجھتی کہ پرونشل فنڈ میں چندہ پیش کرے بلکہ سلسلہ کے مرکزی مقام میں وہ ایک علیحدہ یادگار بھی اپنی وسعت کے مطابق قایم کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ قادیان اس وقت ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں دنیا کے دور دور کے کونوں سے لوگ آتے ہیں بلکہ انگلستان اور امریکہ اسٹریلیا وغیرہ سے بھی لوگ آتے ہیں۔ گرد نواح کے دیہات میں کئی کئی میل تک۔ اب قادیان کو وہ گانوں نہیں سمجھا جاتا جو پہلے تھا۔ بلکہ بہت سی اپنی ضروریات کے لئے لوگ اسطرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہائی سکول جس میں تین سو تک تعداد طلباء پہنچی ہوئی ہے ایک دینی مدرسہ کئی اخبار میں رسالے کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ ان سب امور نے اس قصبہ کو اب ایک خاص وقعت دیدی ہوئی ہے۔ اور چونکہ پہلے یہ ایک معمولی سا گاؤں تھا۔ جس میں نہ صرف شفاخانہ ہی نہ تھا بلکہ کوئی چھوٹا موٹا طبیب بھی نہ تھا۔ اب ان تمام ضروریات مذکورہ بالا کے لحاظ سے۔ اسجگہ ایک شفاخانہ کا قایم کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اور گو اسوقت ایک معمولی سی ڈسپنسری ہے۔ جو ابتداء اسکول کے طالبعلموں کیخاطر کھولی گئی تھی مگر ان تمام ضروریات کے لئے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ ڈسپنسری اب کچھ کام نہیں دیسکتی۔ اور وسیع پیمانہ پر شفاخانہ کا ہونا اب حد ضروری ہو گیا ہے۔ اسلئے

مجلس معتمدین نے اس ضرورت کو محسوس کر کے یہ تجویز کی ہے کہ ہمارے احباب ایڈورڈ میموریل فنڈ میں اس قدر دل کھولکر چندہ دیں کہ علاوہ پرونشل فنڈ میں معتدبہ رقم بھیجنے کے شفاخانہ کی تجویز کی تکمیل ہو سکے اور شہنشاہ کی یہ یادگار سلسلہ احمدیہ کے مرکزی مقام میں بھی قایم ہو جیسا کہ کل صوبہ کے مرکزی مقام میں قایم ہوگی۔

سو یہ تین تحریکیں مجھے ایک ہی وقت اور سب کو یکساں ضروری سمجھ کر ہی پیش کرنی پڑی ہیں۔ لنگرخانہ کے قرضہ کے لئے تو اگر انجمنیں توجہ کریں تو مقامی ضروریات کے چندہ سے تھوڑی تھوڑی رقم دیکر معقول مدد بہم پہنچا سکتی ہیں۔ تعمیر کے چندہ کے لئے میں پہلے تجویز عرض کر چکا ہوں اور اب صرف یاددہانی کی ضرورت ہے کہ سب احباب اس میں شامل ہوں تا کہ کچھ روپیہ آنا شروع ہو۔ اب تک اس کی طرف کافی توجہ نہیں ہوئی۔ اور نئی تحریک صرف ایڈورڈ میموریل فنڈ کے لئے ہے۔ اس قدر ذکر کر دینا اور بھی ضروری ہے۔ کہ قادیان میں شفاخانہ کی تجویز میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قابل رشک کوششوں سے بہت کچھ آسانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ شفاخانہ میں رہ کر علاج کرانیوالوں مریضوں کے لئے ناصر وارڈ کیلئے پانچہزار روپیہ چندہ فراہم کرنیکی کوشش میں حضرت میر صاحب موصوف لگے ہوئے ہیں۔ اور بیرونی ہسپتال اور اسکے لئے باقی سامان وغیرہ کا بہم پہنچانا اس تجویز کے ماتحت ہو جائیگا۔

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایوان خلافت

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت (نصیب اعدا) اس ہفتہ بھی اچھی نہیں رہی۔ اگرچہ آپ اپنے ان تمام مشاغل دینی میں بدستور مصروف رہے۔ حضرت اقدس کو تھوک کیساتھ خون آنے کی شکایت ہے۔ جس کے متعلق اگرچہ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ یہ خطرناک نہیں۔ تاہم احباب اس خبر کو سننے کے لئے تیار نہیں

اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعائی جاوے۔ صدقہ کیا جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ اللہ تعالیٰ کی زندگی نہایت قیمتی زندگی ہے اور دلی آرزو ہے کہ عرصہ دراز تک وہ قوم آپ کے فیوض سے بہرہ اندوز ہوتی رہے۔ جو تازہ داغ یتیمی اوٹھا چکی ہے حضرت کے لئے زیادہ کلام طبی طور پر منع ہے۔ مگر یہ قوم حریص ہوتی ہے تبلیغ اور اشاعت دین کی۔ اسلئے باوجود اس کے بھی حضرت اپنے تبلیغی شغل میں کسی نہ کسی پہلو سے مصروف رہتے ہیں۔

۲۶۔ اگست سنہ ۱۹۱۶ کا جمعہ قادیان کے ساکنین کے لئے ایک عجیب عبرت بخش نظارہ پیش کرتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اسی عارضہ کی وجہ سے نہ نماز پڑھا سکتے تھے۔ اور نہ خطبہ پڑھ سکتے تھے

اس لئے آپ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کو جمعہ کے لئے **امام اور خطیب** مقرر فرمایا۔ اور آپ ان کے مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھی۔ ضعف اسقدر تھا۔ کہ ابتدائی سنتیں کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ بیٹھ گئے۔ سنتیں پوری کیں تو بیٹھ نہ سکے۔ مگر خدا تعالےٰ نے پھر خاص فضل کیا۔ کہ نماز جمعہ آپ نے کھڑے ہو کر ادا کی۔ بعد عصر آپ کی نواسی کا نکاح ہونیوالا تھا۔ مگر مفتی فضل الرحمن صاحب کی وقتی غیر حاضری کیوجہ سے بعد نماز مغرب پانچسو روپیہ مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سے ہوا۔ خود حضرت نے باوجود ضعف اور ممانعت کلام کے آپ ہی خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ اور خود حضرت نے فرمایا۔ کہ ساری عمر میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہوں خطبہ ابتدا آپ نے کھڑے ہو کر کی۔ مگر ابھی چند الفاظ ہی فرمائے تھے۔ کہ ضعف نے کھڑے نہ رہنے دیا۔ اس لئے بیٹھ گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جوش تبلیغ سے اُٹھے اور قریباً پون گھنٹہ تک کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اسے ختم کیا۔

اس خطبہ میں آپ نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا ایک نہایت ضروری حصّہ میں اپنے الفاظ میں دوسرے رنگ

پہونچاتا ہوں۔

فرمایا - میں بیمار ہوں۔ اور طبّی طور پر مجھے بولنے کی ممانعت ہے ۔ مگر میں نہیں جانتا کہ مجھے کس وقت موت آجاوے اسلئے میں اس حق کو جو میرے پاس ہے تمہیں پہونچانا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ میں اس کے ادا کے بوجھ سے سبکدوش ہو جاؤں۔

بیاہ کے معاملہ میں ایک بڑی غلطی ہو رہی ہے - اور مجھے افسوس ہے کہ یہ میرے گھر میں بھی ہوئی ہے - اسلئے کہ مجھے مشورہ نہیں کیا گیا - اور وہ یہ ہے - کہ اس کے لئے ضروری امر یہ ہے کہ بہت استخارہ کئے جاویں اور خدا تعالےٰ سے مدد طلب کی جاوے - ہم انجام سے بیخبر ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ تو عالم الغیب ہے ۔ اسلئے اول خوب استخارہ کرو - اور خدا سے مدد چاہو - اور پھر اس کو یاد رکھو کہ کوئی نکاح بدوں ولی کے نہیں ہو سکتا - میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ خود پوچھا ہے اور آپ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا - کہ بدوں ولی کوئی نکاح کیا جاوے - میںنے خود ایک نکاح کرنا چاہا تھا۔ اور بعض علماء مثل مولوی نذیر حسین اور محمد حسین صاحب وغیرہ سے دریافت کیا - اور مجھے بعض نے اجازت دی - مگر میں ترساں تھا - آخر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔

میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا - اور آپ نے مجھے بتا دیا - کہ بدوں ولی نکاح نہیں ہوتا اور آپ نے سخت ناپسندگی کا اظہار کیا۔ بلکہ یہاں تک مجھ پر ظاہر ہوا - کہ جو شخص ایسی جرأت کرتا ہے - وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور آپکی مونچھ مونڈ ڈالتا ہے - پس یہ بڑی خطرناک بات ہے اس کو خوب یاد رکھو کہ بدوں ولی نکاح کبھی نہ ہو۔

پھر ایک اور غلطی ہوتی ہے کہ نکاح کے معاملہ کو عورتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے - عورتوں کو ولی مت بناؤ - یہ مردوں کا کام ہے - قرآن مجید میں الرجال قوامون علے النساء آیا ہے - اسلئے کبھی ایسی جرأت نہ کرو جس سے قرآن مجید کی اس آیت کی ہتک لازم آوے - خدا سے ڈرو - اور توبہ کرو۔

میں پھر کہتا ہوں - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - عورتوں ولی نہ بناؤ - اس کے بعد آپنے حسب معمول عورتوں کے حقوق پر وعظ فرمایا - اور شادی کی خصوصیتوں کو جو اسلام نے رکھی ہیں بیان کیا کہ :-

محض تقویٰ کیلئے ہو

اور کوئی غرض شادی کی نہیں + یہ خطبہ آپ نے نہایت رقت اور جوش اور دردِ دل سے پڑھا -

میں نے اس نے پہلے متعدد مرتبہ اس امر کے متعلق بحث کی ہے کہ رشتہ اور ناطوں کے معاملات کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں دیدینے چاہئیں اس لئے کہ آپ سے بڑھ کر کون ہمدرد اور سچا خیر خواہ ہوگا - اس خطبہ میں ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خدا تعالےٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اسکی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کے اوٹھانیکے قابل نہ تھا۔ مگر اُسنے اپنے فضل سے مجھے قوت دی جسکا ایک بیٹا بیمار ہو اسکی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو - اندازہ ہی نہیں ہو سکتا کہ اسی کسقدر تکلیف ہو سکتی ہے - مگر

اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دکھی با غمگین رہتا ہوں

پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنیوالا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا اسلئے عاقبت اندیشی اور اپنی اولاد کی خیر خواہی اور اس کے اس بوجھ سے سبکدوشی اسی میں ہے کہ اس کے سپرد کریں - اور اگر اس ضرورت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو آخر پچھتانا پڑے گا -

---

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ۲۹ واں پارہ شایع ہو گیا ہے اور اسکے خریداروں کے پاس وی پی بھیجا جا رہا ہے - اسکے ساتھ میں اس امر کو خدا کی فضل کی ستایش کرتا ہوا ظاہر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے آخری اور تیسواں پارہ کا ترجمہ اور نوٹ لکھدینے کی توفیق عطا فرمائی تیسویں پارہ کے تفسیری نوٹ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا ایک نشان ہیں ان میں بڑے بڑے عالی مضامین آئے ہیں قرآن مجید کی قسموں کی حقیقت قیامت کا ثبوت - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے دلایل پر زور اور پر شوکت الفاظ میں لکھے گئے ہیں اور اسکے ساتھ مجھے خدا نے ہی اپنے فضل سے موقعہ دیا کہ ساتھ کا ساتھ چھپنا بھی شروع ہو گیا چنانچہ ۵۶ صفحہ تک اس نوٹ کے لکھنے کے وقت تک مطبع میں جاچکا ہے - یہ پارہ غالبًا ۱۰۰ صفحہ بڑے صفحوں پر ختم ہوگا اسکی کتابت اور طبع اور کاغذ سب بحمد اللہ عمدہ ہے - اسے دیکھکر احباب از بس مسرور ہونگے یہ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اسنے مجھے موقع دیا کہ میں قرآن مجید کے ساڑھے نو پاروں کی تفسیر شایع کرنے کے قابل ہو سکا - مجھے خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل میں امتیاز پر ناز ہے اور میں ان مخلص دوستوں کے لئے خصوصًا دعا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام کی اشاعت میں مجھے خصوصیت سے مدد دی ہے - میں اللہ تعالیٰ کو فضل کی ہوا چلتی محسوس کرتا ہوں کہ اب یہ کام انشاء اللہ کسی روک کے بغیر ہوتا جائیگا - ہاں ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اسکی سرپرستی کریں - ایک مہینے میں ایک روپیہ کا خرچ کوئی بڑی بات نہیں خصوصًا جبکہ وہ محض اشاعت قرآن کریم کیلئے ہو اور اگر ایک سو مخلص دوست اپنے ذمہ یہ کام لے لیں تو وہ ہر مہینے کم از کم دو سرپرست مہیا کرتے رہیں - تو بہت جلد یہ کام ہو سکیگا - بہر حال ابتک جو کچھ ہوا اور آئندہ بھی اسکے فضل سے ہو گا جو کچھ ہوگا - میرے دوستو! قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کیلئے اپنے مالوں میں بخل نکرو - اور اس گوہر نایاب کو ارادت اور اخلاص کے جواہرات سے لو اور اسکے خادم کے لئے اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کی تائید کی دعا کرو - یقینًا یاد رکھو کہ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی اشاعت میں خرچ کیا ہوا مال ضائع نہ ہوگا

نہ بدل مال در راہش کسی مفلس نمی گردد - خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اے خدا! اے صادقوں کے راہنما تو آپ اس کام میں میری تائید فرما کیونکہ تیری ہی تائید تمام مشکلات کی گرہ کشا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس اسباب میں تیرا فضل میری دست گیری کریگا -

ایڈیٹر

"للّٰہ حضور خود ہی دعا فرماویں"

بہ الفاظ ذیل جو بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے خود سکھلائے ہیں ضرور ہی تحریر فرماویں۔ حاضر رہنے والے احباب جسقدر رہو سکے بار بار دعا کے لئے عرض کریں اور غیر حاضر رہنے والے احباب کم از کم ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھدیا کریں۔ ہو سکے تو بہت سے کارڈ چھپوا رکھیں ہر روز ایک خدمت عالی میں ارسال کر دیں۔ اگر ہو سکے تو اپنے لئے آپ دعا نہ مانگیں۔ بلکہ حضرت امیر المومنین کی دعا کو اپنی دعا یقین کر کے اُسی پر آمین پکارتے رہیں۔ اور جسقدر رہو سکے درود شریف کمال سے کمال خلوص سے کثرت سے پڑھتے رہیں۔ وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اب عاجز اپنی ذات کے لئے اپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں ادب سے ایک تکلیف دہ عرض کرتا ہے نہ اسلئے کہ عاجز نے اپنے پیارے بھائیوں کی خیر خواہی کی ہے۔ عاجز نے جو کچھ عرض کیا ہے محض ارشاد الہی کی تعمیل کے لئے کیا ہے۔ اور اپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برا ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اس حیثیت سے کہ جب آدمی خدا تعالیٰ کی بہت سی نعمت روٹی کھاتا ہے۔ تو پس ماندہ میں سے للّٰہ رحم کھا کر کُتّے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے وہ تکلیف یہ ہے :۔

کہ جب آپ بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھیں تو اسے لحاظ سے للّٰہ رحم کر کے صدقے کے طور پر نیچے عاجز کے لئے بطور سفارش و یاد دہانی اتنا تحریر فرما دیں :۔

"ذرہ بیمقدار عابد کیلئے دعا"۔

عاجز کے لئے یہ آپکا ایک سلطنت بخش دینے سے بدرجہا بڑھ کر احسان ہوگا۔ جسکا عند اللہ اجر پاوینگے۔ نیز جب درود شریف پڑھیں۔ تو دن رات میں ایک دفعہ یا جب یاد آجاوے اس عاجز کے لئے۔ یعنی عاجز ... کے طرف سے ہو کر دلی خلوص اور تپاک سے

اپنے آقا و مولا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف :۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علےٰ ابراھیم وعلےٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اللھم بارک علےٰ محمد وعلےٰ آل محمد کما بارکت علےٰ ابراھیم وعلےٰ آل ابراھیم انک حمید مجید لا نعد لا احصی دائماً ابداً غیر محدود ذاہ

اتنا سارا پورا پڑھ دیا کریں۔

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے۔ اور اپنے پیارے مولا کریم کے فضل پر امید کرتا ہے۔ کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایان عاجز ... کی اس تکلیف دہ درخواست کو اپنے پاک دلوں میں جگہ دیکر قبولیت کی عزت سے سرفراز اور ممتاز فرما دیں گے۔

اے آن کہ رہ بمشرب مقصود بردہٗ
زیں بحر قطرۂ بمن خاکسار بخش۔

والسلام۔

خاکسار احقر العباد ۔ میر عابد علی

صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ

لنگر خانہ :۔ لنگر خانہ کی آمد اخراجات کے لئے مکتفی نہ ہونے کے باعث یہ فنڈ قریباً ایک سال سے مقروض چلا آتا ہے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر رپورٹ پیش کرتے وقت اس امر کی طرف جب حاضرین جلسہ کو توجہ دلائی گئی تو احباب نے سچے مخلصانہ جوش سے اُسی وقت اس قرضہ کی رقم کو پورا کرنیکی کوشش کی چنانچہ اسی جلسہ میں اور قبل اسکے کہ رپورٹ کا باقی ماندہ حصہ سنایا جاتا۔ آٹھ سو روپیہ چندہ ہوا۔ جس سے گذشتہ قرضہ قریباً سارے کا سارا اتر گیا۔ مگر یہ عجیب اتفاق ہے کہ جو تحریک اس آٹھ سو روپے کے قرضہ کو ہلکا کرنیکا موجب ہوئی وہی لنگر خانہ کے بار کو پھر اسی قدر رقم کیساتھ بڑھانیکا موجب بھی ٹھیری جلسہ سالانہ کے متعلق اصول یہ ہونا چاہیئے کہ اسکے اخراجات الگ کے الگ پورے ہو جائیں۔ اور لنگر خانہ پر انکا بوجھ نہ پڑے۔ چنانچہ گذشتہ سال قریباً اڑہائی ہزار روپے کا خرچ جلسہ سالانہ کے چندہ سے پورا ہو گیا تھا۔ مگر اس سال باوجودیکہ اخراجات گذشتہ سال سے قریباً سات سو روپے کم ہوئے یعنی کل خرچ جلسہ سالانہ کا ۱۷۰۵ روپے ہوا۔ مگر یہ رقم بھی جلسہ سالانہ کے چندہ سے پوری نہو سکی اور آمد بہ نسبت اخراجات کے ۱۲۷ روپے کم رہی۔ اس لئے یہ بوجھ پھر لنگر خانہ پر پڑا اور لنگر خانہ اس وقت پھر قریباً ایکہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے۔ اخراجات جلسہ سالانہ کے پورا کرنے کے لئے مجلس معتمدین دو سال گذشتہ سے یہ تحریک کرتی رہی ہے۔ کہ ایک تو ہر ایک انجمن کچھ رقم بطور چندہ ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے دے اور دوسرے ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو کم از کم ایک روپیہ ان اخراجات کے لئے دے چنانچہ اس سے پہلے جلسہ سالانہ پر ان دونوں ذریعوں سے معتدبہ آمد ہو کر کل اخراجات جلسہ پورے ہو گئے۔ مگر اس سال گو تحریک پہلے کیطرح ہی کیگئی تھی۔ مگر اس مد میں صرف وہی رقم آئی جو انجمنوں نے تھوڑی تھوڑی بطور چندہ بھیجی تھی اور دوسرے ذریعے سے یعنی یہ کہ ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو وہ ایک روپیہ کم از کم ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے ادا کرے بہت کم آمد ہوئی۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ کچھ بھی آمد نہ ہوئی دو اڑھائی ہزار آدمی کے مجمع میں اگر ایک روپیہ فی کس والی تجویز پر عملدرآمد ہوتا تو اخراجات جلسہ سالانہ کو پورا کر کے کچھ رقم بڑھ بھی رہتی۔ مگر انجمنوں نے نہ ہی فرداً فرداً احباب نے اس طرف توجہ فرمائی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ پھر لنگر خانہ کا فنڈ ایک ہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے مجلس معتمدین میں یہ سوال پیش ہو کر مجھے یہ ہدایت ہوئی ہے کہ میں اس رقم کے لئے احباب کو توجہ دلاؤں۔

عمارت :۔ مذکورہ بالا تحریک کے ساتھ میں مجبور ہوں کہ چندہ تعمیر کیطرف پھر احباب کو توجہ دلاؤں اس وقت جب میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں بورڈنگ ہوس کی ۲ دو ونگ یعنی نصف عمارت چھتوں تک پہنچ چکی ہے اور گرڈر بھی آئے ہوئے موجود پڑے ہیں۔ خدا نے

جاتا تو ایک مہینہ تک اس حصہ پر چھت پڑ کر رہایش کے گذارہ کے لئے کافی ہو جائیگا - اور اسکے بعد ایک ماہ تک اور نفسر ا ونگ بھی اس طرح کی تکمیل کی حد کو پہنچ جاویگا یا تین چوتہائی بورڈنگ قریبًا تیار ہو کر پہلی پکی ہوی اینٹ کا خاتمہ ہو جائیگا - چوتہا ونگ برآمدے - فرش - پلستر - ٹیپ الماریاں - یہ کام ابھی باقی ہوگا - دوسری طرف - چاروں طرف سے خوشخبری بھی آرہی ہے - کہ بہت سے طلبا نئے آنیوالے ہیں - اس خوشخبری کے ساتھہ یہ فکر بھی ضروری ہے - کہ چوتہا ونگ - بلکہ دوسرا حصہ بورڈنگ کا بھی بہت جلد تیار ہو - شفاخانہ - سپرنٹنڈنٹوں چپراسیوں کے کوارٹروں کے بغیر بھی گذارہ نہیں ہو سکتا - اسوقت تک قریبًا چھ سات ہزار روپیہ ایسا بھی اس تعمیر میں خرچ ہو چکا ہے جو چندہ تعمیر بورڈنگ سے وصول ہو کر دوسرے کاموں پر خرچ ہونا چاہئے - نئی عمارت کا فکر ابھی سے کر کے بھٹہ کا انتظام ابھی برسات کے اختتام پر شروع ہو جانا ضروری ہے اور مجلس معتمدین نے دسہزار روپیہ اس کام کے لئے منظور بھی کر لیا ہے - قریبًا دو ہزار روپیہ کا خرچ ہر ماہ میں اجرت مزدوری کا اور متفرق بھی ہے یہ دوسری تحریک ہے جسکی طرف توجہ دلانا میرے ذمہ ہے - مگر ابھی ایک اور تحریک بھی باقی ہے -

ایڈورڈ میموریل فنڈ :- ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر دنیا کے ہر حصہ میں بادشاہ کی وفادار رعایا کے دلوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ ہر جگہ آپ کی یادگاریں قایم کی جاویں - ہندوستان کے بھی ہر صوبہ میں یہ تحریک ہو چکی ہے - ہمارے ہیدار مغز لفٹنٹ گورنر سر لوئیس ڈین نے اعلے حکام گورنمنٹ و معزز رؤسائے و جاگیرداران اور والیان ریاستہائے اور عام رعایا کے وکلا سے کے ایک عظیم الشان جلسہ میں جو ۳۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو لاہور میں ہوا یہ فیصلہ کیا ہے - کہ ملک معظم کے صوبہ پنجاب کی رعایا اس یادگار کو مریضوں کے ساتھ ہمدردی کے رنگ میں جسمیں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہمیشہ دلچسپی لیتے تھے قایم کرے اور اس غرض کے لئے لاہور میں میڈیکل کالج کی اور مردانہ اور زنانہ ہسپتال کی توسیع کیجاوے اور اس کے لئے چودہ لاکھہ روپیہ چندہ کے جمع کرنیکا اعلان کیا ہے - چنانچہ اسوقت ہر ایک ضلع میں یہ تحریک ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہر جگہ حسب مقدرت اس تحریک میں شمولیت کو اپنا فخر سمجھتی ہے - سلسلہ احمدیہ کے افراد اس گورنمنٹ کے نیچے رکھا جانیکو اللہ تعالے کے خاص احسانات میں سے سمجھتے ہیں اور ان کے مقدس امام نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی شکر گذاری کو بحکم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اپنا فخر سمجھتا ہے - چنانچہ اسی شکر گذاری کے رنگ میں ہی ٹرانسوال کے جنگ کے مجروحین کے لئے اس سلسلہ سے اسوقت جبکہ ابھی یہ بہت کمزور حالت میں تہا - پانچسو روپیہ چندہ بھیجا گیا تھا - اب اس موقع پر حضرت مسیح موعود کے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ میں جماعت کی شمولیت کو ضروری سمجھا ہے اور خود بھی ایک رقم دینے کا وعدہ فرمایا ہے - مگر آپ نے ضروری سمجھا ہے اور مجلس معتمدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ چندہ کل ایک جگہ جمع ہو - چنانچہ ذیل کا رزولیوشن انجمن کے گذشتہ اجلاس میں پاس ہوا ہے جسکی طرف (اور یہ تیسری تحریک ہے) میں جملہ احباب کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں "مجلس کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں جسقدر احباب داخل ہیں - وہ سب کے حسب استطاعت اس چندہ میں شامل ہوں - جو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں کیا جا رہا ہے - اور جسکی تحریک ہندوستان کے ہر صوبہ میں ہو چکی ہے مگر ساتھہ ہی مجلس معتمدین اس ضرورت کو بھی محسوس کرتی ہے کہ جماعت کا چندہ ایک جگہ یعنی قادیان میں جمع ہو - اور چونکہ اس یادگار کی اصل منشاء یہ ہے کہ ان نیک کاموں کو - جن میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خاص طور پر دلچسپی لیتے تھے جیسے غربا اور بیماروں کی ہمدردی یا اور رفاہ عام کے نیک کام - انہیں مستقل طور پر کسی نہ کسی رنگ میں ہر صوبہ میں قایم کیا جائے تاکہ یہ ان کی نیکیوں کی یادگار ہمیشہ کے لئے دنیا میں قایم رہے اور چونکہ ہمارے صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ نے بیماروں کے ساتھہ ہمدردی کے کام کو شہنشاہ ایدورڈ ہفتم کی یادگار کا بہترین کام قرار دیکر میڈیکل کالج لاہور اور مردانہ و زنانہ ہسپتال کی توسیع کے رنگ میں اسکی یادگار کو قایم کرنیکا فیصلہ کیا ہے - لہذا اس مثال کو مد نظر رکھکر مجلس نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ علاوہ اس بڑی یادگار میں شامل ہونے کے مقام قادیان میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکزی مقام ہے - شہنشاہ کی یادگار کو علیحدہ بھی خاص طور پر قایم کیا جاوے - اور اس غرض کے لئے جیساکہ نہ صرف اس مقام کی بلکہ گرد نواح کی بھی ضروریات اس امر کی مقتضی ہیں - ایک شفاخانہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے نام پر تعمیر کیا جاوے - اور اسطرح پر بیماروں اور خصوصًا ان بیماروں کے ساتھ جو غریب ہیں - جیساکہ دیہات کے اکثر لوگ ہوتے ہیں - عملی طور پر ہمدردی دکہائی جاوے - لہذا مجلس اس بات کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ جہاں جہاں انجمنیں ہیں وہ سب اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حسب استطاعت سب ممبران کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دیں اور جہاں انجمنیں نہیں وہاں کے سرکردہ احباب اسی قسم کی تحریکیں کریں اور جہاں تک جلدی ممکن ہو اس کام کو شروع کریں اس رقم کی جو اس جمع شدہ روپیہ میں سے پرونشل فنڈ میں بھیجی جاوے گی اس وقت تک کوئی تعین نہیں کی جا سکتی - جب تک کہ اس کا معتدبہ حصہ جمع نہ ہو جاوے - نیز سلسلہ احمدیہ کے جو ممبر اس یادگار کا چندہ اس اعلان سے پہلے اپنے اپنے مقامات کے مقامی جلسوں میں دے چکے ہیں - وہ سب بھی اپنے اسمائے گرامی اور رقم چندہ سے جو وہ دے چکے ہیں اطلاع دیں تا مکمل فہرست میموریل فنڈ میں چندہ دینے والوں کی شایع کیجاوے -

نیز فیصلہ ہوا کہ اس رزولیوشن کی ایک نقل بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور اور ایک نقل بخدمت نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی بھیجی جاوے - اور اس کا اعلان عام طور پر بذریعہ اخبارات بھی کیا جاویگا -

اس تحریک کے مجلس میں پیش ہونے سے پہلے احتیاطًا بذریعہ سرکلر لیٹر سب انجمنوں کو یہ اطلاع بھیجدی گئی تھی کہ مجلس میں ایسی تحریک پیش ہونیوالی ہے - تاکہ سب احباب کو اطلاع ہو جاوے کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع ہو کر پھر مناسب طور

اور انہوں نے ملت ابراھیم یعنی ابراہیم علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونہ فرمانبرداری میں اپنے ارادے اور خواہشوں سے الگ ہو کر پیروی کی۔ اُن کے لئے اس دنیا و آخرت میں باغ ہیں۔ جن میں خدا کی رحمت کی نہریں جاری ہیں۔ وہ یہاں بھی خدا داد اطمینان قلب یعنی دل ہی دل میں سکھ اور چین کے باغ میں ہمیشہ رہیں گے اور آخرت میں بھی رضا الٰہی کے جنت میں ہمیشہ کے لئے مقیم ہوں گے۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش۔ یہ رضا الٰہی کا سرٹیفکیٹ ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ یہی لوگ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے انعامات عطا فرما رکھے ہیں۔ پھر یہ دنیوی ساز و سامان جن میں انسان دل بستگی پیدا کر کے اپنے پیارے مربی الرحمٰن الرحیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس پیارے مولا کریم نے اس کی ناپائداری کی نسبت جو کچھ بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے۔ وہی عرض کیا جاتا ہے۔

"اے سوچنے والو سوچو۔ جاگنے والو جاگو ذرا غور تو کرو۔ دنیا چیز ہی کیا ہے۔ فانی مکان ہے"۔

آپ جانتے ہیں۔ اس پیارے مولا کریم احکم الحاکمین کی ذات پاک ہر قسم کے احتیاج سے بے پرواہ ہے۔ یہ فانی مال تو اُسی کا دیا ہوا ہے۔ اسے اس کو واپس لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ اس کی ذات ورا الورا ہے وہ تو داتا ہے۔ (معاذ اللہ) منگت نہیں۔ اس نے تو یہ راہ اپنے بندوں پر انعام عطا فرمانے کے لئے کھول رکھی ہے۔ اب اس معاملہ میں جو اس پیارے مولا کریم نے اپنے بے انتہا پیار سے اس عاجز نجاست مجسم کو ارشاد فرمایا ہے عاجز اُسے اپنے پیارے بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حرف بحرف پیش کر دیتا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

حق ز بندہ بہانہ می طلبد۔ بہر بخشش بہانہ می طلبد۔

پھر فرمایا "خدا تعالےٰ انسانی خدمات اور سعی کا کیا بلحاظ مالی خدمت ہو سکے۔ اور کیا بلحاظ بدنی خدمات کے ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔ اور کیونکر محتاج ہو سکتا ہے۔ وہ جو رب ارض و سموٰت ہے۔ جس نے اتنی بڑی کائنات کو نیست سے ہست کیا۔ اور اب بھی اسے ایک آن میں فنا کر سکتا ہے۔ اور ایک آن کے بھی کم سے کم حصہ میں ایسے اور اس سے اعلیٰ درجے کے بے شمار عالم پیدا کر سکتا ہے اور پھر یہ کام اس کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں۔ وہ تو محض اپنے احسان اور فضل سے اپنے جس بندے پر انعام اور اکرام کی نوازش فرمانی ہو اسکے لئے اپنی بے انتہا عنایات سے بخشش انعامات کی ایک راہ کھول دیتا ہے جو یہ ہے:۔

کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے مولا کریم کے فضل کا دروازہ کھولتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو انعامات الٰہی کے جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے احکم الحاکمین ذوالجلال خدا کی عنایات کے تاج سے سرفراز اور ممتاز کر دیتی ہے۔ وہ راہ یہی ہے کہ اپنے سارے کے سارے فانی مال فانی جان۔ فانی ارادے فانی خواہشوں کو حضرت ابراہیم علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونے اور نقش قدم پر اور سبحانہٗ تعالیٰ اپنے خالق حقیقی کی رضاء کے ماتحت اسکے بھیجے ہوئے موجودہ امام امیر المومنین خلیفۃ المسیح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی رحمۃ للعالمین کے غلاموں میں سے موجودہ غلام اور جانشین کے سپرد کر دو۔ اور بس اللہ ہی کے ہو جاؤ۔ کھاؤ تو اسی کے لئے کھاؤ۔ پہنو تو اسی کے لئے پہنو۔ سوؤ تو اسی کے لئے سوؤ۔ جاگو تو اسی کے لئے جاگو۔ تاکہ وہ قدوس خدا ہمیں اس فانی ہستی سے نجات دیکر اپنے جلال کے اظہار اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ایک ناچیز سے ناچیز آلہ بنا لے۔ آمین۔ ثم آمین۔

پھر فرمایا۔ قل ھی مواقیت للناس۔ کہو تو یہ وقت ہی ہیں واسطے لوگوں کے کہ وقت ہوا کرتے ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ یعنی ہم لوگوں کو حصول انعامات کے موقعہ دیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ لہٰذا عاجز عرض پرداز ہے کہ اس انعام کے حصول کے لئے یہ ایک خاص وقت ہے۔ اور نیز یہ کہ یہ بہت تھوڑا وقت ہے یعنی اس امام کی غلامی کے ذریعہ سے حصول انعام کا وقت بہت ہی تھوڑا ہے۔ جسکی نسبت وہ پیارا مولا کریم فرماتا ہے سنستدرجھم الی الجنۃ۔ یعنی عنقریب ہم اسے جنت میں لے جانے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔ —

"خیر و قدم پاک گیر و پاک گیر" اس سے جسمانی پاؤں پکڑنے کی مراد نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے ماتحت نہ ہاتھوں سے بلکہ جان سے فرمانبرداری کے پاؤں پکڑنے مراد ہے۔ سو بھائیو آؤ۔ مل جل کر خدا تعالےٰ کے فضل سے توفیق پا کر اس کے فرستادہ موجودہ رسول اور امام کی حتی الوسع کم و بیش فرمانبرداری کے پاؤں دل و جان کے ہاتھوں سے پکڑ کر عرض کریں کہ سبحانہٗ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضور محض اپنے منصب امامت کی حیثیت سے محض اپنی رحمت الٰہی مجسم ہونے کے لحاظ سے ہم عاجزوں کو ہمارے ہی نفس سرکش فرعون سے اور ہمارے ہی اندرونی اور بیرونی کمزوریوں کے سیلاب سے نجات دلوا کر بفضل رضاء الٰہی کی مقدس زمین میں آباد کرا دیں۔

اور نیز اللہ تعالےٰ نے حضور کو لوگوں کو اندھیروں سے نور کیطرف لے جانے والا فرمایا ہے۔ سو حضور محض اپنے ظلّ الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے ہمیں ہمارے ہی نفسانی اندھیروں سے نکال کر رضا الٰہی کے نور کی جنت میں داخل کرا دیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد عاجز دعا مانگتا ہے۔ کہ وہ پیارا مولا کریم ہمیں اپنے بھیجے ہوئے امام کی ماتحتی میں جسطرح کہ وہ خوش ہے توفیق عطا فرما کر ہماری حرکات و سکنات اپنی منشاء کے ماتحت رکھکر اپنی رضا کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔ لا نعد لا احصی دائماً ابداً غیر محدود فدا

اس التماس کے خاتمہ کے بعد عاجز بڑے ادب سے ایک عرض کرتا ہے جو خاص اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے:۔

کہ عاجز نے رویا میں دیکھا ہے کہ ایک گاڑی آئی۔ جو اپنے پلیٹ فارم سے چند قدم پرے ہٹ رہی۔ چلانے والے نے واپس کر کے پھر آگے بڑھائی تو عاجز نے پیچھے سے اسے ہاتھ سے بھی دھکیلا۔ پھر بھی کچھ ہٹی ہی رہی۔ اس نے واپس پیچھے ہٹائی تو ٹھیک ٹھیک دیکھا۔ کہ

کہ عاجز گاڑی میں سوار ہے۔ جب عاجز سوار ہوا تو معاً گاڑی اپنے اصلی مقام پر پہنچ گئی اور اندر ایک لمپ جل رہا ہے۔ اس کی موجودگی میں معاً ہی ایک دوسرا لمپ موجود ہوگیا۔ جو پہلے سے بڑا اور زیادہ روشن ہے جس سے روشنی بہت ہی تیز ہو گئی۔ اور یہ خواب کی حالت تبدیل ہو کر یہ الہام ہوا۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ الکافرین۔ اسکے ساتھ تفہیم کوئی نہیں تھی کہ یہ کس کے لئے ہے (ایک دفعہ یہ الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ہوا تھا) اب تفہیم نہ ہونیکی وجہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دلی تڑپ سے عرض کی کہ پیارے مولا کریم یہ الہام کس کے حق میں ہے۔ تو معاً الہام ہوا کہ اپنی موت کی تیاری کرے۔"

عاجز نے پچھلے سال عرض کیا تھا کہ اس پیارے مولا کریم نے حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا ہے "زندہ گشتہ بعد مرگ صد ہزار" یعنے یہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح لاکھ موت اپنے اوپر وارد کر کے اس زندگی کو پہونچا ہے۔ سو عاجز اپنے پیارے عنایت فرمایان کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہے۔ کہ آپ صاحبان اپنے لئے بھی عرض کریں ہم للہ اس عاجز نجاست مجسم کے لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں عرض کریں کہ حضور للہ اپنے فضل الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے اس عاجز سراپا نجس قبیح اعمال کے جہنم مجسم کے واسطے تہ دل سے شفقت مجسم دعا فرماویں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس عاجز ہیچ در ہیچ کو اس آنیوالی موت سے پہلے ان لاکھ موتوں میں سے جو حضور کو عطا کی گئی ہیں۔ حضور کی نعلین عالی اقدس کی طفیل ایک موت عطا فرماوے۔

عاجز کو موت کا تو ڈر نہیں۔ ڈر ہے تو اس بات کا کہ عاجز اپنے پیارے مولا کریم کے ارشاد اور اس کے فرستادہ موجودہ امام کے حکم کی تعمیل اعلاء کلمۃ اللہ کی عدم تعمیل کی حالت میں آن آن میں غضب کی بجلی کا عین مستحق ہے اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا آمین۔ ثم آمین۔

(نجاست مجسم ذرہ بمقدار (عابد)

اس عرضداشت کے پیش کرنیکے چند یوم بعد اس پیارے مولا کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنی مخلوق پر انعام عطا فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ لہذا وہ بھی ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

(۱) "پاک زینہ"

جسکی تفہیم یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے۔ یعنی روحانی طور پر خدا تعالےٰ کے طرف جانے کے لئے ایک سیڑھی ہے یعنے انہی سیڑھی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہونچ سکتے اور اس کی رضا کا تقرب حاصل کر سکتے ہیں

(۲) دوسرا ارشاد الٰہی۔ کہتے ہوئے اگرچہ سخت شرم آتی ہے۔ پر زمان آئی عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ یہ ہے:۔

"تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"

تفہیم۔ جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے اسی طرح روحانی طور پر۔ روحانی غذا کا۔ تو اس سیڑھی کے راستہ چڑھنے کے لئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غدا کھاکر حاصل کرنی چاہیئے اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے۔ جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا دیتا ہے۔ اسی طرح تیری دعا لوگونکی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا کر انہی اس سیڑھی پر چڑھنے کے لئے مضبوط کرتی ہے۔

"درود شریف کا پہنا پرونکا کام دیتا ہے"

یعنی لوگ جسقدر کمال سے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہو ہو کر اپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت فداہ ابی و امی وکا سے وقلبی و روحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لاتعد لا احصے دائماً ابداً غیر مجذوذا رحمۃ العالمین خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے۔ تو وہ درود شریف اس کو اس سیڑھی پر چڑھنے کے لئے پرونکا کام دیگا۔ یعنے جسقدر وہ فدا ہو ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں گے

اسی قدر ان روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑھی پر سے گذر کر اپنے پیارے مولا کریم کی بارگاہ عالی میں پہونچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہوں گے۔

اس کے بعد پھر فرمایا۔

(۴) "پس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاؤ۔ اور تم میں کوئی ذرہ انانیت کا باقی نہ رہے"

یعنے یہ کہ تمہاری ہر ایک حرکت و سکون یعنے ساری کی ساری زندگی خدا تعالےٰ کے لئے ہی ہو۔ اور یہ کہ تم تکبر کی جلی ہوئی نا زاہندہ اینٹ یا پتھر کے بلند اور عالیشان مکان ہر گز نہ بنو۔ اور ہر گز نہ بنو۔ کیونکہ ان سے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ تم محض خدا کے لئے دلی خلوص سے اپنی بڑائی اپنی خودی کو بکلی دور کر کے پاؤں میں روندے جانے والی خاک بن جاؤ۔ تاکہ وہ پیارا مولا کریم محض اپنے ہی فضل سے محض اپنی ہی قدرت نمائی کے لئے اس ذلیل اور ناچیز غبار کے ذرے، ذرے کو ایک اعتباری رنگ میں گلزار بنا کر اپنی رضا کی خوشبو سے تمہیں اور تمہارے ذریعہ سے سارے جہان کو معطر فرماوے۔

اب یہ عاجز اپنے عنایت فرمایان کی خدمت میں دلی تپاک سے الٰہی حکم تعمیل کے لئے عرض کرتا ہے کہ آپ صاحبان جس طرح مناسب سمجھیں کہوں گرتے اٹھتے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اس پیارے مولا کریم کے پیارے ارشادات کے مطابق مل مل کر، الگ الگ عرض کریں۔ کہ عاجز ایسا نا ہوا ہوس کے پنجہ سے تو کچھ بھی عرض نہیں سکتا۔

"للہ حضور خود ہی دعا فرماویں" اور عاجز کو اسی کی شامت اعمال کے گندے دوزخ سے، بفضلہ نجات دلوا کر رضاء الٰہی کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں۔ یا اپنے اپنے حسب منشا جو جی چاہے لکھیں

جہنم گروداد فرقان غم۔ ہمیں حرص دنیا است جان پدر

اوران احکام میں سے ایک بلفظہ یہ ہے :-

قل انی ارسلت من اللہ ذی المعارج وابلغکم رسٰلٰت ربی وانی اعبد من المسلمین وانی لکم من خیرالنا صحین"

کہ میں واقعی اس احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ وراء الورا بلند درجات والے کی طرف سے بھیجا گیا ہوں - اور میں اپنے رب کے پیغام آپ کے پاس پہونچاتا ہوں - اور اُس کے فرمانبرداروں میں سے بہت بڑھ چڑھ کر عبادت کرنیوالا - یعنی اپنی عبدیت کا (جیسے کہ ہیچ در ہیچ ہیچ در ہیچ ہے) اقرار کرنیوالا ہوں - اور واقعی میں آپ کے لئے بہتر خیرخواہوں میں سے ہوں۔

یہ عاجز براہ راست اپنے پیارے مولاکریم سے انی انا اللہ کا فرمان سن کر گواہی دیتا اور پیش کرتا ہے - کہ یہ زمین و آسمان چاند سورج اور ذرّے ذرّے غرض ساری کائنات کا مالک ہی ایک ہی اللہ ہے - جو اپنی ہستی کے ثبوت اور اپنے جلال کے اظہار کے لئے اور انسانوں کو اپنی ذات کے عرفان اور اپنی رضاء کا انعام عطا فرمانیکے لئے انبیاء کو درمیانی واسطہ بناتا رہا ہے - اور اب اُس نے اس انعام کے عطا فرمانیکے لئے کل دنیا کے لئے - اور ہمیشہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (لا نعدا لا احصیٰ دائماً ابداً غیر مجذوذاً) کو ممتاز کر رکھا ہے - جسکی نسبت فرمایا - قل لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من الدنا علماً پھر فرمایا غلام محمدؐ غلام محمدؐ - ازاں جملہ یک ہم غلام محمدؐ" یعنی یہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام

---

(۱) یہ اس پیارے مولاکریم کا محض فضل ورنہ عاجز نجاست مجسم غفلت شعار تو اکثر اوقات صبح کے وقت نماز پڑھنے سے بھی قاصر ہے - اسی واسطے عاجز نے عباد کا معنے عبدیت کا اقرار لیا ہے -

---

اس وقت سارے جہان کے لوگوں سے بہتر ہے - پھر فرمایا" انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً"

حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت

پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا -

اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من الدنا علماً

پھر فرمایا - انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً - پھر فرمایا یخرجھم من الظلمات الی النور - یعنے یہ خلیفۃ المسیح لوگوں کو خدا تعالیٰ کے بعد . . . کے ظلمات سے نکالکر اس کے قرب کے نور کیطرف لیجاتا ہے

پھر اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید کی نسبت فرمایا ہست قرآں آفتاب ازالہ - کا فتاب میکند ہم ذرہ را

پھر فرمایا - کہ من از یار آدم تا خلق را ایں راہ نمایم -

وہ راہ یہ ہے :-

کہ اب اس ساری دنیا کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے واسطے کے بغیر خدا تعالیٰ کے ملنے کے لئے اور کوئی طریق ہے ہی نہیں - اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک اس دار فانی سے اور انبیاء کی طرح رخصت ہو چکا ہے - پھر اس پیارے مولاکریم نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کے ذریعہ سے جو یہ انعام عطا فرمانیکی راہ کھول رکھی ہے کہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے اتباع کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے وسیلہ سے خدا تعالےٰ کے رضا کا انعام حاصل کریں - وہ اسطرح سے ہے کہ ہم سب لوگ اپنی ساری کی ساری فانی خواہشیں فانی ارادے فانی اسباب فانی جان ومال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور جانشین موجودہ امام کی غلامی میں رضا الٰہی کے ماتحتی پر قربان کر کے امام کی رضا کو اپنی رضا اور امام کے ارادے کو اپنا ارادہ یقین کرنیکے ذریعہ سے رضا الٰہی کو اپنی رضاء یقین کریں - اور یہ لوگ تین قسم کے ہیں :-

اول جنکا اپنا ارادہ ہی نہیں - اور وہ رضا الٰہی کے ماتحت اپنے آقا و مولا امام کے ارادے کو ہی اپنا ارادہ یقین کرتے ہیں -

(۲) دوم وہ جو اپنا ارادہ تو رکھتے ہیں پر اپنے ارادے کو رد کر کے خدا تعالیٰ کے ارادوں کو اور اس کی ماتحتی میں ظل سبحانی اپنے وقت کے امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ تسلیم کرتے ہیں -

(۳) تیسرے وہ جو اپنے ارادوں کو چھوڑ ہی نہیں سکتے - اور اپنی ہواؤ ہوس میں گرفتار ہیں - پر یہ آرزو رکھتے ہیں - کہ ہم اپنے فانی ارادوں کو چھوڑ کر رضا الٰہی کے ماتحت اپنے آقا و امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ یقین کریں پر ایسا کرنیسے قاصر ہیں - تو پھر وہ اپنے ہواؤ ہوس کے فانی ارادوں کو لیکر ہی پیش ہو جاویں - کہ ہم اپنی شامت اعمال کے جہنم سے خود نکل نہیں سکتے - للہ حضور خود ہی دعا فرماویں - اور اپنے رحمت الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے قبولیت مجسم سفارشی دعا کر کے ہمیں ہماری خواہشوں کے دوزخ سے نجات دلوا کر - کایا پلٹوا کر اپنی رضا کے ماتحت (جو دراصل رضا الٰہی مجسم ہے) قبول فرماویں۔ اور یہ الفاظ" للہ حضور خود ھی دعا فرماویں" الہامی ہیں -

اس تیسری قسم کے ادنےٰ سے ادنےٰ ادنےٰ سے ادنےٰ ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کروڑ در کروڑ درجہ - جس سے نیچے کوئی درجہ ہو ہی نہیں سکتا - ادنےٰ حالت میں اس عاجز غفلت شعار نجاست مجسم - ہیچ در ہیچ ذرہ بمقدار کو بھی شامل ہونیکا فخر حاصل ہے -

اب دیکھنا اس بات کو ہے کہ ایک طرف وہ ہمارا مولاکریم اپنے پاک حکمنامہ میں ارشاد فرماتا ہے لا تکلف نفساً الا وسعھا - تو کیا مطلق انسان کے وجود میں اس خالق حقیقی نے پیدائشی طور پر جانثاری کا مادہ عطاء بھی کر رکھا ہے - یا نہیں -

کل دنیا کے لوگ اپنے اپنے رنگ میں اپنی اپنی حالت میں جب ایک چیز کو پسند کرتے ہیں - تو دوسری کو اس کے حصول میں قربان کر دیتے ہیں جیسے ہر ایک چیز کے خریدتے میں اسکا مول ہر

قربان کیا جاتا ہے۔ رعایا کے لوگ حکام کی خوشی حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی قربانیاں کرتے ہیں۔ سپاہی لوگ تھوڑے سے مال کے حصول کے لئے اپنی پیاری جانیں واقعی طور پر قربان کرکے چھاتیوں پر گولیاں کہاتے اور مرتے ہیں۔

عین معرکہ جنگ میں جان دینے کی پرواہ نہ کرنا بعض وقت ایک فوری جوش بھی رکھتا ہے۔ جاپان اور روس کی گذشتہ لڑائیوں میں جاپانیوں کو ایک سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کی ایسی ضرورت درپیش آئی جس سے بچ نکلنے کا، زندہ بچکر واپس آنا بالکل ناممکن تہا۔ تو ایسے موقع پر فوج کے کمان افسر نے اپنی ماتحت فوج کو حکماً نہ بھیجا۔ بلکہ اپنے ملک میں اعلان کردیا کہ چند ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو یقیناً مرہی جائیں گے اور وہ اپنی قوم پر جان قربان کریں۔ ہر ایسے جان قربان کرنیوالے اپنی طیب خاطری کی خوشی یعنے پورے انشراح صدر سے خود درخواست کریں تو معًا بہت تہوڑے ہی وقت میں جسقدر جلد ممکن تہا ایک کثیر درخواستیں آگئیں۔ جن میں سے بقدر ضرورت لیگئیں یہ تو ہے کسی چیز کے حصول کی سعی پر جان قربان کرنا۔ اس کے خلاف بعض اوقات بعض انسان اپنی کسی آرزو اور خواہش کے نہ پورا ہونیکی حالت میں اپنی موہومہ اور مفروضہ آرزو کی جدائی کی برداشت نہ کرکے اس پر ہی (خودکشی کرکے) جان قربان کردیتے ہیں۔ جیسے بعض طالبعلم پاس نہ ہونیکی حالت میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ عاجز کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ یہ خودکشی اچھی راہ ہے۔ بلکہ عاجز کا منشاء تو عام طور پر انسانوں میں فطرۃً جاںنثاری کی شہادت کا لینا ہے۔ اس عاجز نے ثابت کردیا ہے کہ خالق حقیقی نے ہر ایک انسان میں عام طور پر قربانی اور جان نثاری کا مادہ فطرۃً ودیعت کر رکھا ہے۔

اور لوگ اپنی اپنی خواہشوں پر عملی رنگ میں جان نثاری کرکے قربانی کی گواہی اور ثبوت دے رہے ہیں۔

خداتعالےٰ نے جملہ انبیاء کو اسوہ حسنہ یعنی ایک نمونہ فرمایا ہے۔ جنکی پیروی کا خاص حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے مولاکریم کی فرمانبرداری ایک خاص نمونہ ہے۔ اپنے مانگے ہوئے بیٹے کو بلحاظ بشریت کے اپنی آرزو مجسم کو ذبح کرنا۔ مومن بیٹے کا بسروچشم مان کر عین طیب خاطری سے ذبح ہونیکے لئے سر تسلیم رکھہ دینا یہ عملی قربانی کا نمونہ محض ہم لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ تو ایسی جسمانی ناکارہ قربانیوں سے۔ جنکا لہو یا گوشت خداتعالےٰ کے ہاں ہرگز نہیں پہونچتا۔ بدرجہا ممتاز ہیں اس عاجز کی نظر میں تو حضرت ابراہیم علےٰ انبیآ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فعل قربانی کوئی بڑا کام نہیں کیا اس سے عاجز کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ عاجز حضرت ابراہیم علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قربانی کو بجائے عزت کے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بلکہ عاجز اپنی ایمان کی آنکھوں سے حضرت ابراہیم علےٰ انبیآ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس بالاتر مقام پر دیکھتا ہے۔ کہ اگر حضرت ابراہیم اعلےٰ انبیآ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاکہہ در لاکہہ کروڑ در کروڑ یا اس سے بھی بےشمار ایسے ایک ایک کرکے مانگے ہوئے بیٹے ہوتے اور جناب باری سے انہیں ذبح کرنیکا حکم ہوتا تو حضرت ابراہیم اعلےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام جسقدر جلد ممکن ہوسکتا ذبح فرماتے اور رتی بھی پرواہ نہ کرتے جیسے ایک ٹوٹا ہوا بال جسم سے پھینک دیا جاتا ہے ہاں اس بیٹے کی قربانی میں جو بڑا کام آپنے کیا ہے۔ جو اسکا لب لباب اور جوہر۔ اور ہم لوگوں کے لئے اعلےٰ سے اعلےٰ فرمانبرداری کا نمونہ ہے وہ یہ ہے :-

کہ حضرت ابراہیم اعلےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادب کی راہ اختیار کی اور اپنے ارادے کو اس میں دخل نہیں دیا۔ اور اس احکم الحاکمین خداتعالےٰ کے ارادے کو عین اپنا ہی ارادہ یقین کرکے یہ سوال ہی نہیں کیا کہ اس قربانی کی کونسی ضرورت ہے۔ اور کیوں ایسا ارشاد ہے۔ نہ عرض کیا ہے نہ دل میں ایسے وسوسہ کو جگہ دی ہے۔ یہ ہے :- فنافی الرضاء محبوب یا فانی فی اللہ ہونا اب یہ دیکھنا ہے کہ اس پیارے مولاکریم نے اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید میں جو ہمیں دستورالعمل عطا فرمایا ہے۔ اس میں اس نمونہ کی تعمیل کی نسبت خصوصیت سے کیا ارشاد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا

قل بل ملت ابرٰھیم حنیفًا بقرہ ۱۶۔ واتبع ملت ابراھیم حنیفًا۔ پھر عام حکم دیا فاتّبعوا ملت ابرٰھیم حنیفا۔ عمران ع ۱۰۔ پھر فرمایا۔ ان اولی الناس بابراھیم للّذین اتّبعوہُ عمران ع ۷۔ یعنی روحانی تقرب کے لحاظ سے لوگوں سے ابراہیم علیہ السلام کے قریبی وہ ہیں جو اسکی پیروی کرنیوالے ہیں۔ پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی بقرہ ع ۱۵۔

اور پھر یہ کہ اس عاجز نے خود اپنی ناقص کوشش سے اس نمونہ کو نہیں لیا۔ بلکہ اس پیارے مولاکریم نے اس پاک نمونہ کو قرآن مجید سے اخذ کرنیکے لئے الہامات ذیل ارشاد فرمائے "قل بل ملت ابرٰھیم حنیفا" تو کہہ مذہب (یعنے طرز زندگی) تو وہی مذہب ہے جو ابراہیم حنیف کا مذہب۔ جو سب کچھہ چھوڑ کر خدا کے ہولئے۔ یعنے اسکے سوا مذہب ہی نہیں۔ یعنی باطل ہے۔

پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابرٰھیم مصلّٰی یعنے فرمانبرداری میں جس مقام ہدایت پر ابراہیم علےٰ انبیآ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کمال سے کمال ادب سے تسلیم رضا کی نماز پڑہی تم لوگ بھی اپنے ارادوں اور خواہشوں کو ترک کرکے رضا الٰہی کے ماننے کے مقام پر نماز پڑہو یعنے رضا الٰہی کے ماننے کی نماز پڑہو۔ تاکہ تم ان کی پیروی سے ان کی دعاؤں کے وارث بنو۔ پھر فرمایا اِنّ الذین اٰمنوا وو(قفوھا) واتبعوا ملت ابرٰھیم حنیفا لھم جنّٰتٌ تجری تحتھا الانہار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذٰلک لمن خشی ربّہ اولٰئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدّیقین والشھداء ع ۱۸۔

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور ہر ایک آرام اور تکلیف کی حالت میں عملی رنگ میں اس ایمان پر قائم رہے۔

اور اگر نہیں تو وہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے (جو سلسلہ عالیہ کا مخالف ہے) فیصلہ کرالیں۔

بہرحال اب ان تحریروں کو جو انکار مہدی پر مشتمل ہیں۔ اور بٹالوی نے شایع کی ہیں۔ درج کیا جاتا ہے۔

اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۲ پر بعنوان "سوا دن کا بہتان" لکھا ہے۔ اس میں بٹالوی صاحب فرماتے ہیں۔

"اس باب میں ہم ایک مستقل و مفصل مضمون آئندہ ایشو (اشاعت) میں مشتہر کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں یہ ثابت کریں گے کہ اوّلاً تو مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں ہے۔ اور کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ اور جن احادیث میں اس کی خبر وارد ہے وہ سب کی سب ضعیف ہیں"۔

سردست میں اس پر بحث نہیں کرونگا۔ کہ آج تک اس عہد کا ایفا نہیں ہوا۔ اور بٹالوی کو توفیق نہیں ملی کہ وہ اس مضمون پر موعودہ بحث کر سکتا۔ بلکہ مجھے یہ دکھانا ہے کہ یہ تحریر جہرا آواز بلند کہ رہی ہے کہ شیخ بٹالوی مہدی کی آمد کا منکر ہے۔ کیونکہ جو مضمون اس نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس میں جس امر کو وہ ثابت کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہی تھا کہ

مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں۔

اور یہ بھی بٹالوی صاحب نے صراحتاً بلا تاویل اقرار کرلیا ہے کہ کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ جو شخص علے الاعلان کہتا ہے۔ کہ مہدی کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے اسے مہدی کا قایل قرار دینا عجیب بات ہے۔ اگر اسکے بعد بھی شیخ بٹالوی یہ کہے کہ میں مہدی کا قایل ہوں۔ اور اپنے مخالفوں کو بیجا بے تہم۔ انصاف کے دشمن قرار دے تو اس کی بیجیائی میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟

چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد

صرف یہی ایک فقرہ بٹالوی کے عقیدہ مہدویت کے طلسم کو توڑنے کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ یاد رکھے کہ اس مسلہ میں اُسے اس کے گھر تک پہونچا دیا جائیگا (نعوذ باللہ تعالیٰ) اور اسے کوئی مفر نہ ہوگا۔ اس فتوی کفر کو (جو انکار مہدی پر علماء اسلام نے بٹالوی کے خلاف دیا تھا) جو خلاف واقعہ قرار دیا تھا۔ اسکی حقیقت بھی اعیان اہلحدیث کو معلوم ہو جائیگی۔ کہ وہ بالکل درست اور بجا ہے۔ اور فتوی دینے والوں نے ہرگز غلطی نہیں کھائی۔ جیسا کہ مولوی عبداللہ ٹونکی نے اسی وقت ظاہر کردیا تھا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ بٹالوی بزرگ اس کا کیا جواب دیتا ہے؟ بٹالوی نے اس سلسلہ مضامین کو روکنے کے لیے بڑی کوشش کی۔ اور اپنے رسالہ میں اس مضمون کے چھپ نہ جانیکا عذر بھی کیا۔ لیکن چونکہ یہ امر حق گوئی کے خلاف تھا۔ اسلئے مجبوراً اسکی غلط بیانیوں کا راز افشا کرنا پڑا +

توہین اسلام کا نیا طریق

پیسہ اخبار ہمعصر مسلمان

کلکتہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ کلکتہ میں برسات کے موسم میں ہونے والی گھوڑدوڑ میں ایک نئے گھوڑے کا محمدؐ رکھا گیا ہے۔ یہ طریق کچھ شک نہیں مسلمانوں کے مذہبی جذبہ کو صدمہ پہونچانیوالا ہے۔ اور وہ گوارا نہیں کرسکتے کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایک گھوڑے کو دیا جاوے۔ کیونکہ اس سے آپکے پاک نام کی توہین متصور ہے۔ اور مسلمان یہ گوارا نہیں کریں گے فرانس میں ایکمرتبہ اسی قسم کا ایک تھیٹر بنانے کی تجویز کی گئی تھی۔ جسپر روئے زمین کے مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہوگیا تھا۔ اور بالآخر انہیں اس ناٹک کو بند کرنا پڑا۔ پس اس گھوڑے کے مالک کو اول تو آپ ہی مسلمانوں کے مذہبی فیلنگس کا خیال کرکے یہ نام بدل دینا چاہیئے اور اگر اس میں یہ حس نہیں تو مقامی حکام کو اس قسم کی اشتعال بخش کارروائیوں پر نوٹس لیکر اُسے روک دینا ضروری ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ یہ پیارا نام محمّد صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نام ہے۔ کہ مسلمانوں کی جان اس کے قدموں کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نام کے بعد جس نام کو وہ حرز جان یقین کرتے اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ یہی نام ہے۔ اور وہ ایک سکنڈ کے لئے بھی یہ برداشت کرنیکو طیار نہوں گے کہ ایک قمار بازی کے گھوڑے کا نام یہ رکھا جاوے۔

الطریقۃ کلہ ادب

کلام الٰہی کا ادب ہر ایک مومن مسلمان کا فرض ہے۔ ہمعصر "نظام المشایخ" (جو حلقہ نظام المشایخ کا آرگن ہے) میں ۱ھ! یہ خط کے عنوان سے خواجہ حسن نظامی صاحب نے قرآن مجید کے متعلق ایک تین صفحہ کا مضمون لکھا ہے۔ ادبی لحاظ سے مضمون کو جیسا بھی پسند کیا جاوے۔ امر دیگر ہے۔ مگر بعض جگہ قرآن مجید کی سخت توہین لازم آتی ہے۔ اس لئے میں خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو ان کے ہی محاورہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "الطریقۃ کلہ ادب" ان مقامات میں سے جہاں خواجہ صاحب نے لغزش کھائی ہے ایک یہ ہے:۔

جناب! کون کہتا ہے کہ آپ رحیم نہیں۔ کریم نہیں۔ دلنوازی نہیں کرتے۔ چارہ سازی نہیں فرماتے۔ آپ کی ذات سے اس سے بڑھ بڑھ کر امیدیں ہیں + لیکن ان دہمکیوں سے کیا حاصل! ہم پہلے ہی ڈرتے ہیں۔ اور حضرت کی بے نیازی۔ اور کبریائی سے خوف کھاتے ہیں +

میں مان لیتا ہوں کہ یہ جوش محبت کی باتیں ہیں۔ اور شائید خواجہ حسن یہی عذر کریں۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ طریق خطاب ادب سے دور ہے اس میں گویا قرآن مجید کی ان آیات کو جو ترہیب کی ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے قہری تجلیل کے اظہار کا ذکر ہے۔ بے سود اور معاذاللہ لغو قرار دیا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔ امید ہے آئندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کیا جائے گا۔ اور ادب کی شان کو نظر انداز نہیں ہونے دیا جائیگا

سالانہ بجٹ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مالی سال ۳۰-اگست ۱۹۱۰ء کو ختم ہو جائے گا - اور ۱۹۱۱ء کے لیے بجٹ عنقریب احمدی انجمنوں کے پاس بغرض منظوری و اظہار رائے بھیجا جائیگا - سلسلہ کے اخبارات کا فرض قوم کو ضروری معاملات اور قومی ضروریات میں راہنمائی کرنا ہوتا ہے وہ اپنی رائے کے اظہار میں غلطی کرسکتے ہیں - لیکن اسکی اصلاح قوم ہی کے ذریعہ ہوسکتی ہے -

بجٹ ایک نہایت ضروری چیز ہے - اور مالی معاملات کے لئے اور قومی زندگی کے احساس کے لئے وہ ایک پیمانہ ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کن ضرورتوں کو کس حد تک مقدم کیا گیا ہے - اور ہزاروں روپیہ کا صرف جس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے وہ کیا ہے؟

میں انجمن احمدیہ کو اس بجٹ پر غور کرنے کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں - کہ اس سے پہلے کہ وہ بجٹ کو منظور کریں - محض اتنے ہی خیال سے اس پر "منظور ہے" کی سرخی نہیں لکھدینی چاہیئے کہ یہ بجٹ صدر اعلیٰ کے لوگوں نے طیار کیا ہے - اور ہمیں انپر اعتماد ہے بجٹ پر رائے زنی کرنے سے اگر محض اس بنا پر احتراز کیا جاوے - تو میں سمجھتا ہوں کہ صدر اعلیٰ کے بزرگوں کی اس غرض کو وہ فوت کرتے ہیں - جو بجٹ کو وہ دوسری انجمنوں کے پاس بغرض اظہار رائے بھیجنے سے رکھتے ہیں - اصل بات تو یہ ہے کہ قوم میں قومی ضرورت کا احساس اور مذاق پیدا ہو - اور قومی معاملات میں صحیح مشورہ مل سکے - اس سے قومی گورنمنٹ کو تقویت اور استحکام ہوتا ہے -

پس بجٹ میں اول جس چیز کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے وہ سال گذشتہ کی آمد اور خرچ ہے - آیا آمد سے خرچ بڑھ تو نہیں گیا - اور اگر بڑھ گیا ہے - تو کیوں ؟ آمدنی میں کمی ہوئی تو کیوں ؟ جہاں کہیں ایسی صورت ہو - کہ آمدنی خرچ سے کم رہی ہو - وہاں کمی بیشی کے اسباب پر غور کرو اور خرچ کو اس کے نیچے سے اس پیمانہ پر لاؤ - جو آمدنی بڑھ نہ سکے - یا آمدنی کے بڑھانے کی سبیل پیدا کرو -

دوسری بات جو اس کے ذیل میں آتی ہے یہ ہے - کہ گذشتہ سال جو بجٹ آمد اور خرچ کا تجویز کیا گیا تھا - آئندہ سال کے لئے مد وار - ان دونوں حالتوں میں کیا کمی بیشی ہوئی ہے - اگر آئندہ سال کی آمدنی تخمینہ کرنے میں قوم کی امداد پر پہلے سے زیادہ بھروسہ کیا گیا ہے - تو کیا قوم صدر اعلیٰ کے بزرگوں کے اس تخمینہ کو پورا کرنے کے لئے طیار ہے - اور آئندہ سال کے لئے جو اخراجات بڑھائے گئے ہیں - یعنی جس مد میں بھی ہوں - ان کے اضافہ کے کیا وجوہات ہیں -

ان امور کی پڑتال سے تو آمدنی کی کمی بیشی کے اسباب پر غور کرنے کا موقعہ ملیگا - پھر سب سے زیادہ ضروری چیز جس پر توجہ کرنی چاہیئے وہ یہ ہے - کہ

اشاعت اسلام

کے کام پر کس قدر خرچ کی تجویز کی گئی ہے - یاد رکھنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کے لئے کئی صورتیں ہیں -

(۱) ماہواری رسالہ انگریزی و اردو - (۲) ٹریکٹ (۳) واعظین -

ماہواری رسالہ میں - مفت اشاعت کا جو سلسلہ ہے اس کی وسعت پر غور کرنا ضروری ہے - بجٹ مکمل نہیں ہوتا - جب تک اس کے ساتھ سالانہ رپورٹ نہ ہو - اور میرا خیال ہے - کہ اگر ۱۹۱۰ء کی نہیں تو ۱۹۰۹ء کی رپورٹ اس وقت تک طیار ہو جائیگی - اور وہ بجٹ کے ساتھ شاید بھیجی جا سکے - اگر ایسا نہ ہوا تو سکرٹری صاحب غالباً بجٹ کیساتھ ایک تمہیدی رپورٹ ضرور اضافہ کریں گے - جس سے بجٹ صرف اعداد کا ایک تختہ نہ ہو - بلکہ وہ ایک قابل غور اور دلچسپ مضمون ہو - ایسا ہی واعظین کے متعلق دیکھنا ضروری ہے - کہ واعظین کے تقرر کے متعلق کیا کیا گیا ہے - اس وقت تک واعظین پر کیا خرچ کیا گیا ہے - اور آئندہ سال کے لئے کسقدر اس مد میں خرچ کرنے کی تجویز ہے - واعظین کی ضرورت ایک خاص ضرورت ہے - اور اشاعت اسلام کے ساتھ ہی حفاظت اسلام کا سوال بھی زیر نظر ہونا چاہیئے - اسی طرح پر ٹریکٹ سیریز کی مد پر بھی غور کرنا ضروری ہے - اور بالآخر لنگر خانہ کے متعلق خاص توجہ درکار ہے - غرض بجٹ پر انجمنوں کو خوب غور کرنا چاہیئے - اور بعد غور اپنی رائیں صدر انجمن کے پاس بھیجدینی ضروری ہیں - صدر انجمن ان رائوں کی توزین کر کے مناسب تبدیلیاں بجٹ میں کریگی - اور پھر وہ قابل عملدرآمد ہوگا بجٹ کے نکلنے پر انشاء اللہ کچھ اور بھی لکھا جائیگا -

---

تبلیغ

ذیل میں سید میر عابد علیشاہ صاحب ملہم

بدوملہی کی ایک تحریر درج کیجاتی ہے - جو اونہوں نے سالانہ جلسہ پر بطور تبلیغ کہی تھی - اور جس کے متعلق انہوں نے ظاہر کیا تھا - کہ وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے اس تبلیغ کے پہونچانے میں مامور ہیں - ایڈیٹر -

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۰ الرحمٰن الرحیم - ملک یوم الدین - ایاک نعبد وایاک نستعین - اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم - غیر المغضوب علیھم ولا الضالین - آمین -

اللہ اکبر - اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد -

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

عاجز اپنی عرضداشت کو اچھے پیرایہ میں دلچسپ بنا کر پیش کرنے سے معذور ہے -

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند -
ہرچہ استادِ ازل گفت بگو مے گویم -

عاجز اپنے پیارے مولا کریم سے اطلاع پا کر - نہ صرف اطلاع بلکہ حکم پا کر اپنے فرض منصبی یعنی تعمیل ارشاد الٰہی کے کسی کم سے کم حصہ کی ادائیگی کے لئے اپنے پیارے عنایت فرمایاں کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہے

ہندو اور مسلمان

ہندو اور مسلمانوں کے درمیان جو خلیج نفاق اور شقاق کی ان دنوں چوڑی ہو رہی ہے۔ وہ سخت افسوسناک اور ان لوگوں کی توجہ کے قابل ہے۔ جو اپنی اپنی قوم میں لیڈر اور اہل اثر سمجھے جاتے ہیں۔ الحکم میں اس مضمون پر پہلے بھی ایک دو مرتبہ بحث کی گئی ہے ان قوموں کے برگزیدہ لوگوں کی خدمت میں اپیل کیا گیا تھا۔ کہ وہ عداوت کے اس سلسلہ کو جو وسیع ہو رہا ہے۔ کاٹ دینے کی کوشش کریں۔ اور اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیکر ان نزاعوں کو مٹانیکی فکر کریں۔ جو ایک دوسری قوم کو کھا جانے کا موجب بن رہی ہیں۔

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ دونوں قوموں میں رقابت اور رشک ہر دو کی بہتری اور ترقی کے آثار کو پیدا کرتا ہے مگر موجودہ صورت ایسی ہے کہ مقابلہ اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے خیال کو ترک کر رہی ہے بلکہ ایک قوم دوسرے کی ہستی کو مٹا دینا چاہتی ہے جو کسی صورت میں مستحسن نہیں سمجھا جا سکتا۔ معزز ہمعصر افغان کے ایڈیٹر نے ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ اس سوال کے حل کیطرف ذی فہم لوگوں کو توجہ دلائی ہے۔ اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایڈیٹر افغان کی کوشش اس بارہ میں مبارک اور نتیجہ خیز ہو۔ اُن کی چٹھی پر انشاء اللہ العزیز الگ بحث کیجائے گی۔ یہاں مجھے صرف ان لوگوں کو خطاب کرنا ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں اقوام میں وسعت حوصلہ سے کام لینے والے ہیں۔ اور جنکے سینوں میں تعصب اور خود غرضی کام نہیں کرتی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندو قوم جو

اہنسا پرمو دھرما

پر عمل کرنے کی مدعی ہے۔ وہ جب مسلمانوں کی مخالفت پر آتی ہے تو وہ ان کی ہستی کو مٹا دینے کے لیے کسی قسم کی کوشش اور دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتی۔ وہ چڑیوں اور چیلوں تک کی حفاظت کرنا تو اپنا فرض سمجھتی ہے اور اس کو صفات رحم کے خلاف یقین کرتی ہے۔ کہ کسی پرندے یا چرندے کو دکھ دیا جاوے۔ مگر جب وہ انسانی نسل کے اس عظیم حصہ (مسلمانان) پر نظر توجہ کرتی ہے۔ تو چاہتی ہے کہ انکا نام و نشان مٹا دیا جاوے اور ایسا ہی مسلمانوں میں ایک طرف تو شفقت علی خلق اللہ پر زور دیا جاتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر

مگر جب ہندوؤں سے مقابلہ آپڑتا ہے۔ تو اُنہیں کچلنے کے لئے ہر قسم کی تجویز اور منصوبے کے لئے طیار ہو جاتے ہیں۔ میرے اس بیان سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ کل ہندو اور کل مسلمان اسی قسم کے ہیں۔ نہیں بہت سے سلیم الفطرت اور شریف الطبیعت لوگ ایسے بھی دونوں قوموں میں ہیں۔ جو ان حالات کو دیکھکر اور سن کر سخت حیران ہو رہے ہیں۔ اور وہ اس سوال کے حل کرنے میں دن رات غلطان پیچاں رہتے ہیں۔ مگر کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ جسقدر سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اسی قدر اس میں مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان حالات کو دیکھکر دل پر چوٹ لگتی ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ کیا کیا جاوے۔ بہرحال یہ وقت ہے کہ ہندو اور مسلمان لیڈر اس سوال پر غور کریں۔ اور اس عداوت کے زنجیر کو توڑ ڈالیں۔ جو دونوں فرقوں کو لے ڈوبیگا۔ ہم احمدیوں کی جو پوزیشن اس سوال کے متعلق ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں مفصل کھولکر بیان کر دی جاوے گی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسی محفوظ صورت ہے۔ کہ اگر ہندو اور مسلمان اسے عملی رنگ میں اپنا دستور العمل بنالیں تو ساری نزاعیں دور ہو سکتی ہیں۔ مگر ایک مشکل یہ ہے کہ احمدی قوم اپنا ایک مسلّم لیڈر رکھتی ہے۔ جسکو وہ اپنا امام اور مطاع یقین کرتے ہیں۔ اس کی رائے کے مقابلہ میں تمام قوم کی رائے خواہ وہ کسی ایک امر پر بھی متفق کیوں نہ ہو کوئی سبقت اور وقعت نہیں رکھتی۔ اور قوم اپنی رائے کو چھوڑ کر اسی کی رائے کو واجب العمل سمجھتی ہے دوسرے مسلمانوں یا ہندوؤں میں۔ خواہ وہ آریہ فرقہ کے ہوں۔ یا سناتن کے یا کسی اور کے کوئی ایسا مسلم لیڈر نہیں جسکی بات پر ساری قوم لبیک کہنے کو آمادہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر عداوت کو صُلح سے تبدیل کرنیکی کوئی صورت بھی ہو تو اس میں مشکلات کے پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ یہ سوال نہایت مشکل اور قابل غور ہے۔ لیکن تو بھی ضرورت ہے کہ اسکو سلجھایا جاوے۔ اس لئے میں اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں (و باللہ التوفیق)

اور اگلی اشاعت میں جیسا کہ اوپر وعدہ کیا ہے۔ میں احمدیوں کی پوزیشن کو واضح کرنے کی کوشش کرونگا اور اس کے متعلق جہانتک ممکن ہوگا میں انشاء اللہ احمدی قوم کے امام مغفور اور موجودہ امام کی تحریروں اور تقریروں سے ہی استشہاد کرونگا۔ اس سلسلہ میں ہر شخص اپنے خیالات کے اظہار کے لئے حق رکھتا ہے۔ اور جسقدر تحریریں بھی مخالف یا موافق ہمارے پاس آئینگی انشاء اللہ العزیز انہیں الحکم میں چھاپ دینے کی کوشش کی جائیگی۔ تاکہ کوئی نیک نتیجہ اس سے پیدا ہو ہماری نیت نیک ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں

الصلح خیر

تہذیب نسواں | لاہور سے فرقہ اناث کی تربیت اور اصلاح کے نکتہ خیال سے تہذیب نسواں نام اخبار تیرہ ۱۳ سال سے جاری ہے۔ میں اس اخبار کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اور اس کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ مگر بعض اوقات اس میں ایسے مضمون نکل جاتے ہیں جو مذہبی نکتہ خیالی سے سخت قابل اعتراض ہوتے ہیں۔ خصوصًا تعداد ازدواج کے مسئلہ کو ایسے رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔ جس سے احکام قرآنی کی تخفیف لازم آجاتی ہے۔ جو سخت ناگوار امر ہے۔ مستورات میں اس قسم کے خیالات کو پیدا کرنا سخت قابل اعتراض امر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ سید ممتاز علی صاحب جو اس اخبار کے منیجر ہیں اسطرف توجہ فرمائیں گے۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی عقل ماری گئی

راجپوت گزٹ اس عنوان سے لکھتا ہے کہ آجکل آریہ سماج کے لیڈروں کیطرف سے کچھ ایسی باتوں کا اظہار ہو رہا ہے کہ ہندوؤں کو نقصان دینے والی ہیں۔ اور جن کا یقینی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ ہندوؤں کو راہ طریقت سے جھٹکا دیا جاوے۔ یہ رائے ہمعصر مذکور نے سماجیوں کی نئی تحریک کے متعلق دی ہے۔ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کی شروع ہوئی ہے۔ مہاتما منشی رام اس کے حق میں ہیں اور پنڈت تلسی رام مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں بھنگیوں کو ہندوؤں کے زیادہ قریب بتاتے ہیں۔ دیکھیں دونوں میں کون بازی لے جاتا ہے۔ راجپوت گزٹ کہتا ہے کہ دونوں آریہ سماجی مہاشوں اور لیڈروں کی رائے ہندوؤں کے لئے کسی حالت میں بھی اور کسی طرح پر بھی مفید نہیں ٹھہر سکتی۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ ہندو جاتی کو مزید نقصان پہونچانے سے پرہیز کریں"

عرب ہی ہند کا اوستاد ہے

آریہ مہاشے کہا کرتے ہیں۔ کہ آریہ ورت ہی تمام علوم کا سرچشمہ اور مخزن تہا۔ کیونکہ تمام علوم وید سے نکلے ہیں۔ اور وہ یہاں تھے۔ ان کے اس دعویٰ کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ اب انہیں ضرورتاً اعتراف کرنا پڑا ہے۔ کہ ہندوستان سے بعض لوگ عرب میں تعلیم کے لئے جاتے تھے۔ ارجن مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۱۰ء میں لکھا گیا ہے۔ کہ جوتش شاستر کے اتہاس میں پرسدہ پنڈت نیل کنٹھ کا نام آتا ہے۔ جو اکبر کے سمے عرب میں جوتش ودیا کو پڑھنے کے لئے گیا تہا"

یہ اقبالی ڈگری شائد بعضوں کے لئے تسلی کا موجب ہو اور آیندہ ایسی لاف زنیاں نہ ہوں۔ جو آئے دن آرین اخبارات میں کی جاتی ہیں۔

آسمانی مسیح اور اس کا رفیق مہدی
گورنمنٹ اور ہم اور بٹالوی

(نمبر ۳)

گذشتہ نمبر میں مینے دکھایا ہے۔ کہ بٹالوی نے دعویٰ کیا تہا۔ کہ میں اس جماعت کو منتشر کردونگا مگر اس کے برخلاف ظہور میں یہ آیا۔ کہ بٹالوی خود ہی لوگوں کی نظروں سے گرگیا ہے۔ اور وہ اشاعۃ السنہ جس کے ذریعہ وہ سلسلہ حقہ کو گرانے کی لاف مارتا تہا۔ ایسا گرا کہ اُٹھ نہیں سکتا۔ یہانتک کہ ادعائی ایڈوکیٹ نے رسالہ کے متعلق جو نوحہ جلد ۲۲ میں کیا ہے۔ وہ نہایت دردناک اور قابل رحم ہے۔

ایک نشان پورا ہوا مولوی محمد حسین بٹالوی کے ذریعہ ایک نہیں بہت سے نشانات حضرت مسیح موعود و مغفور کے پورے ہوئے ہیں۔ ہر ایک دعوت میں جو عربی تفسیر نویسی۔ مباہلہ۔ وغیرہ کے متعلق اسکی کی گئی وہ تہیدست ثابت ہوا۔ ۱۸۹۳ء میں اُس نے اٹھارویں جلد کے ۔ نمبر ۵ ۱۸۹۵ء کی بابت شایع کئے۔ اور ان میں دل کہولکر اس نے حضرت مسیح موعود و مغفور کو گالیاں دیں۔ وہ اوراق پریشان حضرت کو بھی بھیجے۔ انہیں حضرت مسیح موعود نے ایک فقرہ لکھ کر واپس کر دیا۔

رب ان کان ھذا الرجل صادقًا فی قولہ فاکرمہ
وان کان کاذبًا فخذہ آمین

یہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہے۔ جسپر بارہ سال گذرے۔ اب اس نشان کے پورا ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ بٹالوی انکار کرے لاکھ مرتبہ کرے مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ اسکی بگڑ کیا ہے؟۔

روحانی اور جسمانی اولاد سے جو دکھ اسے پہونچا ہے اسکا شاہد حال اسکا اپنا رسالہ ہے۔ اس کی تفصیل کی سردست ضرورت نہیں۔ شاید وہ اس مضمون میں کی جاوے۔ جو اس کے لڑکوں کے قادیان سے جانیکے متعلق مجہے لکھنا پڑے گا

آپ نے ایک تفسیر کے لکھنے کا عزم اور اعلان کیا۔ جس کے اشتہار نے ہی بٹالوی **فضیلت** کا اعلان کر دیا تہا۔ جبکہ بٹالوی فاضل نے **استبشاد** کے لفظ کو مشورہ لینے کے معنوں میں استعمال کیا تہا۔ بہر حال اشتہار علمی فضیلت کا خواہ پردہ در ہی سہی۔ مگر اتنی توفیق نہ ملی کہ **ایک سورۃ ہی کی تفسیر شایع کر دیتا۔**

ایسی ناکامیوں اور نامرادیوں کا نتیجہ لاغر ہو کر بھی سلسلہ حقہ پر اعتراض کرنا۔ اور اس کے محترم بانی کو نامراد کہنا مولوی محمد حسین جیسے آدمی ہی کا کام ہے۔ میں مشرح طور پر انشاء اللہ بٹالوی ناکامی کا مرقع کھینچ سکتا ہوں۔ مگر ولیسی ظاہر ہے کہ اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

اب میں اس امر پر روشنی ڈالنی چاہتا ہوں۔ کہ بٹالوی نے **امام مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے۔ یا نہیں؟** مینے جہانتک بٹالوی تالیفات کو جو اشاعۃ السنہ کی شکل میں ہیں پڑھا ہے۔ ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ

بٹالوی مہدی کا منکر ہے!

لیکن جب اسپر علماء نے فتویٰ کفر دیا۔ تو اس نے تاویلات رکیکہ سے اپنا ڈیفنس پیش کرنا شروع کیا۔ اور کہا کہ میں آمد مہدی کا منکر نہیں ہوں۔ اور اب تک یہی کہتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے اشاعۃ السنہ کے پچھلے پرچے کسی کے پاس کیوں ہونے لگے اور اگر ہوں بھی تو کون انہیں پڑھکر اسکا کذب ثابت کرے گا۔ مگر اُسے یاد رکھنا چاہیئے

شاید پلنگ خفتہ باشد

پس آج میں بٹالوی کا انکار مہدی بڑی وضاحت سے اس کی تحریروں سے پیش کرتا ہوں۔ اور اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اپنے علمائے اہلحدیث میں سے جسکو چاہے منصف مقرر کرلے۔ اس امر کے فیصلہ کے لئے۔ کہ آیا اس کی ان تحریروں سے جنکا میں حوالہ دیتا ہوں۔ **انکار مہدی ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟** مگر میں بحمد اللہ یہ جرأت سے کہنے کے لئے طیار ہوں۔ کہ

بٹالوی اس فیصلہ سے گریز کریگا

بروز اتوار ... مبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴ ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

قیمت ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

جو کوئی بات گرانی چاہو قادیان بھیجو

دوا بھیجنی ...

قادیان دارالامان کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو چھپ کر شایع ہوتا ہے

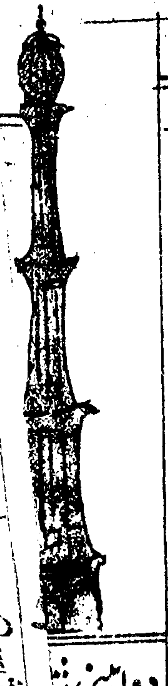

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم الشان کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صد ہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اجزاء سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزاء خواہ قیمتی ہوں خواہ سستی پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی املاکی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جنکی تعداد پانچسو تک پہونچ چکی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انھوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں بوجہ العامہ فنقاد کو دی ہیں

نوٹ { جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات مفت

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ **مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **ہیڈ لیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و اڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہو جب ہوتا ہے اگرچہ سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ بیں بڑا از فربہ ہو جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا - جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے -

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈرولنس ڈنرپلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ ادویات کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ موجود رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت - ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ، بدہضمی، پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت - امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈولنس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورالصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ اور مرد عورت کو ہمیشہ کے لئے صحت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۱۴ر اور ۶ر اور ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو چار آنہ والی شیشی سے تگنی ہیں۔ کل دوافروشوں سے مل سکتی ہیں ۱۲ر والی شیشی ڈون اینڈ پی او باکس ۲۰۰ بمبئی سے طلب کرو۔

ذیل کے ہر ایک نمبری شیشی کی قیمت ۴ر ہے ہر ایک گھر میں کم از کم

اسکی ایک ایک شیشی ضرور آج کل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے

اکسیر ہیضہ کے سوا باقی ہر ایک اکسیر کی شیشی میں دوا پانچ چھ مریضوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اکسیر ہیضہ بھی دو تین مریضوں کے لئے عموماً کافی ہوتی ہے۔ کیا ان سے بڑھکر اور کوئی ادویہ ارزاں ہو سکتی ہیں +

(۱) اکسیر نمبر ۱ - دافع مرض ہیضہ	قیمت فی شیشی ۴ر
(۲) اکسیر نمبر ۴ - دافع مرض پیچش - .. .. " " "	۳ر
(۳) اکسیر نمبر ۲ - دافع درد پیٹ .. " " "	۴ر
(۴) اکسیر نمبر ۳ - برائے جلاب .. " " "	۴ر
(۵) اکسیر نمبر ۸ - دافع کھانسی - .. " " "	۴ر
(۶) اکسیر نمبر ۱۱ - آنکھوں کیلئے ٹھنڈا سرمہ .. " " "	۴ر
(۷) اکسیر نمبر ۱۹ - گولیاں دافع بخار .. " " "	۴ر
(۸) اکسیر نمبر ۱۶ - دافع درد داڑھ .. " " "	۴ر

خرچ محصول ڈاک وغیرہ ایک شیشی سے آٹھ شیشی تک مرف ۵ر ہے۔ اور ایک سے ۱۰ شیشی تک ۶ر خرچ ہوگا ہر حالت میں خرچ ڈاک بذمہ خریدار ہوگا

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آیورویدک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس لئے ادویات مالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں +

ملنے کا پتہ :- کوی راج کانشی رام ویدکوی رتن نگے منڈی لاہور۔

جیسا کہ میں پیچھے بھی اقرار کر چکا ہوں اب امرت دھارا کے پلیگ کے متعلق سارٹیفکٹ درج کئے جاتے ہیں

مراسلات

سوامی نیتانند سرسوتی اتھملت سیک از موضع کھیالی الٰہ تحریر فرماتے ہیں۔ امرت کی دھارا واقعی پلیگ میں مفید ثابت ہوئی ہے۔ ایک شخص کو مقام سمبڑیال میں پلیگ کے واسطے دی تھی ایشور کی کرپا سے پلیگ موذی کے پنجہ سے بچ گیا۔ اور یہاں بھی اس شیشی سے ۴ آدمی پلیگ سے بچائے ہیں۔ لہٰذا دو شیشی امرت کی دھارا اور ایک ڈبیہ پلیگ کی دوائی کی فوراً بذریعہ وی پی روانہ فرماویں ۔

بابو چندر پرکاش صاحب آبات ساہن پور ضلع بجنور سے تحریر فرماتے ہیں۔ آجکل جہاں کہیں گلٹی یا تکلیف درد معلوم ہوئی پلیگ کا شبہ ہو جاتا ہے اب تک ایسے ایسے مریضوں پر برتی فائدہ ہوا۔ امرت کی دھارا میں خاص صفت ہے کہ خواہ گردن پر گلٹی ہو یا کنج ران میں بدھ ہو یا چوٹ اور دوسری پھنسی مثلاً گلٹی پلیگ ہر صورت میں حیرت انگیز نفع بخشتی ہے کسی صورت میں بھی مرض کی ضرورت خاص نہیں ہوتی جو کہ اور دنیا کی کسی دوا خصوصاً اشتہاری دوا میں آج تک نہیں دیکھا گیا۔ سچ کہا ہے کہ تمام ادویہ کا شہنشاہ اور اسم بامسمیٰ ہے اس سے زیادہ تعریف کو نہ کاغذ میں جگہ ہے نہ وقت کی فرصت اور ختم ہونے کو ہے ۔

لالہ ٹیکہ رام صاحب موضع متھور ضلع میرٹھ سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایسی موذی مرض کی گویا موت سے بچنے والی دوائی تیار کی اور خلق خدا کو نفع پہنچایا۔ اگر کیلیاں امرت کی دھارا کا میں نے تجربہ حاصل کیا فی صدی ۱۰۰ راضی ہوئے اور دیگر جگہ کی دوائیوں کا فیصدی ۵ کا بھی فائدہ نہیں ہے دوائی کی ایسی شہرت ہوئی کہ قرب و جوار کے آدمی میرے پاس دوائی لینے کے لئے آئے اور انہوں نے فائدہ حاصل کیا۔

جناب دوارکا پرشاد صاحب ٹھیکہ داری آبکاری تحصیل کشن گڑھ ریاست الور سے تحریر فرماتے ہیں بعد پالاگن کے دست بستہ عرض ہے کہ کمترین نے ایک شیشی امرت کی دھارا یہاں سے منگائی تھی۔ مریضان پلیگ کو مفت تقسیم کی بہت سے مریضان کو فائدہ ہوا جس سے وہ آنجناب کو نیز امرت کی دھارا کو صدق دل سے دعا دیتے ہیں۔ اس لئے عرض ہے طاعون حفظ ما تقدم و علاج کے واسطے ۴ عدد شیشی امرت کی دھارا بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے کیونکہ مخلوق خدا سخت مصیبت میں مبتلا ہے۔ دیر ہونے سے لوگوں کے دل ٹوٹ جاویں گے ۔

بابو منورام صاحب سب انسپکٹر تھانہ حویلی ڈاک خانہ خاص ضلع منٹگمری سے تحریر فرماتے ہیں معروض آنکہ جو شیشی آپ سے منگوائی گئی تھی ایک طاعون کے مریض پر استعمال کی گئی خدا کے فضل سے وہ صحتیاب ہو گیا ہے اب آپ اور دو شیشی امرت دھارا معہ رسالہ آب حیات و فہرست کارخانہ و پرچہ ترکیب استعمال بذریعہ وی پی ارسال فرماویں ۔

لالہ دوارکا پرشاد صاحب ٹھیکہ دار سٹرک تحصیل کشن گڑھ ریاست الور سے تحریر فرماتے ہیں: یہاں پر پلیگ نے اودھم مچا رکھا ہے جس سے ایک محشر بپا ہو رہا ہے شیشی مطلوبہ پارسل ملنے پر مرسلہ جناب کے الاختم ہو گئی یہاں پر مقررہ علاج یعنی دیگر ادویہ کوئی ملتی نہیں ہیں کمترین نے مرض پلیگ پر اس طرح کیا کہ دس قطرے امرت کی دھارا کے گلٹی پر مالش کر کے بعدہ اوپر روئی گرم کر کے باندھ دی اور اسکو پانی میں دو بوند ڈال کر پلا دی اور جو باہر مضافات کے آدمی آئے ان کو ایک بتاشہ میں ۲ قطرے ڈال کر دے دیا اور کہدیا کہ بتاشہ کھا کر پانی پلا دینا اب تک میرے پاس ۲۰ مریض پلیگ کے اور مریض دستوں کے کہ جن کا یہ حال تھا کہ پیٹ میں تمام پانی ہو گیا تھا اور ایک گھنٹہ میں ۲۰-۲۵ دست آتے تھے آئے مریضان دستوں کو حسب طریق مذکورہ بالا بالکل آرام ہو گیا اور مریضان پلیگ میں سے صرف ۳ کو آرام نہیں ہوا باقی تمام کو آرام آگیا اور آنکھ درد میں صرف ۱۰ مریضان میں سے ۳ کو آرام آیا ۔

بابو جیوتی پرشاد صاحب ریٹائرڈ لائبریرین ریلوے انسٹیٹیوٹ لکھنؤ سے تحریر فرماتے ہیں: ہر حالت میں تیر بہدف پایا۔ علاوہ مختلف امراض کے تین پلیگ کیسز جو اس شیشی کے ختم ہونے تک میرے پاس آئے پرماتما کے فضل سے اچھے ہو گئے خلاصہ یہ کہ اس دوائی کی جہاں تک تعریف کی جاوے کم ہے عیالدار شخص کو اسکی ایک شیشی ہر وقت گھر میں رکھنی چاہئے ۔

حکیم شہاب الدین صاحب معرفت ملا غلام شاہ ڈاک خانہ خانقاہ ضلع گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: جناب پنڈت جی صاحب دام اقبالہٗ۔ ایک شخص پلیگ کی بیماری میں قریب المرگ تھا میں نے امرت کی دھارا ۳ بوند عرق گلاب میں پلا دیا۔ فوراً پسینہ آنا شروع ہو گیا اور بخار کوسوں بھاگ گیا ایک گھنٹہ کے بعد پھر ویسے ہی پلا دیا۔ اسوقت مریض صحتیاب ہوا اسیطرح اور مریضوں پر آزمایا ۔

خط و کتابت و تار کا پتہ **امرت دھارا لاہور** لکھنا کافی ہے

پنڈت نیاور دت صاحب شرادھ رام پور سے لکھتے ہیں شریمان جی دس شیشی امرت کی دھارا برائے مہربانی اور بھیجدیں زیادہ کیا لکھوں آپکی امرت دھارا سے بہت ہی آرام کیا ہے طاعون بہت دور کا ہے اسواسطے آپ دیر نہ کرنا ۔

راج نرائن صاحب مختار ازکوٹ وائش چک [illegible] ضلع لائل پور سے تحریر فرماتے ہیں: بھٹے پنڈت ٹھاکر دت جیو نستے میں نے ماہ مئی و جون ۱۹۰۶ء میں تقریباً آپکے یہاں سے مختلف تاریخوں میں امرت کی دھارا کی ۱۰-۱۱ شیشیاں منگا کر مریضان پلیگ کو بموجب ہدایت مفت تقسیم کی ہیں جو شمار ۲۲ تھے ان میں سے صرف تین مریض فوت ہوئے۔ باقی سب ایشور کی کرپا سے شفا یاب ہو گئے ۔

منگل سنگھ صاحب امیدوار قانونگوئی سانترو ضلع [illegible]: امرت کی دھارا ۲ شیشیاں جناب سے جون میں لایا تھا جو کہ ختم ہونیوالی ہیں اس امرت سے پلیگ کے ۱۲ آدمیوں سے ۱۰ آدمی بچے اور تین تین گھنٹہ کے بعد صرف مصری پر ڈال کر ۳ بوند دی گئی۔

رحمت علی صاحب پٹواری حلقہ گوجر کترا ڈاکخانہ بگریاں ضلع ہوشیارپور تحریر فرماتے ہیں: جناب پنڈت صاحب زاد عنایتہ تسلیم عرض ہے کہ بندہ نے تین شیشیاں امرت کی دھارا کی جناب سے منگوائیں اور مریضان پلیگ داڑھ درد وغیرہ پر مفت لوگوں میں تقسیم کیں جس سے لوگوں کو بہت ہی فائدہ ہوا جس بیمار کو پلیگ کی دوائی کھلائی اور گلٹی پر لگائی گئی۔ بالکل شفا ہو گئی

بابو نانک چند صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کیتھل تحریر فرماتے ہیں شریمان پنڈت صاحب جی۔ ایک گاؤں میں جہاں زیادہ پلیگ تھا اتفاق سے دورہ کرتا ہوا میں بھی وہاں پہنچ گیا وہ لوگ سب باہر ہی جھونپڑیوں میں پڑے تھے وہاں کے مال گذار کی لڑکی بھی اسی درد پلیگ میں مبتلا ہوئی تھی میرے پاس امرت کی دھارا تھی میں نے وہ شیشی ہی مالگذار صاحب کو دیدی اور ان سے کہا کہ گو اسمیں اب تھوڑی دوائی رہ گئی ہے مگر آپ اسکو ضرور آزمائیں ترکیب استعمال میں نے بتا دیا تیسرے دن مالگذار صاحب کا خط ملا کہ مہربانی کر کے مجھے فوراً دو شیشی اور بلوا دیجئے اس سے میری لڑکی کو آرام آگیا اور اسمیں سے جو تھوڑی سی بچی تھی اس سے ایک دوسرے بیمار کو بھی فوراً آرام ہو گیا

بابو نند گوپال صاحب تحصیلدار بندوبست [illegible] ہیں: جناب پنڈت صاحب [illegible] طاعون ملعون نے ابھی [illegible] گاؤں کو پھیلایا ہے تھوڑا اسلئے عرض ہے کہ دو شیشی اور بذریعہ وی پی ارسال میرے نام بھیجدیں [illegible]

قوانین [illegible] احباب دوست ایکار کریں [illegible] لکھنو سے بھیجے

پانچ روپے سے دولاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا لیکن آجکل ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک بیغلہ ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دولاکھ روپے کی جائیداد بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کی سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک سالہ لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپیہ تصدیق کرتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے۔ کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا۔

سنئے! روح حیات کیا چیز ہے روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والوں کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سُنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہٗ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو جیکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی لیکے تو بھی پسپا کرنے آپ ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ ۸۸۳ روپے کی تین دن کی بکری یہ کون سا ہے جو نتیجہ نکلے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل و تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی مرکب ہے جو پہلے یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراضات جو کثرت مواصلات اور طفولیت کی ناشائستہ حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت رقت۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ اور جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی عہ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے جو پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے مفقود طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بنا تاہی قیمت فی شیشی للعہ

یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر۔ ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرتے تھک گئے ہوں تو اس تجربہ دوا کو ایکبار ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اسلئے اس کی چار پانچ خوراک پینے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت فی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک ۶ دو شیشی تک ۸
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک (۵) دو شیشی تک ۶

داد کا مجرب مرہم

ایکمرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔
قیمت فی ڈبیہ چار آنہ ۴ محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۶ ڈبیہ تک ۵

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ ۶۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ۔

سچائی کا جھنڈا

آجکل اشتہاروں کی گرم بازاری مضمون کی تیزی و طراری سے لیفونگی آہ وزاری وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی ہو کا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہمیں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل بہ فوراً رفع ہو تے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے ہمارا کام یہ تھا کہ لکھیا ریخ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ طلا طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلا طلسمی سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ وہ سکھ پائیں قیمت ۱ ماشہ عہ سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ اور قوت بصارت

الفضل احمدیہ کی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

طیار ہین تو وہ خود پریس ہی والے ہین جنکی مذموم کارروائیون
نے ہی یہ نوبت پہنچائی گورنمنٹ معذور اور حق بجانب ہے۔

ہر کس از دست غیر نالہ کنان ٭ سعدی از دست خویشتن فریاد

عدم گنجایش کیوجہ سے مین اس نوٹس اور درخواست کو جو حضرت مسیح موعود
مغفور سے پیش کرنی چاہی تھی درج نہین کرسکا کسی اگلی
اشاعت مین درج کرونگا۔ محض یہ دکھانیکے لئے کہ امن عامہ
کو قائم کرنے اور مذہبی مناظرات کی اصلاح کیلئے اس
مرد خدا نے کیا کچھ کیا اور آخر خدا تعالیٰ نے اس کے
ارادون کو کس طرح پورا کیا۔

ندوۃ العلماء کا اجلاس دہلی مین

نمبر اول

ندوۃ العلماء کا اجلاس اس دفعہ دہلی مین ایسٹر کی تعطیلات مین ہوگا
حال ہی مین مسلم لیگ کا اجلاس دہلی مین ہو چکا ہے اس سے دہلی کے مسلمانون
کی اولوالعزمی اور قومی اور مذہبی کامون مین خاص دلچسپی کا پتہ لگتا ہے۔
جبکہ اس فہرست پر نظر کیجاتی ہے جو ندوۃ العلماء کو دعوت دینے
والی انجمنون کی الحکم مین شائع ہوئی ہے۔ تو اور بھی خوشی ہوتی
ہے کہ ندوہ کا یہ اجلاس انشاء اللہ کسی بہترین نتیجہ کا موجب ہوسکیگا
چونکہ مولانا شبلی نے خود ایک سلسلہ مضامین کا شروع کیا ہے جس
مین انہون نے یہ بتانا چاہا ہے کہ

جلسہ مین کیا ہوگا اور کیا ہونا چاہیئے

اسلیئے مینے ضروری سمجھا کہ اپنے خیالات ندوۃ العلماء کے معزز ارکین
تک پہنچاؤن کیا عجب کہ وہ ان سے کوئی مفید بات پیدا کرسکین۔

ندوۃ العلماء کا اجلاس جب کلکتہ مین ہوا تھا اسوقت مسٹر عارف
نے ایک مراسلہ ہمارے پاس بھیجا تھا۔ اسکا جواب الحکم کے مدیر میرے
محسن مخدوم حضرت مولوی عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہٗ نے نہایت متانت سے
دیا تھا۔ اور بہت سی باتون کی طرف ندوۃ العلماء کے معزز ارکین کو
توجہ دلائی تھی پھر جب ندوۃ العلماء کا اجلاس امرتسر مین ہوا
اسوقت بھی تحفہ ندوۃ العلماء ایک مختصر سا رسالہ ہمارے امام و پیشوا مغفور
نے ندوۃ العلماء کی توجہ کے لئے لکھا اور خود مینے جلسہ مین شامل ہوکر
ندوہ کے جلسہ پر مفصل ریمارکس کا ایک سلسلہ اخبار مین دیا اب جبکہ
ندوہ کا اجلاس دہلی مین ہونیوالا ہے اور خود شبلی صاحب نے اس سوال
پر روشنی ڈالنی چاہی ہے۔ کہ ندوہ مین کیا ہوگا اور کیا ہونا چاہیئے

تو اس صورت مین مسلمانونکا فرض ہے کہ اس سوال کے دوسرے حصہ کا جواب
دین کیونکہ ندوہ مین کیا ہوگا؟ تو شبلی صاحب بتائینگے جو تجاویز
انہون نے جلسہ کو مفید اور مؤثر بنانے کی پہلے سے سوچ رکھی ہین۔
وہ پیش کرینگے اور یہی صورت پروگرام کی ہوگی اس میں کیا ہونا چاہیئے
یہ دوسرے لوگونکا کام ہے۔ جو رائیں اور مشورے اس طرح پر ندوۃ العلماء
کے مجلس منتظمہ کو دی جائینگی کچھ تعجب نہین کہ ان مین سے بعض کو عملدرآمد
مین آئین اسی خیال سے مینے اس سلسلہ کو شروع کیا ہے یقین ہے
کہ شبلی صاحب خصوصاً ان پر توجہ فرمائین گے۔

جس طرح پر ندوۃ العلماء کو دہلی بلانیکی دعوت مین ان تمام
انجمنون کے سکرٹری شامل ہین اور مختلف فرقون کے مسلمان اس مین
داخل ہین اسی طرح پر اگر وہان کے تمام مدارس اور مکاتب کے
ذمہ دار مینجر باہم ملکر کوئی ایسی صورت سوچین کہ ان مدارس کو ایک
جگہ کرکے ایک بڑا دار العلوم بنا دیا جاوے تو یہ بہت مفید
امر ہوگا۔ اسلیئے سب سے پہلی بات جو ندوۃ العلماء کے ارکین
اور اس کے بلانیوالے عمائد دہلی کی توجہ کیلئے مین پیش کرنا
چاہتا ہون وہ دار العلوم دہلی کی بنیاد ہے۔

مین جن دنون دہلی مین تھا۔ مینے یہ تحریک کی تھی کہ دہلی کے
تمام اسلامی مدارس کو ملاکر ایک دار العلوم بنا دیا جاوے
میری اس تحریک کو دہلی کے عمائد اور ان علماء نے جن سے ملنے کا
مجھے اتفاق ہوا بہت پسند کیا اور بعض نے تو اس تحریک کو
عملی رنگ مین لانے تک کے لئے مجھے وہان ٹھیرنے اور اس پر
خاص زور دینے کے لئے آمادہ کیا مگر مین وہان نہیں ٹھہر سکتا
تھا اب جبکہ ندوۃ العلماء کا اجلاس وہان ہوتا ہے کیون اس
تحریک کو زندہ نہ کیا جاوے۔

دہلی مین بہت سے مدرسے اور مکتب ہین اور وہ سب چندے
ہی کے ذریعہ چل رہے ہین اور چونکہ ہر ایک مدرسہ کے مینجر کو خیال ہے کہ
اسکا مدرسہ ترقی کرے اسلیئے وہ اس مطلب کے لئے جو تجاویز اور
طریقے چاہے اختیار کرے ہمارے تعلیمی نصاب مین زمانہ کی ترقی
اور ضروریات کے ساتھ بہت کچھ اصلاح کی حاجت ہے لیکن چونکہ
یہ مدارس کسی خاص ضابطہ اور قانون کے نیچے نہین ہین اور نہ مسلمانون
کی عام رائے وہان اپنا اثر کرسکتی ہے۔ اسلیئے جو کچھ ان مدارس کے
مینجر چاہتے ہین کرتے ہین میری دانست مین مسلمانون کا قریباً
ایک لاکھ روپیہ سالانہ دہلی کے ان مدرسون پر خرچ ہوجاتا ہوگا

چونکہ بے اصولی پن سے خرچ ہوتا ہے۔ اسلیئے کوئی بہترین نتیجہ پبلک کے
سامنے نہین رکھا جاسکتا۔

فتحپوری کا ایک بڑا اور قدیم مدرسہ ہے اور اسکے اخراجات
وقف فتحپوری کی آمدنی سے دیئے جاتے ہین مدرسہ کی
انتظامی کمیٹی شوق سے چاہتی ہے۔ کہ مدرسہ کی اصلاح ہو
اور وہ اس کے لیئے بہت کچھ خرچ کرنیکو بھی طیار ہے۔ مگر بعض
دقتین اور استادونکا نہ ملنا وغیرہ اسکی راہ مین ہین۔ اسی طرح اور
بھی بہت سے مدرسہ ہین۔

پس اگر دہلی کے تمام مدارس کو یکجا کرکے ایک دار العلوم بنا
دیا جاوے اور اسکی انتظامی کمیٹی کو ٹرسٹیون کی ایک باضابطہ
مجلس کے رنگ مین تبدیل کر دیا جاوے تو اس قسم کا دار العلوم نہایت
مفید ہوگا۔ اسلیئے سب سے پہلا امر جو ندوہ کے اس اجلاس
مین طے ہونا چاہیئے۔ وہ دہلی کے دار العلوم کا قیام ہو
مین جانتا ہون کہ دہلی کے مدارس کو یکجا کرنا کوئی آسان بات
نہین۔ یہ مدرسے مسلمانون کے ہین جنکو ایک بڑا افسوس کہنا
ہے کہ سارے دارومدار باوجودیکہ اجتماعی قوت کی ہدایت مسلمانون
کو قرآن کریم نے دی تھی۔ وہ دو مردون کے پاس نہین مگر آج
جسقدر اختلافات ان مین ہے اورون مین نہین۔

اس دار العلوم کے قیام کے لیئے فتحپوری کے مدرسہ کو
بطور بنیاد کے لینا چاہیئے۔ اور مین یقین رکھتا ہون کہ
یہ مدرسہ جن ہاتھون کے نیچے ہے وہ زمانہ کی ضروریات سمجھنے والے واقف ہین
اور وہ فوراً اس بات کو پسند کرینگے کہ اس مدرسہ کو بہترین حالت
مین تبدیل کر دین۔ پس

دار العلوم فتحپوری دہلی

کی اصلاح آسان ہے اور اس کام کو شروع کرنے کے لئے ندوہ کے
اجلاس مین یہ بہترین ذریعہ ہے اگر اس مدرسہ کا انتظام عمدہ ہو جاوے اور طلباء
کی رہائش اور تعلیم کا معقول انتظام ہو اور پھر اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ لڑکون کے لئے
قومی اور مذہبی کام کرنے کے لئے خصوصیت کو مدنظر رکھا جاوے تو دوسرے
مدرسے خود بخود اس مین شامل ہوتے جائین گے۔ مگر عوام مسلمانون کے ذہن نشین
جب ایسے قومی مدرسہ کی ضرورت اور اتفاق و اتحاد کے فوائد ذہن نشین کر
دیئے جاوین تو یہ کام بہت آسان ہے اسی طرح پر دوسرے ایسے مدارس جو بعض
اوقاف کی آمدنیون سے چل رہے ہین۔ انہین اسمین ملا دیا جاوے تو یہ کام اس طرح شروع
ہوسکتا ہے (باقی دوسرے نمبر مین)

مسلمان اخبار نویس غور اور توجہ سے پڑہین

اسلامی اخبارات سے میری مراد ان اخبارات سے ہے جن کے مالک اور ایڈیٹر مسلمان ہین اور وہ اپنے اخبار کی غرض و غایت مسلمانون اور اسلام کی حمایت اور ان کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت ظاہر کرتے ہین پہر ان اخبارات کی دو قسمین ہیر

اوّل ملکی اور عام اخبارات

دوم مذہبی اخبارات

ملکی اور عام اخبارات کا یہ کام ہے کہ وہ مسلمانون کے حقوق کے متعلق اپنے کالمون مین بحث کرین اور جہان انکی حق تلفی ہو اس کے متعلق بحث کر کے ذمہ دار افسرون کو متوجہ کرین ایسا ہی قومی معاملات پر مسلمانون کو غور کرنیکی عادت ڈلوائین ۔

مذہبی اخبارات اسلام کے حقائق اور مخالفین اسلام کے اعتراضون کے جواب دیتے ہین - اسلامی اخبارات کی اس تقسیم کے بعد جس ضروری امر پر مین مسلمان اخبار نویسون کو توجہ دلانا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ موجودہ پولیٹکل شورش اور ایجی ٹیشن نے مسلمانون کی حالت کو نہایت نازک کر دیا ہے کیونکہ جاری ہمسایہ قوم کے ایک فرقہ آریہ نے دوسرے ہندوون کو اپنی پوزیشن صاف کرتے کرتے خواہ نخواہ مسلمانون کے خلاف اکسانے کی کوشش کی ہے - مین اسی بات کو صاف الفاظ مین کہنا چاہتا ہون کہ پرانے خیال کے ہندو جنہین سناتن دہرم کے ماننے والے کہا جاتا ہے مسلمانون کیا تہہ کوئی دشمنی اور بیر نہین رکہتے مگر اب آریہ صاحبان انہین جوش دلا کر مسلمانون کی مخالفت پر آمادہ کر رہے ہین اور ان کے مذہبی اخبار اسلام پر ایسی نکتہ چینیان کر رہے ہین جو اسلام کی مسلمہ کتب کی بنا پر نہین ہوتی ہین اور انکا طرز تحریر ایسا ہوتا ہے جس سے مسلمان مشتعل ہون یہ حالت ہے ہمارے مخالفین کی ۔

ایسی صورت مین کہ مسلمان ایک نرغہ مین پھنسے ہوئے ہین نہایت افسوس اور شرم کی بات ہے کہ مسلمان اخبار نویس ایک دوسرے کی مخالفت پر نہایت بیباک سری کیساتھ حملے کرین

پچھلے دنون اخبار بنگالی صدائے ہند لاہور کے شمارہ پر الٹی منطق چلا کر نتیجہ نکالا کہ مسلمان اسے پڑہتے ہی نہین اس نوٹ کو لیکر پیسہ اخبار نے اسکی ؟ بندکی - کیون ؟ صرف اسلیئے کہ **حمایت اسلام** کے متعلق صدائے ہند اور پیسہ اخبار کے پہلو نہ مختلف ہین ایک انجمن کی موجودہ شورش کے خلاف ہے دوسرا اسکی تائید مین پیسہ اخبار نے تو یہ شرمناک غلطی کہاں کی تہی - اسکا جو جواب صدائے ہند نے شایع کیا ہے - وہ جہانتک ذاتیات کا رنگ رکہتا ہے - معقول اور درست کہا جا سکتا ہے - لیکن معقولیت اور متانت سے اتر کر اسے **پہکڑ بازی** کا ایک اچھا نمونہ بنا دینے کی کوشش کی ہے جسکو مین سخت ناپسند اور شرمناک امر سمجھتا ہون ۔

اب وہ وقت نہین ہے کہ مسلمان اخبار نویس آپس مین اس طرح دست و گریبان ہون بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ مشترکہ **قومی کامون** مین ملکر آواز اٹہائین اور خانہ جنگی کو چہوڑ دین - اسی طرح پر مذہبی اخبارات مین ایسی بحثین نفرت کی نگاہ سے دیکھی جانیکے قابل ہین جو باہم ایکدوسرے کی نامناسب مخالفت پر مبنی ہون

باہمی فروعی اختلافات کو چہوڑ کر مخالفین کا منہ بند کرنیکے لیئے متفقہ طاقت سے کام لین - ہان اگر باہم کسی امر مین اختلاف ہو تو اسے نہایت شائستہ اور معقولیت سے پیش کیا جاوے - جسقدر طاقت ہم خانہ جنگی مین صرف کر رہے ہین اسکو مخالفین کی مخالفت کے دور کرنے مین کیون صرف نہ کیا جاوے ۔

کسی اسلامی انسٹیٹیوشن کی انتظامی اصلاح کے متعلق اگر عام رائے پیدا کرنا مدنظر ہو تو اس طریق کو کبہی ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے - جو اختلاف رائے سے گزر کر مخالفت اور عداوت کی صورت اختیار کرے ۔

یہ تمام امور **بطور بنیادی** اور وقتی ضرورتون کے پیش کیئے ہین - دیکہنا چاہئے کہ دوسرے مسلمان اخبار نویس ان نیک نیتی اور اصلاح کی غرض سے ظاہر کیئے ہوئے خیالات پر کیا رائے زنی کرتے ہین - ؟

اگر ہم اس طریق کو اختیار کر لین تو مین سمجہتا ہون کہ خدا کے فضل سے اسلامی شیرازہ کی تقویت کیلئے بہت بڑا کام ہو سکتا ہے - اور مسلمانون کی خانہ جنگی دور ہو سکتی ہے ۔

مین مسلمان معاصرین سے درخواست کرتا ہون کہ وہ اپنے صحائف مین اس تحریک کی تائید کرین - اسکے ساتہ ہی یہ ذکر کرنا بہی ضروری ہے کہ

اسلامی پریس کی قوت اور طاقت کو مضبوط کرنے کی لیئے اور ان مین باہم اتحاد اور ارتباط کو بڑہانیکے لیئے ایک **پریس کانفرنس** کی بہی ضرورت ہے جسقدر جلد ممکن ہو اس تحریک کو عملی لباس پہنانا چاہیئے اور مسلمان اخبار نویسون کی ایک کانفرنس قائم ہو کر **اسلامی پریس** کی اصلاح اور استحکام کے لیئے تجاویز پر غور کرے ۔

مین نے سرسری طور پر ان تجاویز کو پیش کر دیا ہے امید کہ دوسرے معاصرین اس پر رائے زنی کرین گے ۔

دین الحق

میرے محترم بہائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے ایک عجیب اور قابل قدر کام کیا ہے ۔ اور مین چاہتا ہون کہ احمدی بہائی انکی اس **خدمت** کی پوری قدر کرین انہون نے **دین الحق** نام ایک کتاب لکہی ہے اس کتاب مین انہون نے در اصل **احمدیت** کے درخشان چہرہ کو دکہایا ہے ۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ غیر قومون اور غیر احمدیون مین اسکو کثرت سے شایع کیا جاوے اس کتاب کے پڑہنے سے معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور دوسرے عقاید اسلامیہ کے متعلق کیا کچھ فرمایا ہے مین یقین نہین کرتا کہ اگر کوئی خشیت اللہ سے اسکو پڑھے اور پہر بہی وہ سلسلہ حقہ کی نسبت بدگمانی کرے اس کتاب کے بعد مجھ احمدی اور انکا مذہب لکہنے کی چندان ضرورت نہ تہی مگر اس کتاب کو جو مین الحکم کیساتھ شایع کرتا ہون ، محرکات کچھ اور ہین - جو بعد مین معلوم ہو جائین گے - میر صاحب نے اس کتاب کو نہایت احتیاط اور عمدگی سے طبع کرایا ہے - اور اس کی قیمت ۸ر ہے کتاب مذکور چند روز مین شایع ہو جاوے گی اور اسکا دوسرا حصہ **اظہار الدین** ہوگا ۔

مین پہر تحریک کرتا ہون کہ یہ کتاب کثرت سے شایع ہونی چاہیئے اور درخواستین میر صاحب موصوف کے پاس دہلی جائین ٭

پاک کیفیت اور انشراح صدر اور یقین اور لذت اور محبت اور انس اور ذوق کو پیدا کر دیتا ہے اگر یہ امر نہیں ہے تو پھر دعا اور عبادت بھی ایک رسم اور عادت ہے ہر ایک دعا گو ظاہری طور پر مشکل کشائی کے لئے ہو مگر باطنی ایمانی حالت اور عرفانی مرتبت پر گذر کرتی ہے یعنی اول ہی ایمان اور عرفان میں ترقی بخشتی ہے اور ایک پاک سکینت اور انشراح صدر اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ہمیں عطا کرکے پھر ہماری دنیوی کدورتوں پر اپنا اثر ڈالتی ہے۔ اور جس پہلو سے مناسب ہے اس پہلو سے ہمارے غم کو دور کرتی ہے پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ دعا استجابت میں دعا کہلا سکتی ہے کہ جب درحقیقت اس میں ایک روحانیت ہو اور واقعی طور پر دعا کرنے کے بعد آسمان سے ایک نور اترے جو ہماری گھبراہٹ کو دور کرے ہمیں انشراح صدر بخشے اور سکینت اور اطمینان عطا کرے ہاں حکیم قادر مطلق ہماری دعاؤں کے بعد دو طور سے نصرت اور امداد کو نازل کرتا ہے۔ (۱) ایک یہ کہ اس بلا کو دور کر دیتا ہے جس کے نیچے ہم دبکر مرنے کو تھے (۲) دوسرے یہ کہ بلا کی برداشت کے لئے ہمیں فوق العادۃ قوت عنایت کرتا ہے بلکہ اس میں لذت بخشتا ہے۔ اور انشراح صدر عنایت فرماتا ہے۔ پس ان دونوں طریقوں سے ثابت ہے کہ دعا سے ضرور نصرت الٰہی نازل ہوتی ہے۔

اشاعتِ اسلام

اسلام اور اہل اسلام کی جو ابتر حالت ان دنوں ہو رہی ہے اسکے اظہار کرنیکے لئے مجھ کو کسی لمبی تمہید کی ضرورت نہیں ہے اشاعتِ اسلام کی ضرورت پر میں متعدد مرتبہ اپنے دلی جذبات کا اظہار کر چکا ہوں کہ یہ ایک ایسا ضروری کام ہے جو مسلمانوں کو پوری سعی اور ہمت اور جوش اور پاک اخلاص سے کرنا چاہیے اور جہانتک ممکن ہو سب کے سب ملکر اس فرض کو ادا کریں میں نے اپنے ان خیالات کو تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ مختلف اوقات میں ظاہر کیا دہلی میں دہان کے سربرآوردہ مسلمان اور مولانا شبلی سے اس ضرورت کے متعلق خاص طور پر تحریک اور گفتگو کا بھی موقع ہوا اب جبکہ یہ تحریک مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے میں پھر اس ضرورت کے متعلق اپنی آواز اٹھانی چاہتا ہوں شاہ سلیمان صاحب پھلواری نے روزانہ پیسہ اخبار میں اس عنوان سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور انہوں نے بتایا ہے کہ مسلمانوں کو ملکر اشاعت اسلام کے کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہئیے۔ اور تمام مختلف انجمنیں اور مجلسیں جو بطور خود اس کام کو کر رہی ہیں وہ ایک مرکزی کمیٹی کے ماتحت ہوں اور مختلف انجمنوں کے کاموں کی تقسیم کر دیا جاوے یہ تجویز نرالی اور نئی نہیں ہے بلکہ یہ وہی تجویز ہے جسکو میں نے انجمن خدام المسلمین کی تحریک کرتے ہوئے پیش کیا تھا جب تک اس اصول پر کام نہیں ہوگا کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچنے کا احتمال ہے لیکن سوال یہ ہے کہ علماء کے درمیان جو اپنے ذاتی مناظرے اور جھگڑے ہیں انکا علاج اور اصلاح ہو تو کیونکر ہو؟ تکفیر بازی اور فتوی سازی کی منڈیوں کی رونق انکی گرم بازاری کا موجب ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ

طرفہ دین خالی شد و ہر دشمنے جست از کمین

مذہبی انجمنوں اور مجلسوں سے کبھی کام نہیں ہوا انجمنوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔

لاہور کی انجمن حمایت اسلام اور دلی کی انجمنوں میں جو ایکدوسرے کی مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ مخفی امر نہیں عہدوں پر جنگ۔ اپنی وضع کے ممبروں کی طاقت کی مضبوطی یہ انجمنوں کا ادنی کام ہے۔ اسلئے میں یقین نہیں کرتا کہ کوئی شخص جو محض اخلاص اور نیک نیتی سے اس سوال پر غور کریگا نہیں مان سکتا کہ کبھی نبا وغیرہ ہی کوئی کام چل سکتا ہے۔ اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ انجمن کی ضرورت نہیں اگر میری اس تحریر سے یہ مفہوم پیدا کیا جائے تو یہ سراسر غلط ہوگا میری دانست میں جب تک مسلمان کسی خاص شخصیت کے اثر کے نیچے نہیں رہتے اور تمام انجمنیں اسکے ماتحت نہیں ہوتی ہیں کوئی بات درست نہوگی۔ میں انکی مثال اپنے ہاں کی انجمن اور کمیٹیوں کی دے سکتا ہوں۔ ہماری کل قوم ایک اپنا امام اور مطاع یقین کرتی ہے۔ اور اسکے کل فیصلے اور احکام ناطق ہوتے ہیں انتظامی امور کے لئے ایک انجمن اس کے ماتحت کام کرتی ہے اسکی مثال جب تک مسلمان سب کے سب ایک امام اور پیشوا دین کے ناطق فیصلہ کے نیچے نہیں آئینگے انہیں وہ وحدت اور یگانگت پیدا نہیں ہو سکتی نری کمیٹیوں اور مرکزی انجمنوں سے یہ کام نہیں چلے گا۔ ہاں اگر ایک مذہبی امام کے ماتحت ہو کر ایک مرکزی کمیٹی اور اس کے ماتحت کمیٹیاں ہوں تو یہ اشاعت ضرور مفید اور بابرکت ہوگی۔

بہرحال اشاعتِ اسلام کی ضرورت اور اسکی عملی ضرورت پر غور کرنا اسوقت مسلمانوں کا ایک مشترکہ کام ہے اور اس پر توجہ نہ کرنا سخت غفلت اور برے نتائج کا موجب ہوگا۔

بہرحال جہانتک شاہ سلیمان کی تجویز اشاعتِ اسلام کی ضرورت اور مسلمانوں میں وحدت پیدا کرنیکے خیال سے ہے میں انکی تائید کرتا ہوں۔ باقی اسکی عملی صورت پر غور کرنیکے لئے یہ ہونا چاہئیے کہ اہل الرائے لوگ اس سوال پر بحث کرینگے۔

اسوقت میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کفر فروشی کی منڈیوں کو سرد کر دینا چاہیے۔ ذرا ذرا سی بات پر جو کفر کے فتوے دیئے جاتے ہیں۔ اور رفع یدین کے کرنے یا نہ کرنے پر جو مقدمہ بازی ہوتی ہے۔ اسے روک دو۔ مسیح کی وفات اور آسمان پر اڑ جانیکے متعلق جو کفر بازی ہو رہی ہے اس کو رجوع کرو۔

اور صدق و اخلاص کے ساتھ قدم اٹھاؤ مسلمانوں کو کافر بنانے کی بجائے کافروں کو مسلمان کرنے اور مسلمانوں کو مسلمان رہنے دینے کی کوشش کرو کہ آج اسی کی ضرورت ہے۔

اگر مسلمانوں میں عملی روح پیدا ہو جائے اور انکی اعتقادی اور عملی غلطیاں دور ہو جائیں تو اسلام کی کامیابی میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہو سکتا

اٹھو اور قدم بڑھاؤ

سب سے زیادہ اشاعت اسلام کے کام سے خوش ہونے والی جو قوم ہے۔ وہ احمدی قوم ہے اور اس تجویز کو جو اشاعت اسلام کے لئے کی [illegible] اپنے مجدد اعظم میں اسلئے کہ وہ اسی شاق کی طرف [illegible] گذر لینا ہو رہی

روئے زمین کے مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کرو

وہ دن بڑا ہی مبارک ہو جب اس بشارت کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھینگے اگر سچ مچ اسلام کی اشاعت کا جوش ہو تو ملکر یہ قدم اٹھاؤ اور خدا تعالیٰ کی رسی کو پکڑ لو خسران اسلام کا سد باب [illegible] شاہ گرفتہ ان پا [illegible] امام۔

اخبارات کا نیا قانون

آخرکار ۱۰- فروری سنہ ۱۹۳۲ء کو اخبارات کا نیا قانون پاس ہو گیا قانون مذکور کے ذریعے اخبارات کی بے قیدی اور آزادی کو اصول ایک تہہ وابستہ کر دیا گیا۔ ہر چند آزاد نکتہ چینی جو قانون اور اخلاق کے حدود کے اندر ہو۔ وہ کبھی بھی بند نہیں کیجاتی اور نہ اسے کوئی آزاد اور مہذب گورنمنٹ روکنا پسند کرتی ہے۔ تاہم اس میں کوئی بھی کلام نہیں۔ کہ بعض شوریدہ سر اور غیر ذمہ وار لوگوں نے اسکے ناجائز استعمال سے یہانتک نوبت پہنچا دی تھی کہ اب اخبار نویس کے کندہوں پر ایک تلوار لٹکتی رہے گی۔

بہ حیثیت ایک اخبار نویس کے اس قانون کے اسقدر جلد پاس ہو سکنے جانیکو میں خوشی اور مسرت سے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن جب میں اسکے نتائج کا تصور کرتا ہوں۔ تو ایک پہلو سے مجھے ازبس مسرت ہوتی ہے۔ اور دوسرے پہلو سے بیحد افسوس۔

خوشی کا پہلو تو یہ ہے کہ ہمارے سید و مولا امام حضرت مسیح موعود نے ۲۲- ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء کو ایک درخواست گورنمنٹ ہند کے پاس بھیجنی چاہی تھی کہ جس کے رو سے مناظرات کی اصلاح ہو سکتی تھی اور موجودہ طریق مناظرہ سے جو بدامنی اور برے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ سب کے سب دور کئے جاتے تھے لیکن بعض اندرونی رکاوٹوں نے اس درخواست کو گورنمنٹ آف انڈیا تک پہونچنے نہ دیا۔ اس درخواست کے رو سے یہ بھی چاہا گیا تھا کہ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کو وسیع کیا جاوے۔

اگر اسوقت یہ قانون پاس ہو جاتا تو مذہبی مناظرات اور ایکدوسرے کے خلاف تقریروں اور تحریروں کا جو موجودہ خطرناک رویہ ہے وہ بند ہو گیا ہوتا۔ مگر قدرت نے اس کام کو ایک دوسرے وقت کے لئے رکھا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے جب اس درخواست کو عام مسلمانوں کے دستخطوں کے لئے پیش کیا۔ تو ہزاروں دستخط اس پر ہو چکے تھے اس کے ساتھ ہی آپ نے مختلف مذاہب کے لیڈروں اور سرگروہوں کو نوٹس دیا۔ کہ وہ امن عامہ کو قائم رکھنے کے لئے اس طریق کو مذہبی مناظرات میں اختیار کریں جو احقاق حق کا ہو سکتا ہے۔ مگر اسوقت کسی نے توجہ نہ کی پھر بھی جب یہ طریق مناظرہ اپنے برے نتائج کو پیش کرنے لگا تو میں نے الحکم کے ذریعہ اس نوٹس کی تجدید کی اور مذہبی اخبارات سے چاہا کہ وہ خدا کے لئے اپنی روش کو بدلیں۔ مگر انہوں نے اپنی رونق کو کم ہوتے دیکھکر گوارا نہ کیا کہ اس بدزبانی کے طریق کو چھوڑیں۔

مگر اب اس قانون نے کسی قوم یا فرقہ یا مذہب کے خلاف عناد و دشمنی کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ اور ایسے اخبارات اور رسالجات جو اپنے رویہ سے ظاہر کرینگے۔ کہ وہ جائز نکتہ چینی کے اصول کو چھوڑ کر محض عناد اور دشمنی کے پہلو سے کسی مذہب پر حملہ کر رہے ہیں وہ اس قانون کے رو سے قابل مواخذہ ہونگے۔

پس اس لحاظ سے کہ جو ہم اور ہمارا امام سنہ ۱۸۹۵ء سے مذہبی قوموں اور جماعتوں سے چاہتا تھا۔ کہ وہ باہم ایک امر کے اصول پر متفق ہو جائیں وہ اللہ تعالے نے جدید پریس ایکٹ کے ذریعہ پورا کر دیا ان مذاہب کے حامیوں پر بہت وارد ہو جائے گی۔ جو صرف دوسرے مذاہب کے پیشواؤں اور ہادیوں پر محض گالیوں کی بوچھاڑ کرنا جانتے ہیں اور حقائق اور معارف سے تہیدست ہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے یہ موسم بہار آگیا ہے۔ وہ اسلامی حقائق اور معارف کو دنیا کے سامنے رکھیں گے۔ اب دیکھا جائیگا۔ کہ دوسرے مذاہب کے حامی اس میدان مقابلہ میں دنیا کے سامنے کیا رکھتے ہیں

پس اس لحاظ سے ہمیں اس قانون کے پاس ہونے سے بہرحال خوشی ہے۔ اور اس پہلو سے بھی ہم خوش ہیں کہ ہم ہمیشہ سے امن اور فرمانبرداری اور وفاداری کے اصولوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے محض نادانی سے امن عامہ کے خرمن میں آگ لگا جاتا تھا۔ اور انہوں نے اپنے خیرخواہوں کی ناصحانہ باتوں کو نہ سنا اب وہ کم از کم قانون کے خوف سے ہی خاموش ہونگے اور اس طرح پر ہم پر آتش دل کے بہت زیادہ حصہ سینے کے قابل ہونگے [illegible] ہر طرح سے امن ہوگا چونکہ اس پہلو سے [illegible] اور مطلب پورا ہوتا ہے اسلئے ہم ہر طرح سے اطمینان ظاہر کرتے ہیں لیکن جس حالت اور صورت میں کہ آزادی کو بہت ہی محدود کر دیا گیا ہے۔ اور بعض فقرات نہایت مبہم ہیں اور اخبار نویسوں کو تار اس قانون کے رو سے کم ہو جائیگا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے نامہربان دوستوں کی کرتوت پر افسوس اور رنج ظاہر نہ کریں جو اس قانون کے نفاذ کا موجب ہوئے ہیں اخبارات کی آزادی کچھ شک نہیں اس قانون کی رو سے کچل دی گئی ہے۔ مگر خدا کرے کہ جس غرض کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے وہ پوری ہو یعنے انارکزم کا استیصال ہو اگر انارکزم محض اخبارات کی تحریر کا نتیجہ ہے تو کچھ شک نہیں کہ وہ دب جائیگا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انارکی کی تحریک صرف اخبارات سے نہیں ہوتی۔ بلکہ مخفی سوسائٹیاں اس کی تعلیم کیلئے موجود ہیں اور انہیں کا اثر ہے۔ کہ نہایت خفا کانہ وارداتیں ہوتی ہیں۔

بہرحال یہ قانون ہمارے لئے بہ حیثیت ایک احمدی مسلمان اور ایک مذہبی مبلغ ہونیکے ہر طرح سے قابل اطمینان ہے۔ ہم ملک میں امن چاہتے ہیں جس طرح پر قائم ہو سکتا ہے مبارک ہے۔

میں آخر میں ایسے آریہ اخبارات کو توجہ دلاتا ہوں کہ اب انکے مذہب کی حقیقت کے اظہار کا وقت آیا ہے۔ اگر فی الحقیقت وہ اپنے اندر کوئی اعلی درجہ کی تعلیم رکھتے ہیں جو انسانی نفوس کے تزکیہ اور تصفیہ کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ تو اسے پیش کرنا پڑیگا۔

اسلام کی صداقت کے اظہار کا وقت آ پہونچا اور خدا تعالے کے فضل سے وہ سلسلہ بھی شروع ہو گیا جسکی دیر سے انتظار تھی قرآن کریم کی اعلی درجہ کی تعلیم اور اسکے حقائق و معارف پبلک میں پیش ہونگے۔ اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے انکا موازنہ ہوگا اور اس طرح پر

کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا۔

قانون کا خوف ان لوگوں کو ہونا چاہیئے جو ایکی خلاف ورزی کیلئے جذبات رکھتے ہوں جو قوم اور اخبارات اپنے سالہا سال کے روش اور رویہ سے کہا چکے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کے لائل اور وفادار اہل ملک کیلئے ان کے سچے محب ہیں انہیں اس سے کیا اندیشہ؟

مقامی ذمہ وار حکام سے امید ہے اس قانون جدید کے رو سے اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے پوری فراخ حوصلگی سے کام لیکر پریس کو حقیقی اصلاح کا موقعہ دینگے۔

بالآخر ہم [illegible] پاس کیا ہو ہے اگر کسی قسم کا شکوہ کرینگے تو

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی
[illegible] غرض دار الامان بینی

قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

نمبر ۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۴ صفر سنہ ۱۳۲۸ ہجری | جلد ۱۴

الحکم مفت دیا جاوے

غیر احمدیوں اور غیر مذاہب کو

توسیع اشاعت الحکم کی طرف ابھی تک توجہ نہیں ہوئی کہ خاموشی بھی نہیں ہی لیکن توسیع اشاعت کا کام ایک دن کی عملی کارروائی سے نہیں چل سکتا۔ پچھلے اکیدو اشاعتوں میں اس ضرورت کو کھولکر بتا دیا ہے اور اسپر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں رہنی چاہیئے۔ کیونکہ بار بار ایک ہی امر کو دوہرانا شاید قومی حمیت اور مذہبی غیرت کے جذبہ کو عملی رنگ میں کمزور بنانا ہے جو خدا کے فضل سے احمدی قوم میں پیدا ہو رہا ہے۔

مخالفین جس جس رنگ میں اپنا زہر پھیلانا چاہتے ہیں اسکے انسداد کیلئے ایسی بات کی ضرورت ہے کہ ہماری تبلیغ و اشاعت کا دائرہ وسیع ہو اور غیر احمدیوں اور غیر مذاہب کے لوگوں میں الحکم کی اشاعت سردست مفت کر دیجاوے یا برائے نام قیمت پر اسلیئے تجویز کیگئی ہے۔ کہ ایسے تمام اخبارات جو مفت جاری کرائیجاویں وہ عہ سالانہ کے حساب سے جاری کر دیئے جاویں جو لوگ سلسلہ کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ وہ اسوقت ہمت سے کام لیں اگر سال بھر اندر وہ اس ذریعہ سے ایک شخص کو بھی راہ راست پر لا سکے تو انکے لئے اس سے بڑھکر سعادت اور خوشی کیا ہوگی وہ خود ہی الدال علی الخیر کفاعلہ اسکے اعمال حسنہ کے ثواب سے فائدہ اٹھائینگے۔ جو لوگ الحکم کی اعانت کے لیئے دو روپیہ فنڈ کھولنے کی تجویز کرتے تھے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس موقع پر ہمت سے کام لینگے اور جسطرح بھی ممکن ہوگا اس مفت اشاعت کے سلسلہ کو وسیع کرینگے سردست ایکسال کیلیئے اسکا تجربہ کرنا چاہیئے میں کوشش کرونگا کہ اس مفت اشاعت کے نتائج رپورٹ کی صورت میں شائع کئے جاویں اس تحریک کو اگرچہ ایک حد تک پچھلی اشاعت میں کر دیا گیا تھا مگر میں عملی طور پر آج اسکو شروع کرتا ہوں اور سب سے اول اپنی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ کارخانہ الحکم کی طرف سے ۲۰ اخبار ایسے لوگوں کے نام مفت جاری کر دیئے جائینگے جو غیر احمدی ہوں یا عیسائی یا کوئی اور مذہب رکھتے ہوں میں ایسے لوگوں سے صرف اس امر کا اقرار چاہتا ہوں کہ وہ اخبار کا ہر پرچہ پانچ آدمیوں میں بیٹھکر سنا دیا کریں ایسی آنیوالی درخواستوں کے لئے یہ التزام نہو سکیگا کہ شروع سال سے کل پرچے انہیں بھیجے جائیں بلکہ اسوقت سے انکے نام الحکم جاری ہوگا۔ جب انکی درخواست آئے گی۔

میں نے بالکل سادہ الفاظ میں اپنا مطلب ادا کر دیا ہے آیندہ اس صفحہ پر ایسے جاری ہونیوالے اخبارات اور اس فنڈ میں مدد دینے والے دوستوں کی فہرست شائع ہوتی رہے گی۔ وباللہ التوفیق

اسی سلسلہ میں میں اپنے مخلص بھائی اور الحکم کے سچے قدردان بابو عبد المجید سپرنٹنڈنٹ پٹیالہ کی قابل تقلید اعانت کو پیش کرنا چاہتا ہوں بابو عبد المجید ایک روشن خیال اور سلسلہ کے مخلص خادم ہیں۔ انہوں نے الحکم کی اعانت کیلیئے دس روپیہ خرید کتب کے لیئے بھیجے تھے اب انہوں نے سلسلہ کی کچھ کاپیاں بعض ان قابل اور فہیم مستورات کو بھجوائی ہیں۔ جو احمدی نہیں ہیں اور اخباری اور علمی اور مذہبی مذاق رکھتی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ طریق انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ وہ دوست جو الحکم کیلیئے ہر طرح کی غیرت اور ہمدردی اپنے سینہ میں رکھتے ہیں ایسے مفید راہوں سے الحکم کے وجود کو زیادہ مفید اور اسکی موجودہ مشکلات میں اس کے مربی ثابت ہو سکتے ہیں اب خاموشی کا وقت نہیں کچھ کرنا چاہیئے۔ الحکم کے مالی مشکلات آپ کی دلی توجہ چاہتے ہیں ؛

مطبع انوار احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک ایڈیٹر کے چھپکر شائع گشت ؛

حضرت مسیح موعود مغفور کے کلمات طیبات

مسئلہ دعا کے متعلق کچھ اور

قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک روحانی قانون قدرت ہے کہ دعا پر حضرت احدیت کی توجہ جوش مارتی ہے اور سکینت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے۔ اگر ہم ایک مقصد کی طلب میں غلطی پر نہ ہوں تو وہی مقصد مل جاتا ہے۔ اور اگر ہم اس خطار کار بچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کی ٹکڑہ مانگتا ہے۔ اپنی دعا اور سوال میں غلطی پر ہوں تو خدا تعالیٰ وہ چیز جو ہمارے لیے بہتر ہو عطا کرتا ہے اور باایں ہمہ دونوں صورتوں میں ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے۔ کیونکہ ہم دعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہیں۔ اور ایسا یقین بڑھتا ہے کہ گویا ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور دعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتدا سے اور جبسے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کیلئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اسکا **کوئی مخلص بندہ** اضطرار اور کرب اور قلق کیساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لیے مصروف کرتا ہے تب اس **مرد فانی** کی دعائیں فیض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جنسے کام بنجائے۔ یہ دعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ انسان **خدا میں فانی ہوتا ہے** اور دعا کرنے کے وقت میں حضرت احدیت وجلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اسوقت وہ ہاتھ اسکا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اس ذو الجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے۔ جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے دعا کرنیوالوں کے لیے آسمان زمین سے نزدیک آجاتا ہے۔ جو دعا قبول ہو کر مشکلکشائی کیلئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں اور انکا علم **پیش از وقت** دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ میخ آہنی کی طرح قبول دعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔ سچ یہی ہے اگر یہ دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارہ میں **حق الیقین** تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ کیساتھ کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق و صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے۔ تب وہ زندہ خدا اسپر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے دعا کی ضرورت صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطلب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونیکے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ اس سچے ذو الجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا۔ جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہیں۔ نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے۔ مگر اسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوند ذو الجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلی کرتا اور **انا القادر** کا الہام انکے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کیونکہ اور کہاں سے اسکو حاصل ہوئے بلکہ صرف تدبیروں پر زور مارنیوالا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہیں کرسکتا کہ یقیناً و حقاً خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے اسکے مقاصد کو اسکے دامن میں ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے جو شخص دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر کسی کامیابی کی بشارت دیا جاتا ہے۔ وہ اس کام کے ہو جانے پر خدا تعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت میں قدم آگے بڑھاتا ہے اور اس قبولیت دعا کو اپنے حق میں ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے۔ اور اسی طرح وقتاً فوقتاً یقین سے پر ہو کر جذبات نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے۔ کہ گویا صرف ایک روح رہجاتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہیں دیکھتا۔ وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بیشمار دولت اور مال اور اسباب تنعم کے دولت حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیاں اسکے دل پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالتیں بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے۔ غرور اور تکبر میں بڑھتا جاتا ہے خدا تعالیٰ پر اگر اسکو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا **مُردہ ایمان** ہوتا ہے جو اسکو نفسانی جذبات سے روک نہیں سکتا۔ اور حقیقی پاکیزگی بخش نہیں سکتا۔

یہ بات یاد رہے کہ اگرچہ قضا و قدر میں سب کچھ مقرر ہو چکا ہے۔ مگر قضا و قدر نے علوم کو ضایع نہیں کیا۔ سو جیسا کہ باوجود تسلیم مسئلہ قضا و قدر کے ہر ایک کو علمی تجارب کے ذریعہ سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ بیشک دواؤں میں خواص پوشیدہ ہیں اور اگر مرض کے مناسب حال کوئی دوا استعمال ہو تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیشک مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی علمی تجارب کے ذریعہ سے ہر ایک **عارف** کو ماننا پڑتا ہے۔ کہ دعا کا قبولیت کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ سو ہم اس راز کو معقولی طور پر دوسروں کے دلوں میں بٹھا سکیں یا نہ بٹھا سکیں۔ مگر کروڑہا راستبازوں کے **تجارب** نے اور خود ہمارے **تجربہ** نے اس **مخفی حقیقت** کو ہمیں دکھلا دیا ہے۔ کہ ہمارا دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے۔ اور فضل اور رحمت الٰہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ **نماز کا مغز** اور روح بھی دعا ہی ہے۔ جو سورہ فاتحہ میں ہمیں تعلیم دیگئی ہے۔ جب ہم **اهدنا الصراط المستقیم** کہتے ہیں تو اس دعا کے ذریعہ سے اس نور کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے اترتا اور دلوں کو یقین اور محبت سے منور کرتا ہے۔

بعض لوگ جلدی سے کہدیتے ہیں کہ ہم دعا سے منع نہیں کرتے بلکہ دعا سے مطلب صرف عبادت ہے جسپر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے۔ کہ ہر ایک عبادت جسکے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے **روحانیت** پیدا نہیں ہوتی اور ہر ایک ثواب جسکی **محض خیال** کے طور پر کسی آیندہ زمانہ پر امید رہی جاتی ہے۔ **وہ سب** خیال باطل ہے حقیقی عبادت اور حقیقی ثواب وہی ہے۔ جسکے **اسی دُنیا** میں انوار اور برکات **محسوس** بھی ہوں ہماری پرستش کی قبولیت کے آثار یہی ہیں کہ ہم **عین دعا کیوقت میں** اپنے دل کی آنکھ سے مشاہدہ کریں کہ ایک تریاقی نور خدا سے اترتا اور ہمارے دل کے زہریلے مواد کو کہوتا اور ہمارے پر ایک شعلہ کی طرح گرتا اور فی الفور ہمیں ایک

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی کی ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات جو کہ اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس

دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے

کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بھی ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔

حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی

مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے خدا کا شکر ہے۔ کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے۔

نوٹ:۔ ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوت کو ترقی دینے والی بہی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل عہ نصف بوتل ۱۲ عہ

فہرست ادویات مفت:۔

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے:۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہیڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تہا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تہی اور آجتک دو لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت کبہی ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے بیچنے والے کو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی این صاحب ورانڈین میڈیکل ... حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ ... کو ... کے گودے یا فاسفورس کو جمع کر کے خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جلا کر ... ہر انسان کو ایسا صحیح تندرست بنا دیتا ... نہ اگر تلوار میں بھی ... ہی پٹ کر ہے آب ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور ... سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روزانہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ ... روح حیات ... انسان کی دوبارہ زندگی کے لیے لاثانی دوا نہیں بچپن کی ... زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں جو غیر اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض ... پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں انکے لیے روح حیات تریاق یا تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ ... ہے۔ جو دو دن میں ہی قوت بحولیت کو بڑہانا شروع کر دیتی ہے چہرے میں رونق دائمی حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت خواہشات اور تعیشات کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلیئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزول کو جوانمرد جوان کو متانا اور بوڑہے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ ۲ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ جو ہمارا روغن دافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کر کے معزولہ طاقت کو بحال کر دیتا ہے۔ اور گئے گزرے مریض نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ ۴ عہ

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

... کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

نا پائدار ... ملے پالش شدہ واپسی کی شرط پر جبکہ استعمال کیا جائے قیمت نہایت ہی ارزاں

دیسی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ	ڈبل سُرفولڈنگ ہارمونیم باجہ	ہارمونیم سیکھنے کی کتب
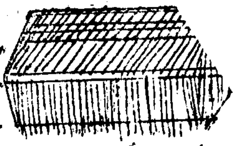 بلند لون کیلئے مفید جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیئے۔ ایسین سر کا ایک سٹ ہوتا ہے۔ قیمت درجہ اول ... درجہ دوئم ...	ہاتھ اور پاؤن سے بجتا ہے۔ ۴	چراغ ہارمونیم ۱۲ ؍
ڈبل سُر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ	خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ...	رہبر ہارمونیم ۱۲ ؍
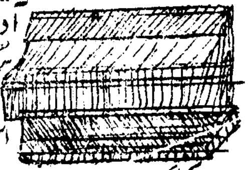 آواز نہایت سُریلی و بلند اس باجہ مین ڈبل ...	درجہ دوم ... نوٹ: ہمراہ فرمایش ہر ایک ...	ہارمونیم استاد ۸ ؍
سروں کے لگے ہوئے ہیں قیمت ...		طبلہ ہارمونیم ۴ ؍
		ہارمونیم درپن ہر دو حصہ ۸ ؍
		ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ ۸ ؍
		ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب ۸ ؍
		طبلہ سیکھنے کی کتاب ۸ ؍
		ستار سیکھنے کی کتاب ۵ ؍

... منگانے چاہیں ... مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹیڈ لاہور

تمام درخواستین ذیل کے نام بنام منیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ پیسہ اخبار ...

قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے اسوقت تک پانچ پارے ... قیمت ہر ایک ؏

تفسیر سورۂ بقر مکمل ہے تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

انتہا رنگی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہین چلتا ہے ہم پہلے دم! مفت دیتے ہین۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ ہمارا اسمین بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہمنے اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جسکے چند روزہ استعمال سے امراض ... قوائے تناسل انشاء اللہ تعالےٰ فوراً دفع ہوتی ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا۔ کہ لکھہ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہین۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہائیں انشاء اللہ اسکو پائیے قیمت چھ ماشہ عہ

سُرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریونکو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ؏

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریونکو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴؍

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑہ ضلع دہلی

محب اطفال دوسرا نام اسکالٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صدہا دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرستی کو کیا ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار اور تندرست ہے۔ فروخت سب دوا کے ہاں موجود ہیں نشان ماہی گیر ایملشن جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت نشان ہے۔ ہاتھ سے نہین جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لندن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسانی طور پر سمجھانیکے لیئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم ازکم ایک پارہ ... شائع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ مین تفسیری نوٹ ہین جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق ومعارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ مین حضرت خلیفۃ المسیح کے درس

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

عمرش دراز باد

حضرت امیرالمومنین مدظلہ العالی کا عہد ترقیوں کا عہد ہے۔ قوم کی اندرونی حالت میں بہت بڑی خدا کے فضل سے عملی اصلاح ہو رہی ہے۔ مستورات میں قرآن مجید سے خاص محبت اور اسکے سمجھنے اور عمل کا جوش پیدا ہو رہا ہے حضرت کو خاص مستورات کو دو جدا جدا درس قرآن مجید کے دینے پڑتے ہیں اور مردوں میں بھی قرآن مجید کے دو درس ہو گئے ہیں۔ ایک بعد الفجر ایک بعد العصر۔ جمعہ کی نماز میں مستورات کثرت سے شریک ہونے لگی ہیں ایکدن آپنے مستورات کو درس دیتے ہوئے رشل اصلاح کا ایک عجیب نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور باہم جھگڑا نہ کرنا میاں بیوی کا باہم جھگڑا گویا جنت سے نکل جانا ہے۔ اگر تم بہشت کا آرام چاہتی ہو۔ تو اپنے گہروں میں میاں کیساتھ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرو۔

حضرت کی صحت الحمدللہ عمدہ ہے حضرت مسیح موعود کا خاندان بھی فضل ربی کا ثناخوان ہے۔

توسیع مسجد

مسجد جامع کی توسیع نے مسجد کی شان کو دوبالا کردیا ہے۔ نہایت شاندار کمرہ جنوبی پہلو میں تیار ہو گیا ہے۔ جلسہ پر آنیوالے احباب مسجد کی اس شان کو دیکھکر انشاءاللہ ضرور محظوظ ہونگے مسجد کی ترقی سلسلہ کی ترقی کی خوشگوار نسیم ہے اور میں تو دیکھتا ہوں کہ جمعہ میں مسجد جامع میں اور دوسری نمازوں میں مسجد مبارک میں جگہ نہیں ملتی۔ مسجد مبارک اپنی توسیع کی ضرورت زبان حال سے بیان کر رہی ہے۔ اللھم زد فزد

تعمیر بورڈنگ ہوس

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام نئی زمین میں الحمدللہ شروع ہوگیا۔ مسجد امیرالمومنین کے لئے داغ بیل لگا دیا گیا۔ جلسہ تک بہت سے کام کے ہوجانیکی توقع ہے۔ میں شکرگزاری کیساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ انجمن کے ذمہ وار بزرگ میری پیش کردہ راؤں پر توجہ فرماتے ہیں مسجد جامع میں مستورات کی نماز کیلئے منارۃ المسیح کے زیر سایہ ایک چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر میں ذیل کی تجویز پیش کرتا ہوں۔ اور شکریہ کے بعد از دیاد نعمت توفعل زبانی بھی ہے۔ اسلئے کیوں میں یقین نہ کروں کہ اس تجویز پر غور نہ کیا جاویگا۔ میں کہتا ہوں کہ شوکت اسلام کے اظہار کی غرض اور نیت سے امیرالمومنین کی مسجد کا بنیادی پتھر ایام جلسہ میں حضرت امیرالمومنین ہزاروں انسانوں کے سامنے رکہیں اور ابراہیمی سنت کے موافق اس مسجد کی تعمیر میں سب احباب اس دن حصہ لیں۔ یہ نظارہ جسقدر موثر اور اسلامی عظمت کے اظہار کے لیئے دلچسپ ہوگا اسکا تصور بھی خوش کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس اثنا میں بورڈنگ ہوس کا کام جاری رہے۔ امید ہے صیغہ تعمیرات اسپر توجہ کریگا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ سلسلہ کے تمام افراد اس تجویز پر اظہار مسرت کرینگے اس کیساتھ ہی یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد جامع کے جنوبی پہلو کے اندر ایک کتبہ اسکے سن تعمیر کا ضرور لگا دیا جاوے تاکہ آنیوالی قوم سلسلہ کی ترقیوں کی دلچسپ تاریخ سے فائدہ اٹھاوے ایسا ہی مسجد مبارک کے شمالی اور اصلی پہلو میں جو حضرت اقدس کا تعمیر کردہ ہے۔ وہ الہامات اور تحریرات جو مسجد مبارک کے متعلق ہیں جلسہ سے پہلے درج ہو جائیں۔

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ بہت قریب آ رہا ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ کثرت سے جمع ہوں اور سلسلہ کی ضروریات پر توجہ فرمائیں اور حضرت امیرالمومنین کی صحبت سے روحانی فائدہ اٹھائیں پھر صدی روپیہ فنڈ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اس فنڈ کی تکمیل کی طرف اگرچہ قوم نے پوری توجہ نہیں فرمائی تاہم کم بیش رقوم اس مد میں آتی رہی ہیں۔ کیا امید نہیں کرنی چاہیے کہ اس جلسہ پر کم از کم صدی روپیہ فنڈ کا صد ہزار تو پورا کر دیا جاوے یہ فنڈ خاص طور پر ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لیئے مخصوص کیا جاویگا جیسا کہ مینے تحریک کرتے وقت بھی اسکا ذکر کیا تہا۔ جو لوگ ممالک غیر میں وفود کے سلسلہ کا اجرا بہت جلد دیکہنا چاہتے ہیں۔ وہ توجہ کریں اور اس فنڈ کی تکمیل کیلئے سعی کریں جلسہ کے پروگرام کے لیئے میں انجمن کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس امر کا لحاظ رکہا جاوے۔ کہ قومی ضروریات اور ان ضروریات میں سے اہم اور پیش پا افتادہ ضروریات اور انکے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنیکے لیئے کافی وقت لیا جاوے مدرسہ بہت بڑی کامیابی کا ایک انسٹی ٹیوشن ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر قوم اپنے بچوں کو لازماً یہاں بہیجنا منظور کرلے اور یہ قومی فیصلہ ہو جاوے کہ جو بچے تعلیم کے قابل ہوں۔ وہ یہاں بہیجے جاویں تو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ میں فیس کی آمدنی اتنی بڑھ سکتی ہے کہ مدرسہ کے اخراجات کا بہت بڑا حصہ نکل آوے اور دوسری طرف لڑکوں کی بیشی سرکاری گرانٹ کو بڑہائے گی اسلیئے میں احمدی بزرگوں کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو سالانہ جلسہ پر ساتھ لے آئیں جو داخل مدرسہ ہوں کیونکہ سال نو بھی یکم اپریل سے شروع ہوگا۔ اور اس طرح پر کوئی ہرج تعلیمی بھی واقعہ نہ ہوگا۔ یہ بخوبی سمجھ لیا جاوے کہ جسقدر طلبا کی ترقی ہوگی اسی قدر قومی نشوونما اور مدرسہ کی امداد میں ترقی کا پہلو نکلے گا۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام کی طرف خاص توجہ ہو رہی ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ انجمن اس کو بھی مدنظر رکہے گی۔ کہ مدرسہ کی اندرونی انتظامی ترقی کے لیئے غالباً اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ مینجر مدرسہ للہ کام کرنیوالا الگ ہو جانا چاہیئے۔ جو مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کا گونہ سپروائزر ہو۔ اس سے جہان مدرسہ کی عظمت میں ترقی ہوگی وہان انتظام میں تقسیم محنت کے اصول کیوجہ سے سہولت اور عمدگی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر کا زیادہ وقت تعلیمی نگرانی اور ترقی میں صرف ہوگا

سزا

مدراسی برہمن جسکی کرتوت کا ذکر کسی دوسری جگہ کیا گیا ہے۔ حد درجہ کا محسن کش اور احسان فراموش ثابت ہوا وہ سینیٹری انسپکٹر تہا اور گورنمنٹ نے اسے سرکاری خرچ پر ولایت تعلیم کے لیئے بہیجا تہا تاکہ وہ سپرنٹنڈنٹ حفظان صحت بن سکے اس برہمن دیوتا نے پاجی پن کا جو ثبوت دیا ہے وہ مدن لال ڈھینگرا کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ ارجن نے برہمن دیوتا کی اس کرتوت کا ذکر کرتے ہوئے نہیں بتایا کہ وہ برہمن ہے بہرحال ایسے ۴ ½ سال کی سزا ہوئی خان بہادر شمس العلما کے قاتل کو پہانسی کی سزا دیگئی۔ اچھا ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خط

"مدرسہ الٰہیات کے سکرٹری کے نام"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

مکرم معظم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

ہندوستان میں جہانتک مجھے علم ہے یہ چند لوگ الٰہیات کے مختلف شاخوں پر بحث کرنیوالے گزرے ہیں اور ہیں۔

پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جنہوں نے ازالۃ الخفا اور قرۃ العین شیعوں کے مقابلہ میں اور حجۃ اللہ البالغہ اور خیر کثیر جیسی کتابیں لکھی ہیں انکے بعد شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ اور رجوم الشیاطین جیسی کتابیں شیعوں کے مقابلہ میں تصنیف کیں انکے آخر مولوی حیدر علی مرحوم تھے لکھنو کے مجتہدوں اور علماء میں میر حامد حسین اور انکے بھائی اور انکے والد گزرے ہیں جنہوں نے تشئید المطاعن استقصاء الافہام اور عبقات الانوار جیسی وسیع کتابیں لکہیں مگر یہ مباحثہ اسلامی فرقوں میں محدود تہا۔

عیسائیوں کے مقابلہ میں استفسار اور اظہار الحق سید آل حسنؓ اور مولوی رحمت اللہ کی مبارک تصنیف اپنے وقت میں اپنا نظیر آپ ہی تہی استفسار اور اظہار الحق کی محنت کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے مگر مسلمانوں نے ان دونوں کتابوں سے بہت کم فائدہ اٹھایا۔

اب ان کے بعد مولوی محمد علیؓ صاحب کانپوری کی پیغام محمدی و دفع التلبیسات اور مراسلات چودہری مولا بخش اور سید احمد خان بہادر اور مولوی مہدی علی صاحب کی تصنیف بھی کچھ کم قابل قدر نہیں آریہ کا جدید مذہب انکے مقابلہ میں حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی کے چہوٹے چہوٹے رسائل بہت ہی مفید اور بابرکت ہیں مگر ہمارے علماء نے ایسے سلم الثبوت عالم کی تصنیف سے بھی کم ہی فائدہ اٹھایا آخر حضرت مرزا صاحب نے براہین جنگ مقدس سرمہ چشم آریہ ست بچن چشمہ معرفت میں ان مباحثات کو قلع قمع کرنیکے لئے جو کام کیا اس سے فائدہ اٹھانیوالے بہی ہمارے علماء میں تہوڑے ہیں اگر میں اسلئے کہ تحدیث نعمۃ اللہ بہی ضروری ہے اس تحدیث کو مدنظر رکھکر یہ کہوں کہ تیرہ سو برس میں جو مناظرے مخالفین سے ہوئے ہیں ان میں اپنے دشمنوں کے مقابل اور قرآن کریم کے منکروں کے سامنے قرآن کریم ہی کے ذریعہ دشمن کو جواب دینے کیلئے جو توفیق مجھے ملی ہے اور وہ فصل الخطاب

نورالدین ابطال الوہیت مسیح تصدیق براہین احمدیہ کے ذریعہ سے کسی قدر ظاہر ہو چکی ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے ان تمام چیزوں سے کم فائدہ اٹھایا ہے تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم انکے نزدیک ایک کیسے بے ایمان اور اسلام کے دشمن ہیں اور ہماری کتابوں کا دیکھنا بھی نہیں کرتے وہ لاشے محض ہیں۔ بلکہ مضر اور سخت مضر ہیں تفسیر کبیر نے قالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیئ و قالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیئ کے نیچے ایک بڑا قابل قدر نکتہ لکھا ہے۔ امام رازی کو امام یقین کرنیوالے لوگ اگر چاہیں تو اس سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔

ہندوستان سے باہر جو کچھ کہ مجھے معلوم ہے شیخ ابن تیمیہ نے عیسائی مذہب کے مقابل الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح اور شیعوں کے مقابل منہاج السنۃ اور اس سوال کے جواب میں کہ نقل صحیح اور عقل صریح دونوں کی مخالفت نہیں ہو سکتی کتاب درء تعارض العقل والنقل چار پانچ جلد میں لکہیں جو خدا کے فضل سے ان دنوں چہپنی بہی ہمارے سامنے ہیں اور یہ بہت بڑا فضل جناب الٰہی کا ہے اور انکے تلمیذ شیخ ابن قیم نے ہدایۃ الحیارٰی فی رد علی الیہود والنصاریٰ اور نیز ایسی کتابیں لکھکر اسلامیوں پر بہت احسان کیا ہے ہمارے ملک میں جس علم کلام کی اسوقت ضرورت ہے وہ صرف پانچ قوموں کے ساتھ ہے برخلاف جنگ کے[1] اول عیسائی مسیحی لوگ انکا ایک مسئلہ الوہیت مسیح اور کفارہ اور پھر انکی یہ آزادی کہ ان پر کوئی شریعت حکم رانی نہ کرے بس تین مسئلے ہیں جن پر ہمیں مباحثہ کی ضرورت ہے - اور اسلامیوں پر جو یہ الزام دیتے ہیں کہ ہم انکے اس مجموعہ کے مصدق ہیں۔ اسکا جواب دینا ہے۔

دوم - آریہ ہیں جو قدم ارواح قدم مادہ قدم زمانہ قدم فضا اور تناسخ کے سوالے ہیں[2] سوم برہمو جو نبوتوں اور ملائکہ اور بہشت و دوزخ کے انکار کرنیوالوں میں ہیں۔ چہارم جینی جو ہستی باری کے منکر ہیں[3] پانچویں کالجوں سے نکلے ہوئے بعض آزاد طبیعت جو بہت ہی جلد صداقت کے ماننے کیلئے تیار ہیں۔ صرف انکو یہ دہوکا ہے۔ اور شاید حق بجانب بہی ہیں۔ کہ پرانی طرز کے علماء انکو کچھ نہیں سمجھا سکتے۔ مگر ان نوجوانوں میں ہٹ نہیں۔ میں نے آپکے مدرسہ الٰہیات کو جب سنا مجھے یہ فکر لگی ہوئی ہے۔ کہ اس میں کون کون سی کتب اور کس کس کتاب کا انتخاب درس دیا جاتا ہے مجھے یہ ڈر تہا اور ہے۔ کہ بعض اس زمانہ کے سلم الثبوت لوگ مسلمانوں میں فارابی یا ابن سینا اور شہاب الدین مقتول کو ہی فلسفہ دان یقین کرتے ہیں۔ اور اگر ان سے آگے بڑہیں تو ابن رشد اور پہر غزالی کو دبی زبان سے فلسفی کہتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ ان پانچوں کی تربیت یافتہ جماعت اسلام میں کون سی ہے جو کم سے کم انکے ہی زمانہ میں فلسفہ کے سامنے مسلمانوں کی سپر تہی - میں نے جو تکلیف جناب کو دی ہے۔

آپنے نصاب کے پیرچہ میں مفتی محمد عبدہ کی تصنیف کا ذکر فرمایا ہے لیکن جہانتک میں اس شخص کی تصنیف کو پڑہتا ہوں۔ اس میں وہ ملائکہ کے وجود پر بہت ہی گونگا نظر آتا ہے۔ شیطان اور جن یا بہشت اور دوزخ کے وجود پر اسکا قلم ٹوٹا ہوا مجھے نظر آتا ہے۔ ممکن ہے آپکے علماء کو اسکی ایسی تحریریں نظر آئی ہوں جن میں وہ ایمان بالملائکہ پر زور دیتا ہو۔ علامہ فرید وجدی کی ایک تفسیر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ کچھ بہی نہیں کہتے ممکن ہے کہ انکی کوئی اور کتاب بہت ہی لطیف ہو اگر آپ اسکا نام اور جہاں سے ملسکتی ہو پتہ بتا دیں تو آپکا مجھپر بڑا احسان ہوگا۔ تطبیق الدیانۃ الاسلامیہ اور الکلام کیا کتابیں ہیں اور کس کی تصنیف ہیں اور کہاں سے ملسکتی ہیں۔ میں ان دونوں کتابوں کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ ہاں ایک الکلام حصہ اول اور دوم شبلی صاحب کا ہے۔ وہ میرے پاس ہے۔ اور میں نے اسے دیکھا ہے اسکے پتہ دینے کی حاجت نہیں اگر کوئی اور الکلام ہے تو اس سے ضرور آگاہ فرماویں۔

انتخابات تفسیر کبیر اور کشاف اور انتخاب بیضاوی کیا کسی بزرگ نے علیحدہ لکھے ہیں

میں اب اس خط کو ختم کرتا ہوں اور اسبات کو ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے ایک دوست تہے کتابوں کی تجارت کرتے تہے۔ مکہ معظمہ کے رہنے والے تہے کبہی کبہی بعد الحج وہ بمبئی میں آجاتے تہے ایکدفعہ انہوں نے مجھے ایسے خط پر جو میں نے کتابوں کی طلب پر انہیں لکھا تہا۔ اور سوا طلب کتب کچھ بہی اس میں ذکر نہ تہا۔ بڑی ملامت کی تہی۔ اور یہ لکہا تہا۔ کہ الدین النصیحۃ اس عنوان کے نیچے پہر مجھے لکھا کہ تیرے سارے خط میں کوئی نصیحت نہ تہی اسواسطے مجھے بہت ہی رنج ہوا۔ پہر وہ مجھے لکھتے ہیں اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون و ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون میں بہی آپکو انہیں دونوں باتوں کی طرف توجہ کراتا ہوں اور بتاکید عرض کرتا ہوں کہ معلم جہانتک ممکن ہو مخلص دعا کے مانگنے والا تکبر اور دنیا طلبی سے پاک دعاؤں کے قائل تقویٰ اور دعا کو ہتہیار بنانیوالے جبتک آپ مہیا نہ کرینگے آپ یقیناً یاد رکہیں کامیابی بالکل محال ہوگی۔ میری عمر ستر سے تجاوز کرتی ہے۔ اور مجھے نوجوانوں اور علماء سے بہت ہی معاملہ پڑا ہے۔ اسلئے آخر میں اس عرض کو ضروری سمجھا جو لوگ دعاؤں کے قائل نہیں اور متقی نہیں اور اخلاص اور صواب انکے مدنظر نہیں وہ کیا مفید ہو سکتے ہیں ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا باتیں بنانا بہت آسان ہے۔ پس انکا مؤثر کرنا تقویٰ پر موقوف ہے حضرت ابراہیم کی دعا قرآن میں مکرر آتی ہے۔ جہاں وہ جناب الٰہی سے ابعث فیہم رسولاً کی دعا مانگتے ہیں۔ وہاں یتلوا علیہم آیاتہ و یعلمہم الکتاب والحکمۃ کے پیچھے یزکی کو ضرور لگا سکتے ہیں۔ آپ جو کتاب میری یا حضرت صاحب کی تصنیف طلب فرماوینگے ہیں انکے بھیجنے میں کوئی تامل یا عذر نہیں ہے۔ نور الدین

(۱) مگر مولوی صاحبان نے انکو بھی کافر بے دین اور نکما قرار دیا اس زمانہ میں شبلی صاحب بھی فرمائیں کہ وہ محدود ون خیال ہے

[1] خلافت - جلسہ اعظم مذاہب کی تقریر - [2] اور تمام دنیا کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔ [3] اور تمام انبیا کو کاذب مان کر باخلاف کہلانا چاہتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین کے مقالات وارشادات

فرمایا۔ مومن کبھی مباحثات کی ابتداءً خواہش نہ کرے اپنے علم پر اپنی زبان پر کسی قسم کا گھمنڈ دل مین نہ لائے اور خدا کے حضور گر پڑے اور نفسانی جوش کا مطلق دخل نہ ہو بلکہ جو کچھ کہے یا کیے للہ ہو تو وہ شخص ابراہیم بچایا جاتا ہے اور خدا اپنے فضل خاص سے اسکا بچاتا ہے۔ اور اسے وقت پر وہ باتیں سمجھاتا ہے جو اسکے وہم و گمان مین بھی نہ گزری ہون۔ دوسرا موقعہ تبلیغ و وعظ کا ہے۔ اسمیں پہلے اپنی طاقت کے مطابق مضمون سوچے پھر سارا بھروسہ اللہ پر رکھے کیونکہ اس تقریر کیلئے اثر پیدا کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے پھر خدا تعالےٰ اس شخص کی بات کو ضائع نہیں جانے دیتا۔

ایک شخص یہان آیا جو میری محبت سے معمور نظر آتا تھا۔ مینے اسے پوچھا تو اسنے کہا آپنے ایکدفعہ درس مین فرمایا تھا اگر کوئی شخص قل ہو اللہ جتنا قرآن ہر روز یاد کرے تو ۷ سال مین حافظ ہو جائے مینے اسپر عمل شروع کیا۔ اب تیسون پارہ حفظ کرتا ہون دیکھو ہماری بات ضایع نہ گئی ایکدفعہ مینے خواب مین دیکھا کہ مولوی عبدالقدیر صاحب کی گود مین پانچ خوبصورت لڑکے ہین جو بیٹھے ہیں ... مینے ان سے پوچھا کہ ... نام کیا ہے تو وہ کوئی کہیعص فرمایا

... مرد نے ترک اسلام مین مقطعات قرآنی پر ایک بار اعتراض کیا نماز مین ہمالیہ مین السجدہ دعا کرنے پر ایک سیکل میں انکار از جہیر کہل گیا۔

فرمایا یھب لمن یشاء اناثا کو پہلے رکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بڑا فضل ہے فرمایا ہماری بہت سی اولاد مری بھی ہے لیکن ہمنے ہر حالت مین اللہ کا شکر کیا یہان بھی اولاد کی ضرورت ہے اور آگے بھی جو یہاں کے لائق نہ تھا خدا نے اسے اگلے لیطور فرط رخصت فرمادیا۔

فرمایا محسن بنجاؤ تاتم پر بھی حضرت ابراہیمؑ کے انعام ہون اور تم کو ایسی اولاد ملے جو ان کو ملی۔ حسین بی بی سے تو خود بخود محبت کیجاتی ہے۔ حکم یہ ہے کہ بیوی بدصورت یا بری ہو تو بھی اسکے ساتھ نیک معاشرت کرو۔ کیونکہ فرمایا وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا

کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ | ایک گروہ صوفیا کا کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ پر کوئی چیز فرض و لازم نہیں چاہے تو انبیاء کو دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو بہشت مین یہ کلمہ بےادبی کا ہے اور یہ راہ افراط کی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ وکان حقاً علینا نصر المومنین (۲) حضرت نبی کریم نے معاذ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اثنائے کلام مین فرمایا ما حق العباد علی اللہ۔ بندون کے حقوق اللہ پر کیا ہین (۳) اذان کیساتھ اذان کے کلمات پڑھنے کا حکم ہے صرف حی علی الفلاح مین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ صرف لاحول پڑھے بعض یہ کہ یہ کلمات بھی دہرائے اور اذان کے بعد درود پڑھے اور پھر دعا مانگے اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمودن الذی وعدتہ۔

اس دعا کے نیچے ... مین لکھا ہے۔ وجبت لہ الشفاعۃ یہاں وجبت کا لفظ ہے۔

امیر المومنین کی پہلی آمد قادیان مین

مین جب پہلے پہل قادیان مین آیا تو یکہ بان نے مجھے مرزا امام دین کی رہنمائی کی کہ یہی مرزا صاحب ہین اسکو دیکھتے ہی میرے قلوب پر کچھ ایسا انقباض طاری ہوا۔ کہ مینے کہا۔ کہ اگر یہ مرزا ہے تو تم ٹھہرو مین ابھی واپس جاؤنگا۔ وہان مین بیٹھ گیا مگر با دل نخواستہ اسنے خود ہی کہا کہ آپ مرزا صاحب کو ملنا چاہتے ہین اسوقت میری جان مین جان آئی۔ اور مینے خدا کا شکر کیا ایک آدمی میرے ساتھ کیا اور مین آپکے مکان پر پہونچا معلوم ہوا کہ آپ عصر کیوقت مل سکین گے چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیون سے اترے تو مین نے دیکھتے ہی دل میں کہا۔ کہ بس یہی مرزا ہے اور اس پر مین سارا ہی قربان ہو جاؤن۔ آپ دور تک میرے ساتھ چلے گئے اور مجھے یہ بھی فرمایا۔ کہ امید ہے کہ آپ جلد واپس آجاوینگے حالانکہ مین ملازم تھا اور بیعت وغیرہ کا سلسلہ بھی نہین تھا) چنانچہ پھر میں آگیا اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا۔ مومن مین ایک فراست ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین نے .... وکلمھم الموتٰی کے بارے میں فرمایا۔ کوئی چالیس پچاس برس کی بات ہے۔ مینے خواب مین ایک شخص کو موتٰی میں دیکھا۔ جو بیمار معلوم ہوتا تھا۔ مینے اسکی وجہ پوچھی تو اس نے کہا فلان محبوبہ (جس کی شکل میرے سامنے کیگئی) کے عشق مین یہ حالت ہے میں فاصلہ پر رہتا تھا کچھ دنون کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی اسی دن وہ مرا پھر مینے اسکے عشق کے بارے مین اس کے ایک خاص دوست سے دریافت کیا تو اس نے بڑا تعجب کیا وہ کہنے لگا۔ اس بات کا علم سوائے میرے اور عاشق معشوق کے اور کسی کو ہرگز نہین۔ کچھ دنون بعد مینے لڑکیون مین اس لڑکی کو بھی پہچان لیا اور تصدیق بھی کر لی۔

دوم ایک شرابی فاسق فاجر شخص کو مینے بہشت اور غرفات آسمون مین دیکھا مین نے ازراہ تعجب پوچھا تم بہشت میں کیسے آگئے۔ تو اسنے کہا کہ خدا نے میری غریب الوطنی پر رحم کر دیا۔ ان کے گھر سے دریافت کیا تو انہین اسکی موت کا علم ہی نہ تھا یہی کہتے کہ کچہری گیا ہے اور واپس نہین آیا۔ آخر ایک واقفکار سیاح آئے تو انہو نے بتایا کہ وہ بمبئی سے پرے مرگیا ہے اور حج کو جارہا تھا۔ اسوقت ان کے گھر والونکو علم ہوا اور مجھ سے مردے نے پہلے بات کی اللہ تعالےٰ مردون سے بھی نصیحت اور صداقت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ (بدر)

جنازہ غائب

برادرم اللہ دتہ موچی ساکن دینا نگر کی اہلیہ اور مخدومی سید امیر علیشاہ صاحب سب انسپکٹر کے بزرگ بھائی کا انتقال ہوگیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑہین۔

مختصر نوٹ اور تازہ ترین خبریں

شیطنت

دیانندیوں کا جنگی اور بھکٹا اخبار معمولی واقعات جو کسی قوم اور پیشہ سے مخصوص نہیں لکھکر مسلمانوں کی دل آزاری اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے اور محمدی چور اور محمدی ڈاکو لکھکر اس کلنک کے ٹیکے کو دور کرنا چاہتا ہے جو اسکی نئی قوم کے شوخ دیدہ لوگوں نے لگایا۔ اپنی مذہبی خوبیاں اور دیانندی فضایل میں نوست کو گرہن کرنے پر زور دیتا ہے۔ اگر اسکی نیت میں شرارت نہیں تو کیوں؟ وہ مدراسی برہمن اور سنسکرت کے فاضل جکسن کے قاتل کا نام لیکر نہیں کہتا کہ یہ برہمن ویدوں کی کرتوت ہے۔

اس سپرٹ کو ترقی نہ دو

وہ اخبارات ہندوؤں کے ہوں یا مسلمانوں کے جو ہندو و مسلمانوں میں تلخ عداوت اور نفاق کے شگاف کو چوڑا کر رہے ہیں سخت ملامت کے قابل ہیں اور اس دشمنی کو بڑھانے کی یہ ایک ادنے مثال ہے۔ جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔ کوئی شخص جب دوسرے کو اشتعال دلائے گا۔ تو کیوں وہ اسکو جواب نہ دیگا۔

مینے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ ہم اس سے خوش نہیں ہوتے کہ ہندو صاحبان سے یہ کمزوری ظاہر ہوئی جسکا اعتراف واقعات نے کرا دیا ہے۔ بلکہ ہمیں افسوس ہے اس قسم کی باجیانہ حرکات تنگ ظرف لوگوں ہی کو سزاوار ہیں۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس بیج بغاوت و شرارت کو دور کیا جاوے اور ہندو مسلمان ملکر کوشش کریں کہ جہاں ایسے خیال اور قماش کے لوگ ہیں انہیں گرفتار کرانے میں مدد دیں جو اخبارات اس قسم کا جوش پھیلائیں انہیں بائیکاٹ کریں۔ ہندو مسلمانوں کے سوال کو چھوڑ کر اس بلا کو ملک سے نکالو۔ برکت اسی میں ہے۔ میں نہایت سنجیدگی سے کہتا ہوں کہ ہندو اخبارات جو زہر اگل رہے ہیں وہ دانشمندوں کے نزدیک صرف کھسیانا پن سمجھا جائیگا۔ ورنہ اس طریق کو چھوڑ دیں اگر وہ مسلمانوں کے خلاف لکھنا ترک کر دیں تو یہ گو ممکن ہے۔ کہ انکی خریداری پر کوئی اثر پڑے مگر اسکا نتیجہ نیک ہوگا کیا ہندوستان کوئی ایسی تحریک کریگا

ایڈیٹر ریویو کی ضمانت

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس ناگوار فرض کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو دیانندیوں کے جدید بھکٹا اخبار کے اجرانے میرے سامنے رکھدیا ہے۔ ورنہ میں ٹالمرشن کو پسند کرتا ہوں لیکن اس صورت میں بھی جبکہ میں صرف دفاعی منصب رکھتا ہوں مخاصمت اور عداوت کے الزام سے بری ہوں

ریویو آف ریلیجنز کے معزز اور فاضل ایڈیٹر نے آریہ سماج کے متعلق ستیارتھ پرکاش سے اقتباس کر کے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ اسکے جواب کی تو طاقت نہیں لی کھسیانے ہو کر الہ آباد کے مجسٹریٹ کے فیصلہ کی پناہ لیکر یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ آلارام سنیاسی کی ضمانت لیگئی تھی اسلیئے ایڈیٹر ریویو کی بھی ضمانت لیجاوے۔ یہ غالباً ویدک منطق ہو گی جسے دوسرے نہ سمجھ سکیں۔

ایڈیٹر ریویو نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ستیارتھ پرکاش کے حوالجات ہیں۔ اگر ان حوالجات یا اقتباسات کو شایع کرنا جرم ہے۔ اور شایع کرنیوالا زیر ضمانت آجانا چاہیئے تو سب سے پہلے بڑے بڑے آریہ لیڈروں کی ضمانت ہو جانی چاہیئے جنہوں نے اس کتاب کو شایع کیا اسکے انگریزی اردو ترجمے کئے۔

اگر فی الحقیقت یہ زہر یلا مادہ ہے اور اسکی اشاعت کسی شخص کے جرم کو ثابت کر دیتی ہے۔ تو پھر یہ خیرات تو ارجن کو گھر سے شروع کرنی چاہیئے تھی نہ کہ باہر سے

میں سادھو آلارام ساگر کی ضمانت کے معاملہ پر بحث کرنی ضروری نہیں سمجھتا کہ اسکے وجوہات کیا تھے مگر میں ارجن کے قانونی طالبعلم ایڈیٹر سے پوچھتا ہوں کہ اگر مجسٹریٹ الہ آباد کا جوڈیشل فیصلہ آپکے مفید مطلب ہے تو جس جج نے نیوگ کی تعلیم کو کھلی زنا کاری کی تعلیم لکھا ہے اسکے تسلیم کرنے میں تمہیں کیا عذر ہے؟ اگر سچائی کی کوئی طاقت ہے۔ اور اسکے سامنے تمہیں سر جھکانا لازم ہے تو پھر مرد میدان بنکر اعلان کرو کہ ہاں نیوگ بیشک زنا کاری ہے اور اگر صرف میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو ہے تو میں اس دیانندی فلسفہ سے ناواقف ہوں۔

آلہ آباد کے مجسٹریٹ کا فیصلہ کوئی آسمانی وحی نہیں ہے جو اسے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جاوے۔ یہ اسکی اپنی ذاتی رائے ہے۔ اسکے بالمقابل وہ رائے زیادہ قرین دار اور قوی سمجھی جا سکتی ہے۔ جو پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنروں نے کسی وقت دی اور اسکا اظہار پنجاب کے ذمہ وار اعلےٰ حکمران نے کیا۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک ملزم کسی واقعی الزام کے نیچے ہو اور کسی قانونی نکتہ یا سقم کی وجہ سے وہ بری ہو جائے۔ تو اسمیں شک نہیں۔ اس مرحلہ پر اسکی بریت جوڈیشل فیصلہ کے رو سے ہو گی لیکن جاننے والے اور خود وہ شخص اپنے الزام کی حقیقت سے آگاہ ہے۔

ہم کب چاہتے ہیں کہ کوئی شوریدہ سری کے خیالات رکھے ہم تو دل سے ایسے خیالات کو نیست و نابود کرنیکے آرزومند ہیں۔ واقعات نے مدبران ملک کو جن نتایج پر پہونچنے کی رہنمائی کی۔ ان اسباب کو مٹا دو۔ معاملہ صاف ہے۔ دوسروں کو گالیاں دینے سے اپنی شرافت تو ثابت نہیں ہو سکتی۔

اور اگر تمہارا دامن اس طرح پاک ہو جاوے تو میں شرح صدر سے کہتا ہوں کہ تم دل کھولکر ہمیں گالیاں دو۔ اور منہ چڑاؤ لیکن اگر یہ

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کا مصداق ہے۔ تو اس کجروی کو چھوڑ دو اپنی قوم کی اصلاح کرو تم خود مقر ہو کہ دیانندی اخبارات میں ایسی تحریریں نکلیں جو گورنمنٹ آریہ سماج کو پولیٹکل باڈی سمجھنے میں برسر حق تھی۔ اب یہ جامہ پہنکر پبلک اور گورنمنٹ کو مغالطہ دیتے ہو کچھ تو شرم کرو۔

انگریزی راج اور مذہبی سبھائیں

اس عنوان سے صوفی لچھمن پرشاد صاحب نے ہندوستان میں ایک نوٹ چھپوایا ہے کہ وفاداری سرکار کا جذبہ پیدا کرنیکا کام خاص سبھاؤں کے سپرد کیا جاوے اور وہ سبھائیں صرف مذہبی سبھائیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ابھی تک اہل ہند کے دل پر جو جذبہ سب سے زیادہ اثر پیدا کرتا ہے وہ مذہبی جذبہ ہے۔ صوفی لچھمن پرشاد صاحب کی یہ رائے بہت قابل قدر ہے۔ اور میں اس سے بالکل متفق ہوں مذہبی لیڈروں کو یہ کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اسی بنا پر الحکم میں ایک صفحہ اس مقصد کیلئے خاص کر دیا گیا ہے۔

دلی محمڈن ہال

دہلی کے محمڈن ہال کے متعلق میری

[illegible] ہو گئے ہیں اور ہزار سے زاید چندہ لکھا گیا ہے۔ مبارک!

گورنمنٹ برطانیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

نمبر دوم

انگریز ایک ایسی قوم ہے جنکو خداتعالیٰ دن بدن اقبال اور دولت اور عقل اور دانش کیطرف کھینچتا چلا جاتا ہے۔ اور جو سچائی اور راستبازی اور انصاف میں روزبروز ترقی کرتے جاتے ہیں اور علوم جدیدہ اور تدبیر کا تو گویا ایک چشمہ ہیں اسلیئے امید قوی ہے۔ کہ خداتعالیٰ یہ دولت بھی نہیں دیگا بلکہ میری دانست میں تو دلونکو اندر ہی اندر دیدی ہو بہرحال جبکہ ہمارے نظام مدنی اور امور دنیوی میں خداتعالیٰ نے اس قوم سے ہمارے لیئے گورنمنٹ قایم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسان دیکھے جنکا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلیئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں جسطرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اسکے دشمن کو ذلت کیساتھ پسپا کرے خداتعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکریہ ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہمنے خداتعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خداتعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خداتعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ **اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔** سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرا اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم برگزیدہ خداتعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انہوں نے پسند کی ہیں لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں خداتعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیرسایہ امن کیساتھ بسر کرو اسکے شکرگذار اور فرمانبردار بنے رہو سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں اس صورت میں ہم کو زیادہ بددیانت کون ہوگا۔ کیونکہ خداتعالیٰ کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا۔

ہمارا سچا اور صحیح مذہب جس پر ہمیں یہ لوگ کافر ٹھہراتے ہیں یہ ہے کہ مہدی کے نام پر آنیوالا کوئی نہیں ہاں مسیح موعود آگیا مگر کوئی تلوار نہیں چلیگی۔ اور امن اور سچائی سے اور محبت سے زمانہ توحید کی طرف ایک پلٹا کھائیگا اور وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رامچندر پوجا جائیگا اور نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام اور سچے پرستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رجوع کرلینگے اور یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیرسایہ ہم امن زندگی بسر کریں اسکے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے اور جب ہم بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اسپر آگ برسادیں۔ اور جو ہمیں روٹی دے اسے پتھر ماریں ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا۔ جو کہ احسان کرنیوالے کیساتھ بدی کا خیال دل میں لاوے۔

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں **گورنمنٹ کے لیئے ہرگز خطرناک نہیں ہے۔** اور اسکے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اسکی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملیگی جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیئے میں نے مرتب کی ہیں۔ جنکو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھکر اور چھاپکر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ انکو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں درج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپکر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جسکا نام تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت ہے* جسکی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھیجی گئی تھی ان ہدایتوں کو پڑھکر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھکر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شایع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دیجاتی ہے۔ کہ کس طرح انکو بار بار تاکید کی گئی ہے کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کیساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی قریشی خونی کا قایل نہیں ہوں۔ جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ سے ہوگا۔ اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں ہاں میں اپنے نفس کے لیئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰؑ کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کریگا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کیساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھلائیگا۔ جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھینگے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائینگے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان کرچکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خداتعالیٰ کو وحدہ لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا دوسرے یہ کہ خداتعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانیوالا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانیوالا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیرسایہ ہیں یعنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اسکی اطاعت میں مشغول رہنا پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لیئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا موید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا یہ پانچ اصول ہیں جنکی اس جماعت کو تعلیم دیجاتی ہے۔ اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کرونگا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے۔ بلکہ اکثر ان میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروجہ کے حاصل کرنیوالے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرافراز ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ تجربہ کیوقت سرکار انگریزی انکو اول درجہ کے خیرخواہ پائیگی۔

* ان شرائط میں سے چند شرطوں کو یہاں نقل کیا جاتا ہے شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کیوقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی طرح کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ کسی اور طرح سے شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

نیشِ عقرب

نیشِ عقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

آریہ سماج کی بدگوئی اور دل آزاری کی پولیسی میں بجائے کمی کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ آریہ سماج کے بعض فہیم اور سنجیدہ آدمیوں نے اس پولیسی کو ترک کر دینے کی بارہا کوشش کی ہے۔ مگر انکی کوششیں کچھ بھی مفید نہیں ہوئی ہیں۔

مختلف مذاہب کے ہادیوں اور مقدس بزرگوں کی توہین کا جو بنیادی پتھر پنڈت دیانند صاحب نے رکھا تھا۔ اس پر پیچھے آنیوالی نسل نے ہرکہ آمد بر و مزید کرد پر پورا عمل کر کے دکھایا ہے اس کے ثبوت کے لیئے دلائل اور شواہد کی حاجت نہیں رہی کیونکہ آریوں کی بدزبانی بطور امر واقعہ قرار پا چکی ہے۔ اور دوسرے اخبارات اور رسالجات کے علاوہ خود آرین اخبارات نے اسکو تسلیم کیا ہے۔ ابھی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم کانگڑے کے ویدک میگزین میں سے حوالجات لکھہ چکا ہوں اسلیئے انکی دل آزار تحریروں پر انہیں متوجہ کرنا قریباً بے سود ہو چکا ہے ہادیانِ مذاہب کو چھوڑ کر سماجی لوگوں کی گرمجوشی نے پولیٹیکل ایجی ٹیشن میں اپنے جو کچھ بھی جوہر دکھائے ہیں۔ وہ داستانِ پارینہ نہیں ہیں۔

لیکن حکومت کی طاقت ایک زبردست طاقت ہے اور اسکی مخالفت کوئی معمولی امر نہیں اسلیئے جب آریہ سماج کے خلاف عام آوازاٹھی اور معاملہ فہم مدبروں اور ذمہ دار حکام نے اپنی رائوں کا اظہار کیا اور سڈیشن کے مقدمات کا ایک سلسلہ چلا تو آریہ سماج کو اپنے لیئے ایک جدید میدانِ مشق تجویز کرنا ضروری تھا۔

اسکے لئے اب آریہ سماج نے اسلام کو انتخاب کیا ہے۔ اور اسلام پر قلم کے نیزہ سے وار کرنے کے لیئے اس شخص کو منتخب کرنے میں آریہ سماج کے لیڈروں نے غلطی نہیں کھائی۔ جو اپنی شوخیٔ تحریر کے لیئے آریہ سماج میں خصوصیت سے ممتاز ہو چکا ہے یعنی

مختون آریہ پال

چنانچہ اس مقصد کے لیئے **ارجن** نام ایک اخبار اس سے جاری کرایا ہے ارجن کا نام ہی اس اخبار کی طرف سے **اعلان جنگ** ہے۔ اسکے مقاصد میں امن کی تعلیم پہلا مقصد کہا گیا ہے۔ لیکن جو لوگ مہابھارت کی خونریز جنگ کے حالات اور اس جنگ کے ہیرو سے واقف ہیں وہ جان سکتے ہیں کہ ارجن کا کام ملک میں امن نہیں بلکہ بدامنی پھیلانا ہوگا۔ اور اس تجویز سے یہ مدنظر رکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچایا جاوے اور انہیں اشتعال دلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جاوے مگر میں خدا کے فضل پر یقین رکھتا ہوں کہ مسلمان آریہ سماج کی اس چال سے دہوکا نہ کھائینگے اور وہ سلامت روی اور احتیاط کے مرکز سے نہ ہٹیں گے۔

آریہ سماج کی یہ چال نئی چال نہیں بلکہ اس شرمناک طریق کو دیوسماج کے خلاف پہلے تجربہ کیا گیا ہے چنانچہ خود ارجن کے جنگی ایڈیٹر **پال** نے اس امر کا اقرار پبلک کے سامنے کیا ہے۔ کہ کس طرح پر اسے دیوسماج کی مخالفت کے لیئے آمادہ کیا گیا ایسا ہی وہ اپنی تحریروں میں یہ بھی شایع کر چکا ہے۔ کہ کس طرح پر اسکی ان تحریروں پر جو اسنے اسلام کے خلاف پہلے شایع کی تھیں آریوں نے اظہار خوشی کیا ہے۔

ایسی صورت میں آریوں کی یہ نئی چال نہیں ہے اور آریہ سماج کے لیڈر ارجن کی ان تمام تحریروں اور نتایج کے ذمہ دار ہیں جو آئندہ پیدا ہوں جب تک وہ

اپنی علیحدگی کا اعلان نہ کریں

میں جانتا ہوں آریہ سماج میں بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو **دہرمپال** کی ایسی دل آزار اور متانت سے گری ہوئی تحریروں کو کبھی پسند نہیں کرتے جیسا کہ انہوں نے آریہ سماج کی خانہ جنگی کے وقت ان سے بیزاری ظاہر کی تھی لیکن چونکہ ارجن کے اجرا کے محرک آریہ سماج کے لیڈر ہیں اس لیئے ان تمام تحریروں کے ذمہ دار ہم ان کو ہی قرار دینگے۔

ارجن دلیل اور برہان سے اسلام پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود ایک حجت نیرہ ہے ہاں گالیوں سے اگر کچھ کی رنگین بچھائے جو اسکا معمول ہے تو میں ابھی سے اسے کہے دیتا ہوں۔

آنچہ در گفتار فخر تست آن ننگ من است

میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ گالیاں دینے میں وہ اوستاد ہے لیکن جہاں واقعات پر بحث ہوگی وہاں اسے بتا دیا جائیگا کہ ہمارے ہاتھ میں بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے **آہنی قلم** ہے۔ اور **سلطان القلم** کی چاکری کی سعادت ہمیں خدا کے فضل سے ملی ہے۔

علاوہ بریں اسلام نے ہمیشہ دفاعی جنگ کی ہے۔ اور حفاظت خود اختیاری کے اصول پر کام کیا ہے۔ اسلیئے اسی اصل پر مزور تاہم کاربند ہونے کی خدا کے فضل سے کوشش کرینگے۔

بالآخر مہابھارت کی جنگ کا جو انجام ہوا۔ اور ارجن کے بالوں نے جو کام کیا وہ جنگ پانڈوں کے لیئے بابرکت ہوئی۔ یا گمنامی کا باعث وہ تعلیم یافتہ جماعت سے پوشیدہ نہیں اسلیئے میں ارجن کے اجرا کو اسلام کے لیئے ضرور مفید اور مبارک فال سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اسلام کے باغ کے لیئے سماجی کھاد طیار کرنیکا کام دیگا۔

اطلاع

جن صاحبان کے ذمہ اخبار کی قیمت واجب الادا ہے وہ جلد بھیجیں
کارخانہ کو زیرباری سے بچائیں

منیجر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

تاریخ ہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

دار الامان مورخہ ۷ جون سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ربیع الثانی سنہ ہجری ... جلد

ضرورت

دفتر الحکم کے لیئے ایک ایسے انٹرنس پاس کی ضرورت ہے جو کسی حد تک دینی لٹریچر سے بھی واقف ہو اور یا کم از کم قرآن مجید کا ترجمہ ہی جانتا ہو اور دفتر کے کام سے واقف ہو۔ ایسے شخص کو جس نے قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول مین تعلیم پائی ہو ترجیح دیجائیگی تنخواہ اور دیگر شرائط ضروریہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کر لیا جاوے۔

(۲) ایک کاتب کی ضرورت ہے۔ جو اردو عربی دونوں لکھہ سکتا ہو۔ اور سنگسازی بھی جانتا ہو۔

یعقوب علی مالک کارخانہ الحکم قادیان

حضور ملک معظم جارج پنجم دام اقبالہ کی آمد مین ... علاوہ محصول نصف قیمت کی رعایت
گنج شایگان۔ دنیا بھر کی سلطنتوں کے سونے چاندی تانبے کے سکے ... مجلد
تاج و نشان۔ دنیا بھر کی سلطنتوں کے تاج نشان ... وغیرہ کی تصاویر ...
دستار و کلاہ۔ تمام دنیا کے مختلف قسم کی ٹوپی۔ پگڑی۔ ... شملہ وغیرہ کا حال و تصاویر
مخزن الفوائد۔ دنیا بھر کے اوزان مقادیر۔ پیمانے سکوں کے حالات و تصاویر ... صنعتیں ترکیبیں ...
نسخے۔ ... اوزان وغیرہ کا مقابلہ ... تاریخ اودھ۔ چار جلد ...
... مفتوحات ... تاریخی نایاب کتب کا انتخاب ... فوٹو کی تصویر ...
... مصباح اللادب ... ترجمہ ...
کنز الطغرا۔ ... عدد التاریخ ... الفاظ فقرات
محاورات۔ آیات حدیث ... احسن الاذکار ... کرامات اور اوراد ...
تذکرۃ السلوک۔ فلسفہ اور حکمت ... تصوف کی نایاب ... مشائخ العلوم شرح مثنوی ...
علم فہم اردو رموز و نکات کی شرح ... بحر الغرائب طریقہ ہائے جفر ... خواص و شرح مفصل ...
خیابان عجم ... اساتذہ کے سوانح و کلام ... تاریخ الکملا ... قطعات تاریخ
وصال بزرگان دین کا ... قابل دید ... بزرگان دین کا فوٹو ایک گروپ مین ... قابل ...
دلیل عزت ... فوٹو فرامین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... مختلف قسم ... سوانح عمری کامل
... موسوم بہ تزک ... رسالہ مجموعہ ... صنعت و حرفت ... رسالے
... انسان ... قابل ... اخبار ... اعظم ... گورنمنٹ ...
... سالانہ ... المشتہر منیجر نیر اعظم بک ایجنسی یو۔ پی مراد آباد یا ... لکھنؤ

مطبوعہ احمدیہ پریس قادیان یعقوب علی مالک و ایڈیٹر و پرنٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

بشریٰ

۹-جون سنہ ۱۹۱۰ء کی دوسری ڈاک جو قادیان میں ۵ بجے بعد دوپہر پہنچتی ہے۔ اللہ اور مہاجرین قادیان دارالامان کے لیے پشاور سے ایک بشارت لیکر آئی۔ اب بشارت کیا کراکہ دل کی غذا دی ہے فسبحان الذی اخذی الاعادی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت صاحبزادہ میرزا البشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے مشکوئے معلیٰ میں بیٹا پیدا ہوا۔ جو خاندان احمد میں دوسرا نافلہ (پوتا) چراغ ہے۔ والحمد للہ علےٰ ذالک۔

حضرت احمد مغفور مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے وعدے فرمائے تھے جن میں سے کثرت سے آپکی زندگی میں پورے ہوئے اور بعض کا ظہور آپ کے بعد ہوا۔ اور بہت ابھی ہیں جنکا انتظار ہے۔ ان وعدوں میں سے آپکی ذات اور آپ کی اولاد کے متعلق بھی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپکو مخاطب کرکے فرمایا "تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جاوے گی۔ تیری ذریت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی"

ان بشارات کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنین کو اس نافلہ بچے کی مبارک ولادت کی مسرت سے مالا مال کیا۔ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اللہ تعالیٰ کے ایک بزرگ نشان اور مومنین کیلئے آپکی پرورش اور ترقی بریسوست اس نشان کی عظمت اور شوکت کا اظہار ہے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کی ولادت سے چار ماہ پیشتر آئینہ کمالات اسلام میں اللہ تعالیٰ کا کلام ان الفاظ میں آپ کے متعلق شائع ہوا "یا ذا ناک الولد و یدنی منک الفضل ان نوری قریب" اور ۲۰-اپریل سنہ ۱۸۹۳ء کو یہ وعدہ الٰہی نور بشیر احمد سلمہ اللہ الاحد کی پیدائش کے رنگ میں پورا ہوا۔ اور آج خدا کا احسان ہے کہ ہم اس موعود بچے کے گھر میں بیٹا پیدا ہونیکی بشارت کا اعلان کرتے ہیں اور سب سے اول حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہوں اور پھر حضرت ام المومنین اور حضرت مسیح موعود مغفور کے خاندان کے لیڈر اور احمدی قوم کی امید اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اولو العزم حضرت صاحبزادہ میرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب مد فیوضہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور پھر حضرت میرزا مرزا نواب صاحب اور نانی اماں کی خدمت میں بھی صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ وہ اپنی اولاد کی تیسری پشت کو دیکھیں۔ اللھم زد فزد۔

بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نو بشیر اپنے بزرگوں کے سایہ فضل و رحمت میں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی نیم شبی دعاؤں کے ساتھ نہ صرف ماں باپ صرف اپنے خاندان و قوم بلکہ کل دنیا کیلئے قرۃ العین اور نافع الناس ہونیکے لئے تربیت پاتے بڑھتے پھولے اور دنیا کے لئے ایک نور اور نشان ثابت ہو۔ اللہ کی رحمت اور فضل کے فرشتے اسکی حفاظت کریں اور اس کی آمد

فی الحقیقت بشریٰ ہو آنے والے فضلوں کے لئے

ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے کلام مجید اور اس کے حقیقی دین اسلام کا درخشاں خادم ہو روح الحق کا سایہ اسکے سر پر ہو اور وہ رکن رکین ہو ان افراد و ارکان کا جو حضرت مغفور کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے والے ہونگے۔ آمین ثم آمین بالآخر میں حضرت مسیح موعود کی دعا پر اسکو ختم کرتا ہوں۔ شعر کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت ۔ کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت ۔ دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت ۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ۔ شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو ۔ جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو ۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ۔ اہل وفا ہوویں مخلص خدا ہوویں ۔ حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں ۔ بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں ۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ۔ آمین۔ ہاں اے حریم قدس کے رہنے والو! اسوقت تمہاری دعاؤں میں دعاؤں کیلئے خاص جوش ہی اس حالت میں میری اپنی مطلب کی لکھیات کہہ جاتا ہوں کہ ان گھڑیوں میں جبکہ آپکی جبین نیاز حضرت عزت کے آستانہ پر ہو۔ اور اس عاجز اور اسکی ذریت کو بھی یاد رکھئے اور اسکے کی لاج کو نبھا ہو لیئے۔ اور کیا میں امید رکھوں ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ؞ آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

طالب دعا احقر العباد **یعقوب علی** عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

میرے مکرم بھائی شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی بھی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور درخواست دعا

چونکہ پچھلے ماہ میں بہت تھوڑے عہدہ داران و رئیسان کی رائیں درج ہوئی ہیں اس واسطے اس ہفتے بھی عہدہ داران و رئیسان کی ہی رائیں درج کیجاتی ہیں

مراسلات

لالہ نرائن داس صاحب جنرل بی۔ اے سی آئی ای

جنرل منیجر ٹرسٹ نیشنل انشورنس اینڈ بنکنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر لکھتے ہیں۔ مہربان من جناب پنڈت ٹھاکر دت جی شرما سلمتہ تقریباً ۲۵ سال ہوتے ہونگے کہ مجھے اول ہی اول آپکی ایجاد کردہ امرت دھارا استعمال کرنے کا موقعہ ملا۔ اس ۲۵ سال کے عرصہ میں امرت دھارا کی شیشی ہمیشہ میرے پاس موجود رہتی ہے اور میں بہت سے احباب کے آگے اس دوائی کے استعمال کی سفارش کرتا رہا ہوں میں پہلے اخبارات میں اشتہاری دوائیاں جو دنیا بھر کی تمام مرضوں کا حکم رکھتی ہیں دیکھ کر مضحکہ اڑایا کرتا تھا مگر امرت دھارا کا جو تجربہ بہت عرصہ میں نے کیا ہے تو اس سے ثابت ہوا ہے کہ ایک ہی دوائی ایک سے زیادہ مختلف امراض پر مفید ثابت ہو سکتی ہے میں نے امرت دھارا کو بخار، زکام، پسینہ لانے، درد سر کو دور کرنے، بھڑ اور بچھو کے ڈنگ، بدہضمی، آنکھوں کی سرخی وغیرہ کے لئے فی الحقیقت بہت مؤثر پایا ہے آپ اس کو خوب زور سے مشتہر کریں تاکہ لوگوں کو جس قدر اب فائدہ پہنچتا ہے اس سے بھی زیادہ پہنچے اور آپکی تجارت کو اور بھی زیادہ ترقی ہو۔ قیمت اگر زیادہ ہو سکے تو وہ بھی کم کر دیں آپکو غالباً اسمیں نقصان نہ ہوگا جیسے کہ ریلوے کمپنی کو رعایتی ٹکٹ کرنے میں الٹا نفع عظیم رہتا ہے پرماتما آپکو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دیوے مثل مشہور ہے کر کر بھلا ہو بھلا۔

باوا گوروت سنگھ صاحب منصف اجنالہ

تحریر فرماتے ہیں:۔ (ترجمہ انگریزی) اگرچہ مجھ کو ان تمام امراض پر امرت دھارا کو استعمال کرنیکا موقعہ نہیں ملا مگر میں بڑی دلچسپی سے یہ کہنے کو تیار ہو گیا ہوں کہ ہر گھر میں یہ شیشی موجود رہنی چاہیئے اکثر امراض جو عام طور پر گھروں میں ہوجاتی ہیں اگر ڈاکٹر موجود نہ ہو تو ڈاکٹر کا ہی کام دیگی غرض یہ ایک نہایت ہی قیمتی دوائی ہے۔

منشی شیو کمار لال معرفت ہز ہائینس اوجینی مہارانی صاحبہ

مہاراجہ دیوان کمپنی گڑھ کہتے ہیں جب کوئی ایسی دوائی ہندوستان بھر میں پیش کر سکتا ہے اسکی بابت خریداری لکھیں کہ جب جی چاہے بھیجے۔ کئی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ ذیل کے خطوط کو ملاحظہ فرماویں۔

حضور ملاحظہ ہذا ایک شیشی امرت دھارا المعروف بہ گھر کا وید بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل بھیجدیں اور تحریر فرماویں کہ یہ دوائی کچھ دنوں بعد گر کر بے اثر تو نہیں ہو جاتی اگر گر کر نہ ہوتی ہو تو زیادہ تعداد ایک ہی مرتبہ منگوالوں نہیں تو ایسے ہی منگوایا کروں گا میں بذریعہ اس خط کے آپکو اجازت دیتا ہوں کہ مجھ کو ماہ میں ایک شیشی بذریعہ وی پی بلا انتظار ہمارے خط کے جب تازہ تیار ہوا کرے ضرور روانہ کر دیا کیجیے۔

لالہ گنگا رام صاحب سب اوورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ قصور

تحریر فرماتے ہیں:۔ عنایت فرمائے بندہ جناب پنڈت صاحب تسلیم مزاج شریف آپکی تیار کردہ دوائی موسومہ امرت دھارا کو اپنے خود اور اپنے چند دوستوں پر استعمال کیا ہے واقعی نہایت قابل قدر دوائی ہے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کوئی گھر اس دوائی سے خالی نہ رہنا چاہیئے جہاں ڈاکٹر یا حکیم کی امداد جلد نہ ملسکے یا رات کا وقت یا ایسا موقعہ ہو کہ جلد دوائی وغیرہ بہم نہ پہنچ سکے وہاں اس دوائی سے عمدہ تاثیر ہوتی ہے۔ اور ان حالات میں وہ اور بھی زیادہ مفید ثابت ہوگی کیونکہ سریع التاثیر ہے اور شیشی آسانی سے پاکٹ میں بحالت سفر رہ سکتی ہے جس قدر تعریف اسکی کیجاوے تھوڑی ہے۔ سچ تو یوں ہے کہ دریا کوزہ میں بند ہے۔

رائے گوردھن سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ بدایون

تحریر فرماتے ہیں:۔ جناب وید صاحب نمستے۔ آپکے کارخانہ کی مطلوبہ امرت دھارا نے صدہا بندگان خدا کو ہر قسم کی بیماریوں میں نفع پہونچایا اور مرض طاعون میں مفید ثابت ہوئی۔ اسی وجہ سے دوا ہر دلعزیز ہو رہی ہے ایک بھائی جس کا بارہ پہر سے پیشاب بند تھا تکلیف میں بیتاب تھا میرے پاس دوائی کی شہرت سنکر آیا میں نے کتاب کو دیکھا تو اسکے لئے کچھ ترکیب درج نہ تھی مجبوراً میں نے توکل بخدا مریض کو دو قطرے پانی میں ڈال کر پلوا دیئے۔ اندازاً دس منٹ میں پیشاب جاری ہو گیا اور وہ دعا دیتا گھر گیا۔ دوسرے روز بنظر صحت کلی مریض کو دودھ کی لسی میں دوا دیگئی یہ ترکیب مفید نہیں ہوئی اور مریض کا پیشاب پھر رک گیا جب پھر ترکیب اول پانی میں دوا دی گئی صحت کلی ہو گئی یہ آپکی ایجاد کردہ دوا ہر مرض میں اکسیر ہے شاید کسی آدمی کو بدنصیبی سے فائدہ نہیں ہوا ہوگا۔

جناب ڈپٹی راؤ مہادیو راؤ اوورسیر مقام قصبہ اودگیر

تحریر فرماتے ہیں:۔ عالیجناب ایڈیٹر صاحب اخبار [illegible] تسلیم مزاج شریف۔ امرت کی دھارا ایک بالی بینے آپ سے منگوا کر اکثر امراض سر درد بچھو کا ڈنگ معمولی آنکھ درد بخار وغیرہ پر استعمال کیا اور آزمایا۔ امرت کی دھارا تمام تہائی کے جیسی ہے اسکی تعریف خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہم کریں بجا ہے۔ ایک شخص کے ہاں صورت تھی میں بھی اسمیں شریک تھا وہاں ایک شخص کو بچھو نے ڈنگ مارا اور تکلیف ہو رہی تھی تو مجھ کو امرت کی سلائی کا خیال آیا جھٹ اسکو اگر ۲ بوند امرت کی دھارا کے ڈنگ کی جگہ پر لگا کر مالش کیا تو فوراً اس بیچارہ کا درد جاتا رہا اور وہ خوش ہوا۔ ایک دن میں گھر میں بیٹھا تھا اور امرت کی دھارا کی شہرت بھی اودگیر میں ہوئی تھی ایک شخص کی داڑھ میں درد تھا اس کو نہایت ہی تکلیف اور درد تھا بیچارہ اس درد کے لئے بالکل ہی تنگ ہوا تھا اسکے گھر شادی تھی اور اس درد کے مارے شادی میں کوئی کام نہیں کر سکتا۔ میرے دوست نے مجھے اسکی خبر دی تب میں نے اس شخص کو بلوا کر امرت دھارا درد داڑھ پر مالش کیا تو ۳ منٹ میں بیچارہ خوشی خوشی سے اپنے گھر جا کر شادی کے کام کو انجام دینے لگا اور دوسرے روز آکر دعائیں دیتا رہا امرت کی دھارا [illegible] میں امرت ہے۔ (قیمت [illegible])

خط و کتابت و تار کا پتہ **امرت دھارا لاہور** اتنا کافی ہے

لالہ امرت لال صاحب نائب تحصیلدار گورداسپور

تحریر فرماتے ہیں:۔ مانیہ ور مہاشے جی نمستے آپکی جو ایک شیشی امرت دھارا کی ارسال فرمائی تھی وہ میرے پاس پہنچ گئی ابھی اسکے استعمال کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا ہے ایک مرتبہ لڑکی کو قبض کی شکایت تھی اسی روز یہ شیشی میرے پاس پہنچی میں نے ان کے پیٹ کی اگن کو اسکے استعمال سے بہت ہی فائدہ ہے۔

جناب محمد حسن صاحب محاسب نیابت [illegible] کوٹنال

ریاست گنداوا ملک بلوچستان تحریر فرماتے ہیں بکرم جناب پنڈت جی بعد عنایت تسلیم آپکا بیس شیشیاں امرت دھارا پہنچ گئی ہیں چونکہ سرحدی ملک ہے اس نے پہلے بہت سے کرشمے ظاہر کئے ہیں سبکی ہر شخص اسکی خواہش رکھتا ہے لہذا مہربانی فرما کر دس شیشیاں دیگر بذریعہ پارسل وی پی ارسال فرماویں اور دو تولہ خالص چاندی بھی [illegible] ایک روپیہ کا پارسل کے متعلق بھی اسی پارسل میں ڈال دیویں [illegible] کے ترکیب استعمال کا پرچہ بھی ارسال فرماویں علاوہ ازیں جلدیں چند مجربات شریا بھی ارسال فرما دیں۔

جناب محمد بخش صاحب انسپکٹر پولیس [illegible] تحریر فرماتے ہیں

امرت دھارا میں نے قریب ۵۰ درجن شیشی کے منگائی پیٹ درد کا استعمال کیا اسے معمولی دست سوء ہضم پر آزمایا لائق تعریف ہے و بس اسکی تعریف میں کیا لکھوں تھوڑی تحریر کو بہت سمجھیں۔

سردار دیوا سنگھ صاحب ضلعدار چک نمبر [illegible] تحصیل مکتسر

ضلع فیروزپور تحریر فرماتے ہیں ایک لڑکا ۱۶ سالہ ہل چلا رہا تھا گرمی سے بیہوش ہو کر گر گیا امرت دھارا کی ۵ بوند ہمراہ پانی دیگئی فوراً ہوش آگیا واقعی امرت دھارا ہر مرض کا حکمی علاج ہے۔ لڑکا ایک گھنٹہ تک بیہوش رہا امرت دھارا پیتے ہی بولنے لگ گیا۔

طبی اخبار دھنونتری پکارا لکھ جو زیر ایڈیٹری پنڈت ٹھاکر دت شرما ویدیا لاہور سے نکلتا ہے۔ نمونہ مفت

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد کے دسہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہو۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مسلم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحبزادی کمشنر بہادر لاہور میری ۳ یوم کی دوائی ۸۸۳ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اسکی بقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے جو آجتک روح حیات کے تجربہ فواید اور شرطیہ علاج سے محروم رہے بیشی! روح حیات کیا چیز ہے روح حیات میں طاقت بھری ہو کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ ہر کی پینے والا کیا اسا ہی کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی ان صاحب بہادر میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک پیدا کر کے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعضا کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جلا دیتی ہے اور ہر ایک انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتی ہے کہ ہر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی شکر سپاس ہو جاویں۔ منجملہ ممالک ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور نامور ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچرار اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت استعمال بھی ہر روز ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ بوتل روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروائیاں یعنی جو بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو زندہ کرنا شروع کر دیتی ہے۔ چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ و دیگر امراضات جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی ناجائز حرکات سے لاحق حال ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور خفقان قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کو لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جاتی تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعضا پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو شہسوار اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے اسکے استعمال سے عمدہ اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی ہے۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعضا کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے مفقود طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی عہ۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں ✽

ارے دوڑو!!!...... جلدی دوڑو!!!

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اسکے گھر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں۔ اگر پہلے ہی کچھ تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی

لے کر گھر میں ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کی دست بیٹ کا درد مروڑ اور متلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا اگھر میں رکھنی چاہیئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے نکالا گیا ہے اسکا رنگ بھی تیل سی کی سبز اور اصلی عرق پودینہ ہے خوشبو بھی تازی پتیوں کی مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد۔ بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب باتوں کی علامات جلد دور ہو جاتی ہیں۔ گودے کے بچوں کے لئے اس سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ۵

مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت مل سکتی ہے منگا کر ملاحظہ کیجیے!

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵-۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ ✽

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز دوڑ اور مریضوں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف ہمدردی ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ یہاں بھی وہی ہوتا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہو رہی ہے اس مرض کیلئے یہ معجون طلائی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھیں یہ کہ جو مریض تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ۔ طلائے طلسمی بے اندازہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا یہ طلائے طلسمی فایدہ اٹھائیں اور سجن طلسمی کتابیں انشاءاللہ وہ اٹھوائیں قیمت ... سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت ...

الحکم میں نظم کا ملد

الحکم میں ایک عرصہ سے نظموں کا اندراج روک دیا گیا ہے اور اسکی وجہہ یہ ہے کہ الحکم کا ایڈیٹر شعر گوئی کے عام مذاق کو پیدا کرنے کے خلاف ہے۔ جہاں تک ذوق سخن کا تعلق ہے فطرتی رنگ میں مینے کبھی اسکو پسند نہیں کیا۔ اگرچہ الحکم میں کبھی بھی ایسی شاعری کو جگہہ نہیں دیگئی جسکی منتہائے نظر محض خیالات کی بلند پروازی تک ہو اور معرفت حقہ سے اسے کوئی تعلق نہو۔ یا روح کے جذبات اور تقاضوں پر وہ اثر انداز نہو۔ تاہم اسطرح کلام نہیں کہ بہت ہی کم یہ مذاق الحکم میں رہنے دیا گیا ہے۔ میرے پرانے مخدوم میر حامد شاہ صاحب الحکم کے ذریعے سے پھر مذاق سخن کی چاشنی کو تازہ کرنے کے خواہاں ہیں۔ اسلئے میں ان کی نظم کو ذیل میں درج کرتا ہوں اور اس رنگ میں اگر وہ کچھہ لکھتے رہیں گے تو وہ بھی الحکم میں عزت کے ساتھہ جگہہ پائے گا۔ (ایڈیٹر)

(وھو ہذا)

اخوم مکرم و معظم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ذوق سخن خواہ کسی حد تک ہو سخن شناس کو دیکھتا ہے مجھے فن شعر کے لحاظ سے اگرچہ وہ پایہ حاصل نہیں کہ نقش علم عروض نظم میں نظر آئے مگر بہر حال واقعات بلا مبالغہ ایک ایسے قلب پر جو سادگی سخن کا قدر دان ہو۔ کوئی نہ کوئی رنگ پیدا کر دیتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی شعر تو دل میں جگہہ لے ہی لیتا ہے۔ اسوقت مجھے اپنے کسی خاص نظم کا پیش کرنا مد نظر نہیں ہے کچھہ دنوں سے حافظ شیراز کا دیوان زیر مطالعہ ہے طبیعت نے اس لسان الغیب کے کلام کو ایک رنگ میں لینے اندر لیا ہے اور ذوق نے پیدا ہو کر ایک مثنوی کی صورت میں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ اخبار میں نکل جائے۔ شیخ صاحب کو پہلے میری نظموں کے درج اخبار کرنے کا اکثر شوق تھا۔ مگر ان کے اخبار نے شاید کسی وجہ پر اس رنگ کو بدل لیا ہے۔ مجھے گذشتہ رسم کو پھر تازہ کرنے کا خیال آیا کہ حافظ کا پرانہ رنگ جس نظم میں تازہ ہو وے۔ وہ الحکم میں بہ تتبع رسم کہنہ پھر تازہ طور پر درج کیا جائے۔ سو میں آپکے پاس بھیجتا ہوں اگر طبیعت اس رنگ کو پسند کرے اور اخبار میں درج ہونے کے لایق ہو تو درج کر دیا جاوے۔ ورنہ خیر آپ تو اسکو دیکھہ ہی لینگے۔ اور شیخ صاحب بھی اپنے پرانے شوق کو پھر تازہ کرلیں گے۔ یہ بھی کافی ہے میرا خیال ہے کہ اگر احباب سلسلہ اس روش اور طریق کو جو کلام حافظ شیراز کا ایک طرز ہے پسند کریں تو میں کبھی کبھی کسی کسی غزل کو اس رنگ میں پیش کرنے کا سلسلہ جاری کردوں شاید کہ احباب کیلئے دلچسپی کا باعث ہو۔ میرے آبا و اجداد کا بھی اصل وطن شیراز ہی ہے۔ اور آبا کے لحاظ سے جو سادات کے سلسلہ نسب میں معروف طور پر جاری ہے ہم کو شیرازی الاصل کہتے ہیں شاید اس نسبت کے لحاظ سے میری طبیعت نے مجھے یہ رنگ اختیار کیا ہے۔ خیر اجو کچھہ ہے حاضر ہے

کلام حافظ بطرز حامد

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

محبت جا بجا ہر دم دکھاتے ہے — تعلق یہ لگا ل ہے مدتے
جو اسکا جام الفت پی رہے ہیں — وہی دونوں جہاں میں جی رہے ہیں
وہی مست مدر جام ساقی — کوئی مشکل نہیں جن کی باقی
ادر کاسا و ناولہا بھی دعا ہے — یہ عشاق الہی کی ادا ہے
غرض انکو نہیں اس شرب سے نہر — وہ سکانے ہوئے ہیں نور سے
سر و سامان کو ہے اس دیوانگی میں — وہ جیت اور جاتے ہیں فرزانگی میں
لگاتے ہیں کسی سے عشق و یاری — اسی مستی میں ہے اک ہوشیاری

بوئے نافہ کاخر صبا زاں طرہ بکشاید
زتاب جعد مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا

کسی طرہ سے تو کوئی خوشی کی امید — دکھاتی ہے انہیں اک ملک جاوید
دلوں میں خون انکو جو شرن ہے — کہ تاب جعد مشکیں دلشکن ہے

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

گوارا ہے انہیں ہر ناگواری — اسی میں انکی ہے تقویٰ شعاری
وہ سالک کہتے ہیں پیر مغاں کو — عیاں کرتے ہیں یوں راز نہاں کو
جہاں کا رہنما وہ پیر مستاں — گرے ہیں جس کے در پر مہر لحباں
نہیں ہیں انکی خدمت سے وہ عاری — اسی پر انکی ہے حاجت برآری
محبت کی یہی رنگینیاں ہیں — کہ جو غیروں کی نکتہ چینیاں ہیں
وہ عقل و ہوش سمجھیں کہو کہ کہیں — مقامات ان کو یوں طے کر رہے ہیں
نمازوں میں یہی اک اصل شے ہے — کہ سجادہ پہ ان کے رنگ مے ہو

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

وہ اس منزل میں کیا آشفتہ سر ہیں — کہ امن و عیش سے نا بیخبر ہیں
فنائے دم میں ہر دم محو ہیں — وہ مدح پاک میں سے کالبد ہیں
صدائے کوچ ہر دم گونجتی ہے — بہر منزل کسی کو ڈھونڈتی ہے
وہ ہر حالت میں ہیں بستہ محمل — وہ لیریاں ہیں جانان بیدل

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

وہ دریائے محبت کے شناور — کبھی غم میں کبھی شب کبھی تب
بلائیں متصل کیا آ رہی ہیں — شب تاریک میں گھیر رہی ہیں
کہیں شغلِ میں یا موج خوں ہے — کہیں گرداب حائل پر جنون ہے
ادہر تو نفس کی آوارگی ہے — ادہر انکو یہی کی روش اطوار کی
کنارہ ایک ہے دنیائے دوں کا — نظارہ ہے ادہر ہم پر فتنوں کا
حظوظ نفس کے شیدا ادہر ہیں — ز نفس مطمئنہ بے خبر ہیں
بہر حالیکہ ہیں خوشباش ہر دم — ہنفس خویش خواجہ باش ہر دم
نشہ دل کو ہے مل سے یہ جدائی — نہیں مجلس میں انکی کچھہ صفائی
ہیں جاذب اسکی شب کے یاروں کے — بنفس خویش خوش اطوار دا
ملا ہے انکو نفس مطمئنہ — یقین سے بھر گیا ان کا سینہ
اثر کر یار کیا سر در ہیں وہ — بہر حالت سراپا نور ہیں وہ
مگر منجدھار میں جو ہیں شتابی — نہیں جن پر ابھی یہ حالت آئی
وہی حافظ کا ہم آہنگ ہوگا — کہ جس کا نفس سے یوں جنگ ہوگا
یہی منزل ہی ہر مومن پہ دشوار — کہ ہر دم اسکو جو کہتی ہو بردار
سبکساران ساحل کی یہ حالت — کہ رکھتی ہو شناور سے تفاوت
اسی حالت کا اک اظہار ہے یہ
برنگ خویش حال زار ہے یہ

همه کارم زخود کامی به بدنامی کشید آخر
نهاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلها

یہ پہیا کوئی کیا خود کامیوں کو | کہ جولانی ہیں سب ناکامیوں کو
یہ خود کامی بھی حالت ہے جنوں کی | خصوصاً جب ہو پیچیں نوجوانوں کی
ان عشاقوں کے چرچے ہو رہے ہیں | جو خود کامی میں مقصد ڈھونڈتے ہیں
بعشق یار کیا خود کام ہیں وہ | بہر محفل کہ گو بدنام ہیں وہ
یہ اک مقصد ہے ہو کر دست بردار | براہ یار چھوڑے ننگ اور عار
ہمہ انند حال عاشقاں را | عیاں کنند ایں از نہاں را
نہیں جب آگہی خود ہی پاسداری | کرے اپنی کوئی کیا پردہ داری

حضوری گر ہمی خواہی از و غایب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

ہوئی مطلوب حافظ کو حضوری | تو پھر دوری سے نفرت ہے ضروری
وہاں اک دم بھی غیبت کب روا ہے | اگر غافل ہے اک دم خدا کر
نہیں دنیا سے جبتک ترک دوری | نہیں ہوگی کبھی حاصل حضوری
میاں چھوڑو یہ دنیا کے فسانے | خدا کی راہ میں ہیچ بہانے

وصل یار را استعجال کردن
بباید عمر را پامال کردن

راقم
خاکسار میر حامد از سیالکوٹ

تعلیم الاسلام سکول قادیان

سکریٹری صاحب صدر انجمن قادیان لکھتے ہیں کہ مہربانی فرما کر خلاصہ نقل معائنہ اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ لاہور جو ۱۸ اور ۱۹ جون ۱۹۱۰ء کو کیا گیا۔ اخبار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔

"میں نے مورخہ ۱۹ جون ۱۹۱۰ء کو مدرسہ ہذا کا یکا یک معائنہ کیا۔ اور کام کو اکثر صورتوں میں قابل اطمینان طور پر رواں پایا۔ گذشتہ سالانہ معائنہ سے تعداد طلباء میں ۷ کی ترقی ہوئی ہے۔ میرے پہلے روز کے معائنہ پر ۲۸۱ میں سے ۲۴۳ طلباء حاضر تھے۔

موجودہ عمارات مدرسہ و بورڈنگ کی روز افزوں تعداد کے لئے ناکافی ہو رہی ہے۔ بورڈنگ کے لئے عمارت زیر تعمیر ہے۔ اور مدرسہ کے لئے شاید دوسرے سال شروع کی جاوےگی جو زمین مدرسہ و بورڈنگ کے لئے خریدی گئی ہے وہ ضرورت سے زیادہ ہے اور موزوں جگہ پر ہے۔

سامان مدرسہ کافی ہے گذشتہ معائنہ کے بعد کچھ چیزیں ایزاد کی گئی ہیں۔ عملہ میں ۱۴ مدرسین ہیں جن میں سے گیارہ سند یافتہ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیچر کا انتظام اچھا ہے

جسمانی ورزش پر کافی توجہ ہوئی ہے اور لڑکوں کی حرکات عموماً قواعد اور مارچنگ میں یکساں تھیں۔ ضبط میرے معائنہ کے وقت اچھا تھا۔ اور لڑکے بکلی پابند معلوم ہوتے تھے۔ سکول کے لگنے کا وقت مجھے قابل اطمینان معلوم ہوا۔

خاتمہ پر میں خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ مدرسہ موجودہ ہیڈ ماسٹر مولوی صدر الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے ماتحت اچھی ترقی پر ہے۔ وہ ایک خلیق شریف آدمی ہیں۔ اور ان کو اپنے ماتحتوں سے رضامندی کے ساتھ کام لینا خوب آتا ہے۔" (سکریٹری)

اسلامیہ کالج میں سٹرائیک اور احمدی طلباء کی علیحدگی

لاہور کے اسلامیہ کالج کے متعلق پہلے تو میسہ اخبار میں پرنسپل صاحب کے خلاف مضامین نکلتے رہے اور بالآخر طلبائے کالج نے سٹرائیک کر دیا۔ اور بورڈنگ ہاؤس کا دروازہ بند کر کے طلباء گوشہ نشین ہو گئے۔ ان کا مطالبہ صرف ایک ہی ہے۔ کہ پرنسپل کو الگ کر دیا جاوے۔ احمدی نوجوان۔ جو کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ انہوں نے سٹرائیک کرنے والوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی پاک فطرتی اور سلسلہ احمدیہ کی خصوصیت کو قائم رکھا۔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ ہر ایک قسم کی بغاوت کی راہوں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے اور اس ہدایت کو اپنے شرائط بیعت میں داخل کر لیا ہوا ہے۔ اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ جہاں کہیں طلباء نے سٹرائیک کی وہاں صرف احمدی طلباء تھے جنہوں نے اسی قسم کی تحریکوں میں شامل نہ ہونے کا نہایت جرات اور دلیری سے اعلان کیا۔ سٹرائیک کے وقت الگ رہنے والوں کے لئے ایک خطرناک ابتلا اور تکلیف ہوتی ہے۔ مگر احمدی نوجوانوں نے اس پہلو سے اپنی قومی خصوصیت کو قائم رکھکر بتا دیا ہے کہ فی الحقیقت انہوں نے

دین کو دنیا پر مقدم کرنے

کے معاہدہ کو پورا کر کے دکھا دیا ہے۔ اسلامیہ کالج کے احمدی نوجوانوں کو ان کی اس عملی کارروائی پر صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور ان کو یقین اس ابتلا میں یہ مسرت اور اطمینان بہت ہی خوش کن ہوگا۔ کہ ان کا امام ان کے اس فعل سے یقیناً خوش ہے اور وہ ان کے لئے دردمندانہ دعاؤں کے لئے اور بھی جوش پائے گا۔

اور ان کی یہ بہترین عملی مثال صاف بتلاتی ہے کہ وہ خدا کے فضل اور توفیق سے آئندہ قوم کے مفید اعضا ہو سکینگے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

اسکولوں میں اخلاقی و مذہبی تعلیم

مسئلۂ تعلیم کے حامی طلباء کی

موجودہ حالت کو دیکھکر اس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ مدرسوں میں باضابطہ اخلاقی اور مذہبی تعلیم دیجاوے مگر سرکار اب کرنے سے مجبور ہے۔ اسلئے کہ وہ سرکاری خرچ پر کسی مذہب کی تعلیم دے۔ ہاں! یہ ہو سکتا ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے لئے پرائیوٹ خرچ سے سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم دیجاوے۔ اگرچہ اسکے متعلق بعض اکابر کی رائے ہے کہ مشترکہ اخلاقی تعلیم کا ایک کورس طیار کیا جاوے تو سہولت ہو سکتی ہے مگر یہ درست نہیں مشترکہ اخلاقی تعلیم تو اب بھی ملتی ہے۔ مثلاً جھوٹ کی برائیاں سچ کے فائدے وغیرہ امور اب بھی تعلیمی کورسوں میں موجود ہیں محض کتاب کے اندر ایسی باتوں کا اندراج کچھ فائدہ نہیں دیسکتا۔ جب تک عملی سپرٹ پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جاوے۔ اور یہ اسی حالت میں ممکن ہے کہ مذہبی تعلیم کا باضابطہ انتظام ہو خواہ پرائیوٹ طور پر خواہ سرکاری طور پر۔ میں سمجھتا ہوں یہ امر چنداں مشکل نہیں۔ سنسکرت اور عربی کے مدرس موجود ہیں۔ ان زبانوں میں کورس

[illegible]

انجمن راجپوتان ہند

انجمن کا کام خاموشی سے ہو رہا ہے۔ سیکرٹری صاحب نے افتتاحی جلسہ کی رپورٹ بھیجی ہے۔ اب اسکی اشاعت غالباً بہت پرانی ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مفید نہ ہوگی انجمن کا دایرہ اثر بڑہانیکی کوشش کرنی چاہیئے اور سب سے بڑی بات اسکی مالی حالت کی اصلاح ہے۔ اس انجمنوں کے دور میں کسی انجمن کو قایم کر لینا اور اُس کے عہدہ دار مقرر کر لینا تو سب سے آسان امر ہوتا ہے مگر ان اغراض اور مقاصد کو (جو اسکے قیام سے مدنظر ہوتے ہیں) ملحوظ رکھکر کام کو جاری رکھنا اصل بات ہے اسلئے میں سیکرٹری صاحب انجمن مذکور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ انجمن کے ممبروں کے دایرہ کے بڑہانے اور وصولی چندہ میں سعی کریں۔ ایسا ہی انجمن کے سرپرست اور معزز صدر چودہری غلام احمد خاں رئیس کانہ گڑھ کو اپنے اثر اور رسوخ سے کام لے کر انجمن کی ضروریات کے لئے کسی مستقل انتظام کے لئے قدم اُٹھانا چاہیئے ؎

انجمن ترقی تعلیم امرتسر

امرتسر میں اس نام سے جو انجمن قایم ہوئی ہے وہ نہایت قابل قدر کام کر رہی ہے جو لوگ آجکل مسئلہ تعلیم کے حل کی طرف متوجہ ہیں۔ اُنہوں نے اپنے ماتحت قومی سکول کھولنے کی بجاے یہ ضروری اور آسان ذریعہ سمجھا ہے کہ وظائف دیکر جاذب انجمن ترقی تعلیم کے روشن خیال ممبر بھی اسی پالیسی کو مسلمانوں کے لئے پسند کرتے ہیں اسمیں شک نہیں کہ اگر اسلامی سکولوں کی بجائے مسلمان بچوں کی مذہبی نگرانی اور عملی تربیت کے لئے بورڈنگ ہاؤس قایم کیے جاویں جو اسلامی سکولوں کے اجرا کی اصل غرض ہے تو یہ کام تھوڑے خرچ سے ممکن ہے مگر اب مدارس کا اجرا ایک فیشن ہو رہا ہے اور کسی حد تک مفید بھی ہے۔ بہرحال انجمن ترقی تعلیم مسلمانان امرتسر نے اس سال پچاس روپے کے وظائف میڈیکل تعلیم کے لئے اور چالیس روپے کے وظائف انجینئرنگ تعلیم کے لئے دینے منظور کیے ہیں۔ اس طرح پر جہاں پانچ چھ مسلمان دو اچھے صیغوں میں تعلیم پائینگے وہاں انتظامی جھگڑوں اور بکھیڑوں سے یہ انجمن بالکل الگ رہیگی۔ کیونکہ بالطبع انسان دوسروں پر حکومت چاہتا ہے۔ اور جب کوئی خاص انسٹیٹیوشن کسی انجمن یا سوسایٹی کے ماتحت ہو تو اختیارات کے لحاظ سے عہدہ داروں کے انتخاب وغیرہ پر آئے دن جھگڑے رہتے ہیں مگر یہ پنجاب میں پہلی انجمن جو تعلیمی مقاصد کے لحاظ سے زیادہ مفید اور کارآمد ہے۔ علی گڈھ کی تعلیمی کانفرنس کی مقامی کمیٹیاں بھی مسئلہ تعلیم کا حل اسی اصول پر کرنا چاہتی ہیں۔ کہ دوسری مقامی سکولوں میں مسلمان بچوں کو وظائف دیکر تعلیم دلائیں۔ چنانچہ سیرکھ کی مقامی کمیٹی نے اپنے جلسہ کی تقریب پر اس اصول کو پیش کیا۔ اور مولوی ادریس احمد صاحب نے اپنی تقریر میں اس اصل کی اور بھی وضاحت کی۔ بہرحال امرتسر کی تعلیمی کمیٹی امید ہے خدا کے فضل سے ایک عمدہ نظیر ہو سکیگی ؎

بمبئی میں مسلمان یتیم لڑکیوں کا انتظام

بمبئی کے پولیس کمشنر صاحب مسلمان یتیم لڑکیوں کی پرورش اور تربیت کا انتظام کرنا چاہتے ہیں جو سکیم صاحب موصوف نے تیار کی ہے اُسکے رو سے بارہ لڑکیوں کا ماہوار خرچ ساڑھے چارسو روپیہ تجویز ہوا ہے۔ ہماری سمجھ اس صرف کو نہیں سمجھ سکتی۔ ساڑھے چارسو روپے ماہوار میں کم از کم ۶۰ لڑکیاں پرورش پا سکتی ہیں۔ اس قدر کثیر اخراجات ایک یتیم خانہ کے حسب حال نہیں ہو سکتے امید ہے بمبئی کے سربرآوردہ مسلمان اس سوال پر غور کرکے پولیس کمشنر صاحب کو ایسی سکیم کی تیاری کا مشورہ دینگے جس سے غریب مسلمانوں کی بہت سی یتیم لڑکیاں آوارگی سے محفوظ رہکر پرورش پا سکیں ؎

لغو رائے

لاہور کے نئے اخبار ملت نے اخبار نویسی کے امتحان لئے جانے کی رائے دی ہے۔ اور اس امتحان کے لئے ایک کورس بھی خود ہی تجویز کر دیا ہے۔ اس رائے کی لغویت میں کوئی شبہ نہیں محض کسی امتحان کے پاس کر لینے سے یہ نہیں قرار پا سکتا کہ پاس کرنے والا فی الحقیقت ایڈیٹری کی قابلیت بھی رکھتا ہے ایڈیٹر بھی شاعروں کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ بنائے نہیں جاتے یہ دماغ کی قدرتی بناوٹ پر موقوف ہے ہمارا معزز معصر ہمارے اس اختلاف پر ناراض ہو تو ہم اسکی پروا نہیں کرتے۔ مگر ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اس رائے سے شاید ہی کوئی اخبار نویس متفق ہو نہ اسلئے کہ وہ اخبار نویسی کے امتحان کے ناقابل ہیں بلکہ اسلئے کہ یہ معیار کوئی معیار نہیں ہے ؎

دارالامان کا ہفتہ

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے امام اور مطاع اور آپ کا خاندان ہر طرح سے بخیریت ہے

اس ہفتہ میں خاندان حضرت خلیفۃ المسیح میں خوشی کی ایک تقریب ہوئی یعنے آپ کی صاحبزادی امۃ الحی ہلے قرآن مجید ختم کیا جو حضرت کی خاص خوشی اور مسرت کا موجب ہوا ہے کیونکہ قرآن مجید ہی آپ کی غذا ہے اس تقریب پر (۱) والدہ امۃ الحی نے لڑکیوں کے مدرسہ میں شیرینی تقسیم کی اور دعوت دی۔ گرلز سکول کی معلمہ کو انعام دیا۔ اللہ تعالے ایسی سعادت بخش تقریبوں کے روز سامان کرے

۲- حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان بھی بخیریت ہے

۳- ہفتہ زیر اشاعت میں کثرت سے بارش ہوئی اور قادیان اب جزیرہ کی صورت بنا ہوا ہے۔ مدرسہ کی جدید ناکمل عمارتیں رکی ہوئی ہیں اور اگر بارشوں کا سلسلہ جاری رہا تو خدانخواستہ بعض کے نقصان کا اندیشہ ہے انکے محفوظ کرنے کے لئے بڑی کوشش ہو رہی ہے۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے

۴- مرزا نظام الدین صاحب سربراہ نمبردار قادیان کے خاندان پر موت نے عبرت بخش حملہ کیا صرف ایک نابالغ بچہ اور ایک بالغ لڑکی مرزا صاحب مرحوم کی یادگار رہ گئی ہے۔ لڑکا (دگل محمد نام) خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب اپنے ساتھ تعلیم کے لئے جالندھر لے گئے ہیں۔ اور انہوں نے انتظام جائداد کے لیے بمشورہ مرزا کمال الدین و دیگر معززین خاندان بعض مناسب تجاویز اختیار کی ہیں۔ جس سے امید ہے کہ فائدہ ہوگا ؎

صدر انجمن کا ماہواری گوشوارہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماہوار گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ مئی ۱۹۱۰ء کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں یکم اپریل ۱۹۱۰ء کو ابھی انجمن کے ہاتھ میں [illegible] رہی۔ اسکے مقابلہ میں یکم مئی ۱۹۱۰ء کو (جو غلطی سے رسالہ میں یکم اپریل ہی دکھائی گئی ہے) [illegible] رہ گیا۔ اور یکم جون ۱۹۱۰ء کو بھی [illegible] رہے اس [illegible] سے معلوم ہوگا کہ انجمن کے خزانہ میں یکم اپریل سے لیکر یکم جون تک ڈیڑھ ہزار سے زیادہ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ انجمن کے رسالہ میں آمدنی اور خرچ کا مقابلہ کرکے نہیں دکھایا جاتا جس سے قوم کے سمجھدار افراد کو یا کم از کم انجمن ہائے احمدیہ کے سکریٹری صاحبان کو موقعہ مل سکے کہ وہ کمی آمدنی اور بیشی اخراجات کے موجبات پر غور کر سکیں۔ اور نہیں معلوم ہوتا کہ انجمن کی کسی مد میں نمایاں کمی ہو رہی ہے اور نہ انجمن کا رسالہ اس بات کو کھول کر بیان کرتا ہے بلکہ گذشتہ دو مہینوں سے وہ مختصر ماہواری رپورٹ بھی چھاپنی بند کر دی گئی ہے۔ جو اس سے پہلے رسالہ میں چھپا کرتی تھی مندرجہ بالا مقابلہ کے علاوہ ایک اور امر بھی قابل غور ہے کہ مد بستگی میں یکم فروری ۱۹۱۰ء کو پانچ ہزار چار سو بچاس روپے تھے یہ رقم یکم جون تک ترقی کرکے [illegible] ہو [illegible] تین مہینوں کے اندر اس رقم کا قریباً تین گنے کے قریب بڑھ جانا شاید اصول حساب کتاب کے رو سے نامناسب ہو۔ اور اگر اس قدر رقم کا خزانہ انجمن سے نکالنا بعض ضروری اخراجات کے لئے لازم ہی ہو تو بھی ماہواری گوشوارہ کے ساتھ ہی بستگی کی رقوم کی تفصیل کا دیا جانا ضروری ہے۔ یا تو اس قسم کے گوشوارہ کو چھاپا نہ جاوے اور اگر اس کی اشاعت ضروری ہو۔ اور ضروری ہے تو پھر اسکو ایسے طور پر درج کرنا چاہیئے کہ قوم اسکی اشاعت کے مقاصد کو سمجھ سکے۔ مجھے ایک امر اور اسکے متعلق کہنا ہے کہ انجمن کے قواعد میں (جو قاعدہ مشتہر ہو [illegible])

کہا گیا تھا کہ انجمن کا روپیہ بنک بنگال میں رہیگا اور اس سے فائدہ یہ سوچا گیا تھا کہ اس روپے کا سود اشاعت اسلام میں خرچ ہوگا۔ اب اگر یہ روپیہ جو انجمن کے پاس ہے بنگال بنک میں ہوتا جس کی میزان یکم جون کو ۲۴ ہزار سے اوپر ہے تو کم از کم میگزین کے ایک مہینے کے ٹکٹوں کا خرچ مفت نکل آتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ سیکرٹری صاحب ان ضروری امور پر انجمن کو توجہ دلائینگے گوشوارہ کی مدوار مقابلہ کو انشاء اللہ آئندہ قوم کی توجہ کے لئے لکھوں گا۔ سر دست اتنا کہتا ہوں کہ لنگر خانہ کی آمدنی مئی ۱۹۱۰ء میں بہت کم ہو گئی ہے اور یکم جون کو صرف دو سو روپے کے قریب خزانہ میں موجود تھے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر احباب نے توجہ نہ کی۔ تو اس رتبہ پھر لنگر خانہ مقروض ہو جائے گا۔ لنگر خانہ اشاعت اسلام کا پہلا ذریعہ ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود اپنے وقت میں۔ اور آپ کے خلیفہ اعظم بلا فصل اب خصوصیت سے لنگر خانہ کی طرف متوجہ ہیں اسلئے سر دست انجمن اگر مقبرہ بہشتی اور اشاعت اسلام میں سے کچھ ادا نکال کر لنگر فنڈ میں داخل کر دے اور انجمنوں کو چندہ لنگر کے لئے خصوصاً توجہ دلائے اور اسکی مستقل آمدنی دو ہزار کے لئے انتظام کرے تو لنگر خانہ کی طرف سے سر دست اطمینان ہو سکتا ہے یوں یہ جدا امر ہے کہ حضرت کی جانشین کی دعائیں فاقہ کی نوبت نہ آنے دیں گی۔ یہ ہمارا یقین ہے مگر دعاؤں کے ساتھ تمسک بالاسباب بھی ضروری ہے۔ جس قدر زور دوسری مدات کے لئے دیا جاتا ہے اسکا نصف بھی لنگر خانہ کے متعلق تحریک ہو تو اس فنڈ میں وسعت پیدا ہو سکتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ سطور اثر انداز ثابت ہوں ✽

ہندوستان کا آنیوالا وائسرائے

ہندوستان میں آنے والے وائسرائے کا نام مشتہر ہو گیا ہے۔ یعنے سر چارلس ہارڈنگ ✽ آپ کا دادا سر ہنری ہارڈنگ پہلے ہندوستان کا گورنر جنرل رہ چکا ہے اور اب سر چارلس ہارڈنگ اسی عہدہ پر آتے ہیں۔ وائسرائے موصوف فارسی زبان سے خوب دلچسپی اور مذاق رکھتے ہیں اور قیاس کیا جاتا ہے کہ بعض اسلامی ممالک میں رہنے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے جذبات اور ضروریات کا بخوبی احساس رکھتے ہیں۔ بہرحال ہم تو آنے والے حاکم کو

اھلاً و سھلاً و مرحباً

کہنے کو طیار ہیں ✽

جدید سکہ میں ناگری

ہندو اخبارات زور دے رہے ہیں کہ جدید سکہ جو قیصر جارج کے نام پر مسکوک ہوگا اس میں ناگری الفاظ یا اعداد میں اسکی قیمت ظاہر کی جاوے اگر اس سوال کا تعلق روزمرہ کی ضروریات اور سکہ کے چلن میں مشکلات سے ہوتا تو ہم بڑی خوشی سے ایسی درخواست کی تائید کرنے کو طیار ہوتے۔ مگر اس سوال کا تعلق محض قومیت اور مذہب سے ہے۔ اسلئے کہ اب تک بلکہ معظمہ بلکہ اس سے بھی پہلے کمپنی کے وقت سے لے کر انگریزی سکہ کے چلن میں ناگری حروف میں اسکا اندراج نہ ہونے کی وجہ سے کوئی دقت پیش نہیں آئی اور برابر کام ہو رہا ہے۔ اور ایک بچہ بھی جو پانچ چھ سال سے زیادہ عمر کا ہو۔ روپیہ۔ اٹھنی۔ چونی۔ دونی۔ اور اکنی میں تمیز کر سکتا ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اب جدید سکہ کی کونسی اشد ضرورت پیش آگئی جو یہ تجویز اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ بلکہ آریہ اخبارات تو بڑے زور سے اس پر مضامین لکھ رہے ہیں ضرورت اور مشکل کے پہلو سے تو اس جدید تجویز کی کوئی حاجت نہیں۔ ہاں اگر محض تفریح اور قومی پاسداری کے پہلو سے دیکھا جاوے تو مسلمانوں کو اسکے متعلق انکار کی بھی حاجت نہیں۔ جان کی بلا سے۔ اگر ناگری میں بھی اندراج ہو تو اس کا کیا ہرج ہے؟ بہترین طریق فیصلہ تو یہ ہے کہ ہندوستان میں جو زبان عدالت مسلم ہے اسمیں اندراج کافی ہے

اشتہار ایجنسی قادیان گورداسپور پنجاب
سوداگروں کے لئے اپنے اشتہار تقسیم کرنے کا کم خرچ اور بہتر ذریعہ

رہا یہ امر کہ دوسرے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے یا نہیں؟ کم از کم بٹالوی اپنے اعیان اہلحدیث سے ہی اس پر دستخط کرادے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ مسلمان ان خطرناک عقاید کو چھوڑ دیں۔ جو مہدی کے متعلق بعض اہل حدیث کی کتابوں میں درج ہیں اور جن کا ذکر اور بحث ہم اپنے موقع پر انشاء اللہ کریں گے۔

اگر بٹالوی کے اس اعلان کردہ عقیدہ کے موافق کم از کم اہل حدیث بزرگ ہی تصدیق کر دیں تو سب سے زیادہ خوش ہم ہوں گے۔ مگر افسوس ہے بٹالوی کی یہ بیل منڈھے نہیں چڑھنے کی۔

امیر کابل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ اسی مضمون کے ضمن میں بٹالوی نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے امیر کابل پر غیر مشریفانہ حملہ کیا۔ اور اس سے گورنمنٹ کو دھوکا دیا کہ ہندوستان و افغانستان و دیگر بلاد اسلامیہ کے مسلمان اس مہدی معہود کے منتظر ہیں جو زمین پر خونریزی کریگا۔"

دوسرے مسلمان اس عقیدہ کو رکھتے ہیں یا نہیں؟ یہ صرف بٹالوی کے کہدینے سے دور نہیں ہوسکتا۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم کی تصنیفات کھول کھول کر بتاتی ہیں کہ مہدی کے متعلق ان کا کیا مذہب اور عقیدہ ہے؟ اس اعتراض کا جواب صرف ایک ہی طرح پر ہوسکتا ہے کہ مولوی محمد حسین اہل حدیث اور حنفی اور شیعی علماء کی طرف سے ایک مشترک تحریر شایع کرادیں جس میں وہ اپنے اس عقیدہ سے بیزاری ظاہر کر دیں۔ اور لکھدیں کہ

وہ ہم کسی ایسے مہدی کے قایل نہیں جو
آکر لڑائیاں کریگا اور سیف و سناں سے کام لیگا"

چشم ما روشن دل ما شاد۔ اسی اصل کو تو ہم مسلمانوں کے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ "امیر کابل پر غیر مشریفانہ حملہ کیا ہے۔" یہ خود بٹالوی کی شرافت کی دلیل ہے۔ وہ تو نہ سمجھے امیر کابل کو مخاطب کر کے کہتا ہے

شعر

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

بٹالوی کابل کی روٹیاں کہا چکا ہے اُسکے حق نمک میں وہ جو کچھہ چاہے کہے۔ ہم سلطنت کابل کو کبھی برٹش رول پر ترجیح نہیں دے سکتے جہاں ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ کابل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دو رکن شہید کئے گئے؟ پھر ہم کیونکر اپنی خوشنودی کا اظہار کر سکتے ہیں؟!

برٹش راج کے مقابلہ میں کسی اسلامی سلطنت میں بھی ہمارے لئے امن نہیں ہے اسلئے وہ اسلامی سلطنتوں سے زیادہ بابرکت ہے"

امیر کابل نے اگر مہدی کے متعلق اپنا عقیدہ اہل حدیث کے خود ساختہ ایڈووکیٹ کو لکھکر دیا ہے تو اُسے مناسب ہے وہ فوراً شایع کر دے۔ اور اگر نہیں تو خود تراش کر ایک بات کہنا اتقا کے خلاف ہے۔

(باقی دوسرے نمبر میں انشاء اللہ العزیز)

سلسلہ اشاعت اور ریڈنگ روم

سلسلہ کی اشاعت کے لئے خصوصیت سے توجہ کی ضرورت ہے اور اس غرض اور مقصد کیلئے اول واعظین کا تقرر ہے۔ اب وقت ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں واعظ کثرت سے پھیلائے جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مختلف مقامات پر بدوں کسی خاص اہتمام کے واعظین کو بہیج کر دکہا دیا ہے کہ واعظین کے تیار کرنے میں بھی کوئی دقت نہیں ہے۔ حضرت کی دعا اور توجہ نے امیوں سے کام لے لیا ہے۔ مجھے اس مقام پر واعظین کے متعلق کچھہ ذکر نہیں کرنا۔ بلکہ اشاعت سلسلہ کے دوسرے ذرایع میں سے مختلف مقامات پر ریڈنگ روم کھولے جانے کی تجویز اور تحریک کا پیش کرنا ہے۔ اوایل میں جب انجمنوں کے نظام کی تحریک کی گئی تھی۔ اور انجمنوں کے قواعد تیار ہوئے تھے اسوقت یہ بھی ان قواعد میں رکھا گیا تھا کہ ضلعوار واعظ مقرر کیے جائیں۔ اور کم از کم ہر ضلع کی انجمن ایک لائبریری بھی قایم کرے مگر جہاں تک واقعات سے اس سوال کا تعلق ہے یا میرے علم پر موقوف ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ فیروز پور کے سوا کسی جگہہ کوئی پبلک لائبریری نہیں کھولی گئی میرا قیاس ہے۔ خدا کرے یہ غلط ہو۔ لاہور۔ اور سیالکوٹ جیسے شہروں میں جہاں کی انجمنیں تمام انجمنوں میں وقعت اور عزت کے لحاظ سے سرکردہ ہیں۔ وہاں بھی کوئی لائبریری میرے علم میں نہیں۔

لائبریریوں کا اجرا اور افتتاح آج نہایت مفید اور بابرکت امر ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ فیاضی کے ساتھہ کتب خانوں کے اجرا سے اپنی علمی کوششوں کو وسیع کیا ہے۔ میں ایک مسلمان سیاح ابو زید بلخی فلسفی کے حالات پڑہتا تھا۔ وہ کتبخانوں کے ذکر میں لکھتا ہے کہ کتب خانے پبلک ہوتے تھے اور اہل علم کو مطالعہ اور کتب بینی کے لئے وظیفہ دیا جاتا تھا۔ بلکہ اس زمانہ میں یہ ذوق اس قدر عام ہوگیا تھا کہ سراؤں میں بھی کتب خانے قایم کیے جاتے تھے۔

مسلمانوں کی علمی فیاضیوں کی یہ داستان بہت دلفریب اور رقت بخش ہے اور میں اسے یہاں سنانا اپنا مقصد نہیں سمجھتا بلکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ پبلک میں علمی مذاق اور اپنے مذہب و مقصد کی اشاعت کے لئے کتب خانوں کو ایک شاندار ذریعہ سمجھا ہے آج یہ مذاق مغربی قوموں میں جس حد تک بڑھ گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ یہاں تک ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں بھی مطالعہ کتب و اخبارات کا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے اور اب تو یہ مذاق اسقدر ترقی کر گیا ہے کہ ڈبل روٹیوں پر اخبارات چھاپے جاتے ہیں۔ اور جہاز کے مسافروں کے لئے جہازوں میں اخبارات کا چھاپنا شروع ہوگیا ہے۔ مسیح موعود کا زمانہ نشر صحف کا زمانہ ہے۔ اور اگر اسوقت ہم ان اسباب سے کام نہ لینگے جو اشاعت کے لئے اللہ تعالے نے پیدا کر دیئے ہیں تو ایک قسم کا کفران نعمت کریں گے۔ پس فیروز پور کی جماعت کی تقلید کر کے ہر جگہہ کی انجمن کو اپنے ہاں ایک کتب خانہ کھول دینا چاہئے۔

جہاں حضرت مسیح موعود مغفور کی تمام تصانیف اور سلسلہ کے بزرگوں کی تالیفات کی کم از کم دو دو جلدیں رکھی جائیں ۔ اور سلسلہ کے اخبارات اور رسالے منگوا کر عام لوگوں کے پڑھنے کے لئے رکھے رہیں ۔ سلسلہ کی کتابوں کے سوا عام اسلامی کتب جو آریوں اور عیسائیوں کی تردید میں لکھی گئی ہیں وہ بھی موجود رہنی چاہئیں اور ایک معد ایسے اخبارات (جن سے عام واقفیت پیدا ہوتی ہے جیسے روزانہ پیسہ اخبار ہے) بھی آنے چاہئیں ۔ ابھی تک نہیں کہہ سکتا کہ اس قسم کی لائبریریوں کے اجرا سے اخراجات میں بیشی ضرور ہوگی

مگر یہ اخراجات خدا کے فضل سے بہترین نتائج پیدا کرنے والے ہوں گے ۔ ہمارے اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان جو غلط فہمی پھیلائی گئی ہے وہ سلسلہ کی کتابوں کے پڑھ لینے کے بعد اٹھ سکتی ہے ۔ اور جہاں اسکا تجربہ ہوا ہے یہی ثابت ہوا ہے ۔ پس اگر انجمنیں اس طرف توجہ کریں تو یہ کام تبلیغ کا آسانی سے ہو سکتا ہے ۔ سالانہ جلسوں پر جو روپیہ خرچ کرنے کے لئے جوش دکھایا جاتا تھا ۔ اگر انجمنیں اس روپے کو اسی رنگ میں خرچ کرنا چاہیں تو یہ بحمد اللہ زیادہ مفید ہوگا ۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے لوگ بھی اس تحریک پر کچھ لکھیں ۔

ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے پہلا قدم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعثت اور قیام کی اصل غرض تو اشاعت اسلام ہے

اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے جو اس سلسلہ کے بانی اور امام تھے اکمال دین اتمام نعمت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ تکمیل ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت میں ہو چکی اور تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے یہ زمانہ ہے جس میں ہر قسم کے اسباب اور وسایل میسر ہیں اندرون ملک میں ہدایت کی اشاعت کے لئے جو کام ہو رہا ہے وہ زیادہ تر اخبارات اور سلسلہ کی کتابوں کے ذریعے ہے اور اسی میں کسی قدر اضافہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے عہد سعادت میں واعظین کے ذریعے ہوا ہے ۔ واعظین کے متعلق میں پھر کبھی لکھوں گا ۔ اگر توفیق ملی ۔ سر دست میں مندرجہ عنوان پر کچھ عرض کرتا ہوں ۔

ممالک خارجہ میں سلسلہ کی اشاعت کا ذریعہ سر دست انگریزی رسالہ ہے جس کی بہت تھوڑی تعداد یورپ ۔ امریکہ یا دوسرے ممالک میں پہنچ جاتی ہے پچھلے سال مسٹر الیگزنڈر رسل ویب کی ایک چٹھی کی تحریک پر یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ یورپ اور امریکہ کے لئے ایک اسلامی مشن قایم کیا جاوے

اس سوال پر میں نے متعدد آرٹیکلوں کے ذریعہ یہ ظاہر کیا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ یوروپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لئے کوئی وفد بھیجا جا سکے ۔ سب سے بڑی دقت سرمایہ کی قلت تھی اور پھر یوروپ یا امریکہ کے لئے آدمیوں کا مہیا کرنا بھی آسان امر نہ تھا ۔ آخر سالانہ جلسہ کے موقع پر احمدیہ کانفرنس میں یہ سوال باضابطہ پیش ہو کر طے ہو گیا کہ پہلے سرمایہ کا بہم پہنچانا ضروری ہے سلور یعنی چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اٹھایا جاوے ۔

اس سوال کا فیصلہ سرمایہ کی موجودگی کی حیثیت سے اسی رنگ میں ہو سکتا تھا مگر اب سوال یہ ہے کہ اس فنڈ کے لئے کوئی تحریک کانفرنس کے بعد کی گئی یا نہیں جواب میں کہا جاوے گا کہ سر دست چونکہ تعمیر بورڈنگ ہاؤس کی تحریک زیر نظر ہے اور بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر نہایت ضروری ہو گئی ہے ۔ اسلئے جب تک اس کام سے فرصت نہ ہولے اس فنڈ کے متعلق کوئی تحریک نہیں کی جا سکتی ۔ اور کی جائے تو اسمیں کامیابی ممکن نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں یہ جواب ایک حد تک درست ہو سکتا ہے مگر جو بولیٹن رسالہ کے آخیر میں چھاپی جاتی ہے اسکے سلسلہ وار پڑھنے سے شاید یہ قابل اطمینان نہ ہو بہر حال ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے قدم اٹھانا ضروری ہے ۔ اور میری سمجھ میں اسکے لئے ایک آسان صورت آئی ہے اگر وہ مفید ہو سکے تو اس سے فایدہ اٹھایا جاوے

تجویز

اس میں کوئی کلام نہیں کہ ایک مستقل مشن ولایت میں قایم کرنا بہت سے اخراجات کو چاہتا ہے ۔ لیکن اگر اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کسی قابل گریجوایٹ کو ولایت میں وظیفہ دیکر تکمیل تعلیم کے لئے بھیجدیا جاوے اور وہاں اسکو سلسلہ کے ایک ایجنٹ کی حیثیت سے رکھا جاوے تو تھوڑے خرچ پر سلسلہ کی اشاعت اور اشاعت کے آسان ذریعوں کا علم ہوتا رہیگا ۔ اور ایک طالب علم اسوقت تک کہ باقاعدہ ایک وفد طیار ہو سکے خدا کے فضل سے اس قابل ہو سکیگا کہ وہ اس وفد میں نمایاں حصہ ۔ اور اسکے ساتھ ہی وہاں کی علمی ترقی سے فایدہ اٹھا کر کسی دوسرے وقت (جبکہ ہم یہاں کالج قایم کر سکیں) وہ ایک اچھے پروفیسر کا کام دے سکیگا ۔ اس میں کلام نہیں کہ یکدم اس تجویز پر عمل کرنے سے غالباً ڈیڑھ سو روپے کے قریب اخراجات کا بوجھ پڑ جائیگا مگر یہ رقم آگے چل کر خدا ہی کے فضل اور توفیق سے زیادہ قیمتی اور کار آمد ثابت ہو سکتی ہے

تجاویز اور تحریکات ابتداءً قیاسی اور خیالی امور ہوتے ہیں ۔ لیکن بالآخر ان تجاویز پر ہی عملی صورتیں نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہیں ۔ ولایت میں کسی گریجوایٹ کا بھیجا جانا انشاء اللہ کسی صورت میں خالی از فایدہ نہیں ہوگا جب تک وہ وہاں رہیگا ۔ سلسلہ کی اشاعت کسی نہ کسی رنگ میں کرتا رہیگا ۔ ہاں اس مقصد کے لئے جو گریجوایٹ منتخب کیا جاوے اسکے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے ایک مرتبہ خصوصیت سے قرآن مجید اور دینیات کی چند کتابیں پڑھ لے مثلاً اسوقت شیخ تیمور صاحب نے ایم اے کا امتحان پاس کر لیا ہے اور وہ باقاعدہ حضرت سے دینیات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ایسا ہی مولوی محمد الدین بی اے سکنڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہیں ۔ چودہری فتح محمد بی اے جو علی گڈھ کالج میں ایم اے کے لئے طیاری کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہیں ۔ اور وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے تربیت یافتہ ہیں اس قسم کے نوجوانوں میں سے کوئی ایک طالب علم بھیجا جا سکتا ہے اس سے قادیان کی انجمن کے کام سے جہاں عام مسلمانوں میں ایک خاص دلچسپی پیدا ہوگئی وہاں تھوڑے سے خرچ میں سلسلہ کا بہت بڑا کام ہو سکیگا تعلیم الاسلام کالج کے لئے ایک پروفیسر طیار ہو سکے گا ۔ اشاعت اسلام

آسمانی مسیح اور اسکا رفیق مہدی

اور

گورنمنٹ ہم۔ اور بٹالوی

نمبر ۱

تمہیدی ریمارک

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے پھر قلم اٹھایا ہے باوجودیکہ وہ اپنے زور قلم کا اس میدان میں بخوبی اندازہ کر چکے ہیں اور اُنہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جس نحوس گھڑی میں اشاعۃ السنہ کو سلسلہ حقہ کی مخالفت کا ذریعہ بنایا۔ اُسی وقت سے ان کا رسالہ اور وہ آپ ہلاکت میں گر گئے ہیں۔ اپنی خفت اور ذلت کا اگر وہ اپنی زبان سے اقرار نہ کریں تو یہ امر دیگر ہے۔ مگر جو لوگ آج سے بیس سال پہلے ان کو جانتے تھے اور جو حالت ان کے رسالہ کی تھی۔ آج اسکا مقابلہ اُن کی اور اُن کے رسالہ کی موجودہ حالت سے کیا جاوے تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ وبال اور نکال ہے

سلسلۂ حقہ کی مخالفت کا

اس حالت میں بھی مولوی صاحب کا اس محکم خیال کے ساتھ سرمارنا سمجھ لیکے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ عمر کے اس آخری دور میں (جو بقول ان کے آٹھواں عشرہ ہے) اس قابل نہیں رہے کہ اپنے کاموں کے مآل اور انجام پر غور کر سکیں۔ جبکہ حالت ایسی ہو کہ انکا رسالہ اور وہ خود پبلک میں کوئی خاص امتیاز اور اثر نہ رکھتے ہوں۔ اور ہمارے سلسلہ کی مخالفت میں انکی ناکامی اور نامرادی ضرب المثل ہو تو ہم وقت ان کی تقویم پارینہ باتوں پر نوٹس لینے کی کیا ہی وجہ ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ غلط فہمی پیدا ہونے دیجاوے اس مضمون میں۔ مولوی صاحب نے ہماری جماعت پر پولیٹکل حملہ کیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ان کی کرتوت کو کھولدیا جاوے ہمنے مولوی صاحب کے خلاف کہنے میں ابتدا نہیں کی۔ بلکہ ہماری تحریر دفاعی ہے۔ اسلئے مولوی صاحب اس مضمون کو صدائے گنبد سمجھکر توجہ اور انصاف سے پڑھینگے۔

بٹالوی کی تہذیب

شیخ بٹالوی نے اپنے اس مضمون میں جس قسم کے گندے لٹریچر سے کام لیا ہے۔ ہم اسے اُن کا **عصارۂ دماغ** قرار دیکر **عطائی تو بلقائی تو** کہکر اُن کی ہی نذر کرتے ہیں اور انسانیت سے بعید سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے اخبار کو گالیوں سے آلودہ کریں ہم اس ضمن میں آزادی اور جرأت کے ساتھ تسلیم کر لیتے ہیں کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ گالیاں دینے میں ملہم اور اُستاد ہے اور اس فن میں اُن کا مقابلہ مشکل پس بٹالوی صاحب یاد رکھیں

آنچہ در گفتار فخر تست آں ننگ من است

بٹالوی کی علمی پردہ دری

اس مضمون میں بٹالوی کا ایک جید عالم ہونے کے مدعی کی حیثیت سے پہلا فرض یہ تھا کہ وہ مسیح اور مہدی کے متعلق ایک علمی بحث کر کے ان مطالبات کا جواب دیتا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اسکے ذمہ چلے آتے ہیں۔ تاکہ اسکی مجتہدانہ اور متکلمانہ شان کا اظہار ہوتا۔ اور پبلک (مخالف پبلک) اس تاریکی سے روشنی میں آجاتی جو مسیح اور مہدی کے متعلق امور بحث طلب میں اب تک ہے۔ مثلاً مسیح کی بحث شروع کی تھی تو چاہیئے تھا کہ مسیح کی موت و حیات۔ عدم رجوع۔ موتیٰ۔ اور آمد ثانی کے متعلق ضروری امور پر تنقیدی اور فیصلہ کن بحث کرتا۔ مگر وہ اس بحث سے آج عاری نہیں ہوا بلکہ بیس سال سے بھاگا ہوا ہے۔ اسنے اس ضروری مسئلہ کو ہمیشہ اپنے اختراعی اصولوں کی آڑ میں چھپانا چاہا ہے ایسا ہی مہدی کے متعلق۔ "پردہ برانداز گفتگو" کرنی چاہیئے تھی۔ مگر نہیں بر خلاف اسکے وہ کہتا ہے

"ان خیالات اوہام کے ماخذ پر مذہبی یا علمی (محدثانہ یا متکلمانہ) بحث کرنا اور اُن کے دلائل و اصول کا باہم موازنہ و مقابلہ کر کے صحیح خیال کی تصحیح و تائید اور ضعیف خیال کی تضعیف اور تردید کرنا ہمارا مطلوب نہیں ہے"۔

اس سے بڑھکر علمی کمزوری بٹالوی صاحب کی کیا ہوگی۔ بحیثیت ایک مولوی کے ان کا کام تو صرف یہ تھا کہ یہ کہ رطب و یابس امور کا ایک ذخیرہ پیش کردیں اور پبلک کو تاریکی میں رکھیں۔

پھر اسی پر بس نہیں کیا۔ چونکہ ان کا ضمیر انہیں ملزم کر رہا تھا۔ اس لئے بطور پیش بندی یہ بھی کہدیا کہ

"... کوئی صاحب ہرگز ہرگز مجاز نہ ہونگے کہ ہماری اس پولیٹیکل بحث کے مقابلہ میں مذہبی علمی بحث کو چھیڑ دیں اور کسی خیال قدیم یا جدید کو دلایل کی تصحیح یا تضعیف کے درپے ہو کر اس خیال کا قوی یا ضعیف ہونا ثابت کریں۔ یا یہ ثابت کرنے لگجائیں کہ آسمان سے اترنے والے مسیح سے حضرت عیسیٰ ابن مریم مراد نہیں الیٰ آخرہ۔ ان کے جواب سے سکوت محض اختیار کرینگے"۔

ہماری سمجھ سے یہ امر بالاتر ہے اور اسکو غالباً بٹالوی فلسفہ ہی حل کر سکتا ہے کہ جب تک ایک امر کی صحت و سقم کا فیصلہ نہ ہولے تو اسکا نتیجہ قطعی اور یقینی کیونکر ہوگا۔

مثال کے لئے ہم اسکو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ اگر مہدی کے متعلق اسکی آمد کی احادیث ہی ضعیف اور مجروح ہوں تو اسکے آنے کا جو کچھ بھی خطرہ یا فایدہ ہو وہ بجائے خود خیالی اور ظنی ہوگا۔ پھر ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا مسیح اور مہدی کے متعلق علمی اور مذہبی بحث سے کنارہ کشی کر کے یہ بتانا کہ اُن کے آنے سے جو خطرات بیان کئے جاتے ہیں وہ غلط ہیں۔ ایک ایسا فلسفہ ہے جو اعیان اہل حدیث کی خاص توجہ چاہتا ہے اور عشرہ مشتم میں زندگی بسر کرنے والے مولوی ہی کو سزاوار ہے غالباً یہی وجہ ہے جو اہل حدیث اب مولوی صاحب کے لئے پنشن کی تجویز کرتے ہیں۔ اس بحث کے اُٹھانے میں تو شیخ بٹالوی نے اپنی منطق و فلسفہ کی لٹیا ہی ڈبو دی۔ یہ بھی نتیجہ ہے

سلسلۂ حقہ کی مخالفت کا

کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کا علم سلب کر دیا

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

بٹالوی کا مخفی عقیدہ

اصل بات یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب در اصل مہدی کی حدیثوں کو ضعیف اور مجروح یقین کرتے ہیں اور اُن کے اعتقاد میں آنے والا مہدی کوئی نہیں ہے۔ صرف عوام کی بدظنی سے بچنے کے لئے وہ کہہ دیتے ہیں کہ میں مہدی کا قایل ہوں۔ ورنہ اُن کی تحریروں سے جو کچھ بھی ثابت ہوتا ہے وہ یہی ہے چنانچہ اسی رسالہ میں جو شایع کیا گیا ہے یہ راز الفاظ کے مختلف پیرایوں میں چھپانے کی کوشش کی گئی ہے مگر وہ چھپ نہیں سکا اور اپنے موقع پر اس راز کا انکشاف کیا جائے گا وباللہ التوفیق

بٹالوی کا پہلا مغالطہ

مولوی محمد حسین صاحب کو مغالطہ دینے کی بری عادت ہے چنانچہ اس مضمون میں بھی اس عادت کو انہوں نے نہیں چھوڑا۔ مہدی کی بحث کے متعلق جو چال انہوں نے اختیار کر رکھی ہے وہ یہ ہے کہ اس مضمون کو وہ تفصیل طلب کہہ کر اور آئندہ کسی دوسرے وقت پر ٹال کر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ جلد (۷) سے انہوں نے اس مضمون کو چھیڑ رکھا ہے۔ مگر ۲۲ ویں جلد تک وہ تفصیل نہیں دے سکے جیسا کہ وہ آپ ہی لکھتے ہیں:

"ہم اس مضمون میں آنے والے مہدی کے متعلق ان احادیث میں (جو محل کلام محدثین ہیں جنکی طرف ہم رسالہ نمبر ۲ جلد ۷ اور نمبر ۱ جلد ۹ - اور نمبر ۲ و ۳ جلد ۱۱ میں بحوالہ کلام ابن خلدون اشارہ کر چکے ہیں۔ اور اس میں تفصیلی بحث کا وعدہ بھی کر چکے ہیں) کوئی محدثانہ کلام نہ کریں گے۔"

اب نہیں معلوم اس وعدہ کا ایفا کب ہوگا؟ بیس برس کے اندر تو ہوا نہیں۔ اس عدم ایفا وعدہ کے لئے بھی بٹالوی صاحب بعض مصالح مذہبی کو وجہ قرار دیتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ مصالح مذہبی کیا ہیں؟ شاید وہ مصالح یہی ہو سکتی ہیں کہ اس مضمون کی اشاعت بٹالوی عقیدہ مہدویت کی حقیقت کو کھول دیگا۔ پس وہ اپنے تفصیلی مضمون کے وعدوں سے مسلمان پبلک اور گورنمنٹ کو مغالطہ دیتا ہے اور اپنی دانست میں دوسروں کو بیوقوف سمجھتا ہے کہ اسکی چالوں سے بےخبر ہیں۔

مہدی کے متعلق ہماری اور بٹالوی کی پوزیشن (موجودہ)

اسی مضمون میں بٹالوی نے یہ بھی ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مضمون اس نے ۱۸۹۷ء میں مسٹر ینگ بالقابہ سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کے عہد میں لکھا تھا اور صاحب ممدوح کو دکھایا بھی تھا۔ مگر پولیٹکل اور مذہبی مصالح کی لحاظ سے اسکی اشاعت غیر ضروری سمجھ کر ملتوی کر دی تھی۔ اس صاف پتہ لگتا ہے کہ اگر اس مضمون کی کوئی پولیٹکل اہمیت ہوتی تو یہ اس وقت شایع کرنا ضروری تھا جب کہ مہدویت کو مدعی نے تازہ تازہ دعویٰ کیا تھا۔ اور بٹالوی نے مخالفت کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا یا تھا۔ مسٹر ینگ بوجہ پادریانہ مذاق رکھنے کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریک سے خوش نہیں تھے۔ ایسی حالت میں جبکہ مولوی محمد حسین کا مضمون پولیٹکل وجہ سے ملتوی کئے جانے کے قابل تھا۔ تو آج تو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل ہے ایسا ہی یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ مولوی عبد الجبار کو بھی یہ مضمون دکھلایا گیا تھا۔ اگر یہ مضمون مذہبی حیثیت سے کوئی وقعت رکھتا تو لاریب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ یورپ پنجم کے علماء کے اس پر دستخط کراتا اور تقریظیں لکھتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ علمی اور مذہبی تحقیقات کے معیار سے اس گرے ہوئے مضمون کو کسی نے بھی پسند نہیں کیا۔ اسلئے بھی اسکی اشاعت کو معرض التوا میں ڈالا۔ اب جبکہ اشاعۃ السنۃ کے لئے کوئی مضمون نہ ملا تو اسی باسی کڑھی میں اُبال ڈال کر بٹالوی بزرگ نے اعیان اہلحدیث کے سونگھنے کے لئے رکھ دیا۔

بہرحال مہدی کے مسئلہ کے متعلق ہماری اور بٹالوی کی پوزیشن صاف ہو جاتی ہے۔ سب سے اول احمدی تحریک کے بانی نے اپنی مہدویت کا اعلان کرتے ہوئے اس امر کو ظاہر کیا کہ آنے والا مہدی سیف و سنان سے کام نہ لیگا بلکہ حجج اور براہین اور آسمانی نشانات سے وہ اسلام کی صداقت کو ثابت کرے گا اور اس کی کامیابی اور اظہار دین کی یہی راہ ہوگی۔ یہ ہمارا مذہب ہے مہدی کے متعلق۔

اب بٹالوی نے بھی صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ

"اس مشن کو پورا کرنے میں وہ زمینی تدبیروں اور انسانی سازشوں کے محتاج نہ ہوں گے اور میدان جنگ و جدال و خونریزی و قتال آراستہ کرکے تلوار سے کام نہ لینگے۔ بلکہ اپنی روحانی طاقتوں اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ اس مشن کو پورا کرینگے"۔ (اشاعۃ السنۃ صفحہ ۸۰)

امام مہدی سے جو کچھ ظہور میں آئے گا وہ روحانی اور آسمانی نشان کے طور پر ہوگا (صفحہ ۸۱)

تلوار و تفنگ اور خونریزی و جنگ امام مہدی کے شایان شان نہیں ہے اور ان کی آسمانی برکات خونریزی و جنگ سیفی سے ان کو مستغنی کر دیں گے (صفحہ ۱۳۲)

غرض نہ ایک جگہ اور نہ دو جگہ بلکہ متعدد مقامات پر بٹالوی نے تسلیم کر لیا ہے کہ آنے والا مہدی خونی مہدی نہیں ہوگا۔ اب اہل انصاف سے اپیل ہے کہ اس سے بڑھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فتح کیا ہوگی؟ کہ مولوی محمد حسین کو آمد مہدی میں اپنا ہم عقیدہ بنا لیا

یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اس عقیدہ کو رکھنے والا۔

ایک پولیٹکل خطرہ ہے

ملک اور قسمت خیزی۔ گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے مسئلہ مہدی کا جو حل اب بالامن اپ پیش کرتے ہیں وہ تو یہی ہے کہ مہدی سیف و سناں کے ساتھ نہیں آئے گا۔ روحانی نشانات اور آسمانی تائیدات عیسیٰ علیہ السلام ظاہر کریگا۔ مگر جس سلسلہ نے اس تعلیم کو پھیلایا اور چار لاکھ سے زاید مسلمانوں سے اس عقیدہ کو منوا دیا وہ اُسکے نزدیک خطرناک ہے!

اس سے بڑھ کر شرمناک حالت بٹالوی بزرگ کی کیا ہوگی؟ اب آپکے رجوع کرنے میں باقی ہی کیا رہا ہے؟

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

77

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

(جلد ۱۴) ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

قیمت جو سال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے .... صہ/

خواص سے .... عہ/

ہندوستان سے باہر .... سے/

مخبر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے .... ۱۲/ اور

بہ یکم با تو گرامی جاددرقادیاں ہینی

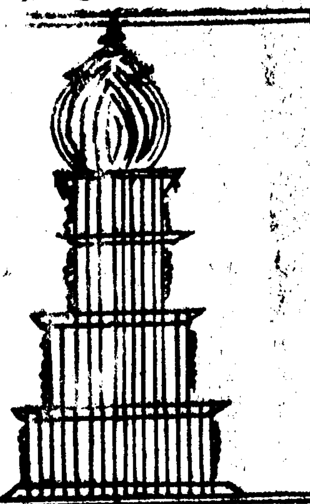

دواہینی شفاہینی غرض دارالاماں ہینی

قادیاں دارالامان کی کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اسنے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے عموماً ملک کے طبیب ان کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی وہ ہر ایک زمانہ پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور کھرے اجزاء سے دواسازی کا اسمیں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزاء خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں ؛

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ

جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات مفت

خط کا پتہ :- بالکل یہی الفاظ لکھیے :- مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی ؛ (تار کا پتہ) "میڈیسنز دہلی"

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہو تو اس سے کچھ سمجھتے نہیں کہ کونسی شکایت ہے؟ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈنر پلس) کھالیجئے۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پہلے کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا زہر زیادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار۔ بائے۔ بدہضمی چہرے کا پھیکا ہونا جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈوڈس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورہ بالا امراض کو دور کرتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلا اخراجوں کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں اور مرد عورت بچہ کو جلد اور ہمیشہ کے لئے صحت بخشتی ہیں قیمت ۱۲ آنہ فی شیشی جس میں ۴۰ گولیاں ہیں ۔۔۔ والی شیشی گولیوں کی تجارتی ہیں کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں

بچوں کی تندرستی

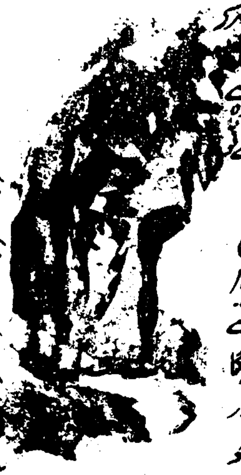

والدین کے لئے ہمیشہ گھر کر تعلق خاطر موجب ہے اگرچہ سست یا پژمردہ اور بھوکا تھکا تھکا ہے تو اس کو فوراً

اسکاٹس امیلشن

دینا چاہیے اسکے دو ہی چند قطرے کھلانے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائے گا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے ... فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ باؤن لمیٹیڈ منوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

Scott & Bowne Ltd.
Manufacturing Chemists
London

ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت ۴ رہے ہر ایک گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور آج کل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے

(۱) اکسیر نمبر ۱۔ دافع مرض ہیضہ	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۲) اکسیر نمبر ۴ دافع مرض پیچش	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۳) اکسیر نمبر ۲۔ دافع پیٹ درد	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۴) اکسیر نمبر ۳۔ برائے جلاب	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۵) اکسیر نمبر ۸ دافع کھانسی	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۶) اکسیر نمبر ۱۱۔ آنکھوں کے لئے نہایت ٹھنڈا سرمہ	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۷) اکسیر نمبر ۱۹۔ گولیاں دافع بخار	قیمت فی شیشی	چار آنہ
(۸) اکسیر نمبر ۱۳۔ دافع درد دانت	قیمت فی شیشی	چار آنہ

ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آیورویدک ادویات ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں اسکے مطالعہ کے لئے وشدہالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں

ملنے کا پتہ } کویراج کانشی رام ویدکوی رتن لنگے منڈی لاہور

اس کو کل پڑھیے لیجیے آئندہ مضمون میں جو مصلا میں درج ہے وہ اس سے تعلق رکھتے ہیں

قیمت فی چھوٹی شیشی آٹھ آنے (۸)

امرت دھارا (رجسٹرڈ)

قیمت بڑی شیشی عہ روپیہ ۸ آنہ

نے جس قدر نام پایا ہے اسکی کمل تعریف کیواسطے تو بڑی بھاری رسالے کی ضرورت ہے جب میں ان ہزاروں خطوط پر نگاہ ڈالتا ہوں جو اکثر اصحاب امرت دھارا کی
کامیابیوں اور نعمتوں کے متعلق لکھتے رہتے ہیں تو میں خوش ہوا کرتا ہوں کہ خدا نے ایسی نعمت مجھکو عطا فرمائی ہے

امرت دھارا اُن تمام امراض کا جو عام طور پر بڈھوں بچوں جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں عملی علاج ہے سینکڑوں بوجھ دار بکس اس چھوٹی سی شیشی کے سامنے ہیچ ہیں وہ لوگ جو گھروں میں یا سفر میں ادویات کے بکس رکھا کرتے تھے اب یہ چھوٹی سی شیشی جیب کے ایک کونے میں رکھتے ہیں اور وقت بے وقت جو کام یہ دیتی ہے وہ دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں ۔

امرت دھارا جس گھر میں موجود ہے ایک حکیم حاذق موجود ہے کوئی بھی بیماری ہو اسکو دیدو اور کرشمہ دیکھو ۔ **امرت دھارا** جس جیب میں موجود ہے امراض کے خطرے سے محفوظ ہے ۔

امرت دھارا کو جس نے اپنایا امراض کو دور بھگایا ۔ جو اسکو ہمیشہ پاس رکھتا ہے خود کو اور عزیزوں کو اور پردیسیوں کو دکھ سے بچاتا ہے ۔

امرت دھارا ان تمام امراض کو جو اچانک آدمی کو آدباتی ہیں اچانک ہی دور کرتی ہے ہر قسم کے درد سر سے لیکر پاؤں تک کے درد اندرونی و بیرونی ۔ ہیضہ ۔ طاعون ۔ نزلہ زکام ۔ حشرات ۔ سانپ بچھو وغیرہ کا ڈنگ کسی بھی تیزاب یا آگ یا زہر کا لگ جانا یا زہر کھا جانا ۔ چوٹ ۔ زخم وغیرہ وغیرہ ۔

امرت دھارا میں ہر مرض کو دور کرنے کی ایک خاص صفت ہے کوئی بھی سخت سے سخت بیماری ہو اسکو دیدو ۔ اول تو بیماری دور ہوگی ورنہ کم تو ضرور ہو جاویگی ۔
[illegible] کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے ۔ [illegible] وقت آتا ہے جبکہ متضاد امراض پر مثلاً قبض و دست کو یکساں فائدہ دکھاتی ہے ۔
[illegible] مفید ثابت ہوئی ہے ۔ اس کا ہم آئندہ علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے ۔

[illegible] نعمت ہے بیک وقت کا کام دیتی ہے ۔ سچا دوست مددگار رفیق و غمگسار ہی ہے [illegible] ۳ بوند سے [illegible] طریقہ ہے کہ اگر غلطی سے ۱۰-۲۰ بوند بھی کھائی جاویں تو کوئی نقصان نہیں ہے کسی بھی بیماری پر کسی بھی وقت کسی بھی عمر میں دیجاوے خدا کے فضل سے فائدہ کرے گی ۔

امرت دھارا سینکڑوں ہزاروں کے خرچ کو بچاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو ایک بار منگواتا ہے ہمیشہ منگواتا ہے اکثر اصحاب سو پچاس شیشی سے کم آرڈر ہی نہیں بھیجتے ۔ [illegible] ہزار شیشی سالانہ کی فروخت کیا کسی اور دوائی کی ہوگی ۔

نام امراض جنمیں امرت دھارا مفید ہے

قسم کی درد سر ۔ کھانسی ۔ دمہ ۔ ذات الجنب ۔ نمونیا ۔ پیٹ درد ۔ نزلہ زکام ۔ ہیضہ ۔ بدہضمی ۔ اروچی ۔ اپھارا ۔ درد دانت ۔ قولنج ۔ اسہال ۔ پیچش ۔ قے ۔ تواتر معدہ وغیرہ ۔ کل امراض معدہ ۔ ہچکی ۔ مرگی ۔ درد دانت ۔ دانتوں کو پانی لگنا ۔ خون یا ناسور دنداں وغیرہ کل امراض دانت ۔ درد کان ۔ زخم کان ۔ کرم و ورم گوش ۔ بہرہ پن وغیرہ کل امراض کان ۔ بواسیر ناک ۔ چھینک ۔ بدبو ۔ ممی وغیرہ کل امراض ناک ۔ درد چشم ۔ دھند جالا وغیرہ امراض آنکھ ۔ پھوڑا ۔ پھنسی ہر قسم کا زخم ۔ دانتوں کا ہلنا ۔ داد ۔ چنبل ۔ بھڑ ۔ مکھی ۔ کھٹمل ۔ بچھو ۔ سانپ ۔ باولا کتا ۔ چوہا وغیرہ کا ڈنگ ۔ بلکہ ہر قسم سوزاک ۔ آتشک ۔ گلٹیاں ۔ بد ۔ درد مفاصل ۔ ورم ۔ تمام درد اندرونی و بیرونی ۔ چوٹ ۔ بواسیر ۔ کمزوری دماغ ۔ طاعون ۔ سل ۔ تپ دق ۔ پرسوت ۔ امراض دل ۔ امراض جگر ۔ بائی گولہ ۔ پیچش ۔ احتباس حیض ۔ خنازیر ۔ امراض بچگان ۔ تکسیر ۔ سوج زبان ۔ منہ کا پکنا ۔ سوج لب ۔ درد داڑھ ۔ گلے پڑنا ۔ آواز بیٹھنا ۔ نیچے یا اوپر سے خون جانا ۔ سوج پھیپھڑہ ۔ پستان ۔ ورم طحال وغیرہ ۔ امراض تلی ۔ خروج مقعد ۔ بھگندر ۔ درد گردہ ۔ درد مثانہ ۔ جسم کا پھولنا وغیرہ امراض زناں ۔ رنگیمن باؤ ۔ پنڈلی کا پھولنا ۔ پتی ۔ خارش خشک و تر ۔ چھپاکی ۔ کثرت پسینہ ۔ تیزاب وغیرہ سے جلنا وغیرہ وغیرہ وغیرہ وغیرہ وغیرہ وغیرہ ۔

احتیاط

امرت دھارا کا اس قدر نام دیکھ کر بہت سے اشتہار بازوں کے منہ میں پانی بھر آیا ہے اور مختلف نام رکھ کر انہی اوصاف کی اشتہار بازی کرتے ہیں [illegible] میری ایجاد ہے اسکے کل اجزا سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا ہے ۔ میرے پاس بیشمار خطوط موجود ہیں کہ ایسے اشتہاروں سے دوائی منگا کر لوگوں نے نقصان اٹھایا ۔ اس واسطے دھوکے سے بچیں اور کبھی کوئی دوائی اس قسم کی سوائے امرت دھارا کے نہ خریدیں ۔ ایسے خطوط کو آئندہ لکھیں گے ۔ یہ بھی یاد رہے کہ لفظ "امرت" کے ساتھ لوگوں کو خاص محبت ہوگئی ہے ۔ اس واسطے اشتہار باز اپنی ادویات کے ساتھ کسی نہ کسی طرح لفظ امرت ملانا چاہتے ہیں بس صرف "امرت" لفظ پر نہ بھولیں ۔ بلکہ "امرت دھارا" اس سارے نام کو دوائی کے واسطے اچھی طرح سے یاد رکھیں ۔

خط و کتابت و تار کا پتہ — **امرت دھارا لاہور** کافی ہے

ارے دوڑو !!!! جلدی دوڑو

جلسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے۔ اسکے گھر میں ایسی ہی پکار پڑجاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی لیکر

گھر میں ڈال رکھتے ہو یہ اصل عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور سستی کے لیئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی چار آنہ (۴) محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہیئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اسکا رنگ بھی اصل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتوں کی مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کیلیئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور منہ کا کم ہونا سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہوجاتی ہیں گود کے بچوں کے لیئے اس سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک ۵ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت ملکتی ہے منگا کر ملاحظہ کیجیئے

ڈاکٹر کرس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

محب الاطفال دودھ اسکاٹس املشن

ہر روز ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے سلسلہ میں دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے فخر سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے

یہ دوا فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نشان کی ہر جگہ جو املشن کے طریقہ شناخت کا نشان ہے۔ اس کے بغیر نہیں بیچا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ایک نادری بکس

مرض طاعون کے لیے اکسیر اور بیمار داروں کی حفاظت کے لیے

مسمی مریضان

شکریہ اصحاب

مولوی انجینئر تحریر فرماتے ہیں کہ ہری بٹی واقعی بہت فائدہ کرتی ہے گذشتہ گرمیاں میں نے ایک ایسی حکیم کو واسطے استعمال دیں اس کا بیان ہے کہ گرمی سے ایک آدمی موت سے بچایا ہے بڑی تجربہ سے

قیمت بکس للعہ بکس خورد عہ

پتہ۔ کم یار چند ہی ٹی ام ویدکورتن مالک پنجاب آیورویدک اوشدھالیہ نسلکے منڈی لاہور (پنجاب)

پڑی رہا ہے کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ابتلا آتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اسکو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس وہ صبر کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امر مقدر اپنے مدت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے تب غیرت الٰہی اس غریب کیلئے جوش مارتی ہے۔ اور ایک ہی تجلی میں اعدا کو پاش پاش کر دیتی ہے سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اسکی نوبت آتی ہے اسیطرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کرینگے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کریگا چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی بہت سا حصہ الہامات کا انہی پیشگوئیوں کو بتلا رہا ہے اور مکاشفات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ تب میں نے اسکو کہا کہ تم کہاں سے آئے۔ تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ جئت من حضرة الوتر۔ یعنی میں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے۔ تب میں اسکو ایکطرف خلوت میں لیگیا اور میں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اس حالت سے منتقل ہوگیا۔ لیکن یہ سب امور درمیانی ہیں اور جو خاتمہ امر پر مقدر ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں۔ اور آفتاب کیطرح روشن ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخر کار تجھے فتح دونگا۔ اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دونگا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہیگی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کرونگا اور یاد رہے کہ یہ الہامات اسواسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی انکو قبول کرے بلکہ اسواسطے کہ ہر ایک چیز کیلئے ایک موسم اور وقت ہے۔ پس جبکہ ان الہامات کے ظہور کا وقت آئیگا اسوقت یہ تحریر مستعد دلوں کیلئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

البلاغ من الشاہد الی الغائب

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کے چند وصایا اور نصائح کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے جو میرے محترم بھائی منشی فرزند علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اطال اللہ بقاءہ کے ایک ارشاد ہی کی تعمیل میں بغرض اندراج دیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت کے ان وصایا کو بہتوں نے سنا اور یہ جوش مکرمی منشی فرزند علی صاحب ہی کو خدا نے دیا کہ وہ اس ارشاد کی تعمیل کریں۔

میں منشی صاحب کا از بس شکر گذار ہوں اور انکے لئے دعا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسے فرض کو ادا کر دیا ہے جو اس جلسہ میں سننے والوں میں سب کے ذمہ تھا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۲۷ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کی صبح کو جو سالانہ جلسہ دارالامان کا آخری روز تھا حضرت خلیفۃ المسیح نے مسجد مبارک میں نماز کے بعد جماعت کو چند نصائح کیں اور حکم دیا کہ شاہد غائب کو اطلاع دے۔ اس حکم کی تعمیل میں میں آپکو تقریر کا خلاصہ بھیجتا ہوں تاکہ آپ اسے اخبار میں شائع کر کے جماعت تک پہنچائیں۔ حضرت نے فرمایا۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ اگلے سالانہ جلسے تک معلوم نہیں۔ ہم میں سے کون رہے کون نہ رہے۔ اور تم میں سے جو زندہ رہے وہ آئندہ جلسے پر آئیں یا نہ آئیں۔ اس لئے میں تمہیں چند باتیں بطور وصیت کے کہنا چاہتا ہوں جو لوگ موجود ہیں۔ توجہ سے سنیں اور دوسروں کو پہنچائیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اللہ تعالیٰ کو ذات میں اسماء میں صفات میں یکتا جانو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ہو الغنی الحمید۔ یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اور تم سب محتاج ہو۔ دعا اور استغفار کثرت سے کرو۔ استغفار سے ہر ایک قسم کی حاجت براری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ نوح میں نوح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے۔

فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا۔ یرسل السماء علیکم مدرارا۔ ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہارا۔

یعنی استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ بارش برسائیگا اور تمہیں مال اولاد دیگا۔ باغ اگائیگا اور تمہارے لئے نہریں جاری کریگا۔ جماعت کو چاہیئے کہ درود شریف استغفار اور الحمد شریف کا کثرت سے وظیفہ رکھیں۔ فرمایا کہ میں نے سنا ہے۔ کہ باہر مہمانوں کے کیمپ میں ایک وقت کئی کئی جماعتیں ہوتی رہیں۔ مجھے اس کا بہت رنج ہے اگر منتظمین مجھے پوچھتے۔ تو میں انہیں اس کے متعلق نہایت عمدہ مشورہ دیتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں کو صفوں کی درستی کی خاص تاکید فرمایا کرتے تھے۔ میں خوف کرتا ہوں۔ کہ جہاں تمہارے پاؤں ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ دلوں میں بھی ایسا اختلاف پیدا ہو جائے

قرآن کو پڑھو تقویٰ پر غور کرو۔ جتنے اور جہاں جہاں جماعت ہے۔ وہاں مسجد ہونی چاہیئے اگر مسجد نہیں تو چبوترہ ہی سہی۔ بہر حال نماز باجماعت ادا کرنے کا التزام ہونا چاہیئے۔ جو شخص جماعت سے الگ رہتا ہے۔ اسکی مثال اس بکری کی سی ہے۔ جو ریوڑ سے الگ ہو جائے وہ زیادہ خطرے میں ہوتی ہے بعض لوگ میرے پاس شکایت کرتے ہیں کہ میں فلاں جگہ تنہا ہوں۔ جماعت نہیں۔ فرمایا۔ مومن اپنے اندر ایک جذب رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تنہا نہیں رہ سکتا۔ دنیا کماؤ مگر حلال طریقوں سے۔ نمازوں کو ہلاک نکرو۔ عورتوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ والدین اور اعزا و اقارب سے نیک سلوک کرو۔ نیک نمونوں کی تقلید کرو برے نمونوں کو چھوڑ دو۔ قادیان والوں کو چاہیئے کہ مہمانوں کو نیک نمونہ دکھائیں۔ فرمایا۔ امام اعظم رح ایک روز بارش اور کیچڑ میں جا رہے تھے۔ ایک

لڑکے کو بھاگتے ہوئے دیکھکر فرمایا۔ میاں لڑکے کیچڑ ہے ... کہیں گر نہ پڑنا اس نے جواب دیا میں گر پڑوں گا۔ تو چوٹ صرف مجھے ہی لگیگی۔ مگر ابو حنیفہ تم سنبھلکر چلنا تمہارے گرنے سے لاکھوں مخلوقات خدا تمہارے ساتھ گر جائیگی۔ فرمایا میں تمہارے لئے دعا کیا کرتا ہوں تم میرے لئے دعا کیا کرو۔ آخر میں پھر کلا الٰہ ... قائم رہنے کی تاکید فرمائی اور کہا دیکھو میں نے یہ وصیت کر کے انبیاء علیہم السلام کی سنت دلا ... الا اللہ والی پوری کر دی ہے۔

فرزند علی عفی عنہ سکرٹری انجمن احمدیہ فیروز پور

مدرسہ الٰہیات کانپور

کان پور میں جو مدرسہ الٰہیات قائم کیا گیا ہے۔ اس کی غرض اشاعت وحفاظت اسلام ہے اور اسی مقصد کے لئے وہ طلباء کو طیار کر رہے ہیں۔ مدرسہ مذکور کی طرف سے دو ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں دوسرا ٹریکٹ اصول از دواج یہ میرے پاس بغرض ریویو بھیجا گیا ہے۔ میں اسے پڑھ کر اس پر انشاء اللہ ریویو کروں گا۔

میں اس قسم کے مدرسوں اور انجمنوں کی ضرورت کو عرصہ سے محسوس کرتا ہوں۔

اور یہ امر میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اشاعت وحفاظت اسلام کے کام میں ہمیشہ مدد دینے کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ کام یہاں جو نہایت عمدگی سے ہو رہا ہے۔ مگر حضرت چونکہ نفس اشاعت وحفاظت اسلام کے کام سے سچی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لئے جہاں کہیں بھی ہو۔ اور اسے کوئی بھی کر رہا ہو۔ حضرت اپنا نیک مشورہ دینے کے علاوہ ہر قسم کی مدد دینے کو خدا کے فضل سے آمادہ رہتے ہیں۔ مدرسہ مذکور کے سکرٹری کو حضرت خلیفۃ المسیح نے نصاب وغیرہ کے متعلق اپنی بیماری کے ایام میں عمدہ مشورے دینے سے دریغ نہ فرمایا۔ اور ایک معقول رقم بھی آپ نے اشاعت اسلام کے کام کے لئے بھیجی اور آئندہ ہر طرح طیار اگر یہ روح دوسرے مسلمانوں میں پیدا ہو جائے تو انکی بگڑی ہوئی بن جاوے۔ اور پھر یہ کام جو حضرت خلیفۃ المسیح کر رہے ہیں۔ اگر میں اسکا آج ذکر نہ کرتا تو شاید دنیا کو معلوم بھی نہ ہوتا۔ اس لئے کہ آپ کی غرض اعلان ونمائش نہیں مگر میں نے اس کا ذکر صرف اس لئے ضروری سمجھا کہ اس طریق پر عام مسلمانوں میں غرض مشترک کے لئے ملکر کام کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے پس اشاعت وحفاظت اسلام کا کام ایک ایسا کام ہے جو ہمارا مقصد اور اہم فرض اسوقت ہونا

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی اور آپ کے خاندان کے تمام ممبر اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے تندرست ہیں۔ حضرت قوم کی اندرونی اصلاح اور بھلائی کے کام میں خصوصیت سے دعاؤں اور امر بالمعروف کے ذریعہ مصروف ہیں۔ اس میں زیادہ انہماک اور توجہ کے پیدا ہونے کی ایک خاص تحریک بھی ہے حضرت نے کسی خاص شخص کو نصیحت کرنی چاہی تھی اسپر اللہ تعالےٰ نے آپکو آگاہ فرمایا کہ تم مجھے کہو اور عام طور پر امر بالمعروف کرو اللہ تعالیٰ کے اس ایما میں قبولیت دعا کی خوشبو آتی ہے۔ اس اشارہ کو پاکر حضرت کے دعاؤں کی طرف اور بھی توجہ بڑھ گئی ہے۔ خدا کرے کہ اسکی دعائیں ہمارے حق میں بارور ہوں۔ آمین

قرآن مجید کے آجکل تین درس باہر ہو رہے ہیں۔ وہ فجر کی نماز کے بعد اور ایک حسب معمول بعد عصر بخاری شریف کا بھی ایک درس بین الظہر والعصر ہوتا ہے اور مثنوی بھی حضرت صاحبزادہ صاحب پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس بہر خیر وجود کو نافع الناس ہے بہت دیر تک تربیت قوم کا ذریعہ بنا دے آمین۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی زیر تربیت قوم کی بہترین امید ہو کر نشو ونما پا رہے ہیں۔ اور جیسا کہ خدا تعالےٰ نے ان کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور کو وعدہ دیا تھا۔ اپنے کاموں سے اولوالعزم ثابت ہو رہے ہیں۔ اللہم زد فزد۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں طلبا کثرت سے آ رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ہر پہلو سے ترقی کے آثار ہیں بورڈنگ کے انتظام میں جو ٹیوٹوریل سسٹم قائم کیا گیا ہے وہ نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ بورڈنگ اور مدرسہ میں اب جگہ کی کمی ... طور پر محسوس ہو رہی ہے اس لئے باہر بورڈنگ کی عمارت کی تکمیل کے لئے تعمیر فنڈ کے موعودہ چندوں کو ادا کرنے کے لئے احباب کو توجہ کرنی چاہیئے۔

۴۔ مدرسہ احمدیہ عربیہ کی نگرانی اور عمدہ انتظام کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قبلہ سلمہ اللہ الاحد مدرسہ احمدیہ کے انسپکٹر مقرر ہوئے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب کی توجہ مدرسہ احمدیہ کے لئے نہایت مفید اور مبارک ثابت ہونے کی خدا کے فضل سے امید ہے۔

انجمن مسلمان راجپوتان ہند کا کام

انجمن مسلمان راجپوتان کی تبلیغ کا کام شروع ہو گیا ہے جیسا کہ پہلے اطلاع دی گئی ہے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے نو مسلم راجپوتوں میں ٹریکٹ شائع کرنیکا انتظام کر دیا ہے انجمن کے پریسیڈنٹ چودہری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے ابھی ... اور چودہری غلام احمد خان صاحب ساکن کریام جمع کر کے لائے ہیں۔ راجپوت بھائیوں کو اس بارہ میں مزید توجہ سے کام لینا چاہیئے۔ انجمن مذکور کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت چوہدری مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹ کے نام ہو اور ہر قسم کا چندہ حضرت خلیفۃ المسیح

(لافخر والسّلام علیٰ من اتبع الہدیٰ)"

ان تصریحات و عبارات کے علاوہ آپ کی کتاب کا کوئی ورق و صفحہ بلکہ سطر و لفظ ایسا نہیں ہے۔ جس سے نبوّت محمّدی اور حقانیت قرآن کا ثبوت مقصود نہ ہو جن لوگوں نے کتاب نہیں دیکھی اور بن دیکھے آپ پر دعویٰ پیغمبری کا بہتان باندھا ہے۔ وہ آپ کی کتاب کا پورا نام "البراہین الاحمدیہ علی حقیۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیۃ" ہی کسی سے سنیں تو انکو اپنے گمان کا بہتان ہونا ثابت ہو جائے اور بخوبی معلوم ہو کہ اس کتاب کی تصنیف سے مؤلف کا مقصود یہی ہے۔ کہ قرآن خدا کا کلام برحق اور آنحضرت اُس کے رسولؐ ہیں۔ جس کے ساتھ دعوے نبوت کا امکان نہیں رہتا۔

اسکے سوا مؤلف کا شبانروزی عمل و قول دیکھنا چاہیے کہ وہ کلمہ کس نبی کا پڑھتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں یا لا الٰہ الا غلام احمد نبی اللہ نماز کس دین کے مطابق پڑھتے ہیں۔ مُنہ کس قبلے کی طرف کرتے ہیں۔ حلال۔ حرام وغیرہ احکام میں کس کتاب کے پابند ہیں۔ اپنے الہامات وکرامات سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں۔ اُن سے اپنی نبوّت ثابت کرتے ہیں۔ یا آنحضرت کی نبوت عام لوگوں کو (جن میں بڑے بڑے پادری پنڈت برہمو آریہ راجگان و سرداران غیرمذہب داخل ہیں) جو بڑے مبارزانہ و بہادرانہ تحدی سے دعویٰ کرتے ہیں۔ تو کس مذہب کی دعوت کرتے ہیں۔ مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا میرزائی کی۔

ان تصریحات و دلائل سے کس وناکس کو بشرطیکہ اس کا دل تعصب و نفسانیت سے سیاہ نہ ہو گیا ہو یقین ہوگا۔ کہ انکو اپنی نبوت کا ہرگز ہرگز دعوے نہیں ان کے ہر ایک دعویٰ و کارروائی کا اصل اصول اثبات نبوت محمّدیہ ہے و بس۔ اس صریح منطوق کے مقابلے میں بعض الہامات وکلمات کے مفہوم کا اگر وہاں کلمات کا مفہوم ہے اور اس سے بزعم مخالف دعویٰ نبوت نکلتا ہے) کیا معتبر رہے وبنا برعلیہ ایک مسلمان مخبر اسلام کی تکفیر کیونکر جائز ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان الہامات وکلمات کے صحیح معنی بھی (جو جواب اول میں بہ تفصیل بیان ہو چکے ہیں۔ اور ان سے مؤلف کا دعویٰ نبوت مفہوم نہیں ہوتا وبنا برعلیہ اس کا اسلام باقی رہتا ہے) ہو سکتے ہیں۔ اور فقہا و متکلمین کتب فقہ وکلام میں صاف تصریح کر چکے ہیں۔ کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہو سکیں اس کے قائل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کی نظر سے جائز نہیں حتیٰ کہ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک کلام کے ننانوے وجوہ کفر

> ذکر صاحب المضمرات عن الذخیرۃ ان فی المسئلۃ اذا کان وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم
> (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی)

ہوں اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اُس وجہ اسلام کے اس کے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے بہ نظر ان وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہیں۔

شاید امرتسری معترضین

منکرین جو اہل حدیث کہلا کر حدیث کے نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ یہ **اعتراض** کریں کہ انگریزی زبان کے الہام میں طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال نہیں تو یہہ احتمال ہے کہ یہ انگریزی الہام شیطان کی طرف سے ہو جو انگریزی عربی فارسی ہندی وغیرہ سبھی زبانیں جانتا ہے۔ اور جو اسمیں غیب کی باتیں اور پیشین گوئیاں ہیں وہ شیطان نے آسمان سے چھپ کر سُن لے ہوں کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم یہی بات پہلے مشرکین عرب نے اُن حضرت کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی اس جو اس کا جواب خدا تعالےٰ نے آنحضرت کی طرف سے دیا ہے۔ وہی ہم اس مقام میں مؤلف براہین کی طرف سے دے سکتے ہیں۔

الجواب سورۃ شعرا میں اللہ تعالےٰ نے مشرکین کی اسی بات کے جواب میں فرمایا ہے کہ اس قرآن کو شیطانوں نے اتارا اور نہ اونکو یہ طاقت ہے وہ تو آسمانوں کی خبریں سننے سے آگ کے شعلوں کے ساتھ (ب) روکے جاتے ہیں۔ ہم تمہیں بتا دیں شیطان کن لوگوں پر اترتے ہیں۔ وہ بڑے جھوٹے گنہگاروں پر اترتے ہیں۔ اور انکو وہ جو کچھ چوری سے (انکار پہنچنے سے پہلے) سن پاتے ہیں پہنچاتے ہیں۔ وہ اکثر باتوں میں جھوٹے نکلتے ہیں۔

> وما تنزلت به الشياطين وما ينبغي لهم وما يستطيعون انهم عن السمع لمعزولون هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم يلقون السمع واكثرهم كاذبون
> (شعرا - ع)

اس جواب کا ماحصل (چنانچہ بیضاوی و امام رازی نے بیان کیا ہے) یہ ہے کہ قرآن جو آنحضرت پر نازل ہوا ہے دو وجہ سے القائے شیطانی نہیں ہو سکتا۔ اوّل یہہ کہ جن لوگوں کے پاس شیطان اترتے ہیں۔ وہ اپنے افعال و اعمال میں شیطانوں کے دوست اور بھائی ہوتے ہیں۔ بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے۔ اور یہ باتیں آنحضرت صلعم میں پائے نہیں جاتیں وہ تو شیطان کے دشمن ہیں اور اسکو لعنت کرنیوالے جھوٹ اور گناہوں سے مجتنب اور ان سے منع کرنیوالے دوم وہ باتیں جو شیطان لاتے ہیں۔ اکثر جھوٹی نکلتی ہیں۔ اور آنحضرت کے قرآن کی ایک بات بھی جھوٹی نہیں۔

یہی جواب ہم الہامات مؤلف براہین کی طرف سے دے سکتے ہیں۔ ہم یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ شیطان اپنے ان دوستوں کے پاس آتے ہیں اور اُن کو (انگریزی خواہ عربی میں) کچھ پہنچاتے ہیں۔ جو شیطان کی شکل فاسق وہ کاذب ہیں اور مؤلف براہین احمدیہ مخالف اور موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ)

شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی القا اکثر جھوٹ نکلتے ہیں۔ اور الہامات مؤلف براہین سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہند و عربی وغیرہ) آجتک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا (چنانچہ انکے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے۔ گو ہمکو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القا شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہ قوت قدسی ہے کہ وہ انبیا و ملائکہ کی طرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نہ جائے حاشا و کلا۔

شاید بیان ہمارے معترض مہربان مؤلف براہین احمدیہ کے ساتھ ہمکو بھی ملائیں اور ہم پر بھی فتوے کفر لگائیں اور یہ فرمائیں۔ کہ اس جواب میں مؤلف براہین کو آنحضرت سے ملا یا گیا ہے اور انکے الہامات کو وحی نبوی کی مانند تصرف شیطانی سے معصوم ٹھیرایا گیا ہے۔ لیکن ہمیں ان کے فتوے کفر سے نہیں ڈرنا کیونکہ میں خود ان پر فتوی کفر لگا سکتا ہوں جو انکے پاس آلہ یا سانچا یا مشین تکفیر ہے۔ وہ میں بھی کہیں سے مستعار لیکر کام چلا سکتا ہوں۔ ہاں انکی بات کا یہ جواب دیتا ہوں کہ مؤلف براہین احمدیہ (جبکہ اُس کے الہامات صادق ہوں۔ اور دلایت مسلم) یا اولیا و امت محمدیہ اپنے الہامات میں نبیوں کی مثل معصوم نہیں تو محفوظ تو ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً ان الہامات میں جو قرآن اور دین اسلام کے موافق اور مؤید ہوں۔ ان الہامات میں حفاظت کا حصّہ وہ بطور ورثہ بحکم العلماء ورثة الانبیاء عصمت انبیا سے پاتے ہیں۔ ان میں اُن میں فرق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام عموماً (یعنی اپنے ہر ایک الہام میں) معصوم ہوتے ہیں اور اولیا خصوصاً ان الہامات میں جو شریعت نبی کے مخالف نہوں) اور ان الہامات پر وہ قائم و ثابت رہے ہوں محفوظ ہوتے ہیں۔ انبیا کے الہامات کی عامہ خلائق کو پابندی واجب ہے اولیا کے الہامات کی پابندی غیر پر واجب نہیں۔ الہامات انبیا اصل ہیں۔ یہ الہامات انکی ظل۔

اسی مناسبت کی نظر سے ہم نے اس جواب کو مؤلف کی طرف سے پیش کیا ہے۔ اس پر جو چاہو فتوے لگاؤ۔ یہاں بھی قلم دوات حاضر ہے۔ کما تدین تدان۔

ہمارا انجام کیا ہوگا

(از حضرت مسیح موعود مغفور)

بجز خدا کے انجام کون بتا سکتا ہے اور بجز اُس غیب دان کے آخری دنوں کی کسکو خبر ہے دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذات کے ساتھ ہلاک ہو جائے اور حاسد کی تمنا ہے۔ کہ اسپر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اسکا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں۔ اور عنقریب ہے کہ انکے بدخیالات اور بدارادے انہیں پر پڑیں۔ اسمیں شک نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص کہے کہ میں خدا تعالے کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اُسکے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اسکا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اور اسکی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالے کے فضل کا ہاتھ انپر ہوتا ہے۔ اور سچائی کی روح انکے اندر ہوتی ہے اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائیں جائیں۔ اور چاروں طرفوں سے انپر لعن کی بارشیں ہوں اور انکے تباہ کرنے کیلئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اس سچے پیوند کی برکت سے جو انکو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا انپر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اسلئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں ہر ایک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اول صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اُس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینے تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے۔ اور ہل چلانے سے اس کا جگہ جگہ پھاڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی۔ سرمہ کی طرح پس جاتی ہے اور ہوا اُسکو ادھر اُدھر اُڑاتی ہے۔ اور پریشان کرتی رہتی ہے۔ اور وہ بہت ہی خستہ شکستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہے اور ایک انجان سمجھتا ہے کہ کسان نے چنگی بھلی زمین کو خراب کر دیا اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لایق نہ رہی لیکن اُس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اُس زمین کا اعلےٰ جوہر بجز اُس درجہ کے کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح کسان اس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کیوقت بکھیر دیتا ہے۔ اور وہ دانے خاک میں ملکر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتی ہیں اور اُن کا وہ رنگ و روپ سب جاتا رہتا ہے۔ لیکن وہ دانا کسان اسلئے انکو مٹی میں نہیں پھینکتا کہ وہ اُسکی نظر میں ذلیل ہیں نہیں بلکہ دانے اسکی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں۔ بلکہ وہ اس لئے انکو مٹی میں پھینکتا ہے کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہوکر نکلے اور وہ بڑھیں اور پھولیں اور اُن میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے۔ بس اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینکدیتا ہے اور لوگ انکے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں۔ اور ہر ایک طرح سے اُنکی ذلت ظاہر ہوتی ہے تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہوکر نکلتے ہیں۔ اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں۔ جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطہ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن غرق کرنے کیلئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں۔ کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن اسلئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالےٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کیجاتی ہے۔ اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں انکی نسبت بولی جاتی ہیں اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہاں تک کہ بہتوں کے خیال کرتا ہے کہ

دوم تکمیل قوت عملی اور تکمیل قوت علمی سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ علم ذات وصفات باری تعالیٰ کا بذریعہ نظر اور فکر کے حاصل ہوا ہے۔ وہ ایسا ملکہ تام ہو جاوے جو ہر وقت ذات باری تعالیٰ کی دل میں مستحضر رہے۔

اعجاز القرآن یثبت منہ حقیقتہ

جمع کیا ہے۔ اس نے علوم اولین اور آخرین کو اور بیان کیا ہے۔ ان تمام امور کو جن میں تزکیہ نفس ہے۔ اور علاج امراض روحانی ہے۔ اور تکمیل قوت نظری اور عملی ہے جیسے بیان کیا ہے۔ ان تمام حقائق کو کہ جو مقام سعادت عظمیٰ پر پہونچنے کے لئے وسائل ضروریہ ہیں۔ کلمات قلیلہ اور حروف معدودہ ہیں اور ایسے فصیح عبارت میں کہ جس کے مثل کوئی دوسری عبارت نہیں ہو سکتی۔ پس اس کی الفاظ سب الفاظ سے فصیح ہیں۔ اور اسکی نظم ہر نظم سے احسن ہے۔ اور وہ اصح عقائد اور اخلاق اور طریقہ عبودیت پر مشتمل ہے۔ اور جس امر کو اس نے علت غائی ٹھہرایا ہے وسائل کاملہ سے اس تک پہونچاتا ہے۔ اور وصول الی المطلوب کے لئے ایسا مستحکم طریق رکھا ہے۔ جو عند العقل اس سے بہتر الیق ہرگز متصور نہیں۔ اور دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔ اور اذہان بنی آدم سے کوئی ذہن اسکی طرف سبقت لے جانے والا ثابت نہیں۔ اور خود عند العقل قوی بشری کا اس پر قادر ہونا ممکن نہیں۔ پس عقلاً اس بات پر قطع کرنا واجب ہوا کہ وہ خدائے واحد لا شریک کا کلام ہے۔ جسکا علم وسیع اور قدرت کامل ہے۔

عشرہ کاملہ

اسلام کے دس اصل الاصول ہیں۔ جو صورت فاتحہ میں درج ہیں بہ تفصیل ذیل۔

خدا کو مبدء دنیا ما اور معبود حقیقی جاننا۔

دوم۔ خدا کی ربوبیت عامہ کو تسلیم کرنا ظاہراً و باطناً

سوم۔ خدا کو رحم کرنے والا یعنے زوال سے بچانے والا جاننا

چہارم خدا کو مالک یوم جزا و سزا کا یقین کرنا۔

پنجم۔ خدا کو مخصوص بالعبادت جاننا۔

ششم۔ خدا کو مخصوص بالاستعانت جاننا۔

ہفتم۔ خدا سے ہدایت صراط مستقیم مانگنا

ہشتم۔ تمام نبیوں کا راستہ طلب کرنا۔

نہم مغضوب علیہم کی متابعت کو چھوڑنا۔

دہم۔ جاہلوں اور غافلوں کی متابعت کو چھوڑنا۔

طریق استخارہ

حضرت مسیح موعود مغفور نے حضرت مولوی نورالدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو بیعت کرنے سے پہلے استخارہ کا ایک طریق لکھکر بھیجا تھا۔ خدا کے فضل سے وہ اصل مجھے مل گیا۔ اور حضرت اقدس مغفور کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔ میں اسے الحکم میں چھاپ دیتا ہوں تاکہ وہ لوگ جو حق کے طالب اور جویاں ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھائیں یہ امر بھی حضرت مسیح موعود مغفور کی سچائی کی دلیل ہے کہ بیعت لینے کے لئے مبایعین کو وہ پہلے اللہ تعالےٰ سے استخارہ کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے (نعوذ باللہ) نہ ہوتے اور جیسا کہ کم عقل مخالفوں نے گمان کیا تو وہ خدا تعالےٰ کی طرف کسی کو کیوں متوجہ کرتے بہر حال وہ استخارہ یہ ہے۔ اب بھی جو لوگ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غلام احمد کی جگہ نورالدین کے نام کو دعائے استخارہ میں داخل کر لیں۔ (ایڈیٹر)

طریق استخارہ

اول دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پھر التحیات کے بعد نماز ہی میں یہ دعا پڑھیں۔ سات روز استخارہ کریں۔ اگر ہر نماز کے بعد استخارہ ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ عشاء کے بعد تو ضرور چاہیئے۔

دعائے استخارہ

اللہم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک فانک تعلم ولا اعلم وتقدر ولا اقدر وانت علام الغیوب اللہم ان کنت تعلم ان بیعتی بغلام احمد خیر لی فی دینی ودنیائی وعاقبۃ امری وعاجلہ فقدرہ لی ثم بارک لی فیہ اللہم وان کنت تعلم ان بیعتی بہ شر لی فی دینی ودنیائی وعاقبۃ امری وعاجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ وقدر لی الخیر حیث ما کنت ثم بارک لی فیہ۔ آمین۔

پرانی تقریروں میں سے کچھ

۱۶ اپریل سنہ ۱۹۰۲ صبح

کشف رات میں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی بیمار کتا ہے میں اسے دوا دینے لگا ہوں تو میری زبان پر جاری ہوا۔

اس کتے کا آخری دم ہے

فرمایا۔ کشف میں غیبت حس نہیں ہوتی مگر خواب میں ہو جاتی ہے۔ اور جب الہام الہٰی زبان پر جاری ہوتا ہے اس وقت زبان پر اللہ تعالےٰ کا تصرف تام ہوتا ہے۔ میرا اس پر کوئی دخل نہیں ہوتا۔

جب ربوبیت میں انسلاخ ہو جاتا ہے۔ تب انسانی قلب الٰہی تجلی گاہ ہوتا ہے۔ ابتدائی ایام میں ایک کشف میں مجھے ایک پرچہ دکھایا گیا۔ اسپر لکھا ہوا تھا۔

اوہن

اوآہن وہ منتر ہے۔ جس کے ذریعہ ہندوؤں کے خیال میں پرمیشر مورتی میں اطول کرتا ہے۔ دراصل ان لوگوں نے غلط سمجھا اوتار کے یہی معنے ہیں۔ کہ انسان کامل جب خداتعالےٰ کی رضا میں کھویا جاتا ہے۔ اور اپنی حقیقت اور ہستی کو چھوڑ دیتا ہے۔ تب اللہ تعالےٰ اسپر تجلے فرماتا ہے۔ نبوت کی حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اپنے حال سے الگ ہوکر تجلی گاہ ربوبیت ہو جاتا ہے۔ انسلاخ نفس دمی میں ہوا کرتا ہے۔ اس میں جو کچھہ وہ کہتا ہے۔ وہ حق ہوتا ہے۔ اور وہ بندہ ہوا کا مقام عبور کر چکا ہوتا ہے۔ اور یہ اعلےٰ مقام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اسی لئے آپ پر تمام کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا

ماینطق عن الھوے

قرآن شریف کی وحی عظیم اور خاص ہے۔ جہاں عبودیت بالکل مرجاتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی وحی نہیں ہوتی تھی۔ مگر الوہیت کی چادر آپ کو پہنائی جاتی تھی۔ اور آنحضرت کی یہ اقوی حالت ہے۔ اور اس لئے قرآن مجید میں فرمایا۔

وعلمہ شدید القویٰ

خداتعالےٰ کی وحی سجع ہوتی ہے۔ خدا کے کلام میں فصاحت وبلاغت کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ جمیل ویحب الجمال اس لئے فصاحت وبلاغت کو چاہتا ہے جسکا نام تفنن کلام ہے۔

عیسائیوں نے مسیح کے بعض سی قسم کے الہامات سے دہوکا کہایا میرے الہام مسیح کے الہاموں سے بڑہے ہوئے سن کر بعض لوگ بھڑک رہتے ہیں۔ اس میں سِر یہ ہے۔ کہ خداتعالےٰ جانتا ہے کہ دشمن کے زور

کو کس طرح توڑا جاوے۔ سنت اللہ یہی ہے۔ کہ جب کسی کی نسبت اطرا کیا جاوے۔ تو اس کے زور کو توڑا جاوے کیونکہ وہ حکیم ہے۔

---

۲ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کی شب کو حسب معمول جب بعد نماز مغرب آپ تشریف فرما تھے۔ تو ایک پرانا الہام سنایا۔

اگر خدا چاہے تو یہ باتیں جلدی پوری کردے
مگر افسوس اس زمانہ پر کہ میں نہونگا۔

علماء منکرین کو مولوی محمد حسین بٹالوی کا جواب

جب براہین احمدیہ پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا ہے۔ اسوقت لودہانہ کے بعض علماء نے حضرت مسیح موعود ومغفور کے خلاف فتویٰ کفر بھی لکھا تھا۔ مولوی صاحب نے ان منکرین کے وجوہات کفر کا جواب اشاعۃ السنۃ میں بڑے زور اور جوش سے دیا تھا۔ مگر افسوس بعد میں یہ باتیں انہیں بھول گئیں ہیں اشاعۃ السنۃ کے ان نمبروں میں سے کچھ اقتباس اس نمبر میں دیتا ہوں۔ شاید مولوی صاحب اور دوسرے لوگوں کے لئے مفید ہو (ایڈیٹر)

اور اس اشتہار میں جسکی آپ نے بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند و انگلستان میں شائع کرنی چاہی ہے تب نے یہ فرمایا ہے۔ اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے۔ اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار رہا ہے۔ اگر کوئی چاہے۔ تو اپنی تسلی کے لئے عدالت میں رجسٹری بھی کرالے دوم ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ اس امر دوم میں مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تین قسم کے نشان ثابت کر کے دکہائے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مخالفوں نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے۔ جن کو مؤلف یعنی خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلےٰ درجہ کے ثبوت سے مخصوص وممتاز کر کے درج کتاب کیا ہے۔ دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات میں دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہیں۔ جنکو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر ایک عام و خاص پر کہولدیا ہے۔ اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہیں رکہا۔ سوم۔ وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص تابع کو بطور وراثت ملتی ہیں۔ جن کے اثبات میں اس بندہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہ بدیہی ثبوت دکہایا ہے۔ کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوتی ہیں۔ اور جنکی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریہ وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہیں۔ کتاب موصوف میں درج کئے ہیں۔ اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے۔ کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے اور اس کو خواص انبیا و مرسل کے نمونے پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیا سے فضیلت دی گئی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے۔ یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑہنے سے کہ منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے۔ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی وتشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ایام مغفور کے مکتوبات اپنے خلیفہ اعظم و اول کے نام

ذیل میں حضرت مسیح موعود مغفور کے ان مکتوبات کو درج کیا جاتا ہے جو آپ نے آج سے بیس برس پہلے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح کے نام لکھے تھے ان خطوط میں بعض عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں جنکو میں نے سے لکھدیا ہے ان خطوط کو پڑھکر جہاں حضرت مسیح موعود مغفور کی صداقت اور ماموریت پر یقین بڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت حقہ راشدہ پر بھی بصیرت کے ساتھ ایمان پیدا ہوتا ہے (ایڈیٹر)

مکتوب نمبر (۱) اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجبی مکرمی اخویم مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عین حالت انتظار میں عنایت نامہ پہونچا۔ اللہ تعالےٰ بہت جلد آپ کو صحت کاملہ عطا فرمادے اگرچہ ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ مگر خاص طور پر آپ کی صحت کے لئے میں نے آج سے دعا کرنا شروع کر دیا ہے۔

مجھے آپ کے اخلاق فاضلہ کہ گویا اس زمانہ کی حالت موجودہ پر نظر کرکے خارق عادت ہیں۔ نہایت اطمینان قلبی سے یقین دلاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ اور آپ کو اپنی رحمت خاصہ سے حظ وافر بخشے گا۔ آپ کو خدا نے ذوالایدی والابصار کا مرتبہ تو عطا کیا۔ اب لوازم اس مرتبہ کے بھی وہی دیگا۔

آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے اور بعض احباب بھی آپ کی ملاقات کے بہت شائق ہیں۔ جیسے بابو محمد صاحب کلرک دفتر انبالہ چھاؤنی۔ اور بابو الہی بخش صاحب اکونٹنٹ بابو محمد سے اقرار ہو چکا ہے۔ کہ جس وقت آپ تشریف لانا چاہیں۔ تو دس پندرہ روز پہلے انہیں اطلاع دی جائے گی۔ تب وہ رخصت لے کر عین موقعہ پر آجائیں گے۔ اور بابو الہی بخش صاحب کو بھی اطلاع دیدینگے۔ اس لئے مکلف ہوں کہ آنمخدوم عزم بالجزم کرکے بیس روز پہلے مجھے اطلاع دیں۔ اور کم از کم تین اٹھ یا چار روز تک قادیاں میں رہنے کا بندوبست کرکے مفصل اطلاع بخشیں کہ کس تاریخ تک پہونچ سکتے ہیں تا اسی تاریخ کے لحاظ سے وہ لوگ بھی آجاویں۔ مجھے یہ بات سنکر نہایت خوشی ہوئی کہ تکذیب براہین کا رد آپ نے طیار کر لیا ہے۔ الحمد للہ والمنۃ اس رد کے شائع ہونے کے لئے عام طور پر مسلمانوں کا جوش پایا جاتا ہے۔ شاید ڈیڑھ سو کے قریب ایسے خط آئے ہونگے۔ جنہوں نے اسی کتاب کے خریدنے کے لئے شوق ظاہر کیا ہے۔ میں نے ابھی کام ہردو رسالہ کا شروع نہیں کیا۔ اب شاید بیس یا تیس روز تک شروع کیا جائے۔

عوام کو اس ناچیز سے جسقدر غصہ و بدظنی عاید حال ہوئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ وہ سب دور کر دیگا۔ اصل بات یہی ہے کہ اگر خدا تعالےٰ راضی ہو۔ تو انجام کار خلقت بندامت خود راضی ہو جاتی ہے۔

اس خط کو رجسٹری کرا کر اسی غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ آپ مکرر اپنی صحت و عافیت سے بہت جلد اطلاع بخشیں اور نیز اپنی تشریف آوری کے بارے میں جس وقت چاہیں اطلاع دیں مگر پندرہ یا بیس روز پہلے اطلاع ہو والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۸ر جنوری ۱۸۸۸ء

مکتوب نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ جو آنمخدوم کے مرتبہ یقین اور اخلاص اور شجاعت اور الٰہی زندگی پر ایک محکم دلیل اور حجت قویہ تھا۔ پہونچکر باعث انشراح خاطر و سرور و ذوق ہوا بلاشبہ اس درجہ کی قوت اور استقامت و دلی جوش و اظہار جان و مال محض لِلّٰہ اسی چشمہ صافیہ کمال ایمانی سے نکلتا ہے جس میں چمکتا ہوا یقین اسی امر کا اپنے پورے نور کے ساتھ موجود ہوتا ہے کہ خدا ہے اور وہ صادقوں کے ساتھ ہے۔

اس عاجز نے ارادہ کیا تھا۔ کہ بلا توقف جناب الٰہی میں اسی بارہ میں توجہ کروں لیکن دو مرض اور ضعف دماغ اور نیز ایک امر پیش آمدہ کی وجہ سے اس میں تاخیر ہے۔ اور امید کرتا ہوں کہ جس وقت خدا تعالےٰ چاہے۔ مجھے اس توجہ کے لئے توفیق بخشی جائے گی۔ اول حضرت احدیت جلشانہ سے اجازت لینے کے لئے توجہ کی جائے گی۔ پھر بعد اسکے بعد تصنیف شرائط لیقین امر خارق عادت کے لئے توجہ ہوگی یہ بات مسلم اور واضح ہے۔ کہ راستباز انسان کے لئے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہدہ ضروری ہے۔

الکرامات ثمرۃ المجاہدات علالت طبع بہت ہرج انداز ہے۔ اگر یہ مقابلہ صحت اور طاقت دماغی کے ایام میں ہوتا تو یقین تھا کہ تھوڑے دن ہی کافی ہوتے مگر اب طبیعت تحمل شاید مجاہدات نہیں رکھتی اور ادھنے درجہ کی محنت اور خوض اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے ڈاکٹر صاحب کو طلب حق ہوگی تو وہ تین باتیں باآسانی قبول کریں گے۔

اول یہ کہ میعاد توجہ یعنے وہ میعاد جس کے اندر کوئی امر خارق عادت ظاہر ہونے والا پیش از وقوع بتلایا جاوے اس کے موافق ہو جو خدا تعالےٰ ظاہر کرے۔

دوم جو امر ظاہر کیا جائے یعنے منجانب اللہ بتلایا جاوے اس کی میعاد کی انتظار کریں۔ جو منجانب اللہ مقرر ہو تا صحیح میعادوں پر چھوڑتے ہوں یا اپنے دوسرے کاروبار ان میعادوں کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہ ہو۔

سوم امر خارق عادت پر کوئی ناجائز اور بے سود شرطیں نہ لگائی جائیں بلکہ خارق عادت صرف اس طور سے سمجھا جاوے جو انسانی طاقتیں اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوں۔

مگر یہ سب اسوقت سے ہوگا۔ کہ جب پہلی اجازت الٰہی اس بارے میں ہو جائے۔ آپ کی ملاقات کے لئے دل بہت جوش رکھتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ ہم آنے کے لئے طیار ہیں۔ اگر آپ تشریف لاویں۔ تو یہ سب باتیں زبانی مفصل طور پر بیان کی جائیں گی۔ عبدالرحمٰن

۴ میعاد ایسی چاہئے جو معاشرت کے عام معاملات میں قبول کے لائق سمجھی جائے اور عام طور پر لوگ اپنے کاموں میں ایسی میعادوں کے انتظار کرنے کے عادی ہوں اور اپنے مالی معاملات کو ان

لڑکا تو مسلم بھی آپ کے انتظار میں مدت سے بیٹھا ہے مولوی عبدالکریم صاحب منتظر ہیں۔ آپ ضرور مطلع فرماویں۔ کہ آپ کب تک تشریف لائیں گے والسلام

خاکسار غلام احمد ۱۳ مارچ ۱۸۹۱ء

(مکتوب نمبر ۱۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی اخویم مجذوب الحق و مورد احسانات الٰہیہ سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

جب سے یہ خاکسار آپ کی ملاقات کر کے آیا ہے رنج سے مجھے آپ کے ہموم و غموم کی نسبت دن رات خیال لگا ہوا ہے۔ اور میرا دل بڑے یقین سے یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر نکاح ثانی کا دوبارہ انتظام ہو جاوے تو یہ امر موجب برکات کثیرہ ہوگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس سے تمام کسل و حزن بھی دور ہو گا اور اللہ جلشانہ اپنے فضل سے اولاد صالح صاحب عمر و برکت بھی عطا کریگا (یہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے موجودہ اولاد کے متعلق پیشگوئی ہے۔ جو ایسے وقت کی گئی۔ کہ ابھی یہ نکاح بھی نہیں ہوا تھا۔ بلکہ میرا خیال ہی نہیں۔ واقعات شاہد ہیں۔ تجویز بھی نہیں تھی یہی پہلا خط تجویز نکاح ثانی کا ہے ایڈیٹر)

لیکن اہلیہ ایسی چاہئے جس سے موافقت نامہ کا پہلے سے یقین ہو جاوے۔ نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے۔ جسکو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آ جائے۔ کہ اس کی تقویٰ طہارت کا استحکام ہوتا ہے۔ اور ایک بزرگ حصہ دین اور دیانت کا مفت مل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اس بات کی طرف لگی رہی ہے۔ کہ انہیں جمیلہ عفیفہ صالحہ بیوی میسر آوے جس سے گویا وہ انہیں ایک قسم کا عشق ہو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت ایک مشہور واقعہ ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اسلام میں پہلے پہل وہی محبت ظہور میں آئی۔ سو میں آپ کے لئے دعا کرتا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جلشانہ آپ کو یہ نعمت عطا کرے میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے۔ اس لئے میری رائے میں مومن کے لئے یہ تلاش بھی اتقیا میں سے ہے۔ اور میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں سے بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو۔ اب قصہ کوتاہ یہ ہے۔ کہ اس نعمت کے لئے جلد فکر کرنا چاہیئے۔ اور جو آپ نے زبانی فرمایا تھا کہ اپنی برادری میں ایک جگہ زیر نظر ہے۔ اس کی آپ اچھی طرح تحقیق و تفتیش کریں اور بچشم خود دیکھ لیں اور پھر مجھکو اطلاع دیں اور اگر وہ صورت قابل پسند نہ نکلے تاہم اطلاع بخشیں کہ تا جا بجا ایسے دوستوں کی معرفت تلاش کی جائے۔ دوسرے ایک یہ امر بھی قابل انتظام ہے۔ کہ آپ کے اخراجات ایسے طور پر ہوتے ہیں جن کے سبب سے ہمیشہ آپ کو تہیدست رہنا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی سنا ہے۔ کہ جو اٹھا سو روپیہ آپ نے مجھے بھیجا تھا وہ بھی ترضہ لیکر ہی بھیجا تھا۔ سو آیندہ سے لا تبسطہا کل البسط کی طرف خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے نفس سے ایک مستحکم عہد کرلیں کہ تیسرا یا چوتھا حصہ تنخواہ میں سے خرچ کریں۔ اور باقی کسی دوکان وغیرہ میں لگے جمع کرا دیں۔ امید کہ ان امور سے آپ مجھکو اطلاع دیں باقی سب خیریت ہے۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۷ جنوری ۱۸۸۸ء۔

حضرت مغفور کی پرانی تحریروں میں سے کچھ

وسائل حصول حقیقت اسلام

اصل وسائل اسلام تک پہنچنے کے امور ذیل ہیں۔

اول علم ہستی باری تعالیٰ (۲) علم حسن و احسان باری تعالیٰ (۳) علم عظمت و جلال و استغنائے باری تعالیٰ (۴) وزنش تقویٰ یعنے کف نفس از جذبات سبعی و بہیمی و وہمی (۵) توبۃ النصوح یعنے رجوع الی اللہ بصدق دل (۶) تخلق باخلاق اللہ (۷) لا الٰہ الا اللہ یعنے بیزاری از عبادات غیر و تخلیہ تعلق ما سوائے غیر (۸) صلوٰۃ (۹) صوم (۱۰) حج (۱۱) زکوٰۃ (۱۲) صحبت صادقین (۱۳) ایثار عزت و مال و جان۔

لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور دیگر تمام امور متذکرہ بالا کا علم صحیح و یقینی و قطعی بجز وحی کے طریق سے حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔ اور بغیر تحقیق نور معرفت و یقین کے یہ سب وسائل بیکار ہیں۔ اس لئے ان مدارج کے طے کرنے کے لئے سب سے پہلے قرآن شریف کے الہامی ہونے کا ثبوت بیان کرنا از بس ضروری تھا۔

سو اللہ جلشانہ نے اپنی کتاب بزرگ میں یہی طریق اختیار کیا ہے۔ تاکہ تکمیل مضمون اور حقانی بیان کے لئے اول عام طور پر ضرورت الہام کی ثابت کی ہے۔ اور پھر قرآن کے نزول کی ضرورت حقہ اور پھر اس کی پاک تاثیرات جو مومنوں کے دلوں پر اس نے کیں اور کرتا ہے۔ اور پھر اس کی بے مثل و مانند بلاغت و فصاحت اور پھر اس کی جامعیت ظاہری باطنی اور خارق عادت و جمیع جمیع علوم و معارف ہونا اور پھر اس کا ہر ایک غلطی سے منزہ و پاک ہونا یہ چھ وسائل ہیں جو قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا بپختہ یقین سے ثابت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک الہامی کتاب کے الہامی ہونے پر پختہ یقین تب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے ہی بڑے زبردست دلائل سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرے

نکتۂ معرفت

توحید پر قائم ہونے کے لئے دو قوتوں کی تکمیل درکار ہے۔ اول تکمیل قوت نظری کیونکہ جبتک قوت نظری کی تکمیل نہو خدا کی ذات اور صفات پر یقین نہیں آ سکتا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

تاریخہائے اشاعت

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

سچ گو ہیم با تو گر آئی چہار در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائے گی؟

عام سے	صہ ر
ص سے	(للعہ)
قادیان سے باہر	سے ر
برواہب	
برشتیع احباب سے }	ا‌۱۲ ر

جلد ۱۴ نمبر ۱۵ قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۸ جمادی الاول

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

الحکم کی اشاعت کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے کہ اس مین صرف ان مضامین کو جگہ دی گئی ہے جو حضرت مسیح موعود مغفور کے قلم وزبان سے نکلے ہین اس خصوصیت کی وجہ ۲۶ مئی کے اس عظیم الشان واقعہ کی یادگار ہے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور کے مرفوع ہونیکی صورت مین ظاہر ہوا۔ سال گذشتہ مین بھی الحکم کا ایک خاص نمبر اسی غرض سے شایع کیا گیا تھا۔ اور اس سال بھی مین نے مناسب سمجھا کہ احباب کو اس واقعہ کی یاد سے ان جذبات اور امنگون کے پیدا کرنے کا موقعہ دوں جو انکا امام اپنی قوم میں پیدا کرنا چاہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود مغفور کا کام ایسی شان اور قوت حیات اپنے اندر رکہتا ہے۔ کہ زمانہ کا انقلاب اسپر قطعاً اثر انداز نہین ہوسکتا۔ لیکن پہر بہی انسانی فطرت اس امر کی محتاج ہے۔ کہ وہ یاد رفتگان سے ایک ایک قوت اپنے قلب میں بہت سے نیک جذبات کا نشو ونما پانیکے لیے تحریک چاہتی ہے۔ اسی اصول پر دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک مین ان لوگوں کی یادگارین قایم کیگئی ہین جنہوں نے اپنی زندگی مین کوئی خاص کام کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے مامورین کی بہترین یادگار تو ان کی قوم ہوتی ہے۔ مگر ان کی قوم میں زندگی کی روح پیدا کرنیکے لیے ان واقعات کا دوہرانا یا خاص موقعہ پر ان کے خاص ملفوظات کی اشاعت ایک خاص اثر پیدا کردیا کرتی ہے۔ اسی نیت سے مئی سنہ ۱۹۱۰ء کی الحکم کی آخری اشاعت کو اپنے مغفور امام اور پیشوا کے نام نامی سے مزین کرتا ہون۔ اور باوجودیکہ بعض وقتی مضامین جلد اشاعت کے قابل ہین۔ مگر مین ان سب پر اپنے امام کے ملفوظات کو ترجیح دینا پسند کرتا ہون نہین بلکہ ازبس ضروری سمجھتا ہون اور یہی الحکم کے اجرا کا مقصد تھا۔ اس قدر ذکر کردینا اور ضروری ہے کہ اس یادگار نمبر مین ایسے مضامین کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو کسی نہ کسی پہلو سے حضرت خلیفۃ المسیح سے بہی تعلق رکہتے ہون۔ ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ جبتک الحکم جاری ہے اور خدا کی توفیق ... لوگوں کے شامل حال رہے۔ جو الحکم کے مدیر ہوں تو یہ نمبر اسی طرح پر ذکر حبیب مخصوص شایع ہوتا رہے۔

وباللہ التوفیق

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ

الحکم کی اشاعت مین جو تعویق پلیگ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس کے باعث اس سلسلہ کی رپورٹ باقاعدہ درج نہین ہوتی رہی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت مین یہ رپورٹ درج ہوگی اور ساتھ ہی احمدی اور ان کا مذہب اور حیات نور کے اوراق بہی شایع ہونگے۔ وباللہ التوفیق

(ایڈیٹر)

(مطبع انوار احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا اور شایع ہوا)

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے تیس عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو پسند کرتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمائش پر وہ اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی اور پورے اجزا سے

دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بہا قیمتیں واجبی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی طبیبہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ:۔ جن بے انتہا مفید تمام ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت خاص حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات مفت!

خط کا پتہ! بالکل یہی الفاظ لکھیئے۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ۔ **ہیڈی سنز**

پانچ روپے (صہ) سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کس کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپیہ کی جائداد کا بلاشرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین سال کی آمدنی ۱۰۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی ایس جب صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر نڈیوں کے گودے خاص طور کو چیکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چابک و چوبند کر کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ بہر حوادث زمانہ اگر تو اینی ہی مار کر تو بھی ہٹ کر کے آب ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۱۰۸۳ روپے روح حیات کی تین سال کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لیے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کا تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو روز بروز میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے جس سے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراضات جو کثرت نو احتلامات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ انکے دفعیہ کے لیے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بیرونقی اور زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (دوعہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال کیلئے ہے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ ہمارا روغن دافعہ سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معمولی طاقت بحال کرتا ہے۔ بالکل نکما ہو گیا ہو مریضان ناطاقتوں کو پورا پورا مفید ہوتا ہے قیمت فی شیشی روغن دافعہ سستی چار روپیہ چار آنہ (للعہ) یہ ہر دو دوائیں **حکیم محمد شریف** آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عالم لاہور سے طلب کریں۔

کیا جائے۔ تو سوائے دوسری بات پر عمل کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہم ان لوگوں سے صلح کرتے ہوئے ان آیات قرآنی کو کہاں چھپاویں:۔
الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ اور خصوصیت سے آخری آیت میں تو ہم اسی گروہ کا ذکر پاتے ہیں جو مدعی ہیں۔ کہ مرزا صاحب کو مسلمان متقی اور راستباز مانتے ہیں۔ لیکن نبی نہیں ملتے۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ نجات ایمان باللہ پر ہے نہ ایمان بالرسل پر۔ اور جن کا خیال ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے انکار کی وجہ سے تو عذاب ہوگا ہی۔ لیکن مرزا صاحب کے نہ ماننے کا کوئی حرج نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور سچے کافر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عذاب کے مستحق ہیں۔ اور حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای اور فرمایا فامن ولا تکن من الکفرین اور پھر فرمایا ہے کہ من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیتہ۔ پس باوجود ان صریح نصوص کے ہم کیونکر انکار کردیں اور کہدیں۔ کہ تمام رسولوں کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ کہ مسیح موعود کا ماننا مدار نجات میں شامل نہیں اگر ہم ایسا کہیں تو ہم بھی اسی گروہ میں شامل ہو جاوینگے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا۔ اور جن کی نسبت فرماتا ہے۔ او کذب بآیتہ۔ فنعوذ باللہ من ذلک الکذب والبھتان ونعوذ بفضلہ من ھمزات الشیطان اگر ہم ایسا کریں۔ تو گویا عبد الحکیم مرتد کی پیشگوئی کو پورا کریں۔ اور شیطان کے موید بن جاویں۔ کیونکہ اس کی مخالفت بھی اسی بات پر پیدا ہوئی تھی۔ اور وہ جماعت سے اسی لئے خارج کیا گیا تھا کہ اس کا دعویٰ تھا کہ سوائے ان چند مکفرین کے جنہوں نے مخالفت میں زور مارا ہے اور سب لوگ ناجی ہونے چاہئے۔ اور کفر کا فتویٰ ان پر نہیں دینا چاہئے۔ پس ہمارا بھی ایسے ہی اعتقاد رکھنا گویا عبد الحکیم کی پیروی کرنا ہے اور حضرت مسیح موعود کا انکار کرنا ہے۔ اور عبد الحکیم کی شیطانی پیشگوئیوں کو پورا کرنا ہے کہ عنقریب مرزائی مرزا صاحب پر ایمان کو غیر ضروری قرار دیکر باقی تمام فرقوں کو بھی مسلمان قرار دیں گے اور اعمال پر مدار نجات جانیں گے اور ایمان بالرسل کو علیحدہ کردیں گے۔ پس ان باتوں کا ماننا ہمارے لئے موت ہے۔ اور سلسلہ کی تکذیب۔

خدا کے فضل سے اسی پر امید کرتے ہوئے اور اسی کو اپنا سہارا قرار دیتے ہوئے اور مسیح ناصری کی جماعت کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے شرح صدر کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم نے خدا کے مامور کو قبول کیا ہے اور اس کے ہر ایک حکم کو مدار نجات یقین کرتے ہیں۔ اس لئے بلا کسی تامل کے کہتے ہیں کہ
انا برآؤا منکم ومما تعبدون من دون اللہ

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے رو بصحت ہے۔ ہفتہ زیر اشاعت میں نصیب اعدا ایک روز بخار کی اور شبانہ روز اسہال کی شکایت پیدا ہو گئی۔ مگر اس وقت کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ آپ کی طبیعت اچھی ہے (۹ مئی بوقت ۱۱ بجے صبح) شب گذشتہ کو کوئی حاجت اسہال کی نہیں ہوئی ۔ بعض گذشتہ ایام کی ڈائری خاکسار ایڈیٹر الحکم کے بڑے بچے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے لکھی ہے محمود احمد کی طبیعت خدا کے فضل سے رسا واقع ہوئی ہے۔ مگر میں چونکہ اس کی تعلیم کی تکمیل چاہتا ہوں اس لئے اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیتا اور جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے۔ میں نے اپنے بچوں کی زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور انہیں اسلام کا عملی خادم بناوے (آمین) غرض محمود احمد نے میری غیر حاضری میں حضرت کی ڈائری کی چند باتیں نوٹ کی ہیں۔ اور میں انہیں بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدل کے درج کر دیتا ہوں۔ ناظرین اپنے اس نوعمر خادم کے لئے دعا فرماویں۔

(۳ مئی ۱۹۱۱ء) شیخ عبد الرحمن نومسلم سابق کتھا سنگھ بیمار تھا شیخ غلام احمد صاحب واعظ کو فرمایا۔ کہ جاؤ اور عبد الرحمن کی خبر لاؤ۔ سنا گیا ہے کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔ اللہ اللہ کیا قوم غنیمت نہیں سمجھتی اور شکر کے سجدے بجا نہیں لاتی حضرت کے بعد خدا نے انہیں ایسا درد دل کا شخص عنایت فرمایا۔
۶ مئی کو شام کو بعد نماز مغرب بندہ پھر حاضر ہوا ایک کو فرمایا کہ عبد الرحمن کاغانی کو کہو کہ غلام دین ایک شخص ہے۔ اس کا لڑکا بیمار ہو گیا مہربانی کرکے اس کو دیکھو۔ اس کو تپ ہے۔ پھر حرارت آپ کے اندر تھی۔ اس وقت کے دیکھنے والوں کو معلوم ہوتی تھی۔ پھر حکم دیا کھانے کے واسطے کھانا حاضر کیا گیا۔ ادھر سے شیخ غلام احمد واعظ تشریف لائے عورتوں کو وعظ کیواسطے انہوں نے وعظ کو شروع کیا۔ فرمایا کہ شیخ صاحب کو کہو۔ کہ جھوٹ چغلی۔ طمع اور ایک اور فرمایا۔ جو میں بھول گیا۔ کہ یہ عورتوں میں بہت ہے اس کے بارے میں کچھ کہو۔ کھانے سے پہلے قاضی امیر حسین صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا کہ قاضی صاحب! آپ نے کبھی کسی حدیث میں نبی کریم صلعم کی گرم پانی کے لئے فرمائش کرنا پڑھا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ آپ نے کھانے کے لئے یا پینے کے لئے یا نہانے کے لئے کہا ہو۔ کہ یہ ہمارے لئے تیار کرو۔ پھر کدو کا ذکر ہوا بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ نبی کریم کو کدو سے محبت تھی۔ آپ نے گوشت نہیں کھایا۔ فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم کی دعوت کی گئی جس میں کچا گوشت تھا۔ آپ نے وہ چھوڑ دیا۔ پھر شیخ اسمعیل صاحب نے پوچھا کہ حضرت ہماری طرف کہتے ہیں کہ اس کو کندھے سے اور اٹھا کر لایا کرو۔ کیونکہ نبی کریم کو اس سے محبت ہے تو آپ نے پھر اپنے پہلے جواب کو دہرایا پھر کھانا کھا کے فرمایا کہ عشاء کو ضائع مت کرو۔ جاؤ مجھ سے پوچھ مت لو پھر نہ کہنا کہ تمہارے پاس بیٹھے ہوئے وقت چلا گیا تھا کہا گیا۔ کہ اذان نہیں ہوئی۔ کہا پہلے جانا سنت ہے۔ اس کو پورا کرو۔ پھر جلسہ برخاست ہوا۔ ۷ مئی کو آپ نے نئی گیہوں کی روٹی کھائی اس سے آپ کو شام تک دس دست آئے۔ ۴ مئی کو بخار حضرت صاحب کو شدت ہو گیا تھا۔ رات تک اس کی تکلیف رہی۔ پھر ۵ مئی کو بھی حضور کو بخار رہا۔ ۱ بجے کے قریب مولوی حکیم محمد سعید صاحب بھاگلپوری مع خانصاحب اکبر شاہ خان صاحب حاضر ہوئے۔ پھر اور اور چند دوست آگئے۔ نہایت کمزوری تھی بات کرنے سے بھی تکلیف ہوتی تھی۔ بعض خدام نے مزاج کا حال دریافت کیا۔ فرمایا کہ میں اپنے آپ میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں۔ بخار ہو۔ قے ہو۔ زخم ہو۔ درد ہو۔ کوئی حالت ہو میں اپنے خدا تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے اوپر فضل کی بارش کرنے والا پاتا ہوں۔ میرے دل میں بڑی خوشی اور سرور ہر حالت میں رہتا ہے۔ پہلے میں بیس روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ پھر ڈیڑھ سو روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ بعد ایک سو ساٹھ کا اور اس کے بعد نو سو کا۔ پھر سات سو کا ملازم ہوا۔ ہر حالت میں یہی ایک سا لباس رکھا ہے۔ جو آج ہے۔ ایسی ہی روٹی کھاتا رہا ہوں جیسی اب۔

اسی حالت میں اکبر شاہ خانصاحب نے موقع پاکر عرض کیا۔ کہ حضور آج میاں عبد الحی نے تقویٰ پر لیکچر دیا۔ اور بہت اچھا لکچر دیا۔ یہ سنکر بکلفت بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے۔ آپ تو لیٹے ہوئے تھے۔ فوراً بیٹھ گئے اور شکر کا سجدہ کیا اور سجدہ میں دیر تک دعائیں کرتے رہے اور کئی گھنٹے تک مختلف قسم کی باتیں کرتے رہے۔ خود ہی فرمایا کہ مجھکو اسقدر ضعف ہے کہ میں بیٹھ نہیں سکتا۔ لیکن اکبر شاہ خان نے مجھ کو ایسی بات سنائی۔ کہ میں خوشی کے سبب بیٹھا ہوں۔ اکبر شاہ خان صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اردو زبان میں یہ خوبی ہے۔ کہ فارسی عربی الفاظ بکثرت اس زبان میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ وہ یاد ہو جاتے ہیں اور ان کا صحیح تلفظ آجاتا ہے۔ ورنہ ایک مولوی صاحب جو خوب عربی کتابیں پڑھے ہوئے ہیں عربی پڑھتے ہیں اور بہت ہی غلط الفاظ ان کی زبان سے نکلتے ہیں۔ اکبر شاہ خان صاحب سے فرمایا کہ تم عبد الحی کو اردو بولنا سکھاؤ۔ اور اس کے تلفظ کو ٹھیک کراؤ۔ اردو کا تلفظ صحیح تو بڑی نعمت ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم اردو گرامر کو بالکل بیہودہ کام سمجھتے ہیں۔ یہ جو بچوں کو اردو قواعد پڑھاتے ہیں سخت بیہودگی اور غلطی کرتے ہیں۔ اردو تو بولنے سے آتی ہے۔ اردو بولنے یا لکھنے میں کبھی بھی اردو گرامر کی ضرورت نہیں پڑتی اکبر شاہ خان صاحب کو فرمایا کہ تم ہی بتاؤ کہ تم نے اردو کی گرامر سے بولنے میں مدد لی ہے۔ خانصاحب نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ آپ عبد الحی کی اردو کا خیال رکھیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ماسٹر صدر الدین صاحب انگریزی کا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ناظرین الحکم چودھری غلام احمد صاحب بی اے انسپکٹر ڈاکخانجات لورالائی کے نام سے خوب واقف ہیں چودھری صاحب سلسلہ کے ایک نہایت مخلص اور سرگرم فدائی ہیں جہاں وہ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور مستعدی سے ادا کرنے میں مشہور ہیں اور ان کے آفیسر ہمیشہ ان سے خوش رہتے ہیں وہاں وہ اپنی نیکی۔ طہارت اور خدا تعالیٰ سے سچے تعلق کے ایک درخشندہ نمونے ہیں اشاعت سلسلہ کے لئے ایک پُر جوش اور دردمند دل پہلو میں رکھتے ہیں۔ ۴ مئی ۱۹۱۱ء کو چودھری صاحب کی مونس و غمگسار بیوی مردہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے فوت ہو گئی۔ مرحومہ چودھری صاحب کے نیک ارادوں اور دینی خدمات میں ان کی حوصلہ افزا محرک ہوتی تھی۔ یہ صدمہ چودھری صاحب کے لئے بڑا صدمہ ہے مگر خدا کے فضل سے بڑے صدمات کے برداشت کرنے اور رضا بالقضاء پر بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سکھ صاحبان کا چیلنج اور ڈبل چیلنج منظور

ہر خاص و عام کو واضح ہے کہ آج سے سولہ سال پہلے ہمارے مرشد و آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قدس اللہ سرہٗ نے نہائت تحقیق کے بعد اپنی کتاب ست بچن میں یہ امر شائع کیا کہ حضرت باوا نانک صاحب علیہ الرحمۃ ایک راستباز مسلمان اور خدا کے ولی تھے۔ اس تصنیف کے بعد بھی حضرت مرزا صاحب مختلف کتب میں اس مضمون پر کچھ نہ کچھ ارقام فرماتے رہے۔ عرصہ تین سال کا ہوا ہے کہ ہمارے ایک نومسلم دوست شیخ عبدالرحمٰن صاحب (مہر سنگھ نومسلم) نے ایک کتاب بابا **وانانک صاحب کا چولہ** لکھی۔ یہ کتاب بھی تین سال سے شائع ہے۔ اس کتاب کی بناء پر سکھ صاحبان کی طرف سے دو چیلنج ایک لاہور اور دوسرا امرتسر سے شائع ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ چونکہ نہائت اہم ہے اور اس کی اصل غرض احقاق حق ہے۔ اور چونکہ اس چیلنج کا جواب دہ نہ صرف کوئی خاص احمدی فرد ہے۔ بلکہ کل احمدی جماعت ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ اس لئے اس چیلنج کی مخاطب کل جماعت احمدیہ ہم سمجھتے ہیں ہم سکھ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ اشتہار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہم آپ کا چیلنج تو قبول کرلیتے ہیں۔ لیکن ہم اس امر کے متعلق تحقیق یا مباحثہ ایسی صورت میں کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے کوئی مفید نتیجہ بھی پیدا ہو۔ اور امن عامہ میں بھی خلل نہ آوے۔ اور معاملہ بھی خوش اسلوبی سے طے ہوجاوے۔ سکھ صاحبان جس شہر میں مباحثہ کرنا چاہیں وہاں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی اجازت اس معاملہ میں حاصل کریں۔ اور اس کے بعد ہم سے مباحثہ کی شرائط طے کرلیں شرائط بالتفصیل تو بروقت طے ہوجاویں گی۔ لیکن ذیل کی شرائط کا ہونا ضروری ہوگا۔ مباحثہ کسی خاص مکان کے اندر ہوگا۔ جس میں فریقین کی طرف سے خاص تعداد کے آدمی شریک ہوں گے۔ اس مکان میں حفظ امن قائم رکھنے کا کافی انتظام ہوگا۔ اور اس کا ذمہ وار سکھ صاحبان میں سے کوئی ایسا شخص ہوگا۔ جس کو ہم یا پبلک ذمہ وار سمجھ سکیں۔ یہ ذمہ سکھ صاحبان نے اپنے چیلنج میں خود لے لیا ہے۔ مباحثہ تحریری ہوگا۔ خاص وقت فریقین کو دیا جاویگا۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک مباحثہ کرنے والا ہوگا۔ اور اس کے سوا کسی اور کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

اگر اس اصول پر سکھ صاحبان کوئی مباحثہ کرنا چاہیں تو ہم تیار ہیں اور ہم اُن کا چیلنج قبول کرتے ہیں۔ اُن کے جواب پر ہماری طرف سے چند اصحاب امرتسر میں شرائط طے کرنے کے لئے آسکتے ہیں۔ جواب میں یہ بھی ہونا چاہیئے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کرلی گئی ہے۔

ست سنگھ سبھا امرتسر کے لئے لازمی ہوگا کہ یہ اہم مباحثہ جس کا تعلق تمام سکھ قوم کے افراد کے ساتھ ہے چیف **خالصہ دیوان** امرتسر کو بھی اس میں شامل کریں۔ اور ان کی طرف سے یہ اعلان شائع کرادیں کہ فتح و شکست کی حالت میں وہ ان کے شریک اور حصہ دار ٹھہریں گے۔ فقط

المشتہر

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۱ء

بقایا دار بقایا ادا کرنے کی طرف توجہ کریں اور ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھیں۔ منیجر

انجمن احمدیہ بٹالہ کا سالانہ جلسہ

۶ و ۷ مئی ۱۹۱۱ء کو بٹالہ کی انجمن احمدیہ نے پہلا سالانہ جلسہ منایا انجمنوں کے سالانہ جلسوں کے متعلق میری رائے ابھی تک یہ ہے کہ ان جلسوں کے بجائے اگر مستقل واعظین ضلعوار مقرر ہوں۔ تو وہ زیادہ مفید اور مستقل تبلیغ کا پہلو ہوسکتا ہے۔ اور اس قسم کے جلسوں کے لئے صدر انجمن کی طرف سے سال کے مختلف حصوں میں لیکچروں کا ایک سلسلہ جاری کیا جاوے۔ بہرحال یہ ایک الگ غور طلب مضمون ہے پنجاب کی احمدی انجمنوں میں سے **بٹالہ** کی انجمن دوسری یا تیسری انجمن ہے جس نے اپنا سالانہ جلسہ منایا ہے۔ اور بٹالہ میں یہ مسلمانوں کا پہلا مذہبی جلسہ تھا۔

یہ امر ناظرین الحکم سے مخفی نہیں۔ کہ بٹالہ ہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کی تائید میں (زمانہ تالیف براہین احمدیہ میں) سب سے پہلی آواز اٹھی اور مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ بٹالہ نے اپنے رسالہ میں ایک زبردست ریویو براہین احمدیہ کا لکھا اور ان لوگوں کو سخت ڈانٹا اور دبایا۔ جنہوں نے اس نعمت الٰہیہ کی ناشکری کی تھی پھر بٹالہ ہی کی وہ سرزمین ہے۔ جہاں سے مسیح موعودؑ کے دعویٰ پر سب سے اوّل مخالفت کی آواز اٹھی اور اس آواز میں کچھ ایسی **تحدی** اور تعلّی تھی کہ سننے والوں کو یک بیک حیرت ہوتی تھی۔ یہ آواز اسی مولوی محمد حسین بٹالوی کی تھی اُس نے بڑے زور شور اور دم خم سے دعویٰ کیا کہ

ہم نے اس کو اونچا کیا اور ہم ہی گرائیں گے

اس آواز کے ساتھ دوسری طرف سے یہ **بانگ الٰہی** تھی کہ

انی مہین من اراد اھانتک

یعنے جو تیری **توہین** کا ارادہ کرتا ہے۔ میں اُس کی توہین کروں گا یہ دونوں دعویٰ دو شخصوں کے منہ سے نکل کر **فضائے عالم** میں گونجے اور واقعات نے دکھا دیا کہ بٹالوی کا دعویٰ محض لاف و گزاف تھا اور وہ اسی پر الٹ پڑا اور حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ چونکہ **ربانی ارشاد** کے نیچے تھا **اس لئے وہ پورا ہو کر رہا۔**

غرض بٹالوی کی اس دیرینہ مخالفت میں انجمن احمدیہ کا پہلا جلسہ ایک **مبارک قدم ترقی** کا تھا۔ اور اس کے لئے بٹالہ کے نوجوان شیخ عبدالرشید اور بابو محمد طفیل جیسے احباب خاص طور پر کریڈٹ اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں نام بنام ان کی مساعی جمیلہ کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ مجموعی طور پر یہ کہوں گا۔ کہ انجمن احمدیہ بٹالہ کی یہ مستعدی اور یہ ہمت نہائت قابل قدر ہے اور قابل رشک ہے۔ اس جلسہ کے اخراجات انجمن احمدیہ بٹالہ نے اپنی جیب سے برداشت کئے اور نہائت فراخ دلی اور فیاضی سے اپنے دوستوں کو دعوت دی جو ارد گرد کے دیہات سے قریباً دو اڑھائی سو کے جمع ہوگئے تھے۔ جلسہ کے میر مجلس حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے اور ان کی صدارت میں تمام لیکچر ہوئے شیخ بٹالوی کے گھر میں انجمن احمدیہ کا جلسہ ہوا اور وہ جلسہ میں نہ آسکے۔ یہ امر غالباً تمام اُن لوگوں کے لئے جو اس کی مخالفت سلسلہ کو دلچسپی سے دیکھتے آئے ہیں۔ تعجب کا باعث تھا۔ مگر بٹالوی چالاکی سے کام لینے میں اس نے کمی نہیں کی۔ بٹالوی نے ایک رقعہ لکھا کہ

خصوصیات سلسلہ

کا ذکر لیکچروں میں نہ ہو ورنہ لوگ اُٹھ جائیں گے اور تذہب ححکم کا مضمون گویا صادق آئیگا۔ مگر واقعات نے دکھا دیا کہ بٹالوی کی اس تحریر پر کوئی توجہ نہیں ہوئی اور پبلک بٹالہ نے نہائت شرافت اور متانت کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذکر کو سُنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تبلیغ پر توجہ کی جس کے بہترین نتائج کی ہم خدا کے فضل سے اُمید کرتے ہیں۔

بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں فخر کیا تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر بٹالوی کے لئے **یہ خبر جان فرسا** ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں **صاف طور پر** بیان کیا۔ اور بٹالہ والوں کو خطاب کرکے کہا کہ

تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا تم خواہ مانو یا نہ مانو

اس سے بڑھکر اور کیا بٹالوی کی تردید ہوگی سیالکوٹ تو دور ہے۔ بٹالہ تو خاص ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ غرض جلسہ نہائت کامیابی اور پوری شوکت اور اثر کے ساتھ ختم ہوا۔

پہلے دن ایڈیٹر الحکم۔ ایڈیٹر نور اور مولوی روشن علی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریریں ہوئیں اور دوسرے دن مولوی غلام رسول خواجہ صاحب اور مولوی صدرالدین۔ ایڈیٹر نور اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریریں تھیں ان تقریروں کے متعلق مجھے کسی ریمارک کی حاجت نہیں ہے۔ میں اتنا کہتا ہوں کہ یہ خدا کے فضل سے خالی از اثر نہ ہوں گی۔ ایڈیٹر نور کی تقریریں سکھ ازم اور آریہ ازم پر خاص تقریریں تھیں۔ اور احباب نے ان کی دوسری تقریر (جو آریہ ازم کے متعلق تھی) کے چھاپ کر شائع کرنے کی استدعا کی۔ جو امید ہے۔ بہت جلد چھپ جاوے گی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر اول "حقیقی مذہب کونسا ہے" پر تھی اور جس قابلیت اور مؤثر طریق پر آپ نے اس مضمون کو ادا کیا وہ آپ ہی کا حق تھا اور حصہ تھا۔ دوسری تقریر آپ کی **ضرورت امام** پر تھی یہ مضمون ایسے مؤثر اور پُر جوش طریق سے پیش کیا گیا کہ بعض آنکھیں بے اختیار پُرنم تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا حاضرین ایک سکتے کے عالم میں ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب کا مضمون سورہ جمعہ پر تھا اور انہوں نے ایسے لطیف حقائق پیش کئے۔ کہ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ پہلے نہیں سُنے تھے سلسلہ کا ذکر ایسی خوبی اور وضاحت سے انہوں نے کیا کہ بجز تسلیم چارہ نہ تھا مگر مجھے افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کے لیکچر کے لئے انہیں اپنا پرچہ ختم کرنے کے لئے کہا گیا جو نہائت ہی نامناسب امر تھا اور اس طرح پہ ان کے نہائت قابل قدر اور مؤثر مضمون کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ جس کے ذمہ وار مولوی صدرالدین صاحب ہیں خواجہ صاحب نے بھی اس کو پسند نہیں کیا۔ خواجہ صاحب کا لیکچر معمول کے موافق **وید اور قرآن** کے مقابلہ پر بہ حیثیت سابق نبوی ترقی تھی جس کا اظہار خواجہ صاحب نے انجمن کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر کیا تھا۔ خواجہ صاحب اپنے لیکچروں کی خصوصیت کی وجہ سے مشہور ہیں مگر افسوس ہے کہ سُوء اتفاق سے ان کا گلا کام نہ کرسکا۔ اور ایک ہی گھنٹہ میں انہیں اپنا لیکچر ادھورا چھوڑنا پڑا۔ مولوی صدرالدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بہت عمدہ تقریر کی۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کو حضرت قدس نے خصوصیت سے اس جلسہ میں شمولیت کا حکم دیا تھا۔ اور اس کا لیکچر عنقریب چھپا ہوا پبلک کے سامنے آجائیگا۔ جلسہ میں ہر طرح سے امن رہا اور یہ امر بٹالہ کی شریف پبلک کے کیلئے خاص کریڈٹ کا باعث ہے۔ ایسا ہی بٹالہ کی پولیس نے اپنے فرض کو نہائت دیانت داری اور مستعدی سے نبھایا۔ جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی خاص قبولیت اس وقت دیکھنے کے قابل تھی جب آپ نے **ضرورۃ امام** پر لیکچر دیا اور لیکچر گاہ سے اسٹیشن کو تشریف لے گئے

زیادہ دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔"

ان عبارتوں سے یہ نتائج نکلتے ہیں۔ اول تو یہ کہ مکفّر اور خاموش ایک ہی گروہ میں سے ہیں۔ کیونکہ جو مانتا ہے۔ اُسے مؤمن کہتے ہیں اور کافر مؤمن کے مقابل ہیں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نہیں مانتا خواہ مکفّر ہو یا خاموش ہو۔ کافر ہے۔ اور یہ دونوں گروہ ایک ہی قسم کے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو آپؑ کو نہیں مانتا۔ وہ ضرور آپؑ کو مفتری قرار دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جو آپؑ کو نہیں مانتا۔ اُس کا ایمان درحقیقت خدائے تعالیٰ پر بھی نہیں ہے اور نہ رسول اللہؐ پر ہی ہے۔ چوتھے یہ کہ چونکہ وہ شخص آیات اللہ کا منکر ہے اس لئے مؤمن نہیں ہو سکتا۔ پانچویں یہ کہ چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسے ہم مؤمن نہیں کہہ سکتے۔ اور چھٹے یہ کہ وہ مؤاخذہ سے بری نہیں۔ ساتویں یہ کہ کفر دو قسم کا ہے۔ ایک اللہ اور رسول کا کفر۔ اور ایک دیگر آیات کا کفر۔ جس میں حضرت مسیحؑ کا کفر بھی شامل ہے۔ آٹھویں یہ کہ اصل میں یہ سب کفر ایک ہی ہے۔ جس نے آپ کا کفر کیا۔ اُس نے خدا و رسول کا کفر بھی ساتھ ہی کیا۔ نویں یہ کہ جس پر ان دونوں قسم کے کفروں میں سے کوئی قسم کفر کی ثابت ہو جائے۔ وہ قیامت کے دن زیر مؤاخذہ ہوگا۔

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت صاحب نے کل اُن لوگوں کو جن پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور دعوت پہنچ چکی ہے۔ شرعاً قابل مؤاخذہ ٹھہرایا ہے۔ یہ عبارت کافی ہے۔

"میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر اطلاع پا چکا ہے۔ وہ قابل مؤاخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

پھر اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲ میں فرمایا۔ کہ ایسا ہی آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب اُمت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائے گا۔ کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔" اور اسی طرح براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں۔ کہ "انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجائے گا۔ اور اس کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچا آئے گا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔"

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا ایک حلفیہ بیان بھی نقل کرتا ہوں جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد تحریر کیا۔ عنبر جدید میں ایک مضمون نکلا تھا۔ جس میں کہ نامہ نگار نے بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی۔ کہ اب چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کے حضرت مولوی صاحبؓ جانشین ہوئے ہیں۔ اور آپ کے عقائد اصل مرزا صاحب کے خلاف ہیں۔ اور آپؓ درحقیقت تمام ان باتوں کو نہیں مانتے۔ جو مرزا صاحب نے بیان کی ہیں اور اس لئے عنقریب وہ دن آنے والا ہے۔ کہ جب مولوی صاحب تمام جماعت احمدیہ کو پھر مسلمانوں میں داخل کر دیں گے۔ اور میں نے اس کے جواب میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جس پر آپ نے یہ عبارت تحریر فرمائی۔ جو کہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۳ میں شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو ہذا۔

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے۔

نور الدین۔ دستخط حضرت خلیفۃ المسیحؓ

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے معتقدات بھی نجات کا ایک مدار ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کو ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ فرماتے ہیں۔

"پھر ان انبیاء کی علامت دوری کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سُناتے ہیں۔ ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون۔ اس آیت پر غور کرو۔" انتہی تحریر حضرت خلیفۃ المسیحؓ

اسی طرح اسی خط میں حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کی نجات کی نسبت عبد الحکیم کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمانوں پر رحم فرمایا ہے۔ اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں۔ سب کو نجات حاصل کرنا چاہیئے۔ حکیم و ڈاکٹر صاحب دو ارب اللہ کی مخلوق اس وقت موجود ہے۔ تیرہ کروڑ اگر محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باعث تیار ہوئے ہیں۔ تو دو ارب اللہ کی مخلوق ڈارون کے طریق سے لاکھوں برس اور معلوم نہیں کب سے جو تیار ہوئی۔ ان سب نے اگر نجات نہ پائی۔ تو تیرہ کروڑ نے بڑی کیا بکی"

اس مندرجہ بالا عبارت میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ اس سے اس سوال کا جواب دیتے ہیں۔ کہ مرزا کی مخالفت کی وجہ سے تیرہ سو سال کی کوششوں کا نتیجہ یہ تیرہ کروڑ مسلمان کیوں غیر ناجی قرار دیا جاوے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح رسول اللہؐ کی مخالفت کی وجہ سے دو ارب انسان غیر ناجی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اب اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت مرزا صاحبؑ کی وجہ سے تیرہ کروڑ غیر ناجی ہو سکتا ہے۔ اور ان مندرجہ بالا اقتباسات سے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا اعتقاد خوب ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔ کہ نجات فضل سے ہے اور فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور تقویٰ کا بیان الیس البر والی آیت میں ہے اور اس میں شاید مرزا صاحبؑ کا بھی کہیں ذکر آیا ہو۔ اس میں آپ نے آیت کے اس حصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس میں نجات کے مداروں میں نبیوں پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا ہے۔

اب میں حضرت صاحبؑ کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں جس میں کہ آپ نے خاموش لوگوں کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔ [illegible]

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں۔ تو ان کو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھوں گا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شعبہ نہ پایا جاوے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذّب نہ ہوں۔"

پھر اخیر پر آپ لکھتے ہیں۔ "دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔ بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت ان میں نہ پائی جاوے۔" پھر حاشیہ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ "میں دیکھتا ہوں جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مؤمن جانتے ہیں جنہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا ہے۔ پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ انہیں کیونکر مؤمن کہہ سکتا ہوں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

اب ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب ان لوگوں کو بھی جو آپ کو کافر نہیں کہتے اور ان مولویوں کو کافر کہتے ہیں جنہوں نے آپ کو کافر قرار دیا ہے کافر قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ مجھے کافر نہیں کہتے۔ وہ میرے مکفّرین کو بھی کافر نہیں کہتے اور اس طرح خود انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ اس طرح آپ نے مکفّرین کو کافر نہ کہنے کو بھی آپ نے وجہ کفر قرار دیا ہے۔ پس جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے اور ساتھ ہی غیر احمدیوں کو بھی کامل مسلمان ہی جانتے ہیں۔ وہ کسی صورت میں مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اور صرف یہی کافی نہیں رکھا گیا۔ کہ وہ اُن کو کافر کہیں بلکہ نام بنام اُن لوگوں کے کفر کا اعلان اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے شائع کریں جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اور جو فتویٰ کہ ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔

اور وفات کے چند ہی دن پہلے مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے

فرمایا "جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ ہی سمجھیں گے (یعنی کافروں کے ساتھ) جب تک کہ وہ ان سے الگ ہونے کا اشتہار بذریعہ اعلان نہ کریں اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان کو بموجب حدیث صحیحہ کافر سمجھتے ہیں" (بدر۔ صفحہ ۶ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

(یاد رہے کہ یہ فقرہ اس تقریر کا آخری فقرہ ہے۔ یہی وہ حوالہ ہیں۔ کہ جن کو ہمارے مخالف بار بار پیش کرتے ہیں۔ اور اصرار کرتے ہیں۔ کہ تمہارے امام نے جب لکھ دیا ہے۔ کہ ہم ان لوگوں کو جو ہمارے معاملہ میں خاموش ہیں۔ کافر نہیں سمجھتے۔ تو اب تم ہم لوگوں سے مل جاؤ۔ لیکن ایسے لوگوں کی عقلوں پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے۔ کیا انہیں اس عبارت میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ کہ اس میں بڑی بڑی شرائط لگائی گئی ہیں۔ اور کیا کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے ان شرائط کو پورا کر دیا ہے۔ ہاں ہمیں ایسے شخص کا نام تو بتاؤ۔ جس نے [illegible] حضرت صاحب کی [illegible] کا نام لے کر انہیں کافر قرار دیا ہو۔ کہ حضرت صاحبؑ [illegible]
[illegible]
[illegible]

کو پورا نہیں کیا۔ تو ہم کس طرح اُن کو الگ سمجھ لیں۔ اور گھر بیٹھے زبانی باتوں کے دہوکے میں آجائیں۔ جب ہمارے امام نے صریح الفاظ میں لکھدیا ہے۔ کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اس وقت تک گن کے … سمجھیں گے۔ جب تک کہ وہ ان سے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بہ نام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیحہ کافر سمجھتے ہیں۔ پس ہم کیونکر اس شخص کی اطاعت سے نکل جائیں۔ جس کو ہم نے سچا یقین کیا۔ اور جس کے معجزات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور جس کا خدا سے تعلق ہم نے مدتوں مشاہدہ کیا ہم اپنے اس سردار اور حاکم کی بات کو کیونکر رد کردیں۔ جس کے ہاتھ پر ہم نے اپنے آپ کو بیچ دیا اور اپنے خیالات اور اپنی خواہشات اس کے لئے قربان کردیں۔ ایسی جرأت تو وہ شخص کرسکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہ ہو جو نور یقین سے کورا ہو۔ اور جس کو خدا نے معرفت کی آنکھیں نہ دی ہوں

اور یہ قطعاً خیال نہ کرو۔ کہ اس قول کا پہلے قول سے کچھ اختلاف ہے۔ اور اس میں حضرت صاحب نے پہلے کی نسبت نرمی کردی ہے کیونکہ انبیاء اپنے الہاموں کے سب سے زیادہ قائل اور مؤمن ہوتے ہیں۔ دیکھو حضرت صاحب اپنی کتاب اربعین میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن شریف پر۔" پس یہ خیال سخت گندہ ہوگا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت صاحب نے اس پہلی الہامی بات کو رد کردیا۔ بلکہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان میں تطبیق کریں اور بہر حال ہمیں اس عبارت کو پہلی عبارت کے ماتحت کرنا پڑیگا۔ کیونکہ وہ الہامی ہے۔ اور اس کے معنے بھی ہم نے نہیں۔ خود حضرت صاحب سے لئے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے۔ تو اس جگہ حضرت صاحب نے تعلیق المحال بالمحال سے کام لیا ہے۔ کیونکہ جو شخص حضرت صاحب کے منکرین کو نام بہ نام کافر قرار دیگا اور باوجود حضرت صاحب کے ان دعاوی کے آپ کو سچا قرار دیگا اور آپ کے الہامات اور معجزات پر یقین لائیگا۔ اور پھر آپ کی بیعت نہ کریگا۔ تو ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ منافق ہوگا۔ کہ لوگوں کے ڈر سے سچ کو قبول نہیں کرتا۔ اور یا حکم الٰہی کا صریح منکر ہوگا۔ کیونکہ حضرت صاحب نے بیعت الہام کے ذریعے شروع کی ہے اور قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ پس ایسا شخص جس پر حق کھل گیا اور اُس نے حضرت کے راستباز ہونے کو سمجھ لیا تو پھر وہ بیعت نہیں کرتا۔ تو اس میں یا تو نفاق کا شعبہ ہے یا کفر کا۔ اس میں حضرت صاحب نے یہ شرط صاف قرار دی ہے۔ کہ ایسا شخص منافق بھی نہ ہو۔ پس جو شخص ان شرائط پر عمل کریگا۔ اس کے لئے تو بیعت ضروری ہوجاوے گی۔ اور اگر بیعت نہ کرے گا تو منافق ہوگا پس جو شخص ایسا اشتہار دے بھی دے۔ جس میں مخالف مولویوں پر کفر کا فتوی دے اور پھر بھی بیعت نہ کرے۔ تو ایسا شخص ضرور منافق ہے پس حضرت صاحب نے تو ایک محال بات پیش کرکے مخالفین پر حجت قائم کی ہے نہ یہ کہ ان کے لئے راستہ کھولا ہے۔ اس عبارت کو پیش کرکے ہم سے صلح چاہنے والا بعینہ اس شخص کی طرح ہے۔ جو قرآن شریف کی آئت قل ان کان للرحمن ولدٌ فانا اول العابدین کو ہم سے پیش کرکے ہم سے یہ چاہے کہ ہم یسوع کی عبادت کریں اور اسے خدا کا بیٹا مان لیں یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ نہ تم خدا کا بیٹا ثابت کرسکوگے اور نہ میں قبول کروں گا۔ اسی طرح مذکورہ بالا عبارت میں حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی ہمارے مخالفین کا نام لے لیکر قریباً دو سو مکفر مولویوں پر کفر کا فتوی اشتہار کے ذریعہ شائع کرے۔ اور پھر اس میں نفاق بھی نہ ہو۔ تو ہم ایسے شخص کو مؤمن مان لیں گے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی شخص ایسا کرے اور پھر باوجود بیعت نہ کرنے کے منافق بھی نہ ہو۔ پس یہ تو ایک تعلیق محال بالمحال تھی۔ اسے سند کے طور پر پیش کرنا تو ایک بڑی جہالت ہے۔

اور ایسی لمبی تقریر تک بھی ہم کو کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ ابھی تو کوئی شخص نہیں پیش کیا گیا۔ جس نے ان شرائط پر عمل کیا ہو۔ پس اس کے ذریعہ صلح چاہنا اوّل درجہ کی نادانی ہے۔ جسقدر لوگ متفرق طور سے احمدیوں کے پاس آکر یا جماعتوں میں اس قسم کا اقرار کرتے ہیں۔ سو وہ تو اُن لوگوں کی طرح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا و اذا خلوا الیٰ شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون۔ سو وہ اگر ہم سے صلح چاہتے ہیں۔ تو اپنی دُنیاوی حیثیت بڑھانے کے لئے نہ کہ ان کے دلوں میں دین کی تڑپ ہے۔ اگر واقعی ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ محبت ہوتی اور دین کی تڑپ ہوتی۔ اور تقویٰ کا ایک ذرہ بھی ان کے دلوں میں باقی ہوتا۔ تو وہ کیوں کوشش سے اس شخص کے دعوی کو نہ سنتے جس نے تیئس برس پکار پکار کر سنایا کہ خدا نے مجھ سے کلام کیا اور مجھے دُنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میں اس کی طرف سے مامور مقرر کیا گیا ہوں۔ اس نے لیکچروں کے ذریعہ اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ کتابوں کے ذریعہ اپنی آمد کا اعلان کیا۔ لیکن کیا ان لوگوں نے ذرہ بھر توجہ نہ کی۔ ایک آریہ اخبار ذرہ بھی ان کے پولیٹیکل حقوق کے برخلاف لکھتا ہے۔ تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگتے ہیں۔ اور ناسزا الفاظ بے اختیار اُن کے مُنہ سے نکل جاتے ہیں۔ اور راس کماری سے لے کر ہمالیہ کی چوٹیوں اور کلکتہ سے لیکر پشاور تک تار برقی کی طرح ایک جوش پھیل جاتا ہے۔ اور چاروں طرف غور و فکر شروع ہوجاتا ہے۔ لیکن خدا کے مامور کی آواز ان کے کانوں میں تیئس سال تک پڑتی رہی۔ اور دُنیا کی بے توجہی پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی یہ مست پڑے رہے۔ اور غفلت کے لحافوں کو انہوں نے اپنے سروں سے نہ اُتارا۔ اُنہوں نے آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا کہ یہ ہے کون۔ اور پرواہ تک نہ کی۔ خدا کی پکار کو سُننے سے انکار کردیا اور حقارت سے منہ پھیر لیا۔ یہ ان کا ایمان ہے۔ اور یہ وہ تڑپ ہے جو دین کے لئے ان کے دلوں میں پائی جاتی ہے۔ اور باوجود اس حالت کے یہ لوگ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور ہمیں صلح کے لئے بلاتے ہیں۔ اور پھر زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ تحریک جس گروہ سے اُٹھی ہے اور جو گروہ کہ ہم کو اپنے پیچھے نمازیں پڑھوانا چاہتا ہے۔ وہ خود نماز نہیں پڑھتا۔ جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ تو ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جو ٹھٹھے اور ہنسی میں اپنا دن گذارتے ہیں۔ اور اسلام کے پاک احکام پر تمسخر کرتے ہیں۔ جن پر یورپ کا رنگ تہ بہ تہ چڑھا ہوا ہے۔ ہمیں بلاتے ہیں۔ کہ آؤ۔ اور ہمارے پیچھے نماز پڑھو۔ ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا اُن کے پیچھے جو خود نماز نہیں پڑھتے۔ ہاں ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا اُن لوگوں کے پیچھے جن کے پیچھے اگر ان کو مسلمان بھی سمجھ لیا جاوے۔ تو شاید نماز پڑھنی ناجائز ہو۔ ہاں۔ ہم کن کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیا ان لوگوں کے پیچھے جن کے دلوں میں اسلام محض ایک قومیت ہے۔ اور رسول اللہ کی عزت صرف اپنے پولیٹیکل حقوق کے محفوظ رکھنے کے لئے کی جاتی ہے۔ بیشک اس تحریک کا اس گروہ سے اُٹھنا ہی اس بات پر شاہد ہے۔ کہ یہ تحریک رحمان کی طرف سے نہیں۔

اب میں حضرت صاحب کا وہ فتوی نقل کرتا ہوں جسمیں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنے جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوی اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہوجاویں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔"

اب اس عبارت کو غور کرنے سے اوّل تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ یا غیر احمدیوں سے تعلق رکھتا ہے وہ ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قطعی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے لئے لازمی ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں سے قطعی طور سے الگ رہیں۔ تیسرے یہ کہ جو ایسا نہیں کرتا۔ اس پر خدا کا الزام ہے۔ چوتھے یہ کہ ایسے شخص کے اعمال حبط ہوجاویں گے۔ پانچویں یہ کہ جو حضرت صاحب کا دل سے معتقد ہے۔ وہ آپ کے اس فیصلہ اور دیگر فیصلوں کو مانتا ہے چھٹے یہ کہ جو نہیں مانتا۔ اُس کے دل میں خود اختیاری کا مرض ہے۔ اور ساتویں یہ کہ حضرت صاحب ان الفاظ میں کہ وہ مجھ سے نہیں۔ اس سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ آٹھویں یہ کہ ایسا کرنے والے کی عزت آسمان پر بھی نہیں کی جائیگی۔ اب باوجود ان فتووں کے ہم کیا کریں اور کس طرح ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوجائیں۔ جو ہلاکت کے گڑھے کی طرف ہم کو بلاتے ہیں۔

اب ایک طرف تو خدا کا کلام ہم کو اپنی طرف بلاتا ہے اور دوسری طرف چند لوگ جن کے ایمانوں کا ہم کو کوئی علم نہیں۔ بلکہ وہ صریح طور سے ایک مامور کے مکفر ہیں۔ ہم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ پس بہتر ہے کہ ہم خدا کی آواز کو قبول کریں۔ اور جس طرح پہلی دفعہ ہم نے انسانوں پر خدا کے احکام کو مقدم کیا۔ اب کے بھی وہی نمونہ دکھائیں۔ حضرت صاحب خدا سے خبر پاکر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نہ قبول کرنے والوں کو راستباز جاننے والا ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا۔ اور ان سے بکلی قطع تعلق نہ کرنے والا شیطان کے پنجہ میں ہے۔ اور آپ پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے اعمال حبط ہوجائیں گے اور آسمان پر اس کی عزت نہ ہوگی۔ پس ہمارے لئے کیسا خطرناک ابتلا ہے کہ ایک طرف تو ظاہری چین اور امن نظر آرہا ہے۔ دُشمنوں کی نظروں میں ایک عزت ہوتی ہے اور شاید گورنمنٹ کی نظروں میں بھی بوجہ گروہ سے تعلق ہوجانے کے زیادہ وقعت پانے کی امید ہے۔ اور دوسری طرف خدا کے مامور کا فتوی ہے۔ کہ اگر تم ان سے بکلی قطع تعلق نہیں کرتے۔ تو پھر تمہارا ہم سے قطع تعلق ہے۔ اگر عاجلہ کو دیکھا جائے۔ تو پہلی بات میں فائدہ ہے۔ لیکن اگر یہ نقل کا خیال

پنجاب کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

عمدہ سریلے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جاوے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ

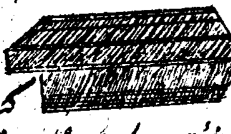

میندیون سیکھنے کیلئے مفید

جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہئے اسمیں سروں کا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ۱۹ روپیہ درجہ دوم ۱۶ روپیہ۔

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ

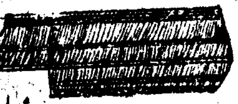

آواز نہایت ہی سریلی و بلند

اس باجہ میں دو سٹ سروں کے لگے ہوئے ہیں قیمت درجہ اول ۳۰ روپیہ درجہ دوم ۲۶ روپیہ

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۴۴ روپیہ درجہ دوم ۳۹ روپیہ

نوٹ۔ ہمراہ فرمائش پیشگی ایک روپیہ آنے چاہئیں تحریر میں ریلوے سٹیشن کا نام لکھنا ضروری ہے

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم	۱۲ /
رہبر ہارمونیم	۱۲ /
ہارمونیم استاد	۸ /
کلید ہارمونیم	۴ /
ہارمونیم درپن ہر دو حصہ	۸ /
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ	فی حصہ ۱۲ /
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب	۸ /
طبلہ سیکھنے کی کتاب	۸ /
ستار سیکھنے کی کتاب	۵ /

ملنے کا پتہ

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئیں

حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے اسوقت تک پانچ پارے شائع ہو چکے ہیں۔

تفسیر سورۃ بقرہ ... [illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہے۔ ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اسمیں کچھ دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ... ایک معجون طیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتی ہے اور ... کی شکایت کے لئے انشاء اللہ ... ہمارا کام ہے ... جو امرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی ... [illegible]

طلاء طلسمی — بیرانہ سالی کے اثر یا جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو پائیں گے قیمت دو ماشہ ۸ / ...

سرمہ سلیمانی — آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ /

سنون دندان — دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانتوں کو مثل موتی آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۲ / ...

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ

بلب گڑھ ضلع دہلی

محب اطفال یعنی اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے اسنے ان کے بچوں کو تندرست کیا ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہیں۔ وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نشان ماہی گیر ایملشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور سمجھانے کیلئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ کم از کم ہر مہینے میں ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے۔ اور ترجمہ ایسا مغز خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکے حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقائق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ میں

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا اور شائع ہوا

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ دہلی کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمایش پر وہ اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی اور پورے اجزا سے

دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں واجبی لیجاتی ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی طبیہ وشفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جنکی تعداد پانچسو تک پہنچتی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ ۔ جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت خاص حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات مفت!

خط کا پتہ! بالکل یہی الفاظ لکھئے :- **منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ :- **میڈیسنز**

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد سے دو ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جنک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سُنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بےنظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ٹوٹے ہوئے گردے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پیٹھ کیطرف ہو جاویں ہندوستان اور انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال کے یہی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے؟ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکیلئے روح حیات تریاق کامل ہے یہ دوائی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو دیوم میں ہی قوت جولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے جس میں رونق وآبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نازیبا حرکت سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی۔ ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعضا ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر، ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری لاغری بیرونقی زردی چہرہ کیلئے اگر ایسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیگا تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (ع۲) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی سے مردہ اعضا کو زندہ کر دیتی ہے۔ یہ بار ا وعدہ روغن ایسی نایاب ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معدوم طاقت کو بحال کر دیتا ہے۔ اور گئے گذرے مریضان نامرد کو پورا مرد بنا دیتا ہے قیمت فی شیشی روغن دافع سستی چار روپے چار آنہ (عہ)

ہر دو دوائیں **حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عالم لاہور سے طلب کریں۔**

مطبوعہ [illegible]

... اپنے مرحوم بھائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ ... سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک ... شہزادہ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور راجہ صاحب ... موجود تھے۔ ۱۸۹۰ء میں جب ہندوستان میں ... تو آپ نے غریب ہندوستانیوں کیلئے ایک رقم ... عطا فرمائی ... آئرلینڈ کا سفر کیا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ نے ... کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ ۱۸۹۹ء میں آپ نے ... سفر کیا ... ۱۹۰۱ء میں ملکہ معظمہ وکٹوریہ ... نے وفات پائی تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک آف کیرک۔ بیرن آف رنفریو ... اور گریٹ سٹوارڈ آف سکاٹلینڈ کے خطابات ... عطا ہوئے۔ اسی سال آپکو کینیڈا۔ آسٹریلیا ... کا سفر ... جس کے بعد آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کو اعزازی ... کا افتخار حاصل ہوا اور نومبر ۱۹۰۵ء ... نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا۔ آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچھ آپ کے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا جس میں حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن۔ میسور۔ گوالیار۔ کشمیر۔ اندور۔ جےپور۔ جودھپور۔ بیکانیر۔ گوالیار وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ کے قدوم فرخ لزوم سے مشرف ہونیکا موقع دیا ہے۔

شہزادہ والا قدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوستانیوں کی طرح نہیں۔ بلکہ شاہان ایران کی مانند آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں۔ آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہیں۔ آپ کی تخت نشینی کا اعلان سرکاری طور پر ہو چکا ہے۔ اور رسم تاجپوشی بھی عنقریب ادا ہونے والی ہے۔

گورداسپور ماتمی جلسہ

گورداسپور کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ قیصر ہند کے انتقال پر اظہار افسوس کے لئے گورداسپور رئیس اعظم اور فخر اہل اسلام شیخ علی احمد صاحب پلیڈر چیف کورٹ کے مکان پر ہوا۔ شیخ علی احمد صاحب قومی کاموں میں نہایت دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے ایک مسلم لیڈر ہیں۔ اور جیسے مسلمان انپر اعتماد رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ بھی انہیں اپنا معتمد علیہ وفادار رعیت یقین کرتی ہے۔ اس پیرانہ سالی میں تعزیت کے لئے سفر انگلستان اختیار کرنا اس صدمہ کے احساس کا اظہار کرتا ہے۔ جو آپ کو ملک معظم کی وفات سے ہوا ہے (ایڈیٹر)

رزولیوشن نمبرا

جملہ اہل اسلام گورداسپورہ ایک مجمع میں اکٹھے ہو کر اپنے ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی اس ناگہانی موت اور جانکاہ واقع پر دلی اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور اس عظیم ملکی صدمہ پر جو کہ گورنمنٹ اور ورثا خاندان شاہی کیساتھ ہوا ہے ہمدردی رکھتے ہیں۔

نمبر ۲ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ درخواست کرنیکی اجازت چاہتے ہیں کہ اس جلسہ کے صدر شیخ علی احمد صاحب پلیڈر کو اجازت دیجاوے کہ وہ ہماری طرف سے خاص انگلستان جا کر شاہی خاندان کیساتھ رسم عیادت بجا لائیں۔ اور ان غم کے خیالات کا اظہار کریں جس سے کہ ہمارے دل اسوقت بھرے ہوئے ہیں۔

نمبر ۳ ان ہر دو رزولیوشن کی کاپی حضور لفٹنٹ گورنر صاحب وحضور وائسرائے گورنر جنرل کیخدمت میں بھیجی جاوے

نمبر ۴۔ ان ریزولیوشن کی ایک ایک کاپی مختلف اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیجی جاوے۔

ملک معظم کے انتقال کے متعلق تار خبریں

بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات:۔ (لنڈن، مئی) ملک معظم کا دم نکلنے سے تھوڑی دیر پیشتر ان کے تمام بچے سوائے ملکہ ناروے کے ان کے اردگرد کھڑے تھے۔ آرچ بشپ کنٹربری بھی وہاں تھے۔ ڈیوک و ڈچیس آف کناٹ نہر سویز میں واپس جا رہے ہیں۔ شام بھر ملک معظم بیہوش رہے۔ تو او دس بجے شب کے درمیان طبیعت نے سنبھالا لیا۔ مگر جلد بے خبر ہو گئے۔ ہزاروں آدمی قصر بکنگھم کے باہر بارش میں شفایابی کی خبر سننے کے واسطے منتظر کھڑے تھے جب پرنس آف ویلز ساڑھے بارہ بجے شب کے مارلبرو ہوس کو گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بادشاہ کوچ کر گئے ٹائمز کہتا ہے ملک معظم نے ۶ مئی کو بستر پر پڑے رہنے سے انکار کیا۔ اور اپنے پرائیویٹ سیکرٹری لارڈ نولس کو ضروری کاروبار کی ہدایت فرمائی اور خود کچھ کام کیا۔ حضور نے اپنی بیماری کا بہادری اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ سوائے کھانسی کے بدستور سابق بات چیت کرتے تھے۔ قبل از دوپہر کھانسی نے سخت صورت اختیار کر لی۔ شام کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ سانس رک گیا اور بیہوش ہو گئے۔

(بعد کی خبر) کورٹ سرکلر مظہر ہے کہ آخری وقت میں آرچ بشپ کنٹربری نے کئی دفعہ دعا کی جس میں شاہی خاندان کے ممبر شریک ہوئے۔ حضور کا وفات اسی بستر پر ہوا جسپر دوران علالت میں استراحت فرمائی تھی۔ چہرہ سے متانت راحت قلبی اور سکون دلی عیاں ہوتا ہے۔ غالب ۲۱ مئی کو فراگ مور میں تدفین ہوگی۔ قیصر جرمنی۔ شاہ پرتگال۔ پریسیڈنٹ لوبے۔ شہزادہ البرٹ بلجیم اور شاہ ہاکن والئے ناروے شریک ہونگے

(۸ مئی کی خبر) غیر سرکاری طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ تدفین ۲۰ ماہ رواں کو ہوگی۔ جنازہ قصر بکنگھم میں چند روز تک رہیگا۔ جسے شاہی خاندان کے ممبر اور خواص دیکھ سکیں گے۔ بعد ازاں ویسٹ منسٹر ایبی میں پبلک کیلئے رکھا رہیگا۔

ماتم ۱۷ مئی سے ایک سال تک دربار میں سوگ رہیگا اور پورا ماتم ۱۷ نومبر آیندہ تک ہوگا۔ فوجی افسر چھ ماہ تک سوگ منائیں گے۔ دربار برلن ایک ماہ تک ماتم رکھیگا قیصر برٹش سفارت گاہ میں گئے۔ اور دو گھنٹے تک برٹش سفیر سے اپنے ماموں کی وفات کی نسبت گفتگو کرتے رہے لنڈن اور برطانیہ میں عام ماتم ہے سب کاروبار بند ہیں کھیل تماشے سب بند ہیں۔ سوشل اور پولیٹیکل کام موقوف ہیں۔ عدالتیں صرافہ۔ منڈیاں۔ اور تھیٹر وغیرہ سب بند ہیں۔ سب لوگ سیاہ نکٹائیاں باندھے پھرتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے تعزیت کا تار دیا گیا۔ سادہ سنگت احمدیہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں ماتمی جلسے ہوئے مدرسہ بند رہا۔

ایک مسلمان کی فریاد

علماء اسلام کی خدمت میں

حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک غریب نکموں کا امیر۔ کم علم مگر نکتہ رس بے غرض مگر درمند مسلمان ہوں۔ مجھے مدت سے درد اٹھتا ہے۔ اور فوارے کی طرح مجھے ہی متاثر کرتا ہے حسن اتفاق سے بتقریب جلسہ ندوۃ العلماء آپ حضرات کا اجتماع دہلی میں ہوا ہے۔ اس لئے میں جو مدت سے آپ حضرات کے مجمع کی تلاش میں تھا۔ آج بامید کامیابی بہت خوش ہوں ... میری مراد پوری ہو۔ میں اپنی عرضداشت کو چند دفعات مندرجہ ذیل پر تقسیم کر کے آپ حضرات سے جواب کا امیدوار ہوں۔

(۱) وہ اسلام جس نے دشمنوں کو دوست بنایا تھا وہ ...

(۲) ... جس نے تمام دنیا کے فرقوں کو ایک کر کے ... فرقہ "مسلمان" بنایا تھا وہ کیا ہے؟

(۳) وہ اسلام جس کے پہونچانے کیلئے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ کیا ہے؟

(۴) آج جو مسلمان فرقے فرقے بن رہے ہیں (میں کسی فرقہ کا نام نہیں لیتا) یہ کس اسلام کی تعلیم سے بنے ہیں؟

(۵) کیا یہ فرقہ بندی اسی اسلام نے سکھائی تھی جو دنیا کے تفرقوں کو مٹانے آیا تھا؟

(۶) کیا ندوۃ العلماء مجھے اجازت دیگا کہ میں یہ تجویز پیش کروں کہ سب اہل اسلام اپنے اپنے فرقوں کے اختراعی ناموں کو چھوڑ کر وہی نام اختیار کریں۔ جو خدا نے اپنے کلام پاک اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اختیار کیا ہے یعنے مسلمان

(۷) میں یہ نہیں کہتا کہ شیعہ اپنے اعتقادات کو بلا تحقیق چھوڑ دیں یا حنفی اپنے مسائل محققہ پر عمل نکریں۔ اہل حدیث تقلید کے دلدادہ ہو جائیں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ عمل تو وہی مسائل پر کریں جو انکی تحقیق میں آویں مگر فرقہ بندی چھوڑ دیں یعنی اپنے فرقہ کا نام کبھی ایسا نہ رکھیں۔ جو خدا اور رسول نے نہ رکھا ہو

حضرات علماء کرام! میں اس کہنے میں کہاں تک غلطی پر ہوں بجاء مہربانی مجھے آگاہ فرمایا جاوے۔

(۸) ... اس مضمون پر ایک رسالہ ... بھی مدت کا لکھا گیا ہے ... راقم اثم سے لیکر دیکھ سکتا ہے۔

میں ہوں آپ حضرات کے جواب باصواب کا منتظر فقیر ابو یحیی حشمت العلی (مسلمان واعظ مقیم دہلی چتلی قبر)

ایڈیٹر مندرجہ بالا فریاد کا جواب علماء اسلام کو دینا ضروری ہے۔ میں اس کے متعلق اپنی رائے کو محفوظ رکھتا ہوں۔ ہر فرقہ اور طبقہ کے علماء کا جواب الحکم میں چھاپ دیا جائیگا۔ اور بعد میں انشاء اللہ اپنی رائے لکھونگا۔ یہ سوال فی الحقیقت اس قابل ہے۔ کہ علما اسلام اس کا جواب دیں۔

اعلان

اگرچہ کسی دوسری جگہ بھی میں ظاہر کر چکا ہوں کہ پلیگ اور کثرت فصل کی وجہ سے آدمیوں کا ملنا محال ہو گیا۔ اور دوسری جگہ اخبار کا چھپنا ناممکن اسوجہ سے باوجود سخت جدوجہد کے پھر بھی اخبار میں متواتر توقف ہوتا رہا۔ ٹائیٹل پیج پہلے چھپ چکا تھا۔ مگر دوسرے اوراق کے چھپنے میں دقت پیش آئی اور کچھ کاپیاں بھی الٹ چھپ گئیں۔ اس لئے اب ابتدا سے آپ ٹو ڈیٹ کرنے کے لئے اگلا اخبار وقت پر انشاء اللہ نکال دیا جاویگا۔ ناظرین میری ان مجبوریوں سے مطلع رہیں یہ امور محض قضاء و تقدیر کے نتیجے ہیں (ایڈیٹر)

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس۔ کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں۔

اے دوڑو — جلدی دوڑو

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اس کے گھر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں۔ اگر پہلے ہی سے تھوڑا اسوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی لیکر

گھر میں ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد۔ مروڑ اور متلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے قیمت فی شیشی چار آنہ (۴/) محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵/

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کا رنگ بھی اصل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی مانند رہتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ پیٹ کا درد بد ہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں قیمت فی شیشی ۸/ آنہ محصول ڈاک ۵/ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت بھیجی جاتی ہے منگا کر ملاحظہ کیجیے

اصلی عرق پودینہ ...

ملک معظم قیصر ہند کا انتقال

ہرگز اند جہان اہل فنا خواہد بود ۔ وآنکہ باقیست خدا خواہد بود

... کے روزانہ اخبارات میں جو تار برقیاں شائع ہوئی ہیں وہ ایک نہایت افسوس ناک اور ... خبر لیکر آئی ہیں یعنے

ملک معظم قیصر ہند کے انتقال کی خبر

... ساتہہ یکساں کام کر رہا ہے۔ اور گدا و شاہ امیر و غریب۔ عالم و جاہل۔ جوان و بوڑھے غرض ہر طبقہ اور ہر عمر کی مخلوقات پر فنا اپنا کام کر رہا ہے۔ اس لئے اس ناگزیر راہ سے گذرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ لیکن بعض وجود دنیا میں ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ خیر و برکت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انکی وفات اہل عالم کے لئے ہر طرح سے رنجیدہ اور دل شکن ہوتی ہے۔ اسیطرح پر ملک معظم کی وفات روئے زمین کے باشندوں کے لئے اندوہناک و صدمہ رسان ہے۔ ملک معظم دنیا کے اقبال مند سلاطین میں اول نمبر پر تھے۔ انکے عہد سلطنت میں ہم نے بہت امن پایا اور بہت سے برکات سے حصہ لیا۔ ہمیں اپنے بادشاہ کی اطاعت اور وفاداری مذہبی رنگ میں پلائی گئی ہے۔ انکی خوشی ہماری خوشی اور انکا رنج ہمارے رنج کا موجب ہوتا ہے اسلئے اس موقعہ پر ہم خاندان شاہی کیساتہ تعزیت میں شامل ہوتے ہیں۔ مبرور قیصر کا معاملہ اب خدا تعالے سے ہے۔ انکی ان برکات کے باعث۔ جو انکے عہد دولت میں ہم نے انصاف اور امن کی حاصل کی ہیں۔ ہمارے دل میں جوش ہے۔ کہ ہم اس کے لئے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکی بشری کمزوریوں پر رحم فرماوے اور انہیں اپنی رحمت کے دامن میں پناہ دے ۔ خاندان شاہی کو اور اسکی غمگین رعایا کیلئے وہ آپ صبر اور تسلی دینے والے ملائکہ کو نازل کرے تا وہ غمگین دل کے لئے ڈہارس کا موجب ہوں۔ خاندان شاہی پر ہمیشہ فضل ہو۔ دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ ور کرے۔ ہمارے جدید قیصر اور ملک معظم اور انکی ملکہ کو خصوصیت کے ساتہہ اپنے فضلوں کا وارث کرے اور ان کا عہد اہل دنیا کیلئے امن و رحمت کا عہد ہو۔ ہم ایک درویشانہ سلسلہ کے خادم ہیں۔ یہ سلسلہ احمدیہ اپنی جمالی شان اور رنگ میں ممتاز ہے۔ اسکا پیشوا جو مسیح ابن مریم کے نام سے آیا اپنی غربت اور مسکینی کی تعلیم میں ممتاز تہا۔ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی خدمت کیلئے کوئی جنگی سامان پیش کرنیکا موقعہ نہیں رکہتا تہا ہاں اسکے پاس درد مند دل تہا جسکو خدا تعالیٰ کیساتہ تعلق تہا۔ وہ اس درمند دل کو لیکر ہمیشہ اپنی محسن گورنمنٹ کیلئے دعائیں کرتا تہا۔ اور اسی کے نقش قدم پر اسکا سچا جانشین حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ دعائیں کرتا ہے۔ اسی سنت پر ہمارے ہاتہہ میں بھی تحفہ دعا ہے۔ اسی کو لیکر ہم یہ تعزیت نامہ شاہی خاندان کے حضور پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو اپنے فضل کے نیچے رکہے اور ہمارے جدید قیصر اور اسکے خاندان کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکہکر اہل عالم کے لئے انکی زندگی کو مفید اور موجب برکت بناوے۔ آمین۔ بالآخر ہم کس سے تعزیت کریں۔ اور کس سے کہیں یہ غم ہمارا اپنا غم ہے اور یہ دکہ ہمارا دکہ ہے۔ اس مصیبت میں ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف آتے ہیں۔ وہ ہمارے اس غم کی دوا اور ہماری شکستہ خاطری میں ہماری سکینت کا موجب ہو آمین۔ (ایڈیٹر الحکم)

نیا قیصر ہند

بادشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی: لندن ۷ مئی آج سہ پہر کو پارلیمنٹ کا مختصر اجلاس ہوا۔ لارڈ چانسلر اور سپیکر نے حلف عقیدتمندی کا حلف اوٹھایا۔ ہوس آف کامنز میں بہت تھوڑے آدمی تھے۔ بادشاہ جارج امیر البحر کی وردی پہنکر سینٹ جیمز کونسل کی گاڑی میں گئے۔ اثنائے راہ میں ہزاروں نے سلام کیا۔ شاہ کے پیچھے پیچھے آرچ بشپ کنٹربری اور مسٹر چرچل خلعت فاخرہ پہنکر گئے پریوی کونسل کے بہت سے ممبر موجود تھے۔ کونسل ایک گھنٹہ تک رہی۔

(۹ مئی) بادشاہ جارج نے کونسل کی تقریر میں فرمایا:۔

میں اپنے والد کے نقوش قدم پر چلنا اپنی زندگی کا فرض اولی سمجھونگا اور اس کے ساتھ اس سلطنت کی آئینی حکومت کو قائم رکھنے کی کوشش کرونگا۔ ان بھاری فرائض کی ادائیگی میں پارلیمنٹ اور رعایا کی دعاؤں پر کہ خدا مجھے توفیق اور ہدایت بخشے بھروسہ کرتا ہوں تاکہ میں ان نازک فرائض کو ادا کر سکوں۔

ملک معظم کا انتقال "غیر معمولی گزٹ" میں گورنمنٹ ہند ۷ مئی کی شام کو شملہ سے شائع ہوا جس میں حضور وائسرائے نے سرکاری طور پر ملک معظم کے انتقال کا اعلان کیا ہے اور تمام فوجی بحری و سول افسروں کو ماتم کرنیکی ہدایت فرمائی ہے۔ پورا ماتم وفات کے روز سے ۶ ہفتوں تک رہیگا۔ اس کے بعد لند چھ نیم ماتم منایا جائیگا۔ فوجی اور سول افسر ۳ ماہ تک بازو پر ماتم کا نشان پہنینگے۔

جدید قیصر ہند کے مختصر حالات

حضور بادشاہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون سنہ ۱۸۶۵ء بروز شنبہ کو ایک بجکر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ میں لارڈ چیمبرلین اور بیگمات موجود تھیں لنڈن گزٹ کے ذریعے یہ خوشخبری اسی روز اس شہر میں مشتہر ہوگئی جسپر ہر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷ جولائی کو ونڈسر کیسل میں نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی ڈچز آف کیمبرج آپ کی دینی ماں اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے۔ پیدائش کے ایک ماہ بعد ہی اتفاقاً شب کو آپ کی خوابگاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرے سے علیحدہ کر دیئے گئے دوران قیام انگلستان میں آپ کی پرورش مالبرو ہوس یا سینڈرنگہم میں ہوتی تھی۔ اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترتیب میں بنفس نفیس حصہ لیتی تھیں چنانچہ منجملہ اپنے اور بچوں کے آپکی بسم اللہ بھی جنابہ موصوفہ ہی نے فرمائی تھی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لیے جرمن اور فرنچ لیڈیاں مقرر کر دی تھیں۔ مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی۔ اگست سنہ ۱۸۷۱ء میں زمانہ تعطیل دنہیم میں شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ ملکہ کے ساتھ) آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔ فیاض قدرت نے بچپن ہی سے سلطنت والا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری ڈلبر فورس ایک خط میں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج تیز اور زندہ دل ہے"۔ اسی طرح نیزہ کی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خورد سالی ہی سے تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ دوسرے شہزادوں کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائینگے۔ مگر ملک معظم مرحوم نے آپ کے لیئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے جون سنہ ۱۸۷۷ء کو جہاز "برطانیہ" پر بھیجے گئے۔ اور ۲ سال تک کپتان فیرفیکس کی ماتحتی میں کام سیکھتے رہے۔ مسٹر لائمس آپ کے خاص اوستاد تھے۔ جہاز پر آپ میں اور دوسرے طالبعلموں میں اتنا فرق تھا۔ کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تھا۔ جب آپ نے اس جہاز پر تعلیم پائی تو ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے اس جہاز پر علاوہ مسٹر لائمس کے آپ کی تعلیم کے لیئے ریورنڈ جے این۔ ڈالٹن بھی مقرر کیئے گئے۔ یہ جہاز جس سکواڈرن میں تھا۔ وہ امیر البحر ارل آف کلیئن ولیم کے سپرد تھا۔ سنہ ۸۲-۱۸۷۹ء تک آپکو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ نے جزائر غرب الہند جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین۔ سنگاپور۔ سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس اور یونان کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ہردلعزیز ہوگئے تھے۔ آپ جہاں کہیں جاتے سب آپکا خلوص دل سے خیر مقدم کرتے تھے۔ شہزادہ نے اپنے میزبانوں پر اپنے اعلی اخلاق و اوصاف کا اثر ڈالا آپ نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمایا جو سنہ ۱۸۸۶ء میں شائع کیا گیا۔ اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ایک مرتبہ لنڈن میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ شہزادوں نے (یعنے آپ نے اور آپ کے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل گدوالی اور آپ کے والدین ڈاکٹروں کو ہزاروں روپے اس شرط پر دینا چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہو جائیں۔ اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ میں بھی لکھا ہے دوران سیاحت میں آپ جہاں جہاں پہنچے نہایت تپاک سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہر کہ و مہ نے آپکو خوش آمدید کہا چنانچہ برج ٹون میں حبشیوں نے اپنے زیور اوتار اوتار کر آپ پر نثار کیئے۔ ایک بوڑھی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گھڑی کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا تو آپ کے ہمراہی ملاحوں نے عجیب عجیب کھیل کیئے جس میں ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے۔ آخر آپکا سفر مع الخیر ختم ہوا اور آپ نے جہاز رانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کر کے متعدد عہدے پائے ایک نہایت دلچسپ واقعہ کا ذکر ہے کہ جب آپ سنہ ... ء میں جہاز "تھرش" کے کپتان تھے۔ تو سالونیکا میں ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا جبکہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تھے۔ اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ منہ سب کالے ہو رہے تھے۔ پاشا کو آپ کی یہ حالت دیکھکر سخت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں جب آپ کمانڈر تھے۔ کہ یکایک آپ کے بھائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونیوالے تھے۔ انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہوگئی۔ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" "ارل آف ورنس" "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے مفتخر فرمایا۔ اسی سال ۷ جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنیکا پارلیمنٹ میں حلف اٹھایا۔ اور وہیں لارڈ سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کیئے۔ مئی سنہ ۱۸۹۳ء

بہرحال خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ تبلیغ نہایت
کامیابی سے ختم ہوا اور آیندہ بہتر نتائج کی امیدیں ہیں۔
میں ختم کرتے ہوئے جماعت میرٹھ کی ہمت اور سعی
کے اظہار کا اپنے دل میں جوش پاتا ہوں خصوصاً۔
شیخ عبدالرشید صاحب سکرٹری انجمن مذکور نے عمر ابتک
ہمت سے تنہا اس کام کو سرانجام دیا کیونکہ انتظامی
کام انہیں کے سپرد تھا۔ وہ انکی نہایت دور اندیشی
اور نکتہ رس طبیعت کا پتہ دیتی ہے۔ وہ تھکے
اور گھبرائے نہیں۔ جلسہ کے ایام میں وہ اسلامی
کوٹھی میں رہتے جہاں ہم اترے ہوئے تھے۔
بہت کفایت شعاری سے ہر کام کو کرتے رہے
پیرانہ سالی کے۔ اگر انہیں ضرورتاً شہر جانا پڑا
دکان وقت دو دو تین تین چکر پیدل کئے اور
اپنے اندر ہیں کیا۔ کہ قومی فنڈ پر بوجھ ڈالا جاوے
تنہا انہوں نے نہایت اخلاص اور محبت اور
جوش سے اس کام کو کیا ہے۔
دوسری جماعتوں کے سکرٹریوں کے لئے یہ نظیر قابل
تقلید ہے۔ بالآخر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ ایسی روح
پیدا کر دے کہ ہمارے امام کی دعائیں ہمارے حق میں
قبولیت کے آثار پیدا کریں۔ اور ہم تبلیغ و اشاعت دین
کے لئے ایک خاص جوش اور دل لیکر اٹھیں۔

اعلان و اعتذار

اخبار الحکم کی پچھلی اشاعت میں اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ قادیاں میں پلیگ
کی وجہ سے ممکن ہے کہ اخبار وقت پر نکل سکے۔ پلیگ
کا حملہ اس کے بعد شدید ہو گیا۔ الحکم کے پریس مین کی بیوی
اور بھاوج یکے بعد دیگرے فوت ہو گئیں کاتب اپنے باپ
کا بیمار آجانے کی وجہ سے چلا گیا۔ اور انکے ساتھ ہی ربیع
کی کٹائی شروع ہو گئی پہلے ہی [illegible] میں مزدوروں کا
[illegible] کیونکہ سلسلہ میرٹھ شروع ہو جانے
[illegible] دس بارہ تک کے بھی وہاں کام
کرنے چلے گئے ہیں اور فصل کی کٹائی نے اور بھی اپنا اثر
کیا یہانتک کہ دگنی تنخواہ پر بھی ان ایام میں آدمیوں کا
ملنا محال ہو گیا علاوہ بریں کسی دوسرے شہر میں بوجہ جدید [illegible]

کے چھپ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے نہایت مشکل سے یہ
پرچہ شائع ہوا ہے جو اس کا اثر صرف الحکم تک ہی محدود
نہیں رہا بلکہ ہمعصر بدر کو بھی اسی قسم کی معذرت کرنی
پڑی۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ سرپرستان الحکم اس تعویق کو
ہمارے اختیار سے باہر خارجی اثر کے نیچے یقین کریں
گے۔ ایڈیٹر۔

معزز ہمعصر نور کی معذرت

میرے مکرم بھائی شیخ محمد یوسف صاحب

ایڈیٹر نور کو یکایک بنگہ ضلع جالندھر میں مکرمی ماسٹر عبدالرحمن
صاحب و میاں [illegible] الدین صاحب کا سفر مشہور منہ پھٹ
یگندر پال آریہ کے مقابلہ کے لئے جانا پڑا۔ وہاں اس
حضرت نے جو کام کیا اور جس طرح پر اسلام کی فتح ہوئی۔ اور
یوگندر پال جیسے بدگو کو شرمندہ ہونا پڑا یہ ساری مفصل
پھر انشاء اللہ شائع کی جاویگی۔ سردست مجھے برادرم محمد
یوسف نے مطلع کیا ہے۔ کہ میں ظاہر کر دوں کہ ۱۵ ار
اپریل ۱۹۱۱ء کا پرچہ اسی سفر کی وجہ سے وقت پر شائع
نہیں کر سکے بلکہ کچھ دیر سے شائع ہوا۔ جہاں دوسرے
اخبارات اس عرصہ میں شائع نہیں ہو سکے وہاں نور کا بدیر
شائع ہو جانا بھی قابل قدر ہے۔ بہرحال نور کے بدیر
شائع ہونے کا یہ باعث ہے۔

قادیان میں پلیگ اور دار الامان

اس مرتبہ پھر قادیاں پر پلیگ کا حملہ ہوا مارچ کے دوسرے ہفتہ میں بعض کیس ہو گئے تھے

اس پر بعض احباب کو خیال ہوا کہ ایسی حالت میں جبکہ
یہاں پلیگ کی وارداتیں ہونے لگی ہیں۔ ایسا اجتماع جس
میں ہزاروں آدمی جمع ہونگے شاید مناسب نہ ہو مگر حضرت
خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کا التوا روا نہ رکھا۔
اور اس بات کے پہلو سے اتنا فرما دیا کہ شہر میں ہمارے مہمان
زائرین نہ ٹھہریں اور دوست گو وہ باہر مدرسہ کی زمین میں
رہیں۔ اور اصل علاج کو اپنے ہاتھ میں لیا یعنی دعا کا [illegible]
فرمایا۔
خدا ترس حقائق سے نا آشنا دعاؤں کے منکر ان

ان باتوں کو خوش اعتقادی کا نتیجہ قرار دیں گے مگر ہم نے تو اس
واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور قبولیت دعا کے ایک
دو نہیں سینکڑوں اور ہزاروں نشان بلا مبالغہ دیکھے ہیں۔
ایسی صورت میں ہمارے لئے یہ نرالی بات نہیں حضرت
خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور یہ
نہایت ہی شکر کی بات ہے کہ ہزاروں انسانوں کے مجمع
میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کا نمونہ دکھایا۔ جلسہ کے
ایام میں کوئی واردات نہیں ہوئی۔ اور جلسہ کے بعد
شہر میں اور وارداتیں ہونی شروع ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ
نے اپنے راستباز بندے اور مسیح موعود کے نام سے آنے
والے امام کی جماعت پر فضل اور سلامتی کے فرشتوں کو
نازل فرمایا۔ اور مہاجرین میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی
کی وفات کا واقعہ ہوا۔ قادیان کے باشندوں میں سے
جو احمدی ہیں انہیں بھی دو تین سے زیادہ وارداتیں نہیں
ہوئیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کا نشان اور ہمارے
موجودہ امام کی دعاؤں کا اثر ہے۔ پس عام احباب اور
جماعت کی اطلاع کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ
خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دار الامان میں ہر طرح سے
اپنی رحمت اور غریب نوازی کی تجلی فرمائی ہے۔ ہمارا
امام اور اس کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے نیچے
اس کی حمد کر رہی ہے۔
واللہ الحمد ظاہراً و باطناً و اولاً و آخراً

بنگہ میں رخصتی جلسہ

از بنگہ ضلع جالندھر منشی رحمت اللہ سکنڈ ماسٹر

[illegible] بابو [illegible] سب پوسٹ ماسٹر
بابو عبدالعزیز صاحب کے رخصتی جلسہ کی رپورٹ بھیجتے
ہیں۔ کہ وہاں کے ہندو مسلمانوں نے جلسہ کیا بابو صاحب موصوف
کے ترقی پر جانے کی وجہ سے تھا اور [illegible] انکی خوبیوں کا
اعتراف کیا مولوی عبدالعزیز صاحب نے تقریر کی جسکی
تائید ایک روشن خیال ہندو لیڈر نے جو جلسہ کے میر مجلس
تھے کی میری دانست میں ایسے با اخلاق اہلکاروں کی
خدمات کا اعتراف [illegible] بات ہے۔ [illegible] شکر گزاری
کے فرض کے نیچے ہے۔ میں بنگہ کے باشندوں کو ان کے

اس اظہار شکرگذاری کے خیالات پر مبارکباد دیتا ہوں اور بابو عبدالعزیز صاحب کو بھی کہ انہوں نے اپنے اخلاق سے ہندو مسلمانوں کو خوش کیا۔

قابل افسوس اور قابل غور نتیجہ

میں نے نہایت افسوس کے ساتھ اس خبر کو پڑھا ہے کہ امسال پنجاب کے امتحان انٹرنس میں اسلامی سکولوں سے [illegible] مسلمان پاس ہوئے۔ اور کل کامیاب طلباء کی تعداد ۵۶۶ ہے۔ اسپر اخبار ہندوستان نے جو ریمارک کیا ہے میں اس کے ساتھ بالکل متفق ہوں کہ سرکاری دفتروں میں لکھے پڑھے نوجوانوں کی ضرورت ہے نہ جاہلوں کی۔ مسلمان اگر حقوق کی مساوات چاہتے ہیں۔ (اور ایسا چاہنا ان کے لئے قدرتی بات ہے۔ اور ان کا حق ہے) تو اس کے ساتھ تعلیم میں ترقی کرنا ضروری ہے۔ اور مسلمان لیڈر جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس سوال پر غور کریں کہ مسلمانوں کے اس قدر ناکام رہنے کی وجہ کیا ہے۔ جبکہ ملک میں اسلامی سکول جاری ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ پھر بھی مسلمان طلباء کی تعداد میں اسقدر کمی نہایت غور طلب امر ہے اگرچہ یہ شبہ کرنے کی گنجائش ہے کہ ہندو ممتحن مسلمانوں کے ساتھ شاید خاص سختی کا معاملہ کرتے ہوں مگر پھر بھی طلباء کی شمولیت میں کمی ضرور قابل افسوس ہے۔ اسوقت ضرورت ہے۔ اس امر کی کہ مسلمانوں پر تعلیم کو لازمی کرنے کی تجاویز پر کوئی غور کیا جاوے۔

قدرت ثانیہ اور اسکے مظاہر

حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی کتاب الوصیۃ میں قدرت ثانیہ کے لئے خدا تعالےٰ سے وحی پاکر ایک خبر شائع کی تھی کہ حضرت کے وصال کے بعد اپنے وقت پر قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا۔ قدرت ثانیہ فی الحقیقت ایک مجسم قدرت ہوگی۔ اور اس کے ظہور کے ساتھ خدا تعالےٰ کی قوت و قدرت کے عجیب عجیب انکشافات ہونگے چونکہ یہ عظیم الشان وعدہ اسی قوم کو جو احمدی کہلاتی ہے۔ اس کے پاک اور مطہر بانی اور امام کے ذریعہ سے . . . .

دیا گیا ہے۔ اس سے [illegible] ہر شخص اس کے ظہور کا شائق اور آرزومند ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات اس قسم کی پیشگوئیاں ایک [illegible] کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور اخبار نویس کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم کو ان امور سے جو اسکی نظر میں ٹھوکر کے موجب ہو سکتے ہوں آگاہ کرنے کی کوشش کرے اور ان باتوں کی طرف جو ہر قسم کی ترقی کیلئے مینار روشنی ہوں۔ ہدایت کرے اس لئے میں اس مضمون پر وقتاً فوقتاً قوم کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ ایسا سلسلہ ہے کہ اس کی تعداد کم و بیش ہر فطرت انسان میں موجود ہے۔ اس لئے کوئی اس کے وجود کے ماننے کے لئے مکلف نہیں ہو سکتی لیکن مکالمات اور مخاطبات کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے حقیقت الوحی میں جو کچھ لکھدیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہمارے وہ دوست جو اللہ تعالیٰ سے اس فضل کو حاصل کر پاتے ہیں ہمیشہ مد نظر رکھیں۔ میں جو حضرت مسیح موعود مغفور کی تقریروں اور تحریروں کو قریباً چودہ سال سے چھاپنے اور شائع کرنے کے کام سے بہرہ اندوز ہوں۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت نے مکالمات اور مخاطبات کو کبھی وقعت نہیں دی بلکہ آپ ہمیشہ اس تعلق کی قدر کرتے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہیئے جس کے بعد عبودیت حقیقی کے جوہر عیاں ہوتے ہیں بعض دوستوں نے [illegible] اور فاضل دوستوں نے کبھی خواہش ظاہر کی کہ ہمیں بھی یہ سلسلہ جاری ہو جاوے تو آپ نے ان کے اس استدعا کی قدر نہیں کی [illegible] کوئی اعلیٰ مقصد انسانی خلق کا نہیں سمجھا اس قسم کے واقعات الحکم میں شائع ہو چکے ہیں۔ پھر الہامات کی بنا پر بعض لوگوں کو جو مشکلات اور ابتلا پیش آئے انکی نظیر بھی ہمارے دوستوں کو یاد ہیں۔ عبدالحکیم اور [illegible] کے الہامات کا کیا حشر ہوا؟ بہرحال انسانی تخلیق کی غرض یہ نہیں کہ لوگ الہامات ہونے لگیں۔ بلکہ یہ کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نفس حاصل کر کے مقام صدق پر ہو کر اسلمت لرب العالمین

بلکہ سکے۔ میری [illegible] اس وقت یہ ہے کہ اسوقت بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکو الہامات کا دعوی ہے۔ اور میں کم از کم ان پر حسن ظن رکھکے یہ کہنے کا حق [illegible] ایسا نہیں۔ کہ انہیں مفتری کہدوں مگر یہ پکی بات ہے۔ وہ اس معاملہ میں ہمارے لئے خضر راہ حضرت مسیح موعود مغفور کی کتاب حقیقت الوحی ہے۔

پس یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص کے الہامات اور مکالمات کی بنا پر ہم کسی ایسے امر کے ماننے کے لئے مکلف نہیں ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے مامور کے خلاف ہو۔ قدرت ثانیہ کے متعلق ممکن ہے۔ بعض لوگ دعوی کریں کہ ہم قدرت ثانیہ ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض سادہ طبع لوگ جو عجائب پسند ہوں وہ آمنا کہہ دینے کو بھی طیار ہوں۔ مگر میرے دوستو! اس سے پیشتر کہ تم قدرت ثانیہ کے متعلق کسی کا دعوی سنو اور اسپر غور کرنے کی تکلیف اٹھاؤ تم حضرت کی الوصیت کے ان الفاظ کو پڑھو۔ جو قدرت ثانیہ کے متعلق الوصیت میں ہیں۔

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

[illegible] ہے۔ جو قدرت ثانیہ کے متعلق کیا گیا ہے اس میں پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت کے بعد وہ وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ یہ فقرہ قدرت ثانیہ کے نزول اور ظہور سے پہلے کسی ٹھوکر کے پتھر سے بچنے کے لئے نوری شمع ہے۔ جب تک بعض (جو کم از کم ایک سے زیادہ پر دلالت کرتا ہے) اس قدرت ثانیہ کے مظہر نہ ہولیں وہ قدرت ثانیہ نازل نہیں ہوگی۔ اس لئے اگر ایسے مظاہر

ریویو

رسالہ کفارہ

میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے گذشتہ دسمبر میں اسلامی لیکچروں کے سلسلہ میں جو مسیحی لیکچروں کے جواب میں دیئے گئے تھے مسئلہ کفارہ پر ایک لیکچر دیا تھا۔ اس لیکچر میں عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کی تردید عقلی اور نقلی اور علمی دلائل سے کی ہے۔ اور نجات حقیقی بتا کر ثابت کیا ہے کہ حقیقی نجات صرف اسلام میں مل سکتی ہے۔ یہ لیکچر نہایت سلیس اور سہل عبارت میں لکھا گیا ہے۔ اس کا طرز بیان نہایت ہی موثر ہونے کے علاوہ طبعی ظرافت کی چاشنی بھی رکھتا ہے۔ اس قسم کے رسالے ہزاروں کی تعداد میں مفت شائع ہونے چاہیئے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالے کی پسندیدگی کے بعد میری کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ ۳ر قیمت ہے۔ دفتر بدر قادیان سے ملسکتا ہے۔ مفت تقسیم کرنے والوں کے لئے فی کاپی ۲ر ہے۔

اسرار شریعت جلد اول

یہ تصنیف موصوف کی ... چھپی ہوئی کتاب حال میں مولوی محمد ... صاحب چنگوی نے تالیف کی ہے۔ اس کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ کتاب مذکور میں کتاب الطہارت و کتاب الصلوٰۃ و کتاب الزکوٰۃ کے جملہ مسائل کے حقائق اور فلسفہ کو بیان کیا ہے۔ لایق مصنف کی یہ خدمت نہایت قابل قدر ہے۔ عنقریب یہ کتاب مولوی محمد فضل صاحب سے مقام ڈاکخانہ چنگا بنگیال تحصیل گوجرخان سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔ اس کتاب کی خریداری سے مولف کو اس سلسلہ میں دوسری جلد شائع کرنے کے قابل بنانے کی کوشش کرنا ہے اس لئے میں سفارش کرتا ہوں کہ یہ کتاب کم از کم ہر شخص کو پڑھنی چاہیئے ۔

سوانح عمری بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ

یہ سوانح عمری میرے مکرم بھائی ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے میری ہی تحریک پر لکھی ہے۔ اس میں بابا نانک صاحب کے حالات زندگی کو نہایت خوبی اور قابلیت سے جمع کیا گیا ہے۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب سکھ نومسلم ہیں اور انہوں نے سکھ ازم کے ہندی لٹریچر کو خوب غور سے پڑھنے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔ انکے قلم میں ایک خاص لطف اور انکے طرز بیان میں ایک جدت ہوا کرتی ہے۔ یہ سوانح عمری ایک خشک مضمون نہیں ہی بلکہ انہوں نے ایک دلچسپ کتاب بنانے میں پوری کوشش کی ہے۔ اس کتاب کو سکھوں میں مفت تقسیم کرنا ضروری ہے۔ اس لئے اگر احباب توجہ کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ کتاب کی قیمت ۸ر ہے۔ دفتر نور قادیان میں درخواست کرنے سے ملیگی۔ ماسٹر صاحب سکھ بزرگوں کی سوانح عمریوں کا ایک سلسلہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہیں اس قابل بنانے کے لئے اس کتاب کی اشاعت کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

مکتوبات مولانا محمد یعقوب صاحب

اس نام کا ایک مجموعہ مطبع احمدی علی گڑھ کا چھپا ہوا حکیم امیر احمد صاحب عشرتی صدیقی نانوتوی مقیم علی گڑھ نے شائع کیا ہے۔ مولانا محمد یعقوب چشتی صابری مدرسہ عربیہ دیوبند کے اول مدرس تھے۔ اس میں ان کے مکتوبات ہیں جن میں طریقہ استفنائی امدادیہ صابریہ چشتیہ معہ مسائل شرعیہ وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۶ر علاوہ محصولڈاک ہے تصوف کے شوقین انہیں ضرور پڑھیں مولف سے علیگڈھ کے پتہ سے ملسکتی ہے۔

اطلاع ۔ میری تیار کردہ سرمہ عجیب کے مفید عام ہونے میں اگر کسی کو کچھ شک ہو تو پہلے ایک شیشی نمونہ منگا کر آزما کر پھر وی پی کی درخواست کریں قیمت فی تولہ عہ
راقم محمد یسین احمدی از انہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

دیسی کلنڈر

سنہ ۱۹۱۰ء مرتبہ نیاز علی خاں امرتسر۔ اکثر شرفاء کے مکانوں میں انگریزی کلنڈر سامنے لٹکے رہتے ہیں جن سے ہر مہینہ کی تاریخوں سوموں تعطیلوں وغیرہ کا پتہ لگتا رہتا ہے۔ اسی غرض سے یہ دیسی کلنڈر شائع کیا گیا ہے جس میں نہ صرف انگریزی بلکہ عربی ہندی شمسی ہندی قمری مہینوں کی تاریخیں وغیرہ درج ہیں ۔ قادیاں دفتر بدر سے مل سکتا ہے۔

ملاکابید کی چھڑی

محمد یار اینڈ سنز ملاکاکین سٹی سپورٹس ورکس سیالکوٹ شہر نے دفتر الحکم میں ملاکابید کی ایک خوبصورت چھڑی جس پر چاندی کی منقش شام چڑہی ہوئی ہے ریویو کے لئے بھیجی ہے۔

چھڑی کی عمدگی کی دلیل کارخانہ کی وہ گارنٹی ہے جو وہ ڈیڑھ سال کے لئے دیتا ہے۔ کہ اگر اس کی شام کی چاندی دور ہو جاوے تو وہ ذمہ وار ہے۔ کارخانہ مذکورہ میں ہر قسم کے ورزشی سامان بھی تیار کئے جاتے ہیں۔ میری دانست میں مسلمانوں میں تجارت کی روح پیدا کرنے کے لئے ایسے کارخانوں کی ہمت افزائی کرنی چاہیئے۔ ہاتھ میں چھڑی رکھنی سنت انبیاء ہے جب کہ تھوڑی قیمت پر مضبوط اور خوبصورت چھڑیاں مل سکیں تو کیوں کارخانہ کا حوصلہ نہ بڑہایا جائے قیمتوں کی مفصل فہرست کے لئے مندرجہ صدر کارخانہ سے درخواست کی جاوے۔

میلہ نوچندی میرٹھ پر تبلیغ

انجمن احمدیہ میرٹھ کے قابل اور پرجوش سکرٹری شیخ عبدالرشید صاحب نے امسال میرٹھ کے مشہور میلہ نوچندی پر تبلیغ کی تحریک کی اور میرٹھ کی جماعت کے سرگرم اور مخلص ممبروں کی تائید اور سعی سے میلہ میں ایسی جگہ پر اسلامی لیکچر گاہ خدا کے فضل سے تجویز ہوا۔ جو

نہایت [illegible] ہو گئی۔

[illegible] جناب [illegible] خلیفۃ المسیح [illegible] قادیان سے اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب [illegible] اور جناب مولوی غلام رسول صاحب کو لاہور سے شریک جلسہ ہونے کے لئے اجازت دی دہلی سے جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق شامل ہوئے میر صاحب پہلے سے ہی وہاں پہونچ گئے تھے۔ میر صاحب کو خدا تعالیٰ نے آریوں کی چالوں سے ایسا باخبر کر رکھا ہے اور آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ و مباحثہ کرنے کا ایک خاص فخر بخشا ہے۔ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ میرٹھ نے مندرجہ ذیل اشتہار کثرت سے چھپوا کر شائع کر دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آریہ سماج اور اسلام

اے حضرات اہل اسلام آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آریہ سماج نے آپ کے پیشوا سردار انبیاء خاتم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک پر کسقدر بدزبانی اور گندہ دہنی سے حملے شروع کر رکھے ہیں۔ اور کسقدر توہین مذہب اسلام و کتاب اسلام و خدائے اسلام کی کرتے رہتے ہیں جس کے سننے اور دیکھنے سے ایک سچے مسلمان کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ علاوہ ان ناپاک کارروائیوں کا انتہا نہیں بلکہ علی الاعلان نہایت دلیری کے ساتھ ناجائز تحریروں اور تقریروں اور اشتہاروں اخباروں رسالوں کتابوں کے ذریعہ مسلمانوں کی دل آزاری کی جاتی ہے کیا ایسے حالات کو دیکھکر بھی کہ ایک دریدہ دہن قوم کے حملے انتہا کو پہنچ گئے ہوں مسلمانوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ باہمی خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر اپنے مقدس مذہب اسلام کی حمایت کریں اور ان کا [illegible] الزاموں جھوٹے افسانوں بے بنیاد بہتانوں کا جواب دیکر اپنے ہادی برحق رسول صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پاک کر کے دکھلا دیں۔ بیشک وقت آگیا ہے کہ سب مسلمان باہمی اختلاف کو چھوڑ کر متفق ہو کر متحدہ کوشش سے اس طوفان بے تمیزی کو روکیں۔ اس لئے چند غیور مسلمانوں نے خدا پر بھروسہ کر کے ارادہ کیا ہے کہ ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ اپریل کو ایک جلسہ نوچندی میں کوٹھی لالہ سوہنجند والی پر جو عین بالے میاں کے مزار کے سامنے واقع ہے۔ صبح شام دونوں وقت اسلام کی فضیلت اور مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دیا جائے۔ جس کے لئے بیرون جات سے لائق اور قابل لیکچرار تشریف لاتے ہیں۔ لہذا مناسب ہے ہر مسلمان جسکو ذرا بھی حمیت دین ہو اس ابتلا کو پاکر ان واعظوں اور لیکچروں سے مستفید ہونے کی کوشش کریں اور نیز دیگر اہل مذاہب بھی بشوق تشریف لا سکتے ہیں۔ والسلام

المشـــــتہر

عاجز شیخ عبدالمجید سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ ساکن صدر بازار کمپ میرٹھ رنگساز محلہ

چونکہ آریوں نے بھی اپنا پنڈال بنایا تھا اور انہوں نے اسلام پر حملے کرنے کا خاص طور پر تہیہ کیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے مقصد میں پورے طور پر نامراد رکھا۔ میر صاحب نے آریوں کے مذہب کی خوب حقیقت کھولی صبح و شام خوب جلسے ہوتے رہے۔ آریوں کو اعتراض کرنے کا بھی موقعہ دیا گیا۔ جن میں آخر انہیں خاموش ہونا پڑا۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم نے الہامی کتاب کے متعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر تقریریں کیں۔ اور نیز بتایا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی جذبہ پیدا کیا جاوے اور وہ بڑے جوش اور غصہ کے رنگ میں نہو بلکہ مذہبی حرارت سے میری مراد یہ ہے کہ انہیں قرآن مجید کو پڑھنے سوچنے اور اس پر عمل کرنے کا مذاق پیدا کیا جاوے اور مسلمانوں کو واقف کیا جائے کہ بیرونی دشمن اسلام پر کس کس قسم کے حملے کر رہے ہیں۔ اور ان اعتراضوں کا جواب کیا ہے۔ اس اثنا میں پنڈت [illegible] سے الہامی کتاب کے نشانات پر گفتگو بھی ہوئی۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب کے وعظ قرآن مجید کی حقانیت اور اسلام کے حقائق اور حسنات پر تھے جن کے ضمن میں آریہ دھرم کی تردید تھی۔ مولوی صاحب نے دہلی کے ایک منافق سماجی پنڈت ہری سنگھ کو آخری دن بہت ہی نادم کیا۔ اور آخر اسے اقرار کرنا پڑا کہ میں اب کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ خواجہ صاحب کا لیکچر معجزات نبی کریم پر ہوا یہ مضمون نہایت دلچسپی توجہ اور شوق سے سنا گیا پھر لوکل ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں خواجہ صاحب کو قرآن مجید ہی کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانے کے لئے ایک تقریر کا بہترین موقعہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں اس بیان میں کامیاب کیا۔

غرض ان لیکچروں اور تقریروں نے میں سمجھتا ہوں میلہ نوچندی میں دھوم مچا دی تھی۔ اور عوام و خواص میں کہہ رہے تھے۔

اول اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے جو جوش اس قوم کے دل میں ہے وہ دوسروں میں پایا نہیں جاتا۔ ورنہ آج تک کبھی کسی انجمن یا فرقہ کی طرف سے اس موقعہ پر تبلیغ نہیں کی گئی۔ اور اب احمدیوں کی دیکھا دیکھی بھی کسی کو شوق پیدا نہ ہوا۔

دوم قرآن مجید کے دقائق اور معارف بیان کرنے میں اور مخالفین کے اعتراضوں کے جواب دینے میں اس قوم پر خدا نے خاص طور پر اپنا فضل کیا ہے۔

سوم ہمارے مخالفین نے جو نفرت ہمارے سلسلہ کے متعلق پیدا کر رکھی ہے۔ وہ اٹھتی جاتی ہے۔

یہ کامیابی خدا کے خاص فضل کی دلیل ہے میرٹھ کے سمجھدار اور اسلام سے محبت رکھنے والے اہل دل رئیس چاہتے ہیں کہ کوئی موقعہ خاص طور پر نکال کر اسلامی لیکچروں کا ایک سلسلہ میرٹھ میں جاری کیا جاوے میرٹھ کے مسلمان رؤساء کا توجہ کرنا ایک نہایت قابل [illegible] قابل . . . . . ہوگی۔ فی الحقیقت اسکی ضرورت صرف میرٹھ ہی میں نہیں بلکہ میری دانست میں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ضرورت ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق اسی اخبار میں دوسری جگہ ذکر کیا ہے۔

یا ندوۃ اسکو پورا کرنا چاہتا ہے۔ کہ پہلے شاہ صاحب کے ترجمہ کو شبلی نعمانی اردو میں کریں اور پھر ولایت میں اس کا ترجمہ حسب اتفاق انگریز سے کرایا جاوے اور سید امیر علی صاحب بالقابہ اس کی نگرانی کریں یا اسکو نہ لیں میرا خیال ہے۔ کہ اس طریق سے کیا ہوا۔ ترجمہ کوئی مفید اور مبارک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا اگر ندوۃ محض اخلاص سے اس کام کو کرنا چاہتا ہے اور مسلمانوں میں محض نمائش کے لئے اس کام کو پیش کرنا مقصود نہیں تو وہ سوچ سمجھکر قدم اٹھائے۔

بہر حال کرنیل سردار محمد اسماعیل خانصاحب کی اولوالعزمی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اس نیک کام کیلئے پوری مدد دینے کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالے انہیں نیک جزائے خیر دے۔ بالاخر امید ہے کہ ندوۃ اس کام کو شروع کرنے سے پہلے اس کی مشکلات پر کافی غور کرے گا۔

حکیم فضل الدین مرحوم

ہمارے مہربان اور عزیز دوست حاجی حافظ حکیم فضلدین صاحب احمدی بھیروی مہاجر کئی ماہ کی لمبی علالت کے بعد ۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو ۱۲ بجے دن کے اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کئی مہینوں سے سوزش پیشاب اور درد مثانہ سے سخت تکلیف میں تھے۔ برائے تشخیص مرض آپ کو لاہور بھیجا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے معلوم کیا۔ کہ یہ تکلیف سنگ مثانہ کے سبب سے ہے۔ چنانچہ پتھری نکالی گئی مگر ضعف بہت تھا۔ اور دورہ ذات الجنب بھی شروع ہوگیا۔ اور اسی میں وفات پائی۔ جنازہ یہاں لایا گیا۔ اور ۹۔ اپریل کی صبح کو بعد نماز جنازہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ۔ بیماری کی تکالیف کو جس حوصلہ اور استقلال کے ساتھ حکیم صاحب برداشت کرتے تھے۔ وہ انہیں کا کام تھا۔ لوگ دیکھ دیکھکر حیران ہوتے تھے۔ آخری بے ہوشی میں آیات قرآنی آپ کی زبان پر جاری تھیں۔ حکیم صاحب موصوف کے معالج ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنے خط میں جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں آیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم صاحب "آخری دم تک رضا بقضا رہے تھے اور ایک اطمینان یافتہ دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔" مرحوم حضرت مسیح موعود کے بہت پرانے خدام میں سے تھے۔

جماعت احمدیہ میں ایک مشہور عالم اور کارکن مدبر تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے کتاب فتح اسلام مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء میں ان کے متعلق لکھا ہے "حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص اور حسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے تھے میں اس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ میرے سچے خیرخواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجھے توجہ دی اور اپنے الہامات خاصہ سے امیدیں دلائیں۔ میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان سے ذکر کرتا۔ خود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے محرک ہوئے۔ اور اس کے اخراجات کے واسطے اپنی طرف سے ۔۔۔ روپیہ دیا۔ میں ان کی فراست ایمانی سے متعجب ہوں کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالے کے ارادہ سے توارد ہوا۔ وہ ہمیشہ درپردہ خدمت کرتے رہتے ہیں اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض ابتغاء لمرضات اللہ اس راہ میں دے چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔" حکیم صاحب مرحوم کے اس اخلاص کا یہ نمونہ ہے جو کہ انہوں نے اس سلسلہ کے آغاز میں دکھایا اس کے بعد دن بدن انہوں نے اخلاص و محبت میں ترقی کی ہمیشہ مخلوق کو راہ ہدایت پر لانے میں مصروف رہتے۔ بھیرہ میں روزانہ درس قرآن شریف دیا کرتے بالآخرۃ بھیرہ سے ہجرت کر کے قادیان میں ہی سکونت اختیار کی۔ اور یہاں بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور بھیرہ میں جس قدر جائداد اپنی بنائی ہوئی تھی جسمیں ایک شاندار حویلی شہر میں ہے اور باہر ایک قطعہ زمین اور ایک کنواں ہے۔ ہزار ہا روپیہ کی جائداد اپنی وصیت میں صدر انجمن کو ہبہ کردیں اور اپنی زندگی میں ہبہ نامہ رجسٹری کروا دیا۔ جزاء اللہ احسن الجزاء مرحوم قادیاں میں مختلف دینی خدمات پر مامور و مصروف رہے مطبع ضیاء الاسلام ایک بڑی مدت تک چلایا جسمیں اکثر کتب حضرۃ صاحب چھپائیں۔ مدرسہ کی ابتدائی حالت میں اس کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ کتب خانہ حضرت اقدس کے مہتمم رہے۔ حضرت صاحب کی اکثر دینی خدمات میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ اور بالآخر اہتمام لنگر خانہ ان کے سپرد تھا جس کام کو انہوں نے آخری وقت رہائش قادیان تک باوجود علالت طبع کے نہایت محنت اور توجہ سے سرانجام دیا۔ مرحوم و مغفور حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے بچپن سے دوست تھے۔ اور اس دوستی کو انہوں نے آخر دم تک نہایت صدق اور اخلاص اور یکرنگی کے ساتھ نبھایا۔ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح نے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھوایا کہ حکیم صاحب موصوف جان و مال سے ہمیشہ مجھ پر قربان رہے۔ مجھے ان کی جدائی کی بہت تکلیف ہے۔ میں ان کے لئے دست بدعا ہوں۔ اور دوستوں کو تاکید کرتا ہوں کہ ان کے لئے دست بدعا ہوں اور ان کی بیویوں کے متعلق ایسا انتظام کیا جاویگا۔ کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور میرے بعد میرے جانشین بھی انشاء اللہ ان کے ساتھ ایسا ہی حسن سلوک کرتے رہیں گے۔ مرحوم کی کوئی اولاد جسمانی نہیں ہوئی۔ لیکن اس قدر آدمیوں کو آپ نے اپنے روحانی فیض سے مالا مال کیا ہے۔ کہ ان کے لئے صدقہ جاریہ دنیا میں قائم ہے آپ کی دو بیویاں ہیں جن میں سے چھوٹی مرض الموت میں آپ کے ہمراہ تھی اور نہایت محنت اور جانفشانی سے آپکی خدمت میں مصروف رہی۔ اسی عصمت خاتون کا بیان ہے۔ کہ حکیم صاحب کی زندگی اتنی ہی تھی۔ اور ان کے لئے مقدر تھا۔ کہ اب وہ اس دنیا کو چھوڑ جاویں۔ لیکن جو خدمت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اور دیگر احباب نے لاہور میں بحالت مرض حکیم صاحب کی ادا کی کوئی قائد اپنے پیارے بچوں کی بھی ایسی ہمدردی بہ مشکل کرتا ہوگا۔ اور بعد وفات نہایت عزت کے ساتھ ان کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ اور ایک بڑی جماعت اسٹیشن تک جنازہ کے ہمراہ ہوئی۔ ان کی اس محبت اور خدمتگزاری نے

نے ہم کو بہت تسکین دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے مرحوم کی اس آخری خدمت کا حق ادا کیا۔ مرحوم گویا ان کو اس اخلاص کے اظہار کا موقعہ دینے ہی کیواسطے آخری وقت میں لاہور گئے تھے۔ یا مرحوم کو اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود کے ساتھ ایسی محبت اور یگانگت تھی۔ کہ ان کی روح نے یہی چاہا کہ اپنے محبوب کی طرح زندگی کے آخری ایام لاہور میں جا گذارے اور وہیں اس مکان میں اس دنیا کو چھوڑ دے۔ جس میں حضرت کا وصال ہوا تھا۔ اور اسی طرح آپ کا جنازہ قادیان لایا جاوے جس طرح حضرت کا لایا گیا تھا۔ حکیم صاحب موصوف عاجز راقم کے نہ صرف ہموطن اور ہم محلہ تھے۔ بلکہ ایک محسن اور مخلص خیر خواہ دوست تھے۔ نہ صرف میرے بلکہ میرے والد صاحب مرحوم کے ساتھ بھی ان کو دوستی کا تعلق تھا والد مرحوم اپنے اکثر امور میں حکیم صاحب موصوف کے مشورہ ہی کو مفید جانتے تھے۔ اللھم رب اغفرلھما وارحمھما برحمتک یا ارحم الرحمین۔

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب موصوف کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کیواسطے نماز جنازہ ادا کریں۔ عمرالدین شیر فروش احمدی سے اکثر احباب واقف ہیں کیونکہ احمدی بازار میں وہ دودھ بیچا کرتا تھا۔ گذشتہ ہفتہ میں وہ بھی اس دنیا سے چل دیا۔ احباب اس کو بھی نماز جنازہ کی دعائیں ضرور شامل فرماویں اور میاں... قطب الدین صاحب احمدی مسگر امرتسری۔ جو حضرت کے پرانے مریدین میں سے تھے۔ فوت ہو گئے ہیں ان کو بھی دعائے جنازہ میں شامل کریں۔ صوفی ابرار حسین صاحب کو منصوری کی والدہ فوت ہو گئی ہے ان کے واسطے بھی دعا کیجاوے۔

(ایڈیٹر بدر)

اعلان

جلسہ سالانہ کے موقع پر کسی صاحب کا بستر گم شدہ دفتر سکرٹری میں موجود ہے۔ جس صاحب کا بستر ہو۔ وہ بستر کی تفصیل سے مطلع فرماویں۔ اور منگالیں۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

طاعون کا حفظ ماتقدم

حضرت حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید پارہ ۹ رکوع ۲ میں فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ؕ ترجمہ جس بستی میں ہم نے پیغمبر بھیجا (اور لوگ اس پر ایمان نہ لائے تو) وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور مصیبت میں مبتلا کیا۔ تاکہ ہماری حضور گڑگڑائیں۔

ہر ایک عذاب اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادے سے ہی نازل ہوتا ہے۔ اور وہی خدا لئے قدیر اس کو ٹال سکتا ہے۔ اسوقت بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ایک مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کے لئے عذاب طاعون بھیجتا ہے۔ تاکہ وہ ہدایت پکڑیں۔ اپنی جماعت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل دعا کا صبح شام کم از کم تین تین بار پڑھنا لازم کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی جماعت کو نماز تہجد ادا کرنے اور کثرت سے استغفار پڑھنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

دوسرے لوگ بھی اگر اس دعا کا وظیفہ کریں۔ اور کثرت سے توبہ و استغفار کریں۔ تو شاید اس کی برکت سے طاعون سے محفوظ رہیں۔ مگر اصل علاج اُن کے لئے یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود پر بھی ایمان لائیں۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کے متعلق تردد میں ہوں۔ اور اس معاملہ میں طلب حق کی تڑپ رکھتے ہوں۔ وہ مندرجہ ذیل طریق پر استخارہ کریں۔ اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسطرح حضرت مرزا صاحب کی صداقت اُن پر کھولتا ہے۔

اوّل توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں۔ جنکی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس ۲۱ مرتبہ سورۃ **اخلاص** ہو اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ **درود شریف** اور تین سو مرتبہ **استغفار** پڑھ کر خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں۔ کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونیکا دعوے کرتا ہے۔ کیا حال ہے کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تاکہ اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے گمراہ نہ ہوں۔ اور مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے۔ تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ ہی کو ہے۔ آمین۔

یہ استخارہ کم از کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے۔ اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے۔ جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہو۔ تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پر ظلمت خیالات اپنی طرف اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

نوٹ یہ طریق استخارہ حضرت مسیح موعود کا اپنا فرمایا ہوا ہے۔

المشتہر

فرزند علی عفا اللہ عنہ ہیڈ کلارک قلعہ میگزین سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور شہر

اطلاع یاد رہے کہ اگر اس اشتہار کی مزید کاپیوں کی احمدی انجمنیں ضرورت سمجھیں تو دفتر منشی فرزند علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور کو محصول ڈاک بھیجکر یا مجردا اطلاع دیکر منگوالیں۔

مسجد کی اینٹ رکھی تھی۔ اسوقت بھی میرے دل میں اسی بنیاد ہی سے التقوی ہی مدنظر تھا۔ اور یہی میری دعا تھی اور قرآن مجید کی یہ آئتیں میرے سامنے تھیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عیسائی ابو عامر تھا اس نے ایک مسجد بنائی تھی۔ عیسائی قومیں بڑی ہوشیار ہوتی ہیں۔ اس نے دل میں یہ کہہ لیا کہ ایک مسجد بناؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو۔ کہ بعض اوقات ندی نالے چڑھ جاتے ہیں۔ اور غربا و ضعفاء آپ کی مسجد میں نہیں آ سکتے اس لئے ان کے لئے ایک مسجد بناتے ہیں۔ حضور بطور تبرک ایک وقت کی نماز اس میں پڑھ لیں۔ جب آپ نماز پڑھ لیں گے۔ تو یہ مسجد متبرک ہو جائیگی۔ اور مسلمانوں کی نگاہ میں معزز ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ بھی کر لیا۔ مگر اللہ تعالے نے آپ کو اپنی وحی کے ذریعہ آگاہ کر دیا۔ کہ انکی غرض و غایت کیا ہے۔ اور آپ پر وحی ہوئی والذین اتخذوا مسجدا ؕ یعنے اس مسجد کے بنانے والوں کا منشا دکھ دینے اور کفر کا ہے۔ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا مقصود ہے اور یہ غرض ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جن لوگوں نے جنگ کی ہے ان کیلئے کمین گاہ بنا دیں۔ اور یہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہمارا مقصود نیکی ہے۔ اور ہم حسنی چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھو

واللہ یشھد انھم لکذبون

میں نے بھی اس مسجد کی اینٹ رکھی ہے۔ اور میرے وہی پیارے نے بھی رکھی۔

میرے دل میں تقوی تھا میں نے ضرر کے لئے نہیں رکھی اور کسی شرید کے آئندہ جانشین ہونے کے لئے نہیں رکھی یہ پیچھے پتہ لگیگا۔

میری غرض تقوی ہے۔ اگر اس غرض کے لئے نہوتی تو اللہ تعالے فرماتا ہے۔ لاتقم فیہ ابدا اس مسجد ضرار میں کبھی کبھی بھی کھڑا نہو۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میں

اس مقام پر کھڑا ہوں

اس لئے کہ میں نے کسی کپٹ اور لحاظ کے لئے اینٹ نہیں رکھی۔ اگر ایسا ہوتا تو میں نہ اینٹ رکھتا اور نہ یہاں کھڑا ہوتا۔ میں نے پہلے دن تقوی پر اس کی اینٹ رکھی ہے۔ اور اب اسی سنت کو پورا کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔

اور دعا کرتا ہوں کہ

اس مسجد میں کون ہونگے؟

وہ مرد ہونگے جن کو ضرورت ہے۔ اور جو پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ متقدس ہوں اور خدا تعالے متقدسین ہی کی جماعت کو پسند کرتا ہے۔ تم میں سے جو سچے دل سے چاہیگا۔ کہ وہ مطہر اور پاکیزہ بن جاوے اللہ تعالے اسے ضرور پاکیزہ بنا دیگا۔

یاد رکھو جس مسجد کی بنا تقوی پر رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالے کی رضا مندی پر رکھی ہے۔ وہ بڑی پکی مسجد ہے۔ مگر جس کی بنا کھائی کے کنارے ہو وہ گر پڑیگی اور بنانے والے کو بھی ساتھ لے جائیگی۔

پس میں اللہ تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کی بنا اللہ کی رضا کے لئے رکھی ہے۔ اور تقوی پر رکھی ہے۔ وہ غریب نواز ہے مجھ پر اس کے بڑے بڑے کرم ہیں وہ مجھے ایسی جگہ کھڑا نہیں کریگا۔ جو اسکی رضا کا مقام نہو۔ میری دعا ہے کہ اس مسجد کی بنا تقوی پر ہو تیرے محبوب کی بنا رہے تیرے دین کے خادم عمل کرنے والے قرآن کے خادم ہوں۔ آمد و رفت کرنے والو نہیں تقوی کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ اور ہماشتوں میں بھی

تقوی اللہ ہو

میں اب بھی کرب سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ میں کرب سے دعا کرنے والوں کی سنتا ہوں میں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں۔ ہاں اسی کا فضل ہے کہ اس نے مجھے جو کرب دیا جو دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو اور تمہیں خوش وقت سمجھتا ہوں۔ یاد رکھو ہماری نسبت اور ہمارے کاموں کی نسبت لوگ کیا کیا منصوبے کرتے ہیں۔ کرنے دو میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ میری چٹان سے جو سر ماریگا۔ اسکا سر ٹوٹ جاویگا۔

اب میں خدا تعالے کے پاک لوگوں کا نام تبرکاً سناتا ہوں ان میں سے ایک نوح تھے۔ اللہ تعالے نے نوح اور اس کے ساتھ والوں کی دعا کو سنا اور انہیں کرب عظیم سے نجات دی اور ان کے مکذبین پر انہیں نصرت دی اور بالآخر ان کے مخالفوں کو غرق کر دیا۔

یہ ایک راستباز اور اس کے ساتھ والوں اور ان کے مخالفین کے انجام کی نظیر ہے

اسطرح پر حسب معمولی حضرت نے قرآن مجید کے اس رکوع کا درس دیا حضرت سلیمان اور داؤد علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ایک کہیت کے معاملہ میں فیصلہ کیا حضرت سلیمان کو اس کے متعلق سمجھ آگئی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات اللہ تعالے چھوٹوں کو ایک بات سمجھا دیتا ہے۔ داؤد علیہ السلام کی زرہ کے ذکر پر فرمایا دیکھو۔ میں تمہیں اس زرہ کا پتہ دیتا ہوں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی ہے۔ جو ہر مصیبت کیوقت اور ہر دکھ کے وقت ہمیں محفوظ رکھتی ہے۔ وہ زرہ اسلام ہے۔ اور وہ میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ

یہہ قرآن کریم ہے۔

میرا یقین ہے مجھے کامل تسلی ہے کہ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی کوئی باطل پرست اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالے کا مجھ سے وعدہ

وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر قرآن ... کرینگا۔ تو ہم اسی وقت اس کا جواب سمجھا دینگے میں نے اپنی زندگی میں بارہا اس کا تجربہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تقویٰ کے مقام پر کھڑا ہو کر میں نے افترا نہیں کیا۔

رکوع ختم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا پھر میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ خدا سے میرے لئے دعا کرو۔ اس مسجد کو متقیوں کی مسجد بنا دے۔ اس میں نماز پڑھنے والوں کو مطہر بنا دے۔ جو لوگ اس کے متہم ہیں۔ ان کی غلطیوں کو اصلاح کرے اور انکی صحیح باتوں کو ترقی دے۔ اور صدموں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اس کے بعد آپ نے بہت لمبی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کو ہمارے حق میں قبول فرما دے۔ آمین

ندوۃ العلماء اور قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ

ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس کے متعلق ضروری مضامین میں نے اس کے جلسہ سے پہلے شائع کر دیئے تھے۔ میرا خیال تھا۔ کہ ندوۃ العلماء کے اراکین اور معاونین نیکدلی اور اخلاص کے ساتھ غور کرینگے۔ لیکن ندوہ کے اس اجلاس نے کوئی نمایاں تبدیلی نہیں دکھائی۔ مجھے ندوۃ کے جلسہ پر ریمارک کرنا اسوقت مقصود نہیں اس معاملہ میں اہلحدیث نے جو کچھ لکھا ہے وہ کافی ہے۔

مجھے اسوقت صرف مندرجہ عنوان مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ سید عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن خادم المسلمین نے پیسہ اخبار میں اس کے متعلق حال میں ایک تحریر شائع کی ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔ کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی ترجمہ شبلی صاحب اردو میں کریں اور اگر شاہ صاحب کے فارسی ترجمہ کو اردو قالب میں ڈھا لینے کے لئے زاید الفاظ لکھنے کی حاجت ہو تو ان الفاظ کو خطوط وحدانی میں وہ لکھ سکیں۔ اور جب اردو ترجمہ طیار ہو جائے تو رائٹ آنریبل مولوی سید امیر علی صاحب کی وساطت سے انگلستان میں اسکا انگریزی ترجمہ لکھوایا جاوے اور سیل کے دیباچہ کے جواب کے علاوہ بعض جگہ قرآن مجید کے مطالب کو واضح کرنے اور مخالفین کے اعتراضات کو اٹھانے کے لئے مفید حواشی بھی لکھ دیں وغیرہ وغیرہ۔

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت تو ایک عرصہ سے محسوس ہو رہی ہے۔ اور اسی سوال کو مختلف انجمنوں نے وقتاً فوقتاً اٹھایا مگر یہ سوال جہاں تھا وہیں رہا۔ انجمن حمایت اسلام میں بھی ایک دفعہ یہ سوال اٹھا اور کچھ روپیہ بھی جمع ہوا۔ مگر ہنوز روز اول۔ اب ندوۃ نے اس سوال کو چھیڑا ہے۔ دیکھا جائے کیا ہوتا ہے

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے جو تجویز سید عبدالسلام نے پیش کی ہے۔ میں اسکو ندوۃ ہی کی تحریک کہونگا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بعض کاموں کو پبلک کرنے کا ایک یہ بھی طریق بعض لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور جبکہ ندوۃ کے اجلاس دہلی کے محرک خادم المسلمین تھی۔ تو خادم المسلمین کے اسسٹنٹ سکرٹری کی تحریک کوئی وجہ نہیں۔ کہ ندوۃ ہی کی تحریک نہ سمجھی جاوے۔ مجھکو رائٹ آنریبل سید امیر علیصاحب بالقابہ کی قابلیت اور تعزز کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر جس امر کو میں واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسلمان محض نمایش کے طریق کو چھوڑ دینا اگر انہوں خالصۃً لوجہ اللہ کوئی کام کرنا ہے۔ تو اسکے لئے وہ بڑے سے بڑے آدمی جو درخشنی ہوں تلاش نکریں بلکہ وہ ان روحوں کی تلاش کریں جو قابلیت اور اہلیت کے علاوہ دردمند دل اور اخلاص رکھتے ہیں۔ سید امیر علیصاحب معتزلہ خیال کے بزرگ ہیں اور کچھ شک نہیں۔ کہ وہ سیل کے دیباچہ کا جواب یا قرآن مجید کے بعض مقامات کی توضیح اور تشریح کی خاطر اگر حواشی لکھنے کی خدمت منظور بھی کرلیں تو اس میں وہ بات ضرور ہوگی جو معتزلہ خیالات کی جھلک لئے ہوئے ہونگے۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جاوے کہ میرا یہ منشاء ہے۔ کہ ندوۃ اس کام کو ہمارے سپرد کر دے اس لئے کہ ندوۃ کے اراکین میں ابھی وہ وسعت خیال پیدا نہیں ہوئی۔ اور ہمارے یہاں جو قرآن مجید کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ اور ایک سال سے زاید عرصہ سے ایک کام ہو رہا ہے۔ وہ کسی نمائش کے لئے نہیں۔ بلکہ محض اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے ہو رہا ہے اور جس طرز پر وہ کام ہو رہا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے یقین ہے کہ وہ مفید اور بابرکت ہوگا۔

سید عبدالسلام صاحب کی تجویز سے یہ بھی معلوم ہوتا کہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کسی انگریز سے کرایا جاویگا۔ کیونکہ سید امیر علیصاحب تو صرف اپنے دیکھ لیں گے۔ ایک شخص جو عربی کا عالم نہیں۔ اور قرآن مجید کا فہم نہیں رکھتا وہ خواہ کیسا ہی اہل زبان کیوں نہ ہو ادائے مطلب پر قادر نہیں سکتا۔

اس لئے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرتے وقت ضرورت ہے اس امر کی کہ مترجم انگریزی اور عربی دونوں زبانوں کا عالم ہو۔ اور یورپ کی ان تمام تصنیفات پر اسے نظر ہو۔ جو اسلام کے متعلق اس نے شائع کی ہیں تا کہ موقع بہ موقع ان اعتراضات کا جواب دیا جاوے۔ جو یورپ کے عیسائی مصنفوں نے اسلام پر کئے ہیں۔ علاوہ بریں قرآن مجید کے ترجمہ کے ساتھ ایک مبسوط دیباچہ لکھنے کی ضرورت ہے جس میں قرآن مجید کے متعلق ان تمام اعتراضات کا جواب ہونا چاہئے جو وہ قرآن مجید کی ترتیب وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں یہ مضمون بڑی وسعت اور وضاحت سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

میرا اپنا خیال نہیں۔ یقین ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے قابل ایڈیٹر نے ریویو میں اس قسم کے مضامین پر ایک تفصیلی اور نادر بحث کی ہے۔

یہ ترجمہ قرآن مجید کے وقت ریفرینس کی کتابوں کا کافی ذخیرہ موجود ہونا چاہیئے جہاں ایک طرف مخرضین کی ہر قسم کی کتابوں کا ذخیرہ چاہیئے وہاں اسلامی کتب خانہ بھی بکار ہے۔

غرض قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت اس ترکیب سے پوری نہیں ہو سکتی جسطرح میر سید عبدالسلام صاحب

۲۶ و ۲۸ ماہ حال مقرر ہے۔ فی الحال ملتوی کر دیئے جائیں۔ اور کورٹ آف آربیٹریشن کے جملہ امورات کے فیصلہ کرنے اور اُن پر عملدرآمد ہو جانے کے بعد بھی اگر مولوی انشاء اللہ صاحب مقدمات کے چلانے پر اصرار کریں تو ہم سب ملکر اُن مقدمات کو بند کرانیکی تدبیر کریں گے۔

اسوقت اس اقرار نامہ کے مضمون یا مولوی انشاء اللہ صاحب کے متدائیرہ مقدمات کی نسبت کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اس اقرار نامہ پر دستخط ہو جانے کے بعد حاضرین نے نہایت مسرت کا اظہار کیا۔ اور جناب نوابصاحب کی تحریک سے سب ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے رہے۔ اور سب مسلمانوں کی صلح و آشتی اور انجمن کی کامیابی کی دعا بخیر مانگی گئی اور حاضرین کو یقین دلایا گیا۔ کہ اس دفعہ انجمن کی ساخت اور کاروبار میں ایسی کامل اصلاح ہو جائیگی۔ کہ پھر کسی صلاح کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیونکہ جنرل کمیٹی اس بورڈ آف آربیٹریشن کو اصلاح کا کامل اختیار دیدے گی۔ اور خصوصیت سے ان اصلاحوں کا عملدرآمد کرا دیگی۔ مجھے امید ہے۔ کہ نوابصاحب قبلہ کی کوشش نواب ذوالفقار علیخاں صاحب کی توجہ اور حاضرین کی خواہش سے جو اصلاح اسوقت ہوئی ہے۔ وہ سچے دلوں کی آمادگی اور دوستانہ اور فیاضانہ سپرٹ سے ہوئی ہے۔ اور بورڈ آف آربیٹریشن کے معزز ممبر صاحبان جبکہ انجمن کے معاملات پر بحث کرینگے تو اسی فیاضانہ اور عالی حوصلگی کی سپرٹ سے کام کریں گے۔ اور جو اعتماد قوم کی طرف سے اُن کے ہاتھ میں سپرد کیا گیا ہے۔ اپنے آپ کو اُس کے بہترین مستحق کو ثابت کریں گے۔ اور کارکنان انجمن ایسے ہی سپرٹ سے تمام قرار یافتہ اصلاحوں کی عملدرآمد کر کے قوم کو ممنون کرینگے۔ اور اس صلح کو جو نواب فتح علیخان صاحب اور نواب ذوالفقار علی خانصاحب کی کوشش سے ہوئی۔ اور خان بہادر اللہ بخش خاں صاحب نے بھی اس کے لئے جدوجہد کی ہے۔ دیرپا اور مستحکم فرماویں گے۔ س

کیونکہ مسلمانوں کے شعار قومی اور انکے مذہب سے متعلق حکام ترقی کے مطابق حد درجہ کا استحکام و استقلال ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں اس اتحاد پر شعر لکھتا ہوں۔

شکر للہ کہ میان من و او صلح افتاد
حوریاں رقص کناں ساغر ستانہ زدند

حضرت خلیفۃ المسیح کا درس مسجد النور میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ مسجد النور کی بنیادی اینٹ حضرت خلیفۃ المسیح نے رکھی تھی۔ اب اسی مسجد کا خدا کے فضل سے بہت بڑا حصہ طیار ہو چکا ہے۔ ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کی نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح نے اسی مسجد میں پڑھی اور بعد نماز عصر آپ نے روزانہ درس قرآن بھی وہیں دیا۔ ساری احمدی جماعت یہاں موجود تھی۔

حضرت نے درس کے وقت جو تقریر فرمائی وہ بجائے خود وہاں تشریف لے جانے اور نماز پڑھنے کے اغراض کو کھلے طور پر کرتی ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس تقریر کو شائع کر دوں۔

آج حضرت نے اپنی جماعت کیلئے مخصوصاً حاضرین ملک کے لئے بہت بہت دعائیں کیں اور فرمایا کہ

"آج اللہ تعالےٰ نے دعا کے لئے ایسے ایسے الفاظ اور طریق بتلائے ہیں۔ کہ میں حیران تھا۔ اور ایسی دعائیں جو میرے وہم میں بھی نہ تھیں"۔

یہ امر قبولیت دعا کا نشان ہے۔ کیونکہ تمام راستبازوں کا دستور ہے کہ جب دعا کیلئے الفاظ اور طریق بتائے جاویں۔ تو وہ قبولیت دعا کا ایک ثبوت ہوتا ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ خصوصیت کیساتھ ان کے امام کی دعاؤں کو اللہ تعالےٰ نے اس کے حق میں سنا۔

بہر حال آپ نے نماز عصر کے بعد حسب معمول قرآن مجید کا رکوع پڑھکر (جو سورۃ الانبیاء کا ۶ رکوع تھا) ترجمہ کرنے سے پہلے فرمایا۔

آج یہاں ہم نے درس کیوں کیا؟ باوجودیکہ ہوا مجھے تکلیف دیتی ہے۔ اور روشنی میں دیکھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ پھر بھی یہاں آنا اور درس کے لئے اس مسجد میں کھڑا ہونا اس کے کیا اغراض ہیں؟

اس کے ظاہری محرک مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انکی نیت ان کے ساتھ وابستہ ہے مجھے ان کے دل کے حال سے آگاہی نہیں اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے اپنے حوصلہ اور وسعت کے موافق مجھے یہاں بلانے میں کوئی مقصد رکھا ہوگا۔ مگر میں نے اپنی نیت کو ٹٹولا مکرو خدا کے لئے ہے۔ تو میں نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا میرے دل میں جو بات ہے وہ یہ ہے۔

اللہ تعالےٰ کا ایک بندہ جس کو میں یقیناً راستباز مانتا ہوں۔ اور تم بھی راستباز یقین کرتے ہو۔ اس شہر میں آیا۔ اور اس نے بڑا دعوےٰ کیا جسکو سنکر بڑی مخلوق چونک اٹھی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اتنا بڑا دعوےٰ ایک انہونی بات ہے۔ کس نے ماننا ہے اور کس نے پسند کرنا ہے۔ ہاں اگر اسکی ذاتی وجاہت کی وجہ سے کوئی مان لے تو وہ

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نماند

کا مصداق ہوگی۔ ایسے خیالات ان لوگوں کے ہوتے ہیں جو سنت اللہ سے ناواقف اور راستبازوں کے خیالات سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ایک آیۃ ہوتے ہیں۔ اور اس رکوع میں بھی جو میں نے ابھی پڑھا ہے آیۃ کہا ہے۔ میں نے بناوٹ سے ترجمہ نہیں کیا یہی لفظ آیا ہے۔

(یہ حضرت کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے۔ والتی احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا وجعلناہا وابنہا آیۃ للعالمین۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کا ہاتھ اپنا فضل اپنا کرم اپنا رحم دکھاتا ہے۔ وہ انہیں ایک آیۃ بنا دیتا ہے۔

وہ ایک نشان ہوتے ہیں۔ اور پھر انکی صداقت کے نشان عام طور پر دکھائے جاتے ہیں۔

اسی طرح پر وہ راستباز جو اس بستی میں آیا۔

ایک آیت اللہ تھا۔

اسکو اللہ تعالےٰ نے نشان بنایا۔ اور پھر اسکی سچائی کے لیئے اسقدر نشان دکھائے کہ میں اب کہتا ہوں کہ

تم سب جو یہاں ہو اسکی سچائی کا نشان ہو

ہر ایک شخص تم میں سے اسکی سچائی کا نشان ہے تم نے اس بات کو نہیں سنا جب خدا تعالےٰ نے اسکو تمہارے آنے کے متعلق کہا۔ وہ آواز ایسی کان میں پہونچی اور پھر اس نے تمہارے یہاں آنے سے بہت پہلے اسکو سنایا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح کا اس امر سے یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلانا مقصود تہا۔ ایڈیٹر)

ہاں میرے کان میں بھی خدا کی آواز اسی کے ذریعہ پہونچی۔ اور پھر اسی طرح ہوکر رہا۔

اس کی صداقت کے اللہ تعالےٰ نے مجھے بہت سے نشان دکہائے تھے جنہوں نے مجھے کامل یقین دلایا کہ

وہ خدا کی طرف سے آیا ہے

میں ان نشانات میں سے جو مجھ پر اسکی سچائی کے ظاہر ہوئے ایک تمہیں سناتا ہوں۔ میں ان دنوں جموں میں ملازم تہا۔ میرا ایک داماد عبدالواحد غزنوی ہے۔ میں مولوی عبداللہ غزنوی کا مرید نہیں۔ مگر مجھے ان سے محبت تھی۔ اسی محبت کیوجہ سے میں نے انکے ایک لڑکے کو اپنی ایک لڑکی بیاہ دی وہ ہمارے پاس رہتا تھا۔ اور پڑہتا تہا ایک شخص تہا جسنے غزنویہ پڑھ لیا تہا۔ اور طب پڑہتا تہا وہ شخص اب بھی زندہ ہے۔

قدرت الٰہی کا عجیب نقشہ ہوتا ہے۔ ایکدن اس نے پوچھا کہ عبدالحق غزنوی کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ نیک آدمی ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا وہ مفتری ہے؟ میں نے کہا۔ میں اسے مفتری نہیں سمجھتا (یہ حسن ظن کا نتیجہ ہے۔ جو حضرت کی فطرت میں ہے۔ ایڈیٹر)

تب اس نے کہا کہ عبدالرحمٰن لکھو کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ وہ بھی مفتری نہیں۔

اسپر اس نے کہا کہ مرزا۔ عبدالحق۔ عبدالرحمٰن جب مفتری نہیں۔ تو پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ اور کسی کے کان میں کچھ۔

میں تو ایسے خدا کا قائل نہیں ہوسکتا

اس کی یہہ بات سن کر میرے دل کو بہت دکھ ہوا کہ اس نے ہمارے ڈیرے میں رہکر اور ہمارا شاگرد ہوکر ایسا بے ادبی کا کلمہ بولا۔ میرا دل گھبرایا اور میں اٹھکر اندر چلا گیا۔ اور اسی حالت میں معاً مجھے غیر طبعی نیند آئی اور اس میں مجھے بتایا گیا۔ کہ مرزا صاحب پر اعتراض کیا ہے؟ یہ کہ انہوں نے قادیان کو دمشق کہا ہے۔ اس وقت اس امر پر اعتراض تہا۔) اس کے جواب میں مجھے اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ۔

آج ہم نے سبکو مجاز بولنے پر مجبور کر دیا ہے

اس کے بعد میں بیدار ہوگیا طبیعت کی کوفت جاتی رہی۔ اور میں باہر چلا آیا اور آکر کہا۔ کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ اور ان لوگوں سے کہا کہ اعتراض تو مجاز کا ہے۔ افترا کا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ آج ان سب کو ہم نے استعارہ پر مجبور کر دیا ہے۔ میرے ساتھہ ان لوگوں کی خط و کتابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسطرح پر چاہیگا اس حقیقت کو کھولیگا۔

کچھ دن گذرے عبدالحق غزنوی کا خط میرے نام آیا اس سے پہلے کبھی اس کا کوئی خط میرے نام نہیں آیا تہا۔ میں نے اسے دیکھکر عبدالواحد اور اس فلسفی کو کہا کہ آج یہہ پہلا خط ہے۔ اور یہ میرے الہام کی تصدیق کرتا ہے۔ اسے تم آپ کھولو انہوں نے کھولا اور پڑہا تو اس میں لکھا تہا۔

خربت خیرای قادیان

یہہ اس نے اپنا الہام لکھا جس میں قادیاں کا نام خیبر رکھا گیا ہے میں نے کہا جب یہ قادیاں کو خیبر کہتا ہے تو دمشق کہنے میں کیا ہرج ہے۔ عبدالواحد نے فوراً لکھدیا کہ یہ عزو ماغ ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ تم اس کا ایلاب کرو۔ وہ جانتا تہا۔ کہ عبدالرحمٰن لکھو کے والے محتاط نہیں۔ وہ اگر خط لکھیں گے تو سوچ سمجھکر لکھیں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ بڑی طاقت ہے۔ اس کا بھی دوسری تیسری ڈاک میں خط آگیا۔

اونہوں نے مجھے لکہا کہ ہم تمہیں اچھا سمجھتے تھے۔ مرزا صاحب کے ساتھہ تمہارے تعلق سے رنج ہوا ہم نے اللہ سے توجہ کی کہ اس معاملہ کو صاف کر دے اسپر جو الہام ہمیں ہوئے ہیں۔ وہ بالکم و کاست نیچے لکھدئے ہیں۔ پھر نیچے وہ الہامات لکھتے تھے۔ انہیں سے ایک یہ تہا۔

ماسمعنا بہذا فی الملۃ الآخرۃ

یہ کفار کا قول ہے۔ جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کی تعلیم متعلق کہا۔ اور اعتراض کیا۔ پھر خود ہی انکو دبدہا پڑی کہ یہہ تو ہمیں ابو جہل بتاتا ہے۔ ہو نہ ہو اس میں استعارہ ہے۔ اس لیئے اسکے معنے بتائیے۔

ای الملۃ المحمدیہ

میں نے عبدالواحد سے کہا۔ اب بتاؤ تیرہ سو برس میں یہ معنے کسی نے نہیں کیئے۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ آپ تو معذور ہیں۔

اس واقعہ سے وہ شخص جس نے کہا تہا کہ میں ایسے خدا کا قائل نہیں۔ بول اٹھا کہ میں تو خدا تعالیٰ کا قایل ہوگیا۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہے۔ وہ شخص اب بھی ہماری جماعت میں ہے۔ اور ایک مخلص دوست ہے۔

غرض خدا تعالےٰ نے مجھے بہت سے نشانات دکہائے ہیں۔ اور تم سب اس راستباز کی صداقت کا نشان ہوئے۔

پس مولوی صاحب نے تحریک کی کہ میں یہاں نماز پڑہوں میں اپنے اخلاص کو دیکھتا تہا۔ کہ مخلصانہ رقت میسر آجاوے تو میں آونگا۔ پس خدا تعالےٰ نے مجھے وہ رقت دیا۔ اور میں یہاں آیا ہوں میں نے اس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

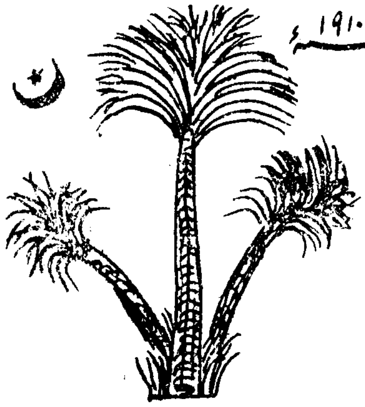

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ر اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

مولود مسعود

بہ روز کرم مبارک سبحان من یرانی

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اسکے رسولوں پر سلام خصوصاً حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد سلام اور صلوٰۃ ہو۔ امابعد آج ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمارے موجودہ امام اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مدظلہ العالی کو چوتھا بیٹا عطا فرمایا جسکی مسعود ولادت نے تین کو چار کر دیا۔ ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ ہاں اسلام کیلئے بلکہ نوع انسان کے لئے ایک نشان اور حجت بنائے۔ اور وہ اپنے فیض رساں باپ کیطرح (جسکو خدا نے روحانی اور جسمانی علوم اور فیض کا چشمہ اور ایک قوم کا باپ بنا دیا ہے) دنیا کا باپ ہو اور نافع الناس وجود ہو کر اَمّا ماینفع الناس فیمکث فی الارض سے متمتع ہونیوالا بنے۔ وہ اسلام کا سچا خادم ہو اور خاندان نور کیلئے فاروقی صفات کا مظہر وہ سچا خادم اسلام ہو۔ اور خدمت اسلام میں اور اللہ کی رضا میں والدین کیلئے نور چشم ہو کر جیئے قوموں کا امام ہو اور خادم قرآن ہو (آمین) میں صدق دل سے اپنے امام کیحضور خریداران الحکم کیطرف سے اور اپنی خاندان اور اپنے مکرم مخلص دوست شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی و دیگر ممبران ساہدہ سنگت کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہوں مجھے اس بچے کی پیدائش پر خصوصاً اس لئے خوشی ہے کہ میں نے عرصہ گذرا معصوم عبدالقیوم مرحوم کی واقع وفات کے بعد رویا میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام مظہر قیوم ہے۔ اور اس مبارکباد کی تحریک یہ ہے۔ کہ حضرت نے آج صبح حضرت ام المومنین کی مبارکباد پر فرمایا کہ میں انکے لئے بہت دعا کروں یا خیرات کروں اس جملہ کے پہلے حصہ نے مجھے گدگدایا اس لئے یہ تہنیت نامہ ایک خاص جوش سے پیش کرتا ہوں کیا عجیب ہے کہ حریم قدس بلند پرواز کی صدا میرے حق میں قبول ہو۔ اور نیم شبی دعا اکسیر کا کام دے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ سے اس مولود مسعود کیلئے پھر دعا ہے کہ وہ والدین کی آنکھ کا تارا اور نور ہو اور انکے فیض تربیت میں دنیا کا نور ہو۔ آمین

طالب

احقر الناس یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انجمن حمایت اسلام

ناظرین کو معلوم ہو جاتا ہے کہ الحکم شروع ہی سے انجمن حمایت اسلام کے کام کے ساتھ ایک خاص ہمدردی اور دلچسپی رکھتا ہے۔ اور جب انجمن کی مخالفت میں آوازیں اٹھنے لگیں اور ان لوگوں کو جو مخالفت کر رہے تھے، روکا تھا۔ بہر حال اس مخالفت کا دامن دراز ہوا۔ اور مقدمات تک نوبت پہونچی اس موقعہ پر الحکم نے مسلمان لیڈروں کو متوجہ کیا۔ کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے اس بڑھتے ہوئے تنازعہ کو مٹائیں اور اگر فریقین نہ مانیں تو گورنمنٹ پنجاب سے مدد لیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمان لیڈروں نے توجہ کی اور انجمن کے تنازعات نے صلح اور اصلاح کی صورت اختیار کی۔ اس کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں جو موقع . . . نوٹ شائع ہوا ہے۔ اسکا شائع کر دینا تمام مسلمانوں کیلئے مسرت کا موجب ہوگا۔ خدا کرے کہ اسکا نتیجہ قوم کے لئے مفید اور مبارک ہو۔ (ایڈیٹر)

اصلح خیر

انجمن حمایت اسلام لاہور اور صلح اور صلاح کی تجویز

ماتم تھوڑی حسرتیں دل میں بہت
صلح کیجئے اب لڑائی ہو چکی

مسلمانوں کی قومی حالت ہرگز اس امر کی مقتضی نہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا کریں یا کھینچ کر سکیں بلکہ انہیں صلح اور آشتی سے مل جل کر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ ... جو ان میں کام کرنے والے کافی ہیں۔ ... قسمت قوم کی ہی وابستہ ہے۔ حالانکہ ان کی تنزل حالت منقاضی بلکہ دیگر جمعہ اقوام کے سب سے زیادہ نازک اور کام کرنے والوں میں باہمی اتحاد و اتفاق کی خواہاں ہے۔ مگر جیسا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے مدت کے نزاعوں اور تنازعوں سے ظاہر ہے جہاں ایک طرف تعلیم اور صلح کے کام کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور انجمن کی آمدنی نہایت کم ہو رہی ہے۔ وہاں قوم کے لیڈروں اور کام کرنے والوں کی آپس کی غلط فہمیوں اور کدورتوں سے سوسائٹی کی حالت کیسی مخدوش اور ناقابل اطمینان ہو رہی ہے ایسی ہی حالتوں کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ؎

"لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم"

جس کے معنے یہ ہیں کہ مسلمانوں تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم سست ہو جاؤگے اور تمہاری آن بان جاتی رہیگی۔"

چونکہ انجمن حمایت اسلام کے تنازعات اور معاملات کیحالت یہانتک پہونچ گئی تھی کہ اُس کے مقدمات عدالت میں دائر کرنے پڑے۔ اس لئے عام مسلمانوں اور خصوصاً سربرآوردگان قوم کو ادھر خصوصیت سے توجہ ہو گئی۔ کہ جسطرح بھی ہو سکے انجمن کے معاملات میں سکون اور اصلاح جلد کرائی جائے۔ چنانچہ چند روز سے عالیجناب فتح علی خانصاحب قزلباش سی۔ آئی۔ ای پریسیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور نے خصوصیت کے ساتھ انجمن کے کارکنوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اور جیسا کہ ان کالموں میں دو تین روز پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اصلاح کی امید قوی ہو گئی۔ چنانچہ ۲۲ اپریل کی شام کو مندرجہ ذیل دس اصحاب نوابصاحب کے دولتخانہ پر جمع ہوئے۔ آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹر۔ مولوی احمد الدین صاحب پلیڈر۔ شیخ گلاب دین صاحب پلیڈر۔ رند؛ محبوب عالم مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر۔ چودھری نبی بخش صاحب پلیڈر۔ منشی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن۔ میاں نظام الدین صاحب۔ مولوی کرم بخش صاحب۔ اور کسیقدر بحث و مباحثہ اور رد و بدل کے بعد ان صاحبان نے بالاتفاق سات صاحبان کو اپنی طرف سے آربیٹریٹر (حکم) مقرر کر دیا ہے۔ اور انہیں اختیار دیدیا کہ انجمن کے معاملات میں جس قسم کی اصلاح یا تغیر و تبدل یہ صاحبان کثرت رائے سے کریں۔ انجمن کی جنرل کمیٹی اسے منظور کریگی۔ اور انجمن میں اس کا عملدرآمد کرایا جائیگا۔ چنانچہ اسی وقت مندرجہ ذیل اقرارنامہ لکھا گیا اور علاوہ مندرجہ بالا دس صاحبان کے مندرجہ ذیل صاحبان نے جنمیں سے بعض اسوقت پہونچ گئے تھے۔ اسپر دستخط کر دیئے۔ (۱) نواب فتح علی خانصاحب سی آئی ای (۲) آنریبل نواب ذوالفقار علیخانصاحب (۳) خان بہادر اللہ بخش خانصاحب (۴) محمد بشیر علیخانصاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ (۵) سردار رضا علیخانصاحب نقل اقرارنامہ حسب ذیل ہے:۔

"صاحبان موجودہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفصلہ ذیل بزرگاں کا کورٹ آف آربیٹریشن مقرر کیا جائے۔ ایک طرف سے شیخ اصغر علی صاحب و مولوی رحیم بخش صاحب سی آئی ای۔ اور میاں فضل حسین صاحب اور دوسری طرف سے آنریبل میاں محمد شفیع صاحب و ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اور آنریبل نواب ذوالفقار علی خانصاحب اور نواب فتح علی خانصاحب سی آئی ای طرفین کیطرف سے پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اور اس کورٹ آف آربیٹریشن کو کامل اختیار ہوگا۔ کہ جملہ امورات متنازعہ انجمن حمایت اسلام کے متعلق جو فیصلہ مناسب سمجھیں دیں۔ اور اس فیصلہ پر عملدرآمد کرائیں۔ انکا ساختہ پرداختہ قطعی ہوگا۔ نیز بالاتفاق قرار پایا ہے کہ آج سے دس یوم کے اندر جنرل کونسل کا اجلاس کر کے جنرل کونسل کیطرف سے مندرجہ بالا تجویز پاس کر دی جائیگی۔ نیز یہ قرار پایا ہے کہ جملہ احباب کوشش کریں گے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب بھی اس قرارداد پر رضامند ہوں۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور سے درخواست کیجائیگی کہ مقدمات جو بجانب مولوی انشاء اللہ صاحب بعدالت مسٹر فرگسن صاحب دائر ہیں۔ اور جنکی تاریخ سماعت

مدرسہ تعلیم الاسلام کا نتیجہ انٹرینس

مدرسہ تعلیم الاسلام کا انٹرینس کا نتیجہ نکل آیا ۹ طالب علموں میں سے خدا کے فضل سے ۸ طالب علم کامیاب ہوئے اور ایک زیر تجویز ہے۔ خدا کرے کہ یہ بچہ بھی کامیاب ہو احباب دعا کریں۔ یہ نتیجہ دوسرے سکولوں کے مقابلہ میں نہایت قابل اطمینان اور باعث مسرت ہے مدرسہ میں حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اول رہے ہیں۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل کا نشان ہے۔

اس نتیجہ کے قابل اطمینان ہونے پر کچھ شک نہیں اساتذہ مدرسہ تعلیم الاسلام خصوصاً مولوی صدرالدین صاحب ہیڈ ماسٹر مبارکباد کے قابل ہیں۔ مدرسہ جو ایام جلسہ میں بند رہا۔ اور بعد میں پلیگ کیوجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ ۱۶ اپریل کو کھل گیا۔ بورڈنگ ہوس ابھی باہر ہی ہے۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام کے متعلق میں اپنے مخدوم خانصاحب محمد اکبر شاہ صاحب کی خدمات کا خصوصیت سے ذکر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ خانصاحب جس محنت جوش اور درد دل سے اس کام کو کر رہے ہیں۔ میں اس کی نظیر نہیں پاتا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ دوسرے ذمہ دار سپرنٹنڈنٹ کام نہیں کرتے مگر حق یہی ہے کہ خانصاحب جس جفاکشی سے کام لے رہے ہیں وہ جفاکشی کی حد تک محدود نہیں۔ بلکہ درد دل کے ساتھ وہ دعاؤں سے کام لیتے ہیں۔ اور راتوں کو مختلف اوقات میں اٹھ کر نگرانی کرنا انکا معمولی کام ہے۔

میں یقین کرتا ہوں کہ ذمہ وار افسر بھی اس امر سے ناواقف نہیں کہ یہ شخص کس محنت اور دلسوزی سے کام کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ ایسی روح ہم سب میں پیدا ہو۔

مجھے ذاتی علم ہے کہ خانصاحب نے اپنی صحت کو اور اپنے روپیہ کو طلباء کی اخلاقی نگرانی اور بھلائی کے لئے بعض وقت ایسے طور پر قربان کیا ہے کہ اب تک بھی وہ اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ مگر انہوں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ کسی کو اس کا علم بھی ہو۔ گو مجھے مشکل ہوا ہے۔ اور یہی ایک بات ہے جس نے میرے دل میں ان کے کام کی عزت کو بڑھا دیا ہے۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام میں خانصاحب کے کام کی نظیر ضرور قابل قدر ہے۔ جس پر مفصل میں کہنا چاہتا ہوں وباللہ التوفیق۔

قادیان کا ڈاکخانہ

قادیان کا ڈاکخانہ اب پچاس کے گریڈ میں ہو گیا ہے اور اس سے پہلے ایک کلرک بھی ڈاکخانہ کو مل چکا ہے یکم مئی ۱۹۱۰ء سے ڈاکخانہ میں ڈاک کی روانگی اور رسیدگی دو دفعہ ہو گئی ہے۔ اس تجویز سے قادیان بٹالہ کے برابر ہو گیا ہے اب ہر روز خطوط بہت سے شہروں میں پہونچ سکیں گے۔ ڈاکخانہ میں اس مفید اضافہ کیلئے میں افسران سررشتہ کی توجہ فرمائی کا شکر گذار ہوں۔ میں اس امر کو بھی نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس بارہ میں الحکم کی مساعی بارور ہوئیں۔ یہ امر ہمارے سلسلہ کی روز افزوں ترقی کی دلیل ہے۔ اب ڈاکخانہ میں صرف ایک ضرورت باقی ہے کہ یہاں تار لگائی جاوے۔ ایک سے زیادہ تاروں کی آمد و رفت یہاں روزانہ ہوتی ہے۔ اور اگر تار یہاں ہو تو اس سے بھی زیادہ کی صرف توقع نہیں بلکہ یقین ہے بہت سے لوگ حضرت کی خدمت میں تاروں کے ذریعہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض وقت جب قادیان میں تار کا نہ ہونا انہیں بتایا جاتا ہے تو وہ سخت تکلیف اٹھاتے ہیں۔ بہر حال یہاں اب صرف تار کی ضرورت ہے اور ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ العزیز اس بارہ میں پوری کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور اسے امید ہے کہ ذمہ وار افسر اس جائز درخواست پر غور کرنے کی تکلیف اٹھائیں گے قادیان کے ڈاکخانہ کے پچاس کے گریڈ میں آ جانے کیوجہ سے سابق سب پوسٹ ماسٹر بابو اللہ دتا کو یہاں سے تبدیل ہو کر گورداسپور جانا پڑا اور بابو عبد المجید صاحب یہاں سے تبدیل ہوئے جن سے توقع کرنی چاہیئے کہ وہ قادیان کا پبلک کو اپنے اخلاق اور محبت سے خوش رکھنے کا موقعہ دیں گے اور اللہ دتا صاحب کے ... مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ افسران ڈاکخانہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ اپنے ڈیوٹی میں ایک خاص ہمت اور استعداد کا آدمی ہے۔

دارالامان کی خبریں

۱ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ قرآن شریف کا درس ہوتا ہے۔

۲ حضرت مسیح موعود و مغفور کا خاندان خدا کے فضل سے بخیر ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد صاحب کو کالج میں داخل کرانے کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب جو کام کر رہے ہیں وہ نہایت عجیب اور قابل شکر گذاری ہے آپ نے کالجوں کے طلباء میں عربی تعلیم کا شوق پیدا کرنے کے لئے خود انکی تعلیم کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ ایسے طالب علم جو کچھ دنوں کیلئے بھی قادیان آ جاتے ہیں۔ ان کیلئے آپ نے ایک کورس تجویز کیا ہے وہ آپ انہیں پڑھاتے ہیں۔ اور مستقل طور پر بھی بعض طالب علموں کی تعلیم کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی ان مساعی حسنہ کو بہترین نتائج کا موجب بنا وے اور آپ کو نظر بد سے بچا کر امید ہائے قوم کا بارور شجر بنائے۔ آمین

۳ علیگڑھ کی کانفرنس پر مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی شیر علی صاحب اور مولوی صدر دین صاحب کو بھیجا گیا ہے۔

۴ جناب مولوی محمد علی صاحب اور آخر اپریل ۱۹۱۰ء میں بہرہ اپنی اہلیہ کو لینے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ مع الخیر واپس قادیان پہونچ گئے ہیں۔

۵ بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ بورڈنگ ہوس عارضی چھپروں میں ابھی باہر ہی ہے۔

پھر خدا جانے کہ کیا حال زمانہ ہوگا
کون آئیگا یہاں کس کا نہ آنا ہوگا
خدمت دین کا موقع ہے ضرورت درپیش
فیصلہ آج ہی کرے گا جو دانا ہوگا۔

کام دنیا کے ہوں کب ختم انہیں رہنے دو
اور دنیا جو ہمیں کہنی ہے وہ کہنے دو
فکر عقبےٰ کی کرو دنیا ہے آخر فانی
زخم دنیا کے ہیں آسان ہمیں سہنے دو

آج ان قومی بزرگوں کو غنیمت سمجھو
ہم کو فرماتے ہیں جو اس کو ہدایت سمجھو
ہم میں ایک نور خدا کا ہے چمکتا دیکھو
دین اسلام میں وہ حق کی ہے نعمت سمجھو

بات وہ سچی ہے جو مرد خدا کہتا ہے
وہ برا سن کے بھی دیکھو تو بھلا کہتا ہے
کچھ تو محنت کرو آخر کی ہے کھینچ دنیا
مصطفےٰ کہتا ہے۔ اور بات صفا کہتا ہے

اکرام محمدؐ

کریں ہم کیوں نہ اکرام محمدؐ
بنا ہے حمد سے نام محمدؐ
ظہور حمد حق احمدؐ سے ہوکر
عطا حق سے ہوا نام محمدؐ
پیو بھر کر کہو الحمد للہ
خدا کا جام ہے جام محمدؐ
فضائل میں بڑھے سب انبیاء سے
ملا ہے عرش سے بام محمدؐ
مزین دین ہے با حسن اخلاق
یہ ہے امت پہ انعام محمدؐ
قدم تو آپ کے اخلاق پر تو
مبارک گام ہے گام محمدؐ
شب احمدؐ نبی ہے لیلۃ القدر
ہے صبح دین حق شام محمدؐ
فدا ہونا بلا کے دین اسلام
اسی دکھ میں آرام محمدؐ
فنا در عشق حق ہے جان محمدؐ
یہی حق ہے سر انجام محمدؐ
یتیموں کے ہوئے ملجا و ماویٰ
مساکین پہ ہے اکرام محمدؐ
ہے اندازاں امت پر یہ فرض
ادا کردیں وہ یہ دام محمدؐ
ہیں پیرو جو رسول انس و جاں کے
دکھائیں جو ہے اسلام محمدؐ
کمال دین ہے اخلاق نبی میں
یہی سب ہے پیغام محمدؐ
نہیں اعمال میں اگر خلق احمدؐ
تو پھر ہم پہ ہے الزام محمدؐ
ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً
تو روشن کیوں نہ ہو نام محمدؐ

اسلام اور احمدی

کیا زبدۃ المذاہب اسلام ہے ہمارا
مسلم ہیں احمدی ہم یہ نام ہے ہمارا
توحید حق کا چشمہ جاری ہے آب شیریں
ساقی ہے جس کا احمدؐ وہ جام ہے ہمارا
دل صاف ہیں ہمارے ان میں نہیں کدورت
بس صلح و آشتی کا پیغام ہے ہمارا
بندے ہیں جو خدا کے پائینگے وہ خدا کو
حق کی طرف بلانا یہ کام ہے ہمارا
ہم کو بٹھا کے دیکھو پاس اپنے اہل محفل
دلبر جو ہے تمہارا گلفام ہے ہمارا
خادم ہیں ہم اسی کے تم جس کے نام لیوا
تم مل کے ہم سے دیکھو کیا کام ہے ہمارا
ہم سے پرے نہ ہٹنا اچھی نہیں جدائی
اکرام جو تمہارا اکرام ہے ہمارا۔
اعلاء کلمۃ الحق ہے جان کا اپنی مقصد
اس میں شریک ہونا اسلام ہے ہمارا
جو عرض و آبرو ہے اس نام سے ہے ساری
جب نام یہ نہیں پھر کیا نام ہے ہمارا
ہم ملّم سے نکل کر بدنام ہوگئے ہیں۔۔
سب سے بڑا یہ ہم پر الزام ہے ہمارا
وحدت کی اک لڑی کے تھے آبدار موتی
ٹوٹی لڑی ہیں بکھرے کیا دام ہے ہمارا
بدلا ہوا کا رخ ہے وضع زمانہ بدلی
اس کشمکش میں اب کیا انجام ہے ہمارا
خلوت ہو یا کہ جلوت ظاہر ہو یا کہ باطن
اب فکر ہے کہ کس ڈھب آرام ہے ہمارا
یہ درد دل کا دکھڑا اپنوں سے ہے عزیزو
ہر وقت ہر جگہ کہرام ہے ہمارا
ہو دور بغض و کینہ پیدا ہو دل میں الفت
جنت یہ اپنی حاصل انعام ہے ہمارا

خطبۂ جمعہ

مورخہ ۱۸؍ اپریل ۱۹۱۰ء

(ایک دردمندانہ تقریر - جو پڑھیں اور دوسروں کو سنادیں ضرور)

حضرت امیرالمومنین نے ۱۸؍ اپریل کو باوجود ضعف و نقاہت و علالت کے تشریف لا کر مسجد اقصےٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ اما بعد - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون -

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیۃ کریمہ کا وعظ سنا تھا۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا ان اللہ مع الذین اتقوا - متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ کسی کا باپ ہے کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے۔ غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہو سکتا میں نے دیکھا ہے - بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے - حاکم ہو - فوج ہو - مال و اسباب ہو - تب جاکر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ معیت کا انسان متوالا ہے - میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے - میں نے دیکھا کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے - بطال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو - تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں۔ صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق محبت بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے - انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت - ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں - مگر خدا کی معیت

سے بڑھکر بھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سوتے جاگتے پس خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو۔ تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا ہے اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا کوئی سر پہ کلہاڑی چلاتا ہے۔ میں نے اس مرض میں اپنی اور تمہاری حالت کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ بعض اوقات مجھکو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے۔ بعض اوقات العین حق کا بھی خیال آیا ہے۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرتے ہیں۔ ان میں سے ایک بات تمہیں سناتا ہوں میرا ارادہ تھا کہ میں حرف عربی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ کر بیٹھ جاؤں۔ مگر قدرت ہے جو مجھ کو بلاتی ہے اس واسطے یوں ہی سمجھ لو۔ کہ میرا آخری کام ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہے۔ تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ رگردکل۔ انجمن حمایت الاسلام علی گڈھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں کی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں۔ یہاں بھی ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا ہے۔ اتنا خرچ ہوا۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے۔ یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہونچ سکتی تھی۔ میرے اندازہ میں جو یہاں آدمی آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ پھر یہ لوگ عمائد تھے۔ وہ اگر مجھ سے علیحدہ ملتے تو میں ان کے لئے دعائیں کرتا انہیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اس وقت آئے کہ لو جی! السلام علیکم یکہ تیار ہے۔ تم یاد رکھو۔ میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں کہتا ایسے مجمعوں کو جن میں وہاں کی تذکرہ نہ ہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ یہ روپیہ تو وہ منی آرڈر کر کے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ جو مہمانداری پہ ہوا وہ بھی محفوظ رہتا۔

یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس دنیا کی طرف توجہ کی۔ اور کہا کہ جلسہ باہر نہ ہو شہر میں ہو۔ ہماری چیزیں بک جاویں۔ میں ایسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دنیا کے لئے ہو۔ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں جو ہو رہا ہے۔ وہ یاد رکھے اور دوسرے دل تک یہ بات پہونچا دے۔ میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہو گیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمہاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری دعا ئید آئے تھے۔ وہ مجھ سے علیحدہ ملتے ہیں۔ ان کو بڑی نیکیاں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا۔ لیکن افسوس کہ ہماری صدر انجمن نے بھی ان کو یہ بات نہ بتائی۔ اس لئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے کیا آیا کتنے روپیہ جمع ہوئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں۔

ہمکو تو صرف خدا چاہیئے

مجھکو نہیں معلوم کہ کیا آیا مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرو۔ ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں اگر یہ نہ ہو تو ہائی سکول کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اور اسکی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ ہمیں تو ہمارا مولیٰ چاہیئے اپنے احباب کو خط لکھو۔ اور ان کو تنبیہ کرو۔ میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا۔ میں چاہتا تھا۔ کہ لوگ میری زندگی میں متقی اور پرہیزگاری سیکھیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

نظم مبارک

یعنی وہ نظم جو مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے سالانہ جلسہ پہ پڑھی

(خطاب بحضور صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد)

اے آنکہ از عنایت حق برگزیدۂ
از بہر استقامت و صبر آفریدۂ
فرزند ارجمند مسیحائے ما تو ئی
تو یادگار حضرت احمد رسیدہ

من آنچہ دیدہ ام از غم ہجران آں نگار
زاں پیشتر ستودہ آفاق دیدۂ

در گلستان ملت اسلام بلبلی
نے نے بباغ صدق گل نو دمیدہ

تو بلبلے کہ طوطی شکرفشان قدس
بر شاخ سبز نخل صداقت پریدہ

گیرند استان ز کام معطرت
کز بوئے عطر معرفت حق شمیدہ

آشفتہ گر دیدم ز پریشانی دلت
آشفتہ وار در پی جاناں دویدۂ

انداختی درون دل مضطرم چہ تاب
ایجان من چگونہ بفرقت طپیدہ

بس عیر تم فزود قرار و ثبات تو
صد جور غم بخاطر عاطر کشیدہ

در حیرتم ز بسط خیال عمیق تو
ہر جانب کہ دین محمد تنیدۂ

دادی بہ رہروان طریقت متاع دل
واز گمرہان دشت ضلالت بریدۂ

بروئے خادماں در رحمت کشودہ
چو شاخ بار دار بالفت خمیدہ

از روئے دلفریب تو آب حیا چکد
شیر از میان ثدی طہارت مکیدۂ

بگذاشتی ہر آنچہ خلاف تقی بود
در حال و قال خویش تقدس گزیدہ

سانی ترا ست از ہمہ شہد کلام تو
یکقطرۂ ز عین نبوت چکیدۂ

بینم وفا ز اہل کرامت بروے تو
چوں راستان اہل صفا آرمیدۂ

بینم بر بیت عبائے شباب وفا رحسن
ہم سر ز جیب علم و ہدی بر کشیدۂ

شد مبارک کہ بنقد دل خبریں
در تہیں نصرت احمد رسیدۂ

از نا صر تو باد دریں کار ذوالجلال ۔۔۔۔۔۔۔۔

سکے علوم یا احکام سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اذا زلزلت الارض اور القارعۃ آہستگی کے ساتھ پڑھنا اعراس کے مطلب میں غور تامل کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ بغیر سمجھے جلدی جلدی البقرہ و آل عمران پڑھ جاؤں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی قرآن شریف پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص نہ تو چپ ہی ہے۔ اور نہ قرآن ہی پڑھتا ہے۔

جو شخص قرآن شریف پڑھے اور قرآن شریف کے معنے نہ سمجھتا ہو اس کے لئے بھی بہتر یہی ہے۔ کہ آہستگی کیساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے جلدی جلدی نہ پڑھے۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے کیونکہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ کہ قرآن پڑھو اور روؤ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جب سبحان الذی میں آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ خدا کے سامنے روئے اور عجز و زاری کے ساتھ سجدہ کرے اگر اس وقت آنکھ سے آنسو نہ نکلتا ہو تو کم از کم دل سے خضوع و خشوع کے ساتھ سجدہ ادا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن اندوہ و غم کے لئے نازل ہوا ہے۔ جب قرآن مجید پڑھو تو اپنے آپ کو اندوہگین بنا لو۔ اور جو شخص قرآن شریف کے احکام اور اُس کے وعدے و وعید میں تامل کرتا ہے۔ اور پھر اپنی عاجزی اور ناچاری کو دیکھتا ہے۔ تو وہ ضرور اندوہگین ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اُس پر غفلت کا پردہ نہ ہو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہر آیت کا حق ادا کرے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریف تھی کہ تلاوت قرآن میں جب آپ آیت عذاب پر پہنچتے تو استعاذہ کرتے اور جب رحمت پر پہنچتے خدا سے دعا کرتے اور آیت تنزیہ میں تسبیح کرتے اور شروع کرتے وقت اعوذ باللہ پڑھتے اور جب تلاوت سے فارغ ہوتے تو اس طرح دعا کرتے۔

اللھم ارحمنی بالقرآن واجعلہ لی اماماً و نوراً و ھدی و رحمۃ۔ اللھم ذکرنی منہ ما نسیت و علمنی منہ ما جھلت وارزقنی تلاوتہ آناء اللیل و اطراف النہار واجعلہ حجۃ لی یا رب العالمین

اور تلاوت کرنے والے کیلئے واجب ہے۔ کہ جب آیت سجدہ پر پہنچے تو تکبیر کہکر سجدہ کرے۔ سجدۂ تلاوت کے لئے تشہد اور سلام کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں طہارت اور ستر عورت کا لحاظ ضروری رکھنا چاہیئے۔

پانچویں بات یہ ہے۔ کہ اگر اُسے ریا کا خوف ہو یا ایسی صورت ہو کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اُس کے باآواز بلند قرآن پڑھنے سے اسکی نماز میں خلل پڑ جانے کا خیال ہو تو قرآن کی تلاوت آہستہ آہستہ کرنی چاہیئے۔ اور اگر ان دونوں باتوں کا خوف نہ ہو تو یہی اولے اور بہتر ہے۔ کہ قرآن شریف آواز سے پڑھا جائے۔ کیونکہ خبر میں ہے۔ کہ آواز سے قرآن پڑھنے کا فضل چپکے چپکے پڑھنے پر ایسا ہی ہے جیسا علانیہ خیرات دینے سے چھپکر خیرات دینے کا فضل ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھنا چاہیے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ خوش آوازی کے ساتھ گانے والوں کی طرح تال سر سے بھی کام لے۔ بلکہ اس طرح گانے کی طرز پر قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ اسطرح پڑھنے سے قرآن شریف کی نہایت بے ادبی ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کے غلام کو دیکھا۔ کہ وہ نہایت خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ الذی جعل مثلہ فی امتی یعنے آپ نے اس بات پر خدا کا شکر ادا کیا کہ ایسا خوش آواز شخص آپ کی امت میں ہے خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی تاکید کا سبب ہے کہ جسقدر خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھا جائے گا۔ اسیقدر زیادہ اثر دل پر ہوگا۔ اسلئے جہانتک ممکن ہو تلاوت قرآن مجید کے وقت مندرجہ بالا باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(باقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم۔

نظم حامد

رباعیات

حق کی توحید سے اسلام خدا کافی ہے
اور اسلام ہے قرآن یہ ہُدا کافی ہے
آئنہ خلق محمدؐ کا ہے سارا قرآن
کامل انسان ہے وہ راہنما کافی ہے

علم قرآن سے ملتی ہے شریعت اُسکی
سنت پاک ہی اسکی ہے طریقت اسکی
اس سنت کا نتیجہ ہے۔ وصال محبوب
واصل ہوتے ہے یہ ہی حقیقت اُسکی

یوں تو ہر چیز کو دنیا کی فنا ہونا ہے
اور فنا ہو کے حوالہ بخدا ہوتا ہے
خود سپردن میں ہیں اسلام کے معنی ظاہر
اس کی خدمت میں فنا ہو کے بقا ہوتا ہے

سارے انسان تجارت میں ہیں دیتے لیتے
پیچھے لیتے ہیں وہی جو کہ ہیں پہلے دیتے
بس وہ دین میں اسی طرح ہے دنیا لینا
کیوں نہیں کرتے تجارت نہیں دیتے لیتے

لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص کا حال اچھا ہے
پاس جس شخص کے دنیا کا یہ مال اچھا ہے
ہم تو قائل نہیں جب تک نہ ہو انجام بخیر
حال اچھا ہے وہی جس کا مآل اچھا ہے

باندھ لو گرہ میں ہیں کام کی باتیں صاحب
پھر سدا رہتے کے یہ دن ہیں نہ راتیں صاحب
آج احباب کے جلسے میں ہیں مکچر ہوتے
کل خدا جانے ہیں کیا موت کی گھاتیں صاحب

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	[illegible]
خواص سے	[illegible]
ہندوستان سے باہر	[illegible]
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	[illegible]

نمبر ۸ — قادیان دارالامان مورخہ ۷ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۲۷ صفر ۱۳۲۹ ہجری — جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ

الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی ہو رہی ہے۔ اور احباب کا عملی طور پر اس تحریک میں حصہ لینا بتا رہا ہے کہ وہ الحکم کے لئے اپنے دل میں کیسی محبت اور جوش رکھتے ہیں اگرچہ یہہ رفتار بہت دھیمی ہے۔ مگر میں کسی صورت میں غیر تسلی بخش نہیں سمجھتا اور اگر میں ایسا کروں (خدا نہ کرے) تو مجھ سے بڑھکر کون ناشکری کے خطا کا مرتکب ہوگا۔ وہ قوم جکو مختلف قسم کے چندوں کے لئے ہر وقت طیار رہنا پڑتا ہے مختلف اخبارات اور رسالجات کی مختلف تحریکوں پر کام کرنا پڑتا ہے۔ انکا الحکم کیساتھ اس تحریک پر اس خصوصیت سے حصہ لینا خاص فضل الٰہی کا نمایاں نشان ہے۔ اور الحکم کے لئے باعث افتخار میں اپنی قوم سے **ایکہزار مفت** پرچوں کا چندہ مانگتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں ان سے اڑھائی ہزار روپیہ مانگتا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں کہ یہ تعداد پوری کر دیجائیگی۔ ۴ - مارچ تک جن بزرگوں نے اس مد میں روپیہ دید یا ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے

(۱) سابقہ	۴۷
(۲) مولوی غلام اکبر خان صاحب کیمل پور	(۱)
(۳) منشی الٰہی بخش صاحب سلوتری	(۱)
(۴) میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر	(۱)
(۵) خانصاحب محمد حسین خانصاحب ناظم انہار	(۱)
(۶) میاں عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار	(۱)
(۷) منشی رفیع اللہ خان صاحب انسپکٹر	(۱)
(۸) ایک نیکدل خاتون	(۱)

میزانکل ۵۴

بقایا ۹۴۶ - سرپرستان الحکم کو ابھی ۹۴۶ پرچوں کی قیمت داخل کرنی ہے اس تعداد کو جلد تر پورا کرنا چاہئیے

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق اس ہفتہ کی رپورٹ

بہت مختصر ہے بابو محمد اکبر خان صاحب نے پھر ایک اور خریدار بھیجا ہے۔ اور منشی ولی محمد خان صاحب ایک خریدار۔

اس ہفتہ سے مفت اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ بعض دوستوں نے جو الحکم کی ترقی کیساتھ خاص دلچسپی رکھتے ہیں یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ جن لوگوں کے نام الحکم مفت جاری کیا جاوے کم از کم ان سے محصولڈاک لیا جاوے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ مفت اخبار لینے والے دوسرے مستحق لوگوں کے لئے اسطرح پر گنجائش نکل آئیگی میں اس تجویز کو الحکم کی ترقی اشاعت کے سلسلہ کے لئے نہایت مفید خیال کرتا ہوں مگر سردست اسپر عملدرآمد کرنیکے لئے میں متامل ہوں اسلیئے آخر مئی ۱۹۱۱ء تک یہ پرچے جن لوگوں کے نام مفت جاری کئے جاتے ہیں اور جنکی درخواستیں دفتر میں آ رہی ہیں۔ ایک حصہ بھی انسے لئے مدت انکے نام جاری رہینگے تین ماہ کے بعد یا تو ان مفت پرچوں سے پھر اور لوگوں کو تین ماہ تک مستفید ہونیکا موقعہ دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز یا ان میں سے بعض یا کل سے صرف محصولڈاک لیکر باقی نو مہینے کے لیئے ان پرچوں کو جاری رکھا جائیگا بہرحال یہ طریق انشاء اللہ نتیجہ خیز اور مفید ہوگا۔ اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے الحکم کے مربی اور سرپرست اس مجوزہ تعداد کو پورا کرنیکے لیئے

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود مغفور

نجات کی حقیقت

یہہ بات نہایت صاف اور ظاہر ہے کہ چونکہ انسان خدا کے لیئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسلیئے اس کا تمام آرام اور ساری خوشحالی صرف اسی مین ہے کہ وہ سارا خدا کا ہی ہوجاوے اور حقیقی راحت کبھی ظاہر نہین ہوسکتی جبتک انسان اس حقیقی رشتہ کو جو اسکو خدا سے ہی ممکن ہے حیز فعل مین نہ لاوے لیکن جب انسان خدا سے موہنہ پھیر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہوجاتی ہے جیسا کہ کوئی شخص اُن کھڑکیون کو بند کردیوے جو آفتاب کی طرف تھین اور کچھہ شک نہین کہ اُن کے بند کرنیکے ساتھہ ہی ساری کوٹھڑیون مین اندھیرا پھیل جائیگا اور وہ روشنی جو محض آفتاب سے ملتی ہے۔ یکلخت دور ہوکر ظلمت پیدا ہوجائیگی اور یہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر پاتی ہے۔ کیونکہ دکھون کی یہی جڑ ہے اور اس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانون قدرت کے طریق پر تلاش کیجاوے تو کسی مصلوب کرنیکی حاجت نہین بلکہ وہی کھڑکیان کھولنی چاہئین جو ظلمت کی باعث ہوئی تھین کیا کوئی یقین کرسکتا ہے کہ ہم درحالیکہ نور پانے کی کھڑکیون کے بند رکھنے پر اصرار کرین کسی روشنی کو پاسکتے ہین؟ ہرگز نہین سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہین جس کا ظہور کسی آئندہ زندگی پر موقوف ہو اور یہ بھی نہین کہ یہ امور محض بے حقیقت اور مجازی گورنمنٹون کی نافرمانیون اور قصور بخشی کے رنگ مین ہین بلکہ اسوقت انسان کو مجرم یا گنہگار کہا جاتا ہے۔ کہ جب وہ خدا سے اعراض کرکے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا۔ اور اس چمک سے اِدھر اُدھر ہوجاتا ہے جو خدا سے اترتی اور نور نازل ہوتی ہے اس حالت موجودہ کا نام خدا کی کلام مین جناح ہے جسکو پادریون نے بدل کرکے گناہ بنا لیا ہے۔ اور جناح جو اسکا متقدم ہے۔ اسکے معنی ہین میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا پس اسکا نام جناح یعنی گناہ اسلیئے ہوا کہ انسان اعراض کرکے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو الٰہی روشنی پانے کا مقام ہے۔ اور اس خاص مقام سے دوسری طرف میل کرکے ان انوار سے اپنے تئین دور ڈالتا ہے۔ جو اس سمت مقابل مین حاصل ہوسکتے ہین ایسا ہی جرم کا لفظ جسکے معنے بھی گناہ ہین جرم سے مشتق ہے۔ اور جرم عربی زبان مین کاٹنے کو کہتے ہین پس جرم کا نام اسلیئے جرم ہوا کہ جرم کا مرتکب اپنے تمام تعلقات خدا تعالیٰ سے کاٹتا ہے اور باعتبار مفہوم کے جرم کا لفظ جناح کے لفظ سے سخت تر ہے کیونکہ جناح صرف میل کا نام ہے جس مین کسی طرح کا ظلم ہو مگر جرم کا لفظ کسی گناہ پر اسوقت صادق آئیگا کہ جب ایک شخص عمداً خدا کے قانون کو توڑ کر اور اسکے تعلقات کی [illegible] کھکر کسی ناکردنی امر کا دیدہ و دانستہ ارتکاب کرتا ہو۔

اب جبکہ حقیقی پاکیزگی کی حقیقت یہ ہوئی جو ہمنے بیان کی ہے تو اب اسجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا وہ گمشدہ انوار جنکو انسان تاریکی سے محبت کرکے کھو بیٹھا ہے کیا وہ صرف کسی شخص کو مصلوب ماننے سے مل سکتے ہین۔ سو جواب یہ ہے کہ یہ خیال بالکل غلط اور نادرست ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہی ہے کہ ان نورون کے حاصل کرنیکے لیئے قدیم سے قانون قدرت یہی ہے۔ جو ہم ان کھڑکیون کو کھولدین جو اس آفتاب حقیقی کے سامنے ہین۔ تب وہ کرنین اور شعاعین جو بند کرنے سے گم ہو گئی تھین یکدفعہ پھر پیدا ہوجائینگی دیکھو خدا کا جسمانی قانون قدرت بھی یہی گواہی دے رہا ہے۔ اور کسی ظلمت کو ہم دور نہین کرسکتے۔ جب تک ایسی کھڑکیان نہ کھولدین جس سے سیدھی شعاعین ہمارے گھر مین پڑسکتی ہین۔ تو اسمین کچھہ شک نہین کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو ان کھڑکیون کو کھولا جائے۔ تب ہم نہ صرف نور کو پائینگے بلکہ اس مبدأ انوار کو بھی دیکھہ لین گے۔ غرض گناہ اور غفلت کی تاریکی دور کرنیکے لیئے نور کا پانا ضروری ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہ اشارہ کرکے فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی و اضل سبیلا۔ یعنے جو شخص اس جہان مین اندھا ہووہ اس دوسرے جہان مین بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھون سے بدتر یعنے خدا کے دیکھنے کی آنکھین اور اسکے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے ملتے ہین جسکو اس جہان مین نہین ملے اسکو دوسرے جہان مین بھی نہین ملینگے راستباز جو قیامت کے دن خدا کو دیکھینگے وہ اسی جگہ سے دیکھنے والے حواس ساتھہ لیجائینگے اور جو شخص اسجگہ خدا کی آواز نہین سنیگا وہ اسجگہ بھی نہین سنیگا خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی عالم مین سچے اور صحیح طور پر اسکی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا یہی تمام روشنی کا مبدء ہے اسی مقام سے ظاہر ہے کہ جن لوگونکا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت اور دکھہ اور مصیبت اور جہالت وارد ہوتی ہے۔ اور وہ [illegible] ہوکر کبھی پاکیزگی اور رحمت اور علم غیب سے محروم ہوجاتا ہے۔ ایسے لوگ [illegible] کے گڑھے مین پڑے ہوئے ہین اور سچے علوم اور حقیقی معارف جو درحقیقت مدار نجات ہین ان سے وہ لوگ درحقیقت بیخبر ہین نجات کا مفت ملنا اور اعمال کو غیر ضروری ٹھہرانا جو عیسائیون کا خیال ہے یہ انکی سراسر غلطی ہے۔ اسکے نبی خدا نے بھی چالیس روزے رکھے تھے اور وہ موسیٰ نے کوہ سینا پر روزے رکھے پس اگر اعمال کچھہ چیز نہین ہین تو یہ دونون بزرگ اس بیہودہ کام مین کیون پڑے جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ خدا تعالیٰ بدی سے سخت بیزار ہے۔ تو ہمین اس سے سمجھہ آتا ہے کہ وہ نیکی کرنے سے نہایت درجہ خوش ہوتا ہے پس اس صورت مین نیکی بدی کا کفارہ ٹھہرتی ہے۔ اور جب ایک انسان بدی کرنیکے بعد ایسی نیکی بجا لایا جس سے خدا تعالیٰ خوش ہو تو ضرور ہے۔ کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہوجائے۔ ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے مطابق اللہ جلشانہ قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیان بدیون کو دور کرتی ہین ہم یون بھی کہہ سکتے ہین کہ بدی مین ایک زہریلی خاصیت ہے کہ وہ ہلاکت تک پہنچاتی ہے اسی طرح ہمین ماننا پڑتا ہے کہ نیکی مین ایک تریاقی خاصیت ہے کہ وہ موت سے بچاتی ہے۔ مثلاً گھر کے تمام دروازون کو بند کردینا یہ ایک بدی ہے جسکی لازمی تاثیر یہ ہے کہ اندھیرا ہوجائے۔ پھر اس کے مقابل پر یہ ہے کہ گھر کا دروازہ جو آفتاب

کی لذت کہو دلاجائے۔ اور یہ ایک تنگی ہے جسکی لازمی صورت ہے کہ گھر کے اندر گمشدہ روشنی واپس آجائے یا ہم بتبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے۔ کیونکہ راحت کی نفی کا نام عذاب ہے۔ اور نجات ایک ایجابی چیز ہے۔ یعنی راحت اور خوشحالی کے دوبارہ حاصل ہوجانے کا نام نجات ہے پس جیسا کہ ظلمت عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے۔ مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب حالت انی طبیعت پر نہ رہے۔ اور صحت اس حالت کا نام ہے کہ جب امور طبعیہ اپنی اصلی حالت کی طرف عود کر آئیں سو جب انسان کی روحانی حالت مجری طبعی سے ادہر اودہر کھسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے۔ اور جیسا کہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتھ یا پیر اپنی محل سے اتر جائے تو اسی وقت درد شروع ہوجاتا ہے۔ اور وہ عضو اپنی خدمات مفوضہ کو بجا نہیں لاسکتا۔ اور اگر اسی حالت پر چہوڑا جائے تو رفتہ رفتہ بیکار یا متعفن ہوکر گرجاتا ہے۔ اور بسا اوقات اسکی ہمسائیگی سے دوسرے اعضاء کے بگڑنے کا بہی اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ درد جو اس عضو میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ باہر سے نہیں آتا۔ بلکہ فطرتاً اسکی اس خراب حالت کو لازم پڑا ہوا ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ جب فطرتی دین سے انسان الگ ہوجائے۔ اور حالت استقامت سے گرجائے تو عذاب شروع ہوجاتا ہے۔ گو ایک جاہل جو غفلت کی بیہوشی میں پڑا ہوا ہو اس عذاب کا احساس نہ کرے۔ اور ایسی حالت میں ایسا بگڑا ہوا نفس روحانی خدمات کے لائق نہیں رہتا۔ اور اگر اسی حالت میں ایک مدت تک رہے تو بالکل بیکار ہوجاتا ہے۔ اور اسکی ہمسائیگی دوسرے کو بہی معرض خطر میں ڈالتی ہے۔ اور وہ عذاب جو اسپر وارد ہوتا ہے۔ باہر سے نہیں آتا بلکہ وہی حالت اسکی اس عذاب کو پیدا کرتی ہے۔ بیشک عذاب خدا کا فعل ہے۔ مگر اس طرح کا مثلاً ایک انسان سم الفار کو وزن کافی تک کہالے۔ تو خدا تعالیٰ اسکو مار دیتا ہے۔ یا مثلاً جب ایک انسان اپنی کوٹھڑی کے تمام دروازے بند کردے۔ تو خدا تعالیٰ اس گہر میں اندھیرا پیدا کردیتا ہے۔ یا اگر مثلاً ایک انسان اپنی زبان کو کاٹ ڈالے تو خدا تعالیٰ قوت گویائی اس سے چھین لیتا ہے۔ یہ سب غذاب کے فعل ہیں جو ان کے فعل کے بعد پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی

عذاب دینا خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ جو انسان کے اپنے ہی فعل سے پیدا ہوتا اور اسی میں جوش مارتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنی خدا کا عذاب ایک عذاب ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے۔ اور پہلا شعلہ اسکا انسان کے اپنے دل سے ہی اٹھتا ہے۔ یعنی جڑ اسکی انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اس جہنم کے ہیزم ہیں پس جبکہ عذاب کا اصل تخم اپنے وجود کی ہی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت پر متمثل ہوتی ہے۔ تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ چیز جو اس عذاب کو دور کرتی ہے۔ وہ راستبازی اور پاکیزگی ہے۔ اور ہم ابہی لکھ چکے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت اور آرام ایک طبعی امر ہے۔ اور اسکے زوال کا نام عذاب ہے اور قانون قدرت گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی کے پیدا ہونے سے دور ہوجاتا ہے۔ مثلاً کوٹھڑی کے دروازے بند کرنے سے جو ایک تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک امر سلبی ہے۔ اور اسکا پہلا اور سیدھا علاج یہ ہے۔ کہ آفتاب کے سمت کے دروازے کہولدیئے جائیں۔ اور دروازہ کہولنا ایک ایجابی امر ہے۔

حیات نور

میں خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی سیدنا نورالدین ایدہ اللہ بروح الامین کے واقعات و حالات زندگی کو الحکم کے ذریعہ شایع کردون اگرچہ اس قسم کی لائف (حیات) بصورت کتاب شایع ہونی چاہیئے لیکن جب میں اپنی مصروفیت اور دوسرے اسباب پر غور کرتا ہوں تو میں ازبس ضروری سمجھتا ہون۔ کہ یہ سیرۃ جسکو

حیات نور

کے نام سے ملقب کرتا ہون الحکم ہی کے ذریعہ شایع کیجاوے اس سے پیشتر میں نے حضرت مسیح موعود مغفور اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانحعمریان شایع کرنیکا اعلان کیا تہا۔ اور اب تک مجہے موقعہ نہیں مل سکا کہ اس عہد کو پورا کرون۔ ہان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

متوقع ہون کہ توفیق ملگئی تو نہ صرف یہ دو سوانحعمریان بلکہ سیرۃ الرسول علیہ الصلوۃ والسلام بہی لکہنے کی آرزو ہے اور اگر مجہے یہ سعادت عملی طور پر نہ بہی ملی تو بہی میں اپنی اس نیت کے لیئے ماجور ہونیکی امید رکہتا ہون۔

بہرحال مینے پسند کیا کہ سب سے اول حضرت امیر المومنین نورالدین کی حیات شایع کرون اور اسکے لیئے خدا تعالیٰ نے خوش قسمتی سے موقعہ دیا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین مدظلہ العالی کی زندگی کے واقعات کا خود حضرت ہی کی زبان اور تحریروں سے پتہ لگ سکتا ہے۔ پس مینے وقت کو غنیمت سمجھکر اسے توکلاً علی اللہ شروع کردیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے امید کرنی چاہتا ہون کہ یہ باحسن وجوہ پوری ہو آغاز کردام تو رسانی بہ انتہا۔

اخبار ہی کے صفحات میں سے ایک ورق خاص اس مطلب کیلیئے لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر سرپرستان الحکم نے توجہ فرمائی اور اپنے محبوب مطاع اور خلیفۃ المسیح کے حالات زندگی سے پوری دلچسپی ظاہر کی جسکی یقیناً امید ہے کہ الحکم میں ایک ورق کی بجائے دو ورق مخصوص کردیئے جائینگے مگر یہ منحصر ہوگا اس امر پر کہ ناظرین الحکم ۳۰۰ جدید خریدار الحکم کے لیئے ایسے دیدیں جو پانچ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں یا ان زاید اخراجات کے لئے جو بہ صفحے اور بڑہانے سے ہونگے پورا کرنیکی سبیل ہوجائے ورنہ یہ ایک ورق تو انشاء اللہ شایع ہوتا رہیگا۔ وباللہ التوفیق۔

حیات نور آج کے الحکم کیا تہ دوسری جگہ شایع ہونی شروع ہوتی ہے ناظرین اسکو سنبھال کر رکھیں +

بخدمت کرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ براہ نوازش مندرجہ ذیل اطلاع اخبار الحکم کے گوشہ میں دیکر ممنون فرمادیں۔ خریداران ریویو کی خدمت میں گزارش ہے کہ جن جن خریداران کی قیمت سال ۱۹۱۰ء کی وصول نہیں ہوئی انکی خدمت میں اپریل ۱۹۱۰ء کا رسالہ بذریعہ وی پی حاضر ہوگا۔ جو لجلب جلسہ یہ قیمت ادا کرنا چاہیں انکو ضروری ہے۔ کہ نمبر خریداری کے دفتر محاسب میں اطلاع دیدیں تاکہ انکے نام دی۔ پی نہ ہو ورنہ سب خریداروں کی وی۔ پی کے وصولی کے لئے طیار رہیں۔ والسلام۔ محمد صادق صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان

الانذار

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کا اعلان

اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے
حضرت خلیفۃ المسیح کا تاکیدی فرمان درس مین اور دوسرے وقتون مین

ان ایام مین اللہ تعالیٰ کے قہری نشانات کس زور سے ظاہر ہو کر مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اپنے اعمال کو سنوارنے کے لیے بار بار بیدار کر رہے ہین ایران یونان وسط ایشیا اٹلی سسلی اور امریکہ کے پے درپے زلازل حیدرآباد اور پیرس کے تباہ کن سیلاب متفرق مقامات کے طوفان اور جہازون کی غرقیابیان کسقدر عبرتناک ہون کا نقشہ انسانون کے سامنے پیش کر رہی ہین غیر تو مین ان باتون کو سمجھین یا نہ سمجھین پر مسلمانون کی مقدس کتاب نے ان واقعات کو آیات اور نشانات کے نام سے پکارا ہی یہ مت خیال کرو کہ یہ معمولی باتیں ہین اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم مین فرعون کے متعلق فرمایا ہے۔ فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیٰت مفصلٰت فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین۔ پس ہمنے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیان اور چچڑیان اور مینڈک اور لہو یہ سب نشانات جدا جدا آئے پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عذاب اسواسطے آتا ہے کہ لوگ تضرع اختیار کرین طاعون پچھلے سالون مین کچھ کم تھی مگر اب پھر اسکا زور بڑھتا جاتا ہے چاہئیے کہ لوگ ان باتون کو سمجھین تکبر اور شیخی سے باز آجاوین نیکی کی طرف قدم بڑھاوین اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہونکو بخشوائین اور خدا کے مقدس بندون کے حق مین بیباکی سے منہ نہ کھولین۔ یہ ایک نصیحت ہے جو سننے والونکو سنائی جاتی ہے چاہئیے کہ اخبار پڑھنے والے حتی الوسع آگے دوسرونتک بھی پہنچا دین والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

طاعون سے حفاظت کی دعا

حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ یہ دعائین نماز فجر و شام کے بعد باالتزام پڑہی جاوین۔ بِاسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ تین بار انشاء اللہ طاعون سے محفوظ رہین۔

ارشاد امیر

علاج طاعون:۔ فرمایا۔ میری طرف مختلف علاقون سے خط آرہے ہین جن سے ظاہر ہوتا ہی طاعون بڑی سرعت وشدت کیساتھ ترقی کر رہا ہے اسلئے تم (۱) بہت استغفار کرو۔ بہت استغفار کرو (۲) گہرون مین دعا کرنیکی عادت ڈالو اور اپنے گھرونکے لوگون کوبھی دعا واستغفار کی تاکید کرو (۳) حسب استطاعت مالی خیرات کرو (۴) باطنی صفائی کیساتھ ظاہری صفائی کی طرف کامل توجہ کرو۔ مکانون کو اور گہرون کے اسباب کو بہت صاف رکھو (۵) چوہونکے دفعیہ کی تدابیر عمل مین لاؤ۔ غالباً اسی کی راہ سے یہ مرض پھیلتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ یہ بڑا فاسق ہے

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ مارچ کو قرار پایا ہی ۲۴ مارچ اور ۲۸ مارچ بھی تعطیل کے دن ہین مگر یہ آمد و رفت کے لیئے رہینگے ۲۵ مارچ کو جمعہ ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیے کہ جمعہ مین شامل ہون تاکہ نماز جمعہ کے بعد باقاعدہ کار روائی جلسہ کی شروع ہو جاوے گویا ۲۴ کی شام یا ۲۵ کی صبح کو پہنچ جانا چاہئے

(۲) جلسہ کے لیئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے۔ یعنے صرف تیسرے درجہ کے مسافرون کے لیئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہو گی کہ جتنا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا درمیانہ درجہ کے لیئے کوئی رعایت نہ ہو گی یون سمجھنا چاہئیے کہ جن لوگون کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً عہ یا اس سے زیادہ پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہین اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہین جو بٹالہ یا اس سے پرلے سٹیشنون مثلاً لدھووال لودیانہ وغیرہ سے سوار ہون۔ پشاور لائن پر گجرانوالہ بٹالہ سے ۹۶ میل ہے پس گجرانوالہ اور اس سے ورلی طرف کے سٹیشنون سے سوار ہونیوالے رعایت سے کوئی فائدہ نہین اٹھا سکتے۔ بلکہ گجرانوالہ سے پرلے سٹیشن جیسے راہوالی یا گکھڑ وزیر آباد وغیرہ سے چڑھنے والے رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ شاہدرہ لائلپور لائن پر لائلپور بٹالہ سے ۱۴۰ میل اور سانگلہ ۱۱۸ میل ہے۔ پس ان سٹیشنون سے سوار ہونیوالے فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ اور ایسا ہی مومن پور ڈھایان سنگھ کے سٹیشنون سے سوار ہونیوالے احباب بھی رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہین مگر ڈہابان سنگھ سے ورلے سٹیشنون والے رعایت سے فائدہ نہین اٹھا سکتے فیروزپور کی طرف سے فیروزپور بٹالہ سے ۱۱۲ میل ہے پس فیروزپور گنڈا سنگھ سٹیشنون سے سوار ہونیوالے احباب رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہین مگر قصور ۱۰۰ میل کے اندر ہے اس سے سوار ہونیوالونکو رعایت سے فائدہ نہین پہنچ سکتا۔ کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جائینگے ان کے لیے درخواستین بہت جلد آنی چاہئین ایک سرٹیفکیٹ صرف ایک آدمی کے لیئے کافی ہو گا۔

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع مین ہر قسم کے انتظام کے لیئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے لہذا سب احباب کی خدمت مین التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ مین شامل ہونا چاہتے ہین۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا مین اطلاع دین۔ جہان انجمنین ہین اگر وہ کل آنیوالونکا اندازہ کر کے اطلاع دین تو اور بھی مفید ہو گا۔

(۴) چونکہ ایام جلسہ زیادہ سردی کے ایام نہین اسلئے جو انتظام بٹالہ مین بستر وغیرہ چھکڑون پر لانیکا جلسہ گذشتہ مین کیا گیا تھا۔ امسال اسکی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔ اگر بیرونی احباب اسکی ضرورت سمجھین تو وہ اطلاع دین۔

(۵) اخراجات جلسہ کے لیئے مین پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہون کیونکہ لنگر خانہ بہت ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقم سے مدد کیجاوے اور علاوہ اسکے اگر سال گذشتہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات مین بطور اعانت دیوے تو امید ہے کہ خرچ پورا ہو جائیگا۔

(۶) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاوین امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی بنیادین تیار ہو چکی ہونگی۔

خاکسار محمد علی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء

حیات نور یعنی امیر المومنین سیدنا (مدظلہ العالی) نور الدین کے حالات زندگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الامین وعلی ازواجہ واہل بیتہ واصحابہ وخلفائہ الراشدین المھدیین ط

میں نے ان اوراق میں حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے حالات زندگی کے لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن اس سے بیشتر کہ آپ کے واقعات زندگی تحریر کروں میں اس مقدمہ میں سوانحعمری کے فلسفہ پر کچھ بحث کرنی چاہتا ہوں اس خیال سے کہ **حیات نور** کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ **لائف** کس اصول پر لکھی گئی ہے۔

قرآن کریم کا اسلوب

انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ دوسروں کے حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی اور یہ ایک زبردست صداقت ہے جس پر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں ہے۔ قرآن کریم چونکہ اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب ہے اس نے مخلوقات کی ہدایت کے لئے ہر موثر اور مفید طریق کو اختیار کیا ہے۔ اول نیک اور بد اعمال کی تفصیل بتائی۔ پھر ان کے نتائج اور ثمرات سے آگاہ کیا اور بالآخر ان لوگوں کے حالات بتائے جنہوں نے نیک یا بد اعمال اختیار کئے اور ان کے ثمرات اور نتائج سے دکھ یا سکھ اٹھایا۔ کیونکہ نیک اخلاق اور نیک اعمال کی طرف متوجہ اور شائق ہونے کے لئے قصص کو بڑا دخل ہے۔ یہانتک کہ جو لوگ ناول اور فسانے پڑھتے ہیں۔ وہ بھی ان فرضی اور خیالی قصوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اسلئے کہ اصلاح چلن اور تبدیل اخلاق کے لئے یہ ایک علمی ذریعہ ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کسی نہ کسی رنگ میں قوموں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن مجید فرماتا ہے۔

اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ط

اور مختلف مقامات پر آیات تذکیر واقع ہوئی ہیں اور ایک خاص اسلوب سوانح کا قرآن کریم نے اختیار کیا ہے جس کے متعلق تفصیلی بحث بکار ہے مگر اتنا ہی یہاں کہدینا کافی ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم نے کسی شخص یا قوم کے صرف ان واقعات زندگی کو لیا ہے جن کے ذریعہ وہ کوئی تعلیم ترغیب یا ترہیب کے رنگ میں دینا چاہتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے۔ واذکر فی الکتٰب ابراھیم انہ کان صدیقًا نبیًا ط (سورہ مریم) یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات زندگی پر غور کرو۔ بیشک وہ راستباز نبی تھا۔ اب یہاں قرآن مجید حضرت ابراہیم کی زندگی کے مسلسل واقعات کا ذکر نہیں کرتا وہ نہیں بتاتا کہ اس نے کس طرح پر پرورش پائی وہ کہاں پیدا ہوا۔ اس زمانہ کے حسب حال انکی تعلیم و تربیت کیونکر ہوئی۔ بلکہ بتاتا ہے کہ وہ صدیق اور نبی تھا۔ اتنا کہنے سے انسان کو راستبازی اور صداقت کی طرف متوجہ کرنا مقصود تھا اور جسکا انتہائی نقطہ اور معراج یہ ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونیکا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر آگے چلکر حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ جو انہیں اپنے اَب سے پیش آیا اسے پڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب انسان صداقت سے پیار کرتا ہے تو اس میں کس طرح پر سچی حریت اور آزادی رائے پیدا ہوتی ہے۔ اور قوم اور برادری کا اثر اور ڈر اس کے سچے عقائد اور خیالات کو دبا نہیں سکتا۔ اسکا ضمیر مر نہیں جاتا اور نہ دب سکتا ہے۔ وہ سچائی کے لئے ہاں محض سچائی کے لئے قوم کو ترک کر دینا آسان سمجھتا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ وہ خلاف حق کہے یا سنے پھر اسی ضمن میں بتایا کہ راستبازی اور صداقت کو پیار کرنیوالا خواہ وہ متروک القوم ہی کیوں نہ ہو وہ ابوالملۃ اور امۃ بنجاتا ہے غرض اس طرح پر اس واقعہ کو بیان کر دیا۔ اسی طرح پر بہت سے واقعات اور حالات قرآن مجید میں ہیں۔ میں ان احمقوں کی بات پر

منسا کرتا ہون جو سکتے ہین کہ کسی ایسی کتاب مین جو خدا تعالی کی طرف سے ہو قصص نہین ہونے چاہئین اسلیئے کہ ایسا نادان معترض انسانی فطرت کا دشمن ہے۔ وہ ایک بچون کی تربیت کے لیئے انکے اخلاق کی اصلاح کے لیئے آپ تو پسند کرتا ہے کہ گزشتہ لوگون کے حالات زندگی بیان کرے اپنی قوم کے اندر کسی خاص جذبہ کو وہ حب وطن کا ہو یا ایثار نفس کا پیدا کرنے کیلیئے ایسے آدمیوں کے کارنامے پیش کرنے کیلیئے تیار رہتا ہے۔ یہانتک کہ اگر اپنے ملک مین نہ ملین تو دوسرے ممالک کی قومی تاریخوں سے اقتباس کرنیکو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ لیکن جب خدا تعالی کی کتاب ہدایت اور اصلاح کے اس علمی طریق کو اختیار کرے تو اعتراض کرتا ہے۔ تلك اذا قسمة ضيزى۔ ہر قوم اور ہر ملک کی تاریخ اور ہر قوم ہر خاندان اور ہر گھر مین قصہ گوئی کا رواج اس انسانی فطرت کی زبردست دلیل ہے۔ غرض خدا تعالی کی مجید کتاب نے تذکرہ کے اصول کو مد نظر رکھا ہے اور اسلیئے مذکر کہلاتی ہے۔ کہ وہ انسانی ہدایت کا ایک علمی ذریعہ ہو۔

مؤثرات اربعہ

اگرچہ اوپر کے بیان سے یہ امر سمجھ مین آگیا ہے کہ تذکرہ انسانی فطرت کا ایک خاصہ ہے مگر مین اسی علمی حصہ لائف مین یہ بتانا بھی اپنا فرض جانتا ہون کہ انسانی قوتین اور جذبات کے موثرات مین مؤثرات اربعہ ہی کو بطور اصل الاصول مانا گیا ہے اور وہ یہ ہین اول مذہب دوم فلسفہ سوم علم الاخلاق چہارم علم الحیات۔ یہ مؤثرات اپنی اپنی جگہ کام کرتے ہین اور اصلاح نفس اور تزکیہ قلب مین انکا جدا جدا اثر اور دخل ہے مگر علم الحیات ایک ایسا شعبہ ان موثرات کا ہے کہ اس مین قریباً ساری باتین آجاتی ہین اور یون مذہب بھی ایک ایسا اصل ہے کہ وہ بھی سب کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر مین اوپر کسی قدر بحث کر آیا ہون۔

اس مین شک نہین کہ مذہب ایک ایسی زبردست قوت اور طاقت ہے کہ وہ افعال الاعضا کے علاوہ مبادی الافعال پر بھی حکومت کرتی ہے لیکن مذہب کو بھی اپنی طاقت اور اثر کو مفید بنانے کے لیئے علم الحیات سے کام لینا پڑتا ہے۔

شاید کسی کے دل مین یہ گمان گزرے کہ مذہب اور اخلاق ایک ہی چیز ہے۔ اسلیئے مین یہ ضروری سمجھتا ہون کہ اخلاق اور مذہب کی جدا جدا تعریف کردون۔ اخلاق انسان کی اس حالت اور قوت سے مراد ہوتی ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے قویٰ کا صحیح استعمال سیکھتا ہے۔ اور ان امور سے آگاہی حاصل کرتا ہے جو اسے اپنی ذات یا غیرون کے مقابلہ مین موجودہ زندگی کو آسائش اور راحت اور عزت سے عمل مین لانا ضروری ہے یا یون کہو کہ اخلاق وہ شریعت یا قانون ہے جو انسان کی قوت ضمیری سے تربیت پاتا ہے۔ اور مذہب اس جامع قانون کا نام ہے جو انسان کی قوت ضمیری کی بھی رہنمائی کرتا ہے مختصر یہ کہ ان مؤثرات اربعہ مین بھی علم الحیات ایک ایسی شاخ انسانی کمالات کے حصول کی ہے کہ مذہب کو بھی اسے اپنی ہدایت کے اسباب اور ذرائع مین داخل کرنا پڑا۔

علم الحیات سب سے زیادہ مؤثر ہے

نری تعلیم اتنی مؤثر نہین ہوسکتی جسقدر کسی شخص کے حالات زندگی اور اسلیئے کہا جاتا ہے کہ نمونہ تعلیم سے بہتر ہے قرآن کریم نے اس فطرتی اصل کو بھی ہاتھ سے نہین دیا جو اسکے خدا کی طرف سے ہونیکا بجائے خود ایک زبردست ثبوت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ ولقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر واقعہ اور آپکی ہر حرکت وسکون نوع انسان کیلیئے اعلی درجہ کا نمونہ ہے۔ جو زندگی کی ہر منزل اور ہر حالت مین بہترین رہنما ہے۔

اس اصل کو قرآن مجید نے کیون اختیار کیا؟ صرف اسلیئے کہ کسی خاص شخص کے حالات زندگی زیادہ مؤثر ہوتے ہین اور چونکہ یہ ایک مستحکم اصل تھی اسلیئے اللہ تعالے نے ایسے سامان اور اسباب بھی پیدا کر دیئے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام واقعات محفوظ ہوگئے اور اب تک محفوظ چلے آتے ہین اور نہ صرف یہی بلکہ جس امر کو ہم بطریق خارق عادت بیان کرسکتے ہین وہ یہ ہے کہ آپکو زندگی کے تمام منازل مین سے اللہ تعالے نے گزار دیا۔ اور یہ ہونا بھی چاہیئے تھا اسلیئے کہ آپ نوع انسان کے ہادی اور نوع انسان کے لیئے نمونہ تھے۔

غرض یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ کہ جسقدر مخصوص آثار اور مشخص جذبات مؤثر ہوتے ہین اسقدر عام آثار اور غیر مشخص جذبات اثر انداز نہین ہوسکتے یہی وجہ ہے کہ جن لوگون نے علم الحیات پر تنقیدی بحثین لکھی ہین۔ انہون نے تاریخ اور سوانح عمری پر ایک خاص بحث کی ہے۔ کہ کیا سوانح عمری مقدم ہے یا تاریخ اور کیا تاریخ زیادہ مؤثر ہے یا سوانح عمری؟

تاریخ اور سوانح عمری

مین بھی ضروری سمجھتا ہون کہ اس مضمون پر مختصر سی روشنی ڈالون۔ تاریخ ہمارے معلومات مین کچھ شک نہین ایک بیش قیمت اضافہ کرتی ہے۔ یہ اضافہ معلومات کسی قوم یا ملک یا فن کے عام حالات اسکی ترقی و تنزل اسکی وقتاً فوقتاً تبدیلیون کے متعلق ہوتے ہین اس مین بھی کوئی کلام نہین کہ بعض بعض اوقات ان حالات اور معلومات سے آنی طور پر ہم متاثر بھی ہوتے ہین مگر بیشتر یہ معلومات

مدرسہ تعلیم الاسلام کی تعلیم کا اثر

مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس میں ہر جمعرات کو بورڈرون کی ایک مجلس ہوتی ہے۔ جس مین دینی مضامین پر تقریرین ہوتی ہین۔ ۳۰۔ مارچ کی رات کو جو جلسہ تہا اس مین اول مڈل کے تین لڑکون عبد الغنی عبد الباسط اور بشیر احمد نے علی الترتیب سچ نماز اور اتفاق پر اپنے مضمون پڑہے ہر سہ مضمون نہایت قابلیت اور واقفیت مذہبی کا نمونہ تہے مین ان مین سے صرف عبد الباسط کے مضمون کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہون اسلیئے کہ یہ وہی مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کا بچہ ہے جس کے متعلق اخبارات اور خطوط کے ذریعہ شور مچایا گیا ہے مین عبد الباسط کے اس مضمون کو سن کر خصوصاً خوش ہوا ہون اسلیئے کہ مین اسکے یہان آنیکا محرک تہا اور خدا کا شکر ہے کہ محض اسی کے فضل سے یہ بچہ جو ترقی کر رہا ہے اور اسکا اندازہ اسکے مضمون سے ہو جائیگا اور وہ یہ ہے۔

معزز بزرگو! اور میرے عزیز سکول فیلوز

یہ کون ہے جو آپکے سامنے کھڑا ہے؟ یہ ایک نالایق لڑکا ہے جسکو کم علم کہنا بھی اسکی تعریف ہے حق یہ ہے کہ اسے جاہل کہنا عزت دینا ہے۔

جس مضمون پر مین تقریر کرنا چاہتا ہون یعنی نماز وہ کسی مقدس اور عالم مولوی کا کام ہے پھر بھی جو کچھ میری سمجھ مین آتا ہے کہتا ہون۔

نماز مومن کا معراج ہے۔ اسکے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرتا ہے۔ اور اسکی غلطیان اور کمزوریان دور ہوتی ہین۔ وہ گناہون سے بچ جاتا ہے کیونکہ قرآن شریف مین لکہا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر یعنی بتیان نماز بدکاریون اور برائیون سے روکتی ہے۔ پہر نماز سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ذکر الٰہی ہے۔ لوگ نماز کو ایک ٹیکس اور بوجہ سمجھکر ادا کرتے ہین جسکی وجہ سے انہین نماز سے محبت نہین ہوتی نماز کو خدا کی یاد کا ذریعہ سمجھنا چاہئیے۔

وقت کی پابندی عمدہ چیز ہے۔ اور نماز اسے سکہاتی ہے کیونکہ وقت مقررہ پر نماز پڑہنی پڑتی ہے نیچر بھی وقت کی پابندی کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکہو سورج اپنے وقت مقررہ پر نکلتا ہے اور وقت مقررہ پر چہپتا ہے۔ کبہی نہین ہو سکتا کہ جون کے مہینے مین برف پڑے اسی طرح نمازون کے بہی مقرر وقت ہین اور نمازون کو انکے وقت پر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے۔ اور طہارت دو قسم کی ہے۔ جسمانی اور روحانی۔ اسلام نے جسمانی طہارت کے اصول بتائے اور پہر روحانی طہارت کے۔ نماز کے ذریعہ دونون باتین حاصل ہوتی ہین۔

آجکل نوجوان نماز کی پابندی نہین کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ ماں باپ دنیوی علوم کی طرف انہین متوجہ کرتے ہین اور جب سے وہ ہوش سنبھالتے ہین تو بجائے الحمد للہ سکہانے کے ۔ ۔ ۔ سکہاتے ہین اور اسپر خوش ہوتے ہین۔ پس نماز کی پابندی شروع سے اگر کرائی جاوے تو اسکا عمدہ اثر پڑتا ہے۔

مین اذان کی بابت بھی کچھ کہنا چاہتا ہون اور دیگر مذاہب کے لوگون نے عبادت کے واسطے جمع کرنیکے جو طریق مقرر کئے ہین۔ وہ انسان کی روح پر کوئی اثر اور جوش پیدا نہین کرتے کسی نے گھنٹے بجا لئے اور کسی نے سنکہ ان سے کیا فائدہ؟ جب مؤذن اونچے چبوترے پر کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے تو انسان کے دل پر یہ الفاظ اثر کئے بغیر نہین رہتے پہر اذان مین کیسی توحید سکہائی ہے کہ اللہ کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور اللہ ہی کے لفظ پر ختم ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز بھی پس نمازون کی پابندی بڑی عمدہ چیز ہے۔ اب مین اس سے زیادہ اور کچھ نہین کہتا۔ اگر کوئی غلطی ہو تو آپ معاف کرین"

مین اس تقریر پر کوئی ریمارک نہین کرنا چاہتا جس خوبی کیساتہ اس بچے نے اپنے مضمون کو ادا کیا ہے۔ وہ نہایت قابل تعریف ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مضمون لکھکر نہین پڑہا بلکہ زبانی تقریر کی اور یہ خدا کا فضل ہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تربیت کا نمونہ وہ بچہ جسے ایک آوارہ گرد لڑکا کہا جاتا تہا اور وہ جو فی الواقع آوارہ تہا۔ خدا کے فضل سے ایسی ترقی کر رہا ہے خدا کرے کہ وہ نیکی اور سعادت مین نمونہ ہو اور اسلام کا خادم آمین

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ ہر روز قریب ہو رہا ہے۔ اسی اخبار مین کسی دوسری جگہ ضروری ہدایات دیگئی ہین۔ سالانہ جلسہ کے انتظام کے لیئے قادیان مین ایک مجلس ناظم مقرر کیگئی ہے۔ اور مختلف کام مختلف دوستون کے سپرد کر دیئے گئے ہین اور جہانتک انسانی تجاویز اور سوچ و فکر ہماری رہنمائی کرتی ہین مہمانون کے آسایش و آرام کے لیئے انشاء اللہ پوری کوشش کیجائیگی جیسا کہ مینے پہلے بہی الحکم مین یہ تجویز پیش کیا تہا مختلف جماعتون کی طرف سے کام کرنیوالے آدمی پہلے سے یہان آجانے ضروری ہین۔ اس تجویز کو مجلس ناظم نے پسند کیا ہے۔ اور عنقریب اسکے متعلق انجمنون کے نام سرکلر لیٹر شایع کیجائیگی۔

بٹالہ - احباب کے آنیکے واسطے گڈونکا بھی حسب معمول انتظام کیا جائیگا۔ اور جلسہ کو زیادہ مفید اور کارآمد بنانیکے لیئے یہ سوال بھی زیر غور ہے۔ کہ پروگرام ایسے طور پر مرتب کیا جاوے کہ زیادہ حصہ قومی کامونکے لیئے دیا جاسکے۔

ان تمام امور کے انصرام کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے ضروریات جلسہ کیلئے اسوقت روپیہ بہت جلد بھیجنا چاہئیے۔ باقی ہدایات وقتاً فوقتاً شایع ہوتی رہین گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

راجپوتون مین ارتداد کا انسداد

راجپوتون کے ارتداد کے لیئے جو کوششین آریہ سماج نے کی ہین اور جو وہ کر رہی ہین۔ اسکے برے نتایج اور مضر اثر کو روکنے کے لئے بعض راجپوت دوستون نے ملکر جو تحریک کی گئی تہی۔ اسکے متعلق چودہری مولا بخش صاحب نے نہایت پر جوش تحریر بھیجی ہے۔ اور وہ اس کام مین بہت بڑی مدد دینے کے لیئے ہر طرح سے آمادہ ہین اور وہ اور انکے بہائی صاحب ایک ایک مہینے کی تنخواہ اگر یہ تجویز ہو تو دینے کو آمادہ ہین۔ اور یا اگر دس روپیہ فی آدمی دے تو بہی بہت سے آدمی جو راجپوت ہین اسکام مین مدد دینے کو وہ آمادہ کر سکتے ہین۔ چودہری صاحب چاہتے ہین کہ ایام جلسہ مین وہ راجپوت برادران کی ایک مختصر سا سوری کرین اور پہر اس کام کو ایک ضبط اور انتظام سے چلائینگا نکہ امین چوہدری غلام احمد صاحب ساکن کریام نے پانچ روپیہ (چندہ) اور چودہری عبد الٰہی خانصاحب نے سرگودہا سے دس روپیہ اس مدمین بہیجدیئے ہین دوسرے دوستون کو بہی جلدی کرنی چاہیئے۔ جلسہ کے موقعہ پر اس انجمن کے مختصر سے قواعد ترتیب دیکر دوستون کے سامنے رکہدونگا۔ چودہری مولا بخش صاحب اپنے دوستون اور بہائیون سے دس روپیہ فنڈ مین جمع کر کے بہیجدین اور یہ تمام رقوم جیسا کہ پہلے بہی اعلان کیا گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے نام بہیجنا چاہیئے۔ جتبک پانچسو روپیہ کم از کم جمع نہ ہو جاوے یہ کام شروع نہین ہو سکتا۔ صرف روپیہ ہی اس کام کے لیئے ضروری نہین بلکہ نہایت اخلاص اور دردمند دل سے دعاؤن کی بہی حاجت ہے۔ احمدی راجپوت توجہ کرین اور جس کام کے کرنیکا انہون نے اعلان کیا ہے۔ اسکے سرانجام دینے کی خدا کے فضل سے توفیق پائین +

مختصر نوٹ

گناہ ایک ایسا زہر ہے۔ جو اسوقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پر جوش محبت سے اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اسکی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جسکا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہو۔ پس خشکی کی طرح گناہ اسپر غلبہ کرتا ہے۔ سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طرح سے ہے اول محبت الٰہی دوم استغفار جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کے کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ تیسرا علاج توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے خدا کی طرف پھیرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کیساتھ اپنے آپکو نکالنا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کیساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابل قدر جوہر ہے۔ اور دوسروں کو بچانے کیلئے خود تکلیف اٹھانا لاریب بڑے بہادروں کا خاصہ ہے۔ مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش کر سکے۔ جو عیسائی یسوع کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ اس ہمدرد بنی نوع انسان کی اس حرکت پر کیوں ہنسی نہ کی جاوے جو کسی دوسرے شخص کے درد سر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مارے۔

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام السلام آیا ہے اسکے معنے ہیں کہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے۔ بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ اب اگر آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا۔ اور اپنی آرزوؤں میں ناکام رہتا تو پھر اس برے نمونہ کو دیکھکر کس طرح دل تسلی پکڑے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے نجات دیگا اب عیسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز و فروتنی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھکر کیا وقعت رکھتا ہے؟

ہندوستان کی نظر عنایت

ہندوستان نے ایک سویا ہوا نوٹ ایڈیٹر الحکم کے خلاف آریوں کو اشتعال دلانیکے لئے لکھا ہے آریہ سماجی دوست پہلے کب اس سے خوش ہیں جو انکی ناراضی اسکے لئے موجب افسوس ہوگی سماجی صاحبان اپنی زبان اور قلم کو قابو میں نہیں رکھ سکتے اور راستبازوں کے سردار اور امام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور شوخیاں کرنا اپنا ضروری کام سمجھتے ہیں پس ہم ان سے کب مصافحہ کر سکتے ہیں جیون تت لاہور میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھی جا رہی ہے۔ اسکے خلاف ارجن نے اسی طرح شور مچایا جس طرح پچھلے دنوں ہندوستان نے ہنٹر کے خلاف آسمان سر پر اٹھایا تھا۔

مینے اسپر لکھا تھا کہ جیون تت کے اعتراضات کا جواب ادب سے دو اور جب تم اپنے بزرگوں کی نسبت کچھ سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے تو دوسروں کے بزرگوں پر زبان مت کھولو اس جرم میں ہندوستان نے جیون تت پر مقدمہ چلانے کی رائے کا آزادانہ زبانی اظہار کر کے الحکم کو جیون تت کی حمایت کرنیوالا قرار دیکر جرم اعانت کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ ایڈیٹر الحکم اپنی اس رائے پر نہایت استقلال کیساتھ قائم ہے جو اسنے پہلے دی تھی اور اب بھی وہ کہتا ہے۔ کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمپر کوئی اعتراض نہ ہو تو دوسرے بزرگوں کی عزت کرو۔ اور جیون تت کے خلاف اس طرح شور برپا کرنیکی بجائے واقعات سے اسے جواب دو۔ اس تنقید کو الٹے معنوں میں لینا ہمارے دوست ہندوستان ہی کا کام ہے ایسے میں کہتا ہوں۔ زندہ باش! مرداں چنیں کنند

لاہور کے مقدمات بغاوت کا فیصلہ

لاہور میں جو مقدمات بغاوت کا سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر ہیں انکا فیصلہ شروع ہو گیا ہے لالہ ایشری پرشاد ایڈیٹر بیداری کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف کو تین سال قید سخت اور زیر دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند ۶ ماہ قید محض کی سزا ہوئی اور منشی رام ایڈیٹر سہایک کو جرم بغاوت میں سات سال عبور دریائے شور اور ضیاء الحق ایڈیٹر پیشوا کو پانچسال عبور دریائے شور کی سزا ہوئی اور ساتھ ہی عدالت نے کہا کہ بوجہ رحم جرمانہ کی سزا نہیں دیگئی۔

جن ملزموں نے گورنمنٹ پنجاب سے معافی کی درخواستیں کی تھیں وہ نامنظور ہو چکی ہیں ان ملزموں کی عبرت انگیز سزائیں اخباری شورشوں کا قرار واقعی انسداد کا موجب ہونگی۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ جدید پریس ایکٹ نے بہت بڑی اصلاح کر دی ہے۔

سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کے لئے بارہا گورنمنٹ کو اس غرض سے توجہ دلائی گئی تھی کہ بغیر اس قسم کی تعلیم کے ملک کی اخلاقی حالت قابل اطمینان نہیں ہو سکتی۔ ہز ایکسیلنسی سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے بحیثیت چانسلر بمبئی یونیورسٹی کے امید دلائی ہے کہ گورنمنٹ اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے اور مذہبی پیشواؤں سے اسکے متعلق مشورہ کیا گیا ہے۔ لیکن آپکی رائے میں یہ مسئلہ پیچیدہ و وقت طلب ہے۔ کہ انگلستان میں بھی اسکا کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہ ہو سکا۔ ہم کو اسکی پیچیدگی سے انکار نہیں ہے۔ لیکن انگلستان کی نظیر ہندوستان کے لئے بے محل ہے مغرب و مشرق کے آداب اخلاق و طرز معاشرت میں بہت فرق ہے۔ مغرب میں سوسائٹی کا اثر اتنا زبردست ہے۔ کہ مذہب سے ایک شخص علیحدہ ہو کر بھی مہذب رہ سکتا ہے۔ لیکن مشرق میں چونکہ مذہب و اخلاق دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسلئے ناممکن ہے کہ مذہب سے جدا ہو کر صرف اخلاقی کورس طلباء میں حسن خلق و تہذیب کے جذبات پیدا کر سکے ہز ایکسیلنسی کا یہ ارشاد کہ مذہبی تعلیم کے لئے سرکار سے امداد مانگنا زیادہ بکار آمد نہیں ہے۔ اسکا انحصار خود آپ پر ہے۔ آپ ہی اپنے بچوں کے اخلاق و جذبات کو آراستہ کر سکتے ہیں۔ ضرور قابل تسلیم ہے۔ مگر جہانتک ہمکو معلوم ہے۔ ہندوستانیوں نے اپنی مذہبی تعلیم کے لئے نہ کبھی گورنمنٹ سے مدد طلب کی ہے۔ اور نہ کرنا چاہتے ہیں وہ صرف اسی مقدمہ کا فیصلہ سننا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے روپے سے جسقدر سرکاری مدارس قائم ہیں ان میں گورنمنٹ موثر و نتیجہ خیز اخلاقی تعلیم کی سسٹم جاری رکھنی چاہتی ہے۔ یا نہیں جواب اگر اثبات میں ہے تو کیا پچاس برس کے تجربے سے بھی اس قسم کا تصفیہ نہیں ہوا۔ کہ مشرق میں مذہب سے جدا رکھکر اخلاقی تعلیم بالکل بے اثر ہوا کرتی ہے۔ اور اگر نہیں چاہتی تو پھر یہ کج دار و مریز کی پالیسی کس لئے ہے۔ اس سسٹم کو سرے سے حذف کر دینا چاہئے اور بجائے اسکے دوسرے مفید مضامین کی تعلیم پر زور دینا چاہیئے۔

افریقہ میں اشاعت اسلام

افریقہ میں اشاعت اسلام کے متعلق رائٹر ایجنسی کے پیغام کو جو احمدی ۱۷۔ فروری کو لنڈن سے بھیجا ہے اکثر لوگوں نے سرسری نظر سے پڑھکر چھوڑ دیا ہوگا۔ سوڈان میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے تمام یورپ کی طرف سے ایک متحدہ مشن قائم ہے جس نے حال میں ڈاکٹر کارگم کو تمام اس غرض سے روانہ کیا تہا کہ ڈاکٹر صاحب کئی ماہ کے سیروسفر کے بعد واپس آگئے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ بت پرست افریقنوں کو تسخیر کرنیکی جو کوششیں یورپ کر رہا ہے۔ اسکے دوران میں مسلمان تاجر بھی آجاتے ہیں اور انکی کوششیں سرعت کیساتھ افریقہ میں اسلام پھیلا رہی ہیں اور انجامکار تقریباً سارے براعظم کو مسلمان بناکے چھوڑینگے۔" ڈاکٹر صاحب کی رائے میں یہ بات سخت خطرناک ہے۔ انگریزی فرانسیسی حکام معاملہ کی اہمیت کو سمجھتے جاتے ہیں اور وسطی سوڈان میں مسیحیت کے پھیلانیکی سخت ضرورت ہے۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ یورپ اس امر کو کسقدر اہم سمجھ رہا ہے۔ اور رائٹر ایجنسی نے اہمیت بڑہانیکے لیئے تمام دنیا پر اس تقریر کے بتنی اثر ڈالنے کی حاجت کیوں محسوس کی؟ لیکن عبرت خیز امر یہ ہے کہ (۱) دنیا میں اسوقت تبلیغ اسلام کا کوئی باقاعدہ مشن نہیں ہے اور نہ زمانہ کی مخالفت کوششیں اس کام کو چلانیکی اجازت دیتی ہیں باوجود اسکے اسلام خود بخود پھیل رہا ہے۔ اور دنیا میں اپنے آپ جگہ نکالتا جاتا ہے (۲) اسلام میں غیر اقوام کو جذب کرنیکی اسقدر طاقت ہے۔ اور برطانت لا نزال الدنیا تسلم و تقترب من الاسلام دنیا ایک دن یا تو مسلمان ہوگی اور یا اپنے اصول و طرز عمل میں اسلام کے قریب آتی جائیگی اسکے رنگ میں اسقدر رنگی ہوئی ہے کہ باوجودیکہ ممالک یورپ کی جانب سے عیسائیت کی توسیع اشاعت کے لیئے ایک منظم نظام کے تحت میں منظم کوشش ہو رہی ہے۔ بائبل کے ترجمے پانسو زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اور لاکھوں جلدیں مفت تقسیم ہو چکی ہیں تقریباً ۲۰ ہزار مشنری عیسائیت کی تبلیغ کیلئے تنخواہیں پاتے ہیں فارن مشنری چندہ کی مقدار ۵ ۲ کروڑ ڈالر سالانہ تک پہونچ گئی ہے میڈیکل مشنریوں کے ذریعہ سے سالانہ ۳ لاکھ مریضوں کا علاج ہوا کرتا ہے مشن کے ۱۵۰ شفا خانے اور پانسو یتیم خانے اور خیرات خانے جاری ہیں۔ چھ ہزار سیکھ عورتوں اور بچوں کی خدمت کے لیئے موجود ہیں دیسی مشنریوں کی تعداد ۹۰ ہزار ہے جو اپنے ہی ہموطنوں کی ہدایت کے لیئے مامور رہتے ہیں۔ ۳۰ ہزار سکول اور کالجیں جنکو پراٹسٹنٹ مشنری چلا رہے ہیں آرتھوڈاکس و رومن کیتھولک فرقوں کی کارگذاری اسکے علاوہ ہے۔ ۱۶۰ پبلشنگ ہاؤس و پریس ہیں جنمیں ۵۰۰ مسیحی اخبار شایع ہوتے ہیں ہزارہا کالج کے طلبا ہیں جو اب مشن کا کام کر رہے ہیں اور ہزاروں نئے طیار ہوتے جاتے ہیں تبلیغ مسیحیت کے اسقدر عظیم الشان و باقاعدہ وسائل کے ہوتے ہوئے اسلام کا بغیر کسی ضابطہ کی اصولی کوشش کے اسپر فتح پانا اور تمام جایز و ناجایز دنیاوی ترغیبات کے مقابلہ میں محض امر حق کے لیئے ہر طرحکا خارجی دباؤ ... مسلمانوں کا اسلامی تمدن کے آگے سر جھکانا کیا هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله (خدا ہی نے اپنے پیغمبر کو ہدایت و دین حق کیساتھ بھیجا ہے تاکہ اسکو ہر ایک دین پر غالب کرے) کی واضح اور واقعاتی تفسیر نہیں ہے۔

(۳) یہ واقعہ بتا رہا ہے۔ کہ اسلام جب اور جہاں پھیلا ہے اپنی قوت جاذبہ کی وجہ سے پھیلا ہے۔ چین میں کبھی فاتحان اسلام نے فوجکشی کی اور نہ کسی تبلیغی مشن کا انتظام ہوا۔ مگر صرف عرب تاجروں کے اثر سے اسوقت چین میں تین چار کروڑ مسلمان موجود ہیں جزائر غرب الہند میں بہی اسی طرح اسلام پھیلا۔ اور ہندوستان میں بہی جن دنوں سلطان محمود غزنوی کے حملوں کا نام و نشان بہی نہ تہا حضرت سید معین الدین چشتی کے ذریعہ سے اجمیر میں اسلامی تمدن کی اشاعت ہو رہی تہی۔ اور راجپوتانہ کے سینکڑوں شریف ہندو بغیر کسی پولیٹیکل خیال کے اپنے آپ اس تمدن کے گرویدہ ہوتے جاتے تہے۔ یہ سچ ہے کہ مدافعت کی پالیسی یا پولیٹیکل واقعات نے مسلمانوں کو تلوار اٹہانے پر بہی بعض اوقات میں مجبور کر رکہا تہا۔ لیکن اشاعت اسلام کی اصلی غرض ہمیشہ تبلیغ سے پوری ہوئی ہے۔ اور ہو رہی ہے (۴) مسلمان گو خاموش ہیں اور اسلام کے ذریعہ سے کسی قسم کا پولیٹیکل فائدہ اٹہاتے ہیں۔ اور نہ اس مقدس مقصد کو پالیٹکس میں آلودہ کرنا چاہتے ہیں پہر بہی یورپ کن نظروں سے اسلام کو دیکھ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی جانب سے اسکے دل میں کیا کیا خطرات ہیں (۵) مسیحیت کی تبلیغ اور پالیٹکس دونوں باہم اسقدر دست و گریبان ہیں۔ کہ بقول ڈاکٹر کارگم افریقہ میں انگریزی و فرانسیسی مقبوضات کے حکام کو فرایض حکمرانی کے ساتھ اشاعت مذہب کی بہی فکر ہے یعنی ملکت فی کیتہ مذہب ثانی بہی ضروری سمجھتی ہیں اور پہر اسپر کہا جاتا ہے کہ یورپ کے تمدن کو کسی مذہب و ملت سے کوئی علاقہ نہیں ہے ۔

بارسائی کو یقین فقیر کو دو لو نے میں ہم کہیں ہو سے نہ آجائے تبسم مجھکو

دین الحق
یا
ہمارا مذہب

ناظرین یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہونگے اور تحفہ لیا ہے کہ جو احمدی احباب کے لیئے مدت کے غور و تجربہ کے بعد ایکسال کی محنت میں ناچیز خادم الحق نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ عقاید و مذہب و تعلیم کو حضور ممدوح کی کل تصنیفات و تحریرات و تقریرات سے اخذ کرکے بلفظہ مندرجہ عنوان نام رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ حجم دس جزو سے زیادہ تقطیع ۱۸×۲۲ کاغذ چکنا ولایتی ٹائٹل رنگدار چہپائی و لکہائی عمدہ بفضل الٰہی چہپکر طیار ہے۔ ایسی مکمل مجموعے کی جسقدر اہل سلسلہ کو ضرورت تہی وہ کسی بزرگ سلسلہ عالیہ سے مخفی نہیں۔ اب میری واجب التعظیم ذیمقدرت اصحاب کا فرض ہے۔ کہ بہت جلد اسکو غیر احمدیوں میں پہونچائیں اور کم از کم ایک ایک نسخہ اپنے پاس رکہیں کیونکہ مزید وقت یہ بڑا کام دیگا۔ قیمت فی جلد ۸ سجلد کی ۱۰ علاوہ محصول ڈاک جو درخواستیں معہ تفصیل پتہ ذیل پر بہت جلد بلا تامل ارسال فرماویں دس جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت۔

المشتہر قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار الحق دہلی ترا ہا بیرمخان پرانی سبزی منڈی

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح اور آپکا خاندان اور ایسا ہی حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہے۔ اور تبلیغ اور اشاعت دین کے لیئے جوش سے دعاؤں میں مصروف +

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب کا درس باضابطہ ہو رہا ہے پچہلے دنوں اخبار بدر میں جو جاپان میں ایک تجارتی کمپنی کے قیام اور اسکے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے خط و کتابت کرنیکی خبر نکلی تہی۔ اسکی اصلاح تشحیذ الاذہان کے تازہ نمبر میں کی گئی ہے۔ دراصل حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنی دینی مشاغل اور جوش تبلیغ اور تعلیم و تدریس سے اتنی فرصت کہاں کہ آپ کسی ایسے کام کو ہاتھ میں لیں اور نہ آپکی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ آپ دنیا کے کسی کام میں کوئی حصہ لے سکیں۔ اسلیئے احباب ایسی کسی معاملہ کے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے کوئی خط و کتابت نہ کریں۔

(۳) میاں محمد دین صاحب نے بدر میں دیکہا کہ انہیں کسی احمدی بہائی نے چٹہی لکہی ہے جو چونکہ میں انہیں کی ... مضمون یہ ہے۔ سب احمدی برادران نماز تہجد میں سستی نہ کریں۔ حضرت امیر المومنین نے اسکا اشاعت کا حکم دیا ہے بغرض عملدرآمد

(۴) ۵ مارچ کی صبح کو حضرت امیر المومنین نے مسجد النور کی بنیادی اینٹ رکہی (مفصل پہر)

ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس

(نمبر ۴)

جس امر کی طرف مولانا شبلی نے قوم کو متوجہ کرنا چاہا ہے یعنی کسی امیر قوم کا ہونا یہ نہایت ہی ضروری امر ہے۔ اور اسکے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے۔ اور اٹھا رہے ہیں۔ وحدت کی جسقدر ضرورت ہے۔ وہ بدیہی بات ہے۔ مجھے اسپر لمبی بحث کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن وحدت کبھی قائم نہیں ہو سکتی جب تک ایک ہی آواز کے نیچے سب نہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے مختلف طبیعتوں اور مختلف راؤں کے ہوتے ہوئے ایک ہی بات پر سب کو متفق اور ایک کر دینا کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہو سکتا۔ جو معمولی طاقت اور معمولی دانش کا آدمی ہو اور نہ اس مقصد کو کوئی علمی یا مالی قوت ہی حاصل کر سکتی ہے قہری حکمت ایک حد تک اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتی ہے۔ مگر ملنے والوں کا دل اور زبان ایک نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ کیا راہ ہے جس سے ندوۃ العلماء ایک ملائے اعظم کی ساری باتیں منوا دیگی؟ اگر ندوہ کا یہ منشاء ہے کہ امیر المومنین کا منصب ندوہ کو دیدیا جاوے تو یہ امر سنت اسلام میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ کہ ایک جماعت کو امیر المومنین کا منصب کبھی ملا ہو۔ امیر قوم جو قرآن کی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتا ہے

ایک فرد واحد

ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہی فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مٹا سکتا ہے۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے۔ میری غرض علماء کی توہین یا تضحیک نہیں میں ایسے خیال کیلئے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ مگر میں مولانا شبلی اور انکے ہم قافلہ بزرگوں کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ کیا وہ نہیں جانتے علماء کی حالت کیا ہو رہی ہے؟ کس طرح پر اختلافی جھگڑوں اور فروعی نزاعوں پر انکے ہاں جوت بیزار ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک انا خیر منہ کہکر آگے بڑھتا ہے اگر یہ کام صرف آپکے انتخاب اور اتفاق سے ہو سکتا ہے کہ آج ایک شخص کو آپ امیر قوم بنا لیں تو مبارک! مگر میں درد دل سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہوا۔ ہاں یہ تو میں مانتا ہوں۔ اور تاریخ اسلام اور واقعات روان اسکے موید ہیں کہ مسلمانوں کا اتفاق اور انتخاب موید ہو سکتا ہے۔ ورنہ خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جسکو

خدا منتخب کرے

خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور اسی کی آواز میں یہ قوت اور طاقت ہوتی ہے کہ وہ تمام نزاعوں کو ملیا میٹ کر دے۔ اور مفارقت اور مباغضت کو معانقہ اور مصافحہ سے بدل دے اس امر میں آپ میرے ساتھ متفق ہونگے کہ مسلمانوں کی درماندگی شکستہ حالی مذہبی کمزوری عملی غفلت اور ہر قسم کی خرابی حالت اسی رنگ کی ہو رہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کیوقت عرب میں تھی۔

اسوقت ہمیں یہ فائدہ حاصل ہے کہ ہم ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہیں جس نے ہمیں مذہبی آزادی اور مذہبی آزادی کے ساتھ امن اور امن کیساتھ مذہبی فرائض کی بجا آوری اور علوم مذہبی کی تکمیل کے اسباب اور سامان بھی دئے ہیں پھر اگر وہی راہ اسوقت اختیار نہ کیا جاوے تو کوئی فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا یہ معمولی بات نہیں ہے۔ کہ مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح ڈھیر بھرے ہوئے ہیں مگر روح نہیں (الا ماشاء اللہ) خدا تعالیٰ پر وہ ایمان نہیں وہ راستی اور تقویٰ و طہارت نہیں بلکہ بیباکی اباحت دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر ہے۔ پھر باوجود اسبات کے تسلیم کرنے اور مرض مشخص ہو جانیکے الٹا علاج کیوں کیا جاتا ہے۔ کیوں اسی پہلے نسخہ کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا؟

ایک ملائے اعظم کا انتخاب مسلمانوں میں ایک اور مصیبت کا آغاز ہوگا جس شخص کو اس منصب کے لئے منتخب کیا جائیگا انکی مخالفت میں ایک جماعت اٹھہ کھڑی ہوگی اور نیا شغل مسلمانوں کے ہاتھ آ جائیگا اور انکی طاقت اور بھی منتشر ہوگی ندوہ نے اپنے اغراض و مقاصد میں مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا بھی رکھا ہے۔ اسمیں بھی وہ ابتک کامیاب نہیں ہوا کامیاب تو کیا ہونا تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں اسنے قدم بھی نہیں اٹھایا۔

لکھنؤ جو ندوہ کا مرکز اور ہیڈکوارٹر ہے۔ سنیوں اور شیعوں کا اچھا خاصہ رزمگاہ بنا رہا۔ اور اتنا نہو سکا کہ بدزبانیات گورنمنٹ کوئی اصلاح ہو جائے۔

میرے اس قسم کے ریمارکس کے یہ معنی نہیں کہ میں ندوہ کی خدمات اور اسکی ضرورت سے لوگوں کو بے پرواہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میری تحریر کے یہ معنی لئے جاویں تو سخت غلطی اور مجھپر اتہام ہوگا میں ندوہ کو ایک قابل قدر جماعت اور ضروری جماعت تسلیم کرتا ہوں اور مسلمانوں کے لئے اسکے وجود کو ایک مفید شے سمجھتا ہوں۔ اور میں اسے مفیدترین جماعت دیکھنے کا آرزومند ہوں۔ مگر جو بات درست اور صحیح ہو۔ اس سے چشم پوشی کرنیکی پالیسی اسلام نے ہمیں نہیں سکھائی۔

مولانا شبلی نے ملائے اعظم کی تحریک کو بالکل برمحل اٹھایا ہے۔ اور یہی ایک ضرورت ہے۔ جو مسلمانوں کے ذہن نشین کر دینی چاہیئے۔ اگر اس ضرورت کو مسلمان محسوس کریں اور خدا کے فضل سے ہم اسوقت کے متوقع ہیں کہ وہ آئیں ہے تو مسلمانوں کی بخت بیداری میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟

جبکہ اس ضرورت کو ندوہ نے محسوس کیا ہے تو میں اسے اس پیغام حق کے پہنچانے سے رک نہیں سکتا کہ اے ندوہ کے محترم علماء! تمہاری تشخیص درست اور بالکل صحیح ہے۔ یہی علاج قوم کی اصلاح کا ہے۔ لیکن خدا کے لئے ہندوستان بھر میں نظر اٹھا کر دیکھو اور پھر بتاؤ کہ کون شخص تمہیں ملتا ہے جسکی آواز پر قوم لبیک کہنے کو طیار رہو اور پھر وہ شخص بجائے خود ایسی پوزیشن رکھتا ہو کہ اسکے دل میں اسلام کا درد اور اسکی اشاعت کیلئے جوش ہو مختلف گدیوں اور خانقاہوں میں بعض ایسے بزرگ تمہیں مل سکتے ہیں جو اپنے ہزاروں لاکھوں مریدوں کا ایک دائرہ اور حلقہ رکھتے ہیں لیکن یہہ دیکھنا تمہارا کام ہے۔ کہ انکے وجود سے اسلام کی تائید اور اشاعت کا کام کیا ہو رہا ہے۔ جہاں تم یہ موازنہ کرو وہاں تمہارا فرض ہے کہ تم سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بھی مدنظر رکھو اس سلسلہ نے ایک وحدت پیدا کی اور جو ضرورت تم آج محسوس کرتے ہو یہ خدا کے ہی فضل اور تائید سے اسکا پورا سامان رکھتا ہے یعنے وہ ایک خلیفہ اور ایک وجود مفترض الطاعۃ مطاع باذن اللہ کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور پھر جو کام وہ اندرونی اصلاح اور بیرونی تبلیغ و اشاعت کا کر رہا ہے۔ وہ تم سے مخفی نہیں ہے مگر ضد اور عداوت کا برا ہو کہ اسے ہی قابل ملامت ٹھہرایا گیا اگر روح اور راستی سے اس سلسلہ کے کام کو دیکھا جاوے تو وہ تمہیں ایک اسوہ حسنہ نظر آئیگا پس

مقتداطریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطباء بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں **اس دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے کیونکہ** اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار رہتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بعض رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی** اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ طبیہ و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔**

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ **یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے**

نوٹ:۔ ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوت کو ترقی دینے والی دوا ہے۔ مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل صرف نصف تولہ عمہ

فہرست ادویات مفت

ٹھیک الفاظ پتہ لکھیے: **ہندوستانی دواخانہ دہلی ۔ میڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

[illegible]

صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو ... [illegible]

[illegible]

پنجاب کا سب سے بڑا اور مشہور کارخانہ ہارمونیم باجہ

سریلے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے۔ قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳- اسٹاپ

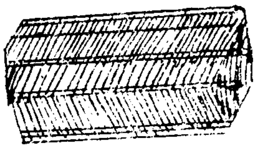

مبتدیون کے لئے مفید

جو شایقین باجہ سیکھنا چاہین انکو یہی سیکھنا چاہئیے اسمین سر دستی ایک سٹ ہوتا ہی قیمت درجہ اول ۱۵ روپیہ درجہ دوم ۱۲ روپیہ

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴- اسٹاپ

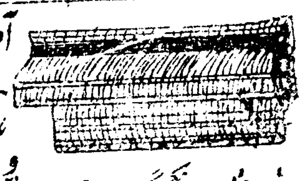

آواز نہایت ہی سریلی و بلند

اسمین دو سٹ سر دستی کے ہوتے ہین قیمت درجہ اول ۳۵ روپیہ درجہ دوم ۲۹ روپیہ

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

خواہ کرسی پر بیٹھکر بجائین خواہ فرش پر بیٹھکر اسکی قیمت درجہ اول ۵۰ روپیہ درجہ دوم ۴۰ روپیہ۔ نوٹ:- ہمراہ فرمایش ہر ایک باجہ پانچ روپیہ آنے چاہئیں، نزدیکی ریلوے سٹیشن کا نام لکھنا چاہیے۔

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم	۱۲ر
رہبر ہارمونیم	۱۲ر
ہارمونیم استاد	۸ر
کلید ہارمونیم	۴ر
ہارمونیم دو حصہ	۸ر
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ	فی حصہ ۴ر
ہارمونیم درست کرنیکی کتاب	۸ر
طبلہ سیکھنے کی کتاب	"
ستار سیکھنے کی کتاب	۵ر

ملنے کا پتہ

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستین ذیل کے پتہ بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئے۔

بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹس مین حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چھ پارے شایع ہو چکے ہین قیمت ہر ایک ۸ر

تفسیر سورہ بقر مکمل تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہارونکی گرم بازاری مضمونونکی تیز و طراری مریضون کی آہ و زاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے۔ ہم پہلے دوا مفت دیتے ہین اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس مین بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان نوجوانون مختلف قسم کی بدکاریون کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ مین نے اس امراض کے دفعیہ کیلئے لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ ہمارا یہ کام نہایت قیمتی جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریون سے یہ امراض لاحق ہوتے ہین اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائین انشاء اللہ وہ اسکو پائینگے قیمت چھ ماشہ عاہر

سرمہ سلیمانی آنکھونکی کل بیماریونکو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتونکی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ طب گڑھ ضلع دہلی

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزارہا لاکھون شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ مین دیا ہے اس نے لاکھون بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہین وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے زرخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نقلی ہی گیر ایملشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ کی شناخت کانٹا ن ہے ہاتھہ سے چھوا نہین جاتا۔

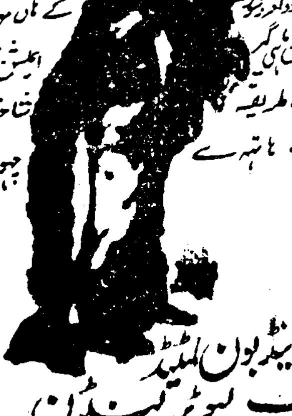

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ نیوکانگ ہاؤس لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کے لئے یہہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہہ التزام کیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہین جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہو کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان

اسپر عمل کرنیکو طیار ہوجائے اور توجہ کرے اگر ایسا نہ کریگا تو واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ کا مصداق ہوکر ہر نیکی کی تحریک سے بتدریج محروم ہوجائیگا۔

قرب الہی کا دوسرا ذریعہ یہ پکی بات ہے۔ کہ جب انسان نیکی کی تحریکوں کو ضائع کرتا ہے تو پھر وہ طاقت وقت فرصت اور موقعہ نہین ملتا۔ اگر انسان اسوقت متوجہ ہوجاوے تو معًا نیک خیال کی تحریک ہوتی ہے۔ چونکہ اس خواہش کا محرک محض فضل الٰہی سے ملک ہوتا ہے۔ جب انسان اسکی تحریک پر کاربند ہوتا ہے۔ تو پھر اس فرشتہ اور اسکی جماعت کا تعلق بڑہتا ہے۔ اور پھر اس جماعت سے اعلیٰ ملائکہ کا تعلق بڑہنے لگتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوجاتا ہے ایک حدیث مین صاف آیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے پیار کرتا ہے تو جبرئیل کو آگاہ کرتا ہے تو وہ جبرئیل اور اسکی جماعت کا محبوب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر درجہ بدرجہ وہ محبوب اور مقبول ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ وہ زمین مین مقبول ہوجاتا ہے۔ یہہ حدیث اسی اصل اور راز کی حل کرنیوالی ہے جو مینے بیان کیا ہے۔ ایمان بالملائکہ کی حقیقت پر غور نہیں کی گئی اور اسکو ایک معمولی بات سمجھ لیا جاتا ہے۔ یاد رکہو کہ ملائکہ کی پاک تحریکوں پر کاربند ہونے سے نیکیوں مین ترقی ہوتی ہے یہانتک کہ انسان اللہ تعالیٰ کا قرب اور دنیا مین قبول حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے نیکیوں کی تحریک ہوتی ہے مینے کہا ہے کہ بدیوں کی بہی تحریک ہوتی ہے اگر انسان اسوقت تعوذ استغفار سے کام نہ لے دعا پر نہ مانگے لاحول نہ پڑھے تو بدی کی تحریک اپنا اثر کرتی ہے۔ اور بدیوں مین مبتلا ہوجاتا ہے۔ پس جیسے یہ ضروری ہے کہ ہر نیک تحریک کے ہوتے ہی اسپر کاربند ہونیکی سعی کرے اور سستی اور کاہلی سے کام نہ لے۔ یہ بہی ضروری ہے کہ ہر بد تحریک

پر فی الفور استغفار کرے لاحول پڑھے درود شریف اور سورۃ فاتحہ پڑھے اور دعائیں مانگے۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایمان باللہ کے بعد ایمان بالملائکہ کو کیوں رکھا ہے۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ساری سچائیوں اور پاکیزگیوں کا سرچشمہ تو جناب الٰہی ہی ہے مگر اللہ تعالےٰ کے پاک ارادے ملائکہ پر جلوہ گری کرتے ہین اور ملائکہ سے پاک تحریکیں ہوتی ہین ان نیکی کی تحریکوں کا ذریعہ دوسرے درجہ پر چونکہ ملائکہ ہین اسلئے ایمان باللہ کے بعد اسکو رکھا۔

ملائکہ کے وجود پر زیادہ بحث کی اسوقت حاجت نہین یہہ تحریکین ہی ملائکہ کے وجود کو ثابت کر رہی ہین۔ اسکے علاوہ لاکھوں لاکھ مخلوق الٰہی ایسی ہے جسکا ہمکو علم بھی نہین اور نہ انپر ایمان لانیکا ہمکو حکم ہے۔ اس کے بعد تیسرا جزو ایمان کا ایمان بالکتب ہے براہ راست مکالمہ اول فضل ہے پہر ملائکہ کی تحریک پر عمل کرنا اسکے قرب کو بڑھاتا ہے۔ انکے بعد کتاب اللہ کے ماننے کا مرتبہ ہے کتاب اللہ پر ایمان بھی اللہ کے فضل اور ملائکہ ہی کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب پر عملدرآمد جو سچے ایمان کا مفہوم اصلی ہے۔ چاہتا ہے۔ محنت اور مجاہدہ چنانچہ فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہم مین ہو کر مجاہدہ اور سعی کرتے ہین۔ ہم انپر اپنی راہین کھول دیتے ہین یہ کیسی سچی اور صاف بات ہے۔ میری سمجھہ مین نہین آتا۔ کیوں اختلاف کے وقت انسان مجاہدات سے کام نہین لیتا۔

کیون ایسے وقت انسان دبتا اور تردد مین پڑتا ہے۔ اور جب یہ دیکھتا ہے۔ کہ ایک کچھہ فتوےٰ دیتا ہے۔ اور دوسرا کچھہ تو وہ گھبرا جاتا ہے۔ اور کوئی فیصلہ نہین کر سکتا۔ کاش وہ جاھدوا فینا کا پابند ہوتا۔ تو اسپر سچائی کی اصل حقیقت

کہلجاتی مجاہدہ کے ساتھ ایک اور شرط بھی ہے۔ وہ تقویٰ کی شرط ہے۔ تقویٰ کلام اللہ کے لیئے معلم کا کام دیتا ہے۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ
اللہ کی تعلیم تقویٰ پر منحصر ہے۔ اور اسکی راہ کا حصول جہاد پر۔ جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ مین سعی اور جہاد اور تقویٰ اللہ سے روکنے والی۔

ترقیات کا مانع

ایک خطرناک غلطی ہے جس میں اکثر لوگ مُبتلا ہو جاتے ہین اور وہ یہ ہے۔ فرحوا بما عندھم من العلم
کسی قسم کا علم جو انسان کو ہو وہ اسپر ناز کرلے اسی کو اپنے لیئے کافی اور راحت بخش سمجھے تو وہ سچے علوم اور اسکے نتائج سے محروم رہجاتا ہے۔ خواہ کسی قسم کا علم ہو وجدان کا سائینس کا صرف و نحو کا یا کلام یا علوم غرض کچھہ ہی ہو انسان جب انکو اپنے لیئے کافی سمجھہ لیتا ہے۔ تو ترقیون کی پیاس مٹ جاتی ہے۔ اور محروم رہتا ہے راستباز انسان کی پیاس سچائی سے کبھی نہین بجھہ سکتی بلکہ ہر وقت بڑھتی ہے اسکا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ کہ ایک کامل انسان اعلم باللہ۔ اتقی اللہ خشی للہ جسکا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کے سچے علوم معرفتین سچے بیان اور عملدرآمد مین کامل تہا۔ اس سے بڑھکر اعلم۔ اتقی اور اخشی کوئی نہین۔ پہر بہی اس امام المتقین اور امام العالمین کو یہ حکم ہوتا ہے۔ قل رب زدنی علماً۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ سچائی کے لیئے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور یقین کی راہون اور علوم حقہ کی لیئے اسی قدر پیاس انسان مین بڑہے گی جسقدر وہ نیکیوں اور تقویٰ مین ترقی کرے گا جو انسان اپنے اندر اس پیاس کو بجہا ہوا محسوس کرے اور فرحوا بما عندھم من العلم کے آثار پائے اسکو استغفار اور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ خطرناک مرض مین مبتلا ہے۔ جو اس کے لیئے یقین اور معرفت کی راہونکو روکنے والی ہے ؎

یہہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں سنتا ہے مگر بولتا نہیں وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اسکی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہو گی وہی وحدہٗ لاشریک ہے جسکا کوئی بیٹا[۱] نہیں اور جسکی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جسکا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جسکا کوئی ہمتا[۲] نہیں اور جسکا کوئی ہم صفات نہیں اور جسکی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے[۳] باوجود دور ہونیکے اور دور ہے باوجود نزدیک ہونیکے وہ تمثیل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے۔ مگر اسکے لیئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ وہ سب[۴] سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اسکے نیچے کوئی اور ہے اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں وہ مجمع ہے۔ تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدا[۵] ہے تمام فیض کا اور مرجع ہے ہر شئی کا اور مالک ہے ہر ملک کا اور متصف ہے ہر کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے[۶] اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسکی عبادت کریں اور اسکے

---

[۱] اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ترجمہ یعنی خدا کا بیٹا کہاں ہوگا جب کہ اسکی جورو ہی کوئی نہیں [۲] لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ترجمہ۔ خدا تعالیٰ کسی چیز کی مانند وہ سنتا دیکھتا ہے +

[۳] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ صُوْرَۃِ اَمْرَدٍ +

[۴] ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم

[۵] لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض ولا اصغر

آگے کوئی بہی بات اَن ہونی نہیں تمام روح اور انکی طاقتیں اور تمام ذرات اور انکی طاقتین اس کی پیدائش ہین۔ اسکے بغیر کوئی چیز نہیں ہوتی وہ اپنی قدرتون اور اپنے شانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے۔ اور اسکو اس کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہین۔ اور وہ راستبازون پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اور اپنی قدرتیں انکو دکہلاتا ہے۔ اس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور اس سے اسکی پسندیدہ راہ شناخت کیجاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکہوں کے وہ سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے اس طرح نیستی سے ہست کرنا اسکا کام ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ خواب کے نظارہ مین بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے۔ اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکہلا دیتا ہے۔ پس اس طرح اسکی تمام قدرتیں ہین نادان ہے وہ جو اسکی قدرتوں سے انکار کرے اندہا ہے وہ جو اسکی عمیق طاقتوں سے بیخبر ہے وہ سب کچہہ کر سکتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ بغیر ان امور کے جو اسکی شان کے مخالف ہین یا اسکے مواعید کے برخلاف ہیں اور وہ واحد ہے۔ اپنی ذات مین اور صفات مین اور افعال مین اور قدرتوں مین ؎

اللہ تعالےٰ پر ایمان کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے جو کچہہ بیان فرمایا ہے۔ وہ ناظرین پڑہ چکے۔ اسکے بعد اب مین مناسب سمجہتا ہون۔ کہ آپ کے جانشین اور خلیفہ بلافصل حضرت مولوی حافظ حاجی نورالدین سلمہ اللہ نے جو تعلیم دی ہے۔ اسے بہی یہان دیدیا جاوے اگرچہ حضرت کے مذہب کے بیان کر دینے کے بعد اسکی ضرورت نہ تہی مگر محض اس خیال سے تاکہ اچہی طرح پر کہلجاوے کہ جو تعلیم حضرت مسیح موعود مغفور نے دی تہی اس کی ہی تائید حضرت خلیفۃ المسیح نے کی ہے۔ میں آپ کی تقریر میں سے ہستی باریتعالیٰ اور

ایمان باللہ کے تعلق کچھ بیان کرنا اپنا فرض اور اس کتاب کا جزو اعظم سمجھتا ہون حضرت خلیفۃ المسیح نے آیت لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی پر ایک مرتبہ عید الفطر کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا تھا۔ اس خطبہ مین الدّین کی جو تشریح فرمائی۔ اس مین ایمانیات کے جملہ مراتب کو آپ نے ظاہر کر دیا تھا۔ اسلیئے مین اس حصہ کو درج کر دیتا ہون اس سے ایمان باللہ ایمان بالملائکہ۔ ایمان بالکتب ایمان بالرسالت پر مختصراً بحث کی ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ یہ اقتباس بھی دقیقہ رس اور خدا ترس ناظرین کو صحیح نتیجہ پر پہونچنے مین مدد دیگا۔

اَلدِّین

اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب مین جو دین کی توضیح اور تفسیر فرمائی ہے وہ یہ ہے ان الدّین عند اللہ الاسلام۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دین کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے۔ الاسلام اپنی ساری قوتون اور طاقتوں کے ساتھ اللہ کا فرمانبردار ہو جائے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو لے اور اسپر روح اور راستی سے عملدرآمد کرے دین کے تعلق جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سوال کیا ہے۔ اور آپؐ نے صحابہ کرام کو بلکہ ہمکو آگاہ کیا ہے۔ کہ یہ جبرئیل تھا اتاکم لیعلمکم دینکم پس دین کی حقیقت اور اسکا صحیح اور سچا مفہوم وہ ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت بیان فرمایا الاسلام کے معنے یہ ہین سر رکھدینا جان سے دل سے اعضا سے مال سے غرض ہر پہلو اور ہر حالت مین اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری کرنا دین کے لیئے اللہ تعالےٰ نے بہت سی چیزین عطا فرمائی ہین۔ جن کے ذریعہ ہم اسکی کامل اطاعت فرمانبرداری اور وفاداری کا اظہار کر سکتے ہین۔ اور پھر انکے ذریعہ اندرونی قوتون پر حکمرانی کر سکتے ہین۔ اور انکو الٰہی فرمانبرداری مین لگا سکتے ہین غرض دین کی اصل حقیقت جو قرآن شریف نے پہلے بتائی ہے وہ مختصر الفاظ

۳۰ مارچ ۱۹۱۰ء

مین کامل وفاداری سچی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری ہے +

الدین کا پہلا رکن یعنی ایمان

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کے توسط سے جو کچھہ صحابہ کو اور ہمکو سکہایا ہے۔ وہ ان سوالات مین بیان ہوا ہے جو صحابہ کی موجودگی مین جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے اور جن کی اصل غرض لیعلمکم دینکم تہی ان مین سے پہلا یہ ہے۔ ما الایمان یا رسول اللہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ فرمایا؟ ان تومن باللہ ایمان کی عظیم الشان اور پہلی جزو ایمان باللہ ہے۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ ایمان کا سرچشمہ اور اسکی ابتدا اللہ پر یقین کرنے سے شروع ہوتی ہے؟ ایمان باللہ کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کو جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّٰی اور تمام بدیون اور نقایص سے منزہ یقین کرنا اور اسکے سوا کسی شے سے کوئی امید وبیم نہ رکہنا اور کسی کو اسکا ند اور شریک نہ ماننا یہ ایمان باللہ ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے موصوف یقین کرتا ہے تو ایسے خدا سے وہی قرب اور تعلق پیدا کرسکتا ہے جو خوبیوں سے موصوف اور بدیون سے پاک ہوگا۔ پس جس جس قدر انسان فضائل کو حاصل کرتا۔ اور رزائل کو ترک کرتا ہے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے قرب کے مدارج اور مراتب کو بڑہاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ولایت میں آتا جاتا ہے۔ کیونکہ پاک کو گندی کے ساتھہ قرب کی نسبت نہیں ہوسکتی اور جون جوں رزایل کی طرف جہکتا

حصول قرب الٰہی کا ذریعہ

اور فضایل سے ہٹتا ہے۔ اسیقدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہوکر اس کے فیضان ولایت سے دور اور مہجور ہوتا جاتا ہے۔

یہ ایک قابل غور اصل ہے۔ اور اسکو کبہی بہی ہاتہہ سے دینا نہیں چاہیئے صفات الٰہی پر غور کرو۔ اور وہی صفات اپنے اندر پیدا کرو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ

قربِ الٰہی کی راہ قریب ہوتی جائیگی اور اسکی قدوسیت اور سبحانیت تمہاری پاکیزگی اور طہارت کو اپنی طرف جذب کریگی بہت سے لوگ اس قسم کے ہین جو خود ناپاک اور گندی زیست رکھتے ہین اور پھر کہتے ہین کہ کیوں ہمکو قربِ الٰہی حاصل نہین ہوتا وہ نادان نہین جانتے کہ ایسے لوگوں کو قربِ الٰہی کیونکر حاصل ہو جو اپنے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا نہین کرتے قدوس خدا ایک ناپاک انسان سے کیسے تعلق پیدا کرے۔

ایمان بالملائکہ کی فلاسفی

ایمان باللہ کے بعد دوسری جزو ایمان کی ایمان بالملائکہ ہے۔ ایمان بالملائکہ کے متعلق مجھے اللہ تعالےٰ نے یوں سمجھا دی ہے۔ کہ انسان کے دل پر ہر وقت ملک اور شیطان نظر رکھتے ہین اور یہ امر ایسا واضح اور صاف ہے۔ کہ اگر غور کرنیوالے کی فطرت اور طبیعت رکھنے والا انسان ہو تو بہت جلد اسکو سمجھ لیتا ہے۔ بلکہ موٹی عقل کے آدمی بھی معلوم کر سکتے ہین۔ اور وہ اس طرح پر کہ بعض وقت یکایک بیٹھے بٹھائے انسان کے دل مین نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ یہانتک کہ ایسے وقت بھی تحریک ہو جاتی ہے۔ جبکہ وہ کسی بڑی بدی اور بدکاری مین مصروف ہو مینے ان امور پر مدتون غور کی اور سوچا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے دل کی مختلف کیفیتون اور حالتوں سے آگاہ ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کبھی اندر ہی اندر کسی خطرناک بدی کی تحریک ہو رہی ہے۔ تو پھر محسوس کرتا ہے کہ معاً دل میں رقت اور نیکی کی تحریک کا اثر پاتا ہے یہ تحریکات نیک یا بد جو ہوتی ہین بدون کسی محرک کے تو ہو نہین سکتی ہین پس یہ وہی بات ہے۔ جو مینے ابھی کہی ہے۔ کہ انسان کے دل کی طرف ملایکہ اور شیاطین نظر رکھتے ہین پس ایمان بالملایکہ کی اصل غرض یہ ہے کہ ہر نیکی کی تحریک پر جو ملایکہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ کبھی کسل و کاہلی سے کام نہ لے تو فوراً

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہاے اشاعۃ

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی [illegible] الامان بینی

قیمت جو ہر حال مین [illegible] جائے گی

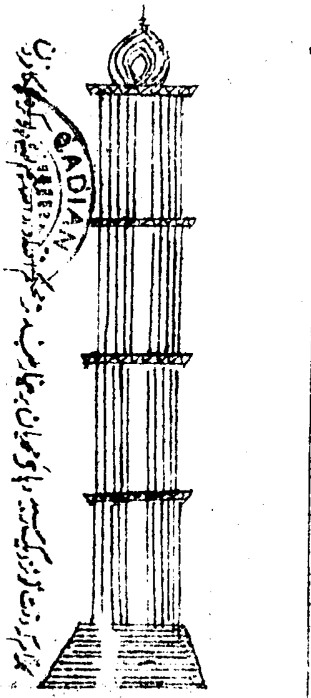

نمبر ۹ قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ سنہ ہجری المقدس جلد ۱۵

اطلاع

[illegible]

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ

خدا کا شکر ہے کہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء سے مفت اخبار لینے والونکے نام الحکم جاری کر دیا گیا ہے اور جدید درخواستین آتی رہینگی انکی تعمیل انشاء اللہ ساتھ ساتھ ہوتی رہے گی۔ اب ناظرین مربیان الحکم کا فرض ہوگا کہ وہ اس سلسلہ کو پوری کوشش اور توجہ سے جاری رکہین جن لوگونکے نام اخبار مفت جاری کیا گیا ہے انکا فرض ہے کہ وہ حسب مقدرہ پانچ دوسرے شخصونکو الحکم سنا دین نہین یہ بہی معلوم رہے کہ سر دست یہ پرچہ انکے نام تین ماہ کے لئے جاری کیا گیا ہے تین مہینے کے بعد یا تو انہین صرف محصول ڈاک دینے کی تحریک کیجاویگی۔ یا اور نئے شخصونکے نام جاری کر دیا جاوے کیونکہ مفت اخبار لینے والونکے متعلق دو تجویزین ہین۔ اول یہ کہ انکو بجائے مفت کے محصول ڈاک پر دیا جاوے اس طرح ہر چار شخصون کے ذریعہ ایک اور شخص کے نام مفت جاری ہو سکے گا۔ اور یا ہر تین ماہ کے بعد نئے شخصونکے نام جاری کیا جایا کرے بہر حال دونون تجویزین زیر غور ہین۔ اور تین مہینے کے تجربہ کے بعد ایک یا دوسری تجویز قطعی قرار دیجاویگی۔

۸ مارچ تک مندرجہ ذیل بزرگون نے اس فنڈ مین ایک ایک پرچہ کی قیمت بہیجدی ہے۔

(۱) بابو محمد بخش صاحب سٹیشن ماسٹر	(۱ پرچہ)
(۲) شیخ ہاشم علی صاحب گرداور	(۱ پرچہ)
(۳) شیخ محمد حسین صاحب بی۔ اے انسپکٹر	(۱ پرچہ)

کل میزان ۵۰ پرچہ باقی ۴۳

تعداد پرچہ جات مفت جاری شدہ ۴۵ باقی ۱۲

۸ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء تک الحکم کے قدیم سرپرستون کی طرف کسی نے کوئی جدید خریدار نہین بہیجا۔ البتہ **۵ آدمی** صرف اپنی درخواستون پر الحکم کے حلقہ خریداری مین داخل ہوئے۔

مین اب صرف ہر ہفتہ معمولی رپورٹ دینے پر اکتفا کرونگا (انشاء اللہ العزیز) تفصیلی تحریکین بار بار کرنے کی ضرورت نہین جو صاحب پورے ایک پرچہ کی قیمت نہین دے سکتے۔ وہ سہ ماہی ششماہی نو ماہی جتنے عرصہ کیلئے دیسکتے ہین دین تاکہ ہر خریدار الحکم کا اس کار خیر مین شامل ہو جاوے اسی طرح خریدار مہیا کرنے مین سعی کرنی چاہیئے ✦

خادم قوم یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

سالانہ جلسہ کے متعلق آخری اعلان

سالانہ جلسہ میں اب صرف الیوم باقی ہیں اور اس اخبار کے پہونچنے کے بعد غالباً ایک ہی ہفتہ باقی رہجائیگا۔ اگلا اخبار ایسے وقت پر ناظرین الحکم کو مل سکیگا۔ جب کہ وہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر شمولیت کے لیئے آنیکو روانہ ہو چکے ہونگے یا ہونیوالے ہونگے۔ اسلیئے مجہو جوکچہہ اپنے ناظرین کے ذہن نشین کرنا ہے۔ وہ اسی پرچہ میں عرض کردینا چاہیئے۔

قادیان آنے کی غرض یہ ہرگز نہیں ہے۔ کہ ہم ہزاروں آدمیونکا اجتماع دنیا کو دکہائیں اس میں شک نہیں کہ **قادیان** کو اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لیئے منتخب کیا ہے۔ کہ یہاں لوگوں کا اجتماع ہو اور جس پاک **وجود** کی بعثت نے اسے یہ عزت دی ہے۔ اس سے وعدہ ہوچکا ہے۔

یاتون من کل فج عمیق

لیکن ان آنیوالے لوگوں کی غرض اور مقصود سفلی اغراض نہیں ہوسکتے اور نہ اس ضرورت کے لئے یہ جگہ منتخب کی گئی تہی بلکہ اس جگہ ایک **معلم** پیدا کیا گیا جو اسلام کا **مجدد اعظم** ہے اس اُمت محمدیہ کے گمراہ شدہ لوگوں کے لیئے وہ **مہدی** تہا اور روحانی بیماریوں کا **مسیحا**۔

اسلئے اس جلسہ کی غرض بجائے خود جوکچہہ ہی مقرر کی تہی اسے ایک سے زیادہ مرتبہ دوہرایا گیا ہے۔ لیکن وہ پہر بہی ایسی ہی ہے۔ کہ اسے دوہراتے رہیں۔

اس جلسہ کو حضرت مسیح موعود مغفور نے جس غرض کے لئے جاری کیا تہا۔ وہ آپ ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو۔ کہ بیعت کرنیسے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹہنڈی ہو۔ اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجاوے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جاوے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہوجاوے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکہنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبہی کبہی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پہر ملاقات کی پرواہ نہ رکہنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کیطور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لیئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا۔ کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹہا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابہی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکہ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جاویں جسمیں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ **۲۷۔ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک** قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷۔ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سُننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونیکے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے **حقایق اور معارف** کے سنانیکا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور **معرفت** کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لیئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کیجائیگی۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لیئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انمیں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بہی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بہائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بہائیوں کے مُنہ دیکہہ لینگے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوگا۔ اور جو بہائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا۔ اس جلسہ میں اسکے لئے دعائے مغفرت کیجائیگی۔ اور تمام بہائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنیکے لئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹہا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کیجائے گی اور روحانی جلسہ میں اور بہی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے ؛

لیکن جبکہ پہلے ہی جلسہ کے بعد حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح (اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض سے تا دیر ہمکو اور اہل عالم کو متمتع کرے آمین) نے جوان ایام میں ہم سب کے بہائی تہے بعض نقص دیکہے اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت کو جلسہ کے التوا کا اعلان دینا پڑا۔

اس **اعلان التوا** سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت **مسیح موعود مغفور فی الحقیقت** اللہ ہی کی طرف سے مامور تہے کیونکہ اگر وہ اس **اجتماع** کو اپنی کسی غرض اور مقصد کے نیچے کرتے تو اسکے التوا کا اعلان نہ دیتے دوسرے ہمارے موجودہ امام حضرت **امیر المومنین** کی ایمانی فراست اور حضرت مسیح موعود مغفور کو آپ سے جو محبت تہی اسکا **اندازہ** ہوتا ہے کہ آپ کی رائے کو کیسا صائب اور درست سمجہتے تہے۔

بہرحال وہ **التوا** بہی اصلاح قوم کے لیئے **تازیانہ** اور اغراض **اجتماع** کو عملی رنگ میں پورا کرنیکا ذریعہ تہا۔ پہر وہ جلسہ ہونے لگا اور حضرت کی زندگی اور آپ کے وصال کے بعد ڈسمبر کی آخری تاریخوں میں ہی ہوتا آیا مگر اس سال بعض وقتی ضرورتوں کے ماتحت اسکی تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ آئندہ مستقل طور پر یہی تاریخیں رہیں یا ڈسمبر ہی کے آخری ایام مقرر ہوں۔ اس خیال سے کہ وہ **حضرت کی گونہ یادگار رہیں**۔ جن اغراض کے ماتحت یہ تاریخیں تبدیل ہوئی تہیں انمیں سے ریلوے کے کرایہ کی رعایت بہی تہی۔ جو اس سال بہت ہی کم گویا نہ ہونیکے برابر ملی ہے۔ اور اگر یہی طرز عمل رہا تو آئندہ مجہے امید نہیں کہ مل سکے بہرحال جلسہ اب قریب ہے۔

جن اسباب کی بناء پر التوا ہُوا تہا۔ اسلیئے سب سے اول اسبات کا خیال ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اسوقت تو بجائے خود وہ باوجود

اپنی پاک ذمہ داری رکھتا ہے جس نے اسوقت اس دقت کو محسوس کیا تھا اور اسکے محبوب مولا اور آقا نے اس کی مشورت کو قابل قدر سمجھا تھا پس جس اسوہ اور اصول کو مدنظر رکھکر آپ **قادیان** کا سفر کرین وہ حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ مین یہہ ہین۔

مین سچ سچ کہتا ہون کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہین ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہرا لے اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے۔ اور مین باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہون تا وہ اسپر بیٹھ نجاوے۔ تو میری حالت پر افسوس ہے۔ اگر مین نہ اٹھون اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اسکو نہ دون اور اپنے لیئے فرش زمین پسند نہ کرون۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے۔ تو میری حالت پر افسوس ہے۔ اگر مین اسکے مقابل پر امن سے سو رہون اور اسکے لیئے جہانتک میرے بس مین ہے آرام پہنچانیکی تدبیر نہ کرون۔ اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھہ سے کچھہ سخت گوئی کرے۔ تو میری حالت پر حیف ہے۔ اگر مین دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤن بلکہ مجھے چاہیئے۔ کہ مین اسکی باتون پر صبر کرون اور اپنی نمازون مین اسکے لیئے رو رو کر دعا کرون کیونکہ وہ میرا بھائی ہے۔ اور روحانی طور سے بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہین چاہیئے کہ مین اس سے ٹھٹھا کرون یا چین بجبین ہو کر تیزی دکھاؤن یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کرون۔ کہ یہ سب ہلاکت کی راہین ہین۔ کوئی سچا مومن نہین ہو سکتا۔ جب تک اسکا دل نرم نہو۔ جب تک وہ اپنے تئین ہر یک سے ذلیل نہ سمجھے اور ساری شیخیتین دور نہ ہو جائین خادم القوم ہونا مخدوم ہونے کی نشانی ہے۔ اور غریبون سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونیکی علامت ہے اور بدی کا نیکی کیساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہین اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔

اس اصول اور اسوہ کے بیان کرنیکے بعد مین چند ضروری امور کی طرف آپکو متوجہ کرتا ہون۔ میرے اپنے خیال اور سمجھہ مین اس قابل ہین کہ انپر ہر فرد قوم بجائے خود غور کرے خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ قادیان کی سرزمین پاک مین آتے ہین۔ اور محض

روحانی اصلاح اور بھلائی کیلئے آتے ہین

سب سے اول جس امر کی طرف باہر سے آنیوالے احباب کو متوجہ رہنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو اسکے ساتھی اور رفیق کو آرام ملے اگر ہر شخص اسی اصل کو مدنظر رکھہ لیگا تو نہ صرف یہی ہوگا۔ کہ وہ خدا کے فضل سے یقیناً آرام پائیگا بلکہ اسے ایثار اور مروت اسے اخلاق فاضلہ کی توفیق ملیگی۔ اور اس طرحپر اسے اپنی قوتون پر حکومت کا موقع ملیگا کیونکہ بڑے بڑے مجمعون مین جہان کئی قسم کی فروگذاشتیں ممکن نہین بلکہ یقینی ہوتی ہین انسان کے جذبات مین بعض اوقات اپنے ہمنشین کی طرف سے یا کسی ایک یا دوسرے امر کیوجہ سے کوئی امر خلاف طبیعت معلوم ہوتا ہے لیکن جب وہ محض رضائے الٰہی کے لیئے

اس جوش کو دباتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے خاص توفیق اور برکت دیتا ہے۔ انسان کی تمام مخفی قوتون اور طاقتون کا **علم امتحان** ہی کیوقت ہوتا ہے۔ پس

اخلاقی امتحان

کے لیئے یہ مجمع خاص طور پر مفید اور مؤثر ہو سکتا ہے اور انسان بہت کچھہ ترقی کر سکتا ہے۔ اسلیئے ہر شخص کو اپنی جگہ یہی سمجھہ لینا چاہیئے۔ کہ

وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے

یا وہ تو **میزبان** ہے اور اسکا بھائی **مہمان**۔ جس کی خاطر اسے **عزیز** اور **محبوب** ہے۔

یہان کے لوگ جو مہاجر ہین اور جنہین اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے محسن و مخدوم آقا کے قدمون مین رہنے کا موقع دیا ہے۔ وہ بجائے خود اپنی اپنی استطاعت کے موافق آپ کی خدمت کو آمادہ ہونگے لیکن آخر وہ **آدم زاد** اور کمزوریون کا شکار ہین امید ہونی چاہیئے کہ کم از کم اس خیال سے ہی کہ

اللہ تعالےٰ نے انہین مہاجر ہونیکی عزت دی

انکی غلطیون اور کمزوریون پر نگاہ نہ کینگے۔ اور

انہین کوچہ محبوب کے ساکنین

سمجھکر اور اپنے آقا کا **روحانی مقصد** یقین کر کے ایسی فروگذاشتون کی پرواہ بھی نہ کرین گے۔ اور اس امر کو بخوبی یاد رکھین گے کہ ایسا کرنے سے **آپ کے اخلاق** کا معیار بہت اونچا ہو جائیگا اور اگر اس کی پرواہ نہ کیگئی تو خدا نہ کرے پھر ہم

اصل مقصد کو کھوئین گے

اس کے بعد جس امر کی طرف میں آپ کو متوجہ کرتا ہون وہ یہ ہے۔ کہ اگر ہم یہان جمع ہون۔ اور کچھہ وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی باتین سنین اور کچھہ بزرگان قوم کی تقریرون سے فائدہ اٹھائیں اور پھر عام طور پر میلے کی طرح ادہر ادہر پھر کر وقت پورا کرلین۔ تو مین سمجھتا ہون کہ **وقت کے اس حصہ کو ضائع کرنا ہوگا۔**

ہمارا کام دو حصون مین تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک **شخصی مفاد** یعنی ذاتی اصلاح دوسرے **قومی مفاد** یعنی ان امور پر توجہ کرنا جو قوم کی بہتری اور بھلائی سے وابستہ ہین۔ امر اول کے لیئے حضرت **امیر المومنین** کی پاک **صحبت** اسکی تعلیم اور بالآخر اسکی دعائیں ہین۔ سب سے **زیادہ** موقعہ اس کی دعاؤن کے فیض سے فائدہ اٹھانے کا

یہی جلسہ ہوتا ہے۔

اسلیئے کہ ان ایام مین خصوصیت کے ساتھہ وہ اپنی قوم کی ہر قسم کی بہتری اور بھلائی کے لیئے **دردمند دل** سے ہان روح کے پورے جوش اور سرگرمی سے **آستانہ الوہیت** پر اپنے خدام کیلیئے گرتا اور انکی اصلاح کے لیئے چیختا ہے۔ پھر وہ اپنے نمونہ سے ایک اثر ڈالتا اور بالآخر اپنے پاک کلمات اور مواعظ سے **قلوب کو متحرک** کرتا ہے۔ دعاؤن سے فائدہ اٹھانیکے لیئے اسکے ساتھہ **تعلقات کا قوی** ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ ایک بڑے **پمپ کی طرح** ہے جس میں چشمہ فیض سے پانی آتا ہے۔ اور ہم سب نالیون کی طرح ہین جس جسقدر کوئی نالی صفائی کیساتھہ اس سے وابستہ ہے۔ اسی قدر وہ اس فیض کو حاصل کریگی۔ پس بہت وقت تاں جسقدر میسر آسکے اسکے ساتھہ گزارنیکا موقع حاصل کرنا چاہیئے

اسکا وقت نہایت بیش قیمت اور وہ ہزاروں نہیں لاکھوں
انسانوں کے لیے جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور پھر کروڑوں
ان ساری دنیا کے لیے جو ابھی خدا تعالے سے دور اور ناواقف
ہے ایک تریاق کا حکم رکھتا ہے اسلیئے اسکے وقت سے بہترین فائدہ اٹھانیکی
کوشش کیجاوے ایسے سوالات میں کبھی وقت ضایع نہ کیا جاوے
جو ان کی روحانی یا اخلاقی حالت پر کوئی اثر پیدا نہ کرتے
ہوں۔
شخصی اور ذاتی معاملے بہ ہمیں قومی کاموں کی طرف توجہ
کرتا ہے۔ انمیں سب سے اول اور نہایت ضروری

لنگر خانہ ہے۔

اسوقت لنگرخانہ کی جو حالت ہے سو میں پہلے بتا چکا ہوں لنگرخانہ
مقروض ہے۔ اور یہ اشاعت دین اور تبلیغ حق کا جتنا
بڑا ذریعہ ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود
مغفور نے زندگی بھر اسکا انتظام اپنے ہاتھ
میں رکھا۔ حضرت کا خود اس کے انتظام کے لیئے اپنا
وقت دینا بتا رہا ہے۔ کہ وہ اسے کسقدر ضروری سمجھتے تھے۔
پھر لنگرخانہ میں صرف کھانے پینے ہی کا سوال نہیں
دیکھنا ہے ضرورت ہے مہمان خانوں کی۔ اور مہمانخانوں
کے سلسلے میں بہت بڑی کمی جو آجتک چلی جاتی ہے اور
جسکی طرف میں بارہا توجہ بھی دلا چکا ہوں مگر شائد

صدائے بینوائے

سمجھکر اس پر غور نہیں ہوا وہ زنانہ مسافروں کیلیئے
کسی انتظام کا نہونا ہے۔ اگرچہ حضرت کے مکانات سے فائدہ اٹھایا
جاتا رہا ہے۔ مگر ان مکانات میں بھی اب گنجائش نہیں رہی
حضرت امیر المومنین کے مکانات مہاجرین کے
بہت بڑے حصے اور مریضوں کے لئے مامن ہیں۔
بعض لوگ جو اپنے اہل عیال کو لیکر آتے ہیں اور اکثر
چاہتے ہیں کہ بیوی بچوں کو لیکر آئیں تو استفسار پر یا تو
انہیں کہا جاتا ہے کہ مکان نہیں اور یا اگر وہ لاتے ہیں
تو بااوقات سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اسلیئے مہمانخانے
کے سوال میں میں زنانہ مہمان خانوں
کو بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ کم از کم دس کوارٹر ایسے ہونے
چاہئیں جن میں ایک وقت دس کنبے ٹھہر سکیں میں

ایکدفعہ تحریک کی تھی۔ کہ اگر مختلف انجمنیں اپنی طرف سے
ایک ایک مکان یہاں بنوالیں تو جہاں ایک طرف مہمانخانہ
کی وسعت ہوجاوے۔ وہاں ساتھ ہی بہت سے زنانہ مکانات
بھی طیار ہوجائیں۔
جلسہ پر عورتیں بھی آتی ہیں اور انہیں آنا چاہیئے
محض مکانات کی تنگی کیوجہ سے انہیں روکنے کا ہمارا
کوئی حق نہیں اور نہ روکنا چاہیئے لیکن جب انکی تکلیف
کو محسوس کیا جاتا ہے۔

تو صدمہ ہوتا ہے۔

ہاں اس دکھ کی ایک ہی خوش کن امر سے تلافی ہوتی
ہے۔ کہ یہ عارضی تکلیف خدا کی رضاجوئی کیلیئے ہو
بہرحال قوم کو لنگرخانہ اور اسکے ساتھ ہی مہمان خانہ کی
ضرورت اور زنانہ مہمانخانہ کی ضرورت کے سوال کو طے کرنا چاہیئے
ابھی ایک تحریک صدر انجمن کی طرف سے میرے مکرم بھائی مولوی
محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے تعمیر بورڈنگ ہوس
کے لئے ایک لاکھ
روپیہ کیلیئے کی ہے۔ اگر اس تحریک کو بارور کر دیا جاوے۔ تو
مہمانخانہ کی تعمیر کا سوال حل ہوجاتا ہے کیونکہ پہلے ہی سے
یہ امر طے شدہ ہے۔ کہ موجودہ مدرسہ کو مہمان خانہ کی صورت میں
تبدیل کر دیا جاوے اس لحاظ سے جسقدر دیر ہم مدرسہ اور
بورڈنگ ہوس کو باہر لیجانے میں کرینگے اسی قدر عرصہ
تک مہمانخانہ کی تنگی ہمارے لیے تکلیف کا موجب ہوگی بس
مناسب ہے کہ بورڈنگ اور مدرسہ کی تعمیر کے سوال کو ہمیشہ
کیلیئے [illegible] کے لیئے طے کر دیا جائے۔
لنگرخانہ [illegible] مدرسہ ہے جو تعلیم الاسلام ہائی سکول
کے نام سے موسوم ہے۔ مدرسہ کا اجرا حضرت مسیح موعود نے
اپنے خلیفہ بلافصل حضرت امیر المومنین کے مشورہ
سے جن پاک اغراض کی بنا پر کیا تہا وہ آپ کو معلوم ہیں
یہ مدرسہ اپنی نظیر آپ ہے خدا کے فضل سے اس کی تربیت
اور نگرانی قابل قدر ہے۔ روحانی اور اخلاقی تربیت کے علاوہ
یہہ مدرسہ گورنمنٹ کے لئے بھی برکت ہے۔
اسلیئے کہ اسی مدرسہ کے طلباء خصوصیت رکھتے ہیں۔ کہ وہ
کبھی بھی کسی پولیٹکل مجلس میں شریک نہ ہوں۔ اور کسی قسم

کا انقلاب انگیز لٹریچر اس کے احاطہ میں دخل نہ پاسکے بلکہ انہیں
مذہبی طور پر

گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت

کی تعلیم دیجاتی ہے جہاں کہیں طلباء نے کسی قسم کا سٹرائک کیا
تعلیم الاسلام کے تعلیم یافتہ بچے الگ رہے
اسکی نظائر موجود ہیں بہرحال یہہ مدرسہ بہترین مدرسہ ہے
اسکی اعانت ضروری ہے۔ میں اسکے متعلق بھی کئی مرتبہ
اس امر کو گوشگذار کیا ہے۔ کہ اگر ہمارے بھائی اپنے بچوں کو
جو قابل تعلیم ہیں۔ یہاں بھیجدیا کریں تو مدرسہ اپنے اخراجات
نکالنے کے قابل بذریعہ فیس ہی ہوسکے گا۔ اگرچہ طلباء کی تعداد
بڑھ رہی ہے لیکن ابھی اس سے زیادہ جوش کی حاجت ہے۔
چونکہ مدرسہ کا تعلیمی سال یکم اپریل سے شروع ہوگا اسلیئے
میں تمام احباب کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ جس طرح
ممکن ہو اپنے بچوں کو یہاں داخل کرا دیں اور اس غرض
کے لیئے ساتھ لائیں تا کہ وہ تعلیم کے نئے سال میں بیٹھ رہیں
میں نے وقتاً فوقتاً ۱۸۹۹ء سے لیکر اب تک

تعلیم الاسلام میں صنعتی تعلیم

کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اور اب میں پھر زور کے ساتھ
اس امر کو پیش کرتا ہوں کہ صنعتی تعلیم کی مختصر سی شاخ ضرور
ہونی چاہیئے میں نے سکرٹری صاحب سے مشورہ کے رنگ میں
ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے پسند بھی کیا ہے کہ اگر انہیں توسرِدست
جدید کرگھوں
کا رواج دیا جاوے۔ اس سے میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی ایک مد
یتامی یا مساکین کی اپنے اخراجات کی خود کفیل ہوسکیگی
انشاء اللہ اسی طرح پر اور بعض کام بھی جاری ہوسکتے ہیں۔
بہرحال صنعتی شاخ کے اجرا کا سوال ضروری سوال ہے جو حق
غور کی حاجت ہے۔ اور قوم میں مجموعی طور پر اسکا بعید الاثر مفید
نتیجہ خیز ہوگا۔
صنعتی شاخ کے ساتھ ہی ایک اور امر ہے۔ جس پر میں
قومی توجہ کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ انٹرنس پاس
کر لینے کے بعد طلباء کو کالجی تعلیم کے لیئے دوسری جگہ
جانا پڑتا ہے۔ حالانکہ یہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ انہیں اور
قادیان میں رہنے کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ مگر کالج

کا نہونا ہمین اور ہمارے بچون کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ دوسری جگہ جائین **کالج** کی تعمیر اور اجرا ایک پیش قرار رقم چاہتا ہے جسکے لیئے ہم خدا کے فضل کے وقت کا انتظار کرتے ہین

مگر

ایک کام ہم اب بہی [illegible] سکتے ہین جس سے بچون میں سے اگر سب نہین تو **بعض** کو ہم یہان رکہنے کا انتظام کرسکتے ہین۔ اور وہ

کمرشل کلاس کا اجرا ہے۔

حضرت امیر المومنین سے مینے بالواسطہ نہ ایکبار بلکہ متعدد مرتبہ سنا ہے۔ کہ وہ **قرآن مجید** مین **تجارت** اور **زراعت** کے سوال کو حل کرنیکے لیئے غور کرنے لگے تو

تجارت کا پلہ بہاری پایا

اسلام کی اشاعت مین انکی تعلیم اسکے پیرو ونکے روحانی برکات کے بعد جس چیز کو سب سے بڑا دخل ہے وہ

تاجرون کی جماعت ہے۔

چین وغیرہ ممالک مین اشاعت اسلام کو تاجرون نے ترقی دی تجارت کیسی مفید چیز ہے مجہے حضرت امیر المومنین کے مذکورہ بالا ارشاد کے بعد جو قرآنی استنباط دستے اونہون نے فرمایا کسی بحث کی ضرورت نہین پس اگر مدرسہ تعلیم الاسلام مین

کمرشل کلاس کہولی جاوے

جس مین تجارتی تعلیم ہو تو جہان نوجوانون کی آئندہ زندگی کو بہت تہوڑے خرچ پر مفید بنانیکی راہ نکل سکتی ہے وہان خدا کے فضل اور تائید سے انہین بہت زیادہ وقت حضرت امیر المومنین کی صحبت اور پاک تعلیم کے لیئے ملیگا اور اس طرح پر وہ

عربی زبان اور دینیات

کی تعلیم کیلئے بہترین وقت نکال سکین گے پس اس موقعہ پر ان دو سوالون کو طے کرنا چاہیئے۔ یا

کم از کم غور کرنا چاہیئے

یہہ دونون سوال بہت بڑی بحث چاہتے ہین مگر تعلیم یافتہ طبقہ انکی ضرورت اور اہمیت کو خوب سمجہتا ہے۔ میرے دوستو! مین یہہ باتین ایک درد اور تڑپ سے عرض کرتا ہون۔ انہین سرسری نظر سے مت دیکہو اور مت خیال کرو کہ

یہہ فلان ابن فلان کا خیال ہے۔

بلکہ دیکہو کہ انکی تہہ مین کسقدر مفاد ہین مت خیال کرو کہ کیون یہہ فلان سر اور دماغ مین نہین آئین بلکہ یہ سوچو کہ

انکی تحریک بر محل ہے۔

ان شاخون کا اجرا خدا کے فضل سے مدرسہ کی عظمت تبولیت اور ترقی طلباء کا ایک ذریعہ ہوگا۔ بلکہ مین تو یہہ بہی تحریک کرونگا کہ اگر **انجنیرنگ کے داخلہ** کے امتحان کیلیئے لڑکون کو طیار کرنیکا موقعہ نکال سکتے ہو تو اسے بہی ہاتہہ سے نہ دو۔ بہرحال مدرسہ کی بہترین اور بہلائی کیلیئے ان امور پر غور کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد مین مسئلہ **اشاعت اسلام** پر آپکو توجہ دلاتا ہون۔ اشاعت اسلام کے سوال کیساتہہ مین حفاظت اسلام کے سوال کو ہمیشہ مقدم سمجہتا ہون۔ اشاعت اسلام کے لیئے جو تجویزین بہی کیجائیں مین دل سے چاہتا ہون۔ انہین کامیابی ہو۔

ممالک غیر مین وفود کا سوال ہے وہ سرمایہ سے تعلق رکہتا ہے اور الحکم مین اسکے متعلق بہت کچہہ لکہا جاچکا ہے۔ اور عملی رنگ مین اسے **فیصل** کر دیا گیا ہے۔ اسلیئے اس کے متعلق گزارش ہے کہ **سرمایہ جمع کرو**

اور اشاعت کے سلسلہ مین **واعظین** کی بہت بڑی ضرورت ہے کم از کم ہر ضلع مین اور اگر اتنا نہین تو سردست

دس ہی واعظ

پنجاب کیلیئے مہیا کرو۔ ایسے واعظین کے ذریعہ قومی اثر اور تحریکون کا دائرہ وسیع ہوگا۔ مین واعظین کی بہت بڑی ضرورت سمجہتا ہون۔ مینے دہلی کے قیام مین محسوس کرلیا ہے کہ لوگ کس طرح حقایق کے پیاسے ہین وہ ہم سے محض ناواقف رکہے گئے ہین اور انہین ہم سے نفرت دلائی گئی ہے۔ لیکن جب انہونے ہماری باتین سُنی ہین تو انہین معلوم ہوگیا کہ وجوہ **نفرت** محض حسد کی بنا پر تہے مینے دہلی سے صدر انجمن کو ایسے انتظام کی طرف متوجہ کیا تہا۔ اور اب میرے مکرم بہائی خواجہ صاحب کے لیکچرون کے ذریعہ یہہ حقیقت کہل گئی ہے۔ اسلیئے مجہے امید کرنی چاہیئے کہ میری پیش کردہ باتون پر غور ہوسکیگا۔

بہرحال

واعظین کی بیحد ضرورت ہے۔ پہر قومی **اخبارات** ہین جو جسقدر بہی ہون **قومی طاقت** اور اثر کو وسیع کرتے ہین قوم مین قومی **مذاق** انہین کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ قوم کو **ایجوکیٹ** کرنا بہترین اخبارات کا کام ہے۔ ہمارے اخبارات کی تعداد بیشک زیادہ ہے مگر انکی مالی حالت **قابل توجہ** ہے۔ مین الحکم کے متعلق صرف اتنا کہنا چاہتا ہون۔ کہ جس طرح پر یہہ قوم مین **اخباری مذاق** پیدا کرنے اور قومی ضرورتون سے قوم کو آگاہ کرنیکا ذریعہ ہو رہا ہے وہ قوم سے مخفی نہین اسکی حالت کو **بہترین پیمانہ** پر لیجانیکے لیئے مین **اپیل** کرنا بہی اپنا فرض سمجہتا ہون۔

یہہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور مین اسکے اظہار مین نخوت کا رنگ نہین پاتا۔ بلکہ تحدیث کی صورت دیکہتا ہون کہ

الحکم کو یہہ یگانہ امتیاز ہے۔

کہ اسکے ایڈیٹر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک **قوت** دی ہے۔ کہ وہ پریس کی **طاقت کے استعمال سے** واقف ہے۔ اسنے جو کچہہ کیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔

پس تم اس قوم کے معزز افراد ہو جن مین شکر گزاری کی روح **نفخ** کیگئی ہے۔ اسلیئے اس اپنی جائز طاقت کو کمزور ہونیسے بچاؤ۔ مین تمہین یہہ کہول کر کہنے کو طیار ہون کہ

قومی تحریکون مین حصہ لیتے ہوئے

اسوقت یہہ بہی ایک ضروری امر ہوگیا ہے۔ کہ الحکم کو اسکی خدمات کے لحاظ سے مضبوط کرنیکی کوشش کرو ورنہ میرا تو ایمان ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ اسے ضایع نہ کریگا

احمدیہ کانفرنس کے متعلق کچہہ کہکر مین اس آرٹیکل کو ختم کرتا ہون۔ ابہی تک کوئی خاص تفصیل ان معاملات کی معلوم نہین ہوئی جو کانفرنس مین پیش ہونگے۔ یا سکرٹری صاحب کے غالباً انجمنونکو بہیجے ہونگے۔ بہرحال وہ قومی معاملات ہین انپر غور کرنا چاہیئے۔

اس سال جلسہ کو زیادہ مفید بنانیکے لیئے مینے تحریک کی ہے کہ پروگرام کو نہایت احتیاط سے مرتب کیا جاوے اور رپورٹ کانفرنس۔ اپیل کو قریب قریب اکٹہا رکہا جاوے۔

اس موقعہ پر **تشحیذ الاذہان** اور **سادہ سنگت** کے ضمنی جلسوں کے علاوہ دفتر الحکم میں راجپوتوں میں آریوں کی ارتداد کی کوششوں کے انسداد کی تدابیر پر غور کرنیکے لیئے بھی **راجپوت احباب** کا انشاءاللہ ایک جلسہ ہوگا۔ جس کے لیئے دوسری جگہ خصوصاً ذکر کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ **قومی مقاصد کی تکمیل کیلئے** پورے طور پر طیار ہو کر آئیں۔

خدا آپ کے ساتھ ہو (آمین)

ریل کے کرایہ میں آسانی

بسلسلہ ہدایات برائے سالانہ جلسہ گذارش ہے۔ کہ یوں تو کنیشن ٹکٹ ٹا ایسے سو میل سے کم سٹیشنوں سے نہیں خریدا جاسکتا البتہ اگر کسی سٹیشن سے جو صرف تقریباً ۷۰ یا ۸۰ میل بٹالہ سے ہو۔ ۱۰۰ میل کا کرایہ دیا جاوے تو بھی کنیشن ٹکٹ مل سکتے ہیں اور اس طرح بھی اصل خرچ یعنے معمولی کرایہ آمد و رفت سے کم بیٹھتی ہے گویا مسافر نفع میں رہتا ہے۔ اس حساب سے وزیر آباد و کیمل پور سٹیشن سادہو کی اور سانگلہ لائن پر قلعہ شیخو پورہ ملتان لائن پر جبانگا اور دہلی لائن پر چھپیرا آخری سٹیشن ہیں جن پر سے سو میل کا کرایہ دیکر کنیشن ٹکٹ حاصل کرکے مسافر نفع میں رہ سکتے ہیں۔ یعنی قریب ایک روپیہ بارہ آنہ بھاڑے میں آمد و رفت کے ٹکٹ مل سکتے ہیں۔ نیز عام احمدی پبلک کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہر سٹیشن پر سے کنیشن ٹکٹ مل سکتے ہیں۔ بعض اوقات ملازمین سٹیشن یوں ہی بہانہ کر چھوڑتے ہیں ٹکٹ بابو کی خدمت میں اس درخواست پر مناسب زور دینا چاہیئے ورنہ ہیڈ سٹیشن ماسٹر کے معاملہ پیش کرنا چاہیئے۔ اور انکار تحریری حاصل کرنا چاہیئے۔ واضح ہو۔ کہ ہر سٹیشن سے خواہ کیسا ہی چھوٹا ہو بٹالہ کا ٹکٹ مل سکتا ہے۔ ہمارے تعلیمیافتہ اصحاب ناخواندہ برادران کو سمجھا دیں اور افسران ریلوے کی مہربانی دربارہ کنیشن سے پورا فائدہ اُٹھا کر گورنمنٹ کا احسان محسوس کیا جاوے۔

راقم فقیر علی سٹیشن ماسٹر۔ رخصتی

طاعون سے حفاظت کیلئے دُعا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے بسختی تاکید فرمایا۔ کہ طاعون کے بھیجنے کیواسطے صبح و شام کم از کم تین تین بار مفصلہ ذیل دُعا پڑھنی چاہیئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ

ساتھ نام اللہ کے جس کے نام کے ساتھ نہیں ضرر دیتی

شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ

کوئی شے زمین اور آسمانوں میں اور وہ سننے والا اور

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

جاننے والا ہے ؛ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ

التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ط ۵

کے کامل کلمات کے ساتھ ان تمام چیزوں کے شر سے جو پیدا کیں

سالانہ جلسہ کے متعلق

(۱) ایک کنیشن سرٹیفکیٹ ایک سے زیادہ آدمیوں کے لیئے بھی کافی ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ ان سب کے نام اس میں درج ہوں اور وہ اکٹھے آنا اور اکٹھے ہی واپس جانا چاہتے ہوں (۲) ان سرٹیفکیٹوں پر ٹکٹ ۳۰۔ مارچ کی صبح سے لیکر ۲۔ مارچ ۱۲ بجے تک رات کے مل سکیں گے یعنی ۳۰۔ مارچ سے پہلے اور ۲۔ مارچ کے بعد انپر کوئی ٹکٹ نہ ملیگا اور جو احباب ایسے ٹکٹ لینگے انکے لئے ضروری ہوگا۔ کہ ۳۔ اپریل کی شام کے پہلے پہلے اس سٹیشن پر واپس پہونچ جاویں جہاں سے سفر کیا تھا۔ جو احباب زیادہ عرصہ ٹھہرنا چاہیں۔ انہیں کنیشن ٹکٹ نہیں لینا چاہیئے۔ اس موقعہ پر جو رعایت کرایہ کی ریلوے نے کی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ سالہائے گذشتہ سے بہت کم ہے ڈیوڑھی کے لیئے کوئی رعایت نہیں۔ سو میل کے اندر اندر کے آنیوالوں کے لیئے کوئی رعایت نہیں اور جن کے لیئے ہے بھی صرف اس حد تک کہ ایک طرف کے کرایہ سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر دونوں طرف کا سفر ہو سکتا ہے۔ یعنی ۲۵ فی صدی مگر چونکہ ریلوے نے باقی تمام اسی قسم کے جلسوں کے لیئے بھی ایسی ہی رعایت دی ہے۔ اسلیئے اس پر زیادہ زور نہیں دیا جاسکتا۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ کرایہ میں رعایت کا نہ ہونا ہمارے مخلص احباب کے لیئے جلسہ میں آنے سے مانع نہ ہوگا۔ اپنے کاموں کے لیئے اپنی ضروریات کے لیئے بلکہ تفریح کے لیئے بھی بہت سے سفر کیئے جاتے ہیں یہ ایک ایسا سفر ہے جو خدا کے راہ میں ہے۔ اور جو لوگ محض للہ اس سفر کو اختیار کرینگے۔ وہ عنداللہ ماجور ہونگے یہ اجتماع طرح طرح کے برکات کا انشاءاللہ موجب ہوگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جن جن ہمارے احباب کی طاقت میں ہے کہ اس دینی مجمع میں شامل ہوں وہ ضرور شامل ہونگے یہ اختیار ہے۔ کہ جو احباب چاہیں وہ زیادہ نہیں ایک ہی دن ٹھہر کر چلے جاویں مگر جہاں تک ممکن ہو ان برکات میں حصہ لینے سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ گو بہت سے احباب وقتاً فوقتاً آتے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت اور آپ کے پاک کلمات اور آپ کے پاک کلمات اور آپ کے روحانی فیوض سے فائدہ اٹھاتے ہیں مگر یہ ایک خاص موقعہ ہے۔ اور خود حضرت خلیفۃ المسیح نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ احباب کو اس جلسہ میں شمولیت کے لیئے تحریک کی جاوے پس میں اس دعا پر اس مختصر نوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے احباب کے دلوں میں وہ سچا جوش اور اخلاص پیدا کرے جو ان کو تمام روکوں پر غالب کرکے اس جلسہ میں شمولیت کی توفیق دے اور وہی اخلاص ان کے لیئے اس جلسہ کو بڑے بڑے مفاد اور قومی برکات کا موجب کرے۔ اس سالانہ اجتماع میں چونکہ بہت سی مفید تحریکیں بھی ہوتی ہیں۔ اور ساری قوم کے لیئے یہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنے پیارے سلسلہ کی ترقی کو آکر دیکھیں کہ ایک سال میں جبکہ سب گذشتہ موقعہ پر ملے تھے اس سلسلہ نے کیا کیا ترقیاں کی ہیں۔ اسلیئے بھی سب احمدی احباب کا جو طاقت رکھتے ہیں اس جلسہ مبارک میں شامل ہونا ضروری ہے

والسلام محمد علی۔ سکرٹری صدر انجمن

اطلاع

بقایا داران اپنی بقایا ادا کرکے عنداللہ ماجور ہوں

مینجر

کتاب کے ختم کرنیکے ساتھ ہی ختم ہوجاتے ہیں اور وہ اثر اندازی میں متعدی ثابت نہیں ہوتے بلکہ زیادہ سے زیادہ جو اثر دلپر قائم ہوتا ہے۔ وہ یہی ہوتا ہے کہ فلاں قوم یا حکومت کی ترقی و تنزل کا تعلق فلاں زمانے سے ہے۔ اور اسکی ترقی اور تنزل کے یہ اسباب اور وجوہ ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ تاریخ کو ایک خشک مضمون سمجھا جاتا ہے۔ برخلاف اسکے سوانحعمری میں یہ بات نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ چونکہ ایک خاص آدمی کے حالاتِ زندگی ہوتے ہیں اور وہ عجائبات کا ایک مجموعہ ہوتے ہیں اسلیئے وہ نہ صرف دلچسپ ہوتے ہیں بلکہ وہ ساتھ ہی ساتھ ہمارے دل و دماغ پر اپنی تاثیریں ڈالتے جاتے ہیں۔ اور ہم کبھی تو ان حالات زندگی کا اپنے حالات سے مقابلہ کرتے ہیں اور کبھی ان واقعات اور حالات کو اپنے حالات سے متغائر اور متبائن پاتے ہیں میں اپنی اس حیات (لائف) کے ہیرو کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے اسکے قرآن فہمی کے اصولوں اور قرآن کریم پر عملی قوت کے حاصل کرنیکے اسباب پر بحث کرتا ہوا انشاء اللہ العزیز بتا دونگا کہ وہ قرآن کریم کے قصص سے کس طرح پر تعلیم دیتا ہے۔ اور فائدہ اٹھانے کی تحریک کرتا ہے۔

غرض سوانحعمری چونکہ ایک خاص شخص کے واقعات زندگی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اسلیئے وہ پڑھنے والے کے دلپر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ علم الاخلاق پر لکھنے والوں نے مطالعہ کے لیئے ایسی کتابوں کے انتخاب کی ہدایت کی ہے۔ جنکے مصنف نہایت نیک چلن اور عالم باعمل ہوں اسلیئے کہ اندر ہی اندر انکے خیالات کا اثر پڑھنے والے پر ہوتا ہے۔ میرے مکرم دوست خان مرزا سلطان احمد صاحب صاحب خیالات" نے سوانحعمری اور تاریخ کے متعلق بحث کرتے ہوئے ایک موازنہ قائم کیا ہے اسکے بعض فقرات نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ خیالات کو ظاہر کرتے ہیں میں انہیں یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

"تاریخ ایک مسلسل اور غیر مربوط مقصد ہے اور سوانحعمری ایک تازیانہ تاریخ ایک کم گو جلیس ہے۔ اور سوانحعمری ایک پرجوش ہمدم اور دلسوز ہمدرد تاریخ ظہورات متواترہ اور واقعات متحد الزمان کا ایک مسلسل بیان ہے۔ لیکن سوانحعمری ظہورات مختصہ اور واقعات منتخبہ کا ایک مرصع اور زرّین سلسلہ ہے۔ تاریخ علم اخلاق کی ایک شاخ کہی جا سکتی ہے لیکن سوانحعمری زندہ علم اخلاق ہے۔ بلکہ اخلاق سے بھی زیادہ منتج اور سودمند علم اخلاق سے نیکی اور بدی کی کیفیت اور ماہیت معلوم ہوتی ہے۔ اور اصولی طریق سے ان مراتب کی نسبت بحث کیجاتی ہے۔ لیکن سوانحعمری نیکی اور بدی کے موقوعہ اسلمہ نتائج پیش کرکے ایک زندہ نمونہ دکھاتی ہے۔ اخلاق میں یہ دکھایا جاتا ہے۔ کہ ایسا کرو گے تو ایسا ہوگا۔ یا ہونا چاہیئے لیکن سوانحعمری یہ دکھاتی ہے کہ ایسا کرنے سے ایسا ہوا۔ اگر یقین نہ ہو تو خود کرکے دیکھ لو اخلاق میں اثر کی طاقت بالدلائل ہے اور سوانح عمری میں بالتجربہ و النظائر"

غرض سوانح عمری کو ہر طرح سے تاریخ پر تقدم اور فضیلت حاصل ہے۔ اور اسے انسانی اصلاح اور اخلاقی تربیت میں بہت بڑا دخل ہے اسلیئے میں یقین کرتا ہوں کہ جس غرض کو مدنظر رکھکر حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین مدظلہ العالی کے واقعات زندگی میں نے لکھنے کا ارادہ کیا ہے وہ بہت حد تک پوری ہوگی (انشاء اللہ) اس کام کے سرانجام دینے کے لیئے جو مشکلات میرے سامنے ہیں۔ میں ان سے بھی ناواقف نہیں ہوں کیونکہ اگر میں حضرت خلیفۃ المسیح کے صرف ان واقعات زندگی کو لکھدیتا ہوں جو میری نظر میں اعلےٰ درجہ کے ہیں اور جو معمولی واقعات ہیں انہیں چھوڑتا ہوں تو شاید کوئی نقاد طبیعت اسے پسند نہ کرے اسلیئے میں معمولی واقعات کو بھی اس ضمن میں درج کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ اگر بڑے بڑے واقعات ہی درج ہوں اور چھوٹے چھوٹے واقعات جو عام نظروں میں بالکل معمولی ہوتے ہیں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ بڑے واقعات بھی ویسے دلچسپ اور شاندار نہیں رہتے ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ ان چھوٹے واقعات میں بھی کوئی خاص اہمیت ہو (جو) ضروری ہے۔ اس لائف کے لکھنے میں میں غالباً ان انسانی کمزوریوں کا ذکر کرنیکی ضرورت نہیں سمجھونگا۔ جو ایک آدم زاد میں کسی پہلو یا مرحلہ زندگی پر پائی جانی ممکن ہیں کیونکہ یہ صرف جلد باز اور کم اندیش طبیعتوں کا کام ہے جنکا مطمح نظر صرف کمزوری ہی ہوتی ہے۔ حالانکہ ہر کمزوری کی اگر حسن ظن کے پہلو سے دیکھا جاوے تو بہترین تاویل ہو سکتی ہے۔ علاوہ بریں کسی عظیم الشان انسان کی کوئی معمولی غلطی اس کی عظیم الشان نیکیوں کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے **ابرار کی غلطیاں بھی عوام کی حسنات سے زیادہ وزن رکھتی ہیں** اور قرآن مجید کے اس ارشاد کی حقیقت کے نیچے یہ امر بھی ہے کہ **حسنات بدیوں کو دور کر دیتی ہیں** ایک مشہور اور زبردست مورخ ابن خلدون نے اس مرحلہ پر لکھا ہے۔ کہ "لوگ برائی کے انتخاب میں ایسے جلد باز ہیں کہ خوبیوں اور نیکیوں کو باوجود جاننے کے بھول جاتے ہیں اور نیکی کا وزن برائی کے وزن سے کم خیال کرتے ہیں حالانکہ نیکی کرنا بمقابلہ برائی کرنیکے زیادہ تر مشکل ہے جو عمل مشکل رکھتا ہے قاعدہ کے رو سے اسکا وزن اور قیمت زیادہ ہونی چاہیئے" یہی ایک خطرناک ٹھوکر ہے جو صداقت اور حق کو قبول کرنے سے بعض اوقات روک دیتی ہے۔ اسلیئے اس راہ سے بچنا چاہیئے۔ اور اپنے مدنظر روشنی کے اس منار کو رکھنا چاہیئے جو ابھی

اسلام نے علم الحیات پر جو احسان کئے ہیں انکی داستان بہت طویل اور تفصیل طلب ہے۔ اور اسکی بنا قرآن مجید نے خود رکھی ہے اور وقتاً فوقتاً جو ترقیاں اس علم میں ہوئی ہیں انکی تاریخ نہایت دلچسپ ہے۔ اسماء الرجال اسکا ایک شعبہ ہے اسکے ذریعہ جو اخلاقی اثر مسلمانوں پر پڑا۔ وہ نہایت قابل قدر ہے جھوٹی روایتوں اور دروغگوئی کا سدباب ہوا لیکن امتداد زمانہ کے بعد جب علوم اسلامیہ کی طرف توجہ نہ رہی اور علمی طاقتیں کمزور ہوگئیں تو پھر حالت کچھ اور ہی ہوگئی۔ بہرحال علم الحیات نے اسلام میں پرورش پائی ہو اہیں اس علم کی تکمیل کی مسلمانوں نے پیدا کین ہرچند یورپ نے بہت ترقی اس فن میں کی ہے۔ مگر ابھی تک وہ شان پیدا نہیں ہوئی۔ میں تو بعض وقت حیران ہو جاتا ہوں۔ کہ باوجودیکہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کاغذ کی کمی پریس کا نہ ہونا سخت مشکلات کا موجب تھا مگر پھر بھی صحابہ کرام کی سوانح عمریاں اسوقت تک ہمارے ہاتھ میں ہیں اور کسی ایک کتاب کو اٹھا کر آپ دیکھیں۔ تو عقل حیران ہو جاتی ہے۔ کہ کس طرح پر واقعات اور حالات کو محفوظ کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو محفوظ رکھنا تو کچھ اور شان اور اسباب رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک محبوب اور مطاع وجود تھا۔ اسلئے آپ کی ہر حرکت و ادا یاد رکھی جاسکتی تھی۔ مگر جب صحابہ کی تاریخ کی کتابیں دیکھی جاتی ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ کہ ایک ایک نام کے بیسوں صحابی آتے ہیں۔ اور سب کے جداگانہ واقعات ملتے ہیں۔ ان کی اس قسم کی مساعی کو دیکھکر بے اختیار انکے لیئے رحمت کی دعا نکلتی ہے۔ ایسی حالت میں اسوقت جبکہ پریس کی برکات نے ہمکو بہرہ ور کر دیا ہے۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کے حالات زندگی جمع اور محفوظ نہ کرسکیں تو سخت افسوس کا موجب ہوگا اسی بناپر میں اس کوچہ میں قدم رکھتا ہوں۔ کیا عجب میری یہ سعی دوسروں کے لئے کسی عظیم تحریک کا موجب ہو سکے میں اب زیادہ وقت تمہید اور مقدمہ میں نہ لیکر انشاءاللہ العزیز کوشش کرونگا۔ کہ

حیات نور

کے زندہ اخدا کرے وہ دیر تک ہم پر سایہ افگن رہے ہیرو کے حالات ناظرین کے سامنے رکھدوں۔

ایک زندہ شخص کے حالات زندگی کا لکھنا خاص محنت کو چاہتا ہے۔ لائف لکھنے کیوقت سوانح نگار اپنے پیش نظر چند مقدمات رکھ لیتا ہے اور اسی اصل پر اور قیود پر وہ اسے ترتیب دیتا ہے جس شخص کی سوانح لکھنے کا وہ ارادہ کرتا ہے۔ اسکو جس رنگ میں وہ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔ اس نتائج کو ملحوظ رکھکر واقعات کو اسی اسلوب پر ترتیب دے لیتا ہے۔ مگر میں اس لائف کے لکھنے میں واقعات کی خاص ترتیب کو مدنظر رکھنا نہیں چاہتا بلکہ میں اسے عام طور پر لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ ہان چونکہ علم الحیات میں ضروری ہے۔ کہ ان کوائف اور واقعات کو مدنظر رکھا جاوے جو اس شخص کو بوجوہات دوسروں سے ممتاز بناتے ہیں۔ اسلیئے اس قسم کے واقعات کو خصوصیت سے درج کرنا میرا کام ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی انسان کے لیئے بہت سے سبق ہر حیثیت سے دیتی ہے۔ اسلیئے میں اسکو کسی قدر بسط سے لکھنا چاہتا ہوں۔ بہ ہی کہیں اور پر میں نے ذکر کردیا ہے کہ بعض اوقات معمولی سے واقعات جو دوسروں کی نظر میں نہایت حقیر اور کم وقعت ہوتے ہیں بڑے بڑے نتائج اور اثرات کو پیدا کر سکتے ہیں اسلیئے میں کسی ایسے واقعات کو چھوڑنیکی کوشش نہیں کرونگا۔ بلکہ ایک معمولی سے معمولی واقعہ بھی جو مجھے مل سکیگا۔ انشاءاللہ العزیز وہ اس میں درج کر دیا جاویگا۔ وباللہ التوفیق۔

اس مقدمہ کو ختم کرنے سے پہلے میں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ حیات نور ایک طرح سے یہ حق رکھے گی کہ اس کو

تزک نور

کہا جاسکے کیونکہ گو اسے حضرت امیر المومنین نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا۔ لیکن جسقدر واقعات اور حالات اس میں درج ہونگے وہ زیادہ تر وہی ہونگے جو خود حضرت امیر المومنین کی زبان سے سن کر لکھے گئے ہیں۔ اور اکثر وہ حالات ہیں جو آپ کی تصانیف اور تالیفات اور تقریروں اور خطبوں سے اخذ کئے گئے ہیں بہرحال یہ لائف

حیات نور

اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے۔ خدا کرے کہ جس غرض اور مقصود کو مدنظر رکھکر میں اسے شائع کرتا ہوں وہ پورا ہو آمین۔ حیات نور کے تین حصے ہونگے اول سیدنا نور الدین کی زندگی کے عام حالات اور واقعات دوم۔ مذہبی مشاغل سوم عہد خلافت۔ ان ہر سہ حصوں کی تصریح اور توضیح اسوقت کچھ نہیں کیجاتی ناظرین اپنے اپنے مقام پر پڑھیں گے تو انشاءاللہ محظوظ ہونگے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس نیک اور مبارک کام کو سرانجام دینے کی مجھے توفیق دے اور اپنے فضل سے میرے دل و دماغ میں وہ قوت پیدا کرے کہ میں اس مرقع کو پوری صفائی کیساتھ کھینچ سکوں اور قوم اور ملک کے لیئے مفید ہو۔ آمین

دفتر الحکم قادیان دارالامان
۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

احقر العباد یعقوب علی تراب احمدی عفی اللہ عنہ
ایڈیٹر الحکم قادیان

ندوۃ العلماء کا اجلاس دہلی مین

(نمبر ۵)

مولانا شبلی نے اس اجلاس کو نہایت شاندار اور مسلمانون کے لئے نہایت غور اور دلچسپ بنانیکے لئے پوری کوشش کی ہے یہ ایک قسم کی بے انصافی ہوگی اگر یہ ظاہر نکیا جاوے کہ دہلی کی انجمن خادم المسلمین کے نوجوان کارکن پوری سرگرمی سے اس جلسہ کو کامیاب بنانیکی کوشش کر رہے ہین۔

ندوہ کے جلسہ مین جن تحریکون یا ضرورتون کا اعلان کیا گیا ہے۔ مثلاً سیرۃ نبوی کی تالیف۔ یورپین مصنفین کی تصحیح الفاظ جدیدہ عربی کا لغت یہ نہایت ضروری کام ہین لیکن دنیا مین تقسیم محنت کے اصول پر کام کرنا ہی مفید اور موثر ہوا کرتا ہے اسلئے مین ندوہ کے اراکین اور دوسرے مسلمانون کو یہہ یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہون کہ اول الذکر دونون کام جس عمدگی اور خوبی کیساتھ خدا کے فضل سے ہم (احمدی) کر سکتے ہین اور اسکے لئے جس قسم کا کافی اور کامل ذخیرہ کتب کا ہمارے پاس ہے۔ دوسری جگہ بہت ہی کم امید ہے۔ بس اگر یہہ کام محض خدا کی رضا اور خدمت اسلام کے لئے کرنیکا ارادہ ہے۔ تو اسکے لئے جسقدر مالی مدد ندوہ دیسکتا ہو اسکے دینے مین مضایقہ نہین کرنا چاہیئے۔ یہ کام یہان عمدگی کیساتھ ہوگا الفاظ جدیدہ عربی کا لغت۔ یہ ندوہ کی زیر نگرانی لکھنؤ مین جاری کیا جاوے

دار الافتا ہرچند ضروری چیز ہے کیونکہ مسلمان علماء اور مفتیوں کی جو واجب الرحم حالت آج ہو رہی ہے۔ وہ کسی پر پوشیدہ نہین جس دن مسلمانونکے اس صیغہ کی اصلاح ہوگئی وہ دن اسلامی تاریخ مین نہایت ہی مبارک ہوگا۔ سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم کے انتظام کے لئے سعی اور عملی کارروائی بلاشبہ مبارک اور ضروری ہے ایسا ہی مدارس عربیہ کی اصلاح اگر ہو جائے تو کون شخص ہے جو اس خوش نہوگا۔ یعنے تو اپنے اس سلسلہ مضامین مین پہلا امر ہی پیش کیا ہے

غرض

یہ امور قابل غور اور نہایت ضروری ہین۔ خدا کرے کہ وہ کوئی عملی صورت اختیار کرسکیں مین اگلی اشاعت مین مختصراً ندوہ کی فہرست مین آخری التماس شائع کرنیکا اللہ تعالی کے فضل سے ارادہ رکہتا ہون افسوس ہے کہ ندوہ کا جلسہ اور ہمارا اپنا سالانہ جلسہ قریباً ایک ہی تاریخون پر واقعہ ہوا ہے ورنہ مین ارادہ کرتا تہا کہ ندوہ کے جلسہ پر پہونچکر بعض امور خود پیش کرون تاہم جسطرح بہی اللہ چاہیگا۔ وہ امور پیش ہو جائینگے۔ وباللہ التوفیق۔

سنت ابراہیمی کا ایک موثر نظارہ

وہ نظارہ کیسا موثر اور دلچسپ ہوگا جب ابو الملۃ حضرت ابراہیم خود معمار کی حیثیت سے اور آپکا لخت جگر (جو توموں کا باپ ہونیوالا تہا جسکی پشت سے سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونیوالا تہا) مزدور کی حیثیت سے بیت اللہ کی تعمیر مین لگے ہوئے ہونگے۔

اسی قسم کا نظارہ یہان دار الامان مین دیکھنے میں آیا جب کہ مسجد جامع کی توسیع کا کام ہو رہا ہے ایک کمرہ کی طیاری کیلئے صحن مسجد میں سے بہت سی مٹی اٹھانیکے لئے چار لاکھ سے زیادہ لوگونکا امام امیر المومنین نور الدین آپ اور اپنے خدام کو لیکر کام کر رہا تہا۔ اور کس نے اور سرور سے آپنے بیٹے کو پوچہتا تہا کہ کیا ہمارے بچے نے بہی مزدوریمیں کام کیا ہے؟

یہ کام نہایت اخلاص اور جوش سے کیا گیا جو بہت سے مزدور کتنے ہی دنون مین نہ کرسکتے وہ بہت ہی تہوڑے وقت مین اخلاص نے کرادیا حضرت امیر المومنین کا یہ عملی نمونہ خانہ خدا کی تعمیر مین فی الحقیقت ابراہیمی سنت کے احیا کا نمونہ تہا۔

الحق کی مدد کرو

ہمارا دہلوی اخبار الحق پریس ایکٹ کیوجہ سے پانچسو روپیہ نقد ضمانت داخل کرنے پر مجبور تہا کیونکہ اخبار کے چھاپنے کیلئے اپنے پریس کے کہولنیکی ضرورت تہی۔ پانچسو روپیہ جمع کردیا گیا اور دو سو روپیہ پریس کی خرید پر خرچ ہوا اس ابتدائی حالت مین سات سو روپیہ کی زیر باری قومی توجہ کی محتاج ہے الحق صرف اپنے سرپرستون سے ایک ایک خریدار اور ایک روپیہ کی کتابونکی خرید کی درخواست کرتا ہے جو بہرحال ہمارے دوستون کو پوری کرنی چاہیئے۔

خواجہ صاحب کا لیکچر جالندھر مین

برادرم سید محمد اشرف صاحب کے جالندھر جانیکا جو مفید نتیجہ خواجہ صاحب کے لیکچر کی صورت مین نمودار ہوا ہے۔ وہ نہایت خوش کن اور شکرگزاری کے قابل ہے۔ جالندھر ایک ایسا شہر ہے جہان کبہی تبلیغ کا موقعہ نہین ملا۔ خواجہ صاحب کے لیکچر مین بہت سے مشکلات بہی بعض مولویون نے پیدا کرنے چاہے۔ مگر لیکچر نہایت کامیابی سے ہوا لیکچر کا مضمون تہا۔

وید مقدس اور قرآن کریم

اس مضمون پر خواجہ صاحب نہایت کامیابی سے پہلے کئی لیکچر دے چکے ہین۔ ۲۰۔ مارچ کو خواجہ صاحب کا دوسرا لیکچر جالندھر مین ہوگا۔ میری اپنی رائے ہے کہ ایسے لیکچر ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہرون مین ہونے چاہئیں۔

چودہری مولا بخش صاحب کا خط

الحکم نمبر ۶ جلد ۱۴ مورخہ ۲۱۔ فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۵ کالم اول کی سرخی (احمدی راجپوت کیون خاموش ہین) پڑہکر نہایت رنج ہوا اخبار الحکم نمبر ۲ جلد ۱۴ مورخہ ۲۱۔ جنوری ۱۹۱۰ء کے بعد میں جسدن اخبار میرے پاس آتا تہا اسدن سب سے پہلے مین راجپوتون کی نسبت کچہہ پڑہنے کیلئے بیتاب ہوکر ورق گردانی کرتا تہا لیکن کوئی خبر نہ پاکر حیران ہوکر خاموش بیٹہا تہا اس اخبار کو پڑہکر نہایت حیران ہوا ہون اور سوچ رہا ہون کہ راجپوت کیون خاموش ہین۔ کیا سوچ رہے ہیں۔ کیون آجتک ایکہزار کی بجائے دس ہزار روپیہ جمع نہین ہوگیا لیکن پہر میری حیرانی اس خیال سے دور ہوگئی کہ جو کچہہ میں نے اپنے دل میں سوچا ہوا ہے غالباً سارے راجپوت برادری نے وہی سوچا ہوگا وہ کیا ہے وہ یہہ ہے کہ سالانہ جلسہ دار الامان کا قریب آ رہا ہے۔ اور وہاں سب بہائی جب

جمع ہوکر اس بارے میں مشورہ کرنیکے مناسب تجاویز بہ جلکہ چندہ جمع کرنا شروع کرینگے سو اب مین آپکی اخبار کے ذریعہ جملہ احمدیہ راجپوت برادری کی خدمت مین بڑے ادب سے التجا کرتا ہون۔ کہ وہ سب بہائی سالانہ جلسہ پر دار الامان تشریف لاوین تاکہ علاوہ وعظ وتحمیل زیارت بزرگان ملت راجپوتون کے ارتداد کے انسداد کی تجاویز سوچکر اسپر عملدرآمد شروع کردین لیکن جلسہ پر آنسے پیشتر سب بہائیونکا فرض ہے کہ اپنے اپنے ضلع اور علاقہ کے راجپوتونکو ضرور بعد ضرور اپنے ہمراہ لاوین اور جو نہ آسکیں انسے اپنے طور پر مشورہ کرکے آوین سب سے پہلے مین اپنے ضلع کے احمدی راجپوتون کی طرف سے اگرچہ وہ تعداد مین تہوڑے ہین ذمہ لیتا ہون اور اس مبارک کام کے خرچ کیلئے جسقدر رقم مقرر ہوگی اسکی وصولی اور ادائیگی کا ٹہیکہ لیتا ہون اگر ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا آمدنی لینے کی تجویز پاس ہوئی تو سب سے پہلے میں اد

مراسلات

احمدیہ لائبریری فیروزپور

جماعت احمدیہ فیروزپور پر آجکل اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو رہا ہے۔ تین چار مہینے گزرے ہیں کہ ایک وسیع مسجد جو غیر آباد پڑی تھی جماعت احمدیہ کے قبضہ میں آئی اور اب یہاں ایک احمدیہ لائبریری قایم ہو گئی ہے۔ یہ زیادہ تر ملک محمد حیات خان صاحب کی توجہ اور سعی کا نتیجہ ہے سب سے زیادہ حصہ ان کتب کا جو اسوقت لائبریری میں موجود ہیں حکیم محمد عمر صاحب کا عطیہ ہے۔ لائبریری کیلئے ایک خاطر خواہ مکان جو شارع عام پر واقع ہے کرایہ پر لیا گیا ہے تقریب افتتاح پر علاوہ احمدیوں کے ایک معقول تعداد غیر احمدی معززین کے بھی تھی جس میں خواجہ گل محمد صاحب پلیڈر مرزا ناصر علی صاحب و مولوی محمد حسین صاحب۔ منشی محمد دین صاحب نقشہ نویس منشی رب نواز خانصاحب سب رجسٹرار ستری چراغدین صاحب حکیم محمد حیات صاحب میونسپل کمشنر و شیخ میر محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں غیر احمدی مسلمان سوسائٹی کا اعلیٰ اور تعلیمیافتہ طبقہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس تعصب اور عناد سے نہیں دیکھتا جو جاہل طبقہ میں پائے جاتے ہیں۔ جلسہ کی کارروائی خواجہ گل محمد کی صدارت میں شروع ہوئی۔ سب سے اول حکیم محمد عمر صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اسکے بعد سید محمد شاہنواز صاحب نے ایک مختصر مضمون پڑھا جس میں یہ ترغیب دی گئی تھی کہ غیر احمدی اصحاب کو ایسے کاموں میں جو حمایت اسلام سے تعلق رکھتے ہوں اور جنکو احمدی جماعت سے خصوصیت ہو۔ احمدیوں کا ہاتھ بٹانا چاہیئے اسکے بعد راقم نے لائبریری کے اغراض اور فوائد بیان کئے صاحب صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ نئے فرقے اسلام کیساتھ پر انے فرقے ہمیشہ تشدد کرتے آتے ہیں۔ رفتہ رفتہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت بھی گھٹ جائیگی۔ غیر احمدی حاضرین نے لائبریری کیساتھ عملی ہمدردی کا اظہار امدادی چندوں کی صورت میں کیا اب لائبریری ہر روز صبح و شام کھلتی ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ اس لائبریری کی سرسبزی اور ترقی کے لئے دعا فرمائیں جو اصحاب اہل تصنیف ہیں۔ وہ اگر لائبریری کیلئے کم از کم ایک ایک نسخہ اپنی تصانیف کا عنایت فرماویں۔ تو مشکوری کا موجب ہوگا۔ محصولڈاک اطلاع آنے پر ہم دینگے انکے علاوہ اگر اور کوئی اصحاب لائبریری کی اعانت مالی یا کتابی صورت میں فرمائیں تو انجمن احمدیہ فیروزپور شکرگزار ہوگی۔ فیروزپور کی جماعت قلیل و ضعیف ہے۔ اور ایسی لائبریری کا مہیا کرنا جس میں عام اسلامی لٹریچر (مذہبی اور اخلاقی) موجود ہو ایک اہم کام ہے۔ جو ہماری جماعت نے توکلاً علی اللہ اپنے ذمہ لے لیا ہے۔

فرزند علی سکرٹری انجمن احمدیہ شہر فیروزپور

متفرق نوٹ

طوفانی نوٹ

دنیا کے مختلف حصوں پر اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی اپنا اثر ڈال رہی ہے وہائی کی سرزمین پیرس میں پچھلے دنوں سیلاب نے جو طوفان برپا کیا۔ ابھی تک اس حادثہ کی کوئی تلافی اور تسلی کی صورت پیدا نہوئی تھی۔ کہ بلجیم میں خطرناک طوفان برپا ہوا اور امریکہ کی ریاست اوہایو کے متعدد حصے طوفان سے بالکل تباہ ہو گئے۔ اور ریاست کلولینڈ میں صدہا آدمی بے خانمان کارخانے بند اور کروڑوں کا نقصان ہو گیا یہ عبرتناک حوادث تنبیہ اور تادیب کے لئے ہیں دہریہ ایسے آثار کو دیکھکر خدا تعالیٰ پر پھبتیاں اڑاتا ہے مگر نہیں جانتا کہ وہ بھی اپنے متعلقین اور متوسلین کی غلطیوں اور نافرمانیوں پر انہیں سزا دیتا اور دھمکاتا ہے۔

بہرحال یہ عبرتناک واقعات دراصل انسان کے لیئے نیکی اور بھلائی کے فرشتے ہیں تاکہ اس ذریعہ سے وہ اپنی اصلاح کرے۔

پرکاش نوٹ کرے

ارجن لکھتا ہے کہ کرشن جی مہاراج نے ارجن کی رتھ بانی میں سے اپنا خدمت پسند کی تھی۔ . . . سری کرشن جی مہاراج بڑے دھرماتما اور نیک طلن تھے۔ لیکن نہیں معلوم انکے ہمنام کیوں جھوٹی ہمدردی اور مکاری کے آنسو بہا کر دوسروں کو اپنے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا کر تباہ کرواتے دیکھے جاتے ہیں؟

اس نوٹ میں کرشنا ورما کا ذکر تو صراحتاً ارجن نے کیا ہے۔ مگر کسی دوسرے ہمنام سے اسکی کیا مراد ہے؟ ایڈیٹر پرکاش بتائیگا۔

یہ معما بھی پرکاش ہی حل کرے

ارجن لکھتا ہے ہم جانتے ہیں کہ سوائے کسی خاص اخبار کے آریہ سماج کے پریس نے پولٹیکس کے شوروغل کی بجائے لوگوں کی توجہ دھرم کیطرف کھینچنے کی کوشش کی ہے۔ گو یہ افسوس کا مقام ہے کہ بعض اوقات آریہ سماج کے پریس نے پولٹیکس کی زبردست لہر کو اپنی تابو سے باہر دیکھا اور بعض اوقات آریہ سماج کا بھی کوئی نہ کوئی اخبار اسی لہر میں بہ گیا۔ اور آریہ سماج کے اس حصہ کو بھی اسی لہر میں بہا لیگیا۔" دھرم پال اپنے اس نوٹ میں کسی سماجی اخبار کے متعلق یہ پہیلی ہم سے بجھوانا چاہتا ہے۔ مگر ہم اسکا حل پرکاش سے پوچھیں گے کہ وہ کونسا آریہ اخبار ہے۔

لاہور کے مقدمات بغاوت میں نندگوپال ایڈیٹر سوراجیہ الٰہ آباد جس پر "قومی اصلاح" کی مغویانہ تصنیف کا جرم عاید تھا مسٹر ہیریسن کی عدالت سے ۵ سال عبور دریائے شور کا سزایاب ہوا۔

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی کہ آخر ۶ مارچ ۱۹۱۰ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے چار ارکین کے خلاف مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن نے نالش دائر کر دی یہ کارروائی ایسی حالت میں کہ انجمن کا سالانہ جلسہ قریب ہے نہایت افسوسناک اور مضر ثابت ہونیکا خوف دلاتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے (مفصل پھر)

ریاست فریدکوٹ نے تمام وکلاء کو ۲۰ مارچ ۱۹۱۰ء سے جدید لائسنس کا دینا منظور کرکے آئندہ اس کی پریکٹس کو بند کر دیا ہے۔

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حاجی حکیم نور الدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطباء بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بہ تو... سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس دواخانہ نے

طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے کیونکہ

اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔

حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اسکی آمدنی

مدرسہ دایان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہے گو تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے۔

نوٹ:- ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی بہت مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل صہ نصف بوتل عہ

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھئے:- **ہندوستانی دواخانہ دہلی - میڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار [illegible] کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے [illegible] ہو چکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ [illegible] میری تین یوم کی مدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے [illegible] سے بکری ممکن ہے [illegible] دل حضرت ولغ دہلوں کے کہ وہ شخص [illegible]

[illegible] روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے جناب ڈاکٹر بی ایم صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ [illegible] وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں سب سے [illegible] کثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جان [illegible] روح حیات رگ و ریشہ [illegible] سلطنت کے سرٹیفکیٹوں [illegible] ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے ہر انسان کو ایسا [illegible] باوجود احتیاطانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی [illegible] ہیں [illegible] روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ [illegible] خلاف قاعدہ قدرت عاقل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب [illegible]

[illegible] اعصاب کی طاقت [illegible] جریان - سرعت - رقت - ضعف اعصاب - ضعف معدہ - ضعف دماغ - ضعف جگر - ذیابیطس اور اختلاج قلب [illegible] لاغری - بیرونی اور زردی چہرہ کے لئے [illegible] روح حیات اکسیر [illegible] اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے [illegible] روح کا کام ہے [illegible] روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب [illegible]

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر [illegible] روغن [illegible] سستی - لاغری وغیرہ دور کرکے [illegible] چار روپے چار آنہ (للعہ) [illegible] سے طلب کریں۔

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا)

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی غرض سے بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے قیمت نہایت ہی ارزان

ہردستی ہارمونیم باجہ ۳-اسٹاپ

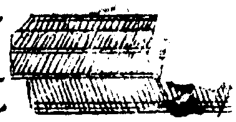

مبتدیون کے لئے مفید

جو شایقین باجہ سیکھنا چاہین انکو یہی سیکھنا چاہیے اس مین سر نکالنے آسان ہوتے ہین قیمت درجہ اول [illegible]

درجہ دویم [illegible]

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

خواہ کرسی پر بیٹھکر پائون سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتہہ سے قیمت درجہ اول [illegible] درجہ دویم [illegible]

نوٹ: ہمراہ فرمائش ہر ایک [illegible] آنے دیا ہونگے۔ نزدیکی ریلوے سٹیشن کا نام لکھنا ضروری ہے۔

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم	۱۲/
رہبر ہارمونیم	۱۲/
ہارمونیم اوستاد	۸/
کلید ہارمونیم	۴/
ہارمونیم دربن ہر دو حصہ	۸/
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ	فی حصہ ۴/
ہارمونیم درست کرنیکی کتاب	۸/
طبلہ سیکھنے کی کتاب	۸/
ستار سیکھنے کی کتاب	۵/

ملنے کا پتہ
مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴-اسٹاپ

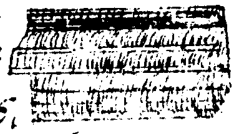

آواز نہایت ہی سریلی [illegible]

[illegible] سر [illegible] ہوئی ہین قیمت درجہ اول [illegible]

درجہ دویم [illegible]

تمام خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہیئے

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجہانے کے لیئے یہہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہہ التزام کیا گیا ہے۔ کہ کم از کم ہر مہینے مین ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بہی اس سے فائدہ اٹہا سکتا ہے۔ حاشیہ مین تفسیری نوٹ ہین جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلایل کو پیش کرنا مقصود رکہا گیا ہے۔ حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائینس دان بہی مزہ اٹہائیں۔ ترجمہ اور نوٹ مین حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکہا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چہہ پارے شایع ہو چکے ہین قیمت

تفسیر سورۃ بقرہ ... ایک روپیہ چار آنہ

محب اطفال اسکاٹس ایملشن

[illegible] لاکھون شفیق والدین نے اس امر کے [illegible] اسکاٹس ایملشن بچون کو تندرست کرتا ہے۔ اور ایک خوش ذائقہ ہے [illegible] بیمار بچونکو [illegible] توانا [illegible] تندرست اور تندرست کو [illegible] ہے۔ نوجوان دوا فروشون [illegible] موجود ہے۔ اس [illegible] اصلی ایملشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے ہاتہہ سے جہوڑا نہیں جاتا۔

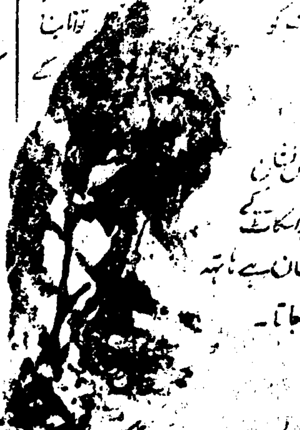

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ لیوریٹ لنڈن

سچائی کا جھنڈا

اشتہارون کی گرم بازاری مضمونون کی تیز و طراری مریضون کی آہ و زاری آجکل وہ سمان دکہا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتون سے نہین چلتا ہے۔ ہم پہلے دوا مفت دیتے ہین اول آزمائو پہر منگوائو بہلا اس مین بہی کچہ دہوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونون مختلف قسم کی بدکاریون کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ مین نے اس امراض کے لیئے [illegible] معجون [illegible] کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ ہمارا کام نہ تہا کہ کہہ دین کہ دوا ہر [illegible] طیار ہے۔ اول مفت منگلیئے پہر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریون سے یہ امراض لاحق ہوتے ہین اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹہائین اور معجون طلسمی کو بہی انشاء اللہ دوا سکو پائیں قیمت چہہ ماشہ ۸/

سرمہ سلیمانی آنکہونکی کل بیماریونکو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑہانیوالا قیمت فی تولہ ۱/

سنون دندان دانتونکی کل بیماریونکو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴/

المشتہر
حکیم سردار حسین مالک کارخانہ احمدیہ طب گڑہ ضلع دہلی

(در مطبع انوار احمدیہ باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر مطبوع گردید و شائع گشت)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان یعنی
دو امینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

...ہر حال میں
...جائے گی!

غیر مذاہب
اور
غیر مستطیع احباب سے

نمبر ۱۲-۱۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۵

سالانہ جلسہ کے مفصل حالات

امسال سالانہ جلسہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے بعض وجوہات کی بنا پر ہمارے ایام تعطیلات کرسمس تعطیلات ایسٹر پر ملتوی کر دیا گیا تہا۔ کرسمس کی تعطیلات میں بہی لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ لاہور میں مسیحی لیکچروں کے جواب میں اسلامی لیکچروں کے سلسلہ کا ہوا تہا۔ اور سلسلہ کے باہمت نوجوانوں کی ... سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت یکم جنوری سنہ ۱۹۱۱ء تک متواتر سلسلہ جاری رہا بہر حال سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا۔ اور معمول کے موافق پہلا کام

کرایہ ریلوے میں رعایت

کی درخواست تہی افسران ریلوے نے گو رعایت کا دینا منظور کیا مگر یہ رعایت اس مرتبہ بجائے نصف کے کم تہی یعنی ڈیوڑھا کرایہ ویکر دونوں طرف کا سفر ہو سکتا تہا اور اس میں بہی سو میل کی شرط تہی اور اس طرح جبکہ کرایہ ریلوے میں باوجودیکہ بہت ہی کم رعایت کی گئی تاہم ہم اس احسان کیلئے بہی افسران ریلوے کے شکرگزار ہیں۔

بعض سٹیشنوں پر ہمارے مہمانوں اور دوستوں کو بعض مشکلات بہی پیش آئیں خصوصاً ریلوے سٹیشن امیوڑ کی شکایتیں کثرت سے مجہے ملی ہیں اس کے متعلق الگ میں افسران ریلوے کو توجہ دلاؤنگا۔ سردست مجہے یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس کمی رعایت کا کوئی نمایاں اثر ہمارے احباب اور دوستوں پر اس حیثیت سے نہیں پڑا۔ کہ

وہ کم آویں

اگرچہ موسم کے لحاظ سے جبکہ بعض مقامات پر طاعون پہوٹ نکلا ہے۔ اور خاص قادیان میں بہی بعض وارداتیں ہو چکی ہیں ممکن تہا کہ اس جلسہ پر آنیوالوں کی تعداد میں کمی رہتی مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ

ان باتوں کا اثر مجمع پر نہیں پڑا

اور جب سال گذشتہ کے جلسہ پر کثرت سے شامل ہونیوالے احباب کیوجہ ہمارے مخالفوں نے صرف یہ قرار دی تہی کہ یہ اجتماع

آخری مرتبہ ہوا ہے

اب نہیں یہ دیکہکر شرمندہ ہونا پڑیگا۔ کہ اس قوم کو جذب کرنیوالی قوت اور طاقت ایسی ہے۔ کہ اس پر کسی اور قوت کا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور محض اخلاص ہے جو انہیں کہینچ لیئے آتا ہے۔ اور خدا کی رضاجوئی ہے جو

زبردست کشش ہے

قادیان جیسے گاؤں میں ہزاروں انسانوں کا مجمع ایسے وقت میں عجیب حیرت انگیز امر ہے۔ اور مجہے ہمیشہ اسکی

یاتون من کل فج عمیق

کی پیشگوئی کو یاد دلاتا ہے۔ قادیان میں طاعون کی بعض واردات کا شروع مارچ میں ہو جانا خوف دلاتا تہا۔ کہ کہیں جلسہ کو ملتوی نہ کرنا پڑے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور جب حالات پیش کیے گئے۔ تو آپ نے

دعا کا وعدہ فرمایا

اور بعد دو روز دعا کرنے کے جلسہ کے التوا یا عدم التوا کے متعلق فیصلہ کرنیکا حکم دیا اور بالآخر آپ نے جلسہ کا ہو جانا ہی ضروری سمجہا مگر یہ پسند کیا کہ مہمان باہر خیموں میں اتریں اور رات کو

لازماً وہان رہیں یا ن جلسہ شہر مین ہو۔ شہر مین ہمارے لیئے جلسہ کا انتظام بہت آسان ہوتا تہا۔ کیونکہ مدرسہ اور بورڈنگ کے مکانات مہمانون کی فرودگاہ کے لیئے موجود ہوتے۔ پہر کچہہ اور مکانات کا انتظام کردیا جاتا لیکن اس حکم کے ماتحت

فرودگاہ کا انتظام باہر کیا گیا

اور اس قدر عجلت مین جس خوبی سے انتظام کیا گیا وہ نہایت اطمینان بخش ہے۔ یہ فرودگاہ مدرسہ کی نئی زمین مین بنایا گیا جہان بیسیون خیمے اور چہولداریان اور عارضی ٹین شیڈ بنائے گئے تہے۔

احمدی کیمپ کا نظارہ نہایت موثر اور دلکش تہا ہزارہا انسان جن مین اکثر بڑے بڑے معزز اور عہدہ دار تہے زمین کے فرش پر پڑے ہوئے تہے وہ کیا بات تہی جسنے یہ جوش پیدا کردیا ہے کہ آرام و راحت کو قربان کرکے اس طرح جنگل مین پڑے ہین۔

یہ صرف اخلاص ہے

بہرحال مدرسہ کی زمین مین احمدی کیمپ لگایا گیا۔ انتظام نہایت وسیع پیمانہ پر کیا گیا تہا اور حتی الوسع مہمانون کی آسایش کے مقابلہ مین خرچ کی کوئی پروا نہ کی گئی خدا کا شکر ہے کہ اس مین

کامیابی ہوئی

مدرسہ کے اساتذہ اور بورڈرون اور صدر انجمن کے ملازمین نے جس محنت اور مستعدی سے اس خدمت کو سرانجام دیا ہے۔

وہ نہایت قابل قدر ہے۔

مین اس موقعہ پر اپنے مخلص اور مکرم مخدوم اکبرشاہ خانصاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کا ذکر کرنا نہایت ضروری سمجہتا ہون جو نہایت اخلاص کیساتہہ اپنے بورڈرون اور بچون کو لیکر رات کے بارہ بارہ بجے تک کام کرتے رہے ایسا ہی بعض دوسرے دوست منشی برکت علی اور ماسٹر عبدالعزیز وغیرہ بہی پوری تندہی سے مصروف بکار رہتے۔

باہر سے آنیوالے احباب مین سے مولوی عمرالدین صاحب مدرس صیح اور مستری محمد موسیٰ لاہوری خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ اس مرتبہ کہانے کے متعلق کل انتظام انکے ہی سپرد کیا گیا تہا۔ اور نہایت اطمینان سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کام کو انہون نے بڑی خوبی اور کمال عمدگی کیساتہہ نبہایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے افسوس ہے مین نام بنام اپنے مخلص احباب کا ذکر نہین کرسکتا۔ جنہون نے اس موقعہ پر اپنی خدمات سے جلسہ مین مدد دی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ محض اخلاص اور صدق سے اس کام کو کرتے رہے ہین نہ کہ کسی شکریہ اور تعریف کے لیئے۔ اب مجہے اس لمبے سلسلہ سے نکلکر جلسہ کی عملی کارروائی کا ذکر کرنا چاہیئے۔ جلسہ کی کارروائی جمعہ کی نماز سے شروع ہونی قرار پائی تہی۔

جمعہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

جمعہ کے لئے جامع مسجد مین حسب معمول انتظام کیا گیا تہا مگر اسی اثنا مین آدمیون کی کثرت نے باہر نماز کا انتظام کرنیکا مشورہ دیا اور حضرت نے حکم دیا کہ

مسجد یا بوہڑ کے نیچے ہو

اس سے یہ سمجہ لیا گیا کہ گرونڈ مین جو بوہڑ کا درخت ہے جو مسجد النور کے سامنے ہے وہان انتظام ہوگا لوگ مسجد جامع مین ۱۰ بجے سے جمع تہے یہ سنکر بہاگے ہوئے باہر چلے گئے یہ نظارہ بہی قابل دید تہا اور ایک دل کو متحرک کئے بغیر نہ رہ سکتا تہا۔ لوگ باہر پہونچ گئے لیکن جب

حضرت خلیفۃ المسیح باہر تشریف لائے

اور آپنے دریافت کیا کہ جمعہ کہان ہوگا۔ اسپر عرض کیا گیا کہ حضور کے حکم کے ماتحت باہر ہوگا اسپر فرمایا مینے یہ نہیں کہا تہا بلکہ وہ بوہڑ جو مدرسہ کے قریب ہے مین باہر نہین جاسکتا اگر چلا جاؤں) تو تین دن بیمار ہو جاتا ہون پس ۱۱ آدمی ملکر مشورہ کردین مین پسند کرتا ہون کہ جامع مسجد مین ہو۔ وہان نہو سکے تو اس بوہڑ کے نیچے بہرحال فوراً باہر جاکر مشورہ کیا اور احباب نے بعد مشورہ فیصلہ کیا کہ

جامع مسجد ہی میں ہو کیونکہ حضرت میر پسند فرماتے ہو

حضرت کے اس فعل سے جو عظیم الشان سبق ہمین ملتا ہے وہ

شاورھم فی الامر

کی اہمیت ہے۔ مین نے دیکہا ہے کہ معمولی امور مین بہی جب حضرت سے دریافت کیا گیا تو آپنے جہٹ مشورہ کرنیکا حکم دیا ہے حضرت حکم دیسکتے تہے کہ فلان جگہ کرو مگر آپنے مشورہ کو پسند فرمایا بہرحال جب باہر جمع شدہ جماعت کو یہ حکم سنایا گیا تو وہ بے اختیار ہوکر

شہر کو دوڑ پڑے

تاکہ سب سے پہلے جگہ ملجاوے یہ نظارہ بہت ہی موثر تہا۔ اور اس سے اس

جوش اور اخلاص

کا پتہ ملتا تہا۔ جو جماعت کو اپنے امام سے ہے۔ اور شوکت اسلام ظاہر ہوتی تہی۔ تہوڑی ہی دیر مین مسجد اس کی چہتیں اور اردگرد کے تمام مکانات کی چہتیں پر ہوگئی تہیں مسجد مین باوجودیکہ وہ بہت وسیع ہوچکی تہی۔ قطعاً گنجایش بیٹہنے کی بہی نہ تہی۔ اس حالت کو دیکہکر

حضرت خلیفۃ المسیح کی قبولیت عامہ

کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا تہا۔ آخر حضرت تشریف لائے اور جوش سے لوگ اٹہ کہڑے ہوئے۔ مسجد کا صحن طے کرکے منبر تک پہونچنا ہ منٹ سے زیادہ کا راستہ نہین مگر حضرت کو یہ مسافت قریباً ۱۵ منٹ مین طے کرنی پڑی وہ بہی ہٹو بیٹہو راستہ کی آوازین لوگ دے رہے تہے۔ حضرت ایک خاص شان کیساتہہ جو عبودیت اور امن کیساتہہ خلافت کے رنگ مین ڈوبی ہوئی اور اپنے محبوب آقا مین گمشدگی کی شان تہی آتے تہے۔ آپ منبر کے پاس پہونچکر کثرت مخلوق کی اسقدر تہی کہ وہان آواز کا پہونچنا مشکل امر تہا حضرت نے آخر تجویز کیا کہ دو تین بلند آواز آدمی کہڑے ہوجائیں مین جو کچہہ کہون وہ کہتے جائیں تاکہ

سب سن لین

اس سلسلہ کے یوم اول سے لیکر آج پہلا دن تہا جو خطبہ اس طرح پہونچایا گیا اس مقصد کے لیئے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور میر ناصر نواب صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب کو مقرر کیا گیا اور حضرت نے خطبہ شروع فرمایا مگر چند ہی منٹ کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ اصل مقصد پورا نہین ہوتا اسلیئے

خاکسار ایڈیٹر الحکم

نے تحریک کی تہی (جو اسوقت اسکا ضروری کام تہا) حضرت کے

منشار کو پورا کرنیکا تہیہ کیا اور حضرت امام کی

زبان اپنے منہ میں لیکر بولا

اور اس فرض کو ادا کیا آخر میں پہر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس کے شریک ہوئے اور خدا کے فضل سے ایک ہی نام کے اور ایک ہی باپ کے دو بیٹوں کو یہ فخر حاصل ہوا۔

کہ وہ زبان امام کا کام دیتے رہے

جمعہ کا خطبہ اپنی اہمیت اور شان کے لحاظ سے نہایت عظیم الشان اور ضروری ہے۔ اس میں حضرت نے جس جرأت اور قوت اور شوکت الفاظ کیساتھ

تبلیغ کی ہے

میں اپنے الفاظ یہ کہتا ہوں کہ اس رنگ کو میں الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت کے چہرے کی کچھ ایسی حالت تہی جیسے کوئی شخص فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اور ایک بودگی اور جوش اس پر طاری ہوا ایسی صورت تہی میں اس خطبہ کو دوسری جگہ درج کرتا ہوں اور

سلسلہ کے مخالف علماء

کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ وہ اسکو پڑہیں اور پہر سوچیں اور خدا کے حضور کہڑے ہونیکا خیال کرکے بتا دیں کہ

کیا یہ کافروں کے عقاید ہیں

سلسلہ کے پرانے اور سخت مخالف مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کی خدمت میں خصوصاً عرض ہے کہ یہ اعلان عقاید کا ہزاروں انسانوں کے سامنے جس شان سے کیا گیا ہے۔ وہ ان کے لیئے خاص توجہ چاہتا ہے۔ وہ خدا کے لئے سوچیں اور اگر ان عقاید کے رکہتے ہوئے بھی وہ ہمیں **کافر کہنے کی جرأت کریں تو پہر**

انا للہ وانا الیہ راجعون

"جلسہ کی کارروائی"

(۲۴ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

آج بہت سے احباب قادیان میں پہونچ چکے تہے بعد نماز ظہر سادہ سنگت کا جلسہ جامع مسجد میں ہوا۔

سادہ سنگت کے معروف کرانے کی ناظرین الحکم سے ضرورت نہیں کیونکہ ایک سے زیادہ مرتبہ اسکا ذکر الحکم کے کالموں میں ہو چکا ہے۔ سب سے اول میاں عبد الباسط طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام نے یہ نظم پڑھی

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

اس نظم کو میاں عبد الباسط صاحب نے نہایت عمدگی جوش اور دلبری سے پڑہا۔ اس نظم سے متاثر ہو کر حاجی عمر ڈار صاحب نے ایک روپیہ انعام دیا اس کے بعد

ماسٹر عبد الرحمن صاحب کی تقریر

اغراض و مقاصد پر ہوئی سادہ سنگت کی غرض یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اس سچائی کو جو اسنے قبول کی ہے دوسرے لوگوں تک پہونچائے

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده و رسوله اما بعد واضح ہو کہ ہر ایک کام جو کیا جاتا ہے اس میں ایک حصہ تو شیطانی ہوتا ہے اور ایک رحمانی ہوتا ہے لیں جو کام محض رضا الٰہی کیلیئے کیا جاتا ہے۔ وہ کام سراسر رحمانی ہوتا ہے جس کی خدا خود قدر کرتا ہے اور جس کام میں کوئی ظاہری یا مخفی ریا اور نمود ملحوظ خاطر ہوتی ہے۔ وہ شیطانی کام ہوتا ہے جسکا اجر خدا سے نہیں ملتا۔ پس جو کچھ ہم کریں خدا کیلئے کریں اور کوئی نہاں در نہاں ناموری اور شہرت کی خواہش ہمارے دل میں ہرگز نہو خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

جاننا چاہیئے کہ ہم لوگوں نے یہاں ایک انجمن موسوم بہ سادہ سنگت کچھ عرصہ سے قایم کی ہوئی ہے۔ جس کے مربی اور سرپرست حضرت خلیفۃ المسیح ہیں اور اس کے ممبروں کے فرائض یہ ہیں کہ ہم تحریر یا تقریر اور ٹریکٹ سیریز کے ذریعہ سے تبلیغ کریں۔ کچھ ٹریکٹ تو پہلے سکھ صاحبان کو بیدار کرنیکے لئے شایع کئے گئے ہیں اور اب بھی ارادہ ہے کہ پنجاب کی لوکل ضرورتوں کو پورا کرنیکی غرض سے اور ایسے ہی ٹریکٹ شایع کریں۔ اور دوسرا ذریعہ تبلیغ کا یہ ہے کہ سادہ سنگت کے بعض ممبر اپنا روزانہ کام اور فرائض منصبی پورا کرکے باہر دیہات میں جاجاکر بوقت شب گاؤں والوں کو دین اسلام کے موٹے موٹے اصول بتلاتے اور رسومات بد اور قبیح بدعات سے انہیں متنبہ کرتے ہیں اور دیہات میں کوٹھو پر رات کے وقت عورتوں مردوں کو وعظ کرتے ہیں اور ضرورتاً ان لوگوں کو سلسلہ حقہ احمدیہ کے اصول سے آگاہی دیجاتی ہے۔ اور ان غلط فہمیوں اور افتراؤں کا دفعیہ کیا جاتا ہے جو زمانہ کے علماء نے ہمارے پاک اصول کے نسبت اپنی خائنانہ تحریروں یا تقریروں سے عوام کالانعام میں پہیلائی ہوئی ہیں اور انہیں مغالطہ میں ڈالا ہوا ہے۔

قصہ کوتاہ تبلیغ کرنا اس انجمن کا مقصد اعلیٰ ہے جو یہ کر رہی ہے۔ اور ہماری اس تقریر سے صرف یہی غرض ہے۔ کہ ہم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ تو یہاں ہوتا ہے۔ مگر ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آپ لوگ بھی اپنے اپنے گھروں کے گرد و نواح اور قرب جوار میں کم از کم دس دس میل تک بالفعل اس زبانی تبلیغ کو سرانجام کریں کیونکہ خدا نے آسمانی نشانوں اور شواہد سے جو حجت اس زمانہ میں لوگوں پر وارد کی ہے اسکا علم انہیں بزبان پنجابی دیا جاوے اور ہماری یہ غرض نہیں ہے۔ کہ باہر جاکر دیہات میں اکہاڑے قائم کئے جاویں یا بحث مباحثہ کے آوازے لگائے جاویں بلکہ نہایت صلح و آشتی کیساتھ امر حق سے انہیں آگاہ کیا جاوے ہاں اگر کوئی عقدہ کشائی کے لحاظ اور خیال سے بعض اور شکوک کا ازالہ کرانا چاہے تو ایسی صورتوں میں ایسے قابل رحم اشخاص کی باتوں کو سن کر انہیں صحیح جواب دئے جاویں اور انہیں سلوک سے زبانی دینے کی سعی کیجاوے اور ہماری غرض یہ ہے۔ کہ ایسی انجمنیں سادہ سنگت جا بجا قایم ہوں جنکا فرض ارد گرد کے دیہاتوں کو دین اسلام کے اصولوں سے آگاہ کرنا ہوگا۔ اور اس کار خیر کے انصرام کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ایسے مبلغین پوری تحصیل کردہ مولوی فاضل یا بی۔ اے تک تعلیم یافتہ ہی ہوں۔ بلکہ اس کام کو وہ لوگ بھی ایک حد تک پورا کرسکتے ہیں جنہوں نے قادیان کی بابرکت صحبت اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریروں سے فیض پایا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس کام کو اس تہوڑی لیاقت اور استعداد والا بھی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ درحقیقت وہ تقوے سے کام لیکر خدا کو راضی کرنیکے لئے اپنے فرض تبلیغ سے

سکھ دکھ سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی کتابوں کے بعض ضروری حصص کو خلاصہ کر کے زبان پنجابی دہقانوں کو سنایا کرے یا اگر ایسا بھی نہ ہو تو حضرت اقدس کی کتاب کے بعض مضمونوں کو پڑھ پڑھ کر انکا مطلب پنجابی زبان میں لوگوں کو بتلایا جاوے مگر ایسے مبتدی مبلغین کو واجب ہے کہ اس کام کو اول اول اپنے گھر میں جاری کریں پھر اپنے کوٹھے پر پھر اپنے ہمسایوں کو بلا کر تبلیغ کریں بعد ازاں ارد گرد کے دیہات میں جا کر توت شب عورتوں مردوں کو اپنی تبلیغ سے بہرہ ور کرے۔ اگر ہماری انجمنہائے احمدیہ جو پنجاب کے مختلف مقامات میں ہیں اس سسٹم کو جاری کریں اور اپنے اپنے گاؤں اور گرد و نواح کے دیہات میں لوگوں کو ہر روز یوں آگاہ کرتے رہیں کہ آج اس گاؤں میں وعظ ہوا اور کل دوسرے میں حتٰی کہ گرد و پیش کے ان تمام دیہات میں کم از کم مہینہ میں ایک ایک مرتبہ وعظ ہو جایا کرے جو اس کی انجمن سے چھ سات کوس تک واقع ہیں۔ یہ تجویز جو میں نے پیش کی ہے یہ کوئی فرضی تجویز نہیں ہے۔ بلکہ یہاں کی سادہ سنگت اس تجویز پر کچھ عرصہ سے عملدرآمد کر رہی ہے چنانچہ گزشتہ دو ماہ میں قریباً ۲۰ لیکچر اور وعظ گرد و نواح اور قادیان کے چوک میں ہو چکے ہیں درحقیقت وہ زندگی بھی لعنتی زندگی ہے جس میں انسان ہر وقت یعنی رات دن اپنے نفس اور گھر کے کاروبار میں چیونٹی اور کیڑے کی طرح لگا رہتا ہے۔ اور خدا کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا ہے۔ آپ لوگ بازار میں دیکھیں کہ صبح سے لے کر شام تک ہزاروں لوگ ادھر سے ادھر بھاگے چلے جا رہے ہیں اور ایسے لوگوں سے اگر دریافت کیا جاوے کہ تم ایسی سرگرمی سے کیوں دوڑ دھوپ کر رہے ہو تو ان میں سے غالباً نوّے یا ۹۸ فیصدی ایسے لوگ ملیں گے جو یہ جواب دینگے کہ میں دوائی لینے چلا ہوں فلاں چیز کے خرید و فروخت کے لئے جلدی میں ہوں بس ایسے لوگ درحقیقت اسی جہان میں دوزخ کا نقشہ دیکھ لیتے ہیں جن کے دلوں پر دنیاوی ہموم و غموم ہر وقت مستولی رہتے ہیں اور خدا بینی اور نیکی کیلئے ان کے اندر کوئی خانہ خالی نہیں رہا

اور دنیاوی خواہشوں کی آگ میں ہر وقت جل رہے ہیں اور سوتے جاگتے چلتے پھرتے عملی صورت میں نفسی نفسی پکار رہے ہیں بعض لوگ بلکہ اکثر احباب ایسے بھی ہیں جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی دس پندرہ تصانیف تو ضرور مطالعہ کی ہیں اور قرآن سے بھی کسی قدر مس ہے لیکن وہ تبلیغ میں اسلئے حصہ نہیں لیتے کہ ہم پورے عالم تحصیل کردہ نہیں ہیں انہیں جاننا چاہیئے کہ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ پورے عالم متبحر ہو کر تبلیغ کیا کرو یا بڑے امیر کبیر ہو کر ہی زکوٰۃ دیا کرو بلکہ خدا تو تم سے یہی چاہتا ہے کہ

مما رزقنٰھم ینفقون یعنے جو کچھ اور جتنا کچھ خدا نے تمہیں دیا ہوا ہے اس میں سے یہ خرچ کرو یہ نہیں فرمایا کہ فلاں حد یا تبحر تک ہی پہنچ کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرو بلکہ قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے۔ کہ یہود یوں کے تین گروہ ایک جگہ رہتے تھے ان میں سے بعض تو لوگوں کو نیکی بدی سے آگاہ کیا کرتے تھے اور بعض موسٰی بدین خود و عیسٰی بدین خود کے **غلط اصول** کے پابند ہو کر دوسروں کو نیکی بدی سے آگاہی نہیں دیا کرتے تھے اور بعض خود بدکاری نافرمانی میں مبتلا اور گرفتار تھے۔ پر جب خدا کا غضب اور عذاب آیا سب کو بہا لے گیا مگر صرف ان لوگوں پر رحم ہوا جو لوگوں کو بدکاری نافرمانی شرارت اور ایک ناجائز امر سے منع کرتے تھے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہاں ایکدفعہ طاعون کا زور تھا ۷۰ آدمی ہر روز مرتے تھے میری بن ران میں درد اٹھا اور طاعون کا ڈر ہوا تو میں نے محلہ والی عورتوں کو بلا کر وعظ شروع کر دیا ابھی رکوع ختم نہیں ہوا تھا کہ درد رفع ہو گیا پس ان ایام مصائب اور طاعون سے محفوظ رہنے کا ایک یہ بھی مجرب اور صحیح نسخہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کریں اور دوسرا فائدہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح اس سے بہت جلد ہوتی ہے دیہات کے وعظوں اور لیکچروں سے یہ امر واضح ہو گیا ہے۔ کہ ان لوگوں کو حق اور راستی سے کچھ حصہ نہیں دیا گیا ورنہ وہ لوگ ہدایت کے بہت قریب ہیں اور انکو قادیان پر حسن ظن ہے۔ مگر ہماری غفلت کی وجہ سے وہ تا حال ہم سے دور ہیں اور عام پیروں اور ملاؤں سے وہ سیر ہو

چکے ہیں۔ پیروں کو ایسے ہی فراموش کیا جاتا ہے جیسے کہ ہماری جماعت کے اکثر احباب اپنی عورتوں کو مواعظ اور نصائح سے محروم اور بے نصیب رکھتے ہیں (الا ماشاء اللہ)

دراصل جو کتابیں پڑھی جاتی ہیں اور ان کا حاصل نتیجہ لوگوں کو بتلا نہیں دیا جاتا۔ ایک پہلو سے وہ کتابیں اور ان کا پڑھا ہوا رائیگاں ہی جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ کتابوں میں جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ ان میں سے تو لکھا پڑھا انسان خود پڑھ پڑھا کر مستفید اور مستفیض ہو سکتا ہے۔ لیکن جن کتابوں کو پڑھ کر سینے یا دماغ میں ڈالا گیا ہے وہ تو ضائع ہی گئیں کیونکہ کتابیں جو کھول کر پڑھی جا سکتی ہیں مگر سینے یا دماغ کو کون پھاڑے اور انکا مطالعہ کرے اگر زبان گویا نہیں اور بولنے اور وعظ کرنے کی عادت جوانی یا بطور پیشہ نہیں ڈالی گئی تو پھر دوسروں کے لحاظ سے پڑھا لکھا اور عالم متبحر ہونا بیسود ٹھہرا جب تک کہ اس سے لوگ چشمہ کی طرح مستفید نہ ہوں پس علم نافع وہی ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاویں ورنہ یحملون اسفارا کی طرح تحصیل کردہ اندر ہی اندر سڑ رہا ہے۔ اور وہ ترقی میں نہیں بلکہ تنزل میں ہے۔ ہاں ایسے واعظوں اور سادہ سنگت کے ممبروں کے لئے چند ہدایتیں قابل یادداشت کے ہیں اور وہ یہ ہیں اول یہ کہ ایسے لوگوں کو بڑے درجہ کا حلیم اور صابر ہونا ازبس ضروری ہے اور وہ کسی کی درشتی اور سختی پر ہرگز نہ بھڑک اٹھیں ورنہ وہ خود ہی سوچیں کہ اگر ہم لڑنے اور مخالفین کا دست بدست جواب دینے اور انکی درشتی کا درشتی سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہوتے رہیں تو پھر کس کس سے مقابلہ کرینگے اور کس کس کے تعصب کا جواب دینگے ہم تھوڑے ہیں اور مخالفین ہزاروں میں پھر اگر صبر نہ کرینگے تو زمانہ ٹھٹھا لگا کر ہمیں صابر نہ کہا جائیگا بلکہ ہمیں تو پتھر لگا کر بھی مخالفوں کو پتھر سے جواب نہیں دینا ہوگا بلکہ ایسے مقام سے اعراض اور کنارہ کشی سنت نبویہ میں داخل ہے میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ راستی اور صداقت جو خدا کا سچ ہمیں دیا گیا یہ تو ضرور دنیا پر غالب آجائیگی مگر افسوس ہے تو صرف ان نااہل لوگوں پر ہوگا۔ جنکو خدا نے موقعہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر
آج قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائے گی؟

نمبر ۱۴ و ۱۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ و ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۳ و ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

محبی فی اللہ مکرمی شیخ صاحب احسن اللہ احوالکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عریضہ ہذا کو بھی آپنی اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرمادیں۔ عاجز آپنے پیارے مولا کریم سے اطلاع پاکر جملہ احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اُس پیارے مولا کریم نے عاجز کو بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے۔

(۱) "پاک زینہ"۔

جسکی تفہیم یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے یعنے روحانی طور پر خدا تعالیٰ کیطرف جانے کے لئے ایک سیڑہی ہے۔ یعنے اُسی سیڑہی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہونچ سکتے اور اُسکی رضا اور اُسکا تقرب حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسرا ارشاد لکھتے ہوئے اگرچہ بڑی سخت شرم آتی ہے پر فرمان الٰہی کے عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ یہ ہے

(۲) "تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"۔

تفہیم جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر روحانی غذا کا۔ تو اس سیڑہی کے راستہ چڑہنے کیلئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غذا کھا کر حاصل کرنی چاہئے۔ اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے۔ جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا دیتا ہے اسی طرح تیری دعا لوگوں کی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا کر اُنہیں اُسی سیڑہی پر چڑہنے کے لئے مضبوط کرتی ہے۔

(۳) "درود شریف کا پڑہنا پرونکا کام دیتا ہے"۔

یعنے لوگ جسقدر کمال سے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہو ہو کر آپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت خدا داہ ابی و امی و روحی وقلبی فداہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لا تعد ولا تحصےٰ دائماً ابداً ابداً دائماً خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے۔ تو وہ ذرہ ذرہ شریعت اُنکے لئے ہر سیڑہی پر چڑہنیکیلئے پروں کا کام دیگا۔ یعنے جسقدر وہ فدا ہو ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہینگے اُسیقدر اُن روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑہی پر گذر کر آپنے پیارے مولا کریم کی بارگاہ عالی میں پہونچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہونگے۔ اسکے بعد فرمایا

(۴) "بس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاؤ اور تم میں کوئی ذرہ انانیت کا باقی نہ رہے"۔

اب یہ عاجز آپنے عنایت فرمایاں کیخدمت میں دلی تپاک سے الٰہی حکم کی تعمیل کیلئے عرض کرتا ہے۔ کہ آپ صاحبان صدق اخلاص میں کہوں گرتے اُٹھتے موجودہ امام حضرت امیر المومنین کی دعا کی سیڑہی پر سوار ہو جاویں۔ وہ اسطرح سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اُسے پیارے مولا کریم کے پیار سے ملی ہوئی پاک قوم کی مطابق الگ الگ

[illegible] کریں کہ "عاجز اپنی ہوا و ہوس کی جہنم کو چھوڑ نہیں سکتا۔"

ہمیں حرص دنیا است جان پدر
جہنم گزو داد فرقاں خبر

[illegible] حضور خود ہی دعا فرماویں.. اور عاجز کو اسکی [illegible] اعمال کے گندے دوزخ سے بفضلہ نجات دلوا کر رضاء [illegible] کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں۔ یا اپنے اپنے حسب منشاء [illegible] الفاظ جی چاہے لکھیں پر یہ الفاظ لله حضور خود ہی دعا فرماویں" [illegible] طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے خود سکھلائے ہیں [illegible] ہی تحریر کریں۔

جو احباب حضرت امیر المومنین کی خدمت عالی میں حاضر [illegible] ہیں جسقدر ہو سکے بار بار بار بار...... دعا کے لئے [illegible] خواست کریں۔ اور بظاہر دور رہنے والے احباب کم از کم [illegible] روز ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھدیا کریں۔ ہو سکے تو کارڈ [illegible] کر رکھ چھوڑیں ہر روز ایک ڈاک میں ڈالدیا۔

دعا کی سیڑہی پر چڑہنے اور حصول رضاء الٰہی کا دوسرا پہلو [illegible] زبردست ذریعہ جسے اوس سبحانہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ عالی [illegible] چلنے والے کیلئے پر فرمایا ہے۔ پھر جسقدر ہو سکتا ہے اپنے [illegible] مولا رحمۃ العٰلمین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر چلتے [illegible] بیٹھتے۔ لیٹتے۔ درود شریف پڑہیں۔ وہ پیارا مولا کریم [illegible] موفق آپکو اعلیٰ سے اعلیٰ توفیق عطا فرما کر آپنے حسب منشاء [illegible] گرا دے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نیز اگر برداشت ہو سکے تو آپنے لئے آپ دعا مانگنے کی [illegible] حضرت امیر المومنین کی دعا کو عین آپنی دعا یقین کر کے [illegible] پر آمین کہتے رہیں۔

[illegible] عاجز اپنی ذات کیلئے آپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں [illegible] تکلیف دیتا ہے۔ نہ اسلئے کہ عاجز نے آپنے پیارے بھائیوں کی [illegible] خیر خواہی کی ہے۔ عاجز نے جو کچھ عرض کیا ہے محض ارشاد الٰہی کی [illegible] کے لئے کیا ہے۔ اور آپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برا [illegible] ہو سکتا بلکہ عاجز تو اگر نہ صرف آپکے لئے بلکہ سارے جہان کیلئے [illegible] قدر دعا میں معروف رہے کہ کھانے پینے تک ترک کر کے اسی میں [illegible] مر ہی جائے تو بھی کوئی ذرہ بھر بھی الٰہی حکم کی تعمیل سے ہرگز ہرگز [illegible] سبکدوش ہو ہی نہیں سکتا۔ اس ذریعہ سے نہیں بلکہ اس حیثیت سے [illegible] جب آدمی خدا تعالیٰ کی رسی ہر آن مضبوط پکڑتا ہے تو پس [illegible]

میں سے بقدر رحم کھا کر گنے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے۔ وہ یہ کہ آپ اسی لحاظ سے بقدر رحم کر کے جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالیخدمت میں دعا کیلئے عریضہ لکھیں تو نیچے عاجز کے لئے بطور یاددہانی اتنا تحریر فرما دیں

"ذرہ بمقدار عابد کیلئے دعا" یہ آپکا سلطنت بخشدینے سے بدرجہا بڑہکر احسان ہو گا۔ جسکا عند اللہ اجر پا دینگے۔

نیز جب درود شریف پڑہیں تو ایکدفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات یا دن رات میں ایکدفعہ یا جب یاد آجائے اس عاجز کیلئے یعنی عاجز نجاست مجسم کیطرف سے ہو کر آپنے آقا و مولا کے احسانات کو یاد کر کے دلی خلوص اور تپاک سے ایکدفعہ درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ لَا تُعَدُّ وَلَا اُحْصٰى لَا تُعَدُّ وَلَا اُحْصٰى دَائِمًا اَبَدًا دَائِمًا اَبَدًا

بس اتنا پورا اس طرح پڑھ دیا کریں۔

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے اور اُسکے فضل پر اُمید کرتا ہے کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایاں عاجز نجاست مجسم کی اس درخواست کو آپنے پاک دلوں میں جگہ دے کر قبولیت کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرما دینگے۔

اے آنکہ رہ بمشرب مقصود بردۂ
زیں بحر قطرۂ بمن خاکسار بخش

والسلام

مرسلہ احقر عباد اللہ میر عابد علی ساز بدوملہی ۵ اپریل

ضروری اطلاع

کارخانہ الحکم جن کے احباب کے ذمہ بقایا ہے اُن سب کو وی پی بھیج رہا ہے۔ اس واسطے اُمید ہے کہ احباب وی پی وصول فرما کر ممنون و مشکور فرمائینگے۔

مینجر الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجمن تشحیذ الاذہان قادیان کی چوتھی سالانہ رپورٹ

بابت ۱۹۰۹ء یا ۱۳۲۷ھ

یہ انجمن قریباً سوا چار سال سے آپنا کام کر رہی ہے اسکے اغراض میں پہلے بھی احباب کو بتا چکا ہوں۔ لیکن صرف اسلئے کہ بعض نئے احباب بھی آئے ہوئے ہیں۔ اس انجمن کی اغراض کو میں دوبارہ بیان کر دیتا ہوں۔

(۱) نوجوانان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو تقریر و تحریر میں مشاق کرنا۔
(۲) اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا۔
(۳) اسلام پر خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ اُنکا تہذیب سے جواب دینا۔
(۴) تاریخ اسلام سے لوگوں کو واقف کرنا۔

۱۔ اشاعت رسالہ تشحیذ الاذہان۔ یہ رسالہ ۱۹۰۶ء میں جاری ہوا ہے۔ پہلے سال میں سہ ماہی تھا۔ اور ایکسال کے بعد ماہوار کر دیا گیا تھا۔

سال گذشتہ یعنے ۱۹۰۸ء کے آخر میں اس رسالہ کے ۴۷۲ خریدار تھے۔ اسکے مقابل اس سال زیر رپورٹ یعنے ۱۹۰۹ء کے آخر میں ۵۷۶ خریدار تھے لیکن کل شام کو بفضلہ تعالیٰ خریداروں کی تعداد ۴۸۸ تھی اسکے علاوہ کچھ پرچے مفت جاتے ہیں اور کچھ اخباروں کے تبادلہ میں گویا کل ۹۰۷ پرچے نکلتے ہیں۔

آمد و خرچ۔ سال گذشتہ یعنے ۱۹۰۸ء میں رسالہ کی آمد [illegible] تھی اور خرچ [illegible] اس حساب سے گذشتہ سال میں [illegible] کا نقصان ہوا تھا۔ اسکے مقابل پر سال زیر رپورٹ یعنے ۱۹۰۹ء میں کل آمد رسالہ [illegible] ہوئی ہے۔ اور خرچ [illegible] ہوا ہے اس حساب سے سال زیر رپورٹ میں [illegible] کا نقصان ہوا اگر ۱۹۰۶ء و ۱۹۰۷ء کا نقصان [illegible] سالوں کے نقصان کے ساتھ ملا دیا جاوے تو [illegible]

اسی طرح نماز میں لذت حاصل کرنیکے لئے نماز ہی پڑھنی چاہیئے میں آپکو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ انسان ایک ذوق پسند ہستی ہے۔ اور وہ مختلف صورتوں سے لذت اور ذوق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر حقیقی لذت خدا میں ملتی ہے۔ **عبودیت** کی حقیقت جسقدر انسان میں پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اسیقدر وہ معرفت الٰہی کی لذت سے سرشار ہوجاتا ہے پس اس حقیقت کو حاصل کرنا چاہیئے جب یہ حقیقت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پھر مصائب اور تکالیف بھی محسوس اللذت ہوجاتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو قرآن مجید نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ مومن **لا یحزن** ہوتا ہے غرض آپ لوگ تبلیغ کے کام میں اپنے فرائض کو شناخت کریں۔ اور ہر شخص واعظ کی حیثیت سے کام کرے۔

اب نماز عصر ہوگی اور اس کے بعد حضرت **خلیفۃ المسیح** کا درس قرآن ہوگا۔ اور اس شخص کے منہ سے آپ اللہ کا کلام اور اس کے حقایق سنیں گے۔ جو فی الحقیقت اس کے سنانے کا حق اور منصب رکھتا ہے۔ جو **کامل عارف باللہ** ہے۔ اور وہ چار لاکھ میں ایک آدمی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور کی دعاؤں اور تربیت کا **عملی نمونہ** ہے اسی لئے اس نے کہا تھا۔

چہ خوش بودے اگر ہریک ز امت نوردین بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

یعنی جب کوئی شخص یقین اور معرفت کے نور سے منور اور معمور ہوجاتا ہے تب وہ

نوردین

بنتا ہے اس سے مقام نوردین کا پتہ لگتا ہے کہ وہ بصیرت اور معرفت کے کس مقام پر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو

ہمارا امام اور ہمیں خلیفہ

کیا ہے ہاں خود خدا نے آپ اسے خلیفہ کیا ہے اسلیئے کہ **خلیفہ بنانا** اسی کا کام اور یہ انسانی **طاقت** اور **انتخاب** کا کام نہیں ہوتا۔ پس اس کے بعد

آپ اپنے مطاع اور خلیفہ

کے منہ سے خدا کا کلام سنیں گے۔ میں اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امام کا سایہ بہت عرصہ تک ہمارے سر پر قایم رکھے اور ہم اس کی دردمندانہ دعاؤں سے فیض حاصل کرتے رہیں۔ اور ہم میں وہ بات پیدا ہو جو وہ پیدا کرنی چاہتا ہے۔ (آمین)

پھر نماز عصر ہوئی اور اس کے بعد درس قرآن مجید ہوا سورہ **طٰہٰ** کا دوسرا رکوع حضرت نے سنایا۔ درس کے بعد حضرت نے بہت **لمبی دعا** کی اللہ تعالیٰ اسے ہمارے حق میں قبول فرماوے آمین ازاں بعد بہت سے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا اور سینکڑوں آدمی

داخل بیعت ہوئے

حضرت نے بیعت میں خصوصیت سے مندرجہ ذیل الفاظ اضافہ کیئے۔ "میں شرک نہیں کرونگا چوری نہیں کرونگا۔ بدکاریوں کے نزدیک نہیں جاؤنگا کسی پر بہتان نہیں لگاؤنگا چھوٹے بچوں کو ضائع نہیں کرونگا" "نماز کی پابندی کرونگا۔ اور زکوٰۃ روزہ حج اپنی طاقتوں کے موافق ادا کرنیکو مستعد رہونگا"

بیعت کے بعد آپ نے **حقیقت البیعت** پر مندرجہ ذیل تقریر کی

خلیفۃ المسیح کی تقریر حقیقت البیعت پر

بیعت کے معنے بک جانے کے ہیں جو شخص بیعت کرتا ہے وہ اپنے آپکو بیچ دیتا ہے۔ یاد رکھو کہ اپنے آپکو بیچدینا معمولی کام نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے جو شخص بیعت لیتا ہے۔ اسکی ذمہ داری کو تو تم سمجھ بھی نہیں سکتے۔ یہ بہت خطرناک کام ہے۔ اگر ہم اس ذمہ داریکو سوچیں اس ستّر برس سے متجاوز عمر میں بھی کیکو دیکھو کہ دین اور دنیا کے کتوں کی طرح یہ کوشش کریں کہ تمہیں اپنے مطلب پر ڈھال لوں اور کچھ حاصل کروں تو اس سے بڑھکر **لعنتی کام** کیا ہوگا۔

خدا تعالیٰ نے اسوقت تک میری پرورش فرمائی ہے اور ہر طرح سے مجھے نوازا ہے۔ میں نے اسکے فضلوں کو اپنے شامل حال دیکھا ہے۔ کیا اس ستّر برس کے تجربہ کے بعد بھی میں یہ کام کرسکتا ہوں

پھر تم لوگ اپنا ہرج کرکے اور خرچ کرکے آئے ہو کیا اسلئے کہ کسی **فریبی** کو دیکھو وطن چھوڑ کر اور کرایہ دیکر تمہیں آنا پڑا ہے۔ اور معمولی اخراجات کے علاوہ چندے بھی تمہیں دینے ہونگے۔ پھر وطن اور اقارب سے الگ ہو یہاں تمہیں وہ آرام نہیں ملسکتا۔ جو وطن اور گھر میں حاصل تھا سب کو چارپائی نہیں ملیگی۔ اور زمین پر سونا پڑیگا۔ حالانکہ گھر پر تمہیں چارپائیاں حاصل تھیں وہاں مرضی کے موافق کھانا ملتا تھا۔ یہاں شاید یہ بات نہو وہاں انسان کچھ نہ کچھ کماتا ہے۔ اور یہاں کمایا ہوا بھی دینا پڑتا ہے۔ اس قسم کی مشکلات کو دیکھکر بھی تم اگر محض

دھوکہ کھا کر آتے ہو

تو یہ کیسا خطرناک امر ہے مگر میں **یقین** رکھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ پھر میرا کام تو اور بھی مشکل ہے۔ میرا حال تو ایسا ہے کہ گویا بیعت لیتے وقت تلوار کی دھار پر **چلنا پڑتا ہے**۔ میرے دل میں کبھی یہ خواہش اور آرزو نہیں پیدا ہوئی۔ کہ لوگوں سے بیعت لوں میں اپنی جان پر کسی کی بیعت کر لینا بیعت لینے سے بہت آسان سمجھتا تھا میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آئی تھی پیر بننے کی خواہش نہ تھی اور رزق کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا یقین دلا دیا ہے کہ وہ آپ میری تمام ضرورتوں کا ضرورتوں سے پہلے تکفل فرماتا ہے۔ اور ستّر برس سے **متجاوز عمر** یعنی اسوقت تک میں نے اسکا تجربہ کیا ہے۔ اور ہر روز کرتا ہوں کہ وہی مجھے دیتا ہے۔ کھانیکو پہننے کو پینے کو اور پھر میرے رہنے کیلئے وہی سامان کرتا ہے۔

پھر تم ہی سوچ لو کہ جس خدا نے مجھے اس عمر تک دیا اور اب اور کتنا وقت رہگیا ہے۔ جسکے لیے میں اس خدا کے ان انعامات کو دیکھکر بھی پھر فریب سے لوگوں کا مال مارنا شروع کروں؟ یہ بات میرے تو وہم میں بھی نہیں آسکتی۔

اگر ایسا ہو تو میرے **جیسا لعنتی کون ہوگا** (بارک اللہ علیک وفی مالک واولادک وازواجک)

اور اگر تم اپنے مال خرچ کرکے اور تکلیفیں اٹھا کر ایک شریر کے قبضے میں جاؤ تو تم جیسا احمق کون ہوگا مگر نہیں تم کو خدا نے احمق نہیں بنایا بلکہ اسنے تمہیں ان میں داخل کیا ہے

خلافت اور اصلاح

اصلاح شیعہ کمیونٹی کا ایک رسالہ ہے۔ اس میں الحکم کے اس مضمون پر جو مولوی شبلی نعمانی کی تجویز "ملائے اعظم" پر لکھا گیا تھا۔ تنقید کی ہے۔ اور اس کے بہت بڑے حصہ کو نقل کرنے سے پہلے بتایا ہے۔ کہ

اب قادیانیوں نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے۔ اور تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے"

مجھے شیعہ کمیونٹی کے کسی ایسے اصل سے جو قرآن مجید میں بتایا گیا ہو۔ کبھی مخالفت نہیں ہو سکتی۔ اور مجھے کیا کسی بھی مسلمان کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ بعض شیعی معتقدات جو انہوں نے آپ اختراع کر لئے ہیں ان سے کسی نیکدل مسلمان کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے تو تعجب ہے۔ کہ ایک شیعہ جس کے مذہب میں تقیہ کرنا درست ہو اس کی کسی بات پر ہم اعتبار کیوں کر سکتے ہیں۔

میں ان شیعی معتقدات پر مناظرہ کا سلسلہ الحکم میں قائم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ البتہ میں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اصلاح کے ایڈیٹر صاحب نے پھیلانی چاہی ہے۔ میرے اس اعتقاد سے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے ایڈیٹر اصلاح انتخابی سسٹم کو مدنظر رکھ کر خلافت راشدہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے جیسا کہ قرآن مجید کے مختلف مقامات اسکی شہادت دیتے اور تائید کرتے ہیں۔ مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ بیشک میں الارض میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں یاداؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض اور ایسا ہی آیت استخلاف ہم انکو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے۔

غرض یہ بڑی محکم اور مضبوط اصل ہے۔ کہ دنیا میں خلافت حقہ و راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ہی کا کام ہوتا ہے۔ یہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہیں۔ کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جاوے یا خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھی اسمیں انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا۔ ورنہ اگر منشاء الٰہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ تھی۔ تو جناب امیر کیوں بلا فصل خلیفہ نہ ہو گئے

ہاں یہ امر دیگر ہے۔ کہ منشاء الٰہی کے ماتحت قلوب میں ایک جذب اور کشش پیدا ہو کر وہ اسی وجود کی طرف جھک جاویں۔ جو امر الٰہی کے ماتحت خلیفہ ہونے والا ہے۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ مشیت ایزدی میں منصوص خلافت تو جناب امیر کی تھی۔ اور اسپر متمکن ہوئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

افسوس ہے۔ ہمارے دوست خدا کے قول اور فعل کو باہم متحد کر کے نہیں دیکھتے۔ بلکہ الگ الگ رکھتے ہیں۔ خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ مگر وہ جسطرح چاہتا ہے۔ خلیفہ بناتا ہے۔

ایک خلافت بہ رنگ رسالت ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی کامل تجلی ہوتی ہے۔ وہاں انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری خلافت جو اس رسالت کی لوا کے نیچے ہوتی ہے۔ اس میں انتخاب کو بھی گونہ دخل ہوتا ہے۔ مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کر دینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوتی ہے۔ اسکو خلافت بالسکینۃ بھی کہتے ہیں۔ اسکی تصریح سورۃ بقر کے ۳۲ ویں رکوع میں واقعہ طالوت میں ہوتی ہے ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میری دانست میں ہاں میرے اعتقاد میں غلطی ہے بلکہ گناہ ہے۔ یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے کسی کو (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی) اختلاف بھی ہو۔ مگر میں ایسا ہی یقین کرتا ہوں۔ اس لئے۔ خلافت راشدہ میں جو انتخاب ہوتا ہے۔ وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنھم میں بصیغہ جمع ہے۔ اسمیں دوسرے وسائط کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر انتخاب انسانی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیر کی خلافت بھی معرض شک میں ہوگی

پس ایڈیٹر صاحب اصلاح کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بالکل سچ ہے کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور ایسے فتنہ کے وقت جبکہ ایک نبی یا ایک عظیم الشان نائب اور خادم دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ محض انسانی منصوبے اور تجاویز کسی کو اسکی قائمقامی پر منتخب نہیں کر سکتے

خدا تعالیٰ خود اس وجود کو چن لیتا ہے

اور لوگوں کے قلوب میں اس کے لئے سکینہ نازل کر دیتا ہے۔ اور وہ خوف جو فتنہ و فساد اور جھگڑے جدال کا ہوتا ہے۔ امن سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ سکینت اور یہ امن دلیل ہوتی ہے۔ اس امر کی کہ

وہ انتخاب خدائی انتخاب ہے

افسوس یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر اصلاح خلافت راشدہ اور ملک گیری میں تفرقہ نہیں کرتا تؤتی الملک من تشاء یہ بجائے خود درست ہے۔ اور ہم اسپر ایمان لاتے ہیں خدا ہی بادشاہ بناتا اور حکومت عطا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو ہو میں قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کر کے اسکے انکار کی جرات کرنے والے کو مومن بالقرآن نہیں کہہ سکتا۔ تعجب ہے۔ ایڈیٹر اصلاح اس نص صریح سے انکار کرتا ہے۔

افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض

خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو۔ یہ جدا امر ہے۔ مگر دراصل خلافت راشدہ کا کام تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس ہوتا ہے۔ بہر حال میں ایڈیٹر اصلاح کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ صدیقی فاروقی خلافت حقہ و راشدہ تھی۔ اور وہ کسی شخص یا تجویز کے بنائے ہوئے خلفاء نہ تھے۔ بلکہ خدا نے خلیفہ بنایا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب امیر نے بھی (رضی اللہ عنہ) شرح صدر سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ ہاں یہی خلافت راشدہ ہے۔ اسی کا نمونہ آج ہم نے دیکھا ہے اور اسی رنگ میں خدا تعالےٰ نے مہدی خلیفۃ اللہ المہدی امام منتظر کی جانشینی کے وقت قلوب میں ایک جنبش پیدا کر دی اور سب نے بالاتفاق نور الدین کو انت صدیقنا کہکر بیعت اطاعت وارتباط کر لی اور اس وقت عالم میں ایک نفس بھی نہ تھا۔ جو اسکو حق اور خدائی فیصلہ نہ سمجھتا ہو [illegible]

بلکہ اگر تم دین کی طرف آؤ گے تو دنیا خود حاصل ہو جائیگی۔ دیکھو مسلمانوں نے شروع میں دین کو مضبوط پکڑا تو کیا دنیا ان کو نہیں ملی بہیں یا بلکہ بڑے بڑے ملکوں کے بادشاہ ہوئے ہاں جب دین کمزور ہوا تو دنیا چھن گئی۔ اپنا معاملہ خدا سے درست کرو۔ اور اگر تم کو کوئی نقصان ہوتا ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ خدا کا شکایت کون کر سکتا ہے وہی جو ہلاک ہونا چاہیے۔ بس ہلاکت سے بچو۔ کسی کی طرف سے اپنے دل میں کینہ مت رکھو کیونکہ کینہ تو زکو کبھی چین نصیب نہیں ہوتا۔ اس کا دل ہمیشہ دشمنی کی آگ سے جلتا رہتا ہے گویا کہ اس کے سینے میں دوزخ کی آگ کام کرتی ہے۔ بڑوں کی فرمانبرداری کرو کہ اس میں برکت ہے وہ جس کے دل میں فرمانبرداری کا مادہ نہیں۔ کبھی کسی درگاہ میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا تک پہنچو تو اطاعت کو اپنا عین فرض منصبی قرار دو۔ نافرمانی کی تباہ کن مرض سے بچو کہ یہ ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔ اپنے بیجا غضبوں کو روکو کہ یہ بھی کم مہلک نہیں۔ غضب بھی عجیب حرکتیں کرواتا ہے۔ اپنے دلوں سے نفاق کو نکال دو کہ یہ نامردوں کا کام ہے۔ دورنگی ٹھیک نہیں۔ صاف دل انسان ہمیشہ عزت پاتا ہے سستی کو دور کرو کہ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔

Momen should always be on the alert.

مومن کو ہمیشہ چست ہونا چاہیئے۔ اپنے وعدوں کا ایفا کیا کرو۔ اور اپنے اقوال کا پاس رکھا کرو کہ اس کے سوا اعتبار قائم نہیں رہتا۔ بدظنی کو اپنے دل سے نکال دو کہ یہ انسان کی ٹھوکر کا موجب ہوتی ہے۔ آپس میں محبت کو بڑھاؤ کہ اس سے الٰہی رحمات کا نزول ہوتا ہے لغو عادات کو چھوڑ دو کہ مومن ان سے بچتا ہے بد صحبت سے بچو کہ اسکی اثر بہت برا ہوتا ہے۔ جوانی کی عمر پر بھروسہ نہ کرو کہ موت جوانی کو نہیں دیکھتی کچھ کر لو کیا معلوم کہ کب موت آجاوے۔ بدزبانی سے بچو کہ اس سے تقوےٰ اور طہارت کو نقصان پہنچتا ہے ہمدردی کرو تا لوگ تم سے ہمدردی کریں۔ بڑوں کی عزت کرو تا کہ چھوٹے تمہاری عزت

کریں چھوٹوں کا لحاظ کرو تا بڑے تمہارا لحاظ کریں۔ خدا کرے تم ایسا ہی کرو۔

ہمارا داخلہ دوسری تاریخ کو ہوگا ابھی اسبات کا فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ بورڈنگ میں رہوں کہ باہر۔ یہ خط عبدالغفور بیگ ناز کو پڑھکر دے دیں۔ کہ وہ دو سطر آپ کے کلاس فیلوز کو سنا دیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض اسپر تمسخر کرینگے۔ اور سننے میں کوتاہی کریں گے۔ مگر میں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ ایسی بے پرواہیاں کفر تک نوبت پہنچا دیتی ہیں۔ مگر ایسے احباب کی خوشی۔ جبر تو کر ہی نہیں سکتا۔ ہاں میں اس فرض منصبی کو ادا کرتا ہوں اور اس بوجھ سے سبکدوش ہوتا ہوں اس خط کو یہ دعا کرتا ہوا ختم کرتا ہوں کہ خدا تمہارے ساتھ ہو آمین۔

(مرزا بشیر احمد)

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

اپنی نسبت

میری اپنی صحت بھی اچھی نہیں ہی اور ابھی تک بھی نہیں بخار کے علاوہ دردسر کا عارضہ تکلیف دہ ہے۔ ایسا ہی بعض بچوں کی علالت میرے قلم اور ہاتھ کو کام سے روکے ہوئے ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ جو کچھ بھی کر رہا ہوں۔ اسی سوء مزاج میں یہ بھی خدا ہی کا فضل ہے۔ واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔

انجمن حمایت اسلام لاہور

میں نے مارچ کے الحکم میں اصلح خیر کے عنوان سے مسلمان رؤسا کو متوجہ کیا تھا کہ وہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے موجودہ تنازعہ میں دخل دیکر مقدمات کے سلسلہ کو صلح سے طے کرا دیں۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ جھگڑا طے ہوگیا یا طے ہونے کو ہے۔ بشرطیکہ ہمارے اخبار نویس بزرگ اس معاملے کو طے ہو جانے دیں۔ لاہور سے ایک جدید اخبار ملت کا اجرا ہوا ہے جو مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے برادر عزیز کی ایڈیٹری سے شائع ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں قومی احساس پیدا کرانے والے جتنے بھی پرچے

ہوں تھوڑا ہے مگر ملت کی پولیسی انجمن حمایت اسلام کے متعلق قابل افسوس ہے۔ انجمن کے ممبر اور ملت و وطن کے ایڈیٹر صاحبان ہمارے ساتھ جو تعلق اخوت اسلام کا رکھتے ہیں ہم جانتے ہیں۔ مگر اس خدا لگتی بات کو کہنے سے میں کبھی نہیں رکونگا۔ کہ انجمن کے چلتے ہوئے کام کی راہ میں کسی قسم کا روڑا اٹکانا سخت نفرت کے قابل بات ہے۔ جب کہ بورڈ آف آربیٹریشن قائم ہو چکا ہے تو اس کا جو کچھ بھی فیصلہ ہو اسپر اعتماد ظاہر کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق ابھی سے مختلف قسم کی رائے زنیاں کرنا اور اس کے فیصلہ کی اشاعت پر مزید رائے زنیوں کے وعدے دینا سراسر خلاف ہے۔ اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے۔ کہ ملت اور اس کے موید اسی صورت میں مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جبکہ بورڈ کا فیصلہ بالکل انکی مرضی کے موافق ہو یہ طریق نہایت نفرت کے قابل ہے۔ اور اس سے بورڈ کی تضحیک ہے بورڈ جو کچھ فیصلہ کرے۔ اسے اطمینان کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ اور اگر عمل درآمد میں اگر اس فیصلہ [illegible] کوئی نقص یا کمزوری نظر آوے۔ تو اس کی اصلاح اسوقت ہو سکتی ہے قبل از مرگ واویلا درست نہیں۔ یہ مشکلات ہیں جو مسلمانوں کو ایک نام کے ماتحت [illegible] کی ضرورت بتا رہی ہیں۔ اگر اس اسوہ کو مسلمان ہاتھ سے نہ دیتے تو ان خرابیوں کا شکار نہ ہوتے خدا انکی حالت پر رحم کرے (آمین)

ایک شیعی بزرگ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری

فرمان علی ممتاز الافاضل کوئی شیعی بزرگ پٹنہ سٹی کے ایک مدرسہ کے مدرس ہیں وہ ایڈیٹر اہلحدیث کے نام کھلی چٹھی بھیجکر الحکم میں اسکی اشاعت چاہتے ہیں۔ ممتاز الافاضل صاحب نے غالباً یہ سمجھ لیا ہے کہ امرتسری منکر چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دشمن ہے۔ اس لئے اس کی تذلیل اور تضحیک کے لئے الحکم کو ذریعہ بنانا آسان ہوگا۔ الحکم ایسی بیہودہ اور قابل نفرت حرکت کرنے سے خدا کی پناہ چاہتا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری سے ہماری مخالفت محض حق کے لئے ہے جن امور میں وہ ہمارے ساتھ اختلاف رائے نہیں رکھتا بلکہ ہمارا ہم عقیدہ ہے اور اسی کو ہم بھی حق

فرمایا کہ مین اس کتاب کو پڑھکر بہت ہی خوش ہوا ہون۔ اور مینے قریب قریب اسی فراق سے اسے پڑھا ہے۔ جس طرح پر خدا تعالیٰ کے کلام کو پڑھتا ہون اسلیئے کہ یہ اس کلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید کے لیئے لکھی گئی ہے۔

اس کتاب کی قیمت ۸ ؍ بلا جلد اور ۱۰ ؍ مجلد کے ہین میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی سے ملیگی۔

میر عابد علیشاہ صاحب کی تقریر

حضرت کے بعد میر عابد علیشاہ صاحب نے ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب کو توجہ سے سننے کی ہدایت کی تہی یہ تقریر بہی تمام وکمال انشاءاللہ اگلی اشاعت مین شایع ہوجائے گی۔

اسکا بہترین خلاصہ یہ ہے کہ **حضرت خلیفۃ المسیح کی کامل اطاعت خدا تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔**

شاہ صاحب کی تقریر کیا تہہ آج کی کارروائی ختم ہوگئی مین اسوقت تک انجمن کی سالانہ رپورٹ اور خواجہ صاحب کی اپیل کے متعلق کچہ نہین کہہ سکا۔

مین چونکہ اسپر کسی قدر بسط سے لکہنے کا ارادہ رکہتا ہون۔ اور رپورٹ کو خود سکرٹری صاحب نے بہی مختصراً پیش کیا تہا۔ کیونکہ وہ اپنی معروفیت کیوجہ سے صرف چند نوٹ کرسکتے تہو اور رپورٹ بعد مین شایع ہوگی اسلیئے مین اسکا یہی خلاصہ کرکے کہتا ہون کہ

دس ہزار روپیہ کے قریب چندہ ہوگیا

دوسرے دن ۲۸ مارچ سنہ ۱۰ع کی کارروائی ۱۰ بجے تک تہی۔ جس مین تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا۔ اس جلسہ کی روئداد بہی بعد مین انشاءاللہ شایع ہوگی۔

یہان صرف حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کی نظم جو انہون نے

دعا اور استدعا

کے عنوان سے لکہی ہے۔ درج کر دیتا ہون

نظم مبارک

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہوجاؤ
اہل شیطان نہ بنو اہل خدا ہوجاؤ
گرتے پڑتے در مولےٰ پہ رسا ہوجاؤ
اور پروانہ کی مانند فدا ہوجاؤ
جو ہین خالق سے خفا ان سے خفا ہوجاؤ
جو ہین اس در سے جدا ان سے جدا ہوجاؤ
حق کے پیاسوں کے لیئے آب بقا ہوجاؤ
خشک کہیتون کے لیئے کالی گھٹا ہوجاؤ
غنچۂ دین کے لیئے باد صبا ہوجاؤ
کفر وبدعت کے لیئے دست قضا ہوجاؤ
مسخ رو رو برو دادر محشر ہوجاؤ
کاش تم حشر کے دن عہدہ برآ ہوجاؤ
بادشاہی کی تمنا نہ کرو ہرگز تم
کوچۂ یار یگانہ کے گدا ہوجاؤ
بحر عرفان مین تم غوطے لگاؤ ہردم
بانیٔ کعبہ کی تم کاش دعا ہوجاؤ
وصل مولیٰ کے جو بہوکے ہین انہین ہرگز
وہ کرو کام کہ تم خوان ہدی ہوجاؤ
قطب کا کام دو تم ظلمت وتاریکی مین
بہولے بہٹکوں کے لیئے تم رہنما ہوجاؤ
پنبۂ مرہم کافور ہو تم زخمون پر
دل بیمار کو درمان ودوا ہوجاؤ
طالبانِ رخ جانان کو دکہاؤ دلبر
عاشقون کے لیئے تم قبلہ نما ہوجاؤ
امر معروف کو تعویز بناؤ جان کا
بیکسون کے لیئے تم عقدہ کشا ہوجاؤ
دم عیسیٰ سے بہی زیادہ ہو دعا مین اثر
ید بیضا بنو موسیٰ کے عصا ہوجاؤ
رہ مولیٰ مین جو مرتے ہین وہی جیتے ہین
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہوجاؤ
موردِ فضل وکرم وارث ایمان وہدیٰ
عاشقِ احمدؐ ومحبوبِ خدا ہوجاؤ

اطلاع

جلسہ نمبر کے نکالنے مین جو دقتین مجہے محسوس ہوئی ہین انکی تصریح کی اسوقت ضرورت نہین مگر اتنا کہنا ضرور ہے کہ اگرچہ طاعون کی واردا تین جلسہ سے پہلے ہی ہو رہی تہین۔ جلسہ کے بعد خصوصیت سے تیز ہوگئین۔ ادہر پریس کے کارندون مین سے بعض کے عزیز اور ہمسایون کی بیماری اور بعض کی وفات نے مجبور کردیا۔ کہ کام بند ہو جاوے تاہم خدا کا شکر ہے کہ جلسہ نمبر شایع ہوگیا۔ اور اس مین تقریباً تمام تقریرین حضرت خلیفۃ المسیح کی جو پبلک مین کی تہین آگئین بجز ایک خطبہ نکاح کے یا بعض پرایویٹ جلسون کی تقریرون کے وہ بہی آیندہ انشاءاللہ شایع ہوجائیں گی طاعون کی وارداتیں ہو رہی ہین اسلیئے اگر آئیندہ کوئی پرچہ دیر سے شایع ہو تو مجہے معذور سمجہا جاوے۔ (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح آپ کا خاندان اور حضرت مسیح موعود کا خاندان بحمداللہ بخیریت ہے دوسرے مہاجرین قادیان خدا کے فضل وکرم کے نیچے حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤن کے فیض سے بہرہ یاب ہو رہی ہین۔

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۱۰ع تک بند کردیا گیا ہے۔ بورڈر گہرون کو چلے گئے ہین جو دور کے باقی ہین وہ مدرسہ کی کہلی زمین مین خدا کے فضل سے تندرست ہین۔

(۳) حکیم فضل الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ ربہ کی ہدایت کے ماتحت لاہور تشریف لیگئے۔ وہان ان پر عمل جراحی کے ذریعہ پتہری نکالی گئی ہے انکے لیئے احباب خصوصاً دعا کرین +

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر فرمایا۔ علمہ شدید القویٰ وہ جس کی طاقتین بڑی مضبوط ہین۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معلم ہے۔ اس سے بڑہ کر کوئی طاقت نہین پہر وہ ذومرۃ ہے بڑا مضبوط وھو بالافق الاعلیٰ اس دل گردے کا انسان کوئی ہے؟

یہہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر فرمایا۔ اکملت لکم دینکم تعلیم اور ہدایت کو کامل کر دیا اب پہر کسی قسم کے اضافہ کی کبہی حاجت نہین انسان کیلئے ایمان چاہیئے۔ محافظ ایمان چاہیئے۔ پہر معاملات تمدن معاشرہ اخلاق سیاست چاہیئے۔ معاملات مین بیع شرا اجارہ استجارہ رہن تداین وصایا شہادت کہانے پینے کا فکر غرض تمام ضروریات دین کی تکمیل کر دی اس سے بڑہ کر کسی چیز کی حاجت ہے؟ اگر کوئی ہی لوگون کی اگر کلین بنا کر دیئے جاتے تو کیا سستی کی لعنت دیئے جاتے۔ اور روزمرہ کے ایجادات وترقیات سے سبکدوش کیا جاتا۔ اسلیئے اسکی ضرورت نہ تہی غرض کامل شریعت اور کامل ہدایت دی۔

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے؟

حضرت صاحب کا ایک شعر ہے۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم ختم ہر پیغمبرے

پہر ظلمت بہت بری چیز ہے کفر کی ظلمت ہو رسم کی ہو۔ عادت وجہالت کی ہو بیجا محبت اور غضب کی ہو غرض کسی قسم کی ظلمت ہو بڑے دکہہ کا موجب ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی ظلمت سے نجات دیتے ہین

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک حدیث مین پڑہا تہا کہ شام کیوقت گہر دن کو نید کر یہ بچون کو باہر نہ جانے دو۔ برتن ڈہانپ دیا کرو۔ مین عموماً ان ہدایات پر بحمد اللہ عامل رہتا ہون چوہون کو مار دینا چاہیئے احرام کی حالت مین بہی چوہے کو مار سکتے ہین یہ بڑا فاسق ہے۔ کچہہ دن ہوئے کہ مینے نواب لفٹنٹ گورنر صاحب کا شایع کردہ ایک رسالہ پڑہا جس مین لکہا تہا۔ کہ ابتدا ے ظلمت مین جرمز کا زدر ہوتا ہے۔ اور ان تمام اصول کو بیان کیا۔ جنکا نبی کریم نے تیرہ سو برس ہوئے بیان کیا تہا کہہ اہا غرض ہر سکہہ کی راہ آپنے بتائی۔

یہ بھی آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے

یہ بہت لمبا سلسلہ ہے اور آپ کی ختم نبوت کے اسقدر دلائل ہین کہ گنتے گنتے تہک جاوین وہ ختم نہ ہون۔ اور اب وقت بہت ہو گیا ہے مین کوع بہی ختم نہین کر سکا۔ غرض یہ ہے مومن بنو اور ان کے جو صفات بیان کئے ہین وہ اپنے اندر پیدا کرو۔

عہد شکن نہ بنو مومن وہی ہوتے ہین جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو وفا کرتے ہین۔ اور عہد اللہ کو توڑتے ہین نمازوں کو درست رکہتے ہین۔ بدیوں کے دور کرنیکی کوشش کرتے ہین۔

اب مین ایک بات کہکر ختم کر دیتا ہون ہمارے دوست **میر عابد شاہ** کچہہ کہنا چاہتے ہین۔ اور انہون نے مجہے لکہا ہے کہ مین انکے لیئے پارش کرون انکی باتین سنو اور شور و شغب نہ ہو اور ہمارے لکہنے والے انہین لکہہ لین وہ اخلاص سے کہتے ہین پہر ایک کتاب ہے **دین الحق** یا ہمارا مذہب مینے اُسکو بہت غور سے پڑہا اور بہت ہی غور سے پڑہا اور مینے اسکے **پچاس نسخہ** آپ خرید کئے ہین۔ مین پسند کرتا ہون کہ اس کی بہت بڑی **اشاعت** ہو اور **بہت بڑی اشاعت** ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو سمجہ اور توفیق دے اور اس مین کوئی کمزوری ہو تو مجہے اطلاع دے میری **عقل و فکر جہانتک پہونچتی ہے مین اسکو مفید پاتا ہون** اور عبد الحی کی بہی سفارش کرتا ہون اللہ تعالیٰ تمہین توفیق دے۔ آمین۔

مجلس نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس تقریر کے بعد تین نکاحون کا اعلان فرمایا۔ جن مین سے ایک ہمارے مکرم بہائی خواجہ کمال الدین صاحب کی ہمشیرہ محترمہ کا نکاح تہا جو تین ہزار مہر پر بابو غلام محمد صاحب طالب العلم میڈیکل کالج لاہور سے ہوا دوسرا پیر محمد یوسف صاحب مہاجر تاجر قادیان کا بوکالت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سید الف شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے بعوض پانچسو روپیہ حق مہر ہوا۔

تیسرا نکاح الحکم کے خاص معاون منشی عبد الحمید صاحب کے بہائی حافظ عبد العزیز صاحب کا مخلص بہائی مستری حسن دین صاحب کی دختر نیک اختر سے بعوض سوا سو روپیہ حق مہر ہوا۔

خطبہ نکاح جو حضرت نے پڑہا وہ انشاء اللہ آئندہ اشاعت مین درج کر دیا جاویگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ شادی غمی کی تقریبون پر مسلمانون مین جس قدر مسرفانہ رسوم جاری تہین۔ خدا کے فضل سے وہ سب کی سب دور ہو گئین ہین سلسلہ مین ایک نئے داخل شدہ معزز بہائی کو خصوصیت سے خواہش تہی کہ وہ یہان کی تقریب شادی کو دیکہے چنانچہ وہ یہ دیکہکر از بس محظوظ ہوا کہ جن رسومات کی اصلاح کے لیئے بڑی بڑی کوششین کیگئیں اور مصلحین قوم نے زور مارا وہ یہان یکدم اڑ گئین یہ بجائے خود ایک الگ مضمون ہے جس پر تفصیل سے بحث کرنیکی حاجت ہے۔ اسلیئے اسوقت صرف اسی قدر پر گنجایش کیجاتی ہے۔ نکاح کے اعلان کے بعد حضرت نے

دین الحق

نامی کتاب کا اعلان کیا یہ وہ کتاب ہے کہ جو میرے کرم بہائی میر قاسم علی صاحب نے حال مین لکہکر بہت بڑی خدمت سلسلہ کی کی ہے۔ اور جنکا ذکر الحکم کی پچہلی اشاعتوں مین ہوا ہے۔ حضرت نے اس کتاب کے متعلق جو کچہہ فرمایا اسکا لب لباب یہ ہے کہ مینے اس کتاب کو بہت ہی پسند کیا ہے۔ اور مینے اسکی پچاس جلدین نی الحال خرید کی ہین۔ مین چاہتا ہون کہ لوگ اسے پڑہین اور اسکی اشاعت کرین۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا خود اس کتاب کی پچاس جلدون کا خریدنا اور احباب کو توجہ دلانا کتاب مذکورہ کی

اہمیت اور ضرورت کو بتاتا ہے

اسی تاریخ کی صبح کو جب میر قاسم علی صاحب حضرت سے

آپ خاتم النبیین ثابت ہوتے ہیں

پھر مین دیکھتا ہون کہ کوئی شخص مہدی مجدد کرشنا مسیح ہوگا۔ کچھ ہی اسے کہہ لو انگریزی الفاظ مین ریفارمر کہہ لو کچھ ہی ہو یہ ایک خوبی ہے۔ مگر یہ خوبی کسی کو قیامت تک نہین ملسکتی جب تک

وہ آنحضرت کا خادم اور غلام نہ ہو

اس سے معلوم ہوا کہ تمام روحانی فیوض کے حاصل کرنیکا ایک ہی ذریعہ ہے۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام خوبیون کے جامع ہین اور اسی لیئے آپکا نام محمدؐ ہے ساری خوبیان تو اس نام مین جمع ہین۔ وہی رسول ہو سکتا ہے جو محمدؐ ہو اب آپ کے بعد کون رسول ہو سکتا ہے؟ پس

محمد کا لفظ ہی خود ختم نبوت کی دلیل ہے

پھر مینے غور کیا ہے کہ انسان اپنی انسانیت کے لحاظ سے ساری مخلوق پر حکمران ہے۔ مینے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔ کہ چیتے سے شکار کراتے ہین بازون کو دیکھا ہے۔ کہ کیسے چلے جاتے ہین جو شکار کرکے لے آتے ہین پھر کبوتر کو دیکھا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا کبوتر ۲۴ گھنٹہ آسمان پر رہتا ہے۔ پھر جب بلاتے ہین تو آواز کیساتھ واپس آجاتے ہین ایک آدمی بھوکے شیر کے منہ مین سر دیتا ہے یہ ایکقسم کا کسب کمال ہوتا ہے پھر بہت سے لوگ سانپون کو نچاتے ہین چوہون کو دیکھا ہے کہ ان سے تماشا کہلتے ہین۔ ہاتہی گھوڑون سے ایسا تصرف کرتے ہین انہین کہتے ہین مرجاؤ تو وہ مردہ کی طرح لیٹ جاتے ہین اور انکا حکم مانتے ہین۔ یہ سب انسانی اخلاق کا نتیجہ ہے مگر تو بھی یہ ایک حد کے نیچے ہوتے ہین۔ کوئی ڈاکٹر ہے انجینئر ہے وکیل ہے اکاونٹنٹ ہے مصلح قوم ہے۔ سپہ سالار ہے۔ فاتح ہے۔ غرض کسی ایک یا دوسرے خلق مین بڑائی ہوگی مگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے فرماتا ہے۔

انك لعلی خلق عظیم

جسکو خدا تعالیٰ عظیم کہے اس کی عظمت وہم مین ہی نہین آسکتی رب العرش العظیم کا عظیم مثیل ہوتا ہے پھر کہا تو یہ کہا لعلی خلق عظیم و زبان کی خوبیون کے لحاظ سے یہ جملہ نہایت عجیب ہے۔

پھر عمدہ اخلاق ایک فضل ہے۔ پھر علم کا نظر لیکچر دینیکا ناک کا زبان کا قوی کا سیاست سپہ گری وغیرہ لاکھون خدا کے فضل ہین۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔

کان فضل اللہ علیك عظیماً

تجھپر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ اب اس عظیم سے پرے تو ختم ہی ختم ہے۔

یہ دلیل ہے ختم نبوت کی

اب ہم نظارہ آنکھ کان سے کام لیتے ہین۔ ایک کتاب مینے پڑہی اس مین لکھا ہے۔ کہ چرچ آف انگلینڈ کا خرچ ۴۲ کروڑ روپیہ ہے پھر اس مین یہ چرچ آف انگلینڈ جہان جہان کام کرتا ہے۔ وہان کا راستہ اور جغرافیہ بھی دیا ہے۔

ایسا ہی مینے مہاراجہ کپورتھلہ کا سیاحت نامہ پڑہا ہے اس مین انہون نے لکھا ہے۔ کہ وہ پوپ کی ملاقات کو گئے اور وہان دیکھا کہ یورپ کے بہت سے شہزادہ پوپ کی خدمت کو حاضر ہین اور پوپ کے سر پر چنور کر رہے ہین انکو کہا گیا۔ کہ ہاتہ بڑہاؤ۔ مگر پوپ نے ہاتہ نہ بڑہایا۔ پھر انکو کہا گیا کہ ہاتہ بڑہائے رکھو پوپ نے پوچھا کہ کیا تمہاری ریاست مین مسیحی لوگ بھی رہتے ہین۔ کہا ہان کچھ ہین پھر پوپ نے اقرار لیا کہ کیا آپ انکی رعایت رکھنے کا اقرار کرتے ہو اونہون نے اقرار کیا تو ہاتہ بڑہایا۔ جس پر اونہون نے بوسہ دیا۔

اس قصہ کو دیکھکر غور کرو کہ کیسی خواہش اور کوشش ہو رہی ہے۔ اور ہمارے اور انکے امرا مین کیا فرق ہے میرا ایک دوست جٹ زمیندار ہے مگر بہت ہوشیار اور چلتا پرزہ ہے مجھسے اس نے بیان کیا کہ ایک وقت ہز آونر لفٹنٹ سے ملنے گیا ہز آونر نے اسے کہا کہ ملک صاحب! کیا آپ اردو پڑھے ہوئے ہو؟ پھر نہایت عمدہ سنہری جلد والی انجیل لاکر تحفۃً دی اور کہا کہ مہربانی کرکے اس تحفہ کو آپ پڑھ لیا کرین۔ اسکے مقابلہ مین ہمارے امرا جو کچھ کرتے ہین وہ تم سے مخفی نہین اسلیئے تفصیل کی حاجت نہین۔ با این اسلام کا محافظ کیسا ہے؟

خدا تعالیٰ کسی نہ کسی کو پیدا کردیتا ہے۔

اور اس کے ساتھ جماعت کو اکھٹا کر دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ اسلام دنیا مین زندہ مذہب ہو دیکھو یہود مجوسی اور نصاریٰ مین مجدد نہین ہوتے جنکا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو اور وہ خدا تعالیٰ سے فیض حاصل کرکے دوسرونکو فیض یاب کرین۔ وہ لوگ خود قائل ہین کہ ان مین سے ایسے لوگ نہین ہوتے اور یہ انکی تعلیم کی کمزوری اور انکے ہادیون کی قوت قدسی کا ضعف ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ایسی زبردست اور آپکی تعلیم ایسی بابرکت ہے کہ تیرہ سو برس تک برابر ایسے لوگ ہوتے آئے اور ہوتے جائینگے جو احیاء ملت کرتے رہین گے۔ اور انکے ہاتہ پر بہتون کو شفا ہوگی۔ اور وہ دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہونگے۔

یہہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک شخص نے مجھسے انجیل کے رو سے ختم نبوت کی دلیل پوچھی مینے کہا وہان تو بالکل صاف ہے متی کی انجیل مین باغ کی مثال بیان کی ہے۔ (متی ۲۱)

باغ کے مالک کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے اسیہ آخر مین ہے۔ اسلیئے مالک کے پرے اور کون ہے جسکا انتظار ہو

ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پھر قرآن مین ایک جگہ نبوت کا عظیم الشان معیار بتایا ہے۔ اور وہ یہ ہے ما ضل صاحبکم وما غویٰ جو ہمارا ہادی ہو اس مین تین باتون کا ہونا ضروری ہے۔ اول وہ اجنبی نہ ہو جسکو کوئی نہ جانتا ہی نہ ہو کیونکہ ایسا آدمی تھوڑے دنون کے لیئے نیک بن سکتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ وہ شریر ہو اسلیئے ایسا شخص جو ہادی ہونیکا مدعی ہو وہ تم مین سے ہی ہو جس کے حالات سے تم بخوبی واقف ہو۔ دوم وہ بے علم نہو۔ سوم جو وہ تعلیم دیتا ہے اسکا عامل ہو آپ خلاف ورزی نہ کرے کہ دالو! بتاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہین یا نہین! ہین پھر بے علم تو نہین؟ بالکل نہین پھر خلاف ورزی تو نہین کرتا بالکل نہین اب بتاؤ اس سے آگے کیا شرط ہوگی؟

وہی سنت اور اس سلسلہ کا تعامل تھا صحابہ کیوقت تو یہ کتابین نہ تہین انہون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ کرتے دیکھا وہی کرتے تہے وضو کرتے دیکھتے تہے تو اسی طرح وضو کرتے نماز پڑہتے دیکھتے نماز پڑہ لیتے روزہ رکہتے دیکھا تو روزہ رکہتے اور اسی طرح آپکو دیکھکر حج کر لیا اخلاق فاضلہ سے متصف پایا آپ بھی ہوگئے یہی سنت ہے ایک نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے مین چاہتا ہون کہ بہت سے دوست اسے یاد رکہین اور اسے پہونچا دین۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد دنیا کے بچے لڑکیان جوان آدمی جوان عورتین بوڑہے مرد بوڑہی عورتین یہود عیسائی غرض ہر طبقہ کے لوگ دیکھتے تہے اسی تواتر سے وہ علم ہم تک پہونچا ہے۔ اب اگر کوئی اس مین ترمیم کرکے کہے کہ نماز کی اتنی رکعت ہے۔

وہ تمام مجنونون سے بدتر مخبوط الحواس ہے۔

صلوٰۃ کے معنے صبح ظہر عصر مغرب اور عشا کی ۱۷ رکعت فرض ہین۔ وتردن کو زیادہ موکد کرین تو ۲۰ رکعت اور اس کے سوا ۲۰ رکعت اور یہ عملدرآمد تواتر سے ثابت ہے اسکے لیئے کسی کتاب کی ہمین ضرورت نہین۔

مجھے شوق ہوا کہ شیعون اور خوارج وغیرہ کی نماز دیکھون صوفیون اور محدثین کی نماز کا علم پیدا کرون پہلے غور سے دیکھا اور دریافت کیا مگر وہان بھی ۱۷ رکعت فرض ہی پائین پھر جھگڑا کیا؟ کیا روزہ حج کمہ اور زکوٰۃ مین؟ اس مین بھی نہین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین بھی نہین ملائکہ پر ایمان اِنا اللہ تعالیٰ کی کتابون اور رسولون قیامت اور تقدیر کو مانتے ہین سب برابر ہین

اب اسقدر تعامل اور تواتر کے ہوتے ہوئے اگر ایک سکھ اٹھکر کہے کہ نماز کے یہ معنے ہین تو کیون کر قابل تسلیم ہونگے مین سچ کہتا ہون کہ قرآن کریم کیسا تہہ تعامل کا وجود بہت بڑی طاقت کیسا تہہ ہم تک پہونچا ہے الحمد للہ رب العٰلمین کے معنے جو ہم بچپن سے سیکھے ہین وہ بھی اسی طرح تعامل کے نیچے چلے آتے ہین الٓ کے معنے ساری حمد تعریفین ل کے معنے واسطے اللہ معنے اللہ رب کے معنے پالنے والا الٓ معنے سارے عالمین معنے جہانون یعنی ساری تعریفین اس اللہ کے لیئے ہین جو سارے جہانون کا پالنے والا ہے۔

آہ! لوگون نے تعامل کا بھید نہین سمجھا

بچپن کا واقعہ ہے۔ بخاری ہمارے گھر مین تہی خلاصہ کیدانی مجھے یاد کرایا جاتا تہا اس مین رفع سبابہ کا ذکر تہا مفتی محمد صادق کی والدہ کے باپ نے کہا کہ خلاصہ کی شرح ہم بھیجین گے چنانچہ کالے کالے بستون مین انہون نے وہ شرح دی میرے بہائی صاحب نے اسے پڑھکر کہا کہ رفع سبابہ کی بات تو درست ہی معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت کتب کا یہ حال تہا مگر اب مطبع کاغذ امن ڈاک کا انتظام اور وی پی کا طریق دیکھکر مین تو قربان ہو ہوجاتا ہون آج اگر کتابون کے ذریعہ یہ باتین معلوم نہون تو تعجب نہین مگر اس زمانہ مین جب کہ سلسلہ کتب نہ تہا تب بھی ارکانِ دین کا علم عام تہا۔ مین سچ کہتا ہون کہ نماز کی شکل روزہ حج کی شکل مخلوق سے اتنی سنی ہوگی کہ گن بھی نہین سکتے اور یہہ کہنا کہ قرآن کریم کو مقدم سمجھتے ہین اس کے بھی معنے معلوم کرنیکے لیئے اول تعامل ہے پھر لغت ہے یاد رکہو ہمارا یہہ ایمان ہے۔

کوئی تحقیق و قرآن والے کوئی مکالمہ مکاشفہ وحی اگر تعامل کے خلاف ہو تو تیرہ سو برس کے بعد ایسے لال بجھکڑ کی بات کون مانتا ہے۔

یعنی وہی مکالمہ مکاشفہ اور وحی اب بھی قابل تسلیم ہو سکتی ہے جو قرآن کریم اور تعامل کے خلاف نہ ہو

اب مین پھر اصل رکوع کی طرف توجہ کرتا ہون اس آیت مین جاہل کا لفظ نہین رکہا بلکہ اُمّی کا لفظ رکہا اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے کمالات اور عجائبات مین سے یہ بھی ہے کہ ہر دعوی کے ساتہہ دلائل دیئے ہین جو دوسری کتابون مین نہین اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ

رسول اللہ خاتم الانبیاء ہین

قرآن کریم نے ہر تعلیم اور دعوی کیساتہہ دلائل دیئے ہین کہ اگر تشریح کرون تو بہت وقت خرچ ہوگا مختصراً بتاتا ہون مثلاً فرمایا کہ شرک نہ کرو اسکی دلیل یہ دی وہو فضلکم علے العالمین یعنے اللہ تعالی نے تمہین دوسری مخلوق پر فضیلت دی ہے اب وہ چیز جسکو تم خدا کے سوا معبود بناتے ہو وہ تو تمہاری خادم ہے مخدوم بھی نہین ہوسکتی چہ جائیکہ ایسے معبود بناؤ۔ اب یہ کیسی روشن دلیل ہے۔ دعاوی اور دعاوی کے دلائل کے آگے کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔

یہہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

دنیا مین مذاہب کے تین بڑے مرکز گزرے ہین ایک ایران ایرانیون برہما آسام جاپان وغیرہ کا یہ ایرانی مذہب کی شاخین ہین۔ یورپ امریکہ افریقہ کے کنارے اور کچھ ہندوستان کے کنارے یہ عبرانیون کی شاخ در شاخ ہین یروشلم (ہولی لینڈ) انکا مرکز ہے۔

بت پرستی کے کمال مین عرب بھی پیچھے نہین رہا۔

یرمیا کے نوحہ مین اسکی تفصیل ہے۔

واقعات بتاتے ہین کہ وہ اپنے مذاہب کے بڑے حامی اور زبردست موید تہے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا کمال ہے کہ تینون مرکز آپنے فتح کر لیئے دارالسلطنت فتح کر لینے کے بعد اگر کوئی مقابلہ کرے تو یہ مذبوحی حرکت ہوتی ہے۔ اگر سب کا سب فتح کر لیتے تو پیچھے آنیوالون کے لیئے کیا رہتا بہرحال مذاہب کے مرکزون پر کامیابی حاصل آپ ہی نے کی اور

یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

اللہ کے لفظ پر کسی سماوی کتاب نے قرآن کے برابر زور نہین دیا۔ سب نے صفاتی نام بیان کیئے ہین دیانند نے سو ایک نام کہے ہین جن مین پہلا نام اگنی بھسم کرنیوالی آگ ہے۔ اور اس مین رحم عدل دیا لتا کرپالتا کا نام بھی نہین۔ وحدہٗ لا شریک کہان آنے لگا اللہ کا لفظ ایسا ہے کہ اسکی نظیر نہین ملتی یعنی تمام کاملہ صفات سے موصوف اور تمام بدیون سے منزہ معبود یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو جس قدر مطالعہ کرو اللہ کو موصوف اور باقی صفات ہین اس ایک لفظ سے ہی

یعنی اسی فرمانبرداری کی ابراہیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی کہا کہ اے میرے بیٹو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کو برگزیدہ کیا ہے۔ جو فرمانبردار بننے کا دین ہے۔ پس تم فرمانبردار ہو کر ہی مرو۔

اسی ایک نکتہ پر سارے کمالات کا دارو مدار ہے۔ غرض فرمانبرداری کامل فرمانبرداری تمام سکھوں کی جڑ ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ انسانی اور جسمانی علوم سکھ کا موجب ہوتے ہیں۔ تو جاودانی علوم کیوں جاودانی راحت کا ذریعہ نہ ہوں؟ میں اپنے تجربہ سے اور تمام راستبازوں کے تجربہ کے علم سے کہتا ہوں کہ جاودانی علوم سے متمتع ہونیوالا کبھی گھبراؤ میں نہیں ہوتا۔ اتنا سکون راحت اسلامت کہنے والے کے سوا کسی اور کو نہیں ملتا۔

مگر ایسی سچائیوں کا علم لوگوں کے اتباع سے نہیں ملسکتا کتنا ہی متقی ہو کیا وہ قرآن کریم سے بڑھ سکتا ہے۔ کیا ہی صاحب تجربہ و معلومات ہو پھر بھی وہ خالق فطرت کے برابر کب ہو سکتا ہے۔ اللہ یہ کتاب لیکر وہ شخص آیا۔ جو کل کمالات انسانی کا جامع تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کہا۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

یعنی جس نے اللہ اور رسول کی اتباع بقینا یقینا وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ اللہ کے بیسے اور کیا ہو سکتا ہے جب اللہ کی اتباع کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو قرار دیا تو کیوں یہ آیت ختم نبوت کا نشان نہ ہو؟

پھر فرمایا مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

مقام محمدؐ

تو نے نہیں پھینکا جب کہ تو نے پھینکا تھا مگر وہ اللہ ہی نے پھینکا تھا پھر کہا انما یبایعونک انما یبایعون اللہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت کرتے ہیں اب غور کرو کہ یہ عظیم الشان مقام کسی اور کو ملا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے

ایک عجیب بات اور ہے جو نرے دعاوی نہیں بلکہ اسکے ساتھ زبردست دلائل اور بھی ہیں میں نے وید کو سنا ہے اور احتیاط سے۔ اتھروید کے سوا تینوں وید سنے ہیں اور تنا ترجمہ اردو تیر کو پڑھا اور سنا ہے۔ اور گاتھا جو مجوسیوں کی کتاب ہے۔ اسے بھی احتیاط سے سنا ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے قرآن کریم کو پڑھا ہے۔ تمہیں تعجب ہوگا کہ جب بدو فطرت سے قرآن سے محبت ہوئی تو شیعوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں ایک کتاب چار سو روپیہ کو آتی ہے بحار الانوار نام اور عربی میں ہے میرے دل میں ہے کہ اسے بھی منگوا کر پڑھ لوں یعنے اسکی مستند اور معتبر کتابوں کو منگوایا اور پڑھا ہے اور میرے پاس وہ ہیں میرے نزدیک ان کی کتابیں معتبر معلوم ہوتی ہیں۔ انکی مسلّم ہیں کافی ہے تہذیب ہے استبصار اور من لا یحضر مجمع البیان طبرسی اور نہج البلاغۃ جناب امیر کے خطبات ہیں۔

ان کے مدمقابل خوارج ہیں انکی کتابیں بھی میں نے پڑھی ہیں ایک ۳۰ جلدیں۔ ہے اور میرے پاس ہے۔

(اس کتاب کی ۳۰ جلدیں سنکر ایڈیٹر الحکم نے استعجاب ظاہر کیا۔ اسپر فرمایا۔

کہ ایک سیاح استنبول کا یہاں آیا اور پہلے وہ سلطان روم کے کتب خانہ کی بڑی تعریف کرتا تھا۔ لیکن جب اسنے میرے کتب خانہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ وہ کیا چیز ہے (ایڈیٹر)

غرض ان کتابوں کو اس وسعت سے دیکھنے پھر سنیوں میں مذاہب اربعہ صوفیوں اور محدثین کا مذہب پڑھا ہے۔ اور ان سب کو پڑھ لینے کے بعد میں ایمانا کہتا ہوں اور کھول کر سناتا ہوں اور یہ اسلئے کہ میں نہیں جانتا۔ کہ آیندہ ہم سے کون ہوگا۔ اور کون نہیں مجھ کچھ کہنے کا اور تمہیں کچھ سننے کا موقعہ ملے یا نہیں اسلیئے سنو اور غور سے سنو کہ اس تحقیقات اور تجربہ کے بعد میں علی وجہ البصیرۃ اقرار کرتا ہوں۔ کہ

قرآن کریم جیسی کوئی نعمت اور کتاب نہیں

وہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہے۔ اور وہ تمام اختلافات مٹانیکا کامل ذریعہ ہے اور وہ خود اختلافات کا باعث نہیں اسکے ساتھ ہی میں اس شہادت کو بھی علی وجہ البصیرۃ کہتا ہوں۔ کہ

بعد کتاب اللہ بخاری جیسی بھی کوئی کتاب نہیں

میں سر سید احمد صاحب کو سو روپیہ اسلیئے دیا تھا۔ کہ تم جو تصنیف کرو وہ مجھے بھیجدو آخری دم تک اسنے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے۔ میں نے اس کی تصنیفات کو خوب پڑھا ہے میں دنیا کے مقتدا اون سے بے خبر نہیں ہوں۔ ہم ازم کی کتابیں پڑھی ہیں سب سے بڑی کافر قوم برہمو ہے۔ میں انکو مذہبی رنگ میں آریوں اور عیسائیوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ برہمو نرم ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بہت ہی گرم ہیں یہ آہی غضب کے ہیں

جو تمام انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہیہ کے دعوی میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

میں یہ بھی علم اور بصیرۃ سے کہتا ہوں میں نے انکی کتابوں کو درستی سے پڑھا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھتے ہیں میں انہیں چند منٹ میں پڑھ لیتا ہوں انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو کذاب (معاذ اللہ) مانا ہے۔ اور جو کچھ نرم ہیں انھوں نے دعوی رسالت کو جنون یا دروغ مصلحت آمیز کہا ہے۔ غرض اس ساری تحقیقات کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ

قرآن کریم ہی کامل کتاب ہے۔

اور پھر جب قرآن مجید میں تدبر کیا اور سالہا سال تک تدبر کیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ

محمدؐ رسول اللہ سے بڑھکر کوئی نمونہ اسپر عملدرآمد کا نہیں

کتاب و سنت

پھر بخاری سے بڑھکر کوئی کتاب تاریخی روایت کے لحاظ سے نہیں اسکے بعد ہمارے سلسلہ میں قرآن کو کتاب اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کو سنت کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ چند مثالیں دوں تاکہ جو تفرقہ ان میں ہے۔ وہ معلوم ہو جائے۔

جب بخاری امام نہ ہوئے تھے تو بھی وہ مسلمان تھے نماز پڑھتے حج روزہ زکوٰۃ اعمال الاسلام کا پابند تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ علم جو ارکان اسلام اور اعمال کا انکو تھا وہ اسی سنت متواتر کے ذریعہ انکو ملا تھا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی امام نہ ہوئے تھے۔ اور فقہ نہیں لکھی گئی۔ محیط اور مبسوط کے مسائل بنے سے نہ نکلے تھے تو کیا وہ مسلمان نہ تھے؟ کیا ہدایہ اور قدوری پڑھکر وہ مسلمان ہوئے تھے۔ نہیں بلکہ وہ جس ذریعہ سے نیک تھے۔

اور سنانے میں قطعاً کوئی دنیوی غرض نہیں اگر کوئی غرض ہوتی تو جو لوگ یہاں رہتے ہیں وہ سب سے پہلے منکر ہو جاتے۔

خدا تعالیٰ کے احسانات

میں روٹی خدا کی دی ہوئی کھاتا ہوں۔ اس معاملہ میں گھر والوں کا بھی مجھ پر احسان نہیں کہ بیوی پکائے تو کھاؤں کپڑا اسی کا دیا ہوا پہنتا ہوں رہنے کو اسی نے مکان دیا ہوا ہے اب تھوڑی عمر باقی رہ گئی ہے کیا معلوم ہے بھی یا نہیں پھر وہ کیا غرض ہو سکتی ہے جو مجھے خلاف بیانی کی ترغیب دے۔ بچے اسقدر چھوٹے ہیں کہ وہ کچھ سمجھ بھی نہیں سکتے۔ شاید خواب و خیال کی طرح تھوڑی کو یاد ہو کہ ہمارا ابّا ایسا ہوتا تھا پھر کیا میں ان کے لئے کچھ جمع کرنا چاہتا ہوں ہرگز نہیں راستباز کا واقعہ تعیین کرنے کے لئے اعلیٰ مقام ہے اسی طرح پر اللہ جل شانہٗ کی ہستی پر ایمان آتا ہے۔

اب ہم جاپان اور لنڈن پر تو یقین رکھتے ہیں وہاں کے آئے ہوئے تاروں کو پڑھ کر کبھی وہم نہیں کرتے کہ یہ غلط ہیں پھر کس قدر افسوس ہوگا اگر ہم ان راستبازوں کے منہ سے سن کر یقین نہ کریں جن کی راستبازی اور اخلاق کے پشّہ کے برابر بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے خدا تعالیٰ سے سُن کر کہا کہ خدا نے کہا ہے۔

انا الموجود

غرض راستبازوں کے منہ سے سن کر تکذیب نہ کرو یہ راستبازوں کی جماعت انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفاء و نواب کی جماعت ہے۔

رجوع بہ مطلب اصلی

ہاں اس رکوع کے شروع میں علم اور بے علمی کے متعلق بتایا ہے کہ علم اور بے علمی برابری نہیں کرتے علم بڑی عجیب چیز ہے۔ انبیاء کا علم اللہ کی کتابوں کا علم ملائکہ کا علم جزا و سزا جنّت و نار اور مقاویہ الہیہ کے علوم ایسی راحت بخش چیزیں ہیں کہ مجھ تو اس سے بڑھ کر کوئی خوشی اور خواہش نہیں ہو سکتی اور کوئی لذّت اس علم کی لذّت کا مقابلہ نہیں کر سکتی میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اسنے مجھ یہ علم دیا ہے۔ اسنے مال دیا تو اسقدر کہ اور حاجت نہیں بے اعتنائی دی تو ایسی کہ اکٹھا رکھنے کی جانچ نہیں تم خود دیکھ لو کہ کوئی عزت تمہارے دل میں بھی ہے۔ پھر کیا میں تمہاری کسی بھی چیز کا حاجتمند یا ایلچی ہوں اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو کمبخت ہوں میں کچھ کہتا ہوں درد دل سے کہتا ہوں۔

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو علیم یقین کرنا ہر بدی سے روکتا ہو اللہ تعالیٰ قدّوس ہے پاک لوگ ہی اسی سے تعلق پیدا کر سکتے ہیں۔ اور وہ پاکوں کو اپنا بناتا ہے۔ کیونکہ پاک کو پلید سے کیا نسبت جسقدر چیزیں پلیدی کا موجب ہیں ان سے قطع تعلق کرنا تو اسکا آسان گر یہ ہے کہ

سبوح قدوس کا مطالعہ کرو

جب انسان یہ یقین کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی اس سے تعلق قرب پیدا کر سکتے ہیں تو وہ بدیوں اور ناپاکیوں سے بچنے کی توفیق پاتا اور پاک فرشتے اس سے اپنا تعلق بڑھاتے ہیں۔

میں تو اس کے مضمون کو دیکھ دیکھ کر قربان ہو جاتا ہوں اور یہ سب اسی کے رحم کا نتیجہ ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے بنانے جانتا ہوں بادشاہوں کو میں نے بتایا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ پلاؤ اور روٹی کس طرح پک سکتی ہے۔ پھر انکا استعمال میں نے کیوں نہ کیا ہو؟ ایسا ہی اعلیٰ درجہ کے لباس کی کتر بیونت بھی جانتا ہوں اور اسے پہن کر دیکھا ہے۔ تو بس یہ اعلیٰ سے اعلیٰ راحت اور آرام کیونکر ملتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی اطاعت پر

ایک دہریہ قرآن کریم کے طفیل بچ گیا

میں کس طرح پر قرآن کریم پر عمل کرنیکی روح تمہارے اندر پھونک دوں یہ خدا ہی کا کام ہے۔ ایکمرتبہ ایک دہریہ نے مجھ کہا کہ میں کہیں باہر جاتا ہوں کوئی نصیحت کرو میں نے اس کو کہا کہ تم قرآن شریف پر عمل کر لیا کرو۔ اسے ایک آسودہ جماعت کے ساتھ ایک جگہ جانیکا اتفاق ہوا۔ وہاں عیاشی کے سامان تھے۔ سب ساتھ والے آتشک میں مبتلا ہو گئے وہ بچ گیا جب واپس آیا تو میں نے کہا کہ تم کسطرح بچ گئے اسنے کہا کہ میں خدا کو تو مانتا نہیں مگر اس قرآن نے مجھ بچا لیا۔ تب میں نے اسے کہا کہ

لاریب فیہ

اتباع انبیاء سکھ کا موجب ہے

اس کتاب کی شان ہے ریب ہلاکت کو بھی کہتے ہیں یعنے اس کتاب میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ

انبیاء کی اتباع میں کوئی دکھ ہی نہیں

لاریب فیہ کے یہ بھی معنے ہیں کہ اس میں ہلاکت کی تعلیم نہیں بلکہ سکھ کی تعلیم ہے۔ پھر تمام انبیاء نے اپنے آزمودہ نسخوں کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے صحابہؓ نے انہیں استعمال کیا پھر دیکھ لو کہ کس قدر نفع اٹھایا ابراہیم کی اصل نسل تو سب جانتے ہیں مگر نمرود کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔ آجکل یہ سوال اٹھا ہے۔ کہ وہ کون تھا؟ بعض کہتے ہیں کہ وہ خیالی نام ہے۔ مگر وہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم کا دشمن تھا اور وہ بے نام و نشان ہو کر مٹ گیا۔ لیکن ہاں نام و نشان گویا ابتک زندہ ہے یورپ فخر کرتی ہے۔ کہ وہ ابراہیم کی اولاد ہے۔ نصرانی عیسائی یہودی صابی مسلمان سب کے سب اسکے نام پر فخر کرتے ہیں۔ زرتشت کی قوم اس کو عظیم الشان انسان سمجھتی ہے۔ یہ درجہ اور عزت اسی کی اولاد کو ملی۔

جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً

کوئی آسمان کے ستارے یا ریت کے ذرے گنے تو ابراہیم کی اولاد کو گنے جو ابراہیم پر برکت کرے خدا اس پر برکت نازل کرتا ہے۔ جو ابراہیم پر (نعوذ باللّٰہ) لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے لعنت کی مار مارتا ہے۔ یہ انعام کیوں ہوا؟

اذ قال ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمین

ایک ہی نکتہ ہے اور کامل اتباع اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے جب اللہ تعالےٰ نے اسے کہا کہ تم ہمارے فرمانبردار ہو جاؤ تو کہا حضور میں تو فرمانبردار ہو چکا اور آپ کا کیوں فرمانبردار نہ بنوں۔ آپ تو رب العالمین ہیں۔ ابراہیم فرمانبرداری کی نوعیت اور وجہ نہیں پوچھتا حکم کے ساتھ ہی فرمانبرداری کا اقرار کرتا ہے یہانتک ہی نہیں بلکہ وصّٰی بها ابراهیم بنیه ویعقوب یٰبنی ان الله اصطفٰی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون

اسی طرح ہاتھ پاؤں اور بعض دوسرے اعضا ہیں جنکا اگر نام لیں تو بعض شاید اسے خلاف تہذیب قرار دیں مگر میں کامل انسان کے اجزا میں انکا کمال دیکھتا ہوں یہانتک کہ اگر وہ کمزور ہوں تو ایسے شخص کو مردوں کی فہرست سے خارج کرکے نامرد کہا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر) فطرت نے ان تمام اعضا کی سیری اور سرور کا سامان رکھا ہے۔ جب ٹہلنے پر آتے ہیں تو بعض موقعہ پر درشتی اور بعض موقعہ پر نرم و ملائم عجیب بہار بخشتا ہے۔ کوئی مخفی طاقت اور راز ہے۔ جو عورتوں کے دیکھنے سے بدن میں جوش پیدا ہوتا ہے غرض ان تمام قواعد قویٰ سے یقین پڑتا ہے اور میں اس سے بھی اعلیٰ یقین پر ہوں، کہ

روح میں بقا کی تڑپ ہے

اگر کروڑ در کروڑ اور سنکھ در سنکھ سال بھی حیاتی ملے لیکن جب اس میں فنا ہو پھر وہ میرے دل کو خوش نہیں کرسکتی

عارضی نجات پر قصہ اس موقعہ پر مجھے ایک عزیز کی بات یاد آئی۔ وہ ہندو تھا۔ اور پھر مسلمان ہوگیا۔ اسکو ایک آریہ نے کہا کہ تم ہم میں واپس آ جاؤ۔ ہم تمہیں مانیکو طیار ہیں اسپر اس نے اس آریہ کو کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجھے ابدی نجات کی تڑپ ہے اور یہ تمہارے ہاں نہیں ہے۔ یہاں مجھے یہ خوشی تو ہے کہ ابدی نجات ملے گی اسپر آریہ کو خاموش ہونا پڑا۔

روح کی فطرتی تڑپ غرض روح میں ایک تڑپ ہے میں تو اپنی روح کی شہادت دے سکتا ہوں میںنے ان لوگوں کو دیکھا ہے جو قریب تہا کہ خودکشی کرلیں یہ نظارے ہمنے طبیب ہونے کی حیثیت سے دیکھے ہیں لیکن جب ہمنے انکو کہا کہ ایسا سامان کردیتے ہیں جس کیوجہ سے تم اچہا کرتے ہو تو انہوں نے بیحد مسرت ظاہر کی کیوں؟ وہاں بہی بقا کی فطرت کام کرتی ہے

میرا اپنا دل چاہتا ہے۔ کہ روح ابدالآباد کے لیئے ہو۔ پھر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم عطاءً غیر مجذوذ سے تو ایسی خوش ہوتی ہے۔ کہ اس نبی کے قدم چوم چوم کر قربان ہو جاؤں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ **یقین ہی سکھوں کا موجب ہے۔**

میں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ میرا مولیٰ دیکتا ہے۔ وہ تمام مولے جو فنا ہونیوالے ہیں یہ سکھ نہیں دے سکتے اسلیئے میں ان سب سے بیزار ہوگیا اور تمام ان تعلیموں سے بیزار ہوگیا جن سے **بقاے روح کا مسئلہ صاف نہیں ہوتا۔**

خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ اس نے فطری خواہشوں اور تقاضوں کی سیری کا سامان ہیا کیا ہے روح بقا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آواز دیتا ہے۔ ہاں ہم دینگے روح علم چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہم علمی ترقی دینگے یہ علمی ترقی کہانتک ہوگی؟

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس کی کوئی حد نہیں اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنکو میں اپنی بصیرت کے لحاظ سے کمالات جسمانی روحانی اور نبوت کا خاتم اور اس کے علاوہ سب میں کامل انسان یقین کرتا ہوں کو بہی یہ تعلیم ہوتی ہے۔

قل رب زدنی علماً

تو اپنے علم کی ترقی مانگ جب تمام نبوتوں رسالتوں اور کمالات کے خاتم انسان کامل کو علمی ترقی کے لیئے یہ دعا سکہائی جاتی ہے۔ تو اس کلمہ کو دیکھکر اور پڑہکر دل اور بہی باغ باغ ہوگیا۔ کہ یہ بہی اسی بقاے ابدی کا کرشمہ ہے پس یہ تعلیم ہے۔

جو اسلام کیلئے منوالا کرتی ہے

اپنے بعض کشوف میں نے اس موجودہ ڈھیر میں بعد الموت لوگوں سے ملاقات کی ہے۔ اور جنت و جہنم کے حالات اور نیکیوں اور بدیوں کے متعلق اتنے سوال کئے ہیں ہماری صحبت میں رہنے والے ان قصص سے واقف ہیں اور بعض کے نام سے بہی واقف ہیں میں چہوٹا سا تہا مینے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ بہت مضمحل ہو رہا تہا مینے اسے کہا کہ کیا تم بیمار رہو اسپر اسنے پکڑ کر ایک عورت کو میرے سامنے کیا اور کہا کہ اس کے عشق کی اب بہی سزا دیتے ہیں مجہے اس واقعہ پر عورتوں سے ایسی نفرت ہوئی کہ ان کا چہرہ بہی ناگوار ہوگیا یہاں بعض لوگ بیٹھے ہیں کہ جو اس قصہ سے واقف ہیں ہمارے گہر میں ایک عورت روٹی پکاتی تہی مینے کہا کہ روٹی ڈیرے پر بھیجدیا کرو۔ اتفاقاً میں اسجگہ گیا جہاں کی وہ عورت تہی جو مجہے دکہائی گئی۔ پہر اس محلہ میں گیا جہاں کی عورتیں بہت حسین ہوتی ہیں چونکہ وہاں میری وجاہت تہی مینے عورتوں کے ایک گروہ کو کہا کہ مائیو ذرا ٹھہر جاؤ۔ وہ ٹھہر گئیں۔ اور مینے غور سے دیکہا تو وہ لڑکی ان میں مجہے نظر آئی میںنے ان عورتوں کو کہا کہ اس کو ذرا میرے پاس بھیجدو۔ انہوں نے اسے دہکا دیکر آگے کردیا۔ میں نے اس سے اسکا نام پوچہا جو اس نے بتا دیا۔ اس کے بعد مینے ایک شخص سے جو اس مرے ہوئے سے واقف تہا پوچہا کہ وہ کسی پر عاشق تہا۔ وہ یہ سنکر حیران ہوگیا۔ اسنے کہا کہ مرتے وقت اسکا سر میری ران پر تہا اور میرے اور اللہ تعالیٰ یا اس لڑکی کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کسی پر عاشق بہی تہے مینے کہا عشق و مشک را نتوانست نہفت

کلّہم الموتیٰ تک تو نوبت پہنچ چکی تہی۔ اسپر جب مینے یہ حالات بتلائے۔ تو اسے بہت تعجب ہوا۔ مگر اس واقعہ نے میرے قلب پر بہت اثر کیا۔ اور مجہے عورتوں سے حد سے زیادہ نفرت ہوگئی۔ اور خوف غالب ہوگیا مگر مینے اس واقعہ کو ایمان کے لیئے مفید پایا۔

کیونکہ ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے

پہر مینے ایک شخص کو دیکہا کہ بہشت میں ہے عرفات میں ہے وہ سماں ابتک میری آنکہوں کے سامنے ہے میں اسے جانتا تہا کہ وہ شرابخوار اور عیاش تہا۔ مینے اس سے پوچہا کہ تمہارا گذر یہاں کیونکر ہوا۔ اسنے جواب دیا کہ میری غریب الوطنی پر رحم ہوگیا۔ بعد اس کے ہمنے ایک آدمی سے اس کی بابت پوچہا۔ تو اسنے کہا کہ وہ سررشتہ دار تہا منوالا رہتا تہا ایک روز کچہری سے نکلکر گہر کو آیا۔ مگر وہ گہر نہیں پہونچا اس کے متعلق بہت دریافت کیا ابتک پتہ نہیں اس واقعہ پر دو سال گذرنے کے بعد ایک دوست آیا اسنے کہا کہ وہ مرگیا جب پوچہا کہ کہاں تو اسنے کہا کہ وہ پاپیادہ حج کے لیئے بمبئی جا رہا تہا کلیانی میں پہونچکر مرگیا۔ تب اسکی غریب الوطنی کی حقیقت مجہپر کہلی کہ دل میں کیسی سچی توبہ کی تہی۔ اور وہ خدا تعالیٰ نے قبول کرلی یہ باتیں میں ان لوگوں کے لیئے پسند کرتا ہوں۔ جو مجہے راستباز یقین کرتے ہیں اور جو ان باتوں کے پہونچانے

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ
كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ
الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ
وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ
وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ وَ
الَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَا
نِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ
لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا
وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ
وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ
عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَ
الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ
وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ
فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ
الدَّارِ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ
وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي
الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ

علم و جہل — ایک علم ہوتا ہے اسکے مقابلہ مین ایک جہل ہوتا ہے ساری انسانی خوبیان اور سارے کمالات علم صحیح کیساتھ وابستہ ہین اور سارے دکھہ درد اور مصائب جہل سے ملے ہوئے ہین علم ہوتا ہے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہوتا ہے رسولوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہوتا ہے اللہ کی کتابوں سے آگاہی ملتی ہے۔ علم ہوتا ہے تو ضروریات کا استخراج کرتے ہین علم ہوتا ہے تو عجائبات مخلوقات کا مطالعہ کرکے اپنے منافع کی اشیاء کو جمع کرتے ہین اسی علم کے عجائبات مین سے سٹیم انجن ہین میرے اپنے مطلب اور مذاق کے موافق اس سے کتابین چھاپنے کا کام لیا جاتا ہے اور بعض کے مذاق کے لیئے اخبار ناول اور ہر قسم کی تصنیفات چھاپی جاتی ہین اور انسانی زندگی کی بہت سی ضروریات اس سے وابستہ ہین اسی کے ذریعہ سے سفر کی سہولتین پیدا کی ہین۔ چنانچہ ریل اور جہاز نے سفر آسان کردیا۔ پھر ہزارون ہزار کارخانے کھانے پینے پہننے کی اشیاء کے اور سونے اٹھنے سواریون کے آرام کے اس سے چلتے ہین۔ مگر جن کو کامل علم نہین وہ تکالیف برداشت کرتے ہین۔

یہ علم کا ایک نظارہ ہے

علم دین کا ہو یا دنیا کا صحیح ہو وہ ہر حال مین انسان کے لیئے راحت اور آسائش کا ذریعہ ہوتا ہے۔ عجیب و غریب انسان دنیا کا جسکا نام ابراہیم ہے۔ (علیہ السلام) وہ اپنی دعا مین اسی لیئے کہتا ہے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ

انسانی کمالات کی تقسیم — انسان مین دو قسم کے کمالات ہین ایک جسم کے آرام کے لیئے اور دوسرے روح کے لیئے جسم کے آرام کے لیئے کھانے پینے پہننے مکانات عیش و آرام اور سواریون کے سامان معلومات کے سامان دوستون سے ملنے کے سامان بیویون اور بچون سے تعلقات اور انکے عجیب دلخوش کن شواغل قوم مین عزت و وقار ہے اور دوسرون پر حکومت کرنیکو ملے یہ جسمی آرام ہے ایکطرف تو اس آرام کی خواہش دوسری طرف جسم کے لیئے ایک وقت محدود کردیا بلکہ کل یوم ھو فی شان فرمایا صوفیائے تو یہان تک لکھا ہے کہ انسان ہر آن مین فنا ہوکر نیا بنتا ہے۔ جو حالت ہماری باپ کے جسم مین (برنگ نطفہ تھی) وہ آج نہین پھر جو ماں کے پیٹ مین تھی وہ بھی نہین پھر بچے تھے جوان ہوئے۔ اور بڑھاپے مین اور ہی قسم کے اعضا ہوتے ہین غرض یہ مسلم بات ہے کہ یہ جسم ہر آن معرض تحلیل مین رہتا ہے اگرچہ ڈاکٹرون مین بحث ہے کہ تین سال بعد یا سات سال بعد یہ جسم بدل جاتا ہے۔ مگر مین تو یہی مانتا ہون۔ کہ ہر آن تحلیل اور تبدیل ہوتا ہے۔ پھر جب ایسے فنا پذیر کارخانہ کے لیئے اسقدر اعلیٰ درجہ کی کتابین تمدن کی طاقتین بھیجی گئی ہین۔ جو ایکدم مین الگ ہوجاتا ہے۔ تو

دائمی تعلق کے تقاضے کے لئے کیا کچھ ہوگا؟

ایک روح ہے اس مین ایک تڑپ ہے کہ ہم ضائع نہ ہون جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ میرا یقین ہے کہ اسی وقت سے اسی طلب کیلئے ہاتھ پیر مار رہے ہین اور ہمیشہ اس مین ایجادات اور ترقیون کا سلسلہ جاری رہتا ہے؟ کسقدر دوائین نئے دن ایجاد ہوتی رہتی ہین۔ کیون؟ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ فنا ظاہری بھی طاری نہ ہو

فطرتی تقاضے پورے ہوتے ہین — جس قدر قویٰ انسان کو دیئے گئے ہین۔ اسکا سامان بھی ساتھ ہی عطا فرمایا گیا ہے۔ مینے دیکھا ہے مجھے جب فطرتی قویٰ دیئے گئے ہین اسکا سامان بھی ساتھ ہی عطا فرمایا گیا ہے۔ آنکھہ ملی ہے تو خدا کے فضل سے بچے میری نظر مضبوط اور محفوظ ہے۔ وہ تکان محسوس نہین کرتی اسکے ساتھہ ہی مین دیکھتا ہون فطرت مین عجیب عجیب خوشنما نظارے موجود ہین ہر چیز جو جمال رکھتی وہ اسے خوش کرتی ہے قدرت کی دلچسپیان دیکھہ دیکھہ کر مین دلتون خوش رہتا ہون مجھے کتابون کا شوق ہے۔ انہین دیکھکر بہت ہی خوش ہوتا اور قدرت کے تمام نظارے (جو آنکھہ کو اپنی طرف محو کرتے) بڑھکر اس نظارہ سے مسرور ہوتا ہون۔ کبھی مین شاعر ہوتا تو کتابون کی سطرون اور الفاظ کو خط و خال سے تشبیہ دیتا۔ غرض آنکھہ کی دلچسپی اور سرور کے لیئے جمال کا سامان دنیا مین موجود ہے

پھر فطرت نے کان دیئے ہین وہ عمدہ بات سننا چاہتے ہین۔ خواہ وہ کامیابی کی کوئی خبر ہو خواہ عمدہ آواز ہو۔ خواہ صحت و عافیت کا نسخہ ہو۔ بہرحال قدرت نے کان کے لیئے آواز کا سامان دیا ہے۔

میری ناک مین خاصیت ہے کہ نہایت ہی عمدہ گلاب کا عطر جو پچاس ساٹھہ روپیہ تولہ کا ہو وہ اسے بہت خوش کرتا ہے پھر بوباس راحت کا موجب ہوتی ہے۔ غرض فطرت نے اس کیلئے بھی سامان دیا ہے۔

میری زبان ذوق کا علم رکھتی ہے۔ وہ قسم قسم کے عمدہ سے عمدہ کھانے کبھی نمکین کبھی مرچ کے مزے لیتے پھیکے میٹھے ترشی اور شیرینی ملاکر غرض ہر قسم کے مزون سے زبان لطف اٹھانا چاہتی ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ یہ سب سامان اس کیلئے موجود ہین۔

پھر میری زبان قسم قسم کا بولنا چاہتی ہے۔ عجیب عجیب قسم کے مضمون اٹھاتی ہے اور اسکا سامان موجود ہے۔

ٹورنے منٹ کے انعامات کا جو جلسہ مدرسہ مین کیا گیا تہا مینے اس مین اپنے خیالات کا اظہار کیا تہا اور عملی رنگ مین تریباً ایک سو روپیہ کی کتابین دس مع تقہ طلبار مین تقسیم کرنیکے لئے دی تہین۔

جناب مولوی صدر الدین صاحب نے اس موقعہ پر جہان میری تائید کی وہان انہون نے بتایا تہا۔ کہ خاص طور پر بعض احباب کو انہون نے انعامات کے لیئے لکہا ہے۔ چنانچہ یہہ تقسیم انعام کا جلسہ ان احباب کی غائبانہ توجہ کا کرشمہ تہا۔ اس موقعہ پر تقسیم انعام کی جلسہ کی تقریب سے ہنوس ہے فائدہ اٹہانیکی کوشش نہین کیگئی۔ مینے اس تقریب کے متعلق اعلان کرتے وقت بیان کیا تہا۔ کہ تقسیم انعام کے متعلق مولوی صاحب بیان کرینگے مگر احباب کو وہ موقعہ نہ ملا۔ جو انعام کیلیئے باقاعدہ ایک تحریک کی جا سکتی اور بعض **خصوصیات انعام** کے طریق کے لیئے پیش کیجاتین۔ بہرحال انعام دینا بڑی ضروری تحریک ہے۔ خدا نے توفیق دی تو مین پہر لکہونگا۔ غرض چند نامعلوم احباب کی توجہ سے یہ انعام دیا گیا۔ اور اس مین دو قسم کے انعام تہے۔ اول ان طلبا کے لیئے جو دینیات مین اول ہو دوم انکے لئے جو اپنی جماعت مین اول رہی بعض ہندو طلباء کو بہی انعام ملا۔ اسلیئے کہ وہ اپنے مضامین مین اول تہے۔

یہہ انعام خانصاحب محمد حسین خانصاحب سب جج میرٹھ سے اپنے ہاتہ سے تقسیم کیا اساتذہ مین تعلیمی شوق پیدا کرنیکے لیئے قابل ہیڈ ماسٹر نے ایک انعام شاخہائے تعلیم الاسلام کے لیئے رکہا تہا جو منشی سکندر علی صاحب مدرس شاخ دینیات تلونڈی کو ملا۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کی یہ کارروائی ہر طرح تحسین کے قابل ہے۔ اس سے پیشتر کہ انعام تقسیم ہوتا۔ ایڈیٹر الحکم نے ایک بچہ عبد الباسط کو پیش کیا جو غیر احمدی ہے اور ابہی مدرسہ مین نووارد ہے۔ اس نے اپنے تجربہ سے لوگونکو اپنے بچے یہان بہیجنے کی تحریک کی اسنے جو مضمون پڑہا مینے اسے قبل از وقت دیکہ لیا تہا اور کہین کہین مناسب اصلاح بہی کردی تہی تاہم خیالات اور ترتیب انکی اپنی ہے بعض لوگ غالباً اس مضمون کو دوم مڈل کے ایک بچہ کی قابلیت سے بڑہا ہوا پائیں گے میرے نزدیک یہ معمولی امر ہے۔ اسلئے کہ یہ لڑکا نہایت ذہین اور مضمون رس ہے۔ اسکو خدا کے فضل سے معقول اور متین باتین کہنے کا مذاق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اپنا فضل کیا تو یہ لڑکا بولنے والا ہوگا۔ کئی ہزار کے مجمع مین دوسرونکا مضمون بہی نہین پڑہا جا سکتا چہ جائیکہ وہ اپنا مضمون پڑہ دے جو لوگ جلسہ مین موجود تہے انہون نے دیکہا ہے کہ اس نے کس جرأت سے اسے پڑہا بہرحال وہ مضمون حسب ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

بزرگان قوم! مین بڑی جرأت کے ساتہ آپکے پلیٹ فارم پر کہڑا ہوتا ہون۔ اس معزز جگہ پر میرے جیسے کم سن بچے کا کہڑا ہونا اور کچہ کہنا بہتون کے لیئے تعجب اور حیرت کا موجب ہوگا۔ مگر مین اپنے دلی جوش سے مجبور ہون مین خیال کرتا ہون۔ آپ مین سے بہت ہی کم میرے جاننے والے ہونگے۔ اور مین پسند کرتا ہون۔ کہ مین اسی طرح غیر معروف رہون صاحبان! مینے اپنے گہر مین اور اپنے بزرگ اہلحدیث کے فخر باپ کے ساتہ رہکر اس مضمون پر عام مسلمانون کے خیالات کو سنا ہے کہ مسلمان دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہین۔ کیا دنیوی پہلو سے اور کیا دینی پہلو کے لحاظ سے مسلمانون کے تنزل پر بحث کرنا اور اس بڑے مجمع مین میرے جیسے کم عمر اور کم علم بچے کا کہنا بہت بڑی جرأت ہے۔ مگر مین یہ عرض کئے بغیر نہین رہ سکتا کہ مسلمانون کی کمزوری اور تنزل کا اصلی سبب قرآن مجید کی علمی اور عملی لحاظ سے چہوڑ دینا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم پر دنیاوی تعلیم کو مقدم کیا گیا ہے اور عملی حالت تو جس حد تک گر چکی ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہین ہے۔ جو لوگ دنیوی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے ہین انہون نے مسلمانون کی دوبارہ ترقی کے لیئے یہی ایک راہ قرار دی ہے۔ کہ مسلمان انگریزی تعلیم کی اعلےٰ قابلیت پیدا کر لین اور اعلیٰ درجہ کی ڈگریان حاصل کرین تاجرون سے اگر پوچہا جائے تو وہ مسلمانون کی ترقی کے لیئے تجارتی رلو بتائینگے میری سمجہ مین اس قسم کے خیالات صرف دوسری قوم کی موجودہ ترقی کو دیکہکر پیدا ہوئے ہین۔

مسلمانون نے دوسری قومون کو خوشحال اور آسودہ حال دیکہا تو جس طرح سے انہون نے دنیوی ترقی حاصل کی اسی کو اپنے لیئے رہنما قرار دے دیا۔ حالانکہ اگر وہ سوچتے تو انہین معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک جماعت کو یعنی صحابہ کرام کو یورپ کے علوم و فنون نہین پڑہائے تہے بلکہ انکو سیدہا سادہ مسلمان بنایا وہ خدا کے فرمانبردار بندے اور اپنے رسول کے قدم بقدم چلنے والے تہے انکی تعلیم کا کورس قرآن مجید تہا جسنے انکو دنیا مین ایک ایسی نامور قوم بنا دیا۔ کہ وہ ساری دنیا کے استاد مانے گئے اور عرب سے نکلکر مشرق مغرب مین پہیل گئے پس اگر مسلمان پہر کوئی ترقی حاصل کرین اور اس گری ہوئی حالت سے اٹہنا چاہتے ہین تو اسکے لیئے ایک ہی راہ ہے کہ قرآن مجید کو مضبوط پکڑین اور مسلمان اپنے بچون کی تعلیم قرآن شریف سے شروع کرین۔

صاحبان! آپکو یہہ سن کر اور بہی تعجب ہوگا کہ مین آپکے سلسلے مین شامل نہین ہون مگر مینے مختلف وعظون اور خطبون مین سنا ہے کہ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہین کر سکتا۔ وہ خدا کا بہی شکر گذار نہین ہوسکتا۔ اسلیئے مین یہہ کہنے مین مضائقہ نہین کرتا۔ کہ اس مدرسے مین داخل ہونیکے بعد مینے چار مہینے کے اندر تجربہ کیا ہے۔ کہ اس اصول پر یہان تعلیم دینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ مین اپنے بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کا صدق دل سے شکر گزار ہون جو میرے یہان آنیکا موجب ہوئے۔ خدا تعالیٰ اپر اور انکی اولاد پر بہت بڑے انعام کرے۔ پہر مین اپنے والد بزرگوار کی مہربانی اور فراخدلی کا بہی شکر گزار ہون کہ انہون نے میرے حال پر رحم فرما کر مجہے یہان بہیجنا منظور فرمالیا۔ مین آپ مین سے ان صاحبان کو مبارکباد دیتا ہون جنکے بچے یہان تعلیم پاتے ہین۔ کیونکہ وہ نیک استادون کی نگرانی کے نیچے ہین اور انکی مذہبی پابندی کا خاص خیال رکہا جاتا ہے۔ مین اس بات کو بہی خوشی سے ظاہر کرتا ہون کہ باوجود اسکے کہ مین آپ لوگوں کے بعض عقاید سے متفق

نہین ہون لیکن مجھے کبھی کسی استاد یا شاگرد نے اس قسم کی چھیڑ چھاڑ نہین کی بلکہ حضرت مولویصاحب نے جو مجھپر کمال درجہ کی مہربانی اور شفقت فرماتے ہین فرمایا اگر کوئی تم سے کسی قسم کی مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو مجھے فوراً اطلاع دو۔ تو بھی یہ خوشی کی بات ہے کہ عام مذہبی تعلیم کی حفاظت کے لیئے یہان سامان ہین پس آپ لوگ اسوقت کو غنیمت سمجھو اور اپنے بچو نکو یہان تعلیم حاصل کرنیکے لئے بھیجو مین پھر اس امر کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہون کہ مسلمانون کے لیئے ترقی کی اصل راہ یہی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی علمی اور عملی تعلیم کی طرف توجہ کرین۔ اور تمام تعلیم پر اسے مقدم کرین جب تک یہ نہین ہوگا۔ مسلمان ذلت کے گڑھے سے نہین نکل سکتے۔ اب مین آپکا زیادہ وقت نہین لینا چاہتا۔ امید ہے کہ آپ میرے ان خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھینگے اور جس طرح پر آپ اپنے گہر مین اپنے چھوٹے معصوم بچون کے لفظ سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہین۔ اگرچہ ان مین سے بہت سی باتین زبان دانی کے لحاظ سے غلط ہوتی ہین اسی طرح میری ان باتون پر آپ نظر کرین گے اب مین دعا کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو سچا مسلمان بنالے۔

عبداللہ سط طالبعلم دوئم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

احمدیہ کانفرنس

تقسیم انعام کے بعد نہایت ضروری اور قومی کام کی روح

احمدیہ کانفرنس تھی

احمدیہ کانفرنس قومی کامون سے دلچسپی اور مذاق پیدا کرنیکا زبردست ذریعہ ہے۔ مجھے جہانتک جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ سے اس مضمون پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اور احمدیہ کانفرنس کو زیادہ مفید اور کام کی چیز بنانیکے متعلق تبادلہ خیالات کرنیکا اتفاق ہوا ہے۔ وہ احمدیہ کانفرنس کی ایک باقاعدہ کانسٹیٹیوشن بنانیکو طیار ہین اور میرا خیال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو اگلے سالانہ جلسہ پر احمدیہ کانفرنس وسیع پیمانہ پر ہوسکیگی بعد اسکا باقاعدہ کانسٹی ٹیوشن ہوگا۔ بہرحال احمدیہ کانفرنس کے لیئے بورڈنگ ہوس کا وسیع ہال تجویز کیا گیا تھا۔ مختلف جماعتون کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ اور دوسرے عہدہ دار موجود تھے کانفرنس مین پیش ہونیوالے امور قبل از وقت بذریعہ ایک سرکلر لیٹر کے انجمنون کے پاس بھیجے گئے تھے اور انجمنین انپر کسی حد تک غور کر چکی تھین۔ کانفرنس کے پریسیڈنٹ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بالاتفاق مقرر ہوئے۔ اور بعض مضامین پر دلچسپ مباحثہ ہوا جس سے معلوم ہوا کہ قومی کامون سے دلچسپی کا مذاق بڑھ رہا ہے اسوقت ضرورت نہین کہ مین ان مباحثون کی کچھ بھی تصریح کرون۔ بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بحث و مباحثہ کے بعد جو...... ریزولیوشن کانفرنس مین پاس ہوگئے انہین یہان درج کر دیا جاوے اور وہ یہ ہین۔

امورات جو کانفرنس مین پیش ہوکر طے ہوئے

(۱) بجٹ جس پر عمل ہو رہا ہے پاس شدہ ہے۔ اسپر کسیکو کوئی اعتراض نہین ہے۔

(۲) رپورٹ پیش ہوکر منظور ہوئی۔

(۳) یہ سوال کہ جس صورت مین کہ صدر انجمن کا مالی سال ستمبر مین ختم ہوتا ہے۔ کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے لیئے بہترین وقت کونسا ہے۔ پیش ہوکر فیصلہ ہوا کہ بجٹ حسب معمول سالانہ جلسہ صدر انجمن احمدیہ کے موقعہ پر کانفرنس مین پیش ہوتی رہے۔

(۴) یہ سوال کہ اسلامی مشن کا قائم کرنا یورپ یا امریکہ مین ضروری ہے۔ مگر اس کے لیئے پہلے سرمایہ کا بہم پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیئے فنڈ کھولا جائے۔ اور کم از کم تین چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اٹھایا جائے۔

(۵) چندہ تعمیر کی وصولی کا خاص انتظام کا سوال پیش ہوکر فیصلہ ہوا کہ جو تجویز مجلس معتمدین نے کی ہے کہ سب احباب اپنی ایک ایک ماہ کی آمد چندہ تعمیر کے لیئے دین اسکے عملدرآمد مین لانیکو یہ کانفرنس نہایت ضروری سمجھتی ہے سب انجمنین اسکے متعلق بہت جلد تحریک کرکے فہرستین مرتب کرین۔

(۶) ماہوار آمدنی کی افزائش کی تدابیر اور باقاعدہ وصولی کے انتظام کا سوال پیش ہوکر فیصلہ ہوا کہ سب انجمنون کو پوری سعی کرنی چاہیئے کہ چندون کا بقایا نہ رہے۔ اور اپنے اپنے ضلعون مین شاخون کا انتظام پختہ کرین مجلس معتمدین محصلوں اور واعظون کے سوال پر غور کرکے اس کے لیئے عملی تجاویز کرے جس سے انجمنون کو وصولی چندہ مین مدد ملے اور مناسب ہے کہ بعض احباب اپنی خدمات وصولی چندہ کے لیئے وقف کرین۔

(۷) انجمن ہائے احمدیہ کے اپنے اپنے سالانہ اجلاسون کا سوال پیش ہوکر فیصلہ ہوا۔ کہ اس کانفرنس کی رائے مین سالانہ جلسون کو قطعی طور پر بند کرنا مناسب نہین بلحاظ مقامی ضروریات کے اگر کوئی انجمن سالانہ جلسہ کی ضرورت محسوس کرے تو مجلس معتمدین مقامی حالات پر اور اس پر کہ اسکا اثر متعلق چندون پر نہ ہو غور کرکے ایسی اجازت دیسکتی ہے۔

صدر کانفرنس میان محمود احمد صاحب۔ سکرٹری سکرٹری مجلس معتمدین

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

25 ج 13

"ختم نبوت"

۲۴- مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی تقریر شروع کی اس تقریر کے اہم مضمون کے لحاظ سے مینے اسکا عنوان ختم نبوت تجویز کیا ہے اسلیئے مینے اس عنوان کو پسند کیا تا وہ لوگ جو اپنی کوتاہ علمی اور عداوت کیوجہ سے ہمین متہم کرتے ہین کہ ختم نبوت محمدیہ کے قایل نہین وہ دیکھین اور غور کرین کہ کیا جس قوم کا امام ختم نبوت پر ایسے لطیف دلائل پیش کرتا ہے۔ اور کیسے موقعہ پر مجمع مین جب کہ اسکی قوم کے ادانی و اعالی ہر حصہ ملک سے جمع ہین جس مجمع مین انکو اپنے اصل عقاید اور اغراض کا قوم کے ذہن نشین کرانا ضروری ہے ...... امید کیجاتی ہے کہ یہ تقریر انشاءاللہ العزیز بہتون کی ہدایت کا موجب ہوگی واللہ یہدی من یشاء (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور صفات سے اپنے اندر پیدا کرو اور اپنی نیتوں کو درست کرکے دکھاؤ بغیر شاہد کے حاول شہادت منظور نہیں ہوتی زبانی لاف وگزاف کسی کام کی نہیں جب تک اعمال اسپر گواہی نہ دیں اگر تم نے اعمال صالحہ سے اپنے عقاید کی تصدیق نہ کی تو تم مین اور ہیود منش مسلمانون مین کیا فرق ہے۔ اور تمہین احمدی ہونیکا کیا فخر ہے بلکہ زبانی احمدی ہونا تمہارے لیئے باعث تباہی وخرابی ہے وہ تو اندھے ہین تم آنکھون والے ہوکر پھر اندھے بنتے ہو وہ تو بیخبر ہین تم خبردار ہوکر بیخبری اختیار کرتے ہو لہذا تم ضرور اپنی اس غفلت یا شرارت کا خمیازہ بھگتو گے اور خدا کی نظر مین بدعہد اور بدکردار ٹھہروگے اور خدا کا غضب تمپر ان سے پہلے نازل ہوگا۔ اور تم بھی عذاب آلہی کے شکار ہوگے اور تمہین بھی طاعون ہلاک کریگی۔ نیز دنیا مین بھی تمہاری عزت برباد ہو جاویگی اور تمہارا رعب نہین رہیگا تم اپنے امام کے نصائح پر عمل کرو تقوی و پرہیزگاری اختیار کرو خدا سے ہر وقت ہراسان و ترسان رہو توبہ و استغفار کرو اپنا وظیفہ بناؤ نیک کام کرو حلال روزی کھاؤ دنیا کو حلال طریقہ سے کماؤ۔ اور پاک طرز سے اسے استعمال کرو فخر و تکبر ریا فریب خودغرضی سے پرہیز کرو۔ جھوٹ سے ایسی نفرت کرو جیسے سؤر سے کرتے ہو وعدہ خلافی ہرگز نہ کرو کہ اس سے خدا تعالی اور اسکے بندے نفرت کرتے ہین۔ تاویلون سے برے کام کو اچھا نہ بناؤ۔ کہ یہ یہود کا شیوہ ہے یہ مسیح کی جماعت کا طریقہ نہین ہونا چاہیئے۔

زنا اور اسکے متعلقات سے ایسا بچو جیسا کہ سانپ سے ڈر کر بھاگتے ہو کیونکہ سانپ کا کاٹا ہوا تو کبھی بچ بھی سکتا ہے۔ مگر زنا کا مارا ہوا بری موت سے مرتا ہے۔ کسی سے دشمنی نہ رکھو۔ خصوصاً احمدی بھائیون سے کل زمانہ کو چھوڑا تم نے اپنی احمدی برادری کیلئے ہے اگر اس برادری مین بھی پھوٹ اور دشمنی ہوگی تو آرام کس طرح پاؤگے۔ سارا جہان تو دشمن ہے گھر مین تو محبت اور شفقت اختیار کرو۔ ورنہ تم سے زیادہ بے نصیب اور کون ہوگا بقول شخصے ع دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

محبت کو بڑھاؤ۔ جو خدا کے لیئے دو شخص آپس مین محبت کرتے ہین۔ انہین قیامت کے دن عرش کے سایہ مین جگہ ملے گی جہان اور کوئی سایہ نہین ہوویگا دنیا مین بھی جس کے دوست زیادہ ہین وہ امن و آسائش سے رہتا ہے۔ جس کے دشمن زیادہ ہین وہ بلاؤن مین گرفتار ہوتا ہے۔ اسلیئے دوست زیادہ بناؤ دشمنونکی تعداد کو گھٹاؤ۔ اگر ایک لاکھ خرچ کرکے بھی ایکدوست میسر آوے تو سودا سستا ہے۔ دشمن بنانا تو آسان ہے۔ دوست بنانا مشکل ہے۔ تم احباب کے دائرہ کو وسیع کرو اور دشمنی کے دائرہ کو ایسا تنگ کردو کہ گویا مٹا ہی دو

تم سود سے ایسا پرہیز کرو جیسا کہ سؤر سے اگرچہ احمدی احباب سود بہت کم کھاتے ہین مگر کھلانیوالے بہت ہین۔ اور سمجھدار اور باوقار احباب بھی اس مین مبتلا ہین۔ ایک صحابی کا تو نام لوکہ وہ بعد ممانعت کے سود کھاتا تھا یا کھلاتا تھا۔

جب تمہارا امام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہین اور خلیفۃ المسیح ابوبکر صدیق کا تو تم مین سے ایک شخص صحابی کا ہم رنگ ہوگا کہنے کو تو صحابہ کا نمونہ ہو اور کام انکے برخلاف کرو حیف ہے۔

تمہاری وضع ظاہری بھی مسلمانون جیسی ہو دور سے پہچانے جاؤ کہ مسلمان ہو انگریزی لباس معہ ٹوپی نہ پہنو کہ اس مین کرانی ہونیکا دھوکہ لگتا ہے۔

ڈاڑھی نہ منڈاؤ دھوتی نہ باندھو کہ ہندو معلوم ہو پاجامہ ٹخنے سے نیچے نہ لٹکاؤ۔ کہ اس کی اسلام مین مخالفت ہے شملہ ضرور چھوڑو کہ یہ سنت ہے السلام علیکم کھلے دل سے کہا کرو بیمار پرسی اور جنازہ کے ساتھ جانا اور کی دعوت قبول کرنا یہ کام بھی نہایت ضروری ہین بلکہ آپس مین ان کامون کی ایکدوسریکو تاکید کرو تسبیح و مصلا ساتھ ساتھ نہ لیئے پھرو۔ کہ یہ دکھاوا ہے

یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافہ

اے مسلمانوں! اسلام مین پورے پورے داخل ہو جاؤ ادھورا کوئی کام اچھا نہین تھوڑا سا بھی نقص بڑی خرابی پیدا کرتا ہے۔ روٹی اگر کچی رہجاوے تو پیٹ مین درد پیدا کرتی ہے۔ اور چاول اگر ذرا خام رہجائیں تو کھانیوالیکو ہلاک کردیتے ہین اسی طرح دین مین بھی نقص جہنم مین داخل کرتا ہے مناسب ہے کہ جس طرح حضرت صاحب نے تمہین تعلیم دی ہے۔ اسپر مضبوط ہوکر چلو آپس مین یکدل و یکزبان رہو اور دشمنون سے پرہیز کرو۔ اپنے امام کے اعدا کو لڑکیان نہ دو۔ کہ اس مین احمدیون کی ہتک ہے اور ان بیچاریون پر ظلم۔

ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقام مین ایک مسجد ضرور بناوے جماعت سے نماز کا اہتمام کرو۔ کہ اس مین بہت برکت ہے شیعہ کی طرح علیحدہ علیحدہ نمازین نہ پڑھا کرو کہ یہ اسلام کے بالکل برخلاف ہے۔ اسکا انجام اچھا نہین رہتے رہتے کسی دن نماز سے بھی رہجاؤگے۔

زکوٰۃ اسلام کا ضروری فرض ہے۔ اس کے ادا مین سستی نہ کرو۔ ورنہ تمہارے رہتے سہتے مال بھی غارت ہوجائینگے۔ زکوٰۃ امام کی موجودگی مین علیحدہ علیحدہ دینا ٹھیک نہین بلکہ احسن طریق یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح صاحب کیخدمت مین قادیان مین سالانہ یا ماہانہ ارسال کیا کرو اور اس فرض سے احسن طریق سے سبکدوش ہوا کرو۔ اگر اس طرح نہ کروگے تو شاید دینے کے ہی نہین۔ اور خدا کے عذاب مین گرفتار ہوکر خوار ہوجاؤگے اور تمہاری اموال مین برکت نہین رہے گی۔ نیز قادیان کے ضعفاء کا بھی خیال رکھا کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کل باہر رہنے والونکو ضعفاء مدینہ منورہ کی امداد کے لئے تاکید فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ امرا سے ضعفا کے لیئے زور سے چندہ لیتے تھے۔ یہ قصہ مشہور ہے واللہ اعلم

حج بیت اللہ بھی ایک ضروری فرض ہے جسکا رواج ہماری احمدی جماعت مین بہت کم ہے۔ ہماری جماعت اس فرض کے ادا سے بالکل غافل نہین مگر اس کام مین زیادہ جوشیلی نہیں ہے مناسب ہے کہ اس فرض کو بھی خدا کا فرض سمجھکر احمدی مالدار ضرور ادا کیا کرین۔ انشاء اللہ اس عاجز کا ارادہ امسال حج کا ہے جو بھائی امسال جانا چاہین وہ اپنا نام لکھوا دین تاکہ ہم اکٹھے حج کو چلیں اور سب ایک جہاز مین سوار ہوں۔ اور علاوہ بوقت حج کے ایکدوسرے کی خدمت کا ثواب حاصل کرین۔ اور دکھ درد میں آپس میں کام آوین اور یہی ایک اہم فرض ہے خصوصاً امرا کے لیے جن میں سستی

بہت ہوتی ہے۔ اور عیش پسندی کے سبب سے بیمار بنے رہتے ہین نیز زمینداروں کو بڑی مشکلات پیش آتے ہین مگر اس فرض کا ادا کرنا بہت ضروری ہے کسل کے سبب سے روزہ سے جان چرانی اور حیلہ وحوالہ سے روزہ سے بچنا مسلمانوں کا کام نہین بیمار اور مسافر کو روزہ رکہنا بہی ایک قسم کا گناہ ہے جیسا کہ تندرست کو نہ رکہنا ہمین ہر پہلو سے اسلام پر قایم ہونا چاہیئے۔

تکلف بہی ایک سخت عیب ہے اس سے بچو مہمانداری سنت انبیا ہے۔ اسے اختیار کرو تمہارے ہان نیک مسلمان ہو مسافر پروری اور مہمان نوازی بڑا پیارا طریقہ ہے جسکو اکثر لوگون نے ترک کر دیا ہے۔ تم اس پاک عادت کو نہ چہوڑو۔ تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہو۔

الصدقہ تطفی غضب الرب۔ صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو فرو کرتا ہے تم صدقات وخیرات کی عادت کرو۔ تاکہ قہر الٰہی تم سے دور رہے۔ اور سرسبز ونہال ہو اور تم پر کوئی بلا نازل نہ ہو تمہارے [۱] جاوین اور کوئی تمہارا [۲] اپنی آمد سے زیادہ [۳]

(حاشیہ: ۱۔ دشمنون کے وار ۲۔ آفات ۳۔ جسکے معنی ہین کہ اپنی آمد سے زیادہ خرچ نہ کرو اور اسراف سے بچو)

ورنہ شیطان کے بہائی بنجاؤ گے۔ اور ناشکری کی سزا پاؤ گے۔ قرضدار ہو گے پہر وعدہ خلاف اور جہوٹے ہو گے آخر دنیا اور دین مین ذلیل ہو جاؤ گے پہر پچہتاؤ گے پہلے سوچکر کام کرو تاکہ انجامکار ندامت نہ اٹہانا پڑے اپنی طاقت سے بڑہکر بوجہ نہ اٹہاؤ جسقدر خدا نے تمہین بخشا ہے۔ اس مین گذارہ کرو کسی کی ریس نہ کرو ورنہ کسی ابتلا مین مبتلا ہو گے۔ اور شرمندگی اٹہاؤ گے توبہ واستغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ۔ قرآن شریف کی تلاوت کا ورد رکہو۔ بامعنی قرآن شریف پڑہو اور سیکہو درود اور کلمہ کی کثرت رکہو تاکہ تم پر خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو الحمد شریف بہی جسقدر ہو سکے پڑہا کرو۔

خدا تعالیٰ کے فضل پر بہروسہ رکہو اپنی چالاکی اور ہنر پہ مغرور نہ ہو دین ودنیا کی فلاح خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ نہ کسی کے علم وہنر و لیاقت پر۔ دعا آفات کو ٹالتی ہے دعا ہر مشکل کو حل کرتی ہے اس سے بڑہکر کوئی ہتہیار نہین دعا اور صدقہ سے دین ودنیا مین نجات ملتی ہے۔ بڑی بڑی مشکلین حل ہو جاتی ہین۔ عالی سے عالی مرتبہ دین ودنیا مین حاصل ہوتا ہے خدا ہی دعا سے ملتا ہے اس سے بڑہکر اور کیا چاہتے ہو۔

مان باپ کی خدمت کیا کرو انکی دعائین لیا کرو دنیا ودین کی بہتری حاصل کرنیکا یہ مجرب نسخہ ہے۔ بڑون کی عزت کرو چہوٹون پر شفقت فرماؤ صلہ رحم کی قرآن شریف مین نہایت تاکید ہے۔ جو قطع رحم کرتا ہے۔ خدا کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ نرمی بڑی عمدہ صفت ہے اللہ تعالیٰ مجہے اور تمہین نرمی کی عادت عطا فرماوے مجہے اس کی آخر عمر مین قدر معلوم ہوئی ہے۔ اور تہوڑا اسلیئے اسے اختیار کیا ہے اس مین بہت فوایڈ ہین جو پورا اسپر عمل کریگا وہ پورا فائدہ اٹہائیگا۔

بدگمانی سخت عیب ہے۔ لیکن یہ مرض اسقدر ہے کہ جسکا کچہہ ٹہکانا نہین لوگ خدا تعالیٰ پر بہی بدگمان ہین رسولون پر بہی بدگمان تہے اور ہین آپس مین بہی بدگمانی ہے انہین مان باپ پر بہی لوگ باوجود اسقدر شفقت وکرم کے بدگمان ہوتے ہین میان بیوی مین بدگمانی عام ہے۔ خدا تعالیٰ اس مرض سے تمہین اور ہمین بچاوے اور محفوظ رکہے آمین۔ تہجد کی نماز بہت عمدہ ذریعہ نجات وترقی دارین ہے۔ اگر خدا تعالیٰ توفیق بخشے تو پڑہا کرو پو پہٹنے سے پہلے عجب عالم نور ہوتا ہے۔ اسوقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ترقی مدارج کے حاصل کرنیکا بہت عمدہ وقت ہے وقتون مین بہی تاثیر ہوتی ہے تہجد کیوقت سے زیادہ قبول دعا کا اور کوئی وقت نہین ہے کسی نے کیا اچہا شعر کہا ہے۔ **شعر**

صبح صادق مرہم کافور دار د در بغل
گر علاج زخم عصیان میکنی بیدار باش

صاف دل اور پاک باطن بنو دہوکہ بازی اور ریاکاری سے پرہیز کرو خصوصاً جسقدر ہو اس سے زیادہ اپنے آپکو نیک وپاک ظاہر نہ کرو۔ تاکہ لوگ تمہاری تعظیم کرین۔ اور دوست بنکر کسی سے دشمنی نہ کرو۔ دل اور زبان کو موافق بناؤ۔ اور دہوکہ سے روپیہ نہ کماؤ آخر ایکدن مرنا ہے۔ دنیا مین تو احمدی سب کی گالیان کہا رہے ہو لیکن خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا کرے کہ وہ تم پر رحمتین بہیجے۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا کی لعنت کیساتہ خدا کی لعنت بہی ہو پہر کہین ٹہکانا نہین ملنے کا۔ متفق رہو اتفاق سے کام کرو اگرچہ اب مسیح تو تم مین نہین ہے۔ لیکن اس کا خلیفہ تو موجود ہے۔ اس کے حکم سے باہر ذرہ نہو دنیاوی کام ہو یا دینی اسکو صلاح سے کیا کرو اسی کے حکم اپنے پر مقدم رکہو کیونکہ خدا نے اسے خلیفہ مقرر فرمایا ہے جب تک خدا تعالیٰ اس سلسلہ مین خلفا مقرر فرماتا رہیگا تب ہی تک یہ سلسلہ حق پر رہے گا۔ جس دن انسانی ہاتہون مین یہ کام آ دیگا۔ تو سلسلہ تباہ ہو جاویگا یہ وقت غنیمت ہے اسکو غنیمت سمجہو۔

غنیمت جان لو مل بیٹہنے کو
جدائی کی گہڑی سر پر کہڑی ہے

مینے تمہین موٹی موٹی باتین سنائی ہین اس کے دو باعث ہین ایک تو یہ کہ مجہے باریک مسایل اور قرآن شریف کے حقایق ومعارف آتے نہین نہ مجہے میسر دار ہوتے ہین بلکہ سنوانے ہین۔ دوسرا یہ کہ جو انسان بہوکا ہو اسے عطر ملنا اور پہولون کے ہار اس کے گلے مین ڈالنا یا پان والائچی کہلانا عبث ہے۔ سو ضروری مسایل ایسے ہین جیسے کہ روٹی اور حقایق ومعارف ایسے ہین جیسے کہ عطر پہول وغیرہ میرے خیال مین بہوکے کو پہلے کہانا کہلانا چاہیئے۔ پہر بعد اس کے اگر میسر ہو تو عطر پہول پان الائچی وغیرہ بہی پیش کرے مینے خیرخواہی سے جو مجہے میسر تہا پیش کر دیا ہے۔ اس مین اثر کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتہ مین ہے۔ میرا مولا اسے قبول فرماوے اور مجہے اور آپکو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

تقسیم انعام کا جلسہ

میر صاحب قبلہ کی تقریر کے بعد تقسیم انعام طلبا کی تقریب تہی اور یہ پہلا موقعہ تہا۔ کہ طلبا کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انعام دیا گیا۔ مین انعامات کے سلسلہ کو ہمیشہ مفید سمجہتا ہون۔ اور اس کمی کو محسوس کرتا رہا ہون چنانچہ گزشتہ

اندازہ ہو سکتا ہے۔ پہر عظیم فضل آپ پر کیا اب غور کرو کہ جسکو یہ دو عظمتیں حاصل ہون اور فضل عظیم اور خلق عظیم والا ہو اسکا مقتدا ہونا اور نہین کسی اور کی رتجیہ ہی کیا ہو سکتی ہے ؟ وہ ہو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم۔

کتاب اللہ پہر جو کتاب اللہ جل شانہ نے اس کامل انسان صاحب خلق عظیم و فضل عظیم پر نازل کی اسکے لیئے دو گواہیان مین پیش کرتا ہون۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لہ لحافظون ۔ اور پہر فرماتا ہے۔ یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ

پہلی آیت مین اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا آپ وعدہ فرمایا اور دوسری آیت مین یہ فرمایا کہ باطل اسپر اپنا اثر نہین کر سکتا۔ اب جس کتاب کا محافظ حق سبحانہٗ ہو اور وہ آیندہ کیلیئے پیشگوئی کرتا ہے۔ کہ اسکو باطل کبہی جیز نہین بہجینگے۔ تو ہمین سائنس کا کیا ڈر اور کسی اندرونی یا بیرونی حملے کا کیا خوف ؟

مینے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جسقدر سائنس اور دیگر علوم ترقی کرینگے اسی قدر قرآن مجید کے کمالات کا اظہار ہوگا۔ اس کتاب کو لیکر ہمین کسی حملے سے دنیا مین رہکر گہبرانے کی حاجت نہین کیونکہ ہمین یقین ہے۔ اور تجربہ نے بتا دیا ہی

کہ نہ اس مین تحریف ہوگی اور نہ یہ دنیا سے اٹہے گی

پس یہ کتاب کامل کتاب ہے۔ اور یہی خالق فطرت نے بتا دیا ہے تو اسپر کسی حملے کا ڈر نہین اور نہ گہبرانیکی حاجت ہے ان اگر ڈر ہے۔ تو اس بات کا کہ بعض گہرون سے نکلکر دوسرے گہرون میں چلی جائیگی۔ تو پچہلے بزرگونکی روح کو کیسا ملال ہوگا۔ پس خوف ہے تو یہ ہے **کہ کوئی اسکی اتباع سے نہ نکلجاوے۔**

موجودہ حالت موجودہ حالت مین میں دیکہتا ہون کہ کچہہ امرا ہین کچہہ علما اور سجادہ نشین ہین اور کچہہ وہ نوجوان ہین جو قوم کے لیئے کالجون مین تعلیم پانیکی طیاریان کر رہے ہین جب عملی رنگ مین یہی لوگ مذہبی امور مین سست ہون تو عوام مخلوق کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ اسلیئے سورۃ والعصر مینے پڑہی ہے۔ اور میرا مطلب اس مین یہ ہے

کہ زمانہ جس طرح تیزی سے گذر رہا ہے اسی طرح ہماری عمرین تیزی سے گزر رہی ہین جس طرح وہ آناً فاناً گزر رہا ہے۔ اسی طرح سے وہ ہر آن اپنا اثر ہماری عمرون پر ڈال رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ شریف مین جہان **انسانی عمر** کے اس طرح تیزی سے گزرنیکی طرف متوجہ کیا ہے۔ ساتہہ ہی اس سورۃ مین اس کا علاج بتایا ہے۔ کہ تمہین زمانہ کی پروا نہیں اگر ہمارا حکم مان لو۔ اس حکم کی تعمیل سے تم زندہ جاوید ہو جاؤ گے اور وہ یہ ہے۔ کہ

آپ مومن بنو اور اعمال صالحہ کرو۔ دوسرے کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو۔ حق کے پہونچانے مین تکالیف سے نہ ڈرو اور صبر و استقلال سے کام لو۔

وصیۃ الحق اس علاج پر اگر مومن عمل کرے اور اس کو اپنا دستور العمل بنالے تو یقیناً یقیناً وہ ہمیشہ کی زندگی پالیگا۔ بہرحال یہ سورۃ العصر وہ سورۃ کریمہ ہے۔ کہ جب صحابہ کرام آپس مین ملتے تہے تو اسکو پڑہ لیا کرتے تہے۔ آج تم اور ہم بہی ملے ہین اور نہین معلوم آیندہ ہمین ملنے کا موقعہ ہوگا یا نہین اسلیئے مینے اس سنت پر عمل کرنیکی نیت سے اس سورۃ کو پڑہا ہے اور مینے چاہا ہے۔ کہ

وصیت الحق کے طور پر تمہین سنا دون

سنو! مین اللہ تعالیٰ پر ایمان رکہتا ہون کہ وہ اپنی ذات مین یکتا اپنی صفات مین بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال مین لیس کمثلہ شیئ ہے۔ مین اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان رکہتا ہون جو تمام نیک تحریکون کے محرک ہین اور ان پر ایمان لانیکی یہی غرض ہے۔ کہ ہر نیک تحریک پر انسان عمل کرے مین اللہ تعالیٰ کے تمام نبیون پر ایمان رکہتا ہون۔ خواہ انکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یا نہین وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے راستباز بندے تہے۔ اور انہون نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے اپنے وقت پر پہونچایا۔

مین اس بات پر بہی ایمان رکہتا ہون کہ تمام نبوتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئین بلکہ مین اس بات پر ایمان رکہتا ہون اور بصیرۃ اور شرح صدر کے ساتہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتون کے جامع اور خاتم تہے میں پہر کہتا ہون کہ آپ **خاتم النبیین خاتم الرسل** اور **خاتم کمالات انسانی** تہے یہ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء اور تمام اولیاء اور تمام انسانی کمالات کے آپ جامع اور خاتم ہین اور اب آپ کے بعد میرا واہمہ بہی تجویز نہین کرتا کہ کسی شخص مین ایسے کمالات ہون۔ میں اس کے متعلق حضرت صاحب کا ایک شعر سناتا ہون

اے در انکار و شکے آن شاہ دین
خادمان و چاکرانش را بہ بین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے لیئے جب ہم دیکہتے ہین کہ صحابہ کرام کیسے پاک گروہ تہے تو یہ قصہ معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا وجود اس گاؤن مین خود گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ **احمد کا غلام بننے سے کیا فضل کرتا ہے**

اسی طرح میں خدا کی تقدیر حشر و نشر ملیٔر اور جنت و نار پر ایمان رکہتا ہون میں اب تمکو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہون

ہمارے مذہب کا معیار کہ مینے لمبا خطبہ نہین سنایا۔ میری غرض یہ بہی ہے۔ کہ میرے پہر تقریر کرنے تک اگر کوئی اور تمہین تقریرین سنائیں یا باتین بتائیں گے تو ہمارے مذہب اور معتقدات کا یہ معیار ہوگا۔

اگر اس کے موافق کوئی بات ہو تو ہماری طرف سے سمجہو اور اگر اس کے خلاف ہو تو وہ ہمارے عقاید کے مطابق نہین۔

گورنمنٹ کا شکریہ اسلام چونکہ حق کے اظہار کے لیئے آیا ہے۔ جیسا کہ اس سورۃ سے ظاہر ہے اسلیئے مین تمہین یقین دلاتا ہون کہ جہان تمہین دین کی بہت سی باتیں پہونچائی ہین وہان ہم تمکو دنیا کی ایک بات سناتے ہین مگر دنیا کی نہین ہم اسے **دین ہی سمجہتے ہین۔**

اور دین ہی سمجہکر کہتے ہین اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے سارے دنیا کے کام بلکہ دین کے بہی سب کام امن پر موقوف ہین اگر امن قائم نہ رہیگا تو کوئی کام نہین ہو سکے گا جسقدر امن بڑہکر ہوگا اسی قدر حق کا ابلاغ عمدہ طور سے ہوگا اسواسطے **ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امن کے حامی رہے**

آپنے طوائف الملوکی میں جو کہ مکّہ میں تھی خود رہ کر اور عیسائیوں کی سلطنت میں جو حبشہ میں تھی صحابہ کرام کو رکھکر ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہمیں کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ امن زندگی کے فرائض میں سے امن ہے اگر امن نہ ہو تو کسی طرح کا کوئی کام دین یا دنیا کا عمدگی سے نہیں کر سکتے۔ اسلیئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ کہ

امن کی کوشش کرو

اور امن کیلیئے ایک تو طاقت کی ضرورت ہے۔ جو گورنمنٹ کے پاس ہے دوسرے نیک چلنی اور گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری تمہارا فرض ہے میں اس امر کو کسی کی خوشامد کی غرض سے نہیں بلکہ حق پہونچانیکی غرض سے کہتا ہوں کہ

امن پسند جماعت بنو

تاکہ ہر قسم کی ترقیوں کا تمکو موقع ملے۔ اور چین سے زندگی بسر کرو اس کا بدلہ مخلوق سے مت مانگو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرو اور اسی سے مانگو۔ یہ خوب یاد رکھو کہ بلا امن کوئی مذہب نہیں پھیلتا اور نہ پھول سکتا ہے پس

تم امن کے قائم رکھنے میں ہمیشہ گورنمنٹ کا وفاداری سے ساتھ دو

میں اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ حضرت صاحب کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے اس احسان کا بدلہ اگر امن کے قایم کرنیکے لیئے کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ اسکا نتیجہ ضرور دیگا۔ اور اگر خلاف ورزی کرینگے تو اس کے بد نتیجہ کا ضرور منتظر رہنا پڑیگا۔

پھر اس کے بعد ایک اور بات کہتا ہوں کہ باہم محبت کو بڑھاؤ اور بغضوں کو دور کرو اور یہ محبت بڑھ نہیں سکتی جب تک کسی قدر تم صبر سے کام نہ لو اور صبر کرنیوالے کیساتھ آپ خدا ہوتا ہے۔ اسواسطے صبر کرنیوالے کو کوئی ذلت نہیں پہونچ سکتی۔

اتفاق کی تاکید چوتھی امر آخری بات جو میں کہنی ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے کہ فتح اسلام میں حضرت صاحب نے جن پانچ شاخوں کا ذکر کیا ہے اور ان میں چندہ دینے کی تاکید کی ہے مثلاً آپ کی تصانیف کی اشاعت آپکے اشتہارات کی اشاعت لنگرخانہ کو مضبوط کرنیکی تاکید اور مہمانخانہ کی ترقی کی اور آمدورفت میں بعض اوقات خرچ کرنے پڑتے ہیں اور مکان بنانے پڑتے ہیں۔ انمیں اتفاق کی تاکید کی ہے میں بھی

حضرت کی اس تاکید پر تاکید کرتا ہوں

مہمانخانہ کی طرف آپ کی سُستی ہے اسے چھوڑ دو میں دیکھتا ہوں کہ مثلاً جس طرح پر ایک مدرسہ چلتا ہے اور کام یہاں ہوتے ہیں۔ ان میں

لنگر اور دینی مدرسہ

بہت کمزور رنگ میں ہے۔ ہماری بھائیوں کو چاہیئے کہ ان دونوں امور میں توجہ اور اتفاق سے کام لیں پھر یہی تاکید کرتا ہوں کہ یہاں چندلوگ کتابیں بھیجتے ہیں اور وہ **اخلاص** سے کام لیتے ہیں ان میں دو چار آنہ کی مدد دینے سے دریغ نہ کریں۔

ایک ہمارے دوست مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے بڑے اخلاص سے ایک کتاب **تائید حق** لکھی ہے۔ اور حضرت صاحب کی زندگی میں وہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ اسکی کئی سو جلدیں یہاں پڑی ہیں احباب اسکی طرف توجہ کریں دو چار آنہ کی کتاب ہے۔

میں یہ باتیں تمہیں اسلیئے بتائی ہیں کہ تمکو دین اور دنیا دونوں کا وعظ کروں اسلیئے نہیں کہ میری کوئی غرض ہو۔ میری عمر کا بہت بڑا حصہ گذر گیا ہے۔ اور اللہ کے محض فضل سے بہت ہی عمدہ گذر گیا ہے تھوڑے دن باقی ہیں۔ میں مخلوق کے سوال میں اپنی ہمّت کو ضایع کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتا۔

(پھر حضرت نے استراحت کے بعد دوسرا خطبہ مسنون پڑھکر جمعہ کی نماز پڑھائی)

میر صاحب قبلہ کا لیکچر

نماز جمعہ کے بعد جیسا کہ پروگرام میں درج کیا گیا تھا حضرت میر صاحب قبلہ کا لیکچر رکھا گیا تھا میر صاحب کے لیکچر کا مضمون الدین نصح تھا۔ میر صاحب نے اپنے لیکچر کی ابتدائی دنیا کی عام حالت اور پیشہ وروں کی قابل اصلاح صورت سے کی اس لیکچر کا آخری حصہ خصوصیت سے قابل غور ہے۔ اسلیئے میں میر صاحب کے لیکچر سے اسی حصہ کا اندراج یہاں ضروری سمجھتا ہوں جو اس لیکچر کی جان ہے۔ (ایڈیٹر)

ما بعد واضح ہو کہ دنیا میں ضرورت کیوقت ہر ایک جسمانی و روحانی سلسلہ قایم ہوا کرتا ہے (یہ سنت اللہ ہے) ایک مدت تک اسکا قیام رہتا ہے۔ آخر بسبب لوگوں کی ناشکری اور سُستی اور شرارت کے وہ سلسلہ برباد ہوکر دوسرا سلسلہ پیدا اور جاری ہو جاتا ہے۔

بموجب مفہوم آیت کریمہ ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتیٰ یغیّروا ما بانفسھم۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بناکر برباد نہیں کرتا نہ کسی فرقہ کو عزت دیکر ذلت دیتا ہے نہ کسیکو دولت بخش کر فقیر کرتا ہے نہ کسیکو ملک دیکر چھینتا ہے نہ کسیکو علم و ہنر عطا کرکے بے ہنر و جاہل کرتا ہے۔ یہانتک کہ وہ خود ہی اپنی تباہی کے اسباب نہ پیدا کریں اور اپنی نیک نیتوں کو بدنیتیوں کے ساتھ تبدیل نہ کرلیں اور اپنی نیک افعال کو بدافعالی میں نہ بدل لیں۔ اور اپنی چستی کو سُستی بنا لیں جب انکی شرارتوں اور بدافعالیوں کی حد ہو جاتی ہے اور وہ باز نہیں آتے۔ اور توبہ استغفار نہیں کرتے تب خدا انپر عذاب نازل کرتا ہے۔ اور انکے گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب سے انکی حالت کو بدل دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قہر کی آگ تب بھڑکتی ہے جب لوگ اپنے گناہوں کا ایندھن خود جمع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ مگر ظالم کو اسکے ظلم کی سزا دیتا ہے۔

یاد رکھو کہ فقط اس سلسلہ میں داخل ہونے سے یا حضرت مسیح علیہ السلام و خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے نجات نہیں ہوتی جب تک پورے پورے قرآن شریف کے محکوم نہ بنو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار نہ کرو۔ اور اپنے مسیح کے فرمودہ کے موجب راہ نہ پکڑو اور متقی اور محسن نہ ہو جاؤ۔ اور اپنی شیطانی برادری اور پچھلے دوستوں سے علیحدگی نہ کرو۔ اور اپنے پچھلی کرتوت بکلّی نہ چھوڑ دو ورنہ تم میں اور ان میں فرق ہی کیا ہے اعمال اور

جو خدا اور عقل سے کام لیتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ تم نے حق کو پایا ہے۔ ان یہ خوب یاد رکھو کہ بیعت کر کے تم نے اپنے آپکو بیچ دیا ہے۔ کیونکہ یہی بیعت کی حقیقت ہے۔

سنو! بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حق نہیں پاتے اسلیئے کہ انکی غرض صرف چند پیسے ہوتی ہے وہ اپنے چندہ سے غرض رکھتے ہیں مگر میں تو چندہ نہیں مانگتا اور نہ مجھے ضرورت۔ مجھے اپنی ذات اور نفس کے لیئے بھی ضرورت نہیں اور اپنی اولاد کے لیئے بھی نہیں میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اور وہ جانتے ہی نہیں کہ ہمارے باپ نے ہمارے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے اپنے باپ کی جائداد میں سے ایک روپیہ نقد بھی نہیں لیا۔ مگر میرے خدا نے مجھے بہت کچھ دیا۔ پھر جس نے مجھے دیا۔ میں اپنی اولاد کے متعلق یہ وہم کرون کہ وہ اسے چھوڑ دیگا؟ ہرگز نہیں۔

میں اگر اپنی اولاد کے لیئے یہ فکر کرون کہ ان کیواسطے کچھ چھوڑ دون تو مجھسے بڑا احمق کون ہوگا۔ پھر اس حالت میں کہ میں موت کے قریب ہون کیونکہ بڈھے جوانوں سے زیادہ مرتے ہیں۔ میں تمہیں ایک اصل بتاتا ہون اسکو ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑو۔

جناب الٰہی سے دعا کیا کرو کہ تم سے غلطی نہو بہت استغفار کرو اور لاحول پڑھو اگر یہ خیال شیطانی ہے تو اللہ تعالیٰ رحم کرے پھر میں ان لوگوں کو جنہوں نے ابھی بیعت کی ہے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بہت استغفار کیا کریں **استغفار** انسان کو بہت سی بدیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور پھر بدیوں کے برے نتایج سے بچاتا ہے۔ اور استغفار کی جڑ یہی ہے۔

پھر **الحمد شریف** بہت پڑھو الحمد شریف ایک بے نظیر دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کے مطالب کو خوب سوچ کر پڑھو اور خوب توجہ سے پڑھو

پھر درود شریف بہت پڑھو درود شریف کے پڑھنے میں اس بات کو یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی مدارج ہو۔ درود شریف کے پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی جاتی ہے۔ آپکے اتباع کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ ملایکہ سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔ درود شریف کا کثرت سے پڑھنا بڑا ہی مفید امر ہے۔ پھر **لاحول** بہت پڑھا کرو۔ اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں کے لیئے توفیق اور بدیوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔ اور ہر قسم کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ یہ میرا اور تمام راستبازوں کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ ایک نصیحت ہے جو میں نے نہیں دردِ دل سے کی ہے۔ اور محض خدا کی رضا کیلیئے کی ہے اگر دل سے نہیں کی تو پھر خدا پکڑنے والا ہے۔

میں پھر کہتا ہون اور کھول کر کہتا ہوں کہ مجھے دنیا کی کوئی غرض نہیں اور نہ دنیا طلبی اور جاہ طلبی میرا مقصود ہے صرف

خدا کی رضا چاہتا ہون

وہ کسی طرح سے راضی ہو جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ میں **اجتماع** کو ضروری سمجھتا ہون۔ اجتماع پر خدا تعالیٰ کے بہت سے فیضان اور برکات نازل ہوتے ہیں۔ اسلیئے اس کی بہت بڑی تاکید قرآن مجید میں آئی ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اجتماع ہمیشہ ایک شخص پر ہی ہو سکتا ہے ایک درخت کی خواہ لاکھ شاخیں ہون اور سب کی سب پانی میں بھی ہون تو بجائے اسکے کہ وہ سرسبز ہون وہ سب کی سب خشک اور مردہ ہو جائینگی بلکہ پانی کو بھی متعفن کر دینگی اسی طرح پر اگر مسلمان ایک شخص پر اکٹھے نہ ہون تو ان کی حالت اس درخت کی ٹہنیون کی سی ہوگی اگر وہ درخت کیساتھ وابستہ رہینگی تو سرسبز رہینگی ورنہ نہیں۔

میں نے الفاظ بیعت میں ایک لفظ بڑھانا چاہا تھا۔ کہ

آپس میں محبت بڑھائیں گے

مگر میں نے دیکھا کہ بعض آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اسلیئے میں ڈر گیا کہ ایسا نہو یہ لوگ معاہدہ کا خلاف کریں اور پھر معاہدہ کی خلاف ورزی سے نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ بہرحال آپس میں محبت بڑھاؤ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے ہماری کمزوریاں ہون تو دعا کرو کیونکہ دُعا ہی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ توفیق دیگا اگر مجھے موقعہ ہوا تو بہت سی باتیں سناؤنگا۔

خُطبہ جُمعہ

"عقایدِ احمدیہ"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ کو عامۃ الناس تک پہونچانے کا خاص اہتمام فرمایا جیسا کہ اوپر کہیں ذکر کیا گیا آپ ایک ایک دو دو جملے بیان فرماتے تھے پھر انہیں کو بلند آواز سے دیگر احباب اور آخر خاکسار ایڈیٹر الحکم لوگوں تک پہونچا دیتا تھا اس خطبہ میں حضرت نے عقاید احمدیہ کو واضح بیان فرمایا اور نہایت عمدہ جماعت کو اشاعت اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ اور پھر اپنے مطاع اور امام کے نقش قدم پر چل کر **سلطنت برطانیہ کی وفاداری** فرمانبرداری اور امن کی حمایت کی تعلیم دی اور بالآخر قوم میں وحدت اور باہم اخوت و محبت کا سبق پڑھایا اس خطبہ کو اور حضرت کی تقریر کو ہمارے مخالف ضرور غور سے پڑھیں اور خدا کیلئے وہ اپنی آواز اٹھائیں کہ اس کے بعد بھی انکا نور قلب ہمیں **کافر** کہنے کی دلیری کرتا ہے۔

اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت نے جب خطبہ کے پہونچانے کیلئے بعض دوستوں نے چاہا کہ بلند آواز سے پہونچائیں تو کسی نے کہدیا جو کچھ اردو زبان میں حضرت فرمائیں۔ وہ دوسرے آدمی کہیں حضرت نے فرمایا نہیں جو کچھ میں کہوں سب کچھ دوہراؤ قرآن ہی تو پہونچانا ہے۔ ہم کیا اور ہمارے الفاظ کیا اصل **برکت قرآن کریم ہی کے الفاظ میں ہے** یہ فقرہ آپکے اخلاص اور قرآن کریم کی عظمت کے اظہار کے جوش کو ظاہر کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

کلمہ توحید تمام خطبے جو دنیا میں پڑھے جاتے ہیں۔

...کے زمانہ سے لیکر آجتک ان کا
...لہ الا اللہ و اشہد ان محمداً
...سے ہوتا ہے

...اور اسکے ...ئدے اسکا پہلا حصہ ہے۔ لا الہ الا اللہ اس کے تین فائدے ہین

...ہے۔ کہ جو شخص اسے باواز بلند پڑھ لیتا ہے ...ن اور شرک سے بیزار سمجھ لیتے ہین اور دوسرا ...یہ ہے کہ جب اس کے معنون پر حقیقی طور پر ایمان ...و ایسا مومن دنیا کے تمام اسباب اور ذرائع کو ...یہ مانتا ہے جب دیکھ لیتا ہے کہ میرا مولیٰ ان کو ...بناتا ہے۔ اور اسی نے ان مین تاثیر رکھدی ہے یعنی ...ل وہ سچا موحد ہوکر اسباب پر بہروسہ کرنا بہی شرک سمجھ ...ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی بات ہے (ایڈیٹر)

تیسرا فائدہ ...ت کی شہادت تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اولیا کرام ...یک زبان ہو کردیتے آئے ہین یہ ہے کہ جب اس کلمہ کی کثرت کیجاوے اور اسے بار بار سمجھکر دہرایا جاوے تو اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کیلئے اور اس کے قرب کی راہ مین جو حجاب اور پردے ہوتے ہین وہ آسانی سے بتدریج اٹھ جاتے ہین۔

نقرہ اول کے دو حصے اس کلمہ کے پہلے نقرہ کے دو حصے ہین ایک مین لا الہ دوسرے مین الا اللہ ہے پہلا حصہ گناہون کے دور کرنے اور ان سے بچانیکا سامان ہے۔ اور دوسرا نیکیون کے حاصل کرنیکا ذریعہ (لا الہ) مین دنیا کے تمام معبودون محبوبون اور مطلوبون کی نفی ہے جو کوئی چیز انسان کی نظر اور ایمان مین محبوب اور مطلوب ہی نہ رہے تو وہ ان امور پر جو گناہ ہین جہک کیونکر سکتا ہے۔ اصل اشیاء جو اس کے لیئے حلال ہین وہ بہی جب اسکا مقصود بالذات نہ ہونگی تو جو اسپر حرام ہین انکی طرف تو وہ توجہ بہی نہین کرسکتا۔ اس طرحپر یہ پہلا حصہ لا الہ گناہون سے بچانے کا ذریعہ ٹھہرتا ہے۔ کس کس طرحپر ہر ایک گناہ سے انسان اس حصہ پر ایمان لاکر بچ سکتا ہے یہ لمبی بحث ہے دانشمند اس اصل پر جو مینے بیان کردیا ہے غور کرین۔ الا اللہ سے نیکیون کی طرف توجہ کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ اس طرحپر کہ جب انسان دنیا کے تمام مطلوبات و محبوبات کو فانی اور ادنیٰ یقین کرکے کامل الصفات خدا کیساتھ پیوند کرتا ہے تو پہر اس کی تجلی اس کے تمام جذبات کو اپنی رضا کے نیچے کرلیتی ہے۔ اور اس کا اصل مطلوب ہر امر مین خدا ہوتا ہے پس وہ کسی کام کو کرتا ہی نہین جبتک کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھلے۔ یعنی جہان ایکطرف اسے نگران حال پاتا ہے۔ وہان دوسری طرف اس کی رضا اور اجازت کو دیکھتا ہے۔ اس طرحپر وہ نیکیون کو حاصل کرتا ہے (ایڈیٹر)

کلمہ کا دوسرا جزو پہر اس کلمہ کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ کا جملہ اس لئے لگایا کہ آپؐ نے دیکھ لیا تھا۔ کہ زمانہ گذشتہ مین جو ہادی دنیا کی ہدایت کے لیئے وقتاً فوقتاً آئے ایک زمانہ گذرنے کے بعد انکو معبود بنا لیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی معبودیت مین انکو شریک کرلیا گیا۔ اس گند سے دنیا کو بچانیکے لئے آپ نے اس حصہ کو رکہا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عبد سمجھین اور آیندہ چونکہ اس امت مین فسلی ہونگے اسلیئے انہین بہی کوئی معبود قرار نہ دے لے۔

پس مین اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ کو کلمہ کا متمم یقین کرتا ہون

اور مین ایمان رکہتا ہون کہ اس جزو پر ایمان لانیکے کے بدون مومن بن ہی نہین سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جو لا الہ الا اللہ کا منشا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی حسنات کاملہ پر غور کرتا اور اس کے اسماء اور افعال پر سوچتا ہے۔ تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کے فرشتون

ایمان کے ارکان اللہ تعالیٰ کی کتابون اللہ تعالیٰ کے نبیون اور تقدیر اور حشر نشر پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا لابدی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے صفات کے ہی ثمرات ہین اور ایمان باللہ کے لیئے لابد ہے کہ وہ اسکو صفات کاملہ سے موصوف یقین کرے چونکہ اسی نے تقدیر کو بنایا۔ ملایکہ کو پیدا کیا جنت و نار کو پیدا کیا۔ انبیاء علیہم السلام کو بہیجا۔ انکو صحائف دیئے اسلیئے ملایکہ پر ایمان لانا۔ خدا کی کتابون اس کے رسولوں تقدیر۔ حشر و نشر۔ پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے

ایمان و اعمال پس میرے ایمان مین ایمان باللہ ہو ہی نہین سکتا جب تک وہان باتون پر بہی ایمان نہ لاوے پہر ایمان کے بعد اسکا اثر انسان کے جوارح پر ہوتا ہے جوارح سے جو امور سرزد ہوتے ہین۔ انکا نام اعمال ہے۔ انہین نماز ہے روزہ ہے حج ہے اخلاق فاضلہ ہین رذائل سے بچنا ہے ایمان باللہ اور ایمان کامل کیساتھ اعمال بہی لابد ہین قرآن کریم سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا والذین یومنون بالاخرۃ یومنون بہ وھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون ؕ

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو وہ آخرت پر بہی ایمان لاتا ہے یعنی [illegible] پر ایمان لانا آخرت پر ایمان لانیکے لیئے ضروری ہے۔ پہر اس ایمان کا اثر اعمال پر یون پڑتا ہے۔ کہ ایسے مومن اپنی نمازون کی حفاظت کرتے ہین اونہین ضائع نہین ہونے دیتے پس یاد رکہو کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا دعویٰ کرے اور با این نماز کا تارک ہو اور قرآن کریم کی اتباع مین سستی کرے وہ اپنے اس لا الہ الا اللہ کے دعوے مین سچا نہین جیسا کہ یہ آیت ظاہر کرتی ہے۔

نبوت محمدیہ اس کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اس کلمہ مین موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کیساتھ ہمین ضرورت پڑتی ہے۔ کہ ہم قرآن شریف مین دیکہین۔ کہ آپ کس درجہ کے انسان تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند معلوم کرنیکے لئے مومنون کو دو آیتین جو اونی تعداد شہادت کی ہے۔ سامنے رکہنی پڑتی ہین۔ ایک جگہ فرمایا

انک لعلیٰ خلق عظیم

دوسری جگہ فرمایا کان فضل اللہ علیک عظیماً

اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو عظمتون کا ذکر کیا ہے ایک تو عظیم اخلاق پر ہوتا ہے۔ بڑا ہوتا ہے پہر جس کو اللہ بڑا بنائے اسکا خیال کرو کہ وہ بڑائی کس شان کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جو کامل الصفات ہستی ہے اسکی طرف سے جسکو بڑائی عطا ہو وہ بڑائی ایسی نہین ہوسکتی جسکا وہم یا اندازہ ہوسکے۔ اور یہ بڑائی ایک اخلاق مین عطا کی اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثل اخلاق کا

فرصت طاقت توفیق زمانہ شباب اور صحیح وسالم زبان اور جفاکش طبیعت وہی ہے۔ مگر وہ ان خداداد قواے اور بعضوں کے لوگون کو مستفید نہین کرتے اور ڈوبتی ہوئی امت کی خبر نہین لیتے۔ پس مین یہ کہکر اپنے بیان کو ختم کرتا ہون کہ ہمین عورتون کی طرح قاعدین ہو کر گہر مین بیٹھ رہنا نہین چاہیئے۔ بلکہ مجاہدین ہو کر سمجھکر گزرنا چاہیئے۔ کہ زمانہ نازک ہے کیونکہ ان دنون مین خدا مفید اور کارکن آدمیون کی لمبی عمر کرنا چاہتا ہے اور دوسرے اقسام کے لوگون کی چندان پرواہ نہین کرتا اور نہ کریگا پس جو کوئی چاہتا ہے۔ کہ اسکی عمر دراز اور آفات زمانہ سے محفوظ رہے اسے چاہیئے کہ وہ خود اپنے اوپر فی سبیل اللہ سفر کی تکالیف وارد کرلے پھر خدا ایسا نہین ہے کہ اسپر اور بہی دوسری تکالیف وارد کرے جو اپنے خود خدا کیلیئے اپنے تئین مصائب اور تکالیف مین ڈالتا ہے۔ خدا اسے آرام مین رکھیگا اور جو خود آرام اور طمانیت سے تسلی یافتہ ہے وہ اس سے جدا کیا جائے گا جو اسکے لیئے آگ مین ہے وہ آگ سے بچایا جاویگا جو اس کیلیئے دردمند ہے۔ خدا اس کیلیئے دردمند ہے۔

ماسٹر صاحب کی تقریر کے بعد شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اس مین بتایا کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے آکر کیا تبدیلی کی ہے۔ اور پہر یہ بہی بتایا کہ عیسائیون نے ایک عاجز انسان کو خدا بنانے مین بہت بڑی غلطی کی ہے ایکطرف اسے خدا مانا دوسری طرف اسکی انسانی کمزوریون کا شکار بنایا اور اسکی ایسی حالت انجیل کے ذریعہ دکہائی کہ شرم آجاتی ہے۔ آریون نے روح مادہ کو ازلی اور غیر مخلوق قرار دیکر بہت بڑا شرک کیا ہے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو حقیقی خدا کا چہرہ دکہاتا ہے۔

پہر ایک نظم کے بعد میان اللہ دین فلاسفر نے تقریر کی اسکا خلاصہ اور لب لباب یہ تہا۔

مسمریزم والون نے تسلیم کیا ہے کہ بڑون پر چہوٹون کا اثر نہین پڑ سکتا۔ مین ایک معمولی اور چہوٹا آدمی ہون اور آپ بزرگ ہین میرا اثر آپ پر تو نہین پڑ سکتا۔ لیکن مین صرف چند باتین کہنی چاہتا ہون اور وہ یہ ہین کہ انبیاء علیہم السلام کی دنیا مین آنکی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ جو اپنے آپکو پیش کرتے ہین دوسرے لوگ بہی اسی رنگ مین رنگین ہو جائین خدا تعالیٰ کے حضور بخل اور کمی نہین ہے۔ اسلیئے ہر شخص جو اس رنگ مین رنگا جاوے وہ خدا تعالیٰ کے فیض کو حاصل کر سکتا ہے دیکہو پانی کے پاس کیسے ہی غلیظ اور ناپاک کپڑے لیجاوین مگر وہ انہین بالکل صاف کردیگا۔ تو کیا خدا پانی سے (جو اسکی مخلوق ہے) بہی گیا گزرا ہے۔ جو لوگون کو پاک صاف نہین کرتا۔ اس مقصد کیلیئے اس نے انبیاء کو بہیجا ہے جو روحانی معلم ہوتے ہین۔ اور انکا کام مخلوق کو پاک صاف کرنا ہوتا ہے ان سب مین افضل اور سب سے زیادہ پاک صاف کرنے کی قوت رکہنے والے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیئے آپ کے متعلق قرآن کریم مین آیا ہے ویزکیہم اور وہ پاک صاف کرتا ہے۔ آپ کی قوت قدسی ایسی طاقتور اور پر اثر ہے کہ اسوقت تک اور قیامت تک بہی آپکے پاک نفس کی بدولت ہزارون لاکہون انسان پاک صاف ہوتے رہینگے۔

اسی بنا پر حضرت مسیح موعود مغفور نے فرمایا۔

وآن مسیح ناصری از دم او شد بے شمار

یعنی اسکی قوت قدسی نے بیشمار انسان مسیح ناصری کی رنگ وخصلت پر بنا دیئے ہین غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی بہت بڑی زبردست ہے۔ حضرت مسیح موعود بہی اس قوت قدسی کا نمونہ تہے۔ اور وہ آپ بہی ہم سب کو پاک کرنا چاہتے تہے۔ اور انہون نے لاکہون کو پاک کیا۔

یہ ساری باتین تقوی سے حاصل ہوتی ہین اور متقی اولیاء اللہ مین داخل ہوتا ہے۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہے غرض مین یہی عرض کرتا ہون کہ ہمیں اوپرے رنگون پر شیدا نہین ہونا چاہیئے۔ بلکہ حقیقی اور دائمی رنگ جو کامل خوبصورتی اپنے اندر رکہتا ہے اسپر عاشق ہونا چاہیئے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لا الٰہ الا اللہ مین اللہ کے معنے محبوب بہی ہین۔ پس تزکیہ نفس کی ضرورت ہے اور یہ لمبی دعاؤن اور نمازون سے ہوتا ہے صوفیاء نے اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل تک نماز پڑہے یعنے ایسی لمبی نمازین پڑہکر دیکہی ہین حضرت مسیح موعود نے تین تین گھنٹہ کا بہی سجدہ کیا ہے۔ پس تم کبہی ایک آدھ مرتبہ ہی ایسا کرلیا کرو۔"

فلاسفر کی تقریر پنجابی زبان مین تہی مینے انکا خلاصہ اپنے الفاظ مین لکہدیا ہے لوگون نے اسے بہت پسند کیا اسکے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اغراض سلوۃ سنگت اور ضرورت واعظین پر تقریر کی اور کہا۔

کہ ہر شخص واعظ کا کام کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے یہ خواہش کی تہی اسلام کی تبلیغ دنیا مین اسی طرح پر ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے پیشہ اور کام کے لحاظ سے دوسرے لوگون سے تعلق رکہتا ہے اگر وہ اس صداقت کو جو اسنے پائی بغیر کسی قسم کے تکلف کے صفائی سے پہونچا دے تو تبلیغ کا سلسلہ اچہی طرح سے جاری رہتا ہے مباحثون اور مناظرون کی ضرورت نہین اس سے کوئی فائدہ نہین پہونچتا۔

حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ مین تیری تبلیغ کو زمین کے کنارون تک پہونچادون گا مبارک ہونگے وہ لوگ جو اسکا ذریعہ ہونگے۔

پہر اسکے ضمن مین بتایا کہ لوگون کے اعتراضون کی پرواہ نہین کرنی چاہیئے۔ اسلیئے کہ اعتراض ہوتے رہتے ہین۔ اور یہ سلسلہ ختم نہین ہوتا صداقت کے ثبوت کے زبردست دلائل کے مقابلہ میں اعتراضات بے حقیقت ہوتے ہین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کیسی درخشان اور روشن ہے مگر اب تک اسپر نااہل اعتراض کرتے ہین پہر حضرت مسیح موعود مغفور کے کسی کام پر اگر نکتہ چینی کریں تو کیا؟

واعظ بننے سے بہت بڑا فائدہ یہ بہی ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی اصلاح کے لیئے موقعہ ملتا ہے۔ اگر نمائش یا تکلف کے طور پر بہی وہ اصلاح کرے تو رفتہ رفتہ وہ اصلاح حقیقت بہی اپنے اندر پیدا کرلے گی۔ حضرت مسیح موعود نے ایک مرتبہ نماز مین حصول لذت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تہا کہ جس طرح ایک مے نوش یا کوئی اور نشہ استعمال کرنیوالا جب تک اسے پوری لذت حاصل نہو اسے پیتا جاتا ہے

اسی طرح نماز میں لذت حاصل کرنیکے لئے نماز ہی پڑھنی چاہیئے میں آپکو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ انسان ایک ذوق پسند ہستی ہے۔ اور وہ مختلف صورتوں سے لذت اور ذوق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر حقیقی لذت خدا میں ملتی ہے۔ **عبودیت** کی حقیقت جسقدر انسان میں پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر وہ معرفت الٰہی کی لذت سے سرشار ہوجاتا ہے پس اس حقیقت کو حاصل کرنا چاہیئے جب یہ حقیقت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پھر مصائب و تکالیف بھی محسوس اللذت ہوجاتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو قرآن مجید نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ **مومن لا یحزن** ہوتا ہے غرض آپ لوگ تبلیغ کے کام میں اپنے فرائض کو شناخت کریں۔ اور ہر شخص واعظ کی حیثیت سے کام کرے۔

اب نماز عصر ہوگی اور اس کے بعد حضرت **خلیفۃ المسیح** کا درس قرآن ہوگا۔ اور اس شخص کے منہ سے آپ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کے حقایق سنیں گے۔ جو فی الحقیقت اس کے سنانے کا حق اور منصب رکھتا ہے۔ جو کامل **عارف باللہ** ہے۔ اور وہ چار لاکھ میں ایک آدمی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور کی دعاؤں اور تربیت کا **عملی نمونہ** ہے اسی لئے اس نے کہا تھا۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

یعنی جب کوئی شخص یقین اور معرفت کے نور سے منور اور معمور ہوجاتا ہے تب وہ

نور دین

بنتا ہے اس سے مقام نور دین کا پتہ لگتا ہے کہ وہ بصیرت اور معرفت کے کس مقام پر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو **ہمارا امام اور ہمیں خلیفہ** کیا ہے ہاں خود خدا نے آپ اسے خلیفہ کیا ہے اسلیئے کہ **خلیفہ بنانا** اسی کا کام اور یہ انسانی **طاقت اور انتخاب** کا کام نہیں ہوتا۔ پس اس کے بعد

آپ اپنے مطاع اور خلیفہ

کے منہ سے خدا کا کلام سنیں گے۔ میں اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امام کا سایہ بہت عرصہ تک ہمارے سر پر قایم رکھے اور ہم اس کی دردمندانہ دعاؤں سے فیض حاصل کرتے رہیں۔ اور ہم میں وہ بات پیدا ہو جو وہ پیدا کرنی چاہتا ہے۔ (آمین)

پھر نماز عصر ہوئی اور اسکے بعد درس قرآن مجید ہوا سورہ **طٰہٰ** کا دوسرا رکوع حضرت نے سنایا۔ درس کے بعد حضرت نے بہت **لمبی دعا کی** اللہ تعالیٰ اسے ہمارے حق میں قبول فرماوے آمین اس کے بعد بہت سے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا اور سینکڑوں آدمی

داخل بیعت ہوئے

حضرت نے بیعت میں خصوصیت سے مندرجہ ذیل الفاظ اضافہ کیے۔ "میں شرک نہیں کرونگا چوری نہیں کرونگا۔ بدکاریوں کے نزدیک نہیں جاؤنگا کسی پر بہتان نہیں لگاؤنگا چھوٹے بچوں کو ضایع نہیں کرونگا" "نماز کی پابندی کرونگا۔ اور زکوٰۃ روزہ حج اپنی طاقت کے موافق ادا کرنیکو مستعد رہونگا"

بیعت کے بعد آپ نے **حقیقت البیعت** پر مندرجہ ذیل تقریر کی

خلیفۃ المسیح کی تقریر حقیقت البیعت پر

بیعت کے معنے بِک جانے کے ہیں جو شخص بیعت کرتا ہے وہ اپنے آپکو بیچ دیتا ہے۔ یاد رکھو کہ اپنے آپکو بیچ دینا معمولی کام نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے جو شخص بیعت لیتا ہے۔ اسکی ذمہ داری کو تو تم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ یہ بہت خطرناک کام ہے۔ اگر ہم اس ذمہ داری کو سوچیں اس ستّر برس سے متجاوز عمر میں بھی کیسکو دھوکہ دین اور دنیا کے کتوں کی طرح یہ کوشش کریں کہ تمہیں اپنے مطلب پر ڈھال لیں اور کچھ حاصل کرلیں تو اس سے بڑھکر **لعنتی کام** کیا ہوگا۔

خدا تعالےٰ نے اسوقت تک میری پرورش فرمائی ہے اور ہر طرح سے مجھے نوازا ہے۔ میں نے اسکے فضلوں کو اپنے شامل حال دیکھا ہے۔ کیا اس ستّر برس کے تجربہ کے بعد بھی میں یہ کام کرسکتا ہوں

پھر تم لوگ اپنا ہرج کر کے اور خرچ کر کے آئے ہو کیا اسلئے کہ کسی **فریبی** کو دیکھو وطن چھوڑ کر اور کرایہ دیکر تمہیں آنا پڑا ہے۔ اور معمولی اخراجات کے علاوہ چندے بھی تمہیں دینے ہونگے۔ پھر وطن اور اقارب سے الگ ہو یہاں تمہیں وہ آرام نہیں ملسکتا۔ جو وطن اور گھر میں حاصل تھا سب کو چارپائی نہیں ملیگی۔ اور زمین پر سونا پڑیگا۔ حالانکہ گھر پر تمہیں چارپائیاں تھیں حاصل تھیں وہاں مرضی کے موافق کھانا ملتا تھا۔ یہاں شاید یہ بات نہو وہاں انسان کچھ نہ کچھ کماتا ہے۔ اور یہاں کمایا ہوا بھی دینا پڑتا ہے۔ اس قسم کی مشکلات کو دیکھکر بھی تم اگر محض

دھوکہ کھا کر آتے ہو

تو یہ کیا خطرناک امر ہے مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ پھر میرا کام تو اور بھی مشکل ہے۔ میرا حال تو ایسا ہے کہ گویا بیعت لیتے وقت **تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے**۔ میرے دل میں کبھی یہ خواہش اور آرزو نہیں پیدا ہوئی۔ کہ لوگوں سے بیعت لوں میں اپنی جان پر کسی کی بیعت کرلینا بیعت لینے سے بہت آسان سمجھتا تھا میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی تھی۔ پیر بننے کی خواہش نہ تھی اور رزق کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے مجھے **ایسا یقین دلا دیا ہے** کہ وہ آپ میری **تمام ضرورتوں** کا ضرورتوں سے پہلے تکفل فرماتا ہے۔ اور ستر برس سے **متجاوز عمر یعنی** اسوقت تک میں نے اسکا تجربہ کیا ہے۔ اور ہر روز دیکھتا ہوں کہ وہی مجھے دیتا ہے۔ کھانیکو پہننے کو پینے کو اور پھر میرے رہنے کیلئے وہی سامان کرتا ہے۔

پھر تم ہی سوچ لو کہ جس خدا نے مجھے اس عمر تک دیا اور اب اور کتنا وقت رہ گیا ہے۔ جس کے لیے میں اس خدا کے ان انعامات کو دیکھکر بھی پھر فریب سے **لوگوں کا مال مارنا** شروع کروں؟ یہ بات میرے تو وہم میں بھی نہیں آسکتی۔

اگر ایسا ہو تو میرے جیسا **لعنتی کون ہوگا** (بارک اللہ علیک وفی مالک واولادک وازواجک)

اور اگر تم اپنے مال خرچ کر کے اور تکلیفیں اٹھا کر ایک شریر کے پھندے میں جاؤ تو تم جیسا احمق کون ہوگا مگر نہیں تم کو خدا نے احمق نہیں بنایا بلکہ اسنے تمہیں ان میں داخل کیا ہے

منشار کو پورا کرنیکا تہیہ کیا اور حضرت امام کی

زبان اپنے منہ مین لیکر بولا

اور اس غرض کو ادا کیا آخر مین پہر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس کے شریک ہوئے۔ اور خدا کے فضل سے ایک ہی نام کے اور ایک ہی باپ کے دو بیٹون کو یہ فخر حاصل ہوا

کہ وہ زبان امام کا کام دیتے رہے

جمعہ کا خطبہ اپنی اہمیت اور شان کے لحاظ سے نہایت عظیم الشان اور ضروری تہا۔ اس مین حضرت نے عبرات اور قوت اور شوکت الفاظ کیساتہہ

تبلیغ کی ہے

مین اپنے الفاظ پہ کہتا ہون کہ اس رنگ کو مین الفاظ مین ادا نہین کر سکتا۔ حضرت کے چہرے کی کچہہ اور ہی حالت تہی جیسے کوئی شخص فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اور ایک یودگی اور جوش اس پہ طاری تہا ایسی صورت تہی میں اس خطبہ کو دوسری جگہ درج کرتا ہون اور

سلسلہ کے مخالف علماء

کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہون کہ وہ اسکو پڑہین اور پہر موت اور خدا کے حضور کہڑے ہونیکا خیال کرکے بتادین کہ

کیا یہ کافرون کے عقاید ہین

سلسلہ کے پرانے اور سخت مخالف مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کی خدمت مین خصوصاً عرض ہے کہ یہ اعلان عقاید کا ہزارون انسانون کے سامنے جس شان سے کیا گیا ہے۔ وہ ان کے لیے خاص توجہ چاہتا ہے۔ وہ خدا کے لئے دیکہین اور اگر ان عقاید کے رکہتے ہوئے بہی وہ ہمین کافر کہنے کی جرأت کرین تو پہر

انا للہ وانا الیہ راجعون

"جلسہ کی کارروائی"

(۲۴ مارچ سنہ ۱۹۱۰ع)

آج بہت سے احباب قادیان مین پہونچ چکے تہے بعد نماز ظہر سادہ سنگت کا جلسہ جامع مسجد مین ہوا۔

سادہ سنگت کے معروف کرانے کی ناظرین الحکم سے ضرورت نہین کیونکہ ایک سے زیادہ مرتبہ اسکا ذکر الحکم کے کالمون مین ہو چکا ہے۔ سب سے اول میان عبد الباسط طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام نے یہ نظم پڑہی

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اورون کا ہمارا چاند قرآن ہے

اس نظم کو میان عبد الباسط صاحب نے نہایت عمدگی جوش اور دلبری سے پڑہا۔ اس نظم سے متاثر ہو کر حاجی عمر ڈار صاحب نے ایک روپیہ انعام دیا اس کے بعد

ماسٹر عبد الرحمن صاحب کی تقریر

اغراض و مقاصد پر ہوئی سادہ سنگت کی غرض یہ ہے کہ ہم مین سے ہر ایک شخص اس سچائی کو جو انکو قبول کی ہے دیگر لوگون تک پہونچا دے

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدًا عبده و رسوله۔ اما بعد واضح ہو کہ ہر ایک کام جو کیا جاتا ہے اس مین ایک حصہ تو شیطانی ہوتا ہے اور ایک رحمانی ہوتا ہے یس جو کام محض رضا الٰہی کیلیئے کیا جاتا ہے۔ وہ کام سراسر رحمانی ہوتا ہے۔ جس کی خدا خود قدر کرتا ہے اور جس کام مین کوئی ظاہری یا مخفی ریا اور نمود ملحوظ خاطر ہوتی ہے۔ وہ شیطانی کام ہوتا ہے جسکا اجر خدا سے نہین ملسکتا۔ پس جو کچہہ ہم کرین خدا کیلئے کرین اور کوئی نہان در نہان ناموری اور شہرت کی خواہش ہمارے دل مین ہرگز نہو (خدا کرے کہ ایسا ہی ہو)

جاننا چاہیئے کہ ہم لوگون نے یہان ایک انجمن موسوم بہ سادہ سنگت کچہہ عرصہ سے قایم کی ہوئی ہے۔ جس کے مربی اور سرپرست حضرت خلیفۃ المسیح ہین اور اس کے ممبرون کے فرایض یہ ہین کہ ہم تحریر یا تقریر اور ٹریکٹ سیریز کے ذریعہ سے تبلیغ کرین۔ کچہہ ٹریکٹ تو پہلے سکہہ صاحبان کو بیدار کرنیکے لئے شایع کئے گئے ہین اور اب بہی ارادہ ہے کہ پنجاب کی لوکل ضرورتون کو پورا کرنیکی غرض سے اور ایسے ہی ٹریکٹ شایع کرین۔ اور دوسرا ذریعہ تبلیغ کا یہ ہے کہ سادہ سنگت کے بعض ممبر اپنا روزانہ کام اور فرایض منصبی پورا کرکے باہر دیہات مین جاجا کر بوقت شب گاؤن والون کو دین اسلام کے موٹے موٹے اصول بتلاتے اور رسومات بد اور قبیح بدعات سے انہین متنبہ کرتے ہین اور دیہات مین کو پہنچ کر رات کے وقت جو لوگ فرصت کو غنیمت سمجہتے ہین اور ضرورتاً ان لوگون کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصول سے آگاہی دیجاتی ہے۔ اور ان غلط فہمیون اور افتراؤن کا رفعیہ کیا جاتا ہے جو زمانہ کے علماء نے ہمارے پاک اصول کے نہین اپنی خانہ ساز تحریرون یا تقریرون سے عوام کالانعام مین پہیلائی ہوئی ہین اور انہین مغالطہ مین ڈالا ہوا ہے

غرضیکہ تبلیغ کرنا اس انجمن کا مقصد اعلیٰ ہے جو یہ کر رہی ہے۔ اور ہماری اس تقریر سے صرف یہی غرض ہے کہ ہم لوگ جو کچہہ بیان کرتے ہین وہ تو بیان ہوتا ہے مگر ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آپ لوگ بہی اپنے اپنے گہرون کے گرد و نواح اور قریب جوار مین کم از کم دس میل تک بالفعل اس زبانی تبلیغ کو سرانجام کرین کیونکہ خدا نے آسمانی نشانون اور شہادتون سے جو حجت اس زمانہ مین لوگون پر پوری کی ہے اسکا علم انہین بزبان پنجابی دیا جاوے اور ہماری یہ غرض نہین ہے کہ باہر جاکر دیہات مین کہڑے ہو کر قایم کئے جاوین یا بحث مباحثہ کے آوازے لگائے جاوین بلکہ نہایت صلح و آشتی کیساتہہ امر حق سے انہین آگاہ کیا جاوے ہان اگر کوئی عقدہ کشائی کے لحاظ اور خیال سے بعض اور شکوک کا ازالہ کرانا چاہے تو ایسی صورتون مین ایسے قابل رحم اشخاص کی باتون کو سن کر انہین صحیح جواب دئے جاوین اور انہین سلوک سے زبانی دینے کی سعی کیجاوے اور ہماری غرض یہ ہے کہ ایسی انجمنین سادہ سنگت جا بجا قائم ہون جنکا فرض اردگرد کے دیہاتون کو دین اسلام کے اصولون سے آگاہ کرنا ہوگا۔ اور اس کام کے انصرام کے لئے یہ ضروری نہین ہے کہ ایسے مبلغین پوری تحصیل کردہ مولوی فاضل یا بی۔ اے تک تعلیم یافتہ ہی ہون۔ بلکہ اس کام کو وہ لوگ بہی ایک حد تک پورا کر سکتے ہین جنہون نے قادیان کی بابرکت صحبت اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرون سے فیض پایا ہے۔ اور مین امید کرتا ہون کہ اس کام کو اس تہوڑی لیاقت اور استعداد والا بہی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ درحقیقت وہ تہہ دل سے کام لیکر خدا کو راضی کرنیکے لئے اپنے فرض تبلیغ سے

سمجھ دشمن بنایا تھا ہو اور وہ یون بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی کتابون کے بعض ضروری حصص کو خلاصہ کرکے بزبان پنجابی دہقانون کو سنایا کرے یا اگر ایسا بھی نہ ہو تو حضرت اقدس کی کتاب کے بعض مضمون کو پڑھ پڑھکر انکا مطلب پنجابی زبان مین لوگون کو بتلاتا جاوے مگر ایسے مبتدی مبلغین کو واجب ہے کہ اس کام کو اول اول اپنے گھر مین جاری کرین پھر اپنے کوٹھے پر پھر اپنے ہمسایون کو بلا کر تبلیغ کرین بعد ازان اردگرد کے دیہات مین جا کر تیرہ تاریک تنون مردہ دلون کو اپنی تبلیغ سے بہرہ ور کرے۔ اگر ہماری انجمنہائے احمدیہ جو پنجاب کے مختلف مقامات مین ہین اس سسٹم کو جاری کرین اور اپنے اپنے گاؤن اور گرد و نواح کے دیہات مین لوگون کو ہر روز یون آگاہ کرتے رہین کہ آج اس گاؤن مین وعظ ہوا اور کل دوسرے مین حتی کہ گرد و پیش کے ان تمام دیہات مین کم از کم مہینہ مین ایک ایکمرتبہ وعظ ہو جایا کرے جو اس گز انجمن سے چھ سات کوس تک واقع ہین یہ تجویز جو مینے پیش کی ہے یہ کوئی فرضی تجویز نہین ہے۔ بلکہ یہان کی سادہ سنگت اس تجویز پر کچھ عرصہ سے عملدرآمد کرتی ہی ہے چنانچہ گزشتہ دو ماہ مین قریباً ۲۰ لیکچر اور وعظ گرد و نواح اور قادیان کے چوک مین ہو چکے ہین دراصل وہ زندگی بھی لعنتی زندگی ہے جس مین انسان ہر وقت یعنی باطن اپنے نفس اور گھر کے کاروبار مین چیونٹی اور کیڑے کی طرح لگا رہتا ہے۔ اور خدا کی طرف نظر اٹھا کر نہین دیکھتا ہے۔ آپ لوگ بازار مین دیکھین کہ صبح سے لے کر شام تک ہزارون لوگ ادھر سے ادھر بھاگے چلے جا رہے ہین اور ویسے لوگون سے اگر دریافت کیا جاوے کہ تم ایسی سرگرمی سے کیون دوڑ دھوپ کر رہے ہو تو ان مین سے غالباً نوے یا ۹۹ فیصدی ایسے لوگ ملین گے جو یہ جواب دینگے کہ مین دوائی لینے چلا ہون فلان چیز کے خرید و فروخت کے لیئے جلدی مین ہون بس ایسے لوگ درحقیقت اسی جہان مین دوزخ بہشت دیکھ لیتے ہین جن کے دلون پر دنیاوی ہموم و غموم ہر وقت مستولی رہتے ہین اور خدا بینی اور نیکی کیلئے ان کے انکو کوئی خانہ خالی نہین رہا اور دنیاوی خواہشون کی آگ مین ہر وقت جل رہے ہین اور سوتے جاگتے چلتے پھرتے عملی صورت مین نفسی نفسی پکار رہے ہین بعض لوگ بلکہ اکثر احباب ایسے بھی ہین جنہون نے حضرت اقدسؑ کی دس پندرہ تصانیف تو ضرور مطالعہ کی ہین اور قرآن سے بھی کسی قدر مس ہے لیکن وہ تبلیغ مین اسلیئے حصہ نہین لیتے کہ ہم پورے عالم تحصیل کردہ نہیں ہین انہین جاننا چاہیئے۔ کہ خدا نے یہ نہین فرمایا کہ پورے عالم متبحر ہی ہو کر تبلیغ کیا کرو یا پورے امیر کبیر ہو کر ہی زکوٰة دیا کرو بلکہ خدا تو تم سے یہی چاہتا ہے۔ کہ

مما رزقنٰهم ينفقون یعنے جو کچھ اور جتنا کچھ خدا نے تمہین دیا ہوا ہے اسمین سے یہ خرچ کرو یہ نہین فرمایا کہ فلان حد یا تبحر تک ہی پہونچکر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرو بلکہ قرآن شریف مین ایک جگہ آیا ہے۔ کہ یہود داؤد کے تین گروہ ایک جگہ رہتے تھے ان مین سے بعض تو لوگون کو نیکی بدی سے آگاہ کیا کرتے تھے اور بعض موسٰی بدین خود وعیسٰی بدین خود کے غلط اصول کے پابند ہو کر دوسرون کو نیکی بدی سے آگاہی نہین دیا کرتے تھے اور بعض خود بدکاری نافرمانی مین مبتلا اور گرفتار تھے۔ پہر جب خدا کا غضب اور عذاب آیا سبکو بہا لیگیا مگر صرف ان لوگون پر رحم ہوا جو لوگون کو بدکاری نافرمانی شرارت اور ایک ناجائز امر سے منع کرتے تھے۔ مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہان ایکدفعہ طاعون کا زور تھا ۲۰ آدمی ہر روز مرتے تھے میری جن دنان مین ...د اٹھا اور طاعون کا ذکر ہوا تو مینے محلہ والی عورتون کو بلا کر وعظ شروع کر دیا ابھی رکوع ختم نہین ہوا تھا۔ کہ درد رفع ہو گیا پس ان ایام مصائب اور طاعون سے محفوظ رہنے کا ایک یہ بھی مجرب اور صحیح نسخہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرین اور دوسرا فائدہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح اس سے بہت جلد ہوتی ہے دیہات کے وعظون اور لیکچرون سے یہ امر واضح ہو گیا ہے۔ کہ ان لوگون کو حق اور راستی سے کچھ حصہ نہین دیا گیا وہ وہ لوگ ہدایت کے بہت قریب ہین اور انکو قادیان پر حسن ظن ہے۔ مگر ہماری غفلت کیوجہ سے وہ تا حال ہم سے دور ہین اور عام پیرون اور ملاؤن سے وہ سیر ہو چکے ہین۔ پیرونکو ایسے ہی فراموش کیا جاتا ہے جیسے کہ ہماری جماعت کے اکثر احباب اپنی عورتون کو مواعظ اور نصائح سے محروم اور بے نصیب رکھتے ہین (الاماشاءاللہ)

دراصل جو کتابین پڑھی جاتی ہین اور انکا حاصل نچوڑ لوگونکو بتلا نہین دیا جاتا۔ ایک پہلو سے وہ کتابین اور ان کا پڑھا ہوا رائیگان ہی جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ کتابون مین جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ ان مین سے تو لکھا پڑھا انسان خود پڑھ پڑھا کر مستفید اور مستفیض ہو سکتا ہے۔ لیکن جن کتابون کو پڑھکر پیٹ یا دماغ مین ڈالا گیا ہے وہ تو ضائع ہی گئیں کیونکہ کتابین جو کھول کر پڑھی جا سکتی ہین مگر پیٹ یا دماغ کو کون پھاڑے اور انکا مطالعہ کرے اگر زبان گویا نہین اور بولنے اور وعظ کرنیکی عادت جوانی یا بطور پیشہ نہین ڈالی گئی تو پھر دوسرو لحاظ سے پڑھا لکھا اور عالم متبحر ہونا بیسود ٹھہرا جب تک کہ اس سے لوگ چشمہ کی طرح مستفید نہ ہون بس علم نافع وہی ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاوین ورنہ پھلون اسفار کی طرح تحصیل کردہ اندر ہی اندر سڑ رہا ہے۔ اور وہ ترقی مین نہین بلکہ تنزل مین ہے۔ ہان ایسے واعظون اور سادہ سنگت کے ممبرون کے لیئے چند باتیں قابل یادداشت کے ہین اور وہ یہ ہین اول یہ کہ ایسے لوگون کو پرلے درجے کا حلیم اور صابر ہونا ازبس ضروری ہے اور وہ کسی کی درشتی اور تلخی پر ہرگز نہ بھڑک اٹھین ورنہ وہ خود ہی سوچین کہ اگر ہم لڑنے اور مخالفین کا دست بدست جواب دینے اور انکی درشتی کا درشتی سے مقابلہ کرنے مین مصروف ہوتے رہین تو پھر کس کس سے مقابلہ کرینگے اور کس کس کے تھپیڑ کا جواب دینگے ہم تھوڑے ہین اور مخالفین ہزارون مین پھر اگر صبر نہ کرینگے تو زمانہ تھپیڑ لگا لگا کر ہمین صابر بنا سکھائیگا بلکہ ہمین تو پتھر لگا کر بھی مخالفون کو پتھر سے جواب نہین دینا چاہیئے بلکہ ایسے مقام سے اعراض اور کنارہ کشی سنت نبویہ مین داخل ہے مین تمہین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ راستی اور صداقت جو خدا کا سچ ہمین دیگیا یہ تو ضرور دنیا پر غالب آجائیگی مگر افسوس ہے تو صرف ان نااہل لوگون پر ہوگا۔ جنکو خدا نے موقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح کے یوم علالت کا خطبہ

۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو چوٹ آئی اس تاریخ کا خطبہ چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں بلا رد نقل کردوں (ایڈیٹر)

۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء حضرت امیر المومنین نے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی پر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ کہ عدل ایسی ضروری چیز ہے۔ کہ شیعہ نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے اسے ارکان اربعہ (توحید۔ عدل۔ نبوۃ امامت) میں شمار کیا ہے۔

عدل کیسا اچھا ہے اس کا اندازہ شاید تم لوگ نہ کر سکو کیونکہ تم میں سے کم ہیں۔ جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا جبکہ حکام کو بھی ننگ وناموس کا خیال نہ تہا۔ رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تہا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا۔ باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تہا مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ چاہیئے۔

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی دکھ دے۔ یا ان کے ساتھ بیجا سختی کرے۔ پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دکھ دے۔ یا اکل مال بالباطل کرے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں مناسب ہے کہ ہم بھی جن کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے عدل مدنظر رکھو اور میری آرزو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو میرے مولیٰ نے مجھ پر بلا امتحان اور بغیر میرے مانگنے کے بھی عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے۔

وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں۔ بیوی بچے دیئے۔ مخلص اور سچے دوست دیئے اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کہا جائے پھر مطالعہ کے لئے وقت۔ صحت۔ علم۔ سامان دیا۔ اب میری آرزو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو۔ جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں۔ تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور میرا دل ٹھنڈا ہو۔

دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ تمہاری نذر نیاز کا محتاج ہوں۔ میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام کرے۔ اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنجاؤ۔ اسکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و آشتی کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ پہنچاؤ۔

ایڈیٹر صاحب وطن توجہ فرمائیں

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ ایڈیٹر صاحب وطن کو ایسے معاملہ کی طرف توجہ دلانے کا موقعہ ملا ہے جو ان کے لئے اور میرے لئے ناخوشگوار ہے۔ بلکہ یہی وہ معاملہ ہے۔ جس پر ایڈیٹر صاحب نے ناراض ہو کر وطن کا تبادلہ بند کردیا تہا اور اب تک بند ہے مگر میں امر حق کے اظہار کے لئے رک نہیں سکتا۔ میں اس کو دل سے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمان اخبار نویس آپس میں الجھیں مگر بعض اوقات ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں کہ نیک نیتی کے ساتھ اختلاف رائے کرنا پڑتا ہے ایڈیٹر صاحب وطن نے انہیں دنوں میں ایک فہرست ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء کے وطن کے ساتھ شایع کی ہے۔ جن میں ینابیع الاسلام اور تاریخ الخلفاء مصنفہ سر ولیم میور کا بھی اشتہار رہے ینابیع الاسلام ایک خطرناک کتاب ہے جو اسلام کے خلاف لکہی گئی تہی۔ ایسا ہی میور اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس کی تصنیفات کو مسلمانوں میں شایع کرنا نہایت نامناسب اور اسلام کے ساتھ گویا جنگ کرنا ہے۔ اس سے پہلے الحکم میں جب یہ بحث اوٹھائی گئی تہی اس وقت یہ معاملہ یہاں تک بڑہ گیا تہا۔ کہ علماء اسلام کو ایڈیٹر صاحب وطن کے برخلاف فتویٰ تکفیر دینا پڑا۔ اگرچہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب نے بعض کتابوں کو اس اعلان میں درج نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی جن دو کتابوں کا حوالہ میں نے اوپر دیا ہے یہ نہایت خطرناک اور مضر اسلام ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن مذہبی حمیت اور حمایت کے خیال کو مدنظر رکھکر واقعی اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں گے۔ اور آئندہ ان کتابوں کی فروخت قطعی بند کردیں گے میں نے نہایت نیک نیتی سے انہیں یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہے دوسرے اسلامی معاصرین بھی ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کریں گے۔

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن یارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

(ایڈیٹر)

آریہ سماج کے متعلق نہایت مفید کتب

اگر آپ آریہ سماج۔ اسکی تعلیم اور اس کے بانی کی اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں۔ تو مرقومہ ذیل کتب ضرور منگا کر پڑہیں۔

(۱) آریہ سماج اپنے اصل روپ میں ... قیمت ۱۰ر

(۲) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں (حصہ اول) ... ۲ر

(۳) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں حصہ دوم ... ۱ر

(۴) آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم ... ار

(۵) آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم ... ۲ر

(۶) دیو سماج کا عبد الغفور اور آریہ سماج کا دہرم پال ... ۳ر

(۷) دہرمپال کی جہوٹ بیانیاں ... ۱ر

(۸) ایک کہلی چٹھی بنام مسٹر پرمانند ایم اے پروفیسر۔ ڈی۔ اے۔ وی۔ کالج لاہور ... ار

(۹) آریہ سماج کا ویدک ایشور ... ۱ر

یہ سب کتابیں سپرنٹنڈنٹ دیو سماج ہیڈ آفس دیو آشرم لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں۔ پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ کے خریداروں کو ۲۵ روپیہ فی صدی کمشن بھی دیجاوے گی +

عیدکارڈ اور رومال

ہماری پہلی ایجاد عیدکارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال جس قدر مقبول ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بہول جاتے ہیں انہیں بعد میں بذریعہ تار فرمایش بہیجنی پڑتی ہے۔ چونکہ عید آنے والی ہے۔ اس لئے آپ جلدی مینیجر عیدکارڈ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔ رومال عید کپڑے کے موزون اشعار احادیث و مناظر سے مزین ۸ر درجن۔ عیدکارڈ قسم اعلیٰ لفافوں میں جاپانی ۱۲ر درجن رومال کاغذی ... ۶ر درجن

عیدکارڈ پیسہ میں پوسٹ ہونے والے موزون اشعار و احادیث کے مناظرہ کے ہمرہ شائع کردینے کی غرض سے بجائے ۶ر درجن ... ۳ر درجن

یادگار آفس لاہور

کس قدر سہو ا ہیں پیدا کر نیکی کوشش کر رہے ہیں ؟ اللہ کے آدمی ایمن جو ان بچوں کی تربیت، اور نگہداشت بدوں معاوضہ کرنیکے ثواب کے لیے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ جو کل کو ہماری قوم کا جزو اعظم ہوں گے؟ اس کا جواب ہے

ایک بھی نہیں!

پھر غور کرو اور دیکھو

بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات دوسری جگہ شایع کر دیگیئی ہیں مجھے امید ہے کہ احباب ان تمام ہدایات کی پابندی نہایت ضروری سمجھینگے۔ جلسہ کے اغراض کے متعلق ۲۸ نومبر ۱۹۱۰ء کے الحکم میں مبسوط مضمون میں نے شایع کر دیا ہے۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ ہمارے امام کو اس وقت تک کامل شفا حاصل ہو۔ تاکہ اس کی پاک صحبت اور معیت کے فیوض ہم پر نازل ہوں۔ آمین ثم

سالانہ جلسہ میں قومی اغراض و ضروریات پر غور کرنیوالا موقعہ احمدیہ کانفرنس ہے۔ اور اس کے متعلق اسوقت تک کوئی اطلاع میں شایع کرنیکے قابل نہیں ہوں۔ امید کیجاتی ہے کہ احمدیہ کانفرنس میں گذشتہ سال جو امور طے ہوئے تھے ان کے متعلق کوئی رپورٹ پیش ہوسکے گی۔ کہ انپر کہاں تک عملدرآمد ہوا۔ اس مرتبہ جلسہ بڑی عجلت میں ہو سکا ہے۔ اور حضرت خلافت پناہ کی علالت نے سکرٹری صاحب اور دوسرے احباب کو اس طرف زیادہ متوجہ کر لیا ہے۔ وقت کا بہت سا حصہ اسکے لئے دینا پڑا ہے اور مقدم کام بھی یہی تہا۔ اس لیئے اس سے زیادہ کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں کہ سکرٹری صاحبان اپنی اپنی انجمنوں میں ان ضروریات قومی کی تحریک کرتے رہیں جنکے اعلان اور سرکلر لیٹرز پہلے سے شایع ہو چکے ہیں۔ وہ اس جلسہ میں انشاء اللہ دیکھینگے کہ بورڈنگ ہوس کا بہت بڑا حصہ خدا کے فضل سے طلیار ہو گیا ہے۔ اور سنسان جگہ قومی کوششوں کے اظہار کا نمونہ ہے اللہ تعالی ان کی مساعی میں برکت دے (آمین)

ایک مفید اضافہ ریویو

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اخباری برادری میں "احمدی" کا اضافہ خدا کے فضل و کرم سے قابل قدر اضافہ ہوگا۔ جو برادرم میر قاسم علی صاحب احمدی کی ایڈیٹری سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جنوری ۱۹۱۱ء سے انشاء اللہ العزیز دہلی سے شایع ہوگا۔ احمدی کا موضوع اور مقصد احمدیت ہوگا۔ اور احمدیت کے خلاف ہر قسم کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ اس کا فرض منصبی ہوگا اس رسالہ کے ذریعہ سے میر صاحب نے تمام معترضین کے جوابات مادہ کیا ہے اللہ تعالے ان کے ارادوں کو بابرکت کرے۔ اور احمدی بڑھے پھلے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت

خوشی سے اسے لبیک کہیں۔ سالانہ چندہ صرف عہ ہوگا جو درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیئے"

دو مفید کتابیں

اسی مہینے میں دو قابل قدر مختصر رسالے ہمارے دو صادق مخلص بھائیوں نے شایع کئے ہیں اور عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دونو نوجوان جیسے روحانی طور پر ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں خونی تعلقات میں بھی قرابت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے گوشت خوری اور فرزند علی بجواب ابراہیم ہیں پہلا رسالہ منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۱۰ء میں آریہ سماج شملہ کے ساتھ مباحثہ میں کی تہیں۔ رسالہ نہایت قابلیت اور عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون گوشت خوری کی تقسیم قابل داد ہے اور میری دانست میں آریہ سماج سے مباحثہ گوشت خوری کے لیئے بہت ہی عمدہ ہے مضمون کے علاوہ لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔ قیمت صرف ۳ ہے۔ مؤلف سے ملیگا

دوسرا رسالہ فیروزپور کی انجمن کے قابل قدر سکرٹری بابو فرزند علی صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ان اعتراضات یا دلایل کے جواب میں لکھا ہے جو وہ حضرت عیسے علیہ السلام کے رفع الی السماء کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔ اور جنکے متعلق انہیں ناز ہے کہ وہ لاجواب ہیں۔ فرزند علی میں منشی فرزند علی نے ان دلایل کی حقیقت کہولدی ہے۔ اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور انجیل مقدس سے اس مسٔلہ کی حقیقت بیان کی ہے۔ یہ رسالہ کثرت سے شایع ہونا چاہیئے قیمت صرف ۲ ہے۔ اور منشی فرزند علی صاحب مقیم قادیان سے ملسکتا ہے۔

پنجاب ریویو

چودہری ظفر علیخاں صاحب بی۔اے (علیگ) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اگست ۱۹۱۰ء سے اس نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ منشی ظفر علیخان ایک مشہور اہل قلم ہیں سد کن ریویو کو انہوں نے پنجاب ریویو کے قالب میں ایسی عمدگی سے زندہ کیا ہے کہ بے اختیار داد دینی پڑتی ہے پنجاب ریویو کے متعلق افسوس ہے۔ ہندو اخبارات نے نیش زنی سے کام لیا ہے اور صرف اس تصور پر کہ اس میں اسلام کے متعلق مضامین ہوتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں جو کسی نہ کسی پہلو سے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کرے۔ اردو لٹریچر کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ اعلیٰ پایہ کا ہے۔ اور ظاہری مراتب بھی پسندیدہ ہیں۔ بہرحال میری رائے ہے کہ ایسے رسالوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت سالانہ للعہ اور ششماہی ہے۔ درخواست ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کے نام ہو۔

مسلم پالیٹکس

واجب العزت مولوی عزیز مرزا صاحب نے اس نام کا مختصر سا رسالہ شایع کر کے الحکم میں ریویو کے لئے بہیجا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں پہلے اس پر کچھ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے اور اسے پالیٹکس سے چنداں تعلق نہیں۔ تاہم میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلامی پالٹکس کے اصولوں کو نہایت عام فہم الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو بالاتفاق قوم کے مشہور لیڈروں نے بھی پسند کیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے بھی پسند فرمایا ہے۔ جس پر میں مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

دیانند چرت یعنی آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں

اس نام کا ایک ۸۰ صفحہ کا خوب صورت رسالہ دیو سماج لاہور نے شایع کیا ہے

آریہ سماج کے متعلق جسقدر لٹریچر دیو سماج کیطرف سے شایع کیا گیا ہے۔ وہ بڑی تحقیق اور تدقیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور مجھے بہت ہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ آریہ سماج اس کا جواب دے سکے۔ اس رسالہ کا مضمون نام سے واضح ہے میں اپنے دوستوں کو اس کے پڑھنے کی ضرور سفارش کرتا ہوں۔ قیمت صرف ۲ ہے۔ اور دیو دہرم آفس لاہور سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہے۔

مردم شماری اور ہندو

مردم شماری کے متعلق ہندوؤں میں عجیب کشمکش جاری ہے اور دوسری طرف جس قدر اس سوال پر غور کیا جاتا ہے ایسی ایسی باتیں نکلتی آتی ہیں۔ جو ہندو کمیونٹی کی تعداد کو کم کر رہی ہیں مردم شماری سے اگر غرض صحیح کوایف اور حالات کا معلوم کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ جو ہڑوں کے متعلق تو بحث جاری ہی تہی۔ اب وبشنوئی فرقہ کا پتہ چلا ہے۔ جو علاقہ جات بیکانیر۔ جودہپور۔ بہاولپور وغیرہ میں کثرت سے آباد ہیں۔ یہ لوگ ویدوں کو نہیں مانتے (اور نہ جنیو پہنتے ہیں۔ بلکہ اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ پنڈت نند کشور صاحب نے جب المنصف نامی کتاب شایع کی۔ اور اس میں آریوں کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں جواب دیا تو آریوں نے لکھا تہا۔ کہ وبشنوئی فرقہ ہندو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ضروری امر ہے کہ ان کو ہندوؤں سے الگ کیا جائے۔ ایسا ہی میانوالی کے ضلع میں ایک قوم رہتی ہے جو نماز تک پڑہتی ہے اس جدوجہد میں مجھے نظر آتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات جو پہلے ہی سے نازک ہو رہے ہیں۔ اور بھی نازک نہ ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ رحم کرے

علیگڈھ کالج میں لیکچروں کا سلسلہ

علیگڈھ کالج کے ناظمین نے

اپنے کالج میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ لیکچر مذہبی اور علمی لیکچر ہوں گے جو ملک کے نامور لوگ وقتاً فوقتاً دیں گے۔ اس قسم کی تحریکیں طلباء میں دینی۔ قومی۔ مذہبی۔ اور علمی روح پھونکنے کے لئے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ میں اس وقت ان لیکچروں کے مضامین پر جو مشتہر کئے گئے ہیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کیساتھ اگر طلباء میں مذہبی سپرٹ پیدا ہو جاوے تو یہ نہایت بابرکت چیز ہے ان لیکچروں کا افتتاح ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر سے ہوگا۔ جو غالباً اس مضمون پر ہوگا "شارع اسلام علیہ السلام نبی نوع انسان کی بہتری کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہیں" مضمون کی اہمیت ظاہر ہے علیگڈھ کالج کے طلباء کے لئے اسی قسم کے مضامین کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت قریب ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلباء میں علمی مذہبی تحریک کی زبردست رو پیدا ہو جاوے اور مذہب ہی فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے جو قومیت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے میری رائے میں اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ علیگڈھ کالج تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کو اور بھی وسیع کیا جاوے۔ یہانتک کہ اسلامی اسکولوں میں بھی ماہواری لیکچروں کی تحریک کو عام کیا جاوے میری دانست میں اس سال کی ایجوکیشنل کانفرنس میں مذہبی تعلیم کے متعلق ایک خاص ریزولیوشن پیش کیا جاوے اور نہ صرف پاس کیا جاوے بلکہ اس کو عملی صورت میں لانے کی کوشش کیجاوے اگر اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس میں ایسا ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہو گیا تو کانفرنس میں ایک نئی قوت پیدا ہو جانیکی خدا کے فضل سے توقع ہے بہرحال ناظمان علیگڈھ کالج کی یہ سعی قابل قدر اور لائق شکرگذاری ہے اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے۔

دیوبند کا اسلامی مدرسہ

دیوبند کے اسلامی مدرسہ کے علمی فیوض کا سلسلہ

بڑا وسیع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہندوستان سے نکلکر ممالک غیر میں بھی اس کی لہریں جا پہنچی ہیں۔ مدرسہ مذکور کو ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنانے کیلئے ایک انجمن قایم ہو چکی ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک رسالہ "القاسم" نام بھی جاری ہو گیا ہے جس میں عالمانہ مضامین درج ہوتے ہیں یہ باتیں مذہبی سرگرمی اور ملکر کام کرنے کی قوت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں اس قسم کی تمام تحریکوں اور مساعی کو کسی آنیوالی برکات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے تمام کالجوں اور مدرسوں کو اسلامی یونیورسٹی سے پیوند کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی ضرورتیں ہی مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی بنانے کی تحریک ہونگی خدا کرے کہ مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں۔

اللہ رحم کرے

نہایت افسوس ناک خبر ہے کہ علماء اور عہدہ داران ندوۃ العلماء

... مستقل ہو کر ندوہ سے بالکل کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں اس ... مولوی شبلی نعمانی کا نظر تحمل ہے کہ وہ شخصی اقتدار قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اقتدار کے مقابلہ میں جمہوریت کی شان کو مٹانا چاہتے ہیں یہ جدال اگر خدانخواستہ بڑھا تو ندوہ کا کوسے ڈوبے گا۔ قومی انسٹیٹیوشنز میں جو نقص عام طور پر پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر شخص جو اس کی حکومت میں حصہ رکھتا ہے وہ اپنے اقتدار اور رسوخ کو بڑھانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہے اپنی آواز کے سامنے وہ سب کے شور و فغان کو ہیچ بنا دینے کا آرزومند ہو جاتا ہے۔ مجھے مولانا شبلی سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں ان کی خدمات کا جو ندوہ کی انہوں نے ایک حد تک کی ہیں معترف بھی ہوں مگر جب انہوں نے "صلائے اعظلیم" کی تحریک کی تھی اسی وقت میں بھانپ گیا تھا کہ وہ ندوہ کے کرتا دھرتا بننا چاہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انہوں نے اس کا بیڑا ابھی اٹھا لیا ہے۔ اب بانیان ندوہ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ بہرحال یہ جدال ندوہ کے لئے ہی نہیں "قومی وقار" کی شان کو ایسے وقت میں جبکہ ہمسایہ قومیں اپنی شخصیت کو قایم کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ سخت نقصان رساں ہوگا ایسے لوگ خواہ کہیں بھی ہوں خواہ وہ تنہا ہوں یا ایک جماعت اور پارٹی اپنے ساتھ رکھتے ہوں قومی کاموں کی راہ میں سخت ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں لاہور کے اسلامیہ کالج کو اسی سے دھکا لگا اور انجمن حمایت اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا اور اس واقعہ نے اخباری قوت کا بھی اظہار کر دیا۔ بعض اوقات اپنے رسوخ اور چند احباب کے ہم خیال ہونیکے بھروسہ پر قومی کاموں کے مہتمم اخباری آوازوں کو اپنے ایوان عشرت میں بیرا بیچ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ اخبار کی زبردست طاقت انقلاب پیدا کر کے رہتی ہے۔ زمانہ میں اس وقت جمہوریت کی ہوا چل رہی ہے۔ مولانا شبلی پہلے ناگوار واقعات سے سبق لیں اور اگر وہ اخلاص سے کام کرتے ہیں تو اپنے رفیق علماء کے مشورہ پر کاربند ہوں اور ان پر فوقیت اور مخصوصیت کے خیال کو چھوڑ دیں ندوہ انکی ذاتی ملکیت ہونیکی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ قومی کاموں میں اگر کوئی برکت پیدا ہوتی ہے تو وہ اجتماعی رنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کوششوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بالآخر میں پھر تمام اسلامی قومی انسٹیٹیوشنز کے ناظمان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حمایت اسلام کے جھگڑے سے عبرت حاصل کریں اور ندوہ کو اس مشکل سے بچانیکے لئے ابھی کوشش کریں اور اپنے اندر ایسی سپرٹ کو نشوونما ہونے دیں جو گھن کیطرح قومی عمارت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ بلکہ کام کرنا سیکھو اور ہر ایک ادنیٰ خدمت کی قدر کرو۔ اور ایسے قوم میں پیدا کرنے کے آرزومند رہو۔

ندوہ ہم سے کیسا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر میں اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اپنے مذہب میں گناہ عظیم سمجھتا ہوں کہ اس کی (خدانخواستہ) تباہی پر خوشی کیجاوے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایسی سپرٹ ہم میں خدانخواستہ پیدا ہو تو گویا پھر اسلام کی ترقی کی بجائے تنزل کے ہم (نعوذ باللہ)

خواہشمند ہونگے اسلئے ہم دیوبند کے مدرسہ کی ترقی سے بھی مسرور ہوتے ہیں اور ندوۃ العلماء کی کامیابی بھی راحت بخش ہے۔ آخر یہ اور ہم خواجہ تاش ہیں اور ایک ہی آقا کے خادم ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ اگر کسی ایسی قومی انسٹیٹیوشن کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو ہم سب ملکے اسے بچانیکے لئے علیٰ قدر مراتب کوشش کریں۔"

آریہ سماج لاہور کی پبلک سپرٹ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ

جلسہ پر آریہ سماج کی پبلک سپرٹ کا جو اظہار ہوا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے اور اس خصوص میں صوبہ پنجاب کی آریہ سماجوں کی لیڈر آریہ پرتی ندھی سبھا نے بھی قابل قدر اخلاص سے کام لیا ہے پرتی ندھی سبھا نے ماسٹر لچھمنداس کو دیو سماج کے ساتھ مقدمہ میں پانچسو روپیہ لبطور امداد دینا منظور کیا تھا۔ مگر اس کے جنرل اجلاس میں اس ریزولیوشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اور آخر آریہ پرتی ندھی سبھا کو پبلک آواز کے سامنے اپنے فیصلہ کو واپس لینا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو دیو سماج نے اگلوایا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ آریہ سماج میں آزادی رائے کی قدر کا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی انجمنیں اس سے سبق لیں اور اپنی کسی غلطی کے اعتراف میں کبھی مضایقہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسا اعتراف ترقیوں کی جڑھ ہوتا ہے۔"

مفت تعلیم

گورو کل میں مفت تعلیم کا سوال بھی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ کانفرنس میں پیش ہوا اس پر مخالف اور موافق تقریریں زور شور سے ہوئیں۔ بالآخر فیصلہ ہو گیا کہ ہر دوار کے گوروکل میں مفت تعلیم دیجاوے گی اور نہ صرف تعلیم بلکہ طلباء کے تمام اخراجات دیئے جائینگے۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور آریہ سماج نے اپنی قومی زندگی اور بیداری کا احساس کرا دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قوم میں ایثار بڑھ جائیگا۔ اگرچہ پہلے ہی گوروکل کے پروفیسر اور استاد اور ناظم صرف گذارہ پر کام کر رہے ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی گذران میں بھی کمی کریں گے۔ اور گوروکل کے عملہ تعلیم اور انتظام کے اخراجات گھٹ جائیں گے۔ قوم میں جوش پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کا نمونہ اسی سالانہ جلسہ پر دیکھا گیا۔ کہ تیس ۳۰ ہزار نقد جمع ہو گیا۔ اور گوروکل کا آئندہ اجلاس اس جوش کو اور بھی ظاہر کریگا۔ گوروکل جن بچوں کو طیار کر رہا ہے وہ اسلام کے دشمن ہیں گویا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ یہ سارا جوش اسلام کی مخالفت کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہمارا فرض اسباب کے لحاظ سے اس مقابلہ کے لئے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ اور پھر دعاؤں سے کام لینا ہے۔

اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا ہے چونکہ آئندہ اس کا انتظام حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ بہترین صورت اختیار کرے گا

اسی ضمن میں میرا یہ سوال بیجا نہ ہوگا کہ ہم تعلیم عامہ کی راہ میں

لیے بند ہو جائیں گے۔ مُنہ زور باغیانہ اور دل آزار مضامین لکھنے والوں کو پہلے تنبیہہ کی جاسکتی اور اگر وہ نہ مانیں تو اُن پر مقدمہ چلا کے انہیں سزا دیجا دے۔ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک لغزش سے ان کا گلا گھونٹ دیا جا دے اور پھر انہیں دم زدن مار کا یارانہ ہو۔

مائی لارڈ۔ سوائے چند انگریزی دیسی اخبار دانوں کے عام اردو اخبارات کی مالی حالت بہت نازک ہے وہ وقت پر ہزاروں تو در کنار سینکڑوں کا بھی انتظام نہیں کر سکتے ایسی بے سرومانی اور بے بضاعتی میں ان سے ہزاروں روپے کی ان کی کسی لغزش پر ضمانت طلب کر لی گویا حکماً انہیں بند کر دینا ہے۔

اردو اخبارات چاہے اچھے ہوں یا برے تو بھی پبلک خیالات بہت کچھ ان سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بند ہو جانا گویا پبلک کے خیالات کے ایک حصہ پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور اس میں مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کا کوئی فایدہ نہیں۔ ہاں جو گانتر جیسے باغی پرچوں کی نسبت کچھ سفارش نہیں کیجاتی۔ مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب خیال کرے ان کے ساتھ برتاؤ کرے مگر عام اخباروں پر تو ضرور رحم کیا جاوے۔ اور انہیں ضمانت کے شکنجہ سے نجات دیجاوے فقط ٭

مائی لارڈ آپکی خدمت میں درخواست کرنیوالا
مرزا حیرت مالک ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷-دسمبر کو قرار پایا ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وقت پر جلسہ میں شامل ہوں۔ تاکہ باقاعدہ کاروائی جلسہ کی شروع ہو جاوے۔ گویا ۲۴ کی شام کو یا ۲۵ کی صبح کو پہونچ جانا چاہیئے ٭

(۲) جلسہ کے لئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے یعنی صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہے یہ رعایت ہوگی کہ جتنا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے۔ اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا درمیانہ درجہ کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً ٭ یا اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ رعایتی سرٹیفکیٹوں کے لئے صرف ایسے ہی احباب کیطرف سے درخواستیں آنی چاہئیں۔

کنسیشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جائینگے ان کے لئے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ایک سارٹیفکیٹ

کئی آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کر کے اطلاع دیں۔ تو اور بھی مفید ہوگا۔

(۴) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ لنگر خانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے۔ اور علاوہ اس کے اگر سال گذشتہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں اعانت کے طور پر دے تو امید ہے۔ کہ خرچ پورا ہو جائیگا ٭

(۵) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں۔ امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی تکمیل ہو چکی گی ٭

خاکسار محمد علی (سکرٹری انجمن احمدیہ) قادیان، ۷ دسمبر ۱۹۱۰

منجانب گورنمنٹ ہندستان بیادداشت آمد طالع

گورنمنٹ حضور ملک معظم و گورنمنٹ ممالک متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ اسٹیٹس اوف امریکہ) کے درمیان ایک عہد نامہ بغرض ثالثی دوبارہ دعاوی زرہ (یعنی نقدی) منجانب رعایا برطانیہ بنام گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس و منجانب باشندگان یونائیٹڈ اسٹیٹس بنام گورنمنٹ برطانیہ قرار پایا۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ عہد نامہ جلد منظور ہو جائیگا۔ اور بعد منظوری تمام ایسے دعاوی قطعی مسدود ہو جائینگے جو تاریخ منظوری سے چار ماہ کے اندر دایر نہ کئے جائیں تمام ہندوستانی رعایا برطانیہ یا ہندوستان میں رہایش رکھنے والے اشخاص سے جو برخلاف گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس دعاوی رکھتے ہوں۔ استدعا کیجاتی ہے۔ کہ اپنے اپنے نام اور پتے اپنے صوبہ کی مقامی گورنمنٹ کی خدمت میں حتے الامکان جلد ارسال کردیں ٭

بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہیضہ نمودار ہونے کے باعث انٹرنیشنل بورڈ حفظان صحت قسطنطنیہ کے نزدیک ذائرین کا آجکل سوپوٹیمیا (عراق عرب) میں شیعوں کے مقدس مقامات پر جانا نامناسب ہے۔

مذاہب کی کانفرنس

مذاہب کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس صوبہ اودہ و آگرہ کے صدر مقام الہ آباد میں ۹-۱۰-۱۱-جنوری ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ان جملہ مذاہب کے متعلق جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے مختلف فرقوں کے متعلق ان مذاہبوں اور فرقوں کے قایم مقام مضامین پڑھکر سنائینگے

اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو دور کرکے اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب کو مٹا کر۔ جو مختلف مذہبوں اور ان کے فرقوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمدردی اور اخوت کو ترقی دی جاوے۔ اس سال کانفرنس کے اجلاس کے صدر جیسی کہ توقع کی جاتی ہے مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوں گے جن مذاہب کے لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی ہے ان میں حسب ذیل مذاہب بھی شامل ہیں۔ (۱) ہندو مذہب اور اس کے جملہ فرقے (۲) بودھ مذہب (۳) جین مذہب (۴) سکھوں کا مذہب (۵) برہمو سماج (۶) آریہ سماج (۷) دیو دھرم۔ (۸) رادھا سوامی مت۔ اور ویدانتیوں کے مختلف فرقے (۹) مسیحی مذہب اور اس کے مختلف فرقے۔ (۱۰) اسلام۔ جس میں شیعہ۔ سنی صوفی وغیرہ فرقے داخل ہیں (۱۱) یہودی مذہب (۱۲) زرتشتی مذہب (۱۳) تھیاسوفسٹ۔

جملہ بڑی بڑی اور اہم مذہبی سوسائیٹیاں اور انجمنیں جو ہندوستان کے مختلف حصص میں ہیں ان سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈیلیگیٹ اجلاس کانفرنس میں روانہ کریں اور یہ کہ وہ اپنے اپنے مضامین بھی بھیجیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کانفرنس کیساتھ دوسرے طریقے میں ہمدردی کا اظہار کریں ٭

ہر مضمون میں کسی مذہب کے اور اس کے فرقوں کے اصول کا ذکر ہوگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان ہوگا کہ وہ کون کون سے امور ہیں جنکے باعث وہ مذہب دیگر مذاہب اور ان کے فرقوں سے ممیز ہوتا ہے۔ لیکن کسی مذہب میں بالواسطہ یا غیر واسطہ طور پر کسی دوسرے مذہب یا فرقہ پر کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائے۔

ہر مضمون کے پڑھنے کا معمولی وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ ۳۰ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اور سارے مضامین کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کے چیئرمین مسٹر ساروا چرن متر ۸۵ گرے اسٹریٹ کلکتہ کے پاس ۲۵-دسمبر سے پیشتر پہونچ جانی چاہئیں ٭

باقی اور قسم کی خط و کتابت لالہ بیج ناتھ صاحب سکرٹری آگرہ یا مسٹر بی۔ ڈی۔ بوس جائنٹ سکرٹری الہ آباد کے نام ہونی چاہیئے ٭

اطلاع

خریداران الحکم مطلع رہیں کہ وصولی بقایا اور سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جو صاحب حساب میں کوئی امر قابل دریافت پائیں انہیں مناسب ہے کہ وی پی بمد امانت رکھکر دریافت کریں یا قبل از وقت اطلاع دیں ٭

(ایڈیٹر)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خاص ارشاد

"حضور باوجود ضعف و نحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۹ نومبر ۱۹۱۳ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڑھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کیواسطے حاضر ہوئے تو فرمایا مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔ عاجز قدموں میں حاضر تھا عرض کیگئی کہ بندہ حاضر ہے ارشاد کیا کہ کاغذ قلم لو اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کیلحاظ خصوصیت کیساتھ اخبار میں شامل کئے جاتے ہیں۔ "ایڈیٹر"

فرمایا:۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ قسم ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن (اور جب ابراہیم پر اسکے رب نے بعض باتوں سے ابتلاء ڈالا تو اسنے انکو پورا کیا) **دوسری** قسم وہ ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وبلونٰھم بالحسنٰت والسیّاٰت لعلّھم یرجعون (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سکھوں کے ابتلاء میں ڈالا تاکہ وہ رجوع کریں) **اور تیسری** قسم وہ ہے جس کی نسبت فرمایا ہے نبلوھم بما کانوا یفسقون (ہم ان کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں بسبب اسکے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حسن ظن کا حکم دیا ہے قرآن شریف میں آیا ہے یٰایھا الّذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظنّ ان بعض الظنّ اثم اور حدیث شریف نے تو مطلقاً سوء ظن سے منع ہی کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔ ایاکم والظنّ فان الظنّ اکذب الحدیث **مجھ پر** جو ابتلاء اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جنکے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرما دیا بعض ایسے نفوس ہیں جنکی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کیساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت رات دن انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ میرے لئے ایسی خدمت کر رہے ہیں میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھ کو کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ انکو نعم البدل عطا کریگا وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ خداداد موقعہ تھا اور ایسا موقعہ ہمیشہ نہیں ملا کرتا لاہور کے لوگوں میں سے میاں چراغدین صاحب بھی اپنی کنبے کے خاص شکریہ کا مستحق ہے اس نے بڑا ملاپ اور بیماری کی حالت میں آکر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہی) باوجود بڑی بیماری اور ضرورت خلافت دل کی عیادت کیلئے تشریف لائے ہیں یہ عیادت انشاء اللہ معمولی نہ ہوگی ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں اسیطرح عیادت کے بھی مراتب ہیں میں انشاء اللہ سب کے واسطے دعا کرونگا اور خدا کے حضور ان سب باتوں کیواسطے شکریہ کرتا ہوں **فرمایا**۔ بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں ملیگی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہونگے یہ بھی ہمدردی ہے اور عیادت میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کا رحم ہے ہر حال پر ہے میں اچھا ہوں۔ ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کرکے فرمایا میں اچھا ہوں بہت شکر ہے اگر یہ ابتلاء نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا **فرمایا** میرا دل مطمئن ہے اس ذات کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے ایسے وقت میں مجھکو اس نے ایسی ایسی جگہ سے رزق پہنچایا ہے انسان کا وہم و گمان نہیں پہونچ سکتا۔ گو یا طب کے پیشے میں جو ستاری بھی

سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔

حلوۃ رضاعھا ومرارۃ فطامھا۔ یعنی اس کے دودھ کی شیرینی اور دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے۔

عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا۔ زکوٰۃ و خیرات کے مال کھانے سے اس قدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُن کے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے انہوں نے فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہوگا؟ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کرکے یہ مال ادا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو!۔

وہ زہد و قناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبالِ جان سمجھتے تھے وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان ان کو دیکھ کر رونے لگے انہوں نے کہا رونے کی کوئی وجہ نہیں رسول اللہ دنیا سے آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہوگی۔ حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کے طمع سے نہیں روتا۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زادِ راہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں لیکن جن سامانِ دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا۔ وہ صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور انکی قناعت عام طور پر مشہور تھی یہانتک کہ صحابہ ان کی وفات کے بعد بھی یہی خواب دیکھتے تھے"

عبد اللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ مجھے نیند آگئی تو سلمان آئے اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا انہوں نے کہا نہایت عمدہ توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوھراتے رہے۔

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ اس وقت آٹا گوندہ رہے تھے اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک ضرورت کے لئے بھیجا ہے اس بنا پر ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کام کا بار ڈالا جائے۔

حلم و خاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے وہ مدائن کے امیر تھے ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھ لئے جاتا تھا۔ اس سے ان کے جسم میں خراش آگئی۔ چنانچہ اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہنے لگے۔ جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھا لو۔ خدا تمہیں زندہ رکھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لئے آتا تھا۔ اس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو ان کے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اس لئے اس نے بلا کر کہا کہ یہاں آو۔ یہ بوجھ اٹھائے چلو۔ حضرت سلمان کو بوجھ لئے جاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے امیر ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا؟ حضرت سلمان نے فرمایا جب تک اس کو تمہارے گھر تک نہ پہونچا دوں گا ہرگز نہ اتاروں گا۔

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی۔ وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے ان کے سر پر وہ گھاس لاد دی وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اس بوجھ کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ اس نے معذرت چاہی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کر لی ہے کہ کو تمہارے گھر تک پہونچا دوں گا۔

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہو کر گئے۔ فوج کے نوجوانوں کے پاس ہو کر گذرے۔ تو ان سبھوں نے ان کی ہنسی اڑائی ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو خیر و شر کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے لیکن جب کبھی نکلتے۔ تو لوگ کہتے "کرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن وہ ان سے درگذر کرتے۔

لیکن باوجود اس زہد، حلم و انکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے حضرت ابو الدردا سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی۔ ایک دن حضرت ابو الدردا کی بیوی نے آپ سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اس لئے حضرت سلمان نے وہ رات وہیں بسر کی۔ جب ابو الدردا نماز کو اُٹھے تو انہوں نے روک لیا صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا۔ اور جب تک ابو الدردا نے روزہ نہ افطار کرلیا وہاں سے نہ ٹلے۔ ابو الدردا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اعتدال کے ساتھ عبادت کرو

مناقب

حضرت سلمان کو زہد۔ عبادت۔ حلم و انکسار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا جو اکثر صحابہ کو نہ حاصل ہوا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی علیؓ۔ عمارؓ۔ اور سلمان کی مشتاق ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی ابتدائے ہجرت میں جب تک آیت میراث نازل نہیں ہوئی تھی رسول اللہ باہم صحابہ میں رشتہ اخوت قایم کرا دیتے تھے اور جن لوگوں میں یہ رشتہ قایم ہو جاتا تھا ان میں باہم وراثت جاری ہو جاتی تھی۔ اسی کا نام مواخاۃ ہے۔

تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آجائیں۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ سلمان کو آخر و اول کا علم حاصل ہے وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا وہ اہلبیت میں سے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تھا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو آخر امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے جو ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوئے۔

وفات

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے اس کو اٹھا لاؤ۔ وہ مشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں۔ حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا۔ اور مشک کو اس میں حل کردیا۔ پھر بی بی سے فرمایا اس کو میرے اردگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس ایسی مخلوق آنیوالی ہے جو خوشبو کو پسند کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے باہر نکلے چلے جاؤ ان کی بیوی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک بیٹھیں تھیں کہ انہوں ایک نہایت آہستہ آواز سنی جاکر دیکھا تو ان کا وصال ہو چکا تھا۔ (الندوہ)

جدید وائسرائے کے نام کھلا خط

مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جدید وائسرائے کے نام ایک کھلا خط شایع کیا ہے۔ جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ دیسی پریس اس کی پوری تائید کرے۔ اور لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا بے سود نہیں ہے کہ دیسی پریس کو ان مشکلات سے نجات دی جاوے۔ جس میں وہ بعض برادران وطن کی بے عنوانیوں کی وجہ سے مبتلا ہو گیا ہے۔ جدید قانون کے ذریعہ پریس کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے اور پہلے بھی بجز بعض اخبارات کے جو منہ پھٹ تھے عام طور پر ضمانت کا قانون سے کام لیتے تھے لیکن اب تو بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے اور اس صورت میں مرزا حیرت کی کھلی چٹھی مناسب وقت اور قابل قدر ہے لہذا اس لئے اسے درج کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے

لارڈ ہارڈنگ ہمارے جدید وائسرائے کے نام کھلا عریضہ

وبرباش لے وقت تو خوش وقت ما خوش کردہ
شاد ذی چنانکہ پند بروز مانت انقضاء

مائی لارڈ

اگر آپ درحقیقت اپنی کوئی بڑی سے بڑی اور نمایاں سے نمایاں یادگار ہندوستان میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو موجودہ پریس ایکٹ کو بدل دیجئے اور ضمانت کا قاعدہ جو رائج ہو گیا ہے اسے منسوخ کردیجئے۔ اس قانون کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ صدہا غریب اخبارات کے گلے پر چھری پھر جائیگی اور وہ ہمیشہ کے

سلسلہ صحابہ رضؓ
حضرت سلمان فارسی رضؓ

حضرت سلمان فارسی مہیاکرانے کے ان

انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ایرانی النسل تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا نام مابہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مابہ بن بوذخشان بن مورسلان بن یہبوذان بن فیروز بن سہرک، سہرک جن پر ان کے شجرۂ نسب کی انتہاء ہوتی ہے۔ آب الملک کی اولاد میں تھے۔ ایک مرتبہ خود حضرت سلمان رضؓ سے ان کا نسب پوچھا گیا انہوں نے سلمان بن اسلام بتلایا۔ لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کیطرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے۔ وطنیت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رامہرمز کے رہنے والے تھے بعض روایتوں کا بیان ہے کہ ان کا وطن جی تھا۔ جو اصفہان کا ایک شہر ہے۔ ان کے اسلام کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا استیعاب میں ہے کہ وہ کچھ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے۔ بہرحال انہوں نے اپنے اسلام کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے میں اصفہان کے ایک گانوں جی کا رہنے والا تھا۔ میرا باپ ان دہقان تھا۔ اس کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ مجکو لڑکیوں کیطرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ میں میرا مذہب مجوسی تھا۔ اور میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی بعض گانوں میں میرے باپ کی جایداد تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اس بنا پر اس نے مجھے بلاکر کہا بیٹا! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو مصروف ہوں، تم میری جائداد کیطرف چلے جاؤ۔ لیکن وہاں رک نہ رہنا کیونکہ اگر ایسا کروگے تو میں اپنی تمام جائداد کو چھوڑکر تمہاری فکر میں ہو جاؤں گا۔ میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کیطرف ہوا۔ میں وہاں لوگوں کو نماز پڑہتے دیکھکر ان کے پاس گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مجھ کو ان کی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ ٹلا۔ اور نہ اپنی جایداد کیطرف گیا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ یہانتک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے شام کا پتہ بتایا اسکے بعد میں وہاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا اس نے کہا۔ بیٹا تم کہاں تھے۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا میں نے کہا کہ میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا۔ جو گرجے میں نماز پڑہ رہے تھے۔ مجکو ان کی نماز اور ان کا مذہب خوش آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہو

اس نے کہا نہیں بیٹا تمہارا اور تمہارے آبا و اجداد کا مذہب اس دین سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اس بنا پر میرا باپ میری طرف سے بدظن ہوا اور میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کر لیا ہے جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا چنانچہ ان کے پاس تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر کی میں نے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانیکا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب قافلہ واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے اس کی اطلاع دی میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا۔ اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا جب شام میں آیا تو میں نے پوچھا تمہارا عالم کون ہے؟ انہوں نے پادری کو بتایا۔ میں نے اس کے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا اور گذارش کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر نماز پڑہنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے آپکا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم اور اسکی رغبت دلاتا تھا لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا تھا یہانتک کہ اس کے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انتقال کیا اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایک بدترین شخص تھا۔ چنانچہ میں نے صدقہ کے مال کے متعلق اس کا تمام کارنامہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے اس کا ثبوت مانگا میں نے ان ساتوں گھڑے کا سونا اور چاندی نکالکر رکھدیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اس کو دفن نہ کریں گے۔ اس کے بعد اس کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مارے اور دوسرے شخص کو اس کا قایم مقام مقرر کیا میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو اس سے بہتر اس سے زیادہ زاہد نہیں پایا۔ اس بنا پر میرے دلمیں اس کی محبت اس قدر پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کسی چیز کی نہ ہوئی تھی لیکن جب اس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا کہ اب تو یہ وقت آپہونچا۔ آپ میرے لئے کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ باقی لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہو چکا۔ تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اس کی اس وصیت کا حال بیان کیا۔ اس نے مجھے قیام کی اجازت دی اور میں ایک مدت تک اس طریقہ پر رہا جس پر اس کا پیشرو تھا لیکن جب اس کی موت کا بھی زمانہ آیا تو میں نے کہا اب یہ وقت آپہونچا مجھے آپ کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جس روش پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم اس سے جاکر ملاقات کرو۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا۔ جب اس کی

وفات کا بھی وقت آیا۔ تو میں نے عرض کی کہ فلاں فلاں نے مجھکو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی آپ مجھے کہاں جانیکی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے۔ کوئی نہیں ہے اگر تمہیں استطاعت ہو تو اس سے جاکر ملو جب اس کا انتقال ہو چکا۔ تو میں صاحب عموریہ سے ملا اور واقعہ بیان کیا۔ اس نے ٹھیرنے کی اجازت دی میں نے وہاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسی روش پر پایا جس پر اس کے اصحاب تھے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ مجھے وہاں کچھ مال ہاتھ آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا بھی وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کس کے یہاں جانیکا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اب اس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے پاس جانیکا حکم دوں۔ اب ایک نبی کے مبعوث ہونیکا زمانہ آگیا جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا۔ وہ ارض عرب سے اٹھے گا۔ اس کا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا۔ جو پتھریلی زمین کے درمیان میں واقع ہے۔ اگر تم کو قدرت ہو تو اس کے پاس جانا۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا لیکن ہدیہ قبول کرلیگا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے ان سے کہا کہ ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے آیندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ وہ بیماریوں کی دوا اور اور ان کے لئے دعا کریگا۔ اور وہ شفا پائیں گے تم بھی اس کے پاس جانا۔ اور جس شخص کو ڈہونڈہتے ہو اس کو پوچھنا۔ چنانچہ میں آیا اور ان دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھیرا رہا۔ جب وہ رات آئی۔ جبدن وہ ایک جھاڑی سے نکلکر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا۔ تو وہ نکلا۔ لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا۔ یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے اوجھل چھپ گیا صرف اس کے شانے نظر آتے تھے۔ میں نے اس کے شانوں کو پکڑا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراہیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس وقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے وہ اس گھر کے قریب نکلیگا۔ اور اس دین کو زندہ کرے گا۔ جس کو تم پوچھ رہے ہو چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو تم نے عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کی بہرحال واقعہ جو کچھ ہو حضرت سلمان رضؓ نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ تک پہونچنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا۔ میں نے ان کے وطن کا پتہ پوچھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کا نام بتایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں

اور کہا میں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھکو بھی اپنے وطن تک پہنچاؤ۔ ان لوگوں نے مجھے سوار کرلیا اور مجھے وادی القریٰ میں لائے وہاں مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا میں نے اس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جس کا مجھکو نشان دیا گیا ہے۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس سے مجھے خرید لیا وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور ان نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں۔ میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھکو دیا گیا ہے۔ میں اس شخص کے یہاں (ایک نخلستان میں کام کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ لیکن مجھپر آپ کا حال مخفی رہا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اس کے نیچے میرا آقا بیٹھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچا زاد بھائی تھا آیا۔ اور اس کے پاس کھڑا ہو کر بیان کیا کہ خدا بنی قیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے خدا کی قسم اس کے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آگیا اور درخت ہلنے لگا یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا اس کے بعد میں جلدی سے اترا۔ اور اس سے اس خبر کو پوچھنے لگا میرے آقا نے ہاتھ اوٹھا کر مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی۔ اس نے کہا نہیں تم اپنا کام سنبھالو۔ چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تھا اس کو اکٹھا کر کے رسول اللہ کے پاس لایا۔ آپ قبا میں مقیم تھے۔ جب میں وہاں داخل ہوا۔ تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اصحاب بھی ہیں۔ آپ اہل حاجت اور مسافر ہیں میرے پاس کچھ مال تھا جس کو میں نے صدقہ کے لئے رکھ چھوڑا تھا جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو مجھے آپ سے اس کا زیادہ کوئی مستحق نظر نہیں آیا اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا رسول اللہ نے صحابہ رضؓ کو فرمایا کہ تم اس کو صرف کرو۔ لیکن خود اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اور جمع کر کے لایا میں نے سلام کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس اور بھی کچھ مال تھا۔ جس کو میں ہدیۃً آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا آج اس کو لایا ہوں۔ چنانچہ اصحاب کیساتھ آپ بھی اس میں شریک

میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے میں لوٹ کر کچھ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جاتے تھے آپ کے اردگرد آپکے اصحاب رضؓ تھے آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ایک کو اوڑھے ہوئے اور دوسری کا تہبند باندھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور ادھر اُدھر سے آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا۔ جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا۔ تو چادر پیٹھ سے اوٹھادی اور مجھکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا تھا میں اس کے چومنے کے لئے ٹوٹ پڑا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا ذرا ہٹ چلو میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ کو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ صحابہ رضؓ بھی اس کو سنیں اس کے بعد میں اسلام لایا لیکن غلامی کیوجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ جس سے رسول اللہ نے کہا تم مکاتب[۵۱] بن جاؤ۔ میں نے اپنے آقا سے اسکی درخواست کی تو اس نے میری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین[۵۲] سو کھجور کے درخت اس کے لئے لگادوں اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کروں رسول اللہ نے صحابہ رضؓ سے فرمایا کہ کھجوروں کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے دس پودے مجھکو دیئے۔ آپ نے فرمایا اس کو لیکر چلو اور زمین کھودو جب ان کو بٹھانیکا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان کو خود اپنے ہاتھ سے بٹھاؤں گا۔ میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور اصحابہ نے بھی میری مدد کی۔ اس کے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے اور خدا سے برکت مانگی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ اب مجھ پر صرف درہم باقی رہگئے تھے اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ رضؓ کے ساتھ تھے۔ کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لائے جسکو انہوں نے کسی کان میں سے پایا تھا۔ اور اس کو رسول اللہ پر تصدق کر دیا۔ آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو۔ میں نے کہا اتنے میں کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا بقیہ بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کردیگا۔ دوسری روایتوں میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی زبان پر رکھا کہ اس کو لیجا کر اپنا قرض ادا کردو۔ چنانچہ جب سلمان نے اس کو تولا تو ٹھیک چالیس اوقیہ نکلے بہرحال بدل کتابت ادا کر کے اب وہ آزاد ہوگئے[۵۳]"

[۵۱] اگر آقا راضی ہو جائے تو غلام کچھ مال ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہے" اس قسم کے غلام کو مکاتب اور مال کو بدل کتابت کہتے ہیں

[۵۲] بعض روایتوں میں پانچسو ہے"

[۵۳] جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ محض مال غنیمت حاصل کرنیکیلئے ایمان لائے تھے ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے +

غزوات

بدر و احد کی لڑائیاں جو وقت واقع ہوئیں حضرت سلمان فارسی غلامی کی حالت میں تھے۔ اس لئے شریک نہ ہو سکے بدل کتابت ادا کر کے جب وہ آزاد ہوئے تو غزوہ خندق پیش آیا۔ اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے۔ اس کے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے۔ غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی اسکے کھودنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں بحث ہوئی انصار کہتے تھے۔ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا کہ

سلمان مِنّا اہل البیت۔ "سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں"

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی شخص کو اس قدر عزت نہ دی ہوگی کہ اس کو اپنے اہلبیت میں شامل کرلیا ہو۔ یہ مساوات اسلام ہی نے قائم کی تھی اور یہ اُسی کا خاصہ لازمی ہے

اخلاق و عادات

حضرت سلمان فارسی نہایت حلیم منکسر المزاج؛ قانع،

رحم دل۔ زہد پیشہ۔ اور فیاض طبع تھے۔ بیت المال سے ان کو چار ہزار درہم ملتے تھے۔ لیکن وہ ان کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے وہ جس زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بنا کر معاش پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ تو یہاں کے امیر ہیں اور آپ کو بیت المال سے وظیفہ بھی ملتا ہے۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں اُنہوں نے کہا میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا وظیفہ پانچہزار تھا۔ اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے۔ جو وظیفہ ملتا تھا اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور کما کر گذر اوقات کرتے تھے انہوں نے اپنے لئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا۔ جہاں کسی کا گھر ملجاتا اس کے سایہ میں پڑے رہتے۔ ایک مرتبہ حذیفہؓ نے ان سے کہا ہم آپ کے لئے گھر کیوں نہ بنادیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لئے ویسا ہی گھر بناؤگے جیسا کہ تمہارا اسائن میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تمہارے لئے بانس کا گھر بنائیں گے۔ اور اس کی چھت نرکل کی ہوگی۔ وہ اس قدر پست ہوگا کہ جب تم کھڑے ہوگے تو تمہارا سر اس سے لگ جائیگا۔ اور اس قدر تنگ ہوگی کہ جب سونا چاہوگے تو تمہارے پہلو اس کے دونوں کناروں سے مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔

امارت اور حکومت سب کو عزیز ہے لیکن حضرت سلمان رضؓ زہد کیوجہ سے اس کو ہمیشہ مکروہ سمجھا کئے۔ ایک بار ان

کہ اس وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے۔ غرض اسی وقت وہ سنی آلمورز آپ کو تقسیم کئے گئے۔ جس شخص نے پنڈ دادنخاں سے چونیوں کا خط لکھا تھا فرمایا اس کو لکھدو۔ معاف مجھے تو معلوم بھی نہیں ۶۸ء یا ۶۹ء کا معاملہ ہے۔ ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔ بہرحال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا۔ اس ذکر میں بہت دیر تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

حضرت کی اس علالت کے ایام میں اگر خلیفۃ المسیح کی ضروریات اور اخراجات معالجہ انجمن دیتی تو ایسا خرچ برمحل اور جائز ہوتا۔ اور قوم اپنی سعادت سمجھتی کہ ان کا روپیہ بہترین مقام پر خرچ ہوا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک کثیر التعداد ایسے آدمیوں کی ہے جن کی زندگی کے بدلے اگر حضرت کی حیات میں درازی ہو سکے تو وہ دینے کو طیار ہیں۔ بعض کو تو میں نے ایسا ذکر کرتے یہاں بھی سنا اور اگر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ کے صرف سے بھی اس بزرگ کی صحت و تندرستی بحال رہے تو اس کے خرچ کر دینے کو قوم موجود اور پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح پر کسی کا احسان نہ ہو۔ اور قوم اپنا فرض ادا کرے۔ مگر میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی ہمتی اور بلند نظری کی ایک بات سناتا ہوں یہ واقعات آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جستہ جستہ واقعات بیان کر دوں اور جن کا مشاہدہ علالت کے ایام میں بھی کیا گیا ہے۔ ان میں سے آپ کی عالی ہمتی ہے۔ پہلے ہی سے آپکا ہمیشہ یہ عمل ہے کہ آپ کھانا تک جو گھر میں پکایا گیا ہو۔ مانگ کر نہیں لیتے۔ اور یہ کوئی نیا معمول نہیں۔ بلکہ اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کی زندگی میں جبکہ آپ بچے تھے یہی طرز عمل تھا۔ اس خصوص میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں۔ جو حیات نور کا جزو انشاء اللہ ہوں گے۔ ان ایام میں میں نے دیکھا ہے کہ جب آپکے سامنے کھانا پیش کیا جاتا۔ تب آپ جو کھلانے والے کھلاتے کھا لیتے۔ مانگا کبھی نہیں۔ مگر جو بات اس ضمن کے نیچے میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت ہی عجیب ہے۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی۔ میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم ایک فہرست حساب کی بناؤ کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ صرف ٹوٹل ہو۔ جسقدر میری ادویات پر خرچ ہوا ہے۔ جسقدر میری بیٹیوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوا ہے۔ اس کل رقم کی میزان حاصل کرو۔ اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھ کر دیا گیا ہے۔ اس میں سے وہ کل حساب ادا کر دو۔ فرمایا میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسانمند نہیں ہو سکتا۔ اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے۔" یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی۔ بیماری پر خرچ ہوا۔ اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا جس کی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے۔ اور اس کی ضروریات ذاتی کا انصرام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا۔ میں اس واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گذارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس مشوری کے سپرد ہوا۔ بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہلبیت حضرت موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں۔ مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہونچی تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے۔ اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھ کو غیروں کے سپرد کر دیگا؟ ہرگز نہیں۔ اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آ سکتا۔ اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے۔ بس میں تو نبض پر ہاتھ رکھکر ہی کھاؤنگا۔"

یہ واقعہ بہت لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ اور جن کو معلوم ہے ان میں سے بھی تھوڑوں کو شاید قابل غور مضمون معلوم ہوا ہو۔ مگر میرے نزدیک یہ بڑا وسیع مضمون ہے۔ میرے ساتھ اسی سلسلہ میں چند اکابران قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوا۔ چندماہ کا عرصہ گذرتا ہے ایک ایسے بڑے دوست نے اپنے خیال کے موافق میں نہیں جانتا کون ایک شخص کا نام لیا کہ وہ خلافت کے لئے موزون ہے۔ اور مجھ سے تائید یا داد چاہی۔ میں نے کہا حضرت! خلافت محض ادعا یا تجویز سے نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا کام ہے۔ اور علاوہ بریں خلافت کا معیار نور الدین نے بہت اونچا کر دیا ہے ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ خلافت کا مدعی ہو۔ رہا خلیفہ کے لئے مولوی صاحب نے دکھا دیا ہے کہ وہ اپنی قوت لایموت کا انحصار کسی شخص پر نہ رکھے۔ یہانتک کہ نذور عامہ کا مصرف بھی اپنے عام کر دیا ہے پھر قومی تحریکوں اور ضرورتوں پر چندہ دینے میں سابق بالخیرات ہو کسی محتاج اور قابل امداد شخص کو دیکھے تو اسکی امداد و اعانت کیلئے اسکا ہاتھ ہر وقت دراز ہو۔ پھر اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ میں نے دیکھا ہے لنگر خانہ کا منتظم آتا ہے کہ حضرت! فلاں شخص کچھ بیمار ہو گیا ہے اس کیلئے غذا کا کیا انتظام کیا جاوے۔ جواب میں اگر حکم دیتے کہ لنگر خانہ سے فلاں چیز تیار کر دو۔ تو عین برمحل اور درست ہوتا۔ مگر نہیں حضرت خلافت پناہ اس کا جواب دیتے ہیں یہ سے دودھ دوا اور یہ دو روپیہ لو۔ ختم ہو جائیں تو پھر مجھ سے لو۔ اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں بیسیوں ہیں۔ ایک غریب مہاجر ہے اس کے پاس کپڑا نہیں وہ اصحاب الصفہ میں سے ہے۔ اگر لنگر خانہ کی مد سے یا بہشتی مقبرہ سے یا بیت المال سے دیا جاوے تو بالکل جائز اور درست مگر نہیں وہ کہتا ہے احمد نور کے ہاں سے بنوا دو قیمت مجھ سے لو۔ ایک شخص جاتا ہے حضرت فلاں ضرورت درپیش ہے روپیہ کی حاجت ہے۔ اچھا میں انتظام کر دونگا۔ خدام میں سے ایک یا ایک سے زیادہ بیمار ہیں روزانہ انکی خبروں کا منگوانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور کس کس بات کا ذکر کیا جاوے پھر ان تمام باتوں پر وہ کسی کے سلام کا بھی آرزومند نہیں۔ اس کے اخلاق ہیں اخلاق اللہ کا نمونہ دیکھا ہے اسکے کسی حکم کی خلاف ورزی یا اسکی تعمیل میں سستی ہوئی ہے مگر جس کو کوئی حاجت اسکے متعلق پیش آئی ہے تو اس نے اشارۃً یا کنایۃً بھی اسکا ذکر نہیں کیا۔ اب بتاؤ کہ خلافت کی مسند اس قسم کے رنگ سے رنگین شخص کیلئے سزاوار ہو سکتی ہے یا ہر شخص کیلئے؟ اس پر وہ خاموش ہو نا پڑا۔ یہ تو ضمنی بات تھی ذوق سخن نے راہ میں لا ڈالا۔

اصل بات جسکو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا۔ اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آئے تھے۔ کیا انکی قیمت بھی دیدوں؟ فرمایا نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو۔ میں اس خصوص میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت نے انکی اس خدمت کو قبول فرمایا۔

اظہار شکر گذاری کی روح

حضرت کی عادت میں بچپن سے ہمیشہ اسبات کو مد نظر رکھا ہے کہ آپ میں اظہار شکر گذاری کی ایسی عادت ہے کہ بعض وقت حیران ہونا پڑتا ہے۔ یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے شکر میں تر زبان نہ رہتا ہو۔ کیونکہ یہ بالکل سچی بات ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکرگذار نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ انسان تو ایک ہستی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو بہرحال اسکے لئے فی الغیب ہیں۔ جو شخص اپنے ہم جنس کا شکرگذار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا کیونکر شکرگذار ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت کی عادت ہے کہ آپ کوئی معمولی سا کام آپ کے لئے کریں تو آپ جزاک اللہ کہیں گے اور دعا دینگے اور بعض اوقات بھی اظہار سپاس کریں گے

اس حالت میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی خصوصاً ڈاکٹر صاحبان آپ نے خصوصیت سے ان کے شکریہ کا اعلان کرنا مناسب سمجھا۔ ڈاکٹر صاحبان یا دوسرے خدام نے اگر آپ کی خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا اور یہ اُن کی سعادت تھی کہ انہیں آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ملا۔ اور اگر آپ انکے شکریہ کا ذرا بھی اظہار نہ کرتے تو ان کے لئے ذرا بھی محل افسوس نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اس مخلص روح نے گوارا نہیں کیا کہ اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف کرے۔ جو اعلان شکر گذاری شایع ہوا ہے وہ اس امر کی بیّن شہادت ہے کہ آپ جہاں اپنے مولیٰ کے لئے شکر گذاری کا جوش رکھتے ہیں اسکی مخلوق کی خدمت گذاری پر بھی اسکا اعتراف اپنی شان کے مناسب سمجھتے ہیں۔" اس طرز عمل سے آپ نے بتا دیا کہ کسی کی خدمات کو حقیر نہ سمجھا جاوے بلکہ اسکا جائز اعتراف کیا جائے۔ اس عمل کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ بعض ایسے موقعے دیکھے جاتے ہیں کہ وہ شخص جسکا شکریہ ادا کیا جاتا یا جسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے "اعتراف خدمات" کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ عبد السلام آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں۔ اس کو حضرت کیساتھ بڑی محبت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کی بیماری کا احساس رکھتا ہے۔ اور حضرت کی بعض خدمات اس چھوٹی سی عمر میں کرنے کے لئے جوش رکھتا ہے۔ بارہا اسے دیکھا گیا کہ وہ حضرت کے ہاتھ دبانے کے لئے بار بار کوشش کرتا ہے۔ حضرت کو پانی کی ضرورت ہے تو دوڑ کر خود لینے لگتا ہے۔ حضرت کو سینک دینے کے لئے گرم کردہ اینٹ کی ضرورت ہوئی تو وہ لیکر آتا ہے۔ غرض اس بچپن کی حالت میں (اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے اور اسکو قرۃ العین بنائے آمین) وہ عجیب عجیب جوش ہمدردی کی حرکات کرتا ہے۔ ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا۔ حضرت نے وفور جوش سے فرمایا "میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے"۔ حضرت کے ان اخلاق اور عادات سے جو بہترین سبق ملسکتے ہیں۔ ناظرین ان پر غور کریں اور میں بھی انشاء اللہ انہیں الفاظ سناتا جاؤنگا۔

وما باللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

وہ کیا؟ قرآن مجید کی ایک ضخیم اور غیر منقوط تفسیر۔ آپ کو بھی چونکہ قرآن مجید سے خاص محبت اور ذوق ہے۔ اور وہی آپکی غذا ہے اس لئے فیضی کے کلام کیطرف اس حالت میں توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے۔ محبوب کا مداح بہر حال محبوب ہو جاتا ہے۔ فیضی کے کلام میں بھی واقعات معراج کا سننا مقصود ہوتا ہے"

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی نلدمن پڑھی ہے جب انہوں نے کہا کہ ہاں تو کہا فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔ اس پر اکبر شاہ خانصاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اس پر فرمایا اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ جس پر انہوں نے یہ مقطع پڑھا ؎

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست کشودے
باید کہ بآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا۔ اور دوبارہ پڑھوایا۔ اور تعریف کی۔ اس شعر پر آپ کا اظہار پسندیدگی ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کی طبیعت پر غلبہ توحید کس درجہ کا ہے۔

ایک ضمنی لطیفہ

خانصاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھ کر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے:۔

زخم بالائے دیدہ است اورا — چشم زخمے رسیدہ است اورا
میچکد خوں زتیغ مژگانش — کس بایں رنگ دیدہ است اورا
گلشن جان بود کز صد گل تر — پیش نرگس رسیدہ است اورا
دل خوں گشتہ شہیدان است — خون کہ بیرون دویدہ است اورا
حال فیضی بہ بیں کنز ابروئیت — تیغ در دل خلیدہ است اورا

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی سمجھو یا اس کی روح کا نیازمندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آرائی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقایق کے تحت میں آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا۔ اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا۔ خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نکل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیازمندانہ تعلق ہی کو دیکھتا ہوں۔

بہرحال یہ عجیب بات ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔ اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کر دیا۔ آپ نے دیوان فیضی لیکر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کیطرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔ وہ سنائے۔

خانصاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اس کو نکال لیا پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔ میں نے ان تعلقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں تو خاموش رہے۔ اور پھر اس غزل کو خانصاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے۔ اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔ پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کی سوانح منگوائی اور ساری سنی۔

قرآن مجید کا سننا اور بخاری اور عمدۃ الاحکام کا سننا!

علی العموم حفاظ کو بلا کر آپ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور بہت دیر تک یہ مشغلہ صبح شام عموماً جاری رہتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد آپ کو بخاری سے بھی بڑی محبت ہے ہمیشہ اس کا درس بھی ضروری جاری رہتا ہے۔ اس علالت میں بھی بخاری کو سنا۔ اور عمدۃ الاحکام کو بھی سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کسقدر محبت ہے اور آپ کے کلام کا کیسا شوق ہے۔ عمدۃ الاحکام آپ کی پسندیدہ کتب میں سے ہے"

فقر و غنا کا تماشا

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی توکل علی اللہ میں ایسے مقام پر ہیں کہ میں تو اسے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ اور ان کے رزق کا معاملہ ایسا عجیب ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ کو رزق کریم غیب سے ملتا ہے اور بظاہر اس کا ذریعہ طب ہے۔ اس بیماری میں فقر و غنا کا تماشا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ فقر سے مراد وہ فقر ہے جو الفقر فخری کا مصداق ہے۔ حضرت کی عادت میں داخل ہے کہ آپ کو اموال سے کبھی محبت نہیں ہوئی۔ اور ہمیشہ بذل مال آپکا کام رہا ہے جس کو غربا اور ضعفاء کی اعانت اور اسلام کی اشاعت طلبہ علم کی مد میں خرچ کرتے رہتے ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر بھی آپ اتنا کبھی جمع نہیں رکھ سکے کہ کسی ضرورت کے وقت کام آوے؟ کیونکہ آپ نے اپنی ضرورتوں کا ما یحتاج روپیہ کو نہیں سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کو پھر

خدا داری چہ غم داری

پس اس حیثیت سے کہ آپ نے کبھی روپیہ جمع نہیں کیا میں آپ کے فقر کا اظہار کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کے سامان ایسے طور پر مہیا کرتا ہے کہ ضرورت سے پہلے سامان ہو لیتے۔ میں نے بیسیوں مرتبہ خود دیکھے اور تجربہ کئے ہیں۔ اس لئے آپ سے بڑھ کر غنی کون ہو سکتا ہے؟ اس فقر و غنا کا تماشا اس بیماری میں بھی عجیب نظر آیا۔ ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا۔ بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے

جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اسکو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کیا ہو گا۔ میں نے اسے کہا کہ میں اللہ ایسا نہیں کرتا۔ میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا" اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلاء کو اس قسم کا ابتلا تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ آپ کو کسی خوشامد کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادتمندی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کر سکیں" فرمایا

مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور یہ بھی فضل ہے

میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس [125] ذات خاص کیلئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔ میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی۔ کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔ حیدر آباد سندھ میں شیخ محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیرالدین صاحب تاجر چرم ہیں۔ وہ بیمار رہے ہیں انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔ اس پر اچھے ہو گئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈدادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں آپ پنڈدادنخان میں مدرس تھے۔ اس وقت کی چار روپیہ کی چونیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں۔ اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنائے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ ان کے قلب پر ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد اور جوش کا تھا۔ اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے۔ فرمایا اللہ اکبر مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دیکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے۔ اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ ناتواں ہے۔ میرا ایمان بڑا قوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے" حضرت کو جب اس طرح میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جاوے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر فقر تھا۔ تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آگیا۔ حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کیلئے تو خصوصاً بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس جوش میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہونگی اور کیا کیا کی ہونگی۔ میرا یقین ہے

بلکہ وہ ایک ہی ہاتھ پر متفق رہے - خواہ حضرت کچھ بھی لکھتے اور کچھ بھی فرماتے - مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس میں

خیر و برکت

ہی ہوتی - پھر میرے دماغ میں جو خدا تعالےٰ نے غور کرنے والا بنایا ہے ایک اور خیال گذرا کہ مامورین اور ان کے خلفاء و خواب عجیب عجیب طور پر اپنی جماعت اور قوم کا امتحان کرتے ہیں - اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں کاغذ اور قلم دوات طلب کیا - اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ "حق کی قدر نہ کرنے والوں نے اپنی عدم معرفت سے فاروق اعظم کے اس جواب پر اعتراض کئے ہیں" مگر جو شخص تعصب سے الگ ہو کر نکتہ رس دل لیکر اس سوال پر غور کریگا - وہ حضرت فاروق اعظم کی باریک بینی اور قرآن دانی کی تعریف کئے بدوں نہیں رہ سکتا - وہ دیکھے گا کہ فاروق اعظم قرآن کریم پر کیسا زندہ اور زبردست ایمان رکھتے تھے - فاروق اعظم کی یہ آواز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی آخری ساعات میں یقیناً نہایت شیریں اور خوش گوار معلوم ہوئی ہوگی - کیونکہ جو بات آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ قرآن مجید کا فہم اور اتباع میری قوم میں پیدا ہو اور ان کی ہر نزاعوں کا حکم قرآن مجید ہی ہو - وہ فاروق اعظم کے اس جواب سے ظاہر ہے - بہر حال یہ قوم کی عقل و دانش کا امتحان تھا - یا کیا اس کو حضرت اصحاب بہتر جانتے ہیں - اور اس کے ذریعہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے - یہ بھی انہیں کے سینہ میں ہے - مگر میں نے اس واقعہ کو صرف اس نظر سے لکھا ہے تاکہ

حضرت امام کی احتیاط کی نظیر دکھاؤں

اور لوگوں کو وصیت لکھنے کیطرف متوجہ کروں - اس مشورہ کا کیا نتیجہ ہوا - اور کیا جواب دیا گیا - ناظرین اسے معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے - مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے ہمارے احباب نے یہ فیصلہ کیا تھا - کہ اگر حضرت مکرر دریافت کریں تو یہ عرض کیا جائے - کہ آپ کی طبیعت رو بصحت ہے - آئندہ آپ جو مناسب سمجھیں" لیکن حضرت کی خدمت میں عرض کرنیکا موقعہ نہیں آیا - غرض یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک دور اندیشی اور تنظیم الامور کی ایک نمایاں مثال ہے ✦

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

اسی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا - سائیں عبد الرحمٰن جو حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے برادرزادہ ہیں - انہوں نے حضرت کے پاس ایک سو دس روپیہ رکھا ہوا تھا - حضرت کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو - تو وہ میرے پاس امانت رکھدے جو وقت چاہے اسے ملجائیگا - اس اطلاع کی ضرورت آپ کو اسلئے پیش آئی کہ اکثر مرتبہ ایسا ہوا کہ یہاں جب مجمع ہوئے تو بعض دوستوں کی نقدی بعض کے کپڑے - یا دوسرا سامان بے احتیاطی کیوجہ سے اور بعض شریروں کی شرارت کے باعث ضایع ہوگیا - اور حضرت کو ایسے لوگوں کو زاد راہ اور ضروری سامان دینا پڑا - اور بعض شرفا کو سخت تکلیف ہوئی - نہ وہ کسی سے کہہ سکیں - اور نہ کوئی انتظام کر سکیں ایسی تکلیفیں بارہا دیکھی گئیں - تو حضرت نے یہ تکلیف گوارا کی کہ لوگوں کی امانتیں رکھیں اور اس قسم کی چوریوں اور سرد بیریوں کا انسداد ہو - پس آپ ہمیشہ ایسی ہدایت کرتے رہتے ہیں - اب امانتوں کے متعلق ایک مشکل پیش آسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی باقاعدہ رجسٹر رکھیں - اور جب کوئی روپیہ یا کوئی چیز امانت رکھیں تو اس میں درج کریں اور جب اس کا کوئی جزو یا کل واپس کریں تو اس سے خارج کریں - اس کے لئے بڑا وقت چاہیئے - حضرت نے نہایت دور اندیشی سے اس مشکل کو ایسا حل کر دیا - کہ بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے آپ نے اپنا اصول یہ رکھا ہوا ہے - کہ جب کوئی شخص امانت دے تو اسے ایک رسید دیدیتے ہیں پھر جب جب وہ اس میں سے کچھ لے اسی رسید پر اسکا اندراج ہوتا رہے اور ایسا ہی اس امانت کیساتھ ایک رسید لکھکر رکھدیتے ہیں - اب حضرت کی علالت کے ایام میں اس مندرجہ بالا امانت کے متعلق مشکل پیش آگئی - حضرت کی طبیعت سخت ناساز اور ادہر سائیں عبد الرحمٰن نے اپنی امانت کا مطالبہ کیا - حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا - کہ سائیں عبد الرحمٰن اپنی امانت طلب کرتا ہے - اور ساتھ ہی کہتا ہے - کہ میری رسید گم ہوگئی ہے - حضرت نے فرمایا - " ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے - اور ہر شخص اپنی امانت جو وقت چاہے لے سکتا ہے - ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے - ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں - کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا " اس پر عرض کیا گیا - کہ حضور عبد الرحمٰن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں " فرمایا کچھ پرواہ نہیں - اس کی امانت کیساتھ رسید ہوگی اسے دیکھو اور ابھی دیدو " چنانچہ جب اسکی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی - اور اسکے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا - جو فوراً ادا کر دیا گیا - وللہ الحمد -

علالت میں آپکے مشاغل

انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ بیکار نہیں رہ سکتا - یہانتک کہ رات کی سنسان گھڑیوں میں جب نیند آکر اپنا عمل دخل کرتی ہے - اسوقت بظاہر انسان بے حس و حرکت پڑا ہوا نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محض بیکار ہے - مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس وقت بھی دماغ بیکار نہیں ہوتا - بلکہ اس کی دوسری قوتیں خواب کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں ✦

حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت سے سب واقف ہیں کہ سارا دن اور رات کا اکثر حصہ آپ تعلیم و تدریس میں گذارتے اور اکثر ... سے کلام کرنیکا اتفاق ہوتا - اور تحریر اور تقریر کے لئے قلم اور زبان کام کرتی رہتی - اب قدرت نے چارپائی پر ڈالدیا - اس حالت میں بھی آپ کے مشاغل دیکھنے کے قابل ہیں سب سے بڑا مشغلہ تو قرآن کریم کی آیات پر غور ہے -

قرآن کریم کی آیات پر تدبّر

آپ بظاہر لیٹے ہوئے ہیں - مگر بباطن قرآنی مضامین پر سوچتے ہیں - یہ معاملہ نہ ہوتا - اگر بے اختیار آپ اس راز کا انکشاف نہ کرتے - ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہوگیا - قریباً دو گھنٹے اسی حالت میں گذر گئے اور نماز پوری نہ ہوسکی تو فرمایا - کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی - صوفیوں والی حالت ہوگئی - اور ایسی نماز شروع ہوئی جسکا سلام نہیں - نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا - اور بڑے بڑے مضامین سمجھ میں آئے - اور آرہے ہیں "

احمق اور نادان معترض اسکا نام وساوس رکھ دیتا ہے - مگر قرآن کریم کے حقایق وساوس نہیں ہو سکتے - حضرت نے جب یہ واقعہ سنایا تو میں اپنے غور و فکر میں دور نکل گیا - حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں - کہ میری غذا قرآن ہے " - اور میں جب تک اسے روز کئی مرتبہ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا - اس واقعہ نے اس عقدہ کو بھی حل کر دیا کیونکہ کئی روز سے درس کا سلسلہ قدرت نے بند کر دیا تھا - تو معلوم ہوا کہ اب وہ سلسلہ اس رنگ میں جاری ہے -

بہر حال اپنی خاموشی کی گھڑیوں میں قرآن کریم پر تدبر فرماتے - اور خدا جانے کیسے کیسے موتی اس عزا میں سے نکالکر لاتے ہیں صحت ہونے پر خدا کے فضل سے ہم امید وار ہیں - کہ آپ ان معارف کو تقسیم کریں گے -

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکمدیا - کہ محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو - جو انہوں نے حملہ ہند کے ایام میں لکھے تھے - پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہیئے تھا - میں نے ایکدن پوچھا بھی - کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے ؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا -

فیضی مرحوم سے اظہار محبّت

دوسرا شخص جسکی تصنیف کیطرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے - آپنے پہلے فرمایا کہ مثنوی نل دمن میں واقعہ معراج نکالکر مجھے سناؤ - خواجہ صاحب سے بھی کہا اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اظہار محبت ہے - واقعہ معراج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور اعلا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا - اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی "

واقعہ معراج تو بہت لوگوں نے بیان کیا ہے - فیضی کی خصوصیت کیا تھی ؟ میں اس پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا - کہ اصل میں فیضی مرحوم نے

قرآن مجید کی عظیم الشان مدحت کی ہے

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کی علالت طبع ! (نصیب اعدا) کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر لکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میں تیار ہو کر ایسے موقعہ پر احباب کو یہاں آنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان فوائد اور فیوض کو حاصل کر سکیں کہ جو اس ابتلا کے وقت نازل ہو رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاء سرکاری معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کیوجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور اہل زبان اس کا لطف اٹھا سکتے ہیں (ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کرکے دکھایا۔ اور مجھے چارپائی پر ڈالدیا" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا "کہ وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دیگا"

میری غرض حضرت کی علالت کی خبر یا زخم کی صحت کی خبر معمولی طور پر درج کرنے سے پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ میں تو اس علالت سے جو مفید سبق اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی پاک سیرۃ کا جو نمونہ دیکھتا ہوں وہی احمدی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حضرت کی صحبت میں جب جانیکا موقعہ پاتا ہوں تو اسی نظر سے جاتا ہوں اور غور کرتا رہتا ہوں"

محبت کا ایک عجیب نظارہ

حضرت کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو۔ اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان جو پوری ارادت۔ وفاداری۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں مصروف تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کرکے دیتے۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گذرا کہ یہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اس وجہ سے حضرت شدت پیاس کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانیکی کوشش نہ کیجاوے ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خبر تک بھی نہ ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے میں غور سے اس نظارہ کو دیکھتا تھا کہ یہ تبادلہ خیالات محض محبت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ ہر ایک فریق اپنے آقا کی شفاء عاجل کا متمنی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے آرام ہو اور وہ اس کرب سے نجات پائے جو اس تپ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دونوں کی نیت نیک۔ مقاصد نیک اور غرض ایک ہے۔ مگر دونو دو مختلف راہوں سے اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں میں نے اس نظارہ کو دونوں تک دیکھا اور گھنٹوں اور پہروں ہی اس پر غور کیا تو میں اس نتیجہ پر آیا کہ

یہ معرفت اور عدم معرفت کا نتیجہ ہے

اور ایک دوسرے کے مقصد کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی جو جھگڑتے ہیں تو اس بصیرت کی کمی ہے جو علم الادویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اپنے اصول علاج کے موافق چل رہے ہیں۔ اور یونانی طب کو غالباً وہ درجہ نہیں دینا چاہتے جو ان کی جدید تحقیقات اور طبی تکشیفات کو حاصل ہے اور طب یونانی کے جاننے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے علاج میں ان ادویات سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ جو ان کے علم میں مفید اور نافع تھیں۔ نتیجہ ان کے مرہم جیسے تھی۔ دواؤں سے گذر کر یہ جھگڑا غذا تک پہونچا۔ اور ان جھگڑوں میں جو محض "تبادلہ خیالات" کا رنگ رکھتا تھا خوب دلچسپی تھی جاتی رہی۔ اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی پانی ہر شے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الہی کی مثال پانی سے دی ہے۔ اور وحی الہی کے متعلق بھی فرمایا فیہ شفاء و نور پس" پانی میرے لئے بہت مفید ہے" آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکالکر لائے۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارۃً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ "یہ پانی نہ تھا"۔ اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا۔ کہ ہم چاہتے ہیں تم ہمارے مزاج شناس بنو" اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا۔ اور الحمد للہ کہا۔ غذا اور دوا کے مذکورہ بالا جھگڑے کے ساتھ ہی۔ ایک اور سوال بھی پیدا ہو گیا۔ وہ حضرت کے پاس جانیوالوں کے متعلق تھا۔ طبی نظر سے ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے پاس کثرت نہو۔ اور لوگ بہت ہی کم جمع ہوں۔ کیونکہ ہر شخص تیمارداری کے اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں سمجھتا کہ حضرت سے باتیں کرنی مناسب ہیں یا نامناسب۔ پاس بیٹھنا ہے یا نہ۔ دوسری طرف مذہب عشق و محبت تھا۔ یہ گروہ کہتا تھا کہ ہم پر ظلم ہوتا ہے ہمارا باپ سے زیادہ شفیق روحانی باپ بیمار ہو۔ اور ہمیں اس کے پاس جانیکی ممانعت ہو یہ بہت ہی نامناسب ہے۔ جذبہ شوق اور طبی احتیاط میں جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ بھی اول الذکر نظارہ محبت کا دوسرا کرشمہ ہے۔ دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا۔ کیونکہ احتیاط اسی میں تھی۔ دوسری طرف جب اندر جانے سے روکنے کی شکایت بڑھنے لگی۔ تو بعض دیگر آدمیوں نے خود حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہونچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ "ہم نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیئے۔ جب جوش آتا ہے تو آ کر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہرحال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا" تاہم طبی احتیاط نے کلیۃً پہرہ کو اٹھا دینے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مرعی رکھی گئی۔ اور میں نے بعض آدمیوں کو روتے دیکھا۔ اور یہ کہتے سنا ہے۔ کہ گویا حضرت پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور حضرت کو وہ اپنی ہی ملک کئے سمجھتے ہیں۔ مگر میری نظر میں جہاں یہ گروہ اپنے جذبہ محبت سے معذور ہے۔ اور معذور داردوست تا۔ کا مصداق ہے۔ وہاں طبی احتیاط کرنے والے بھی اپنے نقطۂ نظر سے حق پر ہیں اور پھر تو عام طور پہلے سے زیادہ عام اجازت بھی کر دی گئی فرق صرف افراط و تفریط کا ہے۔ اور دونوں اپنی محبت سے معذور ہیں۔ اس وقت مجھے ان دونوں کے مقدمہ میں کوئی قول فیصل لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو ان تمام نظاروں کو پیش کرنا چاہتا ہوں

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باحزم اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے۔ ایک دن آپ نے اوائل ایام علالت میں فرمایا کہ میرے حواس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھدوں۔ تم آپس میں مشورہ کر لو۔ ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بلاکر کہا۔ کہ آپ اپنے بھائیوں کو بلاکر مشورہ کر لیں" بات بظاہر نہایت معمولی ہے مگر اس میں حزم و احتیاط کا اعلیٰ شان جلوہ گر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دور اندیشی اور نکتہ رسی کی نظر نے اس کرب کی گھڑیوں میں بھی اس تفرقہ۔ اور فتنہ کے خوف کو مد نظر رکھا جو خلافت کے سوال کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ وصیت غالباً اس قسم کے امور کے تصفیہ کے متعلق ہو سکتی تھی ورنہ حضرت اپنی جائداد کے متعلق تو اسی وقت وصیت کر چکے تھے۔ جبکہ آپ کے اور ہمارے مخدوم مطاع حضرت مسیح موعود مغفور نے الوصیت شایع کی تھی۔ اور آپ نے اسی وقت کہدیا تھا کہ میری اولاد کے واسطے صرف خدا کافی ہے۔ کیونکہ جائداد تو جو کچھ بھی تھی آپ نے اشاعت اسلام کے لئے دیدی تھی۔ بہرحال اس بیماری میں جو جو بات آپ کے دل پر کھٹکتی تھی وہ یہی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ جماعت پر ایسا فضل کرے۔ کہ

اس میں کبھی تفرقہ نہ ہو

کیا آپ بیمار ہیں؟

اگر آپکی طبیعت درست ہو اسکی کچھ بحث نہیں کہ کوئی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایکبار اجابت صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو بائلس یاصفرا کی گولیاں (ڈونز دنر پلس) کھالیجئے صبح کو آپکو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے انتڑیوں میں ہمیشہ بہت سا ایسا فاسد مادہ پیدا کر دیتی ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اگر یہ جما ہا بیگا تو کیسا قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ بادی۔ بدہضمی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل دوا سی چکرانا درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ سوزش کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے ڈونز کی ہضم کی گولیاں (ڈونز دنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے بخروں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۸/ ، ۱۲/ روالی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۱۲/ والی سے چگنی ہیں کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں۔

۱۲/ روالی شیشی ڈوان بلی اور باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

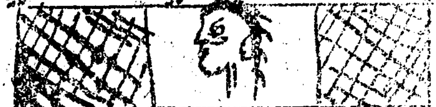

بچوں کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ بچوں سے تعلق خاطر ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ ہو بھوک تھک گئی ہو تو اسکو فوراً اسکاٹس املشن دینا چاہیئے اس کے معدہ میں چند قطرے ملا دیجیئے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش وخرم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجائیگا ۔ اسکے سوا نہیں ہو جاتا

اسکاٹ اینڈ ڈون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹس لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

سچی اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریرات۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

نوٹ ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔ ہدیہ فی پارہ کا صرف ایک روپیہ (عہ) سات پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپیہ (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجاوے

عوام سے ... ... صہ
خواص سے ... ... عہ
ہندوستان سے باہر ... ... ستے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ... ... ۱۲ روپے

چہ گویم یا تو گر آئی بجادر قادیان ہینی

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
بیشک اللہ کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

جلد ۱۴ نمبر ۴۱

الحکم

۷ دسمبر ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی۔

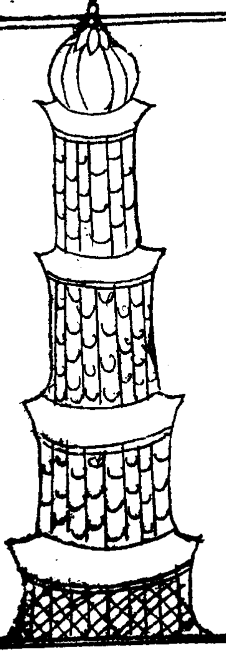

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔

دو اپنی شفا میں غرض دارالامان ہینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص ملک کے طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں - جن کی تعداد پانچ سو ۵۰۰ تک پہونچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں - اور کسی جگہ اس دوائی خانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھئے:- منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ:- ہیڈ لیسنر دہلی-)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

جبوب اقتدار المعروف بہ اب کمزور نہ ہوگے

یہ فوائد ایک دو گولیاں کھا لیجئے کہ پھر نہ ہوگی ماؤ ہی چکنا چور ہو گی یہ گولیاں مقوی، دافع سرعت محافظ بھی اور مفرح ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ہی نہیں قیمت ۶ گولی عہ ر۔ نمونہ ۲ ر

تیل لال کنگنی

قوت باہ و طاقت دماغی کمزوری نسیان کو ازحد مفید ہے۔ تمام قسم کے درد کو اس کا لگانا اور کھانا مفید ہے مجلوقوں کے واسطے طلا کا کام بھی دیتا ہے کھانے اور لگانے دونوں کام آتا ہے قیمت ½ اونس عہ ر نمونہ ۲ ر

طلا مایوسین

جو لوگ اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کر چکے ہیں وہ مہت باجی کرن اوشدھ کے ساتھ اس کا بھی استعمال کریں پھر سے رگ و پٹھے اصلی حالت پر آئیں گے قیمت فی شیشی ستے ر نمونہ ۶ ر

طلا مہت

یہ طلا مایوسین سے کم ہے جو لوگ اس کو لگاتے ہیں ان کے واسطے ہے ذرا دیر میں آرام کرتا ہے گو پھنسی وغیرہ نہیں ہوتی جیسا کہ طلا مایوسین سے ہوتا ہے قیمت عہ ر نمونہ ۲ ر

گولی پارہ

ابلتے ہوئے دودھ میں گولی ڈالی جاتی ہے اس دودھ کو پینے سے ہر قسم کی طاقت بڑھتی ہے گولی دودھ میں گھلتی نہیں منہ میں بھی رکھتے ہیں دودھ اس سے اندر جا کر بیٹھتا نہیں اور اپنا پورا فائدہ دیتا ہے قیمت گولی کلاں ایک روپیہ (عہ) گولی خورد (۸ ر)

مردوں کے متعلق ادویات

مفصل حالات کیواسطے رسالہ امراض مخصوص مردان منگوا دیں

مہت باجی کرن اوشدھ نمبر ۱

مقوی و ممسک بھی مفرح ہے منی کی تمام امراض مثل کثرت احتلام جریان سرعت ..... وغیرہ کو نافع ہے کھانسی نزلہ زکام دمہ کمزوری اعصاب ہمیشہ کی تکان سستی وغیرہ کو نیز نافع ہے جوانی کی غلط کاریوں یا چھوٹی عمر کی شادی وغیرہ سے جبکہ آدمی تمام طاقت کھو بیٹھتا ہے اس حالت میں جبکہ جوان بوڑھے اور بوڑھے زندہ درگور ہوتے ہیں اس وقت جبکہ آدمی شرمندہ ہونے کی وجہ سے سر نیچا کر دیتا ہے اسکی سچی مونس و غمگسار رہتی ہے بلکہ کمزور جوان سست کو چست اور ویران کو آباد بنانا اس کا ہی کام ہے۔ قیمت ڈبیہ ۶۴ گولی ﷲ ر نمونہ ۸ ر

مہت باجی کرن اوشدھ نمبر ۱۲

اس دوائی میں مندرجہ بالا اوصاف بھی کم و بیش ہیں مگر یہ خاص ان آدمیوں کیواسطے تیار کی گئی ہے جو سرعت کے شاکی ہیں ۹۹ فیصدی اس سے بیمار ہیں بڑے تجربہ کے بعد شائع کی گئی ہے۔ ۶۰ گولی ستے نمونہ ۸ گولی عہ ر

مہت باجی کرن نمبر ۱۲

بالا کے بھی وہی صفات ہیں جو نمبر ۱ کی ہیں اور ضعف اعصاب کے ساتھ پیشاب کا بار بار آنا بھی ہو تو یہ دوائی دی جاتی ہے پیشاب کی زیادتی کو بہت جلد بند کر کے قوت مردی کو بڑھاتا ہے۔ قیمت آدھا ڈبہ ﷲ نمونہ عہ

جبوب خوش تحسن

قبل ایک گولی کھانے سے حسب خواہش ٹھہرتا ہے بیرج گاڑھا ہوتا ہے قیمت ۳۰ گولی سے نمونہ ۴ ر

جریان کی دوائی

مرض جریان جو گھن کی طرح آدمی کو کھا جاتا ہے جس میں جوہر جسم پیشاب کے ساتھ خارج ہوتی ہے اس کیواسطے یہ دوائی لاجواب ہے اگر بیماری بہت دیر کی نہ ہو تو ۳ دن میں آرام آجاتا ہے ۶۰ گولی عہ نمونہ ۴ ر

کشتہ تر دھاتہ

قلمی سکہ جست ہے یہ کشتہ بیرج کو گاڑھا کر کے قابل اولاد بنانے اور قوت ممسک پیدا کرنے میں بے نظیر ہے خواہ کیسا ہی جریان ہو اس سے جاتا رہتا ہے۔ قوت بڑھتی ہے۔ مجتمل بھی کسی قسم کا نقصان نہیں کرتا ہے صحت کثرت مدقت۔ جریان کو اکسیر ہے قیمت فی تولہ چار روپے (للعہ)

مومیائی اصل

اس کی تعریف بیان کرنا خلاف ہے جسم کو طاقت دے کر پرانے درد دور ہیں صلاحیت پیدا کرنے میں اپنی نظیر کو دور کرنے کے لئے مشہور ہے قیمت فی تولہ عہ ر کشتہ شنگرف عہ فی ماشہ کشتہ قلمی سے تولہ کشتہ مرجان عہ ر تولہ۔ کشتہ چاندی سے کشتہ قلمی درجہ اول عنہ تولہ وغیرہ وغیرہ۔

دایہ لائق

یہ دوائی جننے کے وقت پینے سے عورت بچہ بآسانی جنتی ہے خواہ کیسی ہی حالت ہو اور بہت ہی بھاری ہوتا ہے کمزوری کم ہوتی ہے وضع حمل کے بعد ہونیوالی امراض سے محفوظ رکھتی ہے۔ قیمت سالم ستے۔ نمونہ ۸ ر

مانع استقاط حمل

حمل کے قرار پانے کے ۲، ۳ ماہ بعد تک یا جس مہینہ میں اسقاط ہوتا ہے اس مہینے تک اس دوائی کو کل کھلا دینا چاہئے۔ ان کا نام جوارش مقوی ہے قیمت ایک پاؤ عنہ ر

دوائی جریان الرحم

عورتوں کو جو سفید پانی جاتا ہے۔ اور انہیں زندہ درگور بنا دیتا ہے اسکو یہ دوائی بہت جلد دور کرتی ہے معمولی حالتوں میں اس کی ۶ خوراک کافی ہے۔ ۲۴ خوراک عہ نمونہ ۔ خوراک ۱۲ ر

نعمت عظمیٰ

اسکی ایک گولی حمل ٹھہرنے سے مہینے عورت کو کھلا دینے سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے جن کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں ان کے واسطے نعمت عظمیٰ ہے اگر لڑکی ہو تو قیمت واپس قیمت سے ر

عورتوں کے متعلق ادویات

محافظ عورت

حیض کا کم آنا۔ درد سے آنا بے قاعدہ آنا۔ زیادہ آنا۔ اور نیز حیض کی دیگر خرابیوں کو ایک ماہ کے اندر خدا کے فضل سے دور کر دیگا۔ قیمت دو روپے عہ نمونہ ۴ ر

مدر حیض

حیض کا کم ہونا یا بند ہونا اور ان سے جسقدر امراض پیدا ہوتی ہیں سب کیلئے اکسیر ہے عورتوں کیواسطے بڑی بھاری ٹانک دوائی ہے حیض کھلتا ہے صاف ہوتا ہے اور طاقت بہت جسم میں آتی ہے بے وقت تھوڑا آنا درد سے آنا سب دور ہوتا ہے قیمت فی شیشی ستے ہے جو حیض کے دنوں میں دیجاتی ہے

گربھ چنتا منی

حاملہ عورت کی تمام امراض بخار نفخ۔ کھانسی بدہضمی جی متلانا درد وغیرہ کو مفید ہے جہاں حاملہ بیمار ہو اسکو دیدو آرام ہو جاوے گا۔ قیمت ۲۴ گولی عہ ر نمونہ ۲ ر

پران سکھ

پستانوں کو ڈھلکنے سے بچاتا ہے اور ڈھلکے ہوؤں کو اصلی حالت پر لاتا ہے اور سخت و کم کرتا ہے بھدے پستان واقعی عورت کے واسطے وبال جان ہوتے ہیں قیمت سالم عہ ر نمونہ ۴ ر

عفت

چند یوم عورت کو کھلانے سے عورت کی خواہش نہایت کم ہو جاتی ہے۔ دو روپے کی کل دوائی کھلانی چاہئے قیمت دو روپے (ﷲ)

بانجھ پن

۵ ماہ کے اندر اندر کبھی پہلے کبھی دوسرے اور کبھی تیسرے مہینے حمل قرار پاتا ہے بشرطیکہ رحم یا بیرج میں کوئی خاص نقص نہ ہو حالات بھیجئے۔ قیمت عنہ

کشتہ پوست بیضہ مرغ

جریان الرحم اور جریان منی کو مفید ہے۔ رطوبت زنان کو خشک کرتا ہے۔ چند روز عورت کو کھلا دیں۔ مانند جوان کے بنا دیتا ہے۔ قیمت تین روپے (ستے ر)

اٹھرا کی دوائی

جن عورتوں کے ہاں اولاد ہو کر مر جاتی ہے وہ حالت حمل دوگی میں ان گولیوں کا استعمال کریں کل ۶۰ گولیوں کی قیمت (ﷲ)

ڈاکٹر دت شرما ویدا مالک کارخانہ امرت دھارا و ایڈیٹر اخبار دیش اپکار چوک متی لاہور

خط و کتابت کا پتہ امرت دھارا لاہور

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری انکم ٹیکس کی آمدنی ۳۸۸ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ [illegible] سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ وہ لوگ کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات بے حد طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر ٹیڑھے کو سیدھا یا اسفوریل کو چنکا کر خون صالح تجارت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا بہج و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی مارے تو بھی بال بیکا نہ ہو جاوے۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے والے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل ہے بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ وہ بیماریاں جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اکسیر ہے تمام مقوی ادویات پر ترجیح رکھتا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت و کار و بار منحصر ہے۔ بوڑھوں کو جوان۔ جوانوں کو پہلوان بنانا اسی روح حیات کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے بالعموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ اسے کیمیا کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن مانع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ ٹیڑھا پن۔ بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولی طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ اس مرہم نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن مانع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ)

یہ دو نو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کریں۔ —

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے

قیمت فی بڑی شیشی چودہ آنے محصولڈاک ۳ر دو شیشی ۶ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنے محصولڈاک ۳ر دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ محصولڈاک ایک سے ۴ تک ۵ر بارہ ڈبیہ [illegible]

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵/۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہار فروشی گرم بازاری مضمونوں کی طراری مریضوں کی آہ و زاری جگل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے؟ توری عناصر کے متعلق اندنوں مختلف قسم کی بیکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لئے معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ توالد و تناسل انشاء اللہ دور ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ مارتے کہ جو ہزار سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگوا لیجئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔

مرت فی بکس عہ طلائے طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھاویں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو تاثیر قیمت ۲ ماخذ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۲ سنون دنداں دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۲

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ ملب گڑھ ضلع دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا

مردوں کا اژدہام ہو گیا۔ آپ نے یہ پیغام عورتوں کو دیا کہ
ان سے کہدو کہ میں اچھا ہوں میں گھبراتا نہیں
اور نہ میرا دل ڈرتا ہے۔ وہ سب اپنے گھروں
کو چلی جائیں اپنا نام لکھوا دیں۔ میں اُن کے
لئے دعا کروں گا۔ میں مبالغہ کے رنگ میں نہیں
اور نہ محض اعتقادی نظر سے کہتا ہوں بلکہ اصل بات
ہی یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی
امتی کہنے کا۔ اپنی تکلیف اور درد کو بھول کر اس
گروہ اتقیا و خلفاء کو ہر حالت میں اپنی قوم ہی یاد رہتی
ہے۔ ایسے وقت میں بھی یہی فرمایا

کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا

زندہ باش! اے ہمارے آقا اور تیری دعائیں
ہمارے حق میں قبول ہوں۔ پھر دعاؤں کو آپ
ذریعہ حل مشکلات کیسا سمجھتے ہیں۔ اس کا نمونہ بھی
اس بیماری میں خصوصیت سے نظر آیا۔ آپ نے اپنے
خدام کو بار بار فرمایا

کہ میرے لئے دعا کرو!

اس میں دعا کرنے اور دعا کرانے کے راز کو کھولا
جب انسانی قلب پر رقت اور گداز کی حالت طاری ہو تو وہ دعا
اضطرار سے ہو جاتی ہے۔ اور اس میں قبولیت کے آثار
پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس آپ نے اس موقعہ سے جو
آپ کی بظاہر تکلیف کا موقعہ ہے۔ اپنی قوم کو دعا
کی تعلیم دینے کا فائدہ اٹھایا۔ میں نے ایک موقعہ پر
کسی ذریعہ سے عرض کیا کہ اگر پسند کریں تو حاذق الملک کو
دہلی سے بلوائیں اور مجھے یقین تھا اور مجھ اللہ ہے
کہ وہ حضرت کی علالت کی خبر پا کر فوراً آ جائیں۔ اور ان سے
مشورہ طبی کی اگر ضرورت ہو تو وہ خوشی سے دیں مگر
اس کا جواب جو آپ نے دیا وہ آب زر سے لکھنے میں
بھی پوری قدر نہیں پاتا۔
فرمایا خدا پر توکل کرو میرا بھروسہ نہ ڈاکٹروں پر
ہے نہ حکیموں پر۔ میں تو اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں
اور اسی پر تم بھروسہ کرو۔
ایسے موقعہ پر انسان حریص ہوتا ہے کہ جو بہترین طبی

طبی طور پر اسے مل سکے وہ حاصل کیا جائے مگر حضرت
خلیفۃ المسیح کی نظر بہت دور اور بلند جاتی ہے اور
وہ یہی سبق سب کو دیتے ہیں کہ

کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو!

ایک رات آپ کو کچھ وجہ سے تکلیف رہی۔ باسی
دن شام کو میر ڈاکٹر اسمعیل صاحب اسسٹنٹ
سرجن امرتسر سے تشریف لائے۔ آپ نے خیال ظاہر
کیا کہ یہ سردی میں لپٹے رہیں۔ صبح کو آپ نے فرمایا
کہ رات تکلیف رہی۔ اور اس کی وجہ ہمیں معلوم ہے
کچھ ہمیں طبی کے متعلق شرک کا شائبہ گذرا تھا کہ ڈاکٹر میر
اسمعیل اچھے سرجن ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اس پٹی
کو تو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ مگر مجھے محض اتنے ہی خیال
سے تکلیف رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدوں
سب ہیچ ہیں"
غرض اس قسم کے بہت سے امور ہیں۔ میں اب اس
مضمون کو لمبا نہیں کرتا۔ حضرت کی طبیعت رو
بصحت ہے۔ زخم کی حالت اچھی ہے اور خدا تعالیٰ
کے فضل سے ہمیں بڑی بڑی امیدیں ہیں"
اور بالآخر میں پھر اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں
کہ وہ اسی نشان پر بار بار غور کریں اور اللہ تعالیٰ
کے حضور دعاؤں سے کام لیں۔ کہ وہ ایسے نشانوں
سے اعراض کرنے والے نہوں اور اس آیت کو
ہمیشہ مد نظر رکھیں وکاین من اٰیۃ فی السمٰوٰت
والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون

کونٹ ٹالسٹائی کی وفات

کونٹ ٹالسٹائی کے نام سے الحکم کے ناظرین واقف
ہیں۔ اس روسی بزرگ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضامین
کو نہایت دلچسپی اور قدر کی نظر سے پڑھا تھا۔ اور وہ ہمیشہ
ارادت کا اظہار کرتا رہا۔ اس ہفتہ کی خبروں میں سے
اس بزرگ کی وفات ایک مہتم بالشان واقعہ ہے۔
کونٹ مذکور اصلاحات کا حامی تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق
سے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کرتا۔ اور ان کے مصائب میں
مدد دینے سے تامل نہ کرتا تھا۔ اس کے صفات کا ذکر
مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے جو روزانہ پیسہ اخبار
سے دیئے گئے ہیں۔

اصلاحات۔ ٹالسٹائی اصلاحات کا بڑا حامی
تھا۔ مثلاً پارلیمنٹ کا قائم کیا جانا۔ کسانوں کو اراضی
میں مالکانہ حقوق کا عطا کیا جانا۔ پریس کی آزادی
مجرموں اور قیدیوں کے ساتھ سختی کا نہ کیا جانا۔
جلاوطنیوں کا انسداد۔ مذہبی آزادی۔ فوجی قانون کی
عملدرآمد کا انسداد۔ تعلیمی رکاوٹوں کا دور کیا جانا۔

خلائق دوستی:۔ ٹالسٹائی خلق خدا کا دلی دوست
تھا۔ ان کی مصائب میں ہر طرح پر مدد دیتا تھا اور
عملی طور پر اس نے امداد دینے میں ضرورت کے
وقت دریغ یا گریز نہیں کیا۔

حمایت اخلاق۔ اخلاق کو درستی کے لئے اور
سوشل برائیوں کے دور کرنے لئے بھی اُس نے بہت
کچھ کیا۔

ناولسٹ:۔ فسانہ نویسی میں ٹالسٹائی کو بڑا ہی
ملکہ تھا۔ وہ اپنے خیالات۔ اپنے اصول۔ اور اپنے
مسائل کو نہایت سادہ الفاظ اور دلکش پیرایہ میں
ادا کرتا تھا۔ اور ان میں اخلاق و روحانیت کی
چاشنی کا اضافہ کرکے ان کو دل فریب بنا دیا تھا۔
چونکہ اس کے ناولوں کے مضامین بنی نوع انسان
کی ہمدردی اور مصائب کے رفع کرانے والے ہوتے
تھے۔ اس لئے زیادہ مقبول ہوتے تھے۔

جرأت:۔ ٹالسٹائی کا ضمیر اس قدر صاف قوت
ارادی۔ اس قدر زبردست اور صاف گوئی کی طاقت
بڑھی ہوئی تھی۔ کہ جس امر کو وہ اپنے خیال میں اچھا
یا دوسروں کے لئے مفید سمجھتا تھا۔ ان کو بلا خوف
ظاہر کر دیتا تھا۔

فرائض:۔ ٹالسٹائی فرائض کی انجام دہی کو مقدم
سمجھتا تھا۔ اسی لئے جب کبھی ضرورت پڑی۔ اُس نے
اپنا فرض خوب ادا کیا۔

سے ناظرین معلوم کریں گے۔

۱۸- نومبر ۱۹۱۰ء کو بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے پر سوار ہو کر نواب صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ نواب صاحب ۱۰- نومبر کو قادیان آئے تھے - اس لئے حضرت ازراہ محبت وشفقت جو آپ کو اپنے خدام سے ہے اُن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے - علاوہ بریں چونکہ حضرت مسیح موعود مغفور کی صاحبزادی نواب صاحب کے گھر میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بنت مسیح موعود کا جائز احترام مدنظر رکھتے ہیں - اور اس سے اس محبت کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو اہلبیت حضرت خلیفۃ اللہ المہدی سے ہے۔ واپسی پر گھوڑی نہایت بیخودی اور سرکشی سے آرہی تھی - ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی بیان کرتے ہیں کہ گھوڑی ایسی تیز اور بیخود تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایسی قوت اور اطمینان کے ساتھ اس پر بیٹھے تھے کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا - میں نے بڑے سے بڑے سوار دیکھے ہیں - مگر حضرت کی شان اس وقت نرالی تھی - آخر گھوڑی ایک تنگ کوچہ سے داخل ہو کر گذری اور حضرت زمین پر آرہے اور پیشانی پر سخت چوٹ آئی -

یہ پہلا موقعہ آپ کے ثبات واستقلال کے امتحان کا تھا حضرت نے گھوڑی سے گر کر کسی قسم کی گھبراہٹ واضطراب کا اظہار نہیں کیا - آپ کو اُٹھایا گیا - اور زخم پر پانی بہایا آپ پورے استقلال کے ساتھ اُٹھے - اور پیدل چلے آئے - بالآخر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر الٰہی بخش اور ڈاکٹر شیخ عبیداللہ صاحب نے زخموں کو درست کیا اور بدون کلوروفارم کے عمل کے زخم کو سی دیا گیا حضرت کی عمر باوجودیکہ ۸۰ سال کے قریب ہے اور علی العموم آپ پر اسہال کی بیماری حملہ کرتی رہتی ہے - لیکن دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ زخم کے سئے جانیکے وقت آپ کے چہرہ پر یا بدن کے کسی حصہ میں کوئی شکن تک نہیں پڑا - استقلال - اور ضبط نفس کا ایسا نمونہ تھا کہ وہ کامل ایمان کے بدوں ناممکن ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک تیر لگا تھا جو بحالت نماز میں نکالا گیا - اسی طرح پر دیکھا گیا ہے کہ حضرت پر ایک محویت کا عالم تھا - باوجود اس کے کہ آنکھ کو اس خدا کے فضل سے بچا اور ڈاکٹروں کو ضروری مشورہ بھی دے رہے تھے - مگر پھر بھی **خدا تعالیٰ** میں ایسے محو تھے کہ اس تکلیف کا اظہار کسی حرکت سے نہیں ہوا میرے لئے یہ

پہلا موقعہ ازدیاد ایمان کا تھا

اور میری سمجھ میں آگیا کہ جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے وہ کس طرح پر ثابت قدم اور خدا تعالیٰ میں ہر ایک خوشی کو محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے زخم کی تکلیف اور درد کی ٹیس اور بیماری کی بیقراری اور بے آرامی اُن کی **قلبی شجاعت اور ایمانی قوت میں نقصان** پیدا نہیں کرسکتی - بلکہ وہ ایسے وقت میں اور بھی **دلیر اور قوی دل** ہوتے ہیں - کیونکہ وہ جسمانیات سے پرے جاکر روحانی قوتوں کے ظہور کا مظہر ہو جاتے ہیں - اور یہ موقعہ ہوتا ہے کہ اُن کی **قلبی طاقتوں کا نشوونما** ہو -

مرہم پٹی کے بعد جس امر کا خیال آپ کو آیا وہ نماز عصر کا دور کرنا تھا - میں اس امر کو یہاں اجمالی طور پر کہہ جاتا ہوں کہ اس عشرہ میں نمازوں کا التزام اس **شدید بیماری** میں آپ نے ایسا رکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقعہ **نماز ہی آپکا معراج اور قرۃ العین ہے** اور اس کے ساتھ ہی طہارت کی پوری پابندی رہی ہے بیماری میں انسان پر بعض اوقات ربودگی اور رنجیدگی کے ساتھ کسل پیدا ہو سکتا ہے - مگر میں نے دیکھا ہے کہ حضرت نے جب پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کو محسوس کیا ہے - اس سے فارغ ہو کر آپ پوری احتیاط کے ساتھ **طہارت کو مد نظر رکھتا ہے**

یہ واقعات اس قسم کے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں - نہایت درد اور ٹیس کی حالت میں آپ کے منہ سے جو کلمات نکلتے ہیں وہ **سبحان اللہ اور استغفر اللہ** ہیں جس سے مجھ پر یہ بخوبی کھل گیا کہ یہ لوگ کس طرح پر درد اور تکلیف کی حالت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں اور اس درد اور کرب میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں - گویا وہ اس واقعہ پیش آمدہ کے متعلق یہ ظاہر کر رہے تھے - کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے نقصان اور تکلیف سے پاک اور بے عیب ہے اور نادان عیسائیوں یا دوسرے لوگوں نے جنہوں نے انسان کو خدا بنایا کیسی غلطی اور دھوکا کھایا - اور ایسا ہی استغفار چونکہ موجب ترقیات اور ذریعہ تلافی مافات ہے اس لئے آپ کی زبان سے ایسے پاک کلمات نکلتے ہیں پس میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے عمل سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس علالت کو بھی خدا تعالیٰ کیطرف سے موجب رحمت الٰہی اور فیضان مزید کا باعث سمجھتے ہیں - ایک طرف درد اور شدت تکلیف کا زور ہوتا ہے دوسری طرف اُن کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح اور اس کے احسانات کا اظہار دل وزبان سے جاری ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ درد اور تکلیف کا اٹھانا ان کے لئے آسان تر ہے - اس لئے وہ کراہنے اور گھبرانے کی بجائے حمد وتسبیح کرتے ہیں پس دوسرا امر جو **ازدیاد ایمان کا موجب** ہے وہ یہ ہے - کہ آپ حضرت کے پاس جائیں تو انہیں نہایت صبر اور سکون کی حالت میں دیکھیں گے - وہ ایسے طور پر لیٹے ہوئے نظر آتے ہیں کہ گویا نہایت شیریں نیند سو رہے ہیں - اسی روز جب آپکے واقعہ کی خبر احمدی جماعت میں پہنچی تو عورتوں اور

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے ذریعہ تازہ نشان

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانی است کبیر

اب سے دور حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے گھوڑے سے گر کر زخمی ہونے کی خبر ہر چند احمدی جماعت کیلئے روح فرسا خبر ہے مگر سنت اللہ یہی ہے کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء و رسل اور اُن کے خلفاء و نواب کی زندگی اور زندگی کے تمام واقعات وہ خوشی کے ہوں یا غم کے مخلوق الٰہی کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے نشان اور خوارق ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے وجود۔ آیۃ اللہ۔ اور حجۃ اللہ کہلاتے ہیں۔ میرا اپنا ایمان تو یہ ہے کہ اُن کا کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ بولنا۔ چپ رہنا۔ غرض ہر حرکت و سکون اور ہر ادا اپنے اندر ایک قیمتی سبق اور ایمان افزا نشان رکھتی ہے۔ اسی طرح ہاں ٹھیک اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح بھی چونکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور انبیاء و رسل کے موعود بروز حضرت خلیفۃ اللہ المہدی کے نائب ہیں اس لئے اُن کے وجود میں بھی ظلی طور طور پر انہیں آیات اور نشانات کا **آئینہ** ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بہت سی پیشگوئیاں اور نشانات کا آپ کے ہاتھ پر پورا ہونا **مقدر** تھا منجملہ اُن کے یہ کیا کم نشان ہے کہ آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے اور آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود مغفور کا یہ نشان بھی پورا ہوا کہ **میں تیری تبلیغ کو آفاق میں پہونچاؤں گا** اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کا میں یہاں ذکر کرنے کا موقعہ نہیں پاتا۔ بلکہ اس جگہ مجھے اس عظیم الشان نشان کا ذکر کرنا ہے جو

آپ کی موجودہ علالت سے پورا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کی خبر اس وقت تک تمام قوم میں شایع ہوچکی ہے اور میرا کام صرف اس تشویش افزا خبر کی اشاعت نہیں بلکہ میں تو

بلبلا مژدہ بہار بیار

پر عمل کرنے کا خواہشمند ہوں۔ اس لئے میں ان امور کی اشاعت کرنی چاہتا ہوں جو ہمارے احباب کے لئے **مژدہ** روح افزا۔ اور مخالفین کے لئے **حجت ملزمہ** ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے سے گرے اور گر کر زخمی ہوئے۔ یہ معمولی بات ہے دنیا میں بیسیوں نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان گھوڑوں سے گرتے اور گر کر زخمی ہوتے اور بیچ رہتے یا مر جاتے ہیں۔ پھر حضرت کے اس طرح پر گرنے پر کیا عجیب بات ہوئی ہے۔ یہی ایک سوال ہے جس کا جواب نہایت خوش کن اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھانے والا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ محض گرنا کوئی عجیب بات نہیں ہے بلکہ

یہ گرنا ایک نشان ہے

جس سے حضرت مسیح موعود مغفور کی صداقت قرآن کریم کی صداقت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ حضرت مسیح موعود مغفور کو اللہ تعالےٰ نے اپنی زندگی ہی میں یہ واقعہ دکھایا تھا کہ **حضرت مولوی صاحب گھوڑے پر سے گرے ہیں** + بظاہر اس رؤیا کے پورے ہونے کے اسباب اور سامان یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے کہ مولوی صاحب کو نہ گھوڑا رکھنے کا شوق و خواہش اور نہ سیر و تماشا آپ کے مذاق کے موافق۔ قادیان سے باہر جانا اس دن کے بعد کہ حضرت مسیح موعود نے آپ کو یہاں بلانے کا حکم دیا امید موہوم ہو گیا۔ اور جس وقت حضرت مسیح موعود کو یہ واقعہ دکھایا گیا۔ اس وقت سلسلہ کی آبادی قادیان سے بیرونی حدود تک وسیع بھی نہ ہوئی تھی کہ احتمال ہو سکتا کہ شاید آپ باہر جائیں غرض جو لوگ حالات اور واقعات سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہ پیش گوئی ایسی حالات میں کی گئی کہ کوئی قیافہ شناس اور دوربین آنکھ وہم بھی نہیں کر سکتی کہ یہ واقعہ پیش آوے۔ اس پیشگوئی پر مہینے اور سال گذر گئے یہاں تک کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی مرفوع ہو چکے۔ اور یہ پیشگوئی اسی طرح ناتمام باقی رہی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اکثروں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ لیکن ہمارے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو آگاہ کر دیا تھا

اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

ہم جانتے تھے کہ بہت سے نشانات اور پیشگوئیاں آپ کے بعد بھی پوری ہوں گی۔ چنانچہ اسی وعدہ کے موافق یہ **عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی**۔ اور ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو ۲ بجے کے قریب اپنے اصل الفاظ اور **اصل مفہوم** کے موافق اس نشان کا ظہور ہوا +

اس میں شک نہیں کہ ہمارے موجودہ **امام** (اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ ہو) کو اس صدمہ کے نیچے سے ایسا گذرنا پڑا ہے جیسے کوئی موت کے گھاٹ سے اُتر جائے مگر یہ صدمہ اور یہ تکلیف بیرونی دنیا کے لئے ایک نظارہ اور جسمانی معاملہ ہے۔ ہمیں انہیں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے اور اُن کی تکلیف پر دلمیں ٹیس پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ اُن کی یہ تکلیف خود ان کی ذات کے لئے جسمانیات سے پرے جا کر کسی تکلیف کا موجب نہیں اس لئے کہ جو وجود اپنے سید و مولا و مخدوم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر

ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

کی خوشگوار صدائیں لگاتے ہیں وہ ہر وقت جنت میں رہتے ہیں اور با آواز بلند کہتے ہیں

محبت تو دوائے ہزار بیماری است
بر رخ تو کہ رہائی در یں گرفتار است

دنیوی نقطہ نظر سے ان پاک وجودوں کے لئے آسائش

اور آرام کا خیال موہوم خیال ہے۔ وہ جو مخلوق الٰہی کی بہتری اور بھلائی کے لئے اپنے دل میں ایک سوز و گداز لیکر آتے ہیں انہیں آرام کہاں؟ ظاہری آنکھ سے ہم انہیں کیسے ہی اچھے لباس اور اچھے مکان اور اچھی خوراک کے سامانوں سے بہرہ یاب دیکھیں مگر وہ دنیا کی حالت زار پر ہر وقت باب العزت پر گریاں ہوتے ہیں۔ ان چیزوں میں انہیں کوئی راحت نہیں ملتی جبکہ وہ دنیا کو خدا سے دور دیکھ دیکھ کر جلا رہے ہیں۔ اور پھر چونکہ اُن کا تعلق خلق سے ایک گہرے رشتہ سے ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی کسی دکھ میں مبتلا اور کوئی کسی تکلیف میں گرفتار رہتا ہے دنیا کے دکھ اور تکالیف ان پر اثر انداز ہوتے ہیں اسلئے طبعی طور پر یہ قوم اس نقطۂ نظر سے آرام کی نیند نہیں سو سکتی۔ اور اس سے پرے جاکر روحانی نقطۂ نظر سے کوئی دکھ ان پر آ ہی نہیں سکتا۔ پس بظاہر حضرت مسیح موعود مغفور کے نائب پر جسمانی تکلیف ہمارے لئے نہایت ناگوار اور تلخ واقعہ ہے مگر اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات کا موجب اور نشانات کا ذریعہ ہونے والی ہے موجب اطمینان ہے۔ ایسے موقعہ پر جماعت کا کیا فرض ہے

یہ ایک امر ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ میں اپنے محدود علم اور ناقص معرفت کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ علالت کسی بیش قیمت نصرت و تائید الٰہی کا پیش خیمہ ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ

اس ربانی نصرت کا استقبال کریں

اور اس استقبال کی صورت یہ ہے کہ صدقات دیں اور دعاؤں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اسلام کی زندگی اور ملت ابراہیم کا احیا ہمیشہ چاہتا ہے

فدیہ اور قربانی کو چاہتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح جس نظر سے جس تکلیف کے نیچے سے گذر رہے ہیں میرے ایمان و اعتقاد کے موافق بڑی بھاری قربانی ہے۔ پس جیسے ابراہیم علیہ السلام نے آخر قربانی کی سنت پورا کیا۔ آخر ہم بھی اپنے امام کے لئے قربانیاں کریں۔ اور ان قربانیوں کیساتھ فصلّ لربّک پر بھی عمل کی توفیق خدا سے چاہئیں کیونکہ دعاؤں کی توفیق بھی دعاؤں ہی سے ملتی ہے

اگرچہ میرے معزز معاصر نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس علالت کی خبر پاکر احباب یہاں آنیکی تکلیف گوارا نہ کریں مگر میری رائے اس کے خلاف ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ توفیق اور موقعہ دے وہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ جہاں وہ حضرت کی عیادت کرکے آنکہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا وہاں وہ ان فیضانوں سے حصہ لیگا جو خصوصیت سے اس وقت اتر رہے ہیں۔ حضرت کو اس بیماری کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والوں کے لئے خاص طور پر ایمان کے بڑھانے کا موجب ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نمونہ رضا بالقضا۔ استقلال۔ اور توکل علی اللہ خصوصیت سے دیکھا گیا ہے۔

بیماری ایک ایسی شے ہے جو انسان پر سے تکلف۔ ریا۔ بناوٹ۔ اور ہر قسم کی نمائش کے پردہ کو اٹھا دیتی ہے۔ اور اس وقت وہ چونکہ سخت درد اور تکلیف اور ہر قسم کی بے آرامی اور اضطراب میں ہوتا ہے اس لئے اس کی فطرت سلیمہ اس کے منہ سے ان الفاظ کو نکالتی ہے جو اس کے اندر ہوتے ہیں۔ اور اس سے بلا تکلف ان حرکات اور افعال کا صدور ہوتا ہے جو اس کی طبیعت کا جزو اصلی ہوگئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اکابر نے لکھا ہے کہ

بیماری انسان کے ایمان کا معیار ہے

ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے مرتاض پرہیزگار اور عابد شب زندہ دار مشہور تھے مگر کسی بیماری نے آکر ان کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا۔ اور انہوں نے اس ساعت عسر میں ایسے ایسے شکوے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے کئے کہ گویا انہیں کوئی واسطہ ہی خدا سے نہ تھا۔ پس یہ ایک عجیب وقت ہوتا ہے جس میں ایک مخلص اور بے ریا مومن اور نمائشی انسان میں امتیاز ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے دوستوں میں سے اگر کسی کو موقعہ ملے تو اُسے ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔ میں حضرت کی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو اس قسم کی باتیں میرے لئے ہر روز موجب ازدیاد ایمان ہوتی ہیں۔

میں ان مشاہدات کو مختصراً بیان کرنا بھی اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے جیسے مذاق اور دل کے لوگ خدا چاہے تو ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔

اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء و رسل اور ان کے نواب اور خلفاء پر جو مصائب اور ابتلا آتے ہیں۔ ان سے جہاں اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود ہوتا ہے کہ خود ان پاک وجودوں کا اعجازی استقلال اور ثبات قدم۔ اور انقطاع الی اللہ اور توکل علی اللہ ثابت ہو۔ اور روز روشن کیطرح اُن کی ایمانی قوت کا ظہور ہو وہاں دوسری طرف اُن کے متبعین کو اس سے سبق دینا بھی مد نظر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے متبعین کے اخلاص کی پڑتال اور امتحان بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اس وجود کیساتھ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کس قسم کا ایمان اور اخلاص رکھتے ہیں یہ امور میں جو وابستہ ہیں مشاہدہ سے مثال اور تصور سے انکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

بہرحال حضرت کا گھوڑے سے گرنا ایک نشان ہے۔ اور یہ نشان اس رنگ میں بھی اعجاز ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے وقت بطور پیشگوئی فرمایا کہ اس کا وہم و گمان بھی نہ رکھتا تھا۔ اور اس رنگ میں بھی اعجاز ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کامل اخلاص۔ اور کامل زندہ ایمان۔ اور رجوع الی اللہ کا مظہر ہوا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کروں گا

کامل ہے کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر و ہز ایکسیلنسی نواب گورنر جنرل بہادر اس کو پڑھ کر بہت خوش و محظوظ ہوں گے +

اور میں نے کتاب معہ چٹھی آپ کی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس بغرض روانگی بخدمت وایسرائے صاحب روانہ کردی ہے - حضور وایسرائے صاحب بہادر نے بعد ملاحظہ کتاب بجواب چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر چٹھی رسید کتاب بدیں مضمون روانہ فرمائی کہ نہایت خوشی کے ساتھ میں نے حصہ اول اس کتاب کا ملاحظہ کیا جو آپ شایع کرانا چاہتے ہیں جسکی ایک نقل آپ نے میرے پاس براہ مہربانی بھیجی ہے جو محنت اور جانفشانی و توجہ آپ نے تصنیف کتاب میں کی ہے اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں - اور جو حالات خیر خواہانہ و نیک اس سے مترشح ہوتے ہیں اس کا مبارکباد دیتا ہوں - بلاشک فرائض ہدایات کو کامیابی کے ساتھ مبتدیان کو تعلیم دینے کے لئے یہ کتاب نہایت فائدہ مند ہوگی فی الحال میں کتاب کو مارل ڈیپارٹمنٹ میں غور کرنے لئے بھیج رہا ہوں -

اس کتاب کے باقی دو حصہ بھی بہت سرگرمی کے ساتھ طیار ہو رہے ہیں - امید ہے کہ بہت جلد چھپ جانے پر پبلک کو اس کے مطالعہ کرنے اور عوام کو اس سے فائدہ اوٹھانے کا موقعہ دستیاب ہوگا - مثل اس کے ایک کتاب موسومہ خیر کل مینا دے تصنیف کردہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر بہ میٹیکاء جناب وائسرائے کشور ہند بطور تحفہ بھیجی گئی تھی اس کو جناب وایسرائے بہادر نے وصول فرما کر بذریعہ چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کا شکریہ آدا فرمایا - اور تحریر فرمایا کہ اس کتاب کا تذکرہ میں یور ہائنس کی خدمات خیر خواہانہ ایام غدر بہت دلچسپ درج ہیں - اور خیر خواہانہ خیالات بجانب گورنمنٹ انگلشیہ و بحق شہنشاہ معظم ظاہر کئے ہیں - ان کے دیکھنے سے کمال خوشی ہوئی اس تحفہ کا اور آپ کے خیر خواہانہ خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہوں

حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس غدر کی خیر خواہی کی چٹھیاں موجود ہیں - جن میں سے مسٹر کاف صاحب بریگیڈیر جنرل بریگیڈ دوم کی چٹھی کا خلاصہ یہ ہے کہ مہاراجہ اجی گڈھ نے جو مدد دی ہے وہ قابل یادگار ہے اور یورپین صاحبان کو چاہیئے کہ ان پر اور ان کی ریاست پر مہربانی کی نظر رکھیں علاوہ اس کے ۳۴۱ چٹھیاں اور بھی اعلیٰ حکام برٹش گورنمنٹ کی مہربانی و قدردانی کی موجود ہیں اور دیگر صاحبان کی ہزاروں چٹھیاں موجود ہیں - علاوہ کتب مندرجہ بالا کے ہز ہائنس نے مختلف علوم و فنون پر مستقل کتابیں لکھی ہیں - اور آپ کی تربیت اور تعلیم کا اثر ہے کہ آپ کے راج کماروں نے بھی صیغہ تالیف و تصنیف میں کمال پیدا کیا ہے - اور ان میں سے ہر ایک صاحب تصنیف ہے - بلکہ ہز ہائنس مہارانی صاحبہ نے بھی مستورات کے لئے کئی کتابیں لکھی ہیں - اور اس طرح اجے گڈھ کا شاہی خاندان علمی مذاق رکھنے والا خاندان ہے - ان تصانیف کی فہرست ہم کبھی دوسرے وقت شایع کریں گے -

اب صرف اس امر کا ذکر کر کے اس مضمون کو ختم کردیا جاتا ہے کہ ہز ہائنس نے پلیگ کے علاج کے لئے ایک مفید دوائی طیار کی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھیجی گئی ہے یعنی مفت بطور خیرات دیگئی ہے مفید اور موثر ثابت ہوئی ہے - اس کے مفید ہونیکے ہزاروں سرٹیفکیٹ انگریزی اردو اور ہندی میں موجود ہیں - جن کو جداگانہ رسالجات کیصورت میں چھاپ دیا گیا ہے -

ایڈیٹر الحکم بالآخر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ مہاراجہ اجے گڈھ کی یہ علمی اور ملکی خدمات قابل قدر ہیں - اور ان کے ذاتی اعزاز میں گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف سے خاص طور پر عزت افزائی ہونی چاہیئے - تاکہ دوسرے والیان ریاست کو بھی علمی مذاق پیدا ہو - اور وہ اپنی رعایا اور دوسرے اہل ملک کے لئے مفید کام جاری کرسکیں +

ہمارا نیا وایسرائے

ہمارے نئے وایسرائے لارڈ ہارڈنگ معہ لیڈی ہارڈنگ مس ہارڈنگ اور اپنے سٹاف کے ۱۸ نومبر کی صبح کو بمبئی تشریف فرما ہوئے - ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین اور قوم کیطرف سے صدق دل سے صاحب ممدوح کو بذریعہ الحکم

ویلکم کہتا ہے

ٹھیک اسی تاریخ ایڈیٹر الحکم کی خوش آمدید کی مندرجہ ذیل تاربرقی صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچی - "ایڈیٹر الحکم صدق دل سے آپ کو آمد ہندوستان پر خیر مقدم کہتا ہے - اور دعا کرتا ہے کہ آپ کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو"

جدید وایسرائے نے ازراہ عطوفت بذریعہ تاربرقی اسی روز جواب دیا کہ میں آپ کے خیر مقدم اور نیک آرزوں کے تار کے لئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں -

یہ اس حکمران قوم کی خوبیوں اور نیک عادات میں داخل ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق سے رعایا کو گرویدہ کرتے ہیں - میں احمدی قوم کیطرف سے پھر صاحب ممدوح کو خیر مقدم کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو - اور وہ ہر طرح امن کا برکت کا عہد ہو - سلسلہ عالیہ احمدیہ پولیٹیکل تحریکوں سے الگ ہے اور وہ ملک میں صلحکاری اور امن کی تعلیم کی اشاعت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اہل ملک میں صلاحیت اور تقویٰ شعاری پیدا ہو - اور سلسلہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ دنیا حقیقی خدا کو شناخت کرے اور نیازمندی کیساتھ اس کے آستانہ الوہیت پر گریں - نوع انسان پر شفقت کریں اور اپنے بادشاہوں اور حکام کے سچے فرمانبردار اور مطیع فرمان ہوں - گورنمنٹ انگلشیہ مسلمانوں کے لئے خصوصاً موجب رحمت ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے اس نیک نہاد گورنمنٹ کے زیر سایہ رہنے پر فخر کیا ہے - اور ہمیشہ اس نے اور

سا کے خاندان نے عملی طور پر ثابت کیا ہے۔ کہ وہ **تاج برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور دوست ہیں۔** اسی تعلیم کا پابند ان کا سلسلہ ہے۔ اس لئے میں ہز اکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا کے فضل و کرم سے اپنا سچا وفادار اور فرمانبردار گروہ پائیں گے۔

مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد مذہب پر قایم ہے

ہم اگرچہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کے پیرو نہیں ہیں۔ اور ان مرحوم کے کئی خیالات ہم کو ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ مگر جس اصول پر انہوں نے اپنے مشن کی بنیاد قائم کی تھی۔ اس سے کسی باخبر اور ذی ہوش مسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ان کی تمام جدوجہد اور کشش و کوشش کا انتہائی مقصد یہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں خالص اسلامی سپرٹ ازسرنو پیدا کر دیا جائے تاکہ ان کی قومیت محفوظ رہے اور وہ دین اور دنیا میں سرخرو اور کامیاب ہوں۔ اور جن لوگوں نے دنیا کی مختلف قوموں کی جدوجہد کی تاریخ کو مطالعہ کیا ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ فاتح اقوام میں سے صرف مسلمانوں کی قوم ایسی ہے جس نے مذہب کی رسی کو مضبوط پکڑ کر دنیا کے وسیع براعظموں کے طول و عرض میں فتح و ظفر کے پرچم اڑائے اور علمی و تجارتی دنیا میں کوس لمن الملک بجایا۔ اور جب مذہب کے سہارا کو چھوڑ دیا تو وہ منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور اب اگر کوئی صورت پھر ان کے ابھرنے اور شاہراہ ترقی و تہذیب پر آنے کی ہے تو صرف یہی ہے کہ وہ سلف صالحین کی مانند خالص اسلامی سپرٹ اپنے میں پیدا کریں جب فخر قوم عالیجناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیرسٹرایٹ لا ولایت میں تعلیم لاء اور فلاسفی کی تکمیل کر رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ اسلام کے متعلق ایک لیکچر دیا۔ ولایت میں دستور ہے جب لیکچرار اپنا لیکچر ختم کر لیتا ہے۔ تو سامعین میں سے جو شخص چاہے کھڑا ہو کر لیکچرار سے لیکچر کے بعض حصوں کی تشریح کرا سکتا ہے ویسے بھی اگر کسی کو لیکچرار کے بیان میں شک ہو۔ تو اعتراض کرنیکا حق رکھتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب لیکچر ختم کر چکے۔ تو منجملہ اور بہت سے اعتراضات کے ان پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مسلمان سخت مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ آپ نے ٹھیک اور بجا فرمایا۔ مسلمان واقعی مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ اور اسی لئے اب تک زندہ ہیں۔ اور اگر وہ دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو مذہبی تعصب ان کے لئے ضروری و لازمی ہے کیونکہ ان کی قومیت کا سنگ بنیاد مذہب ہے۔ اور جس چیز پر جسکی ہستی کا انحصار ہو اگر اس چیز کی حرمت اور حفاظت کیجائے تو گناہ نہیں۔ بلکہ عین ثواب اور صواب ہے۔ اور دنیا میں جو قوم متمدن و مہذب ہے وہ اپنی قومیت کے اصل کو برقرار رکھنے کیلئے اس کے متعلق ضرور متعصب ہے۔ آپ انگریز اصحاب کی قومیت کی دارومدار آپ کے وطن پر ہے آپ میں سے خواہ کوئی کتنا ہی حلیم الطبع اور عالم و فاضل کیوں نہ ہو اس شخص کو کچا چبانے پر تیار ہو جاتا ہے جو آپ کے مادر وطن کی ہتک یا توہین کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد روحانی ہے۔ دیگر اقوام کی قومیت کی بنیاد مادی ہے۔ مسلمانوں کے لئے مذہب کی ایسی ہی ضرورت ہے۔ جیسی کہ یوروپین اقوام کے لئے حب وطن ازادی اور زبان کی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ عالیجناب فقیر سید افتخار الدین صاحب کے دولت خانہ پر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور ایڈیٹر ملت کو ایک ہی وقت پر فقیر صاحب کی ملاقات کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ عالیجناب فقیر صاحب نے جو کہ قومی حالات و معاملات سے از بس باخبر ہیں سرسید مرحوم و مغفور کے نہایت ہی قابل قدر مہتم بالشان اور نتیجہ خیز قومی و ملکی خدمات کا ذکر فرمایا۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے اس مرحوم بزرگ کے متعلق گفتگو میں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کے خدمات کو بھی سراہا اور اپنی تائید میں وہ زبردست ثبوت پیش کیا جسکا ہم اوپر حوالہ دے آئے ہیں اس وقت سے ہم برابر اس میں غور کرتے رہے ہیں۔ اور تاریخ عالم کو ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تائید پر بالکل آمادہ پایا ہے۔ ہمکو افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اصل الفاظ ہم کو یاد نہیں رہے ورنہ اصلی الفاظ سے معزز ناظرین کو زیادہ فائدہ اور لطف حاصل ہوتا۔ تاہم ہم نے اپنے الفاظ میں ان کے خیالات کا اظہار اس غرض سے کیا کہ لیڈران قوم جناب ڈاکٹر صاحب کے اس خیال پر غور کریں اور قوم میں مذہبی سپرٹ پیدا کرنے کا کوئی بہترین ذریعہ پیدا کریں۔ اور ہر مسلمان بجائے خود اپنے میں مذہبی غیرت و محبت کو پیدا کرنے کی تدبیر کرے

(ملت)

ریویو

ملت مسلمانوں کا نہایت قیمتی اور قابل قدر پرچہ ہے۔ جو اسی سال سے لاہور سے مولوی شجاع اللہ صاحب نے شایع کرنا شروع کیا ہے یہ سچی بات ہے کہ **ملت** کو نہایت قابلیت اور محنت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ **ملت** کی تحریریں قوم میں جائز نکتہ چینی اور آزادی رائے کا مذاق پیدا کرنے والی ہیں۔ اور **ملت** کا موضوع اسلام اور مسلمان ہے۔ ہم اس میں شک نہیں کہ **ملت** کا ایڈیٹر ہمارے ساتھ مذہبی اختلاف رکھتا ہے اور ملت کی بعض رائوں سے جو اسلامیہ کالج کی ضرورت کے متعلق ہیں۔ میں اختلاف رکھتا ہوں مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کی خوبیوں کا اعتراف نکیا جاوے **ملت** کی کامیابیوں کے لئے دعا ہے۔ **ملت** کی سالانہ قیمت صرف تین روپیہ ہے۔ اور میں زور سے سپارش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو ایسے قیمتی پرچہ کی قدر کرنی چاہیئے +

ایڈیٹر

شامل ہوئیں انہوں نے نواب و صوبہ داروں سے یہ بات مشہور کی کہ دنیا میں اب انگریز باقی نہیں رہے - یہ انگریز جو رہے ہیں سفید رنگ کی رنگی ہوئی روئی ہیں ان لوگوں سے دھمکی کی چٹھیاں خیر خواہ لوگوں کے پاس اس مضمون کی بھیجیں۔ کہ ہم تم کو اور تمہاری ریاست کو برباد و تباہ کردیں گے اگر تم انگریزوں کو امداد دو گے لیکن خیر خواہ لوگ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور جو سرکار انگریزی کے جانب خیر خواہانہ خیالات رکھتے ہیں انگریزوں کی رفاقت میں ثابت قدم رہے انہوں نے باغیوں کو خشک جواب اس مضمون کا بھیجا - کہ ہم لوگ جب تک قالب میں جان ہے انگریزوں کی خیر خواہی کرینگے - اور ہم لوگ سب صدمہ سہیں گے کہ تم اپنے افعال بد کا برا نتیجہ پاتے ہو -

اس جواب سے باغی لوگ شکستہ دل ہوگئے اور بہت عرصہ نہیں گذرا کہ انگریزی فوج اور دیگر رؤساء نے جو سرکار انگریزی کے خیر خواہ تھے جن میں میں بھی تھا - باغیوں کو مضافات جہادنی ناگود باندا کا پیہ جہانی اور گوالیار میں شکست فاش دیکر تہ تیغ کیا اور انجام یہ ہوا کہ باغی لوگ انواع اقسام کے امراض کے شکار ہوئے سب اشخاص جن کی تعداد پانچ سے پچیس تک تھی میں نے خود دیکھا کہ وہ لوگ جنگل کی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے قادر مطلق نے ان کے پیروں میں حجاب کی بیڑیاں ڈالدی تھیں وے لوگ چل پھر نہیں سکتے تھے - آخر کار سختیوں سے ہلاک ہوئے خوش نصیبی سے خیر خواہ لوگ معہ اپنے عیال و اطفال کے اب تک امن و آسائش کی زندگی بسر کر رہے - اور گورنمنٹ کے مرہون منت ہیں مجکو یقین کامل ہے کہ یہ لوگ بھی جو آج فساد کے کام کرتے ہیں زیادہ نہیں بہت جلد باغیوں کیطرح تباہ و برباد ہو جائیں گے - جہانتک میں غور کرتا ہوں میری رائے ہے کہ زمانہ حال کے خیالات فاسدانہ کا باعث رذیل لوگوں کا کمینہ پن اور مناسب تعلیم مذہبی کا نہ ہونا ہے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سفلہ پن انگریزی زبان سیکھنے کا نتیجہ ہے - جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں مجھکو یقین ہے کہ رذیل خاندانوں کی جبلی خصلت سے یہ فسادات وقوع میں آتے ہیں جن خاندانوں کے لوگ اس دائرہ میں جس میں خوف خدا و وفاداری و خیر خواہی بادشاہ وقت و فرمانبرداری والدین و استاد کی ہوا بھری ہو - ان خیالات کی ہوا شرفاء کے خاندانوں میں بھری ہوئی ہے اس میں تربیت پانیکا موقع ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوا - اگر یہ لوگ ان حلقوں میں تربیت پاتے تو اس سرکار انگریزی کے کہ جسنے اُن کو اور سب لوگوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے ناشکر گذار نہ ہوتے وہی لوگ ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جنکو شرفا کے خاندانوں سے جن کے اعلیٰ خیالات ہیں ربط ضبط رکھنے کا فائدہ نہیں پہونچ سکتا - اگرچہ یہ عام مسئلہ قایم شدہ نہیں کہ اخلاق و تہذیب کسی خاص فرقہ پر محدود ہو لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جیسے کچھ تہذیب معزز خاندانوں میں ہے اس کے مقابلہ میں چھوٹے خاندانوں کے لوگوں کی تہذیب ادنیٰ درجہ کی رہتی ہے تا وقتیکہ چھوٹے خاندانوں کے آدمی ان اصولوں میں تعلیم نہ پاویں - ان دنوں میں یہ دیکھ کر کہ دیگر عالم و فاضل لوگوں کی توجہ اس خرابی کے دور کرنے کیطرف رجوع ہے میں ایک کتاب تربیت الاطفال کیواسطے تصنیف کر رہا ہوں مجکو امید ہے کہ جب وہ اختتام کو پہونچے گی ایک جلد اس کی بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجونگا - اس کتاب میں بہت سی ہدایات مبتدیوں کے لئے ہیں اور اس میں ہندوستان کے تاریخی حالات لکھے گئے ہیں اور زمانہ سلف کا زمانہ حال سے مقابلہ کیا گیا ہے اور مختلف بادشاہوں کے عروج اور زوال کے وجوہات دکھلائے گئے ہیں اور وہ ہدایتیں لکھی گئی ہیں جس سے وہ برے رواج جو حال کے زمانہ میں پھیل رہے ہیں دور ہو جاویں - میں نے ایک کتاب فن کاشتکاری کی بھی تصنیف کی ہے اور لوگوں کی توجہ اس پیشہ کیطرف مبذول کی ہے کہ لوگ اپنے آبائی پیشہ کیطرف توجہ کریں کیونکہ انسان کے لئے غلہ پیدا کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور اس پر انسان کی زندگی کا مدار ہے خاتمہ پر میں پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا دیتا ہوں کہ پروردگار آپ کو ہمیشہ تندرست و صحیح سلامت رکھے اور ہمیشہ خطرناک حادثوں سے محفوظ رکھے آمین۔

یہ چٹھی ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء کو بتوسط پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر بھیجی گئی - اس کے جواب میں مئی ۱۹۱۰ء جناب گورنر جنرل بہادر سے اس مضمون کی چٹھی حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس آئی - بعد اظہار شکریہ منجانب حضور ممدوح و لیڈی صاحبہ یہ تحریر تھا - کہ کتاب تعلیم اطفال جو آپ لکھ رہے ہیں اس کو میں بڑی خوشی سے قبول کروں گا - اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت درجہ مفید اور کارآمد ہوگی جبکہ جناب وایسرائے کشور ہند کی ہندوستان سے تشریف لیجانے کی خبر افواہاً مشہور ہوئی تب حالانکہ یہ کتاب جو حضور معلی کچھ عرصہ سے تصنیف کر رہے تھے خاتمہ کو نہ پہونچی تھی - صرف پہلا حصہ اس کا پورا ہوا تھا سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے پہلا حصہ ہی حضور جناب وایسرائے صاحب بہادر کے حضور ملاحظہ کے لئے معرفت صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نیاگاؤں بھیجا اور صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کو سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ بھی اس کتاب کو پڑھ لیویں - صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے پہلے حصہ کو ملاحظہ کر کے اس مضمون کی چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور ارسال کی - کہ میرے پاس آپ کی چٹھی مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۰ء معہ چٹھی موصولہ جناب وایسرائے صاحب بہادر معہ کتاب تربیت اطفال پہونچی حسب تحریر آپ کے میں نے کتاب کو دیکھا - میری رائے ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے لئے یہ کتاب بڑی ہی مفید ہوگی اور اگر لوگ اس کو توجہ سے اس کو پڑھیں گے اور اس کی نصیحتوں پر عمل کریں گے تو ضرور ہے کہ نتیجہ قابل تعریف ہو اور مجکو یقین

مہاراجہ اجی گڈھ بحیثیت مصنف

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں الہ آباد یونیورسٹی کو اخلاقی کورس کے لئے ایڈیٹر الحکم نے ہز ہائینس مہاراجہ اجی گڈھ صاحب بالقابہ کی ایک خاص تصنیف کی طرف توجہ دلائی تھی جس کو ایڈیٹر الحکم نے اپنے دوران قیام اجی گڈھ میں ہز ہائنس کی خاص مہربانی سے ملاحظہ کیا تھا۔ اسی کتاب کے متعلق ہز ہائنیس اور وائسرائے ہند کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ الہ آباد کے مشہور معروف روزانہ اخبار پائونیر میں شایع ہو چکی ہے اس خط و کتابت کو ذیل میں درج کرتا ہوں جو بغرض اندراج جناب ٹھاکر سبالکھ سنگھ صاحب دیوان ریاست مذکور نے ارسال فرمائی ہے اس سے پہلے متعدد مرتبہ میں نے اس امر کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ہز ہائنیس سر سوائی رگھبیر سنگھ صاحب بالقابہ والئی ریاست اجی گڈھ ایک اعلیٰ درجہ کا علمی اور عملی مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں اور وہ نرے مصنف ہی نہیں۔ بلکہ موجد بھی ہیں۔ اس خط و کتابت کے آخر میں مہاراجہ موصوف کی تصانیف کی ایک فہرست دی گئی ہے جن میں سے اکثر ایسی مسودات کی شکل میں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ ایڈیٹر الحکم کو یہ فخر حاصل ہوگا کہ وہ ان تمام تصانیف کو مستقل طور پر اپنے اہتمام سے شایع کرے۔

بہرحال دوسرے والیان ریاست کے لئے مہاراجہ اجی گڈھ کی نظیر قابل تقلید ہے کہ وہ انتظام ریاست کے ساتھ اپنے علمی مذاق اور عملی تجربوں کو دوسروں کے فائدہ کے لئے قلمبند کرنے میں بہت وقت دیتے ہیں اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جوان ہمت مہاراجہ صاحب سن میں نوادر ہی خوشی ہوتی ہے میں کسی لمبی تمہید کے بدوں اس مضمون کو درج کرتا ہوں اور یہ سپارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کتابوں کا جو اخلاقی نصاب قرار دیئے جانے کے علاوہ ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیرخواہی کا جذبہ پیدا کرنے والی ہوں۔ عام طور پر رواج ہونا چاہیئے

(ایڈیٹر)

کئی سال سے ہندوستان میں بعض اشخاص بوجہ کم فہمی سرکار انگلشیہ کے خلاف جابجا شور مچا رہے ہیں اور انسانیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس ترایجی ٹیشن کو دیکھ کر اور ایسے لغو خیالات کی وبا کو عام طور پر پھیلتے دیکھ کر عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر اجی گڈھ کو افسوس ہوتا رہا۔ اور آپ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ ایسے موقع پر ایسی کتاب تصنیف کر کے شایع ہو لوگوں کو برکات دولت انگلشیہ سے آگاہ کرے اور ان کو فرائض رعایا سے واقف کرے جب تک یہ علم نہ ہو لوگ گورنمنٹ کی حقیقی قدر نہیں کر سکتے۔ ہز ہائینس اس خیال میں تھے کہ سنہ ۱۹۰۹ء میں ہز اکسلنسی وائسرائے ہند پر بمقام احمد آباد بمب چلنے کی ناگوار خبر پہنچی۔ جسے سنکر ہز ہائنس کو سخت ملال ہوا اور ایسے کور نمک لوگوں کے متعلق سخت نفرت اور رنج کا اظہار آپ نے فرمایا اور عام طور پر

برکات دولت برطانیہ

کا اظہار کیا اور اپنے ارکان حکومت اور رعایا کے دلوں میں گورنمنٹ انگریزی کی وفاداری اور سچی اطاعت و ہمدردی کے جذبہ کو پورے طور پر پیدا کرنے کی ہدایات دیں اور اس ناگوار واقعہ پر مندرجہ ذیل خط جناب وائسرائے کے حضور لکھا

یور ایکسلنسی!

میں نے اخبار پائونیر مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء حال میں یہ خبر پڑھی ہے کہ جبکہ ور ایکسیلنسز لارڈ اور لیڈی منٹو احمد آباد ریلوے سٹیشن سے سواری گاڑی میں ترانی سہارے کے مزار کو تشریف لئے جاتے تھے اس وقت مجمع میں سے جو سڑک کے کنارے جمع تھا کسی نے بم کا گولا انکی گاڑی کے جانب پھینکا اور اقدام حملہ مجرمانہ کے ارتکاب کیا۔ میں سے سخت درجہ حیرت دامنگیر ہوئی۔ میں اس خطرہ سے محفوظ رہنے پر تہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس واردات کے ملعون مرتکب پر نفریں کرتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں کہ اول سب لوگوں کے دلوں کو جو برٹش گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں اور جنہوں نے سالہا سال گذشتہ میں اپنی ذات خاص کی خیرخواہی کے فخر کو حاصل کیا ہے اس واردات کے حالات کا سننا نہایت ہی افسوسناک ہے اور یہ امر نہایت ہی دردناک ہے۔ اس گناہ کا مرتکب ایک باشندہ اس ملک کا ہے۔ جسکے افعال پر دنیا کو اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ یہ ایسی کمینہ اور رذیل طبیعت کا شخص ہے جو بجائے خیرخواہی بجائے اپنے شاہ معظم کی خدمات کرنا اس کو از روئے اصول مذہبی فرض آہم ہے اپنی ہمجنس شخصوں پر بھی رحم نہیں کرتا۔ یہ ملک عموماً ایماندار لوگوں سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے۔ اس ملک میں ایسی حرکات کا سرزد ہونا صرف کمینہ و بدبخت اشخاص کے جانب سے ہے جنہوں نے اپنے موروثی آبائی پیشوں کو چھوڑ دیا ہے اور علم حاصل کرنے میں پیروی کی ہے اور اپنی لیاقت کے گھمنڈ کیں بھول گئے ہیں لیکن بدنصیبی سے روشن اخلاقی تعلیم سے محروم رہے ہیں جنکا رواج شرفا کے خاندانوں میں ہے یہی وجہ ہے کہ اون کے دلوں میں اصول خوف خدا و وفاداری مالک کے خیالات جاگزین نہیں ہوتے ہیں۔

زمانہ گذشتہ کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ پہلی حکومتوں کے عہد میں کیسے کیسے ظلم و ستم باشندگان ہند نے برداشت کئے ہیں اس لئے اس زمانہ حال کے سخی مزاج بادشاہ کی رعایا کے درمیان ایسے شخص کا موجود ہونا خیرخواہ و ہوا خواہ لوگوں کے دلوں کو ایسا افسوسناک ہے۔ جسکی شرح کرنا بیرون از حد امکان ہے۔ ہزار ہزار شکر پروردگار کا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جن کے ایسے فاسد خیالات ہیں بہت محدود ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس بددلی کے رفع کرنے و بدخواہی کے نیست و نابود کرنے کی تدبیر مناسب عمل میں لاوے گی۔ تاکہ آئندہ ملک میں امن رہے یہ ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے سخی مزاج مالک سے انحراف کرتا ہے وہ بہت جلد ایسے افعال کے نتیجہ میں قہر خدا سے تباہ ہو جاتا ہے جو میں نے غدر ۱۸۵۷ء میں بچشم خود دیکھا ہے۔ اس کو اس مقام پر تمثیلاً بیان کرتا ہوں جبکہ باغیوں کی فوج جس رجمنٹ سے ہمارے چھاونی دانا پور زیر کمان کپتان علی مدد ہے صوبہ داران اور نواب کے ساتھ

کئے دعائیں کرتا انہیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اسوقت آئے کہ لوجی! اسلام وعلیکم۔ یکہ تیار ہے تم یاد رکھو میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں نے ایسے مجمعوں کو جن میں روحانی تذکرہ نہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ روپیہ تو وہ بذریعہ منی آرڈر کے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ مہمانداری پر ہوا وہ بھی محفوظ رہتا۔ یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس دنیا کیطرف توجہ کی اور کہا کہ جلسہ باہر نہو شہر میں ہو۔ ہماری چیزیں بک جاویں میں ایسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دنیا کیلئے ہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں جو سن رہا ہے وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات پہنچا دے میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہو گیا کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمہاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری وعمائد آئے تھے وہ مجھ سے علیحدہ ملتے۔ میں انکو بڑی باتیں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا لیکن افسوس ہماری صدر انجمن نے بھی انکو یہ بات نہ بتائی۔ اس لئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے کیا آیا کتنے روپیہ جمع ہوئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں۔

ہم کو تو صرف خدا چاہئے۔

مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا جمع ہوا۔ کیا آیا مجھکو اس کی مطلق پروا نہیں پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرو ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں۔ اگر یہ نہ ہو تو ہائی اسکول کیا حقیقت رکھتا ہے اور اس کی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں ہیں تو ہمارا ہونی چاہیئے۔ اپنے احباب کو خط لکھو اور ان کو تنبیہ کرو۔ میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے ہیں لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا۔ میں چاہتا تھا کہ لوگ میری زندگی ہی میں متقی اور پرہیزگار بنیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

حضرت مسیح موعود کی تائید

اس جگہ میں بعض اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلّی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق مؤید من اللہ کا زمانہ پاتے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہوتا تو ہم اس کی نصرت کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے مگر اے لوگو تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کیلئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تم نے اُسے شناخت نہیں کیا۔ وہ تمہارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے پر تمہاری آنکھوں پر بھاری پردے ہیں۔ اگر تمہارے دل سچائی سے طلبگار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا آزمانا بہت سہل ہے اُس کی خدمت میں آؤ اُس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اُن برکات کی بارشیں جو اُس پر ہو رہی ہیں وہ حقانی وحی کے انوار جو اُس پر اُتر رہے ہیں اُن میں سے تم بچشم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈھتا ہے وہی پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے اگر تم آنکھیں بند کر کے اندھیری کوٹھڑی میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمہاری عبث شکایت ہے اے نادان اپنی کوٹھڑی کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تا تجھے آفتاب نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی غرض کیا ہے اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انھیں جاننا چاہئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کیطرف لیجاتا ہے سو اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انھیں تدبیروں میں نہ سمجھو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کیجاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں۔ مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا علمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کر لیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ مد بھی ہو سکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی اُمیدوں کا تمام مدار وانحصار اُن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت

اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور پھر پڑھیں اور اس کے بعد اپنے اس سفر کے لئے ایک مقصد میکر قادیان کی تیاری کریں میں اس تبلیغ کے لئے اپنے فرض کو ادا کرتا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ سال بھر مجھے موقع ملیگا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے انجمن کی اصل غرض پہلے ہی جلسہ کی تقریب پر شائع کر دی تھی جو آسمانی فیصلہ کے ساتھ چھپکر شائع ہو چکی ہے۔ اور سنین ماضیہ میں ایڈیٹر الحکم اپنے اس سالانہ آرٹیکل میں اسکو پورے طور پر درج کرتا رہا ہے اس مرتبہ اس آرٹیکل کی تحریر کا محرک حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا ایک خطبہ ہے جو آپ نے ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو پڑھا وہ خطبہ اس وقت شائع ہو گیا اور کیا تعجب کہ بعض کو یاد ہو مگر اس خطبہ پر غور کرنے کا دراصل یہی وقت ہے اس لئے میں اسے یہاں درج کرتا ہوں اور پھر **تمام انجمنوں کے عہدہ داروں** کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اس خطبہ کو غور سے پڑھیں اور **تلافی مافات** کے لئے طیار ہو کر آئیں صدر انجمن اپنے فرض کو شناخت کریگی اور پروگرام ایسے طور پر طیار کیا جائیگا کہ جس میں لوگوں بہت بڑا حصہ حضرت کی صحبت میں رہنے کے لئے مل سکے رپورٹ وغیرہ کے لئے بھی رات کو وقت نکالا جاوے۔ غرض جس طریق پر حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں اس سالانہ جلسہ کی صورت تھی وہی رنگ اس میں پیدا ہو جانا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی یہی چاہتے ہیں جیسا کہ اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے جو کہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کوئی رائے یا ریمارک کرنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ **لاھجرۃ بعد الفتح** حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد پہنچانا مجھے تو مقصود ہے اور جو قوت اور تاثیر ان الفاظ میں ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہاں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اسی چشمہ سے سیراب ہو کر بول رہے ہیں جس سے ہمارے اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے آقا اور محبوب موعود نے پیا تھا۔ اس لئے میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ کے بعد آپ کے کلام کی تائید حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ میں کر دوں تاکہ اس کی قوت اور تاثیر میں اور بھی ترقی ہو جائے اور مومنین کے ایمان بڑھیں پھر میں کہتا ہوں کہ اس کو پڑھو پھر پڑھو پھر پڑھو اور ٹھیک اسی کے منشا کے ماتحت اپنے اس سفر کے لئے قدم اٹھاؤ۔ خدا تعالےٰ تمھارے ساتھ ہو اور وہ توفیق دے کہ تم اس مقصد کو سمجھ سکو۔ ہاں وہ مجھ پر بھی رحم کرے کہ میں اس کے خلیفہ کے قریب رہکر بھی دور نہ ہو جاؤں آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ سالانہ جلسہ کے اغراض پر

حضرت امیر المومنین نے ۱۸ اپریل کو باوجود ضعف و نقاہت و علالت کے تشریف آور ہو کر مسجد اقصیٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدًا عبدہ و رسولہ اما بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیت کریمہ کا وعظ سنا تھا۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا۔ متقیوں کے ساتھ اللّٰہ ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ کسیکا باپ ہے کسی کیساتھ باپ اور ماں۔ کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست۔ کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے۔ غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہو سکتا۔ میں نے دیکھا ہے بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو فوج ہو۔ مال و اسباب ہو جب جا کر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے۔ بطال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے۔

غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں۔ مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر بھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سوتے جاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آجاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا۔ اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

میں اس وقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا سر پر کوئی کلہاڑی چلاتا ہو میں نے اس مرض میں اپنی اور تمھاری حالت کا مطالعہ کیا ہے۔ بعض اوقات مجھ کو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے بعض اوقات العین حق کا بھی خیال آیا ہے۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں ان میں سے ایک بات تمھیں سناتا ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں صرف عربی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ کہکر بیٹھ جاؤں مگر قدرت ہے جو مجھکو بلاتی ہے اسواسطے یونہی سمجھ لو کہ یہ میرا آخری کلمہ ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہو تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ گردوکل انجمن حمایت الاسلام۔ علی گڑھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں۔ یہاں بھی۔ ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا۔ اتنا خرچ ہوا۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ میرے اندازہ میں جو آدمی یہاں آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ پھر جو لوگ عمائد تھے وہ اگر مجھے علیحدہ ملتے تو میں ان کے

اور سچے عشق اور سچی اطاعت کیطرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنے کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پائیگے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایکدم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لیے جوش رکھتے ہو اُس کا عشرِ عشیر بھی آسمانی سلسلہ کیطرف تمھارا خیال نہیں۔ تمھاری زندگی اکثر ایسے کاموں کیلئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نکرو۔ جب تک وہ اصل مطلب تمھیں حاصل نہو جائے اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے حقیقی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس جب تک یہ امر جو تمھاری خلقت کی علت غائی ہے یقین طور پر تم میں ظاہر نہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہردم دُنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمھارے دل کے سامنے ہے جسکو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمھارے تمام اوقات عزیزہ دُنیا کی جق جق اور بک بک ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمھیں دوسری طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمھیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے کہاں ہے۔ تم میں انصاف کہاں ہے۔ تم میں امانت کہاں ہے۔ تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمھیں قرآن بلاتا ہے تمھیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمھارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں ہے اور اُس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم کہوگے کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمھیں شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمھیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنے دنیاوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمھاری لیاقت تمھاری نکتہ رسی تمھاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعے سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے تمھاری روحیں پیدا کیگئی ہیں۔ تم دُنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے مگر وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایکمرتبہ بھی تمھیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑی امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں اُنکی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمھیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمھاری زندگی اور تمھاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کردیگا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دُنیا طلبی ہی میں برباد کر رہے ہو اور دُنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کیساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہانتک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمھاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اِس کا جواب دیچکا ہوں کہ اُس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اُس کی روشنی سے شناخت کروگے میں نے ایکدفعہ یہ پیغام تمھیں پہنچا دیا ہے اب تمھاری اختیار میں ہے کہ اسکو قبول کرو یا نکرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوحِ حافظہ سے بھلادو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئینگے تمھیں میرے سخن میرے بعد

اعتذار اور اطلاع

الحکم کی اشاعت میں پچھلے دو ہفتوں میں سخت بے ترتیبی رہی ہے احباب ناظرین و سرپرستان الحکم کی نسبت میں نے اِس کو نہایت دردِ دل سے محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ الحکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ تر عزیز ہے۔ اس بے ترتیبی کے وجوہات کچھ بھی ہوں اور وہ ناظرین و سرپرستان الحکم کے لئے کیسے ہی قابل پزیرائی ہوں۔ مگر میں اس کا احساس کرتا ہوں کہ اخبار کی اشاعت میں ذرا سی بے ترتیبی بھی اخباری مذاق کو نقصان رساں اور اصل مقصد کو کھو دینے والی ہوتی ہے لہٰذا میں اس بے ترتیبی کے دور کرنے کے لئے یہہ مناسب سمجھتا ہوں کہ نومبر کی ان اشاعتوں کی پرواہ نکروں جو رہ گئی ہیں اور آئندہ وقت پر اشاعت کے لئے یہ پرچہ اپنے وقت پر شایع کردوں خدا کے فضل سے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اخبار انشاء اللہ العزیز ٹھیک تاریخوں پر شایع ہوگا۔ ناظرین کو اپنی ذمگی رقوم فوراً بھیجدینی چاہئیں۔ اسلئے کہ اجرا شدہ وی پی وہ وصول کریں۔

ایڈیٹر

کیا آیات کریمہ اخباروں میں نہ لکھی جائیں

از وکیل

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب
مطابع کی کثرت نے عموماً کتابوں کی وہ قدر باقی نہیں رکھی جو نصف صدی پیشتر ہندوستان میں تھی خصوصاً علوم دینی کی عدم ترویج نے مذہبی کتابوں کا تو ستیاناس ہی کر دیا ہے ہم کو اور کتابوں سے اس وقت بحث نہیں ہے صرف ام الکتاب (قرآن مجید) کی نسبت عرض کرنا ہے یہ وہ کتاب پاک ہے جس کو بلا طہارت چھونا شرعاً ممنوع ہے۔ اس کی آیتیں کثرت سے اخبارات میں لکھی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض اخبارات کے ناموں کی رعایت اور مناسبت سے کوئی نہ کوئی آیت اخبار کی پیشانی پر لکھہ دیجاتی ہے جس کی مثال میں اخبارات وکیل اور النجم وغیرہ پیش ہو سکتے ہیں۔ اردو اخبارات کی جو قدر ہندوستان میں ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اخبار دیکھنے والوں میں فیصدی پانچ ایسے مشکل سے نکلینگے جو اخبارات کو مجلد و مرتب رکھتے ہوں ورنہ اخبار دیکھہ کر ردی میں ڈال دیا کرتے ہیں اور آخیر کو عطاروں کے صرف میں آتے ہیں جب یہ حالت ہو تو کیا یہ غیر ممکن ہے کہ بجائے قرآنی آیت لکھنے کے صرف ترجمہ لکھنے پر کفایت کی جائے اور سورۃ کا حوالہ لکھدیا جائے۔ ہمارے خیال میں وہی غرض اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ لہذا ہم ادب سے عرض کرتے ہیں کہ پیشتر آپ سبقت کا ثواب حاصل کریں اور اخبار وکیل کو نمونہ بناکر دوسرے اسلامی اخبارات کو دردا ر الفاظ میں ہدایت کریں امید ہے کہ خدا تعالے توفیق عطا فرمائیگا (راقم محمد اسحاق خاں از بارہ نبکی اودھ)

قرآن کریم کی تعظیم فرض ہے اور ہمارے پرجوش معنون نگار کا یہ شکایت بھی صحیح ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ عمیق نظر سے اس مسئلہ کی تنقیح کی جائے۔ قسطنطنیہ کے مطبعۃ الجوائب میں علامہ مقریزی کے تین رسالے ایک ساتھ شایع ہوئے تھے۔ ان میں ایک رسالہ کا نام "النقود الاسلامیہ" ہے علامہ موصوف اس میں لکھتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں عبدالملک نے جب اسلامی سکے جاری تو آیت اشہد ان لا الہ الا اللہ ھو کا ان پر ضرب ہوا کرتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں یہ بحث چھڑی کہ جیب میں لوگ روپے پیسے لئے ہوئے تقضائے حاجت کو جاتے ہیں کمرے میں فرش کے نیچے رکھہ دیتے ہیں اور اس پر بیٹھا کرتے ہیں لڑکے پیسے اوچھالتے ہیں اور سود لیتے وقت دوکاندار کے آگے دور ہی سے پھینک دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان صورتوں میں آیت قرآنی کی بڑی بیحرمتی ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے نقش کی ممانعت کر دی جائے۔ یہ درخواست بظاہر نہایت سنجیدہ تھی۔ مگر محدثین و فقہائے عصر کی رائے کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو نامنظور کر دیا اور جواب یہ دیا کہ اس معیار کو اگر وسیع کیا جائے تو اس جزوی ممانعت سے یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ تاریکی کے ڈر سے روشنی دبا دیجائے کفار کا جہاں غلبہ ہو وہاں اپنے ایمان کو ظاہر نہ کریں۔ عوام کی بے احتیاطی کے خوف سے قرآن مجید کی اشاعت موقوف کر دی جائے و مثل ذالک یہ تاریخی واقعہ موجودہ سوال کی ہوبہو نظیر ہے اور اگر اس اجتہاد کو درست مانا جائے تو اخبار میں آیات کریمہ کے لکھنے نہ لکھنے کا خود فیصلہ ہو جاتا ہے بہر حال معقول استدلال کی بنا پر اگر یہ اجتہاد غلط ثابت ہو تو امر حق کی پابندی کے لئے سب سے پہلے ہم خود حاضر ہیں:۔ ایڈیٹر

ریلوے کی ملازمت اور مسلمان

امیدواران ملازمت ایسٹ انڈیا ریلوے کو واضح ہو کہ فی الحال صرف ٹریفک ڈیپارٹمنٹ میں حکام ریلوے نے مسلمانوں کے لئے جانیکا وعدہ فرمایا ہے اگرچہ کسی یونیورسٹی کے امتحان کے پاس شدہ ہونیکی قید نہیں لگائی مگر وہ اپنے داخلہ کا امتحان مفصلہ ذیل مضامین میں لیتے ہیں:۔

(۱) ڈکٹیشن (اخبار پائیونیر)

(۲) جواب مضمون بزبان انگریزی:۔

(۳) حساب:۔

امیدوار کی عمر تخمیناً ۲۱ سال کی ہونی چاہیئے اور اس کو ضعف بصارت یا کوئی ایسا مرض جس سے ملازمت کے ناقابل ہو نہ ہونا چاہیئے۔ متذکرہ بالا امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے بعد امیدوار تخمیناً ۶ ماہ کے لئے ٹریننگ سکول میں رکھے جاتے ہیں اس زمانہ میں ان کو دس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے بعد ۶ ماہ کے امیدوار ۲۰ روپے ماہوار کا ملازم ہو جاتا ہے اور یہ تنخواہ چند سال میں معقول حد تک پہنچ جاتی ہے۔ بحیثیت مجموعی ریلوے کی ملازمت بہت سی دیگر ملازمتوں سے اچھی ہے امیدواروں میں سے جو حضرات درخواستیں بھیج چکے ہیں۔ یا آئندہ میرے پاس بھیجیں۔ التماس ہے کہ اس امر کی اطلاع بھی دیں کہ کیا وہ امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے لئے تیار ہیں؟

نیازمند سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ دہلی:۔

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں قرآن مجید کا ۳۰واں پارہ بھی شایع کرنے کے قابل ہو گیا اس سلسلہ ترجمۃ القرآن میں آخری سات پارے شایع ہو گئے ہیں اور اب پہلا دوان پارہ مطبع میں جا رہا ہے قرآن مجید کی ترجمہ و تفسیر کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لئے اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے مالوں کو اس راہ میں خرچ کریں اور اس اشاعت کے کام میں مدد دیں۔

ساتوں پارہ سات روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے ہدیہ ہوتے ہیں جو لوگ مفت تقیم کرنے کے لئے مکمل دس دس جلدیں لیں انہیں پانچروپیہ پر دیئے جاوینگے جو لوگ ایک ایک پارہ نہیں لینا چاہتے تھے۔ اور پانچ پانچ چھہ چھہ پارے لینا چاہتے تھے اُن کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ سات پارے اکٹھے لے لیں ✦

کل درخواستیں دفتر الحکم قادیان میں آنی چاہئیں۔

ایڈیٹر

مسلمانوں کے متعلق غلط فہمی اور غلط بیانی

آئندہ مردم شماری کے سلسلہ میں ہندو قوم کے متعلق ایک تحقیقات ہو رہی ہے کہ کن لوگوں کو ہندو درج کیا جاوے یہ سوال ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں کے لئے ایک دلچسپ سوال بنگیا ہے اور اسپر مختلف اخبارات میں مضامین نکل رہے ہیں۔ ہندو لیڈروں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی قومیت کے قیام و بقا کے لئے یا اس کی تعداد کی ترقی کے لئے ہر قسم کی جائز تدابیر اختیار کریں۔ مگر انھیں یہ حق نہیں ہے کہ اس ضمن میں مسلمانوں اور اُن کے مذہب پر خواہ نخواہ حملے کریں بخشی ٹیک چند صاحب ایم۔ اے نے ایک مبسوط مضمون انگریزی اخبارات میں شائع کرایا ہے جس کے ضمن میں اُنھوں نے مسلمان فرقوں کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی بیہودہ کوشش کی ہے بخشی صاحب نے اس میں بتایا ہے کہ مسلمانوں کے فرقے بُنیادی اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں کے فرقوں میں اصولی اختلاف ہرگز نہیں اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ملائکہ اور کتب سماوی اور انبیا علیہم السلام۔ جزا و سزا سب پر ایمان رکھتے ہیں جو بنیادی اصول ہیں سب کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ بلکہ اسلام میں دوسرے مذاہب کے مقابل میں یہی خوبی ہے۔ بہرحال بخشی صاحب اور ہندو لیڈروں کو اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے انھیں اسلام اور مسلمانوں پر حملے کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی سلسلہ میں اُنھوں نے بعض ناواقف مسلمانوں کا حوالہ دیکر بھی اپنا مطلب صاف کرنا چاہا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اصول و فروع اسلام سے واقف نہیں اسلئے وہ مسلمان نہیں۔ اگر یہ منطق درست ہے تو پھر ہندو مذہب کا تو خاتمہ ہے یہانتک کہ خود آریہ سماج میں بھی نہایت ہی قلیل تعداد ایسے لوگوں کی ملیگی جو اصول و فروع مذہب ہنود سے واقف ہو۔ عملی زندگی یا علمی زندگی اسوقت معیار قرار نہیں دیگئی ورنہ بخشی صاحب کو تو اور بھی مشکل درپیش آئیگی۔ اسلام میں تو

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے

ایک شخص داخل ہو جاتا ہے اور اسپر مسلمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر ہندو کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی بہرحال ہندو لیڈر اس راہ کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لیڈروں کے لئے یہ تحریک **اتحاد کی ضرورت** کا سبق دینے والی ثابت ہو تو کیا بعید ہے ہندو لیڈروں کی اس قسم کی تحریروں پر ایڈیٹر الحکم نے خدا کے فضل سے ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے جو کسی روزانہ اخبار میں انشاء اللہ العزیز شائع کر دیا جاویگا۔

سکھ ہندو نہیں

سکھوں میں اپنی علیحدہ قومیت قائم کرنے کی زوردار لہر بہ رہی ہے اور وہ اپنی جداگانہ شخصیت اور ہستی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ ہندو قوم کے لیڈر کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کے اپنے ساتھ ملائے رکھنے کی ہر تجویز اور تدبیر کو ہاتھ سے ندیں۔ مگر خالصہ قوم کے رتن اور فہیم لوگ یقین کر چکے ہیں کہ وہ علیحدہ قوم ہیں ہندو لیڈروں کی اتنی ہی کوشش نہیں کہ وہ سکھوں کو ہندو ظاہر کریں۔ بلکہ وہ تو اب چوہڑوں چماروں اور تمام اُن نیچ اقوام کو جن کے ساتھ چھو جانے سے ان کا دین و مذہب بگڑ جاتا تھا اب ہندو بنانے پر رضامند ہیں اور یہ آرزوئیں ہندو سوسائٹی سے اُٹھ رہی ہیں کہ اچھوتوں کو آریہ سماج میں برابر بیٹھنے کی اجازت دو اور آریہ سماج کے کنووں پر انھیں پانی بھرنے دو اپنے سکولوں میں انھیں داخل کرو بورڈنگ میں ان کی رہائش کا انتظام کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی تحریکوں سے ہندو قوم میں ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور یہ تحریکیں ایک زبردست پولیٹیکل انقلاب کا پیش خیمہ ہیں بہرحال گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ سکھ ہندو نہیں

وائے بر مسلمانی ما

۱۲۔ نومبر کے روزانہ پیسہ اخبار میں پرنس یار حسین خانصاحب پالن پور سے ایک مستقل مجلس شطرنج قائم کرنے کی تجویز کرتے ہیں اس سے بڑھکر افسوسناک حالت مسلمانوں اور پھر مسلمانوں کے رؤساء کی کیا ہوگی کہ وہ حالات زمانہ اور ضروریات قوم سے محض ناآشنا اور ناواقف ہیں۔ اور ان کے دماغ سے اگر کوئی تجویز نکلتی ہے تو لہو اور کوئی اثر نہیں رکھتی بالمقابل برادران وطن اپنی علمی اور مالی طاقتوں کو قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے صرف کر رہے ہیں اور شب و روز وہ اسی فکر میں منہمک ہیں کہ کسی طرح پر افراد قوم کو فائدہ پہنچے اور اُن کی اصلاح حال ہو۔

پرنس یار حسین خانصاحب کی یہ تجویز نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان بالاتفاق اس کے متعلق نفریں کریں۔

احمدی جماعت کو پیام حق

(آئیوالا سالانہ جلسہ)

امسال سالانہ جلسہ کے لئے دسمبر کا آخری ہفتہ ہی تجویز ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انھیں ایام میں احمدی جماعت اپنے مرکز میں اپنے امیر کے حضور جمع ہوگی۔ سالانہ جلسہ کے متعلق مجھے اسوقت کچھ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے گذشتہ سالوں کے سالانہ اجتماع پر میں ہمیشہ متعدد مبسوط مضامین لکھنے کا عادی تھا اور جو کچھ ضرورت وقت سمجھتا تھا قوم کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اس مرتبہ جس امر کو میں ضروری سمجھتا ہوں اسے درج کرتا ہوں تمام انجمنوں کا مجموعی طور پر اور تمام انجمنوں کے عہدہ داروں اور ممبروں کا انفرادی طور پر

فرض ہے

جاری ہے اس موقع پر احمدی احباب کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی تومیت لکھانے وقت اپنے آپ کو احمدی فرقہ میں لکھا دیں

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لیکچرار سالانہ جلسوں میں بُلا بھیجتے ہیں مگر ساتھ ان کے اخراجات سفر نہیں بھیجے جاتے جو صدر ... کو برداشت کرنے پڑتے ہیں اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنوں کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جو احباب جسقدر واعظ یا لیکچرار صدر مقام قادیان سے بلاویں ان کا خرچ آمد ورفت کا ادا کرنا چاہیئے اور وہ کوشش کریں کہ یہ رقم مقامی چندہ یا بحیثیت چندہ سے ادا ہو

سکرٹری

مختصر نوٹ

نیوگ کا نوٹس

کئی سال گذرے ہیں کہ ایک لالہ کا لورام صاحب نے نیوگ کا اعلان کیا تھا اسپر انہیں ایام میں الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ اب امرتسر کے ایک اخبار میں ایک عورت نے نیوگ کے لئے نوٹس شائع کیا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ میری رائے میں اس عورت کی جرات آریہ نقطۂ خیال سے ضرور قابل قدر ہے کیونکہ جس حال وہ نیوگ کو جائز سمجھتی ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ علی الاعلان نکرے۔ ہمارے آریہ دوست ایک طرف نیوگ کو اپنا مذہبی مسئلہ یقین کرتے ہیں اور دوسری طرف جب ان لوگوں سے (جنکو نیوگ کرانا چاہیئے) کہا جاتا ہے تو وہ اسے گالیاں سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں گالیوں کی کوئی بات نہیں بہرحال میں اس نوٹس کو ذیل میں درج کرتا ہوں

اگر آریہ استریوں نے اسیطرح جرات اور دلیری سے کام لیا تو کچھ شک نہیں آریہ سماج کا ایک دور جدید شروع ہو جائیگا۔

نوٹس — میرا خاوند مسمی واموروداس ولد حکما ذات اروڑا عرصہ تخمیناً پانچسال سے دیوالہ نکال کر امرتسر سے بھاگ گیا ہوا ہے اور آجتک باوجود تلاش بسیار کے اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں چونکہ مظہرہ اسوقت نوجوان بعمر ۱۸ سالہ ہے موجودہ صورت میں کوئی صورت گذارہ اور آئندہ زندگی بسر کرنے کی نظر نہیں آتی مظہرہ کی والدہ بھی بیوہ ہے وہ بھی اس قدر اثاثہ نہیں رکھتی کہ میری آئندہ زندگی اور گذارہ کے لئے سہارا ہو سکے بغیر آسرہ اور سہارہ کے موجودہ زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہوئے زندگی بسر کرنا مشکل اور ناممکن ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا مشتہر کرتی ہوں کہ اگر خاوند نامبردہ ایک ہفتے کے اندر اپنی حیاتی کی خبر نہ بھیجیگا اور مجھے اپنے گھر آباد نہیں کریگا تو بعد ایک ہفتہ کے مجھے اختیار کامل ہوگا کہ میں حسب دستور آریہ سماج کے بروے دھرم شاستر نیوگ کرونگی۔ پھر نامبردہ کا کوئی حق میرے اوپر زوجیت کا نہیں رہیگا۔ علاوہ ازیں دیوالہ نکالنے سے چند یوم پہلے نامبردہ نے میرے زیورات (استری دھن) قریباً ایک ہزار روپیہ کی مالیت کے اور پارچات مالیتی تین سو روپیہ کے چھین لئے تھے۔ اور ہتیاست کر کے مجھے میری والدہ کے گھر چھوڑ گیا۔ تحریر ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

المشتہر

مسماۃ تلی دختر ہریا مل مرحوم قوم اروڑہ ساکن امرتسر (ڈیوڑھی کرمو)

قرآنمجید کا ایک اور انگریزی ترجمہ

قرآنمجید کے انگریزی ترجمہ کیطرف مسلمانوں کو اب خصوصیت سے توجہ ہو رہی ہے خواہ یہ کام تجارتی رنگ میں کوئی کرے یا محض اخلاص سے اشاعت اسلام کے لئے بہرحال اس میں کلام نہیں کہ اس کام کیطرف توجہ ہو رہی ہے **ندوۃ العلماء** نے گذشتہ سال قرآنمجید کے انگریزی ترجمہ کا اعلان کیا اور اب اس کے رسالہ میں سورہ **بقر** کے ترجمہ انگریزی کی اشاعت کا اعلان ہوا ہے جو بطور نمونہ اور بغرض اظہار رائے شائع کیا گیا ہے اس کام کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ کرنیل محمد اسمٰعیل خانصاحب سابق سفیر کابل نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے اور اسطرح پر **ندوۃ** کو اس کام کے لئے مالی مشکلات نہیں ہیں۔ ہماری صدر انجمن نے بھی قرآنمجید کے ترجمہ کا کام ندوۃ سے بھی بہت پہلے سے شروع کر رکھا ہے چونکہ یہ کام نہایت محنت اور وقت چاہتا ہے اس لئے پورے اطمینان اور خاموشی کے ساتھ جاری ہے اب مرزا حیرت صاحب نے پانچہزار روپیہ اس کام کے لئے مسلمانوں سے مانگا ہے اور وہ خود اپنی خدمات مفت دینگے۔ ایسا ہی الہ آباد سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر نومبر تک ۱۳ پیہ ترجمہ شائع ہو جائیگا۔ قرآنمجید کے ترجمہ انگریزی کی ضرورت مسلم ضرورت ہے لیکن مسلمانوں میں بدقسمتی سے کام کی بجائے **نام** کا جوش زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اخلاص کی بجائے نمایش اور تکلف نے بہت بڑا حصہ لے لیا ہے اس لئے وہ ایک دینی کام بھی مل کر نہیں کر سکتے مگر۔ اچھا ہوتا کہ یہ کام چند قابل اور ذیعلم احباب کی مشترکہ جماعت کرتی جن میں انگریزی کے سکالر اور عربی زبان کے ماہر ہوتے وہ یورپ کی ان تصانیف کو بہ نظر غور پڑھتے جو اسلام پر لکھی گئی ہیں اور اسپر جسقدر اعتراضات قران کریم پر کئے گئے ہیں انھیں ایک جا کیا جاتا اور ترجمہ میں اُن اعتراضات کو مدنظر رکھکر حاشیہ میں صاف کیا جاتا مگر مسلمان **حبل اللہ** کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور ملکر کام کرنا انہیں نہیں آتا۔ جو قابل رحم امر ہے۔ ان مختلف تراجم قرآنمجید سے ایک نقص یہ بھی پیدا ہوگا کہ **اعتراضات** کا نمبر بڑھ جاویگا۔

بہرحال قدر مشترک کے طور پر جو بات اس تحریک سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی **ترقی** کا زمانہ آ گیا ہے اور خداتعالیٰ نے چاہا ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کیساتھ اسلام کیطرف رجوع کریں۔

مگر ہمارے علماء اللہ تعالیٰ انپر رحم کرے لا الٰہ الا اللہ کیا سمجھ ہی اس نومسلم کو ساری بھیائیوں کی گٹھری اُٹھوا دیتے ہیں اور دوسرے الفاظ میں کہدیتے ہیں کہ

مانگو اور کھاؤ اور چرو چگوا اپنا پیٹ آپ پالو

اور اس بیہودہ رسم کی بنیاد اُسی وقت ڈالدیتے ہیں جبکہ کچھ چندہ کرکے مانگنے کا چسکا اس غریب کو لگا دیتے ہیں بجائیکہ وہ نومسلم اسی حالت میں اس قابل تھا کہ اسے اصول اسلام سے واقف کیا جاتا اور قرآن مجید کی تعلیم اسے دیجاتی اور جب تک وہ اسلامی تعلیم سے واقف نہوے اسوقت تک اسے اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ایک منٹ بھی فکر کرنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ بطور خود جسطرح بھی ممکن ہو اس کی ضروریات کا انتظام مسلمانوں کو کرنا چاہئے۔ اور اس کا یہ طریق بھی نہیں کہ ایک

ٹھوٹھا اس کے ہاتھ میں دیدیا

اور وہ گھر بہ گھر پھر کر روٹیاں لے آئے یہ فروگذاشت اور غفلت ہے جو مسلمانوں کیطرف سے نومسلموں کے ساتھ ہو رہی ہے اور اس غفلت نے مسلمانوں کو ایسے سنگین الزام کے نیچے رکھ دیا ہے کہ اب نومسلم جو کچھ بھی کہیں وہ درست اور بجا ہے مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بہت سی انجمنیں ہیں جنکی غرض اشاعت اور حمایت اور ہدایت اسلام ہے۔ لیکن نومسلموں سے متعلق ایک بھی انجمن اس قسم کا کام نہیں کر رہی ہے۔ جس نوجوان وظیفہ خور نومسلم کا واقعہ ایڈیٹر صاحب نور نے دیا ہے وہ ہمارا آنکھوں دیکھا اسی قادیان کا واقعہ ہے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی وصیت میں مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کا خاص حق رکھا ہے اور یہ تھا بھی ضروری کیونکہ اشاعت اسلام کا لازمی نتیجہ ہے کہ نومسلم آویں۔ پھر اگر نومسلموں کی تعلیم اور تربیت کا اعلیٰ انتظام نہو تو اشاعت اسلام کی تحریک ناقص ہو جاتی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود مغفور نے مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کے لئے خاص حق رکھدیا اور یہی وجہ تھی کہ قرآن کریم نے زکوٰۃ کے مصارف میں مؤلفۃ القلوب کی امداد کو بھی رکھدیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا طرز عمل اس کی تائید کر رہا ہے اور عملی سبق دے رہا ہے وہ نومسلموں کے ساتھ اس درجہ تک سلوک کرتے ہیں کہ میں اس کی نظیر نہیں پاتا مجھے علم ہے کہ ہزاروں روپیہ آپ نے نومسلموں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا ہے اور بعض ان میں سے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے تعلیمیافتہ اور معزز عہدہ دار ہیں مگر باوجود اس نمونہ اور اُس تاکید کے پھر بھی ہمیں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہماری انجمن **نومسلموں کیساتھ** خصوصیت سے سلوک کرے۔ اور انکی بہتری اور بھلائی کے لئے خاص انتظام کرے لیکن اگر انجمن اپنی مختلف مصروفیتوں کیوجہ سے اسطرف کافی توجہ نہ کر سکے تو میں اپنے معزز بھائی **ایڈیٹر نور** کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت **نومسلموں کی اعانت** اور تربیت کے لئے ایک انجمن قائم کرلیں۔ اور عملی رنگ میں خدا سے توفیق چاہیں کہ نومسلموں کی تربیت اور تعلیم کا کوئی عمدہ انتظام ہو سکے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح نے جب کہ آپ حضرت مسیح موعود مغفور میں ہو کر ہمارے بھائی تھے بعض نومسلموں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسی انجمنیں بنائیں اور اس میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر ہمارے قادیانی نومسلموں نے اس تحریک پر توجہ نہ کی اگر اب بھی یہ تحریک کیجاوے تو خدا کے فضل سے اس میں برکت پیدا ہو جانے کی اُمید ہے۔ پس نومسلموں کی حمایت کے لئے ایک انجمن کا بنا لینا اس دُکھ کی ایک دوا ہو سکتا ہے اگر خدا تعالیٰ مدد کرے اور اس کی رضا کے لئے اس کام کو کیا جاوے میں اُمید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نور اس تحریک پر توجہ فرمائینگے اور وہ اس معاملہ میں عملی قدم اُٹھانے کے لئے طیار ہونگے خدا ان کیساتھ ہو آمین۔

مردم شماری اور احمدی

مردم شماری کا کام شروع ہو چکا ہے اور نہایت تنگ وقت میں صدر انجمن مندرجہ ذیل اعلان کرنے کے قابل ہوئی ہے کہ احمدی برادران آئندہ کاغذات مردم شماری میں اپنا احمدی ہونا درج کروائیں۔ میں بغیر کسی قسم کی مزید تاکید کے صدر انجمن کے اعلان کو درج کرنا کافی سمجھتا ہوں اُمید ہے احمدی انجمنیں اپنے ممبروں کو اس ضرورت سے بخوبی آگاہ کر دینگی اور کوشش کیجاویگی کہ اس اعلان کی تعمیل میں کوئی نقص واقع نہو اس موقع پر ہر ایک قوم اپنی علیحدہ شخصیت اور پوزیشن کو قائم کرنے کی فکر میں ہے۔ اگرچہ یہ اعلان بہت عرصہ پہلے شائع ہونا چاہیئے تھا مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ میری دانست میں اگر صدر انجمن مناسب سمجھے تو مردم شماری کے کمشنر صاحب سے خط و کتابت کرکے ایسا انتظام کر سکتی ہے کہ ہر جگہ کے حلقہ داران یا اعلیٰ افسران مردم شماری کو ہدایت کیجاوے کہ وہ شمار کنندوں یا علاقہ داروں میں وہاں کی احمدی جماعت کے سکرٹری صاحب کو فرد داخل کریں۔ اس سے احمدی جماعت کے متعلق غالباً کسی قسم کا نقص اندراجات میں واقع نہیں ہوگا۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس مرتبہ بھی احمدی جماعت کے افراد کی صحیح صحیح تعداد کا اندازہ ہو سکے کیونکہ عام طور پر شمار کنندے خانۂ مذہب میں شیعہ یا سُنی لکھدینے کے عادی ہوتے ہیں اور بدون کسی قسم کے مزید استفسار کے ان خانوں کی خانہ پُری وہ آپ ہی کر لیتے ہیں بہرحال احمدی انجمنوں کو اس موقع پر اپنے فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیئے اور حتی الوسع کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا صحیح اندراج مردم شماری کے کاغذات میں ہو سکے۔ صدر انجمن کا اعلان حسب ذیل ہے:-

اعلان

(۱) اسوقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کیطرف سے

نومسلم اور عام مسلمان

آجکل بعض اخبارات اور رسالجات ہیں نہایت سنجیدگی سے نومسلوں کی حالت پر بحث کا سلسلہ شروع ہوا ہے سب سے اول معزز اور پختہ مغز ہمعصر دلگداز نے اس سوال کو اُٹھایا پھر معزز نوکل ہمعصر نور نے اسپر ۲۶ کالم کا ایک مبسوط آرٹیکل یکم نومبر کی اشاعت میں لکھا مسلمانوں میں نومسلوں کے حقوق اور اُنکی حفاظت و تربیت کے متعلق بیداری کا پیدا ہونا نہایت ہی مبارک فال ہے۔ اور اُمید کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے ہمارے دوستوں کو توفیق دے تو نومسلوں کے لیئے کوئی بہترین راہ پیدا ہوجاوے۔ میں نومسلوں کی اعانت ان کی دینی تعلیم اور تربیت اُن کی تالیف قلوب کی بہت بڑی ضرورت سمجھتا ہوں اور اس مضمون کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ایک سکیم اس مقصد کے لیئے پیش کرونگا مگر میں اس ضروری سوال کے دونوں حصوں پر مختصر سی بحث ضروری سمجھتا ہوں

عام طور پر ہمارے ان دوستوں نے نومسلوں کے ساتھ مسلمانوں کے سلوک کی جو تصویر پیش کی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نہایت دردناک اور رقت خیز ہے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مرقع کو ضرورت سے زیادہ رنگین بنا دیا ہے۔

ایک شخص جو اپنے آبائی مذہب اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑکر اسلام میں آتا ہے فی الواقعہ اس بات کا جائز حقدار ہے کہ مسلمان اس کے ساتھ پوری ہمدردی کریں اور کسی طرح اُسے موقع ندیں کہ وہ اپنی گذشتہ آسائشوں کو یاد کرکے کسی وقت اپنے تبدیل مذہب پر افسوس ظاہر کرے۔ لیکن اگر ساتھ ہی تبدیلی مذہب کوئی تجارت نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیئے دُنیا کی تمام آسائشوں اور خوشنما اُمیدوں کو چھوڑکر اختیار کیگئی ہو تو ایسے شخص کو اپنے نئے احباب کی بے مروتی اور فانی دُنیا کی عارضی تکالیف دُکھ نہیں دے سکتی ہیں۔ بلکہ وہ اُن تکالیف اور مشکلات میں اپنے قدم کو اور بھی مضبوطی سے اُٹھتا ہوا پاتا ہے جہاں وہ اُن حقیقی رشتہ داروں کو ترک کرلے اور تیاگ دینے کا حوصلہ اور ہمت رکھتا ہو وہاں اپنے نئے مسلمان دوستوں کی بے اعتنائی اس کے حوصلہ کو پست نہیں کرسکتی۔ لیکن اگر کوئی شخص محض عارضی اور فانی مفاد کو مد نظر رکھکر اور ایک یا دوسری خواہش کا اسیر اور شکار ہوکر کسی مذہب کو تبدیل کرتا ہے تو اس جدید مذہب کے حامل ایسے شخص کو زیادہ دیر تک اپنے پاس نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس کی خواہش اور آرزوؤں کا دائرہ وسیع ہوتا جاویگا۔ اور جس مقام پر وہ اپنے جدید دوستوں کیطرف سے بے اعتنائی پائیگا وہاں ہی اس کے لیئے ٹھوکر کا پتھر موجود ہوگا۔

پس جہاں ہم نومسلوں کی اعانت اور ہمدردی و شفقت کے لیئے پُرزور تحریروں اور تقریروں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ نومسلموں کی اصلاح حالت کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے ان میں اخلاص اور صدق و وفا پیدا ہونا چاہیئے وہ محض خدا کی رضا کے لیئے اسلام کے حلقہ میں آویں نہ کہ مسلمانوں کو آزمانے اور امتحان کرنے کے واسطے اگر وہ ایسا دل اور روح لیکر آئینگے تو یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں ضائع نہیں کریگا۔ اور انھیں ماں باپ سے زیادہ محبت کرنیوالے اور بھائیوں اور رشتہ داروں سے زیادہ ہمدرد۔ مربی اور دوست عطا کریگا۔ ہمارے معزز بھائی اڈیٹر نور خود اس کا نمونہ اور ثبوت ہیں۔

پس جہاں وہ ہمیں نومسلوں کے متعلق ہمارے فرائض سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ انھیں بتا دیں کہ نومسلم بھی کسی سپرٹ کو لیکر آتے ہیں جو دردناک کہانیاں اُنھوں نے نومسلموں کی حالت زار کے متعلق شائع کی ہیں ان میں سے اول الذکر نوجوان نومسلم اخلاص اور صدق و وفا کا نمونہ ہے اور دوسرا خودغرضی اور نمائش کا دلدادہ

ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے اور یہ امر ہے بھی ایک صداقت کہ اسلام میں داخل ہوتے ہی امتیاز ذات اُٹھ جاتا ہے پھر اگر ایک نومسلم کی شادی کے موقعہ پر کوئی بیوہ مقبلن پیش کیجاوے تو اسے حقارت سے دیکھا جاوے۔ یہ امر کہانتک اسلام کی اس اخوت کے معیار پر پورا اُترتا ہے جس پر ہمارے معزز دوست ہم کو آزمانا چاہتے ہیں۔

کیا پھر وہ مقبلن بحیثیت ایک نومسلم کے یہ کہنے کا حق نہیں رکھتی کہ مجھے کیوں حقیر سمجھا جاتا ہے اور کیوں میرے لیئے ایک لائق اور معزز شخص شوہر بنانے کے واسطے تجویز نہیں کیا جاتا ہے یہ سوال اس حیثیت سے وہاں کا وہاں ہی رہتا ہے۔

اسلام میں داخل ہونے والے کے لیئے جو پہلا مرحلہ پیش آتا ہے وہ وہی مساوات کا مرحلہ ہے جسکا ذکر ہمارے معزز بھائی نے کیا ہے۔ میں نومسلوں کے حق میں ہوں اور اُن کی تائید کو نہایت ضروری سمجھتا ہوں لیکن میں اُس غلط فہمی کو ضرور رفع کرنا چاہتا ہوں جو صرف ایک ہی پہلو کے اختیار کرنے سے پیدا ہورہی ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ نومسلم اپنی کوئی جداگانہ پوزیشن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ انھیں اپنے اندر جذب کریں نومسلوں کو لازم ہے کہ وہ جذب ہونے کی قابلیت پیدا کریں اور اگر فریقین اپنے اپنے فرض کو شناخت کریں تو یہ غلط فہمی رفع ہوجاوے۔

اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مسلمان نومسلموں کے ساتھ کوئی بہترین سلوک نہیں کرتے یہ بالکل سچ اور درست ہے اور اڈیٹر صاحب نور نے یہ حقیقی چربہ اُتارا ہے کہ ایک نومسلم کیساتھ ہمارے علماء کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دیکر اس کی تمام اخلاقی قوتوں کو کچل دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اسلام نے گداگری کو منع کیا ہے اور اسلام انسان کو مستعد اور باہمت بنانا چاہتا۔

بچوں کی تندرستی

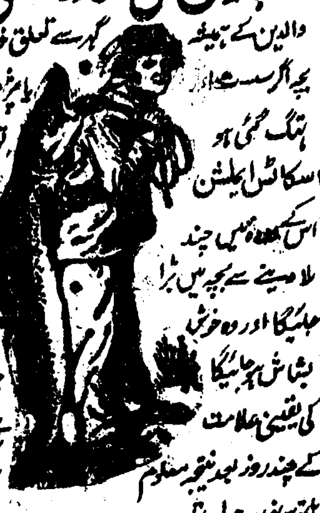

والدین کے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے
بچہ اگر سست اور یا پژمردہ اور رنگ
ہتنگ گئی ہو تو۔ اس کو فوراً
اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے
اس کے عمدہ مہیں چند قطرے
لا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ
جائیگا اور وہ خوش و خورم و
بشاش ہو جائیگا جو تندرستی
کی یقینی علامت ہے۔ استعمال
کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے
ماتھے سے نہیں چھپا جاتا۔
اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اس سے کوئی بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے اگر آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈوڈس ڈنر پلس کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی پھونکی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر نفخ کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہوجاتی ہے ڈوڈس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اجزو کو نکالتی ہیں جگر کو قوت بحال کرتی ہیں قیمت ۴ آنہ ۱۲ والی شیشی ۱۲۰ گولیاں جو ۴ آنہ والی سے تگنی ہیں کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ۱۲ والی شیشی ڈوڈس پلی اور باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

"تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی اور **اعتقادی** قوتوں کا نشوونما اس وقت نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب و مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے **ترجمۃ القرآن** شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین **اسلام** کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور **حضرت مسیح موعود** مغفور کی تحریروں، ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں

نوٹ ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے **ہدیہ فی پارہ - ایک روپیہ**
سات پارے تیار سالوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپے (عمہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

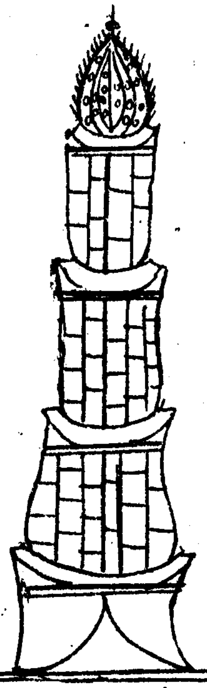

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم
بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک کہ یہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔

الحکم

نمبر ۱۰

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قادیان دارالامان

شرح قیمت اخبار جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے .... صر
خواص سے .... عہ
ہندوستان سے باہر .... ے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف .... ۱۲ آنے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھلاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنی ہوں۔ خواہ سستے پورے ڈالے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہنچگئی ہیں

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے بھی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کیونکہ کہیں اس دواخانہ کی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
بیشک اللہ کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

جلد ۱۴ — نمبر ۴۱

۷ دسمبر ۱۹۱۰

الحکم

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کے نامہ الحکم احمدیہ ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-تاریخ کو شایع ہوتا ہے

جوہر حال میں ... کی ...

دوا ... شفا ...

... قادیان ...

ہندوستانی اور ... ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہے اور اس قلیل عرصہ میں سند اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص نیک طبیب اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں
دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں تیار ہوتی ہیں ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی تجربہ کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ
ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی میں پورا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پوسنے والے بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ
یہ دواخانہ ذاتی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچ سو ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔
اور انہوں نے اپنی اور اپنے خاندانی بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو عطا فرمادی ہیں۔

نوٹ — جن پر اثر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست آنے پر مفت ملتی ہے

خط و کتابت کا پتہ: بالکل یہی الفاظ — منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی — تار کا پتہ: ہیڈ لیبارٹری دہلی

الحکم ... قادیان ... شیخ یعقوب علی تراب ... ایڈیٹر ... کے ... شائع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپکی طبیعت درست نہ ہو اسمیں کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایکبار دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو پائیں ناصر کی گولیاں (ڈونز پلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا اور پہلے کی نسبت آپکو زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے انتڑیوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اور سمجھا جائیگا کیونکہ قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت۔ یرقان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ سینہ کی جلن۔ کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل دھڑکنا یعنی چکرانا۔ دردِ سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکار آنا اور بواسیر کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ناصر کی گولیاں (ڈونس پلس) نہایت احتیاط سے بنائی گئی ہیں اور مذکورہ الصدر مرضوں کو شافی ہیں کیونکہ فاسد مادہ اور زہریلے اخراجوں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۱۲ روپیہ اور ۲ روپیہ ۱۲ آنہ والی شیشی ہیں ۱۴ گولیاں ۔۔۔ والی چھوٹی ہیں کل دوافروشوں سے ملسکتی ہیں۔ ۱۲ آنہ والی شیشی ڈون پلی اور ساکس ۲۰ بمبئی سے طلب کریں۔

... کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ فکر رہتی ہے ... اگر بچے کو بھوک نہ لگتی ہو تو اسکاٹس ایملشن پینا ... چند قطرے ... خوش و خرم اور بشاش ... تندرستی کی ... استعمال کے چند روز بعد معلوم ہو جائیگا ...

سے تعلق خاطر یا پژمردہ ہو اسکو فوراً ... چاہئے ملا دیجئے اور وہ ... ہو جائیگا علامت نتیجہ

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹس لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی و اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل کرا اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کرتے ہے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظ دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور۔ ہدایت** اور **شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ ۸ / روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ سات پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے لئے خریدارسے سات روپیہ (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کی علالت طبع !

(نصیب اعدا) کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر لکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میں بتلا چکا ہوں کہ ایسے موقعہ پر احباب کو یہاں آنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان فواید اور فیوض کو حاصل کر سکیں کہ جو اس ابتلا کے وقت نازل ہو رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاء سرکاری معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کیوجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور اہل زبان اس کا لطف اُٹھا سکتے ہیں۔ ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کر کے دکھایا۔ "اور مجھے چارپائی پر ڈالدیا" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ پر آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا "مگر وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دیگا"

میری غرض حضرت کی علالت کی خبر یا زخم کی صحت کی خبر معمولی طور پر درج کر دینے پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ میں تو اس علالت سے جو مفید سبق اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالے کی پاک سیرۃ کا جو نمونہ دیکھتا ہوں وہی احمدی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حضرت کی صحبت میں جب جانیکا موقعہ پاتا ہوں تو اسی نظر سے جاتا ہوں اور غور کرتا رہتا ہوں "

محبت کا ایک عجیب نظارہ

حضرت کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو۔ اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خداتعالےٰ کے پاس کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں۔ اور اس سے فایدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان پوری ارادت۔ وفاداری۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں معروف تھے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کر کے دیتے۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گذرا کہ یہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اسی وجہ سے حضرت شدت پیاس کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانیکی کوشش نہ کیجاوے

ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خبر تک بھی نہ ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے میں غور سے اس نظارہ کو دیکھتا تھا کہ یہ تبادلہ خیالات محض محبت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ ہر ایک فریق اپنے آقا کی شفاء عاجل کا مستدعی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے آرام ہو اور وہ اس کرب سے نجات پائے جو اس خیالات کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دونوں کی نیت نیک۔ مقصد نیک اور غرض ایک ہے۔ مگر دونو دو مختلف راہوں سے اُسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اس نظارہ کو دنوں تک دیکھا اور گھنٹوں اور پہروں ہی اس پر غور کیا تو میں اس نتیجہ پر آیا کہ

یہ معرفت اور عدم معرفت کا نتیجہ ہے

اور ایک دوسرے کے مقصد کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی جو جھگڑے ہیں تو اس بصیرت کی کمی ہے۔ جو علم الادویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اپنے اصول علاج کے موافق چل رہے ہیں۔ اور یونانی طب کو غالباً وہ درجہ نہیں دینا چاہتے جو ان کی جدید تحقیقات اور طبی تکشیفات کو حاصل ہے اور طب یونانی کے جاننے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے علاج میں ان ادویات سے فایدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ جو اُن کے علم میں مفید اور نافع تھیں۔ منجملہ ان کے مرہم جلاتے تھی۔ دواؤں سے گذر کر یہ جھگڑا غذا تک پہونچا۔ اور ان جھگڑوں میں جو محض تبادلہ خیالات کا رنگ رکھتا تھا خوب دلچسپی تجاتی رہی۔ اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وجعلنا کل شیٔ حیّ من الماءِ پانی ہر شے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے۔ اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا فیہ شفاء و نور ہیں" پانی میرے لئے بہت مفید ہے" آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکالکر لائے۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارۃً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ "یہ پانی نہ تھا"۔ اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا۔ کہ ہم چاہتے ہیں تم تمام میرے مزاج شناس ہو" اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا۔ اور الحمد للہ کہا۔ غذا اور دوا کے مذکورہ بالا جھگڑے کے ساتھ ہی۔ ایک اور سوال بھی پیدا ہو گیا۔ وہ حضرت کے پاس جانیوالوں کے متعلق تھا۔ طبی نظر سے ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے پاس کثرت نہ ہو۔ اور لوگ بہت ہی کم جمع ہوں۔ کیونکہ ہر شخص تیمارداری کے اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں سمجھتا کہ حضرت سے باتیں کرنی مناسب ہیں یا نامناسب۔ پاس بیٹھنا ہے یا نہیں۔ دوسری طرف مذہب عشق و محبت تھا۔ یہ گروہ کہتا تھا کہ ہم یہ نظارہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارا باپ ہم سے زیادہ شفیق

روحانی باپ بیمار ہو۔ اور ہمیں اس کے پاس جانیکی ممانعت ہو یہ بہت ہی نامناسب ہے۔ جذبہ شوق اور طبی احتیاط میں جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ بھی اول الذکر نظارہ محبت کا دوسرا کرشمہ ہے۔ دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا۔ کیونکہ احتیاط اسی میں تھی۔ دوسری طرف جب اندر جانے سے روکنے کی شکایت بڑھنے لگی۔ تو بعض دلگیر آدمیوں نے خود حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہونچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ "ہم نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیئے۔ جب جوش آتا ہے تو آکر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہرحال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا" تاہم طبی احتیاط نے کلیۃً پہرہ کو اٹھا دینے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مرعی رکھی گئی۔ اور میں نے بعض آدمیوں کو روتے دیکھا۔ اور یہ کہتے سنا ہے۔ کہ گویا حضرت پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور حضرت کو وہ اپنی ہی ملک کئے سمجھتے ہیں۔ مگر میری نظر میں جہاں یہ گروہ اپنے جذبہ محبت سے معذور ہے۔ اور معذور دار و مست تا۔ کا مصداق ہے۔ وہاں طبی احتیاط کرنے والے بھی اپنے نقطۂ نظر سے حق پر ہیں اور پھر تو عام طور پہلے سے زیادہ عام اجازت ہی کر دی گئی فرق صرف افراط و تفریط کا ہے۔ اور دونوں اپنی محبت سے معذور ہیں۔ اس وقت مجھے ان دونوں کے مقدمہ میں کوئی قول فیصل دینے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو ان تمام نظاروں کو پیش کرنا چاہتا ہوں

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باخبر اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے۔ ایک دن آپ نے اوایل ایام علالت میں فرمایا کہ میرے حواس اس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھدوں۔ تم آپس میں مشورہ کر لو۔ ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بلا کر کہا۔ کہ آپ اپنے بھائیوں کو بلا کر مشورہ کر لیں" بات بظاہر نہایت معمولی ہے۔ مگر اس میں عزم و احتیاط کا اعلیٰ شان جلوہ گر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دوربیانہ نظر اور نکتہ رسی کی نظر نے اس کرب کی گھڑیوں میں بھی اس تفرقہ۔ اور فتنہ کے خوف کو مدنظر رکھا جو خلافت کے سوال کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ وصیت غالباً اس قسم کے امور کے تصفیہ کے متعلق ہو سکتی تھی ورنہ حضرت اپنی جائداد کے متعلق تو اسی وقت وصیت کر چکے تھے۔ جبکہ آپ کے اور ہمارے مخدوم و مطاع حضرت مسیح موعود مغفور نے الوصیت شایع کی تھی۔ اور آپ نے اسی وقت کہدیا تھا کہ میری اولاد کے واسطے صرف خدا کافی ہے۔ کیونکہ جائداد تو جو کچھ ہی تھی آپ نے اشاعت اسلام کے لئے دیدی تھی۔ بہرحال اس بیماری میں جو جو بات آپ کے دل پر کھٹکتی تھی وہ یہی تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ جماعت پر ایسا فضل کرے۔ کہ

اس میں کبھی تفرقہ نہ ہو

بلکہ وہ ایک ہی ہاتھ پر متفق رہے۔ خواہ حضرت کچھ بھی لکھتے اور کچھ بھی فرماتے۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس میں **خیر و برکت** ہی ہوتی۔ پھر میرے دماغ میں جو خدا تعالیٰ نے غور کرنے والا بنایا ہے ایک اور خیال گزرا کہ مامورین اور ان کے خلفاء و نواب عجیب عجیب طور پر اپنی جماعت اور قوم کا امتحان کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا۔ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں کاغذ اور قلم دوات طلب کیا۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ "حق کی قدر نہ کرنے والوں نے اپنی عدم معرفت سے فاروق اعظم کے اس جواب پر اعتراض کئے ہیں"۔ مگر جو شخص تعصب سے الگ ہو کر نکتہ رس دل لیکر اس سوال پر غور کریگا۔ وہ حضرت فاروق اعظم کی باریک بینی اور قرآن دانی کی تعریف کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔ وہ دیکھے گا کہ فاروق اعظم قرآن کریم پر کیسا زندہ اور زبردست ایمان رکھتے تھے۔ فاروق اعظم کی یہ آواز آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی آخری ساعات میں یقیناً نہایت شیریں اور خوش گوار معلوم ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جو بات آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ قرآن مجید کا فہم اور اتباع میری قوم میں پیدا ہو اور ان کی ہر نزاعوں کا حکم قرآن مجید ہی ہو۔ وہ فاروق اعظم کے اس جواب سے ظاہر ہے۔ بہر حال یہ قوم کی عقل و دانش کا امتحان تھا۔ یا کیا اس کو حضرت امام بہتر جانتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی انہیں کے سینہ میں ہے۔ مگر میں نے اس واقعہ کو صرف اس نظر سے لکھا ہے تاکہ

حضرت امام کی احتیاط کی نظیر دکھاؤں

اور لوگوں کو وصیت لکھنے کیطرف متوجہ کروں۔ اس مشورہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اور کیا جواب دیا گیا۔ ناظرین اسے معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے۔ مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے ہمارے احباب نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ اگر حضرت مکرر دریافت کریں تو یہ عرض کیا جائے۔ کہ آپ کی طبیعت رو بصحت ہے۔ آئندہ آپ جو مناسب سمجھیں"۔ لیکن حضرت کی خدمت میں عرض کرنیکا موقعہ نہیں آیا۔ غرض یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک دور اندیشی اور تنظیم الامور کی ایک نمایاں مثال ہے۔

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

اسی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ سائیں عبد الرحمن جو حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے برادر زادہ ہیں۔ انہوں نے حضرت کے پاس ایک سو دس روپیہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو۔ تو وہ میرے پاس امانت رکھدے جو وقت چاہے اسے ملجائیگا۔ اس اطلاع کی ضرورت آپ کو اسلئے پیش آئی کہ اکثر مرتبہ ایسا ہوا کہ یہاں جب مجمعے ہوئے تو بعض دوستوں کی نقدی بعض کے کپڑے۔ یا دوسرا سامان بے احتیاطی کیوجہ سے اور بعض شریروں کی شرارت کے باعث ضایع ہوگیا۔ اور حضرت کو ایسے لوگوں کو زاد راہ اور ضروری سامان دینا پڑا۔ اور بعض شرفا کو سخت تکلیف ہوئی نہ وہ کسی سے کہہ سکیں۔ اور نہ کوئی انتظام کر سکیں ایسی تکلیفیں بارہا دیکھی گئیں۔ تو حضرت نے یہ تکلیف گوارا کی کہ لوگوں کی امانتیں رکھیں اور اس قسم کی چوریوں اور سرو بریوں کا انسداد ہو۔ پس آپ ہمیشہ ایسی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ اب امانتوں کے متعلق ایک مشکل پیش آسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی باقاعدہ رجسٹر رکھیں۔ اور جب کوئی روپیہ یا کوئی چیز امانت رکھیں تو اس میں درج کریں اور جب اس کا کوئی جزو یا کل واپس کریں تو اس سے خارج کریں۔ اس کے لئے بڑا وقت چاہیئے۔ حضرت نے نہایت دور اندیشی سے اس مشکل کو ایسا حل کر دیا۔ کہ بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے آپ نے اپنا اصول یہ رکھا ہوا ہے۔ کہ جب کوئی شخص امانت دے تو اسے ایک رسید دیدیتے ہیں پھر جب جب وہ اس میں سے کچھ لے اسی رسید پر اسکا اندراج ہوتا رہے اور ایسا ہی اس امانت کیساتھ ایک رسید لکھکر رکھدیتے ہیں۔ اب حضرت کی علالت کے ایام میں اس مندرجہ بالا امانت کے متعلق مشکل پیش آئی۔ حضرت کی طبیعت سخت ناساز اور ادھر سائیں عبد الرحمن نے اپنی امانت کا مطالبہ کیا۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ سائیں عبد الرحمن اپنی امانت طلب کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی کہتا ہے۔ کہ میری رسید گم ہوگئی ہے۔ حضرت نے فرمایا "ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے۔ اور ہر شخص اپنی امانت جو وقت چاہے لے سکتا ہے۔ ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے۔ ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں۔ کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا"۔ اس پر عرض کیا گیا۔ کہ حضور عبد الرحمن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں"۔ فرمایا کچھ پرواہ نہیں۔ اس کی امانت کیساتھ رسید ہوگی اُسے دیکھ اور اُسے دیدو"۔ چنانچہ جب اسکی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا۔ جو فوراً ادا کر دیا گیا۔ وللہ الحمد۔

علالت میں آپ کے مشاغل

انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ بیکار نہیں رہ سکتا۔ یہانتک کہ رات کی سنسان گھڑیوں میں جب نیند آکر اپنا عمل و دخل کرتی ہے۔ اسوقت بظاہر انسان بے حس و حرکت پڑا ہوا نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محض بیکار ہے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس وقت بھی **دماغ** بیکار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی دوسری قوتیں خواب کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں"۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت سے سب واقف ہیں۔ کہ سارا دن اور رات کا اکثر حصہ آپ تعلیم و تدریس میں گذارتے اور کثرت سے کلام کرنیکا اتفاق ہوتا۔ اور تحریر اور تقریر کے لئے قلم اور زبان کام کرتی رہتی۔ اب قدرت نے چارپائی پر ڈالدیا۔ اس حالت میں بھی آپ کے **مشاغل** دیکھنے کے قابل ہیں سب سے بڑا مشغلہ تو قرآن کریم کی آیات پر غور ہے۔

قرآن کریم کی آیات پر تدبر

آپ بظاہر لیٹے ہوئے ہیں۔ مگر بباطن قرآنی مضامین پر سوچتے ہیں۔ یہ معمّا حل نہ ہوتا۔ اگر بے اختیار آپ اس راز کا انکشاف نہ کرتے"۔ ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیّت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہوگیا۔ قریباً دو گھنٹہ اسی حالت میں گذر گئے اور نماز پوری نہ ہو سکی تو فرمایا۔ کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی۔ صوفیوں والی حالت ہوگئی۔ اور ایسی نماز شروع ہوئی جسکا سلام نہیں۔ نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا۔ اور بڑے بڑے مضامین سمجھ میں آئے۔ اور آرہے ہیں"۔

احمق اور نادان معترض اسکا نام وساوس رکھدیتا ہے۔ مگر قرآن کریم کے حقایق وساوس نہیں ہو سکتے۔ حضرت نے جب یہ واقعہ سنایا تو میں اپنے غور و فکر میں دور نکل گیا۔ حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں۔ کہ میری غذا قرآن ہے۔ اور میں جب تک اس روز کئی مرتبہ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا۔ اس واقعہ نے اس عقدہ کو بھی حل کر دیا کیونکہ کئی روز سے **درس کا سلسلہ** قدرت نے بند کر دیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ اب وہ سلسلہ اس رنگ میں جاری ہے۔

بہر حال اپنی خاموشی کی گھڑیوں میں **قرآن کریم پر تدبر** فرماتے۔ اور خدا جانے کیسے کیسے موتی اس غواصی میں نکالکر لاتے ہیں صحت ہونے پر خدا کے فضل سے ہم امیدوار ہیں۔ کہ آپ ان معارف کو تقسیم کریں گے۔

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکمدیا۔ کہ محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو۔ جو انہوں نے حملہ ہند کے ایام میں لکھے تھے۔ پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہیئے تھا۔ میں نے ایکدن پوچھا بھی۔ کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا۔

فیضی مرحوم سے اظہار محبت

دوسرا شخص جسکی تصنیف کیطرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے۔ آپنے پہلے فرمایا کہ مثنوی نل دمن میں واقعہ معراج نکالکر مجھے سناؤ۔ خواجہ صاحب سے بھی کہا اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ سلم کیساتھ اظہار محبت ہے۔ واقعہ معراج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور لا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا۔ اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی"۔

واقعہ معراج تو بہت لوگوں نے بیان کیا ہے۔ فیضی کی خصوصیت کیا تھی؟ میں اس پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ اصل میں فیضی مرحوم نے

قرآن مجید کی عظیم الشان خدمت کی ہے

وہ کیا ؟ قرآن مجید کی ایک ضخیم اور غیر منقوط تفسیر۔ آپ کو بھی چونکہ قرآن مجید سے خاص محبت اور ذوق ہے۔ اور وہی آپکی غذا ہے اس لئے فیضی کے کلام کیطرف اس علالت میں توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے۔ محبوب کا مداح بہر حال محبوب ہو جاتا ہے۔ فیضی کے کلام میں بھی واقعات معراج کا سننا مقصود ہتا ہے"

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی مدح پڑھی ہے جب انہوں نے کہا۔ ہاں تو کہا فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔ اس پر اکبر شاہ خانصاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اس پر فرمایا اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ جس پر انہوں نے یہ مقطع پڑھا ؎

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست گشودے
بائد کہ بآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا۔ اور دوبارہ پڑھوایا۔ اور تعریف کی۔ اس شعر پر آپ کا اظہار پسندیدگی ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی طبیعت پر غلبہ توحید کس درجہ کا ہے۔

ایک ضمنی لطیفہ

خانصاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھ کر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے:۔

زخم بالائے دیدہ است اورا
بیجگد خوں زتیغ مژگانش
گلشن جان بود کز صد گل
دل خوں گشتہ شہید است
حال فیضی بہ بیں کز ابروئے

چشم زخمے رسیدہ است اورا
کس بایں رنگ دیدہ است اورا
پیش نرگس رسیدہ است اورا
خون کہ بیرون دویدہ است اورا
تیغ در دل خلیدہ است اورا

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی کہو یا اس کی روح کا نیاز مندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت نہ رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آفرینی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقایق کے نیچے میں آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا۔ اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا۔ خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نکل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیازمندانہ تعلق ہی کو دیکھتا ہوں۔

بہر حال یہ عجیب بات ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔ اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کر دیا۔ آپ نے دیوان فیضی لیکر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کیطرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔ وہ سنائے۔

خانصاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اس کو نکال لیا پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔ میں نے ان تعلقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں تو خاموش رہے۔ اور پھر اس غزل کو خانصاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے۔ اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔ پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کلسوانح منگوائی اور ساری سنی۔

قرآن مجید کا سننا اور بخاری اور عمدۃ الاحکام کا سننا!

علے العموم حفاظ کو بلا کر آپ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور بہت دیر تک یہ مشغلہ صبح شام عموماً جاری رہتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد آپ کو بخاری سے بھی بڑی محبت ہے ہمیشہ اس کا درس بھی ضروری جاری رہتا ہے۔ اس علالت میں بھی بخاری کو سنا۔ اور عمدۃ الاحکام کو بھی سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کسقدر محبت ہے اور آپ کے کلام کا کیسا شوق ہے۔ عمدۃ الاحکام آپ کی پسندیدہ کتب میں سے ہے"

فقر و غنا کا تماشا

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی توکل علی اللہ کے ایسے مقام پر ہیں کہ میں تو اسے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ اور ان کے رزق کا معاملہ ایسا عجیب ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ کو رزق کریم عجیب ملتا ہے اور بظاہر اس کا ذریعہ طب ہے۔ اس بیماری میں فقر و غنا کا تماشا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ فقر سے مراد وہ فقر ہے جو الفقر فخری کا مصداق ہے۔ حضرت کی عادت میں داخل ہے کہ آپ کو اموال سے کبھی محبت نہیں ہوئی۔ اور ہمیشہ بذل مال آپکا کام رہا ہے میں کو غربا اور ضعفاء کی اعانت اور اسلام کی اشاعت طلبہ علم کی مد میں خرچ کرتے رہتے ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر بھی آپ اتنا کبھی جمع نہیں رکھ سکے کہ کسی ضرورت کے وقت کام آوے۔ کیونکہ آپ نے اپنی ضرورتوں کا مایحتاج روپیہ کو نہیں سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کو سمجھا۔

خداداری چہ غم داری

پس اس حیثیت سے کہ آپ نے کبھی روپیہ جمع نہیں کیا میں آپ کے فقر کا اظہار کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کے سامان ایسے طور پر مہیا کرتا ہے کہ ضرورت سے پہلے سامان ہوتے۔ میں نے بیسوں مرتبہ خود دیکھے اور تجربہ کئے ہیں۔ اس لئے آپ سے بڑھ کر غنی کون ہو سکتا ہے ؟ اس فقر و غنا کا تماشا اس بیماری میں بھی عجیب نظر آیا۔ ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا۔ بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے

جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اسکو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالےٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا۔ کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کہا سکو نہ ہو گا۔ میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا" اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلاء کو اس قسم کا ابتلا تو پیدا نہیں کر سکتے۔ آپ کو کسی خوشامد کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادتمندی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کر سکیں" فرمایا

مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور بھی فضل ہے

میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس ۱۲۵ ذات خاص کیلئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔ میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی۔ کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔ حیدر آباد سندھ میں شیخ محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب تاجر چرم ہیں۔ وہ بیمار ہوئے انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔ اس پر اچھے ہو گئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈ دادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں آپ پنڈ دادنخان میں مدرس تھے۔ اس وقت کی چار روپیہ کی چونیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں۔ اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنا گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ ان کے قلب پر ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد آوری اور جوش کا تھا۔ اور بے اختیار اللہ تعالےٰ کی حمد کرنے لگے۔ فرمایا اللہ ایسا مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے۔ اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ ناتواں ہے۔ میرا ایمان بڑا قوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے" حضرت کو جب اس طرح میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جاوے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر اگر فقر تھا۔ تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آگیا۔ حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کیلئے تو خصوصاً بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس جوش میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہونگی اور کیا کیا کی ہونگی۔ میرا یقین ہے

کہ اس وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی - اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے غرض اسی وقت وہ سب آٹھ روپے آپ کو تقسیم کر دئے گئے۔ جس شخص نے پندرہ دنکاں سے جرنیوں کا خط لکھا تھا فرمایا اس کو لکھدو۔ معاف مجھے تو مدام تو معلوم بھی نہیں ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۸ء کا معاملہ ہے۔ ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔ بہر حال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا۔ اس ذکر میں پھر بزرگ اللہ تعالٰے کی حمد و ثنا کرتے رہے اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

حضرت کی اس علالت کے ایام میں اگر خلیفۃ المسیح کی ضروریات اور اخراجات معالجہ انجمن دیتی تو ایسا خرچ برمحل اور جائز ہوتا۔ اور قوم اپنی سعادت سمجھتی کہ ان کا روپیہ بہترین مقام پر خرچ ہوا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک کثیر التعداد ایسے آدمیوں کی ہے جن کی زندگی کے بدلے اگر حضرت کی حیات میں درازی ہو سکے تو وہ دینے کو طیار ہیں۔ بعض کو تو میں نے ایسا ذکر کرتے یہاں بھی سنا اور اگر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ صرف سے بھی اس بزرگ کی صحت و تندرستی بحال رہے تو اس کے خرچ کر دینے کو قوم موجود اور پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح پر کسی کا احسان نہ ہو۔ اور قوم اپنا فرض ادا کرے۔ مگر میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی ہمتی اور بلند نظری کی ایک بات سناتا ہوں یہ واقعات آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جستہ جستہ واقعات بیان کر دوں اور جن کا مشاہدہ علالت کے ایام میں بھی کیا گیا ہے۔ ان میں سے آپ کی عالی ہمتی ہے۔ پہلے ہی سے آپکا ہمیشہ یہ عمل ہے کہ آپ کھانا تک جو گھر میں پکایا گیا ہو۔ مانگ کر نہیں لیتے۔ اور یہ کوئی نیا معمول نہیں۔ بلکہ اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کی زندگی میں جبکہ آپ بچے تھے یہی طرز عمل تھا۔ اس خصوص میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں جو حیات نور کا جزو انشاء اللہ ہوں گے۔ ان ایام میں میں نے دیکھا ہے کہ جب آپکے سامنے کھانا پیش کیا جاتا۔ تب آپ جو کھلانے والے کھلاتے کھا لیتے۔ مانگا کبھی نہیں۔ مگر جو بات اس ضمن کے نیچے میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت ہی عجیب ہے۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی۔ میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم ایک فہرست حساب کی بنا دو کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ صرف ٹوٹل ہو۔ جسقدر میری ادویات پر خرچ ہوا ہے۔ جسقدر میری بیٹھوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوا ہے - اس کل رقم کی میزان حاصل کرو۔ اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھ کر دیا گیا ہے۔ اس میں سے وہ کل حساب ادا کر دو۔ فرمایا میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسانمند نہیں ہو سکتا۔ اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے۔" یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی۔ بیماری پر خرچ ہوا۔ اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا۔ جسکی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے۔ اور اس کی ضروریات ذاتی کا انصرام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا۔ میں اس واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے۔ اور اللہ تعالےٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گذارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس شوریٰ کے سپرد ہوا۔ بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہلبیت حضرت مسیح موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں۔ مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہونچی تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے۔ اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھ غیروں کے سپرد کر دیگا؟ ہرگز نہیں۔ اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے۔ میں تو نبض پر ہاتھ رکھکر ہی کھاؤنگا۔"

یہ واقعہ بہت لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ اور جن کو معلوم ہے ان میں سے بھی تھوڑوں کو شاید قابل غور مضمون معلوم ہوا ہو مگر میرے نزدیک یہ بڑا وسیع مضمون ہے۔ میرے ساتھ اسی سلسلہ میں چند اکابران قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوا۔ چند ماہ کا عرصہ گذرتا ہے ایک بے بولے دوست نے اپنے خیال کے موافق میں نہیں جانتا کیوں ایک شخص کا نام لیا کہ وہ خلافت کے لئے موزوں ہے۔ اور مجھ سے تائید یا داد چاہی۔ میں نے کہا حضرت! خلافت محض ادعا یا تجویز سے نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا کام ہے۔ اور علاوہ بریں خلافت کا معیار نور الدین نے بہت اونچا کر دیا ہے ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ خلافت کا مدعی ہو۔ خلیفہ کے لئے مولوی صاحب نے دکھا دیا ہے کہ وہ اپنی قوت لایموت کا انحصار کسی شخص پر نہ رکھے۔ یہانتک کہ نذور عامہ کا مصرف بھی اپنے عام کر دیا ہے پھر قومی تحریکوں اور ضرورتوں میں چندہ دینے میں سابق بالخیرات ہو کسی محتاج اور قابل امداد شخص کو دیکھے تو اسکی امداد و اعانت کیلئے اسکا ہاتھ ہر وقت دراز ہو۔ پھر اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ میں دیکھتا ہے لنگرخانہ کا مہتمم آتا ہے کہ حضرت! فلاں شخص کچھ بیمار ہو گیا ہے اس کیلئے غذا کا کیا انتظام کیا جاوے۔ جواب میں اگر حکم دیتے کہ لنگرخانہ سے فلاں چیز تیار کر دو۔ تو عین برمحل اور درست ہوتا۔ مگر نہیں حضرت خلافت پناہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ دو دو دوا اور یہ دو روپیہ لو۔ ختم ہو جائیں تو پھر مجھ سے لو اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں بیسوں ہیں۔ ایک غریب مہاجر ہے اس کے پاس کپڑا نہیں وہ اصحاب الصفہ میں سے ہے۔ اگر لنگرخانہ کی مد سے یا بہشتی مقبرہ سے یا بیت المال سے دیا جاوے تو بالکل جائز اور درست مگر نہیں وہ کہتا ہے احمد نور کے ہاں سے منگوا دو قیمت مجھ سے لو۔ ایک شخص جاتا ہے حضرت فلاں ضرورت درپیش ہے روپیہ کی حاجت ہے۔ اچھا میں انتظام کر دونگا۔ خدام میں سے ایک یا ایک سے زیادہ بیمار ہیں روزانہ انکی خبروں کا منگوانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور کس کس بات کا ذکر کیا جاوے پھر ان تمام باتوں پر وہ کسی کے سلام کا بھی آرزومند نہیں۔ اس کے اخلاق میں اخلاق اللہ کا نمونہ دیکھا ہے لیکن کسی حکم کی خلاف ورزی یا اسکی تعمیل میں سستی ہوتی ہے مگر معاً کوئی حاجت اسکے متعلق پیش آئی ہے تو اس نے اشارۃً یا کنایۃً بھی اسکا ذکر نہیں کیا۔ اب بتاؤ کہ خلافت کی مسند اس قسم کے رنگ سے رنگین شخص کیلئے سزاوار ہو سکتی ہے یا ہر شخص کیلئے؟ اس پر اسے خاموش ہونا پڑا۔ یہ تو ضمنی بات تھی ذوق سخن نے راہ میں لا ڈالا۔

اصل بات جسکو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا۔ اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آتے تھے۔ کیا انکی قیمت بھی دیدوں؟ فرمایا نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو۔ میں اس خصوص میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت نے انکی اس خدمت کو قبول فرمایا۔

اظہار شکر گذاری کی روح

حضرت کی عادت میں جس نے ہمیشہ اسباب کو مدنظر رکھا ہے کہ آپ میں اظہار شکر گذاری کی ایسی عادت ہے کہ بعض وقت حیران ہونا پڑتا ہے۔ یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک نسان اللہ تعالیٰ کے شکر میں تر زبان نہ رہتا ہو۔ کیونکہ یہ بالکل سچی بات ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا اسلئے کہ انسان تو ایک ہستی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے اور اللہ تو بہر حال اسکے لئے فی الغیب ہیں۔ جو شخص اپنے ہم جنس کا شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا کبھو شکر گذار ہو سکتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کی عادت ہے کہ آپ کوئی معمولی سا کام آپ کے لئے کریں تو آپ جزاک اللہ کہینگے اور دعا دینگے اور لفظاً بھی اظہار سپاس کریں گے اس حالت میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی خصوصاً ڈاکٹر صاحبان آپ نے خصوصیت سے ان کے شکریہ کا اعلان کرنا مناسب سمجھا۔ ڈاکٹر صاحبان یا دوسرے خدام نے اگر آپ کی خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا اور یہ اُن کی سعادت تھی کہ انہیں آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ملا اور اگر آپ انکے شکریہ کا ذرا بھی اظہار نہ کرتے تو ان کے لئے ذرا بھی محل افسوس نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اس مخلص روح نے گوارا نہیں کیا کہ اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف کرے۔ جو اعلان شکر گذاری شایع ہوا ہے وہ اس امر کی دلیل شہادت ہے کہ آپ جہاں اپنے مولیٰ کے لئے شکر گذاری کا جوش رکھتے ہیں اسکی مخلوق کی خدمت گذاری پر بھی اسکا اعتراف اپنی شان کے مناسب سمجھتے ہیں۔" اس طرز عمل سے آپ نے بتا دیا ہے کہ کسی کی خدمات کو حقیر نہ سمجھا جاوے بلکہ اسکا جائز اعتراف کیا جاوے۔ اس عمل کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ بعض ایسے موقعہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ شخص جس کا شکریہ ادا کیا جاتا یا جسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے "اعتراف خدمات" کی حقیقت سے محض نا آشنا ہے۔ عبدالسلام آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں۔ اس کو حضرت کیساتھ بڑی محبت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کی بیماری کا احساس رکھتا ہے۔ اور حضرت کی بعض خدمات اس چھوٹی سی عمر میں کرنے کیلئے جوش رکھتا ہے۔ بارہا اسے دیکھا گیا کہ وہ حضرت کے ہاتھ دبانے کے لئے بار بار کوشش کرتا ہے۔ حضرت کو پانی کی ضرورت ہے تو دوڑ کر خود لینے لگا ہے۔ حضرت کو سینک دینے کے لئے گرم کردہ اینٹ کی ضرورت ہوئی تو وہ لیکر آتا ہے۔ غرض اس بچپن کی حالت میں (اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے اور اسکو قرۃ العین بنائے آمین) وہ عجیب عجیب جوش ہمدردی کی حرکات کرتا ہے۔ ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا۔ حضرت نے وفور جوش سے فرمایا۔ "میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے"! حضرت کے ان اخلاق اور عادات سے جو بہترین سبق ملسکتے ہیں۔ ناظرین ان پر غور کریں اور میں بھی انشاء اللہ انہیں واقعات سناتا جاؤنگا۔!

وما بالله التوفیق۔ ایڈیٹر

سلسلہ صحابہؓ

حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمان فارسیؓ مہاکہ ان کے ان انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ایرانی النسل تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا نام مایہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مایہ بن بوذخشان بن مورسلان بن یہبوذان بن فیروز بن سہرک ۔ سہرک جن پر ان کے شجرۂ نسب کی انتہا ہوتی ہے۔ آب الملک کی اولاد میں تھو۔ ایک مرتبہ خود حضرت سلمان رضؓ سے ان کا نسب پوچھا گیا انہوں نے سلمان بن اسلام بتلایا۔ لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کیطرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے۔ وطنیت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رام ہرمز کے رہنے والے تھے بعض روایتوں کا بیان ہے کہ ان کا وطن جی تھا۔ جو اصفہان کا ایک شہر ہے۔ ان کے اسلام کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا استیعاب میں ہے کہ وہ کچھ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے۔ بہرحال انہوں نے اپنے اسلام کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے میں اصفہان کے ایک گانوں جی کا رہنے والا تھا۔ میرا باپ اس دہقان تھا۔ اس کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ مجکو لڑکیوں کیطرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ میں میرا مذہب مجوسی تھا۔ اور میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی بعض گانوں میں میرے باپ کی جایداد تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اس بنا پر اس نے مجھے بلاکر کہا بیٹا! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو مصروف ہوں، تم میری جائیداد کیطرف چلے جاؤ۔ لیکن وہاں رک نہ رہنا کیونکہ اگر ایسا کروگے تو میں اپنی تمام جائیداد کو چھوڑکر تمہاری فکر میں ہو جاؤں گا۔ میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کیطرف ہوا۔ میں وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھکر ان کے پاس گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ وہ کیا کررہے ہیں۔ مجھ کو ان کی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ ٹلا۔ اور نہ اپنی جایداد کیطرف گیا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ یہانتک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے۔ جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے شام کا پتہ بتایا اسکے بعد میں وہاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا اس نے کہا۔ بیٹا تم کہاں تھے۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا میں نے کہا کہ میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا۔ جو گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجکو ان کی نماز اور ان کا مذہب خوش آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے

اس نے کہا نہیں بیٹا تمہارا اور تمہارا آبا و اجداد کا مذہب اس دین سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اس بنا پر میرا باپ میری طرف سے بدظن ہوا اور میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کر لیا ہے جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا چنانچہ ان کے پاس تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر کی میں نے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانیکا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب قافلہ واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے اس کی اطلاع دی میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا۔ اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا جب شام میں آیا تو میں نے پوچھا تمہارا عالم کون ہے؟ انہوں نے پادری کو بتایا۔ میں نے اس کے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا اور گذارش کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے آپکا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم اور اسکی رغبت دلاتا تھا لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا تھا یہانتک کہ اس کے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انتقال کیا اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایک بدترین شخص تھا۔ چنانچہ میں نے صدقہ کے مال کے متعلق اس کا تمام کارنامہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے اس کا ثبوت مانگا میں نے ان ساتوں گھڑے کا سونا اور چاندی نکالکر رکھدیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اس کو دفن نہ کریں گے۔ اس کے بعد اس کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مارے اور دوسرے شخص کو اس کا قایم مقام مقرر کیا میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو اس سے بہتر اس سے زیادہ زاہد نہیں پایا۔ اس بنا پر میرے دلمیں اس کی محبت اس قدر پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کسی چیز کی نہ ہوئی تھی لیکن جب اس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا کہ اب تو یہ وقت آپہونچا۔ آپ میرے لئے کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ باقی لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہوچکا۔ تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اس کی اس وصیت کا حال بیان کیا۔ اس نے مجھے قیام کی اجازت دی اور میں ایک مدت تک اس طریقہ پر رہا جس پر اس کا پیشرو تھا لیکن جب اس کی موت کا بھی زمانہ آیا تو میں نے کہا اب یہ وقت آپہونچا ہے آپ کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جس روش پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم اس سے جاکر ملاقات کرو۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا۔ جب اس کی

وفات کا بھی وقت آیا۔ تو میں نے عرض کی کہ فلان فلان نے مجھ کو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی آپ مجھے کہاں جانیکی وصیت کرتے ہیں، اس نے کہا کہ میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے۔ کوئی نہیں ہے اگر تمہیں استطاعت ہو تو اس سے جاکر ملو۔ جب اس کا انتقال ہوچکا۔ تو میں صاحب عموریہ سے ملا اور واقعہ بیان کیا۔ اس نے ٹھیرنے کی اجازت دی میں نے وہاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسی روش پر پایا جس پر اس کے اصحاب تھے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ مجھے وہاں کچھ مال ہاتھ آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا بھی وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کس کے یہاں جانیکا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اب اس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے پاس جانیکا حکم دوں۔ اب ایک نبی کے مبعوث ہونیکا زمانہ آگیا جو دین ابراھیم کو لیکر مبعوث ہوگا۔ وہ ارض عرب سے اٹھے گا۔ اس کا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا۔ جو پتھریلی زمین کے درمیان میں واقع ہے۔ اگر تم کو قدرت ہو تو اس کے پاس جانا۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا لیکن ہدیہ قبول کرلیگا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی ۔

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے ان سے کہا کہ ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے آئندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ وہ بیماریوں کی دوا اور ان کے لئے دعا کریگا۔ اور وہ شفا پائیں گے تم بھی اس کے پاس جانا۔ اور جس شخص کو ڈھونڈھتے ہو اس کو پوچھنا۔ چنانچہ میں آیا اور ان دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھیرا رہا جب وہ رات آئی۔ جبدن وہ ایک جھاڑی سے نکلکر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا۔ تو وہ نکلا۔ لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا۔ یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے چھپ گیا صرف اس کے شانے نظر آتے تھے۔ میں نے اس کے شانوں کو پکڑا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراھیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس وقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے وہ اس گھر کے قریب نکلیگا۔ اور اس دین کو زندہ کرے گا۔ جس کو تم پوچھ رہے ہو چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ سچ ہے۔ تو تم نے عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کی بہرحال واقعہ جو کچھ ہو حضرت سلمان رضؓ نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ تک پہونچنے کا واقعہ اسطرح بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا۔ میں نے ان کے وطن کا پتہ پوچھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کا نام بتایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں

اور کہا میں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجکو بھی اپنے وطن تک پہنچاؤ ان لوگوں سنے مجھے سوار کر لیا اور مجھے وادی القرٰی میں لے گئے وہاں مجھ غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا میں نے اس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جس کا مجکو نشان دیا گیا ہے۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس سے مجھے خرید لیا وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور ان نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں۔ میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ میں اس شخص کے یہاں (ایک نخلستان میں کام کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ لیکن مجھپر آپ کا حال مخفی رہا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اس کے نیچے میرا آقا بیٹھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچازاد بھائی تھا آیا۔ اور اس کے پاس کھڑا ہو کر بیان کیا کہ خدا بنی قبیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے خدا کی قسم اس کے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آ گیا اور درخت ہلنے لگا یہانتک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا اس کے بعد میں جلدی سے اترا۔ اور اس سے اس خبر کو پوچھنے لگا میرے آقا نے ہاتھ اوٹھا کر مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی۔ اس نے کہا نہیں تم اپنا کام سنبھالو۔ چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تھا اس کو اکٹھا کر کے رسول اللہ کے پاس لایا۔ آپ قبا میں مقیم تھے۔ جب میں وہاں داخل ہوا۔ تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اصحاب بھی ہیں۔ آپ اہل حاجت اور مسافر ہیں میرے پاس کچھ مال تھا جس کو میں نے صدقہ کے لئے رکھ چھوڑا تھا جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو مجھے آپ سے اس کا زیادہ کوئی مستحق نظر نہیں آیا اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا رسول اللہ نے صحابہ رضہ کو فرمایا کہ تم اس کو صرف کرو۔ لیکن خود اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اور جمع کر کے لایا میں نے سلام کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کہاتے میرے پاس اور بھی کچھ مال تھا۔ جس کو میں ہدیتہً آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا آج اس کو لایا ہوں۔ چنانچہ اصحاب کیساتھ آپ بھی اس میں شریک

ہوئے میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے میں لوٹ کر کچھ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے آپ کے اردگرد آپکے اصحاب رضہ تھے آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ایک کو اوڑھے ہوئے اور دوسری کا تہ بند باندھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور ادھر اُدھر سے آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا۔ جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا۔ تو چادر پیٹھ سے اوٹھا دی اور مجکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا تھا میں اس کے چومنے کے لئے لوٹ پڑا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا ذرا ہٹ جاؤ میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ کو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ صحابہ رضہ بھی اس کو سنیں اس کے بعد میں اسلام لایا لیکن غلامی کیوجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ مجھ سے رسول اللہ نے کہا تم مکاتب[۱] بن جاؤ میں نے اپنے آقا سے اسکی درخواست کی تو اس نے میری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین[۲] سو کھجور کے درخت اس کے لئے لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کروں رسول اللہ نے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ کھجوروں کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے دس پودے جمع کر دیئے۔ آپ نے فرمایا اس کو لیکر چلو اور زمین کہودو۔ جب ان کو بٹھانیکا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان کو خود اپنے ہاتھ سے بٹھاؤں گا۔ میں نے زمین کہودنے کی تیاری کی تو اور اصحابہ نے بھی میری مدد کی۔ اس کے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے اور خدا سے برکت مانگی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ اب مجھ پر صرف درہم باقی رہگئے تھے۔ اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ رضہ کے ساتھ تھے۔ کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لائے[۳] جسکو انہوں نے کسی کان میں سے پایا تھا۔ اور اس کو رسول اللہ پر تصدق کر دیا۔ آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو۔ میں نے کہا اتنے میں کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا لیکن پھر بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کر دیگا۔ دوسری روایتوں میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی زبان پر رکھا کہ اس کو لیجا کر اپنا قرض ادا کردو۔ چنانچہ جب سلمان نے اس کو تولا تو ٹھیک چالیس اوقیہ نکلے بہر حال بدل کتابت ادا کر کے اب وہ ازاد ہو گئے۔"

غزوات

بدر و احد کی لڑائیاں جو وقت واقع ہوئیں حضرت سلمان فارسی غلامی کیحالت میں تھے۔ اس لئے مجبوراً شریک نہ ہو سکے بدل کتابت ادا کر کے جب وہ ازاد ہوئے تو غزوہ خندق پیش آیا۔ اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے۔ اس کے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے۔ غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی اسکے کھودنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں بحث ہوئی انصار کہتے تھے۔ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین ان کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا کہ

سلمان منا اھل البیت۔ "سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں"

غالبًا کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی شخص کو اس قدر عزت نہ دی ہو گی کہ اس کو اپنے اہلبیت میں شامل کر لیا ہو یہ مساوات اسلام ہی نے قایم کی تھی اور یہ اسی کا خاصہ لازمی ہے

اخلاق وعادات

حضرت سلمان فارسی نہید حلیم منکسر المزاج، قانع، رحم دل۔ زہد پیشہ۔ اور فیاض طبع تھے۔ بیت المال سے ان کو چار ہزار درہم ملتے تھے۔ لیکن وہ ان کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے وہ جس زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بنا کر معاش پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ تو یہاں کے امیر ہیں اور آپ کو بیت المال سے وظیفہ بھی ملتا ہے۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا وظیفہ پانچہزار تھا۔ اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا ادھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے۔ جو وظیفہ ملتا تھا اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور کما کر گذر اوقات کرتے تھے انہوں نے اپنے لئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا۔ جہاں کسی کا گھر ملجاتا اس کے سایہ میں پڑہ رہتے۔ ایک مرتبہ حذیفہ رضہ نے ان سے کہا ہم آپ کے لئے گھر کیوں نہ بنا دیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لئے ویسا ہی گھر بناؤگے جیسا کہ تمہارا مدائن میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تمہارے لئے بانس کا گھر بنائیں گے۔ اور اس کی چھت نرکل کی ہو گی۔ وہ اس قدر پست ہو گا کہ جب تم کھڑے ہو گے تو تمہارا سر اس سے لگ جائیگا۔ اور اس قدر تنگ ہو گی کہ جب سونا چاہو گے تو تمہارے پہلو اس کے دونوں کناروں سے مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔

عمارت اور حکومت سب کو عزیز ہے لیکن حضرت سلمان رضہ زہد کیوجہ سے اس کو ہمیشہ مکروہ سمجھتے رہے۔ ایک بار ان

---

[۱] اگر آقا راضی ہو جائے تو غلام کچھ مال ادا کر کے ازاد ہو سکتا ہے" اس قسم کے غلام کو مکاتب اور مال کو بدل کتابت کہتے ہیں

[۲] بعض روایتوں میں پانچسو ہے"

[۳] جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ محض مال غنیمت حاصل کرنیکیلئے ایمان لاتے تھے ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہئیے +

سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔
حلاوۃ رضاعہا ومرارۃ فطامہا۔ یعنی اس کے دودھ کی شیرینی اور دودھ چھوٹنے کی تلخی اسکا سبب ہے۔
عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا۔ زکوٰۃ وخیرات کے مال کھانے سے اس قدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُن کے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے انہوں نے فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہوگا؟ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کر کے یہ مال ادا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو!
وہ زہد وقناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان ان کو دیکھ کر رونے لگے انہوں نے کہا رونیکی کوئی وجہ نہیں۔ رسول اللہ دنیا سے آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہوگی۔ حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کے طمع سے نہیں روتا۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زاد راہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں لیکن جس سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا۔ وہ صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔
حضرت سلمان فارسی کا توکل اور انکی قناعت عام طور پر مشہور تھی یہانتک کہ صحابہ ان کی وفات کے بعد بھی کبھی خواب دیکھتے تھے۔
عبد اللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ مجھے نیند آگئی تو سلمان آئے اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا۔ انہوں نے کہا نہایت عمدہ توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوہراتے رہے۔
رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ اس وقت آٹا گوندھ رہے تھے اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک ضرورت کے لئے بھیجا ہے اس بنا پر ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کام کا بار ڈالا جائے۔
حلم وخاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے وہ مدائن کے امیر تھے ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھ لیے جاتا تھا۔ اس سے ان کے جسم میں خراش آگئی۔ چنانچہ اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہنے لگے۔ جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھا لو۔ خدا تمہیں زندہ رکھے۔
ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لئے آتا تھا۔ اس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو اُن کے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اس لئے اس نے بلا کر کہا کہ یہاں آؤ۔ یہ بوجھ اٹھائے چلو۔ حضرت سلمان کو بوجھ لیے جاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے امیر ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا؟ حضرت سلمان نے فرمایا جب تک اس کو تمہارے گھر تک نہ پہونچا دوں گا ہرگز نہ اوتاروں گا۔
ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی۔ وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے ان کے سر پر وہ گھاس لادی وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ اس نے معذرت چاہی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کر لی ہے کہ کو تمہارے گھر تک پہونچا دوں گا۔
ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہو کر گئے۔ فوج کے نوجوانوں کے پاس ہو کر گذرے۔ تو ان سبھوں نے ان کی ہنسی اڑائی ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو خیر وشر کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔
وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے لیکن جب کبھی نکلتے۔ تو لوگ کہتے اوکرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن وہ ان سے درگذر کرتے۔
لیکن باوجود اس زہد وحلم وانکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے حضرت ابوالدردا سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی۔ ایک دن حضرت ابوالدردا کی بیوی نے آن سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اس لئے حضرت سلمان نے وہ رات وہیں بسر کی۔ جب ابوالدردا نماز کو اُٹھے تو انہوں نے روک لیا صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا۔ اور جب تک ابوالدردا نے روزہ نہ افطار کرلیا وہاں سے نہ ٹلے۔ ابوالدردا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اعتدال کے ساتھ عبادت کرو

مناقب

حضرت سلمان کو زہد۔ عبادت۔ حلم وانکسار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا جو اکثر صحابہ کو نہ حاصل ہوا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی علی۔ عمار۔ اور سلمان کی مشتاق ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی ابتدائے ہجرت میں جب تک آیت میراث نازل نہیں ہوئی تھی رسول اللہ باہم صحابہ میں رشتہ اخوت قائم کرا دیتے تھے اور جن لوگوں میں یہ رشتہ قائم ہو جاتا تھا ان میں باہم وراثت جاری ہو جاتی تھی۔ اسی کا نام مواخاۃ ہے۔

تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آجائیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ سلمان کو آخر واول کا علم حاصل ہے وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا وہ اہلبیت میں سے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تھا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو آخر امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے جو ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوئے۔

وفات

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے اس کو اُٹھا لاؤ۔ وہ مشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا۔ اور مشک کو اس میں حل کردیا۔ پھر بی بی سے فرمایا اس کو میرے اردگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس ایسی مخلوق آنیوالی ہے جو خوشبو کو پسند کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے یہاں سے چلے جاؤ ان کی بیوی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک بیٹھیں تھیں کہ انہوں ایک نہایت آہستہ آواز سنی جاکر دیکھا تو ان کا وصال ہو چکا تھا۔ (الندوہ)

جدید وائسرائے کے نام کھلا خط

مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جدید وائسرائے کے نام ایک کھلا خط شایع کیا ہے۔ جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ دیسی پریس اس کی پوری تائید کرے۔ اور لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا بے سود نہیں ہے کہ دیسی پریس کو ان مشکلات سے نجات دی جاوے۔ جس میں وہ بعض برادران وطن کی بے عنوانیوں کی وجہ سے مبتلا ہوگیا ہے۔ جدید قانون کے ذریعہ پریس کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے اور پہلے بھی بجز بعض اخبارات کے جو منہ پھٹ تھے عام طور پر احتیاط وتحمل سے کام لیتے تھے لیکن اب تو بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے اور اس صورت میں مرزا حیرت کی کھلی چٹھی مناسب وقت اور قابل قدر ہے لہذا اس لئے اسے درج کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ ہمارے جدید وائسرائے کے نام کھلا عریضہ

دیر باش اے وقت تو خوش وقت ما خوش کردہ
شادزی چندانکہ پیدا بر وز ما نت انقضا

مائی لارڈ

اگر آپ درحقیقت اپنی کوئی بڑی سے بڑی اور نمایاں سے نمایاں یادگار ہندوستان میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو موجودہ پریس ایکٹ کو بدل دیجئے اور ضمانت کا قاعدہ جو رائج ہو گیا ہے اسے منسوخ کر دیجئے۔ اس قانون کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ صدہا غریب اخبارات کے گلے پر چھری پھر جائیگی اور وہ ہمیشہ کے

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خاص ارشاد

"حضور باوجود ضعف و نحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۹ نومبر ۱۹۱۱ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڑھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کیواسطے حاضر ہوئے تو فرمایا مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔ عاجز قدموں میں حاضر تھا عرض کیگئی کہ بندہ حاضر ہے ارشاد کیا کہ کاغذ قلم لو اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کیواسطے خصوصیت کیساتھ اخبار میں شائع کئے جاتے ہیں۔ "ایڈیٹر"

فرمایا:۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ قسم ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذابتلیٰ ابرٰھیم ربہ بکلمٰت فاتمّھن (اور جب ابراہیم پر اسکے رب نے بعض باتوں سے ابتلا ڈالا تو اسنے انکو پورا کیا) **دوسری** قسم وہ ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وبلونٰھم بالحسنٰت والسیّئٰت لعلّھم یرجعون (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سکھوں کے ابتلا میں ڈالا تاکہ وہ رجوع کریں) **اور تیسری** قسم وہ ہے جس کی نسبت فرمایا ہے بلوھم بما کانوا یفسقون (ہم ان کو ابتلا میں ڈالتے ہیں بسبب اسکے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حسن ظن کا حکم دیا ہے قرآن شریف میں آیا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم اور حدیث شریف نے تو مطلقاً سوء ظن سے منع ہی کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث مجھ پر جو ابتلاء اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جنکے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرما دیا بعض ایسے نفوس ہیں جنکی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کیساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت ان انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ دن رات ایسی خدمت کر رہے ہیں میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اسوقت جو ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھکو کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ انکو نعم البدل عطا کریگا وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ عداوا دموقعہ تھا اور ایسا موقعہ ہمیشہ نہیں ملا کرتا لاہور کے لوگوں میں سے میاں چراغدین صاحب مع اپنے کنبہ کے خاص شکریہ کا مستحق ہے سر پر پڑ پلے اور بیماری کی حالت میں آکر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہی) باوجود بیماری باین ضرورت خلفہ دلی عیادت کیلئے تشریف لائے ہیں پر عیادت انشاء اللہ معمولی نہ ہوگی ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں اسیطرح عیادت کے بھی مراتب ہیں میں انشاء اللہ سب کے واسطے دعا کرونگا اور خدا کے حضور ان سب باتوں کیواسطے شکریہ کرتا ہوں **فرمایا۔** بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں ملی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہونگے یہ بھی ہمدردی ہے، اور عیادت میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کا رحم میرے حال پر ہے میں اچھا ہوں۔ ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کر کے فرمایا دل اچھا ہونا بہت شکر ہے اگر یہ ابتلا نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا **فرمایا** میرا دل مطمئن ہے اس وقت کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے ایسے وقت میں جبکہ اس نے ایسی ایسی جگہ سے رزق پہنچایا ہے انسان کا وہم و گمان نہیں پہنچ سکتا۔ گویا طب کے پیشے میں جو ستاری تھی

لئے بند ہو جائیں گے۔ مُنہ زور واغیانہ اور دل آزار مضامین لکھنے والوں کو پہلے تنبیہہ کی جاوے اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر مقدمہ چلا کے انہیں سزا دیجاوے۔ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک لغزش سے ان کا گلا گھونٹ دیا جاوے اور پھر انہیں دم زدن مارکا یارا نہ ہو۔

مائی لارڈ۔ سوائے چند انگریزی دیسی اخباروں کے عام اردو اخبارات کی مالی حالت بہت نازک ہے وہ وقت پر ہزاروں تو درکنار سینکڑوں کا بھی انتظام نہیں کر سکتے ایسی بے سروسامانی اور بے بضاعتی میں ان سے ہزاروں روپے کی ان کی کسی لغزش پر ضمانت طلب کرنی گویا عملاً انہیں بند کر دینا ہے۔

اردو اخبارات چاہے اچھے ہوں یا برے تو بھی پبلک خیالات بہت کچھ ان سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بند ہو جانا گویا پبلک کے خیالات کے ایک حصہ پر پردہ پڑ جانا ہے۔ اور اس میں مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کا کوئی فایدہ نہیں۔ ہاں جوگانتر جیسے باغی پرچوں کی نسبت کچھ سفارش نہیں کیجاتی۔ مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب خیال کرے ان کے ساتھ برتاؤ کرے مگر عام اخباروں پر تو ضرور رحم کیا جاوے۔ اور انہیں ضمانت کے شکنجہ سے نجات دیجاوے فقط۔

مائی لارڈ آپکی خدمت میں درخواست کرنیوالا
مرزا حیرت مالک و ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷-دسمبر کو قرار پایا ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وقت پر جلسہ میں شامل ہوں۔ تاکہ باقاعدہ کاروائی جلسہ کی شروع ہو جاوے۔ گویا ۲۴ کی شام کو یا ۲۵ کی صبح کو پہونچ جانا چاہیئے۔

(۲) جلسہ کے لئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے یعنے صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہوگی کہ جتنا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے۔ اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا۔ دوسرے درجہ کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً عہ۱ یا اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پس کنسشن سرٹیفکیٹوں کے لئے صرف انہی احباب کیطرف سے درخواستیں آنی چاہئیں۔ کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جائینگے ان کے لئے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ایک سارٹیفکیٹ کئی آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کر کے اطلاع دیں۔ تو اور بھی مفید ہوگا۔

(۴) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ لنگر خانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے۔ اور علاوہ اس کے اگر سال گذشتہ سے پیوستہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں اعانت کے طور پر دے تو امید ہے۔ کہ خرچ پورا ہو جائیگا۔

(۵) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں۔ امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی تکمیل ہو چکے گی۔

خاکسار محمد علی (سکرٹری انجمن احمدیہ) قادیان، ۷ دسمبر ۱۹۱۱

منجانب گورنمنٹ ہندوستان برائے اطلاع یاد داہر

گورنمنٹ حضور ملک معظم و گورنمنٹ ممالک متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ اسٹیٹس اوف امریکہ) کے درمیان ایک عہدنامہ بغرض ثالثی در بارہ دعاوی زر (یعنی نقدی) منجانب رعایا برطانیہ بنام گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس و منجانب باشندگان یونائیٹڈ اسٹیٹس بنام گورنمنٹ برطانیہ قرار پایا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ عہدنامہ جلد منظور ہو جائیگا۔ اور بعد منظوری تمام ایسے دعاوی قطعی مسدود ہو جائینگے جو تاریخ منظوری سے چار ماہ کے اندر دایر نہ کئے جائیں۔ تمام ہندوستانی رعایا برطانیہ یا ہندوستان میں رہایش رکھنے والے اشخاص سے جو برخلاف گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس دعاوی رکھتے ہوں۔ استدعا کیجاتی ہے۔ کہ اپنے اپنے نام اور پتے اپنے صوبہ کی مقامی گورنمنٹ کی خدمت میں حتے الامکان جلد ارسال کریں۔

بغرض اطلاع

عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہیضہ نمودار ہونے کے باعث انٹرنیشنل بورڈ حفظان صحت قسطنطنیہ کے نزدیک زائرین کا آجکل سو پوٹیمیا (عراق عرب) میں شیعوں کے مقدس مقامات پر جانا نامناسب ہے۔

مذاہب کی کانفرنس

مذاہب کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس صوبہ آگرہ و اودھ کے صدر مقام الہ آباد میں ۹-۱۰-۱۱-جنوری ۱۹۱۲ء کو منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ان جملہ مذاہب کے متعلق جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے مختلف فرقوں کے متعلق ان مذاہبوں اور فرقوں کے قایم مقام مضامین پڑھکر سنائینگے۔ اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے ملنے والوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو دور کر کے اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب کو مٹا کر۔ جو مختلف مذہبوں اور ان کے فرقوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ ہمدردی اور اخوت کو ترقی دی جاوے۔ اس سال کانفرنس کے اجلاس کے صدر جیسی کہ توقع کی جاتی ہے مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوں گے جن مذاہب کے لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی ہے ان میں حسب ذیل مذاہب بھی شامل ہیں۔ (۱) ہندو مذہب اور اس کے جملہ فرقے (۲) بودھ مذہب (۳) جین مذہب (۴) سکھوں کا مذہب (۵) برہمو سماج (۶) آریہ سماج (۷) دیو دھرم۔ (۸) رادھا سوامی مت۔ اور ویدانتیوں کے مختلف فرقے (۹) مسیحی مذہب اور اس کے مختلف فرقے۔ (۱۰) اسلام۔ جس میں شیعہ۔ سنی صوفی وغیرہ فرقے داخل ہیں (۱۱) یہودی مذہب (۱۲) زرتشتی مذہب (۱۳) تھیا سوفسٹ۔

جملہ بڑی بڑی اور اہم مذہبی سوسائیٹیاں اور انجمنیں جو ہندوستان کے مختلف حصص میں ہیں ان سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈیلیگیٹ اجلاس کانفرنس میں روانہ کریں اور یہ کہ وہ اپنے اپنے مضامین بھی بھیجیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کانفرنس کیساتھ دوسرے طریقے میں ہمدردی کا اظہار کریں گا

ہر مضمون میں کسی مذہب کے اور اس کے فرقوں کے اصول کا ذکر ہوگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان ہوگا کہ وہ کون کون سے امور ہیں جنکے باعث وہ مذہب دیگر مذاہب اور ان کے فرقوں سے ممیز ہوتا ہے۔ لیکن کسی مذہب میں بالواسطہ یا غیر واسطہ طور پر کسی دوسرے مذہب یا فرقہ پر کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائے گا۔

ہر مضمون کے پڑھنے کا انتہائی وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ ۳۰ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اور سارے مضامین کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کے چیرمین مسٹر سارو اچرن متر ۸۵ گرے اسٹریٹ کلکتہ کے پاس ۲۵۔دسمبر سے پیشتر پہونچ جانی چاہئیں۔"

باقی اور قسم کی خط و کتابت لالہ بیج ناتھ صاحب سکرٹری آگرہ یا میجر بی۔ڈی۔ بوس جائینٹ سکرٹری الہ آباد کے نام ہونی چاہیئے۔

اطلاع

خریداران الحکم مطلع رہیں کہ وصولی بقایا اور سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جو صاحب حساب میں کوئی امر قابل دریافت پائیں انہیں مناسب ہے کہ وی پی بطور امانت رکھ کر دریافت کریں یا قبل از وقت اطلاع دیں۔

(ایڈیٹر)

علیگڈھ کالج میں لیکچروں کا سلسلہ

علیگڈھ کالج کے ناظمین نے اپنے کالج میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ لیکچر مذہبی اور علمی لیکچر ہوں گے جو ملک کے نامور لوگ وقتاً فوقتاً دیں گے۔ اس قسم کی تحریکیں طلباء و تعلیمی۔ قومی۔ مذہبی۔ اور علمی روح پھونکنے کے لئے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ میں اس وقت ان لیکچروں کے مضامین پر جو مشتہر کئے گئے ہیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کیساتھ اگر طلباء میں مذہبی سپرٹ پیدا ہوجاوے تو یہ نہایت بابرکت چیز ہے ان لیکچروں کا افتتاح ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر سے ہوگا۔ جو غالباً اس مضمون پر ہوگا "شارع اسلام علیہ السلام نبی نوع انسان کے بہترین کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہیں" مضمون کی اہمیت ظاہر ہے علیگڈھ کالج کے طلباء کے لئے اسی قسم کے مضامین کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت قریب ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلباء میں علمی مذہبی تحریک کی زبردست رو پیدا ہوجاوے اور مذہب ہی فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے جو قومیت کا جذبہ پیدا کرسکتا ہے میری رائے میں اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ علیگڈھ کالج تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کو اور بھی وسیع کیا جاوے۔ یہانتک کہ اسلامی اسکولوں میں بھی ماہواری لیکچروں کی تحریک کو عام کیا جاوے۔ میری دانست میں اس سال کی ایجوکیشنل کانفرنس میں مذہبی تعلیم کے متعلق ایک خاص ریزولیوشن پیش کیا جاوے اور اسے نہ صرف پاس کیا جاوے بلکہ اس کو عملی صورت میں لانیکی کوشش کیجاوے اگر اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس میں ایسا ریزولیوشن پیش ہوکر پاس ہوگیا تو کانفرنس میں ایک نئی قوت پیدا ہوجانیکی خدا کے فضل سے توقع ہے بہرحال ناظمان علیگڈھ کالج کی یہ سعی قابل قدر اور لائق شکرگذاری ہے اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے۔

دیوبند کا اسلامی مدرسہ

دیوبند کے اسلامی مدرسہ کے علمی فیوض کا سلسلہ بڑا وسیع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہندوستان سے نکلکر ممالک غیر میں بھی اس کی لہریں جا پہونچی ہیں۔ مدرسہ مذکور کو ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنانے کے لئے ایک انجمن قایم ہوچکی ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک رسالہ "القاسم" نام بھی جاری ہوگیا ہے جس میں عالمانہ مضامین درج ہوتے ہیں یہ باتیں مذہبی سرگرمی اور ملکر کام کرنے کی قوت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں اس قسم کی تمام تحریکوں اور مساعی کو کسی آینوالی برکات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے تمام کالجوں اور مدرسوں کو اسلامی یونیورسٹی سے پیوند کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی ضرورتیں ہی مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی بنانے کی محرک ہونگی خدا کرے کہ مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں"۔

اللہ رحم کرے

نہایت افسوس ناک خبر ہے کہ علماء اور عہدہ داران ندوۃ العلماء مستعفی ہوکر (ال ندوۃ) سے بالکل کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں اس علیحدگی کے وجوہات میں مولوی شبلی نعمانی کا طرز عمل ہے کہ وہ شخصی اقتدار قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اقتدار کے مقابلہ میں جمہوریت کی شان کو مٹانا چاہتے ہیں یہ جدال اگر خدانخواستہ بڑھا تو ندوہ کو لے ڈوبے گا۔ قومی انسٹیٹیوشنز میں جو نقص عام طور پر پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر شخص جو اس کی حکومت میں حصہ رکھتا ہے وہ اپنے اقتدار اور رسوخ کو بڑھانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کرلینا چاہتا ہے اپنی آواز کے سامنے وہ سب کے شور و فغان کو ہیچ بنادینے کا آرزومند ہوجاتا ہے۔ مجھے مولانا شبلی سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں ان کی خدمات کا جو ندوۃ کی انہوں نے ایک حد تک کی ہیں معترف بھی ہوں مگر جب انہوں نے "ملائے اعظم" کی تحریک کی تھی اسی وقت میں بھانپ گیا تھا کہ وہ ندوہ کے کرتا دھرتا بننا چاہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انہوں نے اس کا بیڑا ابھی جا لیا ہے۔ اب بانیان ندوہ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ بہرحال یہ جدال ندوہ کے لئے ہی نہیں "قومی وقار" کی شان کو ایسے وقت میں جبکہ ہمسایہ قومیں اپنی شخصیت کو قایم کرنے کے لئے جدوجہد کررہی ہیں۔ سخت نقصان رساں ہوگا ایسے لوگ خواہ کہیں بھی ہوں خواہ وہ تنہا ہوں یا ایک جماعت اور پارٹی اپنے ساتھ رکھتے ہوں قومی کاموں کی راہ میں سخت ٹھوکر کا موجب ہوجاتے ہیں لاہور کے اسلامیہ کالج کو اسی سے دھکا لگا اور انجمن حمایت اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا اور اس واقعہ نے اخبارکی قوت کا بھی اظہار کردیا۔ بعض اوقات اپنے رسوخ اور چند احباب کے ہم خیال ہونیکے بھروسہ پر قومی کاموں کے مہتمم اخباری آوازوں کو اپنے ایوان منتشری میں ہیچ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ اخبار کی زبردست طاقت انقلاب پیدا کرکے رہتی ہے۔ زمانہ میں اس وقت جمہوریت کی ہوا چل رہی ہے۔ مولانا شبلی پہلے ناگوار واقعات سے سبق لیں اور اگر وہ اخلاص سے کام لیتے ہیں۔ تو اپنے رفیق علماء کے مشورہ پر کاربند ہوں اور ان پر فوقیت اور خصوصیت کے خیال کو چھوڑ دیں ندوۃ انکی ذاتی ملکیت ہونیکی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ قومی کاموں میں اگر کوئی برکت پیدا ہوتی ہے تو وہ اجتماعی رنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کوششوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بالآخر میں پھر تمام اسلامی قومی انسٹیٹیوشنز کے ناظمان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حمایت اسلام کے جھگڑے سے عبرت حاصل کریں اور ندوۃ کو اس مشکل سے بچانیکے لئے ابھی کوشش کریں اور اپنے ہاں ایسی سپرٹ کو نشو و نما ہونے دو جو گھن کیطرح قومی عمارت کو نقصان پہونچاتی ہے۔ ملکر کام کرنا سیکھو۔ اور پبلک آوپنین کی قدر کرو۔ اور اسے قوم میں پیدا کرنے کے آرزومند رہو۔

ندوۃ ہم سے کیسا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اپنے مذہب میں گناہ عظیم سمجھتا ہوں کہ اس کی (خدانخواستہ) تباہی پر خوشی کیجاوے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایسی سپرٹ ہم میں خدانخواستہ پیدا ہو تو گویا پھر اسلام کی ترقی کی بجائے تنزل کے ہم (نعوذ باللہ)

خواہشمند ہونگے اسلئے ہم دیوبند کے مدرسہ کی ترقی سے بھی مسرور ہوتے ہیں اور ندوۃ العلماء کی کامیابی بھی راحت بخش ہے۔ آخر یہ اور ہم خواجہ تاش ہیں اور ایک ہی آقا کے خادم ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ اگر کسی بھی قومی انسٹیٹیوشن کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہو تو ہم سب ملکے اسے بچانیکے لئے علیٰ قدر مراتب کوشش کریں"۔

آریہ سماج لاہور کی پبلک سپرٹ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر آریہ سماج کی پبلک سپرٹ کا جو اظہار ہوا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے اور اس خصوص میں صوبہ پنجاب کی آریہ سماجوں کی لیڈر آریہ پرتی ندہی سبھا نے بھی قابل قدر اخلاص سے کام لیا ہے پرتی ندہی سبھا نے ماسٹر مچھنداس کو دیو سماج کے ساتھ مقدمہ میں پانچسو روپیہ بطور امداد دینا منظور کیا تھا۔ مگر اس کے جنرل اجلاس میں اس ریزولیوشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اور آخر آریہ پرتی ندہی سبھا کو پبلک آواز کے سامنے اپنے فیصلہ کو واپس لینا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو دھرمپال نے اگلوایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ آریہ سماج میں آزادی رائے کی قدر کا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی انجمنیں اس سے سبق لیں اور اپنی کسی غلطی کے اعتراف میں کبھی مضایقہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسا اعتراف ترقیوں کی جڑھ ہوتا ہے"۔

مفت تعلیم

گورو کل میں مفت تعلیم کا سوال بھی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ کانفرنس میں پیش ہوا اس پر مخالف اور موافق تقریریں زور شور سے ہوئیں۔ بالآخر فیصلہ ہوگیا کہ ہردوار کے گوروکل میں مفت تعلیم دیجاوے گی اور نہ صرف تعلیم بلکہ طلباء کے تمام اخراجات دیئے جائیں گے۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور آریہ سماج نے اپنی قومی زندگی اور بیداری کا احساس کرا دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قوم میں ایثار بڑھ جائیگا اگرچہ پہلے ہی گوروکل کے پروفیسر اور استاد اور ناظم صرف گذارہ پر کام کررہے ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی گذران میں بھی کمی کریں گے۔ اور گوروکل کے عملہ تعلیم اور انتظام کے اخراجات گھٹ جائیں گے۔ قوم میں جوش پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ اسی سالانہ جلسہ پر دیکھا گیا۔ کہ تیس ہزار نقد جمع ہوگیا۔ اور گوروکل کا آیندہ اجلاس اس جوش کو اور بھی ظاہر کردے گا۔ گوروکل جن بچوں کو طیار کررہا ہے وہ اسلام کے دشمن ہیں گویا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ یہ سارا جوش اسلام کی مخالفت کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہمارا فرض اسباب کے لحاظ سے اس مقابلہ کے لئے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ اور پھر دعاوں سے کام لینا ہے۔

اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا ہے۔ چونکہ آئندہ اس کا انتظام حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ بہترین صورت اختیار کرے۔

اسی ضمن میں میرا یہ سوال بیجا نہ ہوگا کہ ہم تعلیم عامہ کی راہ میں

...سہولتیں پیدا کرنیکی کوشش کر رہے ہیں؟ اور کتنے آدمی ... بچوں کی تربیت اور نگہداشت بدوں معاوضہ کرنیکے ثواب ... آگے بڑھ سکتے ہیں۔ جو کل کو ہماری قوم کا جزو اعظم ہوں گے؟ ...س کا جواب ہے

ایک بھی نہیں!

...کر دا اور دیکھو
...ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات دوسری جگہ شایع کر دیگئی ہیں مجھے امید ہے کہ احباب ان ...ایات کی پابندی نہایت ضروری سمجھیں گے۔ جلسہ کے اغراض ...ن ۲۸ نومبر ۱۹۲۰ء کے الحکم میں مبسوط مضمون میں نے شایع ...ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمارے آمام کو اس وقت تک ...ز شفا حاصل ہو۔ تاکہ اس کی پاک صحبت اور معیت کے فیوض ...ہوں۔ آمین ؎

...میں قومی اغراض و ضروریات پر غور کرنیوالا موقعہ ...با نفرنس ہے۔ اور اس کے متعلق اس وقت تک ...یں شایع کرنیکے قابل نہیں ہوں۔ امید کیجاتی ہے ...لفرنس میں گذشتہ سال جو امور طے ہوئے تھے ان کی ...رپورٹ پیش ہو سکے گی۔ کہ اب تک کہاں تک عملدرآمد ہوا۔ ...تبہ جلسہ بڑی عجلت میں ہو سکا ہے۔ اور حضرت خلافت ...الت نے سکرٹری صاحب اور دوسرے احباب کو اس ...رہ متوجہ کر لیا ہے۔ وقت کا بہت سا حصہ اسکے لئے ...ہے اور مقدم کام بھی یہی تہا۔ اس لئے اس سے زیادہ ...کہنے کی ضرورت نہیں کہ سکرٹری صاحبان اپنی ... انجمن ...ضروریات قومی کی تحریک کرتے رہیں جنکے اعلان ... ...پہلے سے شایع ہو چکے ہیں۔ وہ اس جلسہ میں انشاء اللہ دیکھیں گے ...نگ ہوس کا بہت بڑا حصہ خدا کے فضل سے طیار ہو گیا ...اور سنسان جگہ قومی کوششوں کے اظہارہ کا نمونہ ہے ...خدا ان کی مساعی میں برکت دے (آمین)

ریویو

بہت مفید اضافہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اخباری برادری میں "احمدی" کا اضافہ خدا کے ...کرم سے قابل قدر اضافہ ہوگا۔ جو برادرم میر قاسم علی ...احمدی کی ایڈیٹری سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جنوری ...سے انشاء اللہ العزیز دہلی سے شایع ہوگا۔ احمدی کا ...ع اور مقصد احمدیت ہوگا۔ اور احمدیت کے خلاف ...کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ اس کا فرض منصبی ہوگا ...ار کے ذریعہ سے میر صاحب نے تمام معترضین کے جوابات ...دیا ہے اللہ تعالےٰ ان کے ارادوں کو بابرکت کرے۔ اور ...ہمای بڑھے پہلے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت

خوشی سے اسے لبیک کہیں۔ سالانہ چندہ صرف عہ ہوگا جو درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیئے ؎

دو مفید کتابیں

اسی مہینے میں دو قابل قدر مختصر رسالے ہمارے دو صادق مخلص بھائیوں نے شایع کئے ہیں اور عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دونو نوجوان جیسے روحانی طور پر ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں خونی تعلقات میں بھی قرابت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے گوشت خوری اور فرزند علی بجواب ابراہیم ہیں پہلا رسالہ منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۲۰ء میں آریہ سماج شملہ کے ساتھ مباحثہ میں کی تہیں۔ رسالہ نہایت قابلیت اور عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون گوشت خوری کی تقسیم قابل داد ہے اور میری دانست میں آریہ سماج سے مباحثہ گوشت خوری کے لئے بہت ہی عمدہ ہے مضمون کے علاوہ لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔ قیمت صرف ۳ہے۔ مؤلف سے ملیگا

دوسرا رسالہ فیروزپور کی انجمن کے قابل قدر سکرٹری بابو فرزند علی صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ان اعتراضات یا دلایل کے جواب میں لکھا ہے جو ...عیسےٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے متعلق ... جنکے متعلق انہیں ناز ہے کہ وہ لاجواب ... منشی فرزند علی نے ان دلایل کو ... مجیبد اور ...ن ... یقنت ... بیان کی ہے ... صرف ۳ ... ہے۔ اور سند ... ن سے ملسکتا ہے۔

پنجاب ریویو

چودہری ظفر علیخاں صاحب بی اے (علیگ) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اگست ۱۹۲۰ء سے اس نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ منشی ظفر علیخان ایک مشہور اہل قلم ہیں دکن ریویو کو انہوں نے پنجاب ریویو کے قالب میں ایسی عمدگی سے زندہ کیا ہے کہ بے اختیار داد دینی پڑتی ہے پنجاب ریویو کے متعلق افسوس ہے۔ ہندو اخبارات نے نیش زنی سے کام لیا ہے اور صرف اس تصور پر کہ اس میں اسلام کے متعلق مضامین ہوتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں جو کسی نہ کسی پہلو سے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کرے۔ اردو لٹریچر کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ اعلیٰ پایہ کا ہے۔ اور ظاہری مراتب بھی پسندیدہ ہیں۔ بہرحال میری رائے ہے کہ ایسے رسالوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت سالانہ ہے اور ششماہی ہے۔ درخواست ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کے نام ہونا

مسلم پالیٹکس

واجب العزت مولوی عزیز مرزا صاحب نے اس نام کا

مختصر سا رسالہ شایع کر کے الحکم میں ریویو کے لئے بھیجا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں پہلے اس پر کچھ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے اور اسے پالیٹکس سے چنداں تعلق نہیں۔ تاہم میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلامی پالیٹکس کے اصولوں کو نہایت عام فہم الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو بالاتفاق قوم کے مشہور لیڈروں نے بھی پسند کیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے بھی پسند فرمایا ہے۔ میں بریں مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

دیانند چرت یعنی آریہ سماج کا بانی اصلی روپ میں

اس نام کا ایک ۸۰ صفحہ کا خوب صورت رسالہ ریویو سماج لاہور نے شایع کیا ہے آریہ سماج کے متعلق جسقدر لٹریچر ... سماج کیطرف سے شایع کیا گیا ہے۔ وہ بڑی تحقیق اور تدقیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور مجھے بہت ہی کم اتفاق ہوا ہے۔ کہ آریہ سماج اس کا جواب دے سکے۔ اس رسالہ کا مضمون نام سے واضح ہے میں اپنے دوستوں کو اس کے پڑھنے کی ضرور سفارش کرتا ہوں۔ قیمت صرف ۲ر ہے۔ اور ریویو دہرم آفس لاہور سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہے۔

مردم شماری اور ہندو

مردم شماری کے متعلق ہندوؤں میں عجیب کشمکش جاری ہے اور دوسری طرف میں قدر اس سوال پر غور کیا جاتا ہے ایسی ایسی باتیں نکلتی آتی ہیں۔ جو ہندو کمیونٹی کی تعداد کو کم کر رہی ہیں مردم شماری سے اگر غرض صحیح کوائف اور حالات کا معلوم کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ چوہڑوں کے متعلق تو بحث جاری ہی تہی۔ اب ویشنوی فرقہ کا پتہ چلا ہے۔ جو علاقہجات بیکانیر۔ جودھپور۔ بہاولپور وغیرہ میں کثرت سے آباد ہیں۔ یہ لوگ ویدوں کو نہیں مانتے اور نہ جنیو پہنتے ہیں۔ بلکہ اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ پنڈت نند کشور صاحب نے جب المنصف نامی کتاب شایع کی۔ اور اس میں آریوں کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں جواب دیا تو آریوں نے لکہا تہا۔ کہ ویشنوی فرقہ ہندو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ضروری امر ہے کہ ان کو ہندوؤں سے الگ کیا جائے۔ ایسا ہی میانوالی کے ضلع میں ایک قوم رہتی ہے جو نماز تک پڑہتی ہے اس جدوجہد میں مجھے نظر آتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات جو پہلے ہی سے نازک ہو رہے ہیں۔ اور بھی نازک نہ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ رحم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح کے یوم علالت کا خطبہ

۱۸۔ نومبر ۱۹۱۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو چوٹ آئی۔ اس تاریخ کا خطبہ چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں بلا رسے نقل کر دوں۔ (ایڈیٹر)

۱۸۔ نومبر ۱۹۱۶ء حضرت امیر المومنین نے ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی پر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ کہ عدل ایسی ضروری چیز ہے۔ کہ شیعوں نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے اسے ارکان اربعہ (توحید۔ عدل۔ نبوۃ امامت) میں شمار کیا ہے۔

عدل کیسا اچھا ہے اس کا ... نہ کر سکو کیونکہ تم میں سے کم ہیں۔ جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا جبکہ حکام کو بھی ننگ و ناموس کا خیال نہ تھا۔ رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا۔ باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ چاہیئے۔

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی د... ے یا ان کے ساتھ بیجا سختی کرے۔ پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دکھ دے۔ یا اکل مال بالباطل کرے یا کسی کو حق تلفی کا مرتکب ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں مناسب ہے کہ ہم بھی ان کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں۔ میں تم کو نصیحت کرتا کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے عدل مدنظر رکھو اور میری آرزو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو میرے مولیٰ نے مجھ پر بلا امتحان اور بغیر میرے مانگنے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ میری ضروریات کا آپ ہی کفیل ہوا ہے۔

وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں۔ بیوی بچے دیئے۔ مخلص اور سچے دوست دیئے اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے پھر مطالعہ کے لئے وقت۔ صحت۔ علم۔ سامان دیا۔ اب میری آرزو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو۔ جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں۔ تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور میرا دل ٹھنڈا ہو۔

دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ تمہاری نذر و نیاز کا محتاج ہوں۔ میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام کرے۔ اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنجاؤ۔ اسکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و آشتی کے ساتھ لا الٰہ الا اللّٰہ پہنچاؤ +

ایڈیٹر صاحب وطن توجہ فرمائیں

مجھے ... کے ساتھ ایڈیٹر صاحب وطن کو ایسے معاملہ کی ... کا موقعہ ملا ہے جو ان کے لئے اور میرے لئے ... وہ معاملہ ہے۔ جبیر ایڈیٹر صاحب ناراض ... بند کر دیا تھا اور ابتک بند ہو مگر میں امر ... رک نہیں سکتا۔ میں اس کو دل سے ... الحمیں مگر بعض اوقا... ساتھ اختلاف رائے ر...

انہیں دنوں میں ایک فہرست ... کے ساتھ شایع کی ہے۔ جن میں ینابیع الاسلام اور تاریخ الخلفاء مصنفہ سر ولیم میور کا بھی اشتہار ہے۔ ینابیع الاسلام ایک خطرناک کتاب ہے جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھی۔ ایسا ہی میور اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس کی تصنیفات کو مسلمانوں میں شایع کرنا نہایت نامناسب اور اسلام کے ساتھ گویا جنگ کرنا ہے۔ اس سے پہلے الحکم میں جب یہ بحث اوٹھائی گئی تھی اس وقت یہ معاملہ یہانتک بڑھا تھا۔ کہ علماء اسلام کو ایڈیٹر صاحب وطن کے برخلاف فتوی تکفیر دینا پڑا۔ اگرچہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب نے بعض کتابوں کو اس اعلان میں درج نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی جن دو کتابوں کا حوالہ میں نے اوپر دیا ہے یہ نہایت خطرناک اور مضر اسلام ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن مذہبی حمیت اور حمایت کے خیال کو مدنظر رکھکر ذرا خدلی سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں گے اور آئندہ ان کتابوں کی فروخت قطعی بند کر دیں گے میں نے نہایت نیک نیتی سے انہیں یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہے دوسرے اسلامی معاصرین بھی ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کریں گے۔

من از بہر ردیت گفتم تو ہم خود فکر کن یار سے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیار سے

(ایڈیٹر)

آریہ سماج کے متعلق نہایت مفید کتب

اگر آپ آریہ سماج۔ اسکی تعلیم اور اس کے بانی کی اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں۔ تو مرقومہ ذیل کتب ضرور منگا کر پڑھیں۔

(۱) آریہ سماج اپنے اصل روپ میں ... قیمت ۱/
(۲) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں (حصہ اول) ... ۲/
(۳) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں حصہ دوم ... /
(۴) آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم ... ۱/
(۵) آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم ... ۲/
(۶) دیو سماج کا عبد الغفور اور آریہ سماج کا دہرم پال ...
(۷) دہرمپال کی جھوٹ بیانیاں ...
(۸) ایک کھلی چٹھی بنام مسٹر پرمانند ایم اے پروفیسر ڈی۔ اے وی۔ کالج لاہور
(۹) آریہ سماج کا ویدک ایشور

یہ سب کتابیں سپرنٹنڈنٹ دیو سماج آشرم لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ... یا ... سے زیادہ کے خریداروں کو ۲۵ روپے بھی دیجاوے گی +

عید ... اور رومال

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال ... جس قدر مقبول ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں انہیں بذریعہ تار فرمایش بھیجنی پڑتی ہے۔ چونکہ عید آنے والی ہے۔ اس لئے آپ جلدی منیجر عید کارڈ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔ رومال عید کپڑے کے موزون اشعار احادیث و مناظر سے مزین ... درجن۔
عید کارڈ قسم اعلیٰ لفافوں میں جاپانو لے ۱۲/ درجن
رومال کاغذی ... ۶/ درجن
عید کارڈ پیسہ میں پوسٹ ہونیوالے موزون اشعار و احادیث کے مناظرہ کے صرف ٹاک ختم کر دینے کی غرض سے بجائے ۶/ درجن کے ... ۳/ درجن

یادگار آفس لاہور۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

پیشگی

جلد ۱۵ نمبر ۳

الحکم

۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء

(قادیان دار الامان)

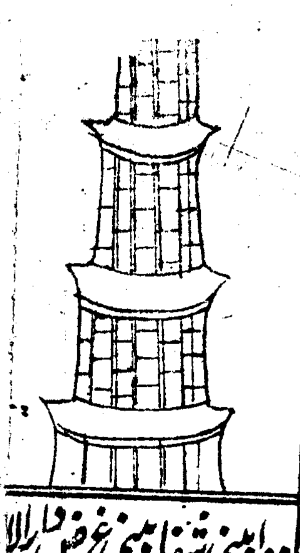

دوا بھی شفا بھی غرض دار الامان

یوم باتوگرائی چہار قادیان بھی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص - یہاں تک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ... ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں - وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں - صدہا سال سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں - کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

در پورے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے - اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں - خواہ کتنے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں - جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ گئی ہے ✣

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں ✣

انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں بالوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں -

نوٹ جو پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے - وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں - اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے
فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ: بالکل یہی الفاظ لکھئے - مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی - (تار کا پتہ) ہینڈلینسز دہلی :-

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک مرتبہ درست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونز نمبر نہیں) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو درست صاف ہوگا۔ اور بیشتر کی نسبت آپ کو تھوڑا زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے باد عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخارات یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنے چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجرہ کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۴ر ۸ر و ۱۲ر روانی شیشی ہیں ۱۶۰ گولیاں جو ۱۲ر روانی سے نکلتی ہیں کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ۱۲ر روانی شیشی۔ ڈونس بی اور باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے جب ہوتا ہے اگر بچہ پژمردہ اور بھوک تھکا گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس (املشن) دینا چاہیئے

دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے اس میں تازگی بڑھ جائیگا اور وہ خوش خرم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی عمدہ علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا اسکا تو شروع نہیں چھوڑا جاتا۔

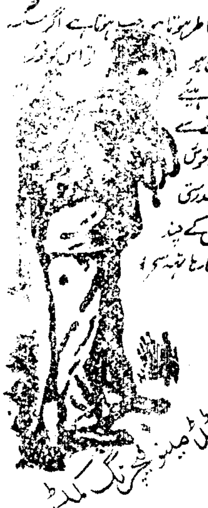

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کو کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کر کر ان کو آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور۔ ہدایت۔ اور شفا** - ہدیہ فی پارہ صرف (ایک روپیہ) عمر

نوٹ:۔ ساتوں پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپیہ (۷ر) مع محصولڈاک۔

درخواست کرنے پر دفتر الحکم قادیان سے مل سکتے ہیں فوراً منگاؤ اور نفع دارین حاصل کرو۔

غیب پر مطلع فرمادیتا ہے۔ اور جب کہ آپ کو کوئی دعویٰ نہیں پھر کیونکر آپ استثنا الا من ارتضیٰ من رسول میں داخل ہو کر آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مجھکو غیب خداوندی پر پوری اطلاع ہوئی ہے۔ یعنے وہ اطلاع جو اخیر آیات میں رسول کے لئے مذکور ہے آپ کی ان دونوں قولوں میں تو بڑا تناقض واقع ہے۔ کہ آپ کو رسول مرتضیٰ ہونیکا دعویٰ ہی نہیں ہے۔ معہذا آپ پورے طور پر غیب خداوندی پر مطلع ہونیکا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ یعنی رسول مرتضیٰ ہونیکا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا اس آیت پر آپ کا ایمان نہیں۔ دوسرا تناقض کا ہونا ... الہی میں ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ

لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرًا کلا وحاشا !!

پس آیت میں کوئی تناقض واقعہ نہیں ہے۔ آپکا شیطانی ملہم ہی جھوٹا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے گھوڑے پر سے گرجانے میں۔ اور اس آپ کی پیشین گوئی سے دو نشان ہمارے لئے واقعہ ہوئے۔ اول تو آپ کے شیطان ملہم کا جھوٹا ہونا۔ دوسرا یہ کہ حضرت اقدس جری اللہ کا ایک مکاشفہ پورا ہوا۔ یعنی یہ مکاشفہ کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب گھوڑے پر سے گرپڑے۔ جسکے سبب سے کئی بیماریاں حضرت خلیفۃ المسیح کو وارد ہوگئیں۔ اور آپ کے شیطان نے استراق سمع کرکر اور آپ کو اغوا کرکر جھوٹا کردیا۔ اور یاد رکھیئے کہ جب تک کسی ملہم کی صداقت دلایل شرعیہ یقینیہ سے ثابت ہو جاوے۔ تب تک اس کا الہام حجت نہیں ہوسکتا۔ اور اگر آپ دوستوں کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس نہیں آسکتے تو میری ہر ایک بات کا جواب جو اس خط میں تحریر کی گئیں ہیں علمی جواب دیویں۔ ورنہ ایسے الہامات شیطانی اور خوابوں سے کونسا نتیجہ آپ کو حاصل ہوسکتا ہے۔ بجز اس کے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین کے آپ مصداق بنجائیں۔ بلکہ آپ بن گئے ہیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مقام احد میں شیطان نے سبکے کان تک یہ آواز پہونچا دی تھی۔ کہ

الا ان محمدًا قد قتل اور پھر بعض ضعیف الایمان لوگوں کے پیر بھی اکھڑ گئے تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے دو لوگ شہید ہوگئے تھے۔ اور دو ایک دندان مبارک بھی شہید ہوگئے تھے۔ اور چوٹیں بھی سخت آگئی تھیں۔ مگر اس آواز شیطانی کا جواب اللہ تبارک وتعالےٰ کیطرف سے کیا نہیں ملا تھا۔ دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ۔ افان مات او قتل انقلبتم علےٰ اعقابکم ومن ینقلب علےٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئًا وسیجزی اللہ الشاکرین۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے شیطان ملہم کے استراق سمع سے کوئی رکن سلسلہ احمدیہ کا فوت بھی ہوجاوے۔ تب بھی اس سلسلہ حقہ کی بنیاد ایسے دلایل قاطعہ کتاب وسنت سے اور نیز نشانات آسمانی اور زمینی سے مستحکم اور مضبوط ہوگئی ہے۔ کہ کسی کی موت اور فوت سے اس کو جنبش بھی نہیں ہوسکتی۔ کما قال اللہ تعالےٰ فلن یضر اللہ شیئًا

چہ جائیکہ وہ غلط شیطانی جھوٹا ہی ہو جاوے۔ لہذا پھر میں عرض کرتا ہوں کہ از برائے خدا آپ اپنے استراق سمع شیاطین پر فخر اور ناز نہ فرمایا کریں۔ چہ جائیکہ وہ استراق سمع وقوع میں بھی نہ آوے۔ اور اس میری تحریر کو بڑے غور وفکر اور تدبر سے پڑھیں۔ وما علینا الا البلاغ

تنبیہ:۔ اور ہم جو ذلت موت وفوت مخالفین ومعاندین کو ان کے بطلان کی دلیل گردانتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہے کہ مابین فریقین کے مباہلات واقع ہوئے ہیں۔ مگر آپ کا مباہلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ کب واقع ہوا ہے۔ بلکہ برعکس اس کے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے رویا میں بھی آپ تو دعائیں کررہے ہیں پس فنجعل لعنت اللہ علے الکاذبین کی وعید بھلا پھر کیونکر صادق آسکتی ہے۔ ان مباہلات واقعہ میں اور آپ کی ان دعاؤں میں تو زمین اور آسمان کا فرق ہے

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جناب ڈاکٹر صاحب اس تحریر میں وہ فرق جو درمیان ایسے مدعی کے جسکے دعاوی دلایل قاہرہ سے ثابت ہوں۔ اور درمیان اقوال ایسے شخص بے علم کے جسکا کوئی دعویٰ ہی نہ ہو واقع ہیں میں نے ان کو واضح طور پر بتلا دیا ہے۔ اور نیز وہ تفاوت جو درمیان استراق سمع اور الہامات ربانی کے واقعہ ہے اس کو کھولکر لکھہ دیا ہے۔ اور نیز وہ ذلت موت وفوت کی جو مباہلے سے مخالفین پر واقع ہوں۔ اور وہ موت جو بغیر مباہلے کے واقعہ ہو۔ جو کچھہ ان دونوں امروں میں فرق ہے اس کو بھی نظائر اور شواہد کتاب وسنت سے وضوح کے ساتھہ واضح کردیا ہے اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ آپ کے روبرو پیش کردیا ہے۔ لہذا اب آپ پر لازم ہے کہ بموجب اپنے رویاء کے الباطل کو چھوڑ دیں۔ اور الحق کو اختیار کریں۔ اور بموجب ہدایت اپنی رویاء کے بڑی محبت کیساتھہ ہم سے بغلگیر ہو جائیے۔ وما علینا الا البلاغ ورنہ ویل یومئذ للمکذبین سورہ المرسلات میں دس مرتبہ موجود ہے۔ آپ اس ویلوں کے مستحق ہو جاویں گے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ !!

خاکسار۔ سید محمد یعقوب فرزند حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن احمدی امروہی عفی اللہ عنہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ بیعت

از خاکسار ڈاکٹر شیخ محمد حسین۔ ایم۔ اے۔ ایس۔ سابق مالک رسالہ اشاعت امرتسر

بیعت ڈاکٹر ما است بگو کہ خدا ئے
ملت مہدی معہود دُر دیگر سُفت
چوں سر خامہ نگوں گشت بہ ترطاس خیال
کلک بنوشت کہ اللہ گل تازہ شگفت

۲۰۔ جنوری ۱۹۱۱ء کی دوپہر ۔ جبکہ یہ سطور لکھی جارہی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہے گذشتہ ایام میں حضرت کو درد شقیقہ کی شکایت پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن طبی تشخیص سے معلوم ہوا۔ کہ وہ شقیقہ نہیں۔ بلکہ پہلے زخم کا کسیقدر مواد ردیہ باقی رہ گیا تھا۔ اور اس نے اندر ہی اندر اپنا راستہ بنالیا۔ جسکی وجہ سے سخت درد ہوتا رہا ہے اور مگر کے ساتھہ ساتھہ آنی آرام بھی ہوجاتا رہا۔ مگر حضرت کی طبیعت اس سے مضمحل ہوتی رہی۔ آخر حضرت نے تجویز کی کہ بعض ڈاکٹر صاحبان کو بلاکر مشورہ کرنا چاہیئے کہ کیا باعث ہے۔ ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب اسی غرض کے لئے گذشتہ اتوار کو دارالامان پہونچے۔ اور انہوں نے بھی تشخیص کیا کہ مادہ باقی ہے۔ اس کو نکالنے کیلئے اپریشن کرنا چاہیئے۔ لیکن وہ سمجھتے تھے کہ ڈاکٹروں سے بھی اگر مناسب ہو مشورہ کر لیا جاوے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایسا ہی محسوس کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی تو پہلے سے یہ رائے تھی۔ بہرحال اپریشن جدید کے لئے پھر وہی اختلاف رائے احباب میں ہونے لگا۔ حضرت کے متبعین تو خصوصیت سے اس امر کے مخالف تھے کہ جدید اپریشن ہو۔ ان کی وجہ مخالفت صرف مولوی صاحب کا ضعف اور نقاہت تھی۔ بالآخر ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت اپریشن کردیا۔ اور اپریشن کے وقت حضرت کو کلورا فارم سونگھایا گیا۔ یہ امر نہایت ہی چابکدستی اور صفائی سے ہوا۔ چھیراد پینے پر اس میں سے پیپ نکلی اور حضرت کو گونہ آرام اور سکینت معلوم ہوئی ہوش آنے پر دریافت کیا کہ کہتے ہیں کلورا فارم دینے سے لوگ بکواس کرتے ہیں۔ کیا مجھہ سے بھی کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ احباب نے عرض کیا کوئی نہیں۔ آپ تو اسقدر عرصہ بالکل خاموش رہے۔ ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب نے عرض کیا کہ دراصل محی نوش اور نشوں کے استعمال کرنیوالے لوگ بکواس کرتے ہیں۔ جنکا اندرونہ گندا اور خیالات ناپاک ہوتے ہیں۔ میرے لئے یہ مضمون بھی حضرت کی پاک سیرت پر غور کرنے کے قابل تھا۔ کہ بیماری تو پہلے ہی انسان کی بناوٹ اور تصنع کو دور کردیتی ہے۔ اب اس کو کلورا فارم کے عمل سے بالکل حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک مقدس اور مطہر قلب دیا ہے۔ اور آپ کے دماغ میں بجز اعلیٰ درجہ کی معرفت اور خدا شناسی کے دوسرے خیالات ہی نہیں۔ اس لئے اس بے ہوشی کی حالت میں آپ کے دماغ پر

پوری سکینت اور اطمینان کا غلبہ تھا

کوئی ایسی بات آپ کی زبان سے نہیں نکلی جو پراگندہ خیالات کا نتیجہ ہوسکتی۔ عمل جراحی کے بعد دوسرے دن آپ کو سخت تکلیف رہی۔ غذا بالکل بند ہوگئی طبیعت میں اشتہا باقی نہیں۔ اگر کچھہ دیا بھی تو قے ہوگیا۔ یہ قے ڈاکٹروں کے نزدیک کلورا فارم کے عمل کا نتیجہ ہے۔ بہرحال ۱۷۔ جنوری ۱۹۱۱ء کو آپ کو

بیان شریف مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء

...ن قرب یہ
حضرت کے ساتھ
لا الٰہ الا انت ...
پڑھتے تھے۔ اور یا سبحان اللہ سبحان اللہ۔
اس وقت بے حد تکلیف تھی۔ یہانتک کہ ایک دو مرتبہ یہ بھی کہا کہ کلورا فارم ہی سنگھاؤ۔ مگر دوں کلورا فارم کے زخم کو دھو یا گیا۔ آج سے آپ کی تکلیف بڑھنی شروع ہو گئی۔ ابتدا اس کے ساتھ ہی شدید بخار ہو گیا۔ اور بخار کیسا تھا ہی ماسترہ نے حملہ کیا ۱۰۱۔ کو مناسب سمجھا گیا کہ لاہور سے اپنے ڈاکٹروں کو مشورہ کے لئے بلایا جاوے۔ اس پر بعض احباب نے مشورہ دیا کہ کسی یورپین سول سرجن کو بھی بلایا جاوے۔ تاکہ مشورہ میں اور بھی مضبوطی ہو۔ اس رائے کو احباب نے پسند کیا اور فوراً اس کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۔ جنوری ۱۹۱۴ء کو میڈیکل کالج لاہور کے مشہور سرجن ڈاکٹر ہرڈ کو ہمارے احباب نے منتخب کر کے بھیجا۔ خود ڈاکٹر صاحبان نے رخصت کیلئے از حد کوشش کی لیکن انہیں رخصت نہیں مل سکی۔ تاہم انہیں ثواب ہو گیا۔ ڈاکٹر ہرڈ نے بعد دوپہر حضرت کو دیکھا۔ اور ہر طرح اطمینان ظاہر کیا۔ نبض کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ نبض تو جوان کی سی ہے۔ جیسے تیس سالہ جوان ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں میں نے نبض کی ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی!!
دراصل حضرت کی قوت کسی غذا پر منحصر نہیں رہی۔ بلکہ یہ قوت روحانی نتیجہ ہے اس تعلق کا جو آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ آپ خدا کی سرفت کے جام سے ہی سرشار اور سیر رہتے ہیں۔ حضرت کی علالت میں ہی یہ مضمون بھی ہمنے مشاہدہ کیا کہ بیمار کو اللہ ہی کھلاتا اور پلاتا ہے!!
بہر حال ڈاکٹر ہرڈ نے اپنا مشورہ دیکر اور آج زخم کو دھو کر بھی درست کر کے ضروری ھدایات متعلقہ علاج وغیرہ دیکر چلا گیا۔
رات حضرت کو سخت بے خوابی اور کرب رہا۔ رات کے آخری حصہ میں آپ نے قلم دوات منگوا کر کچھ لکھا۔ اور دو جدا جدا لفافوں میں بند کر کے اپنا انگوٹھا سیاہی سے لگا دیا۔
ہم نہیں جانتے ان لفافوں میں

کیا راز سربستہ ہے

مگر اس سے حضرت کی احتیاط کی کیسی درخشان نظیر پائی جاتی ہے۔ ان کرب کی گھڑیوں میں بھی آپ نے جو مناسب وقت سمجھا لکھا۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ یہ تحریر بہر حال ہمارے لئے بابرکت اور مفید ہے۔ جسکا اپنے وقت پر اظہار ہو گا!!
اس وقت میں سطور لکھ رہا ہوں حضرت کی طبیعت بدستور ناساز اور مضمحل ہو رہی ہے۔ ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ اور ورم اگرچہ چہرہ پر کسیقدر کم ہو گیا ہے۔ مگر وہ نیچے کی طرف بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ حضرت کی دماغی حالت اس وقت تک خدا کے فضل سے بہت درست اور صحیح ہے۔ خدا کے فضل سے ہر قسم کی بھلائی کی امیدیں ہیں۔ وہ جدھر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے اللہ تعالیٰ انکلسئے دجال کو اپنے دعاوی میں کاذب ثابت کر دیا!!

ہمارے احباب کے قلوب کو خوش
یہ ہے کہ اس کرب میں بھی آپ کی

...ی نماز قضا نہیں ہوئی

جس سے قرة عینی فی الصلوٰة کے مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناخدائے قوم کو جلد شفا دیوے!! (آمین)
جب حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۹۔ اور ۲۰ جنوری ۱۹۱۴ء کی درمیانی شب کو ساڑھے تین بجے ترتیب محولہ بالا کاغذ لکھے اس وقت بعض خدام کو موقعہ ملا کہ وہ حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔ مولوی غلام محمد صاحب مہاجر امرتسری جو ایک نہایت کم گو اور قابل قدر مخلص نوجوان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے حضرصاً اسے محبت ہے۔ اور وہ آپ ہی کے قدموں میں عرصہ سے رہتے ہیں۔ حضرت ہی ان کے متکفل ہیں۔ نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کا پرانا خادم ہوں میرے لئے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو مضبوط پکڑ و اور

اپنے بس میں کر لو

یہ ارشاد اور نصیحت ایسی جامع اور مختصر ہے کہ اس پر صفحوں کے صفحے لکھے جا سکتے ہیں۔ توکل علی اللہ کی کیسی تعلیم آپ نے دی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عملی رنگ میں تمہارا محبوب۔ معبود۔ اور مقصود ہو جاوے۔ اور تم اس پر ایسا عمل کرو کہ گویا یہ عمل تمہارے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہی ہو گا۔

من کان للہ کان اللہ لہٗ

جو اس کا ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز ایسے وجود کی مخالفت نہیں کر سکتی۔ وہ سچے معنوں میں اس کی خادم ہو لیتی ہے۔ اور وہ حقیقی طور پر انکا مخدوم بن جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کو عملی رنگ میں خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ اور فی الواقعہ ہمنے دیکھا ہے کہ آپ کا یہی مشغلہ ہے۔ ایسی حالت میں کہ دوسرے انسان یہی یقین کرتے ہوں کہ شاید آپ کا آخری وقت ہے۔ یہ تعلیم بتاتی ہے کہ آپ دنیا میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اور نوع انسان کے لئے آپ کس عمل کو مفید اور موثر۔ اور مبارک جانتے ہیں۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

لاہوری دوستوں کو ارشاد

یہ کاپی پتھر پر جم چکی تھی اور کسی وجہ سے ۲۲ کی صبح کو چھپنے کو تھی کہ ۲۲۔ کو ایک بجے کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے اس سوال پر کہ لاہوری دوستوں کے لئے کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ میں جو وقت حضرت کے پاس پہنچا ہوں تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ ذیل مضمون بغرض کیلئے ...

لکھوا رہے تھے میں نے اس کی اشاعت کو مقدم سمجھکر آج اخبار کو روک کر اس مضمون کو پتھر پر سابقہ مضمون کو کاٹ کر لکھوا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کے جن الفاظ کو قلمبند کیا وہ آگے آتے ہیں یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ سلسلہ کلام جیسا کہ احباب موجودہ نے بتایا ایسے طور پر شروع ہوا جس سے حضرت کی صاف گوئی اور للہیت کی بھی عجیب مثال اس وقت پیش آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ میں خواجہ صاحب اور شاہ صاحب آج جاویں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے جو ایک مضمون لکھا ہے میں اس کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ افاقہ ہونے پر کسی کو لکھا دونگا یا سنا دونگا۔ بہر حال حضرت نے اپنے ان کلمات کو ڈاکٹر صاحب کے استفسار پر مناسب موقعہ دیکھکر فرمایا ہے امید ہے قوم اس پر عمل کرے گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے آمین۔ حضرت کی یہ نصیحت ساعات عسر میں انشاء اللہ کام آئیگی۔ اس پر مفصل پھر لکھونگا۔ وباللہ التوفیق!! (ایڈیٹر)

خدا کا فضل ہے کہ دورہ ماشرہ (ری سپیس) جو کہ دوبارہ پھر ادیم کے بعد چہرہ پر ہو گیا تھا۔ اب قریباً سب اتر گیا ہے اور کبھی اتر گیا ہے طاقت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ غذا بھی خوب کھا لیتے ہیں۔ ہوش و حواس بالکل درست ہیں اور ہر طرح سے بیماری رو بصحت ہے آج قریب ساڑھے بارہ بجے دن کے جبکہ میں رخصت ہونیلگا تو میں نے پوچھا کہ حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے آپ نے جواب فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے پھر اسکے بعد فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ میرا اللہ راضی ہو۔ پھر یہ فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم دینداری اور دھو۔ اختلاف نہ کرو۔ جھگڑا نہ کرنا۔ پھر فرمایا میں دنیا سے بہت سیر ہو چکا ہوں۔ کوئی دنیا کی خواہش نہیں۔ مر جاؤں تو میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو۔ فرمایا کہ سب کو سنا دو۔ پھر فرمایا میں دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا میں نے بہت کمایا بہت کھایا۔ بہت خرچ کیا دنیا کی کوئی حرص باقی نہیں پھر فرمایا میں نے بہت کمایا بہت کھایا بہت لیا بہت دیا کوئی خواہش باقی نہیں کبھی کبھی صحت میں اسلئے چاہتا ہوں کہ گھر میں ایمان نہ جاتا رہے پھر بہت دفعہ دردانگیز لہجہ میں فرمایا کہ اللہ تو راضی ہو جاوے۔ پھر کئی بار فرمایا اللّٰھم ارض عنی اللّٰھم ارض عنی۔ اللّٰھم ارض عنی اسکے بعد میں نے عرض کی کہ میں حضور کے الفاظ سنا دیتا ہوں۔ جب دوبارہ یہانتک سنا چکا تو فرمایا مجھے شوق یہ ہے کہ میری جماعت میں تفرقہ نہ ہو۔ دنیا کوئی چیز نہیں میں بہت راضی ہونگا۔ اگر تم میں اتفاق ہو میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں میں تمہاری بھلائی کیلئے بہت دعائیں کیں مجھے طمع نہیں پھر فرمایا مجھے تم سے دنیا کا طمع نہیں مجھے میرا مولیٰ بہت رزق دیتا ہے اور ضرورت سے زیادہ دیتا ہے۔ خبردار جھگڑا نہ کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیگا۔ اس میں تمہاری عزت باقی رہے گی نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ پھر فرمایا کہ میں نے کبھی کسی کو حکم دیا ہے تو اپنے دل کی طمع سے حکم نہیں دیا۔ خدا کا حکم سمجھ کر دیا ہے۔ نمازیں پڑھو۔ دعائیں مانگو۔ دعا بڑا ہتھیار ہے۔ تقویٰ کرو۔ بس پھر فرمایا دعائیں مانگو۔ نمازیں پڑھو۔ بہت مسلمانیں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑوں میں بہت نقصان ہوتا ہے بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے لئے اور دوسروں کیلئے دعا کرو پھر فرمایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکثر پڑھا کرو۔ قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ پھر فرمایا رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالمحمد نبیا۔ اسکے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ لکھ دیا جاوے کہ یہی حضور کی وصیت ہے فرمایا ہاں۔ فرمایا جاؤ حوالہ بخدا!!

مرتد ڈاکٹر کی بیحیائی اور عذر نامعقول

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اکدن ندامت آنے والی ہے

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانے دجال) کو حضرت خلیفۃ المسیح کے مقابلہ میں جو ذلت اور شکست ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ڈر جاتا۔ اور حق کو قبول کرتا۔ مگر نہیں معلوم اس کی شامت اعمال۔ ابھی کب تک اسے ذلیل وخوار کرے گی۔

۱۱۔ جنوری ۱۹۱۱ء اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی تاریخ مقرر کی۔ اور دوستوں دشمنوں میں اس نے شہرت دی۔ آخر تک وہ اسی پر مصر رہا کہ یہ واقعہ اسی رنگ میں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے

کانے دجال کو جھوٹا ثابت کیا

اب جبکہ اس کے بعض دوستوں نے بھی اس کو شرمندہ کیا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لیتا۔ اس نے جو عذر بیان کیا ہے۔ وہ یہی نہیں کہ سراسر نامعقول اور ڈھٹائی پر مبنی ہے۔ بلکہ ایک سلیم الفطرت انسان بے اختیار کہہ اٹھیگا کہ ایسے عذرات کسی سلیم العقل انسان کا کام نہیں ہو سکتے۔ مجھے پٹیالہ کے ایک خط سے معلوم ہوا۔ کہ جناب مرزا حمید بیگ صاحب (جو غیر احمدی ہیں۔ اور فوج میں کپتان کے عہدہ پر ناسور ہیں۔ اور ہر طرح قابل اعتماد اور ذی عزت بزرگ ہیں) نے مرتد ڈاکٹر کو اس پیشگوئی کے غلط ہونے پر ملزم کیا تو جو جواب ڈاکٹر نے دیا وہ اس قابل ہے کہ اُسے دانشمند لوگوں کیلئے چھاپ دیا جاوے۔ چنانچہ ڈاکٹر نے کہا کہ یہ اخبار (پیلسہ) دیکھ لو۔ میری خواب تو سچی نکلی۔ چنانچہ اخبار بلا (پیلسہ) میں لکھا ہے۔ کہ

"۱۱۔ جنوری کو ڈاکٹر جمع کئے گئے اور مولوی صاحب کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ قریب المرگ ہیں اور کیا پتہ کہ مر گئے ہوں اصل میں مرزائیوں نے اس بات کو چھپا لیا ہے"

مرتد ڈاکٹر نے اس میں جس دجل اور بیحیائی سے کام لیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ میں یہ تو کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس میں ہم نے ایڈیٹر بدر پر ضرور افترا کیا ہے۔ کانا دجال کہتا ہے کہ حضرت کو نعوذ باللہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہو اور یہ بدر میں درج ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی شرافت اور غیرت باقی ہے۔ تو اخبار بدر کی تاریخ اور نمبر کا اعلان کرے جس میں یہ لکھا گیا ہو کہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ قریب المرگ ہیں۔ میں نہیں سمجھ اس قسم کی بے سروپا باتیں کرنے سے اُسے کیا حاصل ہے؟۔ اس قسم کی مجنونانہ باتیں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی ہیں اور

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کی مصداق ہیں۔ اس سے [illegible] جو اظہار حماقت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ

واقعہ وفات کو مرزائیوں نے چھپا لیا ہے

کیا کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو ایسا خیال کر سکتا ہے۔ کہ اتنا بڑا عظیم الشان انسان جو چار لاکھ سے زیادہ انسانوں کا امام اور مطاع ہے۔ جس کی زندگی اور موت ایک کثیر مخلوق پر اثر رکھتی ہے۔ اس کا واقعہ وفات مخفی رہ سکتا ہے؟ اور پھر وہ بھی قادیان جیسے گاؤں میں

العجب ثم العجب!!!

میں مرتد ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں کہ اگر اس کے پاس آ کر کوئی شخص ایسی بات کرے۔ تو

وہ اسکے متعلق کیا رائے قایم کرے گا؟

ڈاکٹر کی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لاکھوں ہی دشمن ہیں۔ آریہ اس کے دشمن۔ عیسائی اس کے دشمن۔ مسلمان اس کے دشمن! پھر اسقدر دشمنوں کی موجودگی میں یہ کارروائی ہو سکتی ہے؟ اور پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ یہ اخفا ایکدن نہیں دو دن نہیں۔ اس پر دو ہفتہ کے قریب گذر گئے۔ اور ابھی تک حقیقت نہ کھلی۔

میں جناب مرزا حمید بیگ کی خدمت ہی میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر کو مجبور کریں اور اُسے قادیان میں لائیں۔ تاکہ وہ آکر دیکھے کہ

نور الدین زندہ ہے

جب وہ یہاں آکر اپنی آنکھ سے دیکھ لیگا تو اُسے اس امر کا اقرار کرنا پڑیگا کہ

یہ مردہ کو زندہ کرنیکا معجزہ ہے

جو احمدی جماعت سے ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں تو (خاک بدہن) حضرت خلیفۃ المسیح کا وصال ہو چکا۔ مگر یہاں کرشمہ قدرت اسے کچھ اور نظر آئیگا۔ ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ

وہ اس معجزہ کا اقرار نہ کرے

غرض مرتد ڈاکٹر کے لیئے اب ہر طرح ذلت کی مار پڑ رہی ہے، اور اسے یہ اقرار کرنا پڑیگا کہ

مسیلمہ کذاب صدیق کے ہاتھ پر ہلاک ہوا۔

اس قسم کے بیہودہ عذرات اب کام نہیں دے سکتے۔ اس کو صاف طور پر اس امر کا اقرار کر لینا چاہیئے کہ وہ شیاطین کے پنجہ میں اسیر ہے۔ اور اس کو صدق سے توبہ کرنی چاہیئے ریاست پٹیالہ کے بعض ارکین کے متعلق جو خطرناک

... ہی اسپر کھل جائیگی

... یا ہوتا ہے؟

... رہا ہوں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے

میں ... سبحان سنگھ صاحب کے خلاف ایک خطرناک پیشگوئی کی ہے اور ان کا حق ہے کہ وہ اس کا جواب ... ایسا ہی بعض دوسرے امور متعلقہ ریاست پٹیالہ کے متعلق بھی ایسی باتیں بیان کی ہیں جو ... سیکرٹ ... [illegible]

کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر غور کرے ... ڈاکٹر نے الواقعہ خدا تعالےٰ کے پاک الہام کی بنا پر یہ پیشگوئیاں کرتا ہے اور انک لمن المرسلین اسکا سچا الہام ہے تو بلا خوف و خطر اسے چاہئے کہ ان پیشگوئیوں کو شایع کرے جو ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں کے متعلق اس نے کی ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو یہی امر اسکے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ فاصدع بما تومر کے خلاف ہوگا۔ الغرض مرتد ڈاکٹر محض شوخی اور بیحیائی سے کام لے رہا ہے۔ اس نشان نے اس کو زندہ درگور کر دیا ہے مگر اس میں ذرا بھی ایمانی حس ہے تو اسے فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور ... بیہودہ باتوں اور تخویف مجرمانہ کے طریقوں [illegible] کیونکہ یہ راہ ... نقصان ہے۔

میں بھی ہمدردی سے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اب بھی توبہ کرے بہتری اسی میں ہے

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اس نے بذریعہ الہام شایع کیا تھا کہ اگر مرزائی تمام جماعت اس ... مباہلہ کرے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔ لیکن وہ خوب جانتا ہے کہ جب مولوی محمد یمین صاحب نے مباہلہ کا اشتہار دیا تو کانا دجال ابھی تو بھری ... سے باہر نہ آیا۔ کیا یہ ذلت اس کے لئے کافی نہ تھی جو پھر اس نے اس راہ کو اختیار کیا۔ وہ یاد رکھے کہ اسکا یہ الہام کہ اب بھی لعنتیں برسانے اور ارتداد سے باز نہ آئے تو سب تباہ ہو جاوینگے اسی پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ ارتداد اسی نے کیا اور وہی لعنتیں برسانے کا عادی ہے

او! کانے دجال! خدا سے ڈر اور توبہ کر شوخی

اور بے باکی کو چھوڑ دے کیونکہ یہ ہلاکت کی راہ ہے۔ تو یہاں آ۔ اور دیکھ کہ کرشمہ قدرت کیا ظاہر ہو رہا ہے۔ نور الدین تیرا بھی محسن ہے۔ اس نے جب کہا تیرے ساتھ احسان کیا ہے وہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرنیکا عادی ہے۔ تیری شوخیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرکے تجھے گلے لگانے کو تیار ہے۔ تو قدم اٹھا اور صدق ارادت سے آجا۔ دنیا ہیچ ہے۔ اور

تیری ناکامی نے بتا دیا ہے کہ تو ان دعاوی میں جھوٹا ہے

ہمیں تمہارے ساتھ قطعاً دشمنی نہیں تیری ذات اور ... کے ہم دلی خیر خواہ ہیں۔ ہاں تیری بلنہ پرواریاں بیہودہ ہیں۔ اور انہیں کی وجہ سے تو شرمندہ ہو رہا ہے۔ سوچ اور وقت کو ہاتھ سے نہ دے۔ سہ

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

ایوان —

تازہ ترین واقعات

ایوان خلافت کے متعلق اسی اخبار میں دوسری جگہ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن چونکہ اخبار ۲۲ جنوری کا کو نیشن [illegible] گیا۔ اور وہ بھی ایوان خلافت کے بعض تازہ ترین واقعات کی وجہ سے۔ تو ۲۲ کی شام کو ۹ بجے رات اور اس کے قریب کے واقعات اور ارشادات جو میرے مکرم بھائیوں مولوی فضل دین صاحب اور شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے۔ نے قلمبند کئے مجھے حسن اتفاق سے مل گئے۔ میں نے ان کی اشاعت ضروری سمجھی۔ اور علاوہ بریں حضرت امیر المومنین نے مجھے مرتد ڈاکٹر کے متعلق اس تازہ خط پر جو سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ نے لکھا ہے کچھ لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام تازہ ارشادات کو بھی اسی میں شایع کردوں۔ اور اس طرح یہ دیر نہایت خوش آیند دیر ہے۔ اگلا اخبار ۳۱ جنوری کو انشاءاللہ شایع ہوگا۔

حضرت کی طبیعت اب بہت روبصحت ہے۔ بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ مکرمی مولوی فضل دین صاحب نے جن ارشادات کو قلمبند فرمایا ہے۔ وہ میری موجودگی میں ہی آپ نے فرمائے۔ حضرت کو نہایت اطمینان اور سکینت حاصل ہے اور جس استقلال کے ساتھ آپ نے رضا بالقضا کا نمونہ دکھایا اور صبر سے کام لیا ہے وہ

الاستقامت فوق الکرامت

کے مصداق ہے۔ میں نے لاہوری دوستوں کو ارشاد کے ضمن میں جو رائے وصیت کے متعلق ظاہر کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت نے آپ اس کے متعلق وہی رائے ظاہر کردی۔ ورنہ اس سے کسی غلط فہمی کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

محمد تیمور صاحب کو کہ انہوں نے حضرت کے کلمات طیبات کو احمدی پبلک تک پہنچانے میں مجھے مدد دی۔ اب میں ان تحریروں کو بدستور چھاپ دیتا ہوں۔ حضرت کی طبیعت الحمدللہ بہت اچھی ہے۔ روبصحت ہے۔

بوقت شام مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۱۱ء (جبکہ حضور کی طبیعت اچھی تھی) [illegible] مولوی فضل دین صاحب میں نے عرض کیا کہ حضور پٹیالہ سے غلام مرتضیٰ کا خط آیا ہے۔ کہ مرزا [illegible] بیگ (ڈاکٹر احمدی) جو فوج میں کپتان ہیں۔ ان کو ہم نے ڈاکٹر عبدالحکیم کے پاس بھیجا تھا۔ [illegible] ۱۱ جنوری والی پیشگوئی [illegible] ہے کہ اصل میں [illegible] اس بات کو چھپا رکھا ہے۔ فرمایا پھر اس کا جو خط آیا ہے۔ اس کو کیوں نہیں چھاپا۔ عرض کیا کہ حضور کا اس پر کچھ ارشاد ہو تو شایع کردیا جاوے۔ فرمایا اس کو لکھنا چاہئے کہ اگر تمہاری پیشگوئی پوری ہوگئی تو ہم سچے ہیں۔ تو خود ہی آکر دیکھ جاوے۔ عبدالحکیم کو [illegible] اچھا ہے اگر اس کی پیشگوئی ۱۱ جنوری کو پوری ہوچکی ہے تو یہ دیکھ جاوے۔ کہ مرزا [illegible] نے ایک مردہ کو زندہ کر دیا ہے۔ اور وہ مسیح [illegible]

اور فرمایا کہ اور نہیں تو ڈاکٹر [illegible] صاحب جو یہاں سے ہو گئے ہیں۔ لاہور میں آکر انہیں سے دریافت کرلے۔

پھر فرمایا اصل میں اس کو جنون ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور ایک وقت [illegible] تو یہی ہے کہ میری پیشگوئی کے مطابق مولوی نورالدین صاحب فوت ہوچکے ہیں۔ اور اگر نہیں مرے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ میں نے بھی دعا کی تھی کہ اسے خدا اس مسکین کو بچا لے۔ مگر دوسری طرف پٹیالہ میں بابو عبدالحمید صاحب سے کہہ رکھا ہے کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اس سادہ لوح کو خدا دنیا سے اٹھا لے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بددعائیں ہی میرے لئے کرتا ہے اسنے دعائیں کیا کرنی ہیں۔ میں نے کہا حضور کو وہ کہتا ہے کہ مرزائیوں کی ہر بات میں افترا ہی ہوتا ہے ایسا ہی یہ بھی افترا ہے کہ مولوی صاحب زندہ ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں اور خود یہ افترا کرتا ہے کہ ۱۱ جنوری کو بتاتا ہے کہ حضور کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی تھی۔ اور یہ کہ دراصل اسکی پیشگوئی پوری ہوچکی ہے اور احمدیوں نے اسے چھپا رکھا ہے۔ شیخ یعقوب علی صاحب کو فرمایا کہ کل کا اخبار جو نکلتا ہے۔ اس میں اس کے متعلق کچھ مضمون لکھدو۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور بہتر لکھدونگا۔ (فضل دین)

۲۲ جنوری ۱۹۱۱ء ۹ بجے رات۔ شیخ تیمور صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے جو چند ہدایات ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو وصیت کرتے وقت فرمائے تھے ان کی نسبت کچھ شور ہوا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ حضور کی یہی وصیت ہے۔ اس کا بھی چرچا ہے فرمایا کہ لوگ تو اسے سمجھتے ہیں یہ تو چند ضروری باتیں تھیں۔ جو ڈاکٹر صاحب کو میں نے کہی تھیں۔ مصیبت کے وقت انسان کے اندرونی حالات کا پتہ لگ جاتا ہے اور میں تو وہی کہتا ہوں جو میرے دل میں ہوتا ہے فرمایا میری باتوں میں اختلاف نہیں ہوتا۔ یہ جو اس وقت کہی ہے یا جو کسی وقت کہی ہے کوئی باہم مخالف نہیں۔ شیخ تیمور نے اپنی . . . . . حضرت کی اس تقریر کی تصدیق کی۔ کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو بات حضور تندرستی میں فرماتے ہیں وہی شدت

کرب میں نکلتی ہے۔ پھر آپ اپنی بیماری کے متعلق کچھ باتیں کرتے رہے اور فرمایا کہ دوائی جو ہونٹوں پر لگائی تھی وہ زبان پر بھی لگ گئی۔ جس سے زبان پر خراش ہوئی ہے۔ مولوی قطب الدین صاحب نے ایک دوائی بنائی تھی۔ وہ منگواؤ۔

اسی اثنا میں شیخ تیمور نے ذکر کیا۔ کہ اگرچہ حضور کی بیماری کے ایام میں درس تعلیم کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکا۔ مگر پھر بھی حضور کی حالت دیکھ کر اور حضور کی باتیں جو بعض وقت فرماتے ہیں سنکر مجھے ایمانی اور علمی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور مجھے اتنا ہی فائدہ ہوا ہے جتنا حضور کی تندرستی کے ایام میں مجھے ہوتا تھا۔ فرمایا شکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خلق کی نفع رسانی کے لئے کیسا جوش اور شوق رکھتے ہیں۔ پھر شیخ تیمور نے عرض کیا۔ کہ حضور کی بیماری سے بہت لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا ہے۔ کہ غفلت سے بیدار ہوگئے ہیں۔ اور دعاؤں میں لگ گئے ہیں۔ اور ایک تجربے کا موقعہ مل گیا ہے۔ پھر عرض کیا کہ بہت سی باتیں جو دلایل سے سمجھ نہیں آتی تھیں وہ حضور کے عمل کو دیکھ کر سمجھ آگئیں۔ فرمایا دلایل کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے جو کچھ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی طبیعت پر توحید کا کسقدر غلبہ ہے۔

۲۳ کی صبح کی طبیعت اور بھی اچھی ہے اور صحت خدا کے فضل سے عود کر رہی ہے۔ للہ الحمد۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کے اس ہوکمر کے متعلق بھی امور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی فرمائے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری اور اس تکلیف کو دیکھ کر دل میں بڑا رنج اور کوفت پیدا ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ امر بڑا ہی خوش کن ہے کہ اس کے ذریعہ عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جسقدر آپ کی تکلیف کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اسی قدر اس نشان کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔ فرمایا اگر یہ بڑا نشان نہ تھا۔ تو حضرت صاحب کو اتنا عرصہ پہلے کیوں دکھایا گیا۔ یہ اس ایمان کا ثبوت ہے۔ جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اور آپ کے نشانات کی کسقدر عظمت آپ کے دل میں ہے۔

فرمایا عجیب عجیب مضامین اس بیماری میں سوجھائے گئے ہیں موقعہ ملیگا اور خدا چاہیگا تو بیان کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بڑی امیدیں ہیں۔ فرمایا فضل ہی تو ہے۔

پھر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تشریف لے آئے اور ان سے بیماری کا کچھ ذکر کرتے رہے۔ اسی اثنا میں میاں دین محمد المعروف بگا نے آکر سلام علیکم کہا بڑی خوشی سے جواب دیا۔ اور اسی وقت شیخ تیمور کو حکم دیا کہ ان کو ایک روپیہ دیدو۔

میاں دین محمد حضرت مسیح موعود کے ایک مخلص خادم میاں جان محمد مرحوم کا بیٹا ہے۔ اور حضرت ہمیشہ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ حضرت کی عادت ہے کہ بدوں سوال ایسے لوگوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ غرض حضرت نے فوراً اس کی مدد کی اس کے بعد اسنے ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ اپنے نکاح کیلئے ایک رشتہ کی تلاش کیلئے جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے فرمایا۔ ضرور جاؤ ہم کچھ روپیہ دیدینگے اور مدد کریں گے۔

میں نے ذکر کیا کہ شیخ ہاشم علی صاحب نے ڈاکٹر کے جواب کے لئے [illegible] حرارت کی ہے فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ اور بعد ازاں یہ کلمات فرماتے رہے

مدرسہ احمدیہ اور احمدی قوم

مدرسہ احمدیہ اس مدرسہ کا نام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار کے طور پر دینی علوم کے لئے قادیان میں جاری کیا گیا ہے۔ قادیان کا نام دنیا میں جو کشش رکھتا ہے۔ اس کی وجہ

صرف مذہب ہے

اس جگہ سے حقیقی مذہب اسلام کی صداقت اور احیا کیلئے ایک چشمۂ صافی پیدا ہوا۔ اور اس نے دور و نزدیک اس شیریں و خوشگوار آب زندگی کی نہروں کو پہونچا کر ایک عالم کو سرشار کیا۔ قادیان کے نام میں صرف یہی ایک کشش ہے ایسے وقت میں کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا تھا۔ اور

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب

کا مضمون صادق آ رہا تھا۔ ایک فارسی الاصل بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کا مجدد اعظم بنا کر بھیجا۔ جو گمراہانِ ملت کیلئے موعود مسیح اور مریضان ہدایت کے لئے مسیح ٹھیرا۔ اس نے اپنے جدید علم کلام کے ذریعہ مخالفین اسلام پر حجت پوری کی۔ اور اسلام کی صداقت کو عقلی اور نقلی دلایل و براہین ہی سے ثابت نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے زور آور حملوں نے اس سچائی کو ثابت کیا۔ اور زندہ اور تازہ نشانات اور علمی صداقتوں نے اسلام کا بول بالا کیا۔ حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صداقت کو دنیا میں پھیلانے اور اس چشمہ کو ہمیشہ کے لئے موثر اور جاری رکھنے کے لئے ایک مدرسہ تعلیم الاسلام قایم کیا۔ جو آج ہائی سکول کی صورت میں قایم ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے قایم کرنے میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو اصل غرض تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ غرض موضوع یا اصل مقصد نہ رہی بلکہ ایک ضمنی مقصد رہ گئی۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو محسوس کیا اور ۱۹۰۵ء میں مدرسہ کے متعلق خصوصیت سے توجہ کی اور احباب سے مشورہ چاہا۔ اس وقت جو ترمیم اور تبدیلی حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدرسہ کے متعلق چاہتے تھے۔ اس نے ایک دینی مدرسہ کی اجرا کی شکل اختیار کی۔ اور حضرت کے وصال کے بعد ہی مدرسہ دینیہ حضرت کی یادگار مقدس کی صورت میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے جاری ہوا اب تک اس مدرسہ کی طرف جیسی چاہیئے ویسی توجہ نہیں ہوئی۔ میرے بعض دوست جو نیک نیتی اور اصلاح کے خیال سے اختلاف رائے کی قدر نہیں کر سکتے۔ وہ مجھے معاف رکھیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس مدرسہ کیطرف عدم توجہی کی وجہ سے ایک خطرناک غلطی ہوئی ہے۔ سال گذشتہ کے آخری حصہ میں مدرسہ احمدیہ کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جیسے اولوالعزم بزرگ کے سپرد ہوا ہے۔ اور آپ نے مدرسہ کی اصلاح حالت کیطرف توجہ فرمائی ہے اور اس طرح پر یہ کہنا ہرگز بے محل نہیں کہ دینی مدرسہ کا انصرام اس وجود کے سپرد ہوا جو اس کا اہل اور حقدار تھا۔ اس میں وہی جوش اور غیرت کام کر رہی ہے جو اس کے اور ہم سب کے آقا حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھی۔ مدرسہ احمدیہ اس لحاظ سے کہ احمدی قوم کا نشان

دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے

ہائی سکول سے بہر حال بہتر اور افضل حالت میں ہونا چاہیئے۔ مگر اس کی موجودہ حالت نہایت قابل رحم ہے۔ طلباء کے لحاظ سے آجتک یہ کوشش کی گئی کہ جو طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام میں وظیفہ کے ذریعہ پرورش پا رہے تھے ان کو اس میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی۔ بجائیکہ یہ وظیفہ قابلیت پر نہیں دیئے جاتے ہیں۔ اس مدرسہ میں ضرورت ہے کہ امرا کے بچے داخل ہوں تاکہ اس طریق پر ان کے گھروں میں بھی دینی تعلیم کا رواج ہو۔ اور وہ اپنی وجاہت اور خاندانی عظمت کے ساتھ جب فارغ التحصیل ہو کر نکلیں تو خدمت دین کے لئے عمدہ موقعہ حاصل کر سکیں۔ اس خصوصیت میں بہترین نمونہ ہمارے بزرگ ٹرسٹیاں صدر انجمن کو پیش کرنا چاہیئے تھا جنکو اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ بچے دیئے ہیں۔ اگر وہ سب نہیں تو کم از کم ایک ایک بچے کو ہی مدرسہ احمدیہ میں بھیجتے۔ اور ان کے بعد اُن تمام دوستوں کو جو خدا کے فضل سے صاحب مال ہیں۔ مناسب تھا۔ اور ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجکر ثابت کر دکھائیں کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے دینی تعلیم کو ہی مقدم کر لیا ہے۔ میں اس موقعہ پر اس ذکر کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو آجکل فورتھ ہائی میں پڑھتے ہیں۔ عنقریب دینی تعلیم کا کورس شروع کرنے والے ہیں۔ اور حضرت صاحبزادہ نے پسند فرمایا ہے کہ

وہ دینی تعلیم کو حاصل کریں

یہ نظیر ان دوستوں کے لئے قابل عمل ہے۔ جو دینی اشاعت کے لئے ایک جوش دل میں رکھتے ہیں۔ میرے دوستو! اگر تمہارے بچے۔ ایم۔ اے۔ اور بی۔ اے۔ کی ڈگریاں بھی حاصل کریں۔ اور سائنس اور ملل کے فلسفہ سے بھی زیادہ قابلیت حاصل کریں۔ لیکن وہ دینی تعلیم سے محض ناواقف ہوں

تو یہ ڈگریاں ہیچ ہیں!

احمدی قوم کے لئے جو امر باعث امتیاز اور ناز ہے وہ اس کی علمی اور عملی دینداری ہے۔ وہ اشاعت اسلام کے لئے ایک جوش رکھتی ہے۔ اور قادیان کا نام اشاعت اسلام اور عزت اسلام کا مترادف سمجھا جاتا ہے ایسی حالت میں اگر مدرسہ احمدیہ کو خصوصیت سے ترقی نہ دی گئی اور اس کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ تو یہ قابل شرم امر ہوگا۔

...مینکے پہلے سے مدر...

پہلا فرض ...

تعلیم ... سے زیادہ ہیں قرآن کریم

دوا... میں یقیناً جانتا ہوں کہ

بعد ... لوگ بچوں کے لئے یہ بات

پسند کریں۔ ... دینی علوم کے ماہر ہوں۔ اور اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون باپ ہو سکتا ہے جسکا بچہ اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنیوالا ہو۔ دنیا دار بچوں سے فایدہ اٹھانا کوئی یقینی امر نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ اگر ایک باپ اپنے بچے کو اس نیت سے دینی علوم پڑھاتا ہے کہ وہ خادم دین ہو تو اس کی اس نیت کا اجر اسے ضرور ملیگا۔ اس لئے یہ ایک موقعہ ہے کہ احباب توجہ کریں۔ اور اس مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچوں کو داخل کرائیں۔ اسکے بعد دوسرا فرض احمدی قوم کا یہ ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے اخراجات کے لئے مستقل چندہ دل سے مدد دیں۔"

سال نو کے خطابات

سال نو کے خطابات کی فہرست شایع ہو گئی ہے مجھے ضرورت نہیں ہے کہ اس پر کوئی مبسوط بحث کروں۔ البتہ میں ہمعصر پیسہ اخبار کی اس رائے سے متفق ہوں کہ اعلےٰ طبقہ کے اعزازوں میں دیسی شرفاء کو بہت کم حصہ ملتا ہے اور ان کی شاندار خدمات عموماً خانصاحب یا خان بہادر اور رائے صاحب۔ یا رائے بہادر کے لاین پائی جاتی ہیں۔ خطابات کے عطا کرنے میں اگرچہ رموز مملکت کو سرکار خوب سمجھتی ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ بعض اوقات قابل اور جائز حقدار گو وہ اپنی خدمات کا اعتراف نہ بھی چاہتے ہوں محروم رہجاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میں ہمعصر زمیندار کی اس رائے سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اخبار نویسوں کا رجحان خطاب حاصل کرنے کیطرف نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ خطاب دلانیوالا گروہ ہے۔ علاوہ بریں اخبار نویسوں کے لئے خانصاحب یا خان بہادر کے خطاب کچھ موزوں بھی معلوم نہیں ہوتے۔ ان کے لئے اگر کوئی خطاب دینے ہی ضروری سمجھے جائیں۔ تو اُن میں ان کے کام کا رنگ ہونا چاہیئے۔ جیسے دبیر الملک وغیرہ۔"

نئے سال کے خطاب پانیوالوں میں سے عالیجناب نقیر سید افتخار الدین عزت نشان کا خطاب سی۔ آئی۔ ای ایسا ہے جو پنجاب اور صوبہ سرحدی میں نہایت شکر گذاری کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔

نقیر صاحب کی خدمات بہ حیثیت سفیر کابل ایسی ہیں۔ کہ اُن کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ اس صورت میں اگر انہیں سی۔ آئی۔ ای کے طبقہ سے بڑھ کر کوئی اعزاز دیا جاتا۔ تو عین مناسب ہوتا پیسہ اخبار کی طرح یہ امید کرنا بے موقعہ نہیں ہے کہ غالباً گورنمنٹ نے ابتدائے اظہار قدر دانی کو بالفعل عطائے خطاب اور ترقی منصب کی لائینوں میں تقسیم کرنا مناسب سمجھا اور اعلےٰ خطاب کی امید کسی آیندہ موقعہ پر ملتوی رکھا۔ نقیر صاحب کی خدمات متعلقہ بندوبست اس پر انشاء اللہ اور بھی اضافہ

[illegible] ہونگی [illegible]
بعض [illegible]

[illegible] کرتا [illegible]
[illegible] - ان میں ایک شیخ علی [illegible]
[illegible] گوجرانوالہ کے مسلمانوں میں [illegible] نہایت عزت
کی نظر سے [illegible] ہیں۔ رفاہ عام کاموں میں بڑھ کر حصہ لیتے
[illegible] اور سرکاری خدمات بدوں کسی نمائش کے کرتے رہتے ہیں۔
[illegible] بہت عرصہ پہلے خان بہادر ہو جانے چاہیئے
تھے۔ مگر نہیں معلوم کیوں انکا نام اس فہرست میں نہیں آیا۔ ایسا ہی
[illegible] حکیم احمد سعید خاں صاحب جو وہاں کی میونسپلٹی کے
[illegible] پریذیڈنٹ ہیں اور پبلک اور گورنمنٹ کی بہت سی خدمات
کر چکے ہیں۔

[illegible] ذوق الملک تو چونکہ مخصوص خطاب ہے۔ اسلئے بلحاظ انکی
طبی خدمات اور قابلیت کے اور بلحاظ پبلک اور گورنمنٹ کی
خدمات کے جو بحیثیت آنریری مجسٹریٹ اور وائس پریسیڈنٹ
وہ انجام دے رہے ہیں۔ انہیں کوئی اعلیٰ خطاب ملنا چاہئے
اس قسم کی فروگذاشتیں پبلک کو بعض اوقات افسردہ کرتی ہیں۔
امید ہے کہ گورنمنٹ اپنے سچے خادموں کی جائز قدر افزائی کر کے
دوسروں کو جرأت دلائیگی کہ وہ بھی پبلک اور گورنمنٹ کی بہتری
خدمات کے لئے قدم اٹھائیں۔"

قومی تحریکیں

صدر انجمن کیطرف سے مندرجہ ذیل تحریریں بغرض اشاعت آئی ہیں جنکو قومی توجہ کیلئے درج کیا جاتا ہے

(ایڈیٹر)

اطلاع

چوہدری غلام سرور صاحب گرداور قانونگو اور منشی محمد عبداللہ منشی ضلعدار سرگودہا نے محض خدا کی خوشنودی اور سلسلہ کی خدمت کی خاطر احمدی احباب سے چندہ فراہم کرنے کی تکلیف گوارہ فرمائی ہے خدا تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرماوے۔ اس غرض کیلئے چھپی ہوئی مجلد رسیدیں ان کو دی گئی ہیں۔ امید ہے کہ احباب چندہ کی وصولی میں ان کی مدد فرماویں گے۔ جو چندہ دیں گے ان کو ان کی تشفی کے لئے چھپی ہوئی رسیدیں ملیں گے جنکا مثنیٰ کاپی میں ان کے پاس رہیگا۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

سرکلر میٹر

کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے اجلاس منعقدہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۶ء میں منجملہ اور امور کے جو پیش ہوئے ایک اہم امر مجلس معتمدین کی یہ تجویز تھی کہ جملہ انجمنہائے احمدیہ یہ کوشش کریں کہ ان کے سب ممبران کم از کم بحساب دو پیسے فی روپیہ اپنی ماہوار آمد میں سے سلسلہ کی چار بڑی مدات یعنی لنگر خانہ۔ ہائی سکول مدرسہ احمدیہ اور اشاعت اسلام کے لئے چندہ دیں اور کہ ایسے معاونین کی تعداد [illegible] پانچ ہزار تک [illegible] جس جوش اور اخلاص [illegible] انجمنوں کے [illegible] پریذیڈنٹ صاحبان نے اس [illegible] کی [illegible] ہے کہ کانفرنس کی اس کارروائی کی بناء پر جو اپیل میں آپ کی خدمت میں اس وقت کرتا ہوں وہ [illegible] نہ ہوگی۔

گذشتہ سال کی آمد [illegible] جنکی اطلاع مفصل عنقریب آپ کو بذریعہ مطبوعہ رپورٹ پہنچے گی۔ اور اس میں چار مدات مذکورہ بالا کی کل آمد اس سال کی ۰-۸-۲۰۱۵۹ نظر آتی ہے جس میں سے نصف سے کچھ زیادہ یعنی ۳-۷-۱۰۵۲۲ لنگر خانہ کی آمد ہے اور نصف سے کچھ کم باقی تینوں مدات کی تعلیم الاسلام ۶-۸-۵۳۴۹۔ اشاعت اسلام ۹-۱۱-۴۱۷۲۔ مدرسہ احمدیہ ۶-۱۲-۷۳۱۲۔ ان میں سے دو مدات ایسی ہیں جن کی آمد کا ذریعہ سوائے چندہ کے کچھ نہیں یعنی لنگر خانہ اور مدرسہ احمدیہ۔ اور دوسری دو مدات یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں علاوہ چندہ کے سرکاری گرانٹ۔ عید فنڈ۔ فیس کی آمد اور اشاعت اسلام میں فروخت رسالہ کی آمد علاوہ چندہ کے ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہے جیسا کہ رپورٹ سے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہائی سکول کو چھوڑ کر جسکو مختلف قسموں کی مد پہنچنے سے دوسرے ذرائع سے خاصی آمد ہو جاتی ہے یعنے چار ہزار روپے کے قریب فیس کی آمد اور تین ہزار سے اوپر سرکاری گرانٹ اور عید فنڈ کی آمد باقی تینوں مدات میں خرچ آمد سے بڑہا رہا۔ اس طرح کہ اشاعت اسلام میں خرچ آمد سے ۹۸۷ زیادہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں ۱۱۹۹۔ اور لنگر خانہ میں ۱۰۲۵۔ یہ تو گذشتہ کی حالت ہے اور آئندہ کیلئے اس سے بھی زیادہ مشکلات نظر آتی ہیں ایک مدرسہ احمدیہ کے لئے ہی ۵۹۴۴ یعنی قریباً چھ ہزار روپیہ خرچ کا اس سال میں بکار ہے اور یہ خرچ سوائے چندہ کے اور کسی طرح پورا نہیں ہو سکتا۔ ادہر آمد کا اگر یہی حال رہے تو بارہ تیرہ سو سے بڑھنے کی امید کم ہے۔ یہی وہ حالات ہیں۔ جنپر غور کر کے گذشتہ سے پیوستہ سال کی رپورٹ میں اس امر کیطرف احباب کو توجہ دلائی گئی تھی کہ "اگر ہم انجمنوں کے ذریعہ صرف دس ہزار آدمیوں سے بھی باقاعدہ چندہ وصول کر سکیں اور یہ دس ہزار آدمی عہد کریں کہ وہ اپنی آمد میں سے دو پیسے فی روپیہ اس سلسلہ کی اغراض لنگر خانہ مدرسہ احمدیہ و اشاعت اسلام کیلئے دیدیں گے تو پانچ ہزار روپے ماہوار یا ساٹھ ہزار روپے سالانہ کی مستقل آمد اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے"۔ اب ایک اور سال کا تجربہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہمیں اس تجویز کو عملی رنگ میں لانے کیلئے کوئی دن کیا کچھ گھنٹے بھی ضائع نہیں کرنے چاہئیں اور جیسا کہ [illegible] تجویز کو عملی [illegible] جلد پہنانا چاہیئے۔ مجلس معتمدین اور [illegible] کانفرنس انجمنہائے احمدیہ نے بھی اس ضرورت کو سخت محسوس کیا ہے اور اس لئے ان سب باتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کر کے میں یہ درخواست آپکی خدمت میں کرتا ہوں کہ آپ اس امر کو کسی قریب تر اجلاس انجمن میں پیش کر کے ان سب احباب کو جو اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ پرزور تحریک کریں۔ کہ وہ اس تجویز پر کاربند ہوں۔ مانا کہ ہماری قہری حکومت نہیں۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے کہ ضرور اتنا چندہ دو۔ اور وعدہ کر کے وقت پر دو۔ [illegible] ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم جبرًا اس موعودہ رقم کو بھی وصول کر سکیں۔ لیکن کیا اس سلسلہ میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں وہ جبرًا ہوتے ہیں۔ یا اب ان کو کوئی مجبور کر سکتا ہے کہ وہ اس میں شامل رہیں۔ ہمارے جو احباب شرح صدر سے اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ سب احباب شرح صدر سے ہی اس میں شامل ہیں۔ کیا وہ اس بات سے ناواقف ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس زمانہ میں قایم کرنیکی غرض ہی خدمت اسلام۔ اگر اس سلسلہ میں ہو کر بھی ہم خدمت اسلام میں حصہ نہیں لیتے۔ تو عملی رنگ میں ہم اس سلسلہ میں نہیں کہلا سکتے۔ اور فرضی طور پر ایک ایسے سلسلہ میں رہنے سے حاصل کیا ہے جو دنیا کی طرف سے مورد طعن و ملامت ہو رہا ہے اور تکفیر کا نشانہ بن رہا ہے ایمانی رنگ میں یہ ماننا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے اور وہی مسیح اور مہدی تھے جنکے آنیکا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور عملی رنگ میں اسلام کی خدمت میں لگے رہنا یہ دونوں امر سلسلہ میں شمولیت کیلئے ضروری ہیں۔ جیسا کہ اگر یہ سلسلہ خدانخواستہ خدمت اسلام کے کام کو چھوڑ دے تو پھر یہ مسیح موعود کا سلسلہ نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں شامل ہو کر خدمت اسلام کے کام کو چھوڑتا ہے۔ تو وہ بھی عملی طور پر سلسلہ میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ خدمت اسلام کے کیا کیا پہلو ہیں۔ ان کی بنیاد خود بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھدی ہے۔ اور انہی کاموں میں حصہ لیکر ہم عملی طور پر اس سلسلہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ انہی کاموں کو چلانے کے لئے ایک یہ تجویز ہے جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے۔

دو پیسے فی روپیہ اپنی آمد میں سے اس سلسلہ کے لئے کاٹ دینا کوئی ایسی درخواست نہیں۔ جسے غریب سے غریب شخص بھی جو اس سلسلہ میں شامل ہے پورا نہ کر سکتا ہو۔ یہ کوئی جان کی قربانی نہیں کوئی عزت و وجاہت کی قربانی نہیں۔ ان بڑی بڑی دنیوی امیدوں کی قربانی نہیں۔ جو ہر ایک دل میں ہوتی ہیں۔ ہاں ایک مالی قربانی ہے اور وہ بھی بہت چھوٹے پیمانہ پر۔ مگر یاد رکھو کہ اس تمہاری چھوٹی سی قربانی سے دنیا میں عظیم الشان کام ہو سکتے ہیں۔ کتنی چھوٹی سی بات ہے کہ جو شخص سولہ روپیہ ماہوار کماتا ہے وہ یہی سمجھ لے کہ میں سولہ نہیں ساڑھے پندرہ کماتا ہوں۔ جو بتیس روپے کماتا ہے وہ اپنے نفس کو آسانی سے سمجھا سکتا ہے کہ میں بتیس نہیں اکتیس کماتا ہوں۔ یاد رکھو کہ اس چھوٹے سے حصے کو کاٹ دینے میں تمہارا نقصان کوئی نہیں اور فائدے بہت سے ہیں۔ اس حصہ کے خدا کی راہ میں خلوص نیت سے کاٹ دینے سے تمہارے اموال پاک ہو جائیں گے اور ان میں برکت ہوگی۔ تمہارے ایمان عملی رنگ اختیار کر کے مضبوط ہو جائیں گے۔ تم انصار اللہ کہلاؤ گے۔ تم دنیا میں بڑے بڑے کاموں کو سرانجام دیکر ایک بڑی قوم بن جاؤ گے۔ تم اللہ کے نزدیک اجر [illegible] کے مستحق ٹھہرو گے۔ تم سے پہلے ان لوگوں نے جنکے نقش قدم پر تمہیں چلنے کا حکم ہوا ہے وہ وہ قربانیاں کر کے دکھائی ہیں۔ کہ مالوں۔ گھروں۔ جائدادوں۔ قریبیوں۔ رشتہ داروں۔ عزت و جاہت سب کچھ قربان کر کے آخر جانیں بھی قربان کر دیں۔ ان کے نام آسمان پر روشن ستاروں کیطرح دنیا کے آخر تک چمکیں گے۔ ان مثالوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور اسی راہ پر قدم مارنیکی کوشش کرو۔ اگر تم میں سے وہ اشخاص ہیں۔ جنہوں نے اپنی کل کی کل امید و سل کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ یا جنہوں نے اپنے

اللہ اسی زمینی

(یعنی مولوی نور دین)۔

کیونکہ مباہلہ میں تو ہر ایک فریق

فریقین میں سے کوئی فریق مباہلہ

فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین

کہیں ایک بیعلم۔ بے عمل۔ گنہگار انسان ہیں۔ ہرگز کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور یہ بھی آپ کا اقرار ہے کہ کوئی تاریخ ۱۸ جنوری ۱۹۴۰ء سے زیادہ نہیں کی گئی۔ اور اس پر علاوہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے تفسیر القرآن میں حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت کو بڑے زور و شور سے ثابت کیا ہے۔ اور ابھی تک اُن دلایل کو منقوض نہیں کیا گیا۔ اور نیز بعض اپنے رویاء اور الہامات سابقہ سے بھی حضرت اقدس کی صداقت آپنے ثابت کی ہے۔ اور بیس برس تک آپ ثابت کرتے رہے تلک عشرۃ کاملۃ

بس اس لیئے ازبرائے خدا گذارش ہے کہ آپ ان سب امور عشرہ پر غور کر کے اپنے ارتداد سے توبہ کریں اور خوب یاد رکھیں کہ مسایل دین اسلام کے ایسی خوابوں اور الہامات شیطانی سے (اگرچہ کوئی جز اُن کا پورا بھی ہو جائے) اور پھر مسایل جہد دین اسلام کے ثابت نہیں ہو سکتے۔ بعض خوابیں کنجری اور کنجروں کی بھی سچی ہو جاتی ہیں۔ اور حکمت الٰہی اس میں یہ ہے کہ اس نظیر کے موجود ہونے سے ہر ایک انسان پر کارخانہ نبوت کی تصدیق کے لیئے اتمام حجت ہو جاوے۔

ڈاکٹر صاحب خوب یاد رکھیں۔ کہ جیسا کہ علوم ظاہری میں تلبیس اور اشتباہ واقع ہوتا ہے۔ جیسا کہ روافض اور خوارج وغیرہ وغیرہ اپنے نشانات باطلہ اور وساوس باغوائے شیطان پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح عالم روحانی میں بھی تلبیس اور دجالیت جاری ہے کما قال اللہ تعالیٰ: ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم۔ صد افسوس! کہ آپ نے حقیقت الوحی کے باب اول و دوم و سوم کا بھی مطالعہ نہیں کیا جو خاص آپ کے لیئے لکھا گیا ہے۔ باوجودیکہ آپ بے علم ہیں کما مرّ اقرارکم۔ جناب قبلہ کے رسایل علمیہ کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر آپکو طلب حق ہے تو ان علمی رسایل کو بھی مطالعہ فرماویں۔ اور یا صرف دو ہفتہ کیلئے طلب علم اور تصفیہ ان مسایل متنازعہ فیہا کیلئے جناب قبلہ کے پاس تشریف لے آویں۔ بالفعل تا آپ کی تشریف آوری کے کچھ مابہ الامتیاز بھی مابین استراق السمع اور الہامات ربانی کے آپ کی خدمت میں گذارش کیا جاتا ہے۔ الہامات شیطانی کی نسبت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحوراً ولھم عذاب واصب۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ ملاء الاعلیٰ کے اخبار جو متعلق قضاء و قدر اہالی عرض کے ہوتے ہیں شیاطین پورے طور پر نہیں سن سکتے۔ اور آسمان کے ہر ایک طرف سے وہ سنگسار کیے جاتے ہیں۔ اور دائمی عذاب ان پر واقع ہوتا ہے۔ اگر وہ کوئی کلمہ ان اخباروں سے سن بھاگتے ہیں۔ تو ایک ستارہ روشن اُن پر گرتا ہے۔ انتہیٰ حاصلہ۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے

کہ کوئی کلمہ اخبار غیب میں کا اولیاء شیاطین کو بذریعہ شیطان ہی پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسے کلمہ کے پورے ہونے سے انبیاء کا مقدس اور مطہر اور مقرب من اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی نسبت بھی کاہنوں نے آل فرعون کو خبر دی تھی۔ اور وہ پوری ہو گئی۔ مگر پیشین گوئی کرنیوالے رسول نہیں ہو گئے۔

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
آب تلخ و آب شیریں را صفا است

بلکہ بلعم باعور جو قبل مقابلہ کرنے حضرت موسیٰ کے ولی مستجاب الدعوات تھا۔ اور رویاء صادقہ اور الہامات بھی اسکو ہوتے تھے۔ وہ بسبب مباہلہ یا مقابلہ کرنے ایک مامور من اللہ کے مردود جناب باری ہو گیا۔ جس کا قصہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات میں مذکور فرمایا ہے:۔

واتل علیھم نبا الذی اتینٰہ اٰیٰتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطٰن فکان من الغٰوین ۔۔ الخ

اب پھر میں آپ کی ہمدردی کر کے عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ آیات اور نشانات مندرجہ تفسیر جو آپ کو دیئے گئے تھے۔ اب بیس برس کے بعد کیوں اب ان سے منسلخ ہوئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بلعم منسلخ ہو گیا تھا۔

اور شیطانی الہامات کے تابعہ ہو کر غاوین میں کیوں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان آیات سے آپکا رفع ہو سکتا تھا۔ پھر پستی کی طرف جھک کر اپنی ہوا اور ہوس کے کیوں آپ متبع ہوئے ہیں کیا ایسے لوگوں کی مثال پر آپ تدبر نہیں کرتے فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث یہ قصہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آپکے تفکر اور تدبر کے لیئے فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ ذٰلک مثل القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا فاقصص القصص لعلھم یتفکرون۔ ساء مثلا ن القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا وانفسھم کانوا یظلمون۔ اپنے ان تمام آیات کی تکذیب کر کر جو کچھ کہ آپ کو حاصل تھا۔ اس کو بھی آپ نے غارت کر دیا جیسا کہ بلعم نے تمام اپنے کمالات کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کھو دیا۔ صدق اللہ تعالیٰ من یھدی اللّٰہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولٰئک ھم الخٰسرون۔ آپ نے تو اس زمانہ کے موسیٰ عم کی نسبت یہ الہامات بھی دیکھے ہوں گے کہ انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ۔ لعلی اطلع علی الٰہ موسیٰ۔ یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ پھر آپ نے چراغدین جمونی کا حال بھی مشاہدہ کر لیا ہوگا۔ اور عصا موسیٰ کو بھی دیکھ لیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

افسوس! کہ آپ کو ان سے بھی عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ پھر ابتک بھی آپ کو عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ باوجودیکہ آپکا اقرار ہے کہ مجھ کو کوئی دعوے نہیں۔ پھر اس مدعی کو جس کی تصدیق ہزاروں نشانات آسمانی اور زمینی سے ثابت ہو چکے۔ تاہم آپ اس سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور خود ہی بلعم اور بلغم بن گئے۔ مگر یہ تو کہو کہ آپ نے کونسی جماعت متقین کی تیار کی جو آپ کی متبع ہوئی ہو۔ اور پھر

آپ کی متبع ہو کر وہ جماعت کیا نتیجہ حاصل کرتی۔ جبکہ آپ خود کہتے ہیں۔ کہ میں بے علم اور بے عمل گنہگار ہوں۔ کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے ؎

خیالات نادان خلوت نشین۔
بہم بر کند عاقبت کفر و دین

یہ حال ہے ان الہامات شیطانی اور خوابوں کا۔ جو الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب کا مصداق ہیں ازبرائے خدا ان خوابوں اور الہاموں شیطانی پر آپ فخر اور ناز نہ کریں۔ مبادا کوئی گولہ آسمانی جیسا کہ روحانی طور پر ان شیطان پر گرتا ہے۔ کہیں ظاہری طور پر بھی آپ کے اوپر نہ گر پڑے۔ علاوہ اس خطفہ شیطانی کے اوضاع سماویہ و اطوار مافی الجو وغیرہ وغیرہ بھی اسباب بعض علوم کے ہو جاتی ہیں۔ جنکو علم لدنی سے کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہوتی بھی علم آب ہوا وغیرہ کے دفاتر گورنمنٹ عالیہ میں موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ سے بڑی بڑی پیشگوئیاں کیجاتی ہیں۔ اور بعض اُن کی واقع بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ جملہ پیشین گوئیاں بھی تقرب الٰہی سے کوئی نسبت نہیں رکھتیں۔ اگر کوئی ہیئت دان ان کے ذریعہ سے دعویٰ تقرب الٰہی کرے۔ تو وہ بھی ملعون ہے ؎

لعنت اللہ این عمل را در قفا
رحمت اللہ این عمل را در وفا

ہاں یہ بھی سن رکھیئے کہ جو کوئی پیشین گوئی حضرت اقدس کی آپ کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ آپ صرف دو ہفتہ کے لیئے تشریف لا کر علی منہاج النبوۃ اس کو سمجھ لیں۔ کیونکہ حضرت اقدس کی جملہ پیشین گوئی واقع ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ اور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ"

مگر چونکہ آپ بموجب اپنے اقرار کے جاہل اور بے علم ہیں اس لیئے آپ کو اُن کی فہم کی علم کیلئے ضرورت ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ ؎

سرانجام جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

اور ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ جس مامور من اللہ کی صداقت ہزاروں نشانوں سے صادق ہو چکی ہو اسکی پیشین گوئی جھوٹی ہو سکے۔ پھر تو وہ ضرور کاذب ہو جائیگا۔ کیونکہ یہ بھی تو ایک معیار اسکی صداقت کا ہے۔ اور یہ بھی مابہ الامتیاز ہے درمیان خطفہ شیطانی اور الہامات ربانی کے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ فی الہامات الرسل والانبیاء عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم واحاط بما لدیھم واحصی کل شیء عددا۔ دوسری جگہ پر آخر آیت کی تفسیر یوں فرمائی گئی۔ کہ اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" اس آیت میں اندک تدبر کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اس شخص پر کہ جسکی رسالت کو پسند فرمالیا ہو۔ اس کو اپنے

مالوں کے بڑے حصےؔ کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا ۔ تو تم خود ہی غور کرکے دیکھ لو کہ آیا وہ فی الواقعہ دنیا میں غریب اور ذلیل ہو گئے اور معیشت کی تنگی ان پر وارد ہو گئی؟ اور اگر تم سے وہ اشخاص ہیں جنہوں نے اپنے مالوں کے کسی معتدبہ حصہ کو اس راہ میں آجتک صرف نہیں کیا تو کیا وہ اس کے نہ دینے سے دنیا میں معزز اور امیر بن گئے ہیں؟ یہ مال جو تم کماتے ہو یہ تو کسی نہ کسی طرح فنا ہونے چلے ہی جاویں گے مبارک ہے وہ جوان کے کسی حصہ کو قربان کر دیتا ہے ۔ کیونکہ یہی وہ حصہ ہے جو بیج کیطرح بویا جاتا ہے اور جو آخر کار وہ ثمر لاتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا ۔ پس اب بھی گذشتہ نقصان کی تلافی کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ ۔ ہمت کے آگے سب مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں"

یاد رہے کہ اس تحریک سے یہ غرض ہے کہ (۱) جو احباب اب تک چندہ نہیں دیتے ۔ یا دو پیسے فی روپیہ یعنی اپنی آمدنی کے بیستویں حصہ سے کم چندہ دیتے ہیں ۔ ان سے کم از کم اس حساب چندہ لیا جاوے ۔ نہ یہ کہ جو احباب اب زیادہ چندہ دیتے ہیں وہ اسے کم کر دیں (۲) چندہ کی وصولی باقاعدہ ماہوار ہو جاوے دینے والے بھی یہ کوشش کریں کہ مہینہ کے مہینہ اس رقم کو شروع سے ہی کاٹ کر الگ کر دیں ۔ اور وصول کرنیوالے بھی یہ کوشش کریں ۔ کہ وہ دوسرے مہینہ تک بقایا نہ رہنے دیں ۔ کیونکہ اس طرح سے دینے والے کیلئے مشکل ہو جاتا ہے (۳) نئی فہرستیں اگر ممکن ہو تو ۳۱ جنوری تک ورنہ اخیر فروری تک ضرور دفتر سکرٹری میں پہونچ جانی چاہئیں ۔ تاکہ یہاں بھی حساب کتاب جملہ چندہ دہندگان کا کھول دیا جاوے ۔ اور بقایا وغیرہ کا مطالبہ کیا جا سکے"

نوٹ ۔ جو احباب وصیت کے رو سے دسواں حصہ آمد دیتے ہیں ۔ ان کے سب چندے اسی دسویں حصہ میں شامل سمجھے جاویں گے"

نوٹ :۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ اس جلسہ انجمن میں سب احباب کو جمع کرنے کی کوشش کیجاوے اور جو نہ شامل ہو سکیں ۔ ان کو اس تجویز میں شامل کرنیکیلئے ہر ایک انجمن میں سے ایسے دو تین مستعد احباب جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ جوش ڈالے ان کے پاس گھروں میں جاویں اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ کوئی فرد اس سے باہر نہ رہے والسلام ۔

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

خدا نکتہ نوازی

پیدا ہوا ۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ سخت سردیوں کے دن ہیں اور اکثر بھائیوں کے پاس جو تحصیل رضاء الٰہی کے لئے قادیان میں آئے ہیں ۔ لحاف نہیں ہیں ۔ اور کوئی نہ کوئی مسافر دوسرے تیسرے روز ایسا اندر آجاتا ہے ۔ جسکے پاس بستر وغیرہ نہیں ہوتا ہے ۔ ابتک ۲۷ لحاف اس عاجز نے بنائے ہیں ۔ کچھ خلیفۃ المسیح نے بھی بنوائے ہیں ۔ نیز چند کمیٹی نے کل شاید چالیس پچاس انتہا درجہ ہوں گے ۔ لیکن قادیان میں کم از کم سو ضعفا جمع ہیں ۔ اور آیندہ آمد کا دروازہ کھلا ہے اور سردیاں امسال حد سے زیادہ پڑی ہیں ۔ اور بارشیں پیچھا نہیں چھوڑتیں ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال سرما کا موسم مقدار سے زیادہ دیر تک رہیگا ۔ نیچے تو بیچارے مسافر کسیر گھاس بچھا لیتے ہیں ۔ لیکن اوپر کے لئے ضرور آجکل لحاف چاہئیں جن کی بہت کمی ہے ۔ اس لئے مسافر اور ضعفا مجھ سے مانگتے ہیں ۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ میں ضعفا کا مہتمم بن بیٹھا ہوں ۔ مگر میں حیران ہوں کہ اب لحاف ختم ہو چکے اور ہنوز مانگ باقی ہے ۔ میں کیا کروں اس پریشانی میں میری نیند اُچاٹ ہو گئی اور بیقراری بڑھنے لگی ۔ یہاں تک کہ میں خیمہ پر آب ہو گیا ۔ میرے دل نے اپنے مالک رب کیطرف رجوع کیا اور خواہش پیدا ہوئی کہ اس معاملہ میں اس طرف سے کچھ مدد ملے ۔ اس وقت میرے دل میں کچھ [illegible] ہوا ۔ جس سے میں اطمینان پاکر سو رہا ۔ صبح کو میں نے بعد نماز صبح اپنے دوستوں سے مسجد میں اس طرح اظہار کیا ۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ زانیہ تھی ۔ وہ کہیں جاتی تھی کہ راہ میں اتفاقاً وہ کسی کنوئیں میں پانی پینے کے لئے اتری جس میں لوگ اتر کر پانی پیا کرتے تھے ۔ جب وہ پانی پی کر اوپر آئی تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس سے کیچڑ چاٹتا ہے اس عورت کے دل میں اس کتے کی حالت پر رحم آیا ۔ اور وہ دوبارہ کنوئیں میں اتری اور اپنے پاؤں کے موزے میں پانی بھر کر منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھی ۔ اور اس کتے کو پانی پلایا اس زانیہ کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ ایسا راضی ہوا کہ اس کو بہشت میں داخل کر دیا یعنے اس فعل نیک کی برکت سے وہ تائب ہوئی اور بعد مرنے کے جنت میں داخل ہوئی ۔

اب میں اپنے عزیز دوستوں احمدیوں سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے احمدی بھائی اس بنی اسرائیل کی زانیہ سے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے یا بہتر بنانا چاہتے ہیں ۔ یا نہیں اور شفقت علیٰ خلق اللہ ۔ معاذ اللہ کیا ان میں اس زانیہ سے بھی کم ہے اور یہ ہمارے بھائی احمدی اپنے احمدی بھائیوں کو جو دور دراز ملکوں سے تحصیل رضائے الٰہی کے لئے قادیان میں جمع ہیں ۔ اس کتے جیسا بھی نہیں سمجھتے جسکو رحم کرکے اس زانیہ نے جنت حاصل کی تھی ۔ اور کیا ہمارے بھائی جنت حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں ۔ بیشک ہمارے بھائی اپنے بھائیوں کو کتے سے زیادہ پیار سمجھتے اور ضرور بہشت کے خواہشمند ہیں ۔ لیکن مجھے خیال ہے کہ وہ اپنے عزیز بھائیوں کی بیکسی پر مطلع نہیں ہیں ۔ لہذا میں انہیں مطلع کرتا ہوں کہ موسم سخت [illegible] ہے ۔ اور ہنوز جاتا نظر نہیں آتا اور لحاف و کمل کی یہاں نہایت ضرورت ہے کل احمدی جماعت توجہ فرماوے ۔ لحاف کمل یا روپیہ سے ہماری مدد کرے ۔ جسقدر جلد ممکن ہو ہمارے احمدی دوست ہماری دستگیری فرماویں ۔ روپیہ بھیجیں تاکہ ہم خود لحاف بنالیں یا لحاف و کمل خود بنا کر و خرید کر عنایت کریں ۔ ایسا نہ ہو ۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود ۔ مار گزیدہ مردہ شد حدیث شریف میں ہے من لا یرحم لا یرحم جو کسی پر

۱۔جنوری ۱۹۱۱ء

[illegible]ن نام ایک خط

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی جطرح باطل ہوئی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اسے جسطرح پر شرمندہ کیا ہے ۔ اس کا ذکر الحکم کے غیر معمولی پرچہ میں کیا جا چکا ہے ۔ حضرت فاضل امروہی نے ۱۳ جنوری ۱۹۱۱ء کو ایک قابل قدر خطبہ اسی مضمون پر پڑھا ۔ **فاضل امروہی** کا بیان اور تحریر جیسی جامع اور بانغ ہوتی ہے ۔ اُسے انکے دشمنوں نے بھی ہمیشہ تسلیم کیا ہے ۔ اور علمی طور پر ان کی تصانیف کو لاجواب مان لیا ہے ۔ فاضل امروہی کے خلف الرشید سید محمد یعقوب صاحب نے اس خطبہ کا خلاصہ لیکر ڈاکٹر موصوف کو ایک خط لکھا ہے ۔ جس کو میں سید صاحب موصوف کی مہربانی سے شایع کرنیکے قابل ہوں ۔ اس خط کو پڑھ کر کانے دجّال کا طلسم ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا ہے ۔ اور ہماری جماعت کے ہاتھ میں ایک کارگر حربہ اور معیار ہاتھ آجائیگا ۔ اور اللہ تعالےٰ سید صاحب موصوف کو توفیق دے کہ وہ آیندہ بھی خدمت دین کیلئے ایسا جوش پا سکیں

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ۔

بعد سلام مسنون کے گذارش ہے ۔ کہ آپکا خط مورخہ ۱۱ ۔ نومبر ۱۹۱۰ء بنام حضرت قبلہ مولوی صاحب صادر ہؤا تھا ۔ اور بموجب آپ کی تحریر کے نہ اس خط کی اشاعت میعاد معینہ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک کیگئی تھی اور نہ اس کا جواب آپ کو لکھا گیا تھا ۔ اس لئے کہ بموجب ارشاد خداوندی بقاعدہ استثنا متصل کے جز الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب ۔ میں ہے کچھ شیطانی خطفہ آپکو ہو گیا ہوگا ۔ اور بدینوجہ کوئی جزو پیشگوئی کا واقعہ ہو جاوے ۔

لیکن بعدہٗ تاریخ ۱۲ جنوری تک آپ کی تمام پیشین گوئی باطل نکلی ۔ اور ایک خطفہ شیطانی بھی سچا نہ نکلا ۔ لہذا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا جاوے ۔ شاید آپ کو تنبیہ ہو کر ہدایت حاصل ہو جاوے ۔ لہذا ۱۳ ۔ جنوری ۱۹۱۱ء جمعہ کے خطبہ میں سے جو کہ حضرت قبلہ نے پڑھا ہے ۔ انتخاب کرکے جواب خط روانہ کرتا ہوں ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دونوں موتوں کی پیشینگوئی ۔ یعنی مولوی نورالدین صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب (ایڈیٹر الحکم) کی ضرور موت ۔ بطور مباہلہ کے نہ تھی ۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں ۔ کہ میری کئی دعائیں بھی اس کے لئے موجود تھیں جو کہ وقتاً فوقتاً مجکو معلوم ہوتی رہیں ۔ اور اس الہام کے ساتھ بھی دعائیں تھیں اور نیز عالم رویا میں آپ نے یہ دعا بھی کی ۔ کہ اگر مولوی نورالدین سچے ہیں تو مجھے ان کی طرف پھیر دے ۔ اور اگر میں سچا ہوں ۔ تو میری طرف ان کو رجوع کردے ۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے

آگیا ہے کھینچ کے ماء اللحم میخوار و چلو! ... خریدار و چلو!

یہ ماء اللحم عنبری !!!

خزاں کا زمانہ یا پانی کا قحط کھیتیاں خشک ہوگئیں درختوں کی پتیاں زرد ہو ہو کر گر گئیں۔ شاخیں مرجھا گئیں نشوونما کی قوت زائل ہوگئی۔ اتفاقاً ابر اٹھا۔ پانی برسا۔ جھڑی لگ گئی۔ زمین نے سال بھر کے لئے اپنا بوٹا تر کر لیا۔ اب وہی سوکھے ہوئے درخت ہرے بھرے ہوگئے۔ کونپلیں پھوٹیں کلیاں نکل آئیں۔ پھول لگے پھل لگے۔

عنبریں کی ہے۔ اسکے استعمال سے کیسے ہی سعاب اسی طرح تر و تازہ ہو جاتے ہیں معلوم آپ باراں سے مرجھائے ہوئے درخت جنے موسم میں تین چار بوتلیں پی لیں گویا اس کے سال بھر کے لئے تندرستی کا بیمہ کرا لیا۔ وہ پاکیزہ شراب ہے جسکے پینے سے طبیعت مسرور ہو جاتی ہے ستی کاہلی کمزوری کافور ہو جاتی ہے۔

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں بوتلیں مقوی اجزا کی بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ نہایت اہتمام سے تیار ہوتا ہے۔ اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ اب کے مرتبہ بادنا چند اجزائے مفید تازہ بتازہ کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ جلد منگائیے۔ دیر نہ کیجئے۔

فوائد:- اعضاء رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے۔ رنگ کو نکھارتا ہے۔ نزلہ کو روکتا ہے۔ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو ہلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر۔ جوانوں کیلئے مایہ عیش۔ بڈھوں کیلئے آبحیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن۔

قیمت فی بوتل عہ۔ ایکدرجن صہ؎۱۵ ایک نزل میں ۱۲۔ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کی جاتیں۔ ریلوے پارسل منگانے میں خریدار کو محصول ڈاک میں کفایت ہوگی۔

نوٹ شفاخانہ ہذا کے مجربات فقرا۔ ویدک۔ حکماء تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ توکل غربا کو دوا مفت دی جاتی ہے۔ ہزارہا اسناد نیز بہدف دوائیوں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کیجائے گی۔

المشتہر ایس۔ اے۔ حکیم۔ پروپرائٹر اودہ لکھنؤ

قابل توجہ ممبران انجمن اہل قرآن لاہور

غالباً ۱۹۰۹ء ماہ رمضان میں میں نے لکھا تھا کہ اگر مولوی عبداللہ صاحب کا ترجمۃ القرآن بعوض مبادلہ مل سکے تو میں میرا بھیجدوں۔ وہاں سے منیجر صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ انجمن کے ممبروں نے یہ تبادلہ منظور فرمایا ہے۔ آپ میرا بھیجدیں اس کے آنے پر میں نے سو تو وہ میرا قیمتی ہندرہ روپیہ صعہ بھیجدیا۔ جب کئی دن گذرنے پر قرآن شریف مترجم نہ پہونچا۔ تو میں نے منیجر صاحب کی خدمت میں متواتر کئی خطوط لکھے۔ تو آخر ایک اور صاحب نے جواب لکھا کہ منیجر صاحب دورہ پر تشریف لیگئے ہیں۔ واپس جب آئے تو آپ کا فیصلہ کریں گے پھر جب ہوگیا جب کئی دن اور گذر گئے تو پھر لکھا کہ ترجمۃ القرآن بھیجدو۔ تو یہ جواب ملا۔ کہ آپ کا میرا ابھی فروخت نہیں ہوا۔ فروخت کر کے ترجمۃ القرآن بھیجدیا جائیگا۔ اگرچہ قبل ازیں پہلے یہ شرط فروخت یا عدم فروخت کی تعیین نہ تھی۔ مگر میں نے بعد کو یہی شرط تسلیم ہی کرلی۔ اب اس انتظار طویل کے بعد جب پھر میں نے عرض کی کہ ترجمۃ القرآن اب تک نہ پہنچا۔ عجیب بات ہے۔ یہ وہم تو ہو نہیں کرسکتا کہ اہل قرآن ہو کر کسی کا مال خورد برد کردیا جائیگا۔ مگر شاید مولانا مرض ہو گئے ہونگے۔ اس کے جواب میں ایک بزرگ نے لکھا کہ تم لوگ اسلام سے تو ہاتھ دھو چکے ہو۔ اب آخرت کو بھی جواب دے چکے۔ نہ آپکا میرا ہم نے منگوایا ہے اور نہ ترجمۃ القرآن دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر سچے ہو تو ہماری تحریرات پیش کرو۔ ان خطوں کے آخر پر اکثر مہری حروف میں دستخط تھا۔ میں یہ خط پڑھ کر حیران ہو گیا۔ کہ الٰہی انجمن اہل قرآن اور یہ معاملہ العجب ثم العجب۔ اس پر میں نے وہ خطوط جو اس بارہ میں لاہور سے آئے تھے ایک لفافہ میں بند کر کے بانیٔ فرقہ اہل قرآن جناب مولوی عبداللہ صاحب کی خدمت میں بھیجدیئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ اسبارہ میں آپ ہی قاضی اور آپ ہی منصف۔ تحقیقات کر کے جواب سے سرفراز فرماویں۔ اس خط کو اب مدت گذر گئی۔ اور کوئی جواب نہ آیا۔ لہٰذا مجبوراً بذریعہ اخبار ہذا ممبران انجمن اہل قرآن سے استفسار کرتا ہوں امید ہے کہ مفصل جواب تحریر فرما کر مشکور فرماویں گے۔

نمبر (۱) کیا میرا تین تو دو جو تبادلہ ترجمۃ القرآن میں بھیجا تھا۔ وہ آپ کے پاس پہونچا ہے یا نہ؟ **نمبر (۲)** اگر پہونچا ہے تو کیا وجہ کہ اب تک ترجمۃ القرآن نہیں دیا گیا؟ **نمبر (۳)** اگر میرا پہونچنے سے انکار ہے تو کیا وہ مسلمان اہل القرآن کی شہادت میرے اثبات دعویٰ کیلئے کافی ہوگی یا نہ؟ **نمبر (۴)** کیا قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت ہے کہ جنس کے بدلے جنس لے لیا جاوے۔ اور پھر دو سال تک بعد بھی جنس واپس کردیا جاوے۔ یا بالکل ہی انکار کردیا جاوے۔ پارہ و رکوع مع سورۃ تحریر فرماویں۔ **نمبر (۵)** کیا لین دین کے معاملہ میں مشتری کو اتنی تکلیف دینی جائز ہے؟ تمام ممبران انجمن جمعہ کے دن بیٹھ کر میرے ان سوالات کے جوابات جیسے مناسب ہوں مفصل تحریر فرماویں۔ کہ تسلی ہو۔ اس معمولی مالیت کیلئے کسی انجمن کے ممبروں کو بذریعہ اخبارات مخاطب کرنا مجھے ہرگز مکتا پسند نہیں ہے۔ اور اتنی مدت سکوت کا یہی باعث ہے۔ مگر مہندی نویس بزرگ مندرجہ بالا الفاظ زیر لکیر کیوجہ سے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس معاملہ کی تحقیقات تو کر لی جاوے۔ کہ ایمان اور آخرت سے کون فریق ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ فقط

راقم محمد امین احمدی۔ از مقام ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ اس سعادت پر پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں بچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہوچکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مستقل خریدار بن گیا ہے۔ صاحبو ریلوے کمشنر بہادر لاہور میری اس ایجاد کی آمدنی ۹۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی سفر طبیہ معتمد نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر ... صاحب بہادر ... میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں تک کو ... فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا ... تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں تو بھی پیٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے ... میڈیکل کالج کے ... معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۸ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی دینے کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت ... جو لوگ امراض کمزوری اعصاب ... سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تر ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت ... عود کر لیتا ہے۔ جیسے میں رد ... حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نوا حشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری۔ بے رونقی وغیرہ دور ہو کر مسلوبہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں ... ... (چار روپیہ چار آنہ) للعہ

شیشی خورد ... ... (دو روپے دو آنہ) (عہ۲)

یہ دو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام سے طلب کریں +

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دہی کی گرم بازاری مشتہرین کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری نے عجیب سماں کھا رکھا ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں دہوکا ہے اقوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہو۔ میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ بناکہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگا کے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس (عہ)

طلائے طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھا دیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ اس کو پائیں۔ قیمت طلا دو روپیہ (عہ)

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (۸)

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔

قیمت فی بکس (۴)

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت فی بڑی شیشی چودہ آنے۔ محصولڈاک ۴ دو شیشی ۸

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنے۔ محصولڈاک ۳ دو شیشی ۶

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۴ محصولڈاک ایک سے ۴ تک ۵ بارہ ڈبیہ تک ۶

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

... باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷ — جلد ۱۷ — نمبر ۱

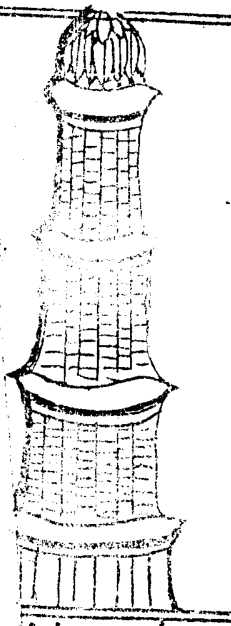

(قادیان دارالامان)

دوائیں شفا ہیں غرض

چہ گویم یا تو گرآئی چہا ور قادیان ہیں

قادیان دارالامان کے کارخانہ احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ - تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کے طبیب بھی دواخانہ کی ادویات

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں - کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں:-

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے - اصلی اجزاء خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض ... اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ ... ادویات ... تیار ... کی گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص ... یہ دواخانہ کو دی ہیں -

نوٹ ... صرف ... دواخانہ سے ... اور کسی جگہ اس دواخانہ

خط کا پتہ :- بالکل ... (تار کا پتہ) ہیڈ ڈسپنسر دہلی -

... پرنٹر ... شایع ہوا

بچوں کی تندرستی !!!

والدین کیلئے ہمیشہ گہرے تعلق ... بچہ اگر سست اور پژمردہ اور تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس املشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے بچہ میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے اور وہ خوش و خرم و بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ناتھری نہیں چھپوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ فیرنگ کیس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں ؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کوئی بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈسپپسیا پلیس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے انتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جاویگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ درد سر نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈسپپسیا پلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکور الصدر مرضوں کو ستاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے ابخرے نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۴ روپے ۸ آنہ و ۱۲ آنہ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۴ روپے والی سے پانچگنی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ۱۲ آنہ والی شیشی ڈوڈس پی اوربکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں نور ہدی آیت اور شفاء ہے

ہدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ (عہ)

نوٹ سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے۔ سات روپیہ (عہ) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

میری ذات اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے متعلق یہ دو پیشگوئیاں شائع کی تھیں (۱) **یعقوب کی موت قریب ہے** (۲) **مولوی نورالدین صاحب ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک فوت ہو جائیں گے**۔ میری موت کے متعلق اگرچہ تاریخ نہیں دی گئی۔ مگر جیسا کہ اسنے ظاہر کیا اور پیام پہونچایا۔ اس میں اسکی انتہائی میعاد ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء ہی بتائی ہے بلکہ ترتیب الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی موت سے بھی پہلے واقعہ ہوگی کیونکہ اسکیلئے تو ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء مقرر کی۔ **(اور یہ قریب ہی)** کے الفاظ میں دا کی۔ اللہ تعالیٰ کا کمال شکر اور اسی کا فضل ہے کہ میں زندہ ہوں۔ اور مرتد ڈاکٹر کی حقیقت کا راز اس اشتہار کے ذریعہ کھولنے کی **خدا کے فضل سے توفیق پاتا ہوں** میری زندگی کیا اور موت کیا تاہم اللہ تعالیٰ نے **مرتد ڈاکٹر کو اسکے ذریعہ کاذب ثابت کر دیا**۔ اس پر بس نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر ایک عظیم الشان نشان حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی زندگی کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تندرستی کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سال گذشتہ کی آخری ششماہی سے بیمار چلے آتے ہیں اور ۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء کو گھوڑے پر سے گرنے کے ذریعہ عظیم الشان نشان پورا ہوا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اسی نشان کے ضمن میں اب یہ **دوسرا روشن نشان ظاہر ہوا** یہ نشان ایسا نشان ہے۔ جو دنیا کی زندگی اور احیاء کا موجب ہے۔ اور اوس کے ذریعہ الباطل کی موت ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء گذر گئی اور حضرت **خلیفۃ المسیح** (آپ کی عمر دراز ہو) **زندہ ہیں**۔ یہ نشان معمولی نشان نہیں ہے۔ بلکہ ایک **نورانی نشان** ہے جسنے عبدالحکیم مرتد کی تمام پیشگوئیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور کامل طور پر اس باطل کو کچل دیا اور دنیا پر اسکے بعد خدا کے فضل سے ظاہر ہو گیا کہ **مرتد ڈاکٹر پر شیاطین کا نزول ہوتا ہے**۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے زمین کی پشت پر آسمان کے نیچے یہ حجت نورانی قائم ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ کے اسکے فضل و کرم پر ہم خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے **حق کا بول بالا کیا اور جھوٹے کا منہ کالا کیا** حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی حضور کو اس مبارک تقریب پر میں صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں کہ "سلامت بر تو اے مرد سلامت" کا بھی مظہر ٹھیرا اور وہ باطل جو حضرت مسیح موعود کیوقت سے سر لگا رہا تھا۔ تیرے ہاتھ پر کچلا گیا۔ وللہ الحمد۔ بالآخر قوم کو بشارت ہے کہ وہ اس موقعہ پر سجدات شکر بجا لائے۔ اس پر دوہرا فضل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے امام کو اس وقت زندہ رکھا۔ اور مرتد کو ذلیل کیا اور اس سے سلسلہ کی سچائی اور عظمت ثابت ہوئی اس پر بھی مفصل لکھنے کیلئے میں دوسرے وقت کی خدا سے توفیق چاہتا ہوں یہ نشان ایسا ہے کہ اسے کثرت سے شائع کیا جاوے۔ **آخر میں ریاست پٹیالہ کے مدبروں اور عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور التماس ہے** کہ وہ عبدالحکیم کا پیشگوئی کا رجسٹر ضبط کر کے اسے پٹیالہ کے انقلابات کے متعلق دریافت کرے اور اگر وہ نہ بتائے تو انشاءاللہ العزیز ایڈیٹر الحکم اس خدمت کو اسکی دستخطی تحریر کی بنا پر سرانجام دیگا۔" بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کانے دجال کا کذب کھل گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ مسیح الدجال وہی ہے۔ اے نادان سن! اور غور سے سن تیرا کذب کھلگیا۔ اور ظاہر ہو گیا ہے کہ تو شیطان کے پنجہ میں اسیر ہے۔ صادقوں کے ساتھ ٹکر مارنا اچھا نہیں تو اب بھی ان الفاظ کو یاد کر جو حضرت خلیفۃ المسیح نے بقول تیرے تجھے خواب میں کہے اکسیر کا پتھر سن کے پتھر کو توڑنا چاہتا ہے خدا نے تیری تائید اور نصرت نہیں کی۔ اور صادق کے مقابلہ میں تجھے ذلیل کیا۔ آ! توبہ کر۔ اور خدا کے فضل سے حصہ لے کب تک تو خدا سے مقابلہ کریگا۔ اور اپنے ضمیر کا خون کرتا رہیگا۔ سلامتی کے شاہزادہ کے پاس آ تجھے سلامتی ملے۔ نور کے پاس آ تو ظلمت سے نکلے تو اب بھی ان الفاظ پر غور کر۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شاہزادہ کہلاتے میں اپنی کوئی غالب نہیں آسکتا۔ یاد رکھ اب آسمان نے تیرا کذب ظاہر کر دیا تو توبہ کر اور خدا سے ڈر اور اس پر غور کر خدا غفور الرحیم ہے تو اگر سچے دل سے توبہ کرے تو وہ تیری ساری خطائیں معاف کر دیگا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح تو اس کی رحمت کا نشان ہیں وہ تو دشمنوں کیساتھ بھی پیار کرتا ہے تو اس کے آستانہ پر آ۔ وہ تجھے گلے لگانے کو تیار ہے اسی طرح پھر جیسا تو نے خواب میں دیکھا! عبدالحکیم! اس وقت کو پہچان اور موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ آ! اور صدق و انابت سے آ۔ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ۔ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔ والسلام

خاکسار (عبدالحکیم کا کاتب وحی) **حضرت خلیفۃ المسیح کا ادنیٰ خادم یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء بعد دوپہر** (انوار احمدیہ پریس قادیان)

الحکم کا غیر معمولی پرچہ جو ۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو شایع ہؤا :-

احمدی قوم کو بشارت اور مخالفین پر اتمام حجّت

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین کی زندگی اور مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانا دجال) کی موت :-

الحق کی عظیم الشان فتح اور الباطل کی خطرناک شکست :-

نشان کو دیکھکر انکار کب تک پیش جائیگا - ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

اللہ تعالیٰ کی حمد اور ستایش ہے جسنے دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے مامورین اور مرسلین کے سلسلے کو قایم کیا اور بے انتہا صلوٰۃ اور سلام اور برکات ہوں اس وجود پاک پر جو کمالات نبوت کا جامع اور خاتم اور تمام انبیاء و مرسلین کا امام اور سراج ہے اور جسکا پیارا اور پاک نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر صلوٰۃ اور سلام ہوں آپکے بروز اور مظہر اتم حضرت مسیح موعود پر جسنے اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالیٰ کے پاک نام کی تذلیل اور ہنسی ہو رہی تھی اور استہزاء کے تیر اسلام اور امام علیہ السلام پر چلائے جا رہے تھے۔ خدا تعالیٰ کے زندہ نشانوں اور آیات بینات خدائی قہری تجلیوں کے ذریعہ اس گم گشتہ صداقت کو پھر دنیا میں قایم کر دیا جسکی زندگی اور ظاہری موت جسکے در و دیوار زن و فرزند سب آیات اللہ تھے آپکے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی کو قدرت ثانیہ کے نشانوں عظیم کا مظہر اول ٹھیرایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بعض بدظن مخالفین اور شیاطین آپکی مخالفت میں قسم قسم کے منصوبے اور شرارتیں کرتے رہے اور شیطانی آوازوں نے بعض بعض اوقات آپکی (نعوذ باللہ) تباہی اور ناکامی کی پیشگوئیاں کیں اور وہ نہیں خائب و خاسر اور نامراد اور تباہ کار ہوئے ان کشتگان اعجاز مسیح کی فہرست طویل ہے اور یہاں مجھے اسکے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت مجھے اس تازہ نشان کا ذکر کرنا ہے جو کل ۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو پوری آب و تاب سے ظاہر ہوا اور وہ **مرتد ڈاکٹر کانا دجال کی روحانی ذلت اور موت ہے**

حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی کی نورانی شعاعوں کی آب و تاب کو دیکھکر عام قاعدہ کے موافق **مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند** بہت سی شیطانی آوازیں مخالفت میں اٹھیں لیکن جسکے ساتھ خدا ہو کوئی اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون کے وعدہ کیموافق یوماً فیوماً اپنی روحانیت کے انوار سے تاریک دلوں کو منور کر دیا ہے ڈاکٹر عبد الحکیم جب حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں خاسر رہا۔ تبولیت کے آثار و انعام سے محروم رہا تو اسنے سلسلہ کے منتشر ہونیکی پیشگوئی کی اور اس میں **کانا دجال جھوٹا ثابت ہؤا**۔ پھر اسنے حضرت ام المؤمنین علیہا السلام کی پیشگوئی مشتہر کی اور **بار دیگر اس میں کانا دجال کاذب ثابت ہوا**۔ چاہیئے تو یہ تہا کہ وہ اس قسم کی ذلتوں کے بعد خاموش ہو جاتا مگر نہیں پھر اسنے **اعلان الحق** میں حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی کی موت کی پیشگوئی نہایت مکروہ الفاظ میں کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے خائب و خاسر کیا۔ اس پر بھی بس نہ کرکے اسنے حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کو اطلاع دی اصل خط ہمارے پاس محفوظ ہے اور اسے بہت جلد انشاء اللہ العزیز ہم شایع کرنے والے ہیں اگرچہ مرتد ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ وہ پرائیویٹ ہے اور وہ اسکی اشاعت کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر میں اسکی اس ہدایت کی پابندی نہیں کر سکتا اسلئے کہ وہ **ایک خطرناک دستاویز ہے جسمیں ریاست پٹیالہ کے پولیٹکل انقلابات کا ذکر ہے** اور اسی وجہ سے وہ ڈرتا ہے مگر اس کی حقیقت ہز ہائینس **مہاراجہ صاحب پٹیالہ** پر کھلجاوے لیکن یہ تلخ تجربہ انشاء اللہ اسی کو کرنا پڑیگا۔ اور کسی نہ کسی رنگ میں یہ واقعات دربار پٹیالہ کے سامنے آنیوالے ہیں۔ اس وقت حقیقت کھلجاویگی بہر حال اس خط کے ذریعہ اس مرتد ڈاکٹر نے

کر دینے والی ہونگی ۔ بہرحال یہ اعزاز نہایت برمحل ہوا ہے ۔ بعض لوگ خصوصًا اس قابل تھے کہ ان کی قدر افزائی ہوتی ۔ اور یہ امید کرنا شاید بے محل نہ ہو کہ آیندہ لگرہ کے موقعہ پر انہیں یاد رکھا جاویگا ۔ ان میں ایک شیخ علی احمد صاحب پلیڈر گورداسپور ہیں جو ضلع گورداسپور کے مسلمانوں میں ہی نہیں پنجاب میں نہایت عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں ۔ رفاہ عام کاموں میں بڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور سرکاری خدمات بدوں کسی نالش کے کرتے رہتے ہیں ۔ نواب ... بہت عرصہ پہلے خان بہادر ہو جانے چاہیئے تھے ۔ مگر نہیں معلوم کیوں انکا نام اس فہرست میں نہیں آیا ۔ ایسا ہی دہلی کے حکیم احمد سعید خان صاحب جو دہلی کی میونسپلٹی کے نائب پریسیڈنٹ ہیں اور پبلک اور گورنمنٹ کی بہت سی خدمات کر چکے ہیں ۔

حاذق الملک تو چونکہ مخصوص خطاب ہے ۔ اسلئے بلحاظ انکی ذاتی خدمات اور قابلیت کے اور بلحاظ پبلک اور گورنمنٹ کی خدمات کے جو بہ حیثیت آنریری مجسٹریٹ اور وائس پریسیڈنٹ وہ انجام دے رہے ہیں ۔ انہیں کوئی اعلیٰ طبقہ کا خطاب ملنا چاہئے ۔ اس قسم کی فروگذاشتیں پبلک کو بعض اوقات افسردہ کرتی ہیں ۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اپنے سچے خادموں کی جائز قدر افزائی کرکے دوسروں کو جرأت دلائیگی کہ وہ بھی پبلک اور گورنمنٹ کی بہترین خدمات کے لئے قدم اٹھائیں ۔

قومی تحریکیں

صدر انجمن کی طرف سے مندرجہ ذیل تحریریں درخواست اشاعت آئی ہیں جنکو قومی توجہ کیلئے درج کیا جاتا ہے

(ایڈیٹر)

اطلاع

چوہدری غلام سرور صاحب گرداور قانونگو اور منشی محمد عبد اللہ منشی ضلعدار سرگودہا نے محض خدا کی خوشنودی اور سلسلہ کی خدمت کی خاطر احمدی احباب سے چندہ فراہم کرنے کی تکلیف گوارہ فرمائی ہے خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرماوے ۔ اس غرض کیلئے چھپی ہوئی مجلد رسیدیں ان کو دی گئی ہیں ۔ امید ہے کہ احباب چندہ کی وصولی میں ان کی مدد فرمائیں گے ۔ جو چندہ دیں گے ان کو ان کی تشفی کے لیے چھپی ہوئی رسیدیں دی جائیں گی جسکا مثنیٰ کاپی میں ان کے پاس رہیگا ۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

سرکلر میٹر

کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے اجلاس منعقدہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۰ء میں منجملہ اور امور کے جو پیش ہوئے ایک اہم امر مجلس معتمدین کی یہ تجویز تھی کہ جملہ انجمنہائے احمدیہ یہ کوشش کریں کہ ان کے سب ممبران کم از کم بحساب دو پیسے فی روپیہ اپنی ماہوار آمدنی سے سلسلہ کی چار بڑی مدات یعنی لنگر خانہ ۔ ہائی سکول ۔ مدرسہ احمدیہ اور اشاعت اسلام کے لئے چندہ دیں اور کہ ایسے معاونین کی تعداد کو دس ہزار تک پہنچانے کی کوشش کیجاوے جس جوش اور اخلاص سے مختلف انجمنوں کے سکرٹری یا پریزیڈنٹ صاحبان نے اس موقعہ پر اس تجویز کی تائید کی اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ کانفرنس کی اس کارروائی کی بنا پر جو اپیل میں آپ کی خدمت میں اس وقت کرتا ہوں وہ بے سود نہ ہو گی ۔

گذشتہ سال کی آمد پر جب میں نظر کرتا ہوں جسکی اطلاع مفصل عنقریب آپ کو بذریعہ مطبوعہ رپورٹ پہنچے گی ۔ اور اس میں چار مدات مذکورہ بالا کی کل آمد اس سال کی ۰-۸-۹ ۲۰۱۵۹ نظر آتی ہے جس میں سے نصف سے کچھ زیادہ یعنی ۳-۷-۱۰۵۲۲ لنگر خانہ کی آمد ہے اور نصف سے کچھ کم باقی تینوں مدات کی تعلیم الاسلام ۶-۸-۵۳۹۴ ۔ اشاعت اسلام ۹-۱۱-۱۷۴۳ ۔ مدرسہ احمدیہ ۶-۱۲-۳۷۳ ۱۲ ۔ ان میں سے دو مدات ایسی ہیں جن کی آمد کا ذریعہ سوائے چندہ کے کچھ نہیں یعنی لنگر خانہ اور مدرسہ احمدیہ ۔ اور دوسری دو مدات یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں علاوہ چندہ کے سرکاری گرانٹ ۔ عید فنڈ ۔ فیس کی آمد اور اشاعت اسلام میں فروخت رسالہ کی آمد علاوہ چندہ کے ہے ۔ جسکا نتیجہ یہ ہے جیسا کہ رپورٹ سے آپ کو معلوم ہوگا ۔ کہ ہائی سکول کو چھوڑ کر جسکو مختلف قسموں کی مدد پہنچنے سے دوسرے ذرائع سے خاصی آمد ہو جاتی ہے یعنے چار ہزار روپے کے قریب فیس کی آمد اور تین ہزار سے اوپر سرکاری گرانٹ اور عید فنڈ کی آمد ۔ باقی تینوں مدات میں خرچ آمد سے بڑھا رہا ۔ اس طرح پر کہ اشاعت اسلام میں خرچ آمد سے ۹۸۷ زیادہ ہے ۔ مدرسہ احمدیہ میں ۱۱۹۹ ۔ اور لنگر خانہ میں ۱۰۲۵ ۔ یہ تو گذشتہ کی حالت ہے اور آئندہ کیلئے اس سے بھی زیادہ مشکلات نظر آتی ہیں ایک مدرسہ احمدیہ کے لئے ہی ۵۹۴۴ یعنی قریبًا چھ ہزار روپیہ خرچ کا اس سال میں بکار ہے اور یہ خرچ سوائے چندہ کے اور کسی طرح پورا نہیں ہو سکتا ۔ اور آمد کا اگر یہی حال رہے تو بارہ تیرہ سو سے بڑھنے کی امید کم ہے ۔ یہی وہ حالات ہیں جنپر غور کرکے گذشتہ سے پیوستہ سال کی رپورٹ میں اس امر کی طرف احباب کو توجہ دلائی گئی تھی کہ " اگر ہم انجمنوں کے ذریعہ صرف دس ہزار آدمیوں سے بھی باقاعدہ چندہ وصول کرسکیں اور یہ دس ہزار آدمی عہد کریں کہ وہ اپنی آمد میں سے دو پیسے فی روپیہ اس سلسلہ کی اغراض لنگر خانہ مدرسہ احمدیہ و اشاعت اسلام کیلئے دیدیں گے تو پانچہزار روپے ماہوار یا ساٹھ ہزار روپے سالانہ کی مستقل آمد اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے " ۔ اب ایک اور سال کا تجربہ بکار رکھ رہا ہے کہ ہمیں اس تجویز کو عملی رنگ میں لانیکے لئے کوئی دن کیا کچھ گھنٹے بھی ضائع نہیں کرنے چاہئیں اور فیصلہ شدہ جو اس تجویز کا عملی جامہ بہت جلد پہنانا چاہیئے ۔ مجلس معتمدین اور ممبران کانفرنس انجمنہائے احمدیہ نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا ہے اور اس لئے ان سب باتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے یہ درخواست آپکی خدمت میں کرتا ہوں کہ آپ اس امر کو کسی قریب تر اجلاس انجمن میں پیش کرکے ان سب احباب کو جو اس سلسلہ میں شامل ہیں ۔ پرزور تحریک کریں ۔ کہ وہ اس تجویز پر کاربند ہوں ۔ مانا کہ ہماری قہری حکومت نہیں ہم کسی کو مجبور نہیں کرسکتے کہ ضرور اتنا چندہ دو ۔ اور وعدہ کرکے وقت پر نہ ... نہ ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم جبرًا اس موعودہ رقم کو بھی وصول کرسکیں ۔ لیکن کیا اس سلسلہ میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں وہ جبرًا ہوئے ہیں ۔ یا اب ان کو کوئی مجبور کرسکتا ہے کہ وہ اس میں شامل ہیں ہمارے جو احباب انشرح صدر سے اس سلسلہ میں شامل ہیں ۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ سب احباب انشرح صدر سے ہی اس میں شامل ہیں ۔ کیا وہ اس بات سے ناواقف ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس زمانہ میں قایم کرنیکی غرض ہی خدمت اسلام ہے ۔ اگر اس سلسلہ میں ہو کر بھی ہم خدمت اسلام میں حصہ نہیں لیتے ۔ تو عملی رنگ میں ہم اس سلسلہ میں نہیں کہلا سکتے ۔ اور فرضی طور پر ایک ایسے سلسلہ میں رہنے سے حاصل کیا ہے جو دنیا کی طرف سے مورد طعن و ملامت ہو رہا ہے اور تکفیر کا نشانہ بن رہا ہے ایمانی رنگ میں یہ ماننا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے اور وہی مسیح اور مہدی تھے جنکے آنیکا وعدہ دیا گیا تھا ۔ اور عملی رنگ میں اسلام کی خدمت میں لگے رہنا یہ دونوں امر سلسلہ میں شمولیت کیلئے ضروری ہیں ۔ جیسا کہ اگر یہ سلسلہ خدا نخواستہ خدمت اسلام کے کام کو چھوڑ دے تو پھر یہ مسیح موعود کا سلسلہ نہیں کہلا سکتا ۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں شامل ہو کر خدمت اسلام کے کام کو چھوڑتا ہے ۔ تو وہ بھی عملی طور پر سلسلہ میں داخل نہیں کیا جا سکتا ۔ خدمت اسلام کے کیا کیا پہلو ہیں ۔ ان کی بنیاد خود بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھدی ہے ۔ اور انہی کاموں میں حصہ لیکر ہم عملی طور پر اس سلسلہ میں داخل ہو سکتے ہیں ۔ انہی کاموں کو چلانے کے لئے ایک یہ تجویز ہے جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے ۔

دو پیسے فی روپیہ اپنی آمد میں سے اس سلسلہ کے لئے کاٹ دینا کوئی ایسی درخواست نہیں جسے غریب سے غریب شخص بھی جو اس سلسلہ میں شامل ہے پورا نہ کرسکتا ہو ۔ یہ کوئی جان کی قربانی نہیں کوئی عزت و وجاہت کی قربانی نہیں ۔ ان بڑی بڑی دینوی امیدوں کی قربانی نہیں ۔ جو ہر ایک دل میں ہوتی ہیں ۔ ہاں ایک مالی قربانی ہے اور وہ بھی بہت چھوٹے پیمانہ پر ۔ مگر یاد رکھو کہ اس تمہاری چھوٹی سی قربانی سے دنیا میں عظیم الشان کام ہو سکتے ہیں ۔ کتنی چھوٹی سی بات ہے کہ جو شخص سو روپیہ ماہوار کماتا ہے وہ یہی سمجھ لے کہ میں سو نہیں ساڑھے پندرہ کماتا ہوں ۔ جو تیس روپے کماتا ہے وہ اپنے نفس کو آسانی سے سمجھا سکتا ہے کہ میں تیس نہیں انتیس کماتا ہوں ۔ یاد رکھو کہ اس چھوٹے سے حصے کو کاٹ دینے میں تمہارا نقصان کوئی نہیں اور فائدے بہت سے ہیں ۔ اس حصے کے خدا کی راہ میں خلوص نیت سے کاٹ دینے سے تمہارے اموال پاک ہو جائیں گے اور ان میں برکت ہو گی ۔ تمہارے ایمان عملی رنگ اختیار کرکے مضبوط ہو جائیں گے ۔ تم انصار اللہ کہلاؤ گے ۔ تم دنیا میں بڑے بڑے کاموں کو سرانجام دیکر ایک بڑی قوم بن جاؤ گے ۔ تم اللہ کے نزدیک اجر و ثواب کے مستحق ٹھیرو گے ۔ تم سے پہلے ان لوگوں نے جنکے نقش قدم پر تمہیں چلنے کا دعوٰی ہے وہ وہ قربانیاں کرکے دکھائی ہیں ۔ کہ مالوں ۔ گھروں ۔ جائدادوں ۔ قریبیوں ۔ رشتہ داروں ۔ عزت و وجاہت سب کچھ قربان کرکے آخر جانیں بھی قربان کردیں ۔ ان کے نام آسمان پر روشن ستاروں کیطرح دنیا کے آخر تک چمکیں گے ۔ ان مثالوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو ۔ اور اسی راہ پر قدم مارنیکی کوشش کرو ۔ اگر تم میں سے وہ اشخاص ہیں ۔ جنہوں نے اپنی کل امیدوں کو خدا کی راہ میں قربان کردیا ۔ یا جنہوں نے اپنے

مدرسہ احمدیہ اور احمدی قوم

مدرسہ احمدیہ اُس مدرسہ کا نام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار کے طور پر دینی علوم کے لئے قادیان میں جاری کیا گیا ہے۔ قادیان کا نام دنیا میں جو کشش رکھتا ہے۔ اس کی وجہ

صرف مذہب ہے

اس جگہ سے حقیقی مذہب اسلام کی صداقت اور احیا کیلئے ایک چشمۂ صافی پیدا ہوا۔ اور اس نے دور و نزدیک اس شیریں و خوشگوار آب زندگی کی نہروں کو پہونچا کر ایک عالم کو سرشار کیا۔ قادیان کے نام میں صرف یہی ایک کشش ہے۔ ایسے وقت میں کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا تھا۔ اور

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب

کا مضمون صادق آرہا تھا۔ ایک فارسی الاصل بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے چودہویں صدی کا مجدد اعظم بنا کر بھیجا۔ جو گمراہانِ ملت کیلئے مصلح اور مریضانِ ہدایت کے لئے مسیح ٹھیرا۔ اس نے اپنے جدید علم کلام کے ذریعہ مخالفین اسلام پر حجت پوری کی۔ اور اسلام کی صداقت کو عقلی اور نقلی دلایل و براہین ہی سے ثابت نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے زور آور حملوں نے اس سچائی کو ثابت کیا۔ اور زندہ اور تازہ نشانات اور عملی صداقتوں نے اسلام کا بول بالا کیا۔ حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صداقت کو دنیا میں پھیلانے اور اس چشمہ کو ہمیشہ کے لئے موثر اور جاری رکھنے کے لئے ایک مدرسہ تعلیم الاسلام قایم کیا۔

جو آج ہائی سکول کی صورت میں قایم ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے قایم کرنے میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو اصل غرض تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ غرض موضوع یا اصل مقصد نہ رہی بلکہ ایک ضمنی مقصد رہ گئی۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو محسوس کیا اور ۱۹۰۵ء میں مدرسہ کے متعلق خصوصیت سے توجہ کی اور احباب سے مشورہ چاہا۔ اس وقت جو ترمیم اور تبدیلی حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدرسہ کے متعلق چاہتے تھے۔ اس نے ایک دینی مدرسہ کی اجرا کی شکل اختیار کی۔ اور حضرت کے وصال کے بعد وہی مدرسہ دینیہ حضرت کی یادگار مقدس کی صورت میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے جاری ہوا اب تک اس مدرسہ کی طرف جیسی چاہیئے ویسی توجہ نہیں ہوئی۔ میرے بعض دوست جو نیک نیتی اور اصلاح کے خیال سے اختلاف رائے کی قدر نہیں کر سکتے۔ وہ مجھے معاف رکھیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس مدرسہ کیطرف عدم توجہی کیوجہ سے ایک خطرناک غلطی ہوئی ہے۔ سالگذشتہ کے آخری حصہ میں مدرسہ احمدیہ کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جیسے اولوالعزم بزرگ کے سپرد ہوا ہے۔ اور آپ نے مدرسہ کی اصلاح حالت کیطرف توجہ فرمائی ہے اور اس طرح پر یہ کہنا ہرگز بے محل نہیں کہ دینی مدرسہ کا انصرام اس وجود کے سپرد ہوا جو اس کا اہل و حقدار تھا۔ اس میں وہی جوش اور غیرت کام کر رہی ہے جو اس کے اور ہم سب کے آقا حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھی۔ مدرسہ احمدیہ اس لحاظ سے کہ احمدی قوم کا نشان

دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے

ہائی سکول سے بہرحال بہتر اور افضل حالت میں ہونا چاہیئے۔ مگر اس کی موجودہ حالت نہایت قابل رحم ہے۔ طلباء کے لحاظ سے آجتک یہ کوشش کی گئی کہ جو طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام میں وظیفہ کے ذریعہ پرورش پا رہے تھے ان کو اس میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی۔ بجائیکہ یہ وظیفہ قابلیت پر نہیں دیئے جاتے ہیں۔ اس مدرسہ میں ضرورت ہے کہ امرا کے بچے داخل ہوں تاکہ اس طریق پر ان کے گھروں میں بھی دینی تعلیم کا رواج ہو۔ اور وہ اپنی وجاہت اور خاندانی عظمت کے ساتھ جب فارغ التحصیل ہو کر نکلیں تو خدمت دین کے لئے عمدہ موقعہ حاصل کر سکیں۔ اس خصوصیت میں بہترین نمونہ ہمارے بزرگ ٹرسٹیان صدر انجمن کو پیش کرنا چاہیئے تھا جنکو اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ بچے دیئے ہیں۔ اگر وہ سب نہیں تو کم از کم ایک ایک بچے کو ہی مدرسہ احمدیہ میں بھیجتے۔ اور ان کے بعد ان تمام دوستوں کو جو خدا کے فضل سے صاحب مال ہیں۔ مناسب تھا۔ اور ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجکر ثابت کر دکھائیں کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے دینی تعلیم کو ہی مقدم کر لیا ہے۔ میں اس موقعہ پر اس ذکر کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو آجکل نور ہائی سکول میں پڑھتے ہیں۔ عنقریب دینی تعلیم کا کورس شروع کرنے والے ہیں۔ اور حضرت صاحبزادہ نے پسند فرمایا ہے کہ

وہ دینی تعلیم کو حاصل کریں

یہ نظیر ان دوستوں کے لئے قابل عمل ہے جو دینی اشاعت کے لئے ایک جوش دل میں رکھتے ہیں۔ میرے دوستو! اگر تمہارے بچے۔ ایم۔ اے۔ اور بی۔ اے۔ کی ڈگریاں بھی حاصل کر لیں۔ اور سپنسر اور مِل کے فلسفہ سے بھی زیادہ قابلیت حاصل کر لیں۔ لیکن وہ دینی تعلیم سے محض ناواقف ہوں

تو یہ ڈگریاں ہیچ ہیں!

احمدی قوم کے لئے جو امر باعث امتیاز اور ناز ہے وہ اس کی علمی اور عملی دینداری ہے۔ وہ اشاعت اسلام کے لئے ایک جوش رکھتی ہے۔ اور قادیان کا نام اشاعت اسلام اور عزت اسلام کا مترادف سمجھا جاتا ہے ایسی حالت میں اگر مدرسہ احمدیہ کو خصوصیت سے ترقی نہ دی گئی اور اس کی جانب توجہ نہ ہوئی۔ تو یہ قابل فہم امر ہوگا۔ پہلا فرض یہ ہے کہ ہمارے ان احباب کو جن کے بچے پہلے سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتے رہے ہیں۔ اگر ایک سے زیادہ ہیں تو ان کو وہ ایک کو ضرور مدرسہ احمدیہ میں منتقل کریں میں یقیناً جانتا ہوں کہ بعض ایسے بھی ہوں گے جو اپنے اکلوتے بچوں کے لئے بھی پسند کریں گے کہ وہ دینی علوم کے ماہر ہوں۔ اور اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون باپ ہو سکتا ہے جس کا بچہ اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنیوالا ہو۔ دنیاداری بچوں سے فایدہ اٹھانا کوئی یقینی امر نہیں ہو سکتا۔ لیکن یقینی بات ہے کہ اگر ایک باپ اپنے بیٹے کو اس نیت سے دینی علوم پڑھاتا ہے کہ وہ خادم دین ہو تو اس کی اس نیت کا اجر اسے ضرور ملیگا۔ اس لئے یہ ایک موقعہ ہے کہ احباب توجہ کریں۔ اور اس مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچوں کو داخل کرائیں۔ اسکے بعد دوسرا فرض احمدی قوم کا یہ ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے اخراجات کے لئے مستقل چندوں سے مدد دیں۔

سال نو کے خطابات

سال نو کے خطابات کی فہرست شایع ہو گئی ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اس پر کوئی مبسوط بحث کروں۔ البتہ میں ہمعصر پیسہ اخبار کی اس رائے سے متفق ہوں کہ اعلیٰ طبقہ کے اعزازوں میں دیسی شرفاء کو بہت کم حصہ ملتا ہے اور ان کی شاندار خدمات عموماً خانصاحب یا خان بہادر اور رائے صاحب۔ یا رائے بہادر کے لایق پائی جاتی ہیں۔ خطابات کے عطا کرنے میں اگرچہ رموز مملکت کو سرکار خوب سمجھتی ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ بعض اوقات قابل اور جائز حقدار گو وہ اپنی خدمات کا اعتراف نہ بھی چاہتے ہوں محروم رہ جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میں ہمعصر زمیندار کی اس رائے سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اخبار نویسوں کا رجحان خطاب حاصل کرنے کیطرف نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ خطاب دلانیوالا گروہ ہے۔ علاوہ بریں اخبار نویسوں کے لئے خانصاحب یا خان بہادر کے خطاب بھی کچھ موزوں بھی معلوم نہیں ہوتے۔ ان کے لئے اگر کوئی خطاب دینے ہی ضرور سمجھے جائیں۔ تو اُن میں ان کے کام کا رنگ ہونا چاہیئے۔ جیسے "دبیر الملک وغیرہ"

نئے سال کے خطاب پانیوالوں میں سے عالیجناب نقیر سید افتخار الدین عزت نشان کا خطاب سی۔ آئی۔ ای ایسا ہے جو پنجاب اور صوبہ سرحدی میں نہایت شکرگذاری کیساتھ دیکھا گیا ہے۔

فقیر صاحب کی خدمات بحیثیت سفیر کابل ایسی ہیں۔ کہ اُن کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ اس صورت میں اگر انہیں سی۔ آئی۔ ای کے طبقہ سے بڑھ کر کوئی اعزاز دیا جاتا۔ تو عین مناسب ہوتا پیسہ اخبار کی طرح یہ امید کرنیکے موقعہ نہیں ہے کہ غالباً گورنمنٹ نے اپنی اظہار قدردانی کو بالفعل عطائے خطاب اور ترقی منصب کی ابتدا میں تقسیم کرنا مناسب سمجھا اور اعلیٰ خطاب کی امید کسی آیندہ موقعہ پر ملتوی رکھا۔ فقیر صاحب کی خدمات متعلقہ بندوبست اس پر انشاء اللہ اور بھی اضافہ

مالوں کے بڑے حصے کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا - تو تم خود ہی غور کر کے دیکھ لو کہ آیا وہ فی الواقعہ دنیا میں غریب اور ذلیل ہو گئے؟ اور معیشت کی تنگی ان پر وارد ہو گئی؟ اور اگر تم سے وہ اشخاص ہیں جنہوں نے اپنے مالوں کے کسی معتدبہ حصہ کو اس راہ میں آج تک صرف نہیں کیا تو کیا وہ اس کے نہ دینے سے دنیا میں معزز اور امیر بن گئے ہیں؟ یہ مال جو تم کماتے ہو یہ تو کسی نہ کسی طرح فنا ہونے چلے ہی جاویں گے۔ مبارک ہے وہ جو ان کے کسی حصہ کو قربان کر دیتا ہے - کیونکہ یہی وہ حصہ ہے جو بیج کی طرح بویا جاتا ہے اور جو آخر کار وہ ثمر لاتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا - پس اب بھی گذشتہ نقصان کی تلافی کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ ہمت کے آگے سب مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔"

یاد رہے کہ اس تحریک سے یہ غرض ہے کہ (۱) جو احباب اب تک چندہ نہیں دیتے - یا دو پیسے فی روپیہ یعنی اپنی آمدنی کے بیتوں حصہ سے کم چندہ دیتے ہیں - ان سے کم از کم اس حساب چندہ لیا جاوے - نہ یہ کہ جو احباب اب زیادہ چندہ دیتے ہیں وہ اسے کم کر دیں (۲) چندہ کی وصولی باقاعدہ ماہوار ہو جاوے دینے والے بھی یہ کوشش کریں کہ مہینہ کے مہینہ اس رقم کو شروع سے ہی کاٹ کر الگ کر دیں - اور وصول کرنیوالے بھی یہ کوشش کریں - کہ وہ دوسرے مہینہ تک بقایا نہ رہنے دیں - کیونکہ اس طرح دینے والے کیلئے مشکل ہو جاتا ہے (۳) نئی فہرستیں اگر ممکن ہو تو ۳۱ جنوری تک ورنہ اخیر فروری تک ضرور دفتر سکرٹری میں پہونچ جانی چاہئیں - تاکہ یہاں بھی حساب کتاب جملہ چندہ دہندگان کا کھول دیا جاوے - اور بقایا وغیرہ کا مطالبہ کیا جا سکے۔"

نوٹ - جو احباب وصیت کے رو سے دسواں حصہ آمد دیتے ہیں - ان کے سب چندے اسی دسویں حصہ میں شامل سمجھے جاویں گے۔"

نوٹ :- یہ نہایت ضروری ہے کہ اس جلسہ انجمن میں سب احباب کو جمع کرنے کی کوشش کیجاوے اور جو نہ شامل ہو سکیں - ان کو اس تجویز میں شامل کرنیکیلئے ہر ایک انجمن میں سے ایسے دو تین مستعد احباب جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ یہ جوش ڈالے ان کے پاس گھروں میں جاویں اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ کوئی فرد اس سے باہر نہ رہے والسلام -

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

خدا نکتہ نوازے

۱۴ - جنوری ۱۹۱۱ء کی گذشتہ شب کو یہ عاجز کسی سبب سے بیدار ہوا - تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ سخت سردیوں کے دن ہیں اور کثرت سے بھائی بہنوں کے پاس جو تحصیل رضاء الٰہی کے لئے قادیان میں آئے ہیں - لحاف نہیں ہیں - اور کوئی نہ کوئی مسافر دوسرے تیسرے روز ایسا اور آجاتا ہے - جسکے پاس بستر وغیرہ نہیں ہوتا ہے - اب تک ۷۰ لحاف اس عاجز نے بنائے ہیں - کچھ خلیفۃ المسیح نے بھی بنوائے ہیں - نیز چند کمیٹی نے کل شاید چالیس پچاس انتہا درجہ ہوں گے - لیکن قادیان میں کم از کم سو ضعفا جمع ہیں - اور آئندہ آمد کا دروازہ کھلا ہے اور سردیاں امسال حد سے زیادہ پڑی ہیں - اور بارشیں پیچھا نہیں چھوڑتیں - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال سرما کا موسم مقدار سے زیادہ دیر تک رہیگا - نیچے تو بیچارے مسافر کسیر گھاس بچھا لیتے ہیں - لیکن اوپر کے لئے ضرور آجکل لحاف چاہئیں جن کی بہت کمی ہے - اس لئے مسافر اور ضعفا مجھ سے مانگتے ہیں - کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ میں ضعفا کا مہتمم بن بیٹھا ہوں - مگر میں حیران ہوں کہ اب لحاف بہت چکے اور ہنوز مانگ باقی ہے - میں کیا کروں اس پریشانی میں میری نیند اُچاٹ ہو گئی اور بیقراری بڑھنے لگی - یہانتک کہ میں چشم پر آب ہو گیا - میرے دل نے اپنے مالک رب کیطرف رجوع کیا اور خواہش پیدا ہوئی کہ اس معاملہ میں اس طرف سے کچھ مدد ملے - اس وقت میرے دل میں کچھ حق ٹھیرا - جس سے میں اطمینان پاکر سو رہا - صبح کو میں نے بعد نماز صبح اپنے دوستوں سے مسجد میں اس طرح اظہار کیا - کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ زانیہ تھی - وہ کہیں جاتی تھی کہ راہ میں اتفاقاً وہ کسی کنوئیں میں پانی پینے کے لئے اتری جس میں لوگ اتر کر پانی پیا کرتے تھے - جب وہ پانی پی کر اوپر آئی تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس سے کیچڑ چاٹتا ہے اس عورت کے دل میں اس کتے کی حالت پر رحم آیا - اور وہ دوبارہ کنوئیں میں اتری اور اپنے پاؤں کے موزے میں پانی بھر کر منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھی - اور اس کتے کو پانی پلایا اس زانیہ کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ ایسا راضی ہوا کہ اس کو جنت میں داخل کر دیا - یعنے اس فعل نیک کی برکت سے وہ تائب ہوئی اور بعد مرنے کے جنت میں داخل ہوئی -

اب میں اپنے عزیز دوستوں احمدیوں سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے احمدی بھائی اس بنی اسرائیل کی زانیہ سے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے یا بہتر بنانا چاہتے ہیں - یا نہیں اور شفقت علیٰ خلق اللہ - معاذ اللہ کیا ان میں اس زانیہ سے بھی کم ہے اور یہ ہمارے بھائی احمدی اپنے احمدی بھائیوں کو جو دور دراز ملکوں سے تحصیل رضائے الٰہی کے لئے قادیان میں جمع ہیں - اس کتے جیسا بھی نہیں سمجھتے جس کو رحم کر کے اس زانیہ نے جنت حاصل کی تھی - اور کیا ہمارے بھائی جنت حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں - بیشک ہمارے بھائی اپنے بھائیوں کو کتے سے زیادہ پیار سمجھتے اور ضرور بہشت کے خواہشمند ہیں بلکہ مجھے خیال ہے کہ وہ اپنے عزیز بھائیوں کی تکلیف پر مطلع نہیں ہیں - لہذا میں انہیں مطلع کرتا ہوں کہ موسم سخت سرما کا ہے - اور ہنوز جاتا نظر نہیں آتا اور لحاف و کمل کی یہاں نہایت ضرورت ہے کل احمدی جماعت توجہ فرماوے - لحاف کمل یا روپیہ سے ہماری مدد کرے - جسقدر جلد ممکن ہو ہمارے احمدی دوست ہماری دستگیری فرماویں - روپیہ بھیجیں تاکہ ہم خود لحاف بنالیں یا لحاف و کمل خود بنا کر و خرید کر عنایت کریں - ایسا نہ ہو - تا تریاق از عراق آوردہ شود - مار گزیدہ مردہ شد حدیث شریف میں ہے **من لا یرحم لا یرحم** جو کسی پر رحم نہیں کرتا - اس پر خدا بھی رحم نہیں فرماتا" وما علینا الا البلاغ"

الملتمس ناصر نواب قادیان ۱۵ - جنوری ۱۹۱۱ء -

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام ایک خط -

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی جسطرح باطل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جسطرح پر شرمندہ کیا ہے - اس کا ذکر الحکم کے غیر معمولی پرچہ میں کیا جا چکا ہے - حضرت فاضل امروہی نے ۱۳ جنوری ۱۹۱۱ء کو ایک قابل قدر خطبہ اسی مضمون پر پڑھا - فاضل امروہی کا بیان اور تحریر جیسی جامع ہوتی ہے - اُسے ان کے دشمنوں نے بھی ہمیشہ تسلیم کیا ہے - اور علمی طور پر ان کی تصانیف کو لاجواب مان لیا ہے - فاضل امروہی کے خلف الرشید سید محمد یعقوب صاحب نے اس خطبہ کا خلاصہ لیکر ڈاکٹر موصوف کو ایک خط لکھا ہے - جس کو میں سعید صاحب موصوف کی مہربانی سے شایع کرنیکے قابل ہوں - اس خط کو پڑھ کر کانے دجّال کا طلسم ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا ہے - اور ہماری جماعت کے ہاتھ میں ایک کارگر حربہ اور معیار ہاتھ آ جائیگا - اور اللہ تعالیٰ سید صاحب موصوف کو توفیق دے کہ وہ آئندہ بھی خدمت دین کیلئے ایسا جوش پا سکیں -

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب -

بعد سلام مسنون کے گذارش ہے - کہ آپکا خط مورخہ ۱۱ - نومبر ۱۹۱۰ء بنام حضرت قبلہ مولوی صاحب صادر ہوا تھا - اور بموجب آپ کی تحریر کے نہ اس خط کی اشاعت سجاد سعینہ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک کیگئی تھی اور نہ اس کا جواب آپ کو لکھا گیا تھا - اس لئے کہ بموجب ارشاد خدا بقاعدہ استثنا متصل کے جز الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب" میں ہے کچھ شیطانی خطفہ آپکو ہو گیا ہوگا - اور بموجب کوئی جزو پیشگوئی کا واقعہ ہو جاوے -

لیکن بتاریخ ۱۲ جنوری تک آپ کی تمام پیشین گوئی باطل نکلی - ایک خطفہ شیطانی بھی سچا نہ نکلا - لہذا اب مناسب معلوم ہوا کہ آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا جاوے شاید آپ کو تنبیہ ہو کر ہدایت حاصل ہو جاوے - لہذا ۱۳ - جنوری کے جمعہ کے خطبہ میں سے جو کہ حضرت قبلہ نے پڑھا ہے - انتخاب کر کے جواب خط روانہ کرتا ہوں - یہ تو ظاہر ہے کہ دونوں موتوا پیشینگوئی - یعنی مولوی نورالدین صاحب و شیخ یعقوب علی (ایڈیٹر الحکم) کی ضرور موت بطور مباہلہ کے نہ تھی - کیونکہ آپ فرما ہیں - کہ میری سنگی دعائیں بھی اس کے لئے موجود تھیں جبکہ وہ نوشتہ مجکو معلوم ہوئی ہیں - اور اس الہام کے ساتھ بھی دعا اور نیز عالم رویا میں آپ نے یہ دعا بھی کی - کہ اگر مولوی نور سچے ہیں تو مجھے ان کی طرف پھیر دے - اور اگر میں سچا ہوں میری طرف ان کو رجوع کر دے - اس سے بھی معلوم ہوتا

کہ آپ کے شیطان ملہم کو آپ کے حق ہونے میں تردد ہے اور اسی لئے (یعنی آپ دعا بھی کرتے ہیں کہ اے خداوند اس عاجز (یعنی مولوی نور دین) پر رحم کر۔ اندریں صورت۔ مباہلہ کیا۔ کیونکہ مباہلہ میں تو ہر ایک فریق کو اپنی حقیت قطعی ہوتی ہے۔ ورنہ فریقین میں سے کوئی فریق مباہلہ کیونکر کرے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:۔ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ادہر آپ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ میں ایک بیعلم۔ بے عمل۔ گنہگار انسان ہوں۔ میرا کوئی دعوے نہیں ہے۔ اور یہ بھی آپ کا اقرار ہے کہ کوئی تاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء سے زیادہ نہیں کی گئی۔ اور اس کے علاوہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے تفسیر القرآن جو نقرآن میں حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت کو بڑے زور و شور سے ثابت کیا ہے۔ اور ابھی تک ان دلایل کو منسوخ نہیں کیا گیا۔ اور نیز بعض اپنے رویا اور الہامات سابقہ سے بھی حضرت اقدس کی صداقت آپنے ثابت کی ہے۔ اور بیس برس تک آپ ثابت کرتے رہے وتلک عشرۃ کاملۃ بس اس لئے ازبرائے خدا گذارش ہے کہ آپ ان سب امور عشرہ پر غور کر کر اپنے ارتداد سے توبہ کریں اور خوب یاد رکھیں کہ مسایل دین اسلام کے ایسی خوابوں اور الہامات شیطانی سے (اگر چہ کوئی جز ان کا پورا بھی ہو جاوے) اور پھر مسایل مہمہ دین اسلام کے ثابت نہیں ہو سکتے۔ بعض خوابیں کنجری اور کنجروں کی بھی سچی ہو جاتی ہیں۔ اور حکمت الٰہی اس میں یہ ہے کہ اس نظیر کے موجود ہونے سے ہر ایک انسان پر کارخانہ نبوت کی تصدیق کے لئے اتمام حجت ہو جاوے۔

ڈاکٹر صاحب خوب یاد رکھیں کہ جس طرح علوم ظاہری میں تلبیس اور اشتباہ واقع ہوتا ہے۔ جیسا کہ روافض اور خوارج وغیرہ وغیرہ اپنے نشانات باطلہ اور وساوس باغوائے شیطان پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح عالم روحانی میں بھی تلبیس اور دجالیت جاری ہے کما قال اللہ تعالیٰ:۔ ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم۔ صد افسوس! کہ آپ نے حقیقت الوحی کے باب اول و دوم و سوم کا بھی مطالعہ نہیں کیا جو خاص آپ کے لئے لکھا گیا ہے۔ باوجودیکہ آپ بے علم ہیں کما ھو اقرارکم۔ جناب قبلہ کے رسایل علمیہ کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر آپ کو طلب حق ہے تو ان علمی رسایل کو بھی مطالعہ فرماویں۔ اور یا صرف دو ہفتہ کیلئے طالب علم اور تصفیہ ان مسایل متنازعہ فیہا کیلئے جناب قبلہ کے پاس تشریف لے آویں۔ بالفعل تو آپ کی تشریف آوری کے کچھ مابہ الامتیاز ہی مابین استراق السمع اور الہامات ربانی کے آپ کی خدمت میں گذارش کیا جاتا ہے۔ الہامات شیطانی کی نسبت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحوراً ولھم عذاب واصب ٭ جس کا ماحصل یہ ہے کہ ملاء الاعلیٰ کے اخبار جو متعلق قضاء وقدر الٰہی عرض کے ہوتے ہیں شیاطین پورے طور پر نہیں سن سکتے۔ اور آسمان کے ہر ایک طرف سے وہ سنگسار کئے جاتے ہیں۔ اور دائمی عذاب ان پر واقعہ ہوتا ہے۔ اگر وہ کوئی کلمہ ادہر ادہر سے سن بھاگتے ہیں۔ تو ایک ستارہ روشن ان پر گرتا ہے۔ انتہی حاصلہ۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی کلمہ اخبار غیب میں کا اولیاء شیاطین کو بذریعہ شیطان بھی پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسے کلمہ کے پورے ہونے سے اولیاء شیطان کا مقدس اور مطہر اور مقرب من اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی نسبت بھی کاہنوں نے آل فرعون کو خبر دی تھی۔ اور وہ پوری ہو گئی۔ مگر پیشین گوئی کرنیوالے رسول نہیں ہو گئے ؎ ہر دو صورت گر بہم ماند رواست۔ آپ ہیچ و آپ پیر بن صفات بلکہ بلعم باعور جو قبل مقابلہ کرنے حضرت موسیٰ کے ولی مستجاب الدعوات تھا۔ اور رویاء صادقہ اور الہامات بھی اسکو ہوتے تھے۔ وہ بسبب مباہلہ یا مقابلہ کرنے ایک مامور من اللہ کے مردود جناب باری ہو گیا۔ جسکا قصہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات میں مذکور فرمایا ہے:۔

واتل علیہم نبا الذی اتینہ ایتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطن فکان من الغوین ۔ الخ٭

اب پھر میں آپ کی ہمدردی کر کر عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ آیات اور نشانات مندرجہ تفسیر جو آپ کو دیئے گئے تھے۔ اب بیس برس کے بعد کیوں اب ان سے منسلخ ہوئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بلعم منسلخ ہو گیا تھا۔

اور شیطانی الہامات کے تابع ہو کر غاوین میں کیوں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان آیات سے آپکا رفع ہو سکتا تھا۔ پھر پستی کی طرف جھک کر اپنی ہوا اور ہوس کے کیوں آپ متبع ہوئے ہیں کیا ایسے لوگوں کی مثال پر آپ تدبر نہیں کرتے فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث یہ قصہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آپکے تفکر اور تدبر کے لئے فرمائے تھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:۔ ذلک مثل القوم الذین کذبوا بایتنا فاقصص القصص لعلھم یتفکرون۔ ساء مثلا ن القوم الذین کذبوا بایتنا وانفسھم کانوا یظلمون۔ اپنے ان تمام آیات کی تکذیب کر کر جو کچھ کہ آپ کو حاصل تھا۔ اس کو بھی آپ نے غارت کر دیا جیسا کہ بلعم نے تمام اپنے کمالات کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کھو دیا۔ صدق اللہ تعالیٰ من یھدی اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولئک ھم الخسرون۔ آپ نے تو اس زمانہ کے موسیٰ ع کی نسبت یہ الہامات بھی دیکھے ہوں گے کہ انت فیھم بمنزلۃ موسیٰ۔ لعلی اطلع علی الہ موسیٰ۔ یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ٭ پھر آپ نے تو اعدین موسیٰ کا عمل بھی پیدا کر لیا ہوگا۔ اور عصا موسیٰ کو بھی دیکھ لیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ افسوس! کہ آپ کو ان سے بھی عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ پھر ابتک بھی آپ کو عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ باوجودیکہ آپکا اقرار ہے کہ مجھ کو کوئی دعوےٰ نہیں۔ پھر اس مدعی کو جس کی تصدیق ہزاروں نشانات آسمانی اور زمینی سے ثابت ہو چکے۔ تاہم آپ اس سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور خود ہی بلعم اور بلغم بن گئے۔ مگر یہ تو کہو کہ آپ نے کونسی جماعت متقین کی تیار کی جو آپ کی متبع ہوئی ہو۔ اور پھر آپ کی متبع ہو کر وہ جماعت کیا نتیجہ حاصل کرتی۔ جبکہ آپ خود کہتے ہیں۔ کہ میں بے علم اور بے عمل گنہگار ہوں۔ کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے ؎

خیالات نادان خلوت نشین
بہم بر کند عاقبت کفر و دین

یہ حال ہے ان الہامات شیطانی اور خوابوں کا۔ جو الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب کا مصداق ہیں ازبرائے خدا ان خوابوں اور الہاموں شیطانی پر آپ فخر اور ناز نہ کریں۔ مبادا کوئی گولا آسمانی جیسا کہ روحانی طور پر آپکے شیطان پر گرتا ہے۔ کہیں ظاہری طور پر بھی آپکے اوپر نہ گر پڑے۔ علاوہ اس خطفہ شیطانی کے اوضاع سماویہ و اطوار مافی الجو وغیرہ وغیرہ بھی اسباب بعض علوم ہو جاتی ہیں۔ جنکو علم لدنی سے کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہوتی ہے علم آب ہوا وغیرہ کے دفاتر گورنمنٹ عالیہ میں موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ سے بڑی بڑی پیشگوئیاں کیجاتی ہیں۔ اور بعض اُن کی واقع بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ جملہ پیشین گوئیاں بھی تقرب الٰہی سے کوئی نسبت نہیں رکھتیں۔ اگر کوئی ہیئت دان ان کے ذریعہ سے دعوی تقرب الٰہی کرے۔ تو وہ بھی ملعون ہے ؎

لعنت اللہ این عمل را در قفا
رحمت اللہ این عمل را در وفا

ہاں یہ بھی سن رکھیئے کہ جو کوئی پیشین گوئی حضرت اقدس کی آپ کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ آپ صرف دو ہفتہ کے لئے تشریف لاکر علی منہاج النبوۃ اس کو سمجھ لیں۔ کیونکہ حضرت اقدس کی جملہ پیشین گوئی واقع ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ اور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ ۔

مگر چونکہ آپ بموجب اپنے اقرار کے جاہل اور بے علم ہیں اس لئے آپ کو اُن کی فہم و علم کی ضرورت ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ ؎

سرانجام جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

اور ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ جس مامور من اللہ کی صداقت ہزاروں نشانوں سے صادق ہو چکی ہو اسکی پیشین گوئی جھوٹی ہو سکے۔ پھر تو وہ ضرور کاذب ہو جاویگا۔ کیونکہ یہ بھی تو ایک معیار اسکی صداقت کا ہے۔ اور یہی مابہ الامتیاز ہے درمیان خطفہ شیطانی اور الہامات ربانی کے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ فی الہامات الرسل والانبیاء عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا۔ الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم واحاط بما لدیھم واحصی کل شیء عددا٭ دوسری جگہ پر آخر آیت کی تفسیر یوں فرمائی گئی۔ کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ٭ اس آیت میں اندک تدبر کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اس شخص پر کہ جسکی رسالت کو پسند فرما لیا ہو۔ اس کو اپنے

سخت کرب رہا۔ اس کرب میں جب کہ زخم کو صاف کیا گیا۔ آپ کثرت کے ساتھ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

پڑھتے تھے۔ اور یا سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے تھے اس وقت بے حد تکلیف تھی۔ یہانتک کہ آپ نے دوبہر کے بعد یہ کہا کہ کلوروفارم ہی سنگھاؤ۔ مگر بدون کلوروفارم کے زخم کو دھویا گیا۔ آج سے آپ کی تکلیف بڑھنی شروع ہو گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی شدید بخار ہو گیا۔ اور بخار کیا تھا ہی مانند شرہ نے حملہ کیا۔ ۱۸ کو مناسب سمجھا گیا کہ لاہور سے اپنے ڈاکٹروں کو مشورہ کے لئے بلایا جاوے۔ اس پر بعض احباب نے مشورہ دیا کہ کسی یورپین سول سرجن کو بھی بلایا جاوے۔ یہ مشورہ میں اور بھی مضبوطی تھی۔ اس رائے کو احباب نے پسند کیا اور فوراً اس کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء کو میڈیکل کالج لاہور کے مشہور سرجن ڈاکٹر ہیرڈ کو ہمارے احباب نے منتخب کر کے بھیجا۔ خود ڈاکٹر صاحبان نے رخصت کیلئے از حد کوشش کی مگر افسوس ہے۔ انہیں رخصت نہیں مل سکی۔ تاہم انہیں ثواب ہو گیا۔ ڈاکٹر ھیرڈ نے بعد دوپہر حضرت کو دیکھا۔ اور ہر طرح اطمینان ظاہر کیا۔ نبض کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ نبض تو جوانوں کی سی ہے۔ جیسے تیس سالہ جوان ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں میں نے نبض کی ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی۔

دراصل حضرت کی قوت کسی غذا پر منحصر نہیں رہی۔ بلکہ یہ قوت و توانائی نتیجہ ہے اس تعلق کا جو آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ آپ خدا کی معرفت کے جام سے ہی سرشار اور سیر رہتے ہیں۔ حضرت کی علالت میں بھی یہ مضمون ہم نے مشاہدہ کیا۔ کہ بیمار کو اللہ ہی تھکتا اور پکاتا ہے۔

بہرحال ڈاکٹر ھیرڈ اپنا مشورہ دیکر اور آج زخم کو دھو کر پٹی درست کر کے ضروری ھدایات متعلقہ علاج وغیرہ دیکر چلا گیا۔

رات حضرت کو سخت بے خوابی اور کرب رہا۔ رات کے آخری حصہ میں آپ نے قلم دوات منگا کر کچھ لکھا۔ اور دو جدا جدا لفافوں میں بند کر کے اپنا انگوٹھا سیاہی سے لگا دیا۔ ہم نہیں جانتے ان لفافوں میں

کیا راز سربستہ ہے

مگر اس سے حضرت کی احتیاط کی کیسی درخشاں نظیر پائی جاتی ہے۔ ان کرب کی گھڑیوں میں بھی آپ نے جو مناسب وقت سمجھا لکھا۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ یہ تحریر بہرحال ہمارے لئے بابرکت اور مفید ہے۔ جسکا اپنے وقت پر اظہار ہو گا۔

اس وقت میں سطور لکھ رہا ہوں حضرت کی طبیعت بدستور ناساز اور مضمحل ہو رہی ہے۔ ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ اور ورم اگرچہ چہرہ پر کسیقدر کم ہو گیا ہے۔ مگر وہ نیچے کی طرف بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ حضرت کی دماغی حالت اس وقت تک خدا کے فضل سے بہت درست اور صحیح ہے۔ خدا کے فضل سے ہر قسم کی بھلائی کی امیدیں ہیں۔ وہ جسطرح چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکے دجال کو اپنے دعاوی میں کاذب ثابت کر دیا۔

جو عجیب بات ہمارے احباب کے قلوب کو خوش کرتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس کرب میں بھی آپ کی

کوئی نماز قضا نہیں ہوئی

جس سے قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کے مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناخدائے قوم کو جلد شفا دیوے۔ (آمین)

جب حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۹۔ اور ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء کی درمیانی شب کو ساڑھے تین بجے قریب محولہ بالا کاغذ لکھے اس وقت بعض خدام کو موقعہ ملا کہ وہ حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔ مولوی غلام محمد صاحب مہاجر امرتسری جو ایک نہایت کم گو اور قابل قدر مخلص نوجوان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے حضوصاً اسے محبت ہے۔ اور وہ آپ ہی کے قدموں میں عرصہ سے رہتے ہیں۔ حضرت ہی اُن کے متکفل ہیں۔ نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کا پرانا خادم ہوں میرے لئے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا

لا اله الا الله محمد الرسول الله کو مضبوط پکڑو اور اپنے بس میں کر لو

یہ ارشاد اور نصیحت ایسی جامع اور مختصر ہے کہ اس پر صفحوں کے صفحے لکھے جا سکتے ہیں۔ توکل علی اللہ کی کیسی تعلیم آپ نے دی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عملی رنگ میں ہمارا محبوب۔ معبود۔ اور مقصود ہو جاوے۔ اور تم اس پر ایسا عمل کرو کہ گویا یہ عمل تمہارے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہی ہو گا۔

من کان للہ کان اللہ لہٗ

جو اس کا ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز ایسے وجود کی مخالفت نہیں کر سکتی۔ وہ سچے معنوں میں اس کی خادم ہوتی ہے۔ اور وہ حقیقی طور پر اس کا مخدوم بن جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کو عملی رنگ میں خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ اور فی الواقعہ ہمنے دیکھا ہے کہ آپ کا یہی مشغلہ ہے۔ ایسی حالت میں کہ دوسرے انسان یہی یقین کرتے ہوں کہ شاید آپ کا آخری وقت ہے۔ یہ تعلیم بتاتی ہے کہ آپ دنیا میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اور نوع انسان کے لئے آپ کس عمل کو مفید اور موثر۔ اور مبارک جانتے ہیں۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

لاہوری دوستوں کو ارشاد

یہ کاپی پتھر پر جم چکی تھی اور کسی وجہ سے ۲۲ کی صبح کو چھپنے کو تھی کہ ۲۲ کو ایک بجے کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے اس سوال پر کہ آپکو کوئی خواہش ہے کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ میں جس وقت حضرت کے پاس پہنچا ہوں تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ ذیل مضمون بغرض تدبر کیلئے لکھوا رہے تھے میں نے اس کی اشاعت کو مقدم سمجھکر آج اخبار کو روک کر اس مضمون کو پتھر پر سابقہ مضمون کو کاٹ کر لکھوا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کے جن الفاظ کو قلمبند کیا وہ آگے آتے ہیں یہاں یہ ذکر ضروری ہے، کہ سلسلہ کلام جیسا کہ احباب موجودہ نے بتایا ایسے طور پر شروع ہوا جس سے حضرت کی صاف گوئی اور للہیت کی بھی عجیب مثال اس وقت پیش آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ میں خواجہ صاحب اور شاہ صاحب آج جا رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے جو ایک مضمون لکھا ہے میں اس کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ افاقہ ہونے پر کسی کو لکھا دونگا یا سنا دونگا۔ بہرحال حضرت نے اپنے ان کلمات کو ڈاکٹر صاحب کے استفسار مناسب موقعہ دیکھکر فرمایا ہے امید ہے قوم اس پر عمل کرے گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے آمین۔ حضرت کی یہ نصیحت ساعات عسر میں انشاء اللہ کام آئیگی۔ اس پر مفصل پھر لکھونگا۔ وباللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

خدا کا فضل ہے کہ دورہ ماشرہ (سرخ بادی) جو کہ دوبارہ چیرا دینے کے بعد چہرہ پر ہو گیا تھا۔ اب قریباً سب اتر گیا ہے اور بخار بھی اتر گیا ہے طاقت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ غذا بھی خوب کھا لیتے ہیں ہوش و حواس بالکل درست ہیں اور ہر طرح سے بیماری رو بصحت ہے آج قریب ساڑھے بارہ بجے دن کے جب میں رخصت ہونے لگا تو میں نے پوچھا کہ حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے آپ نے جواب فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے پھر اسکے بعد فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ پھر فرمایا کہ میرا اللہ راضی ہو۔ پھر یہ فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم فرمانبردار رہو۔ اختلاف نہ کرو۔ جھگڑا نہ کرنا۔ پھر فرمایا میں دنیا سے بہت سیر ہو چکا ہوں۔ کوئی دنیا کی خواہش نہیں۔ مر جاؤں تو میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو۔ فرمایا کہ سب کو سنا دو۔ پھر فرمایا میں دنیا کی پروا نہیں رکھتا میں نے بہت کمایا بہت کھایا۔ بہت خرچ کیا دنیا کی کوئی حرص باقی نہیں پھر فرمایا میں نے بہت کمایا بہت کھایا بہت لیا بہت دیا کوئی خواہش باقی نہیں کبھی کبھی صحت میں اسلئے چاہتا ہوں کہ گھر میں ایمان نہ جا بلکہ پھر بہت دفعہ درد انگیز لہجہ میں فرمایا کہ اللہ تو راضی ہو جاوے۔ پھر کئی بار فرمایا اللهم ارض عنی۔ اللهم ارض عنی۔ اللهم ارض عنی اسکے بعد میں نے عرض کی کہ میں حضور کے الفاظ سنا دیتا ہوں۔ جب دوبارہ یہانتک سنا چکا تو فرمایا مجھے شوق یہ ہے کہ میری جماعت میں تفرقہ نہ ہو۔ دنیا کوئی چیز نہیں میں بہت ہی راضی ہونگا۔ اگر تم میں اتفاق ہو میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں میں تمہاری بھلائی کیلئے بہت دعائیں کیں مجھے طمع نہیں پھر فرمایا مجھے تم سے دنیا کا طمع نہیں مجھے میرا مولیٰ بہت رازق ہے دنیا نے اور ضرورت سے زیادہ دیتا ہے۔ ضروری جھگڑا نہ کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیگا۔ اس میں تمہاری عزت باقی رہے گی نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ پھر فرمایا کہ میں نے کبھی کسی کو حکم دیا ہے تو اپنے دل کی طمع سے حکم نہیں دیا۔ خدا کا حکم سمجھ کر دیا ہے۔ نمازیں پڑھو۔ دعائیں مانگو۔ دعا بڑا ہتھیار ہے۔ تقویٰ کرو۔ بس پھر فرمایا دعائیں مانگو۔ نمازیں پڑھو۔ بہت مسلمانوں میں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑوں میں بہت نقصان ہوتا ہے بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے لئے اور دشمنوں کیلئے دعا کرو پھر فرمایا لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ اکثر پڑھا کرو۔ قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ پھر فرمایا رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا۔ اسکے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ لکھ دیا جاوے کہ یہی حضور کی وصیت ہے فرمایا ہاں۔ فرمایا جاؤ حوالہ بخدا +

نوٹ:۔ حضرت نے جیسا کہ ان مضامین کا طرز بیان

غیب پر مطلع فرما دیتا ہے۔ اور جب کہ آپ کو کوئی دعویٰ نہیں پھر کیونکر آپ استثنا الا من ارتضیٰ من رسول میں داخل ہو کر آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مجھکو غیب خداوندی پر پوری اطلاع ہوئی ہے۔ یعنے وہ اطلاع جو اخیر آیات میں رسول کے لئے مذکور ہے آپ کی ان دونوں قولوں میں تو بڑا تناقض واقع ہے۔ کہ آپ کو رسول مرتضیٰ ہونیکا دعویٰ ہی نہیں ہے۔ معہذا آپ پورے طور پر غیب خداوندی پر مطلع ہونیکا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ یعنی رسول مرتضیٰ ہونیکا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا اس آیت پر آپ کا ایمان نہیں۔ جو تناقض کا ہونا کلام الٰہی میں ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرًا کلا وحاشا ؎

پس آیت میں کوئی تناقض واقع نہیں ہے۔ آپکا شیطان ملہم بھی جھوٹا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے گھوڑے پر سے گر جانے میں۔ اور اس آپ کی پیشین گوئی سے دو لتان ہمارے لئے واقع ہوئے۔ اول تو آپ کے شیطان ملہم کا جھوٹا ہونا۔ دوسرا یہ کہ حضرت اقدس جری اللہ کا ایک مکاشفہ پورا ہوا۔ یعنی یہ مکاشفہ کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب گھوڑے پر سے گر پڑے۔ جسکے سبب سے کئی بیماریاں حضرت خلیفۃ المسیح کو وارد ہو گئیں۔ اور آپ کے شیطان نے استراق سمع کر کر اور آپ کو اغوا کر کر جھوٹا کر دیا۔ اور یاد رکھیئے کہ جب تک کسی ملہم کی صداقت دلایل شرعیہ یقینیہ سے ثابت ہو جاوے۔ تب تک اس کا الہام حجت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آپ دوسفنے کے واسطے حضرت قبلہ کے پاس نہیں آسکتے تو میری ہر ایک بات کا جواب جو اس خط میں تحریر کی گئیں ہیں علمی جواب دیویں۔ ورنہ ایسے الہامات شیطانی اور خوابوں سے کونسا نتیجہ آپ کو حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس کے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین کے آپ مصداق بنجائیں۔ بلکہ آپ بن گئے ہیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مقام احد میں شیطان نے سبکے کان میں یہ آواز پہونچا دی تھی۔ کہ الا ان محمدًا قد قتل اور پھر بعض ضعیف الایمان لوگوں کے پیر بھی اکھڑ گئے تھے۔ اور آن حضرت صلعم کے دو ایک دندان مبارک بھی شہید ہو گئے تھے۔ اور دو ایک چوٹیں بھی سخت آگئی تھیں۔ مگر اس آواز شیطانی کا جواب اللہ تبارک وتعالےٰ کیطرف سے کیا یہ نہیں ملا تھا۔ دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم ومن ینقلب علے عقبیہ فلن یضر اللہ شیئًا وسیجزی اللہ الشاکرین۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے شیطان ملہم کے استراق سمع سے کوئی رکن سلسلہ احمدیہ کا فوت بھی ہو جاوے۔ تب بھی اس سلسلہ حقہ کی بنیاد ایسے دلایل قاہرہ کتاب وسنت سے اور نیز نشانات آسمانی اور زمینی سے مستحکم اور مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ کسی کی موت اور فوت سے اس کو جنبش بھی نہیں ہو سکتی۔ کما قال اللہ تعالےٰ فلن یضر اللہ شیئًا

چہ جائیکہ وہ خطرہ شیطانی جھوٹا بھی ہو جاوے۔ لہٰذا پھر میں عرض کرتا ہوں کہ از برائے خدا آپ اپنے استراق سمع شیاطین پر فخر اور ناز نہ فرمایا کریں۔ چہ جائیکہ وہ استراق سمع وقوع میں بھی نہ آوے۔ اور اس میری تحریر کو بڑے غور و فکر اور تدبر سے پڑھیں۔ وما علینا الا البلاغ

تنبیہ:۔ اور ہم جو ذلت موت وفوت مخالفین و معاندین کو ان کے بطلان کی دلیل گردانتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہے کہ مابین فریقین کے مباہلات واقع ہوئے ہیں۔ مگر آپ کا مباہلہ حضرت خلیفۃ المسیح ؑ کے ساتھ کب واقع ہوا ہے۔ بلکہ برعکس اس کے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے رویا میں بھی آپ تو دعائیں کر رہے ہیں۔ پس فنجعل لعنت اللّٰہ علے الکاذبین کی وعید بھا نہیں کیونکر صادق آسکتی ہے۔ ان مباہلات واقعہ میں اور آپ کی ان دعاوں میں تو زمین اور آسمان کا فرق ہے ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جناب ڈاکٹر صاحب اس تحریر میں وہ فرق جو درمیان ایسے مدعی کے جسکے دعاوی دلایل قاہرہ سے ثابت ہوں۔ اور درمیان اقوال ایسے شخص بے علم کے جسکا کوئی دعویٰ ہی نہ ہو واقع ہیں۔ میں نے ان کو واضح طور پر بتلا دیا ہے۔ اور نیز وہ تفاوت جو درمیان استراق سمع اور الہامات ربانی کے واقعہ ہے اس کو کھولکر لکھہ دیا ہے۔ اور نیز وہ ذلت موت وفوت کی جو مباہلہ سے مخالفین پر واقع ہوں۔ اور وہ موت جو بغیر مباہلہ کے واقعہ ہو۔ جو کچھہ ان دونوں امروں میں فرق ہے اس کو بھی نظائر اور شواہد کتاب وسنت سے وضوح کے ساتھہ واضح کر دیا ہے اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ آپ کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ لہٰذا اب آپ پر لازم ہے کہ بموجب اپنے رویاء کے الباطل کو چھوڑ دیں۔ اور الحق کو اختیار کریں۔ اور بموجب ہدایت اپنی رویاء کے بڑی محبت کیساتھہ ہم سے بغلگیر ہو جائیے۔ وما علینا الا البلاغ ورنہ ویل یومئذ للمکذبین سورہ المرسلات میں دس مرتبہ موجود ہے۔ آپ اُس ویلوں کے مستحق ہو جاویں گے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین والسلام علے من اتبع الھدیٰ ؎

خاکسار۔ سید محمد یعقوب فرزند حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن احمدی امروہی عفی اللہ عنہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۴ء

قطعہ تاریخ بیعت

از خاکسار ڈاکٹر شیخ محمد حسین۔ ایم۔ اے۔ ایس۔ سابق مالک رسالہ الیشا امرتسر۔

بیعت ڈاکٹر ما است بگو طغرا ئے
ملت مہدی معہود دُر دیگر سُفت
چوں سر خامہ نگوں گشت بزو طاس خیال
کلکہ بنوشت کہ اللّٰہ گل تازہ شگفت

ایوانِ خلافت

۲۰۔ جنوری ۱۹۱۴ء کی دوپہر تک جبکہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہے گذشتہ ایام میں حضرت کو درد شقیقہ کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن طبّی تشخیص سے معلوم ہوا۔ کہ وہ شقیقہ نہیں۔ بلکہ پہلے زخم کا کسیقدر مواد ردّیہ باقی رہ گیا تھا۔ اور اس نے اندر ہی اندر اپنا راستہ بنالیا۔ جسکی وجہ سے سخت درد ہوتا رہا اور ٹکور کے ساتھہ ساتھہ آتی آرام بھی ہو جاتا رہا۔ مگر حضرت کی طبیعت اس سے مضمحل ہوتی رہی۔ آخر حضرت نے تجویز کی کہ بعض ڈاکٹر احباب کو بلا کر مشورہ کرنا چاہیئے کہ کیا باعث ہے۔ ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب اس غرض کے لئے گذشتہ اتوار کو دار الامان پہونچے۔ اونہوں بھی یہی تشخیص کیا کہ مادہ باقی ہے۔ اس کو نکالنے کیلئے اپریشن کرنا چاہیئے۔ لیکن دوسرے ڈاکٹروں سے بھی اگر مناسب ہو مشورہ کر لیا جاوے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایسا ہی محسوس کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی تو پہلے سے یہ رائے تھی۔ بہرحال اپریشن جدید کے لئے پھر وہی اختلاف رائے احباب میں ہونے لگا۔ حضرت کے متبعین تو خصوصیت سے اس امر کے مخالف تھے کہ جدید اپریشن ہو۔ ان کی وجہ مخالفت صرف مولوی صاحب کا ضعف اور نقاہت تھی۔ بالآخر ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت اپریشن کر دیا۔ اور اپریشن کے وقت حضرت کو کلوروفارم سونگھایا گیا۔ یہ امر نہایت ہی چابکدستی اور صفائی سے ہوا۔ چیرا دینے پر اس میں سے پیپ نکلی اور حضرت کو گونہ آرام اور سکینت معلوم ہوئی ہوش آنے پر دریافت کیا کہ کہتے ہیں کلوروفارم دینے سے لوگ بکواس کرتے ہیں۔ کیا مجھہ سے بھی کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ احباب نے عرض کیا کوئی نہیں۔ آپ تو اسقدر عرصہ بالکل خاموش رہے۔ ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب نے عرض کیا کہ دراصل مے نوش اور نشوں کے استعمال کرنیوالے لوگ بکواس کرتے ہیں۔ جنکا اندرونہ گندا اور خیالات ناپاک ہوتے ہیں۔ میرے لئے یہ مضمون بھی حضرت کی پاک سیرۃ پر غور کرنے کے قابل تھا۔ کہ بیماری تو پہلے ہی انسان کی بناوٹ اور تصنع کو دور کر دیتی ہے۔ اب اس کو کلوروفارم کے عمل سے بالکل حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک مقدس اور مطہر قلب دیا ہے۔ اور آپ کے دماغ میں بجز اعلیٰ درجہ کی معرفت اور خدا شناسی کے دوسرے خیالات ہی نہیں۔ اس لئے اس بے ہوشی کی حالت میں آپ کے دماغ پر

پوری سکینت اور اطمینان کا غلبہ تھا

کوئی ایسی بات آپ کی زبان سے نہیں نکلی جو پراگندہ خیالات کا نتیجہ ہو سکتی۔ عمل جراحی کے بعد دوسرے دن آپ کو سخت تکلیف رہی۔ غذا بالکل بند ہو گئی۔ طبیعت میں اشتہا باقی نہیں۔ اگر کچھہ دیا بھی تو قے ہو گیا۔ یہ قے ڈاکٹروں کے نزدیک کلوروفارم کے عمل کا نتیجہ ہے۔ بہرحال ۱۷۔ جنوری ۱۹۱۴ء کو آپ کو

مرتد ڈاکٹر کی بیحیائی اور عذر نامعقول

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آئے الی سبے

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانے دجال) کو حضرت مسیح المسیح کے مقابلہ میں جو ذلت اور شکست ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتا۔ اور حق کو قبول کرتا۔ مگر نہیں معلوم اس کی **شامت اعمال**۔ ابھی کب تک اُسے ذلیل و خوار کرے گی۔"

۱۱۔ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی تاریخ مقرر کی۔ اور دوستوں دشمنوں میں اس نے شہرت دی۔ آخر تک وہ اسی پر مصر رہا کہ یہ واقعہ اسی رنگ میں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے

کا ذب اس کو جھوٹا ثابت کیا

اب جبکہ اس کے بعض دوستوں نے بھی اس کو شرمندہ کیا۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لیتا۔ اس نے جو عذر بیان کیا ہے۔ وہ یہی نہیں کہ سراسر نامعقول اور ڈھٹائی پر مبنی ہے۔ بلکہ ایک سلیم الفطرت انسان بے اختیار کہہ اٹھیگا کہ ایسے عذرات کسی سلیم العقل انسان کا کام نہیں ہو سکتے۔

مجھے پٹیالہ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ جناب مرزا حمید بیگ صاحب (جو غیر احمدی ہیں۔ اور فوج میں کپتان کے عہدہ پر مامور ہیں۔ اور ہر طرح قابل اعتماد اور ذی عزت بزرگ ہیں) نے مرتد ڈاکٹر کو اس پیشگوئی کے غلط ہونے پر ملزم کیا تو جو جواب ڈاکٹر نے دیا وہ اس قابل ہے کہ اُسے دانشمند لوگوں کیلئے چھاپ دیا جاوے۔ چنانچہ ڈاکٹر نے کہا کہ یہ اخبار (بدر) دیکھ لو۔ میری خواب تو سچی نکلی۔ چنانچہ اخبار بدر میں لکھا ہے۔ کہ

"۱۱۔ جنوری کو ڈاکٹر جمع کئے گئے اور مولوی صاحب کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے اور وہ قریب المرگ ہیں اور کیا پتہ کہ مر گئے ہوں اصل میں مرزائیوں نے اس بات کو چھپا لیا ہے۔"

مرتد ڈاکٹر نے اس میں جس دجل اور بیحیائی سے کام لیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ میں یہ تو کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس میں اس نے ایڈیٹر بدر پر ضرور افترا کیا ہے۔ **کانا دجّال** کہتا ہے کہ حضرت کو نعوذ باللہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہو اور یہ بدر میں درج ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی شرافت اور **غیرت** باقی ہے۔ تو اخبار بدر کی تاریخ اور نمبر کا

پتا اعلان کرے [illegible] لکھا گیا ہو کہ طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ اور [illegible] قریب المرگ ہیں۔ میں نہیں سمجھتا اس قسم کی بے سر و پا [illegible] سے اُسے کیا حاصل ہے؟ اس [illegible] کی مجنونانہ [illegible] کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی ہیں اور

عذر نامعقول ثابت بیند الزام را

کی مصداق ہیں۔ اس [illegible] جو اظہار حماقت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ

واقعہ وفات کو مرزائیوں نے چھپا لیا ہے

کیا کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو ایسا خیال کر سکتا ہے۔ کہ اتنا بڑا عظیم الشان انسان جو چار لاکھ سے زیادہ انسانوں کا **امام اور مطاع** ہے۔ جس کی زندگی اور موت ایک کثیر مخلوق پر اثر رکھتی ہے۔ اس کا واقعہ وفات مخفی رہ سکتا ہے؟ اور پھر وہ بھی **قادیان** جیسے گاؤں میں

میں مرتد ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں کہ اگر اس کے پاس آکر کوئی شخص ایسی بات کرے۔ تو

وہ اسکے متعلق کیا رائے قایم کرے گا؟

ڈاکٹر کو پتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہزاروں ہی دشمن ہیں۔ آریہ اس کے دشمن۔ عیسائی اس کے دشمن۔ مسلمان اس کے دشمن! پھر اسقدر دشمنوں کی موجودگی میں یہ کارروائی ہو سکتی ہے؟ اور پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ یہ اخفا ایکدن **نہیں دو دن** نہیں۔ اس پر دو ہفتے کے قریب گذر گئے۔ اور ابھی تک حقیقت نہ کھلی۔

میں جناب مرزا حمید بیگ صاحب کی خدمت ہی میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر کو مجبور کریں اور اُسے قادیان میں لائیں۔ تاکہ وہ آکر دیکھے کہ

نورالدین زندہ ہے

جب وہ یہاں آکر اپنی آنکھ سے دیکھ لیگا تو اُسے اس امر کا اقرار کرنا پڑیگا کہ

یہ مردہ کو زندہ کرنیکا معجزہ ہے

جو احمدی جماعت سے ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں تو (خاک بدہنش) حضرت خلیفۃ المسیح کا وصال ہو چکا۔ مگر یہاں کرشمہ قدرت اسے کچھ اور نظر آئیگا۔ ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ

وہ اس معجزہ کا اقرار نہ کرے

غرض مرتد ڈاکٹر کے لئے اب ہر طرح ذلت کی مار پڑ رہی ہے اور اسے یہ اقرار کرنا پڑیگا کہ

مسیلمہ کذاب صدیق کے ہاتھ پر ہلاک ہوا۔

اس قسم کے بیہودہ عذرات اب کام نہیں دے سکتے۔ اس کو صاف طور پر اس امر کا اقرار کر لینا چاہیئے کہ وہ شیاطین کے پنجہ میں اسیر ہے۔ اور اس کو صدق سے توبہ کرنی چاہیئے ریاست پٹیالہ کے بعض ارکین کے متعلق جو خطرناک

پیشگوئیاں اس نے کی ہیں عنقریب انکی حقیقت بھی ہم پر کھل جائیگی اور اسے معلوم ہو جائیگا کہ انکا انجام کیا ہوتا ہے؟ میں **دربار پٹیالہ** کو آگاہ کرتا ہوں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے **میر منشی سوڈھی سجان سنگھ** صاحب کے خلاف ایک **خطرناک پیشگوئی** کی ہے۔ اور ان کا حق ہے کہ وہ اس کا جواب لیں۔ ایسا ہی بعض دوسرے امور متعلقہ ریاست پٹیالہ کے متعلق بھی ایسی باتیں بیان کی ہیں جو سٹیٹ سیکرٹ کی مد میں آتی ہیں۔ اور **دربار کا فرض ہے** کہ وہ اس معاملہ پر غور کرے۔ مرتد ڈاکٹر اگر فی الواقعہ خدا تعالیٰ کے پاک الہام کی بنا پر پیشگوئیاں کرتا ہے اور انک لمن المرسلین اس کا سچا الہام ہے تو بلا خوف دربار سے کہہ دے کہ ان پیشگوئیوں کو شایع کرے جو ریاست پٹیالہ کے بعض عہدہ داروں کے متعلق اس نے کی ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو یہی امر اسکے [illegible] کہ [illegible] **فاصدع بما تومر** کے خلاف ہوگا۔ الغرض مرتد ڈاکٹر محض شوخی اور بیحیائی سے کام لے رہا ہے۔ اس نشان نے اس کو زندہ درگور کر رکھا ہے مگر اس میں ذرا بھی حیا باقی ہے تو اسے فوراً توبہ کر لینی چاہیئے اور بے سر و پا باتوں اور تخویف تحریر کے طریقوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ راہ نقصان رساں ہے۔

میں اس کی ہمدردی کیلئے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اب بھی توبہ کرے۔ بہتری اسی میں ہے

ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم

(سطر مشکوک) **این درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ**

اس نے بذریعہ الہام شایع کیا تھا کہ اگر مرزائی تمام جماعت اس کے ساتھ مباہلہ کرے گی تو ہلاک ہو جائیگی۔ لیکن وہ خوب جانتا ہے کہ جب مولوی محمد یٰسین صاحب نے مباہلہ کا اشتہار دیا تو کانا دجال اپنی کوٹھری سے باہر نہ آیا۔ کیا یہ ذلت اس کے لئے کافی نہیں؟ پھر اس نے اس راہ کو اختیار کیا۔ وہ یاد رکھے کہ اسکا یہ الہام اب بھی لعنتیں برسانے اور ارتداد سے باز نہ آئے تو سب تباہ ہو جاویں گے اسکے پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ ارتداد اسی نے کیا اور وہی لعنتیں برسانے کا عادی ہے۔

او! کانے دجّال!

خدا سے ڈر اور توبہ کر شوخی اور بیباکی کو چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ ہلاکت کی راہ ہے [illegible] یہاں آ۔ اور دیکھ کہ کرشمہ قدرت کیا ظاہر ہو رہا ہے۔ نورالدین تیرا ہمیشہ سے محسن ہے۔ اس نے جب کیا تیرے ساتھ احسان کیا۔ وہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرنیکا عادی ہے۔ تیری شوخیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے تجھے گلے لگانے کو تیار ہے۔ تو قدم اٹھا اور صدق ارادت سے آجا۔ دنیا ہیچ ہے۔ اور

تیری ناکامی نے بتا دیا ہے کہ تو ان عادی میر جھوٹا ہے

ہمیں تمہارے ساتھ قطعاً دشمنی نہیں تیری ذات اور شخصیت کے ہم دلی خیر خواہ ہیں۔ ہاں تیری ملحدانہ پردازیاں بیہودہ ہیں۔ اور انہیں کی وجہ سے تو غضب زدہ ہو رہا ہے۔ سوچ اور وقت کو ہاتھ سے نہ دے۔ ع

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہوشیارے

ایوانِ خلافت

تازہ ترین واقعات

ایوانِ خلافت کے متعلق بھی اخبار میں دوسری جگہ لکھا جاچکا ہے۔ لیکن چونکہ اخبار ۲۲ جنوری کو لیٹ ہوگیا۔ اور وہ بھی ایوانِ خلافت کے [illegible] تازہ ترین واقعات کی وجہ سے۔ تو ۲۲۔ کی شام کو ۹ بجے رات اور اس کے قریب کے واقعات اور ارشادات جو میرے محترم بھائیوں مولوی فضل دین صاحب اور شیخ محمد تیموری صاحب ایم۔ اے۔ نے قلمبند کئے مجھے حسن اتفاق سے مل گئے۔ جنہیں ان کی اشاعت ضروری سمجھی۔ اور علاوہ بریں حضرت امیر المؤمنین نے مجھے مرتد ڈاکٹر کے متعلق اس تازہ خط پر جو سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ نے لکھا ہے کچھ لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام تازہ ارشادات کو بھی اسی میں شایع کردوں۔ اور اس طرح یہ دیر نہایت خوش آیند دیر ہے۔ اگلا اخبار ۳۱ جنوری کو انشاء اللہ شایع ہوگا۔

حضرت کی طبیعت اب بہت رو بصحت ہے۔ بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ مکرمی مولوی فضل دین صاحب نے جن ارشادات کو قلمبند فرمایا ہے۔ وہ میری موجودگی میں ہی آپ نے فرمائے۔ حضرت کو نہایت اطمینان اور سکینت حاصل ہے اور جس استقلال کے ساتھ آپ نے رضا بالقضا کا نمونہ دکھایا اور صبر سے کام لیا ہے وہ

الاستقامت فوق الکرامت

کے مصداق ہے۔ میں نے لاہوری دوستوں کو ارشاد کے ضمن میں جو رائے وصیت کے متعلق ظاہر کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت نے آپ اس کے متعلق وہی رائے ظاہر کردی۔ ورنہ اس سے کسی غلط فہمی کا اندیشہ ہوسکتا تھا۔ بہرحال اللہ تعالے جزائے خیر دے۔ محمد تیموری صاحب کو کہ انہوں نے حضرت کے کلمات طیبات کو احمدی پبلک تک پہنچانے میں مجھے مدد دی۔ اسلئے میں ان تحریروں کو بدستور چھاپ دیتا ہوں۔ حضرت کی طبیعت الحمدللہ بہت اچھی ہے۔ رو بصحت ہے۔

بوقت شام مورخہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء (جبکہ حضور کی طبیعت اچھی تھی) (نوشتہ مولوی فضل دین صاحب) میں نے عرض کیا کہ حضور پٹیالہ سے غلام مرتضیٰ کا خط آیا ہے۔ کہ مرزا [illegible] بیگ (غیر احمدی) جو فوج میں کپتان ہیں۔ ان کو ہم نے ڈاکٹر عبدالحکیم کے پاس بھیجا تھا۔ کہ اس سے وہ دریافت کریں کہ ۱۱۔ جنوری والی پیشگوئی کیا ہوئی۔ تو انکو عبدالحکیم نے کہا ہے کہ اصل میں مرزائیوں نے اس بات کو چھپا رکھا ہے۔ فرمایا پھر اس کا جو خط آیا ہے۔ اس کو کیوں نہیں چھاپا۔ عرض کیا کہ حضور کا اس پر کچھ ارشاد ہو۔ تو شایع کردیا جاوے۔ فرمایا مانز کو لکھنا چاہیئے کہ اگر تمہاری پیشگوئی پوری ہوگئی تو تم سچے ہو۔ تو خود ہی آکر دیکھ جاؤ۔ پھر فرمایا۔ اچھا ہے اگر اس کو [illegible] دیکھ جاوے۔ کہ [illegible] دیا ہے۔ اور وہ صحیح ہیں۔

اور فرمایا کہ اور نہیں تو ڈاکٹر ھرڈ صاحب جو یہاں سے ہو گئے ہیں۔ لاہور میں آکر انہیں سے دریافت کرلے۔

پھر فرمایا اصل میں اس کو جنون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ایک طرف یہ بھی وہ کہتا ہے اصل تو یہی ہے کہ میری پیشگوئی کیمطابق مولوی نورالدین صاحب فوت ہوچکے ہیں۔ اور اگر نہیں مرے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ میں نے بھی دعا کی تھی کہ اے خدا اس مسکین کو بچالے۔ مگر دوسری طرف پٹیالہ میں بابو عبدالحمید صاحب سے کہہ رکھا تھا کہ میں۔ دعا کرتا ہوں کہ اس سادہ لوح کو خدا دنیا سے اٹھالے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بد دعائیں ہی میرے لئے کرتا ہے اسکی دعائیں کیا کرتی ہیں۔ میں نے کہا حضور بکوہ کہتا ہے کہ مرزائیوں کی ہر بات میں افترا ہی ہوتا ہے ایسا ہی یہ بھی افترا ہے کہ مولوی صاحب زندہ ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں اور خود یہ افترا کرتا ہے کہ ۱۱۔ جنوری کو بتاتا ہے کہ حضور کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی تھی۔ اور یہ کہ دراصل اسکی پیشگوئی پوری ہوچکی ہے۔ اور اسباب کو چھپا رکھا ہے شیخ یعقوب علی صاحب کو فرمایا کہ کل کا پرچہ اخبار جو نکلتا ہے۔ اس میں اس کے متعلق کچھ مضمون لکھدو۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور بہتر لکھدونگا۔ (فضل دین)

۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء ۹ بجے رات۔ شیخ تیمور صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے جو چند کلمات ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو رخصت کرتے وقت فرمائے تھے ان کی نسبت کچھ شور ہوا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ حضور کی یہی وصیت ہے۔ اس کا ہی چرچا ہے فرمایا کہ لوگ تو بے سمجھے ہیں یہ تو کچھ ضروری باتیں تھیں۔ جو ڈاکٹر صاحب کو میں نے کہی تھیں۔ مصیبت کے وقت انسان کے اندرونی حالات کا پتہ لگ جاتا ہے اور میں تو وہی کہتا ہوں جو میرے دل میں ہوتا ہے فرمایا میری باتوں میں اختلاف نہیں ہوتا۔ یہ جو اس وقت کہی ہے یا جو کسی وقت کہی ہے وہی ہم متخالف نہیں۔ شیخ تیمور نے اپنی [illegible] حضرت کی اس تقریر کی تصدیق کی۔ کہ میں نے دیکھا کہ جو باتیں حضور تندرستی میں فرماتے ہیں وہی شدت کرب میں نکلتی ہیں۔ پھر آپ اپنی بیماری کے متعلق کچھ باتیں کرتے رہے اور فرمایا کہ دوائی جو ہونٹوں پر لگائی تھی وہ زبان پر بھی لگ گئی جس سے زبان پر خراش ہوئی ہے۔ مولوی قطب الدین [illegible] ایک دوائی بنائی تھی۔ وہ منگوائی۔

اسی اثناء میں شیخ تیمور نے ذکر کیا۔ کہ اگرچہ حضور کی بیماری کے ایام میں میں تو قرآن کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکا۔ مگر پھر بھی حضور کی [illegible] اور حضور کی باتیں جو بعض وقت فرماتے ہیں مجھے ایمانی اور علمی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور مجھے اتنا ہی فائدہ ہوا ہے جتنا حضور کی تندرستی کے ایام میں مجھے ہوتا تھا۔ فرمایا [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مخلوق کی نفع رسانی کے لئے کیسا جوش اور شوق رکھتے ہیں۔ پھر شیخ تیمور نے عرض کیا۔ کہ حضور کی بیماری سے بہت لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا ہے۔ کہ غفلت سے بیدار ہوگئے ہیں۔ اور دعاؤں میں لگ گئے ہیں۔ اور ایک تعصب کی [illegible] موقوف ہوگیا ہے۔ پھر عرض کیا کہ بہت سی باتیں جو دلائل سے [illegible] کیا ہیں۔ الحمدللہ وہ حضور کے عمل کو دیکھکر سمجھ آگئیں۔ فرمایا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی طبیعت پر توجہ کچھ ہوتا ہے [illegible]

۲۳۔ کی صبح کی طبیعت اور بھی اچھی ہے اور صحت خدا کے فضل کر عود کر رہی ہے۔ للہ الحمد۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کے اس ذکر کے متعلق بھی امور خاکسار ایڈیٹر [illegible] بھی فرمائے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری اور اس ضعف کو دیکھکر دل میں بڑا رنج اور کوفت پیدا ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ امر بڑا ہی خوش کن ہے کہ اس کے ذریعہ عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور جسقدر آپ کی تکلیف کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اسی قدر اس نشان کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔ فرمایا اگر یہ بڑا نشان نہ تھا۔ تو حضرت صاحب کو اتنا عرصہ پہلے کیوں دکھایا گیا۔ یہ اس ایمان کا ثبوت ہے۔ جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اور آپکے نشانات کی کسقدر عظمت آپ کے دل میں ہے۔

فرمایا عجیب عجیب مضامین اس بیماری میں سوجھائے گئے ہیں موقعہ ملیگا اور خدا چاہیگا تو بیان کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالے کے فضل پر بڑی امیدیں ہیں۔ فرمایا فضل ہی تو ہے۔

پھر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تشریف لے آئے اور ان سے بیماری کا کچھ ذکر کرتے رہے۔ اسی اثناء میں میاں دین محمد المعروف بگا نے آکر سلام علیکم کہا بڑی خوشی سے جواب دیا۔ اور اسی وقت شیخ تیمور کو حکم دیا کہ ان کو ایک روپیہ دیدو۔

میاں دین محمد حضرت مسیح موعود کے ایک مخلص خادم میاں [illegible] محمد مرحوم کا بیٹا ہے۔ اور حضرت ہمیشہ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔

حضرت کی عادت ہے کہ بدوں سوال ایسے لوگوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ غرض حضرت نے فوراً اس کی مدد کی۔ اس کے بعد اس نے ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ اپنے نکاح کیلئے ایک رشتہ کی تلاش کیلئے جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے فرمایا۔ ضرور جاؤ ہم کچھ روپیہ دینگے اور مدد کریں گے۔

میں نے ذکر کیا کہ شیخ ہاشم علی صاحب نے مرتد ڈاکٹر کے جواب میں [illegible] جرأت کی ہے فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ اور دعا یہ کلمات [illegible]

کے ایسے قابل جنرل کو خلیفہ ثانی رضہ نے محض بنظر عدالت د سبکدوش کر دیا۔ الفاروق ملاحظہ ہو۔ کہ کیا کیا انتظامات جو ڈیشل ملٹری آپنے مرتب کیئے۔ رات کو گشت کے واسطے نکلتے تھے۔ بذات خاص ہر معاملہ میں حصّہ لیتے تھے۔

آن حضرت روحی فداہ نے خود قریب زمانہ وصال لوگوں سے عفو تقصیرات چاہی۔ اور ایثار و خیرات و چندہ مہمات اسلامی میں صحابہ کرام کی مثالیں قابل فخر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضو نے کل مال اپنا خدمت قومی میں صرف کیا۔

پرائیویٹ کیریکٹر میں جس سادگی ازادی وانکسار سے اسلامی بزرگوں نے زندگی بسر کی وہ عالم پر روشن ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضو جنگل سے لکڑیاں لاتے تھے۔ اور بیچکر مصارف ذاتی میں صرف کرتے تھے! بہت اصرار کے بعد بیت المال سے اپنا خرچ مقرر کیا۔ اورنگ زیب عالمگیر شاہ ٹوپیاں بیچکر گزر کرتا تھا۔

(باقی آئندہ)

محمد انور علی فاروقی، بی اے (رکین)

مسلمان توجہ کریں

کچھ عرصہ گذرتا ہے میں نے الحکم میں جنرل بوتھہ بانی مکتی فوج کی اس تجویز پر مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی۔ جو انہوں نے جرائم پیشہ اقوام کی علیحدہ بستیاں بنانیکے رنگ میں کی ہے اور انکی اصلاح کا نام دیکر انہیں عیسائی بنانا چاہا ہے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے اس پر بہت ہی کم توجہ کی مجھے جنرل بوتھہ سے ملکی (جو مکتی فوج کے لیڈر ہیں) سے لاہور میں ملنے کا اتفاق ہوا انہوں نے بتایا کہ وہ لاہور کے قریب ڈیرہ پور اور ممالک متحدہ میں ہوسٹ پور آباد کر نیوالے ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں وہ اپنا کام جس طرح چاہیں کریں۔ مگر مسلمانوں کے لئے یہ امر قابل شرم ہے کہ ایک ادنی سی تحریک پر بہت سے لوگ عیسائی ہو جائیں گے ہمیں نے اس وقت یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر مسلمان ایسی بستیاں بسانا چاہیں گے تو گورنمنٹ ان کو آبادی کے لیے زمین اور دوسری رعائتیں دینے کے لئے تیار ہوگی۔ اب یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ممالک متحدہ کی قانونی کونسل میں آنریبل راجکمار دیبان پال سنگ کے سوال کے جواب میں گورنمنٹ نے اس معاملہ کو صاف کر دیا ہے کہ اگر ہندوستان کی دوسری سوسائٹیاں اور فرقے بھی غیر مہذب اقوام کی اصلاح کرنا اور ان کے ذریعہ صنعت و حرفت کو ترقی دینا چاہیں۔ تو گورنمنٹ ان کو بھی مدد دیگی۔ اسکے بعد بھی اگر مسلمان خاموش رہیں تو ان پر سخت افسوس ہوگا۔ میری دانست میں صدر انجمن احمدیہ کو مناسب ہے کہ وہ اس سوال کو اپنے ہاتھ میں لے اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت۔ جو ملکی وارہ۔ بلاق۔ وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں۔ ایک قطعہ زمین لیکر آباد کرے۔ اور انہیں اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرے۔ اگر اس موقعہ کو مسلمانوں نے ہاتھ سے دیدیا تو یاد رکھیں کہ آریہ لوگ عیسائیوں کے بعد دوسری قوم ہوں گے جو ہاتھ ماریں گے۔ اس تجویز کو سرسری نظر سے مت دیکھو اور مت خیال کرو کہ اس میں یہ اور وہ مشکل ہے۔ توکلاً علے اللہ کام شروع کرنا چاہیئے۔ اور موقعہ کو ہاتھ سے دینا سخت خطرناک ہوگا۔

اور مسلمان اللہ تعالے کے نزدیک قابل مواخذہ ٹھیریں گے۔ میری دانست میں اگر کوئی خاص انجمن اس کام کو نہیں کر سکتی تو مسلمانوں کی کمیٹی کو باہم ملکر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ مجھے مکتی فوج کے جنرل کے کمک سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وہ اس سکیم کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور سیالکوٹ کے ضلع میں جو کام انہوں نے جاری کیا ہے اس میں انہیں کامیابی ہو رہی ہے۔ کامیابی سے مراد انکی اصطلاح میں عیسائی بنانا ہی ہوا کرتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں مسلمانوں کو بہت جلد بیدار ہو جانا چاہیئے۔ میں نے یہ تحریک بھی کی تھی۔ کہ بہت سی خانہ بدوش اقوام مسلمان ہیں لیکن وہ اسلام کے اصولوں سے محض ناواقف ہیں ہی کیا ہے اس سوال کی بھی ضرورت ہے کہ انہیں تعلیم الاسلام کیلئے خاص واعظ مقرر کرنے چاہیئیں۔ جو دن رات ان میں رہیں۔ اور انہیں آگاہ کریں کہ اسلام کیا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو گری ہوئی قوموں کو اٹھانے کی بہت بڑی قابلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اس کی نظیریں موجود ہیں۔ افریقہ کے وحشی تک اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر بہت بڑی ترقی کر چکے ہیں۔ اور وہ تمام عیوب ان سے چھوٹ گئے ہیں۔ جن میں وہ مبتلا تھے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ ان قوموں میں تبلیغ مفید نہ ہو۔ مفید ہوگی انشاءاللہ ضرور ہوگی۔ ہاں ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو دردمند دل لیکر اٹھیں۔ اور انہیں حق پہونچائیں"

(ایڈیٹر)

آگیا ہی کھینچ کے ماء اللحم منگوا رو چلو!

خزاں کا زمانہ پانی کا قحط کھیتیاں خشک ہو گئیں درختوں کی پتیاں زرد ہو کر گر گئیں۔ شاخیں مرجھا گئیں۔ نشوونما کی قوت زایل ہو گئی۔ اتفاقاً ابر آگیا پانی برسا۔ جھڑی لگ گئی۔ زمین نے سال بھر کے لئے اپنا پوٹا تر کر لیا۔ اب ہری سوکھی ہوئے درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ کونپلیں پھوٹیں کلیاں نکل آئیں۔ پھول لگے۔ پھل لگے۔

یہی موسم یہی موقع خریدارو چلو!!

یہی حالت ہمارے ماء اللحم عنبری کی ہے۔ اس کے استعمال سے سوکھے ہوئے اعصاب اسی طرح تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ جس طرح آب باراں سے مرجھائے ہوئے درخت۔ جس نے موسم سرما میں تین چار بوتلیں پی لیں۔ گویا اس نے سال بھر کے لئے تندرستی کا بیمہ کرا لیا یہ وہ پاکیزہ شراب ہے جس کے پینے طبیعت مسرور ہو جاتی ہے۔

یہ ماء اللحم عنبری

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں قسم کی مقوی مصفے جڑی بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ نہایت اہتمام سے تیار ہوتا ہے اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ ابکی مرتبہ باضافہ چند اجزائے مفید تازہ بتازہ کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہو رہی ہے جلد منگائیے دیر نہ کیجیئے!

فوائد: ۱۔ اعضاء رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے! خون کو صاف کرتا ہے! رنگ کو نکھارتا ہے! نزلہ کو روکتا ہے! بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے!

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر! جوانوں کیلئے مایۂ عیش! بڈھوں کیلئے آبحیات! عورتوں کے لئے دولت حسن!!

قیمت فی بوتل عہ۔ بلیدرجن صعہ ایک بوتل میں ۱۲۔ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کی جائیں۔ ریلوے پارسل منگوانے میں خریدار کو محصول میں رعایت ہوگی۔

نوٹ شفاخانہ ہذا کے مجربات فقراء۔ ویدک۔ حکماء تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ لوکل غربا کو دوا مفت دیجاتی ہے۔ ہزارہا اسناد نمبر بہدف دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے!

المشتہر: ایس۔ اے۔ حکیم۔ پروپرائٹر اودھ لکھنؤ۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک سفید ایجاد ہے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلاشرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا روح حیات [illegible]

[illegible]

وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر [illegible]

[illegible]

یہ دوا [illegible] حکیم محمد شریف [illegible] ڈاکٹر [illegible] لاہور سے طلب کریں +

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھارہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے ذرہ مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لیے یہ معجون طیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ بتا کہ لکھ بار ہیں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر فایدہ ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ طلاء طلسمی پرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی فائدہ اوٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ اسکو پائیں قیمت ۲ ماشہ ۶ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ [illegible]

[illegible]

المشتہر حکیم [illegible] دہلی

کلکتہ کی مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تنگ گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمایش کیجیے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی (۱۴) محصولڈاک دو شیشی ۸
قیمت چھوٹی شیشی (۸) محصولڈاک دو شیشی ۶

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔
قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴) محصولڈاک ایک سے ۶ تک ۵ بارہ ڈبیہ ۲

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵/۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرلے

جلد ۱۵ نمبر ۳

الحکم

۲۱ جنوری ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

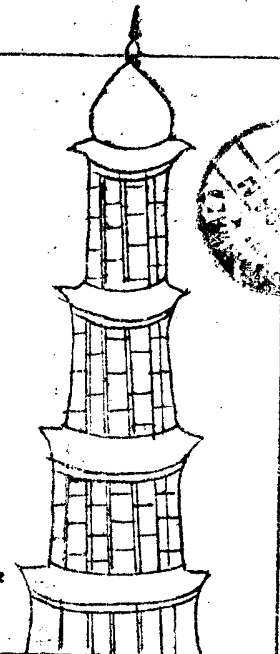

دوا بھی شفا بھی غرض دارالامان ہے

بہر گونہ باتو گرائی چہاد رقادیان بھی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص۔ یہاں تک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ... ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے:۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں۔ خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانسو تک پہونچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے نامور بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے
فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ: بالکل یہی الفاظ لکھیے:۔ مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ (تار کا پتہ) ہیڈ لیسنز دہلی:۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور فورًا یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فورًا زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخارات یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنے چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شفا دیتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۸ ؍ و ۱۲؍ روالی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۱۲؍ روالی سے تگنی ہیں کل دوافروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ۱۲؍ روالی شیشی۔ ڈوڈنس پی اور باکس ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہو جب ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ اور بھوک گھٹ گئی ہو (اسکاٹس ایملشن) دینا چاہیئے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ اسکا تہ ہر گز نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کو کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

ان کو آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور۔ ہدایت۔ اور شفا** - ہدیہ فی پارہ صرف (ایک روپیہ) عہ

نوٹ :- ساتوں پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپیہ (عہ) مع محصولڈاک۔

درخواست کرنے پر دفتر الحکم قادیان سے مل سکتے ہیں فورًا منگاؤ اور نفع دارین حاصل کرو۔

دین کو دنیا پر مقدم کرو

ان دنوں بدیوں کا جس قدر زور ہے اور مخالفین اسلام جو جو کاروائیاں اسلام کے نابود کر دینے کیلئے کر رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہی ہیں۔ کوئی وقت خالی نہیں جاتا۔ کہ جس میں دشمنان اسلام اسلام پر حملہ کر رہے ہوں۔ ایک تو مسیحیت کا غلبہ دوسرے آریہ مذہب کا جوش۔ تیسرے فلسفہ اور سائنس کا چرچا۔ اور چوتھے مسلمانوں کی اپنے مذہب سے لاعلمی۔ یہ ایسے روگ ہیں۔ کہ جن کا علاج سوائے رحمت الہی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر مسلمان مذہب سے واقف ہوتے۔ تو یہ بیرونی حملے چند دنوں میں ہی رائی کائی ہو جاتے لیکن سب سے زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسلمان خود اپنے مذہب سے واقف نہیں کیونکہ جب اسلام جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں۔ خدا تعالے کیطرف سے ہے تو پھر اس میں کسی قسم کا نقص کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اگر کہیں بھی دشمنان دین سے ہم کو شرمندگی اٹھانی پڑے (خدانخواستہ) تو یہ ہماری ہی سمجھ کا قصور ہے۔ نہ کہ اسلام کا۔ اور دشمن بھی تبھی جوش سے حملہ کر رہا ہے۔ جب اُسے ہماری کمزوری کا یقین ہو گیا ہے۔ پس سب سے بڑا نقص جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے کلام اللہ اور کلام رسول کو چھوڑ دیا ہے۔ اور دیگر لغویات میں پڑ گئے۔ جس کی وجہ سے ان کے اعتقاد بگڑ گئے۔ اور اعمال و اقوال خراب ہو گئے ہا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس نقص کو دور کیا اور لاکھوں کی ایک جماعت قائم کر دی جو خدا کے فضل سے قرآن شریف سے سچا اخلاص رکھتے ہیں۔ اور رسول اللہ کی بات بات پر قربان ہونے کیلئے تیار ہیں۔ وہ اسلام کے شیدا اور سچائی کے فدائی ہیں۔ اور نور ایمان بہت سے میدانوں میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

اس جماعت کو صراط المستقیم پر ثابت کرنے کے لئے حضرت صاحبؑ نے بہت سی تجاویز پر عمل کیا ہے اور ہر ایک تجویز اپنے اپنے رنگ میں ایسی مفید ثابت ہوئی۔ کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ چنانچہ سب سے آخر میں آپ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری جماعت میں علماء کی بڑی ضرورت ہے جو کہ جماعت میں اسلام کے سچے اصولوں کی تعلیم دیں اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سے خدا کے فضل و کرم سے بھٹکنے نہ دیں۔ ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد دینیات کی تعلیم دینا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند فرمایا کہ آپ کی یادگار کے طور پر اس مدرسہ کو بڑے پیمانے پر قائم کیا جاوے۔ اور اس میں ایسے علماء پیدا کرنے کی کوشش کی جاوے جو موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اچھی طرح سے قابل ہوں چنانچہ اس مدرسہ کا نام احمدیہ رکھا گیا۔ اور اس وقت سے اس کی مفید اور کارآمد بنانے کی متواتر کوشش چلی آ رہی ہے۔ لیکن وہی فساد جس سے مدد کرنے کیلئے اس مدرسہ کے قائم کرنے کی ضرورت پڑی تھی اس کے سد راہ ہوا یعنے لوگوں کا دنیا کیطرف بڑھتا ہوا میلان چنانچہ ابتک سوائے چند طالبعلموں کے باقی کل کے کل وہی طالبعلم ہیں۔ جنکو وظیفہ کے زور سے اس مدرسہ میں داخل کیا گیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود حضرت کی یادگار ہونیکے اس مدرسہ کیطرف احباب نے بہت کم توجہ کی ہے۔ ورنہ چار لاکھ کی جماعت میں سے سو ڈیڑھ سو لڑکا اب نکل آنا کیا مشکل تھا۔ جو اپنے خرچ پر دین کے لئے تعلیم پاتا۔ قرآن شریف میں صریح حکم ہے کہ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر اور پھر فرمایا کہ وما کان المؤمنون لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون ۔

پس بموجب ان آیات کے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے کہ جو اپنی زندگی کا ایک حصہ دینیات حاصل کرنے میں لگا دے اور پھر خواہ یہ لوگ تبلیغ دین پر ہی لگ جائیں۔ اور خواہ دوسرے کام بھی کرتے رہیں اور تبلیغ دین میں بھی مشغول رہیں اور ہماری جماعت کا تو ایسے علماء کا پیدا کرنا فرض مقدم ہے کیونکہ انہوں نے بیعت کرتے وقت عہد کیا ہوا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اب ایک طرف دنیا کی طرح طرح کی نعمتیں اور ترقیات کا سلسلہ نظر آتا ہے اور دوسری طرف یہ شان و شوکت نظر نہیں آتی پس یہی موقعہ ہے کہ ہمارا دعووں کا صدق آزمایا جاوے۔ اور مقبول کے اتقاء کی آزمایش کیجاوے۔ اور مجھے یقین ہے کہ احباب ضرور اس کام کو پورا کرتے رہیں گے۔ جن لوگوں نے اپنے پیارے کو چھوڑ کر اور طرح طرح کے دکھ اُٹھا کر بھی سچے راستہ کو نہیں چھوڑا اور صراط مستقیم پر قائم رہے ان پر یہ گمان کب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کار ثواب کے پورا کرنے میں قاصر رہیں گے۔ اور اب تک جو کچھ سستی ہوئی ہے اس میں صرف احباب کا ہی قصور نہیں۔ بلکہ مجھے ماننا پڑتا ہے کہ خود ہمارا بھی قصور ہے کیونکہ جب لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تو ہمارا فرض تھا۔ کہ ہم ان کو اس طرف متوجہ کریں۔ اور اگر پھر بھی وہ متوجہ نہ ہوں۔ تو بیشک ان پر الزام آتا ہے۔ مگر گذشتہ را صلواۃ کے مقدمہ پر عمل کرتے ہوئے میں احباب کو اسطرف توجہ دلانیکی جرأت کرتا ہوں کہ وہ نہ صرف مال سے بلکہ اولاد سے اس سلسلہ میں مدد دیں اور جن کو خدا نے دو یا تین لڑکے دیئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں ایک لڑکا دیدیں جو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم دینی حاصل کرے اور خدا چاہے تو ہزاروں لاکھوں کو راہ ہدایت دکھلا کر اپنے اور اپنے والدین کے لئے خدا تعالے کے حضور اجر کا مستحق ٹھہرے یاد رکھو کہ جو خدا تعالے کے لئے ایک دانہ بھی خرچ کرتا ہے خدا تعالے اُسے بڑھاتا ہے اور اتنا بڑھاتا ہے کہ کسی کو اس کی امید بھی نہیں ہوتی۔ من ذا الذی یقرض الله قرضا حسنا فیضاعفه له اضعافا کثیرا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیٹا قربانی کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ ان کو اس کے بدلے میں اتنی اولاد کا وعدہ دیا گیا کہ آسمان کے ستاروں کی طرح جن کا شمار نہ ہو سکے اسی طرح حضرت اسماعیل نے اپنی زندگی خدا کے راہ میں قربان کر دینے کا ارادہ کیا تھا جس کے بدلے میں ان کو یہ رتبہ ملا کہ آپ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوا کہ جس کی راہ میں مرنیوالوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۔

پس یہ گمان مت کرو کہ تمہاری قربانیاں یا خدمتیں ضائع جائینگی۔ اس کے بدلے میں جو خدا تعالے نے تمہارے لئے انعام مقرر کیا ہے وہ یہ ہے۔ وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة یہ مت سمجھو کہ عربی یا دینیات کی تعلیم میں دنیاوی نفع نہیں رزق اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اس وقت تمام دنیا کی اصلاح کے لئے جس شخص کو خدا تعالے نے چُنا وہ انگریزی نہیں جانتا تھا۔ نہ اس کا خلیفہ اس زبان سے واقف ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ خدا تعالے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے انسان کی کوششوں سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا قل لله العزة جمیعا ۔

غرضیکہ یہی کہ ہماری موجودہ حالت ایک علماء کے گروہ کی ضرورت محسوس کرتی ہے اور یہ کہ حضرت صاحب کی خواہش تھی کہ ہم میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین سے بکلی واقف ہوں بلکہ خدا تعالے کا حکم ہے کہ ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیئے یہ وقت خدمت کا ہے جو ثواب کمانا چاہے کما لے ورنہ وہ دن آتے ہیں کہ جماعتیں کی جماعتیں دین میں داخل ہوں گی۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں اپنا مال و اسباب اپنی جان اور اپنی اولاد خدا کی راہ میں پیش کریں گے۔ لیکن آجکل کی خدمت کرنیوالوں کی نسبت وہ درجہ میں بہت کم ہوں گے۔

میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد احباب اپنے لڑکوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے بھیجیں گے۔ اور خدا تعالے کے حضور ثواب کے مستحق ٹھیریں گے۔ جن احباب کو کوئی بات دریافت کرنی ہو وہ مجھ سے دریافت کر سکتے ہیں۔

(حضرت صاحبزادہ) مرزا محمود احمد قادیان)

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

تقریر حضرت مولوی محمد احسن صاحب

(برموقعہ جلسہ سالانہ)

حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے پہلے ایک لمبی چوڑی دعا فصیح و بلیغ مقفیٰ و مسجع عربی میں پڑھی منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے اللهم الهمنی علما اظفر به اوامرك ونواهیك وارزقنی فهما اعلم به کیف اناجیك یا ارحم الراحمین اللهم ارزقنی فهم النبیین وحفظ المرسلین والهام الملئکة المقربین برحمتك یا ارحم الراحمین ۔ اللهم افتح لی ابواب رحمتك وانشر علی من خزائن علمك یا ارحم الراحمین ۔

پھر اعوذ بسم اللہ کے بعد یہ آیت پڑھی۔

لا خیر فی کثیر من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتیه اجرا عظیما ۔

فرمایا یہ چھوٹی سی آیت اس خاکسار نے پڑھی ہے۔ اگرچہ ہمارے احباب بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ

طیبہ میں سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بہت کچھ جامع و بلیغ بیان کیا ہے۔ مگر میں بھی بحکم کم ترک الاول للآخر تعمیلاً للحکم کچھ سنا ہی دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ حضرت آدم سے لیکر ابتک وقتاً فوقتاً تلبیسات اور دجل کا زور ہوتا رہا ہے اور طرح طرح کے مفاسد و شبہات کی وقتاً فوقتاً ترقی رہی۔ یہانتک کہ بسبب ظہور فساد فی البر والبحر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بعثت آگیا جنکے ظہور کی بشارت تمام انبیاء دیتے رہے تھے۔ یہ زمانہ بھی کثرت الفتن کا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا تھا۔ ظہر الفساد فی البر والبحر اللہ تعالےٰ نے بتقاضائے صفت رحمانیت کے آنحضرت صلعم کے وسیلے سے جو فساد عالم و عالمیں میں رائج ہوا تھا۔ جسقدر چاہا۔ اس کو رفع فرمایا۔ بعد اس کے خلفاء راشدین رضؓ کا زمانہ ہوا ہے جسمیں دین اسلام کی ترقی لانظیر واقع ہوئی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے علم میں ایک آخری زمانہ دجالی بھی تھا۔ اور وہ یہی زمانہ ہے جبکہ تمام عالم میں مذاہب دجاجلہ اور ادیان باطلہ کی کثرت ہو رہی ہے۔ اس وقت بھی حسب سنت اللہ کے اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت نے تقاضا کیا تو امت محمدیہ میں سے ایک عظیم الشان انسان جری اللہ فی حلل الانبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ جو بدعات سیئہ و خیالات عقاید فاسدہ پیدا ہوگئے ہیں ان کو دور کرے۔ اور بیرونی دشمنوں اور اندرونی مخالفوں کی مدافعت فرمائے۔

یہ زمانہ دجالی ہے اس کے ثبوت کے لئے ایک ادنےٰ سی بات بیان کرتا ہوں کہ قطع نظر تلبیسات دینیات کے دنیاوی امور میں ہی دیکھو کہ ہر چیز پر کسقدر دجل اور ملمع سازی ہے۔ سونے چاندی کے متعلق ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں ہر بات میں دجل اور ملمع کی کارروائی بکثرت دیکھی جاتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ زمانہ زمانۂ دجالی ہے۔ پھر اس دجالیت کے مظہر کو احادیث میں مسیح الدجال کہا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ وہ تمام دنیا کی مسافت کریگا! کون نہیں جانتا کہ جو ترقی علم جغرافیہ کو اس وقت میں ہوئی ہے وہ اس سے پہلے ایسی کبھی نہیں ہوئی۔ دیکھو حضرت موسیٰ کی قوم چالیس سال تک ایک جنگل میں حیران و سرگردان رہی۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ راستہ نہیں ملتا تھا۔ اب تو چپے چپے پر سڑکیں طیار ہیں۔ دریا۔ ریگستان۔ اور بیابان سب کی مساحت ہوگئی اور ہو رہی ہے۔ پس اے میرے دوستو! بتاؤ کہ حسب قول مشہور "لکل دجال عیسیٰ" کیا ضروری تھا یا نہیں کہ مسیح موعود مبعوث ہو۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت اس امت محمدیہ کے لئے ضایع جائیگی "نعوذ باللہ منہ" حالانکہ فرمایا گیا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا۔ چنانچہ صدی کے سر پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا وعدہ کتب آسمانی میں زبان نبوت سے دیا گیا تھا۔ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اس انعام خداوندی کی قدر کرتے۔ اور کفران نعمت کر کے مستحق عقوبت نہ ہوتے۔ بلکہ ایسا نہ ہوا چونکہ مامور من اللہ کے وقت میں شیطانی آوازیں بھی آیا کرتی ہیں۔ ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم لہذا آوازیں تکذیب کی بھی بکثرت آنے لگیں۔ اور الہامات شیطانی بھی موافق اپنی اپنی استعداد ملہمین کے مکذبین کو ہونے لگے۔ اور سنت اللہ کے برعکس لوگ بموجب فاتبعہ شہاب مبین کے ہلاک اور تباہ ہوگئے۔ یعنے جنکی نسبت الہام رحمانی و وحی ربانی نے فتوے دیا تھا کہ وہ ہلاک ہوں۔ وہ ہلاک ہوگئے معہذا جو بدی پر ہیں وہ آواز شیطان کے تابع رہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

بانگ شیطاں گلہ بان اشقیا است
بانگ سلطاں پاسبان اولیا است

چنانچہ ان آوازوں میں سے کسی نے عصا موسیٰ سنایا۔ کوئی کانا دجال بنگیا۔ کوئی مدراس سے بول اٹھا۔ اور کوئی جموں سے بجائے چراغ کے ظلمت افزا پیدا ہوا۔

لیکن اہل نظر کی نظر میں ان دو آوازوں میں بڑا فرق اور تفاوت بین ہے۔ دیکھو دشمن کے لئے جب دروازہ بند کرتے ہیں تو بھی آواز آتی ہے۔ اور دوست کے لئے جب دروازہ کھولیں تو بھی ایک صدا نکلتی ہے۔ مگر عقلمند وہ ہے جو ان دونوں آوازوں میں فرق سمجھے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

تفاوت است میان شنیدن من و تو
تو بستن در و من فتح باب مے شنوم

آواز تو دونوں کی آئی۔ مگر دوست کے لئے دروازہ کھلتا ہے اور دشمن کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ ایک پر الہام ربانی ہوا تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھولا گیا اور سچے الہامات بارش کیطرح ہونے لگے۔ برکات کا دروازہ کھلگیا۔ اس کو ایک جماعت متبعین کی دیگئی۔ اور قبولیت ڈالی گئی۔ دوسرے پر الہام شیطانی ہوا۔ تو اس پر دروازہ بند ہوگیا نہ اس کو کوئی جماعت متبعین کی دی گئی۔ نہ مقبولیت ہوئی۔ بلکہ وقتاً فوقتاً نظارہ ابتریت کا نظر آرہا ہے۔ یہ مضمون شاعرانہ نہیں بلکہ شاعر نے غالباً قرآن مجید سے اقتباس کیا ہے۔

اللہ اکبر قرآن مجید کیا ہے ایک عجیب بیش بہا نعمت ہے۔ اور اس میں کونسی صداقت ہے جو نہیں۔ میں ہر چند کہ پیر و ناتوان ہوں۔ لیکن اسوقت قرآن کریم کے ارشادات کے بموجب اس بہار جاودان پر نظر کر کر اور اپنی اور مسیح موعود کا باغ کھلا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوگیا۔ اور فرط مسرت سے شکر اللہ تعالےٰ اس جوش کے ساتھ بول رہا ہوں جیسا کہ عالم شباب میں بول سکتا تھا۔ (واقعی ۸۸ سالہ عمر میں یہ آواز اس قدر پر جوش اور بلند تھی کہ مسجد کی فضا اس سے گونج رہی تھی)

ہر چند من ضعیفم و ہم ناتوان شدم
ہرگہ کہ روئے خوب تو دیدم جوان شدم

اب دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ اس مضمون کی تصدیق فرماتا ہے۔ ان الذین کذبوا بآیٰتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء

یعنے جو کبر و غرور سے تکذیب کرتے ہیں ہزاروں نشانوں کی (اس وقت میں مخبر صادق کی کیسی عظیم الشان پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور پھر بھی تکذیب ہو رہی ہے) ان کے واسطے دروازے آسمان کے ہرگز نہیں کھولے جاتے۔ سچ فرمایا مولانا روم نے ؎

لعنت اللہ این عمل را در قفا
رحمت اللہ ایں عمل را در وفا

دوسرے مقام میں ارشاد فرمایا:۔

ان للمتقین لحسن مآب جنت عدن مفتحة لھم الابواب۔

جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں (ہماری متقین میں خدا کے فضل سے داخل ہے) ان کے واسطے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یعنے دوسرے کے واسطے بند کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جموں والے نے بڑے دعوے کئے۔ مگر کیا وہ مینار کو بنا سکا۔ جسکی اس نے تکمیل کرنا چاہی تھی۔ کیا اُسے جماعت دی گئی۔ کیا وہ ابتر نہ رہا۔ کیا کانا دجال نے کوئی جماعت تیار کی۔ جو اس خشوع و خضوع سے نمازوں کے ادا کرنے والی ہو۔ کہ تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا میں ہے۔ کہاں ہے عصائے موسیٰ کی جماعت وغیرہ وغیرہ پھر دیکھو کہ یہ جماعت بیکس بے بس۔ بے زر۔ بے پر ہے۔ معہذا اس کے لئے کیسی تائید الٰہی ہو رہی ہے۔ کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ بھی موجود ہے۔ اور کوئی صاحب تلاوت آیات اور تعلیم قرآن مجید میں مصروف ہے اور کوئی تعلیم حکمت قرآنی و در تزکیہ نفس میں مشغول ہے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ ان کے واسطے دروازے کھولے گئے ہیں۔ ان کے دشمنوں کے لئے بند کئے گئے ہیں عصا موسیٰ نے اپنے الہاموں کی اتنی موٹی کتاب تیار کی۔ مگر جتنے الہام تھے سب غارت ہوگئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ عصا عصیان سے تھا۔ پس ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ کی رحمانیت کے تقاضا سے دجالی فتنہ کے دور کرنے کے لئے جو یہ سلسلہ قائم ہوا ہے۔ وہ خدا کیطرف سے ہے۔ اور اس سلسلہ کے بانی کے الہام جو براہین وغیرہ میں مندرج تھے پورے ہوگئے۔ اور پورے ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ پورے ہوں گے۔ اسی لئے یہ آیت الہام میں ہے کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور ان الہام میں سے ایک یہ بھی الہام تھا۔ کہ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلا الخ۔ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ جو مسیح موعود کے بارے میں ہے۔ کہ یتزوج و یولد لہ یعنے آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے اس تھوڑی سی عمر میں جو خلیفۃ المسیح نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور سنایا ہے اور جسقدر معارف اور حقایق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں۔ اب کوئی انہیں معمولی سمجھے۔ اور کہے یہ تو کل کے بچے ہیں۔ ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں۔ اور کھیلتے کودتے پھرتے تھے تو یاد رہے یہ فرعونی خیالات ہیں۔ چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ سے یہی کہا تھا:۔

الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین۔ وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین۔

(کیا میں نے بچپن میں تیری پرورش نہیں کی اور تو اپنی عمر سے کئی سال یہاں نہیں رہا۔ اور تو نے وہ کرتوت کیا جو کیا اور تو کفران نعمت کرنیوالا ہے) میرے بھائیو ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے۔ کیونکہ فرعون کا برا انجام ہوا۔ جو تمکو معلوم ہے۔ مثل مشہور ہے کہ الصبی صبی ولو کان نبیا۔

ایک دقیق بات اور سمجھ لینی چاہیئے۔ آنحضرت صلعم کیلو اسطے اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ محمد تمہارے

مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ مگر اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں)

یعنی آنحضرت صلعم کا کوئی نسبی اور جسمانی بیٹا نہیں جو جانشین ہو۔ مگر مسیح موعود کے واسطے یتزوج ویولد لہ فرمایا گیا۔ اور اس کی نسبت یہ بھی الہام ہوا۔ کہ کان اللّٰہ نزل من السّماء۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ نبی کریم کے ذکور میں سے کوئی ولد نہ ہوا اور مسیح موعود کے ہو۔ پس واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو تمام امتوں کا سردار بنایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ انی جاعلک للناس اماما۔ ایضاً وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ ایضاً ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویونس ویوسف وموسیٰ وھارون وکذٰلک نجزی المحسنین الآیۃ ابراہیم علیہ السلام کی برکت سے ان کی اولاد میں ہی کامل لوگ ہوئے۔ یہ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا جو لوگ محسنین ہیں۔ (اللہ کی ذات وصفات کو دیکھنے والے ہیں) ان کو بھی ایسے ہی مراتب عطا کریں گے۔

اب چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کسی کے باپ نہیں تو اس سے ابتر ہونیکا شبہ پڑتا تھا (نعوذ باللہ من ذلک) اس لئے لکن حرف استدراک لایا گیا۔ اور جو وہم ماسبق سے پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے دور کر کے فرمایا کہ آپ روحانی باپ ہیں اور تمام کمالات نبوت کے جامع ہیں یعنے کامل و مکمل ہیں۔ اس لئے آپ کی مہر سے ولد روحانی یعنی نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو امتی بھی ہوں اور نبوت جزوی بھی ان کو حاصل ہو۔ تاکہ روحانی اولاد کا سلسلہ قیامت تک باقی رہے لیکن اولاد نرینہ نہ ہوئے اور بلا فاصلہ ان کے جانشین نہ بننے میں یہ سر تھا۔ کہ اگر ایسا ہوتا تو درجہ تکمیل کامل طور پر ظہور پذیر نہ ہوتا۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ تخم بھی تو اپنی تاثیر کرتا ہے۔ اور دوسرا آپ کے کمالات تکمیلی حضرت ابراہیم کے کمالات تکمیلی سے بھی بڑھ کر تھے پس اس لئے کہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرنے پائے کہ یہ اثر تو تخم کی تاثیر کا اثر ہے۔ بحکم الولد سرلابیہ کے بیٹے میں ان کمالات کا کسی قدر ظہور پذیر ہو جانا ضروری تھا۔ لہذا آپ کے روحانی کمالات واسطے اظہار درجہ تکمیل کے صدیق اکبر رضہ کے سینہ میں پہنچے جو آپ کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ تا ایک دنیا پر ثابت ہو کہ آپ ایسے کامل و مکمل ہیں کہ غیروں تک بسبب حاصل ہونے کمال درجہ تکمیل کے آپ کا اثر پہنچتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے ما صب اللّٰہ شیئًا فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر۔ یعنی کوئی چیز علوم دینیہ و معارف حقہ اسلامیہ سے اللہ تعالےٰ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی۔ مگر کہ ابی بکر کے سینہ صافی میں ڈالدی گئی۔ ہاں بالضرور جبکہ چند پشتوں کا فاصلہ واقعہ ہو گیا تو بسبب اس فاصلے کے وہ وہم جاتا رہا۔ تو پھر آپ کی اولاد بنی فاطمہ میں سے ہی کمل افراد پیدا ہوئے۔

دیگر واضح ہو کہ سید المرسلین و خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم بنی اسمٰعیل میں سے ہیں۔ مگر چونکہ وعدہ نبوت حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے خواہ اسمٰعیل خواہ اسحاق الی یوم القیامۃ ہے اس لئے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے مسیح موعود بنی اسحاق سے ہوا تا یہ پیشگوئی کذٰلک نجزی المحسنین کی بھی دونوں ولد سے پوری ہوئی۔ وہ اس طرح سے کہ بنی اسمٰعیل میں سے تو ایک ایسے کامل اور مکمل سید المرسلین صلعم پیدا ہوں۔ جن کی امت کنتم خیر امۃ کی مصداق ہو۔ اور بنی اسحاق میں سے ایک ایسا نبی مسیح موعود پیدا ہو جو ہو تو احمد کا غلام اور معہذا وہ نبی بھی ہو تاکہ وعدہ مندرجہ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ وغیرہ کا بھی اس سے پورا ہو جاوے بقول شخصے۔ شعر

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
نکتہایست بس محرم اسرار کجاست

پس الحمد للہ کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ اب ہم میں اور غیر احمدیوں میں فرق ہے۔ اور ہمیں مناسب نہیں کہ ان کے ساتھ شامل ہوں اول یہ کہ ہمارے علاتی بھائی و غیر احمدی مسلمان مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن پیشگوئیوں کی تکذیب کر رہے ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

دوم:۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدّنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہم ان کی اسی زندگی دنیا میں نصرت کریں گے اور پھر آخرت میں بھی۔ آگے رہا صرف مابعد الموت کی نصرت کا ہونا اور دنیا میں کوئی نمونہ اسکا نہ ہوا تو اس کا ہر ایک فرقہ باطلہ بھی مدعی ہو سکتا ہے۔ ہم نے خدا کے فضل سے اسی دنیا میں اس نصرت الٰہیہ کے نظارے دیکھے۔ یہی ثبوت ہے آخرت میں رحمت الٰہی کے دیکھنے کا۔ کہاں ہے عصاء موسیٰ۔ یعنے وہ موسیٰ جسنے عصیان کیا (الٰہی بخش) کہاں ہے وہ چراغ جس نے ظلمت پھیلائی۔ پھر وہ مکفر بہلا مکفر جو سارے ہندوستان میں پھرا اور اپنی تمام کوشش میں ناکام رہا۔ وہ مخالف جس نے اپنے رسالہ میں لکھدیا کہ "محمد احسن" توبہ کر لیگا۔ مگر محمد احسن اب تک خدا کے فضل سے اپنے عقیدہ پر قائم ہے۔ اس نے ساعۃ العسرۃ میں قریب سو روپیہ کی ملازمت چھوڑ دی۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا الآیۃ

قریب چار ہزار روپے کے مکان کو خیرباد کہی ثم اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

لیکن ہمارا دشمن انی مھین من اراد اھانتک کے الہام کے نیچے آ گیا۔ یہ الہام بہوپال میں مجھے پہونچا تھا۔ اور اسی کے ساتھ ہے انی معین من اراد اعانتک۔ سو دونوں جلوے اپنی زندگی میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔ فالحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

پھر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت فاضل ایم اے ہمارے سلسلہ کے ایک نوجوان مقرر و محرر ہیں۔ انہوں نے بھی تبلیغ میں اس نصرت الٰہیہ کے جلوے دیکھ لئے۔ اور دیکھ رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے۔ جزاھم اللہ فی الدارین خیرًا۔

اب میں اس آیت کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ اس میں تین باتوں کیطرف اللہ تعالےٰ نے توجہ دلائی ہے۔ پس واضح ہو کہ۔ اور پھر الا جو نفی اور اثبات کے لئے آتا ہے۔ وہ اثبات کے لئے آتا ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ خیر منحصر انہیں تین باتوں میں ہے ایک امر بالصدقہ یعنے جیسے واجبات اور تبرعات ہیں جیتنے حسنات مالیہ ہیں ان کی تائید کے لئے حکم دینا۔ جو نفع جسمانی کا خلائق کو پہنچانا ہے۔ دیکھو قادیان میں کتنی مدیں جاری ہیں۔ یتامیٰ مساکین ابنا السبیل وغیرہ وغیرہ۔ دوم امر بالمعروف۔ جو نفع روحانی کا پہنچانا ہے یعنے ہر ایک نیکی کا کام جو مشہور اور پسندیدہ شرع اسلام کا ہو اس کا امر کرنا۔ اصلاح بین الناس جو دفع ضرر مطلق کا تھی یعنے لوگوں میں اصلاح کرنا۔ ان کو اعمال صالحہ کی ترغیب دینا گویا صدقہ میں نفع جسمانی غالب ہے، اور معروف میں نفع روحانی غالب ہے اور اصلاح بین الناس میں دفع ضرر ہے۔ اور قادیان کی صدر انجمن احمدیہ اور دیگر اراکین سلسلہ انہیں تین باتوں کا حکم کرتی ہیں۔ اور اسکا عملدرآمد بھی رکھتی ہیں۔ اللھم زد فزد۔

پھر یہ تینوں باتیں ہو سکتا ہے کہ ریا سے ہوں اس لئے فرما دیا کہ ابتغاء مرضات اللّٰہ یعنے جو ان کاموں کو محض اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے طلب کے لئے کرے۔ قریب ہے کہ ہم اسے بہت ہی بڑا اجر بخشیں گے۔

میرے دوستو! اللہ تعالےٰ کے وعدے بڑے سچے ہیں۔ اور وہ تمہیں تمام قوموں پر روحانی فتح دیگا۔ اور ان کے دلوں کو تمہاری طرف پھیر دیگا۔ اور اس کا یہ بھی وعدہ ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اس آیت پر لشارت کی نسبت تمام مفسرین و محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہے۔ اب چونکہ سیفی قوت سے دین کے متعلق قلوب انسانی پر کامل اثر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے لامحالہ یہ کام اظہار دین اسلام کا براہین قاطعہ [illegible] سے ہونا تھا۔ چنانچہ یہ اظہار دین براہین احمدیہ نے کیا۔ بعدہٗ یہ کام اظہار دین اسلام کا ریویو آف ریلیجنز سے ہوا۔ جو حضرت اقدس کے حکم سے جاری ہوا ہے دیکھو لیظہرہ علی الدین کلہ کا ترجمہ کیا ہے۔ کیا دنیا کے مذاہب پر نظر اس میں نہیں ہے۔ جو اسی رسالہ کا نام اس وقت رکھا گیا ہے جو کیکو ننت لتسمیہ کے اس آیت کا خیال بھی نہیں گذرا تھا۔ پس کیا اعجازی رنگ میں ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اس آیت میں پیشین گوئی نہیں ہے۔ یہ رسالہ بھی مسیح موعود کی تحریک سے جاری ہوا۔ اور اب مولانا محمد علی صاحب ایم اے کا ہاتھ اس کو چلا رہا ہے۔ گویا یہی رسالہ ہے جسکے ذریعہ ملت باطلہ و عقاید فاسدہ کا ابطال کیا جاتا ہے اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دنیا میں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ ورنہ کوئی بتا دے کہ کسی نے مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ بھی کیا ہو۔ اور پھر اس نے رسالہ دنیا کے مذاہب پر نظر بھی جاری کیا ہو۔ اور ایسا ہی یہ اللہ تعالےٰ کا سلسلہ جاری ہمیشہ کے لئے رہے گا۔ پھر ہمارے پاس وہ لشکر ہے جو آیات محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الیٰ آخر سورۃ۔ میں مندرج ہے جسکی تقریر عید کے دن کی گئی تھی۔ اور ہمارے دوست فاضل اکمل نے اسے لکھ کر بدر میں چھپوا دیا ہے۔

اب بحکم اللہ لکل ظہر بطن کے علاوہ بیان سابق کے ایک اور بطن قرآنی کو بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ تمام حروف تہجی اولہا الی آخرہا ان آیات کے کلمات میں موجود ہیں۔ اس میں گویا یہ اشارہ ہے۔ کہ تمام اوامر و نواہی جو ان حروف سے شروع ہوتے ہیں انپر والذین امنوا معہ یعنی جماعت کے لوگ ثابت قدم رہیں۔ اوامر کی تعمیل نواہی سے اجتناب کرتے رہیں۔

ا - امانت - ایمان - اخلاص - **ب** - برکت
بر - **ت** - توکل - تقوی - **ث** - ثواب -
ج - جہاد (یعنے مجاہدہ فی الدین) جود - **ح** - حیا
حکمت - **خ** خشوع وخضوع - **د** - دعا - **ذ** - ذکر
اللہ وذکاوت **ر** رافت و رحمت **ز** زکوٰۃ -
س سعادت - سلامت - سخاوت **ش** - شکر
ص - صبر - **ض** ضحایا - ضوء ایمانی **ط** -
طہارت **ظ** - ظہور دین کا - **ع** عافیت - عدل -
علم - عزم محبت **غ** غنا از خلق - غور وفکر در امور دین -
ف - فہم - فراست - **ق** قناعت **ک** کرم - **ل**
لیاقت - **م** - معرفت **ن** نور - نشاط **و**
وقار - وفا - **ہ** ہمت ہدایت خلق - **ی** یقین
ناظرین کو چاہیئے - کہ ایسے لواہی بھی استخراج کرلیویں جن
کے اوایل میں یہ حروف موجود ہوں - اب یہ تمام باتیں ہم میں
جمع ہو جاویں - تو بقول شخصے ع آرے باتفاق جہانے مے
تواں گرفت - انشاءاللہ تعالےٰ (فسوف نؤتیہ اجرا عظیما) ہم کو
بھی ... اجر عظیم ملیگا -

آل انڈیا محمڈن یونیورسٹی

سندرجہ ذیل پروسیڈنگ الحکم میں اشاعت کیلئے ... جس کو بڑی خوشی کے ساتھ شایع کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

اجلاس ... کمیٹی منعقدہ ۱۵ جنوری ۱۹۱۱ء ... نواب وقار الملک بہادر -

حاضرین ... نواب وقار الملک بہادر - آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب - شیخ محمد عبداللہ صاحب پروفیسر عبدالعزیز صاحب ... حسین صاحب - سید عبدالباقی صاحب رجسٹرار - مولوی ... احمد صاحب بریلی - مولوی ادریس احمد صاحب ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب - اور ... ٹول اسکوائر پرنسپل -

نواب وقار الملک بہادر کی تجویز اور آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی تائید ... اور جملہ حاضرین کے اتفاق سے مسٹر ٹول جلسہ کے پریسیڈنٹ ہوئے -

(۲) قرار پایا کہ ایک ضلع وار ڈائرکٹری مرتب کیجاوے - جس میں کہ تمام ان مسلمانوں کے نام درج ہوں - جن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے - (الف) درباری - (ب) خطاب یافتہ - (ج) ممبر میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ - (د) عہدہ داران جنکی تنخواہ پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ ہو - (ص) وکیل اور ڈاکٹر اور دیگر علمی پیشہ ور اصحاب - (ع) سرکاری مالگذاری اور انکم ٹیکس ادا کرنے والے -

(۳) مذکورہ بالا ڈائرکٹری میں ہر ضلع کے اسلامیہ سکولوں مدارس اور انجمنوں کی مختصر حالات درج ہونی چاہیئیں - انجمنوں کے ممبر صاحبان و مدارس کے منتظمین و مدرسین کی فہرست بھی شامل ہونی چاہیئے -

(۴) اس ڈائرکٹری کی تیاری کے واسطے مفصلہ ذیل کتابیں فوراً منگائی جاویں - یہ کہ ڈائرکٹری ۱۹۱۱ء ہر صوبہ کی سول لسٹ - گزٹ آف انڈیا - صیغہ زریں مطبوعہ نولکشور پریس - گورنمنٹ گزٹ سکے وہ نمبر جس میں مسلمان ڈائرکٹروں کی فہرست شایع ہوئی ہے - ہر ضلع کے چنگی کے رائے دہندگان کی فہرست - اور اسی قسم کی دیگر کتابیں جن سے ڈائرکٹری کی ترتیب میں مدد ملے -

(۵) دو قسم کی اپیلیں شایع کیجاویں - اول ایک مختصر اپیل جس کی ایک لاکھ کاپیاں ہندوستان کی مختلف زبانوں میں طبع کراکر تقسیم کی جاویں - اور دوم ایک مفصل اپیل چار صفحہ کی جس کی دس ہزار کاپیاں طبع کراکر شایع کیجاویں -

(۶) یہ کہ سردست آٹھ ایجنٹ پنجاب وصوبہ سرحدی کے لئے آٹھ ایجنٹ ممالک متحدہ کے لئے ... اور دو ... سندھ کیلئے مقرر کئے جاویں - یہ ایجنٹ ترتیب ڈائرکٹری میں امداد دینے کے علاوہ سردست لوگوں کو ڈیپوٹیشنوں کے خیر مقدم اور امداد کے لئے تیار کریں گے -

(۷) موجودہ سفیران کانفرنس وسرسید میموریل فنڈ کے علاوہ جو صاحب سفارت کی خدمت انجام دینا چاہیں گے - وہ اعزازی سفیر ہوں گے اور ان کو واقعی مصارف ... ۵۰ روپے ماہوار تک ... دیا جائیگا -

(۸) سفیروں کو یکم فروری سے کام شروع کردینا چاہیئے -

(۹) تمام ٹرسٹیان کالج - ممبران سنٹرل ... کانفرنس - وممبران اولڈ بائز ایسوسی ایشن - اور مسلمانوں کی دیگر مقتدر جماعتوں کے اراکین سے درخواست کیجاوے کہ وہ ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا اوسط آمدنی یونیورسٹی فنڈ کو مرحمت فرماویں - اس تجویز کی تعمیل میں مفصلہ ذیل اصحاب نے ... ایک ماہ کی تنخواہ یا اوسط آمدنی کا تحریری وعدہ فرمایا - نواب وقار الملک بہادر عزیزی مشتاق احمد مدعمرہ خلف نواب وقار الملک بہادر - آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب شیخ محمد عبداللہ صاحب - مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر - ادریس احمد صاحب - مولوی عبدالاحد صاحب (دو ماہ کی آمدنی) اور ضیاءالدین احمد -

(ضیاءالدین احمد سکرٹری ڈیپوٹیشن کمیٹی)

اسلامی یونیورسٹی

محمڈن یونیورسٹی کے قیام کی ضرورت پر بحث کی اب حاجت نہیں - ہز ہائنس سر آغا خاں بالقابہ نے اس کام کو عملی رنگ میں شروع کردیا ہے - اور اس کی تکمیل کے لئے انہوں نے خود گدائی کے لئے نکلنا پسند کیا ہے - یہ مسلمانوں کی خوش قسمتی اور بھلے دنوں کا پیش خیمہ ہے - جبکہ اتنے بڑے درجہ بزرگ قوم کے تعلیمی سوال کو عملی رنگ میں حل کرنے کے لئے نکلے ہیں - اس وقت مسلمانوں کو جس کام کی طرف توجہ کرنی چاہیئے وہ یہ ہے - کہ بہت جلد مطلوبہ سرمایہ کو مہیا کردیں - آج ۲۷ جنوری ۱۹۱۱ء تک یونیورسٹی کے متعلق سرمایہ کی فراہمی کی جو خبر آئی ہے وہ یہ ہے کہ دس لاکھ جمع ہوگیا ہے - اور ہز ہائنس سر آغا خان بالقابہ کے دوستوں نے اسی قدر اور جمع کردینے کا وعدہ کر لیا ہے - گویا ...... **بیس لاکھ جمع شدہ** سمجھنا چاہیئے - اب صرف موجودہ ضرورت کے لئے ۱۰ - لاکھ کی اور ضرورت ہے - عنقریب یہ ڈیپوٹیشن پنجاب میں آنیوالا ہے - میری رائے میں جب تک ایک کروڑ جمع نہ کر لیا جاوے - اس وقت تک ڈیپوٹیشن اپنا کام جاری رکھے - لاہور کے متعلق میرا خیال ہے کہ باعتبار نیوز کی روشن خیال اور زندہ جماعت کو

ایک لاکھ روپیہ

سے کم نہیں دینا چاہیئے - اور کم ازکم ایک لاکھ صرف **لاہور** کے مسلمان جمع کردیں - ایسا ہی **بہاولپور** کی علم دوست ریاست سے

دو ڈیڑھ لاکھ

کی توقع بے معنے اور فضول نہیں - بلکہ عین مناسب اور موزوں ہے - میری دانست میں سرمایہ کا کام مارچ ۱۹۱۱ء تک ختم ہونا چاہیئے - یعنے تیس لاکھ جمع ہو جانا چاہیئے - غرض مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی کے لئے پوری ہمت اور سعی سے کام لینا ضروری ہے - اور جب تک ان کی اپنی یونیورسٹی نہ ہو تعلیم کا سوال حل ہی نہیں ہوسکیگا - خدا کرے وہ وقت جلد آئے - کہ نہ صرف ایک بلکہ کئی اسلامی یونیورسٹیاں ہند میں قایم ہوں - ہم نہایت خوشی کیساتھ اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہیں اور الحکم بڑی خوشی کے ساتھ اس کام میں اپنی سعی کو اٹھا نہ رکھیگا - چونکہ تمام تجاویز کا درجہ تکمیل تک پہونچانا اللہ تعالےٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے - اس لئے جہاں تجاویز سے کام لیا جاوے وہاں اس کام کے مبارک اور مفید ہونے کے لئے دعاؤں سے بھی کام لیا جاوے - اور کام کرنے والے احباب اخلاص اور صدق سے اس میں حصہ لیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فریاد درد

بخدمت سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ و احباب کرام

اسلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ انجمن سادہ سنگت قادیان کیطرف سے مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں چند ضروری امور کے متعلق لکھوں اور وہ یہ ہیں آپ صاحبان پر روشن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اپنا کام پورا پورا کرکے اپنے خدا سے جا ملے لیکن جس کام کو ہم لوگوں نے اپنے ذمہ لیا ہے اسکا بہت سا حصہ تا حال معرض التوا میں پڑا ہوا ہے - اور وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے بزرگوں کی جانکاہ کوششوں اور جانفشانیوں سے اسلام ہم اور ہمارے بزرگوں تک پہنچا ہے - وہ لوگ اس آسمانی نور اور الٰہی برکات سے ابتک بکلی محروم ہوکر مخلوق پرستی کا ہاتھوں اور زبانوں سے دکھ اٹھا رہے ہیں اور وہ پادریوں کی زبان درازی اور عجیب جو ہوش ... آرہے ہیں یعنی عربستان مصر - شام مراکش و عراق - ایران ترکستان بخارا ... کے کروڑہا باشندگان سلسلہ احمدیہ سے بیخبر ہیں مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور ارشادات سے بےخبر ہیں لہذا یہ ضروری ہے کہ اگر ہم درحقیقت آخرین منہم کی جماعت میں خدا کے نزدیک بھی ہیں - تو ہم اس الٰہی سلسلہ کو نامبردہ ممالک میں بذریعہ اشتہارات و ٹریکٹ سرعت سے پہنچا دیں اور ان کے بزرگوں کے تحفہ اسلام کے بدلہ میں ہم سلسلہ احمدیہ کے تحفہ کو انکی انہی کو بہتر سے بہتر شکل میں ... کرکے واپس کریں کیونکہ ان لوگوں اور انکی بزرگوں کا ہمپر کئی طرح سے ... ثابت شدہ حق ہے - ان ہمارے بزرگوں نے ہماری خاطر تبلیغ کیلئے ... کرکے ہیں تو آدم ان کے لئے ... کم انکی سپاہی ہی ... بعض مشنری ... کا کیمبرج سے اسلامی ملک میں علاوہ دیگر فرنگستانی اقوام کے پادریوں کی صرف انگلستان کے پانچ پانچ سو انگریز پادری نہایت سرگرمی سے کام کررہے ہیں اور ... کئی ... اپنے دین و ایمان سے ... ہوکر اپنے ملک و ملت پر ... کر رہے ہیں - پس ان امور کو مدنظر رکھکر حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور اجازت کیساتھ ایک اشتہار بزبان عربی تیار ہوا اشاعت کیلئے ... جو شایع ہوگا جسکا ... انجمن ... نے لگایا ہے پس آپ اس مبارک کام کو جہاد ... کر ثواب حاصل کریں جو پہلے زمانہ میں نکلے کیونکہ سو ملا کرتا تھا (ب) علاوہ ازیں انجمن ہذا نے سکھوں ہندوؤں اور عیسائیوں پر اتمام حجت کرنیکی غرض سے اشتہار جاری کرنیکا کام بھی اپنے ذمہ ... پہلے سے ہی لیا ہوا ہے - (ج) نیز قادیان کے نومسلم واردین کی تربیت وتعلیم کی نگرانی اور انکے ... کیلئے بھی سادہ سنگت مناسب انتظام کرنیکی فکر میں ہے - لیکن ان ہر سہ اغراض کی انجام دہی کیلئے بہت سے ...

آگیا ہے کھینچ کے ماء اللحم میخوارو چلو! ہے یہی موسم یہی موقع خریدارو چلو!

یہ ماء اللحم عنبری!!!

خزاں کا زمانہ پانی کا قحط کھیتیاں خشک ہوگئیں درختوں کی پتیاں زرد ہو ہو کر گر گئیں۔ شاخیں مرجھا گئیں ... زائل ہوگئی۔ اتفاقاً ابر اٹھا ... زمین نے سال بھر کے لئے ... درخت ہرے ہوگئے۔ کونپلیں پھوٹیں کلیاں نکل آئیں۔ پھول لگے پھل لگے۔

یہی حالت ہمارے ماء اللحم عنبری کی ہے۔ اس کے استعمال سے ... اعصاب اسی طرح ترو تازہ ہوجاتے ہیں ... مرجھائے ہوئے ... جس نے تین چار بوتلیں پی لیں گویا اس نے سال بھر کے لئے تندرستی کا بیمہ کرالیا یہ وہ پاکیزہ شراب ہے جسے پیتے ہی طبیعت مسرور ہوجاتی ہے سستی کاہلی کمزوری کافور ہوجاتی ہے۔

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں بوتلیں ... اجزاء بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ نہایت اہتمام سے تیار ہوتا ہے۔ اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ اب کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے مفید تازہ بتازہ کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہورہی ہے۔ جلد منگائیے۔ دیر نہ کیجئے۔

فوائد:- اعضاء رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے۔ رنگ کو نکھارتا ہے۔ نزلہ کو روکتا ہے۔ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر۔ جوانوں کیلئے مایہ عیش۔ بڈھوں کیلئے آبحیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن۔

قیمت فی بوتل عہ - ایک درجن ۱۵ - ایک بوتل میں ۱۲ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کی جاتیں۔ ریلوے پارسل منگانے میں خریدار کو محصولڈاک میں کفایت ہوگی۔

نوٹ شفاخانہ ہذا کے مجربات نقرا۔ ویدک۔ حکمی تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ توکل غربا کو دوا مفت دی جاتی ہے۔ ہزارہا اسناد ... دوائیوں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کیجائے گی۔

المشتہر ایس۔ اے۔ حکیم۔ پروپرائٹر اودہ لکھنؤ

قابل توجہ ممبران انجمن اہل قرآن لاہور

غالباً ۱۹۰۹ء ماہ رمضان میں میں نے لکھا تھا کہ اگر مولوی عبداللہ صاحب کا ترجمۃ القرآن بعوض مبادلہ مل سکے تو میں میرا بھیجدوں۔ وہاں سے مینیجر صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ انجمن کے ممبروں نے یہ تبادلہ منظور فرمایا ہے۔ آپ میرا بھیجدیں اس خط کے آنے پر میں نے سو تولہ میرا قیمتی پندرہ روپیہ صحت بھیجدیا۔ جب کئی دن گذرنے پر قرآن شریف مترجم نہ پہنچا۔ تو میں نے مینیجر صاحب کی خدمت میں متواتر کئی خطوط لکھے۔ تو آخر ایک اور صاحب نے جواب لکھا کہ مینیجر صاحب دورہ پر تشریف لیگئے ہیں۔ واپس جب آئینگے تو آپ کا فیصلہ کردیں گے پھر جب ہوگیا جب کئی دن اور گذر گئے تو پھر لکھا کہ ترجمۃ القرآن بھیجدو۔ تو یہ جواب ملا کہ آپ کا میرا ابھی فروخت نہیں ہوا۔ فروخت کرکے ترجمۃ القرآن بھیجدیا جائیگا۔ اگرچہ فریقین میں پہلے یہ شرط فروخت یا عدم فروخت کی تعیین نہ تھی۔ مگر میں نے بعد کو بھی شرط تسلیم ہی کرلی۔ اب اس انتظار طویل کے بعد جب پھر میں نے عرض کی کہ ترجمۃ القرآن اب تک نہ پہنچا۔ عجیب بات ہے۔ یہ رسم تو نہیں کرسکتا کہ اہل قرآن ہو کر کسی کا مال عزور برد کرلیا جائیگا۔ مگر کچھ موانع دمپیش ہوگئے ہیں گے۔ اس کے جواب میں ایک بزرگ نے لکھا کہ تم لوگ اسلام سے تو ہاتھ دھو چکے ہو۔ اب آخرت کو بھی جواب دے چلے۔ نہ آپ کا میرا ہم نے منگوایا ہے اور نہ ترجمۃ القرآن دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر سچے ہو تو ہماری تحریرات پیش کرو۔ ان خطوں کے آخر پر اکثر مہری حروف میں دستخط تھا۔ میں یہ خط پڑھ کر حیران ہوگیا۔ کہ الہٰی انجمن اہل قرآن اور یہ معاملہ العجب ثم العجب۔ اس پر میں نے وہ خطوط جو اس بارہ میں لاہور سے آئے تھے ایک لفافہ میں بند کرکے بانئے فرقہ اہل قرآن جناب مولوی عبداللہ صاحب کی خدمت میں بھیجدیئے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ اسبارہ میں آپ ہی قاضی اور آپ ہی منصف۔ تحقیقات کرکے جواب سے سرفراز فرماویں۔ اس خط کو اب مدت گذر گئی۔ اور کوئی جواب نہ آیا۔ لہذا مجبوراً بذریعہ اخبار ہذا ممبران انجمن اہل قرآن سے استفسار کرتا ہوں امید ہے کہ مفصل جواب تحریر فرماکر مشکور فرماویں گے۔

نمبر (۱) کیا میرا قیمتی تولہ جو تبادلہ ترجمۃ القرآن میں بھیجا تھا۔ وہ آپ کے پاس پہنچا ہے یا نہ؟ **نمبر (۲)** اگر پہنچا ہے تو کیا وجہ کہ اب تک ترجمۃ القرآن نہیں دیا گیا؟ **نمبر (۳)** اگر میرا پہنچ کر ہے انکار ہے تو کیا وہ مسلمان اہل القرآن کی شہادت میرے اثبات دعوی کیلئے کافی ہوگی یا نہ؟ **نمبر (۴)** کیا قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت ہے کہ جنس کے بدلے جنس لے لیا جاوے۔ اور پھر دو سال کے بعد بھی جنس واپس کردیا جاوے۔ یا بالکل ہی انکار کردیا جاوے۔ پارہ و رکوع تحریر فرماویں۔ **نمبر (۵)** کیا اہل دین کے معاملہ میں مشتری کو اتنی تکلیف دینی جائز ہے؟ **تمام ممبران انجمن جمعہ کے دن بیٹھکر** میرے ان سوالات کے جوابات جیسے مناسب ہوں مفصل تحریر فرماویں۔ کہ تسلی ہو۔ اس معمولی مالیت کیلئے کیسی انجمن کے ممبروں کو بذریعہ اخبارات مخاطب کرنا مجھے ہرگز مطلب پسند نہیں ہے۔ اور اتنی مدت سکوت کا یہ ہی باعث ہے۔ مگر ہندی نویس بزرگ مندرجہ بالا الفاظ زیر لکیر کیوجہ سے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس معاملہ کی تحقیقات تو کرلی جاوے۔ کہ ایمان اور آخرت سے کون فریق ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ فقط

راقم محمد امین احمدی۔ از مقام دائتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ بھی کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۹۹۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] ناظم صاحب بہادر لفٹیننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر۔ ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو ایسی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا حسین و تندرست بنا دیتا ہے کہ ہم حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور نامور ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالجوں کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۹۳ روپے روح حیات کی یومیہ دان کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام نعمتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو دن میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرہ پر بیس رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نوا حسنات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ و ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ و ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عا)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری۔ بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں ... (چار روپیہ چار آنہ) للعہ

شیشی خورد ... (دو روپے دو آنہ) (عا)

یہ دو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام سے طلب کریں +

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں دھوکا ہے اعضائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہو۔ میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس (عہ)

طلائے طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھاویں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اس کو پائیں۔ قیمت طلائے دو روپیہ (عا)

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (ـ/)

سنون دنداں۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔

قیمت فی بکس (ـ/۴)

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت فی بڑی شیشی چودہ آنے۔ محصولڈاک ۴ر دو شیشی ۸ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنے۔ محصولڈاک ۳ر دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۴ر محصولڈاک ایک سے ۴ تک ۵ر بارہ ڈبیہ تک ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

جلد ۱۵ نمبر ۴

جنوری ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے یہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس دواخانہ کی ادویات کو بہترین

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہمارے طب کی بہترین ادویات ہیں ... سال سے ... کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک زیبائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے ... خواہ کیسے ہی پورے ڈالتے ... قیمتیں وہی لی جاتی ہیں

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک ... اور مفید دوائیں تیار ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہنچ ... ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت مل سکتی ہے۔

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھئے:- مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) میڈیسنز دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈودز پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پیٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ دردسر۔ تبخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈودن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈودنس ڈزپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۱۴ر و ۱۲ر ۲ار والی شیشی میں ۱۲۰ گولیاں جو ۱۴ر والی شیشی سے بچگنی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ۱۲ر والی شیشی ڈودن پی اور باکس منہ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی!

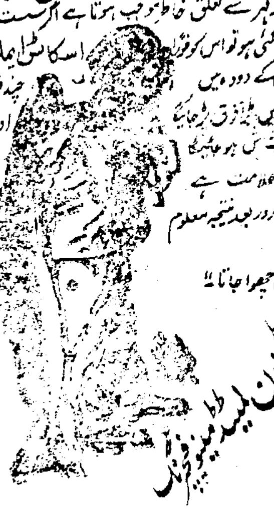

والدین کو ہمیشہ گہرے تعلق خاطر کا موجب ہوتا ہے اگر سست یا تپ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچے میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خرم اور چست ہو جائیگا تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجائیگا۔

"ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا"

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹیڈ مینوفیکچرر لندن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ ...... آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔" ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں **نور۔ ہدایت** اور **شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ صرف ایک روپیہ ۱ر)

نوٹ: سات پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے معہ محصول ڈاک سات روپیہ عہ ر

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت اب خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ قرآن مجید کے سننے کا پاک اور روح کو مسرت بخشنے والا شغل شروع ہو گیا ہے۔ اب میں پھر اپنے قدیم معمول کے موافق خدا کے فضل سے ناظرین الحکم کو ان عجائبات نکات سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں جوان ایام میں مجھے بلاواسطہ یا بالواسطہ سننے کا موقعہ ہوا۔ اور کبھی نہ کسی رنگ میں آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں۔

ایمانی قوت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی ایمانی قوت کے متعلق پہلے بھی کئی بار ذکر کر چکا ہوں۔ مگر یہاں بعض جدید واقعات اسکی تائید میں پیش کرنے خالی از فایدہ نہ ہوں گے۔

۲۳ جنوری کی صبح کو جبکہ ابھی ماشرہ کا ورم موجود تھا۔ اور آپ کو تکلیف تھی۔ گو بمقابلہ سابق بہت آرام تھا۔ قرآن کریم اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مجھے اپنی اولاد کا کچھ بھی فکر نہیں۔ ایک دنیا دار انسان جو اپنی عمر میں اسی سال کے قریب ہو۔ اور جس کے تمام بچے محض نابالغ اور بعض شیرخوار ہوں۔ ایسی حالت میں کہ وہ گویا بستر موت پر ہو جو کچھ اپنے حرکات و سکنات سے ظاہر کر سکتا ہے۔ بخوبی معلوم ہے اس کے اندر گھبراہٹ اور بے اطمینانی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے سامنے مختلف امیدوں اور آرزوؤں کا ایک وسیع میدان پاتا ہے۔ اور جوں جوں وہ اپنی اولاد اور متعلقین کے سلسلہ اور بے سروسامانی پر غور کرتا ہے اسیقدر اس کے دل میں اضطراب بڑھتا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اس قسم کی حالت میں ناظرین الحکم نے کم و بیش ضرور دیکھا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل اسی سال کے بڈھے۔ مگر جوان ہمت کو دیکھئے۔ اللہ تعالےٰ پر اسے کیسا ایمان اور بھروسہ ہے۔ اس کی ایمانی حالت میں توحید اور توکل علے اللہ کا کیسا غلبہ ہے۔ اور بیوی۔ اور بچوں کے لئے اس کے دل کو کوئی غم نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ صالح کی اولاد کو اللہ تعالےٰ ضائع نہیں کرتا۔ یہ یقین اور قوت ایمانی ہے۔ جو ہر حال میں اُسے خوش و خورم رکھتی ہے۔ اس سے جہاں آپ کی ایمانی قوت کا پتہ لگتا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ فی الواقعہ دنیا میں آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔ کسی چیز کے ساتھ دل بستگی نہیں۔

مخلوق کی نفع رسانی کا خیال

حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود تو مسلم طور پر نافع الناس ہے۔ ہر شخص قطع نظر کا فر و مومن دوست و دشمن کے آپ کے فیوض سے بلا تکلف فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ علالت کے اس سخت حملہ کے دنوں میں بھی یہ سلسلہ بدستور جاری رہا ایک شخص نے آکر اپنی ضروریات کا ذکر کیا اور کسی شخص کی شکایت کی کہ اسکا کفاف معین ہے نہیں دیا گیا۔ فرمایا اس کو ہمارے گھر سے دیدو۔ یہ کیا عجب شان ہے۔ حکم دیکر جہاں سے اسکا کفاف مقرر ہے دلا سکتے تھے۔ مگر نہیں اس کی رفع شکایت یوں کر دی کہ اپنی گرہ سے دیدیا۔ ہر شخص کا یہ کام اور حوصلہ نہیں ہو سکتا کہ اسکا سینہ اتنا وسیع ہو۔

ایک دن شام کو میاں دین محمد (المعروف لنگا میاں) آپکے پاس آیا اور کہا میری والدہ سلام علیکم کہتی ہے۔ جواب کہنا تھا ہی حکم دیا کہا ہی اس کو ایک روپیہ دیدو۔ میاں دین محمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص خادم میاں جان محمد مرحوم کا بیٹا ہے۔ اور بیچارہ معذور ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اسکی ضروریات کا خصوصیت سے لحاظ رکھتے ہیں۔ اور اس کی پرورش فرماتے رہتے ہیں۔ اس موقعہ پر اسے نہیں بھولے۔ پھر اس نے اپنی شادی کے لئے ذکر کیا کہ میری والدہ ایک جگہ تلاش رشتہ میں جانا چاہتی ہے فرمایا ضرور جائے ہم روپیہ دینگے پھر میاں دین محمد نے ایک دوائی بھی بیان کر دی کہ یہ استعمال کریں۔ فرمایا بہت اچھا۔

یہ سب معمولی باتیں سمجھی جائیں گی۔ مگر جو لوگ جانتے ہیں۔ کہ میاں دین محمد ایک کس مپرس اور بے علم آدمی ہے۔ اور بعض لوگ تو اُسے محض اپنی تفریح کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہ غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ حضرت کے اخلاق کا معیار کتنا اونچا ہے۔ وہ کسی شخص کی بات کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور شکستہ دلوں کی دلجوئی اور تسلی کے لئے آپ ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

نیکی کے کاموں کے لئے ادنیٰ تحریک پر بھی طیار رہتے ہیں

اس بیماری کی حالت میں میں نے دیکھا ہے کہ کسی نیک کام کی ادنیٰ تحریک بھی کیجاوے تو آپ اس کی تعمیل کے لئے فوری جوش رکھتے ہیں مولوی عبدالقادر صاحب لودہانوی نے رویا میں دیکھا کہ مولانا مولوی محمد قاسم مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح کی عیادت کو آئے ہیں۔ اور انہوں نے ایک سو روپیہ صدقہ کرنے کے لئے فرمایا ہے حضرت کو یہ خواب سنائی گئی۔ تو آپ نے فوراً حکم دیا۔ کہ ایک سو روپیہ نفل صدقہ کر دو۔ یہ تو سنت ابراہیمی کا اتباع آپ نے کیا۔ انہوں نے رویا میں دیکھا کہ گویا اپنے بچے کو ذبح کرتے ہیں۔ آپ فوراً اس کے لئے تیار ہو گئے مگر یہاں تو رویا بھی کسی دوسرے شخص نے دیکھی۔ تو آپ نے فوراً ہی اس کی تعمیل کر دی۔ یہ ایک سبق ہے ہم لوگوں کے لئے۔ کہ خیرات و صدقات کے لئے کسقدر جوش ہمارے اندر ہونا چاہئے صدقہ فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے غضب کو دور کر دیتا ہے۔ اور آئی ہوئی بلائیں اس سے ٹل جاتی ہیں۔ ایک شخص نے قربانی کا خواب دیکھا۔ کئی مرتبہ آپ نے قربانی کر دی۔ یہ عملی نمونہ نہایت موثر اور مبارک ہے۔ آپ ہمیشہ لوگوں کو صدقات کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ اس بیماری میں اس کثرت سے آپ نے صدقہ کیا ہے کہ جاننے والے جانتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ صدقہ کے ذریعہ رد بلا ہوتا ہے۔ صدقہ تمام قوموں میں ایک مفید چیز قرار دی گئی ہے۔ اور فطرتی طور پر ہر شخص اسے رد بلا کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

غیر معمولی صفات کا اظہار

حضرت خلیفۃ المسیح کی خصوصیات میں سے ایک یہ بات ہے کہ آپ کبھی روتے نہیں۔ میں نے اس بیماری سے پہلے صرف آپ کو دو مرتبہ آنسو بہاتے دیکھا ہے ایک مرتبہ اپنے ایک بچے کی وفات پر۔ اس وقت میرے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا تھا۔ کہ یہ آنسو میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے لئے نکالے ہیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک بچے کی جب وفات ہوئی تو آپکی آنکھ سے آنسو نکلے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ انا بفراقک لمحزونون۔ اسی طرح میں بھی کہتا ہوں۔ اور ایک مرتبہ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن میں حضرت کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ آسمان سے تقاطر ہو رہا تھا۔ اس وقت حضرت کی آنکھ سے آنسو نکلے اور فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ آسمان ان کے لئے نہیں روتا۔ مگر عبدالکریم کے لئے آسمان بھی روتا ہے۔ ان الفاظ کے بیان کرنے میں آپ کے لہجہ میں خاص درد اور رقت تھی۔ اس کے سوا میں نے حضرت کو کبھی روتے نہیں دیکھا۔ اس بیماری میں دو دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ رو پڑے۔ اور جب ناظرین کو ان واقعات کا علم ہوگا جو آپ کے رونے کا موجب ہوئے۔ تو اس سے آپ کی بعض غیر معمولی صفات کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک روز حافظ روشن علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشہور و معروف عربی نعتیہ قصیدہ لو بنہ آپ کو سنا رہے تھے۔ حضرت کی محبت اور عشق نے آپ پر کچھ ایسا غلبہ کیا کہ بے اختیار آپ رو پڑے اور بہوٹ کر رونے کو قریب تھا کہ اسی جوش محبت میں آپ جان دیدیں۔ آپ نے سب کو اٹھا دیا۔ اور تنہائی حاصل کر لی۔ ایسا ہی ایک دن آپ رو پڑے اور فرمایا کہ کیا تمام دنیا میں کوئی حافظ نہیں ہے۔ کوئی مجھے قرآن نہیں سنتا اور نہ سناتا ہے یہ دونوں واقعات کیا ظاہر کرتے ہیں۔ کہ آپ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے کسقدر محبت ہے۔ اور قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کا کسقدر جوش ہے۔ کہ اسے ضبط نہیں کر سکتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کا ذکر ہی [illegible] قرآن کریم کی خدمت ہے۔ اس شخص نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اور دنیا کو قرآن سنایا ہے۔ اور پڑھایا ہے میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ اس کے نامہ اعمال میں قرآن مجید اور حدیث کی خدمت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ہمیشہ ہی وہ اس کے درس تدریس میں مصروف ہیں۔ اور اسی کو اپنی غذا اور جان سمجھتے ہیں اسلئے

اس واقعہ کو میرے مکرم دوست ماسٹر عبد الرحیم نیرؔ نے منظوم کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہاں درج کر دوں۔

۱ کل جو میں بیمار پرسی کو گیا ۔ جا کے دیکھا وا نیہ طرفہ ماجرا
ہو کے بولے آبدیدہ نور الدیں ۔ قادیاں میں کیا کوئی حافظ نہیں
نہ کوئی مجھ سے ہی سنتا ہے قرآن ۔ نہ سنانے آتا ہے کوئی یہاں۔
الصد الصد یہ محبت آپ کی ۔ دھن لگی قرآن کی ہے ہر گھڑی
۲ تندرستی میں ہمیشہ ذکر تھا قرآن کا ۔ اب ہیں گو بیمار پر ہے تذکرہ فرقان کا
جان جاناں پر ہیں دیتے عاشقانہ جانفشاں ۔ غم ہو راحت یکساں رہنا یہی شرط وفا
ظاہری عاشق کو آتا یاد ہے سرو سہی ۔ عاشق قرآن کو قرآن کی ہے لو لگی
ملنے میرا نازنین نازک پریچہرہ مرا ۔ عاشق ظاہر کی فرقت میں سدا ہو یہ صدا
۳ محو کو قرآن کے ہے آپکو ہر دم پیار ۔ نازنیں یہ ہے پریچہرہ یہی ہے یار غار
ایکدن فرماتے تھے حضرت کمال شوق سے ۔ عاشقانہ طرز سے الفت بھرے اک ذوق سے
زلف جاناں میں اگر ہے عاشق ظاہر پھنسا ۔ مجھکو زلف و خال کا قرآن میں آتا ہے مزا
میرا بیمار تھی ملوس اک فقط قرآن ہو ۔ دور غم شاداں و فرحاں اس سے ہر کجا ہے
بعد میرے پر ہتھ رہنا تمہنے قرآن کو سدا ۔ اسکو پکڑوگے ہوا اچھا چھوڑوگے ہوگا برا
عاشق قرآن کی لوگو ہے یہ آخر صدا ۔ ادنی صلح کی ہے قرآن خدائے پاک کا
اسکی عزت کرتے رہنا اپنا گر چاہو بھلا ۔ ورنہ پھر پچھتانا ہوگا اب کر خوف خدا
مجھ سے ہو آخر یہی مولا مری آخر دعا ۔ لذ فرقاں کر عطا نیرؔ کو ظلمت سے بچا
جب ہو آخر دم من اے مولا مرا ۔ لب پہ کلمہ ہو تیرا قرآن ہو بالیں پہ دھرا
دم میں جبتک دم ہے اے رب الوریٰ ۔ میں پڑھوں قرآن مجھے توفیق اللہ کر عطا
میری قسمت میں بدی ہے گر لکھی مولا کریم ۔ تو ہو قادر دے مٹا اے غافر الذنب رحیم
ابن آذر کو بنایا تو نے اکدم میں حنیف ۔ مجھکو بھی لطف و کرم سے کر دے تو عبد اللطیف
دے نور الدین کو پھر سے ہمیں قرآن سنا ۔ اسکو دے آرام صحت دور کر یہ ابتلا۔

الغرض حضرت کو قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ کی محبت اور عشق ہے اور اسی میں آپ زندہ ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے ہی ذکر کیا ہے۔ صدقات کیطرف خصوصیت سے آپ متوجہ رہتے ہیں۔ اور عملی نمونہ سے آپ نے دکھایا ہے کہ صدقات کیطرف انسان کو کسقدر توجہ کرنی چاہئے دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں۔ جو کسی ایک یا دوسرے ابتلاء میں ہو۔ ان ابتلاؤں سے بچنے کیلئے صدقہ بڑی ضروری شے ہے اسی ضمن میں مجھے یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ صدقات کا بہترین مصرف یہاں موجود ہے۔ بہت سے مساکین۔ یتامیٰ۔ مہاجر اور مؤلفۃ القلوب لوگ یہاں آئے ہیں۔ اور ان کی ضروریات پر ایسی رقوم خرچ ہو سکتی ہیں۔"

حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کو جو ایمان ہے وہ تو ظاہر ہے اور وہ ایمان ایسا کامل تھا اور سب سے بڑھکر تھا کیونکہ آپ کی وفات کے بعد آپ ہی کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کا اہل پایا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اصلی تھا۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے ٭ ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

لیکن اس بیماری میں بعض موقعوں پر خصوصیت سے اس کا اظہار ہوا۔ مرزا ڈاکٹر نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے نام ایک خط لکھا جو آج کے اخبار میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اس خط کو سنتے ہی آپ نے فرمایا۔ **میں فی الواقعہ سچا تھا۔** یہ معمولی جملہ نہیں۔ نادان عبد الحکیم کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کی دھمکیوں کا رعب خلیفۃ المسیح کے دل پر ہے۔ اسے سن کر جو حضرت نے یہ جملہ فرمایا تو اسکی حقیقت عجب لذیذ مضمون ہے۔ میں اسکی پوری تفصیل اس وقت نہیں کر سکتا۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا رعب اس قدر قوی ہے کہ اس کے وصال کے بعد بھی ایسے شخص کے قلب پر موجود ہے جو دشمن کے الفاظ میں زہد و تقوی کا نمونہ ہے۔ پھر وہ اگر خدا کیطرف سے نہیں تو کیا ہے؟ کیا کسی ایسے شخص کا نشان کوئی دیسکتا ہے جو صادق اور منجانب اللہ نہیں ہو اور پھر اس طرح پر ایسے شخص کے دل پر حکومت کر سکے۔ جو بلا طمع اور بلا اجرت خدمت دین کرتا ہو۔ بلا طمع اور بلا اجرت خدمت دین کرنیوالا تو اپنے اندر انبیاء کا رنگ رکھتا ہے۔ اس کا ایک شخص کو صادق یقین کرنا اس کے صدق کی زبردست دلیل ہے اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی ایسی متضاد اور بے محل باتیں نہیں کی ہیں۔ جو مرتد ڈاکٹر بار بار وجود ادعائے الہام کرتا ہے۔ غرض یہ خط سنکر آپکا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے اختیار تصدیق کرنا قابل قدر امر ہے۔"

بسر ذنوب

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو تازہ ترین حالات ایوان خلافت کے ضمن میں لکھا گیا تھا۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے کسی مضمون کے خلاف حضرت کچھ فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۲۷ جنوری ۱۹۱۱ء کو جناب خواجہ صاحب شام کیوقت حضرت کی خدمت میں حاضر آئے۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ میرے اس بیان کو نہایت ہی برے معنوں میں لیا گیا ہے اور اس سے یہ مراد لی گئی۔ کہ میں گویا خواجہ صاحب کی عزت پر نعوذ باللہ حملہ کرتا ہوں اور دوستوں دشمنوں میں انکی مخالفت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میری نیت پر کسی شخص کو حملہ کرنیکا کیا حق حاصل ہے۔ اور ہر شخص خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے سوا کیوں اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کہ میں اسکا ذرخرید غلام ہوں۔ میں اخوت کے اصولوں پر ہر احمدی کا اپنے آپ کو خادم یقین کرتا ہوں۔ مگر جہاں حق گوئی کا سوال ہو وہاں کوئی چیز مجھے اس سے روک نہیں سکتی۔ اس کے متعلق ایک مختصر سا مضمون میں نے دوسری جگہ نہایت نرم الفاظ میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کو بلا وجہ اس پر رنج کرنیکا موقعہ ملا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ملفوظات کے ضمن میں اُسے لکھدیا تھا۔ والا مجھے معلوم بھی نہیں کہ وہ کیا مضمون تھا جب تک حضرت اس کا ذکر نہ کریں۔

میرے دوستو! حضرت خلیفۃ المسیح کوئی بات پردہ میں کرنیکے عادی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حقگوئی کا اعلےٰ وصف عطا فرمایا ہے۔ اور دوسروں کو اگر کچھ سمجھتے ہیں تو اپنا فرض ادا کرتے اور ہماری بھلائی کو مقصود رکھتے ہیں۔ یہ فقرہ محض مجھے اسلئے لکھنا پڑا کہ خواجہ صاحب قبلہ کو اس بات نے سخت رنج دلایا۔

اور انہیں اپنے احباب کو خطوط لکھنے پڑے کہ وہ الحکم کے متعلق خاص توجہ فرمائیں۔ میں ان خطوط کے مضمون کے متعلق کوئی بحث نہیں کرتا۔ البتہ ان دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ ان خطوط کی ضرور تکریم کریں۔ کیونکہ میں خواجہ صاحب کو اپنا واجب الاحترام دوست نہیں بھائی یقین کرتا ہوں۔ ہاں یہ ضرور عرض کرونگا کہ الحکم کا اجراء۔ بقا۔ کسی شخص کی زندگی اور موت سے وابستہ نہیں۔ اور نہ کسی خاص شخص پر اسکا انحصار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا مربی اور محسن ہے۔ ہاں خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں یہ تڑپ ڈال رکھی ہے کہ وہ کام جو حضرت کی زندگی میں شروع ہوا کسی صورت میں بند نہ ہو۔

میں نفس مضمون سے دور چلا گیا۔ حضرت نے خواجہ صاحب کو اس مضمون کے متعلق کچھ سنانے کا وعدہ فرمایا۔ اور وہ مضمون گناہ ہے۔ چنانچہ دوسرے دن آپ نے اپنی بیاض منگوا کر ستر ذنوب پر ایک تقریر فرمائی۔ جو الحکم کی دوسری اشاعت میں انشاء اللہ درج کرونگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ملفوظات بھی جو ۲۸ و ۲۹ جنوری کو آپ نے فرمائے۔ اور وہ مضمون لذیذ ہوگا۔ میرے دوست اگر میری تحریروں سے جو میں نے محض حضرت کے کلمات کو محفوظ کرنے کی نیت سے لکھی ناراض ہوتے ہیں۔ تو ہوں۔ میں نے ان کو ناراض کرنا نہیں چاہا۔ اللہ تعالیٰ میرے دل کو جانتا ہے۔ اور میں کب تک انہیں خوشامد سے خوش کرونگا۔

اللہ کی رضا مقصود ہونی چاہیئے

اور وہ مجھے حاصل ہو جائے تو خواہ ساری دنیا بھی ناراض ہو۔ تو میں اپنے مقصد کو پالونگا۔ خدا مجھے توفیق دے (آمین)

میرے لئے اللہ ہی بس ہے

صاف گوئی اعلےٰ درجہ کی خوبی تو ہے۔ مگر اس کے حاصل کرنیکے لئے بعض اوقات انسان کو بڑی مشکلات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ مشکلات اس دل و دماغ کو پریشان کر سکتی ہیں۔ جسکو خدا کے فضل نے ان کے برداشت کرنیکا عادی نہیں بنایا۔ اخبار نویس کی زندگی انہی مشکلات کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور ایک شخص کا میدان میں آنا اس امر کی گارنٹی ہے کہ وہ مخالفانہ رائوں اور نکتہ چینیوں کے سننے کے لئے تیار رہے۔ اُسے پہلا سبق جو دیا جاتا ہے وہ یہی ہوتا ہے!

ڈرنا ہے تو مت لکھ لکھتا ہے تو مت ڈر

بس جو آدمی اس منزل سے گذر جائے وہ کسی تعریف اور مذمت کی جو واقعات کی بنا پر نہ ہو۔ پرواہ نہیں کرتا اور اسے نہیں کرنی چاہیئے۔ الحکم کا ایڈیٹر اس سے مستثنیٰ نہیں۔ وہ سب سے صلح کا عہد تو باندھنا چاہتا ہے۔ اسلئے کہ اسلام آشتی کا مظہر ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ جمالی صفات کا آئینہ۔ مگر اس عہد صلح میں وہ حقگوئی کو سوختنی قربانی بنانے کو تیار نہیں۔ آریہ اسکے دشمن۔ عیسائی اسکے دشمن۔ مخالف الرائے مسلمان اسکے بدخواہ وہ کس کس سے مداہنت کے رنگ میں اپنے مرکز سے ہٹ کر صلح کریگا۔ جن دوستوں کو اسکی کسی رائے سے اختلاف ہوگا۔ وہ اس سے کیونکر خوش ہونگے۔ اسلئے قدرت نے اُسے ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ جہاں اسے جبتک بھی مشیت ایزدی کے ماتحت کھڑا رہنا پڑیگا۔ کچھ نہ کچھ بیگانوں بیگانوں سے سننا پڑیگا۔ وہ پہلے ہی بعض ابتلاؤں میں ہے۔ قدرت اگر اس پر اضافہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے کسی فضل کا پیش خیمہ سمجھکر لبیک کہیگا۔ اور اس کے سوا وہ ہی کیا ہے؟ الحکم کی زندگی اور موت کے متعلق میرے بعض دوستوں کو کش مکش ہے۔ بعض اس کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اگر اسے زندہ رہنا ہے تو وہ ضمیر فروش ہو کر اور اپنی رائے اور خیال کو بیچ دے۔ مگر وہ ضمیر فروش کہلانیکی بجائے لیے

دوستوں کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کو پسند کرتا ہے۔ وہ اپنے گلے میں امام کی غلامی کے رسن کو اپنے لئے کافی سمجھتا ہے۔ میں نے الحکم کو کسی شخص کی امداد کے بھروسہ پر جاری نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ ہی کے فضل پر بھروسہ کرکے جاری کیا تھا۔ اور اسی کے فضل سے وہ اب تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔ جب تک اللہ تعالےٰ چاہیگا۔ یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے۔ کہ میں کسی شخص کو خواہ میرا دوست ہو یا دشمن بھائی ہو یا پرایا کسی مضمون کا وہ مفہوم لینے سے روک سکوں۔ جو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں۔ اس امر کو بتفصیل سے لکھنا پڑے۔ اسلئے میں سردست صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ الحکم کی موت کے وارنٹ پر دستخط کرنے کی دوستوں کو تحریک کرتے ہیں۔ وہ بیشک کھلے دل سے یہ کام کریں اور تھکیں نہیں اور ہمت نہ ہاریں اور میں اُن سرپرستان الحکم کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جنکی خدمت میں بذریعہ خطوط انہوں نے التماس کی ہے وہ انکی پاس خاطر کریں اور ان کی درخواست کو رد نہ کریں۔ کیونکہ میں ایسے دوستوں کو مایوس نہیں کرنا چاہتا۔ اور نہیں تو اس رنگ میں ہی خوش ہوں۔ بلا سے اگر وہ الحکم کی موت سے خوش ہو سکتے ہیں۔ تو اس سے ہوں۔

این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

ہم ان کی خوشی کے لئے ایسی بلاؤں کو اپنے سر پر لینے کو طیار ہوں بقول حضرت امام علیہ السلام

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کا خر کنند دعوے حب پیمبرم

کیونکہ غداری اور ضمیر فروشی کے مقابلہ میں مرد انہ موت شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔ الحکم ضمیر فروش کہلا کر مرنا نہیں چاہتا۔ اُسے یہ تو فخر ہوگا۔ کہ دشمنوں نے نہیں بلکہ

دوستوں نے اپنے لئے شہید کیا ہے

الحکم کا جرم کیا ہے؟ - یہ فرد جرم مجھے آپ ہی سنانا پڑے گا۔ الحکم کے دلی خیر خواہوں کے لئے یہ سطور شاید دل شکن ہوں۔ مگر نہیں وہ ہراساں نہ ہوں اور غمگیں مت بنیں۔ بلکہ دعا کریں۔ اور اس غمگینی اور اضطراب کو دعا کا ذریعہ قرار دیں۔ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ میرے بعض دوست مجھے امتحان میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور امتحان سخت مشکل ہے اگر حضرت خلافت پناہ ایدہ اللہ بنصرہ کی تسلی اور اطمینان میرے لئے نور ہدایت نہ ہو۔ تو میں گھبرا جاؤں۔ مگر خدا نے اپنے فضل سے مجھے اسکی غلامی میں ڈالدیا ہے

جسکی غلامی پر لاکھوں آزادیاں قربان ہیں

وہ الحکم کے بقا اور استحکام کو [illegible] چاہتا ہے۔ اس نے مجھے الحکم کے اجرا کا عہد لیا ہے اسلئے میں اس عہد کو نبھانے کیلئے خدا سے توفیق چاہتا ہوں۔ اور اسکا عہد لینا ہی میرے لئے تسلی کا موجب ہے۔ کہ اس میں الحکم کے احیا اور بقا کی روشنی مجھے نظر آتی ہے مجھے اپنے مولا پر بھروسہ ہے جسکے فضل کو اس سچی ہمدردی کی دعائیں میرے لئے جذب کریں گی۔ میں آخر میں اپنے دلی دوستوں اور ہمدردوں سے التماس کرتا ہوں کہ میں نے چودہ سال تک اپنی بساط کے موافق ایک خدمت کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی۔ اور مجھ جیسے بیکس اور حقیر انسان کو یہ سعادت عطا کی ان دیرینہ تعلقات کی بناء پر میں ہر دوستوں سے دعا چاہتا ہوں کہ

وہ میرے اس ابتلا میں میرے لئے دعا کریں

دل درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس امتحان میں کامیاب کرے (آمین)

میری پیاری اماں میری جان اماں

۲۹ اور ۳۰ جنوری ۱۹۱۱ء کی درمیانی شب کو ۲ بجے کے قریب لاہور سے مجھے ہوش رُبا خبر پہنچی۔ کہ میری چچی صاحبہ نے ۲۹۔ جنوری کو ۱۱ بجے دن کے قریب وفات پائی۔ مرحومہ میرے لئے شفیق ماں کیطرح مہربان تھی۔ میں بچپن ہی میں آغوش مادر سے الگ ہو چکا تھا۔ لیکن قریباً گذشتہ بائیس سال سے میں سمجھتا تھا۔ کہ میری ماں زندہ ہے۔ پہلی ماں کی وفات تو مجھے خواب کیطرح یاد ہے۔ مگر اب اس واقعہ نے اُسے پھر یاد دلا دیا۔

ہم اللہ کی رضا پر الحمد للہ راضی ہیں اور شرح صدر سے قضا کے اس حادثہ کو برداشت کرتے ہیں۔ مرحومہ نے خدا کے فضل سے ۸ بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے تین لڑکے ہیں۔ اور بڑا لڑکا محمد مبارک اسمٰعیل اسلامیہ کالج میں اور دو مڈل کلاسوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ باقی بچے بہت چھوٹے چھوٹے ہیں میرے چچا مولوی مولا بخش صاحب ایک صوفی مزاج رقیق القلب بزرگ ہیں (جو لاہور کے ایگزامینرز آفس میں لازم ہیں) مجھے اس کی وفات کا دلی صدمہ ہے۔ لیکن میرے لئے یہ امر تسلی کا موجب ہے کہ میں بھی اس کی تربیت سے روحانی فائدہ اُٹھایا۔ اور اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اسے سعادتمند اولاد دی ہے۔ جو اس کے لئے لمبی دعائیں کرنے کی عادی ہے۔ مرحومہ ایک نفس کش غریب مزاج اور نہایت سادہ زندگی بسر کرنے والی تھی۔ باوجود کثرت اولاد کے پڑھنے پڑھانے کا شوق تھا۔ اس کی زندگی پر میں مختصراً پھر لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس وقت احباب سے درخواست ہے کہ وہ

مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھ دیں

اللہ تعالےٰ اس پر اپنے فضل و رحمت کے دروازے کھولدے۔ اور اپنے دامن کرم میں جگہ دے (آمین)

---

۳۱ جنوری کو مرحومہ نے مقبرہ بہشتی میں خدا کے فضل سے جگہ پائی اور جگہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں۔ و للہ الحمد

مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم کا ناد جال کی ژاژ خائی

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

عربی زبان میں ایک ضرب المثل ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جس کا ترجمہ یہ ہے۔ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ مرتد ڈاکٹر نے حیا کی چادر اوتار کر رکھدی ہے۔ اور اب وہ احمدی جماعت کو گالیاں دینے پر اتر آیا ہے۔ میں تسلیم کرلیتا ہوں کہ وہ گالیاں دینے میں بڑا اُستاد ہے۔ اور اس فن میں کوئی شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم تو اس ہمدرد کے متبع ہیں۔ جو کہتا ہے۔

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

اور قدرت ثانیہ کا مظہر اول خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنی جماعت کو ہدایت کرتا ہے۔

اپنے دشمنوں کیلئے دعا کرو

یہ تعلیم ایسی کامل ہے کہ میں بلا خوف لومۃ لائم یہ کہنے کو طیار ہوں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی اس تعلیم "اپنے دشمنوں کو پیار کرو" کے مقابلہ میں نہایت اعلےٰ اور جامع ہے۔ نادان حقائق سے ناواقف اس پر بھی اعتراض کریگا۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کیگئی ہے مگر میں ایسے ظالم کو یہی کہونگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کرنیوالوں کے ہم دشمن ہیں۔ پیار کے مقابلہ میں دعا کا مقام اعلےٰ ہے۔ اللہ اُسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ غرض ہمیں تو ترقی۔ اور دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لئے مرتد کی گالیاں سن کر ہمیں جوش میں آنیکی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کتا کسی کو کاٹے۔ تو کوئی عقلمند کتے کو دانت نہیں مارتا۔ پس ڈاکٹر کا جو جی چاہے ہمیں کہے اور اس وقت جبکہ اللہ تعالےٰ نے اُسکو اپنے مقصد میں نامراد اور خائب و خاسر رکھا۔ اور اپنے فضل سے اس کے فتنہ کو پاش پاش کردیا۔ اس صدمہ اور مصیبت میں جو چھوٹا ہونیکی حیثیت سے اس کے دل و دماغ پر پڑی ہے وہ قابل رحم ہے۔ اور سراز باشناختہ اگر گالیاں نہ دے۔ تو کیا کرے پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے۔ جھوٹے کی دارو عُوعُو۔

اس حیائی کی بھی کوئی حد ہے۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کو ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا ایک خط بھیجتا ہے۔ جس کو محض اسلئے درج کردیا جاتا ہے۔ تاکہ پبلک پر اس کی بیکسی اور بیہودگی عیاں ہو جاوے۔

مرتد کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کے نام

مولوی نور الدین صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

رات پھر میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میں قادیان پہونچا ہوں۔ اور آپ سے ملا ہوں۔ آپ کے بدن پر کہیں کہیں زخم ہیں۔ اور تکلیف ہے۔ آپ کی حالت زار دیکھکر میں نے دعائیں کیں۔ کہ اے خداوند اس مسکین پر رحم کر۔ اے خداوند اس عاجز پر رحم کر۔ آپنے عجز اور خلوص سے میرے آگے سر جھکایا۔ تاکہ میں وہ دعائیں آپ پر دم کردوں۔ میں نے وہی دعائیں آپ پر دم کیں۔ پھر میں نے کہا مولوی صاحب۔ میری پیشگوئی آپ کی نسبت **کیسی عمدگی کے ساتھ پوری ہوئی**۔ اس کے دو جز

تھے۔ ایک تو موت - ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک - دوم دعائے رحمت۔ سو ۱۱ جنوری کو تو ایک سخت حالت ہوئی۔ گویا کہ وہ موت ہی تھی۔ پھر رحمت کی دعاؤں نے آپ کو بچا بھی لیا۔ مگر یہ شہدے کیسا بیہودہ شور مچاتے ہیں۔ آپ کچھ جواب نہیں دے سکے "!

واقعی یہ شہدے ہیں۔ اور اپنی تحریروں سے آپ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ جب یہ ہمیشہ مرزا کی جھوٹی پیشگوئیوں میں تاویلات سننے اور کرنیکے عادی تھے۔ خود مرزا نے مبارک احمد والی پیشگوئی کے جھوٹا ہونے پر یہانتک لکھدیا تھا۔ کہ ایک وقت میں چارسو نبیوں نے متفق ہوکر پیشگوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکل گئی تھی۔ اگر میری ایک پیشگوئی جھوٹی نکل گئی تو کیا مضایقہ ہوا۔ پھر ایک عام اصول بیان کیا تھا۔ کہ خدا جس پیشگوئی کو چاہے سچا کردے۔ اور جسکو چاہے جھوٹا کردے۔ پھر مرزا کی موت کے بعد غلط رفتہ پیشگوئیوں کی نسبت کیسی کیسی تاویلات کیں نہیں۔ مگر اب اصل الفاظ پر بھی غور نہیں کرتے۔ بار بار یہی لکھ رہے ہیں کہ **ایک پیش گوئی کے غلط جانے سے عبدالحکیم** شیطان اور جھوٹا ثابت ہوگیا۔ وہ مرگیا۔ وہ ذلیل ہوگیا۔ پھر مرزا کی جو صدہا پیش گوئیاں لفظ بلفظ غلط گئیں۔ اس کا کیا حال ؟!

میں خواہ جھوٹا ہی ثابت ہوگیا سہی!

مگر میرا مشن پورا ہوچکا۔ میرا مشن مرزا پرستی کا بت توڑنا تھا سو الحمد للہ کہ آپ کی جماعت کے منہ سے کہلوا دیا اور شایع کردیا۔ کہ جسکی ایک پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہوجاوے۔ اس سے اسکی ساری پیشگوئیاں خاک میں ملجاتی ہیں۔ وہ شیطان اور کذاب ہے۔ خبیث روح کا اس سے تعلق ہے۔ وہ مردہ اور ہلاک شدہ ہے۔ اسکے مخالف جسکے خلاف اس کی پیشگوئیاں غلط جائیں سچے اور مظفر و منصور اور مقبول و برگزیدہ ہیں۔ فہو المراد۔

اے نورالدین آپ کی جماعت خواہ کتنا ہی شہدا پن میرے خلاف کرے مجھے انکی بدزبانیوں سے کبھی آپ پر غصہ نہیں آتا۔ ... وزرا حزی - **میں آپکی زندگی غنیمت سمجھتا ہوں کیونکہ آپ ان کو توحید اور اخلاق کی تعلیم دیتے رہتے ہیں اور قرآن سکھاتے ہیں زہد و تقویٰ کا عملی نمونہ ہیں بلا اجرت اور بلا طمع خدمت دین کرتے ہیں۔ ہاں مرزا کی نسبت آپ بیشک سخت غلطی پر ہیں اور آپ پر اس کی دھمکیوں کا رعب بیٹھا ہوا ہے۔ پس آپ معذور اور قابل معافی ہیں۔** والسلام

آپکا خیرخواہ صادق عبدالحکیم خان پٹیالہ ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء۔

اس خط میں جن الفاظ کو میں نے موٹا (جلی) کردیا ہے۔ وہ ناظرین کی توجہ کرنے کے محتاج ہیں۔ اب میں اس خط پر مختصر سا تنقیدی ریمارک کرتا ہوں۔ اوّل تو یہ مرتد یا بھی مرتد کی غلطی ہے تا وقتیکہ وہ قادیان میں نہ آجاوے اور اسے پورا نہ کرے۔ مرتد کا یہ کہنا۔ کہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق عمدگی سے پوری ہوئی۔ اس کی کم عقلی بلکہ بے حیائی کی دلیل ہے اور اسکے قرآن کریم سے ناواقف ہونے کا نشان۔ قرآن مجید میں تو صاف لکھا ہے اذا جاء اجلہم لا یستقدمون ساعۃ ولا یستاخرون۔ مگر یہ نادان لکھے جاتا ہے کہ ۱۱ جنوری کو موت یقینی تھی۔ اور باوجود حضرت خلیفۃ المسیح کے زندہ ہونے کے پوری ہوگئی۔ اب

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو حق اگلنی

کہ یہ ڈاکٹر کی دانشمندی اور قرآن دانی اور تعلق باللہ کا ثبوت ہے۔ یا سفاہت عقل کا نشان؟ پھر ایک طرف تو مرتد میں یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ پیشگوئی عمدگی سے پوری ہوئی اور دوسری طرف یہ بھی کہتا کہ "میں خواہ جھوٹا ہی ثابت ہوگیا سہی مگر میرا مشن پورا ہوگیا" اسی پیشگوئی کی بنا پر اپنے آپکو جھوٹا بھی تسلیم کرتا ہے اور صراحتًا بلا تاویل اپنی پیشگوئی کا غلط جانا مانتا ہے اس پر بھی اگر کوئی دوسرا اسے جھوٹا کہتا ہے۔ تو اسے شہدا قرار دیتا ہے۔ اگر عبدالحکیم کو جھوٹا کہنا شہدہ پن ہے تو وہ اپنے منہ سے آپ شہدہ بن جاتا ہے۔ جبکہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ جھوٹا ثابت ہوگیا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کانے دجال نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے حد گالیاں دیں تو معلوم نہیں اسکی نجابت اور شرافت کہاں چلی گئی تھی۔ بالآخر عبدالحکیم کی وہ رائے بھی قابل غور ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اپنے خط کے آخر میں ظاہر کی ہے ہم کو اس منافقانہ چال کی کچھ بھی خوشی نہیں۔ البتہ یہ رائے

اس پر اتمام حجت ہے

جس باوجود وجود کو تم تقویٰ اور زہد کا عملی نمونہ مانتے ہو پھر اسکی صحبت میں آکر فائدہ نہ اٹھانا یہ کیسی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے۔ اور پھر جو شخص تقویٰ کا عملی نمونہ ہو۔ کیا وہ کبھی جھوٹ بھی بول سکتا ہے اور مخلوق سے ڈر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کسی کی دھمکی میں آنا ایسے لوگوں کا کام نہیں ہوا کرتا۔ جو زہد و تقویٰ کا عملی نمونہ ہوں وہ خدا ہی سے ڈرتے ہیں اور خدا ہی سے پیار کرتے ہیں۔ دنیا میں کوئی چیز ان کی محبوب نہیں ہو سکتی۔ مگر ہاں جس سے اللہ نے محبت کرنیکا حکم دیا۔ پس اگر تم تقویٰ کی حقیقت سے واقف ہو تو یہ کہنا سراسر فضول ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے قلب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دھمکیوں کا رعب بیٹھا ہوا ہے۔ او! نادان! کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو حضرت خلافت مآب کو اپنے اخص احباب میں سے سب کا سرتاج مانتے تھے۔ اور آپ کے خلاف تو کبھی کوئی پیشگوئی بھی نہیں ہوئی۔ جو اس کا رعب ہوتا۔ فاروق کا بیٹا اگر اس طرح رعب میں آسکتا تو چاہیئے تھا کہ وہ

تیرا مرید ہوجاتا

جسنے دھمکی دی۔ مگر تو جانتا ہے۔ کہ تیری اس دھمکی کی ذرا بھی پرواہ نہیں وہ شخص جو اپنی زندگی اور موت پر اللہ تعالےٰ ہی کے تصرف کو محسوس کرتا ہے۔ اسے کسی اور کا رعب ہی کیا ہو سکتا ہے؟ اور پھر تیرا یہ خیال نہایت ہی بیہودہ اور باطل ہے کہ وہ رعب ایسا غالب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی غالب ہے! مرتد!

کچھ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہیں؟

سن! اس رعب کی میں تجھے حقیقت بتاتا ہوں۔ یہ وہی رعب ہے جسنے فاروق اعظم رضؓ جیسے جری اور شجاع انسان کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے سر جھکانے پر مجبور کیا تھا۔ اور یہ رعب حق کا رعب تھا۔ نہ کچھ اور۔ اور آج بھی فاروق اعظم کا بیٹا

محض حق کے سامنے سر جھکاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حق تھا اور وہ خدا سے تھا۔ اس لئے زہد و تقویٰ کے عملی نمونے نورالدین (ایدہ اللہ بنصرہ) نے اپنا سر جھکادیا اور اسلمت لرب العلمین کہہ کر مسیح موعود کے ساتھ ہو لیا۔ جس شخص کو تم مانتے ہو کہ وہ بلا اجرت و بلا طمع خدمت دین کرتا ہے۔ پھر کونسی بات ہو سکتی ہے جو اس کو حق کے قبول کرنے سے روکے۔ مرتد! سن! اور غور سے سن! تو اپنی ان باتوں پر مکرر غور کر اور میرے بیان سے ناراض مت ہو۔ میں تو تیرا بھی خیرخواہ ہوں۔ تو نورالدین کی زندگی کو کسی رنگ میں غنیمت سمجھتا ہے اور اس کے حضور آکر توبہ کر۔ تا کریم و رحیم رب تیری غلطیوں پر تجھے معاف کرے۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ کہ خدا تجھ پر ہدایت کے دروازوں کو کھولدے۔ اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ تو توبہ کرے اور اپنے نفس کی چادر سے نکل آ۔ تکبر اور رعونت کو چھوڑدے مسکینی اور غربت کو اختیار کر کیونکہ مسکینوں پر رحم کیا جاتا ہے اور متکبروں کو اس کی درگاہ سے رد کردیا جاتا ہے۔ تو ابلیس سے زیادہ متکبر نہیں ہو سکتا۔ اور بلعم سے زیادہ خداشناسی کا مدعی نہیں بن سکتا۔ سو دیکھ انکا انجام کیا ہوا۔ خدا کے ماموروں کی مخالفت اور تکبر اہل عبادت کو بھی شیطان کردیتی ہے۔

خدا خود قصہ شیطاں بیاں کرد است تا دانند
کہ این نخوت کند ابلیس اہل عبادت را

پس تو بے علم بن تا تجھ پر علم کے دروازے کھولے جاویں فروتنی اختیار کر تا تو خاک مذلت سے اٹھایا جاوے۔ وہ مکاشفات جو تو خدا کے برگزیدہ بندے مسیح موعود کے لئے دیکھتا رہا وہ تیری ہی حالت کا نقشہ ہیں۔ تو خودشناسی کے مراحل سے بیخبر ہے اس معرفت کو نورالدین کے قدموں میں آکر حاصل کر اگر سعادت کا کوئی ذرہ تیرے دل میں ہے۔ ورنہ تیری مخالفت کیا۔ اس سلسلہ حقہ سے بڑے بڑے سرکشوں۔ اور متکبروں نے مقابلہ کیا۔ اور آخر ذلت کی موت مرگئے۔ چاہیئے کہ تو ان کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ یاد رکھ یہ دن پھر نہ ملیں گے!

دریاب گر عاقلی بشتاب گر صاحب دلی
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنیں ایام را

سرپرستان الحکم چندہ بھیجکر الحکم کی اعانت کریں۔

(ایڈیٹر)

نشانات میرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ شیخ ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کے لئے لکھ رہے ہیں میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہیئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شایع ہو سکتی ہے میں نے سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ آخر فروری ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم اس مقصد کے لئے سردست میرے پاس نہ بھیجی جاوے۔ بلکہ جو وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں جاچکے گی اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کردوں گا۔ اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہیں "

قرآن اور قرآن کی تلاوت!

وہ نور ایمان ہے۔ تو یہ راحت جان ہے!! عرفان حقیقی کی روشنی دنیا میں قرآن سے پھیلی۔ اور قرآن کی تلاوت سے انسان کو حقیقی راحت و تسکین حاصل ہوئی۔ قرآن ہی کی برکت سے ریگستان عرب کا ایک ایک ذرہ جلالت قدر کے آسمان کا آفتاب و ماہتاب بنا۔ اور قرآن ہی کی تہذیب نے گری ہوئی قوموں کو دنیا میں سربلند کیا۔ قرآن فیض کا وہ چشمہ صافی ہے جو ہر ایک کی پیاس بجھاتا ہے۔ قرآن وہ خزانہ جاوید ہے جس تک پہونچنے کے بعد کوئی بھی محروم اور نامراد نہیں رہتا۔ قرآن خدا کے فضل اور رحمت کا وہ درخشاں آفتاب ہے جو ایک تاجدار کے محل کو بھی روشنی دیتا ہے اور ایک غریب و حقیر انسان کے جھونپڑے پر بھی چمکتا ہے۔ کوئی نہیں ہے جو قرآن کی ؟؟گاہ میں سایل بنکر پیش ہوا ہو۔ اور دولت دارین سے مالا مال نہ ہوا ہو۔ قرآن زندہ ہے۔ اور زندہ رہیگا۔ تیرہ سو اٹھائیس برس ہوئے کہ فاران کی چوٹیاں اس آفتاب سے منور ہوئیں اب ایشیا۔ افریقہ۔ اور یورپ اس روشنی سے جگمگا رہے ہیں۔ مسلمانوں حیف ہے! کہ یہ لازوال دولت تم میں موجود ہو اور پھر بھی تمہاری زبانوں پر محرومی قسمت کی فریاد ہو۔ آؤ! در رحمت کھلا ہوا ہے۔ اور اس ابر رحمت کا سایہ اب بھی اس مردہ زمین کے زندہ و ارشاداب بنانے کو موجود ہے۔ صبح قرآن کو پڑھو سمجھو۔ اور شام کو غور کرو کہ تلاوت قرآن کے کیا نتایج تم نے اس روز اپنی عملی زندگی میں پیدا کئے۔ سمجھو کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے۔

اور کوشش کرو۔ کہ تم قرآن کے سچے فرزند بن جاؤ۔ قرآن کا ایک جملہ حقایق و معارف کا ایک ایک سمندر ہے۔ سنو! خدا کا رحم اور فضل اب بھی تمہارے واسطے موجود ہے۔ اسلام کو اب بھی تم پر پیار آتا ہے۔ اور مدینہ کے سبز گنبد والے ایوان میں تمہارے لئے اب بھی انعام فضل اور محبت کے سامان ہیں۔ لیکن جسطرح قرآن تمہارا ہے اسی طرح تم قرآن کے بنو!"

(راقم عبد السلام از دہلی۔ فاروقی پریس)

ریویو

جری اللہ فی حلل الانبیاء امام و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف براہین احمدیہ جلد پنجم میں سے ایک علمی اور افضل نظم جسمیں بہت سی پیشگوئیاں ہیں محمد یسین و محمد یمین سہارنپوری نے عمدہ سفید موٹے کاغذ پر چھپوا کر بصورت کتاب شایع کیا ہے۔

قیمت فی جلد ۱ر اور ۲۰ جلد کا ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ قادیان دارالامان محمد یسین و محمد یمین تاجر سے مل سکتی ہے

اگیا ہی کھینچ کے ماء اللحم میخوار و چلو! ہے یہی موسم یہی موقع خریدار و چلو!

یہ ماء اللحم عنبری دوآتشہ

خزاں کا زمانہ پانی کا قحط کھیتیاں خشک ہو گئیں درختوں کی پتیاں زرد ہو ہو کر گر گئیں۔ نشو و نما کی قوت زایل ہو گئی۔ اتفاقاً ابر گھرا پانی برسا۔ جھڑی لگ گئی۔ زمین نے سال بھر کے لئے اپنا پوما تر کر لیا۔ اب وہی سوکھے ہوئے درخت ہرے ہو گئے۔ کونپلیں پھوٹیں۔ کلیاں نکل آئیں۔ پھول لگے۔ پھل لگے"

یہی حالت ہماری ماء اللحم عنبری کی ہے۔ اس کے استعمال سے سوکھے ہوئے اعصاب اسی طرح تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ جسطرح آب باران سے مرجھائے ہوئے درخت جس نے موسم سرما میں تین چار بوتلیں پی ہیں۔ گویا اس نے سال بھر کے لئے تندرستی کا بیمہ کرا لیا یہ وہ پاکیزہ شراب ہے جسکے پینے سے ...

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں مقوی مصفیٰ۔ جڑی بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ نہایت اہتمام سے تیار ہوتا ہے اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ اب کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے تازہ بتازہ اور مفید کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمایشوں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ جلد منگائیے۔ دیر نہ کیجئے۔

فوائد:۔ اعضاء رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے رنگ کو نکھارتا ہے نزلہ کو روکتا ہے بلغم کو چھانٹتا ہے ناقص رطوبتوں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔

کمزور بچوں کے لئے شیر مادر۔ جوانوں کیلئے مایۂ عیش۔ بڈھوں کیلئے آبحیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن

قیمت فی بوتل عہ۔ ایک درجن صہ۔ ایک بوتل میں ۱۱ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کی جاتیں ریلوے پارسل منگانے میں خریداروں کو کفایت ہوگی۔

نوٹ:۔ شفاخانہ ہذا کے مجربات نقرا۔ ویدک۔ حکماء تمام ہندوستان میں مشہور ہیں کچھ کل غربا کو دوا مفت دیجاتی ہے۔ ہزارہا اسناد نیز بہت سی دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کیجائیگی"

المشتہر: ایس اے حکیم۔ پروپرائٹر اودہ لکھنو"

پانچ روپے سے دولاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلاشراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کی فروخت ہو چکی ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا حامی ... ہے۔ ... صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یومیہ آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس پر صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتایج سے محروم رہا ہے سُنیئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر معصومی صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر پٹھوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر جوانی زمانہ اگر تلوارین بھی ماریں تو نہیں ہٹ ہمکر بلے آب ہو جاویں۔ ہندوستان مانگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں ... سرٹیفیکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہوئے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کرن ہے جو یہ نتیجہ نہ نکلنے کہ روح حیات ... دفعتہً انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل بلکہ بہتر دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو رگ و بوم میں ایسی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ عالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جیسا کہ کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر سے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجاتی ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ تجھو کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی۔ روغن دافع سستی۔ موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر سوزش طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے۔ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول ازما و پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں تم قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلق قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالے مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگا لیجئے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس (عہ)

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امر لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے تم اس طلا طلسمی کا ... میں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت ۲ ماشہ (عا) سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (۱۲) منجن سلیمانی دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ دانت کو گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی بکس (عہ)

المشتہر۔ حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی۔

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا پچیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی (۶)

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک دو شیشی (۶)

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کبھی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴)

محصولڈاک ایک شیشی سے ۶ شیشی تک ۵ بارہ ڈبیہ ۶

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بدر

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے یہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کیبر تتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہمارے طب کی بہترین ادویات ہیں ... سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک زمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ مین جو ادویات بنائی جاتی ھیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالتے ہیں یہی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام ... ن کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ گئی ہیں۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوایئں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن بڑا اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت مل سکتی ہے۔

خط کا پتہ :- بالکل یہی الفاظ لکھئے :- مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) میڈلسنز دہلی-

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس میں کوئی بحث نہیں کہ کوئی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایکمرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو بات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرلیس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پہلے کی نسبت آپ کو بہت زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ بعض کیونکہ جیسے انتڑیوں میں فضلہ زیادہ عرصہ رہتا ہے اور ایسا فاسد مادہ پیدا کر دیتا کے نقصان سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کیونکہ قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت یرقان صفرا صفراوی بخار۔ یا تپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دھڑکنا یعنی پھیلانا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو ہٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوۃ عطا کرتی ہیں۔

قیمت ۸ ؏ و ۸ ؏ رو ۱۲ ؍ ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۸ ؏ والی سے چوگنی ہیں۔ کل دواز و شوں سے ملسکتی ہیں۔ ۱۲ ؍ ر والی شیشی ڈون پی اور باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

خاطر خواہ جب ہوتا ہے۔ بھوک نند

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق بچہ اگر سست مضمحل پژمردہ اور گمی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے اور وہ خوش و خرم و بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔
ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی۔ قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)۔

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان سلف کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔
اُن کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں نور۔ ہدایت۔ اور شفاء ہے

ہدیہ فی پارہ - - - (ایکروپیہ) عہ

نوٹ } سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپیہ (عہ) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان شریف ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

مدرسہ احمدیہ اور اُسکی جدید سکیم

مدرسہ احمدیہ کا انتظام جب سے مخدوم قوم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ مدرسہ کی حالت میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے اور خدا کے فضل سے امید کیجاتی ہے کہ یہ اولوالعزم مرد خدا اپنی دعاؤں اور نیک نمونے سے اس میں ایک روح پھونکنے والا ثابت ہوگا۔

اس سے پہلے مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کا بورڈنگ ہوس ایک ہی تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مدرسہ احمدیہ کا بورڈنگ الگ کر کے اس میں تمام ضروریات کا پورا انتظام فرمایا ہے۔ اور اب آپ نے مدرسہ کیلئے جدید سکیم ایسے اصولوں پر تجویز کی ہے کہ سات سال کے اندر ایک طالبعلم جہاں تمام علوم مروّجہ میں خدا کے فضل سے پوری مہارت حاصل کرے وہاں اسے ضرورتاً انگریزی۔ حساب۔ جغرافیہ وغیرہ ضروری باتوں سے اچھی واقفیت ہو جاوے۔ اور باایں اسے کبھی تعلیم میں گرانی بوجہ معلوم نہ ہو۔ آجکل نصاب تعلیم میں جو بڑا نقص ہے۔ اور جسنے طلباء کی صحت اور ذہنی قابلیتوں کو خطرہ میں ڈالدیا ہے وہ یہی ہے کہ انکا نصاب تعلیم اتنا لمبا اور تکان پیدا کرنیوالا ہے کہ طالبعلم اس کو بمشکل رٹ سکتے ہے۔ اور اس میں اجتہادی قابلیت پیدا نہیں ہوتی۔ اسلامی مدارس میں تو یہ نقص ایسا خطرناک ہے کہ اب تک بعض دور از کار کتابیں درس میں چلی جاتی ہیں۔ اور کوئی شخص اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ کہ ان میں بیفایدہ وقت طالب علموں کا ضایع ہو رہا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مدرسہ احمدیہ کے نصاب کو ضرورت زمانہ کے مطابق تجویز کیا ہے۔ اور پہلی اساس اس میں یہی رکھی ہے کہ طالبعلم پر کثرت مضامین کا ایسا بوجھ نہ ہو کہ اسکا دماغ بگڑ جائے۔ اور دماغی قوتوں کا نشو و نما رک جائے۔ پھر اس سکیم میں انہوں نے اس امر کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ کہ ایسی کتابیں منتخب کیجاویں۔ جو سلیس ہونیکے ساتھ ایسے مصنفوں کی ہوں جو اپنی نیکی اور پاکیزگی کا بہترین نمونہ ہوں اسلئے کہ اندر ہی اندر مصنفوں کا اثر طالبعلم کی زندگی پر پڑتا ہے۔ علم کلام اور مناظرہ کیلئے پرانے نصاب میں عملی رنگ پیدا نہیں کیا جاتا صرف چند اصطلاحیں اور ان طریقوں کو سکھا دیا جاتا ہے جنکی غرض صرف یہ ہو کہ کسی نہ کسی طرح مخالف کا صرف منہ بند کر دیا جاوے حالانکہ مناظرہ کی غرض یہ ہونی چاہیئے۔ کہ حق ظاہر ہو جائے۔ اس سکیم میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایسی کتابیں منتخب کی ہیں۔ جو طلباء کو عملی طریق مناظرہ سکھائیں گی۔ اور [illegible] مدرسہ احمدیہ سے نکلکر خدا کے فضل سے مختلف قوموں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ مجھے اس سکیم میں اگر کوئی بات قابل اضافہ [illegible] ہوتی ہے تو وہ یہ ہے کہ کسی طرح سے حفظ قرآن بھی اس مدرسہ کے طالبعلموں کو لازمی کر دیا جاوے۔ سات سال کا کورس ہے۔ اور سات سال میں قرآن مجید کا حفظ کرنا کچھ مشکل بھی نہ ہوگا۔ اگرچہ اس سکیم کے رو سے قرآن مجید کا بہت سا حصہ حفظ ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر کل قرآن مجید حفظ ہو سکے تو بہترین امر ہو۔ بہرحال جو سکیم صاحبزادہ نے تجویز کی ہے وہ ملک کے قابل آدمیوں نے پسند کی ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ جلد دوسرے مدارس میں بھی رائج ہو جاوے۔ صاحبزادہ صاحب کو مدرسہ کیطرف بہت توجہ ہے اور ہونی ہی چاہیئے۔ کیونکہ وہ اصل غرض جو حضرت مسیح موعود قادیان کے مدرسہ سے ملحوظ رکھتے تھے۔ وہ اس کے ذریعہ انشاء اللہ پوری ہوگی۔ میں نے پہلے بھی لکھا ہے۔ اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے احباب کو اس مدرسہ میں اپنے بچوں کو بھیجکر ہم خرما و ہم ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ ہاں اسکے ساتھ ہی اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ مدرسہ کے جدید انتظام اور اس میں ضروری اصلاحوں کیوجہ سے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ اور مدرسہ احمدیہ کے سرمایہ کی قلت حضرت صاحبزادہ صاحب کو گونہ تشویش میں ڈالنے لگی۔ اور یہ امر احمدی قوم کی حمیت اور غیرت کے خلاف ہے کہ وہ درسگاہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر آپ کی یادگار کیصورت میں قایم ہے مُلت کسی قسم کا گزند پہنچے جنوری ۱۹۱۶ء کے ریویو میں جو گوشوارہ آمد و خرچ کا دیا گیا ہے۔ اس میں مدرسہ کے خزانہ میں صرف تین سو چھ روپیہ گیارہ آنہ باقی ہیں اور سال کے ابتدا میں بعض غیر معمولی اخراجات خرید کتب اور خرید سامان وغیرہ کیوجہ سے یہ رقم ایک مہینے کے لئے بھی شاید گنجایش نہ رکھے۔ اسلئے احباب کو یادگار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مستقل چندوں کا سردست اتنا انتظام کرنا چاہیئے۔ کہ تین سو روپیہ ماہوار کی مستقل آمد ہو جائے۔ اگر تین سو آدمی ایک روپیہ ماہوار بھی دیں تو بھی یہ رقم آسانی سے پوری ہو جائے۔ پس میں ایکبار پھر احباب کو متوجہ کرتا ہوں کہ مدرسہ احمدیہ کیا اس حیثیت سے کہ وہ ایک دینی مدرسہ ہے اور تم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا ہے۔ اور کیا اس حیثیت سے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار ہے۔ اور کیا اس لحاظ سے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ میں اسکا اہتمام دیا گیا ہے یہی قابل ہے کہ تمہاری توجہ خصوصیت سے اسکیطرف مبذول ہو اسی مدرسہ سے ایسے نوجوانوں کے نکلنے کی توقع ہو سکتی ہے جو اشاعت اسلام کر سکیں۔ اور حفاظت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اسلام کے متعلق معلومات کا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔ اور جبتک عربی زبان میں کمال حاصل نہ ہو ایک شخص ان معلومات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کی خدمت اور اشاعت کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ عربی زبان اور اس کے متعلقہ علوم میں دسترس ہو اگر یہ نہیں تو محض انگریزی یا یورپ کی کسی دوسری زبان کا پڑھ لینا۔ اور اس میں کمال پیدا کرنا کوئی ایسی خوبی کی چیز نہیں۔ جس سے اشاعت اسلام ہو سکے۔ پہلے خود اسلام کی حقیقت اور قرآن مجید کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے۔ اور چونکہ اس کے لئے عربی زبان کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس مدرسہ کی تائید اور نصرت تمام مسلمانوں پر عموماً اور احمدیوں پر خصوصاً فرض ہے۔ اور اس مدرسہ میں چونکہ اسوقت تعلیم قریباً مفت دیجاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ قومی توجہ کا خصوصاً محتاج ہے۔

مدرسہ احمدیہ کے متعلق اگر کسی قسم کی خط و کتابت کی ضرورت ہو تو صاحبزادہ صاحب کے نام کر لی جاوے البتہ ترسیل زر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہونی چاہیئے۔

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے ہو کر [illegible] کا بہت سا حصہ بہتر گیا ہے۔ پچھلے دو دنوں میں آپ کو خواب اور [illegible] کیوجہ سے ضعف رہا۔ کھانے پینے کیطرف کم توجہ ہے آج صبح ۵ فروری کو میں حضرت کیخدمت میں حاضر تھا۔ اور دو تین دوست اور تھے۔ فرمایا خدا کی قدرت ہے کھانے پینے کیطرف طبیعت متوجہ نہیں۔ پانی تک سے نفرت ہے اور عجیب بات ہے کہ پیشاب خوب آتا ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت! عملی طور پر اس حدیث کی سچائی سمجھ میں آگئی ہے جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بیمار کو کھلاتا پلاتا ہے۔ پھر فرمایا عجیب بات ہے سوڈا واٹر پینے کو طبیعت چاہتی ہے۔ وہ تین دن سے یہاں نہیں۔ اور جو پانی جنجر وغیرہ یہاں ہے اس سے نفرت ہے اسی طرح کچھ باتیں ہو رہی تھیں کہ چند منٹ خاموش ہوئے۔ اور پھر یکایک بولے۔

ایک کشف

ابھی میں نے دیکھا ہے کہ اسی سالام پر کسی پرند کا مزیدار شوربا کھایا ہے اور اس کی باریک باریک ہڈیاں پھینک دی ہیں۔ یونہی آپ نے یہ کشف سنایا میں نے عرض کی۔ کہ اس کو پورا کرنے کیلئے کسی پرند کے گوشت کا انتظام کیا جاوے۔ یہ کہہ کر میں اُٹھا۔ تاکہ صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو کبھی کبھی ہوائی بندوق سے شکار کھیلا کرتے ہیں۔ انہیں عرض کروں کہ کوئی پرند شکار کریں میں جب ان کے پاس پہونچا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت انہوں نے کچھ پرند شکار کئے ہیں۔ وہ حضرت کیخدمت میں پیش کئے گئے۔ اور حضرت بہت خوش ہوئے۔

۴ فروری ۱۹۱۶ء کو بعض افغانوں نے جو یہاں کچھ عرصے سے آئے ہوئے ہیں رخصت چاہی اور بیعت کی۔ حضرت نے بعد بیعت فرمایا۔ بری صحبتوں میں نہ بیٹھو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ درود شریف اور استغفار بہت پڑھا کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم ایک نصیحت نامہ لکھدیں گے۔ تب رخصت کریں گے۔ چنانچہ ۵ فروری ۱۹۱۶ء قبل دوپہر حضرت نے مندرجہ ذیل نصایح آپ نے ایڈیٹر الحکم کے قلم سے لکھوا دیں۔ جنکا اردو ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

(اول) تمام آدمی نماز کو اول وقت پوری توجہ سے ادا کریں۔

(دوم) دعاؤں میں بکثرت مشغول رہیں۔

(سوم) لا الہ الا اللہ کا وظیفہ کریں۔

(چہارم) درود شریف۔ لاحول۔ اور استغفار سے غافل نہ ہوں۔

(پنجم) امرا سے مباحثہ نہ کریں اس باب میں سخت تاکید ہے کیونکہ امرا عموماً حق سے دور ہوتے ہیں۔ اور تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہاں ان کے حق میں دعا کرو۔ خواہ یہ امرا گاؤں کے ہوں یا امرا سلطنت ہوں۔

(ششم) غربا میں کوشش کرو کہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں اور نمازیں پڑھیں۔

(ہفتم) لڑائی فساد اچھی چیز نہیں۔ اس سے ہمیشہ پرہیز رکھو۔ اور اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری کرو۔

(ہشتم) اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو قرآن مجید کو پڑھو ان تدبر اور تفکر سے پڑھو۔ اور غرض قرآن پڑھنے سے عمل ہو۔ خدا تعالیٰ توفیق دے (آمین)

ایڈیٹر الحکم کو نصیحت

بعض لوگوں کو اگر نصیحت کی جاوے اور ان کو اس کا مخاطب قرار دیا جاوے۔ تو ناگوار گذرتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری گونہ ہتک ہے۔ اور دشمنوں کی شماتت۔ قرآن کریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور اس میں مومنین کو خطاب کر کے احکامات اور ہدایات جاری ہوئیں۔ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ یہ سمجھ لے۔ کہ یہ احکامات۔ اور ہدایات اس لئے جاری ہوئی ہیں۔ کہ ان میں وہ عیوب موجود تھے۔ تو وہ سخت ٹھوکر کھانے لگا۔ نابکار عیسائیوں کو استغفار پر یہی شبہ گذرا۔ کہ استغفار وہی انسان کرتا ہے یا اسے ہی استغفار کی ہدایت ہوتی ہے جو گنہگار ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص استغفار نہیں کرتا۔ وہ شیطانی پنجہ میں گرفتار ہے۔ استغفار تمام ترقیوں کی جڑھ اور تمام کامیابیوں کا گر ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو اس قسم کے وسوسوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اور میں تو خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ ایڈیٹر الحکم ہمیشہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنے کو تیار رہنا اپنی سعادتمندی سمجھتا ہے رومن کیتھولک پادریوں نے کنفیشن (اعتراف ذنوب) کے مسئلہ کو نہیں سمجھا۔ اور ایک پاک حقیقت کو نجاست میں ملا دیا مگر دراصل اعتراف ذنوب ہی وہ زینہ ہے۔ جس سے انسان ترقی کے منار پر چڑھ سکتا ہے۔ اعتراف ذنوب سے خودشناسی پیدا ہوتی ہے۔ اور خودشناسی سے پھر خداشناسی کی روشنی پڑنے لگتی ہے۔ انسان اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کو معلوم کر کے تکبر اور نخوت کی چادر کے نیچے سے نکل جاتا ہے۔ اور پھر وہ جس مخلوق کو ذلیل اور حقیر سمجھتا ہے۔ اس سے بھی اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ اس تذلل سے اس پر رحمت ربانی کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ اور وہ ترقی کرنے لگتا ہے۔ غرض میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس وسوسے کہ میں اپنے آپ کو غلطی اور کمزوری سے پاک سمجھنے لگوں۔ اور اپنے آپ کو کسی شفیق اور ہمدرد ناصح کی نصیحت کا محتاج نہ سمجھوں۔ میں تو اپنی زندگی کے لئے ماں کے دودھ سے زیادہ پرورش کرنے والی چیز اس نصیحت کو جانتا ہوں۔ جو مجھے کیجا دے۔ اور یہ خدا کا احسان ہے۔ کہ محض للہ فی اللہ ہمیں آگاہ کرنے والا موجود ہے۔ ۳ فروری کی شام کو بعد مغرب حضرت نے مجھے بلایا۔ میں حاضر ہوا۔ تو چند اور احباب بھی موجود تھے۔ آپ مجھے تخلیہ میں کچھ فرمانا چاہتے تھے۔ مگر احباب نا سمجھی سے بیٹھے رہے۔ آپ نے مفصلہ ذیل تقریر فرمائی:۔

تین قوتیں

فرمایا انسان کے اندر تین قوتیں ہیں۔ ایک تخیلی۔ دوسری علمی۔ تیسری عملی۔

تخیلی قوت شاعروں کی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے نازک خیال انہیں سوجھتے ہیں۔ اور وہ سوچتے رہتے ہیں۔ مرزا غالب بڑے نازک خیال تھے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ بعض وقت ایک ایسا شعر کہہ گذرتے تھے۔ کہ دوسرے وقت خود بھی اس کی سمجھ نہ آتی تھی۔ مولوی فضل حق خیرآبادی نے ان کا دیوان ترتیب دیا۔ مرزا غالب نے انہیں کہدیا تھا۔ کہ جو تمہیں سمجھ آتا ہے۔ اسی طرز پر ترتیب دے لو۔ ایک مرتبہ یہ قوت تخیلی ان کی ایسی بڑھی۔ کہ شاہزادہ جوان بخت کی شادی پر سہرا کہا۔ اور اس میں بڑا دعوے کیا۔ آخر ذوق نے مقابلہ کیا اور مرزا غالب کو مجبورًا عذر کرنا پڑا اور شرمندہ ہونا پڑا۔ انشاء اللہ خان بھی بڑے پایہ کا شاعر تھا۔ اور بڑا نازک خیال۔ مگر آخر گمنامی کی زندگی میں جان دیدی۔ یہ نتیجہ تھا قوت تخیلی کی ترقی کا۔ فارسی میں حضرت امیر خسرو بڑے پایہ کے شاعر گذرے ہیں اور ان کی قوت تخیلی بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمتہ کی خلافت سے محروم رہے۔

ایڈیٹروں کی بھی قوت تخیلی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب قوت تخیلی کا زور ہو تو اسے علمی اور عملی قوتوں کے رنگ میں لانے کی کوشش اور دعا کرنی چاہئے۔ عملی قوت انبیاء علیہم السلام کی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عملی قوت ہی تو تھی۔ جس نے اپنے مخالفین کو غرق کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عملی قوت کا تماشا دیکھو کہ فرعون اور اس کی جماعت کو غرق کر دیا۔ اعلےٰ درجہ کی چیز یہی ہے۔ اور پھر اگر یہ نہ ہو تو علمی قوت کو بڑھانا چاہئے۔ صرف تخیلی قوت کو بڑھنے نہیں دینا چاہئے۔ جو لوگ قلم سے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ اور عملی رنگ پیدا نہیں کرتے وہ ناکام رہ جاتے ہیں۔ تمام کامیابیاں عملی قوت سے پیدا ہوتی ہیں۔ بیماری افلاس۔ اور مشکلات میں تخیلی قوت بڑھ جاتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض بعض وقت میری تخیلی قوت بڑھی بڑھتی ہے۔ مگر خدا کا فضل ہے کہ میں فورًا اس سے نکل جاتا ہوں۔ تخیلی قوت کا ایک پولیٹکل نظارہ بنڈیل کے وقت میں نظر آتا ہے۔ آج کوئی اپنا نام بھی یہ یاد نہیں رکھتا۔ اور اسکا ذکر کوئی خیر سے نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ اس قوت کو بڑھنے نہیں دینا چاہئے۔ اگر چاہو تو تم تخیلی قوت کے نہ بڑھانے پر میرے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ (عرض کیا کہ ابھی خدا کے فضل سے حاضر ہوں) تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس کو مت بڑھاؤ۔ اور اس سے توبہ کرو۔"

اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور طبیب ہیں۔ میری یہ قوت تخیلی اخبار ہی سے بڑھتی ہے۔ اس سے پہلے ایک مرتبہ اوائل خلافت میں حضور نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ کہ میں اخبار کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ اب اگر یہی میری قوت تخیلی کو بڑھانے والا ہے۔ تو پھر اجازت دیں۔ کہ میں اسے بند کر دوں۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ تم اس فن کو خوب سمجھتے ہو۔ اور یہاں جو لوگ اس کام کو کرتے ہیں ان سے بہتر ہو۔ میں یہ اجازت نہیں دیتا۔ یہی کام کرو۔ بس قوت تخیلی کو بڑھنے نہ دو۔ میں نے علاج اور اسباب سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم سمجھ سکتے ہو۔"

یہ ہے وہ نصیحت جو میرے آقا نے مجھے فرمائی۔ اور میں حیران ہوں کہ کسقدر درد آپ کے دل میں اپنے خدام کے لئے ہے۔ اس بیماری میں دوسروں کی روحانی۔ اور اخلاقی بیماریوں کے علاج میں فکرمند رہتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میری طرح اور بھی بہت سے مریض ہوں گے۔ جو قوت تخیلی کو بڑھنے دیتے ہوں گے۔ اس لئے امید ہے یہ پندا انہیں بھی سودمند ہوگی۔ میں اپنے دوستوں سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ اس لئے بھی کہ ہم سب کا آقا۔ اور امام چاہتا ہے۔ کہ

خاکسار ایڈیٹر الحکم۔ الحکم کے ذریعہ سلسلہ کا خادم

میں اپنی بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ وہ مجھے اس خدمت کا اہل پاتا ہے۔ اور میری حوصلہ افزائی کے لئے اپنے مالی اور روحانی نصایح سے دریغ نہیں فرماتا۔ اللہ تعالےٰ اسے جزائے خیر دے۔ اور مدت دراز تک اس کے فیض سے بہرہ یاب [illegible]

صدقات کی طرف توجہ

میں نے قریبًا ہر اخبار میں لکھا ہے کہ ان ایام میں حضرت کو صدقات کی طرف بڑی توجہ ہے۔ موضع ننگل قادیان کے قریب اسی کا دراصل ایک پرانا حصہ ہے۔ وہاں طاعون کی کوئی واردات ہوگئی۔ اس کی اطلاع ملی۔ تو فرمایا جماعت کو تاکید کرد و کہ دعاؤں میں لگ جاوے اور استغفار کریں۔ اور صدقات دیں۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور دے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں حضرت میر ناصر نواب صاحب نے احباب کو صدقات کی طرف متوجہ کیا۔ اور قریبًا کل دوستوں سے جو یہاں بستے ہیں۔ صدقہ کی ایک رقم جمع کر کے قربانی کی۔ اور غربا۔ اور مساکین کو کھانا کھلایا۔"

اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے خود حضرت بھی بہت کچھ صدقہ کر رہے ہیں۔"

غلام آزاد کرنیکی خواہش

حضرت خلیفۃ المسیح کی پاک سیرۃ کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ جو ہمارے دولتمند دوستوں کیلئے بہت کچھ سبق آموز اور محرک ہوگا۔ جسکا علم مجھے غیر معمولی رنگ میں ہوگیا۔ بعض مغربی مصنفوں نے اپنی نادانی نہیں جہالت سے اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام نے غلامی کو پھیلایا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے دنیا سے غلامی کا استیصال کیا۔ یہ موقع نہیں کہ میں غلامی پر کوئی مضمون لکھوں۔ بلکہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کا ایک واقعہ دکھانا ہے۔ پچھلے دنوں جب ہمارے بعض بھائی حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے آپ نے ایک سو روپیہ ایک غلام آزاد کرنیکے لئے انہیں دیا۔ چونکہ یہ [illegible] تو پھر غلام نہیں ملسکتے۔ جن کو آزاد کیا جاوے۔ آپ نے مکہ [illegible] میں کسی غلام کی آزادی کے لئے کوشش فرمائی یہ جوش اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل کرنیکا اللہ تعالےٰ کے فضل کے بدوں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ہندوستان میں بہت بڑے بڑے دولتمند تاجر اور رئیس ہیں۔ شاید بہت ہی کم ایسے دل ہوں گے۔ جن میں غلاموں کو آزاد کرنیکا عملی خیال

پیدا ہوا ہو۔ ہماری جماعت میں یہ پہلی نظیر ہے۔ حضرت کی خواہش ان لوگوں کی غلطی کیوجہ سے عملی صورت اختیار نہ کر سکی۔ غلام شاید اڑھائی سو روپیہ کو ملتا تھا۔ اگر وہ اطلاع دیتے تو یقیناً حضرت باقی روپیہ بھیجدیتے۔ مگر انہوں نے روپیہ واپس کر دیا۔ حضرت کو آزادیٔ غلام کا ثواب ہو گیا۔ کیونکہ اسی نیت سے یہ رقم بھیجی گئی تھی۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہوں گے کہ اس روپیہ کو بھی حضرت نے بعض ایسے **لوگوں کی مدد میں صرف کر دیا۔ جو کسی ایک یا دوسری مشکل میں مبتلا اور اسیر تھے۔** اس طرح نہ صرف ایک کو۔ بلکہ کئی گردنوں کو آزاد کرنے کا ثواب حاصل کیا۔

اگر اہل دل احباب اس نظیر سے عملی فائدہ اُٹھائیں۔ اور غلام آزاد کرنے کا ایک فنڈ قائم کر کے حضرت کے پاس ایسی رقوم بھیجتے رہیں۔ تو اس سلسلہ کی عظیم الشان اسلامی خدمات میں

یہ عملی کام نظیر ہو گا

تعلیم سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح اس علالت میں بھی اپنے فیوض سے قوم کو متمتع کرتے رہتے ہیں۔ اور جب کبھی طبیعت بحال ہوتی ہے۔ یا کوئی تحریک ہوتی ہے۔ تو کچھ نہ کچھ سناتے اور سمجھاتے ہی رہتے ہیں۔ اور یہ حکیم قوم جو مصلحان ربانی کے رنگ میں آئی ہے۔ ہر شخص کی حالت اور مرض کے لحاظ سے کبھی تو انفرادی رنگ کے نصائح کیا کرتی ہے۔ اور کبھی اجتماعی رنگ کی۔ اس ایک سِرّ کو نہ سمجھنے کیوجہ سے بعض لوگوں کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے نہ سمجھنے میں دھوکہ لگا ہے۔ مثلاً ایک شخص آتا ہے اور وہ کوئی بہترین نیکی پوچھتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ماں باپ کی خدمت کرو۔ اور کسی دوسرے کو کچھ اور بتایا نادانوں نے اس کو اختلاف قرار دیا حالانکہ اس کا نام اختلاف نہیں ہے۔

اسی رنگ میں تعلیم سلوک ہے۔ جو میں نیچے درج کرتا ہوں جو ۳۰ جنوری ۱۹۱۱ء کی شام کو ایک مخلص دوست کو حضرت نے لکھائی ہے۔ بہت سے لوگ وظائف اور اوراد کے مشاغل میں مصروف اور منہمک ہوتے ہیں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ یہ سطور انشاء اللہ تعالےٰ ان کے لئے سلوک کی بہترین راہ بتانے والی ہوں گی۔

بوقت شام ۳۰ جنوری ۱۹۱۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے مخدوم میاں محمد صدیق صاحب کو بلوایا۔ اور فرمایا۔ دوات لاؤ۔ میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں۔ اس کو [illegible] نہ سمجھیو۔ یہ بہت بڑی بات بتاتا ہوں۔ فرمایا قرآن کریم کی یہ آیت تین مرتبہ پڑھو۔ اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلےٰ علیہم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یؤمنون۔ مخدوم صاحب کے تین مرتبہ کے پڑھنے کے بعد فرمایا۔ اللہ پاک اس آیت میں تمام منازل سلوک کے لئے فرماتا ہے۔ کہ ان کو یہ کتاب (قرآن کریم) جو ہم نے محمد رسول اللہ صلعم پر نازل کی ہے۔ کافی نہیں۔ مومنوں کے لئے اسی میں رحمت ہے اور اسی میں تمام ذکر ہیں۔ فرمایا میں نقشبندیوں کے قدرت اور کشوف کے طریقے خوب جانتا ہوں۔ مگر اس شہادت خداوندی کے بعد سلوک کے اور طریقوں کو اختیار کرنا میں کفر جانتا ہوں۔ اس قسم کا ہوں کہ جو گیا نہ طریقے سمجھتا ہوں۔ تم سب گواہ رہو میں مر جاؤں تو میری یہ نصیحت یاد رکھنا۔ اگر کوئی خیال اس کے خلاف اُٹھے تو لاحول پڑھنا۔ شاہ عبد العزیز صاحب کے ایک بھائی تھے۔ جنکا نام [illegible] تھا۔ ان کی ایک بیوی تھیں ام حبیبہ انکا نام تھا۔ انہوں نے [illegible] کثرت سے اور اد اور اذکار شروع کر دئے۔ حتٰی کہ [illegible] کے بعد نفلوں کی [illegible] انہوں نے [illegible] ایک دن [illegible] نے کہا کہ تم ہر روز نوافل [illegible] اعمال کا ذکر [illegible] انہوں نے مان لیا۔ [illegible] انہوں نے اپنے مصلے پر ہنومان کی شکل میں بندر کو دیکھا اور اس نے کہا کہ جس راہ پر میں نے تم کو ڈالا تھا وہ کیوں چھوڑ دی۔ اس کے بعد اس کے میاں آئے اور انہوں نے پوچھا۔ بیوی صاحب تم نے آج کچھ دیکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں آئندہ تو یہ کرتی ہوں۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ کی ایک اور شہادت پڑھو جو ابتدائے قرآن مجید میں ہے الٓمٓ ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ ھدًی للمتقین۔ فرماتا ہے میں اللہ خوب علم والا یہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ جسقدر لوگ متقی بنے ہیں۔ علم تو مجھکو ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی کتاب ذریعہ ہے متقی بننے کا۔ خدا تعالیٰ کی یہ دوسری گواہی ہے یہ بات میں تم کو خدا کی تحریک سے کہتا ہوں۔ احادیث میں آیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کئی قسم کے اعوذ پڑھتے تھے۔ مگر جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں۔ تو آپ نے معوذتین کے سوا سب چھوڑ دیئے پھر فرمایا۔ اس وقت اتنی ہی برداشت ہے زندہ رہا تو کل کچھ اور لکھونگا۔ اور صبح فرمایا۔ سورۃ اعراف کے آخر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل انما اتبع ما یوحیٰ الی من ربی ھٰذا بصائر من ربکم وھدًی ورحمۃ لقوم یؤمنون۔ واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ اے نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) تو کہہ میں اس وحی قرآن کے سوائے اور کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا۔ یہی لوگوں کے واسطے بصیرت تھی مومنوں کے واسطے تو ہدایت اور رحمت ہے ہی۔ اگر کافر بھی مان لیں تو انپر بھی رحمت ہو گی +

معیار صادق

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ اپنی جگہ بعض عجیب عجیب گر قایم کرتے ہیں۔ اور ایسے گر ہمیشہ قرآن مجید سے استنباط فرمایا کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید سے آپ کو بچپن سے محبت ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے

خود گویم از آں روز سے کہ بودم شیر خوار۔

کیونکہ قرآن مجید آپ نے اپنی والدہ کی گود میں پڑھا ہے ۲۹ دسمبر ۱۹۱۰ء کو مجھے آپ کی صحبت میں سعادت [illegible] رہا۔ آپ نے فرمایا ایک شخص مولوی ریاض الدین احمد میرے پاس آئے۔ وہ بڑے ہوشیار اور مدبر تھے۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ مرزا صاحب کشیب چندر سین۔ سر سید احمد پنڈت دیانند یہ بڑے آدمی اس وقت ہیں۔ اور سب نے اپنے ساتھ ایک جماعت بنائی ہے پھر کیونکر سمجھا جائے۔ کہ مرزا صاحب راستباز تھے اور خدا کیطرف سے تھے۔ اور باقی نہ تھے۔ میں نے اس کو کہا کہ میں ایک گُر بتاتا ہوں جو بہت صاف ہے قرآن میں لکھا ہے۔ اکابر مجرمیہا یعنے جو لوگ بڑے ہوتے ہیں وہ مامورین سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ اور الگ رہتے ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ ان میں سے ہر ایک کیساتھ کس قسم کے لوگ شامل ہیں امرا کس کے ساتھ ہیں اور کس سے الگ رہتے ہیں۔ اس کو سنکر حیرت ہوئی اور خاموش ہو گیا + کہنے کو یہ ایک فقرہ ہے۔ مگر اس کے اندر ایک لطیف اصول صادقوں کی شناخت کیلئے بتا دیا گیا ہے کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو اول اس کو قبول کرنیوالے غربا اور ضعفا ہوتے ہیں۔ اور جو رؤسا اور امرا ہوتے ہیں۔ وہ ان سے الگ [illegible] اس میں بھی ایک لطیف سِر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی تائید کا کرشمہ نظر آتا ہے اس حالت بیکسی اور بے سرو سامانی میں وہ شدید اعدا اپنی کامیابی اور مخالفین حق کی نامرادی کی عجیب پر شوکت پیشگوئیاں کرتا ہے اور تمام طاقتیں اسکی ہستی کو مٹانے کیلئے جد و جہد کر رہی ہیں اس وقت کوئی شخص بھی یہ یقین نہیں کر سکتا کہ یہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن آخر اللہ تعالےٰ کی تائیدات اور نصرتیں اسکے شامل حال ہوتی ہیں۔ اور وہ بیکس بے زر۔ بے زور انسان جسکے ساتھی بالکل غریب اور کس مپرس ہوتے ہیں۔ کامیاب ہو جاتا ہے۔ تب صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کسی انسانی ہستی کا کام نہیں بلکہ صاف تائید ایزدی ہے۔ علاوہ بریں اگر اول ہی بڑے بڑے رئیس شامل ہو جائیں۔ تو اس راستباز کی شاندار کامیابی کا زمانہ آوے۔ تو اسکی صداقت مشتبہ ہو سکتی ہے۔ لوگ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان مدبروں اور مالداروں کی کوشش اور تائید سے وہ کامیاب ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے یہ سنت رکھی ہے کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو اول اسکے ساتھ نہایت غریب اور ضعیف لوگ شامل ہوتے ہیں۔ تا کہ قدرت ربانی صاف صاف نظر آوے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداً غربا ہی نے قبول کیا۔

صحابہؓ کی ایک خصوصیت

حضرت خلیفۃ المسیح کو اللہ تعالےٰ نے ایک غور کن دل و دماغ عطا فرمایا ہے۔ اور آپ ہر معاملہ کے باریک در باریک حصص پر غور کرنے کے عادی ہیں۔ اور اسی لئے بعض وقت جب حضرت کسی شخص کی تحریر سے کوئی نتیجہ نکال کر پیش کرتے ہیں۔ اور وہ کہا کرتا ہے کہ حضور میرا مطلب یہ نہیں تو تحدیث بالنعمت کے طور پر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی کلام کو تو اس کے فضل سے سمجھ لیتا ہوں۔ تو کیا انسانی کلام نہیں سمجھ سکتا؟ اس سے مجھے صرف یہی دکھانا ہے۔ کہ حضرت کائنات کے تمام واقعات کو نہایت غور سے دیکھنے کے عادی ہیں ۶ جنوری ۱۹۱۱ء کو بعد نماز جمعہ مجھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقعہ ملا۔ آپ نے فرمایا:۔

میں نے صحابہؓ کی تاریخ کو بڑے غور سے پڑھا ہے اور بہت بڑھا ہے بہت سی خصوصیتیں ان کی مجھے نظر آتی ہیں۔ مگر ایک خصوصیت

بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:۔ کہ

صحابہؓ میں کوئی بہرہ نہ تھا

یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک نشان تھا وہ لوگ دین کے مبلغ ہونے والے تھے۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سن کر انہوں نے محفوظ رکھنا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو بہرہ نہیں رکھا۔"

فرمایا مجھے صحابہ رضہ کی بعض عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ عظیم الشان صحابہ رضہ میں میں دیکھتا ہوں۔ کہ کسی نے کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی کسی چیز کے لئے دعا کی درخواست نہیں کی۔ خدا کا احسان ہے کہ **میں نے بھی حضرت صاحب سے کبھی کوئی ایسی درخواست** نہیں کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی یہ خصوصیت ناظرین الحکم کے ایمان کو خاص طور پر بڑھانیوالی ہوگی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس مقام عالی پر کھڑے ہیں۔"

انعامات الٰہیہ کا مطالعہ

قادیان میں ایک عورت ان دنوں دماغی بیماری سے بیمار ہے یہ عورت ایک ذہین اور قابل استانی ہے۔ فارسی زبان بڑی بے تکلفی سے بولتی ہے۔ قرآن مجید کا بھی فہم رکھتی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ وہ عارضہ دماغ سے بیمار ہے۔ اس کی حالت کے ذکر پر فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوتے ہیں مومن کو چاہیئے کہ ان انعامات کا مطالعہ کرتا رہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ اور اس محبت کیوجہ سے وہ خدا کیطرف جھکتا ہے۔ اور توجہ الی اللہ میں ترقی کرتا ہے۔ اور پھر شکر کی توفیق ملتی ہے۔ اگر ایسا نہ کرے تو بعض وقت پر عذاب الٰہی کسی رنگ میں نازل ہو جاتا ہے۔ یہ عورت کیسی قابل استانی ہے۔ مگر دماغ کی کنجی تو خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ادھر سے ادھر پھیر دی۔ وہی دماغ اب دوسرے رنگ پر کام کرنے لگا ہے۔ جہاں پہلے حیا اور سوچ اور فکر تھا۔ اب آزادی اور بیجا آزادی ہے۔ میں جانتا ہوں اسی طرح ایمان اور کفر کی بھی کنجی ہوتی ہے۔ خدا ہی کے فضل سے انسان مومن باللہ ہو جاتا ہے۔ وہی ہدایتوں کی راہوں کو کھولتا ہے۔ بہشت اور دوزخ کی کنجی بھی ہے اسی کا فضل ہو تو انسان بہشت کو حاصل کرے اور دوزخ سے بچے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مطالعہ عجیب چیز ہے۔ اور جب اس کی کوئی نعمت چھن جاتی ہے۔ اسکا مطالعہ بھی عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ اگر خوف اور عبرت سے انسان دیکھے تو خدا کیطرف اس سے توجہ بڑھ جاتی ہے اور یہ خوف مبارک خوف ہوتا ہے اس لئے کہا ہے ایمان امید و بیم کے درمیان ہے۔"

ایک پیشگوئی اَور پوری ہوئی

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں اس کثرت سے پوری ہو چکی ہیں۔ کہ سوچنے والے دل و دماغ کیلئے کافی حجت ہیں۔ باایں ہمہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جب کوئی نشان پورا ہوتا ہے۔ اور انہیں آگاہ کیا جاتا ہے۔ تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے۔"

دراصل نشانات ہی ایک ایسا ذریعہ ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ اور گناہ سوز ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کیا گیا تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے گھوڑے سے گرنے کے واقعہ میں لفظاً لفظاً بدوں کسی تاویل و تعبیر کے پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی سے آگاہ ہونیکے باوجود مرتد ڈاکٹر نے اپنی جھوٹی پیشگوئی کو اس کے ذریعہ پورا ہونے کا اعلان کیا ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

وہ اپنی شومی قسمت اور کوری عقل کیوجہ سے بجائے توبہ کرنے کے سلسلہ کو گالیاں دیتا اور ایڈیٹر الحکم کو دھمکاتا ہے۔ تاوان مباہلہ لئے پھرتا ہے اور جب مولوی محمد یمین صاحب نے اسکی دعوت مباہلہ قبول کیا۔ تو حجرے سے باہر نہیں نکلا۔ اور اب شوخیاں کرتا ہے۔ جس پیشگوئی کا میں آج تذکرہ کرتا ہوں وہ ایک ایسا روشن نشان ہے کہ دہریہ اور میٹریلسٹ بھی اگر فکر کرے تو انکار نہیں کر سکتا۔ یہ پیشگوئی

الحاق کوریا کے متعلق ہے

۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء کے الحکم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام جو اس سے بھی پہلے کا ہے۔ چھاپا گیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت

یہ الہام حضرت مسیح موعود کو ان ایام میں ہوا تھا جبکہ جنگ روس و جاپان ہو رہی تھی۔ اس وقت کوریا سے نہ کسی قسم کی جاپان کو پرخاش تھی۔ نہ ایسے آثار تھے کہ کسی دن کو کوریا کی نازک حالت ہو جائے گی جو یہ پیشگوئی کسی پولیٹیشن کی رائے کا نتیجہ کہی جاسکتی۔ اس پیشگوئی پر چھ سال کے قریب عرصہ گذر گیا۔ اور بہتوں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ غیروں کا تو کیا ذکر خود ہماری جماعت میں بھی کسی کو اس طرف توجہ نہیں رہی تھی۔ مگر خدا کی شان ہے کہ گذشتہ ستمبر میں یہ پیشگوئی پوری شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔ اور

کوریا کو جاپان نے ملا لیا

اس الحاق کی تفصیل کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس پر چھ مہینے سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ تاہم یہ نشان اس وقت بھی تازہ ہی ہے۔ کوریا کے جاپان کے ساتھ ملحق کئے جانے پر بہت کچھ شور و شر بھی ہوا۔ اور بعض محب وطن اہل کوریا نے جد و جہد کی مگر [illegible] حاصل۔ ہیگ کی کانفرنس صلح میں انہوں نے اپنا ایک وفد بھیجا جو ناکام رہا۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کوریا میں انارکسٹوں کی ایک مختصر سی جماعت پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے بعض مدبروں کی جان بھی لی۔ لیکن اس سے کوئی فایدہ نہیں ہوا۔ کوریا کی نیشنل ایسوسی ایشن واقعہ سان فرانسسکو نے بھی اس الحاق کے خلاف ایک ریزولیوشن پاس کیا۔ اور بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی جد وجہد کو ترک نہ کریں گے۔ غرض آخر ہوا وہی۔ جس کی خبر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ نے اس واقعہ سے چھ سال پیشتر خدائی الہام کی بنا پر دی تھی۔ اس سے بڑھ کر کوریا کی نازک حالت اور کیا ہوگی۔ کہ اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور وہ حکومت کی مسند سے اتر کر غلامی کی صف میں کھڑا کر دیا گیا۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجائبات قدرت ہیں جو وقتاً فوقتاً ظاہر فرماتا ہے۔

اب اے دانشمندو! سوچو اور غور کر کے بتاؤ۔ کہ کیا یہ محض عقلی اور وجدانی رائے زنی ہے۔

یا قادر مطلق غیب دان خدا کا کلام؟

اگرچہ اس سے پہلے بھی بہت سے نشانات دکھلائے جا چکے ہیں۔ مگر یہ تازہ نشانات اور بھی اتمام حجت کرتے ہیں۔ انکار کے لئے کوئی گنجایش باقی نہیں۔ ہاں ہٹ دھرمی اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ یہ پیشگوئی ایسے وقت کی گئی تھی۔ جبکہ جاپان اور روس کی لڑائی ہو رہی تھی۔ اور جاپان کو کوریا کے مفاد کو مدنظر رکھنا ضروری تھا۔ اس وقت وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسا ہوگا۔ مگر خدا کے کام ہمیشہ عجیب ہوتے ہیں۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔" اس قسم کی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود کی صداقت کے زبردست دلایل ہیں۔ اور یہ حضرت کی زندگی ہی کے ساتھ وابستہ نہ تھیں بلکہ آپ کے بعد بھی بعض انمیں سے پوری ہو رہی ہیں جیسا کہ آپ نے الوصیت میں بھی ظاہر کیا تھا۔ یہ پیشگوئیاں اس لئے بھی قابل وقعت ہیں کہ وہ اپنے پورا ہونے سے بہت عرصہ پہلے شایع ہو چکی ہیں بہرحال اس نشان کے ذریعہ پھر دشمنوں پر حجت پوری ہوئی اور دوستوں کے لئے وہ ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔"

اطلاع و درخواست دعا

منشی رحمت اللہ گکھڑ زئی طالب العلم انٹرینس کلاس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان متوطن کھوکر ضلع سیالکوٹ اپنے احباب اور عزیزوں کو الحکم کے ذریعہ آگاہ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ۳ فروری ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح و المہدی کے ہاتھ پر بیعت توبہ کر لی ہے۔ اور وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ احمدی احباب سے استقامت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اور غیر احمدی دوستوں اور عزیزوں کو سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی دعوت

مناجات ناصر

فضل کر اس بندۂ عاجز پہ اے میرے خدا
میں بلاؤں میں گھرا ہوں ہیں مصائب میں پھنسا
کردیا بیماریوں نے میری صحت کو خراب
میں ہوں عاصی ہیں خاطی تو ہو غفار الذنوب
میں ہوں ادنےٰ تو ہے اعلےٰ تو غنی میں ہوں فقیر
میں ہوں دست و پا شکستہ تو ہے میرا دستگیر
سخت میں ناپاک ہوں اے پاک کر مجھ پر کرم
مہربانی مجھ پہ کر الطاف فرما مجھ پہ تو
اس شب تاریک غم کو دور کر سر سے میرے
اے میرے داتا میرے ناصر مجھے منصور کر
رکھ مجھے ثابت سدا اسلام پر اے ذوالمنن
صبر کی جا صبر دے اور شکر کے موقع پر شکر
دے محبت اپنی اور دنیا سے نفرت دے مجھے
بخش نسل پاک مجھکو کر امام المتقین
یاد ہو لب پر تیری اور دل میں ہو تیرا خیال
بادب کر باحیا کر اپنے بندوں میں ملا
ہو تیری تعظیم بس ہر کام میں پیش نظر
ہر ضعیف و ناتواں کا میں ہوا پشت و پناہ
احمدی بھائی میرا کوئی نہ ہو مجھ سے ملول
میں ہوں خدمتگار نیکوں کا بنوں سبھوں کا یار
راحت و آرام دوں اپنے ہر اک بھائی کو میں
لب پہ شیرینی ہو اور دل میں ہو میرے بس مٹھاس
میں اگر مانگوں تو مانگوں دین کی نصرت کیلئے
میں نہ تجھ پر بدگماں ہوں اور نہ تجھ سے نا امید
تو نے ہے مجھ کو بنایا رزق دیتا ہے تو ہی
میں ہوں مصروف گنہ اور تو ہے میرا پردہ پوش
نعمتیں کھاتا ہوں تیری پر نہیں کرتا میں شکر
سکہ مجھ دیتا ہے تو میں سرکشی کرتا ہوں پھر
اپنے ہاتھوں سے میں جب پڑتا ہوں دکھ میں اے کریم
نعمتوں کی تیری گنتی مجھ سے ہو سکتی نہیں
یہ زمین و آسمان میرے لئے پیدا کئے
روح دی اور تو نے مجھ کو جسم بخشا بے بہا
دیکھنے کو آنکھ بخشی اور دیئے سننے کو کان
سونگھنے کو ناک دی پھر مجھ کو بخشے تو نے پھول
عقل بخشی فہم بخشا اے میرے رب رحیم
اپنے فضل عام سے بخشے مجھے ہوش و حواس
رات سونے کو بنائی دن کمانے کے لئے
پھول پھل تو نے دیئے تو نے بنائی بوٹیاں
کیسی کیسی بامزا خوراک دی تو نے مجھے
سیم و زر تو نے دیا موتی دیئے ہیرے دیئے
یہ زمیں بخشی کہ تا پیدا ہو اس میں سے اناج
دیئے تو نے مجھے دینے کے یہ لاکھوں درخت

تو سزاوار کرم ہے میں ہوں بیشک ناسزا
دور کر دے ہر مصیبت ہر بلا سے تو بچا
میں مریض ناتواں ہوں ہاتھ میں تیرے شفا
میں گرفتار بلا ہوں تو مرا مشکل کشا
تو شہنشاہ دو عالم میں ترا ادنےٰ گدا
میں گمراہی میں اے مولےٰ مرے تو رہنما
میں بُرا ہوں فضل سے اپنے مرا کر دے بھلا
تو خفا مجھ سے نہ ہو گو خلق ہے مجھ پر خفا
اے مرے رب مجھ کو خوشوقتی کا جلدی دن دکھا
کر میری حاجت روائی اے میرے حاجت روا
باب رحمت مجھ پہ کر وا کر قربت میں بسا
دور کر عصیاں سے مجکو اپنی جانب تو جھکا
دور کر حرص و ہوا اپنا مجھے شیدا بنا
دے گناہوں سے تنفر دے عبادتیں مزا
ہو عیاں پاکیزگی اور دل میں ہووے اتقا
رحم کی چادر اوڑھا اور فضل کا جامہ پہنا
شفقت و رحمت کا برتاؤ ہو خلقت سے سدا
ہر مریض خستہ جاں کی میں کروں دل سے دوا
کوئی بھی صالح کبھی مجھ سے نہ ہو ہرگز خفا
ہوں نہ تیرے دوستوں سے میرے دل میں کچھ دغا
بھائیوں کی میں کروں خدمت وہ دیں مجھکو دعا
بغض سینے میں نہ ہو کینہ نہ ہو دل میں ذرا
اے خدا مجھ کو بنا تو نہ نقصانی گداء
جز تیرے کوئی نہیں ہے آسروں کا آسرا
شکر کر سکتا نہیں تیرا کسی صورت ادا
حیف ہے صد حیف ہے آتی نہیں مجھ کو حیا
پھر بھی دروازہ نہیں تو بند کرتا رزق کا
کسقدر ہے بُردباری تجھ میں اور کیسی حیا
اپنے فضل عام سے دیتا ہے تو مجھکو شفا
کیونکہ تیرے عنایات و کرم بے انتہاء
واسطے میرے بنائے تو نے یہ آب و ہوا
کام کرنے کے لئے مجھ کو دیئے یہ دست و پا
بولنے کو دی زبان ۔ کی اس کو گویائی عطا
منہ چکھانیکو اور بخشا زبان کو ذائقاء
دور ہو دے تا کہ اس عاجز سے ہر وہم و خطا
بے طلب بے مانگ کی تو نے ہر اک مجھ پر عطا
چاند و سورج تو نے بخشے تا کہ پاؤں میں ضیا
تیری بخشش سے ہے سب کچھ ہم غذا و ہم دوا
شہد کھانیکو دیا اور دودھ پینے کو دیا
نعمتوں کا تو نے دروازہ کیا ہے مجھ پہ وا
ہر طرف جاری ہے جسمیں ایک چشمہ فیض کا
اُنسے تا حاصل کروں میں میوہ ہائے بامزا

یہ سمندر مجھ کو بخشے تا چلیں ان میں جہاز
ریل بخشی تو نے اور تو ہی نے موٹر کار دی
تو نے بخشے فضل سے یہ مال و دولت کی بہا
یہ ہزاروں جانور میرے لئے پیدا کئے
بعض ہیں میری غذا اور بعض پر چڑھتا ہوں میں
دودھ دیتا ہے کوئی اور ہل چلاتا ہے کوئی
روح کے بھی واسطے طیار ہے اسباب عیش
یاد تیری روح کی بے شک غذائے پاک ہو
تیرے مرسل آئے سمجھانے کو میرے ابتدا
آئے دنیا میں ڈرانے کو میرے بیشک نذیر
جب ترے الطاف مجھ پر بڑھ گئے حلم و نزول
اس کے صدقہ میں ہوا تیرا نہایت مجھ پہ کرم
تو محمد پر میری جانب سے بس لاکھوں درود
کر کے پیدا تو نہ بھولا مجکو اے پروردگار
بھوک میں کھانا دیا اور پیاس میں پانی مجھے
گرمی سردی کے سب اسباب بخشے اے کریم
جب پڑی گرمی کیا بارش سے تو نے مجکو سرد
مجھ کو بخشی تو نے بیوی خاندانی اور شریف
آل اور اولاد بخشی یار اور ہمدم دیئے
تجھ کو مہدی سے ملایا ہے یہ اک فضل عظیم
وقت میں میرے کیا نازل مسیح احمدی
ہاتھ پر اس کے دکھائے تو نے وہ عالی نشان
پاس تھا وہ خزانے لیگئے چالاک و چست
وہ زمانہ خیر کا افسوس جلدی ہو چکا
اس کے سچے دوست جو ہیں وہ ہیں یار غار
وہ خلیفہ مجھ کو بخشا جس کی سیرت نیک ہو
حامیٔ سنت ہے جو اور حافظ قرآن ہو
عابد و زاہد ہے ہم میں ہے مگر ہمسا نہیں
ناصر بیکس کی ہے یارب یہی تجھ سے دعا
رحم کرتا ہے وہ سب پر تو بھی اس پر رحم کر
وہ کرم کرتا ہے خلقت پر تو کر اس پر کرم
دشمنان دین کو پھر نہ کرنا خندہ زن
کر ہمیں تو بامراد اور ان کو کر دے نامراد
عرض بندہ کر چکا مولےٰ کرے اس کو قبول

اور ہر اک حاجت ہو میری انکو باعث سرور ا
فائدہ تو ہی نے بخشا مجھ کو ڈاک اور تار کا
جنمیں میرے واسطے ہر اک خزانہ ہے دبا
جن کی گنتی سے بھی ہوں ابتک تو میں نا آشنا
بعض دیگر خدمتیں کرتے ہیں بس صبح و مسا
کون ہے جانور جس سے نہیں کچھ فائدہ
واسطے اسکے مہیا کی ہے نہ جانی غذا
پر مشقت جو عبادت ہو وہ ہے اسکی دوا
اور کلام پاک میرے واسطے نازل کیا
اور بشارت دینے کو آئے ہزاروں انبیا
تو نے بھیجا واسطے میرے محمد مصطفےٰ
رحمتوں کے پھر تو دروازے کھلے بے انتہا
ہو سلام ان پر میری جانب سے یارب دائما
وقت پر میری ہمیشہ تو مدد کرتا رہا
دکھ مصیبت میں جب تو نے عطا کر دی دوا
میں بڑا جنکا تیرا احسان کبھی بڑھتا گیا
جب ہوئی گمٹس چلادی تو نے بس ٹھنڈی ہوا
نیک خو اور نیک دل خدمت گذار و باوفا
فضل سے بخشا مجھے اپنے امام پارسا
کر نہیں سکتا میں [illegible]
اور کرم ہے [illegible]
اس زمانہ میں کبھی کو وہم ہی جن کا نہ تھا
حقد قسمت میں تھا مجھ کو بھی اتنا مل گیا
یاد کر کے وہ مزا ہوتا ہوں میں اب بے مزا
نیک بخت و بامروت نیک سیرت باحیا
جو اشاعت دین کی کرتا ہے ہم میں دائما
حاجیٔ حرمین ہے اُمت کا جو ہے رہنما
ہم میں دنیا کی طولی اس میں ہو نور و ضیا
آجکل بیمار ہے وہ اسکو دے جلدی شفا
وہ دعا کرتا ہے لوگوں کی تو کر اسکی دوا
کیونکہ ہے تو سب سے بڑھ کر باحیا و باوفا
سنتے ہیں حملہ کرنے کے لئے جو بے حیا
اپنے نور الدین کو دیدے اے میرے مولیٰ شفا
دوستو! آمین کہو ناصر کی تم سن کر دعا

زبان خاکسار محمد احسن عفی عنہ پر بعد سننے اس مناجات کے بے اختیار جاری ہوا۔ لسان الناصر مفتاح منزابین الرحمان ۔

اطلاع

سنہ ۱۹۱۱ء کی قیمت اور وصولی بقایا کے لئے خریداران الحکم کے نام وی پی کا سلسلہ جاری ہے۔ وی پی پرانے پرچے کئے جاتے ہیں۔ کوئی نیا پرچہ نہیں کیا جاتا۔ ناظرین الحکم اس کو بخوبی یاد رکھیں تبدیلی پتہ کیلئے جبکہ ایک ماہ سے زیادہ ہو اطلاع دینی چاہیئے (ایڈیٹر و مینجر الحکم قادیان)

معاونین الحکم کا کالم

یہ ضروری معلوم ہوا ہے۔ کہ الحکم کے معاونین کی ہفتہ وار رپورٹ الحکم میں درج ہوتی رہے۔ اس سے یہ غرض نہیں کہ وہ لوگ جو الحکم کی اعانت میں کسی نہ کسی قسم کا حصہ لیتے ہیں۔ اس امر کے خواہشمند ہیں کہ ان کی تشہیر کیجاوے۔ نہیں بلکہ میں اس لئے انکا ذکر خیر کرتا ہوں۔ کہ بعض ایسے مخلص دوست ہیں جو صرف الحکم کے ساتھ دُعا سے مدد کرسکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ ایسا مخلص اس قسم کے سرپرستوں کیلئے بھی دعا کریں جو مالی مدد کیلئے اپنی جیب پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔ اور علاوہ بریں اس سے ان لوگوں کو بھی تحریک ہونا ممکن ہے جو ابھی تک خاموشی سے الحکم کے مشکلات کے نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ سرپرستان الحکم جو اس کے بقا۔ اور استحکام کے خواہشمند ہیں وہ دعاؤں کے ساتھ اس کی اعانت کریں۔ اور جلد جلد خریدار مہیا کریں۔ مفت اشاعت کے لئے اپنی جیب سے قیمت دیں۔ الحکم کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اس وقت کم از کم ایک سو ایسے مربیوں کی ضرورت ہے۔ جو ہر ہفتہ اس کے لئے ایک خریدار مہیا کریں اور ایسا ہی کم از کم سردست دو سو ایسے **مستقل** امداد کرنے والوں کی حاجت ہے جو اپنے ذمہ اس کی ماہوار اعانت لازم کرلیں۔ ایسے مربیوں کی مستقل طور پر ضرورت نہ ہوگی۔ ہاں اگر اللہ تعالےٰ کسی کو ہمیشہ کے لئے توفیق دے تو یہ اس کے فضل کی بات ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کن روحوں کو اس خدمت کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ کیونکہ قلوب کو متحرک کرنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ میں اس کے فضل پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں۔ کہ وہ وقت قریب ہے۔ جب الحکم مشکلات کے بادلوں سے نکلکر سورج کیطرح چمکے گا۔ (و باللہ التوفیق)

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے بعض ایسی روحیں الحکم کے سرپرستوں میں رکھدی ہیں۔ جو اس وقت اس کی اعانت اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ اور میں بعض وقت عجیب تماشاہائے قدرت دیکھا کرتا ہوں۔ ۳۱ جنوری کو ایک معزز دوست نے الحکم کے لئے سخت جوش سے ناراضی کا خط لکھا اسی ڈاک میں سید نذیر حسین صاحب نے گٹھالیاں سے بیس روپیہ الحکم کی امداد کے لئے بھیجے۔ جو وہاں کی جماعت نے سید صاحب کی تحریک پر جمع کئے ہیں۔ اور آئندہ بھی وقتاً فوقتاً امداد کا حوصلہ دلایا۔ اور ساتھ ہی دو خریدار بھیجے۔ میں ایسے مخلص سرپرستوں کے ملنے پر اللہ تعالےٰ ہی کا شکر گزار ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو اشاعت دین کے لئے ایسا جوش اور حوصلہ دل رکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔ الحکم کو ایسے دو ستوں کی ضرورت ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ ایسے دل اس کے خریداروں میں ہیں۔ سید نذیر حسین صاحب اس تحریک کی عملی ابتدا کی ہے۔ اور سابق بالخیرات ہوکر دکھایا ہے۔ کہ الحکم کے ساتھ انہیں کسقدر پیار ہے۔ میں ایسے ہی سرپرستوں کے وجود پر سجدات شکر بجالاتا ہوں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ الحکم کیلئے ایک قدردان دل اپنے پہلو میں رکھتے ہیں۔ گٹھالیاں کی جماعت کی اس امداد کو زیادہ موثر اور مفید بنانے کے لئے میں اعلان کرتا ہوں بیس اخبار

صرف دو روپیہ قیمت پر جاری کئے

جاویں گے۔ جو صاحب چاہیں دو روپیہ منی آرڈر بھیجکر اپنے نام جاری کرالیں۔ میں سید نذیر حسین صاحب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اگر وہ یہ بیس خریدار بھی آپ ہی مہیا کریں تو یہ ایک **نظیر** ہوگی۔ سرپرستان الحکم کی خاص اعانت کی + بہرحال اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسری انجمنوں کو بھی ایسے نیک کام کی توفیق دے (آمین)

(۲) میر صادق حسین صاحب **صادق** الحکم کے خاص برگزیدہ احباب میں سے ہیں۔ چونکہ وہ خود ایک قابل اخبار نویس ہیں اور اٹاوہ پنچ۔ اظہار الحق۔ اور صبح صادق وغیرہ اخبارات اور رسایل کو نہایت قابلیت سے ایڈٹ کرتے رہے ہیں۔ اس فن میں انہیں خاص مذاق اور ملکہ ہے۔ انہوں نے ۱۹۱۱ء میں الحکم کو علاوہ قیمت کے بلیغ روپیہ مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۳) منشی ہاشم علی صاحب جو سلسلہ عالیہ کیلئے کامل قربانی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور الحکم کے پڑھنے والے ان کے کارناموں سے آگاہ ہیں۔ وہ اعانت الحکم کے لئے **دس روپیہ** کی کتابیں خریدنے کا آرڈر بھیجتے ہیں۔

(۴) چوہدری محمد حسین صاحب گرداور قانونگو دس روپیہ کی کتابوں کی خرید کرنیکا وعدہ کرتے ہیں۔ اور ایک خریدار بھیجتے ہیں۔

(۵) منشی عبدالحق صاحب بدوملہی کے رہنے والے ایک مخلص احمدی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے خصوصاً انہیں عشق ہے۔ وہ قادیان انہیں دنوں آئے۔ اور انہوں نے بدوں کسی تحریک کے الحکم کی اعانت کے لئے چار روپیہ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ بزرگ الحکم کے خریدار بھی نہیں۔ اس رقم سے دو ایسے شخصوں کے نام الحکم جاری کیا جاویگا جو صرف عہ قیمت بھیجدیں۔

(۶) منشی عمرالدین صاحب حیدرآباد سندھ میں خطوط نویسی کرکے گذارہ کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کے دل میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے اور شرح صدر سے سلسلہ کی تمام تحریکوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور اپنی لیاقت سے بڑھکر حصہ لیتے ہیں۔ دو خریدار الحکم کے لئے دینے کے علاوہ آپ الحکم کی قیمت کو معمولی قیمت سے پانچ روپیہ پر کردیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالےٰ ایسے تمام مخلص احباب کو جزائے خیر دے۔ اور دوسروں کے قلوب میں بھی اس تحریک کو پیدا کرے (آمین)

(یعقوب علی ایڈیٹر الحکم)

مختصر نوٹ

گورنمنٹ بنگال اور ایک اخبار کی سرپرستی

گورنمنٹ بنگال نے رائے بہادر ... کے جدید اخبار کی سرپرستی فرمائی ہے۔ اور اس کی ۲۵ ہزار کاپیاں سالانہ خریدنے کا وعدہ کیا ہے۔ جس پر ساڑھے باسٹھ ہزار روپیہ گورنمنٹ سالانہ دیگی۔ بعض حلقوں میں گورنمنٹ کی ایسی سرپرستی پر تعجب کیا جاتا ہے۔ میری رائے شروع سے یہی ہے۔ کہ گورنمنٹ کو ایسے اخبارات کی ضرور سرپرستی کرنی چاہیئے۔ جو ملک میں وفاداری اور اطاعت سلطنت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ اس سے ان اخبارات کے رویہ میں خود ایک نمایاں تبدیلی ہوجائے گی۔ جو اکسٹریمسٹ کہلاتے ہیں۔ دوسرے صوبوں کی لوکل گورنمنٹوں کو اس کی تقلید کرنی چاہیئے"

مسلم یونیورسٹی

مسلم یونیورسٹی کے متعلق خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں میں بیداری اور مستعدی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور ملک کے ہر حصہ میں اس کے لئے تحریک ہورہی ہے۔ اس کے مرکز؟ مقام علیگڑھ میں جس جوش سے کام کیا جارہا ہے۔ وہ نہایت خوش آیند اور امید دلانے والا ہے۔ بہرحال ساری امیدیں اللہ تعالےٰ ہی کے فضل سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جو قوم کے قلوب میں ایک جنبش پیدا کردی ہے۔ اس سے یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ وقت آگیا ہے جبکہ یہ کام ہوجاوے۔ مسلم یونیورسٹی کے قیام سے مسلمانوں کی انشاء اللہ تعلیم کا مسئلہ حل ہوجائیگا اور پھر جس مفید اور آسان طریق پر وہ اعلےٰ تعلیم چاہیں گے۔ دیکھیں گے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں ایک دینی دار العلوم کی بھی ضرورت ہے اور یہ کہنا بعید از قیاس نہیں کہ خدا کے فضل و توفیق سے یہ فخر قادیان کے مدرسہ احمدیہ کو حاصل ہوگا۔ مسلم یونیورسٹی کے لئے ہر شخص کو جو مسلمان کہلاتا ہے۔ دل کھولکر چندہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایک تحریک میں جو مبارک اور مفید ہو۔ شامل ہوجانا خدا کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔ مسلمان اُمرا اور عوام جہاں محض نمائشی ضرورتوں میں ہزاروں اور لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اگر وہ اس مفید کام میں سینکڑوں بھی

دیں۔ تو کروڑوں روپیہ جمع ہو سکتے ہے۔ لاکھوں کا تو ذکر کیا؟ کم و بیش ہر فرد کو اس میں شریک ہونا چاہیئے"۔

غریبوں کیلئے مکانات

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ

کے دل میں اللہ تعالیٰ نے غرباء و ضعفاء کی ہمدردی کے لئے ایک خاص جوش اور محبت ڈالدی ہے۔ موسم سرما کے لئے لحافوں کا انتظام وہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں۔ احباب نے اس مرتبہ بھی انہیں موقعہ دیا کہ وہ اس خدمت کو سرانجام دیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ان کمزور اور ضعیف بھائیوں کے لئے جو قادیان میں مہاجر ہو کر آئے ہیں۔ اور کسی قسم کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور انہیں مکانات کے نہ ملنے کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مکانات طیار کرنیکا عزم کیا ہے۔ اس مطلب کے لئے بعض دوستوں نے انہیں کچھ چندہ دیا بھی ہے۔ مگر یہ کام بہت سے روپیہ کو چاہتا ہے جو نیک دل احباب کی توجہ پر بہت کچھ منحصر ہے۔ اس میں شک نہیں احباب پہلے ہی سے بہت سے چندوں کے نیچے ہیں۔ اور بظاہر وہ کسی جدید چندہ کے لئے مشکلات محسوس کریں۔ مگر سچ یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے لئے قدم اٹھاتا ہے۔ تو اُسے تائید اور نصرت مل ہی جاتی ہے۔ پس جو جو کچھ کسی سے ہو سکتا ہے۔ وہ حضرت ناصر نواب صاحب قبلہ سالار قافلہ غربا کی خدمت میں قادیان بھیجدیں۔ میر صاحب کی شخصیت اس امر کی کافی ضمانت ہے کہ وہ احباب کے فرستادہ رقوم کے لئے بہترین آمین ہیں"۔

الٰہ آباد کی مذہبی کانفرنس

الٰہ آباد کی مذہبی کانفرنس میں جو امسال ۹-۱۰-۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو منعقد ہوئی۔ اسلام کیطرف سے دو مضمون پڑھے گئے۔ جنمیں سے ایک خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا تھا۔ اور دوسرا جناب مولوی محمد علی صاحب نے۔ یہ دونوں مضمون نہایت کامیابی سے پڑھے گئے۔ مفصل حالات میرے مکرم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے بذریعہ [illegible] لکھ دیئے ہیں۔ انکی اعادہ کی ضرورت یہاں معلوم نہیں ہوتی۔ میں یہاں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ خدا کے فضل کا ایک خاص نشان ہے کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ملی کہ اس مذہبی مقابلہ میں وہ اسلام کے وکیل کی حیثیت سے کھڑے ہو کر اسکے درخشاں چہرہ کو دکھلاتے۔ یہ فخر اور فضل صرف احمدی سلسلہ کو حاصل ہوا کہ اس نے اس جلسہ میں اسلام کی عظمت و جلال کے اظہار کیلئے اپنے قایم مقاموں کو بھیجا۔ اور جنہوں نے خدا کے فضل سے ہی اپنے فرض کو پوری قوت اور شوکت کے ساتھ ادا کیا۔ خواجہ صاحب کا مضمون تو چھپ کر شایع ہو چکا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا مضمون عنقریب میگزین میں شایع ہو جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ مسلمانوں پر یہ افسوس تو تھا ہی کہ انہوں نے اسلام کو ریپریزنٹ کرنیکیلئے قدم نہ اٹھایا۔ سب سے بڑھ کر افسوس مسلمان اخبارات پر ہے کہ انہوں نے ان مضامین کے پڑھے جانیکے حالات کو بھی اپنے اخبارات میں شایع نہیں کیا۔ اس سے بجز تنگ دلی کا ثبوت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و نصلی علیٰ رسولہ الکریم:-

اپیل

بخدمت جمیع اہل اسلام ہند متعلق

اس مقصد اعظم کے

جسکے حصول پر

یقیناً قوم کی قسمت کا دارومدار ہے

یعنی

تکمیل مجوزہ محمڈن یونیورسٹی

برادران ملت

ہر ایک کام کی تکمیل کیلئے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا قدرت کیطرف سے ایک ساعت خاص مقرر ہوتی ہے۔ وکل امر مرھون باوقاتہا اور باقبال اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ساعت مقررہ کو پہچانکر اور اس کے اقتضا کے مطابق اپنے حوصلوں ارادوں۔ اور کوششوں کا پیمانہ قرار دیکر خرف انسانی کا فرض کامیابی کے ساتھ ادا کر سکیں ایسے ہی مواقع پر اشخاص خاص اور قوموں کا زندگی کی کشمکش کے میدان میں امتحان ہوتا ہے اور اس کے نتایج پر انسانوں اور قوموں کی قسمت کا فیصلہ منحصر ہوتا ہے

میری قدرت سے باہر ہے سپاس ادا کرنا اس ذات اقدس کا جس نے مجکو موقعہ دیا کہ جس ساعت کے آنیکی سر سید علیہ الرحمۃ آخر دم تک آرزومند رہے اور جس کو قریب لانیمیں نواب محسن الملک مرحوم اور مسٹر بیک مرحوم دم واپسین تک ساعی رہے اس کے قریب پہونچنے کی خوشخبری قوم کو میں سناؤں کہ اس زندگی بخش اور خوش آیند ندا سے اسلام کے خفتہ جوش اور قوم کے پژمردہ دلوں میں تحریک اور تازگی پیدا کروں۔

جس مبارک ساعت کی طرف میرا اشارہ ہے وہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ کا ہندوستان تشریف لاکر اپنی تاجپوشی کی مبارک رسم کا ادا فرمانا ہے۔ اور جس مقصد اعظم کی تکمیل قادر مطلق نے اس موقع کیلئے قرار دی ہے۔ وہ قوم کے مرکزی کالج کو یونیورسٹی کے درجہ پر پہنچانا ہے۔ اور جس ممتاز رکن قوم کی زیر ہدایت قدرت اس کام کو انجام دینا چاہتی ہے۔ وہ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر بالقابہ [illegible] مردان خدا کے جمہوری توجہ اور کوشش سے [illegible] ہونیوالا ہے وہ رسول پاک کی اُمت کے زندہ کرنے والے [illegible] ان کو دنیا میں معزز اور باثروت بنانے والے اصحاب ہیں۔ ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کی تحریک ہے کہ دربار تاجپوشی کے وقت سے پیشتر مسلمان ہند بیس لاکھ روپیہ جمع کر کے شہنشاہ معظم سے استدعا کریں۔ کہ اپنی تخت نشینی کے مسعود اور مبارک تقریب کو ابد الآباد تک اور خاصکر مسلمانوں کے موجودہ اور آیندہ نسلوں کی ممنون اور معترف دلوں میں ایک یادگار قایم کرنیکے لئے مجوزہ محمڈن یونیورسٹی کے ابتدا فرما کر ہماری قومی زندگی اور اقبال کی بنیاد قایم فرمادیں جسکے واسطے مسلمان قرنوں سے آرزومند چلے آرہے ہیں۔ برادران ملت۔ یہ ساعت ہماری قوم کے لئے بہت بڑے امتحان اور آزمائش کا وقت ہے تمام مہذب اور بیدار دنیا کی نظر اب ہماری طرف ہے۔ جبکہ امریکہ میں ایک کارنیگی اڑہائی کروڑ اور انگلستان میں ایک بیوڈس دو کروڑ۔ اور اسی طرح سینکڑوں فیاض طبع یورپین امرا تعلیم کے نفع کے لئے لاکھوں کروڑوں روپیہ دیتے رہتے ہیں۔ تو کیا اُمت محمدی کے سات کروڑ افراد اپنے دین اور قوم کی فلاح کیلئے ایسے بیش بہا اور نایاب موقعہ پر جیساکہ موجودہ موقعہ قدرت سے ان کو حاصل ہوا ہے۔ بیس لاکھ روپیہ بھی جمع نہیں کر سکتے! جمہوری عزم اور مجموعی کوشش کی جو قابل یادگار مثالیں فرانس اور جاپان کے کارناموں میں ملتی ہیں وہ دلپر نقش کرنے کے لایق ہیں"۔ جاپان کے باشندے تعداد میں چار کروڑ سے زاید نہیں ہیں۔ اور نہ مثل یورپ کے دولتمند تھے۔ لیکن جب انہوں نے تعلیم نسوان کا ارادہ کیا۔ تو چندروز میں چھ کروڑ روپیہ جمع کر لیا یعنی فی کس ۱؎ روپیہ کے حساب سے جمع کر لیا۔

اس ملک میں سات کروڑ کے قریب مسلمان ہیں۔ اور جس مقصد کے لئے اس وقت ان سے اپیل کیا جاتا ہے وہ مثلاً تعلیم نسوان سے بہت زیادہ اہم اور وسیع اور قوم کے لئے برکات پیدا کرنیوالا ہے۔ بااینہمہ اگر صرف فی کس دو پیسے وصول کئے جاویں۔ تو بیس لاکھ کی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ ۱۸۷۰ء میں جرمنی اور فرانس اور فرانس میں جنگ ہوئی۔ اور فرانس کو سخت شکست ہوئی۔ اور جرمنی نے فرانس سے تین ارب روپیہ تاوان کا مطالبہ کیا۔ کل یورپ سمجھتا تھا کہ یہ تاوان فرانس کو ہلاک کر دیگا۔ اور قرنوں تک ادا نہ ہو سکیگا۔ لیکن فرانس کے باشندوں کی قومی حمیت اور جمہوری عزم نے ان خطرات کو غلط ثابت کر دیا اور ملک کے ہر ایک باشندے نے یہانتک کہ عورتوں نے اپنے زیورات بیچکر اس قومی کام میں حصہ لیا۔ اور متفقہ کوشش سے کل تاوان ادا کر دیا۔ اور ملک پر سے اس بار عظیم کو ہٹا دیا اور جرمنی فوج کو جو اس تاوان عظیم کے ادا ہونے تک فرانس کے ملک میں قایم رکھی گئی تھی۔ جب تک اپنے ملک سے باہر نہ کر لیا۔ ان کو چین نہ پڑا۔ خود ہمارے ملک میں ٹاٹا مرحوم نے اپنی جیب سے تیس لاکھ روپیہ رفاہ عام کیلئے عطا کیا۔ اور ہم سات کروڑ مسلمانوں سے صرف بیس لاکھ کے خواہشمند ہیں ہمارے صوبہ کے ایک ہندو زمیندار راجہ صاحب آواگڑھ نے راجپوت کالج آگرہ کے لئے دو سال ہوئے گیارہ لاکھ روپیہ دیئے۔ جبکہ ایسی مثالیں خود ہمارے ملک میں موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم بھی انکا ثبوت نہ دیکیں۔ اور جن مثالوں پر مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد رکھی گئی ہے اور جن ایثار سے قرون اولے کے مسلمانوں نے کام لیا ہے۔ ان کے بیان کے واسطے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ اور اگر ان کی طرف ہم توجہ کریں تو ہم کو کسی دوسری قوم کے لوگوں کی مثالوں کے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ قدرت کا

ہم کیا ثبوت ہے ہماری غرض [illegible] تعریف کا حاصل کرنا نہیں بلکہ ایسا کہ ہم تو اخلاص اور صدق کے خلاف ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو بیدار کریں کہ تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام سے بیکار نہ ہوں"۔

زبردست ہاتھ پھر اشارہ کر رہا ہے کہ پردۂ غیب سے ہماری ترقیات کا آفتاب پھر طلوع ہونیوالا ہے۔

جبکہ ہماری قومی سرپرستی اور پشت پناہی کے لئے ایسے عالیمقام اور معظم رئیس موجود ہیں۔ جیسے ہز ہائینس حضور پرنور نظام مدظلہ العالی۔ ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال ہز ہائینس نواب صاحب رامپور۔ ہز ہائینس نواب میر صاحب خیرپور۔ دربار بہاولپور۔ و دیگر والیان ملک مسلمان رئیسان و سرداران قوم۔ تو پھر یاس کی کوئی وجہ نہیں۔ اور ناکامی کا کوئی سبب نہیں۔

اس رقم کو جمع کرنیکا طریقہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ اوّل ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کلکتہ۔ لکھنؤ۔ رامپور۔ لاہور۔ کراچی۔ اور بمبئی ڈیپوٹیشن لیجاویں گے۔ اس کے علاوہ ہر ایک صوبہ کے بڑے بڑے مقامات پر سربرآوردہ اور با اثر مسلمانوں کے ڈیپوٹیشن جاویں گے۔ اور ہر ایک ڈویژن اور ضلع کے صدر مقام پر بھی اسی طرح پر تحریک کیجاویگی۔ اور ایک وقت خاص تک اس مقصد اعظم کے اہمیت اور ضرورت کی اشاعت کرنے کے بعد مختلف صوبجات کے ہر ایک شہر قصبہ اور قریہ میں چندہ جمع کرنے کا کام شروع کر دیا جاویگا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس قدر وسیع اور مہتم بالشان کام بغیر جمہوری مدد کے ہو نہیں سکتا۔ اور اس کی عملی شکل یہی ہے کہ ہر ایک شہر اور قصبہ میں جسقدر ہمدرد اور باہمت اصحاب ہوں وہ اس کام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ اور جس مقام اور زمانے میں وہ کام کر سکیں اس سے خاکسار کو جلد سے جلد مطلع فرماویں۔ تاکہ ان کا نام نامی اس خاص مقام کے ڈیپوٹیشن میں شامل کر لیا جاوے اس کام کو انجام دینے اور اس کے متعلق مکمل اہتمام کرنے کیلئے علیگڈہ میں ایک صدر کمیٹی بنام نہاد کمیٹی تکمیل محمڈن یونیورسٹی قایم ہوئی ہے۔ جس کے پریسیڈنٹ ہز ہائینس آغا خان صاحب بہادر بالقابہ ہیں۔ متعدد وائس پریسیڈنٹ ہر ایک صوبہ کے نامور اکابرین سے ہیں۔ اور سکرٹری یہ خاکسار ہے۔ اس کمیٹی نے اپنا ایک خاص صدر دفتر علیگڈہ میں قایم کیا ہے۔ جس سے براہ راست خط و کتابت ہونا چاہئے۔ جو صاحب روپیہ بھیجنا چاہیں وہ رجسٹرار صاحب کالج علیگڈہ کے پتہ سے روانہ فرمائیں۔ یہ کل روپیہ بنک آف بنگال آگرہ میں بطور علیحدہ فنڈ کے جمع کیا جاویگا۔ اور اس کی رسیدیں ہر ایک چندہ دہندہ کی خدمت میں بھیجی جاویں گی۔

برادرانِ ملت

یہ پیام خاص ہے جو اس کی عاجزانہ اپیل کی صورت میں ہر ایک امت محمدی اور رکن قوم کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔ دلی توجہ اور کامل غور سے سمجھ لیجئے کہ یہ کوئی معمولی تحریک یا عامیانہ تجویز نہیں ہے۔ بلکہ یقین فرما لیجئے کہ خالق حقیقی کیطرف سے ایک ساعت مسعود قوم کی قسمت کے فیصلہ کیلئے مقرر ہوگئی ہے اور اب ہر ایک زندہ دل اور روشن دماغ اپنی قومی بہبودی کی طرف متوجہ ہے کہ قوم اس وقت امتحان کی میزان میں کیسی اترتی ہے۔

مضطرب ہے روح پاک سرسید مرحوم کی جنت فردوس میں جنہوں نے اس پودے کو لگایا تھا۔ جس کے پھلنے پھولنے کا وقت اب آیا ہے۔ اور متفکر ہیں ارواح پاک نواب محسن الملک خان بہادر برکت علیخان خلیفہ محمد حسین صاحب اور دیگر سرسید کے احباب و بزرگان قوم کی جنہوں نے ابتدا سے اس پودے کی حفاظت اور ترقی میں حصہ لیا۔ پس اے برادران ملت اب وقت ہے کہ ہم سب دنیا اور اپنی محبان صادق کو دکھلا دیں کہ دین کی حمایت اور قوم کی خدمت کے لئے جو ندا ہم کو دیجاتی ہے اس کا جواب ہم کیسے طرز عمل سے دیتے ہیں۔ اور بیس لاکھ کی رقم جمع کر دینے کو ہم اولیٰ خدمات قومی میں تصور کرتے ہیں۔ بزرگان قوم تقریباً دو ہفتہ ہوئے ہیں کہ جو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اس کی خوشی آجتک میرے دل میں ویسی ہی ہے۔ جیسی کہ خواب کے بعد آنکھ کھلتے وقت تھی۔ مگر مجھکو چند سال قبل ایک خواب کے بیان کرتے وقت ایک نصیحت ہوئی تھی کہ حتی الامکان خواب کے بیان میں بہت احتیاط چاہیئے۔ لہذا میں تصریح اس کے بیان میں تامل کرتا ہوں اور اس قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ اس خواب کا تمام تر راز محمدن یونیورسٹی کے لفظ محمدن میں ہے۔ جو سرور اور اطمینان مجھکو اس خواب سے حاصل ہوا ہے اس سے مجھکو تو کامل طور پر یقین ہو گیا ہے کہ اس وقت جس کام کا بیڑا قوم نے اوٹھایا ہے خداوند تعالے جلشانہ اپنے فضل کرم سے اس کو پورا کرنے والا ہے۔ ہمارے اعمال کا نتیجہ تو وہ تھا جو اب تک ہمنے دیکھا۔ اور آئندہ جس امر کی ہم توقع کرتے ہیں۔ وہ محض فضل ایزدی سمجھنا چاہیئے۔ اب ہمارا کام ہے کہ اول بصدق دل اپنے اعمال کی خداوند غفور الرحیم سے معافی چاہیں اور نہایت خشوع خضوع سے جناب باری میں عرض کریں کہ

ہرچند نیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

اور پھر بفحوائے "اذا عزمت فتوکل علی اللہ" کمرہمت چست کرکے محمدن یونیورسٹی کے سرمایہ کو ہمیں آئندہ چند مہینوں میں فراہم کریں اور خدا وہ دن لاوے کہ محمدن یونیورسٹی قایم ہو اور ہم یہ کہنے کے قابل ہوں کہ:-

ھذا تاویل رؤیای۔ والسلام۔

خاکسار۔ مشتاق حسین آنریری سکرٹری علیگڈہ

۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

کمیٹی تکمیل محمڈن یونیورسٹی

پریسیڈنٹ:۔ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔

وائس پریسیڈنٹ

آنریبل نواب سر محمد فیاض علی خانصاحب بہادر کے سی ایس آئی۔ (۲) آنریبل نواب محمد عبدالمجید صاحب بہادر (۳) آنریبل راجہ سر تصدق رسول خانصاحب کے سی ایس آئی تعلقدار جہانگیر آباد۔ (۴) آنریبل راجہ سر علی محمد خانصاحب بہادر کے سی آئی ای تعلقدار محمود آباد (۵) آنریبل نواب نواب فتح علی خانصاحب بہادر قزلباش سی آئی ای (۶) آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹلا لاہور (۷) حاذق الملک حافظ حکیم اجمل خانصاحب دہلی (۸) آنریبل خواجہ سر سلیم اللہ خانصاحب بہادر کے سی ایس آئی ڈہاکہ (۹) نواب صاحب بہادر مرشدآباد (۱۰) سیٹھہ عبدالکریم عبدالشکور جمال (۱۱) حاجی احمد ملا داؤد صاحب ملی (۱۲) خان بہادر ایچ ایم ملک صاحب ناگپور (۱۳) خان بہادر نواب سلام اللہ خانصاحب (۱۴) آنریبل سر کریم بہائی ابراہیم صاحب بیرونٹ (۱۵) سر آدم جی پیر بہائی (۱۶) ہز ہائینس پرنس آف آرکاٹ بہادر۔ (۱۷) آنریبل خان بہادر شیخ صادق علی صاحب وزیر خیرپور (۱۸) کرنل حاجی حافظ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فرزند دوم حضور ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال (۱۹) خان بہادر مولوی رحیم بخش صاحب مدار المہام بہاولپور (۲۰) نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی آئی ای۔ (۲۱) آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب بیرسٹرایٹلا (۲۲) مسٹر جی ایچ ٹول صاحب پرنسل محمڈن کالج علیگڈہ۔

سکرٹری نواب وقار الملک بہادر۔

جائنٹ سکرٹری (۱) نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خانصاحب (۲) مسٹر شوکت علیصاحب بی۔ اے (۳) شیخ محمد عبداللہ (۴) حاجی محمد موسیٰ خانصاحب۔

انچارج صدر دفتر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب ایم اے کری ایس سی پی ایچ ڈی۔

جنرل سپرنٹنڈنٹ صدر دفتر مولوی ادریس احمد صاحب بی اے۔

ممبران کمیٹی

(۱) جملہ ٹرسٹیان محمڈن کالج علیگڈہ (۲) جملہ ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس (۳) جملہ ممبران اولڈ بائز ایسوسی ایشن (۴) جملہ ممبران کالج و اسکول اسٹاف علیگڈہ (۵) ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس (۶) جملہ اڈیٹران اخبارات و رسایل اسلامیہ (۷) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء (۸) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ مدرسہ عالیہ دیوبند (۹) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ مدرسۃ الصبیات کانپور (۱۰) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ طبیہ کانفرنس و مدرسہ طبیہ (۱۱) و مدرسہ دائیان دہلی (۱۲) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ مدرسہ تکمیل الطب لکھنؤ۔ (۱۳) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ احمدیہ کانفرنس قادیان (۱۴) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن حمایت اسلام لاہور (۱۵) جملہ ممبران اسٹاف اسلامیہ کالج لاہور (۱۶) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن مفید اسلام مدراس (۱۷) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن اسلام بمبئی (۱۸) کل اسلامی اسکولوں و مدارس عربیہ کے سیکرٹران و منتظمین و ہیڈ ماسٹران (۱۹) جملہ انجمنہائے اسلامیہ کے عہدہ داران (۲۰) جملہ کونسلوں کے اور ڈسٹرکٹ و میونسپل بورڈوں کے مسلمان ممبران۔ کل مسلمان بیرسٹران و وکلا و مختاران و کل مسلمان زمینداران و تاجران۔

جماعت احمدیہ سندھ کیطرف سے اعلان

تمام جماعت احمدیہ کو جو سندھ میں کسی جگہ رہتے ہیں۔ اطلاع ہو کہ سب صاحب اپنا پورا پتہ جناب سکرٹری صاحب محمد حسین خانصاحب کینال آفیسر ریاست خیرپور کو تحریر فرماویں۔ کہ سکرٹری صاحب ان سے خط وکتابت کر سکیں

والسلام۔

محمد اسمٰعیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خویلی

حیدرآباد سندھ۔

اخبار نیر اعظم مراد آباد!

۲۰ سال سے کامیابی کے ساتھ ہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے پرانا آزاد اور مہذب پرچہ ہے جو ملکی اور قومی معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے۔ ملک اور ملک والوں کی ضروریات کو پورا کرنے والا۔ گورنمنٹ کا خیر خواہ۔ رعایا کا سچا ہمدرد جھوٹی خوشامد بیجا حمایت سے پاک۔ انگریزی قاعدہ سے وقت پر شایع ہوتا ہے۔ آجکل اعلےٰ پایہ کی انشا مضامین نیر اعظم میں چھپ رہے ہیں۔ آئندہ کیلئے انعامی مقابلہ کا اعلان ہے نیر اعظم میں ریڈنگ میٹر بہت زیادہ ہوتا ہے ملک کے قابل سخن ور اور انشا پرداز حضرات کے مضامین خاص اکثر نکلتے رہتے ہیں۔ نیر اعظم ہندو ومسلمان مرد وعورت سب کے واسطے یکساں مفید ہے کیونکہ وہ ہندو ومسلمانوں کے اتفاق کا حامی ہے۔ مقابلۃً بہتر ہے کم سے کم ۱۶ بڑے صفحوں پر قیمت ارزاں عام للعہ سالانہ پیشگی۔ نمونہ ۱٫ کا ٹکٹ آنے پر مفت رؤسا اور معقول اصحاب سے حسب حیثیت قدردانی اشتہارات کیلئے اچھا ذریعہ ہے اجرت ارزاں نفع زیادہ

المشتہر منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد

نشانات مرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ چنانچہ ہاشم علیصاحب فدائے سلسلہ نے برنس روڈ سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد کیلئے طیار لکھ رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہیئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں جو اسکی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شایع ہو سکتی ہے جنہیں سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ آخیر فروری ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم اس مقصد کے لئے سردست میرے پاس نہ بھیجنی چاہیئے۔ بلکہ جس وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں جا چکے گی اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کر دونگا۔

اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

آگیا ہی کھینچ کے ماء اللحم میخوار و چلو!

خزاں کا زمانہ پانی کا قحط کھیتیاں خشک ہو گئیں درختوں کی پتیاں زرد ہو ہو کر گر گئیں۔ نشو ونما کی قوۃ زائل ہو گئی۔ اتفاقاً ابر اٹھا پانی برسا۔ جھڑی لگ گئی۔ زمین نے سال بھر کیلئے اپنا پوٹا تر کر لیا۔ اب وہی سوکھے ہوئے درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ کونپلیں کلیاں نکل آئیں پھول لگے پھل لگے!!

ہے یہی موسم یہی موقع خریدارو چلو!

یہی حالت ہمارے ماء اللحم عنبری کی ہے۔ اس کے استعمال سے سوکھے ہوئے اعصاب اسی طرح تر وتازہ ہو جاتے ہیں۔ جسطرح آب باراں سے مرجھائے درخت۔ جس نے موسم سرما میں تین چار بوتلیں پی لیں۔ گویا اس نے سال بھر کے لئے تندرستی کا بیمہ کرا لیا۔ یہ وہ پاکیزہ شراب ہے۔ جس کے پینے سے طبیعت مسرور ہو جاتی ہے سستی اور کمزوری کا فقد ہو جاتی ہے۔

ماء اللحم عنبری دو آتشہ

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں مبہی۔ مقوی۔ مصفی۔ جڑی بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات۔ وغیرہ کے ساتھ نہایت اہتمام سے تیار ہوتا ہے۔ اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ اب کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے تازہ بتازہ اور مفید کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمایشوں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ جلد منگائیے دیر نہ کیجئے۔ فوائد۔ اعضاء رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے اور رنگ کو نکھارتا ہے۔ نزلہ کو روکتا ہے۔ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے!!

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر۔ جوانوں کیلئے مایۂ عیش۔ بڈھوں کیلئے آبحیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن

قیمت فی بوتل عہ ایک درجن صہ۔ ایک بوتل میں ۱۲ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کیجاتیں۔ ریلوے پارسل منگوانے میں خریدار کو محصول ڈاک سے کفایت ہوگی۔

نوٹ: شفاخانہ ہذا کے تجربات فقرا۔ ویدک۔ حکماء تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ کو کل غربا کو دوا مفت دیجاتی ہے۔ ہزار اسناد نیز ہدف دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کیجائیگی۔

المشتہر: ایس اے حکیم پروپرائیٹر اودھ لکھنؤ!!

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یوم کی آمدنی ۸۰۰ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ تسلی سے محروم ہے۔ شیشے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر مصری نائٹ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر پٹھوں کے گودے یا فاسفورس کو چیکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتی ہے کہ پھر جوانی کا زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو نہیں ہٹ سکتا اور کربلے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہتریں اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہوئے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰۰ روپے کی روح حیات کی فی دن کی بکری ثابت کرتی ہے جو یہ نتیجہ نکلنے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونیسے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو روز میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر سے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بڈھے کو صاحب اولاد بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی۔ روغن دافع سستی۔ موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر سوئی طاقت بحال ہو جاتی ہے مایوس مریضاں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے۔ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی۔

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی (۸)
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک دو شیشی (۷)

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴)
محصولڈاک ایک شیشی سے ۶ شیشی تک ۵ بارہ ڈبیہ ۶

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں ہے بلکہ ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں تم قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے جس لئے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلق قوائے تناسل انشاء اللہ دور رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالے مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگا لیجئے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ)

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہم اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت ۷ ماشہ (عہ) سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (۸) منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی بکس عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

نظارہ کبھی خواب و خیال میں بھی پیدا نہ ہوتا۔ اور اس کے بعد ہمارے ہندو دھرم کے محافظوں اور رکھشکوں۔ ہندو دھرم کے بہادر اور وفادار سپوتوں کو جبکہ سکھ اور خالصہ کے خاص خاص ناموں سے خطاب کئے جاتے ہیں۔ ہرگز ایسی توفیق یا جرأت نہ ہوتی کہ وہ کھلم کھلا ہندو قوم سے علیحدگی کا اعلان کرنے اور ہندوؤں میں شامل رہنے کو اپنے لئے خطرناک اور موجب ذلت یا رسوائی کا سمجھتے۔ جیسا کہ فی زمانہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ اور اس نظارہ پر سچے محبان وطن دلہی دل میں جو درد محسوس کر رہے ہیں اور اسی درد کے مارے جو پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ اس کی نوبت کیوں آئی؟ "ہندو سکھ ہیں یا سکھ بھی ہندو ہیں"۔ اس کا سوال فی زمانہ جو بدمزگی پیدا کر رہا ہے۔ اخبار خواں دنیا اس کو خوب جانتی ہے اور پنجاب کی برائے نام ہندو سبھاؤں اور کنفرنس میں زیادہ تر حضرات کن خیالات اور اعتقادوں کے کارکن ہیں۔ وہ وہ معززین ہیں جنکے ذاتی اعتقاد ہندوؤں کی بنیادی اور مسلمہ چیزوں سے اس درجہ مختلف بلکہ برعکس ہیں۔ کہ جتنا اختلاف ہندوؤں اور مسلمانوں میں بھی نہیں ہے .... ہم حیران ہیں۔ کہ جو حضرات (آریہ) اوتاروں کے قائل نہیں ہیں اور برن آشرم کے قایل نہیں جو دیوی دیوتاؤں کے قایل نہیں جو تیرتھوں اور مندروں کے قائل نہیں جو بدھوا بیاہ کو ہی لازم قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ایک عورت یا لڑکی کے لئے گیارہ تک خاوندوں کو جائز مانتے ہیں۔ جو غیر اقوام کے بھرشٹ اور گرے ہوئے لوگوں کو بایل کرنے اور ملا لینے میں ترقی سمجھتے ہیں۔ چھوت چھات ذات پات کے بند ھنوں کے توڑنے کے درپئے ہیں۔ اور اتنے پر بھی اکتفا نہ کرکے ان سب لوگوں کے عقاید کو کھلم کھلا برا کہتے ہیں۔ جو اُن کے ساتھ ان امور میں متفق ہونے پر تیار نہیں ہیں وہ کیسے ہندو بلکہ ہندوؤں کے لیڈر ہیں؟ وہ ہندو کے خطاب کے بھی علانیہ روادار نہیں ہیں۔ اور لطف یہ بھی ہندو سبھاؤں کی رہبری کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اتفاق

اتفاق کا شور مچاتے ہیں۔ اور اتفاق نفاق کا بیج بوتے ہیں۔ اسی بیج کا کرشمہ ہے کہ پہلے ہندو و مسلمان الگ ہو گئے۔ اور اس کے بعد سکھ بھائیوں کو بھی علیحدگی کی سوجھی۔ اور کیسے افسوس اور ماتم کی بات ہے۔ کہ یہ کھاڑی یا خلیج علیحدگی کی ہر روز بڑھتی نظر آتی ہے۔

سکھوں کے نفاق کی خرابی

بالآخر غور ہے کہ اس تازہ نفاق کی صورت

کس درجہ سنگین اور سنجیدہ ہوتی جاتی ہے اور "ہندو کنفرنس" کے ملتان والے جلسہ نے اس بارہ میں کیسی ناتم افزا نمود حاصل کی ہے۔ اس کا حوالہ دینا بے موقعہ نہ ہوگا۔ ہندو کانفرنس کے چلتے پرزے حضرات اپنے زمانہ کو یہ دکھلانے کیلئے کہ "ہندو" اور "سکھ" ایک ہی ہیں۔ جلسہ ملتان کی پریسیڈنٹی کی کرسی باباگوربخش سنگھ صاحب بیدی کو عنایت کی۔ اور محض اس لئے کہ بابا صاحب نے ایسی "ہندو کانفرنس" کی صدارت منظور کر کے خالصہ دھرم کو بٹہ لگا دیا ہے کہ جس کے اکثر کارکن اور چلتے پرزے حضرات سکھوں اور خالصہ دھرم کے جانی دشمن اور سخت بدخواہ اور شدت سے اس کے بدنام کرنے والے حضرات ہیں۔ اور ان حضرات سے مراد جس خاص فرقہ ہندوؤں کے قومی عقاید کا بھی جانی دشمن بلکہ اس سے بھی زیادہ بدخواہ عملی طور پر ہے۔ جیسا کہ محمود غزنوی یا شہنشاہ اورنگ زیب اس شورش سے مشہور کئے جاتے ہیں۔ غرضکہ جس بات کی شکایت پر دربارہ "ہندو کنفرنس" کے اخبار عام پہلے سے بزور واویلا کرتا تھا۔ اُسی کی خرابی کا قدرتی گل کھلایا گیا ہے۔ سکھوں کی "سنگھ سبھا" کے جلسہ راولپنڈی میں زاں بعد جلسہ لاہور میں اور اب حال میں سنگھ سبھا لائل پور کے عام جلسہ میں بھی سری بابا صاحب ممدوح کی آڑے ہاتھوں خبر لی گئی ہے۔ اور اس کا جوش سکھوں میں اسقدر نمایاں ہے کہ سکھوں کی ایجوکیشنل کنفرنس کے سالانہ جلسہ میں بمقابلہ سری بابا صاحب کے انہیں کے برادر عزیز کنفرنس مذکور کی استعفا دیکر

کے پریسیڈنٹ مقرر کئے گئے ہیں۔ اور سکھ لوگ بظاہر اس بات پر ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ کہ وہ ایسے ہندوؤں سے قطعی بیزار اور بالکل علیحدہ رہنا چاہتے ہیں۔ جن کے رکن ان کے عقاید کے شدت سے مخالف اور سخت بدخواہ ہیں۔ غرضیکہ "ہندوؤں" کی انہیں حضرات کی بدولت کیسی شرمناک حالت ہو رہی ہے۔ کہ جن کو وہ خوشامد در آمد سے اپنا ظاہر کرتے ہیں۔ وہی الٹے کنارہ کشی اور بے تعلقی کے دعوی دار ہیں۔ آخر یہ چالبازیاں کیسے کارگر ہو سکتی ہیں۔ اور ایسی حکمتوں سے ہندوؤں کا کیا حال ہوا چاہتا ہے۔ کاش! اس پر کوئی بندۂ خدا غور کرے۔ اور اس خرابی سے ہندوؤں کو بچائے۔ جن گندم نما جو فروش حامیان و خادمان و کارکنان "ہندو کانفرنس" کی بدولت ہندوؤں کی قومیت کی یہ ذلت و خواری پیش آرہی ہے۔ لطف کی بات ہے کہ وہ بھی اپنی خاص منڈلی میں ہندوؤں کے نام سے چھپتے اور مرد میدان بنکر ہندو ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے اُن کی سماجوں کے مکھیا اخبار ہندو ہونیکا اعتراف نہیں کرتے۔ اور وہی حضرات ہندوؤں کے محافظ اور ہندوؤں کے کارگذار اور ہندوؤں کے قومی خادم بننے کا فخر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انہوں نے ہندوؤں کی طاقت اور شہرت اور عظمت بڑھادی ہے!!! اگر یہی خدمت فخر کے قابل ہے تو سری رام اور سری کرشن بھگوان اور مہاراج گورو صاحبان ہندوؤں کو ایسے بے غرض خادموں کی چالوں سے محفوظ رکھیں جن کی تاثیر سے آخرت کی تباہی کے علاوہ دنیا کی شہرت اور عزت اور پولیٹیکل فوائد کا بھی جو کچھ حال پیش آرہا ہے سراسر ناگفتہ بہ ہے۔ جس کا حوالہ دینا اس موقعہ پر باعث طوالت ہوگا۔

سکھ بھائیوں کی بیزاری کیوں

ممکن ہے کہ سنگھ سبھاؤں

کے مجوزہ بالا ریزولیوشنوں پر بعض ناواقف لوگ ناک بھوں چڑھائیں کہ ان کی شکایت بالکل بیجا ہے کہ کارکنان ہندو سبھا یا "ہندو کانفرنس" سے سکھوں کی بیزاری فضول

ہے۔ ہمکو افسوس سے ماننا پڑتا ہے کہ خاص ہندوؤں کی طرح سکھوں کی بیزاری بھی اس امر خاص میں بیوجہ اور فضول نہیں ہے بلکہ سراسر منصفانہ اور جائز ہے۔ ہندوؤں کے مشہور دہرم کرم کی جو کچھ خاک ان سرگرم نو تعلیمیافتہ سماجیوں نے اڑائی ہے۔ اس سے قطع نظر مسلمان اور عیسائیوں اور جینیوں اور دیگر فرقہ کے بھائیوں کے مقدس اعتقادوں کی جیسی دل آزاری کیگئی ہے۔ اس کو بھی بالفعل ایکطرف چھوڑ کر یہ دیکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ ان حضرات کے مہاشے لوگ کس طرح سکھوں اور اُن کے مقدس بزرگوں واجب التعظیم گوروؤں کی توہین اور بدنامی کے پھریرے اُڑا رہے ہیں۔ اور اس کے بعد حیران ہو رہے ہیں کہ سکھ اُن کے برائے نام "ہندو کنفرنس" کے جال میں کیوں نہیں پھنستے ہیں۔ اور کیوں ایسے "ہندو کنفرنس" اور ہندو برادری کو دور سے سلام کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جن کے مُکھیا اور قائیم مقام وہی حضرات آپ بنتے ہیں۔ اس موقعہ پر صرف ایک مثال کا پیش کرنا کافی ہوگا۔ اور انصاف پسند ناظرین اسی ایک مثال سے نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ اخبار عام کا دعوے اور اس کا شور کہا تک صحیح یا غلط ہے۔

دعویٰ کی مثال

اسی ایک مثال پر آجکا مضمون ختم کرنا کافی ہوگا۔ اس موقعہ پر ہم کو افسوس سے ایک ایسے اخبار کا مضمون نقل کرنا پڑتا ہے۔ جو انہیں سماجی حضرات کا مشہور اخبار ہے۔ جس کا نام "آریہ مسافر" ہے۔ جو ملکی ناچاقیوں کے ناگوار مضامین کے باعث حکام کے نزدیک بھی قابل اعتراض ہونیکی شہرت پا چکا ہے۔ جو اس کی ضمانت کے باعث کچھ ماہ تک حکماً بند رہا تھا پھر سماجی امداد کے زور سے رقم ضمانت داخل کرکے اب پھر ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ جسکے مالک وہی مسٹر بھوجدت ہیں کہ جو [illegible] کلکتہ میں بحکم پولیس بند کئے گئے تھے۔ جو اپنی زندگی کا مشن یہ بنائے ہوئے ہیں کہ سماجیوں میں پرسالزم کی قابل اعتراض رسم چل نکلے۔ جو ہندوؤں کی مہا ودیا ودی [illegible] کے سراسر خلاف ہے اور ان کے دہرم پاک کی [illegible] کرنے [illegible] سے۔ جسکو ہندو بھائی [illegible]

ہندو سماجی فرقہ ہندوؤں کی ترقی کا لوازمہ سمجھتا ہے۔ یہی مسٹر بھوجدت "ہندو کنفرنس" کے موقعہ پر آگرہ سے چلکر ملتان آئے۔ اور کنفرنس کے ہجوم میں اس بات پر لکچر دیا کہ ہندوؤں کو ضرور بھرشٹ شدہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو شامل کرکے اپنے برن آشرم کی خوبیاں روشن کرنی چاہیں!۔

انہیں مسٹر بھوجدت صاحب کا اخبار ضمانت کی رقم سرکار میں داخل کرکے اب پھر سماجی طمطراق سے جاری کیا گیا ہے۔ اور اب بجائے مسٹر بھوجدت صاحب کے انہیں کے پوتر سپوت مسٹر تارا دتہ صاحب اس اخبار "آریہ مسافر" کے مدیر اور مہتمم قرار دیئے گئے ہیں۔ اور یہ اخبار "آریہ مسافر" ہنکاری پریس آگرہ سے شایع کیا گیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اخبار ہذا کی زیارت کا فخر ہم کو نصیب نہیں ہے۔ لیکن قادیانی اخبار "بدر" میں اسی قومی سماجی اخبار "آریہ مسافر" کے ایک مضمون کا اقتباس دیا گیا ہے۔

اس مضمون سے ظاہر ہے کہ آریہ بھائیوں کے اخبار "آریہ مسافر" آگرہ کی رائے سکھوں کے بارے میں کیا ہے۔ اس رائے کے اظہار میں سکھوں کے مقدس گوروؤں کی شان میں کس دریادلی سے گل افشانی کیگئی ہے۔ اس تحریر کو بطور مشتے نمونہ از خروارے سمجھنا چاہیئے اور دل ہی دل میں خیال کرنا چاہیئے۔ کہ جس آریہ سماج کے ایسے مشہور اور مسلّم اخبار "آریہ مسافر" کی رائے سکھوں کے بزرگوں کے متعلق یہ ہے۔ ایسے سماج کے حضرات کی "ہندو کنفرنس" کے پریذیڈنٹ منتخب کئے جانے پر سردار بابا گوربخش سنگھ بیدی صاحب کی شورش کیوں نہ بالا نہ ہو۔ غرض کہ ہندو کنفرنس کے غیر ہندو لیڈران [illegible] کا اخبار "آریہ مسافر" [illegible] ہے۔

[illegible] خالصہ جی [illegible] کہ ایک بار کے [illegible] زمانہ کے بادشاہ [illegible] باندھ لیا اور اس کے برخلاف لڑائی کرکے ہزاروں آدمیوں کا خون کرا دیا [illegible] گرو گوبند صاحب نے ہندوؤں پر کونسا اپکار کیا بلکہ [illegible] گوبند صاحب نے اپنی غرض [illegible]

بجائے غریب ہندوؤں کے گلے ناحق کٹوائے اور انپر طرح طرح کے ظلم کرائے ان واقعات سے دل میں ذرا بھی شک نہیں رہ سکتا کہ خالصہ جی کے گورو مہاراج کے پرتاپ سے ہندو قوم کے گلے پر چھری پھری نہ کہ اسکی رکشا ہوئی۔ قاضی رستہ خان کے گھوڑے کی قیمت دبائی۔ جسکی وجہ سے قاضی اور بالے بڈھے کی گالی گلوچ تک نوبت پہونچی۔ یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ قاضی کی لڑکی کو لال کو لاہور سے امرتسر لے گئے یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ بادشاہ کا باز دبا لیا۔ جسکی وجہ سے لڑائی ہوئی۔ یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ ہر گوبند صاحب نے بدھی چند کی معرفت شاہی طویلہ میں سے گھوڑے نکلوا لئے۔ یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔

(۲) گوبند صاحب نے جو جو کُشت و خون کروائے وہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ گوبند صاحب نے ورن آشرم کی مریادا کو نشٹ کرکے اورنگ زیب کیطرح ہندوؤں کے گلے سے یگیوپویت اُتروائے۔ یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔ گوبند صاحب کے چیلوں نے مار دھاڑ کرکے دیش کا ستیاناش کیا یہ بھی ہندوؤں پر اُپکار۔

(۳) خالصہ قوم اور اس کے بزرگوں نے ہندوؤں کی سہائیتا کی یا ہندو دہرم کی رکشا کی۔ ہم بڑے زور سے کہنے اور ثابت کرنیکو طیار ہیں کہ خالصہ جی کا جنم کسی پر اُپکار یا ملکی بھلائی یا ہندوؤں پر احسان کے لئے نہیں ہوا۔ بلکہ اپنے باپ کا بدلہ لینے اور راج پاٹ کی ہوس میں تاریخوں سے ثابت ہے۔ اور اتہاس ساکشی دے رہے ہیں۔ کہ اگر تیغ بہادر صاحب نہ مارے جاتے تو گوبند صاحب شاید میدان میں آپ کے سامنے نہ آتے۔ بلکہ چپ رہا گیا۔ باپ کے بدلہ کے لئے لڑائیاں کی گئیں۔ باپ کے بدلے کے لئے [illegible] بیراگی کو دکن دیش سے بلا لیا گیا۔ باپ کے بدلے کے لئے کشت و خون اور لوٹ مار کی بنیاد ڈالی گئی۔ باپ کے بدلے کے لئے ہر گوبند صاحب نے جو کچھ کیا۔ اپنے آنند کیلئے تیغ بہادر صاحب نے پران دیئے۔ صرف اس لئے کہ مسلمانوں کے راج میں آفت پہونچانا چاہتا تھا۔ اس میں عام ہندوؤں کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی انکی اور ان کے دہرم کی کچھ رکشا کی گئی یا کیا مطلب سدھی کے لئے۔ آج تک یہ وجہ کے کی [illegible]

[illegible]

دیکھ لیجئے۔ اسلام کی تعلیم تو صلح اور شانتی پر مبنی ہے۔ اسلام تو کہتا ہے کہ تم ان لوگوں سے لڑو۔ جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور پھر دفاع کے لئے بھی یہ شرط لگائی گئی ہے۔ لا تعتدوا یعنی حد سے نہ بڑھو (دیکھو سورۃ حج) کیا ویدک دھرم میں بھی کوئی ایسی شانتی کی تعلیم ہے؟ اگر ہے تو لالہ صاحب ذرا وید کا کوئی منتر پیش کریں۔ اگر نہیں تو بجائے اپنے گریبان میں منہ ڈالنے کے دوسروں کے منہ کیوں آتے ہیں

واہ تست دیو ولیا! رقعی کی بی کھیر ہو گیا ولیا

مذہبی دنیا سے یہ امر پوشیدہ نہیں۔ کہ مسافر آگرہ نے جب ستیہ دیو (غلام حیدر ...) کو اپنے ہاں سے الگ کیا تھا۔ تو مسافر آگرہ میں یہ اشتہار شائع ہوا تھا۔ کہ جو کوئی ستیہ دیو کی علیحدگی کا سبب معلوم کرنا چاہے۔ تو وہ دو پیسے کا ٹکٹ بھیجے۔ خدا جانے مسافر آگرہ نے اس چال سے کسقدر ٹکٹ بٹورے ہونگے۔ قادیان سے بھی دو تین آدمیوں نے ٹکٹ بھیجے مگر ٹکٹوں کو ایسا ہڑپ کیا۔ کہ ڈکار تک نہ آئی۔ اور ستیہ دیو کی علیحدگی کے وجوہات کو ایسی شدید احتیاط سے پوشیدہ رکھا۔ کہ بلطرح پنڈت دیانند جی اپنی جائے سکونت اور حسب نسب کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اگر بعض خاص الخاص آریوں کو اس کے حالات لکھے بھی گئے۔ تو اس کی پیشانی پر جلی حروف سے یہ لکھا گیا کہ خبردار اس چٹھی کی بھنک دوسرے کان تک نہ جائے۔ مگر

"نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا"

آپ اس چٹھی میں کہتے ہیں:۔

کہ ستیہ دیو دراصل بابی مذہب کا پیرو تھا اور بابیوں کی خفیہ سوسائٹی نے پنڈت جی کے قتل کرنے کے لئے ستیہ دیو کو بھیجا تھا۔ سبحان اللہ کیسی مزیدار اختراع ہے۔ پنڈت جی ہو پنڈت نے بابی مذہب والوں کے برخلاف کبھی دو سطریں تک نہیں لکھیں۔ تو بھلا پھر بابی مذہب والوں کو کونسی ضرورت پیش آئی جو بہ خصوصیت خاص آدمی کو اس ڈیوٹی پر مقرر کرتے۔ بابی لوگ تو جانتے بھی نہ ہوں گے کہ پنڈت لیکھرام کس ...... معلی ہیں۔ پھر اگر واقعی یہ بات سچ تھی تو پنڈت نے ایسے خبیث کو سرکار کے حوالہ کیوں نہ کر دیا؟

تا اس نا پاک سوسائٹی کا اصل عندیہ معلوم ہو کر بیفر کردار کو پہنچایا جاتا۔ مگر یہ تو ڈھکوسلا محض اختراعی تھا مقصد گیر چلایا جاتا۔ پھر آگے چلکر آپ لکھتے ہیں کہ وہ تو صحیح اردو بھی نہ لکھ جانتا تھا۔ اور ضلع گجرات کے موضع رانے والی کے ایک کشمیری کا بیٹا تھا۔ خوب! ابھی مہاشہ جی لکھ رہے تھے کرنے کیلئے وقت زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تھے کہ مہاشہ ستیہ دیو جی بغداد کے عربی کالج کے پروفیسر ہیں۔ اور آپ سید زادہ ایرانی النسل امرتسر کے باشندہ ہیں۔ آہ! افسوس! اسلام کے چڑانے کیلئے کسقدر جھوٹ اور کذب تراش کر ضمیر کا خون کیا گیا۔ کیوں لالہ جی تمام کاروائی جھوٹ بابی کیلئے کونسی جون مقرر کرتا ہے؟ پھر آگے چلکر آپ لکھتے ہیں "اس کا چال چلن بھی سدھر تا نظر نہ آیا اسلئے اسے الگ کیا گیا ہے"

ناظرین جن الفاظ پر ہم نے خط کھینچا ہے ان کو پڑھکر کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ ستیہ دیو کے الگ کرنے کی وجہ مسافر کے قتل کا خطرہ نہیں ہے بلکہ اس کی اس آخر عبارت کو جسپر ہم نے خط دیا ہے پڑھکر مجبورًا یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ کوئی خوفناک ہی اس پردہ زنگاری میں ہے آجتک جسقدر اشدھیاں ہوئی ہیں۔ انکا حشر سخت خطرناک ظاہر ہوا ہے۔ مہاشہ دھرمپال کو شدھ کیا گیا تو اسکے لٹریچر نے آریہ سماج کو دھرمپال کی خودکشی نامی کتاب لکھنی پڑی۔ مسٹر ڈکسی کو شدھ کیا گیا تو وہ ایسا استاد نکلا کہ ایک نامور آریہ کا کچھ روپیہ لیکر ایسا چمپت ہوا کہ آجتک اسکی کچھ اگ سگ نہیں لگی۔ مہاشہ ستیہ دیو کو شدھ کیا تو اس کو بدچلنی کا سارٹیفکیٹ دیا گیا۔ اگر آریہ سماج میں ذرہ بھر بھی روحانی جذبہ ہوتا۔ تو وہ ضرور ان اشدہ شدہ کی زندگیوں میں تغیر پیدا کرتا۔ مگر جو سماج ہی بجائے روحانی زندگی پیدا کرنے کے کسی خاص الخاص اغراض کے لئے قائم کی گئی ہے تو وہ کسطرح روحانی زندگی دے سکتی ہے۔

ختم۔ ادل چل بند ... اخترا ... میر ... پیارے ...

ایک حل طلب سوال

بعض دوستوں کے خطوط آتے ہیں

کہ نور میں سلسلہ کا ذکر بھی ہونا چاہیئے۔ تاکہ ہمیں دوسرے اخبار کے خریدنے کی ضرورت نہ رہے۔ سلسلہ عالیہ کے متعلق مضامین لکھنا تو ہمارے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے

آسان ہے۔ کیونکہ مضامین تیار شدہ ملجاتے ہیں بعض اوقات صرف ترتیب دینے کی ضرورت رہجاتی ہے۔ وہ چند منٹوں کا کام ہے۔ برخلاف اس کے آریہ۔ اور سکھ ازم وغیرہ پر مضامین لکھنا محنت شاقہ کو چاہتا ہے۔ مگر "نور" جن اغراض اور مقاصد کو لیکر اٹھا ہے۔ یعنی تائید اسلام مثلاً آریوں وغیرہ کے اعتراضوں کے جوابات۔ اور سکھ دھرم میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا پرچار کرنا۔ سو "نور" انشاء اللہ تعالےٰ آخری دم تک اس عہد کو نباہنا چاہتا ہے۔ اور ہمارے دوست خود ہی سوچ لیویں کہ مخالفین اسلام کے حملوں کے روکنے لئے اور سکھوں میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا پرچار کرنیکے واسطے کسقدر اشد ضرورت ہے۔ بلکہ میں تو "نور" کے موجودہ صفحہ جات بھی ان اغراض کیلئے کافی نہیں پاتا۔ اور اس فکر میں ہوں کہ اخبار کو ۱۲ کی بجائے ۱۶ صفحہ کا کیا جائے۔ ہاں اگر ہمارے دوست ضرور ہی سلسلہ کے حالات کو نور میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ہم محض انکی خاطر نور کے ساتھ ایک ضمیمہ نکالنے کیلئے تیار ہیں۔ جو محض سلسلہ کیلئے وقف ہوگا۔ اور موجودہ صفحہ جات میں تو ایک سطر کی بھی گنجائش نہیں۔ اگر پانصد درخواستیں آگئیں تو ہم اس کام کو انشاء اللہ العزیز بہت جلد شروع کر دیں گے۔

میری معذرت

بدظنی بہت بری بلا ہوتی ہے

بعض دوستوں نے اس بات کو نہایت بُری طرح محسوس کیا ہے۔ کہ ایڈیٹر "نور" حضرت اقدس کی بیماری کے متعلق اپنے اخبار میں کچھ نہیں لکھتا۔ مگر ہمارے ان معزز دوستوں کو کیا علم ہے کہ نور کہاں چھپتا ہے۔ اور اسکی کاپیاں کتنے روز پہلے یہاں سے مطبع کو روانہ کی جاتی ہیں۔ نور اسلامیہ پریس لاہور میں چھپتا ہے۔ اور اس کی کاپیاں کم از کم دس روز پہلے یہاں سے مطبع کو روانہ کیجاتی ہیں۔ تو پھر کہیں جاکر وقت پر شائع ہو سکتا ہے۔ دوسرے معنوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حالات نور کے ناظرین پندرہ تاریخ کو پڑھیں گے۔ دراصل وہ ۹ تاریخ کے ہوں گے۔ اگر میں ہم کو حضرت اقدس کی علالت کی خبر ناظرین کو دیتا ہوں ہو سکتا ہے کہ بفضل خدا حضرت اقدس بندرہ

سکھوں اور آریوں میں تبلیغ الاسلام بھی سلسلہ کی ایک ضروری شاخ ہے۔ اخبار کو معجون مرکب بنانے کی بجائے ایک خاص شعبہ میں ترقی دینا قوم کے لئے بہتر ہے۔ سلسلہ کی خاص الخاص خبریں اب بھی درج ہوتی رہتی ہیں۔

آخری نویدن :- ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس کے بعد بھی کسی کو سکھوں کی روش کے سمجھنے میں دقت ہوگی - کہ وہ ایسے "ہندو کنفرنس" اور ہندو سبھا کی برادری سے کیوں کنارہ کش ہیں - کیا یہی ہندوؤں کی ترقی اور اُن کی طاقت کے لچھن اور اہل ہند کی پولیٹکل ترقی اور امن پسندی کی مضبوطی کے کرشمے ہیں ؟ ایسی حرکتوں کے بعد بھی کیا "اخبار عام" کے دعوے کے ملنے میں کسی انصاف پسند کو تامل ہوگا - کہ وہ کیوں "ہندو کنفرنس" کی صحیح اصلاح کا طلبگار رہتا ہے ؟ کیا یہی ہندوؤں کے اتفاق کا راز ہے ؟ خوشی کی بات ہے کہ سماجی بھائیوں کا سالانہ جلسہ انہیں ایام میں لاہور میں بڑی دھوم دھام کی نمایش سے کر رہے ہیں - کاش ! اس جلسے میں توفیق ہو کہ اپنی روش پر غور کریں آنکھیں موند کر سینہ پر ہاتھ رکھیں اور اپنے نرا کار پرمیشور کو حاضر و ناظر جان کر سوچیں کہ وہ کہتے کیا ہیں ؟ اور کرتے کیا ہیں اور ہونا کیا ہے ؟ کاش ! سماجی بننے سے پہلے ہندو ہونے کا ثبوت دیں - ورنہ ہندوؤں کے حال پر رحم کریں -

بخنو بی بی پلّی - چوہا لنڈورہ ہی اچھا ہے - ع

"مرا ستی موجب رضائے خداست"

قومی بزرگو ! کیا اب بھی سکھوں پر گلہ کروگے ؟ سچے ہیں - سکھوں کا اس میں کچھ قصور نہیں - قوم اور ملک میں جتنا نفاق بڑھ رہا ہے اس کے ذمہ دار سماجی ہیں - اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ قوم اور دیش میں سچی محبت پیدا ہو تو ہمت کرکے ان نفاق کے بانی چالبازوں کے جال کو توڑ ڈالو - جب تک آریہ سماجی موجود ہیں سکھ تو درکنار - سناتن دھرمی ہندو بھائیوں کا ملاپ ہونا ہی کٹھن ہے - جب سے سوامی دیانند اور ان کے چیلے ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں - قوم اور دیش میں نفاق ہی نفاق نظر آرہا ہے - گورو نانک صاحب نے بھی تو ہندوستان کے علاوہ کابل قندھار مکہ مدینہ تک ست کا پرچار کیا تھا - لیکن ان لوگوں نے سدھار کی جگہ ایسا بگاڑ کیا ہے جو کئی دفعہ لٹھ چل چکی ہے مقدمے ہو چکے ہیں - لیکن یہ آریہ سماجی اپنی کرنی کا ذرا افسوس نہیں کرتے - یہ لوگ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں - اور ہر بات کو سیدھا تیڑھا دکھلا کر اپنی شیخی کی ٹریں مارتے پھرتے ہیں

لیکن اندر سے قوم کی جڑیں کٹ چکی ہیں - آخیر میں اپنے ہندو بھائیوں سے پرارتھنا کرتا ہوں - اے ہندو بھائیو ہمت کرکے آریہ سماجیوں کے پھندے سے قوم اور دیش کو بچاؤ "!

ہندو قوم کا سچا خیر خواہ لکھمی داس ساہنی

لوٹ لگا ڈرائیں

گورو گوبند سنگھ کے صاحبزادوں کا اصلی قاتل کون تھا !

قاصد خبر لایا کہ دونوں چھوٹے صاحبزادے جو گنگا رام برہمن کی زیر نگرانی تھے - اس نے صوبہ سرہند کے حوالے کر دیئے - اور قاصد نے یہ بھی خبر دی کہ مالیر کوٹلہ کے مسلمان نواب کی سفارش پر نواب سرہند دونوں ! صاحبزادوں کی جان بخشی کرنے کو تیار تھا - مگر دیوان سرہند جو مسلمان نہیں بلکہ ہندو قوم سے تھا کہا کہ :- اہمی راکشس اپنی بچہ را اتکھا شتن کار خرد مندان نیست

(ماخوذ از ہندوستان)

دھرمپال آریہ یا عیسائی !

اس سے پہلے پرکاش - ہندوستان اور مسافر آگرہ میں یہ خبر چھپی تھی - کہ "مہاشہ دھرمپال عیسائی ہونے کی تیاری کر رہا ہے - اب اس خبر کے متعلق مہاشہ دھرمپال خود اپنے رسالہ اندر بات جنوری ۱۹۲۷ء یوں لکھتے ہیں :-

مسیح کے بارے میں میں نے اپنے خیالات کو آکیلم کے لئے ہی پوشیدہ نہیں رکھا - آریہ سماج میں ہر قسم کی ذلت اور اذیت کے اندر اگر مجھے کسی چیز نے گرنے سے بچایا ہے تو وہ محض مسیح کی قربانی یا ایا جیتون کرنا [illegible] مسیح کی قربانی میرے دشوار گذار راستہ میں بڑا بھاری سہارا ثابت ہوئی ہے "

گو مہاشہ دھرمپال کو جس چیز نے گرنے سے بچایا - وہ بقول اُن کے پنڈت دیانند کی مثال نہیں اور نہ ہی آریہ سماج کا اثر ہے - اور نہ ہی ویدک دھرم کی تعلیم بلکہ حضرت عیسےٰ نے آپ کو گرنے سے بچایا - ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ مہاشہ دھرمپال نے دلی خیالات ویدک دھرم کی نسبت کیسے ہیں - اور حضرت عیسیٰ کی طرف سے کیسے -

عیسائی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ گرجے میں جاکر بپتسمہ حاصل کرنے سے ہی عیسائی بن سکتا ہے - بلکہ اصلی عیسائی وہ ہے جو دل سے حضرت عیسیٰ کا پیرو ہو - اور اسکی زندگی کی مثال کو اپنی زندگی کا رہبر جانتا ہو - اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ دھرمپال دل سے آریہ سماجی ہے یا عیسائی - بیشک یہ دیکھ کر آریہ سماج کف افسوس ملتا ہوگا - کہ

ابھی تو ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا !
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا ؟

لکھی پھیری بات !

ہم کئی دفعہ آریہ گزٹ کے فاضل ایڈیٹر لالہ دیوان چند ایم - اے کو یہ دوستانہ مشورہ دے چکے ہیں کہ آپ اپنا قلم مذہبی میدان میں ذرا سوچ سمجھ کر اٹھایا کریں - ابھی مہاشہ چپلے والات کا قرضہ آپ کے سر پر بٹوں کا دوں لا موجود ہے - مگر تازہ پرچہ میں آپ اپنی ہمہ دانی کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"اسلام کی تاریخ کی طرح عیسائی مذہب کی تاریخ بھی خون ریزیوں سے لکھی ہوئی ہے" مگر مہاشہ جی کو چاہیئے تھا کہ اور [illegible] پر اعتراض کرنے سے پہلے ذرا دیانند پرکاش [illegible] سوامی دیانند کی نگہ پرکاش [illegible] پرکاش صفحہ ۴۹۹ وغیرہ اور پھر رشی کی اس پر [illegible] [illegible] اپنے [illegible] کے لوگوں کو [illegible] طرح جلانا - اور ان کے اسباب وغیرہ کو لوٹنا [illegible] [illegible] [illegible] ملک سے باہر نکالنے وغیرہ [illegible]

الفضل

جلد ۱۵ نمبر

(قادیان دار الامان)

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ اطباء بھی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہمارے طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے۔ آج ہی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں:-

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں للہ اس دواخانہ کو دی ہیں

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت مل سکتی ہے۔

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھئے:- ہندوستانی دواخانہ دہلی — مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام ... پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

نمبر ۸ و ۹ جلد ۱۵

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے - آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو - تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونرڈ پلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہو گا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں - اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے ضعف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے - اس سے سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - جگر کی شکایت - ہیجان - صفرا صفراوی بخار یا تپ - بدہضمی - پٹھوں کی کمزوری - جسم کی نقاہت - امراض قلب یعنے دل - دوران یعنے چکر آنا - درد سر - نفخ - کھٹی ڈکاریں آنا - مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی - تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے - ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونز ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں - اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۸ر ۹ و ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۸ر والی شیشی سے بڑھ کر ہیں کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں - ۱۲ر والی شیشی ڈون پی - اور باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے
اگر سست یا پژمردہ اور بھوک نہ لگتی ہو
تو اسکو فوراً اسکاٹس ایملشن
دینا چاہیئے - اسکے دودھ میں
پینے کے ملا دینے سے بچہ
میں بڑا فرق پڑ جائیگا - اور وہ خوش
و خورم اور بشاش ہو جائیگا - جو تندرستی
کی یقینی علامت ہے - استعمال کے
چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا
ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ
مینو فیکچرنگ کمسٹس لندن

قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے - اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے - اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں - اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں - آپ کی تحریروں اور ملفوظات - اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں - ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں -

ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا - تو ضرور پڑھیں - اس میں **نور - ہدایت** اور **شفا** ہے ہدیہ فی پارہ ایکروپیہ (عہ)

نوٹ :- سات پارے طیار ہیں - ساتوں کے اکٹھے خریدار سے مع محصولڈاک سات روپیہ (للعہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

ایوانِ خلافت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلّہ العالی کی صحت بہت اچھی ہے۔ زخم بھرتا چلا آتا ہے۔ اور آپ بلاکسی شخص کے سہارے اٹھتے بیٹھتے کھڑے ہوتے اور چلتے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ بہت جلد آپ کے فیوض کا سلسلہ پورے طور پر بدستور جاری ہو جائیگا۔

اپنی علالت پر آپ

۲۵ فروری ۱۹۲۰ء کو قبل عصر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ آپنے اوائل علالت کے ایام میں۔ فرمایا تھا کہ اس بیماری سے جو منشاءِ الٰہی ہے۔ اور جو فواید ہیں وہ توفیق ملی تو بیان کرونگا۔ اب تو خدا کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے تھوڑا تھوڑا اگر آپ لکھا دیں تو بہت اچھا ہو۔ فرمایا:۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہی سب کچھ موقوف ہے جب وہ توفیق دیگا تو لکھے جائیں گے بڑا فایدہ تو یہ ہے کہ جماعت میں دُعا کے لئے توجہ پیدا ہو گئی۔ اور دُعا ہی بڑی ضروری چیز ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ عبد الحکیم ایک طرف تو پیشگوئی موت کرتا ہے۔ اور دوسری طرف آپ رات کو جو میری موت کیلئے مقرر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے لئے دُعا کیطرف پھیر دیتا ہے۔ یہ تعجب کی بات ہے۔

(ناظرین یہ معمولی امر نہیں ہے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مخلص اور مومن بندے کی جان لینے میں بڑا تردد ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات تو ہر قسم کے تردد اور فکر سے پاک ہے اسکا مطلب اور مفہوم وہی ہے جو ہمنے عملی رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی اس بیماری میں دیکھا کہ آپ پر کیسے کیسے جانستان حملے بیماری کے ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب سے آپ کو محفوظ نکالا۔ اور اس کے لئے عام قلوب میں دعاؤں کے لئے صدقات اور خیرات کے لئے ایک جوش ڈالدیا۔ اس فکر اور اضطراب نے جو ان ایام میں قوم کو لاحق رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی قدر و قیمت کو بتا دیا۔ کہ اس پاک وجود کی کسقدر ضرورت ہے۔ اور انہیں ایام میں خلافت کی اصل قوت اور شوکت کا اندازہ بھی ہوا۔ ایک دن جبکہ ڈاکٹر مرڈ کو بلانیکا مشورہ ہو رہا تھا۔ باوجودیکہ ڈاکٹر کا بلایا جانا ضروری اور نہایت ضروری سمجھا جاتا تھا۔ تاہم احباب کو جرأت نہیں ہوتی تھی۔ کہ بلا اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح ایسا کیا جاوے۔ چونکہ طبیعت اس وقت سخت ناساز تھی اسلئے شوریٰ پر ہی اس کو رکھا گیا اور احباب کے اتفاق رائے سے ایسا کیا گیا۔ اور پھر بھی یہ گھبراہٹ قلوب سے دور نہیں ہوئی جب تک حضرت نے خود بھی اشارہ نہ فرمایا غرض خدا تعالیٰ نے جماعت کی اصلاح اور بھلائی کے لئے آپ کو بستر علالت پر لٹایا۔ اور معلوم ہو گیا کہ جو لوگ خلافت کا صرف اتنا ہی کام سمجھے بیٹھے تھے۔ اور بعض اوقات اپنی کمزوری سے یہ کہہ اٹھتے تھے۔ کہ چند طالبعلموں کو لیکر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور پڑھانا ہی ایک کام ہے۔ انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجود کی کسقدر ضرورت ہے۔ اس خوفناک گھڑی کے تصور سے جو بالآخر تمام جان دار رونیر آنے والی ہے ہی جان کانپ جاتی تھی۔ اور ایک عظیم الشان خطرہ کا الارم ہوتا تھا۔

اس بیماری کے مفید سبق یہ ساری باتیں ہیں۔ کہ فی الواقعہ امام ہی ایک قوت ہے جو تمام مختلف مذاق اور مختلف طبقات کے لوگوں کو ایک امر پر جمع کر سکتا ہے۔ دنیا میں اتفاق اور اتحاد کی اگر کوئی سبیل ہو سکتی ہے تو وہ صرف امام مفترض الطاعۃ کا وجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ایک خاص رعب اور قوت رکھدیتا ہے کہ ایک خلی الرسن شخص بھی جب اس کے اتباع میں آتا ہے تو وہ اپنی تمام راؤں کو چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ ایڈیٹر)

غرض فرمایا:۔ کہ یہ کیا کم فائدہ ہے۔ پھر میرا اپنا ایمان خدا تعالیٰ پر بہت بڑھ گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بدوں اسباب کس طرح میری پرورش کرتا ہے۔ اس کی غریب نوازیوں کے عجیب عجیب مشاہدات میں نے اس بیماری میں کئے ہیں۔ جن کو میں گن بھی نہیں سکتا۔

قرآن مجید پر میرا ایمان بہت بڑھا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت بہت بڑھ گئی ہے۔ بیماری میں بعض بعض وقت سخت گھبرا اور اضطراب ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ہوا۔ ایسے وقتوں میں ایمان کا قایم رہنا صرف خدا تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ میں نے ان اضطراب کی گھڑیوں میں بھی خوب غور کی اور دیکھا تو میں نے اپنے آپ کو خدا کے فضل سے خوش پایا اس لئے کہ میں دیکھتا تھا۔

میرا دل اپنے مولیٰ سے خوش ہے!

(یہ رضا بالقضا کا ایک عملی نمونہ ہے جو ہم نے دیکھا۔ ایوب صادق علیہ السلام کیطرح آپ جسمانی تکالیف میں سخت مبتلا ہوئے مگر آپ کی زبان سے حمدًا اللہ۔ وشکرًا اللہ ہی نکلا۔ سبحان اللہ ہی کہتے رہے۔ آپکے اس فقرہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس ساعت عسرہ میں جبکہ تکالیف کا آپ نشانہ ہو رہے تھے۔ آپ محاسبۂ نفس سے غافل نہیں ہوئے۔ اور اس حالت میں بھی اپنے ایمان کا اندازہ کرتے رہے۔ خدا کرے یہ کیفیت یہ استقلال اور یہ احساس ہم کو نصیب ہو آمین۔ ایڈیٹر)

اور وہ ان تکالیف میں بھی اس کے فضل کو محسوس کرتا ہے۔ ایمان کا دینا اور اس کا بڑھانا۔ اور پھر اسے قایم رکھنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ اُسی نے مجھے ایمان دیا۔ اور اسی نے اس ذریعہ سے بڑھایا۔ اسی کے فضل سے میں یقین کرتا ہوں کہ وہ قایم رکھیگا۔

فرمایا:۔ اس بیماری میں اللہ تعالیٰ نے میرے رزق کو بہت بسط کیا۔ اور جینی لوگ جنکو کوئی تعلق نہیں انہوں نے بھی بدوں کسی تحریک اور تعلق کے روپیہ بھیجا۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے فضل کے عجائبات ہیں۔ اور اس قدر ہیں کہ کوئی گن نہیں سکتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عجیب عجیب کمالات میں نے مشاہدہ کئے ہیں۔ اور رات کو دیکھ دیکھ کر بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

حسن معاشرت کا عجیب پہلو

اس سے پہلے بھی اسی سلسلہ مضامین میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حسن معاشرت کے بعض نمونے پیش کئے تھے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جسقدر زیادہ ہوں وہ کم ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں عورتوں کی ہمدردی۔ اور اصلاح کے لئے ایک خاص جوش ہے اور یہ امر آپ کے ان خطبوں سے جو نکاح کے موقعہ پر آپ پڑھتے ہیں۔ بخوبی ظاہر ہے۔ علاوہ

بہرحال مختلف اوقات میں جب کبھی آپ کو کوئی موقعہ تقریر یا درس کا ملتا رہا ہے آپ نے کسی نہ کسی پیرایہ میں اس پہلو پر اپنی جماعت کو ضرور متوجہ کیا ہے اور اپنے عمل سے برداشت اور حسن سلوک کا ایسا عمدہ نمونہ دکھایا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق دے۔ بعض اوقات والدہ عبدالحی کی دلداری اور تسلی کے لئے ضروری علاج آپ نے نہیں کیا۔ مثلاً کسی اپریشن کی ضرورت ہے اور والدہ عبدالحی نے مخالفت کی ہے تو آپ نے روک ہی دیا اور خود سخت تکلیف اوٹھائی۔ مگر اس کو شکستہ خاطر نہیں ہونے دیا۔ کبھی غذا کے متعلق کوئی امر پیش آیا تو آپ نے والدہ عبدالحی کی تجویز کو مقدم رکھا۔ آج ۲۴ فروری ۱۹۱۶ء کو آپ نے قبل عصر پینے کے لئے جنجر طلب کیا۔ مگر اندر سے کہلا بھیجا کہ قہوہ اور کچھ کھانے کو دیں گے یا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اگر اس وقت کچھ کھایا۔ تو رات کو نہیں کھایا جائیگا۔ میں صرف تھوڑا سا پانی پیتا ہوں۔ مگر والدہ عبدالحی نے جو تیار کیا تھا۔ اُسے پلانا چاہا۔ اور پھر کہا کہ نہیں کچھ قہوہ اور تھوڑا سا کیک کھالو۔ اس پر فرمایا اچھا۔ یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے۔ اور بعض دل دماغ اس کو غیر ضروری اور فضول سمجھیں۔ مگر نہیں اس میں کتنا بڑا قیمتی سبق اپنی بیوی کی دلدارئی کا ہے جسکے ذریعہ گھر جنت کا نمونہ ہو جاتا ہے۔ اسی ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ایک مرتبہ حضرت نے مجھے فرمایا کہ میں عورتوں کو درس دے رہا تھا۔ اور میرے درس میں یہ آیت آئی۔ **یا اٰدم اسکن انت وزوجک الجنۃ** الآیۃ۔ فرمایا میرے دل میں اس وقت کی حسب حال اس کا یہ مفہوم ڈالا گیا۔ کہ میاں بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ تم دونوں ملکر جنت میں رہو۔ اور یہ جنت اس وقت تک جنت رہ سکتا ہے۔ جب تک تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ جہاں میاں بیوی میں تنازعات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پھر وہ گھر جنت نہیں۔ بلکہ دوزخ کا نمونہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ میاں بیوی باہم نہایت خوشی اور آرام سے ملکر رہیں جھگڑا نہ کریں ایکدوسرے کی دلشکنی نہ کریں۔ اور مرد خصوصیت سے عورتوں کی بعض کمزوریوں پر برداشت اور حوصلہ سے کام لیں۔ غرض یہ واقعہ جو آپ کی زندگی میں حسن معاشرت کا نمونہ دکھانے کے لئے لکھا ہے بہت سے دوستوں کو فائدہ دیگا۔

اخلاص کی قدر

فرمایا میں شروع سے دیکھتا رہا ہوں۔ کہ انگریزی ادویات نے مجھے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ اور نہ انگریزی غذائیں مفید ہوئیں ہر چند خدا تعالےٰ ہی کے فضل سے ہی مفید اور بابرکت ہو سکتی ہیں۔ مگر میں نے انگریزی ادویات کو ترک نہیں کیا اس واسطے کہ وہ ڈاکٹر لوگ اخلاص اور ہمدردی سے دیتے ہیں۔ اور فائدہ ہونا تو ان کے اختیار میں نہ تھا۔

یہ نمونہ ہے آپ کی قدر اخلاص کا۔ باوجودیکہ آپ کو ان ادویات نے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا۔ لیکن آپ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بعض وقت ہم نے دیکھا ہے۔ کہ آپ کا پیٹ بھرا ہوا تھا اور طبیعت کسی چیز کو قبول نہیں کرتی تھی۔ تاہم جب کوئی غذا یا دوا ڈاکٹر لوگوں نے پیش کی تو آپ نے بلا عذر کھالی۔

ہم اور ہمارے مخالفوں میں فرق

علی العموم آجکل یہ سوال اٹھایا جاتا ہے۔ کہ احمدی اور غیر احمدیوں میں اختلاف اور فرق کیا ہے؟ بعض لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ معمولی فروعی اختلاف ہے۔ اصولی اختلاف کوئی نہیں۔ یہ غلطی بعض اوقات احمدیوں کو بھی لگ گئی ہے۔ اور تحریروں یا عام لیکچروں میں بھی کہا گیا ہے۔ کہ ہمارے اور مخالفوں کے درمیان کوئی بڑا اختلاف نہیں مگر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اس سوال کو حل کر دیا ہے۔ ۲۷ فروری ۱۹۱۶ء کو قبل دوپہر آپ کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا گیا کہ کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کوئی فروعی اختلاف ہے؟۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ اس کا جواب دیا۔ میں اس کے مفہوم کو اپنے حافظہ سے اپنے الفاظ میں لکھتا ہوں۔

فرمایا یہ بات تو بالکل غلط ہے۔ کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے کیونکہ جسطرح وہ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ۔ حج۔ اور روزوں کے متعلق ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے میری سمجھ میں ہمارے اور ان کے درمیان **اصولی فرق** ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان ہو اس کے ملایکہ پر کتب سماویہ پر اور رسل پر خیر و شر کے اندازوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی یہی مانتے ہیں اور اس کا دعوےٰ کرتے ہیں لیکن یہاں پہنچ کے ہی ہمارا اور ان کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ **ایمان بالرسل** اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص عام ہو۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی **ماموری من اللہ کا انکار** کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے **لا نفرق بین احد من الرسل**۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیین فرمایا۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو

بالاتفاق کافر ہے

یہ جدا امر ہے۔ کہ ہم اس کے کیا معنے کرتے ہیں۔ اور ہمارے مخالف کیا۔ اس خاتم النبیین کی بحث کو لا نفرق بین احد من الرسل سے تعلق نہیں وہ ایک الگ امر ہے۔ اس لئے میں تو اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں۔" حضرت خلیفۃ المسیح کے اس بیان کے بعد امید ہے یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے صاف ہو جائیگا۔ اور یہ غلطی رفع ہو جائیگی کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔

ارشاد الامیر

ذیل میں حضرت امیر المومنین کے ارشادات درج کئے جاتے ہیں جو برادرم ایڈیٹر بدر نے جمع کئے ہیں۔

گناہوں سے کسطرح بچ سکتے ہیں

فرمایا استغفار سے۔ اگر گناہ سے نہ بچ سکے تو لاحول بہت پڑھے۔ پڑھے جائے تھکے نہیں۔ **لا ملجاء و لا منجاء عنک الا الیک** خدا سے پناہ خدا ہی دیوے تو بات بنتی ہے۔ طاعون کا کیڑا اتنا باریک ہوتا ہے۔ پھر کسقدر بڑھتا ہے وہی بچائے تو بچائے۔

استغفار اور لاحول سے بھی گناہ سے نہ بچ سکے تو ہمت نہ ہارے استغفار اور لاحول اور دعا کئے جاوے۔ استقامت کرے۔ گھبرائے نہیں شیخ محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک شخص پر مجھے بہت حسن ظن تھا۔ لوگوں نے کہا شراب پیتا ہے۔ میں نے نہ مانا۔ ایکدن وہ شراب پی رہا تھا کسی نے آکر خبر کی۔ میں نے کہا ہمیں دکھاؤ میں اس کے مکان پر گیا۔ نوکر نے اندر خبر کی۔ کہا کہ عرض کر دو کہ اس وقت میں مل نہیں سکتا۔ میں نے کہا ہمنے ملنا ہے۔ کہا کہدو کہ شراب پی رہا ہے۔ میں نے کہا کچھ ہی ہو ہمنے ملنا ہے۔ غرض اندر گیا تو دیکھا کہ جام شراب منہ سے لگا ہے۔ مگر دیکھا کہ ہر گھونٹ کے بعد سچی توبہ دل سے نکلتی ہے۔ اور اس توبہ کیساتھ ایک نور اُترتا معلوم ہوتا ہے۔ غرض صاحب ہمت گھبراتا نہیں وہ توبہ کئے جاتا ہے۔ کوشش کئے جاتا ہے۔

عشق کا لفظ قرآن اور حدیث میں نہیں۔ ایک حدیث صوفیوں نے لکھی ہے مگر وہ کسی صوفی کا اپنا لفظ ہے۔

. . . . عشق کا لفظ اچھے معنے نہیں رکھتا۔ غیر اللہ سے حب کو کہتے ہیں۔ یہ کسی اعمال کی سزا ہوتی ہے شرک ہوتا ہے۔ بھیرہ میں ایک لڑکا کسی عورت پر عاشق ہو گیا آخر میں مجنون ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ خدا کے لئے اس لڑکی کو اسے دکھادو۔ دیکھ کر کہنے لگا۔ میں نہیں جانتا یہ کون چڑیل ہے لوگوں نے کہا یہ فلانی ہے۔ کہنے لگا ہرگز نہیں۔ اس کی ناک ایسی آنکھ ایسی وغیرہ وغیرہ نہ مانا۔ آخر میں نے علاج کیا اچھا ہو گیا۔ میں نے پوچھا تو کہتے اس وقت نہ پہچانا۔ کہنے لگا خیال میں تصویر باندھتے باندھتے کچھ اور کی اور ہی بن گئی تھی۔ یہ کسی بداعمالی کی شامت کا نتیجہ ہوتا ہے اور شرک ہوتا ہے۔

انسان مختار ہے یا مجبور ہے اس بحث میں پڑنا احمق پن ہے قرآن اور حدیث میں یہ لفظ آیا ہی نہیں

ارشاد الامیر

مرتبہ ڈاکٹر صاحب

فرمایا بیوی کی غلطیوں کو بھول جانا چاہئے اگر غلطیاں یاد رکھی جاویں۔ تو دل میں رنجش آجاتی ہے۔ اور یہ حسن معاشرت کے خلاف ہے فرمایا کہ جب روح جسم خاکی سے علیحدہ ہوتی ہے تو وہ اپنے ساتھ ایک نیا جسم لیکر نکلتی ہے جو ہر ہر عضو سے نکلتا ہے۔ میں نے ایسے جسم خود دیکھے ہیں۔ ایک شخص کو جو اس وقت زندہ موجود ہے اس کو میں نے دیکھا۔ اس کا جسم خنزیر کا ہے۔ ایک ہی وقت میں اس کا ظاہری جسم اور خنزیر والا جسم اپنے چار پیروں پر چلتا دیکھا ہے۔ پہلے میں اسکو نیک آدمی سمجھتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر خیال بدل گیا۔ بیماری کی حالت میں کلوروفارم سونگھانے سے جو بیہوشی ہوتی ہے اس میں اعصاب پر اثر پڑتا ہے اور احساس کا مادہ زائل ہو جاتا ہے

اس لئے ان باطنی اجسام کو دیکھ نہیں سکتا۔ مگر موت کی حالت جدا ہوتی ہے۔ اہل کشف لوگوں نے کسی شخص کی موت کیوقت ایسا جسم نکلتا مشاہدہ کیا ہے۔ مگر جب یہ نظارے خدا دکہاتا ہے تو ایسے لوگوں میں ستارے کی شان ہی رکہہ دیتا ہے۔ پہر وہ میت کا پردہ فاش نہیں کرتے۔ ہر ایک کے جسم کی حالت جدا ہی دیکھی ہے گنہگاروں کو بڑا وقت چاہتا ہے۔ خدا کی غریب نوازی اور رحمت بہت وسیع ہے وہ جس کو چاہے معاف کردے۔ اس لئے ان باتوں کو بتانے میں احتیاط لازم ہونی چاہیئے۔

فرمایا:۔ صحت کی دعائیں تو بہت ہوئی ہیں۔ اور صحت الحمدللہ حاصل ہوئی۔ صحت کی دعا کی ساتھ طاقت کی دعا بھی ہونی چاہئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

عذاب الٰہی سے بچو!

ناظرین!

اللہ تعالےٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے من اھتدٰی فانما یھتدی لنفسہٖ ومن ضل فانما یضل علیھا ولا تزر وازرۃ وزر اخرٰی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولًا یعنے جسنے ہدایت پائی پس وہ خود ہدایت پاتا ہے۔ اسی کی جان کیلئے ہے۔ اور جو گمراہ ہوا۔ پس جو اس نے گمراہی کی اسی کیلئے ہے اور یہ کہ کوئی اٹھانیوالا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاسکتا۔ اور یہ کہ ہم عذاب نہیں کیا کرتے۔ مگر پہلے اس کے اپنا رسول بھیج لیتے ہیں۔ پس موجودہ زمانہ کی تباہیوں اور ہلاکتوں کو دیکھکر کیا یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ کیطرف سے کوئی مامور ضرور آیا ہے۔ ہندوستان ہی نہیں ساری دنیا پر تباہی آرہی ہے اور عذاب پر عذاب پہونچ رہا ہے۔ کبھی زلزلہ ہے تو کبھی طاعون اور کبھی ہیضہ ہے تو کبھی سیلاب نئی نئی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں اور مختلف طریقوں سے نوع انسان ہلاک ہورہی ہے ہندوستان میں تو خصوصًا زلزلہ اور سیلاب کے علاوہ طاعون نے ہلاکت کا دروازہ ایسا وسیع کردیا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور قصبوں کے قصبے تباہ اور برباد ہوگئے ہیں۔ ہر سال پانچ سات لاکھ بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ آدمی اس قہر الٰہی کی نذر ہوجاتے ہیں۔ ابتک لاکھوں عورتیں بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہوچکے ہیں۔ اور ابھی یہ بیماری ختم ہوتی نظر نہیں آتی۔ بلکہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سال بھی بڑی تیزی سے اپنا کام کررہی ہے اور ہر ہفتہ میں بیس ہزار سے زیادہ آدمی اسکی وجہ سے مرتے ہیں۔ پس کیا کوئی دردمند دل ایسا نہیں کہ جو اس کے سبب کو دریافت کرے اور کوئی سعید روح نہیں جو اسکی وجہ معلوم کرے آخر وجہ کیا ہے کہ دنیا پر عذاب کا دروازہ کہولا گیا ہے۔ اور یک لخت ہلاکت کے اژدہا نے اپنا منہ پہاڑکر ہزاروں لاکھوں انسانوں کو نگلنا شروع کردیا ہے۔ لوگوں کی عقلوں کو کیا ہوا۔ کہ وہ اس آیت پر غور نہیں کرتے اور دنیا میں اس مامور اور مجدد کو تلاش نہیں کرتے کہ جسکے انکار کیوجہ سے اسقدر ہلاکت دنیا پر آرہی ہے ابھی طاعون کا نام و نشان بھی نہ تہا کہ جب حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمدؑ نے براہین احمدیہ میں شایع کردیا تہا۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا پر خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو دنیا پر ظاہر کردیگا۔ اور یہ کہ الامراض تشاع ستاع والنفوس تضاع یہ وہ وقت تہا کہ دنیا آرام کی زندگی بسر کررہی تہی۔ اور کوئی نہ جانتا تہا کہ عنقریب ہلاکت کا بازار اسقدر گرم ہونیوالا ہے۔ لیکن جونہی کہ اس مامور من اللہ کا انکار شروع ہوا۔ اور لوگوں نے آپ کی مخالفت کی کہ آسمان کانپ اُٹھا اور خدا نے اپنے قہری نشان دکہلانے شروع کئے طاعون آیا۔ قحط پڑے زلزلے آئے طاعون آئے غرض کہ بیسوں قسم کی بیماریوں نے دنیا کو گھیر لیا۔ آپ نے پہلے ہی سے پیش گوئی کردی تہی کہ تیری جماعت نسبتًا محفوظ رہیگی۔ چنانچہ اس وقت تک سوائے چند ایک کیس کے اس جماعت میں بالکل امن رہا ہے۔ پس کیوں لوگ اپنی جانوں پر رحم نہیں کرتے اور اس صدی کے مجدد کو قبول نہیں کرتے کیا یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں تو اللہ تعالےٰ لوگوں کی گمراہی کے وقت مامور بھیجتا تہا۔ لیکن اب نہیں بھیجتا۔ کیا اللہ تعالےٰ کا رسول اللہ سے وعدہ نہ تہا۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آیا کریں گے۔ پھر اس صدی کے سر پر کیوں کوئی مجدد نہ آیا۔ آیا اور ضرور آیا۔ مگر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا نے اس کے لئے اپنی چمک دکہادی اور قہری تلوار کھینچکر دنیا پر حملہ کیا اور اس کے مخالفین کو تباہ اور برباد کیا اور جب تک لوگ اس کی سچائی کا اقرار نہ کریں گے اور طرح طرح کے گندوں اور فسق و فجور کو جو ان میں پڑے ہیں ترک نہ کریں گے تو خدا کے قہر کی کھینچی ہوئی تلوار برابر ان کو ہلاک کئے چلی جائے گی۔ خدا تعالےٰ بڑا غیور ہے وہ کب برداشت کرسکتا ہے۔ کہ اس کے مامور کا انکار کیا جائے۔ دنیاوی گورنمنٹیں اپنے وزیروں اور سفیروں کی ہتک نہیں برداشت کرسکتی۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے مامورین کی ہتک کو کیونکر گوارا کرے۔ پس اے میرے دوستو میں آپ لوگوں کی خیر خواہی کے طور پر آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے بال بچوں پر رحم کرو۔ اور ملک کو اس تباہی اور ہلاکت سے بچاؤ۔ کیوں ایک مامور من اللہ کی مخالفت کرکے اپنے ساتھ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو بھی ہلاک کرتے ہو۔ طاعون ملک میں بڑھ رہی ہے اور کون جانتا ہے کہ کس کس کی موت اب کے سال مقدر ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ موت توبہ کا دروازہ بند کردے خدا کے مامور کے سایہ کے نیچے آکر اللہ تعالیٰ کی پناہ کو ڈھونڈو اور ضد اور ہٹ کو چھوڑ دو۔ دیکہو آسمان نے رمضان کے مہینہ میں بموجب حدیث صحیحہ سورج اور چاند کو گہن لگاکر مسیح کی آمد پر دلالت کردی اور زمین پر طاعون اور زلزلوں نے اس کی سچائی پر مہر لگادی۔ پھر بیفائدہ کیوں دیر لگاتے ہو اور حق سے کیوں منہ موڑ رہے ہو یاد رکہو کہ اگر اس مامور من اللہ کا دعوےٰ تم لوگوں نے خلوص دلسے نہ پرکہا۔ تو تمہارے عزیز و اقربا کی گمراہی کا گناہ بھی تمہارے ہی سر ہوگا ہمنے پکار پکار کر سنا دیا۔ اور آسمان و زمین نے ہماری تائید کی کہ اس زمانہ کا مسیح و مجدد و مہدی آگیا اور خدا نے اسکے لئے ہزاروں نشان دکہلائے۔ پس اگر اب بھی تم توجہ نہیں کروگے اور ٹھنڈے دل سے اسکے دعاوی پر غور نہیں کروگے تو قیامت کے دن خدائے وحدہٗ لاشریک کے حضور میں جوابدہی کرنی پڑے گی۔ اور اس وقت ٹھٹھے اور ہنسی سے کام نہیں چلیگا بلکہ اسبات کا ... ابد ہوگا۔ کہ جب احادیث میں بتائی ہوئی کل نشانیاں پوری ہوگئیں اور اس کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکہلائے۔ تو کیا سبب کہ تم نے میرے مامور کے دعاوے پر غور تک نہیں کیا۔ اور اس کی باتوں کو ٹھٹھے اور ہنسی میں اڑادیا اور ہم تو عرض کردیں گے کہ الٰہی ہمنے ہر طرح سے حق کی اشاعت کیلئے ان کو بلایا مگر انہوں نے ہماری ایک نہ سنی۔ ابھی وقت ہے توبہ کرو۔ اور سستی نہ کرو اگر تم کو کچھ شکوک ہوں وہ ہم سے دریافت کرو اور خدا کے حضور میں دعا کرو کہ الٰہی اگر مرزا غلام احمد قادیانی واقعی سچا اور تیری طرف سے مامور ہے تو ہم کو اس کی شناخت عطا کر۔ آمین یارب العالمین * میں پھر بڑی عاجزی سے التجا کرتا ہوں کہ طاعون بڑے زور سے بڑھ رہی ہے للہ سستی کو چھوڑ دو۔ اور خدا کے مامور کو قبول کرو۔ اور اپنے بال بچوں کے حال پر رحم کرو۔ خدا تعالےٰ کے قہر کا مقابلہ کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ انسان کا کیا بساط ہے کہ اس کے مقابلہ میں دم بھی مارے۔ پس بہتر ہے کہ اس کے حکم کے آگے سر جھکادو اور تقوےٰ اور طہارت سے کام لو۔ تا خدا تم پر رحم کرے۔ فضولیات و سستیوں کو ترک کرو کہ تا اللہ تعالےٰ تم کو اپنی پناہ میں رکہے ضد اور ہٹ کو چھوڑ دو۔ تا سلامت رہو۔ وما علینا الا البلاغ۔ واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

(خاکسار مرزا محمود احمد قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)

دارالامان کا ہفتہ

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ کل ۲۷ فروری ۱۹۱۱ء کو قریب عشاء میاں محمد لٰسین مہاجر سہارنپوری نے پلیگ سے وفات پائی۔ مرحوم ایک مخلص مہاجر تھا جو اپنے بہت سے ... معاون اور رشتہ داروں کو محض خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے چھوڑ کر معہ اپنے بہائی محمد یاسین کے چلا آیا تہا۔ مرحوم نے نہایت اطمینان اور استقلال کیساتھ اس جام موت کو پیا۔ ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد سے الوصیت (۱) کے قواعد کے ماتحت امانتًا اسی دوسری جگہ صندوق میں دفن کیا گیا ہے۔ مرحوم کا استقلال اور اخلاص قابل رشک تہا اس کی ہجرت اللہ تہی اور وہ آخر دم تک اسپر قایم رہا۔ خدا تعالےٰ اسپر اپنے برکات نازل کرے اور اسکے بہائی کو سکینت اور اطمینان دے (آمین) احباب اسپر جنازہ غائب پڑھدیں (۲) قادیان میں کمیٹی کیطرف سے نالیاں بنانیکا کام شروع ہوگیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ لوگ ایک باقاعدہ کمیٹی اس مطلب کیلئے بنانا چاہتے ہیں۔ کہ کمیٹی کے متعلق اگر کبھی کوئی شکایت ہو یا کسی اصلاح کیطرف اسے متوجہ کرنا ہو تو کمیٹی مذکور کام کرے یہ ترقی کے آثار ہیں (۳) دار الضعفاء کے لئے حضرت نواب صاحب قبلہ نے ۲۲ مکانوں کے لئے ایک وسیع قطعہ زمین بہشتی مقبرہ کے قریب عطا فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ اللہ تعالےٰ ان کے تمام کاموں میں وسعت اور فراخی عطا کرے۔ (آمین)

اب مکانات کا سلسلہ شروع ہونیوالا ہے۔ پہلا مکان کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح نے حکم دیا ہے کہ ان کے خرچ سے بنوایا جاوے (جزاہ اللہ احسن الجزاء)

کامگار انظرے کُن سوئے ناکامے چند!

وکیل مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی قومیت اسلام اور محض اسلام ہے۔ شرافت کا معیار صرف تقویٰ پر منحصر ہے۔ نسل یا پیشہ پر منحصر نہیں ہے۔ ایک ادنےٰ پیشہ ور کو بھی اسلام نے وہی حقوق دیئے ہیں۔ جو ایک قریشی النسب کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں میں کوئی تفاوت نہیں دکھایا گیا ہے لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان کی سرزمین میں مسلمانوں سے یہ شاندار امتیاز بھی گم ہو چلا ہے۔ مردم شماری میں ہر ایک قوم کی گوت اور ذات لکھی جاتی ہے اور شیخ و سید و مغل و افغان کے علاوہ بقیہ جتنے اسلامی عناصر ہیں۔ کسی کو شریف نہیں سمجھا جاتا۔ یہ نہایت عبرت خیز امر ہے۔ کہ ہندو جن کی بنیاد بالکل غیر مساوات کے اصول پر مبنی ہے ادنیٰ ذاتوں کو اعلےٰ بنانے کی کوشش کر رہے ہوں۔ اور مسلمان جن کی ترکیب ہی مساوات پر واقع ہوئی ہے اس معاملہ میں ہندوؤں سے بھی پیچھے رہیں۔ کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اپنے گنوار بھائیوں کو بیدار کریں انہیں اپنے برابر سمجھیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔ اور ان کو اپنی قومیت متحدہ کا ایک مفید اور کارآمد جزو بنائیں۔ کیا یہ امر زعمائے قوم کے فرائض میں داخل نہیں ہے۔ اور کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ جن غریبوں کی کثرت تعداد نے ہماری اہمیت بڑھا رکھی ہے ہم یا ہماری تعلیمی کانفرنس بھی ان کے لئے کچھ نفع رساں ثابت ہو۔ پیشہ و ذات کے بیجا اصول ترقی مرتب نے ذلت کا جو خیال ان عناصر کی نسبت پیدا کر رکھا ہے دور ہو جائے اور کامگاروں کی نظر عنایت سے ناکاموں کے دن بھی پھر جائیں"

آنریبل نواب ذوالفقار علیخانصاحب

یہ امر نہایت مسرت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہمارے محترم مخدوم نواب محمد علیخان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے برادر عزیز نواب ذوالفقار علیخان صاحب ریاست پٹیالہ کی صدارت عظمےٰ پر مامور کیئے گئے ہیں۔ آنریبل نواب ذوالفقار علیخانصاحب اپنی خاندانی وجاہت اور مسلم کمیونٹی میں امتیازی حیثیت رکھنے کے علاوہ گورنمنٹ کے حضور خاص اعزاز اور اعتماد رکھتے ہیں پچھلے امپیریل کونسل میں نواب صاحب ممدوح صوبہ ہذا کے مسلمانوں کی طرف سے نائب منتخب ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس قابلیت اور خوبیوں کے مالک ہیں میں ریاست پٹیالہ کی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ ایسے قابل اور معاملہ فہم انسان کے ہاتھ میں اسکی وزارت عظمیٰ کی باگ دی گئی ہے۔ اس لئے ما بدولت بھی یہ کہتا ہی سراسر درست ہے۔ کہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے اس انتخاب میں اپنی زیرکی اور مدبرانہ دور بینی کا ثبوت دیا ہے آنریبل نواب ذوالفقار علیخانصاحب کے اس انتخاب پر تمام حصوں میں اظہار مسرت کیا جا رہا ہے۔ اور انکی شخصیت کو بالاتفاق بے تعصب اور معاملہ فہم تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ ریاست اس انتخاب کی بہترین برکات کو حاصل کرے۔ میں اس انتخاب پر ریاست کو مبارکباد دیتا ہوں۔

سر آغا خان بالقابہ لاہور میں

ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ جو مسلم یونیورسٹی کے لئے قومی گداگر بن کر نکلے ہیں ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء کی صبح کو لاہور پہونچے۔ لاہور پنجاب کا دار الصدر ہے۔ اور اس حیثیت سے پنجاب کے مسلمانوں کا اُسے مرکز دنیوی رنگ میں کہنا غلطی نہیں۔ پنجاب کے مسلمانوں نے ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کے استقبال کی تیاریاں دلی جوش سے ایسے اعلےٰ پیمانہ پر کی تھیں کہ اسکی نظیر نہیں ملتی۔ لاہور میں اسلامی قومیت کا ایک سمندر موجیں مار رہا تھا۔ اور مسلمانوں میں زندگی کی روح کام کرتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ جسطرح ٹرکی کو یورپین سلطنتیں ہمیشہ مرد بیمار کہا کرتی تھیں۔ اور ٹرکی کی ترقیات نے بتا دیا کہ مرد بیمار کہلا کر وہ ایسی قوت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے کہ یورپی سلطنتوں کو قابو نہیں پانے دیتا اسیطرح ہندی مسلمانوں کو مردہ قوم کہا جاتا تھا۔ اور اگر مردہ نہیں تو خواب گراں میں سونیوالی قوم تو ضرور تھی۔ مگر مسلم یونیورسٹی کی تحریک نے مسلمانوں میں وہ جوش پیدا کر دیا ہے اور ان میں کچھ ایسی حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ مسلمانوں کو اب **مردہ قوم** کہتے ہوئے تامل کرنا پڑیگا۔ اگر یہی حرکت اس قوم میں باقی رہی۔ اور خدا کرے کہ باقی رہے اور اس کے فضل سے امید ہے۔ کہ اب یا قوم میں زندگی کے آثار پیدا ہو چلے ہیں تو کچھ شک نہیں کہ وہ وقت آتا ہے کہ مسلمانوں میں عملی روح پیدا ہو جائے گی۔

ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ نے اس قومی تحریک میں جو حصہ لیا ہے اس کی نظیر اس پوزیشن کے آدمیوں میں نہیں ملتی۔ میں بلا خوف لومتہ لائم کہونگا۔ کہ ہز ہائینس کی یہ قربانی اور ایثار کی مثال ایسی ہے۔ کہ وہ لوگ (جو ذرہ سا بھی کسی قومی کام میں حصہ لیکر قوم کے افراد سے اپنی شان میں مدحیہ قصاید سننے کے آرزو مند رہتے ہیں) اس سے سبق لیں۔ اور محض اخلاص اور خدا کے لئے کام کرنے کی توفیق چاہیں۔ **ھز ھائینس کا یہ کارنامہ** مسلمانان ہند کی تاریخ میں ہمیشہ **سنہری حرفوں** سے لکھا جائیگا اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ **مادی ترقی** کا زینہ ہے اور مسلمانوں نے مادی ترقی ہمیشہ **دین** کے ذریعہ کی تھی۔ اور بعض وقت خطرہ ہوتا ہے کہ مسلمان اس مادی ترقی کی رو۔ اور **دنیوی مقابلہ** کے میدان میں کہیں اتنے آگے نہ بڑھ جائیں کہ اصل غرض جو دین ہے بالکل فوت ہو جاوے۔ مگر نہیں ہم خدا کے فضل سے مایوس نہیں۔ بلکہ ان تمام باتوں کو دینی ترقی کے لئے بھی بطور راہ کے سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ایک سلسلہ اس وقت قایم کیا ہے۔ اگر یہ زمانہ یہ ملک اس کی ترقی کے حسب حال ہوتا تو اُسے یہاں قایم ہی کیوں کیا جاتا؟ یونیورسٹی کے متعلق ہمارا پہلو مذہبی نقطہ خیال سے یا اپنے سلسلہ کی نوعیت اور اس کی بعثت کے اغراض کے لحاظ سے کچھ بھی ہو اس میں کوئی بھی کلام نہیں کہ ہم اس سے ہمدردی ہے ہمارے امام حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین ایدہ اللہ بنصرہ کا مکتوب جسمیں یونیورسٹی سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا ہے لاہور کے جلسہ میں پڑھا گیا۔ اس کے متعلق جو اثر مسلمانان پنجاب پر پڑا وہ نہایت قیمتی اور مفید ہے اور وہ یہ ہے کہ انہیں اس امر پر نہایت مسرت کا اظہار کرنا پڑا کہ یہ قوم ایک امام کے ماتحت ہے۔ اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ وہ کوئی کام اپنے امام کی اجازت کے بدوں نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں میں اگر یہ جذبہ پیدا ہو جاوے کہ انہیں ایک امام کے ماتحت رہنا ضروری ہے۔ تو یونیورسٹی کی اس تحریک کو ہم نہایت بابرکت سمجھیں گے۔ اور ہم خدا کے فضل سے یقین کرتے ہیں کہ یہ تحریک ہمارے لئے کوئی مفید راہ پیدا کرنے والی ہو گی۔ اپنی پوزیشن کے لحاظ سے احمدی قوم غالباً یہ کہنے میں مضایقہ نہیں کر سکتی کہ وہ اپنی یونیورسٹی علیحدہ اگر قایم نہ کرے گی تو مسلمانوں کے اندر وہ قومیت اور وہ ملیت جو اسلام پیدا کرتا ہے پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہماری یونیورسٹی جبکہ اسلامی یونیورسٹی کہلاتی ہے تو اس میں شان اسلام جلوہ گر ہونی چاہیئے۔ نہ کچھ اور بہر حال ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ نے مسلمانوں کیلئے بہت بڑی قربانی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں بہترین جزا دے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ دل کھول کر اس تحریک میں حصہ لیں۔

ساده سنگت کا سلسلہ تبلیغ

ساده سنگت کی طرف سے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت اور ارشاد کے ماتحت ممالک اسلامیہ میں تبلیغ سلسلہ کے لئے ایک بہت بڑا اشتہار عربی زبان میں لکھا گیا ہے۔ اور مطبع میں چھپنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس اشتہار کی اشاعت پر تین سو روپیہ کے قریب خرچ آئیگا۔ جو لوگ چند پیسوں کے ذریعہ تبلیغ کے ثواب میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اس وقت ہاتھ بڑھائیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ اور ایک وقت میں میں بھی اسی قسم کی رائے رکھتا تھا۔ کہ ایک ہی وقت مختلف قسم کی تحریکیں پورے طور پر کامیاب نہیں ہوتی ہیں۔ مگر یہ خیال غلط ثابت ہوا ہے۔ یہ تحریک ایسی ہے۔ کہ اس میں ہر شخص آسانی سے حصہ لے سکتا ہے۔ اس مد میں چالیس کے قریب روپیہ آچکا ہے صرف ۲۶۰ روپیہ اور مطلوب ہیں۔ اشتہار چھپ رہا ہے اور مارچ ۱۹۱۱ء میں امید کی جاتی ہے کہ خدا کے فضل سے شایع ہو جاوے۔ اس کی اشاعت کیلئے یہ سوچا گیا ہے۔ کہ بلاد اسلامیہ کے تمام مدارس اور مساجد اور ہر قسم کی مستقل انجمنوں۔ لائبریریوں۔ اور اخبارات کے نام اس کی متعدد کاپیاں بھیجی جاویں۔ کیا عجب اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو اس کے ذریعہ ہی بیدار کر دے اور کیا بعید

شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر و بال

بہر حال یہ ایک عجیب عمدہ موقعہ ہے کہ ہر بھائی اپنے مقدور کے موافق اس میں شامل ہو جاوے۔ اگر کل احمدی انجمنیں کم از کم تین تین روپیہ اس مقصد کے لئے دیدیں تو یہ کام ہو جاوے۔ بہر حال اللہ تعالےٰ جن دلوں میں اس کے لئے تحریک پیدا کریگا وہ حصہ لیں گے۔ میرا کام تو فقط اتنا ہے کہ احباب تک اس نیک تحریک کو پہونچا دوں۔ اس غرض کے لئے احباب جو کچھ بھیجیں وہ ماسٹر عبد الرحمن صاحب سکرٹری سادہ سنگت کے نام بمقام قادیان روانہ کریں

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَنْ اَنصاری اِلی اللّٰہِ

چند دن کا ذکر ہے کہ صبح کے قریب میں نے دیکھا کہ ایک بڑا محل ہے اور اس کا ایک حصہ گرا رہے ہیں۔ اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے۔ اور اس میں ہزاروں آدمی پتھیروں کا کام کر رہے ہیں۔ اور بڑی سرعت سے اینٹیں پاتھتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسا مکان ہے اور یہ کون لوگ ہیں۔ اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں۔ تو ایک شخص نے جواب دیا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے کہ اس کا ایک حصہ اس لئے گرا رہے ہیں تا پرانی اینٹیں خارج کی جائیں (اللہ رحم کرے) اور کچی اینٹیں پکی کی جائیں۔ اور یہ لوگ اینٹیں اس لئے پاتھتے ہیں۔ تا اس مکان کو بڑھایا جائے اور وسیع کیا جائے (یہ ایک عجیب بات تھی کہ سب پتھیروں کا منہ مشرق کیطرف تھا) اس وقت دل میں خیال گذرا تو یہ پتھیرے فرشتے ہیں اور معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت ہے۔ بلکہ فرشتے ہی اللہ تعالےٰ سے اذن پاکر کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ جو کوئی کسی کے کام میں اُسے مدد دیتا ہے۔ تو وہ اسکا دوست اور پیارا بنجاتا ہے تو اگر ہم اس وقت ملائکہ کے کاموں میں مدد دیں گے جو خود اپنی ہی مدد ہے تو ضرور ہے کہ ملائکہ کا ہم سے خاص تعلق ہو جائے اور اس تعلق کیوجہ خود ہمارے نفوس کی کبھی اصلاح ہو۔ اور ملائکہ ہمارے دلوں میں کثرت سے نیک تحریکیں شروع کر دیں چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں دو تحریکیں پیدا کیں کہ جن سے سلسلہ کی خدمت مدنظر ہے۔ ایک تو یہ کہ طاعون شروع ہے اور اب کے سال بہت بڑھیگا۔ اس لئے ایک اشتہار دیا جائے کہ جس میں لوگوں کو اس سلسلہ کی دعوت دیجائے۔ اور چونکہ اس موقعہ پر لوگوں کے دل نسبتاً زیادہ سخت نہیں ہوتے اس لئے اللہ تعالےٰ چاہے تو بہت فائدہ ہوگا۔ اور یہ اشتہار ہزاروں کی تعداد میں کثرت سے بلاد ہند میں شائع کیا جائے۔ چنانچہ یہ اشتہار میں نے لکھکر چھپنے کیلئے دیدیا ہے جو چند دنوں تک ہی طیار ہو جائیگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ احمدی احباب خصوصاً جن علاقوں میں طاعون کا زور ہو۔ اس اشتہار کی کثرت سے اشاعت کریں گے۔ اور جن کے دل میں اللہ تعالےٰ یہ تحریک پیدا کرے وہ مجھ سے اشتہار طلب کریں جو فوراً ان کی خدمت میں بھیجدیا جائیگا۔ دوسری تحریک جو اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے کہ ایک انجمن قایم کی جاوے۔ جسکے ممبران خصوصیت سے قرآن و حدیث اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کیطرف توجہ رکھیں اور افراد جماعت میں صلح اور آشتی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے ممبران اپنا دنیاوی کام کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو دین کیلئے وقف کر دیں یعنے ہر ایک موقع سے جو تبلیغ حق کا نکلے فائدہ اٹھائیں اور گویا اسی فکر میں اپنے اوپر آرام و چین حرام کر دیں لیں اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ سے ہر ایک اس روح کو جو اپنے اندر حق کے پہنچانے کا جوش رکھتی ہے بلاتا ہوں کہ وہ اس کام میں مدد دے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کی امیدوار ہو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کا منشاء تو پورا ہو کر رہیگا۔ یہ ایک موقعہ ہے۔ جو ہم کو دیا گیا ہے کیا تم میں خدا نے ایک مامور کو دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا وہ اس کے نور کو اور ہدایت کو دنیا میں نہیں پھیلائے گا۔ کیا دنیا باوجود ایک مامور من اللہ کے آنے کے تاریک کی تاریک ہی رہے گی۔ ہرگز نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی باتیں نہیں گرتیں۔ ہاں مبارک وہ جو اللہ تعالےٰ کے ارادوں میں اپنے ارادوں کو شامل کر دیتا ہے۔ اور جیتے جی اپنے مولا کی راہ میں اپنی خواہشوں اور اُمنگوں پر موت وارد کر لیتا ہے۔ یہ شخص ہے جو حقیقی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اس کی حیات سچی حیات ہے ورنہ وہ انسان جو باوجود اشرف مخلوقات ہونیکے سگ دنیا بنکر طمع و حرص کے مردار پر گرتا ہے۔ اور اپنے ہمسایہ اور پڑوسی سے لڑ اور جھگڑ کر اپنی زندگی بسر کرتا اس کی زندگی ہی کیا۔ اور اس کے جینے کا فائدہ ہی کیا بہتر ہوتا کہ وہ پہلے ہی نہ ہوتا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوتا۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ اُسے کہنا پڑے کہ ؎

یٰلیتنی کنت تُرابا۔ پس یہ مت سمجھو کہ دنیا کی ترقیوں اور مال و جلال کے بڑھانے سے تم اپنے اصلی مقصد کو پہنچ گئے۔ بلکہ جب تک اپنی اپنے بھائی کی فکر نہ کرو اور دین کی فکر تمہیں سوہان جان ہو کر نہ لگے تم نے اپنی جان و عمر ضائع کر دی اور قیمتی وقت بیہودہ باتوں میں کھو دیا کاش تم اتنا سمجھتے کہ جس مسافر نے دور جانا ہو اور لمبی منزل طے کرنی ہو وہ جسقدر ممکن ہو بوجھ کو ہلکا کرتا ہے اور فضول اور زاید چیزوں کو نہیں اٹھاتا۔ پس کیا افسوس ہے۔ اس پر جسے نامعلوم کیسے دشوار گذار راستوں سے گذر کر میدان حشر میں پہونچنا ہے۔ اور ہر وقت فکر میں ہے کہ جو کچھ بھی ملے وہ اپنے کندھے پر اُٹھالوں۔ دنیا کی آسایش اور عیش و عشرت کی زندگی ایک بوجھ ہے جو اس مسافر کو تھکا کر چور کر دیگا۔ اور جنت کے دروازہ پر پہونچنے سے پہلے ہی اس کی ہڈیاں توڑ دیگا۔ لیکن خدمت دین ایک ایسی سواری ہے جو ہر وقت اُسے بہشت بریں کیطرف اڑائے لئے جا رہی ہے کتنے دل ہیں جو اپنے بھائیوں کے لئے غمگین ہیں۔ اور کتنی آنکھیں ہیں جو دنیا کی گمراہی کو دیکھکر چشم پُرآب ہیں۔ ہاں کتنے جگر دین کی پراگندگی پر چاک چاک ہو رہے ہیں۔ اور کن کن کے گریبان ایسے پھٹے ہیں۔ کہ وہ کبھی سیئے ہی نہیں جاتے۔ ہمارے ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں بھائی ہیں کہ جنہوں نے خدا کو کبھی نہیں پہچانا۔ جو ملائکہ کے منکر ہیں جو کتب سماوی کے قایل نہیں جو رسولوں پر ٹھٹھا کرتے ہیں۔ جن کے زمانہ میں خدا کا ایک مامور آیا لیکن انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور اپنی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار کر اُسے نہیں دیکھا ہم نے ان کے لئے کیا کیا۔ اور ان تک اس مجدد دین کے پاک و شیریں کلمات کے پہنچانے میں کس قدر کوشش کی۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ ہم خود ہی سوتے رہے اور دنیا کی جھوٹی چمک اور یورپ کی فریب دہ جلوہ آرائیوں پر مرتے رہے تو غیر کو جگانے سے پہلے بہتر ہے کہ اپنے آپ کو جگائیں اور دوسرے کی آنکھوں سے جہل کی پٹی اُتارنے سے پہلے اپنی ہی آنکھوں کا فکر کریں۔ ملائکہ اس کام میں لگے ہوئے ہیں پس بہتر ہے کہ ہم بھی لہو لگا کر شہیدوں میں ملجائیں کام کو اللہ ہی نے کرنا ہے۔ ہماری تو کوششیں ہی ہیں۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ کوشش کی توفیق بھی اللہ تعالےٰ ہی دیتا ہے ؎

ہمارا کچھ نہیں سب کچھ اُسی درگہ سے ملتا ہے

بلا حکم خدا کب ایک تنکا تک بھی ہلتا ہے

یہ مت سمجھو کہ ہم اس کام کے لایق نہیں اگر ہمت و استقلال ہو اور خدا تعالےٰ سے سچا تعلق ہو۔ تو پھر وہ خود ہی قرآن و حدیث کا علم سکھا دیتا ہے۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک رات میں کئی ہزار عربی الفاظ کا مادہ سکھلا دیا گیا تھا۔ پس خدا کے خزانے وسیع ہیں۔ کمر ہمت کو چست کرو۔ اور دنیا کو کان کھولکر سنا دو کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ مگر خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔ اسلام کا سورج گہن کے نیچے ہے خدا کے حضور میں تڑپو۔ آہ و زاری کرو تا وہ گہن دور ہو۔ اور دنیا خدا تعالےٰ کا چہرہ دیکھے اور قرآن اور رسول کریم کی عظمت اس پر ظاہر ہو اور حضرت مسیح موعود کی سچائی سے وہ آگاہ ہو۔ صاف گو بنو اور پیچ اور دھوکے کو چھوڑ دو اور صاف صاف الفاظ میں دنیا پر وہ سچائیاں ظاہر کرو جو خدا نے تم کو دی ہیں تا قیامت کے دن سبکدوش ہو کہ ہم نے اپنی طرف سے تبلیغ کر دی تھی کون جانتا ہے کہ میں کل تک زندہ رہونگا۔ پس ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ کل کے آنے سے پہلے ہی اپنے خیالات کا دنیا پر اظہار کرے اور مولیٰ سے جو کچھ ہدایت پائے اس کو لوگوں پر پیش کرے۔ پھر جسکا دل چاہے مانے اور جو چاہے انکار کرے حضرت مسیح نے اس تبلیغ کے کام کے لئے اپنے حواریوں کو کہا تھا کہ مَن اَنصاری اِلی اللّٰہ۔ آج میں بھی حضرت مسیح کے تتبع کے طور پر اپنے دوستوں کے آگے یہی کلمہ دوہراتا ہوں کہ اپنی کمر ہمت باندھکر میرے ساتھ اس کام میں شامل ہو اور جہانتک ہو سکے اس کام کو کرو۔ تا خدا تعالیٰ کی درگاہ سے انعام کے مستحق ہو یہ سلسلہ تو ضرور بڑھیگا ہی۔ لیکن ہم نے سستی دکھائی تو ہم انصار کیونکر بنیں گے۔ لیکن یہ چونکہ ایک بڑا عظیم الشان کام ہے اس لئے یہ شرط لگانی پسند کرتا ہوں کہ جس نے اس کام میں حصہ لینا ہو وہ پہلے سات دفعہ استخارہ کرے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس کے کام کا ذمہ دار ہو جائے۔ اور اگر سات دفعہ استخارہ کر لینے کے بعد اس کے دل کو اللہ تعالےٰ اس طرف جُھکا دے تو پھر شوق سے انجمن میں داخل ہو۔ چنانچہ میں نے بھی اس اعلان کے پہلے خود کئی دفعہ استخارہ کیا اور نہ صرف خود ہی کیا بلکہ کئی ایک نیک اور صالح دوستوں سے بھی استخارہ کروایا۔ اور کئی دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالےٰ کیطرف سے بشارات بھی ہوئیں۔ تب جا کر یہ کام میں نے شروع کیا۔ اور استخارہ وغیرہ کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی اجازت لی۔ چنانچہ اس انجمن کے وہ قواعد جن کی پابندی ہر ایک ممبر کو لازمی ہوگی وہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کر کے اجازت حاصل کر لی گئی ہے۔ وہ قواعد یہ ہیں۔

(۱) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا۔ کہ حتی الوسع تبلیغ کے کام میں لگا رہے۔ اور جب موقعہ ملے۔ اس کام میں اپنا وقت صرف کرے۔ جو اپنے گاؤں یا شہر ہی میں کر سکیں۔ وہاں کریں۔ جنہیں زیادہ موقعہ ملے۔ اور علاقہ میں بھی۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ قرآن شریف اور حدیث کے پڑھنے پڑھانے میں کوشاں رہے۔

(۳) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کی آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں رہے (۴) اور لڑائی اور جھگڑوں سے بچے۔ خصوصاً جبکہ آپس میں کوئی لڑائی یا جھگڑا ہو تو خود فیصلہ کریں ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کریں۔

(۵) ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچے جو اتحاد اور اتفاق کو کاٹ دیتی ہیں۔

(۶) ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جسکو اللہ تعالےٰ اس کام پر مقرر کرے اطلاع دیں کہ انہوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا۔

(۷) ساتویں اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پختہ کرنے کے لئے کوشاں رہیں۔ اور تعلق بڑھانے کیواسطے ایک دوسرے کے لئے دعائیں کریں۔ اور حدیث صحیح کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ایک دوسرے کی دعوت کریں۔ اور تحاد (؟) پیدا ہوا۔ پھر عمل کریں۔ اور عام طور سے عموماً اور ممبران سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں اور بوقت مشکلات مدد کریں۔

(۸) آٹھویں تسبیح اور تحمید پر کوشش کریں اور چونکہ رسول کریم کے ہم پر لاکھوں کروڑوں احسانات ہیں۔ اسلئے کثرت سے درود بھیجیں۔ اور نماز کے علاوہ درود پڑھنے کیوقت خلفائے کا لفظ بڑھا کر خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کو مدنظر رکھیں۔

(۹) اس مجلس کے ممبر خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کا خیال رکھیں۔

(۱۰) دسویں نمازیں پابندی اوقات سے ادا کریں اور نوافل صلوٰۃ و صدقہ اور روزہ کے لئے بھی کوشش کریں۔ کیونکہ ترقیات روحانی نوافل سے ہوتی ہیں۔

جو صاحب استخارہ مقررہ کے بعد ممبر ہونا چاہیں مجھے اطلاع دیں تاکہ انکا نام درج کیا جاوے۔

آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(خاکسار مرزا محمود احمد قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

جو دیوے گا وہ پائیگا خدا سے ــــ ہے ہمنے سنا یہ مصطفےٰ سے
تو صدقہ کو عطا کر و عزیزو ــــ بیزار رہو نہ اس گدا سے
صدقہ کرو تا بچو بلا سے ــــ ہر ایک طرح کے ابتلا سے
ہو نار غضب خدا کی ٹھنڈی
محفوظ ہو آتش و بلا سے

چونکہ ہمیں آج کل ضعفاء کے مکانوں اور ان کی دیگر ضروریات کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے ہر وقت یہی فکر دامنگیر رہتی ہے کہ کسی طرح کوئی ایسی سبیل ہو جس سے ان ضروریات کے لئے روپیہ ہاتھ آئے۔ تمام انسان برابر نہیں ہوتے۔ بعض تو خود بخود تلاش کر کے مستحقین کا حق پہونچا دیتے ہیں۔ بعض سوال سنکر سوالی کو رد نہیں کرتے۔ بعض تھوڑا تھوڑا دیتے ہیں۔ بعض دیگر نہایت درجہ زوردار مضامین اور مطالب کے بغیر کچھ نہیں عطا فرماتے۔ لہٰذا ان سب کا خیال پیش نظر رکھ کر وقتاً فوقتاً کچھ لکھا جاتا ہے۔ اسی ضمن میں یہ مضمون بھی شایع کیا جاتا ہے۔ ہمارے احباب کو معلوم ہو کہ نماز پڑھنی بہت آسان ہے۔ لیکن خیرات دینی ذرا مشکل ہے اس کا میں نے علاج سوچا ہے کہ کسطرح دلوں کو خیرات کے لئے مایل کیا جاوے اور کس طرح دل سے بخل کم ہو اور خیرات کیلئے شرح صدر پیدا ہو۔ اس کا طریق یہ ہے کہ انسان غور کرے کہ گذشتہ زمانہ میں یہ کیا تھا جبکہ اسکا نام و نشان بھی نہ تھا۔ پھر اسکا کیا حال ہوا جب کہ یہ اپنے باپ کی پشت میں بطور نطفہ رہا اس وقت اس کے پاس کیا تھا۔ اور یہ اس حالت میں کس چیز کا مالک تھا۔ پھر ماں کے پیٹ میں جاگزین ہوا۔ تو کسقدر دولتمند تھا۔ پھر جب پیدا ہوا تو کسقدر روپیہ ساتھ لے نکلا تھا۔ اور جوان ہونے تک کسقدر خزانے اس نے جمع کر لئے تھے۔ پھر جب بڈھا پھوس ہو جاویگا (بشرط حیات) یہ کس چیز و جائداد کا مالک و مختار ہوگا۔ جبکہ اس کو ملنا موتنا اور کھانا پینا بھی دشوار ہوگا پھر جب مرکر قبر میں دفن ہوگا۔ اس وقت کتنے صندوق مال و دولت کے اس کے ساتھ دفن ہونگے۔ جن کو یہ وہاں استعمال کریگا۔ افسوس! سب کچھ یہیں چھوڑ جاویگا۔ اور شاید وہ دولت جو اس نے عرق ریزی بلکہ بے ایمانی سے پیدا کی تھی اس کے جائز اور ناجائز ورثہ جائز اور ناجائز امور میں چند عرصہ میں اُڑا کر برباد کر دینگے۔ کاش لوگ اس بات کو سمجھ کر اکثر حصہ اپنی دولت کا بنام خدا دیکر اپنے ساتھ لے جاویں یا ہمیں دیں ہم ان کو ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کے خزانہ میں جمع کرا دینگے جو ان کو مرتے ہی ان کا مال سپرد کر دیگا۔ بلکہ دس گنا دیگا۔ اور زیادہ اخلاص سے دینگے۔ تو سات سو گنا کر کے انہیں ملیگا۔ یا اس سے بھی زیادہ۔ باتیں تو یہ سچی ہیں بشرطیکہ خدا رسول اور قرآن پر ایمان ہو اور امام آخر الزمان و مہدی دوران کی بیعت سچے دل سے کی ہو اور اس پر قایم بھی ہو۔ اس مضمون کے زیادہ زوردار بنانے کے لئے چند احادیث رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش کرتا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف شرح مظاہر حق :-

(۱) روایت ہے ابی ہریرہ رضؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی دن کہ صبح کرتے ہیں بندے اس میں۔ مگر کہ دو فرشتے اترتے ہیں پس کہتا ایک ان میں کا یاالٰہی دے خرچ کرنے والیکو بدل۔ یعنے جو کہ مال جائے اس سے خرچ کرتا ہے اس کو بہت سا بدلہ دے۔ اور کہتا ہے دوسرا فرشتہ یاالٰہی دے بخیل کو تلف۔ یعنے اس کا مال برباد کر دے۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(۲) روایت ہے اسماء سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خرچ کر اور شمار نہ کر۔ پس شمار کریگا اللہ تجھ پر۔ اور نہ روک رکھ فقیر سے مال کہ حاجت سے زیادہ ہو۔ پس روکیگا اللہ تجھ سے زیادتی اپنی اور دے جو ہو سکے نقل کی بخاری اور مسلم نے۔

(۳) روایت ہے ابی ہریرہ رضؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ فرماتا ہے اللہ تعالےٰ خرچ کر اے بیٹے آدم کے۔ خرچ کرونگا میں تجھ پر۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔ خرچ سے مراد نیک جگہ میں خرچ ہے نہ کہ بری جگہ میں۔

(۴) روایت ہے ابی امامہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے بیٹے آدم کے خرچ کرنا تیرا مال کو کہ زیادہ ہو حاجت سے بہتر ہے تیرے لئے اور بند کر رکھنا تیرا اس کو بُرا ہے تیرے لئے۔ اور نہیں ملامت کیا جائیگا تو بقدر کفایت کے اور شروع کر خرچ کرنے میں اس مال کے کہ زاید ہو حاجت تیری سے ساتھ عیال اپنے کے۔ نقل کی یہ مسلم نے

(۵) روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حال بخیل کا اور صدقہ دینے والے کا مانند حال دو شخصوں کے ہے کہ ہوں اپر دو زرہیں لوہے کی۔ تحقیق چمٹائی گئی ہوں ہاتھ ان کے طرف چھاتی ان کی کے اور حسیر گردن ان کی کے بسبب تنگی زرہوں کے۔ پس شروع کیا صدقہ دینے والے جبکہ صدقہ کرتا ہے صدقہ کا کھل جاتی ہے وہ زرہ اس سے اور شروع کیا بخیل نے جبکہ صدقہ کرتا ہے صدقہ کا ملجاتی ہیں اور بھنچ جاتی ہیں سینے ہر حلقہ جگہ اپنی پر روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(۶) روایت ہے ابی ہریرہ رضؓ سے کہا کہ کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ کونسا صدقہ بڑا ہے۔ از روئے ثواب کے۔ فرمایا یہ کہ تصدق کرے تو اس وقت کہ تندرست ہو۔ حرص رکھتا ہو جمع کرنے مال کی ڈرتا ہو فقر سے اور امید رکھتا ہو دولت کی اور نہ ڈھیل کر یہانتک کہ جبوقت پہونچے جان حلق میں کہنے لگے کہ فلانے کو اتنا دینا اور فلانے کو اتنا۔ اور اس وقت مال ہو گیا ہے فلانیکا یعنے وارثوں کا۔ حاصل یہ کہ تندرستی میں دینا بہت ثواب ہے۔

(۷) روایت ہے ابی ذر رضؓ سے کہ کہا پہونچا میں حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ اور وہ بیٹھے تھے کعبہ کے سایہ میں۔ پس جبکہ دیکھا مجھ کو فرمایا وہ نہایت ٹوٹے میں ہیں قسم ہے پروردگار کعبہ کی پس کہا میں نے قربان ہو تم پر باپ میرا اور ماں میری۔ کون ہیں وہ فرمایا کہ بہت جمع کرنے والے مال کے مگر جس شخص نے کہ خرچ کیا ادہر ادہر یعنے ہر طرف اپنے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں اپنے اور کم ہیں وہ۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

(۸) روایت ہے ابی ہریرہ رضؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سخی قریب ہے اللہ سے۔ بہشت سے نزدیک ہے لوگوں سے دور ہے آگ سے۔ اور بخیل دور ہے اللہ سے دور ہے بہشت سے دور ہے لوگوں سے۔ نزدیک ہے آگ سے۔ اور البتہ جاہل سخی بہت پیارا ہے اللہ کو عابد بخیل سے۔ نقل کی یہ ترمذی نے۔

(۹) روایت ہے ابی سعید سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے البتہ للّٰہ دینا آدمی کا اپنی تندرستی میں ایک درہم بہتر ہے اس کے لئے للّٰہ دینے سو درہم کے سے نزدیک مرنے اپنے کے نقل کی یہ ابو داؤد نے۔

(۱۰) روایت ہے ابی بکر صدیق رضؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ داخل ہوگا بہشت میں دغا باز اور نہ بخیل اور نہ للہ دیکر احسان رکھنے والا - نقل کی یہ ترمذی نے
(۱۱) روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ بعض بیبیوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نے کہا واسطے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کون سی ہم میں سے جلدی ساتھ آپ کے ملنے والی ہے - فرمایا جو لمبی ہے تم میں سے ہاتھ کی یعنے جو لمبا ہاتھ دیتی ہے پہلے مرے گی بعد میرے - پس لی کھجا چ کرنا پتی تھیں اس سے اور نہیں سوجھ کہ بیوی تھیں حضرت کی لمبی ہاتھ والی - پھر جانا ہم نے پیچھے اس کے کہ مراد لمبائی ہاتھ سے صدقہ تھا اور نہیں جلد ملنے والی ہم میں سے ساتھ حضرت کے زینب اور نہیں زینب دوست رکھنی تھیں خیرات کو نقل کی یہ بخاری نے

(۱۲) روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اس وقت کہ کھڑا تھا ایک شخص جنگل کی زمین میں پس سنی ایک آواز ابر میں کہ کہتا ہے کوئی پانی دے فلان شخص کے باغ کو - پھر ایک طرف چلا ابر - پس ڈالا پانی اپنا پتھروں کی زمین میں پس ناگہاں ایک نالی نے ان نالیوں میں سے تحقیق جمع کیا پانی سارا پس پیچھے چلا وہ شخص پانی کے پس ناگہاں ایک شخص کھڑا ہوا اپنے باغ میں پھیرتا تھا پانی کو ساتھ بیلچہ اپنے کے پس کہا اس شخص نے واسطے اس کے - اے بندے خدا کے کیا ہے نام تیرا - کہا میرا نام فلانا ہے وہ نام لیا کہ سنا تھا ابر میں - پس کہا باغ والے نے پوچھنے والے کو - اے بندے خدا کے کیوں پوچھتا ہے مجھ سے نام میرا - پس کہا اس واسطے کہ سنی تھی میں نے آواز اس ابر میں کہ یہ پانی کہ اس ابر کا ہے کہ کہتی تھی وہ آواز اس ابر کو پانی دے فلانے باغ کو واسطے نام تیرے کے - پس کہا کرتا ہے کہا لیکن اس وقت کہ کہا اور پوچھا تو نے یہ تو کہتا ہوں میں تجھ سے کہ پس تحقیق میں دیکھتا ہوں طرف اس چیز کی کہ حاصل ہوتی ہے باغ سے - پس للہ دیتا ہوں میں تہائی اس کا اور کھاتا ہوں میں اور کنبہ میرا تہائی اور لگاتا ہوں میں تہائی اس باغ میں - نقل کی یہ مسلم نے -

(۱۳) روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ تحقیق تھے بنی اسرائیل میں تین شخص - ایک کوڑہی - دوسرا گنجا - تیسرا اندھا - پس ارادہ کیا اللہ تعالےٰ نے یہ کہ آزماوے ان کو کہ شکر کرتے ہیں یا نہیں پس بھیجا طرف ان کی ایک فرشتہ پس آیا وہ کوڑہی کے پاس - پس کہا اس نے کونسی چیز بہت پیاری ہے طرف تیرے - کہا کوڑہی نے - رنگ اچھا اور پوست بدن کا اچھا اور جاتی رہے مجھ سے وہ چیز کہ گھنیاتے ہیں مجھ سے لوگ یعنے کوڑہ جاتی رہے - فرمایا حضرت نے - پس ہاتھ پھیرا فرشتے نے اس پر پس دور ہوئی اس سے گھن اس کی یعنے کوڑہ اور دیا گیا رنگ اچھا اور پوست اچھا - کہا فرشتے نے پس کونسا مال بہت محبوب ہے طرف تیرے کہا اونٹ یا کہا گائیں - شک کیا اسحٰق نے کہ راوی حدیث کا ہے مگر یہ کہ کوڑہی نے کہا ایک نے انمیں سے اونٹ اور کہا دوسرے نے گائیں یعنے شک فقط تعین ہے کہ اس نے کیا کہا - اور اس نے کیا کہا - فرمایا حضرت نے پس دیا گیا اونٹنیاں حاملہ - پھر کہا فرشتے نے برکت دے اللہ تعالےٰ تیرے لئے اس میں فرمایا

حضرت نے - پھر آیا فرشتہ گنجے کے پاس - پس کہا - کیا چیز بہت محبوب ہے طرف تیرے کہا بال اچھے اور دور ہو جاوے مجھ سے یہ چیز کہ گھن کھاتے ہیں مجھ سے لوگ - فرمایا حضرت نے - پس ہاتھ پھیرا فرشتہ نے اس کے سر پر - پس جاتا رہا اس سے گنج - فرمایا حضرت نے اور دیا گیا بال اچھے - کہا فرشتے نے - پس کونسا مال بہت پیارا ہے - طرف تیرے کہا گائیں - حمل والیاں - کہا فرشتے نے برکت دے اللہ تعالےٰ تجھ کو ان میں - فرمایا حضرت نے پھر آیا فرشتہ اندھے کے پاس - پس کہا کونسی چیز بہت محبوب ہے طرف تیرے کہا یہ کہ دے اللہ طرف میرے بینائی میری - پس دیکھوں میں ساتھ اس کے لوگوں کو - فرمایا حضرت نے پس پھیرا فرشتے نے اس پر ہاتھ پس عنایت کی اللہ نے اس کو بینائی اس کی - کہا فرشتے نے پس کونسا مال بہت پیارا ہے طرف تیرے کہا بکریاں پس دیا گیا بکریاں بہت بچے دینے والیں پس بچے لئے کوڑہی نے اور گنجے نے اونٹوں کے اور گائوں کے - اور بچے لئے اندھے نے بکریوں کے پس ہوا کوڑہی کیلئے ایک جنگل اونٹوں کا - اور گنجے کے لئے ایک جنگل گائیوں کا اور اندھے کے لئے ایک جنگل بکریوں کا - فرمایا - پھر فرشتہ آیا کوڑہی کے پاس بیچ صورت اپنی کے اور ہیئت اپنی کے یعنے جس صورت و ہیئات میں پہلے اس پاس آیا تھا - اسی طرح پھر آیا - پس کہا اس فرشتے نے کہ میں مرد مسکین ہوں جاتا رہا مجھ سے اسباب سفر میرے میں - پس نہیں پہونچا ہو سکتا میں آج یعنے منزل مقصود کو - مگر ساتھ عنایت اللہ کے - پھر بسبب تیرے مانگتا ہوں تجھ سے بواسطہ اس ذات کے کہ دیا تجھ کو رنگ اچھا اور جلد اچھی اور مال ایک اونٹ یعنے مانگتا ہوں اونٹ کہ پہونچوں میں بسبب اس کے اپنے سفر میں اپنے مقصود کو - پس کہا کوڑہی نے حق بہت ہیں تجھے ایک اونٹ نہیں پہونچ سکتا - اس نے یہ بات جھوٹ کہی اس کے ٹالنے کیلئے - پس کہا فرشتے نے تحقیق گویا کہ میں پہچانتا ہوں تجھ کو کیا نہ تھا تو کوڑہی کہ گھنیاتے تھے تجھ سے لوگ - اور محتاج تھا - پس دی تجھکو اللہ نے صحت و مال پس کہا کوڑہی نے سوا اس کے نہیں کہ وارث گردانا گیا ہوں میں اس مال کا باپ دادا سے - پس کہا فرشتے نے اگر ہے تو جھوٹا پس کردے تجھ کو اللہ طرف اس حالت کے کہ تھا کہ تو یعنے کوڑہی محتاج - فرمایا حضرت نے کہ آیا فرشتہ گنجے کے پاس پہلی صورت اپنی میں پس کہا اس کو مانند اس چیز کے کہ کہا تھا کوڑہی کو - اور جواب دیا گنجے نے جیسا جواب دیا کوڑہی نے - پھر کہا فرشتے نے اگر ہے تو جھوٹا پس کردے تجھکو اللہ جیسا تھا - تو فرمایا حضرت نے اور آیا حضرت اندھے کے پاس بیچ صورت اپنی اور شکل اپنی پہلی کے پھر کہا کہ میں مرد مسکین ہوں مسافر ہوں جاتا رہا میرے پاس سے اسباب بیچ سفر میرے کے - پس نہیں پہونچ سکتا میں اب مگر ساتھ عنایت اللہ کے - پھر بسبب تیرے مانگتا ہوں میں تجھسے بواسطہ اس ذات کے کہ دی تجھکو بینائی تیری بکری - یعنی ایک بکری مانگتا ہوں کہ پہونچوں میں بسبب اس کے سفر اپنے میں پس کہا اندھے نے تحقیق تھا میں اندھا پھر پھیری اللہ نے طرف میری بینائی میری - پس لے جو چاہے تو اور چھوڑ جو چاہے

پس قسم ہے اللہ کی نہیں تکلیف دونگا تجھ کو آج واسطے چیز اس چیز کے کہ لے تو واسطے اللہ کے پھر کہا فرشتے نے رکھ تو مال اپنا یعنے اپنے پاس - پس سوا اس کے نہیں کہ آزمائش کئے گئے تم یعنے امتحان کیا اللہ تعالےٰ نے تم کو کہ آیا تم کو اپنا حال یاد ہے یا نہیں اور شکر کرتے ہو یا نہیں - پس تحقیق رضا کی گئی تجھ سے اور غصہ کیا گیا اوپر دونوں یاروں تیرے کے - نقل کی یہ بخاری و مسلم نے -

فقط اتنا لکھنا کافی ہے عقلمند آدمی اس سے نصیحت حاصل کر سکتا ہے اور جھلے کے لئے تو سارا قرآن شریف بھی کافی نہیں - ان احادیث میں ہمارے احباب کو غور فرمانا چاہیئے - اور نصیحت حاصل کرنی چاہیئے - اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لا کر ضعفاء قادیان کی دستگیری کے لئے کمر ہمت چست باندھنی مناسب ہے ہمت مرداں مدد خدا مثل مشہور ہے - ہمیں ضعفاء کے مکانوں کے لئے بہت تکلیف ہے - اللہ تعالےٰ آسان فرما دیگا

ع بر رسولاں بلاغ باشد و بس

(ناصر نواب از قادیان)

نظم ناصر

آماں نہیں قرار دل بے قرار کو
جنگل میں جاتا ہے کبھی آتا ہے شہر میں
ناصر بتا کہ تجھکو یہ کیا ہو گیا ہے آہ!
لاہور میں کبھی کبھی میسور میں ہے تو
بنگال میں کبھی کبھی مدراس میں ہے تو
دکن میں ہے کبھی کبھی بمبئی میں تو
کس کی تلاش ہے تیرا دل کس سے ہے لگا
معلوم حال ہو تو کریں ہم بھی کچھ مدد
اے دوستو! تمہیں کیا میں بتادوں اپنا حال
درکار ہیں زر ہے مجھے زر کی ہے تلاش
زر کی طلب میں پھرتا ہوں ہر سمت مانگتا
آ گئی ایلوان ہیرے مولا کی بس مدد
مسجد کو تنگی ہے شفاخانہ بھی بنا
گند لوسلوں کے واسطے بنا دوں تھوڑی کمر
بیمار عورتوں کیلئے اک مکان ہو
ہوں میری زندگی میں یہ طیار سب مکان
مقدور ہے تو لاؤ روپیہ کرو مدد
تم دو نہ دو وہ دیوے گا عاجز کو با نفر
تم سے نہیں سوال میرا اس سے ہے سوال
مولا کے نام پر میں سوالی بنا ہوں اب
اللہ کا جو ہے وہ مجھے دیگا اسکے نام
عاقل خدا کے نام پر دینے ہیں مال و زر
کوشش سے مجکو کام ہے کرتا ہوں میں جہاد
پرواہ طعن کی نہ ہے تعریف کی خوشی
مولا ہی کے ہے فضل کا ناصر کو انتظار

جبتک کہ دیکھ لیوے [illegible] یار کو
دیوانہ وار دوڑتا [illegible]
شہروں میں پھرتا [illegible]
جاتا ہے چھوڑ [illegible]
کرتا ہے تو تلاش کسی [illegible]
دریا کو دیکھنا ہے [illegible]
اے دوست کچھ [illegible]
تدبیر سے نکالیں تیرے دل کے خار کو
ہوا ختم کیا ایسے کار کو
کرتا ہوں اس میں صرف میں لیل و نہار کو
تم دیکھتے رہو میرے صبر و سہار کو
پھر دیکھ لوگے تم میرے اس کاروبار کو
کر دینگے ہم ملاحظہ میری بہار کو
دیکھو نہیں اپنی آنکھ سے آئی فنار کو
دنیا کے کبھی [illegible] دار کو
میں مار اور دیکھ لوں ان ہر چیلہ کو
[illegible] کرو نثار کرو شاد یار کو
ٹھنڈا کریگا یار میرے دل کی نار کو
رکھا ہی میں نے طاق پر سب ننگ و عار کو
گل جانتا ہوں میں راہ مولا میں خار کو
خالی نہیں خدا نے کیا روزگار کو
اور بیوقوف دیتے ہیں پیسے سونار کو
میں جیتی ہی سمجھتا ہوں اس راہ میں ہار کو
اک دھن سی لگ گئی ہے اس خاکسار کو
وہ خود کریگا دور اب اس انتظار کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

جملہ احباب اور سامعین پر واضح ہو کہ اس عاجز نے ۱۹۰۹ء میں چندہ مسجد و ہسپتال کے لئے پنجاب میں ایک طویل سفر کیا تھا جسکا ذکر میں لکھا ہے۔ جسکا نام سفرنامۂ ناصر ہے پھر ۱۹۱۰ء میں ایک اور لمبا سفر ہندوستان کیطرف جو قادیان سے کلکتہ تک اور کلکتہ سے حیدر آباد دکن تھا۔ اور وہاں سے بمبئی ہو کر واپس ہوا جس کا حال سفرنامہ نمبر ۲ میں منظوم ہے۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ یکم مارچ ۱۹۱۱ء تک شائع ہو جائیگا۔ لیکن ان دو طویل سفروں کے درمیان چند اور بھی چھوٹے چھوٹے سفر وصولی چندہ کے لئے اس عاجز نے کئے تھے۔ جن کو منظوم نہیں کیا انکا حال اس جگہ تحریر ہوتا ہے۔ اول قادیان سے کپور تھلہ گیا اور وہاں سے کچھ چندہ وصول کر کے جالندھر پہنچا۔ وہاں اسوقت کچھ نہ ہوا۔ وہانسے حاجی پور گیا۔ وہاں بھی حبیب الرحمٰن صاحب کی کوشش سے چندہ ملگیا۔ پھر وہاں سے لودہانہ گیا جہاں بعض احباب مجھ سے متفق نہ ہوئے اور نہ انہوں نے چندہ دیا۔ بلکہ ان کے اثر سے اور لوگوں نے بھی سستی کی۔ بہرحال چندہ ہو گیا۔ وہاں سے بندہ مالیر کوٹلہ گیا۔ لیکن کوٹلہ کی مٹی میں جان نہیں وہاں سے کچھ وصول نہ ہوا۔ وہاں کے سکرٹری نے وعدہ کیا تھا لیکن ہنوز وفا نہیں فرمایا۔ غرضیکہ کوٹلہ سے ناکام لودہانہ واپس ہو کر انبالہ پہنچا۔ اور بابو عبد الرحمٰن صاحب کلرک خزانہ کے ہاں ٹھہرا۔ وہ نہایت خاطر سے پیش آئے۔ اور چندہ بھی حسب مقدور دیا۔ اور مجھے ساتھ لیکر دوسرے روز توپ خانہ گئے۔ وہانسے چندہ لیکر جگادہری میں شب باش ہوئے۔ وہاں سے بھی چندہ لیا۔ اور شب کو ایک احمدی ڈاکٹر صاحب کے ہاں مقیم ہوئے۔ اتفاقاً یہ عاجز اپنے قدیم آشنا بابو احمد ہارون صاحب سے ملنے گیا جو وہاں محکمہ نہر میں ہیڈ کلرک ہیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ عاجز چندہ عمارت مسجد و ہسپتال وغیرہ کے لئے نکلا ہے۔ انہوں نے فوراً پانچ روپے مجھے دیئے۔ حالانکہ صاحب موصوف احمدی نہیں ہیں یہاں مجھے یاد آیا کہ لودہانہ میں بھی میاں عبد الکریم صاحب ہیڈ کلرک نہر نے جو عاجز کے پرانے ملاقاتی ہیں مبلغ دو روپیہ عنایت کئے تھے۔ اس سے لودہانہ کے نادہند صاحبان کو نصیحت اور عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ بعض غیر احمدی بھی قادیان کے کاموں میں شریک ہوں اور وہ احمدی ہو کر دریغ فرماویں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

انبالہ چھاؤنی سے بندہ سہارنپور میں پہنچا۔ اور مولوی عبد العزیز صاحب کے ہاں ٹھیرا ان سے چندہ لیکر سہارنپور کے مشہور باغ میں ایک احمدی کے ہاں گیا۔ کھانا کھا کر اور چندہ لیکر مظفر نگر گیا۔ وہاں اتفاق سے دو تھانیدار بھی آگئے تھے۔ وہاں سے چندہ وصول کر کے میرٹھ پہنچا وہاں مجھے لطف نہ آیا۔ سکرٹری صاحب گھر پر موجود نہ تھے۔ پنجابی احباب نے اچھا چندہ دیا۔ لیکن ہندوستانیوں نے لیطور تبرک کچھ دیا۔ جس سے میرا دل خوش نہیں ہوا۔ بلکہ افسوس ہوا۔ ... تو انہوں نے مہربانی ... اور بڑا تکلف دکھلایا۔ لیکن ... خدا جانے کیا ہو گیا تھا مجھے مثال یاد آئی۔ خوان بڑا خوان پوش بڑا بیچ میں دیکھو تو آدھا پڑا۔ بہرحال وہاں سے رخصت ہو کر دلّی گیا۔ اور دلّی میں کچھ تھوڑا چندہ ہوا۔ وہانسے واپس لاہور آیا اس جگہ سے قصور گیا قصور کے احباب نے بھی خوشی سے چندہ دیکر رخصت کیا۔ پھر واپس لاہور آیا۔ اور کچھ میاں ... سے بھی لیا۔ اور لاہور سے بدوملہی میں گیا جو متصل اٹاری ایک گاؤں ہے۔ وہاں سے چندہ وصول کر کے سید ناصر علاقہ کپورتھلہ میں گیا۔ جہاں مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صاحب صدر انجمن کا وطن ہے ان کے والد صاحب سے ملکر چندہ حاصل کیا۔ وہاں سے واپس ہو کر قادیان واپس آیا۔ یہاں جلسہ سالانہ میں شریک ہوا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد پشاور جانیکا اتفاق ہوا تو وہانسے واپسی پر جموں کا ٹکٹ اور جموں پہنچا۔ وہاں سلسلہ جماعت درہم برہم پایا کچھ محبت نہ دیکھی۔ مگر مجھ سے احباب بمحبت پیش آئے اور کچھ کے بھی عنایت کئے میں شیخ علی محمد صاحب کے مکان پر ٹھیرا تھا۔ وہاں مجھے بہت آرام ملا۔ واپسی کے وقت سیالکوٹ میں سید حامد شاہ صاحب و دیگر احباب کے ملنے کو اُتر ا ایک روز ٹھیرا وہاں سے مجھے بے طلب اس دفعہ ایک سو روپیہ مل گیا۔ میرا ارادہ مانگنے کا نہ تھا۔ اس پر مجھے یہ مثال یاد آئی۔

بے مانگے موتی ملیں اور مانگے ملے نہ بھیک

وہاں سے مڑ کر لاہور ہوتا ہوا قادیان پہنچا۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے سفر ختم ہوئے

فالحمد للہ علٰی ذٰلک

میر ناصر نواب ۱۵ فروری ۱۹۱۱ء از قادیان دار الامان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی یونیورسٹی

حامداً و مصلیاً

ہم مسلمانان ہندوستان کیلئے ۱۹۱۱ء یا ۱۳۲۹ھ کیسا مبارک سال ہے۔ جس میں مرحوم سرسید احمد خان بہادر کے پرانے خواب (اسلامی یونیورسٹی) کی تعبیر کا آغاز ہو گیا۔ کون خیال کرتا تھا کہ مسلمان اس قدر دلی جوش کیساتھ ایک اسلامی یونیورسٹی قایم کرنے کے لئے اتنی جلد آمادہ اور مستعد ہو جائیں گے۔ مگر خداوند تعالےٰ جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو اس کے سامان ہی جدا نظر آتے ہیں۔ اسلامی یونیورسٹی کی ایسی عام تحریک جو اس وقت ہندوستان کی اسلامی آبادی میں پائی جاتی ہے۔ ہمیں بتاتی ہے کہ اسکا تعلق ارادۂ الٰہی کیساتھ ہے جو پورا ہو کر رہیگا۔ ہمیں اس نعمت عظمےٰ کے حاصل کرنے کیلئے پوری کوشش کرنی چاہیئے اور دنیا کو دکھا دینا چاہیئے کہ جس قوم پرستی کا ہلی جہالت کے اعتراضوں کا نشانہ رہتی تھی۔ وہ خدا کے فضل سے اب چست۔ چالاک اور علم دوست قوم بن رہی ہے۔ خداوند تعالےٰ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے عام طور پر اس کے اسباب اس دنیا میں پیدا کرتا ہے (اذا اراد اللہ شیئاً ھیّأ اسبابہ) یعنے جب خدا کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ ٹھیک اسی سنت الٰہی کے مطابق اس وقت بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ایک طرف تو حضور ملک معظم قیصر ہند کے جشن تاج پوشی کا غلغلہ بلند ہوا۔ اور دوسری طرف ہماری قوم کے پرنس ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ نے اسلامی یونیورسٹی کی تکمیل کا ارادہ کر کے کم سے کم بیس لاکھ روپیہ کے فراہم کرنے کیلئے تمام ہندوستان میں بذات خود سفر کرنا شروع کر دیا۔ جس سے تمام مسلمانان ہندوستان کے دلوں میں وہ روح چمک اٹھی جس کے دیکھنے کا شوق ہر ایک قوم کے بھی خواہ کے دل میں تھا۔ اور جسکے دیکھنے آرزو مرحوم سرسید افسوس ہے کہ اپنے ساتھ لے گئے۔ میرے عزیزو بزرگو! اب صرف کام کا وقت ہے۔ اٹھو اور اس ارادۂ الٰہی کو پورا کر کے دنیا کو دکھا دو کہ تم میں وہی روح ابتک باقی ہے جو تمہارے اسلاف میں تمہارے مقدس دین اسلام نے ودیعت کی تھی۔ اور ان قوموں کو جو آج دنیا میں زندگی کا دعوے کرتی ہیں۔ اپنے طریق عمل سے یہ سمجھا دو کہ حجازی رسول (ارواحنا فداہ) کی پاک اور روحانی تعلیم جو ہر ایک مسلمان کے دل میں ہے۔ کس طرح مشکل سے مشکل کاموں کو آسان کر دیتی ہے۔

میرے بھائیو! میری آخری عمر کی صرف ایک بڑی تمنا یہ ہے کہ اب تم میں سے ہر ایک شخص اپنا یہ فرض سمجھ کر کہ اسلامی یونیورسٹی کو اُسے تکمیل کرتا ہے اپنی پوری کوشش چندہ کی فراہمی میں صرف کرے۔ اور تاج پوشی کے مبارک جشن سے پہلے کم سے کم بیس لاکھ روپیہ فراہم کر کے اپنی قومی زندگی کا عملی ثبوت دیدے۔

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

خاکسار مشتاق حسین آنریری سکرٹری تکمیل محمڈن یونیورسٹی علیگڑھ
۱۱ فروری ۱۹۱۱ء

اخبار نیر اعظم مراداباد

۲۶ سال سے کامیابی کیساتھ ہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔

روہیلکھنڈ میں سب سے پرانا آزاد اور مہذب پرچہ ہے ہر مذاق کے موافق ہے۔ ہر ضروری ملکی اور قومی معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے ملک اور ملک والوں کی ضروریات کو پورا کرنے والا۔ گورنمنٹ کا خیرخواہ رعایا کا سچا ہمدرد۔ جھوٹی خوشامد سے پاک سچا حمایتی۔ انگریزی قاعدہ سے وقت پر شایع ہوتا ہے۔ آجکل اعلےٰ پایہ کے انعامی مضامین نیر اعظم میں چھپ رہے ہیں اور آئندہ کیواسطے انعامی مقابلہ کا اعلان ہے نیر اعظم میں ریڈنگ میٹر بہت زیادہ ہوتا ہے ملک کے قابل مضامین نگار اور انشا پرداز حضرات کے مضامین خاص اکثر نکلتے رہتے ہیں نیر اعظم ہندو مسلمان مرد عورت سب کیواسطے یکساں مفید ہے کیونکہ وہ ہندو مسلمانوں کے اتفاق کا حامی ہے مقابلۃً بہتر کہتے کم ۱۶ بڑے صفحہ قیمت ارزاں عام للعہ سالانہ ... نمونہ ... کا ٹکٹ آنے پر مفت۔ متمول اور روسا سے حسب حیثیت و قدر دانی اشتہارات کیلئے اچھا ذریعہ ہے اجرت ارزاں نفع زیادہ

ذکر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

کبھی کبھی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ملفوظات اس عنوان سے الحکم میں درج ہو جاتے ہیں آج ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء کو میں اپنی یادداشتوں کو دیکھ رہا تھا۔ میرے دل میں آیا کہ اس مرتبہ ناظرین کو ذکر حبیب ہی سے خوش کردوں (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی تربیت

ابتدائی ایام میں جبکہ ابھی آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ لودھانہ میں مقیم تھے ایک مولوی صاحب نے آپ سے سوال کیا۔ کہ جس مقام پر آپ پہونچے ہیں۔ یہاں تک پہونچنے میں کسقدر منزلیں سلوک کی آپ نے طے کیں۔ اور ہر ایک منزل پر کیا دیکھا؟ فرمایا:۔ اگر کوئی شخص ڈاک گاڑی میں سوار ہو اور کلکتہ سے پشاور پہونچ جاوے۔ اور اس سے پوچھا جاوے۔ کہ راہ میں کونسا قصبہ آیا اور تو نے کیا دیکھا وہ کیا بتائیگا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے مجھے خود اپنے فضل سے اپنی طرف کھینچ لیا اور ایسے طور پر کھینچ لیا۔ کہ ریاضت اور مشقت سے اتنی جلدی یہ منزل طے نہیں ہو سکتی۔ یہ توجذبہ الٰہی ہے۔

پھر اس نے پوچھا کہ اس منزل پر پہونچکر آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوا فرمایا:۔ میرا ایمان اتنا قوی ہوگیا ہے۔ کہ میں تبلیغ حق میں کسی سے نہیں ڈرسکتا۔

یہ قوت ایمانی کیا ظاہر کرتی ہے؟ یہی کہ آپ ماموریں من اللہ تھے۔ کیونکہ کسی دوسرے کو یہ قوت نہیں ملسکتی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ پر توحید کا اتنا غلبہ تھا کہ دوسری تمام ہستیاں فی الواقع ہیچ تھیں۔ اور کوئی طاقت اور قوت آپ کے اس جوش تبلیغ کو دبا نہیں سکتی تھی۔ پھر واقعات نے بتایا ہے۔ کہ آپ اس میدان کے کیسے مرد کامل ثابت ہوئے۔ اپنوں نے اور غیروں نے ملکر ہر قسم کی ایذارسانی اور تکلیف دہی کی کوشش کی۔ مگر آپکا قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور قومی ترقی

ایک مرتبہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے آپ کے حضور جاپان میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ چھیڑا۔ ان ایام میں آریہ لوگ ایک مشن جاپان میں بھیجنا چاہتے تھے۔ اور ڈی اے۔ وی۔ کالج میں ایک جماعت جاپانی زبان کے لئے کھولی گئی تھی۔ ان تمام تحریکات کو پیش کرکے عرض کی گئی کہ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے جاپان میں تجویز کی جاوے۔ اس پر ایک لمبی تقریر فرمائی جس کے بعض حصے یہ ہیں۔

فرمایا:۔ ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا اخیر اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپکی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں۔ اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اب خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے۔ اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کرکے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈالدیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے۔ ابھی تک وہ بہت ہی کمزور ہے۔ بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں۔

فرمایا:۔ فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے۔ اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ کہ معاملہ ڈوبنے والا نہیں ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی۔ وہ قوم کو ٹھہرانا چاہتے ہیں اور

ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قایم کرنا چاہتے ہیں

اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو انکی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی۔ اور ہم سوچ کرنے والے گویا وہی ٹھیریں گے۔ اگر خدا تعالےٰ نے جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھی گا۔ تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے نہیں۔ جب تک پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشا نہو ہم کسی امر کیطرف توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارا دارو مدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اسی ملک میں طالب اسلام پیدا کردیگا۔ جو خود ہماری توجہ کرالیگا۔ اب آخری زمانہ ہے۔ ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔

ہاں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے

کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں۔ خدا سے ہراساں و ترساں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جاوے۔ اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنوگے۔ تو خدا تم میں اور انمیں کچھ فرق نہ کرے گا۔ اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کروگے۔ تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھیگا۔ عمدہ انسان وہ ہے۔ جو خدا کی مرضی کیموافق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اسکی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے۔ اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں۔ اور نہ کسی اور قوت سے

ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی

اگر ہم اپنے آپ کو درست نکریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے۔ نہ ان زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ داخلشدہ آمیزلکا [illegible] خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چلے جاویں [illegible] ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چلسکتے۔ خدا کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

رفع القرآن زمانہ المسیح

۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کو [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک ترک صاحب نے اور بہت سوالات [illegible] کے ضمن میں فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کی [illegible] کہا تھا کہ اسوقت قرآن مجید اٹھایا جائیگا ایک صحابی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید کیسے اٹھ جاویگا۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں تو تجھے عقلمند سمجھتا تھا۔ اس وقت عام حالت جو ہے وہ نظر کرکے دیکھ لو کہ قرآن مجید اٹھ گیا ہے یا نہیں؟ یہودیوں کی حالت بھی مسیح کے وقت ایسی ہی تھی۔ کہ ان میں قشر التوحید رہ گیا تھا۔ مغز نہیں تھا۔ اب مسلمانوں کی بھی وہی حالت ہو رہی ہے۔ توحید کے بھی مراتب ہوتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہدیا اور سمجھ لیا کہ بس توحید کے تمام مراتب طے کر چکے۔ اتنا تو شیطان بھی کہدیتا ہے۔ توحید [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ کوئی امر اللہ کے قول کے خلاف [illegible] اللہ تعالےٰ کی محبت میں فانی ہو جاوے۔

شرک کی دو قسمیں ہیں۔ شرک الجلی اور شرک الخفی۔ شرک الجلی کی مثال عام ہے بت پرستی وغیرہ۔ شرک الخفی یہ ہے کہ انسان کسی کی تعظیم اللہ تعالےٰ کیطرح کرے اور اللہ تعالےٰ کیطرح محبت کرے یا خوف کرے یا اس پر توکل کرے غرض کوئی امر جو اللہ تعالےٰ کے لئے جائز اور درست ہے کسی مخلوق کے لئے تجویز کرنا یہ شرک ہے۔ شرک جلی کرنیوالے لوگ بتوں میں قدرت کا ایمان رکھتے ہیں اور بتوں میں شفاعت کا مرتبہ یقین کرتے ہیں اور انہیں اذن کے ماتحت نہیں سمجھتے۔ پس بڑا بھاری نقص جو اس وقت مسلمانوں میں پیدا ہو گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع قرآن ہو گیا۔ وہ یہی ہے کہ توحید ٹھیک درست نہیں رہی اور ایمانی اور عملی حالت بالکل گر گئی ہے۔

توراۃ اور قرآن کریم کی تاثیرات

توراۃ کے ذریعہ کامل طور پر تزکیہ نفوس نہیں ہوا۔ یہودیوں کی سنگدلی اور انکی دوسری بد اخلاقیاں پورے طور پر دور نہیں ہوئیں۔ قرآن مجید نے تزکیہ نفوس کرکے دکھا دیا۔ اور آنحضرت صلعم کے متعلق یہ دعوےٰ قرآن مجید نے کیا ویزکیہم یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کو پاک کرتا ہے۔ اور اسی لئے یہ فرمایا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنے اگر تم چاہتے ہو کہ تم اللہ تعالےٰ کے محبوب ہو جاؤ تو اس کے لئے یہ راہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں محض عناد اور حق پوشی ہے کہ آپ کی طرف توجہ نکی جاوے۔ پھر قرآن کریم کی تاثیرات دائمی ہیں۔ ہر زمانہ میں اسکے اثمار اور برکات پائے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ بھی اس غرض کیلئے اللہ تعالےٰ نے قائم کیا ہے۔ تاکہ ثابت ہو کہ قرآن مجید کے برکات جاری رہیں۔ کیا توراۃ کے برکات کا کوئی نمونہ اس وقت پایا جاتا ہے؟"

طاعون اور اسکا علاج

ملک میں طاعون پھر شدت سے پھوٹ نکلا ہے۔ مگر افسوس ہے، اس پر بھی لوگوں میں وہی غفلت اور بے پرواہی پائی جاتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کو اللہ تعالیٰ نے بعض رؤیا اور الہامات کے ذریعہ آگاہ کیا ہے۔ کہ ملک ہی نہیں دنیا کے مختلف حصوں میں خدا تعالیٰ کی یہ قہری تجلی اپنا رنگ دکھانے والی ہے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ہرچند میں نے ایسی خوابوں کو چھپایا۔ اور صرف بعض اخص احباب کو اُن سے آگاہ کیا اِس لئے کہ جو شخص مامور نہ ہو وہ اپنی خوابوں کے اظہار کے لئے مامور نہیں ہوتا۔ تاہم چونکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی طاعون کے متعلق متواتر شایع ہو چکی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مسیح موعود کے زمانہ کا اسے نشان قرار دیا ہے۔ اسلئے میں دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات قرب کو مضبوط کریں اور دعاؤں اور استغفار میں لگ جائیں۔ اس مضمون پر ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء کے جمعہ میں آپ نے ایک لمبا خطبہ پڑھا۔ اور نہایت درد دل اور اخلاص سے بتایا کہ طاعون کا علاج صرف یہی ہے کہ کثرت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو۔ اور راتوں کو اُٹھ کر قیام کرو۔ اور دعاؤں کے سلسلہ کو لمبا کرو تو وہ اسباب جو عذاب الہی کا موجب ہوئے ہیں جاتے رہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوا اور وہ اصل غرض جسکے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے پوری نہ ہو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اُکو کسی وجود کی حاجت نہیں۔ اس خطبہ کے مضمون کو انشاء اللہ العزیز پھر شایع کیا جائیگا۔

اس وقت میری غرض یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اشتہار کا کچھ حصّہ یہاں درج کردوں۔ جو طاعون کے علاج کے متعلق آپ نے دیا تھا۔ پبلک کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ اس کو تازہ کرنے کے لئے اس اعلان کی تجدید ضروری ہے۔ اس لئے امید کیجاتی ہے کہ ناظرین اسے پڑھ کر فائدہ اُٹھائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے یہاں قادیان میں صدقات اور دعاؤں کیطرف بار بار احباب کو توجہ دلائی ہے اور خدام حضرت نے آپ کے ارشاد کے موافق قربانیوں اور دوسرے طریقوں سے صدقات و خیرات میں حصہ لیا ہے اور لے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات طاعون کے بعض حصّے یہاں درج کردوں ناظرین دیکھ لیں گے کہ ۱۸۹۸ء میں ایسے وقت جبکہ طاعون پنجاب میں نہ تھا۔ یہ اعلان کیا گیا اور پھر جس شدت اور خوفناک طریق سے اللہ تعالیٰ کی اس قہری تجلی نے اپنا دامن دراز کیا اس کی داستان نہایت الم انگیز اور طول ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے۔ اس اشتہار پر ہنسی کی گئی۔ اور ٹھٹھے اڑائے گئے۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ کا زبردست ہاتھ سب پر غالب آیا۔ اس اشتہار کی صداقت آج بھی ویسی ہی ہے۔ ایڈیٹر

اور فائدہ کے لئے میں یہاں ایک ترتیب کے نیچے اس کے حصص کو درج کرتا ہوں۔

طاعون کے متعلق رؤیا۔ اور الہام

اور ایک ضروری امر ہے جسکے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے مگر میرا فرض ہے کہ میں اس کو نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملایک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ "یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے"۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آیندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا۔ یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلیگا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔ اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہُوا۔ اور وہ یہ ہے۔ ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم[1] انّہ اوی القریۃ۔ یعنی جب تک دلوں کی وبا معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دور نہ ہوگی۔ اور درحقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہوکر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جلشانہ کا خوف اُٹھ گیا ہے۔ اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے۔ جو انسانی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں ان میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر ان میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتے ہیں۔ اور وحشیوں کیطرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک مونہہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکیدار اور دولتمند ہیں۔ وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زناکاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی ان کی عادت ہے۔ اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی اموریں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اصل علاج طاعون

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلّق ہے۔ اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے۔ لہذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دیجاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجالاویں۔ نماز کے پابند ہوں ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں۔ اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں اور جماعت کیساتھ نماز پڑھیں۔ اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کیلئے رو رو کر دعا کریں۔ پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر ایک قسم کے نیک کام بجالائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایکدم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹلسکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔ یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کیطرف سے ہدایتیں شایع ہوئی ہیں۔ خواہ نخواہ ان کو بدظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں۔ اور اس کے شکرگذار ہوں۔ کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فایدے کے لئے تجویز ہوئی ہیں۔ اور ایک قسم کی مدد بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کرکے اس بلا سے دور کرنے کیلئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں تا یہ بلا رک جائے یا اس حد تک نہ پہنچے کہ اس ملک کو فنا کردیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرہ کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے۔ نیکی اختیار کرو۔ اور نیک کام بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے۔ لیکن اسکا غضب بھی کھا جانیوالی آگ ہے۔ اور نیک کو خدا تعالیٰ ضایع نہیں کرتا۔ ما یفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم۔

ہتر سید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے — نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسی نکوکارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے — کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفار ست و ستارے
گر آں عجیبے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے — ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم — زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی — علاج نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے
نشاید تافتن سر زاں جناب عزت و غیرت — کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی گفتم تو خود ہم فکر کن بارے — خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

طاعون کے ضمنی علاج

واضح رہے کہ اس مرض کی اصل حقیقت ابھی تک کامل طور پر معلوم نہیں ہوئی اسلئے اسکی تدابیر اور معالجات میں بھی ابتک کوئی کامیابی معلوم نہیں ہوئی مجھے ایک روحانی طریق سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرض اور مرض خارش کا مادہ ایک ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ غالبًا یہ بات صحیح ہوگی۔ کیونکہ مرض جرب یعنے خارش میں ایسی دوائیں مفید پڑتی ہیں جن میں کچھ پارہ کا جزو ہو یا گندھک کی آمیزش ہو۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی دوائیں اس مرض کیلئے بھی مفید ہو سکیں اور جبکہ دونوں مرضوں کا مادہ ایک ہے تو کچھ تعجب نہیں کہ خارش کے پیدا ہونے میں اس مرض میں کمی ہو جائے۔ یہ روحانی تجویز اعدہ

[1] یہ فقرہ کہ انّہ اوی القریۃ ساتھ اس کے مضے سمجھ نہیں آئے کہ اور رؤیا ہم وبا پر دلالت کرتی ہے۔ مگر بطور تقدیر معلق۔ منہ

ایک راز ہے۔ جس سے مینے فایدہ اُٹھایا ہے۔ اگر تجربہ کرنیوالے اس امر کیطرف توجہ کریں اور ٹیکا لگانیوالوں کیطرح بطور حفظ ما تقدم ایسے ملک کے لوگوں میں جو خطرہ طاعون میں ہوں خارش کی مرض پھیلا دیں۔ تو میرے گمان میں ہے کہ وہ مادہ اس راہ سے تحلیل پا جائے۔ اور طاعون سے امن رہے۔ مگر حکومت اور ڈاکٹروں کی توجہ بھی خدا تعالےٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔ میں نے محض ہمدردی کی راہ سے اس امر کو لکھدیا ہے۔ کیونکہ میرے دل میں یہ خیال ایسے زور کیساتھ پیدا ہوا جس کو میں روک نہیں سکا۔

مرہم عیسیٰ

کا استعمال بھی اس کے علاج میں داخل ہے۔ یہ مرہم عیسےٰ۔ حضرت عیسےٰ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ اور اس میں ابتک وہ تاثیر زخموں اور پھوڑوں کے اچھا کرنے کی باقی ہے۔ اور یہ مرہم طاعون کو بہت فائدہ کرتی ہے اور طریق استعمال یہ ہے کہ ان مقامات پر اس کی مالش کیجائے جہاں اکثر طاعون کا دانہ نکلتا ہے۔ جیساکہ کانوں کے آگے اور گردن کے نیچے اور بغلوں کے اندر اور کنج ران۔ اور ماسوا اس کے جدوار کی سرکہ کیساتھ گولیاں بناکر چھ رتی کے قریب ہر روز دو گولیاں چبا کر کیساتھ کھایا کریں۔ اور سپرٹ کیمفر اور کلوروفارم اور وائنم ایپکاک باہم ملاکر جو ۱۲-۲۰ قطرہ سے زیادہ نہ ہو۔ سات تولہ اس میں پانی ڈالدیں۔ اور یا قوت ربانی کی اس دوا کے ساتھ جسکا نام ہمنے تریاق رکھا ہے۔ تین وقت صبح دوپہر شام استعمال کریں۔ اور اگر تریاق الٰہی مل نہ سکے تو صرف ان عرقیات کو طریق مذکورہ بالا کے ساتھ پی لینا اور جدوار کی گولیاں بھی کھالے رہنا انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اور بچے جن کی عمر دس بارہ سال تک ہے ان کے لئے تین تین قطرے کافی ہے۔

صفائی کی ہدایات

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ

یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ یعنے خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔ سو التوابین کے لفظ سے خدا تعالےٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور متطہرین کے لفظ سے ظاہری طہارۃ اور پاکیزگی کی ترغیب دی۔ اور اس آیت سے یہ مطلب نہیں کہ صرف ایسے شخص کو خدا تعالےٰ دوست رکھتا ہے کہ محض ظاہری پاکیزگی کا پابند ہو۔ بلکہ توابین کے لفظ کو ساتھ ملا کر بیان فرمایا۔ تا اسبات کی طرف اشارہ ہو کہ خدا تعالےٰ کی اپنے بندوں کے لئے اکمل اور اتم محبت جس سے قیامت میں نجات ہوگی اسی سے وابستہ ہے کہ انسان علاوہ ظاہری پاکیزگی کے خدا تعالےٰ کی طرف سچا رجوع کرے۔ لیکن محض ظاہری پاکیزگی کی رعایت رکھنے والا دنیا میں اس رعایت کا فائدہ صرف اس قدر اُٹھا سکتا ہے کہ بہت سے جسمانی امراض سے محفوظ رہے اور اگرچہ وہ خدا تعالےٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت کا نتیجہ نہیں دیکھ سکتا مگر چونکہ اس نے تھوڑا سا کام خدا تعالےٰ کے منشاء کے موافق کیا ہے یعنے اپنے گھر اور بدن اور کپڑوں کو ناپاکیوں سے پاک رکھا ہے۔ اس لئے اس قدر نتیجہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ مہالک بلاؤں سے بچا لیا جاوے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کثرت گناہوں کی وجہ سے سزا کے لایق ٹھہر گیا ہو کیونکہ اس صورت میں اسکے لئے یہ حالت بھی خدا تعالےٰ میسر نہیں کریگا کہ وہ ظاہری پاکیزگی کو کما حقہٗ بجا لاکر اس کے نتایج سے فایدہ اُٹھا سکے۔ غرض یوحب وعدہ الٰہی کے محبت کے لفظ میں سے ایک خفیف اور ادنےٰ سے حصہ کا وارث وہ دشمن بھی دنیا کی زندگی میں ہو جاتا ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لئے کوشش کرتا ہو۔ جیساکہ تجربہ کے رو سے یہ مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے ہیں اور بدرروں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اور اپنے کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں۔ وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ پس گویا وہ اس طرح یحب المتطہرین کے وعدہ سے فایدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ طہارت ظاہری کی پرواہ نہیں رکھتے آخر کبھی نہ کبھی وہ پیچ میں پھنس جاتے ہیں۔ اور خطرناک بیماریاں ان کو آپکڑتی ہیں۔

اگر قرآن کو غور سے پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ خدا تعالےٰ کے بے انتہا رحم نے یہی چاہا ہے کہ انسان باطنی پاکیزگی اختیار کرکے روحانی عذاب سے نجات پاوے اور ظاہری پاکیزگی اختیار کرکے دنیا کے جہنم سے بچا رہے جو طرح طرح کی بیماریوں اور وباؤں کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے۔ اور اس مسئلہ کو قرآن شریف میں اول سے آخر تک بیان فرمایا گیا ہے۔ جیساکہ مثلاً یہی آیت اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ صاف بتلا رہی ہے کہ توابین سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو باطنی پاکیزگی کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اور متطہرین سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو ظاہری اور جسمانی پاکیزگی کے لئے جد و جہد کرتے رہتے ہیں۔ ایسا ہی ایک دوسری جگہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ یعنے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور پاک عمل کرو۔ اس آیت میں حکم جسمانی صلاحیت کے انتظام کے لئے ہے جس کے لئے کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ کا ارشاد ہے۔ اور دوسرا حکم روحانی صلاحیت کے انتظام کے لئے ہے۔ جسکے لئے وَاعْمَلُوْا صَالِحًا کا ارشاد ہے۔ اور ان دونوں کے مقابلہ سے ہمیں یہ دلیل ملتی ہے کہ بدکاروں کے لئے عالم آخرت کی سزا ضروری ہے۔ کیونکہ جبکہ ہم دنیا میں جسمانی پاکیزگی کے قواعد کو ترک کرکے فی الفور کسی بلا میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ امر بھی یقینی ہے۔ کہ اگر ہم روحانی پاکیزگی کے اصول کو ترک کریں گے تو اسی طرح موت کے بعد بھی کوئی عذاب مولم ضرور ہمپر وارد ہوگا۔ جو وبا کی طرح ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوگا۔[1]

چنانچہ یہی طاعون اس بات کی گواہ ہے کہ جن شہروں اور گھروں میں جسمانی پاکیزگی کی ایسی رعایت نہیں کی گئی جیسی کہ چاہیئے تھی۔ آخر وبا نے ان کو پکڑ لیا۔ اگرچہ یہ عفونتی اجرام کم و بیش ہر وقت موجود تھے۔ لیکن وہ اندازہ غلیان سمیت کا پہلے دنوں اکٹھا نہیں تھا۔ اور بعد میں اور اسباب کے ذریعہ سے پیدا ہو گیا یہ کس قدر مشکل بات ہے کہ جبکہ ہم جسمانی ناپاکی اور عفونت مہلکہ کا کوئی اندازہ قایم نہیں کر سکتے۔ جب تک وہ خود ہمپر وارد نہ ہو جائے پس کیونکر روحانی سمیت کا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کب اور ہمیں ہلاک کر سکتی ہے۔ لہٰذا ہمیں لازم ہے کہ لاپروائی اور غفلت سے زندگی بسر نہ کریں۔ اور دعا میں لگے رہیں۔ خدا سے اسکا فضل مانگنا اور دعا میں لگے رہنا اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں۔ یہی ایک راہ ہے جو نہایت ضروری اور واجب طریق ہے اسی وجہ سے قرآن شریف میں عذاب سے بچنے کے لئے دعا ہمیں سکھائی گئی ہے۔ اور وہ دعا سورہ فاتحہ کی دعا ہے۔ جو پنج وقت نماز میں پڑہی جاتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے عذابوں سے بچنے کے لئے دعا ہے۔ کیونکہ آخری فقرہ دعا کا یہ ہے کہ "یا الٰہی ان لوگوں کی راہ سے بچا جن میں طاعون پھوٹ پڑی تھی"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا اس لئے ہے کہ تا ہم دنیا کے جہنم اور آخرت کے جہنم دونوں سے بچائے جائیں۔ لہٰذا میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ دعا یعنے سورۃ فاتحہ دفع طاعون کے لئے اخلاص سے نماز میں پڑہتا ہے۔ تو خدا اس کو اس بلا سے اور اس کے بد نتایج سے بچا لیگا۔

آخری بات

اور ہم اس وقت تمام مسلمانوں کو اس امر کیطرف توجہ دلاتے ہیں کہ اب وہ یقینی طور پر یہ نہ سمجھ لیں کہ طاعون دور ہو گئی۔ اور اس خیال سے پھر غفلت اور گناہ اور معصیت کیطرف جھک نہ جائیں۔ کیونکہ جیساکہ ہم اپنے پہلے اشتہار میں شایع کر چکے ہیں۔ ابھی ہم خطرات کے حدود سے باہر نہیں آئے جب تک دو جاڑے کے موسم خیر سے نہ گذر جائیں اور اس ملک کے کسی حصہ میں کوئی واردات کا نمونہ پایا نہ جائے اس وقت تک اندیشہ دامنگیر ہے۔ سو اگرچہ طبابت کی تدبیریں نہایت عمدہ چیزیں ہیں۔ اور جو کچھ ہمارے گورنمنٹ نے ہدایتیں پیش کی ہیں وہ قابل شکر و غمخواری ہیں۔ مگر تاہم تمام فلاح اور نجات کا مدار انہی تدابیر کو نہ سمجھو

اپنے خدائے رحیم و کریم سے بھی صلح کرو

دیکھو کسقدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے۔ یہ وہی معاصی ہیں۔ جن کی وجہ سے پہلی قومیں بھی ہلاک ہوتی رہیں ہیں۔ سو اس غیور خدا سے ڈرو۔ جس کی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو ہمیشہ نابود کرتی رہی ہے، اگر خداوند ذو الجلال سے خوف کروگے۔ اور اپنے دلوں میں اس کی عظمت بٹھالوگے تو وہ تمہیں ضایع ہونے سے بچا لیگا۔ اور تم اور تمہاری اولاد بچ جائے گی اور خدا کا رحم تمہارا حامی ہوگا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیگا جن [illegible] ہو جائیگا۔ اور اگر دنیا [illegible] خدا تعالےٰ [illegible] نہیں رکھو گے۔ اور گناہوں سے باز [illegible]

[illegible]

[1] نوٹ سلہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کچھ چیز نہیں [illegible] ہم اپنی جسمانی بد طریقی [illegible] [illegible]

نہیں بگڑے ۔ کہ تمہیں معلوم نہ ہو۔ دیکھو یہود میں جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں آپڑی تو لوگ اسوقت جنگل میں رہتے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے ۔ ترنجبین اور بٹیر ان کی غذا تھی ۔ وہ یقین کر رہے تھے کہ اب کوئی بلا ہمیں نہیں آئے گی ۔ مگر جب انہوں نے نافرمانی شروع کی اور فسق اور فجور میں مبتلا ہوئے ۔ تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے یہ کیسا باریک بھید خدا کی حکمتوں کا ہے کہ چونکہ اللہ جلشانہٗ جانتا تھا کہ یہ قوم عنقریب سرکشی اختیار کرے گی ۔ اس لئے ان کے لئے درات کی غذا ترنجبین اور بٹیر مقرر کیا گیا ۔ یہ دونوں چیزیں طب کے قواعد کے رو سے بالخاصیت طاعون پیدا کرتی ہیں ۔ اسی وجہ سے طبیب لوگ امراض جلدیہ میں جہاں پھوڑے اور پھنسیوں کی بیماریاں ہوں ۔ ترنجبین سے پرہیز کرایا کرتے ہیں ۔ بدبخت یہود ایک طرف تو ارتکاب جرائم کر رہے تھے ۔ اور دوسری طرف دن رات بٹیر اور ترنجبین کھا کر طاعون کا مادہ اپنے اندر جمع کر لیا ۔ جب ان کے مواخذہ کا وقت آیا تو ایک طرف تو جرائم انتہاء کو پہنچ چکے تھے سزا کو چاہتے تھے ۔ اور دوسری طرف طاعونی مادہ بٹیر اور ترنجبین کے استعمال سے اسقدر ان کے اندر جمع ہو گیا تھا کہ اب وہ تقاضا کرتا تھا کہ انہیں طاعون ہو جائے ۔ سو اس ایک ہی رات میں جب یہودیوں کے لئے آسمان سے سزا کا حکم نازل ہوا ۔ ساتھ اس کے مادہ طاعون کو بھی جو طیار بیٹھا تھا یہ حکم آیا کہ ہاں اب نکل اور اس شریر قوم کو ہلاک کر ۔ تب وہ اس جنگل میں کتوں کی طرح مرے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

میں سچ کہتا ہوں کہ ان لوگوں کا بھی یہی حال ہو گا ۔ کہ جو ہر ایک قسم کی زناکاری اور چوری اور خونریزی اور مال حرام کھانے اور نوع انسان کے دکھ دینے میں درندوں کی طرح دلیری سے قدم رکھتے ہیں ۔ نہ خدا تعالیٰ کے حدود اور قوانین سے ڈرتے ہیں اور نہ گورنمنٹ کے مقرر کردہ قانون سے ان کو خوف ہے یہی بات تھی جو میرے پہلے اشتہار میں بطور الہام طاعون کے بارے میں مجھے معلوم ہوئی تھی اور وہ یہ ہے کہ ان اللہ

لا یغیّر ما بقوم حتیٰ یغیّروا ما بانفسھم انّہ اوی القریۃ

یعنے خدا تعالیٰ اس نیکی یا بدی کو جو کسی قوم کے شامل حال ہے ۔ دور نہیں کرتا ۔ جب تک وہ قوم ان باتوں کو اپنے سے دور نہ کرے ۔ جو اس کے دل میں ہیں ۔ اس خدا نے اس قریہ کو جو اس کے علم میں ہے انتشار سے محفوظ رکھا ۔

تربیّت گاہ اسلام

اشاعت اور حفاظت اسلام کے لئے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ مصر میں بھی ایک زبردست تحریک ہو رہی ہے اور چونکہ مصر میں اور بلاد شام میں پادریوں کا فتنہ حد سے بڑھ گیا ہے ۔ اس لئے ضرورت نے مسلمانوں کو اس ضرورت کے احساس کی طرف متوجہ کر دیا ہے ۔ کئی سال گزرے تھے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں بحیات عنصری موجود تھے ۔ تو مصر کے ایک شیخ محمد عبدالحمد نام نے ایک خاص شکر گزاری کا عریضہ حضرت کی خدمت میں لکھا تھا ۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس علم کلام سے فائدہ اٹھایا تھا ۔ جو عیسائی فتنہ کے پاش پاش کرنے کیلئے ایک کاری اور زبردست حربہ ہے ۔ اب اخبارات مصر سے معلوم ہوا ہے کہ مفتی محمد عبدہ مفتی دیار مصریہ مرحوم کے نامور شاگرد سید محمد رشید رضا ایک تربیت گاہ اسلام قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ جسکا نام دار العلم والارشاد ہو گا اس کے ذریعہ وہ ایسے نوجوان پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کریں ۔ اور اشاعت اسلام کا کام کریں اس تربیت گاہ کے متعلق اخبار وکیل میں جو نوٹ نکلا ہے وہ نیچے درج ہے ۔ ہم نے اس نوٹ کو بھی اس لئے درج کیا ہے تا احمدی جماعت کو معلوم ہو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت اور تبلیغ کیلئے کس طرح میدان صاف ہو رہا ہے جو مقصد مصری لوگ دار العلم والارشاد کے ذریعہ پورا کرنا چاہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو مدرسہ احمدیہ قادیان اس مقصد کے لئے بہترین طالب علم پیدا کریگا لیکن ممالک اسلامیہ میں جا کر تبلیغ کرنے کے لئے سردست ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو مصر اور دوسرے بلاد میں جا کر عربی زبان کی تکمیل کریں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسقدر مٹیریل اپنی تصنیفات میں درج کر گئے ہیں کہ ایک شخص ان کو اپنا خضر راہ بنا کر اخلاص اور توجہ سے اگر کام لے تو ملل باطلہ کو ہلاک کر سکتا ہے ۔ مدرسہ احمدیہ مسلمانوں کی اس ضرورت کو انشاء اللہ العزیز پورا کرے گا ۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہماری جماعت اس مدرسہ کے فنڈز کو مضبوط کرے اور اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں بھیجے تا کہ وہ خدمت اسلام کے لئے طیار ہو سکیں ۔ اس سے بہتر کوئی خدمت اسلام کی آج نہیں ہے وہ نوٹ یہ ہے :-

علامہ سید محمد رشید رضا کی جو مصر کے مفتی اعظم حضرت شیخ محمد عبدہ مرحوم کے نامور شاگرد اور ستودہ آفاق اسلامی مصلح ہیں ۔ خواہش ہے کہ ایک عظیم الشان مرکزی تربیت گاہ اس غرض سے قائم ہو کہ علم و عمل دونوں حیثیت سے اس میں حقیقی اسلام کی تعلیم دیجائے اور اس کے تعلیم یافتہ تمام دنیا میں اشاعت اسلام کے فرائض ادا کریں ۔ اور ہر ایک ملک میں پھیل کر اسلامی روح پھیلائیں ۔ اس غرض کے لئے انہوں نے سلطنت عثمانیہ سے سلسلہ جنبانی کی تھی اور پچھلے سال (۱۹۱۲ء) اسی مقصد کے لئے برس دن تک قسطنطنیہ ہی میں مقیم رہے ۔ ترکی سلطنت نے یہ تجویز منظور کر لی چنانچہ اس کے ابتدائی مصارف کیلئے اس سال پانچہزار پونڈ (۷۵ ہزار روپے) کی رقم تجویز ہوئی ہے ۔ مگر شرط یہ کی ہے کہ اس تربیت گاہ کی زبان ترکی ہو ۔ اس کا نام انجمن علم و ارشاد ہو اور شیخ الاسلام کے ماتحت رہے ۔ علامہ ممدوح نے یہ تینوں شرطیں نامنظور کر دیں اسلئے کہ وہ اس تربیت گاہ کو سرکاری دباؤ سے آزاد رکھنا چاہتے ہیں ۔ اور چونکہ یہ تمام دنیا کی مشترک تعلیمی مجلس ہو گی اس کی تعلیم عربی زبان میں ہونی چاہئیے ۔ اور عربی ہی نام بھی ہونا ہے اور یورپ کے شبہات سے اسلام ازم سے بچانے کے لئے عثمانی حکومت کی ماتحتی بھی نامورزوں ہے ۔ علامہ ممدوح اب آجکل مصر میں اس تجویز کے لئے کوشش کر رہے ہیں ۔ اور سرمایہ بھی جمع ہو رہا ہے ۔ اسکا نام دار العلم والارشاد ہو گا ۔

دور الضعفاء

اسی اخبار میں حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ قافلہ سالار ربانی جنت غرباء کا مضمون شائع کیا گیا ہے ۔ حضرت میر ناصر صاحب کی توجہ آجکل بڑے زور کیساتھ اس طرف ہو رہی ہے کہ ان بیکس ضعفاء کے لئے چند مکانات مختصر سے بنا دیا جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آستانہ پر پڑے ہوئے ہیں ۔ اور مکانوں کے نہ ہونے کیوجہ سے سخت سخت تکالیف برداشت کر رہے ہیں ۔ میر صاحب نے اس مطلب کیلئے ایک زمین منتخب کی ہے ۔ جو بہشتی مقبرہ کے راستہ میں ہے اس جمعہ کو حضرت میر صاحب بعد نماز جمعہ ایک کثیر جماعت کو ایک دفعہ لے گئے اور دیر تک دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس زمین کو ضعفاء کے مکانات کے لئے حاصل کرنے کے اسباب پیدا کر دے ۔ اور پھر اسے مبارک کرے ۔ اور رہنے والوں کے لئے موجب برکات ہو ۔ ان لوگوں پر بھی خدا کے فضل اور بیشمار برکات ہوں جو اس کے دینے والے ہوں اور ان مکانات کے بنوا دینے میں مدد دیں ۔ وہ نظارہ قابل دید تھا ۔ دعا کے بعد اکثر احباب نے کچھ چندہ بھی لکھوایا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک مکان بنوا دینے کا وعدہ فرمایا ہے ۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کام کتنا ضروری ہے سردست ۲۲ مکان زیر تجویز ہیں ۔ جن پر ۵۰ ۶ ساڑھے چھ ہزار کے قریب خرچ ہو گا گویا ایک مکان پر تین سو روپیہ صرف آئیگا ۔

اگر بالکل آدمی ہی ہمت کریں تو یہ مکان بن سکتے ہیں تین مکانوں کے لئے تو انتظام ہو چکا ہے ۔ اب صرف 19 مکانوں کا انتظام مدنظر ہے ۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کر دیگا جو اس کار خیر میں حصہ لیں گے ۔ تمام رقوم میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے نام آنی چاہئیں ۔

اور اس معاملہ میں اس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہئیے کہ رقم تھوڑی ہے یا بہت ۔ جو کچھ کوئی دے سکتا ہے دے اور جوش اور شرح صدر سے دے اللہ تعالیٰ اسے بابرکت کریگا ۔ یہ مکانات ایسے غریب لوگوں کے لئے ایک قسم کا صدقہ جاریہ ہوں گے اور ان میں رہنے والے ہمیشہ ان لوگوں کے لئے دعاؤں میں مصروف رہیں گے یہ کام چونکہ اب بہت جلد شروع کرنیکا ارادہ ہے ۔ اور خدا کے فضل سے بہت کچھ امیدیں ہیں ۔ اس لئے احباب توجہ فرما دیں اور جلد اپنے عطیات ارسال کریں ۔

سرپرستان الحکم کا کالم

خدا کا شکر ہے کہ سرپرستان الحکم اپنے فرض کیطرف متوجہ ہیں اور میری حوصلا افزائی کے لئے ہر طرح کوشش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ الہامات مرزا کے جواب کے لئے جسکا اعلان اسی صفحہ میں دوسری جگہ درج ہے۔ حوصلا افزا خطوط آ رہے ہیں اور مفت تقسیم کے لئے بھی تحریک ہو رہی ہے۔ میں تصنیف کے دوسرے کام کو سردست ملتوی کر کے پہلے اسے ختم کرنے کی جلد توفیق چاہتا ہوں۔ ناظرین بھی دعا کریں۔ کیونکہ ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے اول منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پور کے صاحبزادہ نے پیش قدمی کی ہے۔ انکے بعد (۱) بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر ۱۳ جلدوں کی درخواست بھیجتے ہیں (۲) سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ مونگیر ۱۰ جلدیں۔ دوسرے احباب بھی توجہ کریں اور جلد ایک ہزار جلد کی مفت اشاعت کا انتظام کریں سردست کوئی رقم نہیں بھیجنی چاہیئے۔ کتاب پریس میں جانے لگے گی تو اعلان کر دیا جائیگا۔

الحکم کی اشاعت و اعانت میں اس ہفتہ مندرجہ ذیل بزرگوں نے مربیانہ سعی فرمائی۔ (۱) چودہری غلام احمد صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات الحکم کے اخص سرپرستوں میں سے ہیں۔ انہوں نے الحکم کی اشاعت میں ہمیشہ خاص انٹرسٹ لیا ہے وہ حضرت خلافت مآب کی صحت کی خوشی میں الحکم کی اعانت میں پانچ روپیہ ادا کرنیکا وعدہ کرنیکے علاوہ تین خریدار بھیجتے ہیں۔ (۲) ایک معزز بزرگ جنکے نام کے اظہار کی اجازت نہیں عنقریب الحکم کے لئے ایک غیر معمولی اعانت کا ارادہ فرماتے ہیں۔ اور تعجب یہ ہے کہ وہ فی الحال بظاہر غیر احمدی سمجھے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ارادہ میں برکت دے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی تجویز میں کامیاب کیا تو میں امید کرتا ہوں کہ الحکم کی موجودہ مشکلات کا خاتمہ ہو جائیگا یہ خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے۔

کیا احمدی بزرگ توجہ نہ کرینگے؟

(۳) منشی اکبر علی خالصاحب افریقہ سے الحکم کی خریداری کی درخواست بھیجتے ہیں (۴) میاں محمد جان لاہور سے جاری کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں یہ ذکر کرنا بھی ناظرین و سرپرستان الحکم کے لئے خوشی کا موجب ہوگا۔ کہ اسی ہفتہ ترجمۃ القرآن کے لئے ایک جہلم کے بزرگ مسلمان نے جو غیر احمدی ہیں۔ اس کی سرپرستی فرمائی ہے اور ایک ہندو بزرگ نے جو آریہ نہیں اسے پسند کر کے باضابطہ اس کی خریداری کی ہے۔ بہت وقت آجائیگا۔ جو اللہ تعالیٰ آپ کے ناچیز خادم کی ان خدمات کو شرف قبولیت بخشے گا۔

اس ہفتہ سید شاہنواز صاحب نے فیروزپور سے الحکم کا اجرا موقوف کیا۔

نشانات مرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلا افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ **شیخ ہاشم علی صاحب** فدائے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے سارا ن... اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کیلئے لکھ رہے ہیں میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہیئے مگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں تو ایکہزار کاپی مفت شائع ہو سکتی ہے۔ یعنی سردست دوہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ رسالہ اخیر مارچ ۱۹۱۲ء تک انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کیلئے طیار ہوں وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم اس مقصد کے لئے سردست میرے پاس نہ بھیجی جائے۔ جس وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں جاچکی گی اسوقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کردونگا۔

اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

آگیا ہی کھینچکے ماء اللحم میخوارو چلو!

ہے یہی موسم یہی موقعہ خریدارو چلو!

ماء اللحم عنبری دو آتشہ

خزاں کا زمانہ پانی کا قحط کھیتیاں خشک ہو گئیں درختوں کی پتیاں زرد ہو کر گر گئیں! نشو و نما کی قوت زائل ہو گئی۔ اتفاقاً ابر اٹھا۔ پانی برسا۔ جھڑی لگ گئی زمین نے سال بھر کے لئے اپنا پورا تر کر لیا۔ اب وہی سوکھے درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ کونپلیں پھوٹیں۔ کلیاں نکل آئیں۔ پھول لگے۔ پھل لگے۔

یہی حالت ہماری ماء اللحم عنبری کی ہے اس کے استعمال سے سوکھے ہوئے اعصاب اسی طرح تر و تازہ ہو جاتے ہیں جسطرح آب باراں سے مرجہائے ہوئے درخت جس نے موسم سرما میں تین چار بوتلیں پی لیں۔ گویا اس نے سال بھر کے لئے تندرستی کا بیمہ کرا لیا یہ وہ پاکیزہ شراب ہے جس کے پینے سے طبیعت مسرور ہو جاتی ہے سستی کاہلی کمزوری کافور ہو جاتی ہے۔

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں مہنی۔ مقوی۔ مصفی جڑی بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ نہایت اہتمام سے تیار ہوتا ہے۔ اور ملک میں مقبول ہو چکا ہے۔ اب کے مرتبہ با مضافہ چند اجزائے تازہ بتازہ اور عنبر کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ جلد منگائیے سدبر نہ کیجئے۔

فوائد: اعضاء رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے۔ اور رنگ کو نکھارتا ہے۔ نزلہ کو روکتا۔ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو جلا دیتا ہے سینہ کے بیماریوں کے اکسیر ہے۔

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر جوانوں کیلئے مایۂ عیش بڈھوں کیلئے آب حیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن

قیمت فی بوتل عہ ایک درجن صہ۔ ایک بوتل میں ۱۲ اونس ہوتا ہے تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کی جاتیں۔ ریلوے پارسل منگوانے میں خریدار کو محصولڈاک میں کفایت ہوگی۔

نوٹ شفاخانہ کے مجربات۔ فقرا۔ وید۔ حکما۔ تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ ہر کل غربا کو دوا مفت دیجاتی ہے۔ ہزارہا اسناد نیز ہدف دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کیجائے گی۔

المشتہر: ایس اے حکیم پروپرائٹر اودھ لکھنو

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچیس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا مالک بنا ہوا رہتا ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری انکم ٹیکس کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت [illegible] کہ وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے کہ جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ [illegible] محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک [illegible] کر دے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے جاتی و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو [illegible] سیدے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز [illegible] استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۱۰۰ روپے کی روح حیات کی دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا [illegible] بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالتیں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں [illegible] حیات تریاق کامل نیز بہدف دوا ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو دن میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و آبداری حاصل [illegible] قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ [illegible] مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا ہی روح حیات کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ بھی کیمیا گر کے نام سے پکارا کرتے ہیں قیمت فی شیشی روح حیات ۸ ۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور کر کے معمولی طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ للعہ ۔ یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس ۲۶ برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دواء کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار یا پانچ خوراک پینے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور تلی کی خرابیوں کو شافی ہے۔ اور تلی کو گھٹاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی ۸ر)

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸ر) محصولڈاک دو شیشی ۶ر)

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے بھی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے بالکل اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ (۳ر) محصولڈاک ایک ڈبیہ سے لیکر ۲ ڈبیہ تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں پھر آزماؤ پھر منگاؤ۔ پہلا اس میں یہی دیکھنا ہے تولیے تناسل کے متعلق اندرونی تمام قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ نسخہ مفید ہے ہمارا کام نہ تھا کہ لکھا ہیں کر جو اہل بھی طلب ہوتی ہے اول مفت منگالیجئے۔ پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس (عہ)

طلاء طلسمی۔ بیہودہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں کی امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت [illegible] ہے اس طلاء سے فائدہ [illegible] اور [illegible] انشاء اللہ وہ اس کو پائیں گے۔ قیمت ۲ ماشہ ۶ ۔ سرمہ [illegible] آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور رونق [illegible] قیمت فی تولہ ۸ر۔ سنون دندان :- دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ دانت مثل گوہر آبدار بنانا ہی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۳ر

المشتہر حکیم [illegible] کارخانہ [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

الحکم

۷ مارچ ۱۹۱۱ء نمبر ۹ جلد ۱۵

قادیان دارالامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستی پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ گئی ہے۔
اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ:- جن پر انتزاد و مفید ترادویات کی سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ میں ملتی ہیں فہرست درخواست کرنے پر مفت۔ خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ میڈیسنز دہلی)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خطر
اگر سست یا پژمردہ اور بھوک
کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے
دودھ میں چند قطرے ملا دیجئے
بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا۔ اور
فرحت و خورم اور بشاش ہو جائیگا
جو تندرستی کی یقینی علامت ہے
استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم
ہو جائیگا۔
ہاتھ سے نہیں جیوا جاتا۔

مرجب ہوتا ہے۔ خشک اس کے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیچرنگ لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈز ڈمر پلیس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور بیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈز کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈز ڈمر پلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکور الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے بخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت فی شیشی ۱۲؍ و ۸؍ بارہ آنہ والی شیشی میں ۶۰ گولیاں جو ۸؍ والی شیشی سے بہ نگنی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ۱۲؍ والی شیشی ڈوڈز پی اور باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے:-

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ اس میں **نور۔ ہدایت** اور **شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ صرف ایک روپیہ (عہ)

نوٹ: سات پارے تیار ہیں ساتوں کے اکٹھے خریدار سے معہ محصولڈاک سات روپیہ (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو:-

میلاد نمبر

ربیع الاول کے مہینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی اور اس طرح آفتاب صداقت کا طلوع اس مہینے میں [illegible] عالم کی رہنمائی اور بہبود کا موجب ہوا۔ اس مہینے میں عموماً میلاد کی محفلیں گرم ہوتی ہیں اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ میں نے اس موقعہ پر مناسب سمجھا ہے کہ الحکم کا ایک معمولی میلاد نمبر شائع کروں۔ اس سے پہلے مجھے تحریک ہوتی تو میں اس نمبر کے لئے خاص اہتمام کرتا اور بڑی نفاست اور خوبی کے ساتھ اسے شائع کرتا۔ آئندہ اگر میری زندگی میں یہ موقعہ آیا تو انشاء اللہ العزیز الحکم کا میلاد نمبر خصوصیت کے ساتھ شائع کیا جاویگا۔ لاہور میں ایک بزرگ عید میلاد منانے کی تجویز اپنے اخبار میں شائع کرتے رہے ہیں۔ دلی سے خواجہ حسن نظامی صاحب رسول نمبر اپنے رسالہ کا شائع کریں گے۔ میری دانست میں آئندہ کل اسلامی اخبارات کو اپنا ایک میلاد نمبر شائع کرنا چاہئے عید نمبر تو نکالے جاتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود دنیا کے لئے رحمت اور ہدایت کا موجب ہوا ہے۔ اور آپ نے دنیا میں وہ اصلاح کی ہے جس کی نظیر کبھی قائم نہیں ہو سکتی۔ بہرحال میں نے اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد کے بیان کے لئے یہ ایک موقعہ ہے میں یہ میلاد نمبر شائع کرتا ہوں اور اس ربیع الاول کے مہینے میں ہر نمبر الحکم کا ایسے مضامین کو لیکر شائع ہوگا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ذکر ہو۔ امید ہے کہ ناظرین اس کو دلچسپی سے پڑھینگے۔ اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں کوئی مضمون بھیجیگا تو نہایت خوشی سے اُسے درج کیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

اعجاز محمدی

لیکھرام مقتول آریہ کے رنگ میں جو نشان آجکی تاریخ کی یں ظاہر ہوا تھا۔ (مارچ ۱۸۹۷ء) اس کے متعلق تفصیل کی حاجت نہیں یہ دن یادگار ہے ان اشعار پر غور کرو۔

عجب نوریست در جانِ محمدؐ عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
ز ظلمت ہا دلی آنگہ شود صاف کہ گردد از محبانِ محمدؐ
عجب دارم دل آن ناکسان را کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسی در دو عالم کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
[illegible] کہ [illegible] کینہ داران محمدؐ
[illegible] کہ باشد از عدوان محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستی نفس بیا در ذیل مستان محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت بشو از دل ثنا خوان محمدؐ
اگر خواہی دلیلی عاشقش باش محمدؐ ہست برہان محمدؐ
سرے دارم فدائے خاک احمدؐ دلم ہر وقت قربان محمدؐ
[illegible] [illegible]

مجلس مولود پر فتویٰ

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مولود کی مجلسوں اور محفلوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا تھا آپ نے اُس کا جو جواب دیا اُس کو یہاں درج کرنا زیادہ مفید ہوگا (ایڈیٹر)

میرا اس میں یہ مذہب ہے کہ مصالح اعلاء کلمۂ اسلام تذکرہ نبوت کی نیت سے کوئی ایسا جلسہ کیا جائے کہ جس میں سوانح مقدسہ نبویہ کا ذکر ہو اور نہایت خوبی اور فصاحت و بلاغت سے اس تقریر کو سنا جائے کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور کس طرح بے سامانی کی حالت میں تمام قوموں کا جور و جفا اُٹھا کر بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوگئے اور کیسی خدا تعالیٰ نے اپنے اس مقبول بندے کی وقتاً فوقتاً تائیدیں کیں۔ اور آخر کس طور سے اس دین کو مشارق و مغارب میں پھیلا دیا۔ اور اس تقریر میں ہر ایک محل میں کچھ کچھ نظم بھی ہو۔ اور پُر درد اور مؤثر بیان ہو اور درمیان میں کثرت درود شریف کی سامعین کی طرف سے ہو اور کوئی بدعت درمیان نہ ہو تو ایسا جلسہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ میری نظر میں موجب ثواب عظیم ہے۔ کیونکہ اس میں یہ نیت کی گئی ہے کہ تا سوانح مقدسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ طور پر لوگوں کو سنائے جائیں اور مشتاقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھا دی جائے اور لوگوں کو عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرکت دیجائے اور نا واقفوں پر عظمت اُس انسان کامل اور مرد فانی فی اللہ کی کھول دیجائے۔ جیسے دنیا میں تنہا آکر اور تمام دنیا کو شرک اور غفلت میں گرفتار پاکر بڑی مردی سے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر ہر ایک قوم میں توحید کی صدا بلند کی اور ہر ایک کان میں لا الٰہ الا اللہ کی آواز پہنچادی۔ غرض سوانح نبویہ کو خوش آوازی سے لوگوں پر ظاہر کرنا حقیقی مومنوں کا فرض ہے۔ وہ مومن ہی کا ہے کا ہے جس میں سوانح نبویہ کی عزت نہیں۔ دوسرے لفظوں میں اسی جلسہ اظہار سوانح کا نام مجلس مولود ہے۔ اس جلسہ اظہار سوانح میں [illegible] فوائد ہیں ان سوانح کے سننے سے محبان رسول کا وقت خوش ہوگا اور ہر ایک مرد طالب جب ان سوانح کے ذریعہ سے [illegible] اور صدق اور استقامت کے کام سنیگا تو اس کو بھی [illegible] اور صدق اور استقامت کی طرف شوق پڑیگا اور اس کی طلب زیادہ ہوگی اور مسلمان کہلا کر جو کچھ دین کے راہ میں کسل اور ضعف اور بزدلی رکھتا ہے سوانح نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سنکر خوش ہوگا اور اپنے اسلام پر فخر کریگا۔ [illegible]

کو دیوی ہے آنجناب [illegible] گرمی اور اُس کا عشق اور اُس کی [illegible] اُس کو بھی نصیب ہو۔ اور جس طرح ایک شخص جو ایک [illegible] میں اکیلا بیٹھا ہو اور درندوں اور دوسری بلاؤں سے ڈرتا ہو اور ناگاہ اُس کو ایک قافلہ نظر آیا جس میں [illegible] ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ وہ شخص اس قافلہ کو پاکر کس طرح قوی دل ہو جائیگا۔ ایسا ہی سوانح طیبہ نبویہ ایک لشکر مسلح کی مانند ہیں جن کے سننے سے دل قوی ہو جاتا ہے اور تخویفات شیطانی سے نجات ملتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یعنی ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت کسقدر نازل ہوگی۔ ہاں اس جلسہ کو بدعات سے محفوظ رکھنا چاہئے تا بجائے ثواب کے گناہ پیدا ہو صرف سوانح نبویہ کا ذکر اور درود شریف اور تسبیح ہو اگر کسی قسم کا شرک یا کسی قسم کی بدعت درمیان ہو تو یہ ہرگز جائز نہیں لیکن جو میں نے ذکر کیا ہے وہ نہ صرف جائز بلکہ میری سمجھ میں ضروریات سے ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اجمالی نظر

(از حضرت خلیفۃ المسیح)

آپ قریش کے خاندان (جو قبائل عرب میں مکرم و معظم ہے اور جس کی عظمت کے سامنے تمام وحشی قومیں وب کی ممکن نہ تھا کہ مکہ کی سرزمین میں کبھی کشت و خون کرسکیں بلکہ مکہ کو امن کی جگہ اور حرم کہتے تھے) بنو ہاشم کے گھرانے عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ کے گھر میں آمنہ کے شکم سے پیدا ہوئے۔

مشرکین عرب میں آپ کے والد کا نام عبد اللہ تعجب کی والدہ کا آمنہ نام بھی کچھ کم معجزہ نہیں۔ غور تو کرو یہ نام کیسے لطیف اور آپ کی تعلیم سے کیسے مناسب ہیں۔ آپ کے نجیب الطرفین ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔

آپ کی پیدائش کی پہلی برکت یہ ہے کہ ابتدا کے حبشی بادشاہ ہمیشہ حجاز پر چڑھائیاں کرتے تھے اور اُن کے دانت مکہ پر لگے رہتے تھے حبشی قوم۔ حبشی ملک سے پیدا ہوئے کہ جس سال وجود باجود نے ظہور پایا خارجی [illegible] کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ہمارے بادشاہ [illegible] رہنے والے۔ حزقیل ۳۰۔ باب ۲۔ آیت [illegible] ہجرت کے بعد سوا فوق مکا [illegible] باب [illegible] [illegible] سے یہاں پہنچے پر الٰہی ہمارا [illegible] [illegible] عزیز شہر کو [illegible] (نصرت الٰہی بت پرستی کی حفاظت کے لئے تھی) [illegible]

[illegible]

تھے۔ تعجب ہے ٹرکی سلطان جو برائے نام ...
... ہیں وہ بھی خادم الحرمین ہونا فخر سمجھے۔ دیکھو
آپ کا وجود باجود عرب کے لئے کیسا نشان نبوت ہے۔
دنیا میں کوئی شخص قوم کا آزادی بخش اگر ایسا ہوا ہے
تو اس کی نظیر پیش کرو۔ اگر تمام مخلوق میں ایسے وجود باجود
کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہادی کا
فعل یقیناً معجزہ اور خرق عادت سمجھو جس نے اپنے
سامنے پوری کامیابی کو دیکھ لیا۔ آپ کا تمام ملک
آپ کی تمام قوم آزاد ہو کر آپ کی فرمانبردار اور مکرم اور
دنیا پر ممتاز بنگئی۔ مسیح کی کامیابی جیسی ہوئی اُسے انجیل
کی شہادت دیکھ لو۔ وید کے ملہم (اگر ملہم ہیں) دشمنوں
کی تباہی اور اپنے فتوحات ہی مانگتے رہے۔ ان کی
الہامی دعاؤں کی برکت آریہ ورت پر اُلٹی ہی پڑی غور
کرو ایسا ناکامی کا الہام کدھر سے ہوا۔
موسیٰؑ کا خیال مت کرو۔ اول تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے مثیل ہیں۔ دوم موسیٰؑ نے اپنی قوم کو بیابان میں
ہی چھوڑا۔ منزل مقصود تک نہ پہنچایا۔ بلکہ موسیٰ آپ
بھی ملک موعود میں نہ پہنچے۔ محروم ہی رہے۔ تورات
استثناء ۳۲۔ باب ۵۲۔ آیت
میرے اس مضمون کو قرآن سے تصدیق کرنا ہو تو پڑھو
ابتدائے نعمت پر قرآن فرماتا ہے الم تر کیف
فعل ربك باصحاب الفیل - الم یجعل کیدھم فی تضلیل (سورہ فیل سیپارہ ۳۰ ۔ رکوع ۳۱)
اور آخری نعمت پوری کامیابی پر جو سچائی کا معیار
ہے فرمایا۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم
فلا تخشوھم واخشون - الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم نعمتی (سورہ مائدہ
سیپارہ ۶ ۔ رکوع ۵ ۔)
اے قوم کے حامیو۔ قوموں کے مصلحین کے قدر کرنے
والو۔ اے قوم کو عروج کی طرف بلانے والوں کے
قدردانو۔ اُس محسن قوم۔ حامی قوم۔ فخر ملک کے خرق
عادت پر قربان ہو جاؤ۔ آؤ اُسی کا اتباع کریں اُسیکا
طرز اختیار کریں۔ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ نے یتیمی میں پرورش پائی۔ ابتداءً عبدالمطلب کے
پاس جو آپ کے دادا تھے پھر اپنے چچا ابوطالب کے
گھر۔ تمام مورخ اسبات پر متفق ہیں کہ حضور کے اعلےٰ
درجہ کے چال چلن سے چچا اور بھتیجے میں پرلے درجہ
کی محبت ہو گئی تھی اور آپ تمام شہر میں ہر دلعزیز
بنگئے تھے۔
ابوطالب سیریا کے سفر میں آپ کو علیحدہ نہ کر سکے
بلکہ ساتھ ہی لے گئے حالانکہ آپ کا سن اُسوقت
نو برس کا تھا۔

... یقین ہے کہ ... آپ کیا نہ کر دیا ... ... نصرانی ... بائیبل میں ... ... اسی کو ...
کیا ... ... نہ ... برس میں
السی تعلیم ۔ اور ... میں یا عیسائیوں میں اب تک الٰہی
علم ہی کیسا ہے۔ ایسا ہے کہ اب تک یہود نے مسیح کو
کبھی نہ جانا اور عیسائیوں نے کبھی اللہ کو اللہ مجسم یقین
کیا کبھی مریم کی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے
چڑھائے ۔ یہی علم ہے۔
اس سفر میں بحیرہ نام راہب نے اپنی فراست سے
ابوطالب کو کہا۔ یہ لڑکا ایک نہایت ہی درجہ کا عظیم الشان
ہونے والا ہے اور پرلے درجے کا روشن دماغ ہے
حسن اخلاق اور فیاضی میں بے نظیر ہونے کے علاوہ
یہ بے ریب قوم کو نجات دینے والا ہوگا۔ اس کی
سخت حفاظت کیجیو[1]
ہوازن کی خطرناک لڑائی میں جو ۵ برس تک رہی آپ
نے اپنے آپ کو چودہ پندرہ برس کی عمر میں بڑا ہی
لائق اور قوم کا محافظ ثابت کیا۔ آپ کی لیاقت
اور راستی اور سچی شرافت اور سادہ چال چلن
کے باعث آپ کو قوم کی طرف سے امین کا خطاب
ملا[2]
پچیس برس کی عمر میں خدیجہ نام ایک قریشیہ اور دولتمند
بی بی کی جانب سے آپ تجارت کے طور پر شام کو
تشریف لے گئے یہ سفر بھی چند روز اور تجارت میں
گذرا۔
یاد رہے کُل وہی سفر حضور نے کئے ہیں
سفر میں ایسی وفاداری اور لیاقت اور دیانت اور امانت
کو عمل میں لائے کہ اُن بی بی نے اُس کے شکریہ میں
آخر آپ کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے شادی کی
تمام نامی اور گرامی روساء حجاز طرفین سے اس شادی
میں جمع ہوئے۔
اور بڑے لطیف اور پرزور فصاحت و بلاغت کے
کئی خطبے پڑھے گئے یہ خطبہ ابن ہشام اور زرقانی
اور ابن اثیر نے بیان کئے ہیں۔
پھر آپ نے ۵۰ برس سے زیادہ عمر تک اسی ایک
بی بی خدیجہ کے ساتھ زندگی بسر کی جس کے ساتھ
آپ کا ۲۵ برس کی عمر میں نکاح ہوا اور وہ بی بی
نکاح کے وقت ۴۰ برس عمر کی تھیں اور اس خوبی
سے اس تعلق کو پورا کیا کہ وہ بتاتا مل حضور کی دعوت
اسلام پر پہلے ہی روز ایمان لائیں۔
میں خدیجہ کی شہادت سے چشم پوشی نہیں کر سکتا جو
اُنھوں نے آپ کے ابتدائی دعوے نبوت میں دی ہے
حضور علیہ السلام نے جب ندائے الٰہی سنی اور
دیکھا کہ تمام دنیا اس دعوے کی مخالفت کریگی ۔ جب آپ نے
فرمایا ۔ خدیجہ مجھے اپنی جان پر خوف بن گیا ۔ تو وہ
کہتی ہیں
ابشر فواللہ لا یخزیك اللہ ابداً انك لتصل
الرحم وتصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق
بخاری تفسیر سورہ اقراء
غور کرو پچپن سالہ بی بی آپ کی ہم شہر ہم قوم جو پندرہ سال
سے آپ کے بیاہ میں ہے کیا گواہی دیتی ہے ۔ خدیجہ
کی گواہی ایسے وقت میں جبکہ آپ غمگین اور مضطرب
تھے غور کے قابل ہے ۔ اگر آپ میں یہ صفات
ہوتے تو خدیجہ کا بیان اُس وقت ہرگز تسلی کا موجب
ہوتا ۔
حضور کی قوم میں کوئی دینی کتاب کوئی قانون نہ تھا
کوئی سلطنت نہ تھی ۔ حضور نے نبوت سے پہلے
ایک عجیب تحریک کی جس کو دیکھ کر اور سُن کر انسانیت
والے انسان عش عش کر جاویں ۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب
بنو اسد ۔ بنو زہرہ ۔ تیم بن مرہ کے درمیان ایک معاہدے
کی تحریک فرمائی اور معاہدہ یہ تھا کہ کمزور اور مظلوم پر
ظلم ہو اور اُن کی حفاظت کیجاوے ۔ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۹
کعبے کی مرمت میں کونے کے پتھر حجر اسود کے رکھنے
پر تمام قبائل حجاز میں اسبات پر نفاق شروع ہوا کہ
اس کونے کے پتھر کو کون شخص اُٹھا کر رکھے قریب
تھا تمام قوم کٹ کر ہلاک ہو ۔ اس حقیقی کونے کے پتھر
نے جس کی پیشنگوئی کے لئے تصویری زبان میں
دانیال ۲ باب ۴۴ ۔ ۳۴ ۔ متی ۲۱ باب ۴۲ ۔ یسعیاہ ۲۸ ۔
باب ۱۶ میں مذکور ہے (وہ پتھر قدیم سے عرب کے
مقام مکہ معظمہ کے کونے میں دھرا تھا) اُس کا ایسا
فیصلہ کیا کہ قوم پر ثابت کر دیا ۔ میرے ہاتھ کے چھونے
سے تم کو آرام و نجات ہے ۔ مجمل قصہ یوں ہے جب قوموں
میں اس پتھر کے رکھنے میں اختلاف ہوا کہ اس پتھر کو کون
رکھے تو اُن لوگوں نے یوں ٹھانی جو پہلے دروازے سے
اندر آوے وہی اُس کا رکھنے والا ٹھہرے ۔ اتنے میں
حضور آنکلے آپ نے اپنی چادر بچھادی اور پتھر اُس میں
رکھ کر حکم دیا کہ تمام قومیں باتفاق اس چادر کو اُٹھالیں
اس سچے سبب اور سچے کونے کے پتھر نے اس وقت
قتل و قتال سے قوم کو آرام بخشا ۔ یہ واقعہ آپ کی ۳۵ سال
کی عمر میں ہوا ۔
ایک نہایت عجیب واقعہ سنائے بغیر ۔ ابتدائے ایام
نبوت کے حال سے میں خاموش نہیں رہ سکتا ۔
عثمان بن حویرہ ایک عرب عیسائی ہو گیا ۔ اُس دشمن
قوم نے قسطنطنیہ کے دربار میں قیصر روم سے جاکر
وعدہ کیا کہ حجاز کا ملک میں آپ کے قبضہ میں کرا کے
دیتا ہوں ۔ پھر اُس شیطان نے یہاں مکہ معظمہ میں اپنا
منشا پورا کرنے کے لئے کارروائی شروع کی مگر اس دشمن

ن تو نے دیکھا کیسا تیرے رب نے ہاتھی والوں سے کیا نہ کر دیا اُن کا داؤ غلط
ع آج نا امید ہوئے کافر تمہارے دین سے سو اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے
ڈرو ۔ آج میں پورا کر چکا تم کو دین تمہارا ۔ اور پورا کیا تم پر میں نے
احسان ۔

[1] ابن ہشام ۱۱۴ ۔ ابن الاثیر ۲۹ ۔ طبری ۲۷۵
[2] ابن ہشام ۱۱۷ ۔
[3] طبری جلد ۳۸۰ ۔

لہ خوش ہو یں خدا کی قسم کبھی تجھے اللہ ذلیل نہ کریگا تو بیشک صلہ رحمی کرتا اور
سچ بولتا ہے اور دکھ والے کا دُکھ برداشت کرتا اور مفلس کو دیتا اور مہمان
نوازی کرتا اور بھلے کاموں میں وقتاً فوقتاً مدد دیتا ہے ۔ ۱۲

ملک کا راز صرف حضور کی عاقبت اندیشی نے کھل گیا اور اُس شیطان دشمن قوم کو اس خسران کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا کہ خائب و خاسر ہلاک ہُوا - کاسن دی پرسو آف جلد ۱ - صد ۳۳۵ - میور جلد ۲ صفحہ ۴۴ -

سوالات ہرقل قیصر روم	جوابات ابوسفیان جبکہ ابوسفیان آپکا سخت منکر تھا
(۱) محمدؐ قوم کا کیسا ہے (انبیا اشراف ہوتے ہیں)	(۱) قوم کا بڑا شریف نجیب الطرفین ہے -
(۲) تمھاری قوم (قریش) میں کبھی کسی نے اسنے آگے بھی اسطرح نبوت کا دعویٰ کیا ہے (دعویٰ عادت نہو)	(۲) ایسا دعویٰ ہماری قوم میں کسی نے کبھی نہیں کیا -
(۳) اس کے بزرگوں میں کوئی ایسا بادشاہ گذرا ہے جس کی بادشاہت جاتی رہی ہو (بادشاہت کا خیال ہو)	(۳) ایسا کوئی بادشاہ اس کے آباو اجداد میں نہیں گذرا
(۴) امیر لوگ عموماً اس کے فرمان بردار ہوتے ہیں یا غریب	(۴) غالباً غربا اور مساکین لوگ اسکے تابع ہوتے ہیں (اکثر اتباع انبیا غربا ہیں)
(۵) دن بدن مسلمان بڑھتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں	(۵) دن بدن بڑھتے ہیں -
(۶) کوئی آدمی محمدؐ کے دین میں داخل ہوکر اندنوں مرتد ہوتا ہے یا (۷) اس دعوے سے پہلے یہ شخص جھوٹ کا عادی تھا یا نہیں	(۶) کوئی مرتد نہیں ہوتا محمدؐ کے دین کو بُرا مانکر سے کوئی نہیں چھوڑتا (۸) آجتک اسنے عہد شکنی نہیں کی آگے دیکھئے کیا کرتا ہے -
(۹ - ۱۰) تمھارے اور اسکے لڑائی ہوئی ہے یا نہیں اگر ہوئی ہے تو کون فتحیاب ہوتا ہے	(۹ - ۱۰) کبھی وہ غالب آتا ہے اور کبھی ہم غالب آتے ہیں -
(۱۱) تم کو کیا حکم دیا جاتا ہے - ان جوابات کے بعد ہرقل نے کہا مجھے یقین ہوگیا وہ سچا نبی ہے - یہی باتیں انبیاؑ کے نشان ہیں -	(۱۱) اللہ کی بندگی کرو ذرہ بھی شرک نہ کرو مشرکوں کی تقلید مت کرو ... (حکم کرتا ہے نماز پڑھو سچ بولنے اور گناہوں سے بچے رہو صلہ رحمی کا -

جب مکہ کے روسا، جمع ہوکر آپ کے مربی چچا ابوطالب سے کہا کہ وہ محمدؐ صاحب [illegible] کی وعظ سے روکے یا اس کی حفاظت سے دست کش ہو
ابو طالب نے بھی قومی غیظ و غضب کو پسند نہ کیا - اور چاہا کہ محمدؐ صاحب توحید کے وعظ سے رک جاویں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ اے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو ... کے داہنے اور ماہتاب کو بائیں لائیں اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہیں تو یقیناً میں باز نہ ہونگا - جب تک دین الٰہی ظاہر نہو یا میں ہلاک نہو جاؤں -
ایک بار اہل مکہ نے جمع ہوکر کہا کہ اگر تجھے دولت کی خواہش ہو تو ہم مال جمع کر دیتے ہیں - اگر ریاست کا خیال ہو تو ہم تجھے رئیس بنا لینگے وغیرہ وغیرہ تو آپ نے سورہ حٰم تنزیل سنائی جس میں لکھا تھا
قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین -
اور یہ بھی فرمایا :-
ما اطلب اموالکم ولا الشرف فیکم ولا الملک علیکم
اور قرآن میں بار بار فرمایا
ما سالتکم من اجر فھو لکم ان اجری الا علی اللہ - سورۂ سبا سیپارہ ۲۲
بنوصعصعہ کے قبیلے سے ایک شخص نے مکے میں جب آپ کو سخت تکالیف لاحق تھے کہا اگر ہم تیرے معین و مددگار رہوں تو اپنے پیچھے ہم کو جانشین بنائیگا -
تو آپ نے فرمایا :-
الامر الی اللہ حیث شاء (ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۴۸)
اسپر وہ آدمی بگڑا مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی
مسلیمہ یمامہ کا رہنے والا جسکو اکثر اسلامی کتابوں میں مسلیمہ کذاب کہتے ہیں اور کذاب اس لئے کہ وہ بھی مدعی نبوت ہوا - مگر وہ ابوبکرؓ کے زمانہ میں قتل کیا گیا -
اور تورات اور نبیوں کی کتابوں میں لکھا تھا کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا - یہ شخص بہت سے آدمی مدینہ میں لیکر آیا - (لاکھ سے زیادہ لوگ اس کے مطیع تھے) اور کہا اگر محمدؐ صاحب مجھے اپنا جانشین بنا دیں تو میں انکا حامی ہوا جاتا ہوں - پر آپ کو کسی کی اعانت سے کیا کام تھا - آپ نے جواب دیا - اور آپ کے ہاتھ میں اسوقت کھجور کی شاخ تھی -
(لو سالتنی ھذہ القطعۃ ما اعطیتکھا ولن تعدو امر اللہ فیک ولئن ادبرت لیعقرنک اللہ (بخاری نصف اول جلد ۱ صفحہ ۲۲۸)
غرض آپ کی تمام اس کارروائی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی راستی پر خدا کی امداد پر پورا بھروسا تھا ... کبھی دنیاوی لگاؤ نہ تھا
انس آپ کا خادم کہتا ہے میں نے دس برس آپ کی آخر ایام وفات تک خدمت کی مجھے کبھی آپ نے کاموں میں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا - یا کیوں نکیا

ے بات خدا کی طرف سے ہے جیسے چاہے - ے اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی شاخ مانگے تو میں تجھے نہ دوں - تو نہ بچ نکلیگا خدا کے حکم سے جو تیرے حق میں ہو چکا اور اگر تو نے منہ اور پھیر لے تو ضرور خدا تیری کونچیں کاٹیگا -

اگر بی بی صاحبان میں سے کوئی بی بی بجبر کسی ایسے کام پر جو مجھ سے بگڑ جاتا ہوتیں تو آپ فرماتے -
فعل اللہ ما قدر اور اپنی تعظیم اور تکریم کی نسبت فرماتے ہیں -
لا تقوموا کما یقوم الاعاجم
ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ بیمار تھے - کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے - بیٹھ گئے - صحابہ جو پیچھے نماز کو کھڑے تھے انھیں اشارہ کیا تم سب بیٹھ جاؤ - ایسا نہو یہ بات میری خاص تعظیم خیال کیجاوے -
شرک کی گرفتار قومیں نئی نئی توحید میں داخل ہوئیں ایک نے آکر کہا شاہان فارس اور روم کو انکی رعایا سجدہ کرتی ہے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں - آپ نے فرمایا سجدہ صرف اللہ تعالٰی کو کرو کسی دوسرے کو سجدہ نہ کرو
وہی قومیں جن کے رگ و ریشہ میں شرک رچا ہوا تھا ... مافوق الفطرت طاقتیں مقربان بارگاہ حق کی ذات میں یقین کرتی تھیں انکو بار بار سنایا
قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک
سورۃ الانعام - سیپارہ ۷ - رکوع ۱۱
قل لو ان عندی ما تستعجلون بہ لقضی الامر بینی وبینکم واللہ اعلم بالظلمین
سورۃ انعام سیپارہ ۷ - رکوع ۱۴ -
وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو
(سورۃ انعام سیپارہ ۷ -
ایک شخص نے صرف اتنا ہی کہا ماشاء اللہ و شئت تو آپ گھبرائے اور فرمایا اجعلتنی للہ ندا کیا تو نے مجھے خدا کا شریک ٹھہرایا شرک کے گرفتار توحید میں آتے ہیں - خدائی بیٹھا پاتے ہیں
صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ
(ترجمہ (رنگ اللہ کا اور کون اچھا ہے اللہ سے رنگ میں) میں رنگین ہوتے ہیں ایسا نہو اپنے ہادی کو نافع و مختار سمجھ بیٹھیں انکو حکم ہوتا ہے -

ے وہی ہوا جو مقدر میں تھا -
(۲) ایسے مت کھڑے رہو جیسے اور قوموں میں رواج ہے - ۱۲
(۳) تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ مجھ پاس ہیں خزانے اللہ کے نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں - ۱۲
(۴) تو کہہ اگر میرے پاس ہو جس کی شتابی کرتے ہو تو فیصل ہو چکے کام میرے تمھارے بیچ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں بے انصاف
(۵) اور اُسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انکو کوئی اس کے سوا -

وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا (سورہ جن سیپارہ ۲۹ رکوع ۱۱)

جس نے آکر کہا نستشفع باللہ الیک کہا اس پر غضب طاری ہوا۔

موجودہ زمانہ یوں گذرا۔ حالت مرض۔ موت میں آگے کی طیاری ہوتی ہے۔ اس میں دیکھو توحید کی طرف کیا توجہ ہے۔ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد۔ لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم۔

صحابہ نے توحید کا ایسا خیال رکھا کہ آپ کی قبر کو بالکل بند کر دیا۔ تاکہ نظر بھی نہ آوے۔ اور سجدہ گاہ نہ بنے۔

ذاتی منافع کا حال سنو

اپنے اوراپنی تمام قوم بنو ہاشم پر صدقات کو حرام کر دیا۔ مرنے کے ایام میں اتنا پاس نہیں کہ آخر عمر میں بقدر ایام مرض آرام سے کھانے پینے۔ ان دنوں کے لحاظ سے ضروری اور نہایت ضروری سامان حرب زرہ ہوتی ہے۔ وہ بھی چند آثار جو کے دانے کے عوض میں ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔ ایک صاع غلہ (آٹھ سیر کے قریب) گھر میں رات کو نہ رہتا۔ حالانکہ آپ کی نو بیبیاں تھیں کھل اور سادہ چٹائی پر بستر تھا کھجور اور پانی پر بسر اوقات تھی باہمہ کثرت عیال اور کنبے کے باوجود اتنی فتوحات کے باوجود اس قدر شاگرد پیشہ کے بیبیوں کے واسطے قرآن میں حکم ہوتا ہے۔ یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا (سورۃ احزاب سیپارہ ۲۱)

اگر تعظیم کا خیال ہو تو نظر کرو۔ عباس آپ کے چچا فرماتے ہیں ماکان احد من الناس احب الیہم من رسول اللہ وکانوا اذا رأوہ لم یقوموا

ؔلہ اور یہ کہ سجدہ کے ہاتھ پاؤں حق اللہ کا ہے سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسیکو اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اسکو پکارتا لوگ کرنے لگتے ہیں اس پر ٹھٹھ تو کہہ میں تو یہی پکارتا ہوں اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اس کا کسیکو۔ تو کہہ میرے ہاتھ میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا تو کہہ مجھکو نہ بچاویگا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اس کے سوا کہیں سرک رہنے کو جگہ ۱۲ اور حدیث میں آیا ہے جعلت لی الارض مسجدا۔ میرے لئے زمین مسجد بنائی گئی ہیں مساجد کے معنی زمین ہیں ۱۲ - من سلہ۔ ۳ سفارش لاتے ہیں اللہ کو تیری طرف ۱۲

(۴) یہود اور نصاری پر خدا کی لعنت ہو انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔ میری بڑائی ایسی نہ کیجیو جیسے نصاری نے مسیح بن مریم کی کی۔ ۱۲ ۵ اے نبی کہدے اپنی بیبیوں کو اگر ہو تم چاہتی دنیا کا عیش اور یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کر دوں تم کو بھلی طرح سے

۶ کوئی بھی صحابہ کرام کو محمد رسول اللہ سے بڑھکر پیارا نہ تھا اور صحابہ کا طرز یہ تھا کہ جب آپکو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے۔

دنیا میں سب سے بڑا آدمی کون ہوا ہے؟

الفضل ما شھدت بہ الاعداء

(ایک عیسائی کے قلم سے)

بیروت (شام) کے اخبار "وطن" نے اپنے ملکی فاضلوں سے سوال کیا تھا کہ وہ بتائیں کہ دنیا میں سب سے بڑا آدمی کون ہوا ہے اور ملک شام کا سب سے بڑا شخص کون ہے جواب دلائل کے ساتھ ہو۔ اس سوال کے یوں تو بہت سے جواب موصول ہوئے لیکن ان میں سے ایک نامور عیسائی اہل قلم داؤد آفندی مجاعص کا جواب اپنی نوعیت میں نرالا اور نہایت دلچسپ ہے۔ جس کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں:-

"دنیا میں سب سے بڑا آدمی کون ہوا ہے اور وہ کیوں بڑا آدمی مانا جاتا ہے؟ دنیا میں سب سے بڑا آدمی وہ ہے جسنے صرف دس سال کے قلیل زمانہ میں ایک محکم دین اور اعلی درجہ کا فلسفہ۔ طریق معاشرت اور قوانین تمدن وضع کئے۔ قانون جنگ کی کایا پلٹ دی اور ایک ایسی قوم اور سلطنت بنا دی کہ وہ عرصہ دراز تک دنیا پر حکمران رہی اور آجتک زمانہ کا ساتھ دے رہی ہے اور لطف یہ ہے کہ وہ شخص باوجود ایسے عظیم اور بے مثل کام کرنے کے محض ناخواندہ تھا۔ وہ مرد گرامی اور رجل اعظم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ قریشی۔ عربی۔ مسلمانوں کے نبی ہیں۔" نبی (عربی صلعم) نے اپنے عظیم الشان کام اور مقصد کی تمام ضرورتیں فراہم کر دی ہیں جن کی وجہ سے ان کی امت اور پیرؤوں کو اور اس سلطنت کو جس کا سنگ بنیاد نبی ممدوح نے رکھا تھا دنیا میں دائم قائم رہنے اور پھلنے پھولنے کے اسباب نہایت وفور کے ساتھ میسر ہوئے۔ کیونکہ اگر ایک مسلمان تمام باتوں سے قطع نظر کر کے اور اس کے اقوال کو چھوڑ کر فقط قرآن اور حدیث صحیح کا مطالعہ اور ان کے احکام و ہدایات کی سچی پابندی کرے تو اسے اپنے دین و دنیا کے تمام اہم امور ان ہی میں ملجاتے ہیں اور وہ اپنی دونوں حالتوں کو بخوبی سدھار سکتا ہے۔ نبی موصوف نے مسلمانوں کے لئے ایک کانفرنس بھی مقرر کر دی جس کا سالانہ اجلاس ہر سال مکہ (مکرمہ) میں ہوا کرتا ہے حج کا صرف اسی پر فرض کیا جانا جس کو سواری اور سامان سفر کی استطاعت ہے اور غیر مستطیع کے ذمہ سے حج کو اتار دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ قوم کے مالدار اور ممتاز افراد سالانہ ایک جگہ مجتمع ہو کر اپنی سوسائٹی کے معاملات پر بحث اور اس کے سیاسی علمی اور باہمی اعانت۔ ہمدردی کے خیالات کو تازہ کریں۔ نبی (عربی صلعم) نے ہر مسلمان پر زکوۃ فرض کر کے فقر کی پریشان حالی کا دفعیہ کر دیا ہے۔ اگر مسلمان اس صدقہ کو معروضہ پابندی سے ادا کرتے رہیں تو قوم میں فقر و تنگ کہیں وجود ہی نہ رہے۔ اور آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھنے سے کفایت شعاری ہی خود بخود پیدا ہو جائے۔

قرآن کا عربی زبان میں ہونا اور ہر مسلمان پر اسکو عربی زبان ہی میں سمجھنے کی پابندی ہے۔ اس عظیم الشان آدمی نے اسلام کی ایک زبان بھی مقرر کر دی ہے۔ کیونکہ اگرچہ تمام مسلمانوں پر خود براہ راست عربی زبان حاصل کر کے قرآن کے فہم کا حصول لازمی نہیں۔ لیکن علماء اور مجتہد اماموں پر تو ضرور واجب ہے۔ اور اسی وجوب کو مسلمانوں کے لئے ایک عام زبان مقرر کرنے کا ذریعہ تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

نبی (عربی صلعم) نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر افضل ہونے کا ذریعہ صرف پاکبازی اور خدا ترسی کو قرار دیکر افراد قوم کے لئے ترقی کرنے اور نام آور ہونے کا راستہ بنا دیا ہے۔ اسلام کی حکومت اصل میں سچی جمہوری حکومت تھی۔ مسلمان اپنے حاکم و سردار کو خود چن لیا کرتے تھے۔ جسکو خلیفہ کہتے ہیں کچھ عرصہ تک مسلمان اس طریقہ کی پیروی کرتے رہے۔ چنانچہ خلافت کی بیعت اسی حاکم کے انتخاب کا ایک رمز اور جمہوری حکومت کا نشان ہے۔

نبی (عربی صلعم) نے یہ کہکر کہ کسی عرب کو غیر عرب پر اور غیر عرب کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں" غیر عرب آدمیوں کے لئے قبول اسلام میں آسانی پیدا کر دی اور یہ ارشاد کر کے کہ "تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے" اور جو شخص کنبہ الہی کو زیادہ نفع پہنچائے وہی خدا کا پیارا ہے" غیر مسلم اقوام کے لئے اسلامی ممالک اور حکومتوں میں بآرام زندگی بسر کرنے کا سامان کر دیا۔

نبی (عربی صلعم) نے انسان کی خانگی زندگی پر بھی گہری نظر ڈالی اور شادی بیاہ کے معاملات نسل بڑھانے اور ترکہ و میراث تقسیم کرنے کی ہدائتیں مرتب کیں اور عورت کی شان بڑھادی۔

معاملات دنیا پر نظر فرما کر لوگوں کے کاروبار اور دعووں اور قضیوں کے فیصل کرنے کے قوانین وضع کئے اور حکمرانی کے آئین بنائے۔ انھوں نے سلطنت کے مالی صیغہ کو بھی چھوڑا اور اس غرض سے بیت المال (خزانہ عامرہ) کے قوانین وضع کئے۔ علم کی طرف ان کی توجہ بہت زیادہ مبذول تھی۔ انھوں نے علم و حکمت کو مومن کا گمشدہ مال قرار دیا اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ علم ضرور طلب کریں خواہ اس کے لئے انھیں اقصائے مشرق کا سفر کرنا پڑے۔ اس ہدایت کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے علم و ہنر کی ہر شاخ سے خوشہ چینی کی اور فقر علم و کمال کا کوئی دروازہ ایسا نہیں رہنے دیا جسکو انھوں نے نہ کھولا ہو۔

مسلمانوں کے ایام عروج میں علم کو جو فروغ حاصل ہوا ہے دنیا اور دنیا کی تاریخ اس کی شاہد ہے۔ اور بس۔ پس کیا جسنے یہ تمام کام کئے ہوں وہ دنیا میں سب سے بڑا نہ ہوگا۔

سیرۃ النبی ﷺ کا ایک ورق

ایڈیٹر الحکم کا ایک لیکچر

برادران اسلام و عزیزانِ وطن! میں چاہتا ہوں۔ کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر کچھ بیان کروں۔ یہ مضمون میرے لئے جس قدر لذیذ اور دلچسپ بلکہ دل خوش کن ہے۔ اسی قدر زیادہ بحث طلب اور وسعت چاہتا ہے۔ اس تھوڑے سے وقت میں جو مجھے مل سکتا ہے۔ اس عظیم الشان کامل انسان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرۃ کا میں بہت ہی مختصر حصہ آپ کو سنا سکتا ہوں میں نہایت افسوس اور دلی رنج کے ساتھ اس امر کو ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت علمی اور عملی پہلو سے ایسی گر گئی ہے۔ کہ وہ اپنے سید و مولیٰ۔ آقا اور محبوب کے حالات زندگی تک سے ناواقف ہیں۔ اور بہت ہی تھوڑے لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک اور مطہر زندگی پر غور کن نظر کی ہو۔ اور اسے ایک قابل قدر مضمون سمجھ کر مطالعہ کیا ہو۔ اور اس سے بھی بڑھ کر افسوس ہے ان لوگوں پر جنہوں نے **تصنیفات و تالیفات** کے اہم کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ مگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو سلیس اردو میں لکھ کر اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں دے سکے۔ اس کے بعد اس کی اشاعت کی طرف بھی جہاں تک میرا خیال ہے۔ توجہ نہیں ہوئی۔ بہرحال مسلمان (الا ماشاء اللہ) اپنے محبوب و مولا آقا کے حالات زندگی سے ناواقف ہیں۔ اور یہ امر میرے جیسے مذاق کے آدمیوں کے لئے سخت رنجدہ ہے۔ خصوصاً ان ایام میں جبکہ قسم قسم کے ناپاک حملے ہو رہے ہیں۔ اس وقت بھی اور ہمیشہ ضرورت رہی ہے اور رہے گی۔ کہ مسلمانوں کے بچے۔ ان کے جوان۔ ان کے بوڑھے ان کی عورتیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی سے واقف ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ستودہ زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس رنگ میں رنگین کرنا چاہا ہے اور اسلام کی جو **غرض و غائت** ہے۔ اس کا اکمل اور اتم نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن اگر ہم آپ کے حالات سے ہی ناواقف ہیں۔ تو اس نمونہ سے کیا فائدہ اٹھا سکیں گے۔

صاحبان! اس دنیا کا جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنی مشیت سے رکھا ہے۔ نظام ہی ایسا بنایا ہے۔ کہ بغیر باہم مل کر رہنے اور صحیح تمدن کے اس کا کارخانہ بارونق نہیں ہو سکتا۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا۔ کہ جنگلی جانوروں کی طرح ہماری فطرت بھی ایسی ہی بنا دیتا۔ کہ ہر ایک کا سود و زیاں اس کی اپنی ہی ذات سے وابستہ ہوتا۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ حیوانات کی ضرورتیں ان کے پیٹ اور شرمگاہ سے آگے نہیں جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انہیں تمدن کی ضرورت نہیں۔ انسان کا باہم مل کر رہنا اور متمدن ہستی ہونا ہی اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اس کی خواہشوں اور تقاضوں کی کوئی حد بست نہیں ہے۔ فی الحقیقت یہی ایک ہستی ہے جس کی خواہشوں کا حلقہ مرئی اور مشہود چیزوں سے بہت آگے نکل گیا ہوا ہے۔ اور یہ ہمیشہ ان دیکھی خواہشوں اور غیب کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ کہ انسان مل کر رہیں۔ اور اس کا نام ہی انسان رکھا۔ جس کے معنے ہیں۔ دو **محبتوں** کا مجموعہ۔ ایک محبت اپنے **خالق** کے ساتھ اور دوسری اپنی **نوع** کے ساتھ۔ اسی **فطرت** کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مذہب **اسلام** کو پسند کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔

اور **اسلام** کی حقیقت کیا ہے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہ انسان قربانی کی طرح اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے رکھ دے اور اس کے وجود کے تمام ذرے اور نفس کی تمام قوتیں اسی کام میں لگ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ایک **وقف تام** اختیار کرے۔ ایک طرف یہ وقف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم پائی جاوے۔ اور دوسری طرف اس کی مخلوق کے لئے جس میں شفقت علی خلق اللہ ہو۔ غرض **انسان** مختلف اخلاق اور طبیعتیں رکھتا ہوا بھی ایک **متمدن ہستی** بنایا گیا ہے اور باہم مل کر رہتا ہے اور رہنا چاہتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں باہم متخالف طبائع کی وجہ سے **فساد** کا ہو جانا بھی ممکن نہیں ضروری تھا۔ اس لئے اس انتظام کو درست رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ایسے **نفوس قدسیہ** ارسال کئے ہیں۔ جن کا ایک حصہ اوپر سے تعلق رکھتا ہے اور ایک حصہ نیچے سے یعنی وہ خدا اور انسان میں بطور واسطہ ہوتے ہیں۔ اور وہ اس قسم کے انسان ہوتے ہیں جن کی فطرت نے کچھ حصہ صفات لاہوتی سے لیا ہو۔ اور کچھ حصہ صفات ناسوتی سے۔ تا باعث **لاہوتی** مناسبت کے خدا سے فیض حاصل کریں۔ اور بباعث **ناسوتی** مناسبت کے اس فیض کو جو اوپر سے لیا ہے نیچے کو یعنی بنی نوع کو پہنچا دیں۔ اس مقام پر **لاہوتی** اور **ناسوتی** اصطلاحوں کی کسی قدر **تشریح** کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ میں اس موقعہ پر **تصوف** کے اسرار بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اور نہ اس کو میں سے میں واقف۔ اس لئے جو کچھ میں نے اپنے اس مرحلہ اور مقام کے متعلق اپنے مرشد و آقا سے سمجھا ہے اور جو عام فہم ہے۔ اسے ہی بیان کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

انسان اپنی طبعی حالت میں سلوک کی پہلی منزل پر ہوتا ہے اور کھاتا ہے پیتا ہے چلتا ہے۔ سو اسی حالت میں ہوتا ہے۔ کہ ناگاہ حضرت باری کی نظر اس پر پڑتی ہے۔ اور وہ ایک **جذبہ قویہ** کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور ایک **واعظ باطنی** اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ مجذوب بھی کہلاتا ہے۔ اور **لاہوتی** حالت سالک کی انتہائی حالت ہوتی ہے۔ اس میں صرف یہی نہیں۔ کہ وہ اپنے ہوا و ہوس سے خلاصی پا لیتا ہے۔ بلکہ بکلی اپنی ہوا و ہوس اور تیز اپنے ارادہ سے محو ہو جاتا ہے۔ تب انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے۔ جیسا مردہ بدست زندہ۔ اور **الوہیت** اس فانی پر اپنی **تجلیات تامہ** ڈالتی ہے۔ اور ارادات ربانی علی وجہ البصیرۃ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صاحب علم صحیح ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ابتلا اور آزمائش سے باہر آ جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ملائک سے بھی برتر ہے۔ بلکہ وہ ملائکہ کا بھی **مسجود** ہو جاتا ہے۔ یہ اعلیٰ مقام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہوا ہے۔ اور قرآن مجید ان ہر دو مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ **قل انما انا بشر مثلکم**۔ کہہ دو۔ میں تمہارے جیسا ایک بشر ہوں۔ یہ اسی **ناسوتی** تعلق اور مناسبت کا ذکر ہے اور پھر فرمایا یوحی الیّ۔ یہ اس **لاہوتی** مقام کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں کامل بصیرۃ اور کامل **صلاحیت** عطا ہوتی ہے اور وجود بشری بالکل اٹھ جاتا ہے۔ اور کوئی حجاب اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان حائل نہیں رہتا۔ اور اس حالت میں **معرفت** کامل ہوتی ہے اور عارف کا اکل و شرب اور ہر ایک ما بہ الاحتظاظ اس کے شعور اور ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک پودے کی طرح بے حس و حرکت ہوتا ہے۔ مالک خود اس کی **آبپاشی** اور نگہداشت کرتا ہے۔ اس کو اس طرف خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کھاؤں گا اور کیا پیوں گا۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ کو اس ... وجود کا جو **الٰہی محبت** کے سخت جذبہ سے ... نفع و نقصان کے ... سے کھویا گیا ہے۔ آپ ... یہاں تک کہ اس کے دوستوں کا آپ دوست اور اس کے دشمنوں کا آپ دشمن بن جاتا ہے۔ غرض اس کے سب کاموں کو آپ سنبھالتا ہے۔ اور آپ اس کی نگہداشت اور تربیت فرماتا ہے۔

اور جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو یہ **مقام** جو قرب الٰہی کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ حاصل ہوا ہے اور چونکہ مقام **شفاعت** یہی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی حقیقی **شفیع** ہیں۔ غرض وہ **نفوس قدسیہ** جو انسان اور خدا میں واسطہ ہوتے ہیں۔ ان کو دو تعلق عطا کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی **محبت تامہ** کی وجہ سے اس فیض کو کھینچنے اور پھر مخلوق کی **محبت تامہ** کی وجہ سے وہ فیض ان تک پہنچانے۔

اسی مقام کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے **دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ**۔ یعنے یہ رسول خدا کی طرف چڑھا۔ اور جہاں تک امکان میں ہے۔ خدا تعالیٰ سے نزدیک ہوا اور قرب سے تمام کمالات کو طے کیا۔ اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا۔ اور پھر ناسوتی مقام کی طرف رجوع کیا۔ یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا اور بشریت کے پاک **لوازم** یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور محبت سے جو **ناسوتی کمال** کہلاتا ہے پورا حصہ لیا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کی محبت میں ایک طرف کمال تام تک پہنچا۔ پس چونکہ وہ کامل طور پر خدا سے قریب ہوا۔ اور پھر کامل طور پر نوع انسان سے قریب ہوا۔ اس لئے دونوں طرف سے مساوی قرب کی وجہ سے ایسا ہو گیا۔ جیسے دو قوسوں میں ایک **خط یعنے وتر** ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ کمال محبت اور ارتباط اور **فنا فی اللہ** ہی کا جذبہ تھا۔ جو آپ کے لئے قرآن مجید فرماتا ہے۔

ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ

اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ شدید محبت اور مناسبت تھی جو آپ کے منہ سے نکلتا ہے۔ انما انا بشر مثلکم۔ مختصر یہ کہ ان لوگوں میں (جو انسان اور خدا کے درمیان بطور واسطہ

ہوتے ہیں۔ اور جو نوع انسان کے تزکیہ اور اصلاح کے لئے مامور ہو کر آتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بلند مقام اور مرتبہ پر ہیں۔ اور یہی وہ سر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت و رسالت ختم ہو گئے۔ اور نہ صرف نبوت و رسالت کے کمالات بلکہ کامل انسانیت بھی آپ ہی کی ذات والا صفات پر ختم ہو گئی۔ میں اسی کامل انسان کامل مزکی معلم کی سیرۃ کی چند باتیں تمہیں سنانا چاہتا ہوں۔ اور میری غرض اس سے یہ ہے۔ تا ہم میں اپنے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی معلوم کرنے کا جوش اور جذبہ پیدا ہو۔ اور پھر اس جوش سے ہم آپ کی کامل اتباع کی کوشش کریں۔ صاحبان! مجھے قرآن مجید کے ساتھ ایک خاص محبت ہے۔ اور میں اس امر کو تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے سمجھنے کا ایک ذوق سلیم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے والحمد للہ علی ذالک۔ اس لئے میں اپنے اس بیان کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے متعلق ہے۔ قرآن کریم سے ہی مبرہن کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے اس مضمون کے شروع میں کہا ہے۔ کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر حرکت و سکون آپ کا ہر قول و فعل پیارا ہے لئے نہیں نہیں کل نوع انسان کے لئے ایک کامل اور عمدہ نمونہ ہے۔ جس سے بہتر اور ممکن ہی نہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا ایک ورق اور ایک واقعہ بھی ہمارے ہاتھ میں نہ ہوتا اور فقط اتنا ہی حصہ ایک آیت کا دنیا میں موجود ہوتا۔ تب بھی آپ کی سیرۃ کمال خوبصورتی کے ساتھ دنیا میں پیش ہو سکتی تھی۔ کیونکہ فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے الفاظ میں جو خوبصورتی اور مضمون بھر دیا گیا ہے۔ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ کہ اس وقت پوری وضاحت سے اس کو بیان کر سکوں اس سے پایا جاتا ہے کہ جس قدر آداب اخلاق کی کمالیں حقوق و فرائض کے قوانین دنیا کی متمدن قوموں سے ... قیامت تک ضرورت وقت کے لحاظ سے لکھی جائیں گی۔ نیکی و ... کے تمام پہلوؤں پر حاوی اور جامع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ملیگا اور اس سے بہتر کبھی کوئی ہدایت نہ مل سکیگی۔

یہ معمولی بات نہیں۔ معمولی دعوٰی نہیں۔ جو ہر شخص کے منہ سے نکل سکے اور ہر شخص کے لئے کیا جا سکے۔ تیرہ سو سے زائد سال سے یہ تحدی خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں موجود ہے۔ زمانہ نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ تہذیب و شائستگی کا زمانہ اس زمانہ کا نام رکھا جاتا ہے (اگرچہ میری ذاتی رائے یہ ہے۔ کہ جاہلیت کی طرف زمانہ آگیا ہے) لیکن ابھی تک کوئی ایسی بات جو اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور انسانی کمال اور روحانی ترقی کی ہمارے سامنے نہیں آئی۔ جس کی نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل میں نہ ملتی ہو۔

یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا آئینہ ہے۔ اور اس کی وقعت اور عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ ہدایت کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں کھینچا گیا تھا۔ یا آپ کسی خاص بدی یا برائی کی اصلاح کے لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے قرآن مجید سے اور کتب سابقہ کے مطالعہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سے پہلے جسقدر نبی آئے تھے۔ وہ کسی خاص قوم اور ملک کے لئے آتے تھے۔ اور بعض خاص خاص برائیوں کی اصلاح کے لئے آئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ ہدایت بہت وسیع ہے۔ آپ کے لئے جو ماموریت کا پروانہ نازل ہوتا ہے۔ وہ

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

کے الفاظ اپنے اندر رکھتا ہے کہنے کو تو یہ چند لفظ ہیں اور ایک اندھا حقائق سے ناآشنا محض کہہ سکتا ہے کہ معمولی بات ہے مگر جو دل رکھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے اور جو کان رکھتا ہے۔ وہ سنتا ہے۔ اور جو آنکھیں رکھتا ہے وہ دیکھتا ہے۔ کہ یہ معمولی الفاظ نہیں ... معمولی الفاظ تھے یا ہو سکتے ہیں تو بتاؤ موسیٰ ابن عمران علیہ الصلوۃ والسلام یا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کیوں یہی لفظ نہیں بولتے۔ کیوں ایک اولاد اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے رستگاری دینا اپنا مشن قرار دیتا ہے۔ اور دوسرا اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش اپنا کام بتاتا ہے؟ اس کی جڑ یہی ہے۔ کہ جس کو یہ قوت۔ یہ طاقت اور منصب نہیں ملا۔ وہ کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نوع انسان کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں۔ اس لئے بڑی جرات اور دلیری کے ساتھ یہ کہتا ہوں۔ کہ کسی نبی کو یہ قوت اور یہ طاقت ... نہیں ملا۔ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اس مشن اور رسالت کا بار گراں اٹھانے والا ایک ہی وجود تھا۔ جس کے دل و دماغ میں ... کے موافق قوت اور طاقت ... عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ قرآن مجید میں دو عظیم الشان نبیوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک کا نام موسیٰ علیہ السلام اور دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ موسیٰ ابن عمران دعا کرتے ہیں رب اشرح لی صدری ... کھولا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ... میں ذکر ہوا۔ الم نشرح لک صدرک۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہم نے تیرے سینہ کو کھول دیا ہے۔ موسیٰ کو دعا کی ضرورت تھی اس لئے کہ وہ عظیم الشان مشن پر مامور ہو کر نہ آئے تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت کے ساتھ ہی آپ کو وہ دل و دماغ اور وہ قوتیں اور طاقتیں عطا کی تھیں۔ جو کسی انسان کو دنیا میں کبھی نہیں ملی ہیں۔ اور نہ مل سکتی ہیں۔ یہ داد الٰہی ہے۔ جس کے دل و دماغ میں چاہے۔ اس قسم کی طاقتیں رکھدے۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اس امانت حقہ کا اصل حامل کون ہے؟ ہر ایک کا کام نہیں کہ اس راز کو سمجھ سکے۔ اور ہر ایک کے منہ میں ایسی زبان نہیں۔ جو انی رسول اللہ الیکم جمیعا کا دعوٰی کر سکے؟ یہ صرف ایک ہی شخص کا کام تھا۔ جو جائز اور بجا طور پر محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک نام بھی آپ کی سیرۃ کے معلوم کرنے کی ایک کلید ہے۔ دنیا میں بہت سے لوگ اپنے بچوں اور عزیزوں کے عجیب عجیب معنی خیز نام رکھتے ہیں۔ مگر فی الحقیقت اس نام والے میں وہی کیفیت پیدا ہو جانا یہ آسان امر نہیں۔ بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہو سکتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کا محمد ہونا تو ایک اعجاز ہے۔ جس کو آنکھ کے اندھے اور حسن کا انشناس ... والے سمجھ بھی نہیں سکتے۔ محمد کے معنے ہیں بہت ہی تعریف کیا گیا۔ دنیا میں یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جس قدر کوئی قابل تعریف کام کرتا ہے۔ اسی قدر اس کی تعریف ہوتی ہے۔ پہلے نبی خاص قوموں اور خاص وقتوں کے لئے آتے تھے اور ان کی ذات سے کوئی عظیم الشان اصلاح وابستہ نہ ہوتی تھی۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح عظیم الشان اصلاح تھی۔ اور اسی لئے آپ ہی اس نام مبارک کے مستحق تھے۔ چونکہ اس وقت دنیا سے خدائے قدوس کی عبادت اور توحید گم ہو چکی تھی۔ اور دنیا کے ہر حصہ کی حالت بگڑ گئی تھی۔ اس لئے حمد الٰہی کو دنیا میں قائم کرنے والا ہی جائز حق رکھتا تھا۔ کہ وہ محمد کہلائے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ اور دنیا کی تاریخ اس امر کی موید ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تاریکی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اور آپ نے ایک خارستان میں قدم رکھا تھا۔ ہم احمدی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاوے۔ اور کل نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مبعوث ہو چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور اصلاح کرنا چاہتے۔ جو حضرت خاتم الانبیاء کے ذریعہ ہوئی۔ تو ہرگز نہ کر سکتے۔ اس لئے کہ انہیں وہ دل اور وہ قوت نہ ملی تھی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی۔ ہم تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت اور تکریم اور ان پر ایمان لانا اپنا فرض یقین کرتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل انبیاء علیہم السلام کا سرتاج اور امام ماننا ہی ایمان سمجھتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو ہمارے ایمان کا جزو اعظم اور ہمارے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ میرے دوستو! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کا علم ہو۔ اور یہ معلوم ہو۔ کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ اور آپ نے آکر کیا تغیر کر دیا۔ تو انسان وجد میں آکر اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم کہہ اٹھتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہیں۔ کہ نبی کریم نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی۔ جو آپ ہی کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنو صلو علیہ وسلمو تسلیما۔

صاحبان! یہ غور کرنے کا مقام ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا پتہ لگتا ہے۔ مجھے ہمیشہ ان نادانوں پر افسوس ہوا کرتا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کا مقابلہ ایسے لوگوں سے کرتے ہیں۔ جو ابنجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی پوزیشن رکھتے ہی نہیں۔

جو دعوٰی سورۃ اعراف (؟) نے کیا کہ میں نوع انسان کا رسول ہوں۔ یہ کسی دوسرے کی زبان سے نہیں نکل سکا۔ ایسے شخص کی اولوالعزمی اور ہمت اور بلند نظری پر غور تو کرو۔ کہ وہ کس قدر زبردست اور کامل قوی کا مالک ہو گا۔ جو مختلف قوموں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا جن میں مختلف طبیعت۔ مختلف عمروں۔ مختلف ملکوں

اور مختلف قویٰ اور مختلف خیال کے لوگ داخل ہیں۔ اُن کے لئے ایک ہی ہدایت نامہ دینا جو یکساں مفید اور مؤثر ہو۔ کیا آسان ہو سکتا ہے؟

اور پھر سب کی تربیت کر کے دکھا دینا اور تربیت بھی جسمانی نہیں روحانی تربیت خداشناسی اور معرفت کی باریک سے باریک باتوں اور اسرار سے پورا واقف بنا دینا اور نری تعلیم ہی نہیں۔ بلکہ عامل بنا کر دکھا دینا۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ دُنیوی اغراض و مقاصد کے لئے لوگ جمع ہو سکتے ہیں۔ مگر ہمیں اس کی نظیر بتاؤ کہ محض اللہ کے لئے۔ پھر ایسے وقت میں کہ اللہ تعالیٰ کے جلالی نام سے دُنیا ناواقف ہو۔ اور اس کا اقرار کرنا لاکھوں بلاؤں کو برسر لینا ہو۔ کیونکہ آپؐ یہ پیغام دُنیا کی اس عزیزہ جو قوم کو دیتے ہیں۔ جو قتل و غارت میں عدیم المثل ہو۔ اور پیغام دینے والا اُن کی محبوب ترین چیز مذہب کو اُن کے ہاتھ سے لیتا ہو۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان جذب نہ ہو۔ کہ بے اختیار لوگ کھنچے چلے آئیں۔ اور تمام تکالیف اور مصائب اپنے اندر ایک لذت نہ پیدا کر لیں۔ ہو نہیں سکتا۔ اب اس اصل کو مدنظر رکھکر تھوڑی دیر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت پر غور کرو۔ اور آپؐ نے جو جماعت اس حالت میں تیار کی۔ اُن کے حالات پر نظر کر جاؤ۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ فی الحقیقت آپ ہی اس قابل تھے کہ محمدؐ کہلاتے۔

مَیں آپ کو حضور کی کس کس اعجازی زندگی کا نقشہ کھینچکر دکھاؤں۔ میرے دوستو! آپ کی ہر حرکت اور ہر ادا ایک نور اپنے اندر رکھتی ہے۔ جن کے ذریعہ ہم ہزارہا قسم کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکل آتے ہیں۔ مگر آہ! ہم اسے دیکھیں بھی۔

مَیں بڑی دلیری سے اس مجمع عام میں کہتا ہوں۔ کہ آپؐ کے صدق نبوّت پر سب سے بڑا نشان آپ کی زندگی ہے۔ آپؐ کی زندگی کے دو پہلو تھے۔ جلالی اور جمالی۔ اور اسی وجہ سے آپؐ کے دو نام تھے۔ محمدؐ اور احمدؐ۔ ان دونوں ناموں میں دو کمال جُدا جُدا ہیں۔ محمدؐ جلالی نام ہے اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا۔ اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے۔ کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ اور احمدؐ اپنے اندر عاشقانہ شان رکھتا ہے۔ کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے۔ اور وہ اپنے محبوب و معشوق کی تعریف کرتا رہتا ہے۔ اس لئے جیسے محمدؐ محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح پر احمدؐ عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں سِرّ یہ تھا۔ کہ آپ کی زندگی کی تقسیم دو حصّوں پر مقدر تھی۔ ایک مکّی زندگی جو تیرہ سال کی بعد بعثت کی ہے۔ دوسری مدنی زندگی۔ جو دس سال کی ہے۔ مکّی زندگی میں اسم احمدؐ کی تجلّی تھی۔ اس وقت آپؐ کا کام دن رات اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری و بکا اور استعانت اور دعا میں گذرتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپؐ کی بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو۔ تو اُسے معلوم ہو جائے۔ کہ جو تضرّع و زاری آپؐ نے اس مکّی زندگی میں کی ہے۔ وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔ پھر آنحضرتؐ کی تضرّع اپنے لئے نہ تھی۔ بلکہ یہ تضرّع دُنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا چونکہ نام و نشان مٹ چکا تھا۔ اور آپؐ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ ہی پر ایمان رکھکر ایک لذت اور سرور آچکا تھا اور فطرتاً دُنیا کو اسی لذت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے دُنیا کی اس حالت پر گریہ و بکا تھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا۔ کہ آپؐ کی جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف قرآن مجید نے اشارۃً فرمایا۔

لعلّک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین

یہ آپؐ کی متضرعانہ زندگی تھی۔ اور اسم احمدؐ کا ظہور تھا۔ اس وقت آپؐ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی میں ہوا۔ جبکہ اسم محمدؐ کی تجلّی ہوئی گرہوئی جیسا کہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے۔

استفتحوا وخاب کل جبار عنید

مکّی زندگی میں آپؐ پر کس کس قسم کے مظالم روا رکھے گئے یہ داستان نہایت دردناک اور تیرہ برس کے مصائب کی لمبی داستان ہے۔ مگر یہ زمانہ مصائب اور مشکلات کا ان آئندہ فتوحات اور ترقیوں کے لئے بطور کلید تھا

القصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر غور کرنے کے لئے آپؐ کے نام سے بھی استدلال ہوتا ہے۔ پھر اس عظیم الشان دعویٰ کی صداقت جو نوع انسان کی طرف مامور ہو کر آنے کا ہے۔ پھر ان امور کی وضاحت اس حالت سے ہوتی ہے۔ جب آپ کی بعثت ہوئی۔ ایک شخص ایک ایسے طبقہ اور حلقہ میں رہ کر جہاں اس کے جذبات کو اپیل نہیں ہو سکتا۔ جہاں کی صحبت اور سوسائٹی اعلیٰ درجہ کی ہو۔ ایک حد تک نیک اور خوش اطوار ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک شخص اس قوم میں پیدا ہوتا ہے۔ جو اپنی ہر قسم کی صرف بدکاریوں اور خطاکاریوں میں بڑھی ہوئی تھی۔ جن کے ہاں کوئی گناہ گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ کوئی شریعت اور ہدایت ان کے پاس نہیں ہے۔ اُن میں وہ اپنی زندگی کا ایک زمانہ گذارتا ہے۔ اور وہ زمانہ نہایت اعلیٰ درجہ کا قابل قدر اور قابل نمونہ ہے۔

میرے دوستو! مَیں ایک امر کی طرف تمہاری توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ دُنیا میں جسقدر ہادی اور رہنما گذرے ہیں۔ اُن میں اور ہمارے نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاں اور عظیم الشان امتیاز اور فرق ہے۔ وہاں ایک بات ایسی عجیب ہے۔ کہ جس طرح پر آپؐ کے سوانح محفوظ چلے آتے ہیں۔ کسی دوسرے کے نہیں ملیں گے۔ اور علاوہ بریں اخلاق کی تکمیل کے لئے جس قدر قوتیں اور شعبے انسان کو دیئے گئے ہیں۔ ان سب کا عملی نمونہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پایا جاتا ہے۔ کسی دوسرے کی زندگی میں وہ اس مکمل رنگ میں نہیں ملے گا۔

مَیں اس امر کے مان لینے کے لئے تیار ہوں۔ کہ اگر ان ہادیوں اور رہنماؤں کو وہ اسباب اور مواقع ملتے تو کچھ شک نہیں ہو سکتا تھا۔ ان سے بھی اخلاق کا ویسا ہی صدور ہوتا۔ مگر مَیں کیا کروں۔ تاریخ اس امر کے بیان کرنے سے عاری ہے اور پتہ نہیں دیتی کہ فی الواقعہ ان سے ایسے اخلاق کا صدور ہوا بھی یا نہیں؟ بالقوۃ ایک امر کا ہونا امر دیگر ہے اور بالفعل اس کا صدور ہونا شئے دیگر۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کیسے عظیم الشان فخر اور فضل کی بات ہے۔ کہ آپؐ کو ایسے تمام اسباب میسر آئے کہ تمام انسانی کمالات اور اخلاق کا صدور آپؐ سے ہوا بر خلاف دوسرے رہنماؤں کے۔ اور پھر یہ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ آپؐ کے تمام واقعات زندگی ہم تک محفوظ چلے آتے ہیں۔ برخلاف دوسرے نبیوں اور پیغمبروں اور راستبازوں کے کہ ان کے حالات محفوظ نہیں۔ بلکہ ہم یہ فخر سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا ان پر احسان نہ ہوتا۔ تو بعض کے حالات زندگی تو ایسے ملتے ہیں کہ شائد دُنیا کو ان کی نبوّت تو ایک طرف ان کو اعلیٰ درجہ کا نیک انسان ماننے میں بھی تامل ہوتا۔ مثال کے طور پر مَیں حضرت مسیح علیہ السلام ہی کا نام لیتا ہوں۔ اگر قرآن مجید آپ کی تطہیر نہ کرتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کی نبوت کی تصدیق نہ ہوتی۔ تو موجودہ اناجیل کے ذریعہ تو کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ غرض ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی اپنے اندر ایک اعجازی طاقت رکھتے ہیں۔ اور انہیں رکھنا بھی چاہئے تھا۔ اس لئے کہ آپؐ کل دُنیا کے لئے اور ہمیشہ کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے۔ اور پھر آپؐ ہی کے لئے فرمایا گیا تھا۔ کہ آپؐ ایک بہترین نمونہ ہیں اگر آپؐ کے سوانح محفوظ نہ ہوتے تو نمونہ کیسے ہو سکتے۔ اور جبکہ آپؐ کے آنے کی غرض و غایت یہ تھی۔ کہ دُنیا پر اس خدا کا جلال ظاہر کریں۔ جو مخلوق کی نظروں اور دلوں سے پوشیدہ ہو چکا تھا اور اس کی جگہ باطل اور بیہودہ معبودوں بتوں اور پتھروں نے لے لی تھی اور گولڈن انڈیا کے رہنے والے جو نا معلوم کروڑوں برس سے مدعی ہیں کہ گیان کی لہروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اور اب اس زمانہ میں توحید کے مدعی بنتے ہیں۔ اس وقت وہ ایسی ذلیل حالت میں پہنچ چکے تھے۔ کہ کہیں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے پجاری تھے۔ بلکہ وہ کچھ ایسی بیہودہ حالت میں گرے ہوئے تھے۔ کہ انسانی شرمگاہ بھی پوجا رہی تھی۔ اور اب تک ... لنگ اور بھگ کی پوجا ہوتی ہے۔ انسانی شرمگاہوں کو معبود بنا لینے والی قوم کے اخلاق اور حالت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ یوں برا منانا تو امر دیگر ہے۔ مگر ایسی مکروہ حالت میں گری ہوئی قوم دُنیا کو گیان دینے کی مدعی ہو سکتی ہے۔ یہ فیصلہ ... خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ اس وقت اور اس کے بعد بھی کسی جدید گیان اور الہام کی مدعی نہ ہو۔

یہ امر بطور جملہ معترضہ کے آگیا۔ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ چونکہ اس وقت حالت بگڑی ہوئی تھی۔ اس کی اصلاح کی لئے ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالی اور جمالی زندگی کا نمونہ دکھاتا پس آپ کو کامل نمونہ بنا کر بھیجا گیا۔ اس لئے جہاں آپؐ کو اسوۂ حسنہ فرمایا۔ دوسری جگہ یہ حکم دیا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم
یعنی ان کو کہدو۔ کہ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔

اور تمہارے گناہ بخش دیئے جاویں یعنے گناہ آلود زندگی پر موت واقع نہ ہو جاوے۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ اس غور کا مقام ہے۔ کہ یہ آئت آپؐ کی اعلیٰ درجہ کی مطہر زندگی کے لئے کیسی زبردست دلیل ہے۔ اگر آپؐ کا نمونہ کامل نہیں تھا تو پھر یہ حکم کیسے مل سکتا ہے ہاں ایک ناواقف شخص کہہ سکتا ہے کہ خود ہی دے لیا۔ لیکن جب ہم تاریخی واقعات پیش کرتے ہیں۔ کہ کس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متبع قوم کی کایا پلٹ دی اور اللہ تعالیٰ کے حضور عبداللہ بنا کر پیش کر دیا۔ تو یہ دعویٰ خیالی نہیں رہ جاتا۔ بلکہ ایک فیکٹ اور ٹروتھ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

اس آئت سے ایک اور عجیب بات بھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنی کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت و مشقت اور جپ تپ اور مجاہدہ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ انوار و برکات الہیہ کسی شخص پر نازل نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا اور گم نہ ہو۔ میں بلا خوف لومۃ لائم یہ کہنے کو تیار ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح پر اپنی جماعت کو سلوک کی منزلیں طے کرائیں اور تمام مدارج طے کرا کر آخر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کے مقام پر انہیں جا کھڑا کیا۔ وہی طریق بابرکت اور مفید ہو سکتا ہے۔ اسے چھوڑ کر اگر کوئی اور امر اختراع کر لیا جاوے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے ممکن ہے کہ انفرادی طور پر کسی کے لئے مفید ہو۔ مگر وہ بطور اصل اور امہات کے نہیں ہو سکتا۔ میں بعض کے اس بیان سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ کہ قرآن مجید سے ہر استنباط کرنے والا انسان حق پر ہو سکتا ہے؟ گویا قرآن کریم کیا ہوا؟ معاذ اللہ! ایک موم کی ناک ہوا۔ جس نے جدھر چاہا پھیر لیا وہ قول فصل ہے وہ نور ہے وہ ہدائت ہے۔ وہ شفا اور رحمت ہے۔ وہ حکم ہے اختلاف مٹانے کو آیا ہے۔ اس سے اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔ جو لوگ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں۔ وہ غلطی کھاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ سچ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی امور اصلاح کے لئے ایسے بھی رکھے ہوں کہ جو کسی خاص شخص کو بتا دیئے ہوں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ شریعت کا اتنا ہی کام ہے۔ کہ وہ بیرونی اصلاح کرے۔ میں اس کو قرآن مجید کے خلاف پاتا ہوں۔ قرآن مجید نے جو یگانہ فخر اسلام کو دیا ہے اور جسے ہم دوسری قوموں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ یہی ہے کہ اس نے ایسی شریعت ہمیں عطا کی ہے۔ جو تزکیہ نفوس کرتی ہے۔ قرآن مجید وحشیوں کو انسان اور انسانوں سے با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بناتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ اور لائف میں ادنیٰ سے ادنیٰ واقعات بھی محفوظ پاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک معمولی اور طبعی فعل کے وقت بھی ایک ہدائت دیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص پاخانے جاتا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دُعا پڑھو۔ اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث کیا کسی ہادی اور رہنما کی تعلیم میں یہ بات مل سکتی ہے۔ ایک ظاہر بین انسان رموز شریعت پر غور نہ کرنے والا انسان شائد اس کو ہنسی میں اُڑا دے اور کہے یہ کیا بچوں یا اوہام پرستوں کی سی باتیں ہیں۔ مگر سُنو! اس کی تہ میں وہ فلسفہ ہے۔ جو کسی انسان کو نہیں دیا گیا۔ بجز اس کے جو اعلیٰ درجہ کے مقام تزکیہ نفس پر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انسان کے اندر پاخانہ کے خارج کرنے کے لئے ایک طبعی جذبہ ہے۔ اور وہ ایک گندگی ہے۔ ایسے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدائت فرماتے ہیں۔ کہ اے اللہ جس طرح پر گندگی کے دور کرنے کے میرے اندر ایک جوش اور جذبہ رکھ دیا ہے۔ اسی طرح پر تمام قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں کو جو روحانی کثافت کا موجب ہوتی ہیں۔ دور کر دے۔ اسی طرح ہر موقع پر آپ نے کوئی نہ کوئی روحانی تعلیم دی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپؐ کے نقش قدم پر چلنا ہی اللہ تعالیٰ کے قرب اور حصول محبت کا ذریعہ ہے۔ جو شخص آپؐ کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپؐ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وار کر لے۔ اس کو وہ نور ایمان محبت اور عشق دیا جاتا ہے۔ جو غیر اللہ سے رہائی دلا دیتا ہے اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہو جاتا ہے اسی دُنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے اور نفسانی جوش و جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے نکل آتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی یعنے میں وہ مُردوں کو اُٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اُٹھائے جاتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ وہ علوم جو مدار نجات ہیں۔ یقینی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ جو بتوسط روح القدس انسان کو ملتی ہے۔ اور قرآن شریف کی یہ آئت پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ وہ حیات روحانی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے۔ پس اس آئت سے بھی آپؐ کی اعلیٰ درجہ کی مطہر زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔ پھر آپؐ کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی پر وہ آئت دلیل ہے۔ جو آپؐ نے بطور تحدی پیش کی وقد لبثت فیکم عمرا فلا تعقلون یعنی تم میں میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ گذارا ہے۔ تم کیوں نہیں سوچتے۔ کسی غیر ملک غیر قوم اور بے حس قوم کے سامنے کوئی شخص ممکن ہے۔ کہ اس قسم کا دعویٰ کرے اور خاموش رہے۔ مگر عربوں کی قوم جنھوں نے حریت اور بہادری کی آب و ہوا میں پرورش پائی ہو۔ ایک ایسا مدعی دعویٰ کرے۔ جو ان کے مذہب کو پاش پاش کرنے والا ہو۔ مگر پھر بھی وہ خاموش رہیں۔ اور کوئی الزام آپؐ پر نہ رکھ سکیں۔ یہ زبردست شہادت ہے۔ جس کا جواب کوئی مادہ پرست انسان کبھی نہیں دے سکتا۔

غرض اس طرح پر قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں۔ بلکہ قرآن مجید آپ کی سیرۃ کا آئینہ ہے۔ جیسا کہ آپؐ کے حالات کی محرم اور واقف حضرت صدیقہ عارفہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی اس کی تصدیق کرتا ہے وکان خلقہ القرآن۔

قرآن کریم کی تعلیم اور ہدائت پر آپؐ نے عمل کر کے دکھا دیا۔ اور اسی لئے فی الحقیقت آپؐ کے اخلاق اور سیرۃ کے لئے قرآن مجید سے بہتر کوئی آئینہ نہیں ہے۔

برادران میں نے شروع میں کہا تھا۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک متمدن ہستی بنایا ہے اور انسان اور خدا کے درمیان انبیا علیہم السلام بطور واسطہ ہوتے ہیں جن کے پاک نمونے سے ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو صلحکاری پھیلاتے ہیں اور اتباع حق سے ہنگامہ ہستی کی رونق ہوتے ہیں۔ یہ پاک لوگ جب خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو ایسے دُنیا سے منقطع اور متبتل ہوتے ہیں۔ گویا اس جہان سے قطعاً مر گئے ہیں۔

چنانچہ اسرار نبوت کی ایک ہی رازدان عورت صدیقہ طاہرہ کہتی ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی حالت کبھی وارد ہو جاتی تھی۔ کہ اس وقت مجھے نہیں پہچانتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبتل تام کی حقیقت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جس پر کج فہم اور حقیقت سے ناآشنا لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد پڑھا کرتے تھے اور بعض اوقات حضرت عائشہ آپؐ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھیں۔ میں اس کے باریک اسرار پر بحث نہیں کرتا۔ مگر آپ کو اور ایسے معترضین کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ یہی وہ اعلیٰ درجہ کا مقام تھا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اخلاص اور اپنے قویٰ پر پوری حکومت ایک طرف اور خدا تعالیٰ میں محویت اور فنا دوسری طرف ثابت ہوتی ہے۔ ظالم طبع معترض اس واقعہ کو آپؐ کی شہوت پرستی پر محمول کرتا ہے۔ مگر انصاف شرط ہے کہ وہ شخص جو تاریک رات کی سنسان گھڑیوں میں اُٹھتا ہے۔ اور ایسے وقت کہ کوئی اس کے متبعین میں سے اس کو دیکھتا نہیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کیا وہ معمولی انسان ہو سکتا ہے؟ کسی ریفارمر کی زندگی میں ایسی مثال پیش کر سکتے ہو جب تک اعلیٰ درجہ کی طہارت اور تزکیہ نفس اُسے حاصل نہ ہو۔ اور وہ بالکل باخدا اور مخلص اور مقام صدق پر نہ کھڑا ہو۔ ایسے وقت میں عبادت کے لئے کھڑا ہونا کیونکر ہو سکتا ہے۔ پھر اتنی ہی بات نہیں۔ جوان اور محبوب بیوی پاس ہو۔ اور وہ اس کے حضور قلب اور توجہ الی اللہ میں ذرا بھی مخل نہ ہو سکے یہ اعلیٰ درجہ کی روحانیت اور خداپرستی کی دلیل ہے۔ یا شہوت پرستی کی۔ مگر افسوس کہ ان عقل کے اندھوں کو یہ کمالات دکھائے کس طرح جائیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی حقیقی تمدن کا نمونہ ہے۔ اور آپؐ کا چال چلن سچی تہذیب اور اس جہان کی روشنی ہے۔

پس سنو! ہماری اصطلاح میں معاشرت۔ تمدن۔ سیاست وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ اور آپؐ کی

غرض وغایت ہی یہی تھی کہ تمدن اعلیٰ درجہ پر پہنچ جاوے حضور سرورِ عالم کی زندگی کامل انسان بننے کے لئے کافی سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور درحقیقت کوئی انسان ایسا نہیں ہوا۔ جس کی زندگی سے تمام انسانی ضروریات کے تمام شعبے تربیت پاسکیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کے واقعات کو سب سے زیادہ صاف اور روشن اور اکمل طور پر جہان میں رکھا ہے جہاں تک کہ آپؐ کے کھانے پینے۔ ضروری حاجات اور بیویوں تک سے معاشرت کے معاملات سب کے سب محفوظ ہیں۔ کسی ہادی کی زندگی میں ایسی نظیر مل سکتی ہے؟

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

آپؐ کی پاکیزہ عظمت اور کمالات کا یہی ثبوت کافی ہے۔ کہ کوئی واقعہ اپنی زندگی کا آپؐ نے مخفی نہیں کیا۔ میں آپؐ کے کس کس اخلاق پر بحث کروں۔ آپؐ کامل خاوند ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات جس قسم کے ہونے چاہئیں۔ جو خدا تعالیٰ نے اس رشتہ میں مقصود رکھے ہیں وہ آپؐ کی معاشرہ میں دیکھو۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وعاشروھن بالمعروف۔ اس وقت اگر میں اس امر پر بحث کروں۔ کہ اسلام سے پہلے عورتوں کی کیا حالت تھی۔ اور عورت کے ساتھ دُنیا نے کیا سلوک کیا تھا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر کیا کیا اور کیا اصلاح فرمائی۔ تو یہ مضمون بجائے خود ایک مبسوط اور مستقل کتاب چاہتا ہے۔ اور میں نے بحمد اللہ اس پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جو ابھی طبع نہیں ہوئی اور اس کا نام ہے "اسلام میں عورتیں" غرض قرآن مجید نے یہ حکم دیا اور آپؐ نے فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہٖ اب اس حکم کی تعمیل اور تکمیل آپؐ کی زندگی میں دیکھو۔ ایک عام دُنیادار جس کی ایک ہی بیوی ہو۔ بسا اوقات تنگ آجاتا ہے۔ لیکن یہ کامل انسان باوجودیکہ ایک نہیں نو بیویاں رکھتا ہے۔ لیکن جب دیکھو راحت ومسرت میں ہے۔ اور جب کسی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے گویا بہشت میں ہے۔ کسی قسم کا تکدر اور ملال آتا ہی نہیں۔ کیا کوئی شخص گمان کر سکتا ہے۔ کہ ضعیف اور کمزور جنس کی طرف سے اتنے دراز عرصہ میں کوئی ایسی ادا یا حرکت خلاف طبع سرزد نہ ہوئی ہوگی تجربہ اور عرف عام گواہ ہے۔ کہ خانہ نشین ہم پہلو سے کبھی نہ کبھی کوئی امر خلاف مرضی صادر ہو جاتا ہے۔ مگر باایں وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے۔ جس نے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور تنغص عیش کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔ جب تک وہ کرڑا وگوشت کا ٹکڑا جو تمام زہر کا مخزن اور ہر قسم کے غل وحسد اور کینہ اور عداوت کا منشا ہے۔ اور جو اس عالم میں دوزخ در بغل ہے۔ اگر کسی شخص سے قطعاً مسلوب نہ ہو چکا ہو۔ اور خدائے قدوس کے دستِ خاص نے اس کا تزکیہ اور تطہیر اور شرح صدر نہ کیا ہو۔ یہ کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اب سرورِ عالم کی زندگی کے واقعات پڑھ جاؤ کہ کس وقار اور سکون کے ساتھ حضور گھر میں رہتے ہیں۔

ایک شخص جس نے ساری عمر شادی ہی نہیں کی۔ وہ عورت اور مرد کو کیا ہدایات دے سکتا ہے۔ ہم اس کی اخلاقی اور معاشرتی زندگی کا نمونہ اگر بہ حیثیت ایک شوہر کے دیکھنا چاہیں تو کہاں سے لائیں۔ پنڈت دیانند جی کا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ذکر کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ اس شخص کی زندگی کی کوئی خصوصیت ہی نہیں رکھتی۔ کہ اتنے بڑے عظیم الشان انسان سے اس کا مقابلہ کیا جاوے لیکن بہ حیثیت نبی ہونے کے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں اگر بہ حیثیت ایک شوہر کے کوئی نمونہ دیکھنا چاہیں تو وہ کہاں ہے؟ اسی طرح بہت سے دوسرے ریفارمر اور ہادیوں کی حالت ہے۔ جن کی زندگی کے واقعات محفوظ نہیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دوست کی حیثیت سے دیکھو۔ صحابہ کے ساتھ عظیم الشان تعلق ہے اس تعلق میں بہت سی باتیں ہیں۔ منجملہ ایک یہ ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ کی مجید کتاب نے بھی گواہی دی ہے بالمومنین رؤف رحیم۔ اس سے یہ سبق نکلتا ہے۔ کہ مامور من اللہ کی شناخت کا یہ بھی ایک طریق ہے۔ کہ مومنین کے ساتھ رؤف اور رحیم ہو۔ میں اپنی بولی میں ایسا کوئی لفظ نہیں پاتا۔ جس سے رؤف کا مفہوم ادا کر سکوں۔ رؤف کے لفظ سے آپؐ کے پاک قلب کی تصویر نظر آتی ہے۔ اس لفظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ گواہی دے رہے ہیں۔ کہ آپؐ میں کیا رافت اور کرم ہے۔ اسی رافت اور کرم کا تقاضا ہے۔ کہ یہ رحیم کریم انسان رات دن مخلوق کی نفع رسانی میں کوشش کرتا ہے۔ ناتوانوں اور اپاہجوں کو کما کر کھلاتا ہے۔ مہمانوں کی مدارات اور مسافروں کی مواساۃ کرتا ہے۔ بیماروں کی خبر گیری کرتا ہے۔ دُکھ درد میں جو مبتلا ہیں۔ اُن پر آنسو بہاتا ہے۔ جو یتیم بچے رہ جاتے ہیں۔ یا جو قرض چھوڑ دیں۔ اُن کے لئے کہتا ہے۔ کہ وہ میرے ذمہ ہیں۔ مگر ورثہ کے لئے کہتا ہے کہ وہ وارثوں کو ملے۔ بے تکلف ایسا کہ بازار میں اپنے ایک خادم سے پیچھے سے جا کر پیار کر لیتا ہے۔ آپؐ ایک باپ ہیں۔ آپؐ کے گیارہ بچے فوت ہوتے ہیں۔ کس کمال صبر سے خدا تعالیٰ کی قضا وقدر سے پوری موافقت کا اظہار کرتے ہیں۔ غزوات میں آپؐ نے دکھایا ہے۔ کہ ایسے وقت میں جبکہ غضب کی طاقتوں اور انتقام کش قوتوں کے کمال ہیجان کا وقت ہوتا ہے۔ اور پھر خونی دشمن کے مقابل میں جو ہر طرح کے قانون ملکی اور شرعی اور عرفی کے رو سے سخت سزا کے قابل ہیں۔ آپؐ کے نفس کی باگ بالکل خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ لاتعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکمل۔ اطہر اور احلم سیرۃ کی زبردست شہادت ہے۔ کیونکہ جب دشمن اور سفاک دشمن سے جنگ چھڑ جاوے۔ اور طبیعتوں میں فوق العادت اشتعال ہو۔ تو اس صورت میں کیونکر ممکن ہے۔ کہ کوئی حد انتقام لینے اور سزا دینے کے لئے قائم رکھی جائے۔ اور اعتدا سے پرہیز ہو۔ مہذب سے مہذب قومیں (برعم خود) آج موجود ہیں۔ اور باوجود پیس کانفرنسوں کے انعقاد کے اس وقت تک جنگ دُنیا سے نہیں مٹ سکی۔ کہا جاتا ہے کہ طریق جنگ اور طور انتقام بدل گیا ہے۔ مگر خطرناک جنگوں میں اعدا کے ساتھ جو کچھ مشاہدہ میں آتا ہے۔ عیاں ہے

مگر ہمارے سید ومولا آقا روحِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی یہ آواز ہے اور ایسی لڑائی میں اور کئی دشمنوں کے ساتھ کہ جنگ میں جذبات نفس سے پاک ہوئی کوئی کارروائی نہ کرو ہر ایک کارروائی اس حد اعتدال تک ہو۔ جس سے امن قائم ہو جاوے۔ اور فتنہ دور ہو کر موجودات کی زندگی ایسے نمونوں سے بھر پور ہوتی ہے اور آخری کارروائی جو فتح مکہ پر وہاں کے واجب القصاص لوگوں سے کی ہے۔ آپؐ کی لانظیر عفو کو ثابت کرتی ہے اور وہ یہ کہ ان سب کو یکدم معاف کر دیا

لا تثریب علیکم الیوم

یہ ایسی مثالیں ہیں کہ دوسری جگہ پائی نہیں جاتی ہیں۔ حضرت مسیح کو وہ قدرت علی الانتقام میسر ہی نہ ہوئی۔ جو ہم اس کا نمونہ دیکھتے۔ غرض آپؐ واعظ ہیں۔ مقنن ہیں۔ امام ہیں۔ ہادی ہیں۔ مفتی ہیں۔ کمانڈر انچیف ہیں۔ قاضی ہیں۔ قصہ مختصر فضیلت کے ہر شعبے کے افسر ہیں۔ اور بات تو یہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ایک دانشمند اور منصف مزاج آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور کمالات پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم کر سکتا ہے کہ آپؐ کا دلی ارادہ اور مقصود بالذات کیا تھا؟ صرف یہی کہ انسان کو باخدا انسان بنا دیں۔

چالیس سال تک کامل سچائی۔ راستی اور وفاداری اور ملک کی خیر خواہی سے زندگی بسر کی۔ عرب کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے اس حالت میں بھی آپؐ امین اور مامون اور راستباز مشہور تھے۔ معاملہ کی صفائی اور دیانت اور امانت کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ خدیجۃ الکبریٰ نے آخر آپؐ کو اپنا شوہر منتخب کیا۔ اور پچاس برس سے زیادہ عمر تک آپؐ نے اسی ایک بیوی خدیجہ سے زندگی بسر کی۔ جس کے ساتھ آپؐ کا پچیس برس کی عمر میں نکاح ہوا۔ جبکہ وہ بی بی چالیس برس عمر کی تھی۔ خدیجۃ الکبریٰ نے جو شہادت آپؐ کے متعلق دی ہے۔ وہ آپ لوگوں سے مخفی نہیں۔ جب آپؐ نے پہلی ندائے الٰہی سُنی۔ اور دیکھا کہ تمام دُنیا اس وعظ کی مخالفت کرے گی۔ جب آپؐ نے خدیجہ سے فرمایا کہ مجھے اپنی جان پر خوف بن گیا۔ تو اس نے کیا جواب دیا

خوش ہو بخدا۔ کبھی تجھے اللہ ذلیل نہ کرے گا بے شک تو صلہ رحمی کرتا ہے اور سچ بولتا ہے اور دُکھ والے کا دُکھ بٹا لیتا ہے۔ اور مفلس کو دیتا ہے اور مہمان نوازی کرتا اور بھلے کاموں میں وقتاً فوقتاً مدد دیتا ہے۔

اس قسم کی شہادتیں۔ جو آپؐ کی پاکیزہ زندگی کے متعلق ہیں وہ کثرت سے تاریخ کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ عیسائی مورخوں نے باوجودیکہ آپؐ کی مخالفت کی ہے۔ مگر انہوں نے بھی بالآخر آپؐ کی پاکیزہ سیرۃ کا اعتراف کیا ہے۔ یہ موقعہ نہیں۔ کہ میں یورپی مصنفوں کے حوالے آپ کو پڑھ کر سناؤں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ ایک لانظیر سیرۃ ہے۔ اور وہ ہمارے لئے ایک اسوہ نمونہ ہے۔ ہمارا فرض ہونا چاہئے۔ کہ ہم اس سے واقفیت پیدا کریں۔ اور عملدرآمد کے لئے اسے اسوہ قرار دیں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

پر عمل کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کریں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ضیقِ وقت کی وجہ سے مجھے اس لذیذ مضمون کا تسلسل کھونا پڑا۔ اس وقت ایسے سید المعصومین کی شان پر حملے ہو رہے ہیں۔ اور ہم اپنی معمولی غفلت اور سہل انگاری سے انہیں دیکھ کر خاموش رہتے ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہم ان حملوں کے ذب اور دفاع کے لئے پوری کوشش کریں۔ آریوں کا فتنہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک طرف ان کے حملوں کا جواب دیں اور دوسری طرف اسلام سے بھی واقفیت پیدا کریں۔

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت یوماً فیوماً خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے اور اس آیت کے مضمون کو عملی رنگ میں دکھا رہی ہے اِمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ۔

اس میلاد نمبر کی خصوصیت کے لحاظ سے ایوانِ خلافت کے متعلق میں صرف ایک صفحہ ایوانِ خلافت کے متعلق نکال سکا ہوں۔ اور وہ بھی اس لئے کہ احباب اپنے مرشد و مولا امام کی باتیں سننے اور اس کی خبر صحت کے لئے گوش براہ رہتے ہیں۔

ہفتہ زیر اشاعت میں ایک شام کو حضرت کو سر درد کی سخت تکلیف ہوئی۔ اور اس نے آپ کو مضطر کر دیا۔ تکلیف کے طبی اسباب ڈاکٹر جانیں یا طبیب۔ مگر میں جو سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت کو خاصۃً مطالعہ کتب کا بہت شوق ہے اور یہ شوق آپ کی فطرہ کا ایک جزو ہو گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود ادام اللہ برکاتہم کی زندگی میں حضرت اقدسؑ آپ کو بارہا ایسے موقعہ پر کہ آپ کو کوئی تکلیف ہو جایا کرتی۔ مطالعہ سے روکتے۔ مگر دوسری طرف کوئی نہ کوئی کتاب ہر روز آجاتی۔ اور پھر راتیں اسی شوق کے پورا کرنے میں گذرتی تھیں۔

لکھنے پڑھنے کا شوق اس درجہ آپ کی طبیعت پر غالب ہے۔ کہ یہ فطرت بدل نہیں سکتی۔ بلکہ آپ کا ارشاد ہے کہ

تعلیم بذریعہ قلم ہونی چاہئے

اور اسی طریق تعلیم پر آپ نے قرآن مجید سے استنباط کیا ہے اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ اس آیت سے آپ نے بلیک بورڈ کے استعمال اور کنڈرگارٹن کے طریق پر ہمیشہ استدلال کیا ہے غرض آپ کو لکھنے پڑھنے کا شوق درجہ کمال پر ہے۔ ان ایام میں بھی مطالعہ کتب ہوتا ہی رہتا ہے۔ آپ نے نپولین کی لائف منگوائی ہے۔ اسے پڑھتے رہتے۔ غالباً اسی وجہ سے سخت سر درد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بالآخر اپنا فضل کیا۔ اِس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں (۶ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء بعد دوپہر) آپ کی طبیعت بہت اچھی ہے۔

ان ایام میں آپ نے میری حاضری میں ضعیف اور ناقص الخلق بچوں کی پیدائش پر آریوں کے اعتراضات کے جواب کے سلسلہ میں بہت ہی عجیب تقریر فرمائی۔ جو انشاء اللہ العزیز درج اخبار ہو گی۔ ایسا ہی اُن عورتوں کے متعلق جن کو لوگ کالمعلقہ رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ ”ایسی عورتیں دوسرا نکاح کر سکتی ہیں۔“

مجھے چونکہ خود اس ہفتہ میں کثرتِ پیشاب کا دورہ ہو گیا میں زیادہ حاضرِ خدمت نہ ہو سکا۔

کیا ہم صلح کل ہو سکتے ہیں؟

گذشتہ اتوار کو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور بعض دوسرے دوست لاہور سے آئے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب کے ایک سوال پر محمڈن یونیورسٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے اس مضمون پر چند اصولی باتیں بتائیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان معنوں میں جو عام لوگ سمجھتے ہیں۔ صلح کل نہیں ہو سکتے۔ اور دوسروں کے ساتھ مشترک امور میں مل کر کام تو کر سکتے۔ مگر امتیاز ضروری ہے۔ میں اس تقریر کے بعد پہنچا آپ نے از راہ کرم مجھے خطاب کرکے فرمایا کہ ”آپ نے بھی سن لیا۔“ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور نے یونیورسٹی کے متعلق کوئی رائے دی ہے۔ اس پر ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے وہ نوٹ مجھے سنایا۔ جو درج ذیل ہے۔ اس تقریر کو پڑھ کر معلوم ہوگا۔ کہ آپ اپنی جماعت کے اندر کیا روح پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی غرض یہ ہے۔ کہ جماعت سعی فی الدین کرے۔ وہ دعاؤں سے کام لے۔ اور اس کے لئے تحریک اسی وقت ہوتی ہے۔ جب امتیاز ہو۔ غرض فرمایا:۔

اشتراک کا ہم نے فیصلہ کر دیا ہے (اس فیصلہ کا اظہار عنقریب ہوگا) مشترک امور میں مل کر کام کرنا ضرور ہے۔

لیکن امتیاز قائم رکھنا بھی ضرور ہے۔ اس کے لئے بہت وجوہ ہیں:۔

(۱) امتیاز ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ امتیاز نہ رہے تو قوم گھل مل کر تباہ ہو جاتی ہے۔

(۲) اگر کسی کے ماں باپ یا زمین کا مقدمہ کسی امام مسجد کے ساتھ ہو۔ تو لوگوں کا دستور ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ پس جب ہمارے مامور من اللہ کو یہ لوگ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ تو تمہاری غیرت کس طرح برداشت کر سکتی ہے۔ کہ ان کو اپنا امام صلوٰۃ بنا لیں۔

(۳) جب تک تمیز نہ ہو۔ نہ امر بالمعروف ہی ہوتا ہے نہ نہی عن المنکر۔ تمہارے لیکچروں کی عزت بھی احمدی نام سے ہی ہوئی ہے۔

(۴) خود نام رکھنا ہی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔

(۵) جب کوئی قوم ممتاز ہوتی ہے۔ تو قوم اس کی مخالفت کرتی ہے۔ پھر جوں جوں مخالفت ہوتی ہے۔ اس ممتاز بننے والے کو سعی اور دعا کا موقعہ ملتا ہے۔ یاد رکھو۔ جب تک مشکلات پیش نہ آویں۔ دعا اور کوشش کا موقعہ نہ ملے ترقی نہیں ہو سکتی۔

سعی کوشش۔ جہاد دعا کے لئے ضرور ہیں۔ صلح کل میں نہیں ہو سکتا۔

ارشاد امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرتبہ جناب ڈاکٹر صاحب

خدا کی غریب نوازی اور رحمت بہت وسیع ہے۔ وہ جس کو چاہے معاف کر دے۔ اس لئے ان باتوں کو بتانے میں احتیاط لازم ہونی چاہئے۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ ایک سررشتہ دار کو جو بڑا فاسق و فاجر تھا جنت میں دیکھا۔ میں نے بڑے تعجب سے حال پوچھا۔ تو کہا۔ کہ میری غریب الوطنی پر اللہ کریم کو رحم آگیا۔ بخش دیا۔ اس حالت کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ فلاں سررشتہ دار کا کیا حال ہے۔ کہا کہ وہ کچہری سے واپس آتے ہوئے غائب ہو گیا ہے۔ سال ڈیڑھ سال کے بعد ایک شخص حج کرکے واپس آیا۔ تو اس نے مجھ سے ذکر کیا کہ فلاں سررشتہ دار پاپیادہ مکہ کو جا رہا تھا۔ بمبئی کے قریب فوت ہو گیا۔ ایک گاؤں میں اس کو دفن کر دیا گیا۔ غرض خدا کی رحمت بھی بڑی وسیع ہے۔ مگر عذاب بھی بہت سخت ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص کو عالمِ ارواح میں دیکھا کہ بہت بیمار ہے۔ میں نے کہا مر گیا ہے۔ اس نے کہا ہاں! پوچھا کہ مرنے کے بعد تو بیمار نہیں ہوا کرتے۔ اس نے پکڑ کر ایک لڑکی کو پیش کیا کہا۔ اس لڑکی پر میں عاشق تھا۔ اس کی وجہ سے مجھ پر ایسا عذاب ہوتا ہے۔ اس حالت کے بعد میں نے ایک دوست سے پوچھا۔ کہ فلاں شخص جس لڑکی پر عاشق تھا۔ اس کا ہمیں پتہ بتا دو۔ وہ کہنے لگا۔ کہ اس شخص کا دم میرے زانو پر نکلا ہے۔ اس کے اور میرے سوا کوئی تیسرا شخص واقف نہیں۔ آپ کو کہاں سے پتہ لگا۔ کہ وہ ایک لڑکی پر عاشق تھا۔ جب تک مجھے نہ بتاؤ گے۔ کہ آپ کو کہاں سے پتہ لگا۔ میں نہ بتلاؤں گا۔ میں نے اس کو پھر نہ بتلایا۔ ایک دفعہ ایک قوم میں جو بہت ہی حسین قوم ہے شادی تھی۔ بہت سی عورتیں جا رہی تھیں۔ میں نے کہا کہ مائیو! بہنو کھڑی ہو جاؤ۔ اُن میں اس لڑکی کو میں نے پہچان لیا۔ اُس کا نام میں نے دریافت کر لیا۔ بعد میں پتہ بھی معلوم ہو گیا۔ پھر متوفی کے دوست سے ملے۔ اور اس لڑکی کا نام و پتہ بھی بتلا دیا۔ حیران ہو گیا۔

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں منافقوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو ستر بار بھی اُن کے لئے استغفار کرے گا۔ تب بھی اُن کو نہ بخشوں گا۔ اس سے میں نے یہ قیاس کیا۔ کہ کسی امر کے متعلق ستر بار استغفار کرنا ایک عظیم الشان چیز ہے۔ کیونکہ یہاں عظمت کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اس جب میں نے حضور کی شفا کے لئے دعا کی۔ تو پہلے اپنے گناہوں کے متعلق ستر بار استغفار کی۔ کہ میرے گناہوں کی شامت کی وجہ سے حضور جیسی نعمت ہم سے چھنتی ہے۔ تو ہم ستر بار معافی مانگتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ قرآن کریم سے بڑا لطیف استنباط کیا

اعلان ضروری

بہ تعلق

تکمیل تجویز محمڈن یونیورسٹی

چونکہ اس وقت ایک عام تحریک ایک اسلامی یونیورسٹی کے ہندوستان میں قائم کرنے کے لئے ہورہی ہے۔ اور بعض احباب نے یہ دریافت کیا ہے۔ کہ اس چندہ میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہئے یا نہیں۔ اس لئے ان سب احباب کی اطلاع کے لئے جو اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ ہمارے اپنے سلسلہ کے ضروریات بہت ہیں۔ اور ہماری قوم پر بہت بوجھ چندوں کا ہے۔ تاہم چونکہ یونیورسٹی کی تحریک ایک مفید اور نیک تحریک ہے۔ اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے احباب بھی اس میں شامل ہوں۔ اور قلمے۔ قدمے سخنے۔ درمے مدد دیں۔

نورالدین

اشتہار نورالابصار

بسوگند گفتن کہ زر مغربی است
چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصراً عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ممیرا اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر آزما کر دیکھے۔

ممیرا قسم اول۔ قیمت فی تولہ ۱۰ روپیہ
ممیرا قسم دوئم۔ قیمت فی تولہ ۵ روپیہ
سرمہ ممیرہ قیمت فی تولہ ۱۲ مقرر ہے

غربا کیلئے خاص رعائت ہو گی

المشتہر

حکیم محمد یمین از داتہ۔ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

نشانات مرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ شیخ ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کے لئے تیار لکھ رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنے کا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شائع ہو سکتی ہے۔ یعنی سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ رسالہ اخیر فروری ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شائع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ [اپنے] ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم سردست اس مقصد کے میرے پاس نہ بھیجنی چاہئے۔ بلکہ جس وقت کتاب نصف کے قریب [چھپ] جاچکے گی۔ اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کرونگا۔

اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

آگیا ہے کھینچ کے میخوار چلو!

خزاں کا زمانہ۔ پانی کا قحط۔ کھیتیاں خشک ہوگئیں۔ درختوں کی پتیاں زرد ہوکر گر گئیں۔ نشوونما کی قوت زائل ہوگئی۔ اتفاقاً ابر اُٹھا۔ پانی برسا۔ جھڑی لگ گئی۔ زمین نے سال بھر کے لئے اپنا پوٹہ تر کرلیا۔ اب وہی سوکھے ہوئے درخت ہرے بھرے ہوگئے۔ کونپلیں کلیاں نکل آئیں۔ پھول لگے۔ پھل لگے۔

ہے یہی موسم۔ یہی موقع خریدارو چلو

یہی حالت ہمارے ماءاللحم عنبری کی ہے۔ اس کے استعمال سے سوکھے ہوئے اعصاب اسی طرح تروتازہ ہوجاتے ہیں۔ جس طرح آب باراں سے مرجھائے درخت۔ جس نے موسم سرما میں تین چار بوتلیں پی لیں۔ گویا اس نے سال بھر کے لئے تندرستی کا بیمہ کرالیا۔ یہ وہ پاکیزہ شراب ہے جس کے پینے سے طبیعت مسرور ہوجاتی ہے۔ [سستی] کاہلی کمزوری کافور ہوجاتی ہے۔

دوآتشہ
یہ ماءاللحم عنبری

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں مبہی مقوی مصفی جڑی بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ اہتمام سے تیار ہوتا ہے۔ اور پبلک میں مقبول ہوچکا ہے۔ اب کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے تازہ بتازہ اور مفید کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہورہی ہے۔ جلد منگائیے۔ دیر نہ کیجئے۔ فوائد:۔ اعضائے رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے۔ اور رنگ کو نکھارتا ہے۔ نزلہ کو دور کرتا ہے۔ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو جلادیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔

کمزور بچوں کے شیرمادر۔ جوانوں کے لئے مایۂ عیش۔ بڈھوں کے لئے آبحیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن

قیمت فی بوتل عہ۔ ایک درجن [...]۔ ایک بوتل میں ۱۲ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کی جاتیں۔ ریلوے پارسل [...] میں خریدار کو محصول میں کفائت ہوگی۔

نوٹ:۔ شفاخانہ ہذا کے مجربات فقط ویدک۔ حکمی۔ تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ کل غربا کو دوا مفت [...] ہزار ہا اسناد [...] تیر بہدف دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کی جائے گی۔

المشتہر

ایس۔ اے حکیم پروپرائٹر اودھ۔ لکھنؤ

پانچ پیسے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ پیسے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۹۲ روپیہ تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی سو فیصد مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری نا ممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر جمری ناٹ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب روح حیات کو طاقت میں بے نظیر بتاتے ہیں۔ روح حیات روح رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کرکے پیر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پیٹھ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان و روم وغیرہ کے بہترین اور ملتے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۹۲ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری۔ کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں جو بےاعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ [illegible] جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات تیر بہدف تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری [illegible] زردی چہرہ کے لئے اگرچہ تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجا دے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جنپر قوت باہ کا مدار ہے۔ [illegible] اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ نقلی کیمیاگر کے نام سے بیچ رہے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ۔ (عہ)

روح حیات کے علاوہ فائق اور عجیب الاثر دوائی۔ روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی دور ہو کر معمولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ شیشی خورد (عہ)

(یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر و پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں)

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلاء ہیں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ضرور ایکدفعہ منگا کر آزمایش کریں اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے۔ اس لئے اس چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے

قیمت بڑی شیشی (چودہ آنہ) ۱۴؍ محصولڈاک ۲ دو شیشی (۹؍
قیمت چھوٹی شیشی (آٹھ آنہ) ۸؍ محصولڈاک ۲ شیشی (۶

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے

قیمت فی ڈبیہ ۲؍ محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۲ ڈبیہ تک ۵ بارہ ڈبیہ ۶؍

المشتہر ایس کے برمن نمبر ۱۹۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں قسم قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جسکے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ تعالیٰ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ کچھ پارہ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگایئے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس (عہ)۔ طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی مخلط کاریوں سے بیمار لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود بیکی تربیت پیدا ہوتی ہے ہمارے طلا طلسمی سے فائدہ اٹھایں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ وہ اسکو پائیں۔ قیمت فی شیشی (عہ)

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا زود اثر بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ۔ سلون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سلون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۸؍

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ

بلبھگڑھ ضلع دہلی

انتظام احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الحکم

نمبر ۱۰ جلد ۱۵

۱۴ - مارچ ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

ہفتہ وار

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے -

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں [illegible] سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے - اصلی اجزاء خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ تمام امراض کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں - جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ چکی ہے -

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں -

نوٹ [illegible] ادویات کے سبب اس دواخانہ [illegible] صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں - اور کہیں دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے -

خط کا پتہ :- بالکل یہی الفاظ لکھیے - منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) ہیڈ لیمنز دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام [illegible] شائع ہوا -

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈونس ڈنرپلس کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیونکہ جسے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۹۰ گولی ۱۲ ۸ر

۱۲ ۸ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۸ر والی شیشی سے بھیجی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں۔
۱۲ ۸ر والی شیشی ڈون پی او بکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ بچہ سے تعلق خاطر ہوجب ہوتا ہے اگر بچہ سست پژمردہ اور بھوک تنگ گئی ہو تو اسکو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اسا عتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجود ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹ اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات۔ اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیئے کہ اس میں **نور ہدایت اور شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ۔

نوٹ } سات پارے تیار ہیں۔ جو صاحب بالقطع ہدیہ ناظرین ہو سبے ساتوں کے اکٹھے خریدار ہوں معہ محصولڈاک سات روپیہ (مشہر)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احکام امیر

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے چند نہایت قیمتی ارشادات کو اس نیت سے شایع کرتا ہوں۔ کہ اگر احباب اس کو وقتاً فوقتاً پڑھ لیا کریں اور اس پر عمل کریں۔ تو انشاء اللہ اس سے بہت فایدہ اٹھائیں۔

(۱) گذشتہ سالانہ جلسہ کی پبلک تقریروں میں اور نیز اُن خاص ہدایات میں جو حضرت نے انجمنوں کے پریزیڈنٹوں اور سکرٹریوں کو فرمائیں۔ حضور نے بہت زور اس بات پر دیا تھا کہ تمام احمدی احباب دنیا میں صلح اور آشتی کیساتھ رہیں باہمی تفرقہ سے بالخصوص بچیں اور اپنے دلوں کو ہر قسم کے تباغض اور کدورتوں سے صاف کریں۔ اور اگر کسی سے زیادتی بھی ہو جائے۔ تو دوسرا ازلیق صبر کرے۔ صبر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ان اللہ مع الصّٰبرین۔

(۲) ہر فرض نماز کے بعد کم از کم تین بار استغفر اللہ با آواز بلند پڑھو۔

(۳) ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سُبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۳ دفعہ اللہ اکبر اور اس کے بعد لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو یحیی ویمیت وھو علےٰ کل شیءٍ قدیر ط

(۴) وقتاً فوقتاً سبحان و بحمدہٖ سبحان العلّی العظیم پڑھ لیا کرو۔

(۵) چونکہ ہماری جماعت کے لوگ تعداد میں قلیل اور طاقت میں کمزور ہیں۔ اور مخالفین ہماری جماعت کی ایذا رسانی میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس لئے تمام جماعت کیلئے دعا کیا کرو۔ ربنا لا تجعلنا فتنۃً للذین کفروا واغفر لنا ربنا انک انت العزیز الحکیم ترجمہ:۔ اے رب ہمارے ہمکو نہ بنا تختہ مشق واسطے منکر لوگوں کے اور بخش ہم کو اے ہمارے رب تحقیق تو غالب اور حکمت والا ہے۔

نوٹ:۔ یہ قرآنی دعا ہے قرآنی دعاؤں کا رکوع اور سجدہ کی حالت میں پڑھنا ممنوع ہے۔

خرد شمناں کے دفع کے لئے مندرجہ ذیل دعا کا حکم فرمایا کرتے ہیں۔ اللّٰھم انّا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم

(۶) سوتے وقت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل وظائف پڑھ لیا کرتے تھے۔ تسبیح و مندرجہ ذیل فقرہ نمبر ۳ اور آیۃ الکرسی۔ سورہ کافرون۔ سورۃ اخلاص۔ معوذتین یعنے سورۃ الفلق اور الناس۔ نیز مندرجہ ذیل دعا دائیں کروٹ پر لیٹ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔ اللّٰھم اسلمت وجھی الیک والجأت ظہری الیک رغبۃً ورھبۃً الیک لا ملجاء ولا منجا منک الا الیک اللّٰھم امنت بکتٰبک الذی انزلت ونبیّک الذی ارسلت (یہ دعا صحیح بخاری سے ماخوذ ہے)

(۷) اپنے مکان اور شہر کیلئے دعا کرنا سنت ابراہیمی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکّہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔ ربّ اجعل ھٰذا البلد اٰمنا وارزق اھلہٗ من الثمرات ہماری جماعت بھی اپنے مکانوں اور شہروں کیلئے مندرجہ ذیل دعا تین دفعہ صبح کو اور تین دفعہ شام کو پڑھ لیجاوے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہٖ شیءٌ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اعوذ بکلمات اللہ التّامات من شر ما خلق

(۹) باہم محبت اور اخوت قایم رکھنے کیلئے مندرجہ ذیل دعا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین اٰمنوا ربنا انّک رءوف رّحیم ٥ یہ بھی قرآنی دعا ہے۔

(۱۰) تمام غیر معمولی کاموں کے لئے حضرت نے استخاروں کے کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے (اہم کاموں میں مثلاً کسی کو دوکان یا کاروبار میں شریک بنانے میں۔ رشتے ناطے قایم کرنے میں۔ دوستی لگانے میں۔ کسی کو ہمسفر یا طالبعلم بنانے میں سات دفعہ استخارہ کر لیا کریں)۔ اس کے لئے ہدایات درج ہیں حضرت نے فرمایا شیخ محی الدین بن عربی ایک استخارہ ہر روز آئندہ آٹھ پہر کے کاموں کیلئے کر لیا کرتے تھے۔

سوائے ان اوقات کے جنہیں نوافل کا پڑھنا ممنوع ہے۔ مثلاً صبح صادق کے پھٹنے سے طلوع آفتاب تک یا نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک غرض معلومہ کو مدنظر رکھکر کسی وقت دو رکعت نماز نفل پڑھی جاوے۔ اسکے بعد دعا مندرجہ ذیل بعد فراغت از نماز ہاتھ اونچا کر پڑھ لیجاوے یا نماز میں ہی تشہد کے بعد پڑھ لیجاوے اللّٰھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علّام الغیوب اللّٰھم ان کنت تعلم انّ ھٰذا الامر خیرٌ لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاقدرہ لی ویسّرہ لی ثم بارک لی فیہ ان کنت تعلم انّ ھٰذا الامر شرٌّ لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثمّ ارضنی بہٖ ط

ترجمہ:۔ یا الٰہی میں تیرے علم سے خیر مانگتا ہوں۔ تیری قدرت میں سے طاقت مانگتا ہوں۔ اور تیرے فضل عظیم میں سے فضل مانگتا ہوں۔ کیونکہ تو سب طاقتوں والا ہے۔ میں بیخبر ہوں تو علیم ہے۔ میں جاہل ہوں تو غیب کا جاننے والا ہے۔ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین دنیا اور عافیت کیلئے اچھا ہو تو میرے لئے اُسے مقدر کر دے اور میرے لئے آسان کر دے۔ پھر اس میں مجھے برکت عطا فرما۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین و دنیا کیلئے برا ہو تو اس کام سے مجھے روک دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور جیسے بھی یہ کام ہو مجھے اس میں خیر دے۔ اور مجھے اس سے راضی کر دے۔

استخارہ کرنے سے انسان اللہ تعالےٰ کو اپنا مشیر بنا لیتا ہے۔ استخارہ کے معنے ہیں خیر و برکت طلب کرنا۔ اسکا نتیجہ یہ ضروری نہیں ہوتا جیسا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کام کے متعلق ضرور ہی کوئی اشارہ فرمائے۔ بلکہ یہ کہ اگر مجوّزہ کام مفید ہو تو اس کے کرنے کی توفیق دے اور اس میں سہولت و برکت رکھدے۔ اور اگر کام مفید نہو۔ تو اس سے روک دے۔ اگر عربی دعا یاد نہو تو اپنی زبان میں اسکا مفہوم ادا کر دے۔

(۱۱) علاوہ استغفار درود شریف۔ لاحول اور سورۃ فاتحہ کے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کثرت کے ساتھ ورد کرو۔

(۱۲) صحبت نیک کے حصول کیلئے اللّٰھم یسر لی جلیساً صالحاً اور ترقی جماعت کیلئے ربّ ھب لی من الصّٰلحین پڑھا کرو۔

(۱۳) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شفایابی اور درازی عمر کیلئے دعا کرنے کی ضرورت کو اس وقت بالخصوص خاکسار اپنی طرف سے تمام جماعت میں پیش کرتا ہے۔ اور خود دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سرچشمہ ہدایت کو عرصہ دراز تک قایم رکھے۔ اور ہمیں اس چشمہ سے فیض حاصل کرنے کی توفیق دے آمین اس کے علاوہ قدرت ثانیہ کے ظہور کیلئے دعائیں کرنا بھی جماعت کیلئے ازبس ضروری ہے۔ چاہیئے کہ اس معاملہ میں تغافل نہ کیا جاوے۔ اللّٰھمّ ارزقنا حیاتہا واعذنا من وبائھا اللّٰھم حبّبنا

(۱۴) نماز میں تشہد کے بعد مندرجہ ذیل دعا کے پڑھنے کو حضرت خلیفۃ المسیح بہت ہی پسند فرماتے ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بعض آئمہ کرام نے اس دعا کے پڑھنے کو واجب قرار دیا ہے اللّٰھم انی اعوذ بک من الھمّ والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من ضلع الدّین وغلبۃ الرّجال۔

(۱۵) ہر ایک نئے شہر یا بستی میں داخل ہونے سے پہلے جس وقت وہاں کے مکانات پر نظر پڑے تو دعائے ذیل پڑھ لینا بہت فائدہ اور برکت دیتا ہے۔ اللّٰھم ربّ السمٰوٰت السبع وما اظللن وربّ الارضین السبع وما اقللن وربّ الرّیاح وما ذرین وربّ الشیاطین وما اضللن اللّٰھم اسئلک خیر ھٰذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا واعوذ بک من شرّ ھٰذہ القریۃ وشر اھلھا وشرّ ما فیھا اللّٰھم بارک لنا فیھا اللّٰھم بارک لنا فیھا اللّٰھم بارک لنا فیھا۔

خاکسار فرزند علی عفے عنہ ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروز پور شہر

اطلاع

خریداران الحکم کے نام السلام اور بقایا سالہائے ماسبق کی وصولی کیلئے وی پی جا رہے ہیں۔ کارخانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھکر احباب وصول کریں۔ کوئی دریافت طلب امر ہو تو امانت رکھکر دریافت کریں۔

وصولی قیمت کے لئے جو وی پی جاتے ہیں۔ ان میں پرچہ جا رہے ہیں تازہ پرچہ نہیں بھیجا جاتا۔ اور آئندہ یہ طریق رکھا گیا ہے۔

(ایڈیٹر)

الحق

رقیمہ جناب مولانا و بالفضل اولانا جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

ترجمہ

وہ حق آگیا اور ہر قسم کا باطل دور ہوگیا۔ کیونکہ اس حق کی آمد پر باطل کا دور ہونا ہی مقدر تھا

وہ حق کون ہے۔ وہ جناب مسیح کا "فارقلیط" اور "روح حق"۔ جناب داؤد کا "پہلوان"۔ جناب سلیمان کا "محمدیم"۔ آل عدنان کا "فخر"۔ اور بنی آدم کے حق میں "رحمت"۔ محمد احمد مجتبےٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے وجود باجود سے توریت اور انجیل کی محتاج تکمیل پیشگوئیوں کی تکمیل اور تصدیق ہوگئی۔ قرآن کریم کا عجیب اسلوب ہے۔ کہ ہر ایک دعوےٰ اور اس کی تصدیق و دلیل واضح اور قطعی کو بیان کرنا اس کا لازمی خاصہ ہے۔ اور درحقیقت یہ اسی مقدس کتاب کا خاصہ ہے۔ دوسری تمام کتابیں جنہیں الہامی مانا گیا ہے۔ ایسے بادلیل دعوےٰ سے خاموش ہیں۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دعوےٰ پیش کیا۔ کہ وہ مرسل اللہ ہیں۔ لیکن چونکہ مجرد دعوےٰ بلا دلیل سماعت اور قبولیت کے قابل نہیں ہوسکتا اور نہ ہوسکتا تھا۔ اس لئے اس دعوےٰ پر عجیب دلیل پیش کی۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔ اور منکر کہتے ہیں تو مرسل نہیں ہے تو اس کے جواب میں کہہ۔ میں یقیناً مرسل ہوں اور میں اپنی رسالت کے ثبوت میں دو گواہ پیش کرتا ہوں۔ ایک اللہ۔ دوسرا وہ جو الہامی کتابوں کا علم رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ میری رسالت پر دو مستند گواہ موجود ہیں۔ ایک تو خود اللہ تعالیٰ اور اس کی گواہی یہ ہے۔ کہ وہ اپنی زبردست تائیدوں خوارق العادت نصرتوں سے میرے جیسے بظاہر ضعیف۔ مسکین۔ بے زور۔ بے جاہ۔ بے حشم۔ متروک القوم اور مبغوض خویش و بیگانہ کی ایسی باجلال شان اور عظمت ظاہر کریگا۔ کہ دشمنان حق کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ وہ میرے ساتھ ہو کر میرے مقابل پر ہر متکبر اور صاحب نخوت کا سر توڑے گا۔ اور تمام مغرور اور گردن کش دنیا کی احمق اور منافقانہ کوششوں کے خلاف وہ میرے وجود میں باپ ناخدا ہونا ثابت کر دے گا۔ اور دکھلائے گا۔ کہ کیونکر وہ ایک چھوٹے ہوئے بچہ کو خود اپنی تربیت کی گود میں لیتا۔ اور کیونکر وہ ایک سرگردان کو جو دنیا کے زور اور قوت کی امامت سے مایوس ہو چکا تھا۔ کامیابی کا زریں تاج پہناتا ہے۔ اور ایک تنگدست و بےکس و بے یار کو کیا غنی اور لاتعداد عیال کا خداوند بناتا ہے۔ اور عالم الکتاب کی گواہی یہ ہے۔ کہ وہ بول اٹھے۔ کہ یہ دعوےٰ رسالت بلاتفاوت انبیائے سابقین کے دعاوی کا ہمرنگ اور اسی قسم کے ثبوتوں سے مؤید اور مزین ہے۔ جو ان راستبازوں کی نبوت کے ثبوت میں دیئے گئے ہیں۔

قرآن شریف میں خداوند حکیم نے آنحضرت کی اثبات نبوت کے لئے علاوہ اور بہت سے ثبوت کے طریقوں کے دو نہایت عجیب اور زبردست طریق اختیار کئے ہیں۔ اور ان پر مفصل اور مبسوط کلام کیا ہے۔ پہلا طریق یہ کہ یہ انسان کامل (جو بظاہر اشد ضعیف ہے۔ اور بالفعل اس کی کامیابی اور غلبہ پر کوئی زیرک اور قیافہ حکم نہیں لگا سکتا) ضرور ضرور کامیاب ہوگا۔ اور یہ پتھر جو اب حقارت سے روندا جا رہا ہے۔ عنقریب کونے کا سرا ہوگا۔ چنانچہ جو اس پر پڑا۔ چور چور ہو جائے گا اور جس پر یہ گرا۔ اسے پیس ڈالے گا۔ فرمایا يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ [illegible] ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ قطعی فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ وہ ضرور ضرور اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ تمام راستی کے دشمن اس کے خلاف زور لگا دیں۔ نور اللہ سے مراد آنجناب پاک کی ذات مقدس ہے۔ اس کلمہ میں خود ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ کہ یہ انسان دوسرے مادی ضعیف انسانوں کی طرح نہیں۔ جن کی ہیئت کذائی اور ترکیب نوعی اس بات ممکن صلاحیت رکھتی ہے کہ ہلاکت کا عرضہ اور ہر قسم کی تباہیوں کا مورد بن سکے بلکہ یہ قادر مطلق خدا خالق ارض و سما کا نور ہے۔ یعنی یہ کوئی مادی اور ارضی چراغ نہیں۔ جس کی کمزور روشنی کو ہوا کا ذرا سا جھونکا بجھا سکے۔

دوسرا طریق قرآن نے یہ اختیار کیا ہے۔ کہ انبیائے بنی اسرائیل کے قصص کا بیان کا التزام فرمایا ہے۔ اس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام راستبازوں اور نبیوں کا کامل نمونہ اور مکمل مظہر ہیں جن پر الہام اور الہامی کتب کے ماننے والے ایمان لا چکے اور ان کی نبوت کے لئے میزان اور محک قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ یعنی ہم تیرے ساتھ اسی طرح ہم کلام ہوئے ہیں جیسے نوح اور اس کے پیچھے آنے والے نبیوں سے ہوئے۔ مطلب یہ کہ تیری سیرت اور دوسرے نبیوں کی سیرت بالکل ہمرنگ ہے۔ تیری نبوت کے انکار سے دوسرے انبیا کی نبوت کا انکار اور تیری سیرت پر اعتراض کرنے سے دوسرے راستبازوں کی سیرت پر اعتراض لازم آئے گا۔

اس امر کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک اور قرآن کریم کو مصدق بھی کہا ہے جس سے غرض یہ ہے۔ کہ انبیائے سابقین کی نبوت اور تعلیمات تکمیل و تصدیق کی محتاج تھیں۔ اور وہ [illegible] اضا کرتی تھیں کہ ان کی سچی تاویل اور حقیقی [illegible] ظاہر ہو۔ چنانچہ فاران کی تجلی اور سعیر کی روشنی [illegible] ہمارے ہادی و مولا النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ان کا واقعی اور سچا مصداق آنا ایک عالم کو دکھا دیا۔

ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر سرسری نظر سے دیکھنے والا شاید اس وہم میں پڑ سکتا ہے۔ کہ ہم نے اپنے پیشوا اور مسلم کتاب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق میں لاطائل اور غیر ضروری ثبوت دیئے ہیں۔ درحقیقت ہماری غرض اس مضمون میں یہ نہیں۔ کہ ہم خارجی دلائل سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کو ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ ہماری غرض اس وقت یہی ہے۔ کہ جیسے ہماری مقدس کتاب نے اپنے حامل کی نبوت کے ثبوت میں قوت۔ شجاعت۔ طمانیت۔ سکینت اور استقامت سے بھرے ہوئے دعوےٰ کئے ہیں۔ ایسے کسی اور مسلم الہامی کتاب نے نہیں کئے۔ حالانکہ خود الہامی کتاب کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ خاموشی کی مہر کو توڑ کر اپنے زور بیان اور تیغ زبان سے اپنا منزل من اللہ ہونا اور اپنے منسوب الیہ کا مامور و مکلم اللہ ہونا ثابت کرے۔ اور درحقیقت اگر بہ نظر غور دیکھا جاوے۔ تو یہ قوت یقین اور شجاعانہ دعوےٰ اور تمام مخالفان حق کے مقابل پر بے نظیر جرأت سے یہ اظہار کرنا۔ کہ تمام انبیا کی نبوت اور خدا کی خدائی میری راستی اور صدق دعوےٰ کی گواہ ہے۔ یہ زور قلب مدعی کی صداقت کی ایسی بڑی زبردست دلیل ہے۔ کہ کوئی فلسفی اور منطقی دلیل اس کا ہم پلہ نہیں ہوسکتی۔ ایک دل کا بودا جس کو اپنی ناتوانی اور بے سروسامانی کا پورا شعور اور بصیرت ہے۔ ایک مفتری کذاب جس کا سارا تار و پود محض دھوکا اور بناوٹ ہے۔ ہرگز اس کے لب و لہجہ میں۔ اس کے اقوال میں اس کے افعال و حرکات میں۔ اس کے اعضاء کے حرکات میں وہ قوت وہ طلاقت وہ وقار۔ وہ خودداری اور استقامت نہیں ہو سکتی۔ جو ایک سچے راستباز میں ہوسکتی ہے۔ جسے کامل وثوق ہے کہ اس کا سکہ کھوٹا نہیں۔ اور اس لئے اسے ذرا بھی ہراس نہیں کہ وہ پوری دلیری سے صرافوں کے بازار میں کھڑا ہو کر اس کے کامل العیار ہونے کا دعوےٰ کرے۔ سب سے بڑا دعوےٰ اور درحقیقت کپکپا دینے والا دعوےٰ۔ ایک عالم میں زلزلہ ڈالنے والا دعوےٰ۔ تمام ایسے علما و حکماء کو جو کیفیات قلب اور اس کے پرزور جذبات و واردات کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں۔ پرزور کشش سے اپنی طرف متوجہ کرنے والا وہ دعوےٰ ہے جو ہماری اس آیت شریفہ میں مشتمل ہے۔ جسے ہم نے زیب عنوان کیا ہے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنی وہ عظیم الشان حق جس کی تمام انبیا خبر دیتے چلے آتے تھے۔ وہ باجلال باکمال حق جو تمام حقوق اور صداقتوں کا مجموعہ ہے۔ آگیا اور اس کے آنے پر الباطل یعنی عظیم الشان باطل شرک مع اپنے تمام اقسام کے نیست و نابود ہوگیا۔ اور اس عالمگیر باطل کے حق میں فتوےٰ ازلی لگ چکا تھا۔ کہ اس زور آور حق کے آنے پر اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس [illegible] پر ہم تھوڑی دیر کے لئے توقف کرتے اور ایک طالب حق [illegible] امید دار کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ ذرا اس دعوےٰ [illegible] اور اس کے گنبد عالم میں گونجنے والی صدا پر کان لگائے۔ اور پھر دل کو ہر قسم کے تعصبات سے خالی کر کے تامل کرے۔ کہ اس دعوےٰ میں کس قدر شاندار قوت بھری ہوئی ہے

اور دعویٰ کرنے والا کس قلبی اعتماد اور زلزلہ نہ کھانے والی جرأت سے مقابلے کے میدان میں اپنے تئیں کھڑا کرتا ہے۔ یہ بالکل الگ بحث ہے کہ آیا ایسے زبردست دعویٰ کے شایان و مناسب حال ویسا ہی درخشان اور تسکین بخش ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے؟ کم سے کم اتنا تو ہر عالم کتب مقدسہ کو غور کرنا چاہئے۔ کہ کسی الہامی کتاب میں اس قسم کے جلیل دعویٰ کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے؟ رہا ثبوت دعویٰ وہ جدا مبحث ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے اور ہماری دعویٰ بھی کورانہ نہیں بلکہ علیٰ بصیرۃ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ حقاً و صدقاً لانظیر و لاعدیل ہے۔ اور پھر ہم اس بات کا دعویٰ کرنے بھی مطلق ہراساں و پشیمان نہیں۔ کہ جیسے ہماری مقدس و معصوم کتاب کا یہ دعویٰ اپنے لانے والے کی نسبت بے نظیر ہے۔ ویسے ہی ہمارے سید و مولا رحمت عالم و عالمیان کی عملی زندگی۔ آپ کی حیرت انگیز کارروائیاں بھی قاطع ثبوتوں اور سیری بخش حجتوں کے جلد رشک کے ساتھ لانظیر و لاسہیم ہیں۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ جس طرح قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی نبوت۔ نصرۃ و تائیدات الٰہیہ کے پُرزور بیانات سے بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح آپ کے سچے واقعات زندگی۔ آپ کی بلاکم و کاست سوانح عمری جو احادیث صحیحہ کی دواوین میں مسطور ہیں۔ ان دعاوی کا عملی ثبوت دینے کو ہر وقت تیار کھڑی ہیں۔ اور فی الحقیقت کون شخص اس بات سے انکار کر سکتا ہے سوائے ایسے شخص کے جس کی تاریخ عالم پر کبھی بھی نظر نہیں پڑی کہ مصلحان عالم میں سے جنہیں تاریخ کے دفتروں میں جگہ ملی ہے سوائے نبی عرب۔ مصلح بنی نوع انسان کے (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کوئی بھی ایسا نبی اور مصلح ہوا ہے۔ جس کے واقعات زندگی پر کچھ بھی یقینی روشنی پڑ سکے۔ بنی اسرائیل کا وہ صاحب عزم نبی متکبر مصری کا سر توڑنے والا۔ بے مثل پہلوان جس کے قومی کارنامے اجمالی طور پر توریت سے ملتے ہیں۔ کوئی دلیری اور قطعیت سے دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ اس کے تمام واقعات زندگی جزءً و کلاً۔ کمّاً و کیفاً منضبط ہو گئے ہیں۔ تعجب اور نہائت تعجب کی بات ہے۔ کہ اتنی بڑی قوم دُنیا میں باقی رہ جائے۔ جس کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ اس کی فوق الفوق تعظیم کرنے والی ہے۔ اور کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ کبھی نہ تھکنے والا ابن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر اس دُنیا کی مرحلہ پیمائی سے تھک کر کہاں سویا۔ وہ اُس ملعون و مغضوب قوم۔ ناشکر گذار قوم کے افتراؤں اور بہتانوں کا ہدف۔ عاجز اور مسکین آدم جسے مادہ پرست نادان دوستوں نے بزور خدائی کی گدی پر بٹھلانے کی کوشش کی۔ حیرت پر حیرت ہے۔ کہ کوئی بھی تین برس کے (اور وہ شکی اور ظنّی) واقعات زندگی کے سوا اُس کی ابتدائی کارروائی کا کچھ بھی بیّن ثبوت نہیں دے سکتا۔ علیٰ ہذا سب مصلحان سلف کی لائف خواہ وہ صادقین کے زمرے سے مانی گئی ہو۔ خواہ کسی قوم نے انہیں کاذب کہا ہو بالکل دھندلی اور تاریک ہے۔ یورپ کے بعض فاضل جن کی آنکھیں تعصب کے غبار سے کسی قدر صاف ہوئی ہیں۔ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی سوانح عمری ہی ایسی ہے۔ جسے منضبط اور مدوّن اور سچی تاریخ کہنا بالکل سچ اور حق ہے۔ باقی سب گذشتہ نبیوں اور ریفارمروں کی زندگی کے واقعات دیو و پری کے افسانوں کے ہمرنگ ہو گئے ہیں۔

غرض یہ دعویٰ کہ حضور مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام الحق تھا ہیں۔ یعنی عظیم الشان حق۔ اور ہر قسم کے حق و صدق اور جمیع انواع تعلیمات حقہ کا مجموعہ اور مظہر تام۔ اور وہ وہ حق لیکر لیکر اور اس حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ جو نہ یہودیت میں باقی رہا تھا۔ نہ عیسائیت میں۔ نہ ما تبین اس کے متکفل رہے تھے۔ نہ زردشتی۔ نہ وہ ویدوں کے دفتر ولت میں مذکور و مسطور تھا۔ نہ پورانوں میں۔ یہ ایسا دعویٰ ہے۔ کہ بالبداہت سننے والے کے دل میں ندرت پسندی اور تحقیق حق کا اشتعال پیدا کرنے کا قوی مادہ رکھتا ہے۔ اس دعویٰ **الحق** کی قدر و قیمت اُس وقت معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم اُس ہمہ تن معجزہ اور سراسر اعجوبہ انسان اور نادرۂ روزگار آدم کو دیکھتے ہیں۔ کہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے مدینہ طیبہ سے نکلا ہے۔ اور [illegible] میں بڑے ہی جلال فاتح کی صورت میں اُس [illegible] سرزمین میں داخل ہوتا ہے۔ جس کا آنے بموجب اس صادق پیشگوئی کے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الیٰ معاد ہر وقت امید آمیز انتظار لگا رہتا تھا۔ اور بیت اللہ کے آستانوں پر کھڑے ہو کر کس زور اور کامیابی کے لہجہ میں اس آئت کو پڑھتا ہے۔ جاء الحق و زھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقا اور زھق الباطل پڑھتے وقت ان مختلف معبودوں اور پرستش کے نشانوں کی طرف اشارہ فرماتا ہے جو مختلف اقوام کی امید و بیم کی مرجع و ماوا تھی۔ کتب سیر کے جاننے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ جہاں مشرکان عرب کے مسلم معبودوں کے نمونے اُس بیت ایل میں تھے اس کے ساتھ یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ اقوام کے مشرکانہ عقائد کے مظہر اور نمونے بھی وہاں موجود تھے سو **الحق** کی تشریف آوری کے ساتھ یہودیت اور عیسائیت اور بُت پرستی کے منحوس اور ناپاک عقیدے اور اُن کے مظاہر نہ صرف ہمیشہ کے لئے اس پاک سرزمین ہی سے جلا وطن ہو گئے۔ بلکہ اُس نور اللہ کے تجلی فرما ہونے پر تمام عالم کی آنکھوں میں اُن کی مہیب اور زشت صورتیں آشکارا ہو گئیں۔ اور ایک عالم کے دل میں ان جہنمی زنجیروں اور دھکتی آگ سے مخلصی پانے کا مضطربانہ جوش پیدا ہو گیا اور بموجب اس زبردست پیشگوئی کے وما یبدئ الباطل وما یعید۔ یعنی اس **الحق** کے حریف و دُشمن الباطل کو اس کے بعد پھر عود اور بحال نصیب نہ ہوگا۔ ہم صاف صاف دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کے نزول اور حضرت سید ولد آدم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد پھر شرک کے اقسام کو خواہ وہ عیسیٰ پرستی کی صورت میں ہوں۔ خواہ وہ اگنی [illegible] لوجا کی شکل میں وہ قوت اور سطوت نصیب نہیں [illegible]۔ جو اس سے پہلے [illegible] پہلے اس کا کوئی [illegible] مسلّم [illegible] نہیں ہوا تھا۔ اور [illegible]

تھا۔ جو مختلف پیرایوں میں اس کے عیوب و قبائح کو دُنیا پر واضح کرتا۔ اور قانون قدرت میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب کسی امر کے خلاف کوئی جوش اور اشتعال پیدا ہو جائے۔ اور وہ امر ہو بھی اپنی ذات میں بودا اور کمزور تو پھر اُس کی ویسے کی سی قوت اور جبروت باقی نہیں رہتی۔ اسلام نے جس قدر پُرزور کوششیں اس ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی الوہیت مسیح کے ابطال میں ہر زمانہ کے اندر کی ہیں۔ وہ ایسی بار آور اور سرسبز ہوئی ہیں۔ کہ اس بات کا مشہودی ثبوت دینے میں ہمیں کوئی بھی دقت معلوم نہیں ہوتی۔ اگرچہ انسان پرست نصرانی دُنیا نے بڑی جد و جہد سے اس ناشدنی گردن زدنی عقیدہ کے ارد گرد گھاس پھونس کی ٹٹیاں کھڑی کر کے اُسے قلعبند اور متحصن بنایا۔ مگر بقول کارلائل صاحب کے اسلام کیا تھا۔ ایک چنگاری تھی۔ جو آسمان سے اُتری۔ جس نے عرب کی سرزمین کو جو بارود کی طرح تھی۔ آناً فاناً مشتعل کر دیا۔ میں کہتا ہوں۔ [illegible] عرب کو اور تبعاً مشرکان عرب کی [illegible] کے عقائد باطلہ کے [illegible] کو جلا کر راکھ کر ڈالا۔ وہ چنگاری جو اسلام کی باطن سوز آگ سے اُتری۔ آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کیسی عیسائیت کے قلب و جگر پر جا کر پڑی ہے اور پورے بھروسے سے امید کی جاتی ہے۔ کہ انشاء اللہ عیسائی دُنیا میں بہت جلد مذہبی انقلاب واقع ہونے والا ہے۔

الغرض اُس ذو الجلال **الحق** کے ناقابل دفع حملوں کی زد سے بچنے کے لئے نہ صرف عیسائی بلکہ اُن کے حقیقی بھائی آریہ ورت کے زنار بند۔ ضعیف القلب۔ مادہ پرست ابنائے دُنیا بھی پکار اُٹھے۔ کہ وہ مُشرک نہیں ہیں۔ اب ہر ایک خدا ترس منصف سوچکر دیکھے کہ اس حیرت انگیز کامیابی کی کوئی نظیر بھی دُنیا میں پائی جاتی ہے جو ذو القوۃ **الحق** کو نصیب ہوئی۔ درحقیقت ایک ہی مبارک اور مقدس کامل انسان ہوا ہے۔ جس نے پوری کامیابی کا تاج سر پر رکھا۔ اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے کا اپنے جیتے جی پھل بھی کھایا۔ اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور وہ **الحق** بشیر۔ نذیر۔ سراج منیر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ اے میرے خدا۔ میرے مولا مجھے اور میرے تمام احباب کو توفیق عنائت فرما۔ کہ اس **الحق** کے اتباع کے رنگ میں رنگین ہو کر باطل کے مرحوم لشکر کے مقابلہ میں ثابت قدم اور مستقیم ہو جائیں

در دلم جوشد ثنائے سرورے

آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

آنکہ جانش عاشق یار ازل

آنکہ روحش واصل آن دلبرے

آنکہ مجذوب عنایات حق است

ہمچو طفلے پروریدہ در برے

آنکہ در بر و کرم بحر عظیم

آنکہ در لطف اتم یکتا درے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

صدائے ناصر

امّا بعد جملہ احباب پر واضح ہو کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں مردے بھی زندہ ہوگئے ہیں۔ اور تم تو زندہ رسول زندہ کتاب کے پیرو ہو۔ اور تمہارا امام مسیح و مہدی ہے تمہیں بطریق اولےٰ زندہ دل اور ہوشیار ہونا اچھا ہے۔ دیکھو زمانہ جاگ رہا ہے۔ اور ہزاروں برس کی مری ہوئی قومیں بیدار ہو رہی ہیں۔ ہندو بت پرستی چھوڑ کر توحید کے دعوےدار ہوگئے ہیں۔ اور تمہاری خوشہ چینی سے تھوڑے بہت توحید الٰہی پر قایم ہوئے ہیں۔ عیسائی قومیں تثلیث کو ترک کر رہی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کی خدائی تزلزل میں ہے۔ غرضیکہ ہر طرف توحید کا ڈنکہ بج رہا ہے۔ اور علم کی دریائیں بہ رہی ہیں۔ ترقی کا جوش دنیا میں پھیل رہا ہے اس کا سبب تمہارے امام کی آمد ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کیطرف سے نور نازل ہوا اور جب نور آتا ہے تو ظلمت ضرور دور ہو جاتی ہے۔ لہذا اس نور توحید اور نور علم کے اصلی وارث تمہیں ہو۔ تم پر یہ فضل کی بارش بالخصوص ہوئی ہے گو کہ اور لوگوں نے بھی اس سے بقدر اپنی لیاقت اور حوصلہ کے فایدہ اٹھالیا ہے۔ چونکہ روح بغیر جسم کے قایم نہیں رہ سکتی یہ تجربہ اور مشاہدہ کی بات ہے۔ لہذا پہلے جسم کے لئے ہر چیز مہیا ہوتی ہے۔ پھر روح کی باری آتی ہے پہلے جسم انسانی بنتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں پہلے انگریز دنیا کی اصلاح کے لئے دور دراز ملک سے آئے پھر امام وقت پیدا ہوا۔ تاکہ اس پُرامن سلطنت کے زیر سایہ اپنے مشن کو رونق دے۔ اور لوگ وعافیت سے خدا کے سلسلہ میں ہوں اور کوئی ظلم اور جابر لوگوں کو اس سلسلہ میں آنے سے نہ روک سکے۔ اب ترقی کے آثار چار جانب عیاں ہو رہے ہیں۔ اور اسی کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں کو یونیورسٹی کا خیال پیدا ہوا۔ اور ہز ہائینس آغا خان صاحب بالقابہ جیسے معزز .... اس کے حامی اور سرپرست بنے۔ اور چند روز میں بیس لاکھ روپیہ مسلمانوں نے ہاتھوں ہاتھ جمع کرلیا ہے۔ امید ہے کہ ایک کروڑ روپیہ اس کام کے لئے انشاءاللہ تعالےٰ جمع ہو جاویگا۔ غور کرو کہ کہاں مسلمانان ہند اور کہاں کروڑ روپیہ ترقی علم کے لئے جمع کرنا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانان ہند کنگال ہیں۔ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ بے شک روپیہ تو تھوڑا بہت ان کے پاس ہے مگر ترقی دین و دنیا کے لئے نہیں بلکہ عیش و آرام کیلئے۔ بد افعالیوں کیلئے۔ بیجا فیاضیوں کیلئے ناچ رنگ کیلئے۔ اس وقت سے پہلے کبھی کبھی (تیرہویں صدی سے لیکر آج تک) مسلمانوں نے کوئی کام نیک اتفاق اور محبت سے کیا تھا۔ یہ ہمارے امام کی برکت ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے ہم تو یہی کہیں گے۔ کہ یہ سب کچھ اسی امام عالیمقام کا طفیل ہے پھر خود سوچو کہ غیروں نے جب اس کی آمد سے اس قدر فایدہ حاصل کیا۔ تو تم جو اس کے بچوں کیطرح ہو کیوں پیچھے رہو۔ تم بھی کوشش کرو۔ کمر باندھو۔ قادیان جو تمہارا مرکز .... ہے اس کے آباد کرنے میں سرگرمی دکھاؤ۔ اور جو جو کام وہاں ادھورے پڑے ہیں۔ ان کو پورا کرو۔ ہائی سکول کی عمارت ابھی شروع بھی نہیں ہوئی۔ لوگ یونیورسٹی کے لئے روپیہ بہم پہونچا چکے ہیں۔ تم نے ہائی سکول کے لئے بھی سرمایہ جمع نہیں کیا۔ افسوس!

اس وقت میرا مطلب .... آپ صاحبان کو تکلیف دینے سے اور بھی ایک کام کیلئے کچھ مانگنا ہے۔ اور اوپر کی کل تحریر بطور تمہید کے تھی۔ وہ کام قادیان کے مہاجرین کیلئے چند مکان بنانے ہیں۔ جن کے لئے مجھے پریشانی ہے اور میرا دل دردمند ہے۔ قادیان میں لوگ دین سیکھنے کیلئے آتے ہیں۔ بعض انمیں سے یہیں رہجاتے ہیں۔ کچھ تو ان میں سے مجرد ہوتے ہیں۔ اور کچھ ان میں سے بیوی بچے بھی ہمراہ رکھتے ہیں۔ مجردوں کیلئے تو مہمان خانہ ہے۔ لیکن عیالداروں اور مہاجرین کیلئے کوئی سامان نہیں۔ وہ بیچارے تکلیف بھگت رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی مدد کیلئے مجھے منتخب فرما دیا ہے اور میرے دلمیں ان کے لئے سچا جوش بخشا ہے۔ اس لئے میں پارہ کیطرح بیقرار رہتا ہوں۔ اور ایک عاشق کی مانند سرگرداں پھرتا ہوں۔ اے احمدی قوم تمہاری آنکھوں میں سر آغا خان صاحب بالقابہ سے کم نہیں ہے۔ ساری مسلمان قوموں نے ان کا ارشاد مان لیا اور متفرق فرقوں نے بغیر چون چرا روپیہ دینے کا وعدہ کرلیا۔ حالانکہ وہ آپسمیں بالکل جُدا جُدا ہیں۔ لیکن تم ایک امام کے سلسلہ میں ہو۔ ایک خلیفہ کے ماتحت ہو۔ میں تمہارا روحانی بزرگ ہوں۔ تم مجھے اس نیک کام میں مدد دو اور دس ہزار روپیہ جو تمہارے نزدیک ایک ادنےٰ رقم ہے۔ بہم پہونچا دو۔ تاکہ یہ ضعفا آباد ہوکر تمہیں دعائیں دیں۔ اور اللہ تعالےٰ تمہیں اس نیک کام کا اجر بخشے اور دین و دنیا میں آباد و شاد فرمائے۔ نواب محمد علی خانصاحب نے ایک قطعہ زمین دارالضعفاء کے لئے عطا فرمایا ہے جسمیں ۲۲ مکان تیار ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں دین و دنیا میں کامیاب کرے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مکان بنا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک مکان کا روپیہ اس عاجز کے پاس جمع ہے۔ اب کل بیس مکانوں کے واسطے روپیہ درکار ہے۔ اور اندازاً ہر مکان پر تین سو روپیہ خرچ ہوگا۔ اس حساب سے چھ ہزار روپیہ اور مطلوب ہے۔ اگر ہر ایک جماعت تین تین سو روپیہ عنایت فرما دے۔ تو جھٹ پٹ یہ کام اسی سال میں پورا ہو جاسکے اصل میں ہماری نظر تو خدا تعالیٰ ہی پر ہے وہی اس کام کو پورا کریگا اور جس پر اس کے کرم کی نظر ہوگی اس کے دل کو اس کارخیر کے لئے کھولدیگا۔ مضمون لکھنا بظاہر ہمارا کام ہے لیکن اس میں تاثیر ڈالنا اسی مالک الملک کا کام ہے۔

اس عاجز نے ایک نظم بھی امداد دارالضعفاء کی لکھی تھی جو ۲۳ فروری ۱۹۱۱ء کے بدر میں اور ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کے الحکم میں چھپ چکی ہے۔ اس سے بعض احباب کو کچھ تاثیر ہوئی کہ۔ دلی سے ایک دوست کی بیوی اور بیٹی نے مبلغ بیذرہ روپیہ فوراً ارسال کئے۔ احباب سے التجا ہے۔ اپنے گھروں میں بھی اس نظم کو سنا دیں۔ عورتیں نرم دل ہوتی ہیں۔ امید کہ اپنے نانا صاحب کی پریشانی پر رحم کریں گی۔ اور ضعفاء کو آباد کرکے خود بھی دونوں جہان میں آباد و شاد ہوں گی اور انکی اولاد و مال میں اللہ تعالےٰ برکت عطا فرماویگا۔

وافوض امری الی اللّٰہ ان اللّٰہ بصیر بالعباد حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر ✦

میر ناصر نواب ۲ مارچ ۱۹۱۲ء قادیان

انصار اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے اشتہار من انصاری الی اللہ کے جواب میں چند دوستوں کی آواز آئی ہے جو کہ بڑی خوشی سے اس انجمن کے ممبر بننا چاہتے ہیں۔ لیکن اکثر احباب بلا استخارہ کے اپنا نام شامل کروانا چاہتے ہیں۔ اور زور دیتے ہیں کہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست میں ایسے احباب کو اور ان کے ہم خیال و دیگر دوسرے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ سات دفعہ استخارہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ استخارہ ہمیشہ کار خیر میں ہی ہوتا ہے۔ استخارہ کے معنے ہیں۔ خیر طلب کرنا ہیں یہ کیونکر ممکن ہے کہ بُرے کام میں انسان اللہ تعالےٰ سے خیر کا طالب ہو یہ تو نیک کام ہی ہیں جنکے متعلق اللہ تعالےٰ سے انسان نیکی کا طالب ہوتا ہے اور درمیان میں مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات مانگتا ہے۔ اور دوسرے استخارہ کی شرط سے استقلال کی آزمایش بھی منظور ہے۔ بعض دوست ایسے بھی ہیں جنکو استخارہ پر زور دیا گیا ہے تو وہ چند دن کے بعد تھک گئے۔ اور سات دفعہ استخارہ نہ کرسکے۔ اور اس پر انجمن میں شامل ہونے سے رہ گئے۔ پس استخارہ کا ہونا بڑا ضروری ہے اور آئیندہ جو احباب اس انجمن کی ممبری کی درخواست کریں وہ اول سات دفعہ استخارہ کرکے مجھے اطلاع دیں۔

اس جگہ میں ان دوستوں کی غلطی بھی دور کرنا چاہتا ہوں۔ جنکا خیال ہے کہ استخارہ پر خواب بھی ضرور آنی چاہیئے۔ بلکہ استخارہ سے خواب کا کوئی تعلق نہیں۔ استخارہ تو ایک دعا ہے کہ الٰہی اگر یہ کام میرے لئے مبارک ہے تو مجھے اس کے کرنے کی طاقت دے اور اگر بُرا ہے تو مجھے اس سے روک دے۔ اور اس کے بعد جو کچھ دلمیں آئے وہ کرے یہ ضروری نہیں کہ خواب ہی آئے۔

اس وقت تک کے درج شدہ ممبروں کی فہرست درج ذیل کرتا ہوں تاکہ وہ ایکدوسرے سے آگاہ ہو جاویں

(۱) مولوی سید سرور شاہ صاحب قادیان ضلع گورداسپور۔
(۲) حافظ روشن علی صاحب 〃 〃 〃
(۳) منشی احمد دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ۔
(۴) منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروزپور
(۵) شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم لاہوری قادیان (گورداسپور)
(۶) سید صادق حسین صاحب مختار عدالت۔ اٹاوہ۔
(۷) شیخ غلام احمد صاحب واعظ قادیان (گورداسپور)
(۸) میاں خداداد صاحب رسالدار پیول کور نمبر ۳۰ کراچی چھاونی

علاوہ ان احباب کے چند اور دوست استخارہ میں مشغول ہیں۔ آخر میں اپنے دوستوں کو اس انجمن کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے سے اطلاع دیتا ہوں کہ آپ نے اسے اسقدر پسند فرمایا ہے جب میرا مضمون بدر میں چھپا تو آپ نے باوجود بیماری کے شروع سے لیکر آخر تک اُسے پڑھا۔ اور آخر میں مجھ سے فرمایا کہ میں بھی آپکے انصار اللہ میں شامل ہوں۔ میرے خیال میں۔ میرے خیال میں

مضمون خاص

۱۲- ربیع الاوّل

(از مرزا محمد نذیر عرشی " مولوی فاضل منشی فاضل)

آج ۱۷- ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کی صبح اس ۱۲- ربیع الاول کے مبارک دن کی یاد دلاتی ہے۔ جس میں دنیا بھر کا سب سے عالی پایہ، سب سے زیادہ اولوالعزم، سب سے زیادہ مبارک قدم، سب سے زیادہ نیک سیرت، اور سب سے زیادہ نیک نیت انسان پیدا ہوا۔ **اور پورے ۶۳ سال** تک دنیا کو اعلیٰ شرافت اور سچی محبت کا نمونہ دکھا کر **۱۲- ہی ربیع الاول** کو اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس چلا گیا۔

وہ عالی پایہ انسان جس کے ساتھ مقام اعلیٰ تک جاتے ہوئے فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ وہ اولوالعزم انسان جو ایک یتیم خاک نشین کی حیثیت سے اٹھکر قصر قیصر اور ایوان کسریٰ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والا ہے۔ وہ مبارک قدم انسان جس کے وجود باجود کے طفیل دنیا کی خزاں خوردہ کھیتی رحمت الٰہی کے چشمہ سے سیراب ہونیوالی ہے۔ وہ نیک سیرت انسان جسکی کشادہ اور روشن پیشانی کی ٹھنڈی ٹھنڈی شعاعوں سے دشمنوں کی بھی تلخ کامی کی راتیں جگمگا جانیوالی ہیں۔ وہ پاک نیت انسان جس کے خالص ارادے اور سچے مقصود پر دنیا جہان کے خزانے نثار اور عالم بھر کی سلطنتوں کے تخت و تاج قربان ہونیوالے ہیں۔ کون ؟

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے احمد مجتبیٰ علیک الصلوٰۃ * مقصود ازل الیٰ علیک الصلوٰۃ
کانور بود آنکس کہ نگوئید باصدق × سانهشاہی دو سرا علیک الصلوٰۃ

آج ۱۲- ربیع الاول کی صبح زبان حال سے لوگوں کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مسلمانو! آج اس سید المرسلین کی ولادت کا دن ہے۔ جسکی سکھلائی ہوئی عبادات سے تم روحانی ثمرات حاصل کر رہے ہو جسکے قایم کردہ محکم اصولوں پر تمہارے دینوی آرام و آسائش کا مدار ہے۔ جس نے تم کو انسان بننے کا گر سکھلایا جسنے تم کو انسانوں کیساتھ سلوک کرنیکا طریقہ بتایا۔ مسلمانو! آج اُس سید المرسلین کی ولادت کو تیرہ سو بیاسیواں سال ختم ہوا ہے۔ اور آج ہی اس کو اپنے رفیق اعلیٰ کیطرف روانہ ہوئے تیرہ سو انیسواں سال پورا ہوا ہے۔ مسلمانو! آؤ مجلس منعقد کرو دنیا کے کاروبار تو روز ہوتے ہی رہیں گے۔ کچھ دیر تک اس محسن خلائق کی یاد تازہ کرنے کیلئے بھی بیٹھ جاؤ۔ جس کے بار احسان سے قیامت تک دنیا سبکدوش نہ ہوگی۔

مولود کا ذکر ہو یا سانحہ کربلا۔ ان میں واعظوں نے سامعین کی دلچسپی بڑھانیکے لئے موضوع اور ضعیف روایات کا بہت سا مسالہ شامل کر دیا ہے۔ مگر سچ پوچھو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے صاف اور صحیح حالات بھی ایسی بلند شان رکھتے ہیں۔ جس تک کسی انسان کیا بلکہ کسی فرشتہ کے خیالات بھی نہیں پہونچ سکتے۔ ان پاک حالات کو تسخیر قلوب اور جذب طبایع کے لئے کسی رنگ آمیزی کی ضرورت نہیں ؎

چہ حاجت کہ نُو کرسی آسمان
نہی زیر پائے قزل ارسلان

آں حضرت کی پاک زندگی کے سیدھے سادے حالات اور سچے اور صاف واقعات میں بھی نبوت و صداقت کا وہ نور چمک رہا ہے جو لاکھوں انسانوں کے دلوں کو منور کر چکا ہے اور کریگا۔ ان حالات کو اصلی روپ میں دکھانا کافی ہے۔ وہ حالات ہماری زبان آوری اور ہمارے مبالغہ اور ہماری فصاحت و بلاغت کے محتاج نہیں ہیں۔ ؎

نہ وصف ناتمام ما جمال یار مستغنی است
نہ آب و رنگ و خال خدچہ حاجت روئے زیبا را

آپ کے کون ہے جس کو اس کی سچائی اور راستبازی کی بدولت دشمن بھی صادق اور امین کے لقب سے پکارتے ہوں کون ہے جس کے فیصلے پر مخالف راضی ہو جاتے ہوں۔ کون ہے جس نے سونے چاندی کے خزانوں اور ملک کی بادشاہی پر لات ماردی مگر اپنا عزم نہ چھوڑا ہو کون ہے جس نے سلاطین عالم کے دلوں پر اپنی عظمت کا سکہ بٹھاکر بھی ان لفظوں میں اپنی تواضع کا اظہار کیا ہو۔ کہ میں کوئی بادشاہ نہیں۔ بلکہ صرف ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جس کو کھانیکے خشک گوشت میسر آتا تھا۔ کون ہے جسنے دینی معاملہ میں کسی رشتہ دار یا عزیز دوست کی کبھی پرواہ نہ کی ہو کون ہے جسنے دشمنوں کا استہزا جھیلا۔ گالیاں کھائیں۔ سختیاں برداشت کیں۔ مگر اپنے ارادہ میں تزلزل نہ آنے دیا۔ کون ہے ؟ جو دشمنوں کے بڑے سے بڑے مظالم اٹھائے مگر کبھی ان سے انتقام لینے کا خیال تک دلمیں نہ لائے۔ کون ہے ؟ جس کے پاس نہ فوج ہو نہ خزانہ ہو دوست دشمن بنگئے ہوں خویش و اقارب بیگانے بنگئے ہوں۔ پھر بھی وہ ہمت نہ ہارے قاتل ننگی تلواروں کے ساتھ اس کو گھیرے کھڑے ہوں مگر وہ مایوس نہ ہوا ہو۔ اور اسکے حوصلہ اور عزم میں سرمو فرق نہ آیا ہو۔ کون ہے ؟ جسکی زبان سے نکلنے والا کلام سامعین کے دلوں پر بیٹھتا ہو۔ اور اس کی سی فصاحت و بلاغت اور اثر کسی بشر کے کلام میں نہ پائی گئی ہو۔ اور جسکو سنکر دشمنوں کے دل بھی موم ہو گئے ہوں۔ قتل کی نیت سے آنیوالے شیدا بنکر گئے ہوں۔ کون ہے ؟ جس نے مدرسہ میں تعلیم پائی ہو نہ پڑھنا لکھنا سیکھا ہو نہ وہ شاعر ہو نہ مضمون نگار ہو۔ نہ مصنف ہو پھر وہ ایسا کلام لوگوں کو سناتا ہو۔ جس کے آگے روئے زمین کے فصحا و بلغا سر تسلیم خم کرتے ہوں۔ کون ہے ؟ جس نے ایک گاؤں میں پرورش پائی ہو۔ مگر وہ خدا کے حکم سے ایک ایسے عالم تمدن کا بانی ہو۔ جس پر روئے زمین کے بڑے بڑے شہروں کی رونق کی بنیاد قایم ہو۔ کون ہے ؟ جسکا زمانہ طفولیت یتیمی میں گذرا ہو۔ اور ماں باپ نے اس کو تربیت نہ دی ہو۔ مگر اسکی شرافت۔ اخلاق۔ سلیقہ کی باتیں مہذب دنیا کے بڑے بڑے تربیت یافتوں کیلئے اعلیٰ اصول کا کام دے رہی ہوں کون ہے جو ایک جاہل خاندان میں پیدا ہوا ہو۔ مگر اسکی خداداد ذات کی بدولت دنیا بھر سے جہالت کی تاریکی دور ہونیوالی ہو کون ہے جسکی تصدیق اگلے نبیوں نے کی ہو۔ اور اگلی کتابوں نے کی ہو۔ اور اگلی امتوں کے علماء نے کی ہو۔ جسکی سچائی کے لئے معجزات شاہد ہوں۔ کون ہے ؟ جو باوجود اعلیٰ درجہ کے عظمت و شان رکھنے کے اپنے اصحاب کے ساتھ بھائیوں اور دوستوں کیطرح خندہ پیشانی پیش آتا ہو۔ بیویوں کیساتھ نرمی اور تحمل کا برتاؤ رکھتا ہو۔ بچوں پر نہایت پیار اور شفقت رکھتا ہو کون ہے ؟ جسنے لوگوں کے جان و مال کے مالک ہوتے ہوئے بھی اپنی دینوی زندگی میں آرام و آسایش کا سامان بڑھانیکی کبھی خواہش نہ کی ہو۔ کون ہے ؟ جس نے دم بھر میں نوے ہزار روپیہ محتاجوں کو تقسیم کر دیا ہو۔ مگر خود نان شبینہ گھر میں نہ ہونیکے باعث فاقہ کیا ہو۔ ان اوصاف کا انسان سوائے آں حضرت ؐ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس عالم دنیا میں آپکا امتیاز دکھانیکے لئے کسی مبالغہ کی ضرورت نہیں۔ یہی سیدھے سادے حالات کافی ہیں۔ د صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

درود انہ میسر اعتبار ہوں

ملفوظات احمد قادیانی

ختم نبوت کا راز

پہلے نبی ایک ایک قوم کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور اسی قدر سکھایا کرتے تھے۔ جو اسی قوم کی استعداد کے اندازہ کے موافق ہو۔ اور جن تعلیموں کی وہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ تعلیمیں اسلام کی ان کو نہیں بتلاتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں کا اسلام ناقص رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دینوں میں سے کسی دین کا نام اسلام نہیں رکھا گیا۔ مگر یہ دین جو ہمارے پاک نبی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں آیا اس میں تمام دنیا کی اصلاح منظور تھی۔ اور تمام استعدادوں کے موافق تعلیم دینا مدنظر تھا اس لئے یہ دین تمام دینوں کی نسبت اکمل اور اتم ہوا اور اسی کا نام بالخصوصیت اسلام رکھا گیا۔ اور اسی دین کو خدا نے کامل کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً یعنے آج میں نے دین کو کامل کیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا۔ اور میں راضی ہوا کہ تمہارا دین اسلام ہو۔ قرآن کو تمام دنیا کی کامل اصلاح مدنظر تھی۔ جن میں عوام بھی تھے۔ اور خواص بھی تھے۔ اور حکماء اور فلاسفر بھی اس لئے انسانیت کے تمام قویٰ پر قرآن نے بحث کی اور یہ چاہا کہ انسان کی ساری قوتیں خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا ہوں۔ اور یہ اسلئے ہوا کہ قرآن کا مدنظر انسان کی تمام استعدادیں تھیں۔ اور ہر ایک استعداد کی اصلاح منظور تھی۔ اور اسی وجہ سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھیرے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر وہ تمام کام پورا ہو گیا۔ جو پہلے اس سے کسی نبی کے ہاتھ پر پورا نہیں ہوا تھا۔

انتہیٰ بلفظہ الشریف مطبوعہ ۱۹۰۵ء ضیاء الاسلام پریس قادیان صفحہ ۱۴۹ لغایت ۱۵۲ +

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سالگرہ

وکیل لکھتا ہے کہ "آجکل ہر ایک تعلیم یافتہ و ترقی پسند قوم اپنے بزرگوں کی سالگرہ مناتی ہے۔ افراد قوم کے دلوں میں اُن کی یادگار کو زندہ کرنے کے لئے اُن کے سوانح اور کارنامے بیان کئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح ہر ایک شخص کو تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ ان بزرگوں کی اعلیٰ نظیر سے متاثر ہو۔ اُن کے طرز عمل کا تتبع کر کے میدان زندگی میں اُن کے نقش قدم کو شمع راہ بنائے۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے۔ کہ مصر میں تجارت پیشہ فرانسیسیوں نے اپنے نامور شاعر وکٹر ہیوگو کی سالگرہ منائی تھی۔ اسکندریہ کے فرانسیسی محلہ کی دل کھول کر آرائش کی گئی تھی اور شب کو ہر جانب چراغاں کا سماں نظر آ رہا تھا۔ ایک نو عمر فرنچ لیڈی شام کو سیر کے لئے نکلی۔ ساتھ میں اُس کے چھوٹا سا بچہ بھی تھا جس کی عمر چھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ گاڑی ایک موڑ پر پہونچی۔ جہاں وکٹر ہیوگو کی قد آدم تصویر لگی ہوئی تھی لیڈی نے دیکھتے ہی ایک لمحہ کے لئے گاڑی روک لی۔ اور ٹوپی اُتار کر مؤدب بن بیٹھی متعجب ہو کر پوچھا "اماں جان! یہ کیا ہے؟" لیڈی نے جواب دیا "یہ اس شخص کی تصویر ہے۔ جس نے تیرے وطن (فرانس) کو نجات دلوائی۔ عوام کو آزادی کے لئے اُبھارا۔ ظلم کی حکومت توڑنے میں کوشش کی۔ اور تیرے ہموطنوں کے لئے باعث رحمت ہوا" بچہ نے بھی یہ سنتے ہی ادب سے ٹوپی اُتار لی اور بے ساختہ بول اُٹھا۔ "میں اس بڑے شخص کو پیار کرتا ہوں۔ اور میں بھی ایسا ہی بنوں گا"۔

یہ ایک جزوی بات ہے۔ لیکن اس میں سبق آموز امر یہ ہے کہ مہذب قومیں نادان بچوں کے دلوں میں ہی بزرگوں کی عظمت کا نقش دلوں میں بٹھا کر اُن کے کارناموں کی پیروی کرنے کا کیونکر شوق دلاتی ہیں۔ اور اُس پاک روح کو کس طرح نئی نسل میں وسیع کیا کرتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے کہ کروڑوں مسلمانوں میں شائد چند نفوس ہی بمشکل ایسے نکل سکیں گے۔ جو بزرگان اسلام کی شریفانہ و اعلیٰ مقاصد زندگی کی اسپرٹ کو قوم میں وسیع کرنے کی کوشش کرتے ہوں۔ بے شبہ ہمارے ہاں بھی بزرگوں کے عرس ہوتے ہیں برسی کی جاتی ہے۔ سالگرہ مناتے ہیں۔ مولود کی محفلیں ہوتی ہیں لیکن افسوس ہے۔ کہ یہ غرض کہیں بھی پیش نظر نہیں ہوتی۔ مجلس میلاد کی دھوم دھام سے تیاریاں ہوتی ہیں۔ نعتیہ غزلیں اور قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا معشوق ثابت کرنے کے لئے اُن تمام اوصاف پر زور دیا جاتا ہے۔ جو دنیا میں عشق عاشقی کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ اور جن کے بغیر ہماری سوسائٹی شان معشوقیت سے اثر پذیر نہیں ہوتی اور ہمارے مذاق شاعری کو معاملہ بندی میں مزہ نہیں آتا۔ خدا کا وہ مقدس پیغامبر جس کا خاص مشن یہ تھا کہ دنیا کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لائے۔ اس کی پاک نظیر کو بالکل ہی فراموش کر رکھا ہے۔ اور اگر کچھ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ تو صرف اسقدر کہ خدا اُس پر جان و دل سے عاشق تھا اور اسی لئے شب معراج کو اُسے اپنے پاس بلایا۔ زمین و آسمان کی زمام اختیار اُس کے قبضہ میں دیدی اور اُس کو قدرت عطا فرمائی۔ کہ نظام عالم کو جب اور جس طرح چاہے ایک اشارہ سے تبدیل کرتا رہے۔ ظاہر ہے کہ یہ باتیں خواہ کیسی ہی درست و مسلّم ہوں۔ مگر عوام میں ان خیالات کو عام کرنے سے وہ روح نہیں پیدا ہو سکتی۔ جو ایک برگزیدہ و اولو العزم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصلاحی مشن کی جان تھی اور جس کی تقلید و پیروی کے بغیر مسلمان کبھی اُبھر نہیں سکتے۔

مصر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مولود کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے ۱۲۔ ربیع الاول کو عام جشن منایا جاتا ہے۔ شہروں میں آئینہ بندی ہوتی ہے۔ فوج کا عظیم الشان جلوس نکلتا ہے۔ اور نقیب الاشرف حضرت سید توفیق آفندی البکری جو بزرگان صوفیہ کے شیخ المشائخ اور سادات بنی فاطمہ کے سب سے بڑے پیشوا ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی بیان کرکے عام رائے کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ دنیا کے فائدہ کے لئے اُس ذات بابرکات نے کیا کیا کام کئے تھے۔ اور اب اہل دنیا اس کی بابرکت زندگی کے طریق عمل کو مشعل طریقت بنا کر کیا کیا فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ اس جشن میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ مسلمان اگر پیغمبر سمجھ کر عظمت کرتے ہیں۔ تو قبطی و یہودی و عیسائی قومیں اس لحاظ سے احترام کرتی ہیں۔ کہ یہ ایک جلیل القدر مصلح کی سالگرہ کا دن ہے۔ جس کی اصلاحات نے زمانہ کو نورانی و تابناک بننے میں مدد دی۔ اور جس کے حکیمانہ اصولوں پر موجودہ تمدن کی بنیاد قائم ہوئی۔

آج کے تیسرے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ ہوگی یہی وہ مقدس تاریخ ہے۔ جس کے مطلع سے آفتاب اسلام جلوہ گر ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار نے طلوع ہو کر دنیا کے ہر ایک ذرہ میں یہ نورانی تعلیم وسیع کی تھی۔ کہ اس نور کی روشنی میں اگر ذرات بھی کوشش کریں تو آفتاب بن سکتے ہیں۔ آنحضرت سلام اللہ علیہ کی روشن تعلیمات کے جن سے زمانہ کی تاریکی روشنی سے تبدیل ہو گئی تھی۔ خاص خاص اصول یہ تھے۔

(۱) خدا کے ساتھ ہر ایک میں انسان کا تعلق نہایت محکم ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہی ایک بھروسہ ہے جس سے انسان کی زندگی کامیاب بن سکتی ہے۔

(۲) خدا کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کرنی چاہئے اس لئے کہ جناب باری کے سوا اور کسی شخص میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے جو عام انسانی طاقتوں سے برتر ہو۔ یعنی سرسری نظر میں جن چیزوں کی معتقد ہیں۔ اگر کوشش کی جائے تو وہی برتری ان میں بھی خدا کے فضل سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اور وہ بھی اسی جلالت وجبروت کو حاصل کر سکتی ہیں جو عوام میں عزت و عظمت کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔

(۳) ہر شخص کو خدا کے بعد اپنی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے کیونکہ دوسروں پر بھروسہ کئے بیٹھے رہنے کے نتائج ہمیشہ ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوا کرتے ہیں (یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم۔ یعنی اے مسلمانو! تم خود اپنے پر بھروسہ کیا کرو۔)

(۴) ہدایت و ارشاد کو زمانہ میں عام کرنے کے لئے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اپنے تئیں نمونہ بنا کر دنیا کے روبرو پیش کریں اس صورت میں کسی کی گمراہی و ضلالت سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہونچ سکتا (لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ مسلمانو! اگر تم خود راہ راست پر آ گئے۔ تو کسی اور کی گمراہی تمہارے لئے مضرت رساں نہیں ہو سکتی)

(۵) جب کام کا قصد کرو۔ تو مذبذب نہ بنے رہو۔ بلکہ خدا پر بھروسہ کر کے شروع کر دو۔ (و اذا عزمت فتوکل علی اللہ۔ جب کسی کام کا قصد کیا کرو۔ تو خدا پر توکل کر لیا کرو۔ کہ اس کو پورا کرنے اور حد انجام تک پہونچانے میں خدا بھی ہمارا شریک ہے۔

(۶) کوشش سے کسی حالت میں غافل نہ رہو۔ کیونکہ یہی ایک چیز ہے۔ جس کے ثمرات انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ اپنے پرائے کی امید پر بیٹھے رہنا مسلمان کی شان کے خلاف ہے (لیس للانسان الا ما سعی۔ اے نور چشم من بجز از کشتہ ندروی)

(۷) جو مذہب اسلام دنیا کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ تمام برگزیدہ بندوں کا یہی مذہب رہ چکا ہے غرض یہ ہے کہ اس نور و ہدایت پر لوگ قائم رہیں اور فرقہ بندی سے بچیں۔ (شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔ مسلمانو! تم لوگوں کے لئے وہ مذہب شروع ہوا ہے۔ جس کی وصیت ہم نے۔ یعنی خدا نے نوحؑ کو کی تھی۔ جسے اے پیغمبر ہم نے تم پر وحی بھیجا ہے۔ اور جس کے لئے ہم نے ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو وصیت کی تھی۔ کہ دین کو قائم رکھو۔ اور فرقہ بندی نہ کرو۔)

(۸) جو کام کرو مستقل مزاج بنکر کرو۔ کیونکہ خدا انہیں کے ساتھ ہے۔ جن میں استقلال ہو۔ (ان اللہ مع الصابرین حقیقت میں صبر کرنے والوں یعنے ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ خدا ہے۔)

(۹) انسان کے لئے شرافت کا معیار صرف تقویٰ ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ متقی ہو)

(حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ نے تقویٰ کے معنے یہ بتلائے ہیں۔ کہ بااصول انسانی زندگی کے لئے جو چیزیں باعث مضرت ہوں۔ اُن سب سے بچتے رہنے کا نام تقویٰ ہے۔ لہذا متقی اصل میں وہ ہے۔ جو دین و دنیا کی تمام تباہ کاریوں سے پرہیز کرتا ہو)

(۱۰) تقویٰ کے مشن میں اگر کسی کو دقتیں ہوں۔ تو ابتدائی ناکامیوں سے گھبرانہ جانا چاہئے۔ اس لئے کہ انجام کار وہی کامیاب ہوں گے جو متقی ہیں (العاقبۃ للمتقین۔ حسن انجام اہل تقویٰ ہی کے لئے ہے۔)

(۱۱) زمین اور اس کی نعمتیں اور برکتیں سب خدا کی ملکیت ہیں خدا ان چیزوں کا وارث انہیں کو بناتا ہے۔ جن میں اس کے حاصل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ لہذا مسلمانوں کو اگر ان نعمتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھانا اور روئے زمین کا وارث بننا منظور ہے۔ تو سب سے پہلے اُن کو اپنے آپ میں صلاحیت پیدا کرنی چاہئے (ان الارض للہ یرثھا عبادی الصالحون۔ زمین سچ مچ خدا ہی کی ہے۔ اُس کے وارث وہی بندگان خدا ہوں گے جن میں صلاحیت ہو گی)

(۱۲) بڑے درجہ کی کامیابی حاصل کرنی ہو۔ تو جس چیز کو

سب سے زیادہ محبوب سمجھتے ہو۔ اسی کی قربانی دو (لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ تم کبھی بھلائی کو نہ پہونچو گے۔ جب تک کہ ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔ جنہیں محبوب سمجھتے ہو۔)

(۱۳) سلامت روی خوب چیز ہے۔ اور یہی ایک دولت ہے جو خدا کے دربار میں نفع دے سکتی ہے (یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔ وہ دن جبکہ نہ دولت نفع دے گی نہ اولاد۔ بجز اس کے جو قلب سلیم لیکر خدا کے پاس حاضر ہو۔)

(۱۴) پستی اور تنزل کی زندگی مسلمان کے لئے حد درجہ کی ذلیل اور شرمناک زندگی ہے۔ جو لوگ اس میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور اس سے ابھرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اُن سے زیادہ بُرے اور زیانکار کوئی نہیں (ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ زیانکار کون لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کی کوشش پست اور متنزل زندگی میں گمراہ ہوئی اور اس پر بھی وہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ ہم اچھے کارگذار ہیں۔)

(۱۵) مسلمان اگر سچے صحیح کے مسلمان بنیں۔ تو دین و دنیا کی ہر طرح کی سربلندی و عزت انہیں کے لئے ہے۔ (لا تھنوا ولا تحزنوا انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ ذلیل نہ بنو۔ اور نہ رنجیدہ ہو۔ تم اگر ایماندار ہو۔ تو تمہیں سربلند ہوگے)

(۱۶) نظام عالم کی ہر ایک ادا سے دانشمندوں کو سبق لیتے رہنا چاہئے۔ (ان فی خلق السمٰوات والارض و اختلاف الیل والنھار لاٰیات لاولی الالباب آسمان و زمین کی آفرینش اور دن رات کے مختلف ہونے میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں)۔

(۱۷) سب سے بڑی دولت علم ہے۔ جو بے علم ہے۔ وہ خواہ کتنا ہی بڑا مالدار ہو۔ ذی علم کے کبھی برابر نہیں ہوسکتا (ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ کیا جو لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور جو تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ دونوں آپس میں برابر ہو سکتے ہیں۔)

یہ اور اسی قسم کے اور بھی بہت سے اصول ہیں۔ جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانی تعلیم کے مطابق زمانہ کو تلقین کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ جبتک اس تلقین پر عمل رہا تمام زمانہ کی خوبیاں مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص ہو گئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اپنے مرقد مبارک میں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ موت اگر ہے بھی تو جسم کے لئے۔ روح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ آپؐ کی مقدس نگاہیں ہمہ تن چشم بنی ہوئی ہیں۔ کہ آپؐ کی سالگرہ کے دن ہم آپؐ کی نیک نظیر سے فائدہ اٹھا کر اپنی حالت کو کس قدر درست کر لیتے ہیں اور جن اصول و ضوابط کی آپؐ نے تعلیم دی تھی ہمارا طرز عمل اُن سے کہاں تک مطابق ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ڈریپر جس نے آزادانہ خیالات اسلام تو کیا تمام دُنیا کے مذاہب سے بیگانہ ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا ہے۔ تو سخت سے سخت انکار پر بھی آپؐ کی عظمت کا اُس کو اعتراف کرنا پڑتا ہے

کہ "کیا یہ ممکن ہے۔ کہ ایسے شخص کا نام تعظیم و تکریم سے نہ لیا جاوے؟ یہ شخص وہ ہے جس کے اصول آج کے دن بنی نوع انسان کے ایک ثلث حصہ کے رہنما و پیشوا ہیں"۔ ملاحظہ ہو معرکہ مذہب و سائنس صفحہ ۱۱) سوال یہ ہے۔ کہ جب اغیار تک اُس ذات پاک کی تعظیم پر مجبور ہیں۔ تو کیا مسلمانوں کو اس کا احترام نہ کرنا چاہئے۔ اور اُس کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا اصول نہ بنانا چاہئے۔ یاد رکھو سچی تعظیم و اکرام یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی و الہام کے ذریعہ سے ہماری فلاح و رفاہ کے لئے جو اصول قرار دیئے ہیں۔ ہم اپنی زندگی کو انہیں لائنوں پر لائیں۔ آپؐ کی سالگرہ کے دن آپؐ کی تعلیمات کو پھیلائیں اور عہد کریں کہ آئندہ سالگرہ کے موقع پر ہم میں ہر شخص ان مبارک اصول و ضوابط کا پابند نظر آئے گا۔ واللہ الموفق!

غیر معمولی ضمیمہ الحکم قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مبارک باد

۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء کی صبح ساکنین الدار اور مہاجرین دارالامان کے لئے عموماً اور خاندان نبوت کے لئے خصوصاً ایک خاص فضل اور بشارت کو لیکر آئی۔ کہ حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے مشکوئے معلیٰ میں پہلا بیٹا پیدا ہوا۔ جو خاندان احمدؑ میں دوسرا نافلہ (پوتا) اور چراغ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت احمدؑ مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے وعدے برکات کے فرمائے۔ جن میں سے اکثر آپؑ کی زندگی میں پورے ہوئے۔ اور بعض کا ظہور آپؑ کے بعد ہو رہا ہے ان وعدہ ہائے برکات میں سے آپؑ کی ذریت طیبہ کے متعلق بھی بہت سے وعدے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تیری نسل نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی"۔

ان بشارتوں کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے خاندان احمدؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصاً اور احمدی جماعت کو عموماً اس نافلہ کی مبارک ولادت سے مسرت سے مالا مال کیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ شریف احمد سلمہ اللہ الاحد اللہ جلشانہ کے نشانات میں سے ایک عظیم الشان نشان ہیں۔ اور آپ کی ذات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خاص انعامات کے وعدے فرمائے ہیں (خدا کرے ہم انہیں اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں) اس لئے آپ کی تمام تقریبیں بھی ایک نشان ہی ہیں۔ اس لئے ہم ان آیات اللہ کی تلاوت کے لئے اس مبارک تقریب پر اظہار مبارکباد کا موقعہ پاتے ہیں۔ اور صدق دل سے اولاً حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ پھر حضرت ام المومنین علیہا السلام اور آپؑ کے نور نظر اور خاندان احمد مغفور کے لیڈر اور احمدی قوم کی خوشی آئندہ امید اللہ تعالیٰ انہیں تادیر رکھے اولوالعزم حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد دامت برکاتہم کے حضور مبارک باد عرض کرتے ہیں۔

پھر حضرت قافلہ سالار ضعفاء میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور حضرت نانی اماں صاحبہ کی خدمت میں بھی مبارکباد دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ اپنی اولاد کی تیسری پشت کو دیکھیں (خدا کرے۔ وہ اپنے بچوں کی طرف سے بھی ایسی خوشیاں دیکھیں۔ آمین) اللھم زد فزد۔

پھر حضرت نواب صاحب قبلہ اور اُن کے خاندان کے حضور بھی مبارکباد عرض کی جاتی ہے۔ جن کے سلسلہ اولاد کے ساتھ آل اطہار کی زنجیر کو ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت کرے۔

بالآخر دعا ہے کہ ابن شریف ابن شریف اپنے بزرگوں کے سایۂ فضل و رحمت میں مدظلہ العالی کی نیم شبی دعاؤں کے ساتھ نہ صرف اپنے ماں باپ۔ نہ صرف اپنے خاندان و قوم بلکہ کل دُنیا کے لئے قرۃ العین اور نافع الناس ہونے کے واسطے، تربیت پائے بڑھے پھلے اور پھولے۔ دنیا کے لئے نور اور نشان ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے فرشتے اس کی حفاظت کریں۔ اور اس کی آمد

اے آمدنت باعث آبادیٔ ما۔

کا موجب ہو۔

ہاں! وہ اللہ تعالیٰ کے کلام مجید اور اس کے حقیقی دین اسلام کا درخشاں خادم ہو روح الحق کا سایہ اس کے سر پر ہو۔ اور وہ رکن رکین ہو ان افراد و ارکان کا جو حضرت مغفور کی تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہونچانے والے ہوں گے آمین ثم آمین!۔ بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا پر اس کو ختم کر دیتا ہوں

شعر

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت	کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت	یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو	جاں پُر ز نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں	حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں	یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

آمین!

ہاں! اے حریم قدس کے رہنے والو اس وقت تمہارے دلوں میں دعاؤں کے لئے خاص جوش ہے۔ اس حالت میں میں بھی ایک بات کہہ جاتا ہوں۔ کہ ان گھڑیوں میں جبکہ آپؑ کی جبین نیاز حضرت عزت کے آستانہ پر ہو۔ اس عاجز اور اس کی ذریت کو بھی یاد رکھیئے اور لڑکے کی لاج نہ بھولئے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

طالب دعا

احقر العباد یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خاتم النبیین

(نوشتہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مدفیوضہ)

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مخفی در مخفی تعلقات الٰہیہ کی وجہ سے اس بلند مقام تک پہنچ گئے تھے کہ آپکے رتبہ کا سمجھنا تک نہایت مشکل امر ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان انسان دنیا میں گذرے ہیں۔ جنہوں نے اپنے نفسوں کو بھی پاک بنیر دیا بلکہ قوموں کی قوموں کو سدھار دیا۔ اور مرضی خدا تعالےٰ کے احکام میں ایسے منہمک ہوئے کہ بس فنا ہی ہو گئے۔ لیکن جس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مارا اس تک کوئی نہیں پہونچ سکا۔ انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو بھی لیلیں آپ بےنظیر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک اور بیکسی و بےبسی کی حالت سے لیکر ایک ملک کے بادشاہ ہونے تک کی مختلف حالتوں میں کوئی پہلو بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جسمیں آپ کے طریق عمل پر کسی قسم کی حرف گیری کا موقعہ ملے بلکہ جہانتک غور کریں کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ اکثر لوگوں میں جنکو بلندی النظر میں کامل سمجھا جاتا ہے غور کریں تو بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن یہ ایک رسول صلے اللہ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم کی ہی ذات ہے کہ نظر کو کتنا ہی باریک کرتے چلے جاؤ آپکی کمزوریاں نہیں بلکہ آپکے کمال ہی کھلتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ بھی فرماتا ہے کہ:۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یعنے آپ کبھی بھی ہوائے نفس سے کلام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ منشاء الٰہی کے ماتحت ہی آپ کے سب کام تھے۔ پھر فرمایا کہ:۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنے آپنے جو کچھ پھینکا وہ آپ کا پھینکا ہوا نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے پھینکا تھا۔ اسی طرح ارشاد ہوا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے کہدو کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالےٰ کیلئے ہی ہے جو رب العلمین ہے۔ غرضکہ آپنے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے منشاء کے آگے اس طرح ڈالدیا تھا کہ آپ کی ساری زندگی میں ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپ نے کبھی اپنی بڑائی بھی چاہی ہو چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور آیندہ کے لئے اللہ تعالےٰ تک پہونچنے کیلئے ایک ہی دروازہ کھلا رکھا گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے ایک زمانہ تھا جبکہ مختلف ممالک میں مختلف قوموں کیلئے انبیاء آتے تھے۔ اور ایک کا دوسرے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لیکن آپ کی بعثت کے بعد کوئی شخص مامور نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پر رسول اللہ کی تصدیق کی مہر نہ ہو صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم آپکے کمالات اس حد تک پہنچ چکے کہ آپ کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ اسپر آپ کی اتباع کی مہر نہ ہو بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلےٰ سے اعلےٰ ترقیات کی ان منازل تک پہونچ گئے کہ آپکی اتباع ... ہو چکے ہیں۔ کہ جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ ... (جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ) اور آپ کا فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہیگا۔ کسی نبی کا سو سال کسی کا دو سو سال کسی کا ہزار کسی کا دو ہزار سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور اس کے بعد ان کا نور تاریکیوں کو روشن نہ کر سکا۔ لیکن آپکا نور جب تک کہ دنیا قائم ہے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں کو منور کرتے ہوئے سلوک کی اعلےٰ سے اعلےٰ راہوں کو طے کراتا رہیگا۔ آپکو دوسرے انبیاء و رسل پر ہزاروں فضیلتیں ہیں مثلاً یہ کہ آپ کے لائے ہوئے دین کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ اور یہ خصوصیت کسی اور مذہب میں موجود نہ تھی۔ بلکہ وہ خاص خاص حالات کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر آپ کے مبارک نام کو کلمہ توحید کے ساتھ شامل کیا گیا ہے جو فضیلت کسی نبی کو نہیں دیگئی۔ یہ بھی آپ کے ختم نبوت پر ایک دلیل ہے۔

آپ پر جس زبان میں کلام الٰہی اترا ہے وہ ابتک زندہ ہے۔ اور قیامت تک زندہ رہے گی یہ فضیلت بھی کسی اور مذاہب کے بانی کو نہیں ملی۔ موسیٰ علیہ السلام۔ مسیح علیہ السلام۔ زرتشت علیہ السلام۔ بدھ و ویدوں کے رشی کسی مدعی رسالت کی زبان اب تک محفوظ نہیں۔ اور کسی ملک میں بھی نہیں بولی جاتی۔ جسکی وجہ سے نہ معلوم ان کی کتب میں اب تک کس قدر تغیر ہو چکے ہیں۔

آپ کو وہ صحابہ ملے کہ کسی اور کو نہیں ملے۔ جانثار سپاہی فرمانبردار مدبر۔ محتاط راوی۔ مخلص حافظ قرآن۔ پاک بیبیاں۔ نیک ذریت۔ کامل خلفاء کوئی چیز بھی تو نہیں کہ جس سے آپ محروم رہے ہوں۔ اور جو آپکی تعلیم کے پھیلنے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہو۔

اس کی وجہ کہ آپ خاتم النبیین کیوں ہوئے؟ یہ ہے کہ آپ کل صفات الٰہیہ کے مظہر تھے۔ اور پہلے انبیاء ایسے نہ تھے۔ چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ:۔ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى یعنے آپ اللہ تعالیٰ سے ایسے قریب ہوئے۔ قوسین جب ملائی جائیں تو ان کے درمیان فاصلہ رہتا ہے اتنا فاصلہ آپ میں اور اللہ تعالےٰ میں رہ گیا۔ (یعنے کوئی فاصلہ نہ رہا) بلکہ یہانتک کہ وہ بھی نہ رہا اور آپ اس سے بھی قریب ہو گئے۔ یعنے آپنے اپنی کمان رکھی ہی نہیں۔ خدا کی ہی کمان میں اپنی کمان کو داخل کر دیا۔ اور اس طرح جہاں خدا تعالےٰ کا تیر چلا وہیں آپکا چلا۔ اور جسکی حمایت میں چلا آپکا تیر بھی اسی کی حمایت میں چلا تو گویا کل صفات الٰہیہ کے آپ مظہر ہو گئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی ہے کہ:۔ اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ یعنے ہر قسم کے کمالات مجھے دیئے گئے ہیں۔ جس کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا پس آپ اللہ تعالےٰ کی تمام صفات کے مظہر تھے۔ جنکا تعلق انسان کی ترقیات سے ہے۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خاص خاص زمانوں میں اور خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں میں خدا تعالےٰ کی خاص خاص صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ پس پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ ایک خاص صفت الٰہیہ کے ظہور کے وقت اس زمانہ کے نبی کے کمالات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اسلئے ایک اور نبی بھیج دیا جاتا تھا۔ لیکن اب خواہ کسی زمانہ میں کسی ملک یا قوم پر کسی صفت الٰہیہ کا ظہور ہوتا ہو۔ تو رسول صلے اللہ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم کے کمالات اس صفت کو اخذ کرکے دنیا پر پھیلانے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اب کسی الٰہی نبی یا رسول کے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ جو آپ سے الگ ہو کر اپنا سلسلہ قائم کرے۔ بلکہ جو کمالات بھی کہ انسان حاصل کر سکتا ہے۔ وہ آپ ہی کے اتباع سے کر سکتا ہے۔

لیکن باوجود ان کمالات کے جو آپ میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عبودیت ظاہر کرنیکے لئے فرماتا ہے:۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تا ایسا نہ ہو کہ وہ کمزور فطرتیں جو آپ سے بہت ادنیٰ درجہ کے انسانوں کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتی رہی ہیں۔ آپ کی شان کو دیکھکر آپ کو بھی کوئی ایسا ہی خطاب نہ دیدیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ملفوظات احمدؐ قادیانی علیہ السلام

ختم نبوت کے متعلق مہدی کا عقیدہ

اور اصل حقیقت جسکی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں۔ یہی ہے۔ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علیٰ وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بےدین ہے۔ اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائیگا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا۔ اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلا شبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے۔"

ہمارا پیشوا

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا | نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اکدوسرے سے بہتر | لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے | اسپر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے | میں جاؤں اسکے وارے بس ناخدا یہی ہے

اعلان ضروری

بہ تعلق تکمیل تجویز محمڈن یونیورسٹی

چونکہ اس وقت ایک عام تحریک اسلامی یونیورسٹی کے ہندوستان میں قائم کرنے کے لئے ہو رہی ہے۔ اور بعض احباب نے دریافت کیا ہے۔ کہ اس چندہ میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہیئے یا نہیں۔ اس لئے ان سب احباب کی اطلاع کے لئے جو اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ ہمارے اپنے سلسلہ کی ضروریات بہت ہیں۔ اور ہماری قوم پر بہت بوجھ چندوں کا ہے تاہم چونکہ یونیورسٹی کی تحریک ایک مفید اور نیک تحریک ہے۔ اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے احباب بھی اس میں شامل ہوں۔ اور قلمی۔ قدمی۔ سخنے۔ درمے مدد دیں۔

نورالدین

اشتہار نور الابصار

بسو گفتند کہ زر مغربی است
چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصراً عرض ہے کہ میرے پاس اصلی ممیرا اور اس کا سُرمہ موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے۔

ممیرا قسم اول۔ قیمت فی تولہ دس روپیہ ۱۰
ممیرا قسم دوم۔ قیمت فی تولہ پانچ روپیہ ۵
سرمہ ممیرا۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ چار آنہ مقرر ہے
غرباء کیلئے خاص رعائت ہوگی۔

المشتہر
حکیم محمد یمین از ذاتہ۔ مانسہرہ ضلع ہزارہ

نشانات میرزا

امرتسری منکر کے رسالہ السلامات میرزا کے جواب کا اعلان

ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور جوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ شیخ ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کے لئے تیار نکلے رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہیئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنے کا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شائع ہوسکتی ہے۔ یعنی سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شائع ہوجائے۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم سردست اس مقصد کے لئے میرے پاس نہ بھیجی جائے۔ بلکہ جس وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں جاچکے گی۔ اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اطلاع کردونگا۔ اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

آگیا ہے کھنچ کے میخوار و چلو

خزاں کا زمانہ۔ پانی کا قحط۔ کھیتیاں خشک ہوگئیں۔ درختوں کی پتیاں زرد ہو کر گر گئیں۔ نشوونما کی قوت زائل ہوگئی۔ اتفاقاً ابر اٹھا۔ پانی برسا۔ جھڑی لگ گئی۔ زمین نے سال بھر کے لئے اپنا پوٹا تر کر لیا۔ اب وہی سوکھے ہوئے درخت ہرے بھرے ہوگئے۔ کونپلیں کلیاں نکل آئیں۔ پھول لگے۔ پھل لگے۔"

ہے یہی موسم یہی موقعہ خریدار و چلو

یہی حالت ہمارے ماءاللحم عنبری کی ہے۔ اس کے استعمال سے سوکھے ہوئے اعصاب اسی طرح تروتازہ ہوجاتے ہیں جس طرح آب باراں سے مرجھائے ہوئے درخت۔ جس نے موسم سرما میں تین چار بوتلیں پی لیں گویا اس نے سال بھر کیلئے تندرستی کا بیمہ کرا لیا۔ یہ وہ پاکیزہ شراب ہے۔ جس کے پینے سے طبیعت مسرور ہوجاتی ہے۔ سُستی۔ کاہلی۔ کمزوری کافور ہوجاتی ہے

ماءاللحم عنبری دوآتشہ

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سیکڑوں مبہی۔ مقوی۔ مصفی جڑی بوٹیوں اور گوشت طیور۔ تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ اہتمام سے تیار ہوتا ہے۔ اور پبلک میں مقبول ہوچکا ہے۔ اب کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے تازہ بتازہ اور مفید کشید کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ جلد منگا لیجئے ورنہ دیر نہ کیجئے۔ فوائد۔ اعضائے رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے۔ اور رنگ کو نکھارتا ہے۔ نزلہ کو دور کرتا ہے۔ بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر۔ جوانوں کیلئے مایہ عیش۔ بڈھوں کیلئے آبحیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن

قیمت فی بوتل عہ۔ ایک درجن عصہ۔ ایک بوتل میں ۱۲۔ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کی جاتیں۔ ریلوے پارسل میں منگوانے سے خریدار کو محصول میں کفائت ہوگی۔

نوٹ: شفاخانہ ہذا کے مجربات فقرا۔ ویدک۔ حکمہ تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ کُل غرباء کو دوا مفت دی جاتی ہے۔ ہزارہا اسناد تیرہدف دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کی جائے گی۔

المشتہر

ایس۔ اے حکیم پروپرائیٹر اودھ۔ لکھنؤ

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپیہ کس طرح ہو گئے؟

کل کی بات ہے کہ میں معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپیہ کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ بھی میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مداح اشتہار بن گیا ہے۔ صاحبان ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی سر بطبیعت نہ ہو اس کی اسقدر کثرت سے بکری نا ممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ناظمی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر ہیرا لال (؟) ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ معظم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے جان ڈال دیتا ہے اور ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی مارے تو بیمار ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور دیگر ممالک کے مشہور اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود بے امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علاوہ اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ بھی کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن داخرہ (؟) سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولی طاقت بحال ہو جاتی ہے یا لوس مرابضاں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کبھی اور دوائی کے استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن داخرہ (؟) سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ۔ للعہ شیشی خورد (عما)

یہ دو دوائیں محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا!

اشتہار فروشوں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے دوا دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگوائیے۔ بھلا اس میں دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں قسم قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالے مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر فائدہ ہو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس (عہ) **طلاء طلسمی** بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو پائیں قیمت ۲ ماشہ (عا)۔ **سرمہ سلیمانی**۔ آنکھوں کی کل بیماریاں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ **سنون دندان** دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرنے والا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

دوا چھبیس برس سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایکمرتبہ ضرور منگا کر آزمائیے کہ اس دوا میں چند فائدہ لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پینے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴ر) محصولڈاک دو شیشی (۸ر)
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸ر) محصولڈاک دو شیشی (۶ر)

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے

قیمت فی ڈبیہ (۴ر)
محصولڈاک ایک ڈبیہ سے لیکر ۲ ڈبیہ تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الحکم

نمبر ۱۱ جلد ۱۵

قادیان دار الامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی

PESHAWAR DEP.

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستی پورے ڈالے جاتے ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی ... اپنے اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھیئے:۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **ہیڈ لیبسنر دہلی**۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈونس ڈنر پلیں) کھائیے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا - اور بہ نسبت کے آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ جمع ہوتا ہے - اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں - کہ دنیا کے نصف سے زیادہ بیماریوں کا باعث ہوتا ہے اس سے سمجھا جائیگا - کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - جگر کی شکایت ہیجان صفرا - صفراوی بخار یا تپ - بدہضمی - پٹھوں کی کمزوری جسم کی بہت امراض تپ - یعنے دل - دوران سر گھبرانا - بادسر - قبض - کھٹی ڈکاریں آنا - مستورات کی بیماریاں - اگر یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے - ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں - اور مذکورۃ الصدر بیماریوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ فاسد مادہ اور زہریلے اجزا کو نکالتی ہیں - مگر کہ قوت عطا کرتی ہیں - قیمت ۸ و ۱۲ ر والی شیشی ہیں - ۶۰ گولیاں ہیں جو ۸ ر والی شیشی سے ہیں - کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں -

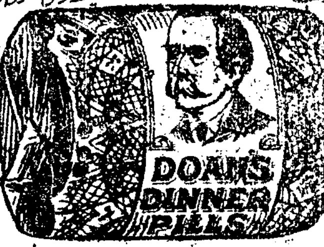

۱۲ ر والی شیشی ڈون پی اور باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو -

بچوں کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے - اگر سست یا پژمردہ اور بھوک نہ لگتی ہو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے - اس کے دودھ میں چند قطرے ملا لینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خرم اور فربہ ہو جائیگا - جو تندرستی کی یقینی علامت ہے - استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا -

نام تہ سے نہیں چھوا جاتا لا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیچرنگ کمسٹس لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے - اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

"تلاوت کی اصل غرض عمل ہے!

عملی اور اعتقادی نوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے - اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں - اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے -

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں - اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریریں - ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں -

ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں - اس میں **نور - ہدایت** اور **شفا** ہے -

ہدیہ فی پارہ — ایک روپیہ (عہ)

نوٹ - سات پارے تیار ہیں - ساتوں کے اکٹھے خریدار سے مع محصولڈاک — سات روپیہ (للعہ)

دفتر الحکم قادیاں ضلع گورداسپور سے طلب کرو -

پھر انکی اجازت سے جو کچھ وہ حکم دیتے کرتے - میں مانتا ہوں کہ ان میں سے جو بھی شامل ہوئے ہوں وہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے خیال سے ہوئے ہوں گے - لیکن کیا وہ اس سے پہلے بطور خود نیکی کرتے تھے - جو زیادہ مفید اور مبارک تھا - پھر اس میں شمولیت کی کیا حاجت تھی؟

مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے سلسلہ کے بدگو دشمن ہیں - مگر انکی دشمنی یہ اجازت نہیں دیتی کہ اگر وہ بھلی بات کہیں تو اس کو بھی رد کر دیا جاوے - انہوں نے عید میلاد کے برخلاف اپنی آواز بلند کی ہے - اور ضرورت ہے کہ وہ خاموش نہ ہوں جب تک مسلمانوں کو اس کے بد نتائج سے آگاہ نہ کیا جاوے۔

بالآخر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ عید میلاد اسی قسم کی بدعت ہے جیسے کسی مسلمان نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ بدوں اصل کلام مجید کے چھاپنا چاہا تھا - جیسے اسکے نتائج بالآخر نہایت نقصان رساں تھے - اس کا انجام بھی بہت برا ہوگا - اللہ تعالے ہم سب کو محفوظ رکھے - (آمین)

عید میلاد کے مجوزین اگر مسلمانوں کے حقیقی بہی خواہ ہیں تو وہ آئندہ اس تحریک کو بند کریں - ورنہ ضرورت ہوگی - کہ اسکی عام مخالفت کیجاوے -

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

ہمارے دوست مجھ سے ناراض نہ ہوں کہ میں نے انکا ذکر کیوں کر دیا - وہ میری شخصیت کو درمیان سے اٹھا کر یہ سوچیں کہ میں نے جو کہا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟ ہمارے امام نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھا - اور جسکی نسبت ہمارا ایمان ہے کہ وہ آپ کی اتباع کا کامل نمونہ تھا - کبھی عید میلاد نہیں منائی - اور اگر یہ کوئی عمدہ چیز ہوتی تو وہ سب سے پہلے اسکی تحریک کرتا -

پھر آپ کے بعد آپ کے جانشین اور خلیفہ بلافصل حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین جو اپنے آقا کی محبت میں فنا تھے - وہ کبھی اس کو نہ چھوڑتا مگر اس نے اس قسم کی تحریک کی خبر سن کر

سخت اظہار ناپسندیدگی کیا ہے

اور یہی شعر پڑھا جو میں نے کسی دوسری جگہ سعدی کا لکھا ہے -

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا امام مسیلمہ اخبار یا مولوی ممتاز علی صاحب نہیں ہے کہ ان کے منہ سے ایک بات نکلے تو اسے بدوں غور کئے یا اپنے امام کے حضور عرض کئے بغیر ہم اس کو اختیار کر لیں حالانکہ ہم اس امر کو صریح دیکھتے ہوں کہ اسلام میں اس کی نظیر نہیں - یہ لوگ مذہب کو دنیا کا خادم بنانا چاہتے ہیں - برخلاف اسکے ہماری دنیا دین کی خادم ہے - پھر وہ قوم جو دنیا پر دین کو مقدم کرنیکا عہد کرتی ہے ان چمکیلی تحریکوں میں کیوں شریک ہو - مسلمانوں کے امور انتظامیہ اور ہیں - اور اگر ان میں شامل ہو کر مذہب کو صدمہ پہنچتا ہو تو خوب یاد رکھو کہ

ہماری آواز اسکی مخالفت میں قادیان سے اٹھے گی!

اور کوئی روک اس کے لئے نہ ہوگی - میں جانتا ہوں کہ یہ نئی روشنی کے لیڈر اس رائے کے اظہار پر بہت کچھ تلملائیں گے - مگر وہ یاد رکھیں اور پھر یاد رکھیں کہ

وہ مسلمانوں کے مذہبی امام نہیں ہیں

عام مسلمانوں کی بڑی غلطی ہوگی اگر وہ انہیں مجتہد سمجھ بیٹھیں جو قربانی کے بجائے حجاز ریلوے میں روپیہ دیدینا کافی سمجھ لیں - یا جو پانچ نمازوں کی بجائے دو ہی کافی سمجھیں - اور جمعہ کی بجائے اتوار کو موزوں خیال کریں - ان کے کوٹ اور پتلونیں ہماری نظروں میں کوئی رعب نہیں پیدا کر سکتیں ہیں - اور نہ انکے لمبے چوڑے نام اور القاب ہمیں اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں - ہاں دنیا کے امور میں انہیں "تم دنیا کے امور خوب جانتے ہو" کہہ کر انکی بات مان لینے میں مضایقہ نہیں کرتے - مگر دین کے معاملہ میں

رہنمائی کا منصب نہیں دیسکتے

اسی لئے بار بار کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک امام کے ماتحت آنا چاہیئے - جب تک وہ ایسا نہیں کرینگے انکی کوئی کل سیدھی نہیں ہونے کی -

---

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر آجکل میجر الیٹ صاحب ہیں جو اس سے پہلے بھی اس ضلع میں رہ چکے ہیں - میجر الیٹ رعایا کے ساتھ خصوصاً ہمدردی رکھنے والے ہیں - اور ہر شخص انکے حضور اپنی شکایات اور تکلیفات کو آسانی سے بیان کرنیکا موقعہ پا سکتا ہے آپ نے آتے ہی بعض خاص انتظام کئے ہیں - اور تمام قصبات میں منادی کرادی ہے کہ جو شخص انہیں ملنا چاہے وہ ایکدن مقرر مل سکتا ہے - کونین کی تقسیم کے متعلق بعض بے اعتدالیاں ہوئیں تھیں آپ نے فوراً اسپر نوٹس لیا - اور جو لوگ نہیں لینا چاہتے تھے - اور انہیں جبراً دی گئی تھی انکو قیمت واپس دیگئی - غرض وہ ایک غور کن طبیعت کے مالک ہیں - اور الحکم پہلی دفعہ انہیں بہ حیثیت ڈپٹی کمشنر گورداسپور اپنے ناظرین سے انٹروڈیوس کرتا ہے -

میجر الیٹ کی خدمت میں سب سے پہلے جس امر کو میں پیش کرتا ہوں وہ بٹالہ سے قادیان تک کی سڑک کی درستی ہے - اور سڑک سی لیکر قادیان تک جو ٹکڑا ہے وہ تو ایسی ناگفتہ بہ حالت میں ہے کہ اگر اس پر فوری توجہ نہ کی گئی تو کسی جانی نقصان کا اندیشہ ہے بارشوں کی کثرت کیوجہ سے یہ حصہ بالکل خراب ہو گیا ہے اور پہلے ہی اسکیطرف بہت کم توجہ ہے - یہ ٹکڑا جگہ جگہ سے ٹوٹ کر ایسی حالت میں ہو گیا ہے کہ خشکی کی حالت میں اس پر یکوں کا چلنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا - اور اب جبکہ وہ زیر آب ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کسطرح یکہ چلے - چونکہ قادیان احمدیہ سلسلہ کا مرکز ہے - اور یہاں کے نانی سکول اور اخبارات کی کثرت اشاعت اور ہر قسم کے تجارتی امور کیوجہ سے آمد و رفت بہت زیادہ ہے - ڈاک کی آمد بھی یکہ کے ذریعہ ہوتی ہے - اسلئے اگر اس سڑک کو درست نہ کرایا گیا - تو سخت نقصان ہوگا - ڈسٹرکٹ بورڈ نے بھی ابھی تک کوئی توجہ نہیں کی اسلئے مجبوراً میں اسے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے نوٹس میں لاتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ حضور بہ نفس نفیس اس حصہ کو ملاحظہ فرماویں بدوں اس کے اسکی اصلاح کی بہت کم توقع ہے کیونکہ اس کیساتھ ایک ضروری امر اور بھی ہے اور وہ اس پانی کے نکاس کا انتظام ہے جو بارش کیوجہ سے ہمیشہ قادیان کے گرد محیط رہتا ہے مجھے ایک مرتبہ اپنے بعض احباب کیساتھ مسٹر سی ایم کنگ سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حضور اس معاملہ پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا تھا اور صاحب ممدوح نے پانی کے نکاس کیطرف توجہ کرنیکا وعدہ کیا تھا - مگر وہ کثرت کار یا دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے نہیں آ سکے - اور شاید قدرت نے یہ کام میجر الیٹ کیلئے رکھا ہو - قادیان اس ضلع میں کیا تو تعلیمی اور رفاہ عام کاموں کا مرکز ہونیکی وجہ سے اور کیا اس لحاظ سے کہ وہ گورنمنٹ کی ایک مسلم وفادار مذہبی تحریک کا مرکز ہے خاص اہمیت رکھتا ہے ان تمام امور کو مدنظر رکھکر میرا یہ عرض کرنا بیجا نہیں کہ قادیان کی مقامی ضروریات حضور کے نوٹس میں آنی چاہئیں - اور ان تکلیفات کو دور کیا جاوے - جو بہ حیثیت ضلع کے ذمہ دار افسر کے انکا فرض ہے میں امید کرتا ہوں کہ میجر الیٹ کی بیدار مغزی اور رفاہ عام کاموں میں دلچسپی قادیان کے رہنے والوں کو شکر گذاری کا خاص موقعہ دیگی -

---

سادہ سنگت کی تبلیغ اسلامی دنیا میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک اشتہار عربی اور فارسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق عنقریب شایع ہونیوالا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی منظوری اور ارشاد کے ماتحت لکھا گیا ہے - یہ بہت بڑا اشتہار ہے اور دس ہزار چھاپا جا رہا ہے اسکی اشاعت اور طبع کیلئے تین سو روپیہ کے قریب خرچ ہوں گے - احباب کو مناسب ہے کہ اس کارِ خیر میں بقدر اپنی ہمت اور توفیق کے حصہ لیں اس قسم کے کام صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں - اگر ایک سعادتمند روح نے بھی اسے پڑھ کر فایدہ اٹھایا تو آپ جانتے کہ اسکے اعمال نیک کے آپ ہی وارث ہونگے - حضرت کا الہام ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچا دونگا - پس مبارک ہیں وہ انسان جو اس الہام کے پورا کرنے والوں میں ہوں -

ہر قسم کا چندہ اس اشتہار کے لئے سکرٹری سادہ سنگت قادیان کے نام آنا چاہیئے +

عید میلاد یا مذہب برنگ فیشن

بد قسمتی سے مسلمانوں کے لیڈر وہ لوگ ہونا چاہتے ہیں۔ یا مسلمانوں کی ناواقفیت اور جہالت سے فایدہ اٹھا کر انہوں نے مسلمانوں کی رہنمائی کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ جو مذہب اسلام سے دلچسپی اور مذاق نہیں رکھتے اور مذہب کو انسانی ترقی کے مخالف سمجھکر اس زمانہ میں کم از کم اس کی ضرورت نہیں سمجھتے یا یہ کہ وہ مذہب کو ایسے طریقہ پر پیش کریں جو انہوں نے ایجاد کیا ہو۔ اور جسپر یورپی فیشن کا ملمع ہو چکا ہو۔

اسی قسم کی کوششوں میں سے وہ عید میلاد ہے جو [illegible] لاہور میں منائی گئی۔ اور جس کی تحریک دوسری جگہ بھی ہوئی ہے۔ اگر اس نرالی رَو کو روکا گیا اور اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی تو آیندہ اندیشہ ہے کہ اس سیلاب میں مسلمان نہ بہ جائیں۔

میں نے خود ایک میلاد نمبر شایع کیا ہے مگر نہ اس مخصوص تاریخ پر جو عید میلاد کیلئے مقرر کی تھی۔ اور نہ اس غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجلس میلاد پر جو فتوی دیا ہے وہ بجائے خود قایم اور درست ہے۔ لیکن اس کو عید میلاد سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں جو محض نمایش کیلئے اور چند آدمیوں نے اپنی شہرت یا دوسرے اغراض کو مد نظر رکھکر برنگ تحریک منائی ہے۔ اسلام اخلاص کی تعلیم دیتا ہے نہ ریاکاری کی۔

عید میلاد کے مجوزین نے اس عید کو اسی رنگ میں منایا ہے جس رنگ میں سیواجی مرہٹے کا میلا ہوتا ہے اس نوعیت اور رنگ میں عید میلاد ایسی بیہودہ چیز ہے کہ آں حضرت صلعم کے زمانہ میں اگر کوئی ایسی بدعت کا اظہار کرتا تو اسے سخت سزا دیجاتی۔ مجوزین عید میلاد میں میں ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں جو کثرت ازدواج کو نعوذ باللہ زنا کہتے ہیں۔ اور اس طرح گویا نعوذ باللہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بابرکات ذات پر حملہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جنہیں باوجود مسلمان کہلانیکے عملی یا اعتقادی طور پر نہیں مانتے اور اگر ان مجوزین میں سے کوئی میدان میں آیا تو اسکی حقیقت کو بیان کر دیا جائیگا۔ سر دست مجھے یہ بتانا ہے کہ یہ اور ایسی قسم کی دوسری کوششیں جنکو مذہبی رنگ دیا جاتا ہے۔ مذہب کیسا کوئی تعلق نہیں رکھتی ہیں۔ بلکہ

سچے معنوں میں مذہب کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے؟

ایڈیٹر الحکم اس امر کے بیان کرنے میں مضایقہ نہیں پاتا کہ یہ ہم وہام کرنے والے لوگ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر دوسرے رنگ میں ہنسی اڑاتے ہیں۔ تو ان کی یہ نمایش کیا مطلب رکھتی ہے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فی الواقعہ اگر محبت ہے۔ اور آپ کی قابل قدر خدمات اور مساعی کے لئے اگر ان کے دل میں جوش ہے تو اس کے لئے ایسی نمایشگاہ کے قایم کرنے کی حاجت نہیں بلکہ

از عمل ثابت کن آں نور کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں

ایڈیٹر پیسہ اخبار صاحب نے یورپ اور امریکہ کا سفر تو کیا۔ مگر انہیں اتنی توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس سفر میں بیت اللّٰہ کی ہی زیارت کرلیں۔ اسی سے اس محبت کا اظہار ہوسکتا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن مجید نے بتایا تھا۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ [illegible] اور [illegible] ہیں۔ دنیا [illegible] ناولوں اور [illegible] مذاق کی کتابوں کو شایع کرنے کے لئے [illegible] وقت اور روپیہ ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اگر ایسی ہی محبت اور جوش ہے تو [illegible] کی تعلیم اپنے کر [illegible] نمایش پر خرچ کیا ہے اگر [illegible] ہوتا۔

غرض

عید میلاد ایک بدعت ہے جو مسلمانوں کو اصل مقصد سے دور [illegible] اسلام کی حقیقت اور مغز شریعت کو [illegible] سے دیکھکر صرف چھلکے پر قناعت کرنے لگیں گے۔ اور تمام عملیات کو نمایش کا رنگ دینا کافی سمجھ لیں گے۔ اسلئے ابھی سے ان کے خلاف آواز اٹھانیکی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو عیدیں منائی ہیں۔ اسپر اضافہ کرنا ہرگز درست نہیں بقول سعدی

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزا اے بر مصطفےٰ

شاید ہمارے بعض احباب ہماری اس تحریک مخالفت کو بعد از وقت قرار دیں۔ مگر نہیں آیندہ کے سدباب کیلئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیے۔ اگر مسلمانوں میں ہندوؤں کے مقابلہ کی سپرٹ اسی طرح پر بڑھتی رہی کہ انہوں نے سیواجی مرہٹہ یا گورو گوبند سنگھ صاحب کی سالگرہ منائی اور اس کے مقابل مسلمانوں کو ضرور سالگرہ منانی چاہیے۔ اور اسپر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عید میلاد منائی۔ تو یہ مقابلہ انہیں کسی دن اس بات پر بھی آمادہ کر دیگا کہ وہ بھی کوئی یورپ کی نئی کل مورتی پرستش کے لئے رکھ لیں۔ اور اگر وہ ویدکی سواری نکالیں تو یہ قرآن مجید کی زیارت نکالیں۔

غرض یہ جو کچھ ہو رہا ہے فیشن کی غلطی سے ہو رہا ہے نہ کہ اخلاص اور محبت کی بناپر۔ میں یہ کہنے کو تیار نہیں مگر کل مسلمان جو اس تحریک میں شامل ہوئے سب نمایش ہی کیلئے ہونگے بعض انہیں نہایت اخلاص سے بھی ہوئے ہونگے۔ مگر یہ تحریک

صرف نمایشی رنگ رکھتی ہے نہ اخلاص

اور اسکی بنیاد صرف سیواجی وغیرہ کی یادگاروں کی تحریک [illegible] تحریک ہے جیسا کہ شاہ سلیمان صاحب نے اقرار بھی کیا ہے

پھر اس تحریک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مصر میں عید میلاد منائی جاتی ہے۔ جن لوگوں کا امام مذہبی رنگ میں مصر یا قسطنطنیہ ہو۔ وہ مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا ہو کر اسے غرق نہ کریں تو اور کیا کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا امام مصر نہ بنا گئے تھے۔ اگر مصری لوگ ایک غلطی کریں۔ تو کیا ضرور ہے

کہ ہم بھی اُسمیں مُبتلا ہوں۔

مصر میں تو جواز سود کی کوششیں عملی رنگ میں شروع ہیں [illegible] بنا پر کیا سود جائز ہو جائیگا؟ مصر یورپ کی مادی ترقی میں جا رہا ہے۔ مصر میں مصطفےٰ پاشا کے مجسمہ کی تجویز ہوئی تو کیا [illegible] میں بھی کسی بزرگ کا برنجی بت قایم کیا جائیگا؟

غلطی غلطی ہے خواہ وہ مصر نہیں مکہ معظمہ میں ہو اور صداقت صداقت ہے وہ خواہ ایک چھوٹے سے گاؤں یا ادنے آدمی کے منہ سے نکلے۔ اس سے اسکی قیمت میں فرق [illegible] بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملک کا مذاق ایسا بگڑ گیا ہے کہ صداقت کی قدر و قیمت کیلئے بھی [illegible] امتیاز رکھ دیا گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ پس مسلمانوں کو واجب ہے کہ وہ ایسی تحریکوں سے الگ رہیں۔ اور یہ علماء کا کام ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں میں جس قدر وقت دیتے ہیں۔ اس سے آدھا وقت بھی الگ ان بدعتوں کے مقابلہ کے لئے دیں اور عوام کو اس کے خطرہ سے آگاہ کریں تو ان کی یہ خدمت نہایت مبارک اور سود مند ہو مگر افسوس ہے انہیں خانہ جنگی سے ہی فرصت نہیں۔ میں آگاہ کرتا ہوں کہ مسلمانوں پر مذہبی رنگ میں

ایک عظیم خطرہ آنیوالا ہے

اور وہ خطرہ یہ ہے۔ کہ اسلام ایک فیشن کے سانچے میں ڈھالا جا رہا ہے اسکی تعلیمات کی پرواہ نہ کرکے چند چلتے پرزے آدمی اس طرح چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور یہ طریق خوشنما بنانے کے لئے مذہبی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی تجاویز کا اثر یہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ کہ [illegible] اگر ابھی سدباب نہ کیا گیا تو یہ لوگ

صرف مُسلمانوں کے ہاتھ میں تھما دیں گے!

اور اصل اسلام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ اور جو تمام انبیاء علیہم السلام کا دین تھا۔ اور اس یورپی وضع کے تراشیدہ اسلام میں

زمین و آسمان کا فرق ہوگا یا مشرق و مغرب کا

اسلام کو ایسے لیڈروں کی ضرورت نہیں جو اس کی ہیئت ہی بدل دیں۔ امر حق کہنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ مگر میں اس کے کہنے میں آجتک محض خدا کے فضل سے کسی کی مخالفت کی وجہ سے نہیں رُکا۔ ہمارے بعض دوستوں نے بھی غلطی کھائی ہے۔ جو وہ عید میلاد میں شامل ہوئے۔ انہیں قبل از وقت حضرت امام مفترض الطاعۃ کے حضور اسکو پیش [illegible] ملا

اور پھر انکی اجازت سے جو کچھ وہ حکم دیتے کرتے - میں مانتا ہوں کہ ان میں سے جو بھی شامل ہوئے ہوں وہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے خیال سے ہوئے ہوں گے - لیکن کیا وہ اس سے پہلے بطور خود نہیں کرسکتے تھے - جو زیادہ مفید اور مبارک تھا - پھر اس میں شمولیت کی کیا حاجت تھی؟

مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے سلسلہ کے بدگو دشمن ہیں - مگر انکی دشمنی یہ اجازت نہیں دیتی کہ اگر وہ بھلی بات کہیں تو اس کو بھی رد کر دیا جاوے - انہوں نے عید میلاد کے برخلاف اپنی آواز بلند کی ہے - اور ضرورت ہے کہ وہ خاموش نہ ہوں جب تک مسلمانوں کو اس کے بد نتائج سے آگاہ نہ کیا جاوے۔

بالآخر میں پھر کہتا ہوں کہ یہ عید میلاد اسی قسم کی بدعت ہے جیسے کسی سلطان نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ بدوں اصل کلام مجید کے چھاپنا چاہا تھا - جیسے اسکے نتائج بالآخر نہایت نقصان رساں تھے - اس کا انجام بھی بہت برا ہوگا - اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے - (آمین)

عید میلاد کے مجوزین اگر مسلمانوں کے حقیقی بہی خواہ ہیں تو وہ آئندہ اس تحریک کو بند کریں - ورنہ ضرورت ہوگی - کہ اسکی عام مخالفت کیجاوے۔

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

ہمارے دوست مجھ سے ناراض نہ ہوں کہ میں نے انکار کیوں کر دیا - وہ میری شخصیت کو درمیان سے اٹھا کر یہ سوچیں کہ میں نے **جو کہا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟** ہمارے امام نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھا - اور جسکی نسبت ہمارا ایمان ہے کہ وہ آپ کی اتباع کا کامل نمونہ تھا - کبھی **عید میلاد** نہیں منائی - اور اگر یہ کوئی عمدہ چیز ہوتی تو وہ سب سے پہلے اسکی تحریک کرتا -

پھر آپ کے بعد آپ کے جانشین اور خلیفہ بلافصل حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین جو اپنے آقا کی محبت میں فنا ہے - وہ کبھی اس کو نہ چھوڑتا - مگر اس نے اس قسم کی تحریک کی خبر سن کر

سخت اظہار ناپسندیدگی کیا ہے

اور میں شعر پڑھا جو میں نے کسی دوسری جگہ سعدی کا لکھا ہے -

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن - میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا امام پیارا ہمارا مولوی ممتاز علی صاحب نہیں ہے کہ ان کے منہ سے ایک بات نکلے تو اسے بدوں غور کئے یا اپنے امام کے حضور عرض کئے بغیر ہم اس کو اختیار کر لیں حالانکہ ہم اس امر کو صریح دیکھتے ہوں کہ اسلام میں اس کی نظیر نہیں - جو لوگ مذہب کو دنیا کا خادم بنانا چاہتے ہیں - سچا لیکن ہمارا دین کی خادم ہے - پھر وہ قوم جو دنیا پر دین کو مقدم کرنیکا عہد کرتی ہے ان جھگڑوں تحریکوں میں کیوں شریک ہو - مسلمانوں کے امور انتظامیہ اور ہیں - اور اگر ان میں شامل ہو کر مذہب کو صدمہ پہنچتا ہو تو خوب یاد رکھو کہ ہماری آواز اسکی

مخالفت میں قادیان سے اٹھے گی!

اور کوئی روک اس کے لئے نہ ہوگی - میں جانتا ہوں کہ یہ نئی روشنی کے لیڈر اس رائے کے اظہار پر بہت کچھ تلملائیں گے - مگر وہ یاد رکھیں اور پھر یاد رکھیں کہ

وہ مسلمانوں کے مذہبی امام نہیں ہیں

عام مسلمانوں کی بڑی غلطی ہوگی اگر وہ انہیں مجتہد سمجھ بیٹھیں جو قربانی کے بجائے حجاز ریلوے میں روپیہ دیدینا کافی سمجھ لیں - یا جو پانچ نمازوں کی بجائے دو ہی کافی سمجھیں - اور جمعہ کی بجائے اتوار کو موزوں خیال کریں - ان کے کوٹ اور پتلونیں ہماری نظروں میں کوئی رعب نہیں پیدا کر سکتیں ہیں - اور نہ انکے لمبے چوڑے نام اور القاب ہمیں اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں - ہاں دنیا کے امور میں انہیں "تم دنیا کے امور خوب جانتے ہو" کہہ کر انکی بات مان لینے میں مضایقہ نہیں کرتے - مگر دین کے معاملہ میں

رہنمائی کا منصب نہیں دیسکتے

اسی لئے بار بار کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک امام کے ماتحت آنا چاہیئے - جب تک وہ ایسا نہیں کریں - انکی کوئی کل سیدھی نہیں ہونے کی -

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر آجکل میجر ایسٹ صاحب ہیں جو اس سے پہلے بھی اس ضلع میں رہ چکے ہیں - میجر ایسٹ رعایا کے ساتھ خصوصاً ہمدردی رکھنے والے ہیں - اور ہر شخص انکے حضور اپنی شکایات اور تکلیفات کو آسانی سے بیان کرنیکا موقعہ پاسکتا ہے آپ نے آتے ہی بعض خاص انتظام کئے ہیں - اور تمام قصبات میں منادی کرادی ہے کہ جو شخص انہیں ملنا چاہے وہ ایکدن مقرر مل سکتا ہے - کونین کی تقسیم کے متعلق بعض بے اعتدالیاں ہوئی تھیں آپ نے فوراً اسپر نوٹس لیا - اور جو لوگ نہیں لینا چاہتے تھے - اور انہیں جبراً دی گئی تھی انکو قیمت واپس دیدی - غرض وہ ایک غور کن طبیعت کے مالک ہیں - اور الحکم پہلی دفعہ انہیں بہ حیثیت ڈپٹی کمشنر گورداسپور اپنے ناظرین سے انٹروڈیوس کرتا ہے -

میجر ایسٹ کی خدمت میں سب سے پہلے جس امر کو میں پیش کرتا ہوں وہ بٹالہ سے قادیان تک کی سڑک کی درستی ہے - اور سڑک سر لیکر قادیان تک جو ٹکڑا ہے وہ تو ایسی ناگفتہ بہ حالت میں ہے کہ اگر اس پر فوری توجہ نہ کی گئی تو کسی جانی نقصان کا اندیشہ ہے بارشوں کی کثرت کیوجہ سے یہ حصہ بالکل خراب ہوگیا ہے اور پہلے ہی اسکیطرف بہت کم توجہ ہے - یہ ٹکڑا جگہ جگہ سے ٹوٹ کر ایسی حالت میں ہوگیا ہے کہ خشکی کی حالت میں اس پر یکوں کا چلنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا - اور اب جبکہ وہ زیر آب ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کس طرف یکہ چلے - چونکہ قادیان اصلاً یہ سلسلہ کا مرکز ہے - اور یہاں کے ہائی سکول اور اخبارات کی کثرت اشاعت اور ہر قسم کے تجارتی امور کیوجہ سے آمدورفت بہت زیادہ ہے - ڈاک کی آمد بھی یکہ کے ذریعہ ہوتی ہے - اسلئے اگر اس سڑک کو درست نہ کرایا گیا - تو سخت نقصان ہوگا - ڈسٹرکٹ بورڈ نے بھی ابھی تک کوئی توجہ نہیں کی اسلئے مجبوراً میں اسے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے نوٹس میں لاتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ حضور بہ نفس نفیس اس حصہ کو ملاحظہ فرماویں بدوں اس کے اسکی اصلاح کی بہت کم توقع ہے کیونکہ اس کیساتھ ایک ضروری امر اور بھی ہے اور وہ اس پانی کے نکاس کا انتظام ہے جو بارش کیوجہ سے ہمیشہ قادیان کے گرد محیط رہتا ہے مجھے ایک مرتبہ اپنے بعض احباب کیساتھ مسٹر سی ایم کنگ سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حضور اس معاملہ پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا تھا اور صاحب ممدوح نے پانی کے نکاس کیطرف توجہ کرنیکا وعدہ کیا تھا - مگر وہ کثرت کار یا دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے نہیں آسکے - اور شاید قدرت نے یہ کام میجر ایسٹ کیلئے رکھا ہو - قادیان اس ضلع میں کیا تو تعلیمی اور رفاہ عام کاموں کا مرکز ہونیکی وجہ سے اور کیا اس لحاظ سے کہ وہ گورنمنٹ کی ایک مسلم وفادار مذہبی تحریک کا مرکز ہے خاص اہمیت رکھتا ہے - ان تمام امور کو مدنظر رکھکر میرا یہ عرض کرنا بیجا نہیں کہ قادیان کی مقامی ضروریات حضور کے نوٹس میں آنی چاہئیں - اور ان تکلیفات کو دور کیا جاوے - جو بہ حیثیت ضلع کے ذمہ وار افسر کے آپکا فرض ہے میں امید کرتا ہوں کہ میجر ایسٹ کی بیدار مغزی اور رفاہ عام کاموں میں دلچسپی قادیان کے رہنے والوں کو شکر گذاری کا خاص موقعہ دیگی -

سادہ سنگت کی تبلیغ اسلامی دنیا میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک اشتہار عربی اور فارسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق عنقریب شایع ہونیوالا ہے - جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی منظوری اور ارشاد کے ماتحت لکھا گیا ہے - یہ بہت بڑا اشتہار ہے اور دس ہزار چھاپا جاتا ہے اسکی اشاعت اور طبع کیلئے تین سو روپیہ کے قریب خرچ ہوں گے - احباب کو مناسب ہے کہ اس کار خیر میں بقدر اپنی ہمت اور توفیق کے حصہ لیں اس قسم کے کام صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں - اگر ایک سعادتمند روح نے بھی اسے پڑھ کر فائدہ اٹھایا تو آپ جانتے ہیں کہ اسکے اعمال نیک کے آپ بھی وارث ہونگے - حضرت کا الہام ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤنگا - پس مبارک ہیں وہ انسان جو اس الہام کے پورا کرنے والوں میں ہوں -

ہر قسم کا چندہ اس اشتہار کے لئے سکرٹری سادہ سنگت قادیان کے نام آنا چاہیئے +

منکر امرتسری اور منصور جماعت

رہا طبر یا مثال پیش کردم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

امرتسری منکر کی عادت میں یہ امر داخل ہو گیا ہے۔ کہ وہ پبلک کو مغالطہ دینے میں اپنا کمال سمجھتا ہے۔ پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کے ضمن میں ایک امرتسری دوست کے اس سوال کا جواب شایع کیا گیا تھا۔ کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ ہم سے چندہ مانگتے ہیں۔ دیا جائے یا نہ حضرت خلیفہ نے اس سوال کا جو جواب دیا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے اموال ان لوگوں کے ہاتھ میں دینے چاہئیں جو منصور اور موید من اللہ ہوں۔ اور تائیدات ہمارے منکروں اور مخالفوں کے شامل حال نہیں ہیں۔ اس میں خصوصیت سے آپ نے امرتسر اور بٹالہ کے منکرین کا ذکر کیا۔ اب امرتسری منکر نے اس پر تین صفحے زاید کا محض ایک فضول آرٹیکل لکھدیا جس کو نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ میں ناظرین کی دلچسپی اور توجہ کے لئے پہلے حضرت کی تقریر درج کرتا ہوں

ایک خادم امرتسر سے عیادت کیلئے آیا۔ اس نے عرض کیا کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ ہم سے چندہ مانگتے ہیں کیا کیا جاوے۔ فرمایا اشاعت اسلام تو ایک **مبارک اور مفید کام ہے۔** اور اس کے لئے ہمیں بہت **تڑپ ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیلے۔** مگر جو لوگ ہمارے سلسلہ کے دشمن ہیں۔ اور اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں۔ انکی متعلق قابل غور یہ امر ہے کہ **کیا وہ مؤید من اللہ اور منصور ہیں یا نہیں؟** اسلئے تم اپنے ہی شہر میں دیکھو جہاں ہمارے پانچ دشمن ہیں۔ اور وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہیں۔ **اول غزنوی گروہ۔ دوئم ثناء اللہ۔ سوم احمد اللہ چہارم اہل فقہ۔ پنجم مولوی محمد حسین** کے ساتھ والے لوگ۔ اب غور کرنا چاہئیے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انکی تائید اور نصرت کہاں تک کی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں انہوں نے فرداً فرداً ناخنوں تک زور لگایا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا کیا کوئی جماعت مستقل طور پر ان کو ملی۔ اول تو باہم ان لوگوں میں بغض و عداوت ہے۔ اور ایک نے دوسرے کو مٹا دینے اور ذلیل و رسوا کرنے کی کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ ایک نے دوسرے کے خلاف اشتہاروں کے ذریعہ وہ باتیں مشتہر کیں۔ جنمیں سے بعض کو شرفا پڑھ بھی نہیں سکتے۔ پھر موجودہ حالت میں غزنویوں کی جماعت جو ایک امام کے ماتحت تھی۔ ان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ خود انکی اپنی ہی نسل کے لوگ اپنی مسلمہ امامت سے الگ ہو رہے ہیں۔ اور اس گروہ کا ثناء اللہ اور احمد اللہ سے جو بغض ہے۔ وہ ظاہر بات ہے ثناء اللہ اشاعت اسلام کا مدعی ہے اس کی جو حالت امرتسر میں ہوئی وہ ظاہر ہے۔ اسے بھی کوئی جماعت نہ ملی۔ جو اس کو اپنا امام یقین کر لیتی۔ پھر اہل فقہ تھا۔ اس نے بھی حضرت صاحب کی بڑی مخالفت کی لیکن اسکا انجام یہ ہوا۔ کہ اہل فقہ کا نام بھی نہیں۔ مولوی محمد حسین کے ماننے والے بھی کچھ لوگ امرتسر میں تھے۔ مگر اس کی حالت بھی اب ظاہر ہے۔ کہ خود ثناء اللہ نے اسکی مخالفت میں بڑے بڑے مضمون لکھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انکی تائید اور نصرت نہیں کی اور کوئی جماعت انہیں عطا نہیں کی۔ بلکہ خود ان میں پھوٹ ڈالدی ان واقعات سے جو تجارب صحیحہ ہیں۔ بتا دیا ہے کہ یہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر جب خدا تعالےٰ کی نصرت انکے ساتھ نہیں تو ہم اپنے مال ان کے سپرد کیوں کریں۔ جناب الٰہی کا منشاء یہ نہیں۔ کہ ان کو مؤید کرے۔ برخلاف اس کے اس سلسلہ کو اللہ تعالےٰ نے اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا ہے۔ تم جانتے ہو کہ شروع سے لیکر اب تک کس قدر مخالفت اس کی کی گئی۔ شہر والوں نے دشمنی کی۔ برادری نے مخالفت کی۔ ہندوؤں نے۔ آریوں نے۔ عیسائیوں۔ سکھوں نے اور بالآخر مسلمانوں نے ایسی دشمنی کی کہ وہ چاہتے تھے کہ اس سلسلہ کا نام مٹا دیں۔ مگر اللہ نے کیسی نصرت فرمائی۔ اور کس طرح انکو نشو ونما دیا۔ ہر مخالفت اور ہر حملہ اس کی ترقی کا موجب ہوا۔ اور ایک جماعت کثیر کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کر دیا۔ اور ہر قسم کے لوگ اسکی خدمت کیلئے جمع ہو گئے یہ تائید الٰہی کا ایک ایسا ثبوت ہے کہ اسکا انکار نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اشاعت اسلام کی لئے خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو پیدا کیا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ یہ کام ہوگا" (الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۸)

اس مضمون پر سہولت فہم کے لئے میں نے نمبر دیدیئے ہیں۔ اور اس پر کچھ بھی اضافہ کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ صاف الفاظ میں اصل مفہوم بیان کر دیا گیا ہے۔ مگر امرتسری منکر کی نیک نیتی دیکھئے کہ بجائے اس سے فائدہ اٹھانے کے اپنے اس برص کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے جسکا ذکر اس تقریر میں ہے کہ یہ لوگ مؤید اور منصور نہیں ہیں۔ چونکہ اس کی عادت ہے کہ وہ ہر شہرت اور نمود کے موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اور اس کے لئے چیلنج کرنا ایک آسان طریق اسنے سمجھ رکھا ہے اسلئے اس موقعہ پر بھی مناظرہ اور لیکچربازی کا چیلنج دیدیا۔ جسکی بابت وہ جانتا ہے منظور نہیں کیا جائیگا۔

معزز ناظرین! خدا کے لئے غور کرو کہ کیا جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ واقعات نہیں ہیں؟

کیا یہ صحیح نہیں کہ ان پانچوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگایا۔ گندے اشتہارات نکالے۔ باقاعدہ رسالے نکالے! فتاوی تکفیر شایع کئے! الزامات کی بنا پر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا۔ مگر کیا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ان باتوں سے نقصان پہونچا؟ خاص امرتسر میں **ایک مستقل جماعت احمدی قایم ہو گئی؟** جو باقاعدہ اس سلسلہ کی خادم اور اسکی ضروریات میں **دامے۔ درمے۔ سخنے۔ قدمے** حصہ لیتی ہے۔ اور کیا یہ درست نہیں کہ ان پانچوں میں خطرناک عداوت اور بغض رہا ہے۔ اگر آج ان میں برائے نام صلح اعلان کیا گیا ہے تو یاد رکھو یہ صلح

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کی مصداق ثابت ہونی والی ہے۔ اول تو غزنوی جماعت کیطرف سے کوئی باقاعدہ اعلان ابھی تک شایع نہیں ہوا۔ اور جب تک ایسا اعلان نہ ہو معلوم نہیں ہو سکتا کہ صلح ہوئی یا نہیں خود اہلحدیث نے جو مضمون شایع کیا ہے اس پر بھی مولوی عبدالجبار صاحب کے دستخط نہیں۔ بہرحال اس مرحوم اور برائے نام صلح کو مان بھی لیا جاوے تو اصل بات یہ ہے کہ کیا ان پانچوں نے **کسی کو امام تسلیم کر لیا۔** اور وہ اشاعت اسلام میں اس کے مقلد یا مؤید ہو گئے؟ اگر یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس صلح پر اترانا محض حماقت ہے۔

امرتسری منکر کو اس پر بحث کرنے سے پہلے یہ بتانا چاہئیے تھا کہ یہ واقعات درست نہیں ہیں۔ ایکدوسرے کے خلاف اشتہارات اور شرمناک اشتہارات شایع نہیں ہوئے۔ پھر البتہ معاملہ سنجیدہ پہلو اختیار کر لیتا۔ خود مولوی ثناء اللہ نے تسلیم کیا ہے کہ انہیں۔ **زندیق۔ ملحد۔ شیطان۔ دجال** کہا گیا۔ اور وہ اشتہارات تو ابتک میرے پاس ہیں۔

اب مولوی عبدالجبار صاحب کی تحریر اول امرتسری منکر **شایع کرے** کہ انہوں نے ثناء اللہ کے خلاف جو فتوے دیا تھا۔ وہ واپس لے لیا ہے اور ایسا ہی اپنے **روحانی داحد شیخ بٹالوی** کی اشاعۃ کی جلدوں کو جلوائیں۔ جنمیں نصیحت نامے اور الہٰی صاعقہ چھپے ہوئے ہیں۔ جبتک وہ تلف نہیں ہوتے۔ اور انکے بیانات شایع نہیں ہوتے کہ انہوں نے غلطی سے ایسے فتوی دیئے تھے۔ اور اب ہمنے انہیں واپس لیکر ثناء اللہ کو اپنا امام بنالیا ہے اسوقت تک یہ باتیں محض فضول ہیں۔ اگر وہ امرتسری منکر کو اپنا **امام** نہیں مانتے تو پھر کسی اور کا ہی اعلان کریں۔

بٹالوی کی غزنوی گروہ سے اگر مصالحت ہوئی بھی تو وہ محض امرتسری منکر کی مخالفت کیلئے والا **جباری پارٹی** سے جو انکا تعلق ہے وہ ان کے اس مضمون سے ظاہر ہے جو خصوصاً انہوں نے غزنوی گروہ کے متعلق لکھا ہے۔

میری غرض یہ نہیں کہ میں اس وقت ان جھگڑوں کی تفصیل کروں اگر ان میں صلح اور صفائی ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اس اختلاف اور باہمی عداوت سے اس امر کا اظہار مقصود تھا۔ کہ انہیں کوئی جماعت نہیں ملی۔ اسکی تردید تو امرتسری منکر سے ہو نہیں سکی۔ اسلئے جواب میں یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ

گولڑوی کی جماعت ہے۔ علی پوری کی جماعت ہے۔ تولنسہ والے کی جماعت ہے۔ مجدد بریلوی کی پارٹی ہے۔ آغاخانی جماعت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی قوۃ استدلال پر احمق نے اعتراض کیا اور آپ ہی مورد اعتراض بنا۔ یہ خدا کی تائیدات کا زندہ اور تازہ نشان ہے۔

اس نادان سے کوئی پوچھے کہ سوال تو بنیرے اور بنیرے شہر والوں کے متعلق ہے۔ اور جواب میں تو ان لوگوں کو پیش کرتا ہے جنکے ساتھ تیری اپنی بھی صلح نہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ

ہمارے بھائی مر رہیں جو عظیم آباد رہتے ہیں

تو ہی بتا کیا آغاخانی عقاید کا تو معتقد ہے۔ اور آغاخان کو سچا یا تو اسکو اپنا امام مانتا ہے؟ مجدد بریلوی سے تیری جوتیوں میں دال بٹتی رہی۔ اور آئے دن اسکی جماعت تیری مذمت میں مصروف رہتی ہے۔ علی پوری کو جو خطاب تو نے اہلحدیث میں دیئے ہیں وہ بھول نہ گئے ہوں گے۔ باقی رہے تولنسہ والے اور گولڑہ والے ان سے تیری صلح ہو تو مجھکو علم نہیں۔ اگر ان لوگوں کی جماعتیں ہیں۔ تو بھی جس بات کو حضرت خلیفۃ المسیح نے پیش کیا ہے وہ بات ان میں کہاں؟

ہم اپنے موید اور منصور ہونیکا ثبوت یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ علمائے صوفیوں اور گدی نشینوں نے دولتمندوں اور عوام نے مسلمانوں میں سے اور سکھوں۔ آریوں۔ عیسائیوں۔ اور دوسرے اہل مذاہب نے اپنے اپنے رنگ میں اس سلسلہ کو مٹا دینے کی کوشش کی اور ناخنوں تک زور لگایا۔ اور بہت سے احمق یہ ڈینگ مار کر بھی کہ ہم اس کو گرا دیں گے۔ مگر انصاف سے کہو کیا وہ کامیاب ہوئے یا یہ جماعت؟ جن لوگوں کے نام تم بزمرہ اہل جماعت پیش کرتے ہو۔ کہاں انکی اسقدر مخالفت ہوئی۔ اور کب انکو سب نے جدا جدا اور مل کر مٹا دینا چاہا۔ اور پھر انہوں نے اس مخالفت کی خونریز جنگ میں خدا تعالے سے اطلاع پا کر کہا ہو کہ **میں کامیاب ہوجاؤں گا**۔ اور پھر اسی طرح وقوع میں آیا ہو۔ جب تک یہ نظیر پیش نہ کرو یہ سراسر مغالطہ ہے۔ تائیدات کا ثبوت اس مخالفت سے ہوتا ہے جو اس سلسلہ کی ہوئی اور پھر جسطرح خدا تعالے نے فرمایا تھا۔ آخر وہی بڑھا۔ اور پھولا۔ اپنی ناکامی اور نامرادی

کا تو امرتسری منکر خود قائل ہو گیا ہے کہ باوجود یکہ وہ حضرت مسیح موعود کے بعد مسیلمہ کذاب کیطرح زندہ رہا۔ مگر ایک نے بھی اسے نہ مانا۔ اس سے بڑھ کر ناکامی اور نامرادی کیا ہو گی۔ پھر ایسے لوگ کب حق رکھتے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام کے کام میں وہ ہمارے اسوال سکے؟ مین ہوں غرض پہلی بات یہ کہ تمام مخالفوں میں اختلاف ہے۔ اور انہیں کوئی جماعت نہیں ملی جو ایک ایسی اہل بدری کی صداقت ہے جیسا الکتا [illegible] امرتسری منکر ہی کر سکتا ہے۔ اور دوسرا امر جو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے کہ ہماری جماعت مؤید اور منصور ہے۔ اور باوجود سخت مخالفت کے بھی [illegible] لے بڑھتا یا۔ جو اسکے موید ہونیکا ثبوت ہے یہ بھی ایک بدیہی بات ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسی کھلی صداقتوں سے انکار سے امرتسری منکر کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ امرتسری منکر اگر اس پر کچھ کہنا چاہتا ہے تو وہ غلط بحث نہ کرے پہلے ان واقعات کی تردید کرے جو نمبروار حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر میں درج ہیں۔ اور جب تک وہ انکی واقعات ہی کی بنا پر تردید نہیں کر لیتا تو وہ حق نہیں رکھتا کہ کسی اور سلسلہ بحث کو اس میں داخل کرے۔

دور الضعفاء کیلئے جدّوجہد

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے دل میں اللہ تعالے نے ضعفاء اور غربا مہاجرین کیلئے ایسا جوش محبت ڈالدیا ہے کہ وہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اسی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ کسی طرح ان غریبوں کیلئے چند مکانات بن جاویں اور انکی تکالیف دور ہوں اللہ تعالے نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک ٹکڑا زمین تو انہیں نواب صاحب قبلہ سے دلوا ہی دیا ہے۔ اور ایک مکان کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے وعدہ فرمالیا ہے کہ بنوا دو۔ بارش کیوجہ سے کام شروع نہیں ہو سکا۔ اگرچہ اس زمین پر تو پانی نہیں مگر راستہ میں پانی ہے۔ مقبرہ بہشتی کے نیچے رجوں میل کی رعیت کیلئے ہے۔ افسوس ہے کہ وہ ابھی تک تیار نہیں ہوا ہے۔ ایک معمولی [illegible] الوفین کیلئے بنا لیا گیا ہے [illegible] تک وہ [illegible] بار بردار [illegible] موجودہ حالت [illegible] مکانات کیلئے [illegible] بہم پہنچایا

میں تکلیف ہو تاہم جلد امید کیجاتی ہے کہ میر صاحب قبلہ انکا کام کے شروع کرنیکا انتظام کریں کیونکہ دوسری طرف ان غرباء کو بھی سخت تکلیف ہے۔ میر صاحب اپنے ان تمام دوستوں کیلئے خصوصیت سے دعا کرتے ہیں جنہوں نے اس کار خیر میں انکا شریک درد ہونا پسند کیا اور انہیں مالی ہمدردی احباب ہیں یہ تحریک شروع ہو گئی ہے اور مختلف مقامات سے دوست چندہ بھیج رہے ہیں مگر جس رفتار سے چندہ آرہا ہے اس میں کسی قدر سرعت کی ضرورت ہے ۶ ہزار روپیہ مطلوب ہے۔ قریبًا سو کے ہماری چھوٹی بڑی انجمنیں ہیں اگر ہر ایک انجمن مجموعی طور پر ساٹھ ساٹھ روپیہ دیدے تو بہت جلد یہ کام ہو جاوے۔ بہرحال اللہ تعالے کے فضل پر سارا کام توفیق موقوف ہے۔ احباب اس کام میں جسطرح ممکن ہو حصہ لیں اور اس امر کی ہرگز پرواہ نہ کریں کہ وہ کیا دیتے ہیں۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی نہایت شکرگذاری سے لیجاوے گی۔ کل رقوم حضرت میر صاحب کے نام بمقام قادیان روانہ کیجاویں۔ میر صاحب عنقریب دورہ پر بھی جانے والے ہیں۔ تاکہ ہسپتال اور دور الضعفاء وغیرہ تحریکوں کیلئے بقایا چندہ کی تکمیل کریں۔ اللہ تعالے ان کے ارادوں کو جو سراسر خیر و برکت کے ہیں پوری کامیابی عطا فرماوے اور اس دل اور درد کے بہت سے انسان ہم میں ہوں جو کس مپرس طبقہ انسانی کیلئے درد مند دل رکھتے ہوں۔ آمین

سفرنامہ ناصر

حضرت میر صاحب کا دوسرا سفرنامہ بھی طیار ہو گیا ہے اسکی قیمت انہوں نے ۳ر رکھی ہے اس سفرنامہ کی فروخت سے جو کچھ وصول ہوگا وہ سب کا سب **دور الضعفاء** میں خرچ کیا جاویگا۔

میر صاحب نے اپنے مخلص دوستوں کے نام منتخب کر کے ان کی حیثیت اور جوش کے لحاظ سے سفرنامہ وی پی کرنیکا ارادہ کر لیا ہے۔ پس جن احباب کے پاس پہنچے۔ وہ اُسے شکرگذاری اور خوشی سے وصول کریں۔ کیونکہ یہ کوئی تجارتی رنگ نہیں۔ بلکہ محض خیراتی ہے۔

اطلاع

۲۱ مارچ کے الحکم میں جن مضامین کا اشارہ کیا گیا ہے۔ چونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب احمدی اور غیر احمدی کے جھگڑے پر ایک مفصل مضمون لکھ رہے ہیں۔ اسلئے ۲۸ مارچ کا وہ مضمون پرچہ میں شایع کرنے کی ضرورت نہ ہوگی!

(ایڈیٹر)

قرآن مجید کا نیا اردو ترجمہ مسمّٰی بہ فتح الحمید

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہو سکے ہیں۔ وہ سب ایسے تھے کہ بعض سے تو عوام بخوبی مستفید نہ ہو سکتے تھے۔ اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ لیکن فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جس کے صحیح اور مستند [illegible] اور عام فہم اور سلیس اور بامحاورہ اور معنے خیز اور دلاویز ہونے پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس لئے وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خواص اور کیا عوام سب نے اس کو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمے کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ قطع نظر کر کے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرے پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اس ترجمے پر طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے جہاں تک اس ترجمے کو دیکھا ہے۔ میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں۔ اس فقرے میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے افضل ہونا بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ لاجواب ہے۔ اور اس کو ان [illegible] بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمے کی نسبت [illegible]۔ ظاہر ہے کہ اس میں سب خوبیاں جمع ہونگی جو خدا کے پاک اور اعلےٰ کلام کے ترجمے میں ہونی چاہئیں۔ یہ جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں۔ وہ ہر اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ عشاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔ ہدیہ بلا جلد تین روپیہ محصول علاوہ ہے۔ فہرست [illegible] مفت طلب کیجئے۔

مذہبی محمد خان شہر جالندھر۔ کوٹ۔ ایجنسی۔ (پنجاب)

کیا شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نصب العین دین حق تھا یا دنیاوی

مکرم بندہ مولوی محمد [illegible] صاحب! السلام علیکم۔ میلاد نمبر کے متعلق آپکا ارشاد [illegible] تنگ سے تنگ وقت میں پہنچا لیکن اس کار خیر میں حصہ لینا آپ کی خوشنودی نہیں۔ بلکہ خدا و رسول کی خوشنودی کو حاصل کرنا ہے۔ اسلئے خدا سے استمداد کرکے قلم اٹھاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان سطور میں خیر و برکت ڈالے۔ میں مضمون میں ایک دو امور اپنی کتاب اسوۂ حسنہ سے بھی اقتباس کرونگا۔ لیکن آپ اطمینان رکھیں وہ ابھی زیر طبع ہے۔ اور اس کی پہلی جلد شاید ایک ماہ تک پبلک میں آجائے۔ یہ کتاب انشاءاللہ مختلف جلدوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس سوانح اور پاک حالات کو مغربی اصول تاریخ و تنقید پر پیش کرے گی

سوال مندرجہ عنوان بالا نے عموماً مختلف شکلوں اور پیرایوں میں پبلک کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کیا ہے۔ اور دراصل یہ سوال ہی ایسا اہم سوال ہے کہ آنحضرت صلعم کیا بلکہ ہر ہادی مذہب یا ریفارمر کے متعلق بھی یہی سوال پیدا ہؤا کرتا ہے۔ اور اسی ایک سوال کے انفصال پر کسی ہادی مذہب یا ریفارمر کی صحت نیت یا اس کے مشن کی حقانیت کا فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالےٰ کا ہم پر یہ خاص فضل اور احسان ہے کہ اس سوال پر غور کرنیکے لئے اسوۂ صلعم کی ذات والا صفات کے متعلق جو آسانیاں ہمیں حاصل ہیں۔ وہ دنیا کے کسی ہادی یا ریفارمر کے متعلق کسی اور کو میسر نہیں۔ حافظ حقیقی نے جسطرح آنحضرت صلعم کے کل سوانح دنیا میں محفوظ کر دیئے ہیں۔ اس نے اس طرح کسی اور ہادی کے متعلق یہ امر پسند نہیں کیا۔ کسی مقدس معلم روحانی کے حالات کا تفحص کر دیکھو۔ اوراق تاریخ اس کی تفصیل سے بالکل خالی ہی پاؤگے۔ لیکن آنحضرت صلعم کو خدا تعالےٰ نے یہ اعجازی فضیلت بخشی ہے۔ کہ آپ کے تمام چھوٹے سے چھوٹے واقعے لیکر بڑے سے بڑے مہتم بالشان امر تک سارے کے سارے آثار میں موجود و محفوظ ہیں۔ اسلئے آنحضرت صلعم کے متعلق کوئی سوال ہو تو اسکا فیصلہ واقعاتی شہادت کا محتاج نہیں

سوال مندرجہ عنوان یہ ہے کہ آپ کی مقدس مشن کی غرض حصول دنیا و لوازمات دنیا تھی۔ یا آپ کی تمام و کمال مساعی جمیلہ کا محرک وہ خدا کا دین تھا۔ جسکی تکمیل اشاعت کیلئے آپ حسب دعوےٰ خود مبعوث و مامور کئے گئے تھے۔ اس امر کے طے کرنیکے واسطے آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہمیں ایکطرف ان واقعات پر غور کرنا ہوگا۔ جب آپ دنیا اور لوازمات دنیا سے سخت تہیدست تھے اور آپ کو یہ باتیں صرف اعلائے کلمہ حق ہی کے چھوڑنے پر میسر آسکتی تھیں۔ لیکن آپ نے تہیدستی کو دنیائے دنی اور اس کے لذائذ پر ترجیح دی۔ دوسری طرف آپ کی زندگی کا وہ حصہ غور طلب ہے کہ جب دنیا اور محبوبات دنیا آپ کے قدموں کے تلے آگئیں۔ اور آپ نے اپنی برکات جاری کیں یہی دو وقت انسان کی زندگی میں امتحان کے ہوتے ہیں۔ اور یہی دو وقت آپ پر بھی آئے۔ اور جب ان دونوں وقتوں میں آپ دنیا کیطرف متوجہ نہ ہوئے تو پھر بجز رضائے الٰہی آپکی زندگی کا مقصد اور کیا ہو سکتا تھا؟

امر اول کی تشریح میں صرف اس ایک واقعہ کا ذکر کر دینا کافی ہوگا جب قریش عرب اپنے معبود بتوں کی حمایت میں ہر طرح کی جان توڑ کوششیں کرکے ہار گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ آں حضرت ان کے بتوں کے خلاف کچھ نہ فرمائیں۔ اس لیئے انہوں نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو جسمانی۔ مالی۔ ذہنی تکالیف پہنچائیں۔ آپ کی حمایت نے ہر طرح کی اذیتیں اٹھائی۔ گالیاں سنیں۔ ماریں کھائیں۔ بھوکے رہے۔ سختیاں برداشت کیں۔ مال و دولت جائیداد۔ روزگار۔ بیوی بچے۔ عزیز و اقارب سب کچھ گنوا دیئے لیکن اس پاک مذہب کی اشاعت اور تبلیغ نہ چھوڑی۔ جس کیلئے وہ خدا کا رسول مبعوث کیا گیا تھا۔ جب قریش مکہ ان تمام کوششوں میں ناکام رہے تو ان کے عمائد ان امور کے تفحص اور تلاش میں ہوئے۔ جو متولیان بتکدہ کعبہ کے خاندان میں کے ایک نونہال کو اس بتکدہ کی تخریب پر آمادہ کرتا تھا۔ جس کے ساتھ اس کے سارے خاندان اور قبیلے کی وجاہت ثروت اور عزت وابستہ تھی۔ وہ (عمائد مکہ) کوئی روحانی بندے تو تھے ہی نہیں اور نہ انکی نگاہ اسقدر بلند تھی جو نبی کریم کے پاک جذبات کو سمجھ سکتے علاوہ ازیں انہوں نے اپنے وقت میں اور اپنے سے پہلے (اور ایسا ہی بعد بھی) اہل دنیا کا نصب العین اور ان کی کوششوں کا محرک دنیا اور اس کے لوازمات ہی دیکھا۔ اور سمجھا ہوا تھا۔ اسلئے انکا یہ اقرار دینا اس مذاق پر غلط نہ تھا۔ کہ ابن عبداللہ کی تمام کوششوں کی غرض بھی آخر یہی ہوگی۔ جو اوروں کی ہؤا کرتی ہے۔ پس انہوں نے ارادہ کر لیا کہ ابن عبداللہ کو ہم ہی وہ امور پہونچا دیں۔ اور اس طرح اس کے ہاتھ سے اپنے بتوں کی خلاصی کرائیں۔ یہ امر ہمارے روز کے مشاہدے میں آتا ہے کہ ہم سب کی پہلی غرض اس دنیا میں یہ ہوتی ہے کہ ہماری زندگی آسائش سے گذر جائے۔ اور آسائش کی چیزیں ہمیں بآسانی میسر آجائیں۔ اور یہ بات مال و دولت کے حصول پر منحصر ہے اس کے بعد ہمارا دل بقائے نام و نوع کو چاہتا ہے۔ جو ایک دل پسند بیوی کے میسر آجانے پر وابستہ ہے۔ یہی دو باتیں جو تمام اہل زمانہ کو خواہ وہ اچھے ہوں یا برے کسی نہ کسی کام کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔ ہاں جب یہ ہر دو امور حاصل ہو جائیں تو پھر ایک تیسری بات یہ ہوتی ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے ہم جنسوں میں معزز و مقتدر اور صاحب امتیاز ہو جائے اس میں وہ بات پیدا ہو جائے جو اوروں میں نہ ہو۔ اور جس کے ذریعہ وہ دوسروں کے آراء و خیالات اور افعال کو جس نہج پر چاہے چلا سکے۔ اس امتیاز کا کمال حکومت یا سلطنت ہے۔ یہی تین باتیں ہیں۔ جو ہم سب کا نصب العین ہؤا کرتی ہیں۔ انہی تین باتوں کے مجموعہ کا نام دنیا ہے۔ اور یہی ہیں جنکو ہمارے محاورہ نے زر۔ زن۔ زمین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ کیونکہ سلطنت کا مالک ہونا دراصل ایک اعلےٰ پیمانہ پر زمین کا مالک ہونا ہوا کرتا ہے۔ عمائد عرب نے بھی یہی سمجھا کہ جب کل دنیا کی جدوجہد کی علت غائی یہی تین باتیں ہیں۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ یہ باتیں ہم محمد کو بہم پہونچا دیں۔ چنانچہ قریش کے مقتدر لوگ آپ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور ان میں کا ایک سردار عتبہ نام آپ سے یوں ہمکلام ہوا۔

اے میرے بھائی کیا حسب و نسب اور کیا ذاتی چال چلن کے رو سے تو ہم سب میں ممتاز ہے۔ تو الامین ہے۔ اور ایک مدت تک ہم میں امن کا باعث ہو چکا ہے۔ لیکن اب چند سالوں سے تو نے جو یہ نئی بات شروع کر دی ہے۔ اس سے ہم میں سخت فساد پیدا ہو گیا ہے۔ تیری تعلیم نے بھائی بھائی میں، اور باپ بیٹے میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ تو اور تو سب طرح اچھا ہے لیکن یہ جو ہمارے دیوتاؤں اور دیویوں کو سخت سست کہتا ہے اس سے ہم سخت تکلیف میں ہیں۔ آخر اس سے تیری کیا غرض ہے جو غرض ہو سکتی ہے وہ ہم تیرے لئے بہم پہونچانے کو حاضر ہیں اگر آپ کو مال و دولت کی ضرورت ہو تو ہم جسقدر آپ چاہیں مال لاکر آپ کے حضور پیش کر سکتے ہیں۔ اگر کسی حسینہ جمیلہ بی بی کی خواہش ہو۔ یا پسند خاطر آگئی ہو تو وہ بھی حاضر ہو سکتی ہے۔ اور اگر آپ حکومت چاہتے ہیں۔ تو یہ آپ کو معلوم ہے کہ جب سے ہماری نسل اس عرب میں آباد ہوئی ہے۔ ہم کسی کی حکومت کے نیچے نہیں آئے لیکن ہم اپنے بتوں کی خاطر آپ کی حکومت بھی برداشت کریں گے مگر حضور آیندہ ہمارے بتوں کی مراعات مدنظر رکھیں۔

قریش کا یہ ڈیپوٹیشن کسی حیلہ و مکر کی بنا پر نہ تھا۔ اور نہ ہی اس حیلہ سازی سے کوئی فایدہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم اس وقت مال و دولت۔ طاقت۔ دنیوی وجاہت سے تہیدست تھے۔ وہ کونسی خطرناک طاقت نبی کریم کے پاس تھی جو آپ قریش مکہ کے خلاف استعمال کرینگے کہ عمائد قریش اس حیلہ سازی کے ذریعہ آپ سے بچنا چاہتے تھے؟ اس لیئے جیسا آثار میں آیا ہے۔ یہ وفد قریش کا بالکل صحت نیت اور صداقت کو لیکر آیا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا وہ شخص جو ان تینوں پیش کردہ امور سے بالکل تہیدست ہے اور یہ وہ امور ہیں جن کے حصول کیلئے دنیا بھر کی انسانی کوششیں لگی ہوئی ہیں قبول کرتا ہے یا نہیں۔ اگر تو اس کی نصب العین دنیائے دنی ہوگی تو وہ ضرور قبول کریگا۔ اور اگر اس کی نگاہ اس دنیا سے [illegible] اور محض دین حق کی اشاعت ہی مدنظر ہے تو اس کا جواب وہی ہوگا جو آپ نے دیا آنحضرت صلعم نے پہلے تو بجواب حٰمٓ کی چند ابتدائی آیات پڑھیں۔ جن میں قرآن مجید کی حقانیت کا بیان ہے۔ اور پھر سورہ محمدؐ کی آیات ذیل تلاوت فرمائیں۔

الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات واٰمنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربہم کفر عنہم سیاٰتہم واصلح بالہم۔ ذالک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل وان الذین اٰمنوا اتبعوا الحق من ربہم۔ یعنے جو لوگ منکر ہو کر خدا کی راہ سے اوروں کو بیراہ کر رہے ہیں۔ ان کے اعمال سب کے سب ہی اکارت جائیں گے اور جو ایمان لاکر نیک کام کرتے ہیں اور محمد پر نازل شدہ صداقتوں کو قبول کرتے ہیں۔ اور وہ حق ہیں۔ کیونکہ پروردگار کیطرف سے ہیں

ان کی سب کمزوریاں اور بدیاں ان سے دور ہو جائیں گی اسکی وجہ یہ ہے کہ منکرین امور باطلہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور ایمان لانے والے اس صداقت کو اختیار کرتے ہیں۔ جو اس نے بھیجی ہے جو رب ہے۔ اور جو وہی باتیں بتلائیگا کہ جس سے انسان کی حقیقی ربوبیت منصور ہے۔ یہ آیات آپ نے پڑھیں۔ اور عتبہ سے کہا کہ یہ دو راہ تمہارے سامنے ہیں۔ جس راہ کو چاہو قبول کر لو۔ اب کوئی سلیم دل ان امور ثلاثہ پر غور کرے جو وفد قریش نے منت اور صدق دل سے پیش کئے۔ اور پھر اس جواب پر غور کرے جو بلا تامل دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس خطرناک محتاجی بیکسی بے زری بے یاری پر غور کرے جو اس وقت آں حضرت کے شامل حال تھی۔ اور جو قریش کی استدعا قبول کرنے پر دور ہو سکتی تھی۔ پھر یہ بھی غور کرے کہ اہل وفد کس دل وگردہ اور عزت کے انسان تھے۔ اور ان کے سوال کو رد کر دینا کسقدر خطرناک نتائج کا باعث تھے۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ آنحضرت صلعم نے دفع الوقتی کے طور پر یہ نہیں کہا کہ اچھا میں غور کروں گا۔ بلکہ اسی وقت جواب دیا۔ اور جواب کیا دیا؟ ان کی بدعملیاں ان کو جتلا کر اور اس کے نتیجے سے بھی آگہی دیدی۔ اور پھر ساتھ ہی حکیمانہ دلایل بھی دیئے۔ فرمایا یہ تمام چیزیں جو تم نے پیش کیں یہ انسانی پرورش کے لئے ضروری تو ہیں۔ لیکن ان کے حصول کے لئے ان صداقتوں سے انکار کرنا جو انسان کی حقیقی پرورش کے لئے نازل ہوں صریح گمراہی ہے اس لئے جو بالنہار کے بتلائے ہوئے طریق سے منہ موڑتے ہیں ان کے اعمال تو ضایع ہی جائیں۔ ہاں جنہوں نے اس پروردگار کے بتلائے ہوئے طریقوں سے استفادہ کیا۔ ان کی سب کی سب کمزوریاں لازما دور ہو جائیں گی۔ اور ان کے حالات بھی اچھے ہو جائیں گے۔ اور زمانہ نے دکھلا دیا کہ یہ پیشگوئی آنحضرت کی بالکل سچی ہے۔ اس [illegible] نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کل کے کل قریش برافروختہ ہو گئے۔ اور انہوں نے چاہا کہ جس نے اکابرین قریش کی استدعا کو رد کر کے انہیں ذلیل کر دیا ہے۔ اب اس کا خاتمہ ہی کر دیا جائے۔ آپ کا حامی اس وقت سوائے ابو طالب کے اور کوئی نہ تھا۔ وہ سب کے سب ابو طالب کے پاس گئے اور اس کو اطلاع دی کہ ہم تیرے بھتیجے کے ہاتھ سے اب تنگ آ چکے ہیں اور تیرے پاس اب آخری فیصلہ کیلئے آئے ہیں۔ یا تو اس کا ساتھ چھوڑ دے یا ہم سے برسر جنگ آمادہ ہو جا۔ ابو طالب اس دھمکی کے معنے سمجھتا تھا۔ اس نے آنحضرت صلعم کو بلایا اور کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے اب میں ضعیف ہو گیا مجھ پر اسقدر بوجھ نہ ڈال۔ کہ جس کو میری ضعیف اور بوسیدہ ہڈیاں نہ اٹھا سکیں۔ تیرا دین سو تیرا دین۔ لیکن تو ظاہر طور پر ان کے معبودوں کی مخالفت چھوڑ دے۔ اللہ اللہ کیا وقت ہے اور کیا بیکسی ہے آئی ہوئی دنیا تو اس طرح گنوا دی۔ اور جو برائے نام رہی سہی ہے بھی وہ اب جاتی ہوئی نظر آتی ہے یہ ایک سخت سے سخت اور کڑے سے کڑا امتحان ہے۔ آپ کی نصب العین اگر دنیا ہوتی تو خطرہ نہ ہوتا۔ وہاں نگاہیں کسی اور ہی امر پر تھیں۔ آپ نے نہ صرف سادے لفظوں ہی میں جواب دیا بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ وہ چیزیں جن کے وجود سے کل دنیا کی آسائشیں وابستہ ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کے لئے ان کو بھی چھوڑ دینے پر مستعد ہوں۔ فرمایا:-

"اے چچا اگر تو آفتاب میرے داہنے اور ماہتاب میرے بائیں طرف رکھکر مجھے روکنا چاہے تو بھی میں نہیں رک سکتا۔ یا تو خدا تعالیٰ میری صداقت کو دنیا پر قایم کر دیگا یا میں اس راہ میں فنا ہو جاؤنگا۔"

ایک نادان اس جواب میں آفتاب و ماہتاب کا ذکر کرنا شاید حسن بیان کا ایک اندازہ سمجھے۔ لیکن اگر وہ ماہیت اشیاء پر غور کرے تو اس کو سمجھ آ جائیگی کہ نبی کریم نے اس جواب کے وقت عتبہ کی پیش کردہ باتوں کو ذہن نشین کر لیا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ کل کائنات کا وجود خصوصاً زمین اور اس میں جو کچھ ہو رہا ہے اسکا وجود ایک آفتاب کے وجود سے کہانتک وابستہ ہے۔ ہمارے تمام اغذیہ ملبوسات اور جملہ سامان آسائش و آرام آفتاب کی روشنی اور حرارت سے ہی ایک حد تک پیدا ہوتی ہیں۔ اور نشو و نما پاتی ہیں۔ اور ایسا ہی ماہتاب کو بھی ان کے قیام اور نشو و نما میں ایک حد تک تعلق ہے۔ امور [illegible] میں نیرین کو بہت بھاری دخل ہے۔ اسی لئے تو یہ نیرین درخشاں بعض اقوام کا معبود ٹھہرائے گئے ہیں۔ اور تو اور ہندوستان کا گائتری بھی جو ہر صبح شام کو ایک مذہبی ہندو بھائی کے ورد زبان ہر شام کو ہوا کرتی ہے۔ دو منتر سورج دیوتا کی تعریف میں ہیں۔ جن میں سورج کو تمام مظاہر قدرت کا بڑا سردار اور افسر مانا گیا ہے۔ اور اسی لئے صبح کے وقت سورج کو پانی بھی دیا جاتا ہے۔ الغرض ہماری تمام ضروریات کی تمام آسائشوں اور راحتوں اور کل کی کل دنیوی محبوبات و مطلوبات کا سرچشمہ آفتاب و ماہتاب ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دنیا اور دنیا کی چیزیں کیا۔ اگر دنیوی چیزوں کی [illegible] بھی میرے حوالے کر دیئے جائیں تو بھی میں اس امر کو نہ چھوڑونگا جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔

آں حضرت صلعم کی زندگی کا یہ واقعہ ایک منصف مزاج کیلئے سوال زیر بحث کے فیصلہ کیواسطے کافی ہے۔ لیکن ایک متشکی طبیعت اس موقعہ پر یہ کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم کوئی عالم الغیب تو [illegible] ہو سکتا ہے۔ اول تو [illegible] کا یہ خیال ہی ہو اور نبی کریم اس سے کسی طرح پر آگاہ ہو گئے ہوں۔ اور اگر خیال نہ بھی تو آپ نے [illegible] خیال ہی سمجھا ہو اور خیال کیا ہو۔ کہ اگر میں نے ان کی بات مان کر ان سے وعدہ کر لیا کہ میں آیندہ بتوں کے خلاف نہ بولونگا۔ اور [illegible] پوری نہ کی۔ تو [illegible] اصلی غرض [illegible] اور ذات کی [illegible] ہوگی۔ واقعات و حالات [illegible] تو یہ قیاس ایک ارذل قیاس ہے لیکن ہم اس کے امکان سے انکار نہیں کرتے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اگر آں حضرت کی کوشش کی غرض دنیا اور اس کے لوازمات کا حصول تھا اور عتبہ کے ڈیپوٹیشن پر یہ موقعہ آپ بالفرض غلطی کھا گئے [illegible] یا فی الواقعہ وہ چال ہی تھی جس کو آپ سمجھ گئے۔ تو جب بعد میں دنیا خود آپ کے قدموں میں آ گئی تو اس وقت آپ نے کیوں اس کی عزت و قدر نہ کی۔ واقعات مندرجہ بالا پر چند اور سال گذر جاتے ہیں اور آپ کی فتح و نصرت شروع ہو جاتی ہے۔ قوموں کی قومیں آپ کا مشن قبول کرتی ہیں۔ ہر طرف سے زر و جواہر کے خزانے مدینہ کیطرف آ رہے ہیں۔ خوبصورت سے خوبصورت عورتیں ہزیمت خوردہ قوموں کی غلامی میں حاضر ہیں۔ کل کے کل صحابہؓ کیا مہاجر کیا انصار خزائن دنیا سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ ایسے وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم خود اور اس کے خاص اقربا کہانتک دنیا اور لوازمات دنیا سے متمتع ہو رہے ہیں۔

ایک دن مال غنیمت میں نقد و جنس لونڈیاں غلام کثرت سے آئے اور خدا کے رسول کو انہیں مستحقین میں تقسیم کرتے ہوئے دن گذر گیا۔ جناب علی بھی یہ سیر دیکھتے دیکھتے آخر کار اپنے گھر کو گئے۔ آگے سیدۃ النساء بنت رسول صلعم اپنے ہاتھ سے آٹا گوندہ رہی ہیں۔ اور اپنی تکلیف کی شکایت کر رہی ہیں۔ علی فرماتے ہیں کہ کیوں اپنے باوا جان کے پاس نہیں جاتیں۔ آج تو وہاں مال غنیمت کی کمی نہیں بہت سے غلام و لونڈیاں بھی غنیمت میں آئی ہیں۔ جاؤ کچھ لے آؤ۔ اور آئے دن کی تکالیف کا خاتمہ کرو۔ آخر جب اوروں کو دیا جاتا ہے تو ہم اہلبیت سے ہیں۔ سیدۃ النساء خوش خوش یہ سنکر آں حضرت کے گھر تشریف لیجاتی ہیں۔ لیکن آپ کو گھر میں نہ پاکر اپنا پیغام عائشہ صدیقہ رضہ کو دے آتی ہیں۔ آں حضرت واپس آئے اور صدیقہ رضہ سے اطلاع پیغام پاکر سیدہ جناب فاطمہ کے پاس چلے گئے۔ چارپائی پر ایکطرف فاطمہ اور ایک طرف علی کو لئے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ بنت رسول لونڈیاں اور مال تو جن کے لئے آتا ہے اور جن کو ان کی ضرورت ہوتی ہے انہیں دیدیا جاتا ہے۔ ہاں میں تم کو ایک بات بتلاتا ہوں کہ جس سے تجھے ان لونڈیوں وغیرہ کی کوئی ضرورت و حاجت باقی نہ رہے۔ تم نماز تو پڑھا ہی کرتی ہو ہر نماز میں فرضوں کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔

ایک نادان اور ناواقف انسان اس فرمانے کو شاید طفل تسلی ہی سمجھے لیکن الہیات و روحانیات سے واقف خوب سمجھیں گے کہ آں حضرت صلعم نے اپنی بیٹی کو وہ گر بتلا دیا۔ کہ جس سے یا تو وہ ان امور مطلوبہ کی مالک ہو جائے یا ان کی احتیاج سے ہی آزاد ہو جائے۔ تسبیح و تحمید و تکبیر جنکا ورد مسلمان کو رہتا ہے اور جن میں ان تعلقات کا اظہار رہتا ہے کہ جو ایک عاجز انسان اپنے خالق اور رب سے رکھتا ہے۔ اگر اس پر غور کیا جائے اور ساتھ ہی تخلقوا باخلاق اللہ کے حکم کے ماتحت اس بات کو بھی سوچا جائے کہ ایک انسان کا فرض ہے۔ کہ ان اخلاق کو اپنے اندر بحیثیت انسانی پیدا کرے جو خدا کے اخلاق ہیں اور اس کے لئے دست بدعا رہے تو پھر آنحضرت کے اس فرمانے کی حقیقت سمجھ میں آ جائیگی۔ ہم کو قرآن نے یہ سکھایا ہے کہ جب ہم خدا تعالیٰ سے کوئی چیز مانگیں تو اپنی دعا میں خدا کی اس صفت کا ذکر کریں جو ہمارے سوال سے تعلق رکھتی ہو۔ اور پھر انسانیت عبدیت کے مناسب حال صفات اللہ کا ظہور اپنے اندر ہونے کے بھی ملتجی ہوں۔

یہ امر ظاہر ہے کہ جن جن اشیاء جن کے دفعیہ میں ہم کو روپیہ پیسہ لونڈی غلام اور دیگر لوازمات خانگی کی ضرورت

ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات ان سب سے پاک ہے اس لئے آنحضرت صلعم اپنے نور العین کو فرماتے ہیں کہ جن جن جسمانی تکالیف میں تو ہے۔ اور جو جو احتیاجیں تجھکو اسوقت لاحق ہیں اور جن کے دفعیہ کے لئے مجھ سے لونڈی غلام کا مطالبہ ہے ان سب سے خدا پاک ہے اس لئے تو سبحان اللہ پڑھ اور اس تسبیح کے ساتھ جناب خدا میں بصورت حال یہ عرض کر کہ مولا تو تو ان احتیاجوں سے پاک ہے کچھ ایسے اسباب ہمیں بھی مہیا کر دو کہ ہم بھی ان احتیاجوں سے پاک ہو جائیں۔ اور سبحان اللہ کے بعد الحمد للہ کہکر ان حالات کے پیدا ہونیکی دعا خدا تعالیٰ سے کرو کہ جن کے موجود ہو جانے پر انسان کے دل سے سچی الحمد نکلے۔ اور مولا تو تو اکبر ہے اور باقی کل دنیوی چیزیں چھوٹی سے چھوٹی ہیں یہ رنگ ہم میں بھی پیدا کر دے کہ یہ کل چیزیں جنہیں مہمات دنیا کا متکفل سمجھا جاتا ہے ہماری نگاہ میں اصغر ہو جائیں اور ایک اللہ اکبر ہی ہمارا مدعا اور نصب العین ہو۔

الغرض اگر دنیا اس لئے کمائی جاتی ہے کہ اس سے انسان اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آسائش میں رکھے۔ تو اسوقت وہ دنیا تو ہاتھ میں آگئی ہے۔ اس دنیا کو خود ہی مستحقین میں تقسیم کر رہے ہیں۔ اور ساتھی بھی اس قسم کے ہیں کہ اگر وہ کُل کا کل مال اپنے یا اپنے متعلقین کے مصرف میں لے آئیں تو انہیں اعتراض کیا عین راحت ہو۔ مال غنیمت کی عورتیں کیا اگر وہ اپنے ان کی عورتیں مانگے تو فوراً طلاق دیکر اس کے حوالے کر دیں۔ ان حالات پر بھی اس کی عزیز سے عزیز لڑکی احتیاج میں ہے۔ اور وہ اُسے وہ چیز نہیں دینی چاہتا جس کو وہ خدا اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ خیر یہ اپنے لخت جگر کا معاملہ ہے۔ اس کے اپنے گھر کا نقشہ ان ایام میں دیکھو تو جب اس کے سب رفقا مالا مال ہو رہے ہیں۔ اس امر کا شاہد حضرت عائشہ سے معتبر اور کون ہو سکتا ہے جنہنے ایک صحابی کے سوال پر فرمایا کہ خیبر سے فصل پر کچھ جو آ جاتے ہیں جن کو آں حضرت مختلف گھروں میں تقسیم کر دیا کرتے ہیں۔ ان جوؤں کو ہم خود کوٹ کر پھٹک آٹا بنا لیتے ہیں۔ اور منہ کی پھونک اور جو پرے سے بھوسی کو دور کر لیا جاتا ہے۔ کہیں کھجوریں سرکہ یا شہد میسر آ گیا تو وہ سالن کا کام دے لیتے ہیں۔ والا خیر نان جویں پر ہی گذارا ہو جاتا ہے۔ یہ گذر ہے اس گھر کی جس کا مالک جب مسجد اقصیٰ میں آتا ہے تو اس کے سامنے سونے چاندی کا ڈھیر ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اس ڈھیر میں سے ایک خمس اپنے لئے الگ کر کے باقی کل نقد و جنس مستحقین میں تقسیم کر دیتا ہے۔ لیکن وہ تو مسجد اقصیٰ کو چھوڑتا ہی نہیں جب تک اس خمس کو بھی وہیں نہیں بانٹ لیتا۔ تو وہ ایک ایسے ہی موقعہ پر ابن عباس کہتا ہے۔ اچھا جس قدر تم خود اٹھا سکو سیم زر اٹھا کر گھر لیجاؤ۔ ابن عباس اپنی ایک چادر بچھا کر ایک بھاری گٹھڑ سیم و زر کا تیار کرتا ہے۔ لیکن جب اس کے اٹھانے کیلئے کسی اور کی مدد مانگتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ یہ شرط نہیں تم نے تو خود ہی بلا امداد غیرے اٹھانا ہوگا۔ خیر دو چار دفعہ اپنے بوجھ کو ہلکا کر کے ابن عباس جو کچھ لیجاتا ہے۔ وہ کسی کو امیر الامرا بنانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ایک دن ایک جہودی بھی کہیں سے آ نکلتا ہے۔ اور سامنے ایک پہاڑ کو دیکھتا ہے۔ جسے اونٹ بھیڑ بکری مویشی نے معمور کر رکھا ہے۔ حسرت سے کہتا ہے کہ محمد تو بڑا مالدار ہو گیا ہے جس پر آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ جا یہ سب مال و املاک تجھکو بخشدیا۔ اس بے نفسی اور فیاضی کا لازمی نتیجہ یہ تو ضروری تھا کہ وہ جہودی فوراً مسلمان ہو گیا۔

لیکن ہمارا مطلب اس مال و دولت کا اندازہ کرنا ہے جو آں حضرت صلعم کے خزانہ میں ہر روز آ رہی ہے۔ اور اس کا ایک پانچواں شرعاً اور عرفاً آپ کا ہے۔ لیکن گھر کی حالت یہ ہے کہ آرد جو سے بھوسی کو اڑانے کیلئے چھلنی تک بھی میسر نہیں۔ بیویاں اپنے مقدس شوہر کی اس داد و دہش کا حال سنکر ایکدن عرض کرتی ہیں۔ کہ حضور کچھ ہمیں بھی ملنا چاہیئے آپ فرماتے ہیں کہ اگر خدا اور خدا کا رسول تمہارے لئے کافی نہیں تو تم سب مجھ سے بطریق معروف رخصت ہو سکتی ہو۔

یہ آسائش تو آں حضرت کی زندگی میں رہی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس جہان سے رخصت ہونے پر وہ کس قسم کی جائداد ورثہ میں اپنے ورثا کے لئے چھوڑتا ہے۔ آپ نے حضرت عائشہ کے گھر میں وفات پائی۔ گھر کے اسباب میں علاوہ کھانے پکانے کے برتنوں کے جن میں اکثر ظروف گلی ہیں ایک بوسیدہ بوریہ بھی ہے جو اس وقت مرض الموت میں بستر کا کام دے رہا ہے۔ ہاں ایک زرہ اور ڈھال بھی ہے۔ لیکن وہ تو ایک جہودی کے ہاں گروی ہے۔ انتقال فرمانے سے کچھ وقت پہلے آپ پوچھتے ہیں کہ کچھ نقد گھر میں ہے۔ عائشہ جواب میں فرماتی ہیں۔ کہ ہاں چند درہم ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ

نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث

ہم انبیاء کا گروہ نہ دنیوی ورثہ کچھ پاتے ہیں۔ اور نہ دنیوی ورثہ کسی کے لئے چھوڑتے ہیں۔ ان درہموں کو راہ خدا میں دیدو الحمد للہ یہ خاتمہ ہے اس شہنشاہ کا جسکے فوت ہونے سے پہلے پہلے کے سال مال و دولت نقد و جنس اس کے قدموں میں نثار ہو رہا تھا۔ اور وہ آگے آگے جاتا تھا۔ دولت پیچھے پیچھے قدم چومنے کو آتی تھی۔ اور جس نے جسطرح عالم تہیدستی میں دنیا اور لوازمہ دنیا کو آتے ہوئے دیکھکر خدا کے مقابل لینے سے انکار کیا [illegible] طرح جب خدا نے اس دنیا کا مالک اُسے کر دیا تو اس نے اس وقت بھی اس سے کنارہ کیا۔

اب خدارا کوئی محقق منصف مزاج نقاد ہمکو بتلا دے کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے آیا نبی کریم صلعم کی مساعی جمیلہ کا محرک دین ربانی کی اشاعت تھی یا دنیا۔ اور اس کی شوکت۔ اگر خدا کا نام دنیا میں قائم کرنا آپ کے مدنظر نہ تھا۔ اور صرف حصول جاہ و دولت ہی آپ کا نصب العین تھا تو دنیا تو آپ کو اس وقت ملتی تھی۔ جب آپ ابھی تہیدست تھے اور جسکے بعد متواتر بارہ پندرہ سال تک بے حد و حساب کی اور تکالیف شاقہ برداشت کیں۔ [illegible] اس دنیا کو لیکر آئندہ کی تکالیف کا خاتمہ کر دیا۔ اچھا اگر اسوقت بحالت میں غلطی ہوئی تھی تو پھر جب دنیا آ گئی تو کیوں اپنے پر حرام کر لیا۔ کیوں بطور حصہ رسدی کے جو میسر آتا تھا اُسے بھی قبول نہ کیا۔ معاذ اللہ کیا آپ کو جنون تھا۔ آپ کی حکیمانہ تعلیم اور اس کے علمی اور حکمیہ نتائج جو دنیا پر ظاہر ہوئے۔ آپ کو دنیا کے فرزانوں کا سرتاج قرار دیتے ہیں۔ پھر یہ کیوں ہوا۔ اسی لئے کہ دنیا آپ کے نصب العین نہ تھی۔ آپ کی دنیا تو یہ تھی۔ کہ خدا کا نام دنیا میں روشن ہو دنیا سے عناصر پرستی۔ اجرام پرستی۔ اصنام پرستی۔ انسان پرستی۔ اور اوہام پرستی کا خاتمہ ہو۔ یہ ساری باتیں آپ نے کیں اور آپ کو وہ دنیا ملگئی تو پھر اس ہیچکارہ دنیا سے آپ کو کسطرح کا تعلق ہوتا۔

کمال الدین احمدیہ بلڈنگ لاہور

شان محمدی

بہت یونہی دنیا کو گذری تھیں صدیاں ۔ کہ چھائی ہوئی نیکیوں پر تھیں بدیاں
یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت ۔ بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت ۔ چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا ۔ دعائے خلیل اور نوید مسیحا
ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت ۔ کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
نہ چٹکی مگر چاندنی ایک مدت ۔ کہ تھا ابر میں ماہتاب رسالت
یہ چالیسویں سال لطف خدا سے ۔ کیا چاند نے کھیت غار حرا سے
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ۔ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا ۔ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ ۔ یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگذر کرنے والا ۔ بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا ۔ قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا ۔ اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا ۔ کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
جہاں جس پہ تھا جہل قرنوں سے چھایا ۔ پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا ۔ ادھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی ۔ اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے ۔ کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر ۔ وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک ۔ خم معرفت کا تھا منہ خام اب تک
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا ۔ یہ راعی نے للکار کر جب پکارا
کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق ۔ زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق ۔ اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ ۔ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اُسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم ۔ اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم ۔ اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی ۔ کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی
بتا اصل مقصود کا پا گیا جب ۔ سماں انپہ توحید کا [illegible] جب
محبت سے دل ان کا گرما گیا جب ۔ [illegible] دولت کا [illegible] جب
سکھائے معیشت کے آداب ان کو ۔ پڑھائے تمدن کے سب باب ان کو
جتائی انہیں وقت کی قدر و قیمت ۔ دلائی انہیں کام کی [illegible]
کہا چھوڑ دینگے سب آخر رفاقت ۔ ہر فرزند و زن [illegible]
نہ چھوڑیگا پر ساتھ ہرگز تمہارا ۔ بھلائی میں جو وقت تم نے گذارا
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے ۔ فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے ۔ اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت ۔ جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت

کیا ہم غیر احمدیوں میں ملسکتے ہیں؟

وَلَا تَرْکَنُوا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ

مندرجہ عنوان سوال مختلف رنگوں سے پھر ہماری جماعت کیلئے قابل غور سوال ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پچھلے دنوں ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے ایک سوال کیا تھا جسکے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ ہمارے اور مخالفین کے درمیان اصولی اختلاف ہے۔ اس پر المنیر جھنگ میں ایک مخالفانہ سلسلہ مضامین شایع کرنے کی دھمکی دی گئی ہے۔ ایسی دھمکیوں کی نہ ہمیں پرواہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ جب سے اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا۔ بہتوں نے اس کی مخالفت میں کمر باندھی بہت سے راہ میں ہلاک ہو گئے۔ کتنے ہی توبہ کر کے ساتھ آملے اور بعض تھک کر رہ گئے۔

اخبار وطن نے اس سے بھی بڑھکر جرأت کی۔ اور اسکا نام خطرناک اجتہاد رکھکر لکھتا ہے " یہ خبر بڑے افسوس سے سنی جائیگی کہ قبلہ حکیم نور الدین صاحب مقتدائے جماعت احمدیہ نے پچھلے دنوں پیہم دو دفعہ بصراحت تمام ظاہرا اور عام طور پر اعلان کیا کہ احمدی دوسرے مسلمانوں کو اصولاً کافر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اور نہ ان کو مسلمان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ نیاز مند ایڈیٹر وطن اس از حد مضر اجتہاد کی نہایت خوفناک مضرت کیطرف نہ صرف قبلہ حکیم صاحب بلکہ لاہور کے بزرگترین احمدی احباب خواجہ کمال الدین سید ڈاکٹر محمد حسین۔ اور مرزا یعقوب بیگ صاحبان کو بھی بادب خاص توجہ دلا کر التماس کرتا ہے کہ جسطرح یونیورسٹی تسلیم کے متعلق انکی جماعت نے خالص اسلامی وسیع النظری سے کام لیا ہے اسی طرح عبادات و معاملات اور باہمی میل جول کے معاملہ میں بھی صحیح اسلامی اخوت سے کام لیں۔ اس اجتہاد نے قبلہ حکیم صاحب کے کئی سچے مداحوں کو بھی متردد بنا دیا ہے "

وطن کی یہ رائے نہایت ناعاقبت اندیشی پر مبنی ہے اور ہمارے معزز دوستوں کیلئے اس ایمان اور اخلاص کے مقابلہ میں جو وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح سے رکھتے ہیں گونہ ہتک آمیز ہے۔ ان کی رائے ان کے ارادے حضرت امیر المومنین کے حضور مٹ چکے ہیں۔ اور وہ اپنے تئیں ایک پتلی تصور کرتے ہیں جس طرح پر چاہا ان سے کام لے لیا۔ مگر وطن انہیں گویا اس حیثیت میں سمجھتا ہے کہ وہ امیر المومنین کو اپنے کسی اجتہاد کو واپس لینے کے محرک ہو سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کسی احمدی کی کوئی توہین نہیں ہو سکتی۔ ہمارے محترم دوست ایک منٹ کیلئے بھی روا نہیں رکھ سکتے۔ کہ انکے متعلق وطن ایسی خطرناک رائے ظاہر کرے یا وہ اپنے امام کے اجتہاد کو مضر اجتہاد سمجھ سکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کو اسبات کی کیا پرواہ ہے کہ انکے مداح ایسے متردد ہوں اعدو وہ بھی امر حق کے اظہار پر۔ انکے لئے یہ پہلا تجربہ نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے ہزارہا مداحوں کو اسوقت دشمن بنا لیا جب وہ کمبل پوش ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آستانہ پر آبیٹھے تو اب اگر کوئی ان سے بگڑے تو

کیا وہ حق کو چھوڑ دیں گے؟

ایں خیالست و محالست و جنوں۔ وطن کو اپنا معاملہ یاد کرنا چاہیئے جب اس نے یونیورسٹی کے متعلق ایک معاہدہ کرنا چاہا تھا اور اسکی اشاعت کیلئے بھی تحریک کر دی تھی۔ اسوقت احمدی سلسلہ کے محترم بانی نے

کیا نمونہ دکھایا تھا؟

اس نے بتا دیا تھا کہ سلسلہ کو پیش کرنیکے بغیر وہ تبلیغ کے حق میں نہیں ہے اور اسکی ذات کو پیش کرنا اسلام کو پیش کرنا ہے۔ ہم منافقانہ زندگی بسر نہیں کر سکتے کہ محض نمایش کیلئے اپنے مخالفوں سے ملیں۔ اور اپنے امام کی ایسی بین نظیر کو سامنے رکھتے ہوئے احمدی قوم اس خطرناک غار میں نہیں گر سکتی

جہاں اس کی ہستی مٹ جاوے

مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ہے اور سب سے زیادہ اس اتحاد کیلئے تڑپ رکھنے والے ہم ہیں۔ لیکن اتفاق کیلئے جو صورت ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ کل مسلمان

ایک امام کے پیچھے ہوں!

جب تک وہ ایک امام کے ساتھ اپنا تعلق پیدا نہیں کرتے اور اسکے حکم و اجتہاد کو قطعی اور درست نہیں مانتے۔ اس وقت تک انکی اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یگفتن ہوگا بھی تو وہ نہایت مضر اور خطرناک ہوگا۔ جو انکی عصبیت اور حمیت دینی کے جذبات کو خاک میں ملا دیگا اور پھر اسکا اثر یہ ہوگا۔ کہ محض قومی تقویت کے خیال سے انہیں غیر مسلم لوگوں کے سامنے بھی اپنے مذہبی معتقدات کے اظہار کی جرأت نہ ہوگی وطن اگر یورپی طریق پر ایک نیشن بنانا چاہتا ہے تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوں گے کہ وہ گویا۔ (نعوذ باللہ) اسلام ہی کو مٹا دینا چاہتا ہے۔ احمدی سلسلہ مسلمانوں میں اس سپرٹ کے پیدا کرنے کے حق میں نہیں وہ انکی مذہبی حمیت کو موثر بنانا چاہتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتی۔ جب تک اسکے اور غیروں میں امتیاز نہ ہو۔ انکی مساعی جمیلہ اور اشاعت اسلام کا جوش اسی وقت تک رہ سکتا ہے جب [illegible] لیتا ہے۔ احمدی سلسلہ مسلمانوں کو اچھی [illegible] کرنا چاہتا ہے۔ وطن اور اس کے ہم خیال [illegible] حوصلہ ہیں۔ تو وہ کیوں ہم میں آکر جذب نہیں ہو جاتے۔ کیونکہ جب وہ ہمیں مسلمان سمجھ کر اپنے ساتھ ملاتے ہیں تو خود انہیں [illegible] ملنے میں کیا دقت ہے؟

احمدی قوم اصرار کا [illegible] اور امام خدا تعالےٰ کے فضل کر ایسی غلطی نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے امام اور مطاع مغفور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

پچیس برس کی کوششوں کو خاک میں ملا دیں

اللہ تعالےٰ وہ دن ہم پر نہ لاوے کہ ہم اس [illegible] اپنے ہاتھ سے اگائے ہوئے پودے کو اس پانی سے [illegible] پہلے ہی [illegible] لئے زہر ہلاہل ہے۔ مسلمانوں نے ہمیں آپ الگ کیا۔ ہم کب ان سے جدا ہوتے؟ انہوں نے آپ کفر کے فتوی دیئے۔ اور یہاں تک دشمنی کی کہ مردوں کو ہمیں گورستان میں دفن کرنے سے منع کیا۔ مسجد جو خدا کا گھر ہے اور ساری زمین مسجد کا حکم رکھتی ہے اس سے بھی نکال دیا۔ لاہور میں تو تازہ مثال موجود ہے۔ اور ہمیں کافر کہنے والوں کو کافر کہا۔ اور جو اذیتیں دی ہیں وہ گذشتہ چہارم تھائی صدی کی تاریخ ہیں

خون میں لکھی ہوئی ہیں؟

اب ہم ان تمام باتوں کو بھول کر پھر اسی گڑھے میں گریں جہاں سے ہمیں خدا کے فضل نے نکالا تھا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم محض ان تکلیفات کیوجہ سے مخالفین کے طالب نہیں ہوتے نہیں بلکہ یہ ہے کہ جنہوں نے ہمیں الگ کیا ہے اب انکا ہی فرض ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔ اور جس زور سے کفر کا فتوی دیا تھا اب اسی جوش کے ساتھ وہ اعلان کریں کہ **احمدی جماعت کو**

کافر کہنے والا خود کافر ہے اور احمدی جماعت مسلمان ہے، حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے یا مسیح کی وفات ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا

جب یہ اعلان وہ لوگ جنہوں نے کفر کا فتوی دیا تھا دیدیں گے تو پھر احمدی اور دوسرے مسلمان آپ ہی ملجائیں گے۔ اور جب تک ایسا اعلان نہ ہو نا ممکن ہے کہ احمدی ملسکیں۔ اغراض مشترکہ میں شریک ہونا کسی تحسین کے لئے نہیں اور نہ عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کیواسطے۔ بلکہ

محض خدا کی رضا کیلئے

پس وطن اور اسکے ہمصفیر یاد رکھیں کہ وہ حضرت امیر المومنین کے اجتہاد کو مضر یا خطرناک اجتہاد کہہ کر ہمارے دل نہ دکھائیں۔ وہ اپنا کام کرتے جائیں اور

ما اَرَاکُمْ مَا کُلَا

پر عمل کرتے رہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اس سوال کو بار بار چھیڑا کیوں جاتا ہے؟ اور جب چھیڑا جاتا ہے تو ایسے رنگ میں کہ اسکا الزام احمدیوں پر ہو۔ گویا احمدی ہی تفرقہ اور نفاق چاہتے ہیں۔ بحالیکہ احمدی قوم اپنا نمونہ پیش کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ اصل اتحاد کی وہ محرک ہے اور وہی ایک

قوت رکھتی ہے

جو ملا سکتی ہے۔ کیا احمدی قوم میں مقلد غیر مقلد شیعہ اور دوسرے مختلف فرقوں کے مسلمان نہیں آئے؟ اور پھر ان میں کوئی جنگ باقی رہا؟ وہ سب کے سب ایک ہی باپ کے روحانی فرزند کہلاتے ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ جو احمدیت سے پہلے خطرناک اختلاف تھا۔ اسی طرح جسقدر لوگ بھی احمدیت میں داخل ہوتے جائیں گے وہ اپنے سارے اختلافوں کو مٹا دیں گے۔

گویا احمدیت صلح کا دروازہ ہے

جو اگرچہ تنگ ہے لیکن جو اس دروازہ سے داخل ہوتا ہے وہ تمام اختلافات کے بوجھ سے ہلکا ہو کر گذر جاتا ہے۔ اسلئے وطن اگر صلح کی تحریک کرنا چاہتا ہے تو اسکے لئے بہترین راہ یہ ہے کہ وہ کافر قرار دینے والوں کی غلطی کا اعلان کرائے۔ اور ان سے رجوع کرانے کے بعد وہ احمدیوں سے کہے کہ اب کیا عذر ہے؟ ہم اپنے امام کے اسوہ حسنہ کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ضرورت ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ باطل مختلف رنگوں سے اپنا سر نکالنے لگا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس پر کوئی بحث کیجاوے۔ لیکن ۲۹ مارچ کے الحکم میں کل مضامین اس قسم کے ہوں گے۔ اور اس سوال کے

مختلف پہلوؤں پر بحث کرونگا انشاء اللہ دکھایا جاویگا کہ حضور کی

قوم غیر احمدیوں سے سوائے امور شرعیہ کے امور انتظامیہ میں نہیں مل سکتی

اور اس مضمون ... اپنی طرف سے بہت کم لکھنے کا موقعہ ہوگا۔ بلکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریروں اور بیانات سے اس کو ثابت کرونگا۔ چونکہ اسوقت ایک عام ہوا چل رہی ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اکٹھے ہو جائیں۔ اور جو طریق پیش کیا جاتا ہے

وہ مذہبی پہلو سے خطرناک مضر ہو

... احمدی قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرز عمل کی بھی مختصر الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ حضور نے اپنی جماعت کو ... کے سامنے بھی مسلمانوں سے بہت الگ ظاہر کیا ہے اور اپنی جماعت کو ... کے پیش کرتے ہیں کبھی کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ ہم اسوہ حسنہ ... بغیر

احمدی نہیں رہ سکتے

خواہ کوئی اس سے الگ ہو یا ... ہو یا خوش۔ اس کی ہمیں پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمارے مخالفین اگر اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ تو ہمارے لئے انکو ساتھ کم از کم صلح کا وہی طریق ہو سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیغام صلح میں لکھکر دکھایا ہے۔ اور اس سے استنباط کر کے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف اعلان کر دیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعوے میں راستباز یقین کرتے ہیں۔ اور ان کو مسیح موعود ماننے والے یا احمدی کہلانے والے کو کافر کہنے والا آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پس جبکہ ملامت جاتا ہے اور اگر یہ نہیں تو کیا ہمارا ایمان چھین لینا چاہتے ہو۔ اور خوشنما طریقوں سے ہمیں گمراہ کرتے ہو۔ احمدی ایسی باتوں سے بچیں۔ اور اپنے

امام کے اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھیں ان تمام امور میں انکا امام جو فیصلہ کر گیا وہ ان کیلئے طریق فیصلہ ہے نہ کہ جو ہم اپنا امام رکھتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ مطلق انسان ہیں ... رائے کو اپنا امام سمجھتے ہیں برخلاف اسکے ہم ... امام کی رائے کے ... ہے اور کسی شخص کو ہم میں کو یہ حق حاصل نہیں ہو کہ اس ... امر میں آپ فیصلہ کرنیکے لئے متوجہ ہو ... حال اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر آگے اشاعت میں انشاء اللہ پوری کوشش کیجاویگی وباللہ التوفیق۔

اس مضمون کو ختم کرتے ... میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان فقرات کو یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو آپ نے مرزا ... اکرم ... [illegible] ... یا در ہے کہ ... علمائے اسلام سے قطع تعلق کیا ... [illegible] ... اور ان کو ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کیساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈالدیں جو سڑ گیا ہے۔ اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح

ان سے تعلق نہیں رکھہ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے!!

(مکتوب بنام عبدالحکیم خان)

اشتہار نور الابصار

بسو گفتند کہ زر مغربی است
چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصراً عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ہیرا اور اسکا سرمہ موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو ایکدفعہ منگا کر آزما دیکھیں

ہیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ
ہیرا قسم دوم قیمت فی تولہ پانچ روپیہ
سرمہ ہیرا۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ چار آنہ
مقرر ہے غربا کیلئے خاص رعایت ہوگی

المشتہر حکیم محمد امین اندآبہ۔ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

گیا ہے کھینچ کے ماء اللحم میخوار چلو!

خزاں کا زمانہ پانی کا قحط۔ کھیتیاں خشک ہو گئیں۔ درختوں کی پتیاں زرد ہو کر گر گئیں۔ نشوونما کی قوت زائل ہوگئی۔ اتفاقاً ابر اٹھا۔ پانی برسا۔ جھڑی لگ گئی۔ زمین نے سال بھر کیلئے اپنا پورا ترکر لیا۔ اب وہی سوکھے ہوئے درخت ہرے بھرے ہوگئے۔ کونپلیں پھوٹیں۔ کھیاں نکل آئیں پھول کھلے۔ پھل لگے!!

ہے یہی موسم یہی موقعہ خریدارو چلو

یہی حالت ہمارے ماء اللحم عنبری کی ہے۔ اس کے استعمال سے سوکھے ہوئے ... اسی طرح تروتازہ ہو جاتے ہیں جسطرح آب باراں سے مرجھائے ہوئے درخت جس نے موسم سرما میں تین چار بوتلیں پی لیں۔ گویا اس نے سال بھر کیلئے تندرستی کا بیمہ کرا لیا۔ یہ وہ پاکیزہ شراب ہے جسکے پینے سے طبیعت مسرور ہو جاتی ہے سستی کاہلی کمزوری کافور ہو جاتی ہے۔

یہ ماء اللحم عنبری دو آتشہ

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں سینکڑوں بوتلیں ... مرسقی جڑی بوٹیوں اور گوشت طیور تازہ میوہ جات وغیرہ کے ساتھ تیار ہوتا ہے۔ اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ اب کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے تازہ بتازہ کشیدہ کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہو رہی ہے جلد منگا لیجئے کہ دیر نہ کیجئے۔

فوائد:۔ اعضائے رئیسہ میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے اور رنگ کو نکھارتا ہے نزلہ کو دور کرتا ہے۔ بلغم کو چھانٹتا ہے ناقص طرتوں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے!!

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر جوانوں کیلئے مایہ عیش بڈھوں کیلئے آبحیات عورتوں کیلئے دولت حسن!!

قیمت فی بوتل عہ۔ ایک درجن ۱۵ روپیہ ایک بوتل میں ۱۲ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کیجاتی۔ ریلوے پارسل میں منگوانے سے خریدار کو محصول میں کفایت ہوگی۔

نوٹ:۔ شفاخانہ ہذا کے تجربات فقرا۔ دیدک۔ حکما۔ تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ لوکل غربا کو دوا مفت دیجاتی ہے ہزارہا اسناد دیگر یہ ہدف دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کیجائیگی۔

المشتہر

ایس۔ اے حکیم پروپرائیٹر اودھ۔ لکھنؤ

پانچ پیسے والا لکھ روپے کس طرح ہو گیا؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ دس لاکھ روپیہ کی جائداد کا مالک عزت سے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ پیسے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت کر چکا۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم [illegible] بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین [illegible] اصلی ۱۹۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول [illegible] داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ اسلئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] بہادر لفٹنٹ سرجن الہی میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار دل وغیرہ اعضائے رئیسہ روح حیات کو طاقت کو منجملہ [illegible] روح حیات رگ و ریشہ میں [illegible] پٹھوں کے گودے یعنی فاسفورس کو جیکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے یا تو ہمیشہ کیلئے بند کرکے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی بچ کر آپ سے ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۱۸۹۳ء سے روح حیات کی یومیہ دن کی بکری۔ کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کا اثر رکھتی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو شروع کر دیتا ہے۔ چہرہ پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوۃ باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات [illegible] تریاق ہے جسمانی کمزوری بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائی تو بجا ہے۔ علی سے اترتی ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن میں قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو بہادر اور جاہل کو ممتاز اور پر زور ہے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ بیچ کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنے۔ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور [illegible] بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولی طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضاں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ شیشی خورد [illegible]

(یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں)

دن آگئے جلد منگائیے ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ

قوۃ باہ کی گولیاں

۱۸۹۳ء برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں۔ فاسفورس اسکینا۔ ڈامیانا۔ ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں۔ [illegible] اور خون کو طاقت دینے کا دعوے رکھتی ہیں۔ زیادہ محنت۔ جوانی کی خرابی و بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ [illegible] اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ہوتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ۔ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵/

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلاقیمت دی جاتی ہیں۔

استعمال کے اول ہی روز سے فائدہ دکھاتی ہیں۔ ضرور امتحان کیجئے۔ اگر آپ بلاقیمت ان کی آزمائش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک کے واسطے ۲ روپیہ کا ٹکٹ بیڈ لفافہ میں بھیج دیجئے۔ اور اسی خط میں دس خواندہ اور رئیسوں کے نام و پتہ علاوہ [illegible] طور پر لکھئے۔ پتہ لکھنے میں مقام وڈاکخانہ و ضلع لکھئے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی تباہی آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے [illegible] لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے وہ دوا [illegible] اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بدلا میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے اسلئے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور [illegible] کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس (عہ) ایک روپیہ

طلاء طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے۔ ہمارے طلاء [illegible] پیدا اٹھائیں اور سمجھیں کہ کھائیں انشاء اللہ اسکو پائیں۔ قیمت فی شیشی ۲ ماشہ (عہ)

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قوت [illegible] بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸/

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴/

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق ... موجب ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ ... ہو ... تنگ گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں ... ترقی پڑ جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور ... ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔
استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینو فیکچرنگ کمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بدن ... صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلیں) کھا لیجئے ... روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے انتوں میں فضلہ زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس ... سمجھا جائیگا کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان صفراء صفراوی بخار۔ یا تپ بدہضمی پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ درد سر سے چکر آنا دورہ سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مسلویرات کی بیماریاں۔ اگر لہو ... کی حالت یہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے ... کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں دو قسم ڈنر پلیں بنا ... بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد مادہ اور ... کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ... ۱۲ ... والی شیشی ... گولیاں جو ... والی سے بیچگی ہیں۔

کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں

بارہ آنہ والی شیشی ڈون پی اور باکس ۱۲/

بمبئی سے طلب کرو

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ :-

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی۔ اور اعتقادی۔ تو تو نکا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنیکیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی **حقانیت** اور **عظمت** اور **اعجاز قوت** کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹس آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

... نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت۔ اور شفا ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عہ)

... پارے تیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے مع محصولڈاک سات روپیہ

دفتر الحکم قادیان سے درخواست کرو

لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر ۱۲ جلد ۱۵

۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

ہفتہ وار

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

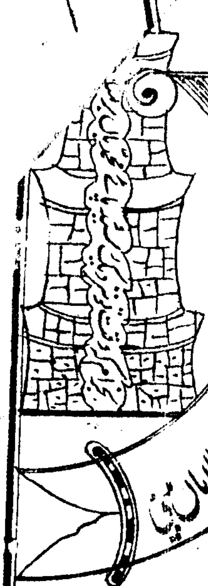

V. P. 4685

QADIAN

قادیان دارالامان سے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا دارومحض اخلاص و صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے تا آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو دوائیں بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پراثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھیئے۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی طبیعت خدا کے فضل و کرم سے اب اچھی ہے زخم کئی دنوں سے مندمل ہو چکا تھا [illegible] اور حضرت ناسور پیدا ہو چلی تھی ۲۷ مارچ ۱۹۱۱ء کو مرزا ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کے مشورہ سے اس زخم کے [illegible] حصہ کو چیر کر درست کیا گیا ہے اس پر حضرت کو اس عمل سے سخت تکلیف ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکو ایک قسم کی [illegible] دیا ہے آپ نے نہایت اطمینان سے اس عمل کو کرالیا +

تعلیم کا شوق

حضرت خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے ہیں کہ اہل کمال ہمیشہ ایسے قابل جوہروں کی تلاش میں رہتے ہیں جنہیں وہ امانت کمال سپرد کریں ہم نے اس سلسلہ مضامین ایوان خلافت میں بیان کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں جو عمل [illegible] قابل فخر ہے وہ قرآن مجید اور کلام نبوی کی اشاعت ہے۔ چنانچہ آپ نے درس قرآن اور درس حدیث کو جاری رکھا۔ اب طبیعت ذرا سنبھلی ہے کہ آپ نے شیخ تیمور کو بخاری کا درس دینا شروع کر دیا ہے اس سے اس تڑپ اور جوش کا علم آسکتا ہے جو آپ خدمت قرآن و کلام نبوی کیلئے آپکے اندر ہے۔

سنسکرت کی تعلیم کا انتظام

یہ تذکرہ تو ہمارے ناظرین نے بارہا سنا ہوگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک زمانہ سے چاہا ہے کہ [illegible] مختلف زبانوں کے ماہر تیار کرنے چاہئیں تاکہ اشاعت اسلام کا ذریعہ ہوں۔ اور اس پر بہت سا روپیہ صرف بھی کیا مگر اس وقت اسمیں کامیابی نہ ہوئی۔ آخر خدا تعالیٰ نے آپکو ایسی ایک جماعت دیدی جسمیں تیار لسان ملی جو مختلف زبانیں جانتے ہوں تاہم سنسکرت کی تعلیم کا آپکو خاص خیال ہے آپ نے ان ایام میں اپنے صرف سے ایک پنڈت کا انتظام کیا ہے۔ جو ایڈیٹر نور۔ اور ایڈیٹر الحکم کو سنسکرت کی تعلیم دیگا خدا کرے کہ ہم لوگ اس غرض کے پورا کرنیکی توفیق پاسکیں۔ جو ہمارا امام اس تعلیم سے زیر نظر رکھتا ہے۔

اطمینان قلب

میری عادت میں داخل ہے کہ مجھے جب آپکی صحبت میں کچھ منٹ بیٹھنے کا ایسا موقعہ ملتا ہے کہ گونہ تخلیہ ہو تو میں اپنے مذاق پر کچھ نہ کچھ پوچھتا رہتا ہوں۔ آج صبح کو میں نے پوچھا کہ آپکی زندگی میں کبھی کوئی ایسا موقعہ آیا ہے کہ کسی شخصیت نے آپکے قلب کو مرعوب کر دیا ہو۔ فرمایا بچپن سے لیکر اب تک مجھے کوئی ایسا موقعہ یاد نہیں کہ کسی شخص کی وجاہت علمیت یا کسی اور وجہ امتیاز نے میرے دل پر غلبہ کیا ہو اور میں اسکو ہمیشہ شرک سمجھتا رہا اور یہ فی الواقعہ ہے بھی شرک اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کون ہے جو کسی کو نفع پہنچا سکے یا کسی میں یہ طاقت ہو کہ نقصان دے سکے پس وہی باتیں غلبہ اور رعب کی ہو سکتی ہیں۔ غرض یا امید اور ان دونوں کی متعلق مجھے اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ ہی نہیں تو میرے دل پر رعب کیوں آتا؟ میں خدا تعالیٰ ہی کو اپنا حاجت روا یقین کرتا ہوں۔ ہاں ایک بات ہے اولو الامر کے حکم اطاعت کے نیچے ہیں ایک چپراسی جو سرکاری حکم لیکر آئے اسکی فرمانبرداری [illegible] کمزوری سمجھتا رہا ہوں اور وہ بھی اسلئے کہ خدا نے حکم دیا ہے میرے لئے ایسے موقعہ پیش آئے جہاں مجھ پر کسی کا رعب پڑتا۔ مگر خدا کے فضل سے نہیں ایکبار تب پیر کے علماء ہماری مسجد میں جمع ہوئے اور وہاں ایک بڑا مجمع تھا۔ میں اسطرف سے گذرا تو اس اجتماع کو دیکھکر اندر چلا گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب بھی بیٹھے ہیں اور وہ چشم پر آب ہیں۔ میں نے بڑی جرأت سے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے کفر پر فتویٰ لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر میرے عقاید آپکے خیال میں ایسے ہیں تو فتویٰ دیدو۔ انہوں نے برابر پاکر میری [illegible] کفر کی بات نہیں پاتا۔ پھر میں نے کہا کہ [illegible] دو۔ انہوں نے کہا یہ سب علماء اور اہل اثر لوگ ہیں میں نے کہا پھر میں آپکا شاگرد ہوں آپکی طرف سے میں لکھ دیتا ہوں اور جو ان کا جی چاہے کریں۔ میز کا غذ لیا اور لکھکر لکھ دیا کہ جس شخص کے ایسے عقاید ہوں وہ کافر ہے۔ [illegible] سب منہ دیکھتے رہ گئے۔ ان علماء کا مجھ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اور میں دیکھتا تھا کہ اس حالت میں مجھے ذرا بھی وہم نہ تھا کہ یہ مجھے کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پھر ایک مرتبہ ایک پنڈت کے سامنے میں کسی [illegible] مجھے تعلق طبابت بھی تھا۔ بت پرستی پر گفتگو ہوئی وہ بت پرستی کا گرویدہ تھا میں نے بڑے زور سے بت پرستی کی تردید کی اور اسے یہی کہا کہ تم بت پرستی کی غلامی سے ایک کلمہ کے کہنے سے آزاد ہو سکتے ہو اور ایک ہی منٹ کے اندر نکل سکتے ہو۔ مگر چونکہ بت پرست صحیح علوم سے ناواقف ہوتا ہے اسے توفیق نہ ملی مجھے کبھی [illegible] کبھی یاد نہیں کہ خدا نے مجھے شرمندہ کیا ہو۔

حق گوئی

[illegible] کا ذکر [illegible] سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیح کا انتخاب کیا تھا آپ نے انتخاب کا انتخاب ولایت کے مشہور رسالہ ریویو آف ریویوز میں چھپا تھا فرمایا ایک حصہ سنا کر مولوی شیر علی صاحب نے چند ایک کا ترجمہ سنایا۔ مثلاً (۱) میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے ارادہ کیا کہ شناخت کیا جاؤں تو میں نے آدم کو پیدا کیا (۲) مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ [illegible] سے پہلے دیدو۔ جب اس قسم کے چند فقرے سنائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت میں حق گوئی بھی ہے اور اس کے بھی کچھ حصے لکھنے بیٹھے ہیں اور حضرت صاحب کی تحریروں کو پسند کیا تھا اس پر کسی نے عرض کیا۔ کہ اس نے پنڈت دیانند صاحب کی بھی تعریف کی ہے فرمایا پنڈت دیانند صاحب نے اسلام کیلئے راستہ صاف کیا ہے [illegible] مسلمانوں کے کام کو ہلکا کر دیا ہے۔ [illegible] عرض کیا کہ پھر تو ان تمام ریفارمرز کو جو چودھویں صدی میں ہوئے حضرت مسیح موعود کیلئے بطور ارہاص سمجھنا ہوگا فرمایا درست ہے۔ غرض میں افسوس سے یہ بیان کرتا ہوں کہ آپ حق گوئی کے لئے کیا جوش رکھتے ہیں۔ پنڈت دیانند صاحب جو کہ اسلام کے خلاف انہوں نے خطرناک بیج بویا مگر پھر بھی اس کی زندگی میں اگر واقعہ قابل قدر ہے تو حضرت اس کے ذکر سے نہیں رکتے۔

اسی ضمن میں بعض مشنریوں کا ذکر کیا کہ وہ جوش تبلیغ عیسویت کے لئے گئے ہیں [illegible] اخلاص [illegible] ریاکاری انہیں [illegible] مجھے گفتگو کرنے کا موقعہ کثرت سے ملتا رہا۔ پادری گالڈن صاحب [illegible] جب پشاور میں آتا تھا مجھے خیال ہوتا تھا کہ اس [illegible] دونگا حالانکہ میں اپنے رستے بڑے مباحثے کرتا تھا۔ مگر [illegible] بائیبل [illegible] بڑے حوالے دیتا وہ سمجھتا [illegible] مجھے تو اس باطل سے ایسا بچایا کہ اسکے کھلنے کی توفیق دی یہ فضل کی بات میرے لئے تو حضرت صاحب نے بھی یہی تجویز کیا تھا کہ عیسائیوں کے خلاف ایک کتاب لکھوں جس پر فصل الخطاب لکھی گئی۔

صدقہ جاریہ

۲۲ مارچ کا واقعہ ہے کہ مجھے آپکی خدمت میں [illegible] کا موقعہ ملا۔ آپ نے ایک سلسلہ کلام میں فرمایا کہ صدقے چار ہیں اول اولاد صالح جو دعا کرے۔ دوم علم جو نفع رساں ہو سوم پانی کا اجرا جیسے کنوئیں وغیرہ کی تعمیر یہ بھی ایک صدقہ جاریہ ہے چہارم [illegible] پل یا سڑک جب لوگ گذرتے ہیں تو آرام پاکر جوش سے بنا بنوانے والے کیلئے دعا کرتے ہیں۔

امتحان کیلئے دعا کرنیوالے غور کریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور علی العموم ہمارے وہ نوجوان جو عنقریب امتحانوں میں شامل ہونیوالے ہیں دعاؤں کیلئے خط لکھتے ہیں اور بڑے بڑے الحاح سے لکھتے ہیں۔ ایک نوجوان نے خط لکھا جو سال گذشتہ ایک امتحان میں فیل ہو گیا تھا اسکا باپ اتفاق سے موجود تھا فرمایا۔ تمہارے لڑکے نے بڑے درد سے خط لکھا ہے اور بڑا اضطراب ظاہر کیا ہے تم اسکو ہماری طرف سے نصیحت کرو۔ کہ اسقدر گھبراہٹ کیوں ہے؟ امتحان کو کیا سمجھ رکھا ہے اسکے پاس ہونے پر ہی امیدوں کا انحصار کرنا شرک ہے۔ کوشش ضروری امر ہے مگر اس قدر اسباب پرستی جائز نہیں اگر پاس ہی ہو جاؤ پھر اسکے فوائد سے متمتع کرنا اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر منحصر ہے اسلئے ایسی باتیں جو شرک کے درجہ تک پہنچا دیں چھوڑ دینی چاہئیں۔ خدا پر بھروسہ کرو وہی فضل کرے تو کچھ بنتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا مگر وہ بڑے آسودہ ہیں۔ اور بعض ہیں جو امتحان پاس کرکے بھی مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہاں نثار احمد ایک لڑکا تھا اس کے پاس کی خبر اور موت کا پیغام ایک ہی وقت میں آیا۔ تو کیا فائدہ اسکے پاس ہونے نے دیا پس ابھی بالکل اس سے توبہ کرو۔ اور استغفار کرو میں سمجھتا ہوں یہ نصیحت تمام نوجوانوں کیلئے مفید ہوگی۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے اچھی طرح ہیں۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا۔ ضعفاء دار الضعفاء اور ہسپتال کے چندہ کیلئے دورہ پر تشریف لیگئے ہیں۔ امید کرنی چاہئے کہ ہر جگہ کی جماعتیں اپنے مکرم مخدوم کے خیر مقدم کیلئے اپنے دل میں جوش رکھیں گی اور میر صاحب کو ان کے پاک اغراض کی تکمیل میں مدد دیں گے۔

(۲) اس ہفتہ بھی موسم ابر آلود رہا۔ اور کم و بیش بارش ہوئی۔ [illegible] خدا کا شکر ہے۔ کہ سڑک بٹالہ سے جو کہ ملا قادیان کو آتا ہے اس کی اصلاح اور درستی کیطرف توجہ کیگئی ہے اور کام شروع کر دیا گیا ہے۔

(۳) قادیان کی نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کے متعلق پہلے دنوں جو نوٹ دیا گیا تھا وہ خالی از اثر نہیں رہا۔ سید محمد علی شاہ صاحب [illegible] ممبر کی توجہ سے نالیوں کا کام قریب الختم ہے۔ اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ شاہ صاحب نے نہایت محنت اور جفاکشی سے اس کام کو باوجودیکہ وہ دوسرے ممبر کے سپرد تھا اپنی نگرانی میں کرایا اور [illegible] زیادہ حیرت امر پر اظہار مسرت اور شاہ صاحب کو مبارکباد دی جا سکتی ہے [illegible] اگر [illegible] یہ کام دیا جاتا تو کمیٹی کو سخت نقصان ہوتا۔

سیوریج کے متعلق عام لوگوں میں ناواقفیت پائی جاتی ہے کمیٹی [illegible] بعض ایسی تجاویز کی فکر میں ہے کہ پبلک کی شکایات کا خود سدباب کر دے۔

(۴) جناب سردار لبھا سنگھ صاحب دیوان ریاست [illegible] قادیان اپنے وطن مالوف میں تشریف لانے والے ہیں۔ جہاں وہ اپنے صاحبزادہ اور برادرزادہ کی شادی کی مبارک تقریبوں کی وجہ سے دو ایک ہفتے قیام رکھیں گے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس موقعہ پر دیوان صاحب قادیان رفاہ عام کاموں میں خصوصاً حصہ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ تقریب ان کے خاندان کے لئے مبارک کرے۔

(آمین)

(ایڈیٹر)

کیا ہم ابھی سے اسقدر گر سکتے ہیں؟

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو مضمون غیر احمدیوں کے متعلق ہماری پوزیشن کے اظہار میں شایع ہوا ہے اسکی مزید توضیح کیلئے میں آپکے اخبار میں سیر کن بحث کرنیکا ارادہ رکھتا تھا۔ جو مجھے معلوم ہوا کہ عالیجناب فخر قوم حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد اسپر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فی الواقع حق رکھتے ہیں کہ وہ ایسے اہم معاملہ پر بحث کریں چنانچہ جن لوگوں نے سالانہ جلسہ کی تقریب پر صاحبزادہ صاحب کے خطبہ کو سنا ہے جو انہوں نے

تبلیغ سلسلہ کی نوعیت

پر دیا تھا۔ انکیں معلوم ہو چکا ہے کہ احمدیت کی ترقی میں یہ ایک روک پیدا ہو گئی تھی کہ ہمنے اپنی تبلیغ و اشاعت کے کام کو باوجود مایہ اشاعت کے وسیع کرنے کے ایک خاص امر تک محدود کر دیا اور سلسلہ کی کھلی اشاعت کو خلاف موقعہ و خلاف مصلحت سمجھا۔ اور جب تک اس روک کو اٹھایا نہ جائیگا۔ ترقی کی راہ میں ایسی چٹانیں پیدا ہو جائینگی جو پھر عبور کرنی مشکل ہونگی۔ اسلئے ہمارا فرض ہونا چاہئیے کہ ہم کھلے طور پر اس سلسلہ کی اشاعت کریں۔

خود میری ایک وقت تک یہ رائے تھی کہ سلسلہ کی اشاعت ایسے طریق پر ہو کہ ہم صرف حقایق قرآن کریم اور فضیلت نبوی پر تقریریں کریں۔ اور مخالفین اسلام کا جواب دیں عامۃ المسلمین کے اندر ہمارے لئے ہمدردی پیدا ہو جائیگی۔ مجھے یہ خیال دہلی کے سفر میں ان لیکچروں اور تقریروں کو دیکھ … پیدا ہوا۔ جو مجھے اور میرے دہلوی مکرم بھائی میر قاسم علی صاحب کو دہلی میں کرنیکا اتفاق ہوا۔ اور جنہوں نے دہلی کی اسلامی پبلک کو ہمارے ساتھ کر دیا … دہلی کے بعض اکابران قوم اس وقت اس فکر میں تھے کہ تبلیغ اسلام علیگڈہ کا مرکز تبدیل کر کے دہلی کر دیا جاوے اور ہم لوگ اسمیں لیڈنگ پارٹ لیں۔ یہ رنگ تبلیغ میں انکی تعریف اور رجوع نے پیدا کر دیا جو ہمیں وہاں حاصل ہوئی۔ اس وقت مجھے الحکم کے ذریعہ اس طریق تبلیغ پر بہت کچھ کہنے کی ضرورت پیش آئی مگر میں آج

شرح صدر سے اس غلطی کا اعتراف کرتا ہوں

اور پھر ایسی تقریر اور تحریر کو جو حضرت مسیح موعود کی تعلیم و تبلیغ کے بدوں ہو

فاش غلطی قرار دیتا ہوں!

اس کا نام خواہ کوئی ڈاننگ مارنا رکھ لے اور خواہ موعظہ حسنہ کے خلاف قرار دے۔ ہم عام مسلمانوں کیساتھ مشترکہ سچائیوں کے پیمانہ پر جب صلح کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ پھر دوسرے مذاہب کے ساتھ مشترکہ سچائیوں پر ہماری صلح نہ ہو جاوے۔ اور محض اس خیال سے کہ دل آزاری ہوگی

انکی غلطیوں کا ذکر ترک کر دیں!

لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے خود یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ ایک طرف تو اس نے فیہا کتب قیمۃ فرمایا اور دوسری طرف اس میں باطل کا پورا زور نزدیک … اور کہیں بھی باطل کی طرفداری نہیں کی۔ جس امر کو حق سمجھا گیا ہے اس کے پہنچانے میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تکالیف اٹھائیں اور جسقدر قربانیاں اپنے خدام کی آپ کے لئے پیش کی ہیں ان کے بیان کی ہمیں طاقت نہیں پھر اگر خود لفظی صلح کوئی چیز ہو سکتی ہے تو اسقدر تکالیف کے برداشت کرنیکی کیا حاجت تھی میں نفس مضمون سے دور چلا جاؤنگا۔ اگر اسلامی تبلیغ کی تاریخ پر بحث کروں + غرض تبلیغ کے طریق کے سلسلہ میں اب یہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کیا درجہ دیں؟ فیروزپور سے ایک مکرم بھائی کا خط آیا اور وہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور پیش ہوا کہ ایک بزرگ نے غیر احمدیوں کی پوزیشن کے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ مسلمان ہیں۔ یہ مفہوم اور خلاصہ تھا اس خط کا۔

سب سے اول جس امر پر ہمیں غور کرنا چاہئیے وہ یہ ہے کہ کیا ہم میں سے کسی کو حق حاصل ہے کہ وہ مجتہدانہ رائے پیش کرے جو حضرت مسیح موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور اجتہاد کے خلاف ہو ہر گز نہیں۔ اجتہاد کرنا برا نہیں مگر اجتہاد ایسے امور میں ہو سکتا ہے جہاں امام کا صریح اور ناطق فیصلہ موجود نہ ہو۔ اجتہاد ایسے امور میں ہو سکتا ہے جہاں انسان کو موقع حاصل نہ ہو کہ وہ امام سے دریافت کر سکے۔ ہمارے لئے یہ دونوں مشکلات نہیں ہیں۔ خدا کے فضل سے ہمارا امام زندہ امام ہے۔ اور وہ بوجہ راستوں کی سہولت بوجہ ذرائع خط و کتابت کی آسانی کے ہر شخص … کا حکم رکھتا ہے۔ اور ہر امر ہم اس سے دریافت کر سکتے ہیں۔ پھر ہمکو اپنے اجتہاد کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور اگر ایسی حالت میں بھی ہم یہ کوششیں کریں تو یہ مستحسن امر نہیں ہو سکتا۔ میں اسکو بھی پسند نہیں کرتا کہ وہ باز ار فتاوی تکفیر دوسرے رنگ میں گرم کیا جائے۔ جبکہ پہلے ہی مسلمانوں نے عام … لحاظ سے قابل الزام قرار دیا گیا ہے۔ اور ہماری بحثوں کیلئے اسی قسم کے مسایل باقی رہ گئے ہیں بلکہ سب سے زیادہ ضرورت

اصلاح نفس

کی ہے۔ لیکن جو امر قوم کی اس حالت پر اثر انداز ہو۔ جو اس کی ترقی کی راہ میں ایک روک … ہو۔ اور اس سے عام غلط فہمی پیدا ہونیکا احتمال ہو اس سے … رہنا

اخبار نویس کا کام ہے

اور مشکل یہ ہے کہ یہ رائے جو غیر احمدیوں کے متعلق پیش کی گئی ہے کہ وہ **مسلمان ہیں البتہ گنہگار ہیں**۔ اس کو حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی منسوب کر دیا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اس کے متعلق ایک مضمون کی پسندیدگی کا اظہار فرما دیا ہے جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور یہ سوال بھی پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ہم تو اس مضمون کے عنوان کے لحاظ سے ان مخالفوں کو اہل کتاب کہہ سکتے ہیں کیونکہ جو آیت اوپر لکھی گئی تھی وہ یہی تھی تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم اب اگر اہل کتاب باوجودیکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر اور مکذب ہیں اور اب تک چلے آتے ہیں۔ محض اس وجہ سے مسلمان کہلانیکا حق دکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب اور رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ جس کو ہم بھی خدا کا نبی

یعنے حضرت مسیح و موسیٰ علیہما السلام

اور خدا کی کتاب کہتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر اور مکذب ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونیکا اقرار کرتے ہیں مسلمان کہنے میں کیا شبہ ہے۔ لیکن اگر یہ بات نہیں تو ہمارے ان دوستوں کو جو دوسروں کی دلجوئی کے پہلو سے اس امر کو تو حضرت خلیفۃ المسیح کے نام سے پیش کرتے ہیں۔ خدا سے ڈرنا چاہیئے

تعجب کی بات ہے کہ ہمارے خطرناک مخالف تو حضرت خلیفۃ المسیح کے ان تازہ ارشادات کی بنا پر اس سوال کو حل کرتے … ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے استفسار پر فرمائے اور ابھی … ارشادات جو آپ نے اس سوال کے جواب میں کہ غیر احمدیوں کے متعلق ہمارا کیا خیال ہے فرمایا) چنانچہ **اہلحدیث** ابھی تازہ اشاعت میں **حکیم الامت کا فیصلہ** کے عنوان سے ایک دو معقول لیڈنگ آرٹیکل لکھا اور صاف طور پر یہ ثابت … کہ ہم اسکو زرعی اختلاف نہیں کہہ سکتے اور نہ انہیں مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ مگر ہم خواہ نخواہ اس بحث کے کیوں ایسے پہلو نکالکر لوگوں کو شبہ میں ڈالیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد پر تقدم اور تقول کا رنگ رکھتے ہیں۔

خدا نہ کرے کہ ہم ابھی ایسے گر جائیں کہ دو سال کے اندر ہی اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تمام تحریروں پر پانی پھیر دیں جو آپنے خون جگر کہا کر لکھی ہیں۔ کیا ہم اتنے زیادہ دجال۔ ایسے زیادہ تفرقہ کے دشمن اتنے زیادہ شماتت اعدا سے خائف ہیں؟ ہرگز نہیں۔ … کے اندر روح حق اور روح صدق بولتی تھی۔ وہ دنیا کے لئے وہ درد اور تڑپ رکھتا تھا۔ کہ ہم اسے سمجھ بھی نہیں سکتے۔ وہ اسی لئے آیا تھا کہ سب کو دین

واحد پر جمع کرے۔ مگر خدا کیلئے بتاؤ کہ پھر وہ کیا بات تھی کہ اس نے باوجودیکہ

وہ شہزادہ امن تھا!

باوجودیکہ وہ رؤف الرحیم تھا۔ باوجودیکہ وہ غلیظ القلب نہیں بنایا گیا تھا۔ آتے ہی باپ کو بیٹے سے اور بیٹے کو باپ اور بھائی کو بھائی سے جدا کردیا۔ اور دوسرے الفاظ میں سمجھنا چاہیئے کہ ان الفاظ کو عملی رنگ میں دوہرایا۔ کہ میں صلح کرانے نہیں بلکہ آگ لگانے آیا ہوں۔ اس کی جنگ روحانی جنگ تھی وہ تفرقہ کو دور کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس اتحاد کیلئے پہلے ایک تفرقہ کی ضرورت تھی وہ امن قائم کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس کا امن اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھا۔

کہ امن کیلئے جنگ لازمی ہے۔

اس نے کیا کیا؟ اس کا طرز عمل ہمارے سامنے ہے۔ اگر ہمارے اور ہمارے مخالفوں کا اختلاف معمولی اختلاف تھا۔ اور اگر انکا نہ ماننا محض ایک خفیف سا گناہ تھا۔ تو اسلئے اسقدر شور و شر کیوں کیا گیا؟ قوم کے کتنے افراد کو ایسی تکالیف برداشت کرنی پڑیں کہ آج امن کے زمانہ میں بھی وہ دل کو ہلا دیتی ہیں؟ کیا ایسے لوگ ہمارے سامنے نہیں آئے۔ جن کی بیویاں چھین لی گئیں؟ اور کیا کتنے ہی بیدرد باپوں نے احمدیت اور غیر احمدیت کے سوال پر اپنے بچوں کو الگ نہیں کردیا۔ کتنے ہی مقدمات کے شکنجہ میں کھینچے گئے۔ اور بعض کو اپنی شہادت سے سلسلہ کی حقانیت پر مہر کرنی پڑی۔ اور خود اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن بلاؤں کیلئے سینہ سپر کردیا۔ آئندہ نسلیں ان دکھوں کی واقعات کو یاد کرکے

کربلا کے واقعہ کو بھول جائینگے!

ان تمام دکھوں اور تکلیفوں کا انجام اگر اس قدر تھا کہ ہم اپنے مخالفوں سے صلح کرنیکے لئے اسقدر گر جائیں گے تو پھر نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود نے ان تمام تکالیف کے خود برداشت کرنے اور قوم کو ان میں ڈالنے میں غلطی کھائی۔ کسقدر ظاہر بات تھی کہ آپ پر تفرقہ پردازی کا الزام لگایا گیا۔ مگر آپنے اپنی جماعت کو احمدی نام سے موسوم کرنیمیں ذرا تامل نہ کیا۔ سوشل پہلو سے صاف اور کھلے الفاظ میں حکم دیا کہ اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو نہ دو۔ اس پر عملدرآمد بھی ہوگیا۔ احمدیوں کو اپنے غیر احمدی اور مکذب رشتہ داروں کے جنازوں تک کے پڑھنے سے روکا گیا۔ لیکن آج ہم اگر ان تمام باتوں کو بھول جائیں تو ہم پر افسوس ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تبلیغ کے معاملہ میں وطن کے طریق اشاعت اسلام کو بند کردیا اور بتا دیا کہ وہ طریق جسمیں آپ کا ذکر نہ ہو۔ اور اس علم و کلام سے بحث نہ ہو جو آپ لیکر آئے ہیں وہ لغو ہے اور ہمارے لئے وہ رہنما نہیں ہوسکتا۔ اور عام مخالفین اور منکرین کیلئے کھلے الفاظ میں کہدیا کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہونچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ "جو شخص تیری پیروی نہ کریگا۔ تیری بیعت میں داخل نہیں اور تیرا مخالف رہیگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا اور جہنمی ہے۔"

ایسے صاف اور صریح فیصلہ کے بعد میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ہم انکے خلاف کرنیکے لئے کیوں جرأت پیدا کریں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فعل سے دکھا دیا ہے کہ اس نے اپنے برگزیدہ بندے کیخاطر لاکھوں انسانوں کو محض اس وجہ سے ہلاک کردیا تا اس کی سچائی زور آور حملوں سے ظاہر ہو۔ پھر اگر یہ معمولی امر تھا تو اس تباہی اور ہلاکت اور ایسے نشانات کی اشاعت کی کیا ضرورت تھی؟ خدا کیلئے غور کرو۔ اور ٹھوکر نہ کھاؤ۔ مرتد ڈاکٹر اسی تجویز کو پیش کرکے ٹھوکر کھا چکا ہے اس کی ٹھوکر سے عبرت پکڑو۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں میں اتفاق کی ضرورت ہے لیکن وہ اتفاق کسی کام کا نہیں جو دین کے پہلو سے گرا ہوا ہو۔ اور جس میں خدا کی رضا نہ ہو۔ خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کریگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کہ "مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کر" اس خوشگوار نسیم کی خبر دیتا ہے۔ مگر یہ اتحاد اس وقت ہوگا جبکہ پہلے ایک تفرقہ عظیم ہوگا۔ جب تک وہ تفرقہ نہیں ہوتا۔ اتحاد کیا وقعت رکھیگا۔ اور اسی رنگ میں ہوگا جو ہمیشہ سے سنت اللہ ہے یعنی ایک امام کی ماتحتی میں ہوگا۔ وہ امام اسوقت موجود ہے۔ ہمارے مخالف اگر اپنے لئے ہم سے غیر مسلم کا لفظ سننا پسند نہیں کرتے تو اپنی زبان سے ہمارے امام کو اپنے دعاوی میں کاذب (نعوذ باللہ) کہنے کی کیوں جرأت کرتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ ہمیں تو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے سے بھی روکدیں جب کہ ابھی لاہور کی مسجد گنبج کے متعلق سلوک کیا گیا کہ ہم سے مسجد لی گئی۔ اور کہا کہ ہم چندہ کردیتے ہیں۔ تم دوسری مسجد بنالو۔ مگر اس قسم کے سلوک کرتے ہوئے بھی اگر ہم محض اس بنا پر کہ خدا کے برگزیدہ موعود کے اپنے منکروں کے متعلق فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ مسلمان نہیں۔ ہم سے ناراض ہوں تو یہ انکی غلطی ہے قطع نظر ان تمام صراحتوں اور تفصیلوں کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منکروں کے متعلق کی ہیں۔ ایک اور امر قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے مخالف ہی بتائیں کہ وہ مہدی اور مسیح موعود جو ان کے خیال میں آنے والا ہے۔ جب آئیگا۔ تو جو لوگ مسلمانوں میں سے ہی اس کی مخالفت کریں گے اور یہ کہیں گے کہ

کہ اس شخص نے ہمارا مذہب بدل دیا!

اور اس پر کفر کا فتوےٰ دیں گے۔ کیا وہ اس انکار کی وجہ سے کافر کہلائیں گے یا نہیں؟ جب کہ وہ کسی صورت میں مسیح موعود کا انکار کرکے مومن اور مسلمان نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح احادیث اور آیات قرآنیہ کے مکذب ہوں گے تو پھر ہم اپنے مخالفین کو مسلمان کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے خود ہی اسکا فیصلہ کردیا ہے حضرت مسیح موعود کو یہ وحی ہو چکی ہے

یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک

من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

اسی وحی میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو جماعتوں کا پتہ دیا ہے۔ ایک وہ جو حضرت مسیح موعود کے متبع ہیں۔ اور دوسری کافر۔ اب ناظرین خود فیصلہ کرلیں ہم تو اس وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے متبعین میں داخل ہوتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ وہی ہیں جو کفروا کے نیچے ہیں۔

پھر ایک اور بات قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ جبکہ مسیح موعود کی بعثت اور آمد اس وقت کے لئے مخصوص ہے جبکہ امت محمدیہ کی حالت یہود سے مشابہ ہو جائیگی۔ اور اسلام صرف رسم اور اسم کے طور پر رہ جائیگا۔ پھر یہ جھگڑا الٰہی کیوں ہے۔ مسیح موعود کی آمد ہی بتاتی ہے کہ حالت بگڑ چکی ہے۔

ان تمام شواہد کے ہوتے ہوئے ہمیں اس قسم کی بحثوں میں پڑنے کی کیا حاجت ہے؟ اور ان لوگوں میں جا کر ملنے کی کیا ضرورت جو ہم سے قطع تعلق کرچکے ہیں۔ وہ اگر ہم سے ملنا چاہیں تو ہمارے امام میں ہو کر ملیں۔ نہ یہ کہ ان کی شوکت اور مادی ترقی ہمارے لئے اس امر کا محرک ہو جائے کہ خواہ نہ خواہ ہم ان کی تعریفیں کرنے بیٹھ رہیں۔

بہرحال ہماری جماعت کو اپنے مسلک کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اور اپنے مرکز سے ہٹنے کی کوشش سے ڈرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہو۔ اور ہم کو اس گراوٹ سے بچا دے۔ (آمین)

یادِ حبیب

اے شوخ زمانتواں چہ جوئی — از خستہ و نیم جاں چہ جوئی
رفتیم و فنا شدیم و مردیم — از گم شدگاں نشاں چہ جوئی
یار است قریب تر ز جانم — اے ابلہ تو از بتاں چہ جوئی
پیراں نکنند توبہ از عشق — اے محتسب از جواں چہ جوئی
دنیائے دنی است چند روزہ — زور است جاوداں چہ جوئی
زیں جا بشتاب آں جہ پیوست — از مزبلہ ارمغاں چہ جوئی
تیرش ز کسی خطا نکردست — از ناوک او اماں چہ جوئی
ہر کاخ ملک ترا بخوانند — از خار و خس آشیاں چہ جوئی
فرخ در یار را فرا گیر — پیرامن ایں و آں چہ جوئی

اسلام اور دیگر مذاہب

مرقومہ حضرت ناصر نواب صاحب

[illegible] یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ قرآن شریف پچھلی [illegible] بطور سرقہ لیا گیا ہے۔ تعلیمیں ملتی جلتی ہیں۔ لہٰذا وہ انسانی [illegible] ہے [illegible] عیسائیوں کے خوشہ چین آریہ صاحبان نے [illegible] یہی الزام قرآن کریم پر لگایا ہے۔ اس [illegible] خیال آیا۔ کہ اپنی مبارک و حقانی کتاب اور نبی کریم صلے [اللہ] علیہ وسلم پرستے میں بقدر اپنی طاقت کے اس الزام کو دور [illegible]

[illegible] ہے کہ ملتی جلتی تعلیم سے ان لوگوں نے دھوکہ کھایا [illegible] خلق خدا کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ سو سب سے پہلے خیال کرو۔ کہ پچھلے زمانے کے دولتمندوں کے پاس روپیہ اشرفیاں لعل موتی ہیرے۔ گھوڑے ہاتھی وغیرہ ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے امرا بھی یہی چیزیں رکھتے ہیں۔ تو کیا اگر پچھلے لکھہ پتیوں سے زیادہ اس زمانہ میں کوئی کروڑ پتی ہو تو وہ اس سبب سے دولتمند نہ گنا جائے کہ یہ دولت تو پہلے بھی ہوتی تھی۔ اور ایسے امیر تو پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ یہ دولت انکی چرائی ہوئی ہے۔ تب دولتمند کے [illegible] مسلم [illegible] ہیں [illegible] مخالفان اسلام چاہتے ہیں۔ کہ [illegible] جو دولتمند ہو اس کے خزانہ میں بجائے روپیہ کے نجاست کے ڈھیر ہوں۔ تب معلوم ہو کہ وہ دولتمند ہے۔ یا پہلے امرا کے باغوں میں امرود انار انگور کھجوریں ناشپاتیاں کیلے وغیرہ کے درخت ہوتے تھے۔ اور اب جو نہایت عمدہ باغ کوئی لگاوے تو اس میں ان درختوں میں سے کسی کا نام نہ ہو۔ بلکہ نیم ببول اندرائن دھتورہ وغیرہ لگائے جاویں۔ تب ثابت ہو کہ یہ باغ الگ کہا ہے۔ ورنہ ثابت ہوگا کہ پھلوں کا سرقہ ہے۔

اس پر بھی غور کرو۔ پہلے بادشاہ اپنے اعلےٰ درجہ کے امیروں کو خطابات دیا کرتے تھے۔ فرمان کا مضمون اس قسم کا ہوتا تھا۔ ہمارے قوت بازو۔ یا ہمارے خیر خواہ سلطنت کی پشت و پناہ وغیرہ اب اس کے برخلاف باغی سرکش۔ دشمن سلطنت حرام خور وغیرہ خطابات عطا ہوں تب معلوم ہو کہ پہلوں کا سرقہ نہیں ہے۔

پچھلے خوبصورتوں کی تعریف ہوتی تھی۔ عمدہ بوٹا سا قد۔ چاند کی طرح چہرہ گورا رنگ۔ دانت موتی کی لڑیاں آنکھیں خور جیسی ناک ستواں۔ ٹھوڑی تارا ماتھا چاند۔ کان جیسے پھول وغیرہ اب ہمارے مدعی چاہتے ہیں۔ کہ یہ تعریف تو باسی ہو چکی ہیں۔ اب اس کے برخلاف یہ تعریف معشوقوں کی ہونی چاہئے۔ تاڑ کے برابر قد سور کا چہرہ شب دیجور کیطرح رنگ [illegible] دانت ہاتھی کیطرح آنکھیں پکوڑے جیسی ناک [illegible] ملی ہوئی رسولی والا ماتھا۔ خرگوش کیطرح کان۔ پچھلے انبیاء و صدایت کی تعلیم دیتے تھے۔ راست گفتاری۔ اور نیک کرداری کا حکم فرماتے تھے۔ عبادت الٰہی کا حکم دیتے تھے۔ زنا سے روکتے تھے [illegible] اور لوٹ مار سے ہٹاتے تھے حرص و لالچ سے منع فرماتے تھے وغیرہ۔ اب جو نبی تشریف لاویں۔ تو انکی صداقت کا معیار یہ ہو کہ شرک کا حکم کریں۔ عبادت سے روکیں راست گفتاری و نیک کرداری کے پاس فقط نہ جانے دیں زنا کو جائز فرما دیں۔ فساد اور لوٹ مار کو فرض و واجب ٹھہرا دیں۔ حرص و لالچ کو باعث ثواب کہیں وغیرہ۔

پہلے نبیوں نے حکم دیا ہے کہ خون نہ کرو ماں باپ کا ادب کرو۔ اب جو نبی ہو وہ اس کے خلاف حکم دے۔ کہ خونریزی ثواب ہے اور ماں باپ کا ادب باعث عذاب۔ ماں باپ کو خوب جوتے لگانے چاہئیں۔ اور ہرگز انکی اطاعت نہ کرنی چاہیئے۔ اور ہر ایک گھر میں ایک مقبرہ عبادت کیلئے ضرور رکھا جاوے۔ تب ثابت ہو کہ اس نبی نے توراۃ سے اپنی تعلیم نہیں چرائی۔ اور نیز یہ حکم کرے کہ خدا سے پیار نہ کرو۔ بلکہ دنیا سے دل لگاؤ۔ اور مخلوق خدا کو پیار نہ کرو۔ بلکہ جسقدر ممکن ہو ان کو ستاؤ تو معلوم ہو کہ انجیل سے اس بزرگ نے کچھ نہیں حاصل کیا۔ بلکہ اس شخص کیطرح جس نے گندہ بروزہ کے ساتھ خشکہ کھا کر کہا۔ کہ خشکہ باگندہ بروزہ اگرچہ گندہ است دلیکن ایجاد بندہ است۔

پیارے ناظرین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کب فرمایا ہے کہ میں تمام دنیا سے جداگانہ مذہب لایا ہوں۔ جو پچھلے مذاہب سے بالکل الگ ہے۔ اور فطرت انسانی سے متنفر ہے۔ اور قرآن شریف نے کس جگہ دعوےٰ کیا ہے کہ میرا گذشتہ مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف نے تو بار بار ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید گذشتہ مذاہب کی اصلاح کیلئے آیا اور اللہ تعالےٰ نے گذشتہ کتابوں کی اس میں اصلاح فرمائی۔ پچھلے کل باغوں کے درخت اس باغ میں لگا دیئے ہیں۔ اور پچھلے کل خزانوں کے مال و دولت اس خزانہ میں جمع کر دیئے ہیں۔ اور کل معشوقوں کی خد و خال و حسن و جمال اس قرآن شریف کے پاک چہرہ میں اکٹھے زیادہ تر ہیں۔

نزول قرآن شریف کے وقت نبوت کا خوشنما چہرہ بدنما کر دیا گیا تھا اور نبوت کے باغ ویران ہو گئے تھے اور اسکا مالی پانی دینے والے اور صاف کرنے والے مر چکے تھے۔ اور نبوت کے محل بوم و جغد کا مسکن بن گئے تھے۔ نبوت کے خزانے تاراج ہو چکے تھے۔ ہر ایک چیز اپنی جگہ سے سرک گئی تھی۔ نمک اور مٹھا سوا میں کوئی فرق کرنیوالا نہیں تھا۔ آب شیریں و آب شور ایک برتن میں جمع کئے گئے تھے۔ موتی سنگریزے ایک جگہ میں اکٹھے کی گئی تھیں۔ سور اور بھیڑئیے گئے ایک مکان میں رکھے جاتے تھے۔ اور دونوں کو یکساں حلال سمجھ کر کھایا جاتا تھا۔ غم بھی نشانات بھی مٹائے گئے تھے۔ ختنہ کی رسم عیسائیوں نے موقوف کر دی تھی۔ اور حرام خوری اور حرام کاری سے نہیں شرماتے تھے۔ فلاسفروں کی خدا بینیں بڑے بڑے عقلمندوں کے گلوں کا ہار تھیں ادہر ہندوستان میں بت پرستی اور دیوی دیوتا کی پوجا ترقی پر تھی۔ بیحیائی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ فرج پرستی بھی ہوتی تھی۔ اور شرک و بت پرستی و فرج پرستی کو ثواب سمجھا جاتا تھا۔ حق کے رستے مٹ گئے تھے۔ بلکہ دین و دنیا میں تفرقہ پھیل رہا تھا۔ لوٹ مار اور کشت و خون کے بازار گرم تھے۔ خدا کی عبادت کا مکان ایک بھی نہ تھا۔

یا اب ہے۔ بلکہ لاکھوں کروڑوں دیوی دوارہ اور ٹھاکر دوارہ بنے ہوئے تھے۔ اور بنتے جاتے تھے۔ بلکہ اب بھی بن رہے ہیں اور آئندہ بھی بنتے جائیں گے آریوں نے بھی کوئی خالص خدا کی عبادت کا مکان ہنوز نہیں بنایا۔ درنہ خدا کی عبادت کا ان کو اس طرح شوق ہے۔ جس طرح مسلمانوں کو ہے۔

غرض نزول قرآن کے وقت تمام ادیان مر چکے تھے۔ اور تباہ ہو گئے تھے۔ قرآن کریم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مرے ہوئے مذاہب کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور جو نقص ان میں تھے ان کو نکال دیا۔ اور دوسرے کمال ان میں اضافہ کرکے اسکا نام اسلام رکھا جس کو اسم با مسمیٰ کہنا واجب ہے۔

پچھلے ادیان کہنہ محلوں کیطرح شکستہ ویران ولائق مرمت ہو گئے تھے اور ایک زمانہ دراز سے اس کے ساکنین مر گئے تھے اور ان کا کوئی وارث حقیقی زندہ نہیں تھا۔ بلکہ موجود اینٹوں کے ڈھیر پر دوسرے گنوار اور نا اہل قابض تھے اللہ تعالےٰ نے ان سب ویران اور اجاڑ محلوں کے مصالحہ سے ایک نیا محل تیار کیا جسکا نام قرآن ہے اور اپنے فضل و کرم سے اور مصالحہ بھی اس کی تکمیل اپنے خزانہ عامرہ سے لگایا یہانتک کہ وہ محل مکمل ہو گیا۔ پچھلے محلوں میں کوئی ایسا کمرہ نہیں تھا۔ جو اس میں نہیں ہے۔ نہ کوئی ایسی شاہ نشین تھی جو اس میں نہیں تعمیر کی گئی۔ ہر موسم کے آرام کے مکان ہیں۔ خلوت و جلوت کے ہال ہیں۔ ہر قسم کے اسباب سے یہ محل سجا ہوا ہے۔ کوئی ضروری سامان نہیں جو اس میں مہیا نہ ہو۔ [illegible] ہر سے یہ محل آراستہ و پیراستہ ہے۔ دربار کے مکان بھی ہیں۔ زنان خانے بھی ہیں پائیں باغ بھی ہیں۔ کچہریاں بھی ہیں۔ اصطبل بھی ہیں۔ فیلخانے اور شترخانے بھی ہیں۔ سول اور ملٹری محکمہ موجود ہیں ججوں اور منصفوں کے لئے جگہ ہے۔

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جو کچھ پچھلے متعدد محلوں میں تھا وہ بھی اس محل میں ہے۔ اور اس سے زیادہ بھی ہے۔ اب اس پر زیادہ ناممکن ہے۔ جیسا کہ انسان کی پیدائش جامع کل موجودات ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کل مذاہب کی حقانی باتوں کا جامع ہے ایک دائرہ کیطرح کل صداقتوں پر محیط ہے۔ اس پر زیادتی ہوگی تو بدنمائی ہوگی۔ کیونکہ خوشنمائی اور کمال کی اسپر حد ہو چکی ہے۔ کسی آدمی کے ہاتھ میں اگر ۶ انگلیاں ہوں۔ تو یہ زیادتی باعث نقصان ہوگی نہ کہ سبب کمال۔ یا اگر انسانی جسم پر عضو مثلاً چہرہ پر رسولیاں پیدا ہو جاویں تو بیماری کہلائی گی نہ زیادت حسن و جمال۔

عیسائیوں کو اپنے کفارہ اور تثلیث پر بہت ناز ہے۔ اور آریوں کو آواگون اور نیوگ پر بڑا گھمنڈ ہے۔ الحمد للہ اسلام کے معترض اپنے نقصوں کیطرف خیال بھی نہیں فرماتے۔ اور اسلام کے حسن کو قبح سے تعبیر کرتے ہیں۔ اپنی آنکھوں کے شہتیر کو تنکے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ اور اسلام کی خوبیوں کو معائب بتاتے ہیں۔ تعصب بھی عجب بری بلا ہے۔ اس میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ بہرہ ہو جاتا ہے عقل ماری جاتی ہے غیرت اڑ جاتی ہے۔ شرم نہیں رہتی۔ انصاف

کا خون ہوتا ہے۔ پہلے جنگوں کو مذہبی جنون ہوتا ہے۔ دنیا کے معاملات میں بڑے بڑے ہوشیار بڑے لائق فائق بڑے موجد بڑے صناع بڑے سوداگر بڑے امیر بڑے مدبر بڑے مصنف۔ مگر دین کے معاملہ میں بڑے نادان بڑے کمزور بڑے پست .... بڑے بودے بڑے ناقص بڑے لاپروا ہیں۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا مناسب تو یہ تھا کہ دین کا نام ہی لیتے۔ اس کا ذکر بھی درمیان نہ لاتے۔ نہیں بلکہ دنیا سے زیادہ انکی یاوری دین کی منادی میں سرگرم ہیں۔ کروڑوں روپیہ پانی کیطرح لٹاتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ امیروں کو غریبوں کو ہندوؤں کو مسلمانوں کو چوہڑوں کو چماروں کو عیسائی بنالیں۔ اور اپنی طرح انسان پرستی پر قایم کریں۔ اصل غرض یہی عیسائی بنانا ہے اور کوئی مطلب نہیں۔ عیسے لعیسے بول یتر دیا لنگا مول یہ ان عقلمندوں کا وظیفہ ہے ان کے منہ سے خدا کا نام کہیں نہیں سنا۔ خدا کو چھوڑ کر مسیح کے نام کے گیت گاتے پھرتے ہیں۔ اور اس کا جلال مناتے پھرتے ہیں۔ پھر اپنی نجات کیلئے حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے مقدس و مطہر انسان کے لئے ملعون ہونا اور تین دن کیلئے دوزخ میں رہنا قبول کرتے ہیں۔ خدا سے نہیں شرماتے۔ خدا تعالےٰ ہدایت دے۔

آریہ صاحبان جنہوں نے چالیس سال سے ہندوؤں کے گھر میں جنم لیا ہے۔ جب سے ان آرین مہاشوں نے رشی دیانند کے ویدبھاش کو پڑھا ہے اور ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ کیا ہے تب سے ان لوگوں کے دلوں میں ایک خاص ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا ہے جس کے باعث یہ لوگ اپنے غیر مذاہب والوں کو عموماً نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جسکی وجہ سے مذہبی طبقہ میں ارزدگی اور کشیدگی کی کھاڑی وسیع ہوتی جا رہی ہے۔ .... اپنے نئے مذہب کی تائید میں اخبار نکالتے ہیں۔ رسالے چھاپتے ہیں۔ سماجیں بناتے ہیں۔ سکول اور کالج بناتے ہیں لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنیکے لئے کوشش کرتے ہیں۔ خدا اور رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ بزرگوں اور پیشواؤں کی ہجو کرتے ہیں۔ جھوٹے الزام مسلمانوں کے بزرگوں پر لگاتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی لکھاتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ ہوں۔ سکھوں کو بھی ورغلاتے ہیں۔ شدھیاں دو چار کر چکے ہیں۔ جس میں بجز ندامت کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ اور شدہ ہو کر بھی اکثر برے بھرے نکلے انہیں مردم شناسی بھی نہیں۔ ایک شخص کو جو مسلمان نہیں تھا مسلمان مشہور کر کے آریہ بنایا۔ اس نے عجیب گل کھلائے مگر انہوں نے سبق حاصل نہ کیا اور ایک انگریز کو آریہ بنایا۔ وہ کہا بیکر میرت ہوا۔ ایسا گیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اور ایک شخص کو مولوی اور سید بنا کر مسلمانوں کو اسکے نام سے گالیاں دیں۔ آخر اس کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ اور معلوم ہو گیا۔ کہ یہ سب آریہ صاحبان کی صنعت تھی۔ وہ شخص پڑھا لکھا بھی معمولی تھا۔ چہ جائیکہ مولوی۔ معلوم نہیں کہ اصل میں آریہ صاحبان کا کیا قصد ہے

ان کے وید میں جنگ جہاد کا حکم ہے۔ لیکن اب وہ زمانہ نہیں۔ ہمارے زمانہ کے امام ہادی مقام مسیح علیہ السلام نے آجکل جہاد کے حرام ہونے میں نظم لکھی ہے جسکا پہلا شعر یہ ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور جدال

اب زمانہ بدل گیا ہے یہ علم و عقل کا زمانہ ہے۔ دنیا نے کایا پلٹ لی ہے۔ آج یہ پادری اور آریہ دونوں اسلام کے برخلاف کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور ہم پر چڑھتے آتے ہیں۔ اور کچھ نہ کچھ حصہ ہمارا لیتے رہتے ہیں۔ لڑائیاں شروع ہیں (یعنی مذہبی منقولی اور مباحثات ایڈیٹر) آخر اسلام کی فتح ہوگی جتنا اسلام نے گھٹنا تھا گھٹ چکا۔ اب یہ بڑھے گا۔ خوش نصیب اور عقلمند اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور بیوقوف اور بے عقل پست حالت میں گر جائیں گے۔ اور لاجواب ہو کر شرمندہ ہوں گے۔ اسلام کا باغ پھولے گا پھلے گا اور کانٹے دار جھاڑ بال کاٹی جائیں گی۔ اور جلائی جائیں گی۔ خدا کے فضل کی ہوا چلے گی۔ اور آنکھوں سے پردہ اڑا دے گی۔ کانوں کے بوجھ دور ہو جاویں گے۔ عقلیں اور ذہن مصفا و معطر ہو جائیں گے۔ اندھاپن اور بہرہ پن دور ہو جائیگا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کی تصانیف لوگ غور سے پڑھیں گے۔ اور فائدہ اٹھائیں گے۔ اور قرآن شریف و رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے۔ جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کفار تلوار اٹھاکر خود قتل کیے گئے تھے اسی طرح اسلام کے برخلاف قلم اٹھانیوالے قلم سے ذبح ہوں گے۔ کچھ اسلام میں داخل ہوں گے اور کچھ آپ چاپ ہو جائیں گے۔ اسلام سربلند ہوگا سچے مسلمان اقبال مند ہوں گے۔ سارے جھگڑے مٹ جائیں گے۔ امن امان ہو جائیگا۔ یا اللہ وہ زمانہ جلد لا اور ہمیں ہماری آنکھوں سے قدرت ثانیہ کا تماشا دکھا۔ آمین یا رب العالمین۔

تبلیغ رسالت

قُولُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

یہ ضروری نہیں کہ میں یہاں بحث کروں کہ فی نفسہٖ تبلیغ کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ مذہبی سوشیل اور قانونی رنگ میں ضرورت تبلیغ بہت کچھ تسلیم کی گئی ہے۔ جو لوگ مذہب اور امور سوشیل سے آزاد بھی ہیں۔ انہیں بھی کسی نہ کسی حد تک ضرورت تبلیغ سے اعتراف ہے۔ صرف اس زمانہ میں اس کا اعتراف نہیں کیا جاتا بلکہ دنیا ہی سے اسے تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ جدا بات ہے۔ کہ ہر زمانہ میں بہ الوان مختلفہ اسکی تعبیر کیجاتی رہی ہو۔ کوئی شخص ایک حکیم کے نام سے تبلیغ کنندہ گزرا ہے۔ اور کوئی باسم فلاسفر۔ کوئی بحیثیت نبی یا اوتار کے آیا اور کوئی کا برنگ بادشاہ یا سلطان۔

دنیا ہمیشہ ایسے لوگوں کے وجود سے مستفیض رہی اور ہر رنگ میں اسکا اعتراف کیا جاتا رہا۔

ایسے لوگوں کی تبلیغات اور تعلیمات اور تنبیہات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فرائض اور مناصب جداگانہ تھے کوئی دنیا کیطرف گیا۔ اور کوئی قوانین اصلاحی کیجانب متوجہ کسی نے اخلاقی پہلو لیا۔ اور کوئی روحانیات اور مذہبی امور کیطرف متوجہ ہوا یا یہ کہ فطرت اور تقدیر نے جسکے مناسب کسی کو بنا دیا وہی خدمت اس کے ذمہ ہمت پر لگ گئی۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

اس کے ساتھ ہی قدرتاً ایسے رہنما مردوں کے درجوں اور ذمہ واریوں میں بھی فرق رکھا گیا کہ کسی کے ذمہ ہمت پر اصولی اصلاحیں رکھی گئیں۔ اور کسی کے متعلق صرف فروعات جس کسی کی ذہانت کسی بار کے قابل تھی اس پر وہی بار ڈالا گیا۔ اس اصول کے مطابق میرے خیال میں کوئی شخص یا کوئی متنفس صرف ریاضت یا عبادت سے نبی یا مرسل نہیں بن سکتا۔ بلکہ اسی کی طبع اس کا ضمیر بھی قدرتاً اسی ذمہ واری اور اس احترام کے قابل پہلے ہی سے بنایا گیا ہوتا ہے۔ ایک نبی خلقتاً ہی نبی ہوتا ہے۔ جو نبی ہوتا ہے جو رسول ہوتا ہے وہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی بلکہ شکم مادر میں ہی نبی اور رسول ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی قوم میں اور کسی ملک میں پیدا ہو۔ اور اس کے ماں اور باپ کوئی ہوں وہ نبی و رسول کی حیثیت سے جنم لیتا ہے۔

جسطرح ایک حسین جنین ماں کے پیٹ میں ہی حسین ہوتا ہے۔ جسطرح ایک مولی صرف بیج ہی سے رفتہ رفتہ ایک خوش آئند اور بڑے شکل اختیار کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک سعید مدح ماں کے پیٹ میں نبوت اور لباس رسالت سے مزین اور ملبس ہوتی ہے۔

جسطرح ایک حسین کے ظاہری نقوش اور اعضاء ماں کے پیٹ میں ہی موزون ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک نبی اور ایک رسول کا ضمیر۔ دماغ۔ ماں کے پیٹ میں ہی جذبات نبوت قوائے رسالت اور ضروریات ہدایت سے مکمل کیا جاتا ہے۔ ایک رسول اور ایک نبی بطن مادر سے ظہور پذیر ہو کر صرف دنیاوی رنگ میں دنیاوی نشو و نما پاتا ہے۔ ورنہ روحانی رنگ میں اس کی تکمیل تولید سعید سے پہلے ہی ہو چکی ہوتی ہے۔

قدرت کی مخلوقات مختلف کے دیکھنے سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ہر خلقت کی کوئی نہ کوئی غرض خلقت ہوتی ہے۔ باہم مختلف اور جداگانہ اغراض کے تابع افراد مخلوق پائے جاتے ہیں۔ یہ بات یاد دلاتی ہے کہ ہر خلقت کوئی نہ کوئی غرض رکھتی ہے۔ اور جو ان اغراض میں سے کوئی کوئی غرض خاص خاص اور خاصہ بھی ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر خلقت مساوی الحیثیت اور مساوی الاغراض نہیں یہ اصول بھی نبیوں اور رسولوں کی غرض خلقت کے جداگانہ ہونے پر ایک قوی دلیل ہے۔

اگر ہم غور سے ہر نبی کی خلقت اور اغراض خلقت کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں پتہ لگ جائیگا کہ خود نبیوں

اور رسولوں کی عرض خلقت میں بھی نسبتاً ... کوئی نبی کسی رنگ میں آیا۔ اور کوئی کسی میں۔ کسی نے کسی رنگ میں تبلیغ کی۔ اور کسی نے کسی میں۔

ہر کسے تبلیغ میدارد جدا

بلحاظ اپنے رنگ اور ضرورت کے تبلیغ کی دو قسمیں بنائی ہیں

(الف) تبلیغ عامہ

(ب) تبلیغ خاصہ

شروع دنیا سے جس قدر نبی آئے ہیں۔ اور جسقدر تبلیغات ہوئیں۔ وہ سب تبلیغات عامہ ہیں۔ تبلیغات عامہ سے یہ مراد ہے کہ بغیر کسی آخری فیصلہ یا قطعی تنبیہ کے عام طور پر تبلیغ کیجاتی رہی عہد عتیق کی کتابوں یعنی مجموعہ توریت سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں گویا ہر شہر میں نبی موجود رہتے۔ اور عموماً اخلاقی رنگ میں مخلوق کو تبلیغ کیجاتی تھی۔ تھوڑی سی غلطی پر ایک نبی کا نزول ہو جاتا تھا۔

ایسا ہی ہندوؤں کی کتابوں اور پستکوں سے بھی پایا جاتا ہے کہ ہندوستان میں اوتاروں اور رشیوں کی نسبتاً کثرت تھی ان سب بزرگان مذہب کی کوششیں چھوٹی چھوٹی سی اصلاحیں بھی ہوتی تھیں باوجود اس کثرت کے ریفارمروں کی اصولی باتوں اور مسائل کی بابت آئے دن گڑبڑ مچ جاتی تھی۔ اور لوگ توہمات میں مصروف ہو جاتے تھے۔ بنی اسرائیل باوجود کثرت نبیوں رسولوں کے بار بار ان توہمات اور بت پرستیوں میں منہمک رہتے تھے۔ توریت کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ بنی اسرائیل کا ہر نبی بات دن کوششوں کے بعد اسی فکر میں رہتا تھا کہ قوم راہ توحید سے منحرف نہ ہو جائے۔ ہندوؤں کے بزرگوں اور رشیوں کی بھی یہی حالت تھی۔ باوجود اس قدر تک ودو اور خدا پرستی اور وعظ توحید کے بھی ہندوستان کی مخلوق کسی نہ کسی رنگ میں مخلوق پرستی میں کوتاہی نہ کرتی تھی۔ میرا یہ اعتقاد نہیں کہ ہندوستان کے ریفارمر یا نبی ... نعوذ باللہ بت پرست یا مشرک تھے۔ میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ہندوستان کے مذہبی ریفارمر خدا پرست اور موحد تھے۔ چونکہ ان کے اور بنی اسرائیل رسولوں کے ذمہ ہمت پر ساتھ ہی عام اصلاحیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ اسی واسطے باوجود اعلان **کلمۃ اللہ** کے لوگ رہ رہ کر جلد توحید سے بہک جاتے تھے۔ یہ زمانہ ساری دنیا میں بہت عرصہ تک رہا۔ اور ہر ایک قوم اور ملک کے بزرگوں نے تبلیغ خاصہ کے واسطے بات دن کی کوششوں سے ایک عام راہ کی بنیاد ڈالی۔ اور ہر بزرگ اپنا اپنا وقت پورا کرکے وصال پاتا رہا۔

دنیا اور دنیا کی مخلوق بہت درست ہو گئی

اور اصلاح عامہ کی راہوں میں سے گزر کر انسانیت کی منزل پر رفتہ رفتہ پہنچنے لگی۔ اور دوسری طرف رسالت یا نبوت کے سلسلہ عامہ میں بھی کمی آتی گئی۔ کیونکہ اصلاح عامہ کیواسطے جن نبیوں کی ضرورت تھی۔ انکا کام اور ان کے فرائض بوجہ احسن ختم ہو چکے۔ اور قدرت نے تھوڑی دیر کیواسطے اصلاح اعلے کی حالت اور نشوونما پر غور کرنا شروع کیا۔ ایک وقفہ ... قدرت پر کھل گیا۔ کہ اصل عامہ کے بعد اصلاح خاصہ ... کی ضرورت ہے۔ لوگ اصلاح عامہ کے خوگر ہو گئے ہیں کہ جو نقشہ اصلاح خاصہ کا تھا وہ بالکل مدہم پڑ گیا ہے۔ نظام قدرت کا ... قاعدہ ہے کہ

چند وقفوں کے بعد دوسرا دور شروع کرتا ہے۔ جو خدا کے اور جو دماغ اور جو ہر روحانی تبلیغ عامہ کیواسطے مخصوص ہیں۔ انکا ... ختم ہو گیا۔ اور وہ پاک باطن ... اپنا اپنا وقت پورا کرکے چلی گئی ہیں۔

اب اس روح اس ضمیر کی باری آئی۔ جسکے ذمہ ہمت پر تبلیغ ثانی یا اصلاح ثانی کا بار عظیم رکھا گیا تھا۔ جسکے ذمہ ہمت پر یہ ڈالا گیا کہ

"وہ پہلے بھائیوں کی تصدیق اور تائید کرے۔

"ان کی عظمت اور صداقت کا لوگوں کے دلوں پر نقش کرے۔

"ان کے جانیکے بعد مخلوق میں جو غلطیاں اور ستم روحانی رنگ میں پیدا ہو گئے ہیں۔ انکا ازالہ کرے۔

" لوگوں کو وہ بات یاد باتیں یاد دلائے جو سلسلہ تبلیغ خاصہ میں داخل ہیں۔

" ان کی اس طرح پر تبلیغ کرے کہ پھر آئندہ صرف تبلیغ عامہ ہی کا سلسلہ باقی رہے۔ اور لوگ اسے بھول ہی نہیں۔ تبلیغ خاصہ کی ضرورت نہ پڑے۔

اس تبلیغ خاصہ کے واسطے عرب کے ملک میں محمد یا احمد (جانم فدا) مبعوث ہوئے اور ان کے دوش ہمت پر بار عظیم رکھا گیا۔

محمد کیوں اس بڑے کام کے واسطے مخصوص ہوئے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

اگر کوئی شخص کسی اور ملک یا سرزمین میں سے خاص ہوتا تو اس کی نسبت بھی یہی سوال ہوتا۔ کہ وہ یا اس سرزمین سے کیوں ہوا۔ تخصیص عرب کی اس واسطے کی گئی تاکہ دنیا کو یہ حجت رہے کہ خواہ کنندہ اس گوشہ ملک سے اٹھایا گیا ہے جو آباد ملک اور سرسبز قوموں کی نگاہوں میں بالکل ہیچ اور بجالت کس مپرسی تھا۔ تاکہ پہلی قوموں پر یہ نشان ہو کہ مذہبی رنگ میں کوئی قوم اور کوئی ملک باوجود اپنی فارغ البالی اور فلاحت کے بھی بغیر اعلےٰ رکن مذہب کے فوقیت نہیں پا سکتا اس وقت کی مہذب قومیں نشہ اقبال اور غرور دولت میں توحید اور خدا پرستی سے قریباً الگ رہ کر اس بات پر نازاں تھیں کہ انکی موجودہ دولت اور ثروت ہی کافی ہے اور خدا کے سامنے انہیں کوئی مخاطب نہیں کر سکتا۔

تخصیص خطہ عرب سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مذہبی رنگ میں وہ لق ودق جنگل اور ریگستان بازی لیجانے والا ہے جو پیشتر ازیں دنیا کی نگاہوں میں کچھ بھی نہیں تھا اس صورت اور اس بعثت سے دراصل پہلی قوموں کا شرک قومی توڑنا تھا۔ اور یہ دکھانا تھا کہ عرب ایسا ملک بھی ایک ممتاز ضمیر کی بدولت کس درجہ اور کس عظمت مذہبی تک پہنچ سکتا ہے۔ جس سرزمین کے کونہ کونہ میں رسول اور نبی مبعوث ہو رہے ان کا شرک قومی توڑنے کیلئے سرزمین عرب خاص کی گئی اور ایک امی لقب سے یہ بڑا کام لیا گیا۔

و غرض معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امی ہیں۔ یا انہیں امی کہا جاتا ہے۔ روحانی رنگ میں امی نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ فطرتاً اور طبعاً نبی اور رسول ہیں۔ اور بطن مادر میں انہیں سامان نبوت اور سرمایہ رسالت عطا کیا گیا تھا۔ اور وہ مواد ان کے ضمیر اقدس اور دماغ اعلے میں بھر دیا گیا تھا۔ جنکی تبلیغ ثانی کے واسطے انہیں فی الواقعہ ضرورت تھی۔

دنیا کے سامنے ایک ایسا جری شخص پیش کیا گیا جو باوجود نہ ہونے ظاہری درس وتدریس کے علوم روحانی میں کامل اور مکمل تھا۔ اور ان تمام ضروریات سے ماہر اور واقف جنکی ضرورت اس کٹھن راہ میں تھی۔

جب کوئی معصوم بچہ جنگلی والدین کے گھر میں کوئی ذہانت کی بات کرے یا اس کے بشرہ سے ذہانت کے آثار نمایاں ہوں تو عموماً تعجب کی نظروں سے اسے دیکھا کرتے ہیں۔ اور اسکی فطانت اور طبیعت و جودت کی نظیر لاتے ہیں۔ اور رسول عربی کی نظیر ذہانت اور فطانت کیطرف جب دیکھتے ہیں۔ تو مجبور ہیں کرنے کہ قدرت نے یہ ضمیر کس مراد سے بنایا تھا۔

اب یہ پوچھو کہ احمد یا محمد نے دنیا میں آ کر اور عرب ایسے دور افتادہ صوبہ سے نکل کر دنیا کو کیا کچھ سکھایا۔ اور دنیا اسوقت کن راہوں چل رہی تھی۔ اور وہ تبلیغ خاصہ یا تبلیغ ثانی کیا تھی جو جانم فدا رسول عربی کے ذمہ ہمت پر رکھی گئی تھی۔

اس رسول عربی نے پیدا ہوتے یا ہوش سنبھالتے ہی کیا اعلان اور کس مشرب کا اظہار کیا۔؟ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اور یہ اعلان کس وقت کیا؟ جب ساری دنیا میں بعد از عامہ اصلاحوں کے توحید مغلوب اور بت پرستی یا الحاد غالب ہو رہا تھا۔ جب دنیا میں یہ شور مچ رہا تھا۔ کہ باوجود اس قدر کوڑی در کوڑی رسولوں اور اوتاروں کے آنے کے پھر بھی یہ دنیا پر سنگ پرستی گوسالہ پرستی۔ اور شرک ترقی پا رہا ہے

ساری دنیا؟ ہاں اس وقت کی مذہبی دنیا کے اعمال اور عبادات یہ ثابت کر رہے تھے کہ اس سے اول دنیا میں جسقدر نبی رسول اور رکھی یا اوتار آئے تھے۔ کسی حد تک ان کی ساری کوششیں عبث اور بے سود تھیں۔ اور انکی تعلیم کا حسب دلخواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا۔"

محمد کی زبان اور منہ سے یہ کلمۃ اللہ کب نکلا؟ جب ساری دنیا اس سے اجنبی اور ناراض یا کشیدہ ہو چکی تھی۔ اور وہ پیغام کبھی کی فراموش کر چکی تھی۔ جو مختلف وقتوں میں مختلف مذہبی ریفارمروں نے ان تک پہنچایا تھا۔ یونان میں بت پرستی تھی اور یورپ میں الحاد۔ ہندوستان میں سنگ پرستی۔ اور چین و جاپان میں مادہ پرستی۔ عرب میں اصنام کا بول بالا۔ محمد مکہ کی دیواروں میں سے نکلکر بولا۔

"پہلے نبی اور پہلے رسول یا اوتار سب کے سب صادق اور خدا پرست و موحد تھے۔"

قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہی تبلیغ تھی۔ جس سے محمد کا ضمیر روشن تھا۔ اور کلمۃ اللہ تھا جسکا اعلان زمانہ کے مطابق ضروری تھا۔ اس تعلیم اور تبلیغ

کے واسطے نہ تو کسی ظاہری تعلیم اور تدریس کی ضرورت تھی اور نہ کسی زمینی استاد اور ٹیچر کی ہستی واجب - یہ تمام تعلیم ضمیر اور روح سے وابستہ تھی - اور محمد کا ضمیر اور روح بطن مادر میں ہی اس سے آشنا کی گئی تھی -

اگرچہ زمانہ رسالت حضرت احمد تک میں کوئی شخص یا کوئی فرقہ علیحدہ تر اس مرحلہ پہ پہنچا ہو کہ اس اعلان کلمۃ اللہ کی کہاں تک ضرورت تھی - یا ضرورت ہے - لیکن اس چودہویں صدی میں دنیا عملی رنگ میں اس بات کو تسلیم کر چکی ہے کہ فی الواقع یہی تبلیغ ثانی اور اصلاح ثانی ہے - اور اس کی ضرورت تھی +

اب ہندو عیسائی - پارسی - زردشتی - جاپانی - چینی شامی رومی - یوربین اسی لئے میں کوشاں اور ساعی ہیں - کہ دنیا سے شرک اور بت پرستی کی ہستی اٹھ جائے - گو بعض یا اکثر لوگ احمدی تبلیغ کا اعتراف نہ کریں - مگر زمانہ یہ کہہ رہا ہے کہ "جو آواز مکہ سے آئی تھی اسکی تصدیق اور تائید اب ساری دنیا کر رہی ہے ہر مذہب اس نقش قدم پر آنے کی کوشش کر رہا ہے جو

لا الٰہ الا اللہ

کی منزل تک پہونچاتا ہے"

جو شخص اسکا قایل اور معترف نہیں اسکا کوئی مذہب ہی نہیں - اور جو شخص اسکا اعتراف کرتا ہے وہ کوئی نہ کوئی مذہب رکھتا ہے - دنیا اس کلمۃ اللہ کو فراموش کر چکی تھی - اور پہلے سارے نبیوں اور شامی - ہندی - اوتاروں کی محنت اور تبلیغ کا ملیامیٹ ہو گیا تھا - محمد دنیا میں آئے اور انہوں نے پورے وثوق پورے اعتقاد پورے زور پورے جوش کے ساتھ اعلان کیا - نہ صرف توحید کا ہی اعلان کیا بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا کہ اس سے اول جو جو نبی اور اوتار اس مشن کے اعلان یا پورا کرنے کیواسطے مبعوث ہوئے ہیں - وہ سب کے سب اقدس صادق من اللہ تھے - ان کے ذمہ جو جو برائیاں اور غلطیاں منسوب کی گئیں ہیں وہ ایک الزام اور اتہام ہے - چاہے کوئی شام میں مبعوث ہوا ہو - اور چاہے کوئی فلسطین اور دمشق میں سے اٹھا - اور چاہے متھرا اور لنکا میں اترا - وہ صادق اور مذہبی ریفارمر ہے +

محمد کی تمام مذاہب اور مذہبی بانیان مذاہب پر یہ دوسرا احسان تھا - جس سے کبھی کوئی قوم عہدہ برآ نہیں ہو سکتی - چونکہ محمد رسول عربی سب کے بعد آنے والے تھے - اسلئے انکا یہ فرض اور ڈیوٹی یا کام تھا کہ ان سب مغالطوں کو دور کریں جو ان کے آنے سے اول روحانی سلسلہ میں جگہ لے چکے ہیں -

میں نہیں جانتا کہ رسول عربی پر یہ کیا ضروری تھا کہ وہ اعلان کلمۃ اللہ کے ساتھ دوسروں کی تائید اور تصدیق بھی کرتا ہے دوسری فلاء - یہ اس واسطے کہ اس ازلی نبی اور رسول کی بعثت ہی صرف اس واسطے ہوئی تھی کہ ان دونوں مغالطوں کا ازالہ کرے - طریق تبلیغ میں یہی دو باتیں یا دو بحثیں پیچیدہ تھیں اور انہیں دو پر ساری اسلامی تبلیغ کا مدار اور انحصار تھا

اسلام دُنیا میں کیوں آیا؟

"اس لئے کہ توحید کی یاد دلا کر اسکی بنیاد از سر نو پختہ کرے"

"اگلے تمام صادقوں کی صداقت کا اظہار ہو"

اس تبلیغ خاصہ کا امت پر کیا اثر ہوا؟

(الف) یہ کہ ہر ایک قسم کے شرک سے تائب ہو کر سچے موحد ہو جائیں"

(ب) نہ کسی صادق سابق سے بغض اور نہ کسی سے کینہ رکھیں"!

(ج) سب کے مصدق اور سب کے معترف ہوں"!

(۱) یہودی سوائے دو نبیوں عیسیٰ اور محمد کے اور سب کا حدود توریت کے اندر اعتراف کرتے ہیں +

(۲) عیسائی حدود توریت یا بائیبل و انجیل کے اندر سوا محمد حضرت محمد کے سب رسولوں کو مانتے ہیں +

(۳) ہندو صاحبان صرف اپنے ہی ملک یا قوم کے بزرگان کی تصدیق کرتے ہیں +

(۴) پارسی اور زردشتی لبشرح صدر +

(۵) مسلمان بہ تبعیت تبلیغ احمدی سب مذاہب کے بزرگان ملت اور نبیوں اور رسولوں یا اوتاروں کی بپابندی اصول توحید تقدیس کرتے ہیں - اور کسی کی شان میں بے ادبی نہیں کر سکتے ! -

اس تبلیغ کرنے والے (روحی فدا) حضرت احمد نے ان تمام اعلانات اور تعلیمات کے معاوضہ میں دنیا سے کیا چاہا اور کیا درخواست کی؟

"مجھے صرف عبد کہو!

"میں صرف اسی کا بندہ ہوں!

"اور صرف اسی کا پرستار ہوں!

میری سب تبلیغات اور تعلیمات کا مصداق ان اجری الا علی اللہ خدائے لایزال معاوضہ دینے والا ہے -

راست بازی اور انصاف سے کہو - کیا دنیا میں کوئی اور بھی ایسا راست باز ایسا آئین ایسا منصف یا ایسا حلیم ایسا امن پسند ایسا صلح جو آیا ہے؟ کیا دوسرے کسی نے بھی باوجود ان دعاوی اور اس شان اور عظمت کے اپنی ذات کیواسطے اسقدر خاکساری اور انکساری کو پسند کیا ہے؟ جو رسول کا حق ہوتا ہے - اور جو اس کے فرائض ہیں - انکا ایفا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جن الفاظ اور جس خوبصورتی سے کیا ہے الحق وہ اسی کا حق تھا +

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ان دونوں اعلےٰ تبلیغات پر خالصاً للہ چلنے سے کیا پردہ دنیا پر کوئی باہمی مخاصمت باقی رہ سکتی ہے؟ اور کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ طریق تبلیغ یا طریق تعلیم اصولاً دنیا کے حق کسی صورت میں بھی مضر تھا اور مضر ہے +

تمدنی اغراض اور سوشل مقاصد کے واسطے جن اعلےٰ اصولوں کی ضرورت ہے وہ ان دونوں تعلیمات میں بھر لینے ہیں - باقی تمام تبلیغات فروعی اور شرعی ہیں یا یہ کہ حدود مذہبی +

ان روحانی خدمات کے معاوضہ میں دنیا کے بعض گوشوں سے رسول عربی کی شان میں گالیاں سنائی جاتی ہیں - اور کہا یہ جاتا ہے - رسول عربی کہتا اور تعلیم دیتا ہے جو نیک اور موحد جو خدا پرست تم سے پہلے گذر چکے ہیں - انکی شان میں نیک ظن رکھو اور انکی تقدیس کرو - اور دوسری طرف سے یہ صدا آتی ہے کہ

"رسول عربی کی شان میں گستاخی کرنا گستاخی نہیں ہے"

بہ بیں تفاوت رہ - از کجاست تا بکجا

آخیر پر احمدی طریق تبلیغ دنیا پر ثابت کر دیگا کہ دنیا کو اسی کی فی الواقع ضرورت تھی - اور اسی سے دنیا طریق امن پر چل سکتی ہے - ملکی اور قومی معاملات اور مناظروں سے الگ ہو کر رسول عربی کی تبلیغ پر غور کرو - اور سوچو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے -

(بہاولپور سٹیٹ) **سلطان احمد**

آریہ سماج کی اشتعال انگیز پولیسی

عالیجناب پنڈت رام بھجدت صاحب پلیڈر نے آریہ سماج لاہور کے ایک خاص جلسہ میں جو پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کی یادگار میں کیا گیا تھا - مضمون مندرجہ عنوان پر تقریر کرتے ہوئے - اس امر کی تردید کی کہ آریہ سماج کی پولیسی اشتعال انگیز ہے - پنڈت رام بھجدت صاحب نے جس اسلوب پر اس بحث کو اٹھایا ہے وہ نہایت مغالطہ دہ ہے - اور اس سے آریہ سماج اور بھی زیر الزام آتا ہے - کیا پنڈت رام بھجدت صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ آریہ سماج کے مسلمہ لیڈروں نے ان سے پہلے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ آریہ سماج کے لٹریچر میں جو اس نے دوسرے مذاہب کے متعلق شایع کیا ہے اشتعال بخش میٹریل موجود ہے - اور ذیل گنگا پرشاد ورما ایڈیٹر ہندوستانی نے بھی اس امر کی تائید کی - ایسی صورت میں وہ آریہ سماج کے مندر میں محض اپنے دوستوں کے سامنے اس الزام سے بریت حاصل کر سکتے ہیں - لیکن جب واقعات مسلمہ کے رو سے بحث کیجاوے تو انہیں اگر ہٹ دھرمی نہو - آریہ سماج کی اشتعال انگیز تحریروں کا اقبال کرنا پڑیگا -

مجھے سخت تعجب ہوتا ہے کہ پنڈت رام بھجدت صاحب کی پوزیشن کا آدمی واقعات کو غلط بیان کرنے کی جرات کرے -

آریہ سماج کی بنیاد اور آریہ سماج کے لٹریچر کی بنیاد

ستیارتھ پرکاش اور پنڈت دیانند صاحب

کے وہ سے پڑتی ہے - اور یہ پہلی کتاب ہے - جو آریہ سماج کیطرف نکلی - اس کتاب پر ہی فیصلہ ہو جاتا ہے - کہ آیا وہ کسی مذہب کے حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہے - یا بطریق حملہ لکھی گئی ہے - اگر انصاف [illegible] ہو تو ماننا پڑیگا - کہ یہ کتاب اپنے اندر افینسو رنگ رکھتی ہے - پھر اس

کتاب میں جسقدر ناپاک اور شور انگیز حملے جملہ مذاہب پر کئے گئے ہیں اس کی نظیر دوسری کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ یہی کتاب ہے جس سے جھگڑے کی بنیاد شروع ہوتی ہے۔ اس سے پہلے کسی ایسی کتاب کا نام لینا چاہیئے۔ جو آریہ سماج پر حملہ کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہو۔

پھر پنڈت رام بھجدت صاحب کے معلومات کی داد دینی چاہیئے جو سرمہ چشم آریہ کو تکذیب براہین احمدیہ کا جواب لکھتے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ سرمہ چشم آریہ تو وہ مباحثہ ہے جو لالہ مرلی دھر صاحب نے بمقام ہشیارپور حضرت مسیح موعود سے کیا۔ اور اس مباحثہ کی ابتدا خود انہوں نے کی۔ آپ حضرت مسیح موعود کو جاکر اس مباحثہ کیلئے آمادہ کیا۔ اگر وہ آمادہ نہ کرتے اور خواہ نخواہ شور نہ مچاتے تو اس مباحثہ کی ضرورت نہ تھی جبکہ پنڈت رام بھجدت صاحب واقعات کو ایسے غلط پیرایہ میں بیان کرنیسے نہیں ڈرتے۔ تو پھر اگر وہ آریہ سماج پر سے اشتعال انگیز پالیسی کا الزام آریہ مندر میں اٹھادیں اور ان کے دوست سن کر خوش ہو جائیں تو تعجب کیا ہے۔

پنڈت رام بھجدت صاحب نے تقریری مباحثوں کے ضمن میں قادیان کا بھی ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ اور افسوس ہے وہ بھی غلط یا تو استعداد زمانہ کی وجہ سے انہیں یاد نہیں رہا۔ یا سرمہ چشم آریہ کی طرح انہوں نے اس کو بھی ناواقفی سے ایسا بیان کر دیا۔

آپ لکھتے ہیں کہ ایڈیٹر الحکم نے انہیں گالیوں سے بھرا ہوا تحفہ دیا۔

"کیا مدعو کنندگان کو ساتھ میزبان یہی سلوک کیا کرتے ہیں"

پنڈت رام بھجدت صاحب ذاتی طور پر میری کرم فرما ہیں مگر افسوس ہے کہ انہیں جوش میں اتنا بھی یاد نہیں رہا۔ کہ انہیں مرزا صاحب نے وہاں نہ بلایا تھا۔ اگرچہ مدعو کنندگان سے انکی مراد صرف "مدعو شدگان" ہے اور میں انکی قابلیت پر نکتہ چینی کرنی نہیں چاہتا۔ تاہم یہ امر واقعہ کے خلاف ہے کہ انہیں مرزا صاحب نے مدعو کیا ہو؟ بلکہ انہوں نے خود گلا پھاڑ پھاڑ کر مرزا صاحب کو پکارا کہ آؤ مباحثہ کرو اور اب فیصلہ کرو۔ اس جلسہ کی پروسیڈنگ دیکھی رام نام ایک ہیڈ کنسٹیبل نے جو ان کے مکان کے قریب ہی ٹھیرا ہوا تھا۔ لکھی تھی۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ آریہ سماج چیلنج پر چیلنج دے رہا تھا۔ ہمیں چونکہ فساد کا اندیشہ تھا۔ اور اس قسم کی مذہبی قمار بازیوں سے کوئی فایدہ نہیں ہوتا۔ ان تمام اشتہاروں اور چیلنجوں کے جواب میں نہایت سرعت کے ساتھ ایک کتاب

نسیم دعوت

لکھی گئی اسکا مضمون بتا رہا ہے کہ وہ کن گندے اشتہاروں کا جواب ہے۔ وہ کتاب جو اتنا لکھی گئی ہے۔ اور پھر نہایت نرم متین۔ اور معقولی پیرایہ میں۔ کاش ہمارے دوست سمجھیں وہ بجائے اس کے دوسروں کو مطعون کریں کیوں

وہ اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ غرض پنڈت صاحب کا یہ طرز ترجمہ الزام کا الزام کو ثابت کرنیوالا ہے۔

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

آیندہ اس مضمون کو اگر کھول کر بیان کرنے کی ضرورت پڑی تو انشاءاللہ پھر لکھیں گے۔ مگر مجھے امید ہے کہ پنڈت رام بھجدت ایسی طبیعت کا انسان اپنی غلطیوں کے اعتراف میں کشادہ پیشانی سے آگے بڑھے گا"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُراد آباد میں مؤتمر الانصار متعلقہ جمعیۃ الانصار مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند کا

پہلا اجلاس

مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند کے قدیم تعلیم یافتہ اور انکی ہم خیال اہل علم کی انجمن جمعیۃ الانصار نے علمی اور مذہبی معاملات میں عموماً اور مدارس و مساجد کے متعلق خصوصاً اہل علم و صلحا کی عام رائے حاصل کرنیکیلئے ایک جلسہ بنام مؤتمر الانصار (جسکا اجلاس سال میں ایکبار کسی مناسب مقام پر ہوا کریگا) قرار دیا ہے جیسا کہ پہلے اعلان ہو چکا ہے۔ یہ جلسہ اہل مراد آباد کے ایک باحمیت جماعت کی دعوت پر اس سال بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۱۱ء مراد آباد میں منعقد ہوگا۔ اس اجلاس میں ایسے مدارس اسلامیہ جنکا باہمی ارتباط جمعیۃ کی کوشش سے یکساں ممکن ہے ان کے ایک مرکز پر جمع ہونے اور متفقہ سعی سے اہل اسلام کے ہر حلقہ کو (جدید تعلیم یافتہ ہوں یا اہل دینیات) ضروریات مذہبی کے پابند بنانے کے متعلق مختلف حیثیات سے بحث ہوگی۔ اور علاوہ نامور اہل علم کے مواعظ اور اردو عربی نظموں اور تقریروں کی حقیقت اسلام اشاعت اسلام۔ وحی اور الہام۔ عقل و نقل۔ تعدد ازدواج۔ جزا و سزا کے متعلق مضامین سنائے جائینگے امور مذکورہ کے متعلق جن حضرات کو کوئی تجویز یا تحریر پیش کرنیکا ارادہ ہو انکی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش ہے کہ یکم اپریل تک دفتر جمعیۃ میں بھیجدیں تاکہ جلسہ انتظامیہ سے منظوری حاصل کرکے وقت دیا جا سکے۔ اور بغیر اس پابندی کے اجازت نہ ملنے پر ملال نہ فرمائیں۔ جمعیۃ کی رائے بنظر مصالح عدیدہ یہی ہے کہ شرکاء جلسہ اپنے قیام و طعام کا خود انتظام کریں۔ لیکن استقبال کمیٹی نہایت شدت سے اصرار کر رہی تھی۔ کہ تمام مہمانوں کے مصارف اپنی ذمہ لیں بالآخر ان کی پاس خاطر بالخصوص اہل علم کی دعوت قبول کرینگی۔ عام شرکا کیلئے مکان کا انتظام مفت ہوگا اور قیام گاہ کے متصل ہر قسم کی ضروریات بہم پہونچانیکیلئے بہت اچھی دکانیں ہوں گی۔ بعض دوکاندار چار آنہ فی وقت پر نہایت عمدہ کھانا پہنچانیکے ذمہ دار ہیں۔ مناسب ہے کہ تشریف لانیوالے حضرات اپنی تشریف آوری سے یکم اپریل تک جناب منشی فضل حسین صاحب ناظم مجلس استقبالیہ ایڈیٹر ضیاء الاسلام مراد آباد کو مطلع فرماویں

اس جلسہ کو مناظرہ یا مخالفت سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور گورنمنٹ کی وفاداری کے نتایج حسنہ سے عوام کو مطلع کرنیکا اچھا ذریعہ ہوگا الحمدللہ کہ مؤتمر الانصار کی صدارت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہی مدظلہ نے قبول فرمائی ہے۔ جناب قاضی شوکت حسین صاحب رئیس مراد آباد کا صدر (پریزیڈنٹ) مجلس استقبالیہ ہونا انتظام کے اطمینان دلانیکیلئے کافی سند ہے۔ امید ہے کہ ہر طبقہ کے اہل اسلام مغتنم موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیں گے۔ اور اس متبرک جلسہ میں شریک ہو کر سعادت دارین حاصل فرمائیں گے

تجاویز

جن پر مؤتمر الانصار مراد آباد میں خصوصیت سے بحث ہو گی

(۱) انگریزی مدارس (گورنمنٹ اسکول اور کالجوں) میں مسلمان طلبا کی مذہبی تعلیم اور ان کے دار الاقامہ (بورڈنگ ہاوس) میں مسلمان طلبا کی مذہبی تربیت کیلئے جمعیۃ الانصار مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند کے اعضاء (ارکان و عمال) وقف ہوں اور ان کی ضروریات کی جمعیۃ کفیل ہو

(۲) ہر انگریزی مدارس (اسکول و کالج) میں کم از کم ۷۵ فی صدی طلبہ جن کی دوسری زبان (سکنڈ لنگویج) عربی ہو ان کیلئے جمعیۃ الانعامی وظایف جاری کرے۔ اور انتظام میں سہولت پیدا کرنے کیلئے لایق استاد بہم پہنچائے۔

(۳) ایسے منتہی (گریجویٹ یا انڈر گریجویٹ) طلبہ جنکی دوسری زبان (سیکنڈ لنگویج) عربی ہو اُن کے لئے مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند میں تعلیم دینیات کا خاص انتظام ہو۔ اور جمعیۃ [illegible] ماہوار کے وظایف جاری کرے۔

(۴) جمعیۃ مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند میں دو سال کیلئے ایک ایسی جماعت کھولے۔ جو قرآن شریف پر مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دے سکے۔ اور جسقدر تالیفات اس وقت تک اس باب میں لکھی جا چکی ہیں۔ انکی زیر مطالعہ رکھ سکے لئے اسکے لئے [illegible] سے [illegible] تک وظیفہ دیا جاوے۔

(۵) مساجد کے انتظام میں جہاں کہیں ضرورت ہو اور وہاں کے مسلمان جمعیۃ سے خواہش کریں تو جمعیۃ انکیلئے لایق عالم امامت و وعظ کے بہم پہونچائے۔

(۶) جمعیۃ اپنے اراکین و معاونین سے امید کرتی ہے کہ قرآن شریف اور دینی کتب کی طبع و تجارت میں مسلمانوں کو غیر قوموں کا محتاج نہ رہنے دیں گے۔

(۷) جمعیۃ ایسے چھوٹے چھوٹے رسایل بکثرت مفت شایع کرے گی۔ جسمیں عقاید اسلامیہ کی تعلیم آریہ کے جوابات گورنمنٹ کی وفاداری کی ہدایات ہونگی۔ فقط

خاکسار حبیب اللہ عفی عنہ ناظم جمعیۃ الانصار

مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند

[illegible]

قرآن مجید کے اسوقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں وہ سب ایسے ہیں کہ بعض ان سے عوام بخوبی مستفید نہ ہو سکتے تھے اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے لیکن فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جسکے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عام فہم اور لطیف اور دلچسپ اور دلآویز ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہو چکا ہے کہ وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اسکو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں قطع نظر کر کے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں جو انہوں نے اس ترجمے پر طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے جہانتک اس ترجمے کو پڑھا ہے میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں۔

اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمے کی نسبت بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں وہ خوبیاں ضرور ہونگی جو خدا کے پاک اور اعلیٰ کلام کے ترجمے میں ہونی چاہئیں جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں۔ وہ ہر اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ مشتاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہئے۔ ہدیہ بلا جلد تین روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔ بہ نشان ذیل طلب کیجئے۔

تلمذ محمد خان شہر جالندھر کوٹ اچھی (پنجاب)

[illegible]

بشنو کند گفتن کہ زر مغربی است
چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصراً عرض ہے کہ میرے پاس اصلی ممیرا اور اس کا سرمہ [illegible] موجود ہے۔ جن صاحب کو ضرورت ہو ایک دفعہ منگا کر آزما کر دیکھئے۔

ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ ۶ روپیہ

ممیرا قسم دوئم قیمت فی تولہ ۵ روپیہ

سرمہ ممیرا قیمت فی تولہ ۱ مقرر ہے

غربا کیلئے خاص رعایت ہوگی

المشتہر

محمد امین ازداتہ۔ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

[illegible]

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب ۲۴ علان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خط لکھنے شروع کئے ہیں شیخ ہاشم علی صاحب فدائے ... نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے ان کے علاوہ اور احباب ہر طرح سے مدد دینے کے لئے تیار ... مفت تقسیم ہونی چاہئے۔ اگر ایک سو احباب ... دس دس جلدیں ایک ... مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں تو ایک ہزار کاپی مفت شایع ... اس رسالہ کی چھپائی کا ارادہ کیا ... میں مرزا کے فضل و یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ اخیر ... العزیز شایع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم سر دست اس مقصد کیلئے میرے پاس نہ بھیجی جائے۔ ... کتاب نصف کے قریب پریس میں جا چکی ہے۔ اس وقت تک انشاء اللہ العزیز اعلان کر دونگا۔

ایسی درخواستیں آنی چاہئیں۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

آگیا ہے کھینچ کے ماء اللحم میخوارو چلو!

خزاں کا زمانہ یا پانی کا قحط کھیتیاں خشک ہو گئیں۔ درختوں کی پتیاں زرد ہو کر گر گئیں۔ نشو و نما کی قوت زایل ہو گئی۔ اتفاقاً ابر اٹھا پانی برسا جھڑی لگ گئی زمین نے سال بھر کے لئے اپنا پورا ٹرز کر لیا۔ اب وہی سوکھے ہوئے درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ کونپلیں پھوٹیں۔ کلیاں نکل آئیں۔ پھول لگے پھل لگے گا

ہے یہی موسم۔ یہی موقعہ خریدارو چلو!

یہی حالت ہمارے ماء اللحم عنبری کی ہے۔ اس کے استعمال سے سوکھے ہوئے اعصاب اسی طرح تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ ... باراں ... سال بھر کے لئے تندرستی کا بیمہ ... وہ پاکیزہ شراب ہے ...

یہ ماء اللحم عنبری دو آتشہ

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں ... تازہ میوہ جات ... تیار ہوتا ہے اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ ایک کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے تازہ بتازہ اور مفید کشید کیا گیا ہے۔ ... ہے جلد منگا لیجئے ... بلغم کو چھانٹتا ہے۔ ناقص رطوبتوں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر جوانوں کیلئے مایہ عیش۔ بڈھوں کیلئے آب حیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن

قیمت فی بوتل (عہ) ایک درجن ... روپیہ۔ ایک بوتل میں ۱۲ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم روانہ نہیں کیجاتیں۔ ریلوے پارسل سے منگوانے میں خریدار کو محصول میں کفایت ہوگی۔

نوٹ: شفاخانہ ہذا کے تجربات فقرا و دیدک حکماء تمام ہندوستان میں مشہور ہیں لوکل غربا کو دوا مفت دیجاتی ہے۔ ہزارہا اسناد بہ ... ہدف دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔

المشتہر

... امین آباد ... لکھنؤ

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطور کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا روح حیات فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایکدفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے صاحبزادہ ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۹۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے۔ جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکو پینے والیکو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا کہ دنیا کے اکثر جج بی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے اور فاسفورس کو جمع کر کے مزاج میں صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے جان ڈال کر ہر انسان کو صحیح تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی ہٹ کر یہ آب ہو جاویں۔ ہندوستان اور انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونیکے بھی دن بدن ترقی کر رہی ہوئی مانگ اور ۸۹۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونیسے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو ٹرانا شروع کر دیتی ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد۔ اور جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات عار + روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزز و لطائف بحال ہو جاتی ہے بلکہ ہر قسم مریض نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ شیشی خورد (عار) (یہ دو دوائیں حکیم محمد شریف آلی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

دن آگئے جلد منگایئے ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ

قوت باہ کی گولیاں

۲۳ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں مثلاً سفوف ٹس۔ اسکینا۔ ڈامینا۔ ملاکر یہ گولیاں بنی ہیں۔ مغز زیرہ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا دعوٰے رکھتی ہیں۔ زیادہ محنت۔ جوانی کی خرابی دیگر اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہوان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ہوتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۴۰ گولیاں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ ر

امتحانا نمونہ کی گولیاں بلاقیمت دیجاتی ہیں

استعمال کے اول ہی روز سے فائدہ دکھاتے ہیں ضرور امتحان کیجئے۔ اگر آپ بلاقیمت انکی آزمائش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک کیلئے دو پیسہ کا ٹکٹ بیڈ لفافہ میں بھیجئے۔ اور اسی خط میں دس خواندہ اور رئیسوں کے نام و پتہ صاف طور پر لکھیئے پتہ لکھنے میں مقام ڈاکخانہ و ضلع خوش خط میں لکھئے۔

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں۔ اول آزمائو پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے قویٰ تناسل کے متعلق ان دنوں قسم قسم کی بدکاریاں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ تعالےٰ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ یاریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگایئے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس (عہ)

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارے طلا طلسمی سے فائدہ اٹھایئے۔ اور معجون طلسمی کھایئے۔ انشاءاللہ وہ اکسیر پایئے۔ قیمت فی شیشی ۶ ماشہ (عہ)

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

باہتمام انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ... (صہ/)
خواص سے ... (عہ)
ہندوستان سے
باہر ..... (ے)
غیر مذاہب
اور غیر مستطیع
احباب سے صرف (۱۲)

نمبر ۱۳ - جلد ۱۵

الحکم

(قادیان دارالامان)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ - تاریخ کو شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی اس میں پورا اہتمام ہے - اصلی اجزا خواہ قیمتی ہو خواہ [illegible] لینے پر بھی قیمتیں وہی ہیجاتی ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ وشفاخانہ [illegible] کو دی جاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلے اور مفید دوائیں بنتی ہیں [illegible]

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنے اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں -

نوٹ جن پر اثر اور مفید ترادویات کے سبب اس دواخانہ نے شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں - اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں -

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت

(خط کا پتہ) :- بالکل یہی الفاظ لکھئے :- **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **ہیڈ لبنسز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو - تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈونس ڈنر پلس کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا - اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض کیونکہ ... زیادہ عرصہ رہتے ہیں - اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں - کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے سمجھا جائیگا - کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - جگر کی شکایت ہیجان صفراوی بخار یا تپ - بدہضمی پھیپھڑوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل - دوران یعنی چکر آنا دردسر - نفخ - کھٹی ڈکاریں آنا - مستورات کی بیماریاں - اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی - تو خون کثیف ہو جاتا ہے - اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے - ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں سادہ رنگ کی الصدر بیماریوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اخلاط کو نکالتی ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں - قیمت ۸؍ و ۱۲؍ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۸؍ والی شیشی سے بچتی ہیں - کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں - ۱۲؍ والی شیشی ڈون پی - او ربکس ۲۰۷ بمبئی سے طلب کرو -

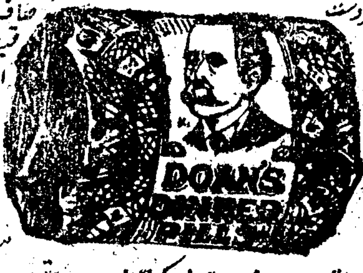

بچوں کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے - اگر ... یا پژمردہ اور بھوک تنگ ... گئی ہو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا - اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا - جو تندرستی کی یقینی علامت ہے - استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا!

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے - اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے!

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا - جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے - اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے!

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے - اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں - اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے :-

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں - اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریروں - ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں -

ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا - تو ضرور پڑھیں - اس میں نور ہدایت اور شفا ہے -

ہدیہ فی پارہ - - - (ایک روپیہ)

نوٹ سات پارے تیار ہیں - ساتوں کے اکٹھے خریدار سے معہ محصولڈاک (سات روپیہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو

گذشتہ تین ہفتے

مجھکو اوائل اپریل میں قادیان سے باہر جانا پڑا اور میری اس سفر سے غرض تھی کہ الحکم کے لئے ان تجاویز کو زیر عمل لانے کی کوشش تھی۔ جو اس کی اعانت کے لئے مفید ہو سکتی تھیں اس لئے کہ الحکم کو جاری رکھنے کے لئے میں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور بیعت کر چکا ہوں۔ اور میرا فرض ہے کہ جہاں تک میرے امکان میں ہے۔ میں اس کی اصلاح کی فکر کروں۔

ناظرین الحکم اس بات سے بے خبر نہیں کہ جب سے مشین پریس جاری کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے کارخانہ کو ایک کثیر نقصان اٹھانا پڑا جس کی تلافی اس وقت تک نہیں ہوئی۔ اس میں کلام نہیں کہ بعض احباب نے میری حوصلہ افزائی اور ہمت بڑھانے میں ہر طرح کوشش کی۔ مگر اسباب کے سلسلہ میں جو کام سب کے کرنے کا ہو۔ وہ ایک دو سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں میں شرح صدر سے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے جہاں مجھ سے الحکم سے الگ نہ ہونے کا عہد لیا۔ وہاں الحکم کی اعانت میں واجب التقلید حصہ لیا۔

صرف آپ کی خلافت کا عہد الحکم کی زندگی میں ایسا دور ہے کہ آپ نے متعدد مرتبہ اس کی مدد نقد روپیہ سے کی۔ پھر الحکم کے ذمہ بعض مطالبات کو ایسے طور پر ادا کر دیا کہ مجھے خبر بھی نہیں ہوئی اور ایک عرصہ بعد جا کر پتہ لگا۔ ایک ہمارے احباب ہیں۔ جو اس قسم کی نکتہ چینی کرتے ہیں۔ کہ الحکم فلاں مطالبہ کے نیچے ہے۔ اور فلاں زیر باری کا جوابدہ ہے۔ اور ایک ہمارا امطاع ہے۔ کہ اسے علم ہوتا ہے۔ کہ ایک مطالبہ الحکم کے ذمہ ہے وہ اپنی مقدرت میں ہوتا ہے۔ کہ اسے ادا کر دے۔ قبل اس کے کہ مجھے ان سے اس کے متعلق کچھ کہنے کا موقع ملے وہ خود اسے ادا کرتا ہے۔ اور مجھے اطلاع بھی نہیں دیتا۔

یہ ذکر تو ذوق سخن اور جوش شکر گذاری نے درمیان میں لا ڈالا۔ میری غیر حاضری میں الحکم کا بند رہنا نہ اس وجہ سے ضروری تھا کہ آجکل پریس ایکٹ کی وجہ سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس پلیگ اور فصل ربیع کی کٹائی کا اضافہ ہو گیا۔ کارخانہ الحکم کا ایک پریسمین بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔ اور مزدور کٹائی فصل میں مصروف ہو گئے یہ اسباب مل کر اتنے دنوں تک الحکم کے بند رہنے کا موجب ہوئے اس اثناء میں بہی خواہان الحکم نے حسب معمول تردد کے خطوط لکھے اور چونکہ میں دفتر سے غیر حاضر تھا۔ اس لئے ان کے جواب پہنچنے پر انہیں اور بھی حیرت ہوئی۔ میں نے اپنے سفر سے ایک عام اطلاع بدر میں شائع ہونے کے واسطے بھیجی تھی مگر وہ معلوم نہیں کیوں چھپ نہیں سکی بعض لوگوں نے اس تعویق کے متعلق عجیب افواہ اڑائی جو میں نے لاہور میں جا کر سنی جبکہ بعض آدمیوں نے خود مجھ سے دریافت کیا۔ اور وہ افواہ یہ تھی۔ کہ اخبار الحکم کا پچھلا نمبر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے جلوا دیا ہے۔ اور ایڈیٹر الحکم بھاگ گیا ہے۔ میں اس خبر کو سن کر اتنا حیران ہوا کہ میری زندگی میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے کہ اخبار خود میں نے شائع کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے ایسا کوئی حکم کبھی دیا ہی نہیں تھا۔ پھر یہ گپ کیوں اڑائی گئی۔ میں ایسے لوگوں کو نہایت درد دل سے کہتا ہوں۔ کہ ایسی باتوں سے کچھ حاصل نہیں۔ وہ اپنے مشغلہ کو ترک کر دیں۔ الحکم کا ایڈیٹر خدا کے فضل سے کسی بات کو چھپانے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ وہ تو اس بات کا موید ہے۔ کہ واقعات کو تاریکی میں نہ رکھا جاوے اور نہ قول اور افعال سے انہیں چھپانے کی کوشش کی جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اگر ایسا حکم دیتے۔ تو وہ بڑی خوشی سے بحمد للہ اس پر عمل کرتا۔ اور اس کا اعلان کر دیتا۔ اس لئے کہ حضرت کے ارشادات ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ اور آپ کی ہدایات ہمارے لئے موجب سعادت ہیں۔

بدبخت ہے وہ انسان جو آپ کی نصیحت کو سن کر برا منائے ایسا شفیق ناصح صدیوں کے بعد کبھی پیدا ہو نا ممکن نہیں اور میں تو اپنے آپ کو مریض یقین کرتا ہوں اور اس کے دست شفا کا محتاج اپنے آپ کو پاتا ہوں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبات کی اشاعت کا شوقین ہوں۔ پھر اگر ایسی بات ہوتی۔ تو وہ سب سے پہلے الحکم میں نکلتی۔ ایسے مفتریوں کو جو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ پر افترا کرتے ہیں۔ توبہ کرنی چاہئے۔ ایسی باتوں سے الحکم کو انشاء اللہ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو اپنا بازو قرار دیا ہے۔ اب جو چاہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت کا بازو ٹوٹ جاوے۔ وہ زور آزمائی کرے مگر خدا سے ڈرے۔ ایسی افواہوں سے میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔

کیا ایسی افواہوں کے مرتکب جرأت کر سکتے ہیں۔ کہ وہ علانیہ اپنی غلطی کا اقرار کریں؟ واقعات اس کا جواب دینگے۔

پس میں ناظرین کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ کے لئے جب تک کہ ان کا الحکم سے تعلق ہے۔ یاد رکھیں۔ کہ الحکم یا ایڈیٹر الحکم کے متعلق اگر کوئی افواہ پھیلائی جاوے۔ تو وہ مجھ سے براہ راست دریافت کر لیں۔ اور ایسے آدمی کی تحریر حاصل کریں تاکہ میں اسے حضرت امام کے حضور پیش کر سکوں۔ الحکم کی اشاعت میں اگر کبھی کوئی روک ہو۔ تو وہ ان اسباب کے ماتحت ہوگی۔ جو میرے اختیار اور مقدرت سے باہر ہوں۔ الحکم اپنی کسی غلطی کے اظہار میں خدا ہی کے فضل و کرم سے شرم نہیں کریگا۔ اور نہ کسی ایسے امر میں جو اس کی سمجھ میں حضرت مسیح موعود یا آپ کے جانشین کے صریح ارشادات اور ہدایات کے خلاف ہو۔ اس پہلو کو لینے کا حوصلہ کر سکتا ہے۔ جو سلسلہ کے اغراض کے منافی ہو۔ وہ خدا تعالی سے حق کی اشاعت اور تائید کی توفیق چاہتا ہے۔ اور اسی کے لئے ناظرین سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ یہ سطور مجھے محض غلط فہمی کے رفع کرنے کے لئے لکھنی پڑی ہیں ورنہ

یعلم اللّٰہ کہ بکس نیست غبارے ما

ایوانِ خلافت

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے حضرت امام ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت قابل شکر گزاری ہے۔ اللہ تعالی نے یہ ایک عجیب نشان ہمیں دکھایا ہے۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

احمدی قوم نے اس مرد خدا کی اس بیماری میں بہت سے نشانات کا مطالعہ کیا۔ اول تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو حضرت کے گھوڑے سے گرنے کے متعلق کی گئی تھی۔ پھر بعض اور بھی نشانات پورے ہوئے۔ جن میں سے ایک مرتد ڈاکٹر کی پیشگوئی کے خطرہ کا دور کرنا بھی تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ جو خطرہ شیطانی کسی کے لئے موجب ٹھوکر ہو سکتا تھا حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں پیشگوئی کے کرنے دجال کا نامراد رہنا اس امر کی دلیل ٹھہرا کہ اسے خدا تعالی سے کوئی تعلق نہیں۔

پھر اس علالت نے احمدی قوم کے مستقبل پر خود حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو اندر ہی اندر غور کرنے کا عجیب موقعہ دیا۔ اور آپ کو دعاؤں کے لئے مخصوص کر لیا۔ اس پانچ ماہ کے عرصہ میں جسقدر دعائیں آپ نے کی ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ پہلے ایسا موقعہ نہیں ملا ہوگا۔ ہر سانس آپ کا دعاؤں کے ساتھ آتا جاتا تھا۔

اللہ تعالی پر ایمان بڑھانے کے لئے ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ ان کی تفصیل بہت وقت چاہتی ہے۔ خدا کرے کہ وہ لوگ جنہیں اس علالت میں آپ کے پاس کثرت سے رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ ان تمام واقعات کو قلمبند کریں۔

ایام علالت میں آپ تبلیغ حق کے لئے بہت حریص رہے اور تمام ایسے اوقات میں جبکہ آپ کی حالت نازک سمجھی جاتی رہی۔ آپ نے بار بار فرمایا

کہ مجھے اپنے مولی پر بڑی امیدیں ہیں۔

صدقات اور خیرات کی کثرت سے آپ نے دکھایا کہ امراض اور مشکلات میں صدقات کی طرف توجہ کرنا فضل رب کو جذب کرنا ہے۔ اپنی بیماری میں آپ نے باوجود تکلیف و تقاضائے سن کبھی بھی کسل سے کام نہیں لیا۔ اور طبعی ضرورتوں کے لئے خود بڑی جرأت اور حوصلے سے اٹھتے رہے اب جبکہ آپ کی طبیعت بہت درست ہو چکی ہے اور زخم بہت ہی کم باقی ہے۔ آپ نے اپنے وقت کو

درس تدریس کی نذر کر دیا

اور عرصہ سے بخاری شریف کا درس شروع ہے اور خدا کا شکر ہے۔ کہ شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے اسے ختم کر چکے۔ مجھے گذشتہ تین ہفتہ آپ کی صحبت سے الگ رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اس اثناء کے ان واقعات کو (جو ہمارے لئے رشد اور ہدایت کا موجب ہو سکتے ہیں) میں درج نہ کر سکنے کی وجہ سے افسوس کرتا ہوں۔

اور اب جو کچھ ملے گا۔ اسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق پاتا ہوں

خضر کی تحقیقات

۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء کو جس دن کہ میں قادیان سے باہر جاتا ہوں۔ بٹالہ سے ایک منصف صاحب اور ایک مختار عدالت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مختار صاحب نے

آپ سے دریافت کیا کہ خضر کیا ہے؟

فرمایا۔ جب کوئی قوم حق سے دور جا پڑتی ہے اور اس طرح پر وہ گرجاتی ہے۔ تو اُس کے عقائد میں فرق آتا ہے۔ پھر اس کا اثر اعمال پر پڑتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ حوصلے پست اور ہمتیں کمزور ہو جاتی ہیں وہ روحانی ترقیوں سے ہی نہیں رُکتی۔ بلکہ دُنیوی رنگ میں بھی پستی کی طرف چلی جاتی ہے۔ چونکہ میں اس بات پر سچے دل سے یقین رکھتا ہوں اور یہ میرا ہی نہیں تمام راستبازوں کا تجربہ ہے کہ تمام ترقیات کی جڑ

سچے عقائد اور اعمال صالحہ ہیں۔

اس حالت تنزل میں اس کی علمی اور عملی کمزوریاں عجیب عجیب ایجادیں کرالی ہیں۔ آجکل مسلمانوں کی حالت بہت گر گئی ہے۔ اس لئے کہ ان میں خدا تعالیٰ کی کتاب کی عظمت اور اس پر عمل کرنے کا جوش نہیں رہا۔ اور وہ خدا کی کتاب کو ترک کرکے خود ہر طرف سے گر رہی ہے۔ اس واسطے اس پستی کے دور میں ایسی تحقیقات کی طرف متوجہ ہو چلی ہے۔ جو اس کے اعمال پر مؤثر نہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ آدم کو پیدا ہوئے کتنا عرصہ گذرا۔ اس کے ہاں ون کے پہلے حصہ میں لڑکی اور دوسرے میں لڑکا پیدا ہوتا تھا تو ان کے نکاح کیونکر ہوتے تھے۔ لیکن اگر غور کیا جاوے اور آپ بھی فکر کریں کہ کیا ان تحقیقاتوں سے کوئی روحانی ترقی یا اصلاح نفس وابستہ ہے۔ یا یہ کوئی علمی ترقی کا ذریعہ ہے۔ عملی رنگ میں اگر دیکھیں تو شریعت ہی اور ہو رہی ہے ایسے وظائف اور اوراد لوگوں نے تجویز کر لئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی کتاب ہی چھوٹ گئی ہے۔ اس قسم کی بحثوں اور تحقیقاتوں میں سے خضر کی بحث ہے۔

میں آپ کو اس کے متعلق اپنی تحقیقات ابھی بتاؤں گا جس پر خدا کے فضل سے میں ایمان رکھتا ہوں۔ مگر میرا کام چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اس لئے میں نے اس درد دل کا اظہار آپ سے کیا ہے۔ جو مسلمانوں کی حالت کو دیکھکر دل میں پیدا ہوتا ہے اور آپ کو اس واسطے سُنا دیا ہے۔ کہ شاید کسی کو نفع پہنچے۔

صرف خضر ہی کی بحث نہیں۔ بلکہ ہمارے ہاں تو تین بزرگ ایسے ہیں ایک خضر دریاؤں کے اور الیاس جنگلوں کے اور جھنڈا یا تنی مشہور ہے اور ان تینوں کو زندہ سمجھا جاتا ہے۔ جن کشتوں کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں اصحاب کہف کے کتے کی بھی ایک بحث ہے۔ کہ وہ نر تھا یا مادہ اس کا رنگ کیا تھا۔ اور ایسا ہی بنی اسرائیل کی گائے کی بحث ہے۔ غرض اس قسم کی بحثیں قوم کی پست ہمتی اور حقائق سے دوری کا ثبوت ہیں۔ قوم کے ادبار کے وقت ایسی ہی حالت ہوتی ہے ہر کام میں سست بات کریں گے۔ **دولت ہوگی تو شراب خواری** اور عیاشی کریں گے۔ حکومت ملیگی۔ تو ظلم اور سختی کے علاوہ رشوتیں لیں گے ... حقوق کریں گے۔ یہ امراض ہیں۔ جو قوم میں اس وقت بھی پیدا ہور... میں آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔

خضر لفظ قرآن مجید میں نہیں ہے اور نہ یہ نام آیا ہے۔ نہ احادیث صحیحہ میں ذکر ہے۔ ہاں بطور کہانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ خضر کا نام لیتے ہیں۔ اب خضر کی وسعت دیکھو کہ فضل شاہ میرا سالا بھی ... خضر نے میرے مُنہ میں اپنا لب ڈالا ہے۔ نور احمد کاتب کے خط کا نام خضری خط ہے۔

اولیاء کرام کی کتابوں میں خضر کی ... کا ذکر آیا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ خضر کیا چیز ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ایک نبی کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ولی کا نام ہے۔ صوفی کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ ہدایت ملی وہ خضر ہے۔ چنانچہ ایک شعر آپ نے بھی سُنا ہوگا

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

یہاں ہر ہادی کا نام خضر رکھا ہے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ کہا گیا ہے کہ خضر فرشتہ کا نام ہے۔ جیسے جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا خضر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ کتب یہود میں معراج نامہ موسیٰ ایک کتاب ہے۔ اس میں فرشتہ کا نام حضر لکھا ہے اور میری تحقیقات میں حضر ہی صحیح ہے اور اسی کو خضر بنا لیا۔ بعض علاقوں میں ح کو خ سے تلفظ کر لیتے ہیں۔ جیسے راولپنڈی کے ضلع میں حضر کے معنے جبرئیل کے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حضور رہتا ہے۔ وہ ایک فرشتہ ہے خواہ وہ متمثل ہو کر نظر آوے یا کسی آدمی کے ذریعہ تحریک کردے۔ میری تحقیقات میں ایسی تحریک فرشتہ ہی کا کام ہے۔ چونکہ ہر ہادی اور رہبر اس کی تحریک سے کام کرتا ہے اس لئے وہ خضر کہلاتا ہے اور وہ تین طرح ملتا ہے یا تو متمثل ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کی شکل میں دیکھا بعض کہتے ہیں کہ کوئی بزرگ جو ہدایت کا موجب ہوا تو اسنے کہدیا کہ خضر تھا میرا ایک دوست تھا وہ کسی زمانہ میں فسق میں مُبتلا تھا۔ ایک مرتبہ ضلع ہوشیارپور میں کسی ندی کے کنارے جا رہا تھا کہ ایک شخص ملا۔ اور اس نے یہ آیت پڑھی الم یان للذین آمنوا۔ الآیۃ۔ ایسی چوٹ دل پر لگی۔ کہ فوراً توبہ کرلی۔ اس کا یقین تھا کہ وہ خضر ہے۔ غرض میرا یقین ہے۔ کہ وہ فرشتہ ہے یا اس کا متمثل اور رہبر کامل

ریا کا علاج اور ملامتی فرقہ کی حقیقت

۲۸ اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت کی خدمت میں میرے ایک مخلص اور مکرم بھائی نے ایک عریضہ پیش کیا۔ جس میں انہوں نے ایک روحانی مرض کا علاج چاہا تھا۔ حضرت نے اس کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ آپ کی طبیعت میں بے حد جوش تہا۔ حضرت اس میرے مخلص بھائی سے خصوصاً محبت کرتے ہیں۔ اور اُس کی قدر آپ کے دل میں ہے۔ بوجہ اس اخلاص کے جو اس کو حضرت سے ہے۔ حضرت کے سر میں ضعف تھا۔ مگر کچھ ایسا جوش تھا کہ بہت کچھ اس مضمون پر کہنا چاہتے تھے اور اس جوش کو روک نہ سکتے تھے۔ اس لئے نہایت محبت سے فرمایا کہ آپ اب تشریف لیجائیں۔ آپ کو دیکھ کر بہت تحریک بولنے کی ہوتی ہے اور وہ میرے لئے اس وقت مضر ہے۔ یہ آپ کے جوش اصلاح کا ایک نمونہ تھا۔ جو دیکھنے والے ہی دیکھ سکتے تھے۔ میرے مخدوم بھائی نے فائدہ عام کے لئے اجازت دی ہے۔ کہ میں ان کے سوال اور آپ کے جوابکو شائع کردوں۔ خدا کرے۔ اپنی اصلاح کے لئے ایسا جوش ہمارے اندر بھی پیدا ہو۔ اور ہم اپنی کمزوریاں حضرت امام کے حضور عرض کرنے میں کبھی شرم نہ کریں میں تو اسے اعلیٰ درجہ کی خوبی سمجھتا ہوں۔ ایڈیٹر

نامۂ مریض

تو دستگیر شو اے خضر پئے خجستہ کہ من
پیادہ میروم وہمرہان سوارانند

السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وحفظہ وطیب صلاتہ وتائیدہ وعونہ وصونہ۔ رات دن۔ صبح شام ہر وقت کی جلوت ہے۔ کوئی موقعہ خلوت کا مجھکو میسر نہیں ہے۔ اُونچی جماعتوں کے سمجھدار بچوں میں رہتا ہوں جن کے لئے میرا نمونہ اور میری عملی زندگی ہی زیادہ مفید اور اثر انداز ہو سکتی ہے۔ ایک کئی روز سے میں اپنی ایک کمزوری سے مطلع ہو کر سخت خلجان میں گرفتار ہوں سو وہ کمزوری یہ ہے۔ کہ میرے اعمال نیک کی کسی کو اطلاع ہوتی ہے تو اُس سے میرے دل میں عجب ورِیا پیدا ہوتا ہے۔ یعنی میرا قلب دراصل ریا کے پلید مرض سے ماؤف ہے۔ اپنے اس مرض کی اطلاع پاکر مجھکو سخت کرب اور تکلیف ہے۔ کبھی جی چاہتا ہے کہ ملامتیہ فرقہ کے اعمال بجالاؤں۔ لیکن اس میں دوسروں کے ابتلا کا اندیشہ ہے۔ احیاء العلوم میں بھی ریا کا باب مطالعہ کیا۔ لیکن میں تو اسقدر کمزور ہوں۔ کہ اُس کے علاج پر بھی کاربند نہیں ہو سکتا۔ میری روح تحلیل ہوئی جاتی ہے۔ حضور کوئی علاج بھی بتائیں اور دعا بھی بہت فرمائیں۔ حضور سے یہ عرض کرنا بھی درحقیقت ریا سے خالی نہیں۔ لیکن امید ہے کہ اس طرح میرے درد کی دوا ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مرا شیشہ بردوش و باران سنگ
نہ یارائے رفتن نہ جائے درنگ

حضرت کا جواب

فرمایا بعض غلطیاں مسلمانوں میں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے دور ہو سکتی ہیں نادان فلاسفروں نے معیار صداقت پر کتابیں لکھی ہیں۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ کوئی ایسا معیار صداقت قائم کر دیتے۔ یا قائم ہو جاتا۔ تو پھر اختلاف اُٹھ جاتا۔ دو بھائی ہوتے ہیں۔ ایک ریاضی سے دلچسپی رکھتا ہے۔ دوسرا لٹریچر سے۔ میں نے ایک مرتبہ مولوی محمد علی سے کہا۔ کہ فلسفہ کا ایک مسئلہ بتاؤ۔ اُس نے کہا کہ مجھے دلچسپی نہیں۔ حالانکہ وہ ایم۔ اے ہیں۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کے معاملہ میں ایک شخص خود ایک پتھر کو تراشتا ہے اور باوجود اس کا خالق ہونے کے اس کے آگے سجدہ کرتا ہے۔ دوسرا درخت کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور تیسرا قبر کو معبود بنا لیتا ہے۔

میں نے ایک رئیس کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے مٹی کا عضو تناسل بنا کر آپ ہی اس کی پوجا کرتا تھا۔ کیا یہ عقل و فکر کی بات ہو سکتی ہے غرض معیار صداقت قائم نہیں ہو سکتا۔ وہ معیار صرف خدا کا فضل ہے۔ اس پر ہی کام چلتا ہے ملامتی فرقہ کے اعمال اختیار کرنے سے اصلاح کا خیال غلطی ہے۔ یہ فرقہ کم عقلی سے پیدا ہوا۔ اور شیطان کے پنجہ میں گرفتار رہے۔

سب سے زیادہ ملامتی انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ان سے بڑھکر ملامت کیا کسی کو ہوئی ہے کبھی نہیں کسی امیر کو نہ فقیر کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ ملامت ہوئی کہ ملک چھوڑنا پڑا۔ حضرت لوط اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو بھی ملک چھوڑنا پڑا اور اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کو کسقدر ملامت ہوئی۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صاحب کو جس قدر گالیاں دی گئی ہیں۔ کیا کسی تکیے کے فقیر کو بھی دی گئی ہیں ایسے فقیر جو ملامتی بنتے ہیں۔ انہیں تو مجذوب کہدیتے ہیں اور وہ پھر اس قدر بڑھ جاتے ہیں۔ کہ شراب پیتے ہیں اور زنا کرتے ہیں

اور لوگ کہدیتے ہیں کہ خلقت اندھی ہے۔

اصل فرقہ ملامتی انبیاء علیہم السلام اور اُن کے اتباع کا ہے جسقدر انسان نیک ہوگا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریگا اسیقدر ملامت بڑھ جائیگی اور خلقت دشمن ہوجائیگی اپنی تبلیغ میں جب تم کھول کر سلسلہ کا ذکر کروگے یا عیسیٰ کی خدائی اور بتوں کو خدا بنانے اور گورو نانک کو اوتار قرار دیئے جانے کی مخالفت کروگے۔ خواہ نخواہ ملامت ہوگی- اور لوگ دشمنی کرینگے حق گو سے بڑھ کر ملامتی کون ہوسکتا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت ہوئی اور اُن کے خلاف خطرناک منصوبے ہوئے اور انہیں ایذائیں دی گئیں۔ یہاں تک کہ ترک وطن کرنا پڑا۔ یہ ملامت ہی کا نتیجہ تھا اور یہ ملامت خلاف شریعت افعال سے پیدا نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے سے

اندھی دُنیا نے ان کی مخالفت کی

مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے محبت ہے ایک مرتبہ میں سیالکوٹ حضرت صاحب کے ساتھ گیا۔ لوگوں نے کہا کہ کچھ سناؤ میں نے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد پر وعظ کہا شام ہوگئی لوگ چلے گئے ایک آدمی نے ایک شخص سے پوچھا کہ آج نورالدین نے کیا وعظ کیا اُس نے کہا۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ پر تقریر کی ہے۔ وہ بولا کہ نورالدین منافق ہے اُس نے مرزا صاحب کا ذکر نہیں کیا لوگوں نے یہ بات مجھے پہنچائی میں نے کہا کہ میں تو ملامتی ہوں۔ اُس نے ایسا کہا تو کیا ہوا ممکن ہے اُس نے دوستوں نے ملامت کی ہوگی۔ وہاں تو سب احمدی تھے پھر اگر میں نے مرزا صاحب کا ذکر نہیں کیا تھا تو کس کے خوف سے مگر نہیں انبیاء علیہم السلام کے سچے اتباع ملامتی ہوتے ہیں۔ ان کی غرض لوگوں کو خوش کرنا اور اپنی تعریف سننا نہیں ہوتی۔ میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ اسے یہ آیت سنا دو۔

اذا ذکر اللہ وحدہ الآیۃ و اذا ذکر الذین من دونہ الآیۃ

کیا مطلب کہ اگر جناب الٰہی کا ذکر کیا جاوے تو بعض بے ایمان دل برا مناتے ہیں کشمیر میں اگر واعظ شیخ ہمدانی اور سید عبدالقادر جیلانی رح کا ذکر نہ کریں۔ تو لوگ دشمن ہوجاتے ہیں وہاں خطبہ میں بھی یہ ذکر لازمی ہے چشتی ہوں تو خواجہ معین الدین چشتی کا اور نقشبندیوں میں خواجہ نقشبند کا اور قادریوں میں عبدالقادر اور شیعہ میں امام حسین رض کا ذکر ہو تو یہ لوگ خوش ہوتے مگر یہ خوشی تو اللہ کے سوا مخلوق کے ذکر سے ہوئی ایسے کو یہی کہ یہ بڑا مومن ہے۔ ان کی عظمت اس کے دل میں ہے۔ مگر مومن حقیقی امر بالمعروف کرنا چاہتا ہے۔ اس کے دل میں محض خدا تعالیٰ کی عظمت ہوتی ہے غرض ملامتی اس کو نہیں کہتے جو ننگ دھڑنگ پھرے نبیوں کی اتباع کئے جاؤ۔ اسی کی ضرورت ہے سادہ نبی کی اتباع ہی کا حکم ہے۔ رہی ریا اس کے متعلق میں تمہیں دو فقیروں کا واقعہ سناتا ہوں۔ جن کو میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو بھی ریا آتی ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ کیا ان جانوروں بیلوں اور گھوڑوں کے سامنے نماز پڑھتے ہوئے تمہیں ریا آتی ہے اُس نے کہا کہ نہیں پھر انہوں نے کہا کہ ۔۔ ہماری نماز کے وقت لوگوں کی حقیقت بیلوں سے زیادہ نہیں تو ہمیں ریا کیوں آئے؟

ایک سرکاری حکم ہے مثلاً یہ کہ نماز پڑھو۔ بس تمہارا کام یہ ہے کہ اس کی تعمیل کرو نفس کہتا ہے لوگ دیکھتے ہیں۔ بہت اچھا دیکھیں ہمیں اس سے کیا ہم نے صرف تعمیل ارشاد ربانی کرنی ہے۔ شیخ غزالی صاحب بڑا التحمد کرتے ہیں ان کی کتابوں کو دیکھا جاوے تو وہ بہت ڈراتے ہیں شیخ محی الدین ابن عربی ایسی امید دلاتے ہیں کہ بہشت میں ہی چلے جاتے ہے۔ قرآن مجید کو آپ پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور تدبر کریں۔ اول وقت نماز پڑھنی چاہئے اور کبھی اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ کوئی دیکھتا ہے یا کیا کہتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ سب سے بڑھکر ملامتی انبیاء ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کچھ کہا گیا۔ کاہن۔ شاعر۔ مجنون۔ ساحر۔ یریدون ان یتفضل علیکم۔ پھر اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا حضرت صاحب کے حق میں لوگوں کے فتوے دیکھے اور سامنے ان کو کہتے سنا پھر اپنے حق میں گالیاں سُنیں اور فتوے دیکھے مگر میں اس راہ کو مبارک سمجھتا ہوں کیونکہ یہ انبیاء کی اطاعت کی راہ ہے اور نبی کی اتباع میں سب سے بڑی ملامت ہے۔ برخلاف اس کے جو ملامتی آپ بنے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ پوجے گئے ہیں۔ میرے سامنے جب کوئی شخص نذر رکھتا ہے۔ تو میرا دل کانپ جاتا ہے کہ خدا جانے یہ مجھ کیا سمجھتا ہے۔ اس کو یہ خیال ہوگا۔ کہ خدا کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں اور یہاں یہ حال ہے کہ ۶ ماہ سے پڑے ہیں بوجہ بیماری تندور کے۔ مصرف نہیں دیکھ سکا۔ میرا خدا کھانے کے لئے تو عجیب طور سے بھجواتا ہے۔ یاغستان سے دو روپیہ گُڑ آئے جو نہایت اطیب تھے اُس نے بھجوا دیئے۔ مجھے سکھوں اور جینیوں نے بھی دیا۔ جن کو مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا۔

ہمارے ایک بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے ایک بھائی شیخ محمد تھے۔ اُن کی بی بی کا نام ام حبیبہ تھا۔ وہ اس قدر ذکر شغل میں بڑھیں۔ کہ اُنہوں نے ذکر الٰہی کے لئے نوافل کو چھوڑ دیا پھر اور ترقی کی تو سنت غیر موکدہ کو چھوڑا۔ پھر جو اور لذت بڑھی تو سنن موکدہ میں فرق آنے لگا۔ خاوند کو فکر ہوئی۔ کہ بیوی ترقی کررہی ہے اُنہوں نے جو دریافت کیا تو کہا کہ ذکر الٰہی میں اس قدر ذوق شوق ہے کہ سنن اور نوافل نہیں پڑھتی میاں نے کہا کہ آپ لاحول کا بھی ذکر کریں۔ وہ لاحول پڑھنے لگی دیکھا کہ مصلے پر ہنومان آگیا ہے۔ تو بی بی صاحبہ نے اسے دھتکار دیا اور کہا کہ یہ کیوں؟ ہنومان نے کہا کہ یہاں تو ہمارا ہی دخل تھا۔ یہ اب کیا کرتوت شروع کردی۔ تم تو ہمارے قابو میں آگئی تھیں اتنے میں میاں بھی آگئے۔ اور اُنہوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے تو کہا کہ اب تو نوافل اور سنن پڑھا کریں گے غرض یہ خوب یاد رکھو

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

ہمیں کافی دین مل گیا ہے۔ نفس ریا کرے کرنے دو ہم فرمانبرداری کرتے ہیں اُسے کہدو کہ تو خود سزا پائیگا۔ ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ ہر شیطانی وسوسہ کا علاج لاحول ہے۔ ہم نے شیطان کو دیکھا ہے۔ اور اس کے بھاگنے کا بھی تجربہ کیا ہے۔ نوردین کے پہلے صفحہ پر استغفر اللہ تین مرتبہ لکھا ہے اور لاحول تین مرتبہ۔ جب میں اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے نوردین لکھتا تھا تو میں نے دیکھا کہ ہندوؤں کے گھر میں میری شادی ہوئی ہے۔ وہ ساس کہتی ہے کہ آخری پوجا ایک مندر میں کراؤ۔ تو پھر لڑکی کو لیجاؤ۔ وہ مجھے ایک مندر میں لے گئے۔ وہاں دو بڑے بڑے بُت تھے اُن کے منہ جنوب کو ہیں میرا منہ شمال کی طرف ہے۔ مجھے ان کو سجدہ کرنے کو کہا۔ مگر مجھے یاد آگیا۔ کہ اسلام اور بُت کو سجدہ میں نے بڑے زور سے استغفار شروع کیا۔ جب تیسری مرتبہ پڑھا۔ تو وہ بُت دھڑام سے گر گیا۔ پھر دوسرے کی طرف توجہ کی۔ تو وہ استغفار سے نہیں گرا۔ میں نے سمجھا کہ یہ انسانی فعل ہے اس کے لئے زبردست ہتیار چاہئے۔ اور وہ لاحول ہے۔ تیسری مرتبہ جب لاحول پڑھا۔ تو وہ بھی گر گیا اور بائیں طرف سے شیطان آیا۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا بڑا چمٹا تھا۔ دونو ہاتھوں سے پکڑ کر میرے سر پر مارنا چاہا تو میں نے لاحول پڑھا اور وہ بھی بھاگ گیا۔ تو میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ شیطانی وساوس کے لئے **لاحول** زبردست ہتیار ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بڑی بہادری ہے باقی سب نفس کے دھوکے ہیں۔ میں چاہوں تو اس مضمون پر کئی گھنٹے لیکچر دوں اور مشاہدات سناؤں۔ یہ سب کچھ اس کے فضل سے ہی ہوسکتا ہے۔ زیادہ لاحول پڑھو۔ شریعت کی پابندی کرو۔ محمد رسول اللہ نے بڑی تلوار ماری ہے۔

میں بڑے نبیوں کے علم جانتا ہوں۔ بائیبل تو نوک زبان ہورہی ہے۔ ویدوں کو بھی بڑے عالموں سے سُنا ہے۔ اوستا۔ ژند وستا۔ گاتھ۔ دساتیر ہمارے گھر میں ہیں۔ ان کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے۔ جو کچھ بھی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے باقی سب اوت پٹانگ ہے اسے حوالہ بخدا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی دستگیریاں کی ہیں میرے لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہی دلربا ہیں۔ اور کسی کی عظمت ہی نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں سمجھ میں نہیں آتی۔

احمدی اور غیر احمدی کے سوال کا قطعی فیصلہ

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں اس سوال پر بحث ہوچکی ہے۔ جو آجکل غیر احمدیوں کے متعلق پیدا ہوا ہے۔ میں نے لکھا تھا کہ حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد نے اس پر ایک مبسوط مضمون لکھا ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ مضمون اب حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے ارشاد اور استصواب کے ماتحت پبلک ہوتا ہے۔ بدر میں تو اسی ہفتہ شائع ہوجائیگا۔ الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ تمام وکمال اسے چھاپ دیا جاویگا۔ تشحیذ میں بھی چھپ رہا ہے۔ با ایں اس کی کثرت سے اشاعت کی ضرورت ہے۔ اس مضمون کے بعد اس بحث کا انشاء اللہ خاتمہ ہوجائیگا اور ضرورت نہ رہیگی کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کی پوزیشن کے متعلق پھر سوال اٹھایا جاوے۔ اس سے ان فتووں کی حقیقت بھی کھل جائیگی جو احمدی قوم کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے شائع ہوئے ہیں اور جن سے ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ الحکم کی اسی اشاعت میں فرقہ ملامتی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر غور سے پڑھنے کے قابل ہے۔ جب کہ ہم ایک نبی کے متبع ہیں۔ تو کیا ضرورت ہے۔ کہ خواہ نخواہ لوگوں کی عام ہمدردی یا تعریف کو حاصل کرنے کے لئے اپنے عقاید کو صفائی سے بیان نہ کریں بہرحال حضرت صاحبزادہ صاحب کا مضمون قابل غور ہے۔

ایڈیٹر

علم فلسفہ

معیار الخیالات

اس عالمانہ کتاب کا مطالعہ کرنے سے ہی پتہ لگ سکتا ہے کہ فاضل مصنف نے مضامین ہیں مفصلہ ذیل مثلاً

روحانی سیر۔ خدا۔ فعل خالق۔ عبادت پرستش یعنی پوجا۔ خیرات۔ مذہب جیو آتما یعنی روح انسانی۔ تعلیم۔ دولت۔ عشق۔ ادب۔ دوستی۔ رحم۔ حمل میں آئینے نا موت قواعد حفاظت جسم۔ نشہ بازی۔ استغراق۔ موت۔ حیات بعد موت کے اوپر کن عالمانہ دلایل سے بحث کی ہے۔ اور ہر ایک مذہب و ملت کے انسان کو کتاب ہذا کا مطالعہ کرنا کن کن معلومات کا ذخیرہ پیدا کرتا ہے۔

چونکہ فاضل مصنف نے اس کتاب کو کئی ہزار کی لاگت سے باعلم سوسائٹی میں بالکل مفت بلکہ محصول ڈاک بھی اپنی طرف سے ادا کرکے تقسیم کیا ہے اس لئے نوٹس ہذا کا مطالعہ فرماتے ہی بذریعہ ڈاک کارڈ نہایت جلد اطلاع دیں۔ کیونکہ یہ رسالہ روزمرہ ہزار ہا کی تعداد میں معززین و عالمان کی خدمت میں روانہ ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے تاکہ جلدی ختم نہ ہو جاوے اور پھر جناب کے حکم کی تعمیل نہ ہو سکے۔ اور رسالہ پلیگ بھی چھپ گیا ہے جو کہ بغیر قیمت اسی رسالہ کے ہمراہ روانہ ہوگا۔

سکرٹری لائبریری رسالہ معیار الخیالات جگادھری ضلع انبالہ پنجاب

آریہ سماج اشتعال انگیز پالیسی کی بانی ہے

۱۸

۱۷ - مارچ ۱۹۱۱ء کے اخبار ہندوستان لاہور میں صفحہ پر شریمان پنڈت رام بھجدت صاحب بی-اے پلیڈر لاہور کی وہ تقریر درج ہوئی ہے - جو صاحب موصوف نے مقتول لیکھرام کی برسی کے دن آریہ سماج کے جلسہ میں کی تھی - چونکہ اس تقریر میں پنڈت صاحب مہاراج نے تعصب کی بنا پر حق و باطل کا خیال نہیں رکھا - اس لئے عوام کو غلط فہمی کے خطرناک مرض سے بال بال بچانے کے لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ ذیل میں اس پر کسیقدر خامہ فرسائی یا ریویو کیا جاوے۔

وھو ھذا

سب سے پہلے جناب پنڈت صاحب نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ آریہ سماج ان بزرگوں کو جن کو سناتن بھائی اوتار کی پدوی (خطاب) دیتے ہیں - بہ حیثیت مجموعی اوتار اور دیوتا تو نہیں مانتی - لیکن بوجہ بزرگ ضروری مانتی ہے - مثلاً رام چندر جی اور سری کرشن جی مہاراج کو جن کو ہندو اوتار مانتے ہیں - اور اسی لئے جہاں کہیں ان بزرگوں کی ہتک ہوتی ہو یا کوئی بدزبان آدمی ان پر گالیوں کی بوچھار کر رہا ہو - تو آریہ سماج ان نظارہ کو دیکھکر چپ نہیں رہ سکتی -

اس کے بعد مسلمانوں کے پاک بننے کی کوشش کے عنوان[1] کے ذیل میں بعض مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہوں کی عیش پسندی کے حالات کا ذکر اس نکتہ خیال کی بنا پر کیا ہے کہ جس سے معاذ اللہ اسلام کو ایسا نقصان پہونچا کہ جس کے باعث بعض مسلمانوں کو انگریزوں کے پورے طور پر تسلط نہ ہو جانے کے باوجود قومی اصلاح اور دین اسلام کو از سر نو زندہ کرنے کے خیال نے دوسرے مذاہب کی عیب جوئی اور خصوصاً ہندو دھرم پر بیجا حملے کرنے میں اسلام کی ترقی پاکیزگی اور از سر نو زندگی کا جامہ پہنانا نظر آیا - چنانچہ بقول پنڈت صاحب مسلمانوں نے ہندو مذہب پر بیجا اور فحش حملے محض مذہبی اور اخلاقی ترقی کا ضروری حصہ سمجھکر کئے ہیں - حالانکہ یہ خیالات پنڈت صاحب کے واقعات حقہ مثبتہ کے سراسر خلاف ہیں - کیونکہ مقدس اسلام کو نہ کبھی اس صورت میں ترقی نصیب ہوئی ہے - اور نہ وہ اس قسم کی حرکات کو ترقی کا راہ قرار دیتا ہے - اور نہ مسلمان اس کے کبھی روادار ہو سکتے ہیں - ہاں عہدی راجوں مہاراجوں کی زندگی کے کارناموں اگر غور کیا جاوے - اور انکی ہسٹری کی ورق گردانی کیجائے - تو لامحالہ اس قسم کے نظارے پائے جاتے ہیں یعنے ان کی نکتہ خیالی میں مذہبی اور اخلاقی ترقی کا ضروری حصہ دوسروں پر فحش حملے کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا - چنانچہ اسی بنا پر مہاراج بھیشم پتامہ نے کاشی کے راجہ کی لڑکیوں کو زبردستی چھین کر اپنے بھائیوں کی بیویاں بنانے کے لئے اس پر حملہ کیا تھا (ملاحظہ ہو اردو مہابھارت صفحہ ۱۹ تا صفحہ ۲۵) ایسے ہی راجہ پرتھی راج نے مہاراج جے چند جیسے غیور اور حیا مجسم پر فحش حملہ کرکے ان کی راج کماری سنجوگتا کو محل شاہی میں سے نکالکر اپنی عورت بنایا تھا - حالانکہ از روئے ہندو دھرم وہ اسپر مباح نہیں تھی - کیونکہ پرتھی راج صاحب جے چند مہاراج کے خالہ زاد بھائی ہونیکے باعث سنجوگتا کے چچا تھے جسکے ساتھ از روئے ہندو دھرم دعقائد سنجوگتا کا بیاہ نہیں ہو سکتا تھا غالباً مہاراج جے چند نے اسی باعث اس تعلق کو ناپسند فرمایا تھا - جسپر پرتھی راج صاحب نے فحش حملے کو اپنی فلاح اور راکشش بیاہ کے آدرش عمل درآمد کرنیکا ذریعہ یقین کیا -

معلوم ہوتا ہے کہ جناب پنڈت صاحب نے مسلمانوں پر فحش حملوں کا الزام لگانے سے پہلے اپنے مذہب کے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھا اور نہ ویدک راجوں مہاراجوں کی حرکتوں کی بھیانک تصویر کے پہلو کو سامنے رکھکر زبان شریف کو حرکت دینے کا حوصلہ کیا - ورنہ انپر علی وجہ البصیرت واضح ہو جاتا کہ فحش حملے کرنیکی تعلیم دینے والا یا مجوزہ ہر دھرم ہو سکتا ہے جسنے راج رشیوں کو بھی ذیل کا اقرار کرنے پر دلیر کیا ہو کہ "عقلمندوں نے کہا ہے کہ جو شخص زبردستی لڑکی کو اٹھا کر لیجاتا ہے اور مقابلہ کرنیوالوں کے خون سے اپنی تلوار کو رنگین کرتا ہے وہ لڑکی کی سب سے زیادہ قیمت ادا کرتا ہے" (از راج رشی بھیشم تھا ملاحظہ ہو اردو مہابھارت صفحہ ۳۰)

پنڈت صاحب کا فرض تھا کہ وہ پہلے اپنی گھر کی یعنی اپنے دھرم کی پرتال کرتے - اور اگر اس میں ہزاروں نقص نظر نہ آتے - تو شوق سے دوسروں پر بے بنیاد حملے کرنے یا الزام لگانے کیلئے ڈٹ جاتے - لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا - حالانکہ یہ انپر فرض تھا - اور کم سے کم سوامی دیانند جی مہاراج کے ارشادات تو زیر نظر رکھنے از حد ضروری تھے جنہوں نے ہندوؤں کے قابل قدر بزرگوں کی بجائے عزت قائم کرنے کے ان کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ جسکو کوئی غیور قابل تعریف انصاف کو لحاظ سے قرار دیسکتا ہے نہیں بلکہ وہ شرح صدر سے اس امر کے آگے سر تسلیم خم کر سکتا ہے - کہ واقعی سوامی مہاراج نے ہندوؤں کے بزرگوں پر نہایت ظلم و ستم کی راہ سے فحش سے فحش حملے کئے ہیں - مثلاً مہاتما بیاس جی جیسے پوتر انسان کی نسبت ذکر جنہوں نے محض انیشور کی پراپتی تعالیٰ الہیٰ وصال الہیٰ کیلئے) دنیا کا تیاگ کیا تھا - اور تحصیل علم کیطرف رجوع کیا تھا - اور اختیار کیا تھا یہ بیان کرنا - کہ انہوں نے اپنی چھوٹی بیاد جوں اور انکی باندی سے بغیر علانیہ نکاح یا نیوگ کرنے کے تعلق پیدا کرکے اولاد پیدا کی تھی - ایسے ہی مہاراج پانڈو کی استریوں کنتی اور مادری کی نسبت قابل نفرت طریقہ سے اولاد پیدا کرنے کا ذکر کرنا دائمی تحقیق سے فحش حملے ہیں - جسکو کوئی شریف ہندو برداشت نہیں کر سکتا - (ملاحظہ ہو اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۹)

جب ہم پنڈت صاحب کے اس سراسر بے بنیاد خیال کیطرف توجہ کرتے ہیں کہ جو وہ سوامی صاحب کی کاروائیوں کو نظر انداز کرکے مسلمانوں پر لگاتے ہیں - تو ہم کو سخت تر تعجب ہوتا اور ماننا پڑتا ہے کہ واقعی دیانندی تعلیم حق و باطل کے پہچاننے کے بالکل ناقابل کر دیتی ہے - ورنہ بات تو بالکل سہل اور آسان سی ہے کہ مسلمانوں نے جو کچھ ہندوؤں کی نسبت ان کتابوں میں لکھا ہے کہ جسکا ذکر پنڈت صاحب نے کیا ہے وہ دراصل انہیں خیالات کے متعلق ہے جسکا دیانندی صاحبان آئے دن کھنڈن کرتے ہیں - اور ان کو گپوڑے قرار دیکر قابل نفرت اور بائیکاٹ کرنے کے لایق بیان فرماتے ہیں - چنانچہ پنڈت صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ "آریہ سماج خود پرانوں کا کھنڈن کرتا ہے اور گپوڑوں کی تردید میں مسلمانوں عیسائیوں سے کم نہیں" جب یہ بات ہے تو مسلمانوں کو ملزم گرداننا ہرگز درست نہیں - مسلمانوں نے ہندوؤں کے متعلق اگر کچھ لکھا ہے تو محض اسی نکتہ خیال سے جس کو پنڈت صاحب اور سماجی مہاشے بائیکاٹ کے قابل بیان فرماتے ہیں - اور یہ صاف ظاہر ہے کہ جو امور پنڈت صاحب اور سماجی مہاشوں کے نکتہ خیال میں قابل نفرت ہوں اور وہ ان کا کھنڈن کرنا اپنا پرم دھرم یقین کرتے ہوں اس کو قابل نفرت قرار دینے کے لئے جد و جہد کرنا اشتعال انگیز مواد کسی صورت میں نہیں ہو سکتا - اور نہ وہ فحش حملوں کے ذیل میں ہی شمار ہو سکتا ہے - ہاں مہاراج پانڈو کی استریوں اور مہاتما بیاس جی کی نسبت ان کی پوزیشن اور حیثیت کے خلاف ذکر اذکار واقعی فحش حملے اور اشتعال انگیز تعلیم کے ذیل میں شمار ہو سکتے ہیں - کیونکہ ان کے ساتھ کسی شریف فطرت کا اتفاق کرنا امر محال ہے -

اگر پنڈت جی مہاراج انصاف کو کام فرماکر غور کرتے - تو لامحالہ ان کو ماننا پڑتا - کہ بعض مسلمانوں نے پرانوں کے بے بنیاد اور خطرناک گپوڑوں کا جسقدر بھی کھنڈن کیا ہے - وہ دیانند صاحب اور دیانندی مہاشوں کیطرح ہرگز ہرگز اشتعال انگیز نہیں - ہاں جن ہندوؤں اور دیانندیوں نے پرانوں کے بے بنیاد گپوڑوں کی حمایت میں اسلامی معتقدات کے سراسر خلاف ہرزہ درائی کی ہے وہ واقعی اشتعال انگیز تعلیم کے ذیل میں بیان کرنے کے لایق ہے - اس لئے اگر کچھ مسلمانوں کو کرنا پڑا تو واقعی وہ ضروری تھا -

ہماری تو سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ پنڈت صاحب باوجود اس اقرار کے صحیح کہ آریہ سماج مثل مسلمانوں اور عیسائیوں کے گپوڑوں کی تردید کرتی ہے - کیوں اندر من جی کی ان تحریروں کی حمایت

[1] اس پر ہم مزید ار مضمون لکھنا چاہتے ہیں جس میں اس امر کا محققانہ اور تنقیدانہ پہلو کے لحاظ سے اظہار کیا جاویگا - (بفضل اللہ) کہ بعض مسلمان بادشاہوں کے اندر اسلام کی تعلیم کے خلاف امراض کن وجوہات سے موجود ہوئے - منہ

حمایت کی جو [illegible] ہے ایک تو گپوڑوں کی حمایت میں شایع کی ہیں۔ دوسرے اپنے بڑھوں کے داغ سے بیخبر ہو کر دوسرے کی ناحق نامعقول اعتراض قرار دینے کیلئے نہایت شوخی اور شرارت سے سیدھی باتوں پر بھی زور آزمائی کرکے خطرناک قرار دیکر۔ اور گندی گالیوں کی بوچھاڑ سے طوفان بے تمیزی برپا کیا تھا۔ پھر اس سے زیادہ عجیب اس امر پر ہے کہ سوامی مہرشی نے ان امور کی تائید کرنیوالی تحریریں کی کہ جنکا خود بدولت کھنڈن کرنے کو مددگار بنیکے لئے اعلان کرکے ہزار روپیہ [illegible] ہیں باعث ملالت خاطر آپ بھی بذریعہ اشتہارات ورنگا وفساد بھی برپا ہوں کیا ست [illegible] کا نیا گیا ان امور میں محرک ہے کہ جنکی تردید [illegible] آگیا باعث ہے۔ اسکی تائید کرنیوالا محض [illegible] قابل [illegible] ہے کہ اس سے دوسری قوم کا مقابلہ پڑ جائے؟ انصاف! انصاف!! انصاف!!!

یہ سچ ہے کہ منشی اندرمن کی مدد کرنا یا ان کی مدد کیلئے اعلان کرنا اندریں صورت واقعی خطرناک اور سیاہ غلطی ہے۔ کہ جب آریہ سماج حقیقتاً گپوڑوں کا کھنڈن کرنے والی ہو لیکن مشکل تو یہ ہے کہ شری بُت پنڈت صاحب بہادر نے شدہ جتنا ہے اس دستر پر کلام نہیں کیا۔ بلکہ جو کچھ منہ آیا وہ بغیر انصاف کرنے کے بیان فرمانے لگے۔ آریہ سماج کی اصل پوزیشن کے اظہار کیلئے جہاں ستیارتھ پرکاش کافی سے زیادہ ہے۔ وہاں اسکے اپدیشکوں اور لیکچراروں کی حرکتیں بھی اس لئے اس کے خلاف بہانی حق کے لگے پر انکی جہری پھیرنے کا کام ہے۔ ہم شریمان پنڈت جی مہاراج کے اس ارشاد کو سویکار کرنے کو تیار نہیں۔ کہ آریہ سماج ہندوؤں کی حمایت کرتی ہے۔ اگر ہم کو اس بات کے خلاف پنڈت صاحب اور سوامی صاحب اور دوسرے دیانندی مہاشی ثبوت نہ دیتے۔ تعجب کہ ایک طرف تو پنڈت صاحب ہندوؤں کے مسلمہ اوتار کے مسئلہ کے سراسر خلاف آریہ سماج کو تعلیم دینے کا اقرار کرتے ہیں۔ دوسری طرف ہندوؤں کے مسلمہ عقاید۔ دیوتی دیوتا اور مورتی پوجن کا کھنڈن والا ظاہر کرتے ہیں۔ تیسری طرف انکی خاص کتابوں پرانوں کو گپوڑوں کا ذخیرہ قرار دیتے ہیں۔ ہاں ان سب امور کی تردید کرنا آریہ سماج کا پرم دھرم بیان فرماتے ہیں۔ تو پھر کونسے وہ وجوہات ہیں کہ جس کے باعث آریہ سماج کو ہندوؤں کی حمایت کرنے والی پشتیبان قرار دیا جائے؟

ستیارتھ پرکاش سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ سوامی صاحب اور آریہ سماج ہندوؤں کو اپنے نکتہ خیال سے اسی طرح قابل نفرت یقین کرتے ہیں کہ جسطرح دوسرے مذاہب والوں کو چنانچہ اسی لئے اس میں جہاں سوامی مہرشی نے ایکطرف مسلمانوں اور عیسائیوں کی تردید میں تہذیب متانت اور عقل وخرد کو بالائے طاق رکھکر اعتراض کئے ہیں۔ تو دوسری طرف ہندوؤں کے ہر ایک فرقہ کی دل کھولکر دیسی ہی بلکہ اس سے کسی قدر زیادہ ہی تردید کرکے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کیطرح ہندوؤں کو بھی قابل نفرت یقین کرتے ہیں۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ شریمان پنڈت جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش کی تحریریں اور سوامی مہاراج کے عملی نمونوں کے خلاف کیوں آریہ سماج کو اشتعال انگیز پالیسی سے دور و [illegible] اور پرے پرے رہنے والا بیان فرمایا۔

بات یہ ہے کہ سوامی مہرشی کو نیا فرقہ بنانیکا شوق تھا۔ اور اسی لئے انہوں نے نہ صرف ہندوؤں کے خلاف ہی علم بلند کیا بلکہ دوسروں پر بھی بغیر صحیح علم کے ناجائز نکتہ چینی کرنا پڑ گئے خصوصاً ہندوؤں کے بزرگوں کے خلاف تو انہوں نے یہانتک قدم اٹھائے کہ جن امور کے وہ پہلے صریحاً منکر تھے انہیں کو قابل تعریف بیان کرنے لگے۔ مثلاً تناسخ اور نیوگ۔ چنانچہ نیوگ جیسے افعال کی تردید کا حال اس اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو سوامی مہاراج نے بزبان سنسکرت کاپی ورمیں "اشٹ ستم اور اشٹ کیم" کے عنوان سے دیا تھا۔ جیسے کہ اس میں یہ موجود ہے کہ "دوسرے کی عورت سے مجامعت کرنا جیسی گپ ہے" (دیکھو ملاحظہ ہو سوامی صاحب کی سوانحعمری مولفہ رادھاکشن صاحب صفحہ ۸۶ و ۸۷)

سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود اس اقرار صحیح کے سوامی مہاراج نے نیوگ کے لئے کیوں دوسروں کو ترغیب دی۔ اور کیوں مہرشی جی بیاس جی جیسے پرتر انسان اور کنتی و مادری جیسے نیک بختوں اور ہندو قوم کی قابل قدر عورتوں پر نیوگ کے جائز ٹھیرانے کیلئے فحش سے فحش حملے کئے ہیں؟ اس کا صحیح جواب سوامی پنڈت صاحب کے اور کوئی شاید ہی دے سکے۔ بہرکیف حقیقت حال تو یہ ہے کہ ہندو قوم پر فحش حملے کرنا۔ اور کرانے کے محرک دراصل یا تو پرانوں کے پڑھنے والے ہیں۔ اندریا سوامی صاحب کی تحریریں۔ مسلمان اگر کچھ لکھتے ہیں تو وہ صرف انکی نقلیں ہی ہوتی ہیں۔ اسلئے وہ اشتعال انگیز مادہ کے پھیلانے والے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتے۔

یہ بالکل سچ ہے کہ آریہ سماج میں جنکی سرشٹی کی ہر جب ہی سے پھیلنی ہے کہ جب سے اس کے افراد نے ستیارتھ پرکاش پر عمل درآمد کرنا شروع کیا اور سوامی جی مہاراج کو باوجود پرانوں اور گپوڑوں کا کھنڈن کرنے کے اندرمن جی مدد کیلئے۔ تاں گپوڑوں کی حمایت میں خامہ فرسائی کرنے کا خیال سوجھا۔ چنانچہ اسی لئے انہوں نے اور ان کے ارتہ سے دیانندیوں نے بجائے گپوڑوں کی تردید میں شامل ہونے کے اسکا گپوڑوں کی حمایت کرنے کو قابل مدد قرار دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مقتول لیکھرام اور اس کے دل دادہ جیلے یہ یقین کر بیٹھے کہ دوسروں پر غیر مستند کو پیش نظر رکھکر بیہودہ اعتراض کرنا۔ اور خواہ مخواہ کی زبان درازیاں کرنا آریہ سماج کی [illegible] کرنا ہے۔ پھر کیا تھا مقتول لیکھرام اور ایسے دیگرے نتھو خیرے مرد میدان بنکر لگے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اول جلول نکتہ چینی اور لایعنی اعتراض کرنے جسکے جواب کے لئے مسلمانوں کو بھی اشہب عہند اور سمند رفتار کو حرکت دینی پڑی تاکہ دیانندیوں کے ہوش ٹھکانے رہیں۔ اور وہ یہ سمجھ لیں کہ دیانندیوں کے خیالات ناقصہ دھجیاں بکھیرنے والے معدوم کا حکم رکھتے ہیں۔

یہ تو بالکل سچ ہے کہ مقتول لیکھرام نے تکذیب براہین احمدیہ اور اپنے خبط میں جو کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ وہ جہاں مستند اسلامی معتقدات کے سراسر خلاف بیانی سے پُر ہے۔ وہاں دیانندی خیالات کی دھجیاں بکھیرنے والا بھی اچھا خاصہ مجموعہ ہے۔ جسکا ثبوت دینے کیلئے بفضل اللہ کریم ہم موجود ہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط اور سیاہ شرارت ہے کہ تقرب مآب قبلہ جناب مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنی مقدس کتاب **براھین احمدیہ** اور سرمہ چشم آریہ میں آریوں کو یا ماسٹر مرلی دھر صاحب کو بے نقط گالیاں سنائی ہیں۔ اگر پنڈت صاحب کے نکتہ خیال میں دلایل لاقابل سے مخالف و معاند کا ناطقہ بند اور قافیہ تنگ کرنا بے نقط گالیاں ہیں تو ہم پنڈت صاحب کو مجبور سمجھنے کے وجوہات رکھتے ہیں۔ اور اگر اس لحاظ سے انہوں نے نسیم دعوت کو بھی گالیوں کا مجموعہ قرار دیا ہے تو لاریب وہ قابل رحم ہیں۔

الغرض

آریہ سماج کا وجود حق بات تو یہ ہے کہ اشتعال انگیز پالیسی کا ہر طرح سے موجب ہے۔ خواہ مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ جینیوں۔ سکھوں۔ سناتن دھرم۔ ہندوؤں اور پرانوں کی قدر کرنے والوں پر بے بنیاد اور نامعقول پیرایہ میں اعتراض کرنے کے لحاظ سے غور کرو۔ خواہ مسلمان ہندوؤں۔ عیسائیوں۔ اور سکھوں وغیرہ کے قابل تعظیم بزرگوں پر فحش سے فحش الزام لگانیکے لحاظ سے۔

یہ بالکل سچ ہے کہ دیانندی آریہ اور ہندو ایک نہیں بلکہ دو ہیں اسلئے آریوں نے جو لکھا ہے کہ یہ ہندوؤں کیطرف سے بطور ڈیفنس کے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور جو کچھ مسلمانوں نے ہندوؤں کے عقاید مسلمہ کے متعلق لکھا ہے اسکا بھی دیانندی آریہ صاحبان بھی ویسے ہی [illegible] کھنڈن کرنیوالے ہیں۔ پھر پنڈت صاحب کا یہ [illegible] بالکل بیجا ہے کہ جب دو چار کتابیں آریوں اور ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کیطرف سے نکل چکی تھیں تب آریہ سماج نے بطور جواب اور ڈیفنس کے ایک کتاب کا نکالنا ضروری سمجھا تھا۔ وجہ یہ کہ آریہ سماج نے نہ تو کوئی کتاب ہندوؤں کیطرف سے بطور ڈیفنس کے شایع کی۔ اور نہ مسلمانوں نے ہی ستیارتھ پرکاش سے پہلے کوئی کتاب دیانندی خیالات کی تردید میں شایع کی۔ پنڈت صاحب اگر صداقت کی راہ [illegible] ہیں تو مرد میدان بنکر ثابت تو کریں کہ آریہ سماج کے خلاف ستیارتھ پرکاش سے پہلے فلاں کتاب مسلمانوں نے شایع کی تھی۔ اور اس کے جواب میں آریہ سماج کو ستیارتھ پرکاش لکھنی پڑی۔

بدحق تو یہ ہے کہ جب سوامی صاحب نے مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کی تردید میں بیہودہ طور پر بہت ہی سر اٹھایا تو جناب مولانا مولوی حضرت محمد قاسم علیہ الرحمۃ ادامقدس باپ مرزا

صاحب علیہ السلام نے قلم اور زبان سے کام لینا فرض سمجھا۔ اس لئے یقیناً اشتعال انگیزی کی مجرم ہر طرح سے آریہ سماج ہے۔

پھر پنڈت صاحب کا قادیان کے آریہ سماج کے جلسہ میں مرزا صاحب قبلہ کیطرف سے بسم دعوت کتاب کے بطور تحفہ دیئے جانیکو گالیوں کی بوچھاڑ اور مہمان نوازی کے خلاف بیان کرنا سراسر غلطی ہے۔ وجہ یہ کہ جناب مرزا صاحب نے تو پنڈت صاحب کو بلایا ہی نہ تھا۔ اور نہ پنڈت صاحب میرزا صاحب کے پاس ہی گئے تھے۔ لیکن خوش فہمی جب تعصب کے ساتھ مرکب ہو جائے تو سوچنے سمجھنے کے لائق ہی انسان کو نہیں رکھتی۔ واقعات خود اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ اشتعال انگیزی کا پارٹ ہمیشہ آریہ سماج نے ہی لیا ہے۔ اور مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ بطور ڈیفنس کے چنانچہ کئی آریہ سماج کے اوپدیشک کئی جگہ کھلم کھلا اسلام کے خلاف اشتعال انگیز ہرزہ درائی کرتے ہوئے دیکھے گئے اور دیکھے جاتے ہیں۔ پنڈت صاحب کی سراسر غلطی ہے کہ وہ آریوں کے ساتھ ہندوؤں کو لپیٹے ہوئے مسلمانوں کے حملوں کا ذکر کرتے اور مسئلہ نیوگ کی بنیاد بین کرنیکا موجد قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ہندو صاحبان نیوگ کو خطرناک فعل قرار دیکر مثل مسلمانوں کے اس کے منکر ہیں۔ اگر آریہ سماج واقعی ان کے نکتہ خیال میں عالمگیر مذہب ہے اور آریہ سماج ساری دنیا کو شکوک رفع کرنے کیلئے چیلنج دیتا ہے تو براہ کرم پنڈت صاحب اپنے اخبار ہندوستان میں اس کیلئے چند صفحے کھولکر اس خاکسار کے شکوک متعلقہ آریہ سماج رفع کرنے اور آریہ سماج کو عالمگیر مذہب ثابت کرنیکی کوشش کریں تاکہ یقین کیا جاسکے کہ واقعی آریہ سماج سب کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اگر یہ نہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ آریہ سماج کی ایسی تعریف قابل قدر نہیں۔ جب سوامی صاحب مسئلہ نیوگ کے ذریعہ دل کھولکر فحش داستان چھوڑ گئے ہیں تو مسلمانوں کو کیا غرض ہے کہ وہ دل آزار حملے کریں کیونکہ اول تو یہ امر مسلمانوں کی پوزیشن کے خلاف ہے۔ دوسرے آریہ سماج مسئلہ نیوگ پر دیگر بے برچول وچرا کر ہی نہیں سکتی اور نہ اس کے ذکر اذکار فحش اور دل آزار حملے ہی قرار دے سکتی ہے۔ رہا مسئلہ نیوگ کے ذکر اذکار کے وقت آریوں کا اُف تک نہ کرنا اول تو محض غلط اور واقعات حقہ کے خلاف ہے۔ دوسرے سوامی جی صاحب کے ارشادات کیوجہ سے آریہ سماجی اُف تک کرنے کے قابل ہی نہیں اور چاروناچار انکو یہ ناگوار پیالہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور اس معاملہ میں انکی بفرض محال اگر برداشت مان بھی جائے تاہم وہ اس اشتعال انگیزی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سماج کی تعلیم نے ان کو اس معاملہ میں دلیری کرنے کی جرأت دی ہے۔

القصہ

ہم پنڈت صاحب کی خدمت میں بادب التماس کرتے ہیں کہ وہ واقعات حقہ کے خلاف زبان شریف کو حرکت دینے سے باز رہا کریں۔ ہم ان کو لیکھرام اور سوامی صاحب کی تعریف کرنے سے منع نہیں کرتے۔ لیکن وہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ الزام لگانے کی صورت میں آریہ سماج کو اشتعال انگیز پالیسی سے بری ٹھیرانے کیلئے جدوجہد کریں گے تو ان کی اس مغالطہ دہی کی تردید کیلئے مسلمان لنگر لنگوٹے کس کر ڈٹ جائیں گے ؎

سمجھانے سے ہے ہمیں سروکار
اب ماننے نہ ماننے وہ مختار

(راقم آریوں کا قدیم ہنس محمد حسین از لاہور رجہانی)

ناصر کی نصرت کرو

خواہ تم جاگو نہ جاگو میں
جگاؤں گا تم سنو نہ سنو
میں تو سناؤں گا نہیں

اے میرے پیارے احمدی احباب یہ تو ناممکن ہے کہ ایک کسی شخص کی بات کل زمانہ مان لے۔ مگر میرا تمہارا ایسا رشتہ ہے کہ میری التجا تمہیں منظور فرمانی ہے مناسب ہے۔ خصوصاً ایسی عرض جس میں سراسر تمہاری بھلائی ہے۔ قادیان کے اصحاب صفہ جنکا ذکر حضرت صاحب کے الہام میں ہے۔ اور جن کے لئے فرشتہ روٹی لایا تھا۔ جو لنگر خانہ میں کھاتے ہیں۔ مگر جو ان میں سے عیال والے ہیں۔ وہ بے در و بے گھر ہونے کے سبب سے سخت تکلیف پا رہے ہیں۔ ان کے مکانوں کے لئے حضرت نواب محمد علی خانصاحب نے ایک قطعہ زمین عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک گھر بنوا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جنہیں سے ایک سو روپیہ پیشگی بھی عنایت فرما دیا ہے۔ اس زمین میں ۲۲ گھر تیار ہوں گے۔ اور ہر ایک گھر پر تین سو روپیہ اندازاً خرچ آئیگا۔ اس حساب سے کل چھ ہزار تین سو روپیہ کی ضرورت ہے سب دوست توجہ فرما دیں۔ تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را ✢ پراگندگی آرد انبوہ را۔

تم تو ماشاء اللہ ہزاروں لاکھوں ہو۔ اگر متفقہ کوشش کرو تو ایک دن میں یہ روپیہ بہم پہونچا سکتے ہو۔ خصوصاً بعض احباب ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے ہنوز کچھ چندہ عطا نہیں فرمایا بعض بفضل خدا ایسے بھی ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب کو بڑے مخلص شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر ہیں اگر چاہیں تو ایک مکان بآسانی بنا سکتے ہیں۔ اور حیدرآباد کے محمد رضوی صاحب۔ سیالکوٹ کے چوہدری نصر اللہ خاں صاحب شیخ محمد حسین صاحب برادران مینیجر کاٹن ملز لائلپور و سرگودہا و محمد حسین خانصاحب افسر انہار ریاست جے پور۔ و ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن احمدیہ بلڈنگ لاہور۔ اسمٰعیل آدم صاحب سوداگر چوہری بمبئی۔ میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور۔ فارث میاں سلطان صاحب ٹھیکیدار۔ غلام محمد صاحب رئیس لاہور۔ اور بھی کئی صاحب ہیں۔ جنکا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے مجھے مفصل معلوم نہیں۔ چند آدمی حضرت خلیفۃ المسیح کیطرح ایک ایک گھر بنوا دیں۔ دوسرے حسب حیثیت نصف یا چوتھا حصہ مکان کا بنوا دیں۔

اور جو ان سے بھی کم مالدار ہیں وہ آٹھواں حصہ سولھواں حصہ بنوا دیں لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ اور بہی کم استطاعت ہیں۔ وہ دس پانچ ہی عنایت فرماکر ممنون کریں۔ اور جو غریب ہیں وہ بھی کچھ نہ کچھ دے کر ثواب حاصل کریں۔ غرضیکہ قطرہ قطرہ سیشود دریا۔ کو مدنظر رکھکر تھوڑا تھوڑا اس کار خیر میں دیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس کے فضل کے امیدوار رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نیتوں کو دیکھتا ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم متقی بننے کیلئے جیسے نماز پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح حسب حیثیت کچھ لله فی لله طیبا بپرخرچ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جنکے نام دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے احباب نے مجھے چندہ دے بھی دیا بھی ہے۔ اور آئندہ ان کی مہربانی کی امید ہے کہ اور بھی مصفا قادیان کیلئے عطا فرما دینگے۔ کسی نے کیا خوب مصرع کہا ہے

ع:۔ نام ہو آپکا اور کام ہمارا ہو جائے۔

لیکن ہماری جماعت کے لائق یوں ہے ع:۔
اجر ہو آپ کو اور کام ہمارا ہو جائے

کلام امیر (از بدر)

بدعات سے بچو! ایک دوست کا خط آیا کہ میں اپنے بچہ کا ختنہ کرانا چاہتا ہوں۔ ہماری قوم میں اس کے متعلق بڑی بڑی رسمیں ہیں۔ حضور کوئی ایسی ہدایت فرما دیں کہ جس سے ان رسوم کی پابندی ٹوٹ جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا میں کوئی اور دستور العمل قائم کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو حکم ہے۔ وہ تو اس سے زیادہ نہیں کہ ختنہ میں جو چمڑا کاٹنے کے لائق ہے وہ کاٹ دیا جاوے اور کوئی بات اس موقعہ پر ثابت نہیں جسکا میں حکم دوں۔

فرمایا ختنہ کی رسوم کا ایک نتیجہ میں نے خود دیکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ مالیر کوٹلہ میں ایک قوم نے اخراجات رسوم کے میسر نہ ہونے کیوجہ سے ختنہ کرنا ترک کر دیا تھا۔ پہلے ایک شخص نے اخراجات کے نہ ہونے کیوجہ سے ختنہ نہ کرایا۔ اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے اور لوگوں نے بھی اسی کی تقلید کی۔ آخر ان کے ایک مجتہد کو ان سب کا ختنہ کرنا پڑا۔ درمیاں میں

ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ ایک قوم کے بعض آدمیوں نے مجھے بیان کیا۔ کہ ہماری برادری کے ہمیشہ دو حصے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے۔ کہ ساری برادری کا اتفاق نہ ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی موقعہ شادی غمی کا آجاوے تو کثیر اخراجات کے خوف سے عمداً (اتفاق ہو تو) تو ایک حصہ برادری سے پھوٹ کر بیٹھی بگڑتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے نہایت قریبی رشتہ کے گھر میں ایک موقعہ شادی کا تھا۔ انہوں نے آدائے رسوم کا خیال کیا۔ تو میں نے کہا اگر ایسا کرو گے تو میں کبھی شریک نہ ہونگا۔ انہوں نے جب نہ مانا تو میں نے اتنے روز انکا کھانا بھی چھوڑ دیا اور گھر میں میری بیوی الگ کھانا پکاتی تھی۔ اس موقعہ پر میری مخالفت ہوئی۔ مگر بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ تمام برادریاں جنکی خاطر رسمیں ادا ہوئی تھیں سب کی سب ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ اور ان رسموں نے

فرمایا۔ ایک بہت بڑا آدمی تھا۔ اس کی لڑکی کے منہ سے کچھ بے جا کلام ہوئے وہ سب کی حقارت کرتی تھی۔ کچھ بہت۔ مدت بعد آخر دونوں بہن بھائی جب سن کو پہنچے تو انہوں نے ہمسائی ہونے کی کبریائی۔ لڑکی کے بیٹے کے موقعہ پر ایک نہایت ادنیٰ بیاہوئے بھی سمیت بلایا ... دونوں کی دینی احوذ بنا کر نکاح کر دیا۔ اور اس بات سے اس شخص کی ساری عزت برباد ہو گئی۔ دستور سوم کی پابندی کے بہت نتیجے بنتے ہیں۔

ہندو کنجنیاں

ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ فلاں شخص نے ایک موقعہ پر کہا ہے کہ فلاں فلاں قوم میں سے کنجنیاں تو ہیں۔

فرمایا۔ کیا ہندوؤں میں کنجنیاں نہیں ان کو خبر نہیں۔ ہندوؤں میں پانچ قسم کی کنجنیاں موجود ہیں۔ ایک قسم طلباء کے لئے۔ دوسری قسم علماء کے لئے۔ تیسری قسم فقراء سجادہ نشینوں کے لئے۔ چوتھی قسم عوام ہندوؤں کے لئے۔ پانچویں قسم تمام دنیا کے لئے۔

بنارس میں یہ پانچوں قسم کی کنجنیاں موجود ہیں۔ اور دوسرے پنجاب میں اس مذہب کے لوگ ہندوؤں میں بکثرت ہیں۔ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ جہلم۔ راولپنڈی میں ½ حصہ اس مذہب کے پیرو ہیں۔ میرے پاس ان کی کتابیں موجود ہیں۔ اور میں ان لوگوں کو جانتا ہوں۔

ایک مبشر رویا

زوجہ محترمہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن سیتاپور کا ایک خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ جو انہیں کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک بشارت پیدا ہوتی ہے کہ جو سڑک قرب الٰہی کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیار کر رہے تھے۔ وہ اب بہت کچھ صاف ہو چلی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ تمام درمیانی دقتیں رفع ہو کر مخلوقات کیواسطے ہدایت کا پانا آسان ہو جاوے۔

دیکھا کہ کسی دو منزلہ مکان کی درمیانی یا اوپر کی منزل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں حضور کا چہرہ نورانی۔ لباس عمدہ۔ اور قبلہ رخ چل رہے ہیں مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ "آؤ تمہیں دکھلائیں کہ پہلے ہمارے گھر میں چیزیں کیسی راستہ میں بکھری پڑی ہوئی تھیں۔ اب پہلے سے بہت راستہ صاف رہتا ہے۔" آپ کے ایسا فرمانے پر چند چیزیں جو راہ میں پڑی تھیں۔ ان کو میں نے اٹھا کر ایک طرف کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ "مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح) سے ہم سے خدا بہت خوش ہے۔ پانچوں وقت ننگے پاؤں وضو کیا۔ پاؤں دھوئے۔ نمازیں پڑھیں۔ اور دنیا میں آکر بہت محنت کی ہے۔ کبھی تکلف نہیں کیا۔ جیسا جہاں کھانا ملگیا کھا کر بے تکلف پھر کام میں لگ گئے۔ یا گھر سے باہر چلے گئے۔ اسلئے خدا ان سے بہت خوش ہے۔ خدا تم سے (مراد حاضرین۔ خلیفہ رشید الدین صاحب کی زوجہ) بھی خوش ہے۔ لیکن اتنا نہیں جتنا مولوی صاحب سے۔ کوشش کرو اور راستہ میں کوئی چیز ہو تو اس کو اٹھا کر راستہ صاف کر دو فقط

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ایک بے نظیر خواب ہے۔ ... یہ راستہ تو وہی صراط المستقیم ہے۔ اس کو صاف کرنا چاہیئے۔ اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کو دور کرنا چاہیئے۔ پھر فرمایا اس خواب سے اہل التشیع کا بھی رد ہو جاتا ہے کیونکہ وہ پاؤں نہیں دھوتے اور اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پاؤں دھونے سے خوش ہوتا ہے۔

عید میلاد بدعت ہے

جماعت شملہ کا خط پیش ہوا کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ عید میلاد کے دن لاہور میں احمدیہ جماعت کے ایک جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دیں گے۔ ہم نے بھی عید میلاد کا جلسہ منعقد کیا۔ اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ عید میلاد بدعت ہے۔ عیدیں دو ہی ہیں۔ اس طرح تو لوگ نئی نئی عیدیں بنانے لگ جائیں گے۔ اور احمدی کہیں گے کہ مرزا صاحب پر الہام اول کے دن ایک عید ہو۔ اور یوم وصال پر عید ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے محب تو صحابہ تھے۔ انھوں نے کوئی تیسری عید نہیں بنائی۔ بلکہ ان کا یہی مسلک رہا کہ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

اگر عید میلاد جائز ہوتی۔ تو حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے محب تھے وہ منالیتے۔ ایسی عید نکالنا جہالت کی بات ہے۔ اور نکالنے والے صرف عوام کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ان میں کوئی دینی جوش نہیں۔

مخالفین سے نیکی کرو

مکفر اور مکذب مولویوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر ہمارے ایک دوست نے جو خود بھی مولوی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھا ہے۔ کہ یہ مکذبین بھی تو کافر ہیں۔ کیوں نہ ایسا کیا جاوے۔ کہ ہمارے جماعت کے مولوی صاحبان ان کے حق میں ایک کفر کا فتویٰ مسجل بمواہیر تیار کر کے شائع فرماویں۔

حضرت نے فرمایا۔ ان کو لکھ دو۔ کہ آپ ان مخالفین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہیں۔ اور ان کے حق میں دعا کرتے رہیں اور ان کے ساتھ حتی الوسع نیکی کرتے رہیں۔ وہ برا کہیں تو آپ خاموش رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح مند کریگا۔

نکتہ معرفت

ایک شخص کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ میں مقروض ہو گیا ہوں۔ آپ کے بڑے بڑے مرید ہیں۔ مجھے بہت سارا روپیہ ان سے دلا دیں۔

فرمایا۔ اس کو لکھو۔ کہ میرا تو بڑا پیر بھی اللہ ہے۔ اور بڑا مرید بھی اللہ ہے۔ وہ پیر ہے۔ کیونکہ وہ میرا ہادی ہے۔ وہ مرید ہے۔ کیونکہ جو وہ ارادہ کرتا ہے۔ وہ ہو جاتا ہے۔ مرید خدا تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ وہی سب میرے کام کرتا ہے۔ میں نے اپنی تنگی میں کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ نہ اپنے مریدوں سے کرتا ہوں۔ آپ کو جس طرح کا اضطراب ہے۔ اگر اس میں دعا کی توفیق مل جائے تو

انشاء اللہ بیڑا پار ہو جاوے گا۔

عبرت

فرمایا عبرت کا مقام ہے۔ ننگل مدت سے مصیبت میں گرفتار ہے پہلے ہیضہ تھا۔ پھر اب طاعون کا زور ہے۔ دوسروں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ ننگل ایک چھوٹا سا گاؤں قادیان کے قریب۔ ایڈیٹر

خدا رازق

ایک ہندو کا خط پیش ہوا۔ کہ میں نے اپنے مقصد کے پورا ہونے پر کچھ نذر مانی ہوئی تھی۔ جو ارسال خدمت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے عجیب طریقوں سے رزق عطا کرتا ہے۔ اس کی پرورش کی راہیں الگ ہیں۔ دنیا کے لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے من حیث لا یحتسب کا یہ ایک نمونہ ہے۔ جہاں سے خیال اور وہم بھی نہ ہو۔ وہاں سے رزق آجاوے۔

آپ مرزا صاحب کو کیا کہتے ہیں

ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہو۔ کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دینے کو تیار ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان مانتے ہیں فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعوی اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے مدعی وحی والہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق اذ جاءہ الیس فی جہنم مثوی للکفرین۔ اس سے بڑھکر ظالم کون ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے۔ اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو۔ اور کہے مجھے ہوا ہے۔ ایسا ہی اس سے بڑھکر ظالم کون ہے۔ جو اس حق کی تکذیب کرے۔ یا تو مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے۔ ان کو ماننا چاہیئے۔ یا جھوٹے تھے۔ ان کا انکار کرنا چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے۔ تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے۔ اور اگر ان کا دعوے جھوٹا ہے۔ تو پھر مسلمانی کیسی؟۔

مخالفین کو سلام

۶۔ اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح بعض خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے۔ ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا۔ آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا کہ اس کا سرنامہ لکھو جناب من! دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو۔ اور سلام نہ لکھو۔ کیونکہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں۔ اور ہم ایک طرف ہیں اور اس موقع پر اپنے ایک استاد کا واقعہ سنایا کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو جو اسلام سے منکر تھا۔ سرنامہ لکھا۔ مرکز محیط علماء و محیط مرکز فضلاء۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سرنامہ اس لئے منتخب کیا۔ کہ ہمارا اور ان کا اختلاف اسی قسم کا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ

ہمارے پاس ایک ہندو نے اپنے لڑکے دعا کو کہا ہم نے اس کے سامنے جب دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اس کا بھلا کرے تب اس نے کہا کہ آپ ایسی دعا نہ کریں۔ کیونکہ آپ جو دونوں جہان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اس کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائے

ایسا اعتراض ناجائز

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کیا کہ گلا ہونہ

حضور نے فرمایا تھا۔ مرزا صاحب کا انکار ہمارے اور مخالفوں کے درمیان بغاوت کا مقدمہ ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ غیر جن کا ... جان بوجھ کر نہیں۔ اُن کو کس طرح ملزم کیا جاوے۔

فرمایا گورنمنٹ کے قانون کو نہ جاننا کوئی عذر نہیں ہے۔ ایک دوست نے عرض کیا۔ گورنمنٹ کو چونکہ دلوں کا پورا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ سزا دینے میں معذور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو علیم بذات الصدور ہے۔ فرمایا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو پھر تلوار مظلوم کو کیوں کاٹتی ہے۔

ایک شخص نے ذکر کیا کہ حضرت اقدس نے غیر احمدیوں کے ... مقامات پر ایسی تحریریں لکھی ہیں۔ جن کو اُن کی نسبت پڑھنے سے دل ڈرتا رہتا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تمام سعید لوگ خدا کی اس آواز کو سن کر قبول کریں گے۔ سوائے اُن کے جو دوزخ کے بھرنے کے واسطے ہیں ... مخالف اُن عیسائیوں کو جو ملا دور دراز امریکہ میں رہتے ہیں ... کہتے ہیں۔ اگر خدا میں رحم ہوتا تو چھوٹے بچے نہ مرتے ... ان کو مصیبتیں ہوتیں جن میں چھوٹی عمر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس اس قسم کے ترس کے لفظوں کا نتیجہ دہریت ہے۔ یا مرزا کا انکار کر دیا جاوے۔ تناسخ کا مسئلہ بھی ایسے ہی خیالات سے پیدا ہوا ہے۔ فیثا غورث کو انہی مشکلات نے تناسخ کا قائل کر دیا تھا۔

ہمیں ان فتووں کی پرواہ نہیں

ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین نے لکھا ہے۔ کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں۔ تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے فرمایا۔ ہمیں ان کے فتووں کی کیا پرواہ ہے۔ اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا ہے۔ وہ دیکھے کہ اس کے بعد آج تک اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے۔

مرزا صاحب کی تعلیم عالم ارواح میں

برادرم منشی محبوب عالم صاحب احمدی گوجرانوالہ کا ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح رض کی خدمت میں پیش ہوا۔ جس میں برادر موصوف نے اپنا ایک خواب لکھا ہے۔ دیکھا کہ "دارالامان میں حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرحوم و مغفور تقریر فرما کر اور تھک کر ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں۔ چارپائی پر حضور کی راست جانب نیاز مند حضور کے پاؤں دبانے لگ گیا۔ فرمایا۔ جزاک اللہ۔ دوسری جانب اخویم منشی احمد الدین صاحب بیٹھے ہوئے پاؤں دبا رہے ہیں۔ میں نے طاعون زدہ لاشوں کا نظارہ جو پہلے دیکھا تھا عرض کیا۔ فرمایا۔ استغفر اللہ۔"

اس خواب کی تعبیر میں حضرت خلیفۃ المسیح رض نے فرمایا کہ استغفار بہت کرنا چاہئے۔ یہ طاعون کا علاج ہے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے گناہ بخشوانے چاہئیں اور صدقہ دینا چاہئے۔

فرمایا کہ ہمارا مرزا تو عالم ارواح میں بھی استغفار سکھاتا ہے۔ وہ جاہل لوگ ہیں۔ جو ہمیں بے ایمان کہتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے ایمان کی فکر کریں۔

عید میلاد سے متعلق لاہوری خط

عید میلاد کے متعلق جو آرٹیکل الحکم میں لکھا گیا تھا خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ مؤثر اور بروقت ثابت ہوا۔ اور یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ عید میلاد ایک نرالی بدعت ہے۔ اور ہماری قوم اس میں شمولیت کو پسند نہیں کرتی۔ اور نہ اس کے مجوزین میں شامل ہو سکتی ہے۔

اسی مضمون میں میں نے یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ ہمارے بعض دوستوں نے بھی غلطی کھائی جو وہ عید میلاد میں شامل ہوئے۔ اس حصہ کی تردید میں جناب خواجہ صاحب نے ایک چٹھی ۲۶ اپریل ۱۹۱۱ء کو بتوسل سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے پاس بغرض اشاعت ارسال فرمائی ہے۔ جس کو میں نہایت شوق اور عزت سے درج کرتا ہوں اگرچہ یہ وہی خط ہے۔ جو جناب خواجہ صاحب بذریعہ بدر شائع کر چکے ہیں اور میں حیران تھا۔ کہ مجھے یہ چٹھی کیوں نہیں بھیجی گئی۔ جب کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ میرے نام بھی بھیجی گئی ہے۔ مگر میری حیرانی دور ہو گئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے مجھے براہ راست بھیجنے کے بجائے پسند کیا کہ وہ سلسلہ کی مرکزی کمیٹی کے قابل سکرٹری صاحب کے ذریعہ مجھے پہنچائیں۔

کسی غلط فہمی کی اصلاح کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ کہ جس ذریعہ سے وہ پیدا ہوئی ہو۔ اسی سے اس کو دور کیا جاوے۔ یہ چٹھی امر حق کے اظہار کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور چونکہ اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔

"کہ میں نے **غلط واقعات لکھ کر جماعت میں ایک گونہ ابتلا پھیلائی**"۔ اس لئے میرا فرض ہے۔ کہ میں اڈیٹر **الحکم** کی وقعت کو مدنظر رکھتا ہوا اس الزام کو دور کروں میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ کہ میں انسان ہونے کی وجہ سے غلطی کا ارتکاب کر سکتا ہوں۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے کہ میں غلط واقعات لکھ کر جماعت میں ابتلا پھیلاؤں۔ الحکم آج تک سلسلہ کے صحیح واقعات بہم پہنچانے کا مسلم اور زبردست ذریعہ رہا ہے اور وہ ایک صحیح تاریخ سلسلہ کی کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ اس میں پرنٹنگ کی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر خدا کے فضل سے واقعات غلط نہیں۔ اور اگر کوئی ایسا موقع ہوا ہو۔ تو اس کی تردید ضرور موجود ہو گی۔ بشرطیکہ اس کی اصلاح یا تردید واقعات مسلمہ کی بنا پر پیش کی گئی ہو۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر ابتلا پھیلانے کا الزام صحیح نہیں اور میں اس کو اپنے لئے محض الزام قرار دیتا ہوں۔

عید میلاد میں شامل ہونے والے احباب کی میں نے تخصیص نہیں۔ کہ کہاں شامل ہوئے اور کہاں نہیں۔ اس لئے مجھے تعجب ہے کہ خواجہ صاحب نے اسے اپنی ذات یا جماعت لاہور کے ساتھ کیوں مخصوص کر لیا؟ میں اپنی جماعت کے بعض افراد کے عید میلاد میں شامل ہونے کا نتیجہ ان تحریروں سے نکالنے پر مجبور تھا۔ جو پیسہ اخبار میں شائع ہوئی تھیں۔ ان سے ترغیب اور تحریض پائی جاتی تھی چنانچہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء کے پیسہ اخبار میں جناب سید محمد حسین شاہ صاحب نے بارہ وفات اور انگریزی خوان مسلمان" کے عنوان سے جو مضمون شائع کیا۔ اس میں جناب شاہ صاحب نے لکھا ہے۔

"امسال نہایت خوشی کا مقام ہے۔ کہ اس لیکچر کے علاوہ تمام مسلمانان لاہور کی طرف سے ایک اور عظیم الشان جلسہ بھی ہو گا جس میں مولود شریف اور آنحضرت صلعم کی سیرۃ پاک کا ذکر ہو گا۔ پرانے مسلمان تو ان امور کو سعادت دارین سمجھ کر شریک جلسہ ہوں گے۔ لیکن ان سطور کے مخاطب ہمارے انگریزی خوان احباب ہیں۔ جن کی خدمت میں ہماری عرض ہے کہ وہ ان **جلسوں** میں بالضرور شریک ہوں۔ اور اپنی **عصبیت** اور **قومیت** کا ثبوت دکھلاویں"

شاہ صاحب کی اس تحریر سے عید میلاد میں شمولیت کی تحریک و ترغیب کا استنباط کر لینا میرے جیسے کمزور طبیعت آدمی ہی کا کام نہ تھا۔ بلکہ پیسہ اخبار کے مضامین سے **شملہ** کی معزز جماعت کو بھی مغالطہ لگا اور انہوں نے عید میلاد اور یہ سمجھا کہ لاہوری دوست اس میں شریک ہوئے۔ چنانچہ ان کا خط بدر کے اسی نمبر میں چھپا ہے۔ جس میں خواجہ صاحب کا وہ خط بہ ... نام ہے۔ درج ہوا۔

پھر عید میلاد ہی کے مقام پر ہی بارہ وفات کے جلسے کے محض اعلان سے یہ سمجھ لینا کہ یہ اس سے الگ کوئی چیز ہے ناممکن تھا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ اگر الحکم اس غلطی کا اظہار نہ کرتا۔ تو کبھی اس سے یہ مفہوم پیدا ہی نہ ہوتا۔ جو اب کیا گیا۔ خود ایڈیٹر صاحب بدر نے بھی محسوس کیا ہے۔ کہ ایک ہی مقام پر اس جلسہ کے انعقاد سے غلط فہمیاں پیدا ہوئیں پھر پیسہ اخبار میں اس جلسہ میلاد کی جہاں روئیداد دی گئی ہے وہاں اس نے صاف لکھا ہے:-

"کہ ہر فرقہ و طبقہ کے باثر اصحاب سے اس کو کامیاب بنانے میں مدد لی گئی تھی" ...... شرکا کی تعداد تین چار ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ جن میں ہر فرقہ و جماعت کے لوگ نظر آتے تھے"

پھر اسی سلسلہ روئیداد میں وہ لکھتا ہے:-

"اس کے بعد جلسہ عام نماز مغرب کے لئے برخاست ہوا۔ اور بعد انجمن احمدیہ کی زیر سرپرستی اسی مقام پر دوسرے جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی"

اس اور دوسری قسم کی تحریروں کی بنا پر میں اس جملے کے لکھنے کے لئے مجبور تھا۔ جس کی تردید آج خواجہ صاحب کرتے ہیں۔ اور شملہ کی جماعت اسی قسم کی تحریروں سے اس ابتلا میں مبتلا ہو چکی۔ جو انہوں نے عید میلاد کے منانے سے ایک بدعت کا ارتکاب کیا۔

میرے اس مضمون کے لئے اور اور وجوہات نہ بھی ہوتے تو بھی جماعت شملہ کا پیسہ اخبار کی تحریروں سے اس نتیجہ پر آنا کہ لاہوری دوست عید میلاد میں شامل ہوئے۔ ایک ضروری پہلو تھا۔ کہ میں اس بدعت سے جماعت کو آگاہ کرتا۔

چنانچہ عزیز بدر نے جماعت شملہ کے خط کا خلاصہ یوں دیا ہے:-

"کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ عید میلاد کے دن لاہور میں احمدیہ جماعت کے ایک جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دیں گے۔ ہم نے **عید میلاد** کا جلسہ منعقد کیا۔ اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے"

اب خواجہ صاحب خود سمجھ لیں۔ کہ ابتلا میرے ذریعہ پھیلا۔ یا ان کے ذریعہ۔ میں نے تو اس بدعت کی اشاعت سے جماعت کو بچا لیا جس میں اگر وہ مبتلا ہو جاتی۔ تو اس کا وبال خواجہ صاحب پر ہوتا۔

میرا مقصد حاصل ہو گیا اور خواجہ صاحب نے جیسا کہ ظاہر کیا ہے کہ وہ عید میلاد کے مجوزین اور شرکا میں نہیں۔ آئندہ کے لئے امید

والی ہے۔ کہ احمدی قوم خدا کے فضل سے آئندہ اس میں شامل نہ ہوگی میرا مقصد تو اسی قدر تھا نہ کسی ابتلا کو پھیلانا۔

پس اس قدر غلط فہمی رفع کرنے کے بعد میں خواجہ صاحب کے خط کو شائع کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں۔ کہ اگر میری تحریر سے کوئی غلط فہمی واقعہ ہوئی ہوگی۔ تو اب خدا کے فضل سے رفع ہو جائے گی۔

خواجہ صاحب نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے۔ کہ کیوں میں نے اس تحریر سے پہلے ان سے صحیح واقعات دریافت کر لئے۔ اور آئندہ بھی جو کچھ واقعات لاہور کے متعلق میں لکھوں۔ ان سے دریافت کر لیا کروں۔ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں معلوم ہوتا۔ مگر بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اگر لاہور میں کوئی ایسی کارروائی ہو۔ جس کا اثر جماعت پر پڑتا ہو تو وہ اس کے صحیح حالات بغرض اندراج خود بھیج دیا کریں۔ تاکہ میں اپنے ذرائع سے بہم پہنچائے ہوئے حالات سے ان کا مقابلہ کر لیا کروں اور اگر کوئی امر پھر قابل دریافت ہو۔ تو میں خوشی سے ایسا کروں گا۔ اور ایسا کرنا اخبار نویسی کے فرائض میں داخل سمجھتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس مضمون کے متعلق میری پوزیشن صاف ہو گئی ہے۔ اور آئندہ اس پر لکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جلسوں کے اعلان شائع کرنے کی ضرورت نہیں صرف خواجہ صاحب کا خط کافی ہے۔ ایڈیٹر

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم ذیل کے سطور اپنے اخبار میں درج فرماویں۔

الحکم نمبر ۱ جلد ۱۵ کے صفحہ ۳ کالم ۲ میں بعنوان "عید میلاد یا مذہب برنگ فیشن" آپ نے ذیل کی سطور لکھی تھیں۔

"ہمارے بعض دوستوں نے بھی غلطی کھائی ہے۔ جو وہ عید میلاد میں شامل ہوئے۔ انہیں قبل از وقت حضرت امام مفترض الطاعۃ کے حضور اس کو پیش کرنا چاہئے تھا۔ اور پھر آپ کی اجازت سے جو کچھ وہ حکم دیتے کرتے میں مانتا ہوں کہ ان میں سے جو بھی شامل ہوئے ہوں۔ وہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے خیال سے ہوئے ہوں گے لیکن کیا وہ اس سے پہلے بطور خود نہیں کرتے تھے۔ جو زیادہ اور مفید اور مبارک تھا۔ پھر اس میں شمولیت کی کیا حاجت تھی؟"

کاش! قلم اٹھانے سے پہلے آپ مجھ سے تحقیق کر لیتے۔ تو پھر آپ کو ان سطور کے لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ افسوس ہے کہ آپ نے غلط واقعات لکھ کر جماعت میں ایک گونہ ابتلا پھیلائی۔ ہم نے تو وہی کیا جو آپ کے الفاظ میں زیادہ مفید اور مبارک تھا۔ نہ ہم عید میلاد کے مجوزین سے نہ ہم شریک ہوئے۔ آپ اگر پیسہ اخبار کے اعلانوں کو دیکھ لیتے تو آپ کو معلوم ہوتا۔ کہ اس نے (پیسہ اخبار) جہاں عید میلاد کا اشتہار دیا ہے۔ وہاں ہمارے جلسہ کا اشتہار اسی عنوان سے الگ دیا ہے۔ جس عنوان سے ہمارا جلسہ اول حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی زندگی میں ہوا۔ اور پھر حضور کے وصال کے بعد حضرت آقا خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی اجازت سے شروع ہوا۔ ایسے جلسوں کی تائید میں جو خود حضور مغفور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تقریر فرمائی۔ وہ چند دن ہوئے۔ کہ الحکم کے میلاد نمبر میں شائع ہوئی۔ اور اسی تقریر کی اطاعت میں ہمارے جلسے ہوتے رہے ہیں۔ ہمارا پہلا جلسہ ۱۹۰۶ء میں حضرت اقدس مسیح الموعود کی زندگی میں ہوا۔ پھر ۱۹۰۹ء کو وہ عظیم الشان جلسہ باجازت حضرت خلیفۃ المسیح ہوا۔ جو دو دن ہوتا رہا۔ اور جس کی پریزیڈنٹی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کو اور حضرت نواب صاحب کو بھیجا تھا۔ اور اس جلسہ میں مولوی صدرالدین صاحب اور حضرت صاحبزادہ صاحب بھی قادیان سے باجازت حضرت خلیفہ جری اللہ صاحب تشریف فرما ہوئے تھے۔ اور جس محترم جلسہ میں بعنوان "بارہ وفات" حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی تقریر فرمائی تھی۔ پھر یہ جلسہ ۱۹۱۰ء کو محمڈن ہال میں ہوا۔ اس ۱۹۱۱ء میں ہماری دیکھا دیکھی غیر احمدیوں کو بھی جوش آیا۔ اور انہوں نے عید میلاد منائی جس کا اشتہار الگ بدلا ہے۔ ہم نے حسب معمول اپنا جلسہ بارہ وفات الگ کیا۔ جس کا اشتہار بھیجتا ہوں۔ اس اشتہار کا عنوان بھی وہی تھا۔ جو برابر عرصہ چار سال سے ہو رہا ہے۔ آپ ان ہر دو اشتہارات کی نقول بھی شائع فرماویں۔ اور آئندہ آپ جو کچھ واقعات لاہور کے متعلق ارقام فرمائیں۔ ان کی پہلے تحقیق کر لیں۔

احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۱۱ء

خواجہ کمال الدین

مختصر نوٹ

بٹالوی کا الزام خواجہ صاحب پر

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے ۸ اپریل ۱۹۱۱ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ایک مضمون "مختلف فرقہ ہائے اسلام میں اتفاق کی جائز و ممکن صورت" کے عنوان سے چھپوایا ہے۔ اس مضمون پر اس وقت میں بحث نہیں کرونگا۔ بلکہ میں شیخ بٹالوی کے اس الزام کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو اس نے خواجہ صاحب پر لگایا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے سیالکوٹ کے کسی لیکچر میں یہ بیان کیا۔ کہ ہم مرزا صاحب کو نبی اور رسول نہیں مانتے اور محض اسی وجہ سے بٹالوی نے ان سے میل جول اور سلام کلام شروع کیا۔ یہ خلاصہ ہے اس الزام کا جو بٹالوی نے خواجہ صاحب پر لگایا ہے۔ اگرچہ اس کا مسکت جواب خود خواجہ صاحب شائع کریں گے اور انہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں ان کے عقیدہ پر سخت حملہ کیا گیا ہے۔ تاہم میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ بٹالوی کا یہ خواجہ صاحب پر افترا ہے۔ کیونکہ کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت یا نبوت (جس کی کیفیت پر اس وقت بحث نہیں) کا انکار کرکے احمدی نہیں رہ سکتا۔ خواجہ صاحب ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتے جو حضرت مسیح موعود کے الہامات کے خلاف ہو۔ اور بٹالوی کا میل جول اور سلام پیام وقت... بتلاتا ہے۔ کہ محض اس کی خاطر ہم اپنے عقیدہ کو چھپائیں۔ وہ اپنے کفر کے ترکش کے تمام تیر ہم پر چلا چکا۔ انی مہین من اراد اہانتک کا خمیازہ اب تک بھگت رہا ہے۔

بٹالوی کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنے اس بیان کی فوراً تردید کرے کیونکہ ایک احمدی کی اس سے بڑھ کر کوئی ہتک نہیں ہو سکتی کہ اس کے عقائد پر حملہ کیا جاوے۔ اور خواجہ صاحب بھی جلد تردید کر دیں۔

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ناجائز ہے

معزز ہمعصر بدر نے ۲۰ اپریل کی اشاعت میں ایک نوٹ اس عنوان سے لکھا ہے۔ کہ "سنا گیا ہے کہ کسی جاہل بیوقوف نے یہ مشہور کیا ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے کوئی ایسا فتویٰ جاری ہوا ہے۔ کہ احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ یہ محض افترا ہے۔"

ایسے مفتریوں کا پتہ لگانا چاہئے۔ جو جماعت کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔ امید ہے کہ احمدی احباب ایسے فتوے دینے والوں کے نام سے آگاہ کریں گے۔

معزز بدر نے آخر میں لکھا ہے کہ "ہم جناب خواجہ صاحب کو متوجہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اس پر ایک مضمون لکھ کر جلد بدر میں شائع فرماویں تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو۔" میں اس تجویز سے موافقت نہیں کرتا کیونکہ اس کے معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہوں گے۔ کہ نعوذ باللہ خواجہ صاحب کی کسی تحریر یا تقریر سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ علاوہ بریں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ مدظلہ العالی کے صاف ارشادات اس بارے میں شائع ہو چکے ہیں۔ تو کسی اور کی کیا حاجت ہے؟ یہ ایک قسم کا تقدم علی الامام ہے۔ جس سے ہمیں بچنا چاہئے۔

قومی نظام

معزز ہمعصر ملت رقمطراز ہے۔ کہ جب کسی قوم کی قوت امتیاز میں فتور آجائے۔ تو سمجھو کہ اب یہ قوم چند دن ہی کی مہمان ہے۔ دنیا میں فائز المرام ہونے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر شخص اپنا اور دوسروں کا درجہ پہچانے۔ قدرتی آزادی کو برقرار رکھنے اور اپنی قوتوں سے پورا پورا کام لینے کے لئے قوت امتیاز بڑی قابل قدر مدد دیتی ہے۔ جس قوم کا ہر فرد ہمچو من دیگرے نیست کی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ خواہ ایسے افراد بظاہر کسی اخلاقی روحانی یا تمدنی رشتہ سے منسلک معلوم ہوتے ہوں۔ مگر حقیقت میں وہ قوم کہلانے کا کوئی استحقاق نہیں رکھتے۔ قومیت کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ **قوم کی ساری قوتیں اور طاقتیں ایک مرکز پر مجتمع ہوں**۔"

معزز ہمعصر کی یہ رائے نہایت قابل قدر اور واجب العمل ہے۔ قوم کی مختلف قوتوں کا مرکز ہمیشہ امام ہوا کرتا ہے۔ جو شیرازہ قومی کو قائم رکھتا ہے۔ اخوت یا وحدت ارادی قائم نہیں ہو سکتی جب تک امام کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ اور خدا کے محض فضل سے اسی مفید اور کارآمد اصول کو سلسلہ احمدیہ نے پیش کیا ہے۔ ورنہ محض انجمنوں یا سوسائٹیوں کا وجود مختلف قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ بنیادی طور پر یہ چیزیں مفید ہو سکتی ہیں۔ وہ لوگ سخت غلطی کریں گے۔ جو میری اس رائے کو جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی سند سے لکھی ہے۔ کسی انجمن یا سوسائٹی سے

منسوب کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فتح اسلام کے صفحہ ... پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ غرض میرا مطلب اجتماعی نظر سے امام کے ساتھ تعلق شدید پیدا کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے اور یہ بتانا ہے کہ

اصلی فلاح کا یہی ذریعہ ہے۔

غلط خبر کے ذریعہ ایذا رسانی

اہلحدیث نے میرے مکرم مخدوم سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری اور ان کے اقربا کی جھوٹی خبر وفات شائع کر کے احمدی قوم کو سخت شرمناک ایذا رسانی کا ارتکاب کیا ہے۔ سید صاحب خدا کے فضل و کرم سے زندہ ہیں۔ میری دانست میں انہیں امرتسری مُنکر کی خدمت کر کے اپنی زندگی کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

نظم

از حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب

درد ہے دِل میں مرے یا خار ہے
کیا ہے آخر اس کو کیا آزار ہے ؟
اُف گناہوں کا بڑا انبار ہے
اور میری جان نحیف و زار ہے
جلوۂ جانان و دید یار ہے
خواب میں جو ہے وہی بیدار ہے
اپنی شوکت کا وہاں اظہار ہے
اپنی کمزوری کا یاں اقرار ہے
گو مجھے مدت سے یہ اصرار ہے
مُنہ دکھانے سے انہیں انکار ہے
کوئی خوش ہے شاد ہے سرشار ہے
کوئی اپنی جان سے بیزار ہے
میرے دل پر رنج و غم کا بار ہے
ہاں خبر لیجے کہ حالت زار ہے
میرے دشمن کیوں ہوئے جاتے ہیں لوگ
مجھ سے پہنچا اُن کو کیا آزار ہے
میری غمخواری سے ہیں سب بے خبر
جو ہے میرے درپئے آزار ہے
فکر دیں میں گھل گیا میرا جسم
دل مرا اک کوہ آتش بار ہے
کیا ڈراتے ہیں مجھے خنجر سے وہ
جن کے سر پر کھینچ رہی تلوار ہے
میری کمزوری کو مت دیکھیں کہ میں
جس کا بندہ ہوں بڑی سرکار ہے
بادشاہوں کو غرض پردہ سے کیا
ہم نے کھینچی آپ ہی دیوار ہے
وہ تو بے پردہ ہیں پر آنکھیں ہیں بند
کام آسان ہے مگر دشوار ہے

مُسلم یونیورسٹی اور مسلمانوں کی مذہبی تعلیم و تربیت

(نوشتہ نواب وقار الملک بالقابہ)

دیباچہ

رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ کا ایک مضمون (جو سالہا سال پہلے کا ہے۔ اور جس میں نماز روزہ کے متعلق بھی بحث کی گئی ہے) مسلم یونیورسٹی کے متعلق بطور اسکیم کے جب اخباروں میں چھپا ہے۔ متعدد مقامات سے اس کے متعلق خطوط آئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں میں اُس سے ایک طرح کی بے چینی محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اسی قسم کا کوئی انتظام مسلم یونیورسٹی میں (جس کی تحریک آجکل پیش ہے) اس غلط فہمی کا رفع کیا جانا نہایت ضروری تھا۔ چنانچہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۱ء میں خاص اس بحث پر ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ جس کو اب پمفلٹ کی صورت میں علیحدہ بھی چھپا لیا گیا ہے۔ تاکہ جہاں کہیں اس قسم کی بے چینی محسوس ہوئی ہے یا آئندہ ہو۔ تو یہ پمفلٹ وہاں بھیجدیا جاوے۔

خاکسار
مشتاق حسین
آنریری سکرٹری

حال میں بعض اخبارات نے رائٹ آنریبل مسٹر سید امیر علی صاحب کی ایک اسکیم متعلقہ مجوزہ مسلم یونیورسٹی شائع کی ہے۔ اور اخبار ملت مورخہ ۲ مارچ ۱۹۱۱ء میں اس کا ترجمہ درج ہوا ہے۔ اس سکیم میں مسلمانوں کی نماز۔ روزہ کے متعلق جناب ممدوح نے چند ایسے فقرے تحریر فرمائے ہیں جن پر بعض مسلمان اخبارات معترض ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ اُس پر کوئی عام غلط فہمی مسلم یونیورسٹی کے مقاصد کی نسبت پیدا نہ ہو جائے۔

رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب کے وہ فقرات اخبار ملت سے نقل کر کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

"روزانہ نمازوں میں سے ایک یا دو نمازوں کے باجماعت پڑھنے پر زور دیا جاوے گا۔ اور یہ تعمیل کالج ڈسپلن کے طور پر کرائی جاوے گی۔ مگر ہر نماز سے قبل اخلاقی وعظ سُنایا جاوے گا۔ میں روزہ پر بطور کالج ڈسپلن کے زور نہیں دونگا۔ کیونکہ روزہ کے متعلق طلبا کی جسمانی حالت کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اور ہندوستان میں نشوونما کی حالت میں کسی لڑکے کو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر ماہ رمضان میں وعظوں کا اہتمام خاص اہتمام کے ساتھ کیا جاوے گا۔"

مذکورہ بالا بیان میں دو باتیں ہیں۔ جن پر مسلمان اعتراض کر سکتے ہیں:۔ (اول) ایک یا دو نمازوں کے باجماعت پڑھنے پر زور دیا جاوے گا اور یہ تعمیل کالج ڈسپلن کے طور پر کرائی جاوے گی۔ (دوسری) روزہ پر بطور کالج ڈسپلن کے زور نہیں دیا جاوے گا۔

یہ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ کہ اگر صاف طور سے اُن کی نسبت بیان نہ کیا جاوے۔ تو پبلک کو اُس پر بجا طور سے معترض ہونے کا حق ہے۔ اور جس مقصد کے لئے اس وقت اس قدر جد و جہد ہو رہی ہو رہی ہے۔ اُس کو اس سے سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

رائٹ آنریبل سید صاحب ممدوح کی تحریر بالکل ان کی ذاتی رائے ہے۔ جواب سے ایک قرن پہلے موصوف نے ظاہر کی تھی کسی نے اور خود بانی کالج سر سید مرحوم و مغفور نے بھی اس کا خیال نہیں کیا۔ اس وقت کالج قوم کے سامنے ایک چھوٹا سا نمونہ مسلم یونیورسٹی کے انتظامی کا موجود ہے۔ قوم کو صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ اُس میں شروع ہی سے انتظام نماز روزہ کی پابندی کا کیا گیا ہے۔ کالج میں جب تک مسجد تعمیر بھی نہیں ہوئی تھی۔ تو اُس وقت بھی نماز کے لئے ایک خاص چبوترہ تھا۔ جہاں پانچوں وقت نماز جماعت سے ادا ہوتی تھی۔ جب بارش وغیرہ کے سبب سے اُس میں تکلیف معلوم ہونے لگی۔ تو جہاں اب اسٹریچی ہال بنا ہے۔ وہاں سالہا سال تک ایک لمبا چھپر ڈال کر نماز باجماعت ادا ہوتی تھی۔ سُنی اور شیعہ دونوں کی جماعتیں چند لمحوں کے فصل سے اُسی ایک چھپر میں ہوتی تھیں۔ جب مسجد بن گئی۔ تو اب پانچوں وقت مسجد میں جماعتیں ہوتی ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں کچھ عرصہ تک یہ انتظامی نقص تھا۔ کہ بعض نمازوں کے وقت طلبہ کی حاضری لکھی جاتی تھی اور بعض وقت نہیں۔ لیکن تجربہ سے چونکہ اس طرز عمل میں خرابی معلوم ہوئی۔ لہذا اب ایک عرصہ سے نماز پنجگانہ کر پانچوں وقت حاضری قلمبند ہونے کا اہتمام اور غیر حاضری پر مواخذہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ منتظمان کالج ایسے طلبہ کو جن پر اور کسی قسم کی تاکید اثر نہ کرتی ہو۔ کالج یا بورڈنگ ہوس سے خارج کرنے میں بھی تامل نہیں کرتے۔ کالج کے قانون میں ابتدا سے جب سے کہ قانون بنا ہے۔ نماز اور روزہ کے متعلق صاف احکام موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۲۸۱ جو حسب ذیل ہے:۔

"(نماز و روزہ) کل مسلمان بورڈروں کو پنجگانہ نماز کا ادا کرنا اور رمضان میں بجز حالت عذر کے روزوں کا رکھنا اور جن لڑکوں کی نسبت قرآن مجید پڑھنا تجویز ہوا ہو۔ اُن کو وقت معین پر قرآن مجید کا پڑھنا لازم ہوگا۔"

رائٹ آنریبل سید صاحب موصوف خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یونیورسٹی کا اہم مقصد طالب علم کا کیرکٹر بنانا ہے۔ بیشک اُن کا یہ ارشاد بالکل بجا ہے اور اس لئے کیرکٹر بنانے کے واسطے جو چیزیں لازمی ہیں۔ اُن کو ضرور اختیار کرنا پڑیگا۔ طالب علمی کے زمانہ میں اگر طلبا اتنی تکلیف بھی اپنے اوپر گوارا نہ کریں گے کہ پانچوں وقت نماز جماعت سے ادا کریں۔ تو آئندہ کاروباری دُنیا میں اُن سے کیا کوئی کیا توقع کر سکے گا۔ خدا کے فرائض ادا کرنے کے وقت اگر بندہ کاہل ہے۔ تو وہ اپنے دوسرے فرائض ادا کرنے میں جو قوم اور گورنمنٹ کے اور خود اپنے اُس پر ہوتے ہیں۔ کبھی مستعدی کا اظہار نہیں کر سکتا اور جسقدر ان فرائض کے اہتمام میں کمی رہیگی۔ اُسی قدر طالب علموں کے اسلامی کیرکٹر میں کمی رہجاوے گی۔

پنجگانہ نماز کی عادت بچوں کو اگر شروع ہی میں اُس حد تک نہ پڑ جاوے گی۔ کہ وہ اُن کی طبیعت ثانیہ ہو جاوے۔ (یعنی اگر کسی وقت اُن کی نماز قضا ہو جاوے۔ تو اُن کو اُس کی وجہ سے ... ہو) تو جوان ہونے کے بعد اُن سے نماز کی پابندی کی امید بہت مشکل ہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ ساتھ بلا شبہ اُن کو اسلام کے اخلاق حسنہ کی تعلیم دی جاوے۔ اور اسلام نے جو کچھ مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ اُس کی خوبیاں رفتہ رفتہ عقلی دلائل سے اُن کے

ذہن نشین کی جاتی رہیں تاکہ جو کچھ وہ بطور عادت کے ادا کرتے ہیں اس کی عظمت شروع ہی سے اُن کے دل میں اُتر جاوے۔

روزہ کی نسبت جو کچھ جناب ممدوح نے لکھا ہے۔ اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض ہے جو نماز کے متعلق موصوف نے تحریر فرمایا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"روزہ کے متعلق طلباء کی جسمانی حالت کا خیال رکھنا نہائت ضروری ہے اور ہندوستان میں نشو و نما کی حالت میں کسی لڑکے کو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے"۔ اس کے متعلق اگر مجھکو موقع ملتا۔ تو میں جناب ممدوح کی خدمت میں عرض کرتا۔ کہ ہندوستان کے مختلف اقطاع میں مختلف موسم رہتے ہیں۔ یہاں یورپ کا بھی موسم ہے اور افریقہ کے ریگستانی قطعات کا بھی۔ جناب عالی کون سے قطعات ہندوستان میں روزہ کو مضر صحت تجویز فرماتے ہیں۔ اور ہندوستان کے علاوہ دوسرے کن کن بلاد میں اس کو مضر اور کن کن بلاد میں غیر مضر خیال فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مزید غور و فکر کے بعد شائد کوئی ملک بھی اور ہندوستان کا کوئی قطعہ بھی ایسا متحقق نہ ہوگا۔ جہاں جناب ممدوح کے نزدیک روزہ مضر صحت نہ سمجھا جاوے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان غریب کو کیوں بدنام کیا جاوے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ جن حضرات پر خود روزہ شاق ہے وہ نہ اپنی اولاد کو کبھی اس تکلیف میں مبتلا کرنا پسند کرتے ہیں نہ دوسرں کی اولاد کو۔ ہم دور ہی سے اس قسم کی ہمدردیوں کے جواب میں "نو تھنکس" عرض کرتے ہیں۔ اور اُن سے معافی چاہتے ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس مسئلہ پر بھی جناب رائٹ آنریبل ممدوح نے کافی طور پر غور نہیں فرمایا۔ اور ناحق مسلمانوں کو پریشان اور اسلام کو بدنام کیا ہے۔ آج وہ زمانہ ہے۔ جبکہ یورپ کے محقق بڑے بڑے نامی فلاسفر مسلمانوں کے روزہ کو سراسر عین حکمت اور مفید صحت سمجھتے ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ کوئی بیمار ہے۔ یا دوسرا کوئی عذر شرعی موجود ہے۔ تو اس پر خود شرعاً روزہ فرض نہیں ہے۔ پھر جناب ممدوح (جو ہندوستان سے بخوبی واقف ہیں) کیا یہ فرما سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی دوسری اُن ہمسایہ قوموں سے جو روزہ نہیں رکھتے جسمانی قوت میں کم ہیں؟ یا ترک سپاہی یا افغان سپاہی اپنے ہمسایوں سے کمزور ہیں۔ برخلاف اس کے واقعہ یہ ہے۔ کہ اِن قوموں کی فوجیں جو روزہ رکھنے کی خوگر ہیں غیر روزہ دار قوموں کی فوجوں کے مقابلہ میدان جنگ میں بہت زیادہ محنت اور مشقت برداشت کر سکتی ہیں۔ روزہ کے خوگر بھوک اور پیاس میں بھی اپنے فرائض اس خوبی سے ادا کرتے ہیں۔ کہ غیر روزہ دار اس کے نصف مشقت بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ رائٹ آنریبل ممدوح جنگ کریمیا کے اس تاریخی واقعہ سے ناواقف نہیں ہیں۔ کہ جب ترکوں کی فوج کو ایک موقع پر کئی دن تک رسد نہ پہنچ سکی۔ اور انگریزی فوج کے ہمدرد جرنیل نے مہربانی سے ایک گلہ سوروں کا ترکوں کے فوجی افسر کے پاس بھیجدیا اور انہوں نے اُس کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ یہ کیا بات تھی۔ وہی اُن کا اسلامی کیرکٹر تھا۔ اور یہ روزہ رکھنے کی عادت کے سبب سے تھا۔ کہ ترک سپاہیوں نے ایسے گوشت کے کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ یہ تھا سچا اسلامی کیرکٹر اور مسلمانوں کو ایسے ہی کیرکٹر کی ضرورت ہے۔ مگر یہ کیرکٹر اسی وقت بن سکتا ہے جب ابتدا ہی سے مسلمان نوجوان اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے خوگر ہوں گے۔ مگر قوم کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ اُن کے کالج میں وہ شریعت جاری ہے۔ جو اُس کو خدا اور رسول کی طرف سے ملی ہے۔ نہ زید۔ عمرو بکر کی شرع۔ جن لوگوں کو اس سے زیادہ اطمینان حاصل کرنا منظور ہو۔ ان سے میں بمنت درخواست کروں گا۔ کہ وہ کالج میں تشریف لاویں اور دیکھیں کہ اُن کے کالج میں نماز کے ساتھ روزہ کا بھی کس قدر اہتمام ہوتا ہے۔

کیسے چھوٹے چھوٹے بچے (سوائے کسی عذر شرعی کے) کس طرح نہائت خوش خوش اور خندہ پیشانی سے روزہ رکھتے ہیں اور افطار کے وقت اُن کو کیسی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اور دن بھر کی طالب علمانہ محنت اور روزہ کی مشقت برداشت کرنے کے بعد کس شوق سے وہ تراویح سُننے کے لئے جماعت میں شریک ہوتے ہیں آپ تمام اُن بورڈنگ ہوسوں میں جو مسجد سے فاصلہ پر ہیں۔ خاص کمرے نماز کے واسطے مخصوص ہیں جہاں موذن اور امام دونوں مقرر ہیں۔ اور ہر ایک جگہ تراویح کا انتظام ہوتا ہے۔ اکثر جگہ خود وہ طالب علم جو حافظ قرآن ہوتے ہیں۔ قرآن شریف سُناتے ہیں۔ اور ختم قرآن شریف کی شب کو جو چہل پہل کہ کالج میں دیکھنے میں آئے گی۔ ایسا نظارہ شائد کسی اور جگہ کم دیکھنے میں آئیگا۔ دینیات اہل سنت والجماعت و شیعہ اثنا عشریہ کی کمیٹیوں کے قواعد جہاں کالج کے قانون میں بیان ہوئے ہیں۔ وہاں دفعہ ۵ کے ضمن میں ذیل خصوصیت کے ساتھ قابل ملاحظہ ہیں:۔

"(د) اس بات کی نگرانی کرنا کہ بورڈنگ ہوس کے تمام طالب علم اپنے اپنے مذہب کے مطابق نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں یا نہیں"۔

"(ہ) سُنی کمیٹی کے ممبروں کو بالتخصیص سُنی طالب علموں کی نسبت اس بات کی کوشش کرنا اور اس کے لئے ضروری سامان کا مہیا کرنا کہ وہ سب نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کریں"۔

(نوٹ) شیعہ طلباء کے واسطے بھی جب سے پیش نماز عالم کا تقرر ہو گیا ہے۔ وہ بھی جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اس انتظام کو بھی ایک عرصہ دراز ہو چکا ہے۔

"(و) اسی کمیٹی کے ممبروں کو رمضان شریف میں سُنی بورڈروں کے لئے نماز و تراویح کے ادا کرنے کا انتظام کرنا"۔

چند روز ہوئے کہ ایک مسلمان صاحب نے کالج کے اسکول میں اپنے ایک کمسن لڑکے کو بھیجنا چاہا۔ اور یہ فرمائش کی کہ مذہبی تعلیم اور نماز روزہ وغیرہ کی اُس پر کوئی تاکید نہ ہو۔ کالج کے منتظموں نے اُس لڑکے کے داخل کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

ممکن ہے کہ رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب کے ہمخیال کچھ اور لوگ بھی ہوں۔ یا زمانہ آئندہ ایسے مسلمان جو سرے سے نماز روزے کو جزو ایمان نہ سمجھیں۔ لیکن جب تک مسلمانوں میں غالب تعداد اُن لوگوں کی موجود ہے (اور خدا چاہے تو وہ قیامت تک موجود رہیگی) جو نماز اور روزہ کو اسی طرح ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جس طرح کہ خدا اور اس کے رسول نے اُن پر فرض کیا ہے۔ اس وقت کسی ایک کی بھی انشاء اللہ تعالیٰ پیش نہ چلے گی۔

پس مسلمانوں کو خود اپنے اوپر بھروسہ کرنا چاہئے اور زید عمرو بکر کی رائیوں سے کوئی خوف نہ کرنا چاہئے۔

بے شبہ قوم کے لیڈروں کو یہ حق ہے۔ اور اُن کا فرض ہے کہ اگر وہ قوم کو کسی غلط راستہ پر جاتا ہوا دیکھیں۔ تو حتی الامکان اس سے قوم کو روکیں۔ لیکن اس فرض کے ادا کرتے وقت اُن پر کچھ پابندیاں بھی ہوتی ہیں۔ انہیں پابندیوں میں سے ایک اہم پابندی یہ بھی ہے۔ کہ اگر وہ اپنے آپ کو ایک مذہب میں شمار کرتے ہیں۔ تو ایسی کوئی ہدائت نہ کریں۔ جو قوم کے دین و مذہب کے خلاف ہوں اور جس سے قوم کے مذہبی کیرکٹر میں فرق آتا ہو۔ ہمارا تو دعویٰ یہ ہے کہ دُنیا میں جسقدر خوبیاں ہو سکتی ہیں۔ وہ سب مذہب اسلام میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اور اسلام کا ایک خادم اپنی ذات اور دوسرے تمام بنی نوع انسان کے واسطے ایک رحمت ہے۔

مسلمان پبلک پورے اطمینان کے ساتھ اپنے کام میں مصروف ہے اور اسی طرح اسے مصروف رہنا چاہئے۔ ہر مذہب کے علماء اور مشائخ نے جابجا اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ اور اپنے پیروں کو ترغیب دلائی ہے۔ کہ وہ مسلم یونیورسٹی کی تکمیل کے کام میں دامے۔ درمے۔ قدمے۔ قلمے۔ مدد دیں۔

آخر میں یہ عرض کرنا بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ عالی جناب رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب نے جس قدر خدمات قوم کی فرمائی ہیں۔ اور جس قدر دلیری سے ہمیشہ اسلامی پالٹکس میں حصہ لیا ہے۔ اور خصوصاً جو کامیابی جناب ممدوح اور ہز ہائی نس سر آغا خان بہادر بالقابہ کی مساعی جمیلہ کی بدولت جدید پولٹیکل رفارم میں ہندوستان کے مسلمانوں کو ہوئی ہے۔ اور جو توجہ جناب ممدوح نے مسلمانوں کے مسئلہ وقف علی الاولاد پر مبذول رکھی ہے۔ یہ تمام وہ امور ہیں جن کو اُن کے ہموطن ہمیشہ احسانمندی اور شکر گذاری سے یاد رکھیں گے۔

ایک اعجازی نشان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پس از شرح آرزوے ملاقات لامع خواطر مبارک میدارد۔ اینکہ بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۱۱ء یوم چہار شنبہ ارباب فیض اللہ خان منیجر انجمن تجارت الاسلام برائے ملاقات نزد بندہ آمدہ بود و در بین ملاقات ذکر حضرت مسیح موعودؑ پیش آمد و ارباب صاحب موصوف نہائت سخن ہائے ناجائز در باب حضرت اقدسؑ بیان نمود۔ چونکہ من از جملہ کمترین فدویان آنحضرت میباشم۔ نہائت طبیعتم بہ شورید و در دلم یک جوش پیدا شد اقلاً بخواطرم آمد کہ در حق ارباب مذکور دعاءِ موت بکنم باز گفتم کہ اگر این شخص بمیرد پس سخت تزلزل بہ انجمن تجارت الاسلام پدید خواہد آمد و چونکہ من پریذیڈنٹ انجمن ہستم برائے من نیز تکلیف خواہد شد۔ لہذا دعاء موت نکردم و بعد ازاں دست برداشتم و بجوش دل دعا کردم کہ خداوندا اگر حق بجانب جماعت احمدی ہست و حضرت میرزا صاحب واقعی مسیح موعود است پس ارباب فیض اللہ را در عرصہ سہ یوم نہائت سخت بیمار بکن و اگر جماعت احمدی برحق نیست و راہ غلط اختیار نمودہ اند۔ پس اے باری تعالیٰ خود من را نہائت بہ خطرناک بیماری گرفتار بکن۔ در ہمیں عرصہ سہ یوم حق و باطل را ظاہر بکن و بعد از دعا بسیار مخالفین را از دعا خود اطلاع دادم کہ ایشان بطور شاہد باشند و جملہ اہل بیت خود را نیز شاہد ساختم و جملہ اہل بیت من سخت مخالف سلسلہ احمدی ہستند ازیں جہت ایشان را از دعا خود خبر دادم کہ شائد خدا ایشان را ہدائت فرماید آمین۔ پس الحال قدرت ایزدی را ملاحظہ فرمایند کہ عین ہم ...

قرآن مجید کا نیا اُردو ترجمہ مسمی بہ فتح الحمید

قرآن مجید کے اسوقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں وہ سب ایسے ہیں کہ بعض سے تو عوام بخوبی مستفید نہ ہوسکتے تھے اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ کیا فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جسکے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور بیمثل ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہے۔ اس لئے وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے اور کیا خاص و کیا عام سب نے اسکو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمے کے متعلق لکھی گئی ہیں قطع نظر کرکے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں جو انہوں نے اس ترجمہ پر ایک طول ریویو لکھنے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے جہانتک اس ترجمہ کو پڑھا ہے میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں۔ اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمے کی نسبت بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ لاجواب ہے ظاہر ہے کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں۔ جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہئیں۔ جو خوبیاں اس ترجمہ میں ہیں وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ عشاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ ہدیہ بلا جلد تین روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔ بہ نشان ذیل طلب کیجئے

نذیر محمد خان شہر جالندھر کوٹ اچھی (پنجاب)

اشتہار نور الابصار

بو گند گفتن کہ زر مغربی است
چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصر عرض ہے کہ میرے پاس اصلی میرا اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے جس صاحب کو ضرورت ہو ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے۔

میرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ عہ

میرا قسم دویم قیمت فی تولہ پانچروپیہ (صہ)

سرمہ میرا قسم [illegible] فی تولہ ہر مقرر ہے

غرباء کیلئے خاص رعایت ہوگا

المشتہر [illegible] ۔ مانسہرہ ضلع ہزارہ

فہرست کتب جودہ فتر الحکم

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲/

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲/

نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد ۴/

فیصلہ آسمانی قیمت ۲/

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر ان پارہ اول و دوم سورۃ بقر کی تفسیر فی پارہ عہ

پارہ [illegible] شرائط سم طیاد میں فی پارہ ۷/

سلک مروارید۔ حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناصحانہ طور پر لکھا گیا ہے۔ قیمت ۴/ حصہ دویم ۴/ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲/ براہین الحق ۲/ مجاہد المسیح ۳/ [illegible] ۲/ تفسیر سورۃ [illegible] ۲/ نمونہ قرآن ۳/

یہ ماء اللحم عنبری دو آتشہ

آ گیا ہے کھینچ ماء اللحم میخوار چلو!

خزاں کا زمانہ پانی کا قحط کھیتیاں خشک ہوگئیں درختوں پتیاں زرد ہو ہو کر گر گئیں نشو و نما کی قوت زائل ہوگئی۔ اتفاقاً ابر اٹھا بادل برسا جھڑی لگ گئی زمین نے سال بھر کے لئے اپنا پورٹ [illegible] لیا۔ اب وہی سوکھے ہوئے درخت ہرے بھرے ہوگئے۔ کونپلیں پھوٹیں۔ کلیاں نکل آئیں پھول لگے پھل گئے!!

ہے یہی موسم یہی موقعہ خریدار چلو!

یہی حالت ہمارے ماء اللحم عنبری کی ہے اسکے استعمال سے سوکھے ہوئے اعصاب اسی طرح ترو تازہ ہو جاتے ہیں۔ جسطرح آب باراں سے مرجھائے ہوئے درخت۔ جس نے موسم سرما میں تین چار بوتلیں پی لیں۔ گویا اس نے سال بھر کیلئے تندرستی کا بیمہ کرا لیا ہے وہ پاکیزہ شراب ہے جسکے پینے سے طبیعت مسرور ہو جاتی ہے سستی کاہلی کمزوری کا نور ہو جاتا ہے

ہر سال ہمارے شفاخانہ میں بکثرت [illegible] مقوی۔ مصفی گوشت کی بوٹیوں اور گوشت طیور تازہ میوہ جات وغیرہ کیساتھ اہتمام سے تیار ہوتا ہے۔ اور پبلک میں مقبول ہو چکا ہے۔ آپ کے مرتبہ باضافہ چند اجزائے تازہ بتازہ تیار کیا گیا ہے۔ فرمائشوں کی تعمیل ہو رہی ہے جلد منگائیے دیر نہ کیجئے

فوائد: [illegible] رئیسوں میں غیر معمولی قوت پیدا کرتا ہے۔ اور رنگ کو نکھارتا ہے۔ نزلہ کو دور کرتا ہے۔ بلغم کو جلا دیتا ہے ناقص غذاؤں کو جلا دیتا ہے۔ سینہ کی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے

کمزور بچوں کیلئے شیر مادر۔ جوانوں کیلئے مایہ عیش بڈھوں کیلئے آب حیات۔ عورتوں کیلئے دولت حسن!!

قیمت فی بوتل عہ۔ ایک درجن عہ روپیہ۔ ایک بوتل میں ۱۲ اونس ہوتا ہے۔ تین بوتلوں سے کم نہیں روانہ کیجاتیں۔ ایسے پارسل میں منگوانے خریدار کو محصول میں کفایت ہوگی

نوٹ: شفاخانہ ہذا کے مجربات۔ نفرا۔ وید۔ حکما۔ تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ توکل فرما کر دوا منگا کر آزمایئے۔ ہزار ہا اسناد تیر بہدف دواؤں کی فہرست درخواست آنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے

المشتہر

ایس اے حکیم پرولائیٹر اودھ لکھنؤ۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس ہو گئے؟

[illegible] کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے لکھنے [illegible] کے صرف [illegible] مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلاشرکت غیرے مالک [illegible] ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیلئے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر [illegible] میری [illegible] آمدنی ۲۸۷ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکی اسقدر [illegible] ناممکن ہے [illegible] کہ وہ شخص [illegible] بدنصیب ہے جو [illegible] روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ [illegible] کا مقابلہ [illegible] آسان ہے کیا آپ نے [illegible] نہیں سنا [illegible] ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر لفٹنٹ کرنل انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ [illegible] اور گورنمنٹ انگلش [illegible] روح حیات کو طاقت [illegible] رگ و ریشہ میں [illegible] فاسفورس [illegible] خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی [illegible] طاقت [illegible] ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے [illegible] زمانہ اگر [illegible] بیٹھے ہو کر [illegible] ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے [illegible] اور [illegible] ڈاکٹر [illegible] میڈیکل کالج کے [illegible] معزز عہدہ داران سلطنت کے [illegible] اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے [illegible] ترقی کرتی ہوئی مانگ [illegible] کی روح حیات [illegible] کون ہے جو [illegible] نتیجہ نکالے [illegible] روح حیات [illegible] انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں [illegible] با خارق عادہ قدرت [illegible] جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں اس لئے روح حیات [illegible] کامل [illegible] دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ [illegible] کی ایک طاقت افزا [illegible] وہ مقوی روح ہے جو دو یوم ہی قوت رجولیت کو [illegible] شروع کر دیتا ہے چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے دیگر امراض جو کثرت [illegible] لاحق ہو گئے ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات [illegible] جسمانی کمزوری۔ لاغری [illegible] بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر آپ تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیتے تو بجا ہے [illegible] اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے [illegible] قوت باہ کا [illegible] ہے۔ بزدل کو جوانمرد [illegible] اور بوڑھے کو [illegible] اسی روح کا کام ہے [illegible] کے استعمال [illegible] اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ [illegible] کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں قیمت شیشی روح حیات (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر [illegible] طاقت بحال ہو جاتی ہے [illegible] مریضان نامردی کو [illegible] کامل بنا دیتا ہے [illegible] اور لطف یہ کہ [illegible] نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد (عہ) یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر [illegible] پراپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

دن آ گئے جلد منگائیے ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ

قوۃ باہ کی گولیاں

۳۲ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس۔ اسکینا۔ ڈامینا۔ ملا کر گولیاں بنی ہیں۔ مغز ریزہ رگ اور خون کو طاقت دینے کا [illegible] رکھتی ہیں۔ زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو۔ ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرہ پر رونق اور جوانی ضعیفی کی سی حالت ہوتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ۔ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵/

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلا قیمت دی جاتی ہیں

استعمال کے اول ہی روز سے فائدہ دکھاتی ہیں۔ ضرور امتحان کیجئے۔ اگر آپ بلا قیمت ان کی آزمائش کرنا چاہئیں تو صرف محصولڈاک کیواسطے ۔/ روپیہ کا ٹکٹ بند لفافہ میں بھیجیئے اور ایسی خط میں دس خواندہ اور رئیسوں کے نام و پتہ صاف طور پر لکھئے۔ پتہ لکھنے میں مقام [illegible] خانہ ضرور لکھئے

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ ۔ ۱ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا وہ دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگاؤ ہمارا اس دہ [illegible] قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں قسم قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار [illegible] کے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ دیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی عدد ایک روپیہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امر لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون [illegible] انشاءاللہ اسکو پائیں۔ قیمت فی شیشی ۲ ماشہ (عہ)

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریاں کو رفع کرتا [illegible] بصارت بڑھانیوالا قیمت فی ۸/

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت [illegible]

المشتہر حکیم سرفراز حسین کارخانہ احمدیہ طب گڑھ ضلع دہلی

گذشتہ تین ہفتے

مجھکو اوائل اپریل میں قادیان سے باہر جانا پڑا۔ اور میری اس سفر سے الحکم کے لئے ان تجاویز کو زیر عمل لانے کی کوشش تھی۔ جو اس کی اعانت کے لئے مفید ہو سکتی ہیں۔ اس لئے کہ الحکم کو جاری رکھنے کے لئے میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ مد ظلہ العالی کے حضور بیعت کر چکا ہوں۔ اور میرا فرض ہے۔ کہ جہاں تک میرے امکان میں ہے۔ میں اس کی اصلاح کی فکر کروں۔

ناظرین الحکم اس بات سے بے خبر نہیں۔ کہ جب مشین پریس جاری کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے کارخانہ کو ایک کثیر نقصان اٹھانا پڑا جس کی تلافی اس وقت تک نہیں ہوئی۔ اس میں کلام نہیں کہ بعض احباب نے میری حوصلہ افزائی اور بہت بڑھنے میں ہر طرح کوشش کی۔ مگر اسباب کے سلسلہ میں جو کام سب کے کرنے کا ہو۔ وہ ایک دو سے نہیں ہو سکتا۔ تاہم میں شرح صدر سے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی نے جہاں مجھ سے الحکم سے الگ نہ ہونے کا عہد لیا۔ وہاں الحکم کی اعانت میں واجب التقلید حصہ لیا۔

صرف آپ کی خلافت کا عہد الحکم کی زندگی میں ایسا دور ہے کہ آپ نے متعدد مرتبہ اس کی مدد نقد روپیہ سے کی۔ پھر الحکم کے ذمہ کی بعض مطالبات کو ایسے طور پر ادا کر دیا کہ مجھے خبر بھی نہیں ہوئی۔ اور ایک عرصہ بعد جا کر پتہ لگا۔ ایک ہمارے احباب ہیں۔ جو اس قسم کی نکتہ چینی کرتے ہیں۔ کہ الحکم فلاں مطالبہ کے نیچے ہے۔ اور فلاں زیر باری کا جوابدہ ہے۔ اور ایک ہمارا امام ہے۔ کہ اسے علم ہوتا ہے۔ کہ ایک مطالبہ الحکم کے ذمہ ہے وہ اپنی مقدرت میں پاتا ہے۔ کہ اسے ادا کر دے۔ قبل اس کے کہ مجھے ان سے اس کے متعلق کچھ کہنے کا موقعہ ملے وہ خود اسے ادا کرتا ہے۔ اور مجھے اطلاع بھی نہیں دیتا۔

یہ ذکر تو ذوق سخن اور جوش شکر گزاری نے درمیان میں لا ڈالا۔ میری غیر حاضری میں الحکم کا بند رہنا اس لئے ضروری تھا کہ آجکل پریس ایکٹ کی وجہ سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس پر طاعون اور فصل ربیع کی کٹائی کا اضافہ ہو گیا۔ کارخانہ الحکم کا ایک پریس مین بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔ اور مزدور کٹائی فصل میں مصروف ہو گئے۔ یہ اسباب تھے کہ اتنے دنوں تک الحکم کے بند رہنے کا موجب ہوئے اس اثناء میں بہی خواہان الحکم نے حسب معمول تردد کے خطوط لکھے اور چونکہ میں دفتر سے غیر حاضر تھا۔ اس لئے ان کے جواب پہنچنے پر انہیں اور بھی حیرت ہوئی۔ میں نے اپنے سفر سے ایک عام اطلاع پریس میں شائع ہونے کے واسطے بھیجی تھی۔ مگر وہ معلوم نہیں کیوں چھپ نہیں سکی بعض لوگوں نے اس تعویق کے متعلق عجیب افواہ اڑائی جو میں نے لاہور میں جا کر سنی جبکہ بعض آدمیوں نے خود مجھ سے دریافت کیا۔ اور وہ افواہ یہ تھی کہ اخبار الحکم کا پچھلا نمبر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے جلوا دیا ہے۔ اور ایڈیٹر الحکم بھاگ گیا ہے۔ میں اس خبر کو سن کر اتنا حیران ہوا کہ میری زندگی میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے کہ اخبار خود میں نے شائع کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے ایسا کوئی حکم کبھی دیا ہی نہیں تھا۔ پھر یہ گپ کیوں اڑائی گئی۔ میں ایسے لوگوں کو نہایت درد دل سے کہتا ہوں۔ کہ ایسی باتوں سے کچھ حاصل نہیں۔ وہ ایسے مشغلہ کو ترک کردیں۔ الحکم کا ایڈیٹر خدا کے فضل سے کسی بات کو چھپانے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ وہ تو اس بات کا موید ہے۔ کہ واقعات کو تاریکی میں نہ رکھا جاوے اور نہ گول مول الفاظ سے انہیں چھپانے کی کوشش کی جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اگر ایسا حکم دیتے۔ تو وہ بڑی خوشی سے بحمد للہ اس پر عمل کرتا۔ اور اس کا اعلان کر دیتا۔ اس لئے کہ حضرت کے ارشادات ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ اور آپ کی ہدایات ہمارے لئے موجب سعادت ہیں۔

بدبخت ہے وہ انسان جو آپ کی نصیحت کو سن کر برا منائے ایسا شفیق ناصح صدیوں کے بعد بھی پیدا ہونا ممکن نہیں اور میں تو اپنے آپ کو مریض یقین کرتا ہوں اور اس کے دست شفا کا محتاج اپنے آپ کو پاتا ہوں۔ میں آپ کے کلمات طیبات کی اشاعت کا شوقین ہوں۔ پھر اگر ایسی بات ہوتی۔ تو وہ سب سے پہلے الحکم ہی میں نکلتی۔ ایسے مفتریوں کو جو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ پر افترا کرتے ہیں۔ توبہ کرنی چاہئیے۔ ایسی باتوں سے الحکم کو انشاء اللہ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو اپنا بازو قرار دیا ہے۔ اب جو چاہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت کا بازو ٹوٹ جاوے۔ وہ زور ازمائی کرے مگر خدا سے ڈرے۔ ایسی افواہوں سے میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔

کیا ایسی افواہوں کے مرتکب جرأت کر سکتے ہیں۔ کہ وہ علانیہ اپنی غلطی کا اقرار کریں؟ واقعات اس کا جواب دینگے۔

پس میں ناظرین کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ کے لئے جب تک کہ ان کا الحکم سے تعلق ہے۔ یاد رکھیں۔ کہ الحکم یا ایڈیٹر الحکم کے متعلق اگر کوئی افواہ پھیلائی جاوے۔ تو وہ مجھ سے براہ راست دریافت کرلیں۔ اور ایسے آدمی کی تحریر حاصل کریں تاکہ میں اسے حضرت امام کے حضور پیش کر سکوں۔ الحکم کی اشاعت میں اگر کبھی کوئی روک ہو۔ تو وہ ان اسباب کے ماتحت ہوگی۔ جو میرے اختیار اور مقدرت سے باہر ہوں۔ الحکم اپنی کسی غلطی کے اظہار میں خدا ہی کے فضل و کرم سے شرم نہیں کریگا۔ اور نہ کسی ایسے امر میں جو اس کی سمجھ میں حضرت مسیح موعود یا آپ کے جانشین کے صریح ارشادات اور ہدایات کے خلاف ہو۔ اس پہلو کو دینے کا حوصلہ کر سکتا ہے۔ جو سلسلہ کے اغراض کے منافی ہو۔ وہ خدا تعالی سے حق کی اشاعت اور تائید کی توفیق چاہتا ہے۔ اور اسی کے لئے ناظرین سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ یہ سطور مجھے محض غلط فہمی کے رفع کرنے کے لئے لکھنی پڑی ہیں ورنہ

یعلم اللہ کہ بکس نیست غبارے ما

ایوان خلافت

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے حضرت امام ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت قابل شکر گزاری ہے۔ اللہ تعالی نے یہ ایک عجیب نشان ہمیں دکھایا ہے۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

احمدی قوم نے اس مرد خدا کی اس بیماری میں بہت سے نشانات کا مطالعہ کیا۔ اول تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو حضرت کے گھوڑے سے گرنے کے متعلق کی گئی تھی۔ پھر بعض اور بھی نشانات پورے ہوئے جن میں سے ایک مرتد ڈاکٹر کی پیشگوئی کے خطرہ کا دور کرنا بھی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ جو خطرہ شیطانی کسی کے لئے موجب ٹھوکر ہو سکتا تھا حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں پیشگوئی کرنے والے دجال کا نامراد رہنا اس امر کی دلیل ٹھہرا کہ اسے خدا تعالی سے کوئی تعلق نہیں۔

پھر اس علالت نے احمدی قوم کے مستقبل پر خود حضرت خلیفۃ المسیح کو اندر ہی اندر غور کرنے کا عجیب موقعہ دیا۔ اور آپ کو دعاؤں کے لئے مخصوص کر لیا۔ اس پانچ ماہ کے عرصہ میں جسقدر دعائیں آپ نے کی ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ پہلے ایسا موقعہ نہیں ملا ہوگا۔ ہر سانس آپ کا دعاؤں کے ساتھ آتا جاتا تھا۔

اللہ تعالی پر ایمان بڑھانے کے لئے ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ ان کی تفصیل بہت وقت چاہتی ہے۔ خدا کرے کہ وہ لوگ جنہیں اس علالت میں آپ کے پاس کثرت سے رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ ان تمام واقعات کو قلمبند کریں۔

ایام علالت میں آپ تبلیغ حق کے لئے بہت حریص رہے اور تمام ایسے اوقات میں جبکہ آپ کی حالت نازک سمجھی جاتی رہی۔ آپ نے بار ہا فرمایا

کہ مجھے اپنے مولی پر بڑی امیدیں ہیں۔

صدقات اور خیرات کی کثرت سے آپ نے دکھایا کہ امراض اور مشکلات میں صدقات کی طرف توجہ کرنا فضل رب کو جذب کرتا ہے۔ اپنی بیماری میں آپ نے باوجود تکلیف و تقاضائے سن کبھی بھی کسل سے کام نہیں لیا۔ اور طبعی ضرورتوں کے لئے خود بڑی جرأت اور حوصلے سے اٹھتے رہے اب جبکہ آپ کی طبیعت بہت درست ہو چکی ہے اور زخم بہت ہی کم باقی ہے۔ آپ نے اپنے وقت کو

درس تدریس کی نذر کر دیا

اور عرصہ سے بخاری شریف کا درس شروع ہے اور خدا کا شکر ہے۔ کہ شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے اسے ختم کر چکے۔ مجھے گذشتہ تین ہفتہ آپ کی صحبت سے الگ رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اس اثناء کے ان واقعات کو (جو ہمارے لئے رشد اور ہدایت کا موجب ہو سکتے ہیں) میں درج نہ کر سکنے کی وجہ سے افسوس کرتا ہوں۔

اور اب جو مجھے موقعہ ملا۔ اسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق پاتا ہوں

خضر کی تحقیقات

۶ر اپریل ۱۹۱۴ء کو جس دن کہ میں قادیان سے باہر جاتا ہوں۔ بٹالہ کے ایک منصف صاحب اور ایک مختار عدالت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مختار صاحب نے

آپ سے دریافت کیا کہ خضر کیا ہے؟

فرمایا۔ جب کوئی قوم حق سے دور جا پڑتی ہے اور اس طرح پردہ گرجاتی ہے۔ تو اس کے عقائد میں فرق آتا ہے۔ پھر اس کا اثر اعمال پر پڑتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ حوصلے پست اور ہمتیں کمزور ہو جاتی ہیں وہ روحانی ترقیوں سے ہی نہیں رکتی۔ بلکہ دنیوی رنگ میں بھی پستی کی طرف چلی جاتی ہے۔ چونکہ میں اس بات پر سچے دل سے یقین رکھتا ہوں اور یہ میرا ہی نہیں تمام راستبازوں کا تجربہ ہے کہ تمام ترقیات کی جڑ

سچے عقائد اور اعمال صالحہ ہیں۔

اس حالت تنزل میں اس کی علمی اور عملی کمزوریاں عجیب عجیب ایجادیں کرتی ہیں۔ آجکل مسلمانوں کی حالت بہت گر گئی ہے۔ اس لئے کہ ان میں خدا تعالیٰ کی کتاب کی عظمت اور اس پر عمل کرنے کا جوش نہیں رہا۔ اور وہ خدا کی کتاب کو ترک کر کے خود ہر طرف سے گر رہی ہے۔ اس واسطے اس پستی کے دور میں ایسی تحقیقات کی طرف متوجہ ہو چلی ہے۔ جو اس کے اعمال پر مؤثر نہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ آدم کو پیدا ہوئے کتنا عرصہ گذرا۔ اس کے ہاں دن کے پہلے حصہ میں لڑکی اور دوسرے میں لڑکا پیدا ہوتا تھا تو ان کے نکاح کیونکر ہوتے تھے۔ لیکن اگر غور کیا جاوے اور آپ بھی فکر کریں کہ کیا ان تحقیقاتوں سے کوئی روحانی ترقی یا اصلاح نفس وابستہ ہے۔ یا یہ کوئی علمی ترقی کا ذریعہ ہے۔ عملی رنگ میں اگر دیکھیں تو شریعت ہی اور ہر ہی ہے ایسے وظائف اور اوراد لوگوں نے تجویز کر لئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی کتاب ہی چھوٹ گئی ہے۔ اس قسم کی بحثوں اور تحقیقاتوں میں سے خضر کی بحث ہے۔

میں آپ کو اس کے متعلق اپنی تحقیقات ابھی بتاؤں گا جس پر خدا کے فضل سے میں ایمان رکھتا ہوں۔ مگر میرا کام چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اس لئے میں نے اس درد دل کا اظہار آپ سے کیا ہے۔ جو مسلمانوں کی حالت کو دیکھکر دل میں پیدا ہوتا ہے اور آپ کو اس واسطے سنا دیا ہے۔ کہ شائد کسی کو نفع پہنچے۔

صرف خضر ہی کی بحث نہیں۔ بلکہ ہمارے ہاں تو تین بزرگ ایسے ہیں ایک خضر دریاؤں کے اور الیاس جنگلوں کے اور جھنڈا بابا تینی مشہور ہے اور ان تینوں کو زندہ سمجھا جاتا ہے۔ جن بحثوں کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں اصحاب کہف کے کتے کی بھی ایک بحث ہے۔ کہ وہ نر تھا یا مادہ اس کا رنگ کیا تھا۔ اور ایسا ہی بنی اسرائیل کی گائے کی بحث ہے۔ غرض اس قسم کی بحثیں قوم کی پست ہمتی اور حقائق سے دوری کا ثبوت ہیں۔ قوم کے ادبار کے وقت ایسی ہی حالت ہوتی ہے ہر کام میں سست بات کریں گے۔ **دولت ہوگی تو شراب خواری** اور عیاشی کریں گے۔ حکومت ملیگی۔ تو ظلم اور سختی کے علاوہ رشوتیں لیں گے [illegible] حقوق کریں گے۔ یہ امراض ہیں۔ جو قوم میں اس وقت بھی پیدا ہو رہے [illegible] میں آپکے سوال کا جواب دیتا ہوں۔

خضر لفظ قرآن مجید میں نہیں ہے اور نہ یہ نام آیا ہے۔ نہ احادیث صحیحہ میں ذکر ہے۔ ہاں بطور کہانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ خضر کا نام لیتے ہیں۔ اب خضر کی وسعت دیکھو۔ کہ فضل شاہ میرا لا بھی ۔۔۔ خضر نے میرے منہ میں اپنا لب ڈالا ہے۔ نور احمد کاتب کے خط کا نام خضری خط ہے۔

اولیاء کرام کی کتابوں میں خضر کی ملاقات کا ذکر آیا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ خضر کیا چیز ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ایک نبی کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ولی کا نام ہے۔ صوفی کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ ہدایت ملی وہ خضر ہے۔ چنانچہ ایک شعر آپ نے بھی سنا ہوگا

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

یہاں ہر ہادی کا نام خضر رکھا ہے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ کہا گیا ہے کہ خضر فرشتہ کا نام ہے۔ جیسے جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا خضر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ کتب سابقہ میں معراجنامہ موسیٰ ایک کتاب ہے۔ اس میں فرشتہ کا نام حضر لکھا ہے اور میری تحقیقات میں حضر ہی صحیح ہے اور اسی کو خضر بنا لیا۔ بعض علاقوں میں ح کو خ سے تلفظ کر لیتے ہیں۔ جیسے راولپنڈی کے ضلع میں حضر کے معنے جبرئیل کے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حضور رہے وہ ایک فرشتہ ہے خواہ وہ متمثل ہو کر نظر آوے یا کسی آدمی کے ذریعہ تحریک کر دے۔ میری تحقیقات میں ایسی تحریک فرشتہ ہی کا کام ہے۔ جو شخص ہادی اور رہبر اس کی تحریک سے کام کرتا ہے اس لئے وہ خضر کہلاتا ہے اور وہ تاریخی [illegible] مانتا ہے۔ یا تو متمثل ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحیہ کلبی کی شکل میں دیکھا بعض کہتے ہیں کہ کوئی بزرگ جو ہدایت کا موجب ہوا تو اسے کہدیا کہ خضر ہے میرا ایک دوست تھا وہ کسی زمانہ میں فسق میں مبتلا تھا۔ ایک مرتبہ ضلع ہوشیارپور میں کسی ندی کے کنارے جا رہا تھا کہ ایک شخص ملا۔ اور اس نے یہ آیت پڑھی الم یان للذین آمنوا۔ الآیۃ۔ ایسی چوٹ دل پر لگی۔ کہ فوراً توبہ کر لی۔ اس کا یقین تھا کہ وہ خضر ہے غرض میرا یقین ہے۔ کہ وہ فرشتہ ہے یا اس کا متمثل اور رہبر کامل

ریا کا علاج اور ملامتی فرقہ کی حقیقت

۲۸ر اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت کی خدمت میں میرے ایک مخلص اور مکرم بھائی نے ایک عریضہ پیش کیا۔ جس میں انہوں نے ایک روحانی مرض کا علاج چاہا تھا۔ حضرت نے اس کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ آپ کی طبیعت میں بے حد جوش تھا۔ حضرت اس میرے مخلص بھائی سے خصوصاً محبت کرتے ہیں۔ اور اس کی قدر آپ کے دل میں ہے۔ بوجہ اس اخلاص کے جو اس کو حضرت سے ہے۔ حضرت کے سر میں ضعف تھا۔ مگر کچھ ایسا جوش تھا کہ بہت کچھ اس مضمون پر کہنا چاہتے تھے اور اس جوش کو روک نہ سکتے تھے۔ اس لئے نہایت محبت سے فرمایا کہ آپ اب تشریف لیجائیں آپ کو دیکھ کر بہت تحریک بولنے کی ہوتی ہے اور بولنا میرے لئے اس وقت مضر ہے۔ یہ آپ کے جوش اصلاح کا ایک نمونہ تھا۔ جو دیکھنے والے ہی دیکھ سکتے تھے۔ میرے مخدوم بھائی نے فائدہ عام کے لئے اجازت دی ہے۔ کہ میں اس کے سوال اور آپ کے جواب کو شائع کر دوں۔ خدا کرے۔ اپنی اصلاح کے لئے ایسا جوش ہمارے اندر بھی پیدا ہو۔ اور ہم اپنی کمزوریاں حضرت امام کے حضور عرض کرنے میں کبھی شرم نہ کریں میں تو اسے اعلیٰ درجہ کی خوبی سمجھتا ہوں۔ ایڈیٹر

نامۂ مریض

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند

السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلاتہ وتائیداتہ وعونہ وصونہ۔ رات دن۔ صبح شام ہر وقت کی جلوت ہے۔ کوئی موقعہ خلوت کا مجھکو میسر نہیں ہے۔ اونچی جماعتوں کے سمجھدار بچوں میں رہتا ہوں۔ جن کے لئے میرا نیک نمونہ اور میری عملی زندگی ہی زیادہ مفید اور اثر انداز ہو سکتی ہے۔ آج کئی روز سے میں اپنی ایک کمزوری سے مطلع ہو کر سخت خلجان میں گرفتار ہوں۔ وہ کمزوری یہ ہے۔ کہ میرے اعمال نیک کی کسی کو اطلاع ہوتی ہے تو اس سے میرے دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ یعنی میرا قلب دراصل ریا کے پلید مرض سے ماؤف ہے۔ اپنے اس مرض کی اطلاع پاکر مجھکو سخت کرب اور تکلیف ہے۔ کبھی جی چاہتا ہے کہ ملامتیہ فرقہ کے اعمال بجا لاؤں۔ لیکن اس میں دوسروں کے ابتلا کا اندیشہ ہے۔ احیاء العلوم میں بھی ریا کا باب مطالعہ کیا۔ لیکن میں تو اسقدر کمزور ہوں۔ کہ اس کے علاج پر بھی کاربند نہیں ہو سکتا میری روح تحلیل ہوئی جاتی ہے۔ حضور کوئی علاج بھی بتائیں اور دعا بھی بہت فرمائیں۔ حضور سے یہ عرض کرنا بھی درحقیقت ریا سے خالی نہیں۔ لیکن امید ہے کہ اس طرح میرے درد کی دوا ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مرا شیشہ بر دوش و باران سنگ
نہ یارائے رفتن نہ جائے درنگ

حضرت کا جواب فرمایا بعض غلطیاں مسلمانوں میں ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے دور ہو سکتی ہیں نادان فلاسفروں نے معیار صداقت پر کتابیں لکھی ہیں۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ کوئی ایسا معیار صداقت قائم کر دیتے۔ یا قائم ہو جاتا۔ تو پھر اختلاف اٹھ جاتا۔ دو بھائی ہوتے ہیں۔ ایک ریاضی سے دلچسپی رکھتا ہے۔ دوسرا لٹریچر سے۔ میں نے ایک مرتبہ مولوی محمد علی سے کہا۔ کہ فلسفہ کا ایک مسئلہ بتاؤ۔ اس نے کہا کہ مجھے دلچسپی نہیں۔ حالانکہ وہ ایم۔ اے ہیں۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کے معاملہ میں ایک شخص خود ایک پتھر کو تراشتا ہے اور باوجود اس کا خالق ہونے کے اس کے آگے سجدہ کرتا ہے۔ دوسرا درخت کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور تیسرا قبر کو معبود بنا لیتا ہے۔

میں نے ایک رئیس کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے مٹی کا عضو تناسل بنا کر آپ ہی اس کی پوجا کرتا تھا۔ کیا یہ عقل و فکر کی بات ہو سکتی ہے۔ غرض معیار صداقت قائم نہیں ہو سکتا۔ وہ معیار صرف خدا کا فضل ہے۔ اس پر ہی کام چلتا ہے۔ ملامتی فرقہ کے اعمال اختیار کرنے سے اصلاح کا خیال غلطی ہے۔ یہ فرقہ کم عقلی سے پیدا ہوا۔ اور شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔

سب سے زیادہ ملامتی انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں ان سے بڑھ کر ملامت کیا کسی کو ہوئی؟ کبھی نہیں نہ کسی پیر کو نہ فقیر کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ ملامت ہوئی کہ ملک چھوڑنا پڑا۔ حضرت لوط اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو بھی ملک چھوڑنا پڑا اور اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کو کسقدر ملامت ہوئی۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صاحب کو جس قدر گالیاں دی گئی ہیں۔ کیا کسی تکئے کے فقیر کو بھی دی گئی ہیں۔ ایسے فقیر جو ملامتی بنتے ہیں۔ انہیں تو مجذوب کہدیتے ہیں اور وہ پھر اس قدر بڑھ جاتے ہیں۔ کہ شراب پیتے ہیں اور زنا کرتے ہیں

اور لوگ کہدیتے ہیں کہ خلقت اندھی ہے۔

اصل فرقہ ملامتی انبیاء علیہم السلام اور اُن کے اتباع کا ہے جسقدر انسان نیک ہوگا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریگا اسیقدر ملامت بڑھجائیگی اور خلقت دُشمن ہوجائیگی اپنی تبلیغ میں جب تم کھول کر سلسلہ کا ذکر کروگے یا عیسیٰ کی خدائی اور بتوں کو خدا بنانے اور گورونانک کو اوتار قرار دیئے جانے کی مخالفت کروگے۔ خواہ نخواہ ملامت ہوگی۔ اور لوگ دشمنی کرینگے حق گوسے بڑھکر ملامتی کون ہوسکتا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت ہوئی اور اُن کے خلاف خطرناک منصوبے ہوئے اور انہیں ایذائیں دی گئیں۔ یہاں تک کہ ترک وطن کرنا پڑا۔ یہ ملامت ہی کا نتیجہ تھا اور یہ ملامت خلاف شریعت افعال سے پیدا نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے سے

اندھی دُنیا نے اُن کی مخالفت کی

مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے محبت ہے ایک مرتبہ میں سیالکوٹ حضرت صاحب کے ساتھ گیا۔ لوگوں نے کہا کہ جیسا کہ ہم نے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد پر وعظ کیا۔ شام ہوگئی لوگ چلے گئے ایک آدمی نے ایک سے پوچھا کہ آج نورالدین نے کیا وعظ کیا اُس نے کہا کہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ پر تفسیر کی ہے۔ وہ بولا کہ نورالدین منافق ہے اُس نے مرزا کا ذکر نہیں کیا لوگوں نے یہ بات مجھے پہنچائی۔ میں نے کہا کہ میں تو ملامتی ہوں۔ اُس نے ایسا کہا تو کیا ہوا ممکن ہے اُس نے دوستوں میں ملامت کی ہوگی۔ وہاں تو سب احمدی تھے پھر اگر میں نے مرزا صاحب کا ذکر نہیں کیا تھا تو کس کے خوف سے۔ مگر نہیں انبیاء علیہم السلام کے سچے اتباع ملامتی ہوتے ہیں غرض لوگوں کو خوش کرنا اور اپنی تعریف سننا نہیں ہوتی۔ میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ اسے یہ آیت سنا دو۔ اذا ذکر اللہ وحدہ الآیۃ و اذا ذکر الذین من دونہ الآیۃ کیا مطلب کہ اگر جناب الٰہی کا ذکر کیا جاوے تو بعض بےایمان دل برا مناتے ہیں کشمیر میں اگر واعظ شیخ ہمدانی اور سید عبدالقادر جیلانی رح کا ذکر نہ کریں تو لوگ ناخوش ہوجاتے ہیں وہاں خطبہ میں بھی یہ ذکر لازمی ہے چشتی ہوں تو خواجہ معین الدین چشتی کا اور نقشبندیوں میں خواجہ نقشبند کا اور قادریوں میں عبدالقادر اور شیعہ میں امام حسین رض کا ذکر ہو تو یہ لوگ خوش ہوتے مگر یہ خوشی تو اللہ کے سوا مخلوق کے ذکر سے ہوئی ایسے کو کہیں گے کہ یہ بڑا مومن ہے۔ ان کی عظمت اس کے دل میں ہے۔ مگر مومن حقیقی امر بالمعروف کرنا چاہتا ہے۔ اس کے دل میں محض خدا تعالیٰ کی عظمت ہوتی ہے غرض ملامتی اس کو نہیں کہتے جو ننگے دھڑنگے پھرے میلوں کی تقلید کئے جاؤ۔ اسی کی ضرورت ہے صلوٰۃ نبی کی اتباع ہی کا حکم ہے۔ یہی ریا اس کے متعلق میں تمہیں دو فقیروں کا واقعہ سناتا ہوں جن کو میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپکو بھی ریا آتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا ان جانوروں بیلوں اور گھوڑوں کے سامنے نماز پڑھتے ہوئے تمہیں ریا آتی ہے اُس نے کہا نہیں انہوں نے کہا کہ ہماری نماز کے وقت لوگوں کی حقیقت بیلوں سے زیادہ نہیں تو ہمیں ریا کیوں آئے؟

ایک سرکاری حکم ہے مثلاً یہ کہ نماز پڑھو پس تمہارا کام یہ ہے کہ اس کی تعمیل کرو نفس کہتا ہے لوگ دیکھتے ہیں۔ بہت اچھا دیکھیں ہمیں اس سے کیا ہم نے صرف تعمیل ارشاد ربانی کرنی ہے۔ شیخ غزالی صاحب بڑا تشدد کرتے ہیں اُن کی کتابوں کو دیکھا جاوے تو وہ بہت ڈرا دیتے ہیں شیخ محی الدین ابن عربی ایسی امید دلاتے ہیں کہ بہشت میں ہی چلے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کو آپ پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور تدبر کریں۔ اول وقت نماز پڑھنی چاہئے اور کبھی اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ کوئی دیکھتا ہے یا کیا کہتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ سب سے بڑھکر ملامتی انبیاء ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا کچھ کہا گیا۔ کاہن۔ شاعر۔ مجنون۔ ساحر۔ یرید ان یتفضل علیکم۔ پھر اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا حضرت صاحب کے حق میں لوگوں کے فتوے دیکھے اور سامنے ان کو کہتے سُنا پھر اپنے حق میں گالیاں سُنیں اور فتوے دیکھے مگر میں اس راہ کو مبارک سمجھتا ہوں کیونکہ یہ انبیاء کی اطاعت کی راہ ہے اور نبی کی اتباع میں سب سے بڑی ملامت ہے۔ برخلاف اس کے جو ملامتی آپ بنے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ پوجے گئے ہیں۔ میرے سامنے جب کوئی شخص نذر رکھتا ہے۔ تو میرا دل کانپ جاتا ہے کہ خدا جانے یہ مجھے کیا سمجھتا ہے۔ اس کو یہ خیال ہوگا۔ کہ خدا کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں اور یہاں یہ حال ہے کہ ۶ ماہ سے پڑے ہیں بوجہ بیماری تذوبرکے۔ مصرف نہیں دیکھ سکا۔ میرا خدا اکھا لے نے کے لئے تو عجیب طور پر بھیجوا آتا ہے۔ پاغستان سے دو روپیہ گوڑ نے جو نہائت اطیب تھے اُس نے بھجوا دیئے۔ مجھے سکھوں اور جینیوں نے بھی دیا۔ جن کو مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا۔

ہمارے ایک بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے ایک بھائی شیخ محمد تھے۔ اُن کی بی بی کا نام ام حبیبہ تھا۔ وہ اس قدر ذکر شغل میں بڑھیں۔ کہ اُنہوں نے ذکر الٰہی کے لئے نوافل کو چھوڑ دیا پھر اور ترقی کی تو سنت غیر موکدہ کو چھوڑا۔ پھو جب اور لذت بڑھی تو سنن موکدہ میں فرق آنے لگا۔ خاوند کو فکر ہوئی۔ کہ بیوی ترقی کر رہی ہے اُنہوں نے جو دریافت کیا تو کہا کہ ذکر الٰہی میں اس قدر ذوق شوق ہے کہ سُنن اور نوافل نہیں پڑھتی۔ میاں نے کہا کہ آپ لاحول کا بھی ذکر کریں۔ وہ لاحول پڑھنے لگی۔ دیکھا کہ مصلے پر ہنومان آگیا ہے۔ تو بی بی صاحبہ نے اسے دھتکار دیا اور کہا کہ یہ کیوں؟ ہنومان نے کہا کہ یہاں تو ہمارا ہی دخل تھا یہ اب کیا کرتوت شروع کردی۔ تم تو ہمارے قابو میں آگئی تھیں اتنے میں میاں بھی آگئے۔ اور اُنہوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے تو کہا کہ اب تو نوافل اور سنن پڑھا کریں گے غرض یہ خوب یاد رکھو

> بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
> ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

ہمیں کافی دین مل گیا ہے۔ نفس ریا کرے کرنے دو ہم فرمانبرداری کرتے ہیں اُسے کہدو کہ تو خود سزا پائیگا۔ ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ ہر شیطانی وسوسہ کا علاج لاحول ہے۔ ہم نے شیطان کو دیکھا ہے۔ اور اس کے بھاگنے کا بھی تجربہ کیا ہے۔ نوردین کے پہلے صفحہ پر استغفراللہ تین مرتبہ لکھا ہے اور لاحول تین مرتبہ۔ جب میں اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے نوردین لکھتا تھا تو میں نے دیکھا کہ ہندوؤں کے گھر میں میری شادی ہوئی ہے۔ وہ ساس کہتی ہے کہ آخری پوجا ایک مندر میں کرآؤ۔ تو پھر لڑکی کو لے جاؤ۔ وہ مجھے ایک مندر میں لے گئے۔ وہاں دو بڑے بڑے بُت تھے اُن کے منہ جنوب کو تھے میرا منہ شمال کی طرف ہے۔ مجھے ان کو سجدہ کرنے کو کہا۔ مگر مجھے یاد آگیا۔ کہ اسلام اور بُت کو سجدہ میں نے بڑے زور سے استغفار شروع کیا۔ جب تیسری مرتبہ پڑھا۔ تو وہ بُت دھڑم سے گر گیا۔ پھر دوسرے کی طرف توجہ کی۔ تو وہ استغفار سے نہیں گرا۔ میں نے سمجھا کہ یہ انسانی فعل ہے۔ اس کے لئے زبردست ہتیار چاہئے۔ اور وہ لاحول ہے۔ تیسری مرتبہ جب لاحول پڑھا۔ تو وہ بھی گر گیا اور بائیں طرف سے شیطان آیا۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا بڑا چمٹا تھا۔ دونو ہاتھوں سے پکڑ کر میرے سر پر مارنا چاہا تو میں نے لاحول پڑھا اور وہ بھی بھاگ گیا۔ تو میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ شیطانی وساوس کے لئے لاحول زبردست ہتیار ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بڑی بہادری ہے باقی سب نفس کے دھوکے ہیں۔ میں چاہوں تو اس مضمون پر کئی گھنٹے لیکچر دوں اور مشاہدات سناؤں۔ یہ سب کچھ اس کے فضل سے ہی ہوسکتا ہے۔ زیادہ لاحول پڑھو۔ شریعت حقہ کی پابندی کرو۔ محمد رسول اللہ نے بڑی تلوار ماری ہے۔

میں بڑے نبیوں کے علم جانتا ہوں۔ بائیبل تو نوک زبان ہورہی ہے۔ ویدوں کو بھی بڑے عالموں سے سُنا ہے۔ دور ژند وستا۔ گاتھ۔ دساتیر ہمارے گھر میں ہیں۔ ان کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے۔ جو کچھ بھی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے باقی سب اوٹ پٹانگ ہے اسے حوالہ بخدا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی دستگیریاں کی ہیں میرے لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہی دلربا ہیں۔ اور کسی کی عظمت ہی نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں سمجھ میں نہیں آتی۔

احمدی اور غیر احمدی کے سوال کا قطعی فیصلہ

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں اس سوال پر بحث ہوچکی ہے۔ جو آجکل غیر احمدیوں کے متعلق پیدا ہوا ہے ۔۔۔ لکھا تھا کہ حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد نے اس پر ایک مبسوط مضمون لکھا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ مضمون اب حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت پبلک ہوتا ہے۔ بدر میں تو اسی ہفتہ شائع ہوجائیگا۔ الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ تمام و کمال اسے چھاپ دیا جائیگا تشحیذ میں بھی چھپ گیا ہے۔ با ایں اس کی کثرت سے اشاعت کی ضرورت ہے۔ اس مضمون کے بعد اس بحث کا انشاء اللہ خاتمہ ہوجائیگا اور ضرورت نہ رہیگی کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کی پوزیشن کے متعلق پھر سوال اٹھایا جائے۔ اس سے ان فتووں کی حقیقت بھی کھل جائے گی جو احمدی قوم کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے شائع ہوئے ہیں اور جن سے ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ الحکم کی اسی اشاعت میں فرقہ ملامتی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر غور سے پڑھنے کے قابل ہے جب کہ ہم آنحضرت نبی کے متبع ہیں۔ تو کیا ضرورت ہے۔ کہ خواہ نخواہ لوگوں کی عام ہمدردی یا تعریف کو حاصل کرنے کے لئے اپنے عقائد کو صفائی سے بیان نہ کریں بہرحال حضرت صاحبزادہ صاحب کا مضمون قابل غور ہے۔

ایڈیٹر

علم فلسفہ

معیار الخیالات

اس عالمانہ کتاب کا مطالعہ کرنے سے ہی پتہ لگ سکتا ہے کہ فاضل مصنف نے مضامین میں مفصلہ ذیل مثلاً
روحانی سیر۔ خدا۔ فعل خدائی۔ عبادت۔ پرستش یعنی پوجا۔ خیرات۔ مذہب جیوآتما بمراد روح انسانی۔ تعلیم۔ دولت۔ عشق۔ ادب۔ دوستی۔ رحم۔ حمل میں آنیسے ناموس۔ قواعد حفاظت جسم۔ نشہ بازی۔ استفراغ۔ موت۔ حیات مابعد موت کے اوپر کن عالمانہ دلایل سے بحث کی ہے۔ اور ہر ایک مذہب و ملت کے انسان کو کتاب ہذا کا مطالعہ کرنا کن کن معلومات کا ذخیرہ پیدا کرتا ہے۔

چونکہ فاضل مصنف نے اس کتاب کو کئی ہزار کی لاگت سے با علم سوسائٹی میں بالکل مفت بلکہ محصول ڈاک بھی اپنی طرف سے چھپوا کر کے تقسیم کیا ہے اس لئے نوٹس ہذا کا مطالعہ فرماتے ہی بذریعہ ڈاک کارڈ نہایت جلد اطلاع دیں۔ کیونکہ یہ رسالہ روز مرہ ہزار ہا کی تعداد میں معززین و عالمان کی خدمت میں روانہ ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے تاکہ جلدی ختم نہ ہو جاوے اور پھر جناب کے حکم کی تعمیل نہ ہو سکے۔ اور رسالہ پلیگ بھی چھپ گیا ہے جو کہ بغیر قیمت اسی رسالہ کے ہمراہ روانہ ہوگا۔

سکرٹری لائبریری رسالہ معیار الخیالات جگادھری ضلع انبالہ پنجاب

حضور نے فرمایا تھا۔ مرزا صاحب کا انکار ہمارے اور مخالفوں کے درمیان بغاوت کا مقدمہ ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ غیر جن کا انکار جان بوجھ کر نہیں۔ اُن کو کس طرح ملزم کہا جاوے۔

فرمایا گورنمنٹ کے قانون کو نہ جاننا کوئی عذر نہیں ہے۔ اس دوست نے عرض کیا۔ گورنمنٹ کو چونکہ دلوں کا پورا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ سزا دینے میں معذور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو علیم بذات الصدور ہے۔ فرمایا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو پھر تلوار مظلوم کو کیوں کاٹتی ہے۔

ایک شخص نے عذر کیا کہ حضرت اقدس نے غیر احمدیوں کے حق میں بعض مقامات پر ایسی تحریریں لکھی ہیں۔ جن کو اُن کی نسبت ہونے سے دل ڈرتا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تمام سعید لوگ خدا کی اس آواز کو سن کر قبول کریں گے۔ سوائے اُن کے جو دوزخ کے بھرنے کے واسطے ہیں۔ فرمایا ہمارے مخالف اُن عیسائیوں کو جو بلاد یورپ امریکہ میں رہتے ہیں۔ کیا سمجھتے ہیں۔ دہریے کہتے ہیں۔ اگر خدا میں رحم ہوتا تو چھوٹے بچے نہ مرتے۔ اور نہ اس قدر اُن کو مصیبتیں ہوتیں جن میں چھوٹی عمر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس اس قسم کے ترس کے لفظوں کا نتیجہ دہریت ہے۔ یا مرزا کا انکار کر دیا جاوے۔ تناسخ کا مسئلہ بھی ایسے ہی خیالات سے پیدا ہوا ہے۔ فیثا غورث کو انہی مشکلات نے تناسخ کا قائل کر دیا تھا۔

ہمیں ان فتووں کی پرواہ نہیں

ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین نے لکھا ہے۔ کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں۔ تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے فرمایا۔ ہمیں ان کے فتووں کی کیا پرواہ ہے۔ اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا ہے۔ وہ دیکھے کہ اس کے بعد آج تک اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے۔

مرزا صاحب کی تعلیم عالم ارواح میں

برادرم منشی محبوب عالم صاحب احمدی گوجرانوالہ کا ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا جس میں برادر موصوف نے اپنا ایک خواب لکھا ہے۔ دیکھا کہ "دارالامان میں حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرحوم و مغفور تقریر فرما کر اور تھک کے ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں۔ چارپائی پر حضور کی دائیں جانب نیاز مند حضور کے پاؤں دبانے لگ گیا۔ فرمایا۔ جزاک اللہ۔ دوسری جانب اخویم منشی احمد الدین صاحب بیٹھے ہوئے پاؤں دباتے ہیں میں نے طاعون زدہ لاشوں کا نظارہ جو پہلے دیکھا تھا عرض کیا۔ فرمایا۔ استغفر اللہ۔"

اس خواب کی تعبیر میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استغفار بہت کرنا چاہئے۔ یہ طاعون کا علاج ہے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے گناہ بخشوانے چاہئیں اور صدقہ دینا چاہئے۔

فرمایا کہ ہمارا مرزا تو عالم ارواح میں بھی استغفار سکھاتا ہے وہ جاہل لوگ ہیں۔ جو ہمیں بے ایمان کہتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے ایمان کی فکر کریں۔

عید میلاد کے متعلق لاہوری خط

عید میلاد کے متعلق جو آرٹیکل الحکم میں لکھا گیا تھا خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ موثر اور بروقت ثابت ہوا۔ اور یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ عید میلاد ایک نرالی بدعت ہے۔ اور ہماری قوم اس میں شمولیت کو پسند نہیں کرتی۔ اور نہ اس کے مجوزین میں شامل ہو سکتی ہے۔

اسی مضمون میں میں نے یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ ہمارے بعض دوستوں نے بھی غلطی کھائی جو وہ عید میلاد میں شامل ہوئے۔ اس حصہ کی تردید میں جناب خواجہ صاحب نے ایک چٹھی ۲۶ اپریل ۱۹۱۱ء کو بتوسل سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے پاس بغرض اشاعت ارسال فرمائی ہے۔ جس کو میں نہایت شوق اور عزت سے درج کرتا ہوں اگرچہ یہ وہی خط ہے۔ جو جناب خواجہ صاحب بذریعہ بدر شائع کر چکے ہیں اور میں حیران تھا۔ کہ مجھے یہ چٹھی کیوں نہیں بھیجی گئی۔ جب کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ میرے نام بھی بھیجی گئی ہے۔ مگر میری حیرانی دور ہو گئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے مجھے براہ راست بھیجنے کے بجائے پسند کیا کہ وہ سلسلہ کی مرکزی کمیٹی کے قابل سکرٹری صاحب کے ذریعہ مجھے پہنچائیں۔

کسی غلط فہمی کی اصلاح کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ کہ جس ذریعہ وہ پیدا ہوئی ہو۔ اسی سے اس کو دور کیا جاوے۔ یہ چٹھی امر حق کے اظہار کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور چونکہ اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے "کہ میں نے **غلط واقعات لکھ کر جماعت میں ایک گونہ ابتلا پھیلائی**" اس لئے میرا فرض ہے۔ کہ میں اڈیٹر **الحکم** کی وقعت کو مدنظر رکھتا ہوا اس الزام کو دور کروں میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ کہ میں انسان ہونے کی وجہ سے غلطی کا ارتکاب کر سکتا ہوں۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے کہ میں غلط واقعات لکھ کر جماعت میں ابتلا پھیلاؤں۔ الحکم آج تک سلسلہ کے صحیح واقعات بہم پہنچانے کا مسلم اور زبردست ذریعہ رہا ہے اور وہ ایک صحیح تاریخ سلسلہ کی کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ اس میں پرنٹنگ کی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر خدا کے فضل سے واقعات غلط نہیں۔ اور اگر کوئی ایسا وقوع ہوا ہو۔ تو اس کی تردید ضرور درج ہو گی۔ بشرطیکہ اس کی اصلاح یا تردید واقعات مسلمہ کی بنا پر پیش کی گئی ہو۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر ابتلا پھیلانے کا الزام صحیح نہیں اور میں اس کو اپنے لئے محض الزام قرار دیتا ہوں۔

عید میلاد میں شامل ہونے والے احباب کی میں نے تخصیص نہیں۔ کہ کہاں شامل ہوئے اور کہاں نہیں۔ اس لئے مجھے تعجب ہے کہ خواجہ صاحب نے اسے اپنی ذات یا جماعت لاہور کے ساتھ کیوں مخصوص کر لیا؟ میں اپنی جماعت کے بعض افراد کے عید میلاد میں شامل ہونے کا نتیجہ ان تحریروں سے نکالنے پر مجبور تھا۔ جو پیسہ اخبار میں شائع ہوئی تھیں۔ ان سے ترغیب اور تحریص پائی جاتی تھی چنانچہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء کے پیسہ اخبار میں جناب سید محمد حسین شاہ صاحب نے بارہ وفات اور انگریزی خوان مسلمان کے عنوان سے جو مضمون شائع کیا۔ اس میں جناب شاہ صاحب نے لکھا ہے۔

"امسال نہایت خوشی کا مقام ہے۔ کہ اس لیکچر کے علاوہ تمام مسلمانان لاہور کی طرف سے ایک اور عظیم الشان جلسہ بھی ہو گا جس میں مولود شریف اور آنحضرت صلعم کی سیرۃ پاک کا ذکر ہو گا۔ پرانے مسلمان تو ان امور کو سعادت دارین سمجھ کر شریک جلسہ ہوں گے۔ لیکن ان سطور کے مخاطب ہمارے انگریزی خوان احباب ہیں۔ جن کی خدمت میں ہماری عرض ہے کہ وہ ان **جلسوں** میں بالضرور شریک ہوں۔ اور اپنی **عصبیت** اور **قومیت** کا ثبوت دیں۔"

شاہ صاحب کی اس تحریر سے عید میلاد میں شمولیت کی تحریک کا استنباط کرنا میرے جیسے کمزور طبیعت آدمی ہی کا کام نہ تھا۔ بلکہ پیسہ اخبار کے مضامین سے **شملہ** کی معزز جماعت کو بھی مغالطہ لگا اور انہوں نے **عید میلاد** اور یہ سمجھا کہ لاہوری دوست اس میں شریک ہوئے۔ چنانچہ ان کا خط **بدر** کے اسی نمبر میں چھپا ہے۔ جس میں خواجہ صاحب کا وہ خط جو میرے نام ہے۔ درج ہوا۔

پھر عید میلاد ہی کے مقام پر ہی بارہ وفات کے جلسے کے موقع اعلان سے یہ سمجھ لینا کہ یہ اس سے الگ کوئی چیز ہے ناممکن تھا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ اگر الحکم اس غلطی کا اظہار نہ کرتا۔ تو کبھی اس سے یہ مفہوم پیدا ہی نہ ہوتا۔ جو اب کیا گیا۔ خود اڈیٹر صاحب بدر نے بھی محسوس کیا ہے۔ کہ ایک ہی مقام پر اس جلسہ کے انعقاد سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ پھر پیسہ اخبار میں اس جلسہ میلاد کی جہاں روئیداد دی گئی ہے۔ وہاں اس نے صاف لکھا ہے:۔

"کہ ہر فرقہ و طبقہ کے باثر اصحاب سے اس کو کامیاب بنانے میں مدد لی گئی تھی"...... شرکا کی تعداد تین چار ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ جن میں ہر فرقہ و جماعت کے لوگ نظر آتے تھے"

پھر اسی سلسلہ روئیداد میں وہ لکھتا ہے:۔

"اس کے بعد جلسہ عام نماز مغرب کے لئے برخاست ہوا۔ اور بعد انجمن احمدیہ کی زیر سرپرستی اسی مقام پر دوسرے جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی"

اس اور دوسری قسم کی تحریروں کی بنا پر میں اس حملے کے لکھنے کے لئے مجبور تھا۔ جس کی تردید آج خواجہ صاحب کرتے ہیں۔ اور شملہ کی جماعت اسی قسم کی تحریروں سے اس ابتلا میں مبتلا ہوئی۔ جو انہوں نے عید میلاد کے منانے سے ایک بدعت کا ارتکاب کیا۔

میرے اس مضمون کے لئے اور اور وجوہات نہ بھی ہوتے تو بھی جماعت شملہ کا پیسہ اخبار کی تحریروں سے اس نتیجہ پر آنا کہ لاہوری دوست عید میلاد میں شامل ہوئے۔ ایک ضروری پہلو تھا۔ کہ میں اس بدعت سے جماعت کو آگاہ کرتا۔

چنانچہ عزیز بدر نے جماعت شملہ کے خط کا خلاصہ یوں دیا ہے:۔

"کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ عید میلاد کے دن لاہور میں احمدیہ جماعت کے ایک جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دیں گے۔ ہم نے **عید میلاد** کا جلسہ منعقد کیا۔ اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے؟"

اب خواجہ صاحب خود سمجھ لیں۔ کہ ابتلا میرے ذریعہ پھیلا۔ یا اُن کے ذریعہ۔ میں نے تو اس بدعت کی اشاعت سے جماعت کو بچا لیا ہے۔ اگر وہ مبتلا ہو جاتی۔ تو اس کا وبال خواجہ صاحب پر ہوتا۔

میرا مقصد حاصل ہو گیا اور خواجہ صاحب نے جیسا کہ ظاہر کیا ہے کہ وہ عید میلاد کے مجوزین اور شرکا میں نہیں۔ آئندہ کے لئے امید

دلادی ہے۔ کہ احمدی قوم خدا کے فضل سے آئندہ اس میں شامل ہوگی میرا مقصد تو اسی قدر تھا نہ کسی ابتلا کو پھیلانا۔

پس اس قدر غلط فہمی رفع کرنے کے بعد میں خواجہ صاحب کے خط کو شائع کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں۔ کہ اگر میری تحریر سے کوئی غلط فہمی واقعہ ہوئی ہوگی۔ تو اب خدا کے فضل سے رفع ہو جائے گی۔

خواجہ صاحب نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے۔ کہ کیوں میں نے اس تحریر سے پہلے ان سے صحیح واقعات دریافت کئے۔ اور آئندہ بھی جو کچھ واقعات لاہور کے متعلق میں لکھوں۔ ان سے دریافت کر لیا کروں۔ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں معلوم ہوتا۔ مگر بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اگر لاہور میں کوئی ایسی کارروائی ہو۔ جس کا اثر جماعت پر پڑتا ہو تو وہ اس کے صحیح حالات بغرض اندراج خود بھیج دیا کریں۔ تا کہ میں اپنے ذرائع سے بہم پہنچائے ہوئے حالات سے ان کا مقابلہ کر لیا کروں اور اگر کوئی امر پھر قابل دریافت ہو۔ تو میں خوشی سے ایسا کروں گا۔ اور ایسا کرنا اخبار نویسی کے فرائض میں داخل سمجھتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس مضمون کے متعلق میری پوزیشن صاف ہو گئی ہے۔ اور آئندہ اس پر لکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جلسوں کے اعلان شائع کرنے کی ضرورت نہیں صرف خواجہ صاحب کا خط کافی ہے۔ ایڈیٹر

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم ذیل کے سطور اپنے اخبار میں درج فرماویں۔

الحکم نمبر ۱۱ جلد ۱۵ کے صفحہ ۳ کالم ۲ میں بعنوان "عید میلاد یا مذہب برنگ فیشن" آپ نے ذیل کی سطور لکھی تھیں۔

"ہمارے بعض دوستوں نے بھی غلطی کھائی ہے۔ جو وہ عید میلاد میں شامل ہوئے۔ انہیں قبل از وقت حضرت امام مفترض الطاعۃ کے حضور اس کو پیش کرنا چاہئے تھا۔ اور پھر آپ کی اجازت سے جو کچھ وہ حکم دیتے کرتے میں مانتا ہوں کہ ان میں سے جو بھی شامل ہوئے ہوں وہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے خیال سے ہوئے ہوں گے لیکن کیا وہ اس سے پہلے بطور خود نہیں کرتے تھے۔ جو زیادہ اور مفید اور مبارک تھا۔ پھر اس میں شمولیت کی کیا حاجت تھی؟"

کاش! قلم اٹھانے سے پہلے آپ مجھ سے تحقیق کر لیتے۔ تو پھر آپ کو ان سطور کے لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ افسوس ہے کہ آپ نے غلط واقعات لکھ کر جماعت میں ایک گونہ ابتلا پھیلائی۔ ہم نے وہی کیا جو آپ کے الفاظ میں زیادہ مفید اور مبارک تھا۔ نہ ہم عید میلاد کے مجوزین سے نہ ہم شریک ہوئے۔ آپ اگر پیسہ اخبار کے اعلانوں کو دیکھ لیتے تو آپ کو معلوم ہوتا۔ کہ اس نے (پیسہ اخبار) جہاں عید میلاد کا اشتہار دیا ہے۔ وہاں ہمارے جلسہ کا اشتہار اسی عنوان سے الگ دیا ہے۔ جس عنوان سے ہمارا جلسہ اول حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی زندگی میں ہوا۔ اور پھر حضور کے وصال کے بعد حضرت آقا خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی اجازت سے شروع ہوا۔ ایسے جلسوں کی تائید میں جو خود حضور مغفور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تقریر فرمائی۔ وہ چند دن ہوئے۔ کہ الحکم کے میلاد نمبر میں شائع ہوئی۔ اور اسی تقریر کی اطاعت میں ہمارے جلسے ہوتے رہے ہیں۔ ہمارا پہلا جلسہ ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس مسیح الموعود کی زندگی میں ہوا۔ پھر ۱۹۰۹ء کو وہ عظیم الشان جلسہ باجازت حضرت خلیفۃ المسیح ہوا۔ جو دو دن ہوتا رہا۔ اور جس کی پریذیڈنسی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کو اور حضرت نواب صاحب کو بھیجا تھا۔ اور اس جلسہ میں مولوی صدر الدین صاحب اور حضرت صاحبزادہ صاحب قادیان سے باجازت حضرت خلیفہ جری اللہ صاحب تشریف فرما ہوئے تھے۔ اور جس محترم جلسہ میں بعنوان "بارہ وفات" حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی تقریر فرمائی تھی۔ پھر یہ جلسہ ۱۹۱۰ء کو محمڈن ہال میں ہوا۔ اس ۱۹۱۱ء میں ہماری دیکھا دیکھی غیر احمدیوں کو بھی جوش آیا۔ اور انہوں نے عید میلاد منائی۔ جس کا اشتہار الف بدلا ہے۔ ہم نے حسب معمول اپنا جلسہ بارہ وفات الگ کیا۔ جس کا اشتہار بھیجتا ہوں۔ اس اشتہار کا عنوان بھی وہی تھا۔ جو برابر عرصہ چار سال سے ہو رہا ہے۔ آپ ان ہر دو اشتہارات کی نقول بھی شائع فرماویں۔ اور آئندہ آپ جو کچھ واقعات لاہور کے متعلق ارقام فرمائیں۔ ان کی پہلے تحقیق کر لیں۔

احمدیہ بلڈنگس
لاہور۔ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۱۱ء
خواجہ کمال الدین

مختصر نوٹ

بٹالوی کا الزام خواجہ صاحب پر

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے ۸ اپریل ۱۹۱۱ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ایک مضمون "مختلف فرقہ ہائے اسلام میں اتفاق کی جائز و ممکن صورت" کے عنوان سے چھپوایا ہے۔ اس مضمون پر اس وقت میں بحث نہیں کرونگا۔ بلکہ میں شیخ بٹالوی کے اس الزام کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو اس نے خواجہ صاحب پر لگایا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے سیالکوٹ کے کسی لیکچر میں یہ بیان کیا۔ کہ ہم مرزا صاحب کو نبی اور رسول نہیں مانتے اور محض اسی وجہ سے بٹالوی نے ان سے میل جول اور سلام کلام شروع کیا۔ یہ خلاصہ ہے اس الزام کا جو بٹالوی نے خواجہ صاحب پر لگایا ہے۔ اگرچہ اس کا مسکت جواب خود خواجہ صاحب شائع کریں گے اور انہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں ان کے عقیدہ پر سخت حملہ کیا گیا ہے۔ تاہم میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ بٹالوی کا یہ خواجہ صاحب پر افترا ہے۔ کیونکہ کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت یا نبوت (جس کی کیفیت پر اس وقت بحث نہیں) کا انکار کر کے احمدی نہیں رہ سکتا۔ خواجہ صاحب ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتے جو حضرت مسیح موعود کے الہامات کے خلاف ہو۔ اور بٹالوی کا میل جول اور سلام پیام وقعت [illegible] رکھتا ہے۔ کہ محض اس کی خاطر ہم اپنے عقیدہ کو چھپائیں۔ وہ اپنے کفر کے ترکش کے تمام تیر ہم پر چلا چکا۔ انی مهين من اراد اهانتك کا خمیازہ اب تک بھگت رہا ہے۔

بٹالوی کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنے اس بیان کی فوراً تردید کرے کیونکہ ایک احمدی کی اس سے بڑھ کر کوئی ہتک نہیں ہو سکتی کہ اس کے عقائد پر حملہ کیا جاوے۔ اور خواجہ صاحب بھی جلد تردید کر دیں۔

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ناجائز ہے

معزز ہمعصر بدر نے ۲۰ اپریل کی اشاعت میں ایک نوٹ اس عنوان سے لکھا ہے۔ کہ "سنا گیا ہے کہ کسی جاہل بیوقوف نے یہ مشہور کیا ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے کوئی ایسا فتویٰ جاری ہوا ہے۔ کہ احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ یہ محض افترا ہے۔"

ایسے مفتریوں کا پتہ لگانا چاہئے۔ جو جماعت کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔ امید ہے کہ احمدی احباب ایسے فتوے دینے والوں کے نام سے آگاہ کریں گے۔

معزز بدر نے آخر میں لکھا ہے کہ "ہم جناب خواجہ صاحب کو متوجہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اس پر ایک مضمون لکھ کر بدر میں شائع فرماویں تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو۔" میں اس تجویز سے موافقت نہیں کرتا کیونکہ اس کے معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہوں گے۔ کہ نعوذ باللہ خواجہ صاحب کی کسی تحریر یا تقریر سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ علاوہ بریں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے صاف ارشادات اس بارے میں شائع ہو چکے ہیں۔ تو کسی اور کی کیا حاجت ہے؟ یہ ایک قسم کا تقدم علی الامام ہے۔ جس سے ہمیں بچنا چاہئے۔

قومی نظام

معزز ہمعصر ملت رقمطراز ہے۔ کہ جب کسی قوم کی قوت امتیاز میں فتور آ جائے۔ تو سمجھو کہ اب یہ قوم چند دن ہی کی مہمان ہے۔ دنیا میں فائز المرام ہونے کے لئے یہ بات نہائت ضروری ہے۔ کہ ہر شخص اپنا اور دوسروں کا درجہ پہچانے۔ قدرتی آزادی کو برقرار رکھنے اور اپنی قوتوں سے پورا پورا کام لینے کے لئے قوت امتیاز بڑی قابل قدر مدد دیتی ہے۔ جس قوم کا ہر فرد ہمچو من دیگرے نیست کی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ خواہ ایسے افراد بظاہر کسی اخلاقی روحانی یا تمدنی رشتہ سے منسلک معلوم ہوتے ہوں۔ مگر حقیقت میں وہ قوم کہلانے کا کوئی استحقاق نہیں رکھتے۔ قومیت کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے یہ بات نہائت ضروری ہے۔ کہ **قوم کی ساری قوتیں اور طاقتیں ایک مرکز پر مجتمع ہوں۔**

معزز ہمعصر کی یہ رائے نہائت قابل قدر اور واجب العمل ہے۔ قوم کی مختلف قوتوں کا مرکز ہمیشہ امام ہوا کرتا ہے۔ جو شیرازہ قومی کو قائم رکھتا ہے۔ اخوت یا وحدت ارادی قائم نہیں ہو سکتی جب تک امام کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ اور خدا کے محض فضل سے اس مفید اور کار آمد گر کو سلسلہ احمدیہ نے پیش کیا ہے۔ ورنہ محض انجمنوں یا سوسائٹیوں کا وجود مختلف قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ بنیادی طور پر یہ چیزیں مفید ہو سکتی ہیں۔ وہ لوگ سخت غلطی کریں گے۔ جو میری اس رائے کو جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی سند سے لکھی ہے۔ کسی انجمن یا سوسائٹی سے

منسوب کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فتح اسلام کے صفحہ ۔۔۔ پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ غرض میرا مطلب اجتماعی نظر سے امام کے ساتھ تعلق شدید پیدا کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے اور یہ بتانا ہے کہ

اصلی فلاح کا یہی ذریعہ ہے۔

غلط خبر کے ذریعہ ایذا رسانی

اہلحدیث نے میرے مکرم مخدوم سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری اور ان کے اقربا کی جھوٹی خبر وفات شائع کر کے احمدی قوم کو سخت شرمناک ایذا رسانی کا ارتکاب کیا ہے۔ سید صاحب خدا کے فضل و کرم سے زندہ ہیں میری دانست میں انہیں امرتسری منکر کی خدمت کر کے اپنی زندگی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

نظم

از حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب

درد ہے دل میں مرے یا خار ہے
کیا ہے آخر اس کو کیا آزار ہے؟
اُف گناہوں کا بڑا انبار ہے
اور میری جاں نحیف و زار ہے
جلوۂ جانان و دید یار ہے
خواب میں جو ہے وہی بیدار ہے
اپنی شوکت کا وہاں اظہار ہے
اپنی کمزوری کا یاں اقرار ہے
گو مجھے مدت سے یہ اصرار ہے
منہ دکھانے سے انہیں انکار ہے
کوئی خوش ہے شاد ہے سرشار ہے
کوئی اپنی جان سے بیزار ہے
میرے دل پر رنج و غم کا بار ہے
ہاں خبر لیجے کہ حالت زار ہے
میرے دشمن کیوں ہوئے جاتے ہیں لوگ
مجھ سے پہنچا ان کو کیا آزار ہے
میری غمخواری سے ہیں سب بے خبر
جو ہے میرے درپئے آزار ہے
فکر دیں میں گھل گیا میرا جسم
دل مرا اک کوہ آتش بار ہے
کیا ڈراتے ہیں مجھے خنجر سے وہ
جن کے سر پر کھنچ رہی تلوار ہے
میری کمزوری کو مت دیکھیں کہیں
جس کا بندہ ہوں بڑی سرکار ہے
بادشاہوں کو غرض پردہ سے کیا
ہم نے کھینچی آپ ہی دیوار ہے
وہ تو بے پردہ ہیں پر آنکھیں ہیں بند
کام آسان ہے مگر دشوار ہے

مسلم یونیورسٹی اور مسلمانوں کی مذہبی تعلیم و تربیت

(نوشتہ نواب وقار الملک بالقابہ)

دیباچہ

رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ کا ایک مضمون (جو سالہا سال پہلے کا ہے۔ اور جس میں نماز روزہ کے متعلق بھی بحث کی گئی ہے) مسلم یونیورسٹی کے متعلق بطور اسکیم کے جب سے اخباروں میں چھپا ہے۔ متعدد مقامات سے اس کے متعلق خطوط آئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں میں اس سے ایک طرح کی بے چینی محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اسی قسم کا کوئی انتظام مسلم یونیورسٹی میں (جس کی تحریک آجکل پیش ہے) اس غلط فہمی کا رفع کیا جانا نہایت ضروری تھا۔ چنانچہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۱ء میں خاص اس بحث پر ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ جس کو اب پمفلٹ کی صورت میں علیحدہ بھی چھاپ لیا گیا ہے۔ تاکہ جہاں کہیں اس قسم کی بے چینی محسوس ہوئی ہے یا آئندہ ہو۔ تو یہ پمفلٹ وہاں بھیجا جاوے۔

خاکسار
مشتاق حسین
آنریری سکرٹری

حال میں بعض اخبارات نے رائٹ آنریبل مسٹر سید امیر علی صاحب کی ایک اسکیم متعلقہ مجوزہ مسلم یونیورسٹی شائع کی ہے۔ اور اخبار ملت مورخہ ۲ مارچ ۱۹۱۱ء میں اس کا ترجمہ درج ہوا ہے۔ اس اسکیم میں مسلمانوں کی نماز۔ روزہ کے متعلق جناب ممدوح نے چند ایسے فقرے تحریر فرمائے ہیں۔ جن پر بعض مسلمان اخبارات معترض ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ اس پر کوئی عام غلط فہمی مسلم یونیورسٹی کے مقاصد کی نسبت پیدا نہ ہو جائے۔

رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب کے وہ فقرات اخبار ملت سے نقل کر کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

"روزانہ نمازوں میں سے ایک یا دو نمازوں کے باجماعت پڑھنے پر زور دیا جاوے گا۔ اور یہ تعمیل کالج ڈسپلن کے طور پر کرائی جاوے گی۔ مگر ہر نماز سے قبل اخلاقی وعظ سنایا جاوے گا۔ میں روزہ پر بطور کالج ڈسپلن کے زور نہیں دونگا۔ کیونکہ روزہ کے متعلق طلبا کی جسمانی حالت کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اور ہندوستان میں نشوونما کی حالت میں کسی لڑکے کو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ مگر ماہ رمضان میں وعظوں کا اہتمام خاص اہتمام کے ساتھ کیا جاوے گا۔"

مذکورہ بالا بیان میں دو باتیں ہیں۔ جن پر مسلمان اعتراض کر سکتے ہیں:- (اول) ایک یا دو جماعتوں کے باجماعت پڑھنے پر زور دیا جاوے گا اور یہ تعمیل کالج ڈسپلن کے طور پر کرائی جاوے گی۔ (دوسری) روزہ پر بطور کالج ڈسپلن کے زور نہیں دیا جاوے گا۔

یہ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ کہ اگر صاف طور سے ان کی نسبت بیان نہ کیا جاوے۔ تو پبلک کو اس پر بجا طور سے معترض ہونے کا حق ہے۔ اور جس مقصد کے لئے اس وقت اس قدر جد و جہد ہو رہی ہے۔ اس کو اس سے سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

رائٹ آنریبل سید صاحب ممدوح کی تحریر بالکل ان کی ذاتی رائے ہے۔ جو آج سے ایک قرن پہلے موصوف نے ظاہر کی تھی کسی نے اور خود بانی کالج سرسید مرحوم و مغفور نے بھی اس کا خیال نہیں کیا۔ اس وقت کالج قوم کے سامنے ایک چھوٹا سا نمونہ مسلم یونیورسٹی کے انتظامی کا موجود ہے۔ قوم کو صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ اس میں شروع ہی سے انتظام نماز روزہ کی پابندی کا کیا گیا ہے۔ کالج میں جب تک مسجد تعمیر بھی نہیں ہوئی تھی۔ تو اس وقت بھی نماز کے لئے ایک خاص چبوترہ تھا۔ جہاں پانچوں وقت نماز جماعت سے ادا ہوتی تھی۔ جب بارش وغیرہ کے سبب سے اس میں تکلیف معلوم ہونے لگی۔ تو جہاں اب اسٹریچی ہال بنا ہے۔ وہاں سالہا سال تک ایک لمبا چھپر ڈال کر نماز باجماعت ادا ہوتی تھی۔ سنی اور شیعہ دونوں کی جماعتیں چند لمحوں کے فصل سے اسی ایک چھپر میں ہوتی تھیں۔ جب مسجد بن گئی۔ تو اب پانچوں وقت مسجد میں جماعتیں ہوتی ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں کچھ عرصہ تک یہ انتظامی نقص تھا کہ بعض نمازوں کے وقت طلبہ کی حاضری لکھی جاتی تھی اور بعض وقت نہیں۔ لیکن تجربہ سے چونکہ اس طرز عمل میں خرابی معلوم ہوئی۔ لہذا اب ایک عرصہ دراز سے کہ پانچوں وقت حاضری قلمبند ہونے کا اہتمام اور غیر حاضری پر مواخذہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ منتظمان کالج ایسے طلبہ کو جن پر اور کسی قسم کی تاکید مؤثر نہ ہوتی ہو۔ کالج یا بورڈنگ یا بورڈنگ ہوس سے خارج کرنے میں بھی تامل نہیں کرتے۔ کالج کے قانون میں ابتدا سے جب سے کہ قانون بنا ہے۔ نماز اور روزہ کے متعلق صاف احکام موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۲۸۱ جو حسب ذیل ہے:-

"(نماز و روزہ) کل مسلمان بورڈروں کو پنجگانہ نماز کا ادا کرنا اور رمضان میں بجز حالت عذر کے روزوں کا رکھنا اور جن لڑکوں کی نسبت قرآن مجید پڑھنا تجویز ہوا ہو۔ ان کو وقت معین پر قرآن مجید کا پڑھنا لازم ہوگا۔"

رائٹ آنریبل سید صاحب موصوف خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یونیورسٹی کا اہم مقصد طالب علم کا کیرکٹر بنانا ہے۔ بیشک ان کا یہ ارشاد بالکل بجا ہے اور اس لئے کیرکٹر بنانے کے واسطے جو چیزیں لازمی ہیں۔ ان کو ضرور اختیار کرنا پڑیگا۔ طالب علمی کے زمانہ میں اگر طلبا اتنی تکلیف بھی اپنے اوپر گوارا نہ کریں گے کہ پانچوں وقت نماز جماعت سے ادا کریں۔ تو آئندہ کاروباری دنیا میں ان سے کیا کوئی کیا توقع کر سکے گا۔ خدا کے فرائض ادا کرنے کے وقت اگر بندہ کاہل ہے۔ تو وہ اپنے دوسرے فرائض ادا کرنے میں جو قوم اور گورنمنٹ کے اور خود اپنے اس پر ہوتے ہیں۔ کبھی مستعدی کا اظہار نہیں کر سکتا اور جسقدر ان فرائض کے اہتمام میں کمی رہیگی۔ اسی قدر طالب علموں کے اسلامی کیرکٹر میں کمی رہجاوے گی۔

پنجگانہ نماز کی عادت بچوں کو اگر شروع ہی میں اس حد تک نہ پڑ جاوے گی۔ کہ وہ ان کی طبیعت ثانیہ ہو جاوے۔ (یعنی اگر کسی وقت ان کی نماز قضا ہو جاوے۔ تو ان کو اس کی وجہ سے تکلیف محسوس ہو) تو جوان ہونے کے بعد ان سے نماز کی پابندی کی امید بہت مشکل ہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ ساتھ بلاشبہ ان کو اسلام کے اخلاق حسنہ کی تعلیم دی جاوے۔ اور اسلام نے جو کچھ مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ اس کی خوبیاں رفتہ رفتہ عقلی دلائل سے ان کے

ذہن نشین کی جاتی رہیں تاکہ جو کچھ وہ بطور عادت کے ادا کرتے ہیں اُس کی عظمت شروع ہی سے اُن کے دل میں اُتر جاوے۔

روزہ کی نسبت جو کچھ جناب ممدوح نے لکھا ہے۔ اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض ہے جو نماز کے متعلق موصوف نے تحریر فرمایا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں:-

روزہ کے متعلق طلباء کی جسمانی حالت کا خیال رکھنا نہائت ضروری ہے اور ہندوستان میں نشو و نما کی حالت میں کسی لڑکے کو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے ”اس کے متعلق اگر مجھکو موقع ملتا۔ تو میں جناب ممدوح کی خدمت میں عرض کرتا۔ کہ ہندوستان کے مختلف اقطاع میں مختلف موسم رہتے ہیں۔ یہاں یورپ کا بھی موسم ہے اور افریقہ کے ریگستانی قطعات کا بھی۔ جناب عالی کون سے قطعات ہندوستان میں روزہ کو مضر صحت تجویز فرماتے ہیں۔ اور ہندوستان کے علاوہ دوسرے کن کن بلاد میں اُس کو مضر اور کن کن بلاد میں غیر مضر خیال فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مزید غور و فکر کے بعد شائد کوئی ملک بھی اور ہندوستان کا کوئی قطعہ بھی ایسا متحقق نہ ہوگا۔ جہاں جناب ممدوح کے نزدیک روزہ مضر صحت نہ سمجھا جاوے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان غریب کو کیوں بدنام کیا جاوے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ جن حضرات پر خود روزہ شاق ہے وہ اپنی اولاد کو کبھی اس تکلیف میں مبتلا کرنا پسند کرتے ہیں نہ دوسرں کی اولاد کو۔ ہم دور ہی سے اس قسم کی ہمدردیوں کے جواب میں ”نو تھنکس“ عرض کرتے ہیں۔ اور اُن سے معافی چاہتے ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس مسئلہ پر بھی جناب رائٹ آنریبل ممدوح نے کافی طور پر غور نہیں فرمایا۔ اور ناحق مسلمانوں کو پریشان اور اسلام کو بدنام کیا ہے۔ آج وہ زمانہ ہے۔ جبکہ یورپ کے محقق بڑے بڑے نامی فلاسفر مسلمانوں کے روزہ کو سراسر عین حکمت اور مفید صحت سمجھتے ہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ کوئی بیمار ہے۔ یا دوسرا کوئی عذر شرعی موجود ہے۔ تو اس پر خود شریعت روزہ فرض نہیں رہتی۔ پھر جناب ممدوح (جو ہندوستان سے بخوبی واقف ہیں) کیا یہ فرما سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی دوسری اُن ہمسایہ قوموں سے جو روزہ نہیں رکھتے جسمانی قوت میں کم ہیں؟ یا ترک سپاہی یا افغان سپاہی اپنے ہمسایوں سے کمزور ہیں۔ برخلاف اس کے واقعہ یہ ہے۔ کہ ان قوموں کی فوجیں جو روزہ رکھنے کی خوگر ہیں غیر روزہ دار قوموں کی فوجوں کے مقابلہ میں میدان جنگ میں بہت زیادہ محنت اور مشقت برداشت کر سکتی ہیں۔ روزہ کے خوگر بھوک اور پیاس میں بھی اپنے فرائض اس خوبی سے ادا کرتے ہیں۔ کہ غیر روزہ دار اس کے نصف مشقت بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ رائٹ آنریبل ممدوح جنگ کریمیا کے اس تاریخی واقعہ سے ناواقف نہیں ہیں۔ کہ جب ترکوں کی فوج کو ایک موقع پر کئی دن تک رسد نہ پہنچ سکی۔ اور انگریزی فوج کے ہمدرد جرنیل نے مہربانی سے ایک گلہ سوروں کا ترکوں کے فوجی افسر کے پاس بھیجدیا اور انہوں نے اُس کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ یہ کیا بات تھی۔ وہی اُن کا اسلامی کیرکٹر تھا۔ اور یہ روزہ رکھنے کی عادت کے سبب سے تھا۔ کہ ترک سپاہیوں نے ایسے گوشت کے کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ یہ تھا سچا اسلامی کیرکٹر اور مسلمانوں کو ایسے ہی کیرکٹر کی ضرورت ہے۔ مگر یہ کیرکٹر اسی وقت بن سکتا ہے جب ابتدا ہی سے مسلمان نوجوان اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے خوگر ہوں گے۔ گر قوم کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ اُن کے کالج میں وہ شرع جاری ہے۔ جو اُس کو خدا اور رسول کی طرف سے ملی ہے۔ نہ زید۔ عمرو بکر کی شرع۔ جن لوگوں کو اس سے زیادہ اطمینان حاصل کرنا منظور ہو۔ اُن سے میں بہ منت درخواست درخواست کروں گا۔ کہ وہ کالج میں تشریف لاویں اور دیکھیں کہ اُن کے کالج میں نماز کے ساتھ روزہ کا بھی کس قدر اہتمام ہوتا ہے۔

کیسے چھوٹے چھوٹے بچے (سوائے کسی عذر شرعی کے) کس طرح نہائت خوش خوش اور خندہ پیشانی سے روزہ رکھتے ہیں اور افطار کے وقت اُن کو کیسی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اور دن بھر کی طالب علمانہ محنت اور روزہ کی مشقت برداشت کرنے کے بعد کس شوق سے وہ تراویح سننے کے لئے جماعت میں شریک ہوتے ہیں اب تمام اُن بورڈنگ ہوسوں میں جو مسجد سے فاصلہ پر ہیں۔ خاص کمرے نماز کے واسطے مخصوص ہیں۔ جہاں موذن اور امام دونوں مقرر ہیں۔ اور ہر ایک جگہ تراویح کا انتظام ہوتا ہے۔ اکثر جگہ خود وہ طالب علم جو حافظ قرآن ہوتے ہیں۔ قرآن شریف سناتے ہیں۔ اور ختم قرآن شریف کی شب کو جو جہل پہل کہ کالج میں دیکھنے میں آئے گی۔ ایسا نظارہ شائد کسی اور جگہ کم دیکھنے میں آئیگا۔ دینیات اہل سنت والجماعت و شیعہ اثنا عشریہ کی کمیٹیوں کے قواعد جہاں کالج کے قانون میں بیان ہوئے ہیں۔ وہاں دفعہ ۸ کے ضمن ہائے ذیل خصوصیت کے ساتھ قابل ملاحظہ ہیں:-

”(۲) اس بات کی نگرانی کرنا کہ بورڈنگ ہوس کے تمام طالب علم اپنے اپنے مذہب کے مطابق نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں یا نہیں۔“

”(۷) سُنّی کمیٹی کے ممبروں کو بالتخصیص سُنّی طالب علموں کی نسبت اس بات کی کوشش کرنا اور اُس کے لئے ضروری سامان کا مہیا کرنا۔ وہ سب نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کریں۔“

(نوٹ) شیعہ طلباء کے واسطے بھی جب سے پیش نماز عالم کا تقرر ہو گیا ہے۔ وہ بھی جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اس انتظام کو بھی ایک عرصہ دراز ہو چکا ہے۔

”(د) اسی کمیٹی کے ممبروں کو رمضان شریف میں سُنّی بورڈروں کے لئے نماز و تراویح کے ادا کرنے کا انتظام کرنا۔“

چند روز ہوئے کہ ایک مسلمان صاحب نے کالج کے اسکول میں اپنے ایک کمسن لڑکے کو بھیجنا چاہا۔ اور یہ فرمائش کی کہ مذہبی تعلیم اور نماز روزہ وغیرہ کی اُس پر کوئی تاکید نہ ہو۔ کالج کے منتظموں نے اُس لڑکے کے داخل کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

ممکن ہے کہ رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب کے ہم خیال کچھ اور لوگ بھی ہوں۔ یا زمانہ آئندہ ایسے مسلمان ہوں جو سرے سے نماز روزے کو جزو ایمان نہ سمجھیں۔ لیکن جب تک مسلمانوں میں غالب تعداد اُن لوگوں کی موجود ہے (اور خدا چاہے تو وہ قیام قیامت تک موجود رہیگی) جو نماز اور روزہ کو اُسی طرح ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جس طرح کہ خدا اور اس کے رسول نے اُن پر فرض کیا ہے۔ اُس وقت کسی ایک کی بھی انشاء اللہ تعالیٰ پیش نہ چلے گی۔

پس مسلمانوں کو خود اپنے اوپر بھروسہ کرنا چاہئے اور زید عمرو بکر کی رایوں سے کوئی خوف نہ کرنا چاہئے۔

بے شبہ قوم کے لیڈروں کو یہ حق ہے۔ اور اُن کا فرض ہے کہ اگر وہ قوم کو کسی غلط راستہ پر جاتا ہوا دیکھیں۔ تو حتی الامکان اس سے قوم کو روکیں۔ لیکن اس فرض کے ادا کرتے وقت اُن پر کچھ پابندیاں بھی ہوتی ہیں۔ انہیں پابندیوں میں سے ایک اہم پابندی یہ بھی ہے۔ کہ اگر وہ اپنے آپ کو ایک مذہب میں شمار کرتے ہیں۔ تو ایسی کوئی ہدائت نہ کریں۔ جو قوم کے دین و مذہب کے خلاف بھی ہو اور جس سے قوم کے مذہبی کیرکٹر میں فرق آتا ہو۔ ہمارا تو دعویٰ یہ ہے کہ دُنیا میں جسقدر خوبیاں ہو سکتی ہیں۔ وہ سب مذہب اسلام میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اور اسلام کا ایک خادم اپنی ذات اور دوسرے تمام بنی نوع انسان کے واسطے آیہ رحمت ہے۔

مسلمان پبلک پورے اطمینان کے ساتھ اپنے کام میں مصروف ہے اور اسی طرح اسے مصروف رہنا چاہئے۔ ہر مذہب کے علماء اور مشائخ نے جا بجا اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ اور اپنے پیرؤوں کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ مسلم یونیورسٹی کی تکمیل کے کام میں دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے۔ مدد دیں۔

آخر میں یہ عرض کرنا بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ سادہ جناب رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب نے جس قدر خدمات قوم کی فرمائی ہیں۔ اور جس قدر دلیری سے ہمیشہ اسلامی پالیٹکس میں حصہ لیا ہے۔ اور خصوصاً جو کامیابی جناب ممدوح اور ہز ہائی نس سر آغا خاں بہادر بالقابہ کی مساعی جمیلہ کی بدولت جدید پولٹیکل رفارم میں ہندوستان کے مسلمانوں کو ہوئی ہے۔ اور جو توجہ جناب ممدوح نے مسلمانوں کے مسئلہ وقف علی الاولاد پر مبذول رکھی ہے۔ یہ تمام وہ امور ہیں جن کو اُن کے ہموطن ہمیشہ احسانمندی اور شکر گذاری سے یاد رکھیں گے۔

ایک اعجازی نشان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پس از شرح آرزوئے ملاقات امنع خواطر مبارک میدارد۔ اینکہ بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۱۱ء یوم چہار شنبہ ارباب فیض اللہ خان منیجر انجمن تجارت الاسلام برائے ملاقات نزد بندہ آمدہ بود و در بین ملاقات ذکر حضرت مسیح موعودؑ پیش آمد و ارباب صاحب موصوف نہائت سخن ہائے ناجائز در باب حضرت اقدسؑ بیان نمود۔ چونکہ من از جملہ کمترین فدویان آنحضرت میباشم۔ نہائت طبیعتم سخن رنجور دود دلم یک جوش پیدا شد اقلاً بخواطرم آمد کہ در حق ارباب مذکور دعاءٔ موت بکنم باز گفتم کہ اگر این شخص بمیرد پس سخت تزلزل بہ انجمن تجارت الاسلام پدید خواہد آمد و چونکہ من پریذیڈنٹ انجمن ہستم برائے من نیز تکلیف خواہد شد۔ لہٰذا دعاءٔ موت نکردم و بعد ازاں دست برداشتم و بجوش دل دعا کردم کہ خدا وندا اگر حق بجانب جماعت احمدی ہست و حضرت میرزا صاحب واقعی مسیح موعود است پس ارباب فیض اللہ را در عرصہ سہ یوم نہائت سخت بیمار بکن و اگر جماعت احمدی برحق نیست و راہ غلط اختیار نمودہ اند۔ پس اے باری تعالیٰ خود من را نہائت بہ خطرناک بیماری گرفتار بکن۔ در ہمین عرصہ سہ یوم حق و باطل را ظاہر بکن و بعد از دعا بسیار مخالفین را از دعا خود اطلاع دادم کہ ایشان بطور شاہد باشند و جملہ اہل بیت خود را نیز شاہد ساختم۔ و جملہ اہل بیت من سخت مخالف سلسلہ احمدی ہستند ازین جہت ایشان را از دعا خود خبر دادم کہ شائد خدا ایشان را ہدائت فرماید۔ آمین۔ پس الحال قدرت ایزدی را ملاحظہ فرمایند کہ عین یوم جمعہ

قیمت ہر حالمین پیشگی

عوام سے (ص)

خواص سے

غرباء مستطیع احباب سے صرف (عہ)

۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۶ء

جلد ۱۰ نمبر ۱۸ ہفتہ وار

الحکم

(قادیان دار الامان)

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔

عمدہ یونانی او ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس کے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں
اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔
جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں ملک ہندوستان سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے، آج ہی ہر ایک زبان پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ
ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔
اصلی اور پورے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ... اجزاء قیمتی ہوں خواہ سستی پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ
یہ دواخانہ تشخیص ...
... مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے
... تعداد پانچ تک پہونچ گئی ہے
اس دواخانہ میں تمام ادویات ...
اس دواخانہ کے ... اعظم دہلی سرپرست ہیں۔
اور انہوں نے اپنی اور ... توجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ:- جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھیئے:- **مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈنرپلیں) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا

قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کن نقص سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان - صفرا - صفراوی بخار یا تپ بدہضمی - معدہ کی کمزوری - جسم کی نقاہت - امراض قلب یعنی دل - دھڑکنا یعنی چکرانا - دردسر - نفخ - کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈنرپلیں) نباتات سے بنائی گئی ہے۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۱۲ ؍ ... اور ۱ روپیہ ۱۲ آنہ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو نمبر والی شیشی سے تگنی ہیں - ۱۲ روالی شیشی ڈوڈن پی او رباکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو

بچوں کی تندرستی!

والدین کو ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا۔ اور وہ خوش وخرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا تا ہم سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ برن لمیٹڈ مینوفیچر

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کی ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے!

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں - آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور - ھدایت اور شفا ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ سات پارے تیار ہیں۔ جو ماہتوں ماہنہ ہدیہ ناظرین ہو رہے ہیں ساتوں کے اکٹھے خریدارے معہ محصولڈاک سات روپیہ (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو

مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے

دیباچہ

چند دنوں سے وطن اور المنیر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک قسم سے فرقہ اختلاف ڈلوا دیا اور لکھدیا کہ ہم میں اصولی فرق ہے۔ اسی طرح پیسہ اخبار میں کسی شیخ چشتی نے ایک مضمون دیا تھا۔ امید ہے حضرت خلیفۃ المسیح اس فیصلہ کو واپس لیکر حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو باطل کر دیں گے۔ اور ان پر کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ تو پھر کیوں کر آپ کے فتویٰ کو رد کر سکتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح تو آپ کے خلیفہ اور آپ کے کاموں کو پورا کرنے والے ہیں آپ کیونکر آپ کے کاموں کو رد کر سکتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ ماموین انبیاء کی مخالفت کی حقیقت کو سمجھتے ہی نہیں۔ تبھی تو کہتے ہیں۔ کہ حضرت کے مخالف کیونکر کافر ہوئے۔ یا کم سے کم نیک نیتی سے نہ ماننے والے کیا سب کے سب بد نیت ہیں اور کیا سب پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے جزائر میں کون تبلیغ کرنے گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے اسلام کی رو سے وہ کافر ہیں باقی یہ رہا کہ ان کو سزا ملے گی یا نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ شریعت کا فتویٰ تو ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم ان کو کافر کہیں گے۔ پس جب تبت اور سوئٹزرلینڈ کے باشندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے پر کافر ہیں۔ تو ہندوستان کے باشندے مسیح موعودؑ کو نہ ماننے سے کیونکر مومن ٹھہر سکتے ہیں۔ غرض کہ یہ خیال بالکل بیہودہ اور عقل سے بعید تھا۔ اس لئے اس کی تردید لازمی آئی۔ تاکہ احمدی بھائی دھوکہ نہ کھاویں۔ لیکن چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ بھی ضروری تھا اس لئے یہ مضمون بہ تمام و کمال دکھایا گیا۔ پھر پروف پڑھایا گیا۔ اور آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے اس مضمون سے مخالفت نہیں اور ہرگز مخالفت نہیں۔ اور تحریر فرمایا ہے کہ اسے چھاپ دو۔ اب اسے عامہ مخلوق کی ہدایت کے لئے شائع کرتا ہوں۔ احمدی بھائیوں کو چاہئے۔ کہ اس کی خوب اشاعت کریں۔ اور یہ مضمون دوسرے دوستوں کو جا کر سنائیں کیونکہ غیر احمدی اس وقت پورے زور سے ہم کو اپنے اندر ملانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جب حضرت کی مخالفت کے باوجود انسان مسلمان کا مسلمان ہی رہتا ہے۔ تو پھر آپ کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہوا۔

والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد ولد حضرت مسیح موعودؑ

نعوذ باللہ من شرور انفسنا من سیئات اعمالنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آیات صراط الذین انعمت علیہم اور تشابہت قلوبہم سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کی جماعتوں اور ان کے مخالفین کا ایک ہی طریق ہوتا ہے۔ نبیوں کی مشابہت نبیوں سے۔ ان کی جماعتوں کی مشابہت اپنے سے پہلی جماعتوں سے اور ان کے منکرین کی مشابہت ان سے پہلے منکرین سے ہوتی ہے جس طرح نبی اور ان کی جماعتیں ایک ہی راستہ پر قدم مارتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مخالفوں کے پیرو بھی اپنے پیش رو وں کی سنت پر عامل ہوتے ہیں خصوصاً جن انبیاء کی آپس میں مشابہت اور مماثلت ہو۔ تو ان کے حالات تو آپس میں بہت ہی کچھ ملتے جلتے ہیں۔ ان پر اور ان کی جماعتوں پر ایک ہی سے ابتلا آتے ہیں۔ ایک ہی سے شیطانی حملہ ان پر ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی راہ سے ان کو پھسلانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ ہمارے حضرت کو چونکہ حضرت مسیحؑ سے مشابہت تھی۔ اور آپ ان کے مثیل تھے۔ آپ کے واقعات بھی بہت کچھ ان سے ملتے جلتے ہیں جیسے وہاں ایک امن و امان کی سلطنت تھی۔ یہاں اس سے بڑھکر امن و امان کی حکومت ہے جیسے وہاں ایک غیر ملک کے باشندوں کی حکومت تھی۔ یہاں بھی غیر ملک کے باشندوں کی حکومت ہے۔ جیسے وہاں تقریر و تحریر سے تبلیغ کی جاتی تھی۔ ویسے ہی یہاں بھی کی جاتی ہے جس طرح ان پر خون کا مقدمہ کیا گیا اور آخر میں آپ کی نجات ہو گئی۔ اسی طرح یہاں بھی ایک خون کا مقدمہ ہوا۔ جس میں آخر میں آپ کی نجات ہوئی۔ جس طرح وہاں کفر کے فتوے چلے۔ یہاں بھی ملے۔ جس طرح آپ کے مخالف مولوی آپ کے پیچھے پھرتے تھے۔ اسی طرح اب بھی پھرتے رہے۔ پس ضرور تھا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت پر ابتلا آتے۔ اسی طرح حضرت صاحب کی وفات کے بعد بھی جماعت پر اسی طرح ابتلا آتے۔ چنانچہ ایک مدت سے بلکہ شائد میں غلطی پر نہ ہوں گا۔ اگر کہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے زمانہ سے مجھے یہ خیال تھا۔ اور خوف تھا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ایک مدت سے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعودؑ صرف مثیل مسیح ہی نہ تھے۔ بلکہ مہدی مسعود بھی تھے۔ اس لئے امید بلکہ یقین ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت ان ابتلاؤں کے زمانہ سے صاف اور بے عیب نکل جاویگی چنانچہ اگر میں بھولتا نہیں۔ تو میں نے خود حضرت خلیفۃ المسیح کے منہ سے یہ سنا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ نے حضرت صاحب سے یہ پوچھا کہ آپ مثیل مسیح ہیں اس لئے ان واقعات سے خوف آتا ہے جو مسیح کی جماعت کو پیش آئے۔ فرمایا کہ ہاں خوف تو ہے۔ لیکن چونکہ میں مہدی بھی ہوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انجام نیک کریگا۔ پس گو خوف ہے۔ لیکن نیک انجام کی بھی بڑی بڑی امیدیں لگی ہوئی ہیں۔

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور بیان کرتا ہوں کہ وہ ابتلا کیا تھا سو حضرت مسیح کی وفات کے بعد آپ کی جماعت کو غیر قوموں نے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا اور حالات ہی کچھ ایسے پیدا ہوتے گئے کہ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسیحی لوگ ان میں مل گئے۔ اور جس طرح سیر بھر نجاست میں پڑ کر تولہ بھر پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے ان مٹھی بھر آدمیوں پر وہ کثرت غالب آگئی۔ اور یونانی اور رومی مشرکانہ خیالات اور مداہنت ان میں پیدا ہو گئی۔ بعض حواری جو الگ رہے

بقیہ خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع یوم الدین کے وقت تک چلا۔ لیکن چونکہ اصل توحید آ گئی۔ اس لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا پر سے اٹھا لیا۔ اور وہ اپنا کام کر کے خاموشی کے ساتھ اس دنیا سے گذر گئے چنانچہ سلمان فارسی بھی انہیں لوگوں کے بتائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

ہمارے حضرت کی زندگی کے آخری ایام میں اور بعد وفات کے بھی اس قسم کی تحریکات مخالفین سلسلہ کی طرف سے ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ ہمارے برخلاف چاروں طرف سے کفر کے فتوے شائع ہوتے تھے۔ ہمارے سلسلہ کے کمزور اور ضعیف انسانوں کو بے طرح کچلا جاتا تھا۔ وہ ماریں کھاتے تھے۔ گالیاں سنتے تھے۔ عدالتوں میں گھسیٹے جاتے تھے۔ مگر یہ سب کچھ کس لئے ہوتا۔ صرف اس لئے کہ ہمارا ایمان تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑا قادر ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی پیشگوئی کے مطابق اس نے اس امت میں سے ایک مامور بھیجا ہے۔ جو دنیا کو گمراہی سے بچائے اور اس کا نام اس نے مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا ہے۔ گویا ہم پر فرد جرم اس لئے لگائی گئی۔ کہ ہم نے خدا کے حکم کیوں مانا اور کیوں نہ اسے کہدیا کہ ہم کہاں تک تیرے احکام کو مانتے چلے جاویں۔ آج تک بہت سے انبیاء کو تو مان لیا۔ اب بس کرو۔ اور ہم کو ان کی اطاعت سے معاف کرو۔ ہاں۔ ہم اس لئے واجب القتل قرار دیئے گئے کہ ہم حقیقی بادشاہ کے فرمانبردار ہوئے اور ان باغیوں کے ساتھ نہیں ملے۔ جنہوں نے اس کے مامور کا انکار کیا اور اگر یہ واقعی ایسا جرم تھا۔ کہ جس کی سزا ہم کو یہ ملنی چاہئے تھی۔ تو خدا کی قسم ہم اس جرم کے مرتکب ضرور ہوئے ہیں۔ اور جس طرح ہمارے حضرت نے رسول اللہ کی نسبت فرمایا ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر خدا کے ماموروں اور رسولوں کا انکار اور ان کی اطاعت کفر ہے۔ تو خدا کی قسم ہم اس قسم کے کافر ضرور ہیں اور اگر اسی کا نام کفر رکھا جاتا ہے۔ تو اس کفر کو ہم ذریعہ نجات یقین کرتے ہیں۔

اس کے بعد وہ زمانہ آیا۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو فتوحات دیں اور ہماری جماعت کو روز بروز ترقی ہونی شروع ہوئی اور جوں جوں مخالفین سلسلہ نے شور مچایا یہ سلسلہ اور بھی بڑھا۔ اور بہت سے لوگ جو مخالفین ہی کی کتب کو پڑھ کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اور جس قدر عذاب ہم کو دیئے گئے۔ ان سے بجائے ہماری ذلت و کمزوری کے ترقی اور عزت ہی ہوتی گئی۔ جس قدر ہمارے مخالفین نے ہمیں چاہ گمنامی میں پھینکنا چاہا۔ خدا نے اسی قدر ہم کو شہرت کے ٹیلہ پر بلند کھڑا کیا اور ہماری جماعت کا رعب مخالفین کے دلوں میں بیٹھ گیا اور خدا کی دی ہوئی نصرت و فتح کو انہوں نے مشاہدہ کیا۔ اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اسلام کی دشمنوں کی فوجیں ہمارے آگے سے فرار ہو گئیں۔ اور انہوں نے سن لیا کہ دجال اس مسیح کے مقابل میں ٹھہر نہیں سکتا۔ اور ملائکہ کی ہیبت ناک آوازیں ان کے کانوں میں پہنچیں تب ان کو یقین ہو گیا کہ اب یہ سلسلہ بڑھے گا۔ اور ہر ایک سرسبز وادی اور ویران جنگل اور اونچے پہاڑ اور وسیع سمندر سے اس کی آواز بلند ہوگی۔ اور وہ اسلام کا نشان جس میں مشرکانہ خیالات کی وجہ سے بے رونقی اور زنگ پیدا ہو گیا تھا۔ یعنی کلمہ شہادت وہ پھر

اپنی اصلی رونق سے دُنیا پر ظاہر ہوگا۔ اور وہ دن دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے مطابق دُنیا دیکھ لیگی کہ "دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو دُنیا پر ظاہر کریگا"۔ جب حق کھل گیا اور بات صاف ہوگئی۔ تو شیطان نے وہی حربہ کرنا چاہا۔ جس سے کہ حضرت مسیحؑ کی جماعت کو دق کیا تھا۔ اور ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو توڑ دیا تھا۔ یعنے اُس نے مولویوں اور گدی نشینوں سے کام بگڑتا ہوا دیکھ کر امراء اور تعلیم یافتہ گروہ کو چُنا اور چونکہ یہ لوگ یا تو لامذہب ہوتے ہیں یا دین کی حقیقت سے غالباً ناواقف۔ اور عملی حصہ میں تو فیصدی بہت ہی کم نکلیں گے۔ جو باجماعت نماز بلکہ صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ کے پابند ہوں اس لئے ان کے ہاتھوں میں وہی حربہ دیا۔ جو حواریوں کے مقابلہ میں غیر قوموں کو دیا تھا۔ یعنی وہ صلح کے لئے بڑھے ہے۔ اور اُنہوں نے اپنے جتھے ایسے بنا لئے۔ گویا اسلام کے غم نے ان کی کمر توڑ دی ہے۔ اور مختلف فرقوں کا تفرقہ دیکھ کر اُن کے اوپر کھانا اور پینا تک حرام ہوگیا ہے۔ اور اسلام کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے اُن کے دل پراگندہ اور آنکھیں پُرغم ہیں اور یہ ایسا بوجھ ہے کہ جس سے ان کی پُشت خم ہو رہی ہے۔ اور مسلمانوں کی تباہی کو دیکھ کر وہ بے موت مر رہے ہیں۔ اور اسی حالت بنا کر وہ ہمارے پاس آئے۔ اور اپنی خطاؤں کا اقرار کیا اور کہا کہ ہماری غلطی تھی کہ ہم آپ لوگوں سے الگ ہوئے۔ اور بزرگوں کا کام ہمیشہ خطاؤں سے چشم پوشی کرنا ہوتا ہے۔ پس آپ ہماری غفلت سے نظر اندازی کریں اور ہم کو اپنا خیر خواہ تصوّر کریں اور آج سے ہم میں آپ میں یگانگت ہو جاوے اور ہم ایک ہو کر اسلام کو دشمنوں سے بچائیں۔ اور اس کے بعد ایک عاشق مفتون کی طرح انہوں نے ہم سے گلہ شروع کیا اور کہا کہ جب ہم میں اور آپ میں کوئی اصولی فرق نہیں۔ اور ہمارا ایک ہی خدا اور ایک ہی رسول ہے۔ تو آپ ہم سے الگ کیوں ہوئے۔ اور ہمارے پیچھے نمازیں پڑھنی کیوں چھوڑ دیں۔ اور کیا ضروری تھا کہ اگر ہمارے جہال سے کوئی خطا ہوئی تھی۔ تو آپ اس کا نوٹس لیتے اور اس پر بگڑ بیٹھتے۔ آپ کو تو بڑے حوصلہ اور وسعت نظر سے کام لینا چاہئے۔ اور صرف اس بات پر کہ ہم مرزا صاحب کو مامور من اللہ نہیں ملتے۔ ہم کو کافر قرار دینا آپ کی شان سے بہت بعید تھا۔ اور ہم تو مرزا صاحب کو ایک بڑا راستباز انسان اور اسلام کا سچا خادم تصوّر کرتے ہیں۔ اور صرف اس قدر آپ سے اختلاف ہے کہ ہم آپ کے بعض ان دعاوی کو نہیں مانتے کہ جن میں وہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے رسول اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ اور مختلف موقعوں پر مختلف لوگوں کے سامنے ان باتوں پر وہ زور دیا۔ کہ قریب تھا کہ بہت سے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے اور وہ مادرت کے بچھڑے ہوؤں کی طرح ان سے لپٹ جاتے اور آپس کے اختلافات گلے لگ کر مٹائے جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا اور حضرت صاحب کا [illegible] کا [illegible] غالب رہا اور عین مصیبت میں پڑجانے کے وقت اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی اور کئی لوگوں کو یہ بات سمجھ میں آگئی۔ کہ اگر ایک مامور کو بھیجنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ و [illegible] سا ہی ہوتا ہے اور باوجود اس کے انکار کے پھر بھی انسان خدا تعالیٰ کا پیارا ہی رہتا ہے۔ تو ہم کو اس قدر مشکلات میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور کیوں خدا نے ایک مامور کو بھیجکر خواہ مخواہ ہم کو مصیبتوں میں ڈالا اور اپنوں اور بیگانوں کی نظر میں حقیر کیا۔ اور کافر ٹھہرایا۔ اور اُنہوں نے خیال کیا کہ اگر مامور کا انکار ایسا ہی چھوٹا سا انکار تھا اور خفیف بات تھی تو خدا نے یہ کیوں کہا کہ میں اس کے انکار کے بدلہ میں دُنیا کو ہلاک و برباد کر دوں گا۔ اور طرح طرح کے عذاب اس نے دُنیا میں بھیجا اور لاکھوں انسانوں کو دیکھتے دیکھتے ہلاک کر دیا۔ اور کیوں اتنی مدت تک ملک کے علماء و فضلاء اس کی مخالفت کی وجہ سے ذلّت کی مار مارتا رہا۔ اور کیا وجہ ہوئی کہ آج سے ہزاروں سال پہلے نبیوں کی زبان پر اس کی خبر دی اور انجیل میں اس کا ذکر کیا اور قرآن شریف میں اس کی بعثت کی نسبت پیشگوئی کی۔ اور اگر یہ ایک معمولی بات تھی۔ اور ایک فروعی سا فرق تھا۔ تو کیوں اس نے خود اس کو الہام کے ذریعہ سے کہا کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ یعنی وہ مسلمان جو تیرا انکار کرتے ہیں۔ اور تیرے منکر ہیں۔ ان کو رفتہ رفتہ کمزور کر دونگا۔ اور تجھے وہ عظمت دوں گا کہ تیرے پیرو ہمیشہ ان سے معزز رہیں گے اور ان باتوں کے سوچنے کے بعد ان کے دل بشاش ہوگئے اور اُنہوں نے جان لیا کہ عین گڑھے میں گرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے ہماری رہبری کی۔ لیکن یہ شور بڑھتا گیا۔ اور اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے مخالف کھلے طور پر اخباروں میں اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ اس جُدائی کو جانے دو۔ اور ہم سے آملو۔ گو مرزا صاحبؑ سے دعاوی میں غلطی ہوئی۔

ایسے موقعہ پر میں نے ضروری جانا کہ ایسے لوگوں کی دھوکہ دہی کو ظاہر کروں۔ اور اس خطرہ سے جو اس تعلق کے نیچے مخفی ہے دوستوں کو آگاہ کروں۔ اور اس معاملہ میں حضرت صاحبؑ کی جو رائے ہے۔ اس سے بھی اُن کو مطلع کردوں۔ تاکہ وہ اپنے قدموں پر مضبوط ہو کر جم جائیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں یہ سب کچھ سچے دل اور نیک نیتی سے کہتا ہوں کہ میرے دل میں اس بات کے لکھنے پر کوئی نفاق کا شعبہ نہیں۔ اگر میں نفاق کو پسند کرتا تو سب سے پہلے غیر احمدیوں کی عظیم الشان جماعت میں ملنے کی کوشش کرتا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ اس طرح حضرت صاحبؑ کو جو گالیاں دی جاتی ہیں وہ کم ہو جائیں۔ اور کون نہیں چاہتا کہ اس کے باپ کو گالیاں نہ دی جائیں اور اس کے والد کی نسبت فحش الفاظ استعمال نہ کئے جاویں۔ پس اگر آپ لوگ ان کو پیر سمجھکر دشمنوں کے حملہ سے بچانا چاہتے ہیں۔ تو میرے ان سے دو رشتہ ہیں۔ وہ میرے والد بھی ہیں اور آقا اور پیر بھی۔ لیکن میں نفاق پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور اس وقت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب میں وہ بات کہوں۔ جو میرے دل میں نہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی اس معاملہ میں نصرت چاہتا ہوں۔ اور میں اس سے مدد مانگتا ہوں۔ کہ وہ مجھے گناہوں میں پڑنے سے بچائے۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی مجھکو گناہوں کی بھٹی سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ تعالیٰ۔ اور میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ کوئی مجھے غلطیوں کے میدان کے میدان میں بھٹکنے سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ تعالیٰ۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ پس اسی سے ہر قسم کی شرارت نفس اور خبث باطن سے پناہ مانگتے ہوئے میں نے اس کام کو کیا ہے۔ اور میں اسی سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ مجھے ضرور بچائیگا اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھیگا۔

غرضیکہ اے عزیزو! ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت صاحب خدا کے مرسل تھے اور مامور من اللہ تھے۔ اور ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے اور نہ معلوم اور کتنے انبیاء آگے بھیجیگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت نبی کریم محمد رؤف رحیم رسول اللہ خاتم النبیینؐ کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آئے گا اور آپؐ ہر قسم کی نبوتوں کے خاتم ہیں۔ اور آئندہ جس کو اللہ تعالیٰ تک رسوخ ہوگا۔ وہ آپؐ ہی کی اطاعت کے دروازہ سے گذر کر ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور اسی میں آپ کی عزت ہے۔ کیونکہ کیا وہ شخص معزز کہلا سکتا ہے۔ جس کے ماتحت کوئی بھی افسر نہ ہو۔ بلکہ معزز وہی ہوتا ہے۔ جس کے ماتحت بہت سے افسر ہوں۔ دُنیا میں بھی دیکھ لو۔ کہ تم بادشاہ کے لقب کو زیادہ معزز جانتے ہو۔ یا شہنشاہ کے لقب کو پس جیسے شہنشاہ کا لفظ اس لئے کہ اس میں بادشاہوں پر حکومت پایا جاتا ہے۔ بادشاہ پر معزز ہے ادنیٰ نہیں۔ اسی طرح ایسی نبوت جس کے ماتحت اور نبوتیں بھی ہوں۔ اُس نبوت سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ جس کے ماتحت اور کوئی نبوت نہ ہو۔ کیا وہ شخص زیادہ معزز ہوگا۔ جو دربار شاہی تک انسان کو پہنچا دے یا جو دروازہ پر ہی لے جاکر چھوڑ دے۔ پس ہمارا یقین ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت میں سے لوگوں کو اُٹھا کر اعلیٰ مقامات پر پہنچا دیتے ہیں۔ اور آپؐ کے ماتحت ہزاروں نبی ہوں گے۔ جو آپؐ کے ایک ایک لفظ کو قابل اطاعت جانیں گے۔ اور آپؐ کی محبت اور فرمانبرداری کو ذریعہ نجات یقین کریں گے۔ کیا یہ زیادہ معزز درجہ ہے یا وہ جو ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اسی اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کو بموجب احادیث صحیحہ نبی اور مامور مانتے ہیں۔ اور اس اعتقاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرق نہیں آتا۔ بلکہ اور بھی اعلیٰ ثابت ہوتی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ جیسے اور انبیاء کے منکرین اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے بعید کئے جاتے تھے۔ آپؑ کے منکرین کا بھی یہی حال ہے۔ اور اس کا نمونہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ پس کیسے تعجب کی بات ہوگی اگر ہم باوجود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے پھر اس بات سے انکار کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے مخالفین کو سخت ذلت دی ہے اور دُنیاوی عزت کو دیکھ کر ہماری آنکھیں چُندھیا جاویں۔ ہمیں وہ دقتیں اور مشکلات پیش نہیں آئے۔ جو صحابہ کو پیش آئے تھے۔ پھر ہماری بزدلی کیا ایمان کی کمزوری پر دال نہ ہوگی۔ ہم مخالف کا فر بالنبی ہیں۔ لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ وہ کافر بالماموریں۔ کافر کے معنے منکر کے ہیں۔ یہ کیسا جھوٹ ہے۔ کہ اگر ہم باوجود ان کے انکار کے پھر ان کو مومن کا مومن ہی سمجھیں مومن تو وہ تب ہو سکتے ہیں کہ جب اپنے عقائد باطلہ سے رجوع کریں اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جو حقیقت میں منکر ہیں۔ انہیں ہم کیونکر مومن کہہ سکتے ہیں۔ پس جو لوگ باوجود ہزاروں نشانوں کے دیکھنے کے انکار کرتے ہیں ان کے

کافر یا لمامور ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے احکام کے توڑنے والے ہیں۔ اور اس سے کیا انکار ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی ایک ذرہ بھر بھی عزت نہیں۔ کیونکہ اگر وہ خوف خدا رکھتے اور ان کے دل میں نور ایمان ہوتا۔ تو وہ ایک مامور کی بے قدری اس قدر کیوں کرتے۔

تعجب ہے کہ یہ لوگ اُس موعود ذہنی کو تو اس قدر درجہ دیتے ہیں کہ اس کے منکر کافر ہوں گے۔ اور جو اس کی مخالفت کریگا وہ دجال ہوگا اور ہلاک کیا جاویگا۔ پھر جب حضرت مسیح موعودؑ اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ مَیں وہی ہوں۔ تو پھر آپؑ کی مخالفت کے باوجود ہم سے کسی اور فتوے کے کیوں امیدوار ہیں۔ جو کچھ اس آنے والے موعود کے مخالفین کی نسبت ان کا خیال ہے۔ ہم تو اس سے ان لوگوں کو کم ہی جانتے ہیں۔

حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی بار بار اس مسئلہ کو اُٹھایا گیا ہے۔ اور ہمیشہ آپؑ نے اس کو خوب واضح کر کے بیان کیا ہے۔ اور ایسا کھول دیا ہے۔ کہ اس کا انکار سوائے اس کے کہ کوئی ان فتووں کو نظر انداز کر دے اور کسی طرح سے نہیں ہو سکتا۔ پھر ہمارے مخالف کیوں بار بار ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ زمانہ یاد کریں۔ جب کہ کفر کی بوچھاڑ ہم پر پڑتی تھی۔ اور ملامت کے تیروں سے ہمارا بدن زخمی کیا جاتا تھا۔ اور تمام لوگوں کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں کہ کب یہ سلسلہ تباہ ہوتا ہے۔ اور ایسے وقت بھی ہمیں بھی خدا نے ہماری تائید کی۔ اور ہر ایک دُکھ اور درد سے ہم کو بچایا اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھا۔ تو ہم کیسے ناشکر گذار ہوں گے۔ کہ جب خدا نے ہم کو ہر مصیبت سے بچا کر امن کی زندگی عطا فرمائی۔ تو ہم اس وقت لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی نہی کو پس پشت ڈال دیں۔

ہاں۔ سوچو تو سہی کہ جس کے باپ کو کوئی جھوٹا سمجھتا اور مفتری خیال کرتا ہے۔ تو وہ اس سے تعلق توڑ دیتا ہے اور اس سے دوستی اور محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ پس کس طرح ہم ان لوگوں سے جو ہمارے والد سے زیادہ معزز اور محبوب انسان کی ہتک کریں۔ اور اسے جھوٹا خیال کریں صلح کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں۔ تو ہم سے زیادہ بے شرم کون ہو سکتا ہے۔ اسلام نے دُنیا کے معاملات میں تعصب اور مخالفت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ پس ہم جہاں تک دنیا کا تعلق ہے۔ ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کر سکتے ہیں۔ لیکن دین کے معاملہ میں یہ اور راہ پر قدم زن ہیں۔ اور ہم اور راہ پر۔ اور یہ ایسا ہی معاملہ ہے۔ جیسا کوئی شخص مسلمان ہو کر اپنے والدین سے ہر قسم کا نیک سلوک کرتا ہے اور شرعاً اس کی ممانعت نہیں بلکہ حکم ہے۔ لیکن ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے میں ہم کو تامل ہے اور اس کے ذمہ وار خود یہی لوگ ہیں۔ کفر کی ابتدا انہوں نے کی نہ ہم نے۔ اوّل اوّل تو خدا نے رحم کیا اور کوئی حکم نہ دیا۔ لیکن جب مخالفت حد سے بڑھ گئی۔ تو خدا نے چاہا کہ ان کو اس فیض سے محروم کر دے۔ جو ان کو اس مامور من اللہ سے برائے نام تعلق سے تھا۔ اور اس نے فیصلہ کر دیا کہ اب ان لوگوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ تو اب کس طرح ممکن ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے فیصلہ کو توڑ کر ان سے مل جائیں۔

اور ہمارے مخالف اپنے دل میں اتنا تو سوچیں کہ جب وہ حضرت مسیح موعودؑ کو راستباز مانتے ہیں۔ تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر وہ جھوٹ بولتے رہے ہیں۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم ان کو جھوٹا نہیں۔ بلکہ غلطی خوردہ جانتے ہیں۔ وہ الہام کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں اور درحقیقت اس سے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک شخص روز اس بات کا مدعی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا اور کہا کہ تو مامور ہے اور مُرسل ہے اور پھر بھی وہ غلطی پر ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوگا۔ جیسے زید روز ہم کو کہے کہ میں آج عمر سے ملا ہوں۔ اور ہم باوجود یہ کلام اس سے روزمرہ سننے کے پھر یہ کہیں کہ اس کو غلطی لگی ہوئی ہے۔ ایسے شخص کی نسبت کوئی عقلمند غلطی کا فتویٰ نہیں دیتا۔ بلکہ یا تو اُسے جھوٹا سمجھا جاتا ہے یا پاگل۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ تیس سال تک حضرت صاحبؑ اس بات کا دعویٰ کرتے رہے کہ قریباً روز خدا تعالیٰ مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور ہزاروں عبارتیں پیش کر دیں کہ یہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں اور اصل حقیقت یہ تھی کہ وہ محض دھوکے میں پڑے ہوئے تھے (نعوذ باللہ من ذٰلک) پس جو شخص کہتا ہے کہ مَیں حضرت مرزا صاحب کو راستباز اور اسلام کا سچا خیر خواہ یقین کرتا ہوں اور پھر آپؑ کے الہامات کو نہیں مانتا۔ وہ یا تو منافق ہے کہ اپنے دل کے خبث کو ظاہر نہیں کرتا۔ اور اصل میں پورے طور سے منکر ہے۔ اور یا پاگل ہے کہ اس میں اتنی بھی تمیز نہیں کہ وہ سمجھ سکے کہ کوئی شخص تیس سال تک اس بات میں دھوکا نہیں کھا سکتا کہ خدا تعالیٰ روز مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں۔ پس دونوں صورتوں میں اس سے ہمارا تعلق نہیں اور وہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا۔

اب مَیں وہ عبارتیں درج کرتا ہوں کہ جو حضرت صاحبؑ نے مختلف کتب میں لکھی ہیں۔ تاکہ میرے دوستوں کو معلوم ہو کہ حضرت اقدسؑ کا منشا کیا تھا۔ سب سے پہلے مَیں وہ عبارت درج کرتا ہوں۔ جو کہ حضرت صاحب نے الہام کی بنا پر لکھی ہے اور جس کا کوئی احمدی انکار نہیں کر سکتا یہ اُس خط میں درج ہے۔ جو آپؑ نے عبدالحکیم کے جواب میں لکھا ہے۔ وھو ھذا:۔

"اگر آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ ہزارہا آدمی جو میری جماعت میں شامل نہیں کیا راستبازوں سے خالی ہیں۔ تو ایسا ہی آپ کو یہ بھی خیال کر لینا چاہئے۔ کہ وہ ہزارہا یہود اور نصاریٰ جو اسلام نہیں لائے۔ کیا وہ راستبازوں سے خالی تھے۔ بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچتی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب مَیں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر بات یہ ہے۔ کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت میں سے خارج کر دیا جاوے۔ اس لئے مَیں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت میرے الفاظ سے آپ اپنی توبہ شائع کریں۔ اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجاویں۔ تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے مُنہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے۔ جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے"۔

اب اس عبارت سے مفصلہ ذیل باتیں نکلتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ حضرت صاحبؑ کو اس بات کا الہام ہوا ہے۔ کہ جس کو آپؑ کی دعوت پہنچی اور اُس نے آپؑ کو قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس الزام کے نیچے وہی لوگ نہیں ہیں کہ جنہوں نے تکفیر میں جد وجہد کی ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص جس نے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ اور تیسرے یہ کہ وہ خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے اور سزا کا مستحق ہے چوتھے یہ کہ اس عقیدہ کی وجہ سے کہ حضرت صاحبؑ کے منکر کافر نہیں بلکہ ناجی ہیں عبدالحکیم مرتد کو آپ نے جب تک وہ اس عقیدہ سے توبہ نہ کرے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ پانچویں یہ کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ خبیث ہے چھٹے یہ کہ جو شخص حضرت صاحبؑ کے منکرین کو اور آپؑ کے دعویٰ کے نہ ماننے والے کو راستباز قرار دیتا ہے۔ اُس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔ یہ باتیں مَیں نے اپنے پاس سے نہیں بنائیں۔ بلکہ حضرت صاحبؑ کے لفظ ہیں جو نقل کئے ہیں۔ جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے رد کرے۔

اس عبارت میں جو آتا ہے کہ یہ بات مجھے الہام سے بتائی گئی ہے۔ اس کی تائید ان الہامات سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں منکرین حضرتؑ کو کافر کہا گیا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون۔ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مسلمون۔ وقل اعملوا علٰی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ عسٰی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۔ یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ قل جاءکم نور من اللّٰہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین۔ ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللّٰہ رد علیھم رجل من فارس۔ شکر اللّٰہ سعیہ۔ قل یایھا الکفار انی من الصادقین۔ وعندی من شھادۃ من اللّٰہ وانی اُمرت وانا اول المؤمنین۔ لن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ غرض جیسا کہ حضرت صاحبؑ نے مذکورہ بالا عبارت میں فرمایا ہے۔ کہ مجھے الہام سے بتایا گیا ہے۔ کہ تیرے نہ ماننے والے خواہ مکفر ہوں۔ یا خاموش مسلمان نہیں ہیں۔ اور خدا کے حضور سزا کے مستحق ہیں۔ اور یہ کہ ان کو راستباز جاننے والا شیطانی خیال کے درپے ہے۔ جب تک توبہ نہ کرلے۔ ان باتوں کی تصدیق مذکورہ بالا الہامات سے بھی ہوتی ہے۔

پس جبکہ ہم کو سچائی کے ملنے کا دعویٰ ہے۔ تو کیا ہمارا نفاق نہ ہوگا۔ اگر ہم ان باتوں کو چھپاویں۔ کیا کوئی مسلمان برداشت کرتا ہے۔ کہ اس کا کوئی دوست ہندوؤں سے بھی کچھ کچھ تعلق رکھے اور کبھی کبھی اُن کو یہ سُنا دے۔ کہ ہم آپ کو ناجی اور پسندیدہ اللہ تعالیٰ سمجھتے ہیں۔ وہاں کیوں اس اعتقاد کو بُرا کہا جاتا ہے۔ اسی لئے کہ نفاق ہے۔ پس اس جگہ بھی وہی نفاق ہوگا۔ بلکہ اگر ہم مخالف کے سامنے دبی زبان سے اس کے حق پر ہونے کا بھی کچھ اقرار کریں گے۔ تو اس کے دو بُرے نتیجے ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ تھوڑے دنوں بعد جب ہمارا عقیدہ دشمن کو معلوم ہوگا۔ تو اس کے دل میں ہماری طرف سے سخت نفرت بیٹھ جائیگی۔ اور وہ یہ سمجھیگا کہ یہ اول درجے کے جھوٹے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ جب حضرت صاحب نے ایسا صاف فتویٰ دیا ہے۔ تو لوگ مروڑ تروڑ کر کچھ کے کچھ معنے کر لیتے ہیں۔ تو اگر اس موقعہ پر ذرا بھی غفلت سے کام لیا گیا۔ تو اس سے آئندہ کے لئے سخت بُرے نتیجے پیدا ہوں گے۔ اور آئندہ اس خاموشی کو اجماع قرار دیا جاکر اس سے نہ معلوم کیا کیا نتیجے نکالے جاویں گے اور آئندہ زمانہ میں نیک لوگ ہماری نسبت وہی الفاظ استعمال کریں گے۔ جو آپؑ ہم

پولوس وغیرہ کی نسبت استعمال کرلیتے ہیں۔ اور بجائے نیک دعاؤں کے بد دعاؤں کے نشانہ ہوں گے اور اس ذمت کی ہماری کوتاہی آئندہ زمانہ کے لئے نمونہ بد ہوگی، کیونکہ کسی مامور کے قرب کے زمانہ کے لوگوں کے افعال بھی بطور سند کے پکڑے جاتے ہیں۔

اور یہ خیال کرنا کہ مخالف زیادہ ہیں۔ اس لئے ہم کو ڈر کر قدم رکھنا چاہئے ایک خیال باطل ہے۔ کیونکہ حضرت صاحبؑ کے زمانہ کی نسبت ہم اس وقت زیادہ ہیں۔ اور حضرت صاحبؑ نے کبھی ڈرنے کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ صاف مقابلہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا اور ہماری جماعت آگے سے بہت زیادہ ہے اور بڑھ رہی ہے۔

مذکورہ بالا عبارت میں ایک لفظ قابل تشریح ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس کو میری دعوت پہنچ گئی اور اس نے نہ مانا۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ اور دعوت پہنچنے کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ ایسے رنگ میں پہنچے۔ کہ جس کو وہ قبول کرے۔ لیکن مخالفین کو ابھی ایسے رنگ میں دعوت نہیں پہنچی اور یہ اعتراض عبدالحکیم نے بھی کیا ہے۔ جس کا جواب میں حضرت صاحب کی کتاب سے دیتا ہوں۔ آپ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:-

دعوت پہنچنے سے کیا مراد ہے؟

دعوت امر ضروری ہے وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ وہ لوگوں کو اطلاع دیدے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور ان کو ان غلطیوں پر متنبہ کردے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو یا فلاں فلاں حالت میں تم سست ہو۔ دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کردے۔

کیا آپ نے دعوت پہنچادی؟

میں نے پنجاب ہندوستان کے بعض شہروں میں خود جاکر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچادیا اور ساٹھ کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارے میں جن کی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہوں گی۔ تالیف کرکے ممالک اسلامیہ میں شائع کی ہیں اور اسی مقصد کے لئے کئی لاکھ اشتہار شائع کیا ہے اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بے خبر نہیں ہیں۔ بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے۔

جن پر اتمام حجت نہیں ہوا اُن کا حکم

اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے جس کی بنا ظاہر پر ہے اس کا نام بھی کافر رکھا ہے۔ اور ہم بھی باتباع شریعت اس کو کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔

ان مندرجہ بالا عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول تو یہ ضرور نہیں کہ کہ مجھ پر اتمام حجت نہیں ہوا اور مجھے دعوت نہیں پہنچی۔ بلکہ اتنا کافی ہوگا۔ کہ وہ نبی لوگوں کو اطلاع دیدے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ نشانات ہوں اور بس۔ اتمام حجت ہوگئی اور دعوت پہنچ گئی۔ اور بات بھی یہی درست ہے۔ کیونکہ جب اس شخص نے لوگوں کو کھول کھول کر سُنا دیا اور نشانات آسمانی ظاہر ہوگئے۔ تو پھر کسی کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں کو ابھی دعوت نہیں پہنچی کیسا غلط مسئلہ ہے۔ اگر یہ اصول لیا جائیگا۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ کسی مامور کی دعوت سوائے اُن لوگوں کے جو اُس کی بیعت میں داخل ہوئے کسی کو نہیں پہنچی۔ اور قرآن شریف اور رسول اللہ اور دیگر اولیاء نے جو لوگوں کو کافر کہا ہے یہ سب جھوٹ ہو جائیگا۔

دوسری بات یہ نکلتی ہے۔ کہ حضرت صاحبؑ نے پوری طرح تبلیغ کردی ہے اور ہندوستان میں تبلیغ ہو چکی ہے۔ بلکہ بعض دیگر ممالک میں بھی۔

تیسری یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں۔ کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں اس لئے چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر کہیں گے۔ گو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ سزا کے لائق ہیں یا بموجب حدیث صحیحہ پھر موقعہ دیئے جانے کے لائق ہیں۔

پھر حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں:-

جو حضرت صاحبؑ کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا اُس کی نسبت

یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والوں کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کی نزدیک ایک ہی قسم کے ہیں۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳) حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:- "سو جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا و رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔" پھر فرماتے ہیں اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن شریف کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے۔ وہ مؤمن کیونکر ہو سکتا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

اب جبکہ میں حضرت صاحب کی ایک ایسی عبارت نقل کر چکا ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے ایک ہی قسم کے لوگ ہیں۔ اور دونوں میں کوئی فرق نہیں اور جس طرح کافر کہنے والا ایک مسلمان کو کافر کہہ کر کافر بنتا ہے۔ اسی طرح ایک نبی کو نہ ماننے والا اُسے نہ ماننے کی وجہ سے کافر ٹھہرتا ہے۔ میں ایک اور حوالہ درج درج کرتا ہوں۔ جس میں آپ نے اُس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ آپ ضمیمہ براہین براہین احمدیہ میں صفحہ ۱۴۰ میں اس سوال کے جواب میں کہ "چونکہ حضرت کی ابتک کوئی تاثیر روشن طور پر ظہور میں نہیں آئی ہے۔ اور دو تین لاکھ آدمی کا حضرت کے سلسلہ میں داخل ہونا گویا دریا میں سے ایک قطرہ ہے۔ پس اگر تا تاثیر بین کے ظہور تک کوئی بغیر انکار کے داخل سلسلہ ہونے میں توقف اور تاخیر کرے تو یہ جائز ہوگا یا نہیں۔

فرماتے ہیں کہ توقف اور تاخیر بھی ایک قسم انکار کی ہے اب ہر ایک دانا اور عقلمند انسان دیکھ سکتا ہے۔ کہ سائل نے اپنے سوال میں کسقدر شرائط لگائی ہیں۔ کہ ایک شخص آپ کو جھوٹا بھی نہیں مانتا اور آپ کا انکار بھی نہیں کرتا۔ اور محض مزید اطمینان کے لئے بیعت میں ابھی توقف کرتا ہے۔ تو اس کی نسبت کیا فتویٰ ہے۔ جس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ اس کا بھی وہی حال ہے جو منکر کا حال ہے۔ اور منکر کا حال اوپر کے فتویٰ میں جو حقیقۃ الوحی سے نقل کیا گیا ہے درج ہے۔ یعنے اسے کافر قرار دیا گیا ہے۔ اور وہی درجہ دیا گیا ہے۔ جو اس شخص کو دیا گیا ہے۔ جو آپؑ کو کافر کہتا ہے۔ یا جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا ہے۔ مگر آپؑ کے دعویٰ کو نہیں مانتا۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپؑ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبانی بھی آپؑ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت صاحبؑ نے اس معاملہ میں کس قدر تشدد سے کام لیا ہے۔ اور عقل بھی یہی چاہتی ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہندو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا مان لے اور دل میں اقرار بھی کرے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے۔ ہاں بعض واقعات کی وجہ سے ابھی کھلم کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے۔ تو ہم اسے کبھی بھی مسلمان نہیں کہتے بلکہ اُسے کافر ہی سمجھتے ہیں۔ اور شریعت اسلام کبھی اس کے ساتھ ناطہ رشتہ کو جائز نہیں رکھتی یعنے اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کے بیاہ دینے کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ پس اسی طرح اس غیر احمدی کا حال ہے۔ جو حضرت صاحبؑ کو دل میں سچا بھی جانتا ہے۔ لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردد ہے اور جو آپ کو کافر جانتے ہیں۔ ان کا حال بھی ظاہر ہے۔ جس کی نسبت میں حضرت صاحبؑ کی عبارتیں اوپر نقل کر آیا ہوں۔

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم منکر کو مؤمن نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مؤمن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا۔ اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا۔ وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں۔ کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم

کہ یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہوچکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔"

ان عبارتوں سے یہ نتائج نکلتے ہیں۔ اوّل تو یہ کہ مکفّر اور خاموش ایک ہی گروہ میں سے ہیں۔ کیونکہ جو مانتا ہے۔ اُسے مؤمن کہتے ہیں اور کافر مؤمن کے مقابل میں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نہیں مانتا خواہ مکفر ہو یا خاموش ہو۔ کافر ہے۔ اور یہ دونوں گروہ ایک ہی قسم کے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو آپ کو نہیں مانتا۔ وہ ضرور آپ کو مفتری قرار دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جو آپ کو نہیں مانتا۔ اُس کا ایمان درحقیقت خدائے تعالیٰ پر بھی نہیں ہے اور نہ رسول اللہ پر ہی ہے۔ چوتھے یہ کہ چونکہ وہ شخص آیات اللہ کا منکر ہے اس لئے مؤمن نہیں ہوسکتا۔ پانچویں یہ کہ چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسے ہم مؤمن نہیں کہہ سکتے۔ اور چھٹے یہ کہ وہ مؤاخذہ سے بری نہیں۔ ساتویں یہ کہ کفر دو قسم کا ہے۔ ایک اللہ اور رسول کا کفر۔ اور ایک دیگر آیات کا کفر۔ جس میں حضرت صاحب کا کفر بھی شامل ہے۔ آٹھویں یہ کہ اصل میں یہ سب کفر ایک ہی ہے۔ جس نے آپ کا کفر کیا۔ اُس نے خدا اور رسول کا کفر بھی ساتھ ہی کیا۔ نویں یہ کہ جس پر ان دونوں قسم کے کفروں میں سے کوئی قسم کفر کی ثابت ہوجائے۔ وہ قیامت کے دن زیر مؤاخذہ ہوگا۔

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت صاحب نے کل اُن لوگوں کو جن پر اتمام حجت ہوچکا ہے اور دعوت پہنچ چکی ہے۔ شرعاً قابل مؤاخذہ ٹھہرایا ہے۔ یہ عبارت کافی ہے۔

"میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہوچکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پاچکا ہے۔ وہ قابل مؤاخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی" (حقیقۃ الوحی)

پھر اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲ میں فرمایا۔ کہ "ایسا ہی آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلّی اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائے گا۔ کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔" اور اسی طرح براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں۔ کہ "انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجائے گا۔ اور اس کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچا آئے گا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔"

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک حلفیہ بیان بھی نقل کرتا ہوں جو آپ نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد تحریر کیا۔ عصر جدید میں ایک مضمون نکلا تھا۔ جس میں کہ نامہ نگار نے بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی۔ کہ اب چونکہ حضرت مرزا صاحب فوت ہوگئے ہیں۔ اور ان کے حضرت مولوی صاحب جانشین ہوئے ہیں۔ اور آپ کے عقائد اصل میں مرزا صاحب کے خلاف ہیں۔ اور آپ درحقیقت تمام ان باتوں کو نہیں مانتے۔ جو مرزا صاحب نے بیان کی ہیں اور اس لئے عنقریب وہ دن آنے والا ہے۔ کہ جب مولوی صاحب تمام جماعت احمدیہ کو پھر مسلمانوں میں لا شامل کریں گے۔ اور میں نے اس کے جواب میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جس پر آپ نے یہ عبارت تحریر فرمائی جو کہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۸ میں شائع ہوچکی ہے۔ وھو ہذا۔

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے۔

دستخط حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ نورالدین۔"

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے معتقدات بھی نجات کا ایک مدار ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کو ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں۔

"پھر ان انبیاء کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سناتے ہیں۔ ولقد ارسلنا الی امم من قبلك فاخذناهم بالباساء والضراء لعلهم يتضرعون فلولا اذ جاءهم بأسنا تضرعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطان ما كانوا يعملون فلما نسوا ما ذكروا به فتحنا عليهم ابواب كل شيء حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون۔ اس آیت پر غور کرو۔" انتہی تحریر حضرت خلیفۃ المسیح۔

اسی طرح اسی خط میں حضرت مسیح موعود کے مخالفین کی نجات کی نسبت عبدالحکیم کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمانوں پر رحم فرمایا ہے۔ اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں۔ سب کو نجات حاصل کرنا چاہئے۔ حکیم ڈاکٹر صاحب دو ارب اللہ کی مخلوق اس وقت موجود ہے۔ تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث تیار ہوئے ہیں۔ تو دو ارب اللہ کی مخلوق ڈارون کے طریق سے لاکھوں برس اور نامعلوم نہیں کب سے جو تیار ہوئی۔ ان سب نے اگر نجات نہ پائی۔ تو تیرہ کروڑ چیز ہی کیا ہیں۔"

اس مندرجہ بالا عبارت میں حضرت خلیفۃ المسیح اس کے [illegible] کی نفت دیا جاوے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح رسول اللہ کی [?] کی وجہ سے دو ارب انسان غیر ناجی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح اب اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت مرزا صاحب کی وجہ سے تیرہ کروڑ غیر ناجی ہوسکتا ہے اور ان مندرجہ بالا اقتباسات سے حضرت خلیفۃ المسیح کا اعتقاد خوب ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔ کہ نجات فضل سے ہے اور فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور تقویٰ کا بیان لیس البر والی آیت میں ہے اور اس میں شاید مرزا صاحب کا بھی کہیں ذکر آیا ہو۔ اس میں آپ نے آیت کے اس حصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس میں نجات کے مداروں میں نبیوں پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا ہے۔

اب میں حضرت صاحب کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں جس میں کہ آپ نے خاموش لوگوں کی نسبت فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں۔ تو ان کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کردیں کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شعبہ نہ پایا جاوے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔"

پھر اخیر پر آپ لکھتے ہیں۔ "دوسو مولوی کے کفر کی نسبت نام بہ نام ایک اشتہار شائع کردیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔ بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت ان میں نہ پائی جاوے۔" پھر حاشیہ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ "میں دیکھتا ہوں جسقدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مؤمن جانتے ہیں جنہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا ہے۔ پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر پیدا ہوگئی ہے۔ انہیں کیونکر مؤمن کہہ سکتا ہوں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

اب ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب ان لوگوں کو بھی جو آپ کو کافر نہیں کہتے اور ان مولویوں کو کافر نہیں کہتے ہیں جنہوں نے آپ کو کافر قرار دیا ہے کافر قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ مجھے کافر نہیں کہتے۔ وہ میرے مکفرین کو بھی کافر نہیں کہتے اور اس طرح خود انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہوگئی ہے۔ اس طرح آپ کے مکفرین کو کافر نہ کہنے کو بھی آپ نے وجہ کفر قرار دیا ہے۔ پس جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے اور ساتھ ہی مکفرین کو بھی کامل مسلمان ہی جانتے ہیں۔ وہ کسی صورت میں مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اور صرف یہی کافی نہیں رکھا گیا۔ کہ وہ ان کو کافر کہیں بلکہ نام بہ نام اُن لوگوں کے کفر کا اعلان اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعے سے شائع کریں جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اور جو فتویٰ کہ ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان میں شائع ہوچکا ہے۔

اور وفات کے چند ہی دن پہلے مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے

فرمایا "جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ ہی سمجھیں گے (یعنی مکفروں کے ساتھ) جب تک [illegible] (صفحہ ۶ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

یاد رہے کہ یہ فقرہ اس تقریر کا آخری فقرہ ہے۔ یہی دو حوالے ہیں۔ کہ جن کو ہمارے مخالف بار بار پیش کرتے ہیں۔ اور اصرار کرتے ہیں۔ کہ تمہارے امام نے جب لکھ دیا ہے۔ کہ ہم ان لوگوں کو جو ہمارے معاملہ میں خاموش ہیں۔ کافر نہیں سمجھتے۔ تو اب تم ہم لوگوں سے مل جاؤ۔ لیکن ایسے لوگوں کی عقلوں پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے۔ کیا انہیں اس عبارت میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ کہ اس میں بڑی بڑی شرائط لگائی گئی ہیں۔ اور کیا کوئی ایسا شخص ہے جس نے ان شرائط کو پورا کردیا ہے۔ اگر ہے تو اس شخص کا نام تو بتاؤ جس نے بموجب حضرت صاحب کی تحریر کے دوسو مولویوں کا نام لے کر انہیں کافر قرار دیا ہو۔ کہ حضرت صاحب کے معجزات کا مکذب نہ نکلے۔ اور آپ راستباز سمجھے۔ اور یہی نہیں بلکہ اس کے ایمان میں نفاق کا کوئی شعبہ نہ ہو۔ پس جب ایسا کوئی شخص نہیں۔ اور کسی نے ان شرائط

کو پورا نہیں کیا تو ہم کس طرح اُن کو الگ سمجھ لیں۔ اور گھر بیٹھے زبانی دعوے کرتے ہیں۔ جب ہمارے امام نے صریح الفاظ میں انہیں کافر کہا ہے تو ہم بھی کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اس وقت تک اپنے ساتھ سمجھیں گے جب تک وہ ان سے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بنام یہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔ پس ہم کیونکر اس شخص کی اطاعت سے نکل جائیں۔ جس کو ہم نے سچا یقین کیا۔ اور جس کے معجزات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور جس کا خدا سے تعلق ہم نے مدتوں مشاہدہ کیا ہم اپنے اس سردار اور رہنما کی بات کو کیونکر رد کر دیں۔ جس کے ہاتھ پر ہم نے اپنے آپ کو بیچ دیا اور اپنے خیالات اور اپنی خواہشات اس کے لئے قربان کر دیں۔ ایسی جرأت تو وہ شخص کر سکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہ ہو جو نور یقین سے کورا ہو۔ اور جس کو خدا نے معرفت کی آنکھیں نہ دی ہوں

اور یہ قطعاً خیال نہ کرو۔ کہ اس قول کا پہلے قول سے کچھ اختلاف ہے۔ در اصل میں حضرت صاحب نے پہلے کی نسبت نرمی کر دی ہے کیونکہ انبیاء اپنے الہاموں کے سب سے زیادہ قائل اور مؤمن ہوتے ہیں۔ دیکھو حضرت صاحب اپنی کتاب اربعین میں تحریر فرماتے ہیں۔ "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن شریف پر"۔ پس یہ خیال سخت گندہ ہوگا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت صاحب نے اس پہلی الہامی بات کو رد کر دیا۔ بلکہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان میں تطبیق کریں اور بہر حال ہمیں اس عبارت کو پہلی عبارت کے ماتحت کرنا پڑیگا۔ کیونکہ وہ الہامی ہے۔ اور اس کے معنے بھی ہم نے نہیں۔ خود حضرت صاحب نے کئے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے۔ تو اس جگہ حضرت صاحب نے تعلیق المحال بالمحال سے کام لیا ہے۔ کیونکہ جو شخص حضرت صاحب کے منکرین کو نام بنام کافر قرار دیگا اور باوجود حضرت صاحب کے ان دعاوی کے آپ کو سچا قرار دیگا اور آپ کے الہامات اور معجزات پر یقین لائیگا۔ اور پھر آپ کی بیعت نہ کریگا۔ تو ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ منافق ہوگا۔ کہ لوگوں کے ڈر سے سچ کو قبول نہیں کرتا۔ اور یا حکم الٰہی کا صریح منکر ہوگا۔ کیونکہ حضرت صاحب نے بیعت الہام کے ذریعے شروع کی ہے اور قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ پس ایسا شخص جس پر حق کھل گیا اور اس نے حضرت کے راستباز ہونے کو ... ایسا شخص منافق کبھی نہ ہو۔ پس جو شخص ان شرائط پر عمل کریگا۔ اس کے لئے تو بیعت ضروری ہو جاوے گی۔ اور اگر بیعت نہ کرے گا تو منافق ہوگا پس جو شخص ایسا اشتہار بھی دے جس میں مخالف مولویوں پر کفر کا فتویٰ دے اور پھر بھی بیعت نہ کرے۔ تو ایسا شخص ضرور منافق ہے پس حضرت صاحب نے تو ایک محال بات پیش کر کے مخالفین پر حجت قائم کی ہے نہ کہ ان کے لئے راستہ کھولا ہے۔ اس عبارت کو پیش کر کے ہم سے صلح چاہنے والا بعینہٖ اس شخص کی طرح ہے۔ جو قرآن شریف کی آیت قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین کو ہمارے پیش کرکے ہم سے یہ چاہے کہ ہم یسوع کی عبادت کریں اور اسے خدا کا بیٹا مان لیں یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ نہ تم خدا کا بیٹا ثابت کر سکو گے اور نہ میں قبول کرونگا۔ اسی طرح مذکورہ بالا عبارت میں حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی ہمارے مخالفین کا نام لیکر ذریعہ دو صد مکفر مولویوں پر کفر کا فتویٰ اشتہار کے ذریعہ شائع کرائے۔ اور پھر اس میں نفاق بھی

نہ ہو۔ تو ہم ایسے شخص کو مؤمن مان لیں گے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی شخص ایسا کرے اور پھر باوجود بیعت نہ کرنے کے منافق بھی نہ ہو۔ پس یہ تو ایک تعلیق محال بالمحال تھی۔ اسے سند کے طور پیش کرنا تو ایک بڑی جہالت ہے۔

اور ایسی لمبی تقریر کی بھی ہم کو کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ ابھی تو کوئی شخص نہیں پیش کیا گیا۔ جس نے ان شرائط پر عمل کیا ہو۔ پس اس کے ذریعہ صلح چاہنا اوّل درجہ کی نادانی ہے۔ جس قدر لوگ متفرق طور سے احمدیوں کے پاس آکر یا جماعتوں میں اس قسم کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ تو ان لوگوں کی طرح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا و اذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون۔ وہ اگر ہم سے صلح چاہتے ہیں۔ تو اپنی دنیاوی حیثیت بڑھانے کے لئے نہ کہ ان کے دلوں میں دین کی تڑپ ہے۔ اگر واقعی ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ محبت ہوتی اور دین کی تڑپ ہوتی۔ اور تقویٰ کا ایک ذرہ بھی ان کے دل میں باقی ہوتا۔ تو وہ کیوں کوشش سے اس شخص کے دعویٰ کو نہ سنتے جس نے تیئیس برس تک پکار پکار کر سنایا کہ خدا نے مجھ سے کلام کیا اور مجھے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میں اس کی طرف سے مامور مقرر کیا گیا ہوں۔ اس نے لیکچروں کے ذریعہ اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ کتابوں کے ذریعہ اپنی آمد کا اعلان کیا۔ لیکن کیا ان لوگوں نے ذرہ بھر توجہ نہ کی۔ ایک آریہ اخبار ذرہ بھی ان کے پولیٹکل حقوق کے برخلاف لکھتا ہے۔ تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگتے ہیں۔ اور ناسزا الفاظ بے اختیار ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ اور اس کیا ہی سے کہ ہمالیہ کی چوٹیوں اور کلکتہ سے لیکر پشاور تک تار برقی کی طرح ایک جوش پھیل جاتا ہے۔ اور چاروں طرف شور و شر شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن خدا کے مامور کی آواز ان کے کانوں میں تیئیس سال تک پڑتی رہی۔ اور دنیا کی بے توجہی پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی یہ مست پڑے رہے۔ اور غفلت کے لحافوں کو انہوں نے اپنے سروں سے نہ اتارا۔ انہوں نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا کہ ... کون ... خدا کی پکار کو سننے سے ... کہ یہ لوگ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور ہمیں صلح کے لئے بلاتے ہیں۔ اور پھر زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ تحریک جس گروہ سے اٹھی ہے اور جو گروہ کہ ہم کو اپنے پیچھے نمازیں پڑھوانا چاہتا ہے۔ وہ خود نماز نہیں پڑھتا۔ جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ تو ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جو ٹھٹھے اور ہنسی میں اپنا دن گذارتے ہیں۔ اور اسلام کے پاک احکام پر تمسخر کرتے ہیں۔ جن پر یورپ کا رنگ تو بہت چڑھا ہوا ہے۔ ہمیں بلاتے ہیں۔ کہ آؤ۔ اور ہمارے پیچھے نماز پڑھو۔ ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا ان کے پیچھے جو خود نماز نہیں پڑھتے۔ ہاں ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا ان لوگوں کے پیچھے جن کے پیچھے اگر ان کو مسلمان بھی سمجھ لیا جاوے۔ تو شاید نماز پڑھنی ناجائز ہو۔ ہاں ہم کن کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیا ان لوگوں کے پیچھے جن کے دلوں میں اسلام محض ایک قومیت ہے۔ اور رسول اللہ کی عزت صرف اپنے پولیٹکل حقوق کے محفوظ رکھنے

کے لئے کی جاتی ہے۔ بیشک اس تحریک کا اس گروہ سے اٹھنا ہی اس بات پر شاہد ہے۔ کہ یہ تحریک رحمان کی طرف سے نہیں۔

اب میں حضرت صاحب کا وہ فتویٰ نقل کرتا ہوں جس میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنے جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جاویں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"۔

اب اس عبارت کو غور کرنے سے اوّل تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ یا غیر احمدیوں سے تعلق رکھتا ہے وہ ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قطعی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے لئے لازمی ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں سے قطعی طور سے الگ رہیں۔ تیسرے یہ کہ جو ایسا نہیں کرتا۔ اس پر خدا کا الزام ہے۔ چوتھے یہ کہ ایسے شخص کے اعمال حبط ہو جاویں گے۔ پانچویں یہ کہ جو حضرت صاحب کا دل سے معتقد ہے۔ وہ آپ کے اس فیصلہ اور دیگر فیصلوں کو مانتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو نہیں مانتا۔ اس کے دل میں خود اختیاری کا مرض ہے۔ اور ساتویں یہ کہ حضرت صاحب ان الفاظ میں کہ وہ مجھ سے نہیں۔ اس سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ آٹھویں یہ کہ ایسا کرنے والے کی عزت آسمان پر بھی نہیں کی جائیگی۔ اب باوجود ان فتووں کے ہم کیا کریں اور کس طرح ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ جو ہلاکت کے گڑھے کی طرف ہم کو بلاتے ہیں۔ ... پس ایک طرف تو ہمارا کام ہم کو ... طرف بلاتا ہے اور دوسری ایک مامور کے مکفر ہیں۔ ہم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ پس بہتر ہے کہ ہم خدا کی آواز کو قبول کریں۔ اور جس طرح پہلی دفعہ ہم نے انسانوں پر خدا کے احکام کو مقدم کیا۔ اب کے بھی وہی نمونہ دکھائیں۔ حضرت صاحب خدا سے خبر پا کر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نہ قبول کرنے والوں کو راستباز جاننے والا۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا۔ اور ان سے بکلی قطع تعلق نہ کرنے والا شیطان کے پنجہ میں ہے۔ اور اس کا مجھ پر ایمان نہیں رہتا۔ اس کے اعمال حبط ہو جائیں گے۔ اور آسمان پر اس کی عزت نہ ہوگی۔ پس ہمارے لئے کیسا خطرناک ابتلا ہے۔ کہ ایک طرف تو ظاہری چین اور امن نظر آرہا ہے۔ دشمنوں کی نظروں میں ایک عزت ہوتی ہے اور رشتہ داروں کی نظروں میں بھی بوجہ گروہ سے تعلق ہو جانے کے زیادہ وقعت ہو جانے کی امید ہے۔ اور دوسری طرف خدا کے مامور کا فتویٰ ہے۔ کہ اگر تم ان سے بکلی قطع تعلق نہیں کرتے۔ تو پھر تمہارا ہم سے قطع تعلق ہے۔ اگر ... کو دیکھا جائے۔ تو پہلی بات میں فائدہ ہے۔ لیکن اگر ہم ... کا خیال

کیا جائے۔ تو سوائے دوسری بات پر عمل کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہم ان لوگوں سے صلح کرتے ہوئے ان آیات قرآنی کو کہاں چھپاویں:—
الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ اور خصوصیت سے آخری آیت میں تو ہم اسی گروہ کا ذکر پاتے ہیں۔ جو مدعی ہیں۔ کہ مرزا صاحب کو مسلمان متقی اور راستباز مانتے ہیں۔ لیکن نبی نہیں مانتے۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ نجات ایمان باللہ پر ہے نہ ایمان بالرسل پر۔ اور جن کا خیال ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے انکار کی وجہ سے تو عذاب ہوا بھی۔ لیکن مرزا صاحب کے نہ ماننے کا کوئی حرج نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور پکے کافر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عذاب کے مستحق ہیں۔ اور حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارأی اور فرمایا فامن ولا تکن من الکافرین اور پھر فرمایا ہے کہ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ۔ پس باوجود ان صریح نصوص کے ہم کیونکر انکار کردیں اور کہدیں۔ کہ تمام رسولوں کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ کہ مسیح موعود کا ماننا مدار نجات میں شامل نہیں اگر ہم ایسا کہیں تو ہم بھی اسی گروہ میں شامل ہوجاوینگے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ اور جن کی نسبت فرماتا ہے۔ او کذب بآیاتہ۔ فنعوذ باللہ من ذالک الکذب والبھتان ونعوذ بفضلہ من ھمزات الشیطان اگر ہم ایسا کریں۔ تو گویا عبد الحکیم مرتد کی پیشگوئی کو پورا کریں۔ اور شیطان کے موید بن جاویں۔ کیونکہ اس کی مخالفت بھی اسی بات پر ہوئی تھی۔ اور وہ جماعت سے اسی لئے خارج کیا گیا تھا کہ اس کا دعویٰ تھا کہ سوائے ان چند مکفرین کے جنہوں نے مخالفت میں زور مارا ہے اور سب لوگ ناجی ہونے چاہئے۔ اور کفر کا فتوی ان پر نہیں دینا چاہئے۔ پس ہمارا بھی ایسے ہی اعتقاد رکھنا گویا عبد الحکیم کی پیروی کرنا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کرنا ہے۔ اور عبد الحکیم کی شیطانی پیشگوئیوں کو پورا کرنا ہے کہ عنقریب مرزائی مرزا صاحب پر ایمان کو غیر ضروری قرار دیکر باقی تمام فرقوں کو بھی مسلمان قرار دیں گے اور اعمال پر مدار نجات جانیں گے اور ایمان بالرسل کو علیحدہ کردیں گے۔ پس ان باتوں کا ماننا ہمارے لئے موت ہے۔ اور سلسلہ کی تکذیب۔

خدا کے فضل سے اسی پر امید کرتے ہوئے اور اسی کو اپنا سہارا قرار دیتے ہوئے اور مسیح ناصری کی جماعت کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے شرح صدر کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم نے خدا کے مامور کو قبول کیا ہے اور اس کے ہر ایک حکم کو مدار نجات یقین کرتے ہیں۔ اس لئے بلا کسی تامل کے کہتے ہیں کہ
انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے رو بصحت ہے۔ ہفتہ زیر اشاعت میں نصیب اعدا ایک روز بخار کی اور شبانہ روز اسہال کی شکایت پیدا ہوگئی۔ مگر اس وقت کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ آپ کی طبیعت اچھی ہے (۹ مئی بوقت ۱۱ بجے صبح) شب گذشتہ کو کوئی حاجت اسہال کی نہیں ہوئی ✦ بعض گذشتہ ایام کی ڈائری خاکسار ایڈیٹر الحکم کے بڑے بیٹے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے لکھی ہے محمود احمد کی طبیعت خدا کے فضل سے بہت رسا واقع ہوئی ہے۔ مگر میں چونکہ اس کی تعلیم کی تکمیل چاہتا ہوں اس لئے اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیتا اور جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے۔ میں نے اپنے بچوں کی زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور انہیں اسلام کا عملی خادم بناوے۔ (آمین) غرض محمود احمد نے میری غیر حاضری میں حضرت کی ڈائری کی چند باتیں نوٹ کی ہیں۔ اور میں انہیں بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدل کے درج کر دیتا ہوں۔ ناظرین اپنے اس نوعمر خادم کے لئے دعا فرماویں۔

(۲ مئی ۱۹۱۱ء) شیخ عبد الرحمن نومسلم سابق کتھا سنگھ بیمار تھا شیخ غلام احمد صاحب واعظ کو فرمایا۔ کہ جاؤ اور عبد الرحمن کی خبر لاؤ۔ سنا گیا ہے کہ وہ بیمار ہوگیا ہے۔ اللہ اللہ کیا قوم غنیمت نہیں سمجھتی اور شکر کے سجدے بجا نہیں لاتی۔ حضرت کے بعد خدا نے انہیں ایسا درد دل کا شخص عنایت فرمایا۔ ۶ مئی کی شام کو بعد نماز مغرب بندہ پھر حاضر ہوا ایک کو فرمایا کہ عبد الرحمن کاغانی کو کہو۔ کہ غلام دین ایک شخص ہے۔ اس کا لڑکا بیمار ہوگیا مہربانی کرکے اس کو دیکھو۔ اس کو تپ ہے۔ پھر جو تپ آپؑ کے اندر تھی۔ اس وقت سے دیکھنے والوں کو معلوم ہوتی تھی۔ پھر حکم دیا کھانے کے واسطے کھانا حاضر کیا گیا۔ ادھر سے شیخ غلام احمد واعظ تشریف لائے عورتوں کو وعظ کے واسطے انہوں نے وعظ کو شروع کیا۔ فرمایا کہ شیخ صاحب کو کہو۔ کہ جھوٹ چغلی۔ طمع اور ایک اور فرمایا جو میں بھول گیا کہ یہ عورتوں میں بہت ہے اس کے بارہ میں کچھ کہو۔ کھانے سے پہلے قاضی امیر حسین صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا کہ قاضی صاحب! آپ نے کبھی کسی حدیث میں نبی کریمؐ کی گرم پانی کے لئے فرمائش کرنا پڑھا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ آپؐ کھانے کے لئے یا پہننے کے لئے یا نہانے کے لئے کہا ہو کہ یہ ہمارے لئے تیار کرو۔ پھر کدو کا ذکر ہوا بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ نبی کریمؐ کو کدو سے محبت تھی۔ آپؐ نے گوشت نہیں کھایا۔ فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریمؐ کی دعوت کی گئی جس میں کچا گوشت تھا۔ آپؐ نے وہ چھوڑ دیا۔ پھر شیخ اسمٰعیل صاحب نے پوچھا کہ حضرت ہماری طرف کہتے ہیں کہ اس کو ندھے سے اوپر اٹھا کر ادا کرو۔ کیونکہ نبی کریمؐ کو اس سے نسبت ہے تو آپؑ نے پہلے جواب کو دہرایا۔ پھر کھانا کھا کے فرمایا کہ عشاء کو ضائع مت کرو۔ جاؤ مجھ پر بوجھ مت ڈالو پھر نہ کہنا کہ تمہارے پاس بیٹھے بہت وقت چلا گیا تھا کہا گیا۔ کہ اذان نہیں ہوئی۔ کہا پہلے جانا سنت ہے۔ اس کو پورا کرو۔ پھر جلسہ برخاست ہوا۔ ۷ مئی کو آپؑ نے نئی گیہوں کی روٹی کھائی اس سے آپؑ کو شام تک دس دست آئے۔ ۴ مئی کو بخار حضرت صاحب کو بشدت ہوگیا تھا۔ رات تک اس کی تکلیف رہی۔ پھر ۵ مئی کو بھی

حضور کو بخار تھا۔ ۸ بجے کے قریب مولوی حکیم محمد سعید صاحب عاکلپوری مع خانصاحب اکبر شاہ خان صاحب حاضر ہوئے۔ پھر اور اور چند دوست آگئے۔ نہایت کمزوری تھی بات کرنے سے بھی تکلیف ہوتی تھی۔ بعض خدام نے مزاج کا حال دریافت کیا۔ فرمایا کہ میں اپنے آپ میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں۔ بخار ہوتے ہو۔ زخم ہو۔ درد ہو۔ کوئی حالت ہو میں اپنے خدا تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے اوپر فضل کی بارش کرنے والا پاتا ہوں۔ میرے دل میں بڑی خوشی اور بڑا سرور ہر حالت میں رہتا ہے۔ پہلے میں بیس روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ پھر ڈیڑھ سو روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ بعد ایک سو ساٹھ کا اس کے بعد دو سو کا۔ پھر سات سو کا ملازم ہوا۔ ہر حالت میں یہی ایک سا لباس رہا ہے۔ جو اب ہے۔ ایسی ہی روٹی کھاتا رہا ہوں جیسی اب ✦ اسی حالت میں اکبر شاہ خانصاحب نے موقع پاکر عرض کیا۔ کہ حضور آج برادرم عبد الحی نے تقویٰ پر لیکچر دیا۔ اور بہت اچھا لکچر دیا۔ یہ سنکر یکلخت بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے۔ یا تو لیٹے ہوئے تھے۔ فوراً بیٹھ گئے اور شکر کا سجدہ کیا اور سجدہ میں دیر تک دعائیں کرتے رہے اور کئی گھنٹے تک مختلف قسم کی باتیں کرتے رہے۔ خود ہی فرمایا کہ مجھکو اسقدر ضعف ہے کہ میں بیٹھ نہیں سکتا۔ لیکن اکبر شاہ خان نے مجھ کو ایسی بات سنائی۔ کہ میں خوشی کے سبب بیٹھا ہوں۔ اکبر شاہ خان صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اردو زبان میں یہ خوبی ہے۔ کہ فارسی عربی الفاظ بکثرت اس زبان میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ وہ یاد ہوجاتے ہیں اور ان کا صحیح تلفظ آجاتا ہے۔ ورنہ ایک مولوی صاحب ہو خوب عربی کتابیں پڑھے ہوئے ہیں عربی پڑھتے ہیں اور بہت ہی غلط الفاظ ان کی زبان سے نکلتے ہیں۔ اکبر شاہ خان صاحب سے فرمایا کہ تم عبد الحی کو اردو بولنا سکھاؤ۔ اور اس کے تلفظ کو ٹھیک کراؤ۔ اردو کا تلفظ صحیح تو بڑی نعمت ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم اردو گرامر کو بالکل بیہودہ کام سمجھتے ہیں۔ یہ جو بچوں کو اردو قواعد پڑھاتے ہیں سخت بیہودگی اور غلطی کرتے ہیں۔ اردو تو بولنے سے آتی ہے۔ اردو بولنے یا لکھنے میں کبھی بھی اردو گرامر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اکبر شاہ خان صاحب کو فرمایا کہ تم ہی بتاؤ کہ تم نے اردو کی گرامر سے بولنے میں مدد لی ہے۔ خانصاحب نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ آپ عبد الحی کی اردو کا خیال رکھیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ماسٹر صدر الدین صاحب انگریزی کا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ناظرین الحکم چودھری غلام احمد صاحب بی اے انسپکٹر ڈاکخانجات لوالائی کے نام سے خوب واقف ہیں چودھری صاحب سلسلہ کے ایک نہایت مخلص اور سرگرم فدائی ہیں جہاں وہ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور مستعدی سے ادا کرنے میں مشہور ہیں اور ان کے آفیسر ہمیشہ ان سے خوش رہتے ہیں وہاں وہ اپنی نیکی طہارت اور خدا تعالیٰ سے سچے تعلق کے ایک زندہ نمونے ہیں۔ اشاعت سلسلہ کے لئے ایک پرجوش اور درد مند دل پہلو میں رکھتے ہیں۔ ۴ مئی ۱۹۱۱ء کو چودھری صاحب کی مونس و غمگسار بیوی مردہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے فوت ہوگئی۔ مرحومہ چودھری صاحب کے نیک ارادوں اور دینی خدمات میں ان کی ممد و محرک ہوتی تھی۔ یہ صدمہ چودھری صاحب کے لئے بڑا صدمہ ہے مگر خدا کے فضل سے بڑے صدمات کو برداشت کرنے اور رضا بالقضا پر...

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سکھ صاحبان کا چیلنج اور ڈبل چیلنج منظور

ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ آج سے سولہ سال پہلے ہمارے مرشد و آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قدس اللہ سرہ نے نہایت تحقیق کے بعد اپنی کتاب **ست بچن** میں یہ امر شائع کیا کہ حضرت باوا نانک صاحب علیہ الرحمۃ ایک راستباز مسلمان اور خدا کے ولی تھے۔ اس تصنیف کے بعد بھی حضرت مرزا صاحب مختلف کتب میں اس مضمون پر کچھ نہ کچھ ارقام فرماتے رہے۔ عرصہ تین سال کا ہوا ہے کہ ہمارے ایک نو مسلم دوست شیخ عبدالرحمٰن صاحب (مہر سنگھ نو مسلم) نے ایک کتاب **باوا نانک صاحب کا چولہ** لکھی۔ یہ کتاب بھی تین سال سے شائع ہے۔ اس کتاب کی بناء پر سکھ صاحبان کی طرف سے دو چیلنج ایک لاہور اور دوسرا امرتسر سے شائع ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ چونکہ نہایت اہم ہے اور اس میں اصل غرض احقاق حق ہے۔ اور چونکہ اس چیلنج کا جواب دہ نہ صرف کوئی خاص احمدی فرد ہے۔ بلکہ کل احمدی جماعت ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ اس لئے اس چیلنج کی مخاطب کل جماعت احمدیہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہم سکھ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ اشتہار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہم آپ کا چیلنج تو قبول کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس امر کے متعلق تحقیق یا مباحثہ ایسی صورت میں کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے کوئی مفید نتیجہ بھی پیدا ہو۔ اور امن عامہ میں بھی خلل نہ آوے۔ اور معاملہ بھی خوش اسلوبی سے طے ہو جاوے۔ سکھ صاحبان جس شہر میں مباحثہ کرنا چاہیں وہاں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی اجازت اس معاملہ میں حاصل کریں۔ اور اس کے بعد ہم سے مباحثہ کی شرائط طے کر لیں شرائط بالتفصیل تو بروقت طے ہو جاویں گی۔ لیکن ذیل کی شرائط کا ہونا ضروری ہوگا۔ مباحثہ کسی خاص مکان کے اندر ہوگا۔ جس میں فریقین کی طرف سے خاص تعداد کے آدمی شریک ہوں گے۔ اس مکان میں حفظ امن قائم رکھنے کا کافی انتظام ہوگا۔ اور اس کا ذمہ وار سکھ صاحبان میں سے کوئی ایسا شخص ہوگا۔ جس کو ہم یا پبلک ذمہ وار سمجھ سکیں یہ ذمہ سکھ صاحبان نے اپنے چیلنج میں خود لے لیا ہے۔ مباحثہ تحریری ہوگا۔ خاص وقت فریقین کو دیا جاویگا۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک مباحثہ کرنے والا ہوگا۔ اور اس کے سوا کسی اور کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

اگر اس اصول پر سکھ صاحبان کوئی مباحثہ کرنا چاہیں تو ہم تیار ہیں اور ہم ان کا چیلنج قبول کرتے ہیں۔ اُن کے جواب پر ہماری طرف سے چند اصحاب امرتسر میں شرائط طے کرنے کے لئے آ سکتے ہیں۔ جواب میں یہ بھی ہونا چاہئے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کر لی گئی ہے۔

ست سنگھ سبھا امرتسر کے لئے لازمی ہوگا کہ یہ اہم مباحثہ جس کا تعلق تمام سکھ قوم کے افراد کے ساتھ ہے چیف **خالصہ دیوان** امرتسر کو بھی اس میں شامل کریں۔ اور ان کی طرف سے یہ اعلان شائع کرا دیں کہ فتح و شکست کی حالت میں وہاں کے شریک اور حصہ دار ٹھہریں گے۔ منہ

المشتہر

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۱۱ء

بقایا دار بقایا ادا کرنے کی طرف توجہ کریں اور ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھیں۔ منیجر

انجمن احمدیہ بٹالہ کا سالانہ جلسہ

۶ و ۷ مئی ۱۹۱۱ء کو بٹالہ کی انجمن احمدیہ نے پہلا سالانہ جلسہ منایا انجمنوں کے سالانہ جلسوں کے متعلق میری رائے ابھی تک یہ ہے کہ ان جلسوں کے بجائے اگر مستقل واعظین ضلعوار مقرر ہوں۔ تو وہ زیادہ مفید اور مستقل تبلیغ کا پہلو ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے جلسوں کے لئے صدر انجمن کی طرف سے سال کے مختلف حصوں میں لیکچروں کا ایک سلسلہ جاری کیا جاوے۔ بہرحال یہ ایک الگ غور طلب مضمون ہے پنجاب کی احمدی انجمنوں میں سے **بٹالہ** کی انجمن دوسری یا تیسری انجمن ہے جس نے اپنا سالانہ جلسہ منایا ہے۔ اور بٹالہ میں یہ مسلمانوں کا پہلا مذہبی جلسہ تھا۔

یہ امر ناظرین الحکم سے مخفی نہیں۔ کہ بٹالہ ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں سے حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کی تائید میں (زمانہ تالیف براہین احمدیہ میں) سب سے پہلی آواز اُٹھی اور مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ بٹالہ نے اپنے رسالہ میں ایک زبردست ریویو براہین احمدیہ کا لکھا اور ان لوگوں کو سخت ڈانٹا اور دبایا۔ جنہوں نے اس نعمت الٰہیہ کی ناشکری کی تھی پھر بٹالہ ہی کی وہ سرزمین ہے۔ جہاں سے مسیح موعودؑ کے دعوی پر سب سے اوّل مخالفت کی آواز اُٹھی اور اس آواز میں کچھ ایسی **تحدی** اور تعلّی تھی کہ سننے والوں کو یک بیک حیرت ہوتی تھی۔ یہ آواز اسی مولوی محمد حسین بٹالوی کی تھی اُس نے بڑے زور شور اور دم خم سے دعوی کیا کہ

ہم نے اس کو اونچا کیا اور ہم ہی گرائیں گے

اس آواز کے ساتھ دوسری طرف سے یہ بانگ الٰہی تھی کہ

انی مہین من اراد اہانتک

یعنے جو تیری توہین کا ارادہ کرتا ہے۔ میں اُس کی توہین کروں گا یہ دونوں دعوی دو شخصوں کے منہ سے نکل کر **فضائے عالم** میں گونجے اور واقعات نے دکھا دیا کہ بٹالوی کا دعوی محض لاف و گزاف تھا اور وہ اسی پر الٹ پڑا اور حضرت مسیح موعودؑ کا دعوی چونکہ **ربانی ارشاد** کے نیچے تھا **اس لئے وہ پورا ہو کر رہا**۔

غرض بٹالوی کی اس دیرین مخالفت میں انجمن احمدیہ کا پہلا جلسہ **ایک مبارک قدم ترقی** کا تھا۔ اور اس کے لئے بٹالہ کے نوجوان شیخ عبدالرشید اور بابو محمد طفیل جیسے احباب خاص طور پر مبارکباد اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں نام بنام ان کی مساعی جمیلہ کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ مجموعی طور پر یہ کہوں گا۔ کہ انجمن احمدیہ بٹالہ کی یہ مستعدی اور یہ ہمت نہایت قابل قدر ہے اور قابل رشک ہے۔ اس جلسہ کے اخراجات انجمن احمدیہ بٹالہ نے اپنی جیب سے برداشت کئے اور نہایت فراخ دلی اور فیاضی سے اپنے دوستوں کو دعوت دی جو ارد گرد کے دیہات سے قریباً دو اڑھائی سو کے جمع ہو گئے تھے۔ جلسہ کے میر مجلس حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے اور ان کی صدارت میں تمام لیکچر ہوئے شیخ بٹالوی کے گھر میں انجمن احمدیہ کا جلسہ ہوا اور وہ جلسہ میں نہ آ سکے۔ یہ امر غالباً تمام اُن لوگوں کے لئے جو اس کی مخالفت سلسلہ کو دلچسپی سے دیکھتے آئے ہیں۔ تعجب کا باعث تھا۔ مگر بٹالوی چالاکی سے کام لینے میں اس نے کمی نہیں کی۔ بٹالوی نے ایک رقعہ لکھا کہ

خصوصیات سلسلہ

کا ذکر لیکچروں میں نہ ہو ورنہ لوگ اُٹھ جائیں گے اور تذھب ریحکم کا مضمون گویا صادق آئیگا۔ مگر واقعات نے دکھا دیا کہ بٹالوی کی اس تحریر پر کوئی توجہ نہیں ہوئی اور سیکرٹری بٹالہ نے نہایت شرافت اور متانت کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذکر کو سُنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تبلیغ پر توجہ کی۔ جس کے بہترین نتائج کی ہم خدا کے فضل سے اُمید کرتے ہیں۔

بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں فخر کیا تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر بٹالوی کے لئے یہ خبر جان فرسا ہو گی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا۔ اور بٹالہ والوں کو خطاب کر کے کہا کہ

تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا تم خواہ مانو یا نہ مانو

اس سے بڑھ کر اور کیا بٹالوی کی تردید ہو گی۔ سیالکوٹ تو دور ہے۔ بٹالہ تو خاص ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ غرض جلسہ نہایت کامیابی اور پوری شوکت اور اثر کے ساتھ ختم ہوا۔

پہلے دن ایڈیٹر الحکم۔ ایڈیٹر نور اور مولوی روشن علی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریریں ہوئیں اور دوسرے دن مولوی غلام رسول، خواجہ صاحب اور مولوی صدر دین۔ ایڈیٹر نور اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریریں تھیں ان تقریروں کے متعلق مجھے کسی ریمارک کی حاجت نہیں ہے۔ میں اتنا کہتا ہوں کہ یہ خدا کے فضل سے خالی از اثر نہ ہوں گی۔ ایڈیٹر نور کی تقریریں سکھ ازم اور آریہ ازم پر خاص تقریریں تھیں اور احباب نے ان کی دوسری تقریر (جو آریہ ازم کے متعلق تھی) کے چھاپ کر شائع کرنے کی استدعا کی۔ جو امید ہے۔ بہت جلد چھپ جاوے گی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر اول حقیقی مذہب کونسا ہے پر تھی اور جس قابلیت اور مؤثر طریق پر آپ نے اس مضمون کو ادا کیا وہ آپ ہی کا حق تھا اور حصہ تھا۔ دوسری تقریر آپ کی **ضرورت امام** پر تھی یہ مضمون ایسے مؤثر اور پُر جوش طریق سے پیش کیا گیا کہ بعض آنکھیں بے اختیار پُر نم تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا حاضرین ایک سکتہ کے عالم میں ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب کا مضمون سورہ جمعہ پر تھا اور انہوں نے ایسے لطیف حقائق پیش کئے۔ کہ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ پہلے نہیں سُنے تھے سلسلہ کا ذکر ایسی خوبی اور وضاحت سے انہوں نے کیا کہ بجز تسلیم چارہ نہ تھا مگر مجھے افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کے لیکچر کے لئے انہیں اپنا لیکچر ختم کرنے کے لئے کہا گیا جو نہایت ہی نامناسب امر تھا اور اس طرح پر ان کے نہایت قابل قدر اور مؤثر مضمون کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ جس کے ذمہ دار مولوی صدر دین صاحب ہیں خواجہ صاحب نے بھی اس کو پسند نہیں کیا۔ خواجہ صاحب کا لیکچر معمول کے موافق **وید اور قرآن** کے مقابلہ پر بحیثیت اسباب دنیوی ترقی تھی جس کا اظہار خواجہ صاحب نے انجمن کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر کیا تھا۔ خواجہ صاحب اپنے لیکچروں کی خصوصیت کی وجہ سے مشہور ہیں مگر افسوس ہے کہ شور اتفاق سے ان کا گلا کام نہ کر سکا۔ اور ایک ہی گھنٹہ میں انہیں اپنا لیکچر ادھورا چھوڑنا پڑا۔ مولوی صدر الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بہت عمدہ تقریر کی۔ خاکسار ایڈیٹر حکم کو حضرت قدس نے خصوصیت سے اس جلسہ میں شمولیت کا حکم دیا تھا۔ اور اس کا لیکچر عنقریب چھپا ہوا پبلک کے سامنے آجائیگا۔ جلسہ میں ہر طرح سے امن رہا اور یہ امر بٹالہ کی شریف پبلک کے لئے خاص کریڈٹ کا باعث ہے۔ ایسا ہی بٹالہ کی پولیس نے اپنے فرض کو نہایت دیانتداری اور مستعدی سے نبھایا۔ جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی خاص قبولیت اس وقت دیکھنے کے قابل تھی جب آپ **ضرورۃ امام** پر لیکچر دے کر لیکچر گاہ سے اسٹیشن کو تشریف لے گئے

قرآن مجید کا نیا اردو ترجمہ مسمّٰی بہ فتح الحمید!

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں وہ سب ایسے ہیں کہ بعض سے تو عوام کچھ بھی مستفید نہ ہو سکتے تھے سوائے بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے ہیں۔ کیا فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جسکے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور معنے خیز اور بے مثال ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہے۔ اس لئے وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اس ترجمہ کو پسند کیا ہے ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ قطع نظر کر کے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں جو انہوں نے اس ترجمہ پر ایک طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے جہاں تک اس ترجمہ کو پڑھا ہے میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں۔ اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمے کی نسبت بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہئیں۔ جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ عشاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔ ہدیہ بلا جلد تین روپیہ محصول ڈاک علاوہ بہ نشان ذیل طلب کیجئے: نذیر محمد خان شہر جالندھر کوٹ اچھی (پنجاب)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم قادیان

- نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے عقائد کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲/
- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲/
- نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد ۴/
- فیصلہ آسمانی قیمت ۲/
- ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول سے ۸ فی پارہ سات پارے قرآن شریف کے تیار ہیں فی پارہ ۸/
- سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ابتدائی لٹریچر جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناول کے طرز پر لکھا گیا ہے قیمت ۴/
- حصہ دوم ۴/
- حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲/
- برہان الحق ۳/
- محامد مسیح ۳/
- خطبات کریمیہ ۴/
- تفسیر سورۃ تبت ۳/
- نمونہ قرآن ۳/

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کریں۔

اشتہار نور الابصار

بسوگند گفتن کہ زر مصری است ۔ چہ حاجت مشک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصر عرض ہے کہ میرے پاس اصلی ممیرا۔ اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ عہ ممیرا قسم دوم قیمت فی تولہ (صہ) سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ ۱۲ مقرر ہے۔ غربا کیلئے خاص رعایت ہوگی۔ المشتہر ازذاتہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برکات اور الحکم کا خاص نمبر

مئی کا مہینہ وہی مہینا ہے۔ جسکی ۲۶ تاریخ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا پر اتمام حجت کر کے رفیق اعلےٰ سے جا ملے۔ الحکم اپنے دستور کے موافق اس سال بھی ایک خاص پرچہ شایع کرنیکا خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے ارادہ کرتا ہے۔ یہ پرچہ اس مرتبہ خاص محنت اور کوشش سے تیار کیا جائیگا بعونہٖ تعالےٰ لاایں انتظام کرنا چاہا ہے کہ اس پرچہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ہی تمام و کمال مضامین ہوں گے۔ جن میں سے اکثر حضرت اقدس کی اپنی تحریریں ہونگی (اکثر ان میں ابھی شایع نہیں ہوئیں) ازیں حضرت اقدس کے مخلص خدام کے مضامین۔ یہ پرچہ ایک خاص پرچہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے اس کی توفیق دی۔ چونکہ معمولی حجم سے دوگنا ہوگا اس لئے یہ نمبر ۲۸ مئی ۱۹۱۱ء کو انشاء اللہ العزیز شایع ہوگا۔ اور ۲۱ اور ۲۸ مئی کا مجموعہ ہوگا۔ اور اس پرچہ کی **آٹھ سو ۸۰۰** زاید کاپیاں چھپوائی جائیں گی جو **چار آنہ فی کاپی** کے حساب سے مل سکیں گی۔ اپنے دوستوں کو تحفہ دینے اور تبلیغ اور اشاعت کے لئے یہ انشاء اللہ عمدہ ذریعہ ہوگا۔

جو احباب حضرت مسیح موعودؑ سے خاص محبت رکھتے ہیں اس پرچہ کی اشاعت کیلئے خصوصًا مدد دیں۔ اگر کسی صاحب کے پاس حضرت کا کوئی مکتوب یا مضمون یا آپ کی زندگی کا کوئی خاص واقعہ محفوظ ہو تو وہ میرے پاس بھیجدیں۔ تاکہ اس خاص نمبر میں طبع ہو جاوے اور جو صاحب اس خاص نمبر کی کاپیاں لینا چاہیں وہ چار آنہ (۴) فی کاپی کے حساب سے قیمت بھیجدیں۔ تاکہ اس کی طبع کے اخراجات میں مدد ملے۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک معمولی ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور اب تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین سال کی آمدنی ۸۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اس کی اس قدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو اب تک روح حیات کے عجیب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر جیجنی لال ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو پختہ کر کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی بیٹھے ہو کے آپ ہر جا دیں ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹر و میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سارٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۳۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین ان کی بکری سے کون ہے؟ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اشرف الانسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ اس کے لئے روح حیات تریاق کا تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے جیسے ہی دلق آبیاری حاصل ہوتی ہے قوۃ باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں قیمت فی شیشی روح حیات (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافعہ سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر مردانہ طاقت بحال ہو جاتی ہے مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافعہ سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد (عہ) یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔"

دل آئے جلد منگا لیجئے ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ

قوۃ باہ کی گولیاں

۳۲ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اسکینا۔ ڈامینا۔ ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں۔ معزز یہ رگ اور خون کو طاقت دینے کا دعویٰ رکھتی ہیں۔ زیادہ محنت جوانی کی خرابی یا بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو۔ ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی ضعیفی کی سی حالت ہوتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ۔ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ر

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلاقیمت بھیجی جاتی ہیں

استعمال کے اول ہی روز سے فائدہ دکھاتی ہیں ضرور امتحان کیجئے اگر آپ بلاقیمت ان کی آزمائش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک کیواسطے ۔/۲ کا ٹکٹ پیڈ لفافہ میں بھیج دیجئے اور اپنے خط میں دس خوراک اور ٹمبوں کے نام و پتہ صاف طور پر لکھیئے۔ پتہ لکھنے میں مقام و ڈاک خانہ و ضلع لکھیئے۔

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریض کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں قسم قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگا لیجئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے طلا طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو پائیں۔ قیمت فی شیشی (عہ) دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ طب گڑھ ضلع دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

الحکم

(قادیان دار الامان)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جاویگی

عوام سے ... (صہ)

خاص سے ... (عہ)

ہندوستان سے باہر (سے)

غریب طلبا اور غیر مستطیع احباب سے ہر صرف } پے

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ہفتہ انگریزی کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دوا خانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض خلوص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے انکی خوبیوں کا اظہار کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پر انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزاء خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے ... لینے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ... تک پہنچ چکی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ ... کر دی ہیں۔

نوٹ: جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب سے دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں۔ اور ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھئے:- مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) ہیڈ لیسنز دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر ... چھپکر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب آپ کی طبیعت درست ہو۔ اس کی بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ خود ہی یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈوئنس کی کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ بعض کیوں سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا۔ سفرا دی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنے چکرانا۔ دردسر۔ نفخ۔ ڈکاریں آنا۔ مستور ات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں ڈوئنس ڈنرپلس نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد دور [illegible]

بمبئی سے طلب کرو

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر بچہ سست یا پژمردہ اور بھوک ختک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

اسکاٹ ایملشن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اس کی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں

ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ:- سات پارے طیار ہیں۔ جو ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ناظرین ہو رہے ہیں۔ ساتوں پارے اکٹھے خرید ا ہونے پر محصولڈاک سات روپیہ (۷)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

تزکِ احمدی یعنی حضرت مسیح موعود کی خود نوشت لائف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سوانحعمری مختصر طور پر آپ لکھی ہے۔ جس کو اس نمبر میں درج کردیا جاتا ہے۔ واقعات کی ترتیب بالتفصیل اس کا مقصد نہیں بلکہ عام واقفیت اس بائیوگرافی کا مدعا ہے۔ اس لئے امید ہے اسکو خاص دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔ (ایڈیٹر)

اب میری سوانح اس طرح پر ہیں۔ کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔ اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے۔ اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے۔ اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقع ہے۔ فروکش ہوئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔ اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا۔ اور قاضی ماجھی کی جگہ قاضی رہا۔ اور پھر آخر قادی بنا۔ اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا۔ اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ علاقہ جس کا طولانی حصہ قریباً آٹھ کوس ہے ان دنوں میں سب کا سب ماجھہ کہلاتا تھا۔ غالباً اس وجہ سے اس کا نام ماجھہ تھا کہ اس ملک میں بھینسیں بکثرت ہوتی تھیں اور ماجھ زبان ہندی میں بھینس کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیرداری کے اس تمام علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی۔ اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے مگر کاغذات سے یہ پتہ ملتا ہے کہ اس ملک میں بھی وہ معزز امراء اور خاندان والیان ملک میں سے تھے۔ اور انہیں کسی قومی خصومت اور تفرقہ کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا تھا۔ پھر اس ملک میں آکر بادشاہ وقت کیطرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر ان کو ملے۔ چنانچہ اس نواح میں ایک مستقل ریاست ان کی ہوگئی۔

سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے جن کے پاس اس وقت ۸۵ گاؤں تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ تاہم ان کی جوانمردی اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیل میں سے بھی کئی گاؤں انہوں نے مروّت کے طور پر بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دے دیئے تھے۔ جو اب تک ان کے پاس ہیں۔ غرض وہ اس طوائف الملوکی کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خود مختار رئیس تھے۔ ہمیشہ قریب پانسو آدمی کے یعنی کبھی کم اور کبھی زیادہ ان کے دستر خوان پر روٹی کھاتے تھے۔ اور ایک سو کے قریب علماء اور صلحاء اور حافظ قرآن شریف کے ان کے پاس رہتے تھے۔ جن کے کافی وظیفے مقرر تھے۔ اور ان کے دربار میں اکثر قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر بہت ہوتا تھا۔ اور تمام ملازمین اور متعلقین میں سے کوئی ایسا نہ تھا۔ جو تارک نماز ہو۔ یہانتک کہ چکی پیسنے والی عورتیں بھی پنجوقتہ نماز اور تہجد پڑھتی تھیں اور گرد و نواح کے معزز مسلمان جو اکثر افغان تھے قادیان کو جو اس وقت اسلام پور کہلاتا تھا مکہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس پرآشوب زمانہ میں ہر ایک مسلمان کے لئے یہ قصبہ مبارکہ پناہ کی جگہ تھی اور دوسری اکثر جگہ میں کفر اور فسق اور ظلم نظر آتا تھا۔ اور قادیان میں اسلام اور تقویٰ اور طہارت اور عدالت کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے خود اس زمانہ سے قریب زمانہ پانیوالوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس قدر قادیان کی عمدہ حالت بیان کرتے تھے۔ کہ گویا وہ اس زمانہ میں ایک باغ تھا۔ جس میں حامیان دین اور صلحاء اور علماء اور نہایت شریف اور جوانمرد آدمیوں کے صدہا پودے پائے جاتے تھے۔ اور اس نواح میں یہ واقعات نہایت مشہور ہیں کہ میرزا گل محمد صاحب مرحوم مشائخ وقت کے بزرگ لوگوں میں سے اور صاحب خوارق اور کرامات تھے جن کی صحبت میں رہنے کیلئے بہت سے اہل اللہ اور صلحاء اور فضلاء قادیان میں جمع ہوگئے تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ کئی کرامات ان کی ایسی مشہور ہیں۔ جن کی نسبت ایک گروہ کثیر مخالفان دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے۔ غرض وہ علاوہ ریاست اور امارت کے اپنی دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایت دین اور ہمدردی مسلمانوں کی صفت میں نہایت مشہور تھے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور نیک چلن اور اسلامی غیرت رکھنے والے اور فسق و فجور سے دور رہنے والے اور بہادر اور بارعب آدمی تھے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ اپنے والد صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک دفعہ ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیان میں آیا۔ جو غیاث الدولہ کے نام سے مشہور تھا۔ اور اس نے میرزا گل محمد صاحب کے مدبرانہ طریق اور بیدار مغزی اور ہمت اور اولوالعزمی اور استقلال عقل اور فہم اور حمایت اسلام اور جوش نصرت دین اور تقویٰ اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور ان کے مختصر دربار کو نہایت متین اور عقلمند اور نیک چلن اور بہادر مردوں سے پر پایا تب وہ چشم پر آب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے یہ خبر ہوتی کہ اس جنگل میں خاندان مغلیہ میں سے ایسا مرد موجود ہے جس میں صفات ضروریہ سلطنت کے پائے جاتے ہیں۔ تو میں اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کیلئے کوشش کرتا۔ کہ ایام کسل اور نالیاقتی اور بد وضعی ملوک چغتائیہ میں اسی کو تخت دہلی پر بٹھایا جائے۔

اس جگہ اس بات کا لکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرے پردادا صاحب موصوف یعنی مرزا گل محمد نے ہچکی کی بیماری سے جس کے ساتھ اور عوارض بھی تھے وفات پائی تھی۔ بیماری کے غلبہ کے وقت اطباء نے اتفاق کر کے کہا کہ اس مرض کیلئے اگر چند روز شراب کو استعمال کرایا جائے تو غالباً اس سے فائدہ ہوگا۔ مگر جرات نہیں رکھتے تھے کہ ان کی خدمت میں عرض کریں۔ آخر بعض نے ان میں سے ایک نرم تقریر میں عرض کردیا۔ تب انہوں نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کو شفا دینا منظور ہو تو اس کی پیدا کردہ اور بھی بہت سی دوائیں ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں اور میں خدا کی قضا و قدر پر راضی ہوں۔ آخر چند روز کے بعد اسی مرض سے انتقال فرمایا موت تو مقدر تھی مگر یہ ان کا طریق تقویٰ ہمیشہ کیلئے یادگار رہا۔ کہ موت کو شراب پر اختیار کرلیا۔ موت سے بچنے کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا۔ لیکن انہوں نے معصیت کرنے سے موت کو بہتر سمجھا۔ افسوس ان بعض نوابوں اور امیروں اور رئیسوں کی حالت پر کہ اس چند روزہ زندگی میں اپنے خدا اور اس کے احکام سے بکلی لاپرواہ ہو کر اور خدا تعالیٰ سے سارے علاقے توڑ کر دل کھول کر ارتکاب معصیت کرتے ہیں اور شراب کو پانی کیطرح پیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنی زندگی کو نہایت پلید اور ناپاک کر کے عمر طبعی سے بھی محروم رہتے ہیں۔ اور بعض ہولناک عوارض میں مبتلا ہو کر جلد تر مر جاتے ہیں۔ اور آئندہ نسلوں کیلئے نہایت خبیث نمونہ چھوڑ جاتے ہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطا محمد فرزند رشید ان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آگئے۔ دادا صاحب مرحوم نے اپنی ریاست کی حفاظت کیلئے بہت تدبیریں کیں۔ مگر چونکہ قضا و قدر ان کے ارادہ کے موافق نہ تھی۔ اس لئے ناکام رہے اور کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ اور روز بروز سکھ لوگ ہماری ریاست کے دیہات پر قبضہ کرتے گئے۔ یہانتک کہ دادا صاحب مرحوم کے پاس صرف ایک قادیان رہ گئی اور قادیان اس وقت ایک قلعہ کی صورت پر قصبہ تھا۔ اور اس کے چار برج تھے اور برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے۔ اور چند توپیں تھیں۔ اور فصیل بائیس فٹ کے قریب اونچی اور اس قدر چوڑی تھی کہ تین چھکڑے آسانی سے ایکدوسرے کے مقابل چل سکتے تھے۔ اور ایسا ہوا کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گڑھیہ کہلاتا تھا۔ اول فریب کی راہ سے اجازت لیکر قادیان میں داخل ہوا۔ اور پھر قبضہ کرلیا۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی۔ اور اسرائیلی قوم کیطرح وہ

... ہمارے ابلہ اولین فدسی تھی ...

وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے۔ اور ان کی مال و متاع سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے۔ اور جہالت اور تعصب سے باغوں کو کاٹ دیا گیا۔ اور بعض مسجدیں جن میں سے اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ دھرم سالہ یعنے سکھوں کا معبد بنایا گیا۔ اسی دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلایا گیا۔ جس میں پانچسو نسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا۔ جو نہایت بے ادبی سے جلایا گیا۔ اور آخر سکھوں نے کچھ سوچ کر ہمارے بزرگوں کو نکلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مرد و زن چھکڑوں میں بٹھا کر نکالے گئے۔ اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد انہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کے آخری زمانہ میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضےٰ قادیان میں واپس آئے اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب مرحوم کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے۔ کیونکہ اس عرصہ میں رنجیت سنگھ نے دوسری اکثر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دبا کر ایک بڑی ریاست بنالی تھی۔ سو ہماری تمام دیہات بھی رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگئے تھے۔ اور لاہور سے لیکر پشاور تک اور دوسری طرف لودھیانہ تک اس کی ملکداری کا سلسلہ پھیل گیا تھا۔ غرض ہماری پرانی ریاست خاک میں ملکر آخر پانچ گاؤں ہاتھ میں رہ گئے۔ پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرحوم غلام مرتضٰی اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے گورنر جنرل کے دربار میں بزمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمتگزاری میں پچاس گھوڑے معہ پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دئیے تھے۔ اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام سے بجلدوے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر ان کے مکان پر آکر ان کی ملاقات کرتے تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میری ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔ اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کا تنگی کا زمانہ فراخی کیطرف بدل گیا تھا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ میں نے اُن کے زمانہ سے کچھ بھی حصّہ نہیں لیا۔ اور نہ اپنے دوسرے بزرگوں کی ریاست اور ملکداری سے کچھ حصہ پایا۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی مانند جن کے ہاتھ میں صرف نام کی شاہزادگی بوجہ داؤدی نسل ہونے کے تھی۔ اور ملکداری کے اسباب سب کچھ کھو بیٹھے تھے۔ ایسا ہی میرے لئے بھی بلحاظ یہ بات حاصل ہے کہ ایسے رئیسوں اور ملکداروں کی اولاد میں سے ہوں۔ شاید یہ اسلئے ہوا کہ یہ مشابہت بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ پوری ہو۔ اگرچہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرح یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ میرے لئے سر رکھنے کی جگہ نہیں مگر تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے اجداد کی ریاست اور ملکداری کی لپیٹی گئی۔ اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آکر بالکل ختم ہوگیا۔ اور ایسا ہوا تاکہ خدا تعالےٰ نیا سلسلہ قائم کرے۔ جیساکہ براہین احمدیہ میں اس سلسلہ کیطرف اشارہ کر کے یہ الہام ہے۔ سبحان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ینقطع اٰباءک ویبدء منک یعنے خدا جو بہت برکتوں والا اور بلند اور پاک ہے اس نے تیری بزرگی کو تیرے خاندان کی نسبت زیادہ کیا۔ اب سے تیرے اباء کا ذکر قطع کیا جائیگا۔ اور خدا تجھ سے شروع کریگا۔ اور ایسا ہی اس نے مجھے بشارت دی۔ کہ میں تجھے برکت دونگا۔ یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

پھر میں پہلے سلسلہ کیطرف عود کر کے لکھتا ہوں کہ بچپن کے* زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا۔ تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس کے ہوئی تو ایک عربی خوان مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر ہوئے۔ جنکا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالےٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی۔ اس لئے ان اُستادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے۔ اور میں نے صرف کی کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا۔ تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھکر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہانتک خدا تعالےٰ نے چاہا حاصل کیا۔ اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔ اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے۔ اور نیز انکا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہوکر ان کے غموم و ہموم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آبا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کیلئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا۔ اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضایع گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔ ان کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی۔ مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیاداروں کیطرح مجھے رو بخلق بنادیں۔ اور میری طبیعت اس طریق سے سخت بیزار تھی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کمشنر نے قادیان میں آنا چاہا میرے والد صاحب نے بار بار مجھکو کہا کہ ان کی پیشوائی کے لئے دو تین کوس جانا چاہیئے۔ مگر میری طبیعت نے نہایت کراہت کی اور میں بیمار بھی تھا۔ اس لئے نہ جا سکا۔ پس یہ امر بھی انکی ناراضگی کا موجب ہوا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں غرق رہوں۔ جو مجھ سے نہیں ہوسکتا تھا۔ مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کیلئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنیکے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا۔ اور ان کے لئے دعا میں مشغول رہتا تھا۔ اور وہ مجھے دلی یقین سے برّ بالوالدین جانتے تھے۔ اور بسا اوقات کہا کرتے تھے۔ کہ میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کیطرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں۔ کہ جس طرف اس کی توجہ ہے یعنے دین کیطرف صحیح اور سچ بات یہی ہے۔ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔" ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونیکے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کیساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی۔ آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا۔ اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا۔ میں نے استعفاء دیکر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس تجربہ سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ اکثر نوکری پیشہ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جو پورے طور پر صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوں۔ اور جو ان ناجائز حظوظ سے اپنے تئیں بچا سکیں۔ جو ابتلاء کے طور پر ان کو پیش آتے رہتے ہیں۔ میں ہمیشہ ان کے منہ دیکھکر حیران رہا اور اکثر کو ایسا پایا کہ ان کی تمام دلی خواہشیں مال و متاع تک خواہ حلال کی وجہ سے ہو یا حرام کے ذریعہ سے محدود تھیں۔ اور بہتوں کو دن رات کی کوششیں صرف اسی مختصر زندگی کی دنیوی ترقی کے لئے مصروف پائیں۔ میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالےٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ۔ حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری۔ اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدق مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ بلکہ بہتوں کو تکبر بدچلنی۔ اور لاپرواہی دین اور طرح طرح کے اخلاق رزیلہ میں شیطان کے بھائی پایا۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ کی یہ حکمت تھی۔ کہ ہر ایک قسم اور

* [illegible] چند روز کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالےٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔ منہ۔

ہر ایک نوع انسان کا مجھے تجربہ حاصل ہوا۔ اس لئے ہر ایک صحبت میں مجھے رہنا پڑا۔ اور بقول صاحب مثنوی رومی وہ تمام ایام سخت کراہت اور درد کے ساتھ میں نے بسر کئے ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم +
جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم +
ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

اور جب میں حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمتمیں پھر حاضر ہوا۔ تو بدستور انہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ مگر اکثر حصہ قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں۔ اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا۔ اور میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کیوجہ سے اکثر مغموم و مہموم رہتے تھے۔ انہوں نے پیروی مقدمات میں ستر ہزار روپیہ خرچ کیا تھا۔ جس کا انجام آخر ناکامی تھی۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں کے دیہات مدت سے ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے۔ اور ان کا واپس آنا ایک خیال خام تھا۔ اسی نامرادی کیوجہ سے حضرت والد صاحب مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے مجھے ان حالات کو دیکھکر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنیکا موقعہ حاصل ہوتا تھا۔ کیونکہ حضرت والد صاحب کی تلخ زندگی کا نقشہ مجھے اس بے لوث زندگی کا سبق دیتا تھا۔ جو دنیوی کدورتوں سے پاک ہے۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب کے چند دیہات ملکیت باقی تھے۔ اور سرکار انگریزی کیطرف سے کچھ انعام بھی سالانہ مقرر تھا۔ اور ایام ملازمت کی پنشن بھی تھی۔ مگر جو کچھ وہ دیکھ چکے تھے اس لحاظ سے وہ سب کچھ ہیچ تھا۔ اسی وجہ سے وہ ہمیشہ مغموم اور محزون رہتے تھے اور بارہا کہتے تھے کہ جسقدر میں نے اس پلید دنیا کیلئے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لئے کرتا تو شاید آج قطب وقت یا غوث وقت ہوتا۔ اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

عمر بگذشت و نماندست جز ایامے چند"
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند"

اور میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ ایک اپنا بنایا ہوا شعر رقت کیساتھ پڑھتے تھے۔ اور وہ یہ ہے ؎

از در تو اے کس ہر بے کسے
نیست امیدم کہ روم نا امید"

اور کبھی درد دل سے یہ شعر اپنا پڑھا کرتے تھے ؎

آب دیدۂ عشاق و خاکپائے کسی
مرا دلے است کہ در خون تپد بجائے کسی"

حضرت عزوجلشانہٗ کے سامنے خالی ہاتھ جانے کی حسرت روز بروز آخری عمر میں انپر غلبہ کرتی گئی تھی۔ بارہا افسوس سے کہا کرتے تھے۔ کہ دنیا کے بیہودہ خرخشوں کے لئے میں نے اپنی عمر ناحق ضائع کر دی۔ ایک مرتبہ حضرت والد صاحب نے یہ خواب بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک بڑے شان کیساتھ میرے مکان کیطرف چلے آتے ہیں۔ جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے

تو میں اس وقت آپ کی طرف پیشوائی کے لئے دوڑا۔ جب قریب پہونچا تو میں نے سوچا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہیئے۔ یہ کہکر جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جس میں صرف ایک روپیہ تھا۔ اور جب غور سے دیکھا تو وہ بھی کھوٹا ہے۔ یہ دیکھکر میں چشم پر آب ہو گیا۔ اور پھر آنکھ کھل گئی" اور پھر آپ ہی تعبیر فرمانے لگے۔ کہ دنیا داری کے ساتھ خدا اور رسول کی محبت ایک کھوٹے روپے کیطرح ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری طرح میرے والد صاحب کا بھی آخر حصہ زندگی کا مصیبت اور غم اور حزن میں ہی گذرا۔ اور جہاں ہاتھ ڈالا آخر ناکامی تھی۔ اور اپنے والد صاحب یعنی میرے پردادا صاحب کا ایک شعر بھی سنایا کرتے تھے۔ جسکا ایک مصرعہ راقم کو بھول گیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ؎

کہ جب تدبیر کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے"

اور یہ غم اور درد ان کا پیرانہ سالی میں بہت بڑھ گیا تھا۔ اسی خیال سے چھ ماہ پہلے حضرت والد صاحب نے اس قصبہ کے وسط میں ایک مسجد تعمیر کی۔ کہ جو اس جگہ کی جامع مسجد ہے۔ اور وصیت کی کہ مسجد کے ایک گوشہ میں میری قبر ہو تا خدائے عزوجل کا نام میرے کان میں پڑتا رہے۔ کیا عجب کہ یہی ذریعہ مغفرت ہو۔ چنانچہ جس دن مسجد کی عمارت بہمہ وجوہ مکمل ہو گئی۔ اور شاید فرش کی چند اینٹیں باقی تھیں کہ حضرت والد صاحب چند روز بیمار رہکر مرض پیچش سے فوت ہو گئے۔ اور اس مسجد کے اسی گوشہ میں جہاں انہوں نے کھڑے ہو کر نشان کیا تھا دفن کئے گئے۔ اللھم ارحمہ وادخلہ الجنۃ آمین۔ قریبًا ۸۰ یا ۸۵ سال کی عمر پائی تھی

ان کی یہ حسرت کی باتیں کہ میں نے کیوں دنیا کے لئے وقت عزیز کھویا ابتک میرے دل پر دردناک اثر ڈال رہی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو دنیا کا طالب ہوگا۔ آخر اس حسرت کو ساتھ لیجائیگا۔ جسنے سمجھنا ہو سمجھے۔ میری عمر قریبًا چونتیس یا پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔ مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا۔ کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا۔ جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیان میں پہونچا۔ اور ان کو مرض زحیر میں مبتلا پایا۔ لیکن یہ امید ہرگز نہ تھی کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت ہو جائیں گے۔ کیونکہ مرض کی شدت کم ہو گئی تھی۔ اور وہ بڑے استقلال سے بیٹھے رہتے تھے۔ دوسرے دن شدت دوپہر کے وقت ہم سب عزیز ان کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا کہ اس وقت تم ذرا آرام کر لو۔ کیونکہ جون کا مہینہ تھا۔ اور گرمی سخت پڑتی تھی۔ میں آرام کیلئے ایک چوبارہ میں چلا گیا۔ اور ایک نوکر پیر دبانے لگا۔ کہ اتنے میں تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا۔ والسماء والطارق یعنے قسم ہے آسمان کی جو قضاء و قدر کا مبدا ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا۔ اور مجھے سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پرسی خدا کیطرف سے ہے۔ اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی

تمہارا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائیگا"

سبحان اللہ کیا شان خداوند عظیم ہے۔ کہ ایک شخص جو اپنی عمر ضایع ہونیسے حسرت کرتا ہوا فوت ہوا ہے۔ اسکی وفات کو عزا پرسی کے طور پر بیان فرماتا ہے۔ اس بات سے اکثر لوگ تعجب کریں گے۔ کہ خدا تعالےٰ کی عزا پرسی کیا معنے رکھتی ہے مگر یاد رہے کہ حضرت عزوجلشانہٗ جب کسی کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے تو ایک دوست کیطرح ایسے معاملات اس سے کرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کا ہنسنا بھی جو حدیثوں میں آیا ہے انہی معنوں کے لحاظ سے ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جلشانہٗ کیطرف سے یہ الہام ہوا۔ جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ تو بشریت کیوجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں۔ پھر نا معلوم ہمیں کیا کیا ابتلا پیش آئیگا۔ تب اسیوقت یہ دوسرا الہام ہوا۔

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

یعنے کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔ اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا۔ اور فولادی میخ کیطرح میرے دلمیں دھنس گیا۔ پس مجھے اس خدائے عزوجل کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اس کے متواتر وہ احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں انکا شمار کر سکوں۔ اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے۔ یہ ایک پہلا دن تھا۔ جو میں نے بذریعہ الہام ایسا رحمت کا نشان دیکھا جس کی نسبت میں خیال نہیں کر سکتا کہ میری زندگی میں کبھی منقطع ہو۔ میں نے اس الہام کو انہی دنوں میں ایک نگینہ میں کھدوا کر اس کی انگشتری بنائی۔ جو بڑی حفاظت سے ابتک رکھی ہوئی ہے۔ غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گذری۔ ایک طرف انکا دنیا سے اٹھایا جانا تھا۔ اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا مجھسے شروع ہوا۔ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کونسا عمل تھا جسکی وجہ سے یہ عنایت الٰہی شامل حال ہوئی۔ صرف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوں۔ کہ فطرتًا میرے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے۔ جو کسی چیز کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ سو یہ اسی کی عنایت ہے۔ میں نے کبھی ریاضات شاقہ بھی نہیں کیں۔ اور نہ زمانہ حال کے بعض صوفیوں کی طرح مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا اور نہ گوشہ گزینی کے التزام سے کوئی چلہ کشی کی۔ اور نہ خلاف سنت کوئی ایسا عمل رہبانیت کیا۔ جس پر خدا تعالےٰ کے کلام کو اعتراض ہو۔ بلکہ میں ہمیشہ ایسے فقیروں اور بدعت شعار لوگوں سے بیزار رہا۔ جو انواع اقسام کے بدعات میں مبتلا ہیں۔ ہاں حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ ان کا زمانہ وفات بہت نزدیک تھا۔ ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا

کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف ارشاد کیا کہ اس سنت اہلبیت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جنکو میں نے پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی دیدیتا۔ اور اس طرح تمام دن روزہ میں گذارتا۔ اور بجز خدا تعالےٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں۔ بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں۔ سو میں اس روز سے کھانا کم کرتا گیا یہانتک کہ میں تمام دن رات میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا۔ اور اسی طرح اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہانتک کہ صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ خدا تعالےٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات تھے جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ایکدفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معہ حسنین و علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی۔ بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔ جنکا ذکر کرنا موجب تطویل ہے۔ اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے۔ جنکا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے۔ جنمیں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہونچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہ ہوگی۔ جیسا کہ ان کو دیکھکر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یعنے وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا۔ اور دوسرا وہ نور تھا۔ جو اوپر سے نازل ہوا تھا۔ اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی یہ روحانی امور ہیں۔ کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں۔ جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات [illegible] ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے مکاشفات تھے [illegible] اور ایک یہ بھی حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو

ایسا پایا۔ کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے۔ تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کیلئے کچھ اضطراب ہو وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ ثبوت بھی ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہے۔ اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے۔ اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا ہے۔ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں۔ جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہو گئے۔ اور بقیہ عمر ان کی دیوانہ پن میں گذری۔ یا دوسرے امراض سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ انسانوں کے دماغی قویٰ ایک طرز کے نہیں ہیں۔ پس ایسے اشخاص جنکے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں۔ ان کو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑ سکتا۔ اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے ہیں۔ سو بہتر ہے کہ انسان اپنے نفس کی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے۔ اور دین العجائز اختیار رکھے۔ ہاں اگر خدا تعالےٰ کیطرف سے کوئی الہام ہو۔ اور شریعت غرّا اسلام سے منافی نہ ہو تو اس کو بجا لانا ضروری ہے۔ لیکن آجکل کے نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں۔ ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔

یاد رہے۔ کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ سے اطلاع پاکر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا۔ اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا۔ اور پھر اس طریق کو علے الدوام بجا لانا چھوڑ دیا۔ اور کبھی کبھی اسکو اختیار بھی کیا۔ یہ تو سب کچھ ہوا۔ لیکن روحانی سختی کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا۔ سو وہ حصہ ان دنوں میں مجھے اپنی قوم کے مولویوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلاء کے دشنام اور دل آزاری سے ملگیا۔ اور جسقدر یہ حصہ بھی مجھے ملا۔ میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کم کسی کو ملا ہو گا۔ میرے لیے تکفیر کے فتوے طیار ہو کر مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا۔ اور قوم کے سفہا نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ کسی دوسرے کی سوانح میں ان کی نظیر نہیں ملے گی۔ سو میں اُن کا شکر کرتا ہوں۔ کہ دونوں قسم کی سختی سے میرا امتحان کیا گیا۔

اور پھر عجیب تر [illegible] لگا۔ اور [illegible] نو شمار [illegible]

[illegible]

کا مجدد ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ الہام ہوا کہ الرحمٰن علم القراٰن لتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی اُمرت وانا اول المؤمنین۔ یعنے خدا تعالےٰ نے تجھے قرآن سکھلایا۔ اور اس کے صحیح معنے تجھ پر کھول دیئے۔ یہ اسلئے ہوا کہ تا تو ان لوگوں کو بد انجام سے ڈرائے کہ جو بباعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کی غلطیوں میں پڑ گئے۔ اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔ ان کو کہدو کہ میں مامور من اللہ اور اول المومنین ہوں۔ اور یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے۔ جو انہی دنوں میں جسکو آج اٹھارہ سال کا عرصہ ہوتا ہے میں نے تالیف کر کے شایع کی تھی۔ اس کتاب کے الہامات پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ خدا نے کیوں ہو کر بغرض سبب مجھے اس خدمت پر مامور کیا۔ اور کیا حالت موجودہ زمانہ کی اور صدی کا سر اس بات کو چاہتا تھا یا نہیں؟ کہ کوئی شخص ایسے غربت اسلام کے زمانہ اور کثرت بدعات اور سخت یورش بیرونی حملوں کے دنوں میں خدا تعالیٰ کیطرف سے تائید اور تجدید دین کے لئے آوے۔

اور اس جگہ یہ بات بھی ذکر کرنے کے لایق ہے۔ کہ براہین احمدیہ کے زمانہ تک اس ملک کے اکثر علماء میرے دعوی مجدد ہونے کی تصدیق کرتے تھے۔ اور کم سے کم یہ کہ نہایت حسن ظن سے میرے الہامات پر بڑے بڑے سخت متعصبوں کو بھی کوئی جرح نہ تھی۔ اور اکثر ان میں سے بڑی خوشی سے کہتے تھے۔ کہ خدا نے اسلام کیلئے چودہویں صدی کو مبارک کیا۔ کہ اپنی طرف سے ایک مجدد بھیجا۔ اور بعض نے انمیں سے نہایت اخلاص کے ساتھ براہین احمدیہ کا ریویو بھی لکھا۔ اور اس میں اس قدر میری تعریف کی کہ جسقدر ایک انسان کسی کامل درجہ کے راستباز اور پاک باطن اور خدا رسیدہ اور ہمدرد اسلام کی تعریف کر سکتا ہے۔ حالانکہ اس مولوی صاحب کو یہ بھی معلوم تھا کہ براہین احمدیہ میں وہ الہام بھی ہیں۔ جنمیں خدا تعالےٰ نے میرا نام عیسےٰ اور مسیح موعود رکھا ہے۔ غرض اس وقت تک کہ تصریح کے ساتھ میری طرف سے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا نہیں ہوا تھا۔ اور صرف مجدد چودہویں صدی کا ہونا عام لوگوں میں مشہور تھا۔ کوئی بڑی مخالفت علماء کیطرف سے نہیں ہوئی۔ بلکہ اکثر ان میں مصدق اور مطیع رہے۔ مگر اس دعوے مسیحیت کے وقت میں عجب طور کا شور علماء میں پھیلا۔ اور ان میں سے اکثر لوگوں نے انواع اقسام کی دنیا پرستی سے عوام کو دھوکہ دیا۔ اور بعض نے ان میں سے میری تکفیر کے بارہ میں استفتاء طیار کیا۔ اور بڑی کوشش کر کے عمدہ عمدہ [illegible] اور [illegible] عقل والے لوگوں سے اس پر دستخط کرا لئے۔ مگر جیساکہ پہلے آثار نبویہ میں لکھا گیا تھا۔ کہ اس آنیوالے امام موعود کی تکفیر ہوگی۔ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ ان پاک نوشتوں کا پورا ہونا ضروری تھا۔ اور تعجب کہ مسیح موعود ہو کر

[illegible]

اس وقت سے اٹھارہ برس پہلے درج نہیں ہو چکی تھی مگر پھر بھی نادان مولویوں نے اس دعوٰی پر بڑا شور برپا کیا۔ آخر ان کی فتنہ انگیزیوں کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ گھر گھر میں عداوت پڑ گئی۔ مسلمانوں کا ایک گروہ میرے ساتھ ہو گیا۔ اور ایک گروہ کج فہم مولویوں کے پیچھے لگا۔ اور ایک گروہ ایسا رہا کہ نہ موافق اور نہ مخالف۔ اور اگرچہ ہمارا گروہ ابھی بکثرت دنیا میں نہیں پھیلا لیکن پشاور سے لیکر بمبئی اور کلکتہ اور حیدرآباد دکن اور بعض دیار عرب تک ہمارے پیرو دنیا میں پھیل گئے سب سے پہلے یہ گروہ پنجاب میں بڑھنا پھولنا گیا۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے اکثر حصوں میں ترقی کر رہا ہے۔ ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں۔ جو ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے۔ اور بڑے بڑے تاجر اس جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے۔ یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے۔ یا رئیس اور جاگیردار اور تعلقہ دار اور نوابوں کی اولاد تھے۔ اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے۔ جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کا ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے۔ وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے۔ اور ہوتے جاتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور قدرت نے مولویوں کو ان کے ارادوں سے نامراد رکھکر ہماری جماعت کو فوق العادت ترقی دی ہے۔ اور دے رہا ہے۔ وہ لوگ جو درحقیقت پارسا طبع اور خدا ترس اور نوع انسان سے ہمدردی کرنیوالے اور دین کی ترقی کے لئے بدل و جان کوشش کرنیوالے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں بٹھانیوالے اور عقلمند اور ذی فہم اور اولوالعزم اور خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں۔ وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ خداوند کریم اس بات کا ارادہ کر رہا ہے کہ اس جماعت کو بڑھاوے اور برکت دے۔ اور زمین کے کناروں تک سعادتمند انسانوں کو کھینچکر اس میں داخل کرے*

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے۔ جبتک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے۔ وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جسکی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے۔ انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں۔ اس کو بچاؤنگا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں۔ جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں۔ میرے روحانی گھر میں داخل ہیں پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں۔ کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسیکا بیٹا نہ کوئی اسکا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونیکے نزدیک ہے۔ اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے۔ اور باوجود اس کے ایک ہونیکے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کیطرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے۔ تو اس کے لئے وہ ایک ایسا نیا خدا بنجاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے۔ بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کیوقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کیساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے۔ جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اس کے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی۔ مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو۔ کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کروگے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا۔ جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر **عمل کرے** اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے۔ اور اسکے قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھکر اور بھی قدم آگے رکھو۔ کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی **توحید** زمین پر پھیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو۔ اور انپر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو۔ گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بنجاؤ۔ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو علم ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ اندر سے بھیڑئیے ہیں۔ بہت ہیں۔ جو اوپر سے صاف ہیں۔ مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے۔ جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ انکی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے انپر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے۔ کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے۔ کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کیطرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جسپر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخکنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کیساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دیسکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ۔ اور صاف ہو جاؤ۔ اور پاک ہو جاؤ۔ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے۔ تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے۔ یا خود پسندی ہے یا کسل ہے۔ تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہمنے کرنا تھا کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے۔ جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کریگا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کیساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائیگا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو۔ اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کیطرح تذلل کرو۔ تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو۔ اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے۔ جو ان باتوں کو نہیں مانتا۔ جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو۔ کہ آسمان پر خدا تم سے راضی ہو۔ تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اسکا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو۔ کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اسکے نام کیلئے غیرت مند نہیں اسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں

پاگلوں کی طرح گرتے ہیں۔ اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائیگا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے۔ وہ اس کو ملیگا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو۔ تا وہ بھی تمہارا دوست بن جاوے تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے۔ سو تم خدا سے صدق کیساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے۔ کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔ اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے۔ کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے۔ وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر **محمد مصطفی** صلے اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے **نجات یافتہ** کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے۔ جو خدا سچ ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ **برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے**۔ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔ اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس **مسیح موعود** کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور [illegible] محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح

گیا تھا۔ اسی طرف یہ آیۃ اشارہ کرتی ہے۔ کہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی۔ جس کو موسوی کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قایم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا (یہودی اپنی تاریخ کی رو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا تھا۔ دیکھو یہودیوں کی تاریخ) جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا۔ **وہ میں** ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیئے تھا۔ اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ ازاں جملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے۔ اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفتوں کے دلوں میں میری روح اس کی شفاعت کرے گی **سو اے وے تمام لوگو!** جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کیساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے۔ اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے **سو خبردار رہو** ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دیگا۔ سو تم اس کو مت [illegible] اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے۔ کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر [illegible]

اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو۔ اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا وہ ایک گندی چیز کیطرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائیگا اور حسرت سے مرے گا۔ اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا در حقیقت موجود ہے اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے۔ جو اس کو عزت دیتا ہے وہ اسکو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں۔ اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کریگا۔ عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں۔ اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے **نبی کا لقب** پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا **یہی بھید ہے کہ** آنحضرت صلے اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنے وہ **میں ہی ہوں** اور اس میں دوئی نہیں آتی۔ اور تم یقیناً[١] سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مرنے کی خبر دی ہے۔ اور اگر اس آیت کے اور معنے ہیں تو عیسیٰ ابن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں۔ اگر وہ اور معنے رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں۔ تو گویا قرآن نے اس کے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ کیا وہ کسی وقت مریگا بھی؟ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی۔ مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی۔ اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہے کہ **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم**[٢] سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر

[١] نوٹ۔ عیسائی محققوں نے اسی رائے کو ظاہر کیا ہے۔ دیکھو کتاب سوپر نیچرل ریلیجن ۵۲۲۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتاب تحفہ گولڑویہ کا صفحہ ۱۳۹۔ دیکھو منہ۔

[٢] اسی آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنیوالے ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسےٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا۔ اور چالیس برس رہا اور کروڑہا عیسائیوں کو دیکھا جو اسکو خدا جانتے تھے اور صلیب توڑا اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ منہ

بقرآت فلما توفیتنی کے یہ معنے کرو کہ جسم زندہ عیسے کو آسمان پر اٹھا لیا۔ تو کیوں خدا نے سارے قرآن میں ایسے شخص کی موت کا ذکر نہیں کیا۔ جسکی زندگی کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا۔ گویا خدا نے اسکو ہمیشہ کے لئے زندہ رہنے دیا۔ کہ تا لوگ مشرک اور بے دین ہو جائیں۔ اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے۔ خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فایدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے۔ اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اس کو مردوں میں دیکھ لیا۔ اب بھی تم ماننے میں نہیں آتے۔ **یہہ کیسا ایمان ہے؟** کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کے کلام پر مقدم رکھتے ہو۔ یہ کیا دین ہے۔ اور ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ میں نے مردہ روحوں میں عیسیٰ کو دیکھا۔ بلکہ خود مر کر یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنت کو بھی چھوڑتے ہیں۔ کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنت ہے۔ اگر عیسے زندہ تھا تو زندہ رہنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی۔ تو تم نہ اہلسنت ہو اور نہ اہل قرآن جبتک عیسے کی موت کے قایل نہ ہو اور میں حضرت عیسے کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں **خاتم الخلفا** ہوں۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفا تھا۔ موسے کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جسکا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا۔ اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنے باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی۔ کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے۔ نہ قابل اعتراض!۔

سوا ان سب باتوں کے پھر میں کہتا ہوں۔ کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہکر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے۔ اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنے شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنےٰ ادنےٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا۔ کسی پہلو سے توڑتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقعہ مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے۔ اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم دروغگو۔ جعلساز۔ اور انکا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانیوالا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں۔ تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے۔ وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں۔ اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز ضایع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا انکو رسوا کرے۔ کیونکہ وہ خدا کے ہیں۔ اور خدا ان کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے۔ کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں

کون خدا پر ایمان لایا؟

صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے۔ جو ایک بیباک گنہگار اور بد باطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ اس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو۔ بلکہ وہ ان کے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے۔ اور اب بھی دکھلائیگا۔ وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن انپر دانت پیستا ہے۔ مگر وہ جو ان کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ پر ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اسپر ایمان لائے ہمنے اس کو شناخت کیا۔ **تمام دنیا کا وہی خدا ہے** جسنے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے **زبردست نشان دکھلائے** جسنے مجھے اس زمانہ کے لئے **مسیح موعود** کر کے بھیجا اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اسپر ایمان نہیں لاتا۔ وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی۔ ہمنے اسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہمنے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے۔ جس کو ہمنے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کے

ملہ قرآن شریف میں ایک آیت ہے جو کشمیر کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح اور اسکی والدہ صلیب کے واقعہ کے بعد کشمیر کیطرف چلے گئے۔ جیسا کہ فرماتا ہے وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ یعنے ہمنے عیسے اور اسکی والدہ کو ایک ایسے ٹیلے پر جگہ دی جو آرام کی جگہ تھی۔ اور پانی صاف یعنی چشموں کا پانی وہاں تھا۔ سو اس میں خدا تعالےٰ نے کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور آوی کا لفظ لغت عرب میں کسی مصیبت یا تکلیف سے پناہ دینے کیلئے آتا ہے اور صلیب سے پہلے عیسے اور اس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گذرا جس سے پناہ دیجاتی۔ پس متعین ہوا کہ خدا تعالےٰ نے عیسے اور اسکی والدہ کو واقعہ صلیب کے بعد اس ٹیلے پر پہونچایا تھا۔

ملہ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنے سب یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے۔ آسیا۔ لیدیا دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائیلز

ہونے کوئی بات انہونی نہیں۔ مگر وہی جو اسکی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ سو جب تم دعا کرو۔ تو ان جاہل نیچریوں کیطرح نہ کرو۔ جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں۔ جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں۔ کیونکہ وہ مردود ہیں۔ ان کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی۔ وہ اندھے ہیں۔ نہ سوجاکھے۔ وہ مُردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں۔ اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھیراتے ہیں۔ اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں۔ سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائیگا۔ جیساکہ ان کی حالت ہے لیکن جب تو دعا کیلئے کھڑا ہو۔ تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے۔ کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تب تیری دعا منظور ہوگی۔ اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا۔ جو ہمنے دیکھے ہیں۔ اور ہماری گواہی رویت سے ہے۔ نہ بطور قصہ کے۔ اس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں۔ دعا کرنیکا حوصلہ پڑے۔ جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر۔ تیرا خدا وہ ہے جسنے بیشمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا۔ اور جس نے زمین آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اس پر بدظنی رکھتا ہے۔ کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائیگا بلکہ تیری بدظنی ۵ تجھے محروم رکھے گی۔ ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں۔ مگر وہی دیکھتے ہیں۔ جو صدق اور وفا سے اس کے ہوگئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا کیا بدبخت وہ انسان ہے۔ جس اب تک یہ پتہ نہیں۔ کہ اسکا ایک خدا ہے۔ جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلےٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہمنے اس کو دیکھا۔ اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ **اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔** کہ وہ تمہیں سیراب کریگا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا۔ میں کیا کروں اور کسطرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھلا دوں۔ کس **دف** سے میں بازاروں میں **منادی** کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہوجاؤگے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہوگے۔ اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اُسے دیکھیگا اور اس کے منصوبے کو توڑیگا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا۔ کہ تم دنیا کیلئے سخت غمگین ہوجاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضایع ہونے سے روتا ہے۔ اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کیوقت کام آنیوالا ہے تو تم دنیا کیلئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا **خزانہ** ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گرگئی ہیں۔ اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں۔ انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا۔ اور شراب کو پانی کیطرح استعمال کیا۔ اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مرگئے۔ اور آسمانی روح ان میں سے ایسی نکل گئی جیسے کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے۔ ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کی تمام اندرونی تمام اعضاء کاٹ دیئے ہیں پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کیطرح نرے اسباب کے بندے ہوجاؤ۔ اور اس خدا کو فراموش کردو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کرسکتے ہو اور نہ اکٹھا کرسکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مُردہ اس پر ہنسی کریگا مگر کاش اگر وہ مرجاتا تو اس ہنسی سے اس کیلئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھکر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے۔ آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ انکا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان۔ اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے ہیں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو۔ خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت بنوگے جبکہ تم ایسے ہوجاؤ کہ ہر ایک کام کیوقت ہر ایک مشکل کیوقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو۔ اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی۔ اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے کلّی علاقہ توڑ چکے ہیں۔ اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہانتک کہ طاقت مانگنے کیلئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے۔ ان کے پیرو مت بنو۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں نہیں! بلکہ یکدفعہ گریں گی۔ اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہوجائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگوگے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھیراؤگے۔ تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مروگے یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہورہی ہیں۔ حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کیوجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں۔ اور دین کی رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے۔ اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا ہے اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔ مگر مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیساکہ پہلا۔ کیونکہ امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے۔ بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے۔ پس جب اس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بیخبر ہیں۔ بلکہ لاپرواہ ہیں۔ اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں۔ تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہوسکتی ہے۔ مبارک ہو اس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے۔ اور ہلاک ہوگیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہیئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو۔ اور ان کو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں۔ سچا فلسفہ وہ ہے۔ جو خدا نے تمہیں اپنی کلام میں سکھایا ہے۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں۔ اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو۔

۵ خدا کسی کام میں عاجز نہیں آتا۔ ہاں خدا کی کتاب نے دعا کے بارہ میں یہ قانون پیش کیا ہے کہ وہ نہایت رحم سے نیک انسان کیساتھ دوستوں کیطرح معاملہ کرتا ہے یعنے کبھی تو اپنی مرضی کو چھوڑ کر اسکی دعا سنتا ہے جیساکہ خود فرمایا ادعونی استجب لکم۔ اور کبھی کبھی اپنی مرضی ہی منوانا چاہتا ہے جیساکہ فرمایا ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع یہ اس لئے کیا کہ کبھی انسان کی دعا کے موافق اس سے معاملہ کرکے یقین اور معرفت میں اس کو ترقی دیوے۔ اور کبھی اپنی مرضی کے موافق کرکے اپنی رضا کی اسکو خلعت بخشے اور اس کا مرتبہ بڑھا دے اور اس سے محبت کرکے ہدایت کی اصل میں ۴

۴ اس کو ترقی دیوے۔ منہ

کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اُسے معلوم نہیں۔ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلاویں۔ **اے نادانو!** وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائیگا! بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے۔ جسکا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہونچائے جاؤگے۔ جن تک غیروں کی رسائی نہیں۔ اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اُسے پاؤگے۔ تب سمجھوگے کہ یہی علم ہے جو دل کی تازگی اور زندگی بخشتا ہے۔ اور یقین کے مینار تک پہونچا دیتا ہے۔ وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائیگا۔ وہ جو خود اندھا ہے۔ وہ کیونکر تمہیں دکھا دیگا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے۔ پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو۔ جنکی روحیں آسمان کیطرف جاتی ہیں۔ وہی حکمت کے وارث ہیں۔ جنکو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر اس کے بعد یہ سب کچھ تمہیں ملیگا۔ یہ خیال مت کرو۔ کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا۔ بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اُتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر یک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھولدو۔ تاکہ وہ ان میں داخل ہو۔ تم اس آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جبکہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اُٹھ اور اس کھڑکی کو کھولدے۔ تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائیگا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تیرے بند نہیں کیں۔ بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں۔ جنکی اسوقت تمہیں بہت ضرورت تھی۔ وہ تیرے اس نے بند کردی ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورۃ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھولدیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو۔ اس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود آ جائیگا۔ اس دودھ کے لئے تم بچہ کیطرح رونا شروع کرو۔ کہ دودھ پستان سے خود بخود اُتر آئیگا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ۔ تا تسلی پاؤ۔ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے۔ پر اُن کے لئے آسان کیجاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اس میں اپنے محبوب کیلئے جلیں گے۔ پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں۔ پس کیا دیکھتے ہیں۔

کہ وہ بہشت ہے یہی ہے جو خدا نے فرمایا **وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا الخ** یعنے اے بُد اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کے لئے اس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دیئے جائینگے۔ لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کیلئے آگ پر چلتا ہے۔ وہ آگ اُسے کھا جائیگی۔ پس مبارک وہ جو خدا کیلئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں۔ اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں۔ اور اس سے موافقت نہیں کرتے۔ جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے۔ وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اس کے لئے پکڑے نہ جاؤ۔ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے۔ وقت تھوڑا ہے اور کار عمر نا پیدا۔ تیز قدم اُٹھاؤ جو شام نزدیک ہے۔ جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے۔ اور زیان کاری کا موجب ہو۔ یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لایق نہ ہو۔

میں نے سنا ہے کہ بعض تم میں سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں۔ میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو۔ بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن شریف ہے[1]۔ جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے۔ اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جو یہود اور نصاریٰ میں تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا۔ اور وہ لعنتی ہوا۔ اور دوسرے نبیوں کیطرح اس کا رفع نہیں ہوا۔ اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے۔ کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی۔ اور نہ کسی اور ستارہ کی۔ اور نہ اسباب کی۔ اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو۔ اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے۔ ایک چھوٹے سے بھی حکم کو ٹالتا ہے۔ وہ نجات دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا

ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ **اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ** کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی۔ اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی۔ تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دیجاتی۔ تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا۔ تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کیطرح تھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری باتیں

اس عنوان کے نیچے اس نمبر میں ان امور کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری باتوں کے ذیل میں آسکتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

قادیان میں آخری وحی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بوقت ۸ بجے صبح کے آپ پر یہ وحی نازل ہوئی۔ جو آپ کی وفات پر دلالت کرتی تھی۔

مباش ایمن از بازیٔ روزگار اس کے بعد قادیان کوئی موقعہ نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالےٰ کا کلام نازل ہو۔ اس لئے قادیان میں یہ آخری وحی تھی۔

سب سے آخری وحی

لاہور میں آپ پر اللہ تعالےٰ نے سب سے آخری کلام جو نازل فرمایا وہ ۱۷۔ مئی ۱۹۰۸ء کو ان الفاظ میں ہوا۔ **انی مع الرسول اقوم** یہ اس دن کا واقعہ ہے

[1] قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مُردہ ہے۔ اور خدا اس کے ساتھ نہیں۔ منہ +

[2] دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے۔ یعنے وہ پاک نمونے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے۔ مثلاً نماز پڑھ کے دکھلائی۔ کہ یوں نماز چاہیئے۔ اور روزہ رکھکر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہیئے اسکا نام سنت ہے یعنے روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتے رہے۔ سنت اسی کا نام ہے تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپکے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے۔ اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے۔ کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں۔ لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اس کو یقینی کر دے گی۔ منہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور کی تعلیم یافتہ جماعت اور رؤسا لاہور کو تبلیغ فرمانا چاہتے تھے - ۱۶ - مئی ۱۹۰۸ء کی رات کو آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی - اور ۱۷ کی صبح کو آپ میں طاقت نہ تھی کہ تقریر کر سکیں - لیکن جب یہ الہام ہوا - تو آپ وعدہ الٰہی کے موافق طاقت پا کر کھڑے ہوئے - اور ایک زبردست تقریر فرمائی - اس سے پہلے جو الہامات حضرت مسیح موعود کو ہوئے وہ بھی آپ کی وفات پر دلالت کرتے تھے الرحیل ثم الرحیل - ڈرو مت مومنو +

حضرت اقدس کی آخری تقریر لاہور میں

لاہور میں جو تقریر آپ نے سب سے آخری اور جو ۲۵ - مئی ۱۹۰۸ء قبل عصر کو فرمائی - اس کے بعد آپ کو کسی تقریر کا موقعہ نہیں ملا -

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ اپنے کسی خاص قاصد ایک خط بھیجا جس میں بعض مسائل مختلف فیہ پر زبانی گفتگو کرنے کی اجازت چاہی - اور وعدہ کیا کہ میں بہت نرمی اور پاس ادب سے گفتگو کرونگا - حضرت اقدس نے قبل عصر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے ان کے متعلق دریافت کیا - کہ وہ اخلاق کے کیسے ہیں - مغضوب الغضب اور فوراً جوش میں آجانے والے یا بھڑک اٹھنے والے طبیعت کے تو نہیں ہیں ؟ اس کے جواب میں بعض اصحاب نے عرض کیا کہ حضور ایسے تو نہیں - ان کی طبیعت میں نرمی پائی جاتی ہے - البتہ اگر بعض عوام کا ہجوم ان کے ہمراہ ہوگا - تو اندیشہ ہے - حضرت اقدس خود چونکہ پیغام صلح کے لکھنے میں مصروف تھے اور فرصت نہ تھی - اس لئے حضرت اقدس نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے فرمایا - کہ آپ ان کو خط کا جواب لکھ دیں - اصل خط انکا ہم بھیجدیں گے اور بے شک نرمی سے اور آہستگی سے ان سے ان مسائل میں گفتگو کریں - البتہ اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے ہمراہ سوا چار معزز اور شریف آدمیوں کے اور زیادہ ہجوم نہ ہو - اور آپ بھی علیحدگی میں بیٹھکر گفتگو کریں اس میں کوئی حرج کی بات نہیں - اسی دوران میں کسی دوست نے ان کا یہ عقیدہ پیش کیا کہ وہ حضرت عیسےٰ کو سولی پر لٹکائے جانے کے ہی قایل ہیں - اور کہ وہ اپنے اس دعوے کی دلیل میں یہ آیت کریمہ اذ کففت بنی اسرائیل عنک پیش کرتے ہیں - اس پر حضرت اقدس نے

فرمایا

خلاف تواتر امور محسوسہ مشہودہ کی پرواہ نہ کرکے ایسی ایک راہ اختیار کرنا جسکی کوئی بھی دلیل نہیں ہے عقل اور ایمان کے سراسر خلاف ہے - میں کوئی نئی بات پیش نہیں کرتا اور نہ ہی میں کسی ایسی بے دلیل بات کے منوانے کی کوشش کرتا ہوں - جسکا بین ثبوت اور بین شہادت میرے ساتھ نہیں - میرے ساتھ میری شہادت کیواسطے ایک وقت لاکھوں لاکھوں انسان موجود ہیں - قوموں کی قومیں اپنی متواتر اور متفقہ شہادت پیش کر رہی ہیں - اگر کسی کو کوئی شک و شبہ ہو تو یہودی موجود ہیں - نصرانی موجود ہیں - ان سے پوچھ لو کہ ان کا اس بارہ میں کیا عقیدہ ہے - دونوں متخاصم موجود ہیں - ان سے پوچھ لو کہ آیا وہ بھی اس بات کے قایل ہیں جو تم پیش کرتے ہو - دیکھو تواتر قومی کو بغیر کسی زبردست دلیل اور حجت نیرہ کے توڑ دینا اور اسکی پرواہ نہ کرنا بہت بڑی بھاری غلطی ہے -

تعجب کی بات ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا تھا - کہ کسی دوسرے آدمی کو پکڑ کر خواہ مخواہ بے قصور سولی پر چڑھا دیا جاوے اور وہ چوں بھی نہ کرے - اور دوہائی بھی نہ دیوے - کہ میں تمہارا ساتھی ہوں مجھے کیوں بے گناہ سولی پر چڑھاتے ہو - تمہارا اصل ملزم تو بچ گیا - اور میں جو کہ تمہارا ہی ساتھی ہوں یہ میرا نام فلاں فلانے ماں باپ کا بیٹا ہوں - یہ میرے رشتہ دار ہیں - مجھے کیوں مارتے ہو -

جان کا معاملہ اور یقینی موت کا نقشہ نہ بنا ہے اصل ملزم بچایا جاتا ہے - ایک بے گناہ بے قصور بے تعلق آدمی سولی چڑھایا جاتا ہے - اور پھر تعجب یہ کہ بولتا تک نہیں یہ عجیب بات تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا +

علاوہ وحی اور علم غیب کے جو ہمیں خدا نے محض اپنے فضل سے بخشا - اور ہمارا کالم رحی طبہ کا خاص فیضان جاری کرکے ہمیں اس نے ان امور میں حقیقی علم عطا کیا - ہمارا ضمیر اس کو ہرگز ہرگز قبول نہیں کرتا - کیا اتنی بھاری تواتر اور کروڑوں انسانوں کی متفقہ شہادت بالکل غلط ہے اور یہ سب جو سمجھے بیٹھے تھے ایک وہم تھا اور خیال غلط - دیکھو

تا نباشد چیزکے مردم نہ گویند چیزہا

میں نہیں سمجھتا کہ خدا کو ایسی کمزوری کی کیا ضرورت تھی - کیا وہ علی رؤس الاشہاد مسیح کو بچانے پر قادر نہ تھا - کہ اس کو ایسا ظلم روا رکھنا پڑا - اور ایک بیگناہ انسان کی جان خواہ مخواہ ہلاکت میں ڈالی -

قرآن اور حدیث کے خلاف ایک نئی راہ نکالکر پیش کرنا اسکا بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے +

میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ یہ سب امور ایسے نہیں کہ آسانی سے ان کو رد کیا جاوے - قرآن شریف میں صرف لفظ توفی ہی کو دیکھ لو کہ بھلا کسی مقام پر اس کے معنے بجز موت کے کچھ اور بھی ہیں - یا معہ جسم عنصری کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے ہیں ؟ یہی توفی کا لفظ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے آیت کریمہ اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک غور کرکے دیکھو تو پھر بھی توفی کا لفظ ہوا - جو حضرت یوسف کے حق کے میں وارد ہے - پھر ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ برخلاف نص قرآنی کے اور تمام انبیاء کے کیوں حضرت عیسےٰ کو یہ خصوصیت دیجاتی ہے +

کتب احادیث میں قریباً ۳ سو مرتبہ یہی لفظ توفی کا آیا ہے مگر کہیں بھی بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانیکے معنے نہیں ہیں - جہاں دیکھو یہ لفظ موت ہی کے معنوں میں وارد ہوتا ہے +

اصل میں جو شخص طالب حق نہیں اور محض ایک قسم کی شیخی اور تکبر کیواسطے ایسی خواہش کرتا ہے - اس سے

مجھے بدبو آجاتی ہے

میں ایسے آدمی پر اپنا وقت ضایع نہیں کرنا چاہتا - جس کو حق کی سچی پیاس نہیں اور جسکی تڑپ خدا اور رسول کیواسطے نہیں - بلکہ نفس کا بندہ اور نفس کی عزت و جاہ کے واسطے مرتا ہے +

میرے پاس اگر کوئی شخص طلب حق اور خداجوئی کی پیاس اور سچی تڑپ لیکر آتا ہے - تو مجھے اس سے ایک قسم کی

خوشبو آجاتی ہے

اور پھر میں اس کے واسطے اپنے بازو بچھا دیتا ہوں - اور اس کو اپنی آنکھوں سے قبول کرتا ہوں - اور جہاں تک مجھ سے بن پڑتا ہے میں اسکی خدمت کو اپنا فخر سمجھتا ہوں - مگر ایک ناپاک دل انسان جس میں شرارت پوشیدہ ہوتی ہے - اور وہ حق جو نہیں - بلکہ دنیا طلب ہوتا ہے - تو ہمیں اس سے بدبو آجاتی ہے - اور پھر اس کے بعد ہم اس سے کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتے +

خدا نے جس بات پر ہمیں قایم کیا ہے - وہ یہی ہے - کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مجید میں حضرت مسیح کی موت کو صراحت سے ایک نہیں بلکہ بیسیوں مقام پر ظاہر کر دیا ہے - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے شہادت دیدی کہ اس کو مردوں کے ذیل میں دیکھا اور کوئی لا امتیاز اس میں اور اس غیروں میں بیان نہیں فرماتا +

آج ہندوستان میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ مرتد صرف اسی بات سے ہو چکا ہے کہ نام کے مسلمانوں کے عقاید غلط سے عیسائیوں نے مسیح کی فضیلت ثابت کرکے اپنے مذہب سے ناواقف لوگوں کے سامنے اسے پیش کیا - اور ان کے اپنے ہی معتقدات میں سے ایسے ایسے الزام دیئے جنکا جواب ان میں سے کسی سے بھی نہ بن پڑا +

مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی کسی بھی خصوصیت کو قایم نہیں رہنے دیا - بلکہ ان کی ہر بات کا جواب دیکر خود ان کو ہی ملزم کیا ہے +

نصاریٰ نے ایک عقیدہ پکڑ رکھا تھا - کہ حضرت عیسےٰ چونکہ بن باپ کے ہیں لہذا یہ خصوصیت ان کی خدائی کی پختہ دلیل ہے - اور یہ ان کا مسلمانوں پر ایک بھاری اعتراض تھا - اور اس سے وہ حضرت عیسےٰ میں ایک خصوصیت ثابت کرکے ان کی خدائی کی دلیل پکڑتے تھے - تو اللہ تعالےٰ نے اس کے جواب میں ان کا یوں منہ توڑا اور اس کا رد یوں بیان کیا کہ ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم الخ یعنے اگر حضرت کی پیدایش اعجازی رنگ میں پیش کرکے تم اس کی

خدائی کی دلیل ٹھہراتے ہو تو پھر آدم بطریق اولےٰ خدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا نہ باپ نہ ماں۔ اس طرح سے اول آدم کو بڑا خدا مان لو پھر اسبات کو عیسےٰ کی خدائی کی دلیل ٹھہرانا۔ پس اسطرح سے اللہ تعالےٰ نے اس استدلال کو غلط ثابت کر دیا۔ غرض نصاریٰ کے مسیح کو بن باپ کی پیدائش سے ان کی خدائی کی دلیل اور استدلال پکڑنے کو اللہ تعالےٰ نے

آدم کی نظیر پیش کرکے

باطل ٹھہرا دیا +

ایک دوسری دلیل نصاریٰ نے مسیح کی خدائی کی یہ پیش کی تھی کہ وہ **زندہ ہیں** اور معہ جسم عنصری آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں۔ اور اس امر سے انہوں نے مسیح کی ایک خصوصیت ثابت کرکے اسی کو انکی خدائی کی ایک زبردست دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اب ہمیں کوئی بتا دے کہ اگر توفی کے معنے معہ جسم عنصری کے آسمان پر ہی اٹھائے جانے کے ہیں اور ان کے معنے حضرت عیسےٰ کیلئے موت کے نہیں۔ تو پھر نصاریٰ کے اس اعتراض کا قرآن نے کہاں جواب دیا ہے؟ یا جس طرح ان کی دلیل اول کو ایک نظیر پیش کرکے توڑا تھا۔ اسی طرح کہیں سے ہمیں یہ بھی نکال کر بتاؤ کہ حضرت مسیح سے پہلے یا پیچھے اور کوئی ایسی بھی نظیر پائی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی نظیر نہیں تو یاد رکھو کہ

اسلام آج بھی گیا اور کل بھی گیا!

نصاریٰ نے تم کو خود تمہارے عقیدہ سے ملزم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خود حضرت عیسےٰ کو زندہ اور جسم عنصری آسمان پر مانتے ہو حالانکہ تمہارے رسول تو خاک مدینہ میں مدفون ہیں۔ اب بتاؤ کون افضل ہے۔ عیسےٰ یا محمدؐ؟ افسوس ہے ان نام کے مسلمانوں پر کہ اپنی ناک کاٹنے کیواسطے آپ ہی دشمن کے ہاتھ میں چھری دیتے ہیں۔

یاد رکھو کہ اگر خدا تعالےٰ کا یہی منشا ہوتا اور قرآن و حدیث میں حقیقتاً یہی امر اس نے بیان کیا ہوتا۔ کہ واقع میں حضرت مسیح زندہ ہیں اور وہ جسم عنصری آسمان پہ بیٹھے ہیں اور یہ عقیدہ بھی حضرت مسیح کے بن باپ کے پیدا ہونے کیطرح خدا کے نزدیک سچا عقیدہ ہوتا تو ضرور تھا کہ اللہ تعالےٰ اس کی بھی کوئی نہ کوئی نظیر پیش کرکے قوم نصاریٰ کو اس امر کے حضرت عیسیٰ کی خدائی کی دلیل پکڑنے سے بند اور لاجواب کر دیتا؟ مگر خدا تعالےٰ کے اس امر کی دلیل پیش نہ کرنے سے صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ہرگز ہرگز یہ منشا نہیں جو تم محض افترا سے خدا کے کلام پر تھوپ رہے ہو۔ بلکہ توفی کا لفظ خدا تعالےٰ نے محض موت ہی کے معنوں کے واسطے وضع کیا ہے۔ اور یہی حقیقت اور اصل حال ہے۔ دیکھو ہر ایک خصوصیت جو کہیں کسی خاص شخص کے متعلق بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسکا ضرور جواب دیا ہے مگر کیا وجہ کہ اتنی بڑی خصوصیت کا کوئی جواب نہ دیا۔ خصوصیت ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ فقط

حضرت اقدس کی لاہور میں آخری پبلک تقریر

✻

اتمام والحجۃ

انی مع الرسول اقوم۔ وحی الٰہی ہے۔ جو کہ ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو خدا کے برگزیدہ نبی خلیفۃ اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔ مذکورہ بالا عنوان کے نیچے حضرت اقدس علیہ السلام کی تقریر درج کیگئی ہے۔ وہ تقریر اسی پاک کلام اور تسلی بخش روح افزا وحی کی برکت اور تاثیر کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ۱۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جو کہ اس تقریر سے پہلے کا دن تھا۔ حضرت اقدس کی طبیعت بوجہ دست آجانیکے بہت کمزور ہو گئی تھی۔ اور یہ امید نہ رہی تھی کہ حضرت اقدس ع جیساکہ ارادہ کیا گیا تھا۔ اس دعوت کے موقعہ پر تقریر فرما سکیں گے۔ چنانچہ اسی خیال سے آپ نے حضرت مخدومنا مولانا مولوی نورالدین خلیفۃ کو حکم دیا کہ ان معزز مہمانوں کو کچھ سنا دیں مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد جب حضرت مولوی صاحب نے اپنی تقریر کا ابتدائی حصہ شروع ہی کیا تھا۔ آپ بذات خاص تشریف لے آئے۔ اور برابر اڑھائی گھنٹہ تک بڑی پر زور پر تاثیر اور جامع تقریر فرمائی۔ جسکی کہ آپ کی علیل طبیعت سے ہرگز امید نہ کیجاسکتی تھی۔ مگر خدا کا پاک کلام

انی مع الرسول اقوم

یعنے میں نے خود اپنے رسول کیساتھ اس کی تائید اور نصرت کے واسطے کھڑا ہوں کوئی بیفایدہ اور لغو کلام نہ تھا۔ آخر اس خدا نے جس نے یہ کلام نازل کیا دکھا دیا کہ واقعی آپ کا کھڑا ہونا اور اتنی لمبی جامع اور پر جوش تقریر فرمانا خارق عادت اور خدا کی خاص تائید اور نصرت ہی کا نتیجہ تھا۔ جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ تقریر شروع کرنیسے آدھ گھنٹہ پہلے آپ کی طبیعت کیسی تھی اور پھر آدھ گھنٹہ بعد انہوں نے کیا دیکھا۔ وہ نظارہ مومنوں کے ایمانوں کی تازگی اور مخلصوں کے اخلاص کی ترقی کا باعث ہوا۔

وہ آخری تبلیغ تھی

جو آپ نے پنجاب کے صدر مقام میں اہل اسلام کے چیدہ معزز اور تعلیم یافتہ روسا کو جمع کرکے پہونچائی۔

بارہ بجے پر آپ نے فرمایا اگر آپ لوگ چاہیں تو میں اپنی تقریر بند کر دوں۔ آپ کھانا کھالیں۔ مگر آپ کی تقریر میں وہ دلربائی اور قوت جذب اور تاثیر خدا نے بھر رکھی تھی کہ لوگوں کو اس حاتی لذت نے جسمانی کھانے سے بھی بے پرواہ کر رکھا تھا۔ تمام معزز سامعین نے یکزبان ہوکر جواب میں یہی کہا کہ نہیں آپ تقریر فرماویں۔ وہ کھانا تو روز کھاتے ہی ہیں۔ آج روحانی غذا ہی سہی۔ غرض

یہ حضرت اقدس ع کی زندگی میں آپ کی آخری تقریر ہے جو آپ نے بڑے زور اور خاص جوش سے فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ کا چہرہ اس قدر روشن اور درخشاں ہو گیا تھا کہ حضرت کیطرف نظر اٹھا کر دیکھا بھی نہیں جاتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر میں ایک خاص اثر اور جذب تھا رعب۔ ہیبت۔ اور جلال اپنے کمال عروج پر تھا۔ بعض خاص خاص تحریکات اور موقعوں پر حضرت اقدس کی شان دیکھنے میں آئی ہوگی۔ جو آج کے دن تھی۔ اس تقریر کے بعد آپ نے کوئی تقریر نہیں فرمائی +

آخری نظم

از ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری جو ۱۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پڑھی گئی اس نظم کے بعد کوئی نظم حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور میں نہیں سنائی گئی!

یارب قادیاں میں میرا مزار ہووے
اور میرا ذرہ ذرہ اس پر نثار ہووے
عبدالکریم یارب جس جا ہوا ہے مدفون!
وہ خاک پاک میری دار القرار ہووے
اس میں مسیح آیا۔ جس نے خدا دکھایا
اس پر خدا کی رحمت بس بیشمار ہووے
آیا تو مسیحا چودہ صدی کے سر پر
آمد پہ کیوں نہ تیرے فصل بہار ہووے
تیرے لئے خدا نے لاکھوں نشاں دکھائے
پھر کیوں نہ تیرا دشمن دنیا میں خوار ہووے
قرآں میں خدا نے یہ لکھ دیا ہے پڑھ لو
گستاخ حق کا دشمن ہر جا پہ خوار ہووے
قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
اس کی طفیل سے دل حق پر نثار ہووے
قرآں ہی بتائی عیسےٰ کی خبر ہم کو
اس کے نزول کا پھر کیوں انتظار ہووے
شیطاں کو یاالٰہی دکھلا دے مار کرکے
مشکل یہی ہے بانی کشتی پہ پار ہووے
اے مہدی و مسیحا بہتر خدا سے دعا کر
رحمت خدا کی ہم پر بس بے شمار ہووے
یارب قادیاں میں میرا مزار ہووے
اور میرا ذرہ ذرہ اس پر نثار ہووے

✻

اس طرح پر حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی تقریر ایک بجے کے قریب ختم کی جو ان صفحات میں ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔ فقط

تکمیل التبلیغ!

و

اتمام الحجۃ

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء - ۸ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک

مجھے اس وقت اس بات کا اظہار ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ہمیں تین قسم کا شکر کرنا چاہیئے۔ سب سے مقدم اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں زندگی دی صحت دی تندرستی بخشی۔ امن دیا اور اشاعت دین کے لئے سامان مہیا کر دیئے۔ اور حقیقتاً سچی بات یہ ہے کہ اگر خدا تعالے کی ان نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو ہرگز ممکن نہیں کہ اس خدا کی مہربانیوں اور احسانوں کا شمار کر سکیں اس کے انعامات ہم پر روحانی اور جسمانی رنگ میں محیط ہیں اور جیسا کہ سورۃ فاتحہ میں جو کہ سب سے پہلی سورۃ ہے اور تمام قرآن شریف اسی کی شرح اور تفسیر ہے اور وہ پنجوقتہ نمازوں میں بار بار پڑھی جاتی ہے اس کا نام ہے ربّ العٰلمین - یعنے ہر خالقت اور ہر جگہ پر اسی کی ربوبیت سے انسان زندگی اور ترقی پاتا ہے۔ اور اگر نظر تعمق سے دیکھا جاوے تو حقیقت میں انسانی زندگی کا بقا اور آسودگی اور آرام راحت و چین اسی صفت الٰہی سے وابستہ ہے اگر اللہ تعالےٰ اپنی صفت رحمانیت کا استعمال نہ کرے اور دنیا سے اپنی رحمانیت کا سایہ اٹھالے تو دنیا تباہ ہو جاوے پھر اس سورہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنا نام رحمان اور رحیم رکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی صفت رحمان اور رحیم میں فرق بیان کردوں:۔

سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی اس رحمت کا نام جو بغیر کسی عوض یا انسانی عمل محنت اور کوشش سے انسان کے شامل حال ہوتی ہے رحمانیت ہے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے نظام دنیا بنادیا۔ سورج پیدا کیا۔ چاند بنایا۔ ستارے پیدا کئے۔ ہوا۔ پانی اناج بنائے ہماری طرح طرح کی امراض کیواسطے شفابخش دوائیں پیدا کیں۔ غرض اسی طرح کے ہزاروں ہزار انعامات ایسے ہیں کہ بغیر ہمارے کسی عمل یا محنت و کوشش کے اس نے محض اپنے فضل سے پیدا کر دیئے ہیں۔ اگر انسان ایک عمیق نظر سے دیکھے تو لاکھوں انعامات ایسے پائیگا اور اس کو کوئی انکار نہ ہوگا اور ماننا پڑیگا کہ وہ انعامات اور سامان راحت جو ہمارے وجود سے بھی پہلے کے ہیں۔ بھلا وہ ہمارے کس عمل کا نتیجہ ہیں۔ دیکھو یہ زمین اور یہ آسمان اور ان میں کی تمام چیزیں اور خود ہماری بناوٹ اور وہ حالت کہ جب ہم ماؤں کے پیٹ میں تھے اور اس وقت کے قوائے یہ سب ہمارے کس عمل کا نتیجہ ہیں۔ میں ان لوگوں کا بیان بیان نہیں کرنا چاہتا جو تناسخ کے قائل ہیں۔ مگر تاہم اتنا بیان کئے بغیرہ بھی نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالےٰ کے بے انتہا لاتعداد اور انعام اور فضل ہیں کہ ان کو

کسی ترازو میں وزن نہیں کرسکتے۔

بھلا کوئی بتا تو دے کہ یہ انعامات کیا ہمارا بنایا [illegible] سورج بنایا یا زمین بنائی۔ اور ہماری تمام ضروریات ہماری پیدائش سے بھی پہلے مہیا کر دیں یہ کل انعامات [illegible] ساتھ وزن کریں؟ [illegible] ضرور [illegible] رحمان ہے اور اس کے لاکھوں فضل [illegible] کیو جسے ہم [illegible] کسی گذشتہ عمل کا نتیجہ نہیں ہیں۔ اور [illegible] لوگ ان امور کو اپنے کسی گذشتہ عمل کا نتیجہ خیال کرتے ہیں۔ وہ [illegible] کوتہ اندیشی اور [illegible] ایسا [illegible] ہیں۔ خدا کا فضل اور رحمانیت ہماری روحانی [illegible] اور کوئی [illegible] الحمد [illegible] انسان کی [illegible] ہے۔ [illegible] اس کے مقابل میں [illegible] کوشش کو ضایع نہیں کرتا [illegible] پرورش کرنا [illegible] دونوں [illegible] اگر [illegible] تو [illegible] جسمانی [illegible] فضل و کرم اور انعام [illegible] اور پھر ان میں [illegible]

مالک یوم الدین [illegible]

ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں [illegible] روز نہ پکڑا جاوے گا [illegible] اور زندان میں جائیگا۔ اور اپنے کئے کی سزا بھگتیگا۔ یہی حال زانی مفسد اور چور اور طرح طرح کے فسق و فجور میں بے قید زندگی بسر کرنیوالوں کا ہے۔ کہ ایک خاص وقت تک خدا کی شان ستاری انکی پردہ پوشی کرتی ہے۔ آخر وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور دکھوں میں مبتلا ہو کر ان کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ اور یہ اُس اُخروی دوزخ کی سزا کا نمونہ ہے اس طرح سے جو لوگ سرگرمی سے نیکی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی اور فرمانبرداری انکی زندگی کا اعلےٰ فرض ہوتا ہے۔ تو خدا ان کی نیکی کو بھی ضایع نہیں کرتا۔ اور مقررہ وقت پر انکی نیکی بھی پھل لاتی ہے۔ اور بار دار ہو کر دنیا میں ہی ان کیواسطے ایک نمونہ کے طور پر مثالی جنت حاصل کر دیتی ہے:۔ غرض جتنے بھی بدیوں کا ارتکاب کرنیوالے۔ فاسق فاجر۔ شرابخور اور زانی ہیں۔ ان کو خدا کا اور روز جزا کا خیال آنکھو دیکھنا۔ اسی دنیا میں ہی اپنی صحت۔ تندرستی۔ عافیت۔ اور [illegible] کھو بیٹھتے ہیں۔ اور پھر بڑی حسرت اور مایوسی سے ان کو زندگی کے دن پورے کرنے پڑتے ہیں۔ سل۔ دق۔ سکتہ۔ رعشہ اور اور خطرناک امراض ان کے شامل حال ہو کر مرنے سے پہلے ہی مر رہتے اور آخر کار بے وقت اور قبل از وقت موت کا لقمہ بنجاتے ہیں۔

• پس انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے احسانات اور انعامات کا جو اس نے انسانی تربیت اور تکمیل کیواسطے مہیا کئے ہیں۔ ان کا خیال کر کے اسکا شکریہ ادا کرے اور غور کرے کہ کتنے قوا اسے اس کو کس نے عطا کئے ہیں۔ انسان شکر کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی ہے۔ مگر اگر فطرت سلیم رکھتا ہے اور سوچکر دیکھیگا۔ تو اس کو معلوم ہوگا کہ کیا ظاہری اور کیا باطنی ہر قسم کے قویٰ اللہ تعالےٰ ہی کے دیئے ہوئے اور اسی کے تصرف میں ہیں چاہے تو ان کو شکر کی وجہ سے ترقی دے اور چاہے تو ایک ناشکری کی وجہ سے ایکدم میں ضایع کر دے۔ غور کا مقام ہے کہ اگر یہ تمام قویٰ خود انسان کے اپنے اختیار اور تصرف میں ہوں۔ تو کون ہے؟ کہ اسکا عوض [illegible] چاہے۔ انسان کا دل دنیا کی محبت کی گرمی کیوجہ سے آخرت سے بیفکری و سرد مہری اختیار کر لیتا ہے۔ غافل انسان ایسا نادان ہے کہ اگر اس کو خدا سے پروانہ بھی آجاوے کہ تمہیں بہشت ملیگا۔ آرام ہوگا۔ اور طرح طرح کے میوے اور نہریں عطا ہوں گی۔ تمہیں اجازت ہے اور تمہاری اپنی خواہش اور خوشی پر منحصر ہے کہ چاہئے ہمارے پاس آجاؤ اور چاہے تو دنیا ہی میں رہو۔ تو یاد رکھو کہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے۔ کہ وہ اس دنیا کے گذارہ ہی کو پسند کریں گے اور باوجود طرح طرح کی تلخیوں اور مشکلات کے اسی دنیا سے محبت کریں گے۔

دیکھو عمر کا بھروسہ نہیں زمانہ بڑا ہی نازک آگیا ہے۔ آپ لوگ دیکھتے ہوں گے۔ کہ ہر سال کئی دوست اور کئی دشمن کئی عزیز اور کئی پیارے بھائی اور بھین اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی عزیز سے عزیز اور قریبی سے قریبی رشتہ دار انسان کے مشکلات کا سہارا دینے والا نہیں ہوسکتا مگر باایں ہمہ انسان جسقدر محنت اور کوشش اور مجاہدہ ان کے واسطے اور اپنے دنیوی امور کیواسطے کرتا ہے۔ وہ بمقابلہ خدا کے بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ خدا کی عبادت اور فرمانبرداری اور اس کی راہ میں کوشش اور سوز و گداز بہت کچھ نابود ہو کر اعتدال نہیں کیا گیا۔ دنیا حد اعتدال سے باہر ہو چکی ہے دنیوی کاروبار میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ترقی ہو رہی ہے مگر بھلا کسی نے ایسی کوشش بھی کی ہے کہ ایکدن اس کی موت کا مقرر ہے۔ اس سے یہ خود اپنے آپ کو یا کوئی دوسرا شخص اس کو باز رکھ سکے یا بچا سکے ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر کوئی موت کے یاد دلانیوالا ہوگا۔ تو اس کی بھی پرواہ نہ کریں گے۔ اور ہنسی ٹھٹھے میں ٹال دیں گے اکثر انسان بہت ہی غلطی پر ہیں۔

دیکھو یہ نہ سمجھنا۔ کہ ان باتوں سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ تم

تجارت نہ کرو یا کاروبار دنیا کو ترک کرکے بیٹھ جاؤ۔ عیال و اطفال جو تمہارے گلے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی خبر گیری نہ کرو۔ یا بیوی بچوں اور بنی نوع انسان کے بعض حقوق جو تمہاری ذمہ واری میں داخل ہیں ان کی پرواہ نہ کرو۔ نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی بجا لاؤ۔ اور خدا سے غافل نہ ہو جب تم اپنی دنیوی آئی اور فانی ضروریات میں استغراق کا انہماک اور استغراق پیدا کرتے ہو تو خدا سے منہ نہ پھیر لینا۔ اور اس کی رضاجوئی اور خوشنودی کے حصول کے واسطے کوشش نہ کرنا اور خدا سے منہ پھیر لینا بہلا کس عقلمندی کا کام ہے۔ وہ خدا جس نے ابتدا میں پیدا کیا اور درمیانی حالات بھی اسی کے قبضہ اور تصرف میں ہیں اور انجام کار بھی اسی کی حکومت اور اسی کیواسطے پڑ رہیگا اس خدا سے فارغ محض اور غافل ہو جانا اس کا نتیجہ ہرگز خیر نہیں ہو سکیگا۔

وہ خدا جس کے انعامات انسان کے ساتھ ہر حال میں شامل رہتے ہیں۔ اور وہ بیشمار اور بے اندازہ احسانات ہیں۔ اسی کا شکر کرتے رہنا بہت ضروری ہے۔ شکر اسی کو کہتے ہیں۔ کہ سچے دل سے اقرار کرے کہ واقعی اللہ تعالےٰ کی رحمتیں ایسی ہیں کہ بے شمار اور بے اندازہ ہیں۔

دوسری بات جو میں کہنا ہوں اور کہونگا۔ گو بعض لوگ اُسے ظاہری خیال یا بناوٹ یا کچھ سمجھیں اور وہ یہ ہے

کہ گورنمنٹ انگریزی کا احسان ہم مسلمانوں

پر بہت بڑا احسان ہے اور وہ اس قابل ہے کہ اسکا شکریہ ادا کیا جاوے۔ سوچکر دیکھو تو جاننے والے جانتے ہیں کہ اس عہد حکومت سے پہلے سکھوں کے زمانہ میں ہی ہم لوگوں پر کیسے کیسے مشکلات تھے۔ ہمارے باپ دادا کی حالت کیسی خطروں میں گھری ہوئی تھی۔ اور احکام شرعیہ کا رواج تو بجائے خود اذان تک تو اونچی آواز سے کوئی کہہ نہ سکتا تھا۔ بلند آواز سے اذان کہنا ایک ایسا جرم تھا۔ جس کی سزا موت ہوتی تھی۔ کسی قسم کے حلال شرعیہ بھی استعمال نہ کئے جا سکتے تھے۔ بات بات پر انسان کیڑے مکوڑوں کیطرح ذلت سے ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ مگر اب آج اس عہد حکومت میں کیسا امن کیسی آزادی ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان بشرطیکہ اپنی نیت میں خرابی نہ رکھتا ہو تکمیل دین کیواسطے ہر کام کو آزادی سے ادا کر سکتا ہے۔ چاہے جس زور سے اذانیں کہو نمازیں پڑھو۔ اعمال بجا لاؤ۔ علوم کی تحصیل کرو۔ یا کسی کا رد لکھو۔ خواہ خود عیسائیوں کا رد لکھو کوئی ناراضگی نہیں۔

ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ جناب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دورہ کرتے ہوئے قادیان میں تشریف لائے۔ ملاقات کیوقت انہوں نے بیان کیا کہ کیسی آزادی ہے کہ ہر ایک شخص ایک خاص حد تک جو قانون کی حد سے نہ نکلتی ہو آزادی سے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ کتابیں لکھ سکتا ہے تقریریں کر سکتا ہے۔ اگر کوئی منصب ہوتا۔ تو عیسائیوں کے رد کرنیوالوں پر کم از کم سختی کیجاتی۔ غرض یہ امر اس گورنمنٹ کی انصاف پروری اور بے تعصبی کا ایک عمدہ نمونہ اور دلیل ہے۔ اگر مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ بات کو اس حد تک نہ پہنچا دے کہ قانونی گرفت کے اندر آ جاویں اور حرم کی حد تک پہنچا دے ہیں۔ یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر بھی کفران نعمت کرتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص بندے کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کر سکتا۔

یاد رکھو کہ گورنمنٹ کی ناراضگی کیوجہ سے بغاوت ہوتی ہے۔ ورنہ جائز طور سے دینی معاملات کی انجام دہی اور امن کی زندگی گذارنے سے گورنمنٹ ہرگز کسی پر عتاب نہیں کرتی لیئے صلح کاری امن پسندی اور انصاف شعاری کے اصول رکھنے والی گورنمنٹ کا شکریہ نہ کرنا ہی گناہ ہے۔ پس مسلمانوں پر عموماً اور ہماری جماعت پر خصوصاً واجب ہے۔ کہ اپنی مہربان گورنمنٹ کا شکریہ بھی کریں۔ اگر یہ گورنمنٹ سر پر نہ ہو تو پھر دیکھو کہ کیا حال ہوتا ہے۔ انسان کسطرح سے بیدریغ بھیڑ بکری کیطرح ذبح کئے جاتے ہیں۔ اس گورنمنٹ کی حکومت آئی تو اسپر کیا الزام یہ تو مشیت ایزدی ہے۔ اسی طرح وانعہ ردی تھی۔ مسلمان بادشاہوں نے اپنے فرائض کو چھوڑ دیا عیش و عشرت میں پڑ کر حکومت اور رعایا کی پرواہ نہ کی عورتوں کیطرح زیب و زینت میں مصروف ہو گئے سیاست و ملکی امور کو ترک کر دیا خدا نے ان کو نااہل اور ان کو اہل پاکر عنان حکومت انہی کے ہاتھ میں دیدی۔

یہ اگر کسی پر سختی کرتے ہیں تو کسی وجہ سے البتہ اگر کسی معاملہ میں علم نہ ہو تو مجبوری ہے کیونکہ بے علمی کیوجہ سے تو بڑا ہدا پارسا آدمی بھی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ دیدہ دانستہ ظلم کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔ بلکہ سلیم الطبع حکام بعض اوقات ظاہری امور کی پرواہ نہ کر سکے اور ان کی تسلی نہ پائیکیوجہ سے مقدمات کی تہ نکالنے کیواسطے اور اصلیت دریافت کرنیکی غرض سے اکثر بڑی محنت اور جانفشانی اور سچی انصاف پسندی سے کام کرتے ہیں۔

ہمارا ہی ایک مقدمہ تہا جو کہ ایک معزز پادری نے ہم پر اقدام قتل کا کیا۔ کہ گویا ہم نے اس کے قتل کرنیکے واسطے آدمی بھیجا۔ عبد الحمید اسکا نام تہا۔ آٹھ نو آدمی گواہ بھی گذر گئے۔ وہی نہیں بلکہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب جو کہ مسلمانوں کے پیشوا کہلاتے ہیں۔ انہوں نے بھی ایسی ہی گواہی دی۔ جس منصف مزاج حاکم کی عدالت میں ہمارا مقدمہ تہا اسکا نام ڈگلس تہا۔ اس نے ان سب امور کے ہوتے ہوئے کہا کہ

کہ مجھ سے ایسی بدذاتی نہیں ہو سکتی

کہ اس طرح سے ایک بیگناہ انسان کو ہلاک کر دوں۔ اور حالانکہ مقدمہ سشن سپرد کرنیکے لایق ہو گیا تہا۔ مگر اس نے پھر کپتان صاحب پولیس کو حکم دیا کہ اسکی اچھی طرح سے تحقیقات کی جاوے۔ چنانچہ آخر کار اسی عبد الحمید نے اقرار کیا کہ مجھے اصل میں ان پادریوں نے سکھایا تہا کہ میں ایسا کہوں۔ اصل میں کوئی بات نہیں۔ یہ معلوم کرنے کے وہ ایسا خوش ہوا۔ اور ہمیں اس کے تبسم سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ ایسا خوش ہے۔ جیسا کہ کسی کو بہت سا مال و دولت حاصل ہونے کی بھی اتنی خوشی نہیں ہوتی۔ اور آخر کار خود مجھی کہا کہ

مبارک ہو آپ بری کئے گئے!

اب بتلایئے کہ اگر کسی مسلمان کی عدالت میں ایسا مقدمہ ہوتا تو وہ ایسا کر سکتا تہا؟ اور وہ اس طرح سے صفائی اور انصاف کی جستجو کر سکتا تہا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمیں تو حالات موجودہ کے ماتحت یہی امید پڑتی ہے۔ کہ اگر کسی مسلمان کے پاس ہمارا ایسا مقدمہ ہوتا۔ وہ ہمیں ضرور ہی خوار کرتا آٹھ نو گواہ گذر چکے تھے۔ مسل مکمل ہو چکی تہی۔ اب چھوڑتا تو کیونکر؟ مگر یہ قوم ہے کہ اس کو اسی انصاف کیوجہ سے ہر جگہ فتح نصیب ہوئی ہے۔ جب کوئی جسقدر انصاف اختیار کرتا ہے۔ اسیقدر روشن ضمیری اسے عطا کی جاتی ہے۔ مخالفت دینی اور مذہبی اور ہے۔ اور حکومت اور چیز ہے۔ اگر عدالت کو مدنظر نہ رکھیں تو ایک دن میں یہ تختہ الٹ جاوے۔

مسلمانوں کا یہ خیال کہ ہمیں اعلےٰ اعلےٰ عہدے کیوں نہیں دیئے جاتے۔ یہ ان کی اپنی غلطی ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی کام جب تک پہلے آسمان پر نہ ہولے زمین پر ہرگز نہیں ہوتا خود نیک چلنی اختیار کرو۔ اور اپنی حالت کو سنوارو۔ اس قابل بنو کہ خدا کی نظر میں آسمان پر تم اس قابل ٹھہر جاؤ کہ تمہیں عزت مل سکیں تو پھر خود خدا تمہیں سب کچھ دیدیگا اپنی حالتوں کو بدلو تا خدا بھی تمہارے واسطے کوئی اور راہ بنا دے ورنہ یاد رکھو کہ خدا انہیں چھوڑیگا۔ جب تک تم اپنی حالت کو نہیں سنوارو گے!

تیسرا مقام شکر کا یہ ہے کہ یہ خاص خدا کا فضل ہے کہ اس نے آپ لوگوں کے دلوں میں اس طرف توجہ ڈالی اور آپ لوگ یہاں تکلیف اٹھا کر تشریف لائے۔ خدا کرے کہ جسطرح ہم جسمانی طور سے مل کر بیٹھے ہیں۔ اور جسمانی ملاقات ہوئی ہے۔ اسی طرح ایکدن وہ بھی آوے

کہ روحانی طور سے بھی ہم مل بیٹھیں

خدا نے انسان کو زبان دی اور ایک دل بخشا ہے۔ صرف زبان سے کوئی فتح نہیں ہو سکتی۔ دلوں کو فتح کرنیوالا دل ہی ہوتا ہے۔ اور جو قوم صرف زبانی ہی زبانی جمع خرچ کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ وہ کبھی بھی فتحیاب نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا نمونہ دیکھو کیا ان کے پاس کوئی ظاہری سامان تہے؟ ہرگز نہیں مگر پھر بااینہمہ کہ وہ بے سروسامان تھے اور دشمن کثیر اور ہر طرح کے سامان اُسے مہیا تھے۔ ان کو خدا نے کیسی کیسی بینظیر کامیابی عطا کیں۔ کسی تاریخ میں ایسی کامیابی کی

کوئی نظیر ملتی ہے۔ تلاش کرکے دیکھ لو مگر لا حاصل۔ پس جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اسکی دنیا ٹھیک ہو جاوے۔ خود پاک دل ہو جاوے۔ نیک بنجاوے۔ اور اس کے تمام مشکلات حل اور دکھ دور ہو جاویں۔ اور اس کو ہر طرح کی کامیابی اور فتح و نصرت عطا ہو تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ قد افلح من زکّٰھا کامیاب ہو گیا با مراد ہو گیا۔ کیا وہ شخص جسنے کہ پاک کر لیا۔ تزکیہ نفس میں تمام برکات اور فیوض اور کامیابیوں کا راز نہاں ہے*

فلاح صرف امور دینی ہی میں نہیں بلکہ دنیا و دین میں کامیابی ہو گی۔ نفس کی ناپاکی سے بچنے والا انسان کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ دنیا میں ذلیل ہو۔

میں یہ قبول نہیں کر سکتا کہ فلسفہ ہیئت اور سائنس کا ماہر ہونے سے تزکیہ نفس بھی ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہیں البتہ یہ مان سکتا ہوں کہ ایسے شخص کے دماغی قویٰ تیز اور اچھے ہو جاتے ہیں۔ ورنہ ان علوم کو روحانیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ بعض اوقات یہ امور روحانی ترقی کی راہ میں ایک روک ہو جاتے ہیں۔ اور آخری نتیجہ اس کا بجز اس خوش قسمت کے کہ وہ فطرت سلیم رکھتا ہے اکثر کبر و نخوت ہی دیکھتا ہے۔ کبھی نیکی اور تواضع ان میں نہیں ہوتی +

ایک اور امر قابل یاد رکھنے کے یہ ہے کہ یہ قاعدہ ہے اور قدرت میں داخل ہے کہ ہر چیز ضرورت سے پیدا ہوتی ہے جس طرح ظاہری طور سے ہم دنیوی امور میں ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں یہ لباس۔ خوراک۔ سواریاں۔ اور اور آلات معیشت جتنے بھی ہیں یہ تمام ضرورت سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے روحانی امور میں بھی بہت سے امور ضرورت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب کبھی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ خدا کیطرف سے پوری کیجاتی ہے۔ ضرورت انسان کی روحانی جسمانی تمام امور میں راہ نما ہے۔ اور اسی سے حق و باطل میں امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ جسطرح کوئی چیز بلا ضرورت اور بے فایدہ نہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھکر ضرورت حقہ کے وقت یہ خیال کرنا کہ خدا نے اس وقت کوئی سامان پیدا نہیں کیا سخت غلطی ہے +

اب ہمارا یہ زمانہ جس میں ہم موجود ہیں۔ کیا اندرونی اور کیا بیرونی طور سے اس میں اسقدر مفاسد بھرے ہوئے ہیں۔ کہ جس پہلو پر نظر ڈالو کوئی بھی خوش کن نہیں۔ بیرونی طور پر اسلام پر اس قدر حملے ہو رہے ہیں اور اسلام نے اس قدر صدمے اٹھائے ہیں کہ بہت بڑا حصہ مسلمانوں کا ان سے متاثر ہو کر خود دین سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا ہے پھر ان کے بعد ایک بہت حصہ مذبذب لوگوں کا پیدا ہو چکا ہے جن کو اسلام کے متعلق اطمینان حاصل نہیں۔ اور وہ بالکل کمزور ہیں۔ باقی یقین کامل رکھنے والے اور علےٰ وجہ البصیرت اسلام پر ایمان رکھنے والے بہت ہی قلیل ہیں +

کئی قسم کے حملے ہو رہے ہیں۔ منقولات کے اسلحہ اسلام پر چلائے جاتے ہیں۔ اور آریہ اور پادری لوگ اعتراضات برجھاڑ کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ جانتے ہیں کہ خود وہ گندے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ بلکہ نکتہ چینی کرنا سہل ہے۔ مگر خوبی بیان کرنا مشکل۔

علوم جدیدہ کا بھی ایک قسم کا اسلام پر حملہ ہے آجکل کی تعلیم۔ فلسفہ۔ طبعی۔ اور ہیئت بھی انسان کو ایک غلطی میں ڈالتی ہے۔ میں تجربہ سے دیکھ رہا ہوں کہ اکثر لوگ جنہوں نے خواہ مکمل طور سے ان علوم کو حاصل کیا ہو۔ خواہ ناقص طور سے وہ عمر گا بے قید زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔ اور پھر رفتہ رفتہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت بھی ان کے دلوں سے اٹھ جاتی ہے اور پھر نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ خود خدا سے بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ ان کے کلام سے بھی ایک قسم کی بدبو آتی ہے اور وہ ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ

آج بھی ناتھ سے گئے اور کل بھی گئے!

اور درحقیقت اس گروہ کا حملہ آریوں اور پادریوں کے حملوں سے بھی بڑھا ہوا ہے کیونکہ ان اعتراضات عموماً منقولات کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ ان میں صدق و کذب کا احتمال ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ تو اپنا ذاتی تجربہ اور روزانہ مشاہدہ پیش کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسکا اثر بہت سخت اور برا پڑتا ہے۔

غرض سچی بات یہی ہے کہ اندرونی حملے بیرونی حملوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اور خطرناک اور زہریلا اثر ڈالنے والے ہیں۔ سچ ہے **از ماست کہ بر ماست**۔ اصل میں یہ قصور تو مسلمانوں کا ہے۔ جنہوں نے اپنی سادہ لوح اولاد کو بغیر اس کے کہ ان کو قرآن اور اسلام کے ضروری علوم سے آگاہ کریں۔ ان مدرسوں اور کالجوں میں بھیجدیا مانا طلب علم ہر عورت مرد پر فرض ہے جیسا کہ حدیث **طلب العلم فریضۃ علےٰ کل مسلم و مسلمۃ** سے ظاہر ہے۔ مگر اول علوم دینیہ کا حصول فرض ہے۔ جب بچے علوم دینی سے پورے واقف ہو جاویں اور ان کو اسلام کی حقیقت اور نور سے پوری اطلاع ہو جاوے۔ تب ان علوم مروجہ کے پڑھانے کا کوئی حرج نہیں اصل میں ان مسلمانوں کی موجودہ روش بہت ہی خطرناک ہے۔ دیکھو پہلے ایک بازاری عورت کنجری بنا کر پھر توبہ کرائی جاوے۔ تو وہ کیسی توبہ کریگی؟ شراب بدکاری اور بے قید زندگی اسکی عادت ثانی ہو جاوے گی۔ تو اول تو اسے توبہ کرنا ہی مشکل اور کرے بھی تو وہ کیسی توبہ ہو گی؟ اس کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ یہی حال ان لڑکوں کا ہے۔ جنکو پہلے فلسفہ اور سائنس کے زہریلے علوم سکھا کر خود خدا کی ہستی پر ہی شبہات پیدا کرائے جاتے ہیں۔ اور پھر ان سے امید کیجاتی ہے۔ کہ وہ اسلام کے شیفتہ ہوں ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ

کوئی فلسفہ اور سائنس خواہ وہ اپنی اس موجودہ حالت سے ہزار درجہ ترقی کر جاوے مگر قرآن ایسی ایک کامل کتاب ہے کہ یہ نئے علوم اس پر غالب نہیں آ سکتے۔

مگر اس شخص کی نسبت ہم کیونکر ایسی رائے قایم کر سکتے ہیں کہ جس کی نسبت ہمیں معلوم ہے۔ کہ اس کو علوم قرآن سے مس ہی نہیں اور اس نے اس طرف کبھی توجہ ہی نہیں کی بلکہ کبھی ایک سطر بھی قرآن شریف کی غور و تدبر سے نہیں پڑھی۔ مثال کے طور پر قرآن کی تعلیم روحانی کا ایک فلسفہ بیان ہوا ہے۔ جو بعد الموت اعمال کے نتیجہ میں انسان کو بہشت کے رنگ میں ملیگا جسکے نیچے نہریں چلتی ہوں گی۔ بظاہر یہ ایک

قصہ ہے مگر قصہ نہیں گو کہ قصہ کے رنگ میں آ گیا ہے۔

اس کی حقیقت یہی ہے۔ کہ اس وقت کے لوگ علوم روحانی کے نہ جاننے کیوجہ سے نادان بچوں کیطرح تھے۔ ایسے باریک اور روحانی علوم کے سمجھانیکے واسطے انکو مناسب حال استعاروں سے کام لینا اور مثالوں کے ذریعہ سے اصل حقیقت کو ان کے ذہن نشین کرنا ضروری تھا۔ اسی واسطے قرآن شریف نے بہشت کی حقیقت سمجھانے کیواسطے اس طریق کو اختیار کیا۔ کہ مثل الجنۃ التی وعد المتقون الخ یہ ایک مثال ہے نہ کہ حقیقت قرآن شریف کے ان الفاظ سے صاف عیاں ہے۔ کہ وہ جنت کوئی اور ہی چیز ہے اور حدیث میں صاف یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ ان ظاہری جسمانی دنیوی امور پر نعماء جنت کا قیاس نہ کیا جاوے۔ کیونکہ وہ ایسی چیز ہے کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی وغیرہ مگر وہ باتیں جن مثال دیکر جنت کی نعماء کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ تو ہم دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں ایک مقام پر قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ و بشر الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار۔ اس آیت میں ایمان کو اعمال صالح کے مقابل پر رکھا ہے۔ جنت اور انہار۔ یعنے ایمان کا نتیجہ تو جنت ہے۔ اور اعمال صالحہ کا نتیجہ انہار ہیں۔ پس جسطرح باغ بغیر نہر اور پانی کے جلدی برباد ہو جانیوالی چیز ہے اور دیر پا نہیں۔ اسی طرح ایمان بے عمل صالحہ بھی کسی کام کا نہیں۔ پھر ایک دوسری جگہ پر ایمان کو اشجار (درختوں) سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ ایمان جس کیطرف مسلمانوں کو بلایا جاتا ہے وہ اشجار ہیں۔ اور اعمال صالحہ ان اشجار کی آبپاشی کرتے ہیں۔ غرض اس معاملہ میں جتنا جتنا تدبر کیا جاوے۔ اسی قدر معارف سمجھ میں آویں گے۔ جسطرح سے ایک کسان کاشتکار کے واسطے ایمان جو کہ روحانیات کی تخم ریزی ضرور اور لازمی ہے۔ اور پھر جسطرح کاشتکار کھیت یا باغ وغیرہ کی آبپاشی کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی باغ ایمان کی آبپاشی کے واسطے اعمال صالحات کی ضرورت ہے یاد رکھو کہ ایمان بغیر اعمال صالح

کے ایسا ہی بیکار ہے جیسا کہ ایک عمدہ باغ بغیر نہر یا کسی دوسرے ذریعہ آبپاشی کے نکما ہے۔

درخت خواہ کیسے ہی عمدہ قسم کے ہوں۔ اور اعلیٰ قسم کے پھل لانیو لے ہوں۔ مگر جب مالک آبپاشی کی طرف سے لاپرواہی کرے گا۔ جو اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ سب جانتے ہیں۔ یہی حال روحانی زندگی میں شجر ایمان کا ہے۔ ایمان ایک درخت ہے جسکے واسطے انسان کے اعمال صالحہ روحانی رنگ میں اس کی آبپاشی کیواسطے نہریں بنکر آبپاشی کا کام کرتے ہیں۔

پھر جسطرح ایک کاشتکار کو تخم ریزی اور آبپاشی کے علاوہ بھی محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے روحانی فیوض برکات کے ثمرات حسنہ کے حصول کیواسطے بھی مجاہدات لازمی اور ضروری رکھے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ نفس انسانی ایک بیل کی مثابہ ہے اور اس کے تین رستے ہوتے ہیں۔ نفس امارہ امارہ مبالغہ کا صیغہ ہے امارہ کہتے ہیں بدی کیطرف لے جانیوالا۔ بہت بدی کا حکم کرنیوالا۔

دوسری قسم نفس کی لوامہ ہے۔ لوامہ کہتے ہیں۔ ملامت کرنیوالے کو۔ انسان سے ایک وقت بدی ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی اسکا نفس اس کو اس بدی کیوجہ سے ملامت بھی کرتا ہے اور نادم بھی ہوتا ہے یہ انسانی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ مگر بعض طبائع ایسے بھی ہیں۔ کہ اپنی گندہ حالت اور سیاہ کاریوں کیوجہ سے وہ ایسے محجوب ہو جاتے ہیں۔ کہ انکی فطرت فطرت سلیم کہلانے کے مستحق نہیں ہوتی۔ ان کو اس ملامت کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ مگر شریف الطبع انسان ضرور اس حالت کا احساس کرتا اور بعض اوقات وہی ملامت نفس اس کے واسطے باعث ہدایت ہوکر موجب نجات ہو جاتی ہے۔ مگر یہ حالت ایسی نہیں کہ اس پر اعتبار کیا جاوے۔

نفس کی ایک تیسری حالت ہے جسے مطمئنہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اور وہ انسان کو جب حاصل ہوتی ہے۔ کہ انسان نفس امارہ اور پھر نفس لوامہ کے مشکلات کو حل کر جائے اور اس جنگ میں اس کو فتح نصیب ہو۔ نفس امارہ انسان کا دشمن ہے۔ اور وہ گھر کا پوشیدہ دشمن ہے۔ لوامہ بھی کبھی کبھی دشمنی کا ارادہ کرتا ہے۔ مگر باز آجاتا ہے۔ مگر برخلاف ان دونوں حالتوں کے جب انسان ترقی کرکے نفس مطمئنہ کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہے۔ تو اس کی ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ گویا اس کا دشمن اس کے زیر ہو گیا۔ اور اس دشمن پر فتح نمایاں حاصل کر لی۔ اور صلح ہو گئی۔ انسانی ترقیات کی آخری حد اور اس کی زندگی کا انتہائی نقطہ اسی بات پر ختم ہوتا ہے۔ کہ انسان حالت مطمئنہ حاصل کرلے۔ اور وہ ایسی حالت ہوتی ہے کہ اسکی رضا خدا کی رضا۔ اور اس کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہو جاتی ہے۔ اسکا ارادہ خدا کا ارادہ ہوتا ہے اور وہ خدا کے

بلائے بولتا۔ اور خدا کے چلائے چلتا ہے۔ تمام افعال حرکات و سکنات اس سے نہیں۔ بلکہ خدا سے سرزد ہوتے ہیں۔ اور انسان کی پہلی حالت پر ایک قسم کی موت وارد ہو جاتی ہے۔ اور ایک نئی زندگی کا جامہ اسے از سر نو عطا کیا جاتا ہے۔ اور پھر ایسا انسان ایک ممتاز انسان ہو جاتا ہے۔ غرض قانون قدرت میں ایسا پایا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے دو سلسلے پہلو بہ پہلو بنائے ہیں۔ جسمانی اور دوسرا روحانی۔ جو کچھ جسمانی طور سے ہوتا ہے وہی روحانی طور سے بھی۔ ہوتا ہے۔ پس جو شخص ان دونو سلسلوں کو نصب العین رکھکر کاروبار میں کوشش اور محنت کریگا وہ جلدی ترقی کریگا۔ اسکے معلومات وسیع ہونگے ہر صورت میں ہر جسمانی کلام اللہ کے روحانی رو کے مشابہ ہوگا۔ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ۔

ہم نظام جسمانی میں دیکھتے ہیں۔ کہ جسمانی کاشتکار باوجود ہر قسم کی باقاعدہ محنت ومشقت کے بھی پھر آسمانی پانی کا محتاج ہے۔ اور اگر اس کی محنتیں اور کوششیں کیسا تھ آسمانی پانی اس کے شامل نہ ہو تو فصل تباہ شدہ برباد ہو جاتی ہے۔ پس یہی حال روحانی رنگ میں ہے۔ انسان کو خشک ایمان کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جبتک کہ روحانی نازل ہوکر بڑے زور کے نشانات سے اسکی اندرونی گند دھوکر اس کو صاف نہ کرے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اسی کیطرف یہ اشارہ کرکے فرماتا ہے۔ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع یعنے قسم ہے آسمان کی جس سے بارش نازل ہوتی ہے اور قسم ہے زمین کی جس سے سبزہ نکلتا ہے بعض لوگ اپنی نادانی کیوجہ سے ان اعتراضات کرتے ہیں۔ قسم کا مفہوم اصل میں قائم مقام ہوتا ہے شہادت کے۔ ہم دنیوی گورنمنٹ میں دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات مقدمات کے فیصلوں کا حصر بھی قسم پر رکھا جاتا ہے۔

پس اسی طرح سے خدا تعالےٰ نے بھی بارش آسمانی کی قسم کھاکر نظام جسمانی کیطرح نظام روحانی میں اس بات کو بطور ایک شہادت کے پیش کرتا ہے۔ کہ جسطرح سے زمین کی سبزی اور کھیتوں کا ہرا بھرا ہونا آسمانی بارش پر موقوف ہے اور اگر آسمانی بارش نہ ہو۔ تو زمین پر کوئی سبزی نہیں رہ سکتی۔ اور زمین مردہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ کنوؤں کا پانی بھی خشک ہو جاتا ہے۔ اور دنیا زیر و زبر ہوکر ہلاک کا باعث ہو جاتا ہے۔ اور لوگ بھوکوں پیاسوں مرتے ہیں۔ قحط کیوجہ سے انسان وحیوان۔ اور پھر چرند و پرند اور درند وغیرہ پر بھی اسکا اثر ہوتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح سے ایک روحانی سلسلہ بھی ہے۔

یاد رکھو کہ خشک ایمان بجز آسمانی بارش کے جو مکالمہ مخاطبہ کے رنگ میں نازل ہوتی ہے ہرگز ہرگز باعث نجات یا حقیقی راحت کا نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ روحانی بارش کے بغیر اور کسی مامور من اللہ کے بغیر نجات پاسکتے ہیں۔ اور ان کو کسی مزکی اور مامور من اللہ کی ضرورت نہیں سب کچھ ان کے پاس موجود ہے۔ ان کو چاہیئے کہ پانی بھی اپنے گھروں میں پیدا کر لیا کریں۔ ان کو آسمانی بارش کی کیا

احتیاج۔ آنکھوں کے سامنے موجود ہے کہ جسمانی چیزوں کا مدار کن چیزوں پر ہے۔ پس اس سے سمجھ لو کہ بعینہٖ اسی کے مطابق روحانی زندگی کیواسطے بھی لازمی اور لابد اور ضروری ہے۔

انسان کا یہ دعوےٰ کہ میں نے سب کچھ سیکھ لیا ہے۔ اور ہم نے سارے علوم حاصل کر لئے ہیں۔ یہ بالکل غلط خیال ہے انسان کا علم کیا ہے۔ جسطرح سے سمندر میں ایک سوئی ڈبو کر نکال لیجاوے یہی حال انسان کے علم کا ہے۔ کہ اس کو معارف اور حقائق میں سے دیا گیا ہے۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

پھر تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ معمولی مروجہ علوم کے پڑھ لینے کر کے بڑے بڑے دعوے کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ دین کی راہ ایک علیحدہ راہ ہے اور اس کے حقائق اور روحانی فلسفہ ایسا نہیں کہ ہر فرد اس کا ماہر ہونیکا دعوےٰ کر سکے یہ دین آسمان سے آیا ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ اس کی سرسبزی کے سامان بھی آسمان ہی سے نازل ہوتے رہیں گے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اگر دنیوی علوم اور مروجہ تعلیم کے پاس یافتوں کا سوال کیا جاوے تو اکثر اصحاب ایسے نکلیں گے کہ ان کے ماہر بھی ہوں گے۔ مگر ہمیں اس جگہ ان اصحاب کی خدمت میں کہ وہ دینی اور دنیوی علوم کے ماہر ہیں۔ یہ کہنا ہے۔ کہ

اے کہ خواندی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں را ہم بخواں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل بہت سے ایسے ہی خیالات والے لوگ موجود ہیں۔ نہ ان کی نظر میں دین ایک ضروری چیز ہے۔ اور اس کی قدر ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عرب کے لوگ وحشی تھے اور امی تھے۔ اس وقت ان کی ضرورتوں کے مناسب حال قرآن نازل ہوا۔ اب دنیا ترقی کر گئی ہے۔ اور روشنی کا زمانہ ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے مناسب حال دین میں ترمیم ہونی چاہیئے۔ مگر آپ لوگ سن رکھیں کہ دین کوئی لغو نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کی حقیقی راحت اور ابدی نجات اسی دین ہی سے وابستہ ہے۔ [illegible] کے امی جو اس دین کے پہلے علمبردار تھے۔ انکا امی ہونا بھی ایک معجزہ ہی تھا تاکہ دنیا کو دکھادے کہ امی لوگوں نے قرآنی تعلیم سے ایسی ترقی کرکے دکھا دیا۔ کہ بڑے بڑے علوم کے مدعیوں سے بھی ان کے مقابلہ میں کچھ بن نہ آیا۔

خدا خوب جانتا تھا کہ اس زمانہ میں کیسے کیسے جدید علوم پیدا ہوں گے اور خود مسلمانوں میں کیسے کیسے خیالات کے لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ ان سب باتوں کا جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن میں دے رکھا ہے۔ اور کوئی نئی تحقیقات یا علمی ترقی نہیں۔ جو قرآن شریف کو مغلوب کر سکے اور کوئی صداقت نہیں کہ اب پیدا ہو گئی ہو اور وہ قرآن شریف میں پہلے ہی سے موجود نہ ہو۔

جو راہ قرآن شریف نے پیش کی ہے۔ وہ نہ انجیل میں پائی جاتی ہے نہ توریت میں اسکا پتہ چلتا ہے۔ اور نہ ہی دنیا کی

کوئی اور کتاب اس کمال اور جامعیت کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے قرآن شریف کو عطا کی ہے۔ قرآن کے مقابل پر ان کا ذکر ہی کیا ہے۔ انجیل نے ایک ضعیف ناتوان انسان کو خدا بنایا۔ مگر اس کی طاقت کا اندازہ قوم یہود کے مقابلہ سے ہی ہو سکتا ہے:۔

دوسری بات اور مایۂ ناز انجیل کا اخلاقی تعلیم تھی مگر وہ ایسی بودی اور ناکمل ہے کہ کوئی صحیح فطرت انسان اس کی پابندی نہیں کر سکتا۔ بلکہ خود پادری صاحبان کا عمل بھی اس تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ مثلاً انجیل تعلیم دیتی ہے کہ اگر کوئی تجھے ایک طمانچہ مارے تو تو دوسری گال پھیر دے اور اگر کوئی تیرا کرتا مانگے تو اس کو چادر بھی اوتار دے۔ اگر کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جانا چاہے اور دو کوس اس کے ساتھ چل۔ اب ہم اول ان انجیل کی حمایت اور تعریف کرنیوالے پادری صاحبوں سے ہی دریافت کرتے کہ ان کا اس تعلیم پر کہاں تک عملدرآمد ہے انہوں نے اس تعلیم کا عملی نمونہ کیا دیکھایا ہے کہ دوسروں کو بھی اس تعلیم کیطرف بلاتے ہیں۔ پھر اسی انجیل میں لکھا ہے۔ کہ **تو بدی کا مقابلہ نہ کر**۔ غرض انجیل کی تعلیم تفریط کیطرف جھکی ہوئی ہے۔ اور بجز خاص حالات کے ماتحت ہونیکے انسان اس پر عمل کر ہی نہیں سکتا۔ دوسری طرف توریت کی تعلیم کو دیکھا جاوے تو وہ افراط کیطرف جھکی ہوئی ہے اور اس میں بھی صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا گیا ہے کہ جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت توڑ دیا جاوے اس میں عفو اور درگذر کا نام تک بھی نہیں لیا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ کتابیں مختص الزمان اور مختص القوم ہی تھیں۔ مگر قرآن شریف نے ہمیں کیا پاک راہ بتائی ہے۔ جو افراط اور تفریط سے پاک اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہے مثلاً مثال کے طور پر قرآن شریف میں فرمایا ہے جزاء سیئۃ **سیئۃ مثلھا وَمن عفیٰ واصلح فاجرہ علی اللہ** یعنے جتنی بدی کیگئی ہو اسی قدر بدی کرنی جائز ہے۔ اگر کوئی معاف کر دے تو اس معافی میں اصلاح مدنظر ہو بے محل اور بیموقعہ عفو نہ ہو بلکہ برمحل ہو تو ایسے معاف کرنیوالے کیواسطے اس کا اجر ہے۔ جو اسکو خدا سے ملیگا۔

دیکھو کیسی پاک تعلیم ہے نہ افراط نہ تفریط انتقام کی اجازت ہے مگر معافی کی تحریص بھی موجود ہے۔ بشرط اصلاح۔ یہ ایک تیسرا مسلک ہے۔ جو قرآن شریف نے دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ اب ایک سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے۔ کہ ان میں خود موازنہ اور مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ کہ کونسی تعلیم فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اور کونسی ایسی ہے کہ فطرت صحیح اور کانشنس اسے دھکے دیتا ہے

یہودیوں میں باپ اپنی اولاد کو وصیت کرتا تھا کہ میرا انتقام میرا بیٹا لے۔ میرا پوتا لے۔ چنانچہ بعض اوقات بیٹا اور پوتا باپ کے انتقام لیتے تھے۔ غرضیکہ توریت میں تو سخت تشدد دکھایا گیا تھا۔ باقی رہا انجیل سو اس کی اخلاقی تعلیم پر ناز کرنیوالے نہیں سمجھتے کہ اول تو وہ تعلیم ہی ایسی ناقص ہے کہ بوجہ مختص الزمان اور مختص القوم ہونے کے آج اس کی ضرورت ہی نہیں اور نہ وہ اس وقت اخلاقی تعلیم کہلانے کی مستحق ہے۔ اور اگر مان بھی لیا جاوے تو کوئی شخص نہیں کہ اس تعلیم کا عامل نظر آتا ہو۔ خود اس کے شیفتہ لوگ ہی اسکا عملی نمونہ پیش کریں۔ اصل میں یہ **ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور دکھلانے کے اور** تاہم فلسفہ حقائق کے بالکل خلاف ہے۔ انسان ایک شاخدار درخت ہے اور انجیلی تعلیم اس کیصرف ایک شاخ رکھا باقی تو اسے انسانی بیکار رہتی۔

یاد رکھو۔ کہ کل قوائے انسانی اسی خالق فطرت ہی کیطرف سے انسان کو ملے ہیں۔ ان میں ایک قوت غضبی بھی ہے۔ قوت انتقام بھی ہے۔ قویٰ بیکار یا فضول نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی بداعمالی اور ان کا بے محل و بیموقع استعمال برا ہے۔ انجیل میں تو ایک موقعہ خصی بنجانے کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر سچے عیسائی اس تعلیم کا عملی نمونہ بنتے۔ تو یقین ہے کہ دنیا کا خاتمہ ہی ہو گیا ہوتا۔ عجیب بات یہ ہے کہ صرف حکم ہی نہیں بلکہ اس عمل پر بڑے بڑے ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ ایسے کار خیر میں کوئی عیسائی بھی حصہ نہیں لیتا؟

قرآن شریف میں کوئی دکھا تو دے کہ کوئی ایسا حکم بھی دیا گیا ہو جس پر عمل کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ یا کوئی ایسا حکم بھی ہو جس کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہو۔ یا نظام دنیا میں فساد کا اندیشہ ہو؟ کیا ایک کتاب جس میں ایسے احکام داخل ہیں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں یا ان کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہے۔ اور نظام عالم درہم برہم ہوتا ہے۔ کبھی اس خدا کیطرف منسوب ہو سکتی ہے۔ جو خالق فطرت اور منتظم نظام دنیا اور قوائے انسانی کے پورے انداز سے جاننے والا ہے۔ اور کیا وہ کتاب کامل اور مکمل شریعت کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے؟۔

لیکن میں اعتراض نہیں کرتا بلکہ میرا مقصد اس بیان سے اس امر کا اظہار ہے کہ یہ دونوں کتابیں صرف ایک ہی خاندان کی تھیں نہ حضرت عیسیٰ عنے اور نہ حضرت موسیٰ نے کبھی یہ دعوے کیا کہ وہ تمام دنیا کیواسطے رسول ہو کر آئے تھے۔ بلکہ وہ تو صرف اسرائیلی بھیڑوں تک ہی اپنی تعلیم محدود کرتے ہیں۔ انکا اپنا اقرار موجود ہے بس بلحاظ ضرورت کے ان کو کتاب ملی وہ بھی ایک

قانون مختص الزمان اور مختص القوم تھا

اب ظاہر ہے کہ ایک چیز جو ایک خاص ضرورت کیلئے ایک خاص زمانے اور مکان کیواسطے آئی تھی۔ اس کو زبردستی اور خواہ نخواہ تمام دنیا پر محیط ہونیکے واسطے کھینچ تان کیجاویگی۔ تو اس کا لازمًا یہی نتیجہ ہوگا کہ وہ اس کام سے عاری رہے گی۔ اور اس بوجھ کے اٹھانیکے واسطے وہ ولنبع ہی نہیں کیگئی اس کی کیسے متحمل ہو سکے گی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان تعلیمات میں موجودہ زمانہ کے حالات کے ماتحت نقص ہیں

مگر قرآن مجید مختص الزمان نہیں اور نہ ہی مختص المکان ہو بلکہ اس کامل اور مکمل کتاب کے لانیوالے کا دعویٰ کہ انی رسول اللہ علیکم جمیعًا۔ اور ایک دوسری آیت میں یوں بھی آیا ہے لانذرکم بہ **ومن بلغ** یعنے لازمی ہوگا کہ جسکو قرآنی تعلیم پہنچے وہ خواہ کہیں بھی ہو۔ اور کوئی بھی ہو اس تعلیم کی پیری کو اپنی گردن پر اٹھالے۔

انسانی فطرت کا پورا کامل عکس قرآن شریف ہی ہے۔ اگر قرآن نہ بھی آیا ہوتا جب بھی اسی تعلیم کے مطابق انسان سے سوال کیا جاتا۔ کیونکہ یہ ایسی تعلیم ہے جو فطرت میں مرکوز اور قانون قدرت کے ہر صفحہ میں لکھا ہوا ہے جنکی تعلیمات ناقص اور خاص قوم تک محدود ہیں۔ اور وہ آگے ایک قدم بھی نہیں چلسکتیں۔ ان کی نبوت کا دروازہ بھی اُن کے اپنے گھر تک محدود ہے مگر قرآن شریف کہتا ہے **اِنْ من امۃ الا خلا فیھا نذیر**۔ دیکھو یہ کیسی پاک اور دل میں گھر کر جانیوالی بات اور کیسا سچا اصول ہے۔ مگر یہ لوگ ہیں کہ خدا کی خدائی کو صرف اپنے ہی گھر تک محدود خیال کرتے ہیں۔ یہی حال آریوں کا ہو۔ وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ہمیشہ وید ہی اتارا جاتا ہے۔ اور صرف چار آدمی ہی اس کام کیواسطے مخصوص ہیں۔ اور ہمیشہ کیواسطے زبان سنسکرت ہی خدا کو پسند آگئی ہے۔ مجال نہیں کہ خدا کی یہ نعمت وحی والہام کسی اور انسان یا زبان کو ملسکے۔ ان لوگوں کے اعتقاد کے موجب وحی الٰہی اب آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور اب ہمیشہ کیواسطے اس کو مہر لگ چکی ہے۔ مگر یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسطرح تو خدا کی ہستی کے ثبوت میں ہی مشکلات پڑ جاوینگے صرف شنید سے انسان کب مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور کامل یقین اور سچی معرفت صرف دوسروں کی زبانی سن لینے سے کہاں میسر آتی ہے ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جب تک خدا انا الموجود کی آواز نہ دے۔ یا اپنے پیارے کلام سے اور زبردست غیبی نشانات سے اپنا چہرہ نہ دکھاوے تب تک وہ پیاس کب مٹ سکتی ہے۔ جو حق کی طلب کی پیاس انسان کو لگی ہوئی ہے یہ کہنا کہ خدا پہلے تو نشانات اور معجزات دکھاتا تھا رسول بھیجتا تھا۔ مگر اب نہیں۔ یہ نعوذ باللہ خدا کی ذات کی سخت توہین ہے اور بے ادبی ہے۔ کیا وجہ کہ اب وہ سنتا ہے اور دیکھتا بھی ہے۔ **مگر بولتا نہیں**۔ اچھا تو اس پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ قوت شنوائی اور بینائی بھی قوت گویائی کیطرح جاتی نہیں رہیں:۔

انسان اپنی فطرت سے الگ نہیں ہو سکتا - بکری سے بھیڑئے کا کام لیں تو دے سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں پس حال فطرت انسانی کا ہے کہ اپنی بناوٹ کے خلاف ہرگز نہیں چل سکتی - نرے لفظوں سے کب وہ تسلی پا سکتی ہے - اگرچہ کوئی ظاہر داری کیواسطے ہاں میں ہاں ملا دے مگر دل لعنت بھیجتا ہوگا - اور انکار کرتا ہوگا - کہ میں نہیں مانتا -

یاد رکھو کہ اگر پہلے کبھی الہام تھا تو اب بھی ضرور ہے کہ الہام ہو - اسلام جب ایک ہی فرقہ تھا - اور مختصر بھی تو اس وقت تو نبی اور رسول کے آنے اور الہامات ہونے کی ضرورت تھی - مگر اب جبکہ ایک سے ۷۳ فرقے ہو گئے ہیں اور تفرقہ کی حد و نہایت ہی نہیں رہی - کلام الہی پر مہر لگائی جاتی ہے - اور خدا کا منہ بند کیا جاتا ہے - کوئی فطرت سلیم اور عقل صحیح اس منطق کو قبول نہیں کر سکتی -

ہر چیز کے پیدا ہونے کی ماں (والدہ) ضرورت ہے دیکھو ایک چھوٹی سی مثال ریلوے تصادم کی ہے - تصادم کے وارادات ترقی کرنے لگے - تو اصلاح کے سامان بھی پیدا ہو گئے - یہ سب طرح طرح کی کلیں جو دیکھنے میں آتی ہیں - یہ سب ضرورت نے ہی مہیا کرا دی ہیں - تو اب جبکہ انسانی حالت کیا بلحاظ اپنی ظاہری حالت کے اور کیا بلحاظ اپنی باطنی حالت کے ابتری کے انتہائی درجہ تک پہونچ چکی ہو اور ہر فرقہ پر دہریت (ناستک مت) نے اپنا تسلط جمایا ہوا ہو زندہ ایمان کسی میں باقی نہیں اور یہ قاعدہ کی بات ہے -

زندہ ایمان ہی اعمال کی تحریک کرتا ہے

جب ایمان ہی نہیں جو کہ اعمال صالحہ کا اصل محرک ہے تو پھر عمل کیسے ؟ غرض اس طرح ایمان کے دنیا سے اٹھ جانے کے باعث اعمال صالحہ کا بھی ساتھ ہی نام و نشان مٹ چکا ہے - پھر کیا وجہ کہ خدا لے ایسی خطرناک حالت اور ایسی سخت ضرورت کیوقت بھی اپنی سنت قدیمہ کو ترک کر کے کوئی رسول اور نبی یا ملہم نہ بھیجتا :-

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یہ توحید کا کلمہ ہے اس کے معنے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت اور سچی فرمانبرداری کے لائق نہیں ہے خدا اگر توحید کے پھیلانے میں کسی دوسرے کا محتاج ہوتا یا کسی اور کو اس کام میں اپنا شریک بناتا - تو بھی شرک لازم آتا تھا - محمد رسول اللہ کا جملہ کلمہ لا اله الا اللہ کے ساتھ شامل کرنے میں سِر یہی ہے کہ تا توحید کا سبق کامل ہو - اور دنیا کو معلوم ہو - کہ جو کچھ آتا ہے درحقیقت اسی خدا کیطرف سے آتا ہے - آپ صلے اللہ علیہ وسلم ان ہدایات کے خدا سے پا کر مخلوق کو پہونچا رہے ہیں - اور جو کچھ اد[ھ]ر سے آتا ہے وہ اسی راہ سے آتا ہے :-

شرک صرف پتھروں ہی کے پوجنے کا نام نہیں ہے بلکہ شرک کی ایک قسم یہ بھی لکھی ہے کہ انسان خدا کو چھوڑ کر صرف اسباب ہی پر تکیہ کر لے - اور یہ شرک فی الاسباب کہلاتا ہے :- برہمو وغیرہ اس راز توحید کو نہیں سمجھتے - خود خدا کیطرف سے آیا ہوا پیغام ہی اس کا ثبوت ہے کہ جیسا کہ اس کا مطلب یا ضرورتاً سمجھا گیا ہے -

خدا کیطرف سے آئے والا ایسا ہی ہے کہ گویا خود خدا ہی ہو انسانی گورنمنٹ کیطرف سے آنے والا نائب ہوتا ہے - اسی طرح سے رسول بھی خدا میں فنا ہو کر وہ نہیں ہوتا - بلکہ خود خدا ہوتا ہے - غرض محمد رسول اللہ کا فقرہ توحید کامل کرنے کیواسطے لازمی تھا - خدا تو توحید کو پسند کرتا ہے اور یہ شکر کا مقام ہے کہ یہ خصوصیت صرف اسلام میں پائی جاتی ہے - جس کو آج ہم پیش کر رہے ہیں - کسی دوسرے مذہب میں نہیں -

عیسائیوں کی ڈور گرفتار مسیح تک ہے

باپ بیٹا - اور روح القدس تین ہیں - مگر تین مت کہو - ایک کہو یہ عجیب گورکھ دھندا ہے - جو سمجھ میں نہیں آتا یہودی بھی بڑے سخت دل ہیں - اور طرح طرح کے شرک میں مبتلا ہیں - ان کو اس طرف توجہ ہی نہیں - آجکل کے آریہ صاحبان جن کو اسلام کے خلاف اپنے عقاید پر بڑا گھمنڈ اور ناز ہے ان کا مذہب ہے کہ روح بمع اپنے تمام صفات کے اور مادہ بمع اپنے تمام صفات کے خود بخود ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ممکن نہیں - غرض انہوں نے ذرہ ذرہ کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے - انسانی ظاہری قوی کو تو خدا کیطرف سے مانتے ہیں - مگر کہتے ہیں - کہ روح ہیں جو قولے ہیں وہ خود بخود ہیں خدا کیطرف سے نہیں - وہ مانتے ہیں کہ ارواح اور ذرات بمع اپنے قولے کے خود بخود موجود ہیں - خدا کا کام صرف ان کو جوڑنا ہی ہے - مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیوں جائز نہیں کہ باہمی جوڑ ملاپ کی طاقت بھی ان کی اپنی ذاتی خاصیت نہ مانی جاوے :-

غرض تازہ معجزات کے یہ لوگ منکر ہیں - وید میں معجزات کا کوئی ذکر نہیں - تو

پھر خالق کے وجود پر نشانی ہی کیا ہے ؟

اور اس کی زندگی کی علامت ہی کیا ؟ جب دو حصے خود بخود موجود ہیں - تو پھر کیوں نہ مان لیا جاوے کہ تیسرا حصہ (باہمی جڑ جانے کی خاصیت) بھی خود بخود ہے - جب ایک اہم کام خود بخود ہے - تو سہل کیواسطے کیوں کسی کی احتیاج مانی جاوے ؟

غرض یہ خدا کا خاص فضل ہے - جو صرف اسلام ہی کے شامل حال ہے کہ اسلام کی کوئی بھی تعلیم عقل سلیم اور فطرت سلیم کی مخالف نہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ایک قول ہے اسکا عملی ثبوت بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فعل ہے نرا قول (یا ایمان کا دعوی) کسی کام کا نہیں اور نہ ہی وہ کچھ مفید ہو سکتا ہے - خشک ایمان ایک بے بال و پر مرغ کی مثال ہے - جو ایک مضغہ گوشت ہے جو نہ چل پھر سکتا ہے نہ اڑنے کی اس میں طاقت ہے - بلکہ اسلام اس کو کہتے ہیں - کہ انسان باوجود ہیبت ناک نظارے دیکھنے اور اس امر کا یقین ہونے کے کہ اس مقام پر کھڑا ہونا ہی گویا جان کو خطرہ میں ڈالنا ہو - پھر بھی خدا کی راہ میں سر ڈالدے اور خدا کی راہ میں اپنے کسی نقصان کی پرواہ نہ کرے - جنگ کے موقعہ پر سپاہی جانتا ہے - کہ میں موت کے منہ میں جا رہا ہوں - اور اسے بظاہر زندہ پھرنے کے مرنا یقینی نظر آتا ہے - مگر باوجود اس کے وہ اپنے افسر کی فرمانبرداری اور وفاداری کر کے آگے ہی بڑھتا ہے اور کسی خطرہ کی پرواہ نہیں کرتا - اسکا نام اسلام ہے -

غرض ایک فقرہ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) میں تو اللہ تعالی نے توحید سکھائی ہے اور دوسرے (مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ) میں یہ سکھایا کہ اس توحید پر سچے اور زندہ ایمان کا ثبوت اپنے اس فعل سے دو اور خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈالدو اس بات کو توجہ سے سننا چاہیئے :-

مسلمانوں کیواسطے یہ ایک مفید مسئلہ ہے - صرف اس بات پر راضی نہ ہونا چاہیئے - کہ ہم مسلمان ہیں - یا ظاہری نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں خطرناک مشکلات میں ثابت قدم رہنا اور قدم آگے ہی آگے اٹھانا اور خدا کی امتحان میں پاس ہو جانا سچے اور حقیقی ایمان کی دلیل ہے - مشکلات کا آنا اور ابتلاؤں کا آنا مومن پر ضروری ہے تا ظاہر ہو - کہ کون سچا مومن اور کون صرف زبانی ایمان کا مدعی ہے - اللہ تعالے فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ -

مسلمانوں کے صدر اول نے عمل سے ثابت کیا تھا کہ واقعی انہوں نے اپنی زندگیاں اللہ کے دین کی خدمت کیواسطے وقف کر دی تھیں - کوئی دین ترقی نہیں کر سکتا - جب تک خدا کے احکام کو دنیا کے کل کاموں پر مقدم نہ کیا جاوے - معمولی نماز روزے زکواۃ وغیرہ اعمال تو کرتے کرتے آخر عادت میں داخل ہو جاتے ہیں - مثنوی رومی میں ایک شعر میں یہ مضمون خوب ادا کیا گیا ہے کہ

ہم اپنے کوٹھے میں غلہ بھرتے رہتے ہیں مگر وہ بھرتے بھرتے ہیں - مگر وہ بھرنے میں نہیں آتا - جب دیکھو خالی ہی خالی نظر آتا ہے - آخر کوئی چوہا تو ہے جو اس کوٹھے کو لگا ہوا ہے - اسکا اناج کھائے جاتا ہے اور اسے خالی کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے - ہم بھرتے ہیں - وہ خالی کرتا ہے آخر کار دروازہ کھول کر دیکھا - تو واقعی ایک چوہا تھا - کہ اس غلہ کو کھا جایا کرتا تھا "

پس انسان کو اپنے اعمال پر ہی راضی نہ ہونا چاہیئے بعض بدیوں سے بعض اعمال حبط بھی ہو جاتے ہیں - ریاکاری بھی حبط اعمال کے واسطے ایک خطرناک کیڑا ہے - مثلاً ایک مجلس چندہ ہوتا ہے - ایک شخص اٹھتا ہے میرا یا فلاں نام بھی لکھا جاوے - اب صرف دکھاوے اور واہ واہ کی آواز کے واسطے یا نام پیدا کرنے کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اس کا اجر اس نے پالیا - عند اللہ اس کے واسطے کوئی اجر نہ ہوگا - اس موقعہ پر مجھے

ایک نقل تذکرۃ الاولیاء کی یاد آگئی ہے

لکھا ہے - کہ ایک بزرگ تھے - ان کو دس ہزار روپیہ کی سخت ضرورت پیش آگئی - انہوں نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا - تو ایک شخص نے دس ہزار روپیہ کی تھیلی ان کے آگے لا رکھی - اب وہ بزرگ لگے اس شخص کی تعریف کرنے اور ایک گھنٹہ تک برابر اس کی تعریف کی - آخر وہ شخص جس نے روپیہ دیا تھا - مجلس میں سے اٹھ کھڑا ہوا - اور گھر سے واپس لوٹ کر عرض کی - کہ مجھے تو سخت بھول ہوئی - اصل میں وہ روپیہ تو میری ماں کا تھا - اور میں اس کا روپیہ خود بخود دینے کا مختار نہ تھا - روپیہ مجھے دیا جاوے - اب لگی اس کو بجائے تعریف کے لعن طعن ہونے اور لوگ کہنے لگے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بناوٹ کی ہے - بہانہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ - [illegible] گذر گیا - اور رات کی سنسان گھڑیاں [illegible] وہی شخص وہی روپیہ لیکر آن بزرگ کے مکان پر پہنچا [illegible] روپیہ پیش کر کے عرض کی کہ [illegible]

روپیہ اللہ کے واسطے دیا تھا
نہ کہ تعریف سننے کے واسطے

اب آپ کو قسم ہے خدا کی کہ آپ اس روپیہ کا کسی سے ذکر نہ کریں - یہ سن کر وہ بزرگ رو پڑے - اس خیال سے - کہ اب تک یہ شخص گا لوگ اسے گالیاں دیں گے طعن و تشنیع کریں گے - ملامت کیا ہی کریں گے - ان کو اس حقیقت کی کیا خبر!

غرض نیک کام میں ریاکاری کا ذرہ بھی رہ جائے تو ضائع جاتا ہے - اس کی وہی مثال ہے جیسے ایک اعلیٰ اور عمدہ کھانے میں کتا منہ ڈال دے - آجکل یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے - اور اکثر امور میں ریاکاری کی ملونی ساتھ ہوتی ہے - پس اعمال میں یہ ملونی ہی نہ ہونی چاہیئے - اصل میں انسان ایک حد تک معذور بھی ہے کہ ملونی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے - کیونکہ مکمل تو ہے نہیں - جب تک اسے نفس مطمئنہ حاصل نہ ہو جاوے اور کسی کی لعن طعن کی پرواہ نہ کرے - اس کے اعمال میں ایسا اخلاص ہو جائے - تعریف کرنے والا - اور گالی دینے والا - اور حقارت سے دیکھنے والا اس کی نظر میں یکساں ہو جاویں - اور یہ دونوں کو برابر جانے مردے کی طرح جانے جو نہ کچھ اس کا بگاڑ سکتا ہے اور نہ سنوار -

اس وقت سِرّ اور علانیہ پر بحث نہیں کرتا بلکہ نفس ملونی کا ذکر کرتا ہوں - میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ خفیہ ہی خیرات کرو - اور علانیہ نہ کرو - نیک نیتی کے ساتھ ہر کام میں ثواب ہوتا ہے ایک نیک طبع انسان ایک کام میں سبقت کرتا ہے - اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی [illegible] شریک [illegible] - اسی طرح [illegible]

[illegible]

کام اس نیت سے کرنا کہ دوسروں کو بھی ترغیب و تحریص ہو بڑا ثواب ہے :-

شریعت اسلام میں بڑے بڑے باریک امور ایسے ہیں تا کہ اخلاص کی قوت پیدا ہو جاوے - اخلاص ایک موت ہے جو مخلص کو اپنے نفس پر وارد کرنی پڑتی ہے - جو شخص دیکھے کہ علانیہ خرچ کرنے اور خیرات دینے یا چندوں میں شامل ہونے سے اس کے نفس کو مزہ آتا ہے اور ریا پیدا ہوتا ہے - تو اس کو چاہیئے کہ ریا سے دستبردار ہو جائے اور بجائے علانیہ خرچ کرنے کے خفیہ طور سے خرچ کرے - اور ایسا کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو - پھر خدا قادر ہے کہ نیک کر اس کی نیکی اور پاک تبدیلی کو ہو جا [illegible] - اس کو کوئی سو برس کی ضرورت نہیں - اخلاص [illegible] ہے :-

[illegible] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑھیا کو بلا ناغہ حلوا کھلایا کرتے تھے - اور ان کے عمل کی کسی کو خبر نہ تھی - [illegible] بڑھیا کو حلوا نہ پہنچا اس نے اس سے یقین کر لیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] - [illegible] کہ آپ رضی اللہ عنہ [illegible] بڑھیا کی خدمت کیا کرتے تھے - [illegible] حلوا نہ پہنچنے سے اس کو یقین ہوگیا کہ آپ وفات پا گئے - یعنی اس بڑھیا [illegible] کہ آپ زندہ ہوں اور اس کو حلوا نہ پہنچے یہ ممکن ہی نہ تھا -

غرض یہ ہے اخلاص اور یہ [illegible] خدا کی راہ میں نیک نیتی کے اعمال :-

اخلاص [illegible] کے فتح [illegible]

[illegible] لوگ دنیا پر غالب آگئے تھے صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا - اب نہ پیشانیوں میں نور اور نہ روحانیت ہے اور نہ معرفت کا کوئی حصہ - خدا ظالم نہیں ہے - اصل بات یہی ہے کہ ان کے دلوں میں اخلاص نہیں صرف ظاہری اعمال ہیں جو رسم اور عادت کے رنگ میں [illegible] - کچھ نہیں ہوتا - اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز کی [illegible] ذکر آیا ہے - [illegible] نمازیوں سے کوئی پوچھے [illegible] - پچاس پچاس برس سے نمازی ہیں [illegible] نماز کا مطالبہ اور حقیقت پوچھو تو [illegible] ہوں گے - حالانکہ تمام دنیوی [illegible] [illegible]

[illegible]

پنجابی میں - انگریزی میں - جو جس کی زبان ہو اسی میں دعا کرے - مگر ہاں یہ ضروری ہے - کہ خدا کے کلام کو اسی طرح پڑھو - اور معنے سمجھنے کی کوشش کرو - اسی طرح ماثورہ دعاؤں کا بھی اسی زبان میں التزام رکھو - قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد جو چاہو خدا سے مانگو - اور جس زبان میں چاہو مانگو - وہ سب زبانیں جانتا ہے - سنتا ہے اور قبول کرتا ہے :-

اگر تم اپنی نماز کو با حلاوت اور پر ذوق بنانا چاہتے ہو تو ضرور ہے کہ اپنی زبان میں کچھ نہ کچھ دعائیں کیا کرو - مگر اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ نماز میں تو ٹکریں مار کر پوری کر لی جاتی ہیں - پھر لگتے ہیں دعائیں کرنے - نماز تو ناحق کا ایک ٹیکس ہوتا ہے - اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد میں ہوتا ہے - یہ نہیں سمجھتے کہ نماز خود دعا کا نام ہے - جو بڑے عجز - انکسار - خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے - بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے - خدا کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے -

نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں - بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود خدا نے لعنت اور ویل بھیجا ہے - چہ جائیکہ ان کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو - ویل للمصلین خود خدا نے فرمایا ہے - یہ ان نمازیوں کے حق میں ہے - جو نماز کی حقیقت سے اور اس کے مطالب سے بے خبر ہیں - صحابہ رضی اللہ عنہم تو خود عربی زبان رکھتے تھے - اور اس کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس کے معانی سمجھیں - اور اپنی نماز میں اس طرح حلاوت پیدا کریں - مگر ان لوگوں نے تو ایسا سمجھ لیا ہے - جیسے کہ دوسرا نبی آگیا ہے - اور اس نے گویا نماز کو منسوخ کر دیا ہے :-

دیکھو خدا کا اس میں فائدہ نہیں بلکہ خود انسان ہی اس میں فائدہ ہے کہ اس کو خدا کی حضوری کا موقعہ دیا جاتا ہے - اور عرض معروض کرنے کی عزت عطا کی جاتی ہے - جس سے یہ بہت سی مشکلات سے نجات پا سکتا ہے - میں حیران ہوں کہ وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں - جنکا دن بھی گذر جاتا ہے اور رات بھی گذر جاتی ہے - مگر وہ نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے - یاد رکھو کہ ایسا انسان آج بھی ہلاک ہوا اور کل بھی -

میں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں کاش لوگوں کے دلوں پر پڑ جاوے - دیکھو عمر گذری جا رہی ہے غفلت کو چھوڑ دو - اور تضرع اختیار کرو - اکیلے ہو ہو کر خدا سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے - اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جاوے :-

انسان کے واسطے ترقی کرنے کے دو ہی طریق ہیں

اول تو انسان شرعی [illegible] یعنی نماز روزہ زکوٰۃ اور حج وغیرہ [illegible] شریعت کی [illegible] جو کہ خدا کے حکم کے موجب خود بجا لاتا ہے - مگر یہ امور چونکہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتے ہیں - اس لئے کبھی ان [illegible] سستی اور تساہل بھی کر [illegible] انسان آسانی اور آرام کی صورت بھی پیدا کر لیتا ہے - [illegible]

طریق ہے۔ جو براہ راست خدا کیطرف سے انسان پر وارد ہوتا ہے۔ اور یہی انسان کی اصلی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ تکالیف شرعیہ میں انسان کوئی نہ کوئی راہ بچاؤ یا آرام کی نکال ہی لیتا ہے۔ دیکھو کسی کے ہاتھ میں تازیانہ دے کر اگر اُسے کہا جاوے کہ اپنے بدن پر مارو۔ تو شاذ و نادر کی بات ہو۔ کہ آخر اپنے بدن کی محبت لیس آ ہی جاتی ہے۔ کون ہے جو اپنے آپ کو دکھ میں ڈالنا چاہتا ہے؟۔

اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے انسانی تکمیل کیواسطے ایک دوسری راہ رکھدی۔ اور فرمایا ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصٰبرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم آزماتے رہیں گے تم کو کبھی کسی قدر خوف بھیجکر۔ کبھی فاقہ سے۔ کبھی مال جان اور پھلوں پر نقصان وارد کرنے سے۔ مگر ان مصائب شدائد اور فقر و فاقہ پر صبر کرکے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے والوں کو بشارت دیدو کہ ان کے واسطے بڑے بڑے اجر خدا کی رحمتیں اور اس کے خاص انعامات مقرر ہیں۔“

دیکھو ایک کسان کس محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کرکے زمین کو درست کرتا پھر تخم ریزی کرتا۔ آبپاشی کے مشکلات جھیلتا ہے۔ آخر جب طرح طرح کے مشکلات محنتوں اور حفاظتوں کے بعد کھیتی تیار ہوتی ہے تو بعض اوقات خدا کی باریک در باریک حکمتوں سے ژالہ باری ہو جاتی یا کبھی خشک سالی ہی کیوجہ سے کھیتی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ایک مثال ہے ان مشکلات کی جنکا نام

تکالیف قضا و قدر ہے

ایسی حالت میں مسلمانوں کو جو پاک تعلیم دی گئی ہے۔ وہ کیسی رضا بالقضا کا سچا نمونہ اور سبق ہے۔ اور یہ بھی صرف مسلمانوں ہی کا حصہ ہے۔ آریہ جو کہ روح اور ذرات کو غیر مخلوق اور خدا کیطرح ازلی ابدی مانتے ہیں کیونکر انا للہ کہہ سکتے ہیں اور یہ توفیق ان کو کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟۔

غرض تکالیف دو ہی قسم کی ہیں۔ ایک حصہ تو وہ ہے جو احکام پر مشتمل ہے۔ جن میں نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج وغیرہ داخل ہیں۔ ان میں کسی قدر عذر اور حیلے وغیرہ کی بھی گنجایش ہے۔ اور جب تک پورا اخلاص اور کامل یقین نہ ہو۔ انسان ان سے کسی نہ کسی قدر بچنے کی یا آرام کی صورت پیدا کرنیکی کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لیتا ہے۔ پس اس طرح کی کسر جو انسانی کمزوری کیوجہ سے رہ گئی ہو۔ اس کسر کے پورا کرنے کیواسطے اللہ تعالےٰ نے ”تکالیف قضاء و قدر“ رکھدی ہیں۔ تاکہ انسانی فطرت کی کمزوری کیوجہ سے جو کمی رہ گئی ہو۔ خدا کے فضل کے ہاتھ سے پوری ہو جاوے۔“

تکالیف قضا و قدر کا نام آریہ لوگ پہلی جون کا پھل رکھتے ہیں۔ مگر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر تمہارے جپ تپ کس مرض کی دوا ہیں۔ اگر آسمانی تکالیف تمہارے پہلے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ تو کیوں ایک اور عذاب جپ تپ کی مصیبت میں پڑ کر اپنے واسطے پیدا کرتے ہو؟

غرض یہ دونوں سلسلے کہ کبھی انسان تکالیف شرعیہ کی پابندی کرکے اپنے ہاتھوں اور کبھی قضا و قدر کے آگے گردن جھکا دیتا ہے۔ اس واسطے ہیں کہ انسان کی تکمیل ہو جاوے۔ اسی کیطرف اشارہ کرکے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ۔ یعنی اسلام کیا ہے؟ یہی کہ اللہ کی راہ میں اس کی رضا کے حصول کے واسطے

گردن ڈال دینا

ابتلاؤں کا ہیبت ناک نظارہ لڑائی میں ننگی تلواروں کی چمک اور گھٹا ٹوپ کی طرح آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ جان جانے کا اندیشہ ہے۔ مگر کسی بات کی پرواہ نہ کرکے خدا کے واسطے سب کچھ اپنے نفس پر وارد کر لینا یہ ہے اسلام کی تعلیم کی۔۔۔۔

۔۔۔۔لب لباب:۔

دوسرا حصہ تعلق اللہ اور حق العباد کے متعلق ہے، اس کے متعلق قرآنی تعلیم یوں بیان ہوئی۔ کہ ان اللہ یامر کم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ پہلے فرمایا کہ عدل کرو پھر اس سے بھی آگے بڑھکر فرمایا۔ احسان کا بھی تم کو خدا نے حکم فرمایا ہے۔ یعنے صرف اسی سے نیکی نہ کرو۔ جس نے تم سے نیکی کی ہو۔ بلکہ احسان کے طور پر بھی جو کہ کوئی حق نہ رکھتا ہو۔ کہ اس سے نیکی کی جاوے۔ اس سے بھی نیکی کرو۔ مگر احسان میں ایک قسم کا باریک نقص اور مخفی نقصان اس شخص سے رہ جاتا ہے۔ جس سے احسان کیا گیا ہے۔ کیونکہ کبھی کسی موقعہ پر اس سے کوئی حرکت سرزد ہو جاتی ہے۔ جو اس محسن کے خلاف طبیعت ہو۔ یا نافرمانی کر بیٹھے تو محسن ناراض ہو کر اس کو احسان فراموش یا نمک حرام وغیرہ کہدے گا۔ اور اگرچہ وہ شخص اس بات کو دبانے کی کوشش بھی کریگا۔ مگر پھر اس میں ایک ایسا مخفی اور باریک رنگ میں نقص باقی رہ جاتا ہے ۔۔۔ ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ اسی واسطے اس نقص ۔۔۔ کے واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ احسان سے بھی آگے بڑھو۔ اور ترقی کرکے ایسی نیکی کرو۔ کہ وہ ایتاء ذی القربیٰ کے رنگ میں رنگین ہو۔ یعنے جسطرح سے ایک ماں اپنے بچے سے نیکی کرتی ہے۔ ماں کی اپنے بچے سے محبت ایک طبعی اور فطری تقاضا پر مبنی ہے۔ نہ کسی طمع پر۔ دیکھو بعض اوقات ایک ماں ۶۰ برس کی بڑھیا ہوتی ہے۔ اس کو کوئی توقع خدمت کی اپنے بچے سے نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کو کہاں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ میں اس کے جوان اور لائق ہونے تک زندہ بھی رہوں گی۔

غرض ایک ماں کا اپنے بچے سے محبت کرنا بلا کسی خدمت یا طمع کے خیال کے فطرت انسانی میں رکھا گیا ہے۔ ماں خود اپنی جان پر دکھ برداشت کرتی ہے مگر بچے کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ خود گیلی جگہ لیٹتی ہے اور اُسے خشک حصہ بستر پر جگہ دیتی ہے۔ بچہ بیمار ہو جاوے تو راتوں جاگتی اور طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتی ہے۔ اب بتاؤ کہ ماں جو کچھ اپنے بچے کے واسطے کرتی ہے۔ اس میں تصنع اور بناوٹ کا کوئی بھی شبہہ پایا جاتا ہے؟

یہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ احسان کے درجے سے بھی آگے بڑھو۔ اور ایتاء ذی القربیٰ کے مرتبہ تک ترقی کرو۔ اور خلق اللہ سے بغیر کسی اجر یا نفع و خدمت کے خیال سے طبعی اور فطری جوش سے نیکی کرو۔ تمہاری خلق اللہ سے ایسی نیکی ہو کہ اس میں تصنع اور بناوٹ ہرگز نہ ہو۔ ایکدوسرے موقعہ پر یوں فرمایا ہے۔ کہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا۔ یہ خدا رسیدہ اور کامل ترقیات پر پہنچے ہوئے انسان کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ اس کی نیکی خالصاً للہ ہوتی ہے۔ اور اس کے دل میں بھی یہ خیال نہیں ہوتا۔ کہ اس کے واسطے دعا کی جاوے یا اس کا شکریہ ادا کیا جاوے۔ نیکی محض اس جوش کے تقاضا سے کرتا ہے۔ جو ہمدردی بنی نوع کیواسطے اس کے دل میں رکھا گیا ہے۔ ایسی پاک تعلیم نہ ہم نے

توریت میں دیکھی ہے نہ انجیل میں ورق ورق کرکے ہم نے پڑھا ہے۔ مگر ایسی پاک اور کمل کا نام و نشان نہیں۔

اس وقت دنیا میں تاریکی بہت پھیلی ہوئی ہے۔ خدا کی کتاب پر عمل کرنیکے واسطے جو قوت درکار ہے۔ اس میں بہت کمزوری ہے۔ خدا کی یہ قدیم سے عادت چلی آئی ہے۔ کہ جب دنیا میں گناہ کی ظلمت پھیل جاتی ہے۔ لوگ زندگی کے اصلی مقصد سے دور جا پڑے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالےٰ خود اپنی طرف سے ایمانوں کو تازہ کرنے کیواسطے انتظام کرتا ہے اور مصلح اور مجدد مبعوث کرتا ہے۔ ۔۔۔ اس وقت کچھ نہیں کر سکتے۔ خدا کے مقرر کردہ لوگوں ہی کا یہ منصب ہوتا ہے۔ کہ دلوں پر قابو پاکر ان میں پاک زندگی پیدا کر جاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے روحانی اصلاح کے لئے مقرر ہو ہوکر لوگ چراغ کیطرح ہوتے ہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف میں آپ کا نام

داعیاً الی اللہ وسراجاً منیراً

آیا ہے۔ دیکھو کسی اندھیرے مکان میں جہاں سو پچاس آدمی ہوں۔ اگر ان میں سے ایک کے پاس روشن ہو تو سب کو اسکی طرف رغبت ہوگی۔ اور چراغ ظلمت کو پاش پاش کرکے اوجالا اور نور کردے گا۔“

اس جگہ آپ کا نام چراغ رکھنے میں ایک اور باریک حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہو سکتے ہیں

اور اس میں کوئی نقص بھی نہیں آتا۔ چاند سورج میں یہ بات نہیں۔ اس سے مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کرنے سے ہزاروں لاکھوں انسان اس مرتبہ پر پہنچیں گے۔ اور آپ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اور جاری ہوگا۔

غرض یہ سنت اللہ ہے کہ ظلمت کی انتہا کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض صفات کی وجہ سے کسی انسان کو اپنی طرف سے علم اور معرفت دیکر بھیجتا ہے۔ اور اس کلام میں تاثیر اور اسکی توجہ میں جذب اور اسکی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ مگر وہ انہی کو جذب کرتے ہیں اور انہی پر ان کی تاثیرات اثر کرتی ہیں جو اس انتخاب کے لائق ہوتے ہیں دیکھو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام

سراجاً منیراً

ہے۔ مگر ابو جہل نے کہاں قبول کیا؟ ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

جسطرح بارش آسمانی سے زمینیں اپنی اپنی استعداد کے موافق روئیدگی پیدا کرتی ہیں۔ کہیں خس و خاشاک اور کہیں گلاب کے پھول۔ بعینہ یہی حال روحانی بارش کیوقت الٰہی روحانیت کا ہے۔ عادت اللہ اسی طرح پر ہے کوئی نرالی بات نہیں۔ آدم سے لیکر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ وحی جاری رہا۔ بعد میں اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ تجدید دین کے واسطے مجدد پیدا کرے گا۔

تجدید کہتے ہیں ایک کپڑا جو کہ میل کچیل سے آلودہ ہوگیا ہو۔ اس کو دھو کر صاف کر لیا جاوے۔ اسی طرح جب دین میں ایک زمانہ گذرنے کے بعد عقاید اور اعمال میں طرح طرح کے گند داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ایمان کی بنا صرف پرانے قصہ کہانیوں پر ہی رہ جاتی ہے۔ اور قصوں کے سوائے کچھ ہاتھ میں نہیں رہتا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ایسی حالت میں اسلام کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ وعدہ دیا ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص بھیجتا رہیگا۔ جو تجدید دین کیا کریں گے مگر چودھویں صدی کا سر اتو بجائے خود ۲۹ برس بھی گذر گئے۔ آئینو الاحسب وعدہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عین وقت پر آگیا۔ مگر یہ لوگ اب تک بھی شک میں ہیں۔ اور مجھ پر خواہ مخواہ جھوٹ اور تہمت سے الزام لگاتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ میں پیغمبروں کو گالیاں دیتا ہوں۔ مگر کیسا ہی خبیث اور ملعون ہے وہ شخص جو کہ برگزیدہ بندوں کا انکار کرے یا ان کی کسی طرح سے اپنے قول سے یا فعل سے توہین کرے۔

یہ بھی مجھپر الزام لگایا گیا ہے کہ میں معجزات سے منکر ہوں۔ حالانکہ میرا ایمان ہے کہ بغیر معجزات کے زندہ ایمان ہی نصیب نہیں ہوسکتا۔ عقل انسان کا کہاں تک ساتھ دے سکتی ہے اور اس کی مدد سے وہ کہانتک ترقی کرسکتا ہے؟ خدا زندہ موجود ہے اور جسطرح اس نے پہلے کام کئے ہیں۔ اب بھی ضرور ہے۔ کہ اسی طرح کرے۔ کیا وجہ کہ پہلے معجزات اور خوارق پر ایمان لایا جاتا ہے اور گذشتہ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ کیا اب خدا بڈھا ہوگیا ہے؟ یا خدا کی قوت گویائی جاتی رہی ہے؟ یا اس کی قوت، نصرت اور قدرت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے؟

حال کے فلسفہ والے ان باتوں کو نہیں مانتے مگر میں خود اس میں **صاحب تجربہ** ہوں۔ جسطرح پہلے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ اب بھی ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح خدا اپنے خاص بندوں کی تائید اور نصرت کرتا ہے۔ اور اسی طرح وحی اور الہام سے ان کی تائید کرتا ہے۔ اگر تمہارے اعتقاد کے موافق مان لیا جاوے کہ اب کوئی سلسلہ وحی و الہام نہیں رہا اور وہ مردہ ہوگیا ہے تو [illegible] سے کیا امید رکھ سکتے ہو؟ کیا مردہ [illegible] زندہ کرسکتا ہے؟ اور اندھا اندھے کی [illegible] ہے؟

میں سچ کہتا ہوں۔ کہ خدا اسی طرح زندہ ہے جس طرح آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ تھا۔ خدا نے تمہیں ایک [illegible] مقام پر پہنچانیکا وعدہ کیا تھا۔ کیا اب وہ تمہیں رستہ میں ہی چھوڑ دیگا؟ مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ مثلاً ایک اندھے سے کسی نے وعدہ کیا کہ تمہیں مدراس یا کلکتہ تک پہنچا دینگے۔ مگر جب وہ نصف راستہ میں پہنچا تو اس کو چھوڑ دیا۔ اب نہ وہ ادھر کا نہ ادھر کا۔ کیا یہ [illegible] ہے؟ اور ظلم نہیں؟

ہم خدا پر ایسا الزام نہیں لگا سکتے

کہ اس نے [illegible] تو کیا کہ [illegible] اور مجددین کا سلسلہ جاری [illegible] مگر ایک خاص وقت کے بعد اس نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ سورہ نور میں آیت استخلاف کو غور سے پڑھکر دیکھو۔ تو [illegible] اسی وعدہ کے موافق آیا ہوں اور اسی واسطے موعود کہلاتا ہوں۔ یہ نہیں کہ **اتفاقی** طور پر یونہی مسیح آگیا ہو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کو علم تھا۔ کہ آخری زمانہ میں امت بگڑ جائے گی۔ اور جسطرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہود کی حالت تھی۔ وہی حالت مسلمانوں کی موعود مسیح محمدی کے زمانہ میں ہو جائیگی۔ غیر المغضوب علیہم و لا الضالین۔ میں اسی کی طرف تو اشارہ ہے۔ خود مسلمانوں سے پوچھ لو۔ کہ آخری زمانہ کے مسلمانوں اور علماء کا کیا حال لکھا ہے۔ یہی کہ لکھا ہے کہ ایسے ہو جاویں گے کہ قرآن پڑھیں گے۔ مگر قرآن حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ایمان صرف زبان پر ہی ہوگا اب صاف ہے کہ ایسے وقت میں ان کی اصلاح کیلئے جو شخص آویگا۔ وہ بھی مناسب حال ہی آویگا۔ اور ضرورت اور کام کے لحاظ سے اسکا نام بھی **مسیح** ہوگا:۔ کیا یہ ظاہر نہیں کہ دین مر گیا تو پھر جب کسی آدمی کا عزیز دوست حقیقی [illegible] بلی ہی مرجائے تو اسے رنج ہوتا ہے۔ اور افسوس آتا ہے تو کیا وجہ کہ دین کی موت کا کسی رنج نہیں۔ اور کسی کے دل میں ماتم نہیں نظر آیا؟!

یہ بھی مجھپر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ میں **نبوت** کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اور کہ میں نے نیا دین بنا لیا ہے۔ یا میں کسی الگ قبلہ کی فکر میں ہوں۔ نماز میں نے الگ بنالی ہے۔ یا قرآن کو منسوخ کرکے اور قرآن بنا لیا ہے۔ سو اس تہمت کے جواب میں میں بجز اس کے کہ:۔

لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

کہوں اور کیا کہوں۔ میرا دعوےٰ صرف یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ اور میں اس امر کا اخفا نہیں کرسکتا۔ کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور کثرت سے ہوتا ہے اسی کا نام **نبوّت** ہے۔ مگر حقیقی نبوت نہیں نبأ عربی لفظ ہے۔ جس کے معنے ہیں خبر کے اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پاکر خلق خدا پر ظاہر کریگا۔ اس کو عربی میں نبی کہیں گے۔ میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر کوئی دعوےٰ نہیں کرتا۔ یہ تو نزاع لفظی ہے کثرت مکالمہ مخاطبہ کو دوسرے الفاظ میں نبوت کہا جاتا ہے:۔

دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ:۔

قولوا انہ خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبی بعدہ

اس امر کی صراحت کرتا ہے۔ نبوت اگر اسلام میں موقوف ہو چکی ہے تو یقیناً جانو کہ اسلام بھی مر گیا۔ اور پھر کوئی امتیازی نشان بھی نہیں ہے۔ ایک باغ جسکو اس کے مالی اور باغبان نے چھوڑ دیا۔ اسے پانی دیا۔ اس کی آبپاشی کی اس کو فکر نہیں تو نتیجہ ظاہر ہے کہ چند سال بعد وہ باغ خشک ہو کر بے ثمر ہو جائیگا۔ اور آخر کار لکڑیاں جلانے کے کام میں لائی جاویں گی۔ اصل میں ان کی اور ہماری تو

نزاع لفظی ہے

مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ مجدد صاحب بھی اس کے قایل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں۔ اچھا میں پوچھتا ہوں کہ ایک شخص خدا سے خبر پاکر دنیا پر ظاہر کرے۔ تو اس کا نام آپ لوگ عربی زبان میں بجز نبی کے اور کیا تجویز کرتے ہیں؟ عجیب بات ہے کہ اسی لفظ کے مفہوم کو اگر اردو میں یا پنجابی میں بیان کیا جاوے تو مان لیتے ہیں اور اگر عربی میں پیش کریں۔ تو نفرت اور انکار کرتے ہیں۔ یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟۔

اب صرف یہی بات باقی ہے۔ جسے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے شاید اس تہذیب اور تعلیم یافتہ گروہ کو بھی اس امر میں دھوکا اور ہم سے بدظن کرنے کی کوشش کی ہو لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں پر ظاہر کردوں کہ:۔ خدا نے مجھے تجدید دین کیواسطے تائید اور نصرت

کیساتہ تازہ نشانات دیکر بھیجا ہے تا دین کو تازہ کردیا جاوے آپ یقیناً سمجھیں کہ اگر خدا نے مجھے نہ بھیجا ہوتا۔ تو یہ دین بھی اور دینوں کیطرح صرف قصے کہانیوں میں ہی محدود ہو جاتا۔ خدا سے آبوالابود نہیں کیا جاتا۔ انجام کار خدا اس کی سر سبزی دنیا پر ظاہر کر دیتا ہے :-

ان لوگوں نے میری توہین کے واسطے جھوٹ سے تہمت سے افترا سے اور طرح طرح کے حیلوں سے کام کیا ہے۔ اور ہماری ترقی کو روکنے کیواسطے ہم سے لوگوں کو بدظن کرنے کیواسطے سخت سے سخت کوششیں کی ہیں۔ مگر خدا کی قدرت بایں ہمہ ہماری ترقی ہی ہوتی گئی۔ اور ہو رہی ہے۔ حتیٰ کہ اب چار لاکھ سے بھی زیادہ لوگ ہماری جماعت کے مختلف ممالک میں موجود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ سمجھدار لوگ جب سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہی راہ دشمن پر غلبہ پا سکتی ہے تو پھر وہ اس پر سچے دل سے قائم ہو جاتے ہیں :-

اب ہمیں بتائیں کہ جن کا مذہب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ مرے نہیں۔ بلکہ زندہ ہیں۔ اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاکر مدینہ میں مدفون ہیں۔ بتایئے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر کیسا حملہ کیا ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ وہی اسرائیلی نبی پھر دنیا میں آکر امت محمدیہ کی اصلاح اور تجدید دین کرے گا۔ اب فرمایئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ایک اسرائیلی نبی آگیا۔ تو پھر آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسطرح خاتم النبیین رہے ؟۔ اس اعتقاد سے تو خاتم النبیین حضرت عیسیٰ ہوئے۔ نہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاشا وکلا۔ عیسیٰ تو خود براہ راست خدا کے نبی تھے۔ کیا ان کی پہلی شریعت اور نبوت منسوخ ہو جاوے گی؟ جب سورہ نور میں ہمیں صاف الفاظ میں وعدہ مل چکا ہے کہ جو آویگا تم میں سے ہی آویگا۔ تمہارے غیر کو قدم رکھنے کی گنجایش اب نہیں رہی۔ اور بخاری میں بھی جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے امامکم منکم موجود ہے اور پھر جب کہ ان کی وفات بھی صراحت سے قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے تو کیوں ایسا اعتقاد رکھا جاتا ہے۔ جو کہ سراسر قرآن مجید اور آں حضرت م کے خلاف ایک عقیدہ ہے۔ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو معراج کی رات میں وفات شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔ اگر وہ زندہ تھے تو ان کے واسطے الگ کوئی مکان تجویز ہونا چاہیئے تھا۔ نہ کہ مردوں میں زندہ کو مردہ سے کیا تعلق اور کیا واسطہ غرض خدا نے قول سے اور آن حضرت م نے اپنے فعل سے ثابت کردیا۔ کہ وہ وفات پا چکے۔ اب فماذا بعد الحق الا الضلال :-

مسلمان کہلا کر قرآن اور قول رسول م کو قبول نہیں کرتے تو نہ کریں۔ انکا اختیار ہے۔ میری تکذیب نہیں کرتے بلکہ اس کی جسکی طرف سے میں آیا ہوں۔ اور اس کی جسکا میں غلام ہوں تکذیب کرتے ہیں۔ میں کیا اور میری تکذیب کیا۔ بلکہ وہ تو حضرت کی تکذیب کرتے ہیں۔

بات تو ایک ہی ہے۔ قرآن میں خلیفہ کے آنیکی نص موجود ہے۔ اور احادیث میں قرب قیامت کے وقت آنیوالے خلیفہ کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ اب ان میں اختلاف کیا ہے۔ ان الزامات کے سوا دوسرے الزام بھی اسی قسم کے بے حقیقت اور ضد اور تعصب کیوجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان سب کا رد مفصلاً ہم نے اپنی کتابوں میں کردیا ہے :-

ان لوگوں کے بعض عقاید تو ایسے ہیں۔ جن سے ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے۔ مثلاً ان لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ

کوئی نبی مس شیطان سے پاک نہیں بجز عیسیٰ علیہ السّلام کے۔

ان کا یہ مسئلہ کیسا قابل شرم ہے۔ ہماری نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل پاکوں کے سردار تو مس شیطان سے (نعوذ باللہ) پاک نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ پاک ہیں۔ کیسا افسوس کا مقام ہے۔ خدا جانے مسلمان کہلا کر ان کو کیا ہوگیا۔ دیکھو خود آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے۔ اور خود مسلمان آریوں اور عیسائیوں کے ہمزبان بنے ہوئے ہیں۔ ہمارا اپنا سب سے پیارا نبی جس کی پیروی ہمارا فخر اور ہمارے واسطے باعث عزت اور موجب نجات ہے۔ اگر وہ وفات پا چکے ہیں۔ تو ہم عیسیٰ کو کیا کریں۔

بس !!!

یہ باتیں ہیں جن پر ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ اور اسلام سے خارج کہا جاتا ہے اور ہم سے سلام علیکم کرنے۔ مصافحہ کرنے ملاقات کرنیوالا بھی کافر کہا جاتا ہے۔ ایسا متعدی کفر ہے اور تمام جماعت ایک کافر دل کا مجموعہ ہے۔ کیسا افسوس آتا ہے کہ جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کے دین کی تجدید اور خدمت کرنے کے واسطے ہر وقت کمربستہ ہے۔ اس کو گندی گالیاں نکالتے ہیں۔ برے برے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ میرے صندوق بھرے پڑے ہیں۔ ان کی گالیوں سے گندے خطوط سے بعض اوقات بیرنگ خطوط محصول ادا کرکے وصول کیا۔ کھول کر دیکھا تو اس میں اول سے آخر تک بے نقط گالیوں کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں۔ اور مولوی کہلا کر جو شرم سے چماروں کیطرح گندی اور فاحش گالیاں نکالتے ہیں۔ کہ انسان کو پڑھتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے :-

ابھی کہتے ہیں کہ اسلام کو کسی کی کیا ضرورت ہے جب کہ قرآن موجود ہے اور مولوی موجود ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ان کے مولوی جو اپنے تئیں دین کے گلہ بان ہیں۔ خود بھیڑیے ہیں۔ اور وہ ریوڑ کیسے خطرہ میں ہے جسکا کوئی گلہ بان نہ ہو۔ اسلام پر اندرونی اور بیرونی حملے ہو رہے ہیں۔ اور مارین کہاں رہا ہے۔ پس ایسے شخص کی ضرورت تھی۔ کہ غلطیاں اور مشکلات دور کرکے پیچیدہ مسایل کو حل کرکے رستہ صاف کرتا۔ اور اسلام کی اصلی روشنی اور سچا نور دوسری قوموں کے سامنے پیش کرتا۔ دیکھو ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ عیسائی لوگ کہتے تھے۔ کہ آں حضرت کی نہ کوئی پیشگوئی ہے نہ معجزہ۔ مگر اب میرے سامنے کوئی نہیں آتا۔ حالانکہ ہم بلاتے ہیں :-

خدا کا یہی ارادہ تھا۔ کہ اس نے اپنے وعدہ کیموافق وقت پر اپنے دین کی خبرگیری اور دستگیری فرمائی ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اسلام کو اس نے دنیا میں قایم کیا۔ قرآن کی تعلیم پھیلائی۔ اور اس کی حفاظت کا بھی وہی خود ذمہ وار ہے۔ جب انسان اپنے لگائے پودے کو التزام سے پانی دیتا ہے تا وہ خشک نہ ہو جائے۔ تو کیا خدا انسان سے بھی گیا گزرا۔ اور لاپرواہ ہے۔ یاد رکھو کہ

اسلام نے جن راہوں سے پہلے ترقی کی تھی اب بھی انہیں راہوں سے ترقی کرے گا!

خشک منطق ایک ڈاکو ہے۔ اس سے اچھا آدمی کے اعتقاد میں خلل آجاتا ہے۔ اور ظاہری فلسفے روحانی فلسفے کے بالکل مخالف ہیں :-

صاحبان یہ امور ہیں [illegible] کی اصلاح کیواسطے میں بھیجا گیا ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ اس مجلس میں سے بعض ایسے بھی لوگ اٹھیں گے۔ کہ ان میں کچھ بھی تبدیلی پیدا نہ ہوئی ہوگی۔ یا ان کے خیالات پر میری ان باتوں کا بھی اثر نہ ہوگا۔ مگر یاد رکھو جو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے۔ وہ مجھ سے نہیں بلکہ اس سے مقابلہ کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر ادنےٰ چپراسی کی ہتک کی جائے اور اس کی بات نہ مانی جاوے۔ تو گورنمنٹ سے ہتک کرنیوالے یا نہ ماننے والے کو سزا ملتی ہے۔ اور بازپرس ہوتی ہے۔ تو پھر خدا کی طرف سے آنیوالے کی بےعزتی کرنا اس کی بات کی پرواہ نہ کرنا کیونکر خالی جا سکتا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میرا سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں۔ تو یونہی بگڑ جائیگا۔ خواہ کوئی اس کی مخالفت کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ خود اللہ تعالے نے فرمایا ہے :- کہ قد خاب من افتری اور ومن اظلم ممن افتری علے اللہ کذبا۔ اور وہ شخص جرات کو ایک بات بناتا اور دن کو لوگوں کو بتاتا۔ اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے ایسا کہا ہے۔ وہ کیونکر بامراد اور بابرگ و بار ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین جب ایک برگزیدہ انسان کے واسطے ایسا زمان ہے تو پھر ادنے انسان کیواسطے تو جھوٹی سی چھری کی ضرورت تھی۔ اور کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا

غیر احمدیوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کا آخری فیصلہ

اس وقت غیر احمدیوں کے متعلق احمدیوں کے فتوے کا سوال عام ہو رہا ہے۔ الحکم میں اس سے پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر ایڈیٹر المنیر جھنگ نے خواجہ صاحب کے ایک فتوے کو شائع کر کے سخت شبہ میں ڈالدیا ہے۔ اور کثرت سے خطوط آ رہے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو بھی اس مضمون پر قلم اٹھانا پڑا۔ جہلم کے سراج الاخبار نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات اور خواجہ صاحب کے فتوے کو بالمقابل رکھکر سوال کیا ہے کہ ان میں سے صحیح کونسا ہے؟ اس کا جواب اصولاً تو خود خواجہ صاحب دیں گے۔ مگر میں ایڈیٹر سراج الاخبار کی بے باکی پر افسوس کرتا ہوں۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ فرمایا ہے وہی صحیح اور حق ہے اور آپ کے صریح ارشاد کے مقابلہ میں کسی شخص کو خواہ کوئی بھی ہو حق افتا حاصل نہیں۔ اور نہ ایسا فتوے احمدی قوم کے لئے حجت ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ہم اپنا امام رکھتے ہیں اسی کا قول فیصل اور ناطق اور حجت ہے۔ خواجہ صاحب اپنی تحریر کے آپ ذمہ دار ہیں۔ جیسا کہ ایڈیٹر الحکم اپنی کسی رائے کا آپ جوابدہ ہے۔

پیسہ اخبار میں جناب خواجہ صاحب کا جو مضمون طبع ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہی بحث چھڑ رہی ہے کہ جب مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر نے حضرت مسیح موعود نے فرما دیا کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ اب کسی کا کیا حق ہے کہ وہ تقدم علے الامام کرے؟ اس لئے اس قسم کے خدشات کو دور کرنے کیواسطے۔ حضرت مسیح موعود کی آخری باتوں کے ضمن میں آپکا آخری فیصلہ اس سوال کے متعلق شائع کر دینا اس نمبر کے حسب حال ہے۔

(۲) یہ غلط فہمی پیدا نہ ہوتی۔ اگر جناب خواجہ صاحب مسٹر فضل حسین صاحب کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکالمہ کو پورا درج کر دیتے اس کو پڑھ کر معلوم ہو جاتا کہ مسٹر فضل حسین صاحب نے بار بار حضرت سے یہ کہلانا چاہا کہ کسی طرح وہ غیر احمدی لوگوں کے متعلق وہ فتوے دیدیں جو آج خواجہ صاحب نے دیا ہے۔ مگر حضرت نے بار بار اس کی تشریح کی۔ امید ہے کہ اس آخری فیصلہ اور فتولے کے بعد اس سوال کو نہ چھیڑا جاویگا۔ میں یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اس بحث کو محض امر حق کے اظہار اور امر بالمعروف سمجھ کر لکھتا ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسے زید و بکر کی دوستی یا دشمنی پر محمول کرتا ہے تو وہ میری نیت پر حملہ کرتا ہے۔ اور اظہار حق اور امر معروف کے مقابلہ میں شخصیت کا غلام ہو کر دلی پیدا ہے۔ سلسلہ حقہ میں ایک ہی شخصیت ہوتی ہے۔ جو مفترض الطاعۃ ہوتی ہے۔ اور وہ امام کی شخصیت ہے اس پر ہم تقدم اور تقول کرنے کی خدا سے پناہ چاہتے ہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے جو بدر مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۴ پر درج ہے۔ اور جسکو جناب خواجہ صاحب نے اپنی تائید میں پیسہ اخبار میں ادھورا نقل کیا ہے۔

ہمارے مخالفوں نے ایکو کسطرح کافر بنایا

پھر اس معزز ملاقات کرنے والے (مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا) نے عرض کیا کہ اگر تمام غیر احمدیوں کو کافر کہا جاوے۔ تو پھر اسلام میں تو کچھ بھی نہیں رہتا۔

فرمایا:۔ ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہکر خود کافر نہ بنجاوے۔ آپ کو شاید معلوم نہ ہو جب میں نے مامور ہونیکا دعوےٰ کیا۔ تو اس کے بعد بٹالہ کے محمد حسین مولوی ابوسعید صاحب نے بڑی محنت سے ایک فتولے تیار کیا۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ شخص کافر ہے دجال ہے۔ ضال ہے۔ اس کا جنازہ نہ پڑھا جاوے۔ جو ان سے السلام علیکم کرے یا مصافحہ یا انہیں مسلمان کہے۔ وہ بھی کافر۔ اب سنو! یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ کافر ہوتا ہے پس اس مسئلہ سے ہم کسطرح انکار کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ خود ہی کہدیں کہ ان حالات کے ماتحت ہمارے لئے کیا راہ ہے۔ ہم نے انپر پہلے کوئی فتولے نہیں دیا۔ اب انہیں کافر کہا جا سکتا ہے۔ تو یہ انہیں کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے ایک شخص نے ہم سے مباہلہ کی درخواست کی۔ ہمنے کہا کہ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔ اس نے جواب لکھا کہ ہم تو تجھے پکا کافر سمجھتے ہیں۔

اس شخص نے عرض کیا کہ وہ آپ کو کافر کہتے ہیں۔ کہیں لیکن اگر آپ نہ کہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ فرمایا جو ہمیں کافر نہیں کہتا۔ ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے! لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے۔ اُسے کافر نہ سمجھیں تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔

اس شخص نے کہا جو کافر نہیں کہتے ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ فرمایا۔ لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین ہم خوب آزما چکے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل منافق ہوتے ہیں۔ ان کا حال یہ ہے واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الیٰ شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون یعنے سامنے تو کہتے ہیں کہ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی مخالفت نہیں۔ مگر جب اپنے لوگوں سے خلوت بالطبع ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ان سے استہزاء کر رہے تھے۔ پس جب تک یہ لوگ ایک اشتہار نہ دیں کہ ہم سلسلہ احمدیہ کے لوگوں کو مومن سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کو کافر کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو میں آج ہی اپنی تمام جماعت کو حکم دیدیتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ ملکر نماز پڑھ لیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں۔ اب ہمیں شریعت سے باہر مجبور نہیں کر سکتے۔ جب اس میں بالاتفاق مسلمہ مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ تو ہم انہیں کسطرح مسلمان کہیں۔ اور ان مکفرین اہل حق کو کافر نہ جانیں۔ ہم کسطرح سمجھیں کہ وہ سچے مسلمان ہیں جب ان کے دلوں پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کی عظمت نہیں حالانکہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے سید و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کا پاس کرے۔ اور جو کچھ انہوں نے فرمایا۔ اسی کے مطابق عقیدہ رکھے۔

اس پر اس شخص نے مکرر وہی کہا۔ آپ نے پھر بالتفصیل سمجھایا کہ دیکھئے اپنے ملاں لوگوں سے پوچھ کر دیکھیں کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں یہ ایسا کافر ہے کہ یہود و نصاریٰ سے بھی اس کا کفر بڑھکر ہے۔ پس جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو جب مخلصی کا پیغام پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا پہلے ان سے یہ تو پوچھو کہ میرا قصور کیا ہے۔ سو آپ صلح سے پہلے تو پوچھئے کہ ہم میں کفر کی کونسی بات ہے ہم تو جو کچھ کرتے ہیں سنتے ہیں سب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت جلال و عزت کا اظہار موجود ہے۔ قرآن مجید میں ہے فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات ہم تو تینوں طبقوں کے لوگوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر ان کو کیا کہیں جو مومنوں کو کافر کہیں۔ جو ہمیں کافر کہیں ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ سمجھیں گے۔ جب تک کہ وہ اپنے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں کہ ہم ان کے مکفرین کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔

آخری الفاظ

وہ الفاظ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ یہ تھے:۔

اے میرے پیارے! اے میرے پیارے!!

اے میرے پیارے اللہ اے میرے پیارے اللہ

آخری نماز جو آپ نے ادا کی

۲۶- مئی کی صبح کو جب فجر کی نماز کی اذان کان میں پڑی تو پوچھا کہ: کیا صبح ہو گئی ہے؟ جواب سُننے پر فجر کی نماز کی نیت باندھی اور ادا کی ✦

آخری تحریر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کی شام کو پیغام صلح کا مضمون ختم کیا۔ اور حالت مرض میں قلم دوات منگا کر کچھ لکھنا چاہا اور کچھ لکھا بھی مگر افسوس ہے۔ وہ پڑھا نہیں گیا ✦ !!!

اطلاع

اس نمبر کے لئے ابھی اس قدر میٹریل میرے پاس موجود ہیں۔ کہ وہ قریباً ۳۲ صفحوں پر آتا۔ مگر اس کے لئے بہت وقت اور خرچ کی ضرورت تھی۔ اس لئے میں نے سرِ دست اسی حالت میں اس نمبر کو شایع کرنا ضروری سمجھا ہے۔ پھر کسی وقت ان مضامین کو انشاء اللہ شایع کر دیا جاویگا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی طبیعت الحمدللہ اب بہت اچھی ہے۔ اگرچہ زخم پورے طور پر مندمل نہیں ہوا۔ تاہم آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء کو خود مسجد اقصٰے میں جمعہ پڑھایا۔ اس موقعہ کی تقریب سے خاص پرچہ شایع کیا۔ جو درج ذیل ہے۔ اور ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب معالج حضرت اقدس کی عملی تحریک پر ایک یادگار صدقہ جاریہ کی صورت میں قائم کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ بعد مشورہ ایک پانی کا نل لگانے کی تجویز ہوئی۔ ایڈیٹر الحکم نے مسجد نور کے نام کی طرح اسکا نام

"چشمہ نور"

تجویز کیا ہے۔ جو احباب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ ہو سکتے ہیں۔ ۲۶ مئی ۱۹۱۱ء کو بھی حضرت نے خطبہ پڑھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲- حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کراچی اور بمبئی کے سفر سے مع الخیر واپس تشریف لائے۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام بھی خیریت سے قادیان آگئی ہیں ✦

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدی قوم کیلئے مژدہ جانفزا

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست
کہ ایں مژدہ آسائش جان ماست

جیسا کہ گذشتہ نمبر الحکم میں اعلان کیا گیا تھا۔ ۲۱ مئی ۱۹۱۱ء کا پرچہ ۲۸ مئی ۱۹۱۱ء کے ساتھ شامل کر کے شایع کرنا تجویز ہوا تھا۔ کیونکہ اس نمبر میں معمول کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کے لحاظ سے۔ ایسے مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ جو حضرت اقدس کی خصوصیتوں کے مظہر ہیں۔ اور یہ ڈبل نمبر غیر معمولی حجم سے بہت بڑا ہے۔

۱۹ مئی ۱۹۱۱ء یوم الجمعہ کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی مسجد جامع میں تشریف لائے اور آپ نے چھ ماہ کے بعد پہلا جمعہ پڑھایا۔ اس خوشی کی تقریب میں میں نے مناسب سمجھا کہ اس مژدہ راحت افزا کو ملک میں فوراً پہلا دوں۔ اس جمعہ کو جو حضرت نے خطبہ پڑھا اُسے شایع کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق (ایڈیٹر)

۱۹ مئی ۱۹۱۱ء کا جمعہ احمدی قوم کے سلسلہ کی تاریخ میں اسی طرح یادگار رہیگا

جس طرح ۱۷- نومبر ۱۹۱۰ء کا جمعہ تھا جس روز حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اپنے سید و مولیٰ آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ماتحت گھوڑے سے گرے۔ اور جس واقعہ نے نہ صرف احمدی قوم کو بلکہ تمام لوگوں کو جو حضرت خلیفۃ المسیح کی نافع الناس شخصیت سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک سخت کرب اور غم میں ڈالدیا۔ یہ تشویش اور بھی بڑھ گئی۔ جب کہ حضرت کی صحت یوماً فیوماً معرض خطرہ میں پڑنے لگی۔ ان حالات کے درمیان پٹیالے کے کانے دجال کی پیشگوئی پر عام طبیعتوں کا متوجہ ہونا کوئی بڑی بات نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالٰی نے ۱۱- جنوری ۱۹۱۱ء کو ملا ڈاکٹر کا کذب ثابت کر دیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو احمدی قوم کی تربیت اور عوام کی فیض رسانی کے لئے زندہ رکھا اور اس کلیہ کو ثابت کر دکھایا اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض غرض یہ سلسلہ علالت کا مختلف رنگوں میں پڑھتا گیا۔ اس کے حالات الحکم میں شایع ہو چکے ہیں۔ یوم جمعہ ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء احمدی قوم کیلئے خصوصاً عید کا دن تھا۔ سنعرف یوم العید والعید اقرب کی وحی کی صداقت دوسرے رنگ میں نظر آتی تھی۔ جمعہ کا دن یوم العید کہلاتا ہے۔ اور ہمارے لئے آج دوہری عید تھی۔ جبکہ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے ہمارا امام پھر مسجد اقصٰی میں۔ اور اس نے امام ہو کر نماز جمعہ پڑھائی ساکنین دارالامان کی خوشی کا اندازہ ناممکن ہے۔ مسجد اقصٰی اس وقت خاص برکات اور تجلیات کا مورد ہو رہی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے منبر پر کھڑے ہو کر جو خطبہ پڑھا وہ ذیل میں درج ہے۔ اس مبارک تقریب پر مکرم بھائی ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب پنشنر ہیڈ میڈیکل ایڈوائزر صدر انجمن معالج حضرت خلیفۃ المسیح نے بڑے جوش سے صدقات کی تحریک کی۔ اسلئے بعد تشہد پیش کر کے عام تحریک کیلئے ایڈیٹر الحکم کو متوجہ کیا۔ جسکے لئے اسی وقت اعلان کر دیا گیا۔ اور چاہا کہ قوم بیطرح سے قربانیاں کی جاویں۔ کہ اللہ تعالٰی نے اس کے امام و مقتدا کو ایسی صحت عطا فرمائی کہ وہ ان کی روحانی تربیت اور تعلیم کے پھر اسی مقام برکات پر کھڑا ہوا۔ اللہ تعالٰے کا بے انتہا شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے فضل سے ہمیں پھر نوازا میں اس مبارک تقریب پر تمام قوم کو مبارکباد دیتا ہوں اور یہ موقعہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو مبارکباد دیں۔ کیونکہ ہمارے لئے یہ دن عید سے کم نہیں۔ اور ہمارا ہلال چھ ماہ کے بعد طلوع ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح منبر پر چڑھے ہیں۔ تو میری زبان سے بے اختیار نکلا۔ طلع علینا البدر من ثنیۃ الوداع جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام تھا۔ وہ آج پورا ہوا۔ غرض خدا کا شکر ہے۔ کہ ہمیں اپنے امام کے منہ سے پھر خطبہ سننے کا موقعہ ملا۔ اب میں اس خطبہ کو درج کرنے سے پہلے ان لوگوں کو خطاب کر کے کہنا چاہتا ہوں۔ جو ہمیشہ اس سلسلہ کی دشمنی میں بد خبروں کو سننے اور شایع کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ کہ کیا تم اب بھی سبق نہ لوگے؟ کب تک اپنی دریدہ دہنیوں اور ربے حیائیوں پر اصرار کرتے رہوگے۔

"تھوڑے نہیں نشان جو دکھائے گئے تمہیں"

پھر بھی اس تازہ نشان کو دیکھو۔ کہ وہ جس کے مرنے کی پیشگوئیاں کیجاتی تھیں۔ آج خدا کے فضل سے پھر مسجد میں خطبہ پڑھ رہا ہے۔ اور اپنی قوم کو خدا کے نشانات کا معائنہ کرا رہا ہے۔ حق کے مخالفو! یاد رکھو خدا کی باتیں کبھی ٹلتی ہی نہیں ہیں۔ درمیانی ابتلا اس لئے ہوتے ہیں۔ کہ دوستوں کے ایمان بڑھیں اور دشمن بدگمان تفاوت میں ترقی کر کے ہلاک ہوں۔ اپنی زبان قلم۔ اور قلم زبان سے ان دونوں کے نزدیک کر دیں۔ جو اللہ تعالٰے نے انہیں مہلت کیلئے دور ڈالدیئے تھے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ثم الحمد للہ عافانا امامنا و محبوبنا ونجانا من الہم والغم وشماتۃ الاعدا وصلے اللہ تعالٰے علےٰ حبیبہ وصفیہ وخاتم الانبیائہ محمد والہ وخلفائہ ✦

حضرت خلیفۃ المسیح کا پہلا خطبہ بعد علالت

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما

ما قدمت لغد۔ الآیتہ۔

چھ مہینے گذر گئے ہیں۔ ۶ ماہ کے بعد سلتی شروع ہے۔ جو مجھے پھر یہ موقعہ ملاہے۔ ان چھ ماہ میں میں نے خوب تجربہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کے کام نہیں آتا۔ میرے دوستوں نے میرے لئے زور لگائے محنتیں اور خدمتیں کی ہیں۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ زخم ہے (ہاتھ لگا کر دکھایا) ڈاکٹر بارہا آواز آئی کہ اب دو دن میں اچھا ہو جائیگا۔ چار دن میں یا چھ دن میں اچھا ہو جائیگا۔ مگر چلتا ہی ہے میں نے بہت ہی غور کیا ہے۔ خدا کے فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ میں اپنے یقین اور تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ

اللہ کو اپنا بناؤ جب وہ ہمارا ہو جائیگا تو سب ہمارا ہی ہے۔ اور وہ

تقویٰ اور صرف تقویٰ سے اپنا بنتا ہے۔ اس لئے اگر چاہتے ہو کہ اللہ تمہارا ہو جاوے تو تم **تقویٰ اختیار کرو**۔ تقویٰ ایسی دولت ہے۔ کہ اس سے بڑی بڑی مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ ہو۔ اور عظیم الشان ہو۔ متقی کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان اللّٰہ مع المتقین۔ پس اللہ کی معیت سے بڑھکر اور کیا چاہیئے۔ پھر ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ کوئی عظیم الشان اس سے محبت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ متقی سے آپ محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا **یحب المتقین**۔ جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاوے اسے کسی اور کی حاجت کیا؟

پھر ہر شخص کو ضرورت ہے کہ اسے رزق ملے اور وہ کھانے پینے۔ دوا و علاج اور شادی وغیرہ غرض بہت سی ضروریات کا محتاج ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ متقی کو بشارت دیتا ہے۔ یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ متقی کو ایسے طریق پر رزق ملتا ہے جو اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ پھر انسان مشکلات میں پھنستا ہے۔ اور ان سے نجات اور رہائی چاہتا ہے۔ متقی کو ایسی مشکلات سے وہ آپ نجات دیتا ہے یجعل لہ مخرجا۔ ہر قسم کی تنگی سے وہ آپ نجات دیتا ہے۔ یہ متقی کی شان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ متقی کو آپ پڑھا دیتا ہے۔ اگرچہ ہمارے ایک دوست ان معنوں کو پسند نہیں کرتے۔ مگر میں نے غور کیا ہے تو یہ بالکل درست ہے۔ واتقوا اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ۔ پھر ہر قسم کے دکھوں کو سکھوں سے تقویٰ ہی بدل دیتا ہے یجعل لہ من امرہ یسرا۔ پھر جب متقی انسان ان ثمرات کو پاتا ہے۔ تو میرے دوستو! سب کو تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے۔ رزق کیلئے۔ تنگی سے نجات کے لئے تقویٰ کرو۔ سکھ کی ضرورت ہے تقویٰ کرو۔ محبت چاہتے ہو تقویٰ کرو! سچا علم چاہتے ہو تقویٰ کرو! میں پھر کہتا ہوں تقویٰ کرو! تقویٰ سے خدا کی محبت ملتی ہے۔ وہ اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔ دکھوں سے نکالکر سکھوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ علوم صحیحہ اسی کے ذریعہ ملتے ہیں۔ میں نے اس بیماری میں بڑے تجربے کئے ہیں اور ان سب تجربوں کے بعد کہتا ہوں۔

"اللہ کے ہو جاؤ اللہ کے سوا کوئی کسی کا نہیں"

میں اب زیادہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ میری وصیت ہے تم کو جو آئندہ بھی تکلیف ہوئی ہے۔ بس تقویٰ کرو۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ مومن کو چاہیئے کہ جو کام کرے اس کے انجام کو پہلے سوچ لے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ انسان غضب کے وقت قتل کر دینا چاہتا ہے۔ گالی نکالتا ہے۔ مگر وہ سوچے کہ اسکا انجام کیا ہوگا؟ اس اصل کو مدنظر رکھے تو تقویٰ کے طریق پر قدم مارنے کی توفیق ملے گی۔ نتائج کا خیال کیونکر پیدا ہو۔ اس لئے اسبات پر ایمان رکھے کہ واللّٰہ خبیر بما تعملون۔ جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ انسان اگر یہ یقین کرے۔ کہ کوئی خبیر علیم بادشاہ ہے۔ جو ہر قسم کی بدکاری۔ دغا۔ فریب سستی اور کاہلی۔ کو دیکھتا ہے۔ اور اس کا بدلہ دیگا۔ تو وہ بچ سکتا ہے۔ ایسا ایمان پیدا کرو۔ بہت سے لوگ ہیں۔ جو اپنے فرائض۔ نوکری۔ حرفہ۔ مزدوری۔ وغیرہ میں سستی کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے رزق حلال نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو تقویٰ کی توفیق دیوے۔ اب میں اس سے زیادہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے خطبہ میں من شر ما خلق پر فرمایا کہ انسان کو دکھ اور مصیبتیں آتی ہیں۔ اس کی اپنی ہی خطاؤں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

میرا سید مسیح موعود کے نام سے آیا!

فاش میگویم از گفتۂ خود دلشادم
بندۂ عشقم و از ہر دو جہان آزادم

اپنا تو یہ عقیدہ ہے کہ اس ورا الورا۔ غیب الغیب ہمہ قدرت ہمہ علم ہستی کو کسی نے دیکھنا ہو تو سید الرسل خاتم الانبیاء حضرت محمد سردار اصفیاء علیہ التحیۃ والثنا میں دیکھے۔ اور اگر کسی کو اس خاتم فصل رسالت کی زیارت کرنیکا شوق ہو تو پھر جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود۔ مہدی مسعود ہی کی ذات ستودہ صفات اس کے لئے آئینہ ہو سکتی ہے۔ میرے مرشد کے وجود باجود ذات والا صفات میں مندرجہ ذیل دس خصوصیتیں نہیں جتنے وہ اقران امائل سے ممتاز۔ اور لیس کمثلہ سے کے ذات سے ایک خاص الخاص برگزیدگی و خلت کا تعلق رکھنے والا ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ آپنے بارہا اسبات کا علی رؤس الاشہاد بڑی تحدی و تعیین کے ساتھ اعلان کیا۔ کہ میرے مقابلہ میں کسی کی دعا قبول نہ ہوگی یہانتک کہ اگر مخالف دعا کرتا کرتا مر بھی جائے تو بھی اسکا مقصد حاصل نہ ہوگا۔ جو میری ذلت کا خواہاں ہوگا۔ وہ خود ہی ذلیل اور جو میری ناکامی کا جویاں ہوگا وہ خود ناکام رہیگا۔ اور جو میری ہلاکت کا طلبگار رہیگا۔ وہ خود ہلاک ہو جائیگا۔ مثال کیلئے (لیکھرام۔ غلام دستگیر لکھو کے والے۔ چراغدین۔ محمد حسین) یہ چند نام ہی کافی ہیں + **۲**۔ آپنے اس زور شور کی طاعون میں جب کہ خدا کے غضب کی کھنچی ہوئی تلوار لوگوں کے سر پر اور چلے سب جاتے رہے اک حضرت تو آب کا عالم تھا ہے۔ اعلان کیا کہ (انی احافظ کل من فی الدار) میں طاعون سے محفوظ رہونگا بلکہ میرے دار کے اندر رہنے والے۔ اور اگر کوئی دشمن بھی دعویٰ کرے گا تو وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ **۳**۔ جو مجھ سے ان الفاظ میں مباہلہ کرے گا۔ کہ جو گمراہی کے اعتقادات رکھتا ہے وہ پہلے مر جائے تو ضرور میرا مخالف پہلے مرے گا۔ (فتمنوا الموت ان کنتم صادقین) حقیقۃ الوحی پڑھیں۔ کتنے نادانوں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری۔ اور ناکامی کی موت کا شکار ہوئے۔ **۴**۔ سو دو سو بیمار قرعہ اندازی کے طور پر تقسیم کرلئے جائیں ایکطرف مسیح موعود ہوں دوسری طرف تمام عالم کے فقراء۔ گدی نشین۔ پھر دیکھیں کس کے بیمار صحتیاب ہوتے ہیں۔ اس مقابلہ پر بھی کوئی نہ آیا۔ اور آپکا دعویٰ سچا نکلا۔ **۵**۔ آپ نے قرآن مجید کے اعجاز کی ماتحت یہ دعویٰ کیا کہ میری کتابوں کی مثل کتاب لاؤ۔ تمام دنیا کے علماء فضلاء کو انعامی وعدوں کیساتھ چیلنج دیا۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ لو نشاء لقلنا مثل ھذا۔ کہنے والوں کا منہ بند کرنیکے لئے دس ہزار کے انعام کے ساتھ میعادیں مقرر کیں مگر کوئی مرد میدان نہ نکلا۔ **۶**۔ آپنے دعویٰ کیا کہ اس زمانہ میں جو علم قرآن مجھے دیا گیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور جو حقایق و معارف مجھپر کھلے ہیں۔ وہ کسی پر نہیں کھولے گئے۔ اس محک پر آپ کئی دفعہ زر خالص ثابت ہوئے۔ اور لا یمسہ الا المطہرون کے رو سے ہر کرانسان گولڑوی کے منہ پر شکست کا پوڈر پھیرا۔ جلسہ مذاہب میں آپکی تقریر بالا رہی۔ اور لیظہرہ علی الدین کلہ کی قرآنی پیشگوئی پوری ہوئی۔ **۷**۔ آپ پر قبل از وقوع جنکے حالات و قیاسات سے کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ کئی اخبار غیب کھلے۔ حقیقۃ الوحی میں دو سو سے زیادہ نشانوں کا ذکر ہے۔ یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی جن حالات میں کیگئی پھر جسطرح باوجود مخالفت شدید پورے ہوئے۔ اس کا تو کوئی عنادی سے عنادی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ان باتوں نے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کی ماتحت آپ کی رسالت ثابت کی اور بتایا کہ آپ خدا کے دوست ہیں۔ کیونکہ راز کی باتیں خاص الخاص احباب ہی سے ہوا کرتی ہیں **۸**۔ آپ کی تعلیم آپ کی صحبت آپ کی قوت قدسی۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ ثبوت کی محتاج ہو۔ جہاں راجہ بیاں لے چار لاکھ احمدی موجود ہیں ان کی کلیت مجموعی تقویٰ و طہارت اتباع سنت۔ پاک زندگی اس پر زبردست گواہ ہے۔ **۹**۔ اپنے مریدوں کو عرفان کے اس چشمہ پر پہونچایا جہاں ایقان کا آب زلال پلایا جاتا ہے۔ وہ خدا پر اسکے رسولوں پر اسکی کتابوں پر اسکے ملائکہ پر سنی سنائی باتوں سے نہیں بلکہ چشم دید ایمان لائے ستھلا آء اللّٰہ علما کا رہن ھٰذا ہے۔ **۱۰**۔ آپ اپنے آنیکا مقصد پورا کرکے اٹھائے گئے۔ مسیح کی ... اس کی خدائی کا مجسمہ قایم تھا۔ توڑ دیا گیا۔ اور ایک جماعت پیدا ہو گئی جنہیں وحدت کی روح اور ان پاک عقاید کی تبلیغ کا ایک غیر معمولی جوش ہے۔ اگر آپ صادق نہ ہوتے تو

ریمارک

دفتر الحکم میں بعض جدید اخبارات اور رسائل و کتابیں بغرض اظہار رائے آئی ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس سے پہلے ان کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکا۔

نظام المشائخ کا رسول نمبر

دہلی کے مشہور [illegible] نظام المشائخ کا رسول نمبر اور اس کا کیسا عمدہ نہایت [illegible] اور خلوص کیساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔ نظام المشائخ صوفیوں کا ایک رسالہ ہے۔ جسکے ذریعہ مشائخ اور صوفیاء زمانہ کی اصلاح کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس رسالہ کے مدیر اعلےٰ خواجہ حسن نظامی ہیں۔ جو حضرت محبوب الٰہی صاحب قدس اللہ سرہٗ کی خانقاہ میں ایک روشن خیال اور ضروریات زمانہ سے باخبر نوجوان ہیں۔ اور انکے نائب اور رسالہ کے مینیجر اور مالک سید محمد الواحدی ایک پرجوش نوجوان ہیں۔ یہ رسالہ جسکا میں یہاں ذکر کرتا ہوں حضرت سرور عالم فخر بنی آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شائع کیا گیا ہے۔ جس میں کل مضامین کا مرکز یہی ستودہ صفات ذات ہے۔ خواجہ صاحب ملک کے مشہور اہل قلم اور اہل دل لوگوں سے اس رسالہ کے لئے مضامین لکھوائے ہیں یہاں تک کہ [illegible] سے حاصل کی ہے [illegible] ہے۔ اور ہر مسلمان جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں رکھتا ہے۔ اس کو خاص ذوق سے پڑھتا ہوگا۔ اس قسم کے رسالوں کی اشاعت ملک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت کو ظاہر کرسکتی ہے۔ اس رسالہ کی ایک کاپی ۸ر فی جلد کے حساب سے دفتر نظام المشائخ دہلی سے ملے گی۔ اور یہ قیمت ان مضامین کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ اس نمبر کو ضرور منگایا جاوے۔

وقت

یہ ایک نیا اخبار ہے جو لاہور سے شائع ہوتا ہے اس وقت تک ۱۶ نمبر اس کے نکل چکے ہیں۔ وقت ضرورت وقت کے لحاظ سے مسلم پریس میں قابل قدر اضافہ ہے۔ کسی اخبار کی خوبی کا انحصار بہت کچھ اس کے ایڈیٹر پر ہوتا ہے۔ وقت ایک کہنہ مشق اور صاحب تجربہ ایڈیٹر مرزا علی حسین صاحب کے ہاتھ میں ہے مرزا صاحب اخباری دنیا میں ایک مستند اہل قلم ہیں۔ وقت نہایت محنت اور مستعدی سے ایڈٹ کیا جاتا ہے اور اس میں تمام آپ ٹو ڈیٹ معاملات پر بحث کیجاتی ہے میں دل سے وقت کی کامیابی کا خدا تعالےٰ سے آرزومند ہوں۔ ایڈیٹر وقت لاہور کے نام درخواست ہونی چاہیئے۔

آریہ [illegible]

[illegible] آریہ سماج کے [illegible] کی حقیقت [illegible] آریہ سماج [illegible] آریہ مشنری [illegible]

بھارت پرکش

منشی محمد حسین صاحب اہل [illegible] تخلص ہیں۔ [illegible] انجمن [illegible] سرکار کی بنیاد رکھی اور ۱۹۰۸ء کے [illegible] گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری [illegible] متعدد لیکچر [illegible] الاسلام نامی کتاب لکھکر اسلام [illegible] اور ہزاروں کی تعداد میں اس کتاب [illegible] چھپایا [illegible] بھارت پرکش [illegible] گورنمنٹ [illegible] منشی حسین بخش صاحب اہل [illegible] انجمن اسلامیہ بٹالہ کے نام درخواست کرنے سے ملیگا۔

الاسلام

یہ ایک نیا اخبار ہے۔ جو ابھی لاہور سے ہمارے سلسلہ کے ایک باہمت نوجوان چودہری و مولوی عبد اللطیف خان راجپوت آف گنا چور نے شروع کیا ہے۔ چودہری صاحب گو احمدی ہیں۔ مگر اخبار کا موضوع بہت وسیع اور عام ہے۔ اور وہ الاسلام کے ذریعہ عام اخباری اغراض کے علاوہ اشاعت اسلام گورنمنٹ کی اطاعت و وفاداری اہل اسلام اور کل اہل ہند کی دینی و دنیوی بھلائی کرنیکا اعلان کرتے ہیں۔ اغراض اور مقاصد بہت عمدہ اور قابل قدر ہیں۔ ایسے مقاصد کی تکمیل کے لئے تمام اہل ملک اور اہل اسلام کا مدد دینا بہت مناسب ہے۔ چودہری صاحب ایک محنتی نوجوان ہیں۔ ان کی محنت کی داد اہل ملک کو دینی چاہیئے۔ خدا کرے الاسلام کامیاب ہو۔ اس اخبار کی قیمت سالانہ [illegible] ہے۔

تاریخ اسلام کے دلچسپ واقعات

منشی غلام قادر فصیح مشہور اخبار نویس ہیں۔ انکی قلم میں [illegible] انہوں نے مندرجہ حاشیہ نام رسالہ بندرہ جاری کرکے مسلمانوں کی بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ مسلمان اپنی تاریخ سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہیں۔ مسلمانوں میں قومی اور عملی جذبہ پیدا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی تاریخ سے واقف ہوں۔ فصیح صاحب نے نہایت سلیس اور عام فہم طریق پر ان کہانیوں کو ترتیب دیا ہے اور تاریخ اسلام کو ایسے طور پر پیش کیا ہے۔ کہ باوجودیکہ تاریخ ایک خشک مضمون سمجھا گیا ہے۔ مگر کوئی شخص ان رسالوں کو شروع کرکے ختم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میری دانست میں یہ رسالے اسلامی مدارس میں داخل نصاب ہونے چاہئیں۔ اور اسلامی انجمنوں کو کثرت کیساتھ انہیں پھیلانے میں مدد دینی چاہئے۔ ہر رسالہ کی قیمت [illegible] ۲ر ہے۔

میرے خیال میں ہر مسلمان کا قومی فرض ہے کہ وہ ان رسالوں کو پڑھے۔ [illegible] ایک روپیہ بھیجدینے پر ۶ رسالے پہنچ جاویں گے [illegible] تمام درخواستیں منشی غلام قادر فصیح [illegible] تاریخ اسلام کے دلچسپ واقعات [illegible] سیالکوٹ کے نام آنی چاہئیں۔

اسلام اور بدھ مذہب

مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے سکرٹری مسلم لیگ نے ایک [illegible] میں مضمون بدھ مذہب تعلیم کی خوبیوں کو ظاہر کیا گیا تھا اس مضمون میں انہوں نے یہ دعوےٰ بھی کیا تھا کہ اخلاق کے جو اعلےٰ نمونے بدھ مذہب کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ وہ دنیا کے لٹریچر میں عدیم المثال ہیں۔ اس تعدی پر ایک غیور مسلمان کیونکر خاموش رہ سکتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس تعدی پر غیرت کا اظہار کرنیوالا ایک احمدی نوجوان ہے۔ عزیز مرزا کا نام اپنی قابلیت اور وجاہت کے لحاظ کر اسلامی ہند میں عزت سے لیا جاتا ہے۔ اور انکی قومی خدمات انہیں واجب الاحترام قرار دیتی ہیں۔ مگر دینی حرارت اور غیرت بھی عجیب چیز ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں آکر تمام وجاہتیں گرجاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ایک میر محمد اسحاق صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ نے عزیز مرزا کے اس مضمون کی تنقید کی ہے اور مقابلہ کرکے دکھایا ہے۔ کہ دنیا میں صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جسکی تعلیم دنیا بھر کے لٹریچر میں بے نظیر اور عدیم المثال ہے۔ یہ رسالہ قرآن مجید کی عظمت اور شوکت کے اظہار میں لکھا گیا ہے اور ہمارے قابل قدر ہونہار نوجوان کی مذہبی غیرت کو ثابت کر رہا ہے۔ جس کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جوان کی حوصلہ افزائی [illegible] اسلامی غیرت [illegible] باوجود بنانیکی محرک ہوگی۔ اس رسالہ کی عدیم المثل کامیابی تو عزیز مرزا صاحب [illegible] موسےٰ تسلیم کرلیا ہے جو انکی نیت نیک کا ثبوت ہے۔ [illegible] ر فی جلد کے حساب سے میاں محمد یامین تاجر سہارنپوری قادیان درخواست کرنے پر ملے گا۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطور کے پڑھنے والوں کے سامنے ہوں ایک ... دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ دو لاکھ روپیہ کی جائیداد کا بلا شرکت غیر مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند ہوئے کہ میں نے پانچ روپے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجھے اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری انکم ٹیکس کی آمدنی ۱۸۸۳ روپے تشخیص کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوا شرطیہ مفید نہ ہو اس کی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے ... روح حیات کی جو بیک (بار شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے) روح حیات کیا چیز ہے روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ... جناب ڈاکٹر ... صاحب بہادر لفٹننٹ ... انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کی طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ رگ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو جمکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے ... اگر تم ابھی مارے تو بیٹھ کر لیے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہتریں ... ڈاکٹروں ... سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود دوبارہ زندگی کے لاثانی ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں ... جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتا ہے ... ایک طاقت افزا غذا ہے یا یوں مقوی روح ... کمزوری کا شروع کر دیتا ہے ... روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج ... روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ ... پر تاہے۔ جبر قوت باہ کا سلب ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب ... اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ ... روح حیات روپیہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر ... روغن ... جو صرف بیرونی استعمال ... رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ... طاقت بحال ہو جاتی ہے ... ہمیشہ ... کی صرورت نہیں رہتی قیمت ... فی شیشی کلاں ... فیشیشی خورد عہ

یہ دوائیں محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر ... شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہار ... گرم بازاری معمولی کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ ... آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ... سے نہیں چلتا ہم پہلے وہ وعدے ... اول آزما کر پھر شکر ادا ... سے عام طور پر ... منعف کی ... جیسے اس مرض ... معجون ... چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ ... تناسل ... اور ہر قسم کی شکایت کیلئے ... مفید ہے ... کام ... کہ جو اہرات ... اول ... اگر فائدہ ... قیمت ... (عہ)

... اور ... خودکشی کی نوبت ... اس ... معجون طلسمی ... (...)

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا ... بصارت کو بحال کرنے والا قیمت فی تولہ ...

منجن دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین ملک کارخانہ احمدیہ ... ضلع ...

اشتہار نور الابصار

به گوید گفتن ... مشک آنست که خود ببوید نه که عطار بگوید

اسوقت مختصر عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ممیرا ... اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے۔

ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ عہ ممیرا قسم دوم قیمت فی تولہ (عہ) سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ ۴ر مقرر ہے۔ غربا کیلئے خاص رعایت ہو گی۔

المشتہر ... از ذات ... مانسہرہ ضلع ہزارہ

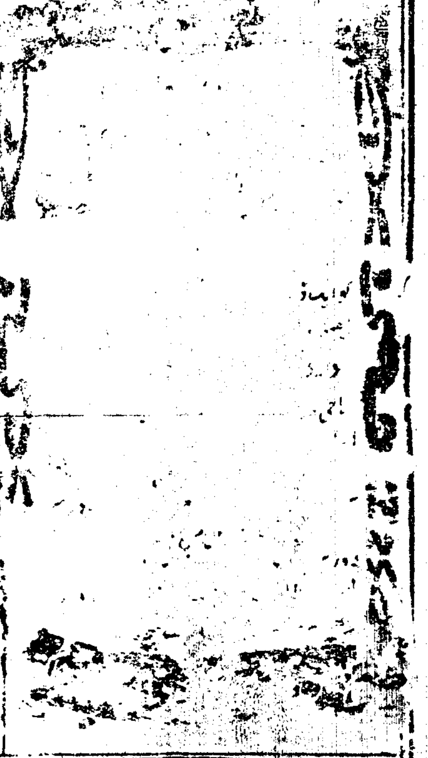

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی مالک وایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۷

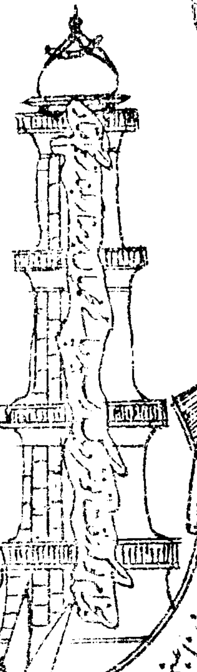

شرح قیمت
عوام سے ... (صہ)
خواص سے (عـہ)
ہندوستان سے باہر (سے)
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف (۱۲/)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

یعنی خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

۱۴ جون ۱۹۱۱ء
نمبر ۲۲ جلد ۱۵

الحکم

قادیان دار الامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو ترجیح دیتے ہیں
اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں ... کیونکہ
ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں
اصلی اور پورے انتظام سے ... اہتمام ہے - اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے وزن سے پر یہی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں کیونکہ

... بہ تخصیص اغراض ... علیحدہ ... اور ... آمدنی مدرسہ طبیہ وشفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے
اس دواخانہ میں ... ماہوار کی حد اور پانچسو تک ہو چکی ہے
... حکیم محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔
اور انہوں نے ... خاص مجرب دوائیں توجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات در خواست کرنے پر مفت۔

خط کا پتہ مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) ہیڈلسنز دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

ایک صحیح پیشین گوئی

خسرو پرویز تھا مسند نشین بزم کے
آسماں تھی اس کے قدموں سے زمین بزم کے

ملک فارس میں رواں سکہ تھا اسکا ہر طرف
اسکی لامحدود عظمت کا تھا چرچا ہر طرف

آج بھی دنیا میں سطوت اسکی ہے ضرب المثل
گونجتے تھے اس کے نعروں سے کبھی دشت و جبل

جنگجو جنگ آزما دنیا میں تھا وہ بےنظیر
تھا کمند شیر افگن کا سکندر بھی اسیر

اسکے دم سے تھی بقائے رونق بزم طرب
عیش و عشرت میں بسر ہوتی تھی اسکے روز و شب

حسن شیریں کی اسیکے نام سے شہرت ہوئی
اسکے ہاتھوں کوہکن کی رائگاں محنت ہوئی

منسلک تاریخ میں ہے واقعہ اک دل پسند
آرہا تھا جانب فارس شہ بالا بلند

خیمہ زن لشکر تھا دریائے کراسو کے قریب
دلربایانہ فضا تھی اور منظر دلفریب

مطمئن تھا قلب ازبس فتح روم و شام سے
دل مبرا تھا خیال گردش ایام سے

عیش بے پایاں کی اسدرجہ فراوانی ہوئی
بزم خسرو غیرت بزم سلیمانی ہوئی

رشک گلشن شاہ کے قدموں سے جنگل ہو گیا
طرح عشرت کی پڑی جنگل میں منگل ہو گیا

ایکدن وہ جبکہ سرمست خمار عیش تھا
جوشش مستی میں یعنی ہمکنار عیش تھا

عرض کی خدام دولت نے یہ آکر ناگہاں
کوئی قاصد لیکر آیا ہے عرب کے خط یہاں

اک اشارے میں اسی رخصت حضوری کی ملی
نامہ بر حاضر ہوا اور ایک چٹھی پیش کی

خط میں کیا تھا کسنے بھیجا تھا یہ کسکا نام تھا
خسرو فارس کو اذن دعوت اسلام تھا

دابِ شاہی سے جدا پیرایۂ تحریر تھا
بھیجنے والیکا نام عنواں پر مستطیر تھا

یعنے اس میں درج تھا فرمان ختم انبیاء
شرکت مذہب کی تھی ترغیب جسمیں برملا

غیظ آیا شیر کو پڑھکر یہ گستاخانہ خط
کر دیا پرزے پرزے اسنے بیتابانہ خط

دلمیں پیدا اسکے پھر میل دل آزاری ہوا
حاکم ملک عرب کو یہ حکم جاری ہوا

بے ادب کو بھیجدے دربار میں بہر سزا
تاکہ اس کو اپنی گستاخی کا مل جائے مزا

دوسروں کو تاکہ ان باتوں کی جرأت نہو
ایسے دیوانوں کی پھر تقلید کی ہمت نہو

گوش زد شاہ مدینہ کے ہوئی جب یہ خبر
تھے لب اقدس پہ یہ الفاظ جاری سربسر

میرے خط کا حال جو مغرور خسرو نے کیا
سلطنت کی اسکی کیفیت یہی تم دیکھنا

چشم عبرت سے یہ شان کبریائی دیکھئے
گردش قسمت کے ہاتھوں کی صفائی دیکھئے

خسرو پرویز جسکا بول بالا تھا کبھی
جسکے عکس رخ سے محفل میں اجالا تھا کبھی

جسکے قدموں سے زمین ایشیا پامال تھی
مال و دولت سے حکومت جسکی مالامال تھی

فوج انجم سے بھی افزوں جسکے تھے خیل و حشم
جسکے آگے تھے سلاطین کے سر تسلیم خم

بادۂ نخوت سے جو شام و سحر سرشار تھا
محو جسکے دل سے نقش عظمت قہار تھا

دیکھتے ہی دیکھتے اس کا گیا تختہ پلٹ
بات کرتے کرتے گویا ہو گئی کایا پلٹ

ہاتھ اپنی جان شیریں سے اُسے دھونا پڑا
موت جب آئی تو عیش سلطنت کھونا پڑا

بیوفائی کی پسر نے اپنے دلمیں ٹھان لی
مکر سے حیلے سے آخر پدر کی جان لی

باپ کے مرنے پر بیٹا خود سریر آرا ہوا
[illegible] انتہا کہ بہ میدان ہی مارا ہوا

اسپہ درپردہ مگر تقدیر تھی خندہ زناں
باپ کو مارا [illegible] نہ اس کو بھی اماں

تھی ہوس جسکی وہ آخر سلطنت جاتی رہی
روح رخصت [illegible] تن سے سکت جاتی رہی

ملک خسرو میں ہوا سکہ رواں اعیار کا
[illegible] احمد مختار کا

ٹکڑے ٹکڑے سلطنت فارس کی بیش و کم ہوئی
شکل صوبوں کی بنی ملک عرب میں ضم ہوئی

سید محمد فاروق (شاہپوری)

جھوٹے خلیفوں سے بچو

یہ سنت اللہ ہے کہ جب کوئی سلسلہ حقہ قایم ہوتا ہے تو اس کی ابتدا سخت ابتلاؤں اور مشکلات سے ہوتی ہے۔ ہر طرف سے اہل ہوا اس کی مخالفت کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور ہر ناپاک دل و دماغ کا انسان جو شیطانی تسلط اور تصرف کے نیچے ہوتا ہے اپنے ہتھیار لیکر اس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے۔ ان عسر کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ اسکی کامیابی اور برومندی کی بشارتیں دیتا ہے۔ جو مخالفین کے لئے محض ہنسی کا سامان اور مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوتی ہے۔ اس کلیہ اور قاعدہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ بھی مستثنیٰ نہیں۔ اس کی ابتدا جن مشکلات سے ہوئی وہ دنیا جانتی ہے۔ مخالفت کے بادل کس زور شور سے اس پر گھر رہتے تھے۔ اور بد اندیش مخالف کن کن ڈھنگوں میں اسے تباہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر آخر خدائی باتیں پوری ہوئیں اور

خدا کا مامور جری اللہ فی حلل الانبیاء

پوری شوکت اور قوت کیساتھ آگے بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ وہ چار لاکھ سے زیادہ نفوس کا امام ایک عظیم الشان اور حیرت انگیز تبدیلی کرنیوالا ٹھہرا۔

دوسرا مرحلہ سلسلہ حقہ کیلئے مشکلات کا وہ ہوتا ہے

جب وہ مامور من اللہ جو اس سلسلہ کا بانی اور امام ہوتا ہے اس دنیا سے اٹھتا ہے۔ اس وقت شیطان چاہتا ہے کہ بھیڑوں کو پراگندہ کرے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی نصرت اور سکینت کے فرشتوں کو نازل کرتا ہے اور اپنی چمکار دکھاتا ہے اور اس سلسلہ کے شیرازہ کو ہر قسم کی آفت اور تباہی سے بچا لیتا ہے۔ یہاں بھی ہمنے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے پہلے ہی مخالفین لکھتے اور کہتے تھے کہ اس سلسلہ کا خاتمہ

اس پاک وجود کے ساتھ ہی

ان آنکھ کے اندھوں کی نظر ایک شخصیت سے پرے نہیں جا سکتی تھی۔ وہ یہی کہتے تھے کہ یہ شخصی تجاویز اور منصوبوں کا نتیجہ ہے۔ فی الواقع اگر شخصی تجاویز پر ہی کوئی سلسلہ چل رہا ہو تو اس شخصیت کیساتھ ہی اس کو فنا ہونا چاہیئے۔ مگر یہ سلسلہ جس کو خدا نے قائم کیا ہو اس پر

فنا کا ہاتھ چل نہیں سکتا!

اللہ تعالےٰ نے دکھا دیا کہ جب سلسلہ احمدیہ کا بانی اور امام مرفوع ہوا۔ اس سے پیشتر کہ اسکا جسم مبارک پیوند خاک ہو۔ اسی کا منشاء۔ اور فضل اللہ تعالےٰ نے اس کا قائم مقام کھڑا کر دیا۔ اور

نور الدین احمدؓ آگے بڑھا!

اور اس نے اس نازک بوجھ کو باوجود پیرانہ سالی کی نہایت قوت اور شجاعت اور ایمانی حرارت کے ساتھ اٹھایا۔ خدا تعالیٰ نے تسلی اور اطمینان کے ملائکہ اس پر نازل کر دیئے۔ اور اس وقت جو کہ خوف و خطرہ کے بادل سے گھرا ہوا تھا اور حاسد دشمن کی آنکھ شرق سے نظارہ کرتی تھی۔ وہ معًا نصرت کی تیز ہواؤں کے ساتھ کے باش پاش ہو جانے سے صاف ہو گیا اور خلافت کا چاند اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ اور مسیح و مہدی کے نائب کا

دور خلافت شروع ہو گیا

اور وہ خوف امن سے تبدیل ہو گیا۔ لیکن ابھی ابتلاؤں کا جدید سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔ کیونکہ مامور من اللہ کی وفات پر پہلا خوف تو قوم کے منتشر ہو جانے کا ہوتا ہے۔ اُسے اللہ تعالیٰ ایک خلیفہ کے ذریعہ دور کر دیتا ہے۔ پھر ایک نیا سلسلہ مختلف قسم کے ابتلاؤں اور خوفوں کا ہوتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ اس خلیفہ کی نصرت اور تائید کے نشانات دکھانا مقصود رکھتا ہے کیونکہ اس کے کمالات اور ہمت بلند اور استقلال اور قوت جاذبہ کا پتہ نہیں لگ سکتا جب تک اس پر جدید ابتلا نہ آئیں۔ یہی سر ہے کہ خدا کے مامور و مرسل کے ساتھ جو وعدے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے اس کے جانشینوں کے ہاتھ پر پورے ہوتے ہیں۔ تا کہ

انکی مخفی قوتوں اور کمالات کا اظہار ہو

غرض نور الدین احمدؓ کی خلافت میں بعض عجیب عجیب ابتلا آئے۔ مخالفوں کی مخالفت ایک طرف۔ خود اندر سے بعض امور ایسے پیدا ہو گئے جو نہایت دہشت ناک تھے۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ بعض دل ایسی باتوں کے اظہار سے گھبرا جاتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس سے سلسلہ کی بدنامی ہو۔ مگر مجھے نہایت درد دل سے کہنا پڑتا ہے کہ جب وہ تاریخ میں پڑھتے اور درد سے دل لیتا ہے ہیں کہ صدیق اکبرؓ کے وقت میں ارتداد ہوا تھا۔ اور آپ کو منکرین زکوٰۃ سے جنگ کرنا پڑا۔ تو انہیں شرم نہیں آتی کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کو اس طرح بدنام کرتے ہیں۔ نہیں یہ غلطی محض ایک وہم ہے اس سے سلسلہ کی بدنامی ہرگز نہیں بلکہ یہ تو

ایک اظہار اعجاز ہے

جب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی شدید مخالفت ہوئی۔ اور سلسلہ کی راہ میں بڑے بڑے مشکلات آئے تو اس بیان سے ہماری یہ غرض نہیں ہوتی کہ نعوذ باللہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ بلکہ ہم بتاتے ہیں کہ اس قدر مخالفوں کے درمیان سے جو شخص عزت و احترام کے ساتھ نصرت اور فتحمندی کا پھریرا اڑاتا ہوا نکلتا ہے وہ

معمولی انسان نہیں بلکہ مؤیّد من اللہ ہے

اسی طرح پر حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بیرونی حملوں اور مخالفوں کے ساتھ جو اس سلسلہ حقہ کیلئے اس کی پیدائش کے دن سے ہو رہی ہیں۔ بعض اندرونی ابتلا بھی پیش آئے۔ اور وقتًا فوقتًا پیش آتے رہتے ہیں۔ وہ ابتلا معمولی ابتلا نہیں تھے بلکہ یہ

سلسلہ کی زندگی اور موت کا ابتلا تھے

مگر اللہ تعالےٰ نے محض اپنی تائید سے دکھا دیا کہ نور الدین احمد خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہے۔ کیونکہ اگر وہ انسانی تجویز اور تائید کا نتیجہ ہوتا تو اسقدر طویل اور منصور نہ ہوتا۔ وہ ان مشکلات پر

فتحمند جرنیل کیطرح غالب آیا

اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو ہر قسم کے انتشار اور تفرقہ سے بچایا اور بار دیگر تمکین خلافت تبدیل خوف بالامن کا نظارہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ ابتلا اسکی زندگی کے ساتھ مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتے رہیں گے۔ تا اسکی مخفی قوتیں اور کمالات دنیا پر ظاہر ہو جاویں۔ انہیں ابتلاؤں میں ایک سلسلہ ایسے لوگوں کا وجود بھی ہے۔ جو اپنی دماغی کمزوریوں کیوجہ سے کبھی کبھی خود خلیفۃ المسیح ہونے یا بیعت ارشاد لینے کے حقدار ہونے کے مدعی ہو جاتے ہیں۔ اسی خطرہ سے مجھے قوم کو آگاہ کرنا ہے کیونکہ میرا بہ حیثیت خادم قوم یہ فرض ہے کہ ہر ایک ایسے امر سے آگاہ کرتا رہوں جو کسی وقت موجب نقصان ہو سکتا ہے۔ بعض آدمیوں نے جیسا کہ ابھی ذکر کیا ہے اپنی دماغی کمزوریوں کی وجہ سے اور بعض نے محض دنیاوی اغراض کیوجہ سے اس قسم کے دعوے کئے ہیں کہ وہ صاحب الہام ہیں یا انہیں کسی زمانہ قدیم میں حضرت نے بیعت لینے کی اجازت دی تھی۔ اس لئے وہ حضرت کے نام پر اب بیعت لے سکتے ہیں۔ ایسے دعاوی محض باطل اور مغالطہ دہ ہیں۔

ایک وقت میں ایک خلیفہ ہو سکتا ہے

اسلام نے یہی سکھایا ہے۔ اسلام وحدت کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ انتشار اور تفرقہ کا حامی نہیں۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے اپنی تائید اور نصرت کے ساتھ ایک امر کے لئے کھڑا کر دیا۔ اور قوم کو اس کی

بالبتہ پر اٹھا کر دیا۔ اب اسکے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص

مدعی حق نہیں ہے

جسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں اگر کوئی شخص کہتا کہ میں مہدی اور مسیح ہوں ہم یقیناً اسے کاذب کہتے اور وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا۔ اور بعض ہوئے۔ اسی طرح اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے نور الدین احیانی کی خلافت کو صدیقی خلافت کے ہمرنگ ثابت کر دیا۔ اور اس میعاد عمر سے بھی اسے بڑھا دیا تو کوئی شخص اگر اس قسم کا دعوےٰ کرتا ہے

تو وہ جھوٹا ہے

ایسے لوگوں سے معتزز رہنا چاہیئے۔ اور ان کے لئے دعا کرو کہ وہ واجب الرحم ہیں۔ لاہور کے پاگلخانے میں میں نے خود ایک شخص کو دیکھا تھا۔ جو نبیب سنگھ آنجہانی ہونے کا مدعی تھا اسی طرح بعض لوگ اپنی دماغی کمزوریوں کیوجہ سے ایسے دعوے کر اٹھتے ہیں۔ خلافت حقہ کے سامنے ایسے مدعیوں کا ہونا ایک ضروری امر ہے پس ہمارے دوستوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کہ ایسا نہ ہو کوئی انہیں گمراہ کرے۔ اور وہ کسی کی مسکین صورت اور لاف زنیوں کو دیکھکر حق سے دور جا پڑیں۔ جیسے اس چودھویں صدی میں آسمان کے نیچے ہدایت کیلئے

مہدی اور مسیح موعود کے نام کے سوا دوسرا

نہیں دیا گیا۔

اس کے بعد مسیح اور مہدی کے ذریعہ نجات کا دروازہ ایک ہی خلیفہ برحق ہو سکتا ہے

دوسرا نام نہیں جو دیا گیا ہو

پیرا ایسے آدمی اپنے آپ کو بیعت لینے کا مجاز ظاہر کرتے ہیں وہ کوئی ہوں اس دعوے پر سراسر جھوٹے ہیں اور ناقابل التفات ہیں۔ اگر وہ الہام کے بھی مدعی ہوں تو بھی قابل التفات نہیں یہ بھی ایک ابتلا ہے جو بعض لوگوں کو آجاتا ہے۔ اس پر مفصل لکھنے کا خدا کے فضل سے ارادہ ہے۔ کیا عبد الحکیم کو الہام ہوتے تھے؟ کیا عباس علی حضرت مسیح موعود کا ایک پہلا خدمتگذار نہ تھا؟ یہ باتیں سیچ ہیں۔ جو شخص خلافت کے خلاف کوئی نیا جھنڈا کھڑا کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اسے فاسق قرار دیا ہے جب خدا تعالےٰ نے ایک کو ہم میں سے چن لیا ہے اور ہمارے سے کھڑا کر دیا اب دوسرا کون ہے جو اس کے مقابلہ میں اٹھے ایسے لوگوں کو بڑی جرأت کیساتھ ڈانٹ دینا چاہیئے۔ تاکہ انکا فتنہ آگے نہ بڑھے بعض کمزور طبیعت کے لوگ ایسے ٹھوکر کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح کیوں کوئی فیصلہ نہیں کر دیتے؟

وہ نہیں جانتے کہ خلافت کو ایسے فیصلوں کی حاجت نہیں ہوتی۔ یہ ہمارا اپنا کام ہوتا ہے کہ جب ہم ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو چکے ہیں۔ پھر اگر کوئی ہمیں بہکاتا ہے۔ تو اسکو شیطانی تحریک سمجھ کر لاحول پڑھتے ہوئے اس سے الگ ہو جاویں۔

انہیں خود جرأت سے کام لینا چاہیئے اور لوگوں کو ایسے منصوبہ باز آدمیوں سے بچانا چاہیئے۔ ان کی حقیقت کو کھول دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ برقع جو ان کے چہرہ پر پڑا ہوا ہے اٹھ جاوے اور ان کی شکل و صورت نظر آجاوے میں اپنے ایمان کی بات کہتا ہوں کہ میں ایسے لوگوں کو مفسد فی الارض یقین کرتا ہوں۔ اور انہیں تقوےٰ کی راہوں سے دور سمجھتا ہوں۔ اگر ان میں اتقا اور خشیت اللہ ہو تو وہ کبھی اس قسم کی باتیں نہ کریں جبکہ خدا کا قائم کردہ **خلیفہ موجود** ہو۔

پس اے دوستو! تمہارے لئے یہ ابتلا ہے اس سے بچو اور بچنے کیلئے خدا سے دعا کرو۔ ایسے لوگ اگر اپنی چالاکیوں سے باز نہ آئے۔ تو ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ العزیز انکی پوری حقیقت کو کھول دیگا۔ اس لئے کہ وہ پسند نہیں کرتا کہ قوم ایک مغالطہ میں رہے۔

پس کبھی ایسی باتوں سے دھوکا نہ کھاؤ۔ بہت سے لوگ بھیڑوں کے لباس میں بھیڑیئے بن کر تمہیں کھا جانا چاہتے ہیں۔ مومن ہوشیار ہوتا ہے اس لئے متنبہ اور ہوشیار رہو۔

ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اور انہیں ذلیل کر دیتا ہے۔ مگر ہمارا اس کی یہی راہ ہے کہ ہم خود انہیں منہ نہ لگائیں اور ان کی چالوں میں آکر اپنے مال اور ایمان کا نقصان نہ کریں۔ خدا ہی کے فضل سے وہ فراست اور نور ملتا ہے جسکے ذریعہ انسان دوستوں اور دشمنوں میں تمیز کر لیتا ہے

خدا سے اس نور اور فراست کو مانگو!

درخواست نکاح

ایک شخص جو معماری کا کام کرتا ہے۔ اور پچیس تیس روپیہ ماہوار کماتا ہے۔ ۳۰ سال عمر کا ہے۔ وہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ خواہ بیوہ ہو یا باکرہ۔

جو صاحب چاہیں دفتر الحکم سے خط و کتابت کریں!

ایوان خلافت

بہت دنوں سے میں اپنے ناظرین کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے دربار میں نہیں لے گیا۔ میں خدا کے فضل و توفیق سے پھر اس سلسلہ کو شروع کرتا ہوں۔

آپ کی صحت

حضرت امیر المومنین کی صحت اب بہت اچھی ہے زخم کے متعلق کوئی یقینی رائے تو میں نہیں دے سکتا ظاہری حالت کے لحاظ سے اب اسے اچھا ہی کہنا چاہئے آپ نے درس تدریس کا سلسلہ تو عرصہ سے جاری کر رکھا ہے بعد نماز فجر قرآن شریف کا درس بھی دینے لگے ہیں۔

توکل علی اللہ

آپ کے توکل علی اللہ کے بہت سے واقعات لکھے گئے ہیں۔ مگر جسقدر بھی ملتے جاویں وہ ایمان ہی کے بڑھانیوالے ہیں۔ ایک دوست بالی انتاپلہ تھا اس کے متعلق میں نے آپ کو توجہ دلائی فرمایا میں تو روپیہ رکھتا ہی نہیں اور مجھے رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میرا مولا میری ضرورتوں کا آپ کفیل ہے۔ مجھے ضرورت پیچھے پیدا ہوتی ہے پہلے وہ روپیہ بھیجدیتا ہے۔ کسی اور کو کہنے کی مجھے ضرورت ہی نہیں ہیں بلکہ تو مولے کریم ہی پر چھوڑ دیتا ہوں۔ اور کسی کو میں نہیں کہتا۔ ہاں دعا کر سکتا ہوں۔"

آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مخلوق سے کسقدر استغنا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ پر کسقدر ایمان پھر دعا پر بھی بڑا ایمان ہے۔ دعا کے ذریعہ جو انقلاب ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے تجربہ کی بنا پر خوب جانتے ہیں۔

آپ کی زندگی کے چند عجائبات

میری عادت میں داخل ہے کہ میں جب کوئی موقعہ پاتا ہوں تو بعض باتیں ایسی پوچھ لیتا ہوں۔ جو دوسروں کے نزدیک شاید خلاف ادب ہوں۔ مگر میں اپنے مذاق پر پوچھ ہی لیتا ہوں۔ ایک دن مجھے موقعہ ملا۔ اور میں نے چند سوال کئے۔

ایڈیٹر الحکم۔ کیا حضور نے کبھی حضرت صاحب سے کوئی دعا کرائی ہے یا دعا کیلئے کہا؟

حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔ مینے کبھی بھی حضرت کی خدمت میں دعا کیلئے عرض نہیں کیا۔ صرف

ایک مرتبہ میں نے ایک خط حضرت کو لکھا تھا اس میں میری ایک درخواست دعا کی ہے، وہ دیکھو معلوم ہو جائیگا

ناظرین! میں اس معمّہ کو حل کرنے کیلئے اس دعا کو جو ایک ضروری لکھنا چاہتا ہوں۔ اس کو پڑھکر آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ حضرت امیر المومنین کی غرض دنیا میں کیا ہے اور محبوب ترین شے دنیا میں کیا ہے؟ کسی انسان کی زندگی کے حالات کا پتہ لگانے کیلئے اس کی دعائیں نہایت عمدہ ذریعہ ہیں اور اسی بنا پر میں نے اپنی بعض ان تقریروں میں جو مخالفین اسلام سے بیفرق تبادلہ خیالات ہوئیں۔ اس امر کو بڑے زور سے پیش کیا ہے اور اس کو ایک عظیم الشان حربہ فتح اسلام کا سمجھتا ہوں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ زندگی اور پاکیزہ فطرت کے ثبوت میں آپ کی دعائیں نہایت قیمتی ماخذ ہیں۔ دعاؤں کا تعلق انسان کے قلب سے ہے۔ اور اس کے مخفی در مخفی ارادوں اور جذبات کی وہ کلید ہیں پس اگر ہمارے دوست نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں پر غور کریں تو انہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص محبت اور انس پیدا ہو جائیگا۔ اور آپ کی شان بلند اور بھی بڑھی ہوئی نظر آنے لگی۔ غرض کسی شخص کی دعائیں اس کی زندگی کے حالات اور سیرۃ کا راز سربستہ ہیں۔ اسی خیال سے میں نے یہ سوال کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود سے آپنے کیا دعا کرائی؟ اور آپ کیا دعا کرتے رہے ہیں۔ وہ خط جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ نے لکھا یہ ہے

حضرت امیر المومنین کا مکتوب

مولینا مرشدنا امامنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عالی جناب میری دعا یہ ہے

کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں!

اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دیدوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کیطرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں میں آپکی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپکا ہے حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جاوے تو میں مراد کو پہونچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ میں یہ ادنےٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔ حضرت پیر و مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈالدیا جاوے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے۔ اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کیلئے طیار ہوں

دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو"

اس مکتوب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ریمارک فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی غمخواری اور جانثاری جیسے ان کے قال سے ظاہر ہے اس سے بڑھکر ان کے حال سے انکی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کا ملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہانتک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اس راہ میں فدا کر دیں۔ ان کی روح محبت کی جوش اور مستی سے ان کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے! اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں"

میری غرض اس مکتوب سے حضرت امیر المومنین کی دعا کا پتہ لگانا ہے جس سے معلوم ہوگا۔ کہ آپ کیا چاہتے تھے؟

ناظرین الحکم معلوم کریں گے کہ جو جس امر کیلئے اس وقت آپ دعا کرتے تھے وہ یہ تھا کہ

ہر وقت حضرت کی خدمت میں رہیں اور امام زمان سے وہ غرض حاصل کریں جو آپکی بعثت کی ہے

اور امام زمان سے جو دعا کرائی وہ یہ ہے کہ

دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو

ان دونوں امروں پر غور کرو۔ (الف) اوّل میں جو دعا کی گئی تھی وہ کیسی قبول ہوئی۔ کہ آپ کو حضرت کی صحبت میں رہنے کا ایسا موقع ملا کہ اس وقت تک کہ حضرت کا وصال ہوا۔ آپ الگ نہیں ہوئے۔ اس دعا کا جزو اوّل پورا ہو گیا۔ تو دوسرا جزو بھی یقیناً پورا ہوا۔ کہ آپ نے اس مطلب کو پالیا جو آپ کی بعثت کا تھا۔ اور اگر اس مطلب کو حاصل نہ کرتے تو نا ممکن تھا کہ اس کے رنگ میں اس قدر رنگین ہوتے کہ آپ کے بعد اس کے قائم مقام ہوتے۔

حضرت مسیح موعود سے جو دعا کرائی اس میں کوئی دنیوی غرض اور مقصد نہیں وہ اس امر کی دعا ہے کہ موت صدیقوں کی موت ہو کیا مطلب کہ آپ مقام صدیق پر کھڑے ہو جاویں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ کو صدق سے کس قدر پیار ہے۔

حضرت مسیح موعود نے ایک مرتبہ انعمت علیہم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ منعم علیہ گروہ میں سے ایک درجہ صدیق کا ہوتا ہے اور جب انسان صدیق کے مقام پر ہوتا ہے تو چونکہ اصدق الصادقین اللہ تعالےٰ کی ذات ہے اس کے کلام سے اس کو محبت خاص اور انس پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسکے حقائق و معارف اس پر کھلتے ہیں۔

اب ہم عملی زندگی میں حضرت خلیفۃ المسیح کی حالت کو دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید سے کس قدر محبت ہے۔ قرآن کریم ہی آپ کو غذا ہے اسی سے اور اسی میں آپ زندہ رہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ صدیق کے مقام پر انسان قرآن مجید کے حقائق اور معارف کا واقف اور صادقوں کا رفیق ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کونوا مع الصادقین۔ یہ دعا بھی قبول ہو گئی کیونکہ اس کے آثار ظاہر ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے عملی رنگ میں آپ کو صدیق اکبر کے مقام پر لا کھڑا کیا۔ جسطرح پر حضرت صدیق آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امت احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاسبان مقرر ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کی جماعت کا لیڈر اور امام آپ ہی کو ٹھیرایا۔

درخواست جنازہ غایب

منشی فضل حق صاحب ساکن پٹیالہ کے ایک صاحبزادہ کا انتقال ہو گیا ہے

احباب سے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح کا دوسرا خطبہ بعد علالت

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اسقدر جوش حضرت امیر المومنین کے دل میں ہے کہ باوجود اسقدر شدید گرمی اور ضعف کے آپ ۲۲ مئی کے جمعہ میں پھر جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔ (ایڈیٹر)

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب الآیۃ الی اولٓئک ھم المتقون ۝

انسان پر جناب الٰہی نے بڑے بڑے کرم غریب نوازیاں اور رحم کئے ہیں۔ اس کے سر سے لیکر پاؤں تک اسقدر ضرورتیں ہیں کہ وہ شمار نہیں کرسکتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور غریب نوازیوں کا مطالعہ کرو تو کیا گن سکتے ہو؟ ایک بال جو اگتا سفید ہو جاتا تو گھبرا اٹھتا ہے اور حجام کو بلا کر نوچ ڈالتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ کیسی نعمت ہے۔ پھر کھانے پینے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کہاں غریب سے غریب آدمی کے سامنے بھی جو آتا ہے تو دیکھو کہ وہ پانی۔ غلہ۔ نمک کہاں کہاں سے آیا ہے اور اگر دال گوشت چاول بھی میسر آجاوے تو دیکھو کہاں کہاں کی نعمت ہے۔ اور ہر ایک کا جدا جدا مزا ہے پھر ہوا۔ روشنی وغیرہ کوئی ایک نعمت ہو تو اسکا شمار اور ذکر ہو کسی نے مختصر ترجمہ کیا ہے۔ ؎

ابر و باد و مہ و خورشید ہم در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

سورج۔ چاند کو دیکھتے ہیں۔ بادل اور ہوا کو دیکھتے ہیں یہ سب تیری روٹی کے فکر میں ہیں۔ پھر جسکا نمک کھائیں اور حکم نہ مانے تو یہ نمک حرامی ہوگی یا کچھ اور؟ کوئی کسی کا نوکر ہو اگر وہ آقا کی فرمانبرداری نہیں کرتا تو وہ نمک حرام کہلاتا ہے پھر کسقدر افسوس ہے انسان پر کہ اللہ تعالیٰ کے لا انتہا انعام و اکرام اس پر ہوں اور وہ غفلت کی زندگی بسر کرے۔ دو قسم کے لوگ دنیا میں ہیں۔ ایک کامیاب ہوتے ہیں۔ فاتح اور ملکوں کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ صحابہ پر بھی وہ وقت آیا اسلئے فرمایا لیس البر الخ آجکل جو مشرق و مغرب کیطرف منہ کرکے سجدہ اور توجہ کرتے ہو جناب الٰہی سے شکر کرنا ہے۔ اور خدا کی توجہ بھی اسی طرف ہے پس یاد رکھو ہماری ہر باتوں سے آرام پاتے ہو اگر وہ باتیں ہم بیان کرتے ہیں۔ تو تمہارا فاتح ہونا اور مالدار ہونا کچھ کام نہیں آئیگا ولکن البر الآیۃ۔ نیک تو وہ شخص ہے یا نیکی تو اس شخص کی ہے جسکا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ ایمان کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکی کامل صفات کو مان لینا۔ پھر جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے اور اپنے آپ کو اسی کے قبضہ قدرت میں یقین کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسی کا ہو جاتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ کسی چیز پر ایمان وہ بری ہو یا بھلی۔ اس کی پہچان کیا ہے؟ بھلی چیز پر ایمان ہو۔ تو اس کے لینے میں مضایقہ نہیں کرتا۔ مثلاً کھانا آتا ہے اور بھوک ہو تو اس کے لینے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ لیکن اگر بجائے کھانے کے آگ سامنے رکھ دی جاوے تو ہر چند بھوک ہو مگر چونکہ جانتا ہے کہ یہ آگ ہے۔ ہاتھ اسکی طرف اٹھتا ہی نہیں میری تو جیسی فطرت تو آگ کو تاپنا بھی پسند نہیں کرتی۔ بارہا میں نے سنایا ہے کہ اگر پانچسو اونٹ کی قطار ہو تو ایک لڑکا بھی انکی نکیل پکڑ کر لئے جاتا ہے لیکن اگر ایسے کنوئیں میں دھکیلنا چاہو تو پانچسو آدمی بھی ایک اونٹ کو پکڑ کر کھینچیں تو وہ آگے نہیں بڑھتا۔ پس اسی طرح اگر انسان کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی قادر۔ رحیم۔ علیم۔ خبیر۔ رب۔ رحمان۔ رحیم۔ اور مالک یوم الدین اور وہ شہنشاہ احکم الحاکمین ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر وقت یہ خواہش نہ ہو کہ اسے راضی کیا جاوے پھر اس نے اپنے رسولوں کی معرفت بتا دیا ہے کہ وہ کسی بدی پر راضی نہیں میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص ایمان حقیقی رکھ کر سب نبیوں کی مشترکہ تعلیم کے خلاف ورزی کیوں کرتا ہے؟ کیا کسی بھی نبی کی تعلیم ہے کہ جھوٹ بولیں دنیا کے حریص ہوں کاہل اور سست بنجاویں۔ مرہو کر دیں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو جاویں۔ شریر اور بدمعاشوں سے تعلق ہو پھر اگر خدا تعالیٰ اس کو کبھی پسند نہیں کرتا۔ اور ان تمام بدیوں سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ پر ایمان ہو۔ پس جو شخص من امن باللہ کا مصداق ہو وہ تمام نیکیوں کا گرویدہ اور بدیوں کا ناپسند کرنے والا ہوگا۔ اگر اسپر بھی سمجھ نہیں آتی تو ایک اور راہ ہے پھر جاکر انسان بدیوں سے بچ سکتا ہے والیوم الآخر یوم آخرۃ پر ایمان ہو کہ بدیوں کی سزا ملیگی اور نیکیوں کا بدلہ نیک ملیگا۔ اگر انسان جزائے اعمال کو مانتا ہو اور اسے ایمان ہو تو وہ بدیوں سے بچ جاتا ہے۔ ایک شریف الطبع انسان کو کبھی کوئی دو روپیہ دیتا ہے کہ بازار میں دو جوتے لگا لینے دو۔ وہ کبھی پسند نہیں کریگا۔ پھر یوم آخرۃ میں کب کوئی گوارا کرسکتا ہے پس اس پر ایمان لا کر بدی نہیں کرسکتا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک نوکر اپنے فرض منصبی میں سستی کرکے تنخواہ پاسکتا ہے ایک بزاز دھوکہ دیکر قیمت وصول کرسکتا ہے ایک شخص دوست کو دھوکہ دیکر آؤ بھگت کرا سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے لیکن اگر آخرت پر ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ان اعمال کی جوابدہی کرنا ہے تو ایسا عاقبت اندیش بدی کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔ ایک لڑکا جو قلاقند کھاتا ہے اور باپ کو کہتا ہے کہ سب نے لئے یا کابلی لی تھی۔ وہ سوچے کہ اسکا انجام کیا ہوگا؟ ایسا ہی جو لڑکا اپنے ہاتھوں سے اپنے قویٰ کو تحریک دیتا ہے اسکا نتیجہ لازمی ہے کہ آنکھ اور دماغ خراب ہو جاوے ہر ایک کام کے انجام کو سوچو۔ پھر نیکی کی تحریک کیلئے ملائکہ بڑی نعمت ہیں وہ انسان کے دل میں نیکی کی تحریک کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے کہنے کو مان لے تو اس طبقہ جو ملائکہ ہیں وہ اس کے دوست ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا ایسی پاک مخلوق کسی کی دوست ہو اور کیا خواہش ہوسکتی ہے؟ پھر ایمان بالکتب ہو اللہ کے فرمان اور حکمنامہ سے بڑھ کر کیا حکمنامہ ہوگا۔ بہت انسان ہیں جو بات لوگ کہہ دیں کہ یہ قانون قاعدہ اور تحریک کے خلاف ہے یہاں کیسی نصیحت ملتی ہے کہ جب قوم۔ برادری اور ملکی قوانین کی خلاف ورزی اچھے نتایج پیدا نہیں کرتی۔ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اسکے قوانین اور قواعد کے خلاف کرکے انسان کب سرخرو ہو سکتا ہے؟

یہ تمام امور انسان کے عقاید کے متعلق ہیں۔ جب عقاید کی اصلاح ہو جاوے تو انسان کی عملی حالت پر اسکا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا واتی المال علی حبہ۔ مال کو دے مگر اس کو محبت ہے یا خدا کی محبت کیلئے۔ رشتہ داروں کو دے۔ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا بڑے بہادروں اور ایک زندہ دل کا کام ہے کہیں شادی غمی ناطہ رشتہ اور سلوک برتاؤ میں رنج پیدا ہو جاتا ہے پھر بہت مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسواسطے اپنے رشتہ کو بڑا بہادری کا کام ہے پھر یتامیٰ سے سلوک کرو۔ مساکین جو بیدست و پا ہیں ان کی خبر گیری کرے۔ ایک جلد ساز ہے اسکے پاس تراشنے نہیں یا اور ضروری سامان نہیں۔ موچی کے پاس چمڑا نہیں خرید سکے یا ہتھوڑا نہیں یہ سب مساکین میں داخل ہیں۔ وابن السبیل۔ مسافروں کو دو۔ پھر سائلین کو دو۔ کیا خبر ہے ان کے پاس ہو یا نہیں تم انہیں دو۔ وفی الرقاب غلام آزاد کرنے میں خرچ کرو۔ دیوانی کے مقدمات میں قیدی ہو جاتے ہیں۔ انکو چھڑانے میں خرچ کرو۔

اسکے بعد اقام الصلوٰۃ اور ایتاء الزکوٰۃ ہے نماز مومن کی معراج ہے نماز اللہ کی تسبیح و تحمید ہے اللہ کے حضور دعا ہے اسکے حضور جھک کر عرض کرنا ہے اپنے محسن مربی خصوصاً خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کیلئے دعا ہے پھر زکوٰۃ ہے پھر جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں پہلا اقرار تو قالوا بلیٰ ہے۔ اقرار ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتا ہے تو چوری کیوں کرتا ہے؟ بدذاتی کیوں کرتا ہے جبکہ مسلمان کہلا کر اسلام کے دعوے میں تمام نیکیوں کا اقرار کرتا ہے۔ والصابرین انسان کو بیماری میں مشکلات آتے ہیں۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا ہے مجھے تو پتہ ہی نہیں لگا گویا سویا ہوا تھا بیدار ہو گیا۔ مومن اور نیک مرد وہی ہیں۔ جو بیماری غریبی میں نافرمان نہیں ہوتے۔ مقدمات میں سچائی کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ یہی لوگ راستباز اور متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں متقی کرے جسقدر مجلس میں بیٹھے ہیں خدا ان سے راضی ہو۔ اور ناراض نہ ہو تم بھی خدا تعالیٰ سے راضی ہو اور وہ دستگیری کرے کبھی اسکا شکوہ نہ کرو۔

دوسرا خطبہ

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان انصاف کرو یہ اللہ کا حکم ہے دیکھو اگر تم کسی کو بد سمجھو اور وہ دھوکہ دیکر کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہارے ساتھ دھوکہ کرے تم کسی کو ملازم رکھو اور وہ سستی سے کام کرے تو کیا تم پسند کرتے ہو؟ اگر نہیں تو پھر تم دوسروں کیساتھ کیوں بدی کرتے ہو۔ میں نے دیکھا ہے سردی کا موسم ہے اور سرد ہوا چل رہی ہے بوندا باندی ہو رہی ہے مالک مزدور پر حکم کرتا ہے چوکیدار ہوشیار رہو وہ بار بار پھرتا ہے پھر کتنے افسوس اور تعجب کی بات ہے کہ وہ چند پیسوں کیلئے اتنا محتاط اور اپنے فرض کو ادا کرتا ہے اور ہم خدا کے بے انتہا فضلوں کو دیکھ کر بھی تہجد کیلئے نہ اٹھیں پھر کوئی ہمیں گالی دے بہتان باندھے تو ناپسند کرتے ہیں پھر دوسروں پر کیوں بہتان باندھیں۔ دوسروں کے گھر کی فحش باتیں کیوں سنتے ہو۔ پھر تاکید ہے ایتاء ذی القربیٰ۔ بھائی ہے بہن ہے۔ چچا ہے ماں باپ اور بیوی کے رشتہ دار۔ وینھیٰ عن الفحشاء جو بدیاں تمہاری ذات میں ہیں یا دوسروں پر اثر کرتی ہیں ان سے رکو پھر بغاوت سے منع کیا بادشاہوں اور حکام کی مخالفت نہ کرو۔ یہ باتیں کیوں سکھاتا ہے

اشاعت بائیبل اور اس سے سبق

انجیل کا موجودہ مستند ترجمہ آج سے تین سو سال قبل شایع کیا گیا تھا حال میں بمقام لنڈن اس اشاعت کی

صد سالہ سالگرہ نہایت دھوم دھام سے منائی گئی۔ اس کے متعلق یہ دریافت کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ انگلستان کی سرکاری بائیبل سوسائٹی نے گذشتہ سو سال میں بائیبل کی اشاعت پر قریباً ۲ کروڑ روپیہ کی خطیر رقم صرف کی ہے۔ آجتک قریباً سات آٹھ سو مختلف زبانوں اور بولیوں میں انجیل کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ سال گذشتہ میں سوسائٹی نے انجیل کی ۶۶۲۰۰۰۰ جلدیں شایع کیں۔ اور گذشتہ ۵۰ سال سے اسکی سالانہ اشاعت میں ۹۰ ہزار جلد کا ہر سال اضافہ ہوتا رہا ہے یہ سوسائٹی بحساب اوسط ہر روز ساڑھے دس ہزار روپیہ انجیل کی اشاعت پر صرف کرتی ہے۔ ملکہ وکٹوریہ آنجہانی نے جب ایک ایسے ہی موقعہ پر ان کی خدمت میں ایک انجیل کا نسخہ پیش کیا گیا۔ فرمایا تھا کہ "بائیبل برطانیہ کی کامیابی کا راز ہے" اس سے عیسائی خداپرست دنیا میں انکا شہرہ حد تک پہونچگیا۔ جس حال کے جلسہ کا اوپر ذکر کیا گیا اس میں بھی حضور ملک معظم کی خدمت میں انجیل مقدس کا ایک نسخہ پیش کیا گیا۔ اور آپ نے اپنی تقریر دلپذیر میں انجیل کو "اولیں قومی خزانہ" اور "دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی چیز" کے الفاظ سے تعبیر کیا۔ ہمارے لئے یہ موقعہ انجیل مقدس اور فرقان حمید کی تعلیم کو آپس میں مقابلہ کرنیکا نہیں ہے۔ متعدد گذشتہ صدیوں میں مہذب ممالک کے کئی برگزیدہ غیر مسلم عالم و فاضل نہایت بے تعصبی سے اسلامی تعلیم کے بارہ میں اپنی قیمتی رائیں ظاہر کر چکے ہیں۔ اور آئے دن ایسی ارائے کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ جو حق و راستی کے طالب منصف مزاج انصاف پسند کو غور و خوض کو اپنی طرف کھینچنے کا حق رکھتی ہیں مگر افسوس کہ ہم مسلمان اپنے پاک مذہب کی اشاعت سے کسقدر غافل اور بے خبر ہیں۔ کیا ہماری سینکڑوں بڑے بڑے نام والی اسلامی انجمنیں اور انسٹی ٹیوشن بتلا سکتی ہیں۔ کہ وہ ۱۰۰ ہزار روپیہ یومیہ خرچ کرنے کی بجائے مہینہ بلکہ سال بھر میں بھی اس قدر رقم اشاعت اسلام و قرآن پر صرف کرتی ہیں۔ اور کیا وہ اسبارہ میں اپنے آپ کو اشاعت اسلام و احکام الٰہیہ کی ذمہ واری سے سبکدوش قرار دے سکتی ہیں۔ حالانکہ یہی غرض قبلا کر وہ عام مسلمانوں سے روپیہ وصول کرتی ہیں۔ افسوس کہ اس بیداری اور ترقی کے زمانہ میں ایک ہمدرد اور عادل گورنمنٹ کے زیر سایہ رہکر بھی مسلمان خواب غفلت سے نہیں چونکتے۔ اور اپنی ہمسایہ قوموں کی برتر حالت بھی ان کے دلوں میں سخت جد و جہد کا رشک پیدا نہیں کرتی۔ ورنہ اگر انہیں خواب غفلت سے ہوش آیا ہوتا۔ تو وہ نہایت زور سے اس امر کو محسوس کرتے کہ ہماری عین تو ہبت جس پاک مذہب کی مرہون منت ہے پہلے اس کے پاک احکام و ارشادات کے سانچے میں افرادی زندگی کو ڈھالنا۔ پھر اسی سانچے میں قومی زندگی کو ڈھالنے کی مسلسل اور سرتوڑ کوشش کرنا ہمارا سب سے پہلا فرض ہے۔ (وطن)

سب دردوں کا درمان

علامہ رشید رضا آفندی ایڈیٹر المنار

مصر اپنے مجوزہ اسلامی کالج اور قایم کردہ مجلس دعوت و ارشاد کی ضرورت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مذہب کی دعوت ہی آب حیات ہے۔ جس سے ابتدائی اور انتہائی عقلیں سیراب ہوتی ہیں۔ اور مذہبی دعوت ہی وہ روغن ہے جسکی مدد کے بغیر قومی ترقی کا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ دین اسلام کا یہی قاعدہ رہا ہے۔ وہ پہلی صدی میں زمین کے ایک ٹکڑے تک محدود تھا۔ پھر تمام دنیا میں پھیل گیا۔ اسکا سبب یہی ہے کہ اسلام کی منادی کرنے والوں نے دنیا میں پھیل کر دلایل و براہین کے ساتھ اسلام کی دعوت دی جسطرح تیغ و سنان سے مجاہدین نے مخالف قوموں کو زیر اور فتح کیا۔

تاریخ میں ہمنے کہیں نہیں پڑھا کہ ابتدائی صدیوں کے بعد دعوت اسلام کی قوت اپنے حال پر بدستور ثابت رہی ہو۔ حالانکہ واجب یہ تھا کہ زمانہ کے ساتھ ساتھ مذہبی دعوت بھی ترقی کرتی جاتی۔ جسطرح تخم ریزی کے بعد زراعت ترقی کرتی ہے۔ لیکن ہم کو تاریخ نہایت افسوس کیساتھ اطلاع دے رہی ہے کہ اسلام کی دعوت میں روز بروز انحطاط آتا گیا۔ اور ہمنے نہیں سنا کہ مسلمان فاتحین اس زمین سے جو ان کے ہاتھ میں تھی۔ بالشت بھر بھی آگے بڑھے ہوں۔ علاوہ اس کے اسلام کی حقیقی دعوت کے آثار لوگوں کی زمانہ سے مٹ گئے دوسری دعوتیں اس کے ٹیلوں پر قایم ہو گئیں۔ اور خود دعوت دینے والوں نے اپنے اپنے جدید مذاہب کے موافق اسلام کی مزاحمت کی۔ اسلام زنہ باطنیہ میں آگیا۔ بعض عجیب عجیب مذاہب پیدا ہو گئے۔ مفسد علما نے جاہل اور بے شعور عوام پر غلبہ پایا۔ اور چونکہ اسلام کو غلبہ دینے کی طاقت انمیں نہ رہی تھی۔ لہذا بجائے دعوت اسلام کے خود اسلام سے اسلام کی جنگ چھڑ گئی۔ اور ہم ایک ایسے زمانہ میں آگئے کہ مسلمانوں کو دعوت شر دینے والوں کے مابین اسطرح گھرا ہوا دیکھتے ہیں۔ جیسے دو طرف چوگانوں کے درمیان گیند کی حالت ہوتی ہے کہ ایک اس کو پھینکتا ہے اور دوسرا دبوچ لیتا ہے۔

یہ لوگ وہ ہیں۔ جو انسانوں کو اس امر کی دعوت دیتے ہیں۔ کہ اسلام ایک خاص شخصی امر اور انسانی ضمیر کا نتیجہ ہے۔ وہ انسانی زندگی کو روشن و تابناک بنانیکا مظہر نہیں ہو سکتا۔ ملحدوں نے یہ ایک ایسا بیج بویا ہے۔ اور لوگوں کو ایک ایسی بات کی دعوت دے رکھی ہے کہ اسلام کی روح وسیع ہونے شارع اسلام کی تعلیمات پھیلنے اور خدا کے نام لینے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ صفحۂ وجود سے خدانخواستہ یہ نام ہی مٹ جائے اور خدا کے وجود و عدم کی بحث کا جھگڑا ہی نہ رہے۔ نہ انسانوں میں شقاق و نفاق پھیلے کہ کوئی خدا کے وجود کا قایل ہی رہے اور کوئی اس کے عدم کا یہ فاسد بیج یورپ میں اگا۔ اور وہاں سے ان لوگوں نے اس کو لیکر اسلامی ممالک اس کی آبیاری کی۔ جن پر یورپ کا بھوت سوار تھا۔ یہ اس فکر میں پڑ گئے۔ کہ یورپ کا تمدن۔ یورپ کی رسومات اور دوسرے تمام چیزیں جن کو یورپ سے نسبت ہے لایا جائے اگرچہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (ایسی چیزیں ہیں کہ باطل نہ تو اس کے سامنے آتا ہے اور اس کے پیچھے) مسلمان دراصل زندہ ہی نہ تھے۔ کہ ایسے زہروں سے ان کو مار ڈالنے کی حاجت مقلدین یورپ کو ہوتی۔ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ مسلمانوں کو دوگنی موت ماریں ان کی رائیں اور ان کے اثرات بہت سے ایسے لوگوں پر ظاہر ہونے لگے۔ جو اسلام کے مظہر تھے لیکن ان لوگوں نے اس مظہر کو اپنے زندقہ کے پردوں میں چھپایا ہے۔ مسلمانوں کے حقیقی رسائل تھے۔ ان کی راہوں پر یہ لوگ شیطانوں کیطرح کھڑے ہو گئے کہ ان کو ہدایت سے باز رکھیں اور حقیقی اسلام سے رد کیں چنانچہ فرقہ باطنیہ کو ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ لوگوں کو اپنے تمام اعمال کی دعوت دے رہے ہیں۔ بدعتی لوگ منادی کر رہے ہیں کہ دین کو دلوں میں چھپائے رکھو زبانوں پر نہ لاؤ۔

ان کے علاوہ ایک جرار لشکر اور بھی ہے جو شہروں کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے ان کی مجلسیں اپنے جا بجا ہیں حکومتیں ہیں۔ جو دعوت دینے والوں (پادریوں) کو مختلف شہروں میں بھیجتی ہیں تاکہ مسلمانوں کو دائرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے احاطۂ رب (مسیح) کی جانب پھیریں۔ مسلمان ان بلاؤں اور مصیبتوں کو دیکھتے ہوئے کیا کر رہے ہیں۔ اسلام ایک ہاتھی ہے اگر اس کے ذرات جسم میں زنبوروں کا اتنا بڑا ہجوم ہو جائے۔ تو ہاتھی ایک ساعت بلکہ اس سے بھی قلیل وقت میں تنکا لقمہ ہو جائیگا۔

مسلمانوں پر افسوس ہے جنکے اجسام اسقدر ہلاک کرنے والے زہروں سے مسموم ہوں جنکو جہالت نے پچھاڑ رکھا ہے جنکو سستی اور غفلت پچھاڑ رہی ہے۔ جن کو اندیشوں نے پھاڑ رکھا ہے۔ جنکی آنکھوں کی کھالی انہیں بڑی دعوت دینے والوں نے کی ہو۔ اگر ہم اسلام سے پوچھیں کہ تیری یہ حالت کس نے کر دی اور کس لئے تجھپر یہ بلا تیرے فنا کرنے کو نازل ہوئی۔ کچھ تو بتا؟ تو اسلام نہایت صاف اور فصیح زبان سے یہی کہیگا کہ مجھپر یہ مصیبت علمائے دین نے ڈالی۔

میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں کا نام علمائے دین کیوں کہا گیا۔ اور لوگوں نے انپر اس بزرگ و جلیل القدر نام کا اطلاق کیوں کیا۔ میں اس گہرے اور نادر نام کے معنے سمجھنا چاہتا ہوں۔ اور وہ کونسا دین ہے؟ جس کے معنے اسلام ہیں۔ کیا اس دین کے علما بھی ہیں۔ جو اس میں مشغول ہیں یا ان کے علاوہ کوئی اور ہیں۔ عالم دین کے اسم سے مسمی ہونے کے لایق تو وہی ہوگا۔ جو دین کے معنے اور اس کی مراد سمجھے۔ جس نے دین میں نظر کی تو علماء ہی کے ہاتھوں اور یہ مصیبت زدہ اور انہیں کے تیروں سے اوسے زخمی پایا۔ جو دین سے منہ پھیر کر مزخرفات

ازصیغہ دفتر سنٹرل کمیٹی تکمیل مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

مسلم یونیورسٹی کے موعودہ چندوں کے جلد سے جلد وصول ہونیکی ضرورت

خدا کا شکر ہے کہ مسلم یونیورسٹی کے لئے چندہ فراہم کرنے کی ملک کے ہر حصہ میں جابجا سرگرم کوششیں ہو رہی ہیں۔ فراہمی چندہ کے متعلق تائیدی جلسوں میں اس وقت تک جو تجویزیں ہوتی رہی ہیں۔ ان سے یہ خیال ہوتا تھا کہ ۱۰ نومبر ۱۹۱۱ء تک زرتمام موعودہ کا وصول ہو جانا بالکل کافی ہے۔ لیکن حال میں جو ڈپیوٹیشن بسرکردگی آنریبل سر راجہ صاحب بہادر محمود آباد شملہ پہونچا تھا۔ اور جس میں آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب اور ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب اور یہ خاکسار (آنریری سکرٹری) شریک تھے۔ اور جسکا یہ مقصد تھا کہ اعلےٰ حکام گورنمنٹ سے پرائیویٹ طور پر مسلم یونیورسٹی کے قواعد و ضوابط کے متعلق کچھ گفتگو کریں۔ اس گفتگو کا نتیجہ اگرچہ بالکل راز کے صیغہ میں ہے۔ اور ابھی تک کوئی فیصلہ قطعی طور پر ہوا ہی نہیں ہے۔ لیکن ممبران ڈیپوٹیشن کو یقین ہے کہ جس وقت نتیجہ عام طور پر مشتہر ہوگا۔ تو عامہ اہل اسلام گورنمنٹ کے نہایت ہی شکر گذار ہوں گے مگر ایک سخت مشکل یہ لاحق ہو گئی ہے کہ جب تک کم از کم پچیس لاکھ روپیہ نبک بنگال میں بمد مسلم یونیورسٹی فاؤنڈیشن فنڈ جمع نہ ہو جائے۔ ہم کوئی باضابطہ درخواست گورنمنٹ میں یونیورسٹی کے متعلق پیش نہیں کرسکتے۔ حضور شہنشاہ معظم کی رونق افروزی ہندوستان سے پہلے پہلے جہانتک ممکن ہو گورنمنٹ سے ابتدائی مراحل طے ہو جانے چاہئیں۔ اور اس کام کیلئے اب اس قدر تنگ وقت رہ گیا ہے کہ موعودہ چندوں کے وصول میں اور جدید چندوں کی فراہمی میں توقف کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ لہٰذا تمام اصحاب سے جو مسلم یونیورسٹی کا قایم ہونا چاہتے ہیں۔ التماس ہے کہ مہربانی سے چندہ ہائے موعودہ جسقدر جلد ممکن ہو ادا فرمائیں۔ اس میں جسقدر تاخیر ہوگی اسی قدر اصل مقصد کے حاصل ہونے میں تاخیر اور دشواریاں پیش آئیں گی۔ اور جو موزوں وقت خوش قسمتی سے اس وقت مسلمانوں کو حاصل ہے وہ پھر ہاتھ نہ آئیگا۔

خاکسار مشتاق حسین آنریری سکرٹری

سیّد نذیر حسین دہلوی کی لایف

سیّد نذیر حسین دہلوی کی لایف الحیاۃ بعد المماۃ نام آجکل میری نظر سے گذری چونکہ مولوی نذیر حسین پہلا شخص ہے جس نے اپنے روحانی فرزند شیخ بٹالوی کی تحریک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت پر کفر کا فتوےٰ دیا۔ اس لئے میں نے نہایت غور سے اس کی لایف کو پڑھا تاکہ دیکھوں کہ اس کی سوانح زندگی میں ان واقعات کو کس طرح ترتیب دیا ہے۔ علاوہ بریں میں اپنے مذاق کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لایف کا میٹریل جمع کرتا رہتا ہوں۔ اس لحاظ سے بھی میں نے اس کو نہایت توجہ سے پڑھا میں نے مناسب سمجھا کہ الحکم کے ناظرین کو بھی اس تفریح میں شامل کروں۔ جو میں نے اس کی تالیف کے پڑھنے سے اوٹھایا ہے۔

میں اس امر کے اظہار سے نہیں رک سکتا کہ اس تالیف کو پڑھکر مجھے بہت افسوس ہوا۔ میرا خیال تھا۔ کہ مولوی نذیر حسین صاحب (جو محدث کہلاتے جاتے تھے اور جنکے تلامذہ کی فہرست ..ھ کے قریب دیگئی ہے) کی لایف میں احادیث کے متعلق بعض قیمتی معلومات اور اچھوتے نکات ملیں گے۔ لیکن جو شخص بھی اس کتاب کو میرے جیسا مذاق لیکر پڑھنے کی کوشش کرے گا اسے میری طرح مایوس ہی ہونا پڑیگا پھر میں نے اس کتاب کو ایک اور نقطہ خیال سے بھی پڑھا۔ کہ چونکہ محدثین فن تنقید کے موجد ہیں۔ اس لئے محدث دہلوی کی لایف نہایت آزادانہ اور مورخانہ طریق تنقید پر لکھی جائیگی۔ اور ان کی کمزوریوں اور فروگذاشتوں پر پردہ پوشی کی پولیسی کو جائز نہیں رکھا جائیگا۔ مگر

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مصنف نے خود اس فروگذاشت کو افسوس سے محسوس کیا ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے ہیرو کی لایف نہیں لکھ سکا۔ اس قسم کی فروگذاشتوں کے باوجود بھی میں چاہتا ہوں۔ کہ سید نذیر حسین صاحب کی لایف پر تنقید کروں۔ امید ہے اسے دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔

شاعرانہ مذاق

مصنف نے مولوی نذیر حسین کے مذاق شاعری کا ایک الگ باب باندھا ہے۔ اور کتاب کے صفحہ ۱۹۲ - پر لکھا ہے درس حدیث کے وقت عاشقانہ اشعار ایسے ایسے پڑھتے کہ سن کر حیرت ہو جاتی۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے ؎

ادہر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

ایک سو برس کے بڈھے محدث کی زبان سے طالبعلموں کے مجمع میں درس حدیث کے وقت ایسے عاشقانہ اشعار کا اظہار جس سپرٹ کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ ایک صوفی۔ ایک پیر ایک مدرس۔ ایک محدث ایک پیر فرتوت کی شان ایسی عاشقانہ رنگین مزاجی سے بالاتر ہونی چاہیئے۔ شاید اسی فیض صحبت کا اثر ہے۔ جو امرتسری منکر اس شعر کو بکثرت پڑھا کرتا ہے۔ دہلوی شیخ کی سنت پر کچھ عمل کیا ہوگا !۔

مصنف نے ان اشعار کو نقل کیا ہے جو مولوی نذیر حسین محدث دھلوی اکثر پڑھا کرتے تھے۔ فلسفہ اخلاق پر بحث کرنیوالے کہتے ہیں کہ ہر شخص کے اخلاق کا پتہ اسکے دوستوں کے انتخاب سے مل سکتا ہے۔ اور پھر اس پر اور بھی ایزاد کرکے کہتے ہیں کہ اس کی پسندیدہ کتابوں سے پتہ لگ جاتا ہے جو اس سے بھی آگے گئے ہیں۔ وہ اس کے طرز بیان اور طریق کلام سے پتہ لگا لیتے ہیں۔ میں مولوی سیّد نذیر حسین صاحب کی شان میں کوئی گستاخی کرنیکی جرأت نہیں کرتا۔ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ انہوں نے خدا کے برگزیدہ موعود اور مامور کو۔ وکیہ دیا یہاں تک کہ وہ پکارا

آنچہ مارا از دو شیخ شوخ آزار رسید
یا نبی للہ بیس از عالمی فردی الاقتدار

مگر عجیب شان الٰہی ہے کہ انکا ہی ایک خادم اور مداح ان کی زندگی کے واقعات شایع کرتا ہے۔ اور اس میں وہ اُن کے ان عاشقانہ مذاق کے اشعار کو جمع کرتا ہے۔ میں ناظرین کی دلچسپی کیلئے ان میں سے بعض یہاں درج کرتا ہوں اس سے کیا بعید فلسفہ اخلاق کے مندرجہ بالا اصول پر انہیں دھلوی محدث کی زندگی پر غور کرنے کا موقعہ مل سکے۔

(۱) نہیں وہ اب چمک ان میں جو پھیرل ہاتھ گالوں پر
اندھیری ہے سمند حسن کو خط روے گلگوں کا

(۲) کس کو معلوم نہیں گنجفہ بازی تیری + کونسا فرد و بشر ہے جسے چکمہ نہ دیا
(۳) اس فتنہ جو نے کل باتوں ہی باتوں میں فلک + سو بار جلایا مجھے سو بار اتارا
(۴) ہوگا وصال غیر سے اس کا بڑا ہے غم + اتنا فراق کا میرے دلبر قلق نہیں
(۵) لذت فراق و وصل دونوں ہیں دل کو زہر
بوسے دہاں یار کے لڈو ہیں بور کے
(۶) یہی کرتا ہے اشارے کوئی اٹھتا جوبن + یوں محل یار کے اہر ہی ہی ہیر ہوا
(۷) داغ چمک کے نہیں رخسار معشوق پہ + تربت قدامت گویا ہے ریحان کا تختہ
(۸) شب کو وہ حسن دیتا تھا کھڑا وہ بام پر + ماہ بھی سائل کھڑا تھا چرخ نیلی فام پر

یہ نمونہ ہے ان اشعار آبدار کا جو ہمارے صوفی مشرب دہلوی محدث پیرانہ سالی میں پڑھا کرتے تھے۔ اور پڑھا بھی اس وقت کرتے جب درس حدیث دیتے۔ اس سے بڑھ کر

شرم کی کیا بات ہوگی کہ طلبا کے سامنے ذلیل مذاق کے اشعار پڑھے جائیں۔ ان اشعار کی کوئی بہتریں توضیح کر کے ان کے روحانی فرزند مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کر کے دکھائیں کہ ان میں کہاں تک معرفت ربانی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور احادیث جیسے پاک کلام سے انہیں کیا تعلق اور تناسب ہے؟ غالباً ان کے یہ حالات ان کے ساتھ ہی چھپ جاتے۔ مگر اس مامور من اللہ کی مخالفت نے خود ان کے دوستوں کے ہاتھوں ان کے اس ذلیل مذاق کا اظہار کرا دیا۔

آپ کے عشق الٰہی کا سماں بھی لایق مصنف نے

دکھایا ہے۔ جو کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴ ۔ میں یوں لکھا ہے "یہ آپ کے عشق کا سماں اس وقت قابل دید تھا۔ جبکہ آپ آخر شب کو نماز کے تہجد کے بعد گھر سے آ کر در مسجد یا صحن میں بیٹھ جاتے۔ اس وقت سناٹے کا عالم پپیہوں کا پی کہاں؟ فاختہ کی صدائے کوکو۔ آسمان پر تاروں کی چمک ٹھنڈی ہواؤں کا جھونکا۔ اور جانوروں کے خواب ناز کا وقت اس میں اردو فارسی عربی کے عاشقانہ اشعار کا اپنے خاص لہجے اور خاص سُروں میں پڑھنا۔ پھر اس صدا کی دلربائی۔ اس کا لطف کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ سماں دیکھا ہے"

یہ ہے محدث دہلوی کا ذکر شغل یہ ہے۔ آپ کے عشق الٰہی کا سماں ایک زمانے میں دیو سماج میں عشق الٰہی کے جلسے ہوا کرتے تھے ان جلسوں میں تو اللہ تعالےٰ کی حمد اور تعریف بیحد ہوتی تھی۔ حالانکہ وہ لوگ قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے بے بہرہ اور ناآشنا محض تھے۔ مگر ہمارا دھلوی محدث جس کو اب مجدد مایتہ حاضرہ کے بھی کہا جاتا ہے۔ عاشقانہ اشعار کا وظیفہ کرتا ہے اور اس کے عاشقانہ اشعار کا کسیقدر نمونہ اوپر دیا جاچکا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کو خدا تعالےٰ سے کسقدر تعلق تھا۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسقدر محبت۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کو روز و شب پڑھانے والا انسان ایسے وقت میں بے اختیار ہو کر درود شریف کثرت سے پڑھتا۔ اور آپ کی سنت کا سچا عامل اور متبع ان اوراد و ظائف کو اپنا معمول قرار دیتا جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ مگر یہاں ہم کیا دیکھتے ہیں :۔ ایک سو سالہ بڈھا رات کے پچھلے حصّہ میں ہجر و وصل کے ترانے اُڑا رہا ہے کیا خوب ؎

پیرے کہ دم عشق زند بس غنیمت است

میں پھر ایک بار یہ معذرت کرنے کا جوش پاتا ہوں۔ کہ مجھے سید نذیر حسین صاحب کے ان واقعات زندگی پر تنقید کرتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ اس کی زندگی میں ایسا امر نہیں پایا جانا چاہیے تھا۔ جس میں اشارةً یا کنایتہً کوئی ایسی بات ہو جو انسانی اخلاق فاضلہ یا سنت نبویہ کے

خلاف ہو۔ میں نے ایسے بزرگوں کے حالات سُنے ہیں۔ جو کسی غیر اللہ کی تعریف کا شعر بھی اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا میں پڑھنا اھل لغیر اللّٰہ بہ قرار دیتے تھے اور اس کو بھی ایک قسم کا شرک سمجھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی طبیعت پر توحید کا حد درجہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی محبت و معرفت میں ایسے محو اور خود رفتہ ہوتے ہیں کہ کسی انسان کی تعریف بھی انہیں خوش نہیں کر سکتی۔

مولوی نذیر حسین ایسے موحد اور محدث کی شان اس سے بزرگ ہونی چاہیئے تھی۔ کہ وہ تہجد کے وقت مسنون وظائف کو چھوڑ کر رندانہ اشعار کو اپنی دلچسپی کا ذریعہ سمجھیں۔ یوں ان کے معنے خواہ کیسے ہی خوبصورت کر لئے جاویں۔ مگر ایک غیر طرفدار انسان تو یہ کہنے پر مجبور ہوگا۔ کہ اس قسم کے عاشقانہ اشعار پڑھ کر وہ بچھی ہوئی حسرتوں اور مٹی ہوئی امنگوں کو ابھارنے کا لطف اُٹھانا چاہتے تھے اور کچھ نہیں۔

اس نمبر کو یہاں ہی ختم کر دیا جاتا ہے آئندہ انشاءاللہ کچھ اور بھی لطایف سنائیں گے۔ و باللّٰہ التوفیق۔

وقار نواز جنگ کی تعلیم نفاق

الحکم کے ناظرین وقار نواز جنگ کے نام سے عموماً واقف ہونگے۔ صحاح ستہ کے اردو ترجمہ کر دینے کی وجہ سے وہ اسلامی ہند میں مشہور ہیں۔ ریاست حیدر آباد دکن کے وظیفہ خور ہیں۔ اہلحدیث گروہ میں ممتاز اور معزز سمجھے جاتے ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اور امرتسری منکر کے درمیان جب منازعت کا سلسلہ جاری ہوا تو وقار نواز جنگ صاحب نے بھی اہلحدیث میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ ان امور کے علاوہ وقار نواز جنگ ایک اور خاص امر کی وجہ سے بھی مشہور ہیں اور وہ آپ کی تالیف ھدایتہ المھدی ہے۔ ہدیۃ المہدی میں نواب وقار نواز جنگ بہادر نے مسلمانوں کو بمباری اور سامان حرب کی تعلیم دی۔ اس کتاب ھدایتہ المھدی کو انہوں نے علماء اہلحدیث اور دوسرے اہلحدیث مسلمانوں میں مفت تقسیم کیا۔ وہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی تاکہ اس کا اثر مخفی رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ بروقت انکی اس خطرناک تالیف کی اطلاع سرکار دکن کو ہوگئی اور دربار دکن نے اس پر مناسب نوٹس لیا۔ علماء اہلحدیث کا فرض تھا کہ وہ ایسے بیہودہ خیالات کی فوراً تردید کرتے اور وقار نواز جنگ کو متنبہ کرتے کہ وہ ایسی تحریروں کا آپ ذمہ وار ہے اور اہلحدیث اس سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ علماء اھلحدیث نے اس پر توجہ نہیں کی۔ اس کتاب کے متعلق دربار دکن نے جو

نوٹس لیا وہ فی الجملہ ایک خیر خواہ تاج برطانیہ ریاست کا فرض تھا۔ ورنہ مسلمانوں خصوصاً اہلحدیث کو بدنام کرنے میں وقار نواز جنگ نے کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا تھا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس سے سبق لیتے اور خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہانت کی پاداش میں انی مھین من اراد اھانتک کے اس اعجاز سے فایدہ اُٹھاتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکی عملی اور اعتقادی ذلت کی کوئی کسر باقی ہے اسکا اظہار اب ۱۳ مئی سنہ ۱۹۱۱ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ہوا ہے۔ اخبار مذکور میں وقار نواز جنگ کو مسلمانوں میں باہمی اتفاق کی تجویز پیش کرنیکا شوق پیدا ہوا ہے۔ جو تجویز آپ نے پیش کی ہے وہ ایسی خلاف وقار اور اہلحدیث کے اصول کی مخالف ہے کہ اسے پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ اور بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ

یہ وقار نواز کی روحانی موت ہے

اگرچہ اسکی کتاب ھدایتہ المھدی میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ جو مذہب اہلحدیث کے صریح متضاد اور مخالف ہیں۔ اگر وقار نواز اور ان کے حامیوں میں سے کوئی اس پہ بولا تو انشاء اللہ العزیز انہیں گھر تک پہونچا دیا جائیگا مگر سردست مجھکو ان کی اس تجویز اتفاق کو پیش کرنا ہے۔ اور اس کے بعد اہلحدیث کانفرنس کے سکرٹری اہلحدیث اخبار کے ایڈیٹر امرتسری منکر سے پوچھونگا کہ کیا وہ فتویٰ جو تعزیہ کے متعلق وہ ہمیشہ شایع کیا کرتے ہیں۔ وقار نواز کے خلاف بھی دینے کو طیار ہیں یا نہیں؟ اس تجویز پر پورا غور کرنیکے لئے پہلے وقار نواز جنگ کے مضمون کو پڑھ لینا چاہیئے۔ وھو ھذا:۔

اتفاق اھل اسلام آجکل اس مسئلہ کی اہمیت اور ضرورت پر ہر ایک اسلامی اخبار میں بحث ہو رہی ہے اور در حقیقت حالات موجودہ کے لحاظ سے مسلمانوں کو اپنی قومی بقا اور ترقی کیلئے اتحاد و اتفاق ناگزیر ہے۔ مگر غور طلب یہ ہے کہ کسطرح اور کیونکر یہ مطلوب حاصل ہو ہمارے زمانہ کے عقلا اور اہل الرائے مختلف طریقے اس کی نسبت ظاہر کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ ہر ایک فریق اپنی مراسم خاصہ پر قایم اور اس کی اشاعت اور تکثیر کیلئے بدل کوشاں رہے۔ مگر اغراض عمومی جیسے اثبات توحید اور نبوت اور حمایت پیغمبر اور قرآن میں سب فرق ملکر بالاشتراک کوشش کریں۔ کوئی کہتا ہے کہ ہر فریق کے علماء جمع ہو کر بعد بحث اور تفتیش مابہ الاشتراک کیلئے ایک مسلک اور طریق تجویز کریں۔ کوئی کہتا ہے کہ ہر ایک فریق مذاہب پر عمل پیرا ہو کر امور مختلف فیہ میں تقریر یا تحریر کرنے سے قطعاً محترز رہے میری ناقص رائے میں عمدہ صورت یہ ہے کہ پہلے صرف اسلامی دو فریق سنی اور شیعہ میں اتفاق حاصل ہونے کی کوشش کیجائے اور دیگر فرق قادیانی اور چکڑالی۔ اور نیچری۔ اشخاص سے بالکل

قطع نظر کیجائے - کیونکہ ان مذاہب والوں کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ اگر وہ جمہور اہل اسلام کے ساتھ اتفاق نہ کریں تو ان کی علیحدگی اور مباینت کا کوئی اثر اور کے ساتھ اسلام پر نہیں پڑ سکتا - بڑے بڑے گروہ مسلمانوں کے دو ہی ہیں سنی اور شیعہ ان دونوں کے اتحاد کی یہ صورت ہے کہ کچھ سنی تنزل کریں اور کچھ شیعہ - سنی تو یہ کریں کہ جناب امیر اور تمام ائمہ اہل بیت کی بدل تعظیم کریں اور محبت اور بیان فضایل اور مناقب میں غرق ہو جائیں اور جناب امیر کو افضل صحابہ اور تمام مومنین کے پیشوا تسلیم کریں - یزید اور ابن زیاد اور عمر بن سعد قاتلین اور اعدائے امام علیہ السلام کو ملعون اور مستوجب جہنم ۔ اور معاویہ اور عمرو بن عاص اور مغیرہ کی نسبت کوئی کلمہ تعظیم اور تکریم کا مثلاً حضرت اور رضی اللہ عنہ نہ کہیں - تعزیہ سازی اور مجالس مرثیہ خوانی کی کوئی ہجو اور تنقیص نہ کریں - نہ اس کی قباحت اور ممانعت میں کوئی اشتہار یا تالیف شایع کریں - شیعہ یہ کریں کہ جناب عائشہ صدیقہ اور حضرات خلفائے ثلثہ سے سکوت کریں - نہ انکی مدح اور نہ ذم - چودہ سو برس اور ہر کے واقعات سے بالکل چشم پوشی فرمائیں - اور اسلام کی موجودہ ضروریات اور حوائج پر غور کریں باقی معاویہ اور یزید اور ابن زیاد وغیرہ ہم کو جتنا چاہیں - دل کھول کر برا کہا کریں - مجالس مرثیہ خوانی اور تعزیہ برداری بڑی آزادی کے ساتھ کرتے ہیں - کوئی سنی ان مراسم کی ادائی میں کسی طرح کی مزاحمت یا تعرض یا دخل ہی نہ کرے - نہ ان مراسم کی نسبت کوئی مخالفانہ تحریر یا تقریر شایع کرے - سنی حضرات شیعہ کے پیچھے اور شیعہ حضرات اہل سنت کے پیچھے نماز جمعہ اور عیدین بلا تکلف ادا کریں - جب مسلمانوں کے یہ دو بڑے گروہ شیر و شکر کی طرح آپس میں مل جائیں - تو سمجھنا چاہیئے - کہ اب اسلام کے ہیر دل پھرے اب رہی وہ فرق جو شیعہ میں ہیں - یعنی اخباری اور اصولی زیدی تو اللہ کے فضل سے باہمی کوئی تنازع اور فساد نہیں ہے - ان کو دیکھکر اہل سنت کے فروعی فرق کو عبرت اور نصیحت لینا چاہیئے یعنی جیسے مذہب شیعہ میں اصولی (فقہا) اخباری (اہلحدیث) آپس میں ملے جلے ہیں - ویسے ہی مذہب (اہل سنت) میں مقلدین ائمہ اربعہ اور اہل حدیث کو ملکر رہنا چاہیئے - اور تمام جاہلانہ نزاعات اور تعصبات کو یک قلم دور کرنا چاہیئے - ادہر مقلدین کے علما اپنے لوگوں کو اور ادہر اہل حدیث علماء اپنے لوگوں کو متنبہ کریں کہ اگر کوئی حنفی اہل حدیث سے یا اہل حدیث حنفی سے بیجا جدائی اور تعصب اور تنازع کرے گا - یا ایک دوسرے کی تحقیر یا توہین کرے گا - یا اپنی مسجد میں اس کو آنے اور نماز پڑہنے سے روکیگا - تو وہ جماعت سے خارج کر دیا جائیگا نہ کوئی اسکی شادی بیاہ میں جائیگا - نہ اپنی شادی بیاہ میں اس کو بلائیگا - اگر ایسا شخص فوت ہو جائیگا تو کوئی فریق اس کے جنازے پر نماز نہ پڑہیگا اس لئے کہ وہ جماعت اسلام کو توڑنے اور مسلمانوں کو خراب اور ذلیل کرنے کے درپے رہا - کیا خوب ہو اگر تمام

سب بھائی مسلمان شیعہ اور سنی ملکر ان نصائح پر عمل پیرا ہوں - اور بحیثیت مجموعی ترقی اسلام اور تردید مخالفین اسلام میں اپنی قوت صرف کریں -

(۲) جو اخبارات حضرات شیعہ اور اہل سنت نے ایکدوسرے کے رد و قدح میں جاری کئے ہیں - مثلاً النجم الشمس اہلحدیث - اصلاح اثنا عشری وغیرہ بالو یہ قطعاً بند کر دیئے جائیں - یا ان اخبارات میں مخالفین اسلام جیسے آریہ یہود ہنود عیسائیوں وغیرہ پر رد ہوا کرے اور اسلام پر جو مطاعن مخالفین کیطرف سے کئے جاتے ہیں ان کے کافی جوابات دیئے جایا کریں - الراقم اضعف وقار نواز جنگ عفا اللہ عنہ از ریاست حیدر آباد دکن

معزز ناظرین! ذرا غور کریں کہ وہ شخص جو ابھی تھوڑے روز پیشتر غالی اہلحدیث کہلاتا تھا - آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت نے اس کو اس درجہ گرا دیا ہے - کہ وہ تعزیہ اور تبرا کے جواز کا فتویٰ دینے پر آمادہ ہے اس سے بڑھکر

اسکی اخلاقی اور روحانی ذلت کیا ہوگی؟

وہ شیعہ اور سنی کو ملانا نہیں چاہتا بلکہ مسلمانوں میں سے مذہبی حرارت کو دور کرنا چاہتا ہے اور حق سے دور لیجاکر جس نوست کو اسی مضمون میں برا کہتا ہے اسی ہی پھیلانا چاہتا ہے - اگر وقار نواز جنگ کی یہی حالت چند روز اور رہی تو پھر وہ مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں کے اختلاف کو اسطرح مٹا کر مسلمانوں اور عیسائیوں میں صلح کرائیں گے اور تثلیث کے جواز کا کسی رنگ میں فتوے دیدیں گے - شرم!

وقار نواز جنگ صاحب سے کوئی پوچھے کہ حضرت وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہاں گیا؟ جو اس امت کے عموماً اور پھر خواص علما کا کام تھا - اگر شیعہ میں کوئی غلطی اصولی اعتقادی - یا فرعی نہیں - تو پھر صاف طور پر اسے تسلیم کرو - کیا یہ کوئی گھریلو معاملہ ہے - کہ کچھ شیعہ تنزل کریں اور کچھ سنی! +

اس طرح آپ اسلام کے سارے اصولوں کو یکے بعد دیگرے چھوڑ بیٹھیں گے جناب امیر کی فضیلت تمام صحابہ پر تسلیم کرا کر پھر غصب خلافت کا مسئلہ آپ کیوں تجائز نہ کریں گے؟

احمدی فرقہ کے متعلق جو کہا ہے کہ ان کی تعداد تھوڑی ہے یہ تو جھک مارتا ہے - احمدی فرقہ کے امام و پیشوا کی توہین کا یہ خمیازہ تو تمہیں بھگتنا پڑا ہے کہ سرکار عالیہ دکن کیطرف سے ہدیۃ المہدی کے متعلق آپ پر خصوصیت سے توجہ ہوئی - اور رہی سہی کسر اس مضمون نے نکالدی - میں یقین کرتا ہوں - کہ علما اہلحدیث بھی اس بیہودہ اور بھدی تجویز پر

تفریں کریں گے اور تھوک دیں گے

اور بجز منافقین کے کوئی اس تجویز کو پسند نہیں کر سکتا - وقار نواز جنگ صاحب سے ڈرو اور توبہ کرو - اس قسم کی تجاویز تمہاری علمی اور اعتقادی پردہ دری کا موجب ہو رہی ہیں - دیکھنا چاہیئے - کہ اہلحدیث اس پر کیا کہتا ہے؟ کیا وہ وقاری تجویز پر عمل پیرا ہو کر اہلحدیث کو بند کریگا اور آئندہ تعزیہ کے متعلق فتوے شایع کرنے سے محترز رہیگا اور دوسری صورتوں کو بھی تسلیم کر لیگا یا اسکی مخالفت کریگا اور حق گوئی سے کام لیگا - اب تو بڑے پنشنر ایڈوکیٹ اہلحدیث کو یہی کردٹ لینی چاہیئے کہ اس کے گھر میں یہ کیا

گل کھلنے لگا ہے!!!

+

مسلمان ملازموں کو نماز ظہر یا جمعہ کی اجازت

معزز ہمعصر حقیقت نے مسلمان ملازمین کی اس روحانی مشکل کیطرف توجہ کی ہے جو انہیں نماز ظہر کے مذہبی فرض ادا کرنے میں حارج ہے - علی العموم مسلمان ملازموں کو ظہر اور جمعہ کی نماز کے ادا کرنے کے لئے اپنے بالا دست افسروں کی سختی یا ممانعت کی وجہ سے قاصر رہنا پڑتا ہے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعطیل جمعہ کے لئے ایک خاص تحریک کرنی چاہی تھی - مگر بٹالوی ایڈوکیٹ نے دراندازی کی اور ظاہر کیا کہ میں اس انتظام کو کرونگا بشرطیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سے الگ ہو جائیں وہ پاک دل انسان ہر قسم کی نمایش اور ریاء سے الگ تھا اس نے یہ پسند کیا کہ کام ہو (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ نمونہ آجکل کے فیشن و نمایش کے دلدادہ لیڈروں کے لئے قابل غور ہے) وہ الگ ہو گئے اور بٹالوی لاف زن کچھ نہ کر سکا - مشیت ایزدی نے کسی دوسرے رنگ میں اس تحریک کا فائدہ سر رشتہ تعلیم کو پہونچایا - مگر ضرورت ہے کہ تمام محکمہ جات میں اسکی عملدرآمد ہو - اس لئے مسلمانوں کی یہ درخواست بالکل بجا اور معقول ہے کہ انہیں اپنے مذہبی فرض کی ادائیگی کے لئے نماز ظہر کے لئے ہر روز آدھ گھنٹہ کی رخصت دی جایا کرے - اور جمعہ کے دن تو خصوصیت سے نصف یوم کی کم از کم تعطیل ہونی چاہیئے - ایسے ضروری سوال پر کل مسلمان اخبارات کو اپنی آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے

خوش خبری - ڈاکٹر بشارت احمد

عزت و احترام کے ساتھ بری ہوئے - اور کیمل پور متعین ہوئے - مفصل پھر +

مراسلات

آنریبل سر سید احمد خانصاحب بہادر کی قومی ہمدردی

جس قدر جان فشانی تن دہی ہمت اور استقلال سے سر سید احمد خانصاحب نے قوم کو ابھارا ہے اور دنیاوی لحاظ سے مسلمانوں کی قومیت کے قیام کے لئے جو کوشش اور محنت سر سید صاحب سے ظہور میں آئی ہے اسکا اعتراف کرنا صرف اہل اسلام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ دیگر اقوام کے لوگ بھی جو بقول سر سید صاحب ہمارے وطنی بھائی اور ملکی ہمسائے ہیں سر سید صاحب کے ان کارناموں کو دیکھ کر جو انہوں نے مسلمانوں کی بہتری کیلئے کئے ہیں تحسین بغیر نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں کو انگریزی تعلیم کا شوق دلا کر جو کچھ مسلمانوں کو یک جہتی اور اتفاق سے کام کرنا سکھانے کے لئے جسقدر بلند ہمتی سے سر سید صاحب نے کام لیا ہے اسکی اہل اسلام میں نظیر ملنا دشوار ہے۔ اگر ہم اپنی ہمسایہ قوم ہنود میں بھی ایسے لوگوں کی تلاش کرنا چاہیں کہ جو سر سید صاحب جیسا دل اور دماغ رکھتے ہوں۔ تو میرے خیال میں شاذ و نادر کالمعدوم کے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ قوم ہنود میں بڑے بڑے ایسے مدبر اور دانا لیکچرار موجود ہیں جن کے وعظ قوم میں ایک نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ اور ایسے ایسے بڑے پرجوش ایک نہیں دو نہیں بیسیوں کیا سینکڑوں موجود ہیں۔ جنہوں نے قومی خدمت کیلئے تن من دھن سب کچھ ہی قربان کر رکھا ہے لیکن پھر بھی سر سید صاحب کے اندر ایک خاص ایسی خصوصیت موجود ہے جو قوم ہنود کے ریفارمروں میں نظر نہیں آتی۔ اور وہ یہ کہ قوم ہنود تو ہمیشہ فقط خیال سے ایسی مردہ قوم ہے جو اسبات کا پتہ لگانا کہ کبھی دینی پہلو کے لحاظ سے وہ بھی ایک زندہ قوم تھی۔ تحقیقانہ نظر سے بہت بعید ہے۔ فی زمانہ ہنود قوم کی کوئی ایک ایسی جامع و مانع تعریف نہیں ہو سکتی جس کے رو سے ہندو قوم کا کوئی فرد یا گروہ باہر نہ رہ جاتا ہو۔ اگر تناسخ کے قائل ہندو ہیں تو تناسخ کے منکر بھی ہندو ہیں۔ اگر دیوتاؤں کے قائل ہندو ہیں تو دیوتاؤں کے منکر بھی ہندو ہیں۔ خدا کی ہستی کے قائل ہندو ہیں تو خدا کے منکر بھی ہندو ہیں اگر ماں بہن سے شادی نہ کرنیوالے ہندو ہیں تو ماں بہن سے

جماع کرنے والے بھی ہندو ہیں۔ اگر پردہ دار شرم و حیا والے لوگ ہندو ہیں۔ تو پھر شرمگاہوں کی پوجا اور پرستش کرنے والے ہندو بھی موجود ہیں۔ الغرض کیا آریہ سماج اور کیا برہمو سماج کیا سناتنی اور کیا جینی کیا ویدانتی اور کیا وام مارگی سب کے سب ہندو قوم میں داخل ہیں۔ ایسی حالت میں اگر چند آدمی از سر نو ہندو قوم میں ترقی کی روح پھونکدیں اور دنیا پر چلنے والوں کے لئے اچھے اچھے سبز باغ دکھا کر از سر نو اتفاق اور یک جہتی کی روح پیدا کر دیں تو کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ زر زن اور زمین ایسی چیزیں ہیں کہ انسان بالطبع ان کے حصول کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ پس اگر ایسے لوگوں کے لئے دنیا سو ہے دنیا کمانے کے لئے اور کچھ کام ہی نہ ہو ایک شخص ایسی راہ پیش کر دے جس سے قومی مالی اور ملکی ترقی کی پوری امید ہو تو ہندو قوم ایسے شخص کی اگر پیروی نہ کرے تو کیا کرے اس لئے لائق آدمی کیلئے ہندو قوم کا لیڈر بن جانا نہ صرف مشکلات سے ہی خالی ہے بلکہ بہت سی سہولتیں اور آسائشوں کا حاصل کر لینا ہی وجہ یہ کہ ہندو قوم تو ہمیشہ ایسے لوگوں کو لبیک کہنے کیلئے تیار رہے جو ان کے زر زمین کے حامی ہیں ان کو کسطرح کی مدد دے سکیں۔ لیکن سر سید صاحب کو جن جن مشکلات کا سامنا تھا وہ کچھ سر سید صاحب کا دل ہی جانتا تھا کیونکہ مسلمانوں کی قوم ایسی حالت میں موجود نہ تھی جو وہ کسی ایسے لیڈر کو لبیک کہنے کیلئے تیار ہو جاتی۔ جو ان کو زر زن اور زمین کا سبز باغ دکھا کر اپنے پیچھے لگا لیتا۔ اگرچہ مسلمانوں کی مالی حالت ابتر تھی اور نیز بیشتر علماء کی لوگ بلکہ سب قوم ہی پر لالچ سے اثر غالب تھی اور بہت سے امور میں مسلمان ہندوؤں کے دست نگر بن رہے تھے لیکن پھر بھی دینی پہلو کے لحاظ سے ایک مقدس اور کامل کتاب ان کے پاس موجود تھی۔ اور اہل اللہ کے حالات اور حضرت خاتم النبیین صلعم کے پاک سوانح ان کی آنکھوں کے سامنے تھے اور ہمیشہ یہی وہ بات تھی جسنے مسلمانوں کو مجبور کیا کہ وہ سر سید صاحب جیسے قومی ہمدرد اور ملکی خیر خواہ کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن چونکہ اس وقت کے علماء اسلام صرف مخالفت کرنا ہی جانتے تھے۔ اور اپنے کفر بھرے فتوے ہی کو اپنے ہی گھر بیٹھ کر لکھنے کی خوب مشق رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بجائے اس کے کہ وہ اپنے نفس کا مطالعہ کرتے اور اپنے آپکو دین الٰہی سے مخلص کرتا اور ایک دنیا کے دلدادہ کا ماتم بتاتے اور صرف دنیا طلبی اور زر طلبی کا وظیفہ ہی رٹتے رہتے سر سید پر کفر کی توپیں چلانے لگے اور اندر بھرے مواد کو باہر پھینکنے لگے۔ وہ اپنے کفر بھرے دل کے ابالوں سے اپنے ہی بدن کو جلانے لگے۔ خیر آگے کی بات ہے کہ باوجود یکہ وہ خوب جانتے تھے کہ ان کے دل دین سے محض غافل ہیں اور خدا کی تائید اور نصرت ان کے مطلقاً شامل حال نہیں۔ لیکن پھر بھی انہوں نے ایک ایسے انسان پر کفر کا فتوے لگا دیا۔ جو ان کی منشا کے عین موافق

زر زن اور زمین کی ترقی کے وعدے دیتا تھا اس کے بعد علمائے اسلام کی طرف سے توڑن بدن کوتاہی ہوتی گئی اور اور بہت مخالفین اسلام کے اعتراضات ترقی کرتی گئی اور رسالت جو کبھی ترقی کرتے گئے تو ناچار سر سید صاحب نے کوئی محافظ نہ پاکر اپنی خواہشات کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر بھی شروع کر دی۔ مخالفین اسلام کے جن جن اعتراضات کا جواب نہ ہو سکا۔ انکا انکار کر دیا۔ اور معجزات اور خوارق عادت کرامات اور شیاطین ملائکہ وغیرہ کا اپنے خیال میں یکدم قلع قمع کر دیا۔ اور بعض بعض مسائل پر ان کی نظر آئے ان پر چپ رہنا ضروری سمجھا گیا۔ چنانچہ اس وقت بھی سر سید صاحب کی طرز پر کام کرنیوالے لوگ اہل اسلام میں کثرت سے موجود ہیں۔ جنکے عقاید کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ اخبار میں کیا جاویگا۔ فی الحال ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ سر سید صاحب سے جو کچھ بھی یہ کارروائی ظہور میں آئی وہ دینداری کے پہلو سے غلط ہو یا صحیح لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کے تحت میں قومی ہمدردی کا دریا ضرور جوش زن تھا۔ اور اسی لئے سر سید صاحب اسلامی عقاید کے متعلق اکثر اوقات بیان کرتے رہتے کہ عقاید کی جو کچھ بھی بھلائی برائی ہو اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے نہ ہمارا اس میں شریک ہے نہ بیٹا نہ دوست نہ آشنا نہ قوم۔ لیس ہم کو اس بات سے جسکا اثر ہر ایک کی ذات تک محدود ہے۔ اور ہم سے کچھ تعلق نہیں کچھ تعلق نہ رکھنا چاہیئے۔ اور یہ بڑی نادانی اور افسوس کے قابل بات ہوگی کہ ہم کسی ایسے امر میں عداوت رکھیں جسکا اثر خود اسی تک محدود ہے اور ہم کو اس سے کچھ ضرر و نقصان نہیں۔ ہاں جو حصہ انسان میں ابنائے جنس کا ہے اس سے ہم کو غرض رکھنی چاہیئے اور وہ حصہ آپس کی محبت باہمی دوستی ایک دوسرے کی اعانت ایک دوسرے کی ہمدردی ہے جس کا مجموعے کا نام "قومی ہمدردی" ہے۔ اور یہی وہ قومی ہمدردی تھی جس کے لئے سر سید صاحب مال و جان سے فدا تھے اور جسکے لئے ان کا یہ عام مقولہ تھا کہ اسی فکر میں ان کے بال سفید ہو گئے اور اسی قومی ہمدردی کی خاطر وہ دھن چھوڑ کر علیگڑھ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اور میرا خیال ہے کہ جس شخص نے سر سید صاحب کی تصنیفات کو غور سے مطالعہ کیا ہوگا۔ اور اس کے ساتھ سید صاحب سے حسن ظن بھی رکھتا ہوگا۔ وہ ضرور مان جائیگا کہ سر سید صاحب کا اصل الاصول جس کو مد نظر رکھکر وہ کام کرتے رہے وہی ہے جس کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ اسبات کی سچائی میں کچھ بھی شک نہیں کہ ہر ایک قوم میں قومی ہمدرد اور قومی غمخوار موجود ہیں۔ اور در حقیقت کسی قوم کا قیام قومی غمخواروں کے بغیر قائم رہ نہیں سکتا لیکن خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی قوم کے قیام اور دیگر اقوام کے قیام میں ایک بھاری فرق ہے۔ اور اسی لئے ان اسباب اور ذرائع میں بھی ضرور فرق ہو جانا چاہیئے۔ جو اسلامی قوم اور دیگر اقوام کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ ہندو یا عیسائی قوم کی جو اصل بنا تھی عرصہ ہوا کہ مٹ چکی ہے

بالکل مفقود ہو چکی اس لئے ان اقوام کے قیام کیلئے جو دو رنہ
انہی [illegible] مستحکم اور مضبوط کرنا پڑے گا۔ جن پر وہ [illegible] عام
طور پر [illegible] اور جن پر کاربند ہونے سے آجکل ان کی ترقی [illegible]
اور ترقی [illegible] اور یہ ہے۔ لیکن اسلامی قوم کی [illegible]
بنا ایسی [illegible] محفوظ موجود ہے۔ اس لئے مسلمانوں کی ترقی
کے قیام کیلئے انہیں امور کو نگاہ رکھنا پڑے گا۔ جو اسلامی
قوم کی اصل بنا ہیں۔ جو اصول قرآن شریف نے بیان کئے
ہیں ان کے خلاف کاربند ہو کر بحیثیت مسلمان ہونیکے ترقی
کرنا بالکل غلط اور از سر تا پا محال ہے بحیثیت مسلمان ہونے
کے ہم اسی صورت میں ترقی کر سکیں گے جب انہیں اصول
پر کاربند ہوں گے۔ جو ہماری قوم کی اصل بنا ہیں۔ اور
اس وقت تک ہماری مسلمانی محض رسمی اور اسمی ہی باقی
رہے گی۔ جب تک کہ ہم انہیں اصولوں پر کاربند نہیں ہوں
گے۔ جن پر کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کاربند تھے۔ آنریبل
سر سید صاحب نے اعتقادی امور کو جو محض اپنی ذات
تک محدود قرار دیا ہے۔ اور آپس کے لین دین اور
برتاؤ وغیرہ کو فرض اولے قرار دیا ہے اور ایسی باتوں
کو جو امور تمدن اور معاشرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہر
پہلو سے اعتقادی امور پر ترجیح دی ہے۔ تو میرے خیال میں
اس کی تائید قرآن شریف سے نہیں ہو سکتی۔ امور تمدن
اور معاشرت کیلئے جو باتیں ہیں وہ انسان کو ہر حالت میں کرنی
پڑتی ہیں۔ خواہ ایک انسان دہریہ اور بڑے درجہ کا بدمعاش
ہی کیوں نہ ہو اس کو اپنا پیٹ پالنے کیلئے ضروری کچھ نہ کچھ
کارروائی کرنی پڑے گی۔ زراعت کرے تو تجارت کرے تو
حرفت صنعت کرے تو کسی کی نوکری کرے تو۔ ہر ایک طرح سے
طوعاً یا کرہاً اس کو اپنی معاش کی فکر کرنی ہوگی۔ خواہ ایک
انسان کس قدر ہی دلایل کیوں نہ دے کہ دیکھو ہاتھ پر ہاتھ
رکھ کر بیٹھ رہو کوئی ضرورت نہیں جو تم اپنا پیٹ پالنے کی فکر کرو
خود بخود ہی کھانے پینے کی چیزیں تمہارے اندر چلی جائیں گی
وغیرہ وغیرہ لیکن وہ نہیں مانے گا۔ کیونکہ ان امور کا بجا لانا تو ہر
ہر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے ایک قدرتی تقاضا ہے
ایسے ہی توالد تناسل کیلئے اور دیگر خواہشات کو پورا کرنے کیلئے مرد
کو عورت کی اور عورت کو مرد کی بالطبع ضرورت ہے۔ تو اس
ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ان تمام وسائل پر عمل کیا جاوے گا
جن کے ذریعہ سے یہ ضرورت پوری ہو سکے۔ شریعت کا یہ احسان
ہے کہ اس نے ان امورات کے جائز حصول کیلئے حدود اور
قیود لگا کر مناسب احکام نافذ کر دیئے ہیں۔ اور ایسے
اصول باندھ دیئے ہیں جن پر چلنے سے دنیا میں امن اور
چین رہ سکتا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جاوے تو حیوانات کیطرح
انسان کی پیدایش کی اصلی غرض یہانتک ہی ختم نہیں ہو
جاتی۔ جو عمدہ کھایا جاوے اور نر اسے شہوانی سے کام
لیکر لذائذ نفسانی کا حظ اٹھایا جاوے۔ بلکہ انسانی پیدایش
کی غرض اس سے بہت اوپر ہے۔ اور اسی لئے تمام قرآن
شریف میں از اول تا آخر ایمانیات کو ہر پہلو سے اعمال پر
مقدم رکھا گیا ہے۔ اور بعض ایمانی امور اس قسم کے بیان
کئے گئے ہیں۔ کہ ان پر اعتقاد نہ رکھنے سے اعمال ہی حبط
ہو جاتے ہیں۔ یہاں موقعہ نہیں ورنہ میں اس کو تفصیل سے
بیان کر دیتا۔ اصل میں انسان جسقدر اعمال بجا لاتا ہے۔ اس
میں مختلف اغراض اس کے مدنظر ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک خاص
گاؤں کا رہنے والا ڈاکٹر اپنے گاؤں کے لوگوں کے علاج
خاص ہمدردی سے کیا کرتا تھا۔ اور اپنے گاؤں کے لوگوں
سے فیس بھی کم لیا کرتا تھا۔ اور ان لوگوں سے بڑی شفقت
اور محبت سے برتاؤ کرتا تھا۔ اور اس عمل سے وہ اپنی غرض
صرف اسی قدر بتایا کرتا تھا تاکہ اس کے والدین کی اسکے گاؤں میں
بہت تعظیم و تکریم ہو نہ اس لئے کہ اسے خدا کی خوشنودی کی کوئی
غرض مدنظر ہوتی تھی۔ اسی طرح قرآن شریف میں لکھا ہے۔
فویل للمصلین یعنے نمازیوں کے لئے جہنم تیار ہے۔ اب
ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ یہ کیسے نمازی ہیں جو بجائے
خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے اُلٹے نماز پڑھنے سے جہنم
کا مزہ چکھیں گے۔ حالانکہ نماز کوئی ایسا فعل بھی نہیں جو اس کا
اثر عام طور پر دوسروں پر پڑے زیادہ تر اس کا اثر اپنی
ذات تک ہی محدود ہوتا ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اعمال
کے ساتھ ایمان کی لازمی قید لگا دی ہے۔ اور صرف ایمان
ہی ہے جس سے نیک نتایج مترتب ہوا کرتے ہیں۔ پہلے
یہود اور نصاریٰ ایسے تھے اور ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کے خلیق
ملنسار اور اعمال حسنہ بجا لاتے تھے۔ لیکن حضرت خاتم النبیین
صلعم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بن گئے
اس لئے جہانتک ہمیں قرآن شریف کا علم ہے اس کے رو سے
آنریبل سر سید احمد خانصاحب کو حسنات پر زیادہ زور دینا
چاہیئے تھا۔ اس کو تو انہوں نے محض اپنی ذات تک ہی
محدود قرار دیا ہے اور جو عام دنیاداری کی باتیں تھیں انپر
زیادہ زور دیا ہے اور بجائے اس کے کہ ایمان کو اعمال
پر مقدم کرتے یا دوسرے لفظوں میں دین کو دنیا پر ترجیح دیتے
الٹا انہوں نے دنیا کو دین پر مقدم قرار دیدیا۔ مثال قومی ہمدردی
فی نفسہ ایک نہایت ہی اعلیٰ کام ہے۔ اور یہ اسلام ہی کا
خاصہ ہے وہ انما المومنون اخوة [illegible] کہہ کر آپس
میں بھائیوں کیطرح ایکدوسرے کے گلے لگ جانے کی ہدایت
دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ محض بے دینی کی ہمدردی
کچھ بھی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں کرے گی۔ اور بجائے فایدہ کے دین
کو نقصان پہونچا دے گی۔

ہمدردی صرف اسی کا نام نہیں جو ہم کھانے پینے اور پہننے
والی اشیاء کے حصول کی تدابیر سوچتے رہیں۔ اور دن رات
یہی منصوبے کرتے رہیں۔ کہ فلاں گروہ کو کیسے نیچا دکھائیں اور
فلاں جتھہ پر کسطرح فوقیت حاصل کریں۔ اور وہ کون سے
امور ہیں جن پر چلنے سے ہم زر زن زمین کے مالک بن سکیں۔
بلکہ صحیح معنوں میں مسلمانوں کی ہمدردی یہ ہے کہ دنیا میں
بے ایمان رہتے ہوئے مسلمانوں کی عاقبت کا فکر کریں۔
اور ان کو از سر نو پھر مسلمانی کیطرف لوٹا دیں اور جو دولت
کہ صحابہ کرام کے پاس تو موجود تھی۔ لیکن اب کہیں نظر نہیں
آتی۔ اس کو کسی طرح مسلمانوں کے پاس واپس لا دیں اور

مسلماں را مسلماں باز کردند

کاڈنکا بجا دیں۔ کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کی حالت دینی
اور دنیوی لحاظ سے نہایت ہی ابتر ہے اور مفلسی اور جہالت
کا سیلاب آئے دن ترقی پر ہے۔ ایسی حالت میں
ان کو محض دنیا کا لیکچر بتا دینا اور صرف دنیا کی تعلیم دلانے
کے حصول کے طریقے بتانا اگر مسلمانوں کی ترقی کا [illegible]
لونا نہیں تو اور کیا ہے۔ غور کر کے دیکھنا چاہیئے کہ اگر
بالفرض ہم سود لینا شروع کر دیں۔ آکسفورڈ اور کیمبرج
کی یونیورسٹیوں سے معتبر سندات حاصل کر لیں۔ اور
بالآخر حصول دنیا کی دھن میں ایسے محو ہو جاویں کہ ہم
بڑے بڑے تاجر امیر اور کروڑ پتی بن جاویں تو اس کا آخری نتیجہ
اگر کچھ ہو گا۔ تو وہ یہی ہے کہ باغات ہوں شراب ہو۔ اشعار
ہوں اور دلدار ہوں الغرض وہ سب باتیں ہمیں حاصل ہوں
جو ان قوموں کو نہایت آسانی سے آج حاصل ہیں۔ جن کو دنیا
میں خوب ترقی حاصل ہے۔ لیکن مسلمان یاد رکھیں اور خوب یاد
رکھیں کہ اگر وہ اسطرح سے دنیا کی ترقی کے تمام جائز و ناجائز
وسائل کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیں گے پھر بھی وہ کبھی ایسے معراج
پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ جس کی نظیر دیگر اقوام میں نہ مل سکے
آنریبل سر سید احمد خانصاحب نے کوشش کی ہے جو اٹھا
رکھی تھی۔ لیکن افسوس کہ آج ہمیں ایک صد مسلمان بھی ایسے
نظر نہیں آتے جو گورنمنٹ کیطرف سے ان کو وہ عہدے مل گئے
ہوں جن کی نظیر دیگر اقوام میں نہ ملتی ہو یا کم از کم یہ کہ گورنمنٹ کی
وفادار رعایا کی فہرست میں جو [illegible] لوگوں کے نام ہوں وہ
صرف ان ایک صد مسلمانوں کے نام ہوں جو سر سید کے پیرو
ہوں۔ اور باقی اقوام کے لوگوں کا نام ان کے بعد ہو۔ غور
کر لو کہ دین کو خیرباد تو کہہ ہی دیا تھا۔ مگر دنیا میں بھی کیا حاصل
کیا کہ اپنے آپ کو سب سے بڑھ کر وفادار رعایا ثابت کرنا ہی
نصیب ہوا۔ الغرض یہ نہایت ہی سچی بات ہے کہ مسلمانوں
کی ترقی اگر کبھی ہوگی تو انہیں اصولوں پر چلکر ہو گی۔ جن اصولوں
پر صحابہ رضی اللہ عنہم کاربند تھے۔ سر سید احمد صاحب کی نگاہ
اس بات پر ہرگز نہ تھی کہ مسلمانوں کی قوم بنی کسطرح تھی بلکہ
دیگر اقوام کے تنزل ترقی ادبار اور اقبال کے اسباب کا علم
رکھتے ہوئے وہ مسلمانوں کی قوم کو دیگر اقوام کے مقابلہ میں
ترقی دینا چاہتے تھے۔ لیکن میں نے شروع مضمون میں ظاہر
کر دیا ہے کہ دیگر اقوام کا مقابلہ بحیثیت مسلمان ہونیکے ہم
کبھی بھی نہیں کر سکتے مسلمانوں کو ترقی اگر ہو گی تو انہیں اصولوں
پر چلکر ہوگی۔ جو ایمانداروں کیلئے مقرر ہیں۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دیگر اقوام کی ریس دیکھکر سب کے سب
مسلمان سود لینا شروع اور جائز کر دیں۔ عورتوں کو
عمدہ عمدہ پوشاکیں پہنوا کر اور خوشبودار عطریات لگوا کر بہ
سر محفل لارنس ہال میں ناچنے لگ جاویں۔ انگریزی لباس
پہنکر اور بالکل نماز سے دست بردار ہو جاویں اعلیٰ اعلیٰ عہدوں
کو حاصل کر کے شراب و کباب گانے بجانے اور ناچ رنگ
میں مشغول ہو جاویں۔ لڑکی پہ ہلال کی شکل گھڑی کے چین پر

کلمہ پڑھانے میں سے جو بھی ملا پیار اور ساقی پاس بھیجو اور ان سب امور کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان بہت ترقی کر گئے ہیں۔ اور سچے مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔ خدا کے لئے سوچو کہ سر سید احمد صاحب کی [illegible] کس قدر ایسے لوگ موجود ہیں۔ [illegible] اگر ایک طرف ہم قرآن شریف کو ہاتھ میں لیکر صحابہ کے حالات پڑھیں اور دوسری طرف یہ حالات ہے لوگ ان حالات کو اپنے وجود سے ثابت کر دیں تو پھر زہے قسمت۔ لیکن آج ان کی مسلمانی قولی ہوتی کا کر نکلنا ہی پر ہی ختم ہو گئی۔ تو پھر آپ خود سوچ لیں کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے انہوں نے کیا ترقی کی۔ سردست اس سے زیادہ میں لکھنا مناسب نہیں سمجھتا صرف اس ایک بات کا ذکر کرتا ہوں جس بنا پر حضرت محمد رسول صلعم نے ہماری قوم کا شیرازہ ایسا مضبوط باندھ دیا تھا جو وہ تمام قوم کی قوم فرد واحد کی طرح کام کرتی تھی۔ بنا یہ تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے اپنے زندہ نمونہ سے سمجھا دیا تھا کہ ایک پاک انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق ہو سکتا ہے جو وہ خدا کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل کر لیتا ہے۔ یہی وہ بات تھی جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بقدر اپنی اپنی وسعت اور مقدرت کے فیض حاصل کر لئے۔ اس ہدایت نامہ پر جو خدا کی طرف سے نازل ہوا۔ ایسا مضبوط پنجہ مارا کہ جدھر منہ کیا فتح پائی اور خدا کی ہستی پر ان کے ایسے پختہ ایمان ہو گئے کہ بڑی بڑی مصیبتوں میں بھی نہ ڈگمگائے۔ اور عین نزع کی حالت میں ان کو یقین ہوتا تھا کہ ضرور ایک خدا ہے جو ہمیں اس مصیبت سے بچائیگا۔ چونکہ سر سید صاحب نے قومی ہمدردی کی جس حد تک وہ قدر کے لائق ہے۔ اس کی قدر کرنا مسلمانوں کا فرض ہے اور جسقدر ملکی لحاظ سے اپنے قوم کو نفع پہونچا اس کے عوض ان کا شکریہ ادا کرنا قوم کا کام ہے۔ لیکن اس وقت ضرورت ہے ایسی قوم کی جو صحابہ کے نمونہ پر تیار ہو اور علاوہ ازیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے وہ ہر ایک ایسے شخص کو جسے خدا اور اس کے رسول پر ایمان ہو اپنے ساتھ ملانے اور حضرت امام اعظم کے مشہور مذہب کے مطابق یعنی لا نکفر اهل القبلة کسی اہل قبلہ پر تکفیر کا فتویٰ مت لگا دے۔ قبل اس کے کہ کسی گندے عضو کو کاٹنے پر آمادہ ہو جاوے کوشش کرے کہ کسی طرح اس عضو سے غلاظت اور بیماری دور ہو جاوے تاکہ بدن سے الگ کرنے کی نوبت نہ آوے۔ شاید کوئی اعتراض کردے کہ جب آپ لوگوں میں قومی ہمدردی کا یہ جوش ہے تو پھر اہل قبلہ اور کلمہ گو مسلمانوں پر تکفیر کا فتویٰ احمدیوں نے کیوں لگایا ہے۔ سو واضح رہے کہ ایسے معترض نے پورے غور سے کام نہیں لیا۔ فتویٰ لگانیوالے نے یہ تو نہیں لکھا کہ اہل قبلہ اور کلمہ گو کافر ہیں۔ بلکہ اس فتویٰ کا یہ مطلب ہے کہ از روئے قرآن شریف مدعی رسالت کے منکر کافر ہوتے ہیں اور اس پر اس نے خود مدعی رسالت کا فتویٰ پیش کیا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی الگ فتویٰ لگایا۔ کون نہیں جانتا کہ احمدی لوگوں کا خود یہی عقیدہ ہے

کہ امنا باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت

اور سب کی سب احمدی اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور تمام ارکان اسلام کو بجا لاتے ہیں۔ سو اگر احمدیوں نے کلمہ گو اور اہل قبلہ پر ان کے کلمہ گو ہونے اور اہل قبلہ ہونے کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ تو اس میں شک نہیں کہ جو شخص خود کلمہ گو ہو کر کلمہ گو کو کافر کہتا ہے گویا وہ خود کافر بنتا ہے اور جو شخص خود اہل قبلہ ہو کر اہل قبلہ کو بے ایمان سمجھتا ہے تو اس کے یہی معنے ہیں کہ وہ خود بے ایمان ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی احمدی کا بھی یہ اصول نہیں کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ (نعوذ باللہ) کافر ہیں یہ محض مخالفین سلسلہ احمدیہ کی ٹیڑھی چالیں ہیں۔ جو وہ احمدیوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا احمدی لوگ (نعوذ باللہ) اہل قبلہ اور کلمہ گو کو بوجہ ان کے قبلہ گو اور اہل قبلہ ہونیکے کافر سمجھتے ہیں۔ اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ شرائط اسلام میں سے ایک شرط بھی منافع کی ٹھیک طور پر جس شخص میں پائی جائیگی تو وہ اسی حد تک مسلمان سمجھا جائیگا۔ شرائط اسلام پائے جانے کے سبب (نعوذ باللہ) کافر نہیں بنایا جائیگا۔ یہ کسی نے بہتان باندھا ہے کہ احمدی لوگ اہل قبلہ اور کلمہ گو کو کافر سمجھتے ہیں۔ اصل بات صرف اسقدر ہے کہ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کرنیوالوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور انکا کافر ہونا حضرت مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے ہے نہ کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے۔ قریباً قریباً سب احمدیوں کا یہی مذہب ہے کہ حضرت صاحب خدا کے نبی اور رسول تھے۔ لیکن انکی نبوت اور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور پیروی کا ایک شیریں ثمرہ ہے۔ جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت سمجھے عالم ربانی کو مل سکتا ہے۔ جو کل دنیا کی طرف دعوت لیکر آئے ہوئے ہیں۔ غیر احمدیوں کا اس پر جو فتویٰ ہے اس کیلئے اسقدر کہنا کافی ہے کہ ان کے پاس جسقدر بھی کفر کے بھیجنے موجود تھے وہ سب کے سب انہوں نے احمدیوں پر ہی الٹ رکھے ہیں۔ لیکن ایک اور گروہ بھی ہے جو احمدیوں اور غیروں کے درمیان بطور برزخ کے واقعہ ہے۔ یہ لوگ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اپنی زبانوں سے اعلیٰ درجہ کا راستباز۔ ولی اللہ اور مجدد الوقت وغیرہ بیان کرتے ہیں۔ بلکہ بعض خاص الخاص ان میں سے رسول اور نبی کہنے سے بھی نہیں جھجکے۔ لیکن نہ حقیقی معنوں میں بلکہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں اور دوسری طرف غیر احمدیوں کے کفر والے مضمون کو بھی آگ لگا کر راکھ کر رہے ہیں۔ اور ایسے لوگ احمدیوں اور غیر احمدیوں کو باہم ملانے کیلئے اپنی پوری کوشش سے کام لے رہے ہیں۔ سردست اس پر زیادہ لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ صرف اتنی عرض ہے کہ بحث صرف یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ کیا ہے؟ کیا آپ مسیح موعود کے منکروں کے حق میں جو فتویٰ ہمارے مخالف دیتے ہیں ہم اس کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ وہ بتائیں کہ جو موعود مسیح اور مہدی آنیوالا ہے اس کے منکرین کیا کہلائیں گے؟

ہم یقین کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں وہ ہمارے ساتھ متفق ہونگے پھر ایسی حالت میں جبکہ وہ احمدی قوم [illegible] کا اعتراف کرتے ہیں تو ان باتوں [illegible] میں آکر مل نہیں جاتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] موعود جناب حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ انکا اپنا فتویٰ نہیں۔ بلکہ وہ قرآن شریف کا فتویٰ ہے۔ اور اس وحی الہی کا فتویٰ ہے جو مسیح موعود پر نازل ہوئی۔ اور نیز وہ فتویٰ مسیح موعود کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کی تصدیق اور حلفیہ بیان موجود ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت محمود احمد صاحب نے اپنی طرف سے فتویٰ دیا ہے۔ اگر راستی از بہر بہتان باندھنا نہیں تو اور کیا ہے۔ امید ہے کہ تمام مسلمان ایسے صاف اور سیدھے امر کو سمجھ لیں گے جو کسی شعبہ نفاق الفتین باقی نہیں رہیگا۔ اور جو کچھ اپنی زبانوں سے کہہ رہے ہیں اس پر عمل بھی کر کے دکھائیں گے۔ والسلام

یکے از خادمان حضرت خلیفۃ المسیح خاکسار محمد ظہیر الدین عفی عنہ

الہامات مرزا کا جواب

امرتسری کی منکر
ثناء اللہ کے

رسالہ الہامات مرزا کا جواب ایڈیٹر الحکم نے لکھنا شروع کر دیا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے منظور فرمایا ہے۔ آپ باوجود ضعف اور شدت گرما کے اس کے مسودہ پر نظر ثانی کر دیں۔ چنانچہ حضرت کی خدمت میں پہلا مسودہ دیا گیا۔ ساتھ ہی ساتھ آپ اصلاح کرتے جائیں گے۔ کاتب کے حوالہ مسودہ کر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو الہامات مرزا کے جواب کے لئے بیقرار تھے۔ اب اپنے ارادہ سے اطلاع دیں۔ یہ رسالہ دو سو صفحے سے کم نہیں ہوگا ممکن ہے زیادہ ہو جاوے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے کہ یہ جواب بہتوں کے لئے مفید ہوگا۔ ہاں شریر النفس اور دل کے ناپاک لوگوں کے لئے فزادهم الله مرضا کا مصداق بھی ہو سکتا ہے۔ رسالہ کی قیمت کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ رسالہ کاتب کو دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ چھپنا شروع ہو جائیگا۔ (انشاء اللہ العزیز)

احباب اس کی اعانت کیلئے خاص توجہ کریں میں اس رسالہ کو چھاپ کر مفت تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔

(وباللہ التوفیق)

انجمن اسلامیہ امرتسر اور احمدی

ایک طرف تو ہمارے بعض دوست غیر احمدیوں میں ایسے طور پر جذب ہونا چاہتے ہیں کہ خصوصیات مذہب کا ذکر نہ ہو۔ دوسری طرف غیر احمدی لوگوں میں سے وہ طبقہ جو اپنی روشن خیالی اور آزاد مشربی کیلئے مشہور ہے مشترکہ کاموں میں بھی احمدی احباب کو لینے سے متامل ہے آجکل امرتسر کی انجمن اسلامیہ کے خلاف اخبار وکیل میں ایک سلسلہ مضامین کا نکل رہا ہے۔ دوسرے اعتراضات سے (جو انجمن مذکور پر کئے جا رہے ہیں) قطع نظر مجھے صرف اس ایک امر پر ان غیر احمدی احباب کو توجہ دلانا مقصود ہے۔ جو احمدی اور غیر احمدی کے سوال پر نفل ... آزردگی ہو جایا کرتے ہیں۔ اور میرے جیسے لوگوں کو کہتے ہیں۔ کہ یہ خواہ مخواہ ایک تفرقہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ سوچیں اور پھر سوچیں انصاف سے جواب دیں کہ کیا اسی غرض کیلئے احمدیوں سے مشترکہ قومی کاموں میں شمولیت کی توقع رکھی جاتی ہے۔ انجمن اسلامیہ امرتسر کے ایسے لائق ممبروں میں یہاں کی احمدی جماعت کے سرگرم سیکرٹری ڈاکٹر عباد اللہ صاحب بھی تھے۔ جنکی مخالفت کیگئی اور جیسا کہ اخبار وکیل کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوتا ہے وہ محض احمدی ہونیکی وجہ سے ناکام رہتے۔ بلکہ تسلیم کر لیتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنی جماعت میں کام کرنے کیلئے وسیع میدان موجود ہے۔ اور انہیں کچھ ضرورت نہیں تھی۔ کہ وہ انجمن اسلامیہ کی ممبری کیلئے درخواست دیتے۔ لیکن اس میں بھی کوئی عقلی یا شرعی گناہ نہیں کہ ایک شخص جو قومی کام کرنیکی قابلیت اور فرصت رکھتا ہے وہ

کیوں آگے نہ بڑھے

میری سمجھ میں قومی کاموں میں نقص کی ایک یہ وجہ بھی ہے کہ جو لوگ اس کام کے اہل ہیں۔ وہ خود کسر نفسی یا دوسرے اسباب کیوجہ سے آپ اپنے آپ کو پیش نہیں کرتے کہ مبادا حب جاہ کا الزام ہم پر عاید نہ ہو اور دوسرے لوگ بڑی الواقع حب جاہ کے شیدائی ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کو اس میں شریک کرنا پسند نہیں کرتے وہ انہیں ... نہیں کرتے۔ اور اس طرح پر قومی کام نقصان اٹھاتے اور ان میں شرمناک جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ لوگ اپنے حقوق کو شناخت کریں اور ان کاموں میں جسکے وہ اہل ہیں دخل دیں۔

اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ کل انجمنوں میں الا ماشاء اللہ ... ایک ہی قسم کے امراض پیدا ہو گئے ہیں۔ جو لوگ ان میں کام کرتے ہیں وہ اس کو اپنی جدی جائیداد سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں کا دخل اس میں قریباً

حرام یقین کرتے ہیں۔ مگر پچھلے ناگوار تجربے بتاتے ہیں کہ اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ زمانہ بدل گیا۔ اور ہر قوم اور سوسائٹی میں اپنے حقوق اور اپنے نیک ارادوں کے فرائض کے سمجھنے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔ اور بے حسی اور جمود بیداری۔ اور ہوشیاری کیساتھ حرکت کے رنگ میں تبدیل ہو گیا ہے +

گورنمنٹ (جسکا نظام نہایت اعلیٰ اور قابل قدر نہیں بلکہ قابل شکر گذاری ہے) کے ہاں مطالبہ حقوق کیلئے جداگانہ انجمنیں اور سوسائٹیاں بن گئی ہیں۔ تو قومی انجمنیں اور مجلسیں اپنی مطلق العنانی کے اختیارات کو زیادہ عرصہ تک استعمال نہیں کر سکتی ہیں۔ وہ جسقدر پبلک آواز کو دبانے کی کوشش کریں گی اسی قدر وہ زیادہ قوت اور جوش اور درد سے نکلے گی۔ اور اپنی تاثیر میں بڑھ رہیگی۔ اس لئے میں انجمن اسلامیہ اور دوسری انجمنوں کو اس طرف توجہ دلانے کے بعد کہ وہ پبلک آواز کی قدر کریں۔ پھر انجمن اسلامیہ امرتسر کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ لاہور کی انجمن حمایت اسلام سے سبق لے اس کے جھگڑے نے قوم کو بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے اس لئے وہ امرتسر میں اس قضیہ کو بڑھنے نہ دے۔ اور اگر اس نے ایک قابل احمدی کو اپنی انجمن میں لینے سے محض احمدیت کی بنا پر انکار کیا تو بڑے ہی شرم کی بات ہوگی۔ احمدیوں کیلئے کہ وہ خواہ مخواہ ان لوگوں کے پیچھے پڑتے ہیں اور ان سے ملنا چاہتے ہیں۔

احمدی ذرا صبر کریں

تو اللہ تعالیٰ قوموں کی قوموں کو انکی طرف لے آئیگا اور وہ وقت خدا کے فضل سے دور نہیں کہ لوگ احمدیوں سے ملکر کام کرنا اپنا فخر سمجھیں گے انجمن اسلامیہ امرتسر نے اپنے وقت پر اپنی دلی رائے کو ظاہر کر دیا اور اپنے عمل سے ہمیں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور کر دیا ہے کہ بعض احمدیوں نے غلط سمجھ لیا تھا کہ یہ روشن خیال لوگ ہمارے ساتھ ملنا چاہتے ہیں وہ ملنا نہیں بلکہ ہمیں احمق بناکر ہم سے کام لینا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر عباد اللہ کی قابلیت ایک ایسا عمدہ بہانہ انجمن اسلامیہ کیلئے تھا کہ وہ ان کے لئے کسی پہلے ممبر کو الگ کر کے یہ جگہ نکال لیتے مگر ان کے مذہبی تعصب نے ایک قابل آدمی کو محض اسوجہ سے کہ وہ احمدی ہے۔ اپنی مجلس میں جگہ دینی پسند نہیں کی

کیا احمدی اب بھی سمجھینگے

اور اپنے لئے اس ذلت کو گوارا کریں گے۔ کہ ہم تو انسے ملنے کیلئے ہاتھ پھیلائیں۔ اور وہ منہ نہ لگائیں ؟؟؟

انجمن مالی مشکلات میں

اے قوم من بگفتۂ من تنگدل مباش
ز اول چنیں مجوش یہ بیں تا بہ آخرم

الحکم اپنی مالی مشکلات کیوجہ سے تعویق اشاعت اور بے ترتیبی کے لئے اگر بدنام ہے تو اسے صاف گوئی اور آزادی رائے کیوجہ سے بھی اپنے دوستوں کے بعض حلقوں میں معتوب ہونا پڑا ہے۔ اور اس عتاب کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ بت پرستی بننا نہیں چاہتا۔ جس امر کو وہ قوم اور سلسلہ کیلئے مفید یا مضر سمجھتا ہے اسے صاف الفاظ میں کہدینے کا عادی ہے۔ اور اس معاملہ میں کوئی لالچ یا خوف اس پر اثرانداز نہیں ہو سکتا۔ وہ صرف ایک اللہ پر تکیہ کرنے کا عہد تو کر چکا ہے۔ پھر موحد کہلاکر وہ بت پرست بننے سے خدا کی پناہ چاہتا ہے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ بظاہر اس طریق نے اسکی راہ میں بعض روکیں پیدا کی ہیں۔ مگر میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہی اسباب اس کی ترقی کا موجب ہو جائیں گے۔ جبکہ لوگوں میں فرض شناسی کا مذاق پیدا ہو جائیگا۔ آج مجھے قوم کے سامنے ایک نہایت مشکل سوال رکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے اور یہ سوال ایسا سوال ہے کہ اس پر اگر قوم غور نہ کرے گی تو جہانتک میرا ... کا تعلق ہے

قومی ضروریات سخت خطرہ میں

اور اسباب سے قطع نظر میں اسبات پر بھی یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسکے سامان پیدا کر دیگا جو عنقریب اس سلسلہ کی مدد کرنیوالے پیدا ہو جائیں گے۔ یہ سلسلہ خدا کیطرف سے ہے اور خدا ہی اس کی تائید اور نصرت کریگا کسی خاص آدمی یا امداد کے ساتھ یہ وابستہ نہیں۔ تاہم یہ فرض ہے کہ جہانتک اسباب کی ضرورت ہے ہم انہیں مہیا کریں میں نے ہمیشہ یہ التزام رکھا ہے۔ کہ انجمن جو گوشوارے آمد و خرچ کے شائع کرتی ہے ان پر نہ صرف خود غایر نظر کیا کرتا ہوں۔ بلکہ ہمیشہ میں نے قوم کو متوجہ کیا ہے کہ وہ خود بھی اس گوشوارہ کو نہایت احتیاط اور غور سے پڑھا کرے۔ یہ افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ انجمن کا ماہواری گوشوارہ مارچ اور اپریل کے رسالوں کے ساتھ شائع نہیں ہو سکا۔ جسکی وجہ منشی محمد اشرف صاحب ہیڈ کلرک دفتر محاسب کی علالت تھی + باوجودیکہ دفاتر میں کلرک کافی ہیں لیکن ایک شخص کی غیر حاضری سے یہ

محسوس کرایا ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے۔

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

مئی ۱۹۱۱ء کے رسالہ کے ساتھ فروری ۱۹۱۱ء کا گوشوارہ بمشکل شایع ہو سکا ہے۔ اور صدر انجمن کی ماہوار رپورٹ (جس سے قوم کو ان کاموں کا پتہ لگتا ہے جو مہینے کے اندر ہوئے) اس مرتبہ شایع نہیں ہوئی **شخصی اخبارات یا رسالجات** جن کو کہا جا سکتا ہے کہ وہ **تجارتی اصول** پر چلائے جاتے ہیں۔ اپنے فرض منصبی میں کوئی غفلت یا تساہل کریں تو وہ بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ جو رسالہ قوم محض اشاعت سلسلہ کے خیال سے نقصان **برداشت** کرتے چلا رہی ہے۔ اس کی بروقت اشاعت کیساتھ سلسلہ کی ضروری خدمت کا لحاظ نہ کیا جاوے

ماہواری رپورٹ قوم میں ایک تحریک پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے جب وہ دیکھتی ہے کہ اس کی **ذمہ واری کے نیچے** اس قدر کام ہو رہے ہیں اور ان میں اسطرح پر ترقی ہو رہی ہے کثرت کام کیوجہ سے ماہواری رپورٹ غالبا رہ گئی ہو گی۔ مگر

گوشوارہ کی اشاعت میں نہایت احتیاط اور خیال **صحت** کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ انجمن ایک رجسٹرڈ بوڈی ہے اس کے اعداد کے نقشوں میں اگر بے پروائی کی جائے تو نہایت افسوس کی بات ہو گی۔ خصوصا ایسی حالت میں کہ انجمن (آنریری عہدہ داروں کی خدمات کے سوا) درستی حساب کیلئے بہت سا روپیہ ماہوار کلرکوں پر خرچ کرتی ہے۔ مئی ۱۹۱۱ء کے رسالہ میں جو گوشوارہ شایع کیا گیا ہے اس کی پہلی مد بورڈنگ ہوس کے بقایا گذشتہ میں اردو اعداد میں (۱۰۰۲) روپیہ کی رقم دکھائی گئی ہے اور رقوم میں ۶۹۲ یا بطریق تنزل ۲۹۶ دکھائے گئے ہیں۔ ایک آدمی جو کاغذات کے اندرون سے واقف نہیں اور نہیں جانتا کہ خزانہ انجمن میں کیا ہے۔ وہ حیران ہو جاتا ہے کہ کس رقم کو درست سمجھے اس لئے وہ ہندسوں کی صحت یا غلطی پر کوئی رائے قایم نہیں کر سکتا۔ کل گوشوارہ میں صرف اسی مقام پر بجز اعداد دکھائے گئے ہیں۔ اور اس خصوصیت کیوجہ معلوم نہیں۔ مگر ان کی موجودگی سے ایک سخت مغالطہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کو امید ہے اگلے رسالہ میں درست کر دیا جائیگا۔ اس گوشوارہ میں جہاں خلاصہ دیا گیا ہے وہاں ۱۹۰۹ء کا بقایا بھی درج ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ بقایا کس کے نام ہے۔ اور گذشتہ تین سال کے اندر یہ کیوں وصول نہیں ہوا۔ اور اگر ناقابل وصول ہے تو اسکی کوئی اور صورت بمشورہ ممبران انجمن ہونی چاہیئے۔

یہاں تک تو میں نے اس گوشوارہ پر سرسری نظر کی ہے۔ وہ بات جس کیطرف میں نے عنوان بالا کے ذریعہ توجہ دلانا مقصود رکہا ہے اب بیان کرتا ہوں چند روز کا واقعہ ہے کہ جناب سکرٹری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو اطلاع دی کہ خزانہ میں صرف

پندرہ سو روپیہ

رہ گیا ہے۔ اور ماہوار خرچ پانچ چھ ہزار کے قریب ہے۔ اس کا سخت فکر ہو رہا ہے۔ اس تحریر پر کئی دن گذر گئے۔ **حضرت خلیفۃ المسیح** تو خدا تعالے پر ایمان کا ایک کامل نمونہ ہیں انہیں ایسی باتوں سے گہبراہٹ اور فکر ہو ہی نہیں سکتا تاہم ہمارے لئے یہ امر قابل غور ہے کہ انجمن کی ضروریات کے لئے روپیہ کا فکر کریں۔

میں نے کئی سال گذرے انجمن کے لئے **مستقل سرمایہ** کی تحریک کی تھی اور ریزرو روپیہ فنڈ اس مقصد کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ جس میں فروری کی رپورٹ کے موافق تین ہزار چہ سو پچاسی روپیہ ساڑہے دس آنہ موجود تھے۔ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو اس فنڈ کے اجرا کے وقت یہ تجویز ہوا تھا کہ **اس کا روپیہ خرچ نہیں کیا جائے گا**۔ مگر

افسوس ہے کہ انجمن کا اس مضمون کا ریزولیوشن عملی صورت اختیار نہیں کر سکا۔

بعض نادان لوگ جو معاملات کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے جب انجمن کے کسی امر پر تنقیدی ریمارک پڑہتے ہیں۔ تو نعل در آتش ہو کر ایڈیٹر الحکم کو کوستے ہیں۔ کوئی اسے فرقہ [illegible] کا بانی کہتا ہے۔ کوئی انجمن کا دشمن قرار دیتا ہے کوئی کہدیتا ہے کہ وجہ اختلاف یہ ہے کہ اس نے انجمن سے روپیہ مانگا۔ اور انجمن نے نہیں دیا۔ میں ایسے لوگوں کی کسی بات کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ وقت آتا ہے کہ یہ امور خود صاف ہو جاوینگے۔ اور غلط فہمی کے بادل حق کی تیز ہواؤں سے اڑ جاوینگے میں کونسٹیٹیوشن کی عزت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور ہر شخص کے لئے یہ لازم جانتا ہوں کہ وہ کونسٹیٹیوشن کی عزت کرے۔ مگر کونسٹیٹیوشن کا بھی فرض ہے کہ وہ پبلک رائے کی قدر کرے۔ یہ امر بطور جملہ معترضہ کے آگیا میرا مطلب یہ تھا۔ کہ میں اگر انجمن کو اس کے فرائض سے آگاہ کرتا ہوں تو یہ کسی مخالفت کیوجہ سے نہیں ہے۔ میری رائے میں انجمن کے متعلقہ انسٹیٹیوشنز کے اخراجات کے لئے

مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے

اور مستقل سرمایہ کی کمی کیوجہ سے یا نہ ہونے کے باعث

انجمن ان مالی مشکلات میں مبتلا ہوئی

ہے۔ لوگ حیران ہوں گے کہ انجمن کا گوشوارہ تو انجمن کے خزانہ میں فروری ۱۹۱۱ء کو تیس ہزار سات سو بائیس روپیہ بتاتا ہے۔ اس قدر روپیہ مئی ۱۹۱۱ء تک خرچ ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ تین مہینوں کی آمدنی بھی خرچ ہو گئی۔ یہ سوال کچھ شک نہیں **وزن دار** ہے مگر اس کا جواب جب تک انجمن کا گوشوارہ مئی ۱۹۱۱ء چھپ نہ جاوے اور **رپورٹ ماہواری** ہمارے سامنے نہ آوے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ البتہ سکرٹری صاحب کی محولہ بالا تحریر کے موافق ہمارا فرض ہے کہ

انجمن کو ان مالی مشکلات سے بچایا جاوے

اور قوم کو توجہ دلائی جاوے کہ وہ ان ضروریات کے پورا کرنے کیلئے بہت جلد روپیہ فراہم کرے۔ کیونکہ جو کام شروع ہو چکے ہیں ان کے بند کرنے میں سخت نقصان کا احتمال اور اندیشہ ہے۔ انجمن کو مالی مشکلات سے بچانے کے لئے جہاں روپیہ بہم پہونچانا ضروری ہے وہاں سب سے اہم اور ضروری امر

روپیہ کا خرچ کرنا ہے

میں ہمیشہ انجمن کے سالانہ بجٹ پر (جسکے بننے کے دن اب قریب ہیں) قوم کو توجہ دلایا کرتا ہوں۔ کہ اخراجات اور آمدنی کے پیمانہ پر غور کرو۔ اور بجٹ کے علاوہ **ایک عملی بجٹ** بھی مدنظر رکھا کرے مگر میری باتوں پر بعض لوگ تو یونہی ہنس دیتے ہیں اور بعض کو خیال گذرتا ہے کہ

یہ خود انجمن کے کسی عہدہ کا شائق ہے

میں ان باتوں کو سنکر اس سے تسلی پا لیتا ہوں۔ کہ اس قسم کی باتیں تو نبیوں پر بھی اعتراض کے رنگ میں جڑ دی جاتی ہیں۔ اور انہیں بھی **یرید ان یتفضل علیکم** کہہ دیا جاتا ہے۔ پھر میری کیا ہستی؟ اور ان باتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے میں

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

پر عمل کر لیتا ہوں اور جس بات کو اپنے فہم و فکر میں قوم کے لئے مفید سمجھتا ہوں اسے للہ کہہ گذرتا ہوں کوئی خوش ہو یا ناراض

انجمن کے کارپردازوں کو روپیہ کے خرچ کے سوال کو سب سے اول مدنظر رکہنا ضروری ہے۔ اور

نہایت کفایت شعاری سے اس روپیہ کو خرچ کرنا چاہئے جو قوم کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہے۔ میں ہرگز ہرگز کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی میری نیت پر حملہ کرے تو وہ تقویٰ کے طریق کے خلاف ہوگا۔ ہاں اس موقعہ پر جبکہ انجمن مالی مشکلات میں ہے۔ مجھے اس درد دل کا اظہار کرنا پڑا۔ اخراجات میں مزید احتیاط بکار ہے میں اس امر کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کرتا ہوں یہ مثال میں اس [illegible] کی بنا پر پیش کرتا ہوں جو انجمن کے رسالہ میں شائع [illegible] کر ہمیں صحیح یقین کرنا چاہیئے جب تک انجمن کیطرف سے کبھی اس کی اصلاح نہ ہو۔

سائر خرچ دفاتر کے لئے سالانہ اخراجات نو سو ستر روپیہ اندازہ کئے گئے تھے۔ اگرچہ میں اس کو زیادہ سمجھتا ہوں۔

دسمبر ۱۹۲۱ء سے لیکر مارچ ۱۹۲۲ء تک اگر سائر خرچ کی میزان دیکھیں تو وہ چار سو پینتالیس روپیہ دس آنہ ہوتی ہے۔ گویا بحساب اوسط ۱۱۱ روپے دو آنہ ماہوار۔ حالانکہ بجٹ کے لحاظ سے بھی ماہوار اوسط ۸۰ روپیہ سے بڑھنی نہیں چاہیئے تھی۔ اس قسم کی فروگذاشتیں اخراجات کو بجائے کمی کیطرف لانیکے بڑھا دیتی ہیں۔ یہ ایک مثال ہے اور اسی طرح چند اور بھی پیش ہو سکتی ہیں۔

پس انجمن کو مالی مشکلات سے نجات دینے کیلئے جہاں تک اسباب کا تعلق ہے اور اس کے ماتحت ہم اپیلیں کرتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ انجمن کے مستقل سرمایہ کا انتظام کرنا چاہیئے۔ دوسرے اس کے اخراجات میں مناسب اور معقول کمی کرنی چاہیئے جن طریقوں سے اخراجات کم ہو سکتے ہیں انہیں اختیار کیا جاوے۔ تعمیر پر سب سے زیادہ رقم خرچ ہو رہی ہے۔ اور اسکا اثر دوسری مدات پر پڑ رہا ہے اس لئے ضروری تعمیر کو ختم کر کے سردست تمام توجہ انجمن کے مستقل فنڈ کیطرف مبذول کیجاوے روپیہ کی فراہمی کے لئے بعض لوگوں کے نزدیک ایک ڈیپوٹیشن باہر بھیجنے کی ضرورت ہے۔ بیشک اس وقت روپیہ مہیا کرنے کے لئے جو کوشش بھی کی جاوے مبارک ہے اور نہایت ضروری ہے مگر قوم میں اس عادت کو پیدا کرنے کی بجائے ان میں ایسا احساس پیدا کرنا چاہیئے کہ وہ سلسلہ کی تحریک پر فوراً خود کام کرے اور ہر جگہ کی انجمنیں اپنے اپنے ہاں سے چندہ جمع کر کے بھیجدیں۔ میرے پاس کوئی صحیح تعداد انجمنوں کی موجود نہیں تاہم میں قیاس کرتا ہوں کہ سو سے کم نہیں ہوگی۔ اگر ہر ایک انجمن

اسوقت ایک ایک سو روپیہ

انجمن کی موجودہ ضروریات کے لئے بھیجدے تو یکدم دس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔ اور کسی ڈیپوٹیشن کے بھیجنے کی حاجت نہیں جو بزرگ وفد میں شریک ہو کر اپنے وقت اور روپیہ کو نثار کریں گے وہ اپنا وہ

روپیہ بھی ان اغراض کیلئے دے سکتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ بعض انجمنیں اس حیثیت کی نہیں کہ وہ ایک سو روپیہ دے سکیں۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ بعض انجمنیں خدا کے فضل سے ایسی بھی ہیں۔ جو ایک سو کی بجائے کئی ہزار دے سکتی ہیں۔ جیسے لاہور، سیالکوٹ کی انجمنیں۔

احمدی قوم نے ایثار میں جو نمونہ دکھایا ہے اسکی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں ملسکتی ہے۔ جسقدر چندوں کا بوجھ اس غریب قوم پر ہے دوسرے مسلمانوں کو اس کے بالمقابل ہی چندہ دینے نہیں پڑتے ہیں۔ اخبارات جسقدر جاری ہیں اور آئے دن وہ جاری ہوتے رہتے ہیں وہ تقریباً ایک ہی خریداروں کے پاس جاتے ہیں۔ جو بلکہ لیتے ہیں وہی الحکم۔ میگزین۔ اور نور۔ اور الحق اور الاسلام وغیرہ لیتے ہیں۔ خریداروں کی تعداد میں بہت تھوڑا فرق ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کوئی نہ کوئی نئی کتاب بھی نکلتی رہتی ہے۔ پھر شخصی تحریکیں مزید برآں ہیں۔ سادہ سنگت کے ممبر اپنے لئے کچھ نہ کچھ لینا چاہتے ہیں۔ امیر الضعفاء حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ تو اپنی تحریکوں کے لئے سفر ہی میں رہتے ہیں۔ پھر ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب کبھی ڈاک ولایت کیلئے۔ اور کبھی انجیل فتح صلیب کے لئے اور کبھی اور تحریکوں کے ذریعہ قوم کی جیب کو متحرک کرتے ہیں ایڈیٹر الحکم اپنا ہی رونا روتا رہتا ہے۔ یہ تو مرکزی تحریکیں ہیں۔ ان کے علاوہ باہر سے بھی کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہمارے خواجہ صاحب بھی قوم کو نیک کاموں کو چندوں میں شامل کر لیتے ہیں۔ اور بعض رسالہ جات شائع کرتے رہتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی تحریکیں ہیں جو قوم کے روپیہ پر مؤثر ہیں۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ ان تحریکوں کی اصلاح کی حاجت ہے۔ مگر یہ وقت اس پر غور کرنیکے لئے نہیں اس وقت سب سے پہلا امر جو ہمارے سامنے آنا چاہیئے

وہ انجمن کی موجودہ مالی مشکل کا علاج ہے

میں الحکم کی مشکلات کو مدنظر رکھتا ہوا ابھی تحریک کرتا ہوں کہ انجمنیں جو صدر انجمن کے اعضا اور جوارح ہیں اپنے (ارکین) کو جنبش دیں

اور فوراً روپیہ جمع کریں

میری اپنی سمجھ میں اس وقت کم از کم دس ہزار روپیہ جمع کر کے بھیجدیا جاوے۔ تو موجودہ ضرورت کیلئے آسانی ہو۔ بالآخر اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ کہ وہ قوم کے دل میں تحریک پیدا کرے اور اسی کے فضل سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔

اقتباس الصحایف

قرآن کریم کا ادب و تعظیم!

قرآن کریم کا ادب و تعظیم ہر ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے! اور ہر متخیل کا مقصد فرض یہ ہے کہ اس مجموعہ برکت و رحمت کو عظمت و احترام کی نظر سے دیکھے ہر حال میں اس کی عزت ملحوظ رکھے اور کبھی اس کی بیرد گذاشت سے غافل نہ ہو۔ لیکن پہلے یہ طے ہو جانا چاہیئے کہ اس پاک کتاب کے ادب و تعظیم کا مفہوم کیا ہے؟ تعظیم و تکریم کے اگر یہی معنے ہیں کہ بغیر طہارت کے تلاوت نہ کیجائے اور بے وضو کوئی اس کو نہ چھونے پائے۔ تہ بہ تہ ریشمی جزدان اس پر چڑھے رہیں بے ادبی کے خوف سے رسالوں اور اخباروں میں اس کی آیتیں نہ لکھی جائیں تو کیا صرف اتنا کر لینے سے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کا عمل قرآن پر نہیں۔ اور اس کے کردار و گفتار سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام الٰہی کی عزت سے اسکا دل بے بہرہ ہے مگر ظاہری تعظیم میں وہ نہایت مبالغہ کرتا ہے اور ہمیشہ سے جو رسم و رواج چلا آتا ہے اس کے مطابق مروجہ عظمت کا بڑی سختی سے پابند ہے۔ کیا تم ایک لحظہ کیلئے بھی اسکی تعظیم کو قرآن کریم کی اصلی تعظیم پر محمول کر سکتے ہو۔ اصلی تعظیم ظاہرداریوں سے بے نیاز ہے۔ اور اس کا منشا محض اس قدر ہے کہ یہ آسمانی کتاب جن تعلیمات کو دنیا میں عام کرنا چاہتی ہے اور نوع انسان کی بھلائی کے لئے جو احکام اس نے مقرر کر رکھے ہیں ان کی پابندی کیجائے۔ قرآن اس لئے نہیں اترا تھا کہ لوگ اس کو آنکھوں سے لگانے اور سر پر رکھنے کو کافی سمجھیں قرآن کے نازل ہونے کی خاص غرض یہ تھی کہ دنیا اس کی روشنی سے منور ہو۔ اور اہل دنیا اس کو اپنے معاملات کا دستور العمل بنائیں۔ یہ بڑے شرم کی بات ہے۔ کہ قرآن کے باب میں بھی ہماری روش نمود و نمائش و رسم و رواج پر مبنی ہو زبان سے تو اس کی عظمت کا اقرار ہو مگر دل یہ کہہ رہا ہو کہ:-

دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

ظاہری عظمت کے لئے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ خود قرآن کریم

لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ

(پاکوں کے سوا کوئی اس کو چھونے نہیں پاتا) کی تاکید کی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایک آیت کا ہی مفہوم غلط سمجھا گیا۔ کفار کو اعتراض تھا کہ قرآن شیاطین کی الہام کردہ ہے یہ بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ خدا نے اس وہم کی تکذیب کی اور فرمایا کہ:-

انّہ لقرآن کریم فی کتٰب مکنون لا یمسّہ الا المطہّرون ۰ تنزیل من ربّ العٰلمین افبھٰذا الحدیث انتم مدھنون ۰ وتجعلون رزقکم انکم تکذبون ۰

(یہ قرآن تو بڑی بزرگی کا قرآن ہے۔ محفوظ کتاب میں موجود،

نوٹ۔ الفضل کا یہ پرچہ بھی خاص وجوہات سے دو تاریخوں کا مشترکہ شائع ہو سکیگا (ایڈیٹر)

پاکوں کے علاوہ کوئی اس کو چھونے نہیں پاتا پروردگار عالم کیطرف سے نازل ہوا ہے کیا تم لوگ اس کلام سے منکر ہو اور تم نے اپنا راتب باندھ لیا ہے کہ (اس کو) جھٹلاتے ہی رہوگے) سورۃ واقعہ کے رکوع ۳۔ آیت ۷۷، ۷۸ آیت میں صاف مذکور ہے کہ کفار کو اس پاک کلام کے کلام اللہ ہونے سے انکار تھا۔ اور انہوں نے اس کے جھٹلانے کو اپنا فرض قرار دے رکھا تھا۔ جس کے جواب میں بتایا گیا کہ یہ لوح محفوظ میں بڑی احتیاط سے لکھا ہوا موجود ہے اور خدا کے پاک نفس بندوں کے علاوہ کوئی اس کو چھونے نہیں پاتا۔ پھر اس میں کمی و بیشی کی گنجایش کہاں رہی؟ اور کوئی اس کو جھٹلا کیونکر سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس واضح تشریح کے ہوتے ہوئے آیت کا مطلب یہ نکالا جاتا ہے کہ پاک آدمیوں کے علاوہ کوئی اس کو چھونے نہ پائے۔

اس آیت کی تفسیر میں متعدد حدیثیں موجود ہیں حضرت ابن عباس و جابر بن زید و ابو نہیک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ وہ قرآن جو آسمان پر ہے پاکوں کے علاوہ کوئی اور اسے نہیں چھو سکتا۔" حضرت مجاہد فرماتے ہیں "کہ مطلب یہ ہے کہ قرآن ایسی محفوظ کتاب ہے کہ اس پر غبار تک نہیں آسکتا۔" امام ضحاک لکھتے ہیں کہ "کفار کو گمان تھا کہ محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) پر شیاطین نے قرآن نازل کیا ہے۔ اسکا جواب ملا۔ کہ وہ تو محفوظ کتاب ہے پاکوں کے علاوہ تو اس کو کوئی چھو تک نہیں سکتا۔ وہاں کسی کی دسترس کہاں؟" سعید ابن جبیر و عیسٰی و ابو نہیک و جابر بن زید و مجاہد رضی اللہ عنہ نے لایمسہٗ الا المطھرون کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں ابو العالیہ و ابن زید و قتادہ نے روایت کی ہے کہ یہ مطلب کہ پاکوں کے سوا کوئی قرآن کو چھونے نہیں پاتا۔ اس میں پاکوں سے مراد خدا کے پاک فرشتے مقدس پیغمبر اور پاکیزہ خصال و پرہیزگار بندے مراد ہیں اور قرآن سے وہ قرآن مراد ہے جو لوح محفوظ میں ثبت ہے۔ کیونکہ دنیا میں تو اس کو ناپاک مجوسی اور گندے منافق بھی چھوتے ہیں۔ اسی طرح کی اور بہت سی حدیثیں تفسیر امام ابن جریر جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۶ میں بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ مطالب کی عام تحقیقات کو بشرط ضرورت کسی دوسرے وقت کیلئے ہم اٹھا رکھتے ہیں۔ اس موقعہ پر یہی گزارش کافی ہے کہ آیت زیر بحث میں نہ صیغہ نہی وارد ہے۔ اور نہ معنوی نہی کی صورت نکلتی ہے۔ بات صرف اتنی تھی کہ قرآن کریم کے محفوظ و منجانب اللہ ہونے کا یقین دلانا تھا۔ لیکن نکتہ آفرینی کا بھلا ہو کہ اس سے ممانعت کا حکم بھی پیدا کر لیا گیا۔ اور پھر اس فرضی قاعدہ پر استدلال کی ایک لانبی چوڑی عمارت بھی بنائی گئی تخیلات کا عالم بھی عجیب عالم ہے۔

ہمارا یہ منشا ہرگز نہیں کہ قرآن کریم کی ظاہر تعظیم ترک کر دی جائے۔ صرف اس قدر ہے کہ (۱) مسلمانوں کا ظاہر و باطن یکساں ہونا چاہیئے۔ حیف ہے کہ ظاہر میں تو قرآن کریم کا ہم اس قدر ادب کریں کہ جب تک وضو و غسل نہ ہو اسکا چھونا اور اسکے الفاظ کا زبان پر لانا ممنوع سمجھیں اور باطن کا یہ حال ہو کہ تعلیمات قرآنی سے ہماری روش اتنی مخالف رہے کہ گویا دل کو یہ بھی یقین نہیں کہ یہ کلام خدا کا کلام ہے۔ اور اسکا ماننا اور اس پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے (۲) اصلی تعظیم یہ ہے کہ قرآن کریم کے احکام پر ہمارا عمل ہو اور ضمنی تعظیم یہ ہے کہ اس عمل کیساتھ ظاہری احترام میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے پائے (۳) یہ نہایت مخدوش استدلال ہے کہ فلاں بزرگ جو تنکا نظر آتا تھا اس کو اٹھا لیتے تھے۔ کہ یہ الف کی شکل اور یہ ب کی صورت ہے۔ فلاں بزرگ نے سن کے کھیت میں داخل ہوتے ہی جوتا اتار لیا کہ اس کا کاغذ بنتا ہے۔ اور اس پر قرآن شریف لکھا جاتا ہے۔ میں اس میں جوتا پہن کر کیونکر چلوں۔ بے شبہ یہ واقعات ان بزرگوں کے کمال احترام کا نتیجہ ہیں۔ مگر جہاں وہ اس ظاہری ادب کے پابند تھے۔ وہاں قرآن کی اصلی عظمت بھی ان کے دلوں میں اسقدر تھی کہ تمام عادات و اطوار قرآن ہی کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اور اسی کے نمونے بنے ہوئے تھے تعجب ہے کہ اس ظاہری تعظیم میں جو ایکطرح کی محویت و استغراق سے پیدا ہوئی تھی تو ان کی تقلید پر زور دیا جائے اور اصلی تعظیم کا خیال بھی نہ آئے (۴) ظاہر تعظیم (یعنی بے طہارت نہ چھونے) کیلئے قرآن کریم سے جو دلیل پیش کی جاتی ہے۔ اس سے یہ مقصد ثابت نہیں ہوتا۔ (۵) جو لوگ خدانخواستہ آیات قرآنی کی بیحرمتی کرتے ہیں وہ خود گنہگار ہونگے۔ لیکن اس خوف سے یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمانوں کی تحریر و تقریر میں آیتیں آنے ہی نہ پائیں۔ خدا کے احکام میں تو ایسی تک اس ممانعت کی تصریح نظر نہیں آئی۔ (۶) یہ فتوے کہ بجائے آیت نقل کرنے کے سورہ و آیت کا نمبر لکھ کے اس کے ترجمہ کا حوالہ دیدیا کریں" شاید ان راسخ الاعتقاد مسلمانوں کیلئے تشفی بخش نہ ہو جن کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے کسی جزو کا ترجمہ بغیر اصل عبارت کے لکھنا اس لئے قابل احتراز ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت میں یہ رواج عام ہو جائے۔ انجیل و توریت کی طرح قرآن کے لئے بھی لوگ صرف ترجمہ کافی سمجھنے لگیں۔ اور انہیں کیطرح مبادا اس میں بھی تحریف کی گنجایش نکل آئے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کیا تعظیم صرف قرآن کے الفاظ کی ہونی چاہیئے اس کے مطالب کی نہ ہونی چاہیئے۔ لفظ کی عظمت میں اگر معنے کا سب سے زیادہ دخل ہے تو کیا وجہ ہے کہ کلام اللہ کے الفاظ مقدس نہ مانے جائیں۔ لفظ و معنے اگر دونوں مقدس و متبرک ہیں تو کیا یہ جائز ہے کہ آیات قرآنی کے الفاظ تو اس لئے نہ لکھے جائیں کہ ان کی بے ادبی ہوگی اور معانی ترجمہ کر کے اس لئے لکھدیئے جائیں کہ اس کی بے ادبی ہوئی بھی تو کچھ مضائقہ نہیں

تہذیب الاخلاق

اخباروں میں قرآنی آیات

اخبار زمیندار مورخہ ۸ اپریل میں حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب نے ایک مراسلہ بعنوان "تقدیر فقیر" لکھا تھا جس کا منشاء اور مطلب یہ تھا کہ قرآن شریف کی آیات لکھی بے ادبی ہوتی ہے۔ اس لئے اخباروں میں آیتوں کو نہ لکھنا چاہیئے۔ بعض اور نامہ نگاروں اور اور خود ایڈیٹر زمیندار نے بھی ان کی اس رائے سے اتفاق کیا اور کہا کہ زمیندار میں آئندہ کوئی آیت قرآنی درج نہ ہوگی۔ صرف ترجمہ کافی خیال کیا جائیگا۔" لیکن شرعی طور پر چونکہ ایسی بندش نہیں ملتی۔ بلکہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ھرقل وغیرہ مخالفین اسلام کیطرف جو ہدایت نامے لکھے۔ ان میں بھی آیات قرآنی درج تھیں اسلئے مسلمانوں کو اپنی طرف سے ایک نئی بات وضع کرنی ٹھیک نہیں۔ اور آیات لکھنے والوں کا کوئی قصور نہیں۔ ان کی نیت آیات کی بے حرمتی اور بے ادبی کی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کا مطلب تو اشاعت دین و تبلیغ اسلام سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی بے ادبی کرے گا تو ذمہ دار وہ ہوگا نہ لکھنے والے لنکل اس ع مانوئی اور نہ اس طرح کے وہم کی بنا پر ایسا فتوے دیا جائے تو خود قرآن شریف کی نسبت بھی یہ کہا جاسکیگا کہ اس کا چھاپنا روک دیا جائے۔ کیونکہ بوسیدہ ہونے یا شیرازے اکھڑ جانے کے بعد قرآنی اوراق کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ اور پھر ان کی بھی بے ادبی ہوتی جاتی ہے۔ اور ذرا وسیع نظر سے دیکھا جائے۔ تو ان ممالک کا کیا حال جن میں عربی زبان مروج ہے۔ مثلاً۔ مصر۔ مراکو عرب۔ شام وغیرہ۔ جہاں کی زبان لکھنے اور پڑھنے میں عربی مستعمل ہوتی ہے۔ وہاں کے اخبارات میں اس قاعدہ کا نفاذ کیونکر ہوسکے گا؟ وہ آیات کو اس خیال سے درج نہ کریں۔ کہ ان کی بے حرمتی کا خطرہ ہے۔ تو پھر ترجمہ کس طرح اور کس زبان میں کرینگے۔ اور آگے وہاں کے باشندوں سے سمجھ کون سکیگا؟ (خیبدار)

اطلاع

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت کچھ دنوں کیلئے ڈلہوزی پہاڑ پر تشریف لے گئے ہیں

اسلامی سیرت ترقی کا اصلی ذریعہ

ہر کہ خود تربیت نکند حیوان است
آدم آنست کہ اورا پدر اندر نیست

ایک زمانہ تھا کہ اخلاقی و سیاسی اور تمدنی و روحانی دنیا میں مسلمان کوس لمن الملک بجا رہے تھے دنیا کی ہر ایک بہترین خوبی ان کی وراثت تھی۔ وہ بہت صابر شاکر۔ خوش۔ مطمئن۔ عابد نمازی و پرہیزگار عالم و متقی۔ متعبد پرجوش تھے۔ وہ آزاد اور شجاع دلیر و بہادر قوم کی شان میں دنیا کے سٹیج پر اپنا شاندار پارٹ ادا کر رہے تھے۔ ان کے دل اسلام کے نور سے روشن و منور تھے۔ اور اس نور کے انعکاس و انحراف نے دنیا کو بقعہ نور بنا رکھا تھا اور جہالت اور گناہ کی تاریکی کو مٹا دیا تھا۔ اسلام کی حقیقت سے آگاہ ہو کر انہوں نے ایسی معاشرت و تمدن کی بنیا رکھی کہ دنیا اب تک ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ ایک تو وہ مسلمان تھے جنکا چند الفاظ میں اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ یا ایک ہم مسلمان ہیں کہ دنیا کی کوئی برائی نہیں جو ہم میں موجود نہیں۔ فلاکت و نکبت۔ جہالت و وحشت ہر سو منہ لا رہی ہے نحوست ہر چہار طرف چھا رہی ہے۔ اسلامی عالم پر ایک سناٹا چھایا ہوا ہے۔ گناہوں کی تاریکی سے ایک ہو کا عالم برپا ہے۔ مگر اب یہ سوال خود بخود دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کن بات نے ہم میں یہ زمین و آسمان کا فرق پیدا کر دیا ہے کن وجوہ و اسباب نے ہم کو عزت کے عرش سے ذلت کے فرش پر پٹک دیا ہے۔ ایک وہ مبارک زمانہ تھا کہ ہم ترقی کے فلک الافلاک کے درخشاں ستارے تھے۔ یا آج وہ منحوس زمانہ ہے کہ ہم پستی کے تحت الثریٰ میں گرے چلے جا رہے ہیں۔ ہماری پستی کے تذکروں سے بزم اغیار میں داستان حمزہ کے لطف اٹھائے جا رہے ہیں۔

جا بجا نام تو جز نقش قدم چھوڑ گیا
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈنے عنقا ہم کو

جب ہم ان اسباب و وجوہ کی تنقید و تفریہ کرتے ہیں کہ جنہوں نے ہماری حالت میں اتنا نمایاں فرق پیدا کر دیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرون اولےٰ کے مسلمان دو اصولوں کو اپنی ترقی اور سلامتی کیلئے ضروری سمجھتے تھے۔ یعنی (۱) ایمان باللہ (۲) خوف من اللہ۔

سوائے خدائے ذوالجلال کے کسی سے نہ ڈرنا۔ اور اس کی ذات پاک پر پورا پورا ایمان رکھنا۔ درحقیقت حقیقی ترقی کا سنگ بنیاد ہے۔ کسی دشمن کے سامنے خواہ وہ کتنا ہی زبردست کیوں نہ ہو۔ سر تسلیم خم نہ کرنا اور خدا پر کامل اور پورا یقین و بھروسہ رکھنا۔ سخت سے سخت مشکل سے نہ گھبرانا۔ کوہ غم بھی سامنے آئے تو اس کو سر پر اٹھا لینا۔ دنیا کے نشیب و فراز سے ہراساں نہ ہونا قسمت کے انقلاب کو بہ خندہ پیشانی گوارا کرنا۔ یہانتک کہ وقت پر موت کے منہ میں جانے تک سے نہ ڈرنا۔ یہ ایسے شاندار اوصاف ہیں کہ دنیاوی ترقی و کامیابی انکا ایک بالکل معمولی نتیجہ ہے۔ پہلے مسلمان ان اوصاف سے متصف تھے زبانی جمع خرچ میں تو ہم بھی کم نہیں۔ مگر عملی دنیا میں ہم درجہ صفر تک گر چکے ہیں۔ اور اعمال و افعال ہی کوئی ایک عملی نتیجہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اس امر کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ قال اور حال میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ موت اور زندگی میں۔ دیکھو ہستی سے عدم تک صرف چند تنفس کی راہ ہے۔ مگر نتیجہ میں کتنا بھاری فرق یہ چند تنفس پیدا کر دیتے ہیں۔ قال اور حال میں صرف دماغ کی چند ضربوں اور جسم کی چند حرکتوں کا فرق ہے۔ مگر یہ فرق اتنا متضاد نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ کہ آخری درجہ زحمت یا رحمت ہوتا ہے۔

قرون اولےٰ کے مسلمان جو کہتے تھے سچے دل سے کہتے تھے۔ اور اس پر عمل کرتے تھے۔ دنیا کی کوئی مشکل ان کے راستہ پر رکاوٹ حائل نہیں کر سکتی تھی۔ مشکلات کو وہ اپنے مردانہ عزم سے ترقی کا زینہ بنا لیتے تھے غم کا پہاڑ سامنے آتا تھا تو وہ اس کو زیادہ بلندی پر چڑھنے کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اور خوشی خوشی اس کی طرف بڑھتے تھے۔ مگر آج کے مسلمان رائی کو پہاڑ بنا لیتے ہیں۔ ذرا سی مصیبت آن پڑے تو بس چوکڑی بھول جاتے ہیں ملی حالت ذرا پتلی ہو جائے تو بس پھر کیا ہے۔ سارا گھر ویرانے کا نمونہ بن جاتا ہے۔ خفیف سی بیماری ہو جائے تو سارا محلہ سر پر اٹھا لیا جاتا ہے۔ قسمت ذرا آنکھ پھیرے تو بس دماغ چکرا جاتا ہے۔ آہا۔ کیسی مصیبت کی زندگی ہم لوگ بسر کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ امر بخوبی قائم الذہن کر لینا چاہیئے کہ قلب تمام بیرونی اثرات سے بالاتر ہے۔ اور زندگی قلب کی صرف ایک حالت ہے قلب میں خفیف سا تغیر زندگی پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ پس اپنی ترقی کے لئے خواہ وہ جسمانی ہو یا اخلاقی یا روحانی قلب کو ایک بڑا ذریعہ سمجھو۔ اگر تمہارا قلب مردہ ہو گیا ہے تو دنیا تمہاری نظروں میں سیاہ اور تاریک ہو جائیگی اور تمہاری ترقی کے ذرایع مفقود ہو جائیں گے۔ خداوند تعالےٰ اپنے پاک کلام میں فرماتے ہیں کہ "ہم نے سچے مسلمانوں کو طمانینت سے بھرا قلب عطا فرمایا ہے"۔

پس سچا مسلمان بننے کیلئے ہم کو قرآن کے حکموں کی تعمیل کرنی چاہیئے اور خدا اور خدا کے رسول کے احکام کی بجا آوری میں مستعد و چست رہنا چاہیئے۔ جب ہم سچے مسلمان بن جائینگے تو ہمارے قلب سرور اور اطمینان سے بھر جائیں گے۔ اور جب ہمارے قلب مطمئن ہو جائیں گے۔ تو ہم دین و دنیا کی کامیابی کے یقیناً وارث و حقدار ہوں گے۔ وہ لوگ جو ہر حال میں منطق کا سہارا پکڑتے ہیں۔ اور اپنی عقل خام سے کام لیکر اپنی رہنمائی کرتے ہیں۔ منہ کے بل گرتے ہیں۔ منطق کی دنیا میں کوئی آرامگاہ نہیں ہے۔ اس کا قفس ایسا ہے۔ کہ اس کے قیدیوں کی قسمت میں آب و دانہ نہیں ہوتا۔ اور وہ گھٹ گھٹ کر اور تڑپ تڑپ کر راہی ملک عدم ہوتے ہیں بعض لوگ ہر امر کے لئے دلیل مانگتے ہیں۔ مگر دلیل کی بنیاد ہمیشہ جذبات پر قائم ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ سوائے نیچرل دلائل کے ہم کسی کو دلیلوں سے قائل و معقول نہیں کر سکتے۔ دلیل وہ جو انسان کے نیچر سے اپیل کرے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ مگر جو لوگ نیچرل دلائل کو نہیں مانتے۔ وہ ایک تغیر پذیر اور مشکوک انسانی علم کے دلائل سے کیسے راستی و نیکی کے راستے پر آ سکتے ہیں۔ ہمارا مطلب یہ نہیں کہ بغیر دلیل اور عقل کے ہر بات کو قبول و منظور کر لیا جائے۔ بلکہ ہمارا منشا یہ ہے کہ اخلاقی و روحانی دنیا میں جذبات اور تعصبات سے پاک ہو کر داخل ہونا چاہیئے۔ ایسے کرنے سے حقیقت حال خود بخود منکشف ہو جاتی ہے اور کسی دلیل یا بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ خود انسان کا قلب اس صراط المستقیم کا راستہ دکھا دیتا ہے۔ زندگی کا مقصد نجات ابدی ہے اور جسطرح بھی تمہارا خالص ضمیر تم کو اس طرف راہنمائی کرے اس کی پیروی کرو۔ مگر خالص ضمیر پیدا کرنیکے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہماری تربیت شروع سے خدائی احکام کے مطابق ہو۔ زندگی کو عین راحت سمجھو۔ مصیبت دکھ۔ بیماری۔ نادری۔ افلاس کو بے حقیقت چیزیں سمجھو۔ زندگی جد و جہد کا نام ہے۔ اور یہ جد و جہد مسرت کمال ہے۔ جس چیز نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ خدا ہے۔ اسی نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنی مخلوق پر مہربان ہے۔ وہ اپنی مخلوق کی خوشی دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ روحانی زندگی میں داخل ہونے سے یہ بات نہایت آسانی کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ انسان کے فائدہ کے لئے ہوتا ہے۔ ارضی و سماوی آفات دراصل انسانی نجات کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ اور روحانی زندگی میں ہم اسلام کا سہارا پکڑ کر نہایت آسانی کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔

ہر چند کہ در احوال جہاں مے نگرم
حاصل ہمہ عشرت است باقی خوش نیست (ملت)

ترجمۃ القرآن کا پندرھواں پارہ جسکے ساتھ

سورۃ الکہف ختم کر دی گئی ہے پریس میں جا چکا ہے امید کی جاتی ہے کہ خدا کے فضل سے جلد چھپ جاویگا۔ احباب اپنے دوستوں میں ترجمۃ القرآن کی اشاعت کی تحریک کریں۔ میرے پیغام اکمل کے جواب میں بعض دوستوں نے پانچ پانچ روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے مگر یہ تعداد ایسی تھوڑی ہے کہ اس سکیم کے ماتحت ابھی کام شروع نہیں ہو سکتا۔ جب تک پورے ایکسو آدمی اس کام کیلئے مالی قربانی نہ کریں۔ قرآن مجید سے محبت رکھنیوالے دل حرکت کریں اور اس کار خیر میں میرے شریک ہو جائیں میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس خدمت کا بہترین بدلہ دیگا۔ اسوقت تک دس سے زیادہ پارے طیار ہو کر شایع ہو چکے ہیں اور اس ترجمہ اور تفسیر کو جس نے پڑھا ہے پسند کیا ہے۔ اس کام میں اگر کوئی مدد کرے۔

[illegible]

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور بیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور اکثر فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پھوڑے کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت امراض قلب یعنے دل مدور یعنے پھڑانا درد سر۔ نفخ۔ گھٹنوں کی کمزوریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۸ روپیہ ۱۲ روالی شیشی ہیں ۱۶۰ گولیاں ہوں روالی شیشی میں بھیجتی ہیں۔ ۱۲ روالی شیشی ڈوڈن پی اور باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کریں۔

بچوں کی تندرستی !!!

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر ست یا پژمردہ اور سوکھ جھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اس سکدوہ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ ناتھ سر نہیں چیڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ ایملشن میونیفیچرنگ کمیٹی لندن

قرآن مجید کا نیا اُردو ترجمہ مسمی بہ فتح الحمید

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں۔ وہ سب ایسے تھے۔ کہ بعض سے تو عوام بخوبی مستفید نہ ہو سکتے تھے۔ اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ کیا فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جسکے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور رستے خیز اور رلا دینے ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہے۔ اس لئے وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اس ترجمہ کو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں قطع نظر کرکے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اس ترجمہ پر ایک طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: "کہ میں نے جہاں تک اس ترجمہ کو پڑھا ہے میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں"۔ اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمے کی نسبت بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں۔ جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہیئیں۔ جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں۔ وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ عشاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔ ہدیہ فی جلد تین روپیہ محصولڈاک علاوہ۔ بہ نشان ذیل طلب کیجئے۔

منذیر محمد خان شہر جالندھر کوٹ اچھی (پنجاب)

اشتہار نور الابصار

بو گند گفتن کہ زر مغربی است ۰ چہ حاجت مہک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصر عرض ہے کہ میرے پاس اصلی ممیرا۔ اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے جس صاحب کو ضرورت ہو ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے۔ ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ۔ ممیرا قسم دوم قیمت فی تولہ (صہ) سرمہ سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ ۴ مقرر ہے۔ غرباء کیلئے خاص رعایت ہوگی

المشتہر محمد امین ازداتہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم قادیان

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۲/

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲/

نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب " " " ۳/

فیصلہ آسمانی " " ۲/

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن فی پارہ قیمت " " " " " عہ

سات پارے قرآن شریف کے تیار ہیں قیمت فی پارہ عہ

سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناول کے طور پر لکھا گیا قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳/

حصہ دوم " " " ۳/

حضرت اقدس کی پرانی تحریر ۔ ۔ ۔ ۲/

برہان الحق ۔ ۔ ۔ ۔ ۳/

مجاہد مسیح " " " " " ۳/

خطبات کریمیہ " " " " " ۳/

تفسیر سورۃ تبت " " " " ۳/

نمونہ قرآن " " " " " ۳/

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک معتبر تاجر دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور اب تک دس لاکھ روپیہ کا نفع ہو چکا ہے۔ اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیلئے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے صاحبزادے کنور بہادر لاہور میری تینوں کی کل ۸۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی طبیعت نے پیدا کی اس کا مقابلہ ممکن نہیں بقول حضرت مرزا غالب دہلوی وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے جو ایسی نعمت روح حیات کے عجیب فوائد اور سریع الاثر نتائج سے محروم رہا ہے۔ سننے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ تمام اوصاف موجود ہیں جو کسی بہترین دوا میں ہونے چاہئیں کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب اٹارنی جنرل صاحب بہادر لفٹننٹ سر جان اینڈرسن میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلستان کے معزز عہدیداران نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک پیدا کر کے دوبارہ جوانی بخشتی ہے خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو دور کرتی ہے طاقت بے حساب پیدا کرتی ہے صحیح و تندرست بنا دیتی ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلوار بن کر بھی ماریں تو بھی چٹان کی طرح قائم رہے۔ ہندوستان و انگلستان اور جاپان وغیرہ کے بہترین اور نامور ڈاکٹر اور میڈیکل کالج کے لیکچرار اور سلطنت کے سائنٹیفک اور باوجود ڈاکٹروں کے مدت سے استعمال کرتے ہیں دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری نتیجہ نکلے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت حرکات کے روگ اور امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے روح حیات نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے جو ادویہ مقوی لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر وغیرہ اور اختلاج قلب کیلئے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی گئی ہے اعصاب پر اثر کرتا ہے۔ جیسے قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو بہادر اور بڈھے کو جوان بنا دینا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر بہت سے کیمیاگر اس نام سے نکالتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات (عا) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر سختی و طاقت پیدا ہو جاتی ہے مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی فی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد (عا)

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر بروپرائیٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا!

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مرضیوں کی آہ و زاری آج کل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا پہلے وہ دوا دیجئے اول آزمائیے پھر منگوائیے بھلا اس میں بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق اندرونی قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اسی مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ تکسار کریں مگر جو اہرات سے تیار رہتی ہے اول مفت منگا لیجئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلطی کر تول سے لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچی ہے۔ ہمارے طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اس کو پائیں۔ قیمت فی شیشی ۲ ماشہ دو روپیہ عا

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا دانتوں کو سر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

قابلی؟

یہ کتاب ایک پردہ نشین خاتون نے
فن قابلہ کے متعلق اس قابلیت سے لکھی ہے
کہ کوئی لفظ فارسی یا انگریزی کا استعمال نہیں
کیا اور تمام مطلب ادا کر دیا ہر گھر میں اس کتاب
کا موجود رہنا نہایت ضروری ہے
قیمت فی جلد ۸/
منیجر ...

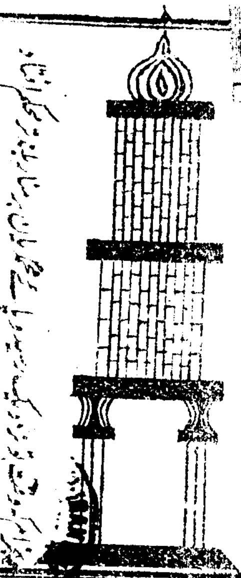

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

قادیان دار الامان

جلد ۱۵ نمبر ۲۵ و ۲۶

۱۴ و ۲۱ جولائی ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے .. .. صہ

خواص سے .. .. عہ

ہندوستان سے باہر ٦

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ۳ ۱۲

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے!

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہتری ... ادویات ... ہے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ ... ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا انتظام ... ہیں۔ خواص ... ڈالنے ... وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی ... مدرسہ طبیہ ... جاتا ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید ... تک پہنچ ...

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سر پرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ: بعض پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھیے:۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی   تار کا پتہ:۔ میڈیسنز دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے

میموریل

تعطیل جمعہ کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں لکھا گیا ہے۔ میں نے اس میں ایک میموریل کی تجویز پیش کی تھی خدا کا شکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے دل میں بھی اس تحریک کو اللہ تعالیٰ نے ڈال دیا۔ اور آپ نے مندرجہ ذیل اعلان اس غرض سے لکھا ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے صرف دو گھنٹہ کی رخصت کی درخواست کی ہے۔ میں اس پر کچھ اضافہ کرنا تقدم علی الامام سمجھتا ہوں۔ یہ ایسی سہل تجویز ہے کہ اس پر بدوں کسی ہیچ کے عملدرآمد ہو سکتا ہے۔ دوسرے اسلامی جرائد سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اس پر بالاتفاق تائیدی مضامین لکھیں گے۔ اور ایسا ہی انجمنیں اپنے رزولیوشن اس تحریک کی تائید میں پاس کر کے اس کو مضبوط بنائینگی۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

شہنشاہ جارج پنجم شاہ برطانیہ و قیصر ہند کے دربار تاجپوشی کا عظیم الشان دربار جو ۱۲ دسمبر کو ہندوستان کے شاہان اسلامی کے قدیم دارالخلافہ میں منعقد ہونے والا ہے۔ وہ تاریخ ہندوستان میں ایک ایسا اہم واقعہ ہے۔ کہ اس کے متعلق طبائع میں عجیب ولولے پیدا ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کو صدیوں کے بعد یہ عزت نصیب ہو گی۔ کہ اس کا شہنشاہ اس کے قدیم دارالخلافہ میں تخت نشین ہو گا۔ اور شہنشاہ بھی ایسا کہ اپنی وسعت مملکت کے لحاظ سے نہ اس زمانہ میں اور نہ کسی پرانے زمانہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ پس یہ لازمی امر تھا کہ ایسے عظیم الشان اور مبارک موقعہ پر طرح طرح کی امنگیں طبائع میں پیدا ہوتیں۔ اور خصوصاً رعایا کے اس حصہ کے دلوں میں جو اپنے بادشاہ کی وفاداری کو اپنے مذہب کا ایک جزو سمجھتے ہیں۔

اس مبارک موقعہ پر میں سلسلہ احمدیہ کا امام ہونے کی حیثیت سے ایک اہم امر کی طرف تمام مسلمانان ہند کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ سلطنت انگریزی نے جب سے ہندوستان میں قدم رکھا ہے۔ یہ زرین اصول ہمیشہ اپنے مدنظر رکھا ہے۔ کہ ہر قوم کو پوری مذہبی آزادی حاصل رہے۔ اور اپنے فرائض مذہبی کی ادائیگی میں اسے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ چنانچہ سب قومیں جو اس ملک میں آباد ہیں۔ اپنے اپنے مذہبی فرائض اور مذہبی رسوم کی ادائیگی میں ایسی ہی آزاد ہیں۔ جیسے کہ وہ اپنے اپنے ہم مذہبوں کی حکومت کے نیچے ہوتیں۔ گورنمنٹ انگریزی کا نہ کبھی یہ منشا ہے۔ اور نہ ہی ہو سکتا ہے کہ کسی قوم کو بلا وجہ اس کے کسی مذہبی فرض کی ادائیگی سے روکا جاوے یا ایسے اسباب پیدا کئے جاویں جن سے ایسی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ واقع ہو۔ ہاں اگر کسی قوم کو کوئی ایسی ... محسوس ہو۔ تو گورنمنٹ کو اس کی اطلاع دینا یا اس کی طرف متوجہ کرنا یہ خود اس قوم کا فرض ہے۔ اہل اسلام سلطنت انگریزی کی ان برکات سے ہر طرح فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن ایک امر ابھی تک ایسا ہے کہ اس کی طرف گورنمنٹ کو پورے زور سے توجہ نہیں دلائی گئی اور مسلمانوں کو قیصر ہند کے ہندوستان میں تاجپوشی کے مبارک موقعہ سے بڑھکر بہتر موقعہ اس غرض کے لئے پھر میسر آنا مشکل ہو گا۔

جمعہ کا دن اسلام میں ایک نہائت مبارک دن ہے اور یہ مسلمانوں کی ایک عید ہے۔ بلکہ اس عید کی فرضیت پر جسقدر زور اسلام میں دیا گیا ہے۔ ان دو بڑی عیدوں پر بھی زور نہیں دیا گیا۔ جن کو سب خاص و عام جانتے ہیں کیونکہ یہ عید نہ صرف عید ہے۔ بلکہ اس دن کے لئے قرآن کریم میں یہ خاص طور پر حکم دیا گیا ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو ہر قسم کے کاروبار کو چھوڑ کر مسجدوں میں جمع ہو جاؤ۔ جیسا کہ فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ یہی وجہ ہے کہ جب سے اسلام ظاہر ہوا اسلامی ممالک میں جمعہ کی تعطیل منائی جاتی رہی ہے اور خود اس ملک ہندوستان میں برابر کئی سو سال تک جمعہ تعطیل کا دن رہا ہے۔ کیونکہ آئت مذکورہ بالا کی رو سے یہ گنجائش نہیں دی گئی۔ کہ جمعہ کی نماز کو معمولی نمازوں کی طرح علیحدہ علیحدہ بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ جماعت میں حاضر ہونا اور خطبہ سننا اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے لئے ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ بلکہ عید کی نماز کے لئے بھی اس قدر تاکید اسلام میں نہیں جسقدر کہ جمعہ کی نماز کے لئے ہے اور مذہب اسلام کے رو سے جو شخص جمعہ کو چھوڑتا ہے وہ سخت گنہگار ہے۔ ہندوستان کی تین بڑی قوموں یعنی ہندوؤں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں میں سے ایک خاص دن میں عبادت الٰہی کے لئے مقرر شدہ امر سے قرآن شریف میں جمعہ کے متعلق حکم ہے۔ باقی دو قوموں کے سبت کے متعلق اس زور سے قطعاً ان کی مقدس کتابوں میں حکم نہیں۔ ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ ایک عظیم الشان اسلامی تہوار ہے۔ اور نماز جمعہ کے تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنے کی ہر ایک مسلمان کو ایسی سخت تاکید کی گئی ہے کہ اسے صاف الفاظ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس وقت کسی دوسرے کام کو قطعاً نہ کرے۔

اب یہ امر ظاہر ہے کہ جسقدر کسی بڑی قوم کے بڑے بڑے تہوار ہیں۔ ان کے منانے کے لئے گورنمنٹ نے اپنی سب رعایا کو یکساں آسانی دے رکھی ہے۔ سب سے زیادہ مشکلات ایسے تہواروں کے منانے میں ان لوگوں کو ہو سکتی ہیں جو بوجہ ملازمت گورنمنٹ اپنے وقت کے آپ مالک نہیں۔ مگر ہماری مہربان گورنمنٹ نے صرف مذہبی آزادی کو مدنظر رکھ کر یہ ضروری قرار دیا ہے کہ سب قوموں کے بڑے بڑے تہواروں کے دنوں میں تمام سرکاری دفاتر اور سب عدالتیں وغیرہ بند رہیں۔ تاکہ وہ حصہ رعایا جو ملازم گورنمنٹ ہیں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ان تہواروں کے منانے میں شریک ہو سکیں۔ درحقیقت اگر گورنمنٹ اپنے ملازمین کو اسقدر آزادی نہ دیتی۔ تو پھر مذہبی آزادی برائے نام ہوتی۔ پس گورنمنٹ کے اس طریق عمل سے کہ اپنے ملازمین کی خاطر وہ بڑے بڑے قومی تہواروں کے دنوں میں اپنے سب دفاتر کو بند رکھتی ہے۔ یہ امر تو ظاہر ہو گیا کہ گورنمنٹ کا دلی منشاء یہ ہے۔ کہ کسی قوم کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی روک محسوس نہ ہو۔ لیکن جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے جہاں تک دیکھا گیا ہے۔ اس قسم کی آزادی ابھی تک حاصل نہیں۔ اور شہنشاہ ہند کی تاجپوشی کے مبارک موقعہ پر اس آزادی کے حصول کیلئے جسقدر زور دیا جائے کم ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ نظام گورنمنٹ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہر ہفتہ میں دو دن کی تعطیل ہو۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اتوار شاہ وقت کے مذہب کے لحاظ سے تعطیل کا ضروری دن ہے۔ پس کوئی ایسی تجویز گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنی چاہئے۔ جس سے نظام گورنمنٹ میں بھی کوئی مشکلات پیش نہ آویں۔ اور اہل اسلام کو یہ مذہبی آزادی بھی مل جائے اس کی آسان راہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے وقت یا تو سب دفاتر اور عدالتیں سکول۔ کالج وغیرہ دو گھنٹے کے لئے بند ہو جاویں یا کم از کم اتنی دیر کے لئے مسلمان ملازمین اور مسلمان طلباء کو اجازت ہو۔ کہ وہ نماز جمعہ ادا کرلیں اور اس کے متعلق جملہ دفاتر و جملہ محکموں میں گورنمنٹ کی طرف سے سرکلر ہو جائے۔ گو اس وقت بعض افسر اس قسم کی اجازت اپنے ماتحتوں کو دیتے ہیں۔ مگر ایسی مثالیں کم ہیں اور خصوصاً سکولوں اور کالجوں میں تو بالکل نہیں۔ ایسی اجازت نہ صرف مسلمانوں کی راہ سے ایک بڑی روک اٹھائیگی بلکہ آخرکار گورنمنٹ کے لئے بھی یہ فائدہ مند ثابت ہوگی کیونکہ نماز جمعہ میں ایک لازمی جزو خطبہ کا سُننا ہے۔ اور خطبہ کیا ہے اس میں یا تو اخلاقی وعظ ہوتا ہے یا پیش آمدہ امور میں مسلمانوں کو جو راہ اختیار کرنی چاہئے۔ اس کا ذکر ہوتا ہے۔ گورنمنٹ خود اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ طلباء کی مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام ہو۔ تاکہ جو بد نتائج خالی نتائج خالی دنیوی تعلیم سے پیدا ہو رہے ہیں۔ جس کے ساتھ اخلاقی اور دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ ان کا کوئی انتظام نہیں۔ ان کا انسداد ہو سکے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ اور علمائے اہل اسلام توجہ کریں۔ تو جمعہ کے خطبے سے بڑھ کر کوئی بہتر صورت اخلاقی اور دینی وعظ اور تعلیم کی نہیں۔ کیونکہ اس سے سب خاص و عام فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اور یہ امر کہ جمعہ کے دن دو گھنٹوں کے لئے مسلمان ملازمین اور مسلمان طلباء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اجازت دیدی جائے کوئی ایسا امر نہیں جس سے گورنمنٹ کی راہ میں کوئی مشکلات پیدا ہوتی ہوں کیونکہ سکولوں اور کالجوں میں تو یہ ضرورت صرف سردیوں کے موسم میں پیش آئے گی۔ گویا سال میں صرف چھ ماہ کے لئے اس انتظام کی ضرورت ہوگی۔ باقی چھ ماہ اس وجہ سے کہ سکول اور کالج گرمیوں میں گیارہ یا بارہ بجے بند ہو جاتے ہیں۔ ایسی ضرورت نہ ہوگی اور ملازمین گورنمنٹ کی اسقدر دیر کے لئے غیر حاضری سے جسقدر نقصان ہوگا۔ اس کی تلافی وہ خود بعد از وقت کام کرکے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جو کام ان کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ وہ انہیں بہرحال پورا کرنا ہوگا۔ برٹش گورنمنٹ کے نظام میں اس قسم کی مثالیں پہلے موجود ہیں۔ کیونکہ اس گورنمنٹ کو مختلف قوموں پر حکمرانی کا موقعہ خدا نے دیا ہے۔ اس لئے وہ حتی الوسع ان مختلف اقوام کے مذہبی اصولوں کو مد نظر رکھکر کام کرتی ہے چنانچہ مصر میں جہاں بڑا عنصر آبادی کا مسلمان ہے اور خدیو مصر برٹش نگرانی کے نیچے حکمرانی کرتے ہیں۔ وہاں تعطیل کا دن بجائے اتوار کے جمعہ ہی ہے۔ چنانچہ سکول۔ کالج۔ دفاتر عدالتیں وہاں جمعہ کو بند ہوتی ہیں۔ اور اس طرح پر اہل اسلام کو اس حکم کے بجا لانے میں جو نماز جمعہ کے متعلق تاکیدی طور پر قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔ کوئی دقت نہیں مگر وہاں چونکہ ایک کثیر حصہ اعلیٰ عہدہ داران کا انگریزوں کا ہے۔ جو عیسائی مذہب رکھتے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ نے ان کو یہ سہولت دے رکھی ہے کہ وہ اتوار کے دن چاہیں تو کام پر حاضر نہ ہوں۔ اور اپنے کام کو باقی دنوں میں پورا کردیں۔ پس جہاں اعلیٰ عہدہ داران کو محض ان کی مذہبی آزادی قائم رکھنے کے لئے برٹش گورنمنٹ نے اسقدر اجازت دیدی ہے۔ ہندوستان میں مسلمان ملازمین کو جن کی نسبت بھی کل عملہ سے بہت تھوڑی ہے۔ صرف دو گھنٹہ کے لئے اجازت کا مل جانا ایک یقینی امر ہے۔ کیونکہ صرف ساتویں دن دو گھنٹے کے لئے چند ملازمین کی غیر حاضری سے جو وہ بھی اکثر غیر ذمہ داری کے عہدوں پر ہوں گے۔ کام کا کوئی بڑا حرج متصور نہیں۔ اور اگر کوئی حرج ہو بھی۔ تو وہی ملازم خود اپنے کام کو پورا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے۔

غرضکہ ایک طرف جب ہم نماز جمعہ کے لئے سخت تاکیدی حکم قرآن شریف میں پاتے ہیں۔ جس میں اسقدر تاکید ہے۔ کہ صاف الفاظ میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ جب نماز جمعہ کا وقت آجائے۔ تو تم دنیا کے ہر ایک قسم کے کاروبار چھوڑ کر نماز جمعہ کی ادائیگی میں مصروف ہو جاؤ۔ اور جب تک نماز جمعہ ادا نہ کرلو۔ کسی کام کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی سخت گرفت کے نیچے آؤگے۔ اور اس کے ساتھ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ نماز جمعہ میں خطبہ میں جو اخلاقی تعلیم مسلمانوں کو دی جاتی ہے۔ وہ ملک اور گورنمنٹ کے لئے نہایت مفید ہے اور پھر دوسری طرف ہم ایسی نظیر بھی پاتے ہیں جس میں اسی قسم کی دقت ایک دوسرے ملک میں پیش آنے پر انگریزی گورنمنٹ نے اپنے ملازمین کے مذہبی حقوق کی ادائیگی اور ان کے سرکاری کام میں حاضری پر ترجیح دیکر علاوہ تعطیل کے دن کے ایک دن اور بھی انہیں غیر حاضر رہنے کی اجازت دی ہے۔ اور جو امر ہم پیش کرتے ہیں۔ اس کی دقت اس دقت سے بدرجہا کم بھی ہے۔ کیونکہ صرف دو گھنٹے کی رخصت نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے نہ آرام کے لئے ہم چاہتے ہیں۔ تو ہمیں یقین کامل ہوتا ہے کہ شہنشاہ جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقعہ پر اگر کل ہندوستان کے مسلمان متفق ہو کر اس مذہبی رکاوٹ کے دور کیا جانے کی درخواست کریں۔ تو گورنمنٹ انگریزی ضرور ان کی اس دقت پر غور فرما کر اس کی اصلاح اس مبارک موقعہ پر کرکے چھ ساتھ کروڑ نہیں بلکہ کل دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو مسخر کرے گی کیونکہ مسلمان قوم سب سے بڑھکر مذہبی آزادی کی دل سے قدر کرنے والی ہے۔

ان وجوہات مذکورہ بالا کی بنا پر ہم نے ایک میموریل تیار کیا ہے۔ جو حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیجا جاویگا لیکن چونکہ جس امر کی اس میموریل میں درخواست کی گئی ہے۔ وہ جملہ اہل اسلام کا مشترک کام ہے۔ اس لئے قبل اس کے کہ یہ میموریل حضور وائسرائے کی خدمت میں بھیجا جاوے۔ ہم نے یہ ضروری سمجھا ہے۔ کہ اس کا خلاصہ مسلمان پبلک اور مسلمان اخبارات اور انجمنوں کے سامنے پیش کیا جاوے۔ تاکہ وہ سب اس پر اپنی اتفاق رائے کا اظہار بذریعہ ریزولیوشنوں و تحریرات وغیرہ کے کرکے گورنمنٹ پر اس سخت ضرورت کو ظاہر کریں۔ تاکہ اس مبارک موقعہ پر یہ آزادی اہل اسلام کو حاصل ہو جاوے ہمیں غرض صرف اس امر سے ہے۔ کہ جملہ اہل اسلام کے اتفاق سے جیسی کہ ضرورت متقاضی ہے یہ درخواست حضور وائسرائے بہادر کی خدمت میں پیش ہو۔ اور یہ غرض نہیں کہ ضرور ہم ہی اس کو

پیش کرنے والے ہوں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں یہ بات ڈالی ہے۔ اس لئے ہم نے اسے پیش کر دیا ہے۔ اگر کوئی انجمن یا جماعت ایسی ہو۔ جو صرف اس وجہ سے اس کے ساتھ اتفاق نہ کرے۔ کہ یہ میموریل ہماری طرف سے کیوں پیش ہوتا ہے۔ تو ہم بڑی خوشی سے اپنے میموریل کو گورنمنٹ کی خدمت میں نہیں بھیجیں گے۔ بشرطیکہ اس کے بھیجنے کا اور کوئی مناسب انتظام کر لیا جاوے۔

پس یہ اشتہار جملہ ایڈیٹران اخبارات اسلامی۔ و سکرٹریان انجمنہائے و شاخہائے لیگ و معززاہل اسلام کی خدمت میں اس غرض کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ بہت جلد بذریعہ رزولیوشنوں کے اور بذریعہ تحریرات کے اس پر اظہار رائے کریں۔ تاکہ عام مسلمانوں کی طبائع کا میلان دیکھکر اس درخواست کو پیش کیا جاوے۔

السلام

نورالدین

(خلیفۃ المسیح موعود) قادیان ضلع گورداسپور یکم جولائی ۱۹۱۱ء

لندن کا دربار تاجپوشی

بقیہ ہفتہ گذشتہ

اس کے بعد بادشاہ کے سینہ پر یہ کہکے تیل ملا گیا۔ تیرا سینہ اس مقدس تیل کی برکت سے پاک ہو۔ اور جس طرح سلیمان بادشاہ کے "رزڈک" پادری اور "نتھن" نبی نے تیل ملا تھا۔ اسی طرح تم اس رعایا کے بادشاہ بنو۔ خداوند۔ تمہارے خدا نے یہ اپنی رعایا۔ تمہاری حکومت کے لئے بخشی ہے۔ پس آپ باپ بیٹے روح القدس کے نام سے حکومت کرو۔

بادشاہ نے اس کے بعد پھر دوزانو ہوکے نماز ادا کی اور آرچ بشپ نے اس طرح دعا دی۔

ہمارے خداوند یسوع مسیح خدا کے اکلوتے بیٹے کے سر پر اس کے آسمانی باپ نے اپنی خوشنودی کا تیل ملا۔ اسی طرح ہمارے اس آسمانی باپ کی رحمت تم پر ہو۔ اور تمہارے ہاتھ کے سارے کاموں میں خدا کی رحمت و برکت شامل ہو۔ خداوند کی رحمت تمہارے شامل حال ہو اور جو رعایا خداوند نے تمہارے سپرد کی ہے۔ تم اس کی دولت۔ امن اور روحانیت قائم رکھو۔ اس فانی دنیا پر عرصہ دراز تک شان و شوکت۔ عدل و انصاف۔ عقل و دانش مذہبی پابندی کے ساتھ حکومت کرکے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی سفارش سے اس دائمی سلطنت کے شریک بنائے جاؤ۔ آمین۔

اس دعا کے بعد۔ بادشاہ سلامت پھر کنگ ایڈورڈ کی کرسی پر بیٹھے۔ نائٹ آف گارٹر نے اس وقت سنہری تاج بادشاہ کے سر سے اتار کے لارڈ چیمبرلین کو واپس دیا۔ بادشاہ اس وقت کھڑے ہو گئے۔

ڈین آف ویسٹ منسٹر نے بادشاہ کو ایک بلا آستین کا سنہری کرتہ پہنایا۔ ان کے اوپر پٹکہ باندھا گیا۔

لارڈ چیمبرلین نے جھک کے بادشاہ کے قدم چھوئے لارڈ جو شاہی تلوار اٹھا کے لائے تھے۔ لارڈ چیمبرلین کو تلوار دی اور وہ شاہی تلوار آرچ بشپ کو دی گئی جس نے قربان گاہ پر رکھکے یہ دعا پڑھی۔

اے خداوند ہمارے خدا ہم تیری درگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ کہ تو اپنے خادم جارج کو ہدایت فرما اور اس کی مدد کر جس کی کمر میں یہ تلوار باندھی جاتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس کا ناجائز استعمال کرے۔ بلکہ ایسا کر کہ وہ اس تلوار کو تیری ہدایت کے موجب خوف کے وقت یا اپنے دشمنوں اور خبیث روحوں کو سزا دینے کے کام میں لائے اور اس تلوار سے ان لوگوں کی حمایت کرے۔ اور ان کی ہمت بڑھائے جو خداوند یسوع مسیح کے زیر سایہ اس دنیا میں آباد ہیں۔ آمین

اس دعا کے بعد آرچ بشپ نے شاہی تلوار قربانگاہ سے اٹھا کے بادشاہ کے دست راست میں دی۔ آرچ بشپ آف یارک۔ بشپ آف لندن۔ ونچسٹر۔ اور دیگر بشپ آرچ بشپ کی ساتھ تھے۔ اور وہ بھی اپنا ہاتھ لگا کے ساتھ دیتے ہوئے تھے۔

جس وقت بادشاہ سلامت نے تلوار کو پکڑا۔ اس وقت آرچ بشپ نے کہا۔

اے بادشاہ اس شاہی تلوار کو جسے ہم خداوند کی مقدس قربانگاہ سے اٹھا لائے ہیں۔ اور جسے ہم خداوند کے خادم اور چرچ آف انگلینڈ کے بشپ آپ کو پیش کرتے ہیں قبول کیجئے

بادشاہ کھڑے ہوئے۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین نے بادشاہ کی کمر سے تلوار باندھی۔ بادشاہ پھر کرسی پر رونق افروز ہوئے اور آرچ بشپ نے اس طرح کہا۔

اس بادشاہ اس تلوار سے دنیا کا انصاف کر۔ دنیا سے بدی کا درخت اکھیڑنے کی کوشش کر۔ خداوند کے چرچ کی حفاظت کر اور بیڑہ اٹھا بیوہ اور بیکس یتیموں کی دل و جان سے مدد کر۔ وہ چیزیں جو زوال کی حالت میں ہیں۔ انہیں از سر نو قائم کر۔ گناہ کی سزا دے اور غلطی کی اصلاح کر اور نیکی راستی کی تائید کر۔

اے بادشاہ ایسا کرنے سے دنیا میں تمہارا نام نیکی کے ساتھ قائم رہیگا۔ اپنی اس فانی زندگی میں خداوند یسوع مسیح کی وفاداری کے ساتھ خدمت کر۔ تاکہ آسمان کی حکومت میں خداوند یسوع مسیح تمہیں اپنا شریک کرے۔

بادشاہ نے پھر کھڑے ہو کے تلوار کھولکے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کے قربانگاہ پر چڑھائی اور واپس آکے پھر کنگ ایڈورڈ کی کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اس کے بعد اس تلوار کی قیمت لگائی گئی۔ جو ایک سو شلنگ تجویز ہوئی۔ ڈین آف ویسٹ منسٹر نے تلوار لے کے لارڈ مذکور نے اسے میان سے کھینچ برہنہ بادشاہ سلامت کو پیش کیا۔

بادشاہ پھر کھڑے ہوئے اور ڈین آف ویسٹ منسٹر نے بادشاہ کو شاہی جبہ پہنایا۔ لارڈ چیمبرلین نے گھنڈی لگائی۔ بادشاہ پھر تخت پر جلوہ گر ہوئے۔ اور ڈین آف ویسٹ منسٹر قربانگاہ سے وہ کرہ جس پر کروس بنا ہوا ہے۔ لائے۔ اور آرچ بشپ نے اس دعا کے ساتھ کرہ بادشاہ کے حوالہ کیا۔

اے بادشاہ شاہی لباس اور کرہ زمین قبول کیجئے۔ خداوند ہمارے خدا نے اپنا نور اور اپنی عقل آپ کو عطا کی۔ خداوند کی رحمت تمہیں حصار کئے ہوئے ہے۔ خداوند نے تمہیں نیکی کا لباس پہنایا

کو متحرک کرے گا۔

اصول اسلام۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کے اس لیکچر کا اردو ترجمہ ہے۔ جو جلسہ مذاہب الٰہ آباد میں پڑھا گیا تھا۔ لیکچر نہائت لطیف اور قابل اشاعت ہے۔ پانچہزار چھاپ کر مفت تقسیم کیا گیا ہے۔ جو صاحب چاہیں شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی تاجر کتب قادیان سے ٹکٹ بھیجکر منگوالیں۔

اقیموا الصلوٰۃ۔ اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ کتابی تقطیع پر شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم مصنف الذکر نے لکھا ہے اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب تاجر کتب نے نہائت خوبصورت چھپوایا ہے یہ رسالہ بچوں اور لڑکیوں کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت صرف ۲ ہے۔

علماء خلف قیمت ۸ جناب میر قاسم علی صاحب مشہور مناظر کے زور قلم سے صرف احمدی ہی نہیں بلکہ آرین اور اسلامی دُنیا خوب واقف ہے۔ میر صاحب کی کسی تصنیف کے متعلق اب مبسوط ریویو کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ لکھدینا کافی ہے کہ میر صاحب نے اسے لکھا ہے۔ علماء خلف ان کی تازہ تصنیف ہے۔ جس میں علماء سوء کی حقیقت کو ان کے اپنے ہی الفاظ میں ان کے اپنے ہی مسلمات کی بنا پر کھولا ہے۔ خصوصاً امرتسری منکر ثناء اللہ کی دستار فضیلت کا تو تار تار الگ کرکے دکھا دیا ہے۔ یہ رسالہ میر صاحب موصوف سے دفتر الحق دہلی کے پتہ سے ملیگا۔

"نور" کے ناظرین کو اطلاع

میں تقریباً ایک ماہ سے بعارضہ آشوب چشم بیمار رہا ہوں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نہائت محبت سے علاج کر رہے ہیں۔ آپ نے لکھنے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ ۲۱ جولائی و یکم اگست کا پرچہ اکٹھا ہی یکم اگست کو شائع ہوگا بہی خواہان "نور" اس عاجز کے لئے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد صحت عطا فرماوے۔ والسلام

خاکسار

محمد یوسف عفی عنہ

ایڈیٹر "نور" قادیان ضلع گورداسپور

خریداران الحکم کیلئے ضروری اطلاع

چونکہ خاکسار ایڈیٹر الحکم بلاد اسلامیہ و مصر کے سفر کا ارادہ کرچکا ہے اور اپنی جگہ اس سفر کی تیاری میں مصروف ہے اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اخبار کے متعلق ۱۹۱۱ء تک کے تمام حسابات صاف ہوجائیں اور جو لوگ سال کے کسی حصہ میں خریدار ہوئے ہیں۔ ان کے حسابات بھی آخیر دسمبر ۱۹۱۱ء تک ختم کردیئے جاویں اور آئندہ سب کا سال یکم جنوری سے شروع ہوکر اخیر دسمبر تک ختم ہوجایا کرے اس لئے صفائی حساب کے واسطے جن احباب کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے۔ خواہ وہ اس سال کا ہے یا سالہائے گذشتہ کا ہے یا کتابوں یا ترجمۃ القرآن میں کسی کے ذمہ کچھ باقی ہے۔ ان کے نام مطبع سے بعد اطلاع وی پی جاری کردیئے جاتے ہیں۔ اور **وی پی میں اخبار** کا کوئی پُرانا پرچہ بھیجا جاتا ہے۔ پس وہ احباب جن کے نام وی۔پی جاری ہوتے ہیں۔ کارڈ کے پہنچتے ہی اگر حساب میں کوئی غلطی ہو تو اس سے اطلاع دیں۔ تاکہ بعد درستی وی۔پی کیا جاوے اور اگر وی۔پی جاری ہوجاوے اور وہ اطلاع نہ دیں۔ تو وی۔پی کو بد امانت رکھکر تصفیہ حساب کرلیں **وی پی واپس نہ کریں**۔ اور اس سے پہلے تو بقایا باقساط بھی وصول کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اب جبکہ میں اپنے سفر سے پہلے اس قسم کے تمام حسابات کو ایسے طور پر صاف کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میری غیر حاضری میں کوئی نقص حساب کا پیدا نہ ہو تو خریداران الحکم مطلع رہیں۔ کہ ان کے نام چکتہ حساب کا وی پی ہوگا۔ خواہ وہ کسیقدر رقم کا بھی ہو۔ میں بالآخر ہر سرپرستان الحکم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اس وقت انہیں اپنے خادم پرچہ کی ہر طرح اعانت کرنی چاہئے۔ اور اپنی ضروریات کو روک کر بھی الحکم کے حساب کو صاف کریں کیونکہ الحکم کے ذمہ جو مطالبات بیرونی و اندرونی ہیں ان سب کو بھی مناسب طریق پر صاف کرنا ضروری ہے۔ اور الحکم کے آئندہ انتظام کے لئے بھی خصوصیت سے توجہ کرنی پڑیگی۔ ان سب کے علاوہ اسقدر لمبے سفر کے اخراجات خود میرے بھی زیر نظر ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ الحکم کے خریدار اس وقت اپنی اولوالعزمی اور قومی خدمت کی سچی قدردانی کا ثبوت دیں گے۔ کہ وہ اپنے خادم کے مطالبات ادا کرنے میں ذرا بھی تامل نہ فرماویں گے۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

الحق دہلی سے ضمانت لی گئی

الحق مورخہ ۲۱ جولائی کی اشاعت میں یہ خبر نہائت افسوس سے پڑھی گئی۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے دہلی کے مشہور اخبار الحق سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت لے لی ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نقد ضمانت فوراً ہی داخل ہوگئی اور الحق پر ایک وقت بھی ایسا نہیں گذرا کہ محض ضمانت کے سوال کی وجہ سے اس کی اشاعت میں کوئی تعویق ہوتی۔ گورنمنٹ کے اس فیصلہ پر ہم سر تسلیم خم کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں مگر ساتھ ہی نہائت ادب سے گذارش کرنے کی جرات کرتے ہیں۔ کہ الحق سے ضمانت لینے کے سوال پر مزید توجہ اور نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اخبار الحق کا ایڈیٹر ایک ایسی سوسائٹی کا ممبر ہے۔ جو گورنمنٹ کی وفاداری اور ارادت اپنے مذہب کا جزو سمجھتی ہے یعنی وہ احمدی ہے گورنمنٹ پر بھی سے یہ امر مخفی نہیں ہے۔ کہ احمدی پریس نہائت دور اندیشی اور احتیاط و اعتدال سے چلایا جاتا ہے اور میں بحیثیت ایڈیٹر الحکم یہ کہنے کا فخر رکھتا ہوں۔ کہ اس کی تحریروں کی ہمیشہ اس پہلو سے ذمہ وار آفیسروں نے بھی تعریف کی ہے ۱۹۰۸ء کے طوفان بے تمیزی میں احمدی پریس خصوصاً الحکم نے ان غلط خیالات کے دور کرنے میں جو کوتاہ اندیش لوگ گورنمنٹ کے متعلق ملک میں پھیلانا چاہتے تھے جو حصہ لیا ہے وہ بھول نہیں سکتا۔ الحق کے ایڈیٹر نے شخصی طور پر اپنے اثر اور تقریروں سے گذشتہ چار سال کے اندر بہت بڑا کام کیا ہے۔ بلکہ جب سے الحق جاری ہوا ہے۔ اس نے ہمیشہ گورنمنٹ کی **وفاداری** اور ارادت مندی کے جذبات کو مستحکم کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ الحق نے آریہ اخبارات کو دندان شکن جواب دیا ہے۔ اور اس کے لب و لہجہ میں حق کی لازمی مرارت

اور دُنیا کی نجات تمہارے ہاتھ میں دی۔ اور جب تُم اس کرہ پر اس کروس کو دیکھو گے۔ اس وقت اس بات کو ضرور یاد کرو گے کہ یہ سب کچھ خداوند یسوع مسیح ہمارے نجات دہندہ کی برکت اور رحمت کا صدقہ ہے۔

بادشاہ نے اس دعا کے بعد اس کرہ کو ڈین ویسٹ منسٹر کے حوالہ کیا اور اُنہوں نے اسے قربانگاہ پر رکھدیا۔

شاہی توشہ خانیہ نے آرچ بشپ کو شاہی "چھلہ" دیا اور اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے دائیں ہاتھ کی چوتھی اُنگلی میں پہنایا اور یہ دعا پڑھی۔

اے بادشاہ اس "چھلہ" کو قبول کرو۔ یہ آپ کی شاہی عظمت اور جلال کی نشانی ہے۔ اور پروٹسٹنٹ "مذہب" کے ڈیفنس کی یادگار ہے۔ اور جس طرح آج تُم کو یہ دنیاوی حکومت عطا کی گئی ہے۔ اسی طرح خدا کرے کہ وہ روحانی اقرار بھی پورا ہو آسمانی حکومت میں تمہیں حصہ ملے اور تمہیں خدا کے اکلوتے فرزند خداوند یسوع مسیح کے ساتھ حکومت کرو جس کا جلال اور جس کی حکومت لازوال ہے۔ آمین!

اس کے بعد ڈین آف ویسٹ منسٹر نے "کروس" کا عصا شاہی اور فاختہ عصا دونوں دیئے۔

لارڈ منیر آف ورکشاپ نے بادشاہ کو دستانہ پہنایا اس کے بعد آرچ بشپ نے عصا شاہی بادشاہ کو اس دعا کے ساتھ حوالہ کیا۔

اے بادشاہ اس عصائے شاہی کو جو شاہی حکومت اور انصاف کی نشانی ہے قبول کرو۔

پھر بادشاہ کو آرچ بشپ نے فاختہ والا عصا بائیں ہاتھ میں دیا۔ یہ عصا رحم اور سچے انصاف کی نشانی ہے خداوند جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ۔ تمام نیک ہدایتوں کا دینے والا اور دُنیا میں رحم انصاف اور تمام نیک کام کرنے والا ہے وہ آپ کی مدد کرے اور دُنیا کی حکومت میں آپ کو ہدایت کرے۔

اے بادشاہ دُنیا پر اتنا رحم جتنی رحم کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ مظلوم انصاف سے ناامید ہو جائیں۔ اور اسے بادشاہ انصاف اس طرح کرنا کہ خزانہ دل سے رحم فراموش نہ ہو جائے۔ شریروں اور سرکشوں کو سزا دو۔ مظلوموں کی حمایت کرو۔ نیک انسانوں کی پرورش کرو۔ اپنی رعایا کو اس راستہ پر چلاؤ جس راستہ پر ان کو چلنا واجب ہے۔

"تاجپوشی"

ان کل ابتدائی رسموں کے بعد تاجپوشی کی رسم اس طرح ادا ہوئی۔

اول آرچ بشپ قربان گاہ سے تاج اٹھا کے لائے۔ پھر قربان گاہ پر دونوں ہاتھوں سے چڑھایا۔ اور یہ دعا پڑھی۔

"اے خداوند" تیرا "نور" نیکیوں کا سچا تاج ہے۔ ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں۔ کہ اپنی رحمت اپنے اس خادم ہمارے بادشاہ جارج کے شامل حال کر اور اسے گناہوں سے پاک کر جس طرح آج تیرے حکم سے یہ سونے کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے شاہی دل میں اپنی رحمت بے پایان اور نور اعلیٰ نور کا چراغ روشن کر۔ اور دُنیا کی نیکیوں کا مرصع تاج اس کے سر پر رکھ۔ خداوند یسوع مسیح کی مدد سے یہ سب کچھ پورا ہو۔

اس کے بعد کنگ جارج کنگ ایڈورڈ کے تخت پر بیٹھے آرچ بشپ و دیگر بشپ قربانگاہ سے واپس آئے۔ ڈین آف ویسٹ منسٹر دونوں ہاتھ سے شاہی تاج اٹھا کے لائے اور نہایت ادب سے بادشاہ کے سر پر تاج رکھا گیا۔ اسی وقت "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کے نعرے بلند ہو گئے۔ اسی وقت جسقدر شاہزادہ اور لارڈ موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے تاج سر پر رکھے اور خوشی کا باجہ بجایا گیا قلعہ پر سے شاہی سلامی کی توپیں چھوٹنے لگیں جب یہ شور و شغب کم ہوا پھر آرچ بشپ نے پڑھا۔

خدا نے آج تمہیں یہ شاہی حکومت کا تاج عطا کیا۔ خدا کرے کہ تمہاری دنیاوی نیکیوں کا مبارک پھل تمہیں مرحمت ہو۔ اور خداوند یسوع مسیح کی مدد سے تمہیں آسمانی حکومت کا تاج مرحمت ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

چونکہ بورڈنگ ہوس کی عمارت کی تکمیل کے لئے کام کا جاری رکھنا ضروری ہے اور دوسری طرف اس فنڈ میں روپیہ نہیں رہا۔ اس لئے بذریعہ ایک سرکلر کے تمام انجمنوں میں تحریک کی گئی ہے کہ وعدوں کے علاوہ بھی اس فنڈ کے لئے چندہ وصول کرکے بہت جلد بھجوانے کی کوشش کریں۔ اس پر بعض احباب نے فرداً فرداً اور بعض انجمنوں نے کوشش کرکے روپیہ بھجوایا بھی ہے جس کے لئے ایسے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ لیکن حضرت میر ناصر نواب صاحب نے یہ پسند فرمایا ہے کہ وصولی چندہ تعمیر کے لئے بعض جگہ احباب کی خدمت میں تشریف لے جاویں۔ بالفعل تمام احباب کو لکھا جاتا ہے کہ حضرت میر صاحب جہاں پہونچیں۔ وصولی چندہ میں ہر طرح سے ان کی امداد فرما کر مشکور فرماویں۔ والسلام

صدر الدین

۷ جولائی ۱۹۱۱ء اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

متفرق نوٹ

الہامات مرزا کا جواب الہامات مرزا کا جواب خدا تعالیٰ کے محض فضل سے لکھا جا رہا ہے۔ اور کاتب بھی ساتھ ساتھ لکھ رہا ہے۔ اور اسی اعلان کے ساتھ پریس میں جانے لگا ہے۔

میں نے دو ہزار کاپی اس کے چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے پچاس روپیہ اس فنڈ میں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وقت ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو اس کتاب کے اخراجات طبع پیشگی ادا کر دیں۔ اگر مولوی عمر الدین صاحب ایسے دس آدمی اور نکل آویں تو کتاب انشاء اللہ العزیز ۱ اگست سے پہلے چھپکر شائع ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ اور وہی مطلوب

قادیان کے آریہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول

قادیان کے آریوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو دشمنی ہے وہ مخفی نہیں۔ قادیان میں جو پبلک رفاہ کی تحریک سلسلہ کی طرف سے ہو۔ اس کی کسی نہ کسی رنگ میں یہ لوگ مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ باوجودیکہ قادیان کے عوام ہندوؤں اور خصوصاً آریوں کو اس سلسلہ کے طفیل سے ہر قسم کا فائدہ پہنچا ہے۔ مگر یہ لوگ بجائے احسان ماننے کے کفران نعمت کر کے مخالفت کی نئی تجویزوں میں لگے رہتے ہیں۔

قادیان میں جب تعلیم الاسلام سکول کھولا گیا۔ تو آریوں نے جوش میں آ کر اس مدرسہ کی مخالفت کے لئے ایک آریہ سکول قائم کیا۔ مگر چونکہ اس کی غرض محض مقابلہ تھی۔ اس لئے وہ ناکامی کے ساتھ بند ہوا اور اس کا مرتیہ سنسکار ان آریوں کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑا۔ پھر سلسلہ کے اخبارات کو دیکھ کر ایک اخبار جاری کیا اور اپنے دوستوں کو خوش کرنے اور بازار خریداری تیز کرنے کے لئے خوب دل کھول کر ہمیں گالیاں دیں اور غلط سے غلط واقعات اس میں درج کر کے دکھا دیا کہ ہماری مخالفت میں یہ لوگ کہاں تک اندھے ہو رہے ہیں۔ ہم نے نہائت صبر سے ان گالیوں کو سنا اور حوالہ بخدا کیا آخر قدرت کے ہاتھ نے

ظالموں کی صف کو لپیٹ دیا

آج وہ گالیاں دینے والے خدا جانے (بقول آریہ صاحبان) کس جون میں ہیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا شفاخانہ عرصہ دراز سے جاری ہے اور اب تو اس کے ساتھ ایک ڈسپنسری کا بھی اضافہ ہو چکا ہے۔ باوجودیکہ یہ لوگ خود۔ ان کے بچے۔ ان کی عورتیں سب ان سے فائدہ اٹھاتے رہے اور اب تک اٹھا رہے ہیں۔ مگر اس کی مخالفت میں بھی قسم قسم کی کوششیں کیں۔ کبھی مریضوں کو بہکایا۔ کبھی خود اپنے اہتمام میں دوائی خانہ کھول کر دوکان جاری کی۔ مگر اس قدرتی ناکامی کے سیاہ ٹیکے نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس پر بھی ہماری طرف سے کبھی ان کے ساتھ بدسلوکی نہیں ہوئی۔ اور ہم سب انہیں اپنے محبوب کا ہموطن سمجھ کر اور محض اس وجہ سے کہ اسلام کا دوسرا اصل نوع انسان پر شفقت ہے۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں کبھی فرق نہیں کیا۔ یہ سرشت اور فطرت ہمارے ساتھ ہی معاندانہ رنگ نہیں رکھتی بلکہ خود گورنمنٹ کے ساتھ جو حق احسان ادا کیا گیا ہے۔ اس کی نظیر

قادیان کے آریوں کا وہ سپوت ہے۔ جو پورٹ بلیر میں سڈیشن کے مقدمات میں سزا بھگت رہا ہے اور ان آریوں کو اتنی توفیق بھی نہیں ملی کہ اس کے فعل سے بیزاری کا اظہار کر لیتے۔ پھر اس پر بھی بس نہ کر کے قادیان سے اخبار **بھگوت** کے اجرا کی جو تجویز کی گئی تھی۔ وہ بھول نہیں گئی۔ اس قسم کی کارروائیوں سے صبر نہ کر کے اب بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو بدنام کرنے کے منصوبے کئے ہیں۔ اور اپنے خیال میں وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ قادیان کے سکول کو جو ایڈ ملتی ہے۔ وہ قادیان کے چند آریوں کے بچوں کے طفیل ملتی ہے۔ وہ خوب یاد رکھیں اور کان کھول کر سن لیں کہ گورنمنٹ جو امداد دیتی ہے۔ وہ ضابطہ تعلیم پنجاب کے ماتحت قادیان کے تعلیم الاسلام سکول کو دیتی ہے۔ اور اگر آج ایک بھی ہندو یا آریہ ہمارے مدرسہ میں نہ ہو تو بھی یہ امداد جاری رہیگی۔ یہ ہمارے مدرسہ کا احسان ان پر ہے کہ وہ اتنی سستی تعلیم انہیں دے رہا ہے۔

یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ ان لوگوں کو احسان شناسی کی بجائے بدہضمی ہو رہی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ سکول کو بدنام کریں وہ یاد کریں کہ خدائے تعالیٰ نے جس قوم کو بڑھانے کا ارادہ کیا ہے۔ اسے ایسی روکیں نقصان نہیں پہونچا سکتی ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول اپنی تعلیمی اور تربیتی حالت کے لحاظ سے افسران سررشتہ تعلیم کی نظروں میں مقبول ہو چکا ہے اور اس کے نتائج اور عوام کا عام رجوع بتا رہا ہے کہ کس حالت میں سکول ہے۔ مگر یہ لوگ اب سکول کی ترقی کو دیکھ نہیں سکتے پچھلے دنوں جب وہ لڑکا جو اخبار بھاگوت کے اجرا کی درخواست کرتا تھا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام سے سرٹیفکیٹ دیکر رخصت کر دیا گیا تو ایک زمیندار کو اکسایا گیا کہ اس کا لڑکا جبراً مسلمان بنا لیا گیا ہے۔ حالانکہ اس کی اصلیت کچھ اور تھی۔ اب ایک اور تازہ شگوفہ کھلایا گیا۔ کہ ایک ہندو لڑکے کو اندر بند کر کے گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا۔ جب خود ان ہی لوگوں نے تحقیقات کی۔ تو اس واقعہ کو سراسر غلط اور بیہودہ پایا۔ میں حیران ہوں کہ یہ لوگ اس قسم کی غلط افواہیں پھیلا کر نہ صرف مدرسہ کی شہرت کو نقصان پہونچاتے ہیں بلکہ نقض امن کے لئے جاہلوں کو جوش دلاتے ہیں۔ دو دن قادیان میں یہ افواہ بڑے زور شور سے گرم رہی۔ اور بعض نااہلوں کی بابت سنا گیا کہ وہ [illegible] ہوس کے طلبا کو روکنا چاہتے تھے۔

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مقامی حکام کے نوٹس میں اس امر کو لاؤں کہ اس قسم کی جھوٹی افواہ پھیلا کر یہ لوگ ہماری انسٹیٹیوشن کو جو محض رفاہ عام کے لئے ہے نقصان پہونچانا چاہتے ہیں۔

اگر خفیہ طور پر ایسے لوگوں کے متعلق تحقیقات ہو تو ان کی حقیقت کھل جائے گی۔ میں اپنے شہری ہمسائیوں کو ہمدردانہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس قسم کی تجویزوں کو چھوڑ دیں ان سے انہیں کوئی دینی اور دنیوی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ ہم لوگ تو جو کچھ صبر ہی کرتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ تم نے ہمارے ساتھ کیا کیا سلوک کئے ہیں۔ اس پر بھی اور تمہاری گالیاں سن کر بھی تم پر شفقت و احسان کیا گیا۔ اور آئندہ بھی ہم یہی کریں گے لفضلہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ ہمارے امام نے یہی تاکید کی ہے کہ صبر کرو صبر۔ ہم صبر کریں گے۔ مگر مظالم کو حاکم وقت کے روبرو پیش کرنے کا ہمیں حق ہے۔ اس لئے صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع کے نوٹس میں اس امر کو لانا ضروری ہے۔ امید ہونی چاہیئے کہ ہمارے برادران شہر اپنے رویہ کو بدل لیں گے۔ وہ شوق سے اپنے بچوں کو دوسری جگہ لے جائیں۔ ہماری ہرگز درخواست نہیں کہ ہمارے مدرسہ میں انہیں بھیجو۔ مگر جھوٹے الزام لگا کر ہمیں بدنام نہ کرو۔

امید ہونی چاہیئے کہ قادیان کے آریہ [illegible] اس ہمدردانہ نصیحت سے فائدہ اٹھائیں گے اور آئندہ ایسی باتوں کو پھیلنے نہ دیں گے۔ جو خلاف واقعہ [illegible] ہوں۔

احباب سے استدعا ہے کہ عاجزہ سید گلزار حسین احمد کیلئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ صحت بخشے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات اور سیرت

الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں "تاریخ اسلام کے دلچسپ واقعات" پر ریویو لکھا جا چکا ہے۔ یہ رسالہ نہایت مفید کام کر رہا ہے اور ہمارے مکرم دوست منشی غلام محمد صاحب نے ہندوستان کے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے کہ انہیں اسلامی تاریخ سے واقف بنانے کے لئے محنت شاقہ اختیار کی۔ فصیح صاحب ایک کہنہ مشق جرنلسٹ ہیں۔ جس قابلیت کے ساتھ وہ ان رسالجات کو ایڈٹ کرتے ہیں۔ وہ قابل دید ہے۔ چھٹے رسالہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرۃ اور وفات پر ایک مضمون نکلا ہے۔ میں اسے شکر گزاری کے ساتھ ناظرین الحکم کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اس سے وہ اندازہ کرسکینگے کہ تاریخ اسلام کے ان رسالجات کے ذریعہ کیسا قابل قدر اضافہ اسلامی لٹریچر میں ہوا ہے۔ میں پھر ایک بار اپنے ناظرین کو سپارش کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کو ضرور خریدیں اور پڑھیں۔ — ایڈیٹر

شروع ماہ جمادی الاخر ۱۳ھ ہجری میں خلیفہ اول بخار میں مبتلا ہوئے وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے صبح سرد پانی سے غسل کیا اور اس کی وجہ سے بخار ہوگیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس سے ایکسال پہلے ایک یہودی نے آپ کی دعوت کی تھی اور کھانے میں اس قسم کا زہر ملا دیا تھا۔ جو بتدریج جسم میں اثر کرتا رہا۔ اس زہر کی وجہ سے ایک سال بعد آپ کو مہلک بخار آنا شروع ہوگیا۔ مگر یہ روایت غلط ثابت ہوئی ہے۔ صحیح یہی ہے کہ سرد پانی سے غسل کرنے کی وجہ سے بخار لاحق ہوگیا۔ جس نے ایسی مہلک صورت اختیار کرلی کہ آخر کار آپ کی وفات کا موجب ہوا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ خلیفہ اول کی وفات کا سبب آنحضرت صلعم سے مفارقت تھی۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد خلیفہ اول ہمیشہ غمزدہ اور اندوہگین رہتے تھے اور ان کا جسم دن بدن گداخت ہوتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ اس فراق اور ہجر کے صدمہ سے آپ نے وفات پائی اور اپنے پیارے حبیب کو جا ملے۔

جب بخار نے طول کھینچا اور حالت دن بدن نازک ہوتی گئی تو خلیفہ اول کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ صحابہ کی اتفاق رائے سے کسی کو اپنا جانشین مقرر کرجائیں۔ ان کی نگاہ میں خلافت کا بار گراں اٹھانے کے اور اہل عرب کی کشتی کو حفاظت اور سلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچانے کے قابل صرف حضرت عمرؓ تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت عمرؓ کو خلافت کے لئے صحابہ کرام کے پیش کیا اور اُن کی رائے دریافت کی۔ سب سے پہلے آپ نے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کے ساتھ مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ آپ اس معاملہ کو بہتر سمجھتے ہیں۔ خلیفہ اول نے اصرار کیا۔ کہ آپ رائے انشراح صدر کے ساتھ ظاہر کرو۔ اس پر حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ بیشک حضرت عمرؓ اچھے آدمی ہیں۔ اور ہم سب میں ممتاز ہیں مگر اُن کے مزاج میں سختی اور درشتی بہت ہے خلیفہ اول نے فرمایا کہ اس وقت چونکہ وہ مجھکو رقیق القلب جانتے ہیں اس لئے سختی اور درشتی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن مجھ کو امید ہے کہ جب وہ خلیفہ مقرر ہونگے تو وہ اس سختی کو بہت کچھ کم کر دینگے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ بیشک ہم میں ان کی مثل اور کوئی نہیں اور ظاہر کی بہ نسبت ان کا باطن بہت اچھا ہے۔

اسی طرح خلیفہ اول نے سعیدؓ بن زیدؓ۔ اسیدؓ بن حضیرؓ اور دیگر اکابر مہاجرین اور انصار سے مشورہ طلب کیا۔ سب نے خلیفہ اول کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا۔ طبری لکھتا ہے۔ کہ صرف طلحہؓ ابن عبیداللہؓ نے خلیفہ اول کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آپ حضرت عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں حالانکہ آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ وہ کسقدر سخت گیر اور درشت مزاج ہیں۔ آپ خدا کے سامنے اس بات کا کیا جواب دیں گے؟

خلیفہ اول نے کہا کہ تم مجھے عاقبت کا خوف دلاتے ہو۔ خدا گواہ ہے کہ میں ایسے شخص کو اپنا جانشین تجویز کیا ہے جس کو میں تم سب میں بہتر سمجھتا ہوں۔ اور یہ بات جو کچھ کیا ہے۔ وہ اہل اسلام کی خیر خواہی اور بہبودی کو مدنظر رکھ کر کیا ہے۔ اس لئے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرخرو ہوں۔ تم بیشک میرے اس قول کا اعلان کردو۔

جب سب صحابی متفق ہوچکے تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ خلافت کے بارے میں میری وصیت لکھ لو۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وصیت لکھی گئی:۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ابوبکرؓ بن ابوقحافہ کا آخری عہدنامہ ہے۔ جس کا آخری قدم دُنیا میں اور پہلا قدم آخرت میں ہے یہ ایسی گھڑی ہے جبکہ کافر مومن ہوجاتا ہے۔ شریر اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ اور جھوٹا سچ بولتا ہے۔ میں نے اپنا جانشین عمرؓ بن خطاب کو کیا ہے اس لئے اس کا حکم مانو اور اس کی اطاعت کرو۔ اگر وہ صراط مستقیم پر چلا تو میری امید پوری کریگا اگر خلاف چلا تو اپنے اعمال کا اللہ تعالیٰ کے روبرو جواب دہ ہوگا۔ میری نیت نیک ہے لیکن میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ آئندہ کیا پیش آنے والا ہے۔ جو شخص بُرا عمل کریگا۔ اس کو آخرت میں اُس کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو تم پر۔"

وصیت لکھے جانے کے بعد آپ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور فرمایا "میں نے تم کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے اور میں تم کو یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ یہ بھی اچھی طرح سے یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کوئی عمل رات کو قبول کرتا ہے۔ مگر دن کو نہیں کرتا۔ اور کوئی عمل دن کو قبول کرتا ہے اور رات کو نہیں کرتا۔ پس فرض ادا کرنے کا سب سے مقدم خیال رکھو۔ جبتک فرض ادا نہ کیا جائے۔ نفل کو قبولیت کا شرف حاصل نہیں ہوتا۔ معزز اور صاحب رفعت وہی شخص ہوسکتا ہے۔ جس نے دُنیا میں حق کی پیروی کی۔ اور آخرت کے دن اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری اُترا۔ اور وہ شخص سخت بدنصیب ہے۔ جو دُنیا میں جہالت کا پیرو بنا رہا اور قیامت کے دن اس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا نکلا۔ ثواب اور عذاب دونوں کو اپنی نگاہ میں ہر وقت رکھنا چاہئے۔ اور سچائی اور حق کو چھوڑ کر برائی اور جھوٹ کی طرف سہواً بھی نہ جانا چاہئے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچائے رکھو۔ اگر تم نے میری وصیت کے مطابق عمل کیا تو یقین جانو کہ تمہاری موت نہایت خوشگوار ہوگی۔ اور موت کی تلخی تمہارے نزدیک بھی نہ آئیگی بلکہ حیات جاودانی اور ابدی سرور کے تم مستحق ہوگے۔ لیکن اگر تم نے میری وصیت پر عمل نہ کیا اور اس کے خلاف اپنی روش اختیار کی تو یاد رکھو کہ [illegible]

(باقی آئندہ)

کی وجہ سے کچھ تلخی اور تیزی بھی ہو۔ مگر قابل غور یہ امر ہے کہ **الحق کا یہ رویہ ڈیفنسو تھا یا افینسو**؟ اس کے جواب میں بلا تامل کہنا پڑیگا کہ الحق نے جو کچھ لکھا اور جب کبھی لکھا وہ دفاعی رنگ میں تھا۔ اور اس سے اصل غرض اس بے جا جوش اور اشتعال کو روکنا تھا۔ جو مسلمانوں میں آریوں کی ان برانگیختہ کرنے والی تحریروں سے پیدا ہو سکتا تھا۔ جو انہوں نے وقتاً فوقتاً اپنے اخبارات میں شائع کیں۔

اب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا اس جوش کو بڑھنے دیا جاتا یا اس کو فرو کر دیا جاتا۔ گورنمنٹ اور اس کے نیکدل آفیسر کبھی پسند نہیں کر سکتے۔ کہ اس قسم کی بے چینی اس کی رعایا کے افراد کے دلوں میں پیدا ہو۔ اور یہ مسلّم امر ہے کہ جب کسی اشتعال انگیز حملہ کا معقول اور مسکت جواب دیدیا جاوے۔ تو پھر اس سے انسان کے جوشیلے جذبات پر پانی پڑجاتا ہے۔ اس حیثیت سے الحق نے جو کام کیا۔ وہ اسی غرض مشترک کے لئے تھا۔ جو تمام بہی خواہان ملک کی ہو سکتی ہے یعنی

امن اور سلامتی

الحق نے ان مضامین پر جو قابل اعتراض قرار دیئے گئے ہیں خود لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ مگر ایڈیٹر الحکم اس سے بھی پہلے اپنی آواز اٹھانی چاہتا ہے۔ اور وہ تمام **اسلامی پریس** کو اس پر متوجہ کرتا ہے۔ کہ وہ ادب اور نیاز مندی کے ساتھ اپنے ان جائز حقوق کا استعمال کرے۔ جو گورنمنٹ نے اسے اظہار رائے کے متعلق دے رکھے ہیں۔

ہمیں گورنمنٹ کے عدل اور انصاف پر بھروسہ ہے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ بعض وقت واقعات کی غلط بیانی اس کی راہ میں روک ہو جاوے۔

اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ الحق نے ہمیشہ آریہ منہ زور اخبارات کو دندان شکن جواب دیا ہے اور جو حملے وہ اسلام اور اہل اسلام پر کرکے ان کا دل دکھاتے اور انہیں اشتعال دلاتے ہیں۔ انہیں رد کیا ہے۔ لیکن اس کی غرض ہمیشہ امن کو قائم رکھنا ہے۔

گورنمنٹ پنجاب اس امر سے بھی ناواقف نہیں ہو سکتی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی و امام نے گورنمنٹ کے حضور اس قسم کا میموریل بھیجنے کی تجویز کی تھی۔ اور جملہ مذاہب کے لیڈروں کے نام نوٹس جاری کیا تھا کہ وہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں کسی غیر مذہب پر حملہ نہ کریں بلکہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ پھر اس نوٹس کی تجدید ہمیشہ ایڈیٹر الحکم اپنے اخبار میں کرتا آیا ہے اور آریہ اخبارات کو نام بنام اس پر متوجہ کیا۔ مگر انہوں نے اپنی روش کو نہ بدلا۔ مجبوراً **الحق** نے ان کے حملوں کا ذب کرنا اپنے ذمہ لیا۔ تاکہ مسلمانوں میں ان دل آزار حملوں کی وجہ سے کسی قسم کا اشتعال اور جوش پیدا نہ ہو۔ ایسی حالت میں اور صورت میں **الحق** سے ضمانت کا مواخذہ صوبہ پنجاب کے ذمہ وار حاکم کی نظر ثانی کا محتاج ہے۔

الحق گو عام اسلامی معاملات پر بحث کرتا ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات مذہب کی اشاعت اس کے عام مقاصد میں داخل نہیں۔ تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ ایڈیٹر الحق ایک مخلص اور غیور احمدی ہے۔ اور وہ وہ رعایا میں گورنمنٹ کے لئے وفاداری کا مخلصانہ جوش پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ اس وجہ سے کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہے برخلاف دوسرے اخبارات اور رسالجات کے **الحق** اپنے امام کا حکم ماننے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

اس لئے گورنمنٹ پنجاب ہمارے امام و پیشوا حضرت **خلیفۃ المسیح** رض مدظلہ العالی کے ذریعہ وہی کام کر سکتی تھی جو **ایک ہزار** روپیہ کی ضمانت سے اسے مقصود تھا۔ بہرحال ہمیں اس پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ ہم گورنمنٹ کے سیاسی نظام میں دخل دینا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام کی ہدایات کے ماتحت گناہ سمجھتے ہیں۔ صرف یہ گذارش کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں گورنمنٹ پنجاب کی مزید توجہ بکار ہے اور **الحق** کو ضمانت سے معاف کرنا اس کی عفو آمیز پولیسی کی [illegible] کو پیدا کریگا۔ اور اس کی ضمانت کی واپسی اس کیلئے قابل قدر اصلاح کا موجب ہوگی۔

ہمیں اپنے صوبہ کے اعلیٰ حاکم کے انصاف پر بھروسہ ہے۔ اس لئے ہمیں توقع ہے۔ کہ اگر اصل واقعات صاحب ممدوح کے نوٹس میں لائے جائیں گے۔ جو ان مضامین کے محرک ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ آریہ اخبارات بھی اپنے کئے کا خمیازہ نہ بھگتیں۔

بالآخر مجھے اسلامی پریس کو متوجہ کرنا ہے کہ وہ اس معاملہ کو ادب کے ساتھ گورنمنٹ کے نوٹس میں لائیں۔ ورنہ آریہ پریس اس کوشش میں ہے کہ وہ مسلمانوں کے ان پرچوں کو بدنام کریں۔ جو ان کی اشتعال انگیز پولیسی کو تشت ازبام کرتے ہیں۔ ایسی ہی ضرورتوں کے لئے میں نے **مسلم پریس ایسوسی ایشن** کی تحریک کی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ قوم جو دوسروں کو مشورہ دینے میں ہوشیار اور جو قومی گائیڈ اور رہنما کہلانے کی شیدا ہے۔ وہ اتنا نہیں کر سکتی۔ کہ اپنی کمزوریوں اور اصلاح کے لئے بھی کوئی کمیٹی بنا سکے۔ مسلم پریس ایسوسی ایشن کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اگر مسلم پریس ایسوسی ایشن قائم ہو۔ تو ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک درخواست اس مضمون کی گذر سکتی ہے کہ اگر گورنمنٹ کی نظر میں کسی اخبار کے مضامین اور پولیسی میں اصلاح کی ضرورت ہو۔ تو وہ اس مقصد کو محض ایسوسی ایشن کو معمولی ہدایت دینے سے پورا کر سکتی ہے۔ اب بھی وقت ہے ہمارے ہمعصر اس پر توجہ کریں اور اس ایسوسی ایشن کو **باقاعدہ قائم** کریں۔

بہرحال اگر **الحق** کی ضمانت کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کے حضور نظر ثانی کے لئے اسلامی پریس نے مشترکہ آواز نہ اٹھائی تو وہ وقت دور نہیں کہ یہ نزلہ بعض دوسرے پرچوں پر بھی برادران وطن کی مہربانیوں سے گرے۔

گورنمنٹ اگر اس میموریل پر مناظرات مذہبی کے متعلق سلسلہ احمدیہ کی طرف سے کئی سال پہلے پیش کیا گیا تھا۔ اب بھی توجہ کرے۔ تو یہ جھگڑے ہی ختم ہو سکتے ہیں۔

الحق نے اس وقت خدا کے فضل سے اپنی قومی وفاداری کا ثبوت دیدیا ہے۔ اس لئے میں مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ **الحق** کی ان مالی مشکلات میں (جو اسے اس ناگہانی افتاد کی وجہ سے پیش آئی ہیں) اس کے ہمدرد ہوں اور اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کریں۔ کیونکہ یہ تکلیف محض **قومی کاز** کے ڈیفنس کی وجہ سے پیش آئی ہے۔ نہ ان کی کسی ذاتی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ اس لئے یہ قومی ضرورت ہے۔ اور ضرور اسے چاہئے کہ قوم ہی پورا کرے۔ **الحق** کا ایڈیٹر کسی سے چندہ نہیں مانگتا۔ لیکن اگر وہ اس غرض کے لئے چندہ کا سوال بھی کرتا۔ تو بھی کسی اخلاقی الزام کے نیچے نہیں آسکتا

تھا ہم میں اپنے دوستوں اور عام مسلمانوں میں یہ تحریک کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ وہ **الحق** کی ہر طرح مدد کریں اس رقم کو پورا کریں۔ جو انہیں جمع کرنی پڑی ہے اور اس کی اشاعت کے حلقہ کو وسیع کریں۔ تاکہ اس کا اثر وسیع ہو

تبلیغ اسلام کا ایک آسان ذریعہ

یہ جدوجہد اور مقابلہ کا زمانہ ہے۔ کل ادیان میدان میں نکل آئے ہیں۔ یہانتک کہ جن مذاہب کے عقاید اور اعمال کو مخفی رکھنا داخل مذہب تھا وہ بھی عام ہو چکے ہیں۔ اور ایسی حالت میں ہر ایک مذہب خواہ وہ مشنری مذہب تھا یا نہیں مگر اس وقت مشنری مذہب بننا چاہتا ہے۔ یہانتک کہ شدھی سبھائیں باقاعدہ قائم ہو چکی ہیں۔ مذاہب کے اس مقابلہ کے زمانہ میں جہاں ہر طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ وہاں ایک ہی امر ہمارے لئے خوش کن ہے اور وہ

اسلام کے غلبے کی پیشگوئی ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے کہ مہدی اور موعود مسیح کے زمانہ میں اسلام کل ادیان پر غالب آئیگا۔ گویا اسلام کی **روحانی فتح** ہوگی اور تمام مذاہب جو اس کے سامنے آئیں گے۔ وہ شکست کھائیں گے۔ محض اس خوش کن پیشگوئی پر بیٹھے رہنا مومن کا کام نہیں بلکہ ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم اس کے پورا کرنے کے لئے خود بھی ہاتھ پاؤں ہلائیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ میں عملی ہدایت ملتی ہے۔

اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے اس زمانہ کا سب سے زیادہ ہمیں شوق اور جوش ہے۔ اس لئے کہ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ **وہ مبارک انسان جس کی آمد سے یہ پیشگوئی وابستہ تھی آچکا ہے۔**

اور جو لوگ ابھی اس کی آمد ہی کے منتظر ہیں۔ اُن کی نظر میں ابھی وہ وقت نہیں آیا اس لئے اُن کے اندر

جدوجہد کے لئے جوش پیدا ہی نہیں ہو سکتا

پس احمدی قوم تبلیغ اسلام کا ایک بارگراں اپنے کندھوں پر رکھتی ہے۔ میری رائے عرصہ سے یہ ہے کہ اس وقت بمقابلہ اشاعت اسلام کے حفاظت اسلام کا کام مقدم ہو رہا ہے۔ گو میری اس رائے پر بعض نے کہا تھا۔ کہ حفاظت اسلام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ مگر میں نے اس وقت بتایا تھا کہ اسی حفاظت کے لئے تو مجددین کے ارسال کی ضرورت پڑی اور اس صدی پر بھی اللہ تعالیٰ نے

مجدد اعظم

کو پیدا کیا۔

سائنس کی ترقی اور علما کی سستی اور علماء کا باہم اختلاف انگریزی خوان جماعت کو اسلامی عقائد سے دلچسپی پیدا کرنے سے قاصر رکھتا اور دوسری طرف مسلمانوں کی وہ کثیر جماعت جو ہندوستان کے مختلف حصص میں اسلام سے محض ناواقف ہو کر پڑی ہوی ہے۔ ان پر آریہ اور عیسائی لوگوں نے یورش کر دی اور انہیں ہندو یا عیسائی بنانے کی کوشش شروع کی جس سے عملی رنگ میں اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

ان دونوں قوموں یعنی نوجوان انگریزی خواں اور ناواقف مسلمانوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے اول الذکر گروہ میں عصبیت اور حمیت اسلامی برنگ فیشن پیدا ہو گئی ہے۔ اور یہ پیش خیمہ ہے۔ اسلام کی عملی روح کے پیدا ہونے کا۔ بشرطیکہ اس سے فائدہ اٹھایا جاوے۔

ہر چند یہ لوگ مذہب اور اصول مذہب سے واقف نہیں (الا ماشاء اللہ) تو بھی وہ مسلمان کہلانے کی حیثیت سے ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلمان من حیث القوم ترقی کریں۔ اس لئے اگر اس نئی نسل کے بڑھتے ہوئے جوش کو زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کے لئے کوئی عملی کام شروع کیا جاوے تو خدا کے **فضل** سے امید ہو سکتی ہے کہ یہ جماعت کارآمد فریق ہو جاوے۔ اس مضمون میں میں اس طریق کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر احباب اس پر تبادلہ خیالات کر کے اس کے مفید پہلوؤں اور صورتوں کو پیش کر سکیں تو اچھا ہو۔ اخبار نویس کا کام قوم کو گائیڈ کرنا ہوتا ہے اگر اس کی پیش کردہ تجاویز مفید اور موثر ہو سکیں تو انہیں عملی رنگ دینا قوم کا کام ہے۔ اسی غرض سے میں اسے پیش کرتا ہوں

میری درخواست ہے کہ امسال موسم گرما کی تعطیلوں میں ایک لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا جاوے اور تمام اسلامی سکولوں اور کالجوں میں ایک سرکلر لیٹر اس مقصد کے لئے بھیجدی جاوے کہ وہ طالب علم جو عقائد اسلام کا فلسفہ جاننے کے خواہشمند ہوں وہ کم از کم دو ہفتہ کے لئے قادیان میں آئیں۔

اور ان دو ہفتوں میں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے چند خاص لیکچروں کی استدعا کی جاوے اور ایسا ہی حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت حضرت صاحبزادہ صاحب لیکچروں کا ایک کورس تیار کریں۔ جو مثلاً ضرورت الہام ضرورت نبوت۔ نبوت محمدیہ۔ حقیت قرآن مجید۔ ارکان اسلام کا فلسفہ۔ جنت و نار۔ ثبوت قیامت وغیرہ مضامین کے علاوہ مختلف مذاہب آریہ اور عیسائی۔ برہمو اور مادہ پرست کے عقائد پر تنقیدی مضامین پر مشتمل ہوں۔ گویا ان لیکچروں کے ذریعہ انہیں حقیت اسلام اور ابطال مذاہب باطلہ سے آگاہ کیا جاوے اور یہ لیکچر ایسے طریق پر ہوں جن کو وہ اس طرح پر نوٹ کر لیں جیسے کالجوں میں پروفیسر نوٹ کرا دیتے ہیں

اس طریق پر اگر کالجوں اور سکولوں کے کچھ طالب علم (جو ہائی کلاسس کے ہوں) یہاں آجاویں۔ تو وہ نہ صرف اسلام سے واقف ہو جائیں گے۔ بلکہ ان میں سلسلہ کی تبلیغ اور سلسلہ کے کام کی نوعیت کی بھی تبلیغ ہو جائے گی۔ اس وقت یہ تجویز ایک خیالی پلاؤ نظر آئے گا۔ مگر تجویزیں جسقدر بھی ہوں خیالی پلاؤ ہی ہوتی ہیں۔ جب تک عملی رنگ پیدا نہ ہو۔ میرا خیال ہے کہ اگر علیگڑھ اور دوسرے کالجوں کے ذمہ وار آفیسروں کے ذریعہ ایک چٹھی بھیجکر ایسے طلبا کی فہرست معلوم کی جا سکتی ہے جو آنا چاہیں۔ اس سے جہاں یہ فائدہ ہوگا۔ کہ تبلیغ و تعلیم اسلام کا موقعہ نکل آئے گا۔ وہاں یہ اندازہ کرنے کا موقعہ بھی مل جائیگا کہ کسقدر مسلمان نوجوان طالب علم اپنے اندر مذہبی جوش رکھتے ہیں۔ کیا عجب یہ سلسلہ خدا کے فضل سے مفید اور بابرکت ہو۔

میں نے اس تحریک کو لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کیا۔ تو آپ نے پسند فرمایا ہے۔ جس سے یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بابرکت کریگا۔ وباللہ التوفیق

چونکہ بعض جگہ تعطیلات ہو چکی ہیں۔ اس لئے اب اخبارات میں عام اعلان اگر کر دیا جاوے۔ اور تاریخیں مقرر ہو جاویں۔ تو بھی یہ کام شروع ہو سکے گا (انشاء اللہ)

جشن تاجپوشی کی یادگار

درخواست کے وقت الحکم کا حوالہ ضرور دیجئے

ملک معظم کی جشن تاجپوشی و تشریف آوری ہندوستان کے اظہار تہنیت میں پرو پرائٹر صاحب افضل المطابع مراد آباد نے اپنے یہاں کی کل کتابوں کو ۱۵ ستمبر ۱۹۱۱ء تک نصف قیمت پر دینا منظور کیا ہے۔ ساتھ ہی میں یہ مزید رعایت کی ہے کہ جس فرمائش کی رعائتی مقدار قیمت عللہ ہوگی۔ اس پر ا ر اور جس کی مقدار رعائتی قیمت ۵ یا اس سے زائد ہوگی۔ اس پر ۲ر فی روپیہ کمیشن اور دیا جائیگا فرمائش لکھتے وقت اپنے دوست و احباب کی فرمائش میں شریک کر لیجئے تاکہ مقدار فرمائش بڑھنے سے کمیشن کا بھی استحقاق آپکو حاصل ہو جائے (نوٹ) تمام کتب کا محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

سیاحت حبیب یہ نہ صرف ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان افغانستان کا مکمل و مفصل سفرنامہ ہند ہے بلکہ افغانستان کے متعلق ہر قسم کے حالات تاریخی نہایت وضاحت سے لکھے گئے ہیں حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت عہ۔ **جامع التواریخ** اس میں قوم پٹھان کی مکمل تحقیقات افغانوں کا مسلسل نسب نامہ ابتدا سے آجتک کمال تحقیقات سے لکھا گیا ہے اس کے ضمن میں فرمانروان ایران افغانستان۔ بادشاہ ہند و سلاطین حکمران سلطنت مغلیہ اسلامی شاہان دکن و عمارات دکن و حالات ریاستہائے رامپور ٹونک جاورہ کھروائی محمد گڑھ بھوپال وغیرہ مشرح درج ہیں حجم ہر دو حصہ ۲۳۶ صفحہ قیمت سے۔ **جنگ روم و یونان** ۱۸۹۷ء جرکول اور یونانیوں کی جنگی کارناموں کے متعلق اس سے بہتر کوئی کتاب ملک میں شائع نہیں ہوئی حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت عہ۔ **جنگ روس و جاپان** اس سے بہتر اور مفصل کتاب اب تک اس جنگ کے متعلق شائع نہیں ہوئی ۲ حصہ حجم ۴۰۰ صفحہ قیمت عہ۔ **تاریخ المجوس** ابتدائی آفرینش عالم سے آغاز اسلام تک کے تمام مذاہب کی مفصل حالت اور اُن کے نتائج قابل دید قیمت عہ۔ **تاریخ سندھ** ملک سندھ کی ابتدا سے ابتک کی قابل دید تاریخ قیمت عہ۔ **تاریخ کشمیر** اس میں ابتدا آبادی کشمیر سے زمانہ حال تک کے فرمانرواؤں کے سلسلہ اور حالات مفصل درج ہیں۔ قیمت عہ۔ **سوانح عمری** مہاراجہ نریندر پرشاد سابق پیشکار دولت آصفیہ مہاراجہ مدار المہام حال کے خاندان کے تفصیلی حالات اور سلطنت دکن کے ناموروں کی سوانحات قابل دید۔ قیمت عہ۔ **خمخانہ جاوید** قدیم مشائخ کے ملفوظات اور موجودہ علماء یورپ و امریکہ کے اقوال سے تصوف کا ثبوت قیمت ۱۲ر **تبلیغ صابریہ** بر عقائد آریہ جس میں ویدک کلام الٰہی ہونے پر خود وید سے ہی استدلال کیا گیا ہے۔ حجم ۱۱۶ صفحہ قیمت ۱۲ر **اسلامی صداقت و ویدی بطالت** وید کی ناقص اور ناقص تعلیم کا مقابلہ قرآن کریم کی پاک تعلیم سے قیمت ۶ر **آستانہ اسپیکنگ** نہرپال کی کتاب ترک اسلام کے جواب میں منشی نند کشور کی لاجواب تحریر بتائید اسلام قیمت ۳ر **اسلام کی صداقت کا فوٹو** جس میں لالہ دیانا تھ کے مختلف بیانات سے آریہ سماج و دلیپ سنگھ ادی ثابت کیا گیا ہے قیمت ۴ر **روزہ کی فلاسفی** قابل دید واقف **تسمیہ** ۴ر **اذان کی فلاسفی** ار **تفسیر سورۃ التوحید** سورۃ اخلاص کی قابل دید تفسیر ۳ر **بشارات احمدیہ** ۴ر ذکر جمیل مولد پاک کے صحیح واقعات قابل دید قیمت ۲ر

المشتہر منیجر افضل المطابع پریس مراد آباد و سلمہ مفتی پور

ضیاء الاسلام مراد آباد

یعنی صوبہ متحدہ کا وہ واحد ماہوار رسالہ جس میں اسلامی علمی تمدنی اخلاقی تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے تمام اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں قیمت عام سالانہ۔ نمونہ مفت

المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مراد آباد

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈینر پلس) کھالیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس بخوبی سمجھ جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے۔ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ بدہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنے چکر آنا درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اور اگر یہی عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔

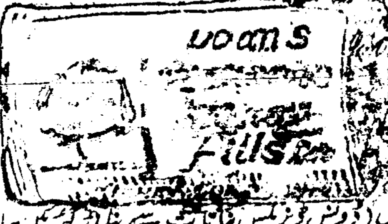

ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈینر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مزمن کورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۱۴ر و ۸ر و ۱۲ر۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔ ۱۲ر والی شیشی

ڈون پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین سے کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر سُست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بولن مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

پانچ سو روپئے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ سو روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور اب تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اس کی اسقدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو اب تک روح حیات کے مجربہ ایدا و شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے۔ روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی و شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کیلئے آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر پی۔ ایل۔ صاحب بہادر ریفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داران وغیرہ اجباب روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانتے ہیں۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سُستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلوار بن کر بھی آئیں تو بھی پٹ ہو کر ہٹ جاویں ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچرار۔ معزز عہدہ داروں سلطنت کے سارٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کس وقت روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دُنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا دوا ہے۔ یا وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ جس سے بدنی و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بہترین تریاق ہے جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلاوت اثر نے ہی اس کا خاص اثر اُن اعصاب پر ہوتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بُڈھے کو جوان کرنا اور جوان مرد کو ممتاز اور پورے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ اُسے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات عہ ۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن الافعی بھی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سُستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان۔ نامردی کو مرد کامل بنا دیتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سُستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ للعہ شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ عہ

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہو گا۔ پیٹ گرانی و مروڑ نہیں ہو گا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہو گی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر بیمار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ (۵) ایک سے چھ ڈبیہ تک محصولڈاک صرف پانچ آنہ

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ اور سرطرح جیسے سیس چک ٹیک۔ رگوں میں لہر ٹیس کی سی جب کہیں چھیلنے ہوں تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد سر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت فی شیشی چھ آنہ۔ محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۔ ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز رفتاری مریضوں کی آہ و زاری جنگل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول منگواؤ۔ پھر آزماؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی شکایات کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ طلاء طلسمی ہر زمانہ کے اثر اور جوانی غلط کاریوں سے یا امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائینگے قیمت عہ سُرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ عہ منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

درسی

[illegible]

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے زخم کی حالت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ نہ پورا تندرست ہے۔ اور نہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ابھی باقی ہے۔ کبھی کچھ اس میں سے نکل آتا ہے۔ اور بعض اوقات کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ بہرحال اس کا بقیہ ہے ضرور۔ اور اس کی وجہ سے طبیعت میں عام ضعف محسوس ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ آپ صبح سے شام تک برابر اپنے ان تمام مشاغل میں مصروف رہتے ہیں۔ جو اس سے پہلے آپ رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی فرماتے ہیں کہ

ضعف بہت ہے!

نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اور سجدہ نہیں کر سکتے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان تمام شکایات کو دور کر دے (آمین)

قرآن مجید کے حل کا گر

ناظرین پہلی اشاعت میں پڑھ چکے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب سے بعض امور دریافت کئے تھے۔ ان میں سے ایک کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ دوسرا سوال میرا یہ تھا کہ "کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی آیت کبھی پوچھی ہے اور اگر پوچھی ہے۔ تو کونسی؟"

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ میں نے قرآن مجید کی کوئی خاص آیت حضرت صاحب سے نہیں پوچھی بلکہ ایک ایسا گر پوچھا ہے۔ جس سے قرآن مجید کی کوئی آیت بھی مشکل نہ رہے میں ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا میں ان ایام میں **فصل الخطاب** لکھ رہا تھا میں نے عرض کیا کہ بعض اوقات مخالفین اسلام ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس کا تحقیقی جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ میرا خیال ہے۔ کہ یا تو ایسے اعتراضات کو چھوڑ دیا جاوے۔ اور یا ان کا الزامی جواب دے دیا جاوے۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ میں تو اس کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ جس چیز کو انسان کا ایمان خود نہیں مانتا۔ پھر وہ دوسروں سے منوانے کا کیا حق رکھتا ہے؟

فرمایا۔ حضرت صاحب کی اس بات نے مجھے یقین دلا دیا اور میرا ایمان بہت بڑھ گیا۔ کہ یہ شخص فی الواقعہ خدا تعالیٰ کا مامور اور مرسل ہے۔ کیونکہ اس کی فطرت اور اس کا ایمان ہی ایسا ہے۔ کہ جس کو یہ خود نہیں مانتا۔ دوسروں سے اس کو منوانا نہیں چاہتا۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اتنا بڑا دعوٰی یونہی کر دے۔ غرض مجھے حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک ایسا گر بتاتا ہوں کہ کوئی آیت آپ کے لئے مشکل ہی نہ رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ **جو** اعتراض آپ کے خیال میں نہایت مشکل ہو۔ یا جس **آیت پر شرح صدر نہ ہو۔** اس کو موٹی قلم سے لکھکر ایسی جگہ لٹکا لو جہاں آتے جاتے تمہاری نظر ہر وقت پڑ سکے۔ چند روز کے اندر اللہ تعالیٰ اسی اعتراض کی حقیقت اور اس کا جواب سمجھا دیگا

حضرت اقدس کے اس گر کو میں صوفیانہ رنگ میں لے گیا اور میں نے یہ قرار دیا کہ سب سے بہتر جگہ جہاں انسان کی ہر وقت نظر پڑ سکے وہ **دل** ہے۔ پس میں نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ اگر کوئی ایسا موقعہ ہو۔ تو اسے ہر وقت دل میں زیر **توجہ** رکھنا چاہیئے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ ایسا کرنے سے بڑا مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اور ظاہری طور پر اگر اپنی آمد و رفت کے عام منظر میں لکھکر لٹکا لیا جاوے۔ تو بھی ضرور مفید ہوتا ہے۔ پس اس ایک نکتہ سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی۔ کہ اگر کوئی دشمن اسلام **قرآن کریم** یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کوئی اعتراض کرے اور تم کو اس کا جواب نہ آتا ہو۔ تو ہم فوراً سکھا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس بشارت نے بہت سے موقعوں پر میری تائید فرمائی ہے۔ غرض یہ گر حضرت صاحب سے میں نے سیکھ لیا تھا اور اس کو سب کے واسطے مفید سمجھتا ہوں

قرآن کریم کے سمجھنے کا ایک اور میرا تجربہ کردہ نسخہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ **اول** قرآن مجید کو **عمل** کے لئے پڑھے۔ **دوم** جو آیات قرآن کریم میں مشکل معلوم ہوں۔ ان کو ایک کاپی پر لکھتے جاؤ۔ جب سارا قرآن ایک بار ختم ہو جاوے۔ پھر گھر والوں کو سناؤ۔ اس دوسرے دور میں قرآن مجید کے ان مشکل مقامات میں سے جو تم نے نوٹ کئے ہوں بہت سے حل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے دور میں بیرونی لوگوں کو شامل کر لو۔ اس مرتبہ اور بھی کم مقامات ہوں گے جو مشکل رہ جائیں گے۔ پھر عام طور پر سناؤ۔ تب خدا تعالیٰ ایسی مدد فرمائیگا۔ کہ مشکلات آسان ہو نگی۔

اعجازی نشانات

میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا کبھی آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ کہ آپ حضرت صاحب سے کوئی **اعجازی نشان** دیکھیں۔ یہ جُدا امر ہے۔ کہ آپ نے ایسی خواہش کی ہو یا نہ کی ہو مگر محض خواہش پیدا ہوئی ہو۔

اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ مجھے کبھی یاد نہیں کہ میرے دل میں کبھی اس امر کا خیال بھی پیدا ہوا ہو کہ حضرت صاحب اپنی صداقت میں کوئی نشان دکھائیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات ظاہر کیں اور ہم نے بہت سے خوارق مشاہدہ کئے۔ مگر وہ میری کسی ایسی خواہش کا نتیجہ نہیں۔ **عبد الحی** کے متعلق جو واقعہ ہے اس میں بھی میری کسی خواہش یا آرزو کو دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو ایک آیت اللہ کے رنگ میں پیدا کیا۔ آپ کو یاد رہے (ایڈیٹر الحکم کو خطاباً فرمایا) کہ آپ ایک امرتسری طبیب کا پیام لائے تھے کہ وہ اولاد نرینہ کے لئے مجھے بھی مشورہ دے۔ میں طبیب ہونے کی وجہ سے جانتا ہوں کہ ایسے امراض کا علاج ہو سکتا ہے لیکن آپ کو یاد رہے کہ میں نے آپ کو یہی جواب دیا تھا۔ کہ میں صرف اولاد نہیں چاہتا ہوں۔ سعادت مند اور صالح اولاد کا کوئی نسخہ ہو۔ تو جس قدر روپیہ بھی مانگو۔ دینے کو تیار ہوں۔

پس اولاد جیسے امر کے لئے میں نے حضرت صاحب سے کبھی نہیں کہا خدا تعالیٰ نے اپنی غریب نوازی سے میرے بچہ کو ایک **نشان** بنا دیا۔ تو میں نے کبھی خواہش نہیں کی کہ حضرت صاحب سے کوئی نشان دیکھوں۔ ہاں میں اس پر ہمیشہ ایمان رکھتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب سے جو وعدے کئے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت **خوارق** کے دکھلانے کے لئے مؤید اور منصور ہوں گے اسی ایمان کی بنا پر ڈاکٹر جگن ناتھ کی دعوت کو قبول کر لیا تھا میرے لئے نشانات کی اس واسطے ضرورت نہ تھی۔ کہ میں آپ کی سچائی کے لئے اسی قدر کافی سمجھتا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ **میں خدا کی طرف سے مامور ہوں**"

اللہ تعالیٰ پر افترا کرنا آسان نہیں اور پھر یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص افترا کرے اور اس افترا کو لکھ کر شائع کرے۔ **قرآن مجید** میرے لئے رہنما تھا۔ پہلے مامورین و مرسلین کے واقعات میرے سامنے تھے پس خدا نے محض اپنے فضل سے مجھے مرزا صاحب کو ماننے کے لئے نشانات سے مستغنی کر دیا تھا۔

سب سے بڑی خواہش

پھر میں نے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔ فرمایا مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ

قرآن مجید عملی طور پر کل دُنیا کا دستور العمل ہو۔

اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور قرآن مجید کی عملی اشاعت کے لئے کیسا جوش آپ کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک خواہش کا ہمیں ذریعہ بنائے۔ (آمین)

بلند ہمتی

حضرت خلیفۃ المسیح رضی کی اولوالعزمی اور بلند ہمتی کے بہت سے نظائر ہیں۔ اور وہ آپ کی سیرۃ لکھنے والے کو تفریح سے لکھنے کی توفیق ملیگی۔ مجھے یہاں ایک مختصر سا واقعہ دینا ہے۔ آپ کے چھوٹے بچے عبد السلام نے (جو بورڈنگ ہوس میں اپنے بھائی عبد الحی کے ساتھ رہتا ہے۔) ایک دن اپنے دو استادوں کے لئے دعا کی تحریک کی۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ایک بچہ جو دعا کی فلاسفی اور حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ اس میں یہ ایمان پیدا ہونا کہ دعا بڑی عمدہ چیز ہے معمولی امر نہیں۔ تھوڑی دیر تک اس دعا کے بعد وہ ادھر ادھر پھرتا رہا۔ اور پھر ایک دفعہ آیا اور

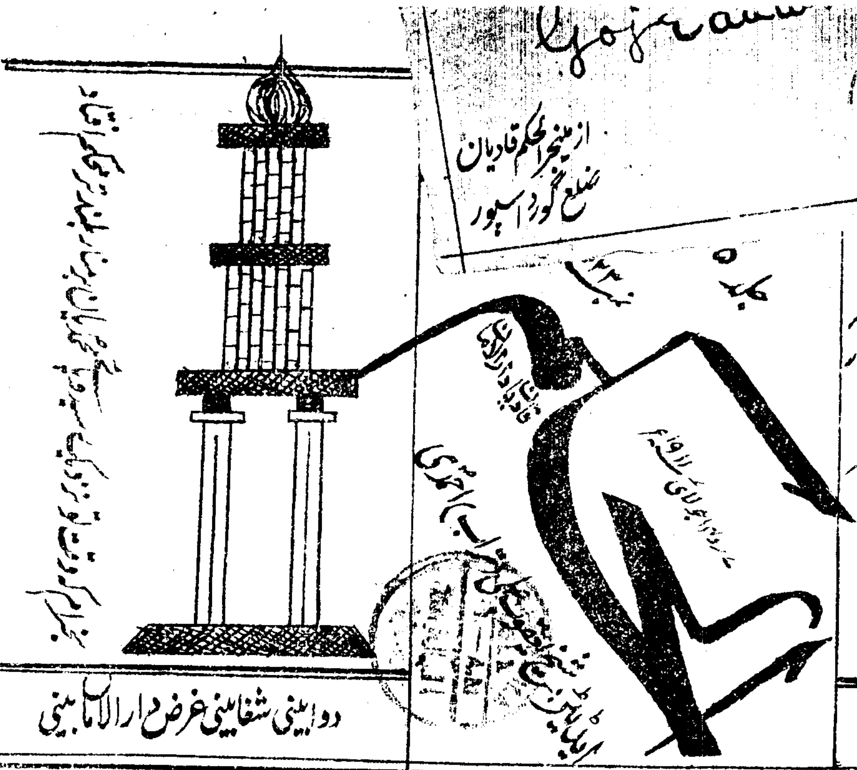

شرح قیمت جو ہر حال ...

عوام سے ... ... ۵؎
خواص سے ... ... ۱۱؎ عـ
ہندوستان سے باہر ... ... ۲؎ ـلـے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ... ... ۳؎ ـتے ۱۲

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

چو گوئم با تو گر آئی بہ چادر قادیاں بینی

قادیان دار الاماں کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے!

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ حسن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس ... کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اس دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے!

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ **منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ:۔ **میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

کہا۔ "ابا جی! دعا کرو۔ کہ میں چوتھی میں ہو جاؤں!"

اس پر فرمایا کہ چوتھی کیا بلا ہوتی ہے۔ بڑی سے بڑی کامیابی جو دنیا میں ممکن ہے۔ وہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی!

یہ واقعہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر ہمت **بلند** آپ کو خدا نے دی ہے۔ اور یہی جذبہ آپ اپنی قوم اور اولاد میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کسی شخص کو یہ خیال گذر سکتا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی کامیابی شائد آپ کی نظر میں کوئی دنیوی امر ہوگا؟ دنیا اور اس کی کامیابیاں آپ ہمیشہ سچے متقی کے تقویٰ کا معمولی نتیجہ سمجھا کرتے ہیں۔ آپ کی خواہش جو اولاد کے متعلق ہے۔ وہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی۔ کہ ایک مرتبہ جب عبدالحی کی **آمین** ہوئی۔ یعنے اسنے قرآن مجید ختم کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو بہت خوشی ہوئی۔ اس لئے نہیں۔ کہ بچہ ہوشیار ہوگیا۔ یا تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگا ہے۔ بلکہ محض اس لئے کہ

اس نے خدا کی کتاب پڑھی ہے!

غرض جب **عبدالحی** قرآن شریف ختم کرکے آیا تو اسے فرمایا۔ بیٹا! ہم تم سے دس باتیں چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک آج تم نے کر لی ہیں۔ وہ باتیں کیا ہیں۔

قرآن شریف پڑھو۔ پھر اس کو یاد کرو۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھو۔ پھر اس پر عمل کرو۔ پھر اسی عمل میں تمہیں موت آجاوے۔

قرآن شریف پڑھاؤ۔ پھر یاد کراؤ۔ پھر ترجمہ سناؤ۔ پھر عمل کراؤ۔ پھر اسی حالت میں تم کو موت آجاوے۔

ان **ہدایات عشرہ** میں وہ سربستہ راز موجود ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کی آئندہ کامیابیوں کے متعلق بہ رنگ خواہش رکھتے ہیں۔

ایک موقعہ پر انہیں ایام علالت میں شدت مرض میں آپ نے کوئی کاغذ لکھا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اور دوسرے احباب کو آپ نے اس کے بعد کچھ نصائح کیں ان کے متعلق **وصیت** کا ایک سوال پیدا ہوگیا۔ اور بعض کو خیال پیدا ہوا۔ کہ شائد اس تحریر میں اور اس تقریر میں کوئی اختلاف ہو۔ واقعات آپ کی خدمت میں عرض ہوئے۔ تو جو کچھ فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ میرے بیان میں اختلاف نہیں ہوتا جو اب کہا ہو یا پہلے کہا ہو۔ اس واقعہ کو میں نے یہاں صرف اس لئے دوہرایا ہے۔ کہ آج سے ۶ سال پہلے کی بات جو آپ کی خواہش گو ظاہر کرتی ہے۔ آج ظاہر کی ہوئی خواہش سے کیسی مطابق ہے۔

میرے استفسار پر فرمایا کہ سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ **قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو** اور اپنی اولاد کے لئے جو خواہش ہے۔ وہ اس سے باہر نہیں جاتی کہ **قرآن شریف کا فہم۔ اس پر عمل۔ اس کی خدمت** ہو۔ کیسا مبارک ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور خوش قسمت ہے وہ بچہ جس کے باپ کے یہ ارادے ہوں۔ آج ہماری خواہشوں کا مرکز اعلیٰ عہدے اور اعلیٰ ڈگریاں ہیں۔

بعد علالت تیسرا خطبہ

از ایڈیٹر بدر۔ ۹۔ جون ۱۹۱۱ء

۲ انّ اللّٰہ یأمر بالعدل والاحسان۔ میں بڑے ارادے سے آیا ہوں۔ بڑے اخلاص کے ساتھ دردمند دل لے کے یہاں کھڑا ہوں۔ ایک طرف پاؤں مضبوطی سے کھڑا نہیں ہوتا۔ دوسری طرف بات کرنے کو جی چاہتا ہے۔ بیماری میں ساتواں مہینہ ختم ہونے کو ہے مگر اللہ تعالیٰ نے زبان کو محفوظ رکھا ہے۔ بہکی بہکی باتیں کبھی نہیں کیں۔ ڈاکٹروں سے پوچھا ہے۔ انہوں نے شہادت دی ہے۔ کہ کلوروفارم سونگھنے کی حالت میں بھی کوئی بہکی بات میرے منہ سے نہیں نکلی۔ بس اس وقت لقائمی ہوش و حواس تمہیں چند باتیں کہتا ہوں۔ جو تم سے مان لیگا اس کا بھلا ہوگا اور جو نہ مانیگا۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

انّ اللّٰہ یأمر بالعدل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انصاف کرو۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا ہے۔ جو چاہتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ مجھے کوئی گالی دے یا میری کوئی ہتک کرے۔ یا میرے ننگ و ناموس میں فرق ڈالے یا نقصان کرے یا بدی سے پیش آئے یا تحقیر کرے۔ میرا ملازم سستی سے کام لے۔ جب تم نہیں چاہتے۔ تو کیا یہ انصاف ہے۔ کہ تم کسی کا مال ضائع کرو۔ یا کسی کی ملازمت میں سستی کرو۔ یا کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ یا کسی کے لڑکے یا لڑکی کو بدنظری سے دیکھو۔ تم عدل سے کام لو۔ اور وہ سلوک کسی سے نہ کرو۔ جو خود اپنے آپ سے نہیں چاہتے۔ اچھے جس سے پانچ دس روپے تنخواہ لیتے ہو۔ اس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ پس جس نے آنکھیں دیں۔ جن سے ہم دیکھتے ہیں۔ کان دیئے۔ جن سے ہم سنتے ہیں۔ زبان دی۔ جس سے ہم بولتے ہیں۔ ناک دیا۔ پاؤں دیئے۔ جن سے ہم چلتے ہیں۔ [illegible] فہم۔ فراست دی۔ اتنے بڑے محسن اتنے بڑے مربی [illegible] رازق کی نافرمانی کریں۔ تو کیا یہ عدل ہے۔ بس [illegible] چھوٹا سا فقرہ انّ اللّٰہ یأمر بالعدل [illegible] اور میں تمہیں دوسری دفعہ [illegible] ہوں۔ کہ خدا کے معاملہ میں اپنے [illegible] غیروں کے معاملہ میں عدل سے کام [illegible] کرو۔ اور مخلوق الٰہی سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا مطالعہ کرکے اس کی فرمانبرداری [illegible] ہو۔ حلال روزی کماؤ۔ حرام خوری سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ شاہ عبدالقادر اپنا جوتا مسجد کے باہر اتار کر آتے۔ اور شاہ رفیع الدین [illegible] پھر بھی ضائع ہو جاتا۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے بتایا [illegible] جوتا اتار کر یہ نیت کر لیتے ہیں۔ کہ چور لے جائے۔ [illegible] حلال۔ چونکہ چور کم بخت کے نصیب میں رزق حلال نہیں۔ اس لئے اسے اٹھانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ غرض اکل حلال [illegible] اور بیویوں سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ بیوی بچوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اٹھاتی ہے۔ مرد کو اس کا [illegible] حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں۔ ان کے حقوق کی [illegible] کرو۔ ولھن مثل الذی علیھن۔ ان کے قصوروں سے چشم پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دیگا۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بےحیائیوں سے اور ان امور سے۔ جن سے دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ اور وہ منع کرے یا شریعت منع کرے اور بغاوت کی راہوں پر چلنے سے منع کرتا ہے۔ وہ سُننا کس کام کا جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ سنو۔ دل کو اس کے ساتھ حاضر کرو۔ القی السمع وھو شھید۔ پھر اس پر عمل کرو۔ اگر عمل نہیں۔ تو کوئی نیکی کوئی ایمانداری۔ کوئی وعظ کسی کام کا نہیں۔

ملفوظات امیر المومنین رضی اللہ عنہ

۷ جون ۱۹۱۱ء — سلامہ علیکم

بما صبرتم۔ فرمایا۔ صبر دو قسم ہے (۱) صبر علی الاطاعۃ یعنی اطاعت الٰہی پر استقلال سے مداومت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ احب الاعمال الی اللّٰہ ادومھا۔ بہت پسندیدہ

عمل بارگاہ ایزدی میں وہی ہے جس میں مداومت ہے۔

(۲) صبر عن المعصیۃ۔ بدی سے باوجود بدی کے اسباب بہم پہنچانے کے رُکے رہنا۔

اقاموا الصلوۃ۔ وقت پر ٹھہر کر خشوع و خضوع سے جماعت کے ساتھ پڑھنا۔ اقامت صلوۃ ہے۔

یدرؤن بالحسنۃ السیئۃ۔ بدیاں انسان کے اندر ہوں یا بیوی بچوں میں یا محلہ میں یا شہر میں یا ملک میں سب کو کسی عمدہ تدبیر سے دفع کرنے کی کوشش کرنا مؤمن کا فرض ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کو کہاں تک سدھارا۔ کہ انک لعلی خلق عظیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر انسان کے اندر جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ کینہ۔ بغض۔ طمع۔ سستی۔ تکبر۔ بڑائی یہ سب بیماریاں ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عورتوں کے بارے میں مردوں کو فرمایا۔ قوامون علی النساء۔ پس مردوں کا فرض ہے کہ ان کی تادیب اصلاح کریں نیک معاشرت رکھیں۔ رفق و مدارات سے پیش آئیں۔ بچوں میں بدعادتیں مد پڑھنے میں سنگر ہوں۔ تو دور کرنے کی سعی کریں محلہ میں شہر میں جو بدعادات اور رسومات رواج پذیر ہوں۔ اُن کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان سب کے لئے عمدہ عمدہ تدابیر سوچتے رہیں۔ ہر مؤمن اپنے نفس سے سوال کرے۔ کہ اس نے کسی بدی کا اپنے نفس یا اپنے گھر میں یا اپنے محلہ یا اپنے شہر یا اپنے ملک سے قلع و قمع کیا ہے؟

بدیاں انسان زیادہ تر حصول رزق کے لئے کرتا ہے۔ فرمایا بسط رزق تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

فرمایا۔ میں جوان سے بوڑھا ہوا۔ سرد و گرم زمانے کا دیکھا کبھی نیکی کا نتیجہ بُرا نہیں دیکھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ تو نیک کی اولاد کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ تم جھوٹ نہ بولو۔ بدظنیاں چھوڑ دو۔ بُری صحبتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ ادنےٰ سے ادنےٰ نعمت خدا کی شکریہ کے ساتھ قبول کرو۔ بدیوں سے بچتے رہو۔ نیکیوں پر دوام کرو۔ نمازیں سنوار کر پڑھو۔ ہم تو چند روزہ کے مہمان ہیں۔ روز بروز مرنے کی تیاری ہے۔ ممکن ہے۔ اگر تم کوشش کرو۔ تو خدا کے فضل سے ہماری روح تمہاری طرف سے خوش جائے۔ حوالہ بخدا۔

۹ رجون ۱۹۱۳ء (جمعرات) فرمایا۔ خوش قسمت اور سعید انسان کے واسطے تو ایک کلمۂ حکمت ہی موجب ہدایت ہو جاتا ہے

ایک قوم کی طرف سے ایک شخص دریافت حال و تحقیق کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آیا۔ اس وقت آپؐ فرما رہے تھے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ یہ سنتے ہی اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور کہا کہ سب ایمان لاؤ۔ انہوں نے وجہ پوچھی۔ تو کہنے لگا۔ پسندیدہ سے پسندیدہ باتوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکنا ہے۔ بس تمہیں اور کیا چاہئے۔ بد قسمت اور شقی انسان کیلئے سارا قرآن مجید بھی موجب ضلالت ہو جاتا ہے۔ تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ مسلمان مؤمن احمدی کہلاتے ہیں۔ پھر فریب۔ دغا۔ چوری۔ جھوٹ۔ کینہ۔ بغض۔ بدظنی۔ ناجائز کمائی نہیں چھوڑتے۔ اللہ ہدایت بخشے۔

فرمایا سچے کی نشانی یہ ہے کہ جو بات سچی اور بھلی ہو۔ اس کے کرنے کے لئے تاکید کرے۔ اور اللہ کی نصرت شامل حال ہو۔ اور دشمنوں کی تباہی ہوتی جائے۔

فرمایا۔ مؤمن ذکر اللہ میں اطمینان پاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ الحمد شریف۔ استغفار یہ سب ذکر اللہ ہے۔ فرمایا۔ قرآن کا پڑھنا پڑھانا سمجھانا۔ پھر قوم میں ایسی روح پیدا کر دینا کہ وہ عمل کر کے مزکّی و مطہرین جاوے۔ یہ مجدد کا کام ہے۔

فرمایا۔ علیہ توکلت۔ اگر مسلمان صرف اسی آیۃ کے ٹکڑے پر عمل شروع کر دیں۔ تو سب بدیاں ان سے دور ہو جائیں۔ جسے اپنے مولیٰ پر توکل ہو۔ اُسے کیا ضرورت ہے۔ کہ فریب کرے۔ دغا دے۔ تکبر کرے۔ لڑائی کرے۔ دین میں سُست ہو۔ چوری سے مال لے۔ فرمایا۔ ولو انّ قرآنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتی۔ بل للہ الامر جمیعا کے معنے بالکل صاف ہیں۔ لو انّ قرآنا جملہ شرطیہ ہے۔ اور نفعل بھذا القرآن جزا محذوف ہے۔ اور سیرت به الجبال کے معنے میں سیرت القرآن بالجبال۔ جیسے مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ کے معنے ہیں کہ اس کے مفاتح سے ایک جماعت تھک جاتی۔ نہ یہ کہ مفاتح تھک جاتیں۔ جیسا کہ ظاہری ترکیب سے معنے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک شعر ہے۔

فلما اجزنا ساحۃ الحی وانتحی

بنا بطن خبت ذی حقاف عقنقل

وانتحی بنا کے معنے ہیں۔ ایک طرف کر دیا۔ ہم کو ریت کے ٹیلے نے۔ حالانکہ ریت کے ٹیلے نے بر طرف نہیں کیا۔ بلکہ وہ لوگ ریت کے ٹیلے سے الگ ہو گئے۔ پس قرآن سے پہاڑ چلائے گئے۔ اور زمین کاٹی گئی مراد نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ قرآن پہاڑوں میں چلایا جاوے۔ یعنی پہاڑی لوگوں اور بڑے بڑے اُمراء تک پہنچ جاوے۔ اور زمین کے دور دراز علاقوں میں پہنچ جائے اور روحانی مُردے کلام کرنے لگیں۔ بلکہ اللہ کی حکومت ہو جاوے۔ (حصول سلطنت)۔ لو فعل ھذہ الامور قرآن لفعل بھذا القرآن۔ یعنے مندرجہ بالا امور۔ اگر کسی قرآن سے ہوتے ہیں۔ تو وہی یہی قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ روحانی مُردے زندہ ہوئے۔ عرب میں بلکہ دور دور تک اسلامی سلطنت ہو گئی۔

فرمایا۔ لھدی الناس جمیعا فرما کر ایک طرف مومنوں کو بشارت دی۔ کہ تمام عرب مسلمان ہو جائیگا اور دوسری طرف او تحل قریبا من دارھم سے بتایا کہ کفار مصیبتوں میں گرفتار رہیں گے۔ یہاں تک کہ تو اے نبی ان کے گھروں کے قریب نازل ہوگا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن ایسا ہی ہوا۔

فرمایا۔ جھوٹ نہ بولو۔ ناجائز کمائی چھوڑ دو۔ برکت والی غذا حلال کی کمائی سے حاصل ہوگی۔ اس کے کھانے سے برکت ملیگی۔ خدا کی کتاب کا فہم آئیگا۔ نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ حرام خوری سے نیکیوں کی توفیق چھینی جاتی ہے۔ انبیاء کا مذہب اختیار کرو۔ یطعمنی ویسقین فاذا مرضت فھو یشفین۔ وہی کھلاتا ہے۔ وہی پلاتا ہے۔ جب اپنی غلطی سے مریض ہو۔ تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔

اس تذکرہ پر کہ مسلمان درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے چھاپنے کا حق صرف مسلمانوں کا حق صرف مسلمانوں کے لئے ہو۔ فرمایا۔ مسلمان اگر ہمت سے کام لینے والے ہوتے اور وہ خدا کے ہو جاتے۔ تو انہیں یہ مشکلات کیوں پیش آتے گورنمنٹ کو کیا پڑی ہے۔ کہ وہ دوسروں کو نہ چھاپنے پر مجبور کرے۔ پنجاب۔ ہندوستان میں جو قرآن چھپوائے ہیں پہلے کوئی ان میں سے صحیح تو دکھاؤ۔ کسی کا کاغذ خراب ہے کسی کی چھپوائی خراب ہے۔ کوئی غلطیوں سے پُر ہے۔ نہ ان کے پاس سرمایہ ہے۔ نہ ہمت۔ نہ استقلال جرأت مرزائے

کیا سچ کہا ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

یہ پاک بندے بنتے تو ضائع کیوں ہوتے۔ انہوں نے قرآن کو چھوڑا۔ تو خدا نے اشاعت کی خدمت دوسروں کے سپرد کر دی۔

۱۴-جون ۱۹۱۱ء- فرمایا۔ بدیاں کھلی کھلی ہوتی ہیں۔ میں نے بعض ڈاکوؤں سے پوچھا ہے۔ کہ جو مال تم ڈاکے کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہو۔ اگر تمہارا کوئی آدمی اس میں سے چرا لے۔ تو تم اسے کیا سمجھتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اسے بہت مجرم سمجھیں بلکہ جان سے مار دیں۔ کیونکہ اس نے مال میں خیانت کی۔ اس پر جب یہ پوچھا کہ پھر تم کیوں محنت سے کمائے ہوئے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو۔ تو چپ رہ گئے۔

فرمایا۔ جو کسی کو حق بات اللہ کے لئے سمجھائے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرے۔ تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ خدا کے ہر آن میں ہم پر لاکھوں کروڑوں احسان ہیں اگر وہ ہر آن ہر لحظہ ہماری دستگیری نہ کرے۔ تو دم لینا مشکل ہو جاوے۔

فرمایا۔ قرآن مجید سورہ رعد میں ظاھر من القول کے دونوں معنے ہیں۔ مضبوط بات۔ باطل بات۔ جس کی تہ میں کوئی حقیقت نہ ہو۔

فرمایا۔ مسلمانوں کے حال پر افسوس آتا ہے۔ اگر دریافت کیا جائے کہ جیل خانوں میں زیادہ کس قوم کے آدمی ہیں۔ تو یہی نکلیں گے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دس سلطنتیں ان کی ہلاک ہوئی ہیں۔ ذلت وادبار ان پر سوار ہے جیسا کہ یہود پر ہوا۔ ایک وقت تھا۔ کہ اسلامیوں کے مقابل پر جو کھڑا ہوتا۔ وہ ہلاک ہوتا۔ یا یہ وقت ہے کہ یہ خود ذلیل ہیں اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے۔

فرمایا۔ قرآن مجید میں جنت کی نعماء کا جو ذکر ہے۔ یہ بطور مثال کے ہے۔ مثال حقیقت کے مقابلہ میں کیا چیز ہے۔ دیکھو۔ اگر ایک ستارہ بھی زمین پر گر پڑے۔ تو ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس کا تمثل میں عفا یانی میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں شرک کا بڑا زور تھا۔ آپ کی ہمت عالیہ توجہ موجہ کا اکثر حصہ اسی کے رد میں خرچ ہوا۔ حضرت مرزا نے اس زمانے میں مخلوق خدا میں سب سے بڑا مرض یہ پایا کہ دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں بلکہ دین کی پرواہ ہی نہیں۔ اس لئے آپ نے بیعت میں یہ اقرار لازم رکھا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔

فرمایا قرآن مجید کا نام حکم عربی بھی ہے یعنے فیصلہ کرنے والا کھول کھول کر سنانے والا۔ عربی کے بھی یہی معنے ہیں۔ ایک شخص نے معنوں پر تعجب کیا تو میں نے اسے کہا کہ انبیاء کرام کے نزدیک اور کتب الٰہیہ میں اصل الاصول تمام نیکیوں کا کیا ہے۔ کہ اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا۔ دنیا کی کسی زبان میں اس رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین مستی کے لئے ایسا لفظ بتا دو۔ جو غیر پر استعمال نہ ہوتا ہو۔ برخلاف عربی میں ایک اللہ ہے۔ جو کبھی غیر اللہ پر نہیں بولا جاتا۔ یہاں تک کہ تمام دواوین اور لغت عرب کو دیکھو کسی فاسق سے فاسق۔ ملحد۔ دہریہ کے کلام میں بھی یہ لفظ کسی غیر پر نہیں بولا جاوے گا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عربی ہی ایک فصیح اور کھول کھول کر بیان کرنے والی زبان ہے

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں قرآن پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے۔ پھر آپس میں محبت بڑھانے کی توفیق دے۔ یاد رکھو کہ یہ سب باتیں بغیر عمل کے ہیچ ہیں۔

۱۳ جون ۱۹۱۱ء۔ دنیا میں مخلوق کی مختلف طبائع ہیں بعض لوگ افیون۔ گانجا۔ بھنگ۔ شراب شروع کر دیتے ہیں۔ تاکہ وقت آرام سے کٹ جاوے (۲) بعض اپنے آرام اور دل بہلانے کے لئے رنڈیوں کی جلسیں بھڑوا اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں اور اس ہنسی مخول سے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ جو وہاں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ (۳) بعض لوگ وظیفوں میں سارا دن رات گذار دیتے ہیں اور سخت سے سخت مجاہدے اس راہ میں کرتے ہیں کم خفتن کم گفتن۔ کم خوردن۔ ان کا اصول ہوتا ہے۔ اور بڑی مشکلات کے بعد وہ اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہیں۔ کہ جس سے دل آرام میں رہتا ہے (۴) بعض لوگ تعلیم و تعلم اپنا پیشہ رکھتے ہیں۔ صبح سے شام تک درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ ایک استاد تھے ان کے شاگرد بڑے آسودہ حال۔ ان میں کمپٹیشن رہتا۔ ہم استاد جی کو حلوا کھلائیں گے۔ دوسرا کہتا۔ ہم پلاؤ کھلائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی طبیعت کے تھے۔ کہ تنہائی میں خوب کھا لیتے اور پھر قے کر کے جو باقی ہوتا وہ بھی چٹ کر جاتے۔ پوچھنے پر فرماتے کیا کہوں پلاؤ بڑا مزیدار تھا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا (۵) بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ دل بہلانے کے لئے عمر بھر سیر و سیاحت میں گذار دیتے ہیں آج امرتسر کے ہوٹل میں ہیں۔ تو کل پشاور کی سرائے میں۔

غرض لوگ کچھ نہ کچھ اپنا شغل ضرور رکھتے ہیں جن لوگوں کو فقیری کا شوق ہے۔ وہ بھی عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے۔ کہ پاؤں میں اڑھائی تین من کی زنجیر ہے اور وہ کھڑے سورج کو دیکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کی کتابوں کو بھی پڑھا ہے۔ ان میں ایسی ایسی حکائتیں بھی دیکھیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب معراج کو گئے تو رستے میں ایک پہاڑ آ گیا۔ رستہ مسدود تھا۔ جبرائیل کے مشورے سے بھنگڑ فقیروں کی امداد کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے بھنگ گھوٹ کر پہاڑ کو جو اس کا نگدا مارا اور دم شاہ مدار کہا تو رستہ کھل گیا۔

ایک بڑے امیر کبیر کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک ذات کے سانپ کے آگے ناچا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں اس کمرے میں چلا گیا۔ اس سانپ نے جو ٹھکرایا بڑی آماد دکھلی۔ وہ دوڑا دوڑا آیا اور رام رام کرنے لگا۔ اس کی حماقت پر مجھے بڑا تعجب آیا۔ (۶) کئی دوکانداروں کو دیکھتا ہوں۔ کہ ان کو بیٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ دروازے کے ساتھ ایک زنجیر باندھ رکھی ہے اور اسے پکڑ کر کھڑے ہیں۔ اور خوش ہیں کہ گاہک بہت آتے ہیں۔

(۷) کالج نویس سارا دن اس طرح بیٹھا رہتا ہے۔ جیسے مرغی انڈوں پر اور اسی پر خوش ہے۔ مجھے کبھی امام ویردی کی شاگردی کا موقعہ ملا۔ مگر میرے ہاتھوں میں صنعت کم ہے۔ صرف ا ب ج د ر یہ چار پانچ حروف سیکھے۔

جب انبیاء آتے ہیں تو لوگوں کو ایسے شغلوں میں پاتے ہیں ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ان شغلوں میں ایک شغل اپنی توجہ الی اللہ و ذکر اللہ کا بتا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ دنیا کے کام بے شک کرو۔ بیوی بچے رکھو جیسا کہ انبیاء کے لئے بھی تھے اور سورہ رعد کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہی روحانی تعلیم ہے یہی سدھانیت ہے۔ جو انبیاء کرام اور ان کے جانشین سکھلاتے آتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں مختلف اشغال رکھے۔ آپ نے فرمایا پانچ وقت نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ پاخانہ جانا سب کو ضروری ہے وہاں اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث بھی پڑھ لو۔ ایسا ہی بیوی کے پاس کوئی جاتا ہے آپ نے ایک دعا سکھا دی کہ یہ بھی پڑھ لیا کرو۔ غرض شریعت اور روحانی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطری کام کرے پاخانہ جائے کھائے پیئے احباب کو ملے جلے بیوی نکاح کرے۔ جماع کرے۔ کمائے۔ مگر اللہ سے غافل نہ ہو یہ نہیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے یہ طریق انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔ جائز کام کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ ہاں یہ ضرور ارشاد ہوا ہے یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر یعنے معز جبر ... [illegible]

مفید کاموں میں لگے۔ مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا ہے کہ تم کیا روحانی تعلیم دیتے ہو۔ اور اس جماعت میں کیا روحانیت ہے۔ سو میں کھولکر سُناتا ہوں۔ کہ روحانیت یہی ہے۔ تمہارا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا سونا۔ جاگنا۔ پڑھنا۔ تجارت کرنا۔ کوی اور محنت۔ ملنا جلنا سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ سب میں خدا یاد رہے۔ اپنے سارے کاموں میں اللہ کی رضامندی نظر رکھو۔ پس یہی تصوّف۔ یہی فقیری۔ یہی روحانیت۔ یہی روحانی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کو رحل پر رکھنا اور اوپر ایک کپڑا یہ ظاہری ادب بمنزلہ جسم کے ہے۔ اگر دل کے اندر اس کے احکام کی ایسی ہی عزت ہو۔ تو یہ اس کی روح ہے۔ زبان ذکر الٰہی کرے یہ جسم ہے۔ اگر اس کے اخلاق اور تعظیم اوامر حضرت احدیت ہے۔ تو اس کی روح ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور اس کے معنے سیکھنا یہ بمنزلہ جسم ہے اور اس پر عملدرآمد یہ اس کی روح ہے۔ وعظ سننا جسم ہے۔ اور اس پر عمل روح ہے۔

اگر میں اپنی روحانی تعلیم سمجھا سکا ہوں۔ تو اپنے تئیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اگر تم نہیں سمجھے تو انشاء اللہ پھر خدا توفیق دیگا۔

فرمایا محض تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ اللہ نے مجھے تم سے ایک کا بھی محتاج نہیں کیا۔ میں کسی سے مفت کام لینا پسند نہیں کرتا۔ سات ماہ سے بیمار ہوں۔ تنہائی کا موقعہ بھی نہیں ملتا مگر پھر بھی تم میں سے کوئی میرے رزق کا پتہ نہیں لگا سکا کہ میرا مولا کہاں سے بیش از بیش دیتا ہے۔ یہ اس کی غریب نوازی ہے۔

۱۵ جون ۱۹۱۱ء۔ فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ دے۔ وہ بندہ شکر کرتا رہے تو ضرور زیادہ انعام ملتا ہے۔ ایک عورت نے مجھے ایک دفعہ ادھیلہ دیا۔ جو میں نے بڑی شکرگذاری سے لیا کہ اس کے تیل کی روشنی میں نسخے لکھ کر دونگا۔ تو مخلوق کو کسقدر نفع پہنچ سکتا ہے۔ اگر میں فن طبابت سے ادھیلہ کی ایک دوائی بنالوں۔ تو وہ کسقدر مخلوق الٰہی کے لئے نافع ہو سکتی ہے۔

فرمایا۔ شفا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے اس زخم پر دس ڈاکٹروں نے اپنا زور لگایا ہے۔ مگر یہ بات بھی جان نہ سکے کہ یہ ہے کیا۔

فرمایا بعض لوگ دُنیا کو دس ہزار سال سے جانتے ہیں بعض دو ارب۔ بعض ہندسہ پر کئی صفریں ایزاد کرتے ہیں لیکن خدا کی خدائی اور اس کی صفت خلق کی ازلیت کے مقابل پر یہ ہندسے کیا چیز ہیں۔

فرمایا لوگ تجارت کرتے ہیں مگر نہ کسی تجربہ کار سے مشورہ لیتے ہیں نہ حساب صاف رکھتے ہیں اس کا نتیجہ ہے۔ کہ پھر نقصان اُٹھاتے ہیں۔

فرمایا سو... بہت تعجب کی چیز ہے۔ لیکن آجکل وعدہ پر کم ادا کیا جاتا ہے۔ بعض ایسے لوگ بھی جو دل سے اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہتے ہیں۔ وہ بھی دینے میں تامّل کرتے ہیں۔

فرمایا جب تم اپنے کار منصبی سے فارغ ہو۔ تو بیہودہ کتابیں جن سے نہ دُنیا کا فائدہ ہو۔ نہ دین کا۔ نہ لے بیٹھو۔ بلکہ خدا کی طرف راغب ہو جاؤ۔ اور لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرو۔ درود پڑھو۔ استغفار بار بار کرو۔ الحمد شریف پڑھو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

فرمایا۔ فلسفیوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق نہیں رسم و عادت کے کسی مسئلے میں لوگوں کا اتفاق نہیں حتیٰ کہ خوراک اور پوشاک میں ایک ملک کے لوگوں کا اتفاق نہیں پھر بھی لوگ عام رائے کی پیروی کرتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ماننے اجماعی مسئلے کے ماننے میں تامّل ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

فرمایا۔ نبی کے مقابل جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہتے ہیں۔ ان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بادشاہ جسے وہ حاکم اعلیٰ مانتے ہیں۔ وہ بھی تو آخر انسان ہی ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں۔ کہ سامان الٰہی کو ترک کر دے۔ بلکہ سامان سے کام لے کر پھر نتیجہ کے لئے اللہ پر توکّل کرے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک قسم کا کفر اور کفران نعمت ہے کہ آدمی بھلی بات سُن لے اور اس پر عمل نہ کرے۔

۱۷ جون ۱۹۱۱ء۔ ہفتہ۔ فرمایا جب انسان اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے ایسے شخص کو اللہ جلشانہٗ کی طاقت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اپنے ہی منصوبوں پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس بلا میں بہت سی خلقت مبتلا ہے۔ یہ بلا اللہ کی غفلت اور اس سے بعد اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو غفلت نہیں۔ وہ ہر آن میں اپنے تئیں زیر تصرف الٰہی مانتے ہیں۔ جن لوگوں نے الٰہی عظمت و جبروت کا انکار کیا ہے۔ اُنہوں نے رسولوں کو اپنے جیسا بشر سمجھ کر کہدیا کہ جتھا ہمارا۔ زور ہمارا۔ ہمیں ان کی کیا پرواہ۔

فرمایا۔ ایک عجیب نکتہ ہے۔ کفار نے نخرجنکم کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل پر لنھلکن الظالمین فرما کر اس کی ہلاکت کی وجہ بھی بتا دی۔ اور لنسکننکم کے انعام کا سبب بھی بتا دیا۔ لمن خاف مقامی۔

فرمایا یسقی من ماء صدید کا نظارہ آتشک کے بیماروں میں دیکھا ہے۔ جن کے گلوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ انہیں کھانے پینے وقت پیپ اور زخموں کا پانی ساتھ ہی نگلنا پڑتا ہے۔

فرمایا۔ انسان جو کام کرے خدا سے ڈر کر کرے مخلوق کے واسطے گناہ کرنا عاقبت اندیشی نہیں۔ کیونکہ یہ سب جدا ہو جائینگے۔ اور قبر میں تو اکیلا رہجائیگا کسی پنجابی نے کہا ہے۔

جنہاں واسطے پاپ کمائوندا ہیں ٹنہے نی اوہ گھر دے

فرمایا ایک وقت آتا ہے۔ کہ ہم تم میں سے ایک بھی نہ ہوگا اور ہماری جگہ اور قوم ہوگی۔ اور نہ یہ مکان نہ یہ حالات۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے پس عاقبت کی فکر کرلو۔

فرمایا۔ ہر کام میں دیکھ لو کہ خدا کی رضامندی ہے یا نہیں پھر یہ کہ اس میں مخلوق کی بہتری ہے یا نہیں۔ پھر کرو۔

فرمایا۔ میں دُعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں عاقبت اندیش بناوے دین کے معاملہ میں بھی اور دُنیا کے معاملہ میں بھی۔

۱۸ جون ۱۹۱۱ء اتوار۔ ہر ایک شر جو خدا تعالیٰ سے دُور ڈالے وہ شیطان ہے۔

میں نے ایک ڈاکو سے پوچھا تم جو اسقدر خونریزی کرتے ہو کیا تمہارا دل ملامت نہیں کرتا کہا تنہائی میں تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاویں تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس سے مجھے یہ نکتہ معرفت ملا کہ غافلوں کی صحبت میں غفلت بڑھ جاتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ۷۰ سے ۱۰۰ دفعہ تک استغفار کرتا ہوں تاکہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہو سکتا ہے دُور ہو جاوے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبتوں سے بچنا چاہئے اور اگر کہیں اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہئے تاکہ دل زنگ آلود نہ ہوں۔

فرمایا۔ میں نے بڑے بڑے بدکاروں سے دریافت کیا ہے کبھی کسی نے نہیں کہا۔ کہ ہمیں شیطان پکڑ کر بُرے کام کی طرف لے گیا آدمی خود ہی جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظالم وہ ہے جو کام کرنے کے ہوں۔ وہ نہ کرے اور نہ کرنے کے ہوں۔ انہیں کرے۔ فرمایا لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان الگ اور عمل الگ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ایمان کا مقتضا عمل صالح ہے جیسا کسی کا ایمان ہوگا۔ ویسا ہی عمل ہوگا۔

فرمایا۔ لوگ اگر سالن میں نمک زیادہ یا کم ہو جائے۔ تو شور محشر برپا کر دیتے ہیں لیکن بیوی یا بچہ اگر نماز نہ پڑھے تو کچھ فکر نہیں خیالی

جنتِ قرآن

حدیث از مطرب دمے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معمّا را

قرآن مجید میں جس طرز سے جنت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جس طریق پر اس کی نعمتیں اور اعلیٰ احتفاظ کا بیان ہوا ہے۔ اگرچہ اس کی نسبت صوفیانہ حکیمانہ رنگ میں مختلف دلچسپ خوش آئند تاویلیں کی جا سکتی ہیں۔ اور ان کے دل آویز ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن عام رنگ میں بھی وہ کچھ ایسا نہیں۔ کہ فطرتِ انسانی کے مخالف یا مغائر ہو۔ یا ایسا ہو۔ جس کے سُننے یا دیکھنے سے ایک قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اگر بامعان نظر ایسے کل بیانات جنت کا مطالعہ کیا جائے۔ تو اخیر پر یہ کہنا پڑیگا کہ ایسے بیانات بالکل فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں۔ اور ان میں کوئی بات بھی خلافِ فطرت یا خلافِ مقتضائے فطرت کے نہیں ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ ان آیات اور بیانات یا نصوص کی تاویلات میں بصورت مختلف اجتہادات کے اختلافات ہوں۔ قرآن مجید کی سورۂ بقر میں جنت اور نعمائے جنت کے بارہ میں ارشاد ہوا ہے۔ (۱)

وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور اچھے کام کئے ہیں کہ اُن کے لئے جنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

(۲) کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا۔ جتنی دفعہ اُن کو وہاں چکھنے کو پھل ملے تو کہیں یہ وہی ہے۔ جو پہلے ہم کو ملا تھا کیونکہ ایک ہی سے پھل لائے جائیں گے۔

(۳) ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون اور وہاں ان کے لئے پاکیزہ عورتیں ہیں۔ اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گی۔

ان ہرسہ آیتوں میں امور یا نعمائے ذیل کا بیان ہوا ہے۔

(الف) جو لوگ نیک درشید ہوں گے اُن کے واسطے ایسے مکانات یا ایسے باغات ہوں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

(ب) انہیں پھل کھانے کے واسطے ملیں گے۔ اور ان کا مزہ یا لذّت قریباً ایک سا ہوگا۔

(ج) اُنہیں وہاں پاکیزہ عورتیں ملیں گی۔ اور وہ ہمیشہ ان مکانات اور باغات میں رہیں گی۔

ہم ابھی اس مضمون میں ان آیات اور انہیں آیتوں کے ہم مضمون دوسری آیتوں کے نہ ائمہ اجتہادات اور تاویلات مختلفہ پر بحث نہیں کرتے صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ ان ہرسہ امور یا ہرسہ نعمتوں یا ان انعامات میں سے کون سی نعمت یا کونسا امر انسانی فطرت کے منافی ہے اور کونسا ایسا انعام ہے۔ جس سے نعوذ باللہ خداوند کریم کی صمدیت اور جنتی تہذیب میں فرق آتا ہے۔ اور ایسی جنت کے قبول کرنے کے واسطے انسانی فطرت تیار نہیں ہے۔

ہم اس بحث میں یہ بحث بھی چھیڑنا نہیں چاہتے کہ جنت یا دوزخ بالفعل مخلوق اور موجود ہیں یا نہیں۔ یا یہ کہ جنت اور دوزخ کی ماہیت کیا ہے۔

ہم اس مضمون میں صرف یہ بحث کرنا چاہتے ہیں۔ کہ خدائے قادر نے ان آیتوں میں جن جن نعمائے جنت کا (خواہ جنت مخلوق اور موجود ہو۔ اور خواہ کسی آئندہ وقت خلقت مقدر ہو) بیان کیا ہے۔ ان کے ہونے یا تسلیم کرنے سے کیا کیا استحالہ لازم آتا ہے اور وہ استحالات خود فطرتِ انسانی یا قانونِ قدرت یا مشیّت ایزدی کے کہاں تک منافی ہیں۔

مکانات یا باغات کے نیچے نہروں کا جاری ہونا یا بہنا یا نہروں میں پانی چلنا اور اس پانی یا ان آبشاروں سے اہل مکانات یا صحنِ باغات کا لطف اُٹھانا یا ایسے سامان کا صرف انہیں کے واسطے مہیا کیا جانا کسی صورت میں بھی فطرتِ انسانی اور نہ قانونِ قدرت کے منافی نہیں ہے اور نہ یہ استحالہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور صمدیت کے یہ سامان خلاف ہے۔ کیونکہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کے تختہ پر اس وقت جو ہزاروں یا لاکھوں سالوں سے دریا۔ سمندر۔ بحر۔ نہریں جاری ہیں۔ اور ان سے لوگ قسم قسم کے کام لے رہے ہیں۔ ان سب کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا خدائے قادر ہی ہے۔ کل مذاہب کے پرستار اس عقیدہ کے حامی ہیں جب خدائے قدیر نے ہمارے واسطے دُنیا میں یہ سامان کثرت سے مہیا کر رکھا ہے۔ اور ہم نے اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ تو کیا جنت میں اس قسم کے سامان کا مہیا کرنا اس کی قدرت اور اس کی قدوسیت اور صمدیت کے منافی ہوگا۔

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خدائے قدیر ایک گھر میں تو ایک امر جائز رکھے اور دوسرے گھر میں وہی امر اس کی قدوسیت اور صمدیت کے مغائر ہو۔ یہ جدا بات ہے کہ ویسا سامان دوسرے گھر میں وہ ہمیں نہ دے۔ لیکن یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ پھر ویسے ہی سامان کا کسی دوسرے موقعہ یا مکان پر یا کسی دوسرے زمانہ میں مہیا کیا جانا خدائے قدیر کی قدوسیت اور صمدیت کے خلاف ہو جائے اگر یہی اصول مانا جائے تو پھر ماننا پڑیگا۔ کہ جو امور یہاں تہذیب اور سعادت کے برخلاف ہیں۔ وہ لگلے جہان یا دار الحشر میں نیکی میں شمار ہوں گے یا نیک امور بدی کے قالب میں آ جائینگے علم الحقائق یہ کہہ رہا ہے۔ کہ جو کچھ یہاں نیکی ہے وہ وہاں بھی نیکی ہی رہیگی۔ اور جو بدی ہے وہ بدی ہی تعبیر ہو گی۔

مے تواں غم دل را بخندہ بیروں برد
رخندہ روئے دل تلخی از گلاب نرفت

اگر کوئی یوم حشر ہے تو وہ یوم تنقیہ ہے نہ کہ یوم تمسیخ اس دن نیکیوں اور بدیوں کی اپنے اپنے رنگ میں تنقید ہوگی نہ کہ ایک دوسرے سے تبادلہ کیا جاویگا۔ اگر اس جہان میں مکانات باغات اور نہریں جائز اور مشروع ہیں۔ اور ان سے مستفیض ہونے میں کوئی قباحت اور کوئی کمی نہیں۔ تو دوسرے جہان میں بھی اُن سے کام لینا اور اُن کا عطا کیا جانا کسی قدوسیت اور کسی صمدیت اور کسی فطرت اور کسی آلہی قانون کے منافی نہیں ہے اور خدا کی ذات اس دُنیا میں بھی سمیع و بصیر و قدوس اور صمد ہے اور اس آنیوالے جہان میں بھی یہی صفات رکھے گی۔

دُنیا میں ہم اب بھی انواع و اقسام کے پھل کھاتے ہیں۔ اور قدرت نے اپنی فیاضی سے اس کثرت سے پیدا کئے ہیں۔ جن کا احصار مشکل ہے۔ ہر ملک اور خطہ میں قدرت نے جدا جدا پھل پیدا کر کے انسان اور دیگر حیوانات کو مالا مال کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے حیوانات کی زیادہ تر مفید غذا پھل ہی سمجھی ہے۔ مختلف مزوں کے بھی ہیں۔ اور رنگت مزہ۔ مقدار۔ خوشبو۔ طبع وضع میں ملتے جلتے بھی ہیں۔ اور مختلف بھی ہیں۔

جس طرح خدائے قدیر نے اور چیزیں بنائی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہیں ہم کھا پی کر صبح و شام سو جان سے الحمد بجا لاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللھم زد فزد۔

اگر دوسرے دور میں خدائے کریم جنت یا مکانات حشر میں

اسی قسم کے یا کسی اور مزہ او ملذت کے پھل مہیا کر دے اور لوگ انہیں کھائیں۔ تو اس میں بُرائی ہی کیا اور خدا کی قدوسیت اور جنت کی عظمت پر اس سے حرف ہی کیا آسکتا ہے۔ خدا کی قدوسیت اور صمدیت پر یہاں یعنی اس جگ میں تو کوئی حرف نہ آیا۔ دوسرے دَوَر میں جاتے ہی پھلوں کی پیدائش اور پھلوں کا استعمال چادرِ خدائی کیواسطے نعوذ باللہ ایک داغ ہوگیا۔ فرمائیے ایسا کیوں ہو۔

کیا خدا نے ہمیں اس جہان میں بہ تقاضائے فطرت یہ حکم نہیں دیا کہ ہم عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کو ضروری اور لازمی سمجھیں۔ کیا ہر ایک مذہب میں عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کا حکم نہیں دیا گیا۔ کیا ہماری فطرت اس مرحلہ پر زور سے نہیں لے جاتی۔ اور کیا خدا دُنیا میں اس رفاقت اور اس مصاحبت کا حامی نہیں ہے۔ کیا خدائے قدیر اور خدائے قدوس نے باوجود اس قدرت اور اس قدوسیت کے اپنے پاک نبیوں اور پاک رسولوں کی معرفت ہر قوم کو یہ حکم نہیں دیا۔ کہ عورتوں سے نکاح پڑھانا اور انہیں اپنی بیویاں بنانا ان کی رفاقت میں رہنا ان کی مصاحبت سے حظ فطرتی اُٹھانا جائز ہے۔ اور خدا اس سے ناراض اور خفا نہیں۔ اور یہ تعلق قدرت اور قانون قدرت کے خلاف نہیں ہے۔

حکیموں نے اس دُنیا میں رہ کر عورتیں کیں۔ اور بیویاں بنائیں راہبوں اور نبیوں اوتاروں اور مرسلوں نے ان کی رفاقت کو جائز ثابت کیا۔ عورتوں کی عزّت اور احترام کیا گیا اور اُن کے ساتھ سلوک کرنا۔ انہیں دُنیا کا نصف حصہ سمجھنا تہذیب کا اعلیٰ جزو قرار پایا۔ ان کے بغیر کوئی قوم خالی نہ رہی۔ بڑے بڑے ناموروں اور محترموں کی مائیں اور بیویاں بنیں۔ ان کی عزّت اور احترام پر لاکھوں کتابیں لکھی گئیں جب کسی نے اُن کے خلاف کوئی کلمہ کہا۔ اس کی خبر لی گئی۔ وہ جزو اعظم سمجھی گئیں۔

نیست بیکار دریں مرحلہ یک نشترِ خار
ہمہ را بر محک دیدۂ بینا زدہ ام

خدا کی مقدس کتابوں میں عورتوں کا ذکر اور اُن کی توصیف ہے۔ خدا کے محترم صحیفوں میں اُن کی داستانیں ہیں۔ نیکوں کی زبانوں پر ان کا نام آتا رہتا ہے اور فلاسفروں کے دلوں میں ان کی عزّت اور ان کا احترام ہے۔ ان حالات میں اگر جنت یا حشری مکانات و باغات میں عورتیں ہوں۔ اور پھر پاکیزہ عورتیں ہوں تو میں نہیں جانتا کہ اس میں حرج ہی کیا ہے اور کیونکر یہ کہنے کی جرات کی جاتی ہے۔ کہ یہ منشار قدرت۔ تقاضائے قدوسیت احترام خدائی۔ اخلاق دین اور دُنیا کے خلاف ہے۔

اگر اس دُنیا میں خدا کی نگاہوں میں عورتوں کا وجود بحالات پاکیزہ بُرائی کا موجب نہیں تو جنت یا دوسرے دَور میں کیوں منافی قانون قدرت یا قدوسیت ہے۔ جب خدا نے یہاں بہ تقاضائے قدوسیت و صمدیت یہ حکم دیا ہے کہ جائز صورتوں میں عورتوں کی رفاقت موجب برکت ہے اور انسان کیواسطے یہ ضروری ہے۔ تو کیوں اس دُنیا میں جو آگے آنیوالی ہے یا جس کا آگے آنا بیان کیا جاتا ہے عورتوں کی موجودگی۔ عورتوں کی رفاقت عورتوں کی جائز مصاحبت خدا کی قدوسیت اور انسان کی فطرت اور نیکی کے منافی ہوگی۔

ہاں! اگر یہ مان لیں۔ کہ دوسرے دَور میں خدا کی قدوسیت اور صمدیت بہ نسبت اس دنیا کے کوئی اور پہلو اختیار کرے گی اس واسطے جو اجازتیں اس دُنیا میں دی گئی ہیں۔ وہاں کالعدم ہوجائیں گی۔ اور ان امور کے ہونے سے نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور خدا کی صمدیت کسی خدشہ اور خطرہ میں جا پڑے تو ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی تو اس کے احکام حال اور آئندہ میں بھی کوئی فرق نہیں آسکتا اب رہی یہ بحث کہ۔ دوسرے گھر یا دوسرے جہاں میں اس واسطے ان اشیا کی ضرورت نہیں۔ کہ وہاں صرف ذات الٰہی ہی سے وابستگی ہوگی۔ اور کوئی خیال نہیں ہوگا صرف ایک احدیت بینی ہوگی اور کچھ نہ ہوگا۔

نہ کھانا۔ نہ پینا۔ نہ مکان۔ نہ منزل۔ نہ پوشش نہ خلا نہ ملا۔ نہ آمد۔ نہ رفت۔ نہ خوشی۔ نہ غم۔ نہ نسل۔ نہ ذریات۔ صرف ایک خاص قسم کی محویت ہوگی۔

مارا بس است سلسلہ جنبان اشارۂ
کافی ست بزم سوختگاں را شرارۂ

ان حالات میں مکانات۔ باغات نہروں۔ ثمرات عورتوں کی کیا ضرورت ہے۔ جب صرف ایک محویت ہی محویت ہوگی۔ تو پھر اس گھر کی کیا ضرورت۔ یہاں تو خدا نے مال اموال اولاد کو فتنہ[۵۱] سے تعبیر کیا ہے۔ کیا وہاں بھی یہی فتنہ فتنہ پرور ثابت ہوگا قبل اس کے کہ ہم ان خدشات پر بحث کریں۔ یہ سوچنا چاہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں کہ ہم حشر و نشر کا اعتراف کریں ان سوالات کا کیا جواب ہے:۔

(الف) حشر بالجسد ہوگا۔

(ب) یا حشر بالروح۔

اگر حشر بالجسد ہوگا۔ تو اس صورت میں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ وہ جسد بہ حیثیت جسد اپنی ذات میں نہ کچھ نہ کچھ صفات اور خصوصیت جسدی رکھتا ہوگا۔ بہ صورت تسلیم خصوصیات جسدی اس کے کچھ عوارض بھی ہوں گے۔ جیسے سمع۔ بصر۔ وغیرہ وغیرہ اس صورت میں ضروریات عوارض کا بھی ہونا لازمی ہے۔ اگر سمع ہے۔ تو سلسلہ مسموعات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر بصر ہے۔ تو سلسلہ بصریات بھی ہوگا۔ اسی طرح اور بھی گنتے جاؤ۔

پھر اسی ضمن میں یہ سوال ہوگا۔ کہ بصورت حشر اجساد صرف مردوں ہی کا حشر ہوگا یا عورتوں کا بھی۔ اگر صرف مردوں ہی کا حشر ہوگا۔ تو پھر حساب کتاب شخص میں جو ابتریاں پیدا ہوں گی۔ اُن کا جواب وہ کون ہے۔ اور اگر عورتوں کا بھی حشر ہوگا۔ تو اس صورت میں محشر میں عورتوں کا وجود ماننا پڑیگا حالانکہ معترضین کے مسلمات کے مطابق حشر ثانی میں عورتوں کا پایا جانا خلاف حقیقت خدائی اور متضاد قدوسیت الٰہی اور فطرت انسانی کے خلاف ہے اور اگر عورتوں کا حشر نہیں ہوگا۔ تو پھر حشر ناقص رہجاتا ہے اور نقص حشر قدرت خدائی کی بجائے خود منافی ہے۔

اور اگر عورتیں ہونگی۔ تو کیا اُن کی مصاحبت اور رفاقت مردوں سے نہ ہوگی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ چونکہ وہاں ذریات کا بڑھانا مقصود نہیں ہے۔ اس واسطے رفاقت عورتوں کی ضروری نہیں ہے۔ تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں اس دُنیا

---

[۵۱] میری رائے میں فتنہ کہنے سے یہ مراد نہیں کہ بیچ بیچ مال اور اولاد فتنہ ہی ہے۔ اور وہ نعمائے الٰہی میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ کہ ان میں بُری طرح سے منہمک ہو کر جو بُری صورتیں اور کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ایک فتنہ اور فساد ہیں۔ دراصل بتلانا یہ ہے۔ کہ بُرے استعمال سے نیک شئیں اور نیک افعال بھی بدی کے قریب جا پہنچتے ہیں۔ مال و دولت اور اولاد الٰہی نعمتیں ہیں۔ اور ان کا عطا ہونا خدا کا خاص فضل اور برکت ہے۔ انہیں فتنہ سمجھنا ایک کفران نعمت ہے۔ البتہ ان کی محبت اور ان میں اس قدر منہمک ہونا معطی ازلی خالق نعمات کو بھی بھول جانا ایک برائی اور سخت فتنہ ہے۔

تقریر محمود

مخدوم ومکرم صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے جلسۂ تاجپوشی پر جو تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے
آپ نے فرمایا کہ لم تقولون ما لا تفعلون پر غور کرو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ تم کیوں وہ بات کہتے ہو۔ جو کرتے نہیں یعنی بہت شرم اور افسوس کی بات ہے۔ اگر مؤمن کا قول اس فعل کے خلاف ہے یہی تقویٰ حاصل کرو۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دل و زبان ایک ہو۔

بعض صحابہ وعظ سے بہت ڈرتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ ہمارا قول ہمارے فعل کے خلاف ہو۔ اُن کے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ تھی۔ کہ نصائح تو زیادہ ہوں اور عمل ان کے خلاف احمدیوں کی طرف سے ایسے موقع پر اظہار وفاداری ہوا کرتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس گورنمنٹ کی ماتحت سب سے بڑا سُکھ ہم نے کونسا پایا۔ یونیورسٹیاں۔ مدرسے۔ تجارت کی آزادی۔ تار۔ ڈاک۔ ریل بہت بڑے انعام ہیں۔ مگر یہ سب ہیچ ہیں۔ اگر مذہبی آزادی نہ ہو۔ بلکہ مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اُن کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی ہیرا لیکر پتھر اور تریاق لے کر زہر دیدے۔ پس سب سے بڑی خوبی جو اس زمانہ میں ہے۔ وہ مذہب کے بارے میں کامل آزادی ہے۔ مگر اس آزادی کے یہ معنے نہیں۔ کہ مسلمان۔ آریہ۔ عیسائیوں پر حملہ کریں۔ اور آریہ مسلمانوں پر اور عیسائی آریوں پر اور اس طرح ملک میں فساد پھیلائیں۔ آزادی یہ نہیں۔ کہ ایک دوسرے کی پگڑی اُتار سکیں۔ بلکہ آزادی یہ ہے۔ کہ ہم اپنی شریعت پر کھلم کھلا عمل کریں۔ نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہمیں کوئی اس سے نہیں روکتا۔ اب اس نعمت کا شکریہ کیا ہے۔ یہی کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھاویں۔ وہ تقویٰ۔ وہ اخلاص۔ وہ مودّت۔ وہ فرمانبرداری۔ وہ دینداری ہو۔ جو قرآن کریم ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔

لیکن اگر قرآن و حدیث پر عمل نہیں۔ وہ تقویٰ وہ طہارت نہیں وہ خشیۃ اللہ نہیں جو مذہب ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ تو پھر یہ آزادی بٹیر بازی کی طرح کھیل ہو جاویگی جو بہت ہی معیوب امر ہے۔ اس کی مثال یوں ہے۔ جیسے کوئی روٹی بھوک کی حالت میں اور پانی پیاس کی حالت میں بھیجے اور ہم بجائے اُسے کھانے پینے کے ضائع کردیں۔ یہ احسان کی شکرگذاری نہیں بلکہ ناشکری ہے۔

پس گورنمنٹ برطانیہ کی دی ہوئی مذہبی آزادی (جو سب سے بڑی نعمت اس حکومت کی ہے) کا شکریہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے نفوس کا تزکیہ کریں۔ اور اپنی زندگی ایسی طرز میں گزاریں جو مخلوق الٰہی کی ہمدردی سے لبریز ہو۔

اور ہمارا تو رونگٹا رونگٹا اس حکومت کے شکریے سے معمور ہے اور کیوں معمور نہ ہو۔ انسان کو سب سے بڑی امید تو اپنے بھائیوں پر ہی ہوتی ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو مسلمان کہلاتے ہیں سب سے پہلے ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ ہمارے قتل کے فتوے دیئے گئے۔ سؤروں اور کتوں کے لئے تو رہنے کی اجازت ہے مگر ایک احمدی کا گاؤں میں رہنا پسند نہیں۔ باہر کی اسلامی سلطنتوں کا یہ حال ہے۔ کہ افغانستان میں اس سلسلہ کے دو مخلص جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ جو ہم سے پیچھے آئے۔ پر آگے نکل گئے۔ وہ سنگسار کئے گئے۔ گویا ان کو وہ سزا دی گئی جو زنا کی ہے یعنی خدا کے مامور کو ماننا زنا سے بھی بُرا ہے۔

جو یورپین ٹرکی ہے۔ اس میں عیسائیت کے خلاف کہنا جرم ہے۔ چنانچہ جو کتابیں چھپتی ہیں۔ وہ بیروت مصر شام میں چھپائی جاتی ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ عیسائیت کی تردید کھلے بندوں کر سکتے ہیں۔ پس کس قدر احسان ہیں۔ جن کا شکریہ یہی ہے۔ کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرلیں۔ اور اس سلطنت کے لئے دعائیں کریں۔ ان کے پاس دُنیا تھی۔ اُنہوں نے ہمیں دُنیا دی۔ ہمارے پاس مذہب ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق یہی پیش کرتے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں جیسے اس شہنشاہ کے سر پر دُنیاوی تاج رکھا ہے۔ وہ دن آوے کہ اسلام کا تاج بھی اس کے سر پر ہو۔ سونے اور جواہرات کا تاج تو مٹی سے نکلا ہے مگر وہ تاج آسمان سے آتا ہے۔ جیسے دُنیاوی سلطنت کا دروازہ اس قوم کے لئے کھولا گیا ہے۔ ایسا ہی حقیقی سلطنت کا دروازہ بھی ان پر کھل جائے۔ جس چشمہ سے ہم نے پانی پیا ہے۔ یہ بھی سیراب ہوں۔

یاد رکھو۔ کہ گورنمنٹ کی ترقی ہماری اپنی ترقی ہے اس لئے ہم جان و دل سے اس کی ترقی ملک کے خواہاں ہیں وہ وقت ضرور آئیگا۔ کہ یہ قومیں خود بخود اسلام کی طرف متوجہ ہوں گی!

رُباعیاتِ ثاقب

بہ تقریب جلسۂ تخت نشینی اعلیٰ حضرت ملک معظم شاہ جارج پنجم قیصر ہند خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ جو ریاست مالیرکوٹلہ کے ایک کثیر مجمع میں پڑھی گئیں

رباعی اوّل

یارب جسے چاہے تو حکومت بخشے
چاہے جسے تو دولت و عزت بخشے
اے مالک مُلک ہے ترے ہاتھ میں خیر
قوت بخشے کسی کو طاقت بخشے

رباعی دوئم

یارب یہ زمین و آسمان تیرا ہے
ہے مُلک ترا اور جہاں تیرا ہے
ہے سارے جہاں پہ تیری شاہنشاہی
شاہوں کی حکومت پہ نشاں تیرا ہے

رباعی سوئم

ہے تو ہی تو تاج بادشاہی بخشے
ہے تو ہی تخت کبریائی بخشے
یہ تیرا ہی انعام خداوندی ہے
عاجز بندوں کو تو خدائی بخشے

رباعی چہارم

یارب یہ کرم سے دن دکھایا تو نے
اور مژدہ جان بخش سُنایا تو نے
برآئیں مرادیں اپنے دل کی ساری
قیصر کو جو تخت پر بٹھایا تو نے

رباعی پنجم

جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
ہو نقش جہاں جارج پنجم کا نام
قیصر کی رہے یہ بادشاہی قائم

رباعی ششم

اب تجھ سے یہ دل سے دعا ہے یارب
بس تیرے حضور التجا ہے یارب

میں کوئی جوڑا ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ جو بکشش نہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ اگرچہ وہاں قدریات کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر اس سے رفاقت کی مخالفت کیوں ہوگی۔ اگر کہیں کہ اس یا ایسی رفاقت سے قدوسیت خدائے رحیم میں نعوذ باللہ فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ تو اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ اور اگر کہو کہ وہاں صرف اللہ ہو اللہ ہو ہی کرینگے اور کوئی مشغلہ نہ ہوگا اور وہی ذکر سب لذات کا جامع ہوگا۔ تو یہ کہا جائیگا کہ

رفاقت عورتوں کی اس لذت کے کب منافی ہے اور مکانات اور باغات اور نہریں اور ثمرات کا تہیہ کس صورت میں موجب تکدر ہے۔ جب ازلی نیک یا ازلی سعید یہاں ہی ان لذات کے ہوتے خدائی نشہ میں محو رہتے ہیں۔ تو وہاں اس سے بھی زیادہ مصروفیت رہے گی۔ بالفعل ہماری بحث صرف اس میں ہے۔ کہ ان نعمات مبینہ آیات مندرجہ بالا کا جنت میں مہیا کیا جانا قدوسیت اور صمدیت الٰہی یا فطرت انسانی کے خلاف نہیں ہے۔ اور ان کی وجہ سے قرآنی جنت پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ جدا بات ہے کہ وہاں سب لذات کی سردار لذت محبت خدائی ہوگی۔ اسے ہمیں بھی تسلیم کرنے میں انکار نہیں۔ اگر کہو کہ حشر روحی ہوگا۔ تو اس صورت میں بحث کا رُخ دوسرا ہو جائیگا۔ لیکن اس میں بھی یہ ماننا ہوگا۔ کہ روحیں یا تو راحت میں رہیں گی۔ یا اذیت اور تکلیف میں۔ اور دونوں قسم کی روحیں مردانہ اور زنانہ محشور ہونگی۔ اور اپنی اپنی جماعت میں ہر فریق شامل ہوگا۔ یا ایک ہی سلسلہ میں رہینگی۔ نتیجہ وہی رہیگا۔ مردوں اور عورتوں کی روحیں محشور ہوں گی اور اس صورت میں وہی اعتراض عائد ہوگا۔ جو حشر اجساد کی صورت میں عاید ہوتا ہے۔

اب رہی یہ بحث کہ

جنت میں جو عورتیں ہونگی۔ وہ کوئی نئی عورتیں ہوں گی۔ یا وہی جو دُنیا میں گذر چکی ہیں۔ اور جن کا حشر ہو چکا ہے۔

اگر یہ مانا جائے کہ

دونوں قسم کی عورتیں ہوں گی۔ تو اس میں بھی کوئی مشکل نہیں پیش آتی۔ خدائے قدیر جس مردہ مخلوق کو وجود ثانی میں لایا ہے۔ کیا جنت میں نئی وضع قطع کی مخلوق نہیں خلقت کر سکتا ہے خواہ نئی مخلوق کی عورتیں ہوں اور خواہ پرانی مخلوق کی بحث اس میں تھی۔ کہ ان کی موجودگی جنت میں کہاں تک موزوں ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ ثابت ہے کہ ہر سہ نصوص میں جو کچھ نعمتیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ کوئی نئی نعمتیں اور انوکھی چیزیں نہیں ہیں۔ دنیا میں بھی ان کے نمونے موجود ہیں۔ اور باوجود ان کے استعمال جائز کے نیکی اور سعادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح پر ان کا جنت میں بھی پایا جانا مخل احترام جنت اور منافی قدوسیت خالق جنت اور مقتضاء فطرت انسانی نہیں ہے۔ خدائے قدیر نے انسان کی فطرت پاک بنائی ہے۔ اور یہ سب نعمتیں اس کے جذبات مقدسہ کی منافی نہیں ہیں۔ حشر ثانی میں چاہے روحوں کا حشر ہو۔ اور چاہے روحوں اور اجساد دونوں کا۔ فطرت دونوں صورتوں میں موجود ہوگی۔

اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ خواص فطرت دوسرے دور میں جاکر باقی نہ رہیں۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔

پیش اہل حال مے باید لب از گفت بست
چوں طرف آئینہ باشد دم نمے باید زدن

(دوست وکیل) سلطان احمد۔ بہاولپور ریاست پنجاب

قادیان میں تاجپوشی
کے جلسے

اس سے پہلے ہمیشہ قادیان میں کسی شاہی تقریب پر سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کی طرف سے جلسے ہوا کرتے تھے لیکن اس مرتبہ سردار بسوا سنگھ صاحب دیوان ریاست اجیگڑھ اپنے وطن مالوف قادیان میں جشن تاجپوشی کی تقریب پر موجود تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک عام جلسہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا تاجپوشی کی تقریب پر خوشی کے اظہار کے لئے اپنے نو تعمیر مکان میں ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا۔ اس جلسہ میں ہر مذہب اور فرقہ کے لوگ موجود تھے۔ مکان کو جھنڈیوں وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا دیوان صاحب نے اپنے اخلاق اور متواضع طبیعت کا ثبوت اس عملی رنگ میں دیا۔ کہ باوجود اصرار کے بھی آپ نے عام لوگوں کے ساتھ فرش پر ہی بیٹھنا پسند کیا۔ جلسہ کی افتتاحی تقریر میں دیوان صاحب نے تمام فرقوں کے باہمی اتحاد کی تحریک کرتے ہوئے گورنمنٹ برطانیہ کے مجد برکات کا مختصر تذکرہ کیا اور عام طور پر بتایا۔ کہ ہر مذہب کے رو سے بادشاہ وقت کی اطاعت فرض ہے اس لئے ہم سب کو عملی رنگ میں تاج برطانیہ کے ساتھ عقیدت مندی اور وفاداری کے تعلقات رکھنے ضروری ہیں۔ اس تقریب کی خوشی کو مستقل طور پر یاد رکھنے کے لئے دیوان صاحب نے قادیان میں ایک لڑکیوں کا سکول ہندوؤں کے لئے جاری کیا۔ وہ ایک مشترک سکول جاری کرنا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ احمدی احباب نے اپنا مدرسہ جاری کر رکھا ہے اور ہندو لڑکیاں بسبب مذہبی تعلیم کے وہاں نہیں جا سکتی ہیں۔ تو ہندو قوم کے لئے ایک سکول جاری کر دیا جس کے تمام اخراجات وہ اپنی جیب سے دیں گے۔ وہ اور بھی قادیان کے باشندوں کی رفاہ کے لئے بعض ضروری کام کرنا چاہتے ہیں۔

دیوان صاحب کے بعد لالہ شرمپت رائے اور ایڈیٹر الحکم اور صوبیدار پنشنر ٹھاکر سنگھ نے تقریریں کیں اور بالآخر ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ بعدہ دیوان صاحب کی طرف سے ایڈیٹر الحکم نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد طلباء میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ اور یتامیٰ اور غرباء کو پر تکلف دعوت دی گئی برہمنوں کو بھی پر تکلف کھانا اور خیرات دی۔ رات کو چراغاں اور آتش بازی کے علاوہ ایک الومنگ پتی کا بھی انتظام کیا اور تحریک کی گئی کہ تمام فرقوں کے لوگ اپنے معابد میں قیصر ہند کے لئے دعا کریں

اسی روز شام کو مسجد النور میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایک جلسہ ہوا۔ اور اس میں بھی ماسٹر عبدالرحیم صاحب و ایڈیٹر الحکم کی تقریروں کے علاوہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف الرشید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقائق سے بھری ہوئی ایک مختصر سی تقریر کی۔ جو دوسری جگہ درج ہے اور بعد میں شاہی خاندان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی گئی۔ الغرض قادیان میں ان تاجپوشی کے ان جلسوں کی وجہ سے ۲۲ جون کو خوب رونق رہی۔ ایڈیٹر الحکم نے اپنے ناظرین کی طرف سے مبارکباد کے برقی پیغامات ارسال کئے۔ دیوان صاحب اور صدر انجمن احمدیہ نے بھی برقی پیغامات کے ذریعہ مبارکباد کا اظہار کیا۔

آخر میں پھر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تاج برطانیہ کو دینی اور دُنیوی ترقیوں سے مالا مال کرے۔ اور ہمارے قیصر کی عمر امن اور عدل کی زندگی میں دراز ہو۔ آمین!

آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس

مندرجہ ذیل مراسلہ بغرض اشاعت وصول ہوا ہے۔ حمدگی جماعت کے اطبا غور سے پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں۔ ایڈیٹر

طب یونانی معہ یا ویدک دونوں وطنی چیزیں ہیں۔ اگرچہ فی الحال ان کو اگلا سا اوج و عروج نہیں جاہیتں ہے۔ اور ڈاکٹری کی عظمت انہیں دبا رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ سلطنت کی قدردانی و سرپرستی کا ہار ڈاکٹری کے گلے میں ہے۔ جس کی تقویت کے لئے کروڑوں روپئے کے سرمایہ سے سارے ہندوستان میں اسپتال کھول دیئے گئے ہیں۔ جن سے مریضوں کو مفت دوائیں ملتی ہیں۔ اور بغیر کسی معاوضہ کے ادنیٰ و اعلیٰ مریضوں کی داشت کی جاتی ہے۔ ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے ہر صوبہ میں اعلیٰ درجہ کی درسگاہیں اور بڑے بڑے میڈیکل کالج قائم ہیں۔ اس کے مقابل ہمارے یہ دونوں مشرقی طبی فن کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کس مپرسی پر بھی طب یونانی اور ویدک کشمکش زمانہ میں لڑ بھڑ کے اپنی زندگی قائم کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ اکثر موقعوں پر ڈاکٹری کو پیچھے ہٹا کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے یہ دونو فن ازل سے ابد الآباد تک باقی رہنے والی زندگی لیکر آئے ہیں اور مٹنے والے نہیں۔ بیشک ہمارے ان فنوں کے لئے خطرہ بھی ہے۔ مگر وہ خطرہ نہ ڈاکٹری سے ہے نہ ہومیوپیتھک سے اور نہ کسی اور طریقہ علاج سے۔ وہ خطرہ خود ہمارے ہاتھ سے ہے۔ ہم اگر اس کی ویسی ہی قدر کرتے رہے۔ جیسی کہ ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔ تو وہ ہمیشہ ترقی کرتا رہیگا اور کیا عجب ہے کہ اپنے معاصر رقیبوں یعنی دیگر اصنافِ طب پر فوقیت لے جائے۔ لیکن ہاں اگر ہمیں نے اس کی طرف سے اپنی توجہ اٹھالی تو سوائے مولانا حالی کا مصرع

"عمارت کا ہے اس کی اللہ ہی والی"

پڑھ دینے کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہمارے ان مشرقی طبی فنوں نے ہندوستان کو قرن ہا قرن سے فائدہ پہنچایا ہے اور سچ یہ ہے۔ کہ ہمارا قومی بقا انہیں دونوں علموں سے وابستہ ہے ان کے ہم پر حقوق ہیں۔ اور وہ حقوق یونہیں ادا ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم بھی اس کی ترقی و بہبود کے لئے دل و جان سے آمادہ جوش و خروش سے کوشش کریں۔ اور زمانہ جس قسم کی مدد چاہے ویسی ہی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تعلیم اور روشن خیالی نے ہمیں بتا دیا ہے۔ کہ اب زمانہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھنے کا نہیں بلکہ کچھ کرنے کا ہے۔ کیونکہ اگر ہم اپنے ان فنون کی حمایت کے لئے حسب ضرورت زمانہ کوشش کرنے پر نہ آمادہ ہوئے۔ تو دوسرے فنون آگے بڑھ جائیں گے اور موجودہ عہد کی تیز گھوڑ دوڑ میں پیچھے پڑ جانے والے کا آگے نکلنا نہائت دشوار ہو گا خلاصہ یہ کہ اگر ہم اپنے ان یادگار زمانہ فنون اور ان قدیم علمی تبرکات کی مدد کے لئے مستعدی سے نہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بے پروائی کرتے رہے۔ تو نہائت افسوس کا مقام ہوگا۔ اور ایسا افسوس کہ ہم ہمیشہ کف افسوس ملیں گے اس ضرورت کو محسوس کر کے سنہ ۱۹۱۰ء میں ایک یونانی اینڈ ویدک طبی کانفرنس کی بنیاد ڈالی جس کے پہلے سال کے اجلاس نومبر سنہ ۱۹۱۰ء میں دہلی میں ہوئے۔ اور الحمد للہ کہ پہلے ہی سال اس کانفرنس کو پوری کامیابی ہوئی یہ امر مسلم ہے۔ کہ سارے ہندوستان میں دو ہی شہر لکھنؤ اور دہلی مشرقی تمدن اور مشرقی علوم و فنون کے مرکز ہیں۔ پس بڑے ہی افسوس کی بات ہوتی۔ اگر اس کانفرنس کا دوسرا سالانہ اجلاس لکھنؤ کے سوا کسی اور شہر میں ہوتا۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ ایک ایسی کانفرنس کیلئے جس میں طب یونانی اور ویدک کی ترقی و بہبود کے تدابیر سوچے جانے والے ہوں بجز دہلی اور لکھنؤ کے سوا کوئی اور شہر موزون نہیں ہو سکتا۔ یہ امر کسی قدر خوف دلانے والا ضرور تھا۔ کہ اطبائے لکھنؤ اپنے فنون میں چاہے کیسا ہی کمال رکھتے ہوں۔ اور کتنے ہی بڑے حاذق طبیب ہوں مگر موجودہ زمانہ کی ضرورتوں سے بہت کم آشنا ہیں۔ مگر اس بارۂ خاص میں ہماری امید کے خلاف انہوں نے نہائت روشنضمیری سے کام لے کے طبی کانفرنس کو بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ مدعو کیا۔ اور اس امر کا کامل یقین کر کے یہ اپنے فن کی سچی خدمت ہے۔ کانفرنس کے استقبال اور اس کی ترقی کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو گئے چنانچہ ۲ ماہ مئی سنہ ۱۹۱۱ء کو جبکہ آل انڈیا طبی کانفرنس کے سکرٹری پنڈت مان سنگھ صاحب وید لکھنؤ میں تشریف لائے لکھنؤ کے کامل فن حاذق طبیبوں اور ویدوں کا ایک جلسہ جس میں اکثر مشہور اطبا اور ویدا اور بعض معززین شہر بھی شریک تھے عالی جناب حکیم حافظ عبد الولی صاحب کے مکان پر قرار پایا۔ اس جلسے میں کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک لوکل کمیٹی منتخب ہو گئی جس کے ارکان کی تعداد ترقی کرتی جاتی ہے۔ تقریباً کل اطبائے شہر (الا ماشاء اللہ) اس کی رکنیت قبول فرما چکے ہیں۔ اور خان بہادر حکیم نظیر حسن خان صاحب جو لکھنؤ کے نامی گرامی خاندان کے طبیب ہیں اور پنڈت گدادھر صاحب وید نے بہ کمال عنائت آنریری سکرٹری کی خدمت قبول فرمائی ہیں اجلاس میں یہ بھی طے ہو گیا۔ کہ طبی کانفرنس کے آیندہ اجلاس نومبر سنہ ۱۹۱۱ء کی ۱۲-۱۳-۱۴ تاریخوں کو لکھنؤ میں ہونگے۔ اور سارے ہندوستان کے معززین اور خاصتہً اطبا اور ویدوں کو مدعو کیا جائیگا۔ اس خوشخبری کو بھی ہم اس موقع پر سنائے دیتے ہیں۔ کہ کانفرنس کے کسی ایک اجلاس کی پریسیڈنٹی عالی جناب علی القاب ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر والی ریاست رامپور نے قبول فرمائی ہے اور یہ بھی امید ہے۔ کہ اجلاس کی پریسیڈنٹی عالی جناب ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر بنارس بھی قبول فرمائیں گے۔ جس کا ہندوستان کے تمام طبیبوں اور ویدوں بلکہ سارے اہل ہند کو شکر گذار رہنا چاہئے لکھنؤ کی لوکل کمیٹی طبی کانفرنس بھی اپنے اس فخر کو بے ظاہر کئے نہیں رہ سکتی۔ کہ عالی جناب راجہ سر محمد تصدق رسول خان صاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی بالقابہ رئیس جہانگیر آباد اور عالی جناب راجہ سر علی محمد خان صاحب بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس محمود آباد نے ہماری اور ہماری کانفرنس کی سرپرستی قبول فرمائی۔ اور ہمیں قوی امید ہے۔ کہ عنقریب دیگر امرا اور راجگان ہند کی سرپرستی کی عزت بھی حاصل ہوتی جائے گی۔ کیونکہ لوکل کمیٹی کی تجویز کے مطابق تعلقداران اودھ اور اکثر امرائے ہند کی خدمت میں وفود بھیجے جانے والے ہیں۔ یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ قریب قریب تمام نامی اطبائے لکھنؤ اور یہاں کے تمام مشہور و معروف ویدوں نے کانفرنس کے استقبال کو ذوق و شوق سے قبول فرمایا ہے۔ اور سب اس کی کامیابی اور استقبال کے لئے دل و جان سے سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے ہمیں یقین کامل ہے کہ لکھنؤ کی طبی کانفرنس نہائت کامیاب اور مفید ثابت ہوگی۔ اور پہلی کانفرنس سے زیادہ باشان و شوکت ہوگی۔ لہذا جملہ امرائے ہندوستان

اس سے کہ ہندو ہوں یا مسلمان اور خاصۃً ہندوستان کے تمام طبیبوں اور ویدوں سے التجا ہے۔ کہ کانفرنس میں شریک ہوکے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ اور اس ملکی خدمت میں جو دراصل خود اپنی اور اپنے علم وفن کی سچی خدمت ہے۔ ہمارے ساتھ شریک ہوں۔ ڈیلیگیشوں کی مہمانداری اور اُن کے ٹھہرنے کے انتظامات سے بہت جلد اطلاع دیجائیگی۔ مگر اس موقع پر اتنا عرض کردینا ضروری ہے۔ کہ اطباء اور ملک کے صاحب رائے حضرات میں سے جو صاحب کسی تجویز کو رزولیوشن کی حیثیت سے آئندہ کانفرنس میں پیش فرمانا چاہتے ہوں۔ تحریر فرماکے سکرٹری لوکل کمیٹی آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے پاس آخر ستمبر ۱۹۱۱ء تک ارسال فرمائیں۔ کیونکہ جو تجویزیں اس زمانہ کے بعد آئینگی۔ ممکن ہے کہ ان کے پیش کرنے کے لئے موقعہ نہ مل سکے۔

خادم الاطباء

حکیم محمد عبد القوی

اسسٹنٹ سکرٹری لوکل کمیٹی آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس۔ جھوائی ٹولہ۔ لکھنئو

یکم جون ۱۹۱۱ء

مُفت

مَیں نے اپنا لیکچر کفارہ سرکاری درسی کتابوں کے طرز خط اور تقطیع پر ایک ہزار چھپوایا ہے۔ تاکہ عیسائی صاحبان کے درمیان مُفت تقسیم کیا جائے۔ عیسائی صاحبان کے بہت سے ایڈریس ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ اور ہم یہاں سے براہ راست روانہ کردیں گے۔ اور کچھ جلدیں مختلف شہروں کے احمدی احباب کو روانہ کی گئی ہیں۔ تاکہ وہ وہاں کے دیسی عیسائیوں میں تقسیم کردیں۔ ان کے علاوہ جو شخص منگوانا چاہیں۔ عیسائی یا غیر عیسائی اُن کی طرف سے صرف کارڈ آنے پر بذریعہ پیڈ پیکٹ روانہ کیا جائیگا۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ

ایڈیٹر بدر

قادیان دارالامان

جمعہ کی تعطیل کیلئے کوشش کرو۔

الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں جمعہ کی تعطیل کیلئے ایک مختصر سا نوٹ لکھا گیا تھا۔ افسوس ہے۔ وہ اخبارات جو مسلمانوں کے اخبارات کہلاتے ہیں۔ اس ضروری سوال پر ایسے خاموش ہیں۔ کہ گویا نہیں کسی ایسے کام کی تائید کرنا ہے۔ جو ان کے مذہب و ملت میں (نعوذ باللہ) حرام ہے۔ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کا اور کیا ثبوت ہوگا۔ مسلمان اخبارات ہندوؤں کی تحریکوں پر تو بہت جلد اعتراض کرنے کو آمادہ ہوجاتے ہیں۔ اور اُن کے بُرے نتائج پبلک میں پیش کرنے کو بڑا زور لگاتے ہیں۔ مگر جو بات اپنی قوم کے لئے ضروری ہو اور اس سے شوکت اسلام ظاہر ہو۔ اس کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں۔ پیسہ اخبار وغیرہ میں حفاظت گئو کے میموریل پر تو متعدد آرٹیکل نکلے۔ مگر جمعہ کی تعطیل کے متعلق ایک کالم کا مضمون لکھنا بھی مشکل ہوگیا۔ مسلم پریس کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیا عجب وہ اب بھی ہوش میں آجاویں۔

جمعہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے اور جمعہ کی نماز مسلمانوں کے لئے فرض ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہر قوم کو مذہبی آزادی دی ہے۔ اور ان کے مذہبی معابد کو اگر وہ گورنمنٹ کے قبضہ میں تھے۔ واگذار کرکے اپنے عدل و انصاف کی داد دی ہے۔ ایسی فیاض اور وسیع الخیال گورنمنٹ کے حضور اگر ہم اپنی مذہبی ضرورت کو پیش کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے شرف قبولیت حاصل نہ ہو۔ اس لئے مسلمانوں کو متفق ہوکر ایک میموریل گورنمنٹ ہند کے حضور بھیجنا چاہئے کہ جمعہ کی تعطیل ان کے لئے منظور کی جاوے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب سے مسلمان اس ملک میں آئے ہیں۔ اسی وقت سے جمعہ کی تعطیل جاری رہی ہے۔ اور اس کا رواج اور آثار باقیہ اب تک بھی پائے جاتے ہیں کہ ابتک بھی بعض ریاستوں میں باوجود ہندو قوم کے جمعہ کی تعطیل کا رواج رہا ہے۔ اتوار کی تعطیل سے مذہبی رنگ میں عیسائی اور ہندو یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اپنی مذہبی مراسم جو سبت سے متعلق ہیں اس دن ادا کرتے ہیں۔ مگر مسلمان اپنے ایک عظیم الشان مذہبی فرض سے اس لئے قاصر رہتے ہیں کہ انہیں اس دن رخصت نہیں ہوتی۔ ہزار ہا۔ لاکھوں مسلمان جو گورنمنٹ کے دفاتر اور دوسرے محکمہ جات اور کارخانہ جات میں ملازم ہیں وہ ایک ایسے فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں جس کے ادا نہ کرنے سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ گورنمنٹ ہند کو اپنی اس مذہبی

مذہبی ضرورت

سے آگاہ کریں اور ادب سے اپنے حق کا مطالبہ کریں۔ اس وقت جبکہ دوسری قومیں اپنے دنیوی حقوق کے لئے جد و جہد کررہی ہیں اور جائز و ناجائز درخواستوں کے پیش کرنے میں مضائقہ نہیں کرتی ہیں۔ نہ کیسی کم ہمتی اور غفلت کی دلیل ہے۔ کہ ہم ایک مذہبی فرض کے ادا کرنے کے لئے گورنمنٹ سے جائز استمداد نہ کریں۔ اگر دوسرے مسلمان اس وقت خاموش ہیں۔ تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے سردست

ایک میموریل جمعہ کی تعطیل کے لیے

جانا چاہئے اور دوسرے لوگوں کو جو تعطیل جمعہ کے حامی ہیں۔ ان سے دستخط لئے جاویں۔ مختلف انجمنوں کے پاس ایک کھلا مراسلہ بھیجا جاوے۔ کہ وہ اپنے ہاں سے تائیدی رزولیوشن پاس کرکے بھیجیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں کہ مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ جو گورنمنٹ کے ملازموں کی صورت میں ہے۔

اپنے مذہبی فرض سے قاصر ہے۔

مسلمانوں میں اگر مذہبی غیرت اور حرارت مفقود نہیں ہوگئی تو وہ جمعہ کی تعطیل حاصل کرنے کے لئے اس وقت ادب و انکسار سے درخواست کرنے میں غفلت نہ کریں۔ عید میلاد جو ایک بدعت ہے۔ اس کے لئے تو اس قدر کوشش کی گئی کہ زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ اور اپنے ساتھ چند مولویوں کو بھی ملا لیا گیا۔ اب ایک مذہبی فرض ترک ہو رہا ہے۔ اس کے لئے نہ ان لیڈروں کو جنبش ہوتی ہے۔

اور سارے علمایان دین متین کی رگ حمیت حرکت میں آئی ہے۔ اس سے بڑھ کر شرم کا مقام کیا ہوگا؟ میری سمجھ میں اس کی ایک اور وجہ بھی ہے اس کے بیان کرنے سے شاید ہمارے مخالف مسلمان ناراض ہو جائیں۔ مگر میں اس کے کہنے سے رک نہیں سکتا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بعض ناعاقبت اندیش ملا ہندوستان کو دار الحرب سمجھ کر جمعہ کے جواز ہی کے منکر ہیں۔ اگر مسلمان اس وقت اس تعطیل کے لئے کوشش کریں۔ تو یہ الزام بھی ان کے سر سے دور ہو جائے۔ ہندوستان دار الحرب نہیں ہے۔ یہاں ہمیں ہر طرح امن اور ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ پس اٹھو اور ہندوستان کے اس سرے سے دوسرے سرے تک کوشش کرو۔ اور ہر ایک اور ہر ایک حصہ ملک سے گورنمنٹ کے حضور میموریل بھجواؤ۔ کہ

جمعہ کی تعطیل ضرور ملنی چاہئے

اگر اس تعطیل کے لئے ہمیں کسی ایک یا دوسری تعطیل کو چھوڑنا پڑے۔ تب بھی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ مگر جمعہ کی تعطیل ضرور ملنی چاہئے۔

پندرہ سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کی تعطیل کے لئے کوشش کرنی چاہی تھی۔ مگر جو کام گورنمنٹ سے متعلق ہو۔ وہ مسلمانوں کی متفقہ کوشش کو چاہتا ہے۔ اس لئے اب پھر ہمیں اس تجدید کی حاجت ہے۔

اب وقت ہے۔ کہ ہم اپنے اس جائز مطالبہ کے لئے سعی کریں۔ اگر مسلمان اس کے لئے توجہ کریں اور ہر جگہ سے جمعہ کی تعطیل کے لئے میموریل بھجوائیں تو نہایت مفید ہوگا اور یہ کام ایک مجموعی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ کہ تمام انجمنیں متفقہ رزولیوشن پاس کر کے ہمارے پاس بھیج دیں تو یہاں سے ایک میموریل بھیجا جا سکتا ہے اور میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر دوسرے لوگ اس معاملہ میں غفلت بھی کریں۔ تو بھی ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس وقت ایک میموریل گورنمنٹ کے پاس تعطیل جمعہ کے متعلق بھیج دیں۔ تاکہ وہ کام جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کیا تھا۔ پورا ہو۔ دیکھنا چاہئے۔ دوسرے مسلمان اپنے فرض کو کہاں تک شناخت کرتے ہیں۔

مسلمان اخبارات عند اللہ سخت جوابدہ ہونگے۔ اور وہ قومی غفلت کے الزام کے نیچے ہونگے اگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ اس کے بعد اسلامی اخبارات میں تعطیل جمعہ کے متعلق مبسوط آرٹیکل شائع ہوں گے۔ اور مسلمانوں کی تمام انجمنیں اس مضمون پر نوٹس لیں گی اور لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کے دستخط ایسی درخواستوں پر ثبت کئے جاویں گے۔ گورنمنٹ کی مہربانی سے ہم متوقع ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت کرنے میں کوئی تامل نہ کرے گی!

درخواست دعا

خاکسار سید گلزار حسین احمدی عفی اللہ عنہٗ جو بہت دنوں سے بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا کی کرتا ہے۔ کہ مہربانی سے دعا بدرگاہ رب العالمین شافی مطلق کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ صحت بخشے! آمین!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

امۃ الحفیظ کی آمین

میری اور عزیزان بشیر احمد شریف احمد مبارکہ کی آمین بنانے کے بعد حضرت صاحب کا ارادہ تھا۔ کہ آئندہ آمین کا مصرعہ فسبحان الذی اوفی الامانی ہو۔ لیکن منشائے الٰہی کے ماتحت آپ تو اس کام کو نہ کر سکے اب امۃ الحفیظ میری چھوٹی ہمشیرہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف ختم کیا ہے۔ اس کے لئے میں نے یہ آمین تیار کی ہے اور حضرت صاحب کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے اسی مصرعہ کو مطلع آمین کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو بابرکت کرے۔ آمین!

مرزا محمود احمد

آمین

خدا سے چاہیئے ہے لو لگانی — کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی
وہی ہے راحت و آرام دل کا — اسی سے روح کو ہے شادمانی
وہی ہے چارۂ آلام ظاہر — وہی تسکین دہ دردِ نہانی
سپر بنتا ہے وہ ہر ناتواں کی — وہی کرتا ہے ان کی پاسبانی
بچاتا ہے ہر اک آفت سے اُن کو — ٹلاتا ہے بلائے ناگہانی
جسے اُس پاک سے رشتہ نہیں ہے — زمینی ہے نہیں ہے آسمانی
اُسی کو پا کے سب کچھ ہم نے پایا — کھلا ہے ہم پہ سب رازِ نہانی
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی — فسبحان الذی اوفی الامانی
ہمارے گھر میں اُس نے بھر دیا نور — ہر اک ظلمت کو ہم سے کر دیا دُور
ملا یا خاک میں سب دُشمنوں کو — کیا ہر مرحلہ میں اُن پہ منصور
حقیقت کھول دی اُن پہ ہماری — مگر تاریکیٔ دل سے ہیں مجبور
ہماری فتح و نُصرت دیکھ کر وہ — غم و رنج و مصیبت سے ہوئے چور
ہماری رات بھی ہے نور افشاں — ہماری صبح خوش ہے شام مسرور
خدا نے ہم کو وہ جلوہ دکھایا — جو موسیٰ کو دکھایا تھا سرِ طُور
ملے ہم کو وہ اُستاد و خلیفہ — کہ سارے کہہ اُٹھے نُورٌ علیٰ نُور
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی — فسبحان الذی اوفی الامانی
خدا کا اس قدر ہے ہم پہ احسان — کہ جس کو دیکھکر ہوں سخت حیران
نہیں معلوم کیا خدمت ہوئی تھی — کہ سکھلایا کلام پاک یزداں
ہزاروں ہیں کہ ہیں محروم اس سے — نظر سے جن کی ہے وہ نور پنہاں
جسے اُس نور سے حصہ نہیں ہے — نہیں زندوں میں ہے وہ ہم پہ یکساں
یہی دل کی تسلی کا ہے موجب — اسی سے ہو میسر دید جاناں
اسی میں مردہ دل کی زندگی ہے — یہی کرتا ہے ہر مشکل کو آساں
یہ ہے دُنیا میں کرتا رہنمائی — یہ عقبیٰ میں کریگا شاد و فرحاں
یہی ہر کامیابی کا ہے باعث — یہی کرتا ہے پورے دل کے ارماں

بڑھاتا ہے یہی اس دلربا سے
یہ نعمت ہم کو بے منت ملی ہے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
کلام اللہ میں سب کچھ بھرا ہے
یہی ہر پاک دل کی آرزو ہے
یہ جامع کیوں نہ ہو سب خوبیوں کا
مٹا دیتا ہے سب زنگوں کو دل سے
یہ ہے تسکین وہ عشاق مضطر
خضر اس کے سوا کوئی نہیں ہے
جو اس کی دید میں آتی ہے لذت
جو ہے اس سے الگ حق سے الگ ہے
یہ ہے بے عیب ہر نقص و کمی سے
ہمیں حاصل ہے اس سے دید جاناں
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
ہیں اس دنیا میں جتنے لوگ حق بیں
وہ دل سے مانتے ہیں اس کی خوبی
خدا نے فضل سے اپنے ہمیں بھی
حفیظہ جو مری چھوٹی بہن ہے
ہوئی جب ہفت سالہ تو خدا نے
کلام اللہ سب اس کو پڑھایا
زباں نے اس کو پڑھ کر پائی برکت
اکٹھے ہو رہے ہیں آج احباب
ہوئے چھوٹے بڑے سب ہیں آج شاداب
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
الٰہی جیسے یہ دولت عطا کی
ترے ہی گھر پلے ہم پانچوں بہن بھائی
تیری خدمت میں پلٹے جان و دل کو
رہیں ہم دور ہر بدکیش و بد سے
بنائیں دل کو گلزار حقیقت
شفا ہوں ہر مریض روح کی ہم
نہ زور و ظلم کے خوگر ہوں یارب
محبت تیری دل میں جاگزیں ہو
ہمارے کام سب تیرے لئے ہوں
رسول اللہ ہمارے پیشوا ہوں

یہی کرتا ہے زائل درد ہجراں
سکھایا ہے ہمیں مولیٰ نے قرآں
فسبحان الذی اوفی الامانی
یہ سب بیماریوں کی اک دوا ہے
یہی ہر متقی کا مدعا ہے
کہ اس کا بھیجنے والا خدا ہے
اسی سے قلب کو ملتی جلا ہے
مریضان محبت کو شفا ہے
یہی بھولے ہوؤں کا رہنما ہے
وہ سب دنیا کی خوشیوں سے سوا ہے
جو ہے اس سے جدا حق سے جدا ہے
کرے جو حرف گیری بے حیا ہے
کہ قرآں مظہر شان خدا ہے
فسبحان الذی اوفی الامانی
جنہیں سچائی سے کوئی نہیں کیں
وہ پاتے ہیں اسی میں دل کی تسکیں
کھلائے اس کے ہیں اثمار شیریں
نہ اب تک وہ ہوئی تھی اس میں رنگیں
پنہایا اس کو بھی یہ تاج زریں
بنایا گلشن قرآں کا گلچیں
ہوئیں آنکھیں بھی اس سے نور آگیں
منائیں تاکہ مل کر رسم آمیں
نظر آتا نہیں کوئی بھی غمگیں
فسبحان الذی اوفی الامانی
ہمیں توفیق دے صدق و صفا کی
ہمیں طاقت عطا کر تو وفا کی
گھڑی جب چاہے آجائے قضا کی
رہے صحبت ہمیں اہل وفا کی
لگائیں شاخ زہد و اتقا کی
دوا بن جائیں درد لا دوا کی
نہ عادت ہم میں ہو جور و جفا کی
لگی ہو لو ہمیں یاد خدا کی
اطاعت ہو غرض ہر مدعا کی
ملے توفیق ان کی اقتدا کی

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
الٰہی تو ہمارا پاسباں ہو
ترے بن زندگی کا کچھ نہیں لطف
مصیبت میں ہمارا ہو مددگار
ہمیں اپنے لئے مخصوص کر لے
تجھے جس رہ سے لوگوں نے پایا
ہماری موت ہے فرقت میں تیری
ہمارا حافظ و ناصر ہو ہردم
کرے اس کی اگر تو آبپاشی
ذلیل و خوار و رسوا ہو جہاں میں
عبادت میں کٹیں دن رات اپنے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
ہماری اے خدا کر دے وہ تقدیر
وہ ہم میں قوت قدسی ہو پیدا
زباں مرہم بنے بیماروں کے حق میں
وہ جذبہ ہم میں پیدا ہو الٰہی
دلوں کی ظلمتوں کو دور کر دے
گناہوں سے بچا لے ہم کو یارب
خضر بن جائیں ان کے واسطے ہم
وہی بولیں جو دل میں ہو ہمارے
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
عطا کر جاہ و عزت دو جہاں میں
بنیں ہم بلبل بستان احمد
ہمارا گھر ہو مثل باغ جنت
ہماری نسل کو یارب بڑھا دے
ہماری بات میں برکت ہو ایسی
الٰہی نور تیرا جاگزیں ہو
غم و رنج و مصیبت سے بچا کر
بنیں ہم سب کے سب خدام احمد
عطا کر عمر و صحت ہم کو یارب
یہ ہوں میری دعائیں ساری مقبول
ترا وہ فضل نازل ہو الٰہی

فسبحان الذی اوفی الامانی
ہمیں ہر وقت تو راحت رساں ہو
ہمارے ساتھ تو پیارے ہر زماں ہو
ہمارے درد دل کا رازداں ہو
ہمارے دل میں آکر میہماں ہو
وہ راز معرفت ہم پر عیاں ہو
ہمیشہ ہم پہ تو جلوہ کناں ہو
ہمارے باغ کا تو باغباں ہو
تو پھر ممکن نہیں بیم خزاں ہو
جو حاسد ہو عدو ہو بدگماں ہو
ہمارا سر ہو تیرا آستاں ہو
فسبحان الذی اوفی الامانی
کہ جس کو دیکھ کر حیراں ہو تدبیر
جسے چھو دیں وہی ہو جائے اکسیر
مگر اعدا کو کاٹے مثل شمشیر
جو دشمن ہیں کریں ان کی بھی تسخیر
ہماری بات میں ایسی ہو تاثیر
نہ ہونے پائے کوئی ہم سے تقصیر
جو ہیں بھولے ہوئے رستہ سے رہگیر
خلاف فعل ہو اپنی نہ تقریر
فسبحان الذی اوفی الامانی
ہمیں عظمت دے پیارے آسماں میں
رہے برکت ہمارے آشیاں میں
ہو آبادی ہمیشہ اس مکاں میں
ہمیں پھیلا دے ہر کون و مکاں میں
کہ ڈالے روح مردہ استخواں میں
زباں میں دل میں سینہ میں دہاں میں
ہمیشہ رکھ ہمیں اپنی اماں میں
کلام اللہ پھیلائیں جہاں میں
ہمیں مت ڈال پیارے امتحاں میں
ملے عزت ہمیں دونوں جہاں میں
کہ ہو یہ شور ہر کون و مکاں میں

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فسبحان الذی اوفی الامانی

خواجہ صاحب اور پرکاش

خواجہ صاحب کے متعلق اخبار پرکاش میں ایک نوٹ چھاپا گیا ہے۔ جو پرکاش کے کسی پریمی نے لکھا ہے اس میں بحوالہ مسافر لکھا گیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے انجمن ہدایت الاسلام آگرہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر سوامی دیانند کو حضرت رامچندر اور مہاتما کرشن اور دنیا کے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک قابل تعظیم اور مکمل انسان قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ان کی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں۔ جیسے دوسرے انبیاء کی"۔ اس نوٹ سے پہلے راقم مضمون لکھتا ہے کہ ہم ان کی۔ رائے کو کل احمدی جماعت کی ذمہ وار رائے تصور کرتے ہیں یہ تو راقم مضمون کی غلطی ہے۔ احمدی جماعت ایک **امام** کے ماتحت ہے اور صرف **اسی کی آواز ایک ایسی آواز ہے جو قول فیصل** اور **کلام ناطق** کہلاتی ہے۔ باقی ہر شخص اپنی رائے کا آپ ذمہ وار ہے ہاں اگر کوئی ایسی رائے ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین کی کسی تحریری یا تقریری رائے کے خلاف نہ ہو۔ تو وہ خواجہ صاحب تو ایک معزز رکن ہمارے سلسلہ کے ہیں اگر کوئی گمنام آدمی بھی اُسے پیش کرے تو وہ سلسلہ کی رائے ہوگی۔ **ورنہ کبھی نہیں**۔

پھر اس کے بعد پرکاش کے پریمی کو معلوم ہونا چاہئے کہ خواجہ صاحب نے مسافر ہی کے ذریعہ اس غلط فہمی کو رفع کر دیا ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز سوامی دیانند صاحب کو کسی **مقدس نبی** کا ہمتا نہیں قرار دیا اور نہ وہ ایسے انسان کو کبھی نبی کہہ سکتے ہیں۔ جو خدا کے برگزیدہ مامورین اور راستبازوں کی توہین کرے۔ **مکمل انسان** سے میں نہیں سمجھتا پرکاش کے پریمی کی مراد کیا ہے؟ کیا یہ کہ مسئلہ ارتقاء کے موافق وہ ترقی کر کے انسان ہو گیا۔ یا یہ کہ اس میں کوئی انسانی نقص نہ تھا؟ میں سوامی صاحب کو مکمل انسان اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ وہ نوع انسان کی تمام جماعتوں اور طبقوں کے لئے اپنی زندگی میں عملی نمونہ نہیں رکھتے اور اسی سوال کو بارہا آریہ صاحبان سے پوچھا گیا ہے جس کا جواب ان کے پاس نہیں۔ احمدی قوم نے سوامی دیانند صاحب کے متعلق اپنی رائے کو تبدیل نہیں کیا ہے اور نہ اسے ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ سوامی صاحب کے متعلق لکھ دیا ہے ہم اسے **قول فیصل** سمجھتے ہیں اور یہ خواجہ صاحب پر اتہام ہے کہ انہوں نے اسے تبدیل کر دیا۔ خواجہ صاحب جہاں تک مجھے ان کی اس تحریر سے جو انہوں نے مسافر کو بھیجی ہے پتہ لگتا ہے

دیانند جی کو نبی نہیں مان سکتے

اور نہ سوامی دیانند کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے۔ کہ وہ **مقدس انبیاء** کے زمرہ میں کھڑا ہو سکے۔ ہم سے نبیوں کا دشمن۔ خدا کا دشمن۔ ملائکہ کا دشمن جزا و سزا کا منکر سمجھتے ہیں۔ وہ تمام راستبازوں پر اعتراض کرتا ہے۔ اس لئے ایسا انسان ہمارے اعتقاد میں کسی تکریم کے قابل نہیں ہے۔ ہاں اس نے ہندو قوم میں بعض اصلاحیں کرنے کی تحریک کی ہے جیسے بت پرستی کو دور کرنا مگر پتھروں کی پوجا چھڑوا کر اس نے ذرہ ذرہ کو خدا بنا دیا اور صفات الٰہی کے مسئلہ ایسا دھندلا کیا کہ کچھ پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔

پھر ایسا انسان میری سمجھ میں کس تکریم کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہندو یا آریہ ان کی تکریم کریں۔ ہم برا نہیں مناتے۔ اور ہمیں ضرورت نہیں کہ خواہ نخواہ سوامی دیانند صاحب کا مضحکہ اڑائیں اس سے اسلام ہمیں روکتا ہے۔ اس نے راستبازوں کی ہتک کی ہے اس کا بدلا انہیں خدا کے حضور مل جاویگا۔ اور اگر یہ گالیاں جو کھنڈن کے سمولاس میں دی گئی ہیں۔ انہوں نے تالیف نہیں کی ہیں جیسا کہ **دھرمپال** کی تازہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے تو پھر اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ پھر بھی اس کی زندگی ہمارے لئے ہادی نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ پرکاش کے پریمی کے لئے اس قدر بیان تسلی کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ منتظر رہے کہ خواجہ صاحب کوئی مکمل مضمون **سوامی دیانند** کے متعلق لکھیں گے اس وقت ان کی اصل اور مکمل رائے معلوم ہو جاوے گی۔

مختصر نوٹ

وحید الزمان اور اہل حدیث

وحید الزمان دکنی کی تجویز اتفاق بین المسلمین

پر سب سے پہلے **الحکم** نے نوٹس لیا تھا۔ اور اس معقول خلاف اسلام تجویز پر نفرین کی تھی خدا کا شکر ہے۔ کہ اب فرقہ اہلحدیث میں اس بیہودہ تجویز کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ اور اسے نہایت غلط اور دور از دانش قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ نتیجہ ہے خدا تعالیٰ کے مامور کی ہتک کا۔ جو اس نے بخاری کے ترجمے میں خوا

نخواہ کی ہے۔ اور صداقت ہے

انی مھین من اراد اھانتک کی۔

کثرت رائے کا مسئلہ مغرب میں طے ہوگیا

مجلسوں اور کمیٹیوں میں پیش آمدہ معاملات

پر آجتک کثرت رائے پر علی العموم فیصلہ ہوتے ہیں گو حق کے لئے کثرت رائے کی ضرورت نہیں حق گو اگر ایک بھی ہو۔ اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔ اور اس کے مقابل ایک کروڑ بھی ہو۔ تو ایک کروڑ کی بات قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔ مگر یورپی تمدن اور طریق عمل نے کثرت رائے کو مقدم کر لیا ہے۔ حال میں کارونیشن قیصر ہند کی تقریب پر ایک عجیب فیصلہ ہوا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں نے ایک جلسہ اس غرض کے لئے کیا تھا۔ کہ کیا ہمیں جشن تاجپوشی میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں مسٹر ریڈ منڈ نے کہا۔ کہ اگر سرکاری طور پر جشن تاجپوشی میں حصہ لیں گے تو سیلف گورنمنٹ کے لئے مفید ہوگا۔ اس پر مباحثہ ہوا اور ۳۴ ممبروں کی رائے شمولیت کی تھی ۲۹ مخالف تھے۔ قاعدے کے موافق کثرت رائے پر اگر فیصلہ ہوتا۔ تو شمولیت کا رزولیوشن پاس ہوتا۔ مگر چونکہ یہ سمجھا گیا کہ اگر ہم شامل ہوئے اور محض کثرت رائے کی قدر کی گئی تو جماعت میں نااتفاقی ہو جائیگی۔ اس لئے آخری فیصلہ ہوا کہ **شامل نہ ہونا ہی اچھا** ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں کا یہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے جو **قومی تفریق** محض کثرت و قلت رائے کی وجہ پیدا کر لیتے ہیں۔ نہایت غور کے قابل ہے ہماری ملکی کمیٹیاں اور مجلسیں کیا عجب اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ایک احمدی مدرس پر سازشی حملہ

اگرچہ ہمارے مخالف وہ آریہ ہوں یا مسلمان

جب کبھی موقعہ پاتے ہیں۔ احمدیوں کو ہر طرح سے دکھ دینے کا جب موقعہ پاتے ہیں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ مگر سرالہ سے ایک احمدی مدرس عجیب طریق پر سازش کا شکار کیا گیا ہے۔ وہ نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ **افسران سر رشتہ تعلیم** اس پر توجہ کریں منشی محمد سلیمان نائب مدرس سرالہ جو قریباً چالیس سالہ شریف آدمی ہے وہ اکیلا **احمدی** وہاں ہے۔ اس پر ایک شرمناک الزام ایک مدرسہ سے تعلق رکھنے کا لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ابتلا بہت بڑا ابتلا ہے مگر میں سر رشتہ تعلیم کے ذمہ وار عہدہ داروں سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ وہ احمدی

ہمارے اسلامیہ سکول اور انٹرینس کا نتیجہ

امتحان انٹرینس کا نتیجہ نکل آیا اور پاس ہونے والے امیدواروں کی اوسط فیصدی ۴۶ رہی۔ اسلامیہ سکولوں کا نتیجہ آریہ سکولوں کے مقابلہ میں نہائت مایوسی بخش اور افسوسناک ہے۔

صرف لاہور کے دیانند ہائی سکول کے ۹۲ طلباء میں سے ۷۱ کامیاب ہوئے۔ اور ۲۱ زیر تجویز۔ بالمقابل اس کے لاہور ہی کے اسلامیہ سکول میں ۹۲ طلباء میں سے صرف ۲۲ پاس ہوئے۔ جو گویا اُلٹی نسبت ہے۔ دیانند سکول پنجاب بھر میں نتیجہ کے لحاظ سے اول رہا۔ پنجاب بھر میں اول رہنے والا طالب علم اسی سکول کا فرزند ہے اور سوم اور پنجم بھی اسی سکول کے۔ لاہور ڈویژن کے سات وظائف میں سے ۶۔ اس سکول نے حاصل کئے۔ ۲۵۔ طالب علم اول ڈویژن میں اور ۴۲ دوم میں اور ۴ سوم میں پاس ہوئے۔ یہ نتائج فی الحقیقت ہندو قوم کے لئے فخر اور ناز کے قابل ہیں۔

ہمارے اسلامیہ سکولوں کے نتائج شرم دلانے والے ہیں۔ خصوصاً لاہور کی انجمن حمایت اسلام کا نتیجہ بالکل ردی ہے۔ امرتسر کا اسلامیہ سکول نسبتاً اچھا کام کر رہا ہے۔ مگر وہاں کا ہیڈ ماسٹر انگریز ہے۔ اخبار ہندوستان نے انٹرینس کے نتائج پہ جو غیرت مسلمانوں کو دلائی ہے۔ وہ اس کے لئے برسرحق ہے۔ اس نے واقعات سے بتایا ہے۔ کہ جہاں ہندو استاد تعلیم دیتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان طلباء کے نتائج اچھے ہیں۔ جہاں خالص مسلمان استاد ہیں۔ اُس جگہ کے نتائج تسلی بخش نہیں۔

یہ امر مسلمان ہیڈ ماسٹروں اور استادوں کیلئے شرم دلانے والا ہے کہ وہ **قومی کام** کرنے کا احسان الگ قوم پر رکھتے ہیں۔ اور تنخواہیں بھی معقول لیتے ہیں۔ اور اس پر نتائج ایسے ردی اور بُرے۔

پنجاب کے اسلامیہ سکولوں میں ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ اگر میں غلطی نہیں کرتا

خدا کے فضل سے سب سے اول ہے

کیونکہ **۲۶** طلباء میں ۱۵ کامیاب ہوئے ہیں۔ والحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس لحاظ سے ہمارے لئے یہ امر کچھ کم مسرت بخش نہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان قومی سکولوں میں اپنی تربیت اور مذہبی پابندی کے ساتھ تعلیمی نتائج میں اول رہا ہے اور یہ پہلا موقعہ نہیں بلکہ تعلیم الاسلام کے نتائج اس سے پہلے بھی تسلی بخش اور ممتاز رہے ہیں۔

اور اگر ہمارے اساتذہ نے توجہ کی اور محنت اور سرگرمی کے ساتھ دعاؤں سے کام لیتے رہے۔ تو یہ امید کرنا خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ دیانند سکول کا مقابلہ اگر صوبہ بھر میں کریگا تو

قادیان کا تعلیم الاسلام ہی کریگا

خدا کرے ایسا ہو۔

ہاں یہ بالکل درست ہے کہ دیانند سکول میں کام کرنے والوں کا **ایثار اور اخلاص** ابھی تک بے نظیر ہے اور میں اس سکول کی کامیابی کو اسی صدق اور اخلاص کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ جہاں گریجویٹ بی ٹی ہیڈ ماسٹر صرف گذارہ قلیلہ پر کام کرتا ہے ہمیں ابھی ایسے بیکدل بزرگوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی محنت اور جفاکشی کے ساتھ **قومی فنڈ** پر بھی احسان کرنے والے ہوں

بہرحال تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ پنجاب بھر کے اسلامی سکولوں کے لئے ایک نظیر ہوگا۔ میں تعلیم الاسلام کے نتیجہ کو ایک اور پہلو سے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کا وہی سنہری پہلو ہے جو

قوم کے سامنے پیش ہونا چاہئے

اور وہ اس کی **عربی تعلیم** ہے۔ اگر کوئی اسلامیہ سکول پنجاب بھر میں سب سے زیادہ طالب علم پاس کرائے اور عربی کی تعلیم نہ ہو تو وہ **سمجھو** کہ نئے آرزو کا معاملہ ہے تعلیم الاسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ

وہ عربی کی تعلیم بھی دیتا ہے

دوسرے مدارس میں بھی غالباً عربی پڑھائی جاتی ہوگی مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے امتحان انٹرینس میں ۲۶ میں سے ۱۷ طالب علموں نے عربی بطور لازمی مضمون کے لی تھی اور ۳ نے اختیاری۔ گویا ۲۰ طالب علم عربی کے امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے ۱۶ پاس ہوئے۔

عربی کے لازمی مضمون میں ۳ فیل ہوئے۔ مگر وہ صرف عربی میں نہیں بلکہ دوسرے مضامین میں بھی فیل ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عربی کے لئے صرف ہفتہ میں ۶ **پیریڈ** ہیں اور انگریزی کیلئے **۲۴** تو اس نتیجہ کو نہائت ہی قابل قدر اور لائق تعریف کہیں گے اور یہ مولوی غلام محمد صاحب کی محنت اور دلی توجہ کا نتیجہ ہے۔ ہماری جماعت میں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو گویا

گودڑی میں لعل ہیں

انہیں میں سے ایک مولوی **غلام محمد** صاحب ہیں۔ جو اپنی درویشانہ سادہ وضع اور دینداری میں قابل تقلید ہیں۔ اور یہ اسی مدرسہ کے فیضیافتہ **فرزند** ہیں۔ تعلیم الاسلام اپنے ایسے بچوں پر انشاء اللہ

ہمیشہ ناز کریگا

مدرسہ تعلیم الاسلام کی یہ خصوصیت اسے اور بھی ممتاز بناتی ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ممتاز رہے۔

بالآخر اسلامی سکولوں کے افسوسناک نتائج امید ہے قوم کو متوجہ کریں گے اور ان بُرے نتائج کے لئے جو لوگ ذمہ دار ہیں وہ خدا سے ڈریں اور اپنی قوم کے بچوں کی عمروں کو ضائع نہ کریں۔

قادیان تعلیم الاسلام کے عمدہ نتائج کے لئے میں مدرسہ کے **اُستادوں کو مبارکباد** دیتا ہوں۔ اور یہ کہنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں میں سادگی۔ خودداری اور **قومی حمیت**۔ ایثار اور اخلاص کی **روح** اپنے نمونے سے پیدا کریں۔ میں اس کے ساتھ اگر یہ کہوں۔ کہ مولوی شیر علی صاحب قبلہ نے اپنے نمونہ سے جو **روح** اپنے شاگردوں میں پھونکی تھی اس کی اب بھی ضرورت ہے۔ تو یہ ہرگز بے موقع نہیں۔ مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ اپنی **دینداری۔ سادگی اور اخلاص** کا نمونہ ہیں۔ اور مولوی غلام محمد اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے اس مدرسہ میں ابتک بھی ان کے نمونہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **فی الجملہ** مدرسہ کے اُستاد قابل مبارکباد ہیں۔ کہ ان کا سکول پنجاب کے دوسرے اسلامی سکولوں میں **ممتاز** رہا۔ خدا کرے۔ وہ پنجاب میں بھی **ممتاز** ہو۔ آمین۔

ایڈیٹر الحکم کا سفر سوئے مصر و بلادِ اسلامیہ

الحکم کے ناظرین یہ سن کر غالباً خوش ہونگے۔ کہ ان کا خادم پندرہ سال کی لگاتار دماغی خدمت کے بعد بلادِ اسلامیہ اور مصر میں جانے کا عازم ہوا ہے۔ یہ سفر تفریح اور دماغی آرام کے لئے نہیں اختیار کیا گیا۔ بلکہ اس سفر کی غرض اور مقصود عربی زبان کی تحصیل اور تکمیل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو کمیشن نصیبین بھیجنا تجویز فرمایا تھا اور جس کے لئے جلسۃ الوداع کیا تھا۔ اس کے متعلق تحقیقات اور تفتیش کا کام بھی ایڈیٹر الحکم نے مدنظر رکھا ہے۔ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے ہوں گے۔

اس سفر بلادِ اسلامیہ و مصر کا ارادہ ایڈیٹر الحکم کے دل میں اس وقت سے مخفی تھا جبکہ عربی رسالہ البشریٰ کا اعلان کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی اس کے متعلق سفر لاہور سے پہلے عرض کر دیا گیا تھا حضرت نے پسند فرمایا تھا۔ مگر واپسی لاہور پر اس کے متعلق اجازت معلق تھی۔ خدا کی شان کہ سفر لاہور سفر آخرت تھا اور میری درخواست پر علم الٰہی میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی کے ہاتھ سے حکم لکھا جانا مقدر تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضی نے بعض شرائط سے مشروط مجھے اجازت دی ہے اور میں آج سے اس فکر میں ہوں کہ ان مشکلات کو حل کرنے کی خدا کے فضل سے توفیق چاہوں (۱) کارخانہ الحکم کے متعلق جو دیون (قرضے) ہیں ان کا طے کرنا (۲) غیر حاضری میں الحکم کے اجرا کا کوئی باضابطہ انتظام (۳) اہل و عیال کی خبر گیری اور بالآخر تہیہ سفر۔

ان امور کے متعلق میں ناظرین الحکم سے مشورہ چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ الحکم کی دلچسپی اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سفر سے بڑھ جائیگی۔ سر دست مجھے کسی ایسے مخلص اور ہمدرد کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی خدمات میری غیر حاضری میں الحکم کو دے۔ سفر کے اخراجات کا بوجھ انشاء اللہ العزیز کسی انجمن کے سر پر نہ ہوگا۔ بلکہ محض خدا کے فضل پر یہ سفر شروع ہوگا۔ الحکم کے چند خاص مخلص سرپرست ہیں ... ... اور وہ ایڈیٹر الحکم کے دوستانہ نہیں مربیانہ امداد کے لئے کوئی دریغ نہیں کرتے ایسا ہی چند احمدی احباب بھی ہیں کہ انشاء اللہ وہ اس کا ہاتھ بٹائیں گے۔ بہرحال اخراجات سفر کے لئے جو سبیل اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگی اور محض یہ روک میرے اس سفر کے لئے نہیں ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل کا امیدوار ہوں۔ سب سے پہلے میں اس آواز کو سننے کے لئے ہمہ گوش ہوں۔ جو الحکم کی خدمت اپنے ذمہ لے۔ ایڈیٹر الحکم کا یہ سفر انشاء اللہ العزیز اس کے دوستوں۔ دشمنوں کو خوش کرنے والا ہوگا۔ اور الحکم میں دلچسپی کا سامان پیدا کر دیگا۔ دوست اس نیک کام کی وجہ سے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے خوش ہوں گے۔ دشمن کچھ عرصہ تک اس کی غیر حاضری کو غنیمت سمجھیں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے ان کی شخصیت اور ذات سے مجھے دشمنی نہیں واللہ علی ما اقول شہید بہرحال میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کی رضا کے لئے اور اس کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے اس سفر کا عزم کیا ہے۔

اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے **الہامات مرزا** کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل سے میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ جو پریس میں جا رہا ہے۔ اس لئے کہ وہ میری منت ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح رضی کی صحت کے لئے مانی گئی تھی احباب دعا کریں کہ میں جلد اس سے فارغ ہو جاؤں اور دوسرے امور جن کا مختصر ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ان کے سرانجام پانے کے لئے بھی مخلص احباب دعا سے میری مدد کریں اس مختصر ذکر کے بعد غالباً ناظرین یہ سننے کے مشتاق ہونگے کہ یہ مبارک سفر کب شروع ہوگا؟ اس کیلئے میں دو تین ہفتہ کے اندر اعلان کر سکونگا و باللہ التوفیق میرا پروگرام اور کام کرنے کی سکیم کیا ہوگی۔ یہ امور انشاء اللہ العزیز ایک مختصر سے رسالہ کے ذریعہ شائع کرنے کا ارادہ ہے جو

وداعِ وطن

کے نام سے لکھنا چاہتا ہوں۔ بالآخر ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی کے فضل سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ نعم المولیٰ و نعم النصیر

سفر مصر کے متعلق اگر احباب کچھ دریافت کریں۔ تو وہ اس خط کی پیشانی پر لفظ "سفر مصر" لکھ دیں۔

احباب کی دعاؤں کا خواستگار دلی
یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان
(عازم مصر و بلاد اسلامیہ)

لنڈن کا دربار تاجپوشی

جسطرح سے سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ کی مسجد "ایا صوفیہ" میں تیغ عثمانی زیب کمر کرتے ہیں۔ اسی طرح شاہان انگلستان کی تاجپوشی لنڈن کے مشہور و معروف شاہی گرجا یعنی "ایسٹ منسٹر ایبے" میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ہز میجسٹی کنگ امپرر جارج خامس و کوئن امپریس میری کی تاجپوشی کی شاندار رسم ۲۲ جون ۱۹۱۱ء بروز جمعرات ادا ہوئی۔ جس کی مفصل کیفیت یہ ہے۔

شاہ و ملکہ انگلستان گرجا کے مغربی دروازہ سے شاہی جلوس کے ہمراہ داخل ہوئے۔ شاہی داخلہ پر ایک گت سلامی کی باجہ نے بجائی۔ شاہ و ملکہ نے شاہی تخت کے آگے سجدہ کیا اور نماز ادا کر کے شاہی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اس کے بعد آرچ بشپ مع لارڈ چانسلر۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین لارڈ ہائی کانسٹیبل ارشل مارشل نے تھیٹر کے تین طرف طواف کیا۔ تینوں جانب وہ لوگ جمع ہوئے جنہیں شاہی تاجپوشی دیکھنے کا موقع دیا گیا ہے۔

آرچ بشپ نے بآواز بلند رعایا سے مخاطب ہو کے کہا۔

صاحبو! میں آپ کے روبرو۔ آپکے کنگ جارج کو پیش کرتا ہوں جو اس سلطنت عظمیٰ کے حقیقی تاجدار ہیں۔

بادشاہ سلامت تینوں جانب اپنی کرسی کے قریب کھڑے ہو کے اپنی رعایا کی طرف مخاطب ہوئے۔

آپ لوگ آج یہاں اپنے بادشاہ کو سلام کرنے اور اظہار اطاعت کے لئے جمع ہوئے ہیں کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں۔

رعایا بڑے جوش و خروش سے پکاری۔

"خداوند کنگ جارج کو سلامت رکھے"

اس کے بعد ترہی بجائی گئی۔

بڑے بڑے پادری انجیل و مقدس و دیگر مقدس کتب کو اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے قربانگاہ پر چڑھا ہیں۔ اس کے بعد امرائے انگلستان شاہی لباس و جواہرات وغیرہ اٹھا کے لائے ہر ایک شخص نے اپنا اپنا بوجھ آرچ بشپ کے حوالے کیا۔ ڈین آف ویسٹ منسٹر ہر ایک چیز کو قربانگاہ پر لائے اس کے بعد پادری اکٹھے ہوئے۔ مذہبی راگ گائے گئے۔ راگ کے بعد نہ گئے میرے خداوند میری آواز سن۔ میرے ہاتھ اٹھانے کو شام کی قربانی سمجھ۔

آرچ بشپ نے دوسری دعا شروع کی۔

"خداوند ہمارے ساتھ ہو

"جواب تیری روح کی مدد سے ہم تیری درگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ اے خداوند تو جو اپنی قدرت سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور محبت سے ان پر حکومت کرتا ہے۔

اپنے اس خادم جارج۔ ہمارے بادشاہ کو نور عقل اور حکومت کی قابلیت عطا۔ کہ وہ سچے دل سے تیری جانثاری اور فرمانبرداری کرے اور کمال عقل و دانش سے اپنے ملک پر حکومت کرے۔

اس کے زمانہ میں تیرا "چرچ" اور تیری رعایا دونوں سلامت رہیں۔ اور روز افزوں ترقی حاصل کریں اور اس دنیا میں اپنی حکومت کے دن نیکی اور استقلال سے پورے کر کے تیری غیر فانی سلطنت میں تیری رحمت سے داخل ہو۔ خداوند یسوع مسیح جو آسمان پر تیرے ہمراہ تخت نشین ہے اور روح مقدس ہمارے بادشاہ کی مدد کریں۔ آمین!

شاہی تخت کے دائیں جانب بشپ آف ڈرہم اور وہ لارڈ کھڑے ہوئے جن کے پاس تلواریں تھیں۔ بائیں جانب بشپ آف باتھ آینڈ ویلز تھے اور وزیر اعظم۔

ملک کے پادری دونوں ان کے برابر دائیں بائیں کھڑے تھے۔ قربانگاہ کی جانب شمال۔ آرچ بشپ بیٹھے تھے۔ آپ کی کرسی سرخ مخمل کی تھی۔ آپکے قریب دیگر پادری درجہ بدرجہ بیٹھے تھے

تھوڑی دیر بعد آرچ بشپ نے کنگ کے قریب آ کے شاہی حلفنامہ جو ۱۶ر فروری ۱۹۱۱ء کو پارلیمنٹ میں بادشاہ سلامت کے روبرو پیش ہو چکا ہے۔ دوبارہ پیش کیا۔ اور اس طرح سوال جواب شروع ہوئے۔ آرچ بشپ "کیا یور میجسٹی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ کنگ "میں تیار ہوں۔

بشپ "کیا آپ حلفیہ اقرار کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ اس یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹین و آئرلینڈ و دیگر مقبوضات پر پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون سے حکومت کریں اور اُن کی پوری پابندی کریں۔ کنگ" میں حلفیہ ایسا کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔

بشپ "کیا آپ اپنے تمام احکام اور فیصلوں میں قانون انصاف اور رحم سے کام کرینگے۔ کنگ "میں ایسا ہی کرونگا۔

بشپ "کیا آپ حتی الامکان خداوند کے قانون قائم رکھیں گے۔ اور بائبل مقدس و اصلاح شدہ پروٹسٹنٹ" مذہب کے پیرو رہیں گے۔ اور چرچ آف انگلینڈ کی پوری عزت قائم رکھیں گے۔

کنگ ہاں میں ان سب باتوں کا اقرار کرتا ہوں۔

بادشاہ کھڑے ہو کے قربانگاہ کے قربان گاہ کے قریب گئے۔ اور ٹوپی سر سے اتار کے دائیں ہاتھ سے بائبل چھوئی اور زبان سے فرمایا "جن باتوں کا میں نے ابھی اقرار کیا ہے میں انہیں پورا کرونگا اور ان پر قائم رہوں گا۔ خداوند میری مدد کرے۔

بادشاہ نے پھر کتاب مقدس کو بوسہ دیا۔ اور حلفنامہ پر دستخط ثبت فرمائے۔

بادشاہ پھر اپنی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ آرچ بشپ گایا۔ اس کے بعد پھر یہ نماز ہوئی۔

اے خداوند۔ آسمانی باپ۔ تو تیل سے بادشاہوں پادریوں اور اپنے نبیوں کو پاک کرتا ہے اور اپنی قوم اسرائیل پر حکومت کرنی سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت کا دروازہ اپنے برگزیدہ بندہ جارج پر کھول۔ جسے ہم اس تیل سے مقدس کرتے ہیں۔ اور اس سلطنت کا بادشاہ بناتے ہیں۔

اے خدا اس میں پاک روح پھونک اور اپنی طاقت دے اس میں اپنا جلال۔ اپنی عقل اپنا رحم۔ روحانیت نیکی وغیرہ سے اسے ماسور کر۔ اس کے دل میں اپنا خوف قائم کر۔ اب اور ہمیشہ کے لئے۔

اس کے بعد قومی راگ گایا گیا۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے خداوند بادشاہ کی عمر دراز کرے۔ خداوند ہمارا بادشاہ ابدالآباد تک قائم رہے۔ آمین! آمین!

اس کے بعد کنگ جارج پہنے والد کنگ ایڈورڈ کی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ اور چار نائٹ اس وقت بادشاہ کے اوپر ایک سنہری شامیانہ تان کے کھڑے ہوئے۔

ڈین آف ویسٹ منسٹر تیل کی کپی اور چمچہ قربانگاہ سے اٹھا کے لائے۔ تھوڑا سا تیل چمچہ میں ڈال کے آرچ بشپ آف کنٹربری نے اول بادشاہ کی پیشانی پر یہ کہہ کے کراس بنایا جس طرح سارے بادشاہوں۔ عابدوں اور نبیوں کے

[illegible]

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجیے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجیے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ میلان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں۔ کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکار یں آنا۔ مستورات کی بیماریاں اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں

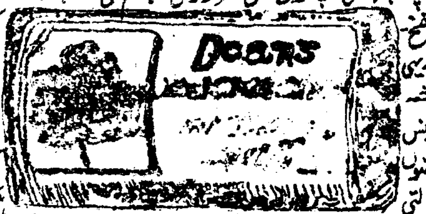

قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۴ر والی شیشی سے بجلتی ہیں۔ ۱۲ر والی شیشی ڈون پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر شست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے سر کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا اور دودھ خوش ذائقہ اور بشاش ہو جائیگا۔ جو استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ بڑی تندرستی دیتی ہے یا ذائقہ نہیں چھوڑ جاتا۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم قادیان

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ قیمت ۴ر

نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴ر

فیصلہ آسمانی ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن فی سپارہ قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ عمر

سات پارے قرآن شریف کے تیار ہیں۔ قیمت فی پارہ عمر

سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناول کے طور پر لکھا گیا۔ قیمت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴ر

ایضاً حصہ دوم ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۔۔ ۔۔ ۲ر

برہان الحق ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۳ر

محامد مسیح ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۳ر

خطبات کریمیہ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۴ر

تفسیر سورہ تبت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۳ر

نمونہ قرآن ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۳ر

قرآن مجید کا نیا اردو ترجمہ مسمّٰی بہ فتح الحمید

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں۔ وہ سب ایسے تھے۔ کہ بعض سے تو عوام بخوبی مستفید نہ ہو سکتے تھے۔ اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ مگر فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جس کے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور معنے خیز اور دلآویز ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہے۔ اسلئے وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اس ترجمہ کو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ قطع نظر کر کے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اس ترجمہ پر ایک طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے جہاں تک اس ترجمہ کو پڑھا ہے۔ میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں۔ اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے۔ اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمہ کی نسبت با اتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں۔ جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہئیں۔ جو جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں۔ وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ مشتاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ ہدیہ مجلد تین روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

بہ نشان ذیل طلب کیجئے:۔

نذیر محمد خان۔ شہر جالندھر۔ کوٹ اچھی (پنجاب)

اشتہار نور الابصار

بسوگند گفتن کہ عود مغزلی است ؛ چہ حاجت مشک خود ببوید کہ چیست

اس لئے مختصر عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ممیرا۔ اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھیے۔ ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ ممیرا قسم دوم قیمت فی تولہ (للعہ) سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ عہ مقرر ہے۔ غرباء کے لئے خاص رعایت ہوگی

المشتہر

محمد یسین اڈہ دانتہ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے، کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے مجھ جیسے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور اب تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شافی و مفید ہو۔ اسکی اسقدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے۔ جو اب تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ نسخہ روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ نامردی اور دیگر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جارج اکثر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اجابت نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر پایا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو جمع کر کے خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چالاک و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ حوادث زمانہ اگر بلائیں بھی ماریں سلو بھی بیٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں سلطنت کے سارٹیفکیٹوں اور روز بروز امتیاز زمانہ کے مدت سے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۳ روپیہ کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے احتیاطی یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل ہے صرف دوا ہی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا دوا ہی ہے۔ یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری سے بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات (۱۲ عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی ہے جو موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری اور بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزز طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے، کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول نمونہ منگواؤ پھر بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے بیشک اس مرض کے لیے یہ معجون تیار کی ہے جس کے پندرہ روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں و ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ طلائی طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو مفید پائیں گے قیمت ۶ ماشہ عہ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا قیمت فی بکس ۲

حکیم نصر اللہ حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

وارث
یہ کتاب ایک پردہ نشین خاتون نے
فن قابلہ کے متعلق اس قابلیت سے لکھی
ہے کہ کوئی لفظ فارسی یا انگریزی کا استعمال
نہیں کیا۔ اور تمام مطلب اردو میں ادا کر دیا ہے ہر گھر
میں اس کتاب کا موجود رہنا نہایت ضروری
ہے۔ قیمت مجلد ۸
نجیب ویلی گرلز سکول سے طلب
سرو

از منیجر الحکم قادیان
ضلع گورداسپور

الحکم

قادیان دارالامان

۷ و ۱۴ اگست ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

شرح قیمت چندہ ہر حال میں پیشگی

عوام سے ... ... ۳ ؎
خواص سے ... ... ۵ ؎
ہندوستان سے باہر ... ... ۶ ؎
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ... ... ۱ ؎ ۱۲

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اسی کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں
اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ہر ایک ازمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ
ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اس میں اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بڑی قیمتیں ہی ادا جاتی ہو کیونکہ
یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ ہی ہے
اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم سرپرست ہیں
اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو عطا فرما دی ہیں۔

نوٹ:- جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے
فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھیئے:- منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

تار کا پتہ:- میڈیسن دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے چھپ کر شائع ہوا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات اور سیرت

بقیہ ہفتہ گذشتہ

حضرت عمرؓ نے خلیفہ اول کے پاس عرض کی کہ مجھکو خلیفہ نہ بنائیں کسی اور کو بنادیں۔ کیونکہ مجھے خلافت کی ضرورت نہیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ بیشک تم کو خلافت کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر خلافت کو تمہاری اشد ضرورت ہے۔ اس لئے چپ چاپ یہ گرانبار بوجھ دوش پر اٹھالو۔

حضرت عمرؓ نے سر تسلیم خم کیا اور مصافحہ کر کے خلیفہ اول سے رخصت ہوئے ان کے جانے کے بعد خلیفہ اول نے نہائت تضرع اور درد کے ساتھ اللہ کے حضور دعا مانگی۔ کہ اے پروردگار میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ مجھکو خوف تھا کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ان میں فتنہ بپا ہوتا۔ میں نے جس شخص کو تمام صحابہ میں سے بہتر سمجھا اس کو میں نے خلیفہ نامزد کر دیا ہے کہ وہ تیری شریعت کو قائم رکھے اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرے اے میرے پروردگار تو اس کو نیک چلن خلیفہ اور رعایا کو اس کا تابع فرمان بنائے رکھ۔"

خلیفہ اول اس ضروری اور اہم کام سے فراغت حاصل کر کے بڑے مطمئن ہو گئے۔ لیکن کسی نے ان کو اطلاع دی کہ بعض لوگ ان کے اس فیصلہ پر راضی نہیں ہیں۔ چنانچہ جب حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف آپ کی مزاج پرسی کے لئے آئے۔ تو آپ نے شکائتاً کہا کہ تم لوگوں نے مجھ کو بیماری سے زیادہ تکلیف دے رکھی ہے۔ میں نے اپنے خیال میں جس شخص کو بہتر سمجھا اس کو تم پر خلیفہ مقرر کیا۔ مگر تم لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہو۔ اور خود خلافت کی خواہش رکھتے ہو۔ دیکھو تمہاری آنکھوں میں دنیا خوش دکھائی دے رہی ہے۔ تم دنیا کو پیار کرتے ہو۔ دنیاوی آرام راحت اور لذت کے تم گرویدہ ہو رہے ہو۔ تم آسائش کے سامان اور راحت کی اشیاء اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ تم کو کمبل پر سونا اور خاک پر بیٹھنا ناگوار گذرتا ہے۔ تم ریشمی بستروں کے خواہشمند ہو۔ اور نرم نرم گدیلوں کی آرزو رکھتے ہو۔ خدا کی قسم اگر کسی مسلمان کی یہ حالت ہو جائے تو اس کے لئے بہتر ہوگا۔ کہ وہ دنیاوی لذات میں پڑنے کے بجائے قتل کیا جائے۔ تم لوگ اسلام کے پہلے رہنما ہو۔ کیا تم کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ تم اپنے لئے دنیاوی راحت اور آسائش پسند کرو۔ میرے بھائیو۔ یہ نہائت ذلیل چیزیں ہیں۔ ان سے بچنے کی کوشش کرو۔

عبدالرحمٰنؓ کے دل پر اس تقریر نے از حد اثر کیا اور اس نے خلیفہ اول کو تسلی دی۔ کہ آپ نے جو کچھ کیا ہے۔ نہائت نیک نیتی سے مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے کیا ہے اور تمام مسلمان اس پر راضی ہیں۔ اگر شاذو نادر کوئی اپنے دل میں راضی نہ ہو۔ تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے وہ خود بخود راضی ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک کام کا اجر عظیم عطا فرماوے۔ اور آپ کے دل میں اس کام کے متعلق خوشی اور راحت بھر دے۔

خلیفہ اول کو یہ سن کر نہائت خوشی ہوئی۔ پھر آپ نے اپنے متعلق یہ وصیت کی کہ جب میں وفات پاؤں تو اسی وقت مجھ کو آنحضرت صلعم کے پہلو میں دفن کیا جائے اور غسل مجھ کو میری بی بی اسماء اور میرا بیٹا عبدالرحمٰن دیں۔ اس وصیت کے بعد آپ نے نہائت اطمینان کے ساتھ روز سہ شنبہ کی شام کو ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ ہجری میں اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کی۔ آپ کی وصیت کے بموجب اسی رات انہیں آنحضرت کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

طبری لکھتا ہے کہ خلیفہ اول کی وفات روز دوشنبہ جمادی الآخر ۱۳ھ ہجری میں ہوئی اور فتح دمشق کی تاریخ بھی یہی بیان کی گئی ہے اسی لحاظ سے بعض مورخوں نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ اول کی وفات اسی دن ہوئی۔ جس دن کہ قلعہ دمشق فتح ہوا تھا۔ بہرحال فتح دمشق خلیفہ اول کے عہد کا واقعہ ہے۔

خلیفہ اول کی عمر وفات کے وقت قریباً ۶۳ سال بیان کی گئی ہے آپ آنحضرت صلعم سے دو سال چند ماہ بعد پیدا ہوئے تھے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ آنحضرت صلعم کے بعد اتنی مدت یعنی دو سال چند ماہ زندہ رہے۔ اور آنحضرت صلعم کی عمر کے قریب پہنچکر آپ نے انتقال کیا۔

خلیفہ اول کی وفات پر تمام مدینہ میں کہرام مچ گیا اور صحابہ پر وہی حالت طاری ہوئی۔ جو آنحضرت صلعم کی وفات پر ہوئی تھی آپ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ کو سخت صدمہ پہنچا اور انہوں نے یہ فرمایا:۔

اے میرے پیارے باپ! اللہ تعالیٰ نے تیری نیک کوششیں قبول فرمائیں اور تجھکو دنیا اور آخرت میں سرخرو کیا۔ تو دنیا کو ذلیل اور آخرت کو عزیز سمجھتا تھا اسی وجہ سے تو دنیا سے پرہیز کرتا تھا۔ اور آخرت کو حاصل کرنے کی طرف مائل رہتا تھا۔ رسول اللہ صلعم کی وفات ہمارے لئے سخت مصیبت تھی۔ مگر تیری موت بھی ویسی ہی مصیبت ہے۔ ہمارے لئے یہ دوسرا جانکاہ حادثہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب میں وعدہ دیا گیا ہے کہ جو شخص مصائب میں صبر کرے اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرماویگا۔ اس لئے میں خدا سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت میں مجھ کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اے میرے باپ اگر میں تیری زندگی کی آرزو کروں تو فضول ہے۔ اور اگر تیری موت پر گریہ وزاری کروں تو وہ بے سود ہے اس لئے میں ان دونوں غیر مفید باتوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے تیرے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ تجھکو غریق رحمت کرے۔"

خلیفہ اول کی وفات کا صدمہ تمام صحابہ کے لئے یکساں تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اس صدمہ کو معمول سے زیادہ محسوس کیا۔ آپ نے جس وقت خبر سنی۔ اسی وقت روتے ہوئے خلیفہ اول کے مکان پر آئے۔ آپ کے آنسو بے اختیار جاری تھے۔ اور آپ درد بھرے دل کے ساتھ یہ کہتے جاتے تھے:۔

اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تجھ کو غریق رحمت کرے تو پہلے اسلام لانے والا تھا۔ تو بڑا راسخ الاعتقاد تھا۔ تیرا ایمان نہائت مضبوط تھا۔ تو سیر چشم تھا۔ تو اسلام کا سچا حامی تھا اور دلی ہمدرد تھا۔ تو نے رسول اللہ صلعم کی اس وقت تصدیق کی جبکہ لوگوں نے ان کی تکذیب کی۔ تو نے ان کی اس وقت امداد کی۔ جبکہ لوگوں نے ان کو دکھ دیا۔ تو نے ان کی اسوقت دلداری اور خبرداری کی۔ جب دوسروں نے ان کو تکلیف پر تکلیف دی۔ تیرا رویہ اور تیرے اخلاق بالکل رسول صلعم کے ساتھ مشابہ تھے۔ تیرا بدن نحیف تھا۔ مگر دین بڑا قوی تھا۔ تجھکو سب پر شرف حاصل تھا۔ تیرا دل شیر کی طرح تھا تو کسی مصیبت کے وقت نہیں جھجکا۔ تو کوہ وقار تھا۔ حوادث اور پریشانیوں کے جھونکے تجھکو ذرا جنبش نہ دے سکتے تھے۔ تیرے دلائل قوی ہوتے تھے۔ اور تیری رائے ہمیشہ صائب اور سلیم تھی۔ تو مسلمانوں میں جلیل القدر تھا۔ تجھکو کسی کے مال پر طمع نہ تھی۔ تو کوئی فضول خواہش نہیں کرتا تھا۔ اللہ کے نزدیک تیرا رتبہ بڑا بلند تھا۔ مگر مخلوق اللہ کے روبرو خاکسارانہ پیش آتا تھا۔ زبردست تیرے نزدیک قوی تھا جب تک کہ اس کا حق اس کو نہ مل جائے اور زبردست تیرے نزدیک ضعیف تھا جب تک کہ تو اس سے دوسرے کا حق نہ دلوا دے۔ ہم کو تیری موت کا سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس صدمہ کے معاوضہ میں ہم کو اجر عظیم عطا فرماوے۔ ہم کو گمراہی سے محفوظ رکھے اور تجھ کو اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔

ان کے بعد حضرت عمر آئے اور کہنے لگے "اے خلیفۃ الرسول تو نے قوم کا بوجھ ایک تھکے ہوئے شخص پر رکھدیا ہے۔ اور ان کا والی ایک درماندہ شخص کو مقرر کیا ہے۔ افسوس کہ تیرا ساتھی تجھ سے دور پڑ گیا۔ اور کیونکر وہ تجھ سے مل سکیگا۔"

حضرت ابوبکر صدیق کے تین بیٹے تھے ایک عبداللہ جو آپ کے عہد خلافت میں فوت ہو گیا تھا۔ دوسرا عبدالرحمٰن جو خالدؓ بن ولیدؓ کے ہمراہ شام کے معرکوں میں ایک جانباز اور شجاع سپاہی ثابت ہوا اور جو اس موقعہ پر شام سے واپس آگیا ہوا تھا تیسرا محمدؐ جس نے خلیفہ سوم اور خلیفہ چہارم کے عہدوں میں نمایاں حصہ لیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وصیت کر دی تھی کہ جو کچھ میرا اثاثہ باقی رہ جاوے۔ وہ سب کا سب میرے جانشین کو دیا جاوے۔ اور اسی پر عمل کیا گیا۔

آپؓ کی سیرت

حضرت ابوبکر صدیقؓ قریش کے ایک ممتاز قبیلہ بنی تیم سے تھے۔ اور آپ ساتویں پشت میں آنحضرتؐ کے ساتھ ملتے تھے۔ جیسے کہ صفحہ ۳۹ کے نوٹ میں ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کا پہلا نام عبدالکعبہ تھا۔ آپ ایک اچھے عالم۔ تاریخ دان اور بڑے زیرک اور معاملہ فہم تھے۔ آپ نامی تاجر اور بڑے مالدار آدمی تھے۔ مکہ کے روساء میں آپ کو بڑی عزت اور توقیر حاصل تھی اور ظہور اسلام کے وقت آپ مکہ کے چیف مجسٹریٹ تھے۔ اس وقت قریش کے قبائل میں سے حسب ذیل قبیلے بڑے ممتاز سمجھے جاتے تھے اور مکہ کی حکومت ان میں منقسم تھی یعنے (۱) بنی ہاشم (۲) بنی امیہ (۳) بنی نوفل (۴) بنی عبدالدار۔ (۵) بنی اسد (۶) بنی تیم۔ (۷) بنی مخزوم۔ (۸) بنی عدی (۹) بنی جمح۔ (۱۰) بنی سہم۔

(۱) حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت بنی ہاشم کے سپرد تھی۔ اور اس وقت بنی ہاشم میں سے پہلے عبدالمطلب۔ پھر ابی طالب اور پھر حضرت عباس اس خدمت پر مامور رہے اور وہ تمام قبائل قریش کے بڑے رئیس یعنی سید سمجھے جاتے تھے۔

(۲) بنی امیہ کی تفویض میں اہل مکہ کا جھنڈا رہتا تھا۔ جس کا نام عقاب تھا اور اس کا انتظام اس وقت ابوسفیان کے متعلق تھا۔ اور وہ تمام قبائل قریش کا کمانڈر انچیف سمجھا جاتا تھا۔

(۳) بنی نوفل قومی فنڈ (رفادہ) کے تحویلدار تھے۔ یہ فنڈ قریش کے غرباء اور مسافروں کی امداد اور خورد و نوش میں خرچ

کیا جاتا تھا۔ حرث بن عامر اس فنڈ کا افسر تھا۔

(۴) بنی عبدالدار میں سے عثمان بن طلحہ کے سپرد کعبہ پر غلاف چڑھانا اور اس کی حفاظت یعنی دربانی کا کام تھا۔

(۵) بنی اسد میں سے یزید بن زمعہ دارالندوہ (کمیٹی ہال) کا میر مجلس تھا۔

(۶) بنی تیم میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ دیوانی اور فوجداری کے چیف مجسٹریٹ یعنی عدالت العالیہ کے جج تھے۔

(۷) بنی مخزوم میں سے خالدؓ بن ولیدؓ کے متعلق سامان جنگ کی تیاری اور جنگ کے لئے نوبت بجانے کا کام تھا۔ وہ قبائل قریش کے محکمہ کمسریٹ و ٹرانسپورٹ کا اعلیٰ افسر تھا۔

(۸) بنی عدی میں سے حضرت عمر بن خطاب کے سپرد سفارت کا کام تھا۔ اور قبائل قریش کے اعلیٰ سفیر تھے۔

(۹) بنی جمح میں سے صفوان بن اُمیہ کے متعلق (ازلام) تیروں سے فال لینے کا فیصلہ صادر کرنے کا کام تھا۔

(۱۰) بنی سہم میں سے حارث بن قیس کے سپرد پبلک خزانہ کا انتظام تھا۔

باوجود اس کے کہ اخلاقی حالت ان دنوں بالعموم نہائت گری ہوئی تھی۔ مگر حضرت ابوبکرؓ اپنی سوسائٹی کے تمام عیوب سے بالکل پاک صاف تھے اور بڑے پاک دامن اور نیکوکار مشہور تھے۔ آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ محتاجوں کی دستگیری کرتے تھے مصیبت زدوں کی امداد کرتے اور ابنائے جنس کے ساتھ نہائت خلق اور احسان سے پیش آتے تھے۔

آپ کو آنحضرت صلعم کے ساتھ بچپن سے ہی اُنس تھا اور جب آنحضرت صلعم خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ شادی کرکے انہی کے مکان میں آ رہے تو حضرت ابوبکرؓ کو جو اسی محلہ میں رہتے تھے۔ آنحضرتؐ کے ساتھ نشست و برخاست کرنے کا پہلے سے زیادہ موقعہ ملتا رہا۔ شائد ہی کوئی دن خالی جاتا جس دن آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکرؓ میں ملاقات نہ ہوتی۔ یہ خالص محبت دن بدن ترقی کرتی گئی۔

جب آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنے رسول اللہ ہونے کی بشارت سنائی تو آپ نے بلا کسی ہچکچاہٹ اور تعجب آنحضرتؐ کی تصدیق کی۔ اور اسی وقت اُن پر ایمان لے آئے۔ بعض مورخ لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ابوبکرؓ صدیق تھے۔ مگر بعض لکھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں پھر حضرت علیؓ۔ پھر زیدؓ بن حارث جو آنحضرتؐ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اور اُن کے بعد حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے۔ بعض نے ان اقوال کی یوں تطبیق کی ہے کہ عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ لڑکوں میں سے حضرت علیؓ اور مردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ پہلے ایمان لائے۔ لیکن اُن اقوال کی اس سے زیادہ اچھی تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ حضرت خدیجہ۔ حضرت علی۔ اور زید بن حارث آنحضرتؐ کے گھر کے لوگ تھے۔ اس لئے گھر سے باہر جو شخص آنحضرتؐ پر سب سے پہلے ایمان لایا۔ وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ آنحضرتؐ نے آپ کا نام بجائے عبدالکعبہ کے عبداللہ رکھا۔ اور عتیق اور صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ نے صرف اپنے اسلام لانے پر ہی قناعت نہیں کی بلکہ اشاعت اسلام میں دل و جان سے کوشش شروع کی چنانچہ وہ پانچ آدمیوں کو قائل کرکے آنحضرتؐ کی خدمت میں لے گئے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ سعد بن ابی وقاص جس کی عمر اس وقت بمشکل سولہ سترہ سال کی تھی اور جو آنحضرت صلعم کی والدہ ماجدہ مرحومہ کا بھتیجا تھا۔

۲۔ زبیر بن عوام جو سعد سے کچھ کم عمر کا تھا۔ اور جو آنحضرتؐ کی پھوپھی کا بیٹا تھا۔

۳۔ طلحہ بن عبداللہ عمر میں زبیر کے برابر تھا اور حضرت ابوبکرؓ کا قریبی تھا۔

۴۔ حضرت عثمان بن عفان جو بنی اُمیہ قبیلہ سے تھے اور جن کی عمر اس وقت تیس سال سے اوپر اور چالیس سال سے کم تھی اور جو ماں کی طرف سے عبدالمطلب کے نواسے تھے۔ اور بڑے دولتمند تھے۔

۵۔ عبدالرحمن بن عوف جو عمر میں آنحضرتؐ سے دس سال چھوٹا تھا اور بڑا ذی وجاہت اور مالدار آدمی تھا۔ ابو عبیدہؓ بن جراح بھی عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ ہی ایمان لایا۔ اور یہ گروہ جو حضرت ابوبکرؓ کی سعی اور کوشش سے ایمان لایا۔ اسلامی تاریخ میں بڑا نامور اور ممتاز ثابت ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا اور کئی ایک غلاموں کو جو مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اپنے مشرک مالکوں کے ہاتھ سے سخت ایذائیں اٹھاتے تھے۔ خرید کر آزاد کر دیا۔ جن میں بلالؓ جو اسلامی جماعت کا موذن تھا عامرؓ بن فہیرہ جو حضرت ابوبکرؓ کا گلہ چرایا کرتا تھا۔ اور جس نے ہجرت نبویؐ کے وقت بڑی جانفشانی سے آنحضرت صلعم کی قابل قدر خدمت ادا کی تھی اور عبداللہؓ بن مسعود جو آنحضرتؐ کا جان نثار خدمت گزار تھا بڑے مشہور ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ تمام مصائب اور تکالیف میں آنحضرت صلعم کے رفیق رہے۔ آپ نے ایک لمحہ کے لئے بھی آنحضرتؐ کی مفارقت گوارا نہ کی۔ اور آخر آنحضرتؐ کے ساتھ ہی ہجرت کرکے مدینہ پہنچے تمام غزوات میں حضرت ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے باڈی گارڈ رہے اور دشمنوں سے آپ کی حفاظت کرتے تھے۔ جب کوئی دشمن موقعہ پاکر آنحضرتؐ پر حملہ آور ہوتا تو آپ سینہ سپر ہو کر اس سے مقابلہ کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گزند پہنچنے نہ دیتے۔ ابتدائے اشاعت اسلام سے لیکر آنحضرتؐ کی وفات تک یہ دونوں مقدس وجود باہم شیروشکر رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے خلافت پر بیٹھتے ہی سوائے مدینہ منورہ مکہ معظمہ اور طائف کے تمام عرب کے لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اور کئی ایک مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے۔ جن کا مختصر ذکر صفحہ ۷۵ میں آچکا ہے۔ یہ ایسی حالت تھی۔ جیسے کہ ابتدائے اسلام میں آنحضرتؐ کو پیش آئی تھی۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق ایک لمحہ کے لئے بھی نہ گھبرائے۔ آپ نے گیارہ دستے فوج کے تیار کئے اور ہر ایک دستہ ایک افسر کے ماتحت دیگر چار اطراف عرب میں روانہ کر دیا۔

پہلا دستہ خالدؓ بن ولیدؓ کی ماتحتی میں طلیحہ بن خویلد اسدی کے مقابلہ پر جس نے دعویٰ نبوت کیا تھا ارسال کیا اور حکم دیا کہ اس طرف سے فراغت پاکر مالک بن نویرہ کی سرکوبی کو جانا۔

دوسرا دستہ عکرمہ بن ابی جہل کی ماتحتی میں مسیلمہ کذاب کے مقابل روانہ کیا جس نے دعویٰ نبوت کرکے ایک کثیر جماعت اپنے ساتھ فراہم کر لی تھی۔

تیسرا دستہ شرجیل بن حسنہ کی ماتحتی میں دے کر اس کو عکرمہ بن ابی جہل کی امداد پر روانہ کیا۔

چوتھا دستہ عمرو بن عاص کی ماتحتی میں دے کر قبیلہ قضاعہ کی طرف بھیجا۔ اسی طرح گیارہ سرداروں کو مختلف قبیلوں کی طرف تہامہ۔ یمن۔ حضرموت۔ عمان۔ بحرین وغیرہ علاقوں میں ارسال کیا گویا تمام عرب میں اسلامی لشکر پھیلا دیا۔ اور خود مدینہ کی حفاظت کرنے لگے۔ اتنے میں بنی غطفان۔ بنی اسد۔ اور بنی ہمدان وغیرہ قبیلوں نے پیش قدمی کرکے مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے معہ حضرت علیؓ۔ زبیرؓ اور طلحہؓ کے بہ نفس نفیس مدینہ سے باہر نکل کر دشمنوں کو فاش شکست دی اور کئی ایک قتل کرکے اُن کو تتر بتر کر دیا۔

قبائل عرب میں سے سب سے بڑا معرکہ اہل اسلام کو مسیلمہ کذاب کے ساتھ یمامہ میں پیش آیا۔ عکرمہ بن ابوجہل نے بدوں شرجیل کی امداد کا انتظار کرنے کے لڑائی شروع کر دی۔ مسیلمہ کے ہمراہ کثیر فوج تھی۔ اور قوم بنی حنیفہ بڑی جنگجو اور سخت لڑاکی تھی۔ عکرمہ گو جان توڑ کر لڑا مگر اس کی کچھ پیش نہ گئی۔ اور اس نے شکست کھائی۔ جب خلیفہ اول کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے عکرمہ کی جلدبازی پر ناراضگی کا اظہار کرکے اس کو حکم بھیجا کہ تم اپنے باقی ماندہ ہمراہیوں کو لیکر عمان کی طرف چلے جاؤ۔ اور خالدؓ بن ولید کو جو طلیحہ بن خویلد کو بھگا کر اور مالک بن نویرہ کو قتل کرکے اپنے ڈیوٹی سے فارغ ہو چکا تھا۔ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ پر روانہ کیا اور شرجیلؓ بن حسنہ کو لکھ بھیجا کہ خالدؓ بن ولید کے لشکر کے ساتھ شامل رہے۔

جب خالدؓ بن ولید یمامہ میں پہنچا تو مسیلمہ بڑی جمعیت کے ساتھ جس کی تعداد چالیس ہزار بیان کی گئی ہے۔ مقابلہ کے لئے نکلا۔ لڑائی بڑی خونریز ہوئی۔ اور طرفین کے کثرت آدمی مقتول ہوئے۔ مگر آخرکار مسیلمہ[1] قتل ہوا۔ اور میدان خالدؓ بن ولیدؓ کے ہاتھ رہا۔ اسی عرصہ میں تمام دستے ہر ایک موقعہ پر غالب آئے اور عرب کے تمام قبائل از سر نو اسلام کے مطیع و منقاد ہو گئے اور ارتداد چھوڑ کر ایسے پکے مسلم بن گئے۔ کہ اسلام کی خدمت کرنے میں جان و مال خرچ کرنے پر تیار رہتے۔

خلیفہ اول کی عہد کی فتوحات کا جو ملک شام میں ہوئیں مفصل ذکر آچکا ہے۔ سرحد ایران یعنے عراق عرب میں جو فتوحات خالدؓ بن ولیدؓ نے کیں۔ اُن کا ذکر فتح عراق کی ضمن میں مفصل کیا جائیگا۔

جب جنگ یمامہ میں بہت سے حافظ قرآن صحابی شہید ہو گئے تو خلیفہ اول نے مناسب سمجھا کہ قرآن کو جمع کرکے قلمبند کر دیں۔ دراصل آنحضرتؐ کی زندگی میں ہی آیات کی ترتیب اور سورتوں کی تکمیل ہو چکی تھی۔ بعض صحابیوں کو ایک ایک دو یا زیادہ سورتیں حفظ تھیں اور بعض کو تمام سورتیں قرآن مجید کی ازبر یاد تھیں علاوہ اس کے تمام سورتیں متفرق طور پر آنحضرت صلعم نے لکھا رکھی تھیں حضرت ابوبکرؓ نے صرف اتنا کیا کہ تمام سورتوں کو جمع کرکے ایک جلد

---

[1] نوٹ ایک روائت میں ہے۔ کہ مسیلمہ کذاب کو اسی حبشی نے اسی حربہ کے ساتھ قتل کیا جس حربہ کے ساتھ اُس نے جنگ احد میں حضرت حمزہ شیر خدا کو چھپ کر شہید کیا تھا۔

کے اندر قلمبند کردیا۔ حضرت ابوبکرؓ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہوں نے بلا تذبذب اسلام قبول کیا۔ وہ پہلے شخص ہیں۔ جو خلیفہ کہلائے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ممالک غیر سے خراج لیا اور وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے بیت المال (پبلک ٹریژری) کی بنیاد رکھی۔

یہ کم تعجب اور حیرت کی بات نہیں کہ وہ شخص جو تمام عرب کا حکمران تھا جو حکومت یعنے تمام عرب پر کسی بادشاہ کو پیدائش آدمؑ سے لیکر نصیب نہ ہوئی تھی۔ جس کی ظفر موج فوج ادھر شام اور ادھر عراق میں فتح پر فتح پا رہی تھی۔ جس کے رعب اور دہشت سے شاہ ایران اور شاہ روم اپنے اپنے تخت پر لرزاں و ترساں تھے اور جس کے نام سے یہ طاقتور اور زبردست سلطنتیں بے اختیار کانپ رہی تھیں۔ وہ پُرجلال اور پُرہیبت بادشاہ ابتدائے خلافت میں دن کے وقت کچھ فراغت حاصل کرکے اسی مدینہ کی گلیوں میں جہاں وہ زبردست اور طاقتور عصائے شہنشاہی ہاتھ میں لئے ہوتا تھا کچھ سوداگری کا سامان کاندھے پر ڈالے بے تکلف بیچتا پھرتا تھا اس طرح جو کچھ نفع پیدا کرتا۔ وہ اپنے عیال کی پرورش میں صرف کرتا تھا۔ اور یہ اس نامور سلطان عرب کا ذریعہ معاش تھا۔

اس پُرشکوہ اور کوہ وقار بادشاہ کے چیف سٹیٹ کونسلرز (یعنی اعلیٰ مشیران سلطنت) یعنی حضرت عمرؓ جو لارڈ چیف جسٹس (اعلیٰ افسر عدالت العالیہ) اور حضرت ابوعبیدہ جو ابتدا میں لارڈ آف ٹریژری (اعلیٰ افسر بیت المال) تھے اور حضرت علیؓ جو چیف سکرٹری تھے۔ اور حضرت عثمان اور زید بن ثابت جو چیف سکرٹری کے نائب تھے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی تنخواہ نہ لیتا تھا۔ اور اپنی اپنی معاش کے لئے الگ کاروبار کرتے تھے۔

جب صحابہ کرام نے دیکھا کہ امور سلطنت کا بوجھ دن بدن زیادہ بڑھتا جاتا ہے اور خلیفہ اول کو تجارت کے کاروبار کے لئے فرصت نہیں ملتی تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے ذاتی مصارف کے لئے بیت المال سے کچھ روزانہ نقدی لے لیا کریں۔ اس پر خلیفہ اول نے صرف اسی قدر بیت المال سے روزینہ لینا شروع کیا۔ جو اُن کی نہایت سادہ گذران کے لئے بھی بمشکل کافی ہوتا تھا۔ ایک دن اس عظیم الشان شہنشاہ کی بیوی شہنشاہ بیگم نے کہا کہ میرا دل مٹھائی کھانے کو چاہتا ہے۔ شہنشاہ نے اپنی بیگم کو جواب میں کہا۔ کہ میرے پاس کچھ نہیں جس سے میں مٹھائی خرید لاؤں۔ بیگم نے کہا کہ اچھا آئندہ میں اپنے روزینہ میں سے تھوڑا سا ہر روز بچایا کرونگی۔ تاکہ کبھی دل چاہے تو مٹھائی خرید لیا کریں۔ شہنشاہ نے کہا کہ اچھا بچایا کرو۔ بیگم صاحبہ نے ہر روز تھوڑا تھوڑا بچانا شروع کیا۔ جب ایک خفیف سی رقم جمع ہوگئی۔ تو بنفس شہنشاہ نے وہ رقم بیگم صاحبہ سے لیکر بیت المال میں جمع کرادی اور کہا کہ جس قدر ہمارے روزانہ گذارہ سے بچ سکتا ہے اس کے لینے کا ہم کو کوئی حق نہیں۔ کیونکہ ہمارا روزینہ قومی خزانہ سے آتا ہے اور جو کچھ ہمارے مصرف سے بچ رہا ہے۔ وہ قوم کا مال ہے۔ اور چونکہ اتنا ہمارے مصرف سے بچ سکتا ہے۔ اس لئے آئندہ اسی حساب سے ہم کم روزینہ لیا کرینگے چنانچہ اسی اندازہ سے اپنا روزینہ کم کردیا۔ وفات کے وقت آپ کو یہ روزینہ لینا بھی شاق گذرا اور آپ نے وصیت کی کہ جسقدر روپیہ میں نے بیت المال سے اپنے ذاتی مصارف کے لئے لیا ہے۔ وہ سب حساب کرکے اتنی رقم میرا مکان بیچکر بیت المال میں داخل کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ ہر ایک امر کا فیصلہ کرنے کے وقت ہمیشہ کتاب اللہ اور رسول اللہ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ اگر کوئی انوکھا امر پیش آجاتا۔ تو اس وقت بموجب حکم الٰہی صحابہ سے مشورہ کر لیتے تھے۔ اسی کا نام اجتہاد ہے۔

آپ کے دو اقوال میں سے یہ دو قول آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

(۱) اعمال صالحہ مصائب کے شدید صدموں سے انسان کو یقیناً محفوظ رکھتے ہیں۔

(۲) موت جبتک دُور ہوتی ہے۔ سخت ترین دکھائی دیتی ہے۔ لیکن جب آجاتی ہے۔ تو سہل ترین ہوجاتی ہے۔

کیا مسلمان ہندو ہیں اور قرآن کریم وید کا ترجمہ ہے؟

جو میرے دل میں ہے وہ مُنہ پر صاف کہتا ہوں
کسی کا کوئی شکوہ غائبانہ ہو نہیں سکتا

لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار میں کسی "خیر خواہ احمدی" نے لاہور کے میونسپل الیکشن اور آریہ سماج کے عنوان سے ایک آرٹیکل شائع کیا ہے۔ اس آرٹیکل میں حضرت مسیح موعودؑ کی طرف بعض ایسی باتیں منسوب کی ہیں کہ ایک **غیور احمدی** ایک لحظہ کے لئے بھی انہیں پڑھنا اور سُننا گوارا نہیں کرسکتا علاوہ بریں ایسے خیالات جو حقیقت اسلام سے دور ہیں اور جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی شان پر حملہ ہوتا ہو سُن کر ناممکن ہے کہ جوش نہ آئے۔ اس لئے ان کی تردید کرنا ضروری ہے وہ خواہ کسی کے خیالات اور مقالات ہوں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو اس سے ہمارے اندر بُزدلی۔ نفاق اور دینی بے حمیتی پیدا ہوگی۔

اس میں شک نہیں کہ جب کسی اپنے دوست یا بھائی کے کسی ایسے خیالات کی تردید کرنی پڑتی ہے۔ جو قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ایک حملہ کی صورت رکھتا ہو۔ تو ناگوار ضرور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب اس سلسلہ حقہ کے لئے اپنے بھائیوں اور دوسرے علماء اسلام کے خیالات کی تردید کرنے میں ہمیں تامل نہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اگر ہمارے اندر سے کوئی ایسی آواز نکلے جو حق کے خلاف ہو تو ہم اس کی تردید نہ کریں۔

میں نے بارہا اس امر کو الحکم کے ذریعہ پیش کیا ہے کہ ہم میں سے کسی کا کوئی حق نہیں۔ کہ ہم کوئی فتویٰ دیں یا اجتہاد کریں

ہمارا امام موجود ہے

اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم اپنی ذہنی اور اجتہادی استعدادوں کو کچل دیں۔ بلکہ مطلب صاف ہے۔ اگر ہم کو ایسی ضرورت پیش آجائے تو ہم اس کے اظہار سے پہلے اس خیال یا اجتہاد کو حضرت امام کے حضور پیش کریں۔ اگر وہ اس پر صاد کرتا ہے اور اسے صحیح تسلیم کرتا ہے۔ تو اس کی اشاعت کے لئے ہم جرأت کریں والا خاموش رہیں۔ ایسے امور جن کا اثر کسی شخصیت پر نہیں بلکہ سلسلہ پر پڑتا ہو۔ وہ امام کی منظوری کے بغیر ہرگز شائع نہیں ہونے چاہئیں۔ اس طرح پر غیر ذمہ وار لوگوں کی تحریریں بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ اگر ان کی تردید نہ کی جاوے تو حق اور باطل مل جاتا ہے اور حق مشتبہ ہوتا ہے اور اگر ان کی تردید کی جاوے تو پھر تفرقہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے میں پھر ایک بار اس امر کو پیش کرتا ہوں کہ جو لوگ تحریر یا تقریر کے ذریعہ کوئی جدید خیال پیش کریں انہیں لازم ہے کہ

وہ حضرت امام کے حضور پیش کرکے اجازت حاصل کریں

اس صورت میں ان کی وہ رائے مستند اور سلسلہ کی رائے قرار پاکر وقیع اور قابل اعتبار ہوگی۔

اس مختصر تمہید کے بعد میں اصل مطلب کا اظہار کرتا ہوں پیسہ اخبار میں "خیر خواہ احمدی" نے جو مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

زمانہ کے بہی خواہ اور ہمدرد بندگان خدا حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جب صرف مذہبی نقصانات کو آپس میں ہندو مسلمانوں کے درمیان نفاق کا موجب پایا اور فتنہ و فساد کو دو قوموں میں برپا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتیں۔ اسکی جڑ ایسی بات میں محسوس کی تو ہندو صاحبان کی توجہ کو اس طرف کھینچ کر دنیا میں صلح اور آشتی قائم کرنے کے لئے پیغام صلح پیش کیا اور لکھا۔

کہ جہاں اتنے متضاد خیالات کی قوموں کو ہمارے ہندو بھائی ہند دکھ سکتے ہیں۔ دلیل کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کو وہ ہندو نہ کہیں۔ اور قرآن کریم میں جو مضامین ہیں۔ اور جو ہدایات اور احادیث صحیحہ ہیں جو احکام ہیں جن پر کہ اہل اسلام کاربند ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ان کو بھی ایک ترجمہ وید کا نہ مان لیں۔

یہ وہ خطرناک اور زہریلے خیالات ہیں جو خیر خواہ نہیں بلکہ بد خواہ احمدی نے شائع کئے ہیں۔ اور وہ اس قابل ہیں کہ ان سے بیزاری ظاہر کی جاوے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیغام صلح میں ہرگز ہرگز ان خیالات کو ظاہر نہیں فرمایا کہ نعوذ باللہ قرآن مجید وید کا ترجمہ ہے یا احادیث اور احکام اسلام وید کا ایک ترجمہ ہیں اور نہ یہ فرمایا کہ **مسلمانوں کو ہندو کہا جاوے**۔ یہ دلیری اور گستاخی سخت افسوس کے قابل ہی نہیں بلکہ نفرت کے قابل ہے۔ یہ سراسر

تقول علی الامام ہے!

ونعوذ باللہ من ذالک۔

حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام صلح چھپا ہوا موجود ہے۔ اس میں ان خیالات کو ہرگز ظاہر نہیں کیا گیا اور وہ عظیم الشان انسان جو اسلام کا مجدد اعظم تھا۔ جس کو وحی ہوئی قل انی امرت وانا اول المسلمین جو قرآن کریم میں ان الدین عند اللہ الاسلام پڑھتا اور اسی کی تلقین کرتا ہے۔ وہ عظیم الشان مجدد اسلام جو یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسلمان ہی نام رکھا ہے۔ کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ

مسلمانوں کو ہندو کہو

اور وہ جو قرآن مجید کو تمام صداقتوں کا منبع اور چشمہ یقین کرتا اور اسی کا وعظ دُنیا میں کرنا چاہتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ اس کو وید کا ترجمہ کہو!! ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ یہ ایک ایسی **ناقابل عفو**

غلطی ہے۔ جس کا کفارہ آسان نہیں۔ اس سے **قرآن مجید اور اسلام کی سخت ہتک متصور ہے۔**

حضرت مسیح موعودؑ نے پیغام صلح میں کیا چاہا ہے؟ یہ کہ "ہندو صاحبان اگر دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں۔ اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا۔ کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آپؐ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں۔ اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک **ماننے والے کے مناسب حال ہے۔**"

اور خود جو اقرار نامہ لکھتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ

"ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے"

اب خدا کے لئے غور کرو۔ یہ **معاہدہ صلح** ہے اور یہ شرط ہے جو حضرت مغفور نے پیش کی۔ اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ وہ فریق ثانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لانے کا اقرار چاہتے ہیں اور اور آپ ویدوں کے مصدق ہونے کا اقرار دیتے ہیں۔ قرآن مجید جس طرح پر توریت و انجیل کا مصدق ہے۔ یہی وہ تصدیق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس موقعہ پر پیش کرتے ہیں۔

قرآن مجید جمیع صداقتوں کا **جامع** ہے۔ کیونکہ فرمایا گیا ہے **فیھا کتب قیمۃ**۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ ویدوں کا ترجمہ ہے۔ ویدوں کی جو کچھ حالت ہے اور امتداد زمانہ نے اس کتاب کو جس سانچہ میں ڈالا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور خود حضرت مسیح موعود کی تحریریں ہیں جو کچھ اس کے متعلق لکھا گیا ہے۔ وہ ایک ظاہر بات ہے۔ ہاں یہ جدا امر ہے کہ ہم تسلیم کریں کہ وید کسی زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اور جس طرح پر توریت اور دوسرے صحف انبیاء پر انسانی دستبرد نے اپنا کام کیا۔ ویدوں کی حالت اس سے بھی ابتر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کھول کر بھی پیغام صلح میں بتایا ہے۔ کہ **وید کی تعلیم پورے طور پر کسی فرقہ** کو خدا پرست نہیں **بنا سکی** اور نہ بنا سکتی تھی ۔۔۔ ۔۔۔ **اور وید ایک ایسی مجمل کتاب ہے کہ یہ تمام فرقے اسی میں سے اپنے اپنے مطلب نکالتے ہیں**۔ (پیغام صلح صفحہ ۲۳)

ہاں یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ آپ **وید** کو مفتری کا کلام نہیں سمجھتے مگر جس کتاب کی زبان پر موت وارد ہو چکی ہے اور اس میں ہزارہا مفاسد پیدا ہو گئے ہوں۔ وہ کیا ہدایت کا موجب ہو گی؟ اگر ہو تو اس ابتدائی زمانے میں جب وہ نازل ہوئی۔ ضروریات وقت کے مناسب حال ہدایت نامہ ہوگی۔

الغرض ہمارے "خیر خواہ احمدی" نے یہ مضمون لکھ کر ایک غلط رائے سلسلہ کے متعلق قائم کرنے کا دوسروں کو موقعہ دیا ہے۔ چونکہ اس نے اپنا نام مخفی رکھا ہے ہم نہیں جانتے کہ وہ کون ذریعہ رکھتا ہے اس لئے ایسی غیر ذمہ دار رائے ہرگز قابل التفات نہیں ہو سکتی خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس سے **قرآن مجید** اور اسلام پر حملہ ہوتا ہو۔

پس ہم ہرگز ہندو صاحبان سے نہیں چاہتے کہ وہ ہمیں نعوذ باللہ ہندو کہیں۔ ہم مسلمان ہیں جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اس قسم کی بیہودہ اور دور از کار رائوں کے ظاہر کرنے میں خدا کا خوف کرنا چاہئے اور ہر شخص کو جرات نہیں ہونی چاہئے کہ وہ جو کچھ اناپ شناپ اس کے سر میں آئے اس کو حوالہ قلم کرکے لوگوں کو ہنسی کا موقعہ دے۔ "خیر خواہ احمدی" صاحب کو ایسے خیالات سے **توبہ** کرنی چاہئے۔

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

تعطیلِ جمعہ پر اخبارات

تعطیل جمعہ کا جو میموریل تجویز کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق اخبارات میں جو رائیں نکل رہی ہیں۔ وہ ذیل میں درج کر دی جاتی ہیں۔ ایڈیٹر

اخبار ملت لاہور کی رائے

ملت (خلیفۃ المسیح موعودؑ) مولانا مولوی نور الدین صاحب سے کلی اتفاق کرکے جملہ انجمنہائے و شاخہائے مسلم لیگ و معززز اہل اسلام و اسلامی پبلک اور معاصرین کرام کی خدمت میں نہائت زور مگر ادب کے ساتھ درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ مولانا ممدوح کی خواہش کے مطابق اس میموریل کی پُر زور تائید کریں۔ جو مولانا موصوف نے اعلیٰ حضرت حضور وائسرائے بہادر کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے تیار کیا ہے۔ مولانا ممدوح نے اپنے سرکلر لیٹر میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی انجمن یا جماعت ایسی ہو۔ جو صرف اس وجہ سے اس کے ساتھ اتفاق نہ کرے کہ یہ میموریل ہماری طرف سے (مولوی نور الدین صاحب کی طرف سے) کیوں پیش ہوتا ہے۔ وغیرہ۔

ہمارے خیال میں ان الفاظ کی کوئی ضرورت نہ تھی میموریل جس غرض اور ضرورت کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ تمام اہل اسلام کی متفقہ و مشترکہ غرض اور ضرورت ہے اور بفضل اللہ مسلمانوں میں ایسا بیوقوف کوئی نہیں کہ محض فروعی اختلاف کی وجہ سے ایسے معاملہ میں اختلاف کرے۔ جو مشترکہ اسلامی معاملہ ہے۔ اور اگر مولوی صاحب کو پہلے بھنک پڑ گئی ہے کہ فلاں شخص یا انسٹی ٹیوشن اس تجویز کی محض اس بنا پر مخالفت کریگا کہ یہ مسلمانوں کے احمدی فرقہ کے مقتدائے کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ تو ان کو چاہئے تھا۔ کہ پہلے ہی اس تجویز کو کسی ایسی انجمن کی طرف سے پیش کراتے۔ کہ مخالفت کا اندیشہ ہی باقی نہ رہتا۔ اور امید ہے۔ اب بھی کوئی شخص ایسی مبارک اور نیک تجویز کی مخالفت کرنے کی جرائت نہیں کریگا۔ چونکہ اس میموریل کے لئے صرف تائیدی رزولیوشنوں کی ضرورت ہے۔ چندہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی پبلک شائت جوش کے ساتھ اسکی تائید کرے گی۔

زمیندار کی رائے

کلام مجید کے اوامر میں یوں تو ہر ارشاد اپنی اپنی جگہ آنکھوں سے لگانے اور سر پر رکھنے کے قابل ہے۔ لیکن ہر مسلمان کا سر سب سے زیادہ اس فرمان واجب الاذعان کے آگے جھکنا چاہئے کہ یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع۔ ظاہر ہے کہ جو مسلمان دیدہ دانستہ اس حکم سے سرتابی کرے۔ وہ بہت بڑا گنہگار ہے۔ نماز جمعہ کی اذان ہوتے ہی ہر مسلمان پر یہ واجب ہو جاتا ہے کہ سب کاروبار چھوڑ کر مسجد چلا جائے۔

اسلامی ممالک میں یوم جمعہ اس لحاظ سے کہ یہ عید المومنین ہے اور نیز اس اعتبار سے کہ اس دن نماز کے لئے ایک وقت خاص پر مسلمانوں کا مسجد میں جمع ہو جانا ایک فریضہ مذہبی ہے تعطیل کا دن قرار دیا گیا ہے۔ ہندوستان کو بھی ہم بوجہ دار الامن اور دار السلام ہونے کے ایک اسلامی ملک سمجھتے ہیں۔ ہمیں یہاں ہر طرح کی مذہبی آزادیاں اور تمدنی فارغ البالیاں حاصل ہیں۔ ہاں ایک ذرا سی تکلیف البتہ ہے۔ جو ہمیں رہ رہ کر محسوس ہوتی ہے۔ یعنی جمعہ کے دن سرکاری دفاتر نماز جمعہ کے وقت نماز جمعہ کے وقت مسلمانوں کے لئے بند نہیں ہوتے۔ یہ تکلیف بھی اگر رفع ہو جائے۔ تو پھر تو ہندوستان پورا دار السلام و دار الاسلام ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جو مسلمان نماز جمعہ ادا کرنا چاہتے ہیں وہ اکثر صورتوں میں اپنے افسروں کی مہربانی سے گھنٹہ دو گھنٹہ کی اجازت حاصل کرکے اپنا یہ مذہبی فرض ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن بعض صورتیں ایسی بھی پیش آتی ہیں کہ نا مسلمان افسروں کی غیر ہمدردانہ روش نماز گذاروں کی سنگ راہ ہو جاتی ہے جس سے حضور ملک معظم کی رعایا کے ایک جان نثار طبقہ کے روحانی احساس کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ اس لئے نہائت ضروری ہے کہ گورنمنٹ جمعہ کے دن مسلمانوں کو دو گھنٹہ کی اجازت ادائے نماز کے لئے مرحمت فرما کر مسلمانوں کی دعائیں لے۔

اب تک مسلمانوں کی طرف سے متفقہ طور پر کوئی عرضداشت سرکار میں اس بارہ میں نہیں گذری اور یہی وجہ ہے کہ سرکار نے بھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اگر مسلمان کوئی میموریل پیشگاہ سرکار میں گذرانتے۔ تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اس پر لحاظ نہ ہوتا۔

اس ضروری مگر اہم تحریک کی سعادت مولانا حکیم نور الدین صاحب کے حصہ میں آئی ہے۔ جنہوں نے قادیانی جماعت کے پیشوا ہونے کی حیثیت سے تمام مسلمانان ہند کی توجہ کو اس طرف مبذول کیا ہے اور ایک تحریر چھاپ کر تمام اسلامی اخبارات اور اسلامی انجمنوں کے پاس بغرض اظہار رائے بھیجی ہے۔ تاکہ اگر سب مسلمان اس بارہ میں متفق الرائے ہوں۔ تو میموریل حضور وائسرائے کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ ہمیں اس مبارک تحریک سے کلی اتفاق ہے اور ہمیں یقین ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا۔ جو ایسے میموریل کے گذرانے کو بنگاہ احسان نہ دیکھے۔ مولوی نور الدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ان کی یہ غرض نہیں۔ کہ ضرور ہم ہی اس کے پیش کرنے والے ہوں" ۔۔۔ "اگر کوئی انجمن یا جماعت ایسی ہو جو صرف اس وجہ سے اس کے ساتھ اتفاق نہ کرے کہ یہ میموریل ہماری طرف سے کیوں پیش ہوتا ہے۔ تو ہم بڑی خوشی سے اپنے میموریل کو گورنمنٹ کی خدمت میں نہیں بھیجیں گے۔ بشرطیکہ اس کے بھیجنے کا کوئی اور مناسب انتظام کر لیا جائے" لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ عام مسلمان ایسے تنگدل ہوں گے۔ کہ تقدم کی فضیلت کو ان سے محض عقائد کی بعض اختلافات کی بنا پر چھیننے کی کوشش کریں۔

البلاغ کی رائے

البلاغ۔ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کے دل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور آپ کے پیارے دین اسلام کی سچی محبت ہو اور وہ اس میموریل کی مخالفت کرے یا اسے ناپسند کرے۔ کیا کوئی مسلمان ایسا کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مسلمانوں کو کوشش تو یہ کرنی چاہیئے۔ کہ ان کو جمعہ کے روز جو مسلمانوں میں گویا روز عید ہے۔ تمام دن کی چھٹی مل جایا کرے۔ لیکن چونکہ اس قسم کی کوشش میں کامیابی ہونا موجودہ صورت میں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کم از کم دو گھنٹے کی رخصت تو جمعہ کے دن حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دفتروں میں کاروبار کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ جب تک خاص طور پر سرکار کی طرف سے دو گھنٹے کی رخصت نہ ہو مسلمان کام چھوڑ کر جمعہ پڑھنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ اس پر ان کے ہندو مہربان ہوتے ہیں جو مسلمانوں پر اپنی خاص نظر عنایت رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں مسلمان خواہ مخواہ جمعہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی ایسی عادل گورنمنٹ ہو۔ اور مسلمان ملازموں کی مذہبی آزادی کا یہ حال کہ وہ بیچارے نماز جمعہ تک نہ پڑھ سکیں۔ مسلمانو! تم نے شعائر اسلامی کی بے ادبی اور بےعزتی کی تو خدا نے تمہاری عزت و سلطنت کو خاک میں ملا دیا۔ پس شعائر اسلامی کی بے ادبی سے ڈرو۔ جمعہ کے دن دو گھنٹے کی تعطیل حاصل کرنے کے لئے از حد کوشش کرو۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اور ایک میموریل تیار کرے۔ تمام انجمنوں و ڈسٹرکٹ لیگوں کا فرض ہے کہ وہ اس میموریل کی تائید میں رزولیوشن پاس کریں۔ تمام رسالوں اور اخباروں کا فرض ہے کہ اس معاملہ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک کہ اس میں کامیابی نہ ہو جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے معزز ہمعصر اور تمام مسلمان پبلک اس دینی کام میں یک دل و جان ہو کر کوشش کریں گے۔

اہلحدیث کی رائے حکیم صاحب نے ایک اشتہار سب مسلمانوں کی اتفاق رائے اور تائید کے لئے اس امر کے متعلق دیا ہے۔ کہ دربار تاجپوشی دہلی کے موقعہ پر گورنمنٹ سے ایک میموریل کے ذریعہ جمعہ کی نماز کے لئے ۲ گھنٹہ کی تعطیل حاصل کی جائے اور بذریعہ سرکاری سرکلر سرکاری دفاتر سکولوں اور کالجوں میں یہ تعطیل ہونی چاہیئے۔ ہم نے اہلحدیث کے کالموں میں کبھی اس امر کی تحریک کی تھی اور دوسرے اسلامی اخبار والوں کو اس امر پر زور دینے کے لئے لکھا تھا۔ لیکن انہوں نے کچھ توجہ نہ کی۔ حکیم صاحب کی رائے سے ہم متفق ہیں۔ تمام مسلمانوں کو اس امر کے لئے میموریل تیار کر کے وائسرائے کی خدمت میں بھیجنا چاہیئے۔ مگر میموریل مسلم لیگ کی معرفت بھیجنا چاہیئے اور اس کے لئے محکمہ تعلیم پنجاب کے اس حکم کو نظیر سمجھنا چاہیئے جس میں نماز جمعہ کی رخصت سکولوں میں مسلمان طلبہ اور مدرسوں کے لئے منظور کی جا چکی ہے۔

الحق کی رائے عبادت کا اعلیٰ مقصد دنیا میں اخلاق اور تہذیب کی ترقی دینا ہے۔ تمام سلیم الفطرت انسان اور مذاہب جسمانی اور مادی زندگی سے ان عبادتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو روحانی امراض کے دفع کرنے میں سریع الاثر ہیں۔ نیچر نے انسانی زندگی کی گہری ستہ میں معقولیت کو چھپا رکھا ہے۔ جو عقدے اور پیچیدہ معمے سائنس اور فلسفہ کو مجبور کر دیتے ہیں اور جہاں احساس اور ادراک عاجز ہو جاتا ہے۔ وہ خدا کی بندگی کرنے اور اس کے سامنے سر جھکا دینے سے حل ہو جاتے ہیں۔ اگر تقویٰ اور عبادت سے ہم کچھ بھی لگاؤ رکھتے تو انسانی علم کی ترقی میں روک پیدا ہو جاتی اور بہت معلومات پردہ میں پنہاں رہتیں۔ قدیم سے قدیم اور عاقل سے عاقل قوموں میں عبادت کا طریقہ رائج رہا ہے۔ مسلمانوں کے مذہب میں نماز ایک ایسی عبادت کا نام ہے۔ جو سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ جس طرح کوئی عظیم الشان عمارت ستون کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح ایمان بھی نماز کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین یعنی نماز پڑھو اور اپنے آپ کو مشرکوں میں شامل نہ کرو۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ نماز ترک کرنے سے کفر عائد ہوتا ہے۔ اور ایمان و کفر میں ترک نماز کا فرق ہے۔ ہر قوم ہر مذہب تمام دنوں میں سے ایک دن کو متبرک قرار دیتا ہے۔ اور اس روز کی عبادت کو مقدس مانا جاتا ہے چنانچہ مسلمانوں میں جمعہ کا روز اور دنوں سے افضل قرار دیا گیا ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام پر اسی روز دنیا کی روشنی پڑی تھی۔ یہی وہ دن ہے۔ جس نے حضرت ابوالبشر کو جنت الفردوس کی فضا اور دلکش نظارہ دکھایا تھا۔ اور وہ اس میں داخل ہو کر قدرت کی صنعتوں کے گوناگون نمونوں کا مشاہدہ کرتے تھے۔ یہی وہ دن ہے۔ جس نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کرائی۔ اور اسی دن آپ جسم خاکی کو خیرباد کہہ گئے اور ہمارے عقیدے کے بموجب قیامت بھی اسی دن آنے والی ہے۔ جیسے راتوں میں شب قدر کی عظمت کی جاتی ہے۔ ویسے ہی دنوں میں جمعہ کو بھی روحانی دن سے نامزد کیا جاتا ہے۔ جو مسلمان اس دن دنیا سے کوچ کر جائے۔ اس کا نام ہمارا مذہب شہیدوں کی فہرست میں لکھ رکھتا ہے۔ جمعہ کی نماز دیگر نمازوں سے زیادہ اشرف سمجھی گئی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ من ترک الجمعۃ ثلاثا من غیر عذر طبع اللہ علی قلبہ یعنی جو شخص بغیر عذر جمعہ کو چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے۔ پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو شخص بلا عذر تین جمعہ ترک کرے اس نے اسلام کو اپنی پشت کے پیچھے پھینک دیا ہے۔ گذشتہ ہفتہ کے صیغہ مراسلات میں جناب حکیم نورالدین رضی صاحب قبلہ خلیفۃ المسیح موعود کا ایک مضمون درج ہو چکا ہے۔ جس میں خلیفہ صاحب موصوف نے مودبانہ لہجہ میں گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ وہ مسلمان ملازمین اور مسلمان طلبا کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے واسطے دو تین گھنٹہ کی اجازت دے۔ مصر میں جہاں بڑا عنصر آبادی کا مسلمان ہے اور خدیو مصر برٹش حکومت کی ماتحتی میں کام کرتا ہے۔ وہاں تعطیل کا دن بجائے اتوار کے جمعہ ہے۔ خلیفہ صاحب رض کی رائے ہے کہ جہاں مصر میں گورنمنٹ نے عیسائیوں کو یہ اجازت دے رکھی ہے۔ کہ وہ اتوار کے دن کام پر حاضر نہ ہوں۔ وہاں ہندوستان میں مسلمان ملازمین کو بھی نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے دو گھنٹے ملنے چاہئیں آپ گورنمنٹ کی خدمت میں ایک میموریل بھیجنے والے ہیں۔ جس کا خلاصہ اپنے مضمون میں اسلامی انجمنوں اور اسلامی اخبارات اور اسلامی انجمنوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ تاکہ وہ رزولیوشن اور تحریروں کے ذریعہ گورنمنٹ پر اس دینی ضرورت کا انکشاف کریں۔ درحقیقت گورنمنٹ کسی کی مذہبی آزادی میں خلل انداز نہیں ہوتی۔ اس کا انصاف مقتضی ہے کہ مسلمان ایسے مبارک دن کی نماز سے محروم نہ رہیں۔ جس کے خطبہ میں اخلاقی نکات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوتے ہیں۔ اور جس کے ادا ہونے سے نہ صرف ثواب بلکہ آخرت کا سامان ہاتھ آتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ جس طرح گورنمنٹ نے ہماری جسمانی زندگی کی آسائش کے لئے ریلوے۔ ٹیلیگراف حفظان صحت۔ نل آب رسانی سڑکیں وغیرہ تیار کی ہیں۔ اسی طرح نماز جمعہ کے لئے اجازت دیکر ہماری روحانی زندگی کی بھی قدر و منزلت بڑھائے گی۔ اسلامی انجمنیں اور اسلامی اخبارات کا فرض ہے کہ نماز جمعہ کی بابت نوٹس لیں اور گورنمنٹ سے باواز بلند معروض کریں۔

انسان کی رائے مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم (مدعی مہدویت و مسیحیت) نے جملہ مسلمانان ہندوستان سے اپیل کیا ہے کہ ایک میموریل تمام اہل اسلام کی جانب سے گورنمنٹ میں بھیجا جائے کہ "اعلیٰ حضرت ملک معظم کی تاجپوشی کی یادگار میں جمعہ کی نماز کے لئے یا تو دو گھنٹہ کے واسطے جملہ دفاتر سرکاری اور سکول و کالجوں میں دو گھنٹہ کی تعطیل ہوا کرے ورنہ کم سے کم مسلمانوں کو دو گھنٹے کی چھٹی نماز جمعہ پڑھنے کے لئے عطا کی جاوے"۔ ان کی خواہش ہے کہ "مختلف فرقوں کے اہل اسلام اور انجمن ہائے اسلامیہ اگر اس تجویز سے اتفاق کریں۔ تو رزولیوشن پاس کر کے "قادیان" بھیجیں۔ تاکہ یہ میموریل کل مسلمانان ہندوستان کی جانب سے روانہ کیا جائے"۔

اس میں شک نہیں کہ یہ تحریک نہایت مناسب اور ضروری ہے اور کسی مسلمان کو اس قسم کی ضرورت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس معاملہ میں دو باتیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

اوّل تو یہ کہ آجکل جبکہ یونیورسٹی کا سوال اٹھا ہوا ہے اور وہ خاص اسی دربار کے موقعہ کے لئے مخصوص ہے۔ تو اس حالت میں میموریل کا جشن تاجپوشی کے موقعہ پر پیش کرنا مناسب نہیں ہے اس موقعہ کی یادگار کے لئے مسلمانوں کی قوم کی جانب سے جو متفقہ درخواست اعلیٰ حضرت ملک معظم کی خدمت میں پیش ہو۔ وہ صرف "مسلم یونیورسٹی" کے چارٹر ملنے کی درخواست ہو۔

دوسرے یہ کہ یہ میموریل کسی دوسرے موقعہ پر مسلم یونیورسٹی کی چارٹر کی درخواست سے پہلے یا بعد میں مقتدر اسلامی اخباروں اور لیڈروں کی رائے سے کسی اسلامی و قومی انجمن کی جانب سے پیش کیا جائے۔ اور یقین ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا نہایت خوشی سے مسلمانوں کی اس جائز درخواست کو منظور فرما کر اپنی معدلت گستری کا ثبوت دے گی۔

معاونین الحکم حساب صاف کر کے مشکور کریں

اسوۂ حسنہ پر فاضل امروہی کی تقریظ

جو خواجہ صاحب کی درخواست پر لکھی

عالی جناب حضرت احسن المناظرین فاضل امروہی کا نام نامی احمدی قوم میں روز روشن کی طرح درخشان ہے۔

اس بزرگ قوم نے سلسلہ حقہ کے قبول کرتے میں جو ایثار اور قربانی کی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پھر سلسلہ عالیہ کی تائید و اشاعت کے لئے جو قیمتی تصانیف جناب سید امروہی نے لکھی ہیں۔ وہ اس وقت تک مخالفین کی پوری کوشش اور ہمت کے باوجود لاجواب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ صاحب آپ کے وجود کو قابل قدر وجود قرار دیتے ہیں۔ سید صاحب میں حق گوئی اور امر بالمعروف کی قوت بڑی زبردست ہے اور حق کے مقابلہ میں کوئی اثر ان پر نہیں پڑ سکتا۔ حقیقت میں علماء ربانی کی یہی شان ہونی چاہئے۔

فاضل امروہی نے جناب خواجہ صاحب قبلہ کی کتاب اسوہ حسنہ پر ایک تقریظ لکھکر بغرض اشاعت بھیجی ہے۔ مجھے خواجہ صاحب کی کتاب کے پڑھنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی (کیونکہ میری درخواست طلبی بذریعہ وی پی کی بھی شائد کثرت کام کی وجہ سے تعمیل نہیں ہو سکی) اس لئے میں کتاب مذکور کے متعلق اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا سید صاحب کی تقریظ کے بعد کسی دوسری رائے کی ضرورت بھی نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سید صاحب نے بعض غلطیوں کا اظہار کیا ہے مگر تقریظ کی حقیقت یہی ہے۔ کہ مصنف کی کمزوریاں کو دور کیا جاوے۔ نہ یہ کہ خواہ نخواہ اس کی تعریف ہی کر دی جاوے اور نہ غلطیوں کے اظہار سے یہ مقصد ہوتا ہے کہ مؤلف کی محنت کو خاک میں ملا دیا جاوے اگر کوئی ایسا خیال کرے تو ریویو نگار پر ظلم کرتا ہے۔

بہرحال سید صاحب کی یہ تقریظ احمدی سلسلہ میں حق گوئی کی ایک درخشان مثال کے طور پر قائم رہیگی۔

امید کی جاتی ہے کہ کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں ان کمزوریوں کی اصلاح کر دی جائیگی۔

یہ تقریظ حضرت فاضل امروہی نے بطور خط جناب خواجہ صاحب کو لکھ بھیجی تھی۔ اور اس تقریظ کے بعض حصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکو شائع نکرنا چاہتے تھے مگر بعد میں سید صاحب نے اس خیال سے کہ عوام کو فائدہ پہنچے اسکو شائع کرنا پسند کیا جیسا کہ فاضل امروہی نے اپنے خط مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۱ء میں لکھا ہے اس لئے میں اس تقریظ کو جناب ممدوح کے ارشاد کے ماتحت شائع کر دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سید صاحب کو جزائے خیر دے۔ کتاب کے متعلق جو کچھ اس تقریظ سے میں سمجھ سکا ہوں۔ اتنا کہنے میں مجھے تامل نہیں کہ کتاب بہرحال مفید ہے اور محنت اور قابلیت سے لکھی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اظہر دین الاسلام علی کل الادیان۔ والصلوۃ علی رسولہ الکریم الذی کان خلقہ القرآن۔ وھو الاسوۃ الحسنۃ لنا لا بالادعاء المحض بل بالحجۃ و البرہان۔ وعلی آلہ العظام واصحابہ الکرام الذین استنوا بسنتہ وتمسکوا بالقرآن۔ اما بعد ایہا المحب القدیم والمحب الکریم کمال الدین ثبتہ اللہ علی صراط المستقیم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا رسالہ اسوہ حسنہ مع عنایت نامہ بتحریر التقریظ موصول ہوا جزاکم اللہ فی الدارین خیرا اگرچہ خاکسار کی آنکھیں اب کام نہیں دیتیں لیکن با مدد برخوردار سید محمد یعقوب حسب الارشاد کچھ تحریر کرتا ہوں آپ نے آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ الخ کی تفسیر ایک عجیب و غریب تفسیر کی ہے۔ للہ درک اور پھر استقامت کی شرح اور اس کا ثبوت و اثبات صرف ایک محمود الصفات حضرت رسالتمآب خاتم النبیین کے ساتھ بالکل وجہ بہت عمدہ طور سے کیا ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ کی کل تقریر جو جوش و اخلاص کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔ اس میں وہی رنگ ہے۔ جو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی تقریر و تحریر میں تھا۔ گویا ان کی تحریر و تقریر کو آپ نے زندہ کر دیا ہے۔ گو بعض مواقع میں کچھ اغلاط بھی واقع ہو گئے ہیں جو شاید کاتب کی قلم سے واقع ہوئے ہوں یا سہواً آپ کی ہی قلم سے صادر ہو گئے ہوں۔ لہذا بحکم المومن مرآۃ المومن کے میں اس کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔ مثل مشہور ہے کہ متکلم را تا کسے عیب نگیرد سخنش صلاح نپذیرد۔ اگرچہ میرا اظہار اخلاق فاضلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خلاف واقع ہوگا۔ مگر میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں۔ لفظ مسیح الموعود غلط ہے۔ لفظ اماما اگرچہ بین العوام مشہور ہے مگر صحیح نہیں وجعلنا للمتقین اماما میں ہمزہ وصل متروک ہو گیا ملاحظہ ہو صفحہ ۴ سطر ۲۔ لفظ نوشتہ خلاف قواعد فارسی کے ہے صفحہ ۲۶ سطر ۱۱۔ ہاں اگر اساتذہ سے یہ تصرف خاص اس لفظ میں ثابت ہو جاوے۔ تو مسلم ہو سکتا ہے فرد و میں ضمیر ترک کر دی گئی ہے۔ فرد وہ چاہئے تھا۔ لفظ نکتہ اس جگہ کسقدر خلاف ہے مناسب لفظ نقطہ چاہئے ملاحظہ ہو صفحہ ۸ سطر ۸۔ لفظ موزی غلط ہے۔ موذی بذال معجمہ چاہئے۔ اصالی غلط ہے۔ عصائی چاہئے صفحہ ۱۲۴ سطر ۲۔ صفحہ ۶۵ سطر ۱۱ میں کی جاوے غلط ہے اور نہ کی جاوے صحیح ہے۔ یہ اغلاط تو چنداں قابل التفات نہیں مگر غلطی آئندہ ضرور قابل اصلاح ہے۔ وہو ہذا صفحہ ۱ سطر ۹ میں جو مضمون ہے (کہ سری مہاراج رامچندر جی یا سری کرشن بھگوان وغیرہم کی سوانح عمریاں آج بھی اہل دنیا کے لئے نیک مثال اور ان کے کارنامے انسان کے لئے بہترین نمونہ موجود ہیں الخ) یہ مضمون محض غلط ہے کیونکہ نزول قرآن مجید کے وقت سے قیامت تک کوئی ایسی کتاب یا کوئی اسوہ حسنہ بجز رسول مقبول صلعم کے دنیا میں موجود نہیں ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ جس کا اقتدا کیا جاوے۔ کیونکہ اول تو ظہر الفساد فی البر والبحر کی طرف تاریخ قرآن ہدایت کر رہی ہے۔ دوم سو من یبتغ بغیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وارد ہوا ہے پھر لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی خود فرمایا ہے۔ ثالثاً خود آپ کی اس رسالہ کا موضوع نہی یہ ہے کہ آج بھی اہل دنیا کے لئے سوائے ذات پاک حضرت رسالتمآب صلعم کے کوئی اور دوسرا اسوہ حسنہ دنیا میں موجود نہیں۔ ملاحظہ ہوں صفحات ذیل ۲۰ و ۲۴ و ۲۶ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۲ و ۳۶ و ۳۵ و ۴۰ و ۴۵ وغیرہ وغیرہ پس مضامین مندرجہ صفحات بالا کے مضمون مندرجہ صفحہ ۱ کو رد کر رہے ہیں پھر اگر مضمون صفحہ ۱ صحیح ہو تو پھر کل رسالہ آپ کا اور اس کا موضوع لہٰ باطل ہوا جاتا ہے اور پھر علاوہ بریں نہ ضرورت قرآن مجید کی باقی رہی اور نہ حاجت دین اسلام کی رہتی ہے جو آپ کے رسالہ کا موضوع لہٰ اور مقصود اصلی ہے اور قریب قریب اسی کی اس مضمون غلط کو تفصیل آپ نے پیسہ اخبار میں بھی شائع کرایا تھا۔ جو بالکل خلاف آپ کی اس استقامت کے تھا جس کو بشرح و بسط اس رسالہ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے اور نیز آیت قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم کی ایک غلط تفسیر اسی پیسہ میں آپ نے تحریر فرمائی تھی اور بحکم بناء فاسد علی الفاسد کے اس کے نتائج غلط پیسہ اخبار میں تحریر فرمائے گئے تھے جس کا رد خاکسار نے بدلائل عقلی و نیز براہین نقلی قریب سو آیات سے لکھا تھا۔ اسی طرح جس طرح آپ نے صفحہ ۶۰ سطر ۶ میں لکھا ہے۔ وہو ہذا۔ تو تمہارا یہ عمل محمدی تعلیم فردوہ الی اللہ والرسول سے اخذ شدہ تھا یعنی امور متنازعہ میں تم کل انسانی احتیاجوں کو چھوڑ کر خدا اور اس کے رسول کے کلام کی طرف رجوع کرو۔ انتہی موضع الحاجۃ اور اگر اندک تدبر بھی اس آیت میں کیا جاوے۔ تو کل مضمون مندرجہ پیسہ اخبار کا خود اسی آیت سے رد ہو جاویگا۔ کیونکہ آخر آیت ہذا میں فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون وارد ہے یعنی اگر اہل کتاب اور مخالفین اس ہماری دعوت سے روگردانی کریں۔ تو تم پکار کر کہدو کہ بیشک ہم ہی مسلم ہیں۔ اور تم مسلم نہیں ہو۔ خصوصاً جبکہ اتخذوا ارباباً کی تفسیر حدیث صحیح سے کی جاوے جو خاص باتخاذ ارباب کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے تو پھر تمام پیر پرست بھی غیر مسلم قرار پا جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو غیر مسلم ہیں یا تو مغضوب علیہم ہوں گے یا ضالین ہوں گے جن کے ساتھ ہم ہرگز ہرگز امور دینی میں شریک ہو کر اتحاد یا اتفاق نہیں کر سکتے۔ گو ان میں کچھ امور مشترکہ بھی پائے جاویں (یہ امور مشترکہ کا نسخہ مثل تقیہ روافض کے عجیب و غریب پیدا کیا ہے۔ جن امور مشترکہ سے شیطان بھی باہر نہیں ہے۔ پھر تو اس کے ساتھ بھی ہمارا اتفاق ہونا چاہئے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بھی ان امور مشترکہ سے رد ہو گئیں) آنحضرت جس دستاویز میں کسی جگہ کچھ جعل کیا گیا ہو وہ کسی کے نزدیک مقبول نہیں ہو سکتی یا جس بعدہ کے پیالہ میں زہر ملا ہوا ہو۔ اس کا استعمال ہرگز درست نہیں۔ گو ان میں بعض امور مشترکہ اچھے بھی موجود ہوں۔ کیونکہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین وارد ہے۔ پس ایسی غیریت کی حالت میں اتحاد یا اتفاق کیسا۔ ہاں معاملات اس سے مستثنیٰ ہیں وکذا من الامر الی تردا کے بالیل لیکن اس رد کو خاکسار نے اس لئے شائع نہیں کیا کہ آپ کی حسنات بہ نسبت سلسلہ احمدیہ کے ان سیئات پر غلبہ رکھتی ہیں۔ امید ہے کہ کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان سیئات کو حسنات کے ساتھ بدل دیگا اور میں یہ دعا کیا کرتا تھا۔ کہ اللہم بدل سیئاتہ بالحسنات الحمد للہ کہ یہ دعا میری قبول ہوئی مجھ کو امید ہے کہ یہ رسالہ آپ کا اس مضمون مندرجہ پیسہ اخبار کے لئے بطور کفارہ کے ہو جاویگا۔ آمین ثم آمین۔ اور جو تفسیر غلط آیت قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم کی آپ نے پیسہ میں تحریر فرمائی تھی جس سے صریح طور پر ثابت ہوتا تھا کہ آپ کی استقامت میں فرق آگیا۔ وہ عفو ہو جاویگا۔ آمین کیونکہ اس رسالہ میں اس مضمون غلط کا رد موجود ہے اور ترک استقامت کا ایک سر لکھا تھا جو حضرت سید جی اللہ کے الہام میں

آچکا تھا۔ جس کا وقوع ہونا واسطے پورا ہونے پیشگوئی الہام کے ضروری تھا۔ آیت اسوہ حسنہ کے سیاق میں کچھ ذکر ضعیف الایمان لوگوں کا ہے جس میں اُن کی عدم استقامت اور ضعیف ایمان و عدم استقامت پر ملامت کی گئی ہے اور بعد آیت اسوہ حسنہ ہے جس میں واسطے اقتدا کرنے کے دربارہ استقامت رسول کریم کے اُن کو سخت تاکید فرمائی گئی ہے اور یہی شان نزول اس آیت کا مفسرین محققین نے تحریر فرمایا ہے۔ اب آپ نحن فیہ میں بھی ایسا ہی کچھ واقع ہوا ہے کہ آپ کی استقامت میں جب فرق آگیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے تدارک کے لئے آپ کے قلم سے آیت اسوہ کی ایک عجیب و غریب تفسیر شائع کرادی اور شرح استقامت رسول کریم صلعم کی بہ تفصیل و بسط کے ساتھ آپ کے قلم سے نکلوادی فجزاکم اللہ احسن الجزا۔ مگر ضروری ہے کہ جس طرح پر آپ نے چندہ یونیورسٹی کی تحصیل کے لئے کوشش بلیغ فرمائی ہے۔ اگر چندہ مدرسہ احمدیہ کے لئے بھی سعی اور کوشش بلیغ فرمادیں تو اس ترک استقامت کا بھی کفارہ ہوجاوے اور مجھکو آپ کی سعادتمندی سے اس کی امید بھی ہے دعائے ابراہیمی ومن عصانی فانک غفور رحیم میں جو یہ نکتہ آپ نے تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے مخالفین معاندین مکہ کو بعد فتح مکہ کے کوئی سزا نہیں دی۔ بدیں وجہ دعائے ابراہیمی کا کوئی لفظ قبولیت سے خالی نہیں رہا۔ ایک گروہ نے آپ کی اتباع میں ہوا سے اجتناب کیا تو اس سے دعا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام قبول ہو کر پوری ہوئی۔ اور دوسرا وہ گروہ جنہوں نے اپنے جہالت کا راستہ چھوڑا معہذا ان کے لئے لا تثریب علیکم الیوم فرماکر اُن کو سزا سے معاف کردیا کیونکہ آنحضرت عبد الغفور اور عبد الرحیم ہے جس سے فانک غفور رحیم کے الفاظ کا مضمون پورا ہوا۔ الی آخرہ۔ یہ نکتہ تفسیری بھی مجھ کو بہت پسند آیا کیونکہ اس تفسیر نے سلک الفاظ میں سے کوئی لفظ دعا کا ضائع نہیں کیا فجزاک اللہ احسن الجزا۔ الحاصل کرر عرض ہے کہ مضمون مندرجہ صفحہ ۷ سطر ۹ کا قابل اصلاح ضرور ہے۔ اگر زبان انگلش میں بھی آپ اس رسالہ کا ترجمہ کریں۔ تو اس مضمون کی اصلاح ضرور فرمادیں یعنی یا تو آج بھی کا لفظ حذف فرمادیویں اور بجائے لفظ ہیں کے ہوئے تھے لکھدیویں تب کسیقدر صحیح ہوسکتا ہے۔ غرضکہ کسی لفظ مربوط کے ساتھ اصلاح کردیجاوے۔ جو مقصود اصلی کے مخالف اور موضوع لہٗ کی ضد نہ ہو۔ پھر مجھ کو قوی امید اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے۔ کہ جو سابق ازیں آپ کی طرف سے بعض مضمون غلط شائع ہوئے ہیں۔ اُن کے لئے یہ آپ کا رسالہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انشاء اللہ تعالیٰ کفارہ ہوجاویگا۔ میں نہ تو خوشامدی ہوں اور نہ خوشامد طلب ہوں۔ لہذا جو کچھ ان چند سطور میں تحریر کیا گیا ہے اگر ناگوار ہو تو معاف فرمایا جاوے۔

اور جبکہ آپ خود اقرار کرچکے ہیں کہ (اگر تعلیم کے ساتھ معلم کا عمل موجود نہ ہو۔ تو تعلیم کے غلط سمجھے جانے کا احتمال ہوسکتا ہے) آخر تک صفحہ ۲ سطر اول سے ملاحظہ ہو۔ تو جب تک آپ مضمون پیسہ اخبار کا رد اور نیز غلطی ہذا کا حک عملی رنگ میں یہ تصریح نہ فرمادیں۔ تب تک آپ کی طرف بھی احتمال خلاف ہوسکتا ہے۔ ہاں ایک امر اصلاح طلب اور ہے۔ کہ آپ نے مسئلہ ارتقا میں جو کچھ لکھا ہے۔ اور اس کا مصداق دیانند وغیرہ کو گردانا ہے۔ بعینہ اسی طرح پر آپ کی کل تقریر کو مخالف حضرت مسیح موعودؑ پر چسپاں کرسکتا ہے۔ پس مسئلہ ارتقا کے ماتحت دیانند و حضرت جری اللہ ہر دو مساوی بالاقدام ہیں۔ جیسا دیانند ویسا ہی حضرت جری اللہ۔ اور ظاہر رسالہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا کو مصداق مسئلہ ارتقا کا گردان سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ یہی حال ہم حضرت مرزا صاحب کا دیکھتے ہیں۔ پس اس کا جواب آپ کے نزدیک کیا ہوسکتا ہے جس جواب سے حضرت اقدسؑ اس مسئلہ ارتقا سے مستثنیٰ رہکر مامور من اللہ ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ جملہ حالات مسئلہ ارتقا کے بھی محض ارہاصاً منجانب اللہ ہوتے ہیں اور بطور ارہاص کے اللہ تعالیٰ کی ہوا کو پہلے ہی سے انبیاء علیہم کی تبلیغ کے مناسب مطابق پیدا کردیا کرتا ہے۔ تاکہ منکرین اور معاندین پر اس طرح سے بھی ایک حجت قائم ہوجاوے گو ہمارے حضرت خاتم النبیین وسید المرسلین ماتحت حالات ارتقا کے بعض اعتبارات سے نہ ہوئے ہوں اور پھر آپ نے بھی ایسے امور کو آنحضرت کی قبل بطور ارہاص کے ہونا تسلیم کرلیا ہے دیکھو صفحہ ۳۷ سطر اخیر کو۔ یہ مضمون ایک بڑی تفصیل کو چاہتا ہے۔ جو پھر کسی وقت میں انشاء اللہ تعالیٰ تحریر کی جاویگی۔ سردست باقی صحبت باقی۔ اور پھر آپ نے جو تحصیل چندہ یونیورسٹی کے لئے اس نیک نیتی سے کوشش و سعی فرمائی ہے۔ کہ اس دنیا کی ترقی میں دین اسلام کی ترقی متصور ہے۔ یہ آپ کی نیک نیتی ایک اجتہادی غلطی پر مبنی ہے۔ جس کو خود آپ نے کامل طور پر رد کردیا ہے اور ایسی نیک نیتی کو ترک استقامت قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۸۵ سے صفحہ ۹۰ تک۔ بلکہ کل آنحضرت صلعم کی استقامت کا بیان جو آپ کی اس نیک نیتی کو پورے طور پر ادا کررہا ہے۔ فتدبر ولا تکن من الغافلین۔ اس لئے آپ پر فرض ہے۔ کہ اُس نیک نیتی سے جو اجتہادی غلطی پر مبنی رہا ہے رجوع فرماویں۔ اقل درجہ یہ کہ چندہ مدرسہ احمدیہ کے لئے اسی قدر کوشش کریں جو یونیورسٹی کے لئے کی گئی ہے۔ تاکہ یہ کوشش اُس پہلی کوشش کے لئے کفارہ ہوجاوے اور صفحہ ۱۰۶ سطر ۶ کے بعد آپ اس فقرہ کا لکھنا بھول گئے ہیں۔ "کہ وہی باتیں مسیح موعودؑ کے مقابل ابکبھی نہیں"۔ تاکہ زندہ ثبوت اور نقد حال مسیح موعود کی صداقت کا ہوجاتا۔ فقط

اس تقریظ کا لطف جب ہو۔ کہ جو اغلاط قابل التفات لکھی گئی ہیں۔ اُن کو صفحہ وار اسوۂ میں بغور مطالعہ فرمایا جاوے اگر یہ اغلاط خواجہ صاحب سے سہواً واقع ہوئی ہیں۔ جو کثرت النسیان اُن کی فطرت میں داخل ہے۔ تو دعا ہے کہ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا۔ دعا ضرور کی جاوے

محمد احسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

اعلان

تمام احمدی احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان واسطے چندہ جمع کرنے کے لئے اس وقت تک ذیل کے پانچ اصحاب کو وصولی چندہ کی اجازت دی گئی ہے

(۱) شیخ غلام احمدؐ صاحب واعظ۔ (۲) حکیم محمدؐ صاحب۔ (۳) چوہدری غلام سرور صاحب قانونگو۔ (۴) ڈاکٹر محمدؐ امین صاحب فرنٹیئر اسسٹنٹ (۵) منشی محمدؐ عبد اللہ صاحب منشی ضلعداری کھسلان۔ ان احباب کے علاوہ اگر کسی کے مقرر کرنے کی ضرورت سمجھی جاویگی تو سرٹیفکیٹ کے علاوہ جو ہر محصل یا واعظ کو دیا جاتا ہے۔ بذریعہ اخبار احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کردیا جاویگا۔ بغیر اس کے کسی صاحب کو چندہ وصول کرنے کی یا چندہ دینے کی اجازت دفتر ہذا کی طرف سے نہیں ہے غلطی سے بچنے کی خاطر یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر محصل کے پاس رسید بکیں ہوں گی۔ چندہ دینے والوں کو رسید باقاعدہ دی جاویگی۔ جس کی ایک نقل محصل اپنے پاس رکھے گا۔

محمدؐ علی

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ۲۶؍۱۱

نوٹ۔ طلباء مدرسہ کے لئے جو اجازت چندہ وصول کرنے کی دی جاتی ہے۔ وہ صرف ایام تعطیلات موسم گرما کے لئے جو اس دفعہ ۱۶۔ اگست ۱۹۱۱ء سے ۳۰ ستمبر تک ہوں گی۔ ایسے طالب علموں کے نام شائع کئے جاوینگے اور ہر ایک طالب علم کو سند دی جاویگی جس کے دکھانے کے بغیر وہ چندہ وصول کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اور رسید بکیں دیجاوینگی اور ہر ایک رقم جو کوئی صاحب دیں مناسب ہوگا کے رسید بک ہر دو نوں طرف یعنی مثنیٰ او ر اصل پر اپنے سامنے اندراج رقم کرالیں اور رسید لے لیں۔

محمدؐ علی

سکرٹری ۲۶؍۱۱

ملفوظات امیر المومنین رضؓ

۲۹۔ جون ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ مسلمان جب سے اس مرض میں مبتلا ہوئے ہیں۔ ذلیل ہیں۔ وہ خدا کے فضل کو بھول گئے۔ اور "تسخیر" کے پیچھے پڑ گئے۔ ہماری طرف جب رجوع خلائق دیکھتے ہیں۔ تو گمان کرتے ہیں کہ ہمیں کوئی وظیفہ یاد ہے۔ جس سے تسخیر کرلیا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ سخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض جمیعًا (۲) وسخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ جب یہ نعمت قرآن مجید میں پہلے ہی موجود ہے۔ تو اس قدر گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے۔

دوسرا مرض مسلمانوں میں ناشکری ہے اور وہ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے۔ حلال رزق سے اولاد نیک صالح پیدا ہوتی ہے اور عبادت میں لذت ملتی ہے۔

فرمایا۔ پہاڑوں میں فائدے ہیں۔ از انجملہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان تمید بکم جس کے چار معنے ہیں۔ (۱) تاکہ تم ہلاک نہ ہوجاؤ (۲) پہاڑ تمہارے ساتھ حرکت کرتے ہیں (۳) کھانا دیتے ہیں تمہیں (۴) ذہن ایک طرف جھک نہ جائے۔

فرمایا۔ انسان کا ایک ایک بال بھی نعمت ہے۔ دیکھو ایک بانکے جوان پر ایک بال بھی سفید آجائے۔ جب تک مونچنے سے نوچ نہ لے۔ اُسے قرار نہیں آتا۔

فرمایا۔ بدیوں سے بچنے کے لئے اسی بات کا مطالعہ سخت ضروری

ہے۔ کہ اللہ چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

۳ر جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ ہجرت یہ ہے کہ ایک چیز سے تعلق ہے اور اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔ بس اس تعلق کو محض اللہ کی رضامندی کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ المهاجر من هاجر ما نهى الله عنه۔

فرمایا۔ اللہ کی رضا کے لئے کوئی چیز چھوڑ دیجائے تو اللہ اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ چھوڑا۔ اس کا بہت سے بہتر بدلہ پایا۔ اسی ہجرت کا اجر ہے۔ کہ اب تک ان کی قوم معزز سمجھی جاتی ہے۔

فرمایا۔ قرآن نے جو کچھ بتایا ہے غور کریں تو انسان کا دل اس کا فہم۔ اس کی روح۔ اس کو مانتی ہے صرف بھولی ہوئی بات یاد کرائی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کا نام ذکر ہے۔

فاسئلوا اهل الذكر کے نعوذ باللہ یہ معنے کہ عیسائیوں اور یہودیوں سے پوچھو۔ بالکل غلط ہیں۔ ان کو کیا معلوم۔

فرمایا۔ انسان حرامخوری کرتا ہے۔ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ مگر نتیجہ نظر نہیں آتا۔ تو وہ دلیر ہو جاتا ہے۔ مگر جب پیمانہ لبریز ہوتا ہے۔ تو فوراً پکڑا جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظاہر سے باطن کی طرف جانا مسلمانوں کا معمول نہیں رہا بلکہ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ دل صاف چاہئے۔ اعمال خواہ کیسے ہوں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔

فرمایا۔ انگریزوں کی صناعیاں (ریل۔ ہوائی جہاز۔ تار) دیکھ دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ مگر مجھے اس سے بڑھ کر تعجب آتا ہے۔ ان کے اس عقیدہ پر کہ وہ عاجز و غریب انسان کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔

فرمایا۔ اللہ کی کتاب اور نبی کریمؐ کی ارشادات پر جو قوم متمسک ہے اس میں اختلاف کم ہے۔ پھر جن میں خشیة اللہ ہے۔ ان میں اور بھی اختلاف کم ہے۔

فرمایا۔ ہر روز اپنے کھانے کا مطالعہ کرو۔ کپڑے کا مطالعہ کرو آمدنی کا مطالعہ کرو۔ کہ حرام تو نہیں۔ مشتبہ مال ہرگز استعمال نہ کرو کیونکہ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ ہم سے سوا دعا کے کیا ہو سکتا ہے۔ حکومت قہری نہیں کہ زبردستی منوایا جائے۔

۴۔ جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ انبیاء کرام ذات الٰہی کا بہت ادب کرتے ہیں۔ ابو الانبیاء خلیل الرحمن حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔ يطعمنى ويسقين فاذا مرضت فهو يشفين۔ کھانا کھلانے اور پانی پلانے کو تو خدا کی طرف منسوب کیا ہے اور مرض کو اپنی طرف۔ ایسا ہی سورہ کہف میں ایک ولی اللہ نے کشتی کا عیبناک کرنا اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ فاردت ان اعيبها غرض انبیاء کا مذہب یہ ہے۔ کہ

والشر ليس اليك

فرمایا۔ مجھے قرآن سے محبت ہے اور بہت محبت ہے۔ قرآن مجید میری غذا ہے۔ میں سخت کمزور ہوتا ہوں۔ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھ میں طاقت آجاتی ہے۔

فرمایا۔ بچپن سے خدا نے مجھے اس دین پر چلایا ہے جس پر میں اب ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اسی پر میرا خاتمہ ہو۔

فرمایا۔ مجھے خدا ہمیشہ قرآن سے عقلی دلائل سمجھاتا ہے یہ اس کا فضل ہے۔

فرمایا۔ قرآن مجید دُنیا میں سے اختلاف دور کرنے کیلئے آیا افسوس ہے کہ بعض بدبخت سمجھتے ہیں۔ قرآن میں اختلاف ہے۔ حالانکہ قرآن مجید اختلافی مسائل میں ایک فیصلہ بتاتا ہے پھر اختلاف مٹا کر اس راہ پر چلاتا ہے۔ جس پر چلنے سے خدا راضی ہو۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ خدا کی نعمتوں سے انسان مالامال ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ عربی میں چار سو نام شہد کا ہے۔

فرمایا۔ جیسے بارش ہو۔ تو زمین سے روئیدگی نکلتی ہے اسی طرح جب وحی آسمانی کا نزول دل پر ہو۔ تو عجیب عجیب معارف و حقائق کھلتے ہیں۔

فرمایا۔ کہ جب مکھی کے پیٹ سے وحی الٰہی کے سبب شہد جیسی نافع چیز نکلتی ہے تو پھر انبیاء کے ذریعہ وحی کے نزول سے کیا کیا فوائد مخلوق الٰہی کو پہنچ سکتے ہیں۔

فرمایا۔ جیسے بھوسہ اور خون میں دودھ موجود ہے مگر اسے سوا الٰہی مشین کے کوئی نکال نہیں سکتا۔ اسی طرح دُنیا میں صداقتیں تو موجود ہیں۔ مگر وہ صرف وحی کے ذریعے الگ ہو سکتی ہیں۔

۵۔ جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ فضیلت اگر کھانے سے ہو۔ تو پھر ہاتھی اور ویل مچھلی کی زیادہ قدر ہو۔

فرمایا۔ کام کرنے والا اور نہ کرنے والا ہرگز برابر نہیں ہو سکتے عرب میں امراء القیس شعراء موجود تھے۔ لیکن غور کرو۔ کوئی ان میں سے خدا کے لئے بھی کام کرتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ برخلاف اس کے حضرت نبی کریم دن رات خدا کے کام میں مصروف رہتے۔ اس کا نمونہ ہم نے اس زمانہ میں بھی دیکھا۔ حضرت صاحب کا یہ حال تھا کہ سر میں چکر اور اسہال۔ مگر پھر بھی بڑا کام کرتے۔ اور اکثر میں نے آپ کی زبان سے سُنا۔ کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اور کام (دین کی تسلی) ابھی ادھورے پڑے ہیں۔

فرمایا۔ تم میں کوئی سعادت مند ہو۔ جو سوچے کہ خدا نے کیا کیا نعمتیں دی ہیں۔ اور پھر اس نے مخلوق کی بہتری اور خدا کی رضامندی کے لئے کیا کام کیا ہے۔ میں نے پاگلوں کو دیکھا ہے۔ کبھی کسی نے کھانا کھاتے وقت بجائے منہ کے کان میں نہیں ڈالا۔ بلکہ اپنے مطلب کے لئے خوب دانائی سے کام لیتے ہیں۔ پس انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں۔ کہ وہ اپنے نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں ہوشیار ہو۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے۔ کہ وہ دوسروں کی بہتری اور اللہ کے دین کی اشاعت میں کیا کام کرتا ہے۔

فرمایا۔ یوم ظعنکم میں اشارہ ہے کہ مومن سفر میں بھی اکثر بی بی کو ساتھ رکھے۔ نبی کریم صلعم نے یہاں تک التزام فرمایا۔ کہ احد کی جنگ میں عائشہ صدیقہؓ اور بتولؓ آپ کے ہمراہ تھیں۔ خود ہمارے حضرت صاحب جب سفر پر جاتے۔ اپنی بی بی کو ہمراہ لیجاتے۔

ناظرین الحکم ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر جسٹ ضرور لکھا کریں

مُسلم یونیورسٹی اور احمدی قوم

مسلم یونیورسٹی کی تحریک کا احمدی قوم کی طرف سے نہائت جوش اور مسرت کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ احمدی قوم کے موجودہ لیڈر اور امام نے باوجودیکہ اس کے سلسلہ کی اپنی ضروریات ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں اپنی جیب سے ایک ہزار دیا اور اپنی جماعت کو یونیورسٹی کی تحریک میں چندہ دینے کا مشورہ دیا۔ احمدی جماعت کے اخبارات نے اس تحریک کی تائید میں اپنے مقدور کے موافق مضامین لکھے اور جو جس سے بن آیا۔ اس کے متعلق کیا۔ لیکن ۱۲۔ جولائی ۱۹۱۱ء کے علیگڈھ منتھلی گزٹ میں "مسلم یونیورسٹی کے متعلق بعض شبہات" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے اس نے کم از کم احمدی قوم کو یونیورسٹی کی طرف سے موقع مایوسی کا دیا ہے۔

یونیورسٹی میں مذہبی تعلیم کے انتظام پر اعتراض کیا گیا تھا اس کا جواب دیتے وقت ظاہر کر دیا گیا ہے۔ کہ شیعہ اور سنی کے سوا اور کسی فرقے کی تعلیم کا انتظام نہیں کیا جائیگا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ

"باقی بعض فرقے جن کی تعداد بہت قلیل ہے (مثلاً عامل بالحدیث یا قادیانی یا عامل بالقرآن) یہ گروہ اپنے معتقدین کی تعلیم کا خود انتظام کرتے ہیں اور وہ کافی بھی ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے اُن لوگوں میں سے کسی کا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ جبتک مسلم یونیورسٹی ان کی مذہبی تعلیم کا خاص انتظام نہ کرے اس وقت تک وہ اس کو مسلم یونیورسٹی تسلیم نہ کرینگے"

یہ جواب جو ازالہ شبہ کی خاطر شائع کیا گیا ہے نہ صرف مایوسی بخش ہے بلکہ اس کا لب و لہجہ نہائت کرخت اور غیر مہذبانہ ہے۔ قادیانی کے لفظ پر عزیز ہمعصر نے بڑے زور سے لکھا ہے اور علیگڈھ کے مدعیان تہذیب و تقدس کو بتایا ہے کہ وہ آیۂ شریفہ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الايمان الاية پر غور کریں اور ہمارے اصل نام احمدی کے سوا اور کسی نام سے نہ پکارا کریں۔

مُسلم یونیورسٹی کے لئے اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کے جملہ فرقوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنا آسان امر نہیں مگر ان کے مذہبی فیلنگس کا خیال نہ رکھنا بھی تو نامناسب ہے۔

ہمارے ایک واجب الاحترام دوست نے اپنے ایک لیکچر میں (جو یونیورسٹی کی تائید میں دیا گیا تھا) کہنے کو تو یہ کہدیا۔

"ہم کو جب خدا۔ رسول۔ کتاب۔ کعبہ۔ کلمہ۔ معاد اور بہت سے دیگر امور ایک امر پر متحد اور جمع نہ کر سکے تو خدا تعالیٰ نے ایک اور امر ہم میں اتفاق کی صورت پیدا کرنے کا پیدا کر دیا۔ وہ کیا ہے؟ وہی مسلم یونیورسٹی ہے"

آہ! جس قوم کو کلمہ ایک نہ کر سکا تو یونیورسٹی اس سے بڑھ کر قوت کہاں سے لے آئیگی؟ بہرحال قطع نظر اس کے کہ ہم یونیورسٹی کو ایسی عزت دینے کو تیار ہیں یا نہیں کہ اس کے ذریعہ وہ کام ہو سکے۔ جو مندرجہ بالا امور (جن کی عزت اور تکریم ایک مسلمان کا ایمان ہے) نہ کر سکے۔

اس قدر ماننے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ احمدی جماعت کی طرف سے یونیورسٹی کی تحریک کی تائید کس جوش اور مستعدی کے ساتھ

کی گئی ہے۔ مگر مجھے شبہ ہوتا ہے کہ ہمارے دوست کی امید پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ کا یہ آرٹیکل مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کی بجائے اشتعال اور باہمی بغض پیدا کر دیگا۔ اور یونیورسٹی کے ساتھ ہمدردی کم ہو جائیگی۔ شروع ہی میں جب اختلاف کی بنیاد رکھی گئی تو آئندہ چل کر کیا ہوگا۔

اس کے بالمقابل ہندو یونیورسٹی کی سکیم شائع ہوئی ہے اس میں اخلاقی اور مذہبی تعلیم کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ

"یہ مذہبی تعلیم تمام فرقوں کے جذبات کا لحاظ رکھکر عام مسلمہ اصولوں پر ہوگی ساتھ ہی اس یونیورسٹی میں سداچار (عملی حالت) پر خاص دھیان دیا جائیگا"

ہندوؤں کے لاانتہا فرقوں کی مذہبی تعلیم کے لئے ان کی یونیورسٹی ایسی تجویز کر سکتی ہے۔ جس میں تمام کے مذہبی جذبات کا لحاظ رکھا جاسکے۔ مگر مسلم یونیورسٹی اس سے گھبراتی ہے۔

ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ جزئیات مذہب کی تعلیم دینا یونیورسٹی کی قدرت سے باہر ہو۔ مگر وہ مذہبی تعلیم کا ایسا انتظام کر سکتی ہے اور اسے کرنا چاہیئے۔ جس سے کسی کو یہ کہنا نہ پڑے۔ کہ ہمارے مذہبی جذبات کا خیال نہیں رکھا گیا۔

یونیورسٹی کو اگر مسلمانوں کے باہمی تفرقہ کے دُور کرنے کا ایک آلہ قرار دیا جاتا ہے تو پہلے ہی قدم پر اس سے تفرقہ پیدا کرنے کی کیوں کوشش کی جاتی ہے۔ جب یونیورسٹی شیعہ اور سُنی کی جداگانہ تعلیم کا انتظام کرتی ہے۔ تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ

وہ خود تفرقہ قائم رکھنا چاہتی ہے

اس لئے یونیورسٹی کی سکیم بنانے والی کمیٹی کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس قسم کے خیالات سے گھبرائے نہیں اور ایسی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جس سے تمام مختلف فرقے اپنے جذبات مذہبی کو اس اصل پر لے آئیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے۔

اسلام جس وحدت کو پھیلانا چاہتا ہے اور جس کے فیوض ابتدائے اسلام میں مشاہدہ کر چکے ہیں سو وہ نہ یا امید غلط ہوگی کہ

یونیورسٹی ہم کو متحد کرے گی

بلکہ اندیشہ ہے کہ یونیورسٹی موجبات تفرقہ میں اضافہ کرنے والی نہ ہو (خدا نکرے کہ ایسا ہو) اس لئے میں علی گڈھ کی اس معزز پارٹی کو جو یونیورسٹی کے اصحاب حل وعقد کی جماعت ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس قسم کی دل شکن تحریروں کی اشاعت سے یونیورسٹی کے متعلق عام ہمدردی کو کم نہ کرائے اور مسلمانوں میں تفرقہ کے مزید اسباب پیدا کرنے سے پرہیز کرے۔ مسلمانوں کو اس قسم کی تحریکیں کبھی ایک نہیں کر سکیں اور اگر وہ مذہب کے ذریعہ ایک نہیں ہو سکتے تو یہ یقینی بات ہے کہ وہ دُنیا کی کسی تحریک سے کبھی ایک نہیں ہوں گے۔ اکٹھا کرنے کی تاثیر صرف مذہب میں ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نظیر موجود ہیں کہ آپ نے عرب جیسی اکھڑ قوم کو جس میں سوائے تفرقہ کے اور کچھ تھا ہی نہیں ایک کر دیا۔

پھر جب دُنیا کا رنگ اس قوم میں آیا۔ وہ اجزا کے متعدد منتشر ہوگئے آج بھی مذہب ہی انہیں اکٹھا کر سکتا ہے کیا احمدی قوم اس کی نظیر نہیں کاش ہمارا قابل لیکچرار محض آمد تقریر میں ایسا محو نہ ہو جاتا اور وہ اس موقعہ پر اپنے اثر سے کام لیکر کہدیتا کہ مسلمانوں کے پراگندہ اجزا کو ایک امام کی ماتحتی ایک کر سکتی اور یونیورسٹی بھی تب ہی بابرکت ہوگی۔ کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو۔ والا فلا۔

میرا سفر مصر

گذشتہ سے پیوستہ اشاعت الحکم میں میں نے اپنے سفر سوئے مصر و بلاد اسلامیہ کا اعلان کیا تھا اور اسی اعلان میں مختصراً اس سفر کی غرض اور مقصود کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔

اس اعلان کے ہوتے ہی خریداران و سرپرستان الحکم میں یہ سوال دلچسپی کے ساتھ چھڑ گیا ہے۔ بعض ایڈیٹر الحکم کے اس سفر کو الحکم کی خوش آئند اور شاندار مستقبل کا پیش خیمہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سفرنامہ کے دلچسپ حالات اور مفید واقعات الحکم میں ایک نئی روح پیدا کر دیں گے۔ بعض کا خیال ہے کہ ایڈیٹر الحکم کی شخصیت الحکم کی قدر و قیمت کا موجب ہے۔ جب اخبار اس کے انتظام سے نکل جائیگا اور کوئی شخص اسے ایڈٹ کریگا تو اخبار کے موجودہ حالت سے گر جانے کا اندیشہ ہے۔ میں ان ہر دو قسم کی تحریروں کو قبل از وقت سمجھتا ہوں۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ کیا ہوگا اور کیا یا ایسا خیال کرنا کہ الحکم کے ایڈیٹر کی شخصیت کو الحکم کی قدر و قیمت سے تعلق ہے۔ ہر چند میری قدر افزائی اور میری نسبت حسن ظنی ہے مگر میں اس کو شرک سمجھتا ہوں میں کیا اور میری قابلیت کیا۔

میں پہلے ظاہر کر چکا ہوں کہ سفر کے متعلق جو میری سکیم ہے میں اسے رسالہ **وداع وطن** میں انشاء اللہ تفصیل سے بیان کروں گا۔ اس لئے ان احباب کی خدمت میں جو اس کے متعلق استفسار کرتے ہیں عرض کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کا انتظار کریں

بعض احباب پوچھتے ہیں۔ کہ یہ سفر کسقدر عرصہ کے لئے ہوگا اس کے متعلق بھی میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ان دُنیا کے کام میں جہاں تک ارادوں اور تجاویز کا دخل ہے میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں نے جب اس سفر کا ارادہ کیا ہوا ہے (اور وہ قریباً دس سال سے ہے) اس ارادہ میں یہ داخل ہے کہ میں پانچ سال کے لئے انشاء اللہ نکلوں گا۔ اور میری تجویز یہ تھی کہ ہر دو سال کے بعد دو یا تین مہینوں کے لئے یہاں آیا کروں۔ جب تک کہ میں اپنی تجویز کے موافق خدا کے فضل سے اس سفر کو پورا نہ کر لوں۔ مگر بعض مخلص احباب نے اس تجویز میں اس قدر ترمیم کرائی ہے اور میں نے بھی اسے الحکم کی ضروریات کے لحاظ سے اور اپنی ذاتی بھلائی اور روحانی فائدہ کی وجہ سے ضروری سمجھا ہے کہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر میں دارالامان میں خدا کے فضل سے پہنچنے کی کوشش کیا کروں اس لئے میں اس سفر میں یہ التزام بفضلہ تعالیٰ رکھنا چاہتا ہوں کہ جلسہ کے ایام میں یہاں آجایا کروں۔ اگرچہ اس آمد و رفت میں اخراجات بڑھینگے۔ مگر میں اس کے مفاد کو چند پیسوں کے مقابلہ میں نہایت قیمتی اور بیش بہا سمجھتا ہوں۔ اس لئے یہ سُن کر اُن دوستوں کو بہت خوشی ہوگی۔ جو الحکم سے میری وابستگی ایک حد تک ضروری سمجھتے ہیں۔

کیونکہ اس طرح پر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو سال میں کم از کم ایک مہینہ تو مجھے اپنی نگرانی میں کام کرنے کا موقعہ مل جایا کریگا۔

بعض احباب نے میری کسی تحریک کے بدوں اس سفر کے لئے اعانت فرمانے کا وعدہ کیا ہے اور بعض نے اپنے جوش سے کچھ بھیجا ہے۔ میں ایسے احباب کے لئے جزاک اللہ کہتا ہوں۔ اور میں ایسے دوستوں کے ملنے پر خدا تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتا ہوں۔ فی الحال میں کوئی چندہ کی تحریک نہیں کرتا۔ اور ایسے تمام دوستوں کو جو اس غرض کے لئے میرا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ آگاہ کرتا ہوں کہ وہ سر دست دعاؤں سے میری مدد کریں۔ میں اس سے زیادہ اس وقت اُن سے کچھ نہیں چاہتا کیونکہ میرے اس سفر میں جو میں تبلیغ دین اور تحصیل و تکمیل عربی زبان کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ مختلف قسم کی سد کاوٹوں اور ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔

مگر میں اپنے رحیم و کریم مولیٰ پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ان ابتلاؤں کے بادلوں کو دور کر دیگا اور مجھے توفیق دیگا کہ میں باہر نکل کر تبلیغ دین کرنے والوں کے لئے راستہ صاف کر دوں۔ اس طریق پر جیسے خدا تعالیٰ نے مجھے قوم میں اخباری مذاق پیدا کرنے میں سابق ہونے کا فخر بخشا میں قلیل سے قلیل خرچ پر بلاد اسلامیہ اور یورپ و امریکہ میں تبلیغ کا راستہ صاف کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت بڑا کام ہے اور خدا کے فضل سے کوئی چیز انہونی نہیں۔

جن کی نظریں خدا تعالیٰ کے وراء الوریٰ کاموں پر نہیں پڑتی ہیں اور جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اس قسم کے کام ان لوگوں سے ہی ہو سکتے ہیں جو دُنیا میں بڑا اعتبار اور بڑی دولت رکھتے ہوں وہ غلطی کرتے ہیں۔ دین کی اشاعت میں غریبوں اور ضعیفوں کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ جس سے چاہے اس کام کو لے میں دیکھتا ہوں

نھی سی آنکھ دیکھتی ہے آسمان کو
چھوٹوں کو بھی بڑائی یہ کتنی بڑائی ہے

پھر اگر وہ اپنے فضل سے مجھے یہ موقعہ دے تو کیا بعید ہے جن کے سفر کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے جن لوگوں کو منتخب کیا وہ بڑے دولتمند اور ممتاز اہل علم نہ تھے بلکہ غریبوں کی ایک جماعت جو اس ملک کی زبان اور رسم و رواج سے ناواقف۔ اور بات بھی یہی ہے ایک غریب آدمی جہاں دس کوس پیدل چلنے کی جرأت کریگا۔ ایک امیر آدمی وہاں ٹٹو اور ٹمٹم کی تلاش میں رہیگا غرض بہت سی باتیں ہوتی ہیں۔

میں نے عرض کر دیا ہے کہ یہ پانچ سال سفر ہوگا۔ جس کے ابتدائی دو سال مصر میں عربی زبان کی تکمیل اور تحصیل کے لئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی فرنچ زبان کی تحصیل زیر نظر ہے اور باقی کے تین سال میں سے ڈیڑھ سال انگلستان کا قیام اور باقی ڈیڑھ سال تبلیغ اسلام کے لئے عام چکر ہے یہ میری نیت ہے اور میں نے محض خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے اس دور دراز سفر کا ارادہ کیا ہے اس وقت یہ شیخ چلی کے خیالی پلاؤ اور ہوائی قلعے ہیں۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ نے مجھے اگلی سہ ماہی تک زندہ رکھا۔ تو وہ وقت انشاء اللہ العزیز قریب ہے کہ میں

اس سفر پر روانہ ہو جاؤں

ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں وباللہ التوفیق۔ احباب دیکھیں گے کہ اس سفر کے ارادہ کے ساتھ ہی یہ تحریک بہت سے دلوں میں پیدا ہوگی کہ وہ باہر نکلیں اور میں اسے بھی اپنی کامیابی کا پیش خیمہ سمجھونگا۔ کیونکہ میں یہی عملی مذاق پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست بہت ہی سادے طریق اور کم خرچ پر مختلف ملکوں میں جاویں اور اس پیغام حق کو پہنچا دیں جس کا پہنچانا ان کا فرض ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ تیری تبلیغ کو زمین کے سارے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پس آؤ۔ کہ ہم ان مبلغین میں شامل ہوں۔ جو اس کو زمین کے کناروں تک پہنچانے والے ہوں۔ خدا کرے کہ وہ ہم ہی ہوں۔ آمین!

ناظرین دیکھینگے کہ میرے سفر مصر عنقریب انجمن کو بھی اس ضرورت

۱۰۰ روپیہ انعام

دُنیا بھر میں پہلا پہلا ایک سو روپیہ کا انعامی اشتہار

۱۰۰ روپیہ انعام

اس قسم کا صداقت بھرا اشتہار اشتہاری دنیا میں اب تک کوئی شایع نہیں ہوا جو اپنی صداقت کے سبب سے بیخوف خطر ہو کر خریداروں کے سامنے سو روپیہ انعام دینے کا وعدہ کر کے اپنی صداقت کا دم بھرتا ہو۔

رفیق حیات

سو روپیہ انعام اس کو دیا جائیگا جو رفیق حیات کو ۱۱۴ بیماریوں پر غیر مفید ثابت کر دے

سو روپیہ انعام اس کو دیا جائیگا جو رفیق کو ایکسو چودہ بیماریوں پر غیر مفید ثابت کر دے۔

یہ نادر اور شرطیہ دوا جسکے استعمال سے ایکسو چودہ بیماریاں دور ہوتی ہیں

تمام دواؤں کی بڑھ کر مفید ہے اور زود اثر بینظیر رفیق حیات ہونے کے سبب سے دنیا بھر میں اپنے اعجاز نما فوائد سے وہ ناموری حاصل کر چکی ہے جو اب تک کسی دوا کو نصیب نہیں ہوئی۔ رفیق حیات ڈاکٹری اور یونانی وید کے سنیاس کا نچوڑ ہے۔ اس میں ایسی برقی طاقت بھری ہوئی ہے کہ برسوں کی لاعلاج اور پرانی بیماریوں کو منٹوں اور گھنٹوں میں شرطیہ دور کر دیتی ہے۔ رفیق حیات میں جسقدر اعجاز نما فوائد بھرے ہیں کسی اور دوا میں ہرگز نہیں۔ آن کی آن میں نئی اور پرانی بیماری کو جڑھ سے کاٹنا اور مرض کی بجائے طاقت پہنچانا اسی دوا کا کام ہے۔ جو سالہا سال سے کہاٹ گہیرے پڑی ہوں۔ ان کو چند گھنٹوں میں مثل نوجوانوں کے بے روک کر دیتی ہے اور متضاد مرضوں کو نہایت عمدگی سے دور کرتی ہے۔ غرض یہ دوا عرصہ چودہ پندرہ سال سے بینظیر اور زود اثر ہونے میں لاثانی مانی جاچکی ہے جن مرضوں کی علاج سے عموماً طبیب لوگ قاصر رہتے ہیں ان کے واسطے یہ دوا مثل آبحیات یا تیر بہدف علاج ہے۔ شیر خوار بچہ ہو۔ جوان ہو۔ بوڑھا ہو۔ عورت ہو (خواہ حاملہ ہو یا کمزور) طاقتور ہو۔ گرم مزاج۔ سرد مزاج۔ لڑکا ہو۔ لڑکی ہو۔ الغرض رفیق حیات کو کسی مزاج سے مخالفت اور عداوت نہیں ہے بلکہ رفیق حیات ہے اور ہر ایک مزاج کا جانی محبوب ہے۔ شیر خوار بچہ سے لیکر ایک عمر رسیدہ بوڑھے تک کو یکساں مفید ہے جو باعث ضعف اور کمزوری کے ایک تو یہ ہے کہ کوئی مرغن اشیاء نہیں کہا سکتے۔ رفیق حیات کی بدولت پتھر تک ہضم کر سکتے ہیں جو ہضم ہونیکے بعد جزو عضو بنکر ان کو قوی اور طاقتور بنا دیتا ہے۔ سالہا سال کی زایل شدہ طاقت کو فوراً واپس لا دیتا اور اعصاب کی طاقت بڑہانیوالا نہایت مقوی ضعیفوں اور کمزوروں کا عصا ہے۔ جو صاحب اس کے نام معتقد ہیں وہ اس وقت تک ہی ہیں جبتک اس عالیشان دوا کے اعجاز نما فوائد کو انہوں نے مشاہدہ نہیں فرمایا۔ جسدن آپ اسکی چند خوراکیں استعمال کریں تو پھر اس کے عدم تجربہ کرکے آزما دیکھیں۔ یہ ایسی عجیب و غریب دوائی ہے کہ ایک شدید مرض کو صرف ایک دن میں ہی نصف سے زیادہ دور کر دیتی ہے اور پھر صرف دو یا تین ہفتہ کے کھانے سے برسوں کی پرانی بیماری کو دور کر دینا اسی اکسیر کا کام ہے۔ جسکا بدن اور چہرہ ایک عمر رسیدہ بوڑھے کیطرح دکھائی دیتا ہے چند ہی ہفتہ میں وہی شخص ایک قوی طاقتور خوبصورت اور خندہ پیشانی دکھائی دینے لگتا ہے۔ بوڑھوں کو جوان اور جوانوں کو جوانمرد بنا دیتی ہے الغرض یہ وہ مقوی دوا ہے جو اپنی زبردست طاقت کے سبب ہر ایک مرض پر غالب آکر اس کو آن کی آن میں ہی زیر و زبر کر کے دور کر دیتی ہے اور اس سرعت اور تیزی سے فایدہ پہونچتی ہے کہ مریض بے حد متعجب ہو جاتا ہے۔ اگر مقدار سے زیادہ بھی کھا لیجائے تو بھی کچھ مضایقہ نہیں۔ اسی قدر زیادہ فائدہ پہونچاتی ہے کسی حالت میں کسی مرض کو سوائے فائدہ نقصان نہیں پہونچاتی۔ نہایت بیضرر ہے اس لئے رفیق حیات کو ہر ایک دوا کے مقابلہ میں زود اثر اور نہایت مقوی ہونیکا فخر حاصل ہے۔

رفیق حیات اور مرض

جبکہ آپ کے جسم کو کوئی تکلیف ہو۔ اس سے بحث نہیں کہ کس سبب سے وہ تکلیف ہے۔ آپ فوراً بقدر ۲ ماشہ کے رفیق حیات فوراً کہا لیں۔ اگر ایکدفعہ کے کہانیسے وہ مرض یا تکلیف دور نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ مرض کا مادہ قوی ہے اسلئے متواتر استعمال کرنے چاہئیں تاکہ فاسد مادہ بدن سے خارج ہو جاوے تاکہ طبیعت بالکل درست ہو جاوے۔ اسی طرح ہیضہ طاعون کے موسم میں احتیاطاً ہفتہ میں ایک بار کہالیا کریں تاکہ زہریلی ہوا بدن سے خارج ہوتی رہے اور کوئی فاسد مادہ بدن میں پیدا نہ ہونے پاوے۔

رفیق حیات اور زایل شدہ طاقت

آپ جانتے ہونگے کہ آپکا دُبلا پتلا کمزور اور نازک سا بدن جو صرف ایک چھٹانک کسی مرغن غذا کو بھی سخت مشکل سے بھی ہضم نہیں کر سکتا اور بالآخر وہ تکلیف دیکر نیچے یا اوپر کو غیر منہضم ہی خارج ہو جاتا ہے اور بجائے فائدہ کے نقصان پہونچاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے۔ سو اصل بات یہ ہے کہ معدہ اور جگر (کبد) طحال وغیرہ اعضائے رئیسہ اعصاب اسقدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنا اپنا کام جو کہ انکے متعلق ہے بسبب زایل ہو جانے طاقت کے نہیں کر سکتے اور جو جز ان کو غذا سے حاصل کرنی چاہیئے وہ نہیں کر سکتے۔ یہی سبب ہے جس سے آپکی طبیعت ہمیشہ ناساز اور بیمار سی رہتی ہے

کیا آپ ایسے مبارک نازک مزاج جسم کو خوب قوی و طاقتور بنانا چاہتے ہیں؟ تو یوں کیجئے کہ ایک ہفتہ متواتر صبح کے وقت بقدر ۲ ماشہ رفیق حیات کھالیا کریں غذا کھچڑی جسکو روغن یا دام سے مرغن ہو کھایا کریں۔ ایک ہفتہ گذرنے کے بعد نصف چھٹانک عمدہ گھی کھانے کے ساتھ کھانا شروع کر دیں اور دو دو دن کے دفعہ سے بتدریج گھی بڑھاتے جاویں اور غذا کھانیکے بعد بقدر ۲ ماشہ رفیق حیات کھالیا کریں ہتے کہ سیروں تک ہضم ہو کر یہی کمزور جسم ایک مضبوط اور طاقتور خوبصورت نوجوان ہو جاویگا اور زایل شدہ طاقت واپس آکر دوبارہ اپنا رنگ جمادیگی نوجوانوں کمزوروں ہی پر رفیق حیات اپنا یہ اثر نہیں دکھاتا بلکہ اگر ایک عمر رسیدہ ہی کیوں نہو اس کو بھی عالم شباب دوبارہ دکھا دیتا ہے **ناظرین** و اراکین کے فایدہ کیواسطے

رفیق حیات اور غذا

یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اگر کوئی مقوی یا ثقیل غذا مثل گوشت مغز دہ وغیرہ اسقدر کھالیا ہے کہ جسکا ہضم ہونا دشوار معلوم ہوتا ہو یا اسکے سبب سے بیمار ہو جانیکا اندیشہ ہو تو فوراً بقدر پانچ یا چھ ماشہ رفیق حیات کھالو

اصلی کشتہ سونا کے فواید:- کشتہ سونا کی شناخت تو اب آپ کر سکتے ہیں - اب اسکی فواید سنئے :- اس کشتہ کے سامنے سب یاقوتیاں ہیچ ہیں یہاں بے نظیر اور لاثانی کشتہ ہے کہ اعصاب کو فائدہ بخش - باہ کو نہایت طاقت دینے والا - جسقدر دودھ - اور گھی کھایا جاوے اس کو ہضم کرنے والا - بدن کے رنگ کو بدل اپنے رنگ کے کرنے والا -

وہ اشتہاری حکیم صاحب جو للهدیتے ہیں کہ ہمارا سرمہ یا انجن فلاں فلاں ... طب سے بیخبر ہیں - وہ اتنا ہی نہیں جانتے کہ بعض دفعہ آنکھوں کے خراب ہو جانیکا سبب (بخارات معدہ و علت دماغی اور کئی قسم کے جسمی موذی مادے جو آنکھوں کے علاوہ سارے جسم کو ہی بیمار بنا دیتے ہیں)

اس لئے - حکیم صاحب فرمائیے کیا ایسے آنکھوں کے بیمار کو آپکا سرمہ فائدہ پہونچا سکتا ہے ؟ حاشا وکلا ہرگز ہرگز کچھ بھی نہیں کر سکیگا -

اگر نہیں تو پھر وہ امراض جو دماغ یا معدہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ خواہ مخواہ آپنے اپنے اشتہار میں کیوں درج فرما دیئے ؟ اب اسکو دہوکہ بازی کہا جاوے یا چوری حرام خوری کہا جاوے - کہا جاوے تو کیا کہا جاوے - خدا سے ڈرنا چاہیئے - خیر !!! بہر حال ایسے بیمار کو رفیق حیات جو آنکھوں اور دماغی بیماریوں دور کرنیمیں تریاق ہے ضرور کہانا چاہیئے اور آنکھوں میں نایاب انجن لگانا چاہیئے ایک ہفتہ میں ہی وہ عظیم فائدہ ہو جاۓ گا جو اب تک کسی دوا میں نہیں پایا جاتا - آنکھ کا دکھنا [1] صرف دو یوم میں - آنکھ کا درد [2] ٹیس دو یوم - سرخی [3] پانی بہنا [4] ۷ یوم میں - پلکوں کے بالوں [5] کو ۲۱ یوم میں جما دیتا ہے - پربال [6] ۲۱ یوم ضعف نگاہ [7] ایک ہفتہ - اندھرانا [8] ۷ یوم - جسکی آنکھ کی پتلی پھیلکر نگاہ جاتی رہے (جسکو بعض طبیبوں نے لاعلاج فرمایا ہے) شرطیہ ۲۱ یوم نگاہ کافی طور پر آجاتی ہے یعنی پڑھنے لکھنے کے قابل ہو جاتی ہے

بچوں [11] کی آنکھ کا دکھنا یا بوڑھوں کی آنکھ کا دکھنا - روشنی [12] سے آنکھوں کا کھلنا ۷ یوم میں - دھند غبار [13] - جالا [14] جو آنکھ دکھنے کے بعد سفید پتلا سا آنکھ پر ہو جاتا ہے (اگر سیل سے جو پتلی پر گرکر جالا پڑ جاتا ہو وہ لاعلاج ہوتا ہے) ۲۱ یوم میں - خارش [15] چشم ۷ یوم - پلکوں کی سرخی [16] ۷ یوم - پلکوں کا گل جانا [17] دو ہفتہ - پلکوں کا زخمی ہو جانا [18] ۲۱ یوم میں - آنکھوں سے غلیظ مادہ [19] مثل پیپ کے نکلتے رہنا ۲۱ یوم میں دور ہو جاتا ہے

پلکوں کا کسی غلیظ [20] مادہ کے سبب صبح کے وقت چمٹا ہوا ہونا - آنکھوں سے سفید [21] سا رقیق پانی بہتے رہنا ۲۱ یوم - آنکھوں میں جلن [22] معلوم ہونا ۷ یوم - پلکوں کا مرٹا [23] ہو جانا ۲۱ یوم آنکھوں میں ریت [24] اور کنکر معلوم ہونا - دو ہفتہ

مذکورہ بالا ۲۴ بیماریوں کو یہ انجن دور کرنے میں تریاق کا کام دیتا ہے نہایت زود اثر اور مفید ہے ملنے کا پتہ :- حکیم بصری فضل الٰہی خوشنویس موجد رفیق حیات بنجگرائیں ڈاکخانہ رچھاڑہ ضلع سیالکوٹ (پنجاب)

کشتہ سونا اور چاندی - ان دونوں کشتوں کو بازاری یا اشتہاری حکیموں نے شایع کر کے ایمانداری سے کام نہیں لیا - اور دہوکہ دیکر بجائے کشتہ سونا کے کشتہ سنگرف کو بیچ دیا - اور بجائے کشتہ چاندی کے کشتہ گودنتی ہرتال سے کام چلا لیا - انکا اصل مطلب خلق خدا کو دہوکہ دیکر لوٹنے کا ہی ہوتا ہے - کچھ فائدہ یا نقصان سے ان کو کیا مطلب میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سونا کا کشتہ کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور جو اس کشتہ کو بنانا جانتا ہے وہ ایمانداری سے کام نہیں لیتا - اور عموماً لوگوں کو چاندی اور سونا کے کشتہ کی شناخت بھی نہیں ہے - ایک سفید یا ذرا سرخی مایل کسی چیز کو کوئی کشتہ کا قرار دیسکتا ہے جبکہ وہ چیز جسکا وہ کشتہ ہے اپنی آنکھ سے نہ دیکھے - اس لئے ضروری ہے کہ ہم **چاندی اور سونا کے کشتہ کی شناخت** کو مشتہر کر دیں تاکہ چاندی اور سونا کے کشتہ کے خریدار دھوکہ سے بچیں ...

اس اشتہار کی پشت کو ضرور ملاحظہ فرماویں - (نوٹ جناب عالی اس اشتہار کو ضایع کریں محفوظ رکھیں شاید ...

... عام سامعین کے فائدہ کیلئے لکھدیتا ہوں تاکہ وہ ان کشتوں کے استعمال فائدہ اٹھادیں - کشتہ سونا یا چاندی ایک ماشہ - سہاگہ ایک ماشہ - شہد ایک ماشہ ...

نایاب آنکھوں کا انجن

پچاس روپیہ انعام

قیمت شیشی کلاں ۲ ... قیمت شیشی خورد اکیلے (...) دو شیشی خورد کے خریدار کو (...)
۳ شیشی کلاں کے خریدار کو ... محصولڈاک علاوہ

پچاس روپیہ اُس کو انعام دیا جائیگا جو نایاب انجن کو ۲۴ بیماریوں پر غیر مفید ثابت کردے:-

یہ آنکھوں کا انجن ۲۴ بیماریوں کو دور کرنے میں بے نظیر اور لاثانی تریاق ہے۔ یہ مفید انجن (سرمہ) آنکھوں میں لگتا نہیں چبھتا نہیں۔ ہو بہو سرمہ سا معلوم ہوتا ہے آنکھوں کو بند کرنے یا پابند ہنے یا کام وغیرہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سلائی سے سرمہ کی طرح لگایا جاتا ہے۔ یہ عجیب غریب انجن آنکھ کی ہر ایک مرض کو منٹوں اور گھنٹوں میں دور کر دیتا ہے اور پھر صرف ایک دو ہفتہ کے استعمال سے برسوں کی پُرانی بیماریوں کو بالکل جڑھ سے دور کر دیتا ہے۔ خواہ وہ کیسی ہی شدید اور پُرانی مرض کیوں نہ ہو۔ یہ انجن آنکھ کی بیماریوں کو دور کر کے نہیں تریاق کا کام دیتا ہے اور اعلیٰ ترین آنکھ کی دوا ہے۔ زود اثر ایسا کہ صبح سے شام تک آنکھ کو درست کر دیتا ہے۔ اور پھر سالہا سال کی بگڑی ہوئی اور گلی سڑی آنکھوں کو صرف چار یا پانچ یوم میں موتی کی طرح خوبصورت بنا دیتا ہے۔ جو کہ نہایت خوبصورت چہرہ آنکھوں کی مرض کے سبب سے بہت ہی منحوس سا معلوم دیتا ہو جسکے پاس بیٹھنے یا بٹھانے سے عموماً ہر ایک متنفر ہوتا ہے چند یوم میں وہی بُری شکل اور منحوس سا چہرہ چاند کا سا ٹکڑا نکل آتا ہے **اس میں شک نہیں کہ خوبصورت چہرہ کو آنکھوں کا مرض مثل گرہن کے ہوتا ہے جو اس دوا سے فوراً کافور ہو جاتا ہے** اس انجن کے استعمال کرنیوالے کی آنکھوں میں کوئی مرض پیدا نہیں ہو سکتا۔ **شیر خوار بچہ سے لیکر بوڑھے تک یکساں مفید ہے۔** ہاں وہ آنکھ کا مرض جسکا سبب کوئی دماغی یا بدنی علت ہو خواہ سے بیمار رفیق حیات کا ایک ہفتہ تک کھانا ضروری ہے تاکہ بدنی اور دماغی فاسد مادہ خارج ہو جائے جو کہ آنکھوں کو خراب کرتا ہے۔ ایسا بیمار جب تک رفیق حیات کا استعمال نہ کریگا۔ خالی انجن سے اسکو پورا فائدہ نہیں ہو سکیگا

... **بالکل** ... اور کسی سنی سنائی دوا کے جھگڑے میں ...

بچے سے لیکر بوڑھے تک کو ہر حالت میں (برخلاف اور کشتوں کے) اسکے کھانے کی اجازت ہے۔ یہ ایسا سریع الاثر کشتہ ہے کہ سالہا سال کی زائل شدہ قوت معدہ کو فوراً واپس لانیوالا - جگر - دل - دماغ - پھیپھڑے - گردہ کو قوت دینے والا - مثانہ کے ضعف کو دور کرنیوالا - اعلیٰ درجہ کا ممسک - ضعیفوں کا عصا ہے - حرارت غریزی کو بڑھانیوالا

دنیا بھر میں اگر کوئی کشتہ ہے تو یہی ہے بہترین طریقہ اور احسن طریق کا اصلی کشتہ ہے دوسرا کسی کام کا نہیں - جو زندہ ہو سکو اور بھی چاہو تو ثبوت کر لو جاؤ - ایسے کشتوں سے پرہیز کریں۔

کشتہ قسم اعلیٰ فی تولہ ...

کشتہ چاندی اس کشتہ کو بھی ہر ایک حالت میں استعمال کیا جا سکتا ہے بدن کو موٹا تازہ اور طاقتور بناتا ہے - قوت باہ کو حالت سے بڑھاتا ہے - جریان احتلام - ضعف دماغ - درد دل و جگر کو دور کرتا ہے۔

قیمت فی تولہ کشتہ قسم اعلیٰ ... روپیہ

ملنے کا پتہ:- حکیم بصری فضل احمد خوشنویس ... (پنجاب)

... ایک ماشہ سب کو باہم ملا کر کٹھالی میں رکھ کر سونار چرخ دلا دیں۔ اگر وہ کشتہ چاندی کا ہوگا تو چاندی - اور اگر سونا کا ہوگا تو سونا ضرور ہی برآمد ہوگا - اگر کچھ بھی برآمد نہ ہو تو سمجھ لیں کہ غلط ہے

... بہت ہی بُرا مرض ہے اسکا علاج ... سے معالج مجبور ہیں - اسکی دوائی ہماری ایسی مجرب ہے جسکے صرف ۳ دفعہ کے لگانے سے مرض دور ہو کر بال جم آتے ہیں (اسکے غیر مفید ثابت کرنیوالے کو پچیس روپیہ انعام دیا جائیگا) قیمت ...

وہ غذا بڑی آسانی سے ہضم ہو جائے گی اور بیماری کا خوف جاتا رہیگا اور وہی غذا بدن کو طاقت دیگر سبب خوشی کا ہو جاویگی +

رفیق حیات اور ایکسو چودہ بیماریاں ۱۱۴

یہ دوا مفصلہ ذیل امراض کے دور کرنے میں نظیر نہیں رکھتا

کمزوری دماغ کو ۲۱ یوم ۔ نسیان و مرگی ۲۱ یوم میں ۔ درد سر ایک ہفتہ ۔ زکام ۔ و نزلہ ۳ یوم ۔ کہانسی خشک و تر ایک ہفتہ ۔ ضیق النفس ۲۱ یوم ۔ سرخی چشم ۔ درد چشم ایک ہفتہ ۔ سبل چشم (جو درد پیشری سے اٹھکر آنکھ میں جاتی ہے) آشوب چشم ایک ہفتہ میں ۔ اور ہر امراض چشم و دماغ کیلئے ایک ہفتہ ۔ گردن کا درد ۔ پسلی کا درد شانہ کا درد ایک ہفتہ میں ۔ جوڑ کا درد ۔ کہنی کا درد ۔ دوالی (یا ٹانگ کا بوجہل ہونا) وجع المفاصل یا گٹھیا ۲۱ دن ۔ سینہ کا درد ۔ ذات الجنب یا نمونیا تین یوم میں دور کرتا ہے ذات الریہ ۳ یوم ۔ درد پیٹ ۔ درد معدہ ۔ درد قولنج تین یا چار گہنٹہ میں دور کرتا ہے **فایدہ** قولنج کے بیمار کو اکثر قے بہی ہوا کرتی ہے اور بعض موقعہ درد معدہ میں بہی قے ہو جایا کرتی ہے اسلئے جب تک بیمار کو قے آتی رہے تب تک تہوڑی تہوڑی دوائی کہلائیں جب قے بند ہو جاوے ۔ پہر دوائی نہ کہلاویں قے رکنے کے ایک گہنٹہ بعد تک انشاء اللہ درد کافور اور قولنج ٹوٹ جاتا ہے ۔ احتیاط کیواسطے ایکدو دفعہ پہر بہی دوا کا استعمال کریں تاکہ موذی مادہ خارج ہو جاوے ۔ سارے بدن کا درد ۔ درد گردہ ۔ منہ کے چہالے ۔ ناک کا پکنا ایک ہفتہ میں اچہا ہو جاتا ہے ۔ خنازیر ۔ منہ کا متورم ہو جانا ۔ ابتدا سل ۔ و تپ دق تین ہفتہ میں ۔ ورم پستان یا جو دودہ والے پستان میں رہکر کے لگنے سے ورم ہو جاتا ہے ۴ ماشہ رفیق حیات اور دو تولہ مغز بادام ۔ دو تولہ کشمش دو تولہ سنفا سب کو گہونٹکر نیم گرم پستان پر لیپ کر دیں ایک دو گہنٹہ ورم جاتا رہیگا اور درد موقوف ہو جاویگا ۔ ضعف معدہ ۔ قراقر معدہ ۔ آنتوں کا بولنا ۔ ضعف قلب ضعف جگر ایک ہفتہ میں جاتا رہتا ہے ضعف گردہ ۔ پیچش و دست ۔ خون کے دست صرف ایک ہی ہفتہ کافور ۔ سلسل بول ۔ ذیابیطس تین ہفتہ میں بالکل ہو جاتا ہے ۔ درد دہشانہ ۔ درد مقعد ۳ یوم میں ریح معدہ ۔ سارے پیٹ کا اپہر جانا ۔ ہوا نہ آنا ۔ بندی پیشاب ایک ہی دن دور کر دیتا ہے پیشاب جلکر آنا ۔ دوران سر ۔ خروج مقعد ۔ خروج رحم ۔ ورم رحم ۔ کثرت طمث کو ہفتہ میں بالکل آرام دیتا ہے ۔ احتباس حیض ایک ہفتہ میں اور نیز رفیق حیات کا ایک کہاکریں ۔ ریح رحم ۔ سیلان رحم ۔ درد پشت ایک ہی ہفتہ میں ۔ فساد خون اور چنبل کی وغیرہ کو تین ہفتہ ۔ جریان منی ایک ہفتہ بچوں کی بیماریاں مثل دبہ ۔ دست ۔ بخار ۔ بہت رونا دودہ نہ پینا ۔ سوتے سوتے اچانک چلانا ۔ منہ و سر و بدن کا لال و زخمی ہو جانا وغیرہ عرضہ ۳ یوم میں ہی بالکل آرام گویا بچوں کی سب بیماریاں دور کرنے میں تریاق کا کام دیتا ہے ۔ سانپ اور سنکہیا کے بیمار کو ایک تولہ رفیق حیات روغن زرد یا بریختہ کے ہمراہ گرم ہو کہلا کر اور جسنے بہت سا افیون کہا لیا ہو اسکو ایک چہٹانک مغز بنولہ کے شیرہ کیساتھ ایک تولہ پہر رفیق حیات کہلاویں انشاء اللہ زہر کی تاثیر زائل ہو کر خارج ہو جائیگی اور بیمار آنا فانا تندرست ہو جاویگا ۔ کہٹی ڈکار ۔ بہوک نہ لگنا ۔ جی متلانا ۔ قے کا بار بار آنا ۔ یہ تغیر امراض صرف دو یا تین یوم میں دور ہو جاتی ہیں ۔ یرقان اصفر و اسود ۔ اور بدن کا متورم ہو جانا صرف ایک ہفتہ میں ۔ ہیضہ کو فوری دور کر دیتا ہے ۔ منہ سے پانی جانا ۔ ہمت ہارنا سست رہنا صرف ۴ یوم میں ۔ آشوب کی خرابی یا آواز کا کسی سبب بیٹھ جانا ۲۱ یوم تک لقوہ ۔ رعشہ کو دو ہفتہ میں دور کر دیتا ہر قسم کا تپ ۳ یوم سے حد پانچ تک ۔ طاعون اور ہر طرح کی ہوائیں ۲ یوم ۔ آتشک ایک ہفتہ ۔ خارش خشک و تر کو ایک ہفتہ ۔ پیٹ کے کیڑے مثل کدو دانہ وغیرہ دو ہفتہ ۔ بدن کے تمام زخم دو ہفتہ میں ۔ تاپ تلی تین ہفتہ ۔ پتھری گردہ و مثانہ کو ۲۱ یوم میں ٹکڑے ٹکڑے کرکے نکالتا ہے ۔ قوت باہ ۵ تولہ کہنی ایک ہفتہ ۔ سرعت انزال ۔ بواسیر خونی و بادی دو ہفتہ میں ۔ بواسیر خونی کیواسطے مرہم کا استعمال کرنا ضروری تاکہ مسّے بہی دور ہو جاویں یہ **مرہم** صرف ایک روپیہ قیمت پر سے ملسکتا ہے ۔ نامردی اگر ہفتہ بہر میں دور نہ ہو تو پہر **طلائے نادر** جو کہ بغیر کسی زخم و چہالے کے اعضائے تناسل کی مردہ رگوں اور پٹہوں کو بالکل ایک ہفتہ میں درست کر دیتا ہے منگا کر استعمال کریں قیمت عہ ۔ استسقا طبلی و زقی کو تین ہفتہ میں دور کرتا ہے ۔ زردی چہرہ دو ہفتہ میں ۔ حرارت غریزی کو بڑہاتا ہے ۔ اور سب اقسام جذام کو فایدہ دیتا ہے اگر کثرت سے استعمال کیا جاوے تو چہہ ہفتہ میں جذام کو جڑہ سے ہی دور کر دیتا ہے ۔ اعلیٰ درجہ کا مصفی خون ہے **رفیق حیات** کے فوائد لکہنے کیلئے تو ایک دفتر درکار ہے اسلئے صرف عام فہم بیماریوں کے نام جن پر رفیق حیات مثل تریاق کے اکسیر ہے لکہدی گئی ہیں ۔ ان مرضوں پر رفیق حیات فوراً غالب آجاتا ہے اور ۲۱ روز میں سالہا سال کی پرانی بیماریوں کو جڑہ سے کاٹکر الگ پہینکدیتا ہے شیر خوار بچہ سے لیکر بوڑہے تک کو یکساں مفید ہے **اگر آپ ہزاروں روپے خرچ کر ڈالیں تو بہی ایسی زود اثر اور مفید دوا آپ کو دستیاب نہ ہو سکیگی ۔ اسلئے اس کا ایک بکس ہر ایک گہر میں ہونا از حد ضرور ہے باوجود بے انتہا فواید** کے قیمت بہت کم رکہی گئی ہے تاکہ ہر خاص و عام اس مفید اور نہایت با اثر دوائی سے فایدہ حاصل کرسکیں **نوٹ** رفیق حیات چونکہ نہایت مجرب دوا ہے جو ہزارہا بار تجربہ میں آچکی اسلئے **ایک سو روپیہ انعام** اس شخص کیواسطے رکہا گیا ہے جو رفیق حیات کو ایک سو چودہ بیماریوں پر غیر مفید ثابت کر دے **اگر وہ ثابت نہ کر سکے** تو یہ با برکت اور مفید دوائی جسمیں گویا اللہ کا فضل کوٹ کوٹ کر بہرا ہوا ہے ۔ جہاں تک ہو سکے اپنے احبابوں اصحابوں وغیرہ میں اس دوا کو مشہور کرے اور لوگوں کی دعاؤں سے اپنے آپ کو مالا مال کرے + کوئی دوائی ابتک دنیا بہر میں ایسی مشتہر نہیں ہوئی جسکے ساتھ اسطرح کا انعام مشتہر ہوا ہو

قیمت بکس کلاں جسمیں	دس تولہ دوائی ہے	بیس روپیہ
قیمت بکس خورد جسمیں ۴	تولہ دوائی ہے	دس روپیہ

عیالدار کیواسطے فرض ہے کہ وہ ایک بکس ضرور ہی اپنے گہر میں ہر وقت موجود رکہے تاکہ ناگہانی تکلیفوں اور مصیبتوں سے بچا رہے یہ دوا اس وزن سے کم نہیں بہیجا جاتا ۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوائی بہیجا جاتا ہے +

المشتہر حکیم بصری فضل احمد خوشنویس موجد رفیق حیات بنگلہ ایمن ڈاکخانہ رجیاڑہ
ضلع سیالکوٹ پنجاب

الفاز احمدیہ پریس قادیان

جشن تاجپوشی کی یادگار

درخواست کے وقت الحکم کا حوالہ ضرور دیجئے

ملک معظم کی جشن تاجپوشی و تشریف آوری ہندوستان کے اظہار تہنیت میں پروپرائٹر صاحب افضل المطابع مراد آباد نے اپنے یہاں کی کل کتابوں کو ۱۵ ستمبر ۱۹۱۱ء تک نصف قیمت پر دینا منظور کیا ہے ساتھ ہی میں یہ مزید رعائت کی ہے۔ کہ جس فرمائش کی رعائتی مقدار قیمت عـہ ہوگی۔ اس پر اور جس کی رعائتی مقدار قیمت عـہ یا اس سے زائد ہوگی اس پر ۲ فی روپیہ کمیشن اور پیش کیا جائیگا فرمائش لکھتے وقت اپنے دوست و احباب کو فرمائش میں شریک کر لیجئے تاکہ مقدار فرمائش بڑھنے سے کمیشن کا بھی استحقاق آپکو حاصل ہو جائے۔

نوٹ تمام کتب کا محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

سیاحت حبیب۔ یہ نہ صرف ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خانصاحب کا مکمل و مفصل سفرنامہ ہے بلکہ افغانستان کے متعلق ہر قسم کے تاریخی حالات نہائت وضاحت سے لکھے گئے ہیں۔ حجم ۲۳۲ صفحہ قیمت عہ **جامع التواریخ** اس میں قوم پٹھان کی مکمل تحقیقات افغانوں کا مسلسل نسب نامہ ابتدا سے آج تک کمال تحقیقات سے لکھا گیا ہے اس کے ضمن میں فرمانروان ایران۔ افغانستان۔ بادشاہ ہندوستان حکمران سلطنت مغلیہ اسلامی شاہان دکن و عمارات دکن و حالات ریاستہائے رامپور۔ ٹونک جاورہ۔ کوروائی۔ محمد گڑھ۔ بھوپال وغیرہ مشرح درج ہیں حجم ہر دو حصہ ۳۶۴ صفحہ قیمت عـہ **جنگ روم و یونان** ۱۸۹۷ء ترکوں اور یونانیوں کے جنگی کارناموں کے متعلق اس سے بہتر کوئی کتاب ملک میں شائع نہیں ہوئی۔ حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت عہ **جنگ روس و جاپان** اس سے بہتر اور مفصل کتاب ابتک اس جنگ کے متعلق نہیں شائع ہوئی ۲ حصہ حجم ۲۰۶ صفحہ قیمت عہ **تاریخ المجوس**۔ ابتدا افرینش عالم سے آغاز اسلام تک تمام مذاہب کی مفصل حالت اور ان کے نتائج قابل دید۔ قیمت ۸ **تاریخ سندھ**۔ ملک سندھ کی ابتدا سے ابتک کی قابل دید تاریخ قیمت عہ **تاریخ سرکشمیر** اس میں ابتدا آبادی کشمیر سے زمانہ حال تک کے فرمانرواؤں کے سلسلہ اور حالات درج ہیں قیمت عہ **سوانحعمری** مہاراجہ نریندر پرشاد سابق پیشکار دولت آصفیہ مہاراجہ مدار المہام حال کے خاندان کے تفصیلی حالات اور سلطنت دکن کے ناموروں کے سوانحات قابل دید قیمت عہ **خمخانہ جاوید** قدیم مشائخ کے ملفوظات اور موجودہ علماء یورپ و امریکہ کے اقوال سے تصوف کا ثبوت قیمت ۴ **تیغ مقیاس بر عقائد آریہ** جس میں وید کے کلام الٰہی نہ ہونے پر خود ویدوں سے ہی استدلال کیا گیا ہے حجم ۱۱۶ صفحہ قیمت ۱۲ **اسلامی صداقت و ویدی بطالت** وید کی ناکمل اور ناقص تعلیم کا مقابلہ قرآن کریم کی پاک تعلیم سے قیمت ۶ **آستک اسی میکشک** دہرمپال کی کتاب ترک اسلام کے جواب میں منشی نندکشور کی لاجواب تحریر بتائید اسلام قیمت ۳ **اسلام کی صداقت کا فوٹو** جس میں لالہ دینا ناتھ کے مختلف بیانات سے آریہ سماج کو پولیٹیکل پارٹی ثابت کیا گیا ہے قیمت ۴ **روزہ کی فلاسفی** قابل دید و لائق شنید ۴ **اذان کی فلاسفی** ۱ **تفسیر سورۃ التوحید** سورہ اخلاص کی قابل دید تفسیر ۳ **تفسیر آیات احمدیہ** ۴ **ذکر جمیل** مولد پاک کے صحیح واقعات قابل دید ۳

المشتہر

منیجر افضل المطابع پریس مراد آباد محلہ مفتی ٹولہ۔

ضیاء الاسلام مراد آباد

یعنی صوبہ متحدہ کا وہ واحد ماہوار رسالہ جس میں اسلامی علمی تمدنی اخلاقی تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب رہتے ہیں قیمت ۲ سالانہ۔ نمونہ مفت

المشتہر

منیجر ضیاء الاسلام مراد آباد

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کون سی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ بدہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنے دل دھڑکنا دل چکرانا۔ دردسر۔ نفخ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۴ و ۸ و ۱۲ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ روالی شیشی سے چگنی ہیں۔ ۱۲ روالی شیشی ڈون پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

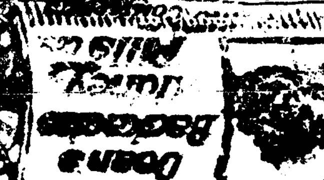

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا مالک غیبت یا لکھ دو کا مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور اب تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد سے ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحبزادہ کمشنر بہادر راولپنڈی میری تین یوم کی ۸۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی شخص مفید نہ ہو۔ اس کی مقدار بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت مرغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو اب تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شربیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات مزہ دار بھری ہے کہ تاثیر اور شیرہ مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلش کے معزز داروں وغیرہ حیات ہے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیگر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو جیکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی چٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کی بھی دن کرتی ہوئی مانگ۔ اور ۸۸۳ روپیہ کی۔ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لیے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لیے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا دوا بھی ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو ہی یوم میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناروا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لیے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے۔ تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر اعصاب پر پڑتا ہے۔ جس قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر مفقود شدہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری۔ آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے نہایت مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عسہ طلا طلسمی بچپن سالی کے اثرات جانکی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیے اور عجیب طلسمی کرشمے دیکھئے انشاء اللہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۱ ماشہ عہ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ عہ

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

برہمن رشی سے برہمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائی

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہو گا۔ پیٹ میں گرانی و مروڑ نہیں ہو گا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ روکاوٹ نہیں ہو گی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ قیمت سو گولیوں کی ڈبیہ ۵ر ایک سے چھ روپیہ تک محصولڈاک ۵ر

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ درد ماج حسے سس چک ٹیک۔ رگوں میں لہر سس کون کنی سے جو کہیں چپٹلنے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد سر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت سو ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۶ر محصول ڈاک ایک سے ڈبیہ تک چھ آنہ۔

ڈاکٹر ایس کی برمن نمبرہ ۷۳ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

وائی

یہ کتاب ایک پردہ نشین خاتون نے فن قابلہ کے متعلق اس قابلیت سے لکھی ہے کہ کوئی لفظ فارسی یا انگریزی کا استعمال نہیں کیا۔ اور تمام مطلب ادا کر دیا ہے۔ ہر ایک کے گھر میں اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

قیمت فی جلد ۸ر

ملنے کا پتہ: [illegible] دہلی [illegible]

اِنَّ اللّٰہ
بیشک خدا

شرحِ قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر
خواص سے .. .. عہ
ہندوستان سے باہر .. .. .. ۷ روپے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف .. .. .. ۳ روپے ۱۲

قادیان دارالامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم بالو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک طبیب بھی اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے !

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک ادویات اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں۔ خواہ سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید ادویات بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید ... کو لوجہ اللہ دیا ہیں

نوٹ۔ جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب ... کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھیے: مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی
تار کا پتہ: میڈیسنز دہلی

... پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و مکتبہ چھپ کر شائع ہوا

شیخ علی احمد خان صاحب پلیڈر مرحوم

یہ خبر نہایت افسوس سے پڑھی جائیگی کہ جناب شیخ علی احمد صاحب پلیڈر گورداسپور نے ۱۸۔ جولائی ۱۹۱۹ء کو وفات پائی۔

شیخصاحب مرحوم مسلمانان پنجاب کے ایک مسلم لیڈر اور ضلع گورداسپور میں ان کی ملکی اور قومی ضروریات کے اکیلے وکیل اور رہنما تھے اس لئے یہ قدرتی امر ہے کہ ان کی وفات سے مسلمانان پنجاب اور خصوصاً مسلمانان ضلع گورداسپور کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور میاں حسین بخش آف بٹالہ کی وفات کے بعد یہ دوسرا صدمہ ہے جو ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کو اُٹھانا پڑا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہی اس کی جزا ہو)۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مسلمانوں کے قومی کارز کو ضلع گورداسپور میں سخت دہکا لگا ہے۔ ان کی پولیٹیکل ضرورتوں کی حمایت اور وکالت کے لئے ان کی آنکھیں کسی وجود کو تلاش کرتی ہیں مگر وہ نہیں ملتا۔ ان کے اخلاق حمیدہ کے متعلق منشی حسین بخش صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ نے ذیل کا مراسلہ بغرض اندراج بھیجا ہے۔ ممکن ہے بہت سے لوگ اس کو مبالغہ قرار دیں مگر جو شخص اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر کچھ کہتا ہو وہ برسرحق ہوتا ہے۔

شیخصاحب ہر چند ہمارے سلسلہ میں داخل نہ تھے مگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے ہمیشہ سے مودّت اور محبت کے وفادارانہ تعلقات رکھتے تھے اور حضرت کے اکثر مقدمات میں وہی کام کیا کرتے تھے۔ مقدمات کے اس طوفان بے تمیزی میں جو اس سلسلہ کے خلاف اُٹھایا گیا تھا۔ شیخصاحب کو بڑے بڑے آدمیوں نے فریق مخالف سے شامل ہونے کو اکسایا مگر ان کی حمیت اور غیور طبیعت نے اس کو وفاداری کے خلاف سمجھا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ انہیں خاص ہمدردی تھی اور اپنے صاحبزادہ بشیر احمد خان کی تعلیم کے لئے اسی مدرسہ کو پسند کیا۔ اُنہوں نے مختلف موقعوں پر ہمدردی اور محبت کا ثبوت دیا۔

ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی نیاز حاصل تھا۔ اور وہ بعض مشورہ طلب اموریں جو مسلمانوں کی بھلائی اور خیر سگالی کے متعلق ہوتے اس سے مشورہ کر لینا ضروری سمجھا کرتے غرض

بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

شیخصاحب مرحوم کے لئے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے خاندان کو صبر جمیل۔ آمین۔

میری رائے میں مسلمانان ضلع گورداسپور کی پولٹیکل ضرورت کا تقاضا ہے کہ شیخ محمد نصیب خانصاحب اب گورداسپور کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنائیں اور اپنے قابل باپ کی طرح خدمت قوم کا کام اپنے ذمہ لیں۔

اب میں اس مراسلہ کو درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں:-

انتقال پرملال

یہ خبر وحشت اثر باعث نہایت رنج و افسوس ہوگی کہ شیخ علی احمد خانصاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب رئیس و مقیم گورداسپور نے ۱۸ جولائی ۱۹۱۹ء کو اس جہان فانی سے ملک جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ صاحب مرحوم خاندانی فخر قوم۔ چراغ خاندان۔ حامی اسلام۔ پکے دیندار۔ نمازی۔ متقی۔ پرہیزگار۔ ذہین۔ فہیم و متین اپنے فن وکالت میں کامل و اکمل وجیہ۔ خوش صورت۔ نکو سیرت۔ بارعب۔ باہمت۔ باقبال۔ صاحب استقبال۔ مرد میدان۔ ہمدرد بنی نوع انسان۔ صاحب مروت و احسان۔ اعلیٰ درجے کے فیاض مشہور سخی۔ رحم دل۔ ہردلعزیز۔ مسکین مزاج۔ بردبار۔ صادق الاقرار وفادار۔ خلق مجسم ملنسار۔ متواضع۔ مہمان نواز۔ غریبوں کے مددگار دوستوں کے معین و مددگار۔ بیواؤں کے خبرگیر۔ یتیموں کے دستگیر زر و مال خداداد کی بدولت امیر۔ فروتنی و خاکساری کی وجہ سے پورے درجہ کے درویش و فقیر۔ راہ خدا میں سیم و زر کے لوٹانے والے۔ احباب دیگر اہل حاجات کو ان کی مطلب براری سے ہنسانے والے۔ خویش و بیگانہ۔ ہندو مسلمانوں کو اپنی وفات حسرت آیات پر رولانے والے۔ امورات مفید پبلک میں سب سے زیادہ حصہ لینے والے۔ رفاہ عام کے کاموں میں دل کھول کر چندوں کے دینے والے۔ اپنی آپ نظیر تھے۔ چنانچہ حال میں ایڈورڈ میموریل فنڈ میں ۱۵۰۰ روپیہ دیا۔ آپ کے خلف الصدق و جانشین شیخ محمد نصیب خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا وکیل سرکار ضلع حصار اور دوسرے فرزند سعادتمند شیخ محمد خورشید خان ولائت میں بیرسٹری کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور آپکے دو اور صاحبزادہ محمد بشیر خان و محمد نذیر خان خورد سال تعلیم ابتدائی میں مصروف ہیں خداوند تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور آپ کے جملہ پسماندوں و احباب کو صبر و شکیبائی عطا فرمائے اور آپ کے لخت جگران آپکے نقش قدم پر چل کر اپنے آپ کو انکا سچا جانشین ثابت کریں اور اپنے نیک ارادوں میں کامیاب اور سرسبز و بامراد ہوں۔

چونکہ حالات مردان راہ خدا پبلک کے لئے اچھا نمونہ اور عمدہ سبق اور باعث تحریص و ترغیب اعمال حسنہ ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے اخبار کی دنیا میں اس خبر کا مشتہر کیا جانا ضروری خیال کیا گیا۔

مخبر خاکسار حسین بخش دبیر انجمن اسلامیہ بٹالہ

تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ

خدا نے انسان کو تین شریعتیں دی ہیں:-

(الف) ضمیری شریعت۔
(ب) افعالی شریعت۔
(ج) اقوالی شریعت۔

ہر انسان ان تینوں شریعتوں سے وابستہ ہے۔ اگرچہ کوئی انسان بظاہر ان شرائع کی پابندی اور اقتدار سے انکار کرے اور اپنے تئیں آزاد رکھے۔ لیکن اس کی گردن اور بس کلا ان کی پابندی سے کسی صورت میں رہائی نہیں پا سکتا۔

ضمیری شریعت انسان کی فطرت یا سرشت میں رکھی گئی ہے اور انسان کا ضمیر اسی کا خوب بانشاء و مقتدی ہے اور کوئی انسان اس سے خالی نہیں۔

ہر انسان ایک ضمیر رکھتا ہے اور ہر ضمیر کے صفحات پر صحیفہ فطرت کندہ ہوتا ہے۔ اور ہر ضمیر اسی صحیفہ فطرت کے مطابق حکم دینا اور تعمیل کرانا چاہتا ہے اور اسی کے مطابق اس کی جانب سے اعلائے کلمۃ الخیر اور تبلیغ ہوتی ہے۔ باوجودیکہ ضمیر انواع و اقسام کی الجھنوں اور مشکلات میں گرفتار ہوتا۔ اور طرح طرح کے مشاغل رکھتا ہے اور قوت ارادی بوجوہ اس پر غالب ہوتی یا غالب ہونا چاہتی ہے۔ پھر بھی ضمیر تبلیغ ضرور سے باز نہیں رہتا ؎

دل با ہی وارستگی کے غافل از تدبیر ماست
ہادی ما رہبر ما مرشد ما پیر ماست

یہ شریعت اس وقت دی گئی تھی۔ جب دوسری شریعتیں وجود پذیر نہ ہوئی تھیں یا قوت سے فعل میں نہیں آئی تھیں۔ کیا کوئی شخص اس شریعت سے انکار کر سکتا ہے۔ اگرچہ کوئی اس کے عمل سے انکاری ہو لیکن اس کے وجود سے انکاری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ شریعت اپنی موجودگی کا ثبوت خود بوجہ احسن دے رہی ہے۔ قانون اور شریعت کا مدعائے اخیر تبلیغ اور تنبیہ ہوتی ہے۔ اور یہ صورت منظر ضمیر میں پائی جاتی ہے کوئی فعل کرو۔ کوئی خیال پیدا ہو۔ ہر حال میں ضمیر اُس فعل اور اس خیال کی اپنے رنگ میں تنقید کرتا اور اپنے رنگ میں اس فعل اور اس خیال کے حسن و قبح پر حاشیہ چڑھاتا ہے ؎

مشغول بہ بازی است دراں سلسلہ زلف
دیوانۂ دل من بچہ کار است بہ بینید

دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ اپنے اپنے رنگ میں ہماری نگاہوں سے گذر رہا ہے اور جو کچھ ہمارے ارد گرد ہے وہ سب فعالی دُنیا ہے اور اس افعالی دُنیا کی رفتار اور عمل سے ایک افعالی شریعت وجود پذیر ہوتی ہے۔ جو فعل اور جو حرکات اور جو تصرفات ہم نہیں کرتے۔ وہ قدرتی افعال۔ قدرتی حرکات اور قدرتی تصرفات ہیں۔ یا ایسے افعال اور ایسی حرکات یا ایسے تصرفات ہیں جو انسانی نہیں ہیں۔ ان افعال ان حرکات اور ان تصرفات کی کچھ نہ کچھ حقیقت اور کیفیت ہوتی ہے اُن میں ایک ترتیب۔ ایک سلیقہ۔ ایک بندش۔ ایک اثر۔ ایک نتیجہ پایا جاتا ہے۔ اس ترتیب۔ سلیقہ۔ بندش۔ اثر اور نتیجہ سے انسان اور نتائج اور اور آثار کی ترتیب دیتا ہے اور اُن پر اپنے افعال کی بنیاد رکھتا ہے۔ ان قدرتی افعال کی مخالفت سے بُرے نتیجے اور موافقت سے اچھے نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ اسی عمل کا نام دوسرے الفاظ میں افعال شریعت ہے یہ شریعت موجودات اور کائنات کے افعال اور تصرفات پر جزا و سزا کی جہت سے مؤثر ہوتی ہے جب کوئی شخص آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ تو جل جاتا ہے۔ جب پانی میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ تو اس میں برودت کا احساس ہوتا ہے جب آدمی اوپر سے گرتا ہے تو کشش ثقل اسے کسی صورت میں اوپر جانے نہیں دیتی۔ اور گرنے والا ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ سوائے ایک حکمت کے اس کا جسم یا اس کی جان محفوظ نہیں رہ سکتی جو شخص اوپر چڑھتا ہے۔ وہ اسی قدر پرواز کر سکتا ہے۔ کہ جس قدر اُس کی طاقت ہے۔ اس قسم کی باتیں پتہ دے رہی ہیں کہ افعالی شریعت کے احکام میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ چاہے کوئی کبھی ان کی تعمیل اور تصریف کرے۔ جو طاقت فاعل مان لی جا سکتا ہو اس کی نسبت یہ خیال کیا جائے۔ کہ اس کی سکت یا اس کی ہمت سے یہ سلسلہ افعال عمل میں آ رہا ہے۔ تو اس کی نسبت یہ خیال کرنا

ہیں تم نفسکم کا موقعہ ہوتا ہے۔

فرمایا:۔ میرا یہی دستور ہے کہ ایک حد تک کہتا ہوں۔ پھر میں حضرت ابوبکرؓ کے قول پر عمل کرتا ہوں۔

۷ جولائی ۱۹۱۱ء اس سوال کے جواب میں کہ مسجد حرام میں مشرکین کا آنا کیوں منع کیا گیا۔ فرمایا:۔

اس سوال کے پوچھنے والا یہودی یا عیسائی ہے۔ تو اس کے لئے یہ جواب کافی ہے کہ سات گاؤں تھے۔ جو حضرت موسیٰ نے ایسے ٹھہرائے کہ ان میں کسی قوم کے آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔

دوسرا جواب۔ اللہ تعالیٰ اُسی رنگ میں سزا دیتا ہے۔ جس میں نافرمانی ہو۔

مثلاً ایک شخص کے پاس ایک گھوڑی ہے۔ پڑوسی چور ہے وہ اسے چُرا لیتا ہے۔ مگر اُسے چرا کر وہ اس سے فائدہ نہیں اُٹھا۔ بلکہ دیکھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ سیو کوس کے اندر تو رکھ ہی نہیں سکتا۔ گویا جس مطلب کے لئے اس نے چوری کی اس سے محروم رہ گیا۔ ایسا ہی زنا سے جو ذرا سا فائدہ اُٹھاتا ہے تو آتشک سے بال بال دکھ اُٹھاتا ہے۔ مشرکین عرب کا جرم تھا۔ کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام میں آنے سے روکا ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ تو اب سزا بھی اُسی رنگ میں دی گئی یعنے مشرکوں مسجد حرام کے نزدیک پھٹکنے بھی نہ پائیں۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ جب کوئی مذہب پیدا ہوتا ہے تو اس کی ابتدائی حالت میں بڑے بڑے مخلص لوگ ہی شامل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ وقت بڑی مصیبتوں کا ہوتا ہے۔ مومن کے جان و مال پر ابتلا آتا ہے اور بعض اوقات تو اس بستی میں رہنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ مخلص لوگ اس صبر کے اجر میں بادشاہ بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت منافق اور گندے لوگ بھی طرح طرح کے حیلوں سے بیچ میں آگھستے ہیں اور دین کی اکثر باتوں کو کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں مثال کے طور پر نصاریٰ کو دیکھو کہ اب اصل انجیل تک ان کے پاس نہیں۔ ایک طرف تو علم طبقات الارض وغیرہ میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ سب زمین کو چھان ڈالا۔ دوسری طرف دینی امور کا یہ حال کہ اپنے مذہب کی کتاب کا پتہ نہیں! ہندو یہ بتا سکتے کہ رام چندر جی اور کرشن مہاراج کا طرز عبادت کیا تھا۔

غرض ایک وقت مذہب پر آتا ہے کہ اس کے پیروؤں میں دُنیا پرستی بڑھ جاتی ہے۔ اور اصل مذہب کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے۔ تو قوم خدا کے احکام کو بھول جاتی ہے اور غیر قوموں کے اثر سے متاثر ہو کر انہیں کا رسم و رواج اختیار کر کے بعض اوقات اُنہیں مل جاتی ہے۔ اس خطرے سے محفوظ رکھنے کے لئے ضرور تھا کہ مکہ معظمہ غیر قوموں کے دخل سے بالکل پاک رہے۔ تا دین بھی محفوظ رہے اور اگرچہ بعض قسم کی تبدیلیاں پیدا ہونی ایک قدرتی بات ہے۔ مگر پھر بھی دوسری قوموں سے مسلمان نسبتاً بہت محفوظ رہے۔ عیسائیوں کے دو فرقوں کا طریق عبادت بھی نہیں ملتا۔ مسلمانوں میں یہ امر مشترک تو ہے خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں۔ والسلام۔

۹ جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا۔ کھانے میں تین باتیں نہ ہوں۔ تو وہ کھانا غفلت کا موجب ہوگا۔

حلال ہو۔ یہ نہ سمجھ لو۔ کہ چور ہی حرام خور ہوتے ہیں بلکہ جو چوری کا مال کھاتا ہے وہ بھی حرام خور ہے۔ جو جعلسازی اور دھوکے سے مال جمع کرتا ہے۔ وہ بھی حرام خور ہے۔ جو کسی دوکان میں مال شراکت رکھتا ہے اور اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ وہ بھی حرام خور ہے۔ جو اپنے منصبی فرض کو عمدگی سے ادا نہیں کرتا۔ اور ترقی تنخواہ کے لئے ہوشیار ہے وہ بھی حرام خور ہے۔ غرض جو بالباطل مال کھانے والے ہیں۔ وہ سب حرام خور ہیں۔

دوم یہ کہ۔ کھانا طیب ہو۔ یعنے وہ کھائے جو موجب ضرر نہ ہو۔ مثلاً کھانسی والا اگر ترش چیز کھاتا ہے۔ تو وہ طیب نہیں کھاتا۔ فالج والا اگر سردائیاں پیتا ہے تو طیب کا استعمال نہیں کرتا۔ غرض جو کھاؤ پہلے دیکھ لو کہ بدن کے لئے مفید و پسندیدہ ہے۔ یا نہیں۔

سوم لقمہ اُٹھاتے وقت اللہ کا نام لے اور شکر ادا کرے روٹی پکانا اور تنور سے نکالنا میری جیسی طبیعت کے انسان کے لئے تو ایک قسم کا معجزہ ہے۔ تین دفعہ آنا پڑتا ہے اور میں آگ سے ایسا نفور۔ کہ سردی میں بھی تاپ نہیں سکتا۔

لوگ حلال حرام کا خیال نہیں کرتے۔ ایک عورت نے میرے سامنے ذکر کیا۔ کہ ہم شادی کے موقعہ پر گوشت کا کھلائینگے۔ میں نے پوچھا۔ کہاں سے حاصل ہوگی۔ کہا ہمارے نوجوان بہت ہیں۔ جو ادھر اُدھر سے پکڑ لاتے ہیں پھر کہا کہ اپنے علماء کے لئے تو بکریاں ذبح کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ تو چوری کی نہیں ہونگی۔ کہا نہیں وہ تو گڈریوں سے لیتے ہیں اور وہ کیوں نہ دیں۔ اگر ذرا بھی انکار کریں تو ہم ان کا ریوڑ کا ریوڑ نہ غارت کر دیں۔ اور پیر صاحب کی زیادہ خاطر ہے۔ اُن کے لئے مرغے کا گوشت ہوگا۔ میں نے پوچھا وہ کہاں سے لوگے۔ کہا جولاہوں سے۔ پوچھا قیمتاً۔ کہا نہیں جوتے کے زور۔

غرض آجکل مسلمانوں کی قابل رحم حالت ہے۔ خوب سُن لو اکر مردار خور الہیات کے علم سے بالکل ناواقف رہتے ہیں۔ یورپ کی قوموں کو بھی دیکھ لو۔ کہ الہیات کے باریک مسائل میں کچھ فہم نہیں۔ ایک انسان کو خدا کا بیٹا سمجھ لیا ہے۔ فرمایا کہ خون سے تشنج و استرخا پیدا ہوتا ہے۔ اور لحم الخنزیر اخلاق و عادات پر بُرا اثر ڈالتا ہے اور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔ وہ پاک عقائد کے لئے بد اثر ڈالتا ہے۔ فرمایا کہ بعض بداعمالیوں کی وجہ سے یہود سے رزق حلال چھین لیا گیا۔ مسلمانوں کو بھی یہی سزا ملی ہے۔ حلال طیب رزق تو مال غنیمت ہے۔

۱۰ جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا:۔ سورہ نحل کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ نعمتیں پانچ چیزوں سے حاصل ہوتی ہیں۔

جو چاہتا ہے کہ دُنیا میں سکھ یا آرام پائے۔ آخرت میں زمرہ صالحین میں مبعوث ہو۔ خدا تعالیٰ اُسے اپنا برگزیدہ بندہ بنالے۔ اپنی جناب سے دین و دُنیا کے امور کی ہدایت کرے صراط مستقیم حصول مقصد کی قریب راہ پر چلائے۔ تو چاہیئے کہ حضرت ابراہیمؑ کی مانند سارے جہان کی خوبیاں اپنے اندر جمع کرے اللہ کے تمام احکام کا فرمانبردار ہو۔ راستباز ہو۔ شرک نہ کرے اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرے۔

فرمایا:۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے۔ اگر میں رات غفلت میں گذارتا ہوں۔ تو صبح میرا گدھا بھی میرے کام سے غافل و سست ہوتا ہے۔

فرمایا مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کا ذکر ہے۔ کسی نے اُن سے پوچھا کہ جنت میں حوریں ہوں گی۔ تو آپ کا کیا طریق ہوگا فرمایا۔ میں کہونگا کہ جاؤ بیبیو۔ قرآن پڑھو۔ یہ اپنا اپنا ذوق ہے۔

فرمایا:۔ جب انسان اپنی اصلاح کرے تو ضروری ہے کہ دوسروں تک تمام حق پہنچائے۔ وہ بھی لٹھ ماروں کی طرح نہیں بلکہ حکمت اور احسن طریق سے۔ بالتی ھی احسن کا حصول موقوف ہے اس امر پر کہ انسان مناظرات کی خود خواہش نہ کرے۔ دعا سے بہت کام لے اور خدا کے حضور نہایت منکسر اور متواضع ہو۔ مناظرے سے کسی انسان پر برتری و بڑائی مقصود نہ ہو بلکہ محض للہ احقاق حق مطلوب ہو۔

فرمایا:۔ مقدمات میں لوگوں کو کئی سہارے ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ ہمارا مجسٹریٹ ہے۔ کوئی کہتا ہے ہمارا وکیل ہے۔ مگر اللہ کی معیت ان کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہوں۔

۱۱ جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا:۔ عباسیہ سلطنت ایک وقت بڑے زور پر تھی۔ محمود غزنوی جو بڑا فاتح اور عظیم الشان بادشاہ تھا۔ اُن کی سلطنت کے خلیفہ سے یمین الدولہ کا خطاب موجب عزت و افتخار سمجھا۔ ایک دفعہ خلیفہ بغداد اس پر ناراض ہوا۔ محمود نے لکھ بھیجا کہ میرے پاس اتنے ہزار ہاتھی ہے ہم فوجکشی کر سکتے ہیں۔ جواب میں خلیفہ نے ایک کاغذ پر الم الم لکھ بھیجا محمود کو اللہ نے عقل و فراست بخشی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ اشارہ ہے الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل کی طرف۔ پھر جب مسلمانوں میں نافرمانی۔ کاہلی۔ سستی بڑھی۔ دنیا میں منہمک ہو گئے۔ تو باوجودیکہ پانچ لاکھ فوج بغداد کے اندر موجود تھی۔ ہلاکو نے ان کا نام و نشان مٹا دیا اور ہزار کے قریب ایسے لوگ جن پر مدعی سلطنت ہونے کا گمان ہو سکتا تھا۔ زندہ دیوار میں چنوا دیئے گئے پھر ہسپانیہ میں کتنی بڑی زبردست سلطنت تھی۔ مگر جب سستی تکبر۔ بڑائی اور حرص آئی۔ تو نام و نشان نہ رہا۔ مسلمانوں کی منت تھی۔ کہ ہمیں کتابیں تو لیجانے دو۔ انتخاب کی اجازت ہوئی۔ جب تین لاکھ کتابوں کا انتخاب کر کے جہاز میں لاد چکے تو وہ جہاز ڈبو دیا گیا۔

اب مسلمانوں کے سامنے ان باتوں کا ذکر تقریباً ایسا ہے جیسے کسی اندھے کے آگے کسی خوشنما پھول کی تعریف کی جائے۔ ہاں یوں سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کوئی تمہیں اپنے گھر سے نکالدے پھر دل پر کیا گذرتی ہے۔ یہ مصیبت کا زمانہ مسلمانوں پر کیوں آیا۔ محض اپنی ہی غفلت و کاہلی اور خدا کے احکام کی نافرمانی سے۔

مشکل نہیں کہ ان دو طریقوں ضمیری اور افعالی کے سوائے اُس کا کوئی اور طریقہ بھی تبلیغ اور تنبیہ کا ہو سکتا ہے۔ ان دونوں شریعتوں ضمیری اور افعالی سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ضمیر میں جو صدائیں آتی ہیں۔ وہ ایسی مبہم نہیں ہیں۔ کہ کوئی ان سے انکار کر سکے۔ ناطق۔ گونگا۔ بہرہ۔ اندھا۔ بینا۔ مریض۔ تندرست سب کے سب سُنتے اور اثر پذیر رہتے ہیں۔ افعالی شریعت بھی گویا اپنی زبان میں بول رہی ہے۔

ضمیری شریعت یہ اعلان کر رہی ہے۔ کہ ضمیر آواز دیتے اور تبلیغ کرتے ہیں۔ اور اُن میں بولنے کی طاقت موجود ہے ضمیروں میں امتیاز اور فرق ہے۔ فطنت اور فطرت کے اعتبار سے اُن میں نسبتیں ہیں۔ ان نسبتوں کے اعتبارات سے اُن کی درجہ بندی ہوئی ہے۔

جب ضمیر عامیانہ رنگ میں بولتے اور تبلیغ کرتے ہیں۔ تو اُسے ایک ضمیری شریعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جب مجموعہ ضمائر میں سے چند ضمیر اپنے اپنے وقت پر خاص طور سے دُنیا کو مخاطب کرتے ہیں۔ تو اُس کا نام قولی شریعت ہوتا ہے۔ ایک جداگانہ ضمیر عامیانہ رنگ میں صرف اپنے ہی لئے صدا دیتا ہے اور تبلیغ کرتا ہے۔ لیکن ایک خاص ضمیر اپنے رنگ میں صحیفۂ فطرت سے تعلیم پا کر ساری دُنیا کے واسطے بولتا اور تبلیغ کرتا پہلا ضمیر جو اپنی ہی ذات کے واسطے بولتا ہے ایک شخصی نبوت رکھتا ہے۔ اور دوسرا ضمیر جو ساری دُنیا یا سارے ابنائے جنس کے واسطے بولتا ہے صحیح معنوں میں نبی اور شریعت لانے والا ہے۔ اگر شخصی ضمیر کی تبلیغ نہ ہوتی تو اس مجموعی تبلیغ یا شریعت کی تصدیق ہی نہ ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کا قانون اور ہر شریعت بعض مختص ضمیروں کے ذریعہ سے تبلیغ پاتی ہے ممکن تھا کہ افعالی رنگ میں ہی اس کی تنبیہ کی جاتی۔ مگر چونکہ ضمیر کی شہادت کا لانا ضروری تھا۔ اس واسطے بعض ممتاز ضمائر کے ذریعہ سے ہی ابلاغ کیا گیا۔ اگر ایک نبی موجودات کے سامنے یہ کہتا ہے کہ مجھے کچھ القا ہوتا ہے اور مجھ میں ایک روح بولتی اور مجھے تبلیغ کے لئے مجبور کرتی ہے۔ تو مختلف ضمیر اپنے اپنے رنگ میں اُس کی تصدیق اور تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر ضمیر اپنی ذات میں اپنی فطرت میں اس کا تماشا کسی نہ کسی رنگ میں دیکھ رہا ہے اور کوئی ضمیر اس سے انکاری نہیں ہو سکتا۔ ہر ضمیر جانتا ہے کہ اس کے اندرون میں سے وقت بے وقت صدائیں نکلتی ہیں اور اُن میں صداقت ہوتی ہے

نبی کیا ہے اور مرسل کیا ہے

ایک خاص ضمیر اور خاص فطنت یا جداگانہ مزکّٰی سرشت کی صدا۔
کیسی صدا۔ کیسی آواز۔ کیسی تبلیغ!

جو صداقت۔ نفاست۔ لطافت سے بھرپور اور مزیّن ہو جس پر خود ضمیر کا تیقّن ہو جو دل سے نکلے اور دلوں پر پڑے۔ کیسی صدا جو ایک اعلیٰ طاقت کی جانب سے دی گئی ہو۔ جس میں اس کا نور اور جلوہ پایا جاتا ہو۔[1]

عنوان میں جو الفاظ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ لکھے گئے ہیں یہ منجملہ ان صداؤں کے ایک پاک صدا ہے۔ جو قولی شریعت کا ایک ممتاز فقرہ ہے یا ایک قانون اس فقرہ میں یہ جتلایا گیا ہے۔ کہ الٰہی اخلاق کی پابندی کرو۔ یہ پابندی ایک مفید پابندی ہے۔

خدائی اخلاق دو قسم کے ہیں۔

(الف) اخلاق متعلق بہ معاشرت۔

(ب) اخلاق متعلق بہ معاد۔

اس فقرہ میں معاشرتی اخلاق سے زیادہ تر مراد ہے۔ اگرچہ خدائے لایزال ہر طرح سے ہر مخلوق پر قابض اور مسلط ہے اور اُس کی قدرت جامع اور وسیع ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی اخلاقی وسعت معاشرتی امور میں بالکل جامع اور غیر محدود واقع ہوئی ہے۔ چاہے کوئی اسے مانیں اور چاہے کوئی نہ مانیں۔ چاہے کوئی اس کی تصدیق کرے یا نہ کرے۔ اُس کی رحمت معاشرتی کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی مثلاً دیکھو شعبۂ رزاقی میں۔ دہریوں کو پالتا ہے۔ منکروں کی خبر گیری کرتا ہے۔ فاسقوں کو بھی دیتا ہے اور عابدوں و زاہدوں کی بھی خبر لیتا ہے۔ اس میں کوئی تفریق نہیں۔ کمی بیشی کا ایک دوسرا سوال ہے۔ لیکن معاشرتی امور میں ہر ایک سے اپنے اپنے رنگ میں سلوک کیا جاتا ہے۔ بادشاہ بھی اسی طریق سے پیدا ہوتا ہے جس طریق سے ایک چوہڑہ ہوتا ہے۔ بادشاہ کو دُنیا کے تغیر و تبدل کا اسی طرح خوف ہے۔ جس طرح ایک مزدور کو ہے۔ مصیبت اور رحمت دونوں پر پڑتی اور نازل ہوتی ہے۔ ہر ایک کی دعا سنتا اور اپنی مرضی کے مطابق سب کی دعاؤں کا فیصلہ کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ فاسق دعا کرے اور عابد کرے۔ فاجر در خدائی پر نہ آئے اور زاہد آئے۔ بمصداق؎

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بُت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

یہ حکم معاشرتی یا اخلاقی رنگ میں صرف اس واسطے دیا گیا ہے کہ لوگ معاشرتی زندگی میں آرام اور سہولت سے رہیں اور خدائی اخلاق کے مطابق ایک دوسرے سے پیش آئیں اگر ایک نیک آدمی زاہد عابد ایک بدبخت گنہگار کے ساتھ معاشرتی معاملات میں کوئی روح اور مؤانست نہ رکھے اور جو اُس کے حقوق واجبی ہیں۔ اُن کی بوجہ احسن ایفا کرے تو وہ گویا خدائی اخلاق کی پابندی سے زندگی بسر کر رہا ہے۔

خدا سو گناہ دیکھتا ہے اور پھر بھی دروازہ رزق بند نہیں کرتا۔ یہ اس کی وسعت اخلاقی ہے۔ لیکن جب گرفت کرتا ہے تو پوری کرتا ہے۔ یہ بھی اس کا ایک اخلاقی عمل ہے۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مفہوم نرا رعایات ہی کو محتوی نہیں تنبیہات پر بھی محتوی ہے۔

دُنیا میں ضدیت اور تعصب کی رو چل رہی ہے اور اسی وجہ سے انسانی جماعتیں جو ایک بے آرامی اور شورش میں پڑ رہی ہیں اُس کا موجب یہی ہے کہ بدقسمتی سے لوگوں میں سے الٰہی اخلاق کی پابندی کا اصول اُٹھتا جاتا ہے۔ لوگوں نے اس کے مقابلہ میں ایک اپنا خود ساختہ اصول یا قانون بنا لیا ہے۔ اگر خدا درگذر اور بردباری نہ کرے تو یہ گنہگار دُنیا ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی اور اگر غلطیوں پر گرفت نہ کرے تو نیکی کا نام بھی باقی نہ رہے۔

صوفیائے کرام نے سب سے پہلے کیا کوشش کی۔ اور اُن کا ضمیر کہاں ٹھہرا؟ اُسی مرکز پر کہ خدائی اخلاق سے اپنے تئیں متصف کیا جائے۔ صادق القلب صوفی ایک لغزش کھانے والی روح کو تنبیہ کرنے پر اس کے واسطے تضرع سے دعائیں ہی کرتا ہے لیکن جو اُس کے حقوق جائز ہیں۔ انہیں غصب نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا عمل خدائی عمل کے خلاف ہے۔ ایک نبی علیہ السلام کے گھر میں ایک دہریہ مہمان ہوا۔ نبی علیہ السلام نے اس کی مدارات اور خاطرداری و ضیافت سے اس واسطے پہلو تہی کی۔ کہ وہ خدا کا منکر ہے۔ خدائے جلیل کی جانب سے عتابی رنگ میں القا ہوا۔

"ہم اپنے بندے کو باوجود اس غلطی کے اب تک پالتے رہے اور تم ایک وقت کی روٹی سے بھی رہ گئے"

یہ کیا تھا خدائی اخلاق کے خلاف کرنا۔ دُنیا میں رہکر یہ چاہنا کہ کسی شخص کی خلاف مرضی کوئی بھی نہ رہے۔ یہ ایک فریب دہ خیال ہے خدا کی مرضی کے خلاف دُنیا کا بہت سا حصہ چل رہا ہے۔ لیکن خدا ان کے ساتھ نہ تو کنجوسی کرتا ہے اور نہ انہیں زندگی کی ضروریات اور معاشرتی مواجب سے جواب دیتا ہے۔ کیا یہ عمل ہمارے واسطے ایک سند اور فتویٰ نہیں ہے اور ہم اس کے محتاج نہیں ہیں؟

دُنیا کی اکثر خرابیوں اکثر الجھنوں اکثر جھگڑوں کا موجب صرف یہی ہے کہ ہم خدائی اخلاق سے وابستہ نہیں ہوتے۔ خدا اگر نیکی اور گرفت چاہتا ہے تو یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ وسعت خیالی سے سلوک کریں۔ ان امور میں دخل نہ دیں جو صرف خدا کا ہی حصہ بخرہ ہیں۔ تعصب۔ ضد سے کام لینا اور ایک دوسرے کی خرابی میں ساعی رہنا قطعاً خدائی اخلاق کے خلاف ہے۔

خدا محبت ہے اور اُس کی محبت میں ایک بُردباری اور استقلال ہے اس کی گرفت نفسانیت اور ضدیت سے پاک اور صاف ہے۔

دُنیا کی معادی اور معاشرتی آسائش محض خدائی رنگ میں ہے خدا ہمیں تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کی توفیق بخشے جو ایک جامع وسعت خیالی اور کشادہ دلی ہے۔ اور ایک دوسرے کی محبت میں ہم سب کے سب وارفتہ ہوں؎

عاجزائے دل دلفرقہ یارب نگاہ دار
دیں دفترِ مفاد سے پیش و پس مباد

سلطان احمد از بہاولپور

ملفوظات امیر المومنین

۶ رجولائی ۱۹۱۱ء فرمایا۔ مومن کا فرض ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہے۔ اپنی [illegible] پڑھتے۔ یا عیسیٰ بدیں خود۔ موسیٰ بدین خود صحیح نہیں۔ فرمایا [illegible] دھوکہ ہوا ہے۔ وہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ سے [illegible] کہ جس بات پر خود عمل نہ ہو۔ اسے کہنا ہی نہیں چاہئیے [illegible] مطلب تو یہ ہے۔ کہ جو قول و قرار پورا نہ کرتا ہو [illegible] دوسری آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ سے استدلال غلط کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ سے کسی نے سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَّهَوًی مُّتَّبَعًا وَّاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ فَعَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ جب تو دیکھے ایک شخص دُنیا کا حریص و متبع ہے اور گری ہوئی خواہشوں کا پیرو ہے اور خود پسندی کا یہ حال کہ اپنی ہی رائے پسند ہے۔ تو اس وقت

[1] چونکہ اس بحث میں کسی اور مطلب کا اظہار مقصود ہے۔ اس لئے ان ہر سہ شرائع کی بابت کسی اور وقت پر بالخصوص بحث کی جائے گی۔

وہ شہزادہ امن تھا

اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اسے **سلطان القلم** بنایا اور اب تلوار کی جگہ دنیا پر قلم کے ذریعہ حکومت ہو رہی ہے اور یا اس کے اثر کے ماتحت تقریر بازی اپنا کام کر رہی ہے۔ اس لئے انگلستان میں امیروں اور غریبوں کی جنگ میں لوہے کے آلہ ہائے حرب کے بجائے

قلم اور زبان کام کر رہی ہے

ہمارے ناظرین میں بہت تھوڑے لوگ ہوں گے جو انگلستان کے طریقہ حکومت سے واقف ہوں۔ اس لئے مختصر الفاظ میں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ انگلستان کی حکومت میں دو جماعتوں کا دخل ہے جس کو صفائی بیان کے لئے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہاں دو انجمنیں کام کرتی ہیں۔ ایک کا نام **دیوان عام** اور دوسرے کا نام دیوان خاص ہے۔ **دیوان عام** میں وہ لوگ ممبر ہوتے ہیں۔ جن کو عام لوگ اپنے قائمقام کی حیثیت سے منتخب کرتے ہیں۔ یہ لوگ عوام کے قائمقام ہوتے ہیں اور دیوان خاص میں وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو خاندانی امیر کبیر اور ان کے قائمقام ہوتے ہیں۔

دیوان عام ملک کے لئے قانون بناتا ہے اور دیوان خاص اسے منظور یا نامنظور کرتا ہے۔

چونکہ بادشاہ تک کسی قانون کے پہنچنے سے پہلے دیوان عام کے وضع کردہ قوانین کی قسمت دیوان خاص یا (ہوس آف لارڈز) کے ہاتھ میں ہے۔ اور اسے اختیار ہے کہ وہ چاہے تو دیوان عام کے کسی قانون کو نامنظور کر دے اس لئے دیوان عام یہ تجویز کر رہا ہے۔ کہ دیوان خاص کے اختیارات کو اعتدال پر لایا جا دے اور اس کی ضرورت پارلیمنٹ بل سے پیش آئی جس کو دیوان خاص نے چند ترمیموں کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔ دیوان عام نے ان ترمیموں کا بڑے زور سے انکار کیا اور

اس پر جنگ چھڑ گئی

اب جبکہ دونوں مجلسوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ تو دیوان عام نے دیوان خاص کو سرکاری طور پر لکھ دیا ہے کہ دیوان عام ضرورتاً **بادشاہ** کو جو سب کا حکمران ہے اور کسی قانون کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے دستخط نہ ہوں) یہ مشورہ دیگا۔ کہ وہ اپنے شاہی استحقاق کی رو سے پارلیمنٹ بل کو قانون کی حیثیت عطا کریں۔ بادشاہ نے دیوان عام کی اس رائے سے اتفاق کر لیا ہے۔ کیونکہ دیوان عام انگلستان کی

پبلک آواز ہے۔

اس مباحثہ نے طول کھینچا اور ہر دو فریق کی طرف سے دھواں دھار تقریریں ہوئیں اور دیوان خاص کے زور کو توڑنے کے لئے یہ بھی تجویز کی گئی کہ لارڈز کی تعداد میں اضافہ کیا جاوے اور نئے لارڈز بنوا دیئے جاویں

غرض اس ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ

پارلیمنٹ بل پاس ہو گیا اور امراء کا زور گھٹ گیا

بلکہ دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ دیوان خاص عملی طور پر مردہ ہو گیا اور انگلستان کی پولیٹیکل زندگی میں ایک نیا دور شروع ہوا۔

یہ ہے پبلک رائے کی قدر جس ملک کے آئین اور تمدن کو ہم اپنے کاموں میں اسوہ بنانا چاہتے ہیں وہ خود رفتہ رفتہ اسلام ہی کے اصولوں کی طرف آ رہے ہیں پبلک رائے دبائی جا سکتی ہے۔ مگر اس کے دبانے کے نتائج کبھی خوش آئند نہیں ہو سکتے۔ آخر وہ اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی کیونکہ

صداقت میں ناقابل مغلوب قوت ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ انگلستان کے امیروں کے مقابلہ میں

غریبوں کی فتح ہوئی

مختصر نوٹ

ثنائی ہرزہ درائی رسالہ احمدی جو مشہور اہل قلم میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ مخالفین سلسلہ کے خوب دانت توڑ رہا ہے۔ ان کے حوصلے پست اور ہمتیں ٹوٹ چلی ہیں۔ ان مخالفین کا گرو گھنٹال امرتسری منکر احمدی کے حملوں کی تاب نہ لا کر چلا اٹھا ہے۔ حال میں جو نمبر شائع ہوا ہے جو اگست اور ستمبر کا مجموعہ ہے۔ اس میں ثنائی ہرزہ سرائی کی حقیقت کو کھولا گیا ہے اور ثنائی بدزبانی کا جواب **صدائے گنبد** کے موافق ایسا دیا ہے۔ کہ اگر اس میں غیرت اور حمیت ہو تو آئندہ اس بدزبانی سے توبہ کر لے۔

ایسے رسالہ کی فی الواقع ضرورت ہے اور مخالفین جو تہذیب اور متانت سے گر کر حملے کرتے ہیں۔ ان کے دندان شکن جواب احمدی ہی دے رہے ہیں۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ جب کتا کسی کو کاٹے تو کتے کو دانشمند کاٹ نہیں کھاتا۔ مگر یہ تو ہو سکتا ہے کہ کتے کو ڈنڈے سے درست کیا جاوے امید ہے مخالفین آئندہ توبہ کر لیں گے۔

پنجاب گورنمنٹ اور اخبارات قائمقام لفٹنٹ گورنر پنجاب نے جو رائے بعض اخبارات رائے کے رویہ کے اعتدال پر لانے کے متعلق پریس کمیونک کے ذریعہ ظاہر کی ہے۔ وہ کسی دوسری جگہ درج ہے اس میں کوئی کلام نہیں کہ بعض اخبارات کا رویہ اس قابل تھا کہ اس کی اصلاح ہوتی مگر قابل غور امر یہ ضرور تھا کہ الحق کی ضمانت لینے کے متعلق جو کارروائی ہوئی ہے۔ اس میں اس امر کو کہاں تک مدنظر رکھا گیا ہے۔ کہ آیا اس کے مضامین زیر ضمانت ڈیفنسو تھے یا آفینسو؟ اور دفاعی ہونے کی وجہ سے وہ امن کے موید تھے یا نقص امن کے محرک۔ اب سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے ہم یہ توقع کر لینے میں حق بجانب ہیں کہ وہ ضرور اس **ضمانت** کے سوال پر غور کرے گی کیونکہ سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ نے اپنی بیدار مغزی اور علو ہمتی سے سب کو اپنا ممنون بنا رکھا ہے میری دانست میں اگر **ایڈیٹر صاحب الحق** خود جا کر سر لوئی ڈین کے حضور اپنے عذرات پیش کریں۔ تو سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ انہیں ضرور عزت دینے میں فیاضی سے کام لیگی۔ مسلم پریس کو اس وقت پوری توجہ سے کام لینا چاہیئے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ **فدائے قوم الحق** کی خصوصیت سے اعانت کریں۔ جو اس کڑے امتحان میں ثابت قدم ثابت ہوا ہے۔ یہ محض خدا کے فضل کی بات ہے ورنہ بڑے بڑے پرانے اخبارات اس امتحان میں آ کر رہ گئے۔

مکتی فوج کے کارنامے اخبار وکیل نے مکتی فوج کے کارناموں پر لکھتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ:۔

"اس کے مقابلہ میں ہم اپنے قومی شہیدوں کے کارنامے اور قومی انجمنوں کا رجسٹر دیکھتے ہیں۔ تو وہاں صفر نظر آتا ہے"!

مکتی فوج جن ذریعوں سے دین عیسویت کی اشاعت کر رہی ہے۔ وہ ہماری انجمنوں کے لئے **قابل غور** ہے۔ دستکاری اور صنعت کے رنگ میں اور جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے خیال سے ایک بہت بڑا حصہ ہندوستان و پنجاب کی آبادی کا ان کے ہاتھ میں جا چکا ہے۔ اور وہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ وہ حصہ مخلوق جس کو ہندوؤں اور مسلمانوں نے ناکارہ سمجھ کر الگ کر دیا ہے یعنی **ادنیٰ اقوام** انہیں وہ اٹھا کر گلے سے لگائیں اور ابھاریں۔ مکتی فوج نے جب جرائم پیشہ اقوام کی **اصلاح** کی خیال سے بیرنے وغیرہ اقوام میں کام کرنا شروع کیا تو میں نے اپنی کمزور آواز کو اٹھایا اور آگاہ کیا کہ ابھی وقت ہے اٹھو اور ہمت کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ لیکن کسی نے پرواہ نہ کی۔ ابھی وقت ہے اور ضرورت ہے کہ

واعظین ان میں بھیجے جاویں۔

اور عیسوی اثر کو متعدی نہ ہونے دیا جاوے کیا مسلمانوں کی انجمنیں اس پر توجہ کر سکتی ہیں؟ جواب وقت دیگا کہ نہیں! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تعطیل جمعہ کا میموریل تعطیل جمعہ کی تحریک کی ملک کے تمام مسلمان اخبارات اور قریباً کل انجمنوں نے تائید کی ہے۔ اور اگر بعض نے میموریل کے ارسال کرنے کے وقت یا نوعیت پر کوئی رائے زنی کر کے ترمیم کرنی چاہی ہے۔ تو اسے ہم ناپسند نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وقت پر اور اب حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ اگر کوئی اور شخص اس کام کو کرنا چاہے۔ تو بڑی خوشی سے ہم اس کے ساتھ ہونے کو تیار ہیں۔ بہرحال یہ نہایت خوش کن بات ہے۔ کہ مسلمان اپنی ضروریات دین کو سمجھنے لگے ہیں۔ بعض نادانوں نے احمدی اور غیر احمدی کے سوال کو اس مبارک تحریک کی راہ میں روک بنانا چاہا ہے مگر وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ **فرضیت جمعہ** میں کسی کو کیا کلام ہے یہ تو مسلمانوں کا ایک مشترکہ **اصول مذہب** ہے اور اس کی تائید کرنا ہر شخص کا فرض۔ اس کے ساتھ ہی اگر ملک کے امن پسند اور نیک دل لوگ جو ہندو مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کے خواہشمند ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریک پر بھی توجہ کریں جو آپ نے مناظرات مذہبی کی اصلاح اور تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کے متعلق تھی تو کیا عجب کہ اب وہ تحریک بھی بارور ہو۔ اس لئے میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے استدعا کرتا ہوں کہ

وہ اس تحریک کی تجدید فرما دیں

اس تحریک کے عملی صورت میں آنے سے گورنمنٹ اور اہل ملک کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور جب صرف حقائق مذہب کی اشاعت پر زور ہوگا تو

یقیناً اسلام کی فتح ہوگی

گوکھلے کا مسودہ تعلیم جبری مسٹر گوکھلے مشہور پولیٹیکل سنیاسی ہیں اور خادمان ہند کے مدرسہ کے محرک اور گورنر۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم

خدا تمہیں قرآن شریف کا سچا متبع بنائے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع بنائے۔ دُنیا کی ہوا و ہوس تمہیں خدا سے غافل نہ کرے۔ تمہارے دل نرم ہوں اور اس غیظ و غضب سے بچو جو انسان کو اندھا کر کے جہنم میں لے جاتا ہے۔ تمہارے دل گندے نہ ہوں۔ تمہاری زبان پر گندے کلمات نہ آویں۔ تم ایسے نہ بنو کہ تجارت کی شراکت میں حساب کتاب کی پرواہ نہ رکھو۔ یا سود لو۔ اللہ سے ڈرو۔

۲۰ جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا۔ حیوٰۃ طیبہ قرآن مجید سے حاصل ہوتی ہے اس لئے اُسے خدا نے رُوح فرمایا ہے۔ اگر تم قرآن مجید پر عمل کرو گے۔ تو ایک زندہ قوم بن جاؤ گے۔ ورنہ مردہ ہو۔

فرمایا ایک شخص عالم فاضل کو کہا گیا کہ قرآن مجید کی مثل ایک سورۃ بنائے۔ اس نے چھ ماہ کی مہلت مانگی اور معارضہ کے لئے سورۃ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کو انتخاب کیا۔ چھ ماہ کے بعد دیکھا گیا۔ کہ اپنے اردگرد کاغذوں کے ڈھیر لگائے بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ صرف ایک آیت کا جواب بھی نہیں دے سکا۔

فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں۔ آپس میں کینے۔ بغض۔ خود پسندی۔ ناجائز طور سے روپیہ کمانا۔ سُستی۔ کاہلی۔ حرص۔ دو شخصوں کو آپس میں لڑوا دینا۔ تجارت میں حساب کتاب نہ رکھنا اکثر پایا جاتا ہے۔ تم سب لوگ ایسی بداخلاقیوں سے بچو۔

جن کے گھروں میں ایسی عظیم الشان کتاب موجود ہے۔ ان کے اعمال ایسے خراب ہوں۔ تو افسوس کی بات ہے۔ استغفار۔ لاحول بہت پڑھو۔ اور دعاؤں میں لگے رہو۔ کہ ان فتن سے اس طرح بچ سکو گے

۲۱ جولائی ۱۹۱۱ء عصر کے بعد ایک دوست کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اس وقت مسلمانوں میں مذہب سے ناواقفیت بہت ہے اور اس کا بُرا اثر یہ ہے۔ کہ ہندو جن کا کوئی مذہب نہیں۔ وہ بھی ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں ایک دفعہ ایک رئیس کا علاج کر رہا تھا دربار میں بیٹھے تھے۔ اس نے دوائی پینی تھی۔ میں تاڑ گیا۔ کہ اور تو سب یہیں بیٹھے رہیں گے۔ مگر مجھے اُٹھنا پڑیگا۔ اس میں ایک مسلمان کی سخت ہتک ہے اس لئے میں نے سوال کیا کہ ہندو کسے کہتے ہیں۔ کہا جو گائے کا گوشت نہ کھائے۔ میں نے کہا کہ اتفاق ہی ایسا ہوا ہے کہ میں گائے کا گوشت نہیں کھاتا۔ تو کیا میں آپ کے خیال میں ہندو ہوں۔ سوچ کر کہنے لگا۔ جو وید رکھے۔ میں نے ایک سنیاسی کو پیش کر دیا۔ نادم ہو کر کہا۔ جو جنیو پہنتے ہیں۔ ایک سکھ بیٹھا تھا اس سے میں نے پوچھا کیوں صاحب آپ جنیو پہنتے ہیں۔ اُس نے کہا نہیں تب وہ رئیس بولا۔ جو وید مانے۔ ایک جینی بیٹھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ ہندو ہے یا نہیں اور یہ دوائی پینے کے وقت بیٹھا رہیگا یا نہیں پھر تناسخ کا فرق بتلایا۔ تو میں نے ایک برہمو کو پیش کر دیا۔ اس پر وہ رئیس کہنے لگا۔ میں خود ہی اُٹھ کر دوسری جگہ دوائی پی لوں گا۔ آپ تکلیف نہ کریں۔

اب غور کرنے کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اپنا مذہب ہی کوئی نہیں وہ اسلام پر اعتراض کریں۔ یہ مسلمانوں کے لئے بڑی ہوشیاری کا وقت ہے۔ چاہئے کہ اپنے دین کو مضبوط پکڑیں۔ اور اس سے آگاہی حاصل کریں۔

(۱) پانچ وقت نماز باجماعت ادا کریں۔
(۲) قرآن کو ترجمہ کے ساتھ ضرور پڑھو۔
(۳) تکبر۔ بڑائی چھوڑ دو۔
(۴) بُری صحبتوں سے لازمی طور پر کنارہ کش رہو۔
(۵) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر بہت کرتے رہو۔

سرکاری خبریں

مقام لاہور۔ مورخہ ۸؍ اگست ۱۹۱۱ء

اس بارہ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بین الاقوامی میونسپل کانگرس و نمائش اور بین الاقوامی کانگرس ورستی سڑک ہائے بمقام شہر شیکاگو واقع ممالک متحدہ امریکہ ۱۸ ؍ لغایت ۳۰ ستمبر آئندہ تک بسر پرستی انجمن تجارت منعقد ہوگی (انجمن) مذکور کی خواہش ہے کہ جملہ ایسے شہروں کے باشندے کانگرس مذکور میں شامل ہوں جو امور ذیل مثلاً چارٹر ہائے یا طریق گورنمنٹ و میونسپل حسابات و باغات و تفریح گاہوں وصحت و حفظان صحت و خیرات و اصلاح محصول و ہوم رول و مدارس و پولیس و آتش و کتب خانہ جات کے متعلق روشن خیالات رکھتے ہیں۔ مزید برآں یہ خواہش ہے۔ کہ ہر ایک شہر کی طرف سے ایک قائمقام ہو اور بذریعہ نقشہ جات یا چارٹ ہائے یا فوٹو گراف ہائے یا خاکہ جات انجمن مذکور کی امداد کی جائے۔ بین الاقوامی میونسپل کانگرس میں شہرہ آفاق اور مشہور قابلیت کے ماہرین کی موجودگی سے اقوام و شہروں کے مابین مقابلہ کرنے میں آسانی ہو جائیگی اور اس طرح بعض اصحاب کو امداد دینے اور دیگروں کو واقفیت حاصل کرنے کا موقع مل جائیگا۔ انجمن تجارت شکاگو کی طرف سے میونسپلٹی ہائے کو براہ راست کسی مابعد تاریخ پر باضابطہ طور پر مدعو کیا جائے گا۔

لاہور مورخہ ۹؍ اگست ۱۹۱۱ء
دستخط۔ گل محمد
نائب میر منشی گورنمنٹ پنجاب

قائمقام جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اُس ناگوار و اشتعال انگیز لہجہ کو فکرمندی (کی نظر) سے دیکھا ہے۔ جو کچھ عرصہ سے ورنیکلر پریس کے ایک حصہ کی تحریروں میں قومی و مذہبی سوالات کی بحث کے متعلق نمایاں رہا ہے (ان تحریروں کی) زبان غیر معتدل و اہانت آمیز اور بعض حالتوں میں فحش رہی ہے۔ حال ہی (میں پنجاب گورنمنٹ) ایک ہندو اور ایک مسلمان اخبار سے ضمانت لینے اور دوسروں کو متنبہ کرنے کی بابت جو کارروائی کی گئی ہے۔ وہ اسی خواہش پر مبنی تھی۔ کہ اس مضرت کو آگے بڑھنے سے روکا جائے۔ (پس) قائمقام جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اُن تمام اشخاص سے جو بذریعہ تحریر یا تقریر پبلک رائے کی رہنمائی کرنی چاہتے ہیں ایک مخلصانہ اپیل کریں گے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پہچانیں اور کسی ایسی بات سے محترز رہیں۔ جس سے پنجاب میں ان مختلف مذاہب کے پیرؤوں میں جو پنجاب میں ملتے جلتے ہیں بدمزگی بڑھنے کا کچھ احتمال ہو۔

انگلستان کی پولیٹیکل زندگی میں انقلاب عظیم

ناظرین الحکم جو مذہبی مذاق رکھتے ہیں۔ وہ غالباً حیران ہونگے کہ مندرجہ بالا عنوان سے لکھے ہوئے مضمون کو ان کے مذہبی مذاق سے کیا تعلق ہے؟ مگر ان کی حیرانی جلد ہی دور ہو جائے گی جب انہیں معلوم ہوگا کہ اس انقلاب عظیم میں اصول اسلام کی فتح کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور محض اسی ایک غرض سے میں نے اس انقلاب کا ذکر کرنا پسند کیا ہے۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے ظاہر کیا تھا کہ کثرت رائے کا مسئلہ مغرب میں حل ہو گیا اور آئرش پارٹی کے تازہ فیصلہ کا ذکر کر کے بتایا تھا کہ عملی طور پر ان لوگوں نے دکھا دیا ہے کہ

کثرت رائے دراصل کوئی چیز نہیں

مجالس (کثرت رائے) اگر حق کے خلاف ہو تو کبھی تسلیم نہیں ہونی چاہئے مگر چونکہ آجکل جو کانفرنسوں اور کانگرسوں اور کمیٹیوں کا زمانہ ہے ان میں

کثرت رائے ہی حکمران ہے!

میں کمیٹیوں اور کانفرنسوں کے اس بڑھتے ہوئے مذاق کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود پر ہمیشہ دلیل سمجھا کرتا ہوں۔ اور وہ انفسی توجہت کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کام کا ایک نمونہ قرار دیا کرتا ہوں۔ جو قومی وحدت کا اور اتحاد کا آپ کرنا چاہتے تھے۔ گویا اس مذاق نے بتا دیا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ دُنیا ایک ہاتھ پر جمع ہو۔ اور چونکہ یہ ساتواں ہزار

عظیم الشان جمعہ ہے۔

اس لئے ضروری تھا کہ ارہاص کے طور پر مختلف رنگوں میں جماعتیں قائم ہوں۔ یہ مضمون بہت باریک اور عمیق فلسفہ اجتماع کی طرف جا رہا ہے۔ اور مجھے لے جانا چاہتا ہے۔ مگر میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ غرض چونکہ یہ اجتماع کے ایام ہیں۔ اور ان کی ابتدا مجلسوں اور کمیٹیوں کے قیام سے ہوئی حکومت میں بھی وہی کانسٹی ٹیوشنل رنگ پیدا ہو گیا۔ جو کام خواہ وہ دینی ہو یا دُنیوی کونسٹی ٹیوشنل رنگ رکھیگا اسے پبلک آرا کے ماتحت رکھنا لازمی ہوگا یا اس کی ہیئت تبدیل کرنا پڑیگی۔ اسی بنا پر انگلستان میں

غریبوں اور امیروں کی جنگ ہوئی۔

جنگ سے مراد توپ و تفنگ کا استعمال نہیں۔ بلکہ تقریری اور تحریری لڑائی مراد ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ قلم کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا نشان تھا کہ

جنگ اٹھا دی جائیگی

چنانچہ دنیا کی تمام سلطنتیں باوجود اپنے ملکی مصالح کے لحاظ سے جنگی سامان بڑھانے کے

امن پرور ہونا پسند کرتی ہیں۔

اور ہمارا سابق قیصر ہند تو دُنیا کا سب سے بڑا صلح جو قیصر تھا۔ اور اب بھی

امن کو جنگ پر ترجیح ہے۔

یہ ہمارے آقا اور امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کا طفیل ہے کہ خواہ اسباب کچھ بھی ہوں۔ دُنیا سے جنگ موقوف ہو گئی اور اس طرح پر سب کو بالاتفاق تسلیم کرنا پڑا۔ کہ

کا ایک قانون پاس کرانا چاہتے ہیں۔ ہندو اخبارات بڑے جوش اور زور کے ساتھ اس کی تائید کر رہے ہیں اور مسلمان اخبارات میں باستثنائے بعض مخالفت ہو رہی ہے۔ جن اخبارات نے اس بل کی تائید کی ہے۔ ان کا لیڈر اور یزرور ڈار اور زمیندار۔ اور الاسلام۔ صدائے ہند کے علاوہ کامریڈ اور محمڈن مدراس اس کے ہم نوا ہیں۔ اس کے علاوہ باقی محمڈن کمیونٹی کا اہل الرائے طبقہ اور مسلم پریس اس کا مخالف ہے۔ ہماری جماعت کی طرف سے کوئی رائے ابھی تک اس بل کے متعلق میری نظر سے نہیں گذری۔

میں انشاء اللہ العزیز اگلی اشاعت میں ایک مستقل آرٹیکل میں اس بل کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرونگا۔ اتنا میں کہنے سے متردد نہیں ہوں کہ یہ امر سمجھ میں کسیقدر مشکل سے آتا ہے کہ یہ بل سراسر مسلمانوں کے لئے مضر ہو۔ ممکن نہیں۔ یقیناً ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر گوکھلے نے اس قانون میں اپنے قومی مفاد اور اغراض کو مدنظر رکھا ہے۔ لیکن کیا مسلمانوں میں ابھی ایسے اہل الرائے پیدا نہیں ہوئے۔ جو مناسب اصلاحوں اور ترمیموں کے بعد اس بل کو اپنے مفید مطلب بنا سکیں۔ اگر گوکھلے نے اس بل کے ذریعہ مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچانا مدنظر رکھا ہے۔ تو تم اپنے آپ کو اس کے مضر پہلو سے بچانے کی کوشش کرو۔ بہرحال میں اپنی رائے کے موافق اس بل کے مفید اور مضر پہلوؤں پر انشاء اللہ آئندہ بحث کروں گا۔

مولوی نذیر حسین دہلوی کی لائف

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مولوی نذیر حسین دہلوی کی اس لائف کے جو ان کے کسی شاگرد رشید نے لکھی ہے ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ جس پر دہلوی محدث کے طرفداروں میں ایک شور مچ گیا۔ بجائے اس کے کہ سعادت مندی کے ساتھ مولوی نذیر حسین صاحب کی ایک بشری کمزوری کا اعتراف کر لیا جاتا۔ گالیوں پر اتر آئے۔ ان میں سے ایک صاحب "محمد حسین دہلوی" (اگر میں غلطی نہیں کرتا تو غالباً مولوی محمد حسین کوئلہ والے ہیں) نے یہ بھی لکھ دیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے مولوی نذیر حسین مرشد اور استاد ہیں۔ اس لئے عقلاً و نقلاً و عرفاً مجھے ان کے خلاف نہیں لکھنا چاہئے تھا۔

میں حیران ہوں کہ دہلوی کوئلہ فروش کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ سید نذیر حسین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح رضی کے استاد اور مرشد ہیں۔ ان کی ساری سوانح عمری میں تو اس کا ذکر نہیں اور نہ فہرست تلامذہ میں آپ کا نام۔ اگر آپ کے پاس کوئی خاص ثبوت ہے تو پیش کریں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ سید نذیر حسین صاحب نے ہمارے آقا و مولیٰ امام علیہ السلام کا نکاح ضرور پڑھا تھا جب حضرت مسیح موعودؑ دہلی بغرض نکاح تشریف لے گئے تھے اور غالباً دو روپیہ نکاح خوانی کے بھی دیئے گئے تھے۔ ہم مولوی نذیر حسین صاحب کی بہت سی خوبیوں کے معترف ہیں انہوں نے حدیث شریف کی بڑی اشاعت بذریعہ تعلیم کی ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ وہ دقیقہ رس اور نازک فہم نہ تھے اور اظہار حق کے لئے پر قوت قلب رکھتے تھے ورنہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں تقویٰ اللہ سے کام لیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں پڑھا اور غالباً مصلحت الٰہی اس میں یہ تھی۔ کہ آپ چونکہ ایک قوم کے امام ہونے والے تھے۔ اگر آپ نے ان سے کچھ پڑھا ہوتا تو کم حوصلہ لوگ ان سے اس وقت جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی نے حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کیا ضرور عاق نامہ لکھواتے۔

ہاں ایک بات ضرور ہے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی نذیر حسین صاحب کے لائف نویس نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی دہلی گئے اور سید صاحب کے پاس ٹھہرے۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے آپ سے اس حدیث کا مطلب پوچھا کہ گرگٹ کو مارنا چاہئے۔ کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونکیں مارتا تھا۔ آپ نے سوال کیا کہ یہ گرگٹ جو اب موجود ہیں ان کا کیا قصور۔ اس کا جواب مولوی نذیر حسین صاحب نے تو کچھ نہ دیا۔ بلکہ یہ کہا کہ یہ اعتراضات اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ آپ ہی اس کا جواب دیں۔ گویا حق بحقدار رسید۔ دہلوی محدث نے تسلیم کر لیا۔ کہ اس زمانے کے اعتراضات کا جواب دینے کی قابلیت آپ ہی کو دی گئی ہے اور ایک صحیح بخاری حضرت کی تدریس اس واقع سے حضرت خلیفۃ المسیح رضی کا جو مقام اور مرتبہ ثابت ہوتا ہے۔ وہ ظاہر ہے اس پر بھی اگر کوئی نادان نہ سمجھے۔ تو اس کا خدا حافظ۔ دیکھیں۔ دہلوی کوئلہ فروش اپنے بیان کو کس طرح ثابت کرتے ہیں۔

خواجہ صاحب اور غیر احمدی

یہ امر ناظرین الحکم سے مخفی نہیں ہے کہ جب سے خواجہ صاحب نے پیسہ اخبار اور المنیر جھنگ میں غیر احمدیوں کے متعلق ایک مضمون اور فتویٰ لکھا ہے اس وقت سے احمدی جماعت اور غیر احمدی لوگوں میں اس بحث کے متعلق دلچسپی اور جوش پیدا ہو گیا۔ سب سے پہلے ایڈیٹر الحکم نے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھا کہ اس قسم کے معاملہ پر فتویٰ دینے کا حق کسی شخص کو حاصل نہیں اور

یہ صرف خلیفۃ المسیح رضی کا کام ہے

جو قوم کا امام ہے اور تقویٰ اللہ اور علم صحیح اور جماعت کی ضرورتوں کے پورے علم میں ممتاز ہے۔ اس آواز کو اگرچہ تفرقہ پیدا کرنے والی آواز سمجھا گیا۔ مگر اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد قوم نے اس احساس کا ثبوت دیدیا کہ فی الواقعہ ایک ایسی قوم کے کسی فرد کو (جو اپنا امام اور پیشوا رکھتی ہے اور حقیقی معنوں میں اہل سنت والجماعت ہو) کوئی حق نہیں کہ فتویٰ دے۔ اس سوال کی اہمیت اور دلچسپی کے پیدا ہونے پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک زبردست مضمون فیصلہ کن لکھا۔ جس کو حضرت خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ کی پسندیدگی کے بعد شائع کیا گیا۔ اس کے بعد غیر احمدی لوگوں میں ایک جنبش پیدا ہوئی اور انہوں نے خواجہ صاحب کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے مختلف قسم کے استفسار کرنے شروع کئے اور اس بحث نے یہاں تک طول کھینچا کہ لاہور کے بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے اسی سوال کی وجہ سے خواجہ صاحب کے ایک پبلک لیکچر کو جو غیر احمدی لوگوں میں ہونے والا تھا روک دیا۔ اور ایک طوفان بے تمیزی پیدا کر دیا مگر لاہور کی آزاد خیالی پر افسوس ہے۔ جو ایک طرف تو احمدی اور غیر احمدی کے سوال سے ناراضی کا اظہار کرتی ہے۔ اور اس کو وسعت حوصلہ اور آزاد خیالی کے خلاف بتاتی ہے۔ دوسری طرف اس سے اتنا نہیں ہو سکا کہ وہ اس حرکت پر اظہار افسوس ہی کرتی۔

میری دانست میں اس سوال کے ذریعہ سب سے زیادہ غلط فہمی بڑھانے والے ہمارے غیر احمدی مسلمان ہی ہیں۔ وہ آئے دن کوئی نہ کوئی نیا شاخسانہ نکال دیتے ہیں جس کے لئے سلسلہ کے اخبارات کو ان کی ان غلط بیانیوں کی تردید کرنی پڑتی ہے۔ اس کی تازہ نظیر روزانہ پیسہ اخبار کا وہ نوٹ ہے۔ جو اس نے ۱۲ر اگست ۱۹۱۱ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے جس میں خواجہ صاحب کی طرف منسوب کر کے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ "رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان کے نوجوان اور ناتجربہ کار ایڈیٹر کے اس قول سے متفق نہیں کہ احمدی لوگ سب مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت یا مجددیت کے قائل نہیں" اور پھر آخر میں پیسہ اخبار کہتا ہے کہ "امید ہے کہ خواجہ صاحب نے انجمن احمدیہ کی اتفاق رائے سے اس امر کا اعلان کیا ہوگا۔"

اس نوٹ سے پیسہ اخبار کی غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ احمدی جماعت کے کارکنوں میں تفرقہ اور عناد پیدا کرے۔ مگر پیسہ اخبار اور اس کے امثال اس بیہودہ آرزو میں خدا کے فضل سے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو ایک منٹ کے لئے بھی یہ گمان نہیں کر سکتا کہ خواجہ صاحب یا کوئی احمدی حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق ایسے رکیک اور دور از ادب خیالات ظاہر کرے۔ اور انہیں ناتجربہ کار کہے اول تو اس لئے کہ صاحبزادہ صاحب نے جو کچھ لکھا۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کیا ہے کیا نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے حوالے سے لکھا اور پھر حضرت خلیفۃ مدظلہ العالی نے اس کی تصدیق فرمائی۔ دوم صاحبزادہ صاحب اس میں شک نہیں کہ زمانہ سازیوں اور پیچدار باتوں سے محض ناآشنا اور ناواقف ہیں اور یہ ان کی ذات کے لئے فخر ہے کہ وہ ایک صادق مسلمان کی طرح اس زمانہ کے پولیٹیشن لوگوں کی طرح نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ وہ اپنے ایمانی نور اور معرفت ربانی کی وجہ سے ایسا تجربہ اور علم رکھتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کارکن کمیٹی (صدر انجمن احمدیہ) کا **میر مجلس** تجویز کیا اور انجمن نے ان کی دینی قابلیت اور مذہبی حمیت اور غیرت اور کام کرنے والی سپرٹ کو دیکھ کر

مدرسہ احمدیہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا

اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اپنی علالت کے ایام میں ان کے تقویٰ اور طہارت کو دیکھ کر امام مقرر کیا۔ اگر اس پوزیشن کا انسان ناتجربہ کار کہلا سکتا ہے تو

ایسے ناتجربہ کاروں پر ہمارا جان و مال نثار

غرض ایک احمدی کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ خواجہ صاحب اس قسم کے الفاظ بولیں۔ یہ محض خواجہ صاحب پر افترا ہے۔

اس قسم کی تحریریں احمدی قوم کو بدنام کرنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اس لئے احمدی احباب ایسی تحریروں کو ہرگز وقعت نہ دیں اور انہیں محض لغو سمجھیں۔

خواجہ صاحب سے جن احباب نے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کیا ہے انہوں نے صاف صاف ظاہر کیا ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنا جو مذہب ظاہر کیا ہے وہ وہی ہے جو دوسرے احمدی رکھتے ہیں۔ انہوں نے کھلے الفاظ میں کہا ہے کہ

وہ رسمی اور اسمی مسلمان قرار دیتے ہیں

اور تشحیذ کے کسی گذشتہ نمبر میں مکرمی مولوی فضل الدین صاحب نے بھی یہی ظاہر کیا ہے۔ اب ہمارے درمیان کوئی اختلاف باقی نہیں رہ جاتا اور یہ امر تھا بھی ناممکن کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ العالی کی کسی تحریر یا تقریر

خلاف کوئی رائے رکھیں۔ اور ایک احمدی ایسے خیالات سے خدا کی پناہ چاہتا ہے۔

یہ صرف مخالفین کی اپنی چالاکی ہے کہ وہ غلط بیانات ہمارے یا ہمارے دوستوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور پیسہ اخبار کی یہ امید محض کاسۂ گدائی کی سی شکل ہے کہ انجمن احمدیہ کی اتفاق رائے سے ایسا کہا ہوگا انجمن احمدیہ ایسے لغو امور پر اتفاق رائے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ ہم اس سوال کو ہمیشہ کے لئے فیصلہ شدہ سمجھتے ہیں اور ہمارے موجودہ امام کا طرز عمل بتا رہا ہے۔ اس کے بعد امید ہے پیسہ اخبار یا کوئی اور غیر احمدی اخبار اس قسم کی باتیں غیر ذمہ وار لوگوں کی طرف سے شائع کرنے کی جرأت نہ کرے گا۔ اور عنقریب خواجہ صاحب کی کوئی تحریر اس سوال کو انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے طے کر دیگی۔ بہرحال پیسہ اخبار کی اس قسم کی بیہودہ اور دور از کار تحریروں کو احمدی احباب قطعاً وقعت نہ دیں۔ اس نے جو کچھ خواجہ صاحب کے خیالات کے متعلق ظاہر کیا ہے۔ وہ محض افترا ہے۔

جو لوگ اس قسم کی تحریروں سے ناراض ہوتے ہیں اور ان کو وسعت حوصلہ کے خلاف بتلاتے ہیں۔ کیوں وہ اخلاقی جرأت سے کام لیکر ہم پر کفر کا فتویٰ دینے والے علماء کو تنبیہ نہیں کرتے اور ان سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتے

ان سطور کی سیاہی ابھی خشک نہ ہوئی تھی کہ خواجہ صاحب کا وہ اشتہار اتفاقاً میری نظر سے گزرا۔ جو انہوں نے "غیر احمدی مسلمانوں کے متعلق میرا مذہب" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ میں اس امر پر اظہار افسوس سے رک نہیں سکتا کہ خواجہ صاحب نے بلا ضرورت اس سوال کو لاہور کے اسلامیہ سکول میں کسی لیکچر کے اثناء میں چھیڑ دیا۔ جس پر خود انہیں اپنی پوزیشن غیر احمدیوں کے سامنے صاف کرنی پڑی۔ کیونکہ احمدی جماعت کا جو مذہب اس مسئلہ کے متعلق ہے۔ وہ رسالہ تشحیذ الاذہان اور اخبار بدر و الحکم میں بالتفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کی بنا پر شائع ہو چکا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اس کی تائید فرمائی اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کے ایک سوال کے جواب میں صاف فرما دیا تھا کہ

"یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔ کیونکہ جس طرح پر وہ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ حج اور روزوں کے متعلق ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میری سمجھ میں ہمارے **اور ان کے درمیان اصولی فرق ہے** اور یہ کہ ایمان کے لئے یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ اس کے ملائکہ پر کتب سماویہ پر اور رسل پر۔ خیر و شر کے اندازوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی مانتے ہیں اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور **ان کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے ایمان بالرسل نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا**۔ اور اسی ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں بلکہ عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں

کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے

ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں اب بتلاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیین فرمایا ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے **بالاتفاق کافر ہے**۔

یہ جدا امر ہے کہ ہم اس کے معنے کیا کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔ اس خاتم النبیین کی بحث کو لا نفرق بین احد من الرسل سے کوئی تعلق نہیں اور وہ ایک الگ امر ہے الغرض میں تو اپنے اور **غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں**"

یہ وہ تقریر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے ۱۲ فروری ۱۹۱۱ء کو قبل دوپہر بجواب سوال ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب فرمائی اس میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اپنا مذہب متعلق غیر احمدی مسلمانان کھلے الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے۔

پھر ایک مرتبہ صاف الفاظ میں یہ سوال آپ سے کیا گیا کہ "غیر احمدی مسلمان ہم سے پوچھے کہ ہماری بابت تمہارا کیا خیال ہے تو اسے کیا جواب دیا جاوے" فرمایا:۔

لا الہ الا اللہ ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کو ماننے کا حکم آجاتا ہے اللہ کو ماننے کا یہی مطلب ہے۔ کہ اس کے سارے حکموں کو مانا جاویگا۔ اب سارے ماموروں **کا ماننا لا الہ الا اللہ کے مفہوم میں داخل ہے**۔ حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام ان سب کا ماننا اسی لا الہ الا اللہ کے ماتحت ہے۔ حالانکہ ان کا ذکر اس کلمہ میں نہیں۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا حضرت خاتم النبیین پر ایمان لانا قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کے مفہوم میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔

یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ الکذب او کذب بالحق۔ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں **ایک جو اللہ پر افترا کرے دوم جو حق کی تکذیب کرے پس یہ کہنا مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے۔ جو ناممکن ہے**

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے یہ ارشادات بالکل صاف ہیں۔ اور ان پر کسی حاشیہ کی قطعاً حاجت نہیں۔ خواجہ صاحب کو ایسی کیا حاجت پڑی ہے کہ وہ خواہ نخواہ اس سوال کو زیادہ پیچدار اور حل طلب بنائے جاتے ہیں۔ اگر غیر احمدی مسلمان ہمارے نیک نہ بنیں گے تو ہمیں اس کی پرواہ ہی کیوں ہو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ

"مجھے خیال بھی نہیں ہوتا کہ کوئی سنتا ہے یا نہیں۔ میں تو صرف خدا کا کلام سنانا اپنا کام سمجھتا ہوں"

بہرحال اس اشتہار میں اگرچہ صاف نہیں مگر خواجہ صاحب نے اتنا بیان کر دیا ہے کہ

"حضرت مرزا صاحب ہمارے نزدیک مامور من اللہ ہیں۔ تو ان کے مصدق مومن بالمامور کہلائیں گے اور ان کے منکر کافر بالمامور" کافر بالمامور اب لغوی حیثیت سے دیکھے جانے کے قابل کوئی لفظ نہیں بلکہ اس کو ہم نے شرعی اصطلاح میں دیکھنا ہے۔ کہ شریعت اس کے کیا معنی کرتی ہے اور خواجہ صاحب کا بھی وہی مفہوم ہونا چاہئے نہ کچھ اور کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے جو اس کی اشاعت کی اجازت دی ہے تو اسی حیثیت اور مفہوم کے لحاظ سے جو آپ کی مندرجہ بالا تقریروں میں درج ہے۔ نہ کسی اور رنگ میں۔

اب یہ مسئلہ بالکل صاف ہے اور مختصر الفاظ میں ہم اس کو یوں بیان کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا ایمان بالرسل میں داخل ہے۔ جب تک کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتا اس وقت تک وہ اس آیت کا مومن نہیں کہلا سکتا جو **لا نفرق بین احد من رسلہ** میں سنایا گیا ہے اور جو حضرت مسیح موعود ہی کا منکر نہیں بلکہ **ایمان بالرسل** میں اس آیت کے ماتحت تفرقہ کرتا ہے۔

"ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقا و اعتدنا للکفرین عذابا مھینا"

ہم کو اخلاقی جرأت سے کام لینا چاہئے اور اپنے مذہب کو چھپانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے مصلحت وقت کوئی چیز نہیں ہے ہمیں خواہ نخواہ کی ضد اور ہٹ نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کو کافر بناتے پھریں اور نہ خدانخواستہ اس میں ہمیں کوئی خوشی ہے۔ لیکن ہم پر افسوس ہوگا کہ دوسرے مسلمان تو ہمارے امام اور خدا کے **برگزیدہ مامور و مرسل** کو نعوذ باللہ کاذب کہیں اور ہم ان کو **مومن حقیقی یقین** کر لیں اس دن کیلئے خدا ہمیں نہ رکھے۔ کہ ہم میں دینی حرارت اور حمیت اس حد تک سلب ہو جاوے۔

ہم تمام ان کاموں میں جو قومی حیثیت سے ہمارا اشتراک چاہتے ہیں۔ شامل ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور حضرت امام نے اپنے عمل سے بتا دیا ہے۔ لیکن جہاں مذہبی معتقدات کی بحث آتی ہے وہاں

ہم ان سے الگ رہنا ضروری جانتے ہیں

اور ہمارے مغفور امام علیہ السلام اور موجودہ امام مدظلہ العالی نے جو کچھ خدا تعالیٰ کے اشارہ اور ہدایت کے ماتحت اپنا مذہب ظاہر کر دیا ہے۔ وہی ہمارے لئے سند اور حجت ہے۔ دگر ہیچ۔

محض وجاہت اور امتیاز کوئی چیز نہیں اسلام نے ہمیں یہ نہیں سکھایا کہ زید کے منہ سے جو نکلے وہ درست۔ کیونکہ وہ ایک دولتمند انسان ہے اور بکر کے منہ سے جو نکلے وہ غلط کیونکہ وہ ایک معمولی انسان ہے نہیں بلکہ

اسلام حق کی تعلیم دیتا ہے

خواہ وہ کسی کے منہ سے نکلے۔ پس احمدی جماعت جنہوں نے حق کے لئے قوم سے علیحدہ ہونا اختیار کیا جنہوں نے اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کئے جانے اور قتل کئے جانے کے فتوے سنے۔ وہ کبھی اپنے

اصول ... سے ... ہٹ سکتے

... کی ایک ہی صورت ہے

رکھتا ہے۔ خاص روز قیامت مراد نہیں لیا اور یہ روایۃً و درایۃً قرآن شریف کی اپنی تصریح اور قواعد نحو کے رو سے غلط ہے۔

اقول۔ سیالکوٹی نے حضرت خلیفۃ المسیح رضی کے ترجمہ پر جو اعتراض کیا ہے وہ ایسا لغو اور قرآن مجید کی ہتک کرنے والا ہے کہ ایک مسلمان پھر مسلمان مولوی کہلانے والے کے منہ سے نہیں نکلنا چاہیئے۔ قرآن مجید اپنے اندر ہدایات مستقلہ رکھتا ہے وہ کسی خاص وقت اور قوم کا دستور العمل نہیں اور نہ اس کی آیات مختص الزمان ہیں۔ اس زمانہ میں بعض ایسے آزاد خیال لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو قرآن مجید کی بعض آیات کو نعوذ باللہ غیر ضروری کہتے ہیں جیسے یہ لوگ قرآن مجید کی شان پاک میں گستاخی کرنے والے ہیں سو وہ لوگ بھی بڑے ہی بے ادب اور شوخ ہیں۔ جو اس کو حقائق مستقلہ نہیں مانتے اور اس کے معانی کو محدود کر کے ایک بہتے ہوئے چشمے کے بجائے ایک چھوٹا سا جوہڑ بنانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کو کتاب مبارک کہا گیا ہے اور وہ ابد الآباد کے لئے اپنی تعلیمات اور ہدایات رکھتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ العالی نے جو ترجمہ یوم الدین کا کیا ہے وہ ایسا اعلیٰ اور دور از اعتراض اور ضرورت زمانہ کے موافق ہے کہ ایک آریہ اور مٹیریلسٹ بھی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن جب سیالکوٹی کے مفہوم کے موافق مالک یوم الدین کے معنے

خاص دن قیامت کا مالک

ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ اس سے نہ صرف ترجمہ کی خوبی اور کمال ہی دور ہو جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایسی خطرناک زد پڑتی ہے کہ قرآن مجید کی عظمت اور وقعت پر بھی اس سے دھبہ لگتا ہے۔

صفات الٰہی کا مسئلہ ہی عظیم الشان مسئلہ ہے۔ جس پر برخلاف دوسری تمام کتابوں کے قرآن مجید نے ایسی روشنی ڈالی ہے کہ آئندہ کبھی اس پر کوئی اعتراض وارد ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر ہمارے **سیالکوٹی بزرگ** چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے اس یگانہ ناز کو دور کر دیں۔

اول تو قابل غور یہ امر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ العالی کے ترجمہ میں یہ کہاں انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کا مالک نہیں۔ بلکہ ایسے کھلے طور پر آپ نے بتایا ہے کہ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی صفائی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

دنیا میں بھی جزا سزا ہوتی ہے پھر حشر میں پھر صراط پر پھر جنت و نار میں اور ان سب مقاموں اور وقتوں کا اللہ ہی مالک ہے۔

اس میں کہاں قیامت کا انکار ہے؟ اور اگر صرف ایک خاص وقت پر ہی جزا و سزا ہوتی ہے۔ باقی دوسرے اوقات میں نہیں جیسا کہ سیالکوٹی کا مذہب معلوم ہوتا ہے۔ تو یہ قرآن مجید کے صریح خلاف ہے اور واقعات کے ایسے متضاد اور مخالف کہ ایک اندھا بھی اسے محسوس کر سکتا ہے مگر نہیں سمجھ سکتا ہے تو سیالکوٹی مولوی۔

دنیا میں اگر جزا و سزا کا سلسلہ نہیں تو یہ ایسا بدیہی جھوٹ ہے کہ وہ شخص جس کو مذہب سے کوئی بھی علاقہ ہو اس کو تسلیم نہیں کریگا اور مجھے تعجب ہے کہ سیالکوٹی اہلحدیث کہلا کر اہلحدیث اخبار میں ایسا لغو عقیدہ ظاہر کرتا ہے۔

میں اس سے اور اس کے دوسرے بزرگ اہل حدیث سے پوچھتا ہوں کہ محدثین جو تسلیم کرتے ہیں کہ چور کے ہاتھ کاٹنے یا زانی کے رجم اور جلد وغیرہ سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ کیا یہ عقیدہ وہ اب چھوڑ بیٹھے ہیں؟ اور اگر محدثین کا یہ مذہب درست ہے اور یقیناً درست ہے تو پھر اس نادان نے یہ کہاں سے نکال لیا؟

مجھے تعجب ہے کہ اگر سیالکوٹی کا مذہب صحیح قرار دیا جاوے تو قرآن مجید کا اور احادیث کا بھی بہت بڑا حصہ جو حدود شرعی اور تعزیرات کے متعلق ہے۔ ترک کرنا پڑیگا اور گویا یہ کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود اللہ تعالیٰ نے ایک لغو کام کیا۔ جو دنیا میں حدود اور تعزیرات کو جاری رکھا نعوذ باللہ من ذالک۔

اور نہ صرف قرآن اور احادیث اور فقہ کا حصہ تعزیرات اور حدود باطل ہوتا ہے بلکہ علوم صحیحہ اور تجربہ اور مشاہدہ صحیحہ کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے کیونکہ اگر دنیا میں جزا سزا نہیں ہوتی تو پھر بتانا چاہیئے کہ امراض اور قسم قسم کے دکھ کیوں آتے ہیں۔ آگ میں ہاتھ ڈالنے سے جل کیوں جاتا ہے۔ پانی پیاس کیوں بجھا دیتا ہے۔ نادان سیالکوٹی کے اعتقاد کے موافق

حقائق الاشیاء باطل ہیں

بحالیکہ وہ **اعمال** اور ان کی جزا کا مسئلہ عملی رنگ میں ظاہر کرتے ہیں۔ سب سے بڑی بات جو جزائے اعمال کے متعلق سائنس کے اصولوں پر ہم پیش کرتے ہیں اور ہم کیا قرآن مجید پیش کرتا ہے وہ یہی تو ہے کہ ہم دنیا میں اس نظارہ کو دیکھتے ہیں اور یہی نظارہ اور طرز عمل قیامت پر زبردست دلیل ہے اور قرآن مجید کی حقیت پر منجملہ دیگر دلائل کے یہ دلیل **گل سرسبد** کی طرح ہے اور نہ صرف قیامت پر بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بھی اسی دلیل کو پیش کیا گیا ہے۔

میں اس وقت قرآن مجید کی ان آیات کو پیش نہیں کرتا جہاں سے میں نے اس اصل کو استنباط کیا ہے اگر سیالکوٹی اس اصول کی تکذیب کریگا۔ تو انشاء اللہ العزیز اس کی **قرآن دانی** کے دعوے کی حقیقت کو کھولنے کے لئے بتاؤنگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی کے درس سے ادنیٰ فیض یافتہ لوگ بحمد اللہ اس سے بہتر **حقایق قرآن** جانتے ہیں۔

غرض دنیا میں ایک ایسا وسیع نظارہ ہے۔ جو جزائے اعمال **فی الدنیا** کو روز مرہ دکھا رہا ہے۔ لیکن یہ **سیالکوٹی مولوی** کو نظر نہیں آتا۔ سچ ہے۔

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا ترا رخ کافر و دیندار کا

قرآن مجید کی تعلیم عامہ اور ہدایت مستقلہ پر نظر نہ رکھکر ترجمہ کرنے والوں کی بدولت ہم یہ آج روز بروز دیکھ رہے ہیں کہ قرآن مجید کی تعلیم پر ہزاروں سے زیادہ اعتراض کئے گئے ہیں۔ اسی ترجمہ پر جو سیالکوٹی کرتا ہے کہ یوم الدین سے مراد ایک **خاص دن** ہے آریہ سماج کے بانی نے زبردست اعتراض کیا ہے۔ جو اس کی ستیارتھ پرکاش میں ان الفاظ میں درج ہے۔

"کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا۔ کسی خاص دن انصاف کرتا ہے"

یہ تو اندھیر کی بات ہے

سیالکوٹی اور اس کے امثال اس قسم کے اعتراضوں کو قرآن مجید پر سننے کا تحمل اور حوصلہ رکھتے ہوں گے۔ مگر ہم خدا کے فضل سے ایک لحظہ کے لئے بھی قرآن مجید کی شان کو گرانا اور اس کے بیان میں دشمن کو ہنسی کا موقعہ نہیں دینا چاہتے اور جس حال میں اس کی شان **لا ریب فیہ** اور وہ **ھدی** اور **آیتہ** اور **نور** ہے۔ پھر اس میں کوئی بات ایسی ہو ہی کب سکتی ہے۔

غرض **قرآن مجید** کے ترجمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی نے تو وہ طرز اختیار کیا ہے کہ اس سے کسی قسم کا اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔

اب جو شخص عقل اور انصاف کے فطری قویٰ کو کھو نہیں بیٹھا۔ وہ غور کرے کہ جو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ نے کیا ہے کیا اس پر کوئی حملہ ہو سکتا ہے؟ یا اس سے قرآن مجید کی شان بلند کا اظہار ہوتا ہے۔

دنیا میں جزا سزا ہوتی ہے اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ پس قرآن مجید نے **مالک یوم الدین** کہہ کر بتا دیا کہ جو کچھ دنیا میں جزا اور سزا کا نظارہ ہے یہ اس جزا و سزا کے لئے ایک دلیل ہے۔ جو **قیامت** میں ہوگی اس ترجمہ میں نہ صرف قرآن مجید کی شان حقیقی کا اظہار ہے بلکہ **قیامت** پر دلیل بھی ساتھ ہی دیدی ہے اب اس کو قرآن مجید کے خلاف بتانا یہ ایسے ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو قرآن مجید سے محض ناواقف اور اس کی شان بلند کے منکر ہوں۔

یہاں تک تو میں نے سیالکوٹی کے اعتراض کا ایک اجمالی جواب دیا ہے اب اس کے بعد دوسرے نمبر میں جن آیات سے استشہاد کر کے اس ترجمہ کو غلط قرار دینا چاہتا ہے۔ انشاء اللہ العزیز ان پر بحث ہوگی۔

رفع وہم کے لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ مالک یوم الدین کے ترجمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی **قیامت** کا ثبوت دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ایک خاص وقت جزا و سزا کا ہے اور جب جب اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ظہور ہو۔ وہ بہرحال خاص ہی وقت ہوتا ہے۔ اس میں عمومیت کہاں ہوتی ہے۔ علاوہ بریں مجھے حیرت ہے کہ یہ نادان ملاں اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ عمومیت میں بھی تو خصوصیت داخل ہوتی ہے اور پھر یہاں تو کوئی عمومیت رکھی ہی نہیں بلکہ خصوصیت ہی قرار دی ہے۔ یعنی جب جب جزا و سزا کی صفت کا ظہور ہو۔ خواہ وہ دنیا میں ہو جیسا کہ ہو رہا ہے یا حشر میں ہو جیسا کہ ہوگا اور ہم ایمان رکھتے ہیں۔ نادان مولوی لوگوں کو یہ لکھ کر دھوکا دینا چاہتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ

ہم قیامت کے منکر ہیں

حالانکہ **مالک یوم الدین** کے ترجمہ میں حضرت نے ایسی خوبی رکھدی ہے کہ وہ وجود قیامت پر دلیل ہو گیا ہے ایسا لطیف ترجمہ جو قرآن مجید کی حقیقت اور شوکت کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ سیالکوٹی کی نظر میں عیب ہے

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

جس طرح پر کور باطن قرآن مجید پر حملہ کرتے ہیں۔ ان کے ہی نقش قدم پر سیالکوٹی نے قدم مارا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عید کارڈ

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال کی مقبولیت کا اندازہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں۔ انہیں وقت پر تار دیکر منگانے پڑتے ہیں۔ چونکہ عید قریب ہے اس لئے آپ بھی جلد منیجر دفتر عید کارڈ و عید رومال اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔

عید رومال کپڑے کے موزون اشعار و احادیث مناظر مزین ۸ ؍ درجن
کاغذی رومال " " " ۱ ؍ درجن
عید کارڈ اعلیٰ قسم لفافہ میں جانے والے ۱۲ ؍ درجن
عید کارڈ ایک پیسہ میں پوسٹ ہونے والے ۳ ؍ درجن

منیجر دفتر عید کارڈ و عید رومال اندرون دہلی دروازہ
لاہور سے طلب کرو

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے دعویٰ میں صادق مان لیا جاوے یا جن لوگوں نے انہیں کافر کہا ان کے کفر کا اعلان کیا جاوے۔

یہی شرط حضرت مسیح موعود نے لکھی ہے اور اسی پر ہمارے امام کا اب عمل ہے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ بعض لوگوں کو یہ کہکر اکسا دینا آسان ہے کہ میں نعوذ باللہ جماعت میں تفرقہ پیدا کرتا ہوں جس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے تفرقہ سے

ایک ہاتھ پر جمع کرکے بچا لیا ہو۔

اس میں تفرقہ کی کوشش لعنتی کوشش ہے اور میں تو خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے اس کو پسند نہیں کیا اور اپنے ایمان اور مذہب کے خلاف سمجھا کہ جو امر ہمارے امام سے ثابت نہیں اور نہ اس کے قائمقام امام نے اسے پیش کیا بلکہ کھلے الفاظ میں ان کی مخالفت ثابت ہے پھر

اسے کیوں پیش کیا جاوے

بہرحال خواجہ صاحب نے غیر احمدی لوگوں کے سامنے اپنی پوزیشن صاف کر دی ہے۔ کہ وہ انہیں

کافر بالماموریقین کرتے ہیں

اور مامور و مرسل کا کفر جس نتیجہ کا مستحق بنا دیتا ہے۔ وہ ایک ظاہر امر ہے اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں اور خواجہ صاحب بھی اس سے انکار نہیں کرتے۔ بلکہ ایک خط میں جو ان کے ایک صادق دوست نے لکھا ہے اور مولوی فضل الدین صاحب نے اس کے مضمون سے آگاہ کیا۔ صاف طور پر اقرار کیا گیا ہے کہ وہ انہیں جہنمی سمجھتے ہیں۔ اب جبکہ یہ سوال حل ہو گیا ہے ہمیں اس پر آئندہ اس وقت تک لکھنے کی ضرورت نہیں جب تک کوئی نیا نہج پیدا نہ کیا جاوے۔

میں آخر میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر خواجہ صاحب اس مسئلہ کو ملک ذکر تے تو ہمیں ضرورت نہ تھی کہ اس پر بحث کرتے۔ لیکن جبکہ یہ سوال عام طور پر چھیڑ گیا ہے تو میں نے ضروری سمجھا کہ احمدیت کے پہلو سے اس سوال پر روشنی ڈالوں۔ اور خواجہ صاحب کی ذاتی رائے کو احمدی جماعت کی رائے کی غلط فہمی سے بچاؤں۔ کیونکہ احمدی جماعت کی رائے وہی ہو سکتی ہے۔ جو **اس کے امام کی رائے ہے اُس کے آگے سب رائیں** ہیچ ہیں۔

مجھے آخر میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ خواجہ صاحب نے مخالفین کے لئے کافر مرزا لکھا ہے۔ یہ بے معنی لفظ ہے **مومن بالمرزا** اور کافر بالمرزا کوئی حقیقت نہیں مرزا صاحب پر جو ہم ایمان لائے ہیں۔ تو ان کی نبوت۔ رسالت اور مسیحیت و مہدویت پر ایمان ہے اور ایسا ہی کفر بالمرزا کا مفہوم یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی نبوت۔ مسیحیت مہدویت اور ماموریت کا کفر کیا جاوے۔ ورنہ ان کی شخصیت کو کیا ہے کیا تعلق۔ پس اس غلط فہمی میں کوئی نہ رہے۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ العالی نے جب اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو تم اس پر لکھنے والے کون۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے کے خلاف کرنا ہیں تو کفر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ **خلافت** کو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مانتا چلا آیا ہوں اور الحکم میں متعدد مرتبہ یہ لکھا گیا ہے۔ میں اس کو کسی انسان یا جماعت کی تجویز اور انتخاب نہیں مانتا۔ ہاں یہ جدا امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قلوب کو اس امر پر متفق بھی کر دے۔ جیسا کہ خلافت راشدہ میں واقع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ اس پر لکھا۔ ہمارا **ایمان ہے**۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ آپ نے اسی حیثیت اور مفہوم کے لحاظ سے لکھا ہے۔ جو آپ کی مندرجہ بالا تقریروں میں ظاہر کر دیا گیا ہے اور میں اس محکم کے مقابلہ میں متشابہات میں پڑنا یا کسی کو پڑنے دینا گناہ سمجھتا ہوں۔ اور اسی سے بچانے کے لئے یہ آرٹیکل لکھا گیا ہے۔

انما الاعمال بالنیات

سید اکبر علی شاہ انسپکٹر پولیس کی وفات

گورنمنٹ کی توجہ طلب

۲۹۔ اگست ۱۹۱۱ء کو سید اکبر علی شاہ صاحب انسپکٹر پولیس بٹالہ ایک گھوڑے سے گر کر فوت ہو گئے۔ شاہ صاحب اگرچہ ہمارے سلسلہ میں داخل نہ تھے۔ مگر وہ اپنی خوش اخلاقی۔ دیانت داری اور راستبازی انصاف پسندی کی وجہ سے تمام لوگوں میں نہایت عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ پولیس کے محکمہ میں شاہ صاحب ایسے افسروں کا وجود نایاب سمجھا گیا ہے۔ اس ناگہانی اور جوانا مرگی پر ہر شخص افسوس کرتا ہے۔ شاہ صاحب ایک بڑا کنبہ اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے ہیں اور کوئی ایسی جائداد نہیں چھوڑ گئے جو ان کے بچوں اور کنبہ کی اعانت کر سکے اس لئے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں یہ درخواست بے موقع نہیں کہ ایسے دیانت دار اور نیک آفیسر کی ناگہانی وفات پر ان کے بچوں اور بیوہ کے لئے ضرور کوئی معقول پنشن مقرر ہونی چاہئے اور کوئی یکمشت عطیہ بھی اس موقعہ پر دینا ضروری ہے۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے ضلع کے صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جو اس وقت ان کے ساتھ سوار تھے اور جن کے سامنے یہ حادثہ وقوع میں آیا۔ ضرور زبردست ریورٹ اس بارے میں کریں گے۔

میں آخر میں شاہ صاحب کے ورثاء سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرماوے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

شاہ صاحب کی وفات کے متعلق منشی حسین بخش صاحب نے ایک مراسلہ بھیجا ہے جو اگلی اشاعت میں درج ہو سکے گا۔ منشی حسین بخش صاحب مسلمانان بٹالہ میں ایک روح کام کرنے کی پھونکنا چاہتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ہر قومی ضرورت پر قدم بڑھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کوششیں انشاء اللہ تعالیٰ چاہے تو مسلمانوں کے لئے مفید اور بابرکت ہو سکتی ہیں۔

یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی۔ کہ کپتان صاحب پولیس نے پوری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ ان سے ایسی ہی توقع تھی اور ہے آئندہ ہے۔

مجربات نوردین جلد سوم شائع ہو گئی۔ قیمت ۱۰/
مینیجر کارخانہ الحکم قادیان سے طلب کرو

ابراہیم سیالکوٹی اور آئینہ نوری

نمبر اول

ابراہیم سیالکوٹی جو کئی مرتبہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر علمی اعتراض کرکے ذلیل ہو چکا ہے۔ اب کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ العالی کی قرآن دانی پر اعتراض کرنے کے لئے اخبار اہلحدیث میں ظاہر ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ العالی نے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع اور توفیق دی۔ دنیا میں قرآن مجید پہنچانے کی کوشش کی اور اس وقت تک ان کی روحانی غذا قرآن مجید کی تبلیغ اور تعلیم ہے۔ اس علالت کے لمبے زمانہ میں کرب اور قلق کی ساعات میں جو چیز آپ کے لئے تسکین بخش تھی وہ قرآن مجید ہے۔

آپ کے بیان اور فہم پر سیالکوٹی کا اعتراض کرنا ہمارے لئے کچھ بھی افسوس اور تعجب کا مقام نہیں۔ کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید پر باوجود ہدایت۔ شفا اور نور اور قول فصل وما ہو بالہزل ہونے کے اب تک اندھی دنیا اس پر اعتراض کر رہی ہے۔ اور عیسائی۔ آریہ اور دہریہ وغیرہ لوگ کبھی اس کی فصاحت و بلاغت پر کبھی اس کی تعلیم و ہدایت پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ تو سیالکوٹی اگر ایک معلم قرآن کی تعلیم اور تدریس اور تفہیم پر اعتراض کرے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہو سکتی۔

سیالکوٹی نے **آئینہ نوری** لکھا ہے اس میں در اصل اس نے اپنی شکل و شباہت کو معائنہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے ماموروں اور خلفاء میں کوئی عیب دیکھتا ہے۔ وہ اس کی اپنی ہی حالت کا نقشہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی نے دین اس غرض سے دنیا کو قرآن نہیں سنایا کہ لوگ تعریف کریں۔ کہ کیا اچھے حقائق بیان کئے ہیں۔ ان کی غرض

خدا کا کلام سنانا اور پہنچانا ہے

وہ جو حق سمجھتے ہیں اور جس کو حق سمجھکر یقین کرتے ہیں اسے کہہ دیتے ہیں۔ اس کی انہیں پرواہ نہیں کہ لوگ اس پر کیا کہیں گے۔ کیونکہ

ان کا معبود خدا ہے نہ مخلوق

غرض سیالکوٹی کے اعتراضات کو ہم اس سے زیادہ وقعت نہیں دیتے جو آریہ اور یہودی اور مسیحی دہریہ قرآن مجید پر کر رہے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی مجید اور کامل کتاب ظالموں کے اعتراض سے نہیں بچی تو اس کے ترجمہ پر اعتراض کرنا اور بھی آسان ہے۔ مگر میں محض اس خیال سے کہ قرآن مجید کی شوکت اور عظمت کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ سیالکوٹی کی لغویات کی حقیقت کو کھولا جاوے۔ آمین!

مالک یوم الدین پر سیالکوٹی کے اعتراضات سیالکوٹی نے سب سے اول مالک یوم الدین کے معنوں پر جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے کئے ہیں۔ اعتراض کیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اول حضرت خلیفۃ المسیح کا ترجمہ اور اس پر جو اعتراض سیالکوٹی کرتا ہے۔ اُسے لکھدیا جاوے اور بعد میں جواب ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ یوم کے معنے وقت۔ دین کے معنے جزا اور سزا دنیا میں بھی جزا سزا ہوتی ہے۔ پھر حشر میں۔ پھر صراط پر۔ پھر جنت اور نار میں۔ اور ان سب مقاموں اور وقتوں کا اللہ ہی مالک ہے۔

سیالکوٹی۔ ظاہر ہے کہ حکیم صاحب نے اس آیت میں یوم الد

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا باعث نیک مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور اب تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی سر طبیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو ابتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اعلیٰ روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو جلا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں سلطنت کے سارٹیفکیٹوں کے باوجود اور امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۳۸۸ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ اس وقت روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پناہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تر بہدف دولت ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی سوح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناجائز حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری۔ لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد اور جوان مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں قیمت فی شیشی روح حیات ہے۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری وغیرہ دور ہو کر طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ۔ شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ۔

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول منگاؤ پھر آزماؤ۔ بھلا اس میں دھوکہ کیا۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں۔ جو اہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو خریدئیے قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۱۲ ماشہ ایک روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ آٹھ آنہ۔

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ آنہ

حکیم مرزا احسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل ہی بنی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵ ہر ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد کسی میں زیادہ ہو جاتا ہے یہ دوا لمحہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاحی جیسے ٹیس چمک ٹھیک۔ رگوں میں لمرزش کپکپی سے جو کبھی ہو جاتے ہوں۔ تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے سر نصف ہو یا تمام سر کسی جہت درد ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳ شیشیوں کی ایک ڈبیہ چھ آنہ محصول ڈاک ایک سے ... چھ آنہ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۹۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

دائی

یہ کتاب ایک پردہ نشین خاتون نے لکھی ہے ... قابلیت ... استعمال ... انگریزی ... فارسی ... نہایت ... طلب ...

جشن تاجپوشی کی یادگار

درخواست کے وقت الحکم کا حوالہ ضرور دیجئے

ملک معظم کی جشن تاجپوشی و تشریف آوری ہندوستان کے اظہار تہنیت میں پروپرائٹر صاحب افضل المطابع مراد آباد نے اپنے یہاں کی کل کتابوں کو ۱۵ ستمبر ۱۹۱۱ء تک نصف قیمت پر دینا منظور کیا ہے۔ ساتھ ہی میں یہ مزید رعائت کی ہے کہ جس فرمائش کی رعائتی مقدار قیمت عہ ہوگی اس پر ۱۰ اور جس کی مقدار رعائتی عہ یا اس سے زائد ہوگی اُس پر ۲ فی روپیہ بطور کمیشن اور دیش کیا جائیگا فرمائش لکھتے وقت اپنے دوست احباب کو فرمائش میں شریک کر لیجئے تاکہ مقدار فرمائش بڑھنے سے کمیشن کا بھی استحقاق آپ کو حاصل ہو جائے

نوٹ:۔ تمام کتب کا محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

سیاحت حبیب:۔ یہ نہ صرف ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان صاحب کا مکمل و مفصل سفرنامہ ہند ہے بلکہ افغانستان کے متعلق ہر قسم کے حالات تاریخی نہائت وضاحت سے لکھے گئے ہیں حجم ۲۳۲ صفحہ قیمت عہ

جامع التواریخ:۔ اس میں قوم پٹھان کی مکمل تحقیقات۔ افغانوں کا مسلسل نسب نامہ ابتدا سے آجتک کمال تحقیقات سے لکھا گیا ہے اس کے ضمن میں فرمانروایان ایران۔ افغانستان۔ بادشاہ ہندوستان حکمران سلطنت مغلیہ۔ اسلامی شاہان دکن و عمارات دکن و حالات ریاستہائے رامپور۔ ٹونک۔ جاورہ۔ کورمانی۔ محمد گڑھ۔ بھوپال وغیرہ مشرح درج ہیں حجم ہر دو حصہ ۶۳۴ صفحہ قیمت عہ

جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ء: ترکوں اور یونانیوں کے جنگی کارناموں کے متعلق اس سے بہتر کوئی کتاب ملک میں شائع نہیں ہوئی۔ حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت عہ

جنگ روس و جاپان:۔ اس سے بہتر اور مفصل کتاب ابتک اس جنگ کے متعلق شائع نہیں ہوئی۔ ۲ حصہ۔ حجم ۲۰۸ صفحہ قیمت عہ

تاریخ المجوس: ابتدائے آفرینش عالم سے آغاز اسلام تک کے تمام مذاہب کی مفصل حالت اور ان کے نتائج قابل دید۔ قیمت عہ

تاریخ سندھ: ملک سندھ کی ابتداء سے ابتک کی قابل دید تاریخ۔ قیمت عہ

تاریخ سرزمین کشمیر: اس میں ابتداء آبادی کشمیر سے زمانہ حال تک کے فرمانرواؤں کے سلسلہ وار حالات مفصل درج ہیں۔ قیمت عہ

سوانحعمری مہاراجہ نرندر پرشاد سابق پیشکار دولت آصفیہ۔ مہاراجہ مدارالمہام حال کے خاندان کے تفصیلی حالات اور سلطنت دکن کے ناموروں کی سوانحات قابل دید۔ قیمت ۱۲

خمخانہ جاوید:۔ قدیم مشائخ کے ملفوظات اور موجودہ علماء یورپ امریکہ کے اقوال سے تصوف کا ثبوت قیمت ۱۴

تیغ صابریہ بر عقائد آریہ جس میں وید کے کلام الٰہی نہ ہونے پر خود وید سے ہی استدلال کیا گیا ہے۔ حجم ۱۱۶ صفحہ۔ قیمت ۱۲

اسلامی صداقت و ویدی ابطالت:۔ وید کی نامکمل اور ناقص تعلیم کا مقابلہ قرآن کریم کی پاک تعلیم سے۔ قیمت ۶

آسٹ اسمیکشک:۔ دھرمپال کی کتاب ترک اسلام کے جواب میں منشی نندکشور کی لاجواب تحریر تائید اسلام۔ قیمت ۳

اسلام کی صداقت کا فوٹو: جس میں لالہ دینا ناتھ کے مختلف بیانات سے آریہ سماج کو پولیٹکل باڈی ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۴

روزہ کی فلاسفی قابل دید و لائق شنید۔ قیمت ۴۔ اذان کی فلاسفی ار تفسیر سورۃ النوم۔ سورہ اخلاص کی قابل دید تفسیر ۳ بشارات احمدیہ ہر ذکر جس میں مولد پاک کے صحیح واقعات قابل دید قیمت ۳

المشتہر منیجر افضل المطابع پریس مرادآباد محلہ مفتی ٹولہ

ضیاء الاسلام مرادآباد

یعنی صوبہ متحدہ کا واحد ماہوار رسالہ جس میں اسلامی علمی۔ تمدنی۔ اخلاقی تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے تمام اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں۔ قیمت عہ۔ نمونہ مفت

المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مرادآباد

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکائت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی پھول کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس)

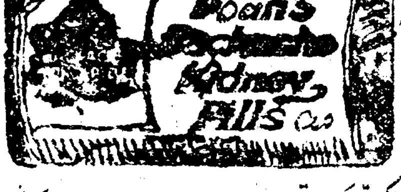

نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اخراجات کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۸ و ۱۲ و ۲ و ۱۲ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۸ والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔ ۱۲ والی شیشی ڈون کی دوا ہر ایک دوا فروش کے پاس ملتی ہے یا

ڈون ہاؤس بکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایمیلشن دینا چاہئے۔ اس کے

دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹس ایملشن بنوانے والے کمپنی

ابراہیم سیالکوٹی اور آئینہ نوری

نمبر (۲)

گذشتہ نمبر میں میں نے مختصراً بتایا ہے کہ یوم الدین کے جو معنے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے کئے ہیں۔ وہ مشاہدہ صحیحہ اور تعزیرات وحدود شرعی کے ذریعہ سے ہر روز دیکھتے ہیں۔ آج میں ابراہیم سیالکوٹی کی ان پیش کردہ آیات پر نظر کرتا ہوں۔ جو اُس نے یوم الدین کے معنے مخصوص بہ قیامت کرنے کے لئے تائیدی رنگ میں پیش کی ہیں۔ سیالکوٹی کے اس اشتہار دوسوم صاف معلوم ہو جائیگا۔ اس کی قرآن فہمی کا کیا حال ہے

قولہ خاص قرآن (حکیم) ہی سے پوچھتے ہیں کہ وہ خود یوم الدین کسی خاص دن کو کہتا ہے یا عام رکھتا ہے۔ منکرین قیامت کے استبعادی سوال کا ذکر اور اس کا جواب یسئلون ایان یوم الدین یوم ھم علی النار یفتنون ذوقوا فتنتکم ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون (منکرین) پوچھتے ہیں۔ کہ یوم الدین کب ہوگا۔ ان سے کہو جس دن تم آگ پر سینکے جاؤ گے اور کہا جائیگا اپنی اس سینک کے مزے چکھو۔ یہ تو وہی ہے جس کے لئے تم جلدی مچاتے تھے۔

اقول ابراہیم سیالکوٹی نے آیت کا جو ترجمہ کیا ہے اس میں جو خوبی اور لطافت ہے وہ ناظرین کے غور کے لئے چھوڑی جاتی ہے۔ یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ سورہ ذاریات کی آیت مندرجہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جو وجود قیامت پر دلیل تو ہو سکتی ہے اسی طرح پر جو میں نے پچھلے نمبر میں بتایا کہ دُنیا میں جزا وسزا کا سلسلہ قیامت کے وجود پر دلیل ہے اور اسی لئے حکیم الامت کے ترجمہ میں یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے اندر وجود قیامت پر دلیل رکھتا ہے۔ سورہ ذاریات مکی سورت ہے اور مکی سورتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اثبات نبوت اور حقیت قرآن کریم اور وجود ملائکہ اور جزا وسزا کے دلائل اپنے اندر رکھتی ہیں یہ آیت جو سیالکوٹی نے پیش کی ہے اس سورۃ کی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ آیت ہے۔

اس سورۃ کے شروع میں قسموں کے رنگ میں مسئلہ جزا وسزا اور فلسفہ نبوت۔ وجود ملائکہ۔ نظام روحانی میں ملائکہ کا اثر وغیرہ امور پر دلائل پیش کئے ہیں اور پھر آیت نمبر ۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی دلیل پیش کی انما توعدون لصادق یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ وہ ضرور ضرور پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر اس سے آگے آیت نمبر ۶ میں وہ وعدہ بتا دیا ہے۔ وان الدین لواقع یعنی جزائے اعمال ضرور ضرور ہو کر رہے گی۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ظاہر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہوں اور تم اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ اب یہ دو جدا جدا فعل ہیں۔ تم اس مخالفت کی سزا اسی دُنیا میں پاؤ گے اور میں اس کے مقابلہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ ان آیات میں ایک لطیف تناسب اور ترتیب ہے۔ پہلی چار آیتوں کو بطور شاہد بیان کر کے کہا گیا ہے۔ کہ انما توعدون لصادق یعنے اے مکہ والو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعدے تم سے کئے ہیں۔ وہ پورے ہو کر رہیں گے اس کا ثبوت وہ نظارہ قدرت ہے جو بارشوں کے سلسلہ طبعی سے تم دیکھتے ہو۔ کہ کس طرح ہوائیں

بخارات مائی کو اُٹھاتی ہیں اور پھر انہیں بکھیرتی ہیں جبکہ وہ ایک ایسے طبقہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ کہ جہاں سے مینہ کی شکل میں نازل ہونے لگتے ہیں۔ ابتداً یہ علم بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ سمندروں اور دوسرے پانیوں کے بخارات ہی اوپر جاکر مینہ بن رہے ہیں۔ اسی طرح پر رضا الٰہی کا حال ہے۔ خدا تعالےٰ کے پاک ارادوں کا الہام پہلے ملائکہ پر ہوتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں پر اور پھر وہ ارادے کل دُنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ یہی حال بدیوں کا ہے۔ پہلے چھوٹا سا گناہ ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ انسان کے تمام اعضاء اور جوارح اس گناہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ میں توحید کو پھیلایا۔ اور عبادۃ الاوثان کی مذمت کی۔ ہر ایک شخص نے اپنی فطرت کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اس کی ہوا کا حصہ لیا۔ سعیدوں نے سعادت کا۔ شقیوں نے شقاوت کا۔ پہلے فاتح ہوئے۔ دوسرے ذلیل۔ اس طبعی نظارہ کو برنگ قسم پیش کر کے کہا ان الدین لواقع۔ جزا وسزا کا قانون برحق اور ضروری ہے۔ پھر بتایا کہ جس طرح پر ہوائیں ستاروں کے اثر سے متاثر ہوتی ہیں۔ تمام روحانی امور کے نفاذ میں ملائکہ واسطہ ہیں اور اس پیشگوئی کے للانے اور پورا ہونے میں بھی ملائکہ کا اثر اور دخل ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے شبہ کا ازالہ ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئیاں نعوذ باللہ انکل بازی سے کرتے ہیں اور فرمایا قتل الخراصون۔ یعنی انکل باز چونکہ حق اور حقیقت سے دور ہوتے ہیں اور افتراء بامراد نہیں ہو سکتا مگر محمد رسول اللہ تو جو کچھ کہتا ہے۔ یہ ہو کر رہیگا۔ اس پر وہ کفار مکہ سوال کرتے ہیں۔

یسئلون ایان یوم الدین

وہ فیصلہ کا وقت جبکہ جزا وسزا ہوگی یعنے تیرے متبعین اور تو کامیاب بامراد ہو جائیں گے اور تیرے منکرین پر عذاب آجائیگا وہ کب ہوگا؟ اس سے ان کی مراد قیامت نہیں۔ بلکہ وہ دُنیا میں اس کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید دوسرے موقعہ پر اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ویستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق وانتم بمعجزین یعنے یہ مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ پیشگوئی جو ان کے ہلاک اور اپنی کامیابی کی تو سناتا ہے حق ہے؟ تو اس کے جواب میں کہہ کہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم وہ یقیناً واقع ہوگی اور وہ حق ہے اور تم اپنے بل بوتے سے قادر خدا کو مغلوب اور عاجز نہیں کر سکو گے۔ غرض یہ تو منکرین و مشرکین مکہ کو نبوت محمدیہ کی تصدیق کے لئے ایک نشان دیا جاتا ہے اور بتایا کہ وہ دن ایسا ہوگا۔ کہ اے مکہ والو! تم نار الحرب کے ذریعہ آزمائے جاؤ گے۔ کیا مطلب کہ تمہاری اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جنگ ہوگی اور اس جنگ کے ذریعہ میں عذاب دیا جائیگا۔ یہی وہ پیشگوئی ہے۔ جس کے لئے تم اسقدر جلد باز ہو۔ اور یہ متقی جماعت کامیاب اور بامراد ہوگی۔ اور تمام مجرموں کی یہ فاتح ہوگی۔ جہاں ان کو **جنات** اور **عیون** ملیں گے اور پھر بڑی قوت اور شوکت کے ساتھ فرمایا فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون یعنے آسمان اور زمین کے رب کی قسم ہے کہ یہ بالکل حق ہے ایسا ہی ہو گا۔ یہ ایسا بدیہی امر ہے۔ جیسا کہ تم کلام کرتے ہو۔ اور یہ دُنیا میں واقع ہوا۔ اور دلیل **نبوّت** ٹھیرا۔

اب سیالکوٹی صاحب بتائیں کہ یہ جزا سزا تو دُنیا میں واقع ہوا اور اسی آیت سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی **نبوت** اور قیامت کا ثبوت ہوتا ہے نہ یہ کہ یہ آیت مخصوص بہ قیامت ہے دُنیا میں اس کا **وقوع** نہیں ہوا۔

اس قرآن دانی پر یہ دعویٰ ہے کہ حکیم الامۃ کا ترجمہ غلط ہے العجب ثم العجب!! ناظرین خدا کے لئے غور کرو کہ اس طریق پر اس آیت کی تفسیر کرنے سے قرآن مجید کی **عظمت وشان** معلوم ہوتی ہے۔ جبکہ اس کو ایک دعویٰ کی دلیل ثابت کر دیا جاوے یا **محض** ایک دعویٰ قرار دیا جاوے۔ جو سیالکوٹی کہتا ہے!!!

پھر دوسری آیت سیالکوٹی نے سورہ انفطار کی آخری آیت پیش کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس آیت سے بھی **قیامۃ** مخصوص ہے حالانکہ یہ بھی مکی سورۃ ہے اور اس میں بھی دلائل نبوت ہیں۔ اس سورۃ کے آخر میں مسئلہ **جزا وسزا** کا ذکر ہے۔ جزا وسزا الگ چیز ہے اور **قیامۃ** ایک اور شے۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ جدا جدا امر ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ **قیامت** میں بھی جزا وسزا ہوگا اور ہمارا ایمان ہے کہ ہوگا۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر جزا وسزا قیامت ہی میں ہو۔ جزا وسزا کے منکر دُنیا میں ہمیشہ رہتے ہیں اور کبھی وہ منکر بالفعل ہوتے ہیں اور کبھی بالقول۔ منکرین بالفعل تو کثرت سے ہیں۔ کیونکہ جب انسان جزا وسزا کے مسئلہ پر ایمان لے آوے اور نیکی اور بدی کے جدا جدا نتائج اور تاثیرات کو قبول کرے۔ پھر ناممکن ہے۔ کہ بدی کرے۔ پس جب ایک شخص جان بوجھ کر بدی کرتا ہے۔ تو وہ درحقیقت عملی رنگ میں **جزا اعمال** کا منکر ہی ہے۔ پس یہاں تو منکرین **جزا** کو متنبہ کیا گیا ہے عام اس سے کہ وہ جزا وسزا کب ہو۔ چنانچہ فرمایا۔

ان الابرار لفی نعیم۔ ان الفجار لفی جحیم

دو مختلف گروہوں کا ذکر کر دیا اور ان کے اعمال کی جزا بتا دی پس یہاں ثبوت جزائے اعمال کا ذکر ہے۔ مخصوص قیامت مراد نہیں۔

میں نے ابھی کہا ہے کہ قیامت اور چیز ہے اور وہ مخصوص ہے یوم الدین عام ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں چالیس اور پچاس کے مابین یوم القیامۃ کا ذکر ہوا ہے۔ اگر یوم الدین اور یوم القیامۃ ایک ہی ہوتے تو پھر یوم القیامۃ مخصوص ذکر کرنے کی حاجت نہ تھی۔ اس پر اگر مبسوط بحث کی جاوے تو یہ مضمون بہت ہی لمبا ہو جاوے۔ کیونکہ پھر جہاں جہاں یوم القیامۃ آیا ہے اُس ہر آیت کی تفسیر لکھنی ہوگی قرآن مجید میں یوم الدین عام ہی آیا ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ کسی جگہ یوم الدین کے واقعات اور آثار ایسے ہوں کہ وہ یوم القیامۃ پر بھی حاوی ہوں۔ اگر یوم الدین اور یوم القیامۃ ایک ہی تھے۔ تو خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کو ان دو جُدا لفظوں کے استعمال کی کیا حاجت تھی۔ کیا یہ ایک لغو فعل ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ ناحق شناس احمق اس لطیف استدلال کو شاید سمجھ بھی نہ سکے۔ جو قرآن مجید کی شان امجد کو ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح پر **الساعۃ** کا ایک لفظ ہے وہ قیامۃ کے

شرح قیمت ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے . . . . . . ۵ؔ
خواص سے . . . . . . ۱۰ؔ
ہندوستان سے باہر . . . ۶ؔ
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف . . . . ۱۲ؔ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

الحکم

۱۵ ستمبر ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب
عرفانی

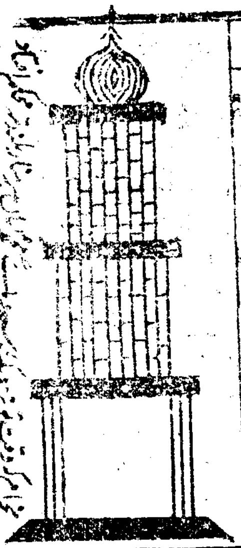

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں بہت بڑا اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات منگاتے ہیں
اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو دوائیاں اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ
ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اس میں اصلی اور پورے اہتمام سے ... اصل اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں کیونکہ
یہ دواخانہ شخصی اغراض سے ...
اس دواخانہ میں تمام امرا ...
اس دواخانہ کے جناب حاذق ...
اور انہوں اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض ... دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ: جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے
فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ - بالکل یہی الفاظ لکھئے :- منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی
تار کا پتہ :- میڈیسنز دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہے اور یہی اعتقاد ربانی طور پر [illegible] سمجھ سکتا کہ کوئی دانا انسان جو اللہ تعالیٰ [illegible] یہ کہے کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں نہیں ہیں بلکہ کسی اور کے قبضہ میں ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک سچائی کا بیان کیا ہے۔ تو اس پر پنڈت جی کا کیا اعتراض ہے۔ یہ زیادتی انہوں نے کہاں سے نکالی کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے۔ اسے خدا خود استعمال کرتا ہے اور بندوں کی طرح ان اشیاء کا محتاج ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر تو نہیں کیا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اشیاء کس کے لئے پیدا کی ہیں بلکہ یہ لکھا گیا ہے کہ یہ سب چیزیں کس کی ملکیت میں ہیں اور ان اشیاء پر خدا تعالیٰ کی ملکیت کا انکار خود آریہ صاحب بھی نہیں کرتے۔ پھر یہ اعتراض نہ معلوم کیا سوچ کر کیا گیا تھا۔ شاید کہہ دیا جائے کہ یہ پریس کی غلطی تھی۔ پنڈت صاحب نے یہ اعتراض نہیں کیا تھا۔ بلکہ بعض حاسدوں نے اپنی طرف سے ملا دیا۔ لیکن یہ بات تب درست ہوگی کہ جب آریہ پرتی ندھی سبھا اس اعتراض اور اسی طرح دیگر کل اس قسم کے اعتراضات کے اخراج کا رزولیوشن پاس کرے اور آئندہ ایڈیشن میں ستیارتھ پرکاش میں وہ درج نہ کئے جائیں۔

اعتراض نمبر ۵۳۔ اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کرے تم کو اوپر غیب کے۔ لیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ اوپر اللہ کے اور اس کے رسولوں کے (سورۃ عمران ۱۷)

محقق۔ جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔ تو پیغمبر صاحب کو کیوں خدا کے ساتھ ایمان میں شریک کیا ہے۔ اللہ نے پیغمبر پر ایمان لانا لکھا ہے اسی لئے پیغمبر بھی شریک ہو گیا۔ پھر لاشریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہئے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کر سکتا۔ تو ضرور خیال از قدرت ہوا۔ صفحہ ۵۸۵

اس اعتراض میں پنڈت صاحب نے دو ایجادیں کی ہیں۔ اور دونوں عجیب ہیں۔ اول تو یہ کہ خدا کے سوا کسی اور پر ایمان لانا بڑا گناہ ہے اور شرک ہے۔ لیکن آپ کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ ایمان کہتے ماننے کو۔ کیا پنڈت دیانند صاحب کے پیرو بتا سکتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے سوا کسی اور چیز کو نہیں مانتے۔ اگر ایسا ہے تو خود آریہ سماج ہی کا ماننا اور یہ کہنا کہ آریہ سماج کوئی چیز ہے۔ شرک ہو جائیگا کیونکہ وجود میں خدا اور آریہ سماج برابر ہو جائیں گے۔ اور اگر خدا کے سوا کسی اور کی فرمانبرداری شرک ہے یا کسی کی بات ماننی شرک ہے تو والدین کی فرمانبرداری اور گورنمنٹ کی اطاعت خود پنڈت دیانند کی اتباع اور ویدوں کا اقرار سب شرک ہوگا اور کوئی کام نہ رہیگا۔ جس میں شرک نہ ہو۔ کھانے پکاتے ہوئے شرک کرنا پڑیگا۔ کہ ایک چیز آگ ہے۔ پھر وہ جل کر دوسری اشیاء کو پکا دیتی ہے۔ پھر ایک چیز آٹا ہے۔ جو کھانے سے پیٹ کو بھر دیتا ہے۔ اور ان تمام اشیاء کا وجود ماننا اور ان کے خواص پر یقین لانا بھی شرک ہوگا۔ پانی پیتے ہوئے پانی کے وجود کا ایمان اور اس کے خواص پر یقین بھی شرک ہوگا۔ خود شرک کا ماننا یعنی شرک پر ایمان لانا شرک ہو جائیگا اور ایک غیر دور تسلسل ہو جائیگا۔ شرک کی یہ تعریف تو نہیں کہ خدا کے سوا کسی اور چیز کو مانا جائے۔ بلکہ شرک کی اصطلاحی تعریف یہ ہے۔ ان صفات میں کسی کو خدا کا شریک کرنا جو اس کے لئے خاص ہیں۔ اور جس میں کسی اور کا دخل نہیں اور یا اس حد سے زیادہ کسی کو صفات الٰہیہ میں شریک کرنا جو اس نے مخلوقات و مصنوعات میں ودیعت کی ہیں۔ شرک اول کی مثال خلق ہے کہ اس میں اس نے کسی کو شریک نہیں کیا اور شرک دوم کی مثال سمع ہے۔ کہ اس نے انسانوں اور حیوانوں میں سمع کی طاقت رکھی ہے۔ لیکن ایسی طاقت کسی کو نہیں دی کہ انہیں کانوں کے ساتھ کل دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی آوازوں کو سن لے۔ پس کسی کو خالق ماننا یا اس قسم کا سمیع ماننا کہ کل باریک اور موٹی۔ خفی اور جلی آہستہ اور اونچی سب آوازوں کو ہر دم سن لیتا ہے۔ شرک ہوگا۔ نہ کہ کسی کا محض وجود ماننا یا کسی کی عام فرمانبرداری شرک ہوگی۔

دوسری بات جو پنڈت صاحب نے اس آیت سے نکالی ہے یہ ہے کہ اگر ایمان کے معنی آنحضرتؐ کی رسالت کا ماننا ہے۔ (جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے) تو اس پر دوسرا یہ اعتراض پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کیا تھی۔ اور جبکہ آپ کی خدا کو کوئی ضرورت تھی۔ اور [illegible] بغیر خدا کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ تو ضرور قدرت سے خالی ہوا۔ لیکن اس اعتراض کے کرتے وقت [illegible] نہیں رہا۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بھی ایک کی بجائے چار رشیوں کو قبول کرتے ہیں۔ پس یہی اعتراض ان پر [illegible] کہ اللہ کو چار رشیوں کی ضرورت کیا تھی کیا [illegible] کر سکتا تھا۔ اور وید ان کے سوا [illegible] سکتا تھا اور اگر نہیں پہنچ سکتا تھا تو [illegible] بلکہ [illegible] کیا ویدوں کا [illegible] ان کے [illegible] کو ہدایت نہیں دے سکتا تھا۔ اور اگر نہیں تو ویدوں کا محتاج ہوا۔ لیکن کیا آریہ صاحبان اس قسم کے بیہودہ اعتراضات کو اپنے رشیوں یا اپنی کتب سماوی کی نسبت برداشت کرینگے۔ اور اگر نہیں [illegible] قرآن شریف پر ان اعتراضات کے کرنے کے کیا معنی ہیں۔

کاش پنڈت صاحب سمجھتے کہ خدا کو ہماری یا کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس دنیا کو اس نے ایک حد تک اسباب کے ساتھ جکڑ دیا ہے۔ بیشک نبی کی اس کو ضرورت نہیں۔ لیکن ہم کو ضرورت ہے۔ ہر ایک تو اس لائق نہیں ہوتا کہ اس پر کلام اترے جیسے چار رشیوں پر وید اترے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسروں پر نہ اترے۔ پس چونکہ ہر ایک پر کلام نہیں اتر سکتا اور بندوں کو کلام الٰہی کی بھی ضرورت ہے۔ جیسے آریہ ویدوں کے وجود کو مان کر اس بات کے قائل ہیں۔ تو ضروری ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو چن کر ان پر کلام نازل کرے۔ جو لوگوں کو اس کلام سے خبردار کریں۔ اب اگر رشیوں کے وجود سے شرک لازم نہیں آتا۔ تو رسولوں کے وجود سے بھی شرک لازم نہیں آتا۔ اور اگر جسمانی سلسلہ کو لے لیں۔ تو جیسے انسانوں کی معرفت مختلف اشیاء کے ملنے سے معطی خدا کا شریک نہیں ہونا [illegible] مذکورہ بالا اشیاء [illegible] ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ کل رشیوں کے [illegible] بے ضرورت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

یہ اعتراضات تو مشتے نمونہ از خروارے [illegible] لگے تو چونکہ سوا اس سارے [illegible] کا سارا [illegible] سے بھرا ہوا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے [illegible] ان اعتراضات کا جواب کبھی کبھی مختصراً اسی [illegible] دیا کرینگے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ [illegible]

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مکرمی محبی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ [illegible] عنایت نامہ آپ کا پہنچا۔ وہ جو آپ نے میری طرف [illegible] لکھا ہے۔ اس کا حرف حرف آپ کے پُرجوش اخلاص اور محبت اور ارادت اور عقیدت سے بھرا ہوا ملتا ہے [illegible] ان الفاظ [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چشمہ صافیہ [illegible] محبت سے وہ باتیں نکلی ہیں۔ مجھکو اس کے پڑھنے سے [illegible] خوشی اور انشراح صدر ہوا۔ وہ اندازہ سے باہر ہے۔ اس میں ایسے فقرات ایسے ہیں کہ گویا میرے ہی قلم اور زبان [illegible] دل سے نکلے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ جبتک انسان کو اپنے [illegible] درجہ کا خلوص اور [illegible] کی محبت اور اپنے [illegible] حاصل نہ ہو تب تک [illegible] واقعات حقہ بیان کرنے پر [illegible] ہونا اس سے مشکل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ [illegible] بڑا اجر عطا ہوگا کہ آپ کی تحریر میں [illegible] پوری مدالعت ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر وہ خط روانہ نہیں کیا گیا تو بلا توقف روانہ کر دیا جاوے اور جو یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خطا فی الاجتہاد کا اعتقاد رکھتے ہیں یعنی یہ اعتراض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا گمان کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں بمقتضائے بشریت سہو کر گئے ہیں۔ ایسا اعتراض ان لوگوں کا کام ہے جن کو قرآن اور حدیث سے کچھ تعلق نہیں اور اپنی ساری عمر غفلت اور نادانی میں گذاری ہے ورنہ یہ مسئلہ تو سواد اعظم اسلام کے مسلمات میں سے ہے۔ اور خود قرآن کریم اس کی شہادت دیتا ہے کہ نبی کے لئے جو ضروریات سے ہے کہ اسرار خفیہ کی پیشگوئیوں کے رموز اس کو سمجھائے جاویں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض پیشگوئیوں کی نسبت آپ فرمایا ہے۔ کہ پہلے میں نے کسی پیشگوئی کے کچھ معنے سمجھے تھے۔ لیکن آخر کو معنے صحیح نہ نکلے اور ظہور کے وقت اس کا مخالف ظاہر ہوا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ایسی حدیثیں بہت سی بھری پڑی ہیں جس شخص کو

کے مفہوم کو اپنے اندر رکھتا ہے مگر مخصوص بالقیامت نہیں ہاں قیامت بھی ایک ساعت ضرور ہے۔ پس یہ تین جدا جدا الفاظ ہیں ان کی حقیقت پر غور کروگے تو انشاء اللہ لطف آجائیگا اور حکیم الامتہ کے ترجمہ کے سامنے

سر جُھکا دوگے

پھر تیسری آئت جو سورۃ صفت کی پیش کی ہے اور اس میں **یوم الدین** کا لفظ آیا ہے۔ اس میں بیشک **یوم الدین** سے مراد وہ جزا و سزا کا وقت ہے جو قیامت میں ہوگا۔ اور ہم اس بات سے کب منکر ہیں ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور حضرت حکیم الامتہ نے اپنے ترجمہ میں کھول کر بتا دیا ہے جیسا کہ پہلے نمبر میں کھول کر لکھا جا چکا ہے۔

اب ناظرین غور کریں کہ **یوم الدین** کے معنے عام ثابت ہوئے یا خاص۔ قرآن مجید سے تو اس کے معنے عام ہی ثابت ہوتے ہیں۔

اگرچہ سیالکوٹی نے اعتراض کیا ہے کہ اپنے معنوں کی تصدیق اور تائید کے لئے کسی بزرگ کے قول کو لکھے۔ مگر اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ **اکابران امت** میں ایسے لوگ بہت ہیں جنہوں نے **یوم الدین** کو عام قرار دیا ہے۔ ایک عظیم الشان اہل باطن نے **یوم الحساب** کے معنی اس دنیا میں بھی حساب کا ہونا قرار دیا ہے۔ یہ میں یوم الحساب پر لکھتے وقت انشاء اللہ العزیز بیان کرونگا۔ اور اس بزرگ کی اصل عبارت بھی درج کردی جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔ (باقی تیسرے نمبر میں)

ستیارتھ پرکاش پر ایک مختصر ریویو

(رقمزدہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب)

آریہ سماج کا سارا دارو مدار ستیارتھ پرکاش پر ہے اور اسی کی وہ کثرت سے اشاعت کرتے ہیں۔ اس میں علاوہ اپنے مذہب کے اصول بیان کرنے کے پنڈت دیانند صاحب نے دوسرے مذاہب پر اعتراض بھی کئے ہیں۔ اور اس طرح اپنے متبعین کے لئے مباحثات کا ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ آریہ سماج تمام مذاہب پر اعتراض کرنے میں درجہ اول رکھتی ہے اور غلط و درست عیب چینی میں لگی رہتی ہے۔

ستیارتھ پرکاش میں یوں تو بہت سی باتیں قابل مضحکہ ہیں لیکن اس موقعہ پر ہم چند عجائبات پر ریویو کرنا چاہتے ہیں۔ جن کا حل ہماری سمجھ میں کوئی نہیں آتا۔ امید ہے کہ آریہ سماجی پرچارک اور اخبارات خصوصاً پرکاش و مسافران آگرہ و جالندھر ان عقدوں کو حل کرکے ستیارتھ پرکاش کے مصنف کا دامن بیہودہ تحریروں کے الزام سے پاک کریں گے۔

پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے باب ۱۴ میں مسیحیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۴۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹالدیوے۔ اور ایسا ہی آدمیوں کو سکھلاوے۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاویگا۔ (متی باب ۵ آئت ۱۷ و ۱۸ و ۱۹)

محقق (یعنی پنڈت دیانند)۔۔۔ یہ تو صرف لالچ اور خوف دکھلایا ہے۔ کہ جو ان حکموں کو نہ مانیگا۔ وہ آسمان میں سب سے چھوٹا شمار کیا جاویگا (صفحہ ۶۲۱)

پنڈت صاحب نہ معلوم اس وقت کس حالت میں تھے۔ کیا یہ کہنا کہ فلاں بات کے خلاف کرنے والا دکھ پائیگا اور بازی ہوگا۔ لالچ اور خوف ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا پنڈت دیانند جو بار بار لکھتے ہیں۔ کہ اصل ناجی وہی ہے کہ جو وید کی تعلیم پر عمل کرے اور دوسرے سب جونوں میں پڑے رہیں گے تو کیا یہ لالچ و خوف نہیں۔ اگر یہ لالچ و خوف نہیں تو مسیح کا مقصد بالا فقرات کہنا بھی لالچ و خوف نہیں۔ اس کا جواب تو ہو سکتا تھا۔ کہ مسیحیت کی تعلیم کو ناقص یا غلط ثابت کرکے پنڈت صاحب کہتے کہ یہ تعلیم الٰہی نہیں اور اس کا خلاف کرنے سے کچھ خوف نہیں۔ نہ کہ وہ جواب دیتے۔ جو لکھا گیا ہے۔

اعتراض نمبر ۲۶۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا (متی باب ۷ آئت ۲۱) محقق غور کیجئے۔ کہ اگر بڑے بڑے پادری بشپ اور کرسچن لوگ عیسیٰ کا یہ قول سچا سمجھتے ہوں۔ تو عیسیٰ کو خداوند کہکر کبھی کبھی نہ پکاریں۔ اگر اس بات کو نہ مانیں گے۔ تو گناہ سے کبھی نہ بچ سکیں گے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۲۱ و ۶۲۲)

مسیح تو اپنے مریدوں کو یہ کہتا ہے کہ صرف زبانی خداوند کہنے سے کام نہیں چلیگا۔ بلکہ ایمان بھی ہونا چاہئے۔ پنڈت صاحب یہ معنے سمجھے کہ جو خداوند کا لفظ مسیح کی نسبت استعمال کرے وہ گنہگار رہے۔ حالانکہ عبارت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا اور نہ الفاظ پنڈت صاحب کے معانی کی تائید کرتے ہیں۔ جو شخص اردو کی عبارت بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اس کو یہ رتبہ کس طرح مل سکتا ہے۔ کہ کل دنیا کی مذہبی کتب پر ریویو کرنے بیٹھے۔ پنڈت صاحب کے اس اعتراض سے آپ کی لیاقت علمی ظاہر ہوتی ہے۔ کاش کہ آریہ پرتی ندھی سبھا اس قسم کے فضول قطعات کو ستیارتھ پرکاش سے نکالدیں۔

اعتراض نمبر ۱۰۵۔ اس واسطے ایسے خدا کے تخت کے آگے ہیں اور اس ہیکل میں رات دن اس کی بندگی کرتے ہیں (مکاشفات یوحنا باب ۷ آئت ۱۵)

محقق! کیا یہ اول درجہ کی بُت پرستی نہیں ہے اور کیا ان کا خدا انسان کی مانند مجسم اور محدود المکان نہیں ہے۔ کیا وہ رات کو سوتا بھی ہے۔ اگر سوتا ہے تو رات کے وقت بندگی کیسے کرتے ہونگے اور اس کی نیند بھی دور ہو جاتی ہوگی۔ اور اگر رات دن جاگتا رہتا ہوگا۔ تو بہت پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۴۳)

اس اعتراض کو دیکھ کر بیساختہ پنڈت صاحب کے ذہن رسا کی داد دینی پڑتی ہے۔ کیا معقولیت کے ساتھ دو قضیہ بنائے ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ کیا مسیحیوں کا خدا سوتا ہے اگر سوتا ہے تو وہ لوگ رات دن اس کی بندگی کیوں کرتے ہیں اور اگر نہیں سوتا۔ تو پھر پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا۔ پنڈت صاحب کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ آریوں کے خدا کا کیا حال ہے۔ چونکہ دُنیا گول ہے۔ اس لئے ہر وقت اس کی عبادت ہوتی ہوگی۔ پھر اگر وہ سوتا ہے تو عبادت کیونکر ہوتی ہے۔ اور اگر جاگتا ہے تو خود بقول پنڈت صاحب کے وہ بہت پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا۔ واقعی پنڈت صاحب کی **معرفت** یہ بات نئی معلوم ہوتی ہے کہ نہ سونا خدا کے لئے بھی مضر ہے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

پھر اسلام پر اعتراض کرنے کی سوجھی ہے اور قرآن شریف کا کوئی ترجمہ لیکر ایک آئت کا ترجمہ پہلے نقل کرتے ہیں۔ پھر اس پر اعتراض جماتے ہیں۔ اعتراض تو سب غلط و بے بنیاد ہیں۔ لیکن بعض بعض تو نہایت قابل مضحکہ ہیں۔ چنانچہ چند ایک ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۳۶۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ داخل ہو بیچ اسلام کے (سورہ بقرہ آئت ۲۴)

محقق! اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں ہی کا طرفدار ہے۔ سب دُنیا کا خدا نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہ اس میں کہا ہوا خدا ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۶۷۰

اول تو پنڈت صاحب نے آئت کا ترجمہ ہی غلط کیا ہے۔ آئت تو یہ ہے۔ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تمام کے تمام کامل فرمانبرداری اور سلامت روی کے طریقوں کو اختیار کرلو۔ ورنہ جبکہ وہ پہلے ہی مسلمان تھے۔ تو اس کے کیا معنی ہوئے کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یہ ظاہری ایمان کے بعد حقیقی اخلاص اور نیکی کی تعلیم دی گئی ہے۔

دوسرے اگر بفرض محال پنڈت صاحب کے اعتراض کو درست کرنے کے لئے اس ترجمہ کو صحیح بھی قرار دیدیا جائے۔ تب بھی اعتراض فضول اور خلاف عقل ہے۔ کیونکہ جب کہ خود پنڈت دیانند کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ آریہ مذہب میں داخل ہو کر ہی نجات مل سکتی ہے اور بغیر ویدوں کے ماننے کے انسان سرخرو نہیں ہو سکتا ہے تو کیا ان کے اعتقاد پر یہ اعتراض نہ وارد ہوگا۔ کہ کیا خدا صرف ویدوں کے ماننے سے خوش ہوتا ہے۔ کیا وہ آریوں کا طرفدار ہے۔ اور پھر ہر ایک سچائی پر اعتراض ہوگا۔ کہ کیا خدا اس سچائی کا طرفدار ہے جب اسلام کا دعوےٰ ہے کہ کل سچائیاں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ تو کیا یہ کہا جائے۔ کہ اسلام کے باہر جسقدر گندہیں۔ ان سے بھی اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ان میں ملوث انسان کو نجات عطا کرتا ہے۔ جب آریوں کا ویدوں کی نسبت یہی عقیدہ ہے تو پنڈت صاحب کو اسلام پر اعتراض کرنے کی کیا سوجھی ؎

نیش عقرب از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

اعتراض نمبر ۱۴۱۔ جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اسی کے لئے ہے (سورہ بقرہ آیت ۲۵۰)

محقق۔ جو آسمان اور زمین پر چیزیں ہیں۔ وے سب انسان کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں۔ اپنے واسطے نہیں۔ کیونکہ اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ صفحہ ۶۷۸

جس آئت پر پنڈت صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے۔ لہ ملک السمٰوٰت والارض یعنی جو کچھ آسمان و زمین میں ہے

انتقال پر ملال

۲۹ اگست [illegible] بوقت ۹ بجے صبح سید اکبر علی شاہ صاحب انسپکٹر پولیس اپنے معزز افسر مسٹر کیل صاحب بہادر کے ہمراہ شہر بٹالہ کو آرہے تھے کہ سید صاحب کی گھوڑی جھکی اور اپنے سوار کو لے بھاگی۔ اور کوشش سے رُک نہ سکی۔ اور آپ اس سے گرتے ہی دماغ کے پھٹ جانے سے طرفۃ العین میں راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ سید صاحب مرحوم اعلیٰ درجہ کے دیانت دار۔ متقی و پرہیزگار۔ خلق مجسم۔ نکوکار۔ درویش طبع ملنسار۔ جملہ صفات انسانی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ آپ کی اس ناگہانی موت کا اہل بٹالہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور ہر ایک گلی کوچہ میں آپ کی ہر دلعزیزی اور نیکیوں کا ذکر کرکے تمام ہندو و مسلمان رنج و افسوس کرتے تھے۔

قریباً ۶ بجے شام کے آپ کا جنازہ نہائت عزت و شان کے ساتھ اُٹھایا گیا جس کے ہمراہ مسٹر کیل صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گورداسپور معہ اپنے ماتحت عہدہ داران و ملازمین باوردی (جنہوں نے جنازہ کی حسب قاعدہ سلامی کی) و خان محمد ظفر خان صاحب ای۔ او۔ ایم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر و مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مقیم بٹالہ و ملک قادر بخش خانصاحب تحصیلدار و خان غلام حسن خان صاحب لالہ دلھ کی نندن صاحب منصفان و وکلاء صاحبان و اہل کاران و معززز رؤسا ہندو مسلمان بٹالہ تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں (جو ایک وسیع باغ میں ہوئی) تین ہزار سے زیادہ مسلمان شامل تھے۔ جس کے ادا ہونے کے وقت صاحب بہادر موصوف و معزز ہندو صاحبان بغرض خاطر باغ میں موجود رہے۔ شاہ صاحب مرحوم معزز و مشہور خاندان میاں صاحب بٹالہ سے تھے۔ جو عزت و قدر آپ کی تھی۔ اور آپ کی وفات پر کی گئی یہ محض آپ کی ایمانداری و نکوکاری و ہر دلعزیزی کا نتیجہ ہے۔ اور آپ کی زندگی اور موت ایک اچھا نمونہ واسطے دیکھنے [illegible] ہر ایک انسان کے ہے۔ اور آپ بالکل اس قول کے مصداق ہوئے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو ہمہ خنداں بُوند و تو گریاں
آنچناں زی کہ وقت مردن تو ہمہ گریاں شوند و تو خنداں

مرحوم کے تین پسر خورد سال نہائت واجب الرحم ہیں۔ اور آپ کے بھائی محمد حسن صاحب سب انسپکٹر ریلوے پولیس بھی اچھی صفات رکھتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کو اور آپ کے جملہ پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو غریق رحمت کرے۔

مسٹر کیل صاحب بہادر کی ہمدردی اور مہربانی اور خاص تکلیف (جو سخت گرمی کے وقت آپ نے برداشت کی) اور رقم [illegible] کا عطیہ جو اپنی جیب خاص سے مرحوم کے یتیموں کو بطور دستار بندی کے عطا فرمایا اور جن سے اور کئی طرح کی بھی امید ہے۔ خاص کر شکریہ کے قابل ہے اور ایسے نیکدل یورپین افسروں کا وجود با وجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اور خان محمد ظفر خان صاحب جو بٹالہ میں ایک قابل قدر ہر طرح سے لائق تحسین و آفرین حاکم ہیں۔ ان کا بھی پسماندگان و احباب شاہ صاحب مرحوم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مرحوم کے جنازہ کا بہ توجہ خاص حسن انتظام و اہتمام فرمایا اور [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے حضور سے عرض لطیہر

ناظرین الحکم منشی ظہیر الدین صاحب کے نام سے ناواقف نہیں کیونکہ وہ ایک وقت الحکم کے اسسٹنٹ ایڈیٹر رہ چکے ہیں اور علاوہ بریں وہ دیباچہ ظہور میں آنور" "ظہور نبی اللہ کا ظہور" اور ردّ تکلیط الوی وغیرہ رسالجات کے مشہور مصنف ہیں اس لئے مجھے ان کے انٹروڈیوس کرانے کی چنداں حاجت نہیں وہ چند روز سے دارالامان میں ہیں اور انہیں حضرت خلافت مآب کے حضور کچھ وقت گذارنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں جو کچھ انہیں بطریق نصیحت فرمایا اس کا خلاصہ انہوں نے مجھے سنایا ہے اور میں نے ان کے ایما سے مناسب سمجھا کہ اسے الحکم میں چھاپ دوں۔ تاکہ دوسروں کو فائدہ پہنچے اور بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوں۔

بعض موجودہ اختلافات متعلقہ احمدی اور غیر احمدی کے سوال پر جو کچھ مخالف اخبارات میں لکھا جارہا ہے اور المنیر وغیرہ زور دے رہے ہیں کہ اب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اپنی پوزیشن صاف کریں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ ان کو لکھدو کہ خلیفہ کے پاس اس قدر وقت نہیں کہ وہ پوزیشن صاف کرتا رہے۔ میں کوئی مامور نہیں ہوں۔

نیز فرمایا کہ ہم اس کو پسند نہیں کرتے۔ جو پیغام وغیرہ میں ہماری جماعت کے لوگ مضامین چھپواتے ہیں۔ وہ سلسلہ کا دشمن ہے۔ نیز یہ کہ کیوں یہ مجھ سے فیصلہ نہیں کرایا جاتا ہر شخص کیوں خود ہی فیصلہ کرنے بیٹھتا ہے جو مجھے خلیفۃ المسیح کہتا ہے اس کا یہ حق نہیں۔

اور میں نے اگر کسی تحریر پر اپنی پسندیدگی کا ذکر کیا ہے تو کسی کو کیا معلوم ہے کہ کس امر میں پسند کرتا ہوں جبکہ میری رائے پہلے شائع ہو چکی ہے اور میں ظاہر کر چکا ہوں کہ اصولی اختلاف [illegible] ہاں میں اگر حضرت صاحب کی کسی تقریر یا تحریر یا حصہ سے اختلاف کروں تو حق پہنچتا ہے کہ اسے نہ مانا جاوے۔ ورنہیں جو کچھ کہتا ہوں وہ ماننا چاہیئے۔ خلیفہ ماننے کے یہ معنے نہیں کہ جو بات اس کی اپنی سمجھ اور عقل میں آوے وہ مان لی جاوے اور دوسری سے انکار ہو۔ اس طرح پر تو ایک عقلا و معمولی انسان کو بھی خلیفہ مانا جاسکتا ہے۔

علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح نے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے یہ ظاہر فرمایا کہ وہ قوم میں نظام وحدت قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کسی قسم کا تفرقہ ہو۔ ایسے لوگ جو تفرقہ پیدا کرنے والے اسباب کو پیدا کرتے ہیں وہ خواہ کوئی ہو اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی وہ ان لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتے جو دوسروں کے پاس اپنے کسی بھائی کے متعلق غلط فہمی پھیلاتے اور اُن کی نکتہ چینیاں و بدگوئیاں کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کے خلاف اکساتے ہیں اس طریق کو آپ سخت ناپسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ وحدت جو حضرت مسیح موعود نے پیدا کی ہے قائم رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے کئی دفعہ ان الفاظ میں فرمایا کہ میں مبشرا برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام متعلق مانتا ہوں۔ کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متعلق ہے اور وہی **احمد رسول ہیں**۔

غرض آپ کے اندر زوردار خواہش ہے کہ **نظام وحدت** کو قائم رکھا جاوے اور **حقوق اخوت** کی قدر کی جاوے۔ ایسی باتیں جو جماعت میں اختلاف پیدا کرتی ہیں انہیں ہرگز نہ پیدا کیا جاوے اگر اس قسم کی باتیں ہوں۔ تو پھر ہزاروں اختلاف ہوسکتے ہیں۔

مسلمانوں کا ذبیحہ

(از شہزدہ سید سردار شاہ صاحب کیمزانی پروفیسر و ٹرنری کالج لاہور)

حضور سرور کائنات کی سنت سنت اللہ ہے۔ جو فرائض یا سنن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے لئے بموجب حکم الٰہی مقرر فرمائے ہیں ہر ایک زمانہ کی فلسفیانہ تحقیقتوں کے عین موافق اور حصول حفظان صحت کے بالکل مطابق ہیں۔ اگر ان میں سے کسی فرض یا سنت کو ہم علوم جدیدہ کے اکتشافات کے خلاف پائیں تو اس میں یقیناً ہماری معلومات کا قصور ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مثالاً میں مسلمانوں کے ذبیحہ کا مختصر ذکر کرکے بتانا چاہتا ہوں کہ ذبح کا یہ طریقہ اصول حکمت سے تطابق کلی اور توافق تام رکھتا ہے اور یونہی بے سوچے سمجھے نہیں وضع کر دیا گیا بلکہ عالم علم لدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بڑی حکمت بالغہ سے تجویز فرمایا ہے۔

علمی حقیقت ہے جس پر تمام حکمائے زمانہ متفق ہیں۔ کہ انسانی غذا کے لئے گوشت کو خون کی آمیزش سے پاک ہونا چاہیئے۔ اور یہ بات علمی تجربات سے پایہ تحقیق کو پہنچ گئی ہے کہ جانور کی لاش اسی صورت میں بیخون ہوسکتی ہے۔ جبکہ اس کے گلے پر تیز دھار کی چھری پھیری جائے۔ یہانتک کہ گردن کی شرائین کٹ جائیں اور ان کی راہ سے جسم کا تمام خون دل کی قوت دافعہ کی مدد سے کھنچ کھنچ کر نکل جائے۔ جانور کو بغرض خورش ہلاک کرنے کا یہی طریقہ مسلمانوں میں رائج ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ اسلامی طریقہ جدید ترین علمی تحقیقات کے مطابق ہے۔ اس طریقہ کے خلاف اگر جانور کو اس طرح ہلاک کیا جائے کہ اس کے گلے سے خون رواں نہ ہو۔ تو خون لاش کے اندر رہ جائے گا۔ جو علمی اصطلاح میں مضر صحت اور اسلامی اصطلاح میں حرام ہوگا۔

ذبح کے وقت اگر اتفاق سے جانور کا سر تمام ہو جائے۔ تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ حلال تو ہے لیکن اس کا کھانا مضر صحت ہونے کے باعث کسی حد تک نادرست ہے یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور اس میں ایک ایسی حکمت اور بصیرت مرکوز ہے جس کا ادراک کے لئے آج سے تیرہ سو برس پہلے ایک علم لدنی سے لبریز دماغ درکار تھا اور وہ دماغ حضور سرور کائنات مخزن موجودات رحمت عالمیان تمہ دور زمان علیہ افضل التحیات کا دماغ اقدس تھا جس نے باوجود علوم ظاہری سے نا نوش ہونے کے تشریح اجسام حیوانی کی اس دقیق حقیقت کا ادراک کرلیا۔

ماہرین فن تشریح ابدان نے ثابت کیا ہے کہ دماغ و حرام مغز کے سلسلہ نظام عصبی کے علاوہ جو حیوانات کی کھوپڑی اور ریڑھ کے خول سے شروع ہو کر حیوانات کی جسمانی ساخت میں پھیلتا ہوا اُن کو محرک و مدرک قوت عصبی عطا کرتا ہے۔ اعصاب کا ایک اور نہائت ضروری سلسلہ بھی جسم حیوانی کے اندر موجود ہے جس کا نام "ویز و موٹر نروس سسٹم" (سلسلہ اعصاب متحرکہ منعکسہ) ہے۔ اس سلسلہ اعصاب کی دو سفید ڈوریاں حیوانات کی گردن یا کھوپڑی کے دونوں جانب سے شروع ہوکر پٹھے پر جا ختم ہوتی ہیں اور ان کی ساخت میں جابجا عصبی غدودی گرہیں پائی جاتی ہیں۔ جو قوت عصبی کا مرکز ہوتی ہیں اس سلسلہ اعصاب کا فعل نہائت اہم ہے۔ جملہ اندرونی آلات انہضام وغیرہ کے غیر اختیاری عضلات کو حرکت میں لانا انہیں مفید اعصاب کا فعل ہے۔ دوسلسلے سے بیرونی عضلات کی حرکت ہمارے اختیار میں ہے

اسلام میں بدعات

وہ کون سے سیاسی، ملکی اور معاشرتی معاملات ہیں۔ جن کے ہر ایک پہلو کو اسلام نے نہایت خوبی اور بسط و تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا۔ وہ کون سے مادی ترقی اور اخلاقی ترقی کے اصول و اسباب اور کون سی زندگی کی ضروریات ہیں جن کے ہر ایک دقیق سے دقیق مسئلہ پر اسلام نے روشنی ڈال کر ہماری فلاح و بہبودی کو مدنظر نہ رکھا ہو۔ وہ کون سی دین یا دنیا کی مفید باتیں ہیں۔ جن کو عملی صورت میں لانے کے لئے اس نے ہمیں طرح طرح کی ترغیبیں نہ دی ہوں۔ وہ کونسی ہمارے لئے دوجہان کی مضرت رساں چیزیں ہیں۔ جن سے روکنے کے لئے اس نے کئی کئی پیرائیوں میں ہمیں خوف نہ دلایا ہو۔ جو امور ہماری اجتماعی قوت پر اچھا اور خوشگوار اثر ڈالنے والے تھے۔ ان تمام کو اس نے ہمارے لئے مباح کر دیا ہے۔ اور مختصر یہ کہ اسلام ہماری مادی اور سیاسی ترقی کی سیڑھی اور دنیاوی اور دینی قدر و منزلت اور اقتدار کا اعلیٰ درجے کا ذریعہ ہے۔

جب ہم اسلام کے پہلے دور کی تاریخ پر ایک عمیق نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے جو چار دانگ عالم میں اپنی صداقت کا جھنڈا گاڑ دیا تھا اور بڑی بڑی عظیم الشان اور زبردست طاقتوں کو شکست فاش دیکر اپنا لوہا منوا لیا تھا۔ اور بڑے بڑے اولوالعزم فرمانرواؤں اور حکمرانوں کے دلوں میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ تو اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ مسلمان اس کی حبل متین کو ایک جان ہو کر مضبوط ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے اور ان کے تمام کاروبار میں یہی دستور العمل ہوتا تھا۔ اس کی پیروی کو وہ اپنی زندگی کی اصلی غایت سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی تھوڑی سی جماعت نے لاکھوں اقوام پر غلبہ پا لیا تھا۔ اور کوئی بڑے سے بڑا لشکر بھی ان کی ہمت استقلال اور مستعدی پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتا تھا۔ اسی کی بدولت جہاں ناقوس بجا کرتے تھے۔ وہاں اذانوں کی مبارک آوازیں گونجنے لگیں۔ اور جہاں ناپاک بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ وہاں اس وحدہ لاشریک کی پوجا ہونے لگی۔ اسی کی پیروی سے بڑے بڑے مقتدر بادشاہوں نے بڑے بڑے خونریز معرکوں کے بعد نہایت ذلت و خواری سے مسلمانوں کے آگے اپنی گردنیں جھکا دی تھیں۔ اور چونکہ قرآن کریم اور حدیث نبوی کو وہ ہر ایک امر میں اپنا دستور العمل سمجھتے تھے۔ اس لئے ہر ایک موافق و مخالف کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے علمی اخلاقی سیاسی اور تمدنی میدانوں میں قدم رکھکر یہاں تک ترقی کی کہ ابنائے جنس نہایت حسرت کی نگاہ سے اس کو دیکھنے لگے علم و فضل کی نہایت مضبوط بنیادیں قائم کر کے اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت اور اولوالعزمی کا ثبوت دیا۔ جب اسلام نے یہاں تک حیرت انگیز ترقی کی۔ تو بحکم ہر کمالے را زوالے کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے۔ جن کی وجہ سے تنزل اور انحطاط نے اس کے میدان ترقی میں اپنا قدم رکھنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی خانہ جنگیوں اور ذاتی کاوشوں نے اپنا ناگوار اثر ڈالنا شروع کر دیا۔ جن سے اسلام کے وہ پاک اصول جنہوں نے مسلمانوں کو ایک اعلیٰ ترقی پر پہنچا دیا تھا۔ گھٹنے شروع ہو گئے اور رفتہ رفتہ وہ سب کے سب نظر انداز کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمانوں کی متفقہ قوت اور مجموعی طاقت کے ستون گرنے لگے اور رفتہ رفتہ اس کے عظیم الشان قصر کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ حالت دیکھکر دشمنوں کو بھی جو اسی گھات میں لگے رہتے ہیں کہ کب ان کے درمیان پھوٹ پڑے اور ہم اپنا الو سیدھا کریں۔ اپنی آرزو پوری کرنے کا موقعہ مل گیا اور انہوں نے ان کی رہی سہی حالت کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ خاصکر موجودہ مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھکر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور کونسا سخت سے سخت دل انسان ہوگا۔ جو ان کی اس حالت زار کو دیکھکر اشک حسرت نہ بہائیگا۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ کہ آجکل کے مسلمانوں میں بدعت کی گرم بازاری ہے اور اس کا بھوت ان پر کچھ ایسا سوار ہو گیا ہے۔ کہ بت پرستوں میں اور ان میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا۔ جس توحید کی اسلام نے بنیاد قائم کی تھی۔ اس کی بجائے انہوں نے بدعات کی بنیادیں قائم کر لی ہیں۔ اور سب سے زیادہ رونا اس وقت آتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ایک مذہبی پیشواؤں کے گروہ نے جہلاء کے دلوں میں بدعات کی جڑیں اور بھی مضبوط کر دی ہیں۔ اور اپنے کیسے پُر کرنے کے لئے ایسے ایسے حیلے تراشتے ہیں جو شیطان کے باپ کو بھی نہیں سوجھتے۔ وہ کون ہیں۔ آجکل کے گدی نشین۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے اس نامراد گروہ کا کچھ ایسا برا اثر پڑا ہے۔ کہ سرتوڑ کوششوں سے بھی ان کی حالت سدھرنی مشکل نظر آتی ہے۔ جہلاء کے مختلف طبقوں کے لوگ ان کے زیر حکومت ہوتے ہیں۔ اور اپنی دینی اور دنیاوی حاجات کی کلیدیں ان کے ہاتھ میں سمجھتے ہیں۔ ان کو اعتقاد ہوتا ہے کہ ہمارا بقا و فنا۔ آرام و تکلیف غرض تمام امور اس احکم الحاکمین نے ان کے ہاتھ میں دیدیئے ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو آن کی آن میں زمین و آسمان کو الٹ پلٹ کر دکھائیں۔ اور ایک نگاہ سے کرہ ارض کو ہباءً منثوراً کر دیں۔

یہ گروہ ایک مقدس گروہ سمجھا جاتا ہے اور واقعی کسی زمانہ میں اس گروہ نے اسلام کا مغز نکال کر رکھدیا تھا اور اس کی ایسی شاہراہوں کا کھوج لگایا تھا۔ جن سے باطنی جذبات میں ایک حیرت انگیز حرکت آجاتی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ موجودہ گروہ نے اپنی پولیٹکل چالبازیوں سے اس پاک اور مقدس گروہ کو بھی بدنام کر دیا ہے۔ یہ لوگ روحانی اسرار اور باطنی جذبات سے واقف ہونا تو درکنار شریعت کے سیدھے سادے احکام سے بھی نابلد اور ناواقف ہوتے ہیں۔

صبح سے شام تک امت مرحومہ کے بعض بھولے بھالے افراد سے ٹکے بٹورنے اور ان کے دلوں میں اپنا اعتقاد جمانے کے ذرائع سوچتے رہتے ہیں۔ ان بیچاروں کو طرح طرح کی امیدیں دلاتے ہیں۔ اور روز قیامت کے تمام مصائب کے ذمہ وار ہو جاتے ہیں۔ جب کسی کو مالدار دیکھتے ہیں۔ تو ان کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اور اس کو دام تزویر میں پھنسانے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ یہ لوگ صوم و صلوٰۃ سے ناآشنا فسق و فجور کی تمام شاہراہوں سے واقف اور مکر و فریب کے کاموں میں یکتا ہوتے ہیں۔ ان کو لازم تھا۔ خواہ کچھ ہی کرتے مگر مرکز اسلام سے باہر قدم نہ رکھتے حدود شرعی سے بالکل دور نہ جا پڑتے اور انسانیت اور عبودیت کے دائرہ سے باہر نہ نکل جاتے۔ مگر افسوس یہ برائے نام مسلمان اس وحدہ لاشریک پر بھی حملہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیا معما ہے۔ خدا پر حملہ کرنے کے کیا معنے؟ مگر امید ہے کہ آپ کا بھی یہی اعتقاد ہوگا۔ کہ خدا کے سوا کسی اور کے آگے سجدہ کرنا کفر ہے۔ مگر خانقاہوں وغیرہ پر جا کر دیکھو۔ کہ قبروں پر اور اس گروہ کے آگے صبح سے شام تک لاکھوں سجدوں تک نوبت بلا مبالغہ پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ بات سچ ہو۔ تو آپ ہی انصاف سے بتائیں۔ کہ فرعون اور ان کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے۔ میں تو یہی کہوں گا۔ وہ ان سے اچھا تھا۔ کیونکہ وہ علانیہ اپنے آپ کو خدا کہتا تھا۔ اور ان کی اس پالیسی سے کچھ منافقانہ جھلک نظر آتی ہے۔ یہ لوگ بظاہر مسلمان کہلا کر اسلام کی پاک گود میں بیٹھکر اسلام کی سفید داڑھی کو نوچتے ہیں۔ اور اس پر ان کو مطلق شرم نہیں آتی۔

ان کی محفلوں میں سرود اور رقص کی خوب ہی بھگت کی جاتی ہے۔ جسقدر اسلام نے اس زہریلے مادہ کو رد کیا تھا۔ اسی قدر انہوں نے اس کے رواج دینے میں خوب مستعدی اور جانفشانی دکھائی ہے۔ ان محفلوں میں ان کو ایسے ایسے وجد آتے ہیں جن پر بیوقوف سے بیوقوف شخص کو بھی ہنسی اڑائے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

کیا اب وہ وقت نہیں۔ کہ علمائے کرام نہایت سرگرمی سے شریعت کا زبردست کوڑہ ہاتھ میں لیکر امت مرحومہ کے جاہل افراد کو اس ناپاک گروہ کے پنجوں سے بچائیں۔ اور اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو پار لگائیں۔ اگر کچھ اور عرصہ علماء کی طرف سے خاموشی رہی۔ تو یقیناً یہ یاجوج ماجوج کا گٹ اسلامی برکات کو ایک ایک کرکے مٹا دیگا۔ اور اس کی رہی سہی حالت کو اور بھی خطرناک کر دیگا۔ غرض جہاں اور طرح طرح کے ناگوار حملوں سے اسلام کا دم ناک میں آگیا ہے۔ اور اس کے اپنے گھر کے آدمی بھی اس کی جڑوں کو دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھا رہے ہیں معزز علماء کو اور کام چھوڑ کر بدعات اور رسومات قبیحہ کے بدنما داغ کو اس کے دامن سے دور کرنا چاہئے۔ ورنہ قیامت کے روز اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ضرور ان سے بازپرس ہوگی۔ اور اس وقت کچھ جواب نہ بن پڑے گا۔ (ترجمہ اللواء از روزانہ [illegible])

ہم جب چاہیں اور جس طرح چاہیں انہیں حرکت میں لا سکتے ہیں۔ بازوؤں اور ٹانگوں وغیرہ کی حرکت انہیں بیرونی عضلات کی جنبش اختیاری کا نتیجہ ہے لیکن بدن کے اندرونی عضلات کی حرکت ہمارے حیطۂ اختیار سے باہر ہے۔ خواہ ہم سوتے ہوں یا جاگتے قلب برابر متحرک رہیگا نفس کی آمد و شد پھیپھڑوں کے ذریعہ سے برابر جاری رہیگی۔ نبض کا تموج بدستور برقرار رہے گا۔ اور اس میں ہماری قوت ارادی کو کچھ دخل نہ ہوگا انہیں اضطراری حرکات اندرونی میں معدے اور آنت وغیرہ کی حرکات شامل ہیں۔ جن کے ذریعہ سے غذا ہضم ہوتی ہے سب سے زیادہ ضروری حرکت دل کی حرکت ہے اور جو شرائین دل سے نکلتی ہیں۔ ان سب کی جنبش انقباضی و انبساطی انہیں اعصاب کے توسل سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

نظام عصبی کے اس طرز عمل کو مد نظر رکھنے اور قوت غور و فکر سے ذرا سا کام لینے سے صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ اگر مذبوح جانور کا سر قلم کر دیا جائے تو سلسلہ اعصاب متحرکہ کی ڈوری کٹ جانے سے ان کا فعل درہم و برہم ہو جائیگا۔ اور جو تعلق ان کو دماغ سے تھا جو قوت ارادی کا مرکز ہے۔ اس کے قطع ہو جانے کے باعث شرائین اپنا کام انجام نہ دے سکینگی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دل اور اس کے عروق متعلقہ مفلوج و غیر متحرک ہو جائیں گے اور بہت سا خون جسم کے اندر رہ جائیگا۔ جس کی وجہ سے لاش بے خون نہ ہو سکیگی۔ بخلاف اس کے جب گلا آلہ جارحہ سے کاٹا جاتا ہے اور سر دھڑ کے ساتھ ہی رہتا ہے تو دل کی حرکت کچھ دیر تک جاری اور شرائین کی جنبش کے سلسلہ کے برقرار رہنے سے سارا خون رفتہ رفتہ جسم سے نچڑ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دورانی خون کی ایک بوند بھی باقی نہیں رہتی۔

یہ ہے حکمت بالغہ ذبح کے اُس طریقہ میں جس سے تیرہ سو سال قبل کل دُنیا بے خبر اور لاعلم تھی لیکن ہمارے ہادیٔ برحق بخوبی آگاہ تھے۔

اب ہم اس حقیقت کی بھی توضیح کئے دیتے ہیں کہ لاش بے خون کیوں ہونی چاہیئے جو شخص علم الابدان اور علم الامراض و علم حفظان صحت کے اصول سے کچھ بھی آشنا ہے وہ جانتا ہے کہ جس طرح جسمانی پرورش اور بقائے حیات کا ذریعہ خون ہے اسی طرح امراض متعدیہ کے جراثیم کی پرورش اور جسم کے ان سے متاثر ہو جانے کا ذریعہ بھی خون ہی ہے اور باستثنا چند ان امراض کے جن کا زہر اعصاب کے ذریعہ سے جزو بدن ہو جاتا ہے۔ باقی سب امراض کا زہر جسم میں خون کے ذریعہ پھیلتا اور باعث ہلاکت ہوتا ہے۔

حضور خواجہ دو جہاں اس علمی حقیقت سے واقف تھے نفع رسانی خلائق و خیر خواہی ابنائے جنس کے اس پاک جذبہ سے متاثر ہو کر جو حضور انور کے قلب مبارک میں جناب باری کی طرف سے ودیعت ہو چکا تھا آپ نے قصد فرمایا کہ استعمال خون کی مضرتوں سے جسے اکثر قومیں بشکل خام و پختہ مقوی غذا تصور کرتی تھیں دُنیا کو آگاہ کریں اسی لئے وما ینطق عن الھویٰ کے مصداق اعظم نے قانون نافذ فرمایا کہ دم مسفوح حرام ہے پس۔ اتباع سنت نبوی مسلمانوں نے دم مسفوح کو حرام قرار دیا اور نجس ہونے کے لحاظ سے اسے لحم خنزیر و میتہ کے برابر تصور کیا۔

"زمیندار" کے گذشتہ نمبر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ہندو اخبار نویس حلال گوشت کو جھٹکے یعنی سر قلم شدہ جانور کے گوشت کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں۔ مذہباً ان اخبار نویس حضرات کو ہم سے اختلاف ہو۔ وہ جھٹکے کو پوتر سمجھیں اور ہم اسے حرام سمجھتے ہیں لیکن علمی لحاظ سے ہم ثابت کر ہی چکے ہیں۔ کہ جھٹکے کا گوشت بوجہ اس کے کہ اس کے اجزا دورانی خون کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتے معین صحت و ممد حیات ہونے میں کسی طرح حلال گوشت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(زمیندار)

درخواست دعا

منشی عبد الغنی صاحب نقل نویس جہلم امتحان عرضی نویسی میں شریک ہوتے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ کامیاب ہوں۔

مجربات نوردین جلد سوم

چھپکر تیار ہو گئی ہے۔ اور فروخت ہو رہی ہے۔ قیمت فی جلد ۱۰/ منیجر کارخانہ الحکم قادیان سے طلب کریں

نوٹ:۔ اس کی جلد اول اور دوم بھی فی جلد ۱۰/ کے حساب سے مل سکتی ہیں۔ منیجر الحکم

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفلس یا دس بیس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور اب تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین برس کی آمدنی ۸۸۳۰ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اس کی اسقدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو اب تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر میبری ناگلا صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں۔ تو بھی پٹ ہو کر رہ جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور طبی ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں۔ اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۴۸۸ روپے روح حیات کی ترقی بکری سے کون ہے جو نتیجہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دُنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا دوا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو ہی یوم میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور ... کی ناروا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف بمنزلہ تریاق کے ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات (عہ/) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری۔ بے رونقی وغیرہ ہو کر مفرور شدہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس۔ مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ/) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ/)

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ بچوں سے تعلق خاطر جب ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ اور بھوک بھی لگتی ہو تو اسکو

کیالسٹ ایملشن دینا چاہیئے اس کے استعمال کرنے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا اور وہ خوش مزاج اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے چندروز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ باؤن مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے اور سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت یعنی صفرا صفراوی بخار یا تپ بدہضمی ابھرتا کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دوا یعنی دل کا گھبرانا۔ درد سر نفخ ڈکاریں آنا۔ کھٹی مستورات کی بیماریاں۔ اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مرض درد الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اخروں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۳ر ۸ر ۱۲ر والی شیشی میں ۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۳ر والی شیشی سے پچگنی ہیں ۱۲ر والی شیشی ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

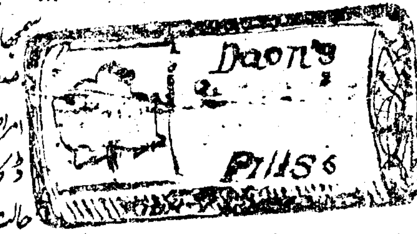

سچائی کا جھنڈا

اشتہارات کی گرم بازاری [illegible] آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی ہو سکتا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وہ عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائینگے قیمت ۶ ماشہ عا

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ر

[illegible] ڈاکٹر [illegible] خادم [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

[illegible] کی گولیاں

رات کو دو گولیاں کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ میں گرانی و مروڑ نہیں ہوگا [illegible] کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آتے ہیں یہ گولیاں کل [illegible] مقدار [illegible] میں گولیاں ہر ایک [illegible] ڈبیہ رکھنی چاہئیے قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵ر۔ ایک سے چھ شیشی تک محصولڈاک ۵ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد ولحظہ میں زیادہ ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے درد ریاح جسے [illegible] رگوں میں لہر [illegible] جو کہیں چھپاتی ہو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد سر نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ایک ڈبیہ ۶ر

محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۶ر

ڈاکٹر [illegible] کلکتہ

[illegible] اس کتاب [illegible] قابلیت [illegible] کا استعمال [illegible] متعلق انگریزی کا [illegible] فن قابلیت [illegible] انگریزی لفظ فارسی یا انگریزی یا اردو ہر [illegible] تمام مطلب ادا کر دیا ہے نہایت ضروری [illegible] سب کیا۔ اور [illegible] کا ہونا نہایت [illegible] سب اس کتاب [illegible] قیمت فی جلد [illegible] وہلی [illegible] طلب [illegible]

از منیجر الحکم قادیان
ضلع گورداسپور

جلد ۱۵ نمبر ۳۴ و ۳۵

قادیان دارالامان

۲۸ - اکتوبر و ۷ - نومبر سنہ ۱۹۱۱ع

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

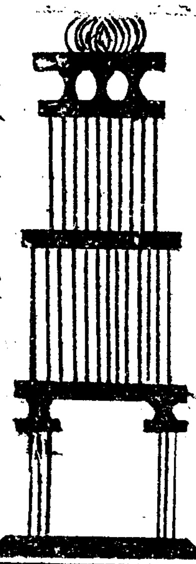

قیمت چو ماہ حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ... صہ
خواص سے ... ... عہ
ہندوستان سے باہر ۶
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ۱۲

دوا ہینی شفا ہینی غرض دار الامان ہینی

چہ گویم با تو گر آئی چہ اور قادیان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی پہنچی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں۔ یا سستے۔ پورے ڈالے جاتے ہیں پھر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں کیونکہ یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے۔ اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض ... جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔
اس ... صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں
اور انہوں نے اپنی ... دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

رجسٹرڈ ڈاک نمبر
۱۰۸ / ۱۹۲
مرزا خان صاحب نائب داروغہ جنگی گوجرانوالہ

نوٹ:- جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب ... ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے :- منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی
تار کا پتہ۔ میڈیسن دہلی

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

ستیارتھ پرکاش پر ایک مختصر ریویو

"جولائی کے پرچہ میں پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج کے بعض اعتراضات کا میں نے جواب لکھا تھا۔ جو انہوں نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں مسیحیت اور اسلام پر کئے ہیں۔ اور ناظرین سے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ اس مضمون پر آئندہ بھی اسی ہیڈنگ کے نیچے کچھ نہ کچھ لکھا جایا کریگا۔ چنانچہ اس پرچہ میں اس وعدہ کا ایفا کیا جاتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو جب تک اس کا منشاء ہوگا۔ یہ سلسلہ جاری رہیگا"

میں نے پچھلے پرچہ میں ان سوالات پر بھی کچھ لکھا تھا۔ جو پنڈت صاحب نے مسیحیت پر کئے ہیں۔ لیکن آئندہ سے میرا ارادہ ہے کہ صرف انہی سوالات کو لیا کروں۔ جو اسلام کی نسبت پیش کئے گئے ہیں۔ اور اسلامی تعلیم کو اصل رنگ میں پیش کرکے دیکھا جائے کہ کیا اس پر کسی قسم کے اعتراض پڑتے ہیں۔ یا پنڈت صاحب نے محض تعصب سے اپنے دماغ سے اس قسم کے اعتراض پیدا کئے ہیں۔ میں نے یہ بھی مناسب جانا ہے۔ کہ چودہواں سمولاس چونکہ سارے کا سارا اسلام کے خلاف اعتراضات سے بھرا ہوا ہے۔ اور بانی آریہ سماج نے قرآن شریف پر شروع سے لیکر ترتیب سے اعتراض کئے ہیں۔ اس لئے میں بھی اسی ترتیب سے ان اعتراضات کا جواب لکھوں۔ تاکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور یہ جوابات تکمیل کو پہنچ جاویں۔ تو آخر میں ایک کتاب بن جائے۔ بہتر تو یہ ہوتا۔ کہ چند صفحے رسالہ کے اس کام کے لئے وقف کئے جاتے۔ اور کتاب کی صورت میں ہر رسالہ میں چند صفحات نکل جاتے تا آخر میں ناظرین ان کو اکٹھا کرکے جلد بند ہوا سکتے۔ لیکن اس صورت میں اکثر ہر رسالہ میں مضمون ادھورا رہ جاتا ہے۔ اور پڑھنے والوں کو لطف نہیں آتا۔ اور بعض دفعہ تو جواب کا سمجھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اس لئے مجبوری کی وجہ سے یہی تجویز ہے۔ کہ رسالہ میں تھوڑے تھوڑے جوابات شائع کئے جاویں۔ اگر ختم ہونے پر ضرورت سمجھی جائے تو کتاب کی صورت میں اس کو شائع کر دیا جائے۔ اتنی تمہید کے بعد اب میں اصل مضمون کو شروع کرتا ہوں۔

اعتراض اوّل۔ پنڈت صاحب کا سب سے پہلا اعتراض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر ہے (یہ بھی شکر ہے ورنہ پنڈت صاحب سے کچھ بعید نہ تھا کہ الفاظ قرآن سے اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیتے۔ من المؤلف) اور اپنے آپ کو محقق قرار دیکر اس پر یوں اعتراض کئے ہیں۔

محقق۔ مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوا ہوتا۔ "تو شروع ساتھ نام اللہ کے" ایسا نہ کہتا بلکہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے" ایسا کہتا۔

اس اعتراض کے کرنے سے پنڈت صاحب کا یہ مطلب ہے۔ کہ چونکہ اس میں مخاطب خدا ہے۔ اس لئے یہ کلام خدا کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انسان کا ہے۔ کیونکہ اگر خدا نازل کرنے والا ہوتا۔ تو قرآن شریف ایسی طرز سے شروع ہوتا جس میں یوں معلوم ہوتا۔ کہ اللہ تعالیٰ بول رہا ہے لیکن اس آیت سے اُلٹا یوں معلوم ہوتا ہے کہ بندہ بول رہا ہے اور خدا مخاطب ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کلام انسانی ہے۔

جواب اوّل۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے اور سورہ فاتحہ ایک دعا ہے۔ جو انسان کو اللہ تعالیٰ نے سکھلائی ہے کہ تا وہ اسے خدا کے سامنے پڑھکر اپنا حال عرض کرے۔ چنانچہ عربی کے قاعدہ کے لحاظ سے بسم اللہ میں جو با آتی ہے۔ اس کا ایک متعلق مقدر ضرور ماننا پڑیگا۔ کیونکہ جملہ میں با کا متعلق ضرور آتا ہے۔ جو کہ یا فعل ہوتا ہے یا معنی فعل یا شبہ فعل۔ پس اس قاعدہ کے ماتحت بسم اللہ کا مقدر متعلق جب ہم نکالتے ہیں۔ تو فقرہ یوں بن جاتا ہے۔ اقرأ بسم اللہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر یہ دعا یا یہ قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ دوسرے ایک حدیث میں ہے کہ کل امر ذی بالٍ لم یبدأ بہٖ بسم اللہ فہو اقطع و ابتر اس قرینہ سے بجائے اقرأ کے ابتدا کی تقدیر نکلیگی۔ اور اس آیت کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت طلب کرتا ہوا اس کلام کو پڑھنا شروع کرتا ہوں۔ یا اس کلام کو کرتا ہوں۔ پس سورہ فاتحہ ایک دعا ہے جو انسان کو سکھائی گئی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دعا خدا کی طرف سے نہیں بلکہ بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر پنڈت صاحب کا یہ مطلب ہے کہ اس دعا میں اللہ تعالیٰ سائل ہوتا۔ اور بندہ مسئول تب قرآن شریف خدا کا کلام ثابت ہوتا۔ تو آریہ سماج کو بہت جلد یہ اعتراض ستیارتھ پرکاش میں سے نکال کر اہل عقل و دانش کی ہنسی سے بچنا چاہئے۔ دعا بندہ کی طرف سے ہوتی ہے خدا کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ جو شخص سوال کرتا ہے۔ وہ محتاج ہوتا ہے اور جس سے سوال کیا جاتا ہے۔ وہ محتاج الیہ یعنی اس کے حضور میں دوسرے لوگ محتاج ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جس کے حضور میں کوئی کمی نہیں۔ اور زمین و آسمان اور ذرہ ذرہ کا مالک کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اگر وہ محتاج ہو۔ تو اس لفظ اللہ کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اللہ کے معنی ہیں ہر ایک خوبی سے متصف اور ہر ایک عیب سے مبرا اور کسی کا محتاج ہونا تو بہت بڑا بھاری عیب ہے جو اللہ تعالیٰ میں نہیں پایا جا سکتا۔ بس میں نہیں سمجھ سکتا کہ پنڈت صاحب کو اس اعتراض کرنے کا خیال ہی کیوں پیدا ہوا۔ کیونکہ جب سورہ فاتحہ ایک دعا ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھائی ہے۔ تو ضرور تھا کہ وہ ایسے الفاظ میں ہوتی۔ جس سے ظاہر ہوتا کہ بندہ عرض کر رہا ہے اور مالک سُن رہا ہے۔

اس کی مثالیں دُنیاوی گورنمنٹوں کی قواعد میں بھی کثرت سے مل سکتی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ انگریزی نے بھی مختلف عرائض کے لئے خود الفاظ بنا کر دیئے ہیں۔ اور لازمی ہوتا ہے کہ ہر ایک سائل جب کوئی درخواست کسی خاص محکمہ میں دے۔ تو وہی الفاظ استعمال کرے۔ جو کہ گورنمنٹ نے اس عرضی کے لئے خود مقرر کئے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو دفاتر کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ یا جنہیں کبھی کسی مقدمہ میں حاضر ہونا پڑا ہو۔ اس بات کو خوب جانتے ہیں۔ وکلا کے لئے بھی چیف کورٹ نے خاص الفاظ مقرر کئے ہوئے ہیں۔ کہ جو انہیں جج کے سامنے تقریر کرنے سے پہلے کہنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح مختلف سوسائٹیوں میں داخلہ کے لئے خاص فارم پُر کرنے پڑتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک انسان سمجھ ہی نہیں سکتا کہ کن الفاظ میں اپنا ما فی الضمیر ادا کرے۔ اور نہ وہ یہ جان سکتا ہے کہ کون سے الفاظ ضرر اور نقص سے پاک ہیں۔ اس لئے دنیاوی گورنمنٹیں بھی احتیاطاً خود درخواست کے الفاظ مقرر کر دیتی ہیں۔ اور سائل کو ضروری ہوتا ہے کہ ان الفاظ کو استعمال کرے۔ تاکہ بہت حد تک نقصوں سے محفوظ رہے۔

اسی کے دیئے ہوئے پیروں سے چلے۔ اُسی کی عطا کردہ آنکھوں سے دیکھے۔ دماغ سے غور کرے اور پھر اپنے نفس پر غور کرے۔ پھر بعض دفعہ یوں بھی ہوجاتا ہے۔ کہ انسان اول تو نیک نیتی سے کام شروع کرتا ہے۔ بعد میں نیت بدل جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو سکھایا کہ قرآن شریف پڑھنے سے پہلے بسم پڑھنی چاہئے۔ اور ہر ایک سورہ کے شروع میں یہ آیت نازل فرما کر انسان پر یہ لازم کر دیا۔ کہ ابتدا اسی آیت سے ہو۔ پھر حدیث کے ذریعہ ہر ایک بڑے کام سے پہلے اس کا پڑھنا سنت ہوا۔

اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ میں یہ کام اپنے نفس کے لئے نہیں کرتا۔ اور کوئی گندی اور ناجائز خواہشات کو دل میں چھپاتے ہوئے شروع نہیں کرتا۔ بلکہ میں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور اسی پر بھروسہ کر کے اور اسی سے اس بات کی مدد مانگتے ہوئے کہ وہ مجھے ہر ایک قسم کی بدنیتوں اور شرارتوں سے بچائے شروع کرتا ہوں۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ پاک الفاظ اس قسم کے ہیں جن پر اعتراض ہو سکے۔ ان مختصر سے الفاظ میں کیسے معارف بھر دیئے گئے ہیں۔ کہ کوئی کتاب ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وید کا ابتدا بھی میں اوپر درج کر چکا ہوں کہ آگ کی تعریف سے شروع ہوتا ہے۔ توریت و انجیل کی ابتدا بھی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ پھر قرآن شریف کے ابتدا کو بھی دیکھو کہ کس طرح ہوا ہے۔ اور پھر غور کرو کہ کیا یہ خدا کا کلام ہے۔ یا وہ ان تین چار الفاظ میں کس طرح اول انسان کو اپنی نیت صاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر خالص خدا پر بھروسہ رکھنے کا حکم ہے۔ پھر یہ ہدایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے ہر ایک کام کے شروع میں مدد اور استعانت طلب کرنی چاہیئے۔ تاکہ انسان راہ سے گمراہ نہ ہو جائے اور جادۂ اعتدال سے اس کا پاؤں دوسری طرف نہ پھر جائے۔ کیا اس کلام کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ خدا کا کلام نہیں تو پھر اور کونسا کلام ہو سکتا ہے۔ جسے خدا کا کلام کہا جائے۔

پھر اسی آیت پر پنڈت صاحب دوسرا اعتراض یوں کرتے ہیں کہ اگر اس آیت کے یہ معنی مان لئے جائیں۔ کہ انسان کو حکم ہے کہ تو ہر ایک کام کے ابتداء میں یہ آیت پڑھا کر۔ تو پھر گناہوں کا ابتدا بھی اسی آیت سے لازم آئیگا۔ چنانچہ اسی وجہ سے مسلمان گائے وغیرہ کے ذبح کے وقت یہ الفاظ کہتے ہیں۔

جواب اوّل۔ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ قطعاً یہ بیان نہیں فرمایا۔ کہ ہر ایک کام کے ابتدا کے وقت یہ آیت استعمال کی جائے۔ بلکہ یہاں تو صرف سورہ فاتحہ کی ابتدا میں بیان فرمائی ہے۔

جواب دوم۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ یہ آیت تو ابتداً قرآن میں اس لئے رکھی گئی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ الٰہی تو مجھے ہر ایک بدی سے محفوظ رکھ۔ اور گناہ سے بچا۔ اور میں سب قسم کی غلط کاریوں میں پڑنے سے بچنے کے لئے تیرے نام سے برکت طلب کرتا اور تیری استعانت کا خواہان ہوں۔ پھر یہ آیت گناہ کی ابتدا میں کس طرح پڑھی جا سکتی ہے۔

جواب سوم۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بدیوں کو اور گناہوں کو جائز قرار دیا ہوتا۔ تب تو یہ اعتراض پڑتا۔ لیکن جب کہ اسلام کا خدا ہر ایک مسلمان کو قطعی حکم دیتا ہے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔ یعنی اے انسان اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور قریبیوں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم کرتا ہے۔ اور ایسی باتوں سے جو فحش ہوں۔ جو لوگوں کے لئے ایذا رساں ہوں جن سے حکام یا ماتحتوں کے حقوق تلف ہوتے ہوں۔ منع کرتا ہے تو باوجود ایسے صریح حکم کے جو شخص بدیوں میں مبتلا ہے۔ وہ مسلمان کب رہ سکتا ہے۔ اور اس کے کا اسلام پر کیا الزام۔

جانور وغیرہ ذبح کرنے کے متعلق آگے چل کر بحث کرینگے کہ یہ ظلم ہے یا نہیں؟

(محمود)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی عام صحت اچھی ہے۔ زخم بزنگ ناسور تھوڑا سا باقی ہے۔ اس ہفتہ آپؓ نے ایک دانت نکلوایا جس کے سبب سے بہت سا خون نکل گیا۔ اس کی وجہ سے ایک رات دن ضعف شدید رہا۔ بخار بھی ہو گیا۔ اس وقت کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں (۵ نومبر ۱۹۱۶ء کو) آپؓ کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔ بدستور سابق مشاغل تعلیم و تدریس تلقین و اصلاح جماعت میں مصروف ہیں۔

سیالکوٹ کی انجمن کا سالانہ جلسہ ایک مہینے سے دائد عرصہ ہوتا ہے کہ ہو چکا ہے میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب حبیب نے بدر میں جلسہ کی رپورٹ اجمالی رنگ میں درج کر دی ہے۔ جلسہ کی تقریریں غالباً سیالکوٹ کی جماعت ایک رسالہ کی صورت میں شائع کریگی۔ سالانہ جلسوں کا سوال الحکم میں گذشتہ سالوں میں چھیڑا تھا اور اس کے مفاد اور مصارف کی نسبت بتا کر دکھایا گیا تھا کہ سالانہ جلسوں کے مقابلہ میں واعظین کا مستقل تقرر زیادہ مفید اور مؤثر ہو سکتا ہے اور سالانہ جلسے زیادہ تر نمائش کا رنگ لے لیتے ہیں۔ اس وقت اس رائے سے ہمارے بعض احباب دوستوں نے بھی اتفاق کیا تھا۔ بہر حال مجھے اور ہر احمدی کو خوشی ہے کہ جلسہ کامیابی سے ہوا یا بیان کیا جاتا ہے گو میں کامیابی کا کوئی معیار نہیں بتا سکتا اور نہ ہمارے کسی دوست نے ابتک بتایا کہ کامیابی کن معنوں میں لی جاتی ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت اپنے حسن انتظام اور ترتیب کے لئے فی الواقعہ قابل تقلید جماعت ہے اور قادیان کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس مقام کو پسند کیا وہ سیالکوٹ ہے اس لئے سیالکوٹ کے ساتھ ہمیں خاص محبت اور وہاں کے بزرگوں کے لئے میرے دل میں خاص عزت ہے اس لئے بھی کہ سیالکوٹ کی سرزمین نے

اپنا قیمتی فرزند

سلسلہ احمدیہ کی نذر کیا جس کی قربانی ایک بے نظیر قربانی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کا لیڈر کیا۔ مگر میں سیالکوٹ کی جماعت کی اس غلطی کو قابل عزت نہیں سمجھتا جو اس نے ایک غیر احمدی کو کسی جلسہ کا پریسیڈنٹ بنانے میں کی یہ ایک بُری نظیر ہے جو وہاں سے قائم ہوئی ہے میں برادرم صادق کی رائے سے بالکل متفق ہوں جو اُس نے جلسہ کے حالات لکھتے ہوئے "ہمارے پریسیڈنٹ کون ہوں" "ہمارے امام کون ہوں" کے عنوان سے لکھے ہیں۔ ہمارے دلوں سے محض تعریفی الفاظ سُننے کی خواہش سلب ہو جانی چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص محض اخلاص اور اصلاح کے خیال سے کسی غلطی پر آگاہ کرے تو اسے بدمت ملامت بنانے کے بجائے دیکھنا چاہیئے کہ جو کہتا ہے وہ کہاں تک سچ ہے۔ ہمارے جلسوں میں ہمارے اپنے میر مجلس ہوں اور وہی حق رکھتے ہیں کہ صدارت کی کرسی پر بیٹھیں غیر احمدی خواہ وہ کیسے ہی معزز مقتدر اور ہم سے محبت رکھنے والے بھی کیوں نہ ہوں۔ آخر وہ غیر احمدی ہیں۔ اور احمدی اور غیر احمدی میں جو لفظ بخیر طوبہ الامتیاز ہے۔ وہ ہر حالت میں قابل غور ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت نے اس جلسہ میں جو قابل قدر اور قابل تقلید نمونہ دکھایا ہے۔ بڑی ہی نا انصافی ہوگی اگر

اسی فائدہ کو مدنظر رکھکر اللہ تعالیٰ نے بھی ابتدائے قرآن میں سورہ فاتحہ نہائت ہی پاک اور بے عیب الفاظ میں انسان کو سکھائی ہے۔ تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے اپنے ہر قسم کے مطالب کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔ پس اس پر اعتراض کرنا تعصب نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دعا کی وجہ سے مسلمان ہر ایک مذہب پر غالب ہیں۔ اور کوئی مذہب نہیں جو اپنے پیروؤں کو ایسی پاک اور جامع دعا سکھاتا ہو۔ جس میں مختصر الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی کل صفات کا بیان بھی ہو۔ بندوں اور انسان کے تعلقات بھی بیان کئے گئے ہوں۔ پھر انسانوں کے آپس کے تعلقات بھی مذکور ہوں۔ اور پھر ایک جامع مانع دعا بھی ہو۔ یہ ایک اسلام اور صرف اسلام ہی ہے۔ جس میں اپنے پیروؤں کو اس کامل دعا کا ہتھیار دیا گیا ہے۔ اور چونکہ دعا کے ماتحت ہی نتائج نکلتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی طرح کوئی قوم خدا تعالیٰ سے نیک ثمرات کی امیدوار نہیں ہو سکتی۔

وید خدا کا کلام نہیں؟ یہاں تک یہ ثابت کرنے کے بعد کہ چونکہ انسان دعا میں اپنے الفاظ میں پوری طرح محتاط نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سورہ فاتحہ ایک کامل دعا سکھلائی ہے اور یہ کہ اس کی مثال دُنیاوی گورنمنٹوں کے انتظام میں بھی ملتی ہے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ پنڈت صاحب نے جو اعتراض قرآن پر کیا ہے۔ وہی وید پر اُلٹ کر پڑتا ہے۔ اور قرآن شریف میں تو صرف ایک قلیل حصہ ہے۔ جو بطور حکائت از انسان بیان کیا گیا ہے۔ لیکن وید سارے کا سارا اس الزام کے نیچے ہے۔ اور چونکہ پنڈت صاحب اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ جس کلام کا کوئی حصہ انسان سے حکائتاً بیان ہو۔ وہ الٰہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انسانی کلام ہوتا ہے اس لئے ان کے پیروؤں کو لازماً اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ وید خدا کا کلام نہیں چنانچہ رگوید جو سب ویدوں میں معتبر مانا گیا ہے۔ اس کا اکثر حصہ دیکھنے پر میں نے ایک بھی منتر ایسا نہیں پایا جس میں خدا مخاطب ہو۔ اور بندہ مخاطب ہو۔ بلکہ ہر جگہ بندہ بولتا ہے اور اللہ تعالیٰ مخاطب ہوتا ہے۔ پس بقول پنڈت دیانند صاحب وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر خدا کا کلام ہوتا تو اللہ تعالیٰ بولنے والا ہوتا۔ چنانچہ مثال کے طور پر ہم رگوید کے چند منتر ذیل میں درج کرتے ہیں جس سے ناظرین پر کھل جائیگا۔ کہ پنڈت صاحب قرآن شریف پر اعتراض کرتے وقت کسقدر حقگوئی کی طرف مائل تھے۔ چنانچہ رگوید اشک اول پہلا ادھیائے سکت اول کا منتر اول اسطرح شروع ہوتا ہے۔

۱۔ میں اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا اگرو کارکن اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا ہے۔ اور بڑا ثروت والا ہے۔ مہما کرتا ہوں۔

اب ہر ایک عقلمند غور کر سکتا ہے کہ جیسے قرآن شریف کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اسی طرح وید کا شروع بھی اس رنگ میں کیا گیا ہے۔ کہ بندہ بول رہا ہے اور خدا مخاطب ہے۔ پس جو انسان اس وید کے شروع میں اس منتر کو پڑھکر پھر بھی اُسے خدا کا کلام مانتا رہا ہے۔ اور ہمیشہ ویدوں کی بڑائی کے گُن گا تا رہا ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے۔ کہ جب قرآن شریف کی طرف آتا ہے۔ تو یہ بات اُسے تعجب میں ڈال دیتی ہے اور بے اختیار چلا اُٹھتا ہے کہ ایسا کلام خدا کا نہیں ہو سکتا۔ کاش! وہ یہ غور کرتا۔ اگر قرآن شریف ایسی چند آیتوں کی وجہ سے جو حکایتاً انسان سے بیان کی گئی ہیں خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ تو وید جو سارے کا سارا اسی رنگ میں بیان کیا گیا ہے خدا کا کلام کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں ایک صورت ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ وید کے کل منتروں کو خدا کا کلام تو مانا جائے۔ لیکن یہ بھی یقین کیا جائے۔ کہ ویدک عقیدہ کی رو سے دو خدا ہیں۔ اور وید میں ایک خدا دوسرے خدا سے جو اس سے بڑا درجہ رکھتا ہے۔ ہم کلام ہے۔ لیکن آریہ صاحبان امید نہیں۔ کہ اس تجویز سے بھی متفق ہو سکیں۔

یہ تو ابتدا کا حال ہے لیکن رگوید کو کہیں سے کھول کر دیکھ لو۔ ہر جگہ بندہ خدا سے دعا کرتا ہوا نظر آتا ہے جس سے یقین ہوتا ہے۔ کہ وید ہرگز خدا کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ وقتاً فوقتاً ہندوؤں کے بزرگوں نے جو دعائیں کی ہیں۔ ان کا مجموعہ ہے۔ ہم مختلف جگہوں سے چند اور مثالیں درج کرکے دکھلاتے ہیں۔ کہ رگوید میں ایک بھی منتر نہیں جس میں خدا متکلم ہو۔ اور بندہ مخاطب۔ چنانچہ انوکا ۷ سکت ۲ کا پہلا منتر یوں ہے۔

میں اندر کے وہ بہادرانہ کام جو اس نے یعنی میگراج نے پہلے زمانہ میں کئے ہیں۔ بیان کرتا ہوں۔ اس نے بادل کو چیرا۔ اس نے مینہ برسایا۔ اس نے ان ندیوں کے واسطے جو پہاڑ سے آتی ہیں راستہ بنایا۔

پھر انوکا ۱۲ سکت ا میں لکھا ہے۔

استھر اور بھولے دیوتا اے اگنی تیرے قدموں کے کھوج لگاتے ہوئے تیرے پیچھے ہو لئے۔ جبکہ تُو نے اپنے تئیں کو پانی ہی کی نشیب میں اسطرح چھپا دیا۔ جیسے مویشی کا چور اپنے تئیں چھپاتا ہے۔ ان کو تیری اس لئے تلاش تھی کہ تجھ سے وہ بھوگ کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ تو دیوتاؤں تک اس بھوگ کو پہنچائے۔ تمام دیوتا جو پوجا کے مستحق ہیں۔ تیرے پاس بیٹھ گئے۔

انوکا ۱۳ سکت ا میں یوں لکھا ہے۔

یگ میں جلدی جاکر آؤ۔ ہم اگنی کی مہما میں منتر پڑھتے ہیں۔ جو ہماری دور سے سُنتا ہے۔

اسی طرح ساتواں ادھیائے انوکا ۱۵ سکت ۲ میں ہے۔

تیری جو بڑا بلوان ہے۔ بڑی اور فتحمند روشنی آسمان میں پھیل جاتی ہے۔ اے اگنی ہم نے تجھے دوش کیا ہے۔ ہمیں اپنی سب عیب اور رکشا کرنے والی کلاؤں سے بچا۔

میں نے یہ چند منتر مختلف جگہ سے اس لئے نقل کر دیئے ہیں کہ تا حق کے متلاشیوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ رگوید سارے کا سارا اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور کہ پنڈت دیانند کو بقول مسیح اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آیا۔ اور دوسرے کی آنکھ کے خواہ مخواہ تنکے نکالنے کی فکر میں پڑ گئے۔

قرآن شریف ضرور تھا کہ بسم اللہ سے شروع ہوتا۔

اس کے بعد اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں (انشاء اللہ) کہ ضرور تھا کہ قرآن شریف اسی آئت سے شروع ہوتا۔ اور اس آیت سے شروع ہونا قرآن شریف کے لئے کوئی عیب کی بات نہیں۔ بلکہ اس کی سچائی کا ثبوت ہے۔

جب کوئی کام بھی انسان شروع کرتا ہے تو دو قسم کی اغراض اس کے مدنظر ہوتی ہیں۔ یا نیک یا بد۔ بعض لوگ بد نیتی سے کام شروع کرتے ہیں اور بعض نیک نیتی سے۔ اسی طرح بعض اپنی ذاتی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے نفس پر یا دوسرے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور خدا کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ لیکن غور کرکے دیکھا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ اس کلام میں برکت ہو سکتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے کیسے شرم کی بات ہے کہ ایک آدمی خدا تعالیٰ کے بنائے ہاتھوں سے کام کرے

اس کا ذکر نہ کیا جاوے وہ یہ ہے کہ ہر شخص جس کام پر مقرر کیا گیا تھا اس نے اپنے فرض کی سرانجام دہی کو لیکچروں کے سننے پر مقدم کیا۔ یہ نظیر فی الحقیقت قابل قدر ہے اور اس کی قدر یہی ہے۔ کہ ہمارے ہر قسم کے جلسوں میں ناظمین اس سے سبق لیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑا عظیم الشان حربہ قلم کا دیا گیا تھا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپکا نام سلطان القلم رکھا اس کی ضرورت بھی تھی کیونکہ یہ زمانہ قلم کا زمانہ ہے۔ لوہا جو انسان کے لئے نہائت مفید چیز ہے۔ جہاں خطرناک آلات حرب و ضرب اس کے ذریعہ حفاظت خود اختیاری کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں قلم بھی اسی سے بننے لگے۔ اسی قلم پر ناز کر کے ایک موقعہ پر سلطان القلم نے لکھا ہے۔

سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

ہمارے خلیفۃ المسیح کو جو مجاہدات حضرت مسیح موعودؑ نے بتلائے ان میں سے دو قلم ہی کے مجاہدے تھے غرض ہمارے دوستوں کو قلم سے کام لینا چاہئیے اور وہ لوگ بڑے ہی مبارک اور قابل قدر ہیں۔ جو اس ہتیار کو چلاتے رہتے ہیں۔ ہمارے دوستوں میں سے منشی ظہیر الدین صاحب سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم ایک قابل قدر نوجوان ہیں۔ ان کا قلم چلتا رہتا ہے اور اچھے اچھے نکات اس سے نکلتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے بھی آپکی بعض تالیفات کو بہت پسند کیا ہے "ویدکے ظہور میں فتور" نامی رسالہ کو نہائت قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ حال ہی میں منشی صاحب نے نبی اللہ کا ظہور کا پہلا حصہ شائع کیا ہے جس پر بہت ہی مبسوط ریویو ریویو آف ریلیجنز کے قابل اور واجب الاحترام ایڈیٹر

مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے نے لکھا ہے

اور میں اس پر کچھ بھی مستزاد نہیں کر سکتا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی حقیقت اور معیار الصادقین اور آیت خاتم النبیین کی تفسیر نہائت ہی لطیف بیان کی ہے اور بڑی جرأت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی حقہ کو بیان کیا ہے۔ یہ ان کی ایمانی معرفت کا نتیجہ ہے۔ یہ مختصر سا رسالہ نہائت پُر شوکت عبارت میں لکھا گیا ہے اس کی قیمت صرف ۵ ہے جو حاجی الٰہی بخش تاجران کتب گجرات پنجاب سے مل سکتا ہے۔ میں اس رسالہ کی تالیف پر اپنے نوجوان معزز بھائی کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلم میں بیش از بیش قوت عطا کرے کہ وہ حق کی حمایت میں لکھتے رہیں۔

سالانہ جلسہ کے متعلق انجمن کی طرف سے ابھی کوئی نوٹس شائع نہیں ہوا۔ دسمبر کے اوائل میں جلسہ تاجپوشی دہلی کی تقریب ہوگی۔ اس لحاظ سے اگر امسال جلسہ کو ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی کر دیا جاوے۔ تو شائد غیر مناسب ہوگا۔ ابھی معلوم ہوا ہے کہ انجمن نے ڈسمبر کی مقررہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے لنگر خانہ کی طرف قوم کو توجہ دلائی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار کی تجدید فرمائی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا تھا کہ جو شخص ۳ ماہ تک متواتر چندہ نہ دے اسے خارج کر دیا جاویگا۔ جماعت کی خاص توجہ کے قابل یہ اشتہار ہے اگلی اشاعت میں پورا چھاپ دیا جاویگا وباللہ التوفیق۔

ماسٹر عبد الرحیم صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت کے ارشاد کے ماتحت اگوکہ سے قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں آئے تھے افسوس ہے انہیں بعض مجبوریوں کی وجہ سے بٹالہ ملازمت کرنی پڑی۔ ماسٹر صاحب نے اس تعلق جدید کو بخوشی قبول نہیں کیا بلکہ سکول کے دور جدید میں جہاں ماسٹر ضیاء اللہ صاحب ماسٹر محمد یوسف صاحب کو کسی نہ کسی وجہ سے الگ ہونا پڑا اور بعض اساتذہ کو اپنی ترقی تعلیم کے خیال سے سکول سے علحدگی اختیار کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ ماسٹر صاحب کو بھی کسی ایک یا دوسری وجہ سے بٹالہ پہنچا یا بد اس میں کلام نہیں کہ عاشق صادق کی طرح انہوں نے صبر سے کام نہ لیا۔ مگر

وہ اپنی بھلائی کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں

بہرحال امید ہے کہ وہ اپنے قومی سکول کے لئے نیکی اور ایثار کے خیالات کو نہ بھولیں گے۔

احباب سید گلزار حسین احمد کاتب الحکم کیلئے خصوصیت سے دعا کریں

کلام امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمایا۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک وہ جن میں دخل انسانی کچھ بھی نہیں۔ دوسری وہ چیز جس پر انسان کا تصرف ہے شریعت اسی حصہ کیلئے ہے جس پر انسانی تصرف ہے۔ مثلاً ایک زبان ہی کو لو۔ کہ اس میں دو قوتیں ہیں۔ ایک تو ذائقہ دریافت کرنے کی دوسرے بولنے کی۔ شریعت میں یہ نہ ہوگا کہ زبان سے نمک کو میٹھا ثابت کرو۔ بلکہ یہ ہوگا کہ جھوٹ مت بولو۔ گالی مت دو۔

فرمایا۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَهُوَ الْاٰخِرُ کے معنی یہ ہیں کہ جیسا کہ ایک مخلوق اپنی ابتدا میں اس کا (یعنی اللہ کا) محتاج ہے۔ ویسا ہی بقاؤ انتہا میں بھی اس کا محتاج ہے۔ یہ معنی غلط ہیں۔ کہ وہ (یعنی اللہ) مخلوق کے پہلے تھا اور جب کل مخلوق فنا ہو جائیگی۔ تب وہی ہوگا۔ اس سے تو جنت کی نعماء کی حقیقت فانی ہی رہ جاتی ہے۔

فرمایا ہمارے مقابلہ میں مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے پھر دیکھتے ہو۔ اس بستی میں جہاں کوئی دلچسپی نہیں کہاں کہاں کے لوگ جمع کر دیئے ہیں اور جمع کر رہا ہے۔

فرمایا۔ ابلیس اس کو کہتے ہیں۔ جس کی ذات میں بدی ہو۔ پھر جب وہ اپنی بدی دوسرے تک پہنچاتا ہے۔ تو اس کا نام شیطان ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں یہ دونوں لفظ آئے ہیں۔ انہیں دونوں خصوصیتوں کے لحاظ سے آئے ہیں۔

فرمایا۔ کہ حضرت صاحب سے میں نے مجاہدہ کیلئے پوچھا تو کہا کہ فصل الخطاب لکھو۔ پھر پوچھا تو فرمایا کہ تصدیق براہین احمدیہ لکھو۔ پھر پوچھا تو فرمایا کہ ایک کوڑہی کو اپنے مکان میں رکھ کر علاج کرو۔ وہ مریض بھی بڑا ہی نیک انسان تھا۔ اس نے کہا کہ میرا علاج نہ کرو۔ کیونکہ جب تک مجھ کو مرض ہے اس وقت تک تنہائی میسر ہے۔ اور خدا سے دعا کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے۔ مگر میں نے کہا کہ میں بھی مجبور ہوں۔ کیونکہ میرے امام کا حکم ہے حقیقت حال یہ ہے کہ مصیبت بھی بڑے بڑے فضلوں کا باعث

ہوجاتی ہے۔

فرمایا میری ننہال کے دو ترے کا مقدمہ تھا اُس نے مجھے دعا کیلئے کہا کہ دعا فرمائیے۔ کہ مقدمہ کسی انگریز کے اجلاس میں پیش ہو۔ ہندوستانی حاکم اکثر رشوت خوار ہوتے ہیں میں نے بہت کہا کہ ایسی دعا نہ کراؤ۔ بلکہ یہ دعا کراؤ کہ خدا مدد کرے۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ خدا کی شان کہ انگریز ہی کے اجلاس میں مقدمہ پیش ہوگیا۔ فریق ثانی نے کسی [illegible] سے سفارش کرادی۔ اور مقدمہ اس کے حسب خواہ فیصل ہوگیا۔ پھر اپیل میں بھی اسی وجہ سے کہ اول فیصلہ ایک انگریز حاکم کا تھا اسی کو کامیابی ہوئی۔ اُسی کو کامیابی ہوئی۔ اسی سے سبق ملتا ہے کہ خدا کے [illegible]

خدا اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولوی سراج الدین احمد خان صاحب مرحوم ایڈیٹر زمیندار)

یَا فَتَّاحُ

اے جمال بے مثال نقش بر آب روان
بر کمال صنعت از ہر بن موصد زبان
اے بسا دل غرق بحر حیرت اندر کنہ تو
وے بسا سر اندریں سر سر بسر وہم و گماں
اے بسا سحباں بہ بزم ذکر وصفت گنگ و کر
وے بسا لقماں بہ رمز حکمت قاصر بیاں
اے بسا اسکندر و دارا بدرگاہت گدا
وے بسا رستم بہ میدان تو زال ناتواں
حسن خوباں آیتے از حسن مہر افزائے تو
واز محبت ہائے تو رمزے ز دلہائے عاشقاں
نالہ بلبل شہادت بر وجود پاک تو
خندہ گل مید ہد از حسن صنع تو نشاں
مظہر فیض جمالت رونق فصل بہار
مصدر شان جلالت نطفۂ باد خزاں
آفتاب خاوری یک ذرّہ از نور تو
کمتریں مشت غبار آستانت کہکشاں
گردش افلاک بر زور قوائے تو گواہ
وسعت قدرت عیاں از فرش تا عرش لامکاں
آنچہ مے شنوم بہ ذکر تست سرگرم مقال
وانچہ مے بینم بہ حمد و مدح تو رطب اللساں
مے فتد بر ہر بن موئے تن خود چوں نظر
دم بدم فوارۂ فیض توئے بینم رواں
بحر را از بہر ما کردی تو کان لعل و در
آسماں را ز ابر و باراں کردۂ گوہر فشاں
از نباتات زمیں گستردۂ خوان کرم
شکر نعمت ہائے تو از ما ادا گردد چساں
باز گرد و گر زحال ما نگاہ لطف تو
ایں ہمہ ہیچ است جسم و پیکر و روح و رواں
کارساز ما ز بہر کار ما پیدا کنی
ابر و باد و ماہ و خورشید و زمین و آسماں
چشم و گوش ما نمودی مہبط اسرار غیب
مظہر راز کمالت کردہ کام و زباں
دست ہائے ما زباں ہا در ثنا و وصف تو
پائے ہائے ما زمانی کاریت نقش رواں
چوں معاش ما بطرز احسن اتمامے گرفت
ہم معاد ما نمودی بہتر و برتر ازاں
ساختی در یوم محشر چارہ ساز کار ما
احمد مرسل شفیع المذنبین خیر الوریٰ
آنکہ نور اوست عنوان بیاض اولیں
وانکہ نام اوست نقش خاتم اوراق دیں
آنکہ در شانش شہ کون و مکان لولاک گفت
وانکہ در اوصافش آمد رحمۃ للعالمیں
آنکہ ذاتش بود زیب مسند پیغمبری
پیش ازاں کیں قصر برافراختند از ماء و طیں
آنکہ یادش حرز جاں آدم و حوا بدہ
وانکہ روحش ناخدائے کشتی نوح امیں
آنکہ ابراہیم از بہر مش تمنا ہا نمود
وانکہ مے خواندش سلیماں دلربائے نازنیں
آنکہ موسیٰ امت خود را بشارت داد ازو
گفت عیسیٰ نام او تسکین دلہائے حزیں
مے سزد در حضرت مداح شاہ دو جہاں
از پئے خود گر مگس رانی کنند روح الامیں
شمۂ از خلق شیرینش چو شد زیب رقم
شد مداد اندر دوات من سراسر انگبیں
چوں ز حلم و عزم او حرفے نکتۂ کردم بیاں
شد وقار کاہ کلک من از کوہ متیں
مست شادی مرگ مے بینم گناہ و جرم
تا شنیدم نام والائش شفیع المذنبیں
از جمالش روز روشن شد شب تار عرب
واز کمالش در عجم ہم نکتہ سنجاں خوشہ چیں
فیض او بنگر شتر باناں جہاں باناں شدند
خانہ جنگاں ہم شدہ جنگ آزمائے روم و چیں

کلام امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمایا لوگ جو کہتے ہیں کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے صرف قرآن کریم کافی ہے۔ وہ غلط ہے۔ صرف نماز ہی کو لو۔ تو اگر سنت رسول کے لحاظ سے اس کی خاص نوعیت نہ سمجھی جائے تو عربوں کی نماز تو (ما کان صلوتھم الا مکاء و تصدیہ) صرف تالیاں لگانی اور سیٹیاں بجانی ہی تھی جس کا ذکر خود قرآن کریم میں ہے پس عربی لغت کی رو سے تو وہی سیٹیاں بجانی اور تالیاں لگانی ہی نماز ہوگی۔

فرمایا۔ کہ آدم خلیفۃ اللہ تھا۔ یہ غلط ہے قرآن کریم میں کہیں ایسا نہیں آیا اللہ تعالیٰ کا کوئی خلیفہ (جانشین) نہیں ہوسکتا۔

فرمایا۔ ریا بھی ایک رنگ میں جائز ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممبر پر نماز پڑھ کر دکھلائی۔ کہ یوں نماز پڑھی جاتی ہے۔ تا کہ سب دیکھ لیں۔ مطلب یہ کہ بہت نیک ہو ✦

جب چھ نمازیں پڑھینگے۔ تو ان کی توجہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اور بھی بڑھ جائیگی۔

مسلمانوں نے جب اس کے خلاف کیا۔ تو اُن پر ہر طرف سے دُکھ کی مار پڑی۔ ملک چھینے جا رہے ہیں۔ عزت و مال جاتے رہے۔ سب سے زیادہ ذلیل ہو گئے ہیں۔ دیکھو۔ مراکش مسلمانوں کی سلطنت ہے۔ مگر جرمن اور فرانس اس پر قبضہ کرنے کے واسطے علانیہ آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ گویا اسلامی بادشاہ کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ اور اس کے ملک کو اپنا حق جانتے ہیں۔ اور اس کی کوئی عزت ان کے دلوں میں نہیں۔ ہمارے بادشاہ بھی ذلیل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ابتلاؤں سے بچنے کا یہ علاج مقرر کیا ہے۔ کہ پہلے سے بڑھ کر عبادت کرو۔ صدقہ کرو۔ حج کے لئے سفر اختیار کرو۔ قربانیاں کرو۔ افسوس ہے کہ مسلمان خیال کرتے ہیں کہ عید ایک میلہ ہے۔ اور دنیوی راحت کے لئے ہے۔ اصلی راحت تو اللہ تعالیٰ کی رضا سے حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم حقیقی راحت کو سمجھیں اور پائیں۔

عبداللہ تیماپوری پاگل کا فتنہ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض اوقات کسی قومی یا شخصی کمزوری کا اظہار ایک نئے سلسلہ کے لئے شماتتِ اعدا کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ اگر ٹھیک وقت پر کسی ایسے فتنہ سے (جو بعد میں سخت ضرر یا قومی نقصان کا موجب ہو سکتا ہے) قوم کو آگاہ نہ کیا جاوے۔ تو بعض سادہ لوح لوگوں کا کسی مغالطہ میں آ جانا مشکل نہیں ہوتا اس وقت وہ خیالی شماتت سے زیادہ ضرر رسان ہوتا ہے (ونعوذ باللہ من ذالک) اس قسم کے وجوہات سے مجبور ہو کر مجھے بعض اوقات بعض ایسے مضامین پر لکھنا پڑتا ہے۔ جو اپنی آنی تاثیرات کی وجہ سے ناگوار خاطر ہو سکتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آج مجھے عبداللہ تیماپوری کے متعلق قوم کو آگاہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کا ایک مضمون کسی دوسری جگہ اسی موضوع پر درج کیا گیا ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب کا فتنہ مجھے تو اسی وقت سے نظر آتا تھا۔ جب اُنہوں نے حضرت سیدنا المہدی کے وصال کے بعد اپنی بلند پروازیوں کا اظہار شروع کیا اور میں نے بارہا چاہا کہ اس کے متعلق ایک پردہ برانداز تحریر شائع کر دوں۔ مگر چونکہ ہمارے امام و مطاع حضرت خلیفۃ المسیح فاروقی ہو کر بھی اپنے اور ہمارے آقا اور محبوب سیدنا المہدی کے جمالی رنگ میں زیادہ رنگین ہیں اور کچھ خدا تعالیٰ نے اس قوم کی فطرت ہی ایسی بنائی ہوتی ہے کہ وہ مخلوق کی ہمدردی اور شفقت کے لئے اپنی جان پر بہت سے دُکھ برداشت کر لیتے ہیں۔ اُن کے حوصلے وسیع اور سینہ فراخ ہوتے ہیں اور کوہ وقاری کی وجہ سے اس قسم کے ابتلاء انہیں جنبش نہیں دے سکتے۔ اور وہ دُنیا میں وصل کو فصل پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسروں کو ابتلاء میں ڈالنے سے ایسے ڈرتے ہیں کہ اس حالت میں اس قوم کا مطالعہ کرنے والا آدمی مغالطہ کھا سکتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ نہایت کمزور دل رکھتے ہیں۔ مگر ان کی قلبی قوت کے معائنہ کا وقت وہ ہوتا ہے جبکہ نااہل اور ناحق شناس لوگ ان کی مخالفت کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور ہر طرف سے ان کا محاصرہ کر کے اپنے خیال میں اُن پر زمین تنگ کر دینا چاہتے ہیں۔ اس حالت اور ساعت میں ان کی قلبی قوت اور شجاعت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے کوہ وقار ہیں کہ کوئی چیز انہیں جنبش نہیں دے سکتی۔ برخلاف اس کے ان کی رقتِ قلب کے نظارہ کا وہ دوسرا وقت ہے۔ جبکہ ان کے سامنے کوئی شخص کسی ابتلا میں پڑتا ہو۔ اس وقت وہ ایک بچے سے بھی نرم اور شیشے سے بھی نازک دل رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے امام نے مولوی عبداللہ صاحب تیماپوری کے جنونی کیفیات کے اظہار کو خاموشی سے سُنا اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اُنہیں ایمانی فراست کے نور کے علاوہ علمی رنگ میں وہ قوت اور ملکہ عطا کیا ہے کہ وہ دماغی خلل اور جسمانی کمزوریوں کو معاً سمجھ جاتے ہیں۔ اور طبی دُنیا میں آپ کی حذاقت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

میں اپنے جوشِ طبیعت سے چاہتا تھا کہ مولوی عبداللہ صاحب کے متعلق کچھ لکھوں لیکن ڈر جاتا تھا کہ مبادا حضرت کو ناپسند نہ ہو بعض اس لئے کہ ان کے متعلق کچھ کہنا ان کے جنون کے اضافہ کا محرک نہ ہو جاوے لیکن اب جبکہ ان کا فتنہ بڑھتا ہے اور بعض سادہ لوح لوگوں کے مغالطہ کھانے کا اندیشہ ہے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے اعلان کو حضرت خلیفۃ المسیح رضی نے پسند فرمایا ہے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ احمدیوں کو آگاہ کروں کہ وہ اس قسم کے لوگوں سے پرہیز کریں۔ ۱۴ جون کے الحکم میں میں نے ایک آرٹیکل چھوٹے خلیفوں سے بچو کے عنوان سے لکھا تھا اور اس میں ظاہر کیا تھا کہ حقانی اور ربانی سلسلوں پر دو قسم کے ابتلا آیا کرتے ہیں۔ ایک اس کے ابتدائی ایام میں ابتلاؤں کا دور شور ہوتا ہے بلکہ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ربانی سلسلوں کی ابتدا مشکلات اور ابتلاؤں سے ہوتی ہے ہر طرف سے ایسے دل و دماغ کے لوگ جو شیطانی تصرف کے نیچے ہوتے ہیں ان کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ان عسر کی ساعتوں میں اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی کامیابی کی بشارتیں دیتا ہے اور بالآخر وہ سلسلہ بامراد ہو جاتا ہے۔ پھر دوسرا وقت مشکلات اور ابتلاؤں کا وہ ہوتا ہے۔ جبکہ اس سلسلہ کا بانی اور امام منشاء الٰہی کے ماتحت بعض امور کو ایسے رنگ میں چھوڑ کر رخصت ہوتا ہے کہ وہ تکمیل طلب ہوتے ہیں اور چونکہ مصلحت الٰہی تو یہ چاہتی ہے کہ تا وہ قوم جو اس نے تیار کی ہے۔ وہ ان کی تکمیل کر کے عملی رنگ میں ان اجور کی مستحق ہو جو خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مامور کے لئے بطور انعام مقرر کئے تھے اور تا عملی قوت اس جماعت کی ترقی کرے مگر وہ لوگ جو محض مخلوق پرست اور مادہ کے غلام ہوتے ہیں اور جن کی نظر کسی شخصیت کے اوپر نہیں جاتی وہ سمجھتے ہیں کہ اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ

زندہ خدا کا سلسلہ زندہ رہیگا

ہمارے اس سلسلہ کے ساتھ (جس کا ایک ادنیٰ فرزند میں بھی ہوں) بھی سنت اللہ کے موافق یہی ابتلاؤں کا سلسلہ پیش آیا۔ مجھے چونکہ یہاں تاریخ سلسلہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور ہمارے ناظرین جانتے ہیں اس لئے یہ لکھ کر کہ سخت سے سخت مشکلات اور آزمائشوں کا زمانہ دراز اس پر آیا۔ اور سچ مچ

آندھی کی طرح آیا اور بگولے کی طرح گذر گیا

مگر خدا تعالیٰ نے ہر مصیبت اور مشکل میں اس کے جلال کو ظاہر کیا۔ بانی سلسلہ کی وفات کے بعد ابتلاؤں کا دوسرا دور شروع ہوا۔ مگر

ایک جوان ہمت بوڑھے کے ذریعہ

لوگوں کے خیال میں گرتی ہوئی قوم اور نعوذ باللہ منتشر ہو جانے والی جماعت کی تائید اور نصرت فرمائی اور اُس نے اپنی عقدِ ہمت اور دُعاؤں سے اس کے شیرازہ کو خدا کے فضل اور تائید سے قائم رکھا۔ زندہ رہنے والی اور نشوونما پانے والی قوم میں جدوجہد کا ہونا لازمی ہے اس لئے

خطبہ عید

بروز عید الفطر ۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۱ء

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا وعظ)

(بعد نماز عید ۔ در مسجد اقصیٰ)

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ۔ اذ قال الحواریون یٰعیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین ۝ قالوا نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیھا من الشٰھدین ۝ قال عیسی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واٰخرنا وایۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین ۝ قال اللہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العٰلمین ۝

انسان اپنے نفس کی خوشی کے لئے بہت سی مختلف خواہشات اپنے اندر رکھتا ہے ۔ وہ چاہتا ہے اُسے آرام ملے ۔ سکون حاصل ہو ۔ عزت ہو ۔ خوشی ہو ۔ راحت ہو ۔ فرحت ہو ۔ ان خواہشات کو پورا کرنے کے واسطے وہ مختلف طرح کی کوششیں کرتا ہے اور ہر قسم کے سامان مہیا کرتا ہے ۔ دانا لوگوں نے جب فطرت انسانی کا مطالعہ کیا اور دیکھا کہ ان خواہشات کا پورا کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے تو انہوں نے ایسی تدابیر سوچیں جن سے یہ فطری تقاضا بھی پورا ہو ۔ اور کوئی مفید مطلب نتیجہ بھی نکل آئے اس کوشش کی سب سے چھوٹی مثال گڑیوں کے کھیل میں پائی جاتی ہے جب یہ دیکھا گیا کہ لڑکیوں میں قدرتاً کھیل کی طرف میلان ہے تو ان کے واسطے ایک ایسا کھیل ایجاد کیا گیا ۔ جو نہ صرف تفریح کا کام دے ۔ اور ذہن کی نشوونما میں مدد دے ۔ بلکہ ان کی تعلیم تربیت کا موجب ہو جائے ۔ گڑیوں کا کھیل ایسا ہے کہ اس میں لڑکیاں سینا ۔ پرونا ۔ سکھانا ۔ پکانا اور آئندہ زندگی کے تمام ضروری حالات سے واقف ہو جاتی ہیں ۔ کبھی گڑیا کا پاجامہ سیا جا رہا ہے کبھی اس کا کرتا بن رہا ہے ۔ پھر گڑیا کا بیاہ ہوتا ہے ۔ اس طرح کھیل میں ہی اُن کا تمام چال چلن سنوارا جاتا ہے ۔ ان کے خیالات میں ترقی ہوتی ہے ۔ ان کے نشوونما میں مدد ملتی ہے ۔

یہ تو انسانی تدابیر کا نتیجہ ہے ۔ مگر انسان کیا اور اس کے ذہنی قویٰ کیا ۔ جب اللہ تعالیٰ اس طرح انسان کے فطری تقاضا کو پورا کرنے کے واسطے کوئی مفید حکمت بتلاتا ہے ۔ تو وہ بہت ہی اعلیٰ بات ہوتی ہے ۔ اور اس میں بڑے بڑے فوائد نظر آتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خود خالق ہے ۔ وہ خوب جانتا ہے کہ انسان کی فطرت میں بھی یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ خوشی کی خواہشمند ہو ۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس کی خوشی کے لئے عید کا دن مقرر کیا ہے اور اس میں بہت سی باریک حکمتیں رکھ دی ہیں اور انسان کے لئے بڑے بڑے منافع کی باتیں اس میں شامل کر دی ہیں ۔ عید یا خوشی کا دن چونکہ فطرت انسانی میں داخل ہے ۔ اس واسطے تمام قوموں میں عید منائی جاتی ۔ عیسائیوں کی عید عنقریب دسمبر کے آخر میں ہونے والی ہے ۔ جس کو کرسمس کہتے ہیں ۔ ایک اور عید عیسائیوں کی ایسٹر میں ہوتی ہے ۔ ہندو بھی دسہرہ اور ہولی مناتے ہیں سکھ بھی عید کرتے ہیں ۔ یہودیوں میں بھی فرعون کی غلامی سے بچنے کے دن سال بسال عید ہوا کرتی ہے اور اس کے سوائے اور بھی ان کے درمیان عیدیں ہیں ۔ غرض کل قوموں میں عید منانے کا دستور چلا آتا ہے ۔ یہی انسانی فطرت کا تقاضا ہے اس سے قوتوں میں نشوونما ہوتا ہے ۔ لیکن حقیقتاً عید دل کی خوشی سے ہوتی ہے ۔ اگر کسی کے گھر میں رات چوری ہو گئی ہو ۔ اور اس کا تمام مال لوٹا گیا ہو ۔ تو وہ صبح کیا عید منائیگا ۔ یا کسی کے ہاں ماتم ہو گیا ۔ تو وہ کیا عید کرے گا ۔ جب تک کہ دل میں راحت نہ ہو ۔ کوئی عید نہیں ۔ صرف کپڑوں کی تیاری اور کھانے پینے کا نام عید نہیں ہے ۔ مگر عید دل کی خوشی سے بنتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے واسطے دو عیدیں مقرر کی ہیں ۔ اور ہر دو میں بڑی حکمتیں رکھ دی ہیں ۔ ہر دو میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دل کی سچی راحت جس کو تم تلاش کرتے ہو ۔ وہ ہم بتلاتے ہیں کہ کس طرح مل سکتی ہے ۔ پہلی عید سے قبل ایک ماہ کا روزہ مقرر کیا ہے ۔ کہ جب انسان اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے ۔ اور اس کے لئے بھوک پیاس برداشت کرتا ہے تو یہ اس کے واسطے ایک خوشی کا مقام ہے ۔ اللہ تعالےٰ کی اس عبادت کے بعد وہ ایک عید مناتا ہے ۔

دوسری عید میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی طرف اشارہ کر کے ہر مسلمان کو جسے استطاعت ہو ۔ قربانی دینے کا حکم ہے ۔ اس میں یہ سر ہے ۔ کہ تم حضرت اسماعیل کی طرح اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرو ۔ حقیقی عید یہی ہے ۔ مگر یہاں کیسی مشکل ہے کہ برخلاف اس کے آجکل کے مسلمان عید کے دن گندے افعال کرتے ہیں عیش و عشرت میں دن گزارتے ہیں ۔ بجائے اس کے کہ دل کی خواہشوں کو قربان کریں ۔ زنا اور فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں ۔

حضرت مسیح کے حواریوں نے خواہش کی کہ ہمیں مائدہ ملے تا کہ ہمارے لئے عید ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مائدہ تو اُترے گا ۔ مگر مال و دولت پا کر انسان گمراہ ہو جاتا ہے ۔ اور فرعون بن جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں پر حملہ کرنے لگ جاتا ہے ۔ یاد رکھو کہ اگر مائدہ پا کر تم میری مرضی کے خلاف چلو گے ۔ تو میں ایسی سزا دونگا ۔ جو کبھی کسی کو نہ ملی ہو ۔ جب خدا کی نعمت ملتی ہے تو اس کے ساتھ ذمہ واریاں بھی بڑھ جاتی ہیں ۔ خدا کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے ۔ خدا اندھا کر دے ۔ بہرہ کر دے ۔ جذام ہو جائے ۔ مرگی پڑ جائے پاگل بن جائے ننگ و ناموس جاتا رہے ۔ عذاب الٰہی کو کون برداشت کر سکتا ہے عیسائیوں کو دیکھو انہوں نے خدا ہی نیا بنا لیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ یہ ایسا سخت گناہ ہے ۔ کہ قریب ہے اس سے آسمان و زمین پھٹ جائیں پیشگوئیوں سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسا سخت وقت آنے والا ہے ۔ ابتلاء سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے عید کے دن جو خوشی کا دن ہے ۔ بجائے پانچ کے چھ نمازیں مقرر کر دی ہیں ۔ اس میں اشارہ ہے کہ جب مال و دولت آرام و راحت حاصل ہو تو عبادت زیادہ کرو ۔ جب ان کی خواہشات بڑھیں ۔ تو نماز بھی ایک اور بڑھا دی

یہ کوئی نئی اور عجیب بات نہیں کہ کسی وقت ہم میں باہم کسی معاملہ پر اختلاف رائے ہو۔ لیکن یہ خدا کے فضل ہاں اسی کے فضل کی بات ہے کہ جس کا ہاتھ اور وقت کے ماتحت خدا تعالیٰ نے ہمیں رکھا ہے اسی میں وہ طاقت ہے کہ

اس کے لبوں کی جنبش میں تمام تنازعوں کا مٹا دینا رکھ دیا ہے

پس کبھی یہ امر گھبراہٹ کا موجب نہیں ہوتا کہ اگر دو بھائیوں میں کسی مسئلہ پر اختلاف رائے ہوا۔ احمدی قوم کو ایسے اختلافات اللہ کے فضل سے نقصان نہیں پہنچا سکتے اس لئے کہ وہ ایک امام اور حَکَم کے ماتحت ہے غرض بانی سلسلہ کی وفات کے بعد میرا اپنا علم یہی ہے کہ اس کے جانشین کے لئے بیرونی ابتلاؤں کا سلسلہ کم ہو جاتا ہے اور بعض اندرونی ابتلاء بڑھ جاتے ہیں۔ اور بڑھنے بھی چاہئیں۔ کیونکہ وہ ابتلا

اس جانشین کے مؤید اور منصور ہونے کے زندہ ثبوت ہوتے ہیں

اسی سنت کے موافق یہاں بھی بعض ایسے امور کبھی پیدا ہو جاتے ہیں آجکل **مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری** کا فتنہ ہے وہ اپنے آپ کو **ملہم اور قدرت ثانیہ** کا مصداق قرار دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ لوگوں نے اس کے متعلق استفسار کیا ہے اور آپ نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ **وہ مجنون ہے اس کے لئے دعا کرو۔**

چونکہ آپ نے بہت سے مجنونوں کا ہمیشہ علاج کیا ہے اور آپ نے بارہا فرمایا ہے کہ مجنونوں کو بھڑکنے کا موقعہ نہیں دینا چاہئے اس لئے جسقدر نرمی ان کے ساتھ روا رکھی گئی اور ان کے معاملہ میں خاموشی سے کام لیا گیا وہ ان کے لئے مضر ثابت ہوئی۔ اور اب وہ کھلم کھلا اپنے مامور اور صاحب بیعت ہونے کا اعلان کرتے اور تقریریں کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو ایسے مغالطے سے بچنا چاہئے۔ الہام کے رنگ میں احمدی قوم کا جو حسن ظن کرنے کے لئے مامور ہے مغالطہ کھا جانا بہت ہی سہل ہے کیونکہ ہم بلا وجہ کسی کو مفتری علی اللہ تو کہہ نہیں سکتے اس لئے ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ جب مفتری نہیں تو پھر صادق ہے۔ حالانکہ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسی ہمارے مخالف مولوی کہتے ہیں کہ جب مسیح مصلوب نہیں ہوا یا مقتول نہیں ہوا تو آسمان پر ہے یہ نتیجہ صریح غلط اور لغو ہے ایک شخص مفتری نہ ہو تو اس کے صادق ہونے کا نتیجہ کہاں سے نکلا کیوں ہم اس کی مانند پیروازیوں کو جنون نہ کہیں۔ جنون کے ایسے کرشمے پاگل خانوں میں جا کر معائنہ ہو سکتے ہیں۔

بہر حال تجربہ نے خدا تعالیٰ کے فعل نے ثابت کر دیا کہ آنیوالا **خلیفہ بلا فصل** وہی تھا جسے خدا نے نہ کسی انسان نے حضرت مسیح موعود کے بعد مقرر کیا اور جس کے ہاتھ پر تکمیل سلسلہ ہوئی۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص مدعی کھڑا ہو۔ وہ

اس دعوی میں حق پر نہیں ہو سکتا

رہی **قدرت ثانیہ** اس کے متعلق الوصیت کو پڑھو۔ اور **سنت اللہ** کو دیکھو۔ ہر سلسلہ حقہ میں ایک عظیم الشان وجود کا وعدہ دیا جاتا رہا ہے۔ مگر وہ سلسلہ کے ابتدائی ایام ہی میں نہیں آیا کرتا۔ بلکہ ایک زمانہ دراز اور کم از کم ایسا انقلاب ایکہزار برس بعد ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح اور مہدی کا وعدہ دیا گیا۔ لیکن کیا تم نہیں جانتے اور نہیں دیکھتے کہ

آنیوالا تیرہ صدیاں گذرنے پر آیا

اسی طرح پر حضرت **مسیح موعود** کو **قدرت ثانیہ** کا وعدہ دیا گیا مگر اس سے پہلے کہ **قدرت ثانیہ** آوے اس کے **مظاہر** کا آنا لازمی ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے **الوصیت** میں فرمایا ہے:۔

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

یہ الفاظ صراحتاً بلا تاویل بتلاتے ہیں کہ **قدرت ثانیہ** کے آنے سے پہلے بعض مظاہر کا آنا لازمی ہے۔ ایسی حالت میں یہ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ابھی حضرت کی وفات پر چار سال بھی پورے نہ ہوئے ہوں اور **مظہر اول** کا دور ہو اور قدرت ثانیہ کا ظہور ہو جاوے اس خیال سے سلسلہ کی جو ہتک ہو سکتی ہے اُس کے تصور سے بھی خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ کیا تم اپنے ہاتھ سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ نعوذ باللہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے کیونکہ پھر اس کے یہ معنی ہونگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی نعوذ باللہ ایسی کمزور تھی کہ چوتھے سال ہی ایسی زبردست قوت کے آنے کی ضرورت پڑی جو دائمی **قوت** ہوگی۔ یہ خیال یہ اعتقاد محض **باطل** اور لغویت مجسم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جماعت تیار کی ہے وہ ایک ربانی جماعت ہے اور آپ کے بعد اس کا ہاتھ ایسے ہاتھ میں دیا ہو نہایت زبردست ہے اس جماعت کی اصلاح کے لئے اس وقت کسی دوسرے وجود کی ضرورت نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی دوسرا ہاتھ اور دوسری شخصیت جماعت کی اصلاح میں ممد و معاون ہو سکتی ہے تو وہ اپنی ذات میں کسی پاک اور اعلیٰ کیوں نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں **فرشتہ** بھی کیوں نہ ہو تو بھی میں کہوں گا کہ **اگر ایسے ملائیک آدم کے مطیع نہیں تو شیطان ہیں** میرا یہی مذہب ہے اور میں اسی پر قائم رہنے کی خدا سے توفیق چاہتا ہوں **خلیفہ وقت** اپنے وقت کا **آدم** ہوتا ہے۔ ملائکہ کو بھی جو **اصلاح** کے لئے نیک تحریکیں کرتے رہتے ہیں۔ اس کے ماتحت ہو کر ہاں اس کے لئے **سجدہ** کر کے اپنی ترقی کرنی پڑتی ہے پس سمجھنے والے سنیں اور یاد رکھیں کہ خواہ کوئی ہو۔ نہ یہ ہو یا نہ مولوی عبد اللہ ہو یا عبد الحکیم کیسے باشد خواہ وہ اپنے الہام سنائے یا خواب اور پیشگوئیاں کرے یا بددعائیں جب وہ اپنے مامور ہونے کا دعویٰ کریں اور لوگوں سے بیعت لینے کا اعلان کریں۔ انہیں

رد کردو

وہ ابتلا ہیں تمہاری راہ میں ٹھوکر کا پتھر ہیں۔ نرے الہامات اور خوابات کچھ چیز نہیں۔ اس قسم کے ناعقول سے ہمیشہ بچو وہ تمہارے مالوں پر ہاں تمہارے نقد ایمان پر ایک زبردست ہاتھ مارنا چاہتے ہیں اور قریب ہے کہ وہ تمہیں گرا دیں۔ حضرت **مسیح موعود** اگر سچے تھے اور ضرور سچے تھے۔ وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے انہوں نے **الوصیت** میں جو کچھ لکھا ہے وہ سچ ہے اور ضرور سچ ہے۔ **نور الدین** اگر خلیفہ برحق ہے اور لاریب وہ بلافصل **خلیفہ** ہے تو پھر اس کی زندگی میں جو شخص اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے

وہ سراسر دعویٰ میں جھوٹا ہے

وہ ایک **فتنہ** ہے۔ جو کچھ اور **مستقل** مزاجوں کے امتحان کے لئے پیدا ہوا ہے ایسے مدعیان الہام سے تم نے پہلے کیا کیا جواب تمہاں سے کچھ ملے کیا عبد الحکیم الہامات کا مدعی نہ تھا۔ چراغدین جمونی صلح کرانے کا عہد لیکر نہ آیا تھا پھر ان کا انجام کیا ہوا؟ پس خدا

ڈر جاؤ۔ اور استغفار کرو۔

شیطان چاہتا ہے کہ کسی ایک یا دوسرے فتنہ کے ذریعہ تمہیں کمزور کرے اور تمہارا ایمان چھین لے۔ یاد رکھو اس سے سلسلہ کا کوئی نقصان نہیں مگر ہاں تمہارا سخت نقصان ہے اس لئے اس کو یاد رکھو کہ اگر مولوی عبد اللہ تیماپوری کسی جگہ جاوے تو اس کی طرف قطعاً التفات نہ کی جاوے وہ ایک دماغی مرض میں مبتلا ہے اس لئے واجب الرحم ہے اس کے لئے دعا کرو۔

میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو اس جنون میں مبتلا ہیں اور ایسے لوگوں کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتے ہیں اس مضمون سے ناراض ہوں گے اور گھبرائیں گے مگر حق کی لازمی مرارت سے اگر وہ ناراض ہوں تو ہوں یہ وقت ہے کہ ایسے لوگوں کی چالوں سے قوم کو آگاہ کیا جاوے۔ تا وہ ان کے فتنہ سے خدا کے فضل سے بچی فراست حاصل کرنے کی توفیق چاہے۔ میں نے محض ہمدردی اور نیک نیتی سے امر واقعہ سے اطلاع دی ہے۔ خدا کرے کہ اسے نیک نیتی سے پڑھا جاوے۔

پس یہ خوب یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور عبد اللہ تیماپوری کے دعوی ماموریت کی تکذیب لازم ملزوم امر ہے۔ اور مجھے تو حیرت ہے کہ وہ کیسے دل ہیں۔ جو اس شخص کے دعوی کو شرح صدر سے سنتے ہیں یا اسے جراءت دلاتے ہیں کہ وہ بیان کرے وہ اس کے معتقدات سے واقف نہیں۔ وہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دعوی مہدویت میں حق پر نہیں سمجھتا۔ پھر تمہاری غیرت اور حمیت کا کیا یہی تقاضا ہے؟ کہ ایک شخص اس موعود کو جو تیرہ سو سال کی آرزوؤں اور امیدوں اور ہزاروں راستبازوں کی دعاؤں کے بعد اپنے وقت پر آیا اور جسے تم نے محض خدا کے فضل سے شناخت کیا اپنے دعوی میں جھوٹا کہے اور آپ اس تخت پر بیٹھنا چاہے جس کا وہ اہل نہیں حضرت مسیح موعود کے دعوی کی تائید اللہ تعالیٰ نے لا انتہا نشانوں سے کی اور ایک ربانی جماعت اسے عطا فرمائی۔ وہ جماعت جس کے بعض افراد کو پہلے سے اس الہام میں شامل رکھا تھا ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء۔ اب یہ شخص اپنے دعاوی میں کیونکر صادق ہو سکتا ہے جبکہ وہ بجائے نصرت کے تردید کر رہا ہے۔

بجائے اس کے کہ ہم خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر ایک صادق کو صادق مان کر نعوذ باللہ پھر اس کے انکار کے ذلت کے گڑھے میں گریں۔ ہمارے لئے یہ آسان تر ہے۔ کہ جو شخص یہ کہے کہ مجھے وحی ہوئی ہے کہ مسیح نے دعوی مہدویت میں غلطی کھائی۔ اُسے جھوٹا کہدیں۔ اور اس سے الگ ہو جاویں۔ اس کی صحبت کو ترک کریں۔ جو لوگ ایسے شخصوں کے مجمع سے الگ نہیں ہوتے اور ان کی باتیں سُنتے ہیں۔ وہ ان آیات کو یاد رکھیں وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بها ویستهزأ بها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہٖ انکم اذا مثلهم ان اللہ جامع المنافقین والکفرین فی جهنم جمیعا۔ قرآن مجید کی اس آیت کو غور سے پڑھو اور اس پر تدبر کرو۔ یہ تمہیں کس حد تک ڈراتی ہے۔ مسیح و مہدی خدا تعالیٰ کی ایک آیت ہے اور اس کے وجود سے ہزارہا آیات کا صدور ہوا جب ایک شخص کہتا ہے کہ اس نے اپنے فلاں دعوی میں غلطی کی تو بتاؤ کہ اس سے بڑھ کر استہزا اور کفر آیات اللہ کا کیا ہوگا؟ ایسی باتیں سننے والوں کا انجام جہنم ہے۔ جہنم کے عذاب سے خدا کی پناہ مانگو۔ ربنا اصرف عنا عذاب جهنم انها ساءت مستقرا ومقاما

جس آیت کو اوپر میں نے پیش کیا ہے اس سے یہ بھی ہدایت ملتی ہے کہ ایسی باتوں کے سننے سے اور ایسی مجلسوں میں بیٹھنے سے منع کیا ہے نفاق کے جو اسباب قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں یا احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا ذکر ہے۔ انہیں میں ایک اس آیت سے بھی استنباط کیا کرتا ہوں اور وہ صاف ثابت ہے کہ نفاق ایسی مجلسوں میں بیٹھنے سے پیدا ہوتا ہے جہاں آیات اللہ کا انکار اور استہزا ہو۔ پس میں سچ کہتا ہوں کہ عبد اللہ تیماپوری کی باتیں سُننا اور اس کی مجلسوں سے الگ نہ ہونا ایک قسم کی روحانی موت ہے جو قلبی قوتوں کو زائل کر دیتی ہے قلب ربانی علوم کا سرچشمہ ہے جس قدر قلبی قوتیں طاقتور ہوں معارف الٰہیہ کھلتے ہیں اور جسقدر کمزور ہوں انسان روحانی طور پر اُسی قدر مرتا جاتا ہے اسی لئے منافق کے قلب میں مرض ہے فی قلوبهم مرض۔ اس لئے اگر چاہتے ہو کہ منافق نہ ہو اور نفاق کے اثر سے اللہ تمہیں محفوظ رکھے اور ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ منافق نہ بناوے۔ تو میرے دوستو! ایسی مجلسوں کو ترک کر دو۔

قرآن مجید میں کونوا مع الصادقین کا حکم ہے ایسی مجلسوں سے تو منع کیا ہے جہاں کفر بالآیات اللہ ہو۔ پس مسیح و مہدی کو اپنے دعوی میں غلطی پر کہنا اس سے بڑھ کر کفر بالآیات اللہ کیا ہے؟ پس تم ایسی مجلسوں سے الگ رہو پھر یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ حضرت امام کے بعد جو شخص ہمارا امام ہوا۔ وہ بھی آیات اللہ ہے۔ اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی لاانتہا دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ ہے کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا کیا دعائیں اپنے صادق دوست اور معاون پیدا کرنے کے لئے کی ہونگی اس کا اندازہ کسی قدر اس سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ ایسے جلیل الشان انسان کے لئے کیسی دعائیں کرتے تھے۔ ماموروں کو ضرورت ہوتی ہے ایک صادقوں کی جماعت کی اس لئے وہ نہایت بیچینی کے ساتھ ایسے وجودوں کے لئے دعاؤں میں لگے رہتے ہیں پس یہ اس جہت سے اور اُن ارشادات کی بنا پر جو آئینہ کمالات اسلام وغیرہ میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ میں درج ہیں بجائے خود ایک آیۃ ہیں اب جن مجلسوں میں اس کے انکار پر گفتگو ہو۔ وہ مجلس کفر ہے۔ اس کی خلافت میں دوسرا مدعی اگر کہے کہ میں خلیفہ ہوں تو وہ صریح ایک آیۃ اللہ کا انکار اور استہزا کرتا ہے۔ میرے دل میں اس وقت ایک جوش ہے اور اگر میرے ہاتھ میں چار قلم بھی ہوں تو وہ چل سکتے ہیں مگر آئینہ کمالات کے ان مقامات کو جب پڑھتا ہوں تو میرے دل میں جوش میری روح میں وجد پیدا ہو جاتا ہے۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا ذکر ہمارا مہدی کرتا ہے۔ جس کو تیماپوری پاگل اپنے دعوی میں جھوٹا قرار دیتا ہے اور افسوس ہے کہ تم ٹھنڈے دل سے اس کی باتیں سُن لیتے ہو۔ سنو! وہ مہدی کیا کہتا ہے کسقدر دعاؤں سے وہ نور الدین کو پاتا ہے۔ کیا تمہارا قلب ہمکا اس کا اندازہ کرے اور تمہارا دماغ ہے کہ سوچ سکے؟ ہرگز نہیں

وکنت اصرخ فی لیلی ونہاری واقول یارب من انصاری یارب من انصاری انی فرد مہین۔ فلما توا تر رفع ید الدعوات۔ وامتلاء منه جوّ السموات۔ اجیب تضرعی وفارت رحمۃ رب العالمین۔ فاعطانی ربی صدیقا صدوقا هو من اعوانی وخالصۃ خلصانی وسلالۃ احبائی۔ فی الدین المتین۔ اسمه کصفاته النورانیۃ **نُوْرُ الدِّیْن** هو بھیروی مولداً وقرشی هاشمی نسباً من سادۃ الاسلام ومن ذریۃ النجیبین الطیبین۔ فوصلت بوصوله الی الجذل المفروق۔ واستبشرت به کاستبشار السید (صلی اللہ علیہ وسلم) **بالفاروق**۔ ولقد انسیت احزانی۔ مذ جاءنی ولقانی

پھر ایک لمبی تحریر کے بعد فرماتے ہیں۔

انی اری الحکمۃ قد فاضت علی شفتیه۔ وانوار السماء قد نزلت لدیه واری تواتر نزولها علیه کالمتضیفین۔ پھر فرماتے ہیں وکان العلماء معروق العظم صفر الراحۃ۔ من دولۃ العلوم الروحانیۃ وجواهر الاسرار الرحمانیۃ فقام هذا الفتی وسقط علی اعداء الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسقوط الشهب علی الشیاطین۔ فهو کحدقۃ العیون فی العلماء وفی فلک الحکمۃ کالشمس البیضاء۔ پھر ایک لمبی دعا کرتے ہیں۔ رب انزل علیه برکات من السماء۔ واحفظ من شرور الاعداء۔ اور اس فروق میں وجد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ایسی نعمت ہے کہ اموت ولانا شاکر نعمائک بحالی وقالی وکلامی۔ یشکرک عظامی فی قبری اعاجی فی جدثی وروحی فی السماء۔

غرض آئینہ کمالات کے عربی مکتوب کا آخری حصہ اسی پر ختم ہوتا ہے ان اقتباسات کا ترجمہ یہ ہے:۔

اور میں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اے میرے رب اے میرے رب میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں ایک یکہ وتنہا اور کمزور و بیکس انسان ہوں۔ پس جبکہ میری ان دعاؤں میں بہت کثرت واقع ہوئی اور میرے ہاتھ متواتر اُٹھتے رہے اور آسمان کی فضا میری دعاؤں سے بھر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو اور تضرع کو سُنا اور **رب العالمین کی رحمت جوش میں آئی** تب اس نے مجھے ایک مخلص **صدیق** عطا فرمایا اور وہ میرے مددگاروں کی آنکھ یا میرے مددگاروں کے لئے بطور چشمہ کے ہے۔ جس سے دوسرے سیراب ہوں۔ اور وہ میرے مخلصوں کا **عطر اور خلاصہ** ہے اور وہ میرے دوستوں میں برگزیدہ ہے ہاں وہ میرا محب فی الدین ہے۔ اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح **نورالدین** ہے۔ وہ بھیروی ہے اور نسب کے لحاظ سے **ہاشمی قریشی** ہے۔ وہ اسلام کے سرداروں میں سے ہے اور **نجیب اور طیب ذریۃ** میں سے ہے۔ پس مجھے اس کے ملنے پر ایسی خوشی ہوئی۔ کہ گویا کوئی الگ شدہ عضو مل گیا اور ایسا مسرور ہوا۔ جس طرح پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم **فاروق** رضؓ کے ملنے سے خوش ہوئے۔ اور یقیناً میں اپنے ہم و حزن کو بھول گیا۔ جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے لبوں پر حکمت کے چشمے جاری ہیں۔ اور **آسمانی انوار اُس کے پاس اتر رہے ہیں**۔ اور میں ان سماوی انوار کے متواتر نزول کو ایسے طور پر مشاہدہ کرتا ہوں۔ کہ گویا وہ اس پر مہمانوں کی طرح آتے ہیں اور علماء کی حالت یہ تھی۔ وہ روحانی علوم کی دولت سے محض بے نصیب اور برہنہ ہڈیوں کی طرح تھے اور خدا تعالیٰ کے اسرار سے محض خالی ہاتھ اور ناواقف۔ پس ایسی حالت میں یہ جوان (نورالدین) کھڑا ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر اس طرح پر گرا۔ جس طرح پر شہاب ثاقب شیاطین پر گرتا ہے۔ وہ علماء میں حلقہ آنکھ کی طرح ہے۔ اور حکمت کے آسمان میں

آفتاب درخشاں ہے

اے میرے رب اس پر آسمانی برکات نازل فرما اور دشمنوں کی شر سے محفوظ رکھ۔ اور اس کے ساتھ ہو جہاں کہیں وہ ہو۔ اور اُس پر دُنیا و آخرت میں رحم فرما وانت ارحم الراحمین۔

میں مروں گا ایسی حالت میں کہ تیری اس نعمتوں کے مجموعہ پر شکر گزار رہوں گا۔ ہاں میں اپنے حال سے قال سے اور کلام سے شکریہ میں رطب اللسان رہوں گا۔ نہیں بلکہ میری ہڈیاں قبر میں بھی تیرا شکر کریں گی (عجاجی فی جدثی) اور میری روح آسمان میں شکر گزار ہو گی۔ پھر بھی تیری نعمت میرے شکریے پر غالب آئی۔

اب

غور کا مقام ہے کہ یہ کسقدر عظیم الشان **آیۃ اللہ** ہے۔ حضرت مسیح موعود کی لاانتہا اور جوّ السما کو پُر کر دینے والی دعاؤں کا نمونہ اور نتیجہ ہے **نورالدین** کی قدر ہماری آنکھ سے پوشیدہ اور ہمارے دل سے فی الواقعہ مخفی تھی۔ مجھے تو یہ نور آج نظر آیا ہے۔ اور میں اس جگہ اس ذکر سے رُک نہیں سکتا کہ یہ ربّانی تحریک تھی۔ جو میرے قلب کو آئینہ کمالات اسلام کی طرف پھیر دیا۔

الغرض یہ **مقام بلند** کا انسان مہدی اور مسیح کی دعاؤں کا **نشان** ہم کو دیا گیا ہے۔ جس کے **نسب** کا بھی مہدی نے خصوصاً ذکر کیا۔ اور اس کے **آباؤ اجداد** کے **طیب** اور **نجیب** ہونے کا بھی اظہار فرمایا۔ یہ اسرار ہیں جو دوسرے لوگ نہیں سمجھ سکتے مختصراً میں یہاں بتاتا ہوں کہ چونکہ یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص **مامور** ہو۔ اور ایک قوم کا روحانی **امام** ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذاتی وجاہت اور شرف رکھتا ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی ادنیٰ درجہ کا انسان ہو جس کی ماتحتی کے لئے دوسروں کو عار آئے چونکہ **نورالدین** نے قوم کا امام ہونا تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے خدا سے وحی پاکر اُس کے علو نسب اور شرافت و نجابت کی تصدیق کی وللہ الحمد۔

یہ سچ ہے کہ اسلام نے تفریق ذات اور امتیاز قوم کو اٹھا دیا ہے گر اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اس کے **مامور** اور ان کے مخلص نائب ہمیشہ ایسا **شرف** رکھتے ہیں کہ دوسروں کو کراہت نہ ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں صفحہ ۶۶ پر اس کی مفصل بحث کی ہے۔ یہ مضمون حد سے زیادہ بڑھ رہا ہے۔ ورنہ میں اس جگہ اس مضمون کو تمام و کمال نقل کرتا۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ جو لوگ **دوسروں کی اصلاح** کے لئے مامور ہوتے ہیں وہ [illegible] ادنیٰ اقوام سے کبھی نہیں ہو سکتے [illegible] اور [illegible]

ان میں علو نسب اور شرافت اور نجابت ہو پھر ان قوموں کی تفصیل دیتے ہوئے جن میں سے کوئی مامور نہیں ہو سکتا بتایا ہے کہ جولاہے بھی ان میں سے ہیں میاں عبد اللہ بھی اسی قوم میں سے ہیں۔ ہمیں نعوذ باللہ ان کی حقارت مقصود نہیں اور تکریم کے لئے قرآن مجید کا یہی معیار ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا ہے کہ مامور کے لئے علو نسب اور شرافت ضروری ہے اور میاں عبد اللہ کو اپنے مامور ہونے کا گمان ہے۔ اس لئے اس نکتہ کو بھی یہاں لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ بہرحال میاں عبد اللہ تیماپوری کی حالت نہایت خطرناک ہے۔ قرآن مجید سے میں نے بتایا ہے کہ ایسے لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اور ان کی باتیں سننا شعبۂ نفاق ہے۔ یا نفاق اس سے پیدا ہوتا ہے پس مومن کا کام نہیں کہ ایسی مجلسوں میں بیٹھے۔ اس کی باتیں سن کر اور تصدیق کر کے حضرت مسیح موعود کا انکار اس سے لازم آتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ امام دیا ہے۔ جس کی شان اوپر بیان کر دی ہے۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

پس مرے دوستو! خدا کے لئے ایسے شغل چھوڑ دو۔ اور ایسی مجلسوں اور ایسے لوگوں کی صحبت ترک کر دو۔ کہ عافیت اسی میں ہے خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین۔

اس نادان کو ایک یہ خیال بھی دامنگیر ہو رہا ہے جس کو اس نے اپنے خطوط میں ظاہر کیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کمزور تھی؟ نہیں معلوم تعلیم کی کمزوری سے اس کی کیا مراد ہے؟ قرآن مجید نے تعلیم کی قوت اور طاقت کا ایک معیار ہمارے سامنے رکھا ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعلق تین امر بیان فرمائے ہیں آیات اللہ کی تلاوت تزکیہ قوم اور تعلیم الکتب والحکمۃ۔

پھر ایک دوسرے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا وعلمه شدید القوی یہاں شدید القوی کے ذکر سے یہی غرض ہے کہ تا ظاہر کیا جاوے کہ آپ کی تعلیم میں بھی بڑی طاقت قوت ہے اور جس قدر قوت معلم میں ہو۔ اسی قدر اثر اور قوت متعلم میں پیدا ہوتی ہے۔ پس ہم اس معیار پر دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم میں کیسی طاقت تھی؟

یہ امر تو ایک مسلّم امر ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد فیج اعوج کا زمانہ شروع ہو گیا۔ اور مسیح و مہدی کی آمد اس وقت میں مقدر کی گئی تھی جبکہ علوم حقیقی دنیا سے اٹھ جاویں اور روحانیت کا مغز باقی نہ رہے اور خیر امۃ کی حالت اس درجہ تک گر جاوے کہ وہ یہود کے مثیل ہو جاوے اور اس وقت اصلاح امت کے لئے آنیوالا انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور مہدی کہلائے اس لئے کہ اس زمانہ میں ایک ہدایت یافتہ اور ہادی انسان کا پایا جانا ہی قریباً ناممکن ہوگا۔

ایسی حالت میں مہدی آتا ہے اور حالات زمانہ کے لحاظ سے علمی تکشیفات اس درجہ تک پہنچتی ہیں کہ سائنس کی ترقی میں بجائے عرفان الٰہی میں ترقی ہونے کے خدا تعالیٰ کی ہستی ہی معرض شکوک میں ڈالی گئی اور دہریہ اور میٹریلسٹ لوگوں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا۔ یورپ کے فلسفہ اور علوم کے مقابلہ میں اہل مذہب نے اپنے ہتھیار ڈالدئیے اور وہ اس کے پجاری ہو گئے ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ہی نہیں بلکہ عرفان پیدا کرا دینا کسی معمولی معلم کا کام نہیں بلکہ ایک ایسے قوی الاثر اور مزکی کا اعجاز ہو سکتا ہے۔ مگر کیا آپ کی تعلیم کا اثر اور اعجاز نہیں کہ لاکھوں انسان ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے گویا خدا تعالیٰ اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ اس ایمان اور عرفان کا پیدا ہو جانا ہی ایک ایسی بات ہے کہ اگر کوئی شواہد ہمارے ہاتھ میں نہ ہوں تو بھی مہدی کی تعلیمی طاقت کے اعجازی اثر کو اس سے ثابت کر سکتے ہیں۔ مگر ہم اسی پر اکتفا نہیں کرنا چاہتے ایمان اور معرفت کی ترقی کے ساتھ یہ لازمی امر ہے۔ کہ تزکیہ نفوس ہو۔ اور تزکیہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قرآن مجید جو خدا تعالیٰ کا زندہ اور ابدی کلام ہے۔ اس کے حقائق اور معارف پر علی وجہ البصیرۃ اطلاع پیدا ہو۔ پس جماعت نے جسقدر ترقی کی ہے۔ وہ ایک ایسا امر ہے کہ اس پر اگر تفصیل سے لکھا جاوے۔ تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔ مگر میں مختصراً چند باتیں پیش کرتا ہوں۔ اس وقت چونکہ مادی ترقی اور اقتصادی پہلوؤں پر عوام میں بحث ہو رہی ہے اس لئے میں ان امور کو بھی زیر نظر رکھونگا۔

اوّل۔ تمام مذاہب اور تمام قومیں اپنی اپنی جگہ چاہتی ہیں کہ ان کی اجتماعی قوت اور طاقت دوسروں سے بڑھ جاوے اور ان میں باوجود اختلاف رائے اور مختلف طبائع اور مذاق کے وحدت پیدا ہو جاوے دراصل یہی ایک امر ہوتا ہے جس پر تمام فیوض الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ وحدت ایک ایسی برکت ہے کہ دنیا میں کوئی چیز اس کے برابر نہیں۔ اس میں ایک سر ہے اور وہ روحانی مذاق کا راز ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے اور وہ اپنے اسماء۔ افعال اور صفات میں یگانہ ہے۔ باوجود مختلف صفات کے پھر بھی وہ وحدت کا ایک عظیم الشان اور اکیلا مرکز ہے اس لئے اس کی وحدانیت بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ دنیا میں وحدت کا جلوہ ہو۔ اور یہ وحدت مختلف اجتماعوں سے ایک لطیف نظارہ پیدا کرے۔ غرض آج قومیں چاہتی ہیں کہ ان میں وحدت پیدا ہو۔ مگر باوجود ایک زبردست کوشش کے وہ سب کی سب اس مقصد میں ناکام اور نامراد ہو رہی ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھ لو کہ ہندو چاہتے ہیں۔ کہ وہ تمام قومی تفرقوں کو دور کر کے ایک قومیت ہندو قوم میں پیدا کریں۔ مگر جس قدر اس مقصد کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ اسی قدر تفرقہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور جسقدر اصلاح کی طرف قدم اٹھایا جاتا ہے اسی قدر بعض قومی مفاد پیدا ہو رہے ہیں۔ خود مسلمانوں میں ان کے لیڈر چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے تمام تفرقوں کو جو مذہبی حیثیت سے یا دوسرے رنگ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اٹھا دیا جاوے۔ مگر اس کا جو نمایاں اثر ہے۔ وہ دیکھ لو۔ کہ بعض اوقات خود لیڈروں کی حالت قابل افسوس ہو جاتی ہے ان تمام کوششوں کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تعلیم کے ذریعے چاہا کہ

قوم میں وحدت پیدا کرے

اب دیکھ لو کہ قوم میں مختلف مذاق۔ مختلف طبائع۔ مختلف قابلیتوں مختلف عمروں اور مختلف ملکوں کے لوگ داخل ہوئے۔ احمدی ہوتے ہی جو پہلا اثر اس پر پڑتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ ان تمام جھگڑوں کو جو احمدیت سے پہلے اس کے لئے اس کے مذہب کا ایک جزو تھے۔ بھول جاتا ہے۔ صدیوں کی کوشش کے

بعد اور سینکڑوں مناظرات سے بھی شیعہ اور سنی کا تفرقہ نہیں مٹ سکا۔ مگر خدا کے لئے بتاؤ اور سوچ کر جواب دو۔ کہ یہ کس زبردست تعلیمی قوت اور قدسی طاقت کا اثر ہے کہ ایک شیعہ اور ایک سنی آتے ہیں اور مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے دل سے وہ بغض اور کینہ دور ہو جاتا ہے۔ جن میں وہ مبتلا تھے اور وہ غلطیاں جو ان میں اعتقادی رنگ میں پیدا ہو چکی تھیں دور ہو جاتی ہیں۔ ایک غیر مقلد اور مقلد آتے ہیں۔ ان میں کوئی جھگڑا باقی نہیں رہتا۔ ایک سید اور ایک تیلی آتا ہے۔ مگر سید اپنے آپ کو تیلی سے افضل قرار دیکر اسے حقیر نہیں جانتا اور اپنے برابر جگہ دیتا ہے۔ ایک مولوی اور ایک جاہل زمیندار آتے ہیں۔ مگر ان میں تعزز کا متکبرانہ اثر نہیں غور کرو اور سوچو کہ اس سے بڑھکر اتحاد پیدا کرنیکا نمونہ کیا ہوگا۔ کیا یہ کسی کمزور تعلیم کا اثر ہو سکتا ہے۔ کبھی نہیں۔ پھر مختلف خیالات ہیں۔ آپس میں اختلاف رائے ہوتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں غیر احمدیوں کے متعلق بحث تھی۔ لیکن امام نے جب ہر دو فریق کو کہا۔ کہ کیوں جھگڑتے ہو۔ تو نتیجہ کیا تھا۔

سب کی خاموشی

یہ کیسی زبردست قوت ہے اور یہ کیسی طاقت ہے باوجودیکہ قہری حکومت نہیں کوئی کسی کو سزا نہیں دے سکتا۔ مگر ایک لب کی حرکت اور جنبش جو چاہتی ہے کرا لیتی ہے۔

اس قسم کے اتحاد کی مثال تو ایک ہی ملتی ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ باہم تکرار ہوتا ہے۔ وہ ذات بابرکات بولتی ہے۔

آلی الجاھلیۃ وانا فیکم

اور اس غصہ کی آگ پر ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ مختلف خیال کے لوگوں میں اختلاف ہونا لازمی ہے۔ اور اختلاف رائے ترقی کی جڑ بھی ہے۔ مگر اس پر بھی زبردست قوت ہے۔ جو اس کو مٹا دیتی ہے یہ ہے طاقت تزکیہ نفس کی جب تک معلم کا کیریکٹر اعلیٰ درجہ کا بے لوث نہ ہو وہ اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہے ایک پہلو تعلیمی قوت کا۔

دوم۔ لوگ علی العموم رسم و رواج کے پابند ہوتے ہیں اور ہزاروں کوششوں کے بعد بھی وہ ان کو چھوڑنا مذموم سمجھتے ہیں ہمارے غیر مقلد دوستوں نے بڑی کوشش کی کہ وہ مسلمانوں میں شادی اور غمی کے خلاف سنت طریقوں کو مٹا دیں۔ مگر وہ کیوں کامیاب نہ ہوئے؟ ان کا مقصد نہائت اعلیٰ اور اقتصادی رنگ میں قابل قدر تھا۔ باوجود اس کے بدستور اب تک لوگوں میں یہ بلا جاری ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے جھنڈے کے نیچے جو شخص آتا ہے۔ ضرورت نہیں۔ کہ اس امر پر اسے خاص وعظ کہا جاوے۔ یہ مراسم اس کے گھر سے دور ہو جاتے ہیں۔ سنت کا احیاء ہو گیا۔ لوگ آتے ہیں اور نہائت سادگی سے شادیاں کر لیتے ہیں۔

عصر جدید کے مؤلف خواجہ غلام الثقلین صاحب اور ان کے دوستوں نے مسلمانوں میں کفائت شعاری کے پیدا کرنے کے لئے بڑا زور مارا اور بعض جگہ گورنمنٹ نے زمینداروں کی بڑھتی ہوئی مفلسی کو دیکھ کر اپنے اعلیٰ اور ذمہ وار حکام کے ماتحت کمیٹیاں بنائیں اور بڑی کوشش کی کہ اخراجات کم ہوں۔ مگر نہ گورنمنٹ کے حکام باوجود اپنے اثر اور قوت کے اور نہ دوسرے لوگ باوجود اپنی طاقت اور کوشش کے کامیاب ہوئے مگر اس پاک نفس میں نہیں معلوم کہ وہ کیا قوت اور اثر تھا۔ اور ہے کہ احمدی قوم میں ایک سادگی پیدا کر دی۔ اور اسی میں اقتصادی رنگ جلوہ گر ہو گیا۔ یہ تعلیمی قوت کا نتیجہ نہیں ہے تو کیا ہے؟

سوم۔ ایثار کا اس دنیا طلبی کے زمانہ میں پیدا کرنا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ اس وقت دنیا میں خود غرضی اور خود مطلبی کی حکومت ہو رہی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین کی تعلیم کی وجہ سے قوم میں ایثار پیدا ہو رہا ہے اپنی ذاتی ضروریات یا ایسے امور کے لئے اپنے مالوں اور جانوں کو نثار کرنا آسان ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے ایسے اغراض کے لئے روپیہ کو دیدینا جہاں دم نقد کوئی فائدہ نہ ہو۔ بہت ہی مشکل ہے لیکن سلسلہ کے مختلف انسٹی ٹیوشنز کے لئے محض احمدی قوم ہی کا سکرفائس کرنا بتا رہا ہے۔ کہ ان میں کسقدر ایثار کی قوت پیدا ہو چلی ہے۔ تعلیمی اغراض اور اشاعت اسلام کے کام ایسے ہیں۔ کہ ان میں ہزاروں روپیہ قوم کا خرچ ہو رہا ہے۔ پھر اس کام میں محض اخلاص اور خدا ہی کی رضا کا ثبوت اس سے ملتا ہے۔ کہ بانی سلسلہ نے اشاعت اسلام کے سلسلہ کے مستحکم کرنے کے لئے نہ اپنی ضروریات اور ذریت کے لئے یہ قرار دیا کہ ہر احمدی کم از کم اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ کی وصیت کرے اور احمدی قوم نے شرح صدر سے اس کو تسلیم کر لیا۔ یہ معمولی امر نہیں ہے بلکہ جب تک ایک نہائت قوی الاثر محرک نہ ہو۔ انسان خرچ مال کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یہ بھی آپ کی تعلیمی قوت ہی کا اثر ہے۔

چہارم۔ گورنمنٹ نے مختلف قوانین کے ذریعہ اور اپنے سطوت اور شوکت کے ذریعہ چاہا کہ جرائم میں کمی ہو۔ مگر باوجود سخت سزاؤں کے جرائم بڑھ رہے ہیں۔ یہ تو ایک قہری حکومت کے قوانین کی تاثیر ہے اس کے اسباب پر یہاں بحث مقصود نہیں۔ بلکہ یہ دکھانا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم نے کیا اثر پیدا کیا اور اس کے ساتھ ہی مختلف مذاہب کی اخلاقی تعلیم بھی ہے اور وہ بڑے زور سے جرائم سے بچنے کی ہدائیت کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی خطرناک جرائم ہوتے ہیں اور مختلف قوموں۔ مختلف ملتوں اور فرقوں کے لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ احمدی قوم محض اسی کے فضل سے شرمناک جرائم سے نسبتاً محفوظ ہے۔

ڈاکہ زنی۔ سرقہ بالجبر۔ زنا بالجبر۔ جعل سازی وغیرہ جرائم میں جہاں تک ہمارا علم ہے کسی احمدی نے سزا نہیں پائی اور یہ معلم کے تزکیہ نفس اور تعلیم کا اثر ہے۔ میں ابھی یہ کہنے کا حوصلہ نہیں کرتا کہ لکھدوں کہ ۱۰۰ فیصدی احمدی ایسے جرائم سے پاک ہیں۔ مگر ہاں میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ۹۰ فیصدی سے کہیں زیادہ خدا کے فضل سے پاک ہیں۔ ایسا تزکیہ اس زمانہ میں ایک زندہ معجزہ ہے۔

پنجم۔ قرآن مجید کی تعلیمی قوت کا یہ بھی ایک نتیجہ ہے۔ کہ انسان کی قوت استدلال بڑھ جاتی ہے اور منکرین اسلام کے ساتھ دلائل و براہین سے وہ غالب آ جاتا ہے۔ اس سلسلہ کو بھی چونکہ لیظھرہ علی الدین کلہ کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ اس لئے اس کے پیروؤں کو بھی خصوصیت کے ساتھ قوت استدلال عطا فرمائی ہے اور ایسے روشن دلائل اور اصول مناظرہ بانی سلسلہ نے بیان کئے۔ کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ مثلاً جملہ مذاہب کے ساتھ مناظرہ کے دو ایسے اصل بتا دیئے۔ کہ بس ان سے ہی باطل کو ہلاک کر دیا جاتا

ہے۔ کہ ہر ایک الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ اصولی طور پر دعوٰی بھی خود ہی بیان کرے اور دلائل بھی۔ ایسے ہی سچے مذہب کے آثار اور ثمرات ہر زمانہ میں تازہ ہوں۔ اس کی تعلیمی تاثیرات بطور کہانی نہ ہوں۔ اب ان ہر دو اصولوں پر کوئی مذہب پورا نہیں اُتر سکتا۔

اپنے مذہب کے متعلق بعض ایسے اصول بتلائے جو مطول کتابوں کے پڑھنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر آپ نے چند الفاظ میں بتا دیا۔ مثلاً اصول حدیث کے متعلق بتایا کہ جو احادیث تعامل کی ہیں۔ وہ تو بلا چوں وچرا تسلیم کرو۔ اور دوسری قرآن مجید کے محک پر دیکھ لو۔

مَیں نے نہایت ہی مختصر طور پر یہ بیان کیا ہے ورنہ مَیں خدا کے فضل سے ان تمام اصولوں کو بیان کر سکتا ہوں۔ جو مختلف علوم کے متعلق آپ نے بتلائے ہیں۔

غرض قوت استدلال اور قرآنی حقائق کے لئے ایک راہ کھول دیا۔ اب ایک احمدی سے عیسائی۔ آریہ۔ برہمو۔ دہریہ ایسے ڈرتے ہیں جس کی حد نہیں۔ وہ ان کی قوت استدلال کے آگے لاجواب ہیں۔ یہ آپ کی تعلیم کی طاقت کا مختصر بیان ہے۔ اس قسم کے مضمون یکصد اگاد کتاب چاہتے ہیں۔ اس مختصر میں کہاں گنجائش پھر توفیق ملی تو لکھوں گا۔ باللہ التوفیق۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم ایسی زبردست اور طاقتور ہے کہ اس نے قرآن مجید کی طرح ایک دہقان اور عالم کو یکساں اپنا گرویدہ کر لیا قلوب کی فتح آسان کام نہیں ہے۔ سب سے بڑی طاقت اس کے لئے ہی بکار ہوتی ہے۔ قتل کر دینا آسان۔ ملکی فتوحات حاصل کر لینا سہل مگر قلوب کو فتح کرنا مشکل ہے اور پھر فتح بھی ایسی فتح کہ ان سے جدا ہو کر الو۔ نادان ہے وہ انسان جو اس طاقت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

بہر حال جماعت کو ایسے لوگوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور ان کے حملوں سے الگ رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ٹھوکر کے پتھر ہیں ایسا نہ ہو۔ شیطان انہیں گرا دے۔

جنگ اٹلی و آلِ عثمان اور ایک تازہ نشان

اس وقت اٹلی اور ٹرکی کی لڑائی کا غلغلہ عالم اخبارات میں بلند ہے اور یورپ اور اسلامی دُنیا میں اس جنگ کے متعلق ایک شور برپا ہے۔ اسلامی دُنیا میں اٹلی کی غاصبانہ دستبرد پر ملامت کے ووٹ پاس ہو رہے ہیں۔ اور ٹرکی کی کامیابی کے لئے وہ دست بدعا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ یورپ کی دوسری سلطنتیں بھی خواہ کسی نظر اور نکتہ خیال سے کیوں نہ ہو اٹلی کی اس بیہودہ حرکت پر نفرین کا اظہار کر رہی ہیں۔

الحکم کے ناظرین اس جنگ کے حالات سے دوسرے ذرائع سے واقف ہو چکے ہوں تو یہ جُدا امر ہے مگر یہ پہلا موقعہ ہے کہ الحکم انہیں ایسے جنگ کے واقعات اور حالات سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اور وہ بھی صرف اس لئے کہ

یہ جنگ ایک نشانِ صادق ہے

اور چونکہ دُنیا آیات اللہ کو ہنسی اور استہزا سے دیکھتی اور اندھوں کی طرح اس پر سے گذر جاتی ہے اس لئے مَیں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس موقعہ پر بھی اُن لوگوں کو جو میرے اخبار کے پڑھنے والے ہیں آگاہ کروں کہ

وہ اس نشان کو دیکھکر عبرت حاصل کریں

مَیں جانتا ہوں کہ اس نشان کے اعلان اور اظہار پر اسی طرح مخالفت ہو گی۔ جس طرح پر اس وقت ہوئی تھی۔ جبکہ پہلی مرتبہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے مسیح موعودؑ نے سلطنت عثمانیہ کے متعلق الٰہی تحریک سے متحرک ہو کر کچھ کہا تھا اور ہندوستان کے اسلامی اخبارات نے سب و شتم کی ایک بوچھاڑ برسا دی تھی۔ یہاں تک کہ اسی صدی میں چودہویں صدی اخبار کا ایک بزرگ بھی بہ گیا اور بالآخر اسے توبہ کرنی پڑی تھی

یہ امر اب مخفی نہیں رہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے یہ اعلان فرمایا تھا کہ دُنیا میں ایک

نذیر آیا پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ پر خدا اسے قبول کریگا

اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔

اس وحی الٰہی پر تیس سال کے قریب گذرنے کو ہیں۔ اور اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کیا تو بھی بہت سے دِل ایسے ہیں۔ جو اس کے مقدس دعوٰی کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور بہت سی آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہوئی نہیں دیکھتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں سلطنت برطانیہ کے محاسن اور برکات کے بیان سے مسلمانوں میں

سچی ارادت اور وفاداری کے جذبات

کو پیدا کیا اور مذہبی حیثیت سے جو فوائد مسلمانوں کو تاج برطانیہ سے پہنچے ہیں۔ اُن سے آگاہ کیا۔

آپؑ کی سب سے پہلی اور سب سے آخری تحریر اس امر کی شہادت کیلئے کافی ہے غرض آپؑ کو جب موقعہ ملا کہ کوئی تقریر یا تحریر شائع کریں تو آپ نے

گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری

کے پہلو کو بیان کرنے سے تامل نہ کیا۔

ناظرین حیران ہوں گے کہ اس لمبی تمہید کو جنگ ٹرکی و اٹلی کے نشان سے کیا تعلق؟ مگر ان کا یہ تعجب بہت جلد جاتا رہیگا جب انہیں معلوم ہو گا۔ کہ یہ اتنا بڑا زبردست نشان ہے کہ ایک مادہ پرست اور دہریہ بھی اس کے خدا کی طرف سے ہونے میں شُبہ نہیں کر سکتا۔ یا کم از کم اس کے مشکوک ہونے پر دلائل قائم نہیں ہو سکتے۔

۱۸۹۷ء میں حسین کامی نام ایک شخص جو سفیر سلطان روم کہلاتا تھا۔ قادیان آیا اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تخلیہ میں مُلاقات کی خواہش کی حضرت مسیح موعودؑ نے محض حسن اخلاق سے اس کی اس درخواست کو ردّ نہ فرمایا اگرچہ آپؑ کو تخلیہ کی ملاقاتوں سے ہمیشہ نفرت تھی اس ملاقات میں سفیر مذکور نے حضرت مسیح موعودؑ سے "سلطان روم کے لئے ایک خاص دعا کرنے کی درخواست کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ اس کے لئے جو کچھ آسمانی قضاء و قدر سے ظاہر ہو۔ اس سے وہ اطلاع پاوے"

اس درخواست کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ یہ ہے۔

"سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔

مَیں نے کئی اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا۔ کہ رومی سلطنت کئی باتوں میں خدا کے نزدیک قصوروار ہے اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔ توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ۔ مگر مَیں اس کے دل کی طرف خیال کر رہا تھا کہ وہ ان باتوں کو بہت ہی بُرا مانتا تھا۔ اور یہ ایک صریح دلیل اس بات پر ہے کہ سلطنت روم کے دن اچھے نہیں ہیں۔ اور پھر اس کا بدگوئی کے ساتھ واپس جانا یہ اور دلیل ہے۔ کہ زوال کے علامات موجود ہیں"

یہ ابتدا ہے اس نشان کا جس کا ذکر میں اس مضمون میں کرنا چاہتا ہوں۔ سفیر مذکور نے قادیان سے واپس جا کر نہائت ہتک آمیز مضامین لاہور کے ایک پرچہ میں شائع کرائے اور گالیاں دیں اور خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کی توہین کی۔ وہ نادان اس بات سے بے خبر تھا۔ کہ خدا نے وعدہ کیا ہے۔

انی مھین من اراد اھانتک

چنانچہ اس الہام الٰہی کے موافق حسین کامی ماخوذ ہوا۔ اور نہائت ہی ذلت اور خواری کی مار اس پر پڑی۔ وہ خیانت کے جرم میں ماخوذ ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو نشان اس کے وجود سے ظاہر ہو گئے۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جب وہ اشتہار جس کے اقتباسات مَیں نے اوپر دیئے ہیں شائع ہوا۔ تو اسلامی ہندوستان میں ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہو گیا اور مسلمان اخبارات نے عموماً اور چودھویں صدی نے خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مضامین لکھے محض اس قصور پر کہ انہوں نے ٹرکی کے متعلق وہ پیشگوئی جو اوپر درج ہو چکی ہے کیوں کی؟ یہاں تک کہ پنجاب کے ایک مشہور چوٹی کے مسلمان نے ایک آرٹیکل لکھا اور اس میں یہ شعر بھی لکھا ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ اشتہار شائع کیا جس کا عنوان ہے۔

"کیا وہ جو خدا کی طرف سے ہے لوگوں کی بدگوئی اور سخت عداوت سے ضائع ہو سکتا ہے"

اور آپ نے بھی اس اشتہار پر یہ شعر لکھا ؎

تا دل مرد خدا نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رُسوا نکرد

یہ اشتہار ۲۵-جون ۱۸۹۷ء کو شائع ہوا۔ ضرورت ہے کہ ناظرین اس اشتہار کو اب پھر پڑھیں۔ اس اشتہار میں بزرگ کے لئے بھی ایک پیش گوئی کی گئی تھی جس نے بالآخر توبہ کی اور معذرت چاہی جس کا مفصل ذکر چودھویں صدی کے بزرگ کے توبہ والے اشتہار میں ہے۔

جو اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو شائع ہوا اس میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا کہ

"انہوں (مخالفین مراد ہیں) نے بجائے تحقیق و تفتیش کے اسقدر گالیاں اور لعنتیں بھیجیں کہ شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ مَیں نے رومی سلطنت کے اندرونی انتظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں"

اس طرح پر ٹرکی کے متعلق اور اس کے ارکین کے متعلق اس پیشگوئی کی تجدید ہو گئی۔ پھر جب ٹرکی میں انقلاب ہوا اور سلطان کو معزول کر کے پارلیمنٹ قائم کی گئی اور سلطان جدید تخت نشین ہوا۔ تو یہ پیشگوئی اپنی پوری قوت اور شوکت کے ساتھ پوری ہوئی اور ارکین سلطنت کی حالت آئینہ ہو گئی اس طرح پر جو کچھ کئی سال پہلے کہا گیا تھا اور خدا نے کہا تھا۔

وہ پورا ہوا

یہ پیشگوئی پوری ہوئی مگر افسوس کہ

دُنیا اندھی ہے اور نہیں دیکھتی

ے بعد ہم جنوری ۱۹۰۴ء کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ وحی نازل کی غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون اس وحی الٰہی میں رومیوں کے مغلوب اور پھر غالب ہونے کی پیشگوئی موجود ہے۔

یہ پیشگوئی ایسے وقت اور ایسے حالات میں کی گئی تھی کہ کوئی قیافہ شناس مدبر اور پولٹیشن بھی اس قسم کی پیشگوئی آج سے آٹھ سال پیشتر نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس وقت بظاہر رومی سلطنت سے کسی جنگ کی توقع نہ تھی۔ بلکہ دوستی کے عہدناموں کی تجدید ہوتی تھی اور مراسم دوستی بڑھ رہے تھے۔ اور اس وقت جو جنگ ٹرکی اور اٹلی کی شروع ہوئی ہے اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ

خدا کا یہ کلام پورا ہو گیا یعنے ایک جزو پورا ہو گیا

اس پیشگوئی کے پہلے حصہ میں رومیوں کے مغلوب ہونے کی پیشگوئی ہے آج تک جو خبریں میدان جنگ سے آئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ

رومی مغلوب ہو گئے

اس میں کلام نہیں کہ بعض لوگ اسے فال بد کہیں گے اور ہمیں کوسیں گے کہ ہم رومیوں کی شکست پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر وہ احمق ہیں ہمیں ترکوں کی شکست پر کوئی خوشی نہیں ہم تو اس بات سے خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مامور مہدی کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور اس پیشگوئی کے دوسرے جزو میں ترکوں کی کامیابی کی بشارت ہے۔

مجھے امید کرنی چاہئے کہ جو لوگ حق جو ہیں اور خدا تعالیٰ کے نشانات کی قدر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس سے فائدہ اُٹھائیں گے احمق ہنسیں گے اُنہیں ہنسنے دو۔

ٹرکی اور اٹلی کی خبروں کو انشاء اللہ سلسلہ وار درج کر دیا جاویگا۔ (ایڈیٹر)

اس وقت مجھے اس نشان کو دکھانا مقصود ہے اور ساتھ ہی اس امر کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ مسلمانان ہند کا ٹرکی اور اٹلی کی لڑائی میں کیا طرز عمل ہونا چاہئے۔

یہ ایک سوال ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنا مسلمان لیڈروں کا

کام ہے مسلمانانِ ہند نے فوری جوش سے متاثر ہو کر جو جلسے کئے ہیں اور اُن میں گورنمنٹ ہند اور فارن سکرٹری برطانیہ کو بذریعہ تار مسلمانانِ ہند کے جذبات سے آگاہ کیا ہے۔ بہ حیثیت ایک احمدی ہونے کے مَیں چاہتا ہوں کہ

اپنی قوم کی پوزیشن کو اس موقعہ پر صاف کروں

ہماری احمدی قوم کا جو رویہ برٹش گورنمنٹ کے متعلق آجتک رہا ہے وہ ہمارے دوست اور دُشمن اور خود گورنمنٹ جانتی ہے۔ ٹرکی کے متعلق مندرجہ بالا پیشگوئی جو کسی اختیاری یا ارادی خواہش سے نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے حسین کامی کی آمد پر حضرت مسیح موعودؑ کو کشفی رنگ میں

ٹرکی کا مستقبل دکھایا تھا

اس پیشگوئی کی اشاعت پر مسلمانوں نے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا خطرناک گالیاں دیں مگر ہمارے امام نے اس کو برداشت کیا اور حق گوئی سے مُنہ نہ پھیرا اور صاف الفاظ میں کہدیا۔

"سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میرے قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ مَیں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار کے اس حصّہ کو اسلامی ہند کے دنیوی لیڈر سر سید احمد خان بالقابہ نے نہائت عزت و احترام کے ساتھ اپنے اخبار علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء میں نقل کیا اور مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ

"مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے اس اشتہار میں مرزا صاحب نے ایک نہائت عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے۔"

اب جبکہ یہ جنگ شروع ہو گیا ہے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ مسلمانانِ ہند کو اٹلی کی اس غاصبانہ حرکت پر افسوس ہو۔ مگر قابلِ غور یہ امر ہے کہ ملک و مملکت کا عطا ہونا یا کسی کے ہاتھ سے نکل جانا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے یدِ قدرت میں رہا ہے۔ جب مسلمانوں کی حالت اس درجہ تک پہنچ گئی کہ وہ ملکداری کے قابل نہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے اس امانت کو ان کے اہل کے سپرد کردیا۔ تاج برطانیہ کے ماتحت جو فوائد مسلمانوں کو دینی اور دنیوی رنگ میں حاصل ہیں آج اسلامی سلطنتوں میں ان کا نام و نشان بھی نہیں۔ مسلمانوں کا یہ کام اس وقت نہیں کہ وہ مسلمانوں کے جذبات کو اپیل کریں اور اُبھاریں۔ ہاں اس وقت اگر کوئی کام اس جنگ سے لینا چاہئے تو وہ یہ ہے کہ

مسلمان اپنی اصلاح حالت کی طرف متوجہ ہوں

اور جن اسباب کے ماتحت ان کے ہاتھ سے یہ امانت لی گئی ہے اور ہر جگہ ان کی سلطنتیں خانہ جنگی یا دوسری بلاؤں میں گرفتار ہیں ان کو ترک کریں۔ محض افسوس اور غم کے آنسو بہانے اور خونِ شہدا کو نذر گذرانے سے کچھ نہیں بنتا۔

مسلمانانِ ہند جو جلسے جابجا کر رہے ہیں۔ اور تاج برطانیہ کے تعلقات اٹلی پر رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ یہ ہمارے فرائض سے دور تر ہے۔ مسلمانانِ ہند کا سنجیدہ فرض یہی ہے کہ وہ اطاعت و وفاداری برٹش گورنمنٹ کے جذبات کو بڑھائیں اور خدا نخواستہ وہ راہ اختیار نہ کریں۔ جو ان کی وفاداری کو دھبہ لگائے۔ من حیث المسلمین ہمیں ترکوں کی مشکلات میں ان سے ہمدردی ہے اور اٹلی کی غاصبانہ کارروائی کو ہم نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم کیا یورپ بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن ہمارے لئے اس امر کی کوشش کرنا محض بے سود ہے کہ ہم برطانیہ پر دباؤ ڈالیں۔ کہ وہ ترکوں کی مدد کریں یا ترکوں کی خاطر اٹلی سے جنگ خرید لیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت سے ہمیں تاج برطانیہ کے ماتحت رکھا ہے اور ترکوں اور دوسری اسلامی سلطنتوں سے الگ رکھا ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ اس پہلو کو اختیار کیا جاوے جو ہماری وفاداری کے منافی ہو۔ مَیں بحیثیت ایک احمدی ہونے کے اور اپنے امامؑ اور اس کے جانشین اور خلیفہ برحق کے طرزِ عمل کو سالہا سال سے مطالعہ کرتے ہوئے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ احمدی قوم اپنے امام کے مسلک کو نہیں چھوڑ سکتی خواہ مسلمانانِ ہند اسے کچھ ہی کیوں نہ کہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے امام نے ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ اس قسم کا کوئی جلسہ کرے اور وزیر ہند یا فارن سکرٹری کو تار بھجوائے میری سمجھ میں احمدیوں کو ایسے جلسوں میں شامل ہونے کی ضرورت بھی نہیں۔ جبتک کہ ہمارا امام انہیں شامل ہونے کی اجازت نہ دے اور جو جلسے اظہارِ نفرت کے ہوتے ہیں اور جن میں گورنمنٹ برطانیہ سے ایسے مطالبات کئے جاتے ہیں۔ جو محض نامناسب اور غیر موزون ہیں ہم ان سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے۔

اس میں شک نہیں کہ شوریدہ سر لوگ اسی طرح اس پر بھڑکیں گے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار پر نعل در آتش ہوئے تھے جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔

مَیں یہاں تک لکھنے پایا تھا کہ سول ملٹری گزٹ لاہور اور روزانہ پیسہ اخبار لاہور میں سراج الدین احمد سابق ایڈیٹر چودہویں صدی حال بیرسٹرایٹ لاء کی ایک تحریر اسی مضمون پر شائع ہوئی ہے اور اُنہوں نے مسلمانوں کو بڑے زور سے سید احمد خان صاحب کے طرزِ عمل اور تحریروں کے حوالہ سے رہنمائی کی ہے کہ وہ اس طرزِ عمل کو چھوڑ دیں۔ جو انہوں نے اب اختیار کیا ہے۔ مجھے اس کو پڑھکر بہت خوشی ہوئی نہ اس لئے کہ وہ میرا ہم خیال نکلا۔ نہ اس لئے کہ اس نے مسلمانوں کو اس وقت عمدہ مشورہ دیا۔ بلکہ میری خوشی کا باعث اور ہی تھا وہ یہ کہ یہی شخص جب حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف رہنمائی کی تھی ۱۸۹۷ء میں تو سخت مخالفت کرتا تھا۔ اور اس کے اخبار میں سب سے اول گالیوں کی بھرمار شائع ہوئی تھی آج پندرہ برس کے بعد وہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے سچّے مشورہ کے آگے سر جھکا دیتا ہے یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ وہ جس طرح پر چاہتا ہے کرتا ہے۔ میں اگر اپنے امام کے طرزِ عمل سے مسلمانوں کو اس نیک کام کی طرف رہنمائی کرتا تو میرے حصّہ میں گالیاں ہی آتیں۔ مگر اب جبکہ منشی سراج الدین صاحب نے سید کے مشورہ کو پیش کیا ہے۔ کیا عجب نئی روشنی کے لیڈروں کو سمجھ آجاوے۔

میں اس کے کام نہ آتے تھے؟ نہیں معلوم تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے الحکم کے ذریعہ اس پیشگوئی کو بھی پورا کیا تھا جو مقدمات کے خاتمہ کے متعلق حضرت نے شائع کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنی غریب نوازی اور پردہ پوشی سے الحکم کو

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

میں داخل کیا تھا۔

باوجود اس کی خدمات کے باوجود اس کی عظمت کے بہت تھوڑے دلوں میں حرکت ہوئی اور وہ دل وہ تھے۔ جو غریب تھے۔ جن کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ ہاں ایک بات تھی اور

وہ نقد دعا تھا

ان دعاؤں ہی نے اپنا اثر کیا اور آج میں اس قابل ہوں کہ یہ خوشخبری سناؤں کہ چار ہزار اس میں سے کم ہو گیا۔ ابھی الحکم چار ہزار کا اور زیر بار ہے اور اس میں ایک ہزار روپیہ وہ بھی داخل ہے۔ جو الحکم کی بحالی کے لئے ضروری ہے۔ میرے دوستو خدا تعالیٰ کے کام رکا نہیں کرتے۔ وہ جس کام کو چاہتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح ہو کر رہتا ہے میری امیدیں اور میرا ایمان اس واقعہ سے بہت بڑھ گیا ہے جس نے یہ فضل کیا وہ باقی کے لئے کیوں نہ کریگا باوجود اس حالت کے کہ الحکم بے ترتیب شائع ہوا کیا اس کی قبولیت میں فرق نہیں آیا۔ میں نے بعض اوقات چاہا کہ اسے بند کردوں مگر مسیح موعودؑ کے جانشین اور خلیفہ نے مجھ سے تین مرتبہ عہد لیا کہ میں اسے بند نہیں کرونگا۔ یہ عہد بتاتا ہے کہ منشاء الٰہی ہے کہ

خادم سلسلہ الحکم زندہ رہے

پس اے سننے والو سن لو! الحکم خدا تعالیٰ کے دین کا خادم ہے اس کے ایڈیٹر کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس خدمت کے قابل **دل** دماغ عطا فرمایا ہے اور میں اس ربانی عطیہ پر ناز کرتا ہوں کہ میرے آقا اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے عموماً

الحکم کی ایڈیٹوریل خصوصیت کو سراہا ہے

اور قوم کے سربرآوردہ اور ممتاز لوگ سمجھتے ہیں کہ الحکم نے خاص خدمات کی ہیں مخالفین تک اعتراف کر چکے ہیں کہ وہ کس محنت سے لکھا جاتا رہا ہے جب لکھا گیا ہے۔ اب تک بھی الحکم کے ناظرین اور خریدار پانچ روپیہ سالانہ دیکر سال میں ایک مضمون پڑھ لینا بھی غنیمت سمجھتے ہیں میرے لئے یہ جائے فخر اور شکریہ کا مقام ہے اور یہ محض **ربانی فضل** ہے۔ میری قابلیت اور استعداد نہیں بلکہ سلسلہ حقہ کی خدمت کے طفیل مجھے یہ فضل دیا گیا ہے

ان حالات کے اندر کیا تم پسند کرتے ہو کہ وہ قلم جو خدمت کرنے کا اہل ہے محض اس وجہ سے رکا رہے۔ کہ **الحکم مالی زیر باری کے نیچے ہے**۔ تمہاری غیرت اور حمیت کا تقاضا ہونا چاہئیے تھا کہ تم خود بلا کسی تحریک کے اس کمی کو پورا کر دیتے اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی مگر تم نے قاصر ہو کر بے پرواہی کی اس کا جواب تم اللہ کے حضور دوگے۔

یہ یاد رکھو کہ الحکم ان مشکلات سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نکل جاویگا لیکن تم پر یہ حجت رہجائیگی۔ آنیوالی نسلیں الحکم کے پچھلے فائلوں کو پڑھیں گی اور اس کے کارناموں کو دیکھیں گی پھر جب وہ ان مشکلات کے سالوں کے اندر سے گذریں گی تو تمہاری سردمہری پر افسوس کئے بغیر نہ رہیں گی۔ اس زمانہ میں قلم کا ہتیار تمہیں دیا گیا تھا اور ضرورت تھی کہ تم کپڑے بیچ کر بھی اس ہتیار کی قدر کرتے۔ مگر تم خود سوچو کہ الحکم کے ساتھ تم نے کیا کیا ہے؟

میں پھر تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اپنے اس خادم کی خبر لو میں یہ تحریک بھی نہ کرتا۔ مگر اس تحریک کا محرک دراصل وہ مبارک وجود ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی میں اولوالعزم کہا جس کو فضل عمر کہا اور اس کے عجیب عجیب نام رکھے جو ہمارے لئے برکت اور فضل ہے یعنی صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد۔ انہوں نے الحکم کی ضرورتوں اور مشکلات سے متاثر ہو کر

دس روپیہ مجھے بھیجے ہیں

اور یہ تحریک کی ہے کہ میں تحریک کروں میں اس دس روپیہ کی رقم کو دس کروڑ سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں اس لئے کہ یہ اس ہاتھ سے ملے ہیں جو آیۃ اللہ ہے یہ اس دل سے نکلی ہوئی تحریک ہے جو مظہر انوار سماوی ہے۔ خدا کے فضل سے یہ ضرور بابرکت ہوگی اور نتیجہ خیز پس میں احباب اور سرپرستان الحکم میں سے چار سو ایسے احباب کو بلاتا ہوں جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس مبارک سنت کی تقلید کریں اور الحکم کی مشکلات میں اس کے ناصر ہوں بعض ایسے احباب ہیں جو اکیلے سو سو روپیہ دے سکتے ہیں۔ الحکم کے خریداروں میں سے چار سو ایسے آدمیوں کا نکلنا کچھ بھی مشکل نہیں اور یہ رقوم کم از کم ڈسمبر ۱۹۱۱ء تک آجانی چاہئیں تاکہ جنوری ۱۹۱۲ء سے خدا تعالیٰ چاہے تو الحکم پہلی ہی شان سے نکل سکے

میں سخت ناشکر گذار رہونگا اگر میں ان غریب بھائیوں کا خصوصاً شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس زمانہ مشکلات میں میرے ساتھ نہیں نہیں اپنے پیارے الحکم کے ساتھ خاص ہمدردی کا ثبوت دیا۔ برادرم ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ کا ذکر تو بارہا کیا گیا ہے سید نذیر حسین ساکن گٹھالیاں نے خصوصیت سے الحکم کی امداد کے لئے کوشش کی اور ایک نہایت قلیل تنخواہ کے مدرس منشی قائم علی صاحب نے مستقل طور پر الحکم کے قرضہ کی ادا کیلئے مدد دینے کا اظہار کیا۔ میں نے ایسے دوستوں کے متعلق آجتک الحکم میں لکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا مگر اب جبکہ یہ تحریک کی جاتی ہے تو میں سچے دل سے ان کی ہمدردیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے (آمین)

بالآخر یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ چار سو آدمی جو الحکم کے بقا اور احیا کو ضروری سمجھتے ہیں وہ اس وقت ہمت کریں۔ جو اس سے زیادہ دے سکتے ہیں دیں الحکم کے بقا کے لئے ایک اور تجویز بھی ایک پاک دل کے سامنے ہے اس قسم کی تحریکوں کا پیدا ہو جانا ہی میں سمجھتا ہوں کہ مبارک فال ہے۔

میں نے اس مضمون کے لکھنے سے پہلے دیوان حافظ کو کھولا تو اس میں یہ شعر نکلا جو اوپر درج ہے ؎

بہر کمند کہ خواہی بگیر و بازم بند　　بشرط آنکہ زکارم نظر نگیری باز

سب سے آخر میں الحکم ہی کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور عرض کرتا ہوں کیونکہ ایڈیٹر کا سب سے بڑا ذریعہ خط و کتابت وعرض حال اس کا اخبار ہی ہوتا ہے۔ کہ

میرے آقا! تیرا یہ خادم کیسا ہی نابکار ہو مگر آخر تیرا ہے لڑکے کی لاج ہوتی ہے تیری خواہش ہے کہ قادیان سے کوئی کام شروع ہو کر بند نہ ہو۔ الحکم کے زور قلم اور اس کی قوت استدلال نے تیرے پاک دل میں اپنے لئے جگہ حاصل کی ہوئی ہے۔ تیرے طیب مال نے الحکم کی سرپرستی سے مضائقہ نہیں کیا۔ اگر اس کی کمزوریوں نے تیرے شفاف دل پر کبھی اثر پیدا کرنا چاہا ہے تو الحکم کی خصوصیتوں نے اسے تیرے رحم کے نیچے فوراً محو کر دیا۔ یہ وقت اس کے لئے خاص امتحان کا ہے ایک حصے سے وہ نکل گیا ہے دوسرا سر پر باقی ہے اپنی نیم شبی دعاؤں سے اس کی مدد فرما تیری دعائیں ان بادلوں کو جو ابھی اس پر منڈلا رہے ہیں دور کرنے کا اثر رکھتی ہیں! میں اس میں بھی قدم آگے نہیں سمجھتا بلکہ فخر رکھتا ہوں کہ یہ عرض کروں کہ دعاؤں کے ساتھ اپنے پاک دل سے

درخواست دعا [illegible] احمدی [illegible] علیل [illegible] احباب ان کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ وہ آجکل [illegible] دارالامان میں بغرض علاج [illegible] ہیں۔

بہرحال احمدیوں کو اس جنگ میں جو پارٹ لینا چاہئے وہ جہانتک میں حضرت امام کے طرز عمل سے سمجھتا ہوں یہی ہے کہ ان خوانوں اور جلسوں میں جو مسلمانوں کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ ہمیں شامل ہونے کی ضرورت نہیں۔

اور خدا تعالیٰ کے اس نشان پر جو پورا ہوا ہے۔ سجدات شکر کرنے ضروری ہیں۔ اور دعا کرنی چاہئے کہ وہ اس کا دوسرا جزو بھی ہمیں دکھائے۔ آمین ؎

جو دل رکھتے ہیں وہ پڑھیں

بہر کمند کہ خواہی بگیر و بازم بند
بشرط آنکہ ز کارم نظر نگیری باز

سرپرستان الحکم ایک عرصے سے افسوس سے دیکھ رہے ہیں کہ انکا اخبار نہائت بے ترتیبی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور اس بے ترتیبی کے جو جو موجبات ہیں۔ ان سے بھی وہ کم و بیش واقف ہو چکے ہیں۔ مختصر طور پر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ ایک وقت الحکم کی بڑھتی ہوئی ضروریات کی وجہ سے اس کے کارخانہ میں مشین نصب کی۔ جس سلسلہ میں قریباً چھ ہزار روپیہ خرچ ہو گیا ہے اور پھر مشین کے اجرا سے چونکہ کافی کام اس گاؤں میں مہیا نہ ہو سکا۔ اس پر مزید زیر باری بڑھتی گئی یہاں تک کہ یہ کل مطالبہ آٹھ ہزار روپیہ تک پہنچ گیا۔ اس کا لازمی اثر اخبار کی مالی حالت پر پڑنا چاہئے تھا اور پڑا۔ جس سے اس کی اشاعت میں بے ترتیبی واقع ہوئی۔ اس بے ترتیبی پر بعض ناعاقبت اندیش مخالفوں نے "الحکم پر بجلی گری" کے عنوان سے مضامین لکھے اور خوشی کی اور بغلیں بجائیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے الحکم کے قلم میں ایک خاص قوت رکھی ہے۔ جو انہیں بے چین کئے رکھتی تھی اور وہ دل و دماغ جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے ان کی ریشہ دوانیوں کو تاڑتا تھا۔ دوسری طرف اس وجہ سے مصروف ہو گیا اس لئے انہیں خوشی کا موقع مل گیا۔ مگر میرے لئے یہ ایک ایسی حالت ہی تھی اور ہے جو

تلک الایام نداولہا بین الناس

میں رکھی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس بے ترتیبی اور غیر مستقل اشاعت نے مجھے بہت پریشان خاطر رکھا۔ مگر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی مایوس نہیں ہوا میں جانتا تھا کہ یہ

بادل پھٹ جاویں گے

میں نے مشکلات کی اس داستان کو سرپرستان الحکم کو سرسری طور پر ایک آدھ مرتبہ دہرایا۔ اور بعض نے اس کو سن کر میری ہمت افزائی کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ بعض نے سن کر منہ پھیر لیا اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھا کہ اب اس آواز کو قدرت دبا رہی ہے۔ جو کبھی ان کے خیال میں بے موقعہ نکل جاتی ہے۔ میں اب ان درمیانی واقعات کو دہرانا اور شکوہ و شکائت اور شکریہ کے اظہار کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ہر شخص نے جو کچھ الحکم کے متعلق کیا اپنا فرض سمجھ کر کیا اپنی عقل اور ایمان کے موافق جو مناسب موقعہ سمجھا کیا۔ میں اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ابتلاء سمجھتا رہا ہوں اس لئے کسی کی کیا شکائت اور کیا شکوہ۔

اس وقت میں ناظرین اور سرپرستانِ الحکم کو خوشخبری سناتا ہوں کہ وہ ابتلا کے بادل جو الحکم پر منڈلا رہے تھے اور جو اس کو دبائے ہوئے تھے خدا ہی کے فضل سے نہ کسی انسانی تجویز اور تحریک سے پھٹنے شروع ہو گئے ہیں اور الحکم جو آٹھ ہزار کے قریب بوجھ میں دبا ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک ہی ساعت میں اسے

چار ہزار سے زیادہ

کے نیچے سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا ہے وللہ الحمد

یہ اس کا فضل ہے یہ اُس کی رحمانیت کا تقاضا ہے۔ میرے لئے اور الحکم کے بہی خواہوں کے لئے یہ خاص خوشی کا موقعہ اور شکریہ کا مقام ہے۔ میں تو اسے ایک اعجاز خیال سمجھتا ہوں۔ کیونکہ جس مقصد کے لئے دو سال سے انسانی کوششیں عاجز تھیں اور جن تجاویز کے لئے پوری سعی کی گئی اور ہر ایک جائز اثر کام میں لایا گیا اور ناکامی ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایک آن میں کر دکھلایا۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اگرچہ الحکم زیر بار ہے مگر وجود زیر بار نہیں کہ اس کے اس کے کارخانہ میں اتنی مالیت کا سامان ہے کہ وہ اس زیر باری کے دور کرنے کے مناسب ہے۔ ہاں ضرورت اس امر کی تھی۔ کہ وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ الحکم ہی وہ پرچہ ہے۔ جس نے سب سے اول ایسے وقت میں قوم کی خدمت کے لئے قدم اٹھایا کہ بجز اس کے کہ ہر طرف سے لعنت ملامت اور سب و شتم ہوا اور کچھ حاصل نہ تھا۔ اس کی مدد کریں۔ اس وقت قوم کی تعداد سینکڑوں کے اندر محدود اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی مہدویت کا آغاز اور سلسلہ کی ابتدائی مشکلات کا سامنا۔ اخباری مذاق اور پھر مذہبی اخبار بینی کا مذاق علی العموم مفقود۔ دوستوں نے اس کے نوجوان اور ناتجربہ کار ایڈیٹر کو مالک کو دھمکایا اور ڈرایا کہ یہ اخبار کامیاب نہ ہوگا۔ مگر مولیٰ کریم نے دکھا دیا کہ ہر انسانی منصوبہ اور رائے ٹھکانے پر نہیں بیٹھتی۔

پھر جن مشکلات میں سے نکل کر وہ آگے بڑھا وہ تاریخ دلگداز ہے۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے قوم میں اخبار کا مذاق پیدا ہو چکا ہے۔ متعدد اخبار جاری ہو چکے ہیں۔ آج کسی اخبار کا کامیاب ہو جانا سہل ہے۔ جبکہ قوم اخبار کو اپنے ستہ ضروریہ میں داخل کر چکی ہے۔ یہ وقت الحکم کے شباب کا تھا مگر اس کی حالت بھی ان آفتوں کا نشانہ ہو گئی جو شباب کے حسب حال ہیں اور

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے
اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

یکایک الحکم مالی مشکلات کے نیچے آگیا اور ان مشکلات کے بوجھ نے اس کی کمر کو توڑ دیا۔ یہ وقت تھا کہ وہ لوگ جو خدا کی دی ہوئی دولت کا حصہ رکھتے تھے اس کیلئے اپنا ہاتھ بڑھاتے۔ اور اس بات کی پرواہ نہ کرتے کہ کیوں

ایڈیٹر ان کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا

انھوں نے اپنا فرض ادا کرنا تھا نہ کہ ایڈیٹر کے دست سوال کا ملاحظہ وہ جانتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

اس کو اپنا بازو کہا تھا

کیا انہیں یہ شرم نہ آئی تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کٹا ہوا بازو دیکھیں۔ کیا اس کی خدمات کا یہی صلہ تھا۔ کہ وہ مصیبت

میں اس کے کام نہ آتے تھے۔ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے الحکم کے ذریعہ اس پیشگوئی کو بھی پورا کیا تھا جو مقدمات کے خاتمہ کے متعلق حضرت نے شائع کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنی غریب نوازی اور پردہ پوشی سے الحکم کو

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

میں داخل کیا تھا۔

باوجود اس کی خدمات کے باوجود اس کی عظمت کے بہت تھوڑے دلوں میں حرکت ہوئی اور وہ دل وہ تھے۔ جو غریب تھے۔ جن کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ ہاں ایک بات تھی اور

وہ نقد دعا تھا

ان دعاؤں ہی نے اپنا اثر کیا اور آج میں اس قابل ہوں کہ یہ خوشخبری سناؤں کہ چار ہزار اس میں سے کم ہو گیا۔ ابھی الحکم چار ہزار کا اور زیر بار ہے اور اس میں ایک ہزار روپیہ وہ بھی داخل ہے۔ جو الحکم کی پابجائی کے لئے ضروری ہے۔ میرے دوستو! خدا تعالیٰ کے کام رکا نہیں کرتے۔ وہ جس کام کو چاہتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح ہو کر رہتا ہے میری امیدیں اور میرا ایمان اس واقعہ سے بہت بڑھ گیا ہے جس نے یہ فضل کیا وہ باقی کے لئے کیوں نہ کریگا باوجود اس حالت کے کہ الحکم بے ترتیب شائع ہوا کیا اس کی قبولیت میں فرق نہیں آیا۔ مَیں نے بعض اوقات چاہا کہ اسے بند کر دوں مگر مسیح موعودؑ کے جانشین اور خلیفہ نے مجھ سے تین مرتبہ عہد لیا کہ مَیں اسے بند نہیں کرونگا۔ یہ عہد بتاتا ہے کہ منشاء الٰہی ہے کہ

خادم سلسلہ الحکم زندہ رہے

پس اے سُننے والو سُن لو! الحکم خدا تعالیٰ کے دین کا خادم ہے اس کے ایڈیٹر کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس خدمت کے قابل دِل دماغ عطا فرمایا ہے اور مَیں اس ربّانی عطیہ پر ناز کرتا ہوں کہ میرے آقا اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے عموماً

الحکم کی ایڈیٹوریل خصوصیّت کو سراہا ہے

اور قوم کے سربرآوردہ اور ممتاز لوگ سمجھتے ہیں کہ الحکم نے خاص خدمات کی ہیں حتیٰ کہ مخالفین تک اعتراف کر چکے ہیں کہ وہ کس محنت سے لکھا جاتا رہا ہے جب لکھا گیا ہے۔ اب تک بھی الحکم کے ناظرین اور خریدار پانچ روپیہ سالانہ دیکر سال میں ایک مضمون بھی پڑھ لینا بھی غنیمت سمجھتے ہیں۔ میرے لئے یہ جائے فخر اور شکریہ کا مقام ہے اور یہ محض ربانی فضل ہے۔ میری قابلیت اور استعداد نہیں بلکہ سلسلہ حقہ کی خدمت کے طفیل مجھے یہ فضل دیا گیا ہے

ان حالات کے اندر کیا تم پسند کرتے ہو کہ وہ قلم جو خدمت کرنے کا اہل ہے محض اس وجہ سے رُکا رہے۔ کہ

الحکم مالی زیر باری کے نیچے ہے۔ تمہاری غیرت اور حمیت کا تقاضا ہونا چاہئے تھا کہ تم خود بلا کسی تحریک کے اس کمی کو پورا کر دیتے اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی مگر تم نے واقف ہو کر بے پرواہی کی اس کا جواب تم اللہ کے حضور دوگے۔

یہ یاد رکھو کہ الحکم ان مشکلات سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نکل جاویگا لیکن تم پر یہ حجت رہجائیگی۔ آنیوالی نسلیں الحکم کے پچھلے فائلوں کو پڑھیں گی اور اس کے کارناموں کو دیکھیں گی پھر جب وہ ان مشکلات کے سالوں کے اندر سے گذریں گی تو تمہاری سرد مہری پر افسوس کئے بغیر نہ رہیں گی۔ اس زمانہ میں قلم کا ہتیار تمہیں دیا گیا تھا اور ضرورت تھی کہ تم کپڑے بیچ کر بھی اس ہتیار کی قدر کرتے۔ مگر تم خود سوچو کہ الحکم کے ساتھ تم نے کیا کیا ہے ؟

مَیں پھر تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اپنے اس خادم کی خبر لو مَیں یہ تحریک بھی نہ کرتا۔ مگر اس تحریک کا محرک دراصل وہ مبارک وجود ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی میں اولوالعزم کہا جس کو فضل عمر کہا اور اس کے عجیب عجیب نام رکھے جو ہمارے لئے برکت اور فضل ہے یعنی صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد۔

اُنہوں نے الحکم کی ضرورتوں اور مشکلات سے متاثر ہو کر

دس روپیہ مجھے بھیجے ہیں

اور یہ تحریک کی ہے کہ مَیں تحریک کروں۔ مَیں اس دس روپیہ کی رقم کو دس کروڑ سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں اس لئے کہ یہ اس ہاتھ سے ملے ہیں جو آیۃ اللہ ہے یہ اس دل سے نکلی ہوئی تحریک ہے جو مظہر انوار سماوی ہے۔ خدا کے فضل سے یہ ضرور بابرکت ہوگی اور نتیجہ خیز۔

پس مَیں احباب اور سرپرستان الحکم میں سے چار سو ایسے احباب کو بلاتا ہوں جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس مبارک سنت کی تقلید کریں اور الحکم کی مشکلات میں اس کے ناصر ہوں بعض ایسے احباب ہیں جو اکیلے سو سو روپیہ دے سکتے ہیں۔ الحکم کے خریداروں میں سے چار سو ایسے آدمیوں کا نکلنا کچھ بھی مشکل نہیں اور یہ رقوم کم از کم ۱۵ دسمبر ۱۹۱۱ء تک آجانی چاہئیں تاکہ جنوری ۱۹۱۲ء سے خدا تعالیٰ چاہے تو الحکم پہلی سی شان سے نکل سکے

مَیں سخت ناشکر گذار رہونگا اگر مَیں اُن غریب بھائیوں کا خصوصاً شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس زمانہ مشکلات میں میرے ساتھ نہیں نہیں اپنے پیارے الحکم کے ساتھ خاص ہمدردی کا ثبوت دیا۔ برادرم ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ کا ذکر تو بارہا کیا گیا ہے سید نذیر حسین ساکن گٹھالیاں نے خصوصیت سے الحکم کی امداد کے لئے کوشش کی۔ اور ایک نہایت قلیل تنخواہ کے مدرس منشی قائم علی صاحب نے مستقل طور پر الحکم کے قرضہ کی ادا کیلئے مدد دینے کا اظہار کیا۔ مَیں نے ایسے دوستوں کے متعلق آجتک الحکم میں لکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا مگر اب جبکہ یہ تحریک کی جاتی ہے تو مَیں سچے دل سے ان کی ہمدردیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے (آمین)

بالآخر یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ چار سو آدمی جو الحکم کے بقا اور احیا کو ضروری سمجھتے ہیں اس وقت ہمّت کریں۔ جو اس سے زیادہ دے سکتے ہیں دیں الحکم کے بقا کے لئے ایک اور تجویز بھی ایک پاک دِل کے سامنے ہے اس قسم کی تحریکوں کا پیدا ہو جانا ہی مَیں سمجھتا ہوں کہ مبارک فال ہے۔

مَیں نے اس مضمون کے لکھنے سے پہلے دیوان حافظ کو کھولا تو اس میں یہ شعر نکلا جواب بر درج ہے ؎

بہر کمند کہ خواہی بگیر و بازم بند
بشرط آنکہ ز کارم نظر نگیری باز

سب سے آخر مَیں الحکم ہی کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور عرض کرتا ہوں کیونکہ ایڈیٹر کا سب سے بڑا ذریعہ خط و کتابت و عرض حال اس کا اخبار ہی ہوتا ہے۔ کہ

میرے آقا! تیرا یہ خادم کیسا ہی نابکار ہو مگر آخر تیرا ہے لڑکے کی لاج ہوتی ہے تیری خواہش ہے کہ قادیان سے کوئی کام شروع ہو کر بند نہ ہو۔ الحکم کے زور قلم اور اس کی قوت استدلال نے تیرے پاک دل میں اپنے لئے جگہ حاصل کی ہوئی ہے۔ تیرے طیب مال نے الحکم کی سرپرستی سے مضائقہ نہیں کیا۔ اگر اس کی کمزوریوں نے تیرے شفاف دل پر کبھی اثر پیدا کرنا چاہا ہے تو الحکم کی خصوصیتوں نے اسے تیرے رحم کے نیچے فوراً محو کر دیا۔ یہ وقت اس کے لئے خاص امتحان کا ہے ایک حصہ سے وہ نکل گیا ہے دوسرا پرچہ باقی ہے اپنی نیم شبی دعاؤں سے اس کی مدد فرما تیری دعائیں ان دلوں کو جو ابھی اس پر منڈلاتے ہیں دُور کرنے کا اثر رکھتی ہیں! مَیں اس میں ابھی قدم صرف نہیں سمجھتا بلکہ فخر رکھتا ہوں کہ یہ عرض کروں کہ دعاؤں کے ساتھ اپنے پاک دل سے

انصار اللہ

میں کُل انصار اللہ کو رسالہ تشحیذ الاذہان کے ذریعہ اطلاع دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام باقاعدہ ہو رہا ہے اور ایک کثیر تعداد انصار کی غیر معمولی جوش کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہے اور بہت سی جگہوں پر خاص کامیابی ہوئی ہے اور قریباً ایک سو آدمی جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور آجکل تو کثرت کے ساتھ انصار کی رپورٹوں سے خوشخبری کی بو آتی ہے۔ میں آپ سب آپ لوگوں کی کامیابی کیلئے خاص طور سے دعا میں مشغول ہوں اور دیکھتا ہوں کہ قبولیت کے آثار ہویدا ہو رہے ہیں۔ اور وہ رُکاوٹیں جو پہلے پیش آتی تھیں۔ خودبخود اُٹھ رہی ہیں اور غفلت کے پردہ چاک ہو رہے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو عنقریب انصار کی طرف سے ایک بڑی فہرست ان اسمار کی شائع کی جائیگی۔ جو ان کی کوششوں سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

مگر باوجود اس خوشخبری کے میں افسوس کرتا ہوں کہ ابھی آپ لوگوں میں سے ایک اچھی خاصی تعداد اپنے کام سے ناواقف ہے اور سمجھتی ہے کہ ہمارے بدلہ ہمارے بھائی کام کر رہے ہیں۔ میں آپ لوگوں کو سچ سچ بتاتا ہوں۔ کہ کسی کی قبر میں کوئی دوسرا نہیں جاتا۔ اور ہر ایک شخص اسی کام سے نفع کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ جو اس کے ہاتھوں نے کیا۔ پس ہوشیار ہو جاؤ۔ اور ان وعدوں کو یاد کرو۔ جو آپ لوگوں نے اپنے مولیٰ سے جماعت انصار سے داخل ہوتے وقت کئے کیا کسی کی جرأت ہے کہ وہ اپنے ضلع کے حاکم سے ایک بات کہکر مگر جائے۔ اگر نہیں تو پھر قادر مطلق خدا جس کی بادشاہت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا۔ ان کے وعدوں کو توڑ کر کون نفع حاصل کر سکتا ہے۔ اپنی ذمہ واریوں سے واقف ہو۔ کہ ناواقف انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ آپس میں محبت اور اتفاق کے رسہ کو مضبوط پکڑو تا خدا سے بڑے بڑے انعام کے مستحق بنو۔ تمام احمدی جماعت کی بہتری اور اس کے شیرازہ کے مضبوط باندھنے میں کوشش کرو اور اگر کسی جگہ پر جھگڑا اور فساد ہو۔ تو اس کے دور کرنے کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اور اپنے پورے زور سے اسے دفع کرو۔ سلسلہ احمدیہ خدا کا بنایا ہوا ہے تم اس کے خادم بنو۔ اور ہر ایک احمدی بہتری کا خیال رکھو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بہتری کا خیال کرے میں سُنتا ہوں کہ لوگ آپ لوگوں پر ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیا بدعت ایجاد ہوئی ہے۔ گھبراؤ نہیں کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو۔ کوئی کام ترقی نہیں پاتا۔ وہ لوگ خود کام نہیں کر سکتے۔ دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ اس جماعت کی دیکھا دیکھی اور کئی جماعتیں اپنی فرائض کے ادا کرنے کے لئے بنتیں۔ مگر وہ الٹا تم کو بھی کام کرنے سے روکتے ہیں۔ پس خدا پر بھروسہ رکھو اور حضرت خلیفۃ المسیح سے تعلق کو بڑھاؤ کیونکہ خدا جن کو اپنے کام کیلئے چُنتا ہے۔ اُن کے کام میں برکت دیتا ہے تم معلوم کس وقت کی دعا تمہارے لئے تیر بہدف ہو جائے۔ اکثر انصار رپورٹ بھیجنے میں سُست ہیں۔ اس سُستی کو دُور کرنا چاہئے۔ جہاں جہاں کسی انصار کے ذریعہ سے کوئی شخص جماعت میں داخل ہو۔ وہ فوراً مجھے اطلاع دیں۔ ارادہ ہے کہ ایسے آدمیوں کے ناموں کا ایک رجسٹر رکھا جائے۔ تاکہ دوسروں کے لئے تحریص کا موجب ہو۔ والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں، پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا [illegible] مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے۔ میں نے پانچ روپے سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور اب تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو اب تک روح حیات کے مجرب فوائد سے اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سُنئے! روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سُستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ اگر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی بیٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سارٹیفکیٹوں کے اور باوجود اور اقیانہ زمانہ کے مدت کے استعمال ہو سکنے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ اس وقت روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ جو بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دُنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا بھی ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی [illegible] لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجئے تو بجا ہے۔ حلق سے اُترتے ہی اس کا خاص اثر [illegible] اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد اور جوان مرد کو مستانہ [illegible] کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر مجھے کیمیا گر کہنا [illegible] قیمت فی شیشی روح حیات ۳؍ - روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سُستی اور لاغری وغیرہ دور ہو کر طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سُستی کلاں شیشی للعہ خورد ۲؍

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ فکر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر

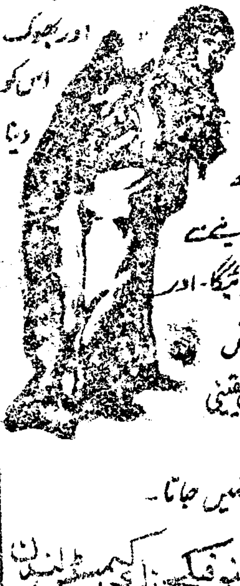

سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچے میں بڑا فرق ہو جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ باؤن ایملشن مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ آپ کو کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیوان صفرا صفراوی بخار۔ یا تپ سب ہاضمی بیجوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر بہت عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر عوارض کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور نہ ہاضمہ اجزاؤں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ر۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے تگنی ہیں۔ ۱۲ر والی شیشی ڈون (ن) پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

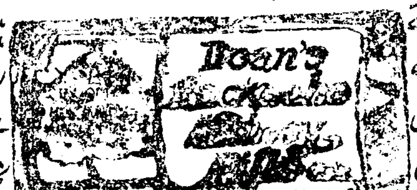

عید کارڈ و عید رومال

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال جس قدر مقبول ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں۔ انہیں وقت پر بذریعہ تار منگانے پڑتے ہیں چونکہ عید آنیوالی ہے اس لئے آپ ابھی سے فرمائش بھیجئے۔ تاکہ وقت پر دوستوں کو مناسب تحفہ بھیج سکیں۔

رومال ریشمی موزوں اشعار و احادیث سے مزین فی ۶ر درجن للعہ
رومال پارچہ " " فی ۲ر " عہ
رومال کاغذی " " " ۱ر " ۶ر
عید کارڈ لفافوں میں جانیوالے مقامات متبرکہ کے نقشوں سے مزین فی ۱ر " ۱۲ر
عید کارڈ سنہری پیسہ میں پوسٹ ہونے والے " ۱ر " ۶ر
عید کارڈ سیاہ مقامات متبرکہ کے نقشوں کے علاوہ اشعار سے مزین فی ۱ر " ۳ر

المشتہر

منیجر عید کارڈ و عید رومال۔ لاہور۔ اندرون دہلی دروازہ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بڑی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ۱۲ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں اثر میں بہی ہیں مقابلہ اور دوسری گولیاں برائے ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ قیمت سو گولیوں کی ڈبیہ ۵ر ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس۔ چیک۔ ٹیک۔ رگوں میں لہر۔ ٹیس کن کنی سے جو کہیں چھٹانے سے ہو تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دردسر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت شیشی ۱ر محصول ڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۶ر
ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز رفتاری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اسے منگواؤ۔ پھر آزماؤ۔ بھلا اس میں بھی دیر کرتے ہو۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ لکھ بار میں جواہرات سے تیار ہوئی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلائے طلسمی۔ ہر انسان کے اثر وہ جوانی کی غلطی کا نتیجہ ہے یہ امراض اکثر ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلسمی دوا کا استعمال اور طلائے طلسمی کھائیں انشاءاللہ وہ اثر مفید پائیں گے

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرے اور بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سفوف دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ حکمیہ سیالکوٹ پنجاب

از منیجر الحکم قادیان
ضلع گورداسپور

وَاَمَّا بِاَنْفُسِهِمْ
قوم اپنی حالت بدلے

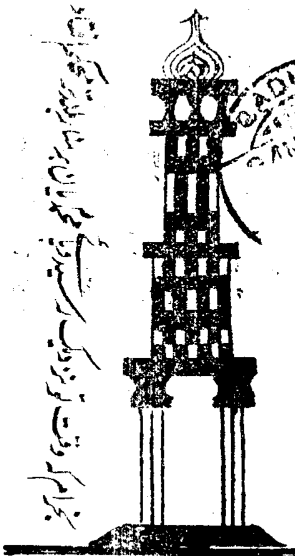

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۱۵ نمبر ۳۶

الحکم

قادیان دارالامان
۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نرخ قیمت جو ہر پیشگی لی جائیگی

عوام سے	صہ
خواص سے	۱۰ عہ
ہندوستان سے باہر ..	۷
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۳ ۱۲

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالی کے فضل سے شائع ہوتا ہے!

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں
اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ
ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتیں ہوں یا سستے۔ پورے ڈالتے پھر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ
یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلی اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔
اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک ... صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں
اور انہوں نے اپنے اور ... خانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ:- جن پُر اثر اور مفید ادویات کے ... دواخانہ ... واخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھیے :- منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی
تار کا پتہ :- میڈیسنز دہلی

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

ایک ضروری اعلان

میرے دوستو! مَیں دردِ دل سے یہ اعلان شائع کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ تمہاری بھلائی کے لئے کرتا ہوں۔ میرے دل کو بہت دُکھ پہنچتا ہے۔ جب مَیں دیکھتا ہوں کہ تم میں بہت سے ایسے ہیں۔ جو اپنے اصل فرض سے غافل ہو کر نکمی بحثوں اور لغو جھگڑوں میں اپنے اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو۔ کہ کس غرض کیلئے اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو دُنیا میں قائم کیا ہے۔ یاد رکھو کہ جن بحثوں اور جھگڑوں کو تم تازہ کرنا چاہتے ہو۔ اُنہی کے لئے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے۔ پس اگر تم اس سچی راہ پر قدم نہ مارو گے۔ جو تمہیں دکھائی گئی ہے۔ اور جس کی حجت تم پر پوری ہو چکی ہے۔ تو خدا کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں مایعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم۔ تم وہ لوگ ہو۔ جو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ یہ معاہدہ اللہ تعالےٰ کے حضور کر چکے ہو۔ کہ ہم دین کو دُنیا پر مقدم کرینگے اور خوب سمجھ لو کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے عہد کر کے توڑتا ہے وہ سخت قابلِ مواخذہ ہے۔

یہ بھی یاد رکھو۔ کہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے کچھ چیز نہیں بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ جو دعوےٰ کرنے میں تو سب سے آگے قدم رکھتے ہیں مگر عمل کے وقت کچھ بھی نہیں۔ اگر تم کو یہ دعوےٰ ہے۔ کہ تم مرزا صاحب پر ایمان لائے ہو۔ تو یہ دعوےٰ کسی وقعت کے قابل نہیں۔ جب تک تم اپنے عمل سے اس دعوےٰ کی سچائی کو ثابت کر کے نہ دکھاؤ۔ جب تک ان کاموں میں دلی جوش اور سچی ہمدردی سے حصہ نہ لو۔ جو تمہیں کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اور صدقِ دل سے ان احکام کے بجا لانے میں ساعی نہ رہو۔ جو تم کو دیئے گئے ہیں۔ مَیں اپنے نفس کے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا ان اجری الا علی اللہ۔ بلکہ تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم چندوں میں سستی کو چھوڑ دو۔ مَیں تمہیں اس اشتہار کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں **آخری فیصلہ** قرار دیا ہے۔ جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا ہے

"یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں۔ بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں۔ یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دیں۔ کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہئے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو۔ جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا۔ کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ ... ... اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائیگا۔ کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائیگا۔ اور مشتہر کر دیا جائیگا۔ اور اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائیگا۔ اور اُس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز ہرگز نہیں رہیگا۔"

اب اس سے بڑھکر مَیں تمہیں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو لوگ چندہ نہیں دیتے یا چندہ دینے میں سستی اور کاہلی سے کام لیتے ہیں وہ خود ہی سوچ لیں کہ کہاں تک وہ احمدی ہیں۔ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ دوسروں کا فتویٰ پوچھتے ہیں۔ اور اپنی حالتوں پر کچھ غور نہیں کرتے۔ بہت سے آدمی ہماری نگاہ میں ہیں۔ جنہیں بہت کچھ دعوےٰ ہے۔ کہ ہم یہ ہیں اور یہ ہیں مگر وہ دیتے کچھ نہیں وہ خدا کے لئے سوچیں کہ آیا وہ حقیقی طور پر اس سلسلہ میں شامل بھی ہیں خدا کو وہی لوگ پیارے ہیں جو اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے پختہ کرتے ہیں۔ بعض ایسے مخلص بھی ہیں جو بہت غریب ہیں اور اپنے لئے کوئی سامانِ معاش بھی نہیں رکھتے مگر ہاں جب اُن کو کچھ مل جاتا ہے تو وہ چندہ میں دیتے ہیں جیسے یہاں حافظ معین الدین حضرت صاحبؑ کے پُرانے خادم ہیں کوئی شخص یہ نہ خیال کرے کہ مَیں بہت نہیں دے سکتا۔ جس حد تک کوئی شخص استطاعت رکھتا ہے اُسی حد تک ادا کرے مگر یہ ضروری ہے کہ مقررہ چندہ کی ادائیگی کو اپنے اوپر قرض کرلے اور وقت مقرر پر اس کی ادائیگی میں غفلت نہ کرے۔ تمہارے مالوں کے اللہ کی راہ میں خرچ ہونے سے تم ہی کو فائدہ ہوگا۔ بہت سے ہیں جو دعوےٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم نے دین کو دُنیا پر مقدم کیا ہے۔ مگر دین کے لئے کچھ مانگا جائے تو یہ کہدیتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ حالانکہ دُنیا کے لئے اگر خرچ کرنے کی ضرورت ہو۔ یا محض نمود کے لئے بھی۔ تو اس بات سے کبھی پرہیز نہیں کرتے کہ قرض لیکر خرچ کر دیا بلکہ سود پر قرض لیکر بھی خرچ کر لیتے ہیں۔ وہ غور کریں کہ خدا کی راہ میں دینے کے لئے کیوں وہ ویسا جوش دکھا نہیں سکتے۔ جو دُنیا کے لئے خرچ کرنے میں دکھاتے ہیں۔ کیا اس سے ان کا دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا دعوےٰ سچا ثابت ہوتا ہے یا جھوٹا۔

دیکھو مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم روپے کو اپنا معبود مت بناؤ۔ یہ تمہارے کسی کام نہیں آئیگا۔ جس نفس کے حظ کے لئے جس اہل و عیال کے لئے۔ جن دوستوں کے لئے تم ناجائز کماؤ گے یا خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے رُکو گے وہ تمہیں کبھی کوئی فائدہ نہ دیں گے اور اس طرح سے تمہارے دل کو کبھی اطمینان اور خوشی نصیب نہیں ہو سکتی بلکہ حرص کی جلن دن بدن ترقی کرتی چلی جاویگی۔ اور تمہارے ایمان کو بھی برباد کر کے چھوڑیگی۔

یہاں ایک لنگر خانہ ہے۔ جو ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو اپنے دُنیوی کاروبار سے فراغت کا وقت نکال کر یہاں علمِ دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ اس سلسلہ کی سب سے پہلی شاخ ہے۔ وہ بھی اس وقت قریباً دو ہزار روپے کا مقروض ہے۔ اگر سب احمدی اپنے اوپر حسبِ استطاعت ایک رقم مقرر کر کے اسے باقاعدہ ادا کریں تو اس کے اخراجات بآسانی چل سکتے ہیں۔ مگر بہت ہیں۔ جن کو باوجود بار بار کی تاکید کے اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ یا کوئی رقم مقرر کر کے وعدہ کر لیتے ہیں۔ تو پھر ادا نہیں کرتے پھر ایک مدرسہ ہے۔ جس میں تمہارے بچوں کی دینی و دُنیوی تعلیم کا سامان کیا گیا ہے۔ اور اس زہریلی ہوا سے بچانے کی فکر اس میں کی جاتی ہے۔ جس نے بہت سی روحوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ایک دوسرا مدرسہ ہے۔ جس میں صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے استحکام کے لئے ابھی بہت سے روپے کی ضرورت ہے۔ اشاعتِ اسلام کا سلسلہ ہے۔ یتامیٰ اور مساکین کے لئے علیحدہ ضرورت ہے۔ ایسے ہی اور کئی قسم کے ضروری کاروبار ہیں۔ جن میں تم سب کو حصہ لینا ضروری ہے۔ پھر ان کے ساتھ ہر ایک کام کے لئے عمارت کی ضرورت ہے۔ تمہیں ان اخراجات کا فکر کم از کم اتنا تو ہونا چاہئے۔ جتنا اپنی ضروریات کا فکر رکھتے ہو۔

مَیں آخر میں پھر تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر قسم کی لغو بحثوں کو چھوڑ دو۔ ان سے نہ تمہارے دین کو فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ دُنیا کو آپس میں تنازعات اور جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اور محبت اور رحم کا برتاؤ کرو۔ بڑے چھوٹوں کو اپنا بھائی سمجھیں اور ان کی تحقیر نہ کریں۔ چھوٹے بڑوں کا ادب کریں۔ چاہئے کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ اور اگر ایک شخص زیادتی کرتا ہے تو دوسرا بجائے بالمقابل جواب دینے کے صبر سے کام لے۔ ان اغراض کے لئے جو سلسلہ کے اہم اغراض ہیں۔ چندہ دینے کو اپنے اوپر فرض کر لو۔ دُنیا کی حرص کو کم کرو۔ اور ہر ایک قسم کے ناجائز طریق حصولِ روپیہ کو سخت آگ سمجھو مَیں نے محض تمہاری خیر خواہی کے لئے اور تمہارے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے یہ باتیں تم کو لکھی ہیں۔ اگر تم ان باتوں کو مان لوگے۔ تو دُنیا و آخرت میں سکھ پاؤ گے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ!

نورالدین۔ ۷- اکتوبر ۱۹۱۱ء

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے ارشادات

صحابہ کس سادگی میں زندگی بسر کرتے تھے

فرمایا۔ وہ کیا عجیب نظارہ ہوگا۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر میں گئے۔ آپؐ کے ساتھ بارہ صحابیؓ تھے۔ ان میں سے ہر ایک سر سے ننگا تھا۔ کسی کے گلے میں کرتہ نہ تھا۔ کسی کے مونڈھے پر چادر نہ تھی اور کسی کے پاؤں میں جوتا نہ تھا۔ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپؐ کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ دیکھو! صحابہ کس حالت میں اپنی زندگی بسر کرتے۔ اور اس وقت یہ پیشگوئیاں ہوتی تھیں۔ کہ ہم قیصر و کسریٰ کے فاتح ہوں گے۔

ایک شخص نے کہا کہ اس وقت عام طور پر غربت تھی اور سب لوگوں کا یہی حال ہوگا۔ فرمایا۔ نہیں۔ سب ایسے نہ تھے۔ ابوجہل کے اونٹ کی نکیل سونے کی تھی۔

قرض سے بچنے کا علاج

ایک شخص نے عرض کی کہ مَیں مبلغ پچیس ہزار روپے کا مقروض ہوں فرمایا۔ اس کے لئے تین علاج ہیں۔ (۱) استغفار کرو۔ (۲) فضولی چھوڑ دو۔ (۳) ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دیدو۔

یقین

فرمایا۔ کوئی عقلمند جان بوجھ کر کوئیں میں نہیں گرتا آگ میں نہیں گھستا۔ بلکہ کوئی جانور بھی اپنے آپ کو پہاڑ سے نہیں گراتا۔ کیوں؟ اس واسطے کہ اُسے یقین ہے۔ کہ اگر مَیں ایسا کروں گا۔ تو تباہ ہو جاؤں گا۔ ہلاک ہو جاؤں گا۔ یہ یقین ہے۔ جو اُسے موت سے بچاتا ہے۔ اور دینی معاملات میں اسی یقین کی کمی ہے۔ جو لوگوں سے گناہوں کا ارتکاب کراتی ہے۔ دعوےٰ تو ہے کہ ہم خدا۔ نبی۔ قرآن اور جزا اور سزا پر ایمان رکھتے ہیں لیکن یہ یقین اور ایمان اگر فی الواقع ہے۔ تو پھر کیوں دغا اور فریب عام ہے۔ یقین تو بدی سے روکتا ہے۔ کوئی بچہ اپنی ماں کے سوائے دوسری عورت کے پاس نہیں جاتا۔ پھر لوگ کیوں اپنے خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس جاتے ہیں۔ اگر جزاء اور سزا پر ایمان اور یقین ہے۔ تو پھر احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کیوں ہے۔ یاد رکھو۔ جتنی

یقین کی کمی ہے۔ اتنا ہی انسان بدی کا مرتکب ہوتا ہے۔ بہلنے بنانے سے سیدھا ہی کیوں نہیں کہہ دیتے۔ کہ ہم نہیں مانتے۔

ستاری سے فائدہ اٹھاؤ فرمایا۔ انسان بدی اور بدکاری کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس پہ ستاری کرتا ہے۔ پردہ پوشی کرتا ہے۔ رحم کرتا ہے۔ انسان رات کو بدی کرتا ہے۔ صبح اس کے ماتھے پہ لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔ کیوں اس واسطے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے رحم سے فائدہ اٹھائے اور توبہ کرے اور آئندہ بدی سے پرہیز رکھے۔

بدی سے بچنے کا نسخہ فرمایا۔ بدی سے بچنے کا یہ گر ہے کہ انسان علم الٰہی کا مراقبہ کرے۔ سوچے اور فکر کرے اور بار بار اس بات کو دل میں لائے اور اس پر اپنا یقین جمائے۔ کہ خدا علیم ہے۔ خبیر ہے۔ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ میرے ہر فعل کی اس کو خبر ہے۔ اس طرح ریاضت کرنے سے انسان بدی سے بچ جاتا ہے۔

بے فائدہ بحث فرمایا بعض لوگ بیفائدہ بحثوں میں پڑتے ہیں مثلاً یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مومن تھے یا کافر تھے۔ یہ بیہودہ بحث ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دن کا زمانہ تھا۔ جبکہ سورج روشن تھا۔ آنحضرت سے قبل کا زمانہ رات کا زمانہ تھا۔ رات کے وقت میں جو لوگ ہوتے ہیں۔ ان پر کفر و اسلام کا فتویٰ کیا۔ وہ تو اندھیرے میں چلے گئے۔ وہ لوگ بڑے گنہگار ہوتے ہیں جو مصلح کا زمانہ پاتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔ رات کو غفلت کا وقت ہوتا ہے۔ مگر جب جگانے والا آگیا۔ تو اس کے نہ ماننے والا ملزم ہوتا ہے۔

ایک روز درس قرآن کریم ختم کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ دے! اللہ چاہے تو اپنے فضل سے تمہارے دل میں کوئی ایک بات بٹھا دے۔ اللہ کی کتاب کی قدر کرو۔ پھر سمجھو۔ اور عمل کرو۔

فرمایا بخل کے دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ جب ایک پیسے کا بخل ہو۔ تو دو پیسے دینے چاہئیں۔ اور دو پیسے کا بخل ہو۔ تو چار دینے چاہئیں۔ اس کا میں نے جوانی میں خوب تجربہ کیا ہے۔ اور بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

سورۃ القصص کے آٹھویں رکوع کے درس کے بعد فرمایا کہ اس رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی کو کسی قسم کی عزت میسر ہو۔ تو اس پر مغرور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ خدا تعالیٰ بڑا قادر ہے۔ اسے دیر نہیں لگتی۔ اللہ سے ڈرو۔ اس سے خوف رکھا کرو۔ بدی کا نتیجہ کبھی نیک نہیں ہو سکتا۔ اور نیکی کا نتیجہ کبھی برا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی کی توفیق دے۔ آمین!

فرمایا۔ جو لوگ اپنے کو جبریہ کہتے ہیں۔ وہ دل سے اس عقیدہ کو نہیں مانتے۔ کیونکہ وہ اپنے دنیاوی کاموں میں خوب خوب زور لگاتے ہیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ نہیں جاتے۔ پھر دینی احکام کی بجا آوری میں جبر کے قائل ہیں حضرت مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

اشقیا در کارِ عقبےٰ جبری اند
اولیاء در کار دنیا جبری اند

فرمایا ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور اسے لذت نہیں ملتی تو اس کو سوچنا چاہئے۔ کہ یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ میں نے نماز تو پڑھلی دوسرا اس سے اعلیٰ ہے۔ وہ نماز سمجھ کر پڑھتا ہے مگر دنیاوی خیالات نماز میں بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ تو اس کو بھی خوش ہونا چاہئے کہ سمجھ کر تو نماز پڑھنی نصیب ہوئی۔ تیسرا لذت وہی پاتا ہے۔ اس کو بھی خوش ہونا چاہئے۔ اسی طرح انسان ترقی کر سکتا ہے۔ شکر کرنے سے بھی ترقی ہوتی ہے۔ اگر پہلے ہی نماز کو اس خیال سے کہ لذت نہیں ملتی۔ کوئی چھوڑ دے۔ تو وہ کیا ترقی کریگا۔

ایک مبشر کشف فرمایا۔ ایک دفعہ مجھے رویاء ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی کمر پر اس طرح اٹھا رکھا ہے۔ جس طرح چھوٹے بچوں کو لنگ بنا تے ہوئے اٹھاتے ہیں پھر میرے کان میں کہا تو ہم کو محبوب ہے۔

کھجور فرمایا۔ حدیث میں آیا ہے کہ کھجور مومن کی پھوپھی ہے۔ اس پر بعض آریاؤں نے مذاق اڑایا ہے۔ لیکن ان کو اس کی وجہ معلوم نہیں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ کھجور کا درخت آدم کی بقیہ مٹی سے بنا ہے۔ ہر چیز جب بنائی جاتی ہے۔ تو اس کا کچھ بقیہ رہ جاتا ہے۔ جو زیادہ ضروری اور کارآمد نہیں ہوتا۔ لیکن اسی کا جزو ضرور ہوتا ہے۔ کھجور ہی ایک ایسا درخت ہے۔ جس کا کوئی جزو بھی خراب اور بے مطلب نہیں ہوتا۔ اس پر حوادث بھی کم اثر کرتے ہیں۔ مومن کو بھی ایسا ہی بننا چاہئے۔

حمد فرمایا۔ حمد کا لفظ قرآن شریف میں بھی آیا ہے اور حدیث میں بھی۔ لیکن ثنا کا لفظ قرآن شریف میں نہیں آیا البتہ حدیث میں آیا ہے۔

اور یہ غلط ہے کہ حمد کا لفظ صرف خدا کے لئے مخصوص ہے اور اوروں کے لئے جائز نہیں۔ دیکھو۔ خود نام محمدؐ ہی اس بات کو ثابت کر رہا ہے۔ کہ حمد کا لفظ اوروں کے واسطے آسکتا ہے۔ محمدؐ کے معنی ہیں حمد کیا گیا۔ ایسا ہی مقام محمود۔ جگہ حمد کی گئی۔ غرضکہ قرآن شریف محمد رسول اللہ اور مقام محمود دو جگہ اس بات کے ثبوت میں کافی ہیں۔ کہ حمد کا لفظ غیر خدا پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

احادیث بخاری فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر پانچسو برس تک مدینہ منورہ میں کوئی داعی بدعت نہیں ہوا۔ اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمۃ کی عادت ہے۔ کہ مدینہ والوں کی روایات کو مقدم سمجھتے ہیں۔ امام بخاری بدعتیوں میں سے خارجیوں کی روایات کو تو لے لیتے ہیں۔ لیکن رافضیوں کی روائیت کو شاذ ہی لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خارجیوں کے ہاں جھوٹ کفر ہے اور شیعوں کے ہاں تقیہ کے رنگ میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اسی طرح امام بخاری ان روایات کو شیعوں اور خارجیوں سے ہرگز نہیں لیتے۔ جو ان کے مذہب سے مخصوص ہوں۔

غرباء چھے رہے فرمایا۔ دین جسقدر اولیاء اللہ کے ذریعہ سے پھیلا ہے۔ اس قدر بادشاہوں کے ذریعہ سے نہیں پھیلا۔ اگر کوئی کہے کہ عالمگیر بادشاہ نے دین کی خدمت کی۔ تو اس سے پوچھا جائے۔ کہ گولکنڈہ میں کون تھا۔ جس کے ساتھ عالمگیر کے جنگ ہوتے تھے۔ وہ ایک سید تھا۔ تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ ایک آدمی بھی عالمگیر کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو۔ جب کبھی دینی کام ہوئے۔ غرباء سے ہی ہوئے۔

عربی لٹریچر فرمایا۔ ہم نے جرمن کے پروفیسروں سے دریافت کیا۔ کہ وہ کون کون سی کتابیں ہیں جن کے پڑھنے سے عربی زبان بہت اعلیٰ درجہ کی آجائے۔ انہوں نے بالاتفاق مفصلہ ذیل کتابوں کا نام لکھا۔

قرآن شریف۔ بخاری۔ مسلم۔ آثار کی کتابیں۔ امام شافعی کی کتاب اُم۔ احیاء العلوم۔ جاحظ کی کل کتابیں۔ مبرد کی کتاب کامل۔ عقد الفرید۔ سیرۃ ابن ہشام۔ تاریخ طبری۔ فتوح البلدان تقویم البلدان۔ مقدمہ ابن خلدون۔ شفا۔ رحلہ ابن بطوطہ۔ الف لیلہ۔ کلیلہ دمنہ۔ سبع معلقہ۔ حماسہ آغانی۔ دیوان حریر۔ ابن ربیعہ۔ سقط الزند۔ قانون بو علی سینا۔ سیرۃ المختار۔

فرمایا۔ ہم نے ان پر یہ کتابیں بڑھائی ہیں۔ مدونہ۔ مبسوط مغنی۔ محلی۔ شیخ ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ تفسیر کبیر۔ امام غزالی کی کل تصانیف۔

بخاری فرمایا۔ نوّے ہزار آدمیوں نے بخاری صاحب سے کتاب بخاری سُنی ہے۔

استاد ہوں تو ایسے فرمایا۔ قبولیت دعا کے بھی عجیب عجیب رنگ ہیں میرے ایک استاد تھے۔ جن کا نام حکیم علی حسین صاحب۔ میں ایک دفعہ انہیں ملنے گیا۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی ایک ہزار روپیہ تھی۔ مگر جیسی میری عادت ہے۔ میرا لباس سادہ تھا۔ بلکہ کچھ میلا بھی تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ گھبرائے اور کہنے لگے کہ میں جو خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتا ہوں۔ ان کی قبولیت کے نشان میں ایک یہ دعا بھی مانگا کرتا ہوں۔ کہ میرا کوئی شاگرد ذلیل نہ ہو۔ اور اس کی آمدنی ہزار روپیہ سے کم نہ ہو۔ تمہاری کیا حالت ہے۔ جب میں نے اپنی اصلی حالت کا اظہار کیا۔ تب ان کی تسلی ہوئی۔

موقع سے یوں فائدہ اٹھاتے ہیں فرمایا۔ جب ہم حج پر گئے تو ہم نے ایک روائت سُنی ہوئی تھی۔ کہ مکہ میں جو شخص دعائیں مانگے ایک دعا اس کی ضرور قبول ہوتی ہے یہ روائت تو کوئی چنداں قوی نہیں۔ تاہم جب وہ دعا مانگنے لگے تو ہم نے یہ مانگا کہ ”یا الٰہی! میں جب مضطر ہو کر کوئی دعا تجھ سے مانگوں۔ تو اس کو قبول کر لینا“۔

ایسا سوال ناجائز فرمایا۔ ایک شخص نے ہم سے سوال کیا۔ کہ بتلاؤ۔ خدا کی شکل کیا ہے اور اس کی رنگت کیا ہے۔ میں نے کہا اچھا! پہلے تم یہ بتلاؤ۔ کہ تمہاری آواز کی کیا شکل ہے۔ اور تمہاری قوت ذائقہ کی کیا صورت ہے۔ اور تمہاری بینائی کی کیا رنگت ہے۔ اس نے کہا یہ تو ہم نہیں بتلا سکتے۔ لیکن ان چیزوں کا کم از کم مقام تو معین ہے میں نے کہا اچھا بتلاؤ۔ تمہاری قوت واہمہ جو ذرا سی دیر میں سارا جہان گھوم آتی ہے۔ اس کی کونسی جگہ مقرر ہے۔ اور زمانہ کی کونسی جگہ مقرر ہے۔ پس جبکہ ہم ایسی بہت سی مخلوق کو جانتے ہیں جس کی کوئی جگہ مقرر نہیں کر سکتے۔ پھر جب مخلوق میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ تو خدا تو پھر خدا ہے۔ ایک سیکنڈ کا لاکھواں حصہ بھی سارے جہان کو اپنی بغل میں لئے بیٹھا ہے۔ زمانہ موجود ہے۔ مگر اس کی کوئی شکل نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی مکان مقرر ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے متعلق ایسا سوال کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

مومن فرمایا۔ مومن وہ ہوتا ہے۔ جو دوسرے مومن کے لئے موجب راحت ہو۔

نیازمندی فرمایا نیازمندی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک خادمانہ ہوتی ہے۔ دوسری عاشقانہ ہوتی ہے۔ خادمانہ نیازمندی یہ ہے۔ کہ جیسے بادشاہ کے دربار میں انسان عمدہ لباس پہن کر قواعد کے مطابق وضعداری کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ اس کی مثال مومن کی نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہے۔ دوسری نیازمندی قواعد سے آزاد عاشقانہ رنگ میں ہوتی ہے۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں روزے اور حج کے ساتھ ہے۔

عمل تسخیر فرمایا۔ جموں میں ایک مولوی صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے۔ آپ کو تسخیر کا علم ضرور آتا ہے مجھے بھی سکھلاؤ۔ میں نے کہا۔ وہ عمل یہ ہے کہ جب گھر سے نکلا کرو۔ تو یہ پڑھا کرو۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔ کہنے لگا۔ یہ تو میں جانتا ہی ہوں کوئی نئی بات بتلاؤ۔

یار کا خیال ہو تو پھر اوروں پر نظر کہاں فرمایا۔ ہمارے ملک میں ہیر اور رانجھا کا قصہ مشہور ہے۔ دو عاشق تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ہیر ان کے آگے سے گذر گئی۔ نماز سے فراغت کے بعد جب ہیر انہیں ملی تو انہوں نے شکوہ کیا۔ کہ دیکھ میں نماز پڑھتا تھا۔ تو میرے آگے سے گذری یہ گناہ ہے۔ اس نے کہا اس وقت میں اپنے یار کے خیال میں بے خبر جا رہی تھی۔ میں نے نہ آپ کو دیکھا ہے نہ آپ کی نماز کو۔ اور تعجب ہے کہ آپ تو نماز میں تھے۔ چاہیئے تھا۔ کہ آپ کو اپنے خدا کا دھیان رہتا میں کس طرح آپ کو نظر آ گئی۔ مولوی صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔

الہامات رحمانی اور شیطانی فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی الہامات ہوتے ہیں اور شیطان اور نفس امارہ کی طرف سے بھی الہامات ہوتے ہیں۔ رحمانی اور شیطانی الہاموں میں فرق یہ ہے:-

(۱) خدا کے الہام کے ساتھ ایک سرور ہوتا ہے اور شوکت ہوتی ہے جو شیطانی الہامات میں نہیں ہوتی۔

(۲) خدا تعالیٰ کے الہامات کی عظیم الشان تائید ہوتی ہے۔

(۳) رحمانی الہام کے ساتھ اس کی سچائی کا کوئی نشان بھی ہوتا ہے۔

(۴) رحمانی الہامات کے ساتھ فرشتوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور وہ فرشتے رسولوں کو نظر بھی آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ فلاں سورۃ آئی تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ تھے مگر یہ حالت بڑے عظیم الشان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

یا رسول اللہ فرمایا۔ یا رسول کر کے پکارنا جائز نہیں ہے۔ شاعر حالتِ شعر اور حالت وجد میں کہا جائے۔ تو اور بات ہے۔ ایہا النبی منصوص ہے اور عبادت میں ہے۔ لکھا ہے کہ عبادت میں قیاس جائز نہیں۔ لہذا اس پر قیاس کر کے یا رسول اللہ نہیں کہا جا سکتا۔

خلیفہ فرمایا۔ خدا جسے چاہتا ہے۔ خلیفہ بناتا ہے۔ خدا کی مرضی سے خلافت ہوئی۔ خدا خود بناتا ہے۔ سورہ نور میں لکھا ہے۔ کہ خدا خود خلیفہ بناتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے منبر پر خطبہ پڑھا۔ تو بعد میں خلیفہ ہوئے۔ خلافتیں قرآن شریف میں چار آئی ہیں:-

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔

(۲) حضرت داؤد کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا۔

(۳) سورۂ نور میں خلفائے راشدین کا وعدہ ہے۔

(۴) سارے جہان کو خلیفہ کہا۔ ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض

مریض دل فرمایا۔ جس آدمی میں قوت فیصلہ اور تاب مقابلہ نہ ہو سمجھو۔ کہ اس کا دل مریض ہے۔

صحابہؓ کس طرح فتح پاتے تھے فرمایا۔ صحابہ کرامؓ نے مفصلہ ذیل قواعد پر عمل کر کے فتوحات حاصل کیں۔ (۱) خشوع فی الصلوٰۃ۔ مومن خاشع وہ ہے۔ جسے اپنی قوت اپنے علم اپنے جتھے کسی کا گھمنڈ نہ ہو۔ اس زمین کی طرح ہو۔ جو پانی کی محتاج اور اس کے اثرات قبول کرنے کے لئے بالکل تیار رہو۔ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ۔ (۲) اعراض عن اللغو۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ (۳) زکوٰۃ۔ اپنے مال۔ قویٰ کا حصہ اللہ کے نام پر دینا۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ۔ (۴) حفظ فروج۔ اپنے سوراخوں کی حفاظت۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ (۵) امانت و عہد کا لحاظ کرنا۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ (۶) محافظت صلوٰۃ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ۔

وعدہ و وعید دو نو ٹل سکتے ہیں؟ سورۂ مومنون میں جب ہم یہ آیات پڑھتے ہیں قل رب اما ترینی ما یوعدون رب فلا تجعلنی فی القوم الظٰلمین و انا علٰی ان نریک ما نعدھم لقادرون۔ تو یہ دو باتیں کھلتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ کی ذات کس قدر غنا میں پڑی ہوئی ہے۔ کہ وہ انبیاء جن کے مبارک وجود کی خاطر بعض اوقات تمام ملک کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ اس کے حضور گڑگڑانے کے محتاج ہیں۔ اور دعا کی احتیاج سے خالی نہیں۔ اب دیکھیئے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی خاطر عذاب آتا ہے۔ مگر دوسری جانب آپؐ ہی کے منہ سے کہلواتا ہے۔ رب فلا تجعلنی فی القوم الظٰلمین یعنی اے میرے رب مجھے ظالموں کی قوم میں نہ گردانیو۔ اس آفت میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ دوم یہ کہ وعدہ ہو یا وعید وہ ضرور ٹل سکتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ انا علی ان نریک ما نعدھم لقادرون۔ یعنی ہم جو ان کو وعدہ دیتے ہیں۔ اس کے دکھانے پر قادر ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ضرور وہ وعدہ اسی رنگ میں پورا کریں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ قادر ہیں۔ چاہیں تو اسے بدل کر کسی اور رنگ میں پورا کر دیں۔ یہ نکتہ معرفت اگر خوب سمجھ لیا جائے۔ تو پھر بروزِ محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

آجکل کی تہذیب غلط ہے آجکل کے مہذب جو جنٹلمین کہلاتے ہیں جب اپنی کسی کمزوری کو چھپانا چاہتے ہیں تو یہ عذر کر دیتے ہیں۔ یہ پرائیویٹ بات ہے۔ مگر یہ طرز اسلام کا نہیں۔ مومن جو کچھ کرتا ہے۔ اپنے مولیٰ کی اطاعت میں کرتا ہے۔ اس لئے وہ بزدل نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں کئی جگہ نبی کریم صلعم کے خانگی امور کا ذکر ہے۔ کیونکہ آپؐ کی ذات ستودہ صفات تمام جہانوں کے لئے اسوہ حسنہ تھی۔ آپؐ کا تھوکنا۔ آپؐ کا پیشاب کرنا۔ آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا آپؐ کا اپنی بیویوں سے طرز معاشرت سب ہی کچھ محفوظ ہے۔

نبی کریمؐ کا تعلق بارگاہ ایزدی سے عرب لوگوں میں یا تو لڑائی بزدوں وغیرہ کا ذکر ہوتا رہتا تھا۔ یا صحرائے بے آب و گیاہ یا شراب شہوت کے محلوں کا۔ اونٹنیوں کا۔ کھجوروں کا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے صفات۔ افعال۔ انعم۔ نقم کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ قرآن مجید کا ایک ایک رکوع غور سے دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے خالی نہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ صلعم کو کتنا بڑا تعلق بارگاہ ایزدی سے تھا۔

صحابہ کرامؓ کی خصوصیات جیسا کوئی نبی بہرہ نہیں ہوا ایسا ہی کوئی صحابیؓ بہرہ نہیں تھا۔ تاکہ کلام نبوی سے محروم نہ رہے۔ پھر اتنی بڑی قوم میں روائت کے اعتبار سے کسی کا جھوٹ ثابت نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ نبی کا صدق اس قدر پر تو انداز تھا۔ کہ کسی روائت کے صدق کے لئے صرف اس قدر ثبوت کافی ہے۔ کہ ایک صحابی کہتا ہے کہ میں نے نبی کریم صلعم سے سنا۔

منکر فضیلت ابوبکرؓ منکر قرآن ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اولوالفضل (صاحب فضیلت) فرمایا ہے۔ پڑھو یہ آئت۔ ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربٰی والمسٰکین والمہٰجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ فضل سے مراد مال ہے۔ مگر ان کی تردید کے لئے والسعۃ ساتھ ہی فرمایا۔ اگر فضل سے مراد مال ہوتا تو سعۃ کو علیحدہ نہ فرماتا۔

اپنے مردے آپ نہلاؤ حضرت امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں ہمدردی یہاں تک کم ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے اپنے مردوں کو آپ نہلانا چھوڑ دیا ہے۔ جب کوئی مرتا ہے تو اس کی جائیداد کو مقفل کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔ اور اس کے نہلانے دھلانے کا کام کسی ملاں کے سپرد آٹھ دس آنہ کے پیسے دیکر کر دیتے ہیں۔ اسلام کا یہ دستور نہ تھا۔ حضرت نبی کریمؐ کو بھی اہل بیت حضرت علیؓ و فضل۔ اسامہ نے غسل دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ کم از کم احمدی احباب اس سنت کو جاری رکھیں۔ اور وہ اپنے مردوں کو خود غسل دیا کریں۔ (تشحیذ)

مسلمانان ہند جنگ اٹلی کے متعلق جوش کو روکیں

اور

گورنمنٹ کے جدید اعلان کی قدر کریں

اٹلی نے جو خلاف دانش و انصاف کارروائی کی ہے۔ وہ کسی حالت میں قابل تحسین نہیں ہو سکتی۔ اس لحاظ سے کہ اٹلی یسوع کے قائمقام کا مرکز ہے اور وہاں سے یہ خلاف دیانت و مذہب شرارت پھیلی ہے اور بھی قابل ملامت ہے۔ ہر شخص جو مذہبی کتابوں کا کچھ بھی مطالعہ رکھتا ہے ایک طرف وہ امن کی انجیل میں یسوع مسیح کا پہاڑی وعظ پڑھتا ہے اور اسی انجیل میں دیکھتا ہے کہ اگر کوئی کرتہ مانگے تو جبہ بھی دیدے اور دوسری طرف اس قوم کا جو اپنے نبی اور رسول نہیں بلکہ خود خدا اور خدا کے بیٹے کے بروز اور مظہر پاپا۔ نے روم کے زیر تربیت تیار ہوئی ہے یہ عمل ہے کہ بلاوجہ و بدوں کسی حق کے طرابلس پر جابرانہ قبضہ کرنے کو حملہ آور ہوئی ہے۔ اس نمونے سے یہ بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ کم از کم اٹلی کا

ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے

کے مقولہ پر کہاں تک عمل ہے۔ اس جنگ سے ترکوں یا اٹلی کا کیا نفع یا نقصان ہوگا۔ اس پر مجھے اس وقت بحث کرنے کی حاجت نہیں

مگر اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اٹلی کا یہ غاصبانہ حملہ طرابلس پر نہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو

ساری گولہ باری انجیل پر ہے

کیونکہ اس سے عملی طور پر ثابت ہو گیا کہ انجیل میں جو کچھ بھی پیش کیا گیا ہے وہ عمل کے لئے نہیں بلکہ محض ہاتھی کے دکھانے کے دانتوں کی طرح ہے۔ اگر یورپ کی کوئی ایسی سلطنت جہاں عیسائیت کا مظہر اور سب بڑا انسان (ان کے عقیدے کے موافق) نہ رہتا ہوتا۔ تو شاید کسی حد تک یہ طرز عمل مذہبی نقطہ خیال سے قابل ملامت نہ ہوتا۔ مگر پوپ کے شہر سے اور عمانوئیل کی حکومت کے نیچے سے یہ شرارت پیدا ہوئی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ

انجیل قابل عملدرآمد نہیں

یہ ٹرکی اور اٹلی کے جنگ کے متعلق مذہبی نقطہ خیال سے میری رائے ہے۔ اٹلی دُنیوی رنگ میں جو کچھ اس کا خمیازہ بھگتیگی۔ وہ بعد میں معلوم ہو جائیگا۔ مگر اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ مذہبی حیثیت سے اس کو ناقابل تلافی شکست ہو چکی ہے اور ہمیشہ کے لئے اس نے ثابت کر دیا ہے کہ پوپ کے شہر سے

عیسائیت کی تعلیم پر حملہ ہوا ہے

یورپ کے تمام اخبار متفق اللفظ ہو کر اٹلی کو ملامت کر رہے ہیں۔ کہ اس کا یہ فعل تہذیب و سیاست کے چہرہ پر ایک داغ ہے مگر مجھے تعجب ضرور ہے۔ کہ جب یورپ اس کو صریح ناانصافی اور ظلم اور جبر قرار دیتا ہے۔ تو کیوں وہ خاموشی کے ساتھ ایک ظالم کو موقعہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے ظلم کے فعل کو پورا کرے۔

مجھے اس تہذیب اور برداشت کے اصول کی بھی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس سیاسی قانون میں درج ہے کہ ظالم اور مجرم کو ارتکاب جرم کا موقعہ دیا جاوے۔ وہ لوگ جو اسلامی جنگوں پر جو محض دفاعی تھیں اعتراض کیا کرتے ہیں خصوصاً ہمارے عیسائی مخالفین۔ وہ اٹلی کی اس کارروائی پر اور یورپین سلطنتوں کی خاموشی پر غور سے نگاہ کریں غرض اٹلی کی یہ جنگ انجیل کی تعلیم کے خلاف خطرناک حربہ ہے اور اب یسوع مسیح کے برّے اور بقول حضرت صادق لیلے انجیلی عفو اور برداشت کی شیخیاں مارنے کی جرأت نہ کریں گے۔

اس کے بعد مجھے اپنے برادران اہل اسلام سے کچھ عرض کرنا ہے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں بھی اس کے متعلق اشارہ کیا ہے اور آج کسیقدر صراحت اور وضاحت سے لکھتا ہوں۔ اس جنگ کے چھڑنے سے جو کہ محض ایک ڈکیٹی کا رنگ رکھتی ہے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ مسلمانوں میں جوش پیدا ہو۔ اور اپنے برادران مذہب کے لئے ہمدردی اور حمائت کے جذبات کو اپیل ہو۔ یہ جوش محض اس لحاظ سے کہ اس سے قوم میں ایک زندگی پیدا ہوتی ہے۔ مبارک ہے۔ مگر اس سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہئے کہ بعض اوقات ایسے عارضی جوش جو کسی حقیقت کے نیچے نہیں ہوتے یا کسی للّٰہی غرض کے ماتحت نہیں ہوتے نقصان رسان بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو نہائت اعتدال سے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے۔ جذبات کی اصلاح ہمیشہ مذہب کے نیچے ہوتی ہے۔ جب تک انسان اپنی خواہشوں کو ایک روحانی معلم کے سپرد نہیں کرتا۔ اور اس کے حکم کو ماننا اپنے لئے لازمی قرار نہیں دیتا۔ اُٹھتے ہوئے جذبات اور بھڑکتی ہوئی خواہش سے غلط راہ پر لے جاتی ہیں۔ پس میں محض اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف کا حکم دیا ہے۔ نہ صرف اپنے مسلمان بھائیوں کو اس موقعہ پر بے جا جوش اور غیظ و غضب سے بچنے کی صلاح دیتا ہوں۔

ہماری گورنمنٹ نے بار دیگر اپنی نیوٹریلٹی کا اعلان کیا ہے اور رعایا کو بھی یہی مشورہ دیا ہے اس لئے ہمیں اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھانا چاہئے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حکم کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ جہاں تک حکومت۔ اخلاق اور ہمدردی اجازت دیتی ہے ہم اپنے برادران دور کے لئے اس سے فرق نہ کریں۔ مگر عوام میں زیادہ جوش پیدا کرنا قرین مصلحت نہیں۔

غرض مسلمانوں کو اپنے جوش کو کم کرنا چاہئے اور اسے افراط تفریط کی راہوں سے بچا کر اعتدال پر لانا چاہئے۔ اور کوئی حرکت ان سے ایسی سرزد نہ ہو۔ جو کسی حال میں ہماری اس گورنمنٹ کے خلاف منشا ہو جس کو ہم دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت مانتے ہیں اور جو عدل و انصاف کے ساتھ ہم پر حکومت کرتی ہے۔ جس کے عہد میں ہم نے بہت بڑا آرام پایا۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہمیں اس کا فرمانبردار اور شکر گذار ہونا ضروری ہے۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے اس جدید اعلان کی قدر کریں۔ کیونکہ یہ محض اُن کی بھلائی کے لئے شائع کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ وہ لوگ جو اس وقت مسلمانوں کی پولیٹکل امور میں رہنمائی کرتے ہیں۔ وہ اس پر غور کریں گے اور وہ یہ خیال نہیں کریں گے کہ اس جوش سے مسلمانوں کی ہستی اور زندگی کا پتہ لگتا ہے۔ یہ زندگی جو محض عارضی ہو کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ حقیقی زندگی کی روح مسلمانوں میں اسی راہ سے نفخ ہو سکتی ہے۔ جس راہ سے پہلے ان میں زندگی آئی تھی۔ اور وہ کیا

قرآن کریم کی حکومت کے نیچے آنا

جب تک اسی راہ کو جو صراط مستقیم اور اسوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اختیار نہیں کیا جائیگا۔ زندگی پیدا نہیں ہوگی۔ اس جوش کو سوڈا واٹر کا سا جوش سمجھنا چاہئے اور یہ مفید اور مؤثر نہیں گو تھوڑی دیر کے لئے اس کا کچھ اثر ہو۔ اور وہ بھی بے سود۔ اس سے مسلمانوں کے اخلاق ان کے اقتصادی امور اور سوشل معاملات پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ یہ ایک ایسی ہی بات ہے جیسے کیکر سنگھ اور غلام کی کشتی میں جوش پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ یہ محض دھڑہ بازی ہے۔ حقیقی اخوت اور ہمدردی جب پیدا ہوتی ہے تو اس کے لئے دور نزدیک اور رنگ و روپ کوئی شے نہیں ہوتا۔ ہماری محبت محض خدا کے لئے ہو۔ اور ہماری دشمنی محض خدا کے لئے ہو۔ اور ہماری دشمنی بھی محض اسی کے لئے + اگر اس جوش سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ تو اسے ملک کے اہل الرائے لوگو! کوشش کرو۔ کہ مسلمانوں میں دینی روح پیدا ہو۔ مگر یاد رکھو۔ یہ تمہارا کام نہیں اور نہ تم اس کے اہل ہو۔ اس کا اہل وہی قدسی نفس وجود ہو سکتا ہے جو اس غرض کے لئے دُنیا میں آوے۔ انسانی وجود میں کچھ شک نہیں کہ دماغ اور دوسرے اعضا بڑا بڑا کام کرتے ہیں مگر دل ایک ایسی شے ہے کہ ان سب پر حکمران ہے۔ پس کسی اہل دل کے آگے جھکو وہ تمہیں ایک ایسی راہ بتائیگا۔ جس تمہارا بڑھتا ہوا جوش خدا کے لئے ہو جائیگا اور نفسانی جذبات کو وہ کچل دیگا۔ اس مقصد کے لئے خدا نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اہل دُنیا کی نظروں سے وہ پوشیدہ ہے۔ کیونکہ اس میں ڈپلومیٹک کارروائی نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ ظاہر ہو۔ اس لئے آؤ۔ میں تمہیں اس نور کی طرف رہنمائی کروں۔ تا کہ ہر قسم کی ظلمت سے نکل کر تم روشنی میں آؤ۔ اور خود شناسی اور خود فراموشی کی حقیقت تم پر کھلے۔ وہ یہی احمدیہ سلسلہ ہے جو منہاج نبوۃ پر قائم ہوا اس کا بانی مرفوع ہو چکا ہے۔ اور اس کا سچا جانشین اُسی قوت اور نور معرفت سے رہنمائی کرتا ہے۔ ؎

بشتاب گر عاقلے و ریاب گر صاحبدلے
شائد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

حضور شہنشاہ معظم کا عزم ہندوستان!

(لندن ۱۱۔ نومبر) حضور شہنشاہ معظم کی روانگی کے وقت سرکاری شان و شوکت کا بہت کچھ اظہار ہوا۔ حضور ممدوح ایک کھلی گاڑی میں قصر بکنگھم سے روانہ ہوئے۔ ہاؤس گارڈ کا ایک دستہ ہمراہ تھا۔ پرنس آف ویلز و پرنسس آف میری بھی ہمراہ تھیں۔ راستہ پر خلقت کا ہجوم تھا۔ جو ہر گاڑی کے پہونچنے پر نہائت جوش سے تالیاں بجاتے تھے۔ وکٹوریہ اسٹیشن پر ۳۰ معززین و مشاہیر کا مجمع تھا۔ جس میں خاندان شاہی کے ہر ایک ممبر کے علاوہ سفیران ممالک غیر اور سر ایکوتھ آرک بشپ کنٹربری ممبران کیبنٹ و دیگر مشاہیر شامل تھے۔ قومی گیت بجائے جانے کے بعد حضور ممدوح پون گھنٹہ تک گفتگو میں مصروف رہے۔ بعد ازاں گاڑی روانہ ہوئی اور "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کے نعروں نے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ ہر میجسٹی کوئن الگزینڈرا اور پرنس آرتھر آف کناٹ پورٹسمتھ تک ہر میجسٹی ز یٹ کے ہمراہ گئے پورٹسمتھ کے پہنچنے پر بحری اور فوجی افسران نے حضور کا استقبال کیا۔ یہاں سے آپ جہاز مدینہ پر سوار ہوئے اور شاہی جھنڈا استول پر چڑھایا گیا۔ ادھر توپوں کی سلامی سر ہوئی۔ اس کے بعد لنچ تناول کیا گیا۔ پارٹی میں کوئین الگزینڈرا۔ شہزادی ماد۔ شہزادی وکٹوریا۔ پرنس آف ویلز اور شہزادی میری شامل تھیں۔ جہاز مدینہ کی روانگی سے پہلے جانبین کی طرف سے الوداعی رسومات عمل میں آئیں۔ بعد کی خبر کہ پورٹسمتھ پر شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ کا مسٹر چرچل و لارڈ آف ایڈ ملرٹی نے استقبال کیا۔ بندرگاہ کے تمام جہازوں نے سلامی اُتاری۔ لنچ کے وقت صحت کا جام تجویز کیا نہیں گیا۔ تماشائیوں کا ہجوم تھا۔ الوداعی رخصت بڑی رقت آمیز تھی بارش موسلادھار ہو رہی تھی۔ توپوں کی آواز سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ جہازوں کے باجوں نے "قومی گیت" گایا۔ اور شاہی ممبر جب تک مدینہ نظر سے غائب ہو گیا۔ برابر رومال ہلاتے رہے ایک حادثہ ہوتے ہوتے بچ گیا۔ ایک چھوٹا جہاز کسی طرح اپنی جگہ سے اکھڑ گیا اور قریب تھا کہ جہاز مدینہ سے اس کی ٹکر ہو جائے۔ مگر خیر گذری۔ حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ جہاز مدینہ میں سوار ہو کر ہندوستان کی سمت روانہ ہو گئے۔ جہاز مذکور سے ہوم فلیٹ کی اول ڈویژن اور اول سکواڈرن کروزر مقام سپٹھیڈ پر ملی اور رود بار انگریز کے اندر اس کی حفاظت کرتی ہوئی۔ بحری جلوس کے دیکھنے والوں کے دلوں پر لاثانی اثر پڑتا تھا کیونکہ اس میں دُنیا کے عمدہ ترین دس جنگی کروزر شامل تھے۔ اخبار ملک معظم کی روانگی پر مضامین لکھ رہے ہیں۔ وہ مملکت ہندوستان اور فرمانرواکے لاثانی دورہ کی کامیابی کے لئے نیک آرزوؤں سے لبریز ہیں۔

وقت

تعلیم الاسلام اسکول کے ایک طالب علم سید محمد یوسف اسپیشل کلاس نے بورڈنگ کی انجمن الاخوان مرتبہ کو بیانا سُرتی کے ماتحت جو لیکچر سنایا۔ درج ذیل ہے اور امید ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ (محمود احمد)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

اے تذاق عالم۔ اے میرے محسن و مالک! میں کمزور و ناچیز اس قابل بھی نہیں ہوں۔ کہ تیرے اُن اکرام و انعام کا جائے ورود ہو سکتا۔ جو تُو نے باوجود میری غفلتوں سستیوں اور نادانیوں کے مجھ پر کئے۔ مجھ میں اتنی سکت ہرگز نہیں۔ کہ میری زبان تیرا شکریہ ادا کر سکے۔ کما حقہ تیرا شکریہ ادا کرنا میرے لئے ایسا مشکل کام اور ایسی حرکت فضول ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص کرہ ارض پر رہ کر اُس کو اپنے سر پر رکھ کر کھڑا ہو جانیکا دعویٰ کرے۔ مگر لئن شکرتم لازیدنکم کو مدنظر رکھکر الحمد للہ رب العلمین کہتا ہوں۔ کہ تُو نے مجھکو اسلام میں اور پھر مسلمانوں کے گھر میں پیدا کیا اور یہ بھی تیرا بڑا ہی فضل ہے کہ تُو نے مجھ بدنام کنندۂ بنی آدم کو یہاں کھڑے ہوکر مضمون سنانیکا وقت اور موقع عطا فرمایا۔ تیری اُن نعمتوں میں سے جو تُو نے ہم پر محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہیں ایک نعمت اعلیٰ وقت بھی ہے۔ اور یہ وہ نعمت ہے۔ کہ اسی پر ہماری تمام زندگی۔ ہستی و نیستی اور رنج و خوشی سب کچھ منحصر ہے۔ یہی تیری عطا کردہ نعمت عظمیٰ سکنڈ۔ سکنڈ اور منٹ منٹ جس کو ہم بوجہ اپنی غفلت اور کم ہمتی کے بے حقیقت سمجھ کر فضول رائیگاں اور ضائع کر دیتے ہیں۔ دراصل ہم میں سے بہت سوں کو دوزخ سے روک کر جنت اور جنت سے روک کر دوزخ میں جھونکے جانے کا موجب ہوگی۔ میری اس بات پر بیشک کوئی سفیہ ناشناس ضرور اپنے دل میں خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ اچھی نعمت ہے۔ کہ جو مورد نعمت کو دوزخ کی ڈانٹ بنا دیگی۔ سنو۔ اور غور سے سنو جس طرح انسان کی آنکھ اور غضب بھی انعام خداوندی میں سے ہیں۔ مگر اُن کے موقع محل کا استعمال انسان کو بہشت بریں میں اور اس کا ناجائز استعمال جس کو گناہ کہتے ہیں (ورنہ حقیقت میں گناہ کوئی چیز نہیں) مورد غضب اور قابل مواخذہ ٹھہرا دیتا ہے۔ اسی طرح وقت کا جائز اور ناجائز استعمال ہی دوزخ و جنت میں جا پہنچنے اور دھکیلا جانے کا موجب ہوگا۔ مثلاً غور کرو۔ کہ جس وقت دُنیا میں کوئی نبی یا رسول مبعوث ہوکر آتا ہے۔ وہ ایک خاص وقت ہوتا ہے کہ بلا چون و چرا اُس کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔ اسی ایک اصول کے مشاہدہ سے یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ جو لوگ وقت کو صحیح طور سے استعمال کرتے ہیں یعنی رسول کو مان لیتے ہیں۔ تو اُن کو وقت (یعنی اس کا صحیح استعمال) ہی لائق جنت بنا دیتا ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ رسول کو نہیں مانتے۔ یعنی برخلاف اول الذکر لوگوں کے وقت کو ٹھیک طور پر استعمال نہیں کرتے۔ اُن کے لئے وہ وقت ہی باعث دوزخ ہوتا ہے یا نہیں۔

اے خدا! ہوا اور پانی بھی تیری نعمتیں ہیں۔ مگر وقت میں جیسی ایک عجیب خاصیت تُو نے رکھی ہے۔ وہ کسی شئے میں بھی پائی نہیں جاتی۔ ہوا اور پانی تمام ہی نوع انسان کے لئے یکساں ہیں۔ مگر ایک ہی وقت بعض اشخاص کے لئے خاص بھی ہے (کاش میری بات کو لوگ سمجھیں جو دل دانا اور چشم بینا رکھتے ہیں سمجھینگے۔ وہ سمجھے [illegible] کا تو یہاں کوئی کمی ہی [illegible] دیکھو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوا اور پانی ملا۔ ہم کو بھی اُن کو بھی وقت ملا۔ ہم کو بھی ملا مگر یاد رکھو کہ رسول اللہ صلعم کے اصحاب کرام اور آپ کے زائرین کو جو وقت ملا کیا ہم اُس کو پا سکتے ہیں۔ اور کیا اُن کے اس فخر میں سے جو اُن کو سرور کائنات کی فرمانبرداری صحبت اور زیارت سے حاصل ہوا۔ ہم کوئی حصہ لے سکتے ہیں۔ یا اُن کے اس بجا اور نایاب مرتبہ کی برابری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ استغفر اللہ و نعوذ باللہ وہ اس بات میں خاص تھے اور وہ وقت انہیں کے لئے خاص تھا۔ اب قیامت تک بھی خواہ کوئی کتنے ہی مراتب طے کر جائے۔ کتنی ہی ریاضتیں کیوں نہ کرے۔ مگر اب اس صفت میں کوئی بھی ان کی برابری نہیں کر سکتا۔ یہ ایک وقت ہی کی عجیب خاصیت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ وہ نعمت ہے کہ جو حقیقتاً دُنیا میں سب سے عظیم الشان [illegible]

پھر یاد رکھو کہ جسقدر نعمت بڑی ہوگی۔ اسی قدر اُس کی ناشکری اور انکار پر سخت سزا دیئے جانے کا بھی خوف ہوتا ہے۔ غور کرو۔ اور نظر تعمق سے دیکھو کہ جن لوگوں نے خدا کی ایک لطافی سے انکار کیا۔ اُن پر خدا کی لعنت ابدالآباد تک کے لئے ہوتی ہے۔ کیا کوئی یہ بتلا سکتا ہے کہ روئے زمین پر کہیں بھی چپہ بھر زمین اُن کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ سوچو کہ خدا کے برگزیدوں کا انکار یعنی وقت کی ناقدری کیسی بُری بلا ہے۔

خدا نے ہم کو بھی وقت دیا اور ساتھ ہی ایک موقع بھی دیا۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جنھوں نے وقت کی قدر کی اور اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیا ایک خدا کے بندے کی فرمانبرداری کے وقت کو صحیح استعمال کیا اور اس بات میں وہ قیامت تک کے لئے تمام دُنیا پر سبقت لے گئے۔ لیکن افسوس ان لوگوں پہ جنھوں نے وقت کو صحیح استعمال نہ کیا یعنی اس سے انکار کیا مگر اے دوستو۔ اب بھی وقت ہے اور مبارک ہیں وہ لوگ جو ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوں اور اس کے خلیفہ اول ہی کے دست مبارک پر مشرف ہوکر اس ایک خاص بات ہی میں آئندہ آنیوالی نسلوں سے سبقت و تمیز حاصل کریں۔ اے خدا! تیرا عطا کردہ وقت ایک بہتے دریا کی مانند ہے۔ جو چپ چاپ چلا جاتا ہے۔ جو گھڑی گذر جاتی ہے واپس نہیں آسکتی۔ اس لئے یہ بالکل سچ ہے کہ گم شدہ مال تلاش سے۔ بھولا ہوا سبق محنت سے اور صحت جیسی قیمتی چیز علاج سے دوبارہ حاصل ہو سکتی ہے مگر گیا ہوا وقت کسی طرح سے بھی واپس نہیں آسکتا۔

تمام قومیں جو شائستہ و مہذب اور ترقی یافتہ سمجھی جاتی ہیں اور جن کی اندھی تقلید ہم بات بات میں بڑے کرّ و فر اور فخر و ناز سے کرتے چلے جاتے ہیں وہ سب پابندی اوقات اور اس کے صحیح استعمال کے طفیل ہی سے اس درجہ تک پہنچی ہیں۔ ہم اور باتوں میں تو اُن کی تقلید کرتے ہوئے بہت اتراتے اور شیخی جتلاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس خاص بات میں اُن کی تقلید کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ باتیں کرتے ہیں۔ تو اس کثرت سے کہ اناپ شناپ جو منہ میں آیا بکتے چلے گئے۔ مذاق دل لگی پر اترے تو نقالوں کو بھی شرمندہ کیا۔ نہ وقت کا لحاظ نہ انجام کا خیال۔ سونے پر آئے تو مردوں سے شرط باندھ کر۔ دوستوں سے ملاقات کی تو دُنیا و مافیہا کو بھول کر۔ جہاں بیٹھے پہاڑ ہو کر۔ جہاں کھڑے ہوئے تو ستون و تھم ہو کر۔ غرض کوئی کام بھی باقاعدہ نہیں۔ یہ آفت ہم پر یوں ہے کہ حقیقت میں ہم اسلام کے سچے پابند نہیں۔ کیونکہ اسلام اور اُس کا خدا جو پابندی وقت کی تعلیم قرآن اور ہر وقت میں ہم کو اسلام اور نیچر کے ذریعہ سے سکھلاتا ہے وہ کوئی دوسرا مذہب کیا سکھلائیگا۔ وہ نمازوں کا مقررہ وقت اور وہ روزوں کا خاص ماہ اور ان کے رکھنے کے اور افطاری کے خاص اوقات اور نظام شمسی کا اپنے اپنے وقت پر غروب و طلوع ہم کو جہاں اور بہت سی تعلیمات اور فوائد پہنچاتے ہیں۔ وہاں وہ ہم کو پابندی اوقات اور ان کے صحیح استعمال۔ ایک کام کے لئے ایک وقت اور ایک وقت کے لئے ایک کام مقرر کرنے کی بھی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر انسان دل دانا اور چشم بینا رکھتا ہو۔ اور نظر تعمق سے صرف نیچر ہی سے جو بنی آدم کے لئے اعلیٰ درجہ کا تجربہ ہے عبرت و نصیحت حاصل کرے۔ تو وہ معاملات و اوقات کا بڑا پابند اور اس کے صحیح استعمال کا سچا عامل بن سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ غفلت [illegible] ہم کو خواب سے بیدار نہیں ہونے دیتی۔ اس لئے اے رحیم و ارحم خدا! ہم تیری جناب میں صدق دل سے دعا کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ کہ ہم نہایت کمزور ہیں پس تو ہم پر اپنے فضل و کرم کی بارش نازل فرما۔ کیونکہ بغیر تیرے فضل و کرم کے ہم اپنی کوششوں میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہم کمزور اور مجبور۔ تو قادر و توانا۔ تیرے نزدیک کوئی بات مشکل نہیں پس تو ہماری غفلتوں اور سستیوں کے پردوں کو جو ہماری آنکھوں اور دلوں پر پڑے ہوئے ہیں دُور فرما۔ اور اپنے سچے دین اسلام کا صادق فرمانبردار بنا۔ تاکہ ہم معاملات وقت میں چست و چالاک ہو کر تیری رضا حاصل کر سکیں۔ فقط والسلام

آٹو بایو گرافی

کئی مہینے گذرے کہ میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے نام جناب اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی نے ایک خط لکھا تھا۔ جو کسی وجہ سے صاحب مکتوب الیہ کے نام تو نہ پہنچ سکا اور اب میرے ہاتھ لگ گیا۔ جناب والد صاحب قبلہ چونکہ خاص ضرورتوں کے باعث سفر میں ہیں اور اخبار کے چند صفحے خالی تھے۔ لہذا خان صاحب کی اجازت سے اس خط کو جو درحقیقت ان کی خود نوشت سوانح عمری ہے۔ درج ذیل کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ناظرین اخبار کے لئے ضرور یہ ایک دلچسپ اور بیش بہا تحفہ ہوگا۔
(محمود احمد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم

بجناب اقدس مخدومنا سیدنا حضرت میر صاحب قبلہ ادام اللہ ظلکم!
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و طیب صلاتہ و رضوانہ

اس عاجز نے ہفتہ گذشتہ کے بدر میں آپ کی سوانح عمری (جو آپ نے خود ارقام فرمائی ہے) بڑے ہی شوق اور محبت کے ساتھ مطالعہ کی۔ جناب کی طرف سے ایک تحریک بدر میں شائع ہوئی تھی۔ کہ احمدی احباب اپنی اپنی زندگی کے حالات لکھ لکھ کر جناب کی خدمت میں حاضر کریں۔ تاکہ رسالہ کی حیثیت سے شائع ہوں۔ میرے دل میں بھی جناب کی اس ارشاد کی تعمیل کا خیال پیدا ہوا۔ لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ چونکہ میں کسی قطار و شمار میں نہیں۔ یعنی کوئی قابل تذکرہ شخص نہیں۔ لہذا اس ارشاد مذکور کا صحیح مخاطب نہیں۔ دوسری طرف اپنے حالات میں کوئی ایسی بات بھی نظر نہیں آتی تھی۔ جو دوسروں کے لئے موجب عبرت یا مشعل راہ ہو سکے۔ اب جبکہ جناب کے حالات زندگی بدر میں پڑھے۔ تو علاوہ بہت سے دوسرے قوی اور مفید اثرات کے جو میرے قلب پر وارد ہوئے۔ امیر الامراء خان دوران خان کا نام پڑھکر اُس قوی تعلق اور نیازمندانہ عقیدت کے علاوہ جو جناب سے پیشتر ہی سے ہے۔ ایک نئی محبت کا اضافہ ہوا۔ اور میری سمجھ میں یہ بات آئی۔ کہ حالات زندگی کی ترقیم میں جو تمہیداً خاندانی و قومی حالات مذکور ہوتے ہیں۔ وہ بھی مفید اور ضروری ہی ہوتے ہیں۔ میں نہایت ادب کے ساتھ جناب سے التجا کرتا ہوں۔ کہ آپ اُس موعودہ رسالہ میں اپنے حالات زیادہ بسط اور تفصیل سے لکھیں۔ اور یقیناً جسقدر بسط سے کام لیا جائیگا۔ اسی قدر ناظرین کی انبساط خاطر کا موجب ہوگا۔

میں اپنے خاندان کے بزرگوں سے اکثر پرانے زمانہ کے حالات اور بڑے بڑے دلچسپ عبرت انگیز معرکوں کی ایسی روئیدادیں سنتا رہا ہوں جن کو ہمارے ملک کے مورخوں نے بھی اپنی کتابوں میں درج کرنے سے چھوڑ [illegible]

حالات سے واقف نہ تھا ... موصوف نے میری خوب تربیت فرمائی۔ دو چار روز کے بعد ایک رسالہ یا اشتہار بھیجا کرتے تھے۔ اعجاز احمدی۔ شہادۃ القرآن۔ تذکرۃ الشہادتین۔ کشتی نوح۔ حقیقۃ الوحی۔ البدر۔ الہدیٰ وغیرہ مجھے ملے۔ اس ترتیب سے یکے بعد دیگرے میرے پاس بھیجے کہ مجھ کو کوئی ٹھوکر نہیں لگی۔ میں مولانا موصوف مرحوم کے لئے محبت کا اپنے دل میں بہت بڑا جوش پاتا ہوں۔ اور اُن کے لئے دعائیں بھی کیا کرتا ہوں۔ دسمبر ۱۹۰۶ء میں قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت و تجدید بیعت سے مشرف ہو کر ایک ہفتہ رہکر واپس نجیب آباد گیا۔ گو شہر والے پہلے ہی سے جانتے تھے کہ فلاں شخص مرزا صاحب کا معتقد ہے۔ لیکن کوئی برسرِ مخالفت نہ تھا۔ قادیان آنے کے بعد جب واپس گیا ہوں تو خدا جانے کیا بات تھی کہ میں نے نجیب آباد کے اسٹیشن ہی پر معلوم کیا کہ تمام شہر میں بڑے زور شور سے اس بات کا چرچا ہے کہ قادیان جاکر لامذہب ہو گیا ہے۔ ہاں میں یہ بات بیان کرنی بھول گیا کہ قادیان کے اس پہلے سفر میں بھائی نظام الدین صاحب کلاہ ساز میرے ہمسفر تھے جو نجیب آباد ہی سے معتقد ہو کر میرے ہمراہ آئے تھے۔ واپسی میں ہم دونوں سہارنپور سے مظفرنگر بھی گئے۔ وہاں کے بھائیوں منشی عبدالحق صاحب۔ سلیمان خانصاحب حکیم عبدالرزاق صاحب وغیرہ نے بڑی ہی محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ اور ہم دونوں کو بہت کچھ صعوبات کے سہارنے کے لئے آمادہ بنا دیا تھا۔ نجیب آباد ہمارے لئے امن کا مقام نہ تھا۔ رات دن۔ صبح و شام ہر وقت ہر قسم کی مخالفت کا جوش تھا۔ عوام کالانعام جن کے سلام کے بھی ہم روادار نہ تھے۔ برملا گالیاں دیتے تھے۔ شعراء نے ہجویں لکھیں اور برسر ممبر جامع مسجد میں لوگوں کو سنائیں۔ بدمعاشوں نے جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں دیں۔ بازار والے ہم لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ سودا نہیں بیچتے تھے۔ سلام علیک کوئی نہیں کرتا تھا۔ ہم سلام کرتے تو جواب میں گالیاں سننی پڑتی تھیں۔ دوست سب دشمن اور دشمن دشمن تر ہو گئے تھے۔ غرضکہ ہماری ہمت و استقلال اور صبر و تحمل کا ایک امتحان تھا۔ خدا جانے خدا تعالیٰ کی نظر میں ہم اس امتحان میں کامیاب ہوئے یا نہیں۔ کیونکہ کبھی کبھی تنگ آمد بجنگ آمد کی حالت میں بعض نامردوں کو تنبیہ الغافلین یعنی مولا بخش کے ذریعہ سے جواب دینے میں بھی ہم نے دریغ نہیں کی۔ میں انگریزی مدرسہ میں کام کرتا تھا۔ مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی کے ممبروں اور منیجر صاحب نے اپنی لیاقت کا ثبوت اس طرح دیا کہ مجھ کو علیحدہ کرکے تقریباً ڈیڑھ مہینہ کی تنخواہ بھی نہیں دی۔ دسمبر ۱۹۰۶ء کو قادیان آیا۔ اور اب تک یہیں ہوں۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں بعہدۂ اول مدرس فارسی کام کرتا ہوں۔ اپنے آقا۔ محبوب۔ مخدوم اور پیاروں میں ہر وقت مسرور اور مکروہاتِ دُنیوی سے بہت کچھ محفوظ رہتا ہوں۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ رب العالمین۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجھکو جو تعلق تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنینؓ سے میرے جس قسم کے تعلقات ہیں اور جس طرح یہاں دارالامان اور دارالعلوم میں میرے اوقات بسر ہوتے ہیں۔ اُس سے سب واقف ہیں میرے عرض کرنے کی ضرورت نہیں میری عمر اب تیس سال کے قریب ہے۔ خدا تعالیٰ کے مجھ پر بڑے بڑے فضل ہیں۔ اور مجھ سے ادائے شکر میں بہت قصور ہوتا ہے۔

ربّ اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک

آرزو ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوں اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاؤں۔

دُنیا ایک سرائے ہے جس میں چند روزہ قیام ہے۔ بیہودگی ہے نسب کا فخر اور حماقت ہے۔ بزرگوں کی استخوان فروشی۔ سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ ہم خاک سے پیدا ہوئے۔ انجام کار خاک ہی ہو جائینگے۔ اعمال نیک ہی کام آئینگے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے جاذب بن کر دارِ نعیم تک پہنچائینگے۔ ورنہ معاملہ نوع دگر ہو۔ تو الامان الامان الامان۔ اللہم اجرنی من النار۔

اللّٰھمّ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

المستغفر من اللہ المنان
اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی

جو دل رکھتے ہیں وہ پڑھ لیں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک خط مکرمی پنڈت دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر ہندوستان لکھتے ہیں۔ جس سے الحکم کے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ الحکم کے کیسے کیسے مہربان ہیں۔ امید ہے کہ سرپرستانِ الحکم اس سے فائدہ اٹھاویں گے۔

محمود احمد

دفتر ایڈیٹر "ہندوستان" لاہور — مورخہ ۱۹۔ نومبر ۱۹۱۱ء

مکرمی شیخ صاحب۔ تسلیم۔

اخبار الحکم کو جاری رکھنے کے لئے آپ نے اپنے ناظرین سے مالی امداد کی درخواست کی ہے۔ گو میں آپ کے ناظرین میں شامل نہیں ہوں لیکن اس عزت کے اظہار میں جو میرے دل میں آپ کے لئے بطور ایک بااصول اخبار نویس اور نیکدل انسان کے ہے۔ میں آپ کے کام میں مدد دینا اپنا ضروری فرض سمجھتا ہوں۔ میں نے آج کی ڈاک میں عہ/ روپیہ کا منی آرڈر بھیجدیا ہے۔ الحکم کے امدادی فنڈ میں شامل کیجئے۔

آپ کا داس
دینا ناتھ
ایڈیٹر "ہندوستان" لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

درخواست دُعا

میرے لڑکے برخوردار مولوی رحمت علی کا نکاح منشی عبدالعزیز صاحب شریف خاندان کے گھر میں بروز جمعہ کو عصر کے وقت ہوا ہے۔ لہذا سب احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ان کے لئے رحم کرکے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ اور ان کی آپس میں محبت اپنے منشاء کے مطابق رکھے اور ان کا اللہ تعالیٰ حامی اور مددگار رہے۔ اور ان کی سب ضرورتیں پوری کرے اور اپنے فضل سے پوری کرتا رہے۔ اور ان کو اپنے فضل سے دین اسلام کا خادم بنا دے۔ اور ان کو دین اسلام کے پھیلانے میں اپنے منشاء کے مطابق ازحد توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ان پر راضی اور خوش ہو جاوے اور پھر دُنیا اور آخرت میں کبھی ناراض اور غضبے نہ ہو۔ آمین۔ ثم آمین۔

بڑی عاجزی سے عرض ہے کہ ان کے لئے بڑے درد سے دعا فرماویں آپ کو بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار محمد حسن دفتری

اعلان

بعدالت جناب خان غلام حسن خان صاحب منصف درجہ دوم بٹالہ

گنڈا مل ولد راجیداس قوم کھتری ساکن بٹالہ ڈگریدار بنام نتھو ولد جہان ذات ارائیں ساکن ... مدیون

[illegible]

اشتہار بنام نتھو ولد جہان ذات ارائیں ساکن ... تحصیل بٹالہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں نتھو مدیون تعمیل سے گریز کرتا ہے۔ اور تم کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر تم ۲۰۔ نومبر ۱۹۱۱ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی نہ کروگے۔ تو تمہاری نسبت کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۱۱ء دستخط حاکم و مہر عدالت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

استفسار

ببابل ھاروت وماروت۔ اس پوری آیت کی پوری تشریح اور ترجمہ لکھکر مرحمت فرمائیگا۔ المستفسر حسن محمد خان احمدی

جواب

برادرم مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حسب الحکم حضور امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خط کا (جو آپ نے اُن کے نام بھیجا ہے) جواب ذیل میں عرض کرتا ہوں حضرت امیر علیہ السلام کے ملاحظہ اور اصلاح کے بعد ابلاغ خدمت ہے۔

پوری آیت۔ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علیٰ ملک سلیمانؑ وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت وما یعلمان من احد حتیٰ یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ ویتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم ولقد علموا لمن اشترٰہ مالہ فی الاٰخرۃ من خلاق ولبئس ما شروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون ۝ ولو انھم اٰمنوا واتقوا لمثوبۃ من عند اللہ خیر لو کانوا یعلمون ۝

سب سے پہلے اس آیت کے بعض الفاظ مشکلہ کے معنے ملاحظہ ہوں۔

شیاطین۔ ائمۃ الکفر۔ کفار فساق کے چودھری نمبردار۔ بدکار لوگ۔ امراء اور صاحب اثر دشمنان دین اللہ سے دور۔ ارواح خبیثہ۔ ہلاک شدہ اور ...

مُلک۔ سلطنت۔ زمانہ۔ کرسی۔

سحر۔ باریک اور لطیف المآخذ چیز۔ پوشیدہ راز مثلاً فریمسن وغیرہ۔ دلربا باتیں مثلاً گندے ناول۔ جھوٹی کہانیاں۔ غزلیں وغیرہ۔ شعبدہ بازی۔ مسمریزم۔ دلفریب و دلچسپ تقریریں یا لکچر وغیرہ۔ سحر دو قسم

کر بہت سی قیمتی باتوں کو تاریکی کے گڑھے میں دفن ہونے دیا ہے۔ چونکہ ہمارے خاندان میں خاص طور پر بہادروں کے حالات بڑی محبت سے تذکرہ کئے جاتے ہیں۔ اور اس کو خاندان کے امتیازی نشان کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے شاید اسی وجہ سے میں نے اپنے بزرگوں سے امیر الامراء خاندوران خان بہادر کے حالات کچھ اس طرز اور اس کثرت سے سُنے کہ مجھ کو امیر الامراء موصوف سے بڑی محبت ہے۔ میں اس بات کا بہت ہی آرزومند تھا کہ امیر الامراء خاندوران کی اولاد میں کوئی شخص اب موجود ہو۔ تو میں اُس سے دوستی پیدا کروں اور وہ میرا ہم مشرب بھی ہو۔ تو اُس کو قابل اطمینان دوست سمجھوں۔ میری یہ دیرینہ آرزو اس طرح پوری ہوئی۔ کہ دوست کے بجائے مخدوم میسر ہو گئے ع

سر زمینے بود منظور آسمانے یافتم

فالحمد للہ رب العالمین۔

میرے نزدیک کم سے کم امیر الامراء مذکور کے نام کے ساتھ اتنا تذکرہ تو آپ ضرور ہی فرماتے۔ کہ ایک بڑی ضرب المثل ہنوز دلی دور است امیر الامراء موصوف ہی کی بہادری کا صدقہ زبان زد خلائق ہے۔ نادر شاہ ایرانی کے ساتھ دربار کے امراء مقدر جنگ و نظام الملک وغیرہ کی خفیہ خط و کتابت تھی۔ انہوں نے نادر شاہ کو لکھا کہ یہاں میدان صاف ہے آؤ اور گھر کی کھیر سمجھ کر مزے سے ہندوستان پر قبضہ کر لو یہاں کسی میں مقابلہ کرنے اور مارنے مرنے کی ہمت نہیں۔ جب امیر الامراء موصوف اپنی جبلی شجاعت و مردانگی کے ساتھ اپنی مٹھی بھر جمعیت لیکر ہندوستانی امراء کی ناک رکھنے کے لئے بڑھے اور میدان میں ایرانیوں سے ٹڈی دل سے مقابلہ ہوا تو ایسا رن پڑا۔ کہ ایرانی سرداروں کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا اور نادر شاہ ایرانی کو اپنی فوج کے دس دس آدمی ایک ایک ہندوستانی سپاہی کے مقابلہ میں ہلکے نظر آنے لگے۔ اس وقت اس نے نہایت خوفزدہ ہو کر مقدر جنگ کو خط لکھا کہ نوشتہ بودید کہ اینجا کسے ہمت مقابلہ و تاب مقاومت ندارد اما دیدیم کہ یکے از سرداران در راہ لشکر قزلباش سدّ رہ شدہ کارے کرد کہ کارنامہ رستم و اسفندیار از یاد رفت۔ ہنوز دلی دور است و اعاظم سرداران تاحال در حرکت نیامدہ اند۔ افسوس کہ فریب خوردم و در حیرتم کہ چہ کنم۔“ نادر شاہ کے خط کا یہ فقرہ کہ ہنوز دلی دور است ضرب المثل کے طور پر مشہور ہو گیا۔ یہ ضرب المثل گویا امیر الامراء بہادر کی بے نظیر شجاعت و حمیت کی ایک محکم دستاویز ہے۔ میرے حالات پیشتر عرض کر چکا ہوں۔ کہ زیادہ دلچسپ نہیں تاہم اس لئے عرض کرتا ہوں کہ ممکن ہے بہت سے بزرگوں کے ساتھ ایک کتاب میں شامل ہونے سے میری بھی مغفرت ہو جائے ؎

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در بہارِ آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

میری قوم پٹھان ہے۔ تمام معزز اور شریف النسب پٹھان اپنا سلسلہ قیس عبد الرشید بن عیص تک پہنچاتے ہیں۔ قیس بن عیص المعروف عبد الرشید بادشاہ طالوت (جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا) سے چھتیسویں پشت میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھیالیسویں پشت میں تھے۔ بنی اسرائیل کے قبیلہ افغنہ اور افغنہ بن ارمیا بن طالوت کے تفصیلی حالات اور اس قبیلہ کا بخت نصر کے دست تطاول سے آوارہ ہو کر کوہ ہندوکش کے قریب آباد ہونا اور اس قبیلہ افغنہ کی وجہ سے اس ملک کا نام افغانستان مشہور ہونا بڑی مشہور باتیں ہیں اور مستند تاریخی کتابوں میں اس کی پوری تفصیل اور بڑے لمبے چوڑے شجرے زبردست شہادتوں کے ساتھ مسطور ہیں جیسے

بزرگ ملک یاغستان کے ایک حصّہ یعنی بونیر میں جو سوات بونیر کے نام سے مشہور ہے۔ رہتے تھے اس لئے ہماری قوم بونیر وال کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے جس قبیلہ سے میرے خاندان کو تعلق ہے اس کا نام علی شیر خیل ہے۔ اور اُس کا شجرہ اس طرح ہے:۔

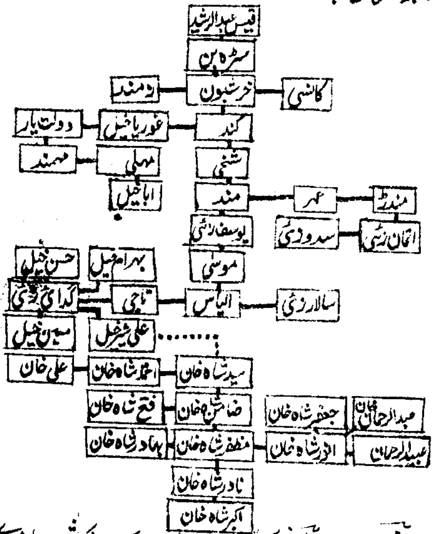

سید شاہ خان اور علی شیر کے درمیان چھ شخص ہیں۔ چونکہ شجرہ یہاں میرے پاس اس وقت موجود نہیں لہذا وہ چھ نام لکھ نہیں سکا۔ اسی وجہ سے سید شاہ خان اور علی شیر خیل کے درمیان نقطہ دار خط کھینچ گیا ہے۔

سید شاہ خان نے مقام سمہ میں رہنے والی مہمند قوم کے خاندان میں شادی کی اور اپنی بیوی فاطمہ اور اُن کے بھائی احمد خان اور چند دوسرے پٹھانوں کی مختصر سی جماعت لیکر وارد ہندوستان ہوئے۔ نجیب آباد کی فوج کے رسالدار اور سپہ سالار تھے۔ ان کی وفات کے بعد احمد شاہ خان ضامن شاہ خان دونوں بچے چونکہ بہت چھوٹے تھے۔ ان کے بالغ ہونے تک احمد خان ان بچوں یعنی اپنے بھانجوں کی پرورش کی ذمہ واری پر رسالدار مقرر ہوئے۔ سید شاہ خان کے چچازاد بھائی دارا شاہ خان نواب امیر خان سالار زئی والی ٹونک کے مصاحب اور اُن کے دہنے بازو تھے امیر نامہ میں نواب امیر خان کے ہر ایک جنگی کارنامہ کے بیان میں سب سے زیادہ جس شخص کی بہادری اور شجاعت کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ مختار الدولہ دارا شاہ خان ہی کا ذکر ہوتا ہے۔

اگر میں اپنے خاندان کے بزرگوں کے مفصل حالات لکھوں تو اس مختصر میں گنجائش کہاں؟ اختصار سے کام لوں تو مزا نہیں آتا۔ پھر سب سے بڑھکر یہ کہ ضرورت اور موقع کی مناسبت بھی نہیں۔ ہاں نسب کی خصوصیات کے متعلق اتنا عرض کرنا کافی ہے۔ کہ ہمارے خاندان ہی میں ملک بونیر کی سرداری قدیم سے چلی آتی ہے۔ بزرگوں سے سُنا ہے کہ وہاں ولائت میں ہمارے سردار کے پاس ایک علم (جھنڈا) اور ایک نقارہ رکھا رہتا ہے۔ اس نقارہ کو جب بجایا جاتا ہے تو تمام علاقہ یعنی بار تنا۔ جوڑ۔ باگڑہ۔ تور ورسک وغیرہ بستیوں کے لوگ فوراً مسلح ہو کر حاضر ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یعنی سب ہم کو اپنا سردار مانتے ہیں۔ ہمارے خاندان کے کسی شخص کی نسبت یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگا ہو۔ چوری۔ زنا۔ بزدلی۔ شراب خوری۔ نوشادر وغیرہ ذلیل ترین باتوں کا بھی ہمارے خاندان سے کبھی کوئی تعلق نہیں ہوا اور عجیب تر یہ کہ اگرچہ اب سے بیس پچیس سال تک روہیلکھنڈ کے پٹھانوں کے اکثر خاندان لوریری ۔ سرت ۔۔۔ [illegible] اور کسیقدر اب بھی مبتلا پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے خاندان میں کبھی اس پلید مرض کا اثر نہیں ہوا۔ حتّی کہ غدر ۱۸۵۷ء سے پیشتر بھی ہمارا خاندان وہابی مشہور تھا۔ سید احمد صاحب بریلوی اور مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ سے ہمارے خاندان کو خاص طور پر محبت رہی ہے۔ میرے دادا صاحب کے ایک چچا عبد الرحمٰن خان صاحب تھے۔ وہ نواب وزیر الدولہ رئیس ٹونک کے مصاحب تھے اور نواب وزیر الدولہ کے دربار میں باخدا اور دیندار علماء کا ایک بڑا گروہ موجود تھا دادا عبد الرحمٰن خان صاحب جب نجیب آباد میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ تو اُن کی وجہ سے ہمارے گھر میں قرآن کریم اور حدیث شریف کا خاص طور پر چرچا رہا تھا۔ غرضیکہ باعتبار عقائد ہمارا خاندان بہت اچھی حالت میں رہا ہے۔ میرے والد ماجد قبلہ مولوی محمد نادر شاہ خان صاحب مدظلہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک طرف مجھ کو جفاکشی اور سپاہیانہ زندگی کا شوق دلایا۔ وہاں دوسری طرف مجھ کو قرآن و حدیث کے مطالعہ کا بھی بہت گرویدہ کر دیا۔ میں جب مدرسہ کی مڈل جماعتوں میں پڑھتا تھا۔ اُس وقت میں نے نواب صدیق حسن خانصاحب کی قریباً تمام اردو تصانیف مطالعہ کر لی تھیں۔ والد ماجد قبلہ کو جس طرح مطالعہ کتب کا شوق ہے اسی طرح کتابوں کے جمع کرنیکا بھی۔ اُنہوں نے علاوہ اُن کتابوں کے جو بزرگوں سے ورثۃً پہنچی۔ قریباً ایکہزار قیمتی کتابیں خود خرید کر رکھیں۔ پھر اس عاجز کو جب سے ہوش ہوا ہے۔ بطور خود کتابوں کے فراہم کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ پس الحمد للہ ہمارے گھر کا کتب خانہ ایسا ہے کہ ایک معمولی پڑھے لکھے آدمی کے شوق کتب بینی کو پورا کر سکتا ہے۔

شوال ۱۸۹۹ء میں ایک آریہ سے تناسخ پر میری پرائیویٹ گفتگو ہوئی۔ اُس جلسہ میں میں تنہا تھا اور آریہ بہت تھے۔ سب نے چاروں طرف سے ایک دوسرے کی ہاں میں ہاں ملا کر اپنی بات کو سر سبز بنانے کی کوشش کی میں جب اُس جلسہ سے اُٹھا۔ تو کچھ تنگدل سا تھا۔ جب مکان پر آیا تو والد صاحب نے مجھ کو کچھ خاموش اور افسردہ دیکھکر سبب دریافت کیا۔ میں نے اصل واقعہ عرض کر دیا۔ اُنہوں نے اول خود تناسخ کے رد میں بعض نہایت لطیف باتیں مجھکو بتائیں۔ اور فرمایا کہ تم سُرمہ چشم آریہ کو مطالعہ کرو۔ میں نے پہلی مرتبہ اس کتاب کا نام سُنا۔ اُنہیں سے پتہ دریافت کر کے کتاب لایا اور مطالعہ شروع کر دیا۔ عشاء کے وقت سے نماز فجر تک برابر پڑھتا رہا۔ اسی طرح چار پانچ روز میں تین مرتبہ بالاستیعاب اس کتاب کو پڑھ کر مطالعہ کے ضروری مطالب کو دماغ میں محفوظ کیا۔ پھر آریوں کو جا کر بحث میں لاجواب کیا۔ اس کامیابی سے بڑی خوشی ہوئی۔ اب اس جوشِ خوشی میں خیال آیا کہ وہ کون شخص ہیں۔ جنھوں نے ایسی اچھی کتاب لکھی ہے اُن سے خط و کتابت کرنی چاہئے۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ مسیح و مہدی ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ دل میں گونہ انقباض پیدا ہوا۔ لیکن محبت کم نہیں ہوئی اسی عرصہ میں آئینہ کمالات اسلام نجیب آباد میں منشی علی محمد صاحب منصرم علاقہ بھوگپور لائے۔ اُس کو پڑھنا شروع کیا۔ کتاب ابھی ختم نہ ہوئی تھی آدھی رات کے قریب جبکہ سب سوتے تھے۔ میں کتاب مطالعہ کر رہا تھا۔ اسی وقت بے تابانہ اُٹھا۔ کتاب کو رکھکر قلم دوات کاغذ لیا۔ اور خط لکھنا شروع کیا۔ بڑے جوش اور محبت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھا۔ اُس کے جواب میں حضرت صاحبؑ نے اپنے دست مبارک سے ایک ملفوف دو ورقہ خط مجھ کو لکھا۔ جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے اس خط کو پڑھکر تو بیتاب ہی ہو گیا۔ مولوی عبد الکریم صاحب سے بھی خو[illegible] [illegible] خط و کتابت جاری ۔۔۔ [illegible] عقائد او

کا ہوتا ہے۔ ایک مذموم یا ناجائز۔ دوسرا جائز یا سحر حلال۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے۔ ان من البیان السحر۔

ملکین۔ ملک کا تثنیہ ہے۔ قاموس میں لکھا ہے کہ ہر ایک مِلک والے پر مُلک۔ مَلِک۔ ملیک۔ مالک چاروں لفظ بولے جاتے ہیں۔ عام استعمال میں مَلِک بادشاہ پر اور مَلَک فرشتہ پر بولا جاتا ہے۔ مَلَکین کا ترجمہ دو فرشتے اور دو بادشاہ دونوں طرح کر سکتے ہیں۔ کیونکہ لغوی اعتبار سے مَلِک یا مالک اُس کو کہتے ہیں۔ جو مقتدرانہ قابو اور تصرف رکھنے والا ہو۔ اس آیت میں مفسرین نے ملکین سے دو بادشاہ داؤدؑ اور سلیمانؑ مراد لئے ہیں بعض نے دانیالؑ اور حزقیلؑ مراد لئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ھاروت ماروت۔ یہ ملکین کے نام ہیں۔ خدا تعالیٰ کے کتابوں میں عموماً صفاتی نام ہی مذکور ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ہاروت ماروت کے معانی سمجھانے کے لئے عرض ہے کہ ھارت کہتے ہیں ریزہ ریزہ کر دینے کو۔ پس ھاروت کے معنے ریزہ ریزہ کر دینے والا یا توڑ پھوڑ کر مسمار کر دینے والا کے ہوئے مروتت۔ زمین کے غیر آباد کر دینے کو کہتے ہیں۔ پس ماروت کے معنے ہوئے زمین کو غیر آباد و ویران کر دینے والا۔

فتنۃ۔ گمراہ ہونا یا کرنا۔ گناہ عذاب۔ شرمندگی۔ چاندی یا سونے کو تاؤ دینا آزمائش۔ امتحان کرنا۔

اس آیت سے پہلے خدا تعالیٰ یہود اور نصاریٰ یعنی بنی اسرائیل کو جو حضور نبی کریمؐ کی مخالفت برتتے ہوئے تھے۔ ملزم ٹھہراتا ہے۔ اور اُن کی بداعمالیاں یاد دلاتا ہے۔ اب اس آیت کے شروع میں اُن کے اس بہتان کا ازالہ مقصود ہے۔ جو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذمہ لگاتے اور کہتے تھے۔ کہ وہ نہ نبی تھے اور نہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف تھے۔ بلکہ محض مشرک یا شرک کو جائز رکھنے والے عیش پرست بادشاہ تھے اور کہتے تھے کہ وہ فریبی اور دھوکہ باز تھے۔ اور اپنے فریب اور جادو کے زور سے بادشاہ بنے ہوئے تھے۔ آیت کے آخری حصہ میں ارشاد ہے۔ کہ اے مشرکو۔ نابکارو اگرچہ ہم نے پہلے زمانہ میں ہاروت و ماروت کے ذریعہ بنی اسرائیل کو بابل کے ظالم حکمرانوں کے پنجہ سے بعض خفیہ تدابیر کو قرار دیکر نجات دلائی تھی۔ لیکن اب تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اپنی سازشوں۔ ریشہ دوانیوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور آنے والی مصیبتوں سے بچ جائیں۔ تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تم تو خود ہی اپنے پاؤں میں کلہاڑی مار رہے ہو چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ

بامحاورہ ترجمہ۔ یہ علم دین اور خدا شناسی اور رضا الٰہی کی راہوں کو چھوڑ کر ایسی فضول اور بیہودہ کتابوں اور روائیتوں کے مقلد ہو گئے۔ جن کتابوں کو شیاطین الانس یعنی بدکار لوگ سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں پڑھتے تھے اور سلیمان علیہ السلام تو ان گمراہ کن باتوں سے رتی بھر تعلق بھی نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ یہ تو کفر تھا۔ لوگوں کو دلربا اور کتاب اللہ سے دور اور مہجور کرنے والی باتیں تو بدکار لوگ ہی سکھلاتے تھے اور بابل میں ہاروت ماروت دو ملکوں پر اتارا گیا وہ تو اس کو کسی کو بھی نہ سکھلاتے تھے۔ جب تک کہ وہ یہ نہ کہتے کہ ہم فتنہ ہیں سو تو کفر نہ کر (یا یہ کہ ہاروت ماروت سکتے تھے نہ اُن پر کچھ اتارا گیا نہ وہ کسی کو کچھ سکھاتے تھے کیونکہ اُن کا کچھ وجود نہ تھا نہ اُن پر کچھ اترا تھا۔ جو وہ کہتے کہ ہم فتنہ ہیں۔ اور تو کفر نہ کر۔

پس یہ منکرین مشرکین ان دونوں قسم کی دلربا باتوں سے (سحر دن) اس قسم کی باتیں سیکھتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے مرد اور عورت میں جدائی ڈالیں یہ تو کسی کو بھی تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ ضرر تو اُسی کو پہنچتا ہے جس کو خدا تعالیٰ ضرر پہنچائے۔ شریر لوگ ایسی باتیں سیکھتے ہیں۔ جو اُن کو نقصان پہنچاتی ہیں اور نفع نہیں دیتیں اور بیشک خود بھی اس بات سے واقف ہیں۔ کہ جو کچھ انہوں نے خرید لیا ہے۔ اُس کا آخرت میں کچھ بھی نتیجہ اور قدر و منزلت نہیں جو کچھ انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے میں خریدا ہے۔ برا ہے کیا اچھا ہوتا۔ کہ وہ اپنی اس روائت انجام سے واقف ہوتے۔ اگر ایمان لے آتے اور متقی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ سے بہت اچھا اجر اور ثواب پاتے۔ کاش ان کو اس بات کا علم ہوتا۔

یہاں یہ اعتراض بھی ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دوسری جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب والشیاطین کل بناء وغواص و آخرین مقرنین فی الاصفاد پھر اُن کی سلطنت اُن کے عہد میں کس طرح شیاطین ایسی خراب کتابیں پڑھتے اور گمراہ کن باتیں کرتے تھے۔ دوسرا اعتراض یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ علیٰ کے معنے فی کے کئے گئے ہیں۔ پس ان اعتراضوں کے رفع کرنے کے ان باتوں پر توجہ کرنی پڑی۔ علیٰ ملک سلیمان۔ کے معنے ہیں سلیمان کی سلطنت پر یعنی سلیمانؑ کی سلطنت کے متعلق جیسے کہا کرتے ہیں۔ کہ آج ردتناسخ پر لکچر دیں گے۔ کیا معنی ردتناسخ کے متعلق لکچر دیں گے۔ ما تتلوا الشیاطین کے معنے ہیں۔ بدکار اور خبیث انسانوں کے لکچر اور اسپیچیں وغیرہ۔ بس واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علیٰ ملک سلیمان کے یہ معنے کبھی نہیں ہو سکتے کہ ان لوگوں نے ان باتوں کی پیروی کی جو کہ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کے بعد شریر لوگوں کی سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کے متعلق بیان کی ہوئی تھیں۔

یہود و نصاریٰ کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک مشرکہ عورت بلقیس کے عشق میں مشرک ہو گئے تھے یا کم سے کم ان کے گھر میں تو ضرور شرک ہوتا تھا۔ سو خدا تعالیٰ نے ما کفر فرما کر ان کے بہتان کی نفی فرما دی۔

دوسری جگہ صاف فرماتا ہے کہ وہ عورت (بلقیس) تو سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے پیشتر ہی مسلمان ہو چکی تھی۔ اسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین بھلا اس کی وجہ سے سلیمان علیہ السلام کیوں خود کفر کے مرتکب ہونے لگے تھے وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت بالغ بنی اسرائیل بھی ایک عجیب قوم ہے۔ دنیا میں کوئی دوسری قوم ایسی نظر نہیں آتی۔ جس نے اس قدر زیادہ مرتبہ ترقی و بلندی اور تنزل و پستی دیکھی ہو۔ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ترقی ہوئی اُن کے بعد فراعنہ مصر کے ہاتھوں اسقدر ذلیل و خوار ہوئے۔ کہ خدا کی پناہ۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے پنجہ سے چھڑا یا چھوڑ کر بیابانوں اور میدانوں کی صاف ہوا۔ آزادی اور من و سلویٰ میسر ہوا تو لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی نافرمانی کرنے اور آپے سے باہر ہونے چنانچہ بیابان میں اچھی طرح سزایاب ہوئے اور خوب رگیدے گئے۔ پھر حضرت یوشع بن نون کی سرداری میں ملک شام کے مالک ہوئے تو چند ہی روز کے بعد قدم حد سے باہر رکھنے لگے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے بادشاہ کو مسلط کر دیا۔ جب سر پر پڑی تو پھر آنکھیں کھلیں۔ اور لگے جناب باری میں نالہ و فریاد کرنے اور دعائیں مانگنے۔ چنانچہ نجات ملی اور پھر حکومت کرنے لگے۔ طالوت کے عہد میں جالوت نے حملہ کیا اور بنی اسرائیل کا پھر قافیہ تنگ ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ پر اس آفت سے بھی مخلصی پائی۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد پھر زوال شروع ہوا اور رفتہ رفتہ ملک شام کی حکومت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ نہ صرف سلطنت گئی۔ بلکہ شہر بابل کا مشہور ظالم بادشاہ بخت نصر اُن کو ملک شام سے پکڑ پکڑ کر اور لونڈی غلام بنا بنا کر بابل لیگیا۔ حتیٰ کہ اُن کے جو دو ذی وجاہت و مذہبی پیشوا حضرت دانیالؑ اور حضرت حزقیلؑ تھے اُن کو بھی لیگیا اور بابل میں وہ ظلم و تشدد روا رکھا کہ فرعون مصر کا زمانہ آنکھوں میں پھرنے لگا اور چھٹی کا دودھ زبان پر آگیا۔ جو لوگ سنت اللہ اور خدائی سلسلوں کے حالات سے واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے پردہ میں پوشیدہ ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کسی کو سزا دیتا ہے اور جس طریقے سے چاہتا ہے۔ اپنے انعامات نازل فرماتا ہے۔ ستر برس تک بنی اسرائیل بابل میں قید رہے خدا تعالیٰ نے حضرت دانیالؑ اور حضرت حزقیلؑ کو بذریعہ الہام حکم دیا۔ کہ تم اب میدا (ایران) کے بادشاہ سے مدد طلب کرو۔ ہم ایرانیوں کے ہاتھوں سے ظالم بابلیوں کو تباہ کرا دیں گے اور بابل کا نام و نشان مٹا کر تم کو اس مصیبت سے نجات دینگے۔ چنانچہ اس کام کے واسطے نہائت لطیف الماخذ تدبیروں اور پوشیدہ مشوروں کی ضرورت تھی عورتیں بوجہ ضعیف العقل اور ضعیف الدماغ یا نا تجربہ کار ہونے کے کہاں ان اہم ترین باتوں اور مشوروں سے اطلاع پانے کی اہل اور متحمل ہو سکتی تھیں ہوشیار اور چالاک آدمی جو ایرانیوں کے ساتھ سلسلہ سلام و پیام کے لئے منتخب ہوئے اُن کو اس بات کی بھی سخت تاکید ہوئی کہ عورتوں سے ان رازوں کو قطعاً علیحدہ رکھیں۔ قصہ مختصر ادھر بخت نصر مر گیا۔ ادھر ایران کا کیانی بادشاہ کیخسرو بابل پر حملہ آور ہوا۔ بابل کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور بنی اسرائیل کو خلاصی حاصل ہوئی۔ حضرت دانیال اور حضرت حزقیل اپنی دلربا اور لطیف الماخذ تدبیروں سے ظالموں کے شہر کو ہرت مرت کرا کر بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر پھر شام میں آگئے اور بیت المقدس کو جو بخت نصر کے ہاتھوں مسمار ہو چکا تھا۔ دوبارہ تعمیر کرایا۔ بابل کے اسی واقعہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔

ھاروت ماروت کے متعلق لوگوں نے عجیب عجیب رنگینیاں اور ناول نویسیاں کی ہیں حالانکہ ان کہانیوں کا ماخذ نہ قرآن شریف ہے نہ احادیث نبوی نہ تورات اور نہ کوئی معتبر تاریخ۔ نبی کریمؐ کے زمانہ میں ان بابل والی باتوں کا قیاس کر کے یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرانے کے لئے ریشہ دوانیاں شروع کیں۔ چنانچہ یہودیوں نے دربار ایران میں اور نصاریٰ نے ہرقل روم کے یہاں اپنے اپنے وکلاء بھیجے۔ اور اُن دونوں طاقتوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی کوششیں شروع کیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس زمانہ میں تو ہمارے اذن اور ہماری تحریک سے (اس قسم کی) تدبیریں کی گئی تھیں۔ اسی وجہ سے بار آور بھی ہوئیں۔ تم اب اگر یہ چاہو۔ کہ ہم کامیاب ہو جاویں گے تو یہ غیر ممکن ہے۔ وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ و یتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم الخ۔ اب اس آیت کا ترجمہ آیت کی الفاظ کی رعائت اور صحت کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ جو اس طرح ہے۔

ترجمہ۔ اور انہوں نے اس کی پیروی کی جس کو شیطان سلیمانؑ کی سلطنت پر پڑھتے ہیں اور سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا۔ البتہ وہ شیطان لوگوں کو دلربا اور لطیف الماخذ باتیں سکھانے سے کافر ہوئے۔ اور (اُس کی بھی پیروی کی) جو کہ ہاروت و ماروت دو مقتدرانہ تصرف رکھنے والوں پر شہر بابل میں اتارا گیا تھا۔ وہ دونوں کسی کو بھی نہیں سکھاتے تھے۔ یہاں تک کہتے ہیں کہ ہم تو آزمائش ہیں۔ پس تم کفر نہ کرو۔ پھر وہ ان دونوں سے وہ سیکھتے ہیں جس کے ساتھ مرد اور اُس کی بیوی میں جدائی کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا کسی ایک کو بھی اس کے ساتھ ضرر دینے والے نہیں۔ اور یہ وہ سیکھتے ہیں جو اُن کو ضرر دیگا۔ اور اُن کو نفع نہیں دیگا اور بیشک اُنہوں نے جان لیا تھا کہ ضرور جس نے اُس کو خرید لیا ہے اُس کے لئے آئندہ زندگی میں کوئی حصہ نہیں اور وہ کیا برا ہے جس کے بدلہ میں انہوں نے اپنی جانیں دیدی ہیں اگر وہ واقف ہوتے اور اگر وہ ایمان لاتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چھوٹا منہ بڑی بات - یا دخل در معقولات

میں بلا کسی قسم کی تائید و تردید - یا تمہید کے اپنے چھوٹے سے منہ سے بڑی بات نکال کر دخل در معقولات کا مصداق بنتا ہوں اور محض اللہ کے واسطے درد دل کے ساتھ بقدر ہمت خود تجویز ذیل احمدی برادران کی خدمت بابرکت میں پیش کرنا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ باستثنائے نابالغ بچوں اور بالکل بوڑھوں کے کل احمدی جماعت بماہ آئندہ سنہ رواں ہفتہ اول و دوم و سوم و چہارم کے آخری دنوں میں ایک ایک وقت کا کھانا ترک کر کے قیمت خوراک صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف میں بھیج دیویں - فی کس ایک وقت کا خرچ اوسطاً چار پیسے بھی رکھا جائے - تو چار لاکھ احمدی بھائیوں کی خوراک ایک وقت کی ۲۵ ہزار روپیہ اور چار متفرق اوقات کی لاگت پورا ایک لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے -

میرے ناقص خیال کی رو سے کوئی امیر و غریب بھائی اس ثواب عظیم سے محروم رہنے کی کوشش نہیں کریگا - بلکہ یہ فاقہ کشی موجب رضاء الٰہی سمجھی جاویگی - جہاں جہاں باقاعدہ انجمنیں قائم ہیں ان کی تعداد ایک صد کے قریب ہے - وہ اپنی اپنی جگہ جملہ متعلقین سے قیمت خوراک فراہم کر لیں اور مختلف مقامات کے بھائی خواہ وہ کتنی ہی دور ہوں قریب کی انجمنوں میں قیمت خوراک دیدیں یا براہ راست بھیج دیویں لیکن نابالغوں - بوڑھوں اور خدانخواستہ اُن تواریخ میں بیمار شدگان کے سوا کوئی بھائی اس عملی کارروائی سے باہر نہیں رہنا چاہئے - ورنہ قطرہ قطرہ شود دریا کی مثال پوری نہ ہوگی -

بھائیو! ہماری چار وقت کی معمولی خوراک حضرت امیر المومنین ناصر نواب صاحب مدظلہ العالی - نومسلم حفاظت فنڈ نور - الحکم قادیان شریف مسجد نور - لنگر خانہ وغیرہ کو مالی مشکلات سے بآسانی بچا سکتی ہیں - میر صاحب قبلہ کی عظمت - نومسلم حفاظت فنڈ کی ضرورت مجھ نالائق کے بیان سے باہر ہے الحکم سب سے پہلا اور قابل قدر اخبار جو حضور مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوری سے جاری ہوا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کا منظور نظر بھی ہے اس کے وقت پر نکلنے کی فکر جماعت احمدیہ نہ کرے تو کون کریگا - مسجد نور اور لنگر خانہ کے ذمہ بھی قرض بتایا جاتا ہے - ان کا بوجھ بھی ہلکا کرنا جماعت احمدیہ کا کام ہے - میں تجویز مندرجہ بالا کی نسبت لمبی بحث کرنے کے قابل نہیں ہوں صرف اپنے دینی بھائیوں سے ایک ماہ میں چار وقت کا کھانا چھوڑ کر مقیمان کوئے دوست کی با اثر اور لائق قبولیت دعاؤں میں شامل ہو جانے کا متمنی ہوں غور کیا جاوے تو ایسی بابرکت دعائیں کہاں دھری پڑی ہیں - اللہ تعالیٰ جمیع برادران احمدی کو اس تجویز پر (جو کچھ مشکل نہیں ہے) عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - اور ہر قسم کی سوئے ظنیوں سے محفوظ رکھے - آمین ثم آمین -

نوٹ (۱) خاکسار نے اس تجویز کا عملی ثبوت یہ پیش کر دیا ہے کہ مبلغ ... روپیہ اپنی گرہ سے اور ... دیگر احباب احمدی و غیر احمدیوں کا عطیہ کل ۵ روپیہ صدر انجمن احمدیہ میں بھیج دیئے ہیں -

(۲) حضرت شیخ جی صاحب ایڈیٹر الحکم چار وقت کی خوراک خود بھی عنایت فرمائیں اور اپنے اخبار کے خریداروں کو بھی تحریک فرما دیویں تو سود مند ہوگا - فقط

خاکسار ہاشم علی احمدی سنوری گرداور قانون گو حلقہ بکہ کلاں تحصیل بھٹنڈہ تبدیل شدہ

انصار اللہ کو نصیحت

"ناظرین الحکم انصار اللہ کے نام سے واقف ہیں - یہ وہ جماعت ہے - جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے ایک رویا صالحہ کی بنا پر قائم کی - اور جس کو سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اپنی شمولیت سے اعزاز بخشا انصار اللہ کے افتتاحی جلسہ مورخہ ۱۶ - اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک تقریر فرمائی تھی - جس کو انصار اللہ کے گرامی قدر ممبر منشی فرزند علی صاحب نے قلمبند کر لیا تھا اب انہوں نے اسے شائع کیا ہے - میں بھی اسے فائدہ عام کے لئے شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں - خدا کرے - کہ ہم اس پر عمل کرنے کی توفیق پائیں - ایڈیٹر

(دہوہیرا)

فرمایا "مجھے انصار اللہ کی جماعت بنانے کی تحریک اس خواب کی وجہ سے ہوئی جس کا اعلان بدر میں کیا جا چکا ہے - بعض دوستوں نے سوال کیا ہے کہ جب سلسلہ عالیہ کے تمام افراد فرداً فرداً وہی کام کر رہے ہیں جو انصار اللہ کا کام تجویز ہوا ہے - تو انصار اللہ کی ایک علیحدہ جماعت قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے - اُس کا جواب یہ ہے - کہ جس طرح ایک کمانڈر انچیف کے ماتحت کئی کمان افسر ہوتے ہیں - جن میں سے ہر ایک اپنی اپنی فوج کا ذمہ دار ہوتا ہے - اسی طرح انصار اللہ کی جماعت حضرت خلیفۃ المسیح کے زیر حکم ایک ایسی فوج ہوگی - جو میری ماتحتی میں کام کریگی - کوئی حرج کی بات نہیں - اگر اور احباب جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی منظوری اور جماعتیں اس قسم کی قائم کریں جو اپنے اپنے رنگ میں دین کی خدمت کریں - انصار اللہ کے قائم کرنے کی تحریک شیطانی القا نہیں ہو سکتا - کیونکہ اس میں تبلیغ کا حکم ہے - شیطان کب چاہتا ہے کہ اس کے مقابلہ کے لئے ایک جماعت کو اکٹھا کیا جاوے -

آج کا اجتماع اس لئے کیا گیا ہے تاکہ آپ لوگوں میں محبت پیدا ہو کیونکہ بغیر باہم باہم شناسائی کے وہ گہرا تعلق پیدا نہیں ہو سکتا جو میں چاہتا ہوں کہ انصار میں قائم ہو - مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم اس عشق کی بنا پر جو اہل اللہ کو حضرت حق سبحانہ کے ہوتا ہے - لطیف استدلال کرتے ہیں کہ حضرت باری تعالیٰ کا نظارہ ضرور عاشقان الٰہی کو اس دُنیا میں ہوتا ہے - کیونکہ دیدار کے بغیر محبت پیدا نہیں ہوتی آپ صاحبان کی باہم واقفیت اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہو سکیں - یہ بات میرے دل میں حضرت صاحب نے بچپن میں ذہن نشین کی تھی - ایک روز آپ اخبار پڑھ رہے تھے مجھے بلایا - فرمایا - محمود ادھر آؤ - تمہیں کچھ دکھائیں - جب میں نے اخبار کا وہ حصہ پڑھا - جس کی طرف حضرت صاحب نے اشارہ فرمایا تھا تو اُس میں لکھا تھا کہ فلاں ڈاکٹر مثلاً رام چند مر گیا - میں نے کہا پھر کیا ہوا؟ فرمایا - اگر تمہیں اس شخص کے ساتھ کچھ بھی تعلق ہوتا تو تم اس خبر کو ایسی لاپروائی کے ساتھ نہ پڑھتے - اس وقت متوفی ڈاکٹر کے گھر میں اُس کے اعزہ و اقارب میں رونا دھونا پڑ رہا ہوگا - اور تم نے لاپروائی سے پڑھ دیا کہ ڈاکٹر رام چند مر گیا - اسی طرح دین اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں - مگر مسلمانوں کے کانوں پر جوں نہیں چلتی - اگر وہ اسے اپنی عزیز چیز سمجھیں - تو یہ بے توجہی نہ ہو -

اسلام کی حالت اس وقت سخت خطرے میں ہے اس کی تشبیہ ایک ایسے مکان سے دیجا سکتی ہے - جس کے باہر سے چور مال لوٹ رہے ہوں - اندر سے اس مکان میں آگ لگ رہی ہو - اور مالک مکان بے خبری میں آرام و چین کے ساتھ پڑا سو رہا ہو - اگر اس مالک کو ان اندرونی و بیرونی دشمنوں کی خبر ہو - تو کیسا گھبرائے - اور اپنے متاع کو بچانے کے لئے کیا کچھ زور لگائے - احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں میں صرف اس قدر فرق ہے - کہ غیر احمدی لوگ تو بالکل سوتے ہیں - احمدی لوگ بیدار ہو کر چوروں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں - اور کبھی کسی وقت تھوڑا بہت چرایا ہوا مال چور سے واپس چھینتے ہیں - مگر زور کے ساتھ چوروں کے اوپر یہ کبھی حملہ آور نہیں ہوتے -

ہر ایک کام کے مناسب ضروریات ہیں - بعض میں تنہائی اور بعض میں صحبت کی ضرورت ہوتی ہے - مثلاً غور و فکر کے لئے تنہائی کی ضرورت ہے - تو جنگ میں صحبت و اتفاق کی ضرورت ہے اگر ایک جنگل میں سڑک بنانے کی ضرورت ہو - اور مختلف آدمی مختلف مقاموں سے فرداً فرداً درخت کاٹیں - تو عرصہ دراز تک جنگل میں کوئی سڑک کی صورت نمودار نہ ہوگی - مگر اگر سب لوگ متفق ہو کر ایک جگہ سے درختوں کو گرائیں - تو چند روز میں سڑک کا ٹکڑا تیار ہو جائیگا - پھر ہر ایک مقام میں موقعہ اور محل دیکھنا چاہئے - پیاسے کو پانی ہی پلانا چاہئے - روٹی کھلانے سے اس کی پیاس نہ بجھیگی - بھوکے کو سیر کرنے سے افاقہ ہوگا - تبلیغ کے لئے مناسبت کا لحاظ رکھنا نہائت ضروری ہے - سب سے مقدم تو یہ ہے کہ انصار اللہ اپنی ذاتوں میں اس تعلیم کا نیک نمونہ دکھائیں جو اُن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہنچی ہے - کن کن باتوں میں یہ نمونہ دکھایا جاوے - اس کو حضرت صاحب نے ایک نہائت مختصر فقرے میں حل کر دیا ہے - یعنی دین کو دنیا پر مقدم کرو - یہ ایک چھوٹی سی کشتی ہے - جس پر سوار ہو کر تم نہائت سرعت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہو - مگر اس کشتی کے چلانے میں اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے سخت احتیاط بکار ہے - دین کو دنیا پر مقدم کرنے میں ایک باریک رستے پر چلنا پڑتا ہے - اوس کے لئے استغفار اور تسبیح کا سہارا پکڑا جائے - تو گرنے پھسلنے کا خطرہ نہیں رہتا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا یعنی اگر تم کو کوئی تحفہ دیا جاوے - تو معطی کو ویسا ہی یا اُس سے بہتر تحفہ واپس دیا کرو - جب انسانوں کے لئے یہ حکم ہے - تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی تحفہ اللہ تعالیٰ کو دیا جاوے اور وہ اس کو بڑھا کر واپس نہ کرے - جب ایک کمزور انسان لاحول پڑھ کر بیان کرتا ہے - کہ سب طاقت اللہ ہی کو ہے - تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس شخص کو گناہ سے بچنے اور نیکی کے کرنے کی توفیق دیتا ہے الحمد جس دل سے پڑھو - اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو خوبیوں سے متصف فرماتا ہے - استغفار پڑھنے سے گناہ بخشے جاتے ہیں - اور پاکیزگی ملتی ہے - پس انصار کو چاہئے - کہ استغفار - درود - لاحول - تسبیح حمد کثرت سے پڑھیں - ایک دوسرے کے لئے دعائیں

کریں۔ کیونکہ اس طریق سے باہمی ہمدردی بڑھتی ہے۔ نیز دوسرے کی دعا بہ نسبت اپنی دعا کے زیادہ مستجاب ہوتی ہے۔ دعاؤں کی کثرت سے معرفت الٰہی میں ترقی ہوتی ہے۔ دعا کرنے اور کرانے والے میں تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ دعا کے قبول ہونے کے لئے تڑپ نہایت ضروری ہے۔ یہ تڑپ باہمی محبت سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔

جس طرح خیرات کرنے کے لئے روپیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح تبلیغ کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔ جو لوگ علم کے پیاسے ہیں۔ اُن کی پیاس کسی چشمہ علم سے ہی بجھ سکتی ہے۔ علم دین میں سب سے اعلیٰ درجہ قرآن مجید کا ہے۔ قرآن مجید کی ایک ایک تفسیر حدیث میں پائی جاتی ہے۔ اور پھر مزید تفسیر حضرت صاحب کی تصانیف میں پائی جاتی ہے۔ پس قرآن۔ حدیث اور حضرت صاحب کی تصانیف سب کا پڑھنا انصار کے لئے ضروری ہوا۔

تحصیل علم کے بعد تبلیغ و اشاعت ضروری ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ وہ شخص نہائت ہی بخیل ہے۔ جس کا اپنا کھیت پانی سے بھر چکا ہے۔ مگر وہ پڑوسی کے کھیت میں پانی نہیں چھوڑتا۔ تبلیغ کے لئے لیکچر اور تقریر ذریعے ہیں۔ ان میں بہت مشق کرو۔ حضرت صاحب کی خاص کتب کا وقتاً فوقتاً امتحان لیا جایا کریگا۔ انصار کو چاہئیے۔ کہ کثرت کے ساتھ باہم ملاقاتیں کریں۔ پھر سب انصار کی ملاقات کے لئے قادیان میں جلسہ کیا جایا کریگا۔ انصار کو چاہئیے کہ چھٹیاں لے لے کر یہاں آئیں۔ کم از کم پانچ کی جماعت ہو۔ یہاں سے پڑھ کر جائیں۔ دوسروں کو پڑھائیں۔ تبلیغ غرباء میں کیا کرو۔ امراء میں نفاق ہوتا ہے۔ ہر روز تبلیغ کرو۔ خواہ پانچ منٹ کے لئے سہی۔ دفتر۔ کچہری یا کام کو آتے جاتے کسی کسی کو کلمہ حق سُنا دو۔ ریل اور یکے کے سفر میں تبلیغ کے لئے خوب موقعہ ملتا ہے۔ میلوں کے رستوں میں یا ان کے کناروں پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور تبلیغ کرو۔ میلوں کے گھمسان میں نہ جاؤ۔ دوری رکھو۔ تبلیغ کی غرض لیکر میلے میں جاؤ۔ میلے دیکھنے کے لئے تبلیغ کو بہانہ نہ بناؤ۔ تقریروں کی مشق کرو۔ کبھی کبھی ایک مقام کے انصار دوسرے مقامات پر جا کر لیکچر دیں۔ یہ بھی لوگوں کی دلچسپی کا موجب ہوتا ہے۔ کہ لیکچرار کہیں دوسری جگہ سے آیا ہو۔

اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی تبلیغ کی جانی ضروری ہے۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت صاحب کے دعاوی اور ان کے ثبوتوں کا ایک پمفلٹ۔ بنگالی۔ مرہٹی زبانوں میں شائع کیا جائے جو تصانیف مختلف مذاہب کی تردید یا اسلام کی حمائت میں لکھی گئی ہیں اور جن کا مطالعہ انصار کو کرنا ہوگا۔ منہ رجہ ذیل ہیں:۔

اسلام۔ ازالہ اوہام۔ حقیقۃ الوحی۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ برکات الدعا۔

شیعہ۔ خلافت راشدہ۔ سر الخلافہ۔

وفات حضرت مسیح موعودؑ۔ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح ملحقہ رسالہ الوصیت۔ صادقوں کی روشنی۔

آریہ۔ سرمہ چشم آریہ۔ چشمہ معرفت۔ شحنہ حق۔ قادیان کے آریہ اور ہم۔ رسالہ ردتناسخ (خلیفۃ المسیح)

مسیحی۔ جنگ مقدس۔ نور الحق۔ ابطال الوہیت مسیح۔ کفارہ (مصنفہ مفتی محمد صادق) اسلام پر اعتراضات کا جواب۔ نور الدین فصل الخطاب۔ تصدیق براہین احمدیہ۔ ینابیع الاسلام کا جواب۔

سردست ازالہ اوہام اور مضامین وفات حضرت صاحب کا مطالعہ کیا جائے اور ان کا امتحان ستمبر ۱۹۱۲ء میں لیا جاوے۔ بعض اوقات ایک خاص لیکچر بعض مضامین کے متعلق یہاں سے تیار کر کے خاص انصار کو دیا جایا کریگا۔ تاکہ وہ اس پر خوب مشق کریں۔

انصار اللہ کی فہرست وقتاً فوقتاً شائع کی جایا کریگی۔ انصار کو چاہئیے کہ باہم ملاقات کثرت سے کیا کریں۔ کسی شہر میں جائیں تو وہاں کے انصار کو تلاش کر کے ملیں خواہ حرج ہی ہو۔ اگر ریل میں سفر کر رہے ہیں تو جو اسٹیشن رستے میں آتے ہوں وہاں کے انصار کو اطلاع دیں تاکہ وہ اسٹیشن پر آ کر مل جائیں۔ انصار سفر میں حتی الوسع انصار کے پاس ٹھہریں۔ ملیں تو صحابہ کی طرح دینی گفتگو کر کے ایمان تازہ کریں۔ اعتراض حل کریں۔ اور علمی افادہ ایک دوسرے سے حاصل کریں۔ خانگی امور میں باہم مشورہ طلب کر لیا کریں۔ مگر یاد رہے کہ مشورہ قبول کرنا فرض نہیں ہوتا۔ ہاں جب کسی بزرگ سے مشورہ لیا جائے۔ تو اس پر ضرور عمل کرنا چاہئیے۔ باہم دعوتیں کیا کرو۔ اور تمہارا باہم سلوک ایسا ہو جیسے سگے بھائیوں کا ہونا چاہئیے۔

تمام انصار ایک ایک ماہ رپورٹ بھیجا کریں۔ جس میں مندرجہ ذیل امور کے متعلق اطلاع ہو۔ درس تدریس قرآن وحدیث کا کس طرح ہوا۔ کتنا پڑھا یا پڑھایا۔ (قرآن کے معنے میں جرأت نہیں کرنی چاہئیے۔ بغیر سند کے معنے کرنے سے پرہیز کرنا چاہئیے) کیا تبلیغ کی۔ کیا نتیجہ نکلا۔ تبلیغ کا کیا کیا موقعہ ملا۔ مہینے میں کس کس بھائی سے ملاقات کی۔ اور محبت بڑھائی۔ کتنے لیکچر دیئے۔ تبلیغ میں کون کون

پانچ روپے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے۔ میں نے پانچ روپے سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور اب تک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آج تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد سے اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سُنئے! روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ وریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو جو کہ گرجوں کا صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ اگر حوادث زمانہ تلواریں بھی ماریں تو بھی ہٹ ہو کر بے آب نہ ہو جاویں۔ ہندوستان۔ انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سارٹیفکٹوں کے اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت سے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ اس وقت روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے کہ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دُنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کا مل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا بھی ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زرد چہرہ کے لئے اگر اسے تمام دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اُترتے ہی اس کا خاص اثر اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد اور جوان مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ سبھی کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات عہ۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری وغیرہ دور ہو کر طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں للعہ۔ شیشی خورد عہ۔

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ بچوں کی تندرستی کا خیال رہنا چاہیئے - اگر سست یا پژمردہ اور بھوک کم لگتی ہو - تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے - اس کے دودھ میں چند قطرے ملاکر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجائیگا - جو تندرستی کی یقینی علامت ہے

ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا -

اسکاٹ اینڈ بون ایملشن مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کو [illegible] ہو - اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپکو شکایت ہے - آپ خود بخود اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں آیا آپ [illegible] ہوتا رہتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈنر پلس) کھا لیجئے - دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا - اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں - اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں - کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے - اس سے بخوبی سمجھا جائیگا - کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - جگر کی شکایت - تپ - بدہضمی پٹھوں کی کمزوری - قلب یعنی دل - دوار - نفخ - کھٹی ڈکاریں آنا - اگر بہت عرصہ یہی حالت رہی - تو خون کثیف ہوجاتا ہے - اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے - ہیجان - صفرا صفراوی بخار - جسم کی نقاہت - امراض یعنی چکرانا - دردسر - مستورات کی بیماریاں - ڈوڈس کی گولیاں (ڈوڈس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں - اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اخراج نکالتی ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں - قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ر - ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں - ۱۲ر والی شیشی ڈوڈ ن پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو -

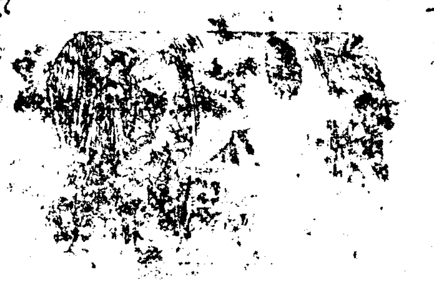

عید کارڈ و عید رومال

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال جسقدر مقبول ہوئے ہیں اس کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں انہیں وقت پر بذریعہ تار منگانے پڑتے ہیں - چونکہ عید آنیوالی ہے اس لئے آپ ابھی سے فرمائش بھیجدیجئے - تاکہ وقت پر دوستوں کو یہ مناسب تحفہ بھیج سکیں -

رومال ریشمی موزون اشعار و احادیث سے مزین فی ۱۶ر درجن للعہ
رومال پارچہ ״ ״ ״ ״ فی ۲ر ״ عہ
رومال کاغذی ״ ״ ״ ״ فی ۰ ״ ۶ر
عید کارڈ لفافوں میں جانیوالے مقامات متبرکہ کے نقشوں سے مزین فی ۱ر ״ ۱۲ر
عید کارڈ سنہری پیسہ میں پوسٹ ہونے والے فی ۰ ״ ۶ر
عید کارڈ سیاہ مقامات متبرکہ کے نقشوں کے علاوہ اشعار سے مزین فی ״ ۳ر

المشتہر

منیجر عید کارڈ و عید رومال لاہور - اندرون دہلی دروازہ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھاکر سو جاؤ - دوسرے دن صبح کو دست صاف ہونگے پیٹ کی گرانی دور ہو [illegible] بسبب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عمر والا کو ایک تی یہ رغبتی چاہئے - قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵ ر ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں زیادہ ہوجاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس ہمک ٹیک - رگوں میں لہر - ٹیس کو کنی سے جو کبھی چھٹانے سے ہو - تو اس دوا سے فوراً آرام ہوجاتا ہے - دردسر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو فوراً دور ہوجاتا ہے - اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے - قیمت ۳ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۶ر - محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۱ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

صفائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے - کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگوائیے بھلا اس میں بھی کچھ دہوکہ ہے - قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے - ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے - ہمارا کام یہ نہ تھا کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے - پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے - ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں - انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے - قیمت ۶ ماشہ عا -

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے اور قوت بصارت بڑھانے والا - قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا - قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

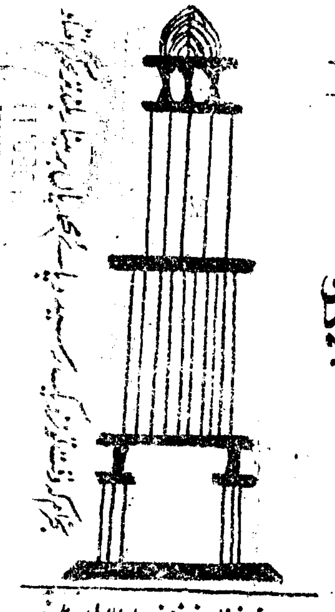

مع محصول ڈاک قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے
خواص سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

جلد ۱۵

الحکم

قادیان دارالامان

مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیدا کو ہم بلا کر آئی پہاڑ قادیاں میں

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

"اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے"

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے۔ اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور ... ہندوستان نے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں

نوٹ جن پُر اثر اور مفید دوائیں صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

ورود قیصر اور الحکم

ملک معظم قیصر ہند کے ورود پر ان کے بمبئی پہنچنے کے دن ایڈیٹر الحکم نے اپنے ناظرین کی طرف سے مندرجہ ذیل پیام خیر مقدم کا بذریعہ تار روانہ کیا :-

"ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین کیطرف سے ملک معظم قیصر ہند کو ورود ہند پر صدق دل سے خیر مقدم کہتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ دیر امپریل میجسٹیز کا یہ ورود تاج برطانیہ اور اہل ہند کے لیئے ہر قسم کی برکتوں کا موجب ہو: پھر ایک بار اسادت و عقیدت سے عرض کرتا ہے

"اے آمدنت باعث آبادی ما"

اس تار کے جواب میں اسی روز ملک معظم کے پرائیوٹ سکرٹری نے تحریر فرمایا کہ

"ملک معظم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپکے وفادارانہ تار کا شکریہ ادا کروں"

کہنے کو تو یہ ایک معمولی امر ہے کہ لوگ تار دیتے ہیں اور ادھر سے شکریہ کا تار بھیجدیا جاتا ہے مگر میں نے اسکو کسی نمائیش یا معمولی امر کی حیثیت سے پیش نہیں کیا بلکہ ایک خاص سبق کے لیئے پیش کیا ہے ورنہ ایڈیٹر الحکم ہر ضروری موقعہ پر اپنا فرض سمجھتا رہا ہے کہ اپنے ناظرین کی اس وفاداری اور ارادت و عقیدت کو جو وہ مذہبی حیثیت سے تاج برطانیہ سے رکھتے ہیں پیش کرے اور اس سے پہلے متعدد تار مختلف موقعوں پر بھیجے گئے اور ان کے جوابات موصول ہوئے - میں اس سے صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ قوم کیسے فرض شناسی اور شکرگذاری کی روح اپنے اندر رکھتی ہے - اور منجملہ دیگر اسباب کے جو اس قوم کی سلطنت و شاہنشاہی کے یہ بھی بڑا باعث ہے کہ

اس قوم میں شکرگذاری کی روح کام کرتی ہو ان کے آداب زندگی میں یہ امر داخل ہو گیا ہے کہ وہ معمولی سے معمولی امور میں ادائے شکریہ کے لیئے آمادہ رہتے ہیں آپ ایک جنٹلمین کو اس کی چھڑی یا چٹھی کا کاغذ اٹھا کر دیں تو وہ فوراً کہیگا "میں آپکا شکر گذار ہوں"

یہ روح اسلام نے مسلمانوں میں پیدا کی تھی قرآن کریم نے فرمایا **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک فرمایا **من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ** کہ جو شخص انسان کا شکرگذار نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکرگذار نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہو کہ انسان ایک مرئی ہستی ہے اور جب یہ اس مرئی ہستی کی مہربانی کا شکرگذار نہیں ہو سکتا جسکو مشہود اور محسوس کرتا ہے پھر خدا تعالیٰ جو الغیب ہے اس کا شکرگذار کیونکر ہو گا مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی تھی - مگر باوجود اس تعلیم کے ان کی جو حالت ہے وہ عیاں ہے - اظہار شکرگذاری کے لیئے انہیں ایک لفظ سکھایا گیا تھا کہ وہ **جزاک اللہ** کہیں - اور پھر عملی رنگ میں جو کچھ بھی اس **احسان** کا بدلہ ہو وہ ادا کریں - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ فطرت اور **اولوالعزمی** کا اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپنے عملی رنگ میں اس تعلیم کو پھیلایا یہانتک کہ چھینک کے جواب میں جب دوسرا شخص **یرحمک اللہ** کہے تو چھینک لینے والا فوراً اسے **یہدیکم اللہ** کہے - یہ مثال میں نے عملی شکرگذاری کی چھوٹی سی پیش کی ہے غرض مسلمانوں کو عملی شکرگذاری کی تعلیم دی گئی تھی اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ **لئن شکرتم لازیدنکم** یعنی ادائے شکر پر ازدیاد نعمت ہوگی؛ یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے اس تعلیم سے انگلش قوم نے فائدہ اٹھایا اور اس کے نفع سے متمتع ہو رہی ہے مجھے بارہا خیال آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادنیٰ جزو ایمان **اماطة الاذی عن الطریق** ہے یعنی راستوں سے تکلیف دہی کے اسباب دور کرنا - اب دیکھئے کہ راستوں کو اس قوم نے کس عمدگی سے صاف کیا اور اس جزو ایمان پر کیسا عمل کیا اس قسم کے تمام اسباب کو اگر جمع کیا جاوے اور تفصیل سے بیان کیا جاوے تو معلوم ہو گا کہ ایمان کے کسقدر شعبوں سے فائدہ اٹھایا ہے میں نے صرف اسی ایک خیال کو پیش کرنیکے خیال سے اس واقعہ کو آپکے سامنے رکھا ہے خدا کرے کہ ہم میں بھی شکرگذاری کی روح پیدا ہو

اعلان شاہنشاہی

منجانب

اعلیٰحضرت اقدس بادشاہ قیصر ہند

اعلیٰحضرت اقدس کی ممالک محروسہ میں اعلیحضرت موصوف کی رسم تاجپوشی کے ادا ہونیکے اعلان عام کیلئے

چونکہ ما بدولت و اقبال نے بذریعہ اپنے شاہی اعلانات مورخہ ۱۹ ماہ جولائی اور سات نومبر ایکہزار نو دس عیسوی اپنے جلوس کے پہلے سال میں اپنے ارادہ شاہنشاہی کا اعلان اور اظہار فرمایا تھا کہ خدا ئے تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اپنی شاہی تاجپوشی کی رسم ماہ جون ایک ہزار نو سو گیارہ عیسوی کی بائیس تاریخ کو ادا فرمائینگے ؛

اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جمعرات کے دن گذشتہ جون کی بائیس تاریخ کو ہمیں اس رسم کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور چونکہ اپنے شاہی اعلان مورخہ ۲۲ ماہ مارچ ایکہزار نو سو گیارہ عیسوی اپنے جلوس کے سال میں ہم نے اظہار فرمایا تھا کہ ہمارا منشاء اور ارادہ ہے کہ ہم اپنی مملکت ہندوستان کی تمام عزیز رعایا کو بذات خود مطلع فرماویں کہ رسم مذکور حسب مدعا ادا ہو چکی ہے اور اپنے گورنروں لفٹنٹ گورنروں اور دیگر افسروں اور اپنی زیر حمایت دیسی ریاستوں کے والیان اور امراء اور اپنی سلطنت ہندوستان کے تمام صوبجات کے عمائدین کو اپنے حضور میں طلب فرماویں لہٰذا اس فرمان شاہی کے ذریعہ سے ہم اس کا اعلان فرماتے ہیں اور اپنے تمام عہدہ داران اور تمام والیان ریاستہائے اور اپنی رعایا کو جو اس موقعہ پر دہلی میں جمع ہیں اپنا شاہی اور قیصری سلام ابلاغ فرماتے ہیں - اور مطمئن کرتے ہیں کہ ہمکو اپنی سلطنت ہندوستان سے دلی اُنس ہے - اور اس کی صلاح و فلاح ہمارے مدنظر ہے اور ہمیشہ مدنظر رہیگی - یہ اعلان بارہویں دسمبر ایکہزار نو سو گیارہ عیسوی کو ہمارے جلوس کے دوسرے سال میں ہمارے دربار دہلی سے صادر ہوا ؛

بادشاہ قیصر ہند کو خدا سلامت رکھے

قیصرِ ہند کا ورودِ ہند اور جلسہ تاجپوشی

انگلستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس کے بادشاہ نے اپنے کسی ماتحت ملک میں جاکر تاجپوشی کا جلسہ کیا ہو۔ اور جب سے ہندوستان مستقل طور پر سلطنت برطانیہ کے جھنڈے کے نیچے آیا ہے۔ اس کی تاریخ میں بھی یہ پہلا ہی موقعہ ہے کہ قیصرِ ہند نے ہندوستان آکر اپنی تاجپوشی کا اعلان کیا ہو۔ اس اعزاز اور افتخار سے ہندوستان کی پولیٹیکل اہمیت میں جو نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اس پر اس وقت بحث کرنا میرا مقصود نہیں اور نہ اس کی ضرورت۔ مجھے صرف قیصرِ ہند کے ورودِ ہند کے حالات سے علی العموم اپنے ناظرین کو آگاہ کرنا ہے۔ البتہ ان حالات کے بعد ان شاء اللہ العزیز ایک خاص آرٹیکل بھی اسی تقریب کے متعلق خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لکھونگا۔ چونکہ عدن ہندوستان کا دروازہ ہے۔ اس لئے میں ملک معظم کی آمد کے حالات کو عدن سے شروع کرونگا۔ وباللہ التوفیق

عدن میں داخلہ

جب شاہی جہاز "مدینہ" عدن میں داخل ہوا۔ تو بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔ توپوں کی سلامی سر کی گئی۔ اور انگلستان کا قومی گیت دو دیسی زبانوں میں گایا گیا۔ نواح عدن کے تمام سرداروں اور بحری اور بری فوج کے اعلیٰ حکام نے جہاز پر پہنچکر بادشاہ سلامت کا خیر مقدم کیا۔ سہ پہر کے وقت بادشاہ و ملکہ جہاز سے اُتر کر گھاٹ پر تشریف لائے اس وقت ریذیڈنسی کی عمارت پر انگلستان کا شاہی جھنڈا لہرانے لگا اور جنگی جہازوں اور بری توپ خانہ سے دوبارہ سلامی اتاری گئی۔ گھاٹ پر جو نفیس اور وسیع شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ اول بادشاہ و ملکہ اس میں تشریف فرما ہوئے۔ جہاں ریذیڈنٹ نے سفارت گاہ کے افسران۔ مختلف محکموں کے افسرانِ اعلیٰ اور فوج کے کمانیئر کو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد بادشاہ اور ملکہ اس مکان میں تشریف لے گئے۔ جو آپ کے پبلک استقبال کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ راستہ میں دو طرفہ فوج تعینات تھی۔ اور مکانات جن پر انگلستان کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ خوب آراستہ تھے مختلف دکانوں میں "خوش آمدید" اور "مبارکباد" کے الفاظ جابجا آویزاں کئے گئے تھے۔ مقام استقبال میں عدن کے مختلف محکموں کے افسر مختلف فرقوں کے قائمقام اور نواحی علاقوں کے عرب سردار جمع تھے۔ بادشاہ سلامت اور ملکہ کے تشریف فرما ہونے کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے سکرٹری نے جو پارسی منتظمین ہیں۔ مبارکباد کا ایڈریس سنایا۔ اور نقرئی صندوقچی میں رکھ کر بادشاہ سلامت کے پیش کیا۔ بادشاہ سلامت ایڈریس کا مناسب جواب دیکر جہاز کی طرف واپس ہوئے۔ راستہ میں دو طرفہ فوج اور گوناگون شکل و لباس کے لوگوں نے گرمجوشی کے ساتھ خوشی کے نعرے بلند کئے۔ مقام استقبال سے نکلتے ہی عدن کے یہودیوں نے ملکہ کو شتر مرغ کے پروں کا ایک بو (غنچہ) نذر کیا۔ جو ملکہ نے گلے میں لگالیا جہاز میں پہنچنے کے نصف گھنٹہ بعد جہاز عدن سے چھ بجے شام کے روانہ ہوا۔ اس وقت شہر میں روشنی ہو رہی تھی۔ اور آتشبازی چل رہی تھی۔

نیشنل کانگریس کی مبارکباد

کانگریس کی استقبالیہ کمیٹی کے میجلس نے بادشاہ سلامت کے پرائیویٹ سکرٹری کے نام جو مبارکباد بذریعہ تار روانہ کی تھی۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ "کانگریس کی استقبالیہ کمیٹی بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کو ادب کے ساتھ دلی مبارکباد دیتی ہے اور بادشاہ و ملکہ اور تاج و تخت برطانیہ کے ساتھ اپنی سچی وفاداری اور اطاعت کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ آپ کی تشریف آوری آپ کی خوشی کا باعث اور نیز اہل ہند کی دائمی بہتری و بہبودی کا باعث ہو"۔ اس کے جواب میں بادشاہ سلامت کے پرائیویٹ سکرٹری نے عدن سے یہ تار دیا۔ "کانگریس کی استقبالیہ کمیٹی نے جو پیغام بادشاہ۔ ملکہ و تاج و تخت برطانیہ کے ساتھ اپنی وفاداری اور اطاعت کے متعلق ارسال کیا ہے۔ بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دل سے بھروسہ رکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں شاہی تشریف آوری اہل ہند کے دائمی فائدے کا باعث ثابت ہوگی"۔

حضور وائسرائے ہند کی مبارکباد

حضور وائسرائے ہند نے بادشاہ سلامت کو جو مبارکباد بذریعہ تار عدن میں روانہ کی تھی۔ وہ یہ ہے کہ "میں ہندوستان کی طرف سے اپنا فرض جو مبارکباد کے متعلق ہے۔ نہایت ادب کے ساتھ ادا کرتا ہوں اور حضور والا اور ملکہ معظمہ کو بحر ہند اور سرحد ہندوستان کے اندر رونق افروز ہونے پر دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ ہندوستان وفاداری اور اطاعت کے ساتھ اپنے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی آمد کا منتظر ہے"۔ اس کا بادشاہ سلامت نے یہ جواب دیا "آپ نے بحر ہند میں داخل ہوتے ہی ہندوستان کی طرف سے ہمیں جو دلی مبارکباد بھیجی ہے۔ اس کا ہم اور ملکہ معظمہ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم اشتیاق کے بیحد مسرت کے ساتھ منتظر ہیں جبکہ ہم ہندوستان میں رونق افروز ہوکر آپ کو اور اپنی ہندوستانی رعایا کو دیکھیں گے"۔

گورنر صاحب بمبئی کی مبارکباد

صوبہ بمبئی کے گورنر صاحب سر جارج کلارک نے بادشاہ و ملکہ کی خدمت میں عدن کے مقام پر یہ مبارکباد روانہ کی "صوبہ بمبئی کی گورنمنٹ اور رعایا آپ کی بمبئی میں تشریف آوری پر نہایت ادب سے اپنی وفادارانہ اور دلی مبارکباد پیش کرتی ہے"۔ گورنر صاحب کو اس کا یہ جواب موصول ہوا ہے "ہم اور ملکہ معظمہ آپ کا اور صوبہ بمبئی کی رعایا کا اس پیغام مبارکباد کے لئے جو آپ نے ہمیں روانہ کیا ہے۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس پیغام کو تہ دل سے پسند کرتے ہیں"۔

شہنشاہ معظم کا جواب اہلِ عدن کو

اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم نے باشندگان عدن کے ایڈریس کا جواب حسب ذیل مرحمت فرمایا "میں ملکہ قیصرہ اور اپنی طرف سے تمہارے عقیدتمندانہ ایڈریس اور آبادی عدن کے مخلصانہ خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتا ہوں ذاتی تعلق و محبت کے ان جذبات کے اظہار کرنے کے لئے اس سے زیادہ کوئی موزوں جگہ انتخاب نہیں کی جاسکتی تھی۔ جیسی کہ یہاں میری پیاری دادی ملکہ وکٹوریہ کی مورت کے نیچے تجویز کی گئی ہے۔ ہمارے لئے یہ دلی مسرت کا ذریعہ ہے کہ دوبارہ تمہارے مشہور قلعہ پر آئیں اور اس کی مسلسل ترقی و خوشحالی کی نسبت اپنا اطمینان ظاہر کریں۔ چونکہ تمہارا قلعہ ہندوستان کی چوکھٹ پر واقع ہے اور بر افریقیہ کلان اور آسٹریلیا کے درمیان ایک ملانے والی کڑی بنتا ہے۔ اس لئے عدن ساری برٹش سلطنت کے لئے ایک خاص دلچسپی کی چیز ہے۔ اور بحیثیت اس کے باشندوں کے جو ذمہ داریاں تم کو اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ وہ سال بسال اہمیت میں بڑھتی جاتی ہیں۔ میں نے بڑی مسرت سے تمہاری تجارت کے برابر وسعت پانے کا حال سنا ہے اور مجھے بھروسہ ہے کہ جو تحقیقاتیں اب تکمیل کو پہونچ رہی ہیں۔ وہ تمہیں ایک درست شدہ کافی ذخیرہ آب بہم پہونچائینگی جس پر تمہاری صحت و بہبودی کا اتنا زیادہ انحصار ہے۔ جو زمین ساحل پر سمندر سے واپس لی گئی ہے۔ وہ ایسی جگہ بہم پہونچائیگی۔ جو تم کو اپنے شہر کی ترقی کے لئے درکار ہے اور میں اس فیصلہ پر خوش ہوا ہوں۔ کہ اس کا ایک حصہ میدان تفریح کے لئے محفوظ رکھا جائے گا۔ ہم (یعنی شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ) اپنی نسبت تمہاری نیک خواہشوں اور دعاؤں کی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور تم کو اس کا یقین رکھنا چاہئے کہ ہم تمہاری بہبودی و ترقی میں ہمیشہ گرمجوشی سے دلچسپی لیتے رہینگے"

بمبئی

شاہی جہاز مدینہ اور اس کے چار پاسبان جہازوں کے اپولو بندر میں لنگر ڈالتے ہی اُس روز کی شاہی تقریب کا آغاز ہوا۔ شاہی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کے پون گھنٹے بعد حضور وائسرائے کی سرکاری سواری معہ ایک انگریزی فوج کے بندرگاہ میں پہنچی۔ وائسرائے کے سر کی گاڑی میں چتر شاہی لگا ہوا تھا۔ شاہی جہاز ساحل سے ۳ میل کے فاصلہ پر لنگر انداز ہوا۔ جہاں عام طور پر ڈاک کے جہاز ٹھیرا کرتے ہیں۔ پونے گیارہ بجے حضور وائسرائے جہاز مدینہ میں تشریف لے گئے۔ اور آپ کے بعد گورنر صاحب بمبئی شاہی جہاز میں حاضر ہوئے۔ لوگ جو شاہی جہازوں اور نیز بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کے دیدار کے سخت شائق تھے۔ بڑی تعداد میں بندرگاہ میں جا پہنچے ½۱۰ بجے کے قریب بندرگاہ اور شہر کی ہوا میں ان فوجی باجوں کے آواز سے سُریلا پن پیدا ہوگیا۔ جو مختلف رسالے۔ توپ پر کھڑی ہونے یا سلامی اُتارنے کے لئے آئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا قدرت وجد میں آکر گنگنا رہی ہے۔

بندرگاہ سے باہر تشریف آوری

گیارہ بجے سے چار بجے تک کامل ۵ گھنٹے بادشاہ اور ملکہ کے شوق دیدار میں ہمہ تن انتظار بنی ہوئی کھڑی رہی۔ بادشاہ اور ملکہ معہ ہمراہیوں کے جہاز سے روانہ ہوکر ٹھیک چار بجے سہ پہر کے ساحل پر تشریف لائے۔ وائسرائے ہند نے عین ساحل پر اور گورنر بمبئی نے ساحل سے باہر سیڑھیوں پر آپ کا استقبال کیا۔ ساحل بندر پر شاہی استقبال کے لئے جو تیاریاں کی گئی تھیں۔ اُن کا مفصل بیان دشوار ہے۔ مختصر یہ کہ اپولو بندر میں جو پُرانی عمارت تھی اسے گرا کر اس جگہ ایک چھوٹا سا "تاج محل" بنوایا گیا تھا۔ جس کی سفید برجیاں اور عمارت دھوپ میں جگمگ جگمگ کر رہی تھیں۔ اس عمارت کے اندر ایک وسیع چوک ہے جس کے گرداگرد بلند سفید ستون ہیں۔ ان ستونوں پر زرین شیر بنائے گئے ہیں۔ ساحل سے لیکر عمارت کے اندر تک سُرخ مخمل کا فرش بچھایا گیا تھا جس پر ہوکر بادشاہ سلامت ملکہ معظمہ اور اُن کے ہمراہی اندر داخل ہوئے۔ فرش کے ایک طرف فوجی بینڈ کھڑا کیا گیا تھا۔ اور دوسری طرف اعزازی گارد۔ اس تاج محل کے چوک میں ایک عالیشان وسیع شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ جس کے نیچے شہر اور صوبہ بمبئی کے معزز اصحاب شاہی استقبال کے لئے پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ شامیانہ کے نیچے نصف دائرہ کی شکل میں تیس قطاریں نشستوں کی بنائی گئی تھیں۔ اُن میں ہر قطار پہلی اگلی قطار سے بلند تھی۔ ان پر تین ہزار معزز اصحاب تشریف فرما تھے۔ جن میں حکام انگریزی اور ہندوستانی معزز عورتیں۔ غیر ملکی سفراء اور معزز ہندوستانی شامل تھے۔ بادشاہ سلامت اور ملکہ کے داخل ہوتے ہی سب نے اُٹھ کر تعظیم دی۔ جس کے بعد چند منتخب اشخاص کو بادشاہ سلامت کی خدمت میں

پیش کیا گیا۔ [illegible] سلامت اور ملکہ معظمہ کے لئے دو زرنگار اور نفیس تخت بچھائے گئے۔ [illegible] ان پر بادشاہ اور ملکہ تشریف فرما ہوئے اور بمبئی میونسپل کمیٹی کا ایڈریس سنایا اور پیش کیا گیا۔ یہ ایڈریس کمیٹی کے میر مجلس آنریبل سر فیروز شاہ مہتہ نے بلند آواز سے پڑھ کر سنایا۔ جس کا جواب ایک لکھے ہوئے کاغذ کی شکل میں سر فیروز شاہ مہتہ کے ہاتھ میں دیا گیا۔

شہنشاہ معظم کا بمبئی کارپوریشن کو جواب

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ کہ میں آپ کے درمیان کوئی اجنبی نہیں ہوں۔ میں خوشی سے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں بھی اپنے آپ کو آپ کے درمیان اجنبی نہیں محسوس کرتا۔ البتہ چھ سال گذرے۔ میں یہاں بالکل نو وارد کی طرح آیا تھا۔ لیکن آپ کے ہمدردانہ اور مخلصانہ استقبال مجھے اب تک یاد ہے۔ آپ کے سواحلوں کا عجیب و غریب نظارہ Plan درختوں کی پہلی دید گویا یہ خفیہ بر سے اگ رہے ہیں آج ابھی تک نہیں بھولے اور اب تک ان کی کشش میرے دل میں قائم ہے۔ میں آپ کے محبتانہ خوش آمدید سے حوصلہ پاکر ۱۹۰۵ء کو بمبئی سے اس وسیع ملک کے ایک حصہ کو دیکھنے کے لئے چلا تھا۔ تاکہ میں اس کے لوگوں کے متعلق کچھ علم حاصل کرسکوں۔ جو علم میں نے حاصل کیا ہے اس نے تمام اقوام اور مذاہب کے ساتھ میری ہمدردی کو اور گہرا کردیا۔ اور جب مجھے اپنے پیارے والد کے فوت ہونے پر اپنے آبائی تخت پر بیٹھنے کے لئے بلایا گیا۔ تو سب سے پہلے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنی ہندوستان کی نیک رعایا کو پھر دیکھوں۔ مجھے آج اپنے آپ کو معہ ملکہ معظمہ آپ کے درمیان آکر اور اپنی خواہش کو پورا ہونے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ میں ایک نہایت شکر گزاری سے پُر دل کے ساتھ آتا ہوں۔ کیونکہ اس صوبہ میں جو قحط سالی کے باعث فکر پیدا ہوتا تھا شکر ہے کہ بموقع بارش سے وہ اب دور ہوگیا ہے اور اب آپ کی [illegible] عمدہ فصل ہونے کی امید ہے۔ آپ کے فصیح ایڈریس میں [illegible] یاد دلایا ہے کہ بمبئی ایک دفعہ ایک برٹش ملکہ کا جہیز تھا۔ اور بمبئی کو گزرے اڑھائی سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا۔ اسے ایک مچھلی پکڑنے والے گاؤں کی صورت میں حاصل کیا تھا۔ صاحبان آپ نے اور آپ کے اجداد نے اس کو تاج برطانیہ کا ایک لعل بنا دیا ہے۔ میں آج پھر خوشی کے ساتھ اس شہر کی عظیم الشان خوبصورت عمارتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ میں اس میں گذشتہ ایام کی نسبت بہت سی ترقیاں پاتا ہوں۔ گو وہ ایسی ظاہر نہیں ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ فخر کے ساتھ میں آپ کی ان کوششوں کو تسلیم کرتا ہوں۔ جو آپ تمام جماعتوں کے اہالیان شہر کی فارغ البالی شادمانی اور امن ترقی کے لئے کر رہے ہیں اور یہ اس اعلیٰ چمکدار لعل کی شان کے شایان ہے۔ ملکہ معظمہ اور میں تہ دل سے اس پرتپاک استقبال کے لئے جو آپ نے ہمارا کیا ہے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا کی برکتیں ہماری ہندوستانی سلطنت پر نازل ہوں۔ اور امن اور خوش حالی ہمیشہ اس کے لوگوں کے ساتھ شامل حال ہوں۔

شہر میں شاہی سواری کا داخلہ اور جلوس

اس کے بعد شاہی سواری معہ جلوس کے شہر کی طرف روانہ ہوئی جن راستوں سے شاہی سواری گذری۔ ان پر بمبئی گورنمنٹ کے مشیر تعمیرات کے مشورہ سے گوناگون [illegible] کی آرائش کی گئی تھی۔ جو نہایت دلفریب تھی محرابی دروازے راستوں پر نصب کئے گئے تھے۔ اور ان میں مشرقی فن [illegible] کی تمام خوبیاں دکھائی گئی تھیں۔ ایک سڑک کے بعد دوسری میں داخل ہونے کے لئے عجیب و غریب قسم کے ستون اور دروازے نظر آتے تھے۔ دروازوں کی گمٹیاں بھی نرالی طرز کی تھیں۔ شہر کے جس حصّہ کی آبادی ہندوستانیوں کی ہے۔ اس پر ایک بڑا عالیشان دروازہ بالکل روئی کا بنایا گیا تھا۔ اس میں [illegible] گٹھے کل سے دبی ہوئی روئی کے خرچ آئے تھے۔ اس پر نہایت موٹے حروف میں یہ الفاظ درج تھے "شہر بمبئی کی طرف سے خوش آمدید"۔ یہ دروازہ تمام دروازوں میں نفیس اور خوبصورت تھا۔ آرائش کا دوسرا عمدہ پہلو وہ نشستگاہیں تھیں۔ جو کئی ہزار کی تعداد میں راستہ جلوس پر بنائی گئی تھیں۔ اور جن میں ہزاروں آدمیوں نے آرام سے بیٹھ کر بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کے دیدار فرحت آثار حاصل کئے۔ ان نشستگاہوں میں زیادہ خوبصورت وہ تھیں۔ جو سکولوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کے بیٹھنے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ ان میں بیٹھ کر ۲۸ ہزار طالب علموں نے بادشاہ اور ملکہ کا دیدار حاصل کیا تھا۔

لوگوں پر شاہی دیدار کا اثر

بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی سواری مختلف راستوں سے جن کی لمبائی چھ میل تھی۔ کامل ایک گھنٹہ میں نہایت آہستہ آہستہ گذری۔ جس سے رعایا آپ کا دیدار اچھی طرح کرسکی جلوس کی ترتیب یہ تھی۔ سب سے انگریزی فوج کا باجہ۔ اس کے بعد ایک انگریزی رسالہ۔ توپخانہ انگریزی۔ فوجی جنرل کا عملہ۔ بمبئی کی لائٹ ہارس پلٹن کا ایک حصّہ۔ بادشاہ کی سواری۔ ملکہ کی سواری۔ دونوں سواریوں کے گرداگرد گورنر صاحب بمبئی کا باڈی گارڈ اور لائٹ ہارس کا ایک حصّہ جب شاہی سواری شہر سے واپس شام کو جہاز مدینہ میں پہنچی۔ تو تمام شہر میں نہایت وسیع پیمانہ پر روشنی کی گئی۔

گرجا گھر میں

۴۔ دسمبر کو جب شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ گرجا گھر میں عبادت کے لئے تشریف لے گئے۔ دو رویہ فوج کا انتظام تھا۔ گرجا گھر تک ایک خاص دستہ فوج آپ کی اردل میں رہا۔ اپولو بندر کے اوپر بے شمار خلقت کھڑی تھی۔ اور آپ کی آمد پر انہوں نے خوب زور سے خوشی کے نعرے لگائے۔ اور چرچ گیٹ سٹریٹ میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی پرتپاک چیرز دیئے۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ جب ۵ بجکر ۵ منٹ پر شہنشاہ معظم گرجا میں داخل ہوئے۔ تو یہ لوگوں سے بھرپور تھا۔ اس وقت آپ کے ساتھ کونٹس شیفٹس میری۔ مارکوئس آف کریو۔ ڈیوک آف ٹیک۔ ارل آف ڈرہم۔ لارڈ ایملی ہز اکسیلنسی گورنر اور لیڈی کلارک وغیرہ متقدر اشخاص تھے تھوڑی دیر کے بعد پادری صاحبان کا ایک جلوس تشریف لایا۔ جس میں لارڈ بشپ اور دیگر ذیقدر پیشوایان دین شامل تھے۔ سینئر پریذیڈنسی چیلپن نے کام عبادت شروع کیا۔ اور گیریسن چیلپن نے اسباق کو پڑھا۔ لارڈ بشپ صاحب نے سرمن دیا۔ آپ نے اس مضمون کو لیا۔ کہ "پہلے تم خدا کی بادشاہت اور اس کی حقانیت کی تلاش کرو"۔ اس کے بعد ملک معظم و ملکہ معظمہ اپنے جہاز مدینہ پر واپس آگئے۔ اور ایک ڈنر پارٹی دی گئی۔ حضور وائسرائے بہادر لارڈ ہارڈنگ ۴۔ دسمبر کی رات کو بمبئی سے دہلی تشریف لے گئے۔ کرنل میکس ویل اور کیپٹن فریزر اور ویلڈ فارسٹر ایڈیکانگ آپ کے ساتھ تھے۔ ایک بجے دن کے گورنمنٹ ہاؤس کو جانے کے لئے شہنشاہ پھر ساحل پر آئے بندر پر سخت انتظام تھا۔ اور گورنمنٹ ہوس تک رستہ میں پولیس کھڑی تھی۔

بچوں کا میلہ

۴۔ دسمبر کو شہنشاہ معظم معہ ملکہ معظمہ تشریف لائے۔ جہاں ہزارہا خورد سال لڑکے اور لڑکیاں حضور والا کی زیارت کے اشتیاق میں جمع تھے۔ یہ نظارہ قابل دید تھا اور ٹائمز آف انڈیا کے پرانے اور تجربہ کار ایڈیٹر کا بیان ہے کہ اس نے ایسا خوبصورت سماں پہلے نہیں دیکھا۔ ۲۶ ہزار سے زیادہ بچے طرح طرح کے خوشرنگ لباس پہنے ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ اور اشتیاق زیارت شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ نے ان بچوں نے طلوع آفتاب کے وقت سے میدان میں جمع ہونا شروع کردیا تھا۔ تفریح کے لئے باجہ بج رہا تھا کہ یکایک خبر اڑی کہ شہنشاہ معظم تشریف لے آئے اس پر بچوں نے تالیاں بجانی شروع کردیں۔ لیکن افواہ غلط ثابت ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد واقعی شہنشاہ معظم کی سواری کا جلوس دکھائی دیا اور باجے نے

سلامت رہیں شاہ قیصر ہمارے

کی گت بجانی شروع کی۔ اس کے بعد مختلف اقوام کے بچوں نے اپنی اپنی زبان میں گیت سنانے شروع کئے۔ اول یورپین اطفال نے انگریزی میں اور پھر گجراتی اور مرہٹی۔ اور سب کے بعد مسلمان بچوں نے اردو میں خیر مقدم کا گیت گایا۔ اس کے بعد گربی ناچ شروع ہوا۔ جو حال میں ایجاد کیا گیا ہے۔ اس میں ۲۳۰ گجراتی لڑکیوں نے نو گروہوں میں ہوکر حصہ لیا۔ ناچ کے ہمراہ ایک گیت بھی گایا جاتا تھا۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے "ہندوستان کے شہنشاہ جارج کی عمر دراز ہو۔ اور وہ ملکہ میری سمیت اقبال مندی اور خوشحالی سے زندہ رہیں۔ دنیا کے تمام حصوں میں جہاں سورج کا عکس پڑتا ہے۔ تیری شعاعیں بھی کی طرح جلوہ فگن رہیں۔ آپ کی حیثیت مکیرو پہاڑ کی طرح مستحکم رہے۔ آؤ سہیلیو۔ اب سب مل کر شہنشاہ جارج کے اور ملکہ میری کے سامنے سر جھکائیں وغیرہ وغیرہ"۔ اس کے بعد شہنشاہ معظم بچوں کے ہجوم میں سے گزرتے ہوئے نمائش میں تشریف لے گئے۔ اور یہاں مسٹر بھروچہ نے حضور والا کو تمام چیزوں کا ملاحظہ کرایا اور سب خوش و خورم واپس گئے رات کو آتش بازی چھوڑی گئی۔ جس کی لاکھوں آدمیوں نے سیر کی

بمبئی کے بازاروں کا نظارہ

اس رات بھی بمبئی کی گلیاں اور بازار نہایت اعلیٰ طور پر روشن کئے گئے تھے۔ اس قسم کی اعلیٰ روشنی آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ ہزاروں تماشائی رات کو ساڑھے نو بجے آتشبازی کا تماشا دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ سب سے بڑھ کر قابل ذکر بات لوگوں کی بادشاہ سے عقیدت اور وفاداری کا اظہار تھی۔ لوگ یہ محسوس کرکے کہ ان کا شہنشاہ بہ نفس نفیس ان کے درمیان موجود ہے۔ جامہ میں پھولے نہیں سماتے تھے۔

بمبئی سے شاہی روانگی

۵ تاریخ کی رات کو شہنشاہ معظم معہ ملکہ معظمہ بمبئی سے دہلی کو مراجعت فرما ہوئے۔ دس بجے کے قریب حضور پُرنور اپولو بندر پر اُترے اور اپولو بندر پر سیر کرتے ہوئے ایسپلینڈ روڈ اور ہارنبی لڑکوں کی راہ سے وکٹوریا ٹرمنس سٹیشن پر پہنچے۔ تمام راستہ روشنی اور گوناگوں رنگوں سے بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ راستے میں ہر جگہ فوج کا انتظام تھا۔ فوج کے پیچھے پولیس تھی۔ لوگوں کا اٹھا

بے انتہا ہجوم تھا اور جب شہنشاہ اور ملکہ معظمہ ان کے پاس سے گزرے نہایت زور شور سے چیرز دیئے گئے۔ سٹیشن پر اعلیٰ حکام حاضر تھے سٹیشن شاہی آمد سے پہلے ہی نہایت اعلیٰ طور پر آراستہ پیراستہ کیا گیا تھا۔ شاہی سپیشل ٹرین نمبر ۲ کے پلیٹ فارم پر انتظار کر رہی تھی۔ اس میں دس گاڑیاں تھیں۔ پہلی گاڑی میں ریلوے سٹاف دوسری میں شاہی پارٹی جس میں ڈیوک آف ٹیک بھی شامل تھے ہمرکاب تھی۔ دو خوبصورت شاہی گاڑیوں میں سے ایک میں ملکہ معظمہ اور ایک میں شہنشاہ معظم تھے۔ شاہی گاڑی کے پیچھے کی گاڑی میں مارکیوئس کریو۔ لارڈ سٹیمفورڈہم اور تین اور شاہی پارٹی کے اشخاص تھے۔ اس کے پیچھے کی گاڑی میں ڈچس آف ڈیون شائر آنریبل وینیشیا بیرنگ۔ ارل آف ڈرہم۔ ارل آف کونٹس شیفٹسبری اور لیڈس تھے۔ شہنشاہ معظم نے حاضرین سے ہاتھ ملایا اور ۱۱ بجکر ۴۵ منٹ پر چیرز کے درمیان شاہی گاڑی چل پڑی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ہز ایکسیلنسی گورنر بھی خاص سپیشل میں دہلی کو روانہ ہوگئے۔ اور اس کے ۱۵ منٹ بعد کارونیشن ایکسپرس روانہ ہوئی۔

بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی دہلی میں رونق افروزی

بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ جن کی کئی ماہ سے دہلی میں تشریف آوری کا انتظار تھا اور چاروں طرف آمد آمد کی دہوم تھی۔ آخر ۷ دسمبر کی صبح کو سرزمین دہلی کو اُن کی قدمبوسی کا فخر حاصل ہوگیا۔ ۷ دسمبر سے پہلی رات کو شہر اور دربار کے رقبہ میں لوگ جو بادشاہ اور ملکہ کے دیدار کے بیحد مشتاق تھے۔ بالکل نہیں سوئے۔ ہر طرف رات بھر چہل پہل رہی ابھی دو گھڑی رات باقی تھی کہ فوجیں راستہ جلوس پر کھڑی ہونے کے لئے کیمپ سے روانہ ہوگئیں۔ اُن کے سُریلے باجوں کی آواز سُن کر عام لوگ بھی گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور شوق دیدار اُن کو کشاں کشاں راستہ جلوس کی طرف لے گیا۔ صبح نمودار ہونے سے پیشتر ہی جلوسی راستہ کے دونوں طرف لوگوں کا ہجوم ہوگیا۔

قلعہ دہلی کے برج سلیم گڑھ پر جہاں شاہی ٹرین سے بادشاہ اور ملکہ اترے تھے۔ صبح ہی ۸۰ ہندوستانی دلاوران جنگ کا پہرہ لگادیا گیا۔ ان دلاوروں میں سکھ۔ گورکھا۔ پٹھان۔ ہندو۔ مسلمان اور عیسائی سب ہی قوموں کے جانباز سپاہی شامل تھے۔ ان میں انگریز صرف ۲ تھے۔ ان کے کمانیر میجر جنرل ہنٹر تھے ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند کی سرکردگی میں بہت سے اعلیٰ سول اور فوجی حکام شاہ آمد کے ہمہ تن منتظر تھے۔ ان کے پاس ہی انگریزی فوج کا ایک اعزازی گارڈ بیس کھڑا تھا

بادشاہ اور ملکہ کا استقبال

آخر کار وقت مقررہ پر شاہی ٹرین سلیم گڑھ پہنچی۔ جس سے سب سے اول بادشاہ سلامت فوجی وردی پہنے ہوئے جس میں ہندوستان کا نشان لگا ہوا تھا۔ باہر تشریف لائے۔ آپ کے بعد ملکہ معظمہ ٹرین سے باہر آئیں۔ آپ سفید ساٹن کا لباس پہنے ہوئے تھیں۔ سر پر ٹوپی بھی سفید تھی۔ آپ کے لباس میں بھی ہندوستان کا نشان لگا ہوا ۔ وائسرائے ہند اور ان کی لیڈی صاحبہ نے آگے بڑھکر بادشاہ اور ملکہ کا استقبال کیا اور وائسرائے کی صاحبزادی نے ملکہ کو پھولوں کا ایک گلدستہ نذر کیا۔ بادشاہ اور ملکہ کے ٹرین سے باہر تشریف لاتے ہی طالبان دیدار میں گرم جوشی پیدا ہوگئی۔ ادھر اعزازی گارڈ نے باقاعدہ سلامی اتاری۔ اور بینڈ نے انگلستان کا قومی گیت "دلفریب" سروں میں بجانا شروع کیا اور ادھر قلعہ سے توپوں کی سلامی دغنا شروع ہوئی جس نے راستہ جلوس کے دو طرفہ کھڑے اور بیٹھے ہوئے لاکھوں لوگوں اور شہر اور رقبہ دربار کی مخلوق کو آگاہ کر دیا۔ کہ بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ سرزمین دہلی میں رونق افروز ہوچکے ہیں۔ توپوں کی سلامی شروع ہوتے ہی فوجوں نے جو راستہ جلوس پر تعینات تھیں۔ بندوقوں سے سلامی داغی۔

بادشاہ اور ملکہ کی خدمت میں اعلیٰ حکام

استقبال کے بعد بادشاہ سلامت کی خدمت میں آپ کے ہندوستانی سٹاف (عملہ) کو پیش کیا گیا۔ پھر اعلیٰ حکام کو جن میں صوبوں کے گورنر اور لفٹنٹ گورنر صاحبان اور دیگر افسر شامل تھے ایک ایک کرکے وائسرائے ہند نے بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی خدمت میں ذیل کی ترتیب سے پیش کیا:۔ گورنر صاحب بمبئی۔ گورنر صاحب مدراس۔ لاٹ صاحب پنجاب۔ سپہ سالار افواج ہند۔ لاٹ صاحب بنگال۔ لاٹ صاحب برما۔ لاٹ صاحب مشرقی بنگال۔ ہندوستان کے لاٹ پادری۔ وائسرائے ہند کی اگزکٹو کونسل کے ممبر صاحبان یعنی آنریبل سر گائے فلیٹ ووڈ ولسن۔ آنریبل مسٹر جینکنس آنریبل مسٹر کارلائیل۔ آنریبل مسٹر بٹلر۔ آنریبل سید علی امام۔ آنریبل مسٹر کلارک۔ ہندوستان کی بحری فوج کے سپہ سالار۔ شمالی ہند کی فوج کے جنرل۔ اعلیٰ فوجی عملہ کا افسر۔ رزیڈنٹ میسور پولیٹیکل ایجنٹ راجپوتانہ۔ رزیڈنٹ کشمیر چیف کمشنر صوبجات متوسط۔ چیف کمشنر و پولٹیکل ایجنٹ صوبہ سرحدی۔ پولٹیکل ایجنٹ و چیف کمشنر بلوچستان۔ رزیڈنٹ حیدر آباد۔ میرٹھ ڈویژن کا فوجی جنرل ریلوے بورڈ کا پریسیڈنٹ۔ نائب سپہ سالار افواج ہند۔ افواج کا کوارٹر ماسٹر جنرل۔ کمشنر دہلی۔

قلعہ تک جلوس

جتنا وقت بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی خدمت میں اعلیٰ حکام کی پیشی میں لگا۔ اتنی دیر میں بادشاہ کے ہمراہیوں اور خانگی کاروبار کے افسروں کاروبار کے افسروں کا ایک جلوس مرتب کیا گیا۔ اس جلوس کی جو سلیم گڑھ ریلوے سٹیشن سے قلعہ تک گیا ترتیب یہ تھی سب سے آگے شاہی نقیب۔ اس کے بعد تُری بجانے والے سوار گورنر جنرل ہند کے سرکاری و غیر سرکاری مصاحب۔ لفٹنٹ کرنیل برڈ صاحب۔ گورنر جنرل کے پرائیویٹ سکرٹری۔ لفٹنٹ کرنیل سر ہیولاک سر جارس۔ بیٹنبرگ کے شاہزادہ جارج۔ اصطبل شاہی کے داروغہ صاحبان۔ سر جیمس ڈنلاپ سمتھ میجر جنرل سر سٹوارٹ بیٹسن امیر البحر سر کولن کیپل۔ سر ایڈورڈ ہنری۔ لفٹنٹ جنرل سر ہورس سمتھ ڈورین۔ سر جان ہیوٹ۔ لارڈ ایملی۔ لارڈ سٹامفورڈہم۔ نواب شیفٹسبری۔ نواب ڈرہم۔ بادشاہ سلامت۔ ملکہ معظمہ۔ وائسرائے ہند اور اُن کی لیڈی صاحبہ۔ نواب ٹیک۔ بیگم صاحبہ ڈیون شائر۔ صاحب وزیر ہند۔ آنریبل وینیشیا بیرنگ۔ بیگم صاحبہ شیفٹسبری برگیڈیئر جنرل گرمسن۔ سر ہنری میکموہن نائب نقیب۔ تُری بجانے والے۔

بادشاہ کی خدمت میں والیان ریاست

جب یہ جلوس تیار ہوچکا۔ تو بادشاہ سلامت نے ریلوے سٹیشن سے باہر قدم رنجہ فرما کر اعزازی گارڈ کا ملاحظہ کیا جس کے بعد جلوس قلعہ کو گیا جہاں راجپوتوں کی ایک پلٹن نے سلامی اتاری۔ قلعہ کے اندر ایک وسیع شامیانہ میں ہندوستان کے بادشاہ کے منتظر تھے۔ شامیانہ میں پہنچنے پر بادشاہ سلامت کی خدمت میں ایک ایک کرکے والیان ریاست کو پیش کیا گیا افسر ہر ایک والئے ریاست کا نام پکارتا تھا۔ اور وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ سب سے اول بادشاہ میں نظام حیدر آباد پیش کئے گئے۔ اس کے بعد مہاراجہ صاحب بڑودہ۔ مہاراجہ صاحب میسور۔ مہاراجہ صاحب اودے پور اسی طرح باقی والیان ریاست پیش کئے گئے۔

شاہی جلوس

اس رسم کے ادا ہونے کے بعد صوبوں کے گورنر اور لفٹنٹ گورنر صاحبان اور نیز دوسرے اعلیٰ حکام بڑے شاہی جلوس میں قلعہ سے روانہ ہوا۔ اپنی اپنی جگہ جا بیٹھے۔ اور جلوس بلند پشتہ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں ہندوستان کے معزز قائمقام۔ دربار کے مہمان اور ہر محکمہ کے افسر موجود تھے۔ اس جلوس میں بادشاہ اور ملکہ کی سواریاں بیچ میں تھیں۔ آگے پیچھے اور معززین کی سواریں تھیں جونہی جلوس اس مقام پر پہنچا۔ جہاں یورپینوں کی نشستگاہ تھی تو بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کو بڑے زور سے چیرز دی گئیں اور آپکے دیدار فرحت آثار پر یورپین اور نیز ہندوستانیوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔

شاہی جلوس قلعہ کے دہلی دروازہ سے خاص روڈ۔ جمعہ سپلینڈ روڈ۔ چاندنی چوک۔ فتح پوری بازار کوئنز روڈ۔ ڈفرن موری دروازہ۔ بولیوارڈ روڈ۔ راجپور روڈ۔ چوبرجہ روڈ سے گذرتا ہوا بلند پشتہ پر پہنچا۔ اور وہاں سے شاہی کیمپ چلا گیا۔

جلوس کے مختلف حصوں کا نظارہ

جلوس کے اول حصہ میں مفصلہ ذیل حکام شامل تھے۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پنجاب۔ چیف کمشنر صوبہ متوسط معہ گارد۔ لاٹ صاحب صوبجات متحدہ معہ گارد۔ لاٹ صاحب مشرقی بنگال معہ گارد۔ لاٹ صاحب برما معہ گارد۔ لاٹ صاحب پنجاب معہ گارد گورنر صاحب مدراس معہ عملہ و باڈی گارڈ۔ گورنر صاحب بمبئی معہ عملہ و باڈی گارڈ۔ دوسرے حصہ میں مفصلہ ذیل اصحاب شامل انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب۔ ایک اعلیٰ فوجی افسر۔ ایک انگریزی رسالہ۔ ایک انگریزی توپخانہ۔ گارد۔ کئی فوجی افسر سپہ سالار افواج ہند کا عملہ۔ ہندوستانی تری بجانے والے۔ نائب نقیب انگریزی تری بجانے والے۔ میجر جنرل بیٹن۔ آپ کی وردی خوبصورت اور عجیب و غریب تھی۔ باڈی گارڈ۔ گورنر جنرل کا عملہ۔ بادشاہ سلامت کا عملہ۔ بادشاہ سلامت کے خانگی افسر بادشاہ سلامت کے انگریز اور ہندوستانی مصاحب۔ شاہی اصطبل کے داروغہ صاحبان۔ بیٹنبرگ کے شاہزادہ جارج۔ برگیڈیر گرمسن۔ لفٹنٹ جنرل سر سمتھ ڈورین۔ سر ہنری میکموہن۔ لارڈ ایملی۔ لارڈ سٹامفورڈہم۔ مہاراجہ صاحب بیکانیر۔ مہاراجہ صاحب گوالیار۔ دونوں مہاراجہ صاحبان کے باڈی گارڈ۔ رسالہ فوج۔ سپہ سالار افواج ہند۔ نواب صاحب شاہی اصطبل کے داروغہ صاحبان۔ بادشاہ سلامت آپ نہایت عالیشان کمیت گھوڑے پر سوار تھے۔ لارڈ کرشو ...

مارکوئس ہارڈنگ وائسرائے ہند شاہی ساتھیوں کی ٹولی۔ ملکہ معظمہ آپ ایک گاڑی میں سوار تھیں۔ جس میں بیگم صاحبہ ڈیوق شاہ اور نواب صاحب ڈرنہم بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ لفٹنٹ کرنل واٹسن میجر جنرل سر سٹوارٹ بیڈن۔ ملکہ کی سواری کے دائیں ہاتھ کی طرف شاہی باڈی گارڈ کا کمانیر گھوڑے پر سوار تھا۔ اور بائیں ہاتھ کو دیسی ریاستوں کی فوج کا کمانیر گھوڑے پر سوار۔ ہندوستانی رئیس جو فوج میں اعزازی منصبوں پر مقرر ہیں۔ لیڈی ہارڈنگ اور نواب صاحب شیفٹسبری معہ مصاحبوں کی گاڑی میں۔ بیگم صاحبہ شیفٹسبری اور لارڈ بیرنگ کی صاحبزادی گاڑی میں۔ سر جیمس ڈنلاپ سمتھ اور امیر البحر سر کولن کیمپل گاڑی میں۔ لفٹنٹ کرنل برڈ آنریبل مسٹر فورٹسکیو۔ سر ہیولاک چارلس گاڑی میں۔ ہندوستانی رسالہ اور گارد۔

والیان ریاست کا جلوس

جلوس کے تیسرے حصہ میں والیان ریاست اور پولٹیکل افسر شامل تھے۔ ان کے آگے پنجاب کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس تھے۔ جن کے پیچھے ترتیب وار مندرجہ ذیل والیان ریاست کی سواریاں تھیں۔ نواب صاحب حیدرآباد۔ مہاراجہ صاحب بڑودہ مہاراجہ صاحب میسور۔ مہاراجہ صاحب کشمیر۔ ان چاروں کے ہمراہ ان کے رزیڈنٹ صاحبان اور ہمراہی بھی تھے۔ راجپوتانہ کے والیان ریاست معہ اپنے پولٹیکل افسروں اور ہمراہیوں کے۔ ان کے آگے ان کے پولٹیکل ایجنٹ صاحب کی سواری تھی۔ صوبہ مدراس کے والیان ریاست معہ اپنے پولٹیکل افسروں اور ہمراہیوں کے۔ صوبہ بمبئی کے والیان ریاست معہ اپنے پولٹیکل افسروں اور ہمراہیوں کے۔ صوبہ پنجاب کے والیان ریاست معہ اپنے پولٹیکل افسروں اور ہمراہیوں کے۔ بلوچستان کے والیان ریاست معہ اپنے پولٹیکل افسروں اور ہمراہیوں کے۔ ان کے آگے ان کے پولٹیکل ایجنٹ کی سواری تھی۔ مہاراجہ صاحبان بھوٹان و سکم معہ اپنے پولٹیکل افسروں اور ہمراہیوں کے۔ صوبہ سرحدی کے والیان ریاست اور ان کے پولٹیکل افسر اور ہمراہی۔ ان کے آگے صوبہ سرحدی کے چیف کمشنر صاحب کی پولٹیکل ایجنٹ کی حیثیت سے سواری تھی۔ صوبجات متحدہ کے والیان ریاست اور ان کے پولٹیکل افسر اور ہمراہی۔ صوبہ بنگال کے والیان ریاست اور ان کے پولٹیکل افسر اور ہمراہی۔ صوبہ مشرقی بنگال و آسام کے والیان ریاست معہ پولٹیکل افسروں اور ہمراہیوں کے۔ صوبہ متوسط کے والیان ریاست معہ پولٹیکل افسروں اور ہمراہیوں کے۔ صوبہ برما کے والیان ریاست اور ان کے پولٹیکل افسر اور ہمراہی۔ ایک ہندوستانی رسالہ۔

جلوس کا اول حصہ قلعہ سے اسی وقت روانہ ہو گیا تھا۔ جبکہ والیان ریاست کو بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کیا جا رہا تھا۔ بلند پشتہ پر اس جلوس کے پہنچتے ہی صوبہ کے گورنر اور لفٹنٹ گورنر صاحبان وغیرہ اتر کر شامیانہ میں اپنی مقررہ نشستوں پر بیٹھ گئے۔ جلوس کے باقی دو حصے قلعہ سے بعد میں روانہ ہوئے تھے جن کی روانگی کے وقت بلند پشتہ پر سے توپخانہ نے ۱۰۱ توپوں کی سلامی داغی۔ جب شاہی سواری بلند پشتہ پر پہنچی۔ تو شامیانہ کے اندر ہندوستان کے تمام بڑے آدمیوں نے اٹھ کر تعظیم دی۔ اور اس وقت تک کھڑے رہے جب تک بادشاہ سلامت اپنی نشستگاہوں پر رونق افروز ہوئے۔ اس کے بعد وائسرائے ہند کی کونسل وائس پریزیڈنٹ آنریبل مسٹر جینکنس نے ہندوستان کی طرف سے ایک مختصر ایڈریس مبارکباد کا بادشاہ سلامت کو سنایا اور اسے ایک بیش قیمت اور نفیس صندوقچہ میں رکھکر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد شاہی سواری شاہی کیمپ کو چلی گئی۔

ہندوستان کی طرف سے مبارک باد

حضور والا! ہم گورنر جنرل کی کونسل کے ممبر برٹش انڈیا کی طرف سے نہائت ادب و انکسار کے ساتھ آپ کا اور ملکہ معظمہ کا تہ دل سے اور نہائت تپاک سے خیر مقدم کہتے ہیں۔ ہم آپ کو اور ملکہ کو خاندان برطانیہ سے تمام ہندوستان کے اول فرمانروا کی حیثیت سے سرزمین ہند میں ورود فرمانے پر مبارکباد دیتے ہیں۔

اس قدیم شہر میں جو تاریخی یادگاروں کا مخزن ہے۔ بہت سے فرمانرواؤں نے حکومت کی ہے اور شاہانہ دربار تاجپوشی منعقد کئے ہیں۔ گذشتہ شاہوں کی شاندار یادگاریں جو اس شہر میں اب تک پائی جاتی ہیں۔ وہ ان کی شان و عظمت کی زبان حال سے ابتک شہادت دے رہی ہیں۔ لیکن ان فرمانرواؤں میں جو فرمانروا سب سے بڑا تھا۔ اسے بھی کبھی یہ فخر حاصل نہیں ہوا تھا۔ کہ کل ہندوستان اس کے تابع فرمان تھا۔ جس طرح کہ آج وہ حضور والا کے زیر نگین ہے۔ اس لحاظ سے حضور والا کی یہاں تشریف آوری ہندوستان کی تاریخ میں جو گوناگوں واقعات سے پر ہے۔ اپنی نظیر نہیں رکھتی ہے اس لئے آپ کی تشریف آوری ہند میں ہمیشہ یادگار رہیگی۔

بادشاہ کے ساتھ دلی وفاداری رکھنا ہندوستانیوں کی سب سے بڑی صفت ہے۔ جو ان میں قدیم زمانہ کے رشیوں اور مذہبی پیشواؤں کی تعلیم نے نہائت قدیم زمانہ ہی میں پیدا اور پختہ کر دی تھی۔ حضور والا کی وسیع سلطنت جس میں آفتاب عالمتاب کبھی غروب نہیں ہوتا ہے اس کے کسی حصہ کی رعایا آپ کی اس درجہ مطیع اور فرمانبردار نہیں ہے۔ جس قدر کہ ہندوستان کی رعایا۔

ہندوستان مختلف فرقوں اور مذہبوں کے لوگوں کا مسکن ہے جو بہت سی زبانیں بولتے ہیں۔ لیکن اس میں کلام نہیں ہے۔ کہ کوہ ہمالیہ سے لے کر راس کماری جو جنوب میں ہے۔ اور پشاور سے برما کی آخری سرحد تک تمام رعایا حضور والا کی وفاداری اور اطاعت میں ایک زبان اور ایک دل نظر آتی ہیں۔ وہ آپ کی ذات ستودہ صفات اور تاج و تخت برطانیہ کے ساتھ یکساں عقیدت رکھتی ہیں۔ گو حضور والا اور ملکہ معظمہ کا اس دفعہ ہندوستان میں قیام بہت ہی مختصر ہوگا۔ تاہم آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ آپ کی تشریف آوری سے رعایا میں حد درجہ کی مسرت پائی جاتی ہے۔ جس کا ہر شہر۔ ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں نمایاں طریقہ میں اظہار کیا جائیگا جس سرگرمی اور شان کے ساتھ آپ کی اور ملکہ معظمہ کی ذات کے ساتھ دہلی میں اظہار محبت اور اطاعت ہو رہا ہے۔ دوسرے مقامات میں بھی اسی حیثیت سے اس کا اظہار کیا جائیگا۔

حضور والا کی تشریف آوری سے ہم لوگوں کے دلوں میں جو مسرت موجزن ہو رہی ہے۔ اسے ہماری ملکہ معظمہ کی موجودگی دوبالا کر رہی ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آپ ہماری ملکہ ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ آپ کی ذاتی صفات کی تمام ہندوستانی تہ دل سے قدر و عزت کرتے ہیں۔

ہم سب کی دعا ہے کہ حضور والا اور ملکہ معظمہ ہمیشہ تندرست اور خوش و خرم رہیں۔ اور یہ کہ آپ کی عمر اور اقبال دراز ہوں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ حضور والا کے زیر سایہ ہندوستان ہمیشہ تک اور لگاتار امن و امان خوشحالی اور تسکین خاطر کے کاموں میں ترقی کرتا رہے۔ ہم سب کو یہ یقین اور اطمینان ہے۔ کہ حضور والا اور ملکہ معظمہ کو اس مدعا سے بڑھکر کوئی اور مقصد زیادہ عزیز نہیں ہے کہ آپ کی ہندوستانی رعایا کی خوشحالی میں دن بدن اضافہ ہوتا رہے۔

بادشاہ سلامت کا جواب

مبارکباد کے ایڈریس کے جواب میں ہمارے بادشاہ سلامت نے یوں گوہر فشانی فرمائی:۔ ہم ملکہ معظمہ کی طرف سے اور اپنی طرف سے آپ کے ایڈریس مبارکباد کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ کے ایڈریس میں جن الفاظ میں ہندوستانی رعایا کی وفاداری اور اطاعت کا فرض بیان کیا گیا ہے اس کا ہمارے دلوں پر بیحد اچھا اثر ہوا ہے۔ اس ایڈریس نے ہمیں مبارکباد کے ان بیشمار پیاموں کی یاد دلادی۔ جو اس وقت ہماری اور ملکہ کی خدمت میں ہماری سلطنت کے گوشہ گوشہ سے جس میں ہندوستان نے بڑھکر حصہ لیا تھا۔ ہماری انگلستان میں تاجپوشی کے موقعہ پر روانہ کئے گئے تھے۔ ان مسرت خیز پیاموں کی بہار سے ہر فرقہ اور مذہب کی ہندوستانی رعایا نے اس وقت بھی جبکہ ہم اور ملکہ معظمہ اس ملک میں رسم تاجپوشی ادا کرنے آئے ہیں۔ ہم پر دوبارہ بارش کی ہے۔

ہمیں اپنے گورنر جنرل صاحب سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کو اس ملک کے انتظام و انصرام میں ان کی قانونی کونسل کے ممبروں کی طرف سے جو ہندوستانی رعایا کے قائمقام ہیں۔ نہائت قابل قدر مدد ملی ہے۔ اور یہ کہ ان کی کونسل کے ممبروں نے ہر مفید کام میں ان کی دل سے حمائت کی ہے۔

آپ صاحبان نے ہندوستان کی رعایا کی طرف سے ہمیں جو مبارکباد دی ہے۔ ہم اسے تہ دل سے پسند کرتے ہیں۔ آپ اطمینان رکھیں کہ ہم کو کوئی اور بات اس درجہ عزیز نہیں ہے۔ جس درجہ کہ اپنی ہندوستانی رعایا کی بہبودی۔ جس کا آپ کے ایڈریس میں نہائت موزوں الفاظ میں اظہار کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ "ہندوستان اور اس کی رعایا امن و امان۔ خوشحالی اور تسکین خاطر کے کاموں میں لگاتار اور ہمیشہ تک ترقی کرتی رہے"۔

شاہی جلوس کے متعلق کچھ اور ہندوستانی عملہ کی پیشی

قلعہ میں والیان ریاست کو بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کرنے سے پیشتر وائسرائے ہند نے بادشاہ کی خدمت میں اول آپ کے ہندوستانی عملہ کو پیش کیا۔ اس عملہ میں ذیل کے معزز اصحاب شامل ہیں۔ سر جان ہیوٹ پریزیڈنٹ دربار کمیٹی سر ہنری میکموہن۔ مہاراجہ صاحب گوالیار۔ مہاراجہ سر پرتاب سنگھ سابق فرمانروا ایدر۔ نواب سر محمد اسلم خان۔ نواب صاحب رامپور۔ مہاراجہ صاحب بیکانیر۔

تماشائیوں کا ہجوم

دہلی کی شاہی مسجد کے آگے تماشائیوں کا ہجوم سب سے زیادہ تھا۔ جہاں گوناگوں طرز کی پوشاکوں۔ پگڑیوں اور ٹوپیوں والے ہر فرقہ اور طبقہ کے لوگ کھڑے اور بیٹھے ہوئے تھے۔ دہلی دروازہ کے نزدیک سکولوں کے کئی ہزار ہندوستانی اور یورپین طالب علم ہاتھوں میں جھنڈیاں لئے اور مختلف قسم کی وردیاں پہنے ہوئے بیٹھے تھے۔ تمام طالب علموں نے بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کو بڑے زور سے چیرز دیئے۔ اور شادمانی کے نعرے بلند کئے۔ چاندنی چوک میں تماشائیوں نے اس قدر خوشی کے نعرے بلند کئے کہ قلعہ سے جو سلامی توپوں کی داغی گئی تھی۔ وہاں اس کی آواز بالکل سنائی نہیں دی۔ چاندنی چوک اور ٹاؤن ہال کے تماشائیوں کو بادشاہ اور ملکہ کا دیدار سب سے عمدہ طریقہ میں نصیب ہوا۔ کیونکہ یہاں جگہ بہت فراخ تھی۔ اور سڑک بہت چوڑی۔ ٹاؤن ہال اور کلاک ٹاور کے پاس ایک پلٹن

ملفوظات الامیر

مسلمان مومن

ایک شخص نے عرض کی کہ مسلمان اور مومن میں کیا فرق ہے۔ فرمایا۔ قرآن شریف میں اسلام کو ایمان بھی کہا گیا ہے۔

انشورنس

ایک شخص نے عرض کی کہ کیا یہ جائز ہے کہ میں اپنی زندگی کو انشیور کراؤں تاکہ میرے بال بچے کے واسطے بعد میں روپیہ جمع ہو۔ فرمایا کیا تم رازق ہو خدا کے پاس اُن کے لئے چندہ جمع کراؤ۔

صحت کی قدر کرو

فرمایا۔ انسان تندرستی کی حالت میں بیمار کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اسی طرح حسین جمیل۔ بدشکل کو حقارت سے دیکھتا ہے۔ اسی طرح حسین۔ جمیل۔ بدشکل کو حقارت سے دیکھتا ہے۔ امراء غربا کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ بعض آسودہ حال لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو خشیت اللہ بہت ہوتی ہے اور اسی غرض سے کہ ان کی راحت قائم رہے ضرور تمندوں کی دستگیری کرتے ہیں جس طرح دُنیا کے مفلس ہوتے ہیں اسی طرح دین کے مفلس بھی ہوتے ہیں۔ ان کی بھی دستگیری ضروری ہے۔

فرمایا جب آدمی مصیبت میں پڑتا ہے تو پھر سوچنے لگتا ہے۔ لیکن مبارک ہیں وہ لوگ جو پہلے ہی سوچ سمجھ کر کام کرتے ہیں اور مخلوق کی ہمدردی میں مصروف رہتے ہیں۔ تاریخ پر لوگ غور نہیں کرتے۔ اور صحابہ کرام کے حالات پر تدبر نہیں کرتے ان کے حالات کو دیکھو اور ہندوستان کے بادشاہوں کے حالات کی طرف توجہ کرو۔ انسان جب حد سے بڑھتا ہے اور طغیانی کرنے لگتا ہے تو اُس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔

عمل کرو

فرمایا مرزائی بننے یا احمدی کہلانے سے نجات حاصل نہیں ہوتی۔ کام کرنا چاہیئے۔

تکبر نہ کرو

فرمایا انسان منی سے بنا ہے منی کے بھی ایک کیڑے سے کیڑے کو پھر چوسنے اور حرکت کرنے کی طاقت ہے۔ اور آگے چلو تو انسان صرف مٹی سے بنایا گیا ہے۔ جس میں حرکت بھی نہیں وہ ترابی حالت بھی اس پر آچکی ہے۔ پھر جب یہ جوان ہوتا ہے کیسی کیسی چُستیاں دکھلاتا ہے۔ کبھی قطب جنوبی کو جاتا ہے۔ کبھی قطب شمالی کو پھر جوانی کے دن بھی گذر جاتے ہیں۔ انسان کہتا ہے چٹاپٹ گذر گئے۔ حالانکہ چٹاپٹ کہاں گذری سالہا سال لگتے ہیں تب جوانی کے دن گذرتے ہیں۔ صحت اور طاقت کے دنوں کی قدر نہیں کی جاتی۔ کھیل کے وقت لڑکے خیال کرتے ہیں کہ دین دُنیا کیا چیز ہے۔ وہی کھیل کا میدان اور وہاں جوان کا مقصد ہوتا ہے۔

سلطان محمود کی غلطی

فرمایا سلطان محمود پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اُسنے عربی کی بجائے فارسی دفتر جاری کئے۔ اس لئے مسلمانوں کا عربی کے ساتھ تعلق کم ہو گیا فارسی کے لئے بہت کوششیں کی گئی تھیں اب اُسنے بھی ہندوستان سے ڈیرہ ڈنڈا اُٹھا لیا عرب کی زبان سے تعلق گیا تو اہل عرب اور قرآن سے دلچسپی گئی۔ دین میں ضعف آگیا۔ قرآن شریف کا شغل دن بدن گھٹتا چلا گیا۔

سادگی اختیار کرو

فرمایا آجکل مسلمان سادگی کو نہیں جانتے خواہ مخواہ اپنے اخراجات بڑھا لیتے ہیں۔ جس مسلمان کو دیکھو ہزاروں کا مقروض ہے۔ محنت کے وقت عذر کر دیتے ہیں۔ کہ ہم سے محنت نہیں ہو سکتی اور چاہتے ہیں کہ کھانا پینا اچھا ملجائے۔ دیکھو میں باوجود اس پیرانہ سالی اور ضعف کے اپنی دوکان چلاتا ہوں۔ بہت سے بیماروں کو روز دیکھتا ہوں۔ گو یہ رزق کے لئے ایک پردہ ہی ہے۔

یہ آیت حدیث نہیں ہے

فرمایا بعض فقرات اس طرح مشہور ہو جاتے ہیں کہ ناواقف انھیں قرآن شریف کی آیت یا کوئی حدیث خیال کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ کلمہ نہ قرآن شریف میں ہوتا ہے نہ کسی حدیث میں اسی قسم کے کلمات میں سے ایک ہے لاعفو فی الکبائر۔ اور ایسا ہی ایک اور کلمہ کسی اور کا بنایا ہوا ہے لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔

مذہب محدثین

فرمایا نیل الاوطار محلی ابن حزم فتوحات مکیہ ان کتابوں کے دیکھنے سے محدثین کے مذہب کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ یہی اعلیٰ درجہ کی کتابیں ہیں جو محدثین کے مذہب کو ظاہر کرتی ہیں۔

حادث

فرمایا کل موجودات محسوسات جن کا ہم کو علم ہے وہ تو سب حادث ہیں باقی وہ چیزیں جو ہمارے مشاہدہ سے باہر اُن کی نسبت بحث کرنی کی ہم کو ضرورت نہیں جو اعیان و عوارض ہم نے دیکھے ہیں وہ سب حادث ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ذات غنی ہے

فرمایا مولوی محمد اسمٰعیل شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لکھنؤ میں ایک فلسفی سے مباحثہ

راجپوتوں کی۔ ایک پلٹن سکھوں کی۔ ایک پلٹن انگریزوں کی اور ایک ہندوستانی رسالہ انتظام کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ جو تصویر ملکہ وکٹوریہ سر گباشی کی ٹاؤن ہال کے قریب ہے۔ اُسے خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ اور اس پر زر دوزی کا ایک شامیانہ اور چتر لگایا گیا تھا۔ جن لوگوں کو مختلف صوبوں کی گورنمنٹوں کی طرف سے دربار میں مدعو کیا گیا تھا۔ ان میں سے وہ لوگ جو جلوس میں شریک ہونے کا حق نہیں رکھتے تھے۔ اُن کے لئے ٹاؤن ہال میں جلوس دیکھنے کی نشستیں بنائی گئی تھیں۔ جلوس کی باقی سڑکوں پر بھی تماشائیوں کا اچھا ہجوم تھا۔

والیان ریاست کے جلوس کی دلفریبی

اس جلوس میں والیان ریاست۔ اُن کے مصاحبوں اور اُن کی فوجوں وغیرہ کی پوشاکیں۔ وردیاں۔ ساز و سامان۔ ہتھیار اور وضع قطع گوناگون طرز کی تھی۔ جن کا نقشہ الفاظ میں کھینچنا دشوار ہے تاریخ ہندوستان میں اس سے پیشتر کبھی بھی اس قدر والیان ریاست ایک جگہ جمع نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ انہوں نے اپنی ذاتی خصوصیات اپنے شان و شوکت۔ اپنے جواہرات وغیرہ کا نمایاں طریقہ میں اظہار کیا تھا۔ کل سوا سو سے زیادہ والیان ریاست دہلی میں جمع ہوئے تھے۔ جن کی مقامی لحاظ سے ۱۴ ٹولیاں بنائی گئی تھیں۔ اور ہر ایک ٹولی میں سب سے بڑے والئے ریاست کی سواری باقی والیان ریاست سے آگے تھی۔ اگرچہ اس دربار کے موقع پر جو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم مرحوم کے جشن تخت نشینی کے لئے منعقد ہوا تھا۔ والیان ریاست کو اپنے علم۔ نشان اور جھنڈے اُڑانے اور اپنے قومی باجے بجانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ لیکن اس دفعہ دربار میں ان سب باتوں کے کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اور ہر والئے ریاست کے اس کے ماہی مراتب۔ اس کے جھنڈے۔ اس کے نشانات۔ اس کے علم۔ اس کا عصا۔ اس کا چتر تھا۔ اور اس کا ریاستی باجہ جس میں ڈھول۔ جھانجھ۔ تُرہی اور مختلف قسم کے باجے تھے۔ بجایا جاتا تھا۔ اُن کے سروں پر چنور ہو رہا تھا۔ سونے کی چھڑی چوبداروں کے ہاتھ میں تھی۔

والیان ریاست کے جلوس میں سب سے آگے نواب صاحب حیدرآباد ایک عمدہ چوکڑی گاڑی میں سوار تھے۔ آپ کے باڈی گارڈ کی وردیاں بھی زرد تھیں۔ آپ کے جلو میں حیدرآباد کے لانسرز رسالہ تھا۔ جس کی وردی سبز تھی۔ مگر پٹیاں اور پٹکے زرد تھے۔ پھر مہاراجہ صاحب بڑودہ ایک خوبصورت چوکڑی میں جس میں سیاہ گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ سوار تھے۔ ان گھوڑوں کا ساز بھی سیاہ تھا۔ دور سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ بغیر سانس کے گھوڑے گاڑی میں جُتے ہوئے ہیں۔ آپ کے باڈی گارڈ کی وردی جس میں سونا لگے ہوئے تھے۔ اس انگریزی فوج کی سی تھی جسے ہُسار کہتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب کشمیر کی چوکڑی کا ساز رنگین تھا۔ آپ کے جلو میں ایک لانسرز رسالہ تھا۔ راجپوتانہ کے والیان ریاست کی سواریوں کے آگے مہارانہ صاحب اودے پور کی سواری تھی۔ آپ کا باڈی گارڈ بدن پر آہنی زرہ بکتر اور سروں پر آہنی خود پہنے ہوئے تھا اور ان کے ہاتھوں میں قدیم طرز کی مضبوط ڈھالیں تھیں۔ بیگم صاحبہ بھوپال برقع پہنے ہوئے گاڑی میں سوار تھیں۔ آپ کے سر پر ایک نہایت بیش قیمتی تاج نما ٹوپی تھی۔ جس کے جواہرات جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔ آپ کے جلو میں لانسرز رسالہ تھا۔ مہاراجہ صاحب اندور کی گاڑی میں سونے اور بلور کا کام تھا۔ آپ کے باڈی گارڈ کی وردی زرد تھی شاہزادہ رنجیت سنگھ والئے جام نگر (کاٹھیاواڑ) کی گاڑی بالکل نقرئی تھی۔ آپ کے باڈی گارڈ کی وردیاں تین رنگ کی تھیں یعنی سبز۔ سُرخ اور سُنہری۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا لباس نہایت شاندار تھا۔ جس کا رنگ زرد اور نیلا تھا۔ اور جس کا سامنا بیش قیمت جواہرات سے لسا ہوا تھا۔ ان جواہرات میں ہیرے اور زمرد لگے ہوئے تھے۔ آپ کے جلو میں لانسرز رسالہ تھا۔ جس کی وردی سبز اور سنہری تھی۔ راجہ صاحب کپورتھلہ کی گاڑی نقرئی تھی۔ اور ان کے باڈی گارڈ کی وردی نیلی اور سفید تھی۔ مہاراجہ صاحب بھوٹان اور سکم کے ہمراہیوں کی وردیاں انوکھی تھیں۔ بھوٹانی گارڈ کی ٹوپیاں نیلے اور سبز رنگ کی تھیں۔ جن کی وضع نرالی تھی۔ اور سکمی گارڈ کے سروں پر عورتوں کی سی چوٹیاں تھیں۔ جن پر سوئر کی تھوتھڑی کی سی ٹوپیاں تھیں۔ بلوچستان کے والیان ریاست کا لباس سادہ تھا۔ اور وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔

مختصر یہ کہ شہر دہلی میں بادشاہ اور ملکہ کے داخلہ کا جو عالیشان جلوس نکالا گیا تھا۔ وہ ہر حیثیت سے نرالا اور بے نظیر تھا اس کے اُس حصہ کی جس میں والیان ریاست کا جلوس تھا [illegible] بعض چیزیں [illegible] تھیں جن کو دیکھ کر بے اختیار ہنسی آجاتی تھی۔ اور بعض [illegible] تھیں جن کی تعریف زبان سے خود بخود نکل جاتی تھی۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ جلوس ہمارے شہنشاہ جم جاہ اور شہنشاہ بیگم کی شان کے شایان تھا جو اُن لوگوں کو عمر بھر یاد رہیگا۔ جن کو خوش قسمتی سے اس کے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ (باقی آئندہ)

کچھ اپنی نسبت

الحکم کی بے ترتیب اشاعت نے مخالفین کو خوش ہونیکا موقع دیا ہے اور ان میں سب سے زیادہ بلکہ اکیلا خوشی کرنیوالا امرتسری منکر ہے وہ بغلیں بجاتا ہے کہ اس نے **الحکم پر بجلی گری** والا مضمون جو لکھا تھا وہ پورا ہوا ہے۔ میں سر دست اس پر کچھ نہیں کہتا۔ انشاء اللہ العزیز وقت آتا ہے جو اسے جواب دیگا۔ اگر وہ شرافت اور متانت سے کام لیتا۔ تو ایسی خوشی سے جو اسکی اخلاقی حالت کی پردہ در ہے باز رہتا۔ وہ دیکھتا کہ اخبار الحکم نے احمدی قوم میں خدا کے فضل اور تائید سے وہ روح پیدا کر دی ہے کہ احمدی قوم اپنی ضروریات میں اخبار کو بھی ایک ضرورت سمجھتی ہے اور اسی جوش اور شوق کا نتیجہ ہے کہ الحکم کا کام کرنے والے اس وقت تین اخبار اور چار رسالے موجود ہیں۔ خصوصاً **احمدی** امرتسری منکر کی نخوت اور تعلی کا کیڑا انکا لنے کے لئے **الحکم** سے بھی زیادہ اپنے قلم میں **قوت** رکھتا ہے۔ پھر اس کے لئے کونسا خوشی کا مقام تھا۔ علاوہ بریں **احمدی قوم** (خدا نہ کرے) ایسی بے حمیت اور بے پرواہ نہیں کہ وہ اپنے پیشرو جریدہ کی قدر نہ کرے **بہرحال** امرتسری منکر کی خوشی کو چھوڑ کر جو بیہودگی کی دلیل ہے الحکم کے لئے یہ کم خوشی کا مقام نہیں کہ اس کی ان مشکلات میں جو مشین پریس کے اجرا کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں الحکم کے قدردانوں نے اعانت کے ہاتھ بڑھایا ہے۔ میں نے پہلے بھی ظاہر کیا تھا کہ الحکم کی اعانت کے لئے جو عملی تحریک حضرت **صاحبزادہ** صاحب نے فرمائی ہے کہ احباب **دس دس** روپیہ اس فنڈ میں دیدیں۔ انشاء اللہ بابرکت ہوگی اور اس کے اثر میں میں دیکھتا ہوں کہ لالہ **دینا ناتھ** صاحب ایڈیٹر ہندوستان نے بھی **دس روپیہ** اس فنڈ میں دینے پسند کئے ہیں۔ ان کا روپیہ پہنچ گیا ہے اور میں خصوصیت سے ان کا شکر گزار ہوں۔ کہ انہوں نے باوجود غیر مذہب ہونے کے الحکم کے **احیا و بقا کی ضرورت** سمجھی۔

لالہ دینا ناتھ صاحب نے جس اصول پر الحکم کی اعانت کی ہے۔ وہ میرے لئے ایک قیمتی چیز ہے۔ انہوں نے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے کہ الحکم کی اعانت اس لئے کرتے ہیں۔ **وہ ایک نیک دل اور با اصول اخبار نویس کے ہاتھ میں ہے** گو یہ اُن کا حسن ظن ہے لیکن ایک **کامیاب** اخبار نویس اور ہندو قوم کے ایک مسلمہ لیڈنگ پیپر کے ایک ایڈیٹر کی قلم سے یہ رائے اخبار الحکم کی قدر و قیمت میں بیش قیمت اضافہ ہے اس سے مسلمان اخبار نویسوں کو سبق لینا چاہئے۔ جہاں مسلمان اخباروں میں سے امرتسری منکر کی وہ حرکت ہے کہ **وہ الحکم کی مشکلات مالی** پر خوش ہوتا ہے وہاں ایک ہندو اخبار (جس کو امرتسری **منکر مخالف** قرار دیتا ہے حالانکہ لالہ دینا ناتھ صاحب نے آجتک احمدی سلسلے کے متعلق ایک لفظ بھی خلاف نہیں لکھا) اپنی وسعت حوصلہ کا اس طرح اظہار کرتا ہے۔ جس سے اس کی شرافت عیاں ہے۔

مجھے ایسی مدد کے لینے میں قطعاً انکار نہیں ہو سکتا اور نہیں ہونا چاہئے۔ میں ان **ھذا من عند اللہ** سمجھتا ہوں۔ بہرحال حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس عملی تحریک پر کام شروع ہو گیا ہے۔

میں ان خطوط کو اس وقت درج نہیں کر سکتا۔ آئندہ خدا تعالیٰ نے چاہا تو سلسلہ وار درج کرونگا۔ فی الحال اس مضمون کے آخر میں اُن بزرگوں کے نام درج کر دیتا ہوں۔ جنہوں نے اس وقت تک اس غرض کے لئے روپیہ بھیجا ہے یا وعدہ فرمایا ہے۔ اس فہرست کے دینے سے پہلے میں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ احمدی قوم! فرض شناس قوم کی جیب پر کچھ شک نہیں بہت بڑا بوجھ ہے۔ مگر یہ بھی اُس کی ایسی ہی ضرورت ہے جو دوسری ضرورتوں کی طرح اٹل ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ متوقع ہوں کہ وہ الحکم کی غیبی امداد کرے گا۔ اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے قوم میں وہ روح پیدا کر دیں گے۔ جو اُس کی اعانت کے لئے اُٹھ کھڑی ہوگی میرے خیال میں جو لوگ یک مشت نہ دے سکیں وہ دو یا تین قسطوں میں ادا کر دیں۔ غرض ضرورت ہے کہ الحکم کی اعانت کی جاوے۔

فہرست معاونین

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب	عہ/
(۲) بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر	عہ/
(۳) میاں غلام رسول صاحب تعلیم انسپکٹر	عہ/
(۴) شیخ ہاشم علی صاحب گرداور	عہ/
(۵) منشی برکت علی صاحب شملہ	عہ/
(۶) لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر ہندوستان	عہ/
(۷) مولوی اختر علی صاحب انسپکٹر بھاگلپوری	عہ/ وعدہ

ہوا۔ مولوی صاحب نے اُسے کہا کہ ہم تمہارے فلسفہ کے اصول کے مطابق بحث نہیں کرتے۔ ہم تو اس طرح سے فیصلہ کرنے کو تیار ہیں کہ تو اور ہم ایک کوٹھری میں بند ہو کر بیٹھ جائیں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ خود ہی اصل بات کو کس طرح ظاہر کر دیتا ہے اس بات کو سنکر حضرت (مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ اگرچہ اس طریق سے فیصلہ کرنے کے لئے کوئی شخص مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے مقابلہ پر نہیں آیا۔ تاہم یہ ایک خطرناک بات ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات تو غنی ہے۔

کربلا کیوں متبرک

فرمایا تعجب ہے اہل شیعہ کربلا کو متبرک سمجھتے ہیں اور وہاں اپنے مُردوں کی لاشیں لے جاتے ہیں اور اُسی جگہ دفن کرتے ہیں حالانکہ کربلا تو وہ مقام ہے کہ جہاں حضرت امام حسینؓ پر ایسی سخت مصیبت اور تکلیف وارد ہوئی تھی۔

عناصر میں تمیز

فرمایا کہ مثنوی میں لکھا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ عناصر میں تمیز اور ادراک نہیں ہوتا۔ مگر دیکھو پانی نے نوح کو اور اُن کے دشمنوں کو پہچان لیا اور اسی طرح پانی نے موسیٰ اور فرعون کو پہچان لیا اور ہر ایک کے ساتھ اس کے مناسب حال سلوک کیا۔ اور آگ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو پہچان لیا۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ کلر زمین میں گناہ بہت ہوتے ہیں اور باغ والی زمین میں نیکیاں بہت ہوتی ہیں۔ کیونکہ سبزہ زار کے درخت بھی تسبیح کرتے ہیں۔

بیڑا غرق کرنیوالے وظیفے

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے ایک صاحب نے یہ وظیفہ بتایا ہے کہ تم ہر روز یا خضر پڑھتے رہا کرو۔ روزانہ تین روپے تم کو ملجایا کرینگے۔ فرمایا جب سے کہ مسلمانوں نے یہ وظیفے شروع کئے ہیں تب ہی سے ان کا بیڑا غرق ہونے لگا ہے۔

اذان پر کیوں ناراض ہوتے ہیں

فرمایا تعجب ہے کہ ہندو اور سکھ آپس میں ایک دوسرے کو گانا بلند آواز سے دیتے سُنتے ہیں اور بُرا نہیں مناتے۔ لیکن جب اذان سنتے ہیں تو سخت ناراض ہوتے ہیں۔ حالانکہ اذان میں خدا تعالیٰ کی تعریف اور اچھی باتیں ہیں۔ اور کیا ہی پیارے کلمات ہیں۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ

شہید

فرمایا شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ مطعون جو طاعون سے مر جاوے۔ جو دستوں کی بیماری سے مرے۔ جس پر دیوار گرے اور وہ مر جاوے۔ جو پانی میں ڈوبکر مر جاوے۔ شہید فی سبیل اللہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ کر مر جاوے۔ شہادت کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایمان بھی ہو ورنہ ابوجہل بھی تلوار سے مارا گیا تھا۔

قیامت میں سایہ کس کو ملیگا

فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سوائے کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ اور وہ سایہ سات شخصوں کو ملیگا (۱) امام عادل۔ منصف بادشاہ۔ (۲) جوان جو اپنی جوانی میں خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہا ہو (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد ہی میں لگا رہتا ہے ہر وقت اس خیال اور انتظار میں ہے کہ کب نماز کا وقت ہوتا ہے کہ مسجد کو جائے۔ (۴) وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں۔ (۵) وہ شخص جسکو کوئی بڑے مرتبہ والی خوبصورت عورت بلائے۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کے سبب نہ جائے (۶) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی شاہنشاہی کے خوف سے ڈر کر علیحدگی میں بیٹھ کر رو دے۔

بدعت

فرمایا باوجود حاجت کے جو کام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوا ہو اُس کو بدعت کہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک علامت

فرمایا جب خدا تعالیٰ کسی پر ناراض ہوتا ہے تو اُسے جھوٹ بولنے کی عادت بہت ہو جاتی ہے۔

یہ تفریق کیوں

فرمایا اس ملک میں عورتیں نماز کے وقت سینے پر ہاتھ باندھتی ہیں۔ اور مرد نیچے۔ معلوم نہیں یہ فرق کس طرح پیدا ہوا قرآن شریف اور حدیث میں اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا۔

قرض سے بچو

فرمایا قرضدار آدمی جھوٹا ہو جاتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا۔ اور بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

عبودیت

فرمایا ہر حال میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عبودیت سکھاتا ہے مثلاً زبان کو حکم ہے کہ جھوٹ نہ بولے یہ بھی عبودیت ہے۔ پھر سچ بولنے کے متعلق فرمایا کہ غیبت نہ کرو۔ گو بات سچی ہی ہو۔ پھر فرمایا کہ لنگڑے کو لنگڑا نہ کہو گو وہ ہے اور سچ ہے مگر ایسا کہنے سے بھی منع فرمایا۔ ایسا ہی بعض مجاز کے بولنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

تراویح

فرمایا میں نے ایک دفعہ سورۃ جمعہ پر تفسیر پڑھا۔ اور ارادہ کیا کہ اسکو (سورۃ جمعہ کی تفسیر کو) طبع کرا کر ایک آنہ فی کاپی کے حساب سے فروخت کرینگے اس زمانہ میں کالج بنانے کا خیال تھا اور چندہ کی ضرورت تھی۔ خیال ہوا کہ اس کا روپیہ اس چندہ میں لگا دینگے جسوقت نماز میں سجدہ میں گیا تو الہام ہوا کہ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ

اعلان متعلق جلسہ

چونکہ سال ہائے گذشتہ میں مہمانوں کے کھانا کھلانے کے متعلق بہت سی دقت پیش آتی رہی ہے اور اس وجہ سے بعض اوقات مہمانوں کو تکلیف پہنچتی رہی ہے۔ اور چونکہ بوجہ قلت جگہ و بوجہ قلت کارکنان اس جگہ کھانا کھلانے کا انتظام خود اسی جماعت کے ممبر کریں گے۔ امید ہے کہ سب جماعتیں اور احباب اس انتظام میں شرح صدر سے حصہ لیں گے۔

(۱) سہولت کے لئے مہمانوں کو بیس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک حصہ میں ایک آدمی منتظم اس حصّہ جماعت کی طرف سے ہوگا جو اس حصّہ جماعت کا امیر کہلائیگا اور اس کی مدد کے لئے ایک آدمی منتظم جماعت قادیان کا ہوگا۔ جو معاون کہلائیگا۔ امیر اور معین اس حصّہ جماعت کی آسائش کے ہر طرح سے ذمہ وار ہوں گے اور ان سب کاموں کو سرانجام دیں گے۔ جو اُن کے متعلق دکھائے گئے ہیں۔ یہ فہرست بذریعہ سرکلر لیٹر کے تمام انجمنوں میں پہنچائی گئی ہے۔

(۲) اب اور نیز ایام جلسہ میں ہر ایک امر دریافت طلب دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان سے دریافت کیا جاوے۔ ایّام جلسہ میں اس دفتر کے ہیڈ بوجہ مصروفیت سکرٹری جناب مولوی شیر علی صاحب ہوں گے اور ان کے نیچے منشی محمد نصیب و بنظیر قوم کام کریں گے۔

(۳) جو مہمان **خاص انتظام** چاہتے ہوں۔ وہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ سے خط و کتابت کریں۔

(۴) تقسیم مکان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر جگہ سے انجمن آنے والے احباب کی تعداد کا اندازہ کر کے پہلے سے اطلاع دیں جیسا کہ اس بارہ میں پہلے بھی تاکیدی کارڈ بھیجے جا چکے ہیں۔

(۵) مہمانوں کو مناسب ہوگا کہ تقسیم مکان میں دخل نہ دیں۔ بلکہ اگر کوئی تکلیف ہو۔ تو پہلے منتظم مکان سے (جن کا نام ماسٹر عبد العزیز ہے) بیان کریں اور اگر پھر بھی کوئی انتظام نہ ہو تو دفتر سکرٹری صدر احمدیہ میں اس کی اطلاع دیں۔ حتی الوسع آرام پہنچانے کی کوشش کی جاویگی۔ مگر جو مشکلات تنگئی جگہ کی وجہ سے ہوتی ہیں ان کا دور کرنا مشکل کام ہے۔

(۶) چونکہ کھانا کھلانے کا انتظام ایسی صورت میں کیا گیا ہے۔ کہ مہمانوں کو خود براہ راست لنگرخانہ میں جانے کی تکلیف نہ ہو۔ اس لئے یہ ضروری ہوگا۔ کہ ہر ایک جماعت یا ہر ایک صاحب جو کہ تشریف لاویں۔ وہ اپنے حصّہ جماعت کے امیر کی وساطت سے یا اس کی عدم موجودگی میں بلا وساطت اس کے معاون کو اپنے آنے کی اطلاع دیں۔ اور اسی کے ذریعہ سے کھانا منگوانے کا انتظام کریں۔ چونکہ بدوں ایسی اطلاع کے تکلیف پیش آوے گی لہذا اس کے متعلق ہر ایک جماعت اپنے سب ممبروں کو اچھی طرح سے آگاہ کر دے تا کہ یہاں آ کر تکلیف کا سامنا نہ ہو۔

(۷) اُن مہمانوں کے بستروں کے لئے جو پیدل آنا پسند کریں بٹالہ میں حسب معمول گڈے کا انتظام ہوگا۔ جو ۲۵ دسمبر کو دس بجے کی گاڑی سے لیکر ۲۷ دسمبر دس بجے کی گاڑی تک رہیگا۔

(۸) بٹالہ میں انتظام استقبال مہمانان منشی عبد السمیع صاحب کے سپرد ہوگا۔

(۹) آنیوالے احباب اس بات کا خیال رکھیں کہ بٹالہ میں جو گاڑی دس بجے صبح کے پہنچتی ہے اُس میں آنے سے ان کو سہولت رہے گی۔

اس کے علاوہ دو اور گاڑیاں بٹالہ میں پہنچتی ہیں۔ ایک شام کے تین بجے اس میں جو صاحب آویں گے یا تو انہیں یکوں پر قادیان آنا ہوگا۔ ورنہ رات بٹالہ میں ٹھہرنا ہوگا۔ جہاں سرائے میں ان کے ٹھہرنے کا انتظام ہوگا۔ کیونکہ اس وقت گڈہ چل کر بستر رات کو سونے کے وقت تک نہیں پہنچا سکتا۔

دوسری گاڑی رات کے دس بجے کے قریب بٹالہ پہنچتی ہے جو احباب اس گاڑی میں آویں۔ ان کے رات ٹھہرنے کا انتظام بھی بٹالہ میں ہوگا۔ مگر کھانے کا انتظام اس وقت کوئی نہیں ہو سکے گا۔ ایسے احباب امرتسر کے سٹیشن سے کھانا کھا کر آویں۔

(۱۰) اس بات کو ضروری طور پر نوٹ کیا جاوے اور ہر ایک آنے والے دوست تک کا نوں تک پہنچایا جاوے کہ یہاں کوئی انتظام بستر کا ان ایام میں ہونا مشکل ہے۔ چونکہ سردی سخت ہے۔ سب احباب کافی انتظام اوپر اور نیچے کیلئے بستر کا ساتھ کر کے آویں۔

(۱۱) وہ مہمان جو اپنے بستر گڈوں پر دینا چاہیں۔ ان بستروں کو منشی عبد السمیع اور اس کے مددگاروں کے سپرد بمقام بٹالہ کر دیں۔ مگر یہ یاد رہے کہ ہر ایک صاحب اپنے سامنے اپنے بستر پر اپنے نام کی چٹ اور سُرخ یا سبز پنسل سے کپڑے پر نمبر لکھوا لیں اور اس نمبر کو خود بھی یاد رکھیں۔ یہ بستر بمقام قادیان کل کے کل منتظم مکان کے سپرد ہوں گے اور صرف اسی کی وساطت سے مہمانوں کو ملیں گے۔ خود گڈے پر کوئی بستر واپس نہ لیں۔

(۱۲) کھانا کھلانے کا انتظام ہر حصّہ جماعت کا خود اس حصہ جماعت کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس لئے سب جماعتوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ایسے آدمی منتخب کر کے ساتھ لاویں۔ جو جماعت کو کھانا کھلانے کا انتظام کریں۔

(۱۳) جلسہ کی تاریخیں ۲۷-۲۸-۲۹ رکھی گئی ہیں۔ مگر یہ ضروری معلوم ہوا ہے۔ کہ لیکچروں کا سلسلہ ۲۶ دسمبر بعد از دوپہر شروع ہو جاوے اور ۲۹ دسمبر کو نماز جمعہ سے پہلے ختم ہو جاوے اس طرح پر پورے تین یوم جلسے کے لئے مل سکیں گے اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد جو مہمان جانا چاہیں جا سکیں گے۔

(۱۴) پروگرام سر دست حسب ذیل تجویز کیا گیا ہے اس میں جو تغیر ہوگا اس کی اطلاع ایّام جلسہ میں دفتر سکرٹری سے ملتی رہے گی اور اسی وقت وقت کی تعیین بھی ہو سکیگی۔

پروگرام جلسہ (علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریروں کے جن کے لئے کوئی تعیین نہیں کی جا سکتی) ۲۶- دسمبر بعد از دوپہر۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور چودھری فتح محمد صاحب

۲۷- دسمبر۔ مولوی سید محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ شیخ تیمور صاحب۔

۲۸- رپورٹ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ نظم میر حامد شاہ صاحب اپیل خواجہ کمال الدین صاحب۔

۲۹- دسمبر ۱۹۱۱ء۔ مولوی صدر الدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ۔ قادیان دار الامان۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء

احمدی قوم کی طرف سے لاہور میں جلسہ تاجپوشی

احمدی قوم نے مختلف مقامات پر تاجپوشی کی خوشی میں جلسے کئے ہیں۔ انجمن احمدیہ لاہور نے مندرجہ ذیل روئیداد بغرض اندراج بھیجی ہے۔ ایڈیٹر

ایک عام جلسہ انجمن احمدیہ لاہور آج ۱۲- دسمبر ۱۹۱۱ء کو بوقت ۸ بجے صبح مسجد احمدیہ واقع لاہور میں منعقد ہوا۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب صدر جلسہ تجویز ہوئے اور مفصلہ ذیل رزولیوشن پاس ہوئے۔

رزولیوشن جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویر ہوئس نے تجویز کیا۔ جس کی تائید شیخ نور احمد صاحب و میاں چراغ الدین صاحب نے کی۔

(۱) ہم جماعت احمدیہ لاہور بڑے ادب اور عقیدت کے ساتھ حضور شہنشاہ معظم قیصر ہند اور حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بالقابہم کے حضور میں اس مبارک موقعہ تاجپوشی پر مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ اور درازی عمر و ترقی جاہات کے لئے بصدق دل دُعا کرتے ہیں۔

دوسرا رزولیوشن ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس پروفیسر میڈیکل کالج لاہور نے پیش کیا۔ اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کیمیکل اگزیمنر پنجاب نے تائید کی پاس ہوا۔

تیسرا رزولیوشن کل ممبران جماعت احمدیہ لاہور اس مبارک موقعہ کی یادگار میں اپنے اپنے مکانات پر روشنی چراغان کریں۔ اور حسب توفیق مساکین وغیرہ کو کھانا کھلاویں۔

تیسرا رزولیوشن میاں چراغ الدین صاحب نے تجویز کیا۔ اور جس کی تائید محمد موسیٰ صاحب سوداگر و منشی محبوب عالم صاحب نے کی اور پاس ہوا۔

(۴) رزولیوشن ۱ کے متعلق اطلاع بذریعہ تار بخدمت جناب پرائیویٹ سکرٹری جناب ملک معظم دیجاوے اور اس کی ایک ایک کاپی بخدمت جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب حضور وائسرائے کشور ہند سکرٹری صاحب جناب نفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب ارسال کی جاوے۔ اور نقل روئیداد جلسہ بخدمت جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بغرض اطلاع بھیجی جاوے۔ رزولیوشن ۴ مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے تجویز کیا اور جس کی تائید حکیم محمد حسین مالک کارخانہ مرہم عیسیٰ نے کی اور پاس ہوا۔

(۴) اس کارروائی کی نقل اخبارات انگریزی و اردو میں بھیجے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول منگواؤ پھر آزماؤ۔

بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے تو اسے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں،

جو امراض اس سے پیدا ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگا کر پھر اگر شفا ہو تو طلب کیجئے قیمت فی [illegible]

طلاء طلسمی پرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلطی کا ریوبسٹ یہ مرض لاحق ہو کر [illegible] خود کشی تک نوبت پہنچی ہے [illegible] طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھلائیں انشاء اللہ اسکو مفید پائینگے قیمت [illegible] سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو [illegible]

[illegible] سلونی دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرتا ہے

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوبنس ڈنر پلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ

مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس کو	بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے
یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی	شکایت ہیجان صفرا صفراوی بخار
بائے بد ہضمی پٹھوں کی کمزوری	جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل
دھڑکنا یعنی دھڑکنا درد سر نفخ کھٹی	ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں

اگر بہت عرصہ یوں حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈسن ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے مادے کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔

قیمت [illegible] والی شیشی میں ۱۲۰ گولیاں ہیں جو ہر دوا والی شیشی سے [illegible]

ڈاک خانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

پانچ روپے سے دو لاکھ روپیہ کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے قدرت ایک مشہور ایجاد سے وہ ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپیہ کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے میں نے پانچ روپیہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دو لاکھ روپیہ کا فروخت ہوچکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایکدفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے مجسم اشتہار بنگیا ہے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۴ روپیہ تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی نظیر مفید نہ ہو اس کی اس قدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو اب تک روح حیات کے بے نظیر فوائد سے اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے اب روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت [illegible] مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر [illegible] صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں [illegible] روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون [illegible] پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کرکے مردانہ کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے اگر حرارت [illegible] ماریں تو بھی بٹ ہوکر بے آب ہوجاویں۔ ہندوستان و انگلستان و ممالک غیر کے بہترین [illegible] ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچرار و معزز عہدہ داروں کے سارٹیفکیٹوں کے باوجود اور امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بعد بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۴ روپیہ کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ اسوقت روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے کہ بچپن زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عمل ہونے سے جو لوگ امراض اعصابی پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہوبیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے [illegible] روح ہی جو دیوم میں اپنی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کردیتا ہے چہرہ پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے [illegible] روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت منی ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات [illegible] جسمانی کمزوری، لاغری، بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے [illegible] اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا [illegible] روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات [illegible] شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ بھی کیمیا گر کے نام [illegible] قیمت [illegible] روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو سرد ہی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری [illegible] بحال ہوجاتی ہے [illegible] کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں [illegible] شیشی خورد [illegible]

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو

اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم جارج پنجم و علیا حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہما کی تشریف آوری و تاجپوشی کی

خوشی میں

دیش اپکارک و شدھالیہ کی تمام ادویات و کتب

معہ مشہور دوائی

”امرت دھارا“ (رجسٹری شدہ) (رجسٹرڈ)

۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک ۱/۴ قیمت پر ملینگی گویا روپیہ میں ۴ر کی رعایت ہوگی

اس حساب سے امرت دھارا کی بڑی شیشی کا ۱۲ اور نمونہ کا ۶ ہوگا

ایک پیسہ کا کارڈ بھیجکر مکمل فہرست ادویات جلد طلب فرماویں

یاد رہے کہ رسالہ کام ورتی شاستر جس کے اندر ۲۴۵ دستی اور ۵۰ فوٹو بلاک کی تصاویر ہیں بجائے پانچ روپیہ کے چار روپیہ میں ملیگا اور اخبار دیش اپکارک ہندی و اردو کی قیمتوں میں کوئی رعایت نہوگی

خط و کتابت ذیل کے پتہ پر اتنا کافی ہے ”امرت دھارا“ ۸۵ برانچ لاہور

المشتہر

ٹھاکر دت شرما وید ایڈیٹر اردو و ہندی دیش اپکارک و مصنف متعدد رسالہ جات طبی و موجد امرت دھارا لاہور

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ بچوں کی صحت سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر بچہ سست یا پژمردہ اور کمزور تھکا تھکا سا ہو تو اس کو فوراً
اسکاٹس ایملشن
دینا چاہئے
اس کے روزانہ
میں چند قطرے ملا کر دینے
سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا
جو تندرستی کی یقینی علامت
ہے۔
ہا تھ سے
چھپا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ باؤن مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کہانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل مشین سے بنی ہوئی ہیں مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے قیمت ۲۰ گولیوں کی ڈبیہ ۵ر ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵ر

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لگنا میں دور ہوجاتا ہے یہ دوا لخط میں آنکھوں کو صاف کر دیتا ہے اور بلکہ ٹیس چمک رگوں میں لہر ٹیس کنکنی جو کہیں چھونے سے ہو تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے درد سر نصف ہو یا تمام سر کسی وجہ سے درد ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۳۰ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۸ر محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۴ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

جلد ۱۶ نمبر اول

الحکم

قادیان دارالامان

مورخہ ۷۔ جنوری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

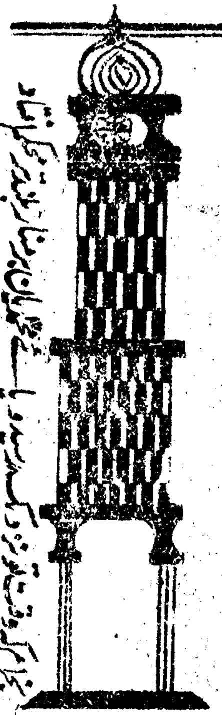

گویم باتو گر آئی جہاد رقادیان بینی
اینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

[قا]دیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

[ہند]وستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں بعد بااعتبار اور وقار حاصل کیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ازمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہے

اصلی اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس دواخانہ ... چکی ہے۔
اس دواخا...
اور ...
... جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب اس ... کوئی شائع نہیں ہے۔

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھیئے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی"۔ تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر رجسٹرڈ چھپکر شائع ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے۔کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے۔کہ **قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے**

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ملفوظات اور دیگر بزرگانِ ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔اگر کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔کہ اس میں نور۔ ھدایت اور شفا ہے۔

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے (ھدیہ فی پارہ اکروپیہ (عسم)) آٹھ روپیہ (ٹے) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعایتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔اور جملہ کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں۔اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔اعلان کیا جاتا ہے۔کہ ۳۱۔جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملیں گی سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵ اور مجربات نورالدین جلد سوم کے۔

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۳ تا ۲۶ فی پارہ ایک روپیہ۔ رعائتی قیمت ۸؎
حقیقت نماز۔ مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عسم رعائتی قیمت ۸؎
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء کی حضرت اقدسؑ اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ۔ رعائتی قیمت ۸؎
تفسیر سورہ بقرہ۔ رعائتی قیمت عسم ۱؎
مجربات نورالدین جلد سوم۔ قیمت ۱۰؎
ردچکڑالوی۔ قیمت ۵؎ رعائتی قیمت ۱؎
اصلاح النظر (آریوں کے رد میں)۔ رعائتی قیمت ۱؎
ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲۔ پارہ نمبر ۱۲۔ (سورہ بنی اسرائیل اور کہف)۔ قیمت عسم
الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء۔ قیمت ۱؎
حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط۔ قیمت ۱؎
محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچے میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹر لنڈن

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

امر ہے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ اور یہ امتیاز قادیان کو حضرت مسیح موعود کی بعثت کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ ایک وقت قادیان پر ایسا گذرا ہے کہ وہ ایک گمنام گاؤں تھا اور دنیا میں کوئی اس سے واقف نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب اپنے ایک بندہ کو اس بستی میں برگزیدہ کیا تو اسے مخاطب کر کے فرمایا انت ان تعان و تعرف بین الناس۔ وقت آ گیا ہے کہ تو دنیا میں شناخت کیا جاوے۔ اور تیری مدد کیجاوے۔ ایسا ہی اس گمنامی اور گوشہ گزینی کی حالت میں اسے خطاب کر کے فرمایا یاتون من کل فج عمیق۔ لوگ دور دراز راستوں سے تیرے پاس آئینگے۔ اور اس قسم کے تمام مکالمات اس مرد خدا نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع کر دیئے۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ قادیان اور اس کا برگزیدہ سردار دنیا میں شہرت پا گیا۔ اور دنیا کے تمام حصوں سے لوگ نیازمندی اور ارادت کے ساتھ اس کے حضور آنے لگے۔ اور قادیان کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑھنے لگیں۔ ہمارے مقامی حکام اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ قادیان ان کے علاقہ میں اکیلا قصبہ ہے جو تعلیمی اور رفاہ عام کاموں کی وجہ سے ضلع گورداسپور میں ممتاز ہے۔ کل ضلع بھر میں قادیان ہی سے تین اخبار اور تین رسالے شائع ہوتے ہیں۔ اور تین پریس جاری ہیں۔ قادیان میں جو تعلیمی کوششیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے بارور ہوئیں وہ بھی ضلع بھر میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ قادیان کا تعلیم الاسلام ہائی سکول اپنی تعلیم اور تربیت اور اخلاقی نگہداشت کے لحاظ سے ضلع ہی نہیں بلکہ صوبہ بھر میں ممتاز ہے۔ اور اس کا پتہ اس ایک امر سے لگ سکتا ہے کہ جس قدر بورڈر قادیان کے سکول میں ہیں وہ ضلع کے کسی سکول میں نہیں۔ اور صوبہ کے بہت کم ہی سکول میں ہونگے۔ اور آنے والے طالبعلم پنجاب اور ہند کے مختلف علاقوں سے آئے ہیں۔ اور یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں کہ اس وقت کشمیر سے لیکر راس کماری تک کے اور بنگال اور بہار سے لیکر پشاور تک کے طالبعلم موجود ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے علاوہ ایک بڑے پیمانہ پر دینیات کا کالج جاری ہے۔ جس کا نام مدرسہ احمدیہ ہے۔ اور لڑکوں کی تعلیم ہی پر اکتفا نہ کر کے ایک لڑکیوں کا مدرسہ بھی کھولا گیا ہے۔ غرض تعلیمی کوششوں کو ہر طرح مفید بنانے کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے وسیع کیا گیا ہے۔ ان تعلیمی انسٹیٹیوشنز کے علاوہ مذہبی رنگ میں قادیان کو جو اہمیت اور عزت حاصل ہے وہ ایک ایسا امر ہے کہ سب جانتے ہیں نہ صرف پنجاب و ہندوستان سے بلکہ افغانستان اور عرب سے بھی اکثر لوگ ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور ان آنیوالوں کی تعداد سال بھر میں کسی صورت سے چالیس پچاس ہزار سے کم نہیں ہوتی۔ پھر اسوقت سلسلہ کا جو امام اور پیشوا ہے یعنی حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب قبلہ وہ ایک شاہی طبیب ہونے کی وجہ سے اور اپنے ذاتی تجربہ اور اعلیٰ تحقیق اور ذو تعلیم بزرگ ہونے کے ہندوستان بھر میں شہرت یافتہ ہیں ان کے پاس طبی استفادہ کیلئے دور دراز سے لوگ کثرت سے آتے ہیں اور یہ سلسلہ آج جاری نہیں ہوا بلکہ جب سے وہ قادیان آئے ہیں اسوقت سے جاری ہے۔ ان مریضوں کی تعداد بھی سال میں سینکڑوں نہیں ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

ان آنیوالے لوگوں اور ان تعلیمی انسٹیٹیوشنز و پریس و اخبارات کی ضروریات کیلئے تجارتی سامانوں کی آمدورفت میں جو ترقی ہو سکتی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ قادیان میں پہلے ایک معمولی برانچ آفس ڈاکخانہ کا تھا جو مدرسہ کے ایک مدرس کو کچھ الاونس دیکر چلایا جاتا تھا پھر اسکو مدرسہ سے الگ کیا گیا اور بالآخر محکمہ ڈاکخانہ نے بیس روپیہ ماہوار کا ایک سب آفس جاری کیا۔ اب اس وقت پچاس روپیہ کا ایک سب پوسٹ ماسٹر اور اس کے ساتھ ایک کلرک اور دو چٹھی رسان کام کرتے ہیں اور ایک پیکر صرف چٹھیاں چھاپنے کا کام کرتا ہے۔ یہ جتنے اس عملہ کا ذکر کیا ہے جو صرف قادیان کی لوکل ڈاک سے متعلق ہے اور قادیان کی ڈاک کی کثرت کی وجہ سے محکمہ ڈاکخانہ نے پبلک کی آسائش و آرام کیلئے ڈاک کی روانگی اور رسیدگی کو ڈبل کر دیا۔ اب دو مرتبہ ڈاک آتی اور دو ہی مرتبہ قادیان سے جاتی ہے۔ اور قادیان کی ڈاک کی آمدورفت ہرکاروں کے ذریعہ ناقابل برداشت عمل سمجھ کر ڈاک کے لانے اور لیجانے کا کام بذریعہ یکہ کے کیا گیا۔ جسکے لئے ۵۰ روپیہ ماہوار محکمہ ڈاکخانہ کو دینے پڑتے ہیں۔ کل ضلع گورداسپور میں ریلوے اور شکرگڈھ لائن کے سوا قادیان ہی ایسی جگہ ہے جہاں ڈاک بذریعہ یکہ کے پہنچائی جاتی ہے۔ ان تمام امور کے بیان کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ میں قادیان کی اہمیت کو پیش کر کے اپنے ضلع کے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ایک امر خاص پر توجہ دلاؤں ٭ اور وہ

بٹالہ سے قادیان تک کی سڑک ہے

جس حال میں کہ قادیان میں اس قدر آمدورفت ہوتی ہے اور تجارتی سامان بھی کثرت سے آتا اور جاتا ہے کیونکہ بٹالہ بوجہ اناج کی منڈی ہونے کے زیادہ تر سے تمام سامان وہاں جاتا ہے پھر اس سڑک کا نہایت ردی حالت میں ہونا ضلع گورداسپور کیلئے نہایت قابل افسوس امر ہے ٭

اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ اس سڑک کے متعلق مجھے اپنے ضلع کے افسروں کو توجہ دلانے کا موقعہ بذریعہ اخبار اور زبانی بھی ہوا ہے۔ اور اس سڑک کے پختہ کئے جانے کے متعلق بعض تجاویز بھی زیر غور رہیں جن کا خاتمہ ایک ریلوے لائن کی تجویز کے ساتھ ہو گیا تجویز کی گئی تھی کہ بٹالہ سے ایک ریلوے لائن ہوشیارپور کیطرف نکالی جاوے کر محکمہ ریلوے کے ایک افسر نے آکر ٹریفک کا اندازہ بھی کچھ حصص بھی فروخت ہوئے۔ مگر یہ تجویز عملی رنگ میں نہ آئی اس لئے اب میں پھر اس تجویز کو اپنے ضلع کے نیکدل اور رعایا کے سچے ہمدرد اور بہی خواہ ڈپٹی کمشنر میجر ایلیٹ صاحب بہادر کے حضور کرتا ہوں صاحب موصوف کو رفاہ عام کاموں کے ساتھ بڑی دلچسپی اور رعایا کو آرام پہنچانیکا خاص خیال رہتا ہے۔ اور ایسے نیکدل آفیسر کی موجودگی میں اگر قادیان اور بٹالہ کی سڑک کا انتظام ہوا تو یہ افسوسناک امر ہو گا۔ میں جانتا ہوں کہ اس سے پہلے یہ معاملہ صاحب موصوف کے نوٹس میں نہیں آیا۔ اور نہ اس کے پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس لئے کہ خیال تھا کہ ریلوے لائن ان تمام تکلیفوں کا خاتمہ کریگی مگر ریلوے لائن کی تجویز نہیں معلوم کہاں چلی گئی۔ اس لئے یہ غلطی ہو گی اگر ہم ریلوے لائن کی خیالی امید پر سڑک کے پختہ کئے جانے کی تجویز کو بھی چھوڑ بیٹھیں۔

پس نہایت ادب سے صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کیجاتی ہے کہ وہ سڑک کے پختہ کئے جانے کے احکام ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعہ صادر فرما کر اپنی کثیر التعداد رعایا کی دعائیں لیں تعجب تو اس امر کا ہے کہ ہمارے مجسٹریٹ علاقہ جناب خانصاحب محمد ظفر خانصاحب بہادر باوجودیکہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ارشاد اور حکم کے ماتحت ضلع کے بدمعاشوں کا خاص انتظام کیا اور مقدمات زیر دفعہ ۱۰۹ میں ایسا انصاف کیا کہ اب تو ضلع گورداسپور میں ان کی کچہری ضرب المثل ہو گئی ہے۔ باوجودیکہ بٹالہ میں رہتے ہیں اور انہیں متعدد مرتبہ بتقریب دورہ یا ملاحظہ موقعہ قادیان کی طرف آنیکا اتفاق بھی ہوا ہے اور بٹالہ اور قادیان کی سڑک کی حالت زار بھی آنکھوں نے ملاحظہ فرمائی مگر اب تک انھیں توجہ نہیں ہوئی ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ اس معاملہ کو خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور تک نہ پہنچائیں اس لئے آخر میں اپنے علاقہ کے مجسٹریٹ کو جو اپنی بیدار مغزی کیلئے مشہور ہو رہا ہے اور جس کے انصاف اور توجہ فرمائی کا شہرہ ہو رہا ہے) اس سڑک کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ کثرت آمدورفت کی وجہ سے اس کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے ایسا نہ ہو کہ کسی جان کا نقصان ہو بچوں اور علیل اور عام مسافروں کی جو کثرت ہے۔ وہ ظاہر امر ہے اس سڑک کو جب تک پختہ نہ کیا جاوے آمدورفت میں سہولت نہیں ہو سکتی۔ کیا ہم امید کریں کہ جناب میجر ایلیٹ صاحب بہادر کے عہد کی یہ عمدہ یادگار ہو کہ قادیان اور بٹالہ کی درمیانی سڑک پختہ کیجاوے۔ اگر ہمارے مجسٹریٹ صاحب علاقہ نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا تو کچھ شک نہیں کہ وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور ہماری اس جائز درخواست کو عمدگی سے پیش کر سکینگے ٭

نیا سال

ناظرین و سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو

اس نمبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے الحکم کی سولھویں جلد (۱۶) کا آغاز ہوتا ہے یہ محض اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اس نے ایک سال اور مجھ جیسے کمزور اور کس مپرس انسان کو موقعہ دیا کہ میں اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق پیارے سلسلہ کی کچھ خدمت کرسکوں آئندہ بھی اسی کے **فضل** پر بھروسہ اور توقع ہے۔ کہ جب تک وہ چاہیگا میرے قلم کو اس پاک خدمت میں لگے رہنے دیگا۔ اسی کے فضل سے اب تک جو ہوا سو ہوا اور آئندہ اسی کے فضل سے ہوگا۔ اسی کا میں اُمیدوار ہوں اور اپنے ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق رفیق راہ ہو۔ آمین

یہ **فطرت** انسانی ہے کہ تبادلِ سنین کے موقعہ پر انسانی جذبات اور اُمنگوں میں ایک خاص تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی تبدیلی دنیا میں ہوتی ہے خواہ وہ موسموں کے آمد ہو یا فصول کے موقع پر اس تبدیلی کا اثر انسانی **قلوب** اور دماغ پر ضرور ہوا کرتا ہے۔ اسیطرح جب دنیا میں کوئی مامور آتا ہے تو اس کی بعثت اور آمد کے وقت بھی چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تبدیلی اور انقلاب کا ارادہ فرمایا ہوا ہوتا ہے اس لئے قلوب میں خاص حِستی اور حرکت ہوتی ہے۔ غرض کسی قسم کی کوئی تبدیلی دنیا میں ہو اس کے ساتھ خیالات جذبات افعال اور اعمال پر ایک اثر پڑتا ہے۔ اسوقت باوجودیکہ ہماری عمر کا ایک **اور سال** گذر گیا ہے اور وقت مقررہ سے ایک سال کم ہوگیا ہے تو بھی ان اُٹھتے ہوئے جذبات اور اُمنگوں کی وجہ سے ہم سب یہ سمجھتے ہیں کہ **ہماری عمر میں ایک سال اور بڑھ گیا** اور اس اضافہ کیوجہ سے قدرتاً اُمنگوں میں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر میں اس وقت صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس تبادلہ سنین کے موقعہ پر جبکہ جذبات میں خاص تبدیلی اور جوش پیدا ہو رہا ہے ہم سب ایک دوسرے کیلئے دردِ دل اور سچے جوش اور اخلاص سے دعا کریں کہ تبادلہ سنین کے وقت یہ جذبات اور اُمنگیں ہماری حقیقی تبدیلی کا موجب ہوں اگر اس تبادلہ سے یہ سبق عملی رنگ میں ہم حاصل کرسکیں تو لاریب ہم بڑے خوش قسمت اور بیدار بخت ہونگے۔

گذشتہ واقعات پر غور کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا **دانشمندی** اور زیرکی میں داخل ہے اسلئے اگر ان ٹھوکروں اور روکوں سے (جو ہماری گذشتہ زندگی یا کم از کم گذشتہ سال میں تکلیف کا باعث اور ترقی کے لئے سدِ راہ ہوئیں بچنے کی کوشش کریں تو یہ ہماری بیداری اور **ذکی حس** ہونیکا ایک ثبوت ہوگا مگر یہ بھی اور سچی بات ہے کہ کوئی تبدیلی اور کوئی کوشش اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدون ممکن نہیں ہے۔ اس صورت میں **فضل** الٰہی کے جذب کرنیوالے ذریعہ کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

اور وہ دعا ہے

پس میں ناظرین اور سرپرستان الحکم سے پھر التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنی **دعاؤں میں** اس خاکسار کو ضرور شریک رکھیں اور یہ **اعانت بالدعا** ایک ایسا امر ہے کہ دوسروں کے لئے بھی بابرکت ہوتا ہے۔ کیونکہ **من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہٖ** یعنی جو شخص اپنے بھائی کی مدد اور تائید میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی نصرت اور اعانت فرماتا ہے۔

پھر جو کام قدرت نے بعض اسباب کے ماتحت میرے سپرد کر دیا ہے یہ بہت نازک اور سخت محنت و ہمت کا کام ہے اور ایک ضعیف انسان کی ہستی خواہ وہ اپنے اندر خداداد قوتوں اور طاقتوں کو رکھتی ہی ہو مگر اللہ تعالیٰ کی اعانت کے بدون محض لاشئے ہے اس واسطے مجھے دعا کی اور بھی ضرورت ہے۔ کیا مجھے اپنے دوستوں سے اُمید رکھنی چاہیئے؟ کہ

وہ دعا سے مدد کرینگے؟

جیسے اوپر کہا ہے کہ اس نمبر کے ساتھ الحکم کی سولھویں جلد کا آغاز ہوتا ہے کسی شخص کی زندگی کا **پندرھواں** سال اس کے عنفوانِ شباب کا پہلا سال ہوتا ہے اور اس حصۂ عمر سے زندگی کی دلچسپیوں کا ایک دور جدید شروع ہوتا ہے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ یہ **آغاز عہدِ شباب** جہاں بہت سی خوبصورتیوں اور دلچسپیوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس کے آغاز کے ساتھ ہی لاکھوں ولولے اور ہزاروں اُمنگیں خودبخود پیدا ہونے لگتی ہیں۔ وہاں **الحکم** بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھا۔ عمر کے اس حصہ میں پہنچکر بہت سی اُمیدوں کے ساتھ اس کا یہ دور شروع ہوا مگر جیسے جوانی کے سرسبز باغوں میں خوفناک درندے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کے خوشنما پھولوں پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے ہوتے ہیں اسیطرح یہاں بہت سی مشکلات کا حلقہ گردن میں آپڑا اور بے اختیار نکل گیا ؎

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے
اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

اور **پندرھواں** سال مشکلات کا سال ہوگیا۔ ان مشکلات میں گھبرا جانا انسانی فطرت کا **تقاضا** ہے مگر میں اپنے ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کی نسیم اس کلفت کو دور کرنے کو ہے۔

کچھ شک نہیں کہ گذشتہ سال کے آخری حصہ میں الحکم کی حالت بہت کچھ کمزور رہی اور اس کی اشاعت میں بے ترتیبی اور تعویق واقع ہونے لگی جس پر امرتسری منکر نے نہایت شوخ چشمی کے ساتھ ہنسی کی اور خوشی منائی کاش اسے معلوم ہوتا کہ **تلک الایام نداولہا بین الناس** کے ماتحت اگر الحکم پر ابتلا آیا تو اس ابتلاء پر خوش ہونا نہایت **حماقت** ہے۔ **انبیاء علیہم السلام** کے سلسلہ کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی زینت ابتلاؤں ہی سے ہوتی ہے۔ الحکم ایک ایسے پاک سلسلہ کا خادم ہے جو **منہاج نبوت** پر قائم ہوا ہے۔ پھر اس کے ماتحت اگر اس پر ابتلا آجاتا تو یہ تعجب کا مقام نہ تھا یہ ابتلا بہت سے **مفاد** کا موجب ہوا ہے۔ جسکی تشریح خدا نے چاہا تو دوسرے وقت پر ہوسکیگی۔ اس ابتلا کے باوجود الحکم کی اشاعت میں ایک کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ اور یہ الحکم کی کسی خوبی کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے۔ میں اس **محبت** اور اخلاص کے لئے جو الحکم کے سرپرست اس کے ساتھ رکھتے ہیں اپنے ناظرین کا شکرگذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں بہترین جزاء دے۔ (آمین)

الحکم کے ساتھ اس کے ناظرین اور سرپرستوں کی یہ محبت اور یہ اخلاص مجھے جرأت دلاتا ہے کہ میں ان کی خدمت میں عرض کروں کہ وہ اپنے پیارے الحکم کے بقا اور استحکام کے لئے جو کوشش وہ کرسکتے ہیں کریں اور اللہ تعالیٰ سے اسکا اجر لیں

باوجود ان مشکلات کے جو الحکم کی راہ میں تھیں جن کے پُرخطر حملوں کو نااہل دشمنوں نے فرشتۂ موت سے تعبیر کیا الحکم اللہ کے فضل سے اب تک زندہ ہے اور میرا ایمان ہے کہ زندہ خدا کے قائم کردہ زندہ سلسلہ کا خادم کسی نہ کسی رنگ میں انشاء اللہ العزیز زندہ رہیگا اس کے بعد شاید یہ سوال ہو کہ "الحکم کا مستقبل کیا ہوگا؟" اور اس سال کیلئے اسکا کیا پروگرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ کیا ہوگا اور کیونکر ہوگا؟ وہ جو چاہیگا اور جسطرح چاہیگا ہوگا الحکم جس غرض کو لیکر جاری ہوا تھا وہی مقصد اس کے سامنے اب بھی ہے خدا کرے کہ وہی موضوع اور مقصد اس کی زندگی کا **ضابطہ اور قانون** ہو اور وہی اسکا اوڑھنا اور بچھونا ہو اور وہ ایک ہی امر یعنی اسلام اور

ہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ول وقواعد و ہدایات برائے انصار اللہ

برادران! ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انجمن انصار اللہ کے کام کو باقاعدہ چلانے کے لئے اس کے اصول و قواعد کو شائع کردیا جائے اور اسی طرح ممبران انجمن کیلئے ضروری ہدایات بھی چھاپ دی جائیں۔ تاکہ انصار اللہ کے لئے کام کرنے میں سہولت ہو۔ اور آئندہ کسی کو عذر نہ رہے کہ مجھے قواعد سے واقفیت نہ تھی۔

اس انجمن کی بنیاد ابتدائے سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک خواب کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ اور اجازت سے رکھی گئی۔ اور اس کے ممبران کے لئے مندرجہ ذیل دس قواعد مقرر کئے گئے جنکا پابند ہر ایک ممبر انجمن کو ہونا لازمی ہوگا۔

(۱) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ حتی الوسع تبلیغ کے کام میں لگا رہے۔ اور جب موقع ملے اس کام میں اپنا وقت صرف کرے۔ جو اپنے گاؤں یا شہروں میں کرسکیں وہاں کریں۔ اور جنہیں زیادہ موقع ملے اور علاقہ میں بھی۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ قرآن شریف اور حدیث کے پڑھنے اور پڑھانے میں کوشاں رہے۔

(۳) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے افراد کی آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں رہے۔ اور لڑائی جھگڑوں سے بچے۔ خصوصاً جبکہ آپس میں کوئی جھگڑا ہو تو خود فیصلہ کریں۔ ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کرلیں۔

(۴) ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچے جو اتحاد اور اتفاق کو کاٹتی ہیں۔

(۵) ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جس کے یہ کام سپرد ہو اطلاع دیں کہ انھوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا۔

(۶) اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور تعلق بڑھانے کے لئے ایکدوسرے کے لئے دعا کریں۔ اور حدیث صحیح کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ایک دوسرے کی دعوت کریں۔ اور تہادوا تحابوا پر عمل کریں۔ اور عام طور سے عموماً اور ممبران سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں۔ اور بوقت مشکلات مدد کریں۔

(۷) تسبیح و تحمید میں کوشش کریں اور چونکہ رسول کریم کے لاکھوں کروڑوں احسانات ہیں اُن پر کثرت سے درود بھیجیں۔ اور نماز کے علاوہ درود پڑھنے کے وقت خلفاء کا لفظ بڑھا کر خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کو مدنظر رکھیں۔

(۸) نمازیں باجماعت پابندی اوقات سے ادا کریں اور نوافل صلوٰۃ و صدقہ اور روزہ کے لئے بھی کوشش کریں۔ کیونکہ ترقیات روحانی نوافل سے ہوتی ہیں۔

(۹) گورنمنٹ انگریزی چونکہ نہایت منصف اور عادل گورنمنٹ ہے اور اسلام کے احکام کے ماتحت ہم پر اس کی اطاعت و مدد فرض ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کا بھی ہمیشہ یہی ارشاد رہا ہے۔ اس لئے اس انجمن کے کل ممبران کا فرض ہوگا کہ گورنمنٹ کی وفاداری پر ہمیشہ قائم رہیں۔ اور لوگوں میں بھی اس بات کے پھیلانے کی کوشش کریں اور ہر ممکن موقعہ پر گورنمنٹ کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھیں۔

انجمن انصار اللہ وقتاً فوقتاً جو کام کریگی اس کے لئے ضروری ہوگا کہ کل ممبران میر مجلس کے فیصلہ پر عمل کریں جو کہ ممبران مجلس سے مشورہ کرکے اس راہ پر عمل کریگا۔ جسپر اس کو اللہ قائم کرے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کثرت رائے پر ضرور ہی عمل کیا جائے۔

چونکہ تبلیغ کے لئے علم قرآن و حدیث کا ہونا ازبس ضروری ہے اس لئے اس انجمن کے ممبران حسب موقعہ و فرصت قادیان آکر ان علوم کے سیکھنے کی کوشش کریں۔

انصار کو چاہیئے کہ باہم ملاقات کثرت سے کریں کسی شہر میں جائیں تو وہاں کے انصار کو تلاش کرکے ملیں خواہ ہرج ہی ہو۔ اگر ریل میں سفر کر رہے ہیں تو جو اسٹیشن رستے میں آتے ہوں وہاں کے انصار کو اطلاع دیں تاکہ وہ اسٹیشن پر آکر ملجادیں انصار سفر میں حتی الوسع انصار کے پاس ٹھہریں۔ ملیں تو صحابہ کی طرح دینی گفتگو کرکے ایمان تازہ کرلیں۔ اعتراض حل کریں اور علمی افادہ ایک دوسرے سے حاصل کریں۔ خانگی امور میں باہم مشورہ طلب کرلیا کریں مگر یاد رہے کہ مشورہ قبول کرنا فرض نہیں ہوتا۔ ہاں جب کسی بزرگ سے مشورہ لیا جائے تو اُسپر ضرور عمل کرنا چاہیئے۔ باہم دعوتیں کیا کرو اور تمہارا باہم سلوک ایسا ہو کہ جیسا سگے بھائیوں کا ہونا چاہیئے۔

تمام انصار ایک ماہوار رپورٹ بھیجا کریں۔ جس میں مندرجہ ذیل امور کے متعلق اطلاع ہو درس و تدریس قرآن و حدیث کا کس طرح ہوا۔ کتنا پڑھا یا پڑھایا۔ قرآن کے اپنی رائے سے معنی کرنے میں جرات نہیں کرنی چاہیئے یہ بغیر سند کے معنی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیا تبلیغ کی کیا نتیجہ نکلا۔ تبلیغ کا کیا کیا موقع ملا مہینے میں کس کس بھائی سے ملاقات کی اور محبت بڑھائی کتنے لیکچر دیئے۔ تبلیغ میں کون کون سا فرقہ کہاں کہاں اٹھاتا تھا خاص فرقوں کے اعتراضوں کے کیا جواب دیئے خاص مذاہب یا فرقوں پر کونسے اعتراضات کارگر ہوئے۔ کیا مشکلیں پیش آئیں وغیرہ۔

انجمن کی کارروائی کو باقاعدہ اور چست کرنے کے لئے سال میں ایک انصار اللہ قادیان میں اکٹھے ہونگے اور ترقی تبلیغ پر ضروری گفتگو ہوگی اور آپس کی ملاقات کرکے ایک دوسرے سے واقفیت پیدا کرینگے سلسلہ کے متعلق مختلف کتب کا سال میں ایک دفعہ امتحان ہوا کریگا تاکہ احباب کو ضروری مسائل سے واقفیت پیدا ہو کتب نصاب کی پہلے سے اطلاع دیدی جایا کریگی اور جو صاحب امتحان میں شامل ہونا چاہیں وہ اپنا اپنا نام لکھوا دیا کرینگے۔ جس ممبر کی کوشش سے کوئی شخص احمدیت میں داخل ہو وہ اُس شخص کا مفصل پتہ مجھے لکھدیا کریں تاکہ اسکا نام رجسٹر میں لکھ لیا جایا کرے تا معلوم ہو کہ انصار اللہ کے کام کا کیا نتیجہ ہوا۔ یہ نام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھی پیش کئے جایا کرینگے۔

آخر میں اپنے دوستوں کو اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ وقت کام کرنیکا ہے سست بیٹھنے کا نہیں۔ یہ دنیا فانی ہے اور آخر میں سب نے اس دنیا کو چھوڑ کر دار آخرت کی طرف جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ان کو گننا چاہے تو ناممکن ہے اس پیارے آقا محسن رب کی دلربا ذات کی طرف قسم قسم کے عیوب منسوب کئے جارہے ہیں پس اُٹھو اور کمر ہمت کو چست باندھو اور جس طرح تم سے ہوسکے اس کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرو۔ اگر تم نے اپنا نام انصار رکھ لیا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں کام انصاروں کے کرو تا خدا کی رضا تمھارے شامل حال ہو۔ اور اس کے رجسٹر میں تمھارا نام انصار اللہ میں لکھ لیا جائے۔ میرے دوستو! خدا کی رضا ایک ہی چیز ہے جو اس قابل ہے کہ اس کی جستجو کی جائے ورنہ یہ دنیا کے مال و اسباب تو محض ناکارہ اور ہلاک ہوجانیوالی چیزیں ہیں۔ وہ شخص ہلاک ہوگیا کہ جس نے دنیا کے خزانے جمع کرنے میں اپنا وقت خرچ کردیا۔ اور ہمیشہ زندگی پاگیا۔ وہ شخص جو رحمت الٰہی کے سایہ میں آگیا والسلام

(خاکسار **مرزا محمود احمد**)

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی اور کارونیشن دربار دہلی

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے جو کام دربار تاجپوشی دہلی کے موقعہ پر کیا ہے اس کی رپورٹ سکرٹری صاحب سوسائٹی مذکور نے بغرض اندراج بھیجی ہے۔ جسکو میں خوشی سے درج کرتا ہوں (ایڈیٹر)

ہمدردان و معاونان ٹمپرنس تحریک یہ سن کر نہایت خوش ہونگے کہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے اپنی خدمات بادشاہی میلہ کے متعلق جناب ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کے پیش کیں جنہوں نے نہایت خوشی سے منظور فرمائیں۔ اور اس نادر اور سعید موقع پر سوسائٹی نے نہایت موثر کام کیا۔ چونکہ ہمارے صوبہ کے ہردلعزیز لفٹننٹ گورنر صاحب کی مہربانی سے جو سہولتیں امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کو میسر آئیں) اس موقعہ پر زر کثیر کے خرچ کی پروا نہ کرکے اُن سے ہر طرح فائدہ اُٹھانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔

ٹمپرنس اور پرہیزگاری کے اصولوں کی اشاعت ڈرامہ کی صورت میں بہترین طریقے سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈراما تفریح کی تفریح اور نصیحت کی نصیحت ہے۔ چنانچہ اس غرض سے پنڈت سروپ نراین صاحب بی۔ اے کا تصنیف کردہ ڈراما "انقلاب" اس موقعہ پر چار بار سٹیج پر دکھلایا گیا۔

ڈراما میں معزز تعلیم یافتہ گریجوایٹ سرکاری اور ریاستی عہدہ داروں۔ سوداگروں اور ذی رتبہ ٹمپرنس اصحاب نے پوسہ۔ بنگال۔ پنجاب صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ اور ملک کے تمام حصوں سے آکر پارٹ کیا اور مسٹر ایلیئن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نوائے محمود

خدا کرے یہ دردبھرے کلمات کسی سعید روح کیلئے مفید و بابرکت ثابت ہوں (خاکسار مرزا محمود احمد)

کیا سبب میں ہو گیا ہوں اسطرح زار و نزار
کیوں پھٹا جاتا ہے سینہ جیب عاشق کی مثال
کیوں تسلی اس دل بیتاب کو ہوتی نہیں
صحبت عیش و طرب اسکو نہیں ہوتی نصیب
کیا سبب جو خون سو کر رہ گیا میرا جگر
زرد ہے چہرہ تو آنکھیں گھس گئیں حلقوں میں
سوچتا رہتا ہوں کیا دل میں مجھے کیا فکر ہے
چھوڑے جاتے ہیں مجھے ہوش و حواس عقل کیوں
کون ہے صیاد میرا کس کے پھندہ میں ہوں میں
مرغ دل میرا پھنسا ہے کس کے دام عشق میں
صفحۂ دل سے مٹایا کیوں مجھے احباب نے
جو کوئی بھی ہے وہ مجھ سے بر سر پرخاش ہے
سرنگوں ہوں میں مثال سایۂ دیوار کیوں
ہے بہار باغ و گل مثل خزاں افسردہ کن
ابر باراں کی طرح آنکھیں ہیں میری اشکبار
میں جو ہنستا ہوں تو ہے میری ہنسی بھی برق وش
مات کرتا ہے مرا دن بھی اندھیری رات کو
میری ساری آرزوئیں دل ہی دل میں مر گئیں
ہو گیا میری تمناؤں کا پودہ خشک کیوں
کیوں میں میدان تفکر میں برہنہ پا ہوا
اپنے ہم جنسوں کی آنکھوں میں سبک کیوں ہو گیا
دشت غربت میں ہوں تنہا رہ گیا با حال زار
کچھ خبر بھی ہے تمہیں مجھ سے یہ سب کچھ کیوں ہوا
کیا قصور ایسا ہوا جس سے ہوا معتوب میں
اک رخ تاباں کی الفت میں پھنسا بیٹھا ہوں دل
وہ مری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے دل کا ہے قرار
اُس کا اک اک لفظ میرے واسطے ہے جانفزا
ایک کُن کہنے سے پیدا کر دیئے اُسنے تمام
یہ چمن یہ باغ یہ بستان یہ گل پھول سب
ذرہ ذرہ میں نظر آتی ہیں اس کی طاقتیں
ہر حسیں کو حسن بخشا ہے اُسی دلدار نے
ہر نگاہِ فتنہ گر نے اُس سے پائی ہے جلا
نور اُس کا جلوہ گر ہے ہر در و دیوار میں
اُس کی الفت نے بنایا ہے مکاں ہر نفس میں
بلبلیں بھی سر پٹکتی ہیں اسی کی یاد میں
سرو بھی ہیں سرو قد رہتے اسی کے سامنے
سب حسینان جہاں اُس کے مقابل ہیچ ہیں
اب تو سمجھے کس کے پیچھے ہے مجھے یہ اضطرار
کس کی فرقت میں ہوا ہوں میں سراپا سوگوار
کس کے لعل لب نے چھینا سب شکیب و اصطبار
کس کے نازوں نے بنایا ہے مجھے اپنا شکار
کس مصیبت نے بنایا ہے مجھے نقش جدار
روز و شب صبح و مسا رہتا ہوں میں کیوں دلفگار
کیا سبب اسکا کہ رہتا ہے یہ ہر دم بے قرار
درد و غم رنج و الم یاس و قلق سے ہے دوچار
بھید کیا ہے میری آنکھیں جو رواں ہیں سیل وار
جسم میرا ہو گیا ہے خشک ہو کر مثل خار
جستجو میں کس کی چلاتا ہوں میں دیوانہ وار
کیوں نہیں باقی رہا دل پر مجھے کچھ اختیار
کس کی افسوں نے نے کر لیا مجھکو شکار
کس کے نقش پا کے پیچھے اُڑ گیا میرا غبار
کیوں مرے دشمن ہوئے کیوں مجھسے ہر کس ہے نفار
ہر کوئی ہوتا ہے آکر میری چھاتی پر سوار
پشت کیوں خم ہے ہوا ہوں اسقدر کیوں زیر بار
ہے جہاں میری نظر میں مثل شب تاریک و تار
ہے گریباں چاک گر میرا تو دامن تار تار
جس کے پیچھے پھر مجھے پڑتا ہے رونا زار زار
میری شب کو دیکھکر زلف حسیناں شرمسار
میرا سینہ کیا ہے لاکھوں کشتگاں کا ہے مزار
کیا بلا اس پر پڑی جس سے ہوا بے برگ و بار
کیوں چلے آتے ہیں دوڑے میری پابوسی کو خار
دیدۂ اغیار میں ٹھہرا ہوں کیوں بے اعتبار
چھوڑ کر مجھکو کہاں پر چلدیئے عزو وقار
کیوں ہوئے اتنے مصائب مجھسے آکر ہمکنار
کیا کیا جس پر ہوئے چاروں طرف سے مجھ پہ وار
اپنے جل سے اور جانے اُس سے میں رکھتا ہوں پیار
ہے فدا اُس شعلہ رو پر میری جاں پروانہ وار
اُس کے اک اک قول سے گھٹتا ہے دُرِ شاہوار
یہ زمیں یہ آسماں یہ دورۂ لیل و نہار
کرتے ہیں اُس ماہرو کی قدرتوں کو آشکار
ہر مکان و ہر زماں ہیں جلوہ گاہِ حسن یار
ہر گل و گلزار نے پائی اُسی سے ہے بہار
ورنہ ہوتی بخت عاشق کی طرح تاریک و تار
ہے جہاں کے آئینہ میں منعکس تصویر یار
ہر دل دیندار اُس کے رخ پہ ہوتا ہے نثار
گل بھی رہتے ہیں اسی کی چاہ میں سینہ فگار
قمریاں بھی ہیں محبت میں اُسی کی بیقرار
ساری دنیا سے نرالا ہے وہ میرا شہریار
یاد میں کس ماہرو کی ہوں میں رہتا اشکبار
ہجر میں کس کے تڑپتا رہتا ہوں لیل و نہار
کس کی دزدیدہ نگہ نے لے لیا میرا قرار
کس کے غمزہ نے کیا ہے مثل باراں اشکبار

ہائے پر اس کے مقابل میں نہیں میں کوئی چیز
اس کی شاں کو عقل انسانی سمجھ سکتی نہیں
وہ اگر خالق ہے میں ناچیز سی مخلوق ہوں
پاک ہے ہر قسم کی کمزوریوں سے اسکی ذات
منبع ہر خوبی و ہر حسن و ہر نیکی ہے وہ
وہ ہے آقا میں ہوں خادم وہ ہی مالک میں غلام
علم کامل کا وہ مالک اور میں محروم علم
اس کی قدرت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
اپنی مرضی کا وہ ہے مالک تو میں محکوم ہوں
عزت افزائی ہے میری گر کوئی ارشاد ہو
طالب دنیا نہیں ہوں طالب دیدار ہوں
کہتے ہیں پیر خرید یوسف فرخندہ فال
ایک گالا روئی کا لائی تھی اپنے ساتھ وہ
وہ تو کچھ رکھتی بھی تھی پر میں تو خالی ہاتھ ہوں
ہوں غلامی میں مگر ہے عشق کا دعویٰ مجھے
پروہ عالی بارگہ ہے منبع فضل و کرم
بات کیا ہے گر وہ میری آرزو پوری کرے
ہو کے بے پردہ وہ میرے سامنے آئے نکل
جسقدر رستہ میں روکیں ہیں ہٹا دو وہ انھیں
بے ملے اسکے تو جینا بھی ہے بدتر موت سے
کور ہیں آنکھیں جنہوں نے شکل وہ دیکھی نہیں
آرزو ہے گر فلاح و کامیابی کی تمھیں
کھول کر قرآں پڑھو اس کے کلام پاک کو
شوق ہو دل میں اگر کوئی تو اس کی دید کا
ہر رگ و ریشہ میں ہو اس کی محبت جاگزیں
اپنی مرضی چھوڑ دو تم اُس کی مرضی کے لئے
عشق میں اُس کے نہو کوئی ملونی جھوٹ کی
پاک ہو جاؤ کہ وہ شاہ جہاں بھی پاک ہے
چھوڑ دو رنج و عداوت ترک کر دو بغض و کیں
چھوڑ دو غیبت کی عادت بھی کہ یہ اک زہر ہے
کبر کی عادت بھلاؤ انکسار ہی سیکھ لو
دونوں ہاتھوں سے پکڑ لو دامن تقویٰ کو تم
کہتے ہیں پیاروں کا جو کچھ ہو وہ آتا ہے پسند
اس کے ماموروں کو رکھو تم دل و جاں سے عزیز
اس کے حکموں کو نہ ٹالو ایک دم کے واسطے
ساری دنیا میں کرو تم مشتہر اُس کی کتاب
ابتدا میں لوگ گو پاگل پکاریں گے تمھیں
گالیاں دینگے تمھیں کافر بتائینگے تمھیں
سنگ باری بھی انکو کچھ نہو گا اجتناب
پر خدا ہوگا تمھارا ہر مصیبت میں معین
اس کی الفت میں کبھی نقصان اُٹھاؤ گے نہ تم
امتحاں میں پورے اُترے گر تو پھر انعام میں
تم پہ کھولے جائینگے جنت کے دروازے وہیں
درد میں لذت ملیگی دُکھ میں پاؤ گے سرور
سرنگوں ہو جائینگے دشمن تمھارے سامنے

وہ سراپا نور ہے لیکن ہوں میں تاریک [illegible]
ذرہ ذرہ پہ ہے اسکو مالکانہ [illegible]
ہر گھڑی محتاج ہوں اس کا وہ ہے [illegible]
اور مجھ میں پائے جاتے ہیں نقائص [illegible]
میں ہوں اپنے نفس کے ہاتھوں [illegible]
میں ہوں اک ادنیٰ رعایا اور وہ ہے [illegible]
وہ سراپا نور ہے لیکن ہوں میں تاریک [illegible]
اور پوشیدہ نہیں ہے تم سے میرا حال [illegible]
میری کیا طاقت کہ پاؤں دور سے در گہ میں بار
فخر ہے میرا جو پاؤں درجۂ خدمت گزار
تب جگر ٹھنڈا ہو جب دیکھوں رخ تابان یار
ایک بڑھیا آئی تھی با حالت زار و نزار
اور یوسف کی خریداری کی تھی امیدوار
بے عمل ہوتے ہوئے ہے جستجوئے وصل یار
چاکروں میں ہوں مگر ہے خواہش قرب و جوار
کیا تعجب ہے جو مجھکو بھی کرے وہ کامگار
دے مری جاں کو تسلی دے مرے دل کو قرار
میرے دل سے دور کر دے ہجر و فرقت کا غبار
جسقدر حائل ہیں پردے کر دے ان کو تار تار
ہے وہی زندہ جسے اُس سے ہوا قرب و جوار
گوش کر ہیں جو نہیں سنتے کبھی گفتار یار
اس شہ خوباں پہ کر دو بے تامل جاں نثار
دل آئینہ پہ تم ایک کھینچ لو تصویر یار
کان میں کوئی صدا آئے نہ جز گفتار یار
ہر کہیں آئے نظر نقشہ وہی منصور وار
جو ارادہ وہ کرے تم بھی کرو وہ اختیار
جو زباں پر ہو وہی اعمال سے ہو آشکار
جو کہ ہوتا پاک دل اس سے نہیں کرتا وہ پیار
پیار و الفت کو کرو تم جان و دل سے اختیار
روح انسانی کو ڈس جاتی ہے یہ مانند مار
جہل کی عادت کو چھوڑو علم کر لو اختیار
ایک ساعت میں کرا دیتا ہے یہ دیدار یار
اس لئے جو کوئی اس کا ہو کرو تم اس سے پیار
اس کے نبیوں کے رہو تم چاکر و خدمت گزار
مال و دولت جان و دل ہے کر دو اس پر نثار
تا کہ ہوں بیدار وہ بھی جو کہ ہیں غفلت شعار
اور ہونگے ور پے آزار وہ دیوانہ وار
جسطرح ہو گا کرینگے وہ تمہیں [illegible]
بے جھجک دکھلائینگے تم کو وہ تیغ آبدار
شر سے دشمن کے بچائیگا تمھیں لیل و نہار
اس کی الفت میں کبھی ہونگے نہ تم رسوا و خوار
جام وصل یار پینے کو ملیگا بار بار
تم پہ ہو جائینگے سب اسرار قدرت آشکار
بیقراری بھی اگر ہوگی تو آئیگا قرار
ملتجی ہونگے بجائے عنفوان یا حال [illegible]

سالانہ جلسہ کے ضروری حالات

جلسوں کا ہفتہ ہندوستان بھر میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ ملکی اور قومی بیداری کا ہفتہ سمجھا گیا ہے۔ اور اگر غور سے دیکھیں تو کانفرنسوں اور جلسوں کی اس ہفتہ میں ملک کے اندر ایک قومی لہر چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس جوش اور لہر کو دیکھتے ہوئے ایک آدمی قیاس کر سکتا ہے کہ ہندوستان میں زندگی کی روح کام کر رہی ہے۔ مگر۔ قیاس اور خیال محض سطحی نظر سے دیکھنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اگر غور سے دیکھیں تو ان جلسوں اور مجمعوں کی حالت اس عجائب خانہ سے کم نہیں جہاں مختلف جانوروں کے ڈھانچ اور پنجر رکھے ہوئے ہیں۔ اور بظاہر وہ صورتیں خوشنما یا خوفناک جیسی بھی کہ ان کی حالت ہو نظر آتی ہیں۔ مگر دراصل ان کے اندر روح اور جان نہیں ہوتی۔ یا یوں کہو کہ جیسے تھیٹر کی تماشہ گاہ پر ایک ایکٹر بادشاہ یا سپہ سالار نظر آتا ہے مگر نہ وہ سپہ سالار ہی ہوتا ہے نہ کچھ اور بلکہ محض ایک تماشہ گر ہوتا ہے۔ اسی طرح ان جلسوں اور مجمعوں کی حالت ہے جہاں حق اور حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں اور ساری دوڑ دھوپ صرف

مادہ پرستی یا مادی ترقی کیلئے ہی

اس قسم کے جلسوں اور کانفرنسوں کی غرض اہل وطن کی مادی ترقی کے اسباب مہیا کرنا ہے اور جسمانی خواہشوں کی سیری کے سامان کا بہم پہنچانا اور بس۔ روحانی ترقی اور اس کے اسباب سے تمسک کرنا ان جلسوں میں غیر ضروری اور غیر متعلق سمجھا گیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک زندگی کی غرض و غائت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ

ہم چاندی سونے کے انسان ہوں

ہندوستان بھر میں جو جلسے اس ہفتہ میں ہوتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کا اجمالی حال دوسری جگہ دیدوں تاکہ ہمارے دوستوں کو مقابلہ کرنے میں آسانی ہو کہ وہ جلسہ جو قادیان دارالامان میں ہوتا ہے اس میں اور دوسرے جلسوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ یا کم از کم کیا ہونا چاہیے اور ہم معلوم کر سکیں کہ

دُنیا کیا کر رہی ہے اور ہم کس دُھن میں ہیں

ہمارا مرکزی اجلاس امسال ڈسمبر کے آخری ہفتہ ہی میں وہ رونق اور قومی لہر کا جوش نظر نہیں آیا بلکہ ڈسمبر بھر ہی یہ جوش ٹھنڈا تا رہا۔ کیونکہ دربار تاجپوشی کی وجہ سے شروع ڈسمبر سے ہی ملک میں ایک رو جاری ہو گئی تھی۔ بہرحال جلسوں کے اس ہفتہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا عظیم الشان سالانہ جلسہ سلسلہ کے مرکز قادیان دارالامان میں ہوا کرتا ہے۔ صرف ایک سال ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا تھا۔ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے اس جلسہ کی غرض و غائت و مقصود دوسرے جلسوں کے مقابلہ میں بالکل نرالا اور نیا ہوا کرتا ہے۔ اس کا ایک ہی لاتبدیل اور لاتحویل مقصد ہے جو دوسرے جلسوں میں علی العموم مفقود رہتے۔ یعنی

عبودیت اور الوہیت میں سچا تعلق پیدا کرنا

یہ مقصد اور غرض اس سلسلہ کے محترم بانی حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ایماء اور اشارہ سے قائم کی تھی۔ اور آپ کی قوم کا یہی منشاء ہونا چاہیے۔ ان معنوں کے لحاظ سے میں اس سلسلہ کے جلسہ کی یہی غرض قرار دیتا ہوں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے۔ ہم لوگ جو اخبار نویس کہلاتے ہیں مذکر ہیں اور ہمارا کام ہی یہ ہے کہ بھولی بسری باتوں کو یاد دلا دیں اس لئے میں نے ہمیشہ یہ معمول رکھا ہے کہ جب میں جلسہ سالانہ کے متعلق کوئی مضمون لکھا کرتا ہوں خواہ وہ آداب جلسہ کے متعلق ہو یا حالات جلسہ کے متعلق تو حضرت مسیح موعود کے ان پاک الفاظ کو ضرور نوٹ کیا کرتا ہوں اور اب بھی تبرکاً انہیں درج کرتا ہوں۔

حضرت امام نے جلسہ کی غرض کیا رکھی تھی۔ تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری۔ ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے خواسیات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کسی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷۔ دسمبر سے ۲۹۔ دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے مفید ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ اس تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لینگے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اُس کے لئے دعائے مغفرت کی جائیگی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہٗ کوشش کی جائیگی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہینگے۔

ان سطور کے پڑھنے سے حقیقت کھل جاتی ہے کہ حضرت

امام علیہ السلام کیا چاہتے تھے اور کس مقصد کو مدنظر رکھکر آپ نے یہ سالانہ اجتماع مناسب سمجھا تھا۔ اس حقیقت کو پاکر یہ کہدینا بالکل آسان ہے کہ اس جلسہ میں جو قادیان میں ہوتا ہے اور دوسرے جلسوں میں جو انھیں ایام میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہوتے ہیں ز

زمین آسمان کا فرق ہے۔

اول الذکر کی غرض وغایت محض خدا اور اعلائے کلمۃ الاسلام ہے اور دوسروں کی غرض مادی ترقی اور ارضی اسباب کی فراہمی ہے۔

اس جلسہ کی مخالفت

باوجودیکہ یہ اجلاس محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کے اظہار اور علم دین کی اشاعت کے لیے مقرر کیا گیا تھا تو بھی جیسی اندھی دنیا کی عادت ہے۔ کہ وہ اپنے ہمدردوں اور مخلص خیرخواہوں سے ہمیشہ دشمنی کرتی آئی ہے یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام کی پاک جماعت ایسے لوگوں میں سے ہمیشہ دکھ دی گئی ہے اس جلسہ کے متعلق جب اول ہی اول اعلان ہوا تو بہت تھوڑے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اس کی خطرناک مخالفت کیگئی۔ مخالفت تو بڑے زور شور سے کیگئی تھی لیکن آج چونکہ اس کا نام ونشان بھی باقی نہیں اس لئے بہت دنوں سے وہ مخالفت کی تاریخ محو ہی نہیں ہوگئی بلکہ آج الحکم میں پڑھکر انھیں فسانہ معلوم ہوگا جیسے اس تاریخ کو اس لئے دوہرایا ہے تا پڑھنے والوں کو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی عظمت معلوم ہو۔ کہ جس درخت کو کاٹنے کیلئے ہر قسم کے تیشہ وتبر استعمال کئے گئے اور ظلمت کے فرزندوں نے جس کے اکھاڑ پھینکنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا وہ نہیں تو ان کی ذریت آج دیکھے کہ وہ کس طرح بار ور ہوا ہے اور اس کے سایہ میں بیٹھنے والوں کی تعداد کسقدر ہے۔ ۱۸۹۱ء میں اس جلسہ کا اعلان ہوا تھا اعلان ہونے کی دیر تھی کہ چینیاں والی مسجد کے امام نے جوان دنوں بڑی پُر رونق اور دینداری کا مرکز سمجھی جاتی تھی اس جلسہ کی مخالفت میں اعلان شائع کیا اور قرار دیا کہ ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے۔ اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں سے ہے۔ جس کے لئے کتاب اور سنت میں کوئی شہادت نہیں اور جو شخص اسلام میں ایسا پیدا کرے وہ مردود ہے" یہ وہ الفاظ ہیں جو اس جلسہ کی مخالفت کے لئے ہوا میں گونجے اور جسقدر زور اور طاقت ممکن تھی اس جلسہ کے روکنے کے لئے صرف کی گئی۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟

وہ قادیان کی شاندار کامیابی بتاتی ہے

کاش اس مخالفت کا بانی آج زندہ ہوتا اور وہ دیکھتا کہ جس سفر کو وہ بدعت اور معصیت بتاتا ہے اس کے لئے لوگ کن تکالیف کو برداشت کرکے جاتے ہیں اور کسقدر لوگ جاتے ہیں اور جس جلسہ کے بانی کو نعوذباللہ وہ مردود قرار دیتا ہے آج کرہ ارض پر کتنے نفوس ہیں جو اس پر درود شریف پڑھتے ہیں اور کتنی زبانیں ہیں جو اس کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔ اور کسقدر دل ہیں جو اس کی طرف کھیچے جاتے ہیں۔ جلسہ کا بانی بھی مرفوع ہو چکا ہے۔ مگر دیکھنے والے دیکھیں اور سوچنے والے سوچیں کہ مخالفت کرنے والے کا نام کتنے لوگ لیتے ہیں اور بانی جلسہ کے خدام کی تعداد کسقدر ہے۔ یہ ایک فرق ہے جو حق وباطل میں ہوتا ہے۔

یہ کامیابی آیت اللہ ہے

اگر اس جلسہ کی مذہبی رنگ میں اس طرح پر مخالفت نہ ہوتی تو آج جو شاندار کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام کو حاصل ہے۔ اور آنیوالوں کی کثرت کیوجہ سے جو رونق اور قوت پیدا ہو گئی ہے اس کی عظمت معلوم نہ ہوتی۔ چونکہ یہ ایک آیت من آیات اللہ ہے اس لئے ضرور تھا کہ یہ مخالفت میں نشو ونما پاتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے سے اللہ تعالیٰ نے بتا رکھا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق اس لئے اس پیشگوئی کو ہمیشہ زندہ رکھنے کے لئے اس جلسہ کا قیام ضروری تھا۔ پس ہر روز تو وہ لوگ اس پیشگوئی کو مشاہدہ کرتے ہی ہیں مگر سالانہ جلسہ پر اسکی عظمت خاص طور پر محسوس ہوتی ہے بہرحال یہ

آیت اللہ ہے

ہمارے امام کی حیثیت

باوجودیکہ دسمبر کے ابتدائی ایام ہی سے تاجپوشی کیوجہ سے لوگوں کی مصروفیت بڑھ گئی تھی اور دہلی سے ۱۶۔ دسمبر ۱۹۱۱ء تک لوگ بمشکل فارغ ہو سکتے تھے۔ دربار تاجپوشی کی وجہ سے لوگوں کی مصروفیت پر نظر کرکے صدر انجمن کے بعض بزرگوں کو اور ان کے ساتھ بعض دوسرے لوگوں کا بھی خیال تھا کہ امسال جلسہ کی تاریخیں ایسٹر کی تعطیلات پر بدل دیجاویں چنانچہ یہ سوال احمدی انجمنوں کے پاس بھی بغرض مشورہ اور رائے بھیجا گیا اور اکثر انجمنوں کا یہ خیال تھا کہ یہ رائے نہایت صائب اور درست ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور بغرض استصواب جب یہ سوال پیش ہوا تو آپ نے دسمبر کی مقررہ تاریخوں ہی پر اس جلسہ کو ضروری سمجھا ہماری اپنی راؤں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے میں وہی نسبت اور فرق ہو سکتا ہے جو ایک زمینی اور آسمانی انسان میں ہونا چاہیے۔ ہماری نظریں یہانتک ہی جاتی تھیں کہ ممکن ہے جلسہ پر لوگ کم آویں یا قحط سالی اور دربار تاجپوشی کی وجہ سے لوگ چندہ نہ دے سکیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص تربیت یافتہ انسان کا منشا اور مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ کیا پتہ ہے ہمیں پھر وقت ملے یا نہ ملے۔ اس لئے ہم جو پیغام حق پہنچانا چاہتے ہیں اسے پہنچا دیں خواہ سننے والا ایک ہی ہو۔ کیسی پاکیزہ فطرت اور کیسی نیک نیت ہے اس سے ہمارے امام کا توکل علی اللہ اور توحید پر استقلال کا پتہ لگتا ہے۔ بعض واعظوں اور لیکچراروں کا یہ عادہ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ جب تک لوگوں کا خاصہ مجمع نہ ہو لیکچر نہیں دے سکتے۔ اور انتظار کرتے ہیں کہ بہت سے لوگ آجاویں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق شدید رکھنے والے روحانی واعظین صرف پیغام پہنچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں اگر ایک بھی موجود ہو تو وہ جانتے ہیں کہ ملائکۃ اللہ اس کی باتیں سن رہے ہیں اور زمین اور آسمان اس کی باتوں کے گواہ ہیں۔ ہاں ہوا کے پرندے اور فضائے عالم کے ذرات تک سن رہے ہیں۔ یہ باتیں میں سرسری نظر اور محض اعتقادی رنگ میں نہیں کہتا ان کے اندر حقیقت ہے۔ چاہو تو غور کرو۔ حضرت امام نے یہ سبق دیا ہے کہ ہمارے کاموں میں محض اخلاص ہو اور وہ لوجہ اللہ ہوں کسی قسم کا شائبہ شرک کا پایا نہ جاوے غرض جلسہ کا انعقاد اسی دسمبر میں قرار پایا۔ اور ۲۷-۲۸-۲۹۔ تاریخوں کے لئے اعلان کیا گیا۔ مگر جلسہ کی کارروائی ۲۶ دسمبر بعد دوپہر سے شروع ہو گئی۔

انتظامی حالت

یہ کیسی خوش کن اور خدا کی قدرتوں کو یاد دلانے والی بات ہے کہ وہ جلسہ جسکا آغاز محض ۸۰ آدمیوں کے سامنے ۱۸۹۱ء میں ہوا تھا آج ۸۰ آدمی اس جلسہ پر آنیوالوں کی ضروریات کا انتظام کرنے کو ناکافی ہیں۔ امسال جلسہ کے انتظام کے لئے سکرٹری صاحب نے جو قادیان کے احباب سے مشورہ کیا اس میں قرار پایا تھا کہ تقسیم محنت کے اصول پر کام کو اسطرح تقسیم کیا جاوے کہ مختلف گروہوں میں تقسیم کرکے کھانے وغیرہ کا انتظام خود ان جماعتوں پر دیا جاوے اسطرح پر خدا کے فضل اور تائید سے یہ انتظام نہایت ہی عمدہ طور پر ہوا چونکہ خود بیرونی احباب اپنی اپنی جماعتوں میں امیر منتخب کرچکے تھے اس لئے کسی قسم کی تکلیف نہیں محسوس ہوئی۔ جن لوگوں نے اس کام کو کیا انھوں نے اپنا فرض سمجھ کر کیا اور اس کے شکریہ اور تعریف کے لئے نہیں کیا۔ تاہم ان کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا سخت غلطی ہے۔ اس لئے میں صدق دل سے ان دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے اس موقعہ پر اپنی جسمانی خداداد قوتوں سے کام لیکر اپنے احباب کو آرام پہنچایا جزاھم اللہ احسن الجزاء

اوقات جلسہ

مجلس شوریٰ میں میں نے یہ امر پیش کیا تھا کہ جلسہ کے لئے ۴ گھنٹہ کا وقت موزوں ہے۔ اس سے جہاں ناظرین جلسہ کو آرام ملیگا وہاں لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بیٹھنے کا زیادہ موقع مل سکیگا۔ اور باہم ملاقات کے لئے احباب وقت نکال سکینگے۔ اسوقت سکرٹری صاحب نے بھی اس تجویز کو پسند کیا تھا تاہم کم وبیش چھ گھنٹہ دن بھر یا لیکچروں کے لئے نکلتے رہے۔ اور رات اور صبح کو بھی بعض احباب نے اپنی تقریروں کے لئے وقت نکالا۔

...یہ ایمان کی قوت ہے

تھا ہے ہے اس کی آواز سنتے ہی شہزادیاں اپنے
...وں کو بہاگ گئیں اور فیروان میں چھاونی بنگئی
...بڑی جگہ میں کہ میرے پاس ہم جلدوں میں صرف
...پہلے خلفا کا ذکر ہے۔ اسبات کے بیان کرنے سے
...مدعا یہ ہے کہ جب مسلمانوں کی ایمانی قوت بڑھی
...تھی ان کے حوصلے وسیع اور ارادے بلند تھے
...دنیا کی کوئی تکلیف اور مصیبت ان کے ارادہ کو پست
...کر سکتی تھی وہ تکالیف اور مصیبت کو جانتے ہی نہ تھے
...مگر اب جبکہ ان کی ایمانی حالت کمزور ہوگئی ہے ان
...کے حوصلے اور ہمتیں بھی پست ہوگئی ہیں ان میں
...سستی اور کاہلی آگئی ہے اور اب وہ ہر امر میں پالی
...کو سمجھنے لگے ہیں۔ آج پالی لاگ انگریزوں کو کیوں
...نہیں ہوتا؟ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو وہ ہمت عزم
...اور استقلال دیا ہے کہ وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے
...ایک سرد ملک کے رہنے والی قوم کس جرأت اور دلیری
...کے ساتھ افریقہ میں جاتی ہے اور ذرہ نہیں گھبراتی۔ دنیا کے
...دور دراز حصوں میں پھیل گئے ہیں اور پھیلتے جاتے ہیں جیسے
آج انکو پالی لاگ نہیں ہوتی۔ اسیطرح ایک زمانہ تھا کہ
مسلمانوں کو بھی نہیں ہوتی تھی ایمان کی قوت مضبوط ہو تو پھر
کوئی تکلیف کوئی مصیبت رہتی ہی نہیں۔ اس لئے کہ مومن
کی تو شان ہی یہی ہے کہ وہ لا یحزن ہوتا ہے۔ پس تم
بھی مومن بنو میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تم سب کو خوش دیکھوں
میں آپ خدا کے فضل سے خوش رہتا ہوں اور بہت ہی خوش
رہتا ہوں یہ خوشی تمہیں صرف ایمان سے مل سکتی ہے۔ اگر
ایمان مضبوط ہو تو پھر کیا غم؟ ہمت کرو اور سستی چھوڑ دو
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا سکھائی ہے اللھم
انی اعوذ بک من العجز و الکسل کسل اور عجز
دو لفظ ہیں عجز کے معنے ہیں اسباب ہی مہیا نکریں۔ اور
کسل مہیا شدہ اسباب سے کام ہی نہ لیا جاوے۔ پس
تم کسل اور عجز چھوڑ دو اور اس کے لئے دعاؤں سے کام
لو۔ یہ بڑا ہتھیار ہے اور ایسا ہتھیار کہ جسقدر اس کو چلاؤ
اسیقدر زیادہ کارگر اور مفید ہوتا جاتا ہے میں نے اس کو
خود تجربہ کیا ہے۔ اور اپنے تجربہ کی بنا پر تم کو کہتا
ہوں ❊

دو عجیب خط

فرمایا دو خط میں نے عجیب دیکھے ہیں
ایک ہلاکو خاں کا اور ایک چنگیز خاں
کا۔ خط جو اسنے شاہ خوارزم کو لکھا تھا

جو سلطان کہلاتا تھا۔ قرآن مجید کی ایک آیت نولی بعضہم
بعض ہے کو تم ہمیشہ مد نظر رکھو۔ جب انسان بداعمالی
اور نافرمانی کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اسپر ایسے حاکم بھیجدیتا
ہے۔ بعض لوگ شکایت کیا کرتے ہیں کہ مجھے اپنے افسر
سے دکھ پہنچا وہ استغفار کریں اور اپنی حالت کی خود اصلاح
کریں۔ اگر وہ خود متقی اور خدا ترس ہونگے تو اللہ تعالیٰ انھیں
کسی سخت گیر افسر کے ماتحت نہیں رکھیگا۔ بلکہ اگر وہ شخص
فطرتاً سخت گیر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی فطرت میں تبدیلی
کر دیگا۔ میں اسی کو مفید سمجھتا ہوں۔ تم نہ مقامی حکام
کی کبھی شکایت کرو نہ کسی اور کی۔ اپنی اصلاح کرو یہی
بہترین طریق ہے۔ غرض وہ دو خط عجیب ہیں یہاں
ایک کتاب ہے جس میں درج ہیں۔ ہلاکو خاں اور اس
کی اولاد نے جو خط مکہ معظمہ لکھا اس میں ایک فقرہ ہے
نحن قوم خلقنا من غضب اللّٰہ۔ یعنی ہم ایک ایسی
قوم ہیں کہ ہم اللہ کے غضب سے پیدا ہوئے ہیں۔ رحم کو
نہیں جانتے۔ میں یقین رکھتا ہوں جب ایک قوم کی
حالت خراب ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے حضور اسپر سزا کا فتویٰ
جاری ہوگیا تو ہلاکو خاں کو اسپر مامور کر دیا۔ چنگیز خاں
نے شاہ خوارزم کو لکھا کہ حدیث میں آیا ہے اترکوا الترک
مغول سے جنگ نہ کرو۔ پھر قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہوتا ہے
قاتلوا الذین یقاتلونکم۔ جو تم سے جنگ کریں تم
ان کا مقابلہ کرو۔ ہم نے کسی ملک پر چڑھائی نہیں کی پھر تم
نے ہمارے تاجروں کو مار ڈالا اور لوٹ لیا یہ معاملہ قرآن اور حدیث
کے خلاف ہوا۔ اگر کسی احمق نے کیا ہے تو آپ ان سے روپیہ
لیکر ہمارے تاجروں کے ورثا کو بھیجدو۔ اور اپنے قانون کے
موافق ان کو سزا دیدو۔ مگر وہاں کون سنتا تھا۔ چنگیز خاں نے
سمجھا تھا کہ بڑا نرم جواب دینگے مگر وہاں الٹا اثر ہوا انھوں نے
ان وکلا کو جو خط لیکر گئے تھے انکو بھی پکڑ لیا۔ چنگیز خاں
نے پھر لکھا کہ ان کا کوئی قصور نہیں انھیں چھوڑ دو۔ اسکا
بھی جواب ندیا۔ جب سلطان ایسے ہوگئے تو پھر تم نے
سنا یا پڑھا ہوگا کہ چنگیز خاں نے کیا کیا۔ خوارزم وہاں سے
بھاگ کر سندھ آیا اور پھر ایران بھاگا۔ خدا کی بات سچی
ہوگئی۔ نولی بعضہم بعض۔ میری نصیحت کو یاد
رکھو۔ سکھ پاؤگے۔ کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم کا بھی تعلق
ہو اور تمھیں کوئی دکھ پہنچے تو

اپنی تبدیلی کرو اور استغفار کرو

جب تک تم اپنی حالت نہیں بدلوگے سکھ نہیں ملیگا۔
ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما
بانفسہم

(باقی آئندہ)

جلسہ کی روئداد مختصر طور پر بھی اگر لکھی جاوے تو
وہ ایک دو اخباروں میں نہیں آسکتی تاہم خدا کے
فضل سے کوشش کیجاویگی۔ کہ وہ جلد ختم ہوجاوے
ممکن ہے ترتیب درست نہ ہو۔ میرا ارادہ ہے
کہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں شائع
ہوجاویں اور پھر دوسری تقریریں۔ بعض دوستوں
کا خیال تھا کہ ان سب کو رسالہ کی صورت میں شائع
کیا جاوے مگر میں سردست پسند کرتا ہوں کہ اخبار ہی میں شائع ہوں
(ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح اور اہلبیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب
بعافیت ہیں۔ اور خدا کی پناہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ باغ احمد
کا نونہال صاحبزادہ ناصر احمد سلمہ اللہ الاحد جو ایام جلسہ میں بیمار
ہوگیا تھا اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے اب تندرست ہے والحمد للہ
علی ذالک ❊

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ
بنصرہ کی اجازت اور ایک رویاء صالحہ کی بنا پر انصار اللہ
نام ایک مجلس قائم کی ہے جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے
فرمایا تھا کہ میں آپ کے انصار اللہ میں داخل ہوتا ہوں اس مجلس
نے خدا کے فضل سے اپنے کام کا دائرہ وسیع کر دیا ہے اس
میں شامل ہونیوالوں کی تعداد سو سے متجاوز ہوگئی ہے۔ داخلہ
کی شرط اول یہ ہے کہ سات روز متواتر استخارہ کیا جاوے اس
مجلس سے کام کو ایک اصول کے ماتحت رکھنے کے لئے آٹھ
حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ حلقہ قادیان کی جماعت میں سے شیخ
عبدالرحمٰن لاہوری نومسلم جنرل سکرٹری مجلس انصار اللہ اور
مولوی سکندر علی نے اس ہفتہ بعض گاؤں میں پھر کر وعظ کیا۔
(مفصل رپورٹ پھر انشاء اللہ)

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کیلئے
گورداسپور گئے ہیں۔ مدرسہ ۵۔ جنوری ۱۹۱۲ء کو کھل گیا ہے
مولوی صدر الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ کے والد ماجد
فوت ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مولوی
صاحب کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور مرحوم کو اپنے دامن رحمت
میں لے۔ آمین ❊

حضرت خلیفۃ المسیح سفارش کرتے ہیں

میرے مکرم دوست منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس سکرٹری
انجمن اسلامیہ بٹالہ ایک مستعد کام کرنیوالے اور اسلام کیلئے
غیرت رکھنے والے بزرگ ہیں انھوں نے "ثبوت واجب الوجود"
اور "تدبیرہ" کے علاوہ ایک کتاب بھارت برکش نام
نخل اسلام کے جواب میں شائع کی ہے۔ اس کتاب پر میں اپنی
رائے ظاہر کر چکا ہوں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے
کتاب کے متعلق جو رائے دی ہے وہ درج ذیل ہے۔
حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ مسلمان اس کتاب کو پڑھیں
امید کہ احمدی احباب خصوصاً اس کتاب کو طلب کرینگے۔
قیمت صرف ۸ ہے اور منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ
سے ملیگی۔

"رائے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی"

منشی حسین بخش صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ باوجود
اپنے دوسرے مشاغل کے مذہبی اور اسلامی خدمت کی طرف
بھی متوجہ رہتے ہیں جو قابل شکر گذاری ہے۔ انھوں نے

ایک مجلس نکاح

احباب کی آمد تو ۲۵ دسمبر ۱۹۱۱ء سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے میں روئداد جلسہ کو ۲۵ دسمبر سے ہی شروع کرتا ہوں۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۱ء کو قبل دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مفتی فضل احمد صاحب کا خطبہ نکاح پڑھا۔ جنکا نکاح میاں اللہ دتا ساکن جموں کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس خطبہ میں ایک خاص امر کی طرف قوم کو توجہ دلائی اور وہ یہ تھا کہ نکاح ایک ایسا معاملہ

نکاح کیونکر بابرکت ہوں

ہے کہ جس میں انسان کا تعلق ایک اور وجود کے ساتھ ہوتا ہے اور انسان اپنی کم علمی کی وجہ سے نہیں جان سکتا کہ یہ تعلق مفید اور بابرکت ہوگا یا نہیں۔ بعض اوقات بڑے بڑے مشکلات پیش آجاتے ہیں۔ یہانتک کہ انسان کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا ہی احسان فرمایا ہے کہ ہمکو ایسی راہ بتائی ہے کہ ہم اگر اسپر عمل کریں تو انشاء اللہ نکاح ضرور سکھ کا موجب ہو۔ اور جو غرض اور مقصود قرآن مجید میں نکاح سے بتایا گیا ہے کہ وہ تسکین اور مودۃ کا باعث ہو وہ پیدا ہوتی ہے۔ سب سے پہلی تدبیر یہ بتائی کہ نکاح کی غرض ذات الدین ہو حسن و جمال کی فریفتگی یا مال و دولت کا حصول یا محض اعلیٰ حسب و نسب اس کے محرکات نہوں۔ پہلے نیت نیک ہو۔ پھر اس کے بعد دوسرا کام یہ ہے کہ نکاح سے پہلے بہت استخارہ کرو۔ اور دعائیں کرو دعاؤں اور استخاروں کے بعد جب نکاح کا موقعہ آتا ہے تو جو خطبہ اس وقت پڑھا جاتا ہے وہ یہ ہے۔

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللّٰہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللّٰہ کان علیکم رقیبا یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما ۝

ترجمہ سب تعریفیں واسطے اللہ کے ہم حمد کرتے ہیں۔ اور ہم مدد چاہتے ہیں اور ہم استغفار کرتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جسکو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں۔ اور جسے اللہ گمراہ قرار دے اُسے ہدایت کرنے والا کوئی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جیسا کہ اس کا تقویٰ کرنے کا حق ہو اور تم اپنے محتاط رہو کہ تمھاری موت فرمانبرداری کی حالت میں ہو۔ اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ کرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس کی قسم سے اس کا زوج پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اور جس کا آپس میں واسطہ دیتے ہو۔ اور ناطے والوں کے حقوق کی محافظت کرو۔ اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے ایماندارو اللہ سے ڈرو۔ اور سچی بات کہو سنوار دے۔ تمھارے کام اور بخش دے تمھارے گناہ اور جو اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی پس وہ بڑا کامیاب ہوا ۝

اس خطبہ میں بھی اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ان دعاؤں سے کام لے اور اپنے اعمال و افعال کے انجام کو سوچے اور غور کرے۔ پھر نکاح کی مبارکباد کے موقعہ پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا ہی سکھائی "بارک اللّٰہ لک وبارک علیکما وجمع بینکما فی خیر" یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو نیکی پر جمع کرے۔ پھر مباشرت کے وقت بھی دعا سکھائی ایسے وقت میں کہ انسان جوش میں بے خود ہوتا ہے اس وقت میں بھی دعا کیطرف متوجہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے کتنا عظیم تعلق ہے۔ یہ بات ہر شخص نہیں سمجھ سکتا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت قلب اور باخدا زندگی کا پتہ لگتا ہے۔ ایسے وقت میں کہ انسان کی شہوانی قوتیں ہیجان میں ہوں۔ اُسے خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ کرنا معمولی امر نہیں ہو سکتا۔ مگر آپ نے حکم دیا کہ اس وقت انسان دعا کرے بسم اللّٰہ اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ اللہ کے نام سے یا اللہ ہم کو شیطان سے دور رکھ اور اس وجود کو بھی شیطان سے بچائیو جو تو نے ہمکو عطا کیا۔ یعنی اس تعلق سے جو اولاد پیدا ہو۔ اسکو بھی شیطان سے محفوظ رکھیو اس دعا میں عجیب فلسفہ ہے موجودہ دنیا میں یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ جماع کے وقت بلکہ اس سے بھی پہلے ایک سال تک کے خیالات کا اثر بچے پر ہوتا ہے مگر دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیسی دور تک گئی ہے۔ آپ نے نکاح کے پاک تعلق سے بھی پہلے ایسی تربیت شروع کی کہ دعاؤں میں انسان نشو و نما پائے۔ اب جس شخص نے دعاؤں اور استخاروں کے بعد نکاح کیا اس کے خیالات اور ارادوں کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔ پھر جب جماع کے وقت وہ شیطان سے محفوظ رہنے کی دعا کریگا تو تم سوچو کہ بچے میں ان کا کیسا پاک اثر پڑیگا۔ اور پھر جس تربیت کے نیچے بچے کو آئندہ رکھا جاتا ہے وہ جدا امر ہے غرض انسان دعاؤں سے بہت کام لے۔ اگر کسی شخص سے ہوتا ہی ہوگی ہو کر وہ اس طریق پر نکاح نہ کر سکا ہو اور اسے دعاؤں کا یہ موقعہ نہ ملا ہو تا ہم بھی گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے اس کے لئے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک احسان ہم پر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے لوگ سچے دل سے پڑھیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلفنی خیرا منھا۔ میرا ایمان ہے اگر کوئی شخص سچے دل سے یہ دعا پڑھے اور استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ ان غلطیوں کے نتیجے سے جو ہو چکی ہیں اسے محفوظ رکھیگا۔ غرض نکاح میں ان امور کو مد نظر رکھو اور ضرور رکھو ان باتوں کو دوسرے لوگوں تک پہنچا دو۔ یہ خلاصہ ہے اس تقریر کا جو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمائی اور میں نے اسکو اپنے حافظہ کی بنا پر ان الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے

پانی لاگ اور مسلمان

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک دوست عامر گئے۔ آنے ہی ضعف دل کی وجہ سے بیمار ہو گیا۔ اسکا علاج ہوتا رہا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس میں تکلف اور وہ بیہودہ صدر تو ہوتی ہی نہیں جو دوسرے پیروں اور سلسلوں میں پائی جاتی ہے۔ پاس ہی وہ مریض ایک چارپائی پر پڑا ہوا تھا فرمایا ان کو کہدو کہ خوب کھلے ہو کر لیٹ جاویں سایہ میں یا دھوپ میں جو جگہ پسند ہو کسی نے کہا کہ پانی لاگ بھی ہو جاتا ہے اسپر فرمایا:۔

آہ! پانی لاگ اب مسلمانوں ہی کو ہوتا ہے ایک وقت تھا کہ ان کو پانی لاگ نہوتی تھی۔ ایک مسلمان فاتح نے مغربی ساحل افریقہ پر پہنچکر سمندر میں گھوڑا ڈالدیا۔ اور پرواہ تک بھی نہیں کی کہ یہ سمندر ہے۔ ایک سپہ سالار افریقہ کے صحرا میں ایک چھاؤنی بنانا چاہتا تھا وہ جگہ کی تلاش اور مناسب موقعہ کی تلاش کرتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں قیروان ہے زبان پیچکر تمام ملک میں گشت کے بعد اسی جگہ کو پسند کیا اور کہا کہ یہ عمدہ جگہ ہے۔ ہم نے افریقہ کے ہر طرف گھوم سکتے ہیں۔ مگر وہاں جھاڑی تھی۔ اس کے علاوہ درندے جانور کثرت سے شیر وغیرہ ایسا چیتے ہیں۔ سانپ ہیں۔ گویا وہ مصائب کا ایک جنگل ہے۔ سالار نے اپنے آدمیوں کو کہا کہ یہاں چھاؤنی بناؤ۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کیونکر ٹھہر سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ کون کہتا ہے کہ یہاں نہیں ٹھہر سکتے پھر اس نے ان کے سامنے گھوڑے کو چکر دیا۔ اور کہا اے سانپو! درندو! اور چرندو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہاں کیمپ بنانا چاہتے ہیں۔ تم یہاں سے نکل جاؤ۔ آج کوئی انکا نام سپرچولزم یا مسمریزم کہدے مگر سچ یہ ہے کہ

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ درد سر۔ تفنح۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۱؍ و ۸؍ و ۱۲؍ ۔ ۱۲؍ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۱؍ والی شیشی سے پانچگنی ہیں

۱۲؍ والی شیشی

ڈون پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز طراری۔ مریضوں کی آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف لفظوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول ازماؤ پھر بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں یہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر یا جوانی کی غلط کاریوں سے امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ فی تولہ ۸؍

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا فی بکس ۴؍

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہوچکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۵۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اُس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میری ایم ڈی بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ وریشہ میں تحریک دیکر پٹھوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو بجلی کی آگ سے جاتی و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بن کر بھی آویں۔ تو بھی پٹ ہوکر بے آب ہوجاویں۔ ہندوستان وانگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود ایجاد زمانہ حال کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۱۸۴۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ایام یاس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جاوے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر تمام اعضا پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہوکر معزولہ طاقت بحال ہوجاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی۔ شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ)

یہ دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

ماء اللحم عنبری

ان سب شکایتوں کو دفع کرنے کے لئے

طاعون
حبوب

مصدقہ ہیلتھ آفیسر لکھنؤ

یہ مفید گولیاں ہر سال اودھ شفاخانہ سے ہزاروں کو مفت تقسیم ہوتی ہیں۔

طاعون ہیضہ کیواسطے بطور حفظ ما تقدم و رحالت مرض میں اسکے استعمال کا بہت مفید ہونا تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ قیمت بہ تفصیل ذیل علاوہ اخراجات

۲۴ گولیوں کی صرف ایک روپیہ عہ

ماء اللحم عنبری دو آتشہ

ماء اللحم عنبری دو آتشہ

ماء اللحم عنبری دوا آتشہ

اودھ شفاخانہ امین آباد لکھنؤ

منفعت فہرست

سپرنٹنڈنٹ اودھ شفاخانہ لکھنؤ

تمام فرمائشیں بنام سپرنٹنڈنٹ اودھ شفاخانہ لکھنؤ آنی چاہئیں

اشتہاری طبیبوں کی باتیں اب از اعتبار سے نہیں دیکھی جاتی ہیں ... وما علینا الا البلاغ

جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۶ نمبر ۲

الحکم

قادیان دارالامان

مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی لی جائیگی

ہندوستان سے باہر
اجباب سے

چہ گویم با تو ... قادیان بنی

دوا پنی شفا بنی ... دارالامان بنی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے ... معتبر اعتبار اور وقار حاصل ہے ... صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری ... صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندو...
اصلی اور پورے اہتمام سے دواسازی کا ... لی جاتی ہیں۔ کیونکہ
یہ دواخا... ہے
اس دواخانہ ... بنی ہے۔

اس دواخانہ کے بانی جناب حاذق الملک حکیم ... صاحب مسیح اعظم دہلی سرپرست ہیں۔
اور انہوں نے اپنے اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں

نوٹ:۔ جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے "مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی"۔ تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں کبھی کو

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور لفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگانِ ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ اُن کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں نور۔ ھدایت اور شفا ہے۔

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپیہ (ھدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عـہ)) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعایتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔ اور جملہ کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں۔ اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱۔ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملیں گی سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵ اور مجربات نوردین جلد سوم کے۔

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۴ ۲ لغائت ۲۶ فی پارہ ایکروپیہ رعائتی قیمت (۱۲)

حقیقت نماز ومسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عـہ رعائتی قیمت ۸ر

رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء حضرت اقدس اور دیگر بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ رعائتی قیمت ۸ر

تفسیر سورہ بقرہ رعائتی قیمت عـہ

مجربات نوردین جلد سوم قیمت ۱۰ر

ردچکڑالوی قیمت ۵ر رعائتی قیمت ۲ر

اصلاح النظر (آریوں کے ردمیں) رعائتی قیمت ۱ر

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ } پارہ نمبر ۱۲۔ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف } قیمت عـہ

الہامات واشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱ر

حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ۱ر

محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ بچہ سے تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور تھوکر تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ۔ لنڈن

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تقریر

(از نوشتہ ایڈیٹر الحکم)
جو حضرت خلیفۃ المسیح نے شائع ہونے سے پہلے درست کیا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ○ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذٰلک یبین اللہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تھتدون ○ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون ○ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت واولٰئک لھم عذاب عظیم ○

تمہیدی کلمات

مجھے کل کسی نے کہا اور شاید درد سے تمہارے فائدے کے لئے کہا ہو نہ زنا کہا ہو کہ تم کوئی تقریر کرو۔ میرا ارادہ تھا کہ میں ہر روز درس دیتا ہوں ان ایام میں اس درس ہی میں کچھ وسعت کرلونگا۔ اور اسے معمول سے زیادہ وسیع کرکے سناؤنگا۔ جیسا کہ حکم ہے کہ مہمان کے لئے اپنے کھانے میں اضافہ کرلو۔ اور اسے کسیقدر زائد اچھا اور ممتاز بنالو میں نے اس حکم کی تعمیل میں مناسب سمجھا تھا کہ جو غذا میں کھاتا ہوں اور جس کے بغیر میری زندگی محال ہے اسے عمدہ طرح کچھ زیادہ کرکے پیش کروں۔ مگر ہر شخص اپنی اپنی پسند میں معذور ہوتا ہے اگر کسی کو میٹھا پسند ہے تو دوسرا نمکین کو پسند کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ جسمانی غذا تو تمہیں گھر میں شاید یہاں سے بہتر میسر آسکتی ہو اور یہاں بھی اس کے لئے تم آپ ہی انتظام کرنیوالے ہو۔ میں تمہیں وہ غذا دوں جو جسم نہیں روح کی بسیری کا موجب ہوسکتی ہے۔ اگر اللہ کا فضل ہو۔ اس خیال میں آج میں نے سوچا کہ تقریر کیا ہوتی ہے؟ اپیر بہت سے معانی میرے دل میں آئے اگر میں انھیں بیان کردوں تو شام تک شاید وہ ختم نہ ہوں مجھے ایک عرب کا شعر یاد آگیا۔ اگرچہ مجھے شعر کہنے کی عادت نہیں کبھی کبھی کہتا ہوں تو دقت سے کہہ سکتا ہوں۔ ہاں میں شعر کو خوب سمجھ سکتا ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ اور وہ شعر یہ ہے ؎

قالوا اقترح شیئاً نجد لک طبخہ
قلت اطبخوا لی جبۃ وقمیصا

ایک عرب سردی کے دنوں میں کسی کے گھر گیا اسپر گرم کپڑا کوئی نہ تھا موسم تھا سرما کا میزبان نے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو آپ کے لئے ویسا ہی کھانا پکوائیں جو آپ پسند کرتے ہیں تو اُسنے جواب دیا ہاں میرے لئے گرم کپڑے پکوا دو

ایک میرا پیارا بچہ ہے۔ اور آپ مجھے بہت ہی عزیز ہے اس کا ذکر آیا کہ کوئی پیارا ہو اور گول چہرہ کی تعریف کرے تو کس سے تشبیہ دے۔ کبھی چودھویں کے چاند سے اور کبھی سورج سے تشبیہ دے۔ ایک بڑے آدمی نے ایک مرتبہ شعراء کو حکم دیا کہ وہ گول چہرہ کی تعریف کریں سب شعراء نے طبع آزمائیاں کیں۔ مگر ایک نے کہا کہ جیسے گول خوبصورت روٹی ہوتی ہے۔ اس رئیس نے فوراً سمجھ لیا کہ اس کو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا گیا اسنے فوراً اپنے آدمی کو اشارہ کیا اور ملامت کی کہ انکو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا۔ تب اسنے کہا کہ حضرت کھانا طیار ہے پہلے کھانا کھالیں۔ غرض مجھے بھی عجیب عجیب جوش اُٹھتے ہیں۔ میں اس بچہ کو وہ ساری ذوق کی باتیں نہیں سناتا۔ اسوقت مجھے جب تقریر کے لئے کسی نے کہا تو بڑے عجیب عجیب جوش اُٹھنے لگے۔ تو میں نے دل سے پوچھا کہ کون سی تقریر کروگے؟ تو اس نے جواب دیا کہ

اپنے پیارے کی پیاری کتاب قرآن ہی پڑھ دو

اللہ تعالیٰ ہی نے یہ بات میرے دل میں ڈالی اور مجھے بھی پیاری لگی کہ ایسی ہی تقریر میں بھی بیان کردوں ؏

آجکل کے سیکڑوں کیچالت

دُنیا کے عجائبات ہیں۔ اسوقت یورپ کی ہوا چلی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے یا ہمارے اعمال کے سبب سے چلی ہے۔ اس لئے لوگ یورپ کی ہر بات اور ہر ادا کو پسند کرتے ہیں۔ تقریر میں بھی اسکا یوروپین طرز کو پسند کرنے لگے ہیں۔ لیکچرار اپنے لیکچروں میں کئی امور نظم لکھتے ہیں کبھی تو بہت سی ضرب المثلیں یاد ہوتی ہیں اور لیکچرار اپنے لیکچر میں انھیں ادا کرتا ہے اور بڑے زور سے اپنے لیکچر کے دوران میں کہتا ہے جرمن میں یہ ضرب المثل ہے۔ فرانس میں یوں ہے۔ قدیم سکسن ہرگز ں میں یہ ضرب المثل ہے۔ انگریزی میں فارسی میں اور عربی لٹریچر میں فلاں۔ اردو میں اسطرح ہے۔ جب لیکچرار مختلف زبانوں کی ضرب المثلیں بیان کرتا ہے تو لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں اور حیران رہجاتے ہیں۔ لیکچرار سمجھتا ہے کہ میری زبان کا سکہ سننے والوں کے دل پر بیٹھ گیا۔ میں بھی کبھی ایسے لیکچر کو پسند تو کرتا مگر

قلب پر اس کا کچھ اثر نہ تھا

اس لئے کہ بولنے والا صرف ذرہ بالی کرنا چاہتا تھا نہ کچھ اور غرض بعض بولنے والے تو اس قسم کے ہوتے ہیں اور بعض لطیف اشعار یاد کرلیتے ہیں اور موقعہ بموقعہ انھیں ایک ترتیب کے ساتھ پڑھتے جاتے ہیں۔ ہر شخص کو اس کی نیت کے موافق پھل مل جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں شعر میں ایک طاقت ہوتی ہے۔ جو قلوب پر اثر ڈالتی ہے۔ اس لئے کہ شاعر بھی اللہ تعالیٰ کا تلمیذ ہوتا ہے۔ بعض وقت اسے ایسی بات سمجھاتا ہے کہ اسے سن کر صوفی کو وجد ہو جاتا ہے۔ مگر خود شاعر کو اس کے سمجھنے سے وجد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اسے براہ راست ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ملہمین کو بھی شعراء کے مصرعے اور اشعار ایک جگہ الہام ہوجاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی وہ مراد ہوتی ہے۔ میں دور چلا گیا میں سنانا چاہتا ہوں کہ مجھے کہا گیا کہ تقریر کرو۔ مگر مجھے

مجھے کیا پسند ہے؟ خدائی کتاب

قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں مجھے خدا ہی کی کتاب پسند آئی۔ ہاں ایک احمق نے بیٹھ کر ایک بات کہی ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے سر کو چوٹ کیوں لگی؟ اور کیوں وہ کھلا گیا؟ بعض لوگ میرے سامنے بہت اونچی باتیں کرتے ہیں کہ شاید میں بہرا ہوگیا ہوں۔ وہ احمق اس چوٹ کی وجہ بتاتا ہے کہ تم نے ہزاروں جزیں کتابیں پڑھیں مگر قرآن شریف کو چھوڑدیا۔ اس واسطے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کے موافق تمہیں بدلہ دیا اور سر کھلا گیا۔ وہ احمق نہیں جانتا کہ میرا سر خدا کے فضل سے بالکل محفوظ ہے۔ باوجودیکہ تم نے دیکھا کہ چوٹ لگی اور سال گذشتہ کے انہیں دنوں میں بچے کی آئینہ بنی کلوروفارم کے ذریعہ اور کلوروفارم کے بدون بھی اس زخم پر جراحی عمل ہوا مگر ڈاکٹر و دوسرے لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دماغ کی کیسی حفاظت فرمائی۔ جو لوگ میری صحبت میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے زیادہ مجھے کوئی کتاب عزیز نہیں۔ اور میری غذا جس سے میں زندہ رہتا ہوں اللہ تعالیٰ ہی کی کتاب ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور محض فضل سے مجھے اس کتاب کی محبت اور اس کا فہم دیا ہے اور مجھے دکھایا ہے کہ یہ اس کا زعم ہے کہ اس کتاب کا فہم کرنیوالا بالکل نہیں ہو سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری دماغی قوتوں کی خود حفاظت فرمائی ہے یہ اس احمق کو نظر نہیں آتی جو وہ سمجھتا ہے کہ میرا سر کھلا گیا۔

دوسری کتابیں کیوں پڑھی ہیں

میں نے دوسری کتابیں پڑھی ہیں اور بہت پڑھی ہیں مگر اس لئے نہیں کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ مجھے پیاری تھیں۔ بلکہ محض اسی نیت اور غرض سے کہ

قرآن کریم کے فہم میں معاون ہوں

قرآن شریف ہی میں یہ ارشاد ہے تعاونوا علی البر والتقوی پس میں نے اگر ہزاروں ہزار کتابیں پڑھی ہیں یا پڑھتا اور پڑھاتا ہوں تو قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کرنے کے لئے۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عجیب عجیب انعام کئے ہیں جو دوسروں کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتے۔ کل ہی مجھے ایک کتاب ملی ہے۔ اس کی نسبت مجھے الہام ہوا تھا کہ وہ ہند میں نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو تو مالک السموات والارض سمجھتا ہوں اس نے میرے لئے کیا کچھ نہیں کیا جو ایک کتاب مہیا نہ کر دیتا۔ ایک سیاح اتفاقاً یہاں آگیا مجھے بڑا سمجھتا ہے۔ میری نسبت پیشگوئیاں کی ہیں میں تو اپنے عشق میں پورا ہوں (یاد رکھو عشق کا لفظ عادتاً بولتا ہوں اس لئے کہ پچھلے بولتے ہیں۔ ورنہ قرآن مجید میں یہ لفظ نہیں آیا۔ ہاں حلیۃ الی نعیم ایک حدیث نکالی ہے کہ اس میں عشق کا لفظ آیا ہے مگر راوی روایت بالمعنی کرتا ہے) غرض میں اپنے اسی عشق کی وجہ سے جو مجھے قرآن کریم کی خدمت اور فہم کیلئے کتابوں سے ہے۔ اس کتاب کا ذکر اس سے کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ہند میں یہ کتاب نہیں۔ اس لئے کہا ہاں ہند میں تو نہیں مگر سندھ میں ہے۔ میں تمہیں پہنچا دونگا۔ کل وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۶۰ کے وی پی میں میرے پاس پہنچ گئی ÷ اور اسکو پڑھ بھی لیا۔ یہ سچ ہے کہ مجھے کتابوں کا شوق ہوتا ہے مگر۔

تعاونوا علی البر والتقویٰ کے رنگ میں

پس میں نیکی کے طور پر کتابیں پڑھتا ہوں اور تفسیریں بھی پڑھ لیتا ہوں اور اسقدر پڑھتا ہوں کہ علی العموم دوسرے نہیں پڑھ سکتے۔ الا ماشاء اللہ پرسوں ایک دوست نے مجھے قرآن مجید کا ایک ترجمہ دیا اس پر

الہامی ترجمہ کا ضمناً ذکر

لکھا تھا الہامی ترجمہ۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ اور مجھکو ہمیشہ دکھ ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ پاک لفظ کو گندے معنوں میں لے لیتے ہیں۔ مثلاً کلمہ تمام لڑکوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ کہ کلمہ لفظ سوُر کو کہتے ہیں۔ حالانکہ کلمہ کی یہ تعریف قرآن

مجید کے خلاف ہے۔ تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا۔ پھر کیا عدم صدق اور عدم عدل بھی کلمہ کی تعریف ہوسکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

کلمہ کے معنی

اصدق کلمۃ قال

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

یہاں تمام تر مسلمان ہی بیٹھے ہیں ابھی ایک نام رکھاری مرید بھی بیٹھے ہیں۔ انھیں حضرت صاحب سے اور ہم سے اور ہمارے سلسلہ کے ساتھ بھی بڑی محبت ہے۔ غرض سب مسلمان جانتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ کہتے ہیں۔ مگر اب اس لفظ کے معنی بگاڑ کر لفظ سوُر کا نام کلمہ رکھدیا جو صحیح نہیں اسیطرح بہت سے لفظ بگڑ گئے اور ان کے شرعی معنی چھوڑ دیئے گئے جنکو سن کر اور دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ یہ مشکلات ہر زمانہ میں آئی ہیں اور ہم پر بھی آئی ہیں۔ ان مشکلات کو زیر نظر رکھ کر محض تعاون علی البر کے لئے میں

تفسیر کے متعلق میرا طرز عمل

کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا ہوں۔ اور تفاسیر میں ان کو مقدم کرتا ہوں جو مجھے قرآن کریم کا تذکرہ کرادیں اور ان میں اسطرح تفسیر کی ہو کہ ایک آیۃ کی تفسیر دوسری آیت سے ہو۔ اور پھر اس کے بعد میں اس تفسیر کو مقدم کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلمات سے کی گئی ہو۔ ایک زمانہ مجھ پر ایسا بھی گذرا ہے کہ ایک تفسیر کے شوق میں میں بمبئی گیا اور ایک دوست سے اس کے متعلق پوچھا اس نے کہا ہاں مل سکتی ہے۔ دوسرے دن جب میں اس دوست کے پاس گیا تو گو میں طالبعلم تھا تاہم اللہ تعالیٰ نے مجھے طالب علمی کے زمانہ میں بھی مالدار رکھا ہے میری جیب میں کچھ روپیہ ڈال کر لیگیا میں نے اس دوست سے کہا کہ وہ کتاب آئی ہے تو عطا کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں کتاب تو آگئی ہے مگر اس کی قیمت پچاس روپیہ ہے۔ اس کتاب کے ساٹھ صفحے ہیں اور ایک اس کا ضمیمہ ہے۔ اس کے ۵۰ صفحہ ہیں میں نے کہا بہت اچھا لائیے۔ اور میں نے پچاس روپیہ کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دیدیا وہ بولے کہ وہ کتاب طبع شدہ ہے اور اسی شہر بمبئی میں چھپی ہے۔ میں نے کہا اچھا ہے اسپر انھوں نے وہ کتاب مجھے دی۔ اور میں اس کو لیکر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر کے لئے باہر چلا گیا۔ وہاں تیلی کی گلی مشہور ہے اس کا یہ واقعہ ہے۔ پھر میں اندر گیا تو وہ حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ باہر کیوں چلے گئے تھے میں نے کہا فقہی بحث ہے کہ تکمیل بیع کے لئے تفارق جسمی بھی قول کے ساتھ ضروری ہے یا نہیں۔ محدثین اور شوافع کا قول ہے کہ تفارق جسمی بھی چاہیئے میں نے اسپر عمل کرلیا۔ اس لئے باہر گیا تھا تاکہ بالاتفاق کتاب

تیری ہوجاوے۔ میری قسم وہاں بیٹنت بہا ہے ... اس مسئلہ پر عمل کیا تھا ... ادا کری۔ پھر اس نے پوچھا کتاب کو بھی دیکھا۔ میں نے کہا

جمادے چند ویدم عیاں خریدم

اس کتاب کا نام مجھے قدرت حق نے سکھا دیا تھا میں جب اس دوست کے پاس سے اٹھنے لگا تو اس نے کہا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ کی مہربانی۔ تب اس نے کہا کہ اظہار محبت میں یہ پچاس روپیہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں ہوں تو طالبعلم مگر میری جیب میں اب بھی روپیہ موجود ہے۔ اس نے بہرحال وہ روپیہ واپس کردیا۔ اسیطرح جب میں مدینہ طیبہ میں تھا تو ایک ترک کو مجھ سے بہت محبت تھی اس نے کہا کہ کوئی کتاب آپ کو پسند ہو تو ہمارے کتبخانہ سے لیجایا کرو گو ہمارا قانون نہیں ہے مگر آپکے اس عشق و محبت کیوجہ

ناسخ و منسوخ کا مسئلہ کیسے حل ہوا۔

جو آپ کو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے میں نے کہا کہ مسئلہ ناسخ و منسوخ کے متعلق کوئی کتاب دو۔ انھوں نے مجھے ایک کتاب دی جس میں ۶۰۰ آیت منسوخ لکھی تھی مجھے یہ بات پسند نہ آئی۔ ساری کتاب کو پڑھا اور مزا نہ آیا۔ میں اس کتاب کو واپس لیگیا اور کہا کہ میں جوان آدمی ہوں اور خدا کے فضل سے یہ ۶۰۰ آیت یاد کرسکتا ہوں۔ مگر مجھے یہ کتاب پسند نہیں وہ بڑا بڈھا اور ماہر تھا اس نے ایک اور کتاب دی۔ اس کا نام اتقان ہے۔ اور ایک مقام اس میں بتا دیا جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث ہے۔ خوشی ایسی چیز ہے کہ میں نے ابھی سپارہ والی کو پڑھا بھی نہیں۔ مگر اسے لایا اور اسکو پڑھنا شروع کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ۱۹۔ آیتیں منسوخ ہیں۔ میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ گویا بادشاہ ہوگیا۔ میں نے کہا کہ ۱۹ یا ۲۱۔ آیتیں تو فوراً یاد کرلونگا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی مگر مجھے ایسا قلب اور علم دیا گیا تھا کہ اسپر بھی وہ کتاب مجھے پسند نہ آسکی آخر میں نے کہا کہ یہ بھی پوری خوشی کا موجب نہیں پھر مجھے خیال آیا کہ پچاس روپے والی کتاب بھی تو پڑھ دیکھیں اسکو پڑھا تو انہوں نے لکھا کہ خدا تعالیٰ نے جو علم مجھے دیا ہے اس میں ۵ آیتیں منسوخ ہیں۔ یہ پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کہ اب کیا مشکل ہے۔ میں نے جب ان پانچ پر غور کی تو خدا تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی کہ

ناسخ و منسوخ کا جھگڑا ہی غلط ہے

کوئی پانچ چھ سو بتاتا تھا۔ کوئی انیس۔ اکیس۔ کوئی پانچ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تو صرف فہم کی بات ہے۔ اور میں نے یہ قطعی فیصلہ خدا کے فضل سے کرلیا کہ ناسخ و منسوخ کا علم

مسلمانوں کے فہم پر ہے۔ ان پانچ سے سب پہلا پھیر دیا۔ یہ فہم جب مجھے دیا گیا تو اس کے بعد ایک روز میں لاہور کے اسٹیشن پر شام کو اترا۔ بعض احباب الیسے تھے کہ چینیاں والی مسجد میں گیا۔ شام کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی میاں علی محمد نے مجھے کہا کہ جب عمل قرآن مجید ختم ہوتا ہے تو ناسخ و منسوخ کیا بات ہے میں نے کہا کچھ نہیں۔ اگرچہ وہ پڑھے ہوئے نہیں تھے (عالم مراد ہے۔ ایڈیٹر) گو بڑا مدرسہ کے استاد تھے۔ انھوں نے اپنے بھائی سے ذکر کیا ہوگا۔ یہ ان دنوں جوان تھے اور بڑا جوش تھا۔ میں نماز میں تھا اور وہ جوش سے ادھر ادھر ٹہلتا رہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کہا ادھر آؤ۔ تم نے میرے بھائی کو کہدیا کہ **قرآن میں ناسخ منسوخ نہیں** میں نے کہا ہاں نہیں ہے تب بڑے جوش سے کہا کہ تم نے **ابومسلم اصفہانی** کی کتاب پڑھی ہے وہ احمق بھی قایل نہ تھا میں نے کہا پھر تو ہم دو ہوگئے۔ پھر اسنے کہا کہ سید احمد کو جاننے ہو مراد آباد میں صدر الصدور رہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں رام پور لکھنو اور بھوپال کے عالموں کو جانتا ہوں۔ ان کو نہیں جانتا۔ اسپر کہا کہ وہ بھی قایل نہیں۔ تب میں نے کہا بہت اچھا پھر ہم اب تین ہوگئے۔ کہنے لگا کہ یہ سب بدعتی ہیں۔ امام شوکانی نے لکھا ہے کہ جو نسخ کا قائل نہیں وہ بدعتی ہے۔ میں نے کہا تم دو ہوگئے۔ میں ناسخ و منسوخ کا ایک آسان فیصلہ آپ کو بتاتا ہوں تم کوئی آیت پڑھ دو جو منسوخ ہو اس کے ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ ان پانچ آیتوں میں سے کوئی پڑھ دے تو کیا جواب دوں۔ خدا تعالیٰ ہی سمجھائے تو بات بنے۔ اس نے ایک آیت پڑھدی میں نے کہا کہ فلاں کتاب نے جس کے تم بھی قائل ہو اس کا جواب دیدیا ہے۔ کہنے لگا ہاں پھر میں نے کہا اور پڑھو تو خاموش ہی ہوگیا علماء کو یہ وہم رہتا ہے ایسا نہو ہتک ہو اس لئے اس نے یہی غنیمت سمجھا کہ چپ رہے۔ بھیرہ میں ایک شخص نے نسخ کا مسئلہ پوچھا اور میں نے اپنے فہم کے مناسب جتا دیا اور کہا کہ پانچ کے متعلق میری تحقیق نہیں تو اس دوست نے کہا کہ اب ان پانچ پر نظر ڈال لیں۔ میں نے تفسیر کبیر

... میں ... ان ... آیات کو دیکھا تو تین مقام مجھے خوب سمجھ میں آگئے اور دو سمجھ میں نہ آئیں۔ تفسیر میں اتنا تو لکھا ہے کہ کثرت اور خفت کا فرق ہوگیا ہے غرض میں ایسی کتابوں کو پڑھتا ہوں مگر تعاون علی البر کے لئے اس محبت اور جوش سے جیسے مجھے پیارے کی پیاری کتاب ... پھر میں ایک مرتبہ ریل میں بیٹھا ہوا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ جیسے بجلی کوند جاتی ہے میں نے پڑھا کہ فلاں آیت منسوخ نہیں ہے۔ میں بڑا خوش ہوا کہ اب تو چار ہی رہ گئیں ... بڑی بڑی کتابوں کا تو کیا ذکر میں چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی پڑھ لیتا ہوں۔ مگر اسی غرض تعاون علی البر کے لئے۔ اس طرح سے ایک میں وہ پانچویں بھی مل گئی۔ اور اس طرح پر

خدا کے فضل سے یہ مسئلہ ناسخ و منسوخ حل ہوگیا

میرے دماغ کو اللہ تعالیٰ نے ترتیب کو محفوظ رکھنے والا بنایا ہے اگرچہ مجھے اب بھی زخم ہے مگر دماغ پر اس کے سبب سے صدمہ نہیں اس لئے میں اصل مطلب کی طرف آکر کہتا ہوں کہ میں تفسیروں اور کتابوں سے تعاون علی البر کیا کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ تھی کہ ہر چہ گیرد علتی علت شود کے موافق الفاظ کے معانی بگڑ گئے ہیں۔ اس میں سے کلمہ کے معنی سنائے جو درسی کتابوں کے نصاب میں بھی بگڑ گئے اور گورنمنٹ نے بھی غلطی بنے دی۔ اسی طرح پر ایک لفظ الہام کا ہے۔ محجوب لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ جو دل میں آجاوے وہ الہام ہے ان معنوں کو اتنا وسیع کیا کہ برہم ورم کے ماننے والوں نے تمام انبیاء علیہم السلام کو نعوذ باللہ جھوٹا کہدیا۔ کیونکہ وہ الہام کی حقیقت ہی نہیں سمجھے۔ اور اس کے مفہوم کو ایسا بگاڑا کہ نبی انھیں جھوٹے معلوم ہوئے اور کہدیا کہ نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام نے صرف لوگوں کو دبانے کے لئے الہام کی عظمت بیان کی ورنہ یہ معمولی بات ہے جو دل میں آجاتی ہے وہی الہام ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک بڑے آدمی کی میں نے کتاب پڑھی وہ بات بات پر کہتا ہے

ھذا ما الھمنی ربی۔ اور پھر لکھدیا کہ

نہ جبرئیل امین قرآن : پیغلطے نمی خواہم

یہ برہموں کا مذہب ہے۔ پرسوں ایک شخص مسلمان ایک ترجمہ

دیا لکھا تھا نعوذ باللہ الہامی ترجمہ ہے۔ ایک چھاپا ہے خرید لاوے۔ میں نے محض اس خیال پر کہ دوست لایا ہے (میرے خیال میں وہ درست ہے) اسکو پڑھ لیا۔ میں **اپنے کسی دوست کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس کو پڑھے**۔ میرا پڑھنا تعاون علی البر کے طور پر ہے۔ اس میں **ما انزل علی الملکین** میں **ملکین** کے معنے **شیطان** کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ جیسے ہماری زبان میں بچے کو **حضرت** کہتے ہیں یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور خطرناک غلط ہیں اگر **ملک** کا یہی ترجمہ ہے تو **امنوا باللہ والملائکہ** کے کیا معنی ہونگے۔ ہمارا وہ دوست اس مجلس میں ہے تو اس پر غور کرے کہ اس الہامی ترجمہ والے نے خدا سے ذرا بھی خوف نہ کرکے ہاروت و ماروت کو **شیاطین** کہا ہے اور پھر اس کا نام الہام رکھا ہے۔ میں نے جب اس ترجمہ میں یہ پڑھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ پیچھے میں نے سمجھا کہ اس کے متعلق تبلیغ کروں اس لئے میں کھول کر کہتا ہوں کہ **اس ترجمہ کو ہرگز ہرگز نہ پڑھو**۔ **ملک** کا ترجمہ فرشتہ ہے۔ اور حضرت کا ترجمہ بے ایمان کرنا یہ بھی جہالت کی بات ہے۔ پس تم کو چاہیئے کہ

الفاظ کے معانی کرنیمیں محتاط رہو اور قرآن کریم کے فہم کے بعض گر

الفاظ کے معانی کرنے میں خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور قرآن شریف کے لفظوں کو معنی کریا کرو قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے اول قرآن شریف ہی کو پڑھو اس کی آیات دوسری جگہ متواتر معنی بیان کرتی ہیں میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید جب ایک بات کہتا ہے تو بیس مقامات تک بھی اس کی تشریح کرتا ہے۔ دس جگہ اور سات جگہ تو عام ہے۔ کیونکہ سات کا عدد بھی کامل ہے۔ بعض آیات ایسی بھی ہیں کہ میں اس پر سالہا سال غور کرتا رہا۔ کہ قرآن شریف میں کہاں تشریح کی ہے۔ اور پتہ نہ ملا مگر جب خدا تعالیٰ نے وہ پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ سو سو جگہ تک بیان کیا ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملنامہ میں دیکھو وہاں بھی قرآن کریم کی تفسیر ملیگی۔

صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے الفاظ قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد ہمیں بتائیگا کہ ان الفاظ کا کیا مفہوم ہے۔ ہمارے بعض دوستوں کو بھی اس قسم کا ابتلا آیا تھا انھوں نے کہا کہ قرآن شریف میں نماز حج وغیرہ دکھاؤ میں نے کہا کہ پہلے گھوڑے۔ خچر ہی اتنیا ذ بتاؤ۔ پھر افعال و الحمیر میں تمیز کر کے دکھاؤ میں نے ان کے لئے بہت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے ان کو سمجھ دی اور یہ ابتلا جاتا رہا۔ میں نے کہا کہ جب تم بغال اور حمیر میں فرق کرنے کے لئے انکو دیکھتے ہو تو کیوں تم اس شخص کی نماز نہیں دیکھتے جس پر قرآن نازل ہوا۔ ایک بات میری سمجھ میں آئی ہے کہ اگر قرآن مجید میں صلوٰۃ کی تمیز ہوتی تو وہ بھی عربی میں ہوتی پھر ان لفظوں کے کئی کئی معنی کرتے۔ اور کس قدر مشکلات پیدا ہوتیں۔ پھر ایک اور نکتہ ہے۔ جب میں رامپور میں طالب العلم تھا کسی مقلد نے غیر مقلد کو کہا کہ نذیر حسین کے کیا معنی ہیں تو غیر مقلد طالب العلم نے کہا کہ اصل میں نذیر عدو حسین ہے۔ لفظ عدو محذوف ہو گیا ہے حالانکہ نذیر انکا نام تھا اور حسین کا لفظ باظہار قومیت شامل کیا گیا۔ والا اسطرح حذف مضاف سے عبدالنبی بھی جائز ہو جاوے کیونکہ بحذف مضاف عبد رب النبی ہو سکتا ہے۔ اور کہیں کنایۃ وغیرہ نکال کر خدا جانے کیا کیا معنی کرتے۔ پس ہمارے مولیٰ نے کامل رحم فضل سے نماز پڑھوا کر دکھا دی۔ اور ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابی نے دیکھ لی۔ حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ و مجوس نے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی نے دیکھ لی۔ حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ اور مجوس نے بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لی۔ اب کسی اور معنی کی ضرورت نہیں۔ نہ تقدیم تاخیر نہ کنایہ نہ حذف و محذوف کی۔ گجرات کے ضلع میں وہ شاہی ایک قوم ہے وہ کام (شہوت) کردہ رعد ..... (بے خود خرمن مودہ ریحاست) زِ منکار (عزدہا کو چھوڑنیکا نام ہی نماز رکھتے ہیں۔ یہاں ایک گلو سفنہ ہے جب وہ جماعت میں نہ تھا تو کہتا تھا کہ یہ خود منارہ ہیں۔ سر گنبد ہے اور آپ نماز ہیں۔ غرض اس قسم کی بیہودہ توجیہیں پیدا کر لیجاتی ہیں۔

مسلمانوں پر یہ دکھ اور مصیبت کا وقت ہے ایسے وقت میں یاد رکھو کہ قرآن کریم کی تفسیر قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد سے کرو۔ اور پھر تمام اُمت میں مشترکہ رنگ کو دیکھ لو۔

پھر احادیث صحیحہ کو پڑھو اب بڑی گندی قوم گذری ہے جو احادیث کا انکار کرتی ہے۔ ایک نے یہ گندا لفظ کل کہا اور بڑی جرأت سے کہا کہ روات

احادیث شیاطین ہیں وہ نہیں مریگا جب تک خود شیطان نہ بن لے۔

وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جو اس علم حدیث سے محروم ہیں میں بچپن سے ۷۵۔۷۶ سال کی عمر تک پہنچا ہوں اور میرا تجربہ ہے کہ

علم حدیث کے بغیر دین آتا ہی نہیں

تم ہی بتاؤ جسنے علم حدیث پڑھا ہے اس کی گواہی حدیث کے متعلق ماننی چاہیئے۔ یا اُس کی جس نے یہ علم پڑھا ہی نہیں۔ پھر ایک وہ ذریعہ قرآن کریم کے فہم کا ہے جو میرے ہادی نے مجھے سمجھایا ہے میں نے ایک بار حضرت مرزا صاحب کے حضور عرض کیا کہ آپ کے طریق میں مجاہدات کیا ہیں؟ فرمایا اگر شوق ہے ان مجاہدات کا جو ہمارے طریق میں ہیں تو ایک کتاب عیسائی مذہب کے رد میں لکھو۔ میں نے

فصل الخطاب کے لکھنے کی وجہ۔

جب اس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کر لیا تو ایک مسیحی کو مقرر کیا کہ وہ جو اعتراض قرآن شریف پر رکھتا ہے لکھے۔ اس نے انگریزی کے تین اعتراض لکھ کر بھیجا میں نے اس کے اعتراضوں کو پڑھ کر ساری بائیبل کو کئی مرتبہ پڑھا اور نوٹ کرتا گیا۔ (وہ بائیبل اب کسی نے چرالی ہے) میں نے کل اعتراضات کے الزامی جواب نوٹ کرلئے بعد پھر حقیقی جوابات کیطرف متوجہ ہوا تو بعض اعتراضوں کے جواب سمجھ میں آ گئے میں نے مرزا صاحب سے عرض کیا کہ بعض اعتراضوں کے جواب حقیقی نہیں ہو سکتے۔ یا تو ان اعتراضات کا ذکر ہی نہ کریں یا الزامی جواب دیکر خاموش ہو جائیں۔ میرا ایک دوست تھا اللہ تعالیٰ غفر و ارحمہ مولوی عبدالکریم نام انھوں نے کہا کہ الزامی جواب پسند نہیں۔ میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ آپ کی عادت تھی کہ ہنستے ہنستے کپڑا منہ پر رکھ لیتے تھے یہ سنکر فرمایا کہ بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ جس بات کو آپ کا قلب نہیں مانتا دشمن کو وہ آپ کیونکر منوا سکینگے۔ اس بات کو سنکر میرا اعتقاد آپ کی نسبت بہت بڑھ گیا کہ جب تک اس کا قلب مطمئن نہیں ہوتا بات کرتا ہی نہیں۔ اور مجھے ہنسکر کہا کہ یہ بے انصافی ہے کہ جس بات کو خود نہ سمجھو دوسروں کو منواؤ۔ میں نے سمجھا کہ اس کا ایمان بڑا عجیب ہے۔ اور یہی وجہ ہے جو ایک بات کو بیسیوں مرتبہ بیان کرتا ہے۔ میں یہ سنکر خاموش ہو گیا اور دل میں آیا کہ پھر کیا کریں۔ جب اُٹھنے کے قریب ہوئے تو فرمایا کہ جو مقامات حل نہیں ہوتے اُن کو خوشخط لکھ کر سامنے لٹکالو۔ جب آمد و رفت کے وقت ان پر نظر پڑے تو دعا کرو۔ چند روز کے بعد وہ انشاء اللہ حل ہو جائینگے۔ میں ان ایام میں صوفیت سیکھتا تھا۔ میں نے سوچا کہ خوشخط لکھنا اور پھر سامنے لٹکانا تو مشکل کام ہے اس لئے دل ہی میں لٹکا دو۔ یہ میرا اپنا ذوق تھا۔ اب بھی یہ گُر یاد رکھنے کے قابل ہے جو آیت سمجھ میں نہ آوے اُسکو خوشخط لکھ کر سامنے لٹکا دو اور دعا کرتے رہو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حل ہو جائیگی۔ غرض میں نے ان سوالات میں سے بعض کو اپنے دل پر لٹکا دیا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں حل کر دیا۔ انھیں سوالوں میں سے والنجم والنجم کی تفسیر ہے جو میں نے لکھی ہے۔ اگر کوئی چاہے تو وہ سوال موجود ہیں۔ میں اس کے حوالہ کر سکتا ہوں غرض تم کو کوئی آیت سمجھ میں نہ آوے۔ تو اس طریق سے کام لو اور جناب الٰہی میں گر پڑو کہ تیری کتاب ہے میری سمجھ میں یہ آیت نہیں آتی۔ دعاؤں میں لگے رہو اور منتظر رہو کہ کب انکشاف ہو جاتا ہے۔ کیا ہو اس ہو قدر اپنے خیال کو ترجیح دیدے یا کسی تفسیر کی اشاعت کی ہو۔ بلکہ یہ جو طریق بتایا ہے کہ قلب مطہر کیکے جناب الٰہی میں گر کر

مستقل سرمایہ کی تجویز

اس سال کے سالانہ جلسہ میں جو ضروری امر طے ہوا وہ مستقل سرمایہ کی ضرورت اور بہم رسانی ہے۔ اگرچہ مستقل سرمایہ کی ضرورت پر کوئی خاص تقریر نہیں ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو جس نے اس تحریک کو پیش کیا۔ جلسہ میں جبکہ چندہ کے لئے اپیل کیا اور آٹھ سو روپیہ کے قریب نقد جمع ہوا اُسوقت میرے محترم بھائی میر حامد شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر مختصر الفاظ میں فرمایا کہ آئے دن کی ضرورتوں کیلئے اگر ہم ایک لاکھ روپیہ جمع کر لیں اور اُس کو کسی کام پر لگایا جاوے اور اس کی آمدنی سے کام چلایا جاوے تو مفید ہوگا۔ اور اگر قوم اس تحریک کو مفید سمجھے اور ۷۵ ہزار باقی انجمنیں دیدیں تو سیالکوٹ کی انجمن ۲۵ ہزار روپیہ کا اقرار کرتی ہے۔ اس تحریک کے بعد گو ضرورت اس امر کی تھی کہ مختلف انجمنوں کے امیر اپنی اپنی انجمنوں کی طرف سے اسیطرح پر اعلان کرتے مگر مولوی محمد علی صاحب نے بحیثیت سکرٹری صدر انجمن ۷۵ ہزار کا باقی انجمنوں کی طرف سے اعلان کر دیا۔ اور اسیطرح پر یہ تجویز خدا کے فضل سے پاس ہوگئی۔ احمدی انجمنیں اپنے فرض کو اس موقعہ پر اسی تندہی اور کوشش سے انشاءاللہ ادا کریں جیسے انھوں نے آجتک کیا ہے۔ میری رائے میں اگر ۲۵ ہزار لاہور کی انجمن دیوے تو باقی پچاس ہزار کی وصولی میں دقت نہوگی۔ بلکہ یہ امید کرنا کسی صورت میں بیجا اور خلاف واقعہ نہیں کہ لاہور کی انجمن ۲۵ ہزار سے بھی بہت زیادہ دے۔

مستقل سرمایہ کی تجویز کے پاس ہونے پر میں بہت خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ میںنے ۱۹۰۶ء میں اس تحریک کو پچیس روپیہ فنڈ کی صورت میں قوم کے سامنے رکھا تھا۔ اور اس تجویز کو کانفرنس میں پاس کر بھی لیا گیا اور ایک حد تک عمل بھی ہوا۔ لیکن پھر اس کی رفتار دھیمی اور آخر بالکل بند ہوگئی۔ خیر اب میری تحریک پھر زندہ ہو جاتی ہے۔ انشاءاللہ پھر ۱۹۱۲ء میں پھر اسی تحریک پر میں نے قوم کو توجہ دلائی چنانچہ ۱۸۔ دسمبر ۱۹۰۸ء کے الحکم میں جو مضمون میں نے لکھا تھا آج پھر اسے دوہراتا ہوں اُمید ہے کہ ناظرین اسے پھر دلچسپی سے پڑھینگے اس ایک لاکھ کی رقم کو اس سال کے اندر جمع کر دیا جاوے تو انشاءاللہ یہ مفید امر ہوگا۔ اور اسطرح پر یہ سمجھنا چاہیے کہ اس سال کے اندر قوم سے

ایک لاکھ نہیں بلکہ اڑھائی لاکھ

کا سوال ہے۔ کیونکہ سال رواں کے اخراجات کیلئے بھی ایک لاکھ سے زیادہ کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر اس سال کے اندر یہ رقم جمع ہوگئی تو یہ یقیناً سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کے فضل سے آئندہ سال کا مطالبہ بہرحال کم ہو جائیگا کیونکہ مستقل فنڈ سے آمدنی شروع ہو جائیگی۔ بہرحال یہ مستقل سرمایہ کی تجویز گو آج سے چار سال پیشتر الحکم میں کی گئی تھی اور اسوقت سرسری نظر سے پڑھ کر اسے چھوڑ دیا گیا۔ مگر ضرورت آخر کچھ نہ کچھ کرا کر رہتی ہے۔ اگر اسوقت سے اسیکل زوردار تحریک کے رنگ میں شروع کر دیا جاتا تو اسوقت تک شاید مستقل سرمایہ میں صرف ایک لاکھ جمع ہوگیا ہوتا۔ بلکہ ہم شاید اس سے آگے قدم بڑھاکر

قوم کے سامنے کالج کے اجرا کی تجویز رکھتے

جس کی بہت بڑی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ تاہم اب وقت آگیا ہے کہ مستقل سرمایہ کے سوال کو عملی رنگ میں حل کیا جاوے۔ وہ مضمون جو الحکم ۱۸۔ دسمبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا تھا حسب ذیل ہے:۔

"کثرت سے تحریکیں ہوتی رہتی ہیں اور کم و بیش ان پر عملدرآمد بھی ہوتا رہتا ہے مگر جو سوال میں آج قوم کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ معمولی نہیں قابل غور ہے سلسلہ عالیہ کی ضروریات پر ایک سال کے اندر کسی صورت میں ایک لاکھ سے کم خرچ نہیں ہوتا۔ اور قوم اس خرچ کیا کرتی ہے۔ یہ رقم سال بسال قومی ضروریات کے دائرہ کی وسعت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ اور یوں قوم کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔

اگر ان بڑھتے ہوئے اخراجات کیلئے کوئی مضبوط انتظام کیا جاوے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی نہ کوئی راہ نکالتا رہیگا۔ جو یہ اخراجات پورے ہوتے چلے جائیں۔ مگر جہاں ہم اپنی ضروریات کے لئے مناسب جدوجہد کرتے ہیں وہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ اُن ضروریات کے لئے جو قومی ضروریات ہیں بہت کچھ سوچ بچار کریں۔ کیونکہ اگر انتظام مناسب نہ کیا جائیگا تو آئے دن دست سوال دراز کرنا شاید مناسب نہوگا۔ علاوہ بریں ایک لاکھ کی رقم کا ہر سال قومی سرمایہ سے کم ہو جانا معمولی بات نہیں ہے۔ یہ فقرہ کسی قدر تشریح طلب ہے۔ قوم جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ہر سال ضروریات قوم کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیتی ہے۔ اور یہ روپیہ چونکہ دوسرے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے اسلئے بالکل واضح بات ہے کہ قوم ہر سال اپنے سرمایہ میں سے ایک لاکھ نقد کم کر دیتی ہے میں اس کو ایک مثال سے واضح اور کھولتا ہوں فرض کرو قومی سرمایہ کی مقدار ۲۰ لاکھ ہے اور اس میں سے ایک لاکھ کی رقم ہر سال نکلے چلی جاتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ۲۰ سال میں یہ سرمایہ ختم ہو جائیگا۔ کہا جائیگا کہ بیس سال کے اندر قومی سرمایہ میں بھی افزائش ہوگی مگر اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہونگے جو قومی سرمایہ داروں کو اپنی ضروریات کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔ اسلئے اس پیشی کو محسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کو یوں سمجھ لو کہ فرض کرو کہ مدرسہ کے اخراجات کے لئے ہم ہر سال ۲۰ ہزار خرچ کرتے ہیں اور یہ رقم قوم کے روپیہ میں سے نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ کوئی رقم داخل نہیں ہوتی۔ تو یہ صریح کمی قومی سرمایہ کی ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ علم اقتصاد کا ہے تاہم ایسا نہیں کہ سمجھ میں نہ آسکے

پس اس نقصان کو جو قومی سرمایہ کے لئے خطرناک نقصان ہے بلکہ قومی ضرورتوں میں بھی دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس نقصان کا انسداد اور قومی ضروریات کا دقتوں کا دور کرنا بجز اسکے نہیں ہوسکتا کہ

انجمن کے ہاتھ میں مستقل سرمایہ ہو

اور انجمن کسی کام میں اس سرمایہ کو لگا کر اسے آمدنی کا ذریعہ بنائے۔ انجمن کے روپیہ کا یوں ہی بیکار پڑا رہنا کسی صورت میں مفید نہیں ہوسکتا۔ مگر ابھی تو انجمن کے ہاتھ میں کوئی ایسی معتدبہ رقم نہیں جس کو وہ کسی تجارتی کام میں یا ایسے محفوظ رنگ میں لگا سکے جس سے اخراجات کے لئے ایک آمدنی کی صورت پیدا ہو

میں جو کچھ کہتا ہوں خدا کے فضل سے کام کی بات کہتا ہوں اس میں غلطی کا ہونا یا اس تجویز میں کسی نقص کا ہونا بھی ممکن ہے مجھے اپنی کسی رائے یا تجویز کے مکمل اور ناقابل خطا ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں اسکو برا مانتا ہوں کہ کوئی اسپر نکتہ چینی کرے۔

اور اصل یہ ہے کہ تبادلہ خیالات سے ہی انسان صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کسی قوم یا سوسائٹی کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اسے اس کی غلطیوں پر اطلاع ملے۔ اس لئے میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں اور اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ کم از کم ان معاملات پر جن کا تعلق قوم کے سود اور بہبود سے ہو اُن لوگوں کو جو اہل الرائے اور اہل قلم ہیں بولنا چاہیئے۔ یہی مقصد مشورہ کا اور مجلسوں کی تہ میں کام کرتا ہے بہرحال میں جو کچھ لکھتا ہوں یہ میری ذاتی رائے ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس میں غلطی ہو۔

میری غرض اس مضمون میں قوم کو انجمن کے لئے مستقل سرمایہ کی تجویز پر متوجہ کرنا ہے۔ اور یہ ایسی تجویز ہے کہ اگر اسپر توجہ نہ کی گئی تو قوم کے قومی سرمایہ میں معتدبہ کمی کا اندیشہ ہے۔ اشاعت اسلام کی مد میں اگر پانچسو روپیہ ماہوار کا خرچ ہو تو اس قدر سرمایہ جمع ہونا چاہیے کہ پانچسو روپیہ کی آمدنی اس سے ہو سکے۔ اور اس طرح پر وہ اُن اخراجات کا کفیل ہو اسی غرض کو مدنظر رکھ کر میں نے [illegible] کی تحریک کی تھی*

انجمن نے اس رقم کو جو جمع ہو خواہ وہ کسی قدر بھی ہو مستقل سرمایہ قرار دینے کی تجویز منظور کر لی ہے۔ لیکن یہ رقم ایسے طور پر پوری نہیں ہو [illegible]

انتظام کرنا پڑے اس لئے اس کام کو پوری کوشش اور توجہ سے شروع کرنا ضروری ہے۔ اور جسقدر جلد ممکن ہو پچیس ہزار روپیہ جمع ہو جاوے تاکہ اسے کسی نفع بخش کام میں لگا کر اس کی آمدنی سے کسی ایک سیغہ کے اخراجات میں سہولت پیدا ہو۔ مستقل سرمایہ کا سوال ایک ضروری سوال ہے جو قوم کو اس سال احمدیہ کانفرنس میں سوچنا ہے اور اس کے متعلق فیصلہ ہو کر کام کی صورتیں اختیار کیجاویں جس سے جلد تر یہ رقم پوری ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ بزرگان ملت اس تحریک کو مفید و موثر بنانے کی کوشش کرینگے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تاثیر نماز

واضح ہو کہ ۹۔ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کو بعد سنت صبح اس عاجز کے دل پر وارد ہوا کہ نماز کے بارہ میں جو یہ آیت ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اس کا کیا مطلب ہے۔ جسمیں کہا گیا کہ نماز جو فحشاء سے نہیں روکتی وہ تو اصل میں نماز نہیں۔ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ یعنی سچے دل سے اور متوجہ ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور خوب سمجھکر اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوتے ہیں۔ اکثر لوگ یونہی تقلیدی نماز پڑھ لیتے ہیں اور زیادہ تر ٹکریں ہی مارتے ہیں۔ جو اصل طریق کو سمجھکر خوف خدا سے نماز پڑھتا ہے نماز اسکو فحشاء اور منکر سے ضرور روکتی ہے۔ (تشریح) دیکھئے یہ مثل مشہور ہے :۔ "تخم تاثیر صحبت کا اثر" بموجب اس مثال کے تم آزمالو کہ صحبت میں تاثیر ضرور ہوتی ہے جس صحبت میں بیٹھوگے اس کی تاثیر تم میں رفتہ رفتہ ضرور پیدا ہوگی ہمارے ملک کے آخری چند بادشاہ بھڑوؤں اور رنڈیوں کی صحبت میں بیٹھے اور شرابخوری اور زناکاری شروع کر دی۔ آخر نامرد اور ذلیل ہو گئے اور بادشاہی مغلیہ خاندان سے جاتی رہی۔ تمام ملک سکھوں اور مرہٹوں نے تاراج کر دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انگریزوں کو آب رحمت کیطرح ہندوستان پر بھیجا اور اس ملک کو دوبارہ سرسبز کیا۔ ورنہ اگر سکھ اور مرہٹے حکمران رہتے تو آج تک مغلیہ سلطنت کے ساتھ ہی اسلام کا بھی نام و نشان مٹ جاتا اور اذان۔ نماز کتابوں میں درج رہجاتیں۔ کوئی انکا عامل نہ رہتا۔ صحبت کی تاثیر مسلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اصحاب جو پہلے کفار تھے اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے کیسے شائستہ اور مہذب بن گئے جن کی مثل اولین و آخرین میں کوئی قوم نہ ہوئی نہ ہوگی۔ الا ماشاء اللہ پھر صحابہ و اہلبیت کے صحبت یافتہ لوگ بڑے بڑے رتبوں پر پہنچے۔ ان کا حال تذکرۃ الاولیا میں پڑھ کر دیکھ لو۔ تیسری صدی تک یہ قوم کثرت سے پائی جاتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ گھٹتی گئی اور تیرہویں صدی میں ختم ہو گئی۔ چونکہ آخر کو سب نیک مرد رخصت ہو گئے لہذا اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی کو مثل انبیاء کے خود تعلیم دیکر مکرر اسلام کو زندہ کیا چونکہ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے لہذا اسکو ترک کرکے پھر تاثیر صحبت والا مسئلہ شروع کرتا ہوں۔ دنیا اور دین کی بھلائی نیک صحبت سے حاصل ہوتی ہے اور دین و دنیا کی برائی بھی صحبت بد سے ملتی ہے۔ دیکھو تم جس صحبت میں نشست و برخاست رکھوگے اس کی عادات و محاورات سے ضرور تمھیں حصہ ملیگا۔ سچوں کی صحبت سے سچے ہو جاؤگے۔ اور جھوٹوں کی ہمنشینی سے جھوٹے۔ ہیرا پھیریوں کی صحبت میں تمھیں کچھ نہ کچھ گُر آجاویگا اور قرآن خوانوں کی محفل میں بیٹھنے سے قرآن خوانی سیکھ لوگے۔ شعرا کی صحبت میں شعر کہنے لگوگے اور علماء کی صحبت میں تھوڑا بہت علم آجاویگا۔ بہادروں کے پاس رہنے سے بہادر بنجاؤگے اور بزدلوں کی صحبت سے بزدل۔ نفیس مزاجوں کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو کر ضرور کچھ نفاست تم میں آجاویگی اور گندوں کے ہمسایہ میں رہکر تم گندے بنجاؤگے۔ اہلکاروں کی صحبت میں بھی تاثیر ہے اور آوارہ گردوں کی صحبت میں بھی ایک قسم کا اثر ہے۔ بھلا جب تاثیر صحبت مسلم ہے تو کیا اللہ کی جناب کی پانچ وقت کی حاضری کچھ اپنا اثر نہ دکھلائیگی۔ اور تم اس پاک کے دربار میں پانچ بار روز حاضر ہو کر کچھ پاک نہ بنوگے۔

افسوس کہ شیاطین کی صحبت کا اثر تو تم تسلیم کرتے ہو لیکن رحمن کی صحبت کی تاثیر کے قائل نہیں ؛ نہیں تمھیں ضرور قائل ہونا پڑیگا۔ پھر کیا سبب ہے کہ شیاطین کی صحبت کا اثر محسوس ہوتا ہے اور صریح نظر آتا ہے۔ لیکن رحمن کی صحبت کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ اور نظر نہیں آتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ لوگ رحمن کی صحبت میں بیٹھتے ہی نہیں۔ نماز پڑھتے ہی نہیں روزہ رکھتے ہی نہیں۔ اب بظاہر تم کہوگے کہ یہ جھوٹ ہے۔ لاکھوں کروڑوں آدمی پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں لیکن اصل میں آپ غلطی پر ہیں۔ یہ جو نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے نظر آتے ہیں اصل میں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ نماز اور روزہ کا حق نہیں ادا کرتے۔ سچے دل سے نماز روزہ نہیں بجالاتے رسمی طور پر یا لوگوں کے دکھاوے کے لئے اور قومی عادت کے موافق نماز میں چار ٹھونگیں مار لیتے ہیں۔ اور روزہ بھی بطور فاقہ کے رکھ لیتے ہیں ؛ دوا بھی اگر کہنہ اور کرم خوردہ ہو تو تاثیر نہیں کرتی دعا میں بھی اگر درد و گداز نہ ہو تو وہ فائدہ نہیں بخشتی۔ اور جسطرح جسمانی بیمار کے لئے دوا تجویز کرنیوالا حکیم پرہیز بھی تجویز کرتا ہے اسی طرح نماز روزہ کے ساتھ بھی پرہیزگاری شرط ہے ورنہ جس طرح بدپرہیز بیمار اچھا نہیں ہو سکتا اسیطرح بغیر تقوی اور پرہیزگاری کے نماز روزہ کا فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ اور قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ اب ہر شخص میرے مضمون کا سننے والا آزمائش کے طور پر چالیس روز تک سچے دل سے نماز شروع کرے اور حرامخوری اور حرامکاری کے نزدیک نہ جائے۔ اور پرہیزگاری اختیار کرے ناممکن ہے کہ اسپر انوار الٰہی نازل نہوں اور وہ خود اور اس کے ہم صحبت محسوس نہ کرلیں کہ اس شخص میں ایک نیک تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ مگر یہ نری آزمائش نہو بلکہ رضاء الٰہی کی خواہش ہو ورنہ اس شخص کا سا حال ہوگا جسنے ایک بھینس لینے کے وعدہ پر چالیس روز تک نماز پڑھی تھی۔ اور جب بعد چالیس روز کے بھینس نہ ملی تو نماز پڑھنے والے نے کہا کہ خیر میں نے بھی بغیر وضو کے چالیس روز تک نماز پڑھی تھی ؛

اگر سچے دل سے نماز کو بھی پڑھے تو ضرور ہے کہ وہ خدائی صفات بقدر استعداد حاصل کریگا۔ اللہ تعالیٰ تعریف کے لائق ہے وہ بھی تعریف کے لائق بنیگا ؛ اور مزید کچھ بندے اس کی ربوبیت میں داخل کئے جاینگے۔ اس میں رحمانیت اور رحیمیت کی شان کچھ نہ کچھ آجاویگی اور مالکیت بھی بقدر اس کے ایمان کے ضرور اپنا جلوہ دکھاویگی۔ صراط مستقیم ضرور اسکو دکھایا جاویگا۔ اور انبیاء و اولیاء کی طرح اسپر انعام ہونگے۔ نہ یہود کیطرح وہ مغضوب علیہ بنیگا نہ نصاریٰ کی مانند ضال ہوگا۔ چونکہ بار بار اللہ اکبر کہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ اسے بڑا بنائیگا۔ اور سبحان ربی العظیم کی تکرار کرنے کے بدلے وہ پیارا رب اسے عظیم الشان کر دیگا۔ اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بار بار پڑھنے کے باعث وہ رب العزت اسے عالیشان بناویگا۔ چونکہ سبحانک اللھم اور التحیات ہر دو رکعت کے بعد پڑھتا ہے میرا پاک پروردگار اسے دنیاوی الائشوں سے پاک کریگا اسکو مال اور اولاد دنیا سے پاک بخشیگا۔ چونکہ درود نماز میں اس کے رسول مقبول پر پڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ بڑھ چڑھ کر اسپر اپنی رحمتیں نازل کریگا۔ جب سچی نماز میسر ہوگی جس کے یہ نتائج ہیں تو پھر فحشاء اور منکر کہاں پاس پھٹکینگے۔ آخر آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ پانچ وقت کی حاضری میں تو فحشاء اور منکر سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ پھر اگر دوام ذکر میں بندہ مشغول ہو تو بہت ہی بڑا بنجائے۔ اللہ تعالیٰ راقم مضمون اور سننے والوں کو اپنے فضل و کرم سے صدق دل کی نماز عطا فرمائے اور دوام ذکر پر قائم کرے۔ آمین یا رب العالمین

(ناصر نواب)

الوقت میگوینڈ ریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آنیوالے مہدی اور مسیح کی جو بشارت دی تھی وہ تیرہ سو سال تک ایک امانت کے رنگ میں چلی آئی۔ جسقدر لوگ اہل اللہ اور باخدا اسلام میں اس سے پہلے گزرے تھے انھوں نے اپنے کشوف اور حقانی علوم کی بنا پر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت چودھویں صدی کو ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ بعض نے اپنی اولاد کو اس پاک وجود کو سلام پہنچانے کی وصیت کی۔ آنیوالا اپنے وقت پر آیا اور جو کام خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا تھا اسکو کر کے اپنے وقت پر مرفوع ہو گیا۔ دیکھنے والوں نے اسکو دیکھا اور شناخت کیا۔ مگر بعضوں نے اسے دیکھا چونکہ وہ انسان جیسا ہی انسان تھا اس لئے وہ اس میں اپنے خیال کے موافق کوئی اچنبھا اور عجوبہ نہ پاکر اس سے متنفر رہے یہ اسپر ہی موقوف نہ تھا ہر آنے والے کے لئے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا کرتا ہے یہی مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت میں انھیں نفوس کی شناخت میں آتا ہے جو نہایت باریک بین ہوتے اور نور فراست رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا مگر آنکھ والوں نے نہ شناخت کرنا تھا نہ کیا اس لئے وہ پکارا

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

یہ شعر ایک کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو اسوقت پیدا ہوگی جب انتظار کرنے والوں کی آرزوؤں پر پانی پھر جائیگا۔ زمین سے جو نشانات اس موعود کی تصدیق کے لئے ضروری تھے وہ پورے ہوئے آسمان نے شہادت دی۔ مگر دیکھنے والوں نے کہدیا ابھی نہیں۔

وہ لوگ جو اس کے منکرین میں داخل ہوئے ان کی حالت بہت ہی واجب الرحم ہو رہی ہے۔ وہ سخت مشکلات میں ہیں۔ اس مضمون کی تحریک مجھے اس رسالہ سے ہوئی جو حال میں خواجہ حسن نظامی آل انڈیا صوفی کانفرنس کے سکرٹری صاحب نے شیخ سنوسی اور ظہور حضرت امام مہدی آخرالزماں کے نام سے شائع کیا ہے یہ رسالہ حلقہ نظام المشائخ دہلی سے ۴ر میں مل سکتا ہے پچھلے دنوں خواجہ صاحب بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے لئے گئے تھے اور ان کی غرض اپنے سلسلہ کی اشاعت اور تبلیغ تھی۔ اس سفر میں وہ مصر بیت المقدس۔ دمشق اور مدینہ منورہ کے بعض بزرگوں سے ملے ہیں انھوں نے اپنے کشوف یا الہامات یا قیاسات کی بنا پر ظہور امام مہدی کے متعلق فرمایا۔ وہ خواجہ صاحب نے اس میں درج کر دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ خواجہ حسن نظامی کو یہ بھی علم تھا اور خوب علم تھا کہ ہندوستان میں ایک مہدی و مسیح آیا۔ وہ اگر اعتقاد نہ رکھتے تھے تو کم از کم ان بزرگوں سے اتنا تو کہہ سکتے تھے کہ ہندوستان میں ایک بزرگ نے ایسا دعویٰ کیا ہے تب انھیں ان خیالات کا اندازہ معلوم ہو جاتا۔ مگر وہ معذور بھی تھے۔ اس لئے کہ انکو اس کی ضرورت نہ تھی۔ یہ کام تو کسی احمدی کا ہو سکتا تھا اور ہو سکتا ہے۔ جو ان ممالک میں تبلیغ کے لئے نکلے اور ایسی حالت میں کہ ان ممالک کے لوگ ظہور مہدی کے لئے آجکل ہی انتظار کرتے ہیں یہ بڑا اہم امر ہے کہ ان کو یہ خوشخبری پہنچائی جاوے کہ آنیوالا آ گیا۔ یہ کام جو اسوقت ہم کو کرنا چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں ہمیشہ اسلامی ممالک میں تبلیغ کے لئے کوشش کرتے رہے۔ اور کم از کم کوئی نہ کوئی کتاب اور رسالہ تیار کر کے بھیجتے۔ آپکے بعد یہ سلسلہ قریبًا بند ہے۔ حالانکہ اب اس کی بہت ضرورت ہے۔ یہ امر تو ایک جملہ معترضہ کے طور پر میں کہہ گیا۔ میں اس مضمون میں ان بزرگوں کے خیالات کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں جو انھوں نے ظہور مہدی کے متعلق اپنے علم کی بنا پر ظاہر کئے ہیں۔

شیخ توفیق بکری شیخ المشائخ مصر کی بابت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۵ پر ان الفاظ میں کہی ہے۔ ”رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق اسلام کی بہتری کا زمانہ قریب آ گیا۔ پستی و افسردگی کا دور ختم ہوا۔ اور زمانہ اب اہل اسلام کے ہر طبقہ میں حرکت پیدا کر رہا ہے۔ اس گروہ کو بھی ہاتھ پاؤں ہلانے چاہئیں۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی پیشوائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔ مشائخ طریقت کو مسلمین کا دایاں ہاتھ بننا چاہیئے۔“

حضرت توفیق بکری کے بعد متعدد مشائخ صوفیہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور ان سب کو اسی خیال میں سرشار دیکھا گیا۔ ”کہ دنیا کا یہ دورہ قریب الختم ہے۔ قیامت کی منزل نزدیک آ گئی ہے۔ اور مسلمانوں کا پہلو دوسرا شاندار رنگ بدلنے والا ہے۔“

پھر اہل مصر کے خیالات کو یوں ظاہر کیا ہے:- ”وہ اہل مصر ہم مسلمانان ہند سے زیادہ یورپ کی رفتار زندگی اور حرکت علمی کو سمجھتے ہیں اور ہم سے بڑھکر مسلمانوں کی عام پستی و افسردگی کا علاج ڈھونڈ رہے ہیں۔ اسواسطے افریقہ کی

سنوسی تحریک

کا نشو و نما کچھ تعجب خیز نہیں۔ انقلاب ایام کے اقتضاء نے افریقہ والوں کو اپنی حالت سنبھالنے پر خود بخود متوجہ کر دیا ہے وہ اہل ہند کی طرح متعصب نہیں ہیں عیسائی اور یہودیوں کے ساتھ کھانے پینے میں انھیں کچھ باک نہیں مغربی علوم کی دلدادگی میں سب سے آگے ہیں ان کے جذبات ترقی سائنس کی ایجادوں کو دیکھ کر اچھلے پڑتے ہیں لیکن ساتھ ہی مغربی تمدن کے ناگوار اور خلاف مذہب اثرات کے دل سے دشمن ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ قاہرہ کے بازاروں میں کھلم کھلا مسلمان شراب پیتے ہیں۔ ان کی عورتیں پردہ سے آزاد ہوتی جاتی ہیں تو وہ اس کا الزام مغربی تمدن پر لگاتے ہیں۔ اور انھیں واقعات سے ان کو رسول مقبول صلعم کی وہ پیشگوئی یاد آتی ہے کہ قیامت کے قریب علانیہ شراب پی جائیگی۔ اور بے شرمی و بیحیائی کو عیب نہ سمجھا جائیگا۔ اس پیشگوئی کی صداقت کے یقین سے ان کا اس نتیجہ پر پہنچنا بالکل حق بجانب ہے کہ ان خرابیوں کا دور کرنیوالا

امام آخرالزماں

ہے۔ امام آخرالزماں یعنی حضرت امام مہدی کا ظہور ان کے عقیدے میں بہت جلدی ہونیوالا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی دنیا کی تمام تاریکیوں کو دور کرنیوالے ہیں۔ دنیا نے مادی حالت میں خوب روشنی بڑھائی ہے مگر روحانی اور باطنی عالم میں اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ حضرت امام اس ظلمت کو نور بنانے دنیا میں آتے ہیں لیکن وہ بھی ہمارے رسول صلعم کی طرح ایک بشر ہیں۔ ان کے بھی سب کام آدمیوں کی مثل اسباب و ذرائع کے ماتحت ہونگے۔ یہ نہوگا کہ ایک پھونک مار کر سب تاریکیوں کو دور کر دیں لہذا ہمکو ان کی اعانت کے لئے طیار ہو جانا چاہئے۔ اور وہ طیاری یہ ہے کہ اپنی حالتوں کو درست کریں۔ نیچے اور ہندوستانی مسلمانوں کا نمونہ بنیں۔ نئی روشنی کے علوم حاصل کریں اور سوچیں کہ کن اسباب سے مسلمان نئی روشنی کی برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں“

بیت المقدس کے کسی بزرگ بخاری کا تذکرہ خواجہ صاحب نے اسطرح کیا ہے:- ”ایک دن خاص حرم کے اندر ایک بخاری بزرگ سے ملاقات ہوئی یہ حضرت بڑے جہاندیدہ اور صاحب فہم و فراست معلوم ہوتے تھے عرصہ دراز سے مدینہ شریف میں اقامت اختیار کر لی ہے۔ جب میں نے روسی طریق حکمرانی کی نسبت سوالات کئے تو بخاری صاحب نے عجیب مؤثر الفاظ میں تقریر کی اور فرمایا ہم لوگ حکمرانوں کو نہیں دیکھا کرتے کہ وہ اچھے ہیں یا برے بلکہ خود اپنی حالتوں پر غور کرتے ہیں کہ آیا ہم میں وہ اہلیت ہے یا نہیں جس کے سبب خدا تعالیٰ ہم کو عادل اور رحمدل بادشاہت عطا کرے۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ بندوں کے اعمال پر حکام کا تقرر منحصر ہے۔ اور فرمایا بیٹے جو اپنا گھر چھوڑ کر مدینہ شریف کی اقامت اختیار کی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ مجھکو اس طاقت ازلی کے ظہور کا انتظار ہے جو ہم سب کو اپنی پاکیزہ روحانیت سے صاف و شستہ کر دے۔ اور ہمارے بکھرے ہوئے

...ہرگز پہلے آسکے۔ مدینہ منورہ میں ایک ... ہے تم وہاں جاؤ تو متولی صاحب سے ... ایک کتاب مانگنا اور دیکھنا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اگرچہ متولی صاحب انکار کرینگے اور انکو دکھانے میں تامل ہوگا لیکن جب میرا نام لوگے تو وہ دکھا دینگے۔ میں نے کہا آپ نے تو اسکو دیکھا ہوگا خود ہی فرما دیجئے کہ آخر اس میں ایسی خاص کیا بات ہے فرمایا مضمون بہاری میں علاوہ چند خاص یا وحشتوں کے ایک یادداشت یہ ہے کہ چودہویں صدی کے دوسرے ثلث میں حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا ان کے ظہور سے عیسائیوں کی وہ حکومت جو سب سے زیادہ مسلمانوں پر حاکم ہوگی اسلام اختیار کریگی اور سب سے پہلا شخص جو حضرت امام کے دست مقدس کو پکڑ کے پہاڑ کے نیچے بوسہ دیگا وہ اس نومسلم بادشاہ کا ایلچی ہوگا۔

دمشق کے مدرسہ حضرت امام نووی محدث کے ایک بزرگ کی شہادت: - در دمشق میں حضرت امام نووی محدث کے مدرسہ میں ایک بزرگ حضرت مولانا بدرالدین نامی ہیں - آپ تمام ملک شام میں ممتاز محدث اور زبردست فاضل ہونے کے علاوہ صاحب کشف و کرامات اور اعلیٰ مخبر یں رہنے والے مانے جاتے ہیں میری انکی عجیب پیرایہ سے ملاقات ہوئی۔ خانقاہ کے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر تھا۔ سامنے مولوی محمد یحییٰ صاحب خادم خاص بیٹھے تھے حضرت نے مجھکو بھی ایک پہلو میں بٹھا لیا اور اس طریق سے باتیں شروع کیں کہ خطاب مجھ سے کرتے اور دیکھتے اپنے خادم کی طرف اور خادم صاحب انھیں الفاظ کو دوبارہ مجھ سے نقل کرتے جاتے تھے۔ حضرت کی اس عجیب غریب روش نے مجھکو بہت متعجب کیا اس کے بعد جب سلسلہ کلام جاری ہوا تو اور بھی زیادہ حیرت ہوئی کیونکہ حضرت نے زمانہ آئندہ کے نسبت سنسنی خیز خبریں ارشاد فرمائیں جنکا ماحصل یہ تھا کہ قیامت قریب آگئی بہشت بھی آراستہ ہوگئی دوزخ بھی بھڑکائی جا چکی دنیا پر تاریکی نے اس سرے سے اس سرے تک قبضہ کر لیا اب آفتاب رسالت کا برزخ کعبہ کے میدانوں میں جلوہ افروز ہوا چاہتا ہے۔ ای سندوستان والو تمھاری آنکھ کھلی یا نہیں کھلی۔ ... یا نہیں ابھی اسوقت تھوڑی کیا تم اسواسطے آئے ہو کہ میرا پیام اہل ہند کو پہنچا دو۔ ان شہادتوں کے بعد خواجہ صاحب نے شیخ سنوسی کے متبعین میں سے ایک بزرگ کی شہادت بھی لکھی ہے جو انکی سنہ ۱۳۳۰ھ میں امام مہدی کا ظہور یقین کرتے ہیں۔ ان شہادتوں سے کچھ بھی ظاہر ہوا نہ پتہ چلتا ہے کہ زمین اس پاک وجود کے لئے بیقرار ہے اور چلا رہی ہے فی الواقع وہ ضرورت آج نہیں گذشتہ صدی کے آخر سے پیدا ہوگئی تھی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر اس ضرورت کو پورا کیا۔ اسوقت اگر ان ممالک میں مہدی کی تبلیغ کیجاوے اور انہیں بتایا جاوے کہ آنیوالا آچکا ہے تو خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ بہت سی مستعد روحیں قبول کریں مگر اس کے لئے ضرورت ہے کسی ایسے انسان کی جو اس مقصد کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور خدا کی راہ میں نکل کھڑا ہو۔ میں نے یہ مضمون اس غرض سے لکھا ہے کہ سوچنے والے سوچیں اور دیکھیں کہ ہم اسوقت کیا کرسکتے ہیں خدا ہی کے متعلق سب کچھ ہوگا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کی ہوائیں چل رہی ہیں وہ وقت قریب معلوم ہوتا ہے کہ آفاق میں حضرت مسیح موعود کا نام پہنچے اور دنیا کے کناروں تک اس کی تبلیغ جائے (خدا کرے کہ ہم بھی ان مبلغین میں شامل ہوں آمین) ضرورت ہے کہ اس مضمون پر مختلف رائیں ظاہر ہوں۔ جنکو خدا تعالیٰ نے غور و فکر کی قوتیں دی ہیں وہ اپنی خدا داد قوتوں سے کام لیں اور اپنی رائوں کو ظاہر کریں ❊

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی اور کارونیشن دربار دہلی

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو الحکم ۷ جنوری ۱۹۱۲ء)

دارالخلافہ دہلی - اسے انگلستان سے صرف اسی مبارک تقریب میں شامل ہونے کیلئے تشریف لائے۔ کثیر التعداد اصحاب ڈراما کو دیکھکر محظوظ ہوئے - تھیٹر ہال میں ۱۵۰۰ اشخاص ڈراما دیکھ سکتے تھے - ۱۴ - دسمبر کو ایک میٹنگ ہوئی جس میں شہنشاہ ہند اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر اقبال دولت اور جاہ و جلال کی دعا مانگی گئی اس موقعہ پر خوب رونق ہوئی تقریباً ۵۰ ہزار انگریزی - اردو اور گورمکھی ٹمپرنس ٹریکٹ تقسیم کئے گئے جنمیں بہت سے اسی موقعہ کیلئے طیار کئے گئے تھے - عوام میں تقسیم کئے گئے - دو ہزار میڈلین جس کے اردگرد ٹمپرنس ماٹو فوارہ بوتل اور سٹوڑہ اور درمیان میں نہایت خوبصورت شہنشاہ معظم کی شبیہ تھی جس کے نیچے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" لکھا ہوا تھا یہ میڈلینز ریاست کلسیہ کی طرف سے بوساطت سردار سنت سنگھ پریذیڈنٹ کونسل جو سوسائٹی کو تقسیم کرنیکے لئے ملے تھے بانٹے گئے تھے ❊ ایک ریڈ لیٹر (تہنیت نامہ) تمام والیان ریاست ہائے ہند اور عمائدین ملک کی خدمت میں ارسال کیا گیا کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں شرابخواری کے خلاف کوشش کریں - اور پرہیزگاری پھیلادیں جس سے رعایا کے دلوں سے شہنشاہ معظم اور حکام کے لئے اقبال اور درازی عمر کی دعائیں نکلینگی - جس سے بڑھکر ایسے نیک موقعہ کے لئے اور کوئی یادگار نہیں ہوسکتی ❊

چنانچہ اس کار عظیم میں اگرچہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کا گیارہ ہزار روپیہ خرچ ہوا مگر کام نہایت مفید اور موثر ہوا ❊ اس تمام کامیابی کا ذریعہ ہمارے صوبہ کے عالیجناب سر لوئیس ڈین صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب ہیں جن کی مہربانی سے ایسا موقعہ خدمت کا نصیب ہوا نیز تمام ممبران ہمدردان معاونان امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی جن کی امداد سے ایسی کامیابی حاصل ہوئی۔

نیاز مند نند لال آنریری سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی

ایک عجیب کتاب قرآن مجید کی بے نظیر خدمت

قرآن مجید کی خدمت کے لئے جس دل میں جوش اور جس ہاتھ میں قوت پیدا ہو وہ نہایت ہی مبارک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص اور باوفا خادم مولوی جلال الدین صاحب مرحوم ساکن بلانی نے ایک تخریج الآیات لکھی تھی جو اسوقت تک شائع نہیں ہو سکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ ایسی بابرکت اور مفید کتاب شائع ہو آپ کے استصواب سے جو انشاء مولوی جلال الدین کے صاحبزادگان نے دیباچہ میں اسے عام اطلاع کیلئے شائع کرتا ہوں۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کی اشاعت کیلئے مدد دینے میں توقف نہ کریں۔ اللہ انھیں بہترین جزا دیگا۔

بتصدیق حضرت خلیفۃ المسیح میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ واقعی امر کا اظہار ہے۔ ہم نے بہت تخریج الآیات اور نجوم القرآن اور جرمن کا انڈکس بھی دیکھا ہے اس کے قریب قریب بھی وہ مفید نہیں۔ یہ میرے علم کی بات ہے ممکن ہو کہ اور کوئی ایسی کتاب ہو اور میرے علم میں نہو۔ میں خود دس حصہ اور میرا بیٹا دس حصہ کے خریدار ہوتے ہیں نورالدین

اشتہار

ہمارے والد مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جو عشق و محبت حاصل تھی اس سے حضرت کے پرانے خدام بخوبی واقف ہیں حضرت جب مجلس میں کسی آیت کا ماسبق اور مابعد دریافت کرتے اور حفاظ کو بھی اس میں ذرا دیر لگتی تو ہمارے والد کے دل میں یہ جوش پیدا ہوتا کہ ایک ایسی کتاب تخریج الآیات کی تیار کیجاوے جس سے ہر ایک آیت حسب ضرورت فوراً نکل آیا کرے۔ چنانچہ اس کام کو شروع کیا اور تخریج الآیات کے واسطے قرآن مجید کے الفاظ کو بلحاظ حروف تہجی جتنی دفعہ ہر ایک حرف آیا ہو تیرہ سال کی محنت اور جانفشانی سے ترتیب دیا کہ نمبر سپارہ - رکوع - سپارہ نمبر رکوع - سورہ نام سورۃ و نمبر آیت قرآن کریم کا حوالہ دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس بےمثل کتاب کو بہت ہی پسند فرمایا۔ جیسا کہ آپ کی تصدیق سے ظاہر ہے۔ مگر افسوس کہ اس کار خیر کے اختتام پر جلدی ہی والد بزرگوار کا خاتمہ بالخیر ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون اب ہمیں اسقدر استطاعت نہیں کہ ہم اس بے بہا کتاب کو اپنے خرچ سے شائع کریں۔ اسواسطے بمشورہ حضرت خلیفۃ المسیح یہ قرار پایا ہے کہ مبلغ تین ہزار روپیہ کے حصص جمع کئے جاویں اور ہر ایک حصہ پانچ روپیہ کا ہو ہر ایک حصہ دار کو کتاب کے چھپ جانے پر انشاء اللہ تعالیٰ حسب رسد حصص نصف منافع دیا جاویگا یا جو احباب پسند فرماوینگے کہ وہ اپنے حصص کی کتابیں خرید لیں انکو کتابیں دیدی جاوینگی۔ اور ہر ایک حصہ دار کو ایک جلد کتاب خریدنی ضرور ہوگی۔ دو ہزار روپیہ جمع ہونے پر

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ فوراً خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔

ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں

قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ر ۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۱۲۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں

۱۲ر والی شیشی

ڈون پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری سے مرلفیود آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول از ماؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے از حد مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں جو اہرا تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگئیے۔ پھر اگر شافی طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے افراد جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض بڑھتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا بصارت بڑھانے والا۔ فی تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا فی بکس

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج دس لاکھ روپے کا فروخت ہوچکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحبان ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر سپجری ... بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ڈھیلے کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پٹ ہوکر بے آب ہوجاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود متبادر و تنوع کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ خواہ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل اور تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا ... اعضا پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ ... انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہوکر معزولہ طاقت بحال ہوجاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بنا دیتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ)

یہ دو دوائیں حکیم محمد شریف آنٹی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

ماء اللحم عنبری و دوا آتشہ

ان سب شکایتوں کو دور کرنے کے لئے

طاعون حبوب

مصدقہ ہیلتھ آفیسر لکھنؤ

یہ مفید گولیاں ہر سال اودھ شفاخانہ سے ہزاروں کی مفت تقسیم ہوتی ہیں۔

۲۴ ٹکیوں کی صرف ایک روپیہ

ماء اللحم عنبری و دوا آتشہ

ماء اللحم عنبری دوا آتشہ

اودھ شفاخانہ امین آباد

تمام فرمائشیں بنام سپرنٹنڈنٹ اودھ شفاخانہ لکھنؤ آنی چاہئیں

اشتہاری

ازدفتر الحکم قادیان

ان اللّٰہ

جلد

نمبر

۲۱- جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

قادیان دارالامان

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں
پیشگی لی جائیگی

عوام سے صہ
خواص سے عہ
ہندوستان سے باہر سے ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ہے

چہ کوئم بانو گرائی چیاد رقادیان بینی

دو اہنی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

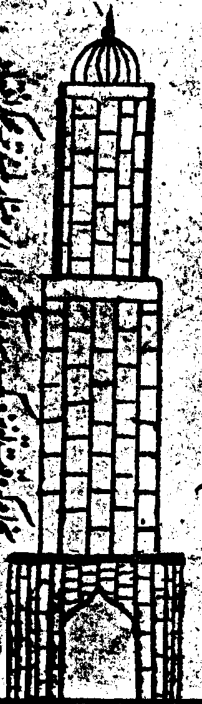

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ووافی ہوچکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں ؛

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جوادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات میں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ یہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنے اجداد کے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دیدی ہیں

نوٹ جن پر اثر اور مفید ادویات کے ... اس دواخانہ کی کوئی

رجسٹرڈ وائل نمبر
بعالیجناب سید حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے " منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی " تار کا پتہ " میڈیسنز دہلی "

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

اپنے پیارے اور رضا ترس شہنشاہ معظم کی تاجپوشی کی خوشی اور حضور انور کی شاہی عطایات کی شکرگذاری میں

مجھ ضعیف العمر خادم کی طرف سے کئی ہزار روپیوں کی اکسیر دوائیں مریضان جلق اور نامردی کی مفت نذر

صاحبان! اُمید ہے کہ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ میں نے اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے اپنے دیش کے مریضوں کی خاص کر مرض نامردی سے زندہ درگور شدہ اشخاص کی برباد شدہ طاقت مردی کو بحال کرنے کے لئے اپنے تن من اور دھن ان کی نذر کیا ہے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ اگر میرے دیش کے ایسے مریض از سرنو طاقت ور اور تندرست ہو کر طاقت ور اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو جاویں تو اس دیش کی بہت کچھ ملکی مذہبی اور اخلاقی ترقی ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح کسی نہ کسی کی دعائے خیر سے ممکن ہے کہ میرا بھی عاقبت میں بھلا ہو جاوے۔ پس میں نے وہ معقول رقم جو پہلے میں نے تاجپوشی کی خوشی میں کسی کار خیر میں نذر کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ معہ ان رقومات کے جو میرے علاج سے چند اولاد حاصل کردہ اصحاب نے میرے دواخانہ کے خیراتی فنڈ میں عطا فرمائی ہیں اپنے دیش کے متذکرہ بالا امراض کے مریضوں کی نذر کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یکم مارچ ۱۹۱۲ء تک جو صاحب میرے پاس اپنی درخواست بھیجے گا۔ اس کی خدمت میں صرف ایک روپیہ کے وی پی میں میرے مشہور و معروف **طلائے مایوسین** کی ایک شیشی جس کی مقررہ قیمت مبلغ چار روپے ہے۔ محصول معاف پہنچا دی جاوے گی۔ اور پھر یکم مارچ ۱۹۱۲ء کو ان تمام اصحاب میں یعنی جن کی درخواستیں آچکی ہوں گی ہر یکصد اصحاب میں سے دس کو میں اپنی اکسیر **دوائی انت بل رسائن** کا جو ہر قسم کی مرض نامردی کی خواہ وہ جلق سے ہوا ہو اور کسی وجہ سے ہو اکسیر ہے۔ بیس بیس تولہ کا ایک ایک ڈبہ جس کی قیمت مقررہ پانچ روپیہ اور آجکل رعایتی پانچ روپیہ لاٹری کے طریقہ پر نذر کر دوں گا۔ لاٹری مندرجہ ذیل اصحاب نامدار و ایماندار کی موجودگی میں ڈالی جاوے گی۔ اس طرح پر کہ جس قدر اصحاب کی درخواستیں ہوں گی۔ ان کے نام کاغذ کے ایک ایک پرزہ پر لکھ کر گولی بنا کر ایک تنگ منہ والے مٹکے میں ڈال دیئے جاویں گے۔ جن کو ایک چار سالہ معصوم لڑکی اس طرح نکالے گی۔ کہ اگر بالفرض ایک ہزار نام ہووے۔ تو پہلی یکصد برآمد شدہ گولیوں والے نام کے اصحاب کو ایک ایک انعامی ڈبہ محصول معاف ارسال ہوگا۔ اگر ایک ہزار سے کم یا زیادہ ہووے تو ہر دس اصحاب کے پیچھے ایک انعامی ڈبہ۔ لیکن طلاء کی ایک ایک شیشی تو ہر صاحب کو روانہ ہو جائے گی۔ پس کسی صاحب سے خاص خوشامد نہیں۔ در غلاوٹ نہیں۔ بلکہ جس شخص کا اطمینان جم سکے۔ اور جو میرے دواخانہ کے حالات سے واقف ہو کہ میرے دواتی مصارف کے لئے اس کی ایک پائی بھی حرام ہے۔ صرف وہی درخواست کرے۔ اصحاب کمیٹی یہ ہوں گے (۱) دیوان بشمبر داس صاحب کوچھڑ پلیڈر سابق پردھان آریہ سماج گجرات۔ (۲) لالہ مولراج صاحب بی۔ اے پلیڈر موجودہ سکرٹری آریہ سماج (۳) لالہ کرپا رام صاحب بی۔ اے پلیڈر موجودہ سکرٹری ہندو سبھا (۴) شیخ فضل کریم صاحب پلیڈر ممبر مسلم لیگ و انجمن اسلام گجرات۔ اب فائدہ اٹھانا نہ اٹھانا آپ کا کام ہے۔

المشتہر

بھارت کا ہشتاد سالہ ضعیف العمر خادم بندہ حکیم میاداس مالک بھارت سیوک اوشدھالیہ گجرات (پنجاب)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنی ہوئی ہیں۔ مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے

قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵/ ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵/

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں دور ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک۔ رگوں میں لہر ٹیس کن کنی سی جو کہیں چبھونے سے ہو۔ تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دردسر نصف ہو یا تمام سر میں یا کسی وجہ سے درد ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۲۰ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۶/ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۶/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

دایہ کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تقریر (گذشتہ سے پیوستہ)

پہلی نصیحت۔ متقی بنو اور مسلم مرو

میں نے آیت پڑھی ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ یاد رکھو آج کا دن کل کے دن کی آمد کی طیاری کر رہا ہے۔ اسوقت شام کی طیاری ہو رہی ہے یہ وقت جب تک نہ گذر جائے شام نہ ہوگی مرتے وقت غشی بھی ہوتی ہے۔ طب والے کہتے ہیں کہ اسوقت غشی کی حالت ہوتی ہے۔ جبکہ گھر والے پکارتے ہیں کہ تم نے مجھے پہچانا ہے مرنے والا دیکھتا ہے مگر کہتا کچھ نہیں اسوقت وہ اسی غشی کی سی حالت میں ہوتا ہے پس جبکہ انسانی زندگی کا ہر لحظہ موت کے قریب کر رہا ہے تو انسان کو چاہیئے کہ اس کی طیاری کرے۔ اس لئے اس آیت میں یہ ہدایت کی ہے کہ **تقویٰ** اختیار کرو اور ایسا تقویٰ جو تقویٰ اللہ کا حق ہے اور یاد رکھو کہ تمھیں ایسی حالت میں موت آوے کہ تم مسلمان ہو۔ چونکہ انسان کو معلوم نہیں کہ موت کی گھڑی کس وقت آ جاوے اس لئے اس آیت پر عملدرآمد اسی حالت اور صورت میں ہو سکتا ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہے۔ اور کامل متقی ہو۔ **تقوی اللہ کیا ہے؟** عقاید صحیح ہوں اور ان کے عقائد کے موافق اعمال صالحہ ہوں تقوی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دکھوں سے بچ جاتا ہے اور سکھوں کو پا لیتا ہے۔ متقی اللہ کا محب ہوتا ہے۔ متقی کو تمام تنگیوں سے نجات ملتی ہے۔ اس کو من حیث لایحتسب رزق ملتا ہے۔ متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں۔ اور وہ مقابلہ دشمن میں ممتاز ہوتا ہے۔ متقی پر الٰہی علوم کھولے جاتے ہیں پس میں بھی پہلی نصیحت یہی کرتا ہوں کہ متقی بنو۔ متقی بنو ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے متقی بنو اور تم اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار بن جاؤ اور اسی **فرمانبرداری** پر تمہارا خاتمہ ہو۔ یہ فرمانبرداری عجیب نعمت ہے۔ ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام پر تمام برکتیں اسی فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوئیں **اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین** اس لئے تم بھی اگر **برکات سماوی** سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہو تو متقی بنو اور تقوی کی حقیقت سمجھے مسلمان میں پیدا ہوتی ہے۔ پس تم بھی مسلم بنو۔ اور اور تمہارا خاتمہ **اسلام** پر ہو۔

دوسری نصیحت حبل اللہ کو پکڑو اور تفرقہ نہ کرو

پھر فرمایا **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور سب کے سب ملکر مجموعی طاقت سے حبل اللہ کو پکڑو۔ اور تفرقہ نہ کرو یہ آیت میں آج تم پر تلاوت کرتا ہوں اور پھر سناتا ہوں **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** تم خدا کی حبل کو ملکر مضبوط پکڑے رکھو۔ اسے چھوڑو نہیں اور اس سے جدا نہو۔ اور نہ باہم تفرقہ کرو۔ ایک مرتبہ مجھے ایک مدرسہ میں لڑکوں کو وعظ کرنے کے لئے کسی نے کہا۔ میں نے اس سے پہلے رسہ کشی کی کھیل نہ دیکھی تھی۔ اس روز لڑکے رسہ کشی کا کھیل کھیل رہے تھے ہر ایک طرف کے لڑکوں نے بڑا زور لگایا اور وہ کہتے تھے کہ ملکر زور لگاؤ۔ جس طرف کے لڑکوں نے کمزوری دکھائی وہ ہار گئے اس وقت مجھے اس آیت کی تفسیر معلوم ہوئی سو دین اسلام میں جسکو حبل اللہ کہا گیا ہے قرآن مجید ہے۔ آریہ۔ برہمو۔ سناتن دھرمی۔ دھریہ ملحد بھی اس رسہ کو زور سے کھینچ رہے ہیں اور زور لگا کر اپنی طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اس حبل اللہ کو پکڑنے کا دعوی کیا ہے۔ پس تم اس دعوی کو بلا دلیل نہ رہنے دو اور پوری طاقت و ہمت اور یکجہتی سے اسکو مضبوط پکڑ کر زور لگاؤ۔ ایسا نہو کہ وہ مخالفین اسلام اس رسہ کو لیجائیں (خدا نہ کرے ایسا ہو) اس رسہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ **قرآن مجید** تمہارا دستور العمل اور ہدایت نامہ ہو تمہاری زندگی کے تمام مرحلے اس کی ہدایتوں کے ماتحت طے ہوں تمہارے ہر ایک کام ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو شفا اور نور ہے۔

یاد رکھو دنیا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ میں وہی کامیاب ہونگے جو **حبل اللہ** کو ہاتھ سے نہ دینگے۔ اور ملکر زور لگائینگے۔ اسوقت بہت بڑی ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں عملی زندگی پیدا ہو اور ان کے تفرقہ مٹ جاویں میں پھر تمہیں اللہ کا حکم پہنچاتا ہوں۔ سنو اور غور سے سنو!

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

تفرقہ مت کرو

دیکھو تفرقہ نہ کرو۔ اگر تفرقہ کرو گے تو جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ حبل اللہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائیگی اور اس کے ساتھ ہی تم بھی بودے ہو جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم** تنازعہ کرو گے تو بودے ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جائیگی۔ پھر تمہارا جتھا ٹوٹ کر قوت منتشر ہو جائیگی اور دشمن تم پر قابو پا جائینگے۔ ہاں اگر تنازعہ پیدا ہو تو اس وقت تمہیں صبر سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی ارشاد کیا ہے۔ کیونکہ جب جھگڑا پیدا ہوتا ہے تو ایکطرف غضب آتا ہے اگر دوسری طرف بھی اس غضب سے کام لیا جاوے تو نتیجہ اس کے سوا نہیں ہوگا کہ پھر اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آکر ہلاک ہو جاؤ گے پس ایسے موقع کے لئے محض اپنے کرم اور غریب نوازی سے یہ تعلیم دی کہ صبر کرو اگر صبر سے کام لوگے تو نتیجہ کیا ہوگا **ان اللہ مع الصابرین**۔ تنازعہ کے باطل کرنیکا یہی طریق ہے کہ صبر سے کام لو۔ انسان جب صبر کرتا ہے تو ایک نور اس کے قلب پر اترتا ہے جس سے اسکو سکینت اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ جوش کی آگ جو اس کے اندر بھڑکنے والی تھی بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ یہ ظہور ہوتا ہے **ان اللہ مع الصابرین** کا خدا تعالیٰ کی معیت اس طرح اپنا کام کرتی ہے اور پھر جس کے ساتھ خدا ہو اس کی کامیابی اور فتح میں کیا کلام

خدا داری چہ غم داری

انسان خدا کی محبت اگر چاہتا ہے تو اس کے لئے لازمی شرط یہی ہے کہ متقی ہو۔ اور پھر صبر کرے۔ مگر تم دیکھو کہ تم میں ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں تنازعہ ہو جاتا ہے یہاں ہمارا بازار ہے کتنی دوکانیں ہیں ان میں کتنا سودا ہے۔ میں تو اتنا ہوں اس کا نام بازار رکھنا بھی شرم ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے۔ ہے۔ ان گنتی کے دوکانداروں میں ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ جو سودا اس نے رکھا ہے۔ کوئی دوسرا نہ رکھے۔ اور اسے ہی سارا نفع ہو۔ پھر جگہ پر جھگڑا ہوتا ہے ایک کہتا ہے مجھے یہ جگہ ملے۔ دوسرا کہتا ہے مجھے دو۔ یہ میں حیران ہو جاتا ہوں کہ یہ کیا کرتے ہیں کیا ان کی غرض اتنی ہی ہے۔ وہ مجھ سے پوچھتے تو میں انہیں بتاتا۔ کہ اگر تم نفع چاہتے ہو تو خدا پر بھروسہ کرو کسی دوکان یا کسی سودے کو اپنا خدا مت بناؤ۔ ان پر بھروسہ کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ نہ دنیا کا فائدہ ہوگا اور دین بھی ہاتھ سے جائیگا۔ نفع دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور یہ اس کے فضل سے ملتا ہے۔ ہاں تدبیر کرو۔ مگر اپنی تدبیروں کو خدا نہ سمجھ لو۔ اور اسی پر بھروسہ کرو تمہاری تجارتیں تمہارے لئے موجب برکت دین ہوں وہ دنیا کسی کام کی نہیں جو دین کو بگاڑ دے۔ کیا دنیا میں پہلے سے بڑے تاجر موجود نہیں جنکو دین سے واسطہ نہیں۔ تم کوشش کرو اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو کہ تمہاری تجارتیں بھی تمہارے لئے دین ہو جائیں۔

پھر بعض نوجوان ہیں وہ بحث تصنیف کر دیتے ہیں حالانکہ ان میں وہ فہم وہ فراست نہیں ہوتی جو ایک کتاب کے لکھنے والے میں ہونی چاہئے۔ محض خیالات سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک سچے علوم سے واقفیت نہو اور ایسی تصنیفیں ایک تفرقہ کا موجب ہو جاتی ہیں تم کو مشکلات پڑتی ہیں تو خدا تعالیٰ سے توفیق مانگو اور دعاؤں سے کام لو۔ ایک نے کہا کہ ہم نے امر بالمعروف میں اطاعت کی بیعت لی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بیعت میری ایجاد نہیں قرآن مجید نبی تو **تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر** فرماتا ہے۔ امر بالمعروف اسی قرآن مجید کے ارشاد کے نیچے ہے پس میں ان نوجوانوں کو یہی کہونگا کہ

لڑنے کا فکر نہ کرو ہماری جد دعا نہ ا

دکھائیں لو

کوئی ایسی بات منہ سے نکالو جس سے جھگڑا پیدا ہو اور تفرقہ پڑے۔ یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں باہم جھگڑا کرو گے تو قرآن مجید کے اس فتوے کے نیچے آجاؤ گے **فتفشلوا وتذهب ريحكم**۔ تم پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا نکل جائیگی۔ اس لئے توبہ کر لو اس میں تمہارا بھلا ہے۔

نکمے جھگڑے

بعض لوگ نکمے جھگڑے کرتے ہیں۔ ایک نے آکر سنایا کہ سیالکوٹ کی جماعت نے کہا کہ نور دین نے اپنے مسئلے اڑا دیئے؟ ان میں سے ایک یہ بھی کہ **نور دین جہراً بسم اللہ نماز میں نہیں پڑھتا**۔ ایسا ہی کل ایک دوست آیا کہ جہراً بسم اللہ پڑھی تو پشاور کے قاضی نے کہا کہ احمدیوں کی نمازیں تو ٹھیک ہوتی ہیں مگر جہراً بسم اللہ درست نہیں۔ یہ نکمے جھگڑے ہیں **سیالکوٹ** کا اگر کوئی بیٹھا ہے تو وہ اب توبہ کرے۔ اور استغفار کرے۔ یہ مسئلے جھگڑے کے نہیں ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ جہراً اور خفاءً پڑھتے تھے۔ میری اپنی تحقیق میں جہراً پڑھنے والے تھوڑے ہیں خفاً پڑھنے والے بہت ہیں۔ میں **عبدالکریم مرحوم** سے خدا کے لئے محبت رکھتا تھا اور اس کے پیچھے نہایت ذوق سے نماز پڑھتا تھا۔ اور میں اس کے جہر پر بھی فدا تھا اور میں نے حضرت صاحب کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔ تم میں سے بھی بعض نے پڑھی ہوگی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ **حضرت صاحب** جہراً بسم اللہ پڑھا کرتے تھے؟ پھر میں نے حضرت صاحب کے سامنے بھی نمازیں پڑھائی ہیں اور بہت پڑھائی ہیں اور تم میں سے بھی بہتوں نے پڑھی ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں اس وقت بھی **اسیطرح نماز نہ پڑھتا تھا؟** اب ان کے بعد بسم اللہ کے جہراً پڑھنے یا نہ پڑھنے پر بحث کرتے ہو اور پھر اس بحث میں بڑھتے بڑھتے ایسے لغو بول دیتے ہو دیکھو

میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے

دردمند دل سے نصیحت

میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے **یہ ردا پہنا دی ہے** میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں جو تنازعہ کا موجب ہوں اس لئے میں اس خیال سے کہ

سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

ابھی تم کے نکمے جھگڑوں کو روکنا چاہتا ہوں۔ تم کو کیا معلوم ہے کہ قوم میں تفرقہ کے خیال سے بھی میرے **دل پر کیا گذرتی ہے؟** تم اس درد سے واقف نہیں۔ تم اس تکلیف کا احساس نہیں رکھتے۔ جو مجھے ہوتی ہے میں یہ چاہتا ہوں اور خدا ہی کے فضل سے یہ ہوگا کہ میں تمہارے اندر کسی قسم کے **تنازعہ اور تفرقہ کی بات نہ سنوں**۔ بلکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا عملی نمونہ ہو **واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا**۔ دیکھو ایسے چھوٹے چھوٹے مسئلوں پر یقین کے ساتھ پہنچنا تم میں سے بہتوں کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کے آثار پڑھو کم از کم موطا امام محمدؒ اور آثار امام محمدؒ ہی کو پڑھو تو صحابہ ایسے مسائل جزویہ میں اپنے ذوق کے موافق ترجیح دے لیتے تھے۔ مگر یہ مسائل ان میں اختلاف کا باعث نہ ہوتے تھے میں پھر تمہیں کہتا ہوں جو سنتا ہے وہ سن لے اور دوسروں کو پہنچا دے کہ

جھگڑا مت کرو ہم مر جائینگے پھر تمہیں بہت سے موقعہ جھگڑے کے ہیں!!!

تم سمجھتے ہو میں حضرت ابوبکرؓ کی طرح آسانی سے **خلیفہ** بن گیا ہوں؟ تم اس حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس دکھ کا اندازہ کر سکتے ہو اور نہ اس **بوجھ** کو سمجھ سکتے ہو جو مجھ پر رکھا گیا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ میں اس بوجھ کو برداشت کر سکا۔ تم میں سے کوئی نہیں جو اس کو برداشت **تو ایک طرف محسوس بھی کر سکے**۔ کیا وہ شخص جس کے ساتھ لاکھوں انسانوں کا تعلق ہو آرام کی نیند سو سکتا ہے؟ اتنے بڑے کنبے کے آدمی کی جو حالت ہو سکتی ہے اس کا قیاس تو کرو۔ پھر میری حالت کو دیکھو اور سمجھ لو کہ مجھے تمہاری بھلائی کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے۔ حضرت صاحب توبہ کی بیعت لیتے تھے میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ بیعت ارشاد کیوں نہیں لیتے۔ فرمایا

میں شکر کرتا ہوں کہ توبہ ہی کر لیتے ہیں

پس تم میری اس نصیحت کو یاد رکھو میں تمہارے بھلے کے لئے **کہتا ہوں** کہ کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے ذرا بھی **تفرقہ کا احتمال** ہو سکے۔ میری توجہ اور عقد ہمت کو اسی میں لگا رہنے دو۔ دوسری طرف متوجہ ہونے دو اس میں **تمہارا بھلا ہوگا**

عبداللہ تیماپوری کا ابتلا

عبداللہ تیماپوری کا ایک ابتلا ہے مجھے دکھایا گیا کہ وہ مجنون ہے میں نے اسکو یہ کہدیا اس نے کہا کہ پھر توجہ کرو۔ تب میں نے اسکو کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور بے ادبی ہے۔ مجھے اب اسطرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں اسپر اس نے کہا کہ ہاں **اگر میں روزہ رکھوں تو جنون ہو جاتا ہے**۔ پھر اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا میں نے اس سے **بیعت ارشاد** لے لی۔ اور اس نے بیعت ارشاد کر لی۔ اس کے بعد اس نے ایک کتاب لکھی اور میرے پاس لایا۔ اور کہا یہ مجھ کو براہ راست ملا ہے۔ میں نے کہا تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور کیا وہ بیعت ارشاد نہیں ہے؟ آخر اس نے اقرار کیا۔ تب میں نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت پوری ہو گئی۔ اب وہ کہتا ہے کہ **میں تمہیں خلافت سے معزول کرتا ہوں**۔ پھر یہانتک ہی بس نہیں کی بلکہ کہتا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی مجھے شناخت نہیں کیا اور اسی وجہ سے ان کی عمر میں ۱۵ سال کی کمی ہو گئی۔ پھر یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صاحب کی تعلیم کمزور تھی۔ پھر اپنے دعوے کے ثبوت میں کہا کہ مجھ میں چالیس آدمی کی قوت ہے اور جو کوئی میری بیعت کرے اس میں ۱۵ آدمی کی قوت آجاتی ہے۔ حافظ روشن علی نے ہاتھ پکڑا تو چلا اٹھا اور کہا کہ میری غلطی تھی اس قوت سے مراد **روحانی قوت** تھی۔ یہ ایک ابتلا ہے مجھے خدا تعالیٰ نے اسکو مجنون دکھایا ہے۔ ان دعاوی کے ساتھ وہ اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ بعض لوگ معذور ہیں جیسے شیخ نور احمدؓ وہ رات کو کچھ کہتا ہے تو شیخ نور احمد کہدیتے ہیں کہ اسکو چھاپ دو۔ میں دوستوں کو چوکس کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے پرہیز کرو۔ ایسے لوگوں کی ایک جماعت ہے جو ایسے دعوے کرتے پھرتے ہیں۔ ایک نے مجھے لکھا کہ اگر تم راستباز ہو تو مجھے اپنے جلسہ میں تقریر کرنے کی اجازت دو۔ جب تک چاہوں بولتا رہوں اور یہ بھی لکھا کہ تمہارا سر اس لئے کھلا گیا کہ اور کتابیں پڑھتے ہو قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ میں نے اسکو لکھا کہ **جب قرآن مجید کے سوا کچھ نہیں اور ہر شخص کو اس کا فہم دیا جاتا ہے تو تم کیا سمجھانے آؤ گے؟** پھر مجھے لکھا کہ اجازت دو ورنہ حجت پوری ہو گئی۔

خلیفۃ المسیح کا اعلان خلافت

میں اس مسجد میں قرآن ہاتھ میں لیکر۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی خواہش ہرگز نہیں اور نہ تھی اور قطعاً خواہش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کے منشا کو کون جان سکتا ہے اس نے جو چاہا کیا تم سب کو

نوٹ: شیخ نور احمدؓ مالک ریاض ہند پریس امرتسر اور مولوی غلام رسول امرتسری نے تحریری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور توبہ کر لی ہے۔ (ایڈیٹر)

پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا اور اسے آپ نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے میں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا بھی روادار نہیں۔ اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی کو دیدیا کرتا تھا مگر کسی کو غلطی میں ڈالا اور کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے۔ اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ تب میں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کو دینا بند کر دیا کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں؟ ایسا کہنے والے نے غلطی کی نہیں بے ادبی کی اسے چاہیئے کہ وہ توبہ کرلے میں پھر کہتا ہوں کہ وہ توبہ کرلے اب بھی توبہ کرلیں۔ ایسے لوگ اگر توبہ نہ کرینگے تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا۔ ایک وقت مجھ سے کسی نے مجھ سے جھگڑا کیا اسوقت کے بعد سے میں اپنے اموال ان کو دیتا نہیں جو مخصوص مجھے ہی دیئے جاتے ہیں۔ ہاں میں انھیں ایک مد میں رکھتا ہوں اور اسی اپنی جگہ خرچ کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ ہو۔ میں اپنی ذات اور اپنے متعلقین کے لئے تمہارے کسی روپیہ کا محتاج نہیں ہوں اور کبھی بھی خدا تعالیٰ نے مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا۔ وہ اپنے غیب کے خزانوں سے مجھے دیتا ہے اور بہت دیتا ہے اور میں اب تک وہ کسب کر لیتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں کہ میں تمہارے اموال کا محتاج نہیں ہوں اور نہ تم سے مانگتا ہوں تم میرے پاس اگر کچھ بھیجتے ہو تو اسے اپنے فہم کے موافق خدا کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ پھر وہ کونسی بات ہو سکتی تھی کہ میں پیسے کی خواہش کرتا۔ اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا کیا اس میں نہ تمہارا کچھ بس چلتا ہے اور نہ کسی اور کا اس لئے تم ادب سیکھو کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔ تم اب اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو یہ بھی خدا ہی کی رسن ہے۔ جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو تم خوب یاد رکھو کہ

معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں

تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کردو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں آدم کو داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے جو لیستخلفنهم فی الارض میں موجود ہے۔ اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالحہ سے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دیدیگا۔ (اللھم ایدالاسلام والمسلمین بتعاہدو طول حیاتہ ایڈیٹر) تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو تم معزول کی طاقت نہیں رکھتے میں تم میں سے کسی کا بھی شکر گذار نہیں ہوں جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا مجھے یہ لفظ بھی دکھ دیتا ہے کہ جو کسی نے کہا کہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے۔ دستوری حکومت ہے۔ ایران اور پرتگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے۔ ٹرکی میں پارلیمنٹ ملگیا۔ میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کرلے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ ایران کو پارلیمنٹ نے کیا سکھ دیا۔ اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچایا ہے ترکوں کو پارلیمنٹ کے لئے کیا نیند آتی ہے؟ ایرانیوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔ محمد علی شاہ کے سامنے کتنوں کو غارت کرایا اور اب پچھلوں کو الٹی میٹم آتے ہیں۔ ادھر انجمن ترقی و اتحاد جو دکھ اٹھا رہی ہے اس کا اندازہ ان خبروں سے کرلو جو طرابلس سے آرہی ہیں۔ تم دستوری کو کیا سمجھتے ہو۔ خدا ہی کے فضل سے اور اسی کے رسن کو مضبوط پکڑے رہنے سے کچھ بنتا ہے اس لئے میں پھر کہتا ہوں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ میں تمھیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اللہ ہی خلیفے بنایا کرتا ہے۔ یاد رکھو آدم کو خلیفہ بنایا تو کہا انی جاعل فی الارض خلیفہ فرشتوں نے اس پر اعتراض کر کے کیا خمیازہ اٹھایا تم قرآن میں پڑھو جب فرشتوں کی یہ حالت ہے اور انھیں بھی سبحانک لا علم لنا کہنا پڑا تو تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو۔ اپنا منھ دیکھ لو۔ مجھے وہ لفظ خوب یاد ہیں کہ ایران میں پارلیمنٹ ہو گئی اور دستوری کا زمانہ ہے انھوں نے اس قسم کے الفاظ بول کر جھوٹ بولا بے ادبی کی۔ خدا تعالیٰ کی غیرت نے انھیں دستوری کے نتیجے ایران ہی میں دکھا دیئے۔ میں پھر کہتا ہوں وہ اب بھی توبہ کرلیں میں دوستوں کو کہتا ہوں ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ۔ میرا مولا مجھے سب کچھ دیتا ہے۔ اگر وہ نہ چاہتا تو جب میں گھوڑے سے گرا تھا تو اس صدمہ سے مر جاتا۔ مگر اسی نے میری حفاظت کی اور جہاں پہلے سا مجھے چلنے کی طاقت نہ تھی آج خدا کے فضل سے میں اس سے بھی بلند آواز سے بول سکتا ہوں۔ (الحمد للہ علی ذالک ایڈیٹر) پس ایسے خیالات کو چھوڑ دو۔ پھر جو اخباروں میں بعض مضامین دیتے ہو اللہ تعالیٰ سے آگے ڈرو ورنہ تم پر الزام قائم ہوگا خوب یاد رکھو اور سن رکھو میری امانت و دیانت کی حفاظت تم سے نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی بھی نہیں کر سکتا کل ایک بیوی نے مجھے سو روپیہ دیا۔ اس نے ایک مصیبت سے مخلصی پائی اسے نذر مانی تھی مجھے وہ روپیہ دیا کیا کوئی جان سکتا تھا۔ میری بیوی پاس بیٹھی تھی میں نے سمجھا کہ شاید اس کا دل للچایا میں نے اس دینے والی سے پوچھا کہ کہاں خرچ کریں بولی کہ کسی اچھی جگہ خرچ کردو۔ میں نے وہ خرچ کر دیا گھر میں نہیں رکھے۔ میرے پاس تین قسم کی رقوم آتی ہیں کچھ کپڑے آتے ہیں یتامیٰ اور مساکین کے اور ایسا ہی روپیہ بھی آتا ہے کوئی روپیہ دیتا ہے کہ جہاں آپ چاہیں خرچ کر دیں۔ ایک کہتا ہے جہاں میرے مردے کو ثواب پہنچے وہاں خرچ کر دو۔ اور کچھ نذرانہ بھی آتی ہے۔ بعض لوگ مخصوص کر دیتے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے خاص منشا کے ماتحت ہوتا ہے کہ یہ تمہاری ذات کے لئے ہے ان تمام اموال میں سے یتامیٰ کے اموال کو تو میں لا تقربوا مال الیتیم پر عمل کرنے کے لئے میں مولوی محمد علی صاحب کے حوالہ کر دیتا ہوں۔ اور ایسا ہی ان کے کپڑے بھی جو اموال میرے پاس آتے ہیں میرے حفاظت کرنیوالوں تو میرے گو وہ کی بھی خبر نہیں ان اموال کی کیا خبر ہو؟ وہ یہ سخت لفظ میں نے ایک خاص وجہ سے بولا ہے پھر جو کپڑے ہوتے ہیں بعض وقت ان میں قیمتی کپڑا ہوتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ اپنی بیوی کو کہا کہ ان کو بیچ کر اوسط درجہ کے کپڑے بنا دیا کرو۔ تاکہ وہ زیادہ بچے کام آسکیں اس نے کہا کہ اگر میں خود لینا چاہوں تو میں نے اسے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی اور بیوی ہو جو ہماری رشتہ دار نہ ہو وہ چاہے تو لے سکتی ہے۔ تو ایسے کپڑے بعض وقت ہم بیچ دیتے ہیں۔ گو بہت ہی کم موقعہ ملتا ہے مجھے یہاں شادیاں کرنی پڑتی ہیں اور وہ مسکینوں کی ہوتی ہیں ابھی آٹھ دس نکاح ان دنوں میں ہوئے ہیں۔ اور بجز میری ایک نواسی کے سب مساکین تھے۔ انکو کپڑے اور مختصر سے زیور دے دیئے ہیں اپنے اموال سے جو مساکین کے لئے آتے ہیں اسی قسم کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ میں یہ واقعات اپنی برات

کے لیے نہیں کہتا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں تمہاری مدح۔ غیبت۔ انکار کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس لیے سناتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بدگمانی کرکے گنہگار ہو ایک عورت نے ایک مرتبہ کہا کہ کپڑوں کے کوٹھے بھر لیے ہیں کوئی حساب تو نہیں مجھے خیال ہوا کہ ممکن ہے اس قسم کا وہم مردوں میں بھی ہو۔ ایسے لوگ اگر ہوں تو توبہ کرلیں ع
عشق است و ہزار بدگمانی۔ میں تمہارے روپیہ کا محتاج نہیں۔ حضرت صاحب کے وقت میں بھی ایسے اموال میرے پاس آتے تھے اور میں لے لیتا تھا۔ میں تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں **مجھے تم میں سے کسی کا خوف نہیں اور بالکل نہیں۔ ہاں میں صرف خدا ہی کا خوف** رکھتا ہوں پس تم ایسی بدگمانی نہ کرو اور

توبہ کرو اگر ہمارا گناہ ہے ہمارے ذمہ رہنے دو

اگر میں غلطی کرتا ہوں اس بڑھاپے اور اس عمر میں قرآن مجید نے نہیں سمجھایا تو پھر تم کیا سمجھاؤ گے؟ میری یہ حالت ہے کہ بیٹھتا ہوں تو پیر ڈھیلے ہوتے ہیں کھڑا ہوتا ہوں تو **محض اس نیت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے** میں نہیں جانتا میرا کتنا وقت ہے میں اس راہ سے ناواقف ہوں۔ **نحن امة امية لا نكتب لا نحسب**۔ میں نے ملازمت بھی کی مگر اس میں بھی گھڑی نہیں رکھی۔ میں نے روٹی بھی نہیں کھائی اور اگر چاء کی پیالی بھی نہ آئی تو اس کا بھی محتاج نہیں تھا۔ تمہاری بھلائی کے جوش میں میں ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا مجھے کیا معلوم ہے کہ پھر کہنے کا موقعہ ملیگا یا نہیں موقعہ ہو تو توفیق ہو یا نہ ہو اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ تم کو حق پہنچا دوں۔ پس میری سنو اور خدا کے لئے سنو اسی کی بات ہے جو میں سناتا ہوں میری نہیں کہ

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا
غرض تفرقہ نہ کرو۔ **واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا** الآیۃ۔ اللہ کا فضل یاد کرو جبکہ تم باہم اعدا تھے۔

نظارہ تفریق

اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کردی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم باہم بھائی بھائی ہوگئے۔ تم خود غور کرو تم جو یہاں موجود ہو سب کے ذوق الگ۔ سب کی طرز کلام اور طریق بیان جدا۔ شکلیں الگ اور زبانیں الگ ہیں۔ اور تمہارے لباس ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ پگڑیوں کے رنگ انکے باندھنے کے طریق سب جدا جدا ہیں۔ سکھ کے زمانہ میں شبہ کا خوبصورت پگڑیاں باندھنے کا طریق تھا۔ ایک پگڑی ساوھی نور دین کی سی تھی دربار میں اس سے کہا گیا کہ تم کو پگڑی باندھنی نہیں آتی؟ اس نے کہا کہ مجھے تو آتی ہے یہ باقی عورتوں سے بندھوا کر لائے ہیں۔ اگر انہوں نے آپ باندھی ہیں تو پھر بندھوا کر دیکھ لو۔ چنانچہ جب ان کو حکم دیا گیا تو نہ باندھ سکے۔ کیونکہ گھر میں تو بڑے تکلف اور آئینہ سامنے رکھ کر باندھا کرتے تھے۔ عورتوں سے مراد نفس ہی ہے لو۔ غرض اس وقت بھی پگڑیوں کی بندش ان کے رنگ اور ململوں اور لمبائی چوڑائی سب باتوں میں فرق ہے۔ یہ اختلاف اور فرق دور تک چلتا ہے۔ **ایک خالق** ہے ہم سب **مخلوق** ہیں۔ پھر **اختلاف** ہے۔ ایک مرد ہے ایک عورت دونوں کے کام الگ ہیں۔ ہر ایک کے اعضاء میں فرق ہے۔ باوجود اس اختلاف کے پھر وہ اتحاد چاہتے ہیں۔ جب انکا اختلاط ہوتا ہے تو پھر وہ کسی اور کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کوئی بچہ ہو جاوے۔ ہمیں بھی خطوط آتے ہیں کہ دعائیں کرو کسی نے اپنے بچہ کا نام غلام مرزا رکھا اگر وہ زندہ نہ رہا۔ غرض اکیلا ہوکر ہی جلتا ہے اس کے آنے پر پھر اولاد چاہتا ہے۔ پھر اولاد کی شادی پھر ان کی اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ اختلاف ہے تو کتنا اتحاد ہے تو کس حد تک۔ یہ تمام اختلافات

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل ہیں

خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اختلاف السنتکم الآیۃ فی الحقیقت اگر ایک ہی قسم کے چہرے ہوتے اور ایک ہی قسم کی آوازیں قد و قامت ہوتے تو کیسا دکھ اور مصیبت ہوتی۔ دوست دشمن

اختلاف مثمر ہونیکے لئے وحدۃ چاہتا ہے

بیوی بہن میں تمیز نہ ہوسکتی پس اختلاف جہاں بہت ہی مفید ہے وہاں باوجود اختلاف کے وحدۃ کے نظام کو چاہتا ہے۔ تب یہ نتیجہ خیز اور مثمر ہوسکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں ایک دوات ہے وہ آسٹریا۔ جاپان یا انگلینڈ یا امریکہ سے بن کر آتی ہے پھر سیاہی اور اس کے اجزا کو دیکھو جب تک باہم ملکر متحد نہیں ہوگئے اس سیاہی میں لکھنے اور نقش پذیر ہونے کی طاقت نہیں پھر قلم ہے۔ اس میں آجکل کے قلم کو مدنظر رکھکر دو تین جزو ہیں۔ کچھ لکڑی ہے کچھ لوہا ہے۔ یہ اجزا اگر باہم نہ ملیں تو قلم نہیں بن سکتا۔ پھر قلم بھی ہو لیکن اگر سیاہی کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔ قلم کسی شخص کے ہاتھ میں ہو اور وہ ہاتھ اس کو اس دوات تک لیجاوے اور پھر اس سیاہی سے کاغذ پر لکھے۔ کاغذ کے مختلف اجزا کو دیکھو اور غور کرو پھر لکھنے کے لئے ہاتھ کی جنبش اور آنکھ کی بصارت اور دماغ کی قوت متفکرہ سے کام نہ لیا جاوے تو کچھ بھی نہیں۔ اب تمام پراگندہ صورتوں پر غور کرو پھر ان کے اتحاد کو دیکھو وہ حالت منتشرہ میں کیا کچھ بھی مفید ہوسکتی تھیں؟ لیکن جب ان میں اتحاد اور اختلاط ہوا اور ایک مرکز پر جمع ہوگئیں تو اس سے کتابیں اور نہایت قیمتی تحریریں پیدا ہوگئیں۔ یہ مضمون بجائے خود بڑا وسیع مضمون ہے اور اس پر غور کرکے نہایت مختصر الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ

نظام عالم کی رونق اختلاف سے ہے جب جب وہ اختلاف ایک مرکز پر منتہی ہو

اپنے وجود پر غور کرو کس قدر مختلف چیزوں کا مجموعہ ہے۔ لیکن ان مختلف چیزوں کا اجتماع کیسا خوبصورت بن گیا ہے۔ اب تم سوچو کہ باوجودیکہ تمہارے رنگ و روپ تمہاری شکلیں علوم عقول۔ تعلیم۔ تربیت سوسائٹی مطالعہ کی کتابیں اور خیالات جدا جدا ہیں۔ پھر تم دیکھو کہ کیوں اکٹھے ہوکر باہم ایک جگہ جمع ہو گئے۔ تناسخ والوں کو اس اختلاف نے غلطی میں ڈالا اور وہ اس اختلاف کو تناسخ کا نتیجہ سمجھ بیٹھے کاش وہ اس اختلاف کی حقیقت پر غور کرتے تو

اس کثرۃ میں وحدۃ کا مزا پاتے

یہ خوب یاد رکھو کہ کثرت میں وحدت کی ضرورت ہے۔ جب تک وحدت نہ ہو کثرت مفید ہی نہیں ہوسکتی۔ دیکھو کلکتہ سے لیکر پشاور تک ایک شاہی سڑک ہے جس پر ریلیں دوڑتی ہیں۔ اب تم غور کرو کہ یہ مختلف قطعات زمین مختلف لوگوں کے قبضہ میں تھے ایک طاقت جسکو گورنمنٹ کہتے ہیں آئی اور اسنے ان قطعات کو مختلف مالکوں سے لیکر ایک کی ملکیت میں شامل کر دیا تب اس کثرۃ میں وحدت پیدا ہوگئی۔ پھر اینٹوں پتھروں اور مٹی کو مختلف جگہ سے لاکر اس پر جمع کیا۔ بظاہر مختلف چیزیں جمع کردیں مگر ان کو ایک سطح اور ایک ترتیب میں رکھ کر ایک سڑک کی شکل میں تبدیل کر دیا پھر لکڑی اور لوہے کو بچھا کر اور ایک خاص صورت سے انہیں ملا کر لائن بچھا دی۔ اور سکۃ الحدید بن گئی۔ پھر اس لائن پر گاڑیوں کو جمع کیا جن میں مختلف عقلوں اور ہاتھوں کے ذریعہ مختلف چیزوں۔ لکڑی لوہا رنگ وغیرہ کو ایک خاص شکل میں بنایا گیا وہ اختلاف بجائے خود قائم رہکر وحدت کا رنگ پیدا ہوگیا۔ پھر ایک اور چیز جسکو **انجن** کہتے ہیں ان کے آگے لگا دیا۔ پھر اس انجن میں آگ پانی کوئلہ رکھا گیا۔ سب کی سب مختلف اور متضاد چیزیں تھیں مگر ایک خاص ترتیب سے ان کو ملایا تب ان سے بھاپ پیدا ہوکر حرکت کا موجب ہوگئی اب کلکتہ اور پشاور کے درمیان ریل گاڑی دوڑنے لگی۔ جو فوائد اور آرام اس سے مل رہے ہیں وہ ظاہر ہیں مگر یہ سب کچھ

کثرۃ فی الوحدۃ کا نتیجہ ہے

اسیطرح میں تمہیں کہتا ہوں کہ **اختلاف** کو رہنے دو مگر اس اختلاف کو وحدۃ کے مرکز کے نیچے لاؤ کہ یہ مفید اور کارآمد

شے بن جاوے۔ ہمارے لوگ اختلاف کو تو ترقی دیتے ہیں مگر مرکز وحدت سے الگ ہو کر اس صورت میں یہ مفید نہیں بلکہ مضر ہوگا

انسان کی ابتدائی حالت کے علوم

سنو! میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں لکھا ہے ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا۔ انسان کی ہستی ہی کیا تھی کچھ بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک قطرہ سے یاں ایک تھوڑی سی چیز بنا کر سمیع و بصیر بنا دیا ہے میں نے جب اس پر غور کیا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرہ علوم پہلے ہی بتا دئے ہیں۔ ابھی کہتے کہتے معلوم ہوا کہ تیرہ نہیں بلکہ ۱۴ علوم نہ ماں سکھاتی ہے نہ باپ نہ کوئی اور ان میں سے بعض علوم یہ ہیں۔ اوّل دودھ کو چوسنے اور نگلنے کا علم۔ غور کرو کہ اگر کوئی بچے کو یہ علم سکھاتا تو کس طرح اور کس بولی میں سکھاتا۔ (۲) پھر ایک اور علم ہے جو بدیہیات کہلاتی ہیں (۳) بچہ کل اور جزو کو سمجھتا ہے۔ ماں ایک چھاتی سے دودھ پلا رہی ہو اور ابھی اس میں باقی ہو جب وہ دوسری چھاتی پر لے جانا چاہے تو روتا ہے۔ گویا کل اور جزو کو سمجھتا ہے ایسا ہی بچوں کو مٹھائی دیکر دیکھا ہے اگر سارے ٹکڑے میں سے آدھی کاٹ لیجاوے تو رو پڑتا ہے۔ (۴) طول اور عرض کو بھی سمجھتا ہے۔ (۵) اس بات کو سمجھتا ہے کہ دو مکانوں میں ایک جسم نہیں ہو سکتا۔ ایک لڑکا اگر آ جاوے تو اسے دھکا دیتا ہے اور ایک پستان جو آپ پی رہا ہے دوسرے کو نہیں پینے دیتا (۶) دو ضدوں کو خوب سمجھتا ہے کھڑا ہونے کو جی نہ چاہے تو نہیں اُٹھتا۔ بیٹھنے کو نہ چاہے تو کھڑا ہو جائیگا۔ (۷) صدق و کذب کو خوب سمجھتا ہے۔ مٹھائی نہ دو اور یونہی کہدو کہ تمہارے ہاتھ میں ہے کبھی نہ مانیگا (۸ و ۹) مکان اور زمان کو بھی سمجھتا ہے (۱۰) سمعیات کی سچائی کو جانتا ہے جو تمہیں کہتے سنتا ہے اسی کو یقین کرکے ان چیزوں کو اسی نام سے پکارتا ہے جس سے تم پکارتے ہو۔ (۱۱) یہ بھی جانتا ہے کہ علم غیب نہیں (۱۲) یہ بھی مانتے ہیں کہ فعل بدون فاعل کے نہیں ہوتا۔ غرض اس قسم کے بہت سے علوم فطرتاً دئے جاتے ہیں۔ پس تم اگر ان فطرتی علوم سے کام لو تو اللہ تعالیٰ پھر نفس مطہر دیکر خود قرآن مجید سکھا دیتا ہے۔ غرض تم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو یاد کرو کہ تم باہم اعدا تھے۔ اس نے تمہیں بھائی بنا دیا اس اخوت کی قدر کرو اور سچے دل سے قدر کرو

ہمارے اصول

پس میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اصول مشکل نہیں ہیں۔ بلکہ بہت آسان ہیں اوّل ایمان باللہ۔

ایمان باللہ کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّٰی اور تمام بدیوں اور نقائص سے منزہ یقین کرنا ہے اور اللہ کے سوا کسی وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اسکا ند اور شریک نہ ماننا۔ وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسما اور افعال میں لیس کمثلہ شئی ہے۔ پھر ملائکہ پر ایمان ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے

ایمان کے ارکان

ملائکہ نزول بھی کرتے ہیں اور ان پاک بندوں پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھاتے ہیں اور استقامت کے درجہ پر پہنچے ہیں۔ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پھر اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً دنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا اور ہم ان تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا نہیں اور ان انبیاء کی بعثت و نبوت میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پاک گروہ نے خدا کا کلام مخلوق کو پہنچایا۔ ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئیں بلکہ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تھے بلکہ میں کہتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین خاتم الرسل اور خاتم کمالات انسانی تھے۔

اب آپ کے بعد کوئی شخص آپ کی نبوت اور اتباع میں فنا ہوئے بغیر کوئی فیض نہیں پا سکتا۔ اور کوئی نبوت موثر اور مستند نہیں ہو سکتی۔

جس پر نبوۃ محمدیہ کی مہر نہو

سب نبی برحق ہیں۔ پھر تقدیر کا مسئلہ ہے یہ حق ہے۔ جزا و سزا حق۔ حشر نشر۔ پلصراط۔ جنت و نار سب حق ہیں۔ یہ عقائد ہیں۔

اعمال

اور عقائد کے بعد اعمال ہیں کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں ان میں نماز ہے زکوٰۃ ہے حج ہے روزہ ہے۔ اخلاق فاضلہ ہیں اور رذائل سے بچنا ہے۔ یہ سب فرض ہیں نماز کی سترہ رکعت پانچ اوقات میں فرض ہیں اور وتر کو فرض اور سنن کے درمیان رکھیں تو یہ ۲۰ رکعت ہوتی ہیں اور ۲۰ رکعت اس کی متمم ہیں اور پھر خدا توفیق دے تو ۴۰ یا ۵۰ رکعت تک نوبت پہنچتی ہے۔

ایک مہینے کے روزہ فرض ہیں اور استطاعت ہونے اور راستہ میں امن کی صورت میں عمر بھر میں ایک بار حج فرض ہے اور زکوٰۃ فرض ہے۔ اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا اور رذائل کا چھوڑنا فرض ہے۔ یہ اعمال ہیں۔

پھر یاد رکھو قرآن مجید کامل کتاب ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اس کی شان ہے باطل اس پر اثر نہیں کر سکتا۔ جو لوگ آجکل کے علوم جدیدہ اور سائنس سے ڈرتے ہیں انھوں نے قرآن مجید کی عظمت اور شوکت کو سمجھا ہی نہیں۔ قرآن مجید پر باطل کا اثر نہیں ہو سکتا وہ تمام صداقتوں کی جامع کتاب ہے۔ اور خاتم الکتب ہے۔ اس کے فہم کے لئے اوّل دوسری کتاب خود ذریت پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد ہے۔ پھر احادیث ہیں پھر لغت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حضور سے عرض اور دعا فہم ہیں۔ یہ سب اصول ہیں یہاں رہو تب اور چلے جائیں تب ان کو یاد رکھو

ہم صحابہ کرام کو اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین ابوبکر و عمرؓ سے لیکر معاویہ و مغیرہ تک اور ویس قرنی و حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی و نافع و عکرمہ تک اور اہلبیت میں خدیجہؓ و عائشہؓ سے لیکر علی المرتضیٰ اور تمام اہلبیت علیہم السلام کو اپنا پیارا یقین کرتے ہیں۔ ہم ائمہ حدیث فقہ اور تصوف کی اتباع ضروری سمجھتے ہیں اور انھیں امام سمجھتے ہیں اس لئے امام اعظم۔ شافعی مالک احمد حنبل امام بخاری۔ مسلم ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور امام محمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی جائز تکریم کرتے ہیں۔ اسیطرح تصوف میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ قطب الدین بختیار کاکی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا۔ ابن عم حضرت فرید الدین گنج شکر چراغ دہلوی۔ خواجہ نقشبند خواجہ احمد سرہندی زکریا ملتانی شاہ بہاء الحق ملتانی رحمہم اللہ اجمعین کو دل سے پیار کرتا ہوں اور ایسا ہی ابن حزم ابن تیمیہ اور ابن حجر اور ابن ہمام۔ ذہبی اور شوکانی کو بھی محبت کرتا ہوں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور ہادیوں میں گذرے ہیں۔ پھر اس قریب زمانہ میں شاہ ولی اللہ صاحب کو میں ممتاز انسان یقین کرتا ہوں اور سید احمد بریلوی کو خدا کے مخلص بندوں سے سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود اور مہدی بھی آچکے جنکا خدا نے اپنے فضل سے مجھکو خلیفہ بنایا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء .....

تاریخ

اب جبکہ ہمارے عقائد آپ کو معلوم ہوگئے ہیں ایک اور مسئلہ تمہیں بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تاریخ میں جھوٹ اور سچ میں فرق کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ اب تازہ واقعہ تمہارے سامنے موجود ہے طرابلس کی جنگ کی خبریں آ رہی ہیں اور وہ شائع ہوتی ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان اخبارات جنگ سے کوئی تاریخ مرتب کرے تو تم ہی بتاؤ کہ اس کتاب کی حقیقت کیا ہوگی؟ صوفیوں میں سید عبدالقادر۔ امام قشیری اور صاحب عوارف کی باتیں آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہیں۔ مگر صاحب فتوحات کی نعمتیں مشکل ہیں۔ فصوص اور منازل السائرین آسان نہیں پس تم کو میں پھر کہتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اختلافات کو مٹا دو۔ توبہ کرلو۔ جس کے کان ہوں سن لے جسقدر غلطی کسی سے ہوئی ہے اس سے

توبہ کرلو۔ اس میں تمہارا بھلا ہے آج میں نے عورتوں کے درس میں اس نکتہ کو سنایا ہے اور میں اس تقریر کو ختم نہیں کرسکتا۔ جبتک تمھیں نہ سنالوں۔ بہت سی بستیاں آباد تھیں ان بستی والوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کا نام ونشان مٹا دیا انھوں نے اپنی کرتوتوں کا بدلہ پالیا۔ یہ بات کیوں سنائی ہے؟ کان والو سن لو! عقل والو سمجھ لو! اگر میری آواز تم تک نہیں پہنچی تو کہو میں اور اونچا کروں۔

واعظ خانہ

سنو! ہر شخص جو بڑا بنایا جاتا ہے اس کے پڑوس میں اُجڑا ہوا کوئی گھر ضرور ہوتا ہے۔ ہر شہر میں ہر بستی میں اس کے نظائر موجود ہیں۔ میں ایک بستی میں رہتا تھا وہاں کا ایک امیر مجھ سے حد درجہ کی دشمنی رکھتا تھا۔ وہ میرے قتل کو چاہتا تو میں بھی اس کی زندگی کا خواہاں تھا۔ غرض میرے ساتھ اسکو سخت عداوت تھی۔ ایک دن میرے دل میں آیا کہ اتنے بڑے آدمی کو کون نصیحت کرسکتا ہے۔ یہ سوچکر میں باوجود عداوت کے اس کے گھر چلا گیا میں نے بڑی جرأت کی وہ اس وقت کچہری کر رہا تھا میں بیٹھ گیا وہ حکم احکام لکھتا رہا۔ جوں جوں جگہ خالی ہوتی گئی میں بھی آگے ہوتا گیا۔ یہانتک کہ سب لوگ چلے گئے اور صرف وہ اور میں اور اس کا میر منشی اور چند پہرہ کے سپاہی رہگئے پھر اسنے میری طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ کس طرح تشریف لائے میں نے کہا بڑا ضروری کام ہے مگر تنہائی میں کہنا چاہتا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تو اس کا میر منشی جو میرا معتقد تھا فوراً چلا گیا۔ اور اس کے پہرہ کے ایک قریبی سپاہی کے سوا باقی سپاہی بھی الگ ہوگئے۔ تب میں نے اسکو کہا کہ جو بڑے آدمی ہوتے ہیں ان کے لئے ایک واعظ ہوتا ہے۔ کیا آپ کے لئے بھی کوئی ہے؟ کہنے لگا مولوی صاحب (اسیدن مولوی کہا) ذرا کھول کر بتاؤ۔ اس پر میں نے کہا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جو بڑے آدمی ہوتے ہیں ان کے پڑوس میں کوئی نہ کوئی اُجڑا ہوا گھر ہوتا ہے۔ جو اسکو نصیحت کرتا رہتا ہے کہ

سنبھل کر چلو ایسا نہو تمھیں بھی عذاب میں گرفتار ہونا پڑے

یہ سنکر مجھے کہا کہ مولویصاحب آگے آؤ۔ آگے جگہ تو نہ تھی ایک مکوڑی تھی جس کے آگے وہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہوگیا۔ پھر کہا نہ اور آگے ہوجاؤ۔ آخر میں اور آگے ہوا۔ اس نے کہا میری گدی تو وہ پڑی ہے مگر میں کبھی وہاں نہیں بیٹھا یہاں بیٹھتا ہوں۔ مگر آج مجھے سمجھ آئی ہے کہ میں یہاں کیوں بیٹھتا ہوں۔

سامنے ایک محراب دار دروازہ تھا مجھے کہنے لگا کہ کیا سارے شہر میں اتنا بڑا دروازہ آپ نے دیکھا ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ اس گھر کا مالک اتنا بڑا آدمی تھا کہ جس قسم کا چھاتہ یہاں کا رئیس رکھتا ہے صرف وہ رکھ سکتا تھا۔ اور ہم ولایت کی سیاہ چھتری بھی رئیس کے سامنے ننگا کر نہیں جاسکتے۔ اب اس کی بیوی میرے گھر میں برتن دھونے پر ملازم ہے۔ میں نے جب اس نظارہ کو دیکھا تو وجد آگیا۔ میں نے کہا میں اب جاتا ہوں اور اس جوش میں میں وہاں سے رئیس کے پاس چلا گیا۔ وہاں بھی کچہری ہو رہی تھی۔ جب اس کے کھانے کا وقت آیا سب چلے گئے۔ میں بیٹھا رہا۔ اس نے بھی دربار برخاست کیا۔ مگر میں پھر بھی بیٹھا رہا۔ میں یہ قصہ نہیں سُناتا میں جس غرض کے لئے سُناتا ہوں وہی غرض اب بھی ہے۔ میرے گھر میں اتنی روٹی نہیں پکتی جو تم سب کا پیٹ بھردوں اس لئے میں تم کو یہ دعوت کرتا ہوں اور یہ باتیں سناتا ہوں کہ تمھیں فائدہ پہنچے۔ غرض اس رئیس کو بھی وہی تقریر سنائی اس نے کہا میرے سامنے آؤ۔ اس کے سامنے پہاڑ تھا اس نے کہا کہ یہاں ایک شہر تھا جو پہاڑ کو کرید کر بنایا گیا تھا۔ اس کا نام دھامانگر تھا۔ ہمارے بزرگ اس شہر کے رئیس کے ماتحت تھے۔ خدا تعالیٰ نے یہ واعظ میرے سامنے رکھا ہے اور یہ مجھے بتاتا رہتا ہے وہ مشرق میں تھا۔ پھر جنوب کی طرف رخ کیا۔ اور وہاں ایک قلعہ دکھایا اور کہا کہ یہ قلعہ بڑے زبردست بادشاہ کا قلعہ ہے اور یہ اس غرض کے لئے ہے کہ کوئی وبائی بیماری ہو تو وہاں جا رہتے ہیں۔ اس نے اس کے متعلق تاریخی واقعہ سُنایا کہ ظلم کے سبب وہ سب ہلاک ہوگئے ہیں۔ میں وہاں سے اُٹھکر اپنی جگہ گیا مگر وہ رئیس وہاں رہا جیسے ادب کے خلاف سمجھا کہ یہ اُٹھا نہیں اور میں اپنی جگہ پر آگیا ہوں پر اس نے خیال نہ کیا۔ اور کہا کہ جہاں ہم کو کمربند ریاست دیا جاتا ہے اور جہاں گدی نشینی ہوتی ہے وہ ان بادشاہوں کا ہے جن کی غلامی پر فخر کرتے تھے۔ اور آج ان کی نسل کو کھانا نہیں ملتا۔ اس نے کہا آج یہ نکتہ سمجھ میں آیا۔ کہ یہ ہمارے سمجھانے کے لئے ہے۔ میں تم کو سمجھاتا ہوں کہ ہمارے گانوں میں بھی اُجڑے ہوئے مکان ہیں ان سے عبرت پکڑو۔ ہمیں بھی کوچ کرنا پڑیگا۔ میرے پاس سیالکوٹ کا ایک شخص بیٹھا ہے۔ میں وہاں کی تاریخ خوب جانتا ہوں وہ سالباہن کہاں ہے اور اس کے بیوی بچے کہاں؟ کیا اتنا بڑا ڈھیر خاک کا آسانی سے بنگیا ہوگا۔ پس تم اپنی غلطیوں سے اپنے آپ کو برباد نکرو لوگوں نے تو تمھارے خلاف کفر کے فتوے لگا دئے۔ لیکن اگر تم نے خدا تعالیٰ کو ناراض کرلیا تو پھر کو کچھ بھی نہ بنیگا۔ نمک سے کھانا ٹھیک ہوتا ہے۔ لیکن اگر نمک ہی گندہ ہوجاوے تو کھانا کہاں اچھا رہیگا۔ تم میری باتیں سُننے آئے ہو اس لئے میں جو تمھارے لئے مفید سمجھتا ہوں کہتا ہوں تمھیں خواہ پسند آوے یا نہ آوے؟ حوالہ بخدا کرتا ہوں میں کہتا رہونگا۔ جو سنتے ہیں یاد کرلیں اور جو نہیں سنتے اُن کو پہنچادیں۔ کہ

اللہ تعالیٰ کو ناراض مت کرو جو اسکو ناراض کروگے تو پھر کہیں ٹھکانا نہوگا۔

ہر شخص اس وعظ کو یاد رکھے۔ اس کے پاس گھر لٹنے اور مکان اُجڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے صحت اور بیماری کی حالت بھی دیکھی ہے۔ بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو کہتے تھے کہ ہمارے پاس روپیہ آوے تو ہم یوں کریں۔ روپیہ آتا ہے مگر وہ نہیں کرسکتے۔ اس لئے جو کرنا ہے آج کرلو۔

میں نے ان عورتوں کو درس میں سنایا ہے کہ عورتوں میں عادت ہوتی ہے جو غیبت کرتی ہیں۔ دوسروں پر تہمت لگانے کی عادت رکھتی ہیں۔ اگر خاوند کسی حسین۔ جوان عورت سے للہ فی اللہ بات بھی کرے تو عورت اسپر بدظنی کرتی ہے۔ سوکن اگر ہو تو اسے نفرت سے دیکھتی ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ ان برائیوں کو اپنے اندر رکھ کر مت سمجھو کہ احمدی ہوگئی ہیں تمھیں بھی سناتا ہوں کہ احمدی صرف زبانوں سے کہدینے کا نام نہیں۔ خدا کی کتاب پر عملدرآمد کرو تاکہ وہ راضی ہو۔ میں نے مریدوں میں جاں نثار بھی دیکھے ہیں جنھوں نے میری بیماری میں دعا کی کہ ہم مرجاویں اور یہ زندہ رہے۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ کہتے کہتے تھک گیا وہ نہیں سنتے۔ میں ہمیشہ ایسی نصیحت کیا کرتا ہوں کہ گویا رخصتی نصیحت ہے مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کسیکو پسند آتی ہے یا نہیں۔ میں تمھاری پسند کے لئے نہیں کہتا۔ بلکہ خدا کے لئے کہتا ہوں۔ اگر کہو کہ سائنس کے مضامین میرے پاس نہیں تو میں انکی قدر نہیں کرتا۔ اب قبل اس کے کہ میں تمھیں رخصت کردوں یہ نصیحت کرتا ہوں۔

ایک قومی بیماری کا علاج

کہ ایک بدی ہے جو لوگوں میں عام طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی بدی کرنے میں تو اسے تقدیر کے حوالے کردیتے ہیں۔ اور اگر نیکی کرتے ہیں تو اسکو اپنی خوبی جتاتے ہیں۔ اس بیماری میں طبیب بہت مبتلا ہوتے ہیں۔ کوئی مریض اگر بچ جاوے تو کہتے ہیں ہم نے ایسی تشخیص کی۔ اور ایسا نسخہ تجویز کیا کہ اکسیر کی طرح مفید ثابت ہوا۔ وہاں وہ شافی مطلق بن جاتے ہیں۔ لیکن اگر مریض مرجاوے تو پھر کہدیتے ہیں کہ ہم نے تو بڑی کوشش کی۔ مگر کیا کریں تقدیر ہی ایسی تھی۔ یہ قرآن مجید کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس شر پر تدبر نہ کرنے سے غلطی لگی ہے ایسی بارہ آیتیں ہیں جن میں قرآن مجید نے فیصلہ کردیا ہے یاد رکھو دو قسم کے امور شرعی اور کونی امور

اور موجودہ امام (خلیفۃ المسیح) نے اپنی قوم کو ڈالا ہے۔ اس مذہبی اطاعت کے ساتھ اس قوم نے اپنی حکومت میں جو ہمیں مذہبی آزادی دی اور اشاعت مذہب کے لئے جو آسانیاں پیدا کیں ہماری جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے لئے جو کوششیں کیں امن اور سلامتی کی راہیں ہم پر کشادہ کیں ان تمام احسانات نے ہمارے دلوں میں اس قوم کے لئے اور بھی اطاعت محبت اور شکرگذاری کا جوش پیدا کر دیا۔ اور ہم نے اسلامی بادشاہوں پر بھی اسے ترجیح دی۔ اور اہلوں اور نادانوں کے مورد عتاب ہوئے۔ اس معاملہ میں جو کچھ کیا گیا اور جو کچھ ہمارے امام نے قوم کو سکھایا وہ قرآن مجید کی حکومت کے نیچے رکھ کر سکھایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نفاق اور ریا سے اس احمدی قوم کو بچایا۔ باوجود اس کے کہ ہم گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن جب مذہب کا سوال آیا ہمارے امام نے ایک لحظہ کے لئے بھی پسند نہیں کیا کہ محض گورنمنٹ کی شوکت اور اقبال کو مدنظر رکھ کر اس سچائی کو چھپالے جو خدا تعالیٰ نے اس پر ظاہر کی تھی اور جسے وہ امام اپنے نائب اور قوم کے موجودہ امام کے حوالہ کر گیا۔ شاہی خاندان کی خوشی کی تقریبوں پر خوشی کا اظہار ہم ضروری سمجھتے رہے ہیں اور بدون کسی نمائش کے خیال کے مذہبی حدود کے نیچے ہمیشہ خوشی کی۔ اور دعائیں کرنا یہ تو اس سلسلہ کا شیوہ ہی ہے کہ اپنے محسن فرمانروا کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔ باوجود ان تمام امور کے جب مذہب کا سوال آیا تو صاف اور کھلے الفاظ میں مسیحیت کی ان خطرناک غلطیوں کا اظہار کیا جو اس میں موجود ہیں اور دعوت اسلام کرنے میں دلیری سے کام لیا۔ چنانچہ جن لوگوں نے تبلیغ جو ملکہ معظمہ آنجہانی کو کی گئی تھی پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ کس صفائی سے اس میں دعوت اسلام کی ہے پھر ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں جس طرح مسیحی عقیدوں کی کمزوری اور اپنے مسیح موعود ہونے پر زور دیا ہے وہ پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ یہ ساری باتیں کیوں ہوئیں۔ گورنمنٹ بجائے خود اشاعت مذہب اور تبلیغ دین سے روکتی نہیں اور ہر شخص کو اپنی مذہبی پابندی کے خلاف کوئی امر کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتی بلکہ مذہبی آزادی کی پاسداری ضروری سمجھتی ہے وہ اپنے قوانین کو بدل دینے کو آسان سمجھتی بمقابلہ اس کے کہ کسی فعل سے کسی مذہبی وقار میں فرق آوے۔ یہ اسی نیک دل گورنمنٹ کی وسعت حوصلہ اور فیاضی کی دلیل ہے۔ غرض بادشاہ وقت کے لئے دعا۔ یہ تو مشائخ اور علماء کا کام تھا۔ ایسے جلسوں میں شمولیت مذہبی حیثیت سے منع نہیں کہی جا سکتی۔ مگر یہ سچ اور بالکل درست ہے کہ علماء اور مشائخ کا یہ کام نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے دینی وقار کو اپنے ہاتھوں نقصان پہنچائیں۔ اگر بدنفسوں اور بخیلوں کے مذہبی جلوس کی تقلید میں یہ لوگ اتنا عرض کرتے کہ ہم اپنی مسجدوں اور حجروں میں دعا کرینگے تو قیصرہ وقیصرہ اور

ہمارے حکمران کبھی بھی برا نہ مناتے۔ اور نہ اسکو وفاداری کے خلاف قرار دیتے۔ بلکہ مسلمان علماء مشائخ کی مذہبی آن کی قدر کرتے۔ مگر جب خود مسلمانوں کے مقتدا اور پیشوا جبہ اور عمامہ پہنکر آگے بڑھیں تو قیصری اقبال انھیں کیوں رد کرے۔ علماء و مشائخ کے اس وفد کی بشمولیت کے لئے ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھی دہلی سے ایک پیام آیا تھا اور ایک خاص آدمی اس غرض کے لئے بھیجا گیا کہ آپ کو شمولیت کی تحریک کرے۔ مگر آپ نے اسکا جو جواب دیا وہ خدا اچھا ہے اہل دل لوگوں کے لئے بہت مفید ہوگا۔ میں نے اسوقت اس خط وکتابت کو حاصل کر لیا تھا اور میں چاہتا تھا کہ اسپر لکھوں۔ جو خط اس تحریک کے لئے لکھا گیا تھا اس میں ایک جملہ ایسا لکھا گیا ہے جس سے علماء کی حقیقت اور بھی طشت از بام ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ **دہلی کے قیام کا صرفہ و انتظام یہاں کے امرا پر ہے**۔ جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہو سکتے ہیں اور ہیں کہ علماء کو اگر جنبش ہو سکتی ہے تو اسی ایک امر سے ہے کہ انکو یقین ہو جاوے کہ ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام امراء کے ذمہ ہے جہاں انکو مرغن غذائیں ملینگی۔ اگر علماء کی اس حالت پر کوئی رو سکتا ہے تو روئے پھر اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک کسی اخلاص پر مبنی نہیں بلکہ محض **علماء کی عزت قائم کرنے کے لئے**۔ اگر علماء کی عزت اسی طرح پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔ حقانی علماء کا یہ طرز عمل نہیں ہو سکتا۔ کاش یہ تحریک ہوتی کہ علماء اپنے اپنے مقام اور اپنے حلقہ اثر میں **خاص دعاؤں** کی تحریک کریں تو کیسا مفید ہوتا یہ علماء اور مشائخ کیوں جمع ہوئے محض اس لئے کہ انکا وقار قائم ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے عزوجاہ کے بھوکے پیاسے علماء سے گورنمنٹ کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اب میں کسی لمبی تمہید کے بدون اس کتابت کو درج کرتا ہوں۔

خط مولوی عبدالحق صاحب حقانی بنام خلیفۃ المسیح

جناب مخدوم و مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ پر مخفی نہیں ہے کہ آجکل علماء اور مسلمانوں کا وقار حکام کی آنکھوں میں کیا رہگیا ہے۔ اس حالت میں بجز افسوس اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس سے ہندو بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مگر اب بفضلہ تعالیٰ ایک صورت پیش آئی ہے اور وہ یہ کہ شاہنشاہ جارج پنجم کی تشریف آوری پر علماء کا ایک گروہ تہنیت کیلئے پیش ہو جس میں سرآمد علماء اسلام شامل ہوں حکام متعلقہ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے۔ اور یہ انتخاب میرے متعلق ہوا ہے۔ یہ کمترین اس گروہ میں آپ کو منتخب کرتا ہے۔ اگر آپ کو میرا انتخاب منظور پسند آوے تو میں بھی ممنون ہونگا اور علماء کے زمرہ پر احسان ہوگا۔ اور بقیہ عزت علم کی رخصت ہو رہی ہے باقی بچ جائیگی جہاں منظوری سے جلد جواب عنایت کریں۔ دہلی کے قیام کا صرفہ وانتظام یہاں کے امراء پر ہے۔ جسمیں جناب حکیم حاذق الملک حافظ محمد اجمل خانصاحب بھی شریک ہیں۔ ابو محمد عبدالحق

اس خط کا جو جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے دیا ہے وہ احمدی قوم کے لئے خصوصاً مسرت انگیز ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے اسے کس شان اور وقار کا امام دیا ہے۔ اس تقریب پر بعض خیالی عزت اور وقار کے بھوکے اور حریص علماء نے جس طرح شمولیت دربار کی کوششیں کی ہیں اگر انکا پورا چربہ اتارا جاوے تو حیرت ہو مگر ایک منقطع اور وقتبتل الی اللہ نور دین اس کا جو جواب دیتا ہے وہ نہ صرف سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ہمیشہ عزت و وقار کا صحیح نمونہ اور خدادانی اور خداپرستی کیلئے نشان مبین ہو کر نظر آئیگا۔ بلکہ علماء اور مشائخ کے لئے بھی ایک سبق آموز تصویر ہوگی

(نقل مکتوب نور الدین درویش) مکرم معظم مولنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار ایک ضعیف ضعیف العمر اسیر علیل ہے۔ گھوڑے سے گرا تھا ابتک زخم باقی ہیں۔ پھر مولنا ہم لوگ نہ علماء ہیں نہ حکماء نہ طلبا ہیں۔ پھر بادشاہوں کے حضور جانا سعدے باید۔ بہرحال جناب خود ہر طرح منتخب اور ایسے امور کے لائق ہیں۔ **دعا کو لوگ کچھ سمجھیں میں اس کا قائل ہوں دعا کرونگا** مولنا آپ بحمداللہ عالم ہیں۔ علماء اگر اپنی اصلاح خود کریں **تو کونسی عزت ہے جو انکو حاصل نہیں اور انکو مل نہیں سکتی**۔ مگر موجودہ حالت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب **ما اصابکم من سیئة فما کسبت ایدیکم** کی تصدیق ہے۔ **بادشاہ کیا کریگا یہ علما و حاصل شدہ عزت سے متمتع نہیں ہوتے کیوں؟ اسمیں کسکا قصور ہے**۔ خاکسار ۱۰ نومبر سے علیل ہے۔ اس لئے سفر کے قابل نہیں۔ والسلام نور الدین ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء

اس خط کو پڑھو اور بار بار پڑھو کہ اس سے علماء ربانی کی شان اور وقار کا پتہ لگتا ہے۔ میں نے حسن اعتقاد سے نہیں کیا خود وہ لوگ جو سلیم فطرت اور دانشمند دل رکھتے ہیں اسکو پڑھیں کہ اس خط لکھنے والے میں انقطاع الی اللہ کی کیسی شان ہویدا ہے دنیوی عزتوں کو کوئی وقعت نہیں دیتا علماء کی موجودہ حالت کیسا درد اس کے دل میں ہے۔ چونکہ بادشاہ کے لئے دل میں وفاداری اور اطاعت کا جوش رکھتا ہے اسلئے کس جوش سے کہتا ہے کہ **دعا کو لوگ کچھ سمجھیں میں اسکا قائل ہوں دعا کرونگا** اس مادہ پرستی کے زمانہ میں دعاؤں پر بھروسہ اٹھ گیا ہے اپنا اصل کام بتایا کہ ہم دعائیں کرینگے۔ چنانچہ آپنے اور آپکی جماعت نے **درد دل سے اپنے بادشاہ کی ترقی اقبال و دولت اور روحانی سلطنت میں داخل ہونے کیلئے دعائیں کیں اور اب تک کرتے ہیں**۔

اس معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے امام مسیح موعود اور سب کے امام اور سرتاج حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا۔ "دنیا خدا کے نزدیک مردار کیطرح ہے۔ اور خدا کو ڈھونڈھنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے یہ ایک لاعلاج بات ہے جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کیجاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کرینگے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کرینگے ہمدردی کے عوض

ہوتے ہیں۔ ایک کونی ہوتے ہیں۔ ان کونی امور میں انسان کا دخل و تصرف کچھ نہیں ہوتا اور نہ ان امور کے لئے وہ مکلف ہے۔ اور نہ جزا و سزا کے لئے مامور جو امور شرعی ہوتے ہیں وہ انسان کے دخل و تصرف کے نیچے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ان کے کرنے یا نہ کرنے پر جزا و سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اس کی چند مثالیں قرآن مجید سے سن لو۔ قرآن مجید میں ایک لفظ قضٰی ہے یہ ایک تو کونی رنگ میں بولا گیا ہے۔ جیسے فرمایا فقضٰھن سبع سمٰوٰت فی یومین (سورہ حم سجدہ) اب آسمانوں کا دو وقتوں میں بنجانا۔ اس سے انسان کو کوئی تعلق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے امر کے نیچے بن گیا۔ پھر یہی لفظ دوسری جگہ شرعی رنگ میں فرمایا۔ وقضٰی ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ یہاں حکم دیا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اب یہ فعل انسان کے دخل و تصرف کے نیچے ہے۔ اور اگر وہ اس کی تعمیل نہ کریگا تو مستوجب سزا ہوگا۔

اسی طرح ایک کتب کا لفظ ہے جو کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اس میں کونی کیفیت ہے۔ کتب علیکم الصیام میں شرعی صورت ہے۔

اسی طرح ایتاں کا لفظ ہے اٰتیناہ ملکًا عظیمًا میں ایتان کونی رنگ رکھتا ہے۔ اور ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ میں شرعی حالت ہے۔

اسی طرح ارسل کا لفظ ہے ارسل الریاح میں تو کونی ہے اور ارسل رسولہ بالھدٰی میں شرعی ہے۔ اور حرمنا علیہ المراضع میں حرمت کونی ہے اور حرمت علیکم امھاتکم الاٰیۃ میں شرعی ہے۔

اسی طرح کلمہ کا لفظ ہے حقت کلمۃ ربک میں کونی ہے اذ ابتلٰی ربہ بکلمات شرعی ہے۔

اسی طرح ارادہ کا لفظ ہے ایک جگہ فرمایا فعال لما یرید دوسری جگہ شرعی رنگ میں یرید اللہ بکم الیسر فرمایا ہے۔

غرض جب تک انسان ان الفاظ کے استعمال میں تفرقہ اور امتیاز نہیں کرتا وہ غلطی کھاتا ہے اور حدود اللہ کو توڑ کر کبھی اسے آپ کو بری ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ یہ سخت غلطی اور گستاخی ہے اسکو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔

اب میں اپنی تقریر کو اس خیال پر کہ نماز کا وقت تنگ ہو جاوے اور کبھی اس خیال پر کہ تم میں سے کوئی اُکتا نہ جاوے اور کبھی اس لحاظ سے کہ کوئی دوسرا نہ کہے کہ میرا وقت لے لیا ختم کرتا ہوں۔ میں نے تمہیں جو کچھ کہا ہے تمہاری بھلائی کے لئے کہا ہے۔ تم میں بعض نوجوان بچے ہیں جو کہتے ہیں کہ زبان کا لائسنس لینے کا حکم نہیں۔ میں نے کہا اخباروں کے لٹریچر کو بدلدو اور کہا کہ دوسرے مذہب کے متعلق اپنی تحریروں کو نرم کرو۔ تو کہا کہ آہستہ آہستہ تو ان کو فتن۔ میں نے کہا کہ دھیمی چال چلو۔ مگر اب سرکاری قانون نے ان سے وہی کرایا جو میں قانون سے پہلے چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ مولوی عبدالکریم کو۔ ایک مرتبہ کہا کہ نور دین بہت نرم بخشا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہم بھی ان کی نرمی پر حیران ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ فطرتیں الگ الگ ہیں۔ بہرحال تم ہماری بات کو سنو اور عاقبت اندیشی سے کام لو۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں (وصیک بتقوی اللہ۔ تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ میں اسی کو وصیت کرتا ہوں۔ متقی بن جاؤگے تو دنیا میں بامراد اور کامیاب ہو جاوگے اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔ تم کو ہر قسم کی تنگیوں سے نجات دیگا۔ من حیث لایحتسب تمکو رزق ملیگا۔ تمہارے دشمن ہلاک ہو جائینگے۔ اور بالآخر علوم حقہ تم پر کھولے جاوینگے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت استغفار کرو تاکہ گناہوں کے برے نتائج سے تم محفوظ رہو اور آئندہ گناہوں کے جذبات دبا دیئے جاویں۔ استغفار بہت ضروری چیز ہے اور انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔ جو اس کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اس پر کھولا جاتا ہے۔ تم میں سے بعض کمزور ہیں۔ قوت فیصلہ نہیں رکھتے اور تاب مقابلہ ان میں نہیں۔ انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائیں اور بہت دعا کریں الحمد شریف پڑھ کر دعا کریں۔ الحمد شریف درود شریف استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھا کرو۔ میرا اعتقاد ہے۔ لیکچر دینے میں۔ کلام کرنے میں مسائل کا جواب دینے میں۔ دعاؤں سے کام لو۔ اور الحمد شریف کو ضرور پڑھو تم اس کی عادت ڈالو نامردی اور ناکامی کو دیکھوگے ہی نہیں۔ تمہارا کام دعا کرنا ہو اور سب سے ضروری مسئلہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان رکھو۔ بندہ کمزور ہے۔ وہ اللہ ہر آن میں تمہیں کروڑوں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ پھر ایک اور ضروری مسئلہ کہہ کر ختم کر دیتا ہوں۔ ہمارا سردار ہمارا ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ غور کرو انہوں نے کس طرح دین پھیلایا۔ اور اگر وہ بھی ہماری طرح ہوتے تو یہ دین ہم تک نہ آتا۔ آپ کی ان مشقتوں میں سے جو تبلیغ دین کے لئے اٹھائیں ایک ادنیٰ سی بات ہے کہ طائف میں عبد یالیل کے پاس گئے اور اس کو خدا کا کلام سنانا چاہا اس نے کہا کہ میں اوروں کو بلا لوں یہ کہکر وہ گیا اور تمام بچوں اور شہدوں کو جمع کر کے لے آیا۔ ان حرامزادوں کے ہاتھ میں پتھر تھے۔ انہیں کہا کہ جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ۳ کوس تک بھاگتا گیا اور مجھے نہیں معلوم کدھر جاتا ہوں سر سے لیکر پاؤں تک کے تلوے تک زخمی اور لہو لہان ہو گئے۔ ایک فرشتہ نے اس حالت میں کہا کہ میں پہاڑ کا ملک ہوں اگر حکم ہو تو ان پر پہاڑ ڈالدوں آپ نے فرمایا نہیں ان کی اولاد اچھی ہو جائیگی۔ یہ ناواقف لوگ ہیں انہوں نے مقابلہ کیا ہے۔ تمہارا دل پھر نہیں آتا۔ یہ ادنیٰ مشقت ہے جو انہوں نے تبلیغ دین کے لئے اٹھائی۔ پس کثرت سے ایسے ہادی پر درود شریف پڑھو آپ کے حسن احسان بردباری۔ اور مصائب کو دیکھ کر جو اس دین کے پہنچانے میں آپ نے اٹھائے درود شریف پڑھو کہ آپ کے مدارج بلند ہوں۔ اور آپ کو کامیابیاں نصیب ہوں۔ پس اپنے گناہوں سے استغفار کرو۔ باہم محبت بڑھاؤ بغض چھوڑ دو۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہیں اور انہوں نے خدا کے فضل سے امام کا فیض پایا ہے وہ اس فیض کی قدر کریں۔ خرمستیاں چھوڑ دیں ایسا نہ ہو یہ نعمت ان کے لئے وبال جان ہو جاوے۔ خدا سے ڈرو کہ اس سے ڈرنے والے ضائع نہیں ہوتے۔

دربار دہلی پر علماء و مشائخ اور حضرت خلیفۃ المسیح

دہلی دربار کے موقع پر علماء و مشائخ کا ایک وفد بھی مبارکباد و اظہار وفاداری کے لئے

ہمارے شہنشاہ ہند و برطانیہ و نوآبادیہا کے حضور پیش ہوا تھا۔ یہ سوال حلقہ مشائخ میں نظام المشائخ کے ذریعہ پیش ہوا ہے۔ کہ کیا یہ فعل اہل اللہ والے لوگوں اور خلف شان اور طریق پر ہے؟ نظام المشائخ نے پر زور الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ مسلمان مولویوں کی تو ہم نہیں کہتے کہ اگلے میں انکا کیا طرز عمل تھا۔ آیا وہ شاہی دربار میں سلام کے لئے حاضر ہوتے تھے یا نہیں کیونکہ ہمیں ان کی بابت پورا علم نہیں مشائخ صوفیہ کے بارے میں تو صاف صاف لکھا موجود ہے کہ انہوں نے ہمیشہ بادشاہوں کے سلام مجرے سے دم چرایا ... مشائخ بباعث توکل علی اللہ کے اعتماد شاہی دربار کی شرکت سے انکار کرتے تھے اور اپنی گوشہ نشینی کو تخت نشینوں سے افضل جانتے تھے"۔ یا آج یہ عالم ہے انہیں مشائخ کے جانشین معمولی تحریکوں سے متاثر ہو شاہی کورنش کے لئے دوڑے چلے آئے"

یہ واقعہ فی الحقیقت مذہبی دنیا میں ہاں اسلامی دنیا میں قابل غور ہے۔ ہم تاج برطانیہ کی وفاداری اور اس سے سچی ارادت کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ قیصری شکوہ و جبروت ہمیں ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے نہ بلکہ اس لئے کہ احکم الحاکمین اور وہ ذات عالی صفات جو جسے چاہتا ہے تاج و تخت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے حکم دیتا ہے کہ اولوالامر کی اطاعت کرو۔ پس ہم گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری مذہبی فرض ارشاد الٰہی سمجھ کر کرتے ہیں اسی راہ پر ہمارے ...

ہمدردی دکھائیں گے۔ اپنے محسن کے حق میں دعا کرینگے۔ عادل بادشاہ کی خدا تعالیٰ سے سلامتی چاہینگے۔ گو وہ غیر قوم کا ہو۔ مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بُت نہیں بنائیں گے۔"

یہ اسوہ ہمارے اُس امام کے سامنے تھا۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کبھی اسے نہیں بھولا کہ

اذا وقع العبد فی الھانیة الرب ومھیمنة الصدیقین ورھبانیة الابرار لم یجد احدا یاخذ بقلبه

یعنی جب کسی بندہ کے دل میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اس پر محیط ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ صدیقوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اس کو لے لیتا ہے۔ اور ابرار کی طرح اس کو غیروں کے تعلقات سے چھڑا دیتا ہے۔ تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہیں پاتا۔ کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑ لے۔ کیونکہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا ہی میں ہے۔ پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اس کو تعجب میں نہیں ڈالتی۔ اور نہ اپنی طرف جھکا سکتی ہے۔ سو اس کو دوسروں پر صرف رحم باقی رہ جاتا ہے۔ خواہ بادشاہ ہوں یا شہنشاہ۔ کیونکہ اس کو ان چیزوں کی طمع باقی نہیں رہتی۔ جو اُن کے ہاتھ میں ہیں۔

غرض علماء اور مشائخ جو اپنی عزت اور وقار قائم کرنے گئے تھے۔ جن میں ہمارے بڑے خطرناک مخالف بھی تھے۔ اُنہوں نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کو خدا تعالیٰ سے کس حد تک تعلق ہے اور دُنیا کی عظمتوں اور شوکتوں کے وہ کس حد تک دلدادہ اور فریفتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ اور ان پر غیر فانی نعمتوں کے دروازے کھولے جو صادقوں کی محبت سے ملتی ہیں۔ آمین!

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ طلب

قادیان اور بٹالہ کی سڑک کے متعلق میں توجہ دلا چکا ہوں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ انشاء اللہ اچھا نکلیگا۔ آج ایک نہایت ضروری امر صاحب موصوف کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ قادیان میں شراب کی دوکان ہے۔ باشندگان اس کو یہاں سے اُٹھانا چاہتے ہیں۔ اور اس سے پہلے بھی یہ تحریک ہوئی تھی۔ چونکہ ایسی تحریک پچھلے سالوں میں بعد از وقت ہوئی۔ جبکہ ٹھیکہ جات نیلام ہو چکے تھے۔ اس لئے اس مرتبہ قبل از وقت جناب صاحب کو توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قادیان میں کوئی شخص اس دوکان کے رہنے پر رضامند نہیں۔ اس کی وجہ سے بعض اوقات شور و شر رہتا ہے۔ اس لئے یہ دوکان یہاں سے قطعاً اُٹھا دی جاوے۔ امید واثق ہے کہ اس مرتبہ جو ٹھیکہ جات نیلام ہوں گے تو قادیان کا ٹھیکہ نیلام نہیں ہوگا۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر آبکاری کی مہربانی سے بھی قادیان کی پبلک امید کرتی ہے کہ وہ اس دوکان کے اُٹھائے جانے کی رپورٹ کرینگے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول منگواؤ پھر آزماؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل سے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ نکما یا جواہرات سے تیار ہوئی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے بیماریاں لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ اس کو مفید پائینگے قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت کو بڑھانے والا۔ فی تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونلس ڈنر پلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کے نصف سے زیادہ فتور کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ

بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی کی نقاہت۔ امراض قلب دردسر نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں شکائت ہیجان۔ صفرا پٹھوں کی کمزوری۔ جسم یعنی دل دوار یعنی چکر آنا مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونلس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۴ر و ۹ر و ۱۲ر۔ بارہ آنے والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے ۱۲ر والی شیشی سستی ہیں۔

ڈون پی او باکس نمبر ۳۰ بمبئی سے طلب کرو

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اسوقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی **قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے**

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اُس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی **خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے**

یہ ترجمہ تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت **مسیح موعود** مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں اُن کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

هدیہ فی پارہ ایکروپیہ (عہ)

نوٹ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (سعہ) مع محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعایت کی گئی تھی اور جملہ کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں ان لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملینگی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نوردین جلد سوم کے

فہرست کتب

القرآن پارہ نمبر ۲۴ لغایۃ ۲۶ فی پارہ ایکروپیہ رعائتی قیمت ۸ر
ست نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عہ رعائتی ۸ر
ٹ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ء حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ رعائتی ۸ر
سورہ بقر رعائتی قیمت ۱عہ
ربات نوردین قیمت ۱۰ر
روحکڑ الوی قیمت ۵ر رعائتی قیمت ۲ار
اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعائتی قیمت ۱۰ر
ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ (پارہ نمبر ۱۲ سورہ بنی اسرائیل اور کہف) قیمت عہ۱ر
الہامات و اشتہارات سنہ ۱۹۰۵ء قیمت ۱۰ر
حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ار

محصولڈاک بذمہ خریدار

مشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہئے اسکو دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہوجائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چندروز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

الحکم قادیان دارالامان
٢٨-جنوری ١٩١٣ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

(نمبر اول)

آگرہ کے آریہ مسافر کی تحریروں پر مَیں نے بہت ہی کم نوٹس لیا ہے اور اس کی وجہ اس کی زبان۔ اس کا لہجہ۔ اور اس کا طرز بیان ہے مَیں ہر شخص کا حق سمجھتا ہوں۔ کہ جو بات کسی مذہب کے متعلق اسے سمجھ میں نہ آوے۔ وہ اس پر اعتراض کرے۔ مگر یہ امر شیوہ انسانیت سے بعید ہے۔ کہ اس اعتراض کو ناگوار اور رنجدہ طریق سے پیش کیا جاوے۔ اسی بدمذاقی اور بے اصولی نے حق و باطل میں التباس کر دیا ہے۔ اور بہت ہی کم وہ لوگ ہیں۔ جو محض حق جوئی کے لئے کوئی بات مُنہ سے کہتے ہوں۔ آریہ مسافر نے تو اپنا مشن ہی یہ قرار دے رکھا ہے۔ شروع سال سے اس نے "اسلامی شاستر یا کی فلاسفی" کے عنوان سے اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرنے کا نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میرا خیال تھا۔ کہ وہ اخبار جو خصوصیت سے آریہ مسافر کے اعتراضات کا جواب دینے کے مدعی ہیں۔ اس پر توجہ کریں گے۔ مگر ابتک ان کی طرف سے خاموشی ہے۔ اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ آریہ مسافر کے اس سلسلہ پر مَیں کچھ لکھوں۔ و باللہ التوفیق

مذہب اسلام کا مدار کس پر ہے؟

مسافر کہتا ہے کہ "قرآن شریف کے بعد مسلمانوں کے مذہب کا دار و مدار کتب حدیث پر ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مسلمانی مذہب کا دار و مدار زیادہ تر کتب احادیث پر ہی ہے کیونکہ قرآن میں ہر ایک آیت مختصر۔ مطلب پیچیدہ اور بہت سی آیات بالکل مہمل اور بے معنی ہیں۔ علاوہ بریں عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔"

معزز ناظرین! خدا کے لئے انصاف کریں۔ کہ جس شخص کی واقفیت مذہبی کا یہ حال ہو۔ کہ اسے اتنا بھی معلوم نہ ہو۔ کہ تعلیم اسلام کا مدار کس چیز پر ہے۔ وہ آج اسلام پر اعتراض کرنے کا حوصلہ کرتا ہے۔ یہ جرأت اور دلیری ایسے لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پہلو میں نہ خدا ترس دل اور کانشنس سُن رکھتے ہوں۔ پھر جو دعویٰ ماسٹر جی نے کیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار کتب احادیث پر ہے۔ اس کے دلائل جو آپ نے پیش کئے ہیں۔ وہ بجائے خود دعویٰ ہیں۔ جن پر مَیں نے نمبر دیدیئے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

گمراہ مسافر دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں جانتا

گالیاں دینا اور بات ہے اور معقول اور مدلل بات پیش کرنا اور۔ ماسٹر جی کی اپنی واقفیت اور عوام کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے پہلے یہ بحث پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے مذہب کے جاننے کے لئے کیا ذرائع ہیں اور قرآن و حدیث میں کیا تعلق ہے؟

پس معلوم ہونا چاہئے کہ اہل اسلام خواہ وہ کسی بھی فرقے کے ہوں اپنے مذہب کا مدار قرآن مجید پر رکھتے ہیں۔ اور کتاب اللہ کو دیگر حجج شرعیہ پر مقدم اور امام ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ کے پایہ اور مرتبہ تو اور کسی کا مرتبہ نہیں پہنچتا۔ قرآن کریم وحی متلو ہے۔ اور اس کے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے میں وہ اہتمام ہوا ہے۔ کہ یہ کام خود اللہ تعالیٰ نے آپ کیا۔ جیسا کہ فرمایا انّا علینا جمعه و قرانه اور پھر انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ کسی اور کتاب کو یہ درجہ اور رتبہ نہیں ملا۔

پس قرآن کریم بہرحال امام و مقدم ہے اور قرآن کریم کے بعد جو ذریعہ اسلامی تعلیم کے معلوم کرنے کا ہمارے ہاتھ میں ہے وہ

سُنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہے

سُنت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور قرآن کریم کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہیگی۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سُنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فعل جو بجائے خود قرآن مجید کی تصویر ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رض جو ایک اعلیٰ درجہ کی فقیہہ اور دقیقہ رس خاتون تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی تفسیر ان الفاظ میں کرتی ہے۔

کان خلقه قرانا

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و سیرۃ کا اگر علم حاصل کرنا چاہو۔ تو قرآن کریم کو دیکھ لو۔ اور یہ ضروری بھی تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید ہی میں فرمایا قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله یعنی اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔ تو میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اتباع کرو۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے وابستہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا لکم فی رسول الله اسوة حسنة تمہارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

اسوہ حسنہ ہے

تو پھر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لازمی جزو تعلیم اسلام کا ٹھہرا۔ اور یہ کوئی نئی اور نرالی بات نہیں ہے۔ سُنت اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں اور وہ ہدایات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہیں۔ وہ تبلیغ کے ساتھ اپنے فعل اور عمل سے اس کلام الٰہی کی تفسیر کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ اس کلام الٰہی کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل نہ ہو۔ یہ عملی ہدایت نامہ تواتر کے ساتھ دنیا میں جاری ہو جاتا ہے اور اس وقت تک جو ہدایات و تعلیمات اسلام ہم تک پہنچی ہیں۔ اگر کوئی بھی ذریعہ نہ ہوتا تو بھی سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا زبردست ذریعہ تھا کہ وہ تعلیمات ہم تک پہنچ سکتی تھیں۔ ہاں سنت کے بعد تیسرا ذریعہ ہدایت کا احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ بھی ہیں۔ لیکن ایسا قیاس کرنا کہ احادیث نعوذ باللہ قرآن کریم یا سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم اور امام ہیں ایک ایسا افترا ہے جو مسلمانوں کا کوئی گروہ اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا۔

پس یہ پہلی اور خطرناک غلطی ہے۔ جو گمراہ مسافر نے کھائی۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار احادیث پر ٹھہرایا۔ حالانکہ مجرد احادیث کے لفظ میں ہر قسم کی احادیث صحیح اور غیر صحیح شامل ہو سکتی ہیں محدثین نے احادیث کی صحت و قوت کے لئے جو قواعد ترتیب دیئے ہیں۔ ان پر بحث کرنا اس وقت ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ مگر اتنا کہنے سے میں رُک نہیں سکتا۔ کہ احادیث کی صحت اور قوت استدلال کے متعلق ایک موٹا اور کبھی خطا نہ کرنے والا عام فہم اصل یہ ہے کہ جو احادیث قرآن مجید اور سُنت صحیحہ کے خلاف نہیں وہ قبول کی جاتی ہیں اور باقی کی ہمیں تاویل کرنی پڑے گی۔ اور اگر کسی طرح پر وہ قرآن مجید اور سُنت صحیحہ سے مطابقت نہیں کھاتی تو افسوس کے ساتھ ہم اسے رد کر دیں گے۔

اس قدر بیان کے بعد مَیں گمراہ مسافر کے ان لایعنی دعاوی کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو اس نے قرآن مجید کی نسبت کئے ہیں اور جن پر مَیں نے نمبر کے نشان لگا دیئے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے متعلق یہ کہنا کہ ہر ایک آیت مختصر اور مطلب پیچیدہ ہے۔ ایک ایسا بیہودہ دعویٰ ہے۔ کہ بجز ایسے شخص کے جس نے قرآن مجید پر کبھی تدبر نہ کیا ہو کوئی نہیں کر سکتا اور یا وہ شخص کر سکتا ہے جو حد درجہ کا باطل پرست اور یاوہ گو ہو۔

قرآن مجید کی ہر آیت آیت اسی لئے کہلاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے کا زبردست نشان ہے اور بجز ایسے شخص کے جس کے دل و دماغ ممسوخ ہوں۔ اس کا آیت ہونا کیا بلحاظ اس کی ترتیب کلام اور اسلوب بیان کے اور کیا بلحاظ معانی اور حقائق کے سمجھ میں آجاتا ہے اور آج تک کسی معترض نے کوئی آیت پیش نہیں کی جو اس معیار پر پوری نہ اُترتی ہو۔

مَیں نہیں جانتا مختصر سے گمراہ مسافر کی کیا مراد ہے خیر الکلام ما قل و دل اگر اس نے پڑھا نہیں تو سُنا ضرور ہوگا۔ اعلیٰ درجہ کے محرر اور مقرر کی یہی خوبی ہوتی ہے۔ کہ وہ تھوڑے الفاظ میں بہت سے مطالب کو ادا کر سکے اور یہ خوبی عربی زبان میں نہایت شان کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اور یہ

قرآن مجید کا بہت بڑا اعجاز ہے

مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ مَیں اسے ذوق مضمون کے سلسلہ میں یہاں ضمناً درج کر دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور انگریزی اور عربی زبان کی وسعت اور مطلب خیزی پر گفتگو ہو رہی تھی حضرت نے فرمایا کہ عربی زبان میں وسعت مطالب بہت ہے اور وہ نہایت تھوڑے الفاظ میں بڑے مطالب کو ادا کر سکتی ہے اس وقت آپ نے پوچھا کہ بھلا انگریزی میں میرا پانی کو کیا کہتے ہیں۔ ایک انگریزی خوان نے بتایا کہ my water مائی واٹر۔ آپ نے فرمایا کہ عربی میں صرف مائی کہنے سے کام چل جاتا ہے۔

غرض اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ عربی زبان تھوڑے الفاظ میں بہت بڑے مطالب اور معانی کو ادا کر سکتی ہے اور یہ خوبی اور اعجاز ہے اور قرآن مجید میں یہ اعجاز نہایت ہی اعلیٰ درجہ پر پایا جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ خوبی آگرہ کے مسافر کی نظر میں عیب ہے سچ ہے ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است۔

باایں قرآن مجید کی آیات نہایت مفصل ہیں۔ اور قرآن مجید کی بجائے خود یہ شان اور دعویٰ اس میں موجود ہے کتاباً مفصلا۔

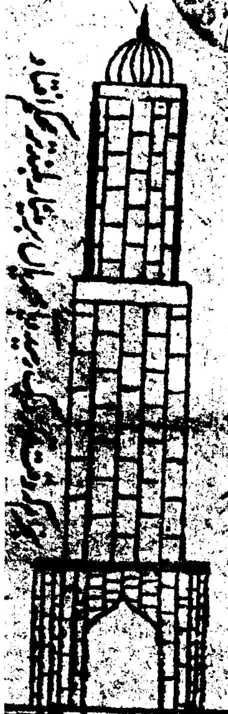

شرح قیمت جو ہر حال میں
پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵؎
خواص سے ۶؎
ہندوستان سے باہر ۷؎
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۳؎

نمبر ۳

قادیان دار الامان

…جنوری ۱۹۱۲ء

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گونم باتو کرآئی چیاو زفادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ووافی ہوچکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی ا[illegible]
کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں ۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جوادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھا[illegible]

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزا [illegible]

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک [illegible] جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچگئی ہے

اس دواخانہ کے [illegible] خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

[illegible] اس دواخانہ کو توجہ [illegible] دیا ہے

[illegible] دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں

نوٹ جن پر اثر اور مفید ادویات [illegible]

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے "مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

اور پھر ہر ایک آئت کے متعلق بھی اس نے دعوٰی کیا چنانچہ فرمایا:- کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ یعنی یہ کتاب جو خدا تعالیٰ حمید مجید نے نازل کی ہے اور جس کے نزول کی محرک اس کی صفات رحمٰن اور رحیم ہیں۔ ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی آیات مفصل ہیں۔ اور کیوں وہ آیات مفصّل نہ ہوں یہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ ہاں اس کی حقیقت کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جو عقلمند ہوں۔

مسافر بتائے کہ یہ دعوٰی جو قرآن مجید نے کیا ہے اس کے خلاف جب تک کوئی امر پیش نہ کیا جاوے تو محض نادانی سے کہدینا کہ آیات مختصر ہیں۔ نری جہالت نہیں تو کیا ہے؟

پھر دوسرا الزام وہ یہ دیتا ہے کہ آیات کا مطلب پیچیدہ ہے۔ اس پیچیدگی کی اگر کوئی تصریح مہاشہ جی نے کی ہوتی۔ تو البتہ میں اس پر غور کرتا مگر بلا سوچے سمجھے ایک بات منہ سے نکال دینے کا تو کوئی علاج میرے پاس نہیں ہے۔ قرآن مجید تو یہ بیان کرے کہ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی یعنے وہ لوگوں کے لئے ہدائت ہے اور ہدائتوں کی اس میں تفصیل ہے اور پھر فرمایا:- فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ اور تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ۔ حِکْمَۃٌ بَالِغَۃٌ یعنے وہ مفصل ہے۔ اس میں ہر شئے کا بیان ہے۔ وہ حکمت بالغہ ہے۔ مگر ایک ایسا شخص جس نے قرآن مجید کی پاک تعلیم پر غور ہی نہیں کیا۔ اور اگر کیا ہے۔ تو محض اعتراض کے لئے۔ وہ اس کو پیچیدہ بتائے۔ خدا کی شان!

قرآن مجید کی شان بلند پر بہت سی آیات پیش کی جا سکتی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ گمراہ مسافر نے جو دعاوی کئے ہیں۔ وہ سب باطل اور ہیچ ہیں۔ بالآخر وہ کہتا ہے کہ عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے! میں نہیں جانتا کہ اس کے اس اعتراض کا منشاء کیا ہے۔ اگر یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید ایسی ادق اور مشکل کتاب ہے کہ اس کا سمجھنا مشکل ہے تو یہ دعوٰی سراسر باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی مجید کتاب میں فرمایا ہے لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ کہ ہم نے قرآن مجید کو ذکر کے لئے آسان کر دیا ہے۔ اور فی الواقعہ قرآن مجید ایسی آسان کتاب ہے کہ دُنیا میں کوئی کتاب اس بارہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اگر یہ مطلب ہے کہ مسلمان توجہ نہیں کرتے۔ تو یہ ماننے کو ہم تیار ہیں۔ اس سے قرآن العظیم کی خوبی اور عظمت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّر بیضا نکلا

بہرحال قرآن مجید ایک ناطق اور مبین ومفصّل کتاب ہے اور اس کی ہدائت مفصّل معنی خیز اور آیۃ اللہ ہے اور یہی کتاب ہر حال میں مقدم اور امام ہے۔ ہاں اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ جو اعتراض نادان مسافر نے قرآن کریم پر کئے ہیں۔ وہی اعتراض عملی رنگ میں وید پر ہو سکتے ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم اگلی اشاعت میں بتائیں گے کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں

وید کی کیا پوزیشن ہے

جب تک یہ اصل صاف نہ ہولے۔ احادیث میں سے جو امور مسافر نے پیش کئے ہیں۔ اُن کی حقیقت اور فلسفہ بیان کرنے کی نوبت نہیں آ سکتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسافر نے جو امور اپنے خیال میں اعتراض اور تضحیک کے رنگ میں پیش کئے ہیں۔ ان کا جواب اسے مل جائیگا۔

لطف تب ہوتا۔ اگر اسلام کی تعلیم کے مقابلہ میں اپنی گھریلو تعلیم بھی پیش کرتا۔ تاکہ ناظرین کو مقابلہ اور موازنہ کا اچھا موقعہ مل جاتا۔ اس کو تو آریہ سماج کے پریس اور پلیٹ فارم تک محدود چھوڑ کر دوسروں پر حملہ کرتا ہے۔ مگر اس کی یہ حرکت فی الحقیقت اس نادان کی سی ہے۔ جو شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر مارتا ہے۔ یہ بہترین راہ نہیں ہے۔ (باقی دوسرے نمبر میں۔ انشاءاللہ تعالیٰ)

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی آمد آمد

اے آمدنت باعثِ آبادی ما
ذکرِ تو بود زمزمہ شادی ما

یہ خبر اہالیان قادیان کے لئے نہائت مسرّت بخش ہے۔ کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور فراخ حوصلہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بہ تقریب دورہ قادیان تشریف لاتے ہیں۔ ایڈیٹر الحکم اس موقعہ پر صاحب ممدوح اور آپ کی لیڈی صاحبہ کی خدمت میں سب سے اول نہائت ادب اور اخلاص کے ساتھ ویلکم (Wel come) عرض کرتا ہے حکام کا دورہ ایک عجیب نعمت ہے۔ وہ باتیں جو کسی طرح بر حال مقام حکام تک نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ دورہ میں نہائت آسانی سے اُن کے گوش گذار کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور دراصل حکام کے دوروں کی غرض اور غائت بھی یہی ہے۔ کہ ذمہ وار آفیسر رعایا کے حالات سے ذاتی واقفیت حاصل کریں۔ وہ لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہیں۔ جن کو ایسا موقعہ ملے کہ ان کا اعلیٰ حاکم ان کے شہر اور گاؤں میں موجود ہو۔ اور انہیں اپنی ضروریات کے اظہار کا موقعہ دے۔ ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر میجر سی الیٹ صاحب بہادر خصوصیت سے رعایا کے ساتھ ھمدردی میں مشہور ہیں۔ اور یہ پہلا ہی موقعہ ہے۔ کہ وہ ہمارے اس قصبہ میں تشریف لاتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ گذشتہ پانچسال کے اندر صرف پہلی مرتبہ ہمارے ضلع کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر یہاں تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت چونکہ ہمیں موقعہ حاصل ہے کہ ہم صاحب ممدوح کی خدمت میں باشندگان قادیان کی بعض ضرورتوں اور خواہشوں کو پیش کریں۔ اس لئے نہائت ادب سے پیش کرنے کی جراءت کرتے ہیں۔

(اوّل) سب سے اوّل اور ضروری امر جس پر صاحب ممدوح کی توجہ درکار ہے۔ قادیان اور بٹالہ کی سڑک کا سوال ہے۔ اس سے پہلے بھی الحکم کے ذریعہ صاحب ممدوح کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا جا چکا ہے۔ کہ قادیان آپ کے ضلع میں اتنا بڑا اہم قصبہ ہے۔ جس کی نظیر ضلع بھر میں مشکل سے ملیگی۔ جہاں حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب مرحوم مغفور کی برکات کی وجہ سے تعلیمی اور رفاہ عام کی کوششیں بہترین ثمرات پیدا کر رہی ہیں۔ اور اسی وجہ آمد رفت مردمان وتجارت میں کثرت ہو رہی ہے۔ اور دن بدن قادیان کی آبادی ترقی کر رہی ہے۔ ایسی حالت میں بٹالہ اور قادیان کی درمیانی سڑک نہائت ناقص اور تکلیف دہ ہے۔ چونکہ سڑک مذکور غالباً حضور کے ملاحظہ سے گذر چکی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق زیادہ عرض کرنے کی حاجت نہیں۔ بجز اس کے کہ از راہ کرم اس سڑک کو پختہ کرا دیا جاوے۔ اور اگر ڈسٹرکٹ بورڈ میں کافی روپیہ نہ ہو۔ تو حضور پراونشل فنڈ سے اس سڑک کی اہمیت کو زیر نظر رکھ کر امداد دلائیں۔ اس سڑک کے پختہ ہو جانے پر یہ آپ کے مبارک عہد کی انشاءاللہ بہترین یادگار ہوگی۔

(دوم) قادیان میں ایک شراب کی دوکان ہے۔ قادیان کے باشندے شراب نوش نہیں ہیں۔ باہر سے دیہاتی لوگ آکر شراب پیتے اور بعض اوقات لڑائی جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جس سے امن عامہ میں خرابی کے علاوہ عام اخلاق پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ دوکان کا محل وقوع ایک مندر (ٹھاکر دوارہ) اور دھرم سالہ کے قرب میں واقع ہوا ہے۔ جو کسی طرح پر بھی مناسب اور موزون نہیں۔ بلکہ یہ ایک ممنوع امر ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر شراب کی دوکانیں ہوں اس سے پہلے بھی یہ معاملہ سابق صاحب ڈپٹی بہادر کے نوٹس میں لایا گیا تھا۔ لیکن چونکہ قبل نیلام ٹھیکہ ایسے امور پر توجہ نہ دلائی گئی۔ اس لئے یہ دوکان قائم رہی۔ ورنہ اس کے اٹھائے جانے کا سوال ایک سے زیادہ مرتبہ پیش ہو چکا ہے۔ اب چونکہ نیلام ٹھیکہ میں کافی وقت ہے۔ اس لئے حضور کی نیک سیرت اور اخلاق بہتری کے کاموں میں دلچسپی سے امید کرنا بے موقعہ نہیں کہ اس مرتبہ اس دوکان کو یہاں سے قطعاً اٹھا دیا جاوے۔ اور قادیان کے نام سے ٹھیکہ نیلام نہ ہو۔

(سوم) تیسرا اور ضروری امر یہاں کی نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ سب سے پہلا آدمی جس نے اس سوال کو اٹھایا تھا۔ وہ ایڈیٹر الحکم ہے اور میں اپنے ضلع کے بیدار مغز حکام کی مہربانی کا از بس ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے الحکم کے ان مضامین کو جو اس سلسلہ میں لکھے گئے تھے۔ وقعت کی نظر سے دیکھا اور یہاں نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی قائم کی۔ کمیٹی کے قیام کی غرض حفظ صحت کے اصولوں کا لحاظ اور صفائی تھی۔ مگر کمیٹی اس معاملہ میں جس حد تک باشندگان قادیان کے لئے مفید اور با برکت ثابت ہوئی ہے۔ وہ اس درخواست سے ظاہر ہے۔ جو باشندوں نے قادیان کی کمیٹی کے توڑے جانے کے متعلق پہلے سے حضور کی خدمت میں پیش کی ہے۔ قادیان کی اندرونی صفائی کے علاوہ جو ضروری امر ہے۔ وہ اس پانی کے نکاس کا مستقل انتظام ہے۔ جو قادیان کے اردگرد جمع رہتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے قادیان کی صحت کا خطرہ میں رہنا یقینی امر ہے۔ کیونکہ ڈھابوں اور ڈبروں کا پانی جو کسی قصبے کے اردگرد جمع رہے۔ اور

جس میں ہر قسم کی غلاظت اور گندگی پڑتی رہے۔ بہرحال مضر صحت اور ملیریا پیدا کرنے والا مانا گیا ہے۔ اور اس پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایڈیٹر الحکم نے ایک مرتبہ اپنے بعض معزز دوستوں اور ممبران کمیٹی کے ہمراہ یہی سوال سابق صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور پیش کیا تھا۔ اور صاحب ممدوح نے اس پانی کے نکاس کی بہترین تجویزوں پر غور کرکے ایک سکیم پیش کرنے کی ممبران کمیٹی کو زبانی ہدایت کی تھی اور فرمایا تھا۔ کہ اس سکیم کے پیش ہونے پر وہ پانچسو روپیہ تک کی امداد ڈسٹرکٹ بورڈ سے اس مقصد کے لئے دلا سکیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ابتک کوئی سکیم پیش نہ ہو سکی۔ اور پانی کا اس طرح قصبہ کے گرد جمع رہنا مضر صحت ہو رہا ہے۔ قادیان کی واجب العرض سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آبپاشی کے لئے کنوئیں کافی ہیں۔ اور یہ پانی آبپاشی کے لئے چنداں کام نہیں آتا۔ اگر آبپاشی کے لئے بھی اس کو رکھنا مقصود ہو۔ تو بشکل تالاب رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جو صورت اس کی اب ہے یہ مضر صحت ہے اور اس پر ہی آجتک توجہ نہیں۔ یہ امید کرنا بے موقعہ نہیں کہ جناب ممدوح اس پانی کے نکاس کے سوال پر بھی غور فرما دیں۔

ہوس ٹیکس کی سختی سے بھی لوگ نالاں ہیں۔ اور ہوس ٹیکس کی زیادتی ضروریات کمیٹی کے لئے لازمی سمجھی جاتی ہے۔ خصوصاً جبکہ کوئی کام بھی آنریری طور پر نہ ہوتا ہو ہر کام کا نفع و نقصان تجربہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کمیٹی کی وجہ سے جو تکالیف پیش آتی ہیں۔ یہ موقع نہیں کہ ان پر تفصیلی بحث کی جاوے۔ لیکن اگر حضور پسند فرمائیں گے تو وہ تمام امور تفصیلاً بھی عرض کئے جا سکتے ہیں۔ بہرحال اس میں کوئی کلام نہیں کہ باشندگان کمیٹی سے نالان ہیں۔ اور وہ اس بوجھ کو کسی طرح برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اسی بنا پر حضور کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی جا چکی ہے۔ اس کے لئے ہماری امیدیں قابل اطمینان جواب کی طرف ہیں یہ وہ امور ہیں۔ جو حضور کی توجہ کے لئے ایڈیٹر الحکم پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے۔ اور امید کرتا ہے۔ کہ جناب ممدوح اس پر توجہ فرمائیں گے۔

آنریری مجسٹریٹ اور صاحب جنرل انسپکٹر پولیس پنجاب نے اپنی سالانہ رپورٹ ۱۹۱۰-۱۱ء پر ریویو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

کرتے ہوئے جو ریمارک آنریری مجسٹریٹوں سے متعلق کیا ہے۔ اس میں ہمارے ضلع گورداسپور کے قابل اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو رپورٹ کی ہے اور اس کے ساتھ ہمارے ضلع کے صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس نے جو ریمارک اپنے ضلع کے آنریری مجسٹریٹوں کے متعلق کیا ہے۔ وہ دلچسپی سے پڑھے جانے کے قابل ہے میں اپنے ذاتی علم اور واقفیت کی بناء پر یہ کہنے میں مضائقہ نہیں پاتا کہ میجر ایلیٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی رائے اس معاملہ میں بہت صائب اور قابل قدر ہے۔ اور گورنمنٹ پنجاب کو زیادہ دیر تک اس نقصان کو برداشت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اس ضلع میں قریباً دس ہزار سالانہ کا ہو رہا ہے۔ اگر یہ روپیہ کسی اور نیک کام پر خرچ ہو تو زیادہ مفید ہو۔ میجر ایلیٹ صاحب کی معاملہ فہم طبیعت نے خوب سمجھ لیا ہے۔ کہ پبلک آنریری مجسٹریٹوں کے اس قسم کے تقرر کو پسند نہیں کرتی۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ کہ یہ لوگ بہ حیثیت ذیلدار اپنی پوزیشن سمجھ کر کام میں مدد دیتے تھے۔ اب وہ آنریری مجسٹریٹ ہو کر اپنے ذاتی کاموں میں اس پوزیشن سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اگر اس طریق کو موقوف کر دیا جاوے۔ تو زیادہ فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ اور پبلک بہت سی دشواریوں سے بچ جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ آنریری مجسٹریٹوں کا تقرر مفید ہے۔ لیکن ان عہدوں پر وہ لوگ مقرر ہونے چاہئیں۔ جو پبلک خدمات میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور بدوں کسی معاوضہ کے گورنمنٹ کی خدمات کرنے کا جوش ان میں ہو۔ بہرحال صاحب موصوف کی رائے اس قابل ضرور ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب اس سے فائدہ اُٹھائے۔

اشتہار قابل توجہ مبائعین مخلصین

حضرت اقدس مغفور مرحوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت صفحہ ۲۵ و ۲۶ میں بیعت کنندوں کو وصیت کے لئے بڑا تاکیدی حکم ارقام فرماتے ہیں۔ ہر بیعت کرنے والا جو کچھ نہ کچھ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ رکھتا ہے۔ کم سے کم اس کے دسویں حصہ کی تعمیلاً وصیت ضرور ہی کر دے لہٰذا ذیل میں اصل حکم بغرض یاد دہانی درج کیا جاتا ہے بغور پڑھ لیں۔ اور تعمیل کریں۔ (اَلٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ)۔

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں۔ کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ خدائے تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی بنا ڈالی ہے۔ تاکہ خبیث اور طیب میں فرق کرکے دکھلاوے۔ اس لئے اس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا۔ کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کرکے دکھلا دیا ہے۔ اور صدق ظاہر کر دیا ہے۔ بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذرے گا۔ اور اس سے اُن کی پردہ دری ہو گی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے۔ **فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا**۔ لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور ابد تک خدائے تعالےٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ جنہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں۔ اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے۔ وہ زمانہ قریب ہے۔ کہ ایک منافق جس نے دُنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹال دیا۔ وہ آہ مار کر کہیگا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا۔ اور عذاب سے بچ جاتا۔ میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو۔ کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ تم سے کوئی مال لوں۔ اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے۔ اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے ہیں۔ کہ وہ دُنیا سے محبت کرکے میرے حکم کو ٹال دیں گے۔ مگر بہت جلد دُنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں یہ کہیں گے۔ **ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ**۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

چوں کار حیات است کار نہاں
ہماں بہ کہ دل بگسلی زیں مکاں

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ العزیز آپ کے اہل بیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہ عافیت ہیں۔

۲۔ ہفتہ زیر اشاعت میں بھی خدا کے فضل سے عمدہ بارش ہو گئی۔

جو کتابیں۔ اخبار اور رسالے ریویو کے لئے آئے ہیں۔ انشاء اللہ اگلی اشاعت میں اُن پر ریویو کیا جائیگا۔

جو لوگ محض اس وجہ سے نواب صاحب کے استعفٰی کو منظور کرنے کے خلاف ہیں کہ ان کے وجود پر کالج کی بہتری کا انحصار ہے۔ میں کھلے الفاظ میں بلاخوف لومۃ لائم کہوں گا۔ کہ وہ شرک کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اسلام مردم پرستی نہیں سکھاتا۔ بلکہ وہ مردم پرستی کا دشمن ہے۔ تم اپنے خیر خواہوں اور کام کرنے والوں کی قدر کرو۔ ان کی حوصلہ افزائی کو آمادہ رہو۔ مگر یاد رکھو۔ انہیں خدا نہ بناؤ۔ تمہارا بھلا اسی میں ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پرانے طالب علم

مدرسہ تعلیم الاسلام کے پرانے طالب علموں

کے ذمہ ان کے مدرسہ کا ایک خاص فرض ہے۔ جس کی طرف میں دیکھتا ہوں۔ انہیں کسی نے توجہ دلانے کی کوشش نہیں کی ہے یا طور پر کوشش کی ہے کہ اس کا کوئی عملی حصہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے فیض سے حصہ لینے والوں میں بہت سے نوجوان ایسے ہیں۔ جو کالج کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں بعض کالجوں میں ہیں اور بعض برسرکار ہیں۔ اگر مدرسہ تعلیم الاسلام چھوڑنے کے بعد ان کے تعلقات بہت مضبوط اور زندہ تعلقات نہ ہوں۔ تو ایک افسوسناک امر ہو سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ احمدیت نے ان کے تعلقات کو اخوۃ کے رنگ میں رنگین کر کے انہیں مستحکم اور مستقل خدا کے فضل سے بنا دیا ہے میری غرض یہاں تعلقات کی مضبوطی سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے تعلقات مراد ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ مدرسہ کے لئے کیا کام کر رہے ہیں؟ اس مقصد کے لئے ضرورت ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے اولڈ بوائز کی ایک ایسوسی ایشن ہو۔ اور اس ایسوسی ایشن کا کم از کم ایک سالانہ اجلاس قادیان میں ہو۔ اس سے جہاں تعلیم الاسلام کے فرزندوں کو ایک بار جمع ہونے کا موقعہ ملیگا اس تقریب سے وہ حضرت امام کے حضور حاضر ہو سکیں گے۔ علاوہ اپنی ... اور خدمات سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو مفید مشوروں اور روپیہ سے مدد دینے کے بھی قابل ہو سکیں گے۔ ایسوسی ایشن کی ضرورت پر بہت سے دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ ضرورت ایسی بدیہی ہے کہ میں خیال نہیں کرتا۔ کہ بجز شاذ کے کوئی اس سے انکار کرے۔ اس لئے اگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہیڈ ماسٹر صاحب سکول کے پرانے طلباء کو اس تحریک سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ خدا کے فضل سے ایک ہی سال کے اندر ایسوسی ایشن قائم ہو جاوے۔ تعلیم الاسلام کے پرانے طالب علموں میں سے بعض ایسے نوجوان بھی ہیں۔ جو اس وقت قادیان کے ہائی سکول میں کام کرتے ہیں۔ اگر وہ اس تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیں تو یہ ان کا کام ہے۔ میں نے ایک مفید تحریک کو پیش کر دیا ہے۔ اس کے پہلوؤں پر غور کرنا ان نوجوانوں کا کام ہے۔ جو اس میں مخاطب ہیں۔

لالہ ہنسراج کا استعفا اور اخلاص و قربانی کی زندہ مثال

لالہ ہنسراج بی۔ اے پرنسپل دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور کا نام اخلاص اور ایثار کے لئے ہمیشہ زندہ رہیگا۔ اس نوجوان نے کالج سے نکلتے ہی قومی خدمت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ اور ۲۵ سال کے عرصہ تک اپنی لگاتار محنت اور کوشش اور جفاکشی اور نفس کشی سے ثابت کر دیا کہ یہ نوجوان اپنے عقیدہ اور مذہب کے لحاظ سے قابل عزت وجود ہے۔ ۲۵ سال تک بغیر کسی قسم کے ذرا بھی معاوضہ کے اپنی قوم کی خدمت کرتا اور پھر ایسے وقت میں جبکہ گریجویٹوں کی خاص قدر ہوتی تھی۔ اور اُن کے دوسرے ہم عصر کامیابی کے بعد اعلیٰ عہدوں کو حاصل کر کے دنیا میں عزت و شہرت کے ساتھ دراندوزی میں معروف تھے۔ لالہ ہنسراج صاحب نے تمام دنیوی عزتوں اور روپیہ کے خیال کو ترک کر کے اپنی قوم کی تعلیمی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اس میں کچھ بھی کلام نہیں۔ کہ گذشتہ ۲۵ سال کی قومی اور علمی خدمت سے جو عزت و شہرت لالہ ہنسراج نے حاصل کی ہے۔ وہ روپیہ سرکاری عہدہ اور خطاب سے حاصل کردہ عزت کے مقابلہ میں لاکھوں درجہ بڑھ کر ہے۔ لالہ ہنسراج نے ۲۵ سال تک کام کرنے کا عہد کیا تھا خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اپنے اس پاک عہد میں پورے اُترے اب وہ کالج سے مستعفی ہوتے ہیں۔ یہ استعفا انہوں نے لالہ لالچند صاحب پریسیڈنٹ کی خدمت میں بھیجدیا تھا۔ اس سے پہلے کہ لالہ لالچند صاحب کی موجودگی میں ان کے استعفا پر غور ہوتا۔ لالہ لال چند صاحب کا انتقال ہو گیا۔ گویا لالہ لال چند صاحب اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے یا انہوں نے کالج کونسل کے پریسیڈنٹ کی جگہ کو اس کے جائز حقدار کے لئے خالی کر دیا۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ میں لالہ ہنسراج صاحب سے مذہبی رنگ میں سخت اختلاف رکھتا ہوں۔ مگر میں حق کہنے سے نہیں رُک سکتا۔ کہ جو شاندار خدمت اس نوجوان نے اپنی تمام خواہشوں اور آئندہ کی کامیابیوں کو کچل کر اپنی قوم کی کی ہے۔ وہ اس قابل ضرور ہے۔ کہ وہ ہر طبقے کے لوگوں میں اپنے اخلاص اور ایثار کے لئے ہمیشہ عزت سے دیکھی جاوے۔ اور دوسری قوموں کے لئے سبق آموز ہو۔ خدا کرے کہ ایسے مخلص اور ایثار کرنے والے ہم میں بھی ہوں اور بہت ہوں۔ اور خود ہمیں بھی یہ توفیق ملے۔ آمین! بہرحال لالہ ہنسراج صاحب کو خدمت قوم میں شاندار کامیابی کے لئے مبارکباد دیتا ہوں اور بلا تامل یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ ان کا استعفا بھی تیاگ کی ایک عمدہ مثال ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس قومی مذبح پر کسی اور نوجوان کو آگے آنے کا حوصلہ دلائیں۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیاں کی انتہا کر دی۔ ہمارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف ۲ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی اخلاقی۔ اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۴ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

مسلمانانِ ہند اپنی آیندہ پولیسی کی تلاش میں

قرآن مجید جو نوع انسان کے لئے رحمت شفا اور ہدایت ہے۔ قوموں کے عروج و اقبال اور ان کے ادبار و زوال کے متعلق ایک کلیہ بیان کرتا ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔ یہ تبدیلی جس قسم کی ہو۔ اسی قسم کے آثار و نتائج قومی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں نے جب تک اس اصل کو اپنا دستور العمل رکھا۔ دنیا کے ہر حصہ میں انہوں نے کامیابی حاصل کی۔ لیکن جب سے ان کی زندگی کا ضابطہ اور قانون یورپ سے آنے لگا اور وہ مغربی تمدن و طریق سیاست کو دیکھ کر اسے ہی اپنا رہنما اور ہادی یقین کرنے لگے وہ اس راستہ سے بھٹک گئے۔ جو انہیں کامیابی کے شاندار منار کی طرف لئے جا رہا تھا۔

آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی جو کچھ حالت ہو رہی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ مسلمانانِ ہند امن و آرام کی سلطنت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور یہ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں کہ اس لحاظ سے وہ روئے زمین کے مسلمانوں سے بہتر حالت میں ہیں۔ مگر کچھ دنوں سے ان میں ایسی بے چینی اور گھبراہٹ پائی جاتی ہے۔

گویا کوئی چیز ان کے ہاتھ سے جاتی رہی ہے

اس میں تو کوئی کلام نہیں۔ کہ مسلمان کوئی چیز کھو تو بیٹھے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ انہیں اتنا بھی پتہ نہیں۔ کہ انہوں نے کیا کھو دیا ہے اس لئے ان کی تلاش گمشدہ بھی غلط طریق اور بے معنی اصل پر ہو رہی ہے اور اس پر ماتم کرنے کا یہ مقام ہے۔ کہ وہ لوگ جو انہیں اس نقصان عظیم کے وقت تسلی دے سکتے تھے یا کم از کم مفید مشورہ دے سکتے تھے۔ وہ انہیں ایسی راہوں پر ڈال رہے ہیں جن پر چل کر بجز بھٹکنے اور ٹھوکریں کھانے اور منزل مقصود سے دور جا پڑنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مسلمانانِ ہند آجکل جس مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ

آیندہ پولیسی ہے

تقسیم بنگال کی ترمیم یا تنسیخ (جو کچھ بھی اسے کہا جاوے) کے ساتھ اسلامی ہند میں یہ سوال پیدا ہوا ہے اور مدبران قوم اس پر رائے زنی کر رہے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئیے؟ جو جس کی سمجھ میں آتا ہے کہہ گذرتا ہے اور پھر حیران ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

نشان منزل نہیں ملتا

میں اس مضمون میں ان راؤں پر تنقید کرنے کے لئے تیار نہیں جو اب تک اس مسئلہ میں شائع ہو چکی ہیں۔ بلکہ میں ایک اصل مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس کو چھوڑ کر وہ حیران ہو رہے ہیں۔ تقسیم بنگال یا اس کی ترمیم کوئی ایسا سوال نہیں کہ مسلمان اس سے خوش ہوں یا گھبرا جاویں۔ اس لئے کہ جب تک بنگال کی تقسیم نہ ہوئی تھی۔ اس وقت مسلمانوں نے اس سوال کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اگر تقسیم بنگال کے مسترد ہونے سے ان کے ملکی حقوق میں کوئی نقصان پیدا ہو سکتا ہے۔ تو جب تک تقسیم نہیں ہوئی تھی وہ نقصان اس وقت بھی موجود تھا۔ پھر ان کی اس وقت کی پولیسی

نے انہیں کسی غلط راستہ پر نہیں ڈال دیا تھا۔ جو انہیں کسی جدید پولیسی کی حاجت ہو۔ بہرحال میں اس پولیسی پر پھر بحث کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتا ہوں۔ سردست میں مسلمانوں کو اس امر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ

انہوں نے کھویا کیا ہے اور تلاش کیا کر رہے ہیں؟

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور حالات اس کی تائید کرتے ہیں۔ وہ چیز جو مسلمانوں نے کھوئی ہے۔ وہ

قرآن مجید کی اتباع ہے

قرآن مجید کو ہاتھ سے دیکر مسلمانوں نے بہت نقصان اُٹھایا ہے اور اُٹھا رہے ہیں۔ اگر وہ اس پاک رسی کو ہاتھ سے نہ دیتے تو ان میں تفرقہ نہ ہوتا اور اس پر شیرازہ قوم کو مضبوط اور قائم رکھنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اصل ان کو تعلیم کیا تھا۔ وہ

ایک امیر کے ماتحت ہونا ہے

امیر قوم کا مسئلہ ایسا عجیب ہے۔ اور اسلام میں اس کی تعلیم یہاں تک وسیع کی گئی ہے کہ سفر میں بھی جب دو سے زیادہ رفیق ہوں۔ اور تین سے کم کی تو اجازت ہی نہ ہوتی تھی۔ تو اس میں بھی ایک امیر کا تقرر ضروری تھا۔ اور ہر گھر اور کنبہ میں امیر قوم ہوتا تھا۔ اور اس کا زندہ نمونہ نماز کے امام کی صورت میں رکھدیا۔ تاکہ مسلمانوں کو پانچ مرتبہ دن میں اس اسلامی اصل پر غور کرنے کا موقعہ ملے اور اس کو وہ مضبوط پکڑے رہیں۔ مگر جب بدقسمتی سے مسلمانوں نے اپنی زندگی کے لئے یورپ کا اسوہ تجویز کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ دیا تو

انہوں نے یہ یوم بد دیکھا

کہ آج انہیں اتنا پتہ نہیں لگتا کہ وہ دنیا میں کس طرح پر زندگی بسر کریں؟ مسلمانوں کو اس اسوہ حسنہ کی تعلیم اور تلقین علماء کر سکتے تھے۔ مگر اُنہوں نے جو راہ اختیار کی وہ اور بھی خطرناک ثابت ہوئی۔ انہوں نے بجائے اسلام میں یک جہتی اور اتحادی روح کو پیدا کرنے کے ان میں تفرقہ اندازی اور دھڑہ بندی کے اصولوں کو جاری کیا۔ اور یہ مرض ان میں محض اس وجہ سے آیا کہ انھوں نے

خودغرضی اختیار کی

حالانکہ اسلام خودغرضی کی تعلیم نہیں دیتا۔ ان جتھوں اور جرگوں سے مسلمانوں سے وہ اصل گم ہو گیا۔ جو نیشنلٹی اور ریجنلٹی کے تفرقہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلام نے نیشنلٹی کی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ ہومنلٹی کی تعلیم دی تھی۔ کیونکہ نیشنلٹی کے مفہوم میں خودغرضی کے جراثیم ضرور پائے جاتے ہیں۔ یورپ اور دوسری مغربی اقوام نے نیشنلٹی کو سیکھا اور اسی کو رواج دینا چاہا تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے اپنے دستورالعمل کو چھوڑ کر اس ملمع شدہ مغربی اصول کو لے لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو پتہ ہی نہ رہا کہ کدھر جانا تھا اور کہاں جا پہنچے۔ وہ مسلمان جو دنیا میں حقیقی اخوت اور محبت پھیلانے کے مدعی تھے۔ آج

ہندو مسلمانوں کا سوال لئے بیٹھے ہیں

اور اس سوال کی بھول بھلیوں میں پھنس کر نکلنے کی راہ نہیں پاتے۔ پس میں تو بلاخوف لومۃ لائم یہی کہوں گا۔ کہ مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ دیا اور قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا۔ ان میں کوئی دینی امام اور خلیفہ نہ رہا۔ یا اُنہوں نے اپنی بدقسمتی سے نہ رہنے دیا۔ وہ ایک خود رائے جماعت کی طرح جدھر جس کا منہ اٹھا چلدیئے اور منزل مقصود سے دور ہوتے گئے۔ اور اب وہ اتنے دور چلے گئے ہیں کہ

خطرناک لیڈروں اور حقیقی رہبروں میں تمیز نہیں کر سکتے

اس بے کسی اور بے بسی کے عالم میں جو کچھ بھی تکلیف وہ اٹھائیں اس کے مستحق ہیں۔ مسلمانوں کی آئندہ طرز زندگی کے متعلق کسی خاص دستورالعمل کی ترتیب یا تجویز کی قرآن مجید کے ہوتے ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر وہ قرآن مجید پر تدبر کریں۔ تو انہیں حاکم اور محکوم۔ تاجر اور ملازم غرض زندگی کی ہر حالت اور طبقہ کے لحاظ سے بسر اوقات کے طریقے تعلیم کئے گئے ہیں۔ تاہم کسی صحیح اور ناقابل خطا اصل کی تجویز اس وقت تک ناممکن ہے۔ کہ وہ اپنے ہزاروں لیڈروں کو چھوڑ کر

ایک امام اور خلیفہ کے ماتحت نہیں ہوتے

یہی ایک وجود ہو سکتا ہے جو ان کی باہمی نزاعوں میں قول فیصل صادر کرے اور اس کی رائے اگر خدانخواستہ غلط بھی ہو۔ تو موجب ثواب اور بھلائی ہو سکتی ہے۔ اسی میں خیر و برکت ہوگی۔ اس لئے جو لوگ مسلمانوں کی آئندہ پولیسی اور ان کی آنے والی حالت پر رائے زنی کر رہے ہیں۔ انہیں سب سے پہلے اس سوال کو سوچنا چاہئے مسلمان اپنی آئندہ بھلائی اور بہتری کے لئے ہندوؤں سے مصافحہ اور معانقہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس مبارک اصلاح پر ہم سب سے پہلے خوش ہو سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ اتفاق و اتحاد کیا انہیں فائدہ پہنچا سکیگا۔ بجالیکہ

گھر میں نفاق اور جدال ہو

اور ان کی حالت بالکل اس شعر کی مصداق ہو۔

ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

دوسری قوموں کے ساتھ ہمارے تعلقات کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ یہ ایک جداگانہ بحث ہے۔ سب سے اول تو یہ امر قابل غور ہے۔ کہ ہماری اپنی حالت کیا ہے؟ اگر مسلمان اس پر غور کریں تو میں سمجھتا ہوں۔ ان کی مشکل کا حل انہیں مل جاوے گا۔ خیال تو کرو۔ اگر مسلمانوں میں باہم اتفاق ہو۔ ان کی جمعیت خود منتشر نہ ہو۔ اور وہ ایک دوسرے کے لئے ایثار اور اخلاص کی صفات اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو ان کی مجموعی حالت بجائے خود ایک مستحکم قومیت کا نمونہ ہو سکتی ہے۔ وہ کیا بات تھی کہ ایک مٹھی بھر مسلمان دُنیا میں پھیل گئے اور غیر قوموں کے ساتھ ان کے تعلقات بھی عمدہ رہے اور وہ ایک گوشہ نشینی اور گمنامی کی حالت سے نکل کر سلاطین وقت ہو گئے۔ اُن کے سامنے نہ غیر زبان کا سوال آیا نہ غیر قوم کا۔ آج یہ حالت ہے کہ کہیں ہندی اور اردو کا جھگڑا ہے۔ کہیں مسلمان اور ہندو کا۔ ان تمام مصیبتوں کی جڑھ وہی ہے کہ

مسلمان ایک امام کے ماتحت نہیں

اور قرآن کریم کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ان کی حالت کی اصلاح ہو۔ اور دُنیا میں لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کے نیچے وہ زندگی بسر کریں۔ تو اس کی یہی راہ ہے۔ کہ اپنی گم گشتہ متاع کو پھر پالیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ اسی منہاج نبوۃ پر قائم کیا ہے۔ ایک امام دُنیا میں آیا اور اب اس کا جانشین اپنے اسلاف کے نمونہ پر مسلمانوں میں وحدۃ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ صراط مستقیم سے نہ ہٹو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری کھوئی ہوئی عزت تمہیں ملے۔ تو تمہاری پالیسی وہی ہونی چاہیئے جو قرآن کریم نے تمہیں تعلیم کی ہے۔ جب تک تم اس کو دستورالعمل نہیں بناتے۔ تمہارا کسی مشن تمہاری جدوجہد محض فضول اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ تم جب خدا کے ہو جاوگے۔ تو خدا تمہارا ہوگا۔ تمہیں کسی ایسی مشن کی قطعاً حاجت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک محسن گورنمنٹ کے زیر سایہ رکھا ہے۔ وہ تمہاری ضروریات اور حقوق کو شناخت کرتی ہے اور تم سے بہتر سمجھتی ہے۔ پس تم خدا کو راضی کرو کہ وہ تمہاری بہتری کی اور راہیں کھول دیگا۔ اس سلسلہ میں انشاء اللہ العزیز اور مضامین بھی لکھنے کا ارادہ ہے۔ مگر یہ موقوف ہے توفیق ایزدی کے ملنے پر۔ مختصر الفاظ میں مسلمان اپنی آئندہ پولیسی کے لئے حیران و پریشان نہ ہوں۔ اور نہ اپنی گھبراہٹ اور بے چینی سے اپنے وقار اور صبر کو دھبہ لگائیں۔ ان کی پولیسی ہمیشہ لاتبدیل الفاظ میں یہی ہے کہ قرآن کو ہاتھ سے نہ دو۔ کیونکہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

اس کتاب میں کوئی ہلاکت کی بات ہی نہیں ہے۔ اگر یہ تمہارا دستورالعمل ہوگا تو یاد رکھو۔ یہ تمہاری مستقل اور لاتبدیل پولیسی اسی کی ہدایت ہوگی۔ اور وہ تمہارے لئے بابرکت ہوگی۔ خدا کرے کہ تم اسے سمجھو۔ اور عمل کرو۔

صبح عید

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد کا ایک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ وہ بیت المال کے متعلق کسقدر احتیاط کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو کسی اگلی اشاعت میں ہم اپنے خلیفۃ المسیح کے بعض دلچسپ لطائف بھی ناظرین کو سنائیں گے۔ وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

عمر بن عبدالعزیز اسلامی بادشاہوں کے خاندان بنی اُمیہ کے آٹھویں خلیفہ گذرے ہیں۔ اُن کی نسبت تمام مورخین بالاتفاق لکھتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے بعد ایسا خلیفہ پھر کوئی نہیں ہوا۔ ان کے عدل و انصاف کے قصے ادب کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں جبکہ روزے ختم ہو چکے تھے۔ اور دوسرا دن عید کا تھا۔ کہ اُن کی بیوی فاطمہ اُن کے خلوت خانہ میں داخل ہوئی۔ اور اثنائے گفتگو میں کہا۔ امیرالمومنین! جسطرح خدا کے بندوں کا حق آپ کی گردن پر ہے۔ اسی طرح اپنے نفس کا خیال رکھنا بھی آپ کو واجب ہے۔

خلیفہ۔ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے۔

شہنشاہ بیگم۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ دن بھر تو مہمات خلافت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور رات بھر عبادت الٰہی میں۔ پھر وہ کونسا وقت ہے جس میں آپ کو آرام کرنا چاہئے۔ شب بیداری کے سبب

مختصر نوٹ

خواجہ صاحب اور سنسکرت

جناب خواجہ صاحب قبلہ نے دسمبر کے آخری ایام میں نہائت قابلیت کے ساتھ پشاور میں چار متواتر لیکچر دیئے۔ جن میں صداقت اسلام کو خوب ظاہر کیا گیا۔ پشاور کے مشہور اخبار افغان نے ان لیکچروں کے متعلق قابل تعریف ریمارک کرتے ہوئے ایک **خوشخبری** ہمیں سنائی ہے۔ جو فی الواقع ایک عجیب اور خوش کن امر ہے اخبار مذکور راوی ہے کہ

"خواجہ صاحب اُن چند معدودے مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے زبان سنسکرت کی تحصیل میں شاق محنت اُٹھائی۔ چنانچہ **آپ کی اپنی زبانی** معلوم ہوا۔ کہ آپ نے رگ وید۔ شام وید اور اتھروَن وید کو ختم کر ڈالا۔ اور یجروید کا خاتمہ بھی کوئی دن کی بات رہ گئی خدا آپ کی ہمت میں برکت ڈالے۔ اور خدمت اسلام کی توفیق بخشے!"

اخبار افغان کے اس اقتباس سے جو اس نے خواجہ صاحب کے اپنے بیان پر شائع کیا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے سنسکرت زبان کو محنت شاقہ سے پڑھ کر ویدوں کو پڑھ لیا ہے۔ خواجہ صاحب کی یہ محنت فی الواقعہ قابل قدر ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ آریہ سماج کے مناظرہ میں اب سنسکرت دان ہی نہیں بلکہ **ویدخوان** خواجہ صاحب نئی روح پیدا کرسکیں گے بہتر ہو خواجہ صاحب **ویدوں** کا اردو ترجمہ شائع کردیں۔ خدا ان کی ہمت میں برکت دے۔ آمین!

لاہور کے مسلمان اخبار نویسوں میں مناقشت

نہائت افسوس سے معلوم ہوا کہ لاہور کے بعض مسلمان اخبار نویسوں میں خطرناک دُشمنی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ ایڈیٹر ملت۔ وطن اور پیسہ اخبار ایک طرف اور مسٹر ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار دوسری طرف ہے۔ اول الذکر گروہ کہتا ہے۔ کہ زمیندار کے مضامین میں قانونی حدود سے تجاوز پایا جاتا ہے اور اندیشہ ہے کہ اس کے مضامین بے سمجھ مسلمانوں میں گورنمنٹ کے خلاف جذبہ پیدا کریں۔ ایڈیٹر زمیندار اپنے اخبار کی کامیابی کی وجہ سے فریق مذکور کا حاسدانہ پہلو اختیار کرنے کا شاکی ہے۔ اس وقت ضرورت نہیں کہ فریقین کے بیانات پر تنقید کرکے کسی ایک یا دوسرے کے حق میں فیصلہ دیا جاوے۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ وجوہات شکایت کو بالائے طاق رکھ کر فریقین میں مصالحت کرادی جاوے۔ مسلمان اخبار نویس اگر کوئی برادری کی قوت رکھتے ہیں۔ اور یا اخبارات اگر اپنی قوت اور اشاعت کے باوجود اپنے بھائیوں کی بات سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ تو وہ خدا کے لئے مناقشت کو طول دے کر شماتت اعدا کا موقعہ نہ دیں۔ اور ایک دوسرے کو وسعت حوصلہ سے گلے لگانے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ الگ کرنے کی پولیسی اختیار کریں۔

دھرم پال اور گوروکل

دھرم پال کو جب آریہ سماج میں لیا گیا تو اس کی شدھی پر بڑی دھوم دھام کی گئی۔ آریہ سماج نے اس کو دیو سماج اور مسلمانوں کے خلاف لکھنے پر آمادہ کیا اور جہاں تک ممکن تھا دھرم پال نے اپنے ہر دو محسنوں کے خلاف آریہ سماج کے لیڈروں کی تحریک یا کم از کم حوصلہ افزائی پر دل کھول کر حملے کئے۔ لیکن جب اس نے خود آریہ سماج کی اندرونی حالت پر روشنی ڈالی۔ تو آریہ سماج میں کھلبلی مچ گئی۔ اور دھرم پال کو ہر طرح گرانے کی کوشش کی گئی۔ دھرم پال نے اپنی اس روش کی غلطی کو اخلاقی جرأت سے قبول کیا۔ اور عملی طور پر ان تمام کتابوں کو جلا دیا۔ اب دھرم پال نے **گوروکل** کی حالت پر اپنے ماہواری رسالہ اندر کو ہفتہ وار اخبار کی شکل میں تبدیل کرکے روشنی ڈالنی چاہی ہے۔ جس سے آریہ سماج کا ایک گروہ جو پہلے سے اس سے بیزار ہے۔ سخت پیچ وتاب کھا رہا ہے۔ گوروکل کی انتظامی یا اخلاقی نگہداشت میں غلطیوں کا ہونا ممکن ہے۔ اگر گوروکل کے حامی اسے ایسی تعلیمگاہ قرار دیتے ہیں۔ جہاں فروگذاشت ناممکن ہے۔ تو ان کا یہ دعوٰی سراسر بیہودہ ہے۔ دوسری طرف اس میں بعض کمزوریوں کا ہونا گوروکل کی خوبی کو ملیا میٹ نہیں کرسکتا۔ اور اسقدر گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ سچائی میں بڑی قوت ہوتی ہے اگر گوروکل کے ناظم صفائی اور دیانت سے گوروکل کی ان کمزوریوں کو جو ظاہر کی گئی ہیں۔ تسلیم کرلیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ تو یہ زیادہ مفید اور موثر ہوگا بمقابلہ اس پولیسی کے کہ سرے سے غلطیوں سے انکار کیا جاوے اور محض پردہ پوشی کو اپنے بچاؤ کی آڑ بنایا جاوے۔

جو شخص کسی تعلیمی انسٹیٹیوشن کے نقائص کو سُن کر خوش ہوتا ہے محض اس وجہ سے کہ اس تعلیم گاہ کے مذہب سے اس کو اختلاف ہے۔ میں اسے نہائت پست حوصلہ اور دون ہمت سمجھتا ہوں۔ گوروکل کا طریقہ تعلیم بہرحال مفید اور کارآمد ہے۔ اور اس کی ابتدائی حالت میں انتظامی یا اخلاقی فروگذاشتوں کا ہونا لازمی امر ہے۔ گوروکل کی خوبی یا بُرائی کا امتحان صرف مقابلہ سے ہوسکتا ہے۔ پس اندر کے اعتراضات سے فائدہ اُٹھاؤ اور اصلاح کرو نہ یہ کہ بُرا مناؤ۔ اور پردہ پوشی کرو۔

باپ بیٹے میں تنازعہ

فرقہ اہلحدیث کے ایڈوکیٹ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اپنا روحانی بیٹا کہا کرتے ہیں۔ اور بدقسمتی سے مولوی ابوسعید صاحب کی جس طرح اپنی صلبی اولاد سے کسی نہ کسی رنگ میں جنگ چھڑی رہتی ہے۔ اور نوبت بہ عقوق پہنچ جاتی ہے انہیں اپنے روحانی فرزندوں سے بھی وجہ شکائت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ اسی بدقسمتی کا شکار ہوکر وہ ایڈیٹر اہلحدیث سے ناراض اور برسر پرخاش ہیں۔ کئی مرتبہ ان میں صلح ہوئی۔ اور پھر وہ صلح کسی دوسرے جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اب پھر اہلحدیث میں یہ بحث چھڑی ہے۔ ایڈیٹر اھلحدیث کا پہلو اس معاملہ میں وزندار معلوم ہوتا ہے۔ اور ایڈیٹر اشاعت السنہ کی صرف ضد پائی جاتی ہے۔ بہرحال کیا اچھا ہو۔ اگر باپ بیٹا دونوں ایک عام مجمع میں امور متنازعہ کے متعلق فیصلہ کرلیں۔ اور ہمیشہ کے لئے اس بحث کا خاتمہ کردیں۔ یہ علمی مذاکرہ امید ہے دلچسپی سے دیکھا جائیگا۔ مگر مجھے یقین نہیں آسکتا کہ مولوی ابوسعید صاحب اس میدان میں آکریں۔ وہ عموماً حجت بازی سے پہلو بچانا جانتے ہیں۔ اور بس۔

ایک بابرکت تحریک

کسی شخص کریم بخش حنفی نام نے اخبار افغان میں ایک مفید اور بابرکت تحریک کی ہے۔ کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی مساجد میں قرآن مجید کے باقاعدہ ترجمہ سُنانے اور سُننے کا مستقل انتظام کریں۔ اس سے ان کو بہت بڑے مفاد ہوں گے۔ یہ تحریک جتنی ضروری اور جیسی قابل قدر ہے۔ اس پر کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ مسلمانوں نے قرآن مجید ہی کو چھوڑ کر یہ روز بد دیکھا ہے۔ اور محض قرآن کریم کے باعث وہ رسوا ہورہے ہیں۔ پس اگر مسلمانوں کو ہوش آجاوے۔ اور مساجد میں قرآن مجید کے ترجمہ کا باقاعدہ درس شروع ہوجاوے تو انشاء اللہ نہائت مفید اور بابرکت ہوگا۔ اس تحریک کو عام اور عمل درآمد کے قابل بنانے کے لئے ضرورت ہے کہ وہ لوگ جو اہل اثر اور بارسوخ ہیں۔ کوشش کریں۔ اور اخبارات متواتر اس تحریک پر لکھیں۔

علیگڈھ کالج خطرہ میں

اس عنوان سے بعض اخبارات میں ایک مراسلہ گشت کر رہا ہے جس کا مطلب فقط اتنا ہے۔ کہ چونکہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۲ء کو ٹرسٹیان علیگڈھ کالج کا اجلاس ہوگا اور اس میں نواب وقار الملک صاحب کا استعفا پیش ہوگا کوشش ہونی چاہئے کہ وہ الگ نہ ہوں۔ ورنہ کالج سخت خطرہ کی حالت میں ہے۔ جن لوگوں کی اعتقادی حالت اس درجہ پر گر گئی ہو کہ وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے بجائے **ایک فانی انسان** پر اس درجہ بھروسہ کرتے ہوں کہ اس کے الگ ہوجانے سے کالج کو نقصان پہنچیگا۔ وہ اگر آج ناکام نہ ہوں۔ تو کل ضرور ہوں گے۔ نواب صاحب کی خدمات کی قدر نہ کرنا احسان فراموشی اور ناسپاسی ہے۔ مگر ان کو بُت بنانا اور ان کی صحت کا فکر نہ کرنا ان کی ناقدر شناسی اور خود غرضی میں داخل ہے۔ نواب صاحب اپنی ضعیفی اور علالت کی وجہ سے کالج سے الگ ہوتے ہیں۔ وہ نمائش کے بھوکے نہیں کہ لوگ انہیں مجبور کریں اور استعفٰی واپس لینے کے لئے زور دیں۔ تاکہ ان کی عزت وشہرت ہو۔ ان کی نسبت ایسا خیال کرنا ان کی ہتک کرنا ہے۔ میں نواب صاحب کو مسلمانوں کا دلی خیر خواہ اور کالج کا سچا ہمدرد جانتا ہوں۔ مگر یہ نہائت بیہودگی ہے کہ انہیں اس ضعف اور علالت کی حالت میں بھی سکرٹریوں کے گورستان میں زندہ درگور ہونے کی صلاح دی جاوے۔ وہ **ایک مرنے والی ہستی** ہے۔ پھر اس پر اتنا اعتماد کیوں؟ خدا **حیّ قیوم** ہے۔ اس پر بھروسہ کرو۔ اس کے فضل کو ڈھونڈو گے۔ تو وقار الملک سے بہتر انسان تمہیں دیدیگا۔ کیا تمہارے اسلاف کی نظیریں تمہارے سامنے نہیں ہیں۔ **خالد بن ولید کو فاروق اعظم** جیسے جلیل الشان خلیفہ نے معزول کردیا محض اس لئے کہ مسلمانوں میں خدا پرستی کی روح پیدا ہو۔ وہ **مردم پرست** نہ بن جاویں۔ مبارک ہو فاروق کو اور مبارک ہو خالد کو جس نے اطاعت امیر کا بہترین نمونہ دکھایا۔ اور ثابت کردیا۔ کہ اس کا کام محض اخلاص فی الدین کے رنگ میں تھا

آپ کی آنکھیں آشوب کر آئی ہیں۔

خلیفہ۔ بیشک میرے نفس کا حق بھی میری گردن پر ہے۔ مگر خدا کے اور بندوں کے حق نے میرے تمام اوقات بھر دیئے ہیں۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ اگر اُن اوقات میں سے کوئی وقت اپنے آرام کے لئے نکالوں۔ تو قیامت کے دن مجھ سے باز پُرس ہو گی۔

شہنشاہ بیگم۔ مگر امیر المومنین! اپنے نفس کی نسبت بھی تو آپ سے باز پُرس ہو گی۔ کیا خدا آپ سے یہ سوال نہیں کر سکتا کہ ہم نے جو روح تمہارے قالب میں پھونکی تھی۔ اور جو جسم تم کو عنائت کیا تھا۔ اس کو آسائش دینا اور اُس کو تازہ رکھنا تمہارا فرض تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنے نفس کو ذرا بھی آسائش نہیں دی۔ اور تم اس آئت کے مضمون سے غافل ہو گئے۔ جو ہم نے قرآن میں نازل کی تھی۔ اور جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے مسلمانو تم اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

خلیفہ۔ خیر میں آئندہ سے اس کا خیال بھی رکھوں گا۔ اور اپنے آرام کے لئے کوئی وقت نکال لوں گا۔ مگر سچ پوچھو۔ تو میرا دل ہرگز اس بات کو گوارا نہیں کرتا۔ کہ میں آرام سے سوؤں اور میری رعایا بے آرام ہو۔

شہنشاہ بیگم۔ میں صرف شب بیداری کے لئے ہی نہیں کہتی بلکہ یہ بات بھی یاد دلاتی ہوں۔ کہ امیر المومنین نے خوراک میں بھی اس قدر کمی کر دی ہے۔ کہ جس سے جسمانی طاقت میں دن بدن کمی ہونے کا اندیشہ ہے۔

خلیفہ۔ تمہاری یہ نصیحت بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ میری غذا اسقدر کافی ہے۔ کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنی غذا میں اضافہ کروں۔ تو میری صحت میں فرق آ جائیگا۔ نیند بڑھ جائیگی اور سُستی اور کاہلی غالب آ جائیگی۔ پھر میں اس قابل کہاں رہوں گا کہ رعایا کے اور ملک کے جو فرائض میری گردن پر ہیں۔ اُن کو ہوشیاری سے انجام دے سکوں۔

شہنشاہ بیگم۔ امیر المومنین۔ یہ میں نہیں کہتی۔ کہ غذا آپ اسقدر بڑھائیں۔ بلکہ میرا منشاء ہے۔ کہ آپ کی صحت بنی رہے۔ اور طاقت بحال رہے۔ مقوی غذا کھانے سے میرا مطلب تھا۔ غذا پر ہی موقوف نہیں ہے۔ آپ کا لباس بھی بہت پُرانا اور میلا ہو گیا ہے۔ اور میں پیوند لگاتے لگاتے تھک گئی ہوں۔ آپ جب امیر المومنین ہیں۔ تو آپ میں اسقدر مقدرت نہیں کہ نئی قمیص آپ بنا سکیں۔ اور پُرانی قمیص کو بدل ہی ڈالیں۔

خلیفہ۔ ام عبداللہ۔ تم مجھے اس نصیحت سے بھی معاف رکھو میں مسلمانوں کے بیت المال پر زیادہ بوجھ نہیں ڈال سکتا۔ آخر قیامت کے روز میں اس بات کا کیا جواب دوں گا۔ کہ میں نے کافی سے زیادہ روپیہ بیت المال سے صرف کر ڈالا ہے۔ حالانکہ میرا کوئی حق نہ تھا۔ کیا تم کو خبر نہیں۔ کہ خلفائے راشدین کے مرنے کے بعد اُن کے گھروں سے کوئی قیمتی چیز نہ نکلی تھی۔ اور جو ضروری سامان اُن کے پاس تھا۔ وہ بھی بیت المال میں داخل کر دیا گیا۔ کیا تمہارے نزدیک میرا درجہ خدا کے سامنے اُن سے زیادہ ہے؟ اور کیا میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں۔ کہ اپنا بوجھ بیت المال پر [illegible] ہوں۔ اور اس کے معاوضہ میں خلافت کا کام کروں؟

شہنشاہ بیگم یہ جواب سُن کر خاموش ہو گئیں۔ پھر انہوں نے چاہا کہ بال بچوں کے لئے عید کا خرچ طلب کریں۔ مگر چونکہ خلیفہ کا مزاج درست نہ پایا۔ ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکال سکیں اور چپ چاپ اس کمرہ سے اُٹھ کر چلی گئیں۔ دوسرے دن شوال کی پہلی تاریخ تھی۔ صبح کا وقت تھا۔ آفتاب ابھی بلندی پر نہیں آیا تھا۔ اس کی دھیمی اور سنہری کرنیں دمشق کی عالیشان عمارتوں پر پڑ رہی تھیں۔ مسلمان زرق برق پوشاکیں پہن رہے تھے۔ عطر اور خوشبو لگا کر عیدگاہ جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ کہ خلیفۃ المسلمین کے خلوت خانہ کا دروازہ کھلا۔ اور اس میں خلیفہ کی بیوی ام عبداللہ داخل ہوئیں۔ اُن کے ساتھ تین چار چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جن کی انگلیاں شہنشاہ بیگم پکڑے ہوئے تھیں۔ خلیفہ نے جو عبادت میں مشغول تھے۔ دیر کے بعد سر اُٹھایا۔ اور بیگم سے مخاطب ہوئے کیوں ام عبداللہ! خیر ہے؟ تم علی الصباح اِن بچوں کو ہمراہ لے کر کیوں آئیں؟

شہنشاہ بیگم۔ یا امیر المومنین یہ بچے رات بھر نہیں سوئے اور صبح تک مجھے بھی بے چین رکھا ہے۔

خلیفہ۔ کیوں۔ کیوں۔ آخر کیا سبب ہے۔ تم نے ان کو سُلا کیوں نہیں دیا۔

شہنشاہ بیگم۔ میں نے ان کو سونے سے ہرگز نہیں روکا۔ یہ خود ہی جاگتے رہے ہیں۔ کل شام سے ذرا پہلے یہ وزیر اعظم کے ہاں جا نکلے تھے۔ اُس کے بچوں کے لئے جو عید کے کپڑے بنائے گئے تھے۔ اُن کو دیکھ کر مچل گئے۔ اور مجھ سے آ کر کہنے لگے تم امیر المومنین سے کہو۔ کہ وہ ایسے ہی کپڑے ہم کو بھی بنا دیں۔ چنانچہ رات کو جو میں آئی تھی۔ یہی بات کہنے آئی تھی۔ مگر آپ کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر چپ چاپ چلی گئی۔ اور میں نے ایک لفظ بھی اِن بچوں کی نسبت زبان سے نہ نکالا تھا۔ جب میں یہاں سے واپس گئی۔ تو بچوں نے چاروں طرف سے مجھے گھیر لیا اور پوچھنے لگے۔ کہ اماں جان! تم نے ابا جان سے کیا کہا تھا اور انہوں نے کیا جواب دیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس وقت تو میں کوئی بات نہیں کہہ سکی۔ صبح کو جاؤں گی۔ اور تمہاری بات کا جواب لاؤں گی۔ اس پر ان بچوں نے تمام رات نہ مجھے سونے دیا نہ آپ سوئے۔

خلیفہ۔ کپڑے تو اُن کے پاس ہیں۔ آخر یہ کیا پہنے ہوئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ وزیر اعظم کے بچوں کے جیسے کپڑے بنائے گئے ہیں۔ ان کے بھی بنائے جائیں۔ یہ ناممکن ہے۔ بیت المال سے دو درم روزانہ میرے لئے مقرر ہیں۔ وہ میں دے سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ کسی طرح نہیں دے سکتا۔ کیونکہ بیت المال میں جو کچھ ہے۔ وہ مسلمانوں کا ہے۔ میں اپنے حق سے زیادہ کیوں دے سکتا ہوں۔

شہنشاہ بیگم۔ امیر المومنین۔ کپڑے تو بے شک ان کے پاس ہیں۔ اور اگر ہم اور کپڑے بنوانے بھی چاہئیں۔ تو نہیں بن سکتے۔ کیونکہ نماز عید کا وقت قریب ہے۔ ہاں صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ بچوں کو عیدگاہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ دے دیا جائے۔ یہ مجھے بھی معلوم ہے۔ کہ دو درم روزانہ آپ کے لئے بیت المال سے مقرر ہیں۔ اور اس سے زیادہ آپ نہیں لے سکتے۔ مگر ہم تنگی سے گذران کر لیں گے دو درم آج کے اور دو درم کل کے چار درم ان بچوں کے لئے آپ بیت المال سے نکلوا دیں۔ اس سے زیادہ کی سفارش میں کبھی نہ کروں گی۔

خلیفہ۔ ام عبداللہ۔ تم عقلمند ہو کر یہ بات زبان پر لاتی ہو مجھے تعجب ہوتا ہے۔ میں تم سے سوال کرتا ہوں۔ کہ آج کے دو درم میں کس طرح بیت المال سے نکلوا سکتا ہوں جبکہ دن ابھی پورا بھی نہیں ہوا۔ اور دوسرا دن وہ تو ابھی شروع بھی نہیں ہوا۔

شہنشاہ بیگم۔ کیا آپ اتنی قدرت بھی نہیں رکھتے۔ کہ اپنی دو دن کی تنخواہ پیشگی خزانہ سے برآمد کرا سکیں۔

خلیفہ (غصہ سے ناراض ہو کر) بیشک میں امیر المومنین ہوں مگر امیر الظالمین کہلانا نہیں چاہتا۔ مجھ کو جو کچھ بیت المال سے ملتا ہے۔ وہ اس بات کا معاوضہ ہے۔ کہ میں مسلمانوں کی خدمت کروں۔ جو دن ابھی پورا نہیں ہوا۔ یا شروع نہیں ہوا اور اُس کی خدمت بھی میں نے انجام نہیں دی۔ پھر میں کیسے اس کے معاوضہ کا مستحق ہو سکتا ہوں۔ یہ چار درم جو تم مجھ سے مانگتی ہو۔ میں اُس حالت میں خزانہ سے نکلوا سکتا ہوں۔ جبکہ تم اس بات کی ذمہ وار بنو۔ کہ میں یہ دو دن زندہ رہونگا اور مسلمانوں کی خدمت انجام دینے کے قابل رہوں گا۔ کیوں ام عبداللہ کیا تم یہ ذمہ لے سکتی ہو؟

شہنشاہ بیگم اپنے شوہر کی اس معقول دلیل کا کوئی جواب نہیں دے سکتی تھیں۔ چُپ چاپ معصوم بچوں کی انگلیاں پکڑے خلوت خانہ سے نکل گئیں۔ (شریف بی بی)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہو گا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہو گا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ روکاوٹ نہیں۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنی ہیں مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیال دار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے۔ سولہ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵

دردِ سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا لحظ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس۔ چمک۔ رگوں میں لہر۔ ٹیس۔ کن کنی بھی جو کہیں چھونے سے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد سر نصف ہو۔ یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۲ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۶

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اور ازمائیے۔ پھر منگاؤ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان لوگوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہیں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا۔ کہ لکھ ماریں۔ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس ۱۰ر

طلاء طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ ۲ ؎

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ ؎

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہو گا۔ اور بیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔

قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی یا تپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ ر ۸ ر و ۱۲ ر ۱۲ ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔

۱۲ ر والی شیشی

ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی

سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے ڈو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے۔ کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سُنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا۔ کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سُستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو پیٹ ہو کر بے آپ ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دُنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی نادیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اُترتے ہی اس کا اثر خاص اُن اعضاء پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سُستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سُستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کبھی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت انسان کی سعادت مندی ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما سوقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت **مسیح موعود** مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور **ھدایت** اور شفا ہے۔

ھدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عہ)

نوٹ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (عـہ) مع محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعایتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعایت کی گئی تھی اور جملہ کتابیں بنصف پر فروخت ہوئیں اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانیکا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعایتی قیمت پر ملینگی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نورالدین جلد سوم کے

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲۲ لغایۃ ۲۶ فی پارہ ایک روپیہ رعایتی قیمت ۸/
حقیقت نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عمر رعایتی ۸/
رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء جو حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ { رعایتی ہمر
تفسیر سورہ بقر رعایتی قیمت عہ/
مجربات نورالدین قیمت ۱۰

ردچکڑالوی قیمت ۵/ رعایتی قیمت ۲/
اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعایتی قیمت ۱۰/
ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ { پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف } قیمت عہ/
الثابات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱۰/
حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ا/

محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر
خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہئے اسکو دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہوجائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چندروز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوٹا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر
خواص سے ۱۰ر
ہندوستان سے باہر ۶ر
غیر مذاہب غیر مستطیع احباب سے ۱۲ر

قوم کی حالت بدلے

جلد ۱۶ نمبر ۵

الحکم

قادیان دار الامان

۷- فروری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

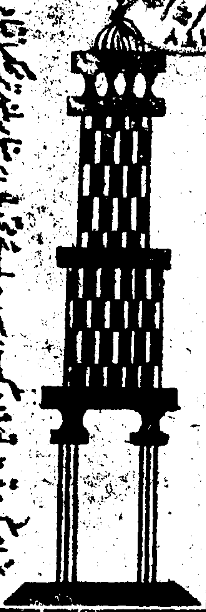

چہ گویم باتو گر آئی بہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہیں۔ آج بھی آزمائش پہ اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔ اصلی

اور پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

جن پر اثر اور مفید ادویات کے ... جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

رجسٹرڈ ٹائل نمبر ۲۳
بعالیجناب سید حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ سے پرعت ملی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ ... "ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

الحکم قادیان دارالامان

۷- فروری ۱۹۱۲ء

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور قادیان میں

ہمارے ضلع کے نہائت ہی قابل اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر جناب میجر اے سی ایلیٹ صاحب بہادر ۲۹ جنوری ۱۹۱۲ء کی شام کو قادیان پہنچے اور ۳۰ و ۳۱- جنوری ۱۹۱۲ء کو قادیان میں قیام فرمایا- اور یکم فروری ۱۹۱۲ء کو سٹھیالی تشریف لے گئے- صاحب ممدوح کی آمد سے جو توقع کی گئی تھی- خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری ہوئی-

جو ضرورتیں خادم قوم الحکم نے صاحب ممدوح کے سامنے رکھی تھیں- ان پر آپ نے پوری توجہ فرمائی- ان جماعتوں اور آدمیوں کو سن کر بہت ہی خوشی ہوگی- کہ صاحب ممدوح نے آئندہ قادیان سے شراب کی دوکان اٹھائے جانے کی منظوری دیدیا ہے- قادیان کی دوکان سے ڈیڑھ ہزار- کے قریب سالانہ آمدنی گورنمنٹ کو ہوتی تھی- مگر صاحب ممدوح (جو اخلاقی تربیت اور بھلائی کے دل سے خواہشمند ہیں) نے لوگوں کی اخلاقی بہتری پر ڈیڑھ ہزار کی رقم کو قربان کرنا پسند فرمایا- اور اس طرح پر وہ تحریک جو ایڈیٹر الحکم نے کئی مرتبہ پہلے بھی کی تھی- بالآخر میجر ایلیٹ کے زمانہ میں کامیاب ہو کر ایک یادگار بن گئی- اس موقعہ پر میں میاں عطاء الحق صاحب انسپکٹر آبکاری کا بھی قادیان کی پبلک کی طرف سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں- جنہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں پوری توجہ فرمائی- یہ نوجوان مسلمان صیغہ مسکرات میں اپنی صاف گوئی اور راستکارگذاری کے لئے مشہور اور نیک نام ہے- اور فی الواقعہ اس قابل ہے کہ اس کی خصوصاً عزت افزائی اور قدردانی ہو- تاکہ دوسرے اہلکاروں کو فرض شناسی اور دیانت داری کے ساتھ ادائیگی فرض کا احساس ہو- بہرحال صاحب ممدوح نے قادیان سے شراب کی دوکان اٹھائے جانے کا حکم دیدیا ہے- جو مارچ کے بعد اٹھ جائے گی-

دوسرا امر صاحب ممدوح کے حضور قادیان کی نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی کے متعلق پیش کیا گیا تھا- کہ لوگ ہوس ٹیکس کے سبب نالاں ہیں- سب سے پہلا کام جو قادیان میں صاحب موصوف نے کیا وہ کمیٹی کے دفتر کا معائنہ تھا- صاحب ممدوح کمیٹی کی ضرورت اور ہوس ٹیکس کے متعلق سوال کرتے رہے- ایڈیٹر الحکم بھی اس موقعہ پر حضور کے ساتھ تھا اور اس نے نہائت ادب اور جرأت کے ساتھ عرض کیا کہ ہوس ٹیکس موقوف ہونا چاہئیے- صاحب ممدوح نے بڑے غور اور فکر کے بعد بعض ایسے ٹیکس تجویز کئے- جو آسانی سے ادا ہوسکتے ہیں- اور عوام باشندگان پر ان کا اثر نہیں پڑتا- مگر ان کی مجموعی آمدنی سے اخراجات پورے ہو جاتے ہیں اس طرح پر صاحب موصوف نے ہوس ٹیکس کے آئندہ کے لئے موقوف کئے جانے کی تجویز فرمائی- جس کے لئے یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ شروع مالی سال یعنی اپریل ۱۹۱۲ء سے ہوس ٹیکس موقوف ہو جائیگا- میں اس موقعہ پر صاحب ممدوح کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں- کہ اگر اس نئی تشخیص اور تجویز کے متعلق ابھی سے گورنمنٹ پنجاب سے خط و کتابت شروع ہو جائے- تو کچھ بعید نہیں کہ بہت جلد اس جدید انتظام کے متعلق گورنمنٹ عالیہ کے احکام نافذ ہو جائیں- تاہم یہ توقع کرنا برمحل ہے- کہ صاحب ممدوح آئندہ ہوس ٹیکس کے اس وقت تک تشخیص کرنے کی ممانعت کے احکام قادیان کی کمیٹی کے نام جاری فرمائیں گے- جب تک جدید تجویز منظور ہو کر نہ آجاوے اس سے باشندگان قادیان کو تسلی اور اطمینان ہوگا-

تیسرا اور سب سے اہم امر قادیان اور بٹالہ کی سڑک کی درستی تھی- جس کے لئے جناب والا نے نہائت مہربانی اور تلطف سے توجہ فرمائی اور فوری احکام سڑک مذکور کی درستی کے لئے سردست جاری کر دیئے- اور اس کے پختہ بنائے جانے کی بہت جلد امید دلائی ہے- صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو مہربانی اس طرح پر ہم لوگوں پر فرمائی ہے- اس کا ایک گہرا اور نہ مٹنے والا اثر ہم اپنے دلوں پر محسوس کرتے ہیں- اور جیسا کہ صاحب موصوف کے اعلیٰ اخلاق اور وسعت حوصلہ اور بیدار مغزی اور رعایا پروری کے متعلق ہم سنتے تھے- اس سے کہیں بڑھ کر پایا- ہر امر جو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تھا اسے نہائت توجہ اور حوصلہ سے سنتے اور مناسب جواب دیتے تھے- دوسرا کام آپ نے عام لوگوں سے ملاقات کا کیا- جس نے آپ سے زبانی کچھ بھی عرض کرنا چاہا- اسے موقعہ دیا اور کافی موقعہ دیا- مدرسہ تعلیم الاسلام اور اس کے بورڈنگ کا معائنہ فرمایا اور طلباء کی کھیلوں کا بھی معائنہ فرمایا- اس وقت آپ کے ہمراہ جناب لیڈی ایلیٹ صاحبہ بھی تھیں- وہ بھی بہت محظوظ ہوئیں- صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے از راہ مہربانی ہمارے سلسلہ کے متعلقہ کاموں- لنگر خانہ اور مہمان خانہ اور شفا خانہ اور دفاتر کا بھی ملاحظہ فرمایا- اور ہمارے سرحدی دوستوں کو جو اس وقت اتفاق سے جمع تھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے سید احمد نور صاحب نے ان برکات کا ذکر کیا- جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حاصل کیں- اور ان میں سے اس امر کو خصوصاً ظاہر کیا کہ اس سلسلہ کی وجہ سے اب ہم گورنمنٹ برطانیہ کی ان مہربانیوں اور احسانات کو خصوصیت سے محسوس کرتے ہیں- جو اس نے مذہبی آزادی کے رنگ میں ہم پر کئے ہیں- اور یہ یقین دلایا کہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور عقیدت مندی اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں- غرض صاحب ممدوح نے تمام کاموں کو جو سلسلہ کی طرف سے ہو رہے ہیں- بڑی خوشی سے دیکھا- صاحب ممدوح کے وسعت اخلاق کا میں اگر ایک واقعہ یہاں بیان نہ کروں- تو یہ مضمون ناقص رہ جاویگا- ایڈیٹر الحکم (جو خدا کے فضل سے دلیری کے ساتھ اپنے خیالات عرض کر دینے کی جرأت کر لیا کرتا ہے) نے حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کو صاحب ممدوح کی خدمت میں پیش کرنا چاہا- صاحب ممدوح معائنہ ڈسپنسری کے بعد جانے کو تھے کہ اس نے عرض کیا- حضور میں ایک خاص بزرگ کو پیش کرنا چاہتا ہوں اتنے میں میر صاحب قبلہ اپنے معمولی سادہ لباس میں کمبل اوڑھے آپیش ہوئے- میں نے عرض کیا کہ میر صاحب ہم سب کے بزرگ ہیں- آپ گورنمنٹ پنشنر ہیں- اس پیرانہ سالی میں آپ نے محض لوگوں کی بھلائی اور نفع رسانی کے لئے اپنی جان پر تکلیف فرما کر ایک ایک پیسہ چندہ کا مانگا ہے- اور کئی ہزار کی رقم جمع کی ہے- آپ نے اس سے ایک ہسپتال اور ان غریب اور محتاج لوگوں کے لئے جن کو حضور نے مہمان خانہ میں دیکھا چند گھر دارالضعفاء کے نام سے بنانے کا ارادہ کیا ہے- اور یہ ہمت قابل قدر ہے- اس پر صاحب ممدوح نے فرمایا کہ کیا وہ چاہتے ہیں- کہ ان کے ہسپتال کے لئے میں ڈسٹرکٹ بورڈ سے مدد دوں- میں نے عرض کیا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے تو حضور دلائیں گے وہ آپ کی جیب سے بھی چاہتے ہیں- یہ جملے میں نے ایسی بے تکلفی اور سادگی سے عرض کر دیئے کہ سننے والوں کو بھی تعجب گذرا- مگر صاحب ممدوح نے نہائت خندہ پیشانی سے سنا اور میر صاحب کی نیک اغراض میں اپنی جیب خاص سے بھی مدد دینے کا اظہار فرمایا- اس واقعہ کے بیان سے محض غرض یہ ہے- کہ اگر دوسرے یورپین افسر بھی میجر ایلیٹ صاحب بہادر کے سے اخلاق سے کام لیں- تو لوگوں کے دلوں پر وہ گہرا محبت کا اثر پیدا کر سکتے ہیں- اس وقت جبکہ میجر ایلیٹ اپنی رعایا کے حلقہ میں تھے ایسے معلوم ہوتے تھے- گویا وہ ہمارے ایک بے تکلف ہمدرد ہیں- کہ ہم اپنی جو کچھ بھی ضرورت سمجھتے ہیں- صاف صاف عرض کئے جاتے ہیں* یہ نمونہ نہائت ہی حوصلہ افزا اور دیسی سوسائٹی اور یورپین سوسائٹی کے درمیان اتحاد اور محبت کا بہترین نتیجہ پیدا کرنے والا ہے اور میں سچے دل سے ضلع گورداسپور کی رعایا کو مبارکباد دیتا ہوں- کہ انہیں میجر ایلیٹ جیسا مہربان ڈپٹی کمشنر ملا ہے- غرض صاحب ممدوح نے اپنے اس دورہ میں اپنے اخلاق و محبت اور مہربانی کا جو نمونہ دکھایا ہے وہ ہمیں نہیں بھولیگا- اس لئے ہم سچے دل سے ایسے نیکدل حاکم کی عزت و اقبال کے لئے دعا کرتے ہیں-

اور اس کے ساتھ ہی یہ کم خوش نصیبی کی بات نہیں- بلکہ سونے پر سوہاگہ ہے- کہ صاحب ممدوح کے دست راست یعنی صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع منشی منورالدین صاحب بی- اے ہیں- صاحب ضلع خواہ کتنا ہی نیک خیال کیوں نہ ہوں- مگر اس کی تجاویز کے نفاذ اور اجرا میں صاحب سپرنٹنڈنٹ ورنیکولر آفس کا بھی ہاتھ کام کرتا ہے- اس لئے بعض اوقات ایسی مفید تجاویز کے اجرا اور نفاذ میں دیر یا سہل انگاری کا واقعہ ہونا ممکن ہوتا ہے- مگر ہمارے ضلع کا سپرنٹنڈنٹ بھی ایک نیکدل اور مشہور متدین نوجوان ہے- باوجود بی- اے ہونے کے اس کی زندگی نہائت سادی اور پرانے دیسی شرفا کی طرز پر واقع ہوئی ہے- ایڈیٹر الحکم کو منشی منورالدین صاحب سے ۱۶ سال سے نیاز حاصل ہے- اور وہ وہ زمانہ ہے- جبکہ وہ ملازمت کے میدان میں آئے- ایڈیٹر الحکم اس وقت بھی ایڈیٹر ہی تھا- میں نے نہائت ہی غائر نظر سے منشی منورالدین صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے- اور ان سے ہمیشہ ایک

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر ۲

غرض گمراہ مسافر کا یہ دعوٰی سراسر باطل ہے کہ قرآن مجید آیات مختصر او سان کا مطلب پیچیدہ اور مہمل اور بے معنی اور یہ دعوٰی بھی محض لغو ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار وہ تر کتب احادیث ہی پر ہے - اس کے بعد ایک دعوٰی گمراہ مسافر نے کیا ہے - کہ عام مسلمان قرآن سمجھ بھی نہیں سکتے - اس دعوٰی کی بیہودگی بھی دکھائی جا ہے - اب قبل اس کے کہ ہم آگے چلیں - اور اسلامی علیم کی فلاسفی پبلک کے سامنے رکھیں - مختصراً یہ دکھانا ری معلوم ہوتا ہے - کہ جو اعتراض اس نے قرآن کریم پر ہیں - دراصل ان کا اصل مستحق وہ وید ہے - جس سے محض ناواقف ہے -

قرآن مجید تو ایک ایسی کتاب ہے - جس کے ہزاروں ں لاکھوں حافظ دنیا کے ہر حصہ اور ہر قطعہ میں موجود - باوجودیکہ ان کی اپنی زبانیں بالکل جدا ہیں - لیکن

قرآن کریم کے حفظ میں سب برابر ہیں

نظارہ کیسا شاندار ہو سکتا ہے - جبکہ ایک ترک - ایک ب - ایک چینی - ایک افغان - ایک ایرانی - ایک میری - ایک برہمی اور ایک ہندی مسلمان اپنی ف زبانیں رکھتے ہوئے بھی خدا کے کلام کو ایک ہی ت پر پڑھتے ہیں - کیا وید کے حامل یہ ثابت کر سکتے ہیں ویدیکہ ان کے خیال کے موافق یہ گیان دنیا کے آغاز میں بقول انکے ایک ارب سے زیادہ عرصہ گذر گیا - دنیا کو دیا - مگر اسقدر عرصہ کے اندر اس کلام کا ایک بھی حافظ موجود ں - یہ ایک ایسا شاندار امتیاز ہے - جو

دنیا کی کسی مذہبی کتاب کو حاصل نہیں

اس کے ماننے والے باوجود مختلف زبانوں کے رکھنے کے ں کو اصلی زبان میں پڑھتے ہوں - پھر اس کے بعد ایک امر قابل غور ہے - اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے فہم اس کی زبان کے سمجھنے کا مذاق مسلمانوں میں اسقدر ہے یک جاہل سے جاہل مسلمان بھی جو روزمرہ کی ضروریات متعلق دعا فقرہ یا کلمات کو جانتا ہے - وہ گویا قرآن مجید ست ساحصہ سمجھ لیتا ہے - اب ہم دیکھتے ہیں - کہ حاملان اس امتیاز کے مقابلہ میں وید کو لا سکتے ہیں؟ اس کا ب صاف لفظوں میں ہے کہ ہرگز نہیں - ویدوں زبان کے متعلق اب تک یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مردہ ان ہے - اور کہیں بولی نہیں جاتی - ایسی حالت میں کہ کتاب کی زبان مردہ ہو - اور اس کا مذاق بھی دنیا سے ہ گیا ہو - پھر ویدوں کا مفہوم جسقدر مشکل نہیں بلکہ ں ہو سکتا ہے - وہ ایک یقینی امر ہے - مندا ورہٹ امر ہے - لیکن ان واقعات کی موجودگی میں یہ نتیجہ ایسا ہے

کہ کوئی اہل عقل اس کو تسلیم کئے بدوں نہیں رہ سکتا - اس میں شک نہیں کہ ہر آریہ کے لئے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سنتا سنانا فرض اولین قرار دیا گیا ہے - مگر اس فرض کی تعمیل ایسی ہی ہے - جیسے ایک سچے آریہ کا چار سو برس عمر پانا لکھا ہے -

نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے

جیسے کوئی آریہ اس معیار عمر پہ پورا نہیں اتر سکتا - اسی طرح اس آریہ سماج کے اصول نمبر ۳ پر پورا اترنا بھی آریوں کے لئے سُرخ موت کا اختیار کرنا ہے - مجھے ضرور نہیں کہ میں اپنے اس دعوٰی کو خارجی دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کروں - بلکہ میں اس کو بعض تازہ اندرونی شہادتوں سے موکد کرتا ہوں -

اندر کی رائے آریہ سماج کے معزز آرگن اندر مورخہ ۵ - جنوری ۱۹۱۲ء میں لکھا ہے کہ

"وید ستیہ ودیاؤں کا پستک ہے - وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دہرم ہے - یہ آریہ سماج کا تیسرا اصول ہے - اس میں شک نہیں کہ آریہ سماج میں جو شخص داخل ہونا چاہتا ہے - اس سے کم از کم یہ اُمید کی جاتی ہے - کہ وہ اس اصول کو پڑھ لے - اور اگر وہ آریہ سماج کا ممبر اور سبھا سد بننا چاہے - تو آریہ سماج کے دس اصولوں پر دستخط کرتے وقت اس اصول پر بھی دستخط کرے - جس کا دوسرا مطلب یہ ہے - کہ ہر ایک وہ شخص جو آریہ سماجی ہے - وہ اخلاقی طور پر اس بات کا اقرار نامہ یا عہد داخل کر چکا ہے - کہ وہ ویدوں کو پڑھیگا اور سُنیگا - اور اگر ممکن ہو تو وہ دوسروں تک بھی ویدوں کا پیغام پہونچائیگا - اور سُنائیگا - اگر زیادہ وسیع معنوں میں ہم اس اقرار نامہ پر وچار کریں - تو ہم اس نتیجہ پر پہونچنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ ہر ایک آریہ سماجی جو کہ دیکھ بھال کر اس عہد نامہ پر دستخط کر چکا ہے - وہ ویدوں کو پڑھتا پڑھاتا اور سنتا سناتا ہے - اور کہ اس وقت جابجا آریہ سماجیوں کے گھروں میں ٹھیک اسی طرح ویدوں کا پاٹھ ہو رہا ہے جس طرح کہ عیسائیوں کے ہاں بائیبل کا یا مسلمانوں کے ہاں صبح کے وقت قرآن شریف کا مطالعہ کیا جاتا ہو - لیکن یہ محض ایک فرضیت کا نقشہ ہے - اگر ہم واقعات کی بنا پر بحث کرنے لگیں - تو ہمیں بالکل اس کے برعکس نظارہ دیکھنے میں آئیگا - اگر یہ کہا جائے کہ فی صدی ایک بھی آریہ سماجی مشکل سے نکلیگا - جو ویدوں کا مطالعہ براہ راست تو ایک طرف رہا - سوامی دیانند کے بھاشیہ کا بھی باقاعدہ مطالعہ کرتا ہو - تو اس میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں ہوگا - یا دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں - کہ وہ تمام آریہ بھائی جو آریہ سماج میں داخل ہوتے وقت اس کے اصولوں پر دستخط کرتے ہوئے ویدوں کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا اپنا دھرم تسلیم کرتے ہیں - لیکن اس عہد یا اقرار نامہ کو ایک دن کے لئے بھی پورا نہیں کرتے - وہ گویا اس بات کا ثبوت دیتے ہیں - کہ وہ آریہ سماج کے اس اصول کو اتنی بھی وقعت نہیں دیتے - جتنی کہ ایک معمولی دوکاندار اپنی بہی کھاتے کی کتاب کو وقعت دیتا اور روزمرہ اس کی جانچ پڑتال کرتا رہتا ہے "

صرف اس قدر کہہ دینے سے کہ یہ دھرمپال کی رائے ہے جو آریہ سماج کا دشمن ہے - ہمارے آریہ بھائیوں کی مخلصی نہیں ہو سکتی - بلکہ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہوگا - واقعات نفس الامری کا جواب محض تعصب یا عداوت کے جذبات سے نہیں دیا جا سکتا - اور جب تک دھرمپال آریہ سماج کے اصولوں سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرکے اس سے الگ نہیں ہو جاتا - اس کو آریہ سماج کا دشمن کہنا محض لغو امر ہے -

بہرحال مجھے اس سے بحث نہیں - اگر یہ رائے غلط اور خلاف واقعہ ہے تو مسافر کو واقعات کے ساتھ اس کی تردید کرنی چاہئے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو الزام وہ قرآن مجید کے متعلق لگاتا تھا - کہ مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے - یہ خود وید پر عاید ہوتا ہے - کیونکہ اس کی زبان مردہ اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا رواج متروک ہو چکا ہے -

اندر چندر کی رائے اس سے بھی بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ ابھی ابھی ۱۱ ماگھ سمت ۱۹۶۸ کے ست دہرم پرچارک میں جو آریہ سماج کے لیڈر لالہ منشی رام جی کا اخبار ہے اور جس کے ایڈیٹر گوروکل کانگڑی کے وہ نونہال ہیں جنہوں نے پورن برہمچاری رہ کر گوروکل کا کورس پورا کیا ہے اور جواب وہاں سے سناتک کی ڈگری لیکر نکلے ہیں - اندر چندر سناتک نے اس میں لکھ دیا ہے کہ

"ویدوں کا مول سے سمجھنا ابھی تک اتنا ہی کٹھن ہے جتنا رشی کے سمے تھا - . . . . . . ویدوں کے سمجھنے کے لئے ابھی تک ہمارے پاس وہ سارے سادھن استت (موجود) نہیں - جن سے وید ویسے ہی سمجھے جا سکیں جیسے اُپ نشدین سمجھی جا سکتی ہیں "

اس رائے کی موجودگی میں اب یہ کہنا کچھ بھی مشکل نہیں - کہ ویدوں کا اصل مطالب سمجھنے والا ابھی تک ایک بھی نہیں بلکہ سناتک اندر چندر کی رائے کے موافق سوامی دیانند جی مہاراج بھی گویا ویدوں کے ماہر نہ تھے - کیونکہ ان کے زمانہ میں جو مشکلات وید کے سمجھنے میں تھیں - وہی اب بھی موجود ہیں - اور سوامی دیانند جی سے پہلے کا زمانہ تو ویدوں کے لئے ایک تیرہ و تار رات کا زمانہ قرار دیا گیا ہے - جبکہ حالت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ ویدوں کے سمجھنے کے سامان اور اسباب ہی اس وقت موجود نہیں - اور اس کے اصل مطالب و مفہوم کا سمجھنا مشکل ہو رہا ہے تو یہ کہنا بالکل درست ہے کہ

وید تاریکی میں ہیں

میں سردست ان دو شہادتوں پر اکتفا کرتا ہوں - اگر گمراہ مسافر نے اس دعوٰی کی تغلیط کی - تو خدا کے فضل و کرم سے ان مشکلات کو آریہ سماج کی اپنی تحریروں سے ثابت کر دیا جائیگا - جو ویدوں کے اصل مطالب کے سمجھنے کی راہ میں حائل ہیں - اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا - کہ خود وہ مشکلات ویدوں ہی کے متعلق ہیں - اور اسی لئے برہمچاری اندر چندر نے اعلان کر دیا ہے کہ

قابل۔ محنتی۔ انصاف پسند اپنے فرض کو دیانت و امانت سے ادا کرنے والا انسان پایا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ مجھ سے زیادہ ہمارے مہربان ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر منشی منور الدین صاحب کے کمالات سے واقف ہوں گے۔ مگر میں اتنا کہنے سے نہیں رُک سکتا۔ کہ اس ذمہ واری کے عہدہ پر منشی منور الدین صاحب کا بے لوث زندگی بسر کرنا دوسرے لوگوں کے لئے ایک قابل قدر نظیر ہے۔ مگر اب تک منشی صاحب جیسے قابل اور متدین آدمی کو بہت آگے نکل جانا چاہئے تھا۔ جن کے لئے آنکھیں منتظر ہیں۔ تاہم وہ لوگ جو دیانت اور امانت اور فرض شناسی کی زندگی کے قدردان ہیں۔ میجر ایلیٹ صاحب بہادر سے یہ امید کرنے میں غلطی پر نہیں ہوسکتے۔ کہ میجر ایلیٹ کا ہاتھ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ اپنے لائق گریجویٹ اور کارگذار سپرنٹنڈنٹ کو آگے بڑھانے میں اپنی طاقت سے پورا کام لے گا۔

بالآخر میں قادیان کے باشندگان اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اُن رفاہ عام کاموں کے لئے جن کی طرف قادیان کے مقام پر حضور نے توجہ فرمائی۔

حقیقی لیڈر

کرزن گزٹ "ہمارے لیڈر اور اُن کے اقسام" کے عنوان سے ایک آرٹیکل کے شروع میں لکھتا ہے کہ

"زمانہ بدل رہا ہے اور اس کے ساتھ اہل زمانہ کا مذاق بھی بدلتا جاتا ہے۔ جو باتیں نصف صدی پہلے معیوب سمجھی جاتی تھیں۔ آج وہ ہنر تصوّر کی جاتی ہیں اور جو باتیں ہنر سمجھی جاتی تھیں آج اُن سے نفرت ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ اُن کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔

اس تبدیل مذاق اور تبدیل خیالات نے ہمارے تمدن معاشرت بلکہ مذہب میں ایک جدّت پیدا کر دی ہے۔ اور وہ جدّت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ظاہر بین نظریں اس جدت کو قوم کے حق میں مفید سمجھ رہی ہیں۔ مگر غور بین اور زیادہ توجہ سے نظر کرنے والی آنکھیں قوم کے حق میں اس عظیم تبدیلی کو زہریلا خیال کر رہی ہیں۔

کسی قوم کی اصلاح کا مدار قوم کے افراد کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ بلکہ رہنمایان قوم کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جس طرح ایک جری سے جری اور شائستہ سے شائستہ سپاہی بغیر افسر کی رہبری کے میدان جنگ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قومی افراد باوجود مہذب اور فہمیدہ ہونے کے بھی بغیر لیڈر یا رہبر کے نہ اصلاح حال کر سکتے ہیں اور نہ معاشرت کا عروج و ارتقاء کر سکتے ہیں۔

[illegible] مسلمانوں کو ایک بہت اچھا لیڈر آسمان سے [illegible] جس [illegible] قرآن مجید ہے۔ [illegible] مسلمانوں کا [illegible] لیڈر رہا [illegible] میدان جنگ میں۔ سلطانی دربار [illegible] اور [illegible] مجلس علماء و دار العلوموں میں ہمیشہ بحیثیت لیڈر یہی قرآن پیش کیا جاتا تھا۔ اور یہی آخری ناطق ہر امر کا فیصلہ کر دیا کرتا تھا۔ اور اس کے فیصلہ کے آگے سب گردنیں جھکا دیتے تھے۔

علی اور معاویہ کے جھگڑے میں یہی قرآن مجید جھنڈے پر بلند کیا گیا تھا۔ ابن عباس نے اسی قرآن کو درمیان دے کے علی کی جان بیس ہزار مسلح خارجیوں سے بچائی تھی۔ اسی طرح کوئی وقت۔ کوئی موقعہ۔ کوئی جگہ کوئی بات ایسی نہیں ہوئی۔ کہ قرآن مجید حکم نہ بنا ہو۔ مگر مسلمانوں میں جب ملکی تنزل شروع ہوا۔ تو اُس کے ساتھ ہی خدا پرستی بھی معرض زوال میں آنے لگی۔ جب یہ دونوں چیزیں اپنی انتہا پر پہنچ گئیں۔ تو قرآن مجید کی عملی تعظیم بالکل مفقود ہو گئی۔ اور اب مسلمانوں کا کوئی سردہرا نہ رہا۔ بہت سے علماء ہوئے اور گذر گئے۔ مگر وہ سوائے مذہبی اختلاف پیدا کرنے یا مذہب کو طول و طویل بنانے کے مسلمانوں کو نہ ملکی فائدہ پہنچا سکے نہ مذہبی۔ سب کا راگ الگ تھا۔ اور سب کی ڈفلی علیحدہ علیحدہ۔ قوم برابر ادھر خدا پرستی میں تنزل کرتی گئی۔ اور ادھر خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت یعنی سلطنت ان کے ہاتھ سے نکلتی رہی۔ اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ وہ ایک مٹھی بھر [illegible] گوشت لیکے رہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

ہماری حالت

ہمارے معزز بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے جو لیکچر "اسلام اور علوم جدیدہ" کے عنوان سے دیا ہے۔ اس میں آپ نے موجودہ حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ قابل غور ہے۔ امید ہے تعلیم یافتہ اور عوام مسلمان غور کر کے فائدہ اُٹھائیں گے۔ اور چھوٹے بڑے اپنی حالت پر نظر کر کے اصلاح کی توفیق خدا تعالیٰ سے چاہیں گے۔

"آدمؑ کی پیدائش پر آدمؑ کے متعلق دو باتوں کی توقع دو طرفوں سے کی گئی تھی۔ اگر خدا نے تعالیٰ اس امر کا آدمؑ سے متوقع تھا کہ اولاد آدم فرشتوں کی مسجود ہوگی۔ تو ملائکہ کی توقع وہ تھی جو اُن کے اس قول سے ظاہر ہوئی۔

اَتَجۡعَلُ فِیۡہَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡہَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ

کیا آدمؑ اس لئے بنایا جاتا ہے کہ وہ دُنیا میں موجب فساد اور قتل مقاتلہ کرے۔ چلو خلیفۃ الارض کی حیثیت میں مسجود ملائکہ نہ سہی مفسد نہ مانہ سہی۔ یہ ہم سے کب ہو سکتا تھا۔ کہ ملائکہ جیسے وجود ہم سے ایک توقع رکھیں۔ اور ہم اُس کو پورا نہ کریں۔ کونسا فساد ہے جو ہم نہیں کرتے؟ کونسی مفسدہ پردازیاں ہیں۔ جو ہمارے ہاتھ کا کھیل نہیں؟ کونسی اصلاح ہے کہ جس کے مقابل علم مخالفت ہم بلند نہیں کرتے؟ ہم ہیں کہ قعر مذلت میں روز بروز گرتے جاتے [illegible]۔ جاہلانہ زندگی ہے ہم کو عار نہیں اخلاق ہمارے تباہ ہو رہے ہیں۔ معاشرت ہماری بگڑی ہوئی ہے۔ سوسائٹی ہماری بدکرداریوں کا پردہ۔ فسق و فجور کے ہم بادشاہ [illegible] ادب [illegible] وثیقہ ہمارے [illegible] تہذیب کا خیال [illegible] کا احساس۔ حوالات ہیں۔ تو ہم سے معمور۔ جیل [illegible] ہمارے [illegible] شراب خانہ خراب ہمارے [illegible] رونق [illegible] جاتے [illegible] [illegible] رکھانے [illegible] ہم [illegible] تو وہ باتیں [illegible] آپ [illegible] تعلیم یافتہ طبقہ [illegible] یہ [illegible] ان سے [illegible] ہیں جو [illegible] ہماری قوم میں [illegible] لیکن [illegible] آپ [illegible] فرماویں [illegible] سب سے [illegible]

کروں کہ کیا آپ ایک دوسرے کے مقابل پر سرپیکار نہیں؟ کیا آئے دن انجمنوں میں۔ کمیٹیوں میں۔ مجلسوں میں ہماری ذاتی غرضیں ہمیں ایک دوسرے کے مقابل نہیں لا رہی ہیں؟ کیا ہم ایک دوسرے پر الزام لگانے میں مشتاق نہیں؟ اگر اتفاقاً ہم میں سے کوئی قومی خدمت کا دم بھرنے لگے تو کیا ہم اُس پر نفسانیت کا الزام دینے کو تیار نہیں؟ ہم نہ خود کوئی کام کرتے ہیں۔ اور جو کرتے ہیں۔ چلو ذاتی غرض سے ہی سہی۔ اُن کو کرنے نہیں دیتے۔ کیا اگر ہم میں کوئی محض فضل ربی سے صف اوّل میں آ جاوے۔ اور گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا مورد ہونے لگے تو ہم میں حسد نہیں بھڑک اٹھتا؟ اور اُس کی پبلک میں تضحیک و تذلیل کے ہم درپے نہیں ہو جاتے؟ کیا بعض وقت آفیشل سرکل میں عزت پانے کے لئے ہم قوم فروشی۔ دین فروشی۔ دوست فروشی نہیں کیا کرتے؟ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دماغ روشن ہیں۔ اور ہم اصلاح کے لئے آئے دن انجمنوں اور اسوسی ایشنوں کی بنیاد بھی ڈالتے ہیں۔ لیکن خدا را بتلاؤ۔ انجمنیں جو ہم بناتے ہیں قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا اپنے کلاہ عزت میں ایک پر اور لگانے کے لئے یعنی ان دو تین چوٹی کے عہدوں کو حاصل کرنے کے لئے کہ جس سے ہم دُنیا میں فلاں انجمن یا اسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ یا سکرٹری کہلائیں؟ کیا اگر چلتی ہوئی انجمنوں میں ہمیں عہدہ نہ ملے۔ تو ان انجمنوں کی بیخ کنی کر کے ہم نئی انجمنیں نہیں بنا لیا کرتے؟ بسا اوقات قومی مفاد اور قومی انٹرسٹ کو ہم نے نفسانیت کے مذبحہ پر قربان نہیں کیا۔ ہم میں کون ہے جس نے قوم کی خدمت کی۔ لیکن خطاب حاصل کرنے معزز عہدہ پانے اور بڑے آدمی کہلانے کے خیال کو سر سے نکال دیا؟ ہم تعلیم پا کر بیشک چار پیسے کما لیتے ہیں۔ ہم اور ہمارے خاندان کے تعلق والے خوش حال زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن کیا اُس روپیہ میں قوم کا بھی کوئی حصہ ہے؟

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہوار

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف [illegible] میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی فلسفی تمدنی اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ [illegible] کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

"تب یدی کوئی ایسا دھرم گرنتھ ہے جس کے مول ماتر کو پڑھ کر منش دھرم کر سکتا ہے یا نہ کر سکتا ہے۔ تو وہ آپ نشٹ ہیں۔"

اس اعلان کے بعد آریوں کے ہاتھ میں ویدوں کا جو کچھ رہ جاتا ہے۔ وہ ناظرین خود سمجھ لیں۔ مجھے تشریح کی ضرورت نہیں ایسی حالت میں ویدک تعلیم کی فلاسفی کیا ہوگی۔ اب جب کہ ویدوں کی پوزیشن قرآن مجید کے مقابلہ میں دکھائی جا چکی ہے۔ میں اس تعلیم پر توجہ کرتا ہوں۔ جو گمراہ مسافر نے اپنے خیال میں برنگ استہزا پیش کی ہے۔

مسافر کا ایک اور بے دلیل دعویٰ

میں نے اوپر دکھایا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق جو دعاوی مسافر نے کئے تھے۔ وہ محض بے دلیل اور دل آزاری کے لئے تھے۔ اب اس کا ایک اور دعویٰ بلا دلیل بھی سُن لو۔ وہ کہتا ہے کہ "محض اس نیت سے کہ ان چھ اسلامی احادیث کی فلاسفی کا جنہیں ہمارے بھائیوں نے چھ شاستروں کی جگہ اپنے لئے مانیہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اصل شاستروں کی فلاسفی سے مقابلہ کرکے ہندو مسلمان ستیہ کا گرہن اور استیہ کا تیاگ کریں۔" یہ ایک دعویٰ ہے۔ جس کا مفہوم صاف لفظوں میں یہی ہے کہ مسافر اسلامی اور ہندو شاستروں کی تعلیم کو بالمقابل رکھ دیگا۔ مگر جب موقعہ آتا ہے۔ تو خاموشی سے گذر جاتا ہے۔ مقابلہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم کے مقابلہ میں ویدک تعلیم پیش کرتا۔ مگر اس کو تو چھپاتا ہے۔ ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں۔

گناہ بھی پانی سے دھل جاتے ہیں

جامع ترمذی میں ایک حدیث ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مسلمان یا مومن آدمی وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے۔ تو اس کے منہ سے تمام ایسے گناہ جن کی طرف سے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے پانی کے ساتھ یا آخر قطرہ پانی کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں الآخرہ اس حدیث کو مسافر نے درج کیا ہے۔ اور اپنے خیال میں یہ سمجھا ہے۔ کہ اس کے ناظرین میں کوئی بھی صاحب عقل نہیں۔ اس لئے وہ اس کو پڑھ کر ہنسیں گے۔ لیکن اگر مسافر اور اس کے ناظرین میں کچھ بھی **اخلاقی حس** ہے اور وہ سچائی کو قبول کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تو جو کچھ بھی اس کی حقیقت میں بیان کرتا ہوں۔ وہ اس پر غور کریں۔ اور اگر وہ اس پر مکرر کوئی اعتراض کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ اس کو تمام و کمال درج کرے۔ وضو کی یہ حدیث دراصل

طہارت جسمانی کا شوق دلاتی ہے۔

طہارت جسمانی اور روحانی

اور طہارت جسمانی ایک ایسی ضرورت ہے۔ کہ بجز گندہ فطرت انسان کے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا اسلام چونکہ ہر قسم کی لطافت اور نظافت کی تعلیم کرتا ہے اور اس کی غرض تزکیہ نفوس ہے۔ اس لئے اس نے اصل مقصد کو تزکیہ جسمانی سے شروع کیا ہے۔ کیونکہ انسان مرکب ہے جسم اور روح کا۔ اور ان دونوں کا باہم ایسا تعلق ہے۔ کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ اور طہارت کی بھی اسی لحاظ سے دو قسمیں ہوتی ہیں۔

طہارت جسمانی اور روحانی

پس بدن اور لباس اور مکان کو گندگی اور میل کچیل اور ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنا جسمانی طہارت ہے اور ہر قسم کے بیہودہ عقیدہ اور خیالات بد اور اخلاق ذمیمہ سے بچانا روحانی طہارت اور انسان کی تکمیل اور اصلاح کے لئے دونوں قسم کی طہارت کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت سے صرف وہ شخص انکار کر سکتا ہے۔ جس کی فطرت میں خبث اور ناپاکی ہو۔ اور اس کی طینت میں بجائے طہارۃ کے نجاست کی آمیزش ہو۔ اسلام چونکہ ایک پاک مذہب ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں

ایک کامل مزکی کی صورت میں آئے ہیں

اس لئے آپ نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ پاکیزگی اور طہارۃ پر موقوف رکھی گئی ہے۔ اسی ایک بسر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے احمقوں نے اس پر اعتراض کئے ہیں۔ کاش وہ دل رکھتے اور طبع سلیم لیکر سوچتے تو انہیں معارف وحقائق کے خزانے نظر آتے۔ غرض انسان کو طہارت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو عزیز و حکیم ہے طہارۃ کے اس فطرتی تقاضے کو مختلف صورتوں سے پورا کیا ہے۔ انسان کے اندر ایک ایسا سلسلہ رکھا ہے۔ کہ وہ نفیس اور ممد حیات اجزاء کو لیتا اور خبیث اور مضر مادوں کو دور کر رہا ہے۔ اس نظام میں کہیں بول و براز کے راستہ سے۔ کہیں پسینہ کے ذریعے سے۔ کہیں اور راستوں سے وہ گندگیاں اور نجاستیں دور ہو رہی ہیں۔ جو اس کی رگ جان کو کاٹ دینے والی تھیں۔ یہاں تک کہ نفس کی آمد و شد میں یہی امر داخل ہے۔ جو سانس اندر سے آتا ہے وہ کاربن کو باہر نکالتا ہے۔ جس سے کثافت پیدا ہوتی ہے اور جو اندر جاتا ہے وہ تازہ ہوا کو جو مایہ حیات ہے۔ اندر لے جاتا ہے۔ اس طرح پر

یہ قدرتی سامان طہارت کا ہے

جس طرح پر یہ جسمانی طہارت کا قدرتی ذریعہ ہے اسی طرح سے روحانی پاکیزگی کے لئے بھی مضار بد قویٰ کا ایک خاص نظام کام کرتا ہے۔ یہ موقعہ نہیں کہ فلسفہ قویٰ پر میں بحث کروں۔ غرض یہ ایک ایسا نظام ہے جو ہر آن اور ہر لحظہ انسان کے اندر جاری ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ طہارۃ ایک لازمی امر ہے اور تزکیہ نفس کے لئے طہارت جسمانی ایک غیر منفک امر ہے۔ دُنیا کی کوئی قوم کوئی مذہب۔ کوئی کتاب ایسی نہیں۔ جس نے جسمانی طہارت کی عبادت کے لئے شرط نہ لگائی ہو۔ اور یہ ایک ایسا بدیہی امر ہے۔ کہ ہمارے مشاہدہ میں ہر روز آتا ہے۔ ایک آریہ بھی سندھیا کرنے کے لئے ہاتھ منہ دھونا جو وضو ہی کی ایک قسم ہے۔ ضروری سمجھتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف وہ پاخانے میں بیٹھا ہوا ہو۔ اور ساتھ گایتری کا منتر پڑھتا ہو۔

پھر مجھے تعجب ہے۔ کہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں پر روز نہانا فرائض مذہب میں داخل کیا گیا ہو۔ وضو پر اعتراض کیا جاوے۔ اس سے بڑھ کر خیرہ سری کا ثبوت کیا ہوگا؟ بہرحال اس امر کو ہرگز ذہن سے دور نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ انسان بالطبع نظافت پسند ہے اور

اس کی بناوٹ گندگی کو دور کرنے کا سامان رکھتی ہے

اسی اصل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو دُنیا میں دین قویم لیکر آئے تھے۔ جس کا دوسرا نام فطرۃ اللہ بھی ہے) پاکیزگی اور طہارۃ کی تعلیم دی ہے۔ اور یہ وضو اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ جس پر نادان مسافر ہنسی اڑاتا ہے سو بھی یہ بات کہ کیا

پانی سے گناہ دور ہو جاتے ہیں

اس بات کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ بشرطیکہ دیدہ دوربین اور فطرت سلیم ہو۔ گناہ کیا چیز ہے؟ مختصر الفاظ میں اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر فعل یا ترک فعل جو اللہ تعالیٰ کے قولی یا فعلی حکم کے خلاف کیا جاوے اور جو کسی تکلیف کا موجب ہو۔ دُکھ گناہ کا نتیجہ ہے۔ پس جو چیز اس دُکھ یا تکلیف کو دور کرتی ہے۔ وہ لازماً اس گناہ کا ازالہ کرتی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا وضو سے فی الحقیقت آنکھ منہ۔ ناک وغیرہ کے گناہ دُور ہو جاتے ہیں؟

وضو کا فلسفہ طبی نظر سے

یہ مسلّم امر ہے کہ وضو کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اب غور کرو۔ کہ وضو میں جن اعضاء اور جوارح کو دھویا جاتا ہے۔ ان کا دھویا جانا کیسا ضروری ہے۔ چہرہ۔ ہاتھ۔ پاؤں ہی ایسے حصے ہیں۔ جن پر زیادہ گرد و غبار پڑتا رہتا ہے اور میل کچیل جمع ہوتی ہے۔ ہر وقت برہنہ رہنے کی وجہ سے ہر قسم کی کثافت ان پر لگتی ہے۔ جس سے مسام بند ہو کر کئی قسم کے امراض پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ مگر یہ کیسا کمال اسلام کا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کم و بیش پانچ مرتبہ ان کے دھوئے جانے کا حکم دیا۔ اب کوئی سلیم الفطرت بتلائے کہ وہ تکالیف وہ امراض جو ان کثافتوں کی وجہ سے پیدا ہو سکتی تھیں ان سے نجات ملی یا نہیں۔ پھر گناہوں کے دور ہونے میں کیا شبہ رہا؟ ماسوا اس کے خراب۔ متعفن۔ گیسیں اور بعض امراض کے اجزاء اور جراثیم ہوا کے ساتھ ناک۔ منہ کے اندر پہنچتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہر وضو میں ناک کو اندر سے دھونا اور غرغرہ کرنا وضو کا ایک جزو قرار پایا۔ ناک کے اندر جو ذرات جمع ہو جاتے تھیں پانچ مرتبہ دن میں اس کو دھونے سے نہ صرف وہ ذرات جمع نہیں ہونے پاتے۔ بلکہ وہ مواد اور غلاظت جو ناک کے ذریعہ نکلتی ہے صاف ہوتی رہتی ہے اور اس طرح پر ناک کے ذریعہ جو کام انسانی **صحت** کے لئے جان بخش ہوتا ہے۔ وہ نہایت عمدہ طریق پر ہوتا ہے۔ اور اس طرح بجز کسی احمق کے کون کہہ سکتا ہے کہ

ناک کے گناہ وضو سے دور نہیں ہوتے۔

منہ کے اندر جو کثافت جمع ہو۔ اس کے لئے کلی کرنا اور مسواک تجویز کیا اور اسی لئے مسواک کے متعلق بڑی تاکید و فضیلت بیان کی۔ اور مسواک کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل درآمد تھا کہ آپ تلخ لکڑی کی مسواک پسند فرماتے۔ اس میں یہ نکتہ ہے۔ کہ اس کی تلخی منہ کا لعاب کثرت سے نکال کر تمام ان نالیوں کو جو منہ کے اندر ہیں

جاپان میں نیّرِ اسلام کا طلوع

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۱۱ء کا دن بیسویں صدی کی اسلامی تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے اس لئے کہ اس تاریک دور میں جبکہ مادہ پرستی کی کالی گھٹائیں ہمارے چاروں طرف چھا رہی ہیں اور ایمان و روحانیت کو زور آور قوت کی ظلمت نے دبا رکھا ہے ہم اسلام کے آفتاب کو ایک ایسی سرزمین سے نکلتا ہوا دیکھتے ہیں جس کے باشندوں نے یورپ کی ایک بہت بڑی زبردست سلطنت کے غرور کو خاک میں ملا کر دنیا پر اپنی ہیبت اور عظمت کا سکہ جما دیا ایک عرصہ سے اسلامی دنیا کی آنکھیں جاپان کی طرف لگی ہوئی تھیں اور ایک مدت سے یہ آواز ہمارے کان میں پڑ رہی تھی کہ جاپان میں اسلام کی اشاعت کے لئے بعض خدائی طاقتیں کام کر رہی ہیں لیکن کوئی روشن دلیل اور کوئی بین نشان ہمارے پاس ایسی موجود نہ تھی جسے پیش کر کے ہم اپنے بھائیوں کو بتا سکتے کہ وہ خدا جس نے خلافت عباسیہ کے انتزاع کے بعد قسطنطنیہ کو اسلام کے عروج کا ذریعہ بنا دیا وہ خدا جس نے بربری نامسلمان قوت کو اسلامی سطوت میں منتقل کر دیا تھا وہ خدا ہر موقع پر اسلام کی تقویت اور اسلام کی ترقی کے لئے سامان غیب سے پیدا کرتا رہتا ہے اب مشرق الاقصیٰ میں ہمارے دین کی محبت کا چشمہ اس قوم کے جزو جان میں شامل ہو رہا ہے جسے اس بیسویں صدی کی محفل کے صدر نشینوں نے اپنے پہلو میں جلوہ گاہ کی جگہ دی ہے۔ یکم دسمبر ۱۹۱۱ء کے دن جاپان میں یہ اور روشن نشانی بھی ظاہر ہو گئی یعنی ایک جلیل القدر جاپانی بیرن اس کی بیٹی اور اس کا داماد مشرف باسلام ہوئے

بدیں مژدہ گر جاں فشانم رواست
کہ ایں مژدہ آسائش جان ماست

ذیل میں ہم اس دلچسپ اور مسرت انگیز واقعہ کی تفصیل درج کرتے ہیں جو ہمیں ٹوکیو کے اسلامی اخبار "دی اسلامک فریٹرنٹی" سے معلوم ہوئی ہے جس کے ایڈیٹر ہمارے دوست مولوی محمد برکت اللہ صاحب بھوپالی ہیں۔ مولوی محمد برکت اللہ صاحب نے جن مساعی تبلیغ اسلام کے متعلق تحسین کیفیت سے مستفید ہیں مناسب خیال کیا تھا کہ اس مقدس رسم کو جو اسلام کی نوزائیدہ برادری میں تین جلیل القدر جاپانیوں کا اضافہ کرنے والی تھی دوسری اقوام و مذاہب کے لوگ بھی اپنی آنکھ سے دیکھ سکیں۔ غالباً مولوی صاحب کا مقصد اس سے یہ ہوگا کہ یادری کا نعیر جیسے بزرگواروں کو جو کسی جاپانی کو مشرف باسلام ہوتے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے اور جنکا قلم جاپان پر خاک ڈالنے اور اسلام کی ترقی کو چھپانے کے لئے وقف ہے اتنی بہت سی شہادتوں کے موجود ہوتے ہوئے اس واقعہ کی تردید کی جرأت نہ ہو سکے۔ مولوی برکت اللہ صاحب کے مکان واقع ... ہوڈائی بابچی اکاسا کا ٹوکیو جاپان سے گیارہ بجے ... جاپانی فوج کے میجر اسپی ٹنا کا تشریف لائے میجر صاحب اُن چند جاپانیوں میں سے ہیں جنہوں نے تہذیب و تمدن کے تعلیم حصول کا سفر کیا ہے۔ ان کے علاوہ بعد مسٹر ایسے شوڈر آئے جو ایک جرمن اخبار نویس ہیں اور دس سال سے جرمن میں مقیم ہیں ابھی یہ آکے بیٹھے ہی تھے کہ مسٹر پی۔ ایچ۔ ڈراج اپنی بی بی اور مس لینا بونگلی کے ہمراہ آن پہنچے۔ ان تینوں کا وطن سوئٹزرلینڈ ہے اور مس بونگلی ایک مشہور انشا پرداز ہیں جن کے خطوط نے یورپ میں اس درجہ مقبولیت حاصل کی ہے کہ ان کا ترجمہ تو مختلف یورپین زبانوں میں ہو گیا ہے اور بڑے شوق سے دیکھا جاتا ہے کچھ دیر بعد مس دین آئیں جو نیو یارک امریکہ کی رہنے والی ہیں۔ مسٹر لوئی رچرڈ بگل اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے یاکوہاما سے چلکر آئے تھے۔ آپ بوہیمیا کے متوطن ہیں۔ ہفت زبان ہیں۔ اور عربی سے بھی آشنا ہیں اور مسلمانوں سے انھیں بدرجہ غایت اُنس ہے۔ علاوہ ان یورپین احباب کے مولوی برکت اللہ صاحب کے دولتکدہ پر ہندوستانیوں میں سے مسٹر بوباساکون چاٹگام (آسام) اور مسٹر پاورساکن ٹہردوہ موجود تھے۔ مسٹر پاور ایک ہندو یوگی ہیں جو اس موقع پر ہندو مذہب کی فضیلت بیان کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ مسٹر شوبرت لال ورمن بھی اس موقع پر موجود تھے یہ لاہور کے ہندو نگ مین کی پچھلے دنوں لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر ہندوستان اور لالہ ہرکشن صاحب ایڈیٹر پرکاش سے جھڑپ ہو گئی تھی۔ امریکہ جاتے ہوئے یہ جاپان میں کچھ دن کیلئے ٹھہر گئے تھے۔ اور وہاں مولوی محمد برکت اللہ صاحب سے ملے تھے۔ ترکوں میں سے توفیق آفندی حسن حنفی آفندی اور نیز ابراہیم آفندی تشریف لائے تھے۔ اور ملایئوں میں سے مسٹر ابراہیم بن احمد موجود تھے۔ جو مدرسۃ السنہ شرقیہ ٹوکیو میں ملائی زبان کے معلم ہیں۔ غرض اس موقع پر مختلف ممالک اور مختلف مذاہب کے لوگوں کا اچھا خاصہ با رونق مجمع تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے بیرن ہسکی اور مسٹر یوشاٹانو اپنی بی بی کی معیت میں تشریف لائے۔ یہی تینوں آج ملت بیضا کی حلقہ بگوشی کا فخر حاصل کرنے والے تھے مولوی برکت اللہ صاحب قبلہ رو کھڑے ہو گئے مسٹر شاٹانو ان کے سامنے کھڑے رہے۔ بیرن ہسکی ان کے داہنے جانب اور مسز شاٹانو ان کے بائیں جانب تھیں باقی تمام حاضرین بھی سروقد استادہ ہو گئے۔ مسٹر ابراہیم احمد نے قرآن مجید کے دوسرے سیپارے کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور مولوی برکت اللہ صاحب نے اُن مقدس کلمات کو دوہرایا جو بوقت حج بیت اللہ ادا کئے جاتے ہیں۔ مسٹر شاٹانو کو بیان کے اقرار باللسان کا ایماء کیا جنہوں نے بیرن ہسکی کے ساتھ تین دفعہ عربی اور تین دفعہ انگریزی میں یہ کلمات پاک دوہرائے

اٰمنت باللّٰہ والملائکۃ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے اسلام کے چار ارکان صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ صوم اور حج کی تلقین کرتے ہوئے تقریر کی۔ خدائی وحدانیت پر ایمان لانا اسلام کا سنگ بنیاد ہے۔ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ملائکہ سے مراد وہ روحانی قوتیں ہیں جن سے پروردگار عالم مقصود کائنات کو اپنے فیضان خیر سے مستفیض کرتا ہے۔ اس سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ فقط دنیائے مرئی ہی کل کائنات نہیں ہے بلکہ کائنات کا ایک غیر مرئی حصہ بھی موجود ہے۔ جملہ کتب سماوی و صحائف الہامی پر ایمان لانا تمام الہامات کے توافق و تطابق پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ان سب میں ازلی و ابدی حقیقتیں مذکور ہیں۔ ہم خداوند جل و علی کے رسولوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ اس لئے کہ وہ مشیت ایزدی کی زبان ہیں۔ خدا کے رسول وقتاً فوقتاً اس دنیا میں لوگوں کو علی العموم ازلی و ابدی صداقتوں سے روشناس کرنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ وہ کسی نئی حقیقت کو ایجاد نہیں کرتے بلکہ انھیں حقیقتوں کو دوہراتے ہیں۔ جو لوح محفوظ پر ثبت ہیں البتہ ان حقیقتوں کی تلقین کے لئے ذرائع ایسے اختیار کرتے ہیں جو ہر قطعہ اور ہر ملک کی ضروریات کے لئے موزوں ہیں۔ قیامت پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ انسان فاعل مختار ہے اور اپنے اعمال و افعال کے لحاظ سے اپنے خالق کے حضور میں جوابدہ ہے۔ لیکن یوم الاٰخر سے مراد یہ بھی ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت آئیگی جبکہ تمام عداوتیں اور تمام لڑائیاں موقوف ہو جائینگی اور امن اور آشتی کا تمام کرۂ زمین پر اس روحانی اخوت کی قوت سے فعل میں آنے کے باعث دور دورہ ہوگا۔ جسکی اسلام تلقین کرتا ہے۔ اور جبکہ اسلام کا علمبردار ہے۔ اسلام کے چار ارکان یعنی اخوت کے کفیل ہیں یعنی نماز ادا کرنے سے ہر طبقہ کے مسلمان مساجد میں جو اُن کے کلب گھر اور جلسہ گاہیں ہیں پہلو بہ پہلو جمع ہوتے ہیں۔ قرآن نے زکوٰۃ کے متعلق جو تاکیدی احکام جاری کئے ہیں اگر ان پر پوری طرح سے عملدرآمد ہو تو مسلمانوں میں افلاس نام کو نہ رہے اور وہ عمرانی مسائل جن کی خطرناک الجھنوں میں یورپ اور امریکہ پھنسے ہوئے ہیں باسانی حل ہو جائیں۔ روزہ کے متعلق اگرچہ قرآن نے مسلمانوں کو اختیار دیدیا ہے کہ خواہ روزہ رکھیں خواہ مساکین کو کھانا کھلائیں۔ لیکن تیرہ سو سال سے اسلامی دنیا پابند صوم رہی ہے۔ روزہ رکھنے میں ہر سال دولتمندوں اور مفلسوں کے درمیان ہمدردی کی تجدید ہو جاتی ہے حج کا مقصد یہ ہے کہ تمام مسلمان قوموں کا تعلق سرچشمہ اسلام کے ساتھ برقرار رہے۔ اُن کا پیوند ایک دوسرے سے قطع نہ ہو۔ اور اُن کے ذہن میں یہ خیال تازہ رہے کہ نوع انسان ایک خاندان ہے اور سارا جہان ہمارا گھر ہے"

اس تقریر کے بعد چند دعائیں جن میں ... [illegible] گئیں۔ بیرن ہسکی۔ مسٹر شاٹانو اور مسز شاٹانو کو علی الترتیب علی۔ حسن اور فاطمہ کے اسلامی نام دیئے گئے۔ اور تمام جماعت کا فوٹو لیا گیا۔ جو اسلامک فریٹرنٹی" میں دیا گیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم اپنے حبیب پاک کی محبت کے صدقہ میں ان تینوں بہن بھائیوں کو اسلام پر ثابت قدم رکھے اور ان تین مشعلوں سے جاپان میں لاکھوں اسلامی ...

دربار تونسہ شریف میں خانہ جنگی
یعنی
خواجہ حامد و محمود میں مقدمہ بازی

ایک عرصہ سے میرے پاس دربار تونسہ شریف کی خانہ جنگی کے متعلق ایک مطبوعہ اپیل آیا ہوا ہے۔ جس کے لئے اخبار الحکم میں درج کرنے کی خواہش کی گئی ہے۔ چونکہ میں حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرد باخدا اور بارھویں صدی کا ایک باکمال اہل باطن یقین کرتا ہوں آپ کی اولاد میں دُنیا کی ہڈی پر جنگ ہوتا دیکھ کر فطرتاً رنج ہوا۔ اور ہر ایک مسلمان کو قدرتی طور پر افسوس ہونا بھی چاہیئے۔ کہ وہ لوگ جو اہل دنیا کو زہد و قناعت اور فقر و عبادت کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ اپنے عملی نمونے سے دکھا رہے ہیں۔ کہ دُنیا کا اینٹ پتھر بڑی قیمتی چیز ہے گویا یہی ایک غیر فانی اور ابدی دولت ہے۔ جس کے لئے انسان کو اپنے اقارب سے سخت جنگ کی ضرورت ہے۔ اس اپیل کو پڑھ کر مجھے سخت رنج ہوا۔ میں نے تفتیش حالات کے لئے ہر دو خواجہ صاحبان کی خدمت میں عریضے لکھے۔ مگر صدائے برنخاست کا مضمون صادق آیا۔ خواجہ حامد صاحب نے جو جواب دیا وہ اصل مطلب سے کوسوں دور اور محض بے تعلق ہے اور خواجہ محمود صاحب قطعاً خاموش رہے۔ یہ خانہ جنگی اگرچہ ہمارے سلسلہ کے دشمنوں میں ہے۔ اور دُشمنوں میں پھوٹ کی پیشگوئی کے نیچے ہے۔ تاہم یہ خوشی کا باعث نہیں۔ مقدمہ بازی نے مکان شریف والے خاندان کو جس حالت تک پہنچا دیا۔ وہ ایک ظاہر امر ہے۔ اس لئے ہر شخص خواجہ صاحبان کو یہی مشورہ دیگا۔ کہ وہ مسلمانوں پر رحم کریں اور اپنے سلسلے کی عزت کو قائم رہنے دیں۔ وہ اپیل اب تک میں نے اسی لئے شائع نہیں کیا تھا۔ کہ ان لوگوں میں شائد مصالحت ہوجاوے مگر میں دیکھتا ہوں کہ معاملہ بڑھ رہا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ اہل اثر مسلمان اس میں دخل دیں۔ خصوصاً مختلف گدیوں کے صوفی صاحبان اور حلقہ نظام المشائخ کے سکرٹری صاحب توجہ کریں۔ اسی سلسلہ میں آج ایک مراسلہ افسوس سے شائع کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس اپیل کو بھی درج کردیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب:۔

السلام علیکم۔ مسلمانوں کی بُری حالت کا علم ایک ہر دلعزیز اخبار کے باخبر ایڈیٹر سے زیادہ اور کس کو ہو سکتا ہے۔ دنیائے اسلام کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ دیکھ کر آپ کا کلیجہ یقین ہے چھلنی ہو رہا ہوگا۔ بدنصیب ایران کی حالت زار۔ طرابلس پر اٹلی کی غاصبانہ فوجکشی ایسی باتیں ہیں جن پر ہر ایک مسلم آنکھ خونبار ہے۔ اٹلی نے ٹرکی کو کمزور سمجھا اور جس کی لاٹھی اُس کی بھینس پر عمل کرکے خواہ مخواہ طرابلس پر چڑھ دوڑا۔ اس سے زیادہ خفت اور بے عزتی ٹرکی کے لئے اور کیا ہوگی۔ ہم جانتے کہ طرابلس کسی یورپین طاقت کے قبضہ میں ہوتا۔ یا جاپان کا ولمی جھنڈا الہرا رہا ہوتا۔ اور پھر اٹلی کو فوجکشی کا خواب میں بھی خیال آجاتا۔ مجھے بار بار افسوس ہوتا ہے۔ اور ہر ذی شعور مسلمان کو جو تاریخ سے تھوڑا بہت واقف ہے۔ محسوس ہونا چاہیئے کہ مسلمان طاقتیں ایک ایک کرکے زیر کی جارہی ہیں۔ انواع و اقسام کے ذرائع سے ان کے لئے مشکلات پیدا کی جاتی ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا ملک ان کے قبضہ سے نکلتا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی مسلمان نہیں سمجھتے۔ اول تو ان کا اپنا مذہب ہی کس زور شور سے اُن کو اتفاق کی ہدائت کرتا ہے۔ اگر یہ نہ بھی ہو۔ تو آخر دوسروں کی دیکھا دیکھی بھی کوئی چیز ہے۔ یورپ میں کبھی تو اتحاد ثلثہ ہوا۔ کبھی اتفاق ثنائیہ اور کبھی اجتماع اربعہ۔ میں پوچھتا ہوں (اور للہ مجھے اس بات کا آپ ضرور جواب دیں) کہ کیا مسلمانوں کی طاقتیں ایسی ضرورتوں سے مستغنی ہیں (مرا درد یست اندر دل اگر گویم زبان سوزد۔ ایڈیٹر) ہے دیکھئے اب کل تین ہی اسلامی طاقتیں ہیں بہتر تھا کہ یہ بھی مرمٹتیں۔ یا قائم رہتیں تو عزت اور آبرو کے ساتھ۔

او ہوا کہنے کو کچھ تھا اور جوش جنوں میں کیا سے کیا بک گیا کابل اصفہان اور قسطنطنیہ تو دور کی باتیں ہیں۔ اپنے گھر ہی کو دیکھیں تو ایک سرے سے دوسرے سرے تک نااتفاقی کی آگ سے پھنکا جارہا ہے اور رہنے والوں کو پرواہ نہیں۔ اپنے وطن کا ایک دُکھڑا آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ صبر سے سُنئے۔ اور غور سے علاج سوچیئے۔ اور جہاں تک آپ سے ہوسکے۔ اس فساد کے اندازہ کو روکنے کی کوشش کیجئے۔ نیز عوام کی اطلاع کے واسطے اس کو اخبار کی کسی گوشہ میں جگہ دے دیجئے۔ تاکہ ہر کہ و مہ کو معلوم ہوسکے کہ آج کل ہمارے پیشوایان دین کی کیا حالت ہو رہی ہے جس دین کے نام سے وہ مسلمانوں کو لوٹ لوٹ کے کھاتے ہیں اُسی کی شریعت سے وقت پڑے پر انکار کر دیتے ہیں حیف صد حیف۔

آجکل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایک ایسا رنج دہ اور عبرت ناک واقعہ پیدا ہوچلا ہے۔ جس پر بہی خواہان اسلام جس قدر اشک حسرت و ندامت بہائیں کم ہے۔ صورت حال یوں ہے۔ کہ تونسہ شریف میں خواجگان چشت اہل بہشت کی ایک بہت بڑی خانقاہ ہے۔ جس کی وجہ سے یہ شریف کا لقب نہ صرف اس اُجاڑ اور سُنسان بستی کے ساتھ اضافہ ہوا۔ بلکہ سارا علاقہ اس کی بدولت سنگھڑ شریف کے نام سے مشہور ہے۔

بارہویں صدی ہجری کے وسط میں حضور خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران اپنے پیر حضور حضرت خواجہ قبلۂ عالم صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے جن کا مزار مبارک موضع چشتیاں شریف واقع ریاست بہاولپور میں ہے۔ فیض حاصل کرکے حسب ہدائت اُن کے تونسہ شریف میں مقیم ہوئے۔ آپ کا فیضان تلقین اسقدر وسیع ہوا۔ کہ ہندوستان سے گذر کر افغانستان۔ بلوچستان۔ ایران۔ عرب تک کے لوگ اُن کے حلقۂ بیعت میں آگئے۔ ان کی کرامات کو دیکھ کر بڑے بڑے کٹر ہند و رام تھے۔ ان کے نام نامی کی شہرت ارد گرد کے ملکوں کے فرمانرواؤں تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور وہ ان کی دعاگوئی کو ذریعہ حاجت روائی سمجھتے تھے۔ غرضیکہ وہ اس آخری زمانے میں اسلامی شریعت کے حقیقی علم بردار اور صوفیہ کرام کا باکمال نمونہ تھے۔ ان کے متعدد خوارق عادت کرشمے سنگھڑ میں اب تک زبان زد خلائق ہیں ۱۲۶۷ھ میں بقضائے آلہی ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے دونوں فرزند پہلے ہی چل بسے تھے اس لئے بڑے پوتے حضرت خواجہ الہ بخش علیہ الرحمۃ ان کے جانشین ہوئے۔ جنہوں نے اپنے جد امجد کی کامل تقلید کرکے فائدہ رسانی مخلوقات میں وہ جہد کیا۔ کہ اُن کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے بڑھ گئی۔ اور اپنی دینداری و حسن اخلاق ظاہری و باطنی سے وہ نام پایا کہ اُن کے عصر میں جمیع مشائخ و خلفا ان ہی کی رائے رزین کے تابع رہے۔ گورنمنٹ نے بھی ان کو نہائت عزت و توقیر کی نظر سے دیکھا۔ حتیٰ کہ جناب لفٹننٹ گورنر جیسے اعلیٰ درجہ کے حکام نے ان کے مکان پر آکر ان سے ملاقات کی ۱۳۱۹ھ میں ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور اپنے پیچھے وہ ایک بیش قیمت جائیداد از قسم مکانات سکنی۔ اسباب خانہ داری و زمین زرعی وغیرہ چھوڑ گئے۔ ان کے وارث ان کے دو فرزند تھے۔ حافظ محمد موسیٰ صاحب اور خواجہ محمود صاحب۔ جن میں اول الذکر عمر کا بڑا تھا۔ خواجہ الہ بخش صاحب کو اپنے وسیع تجربہ اور فطرت انسانی سے واقفیت کی بنا پر اس بات کا اندیشہ تھا۔ کہ ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں بیٹوں میں جائیداد ذریعہ نزاع ہوگی۔ اس لئے اپنے بیماری کے ایام میں انہوں نے بار بار اپنے دونوں فرزندوں کو اتفاق و اتحاد اور ادائے فرائض دین متین و پیران عظام کی تلقین کی۔ دونوں صاحبان کو مخاطب کرکے ہاتھ کی دونوں انگلیاں معاً کھڑا کرتے اور اشارۃً و صراحۃً اتفاق کی وصیت فرماتے۔ بعد وصال تقریباً ڈیڑھ سال تک دونوں صاحبان میں پورا پورا اتفاق رہا۔ آمد و خرچ مشترک۔ حتیٰ کہ خورد و نوش بھی اکٹھا رہا۔ لیکن بعد میں چند ایک مفسدہ پرداز اشخاص کی دراندازی سے جو اس معظم خاندان کے ساتھ خبث باطنی کی وجہ سے عداوت رکھتے تھے۔ نااتفاقی کے آثار ظاہر ہوئے۔ لیکن چونکہ دونوں حضرات ذی ہوش و ذی بصیرت تھے اور اُن کو اپنے مرشد و ہادیٔ صادق والد کی وصیت یاد تھی۔ اس لئے دونوں نے فساد دفع کرنے کی کوشش کی۔ اور ایک دفعہ بذریعہ رؤسائے ڈیرہ غازیخان۔ اور دوسری دفعہ حسب تجویز ڈپٹی کمشنر بہادر وقت۔ مولوی نجم الدین صاحب کو ثالث مقرر کرکے فیصلہ کرلیا۔ اور جائیداد کو جو باعث نااتفاقی تھی تقسیم کرکے خاطر خواہ تصفیہ کرلیا۔ لیکن بدقسمتی سے فیصلہ ثالثی میں کچھ حقوق ایسے خواجہ محمود صاحب کے تسلیم کئے گئے۔ جن کے استحکام کے لئے فیصلہ کو حیثیت مثل دیئی مزوبی تھی۔ اس لئے انہوں نے فیصلہ منقش کرانے کی درخواست دی۔ ادھر سے تو یہ درخواست دائر عدالت تھی۔ اور اُدھر حافظ موسیٰ صاحب اور خواجہ محمود صاحب کے درمیان حقوق متذکرہ بالا کو خانگی طور پر طے کرلینے کے لئے بات چیت ہو رہی تھی۔ کہ یکایک حافظ موسیٰ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ وہ اپنے والد بزرگوار کے رحال کے بعد پانچ سال تک زندہ رہے۔ اور اس طویل عرصہ میں ہر طرح کا امن و امان رہا۔ اُنہوں نے تین فرزند چھوڑے۔ بڑے میاں حامد صاحب ایک بی بی کے بطن سے۔ اور ان سے دو چھوٹے دوسری زوجہ سے۔ میاں حامد صاحب جو نو عمر ہیں اور تجربہ ذرا کم رکھتے ہیں اپنے باپ کی وفات پر سجادہ نشین ہوئے۔ اور چھوٹے خیر خواہ

اور مفسدہ پردازوں کے مشورہ سے ثالثی فیصلہ کی پابندی سے قطعاً انکار کر دیا۔ عدالت نے بھی چند قانونی نقص پاکر فیصلہ کو قابل اخذ نہ سمجھا۔ بس کیا تھا۔ میاں صاحب نے جھٹ ایک دیوانی دو ہزار کے اسٹام پر اس مضمون کی دیدی کہ چونکہ میں سجادہ نشین ہوں۔ لہذا میرے چچا خواجہ محمود صاحب اور میرے دونوں چھوٹے بھائیوں کا کوئی حق آمد خانقاہ، خانقاہ یا کسی اور مکان میں نہیں۔ اور وہ اپنے سکنی مکانات میں بھی بلا میری خوشنودی کے نہیں رہ سکتے۔ میرے باپ کو مکانات اور جائیداد تقسیم کر دینے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اسلئے مجھے وہ منظور نہیں ہے۔ اب یہ مقدمہ دائر عدالت ہے اور فریقین کے ہزاروں روپے صرف ہو رہے ہیں۔ ثالثی ختم ہو چکنے کے بعد جب خواجہ محمود صاحب کی طلبی ہوئی تو انہوں نے متعدد دفعہ خاندانی عزت اور وقار قائم رکھنے اور اس برباد کن مقدمہ بازی سے محترم رہنے کے لئے زور دیا۔ ہر ممکن ذریعہ صلح کا تلاش کیا۔ پیرزادگان مہاروی کو اور وفد بھیجا۔ کہ اول تو اہل اسلام کا قانون شریعت ہے ثالث مقرر کرکے شرعی فیصلہ کر لیا جاوے۔ یا آپ پیرزادے جو آپ فیصلہ کر دیں۔ منظور ہے۔ رؤسا ڈیرہ غازیخان کے ذریعہ سے بیچ بچاؤ کرنے کی خواہش کی لیکن ان کی کوئی کوشش دربارہ صلح کارگر نہ ہوئی۔ پھر کئی ایک سچے مسلمان درد مند دل رکھتے تھے۔ اور اس خاندان کی نااتفاقی کو مسلمانوں کے حق میں مضر سمجھتے تھے۔ اس امر کے درپے ہوئے کہ چونکہ یہ اسلامی خانقاہ ہے۔ اس کا فیصلہ بموجب شرع شریف ہونا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے میاں حامد صاحب کو سفارش بھیجی۔ قرآن شریف ان کے سامنے لیجا کر فیصلہ شرع پر قائم رہنے کی التجا کی۔ مگر وہ ایک ہی راگ الاپتے گئے کہ سرکار خود فیصلہ کریگی۔ اتفاقاً انہی دنوں سردار محمد عثمان خان صاحب بارکزئی عم زادہ ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان والیٔ خداداد افغانستان کابل جاتے ہوئے خانقاہ مبارک کی زیارت کو آئے۔ اور ان کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے بھی میاں حامد صاحب کی خدمت میں صلح کرنے کے لئے عرض مخلصانہ کی۔ مگر اس کو بھی رد کر دیا گیا۔ جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں۔ میاں حامد صاحب کو اس امر مقدمہ بازی پر جو چیز آمادہ کر رہی ہے۔ وہ ان کی ناتجربہ کاری اور جوش جوانی ہے۔ ماسوائے اس کے ان کا اعتمادی جناب نواب صاحب ممدوٹ کے گھر میں ہے ایسا خیال ہے۔ بلکہ ان کا وکیل صاف الفاظ میں ظاہر کرتا کہتا ہے کہ نواب صاحب موصوف اور ان کے دیگر رشتہ دار تعلقدار صاحبان اس بارہ میں ہر قسم کی امداد از قسم سفارش وغیرہ دینے کو تیار ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسی سیدھی بات میاں حامد صاحب کی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ قانون اور انصاف کے آگے سفارش کب تک چل سکے گی۔ علاوہ ازیں خود نواب صاحب تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہیں۔ وہ کبھی کسی کی حق تلفی کے روادار ہوں گے۔ میاں حامد صاحب کو بھلا ہو کہ مشورہ علی الاعلان دیتے ہیں مقدمہ بازی پر نہ تو خود پانی کی طرح روپیہ بہاتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کو زیر بار کریں۔ جو ہو چکا سو ہو چکا۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے۔ تو اُسے بھولا نہیں کہتے۔ ورنہ یہ مقدمہ اس لاکھوں کی جائیداد کو بلا مبالغہ لے ڈوبے گا جس پر یہ مقدمہ ہو رہا ہے۔ جائیداد کے علاوہ کروڑوں کی عزت اور توقیر کا تو کیا کہنا ہے۔

ایک درد مند مسلمان

جاپان میں اشاعت اسلام

جاپان میں اشاعت اسلام کی خبر ہر مومن مسلمان کے لئے مسرت کا موجب ہے۔ مولوی برکت اللہ صاحب بھوپالی کی کوششوں میں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ تلقین اسلام کے وقت مولوی برکت اللہ صاحب نے جو تقریر کی۔ اس کے بعض حصوں سے مجھے اتفاق نہیں۔ ملائکہ نری قوتیں نہیں۔ بلکہ وہ ایک مخلوق اور ہستیاں ہیں۔ اسی طرح پر مولوی صاحب کا روزہ کے متعلق یہ کہدینا کہ قرآن کریم نے اختیار دیدیا ہے کہ خواہ روزہ رکھیں خواہ فدیہ دیں درست نہیں ہے روزہ ہی فرض ہے۔ اور وہ خاص حالتیں ہیں۔ جن میں فدیہ دیا جاتا ہے۔ بہرحال مولوی صاحب کی کوششیں قابل قدر ہیں۔ یہ موقعہ ہے کہ ہماری جماعت جاپان میں زندہ اسلام کو پھیلانے کے سوال پر حضرت امام و مطاع کے ارشاد کے ماتحت کوشش کرے۔ سردست تعلیم اسلام کی بہت سی کاپیاں جاپان میں شائع کرنے کا انتظام کیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپان میں اسلام سے دلچسپی شروع ہو گئی ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ اسلام اور بدھ ازم پر چھوٹے چھوٹے رسالے شائع کئے جاویں۔ ایسا ہی ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں بھی وہاں کی لائبریریوں اور سکولوں وغیرہ میں بھیجی جانی مناسب معلوم ہوتی ہیں۔

مجمع الاخوان لاہور

لاہور میں احمدی نوجوانوں نے مجمع الاخوان لاہور کے نام سے ایک انجمن بنائی ہوئی ہے جس کے اغراض و مقاصد اس وقت میرے سامنے نہیں۔ انجمن مذکور کے نوجوان سکرٹری شیخ محمد مبارک اسمعیل طالب بی اے کلاس مندرجہ ذیل نوٹ بغرض اشاعت بھیجتے ہیں۔ میں اگر ممبران انجمن کو یہ مشورہ دینے کی جرأت کروں تو شائد بیجا نہ ہوگا۔ کہ بزرگان قوم کے لیکچروں کا سلسلہ ہر چند ایک مفید اور ضروری شے ہے۔ لیکن کیا اچھا ہو۔ اگر ہر اجلاس میں کسی نوجوان ممبر انجمن کا بھی لیکچر ہوا کرے۔ تاکہ انہیں پبلک پلیٹ فارم سے بولنے کے لئے جرأت اور شوق پیدا ہو۔ نیز میں سکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ ایسے پبلک جلسوں کی روئیداد کسی قدر تفصیل اور لیکچر کے بعض اقتباسات کے ساتھ قومی اخباروں میں بھیجنی زیادہ مفید ہوگی۔ بہرحال یہ کام نہایت عمدہ ہے۔ خدا اس میں برکت دے۔ وہ نوٹ یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت شریف جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہربانی کرکے مفصلہ ذیل نوٹ کو اخبار الحکم میں درج فرما کر مشکور فرمایئے۔ لاہور میں تبلیغ کے کام کو شروع کرنے کے لئے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن المعروف مجمع الاخوان کے سرپرستوں نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ پندرہ روزہ اجلاس منعقد کئے جاویں۔ جن میں مذہبی مضامین پر لیکچر دیئے جاویں۔ چنانچہ اسی تجویز کے ماتحت مذکورہ بالا ایسوسی ایشن کا پہلا اجلاس بتاریخ ۲۴ جنوری ۱۹۱۲ء بروز بدھ بوقت ۱/۲ ۵ بجے شام بمقام احمدیہ بلڈنگس زیر صدارت جناب خواجہ کمال الدین صاحب منعقد ہوا۔ جس میں بذریعہ اشتہار ہر فرقہ و ملت کے احباب کو مدعو کیا گیا تھا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے ضرورت مذہب پر ایک لطیف لیکچر دیا۔ جس کو حاضرین نے نہایت دلچسپی سے شروع سے لیکر آخر تک سنا۔ آپ کے بعد جناب خواجہ صاحب نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں آپ نے اعلیٰ سے اعلیٰ نکات بیان فرمائے اور جس کو سن کر حاضرین جلسہ بہت محظوظ ہوئے۔ آخر میں جناب نے آئندہ جلسہ کا بھی اعلان فرمایا۔ جو مورخہ ۴ فروری ۱۹۱۲ء کو آپ ہی کی زیر صدارت منعقد ہونیوالا ہے جس میں مولنا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ضرورت اسلام پر لیکچر دیں گے۔ احمدی اصحاب سے دعا کی التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی کوششوں میں برکت ڈالے آمین ثم آمین۔ والسلام

راقم خاکسار محمد مبارک اسمعیل سکرٹری مجمع الاخوان لاہور

دارالامان کا ہفتہ

۱ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اور آپکے اہل بیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح حسب معمول درس قرآن مجید اور بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں۔

۲ شیخ محمد تیمور صاحب ایم اے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور رہ کر دینیات کی پوری تحصیل کر لی ہے۔ علیگڈھ کالج میں ملازم ہو کر چلے گئے ہیں۔ اس سعید نوجوان کی سادہ اور دیندارانہ زندگی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے علیگڈھ کالج کے طلباء پر مؤثر ہونے کی امید دلاتی ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

۳ ہمارے اولوالعزم مخدوم حضرت صاحبزادہ صاحب مدرسہ احمدیہ کی طرف خصوصاً متوجہ ہیں آپ نے لڑکوں کو تقریر اور تحریر میں مزاولت اور مشق کیلئے مدرسہ میں ہفتہ وار جلسوں کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا ہے جنمیں آپ خود بھی تشریف لیجاتے ہیں اور نہایت توجہ اور محنت سے کام لے رہے ہیں مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء کی علمی ترقی کے لئے اور تجاویز بھی آپ کی زیر نظر ہیں عربی کے جدید لٹریچر سے دلچسپی کیلئے ممالک اسلامیہ سے عربی اخبارات منگوانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ بورڈنگ ہوس کی نگرانی اور طلباء کی تربیت پر خاص توجہ ہے۔ کبھی کبھی آپ راتکو اتفاقیہ بورڈنگ کے معائنہ کے لئے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو ہمارے حق میں بابرکت کرے اور آپ کو چشم بد سے بچائے۔ آمین۔

سوتی مشروع کے تھان

ہر قسم کے نہائت خوش وضع پختہ رنگ جو ریشمی سے زیادہ پائیدار ہوتے ہیں مستورات اور بچوں کے پاجامہ وغیرہ اور روزمرہ استعمال کیلئے عمدہ کپڑا ہے۔ اودا۔ کاسنی گلابی۔ سبز۔ بچہ رنگہ۔ پٹی دار۔ یکرنگہ۔ سادہ۔ جس قسم کا مطلوب ہو منگا کر دیکھئے۔ آپ ہمیشہ منگاتے رہیں گے ہم بہت ارزاں فروخت کرتے ہیں کہ ہر طرف سے اس کپڑے کی مانگ ہو۔ ایک تھان جس کا عرض ۱ گرہ۔ طول ۴ گز ہے۔ قیمت عہ۔ اس میں دو پاجامہ تیار ہو سکتے ہیں۔

۳ تھان تک روانہ کئے جا سکتے ہیں محصول ۴ پیکنگ ۲ جملہ ۱۰

حضرت خلیفۃ المسیح کی سب سے پہلی تقریر کے متعلق کچھ

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ ازلی کے ماتحت ایک کثیر جماعت کو امیرالمومنین نورالدین کے ہاتھ پر جمع کیا اور آپ خلیفۃ المسیح کے نام سے قوم میں ممتاز ہوئے اُسوقت آپ نے ایک تقریر فرمائی تھی جو اُسیوقت اخبارات میں چھپکر شائع ہوگئی۔ اُسپر دن ہفتے۔ مہینے اور بالآخر سال گذر گئے۔ اور گذر رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کبھی یہ ظاہر کیا تھا کہ اخبار نویس یاددہانی کا کام کیا کرتے ہیں اور ان معنوں سے وہ مذکر ہوتے ہیں۔ اس لئے آج میں اس تقریر کا ایک حصہ احمدی قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ اُنھیں معلوم ہو کہ اُسوقت اپنے خلیفۃ المسیح نے کیا عہد لیا تھا اور اس مقصد میں اب تک ہم نے کیا کیا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح فطرتاً نمایش اور نمود سے الگ ہیں اور اسطرح پر خدا تعالیٰ نے ان کے کاموں میں سے ریا کا حصّہ کاٹ دیا اور محض اخلاص رکھدیا۔ اسی فطرت کی وجہ سے اسوقت آپ نے بعض دوسرے بزرگوں کے نام لئے تھے اگر چاہو تو تم ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلو میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مشیت ایزدی کو کون بدل سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جس ہاتھ کو نظام وحدت کو قائم رکھنے کی قوت دی تھی وہی آگے بڑھا اور اسنے سب کو اسپر جمع کرلیا۔ جب یہ فیصلہ ہوگیا تو آپ نے فرمایا

"اب تمھاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمھیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمھیں منظور ہو تو میں طوعاً وکرہاً اس بار کو اُٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کی دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے اور واعظین کو بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں اور پھر تعلیم دینیات دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی"

یہ وہ اقتباس ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کی اُس پہلی تقریر خلافت میں سے میں نے کیا ہے اور اس غرض سے تاکہ تمھیں یاد دلاؤں کہ جو کام تم نے کرنا تھا وہ کس حد تک ہوا ہے۔ میں اسوقت صرف واعظین کے بہم پہنچانے کے سوال کو پیش کرتا ہوں اس سے پہلے بھی مجھے کبھی کبھی اس مضمون پر لکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور اب بھی میں ضرورت سمجھتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے واعظین کے بہم پہنچانے کے کام کو شرائط بیعت میں داخل کیا ہے۔ اگر ہم اس شرط کو پورا نہیں کرتے یا کرنے کی کماحقہ کوشش نہیں کرتے تو کچھ شک نہیں کہ ہم اس شرط کو نعوذ باللہ توڑتے ہیں۔

واعظین کا تقرر اور اُن کا بہم پہنچانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو ہی پہلی مرتبہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہو ۔۔۔ بلکہ یہ وہ ضرورت ہے جو قرآن مجید کی آیۃ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر میں بیان ہوئی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی پہلی تقریر خلافت اسی آیۃ شریفہ پر کی تھی۔ جسکا اقتباس میں نے اوپر دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے قرآن مجید کی اس آیۃ اور اپنے اور ہم سب کے مرشد و مولیٰ امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے ماتحت اس شرط کو داخل شرائط بیعت کیا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا چاہا کہ واعظ پیدا ہوں اور واعظوں اور اشاعت اسلام کے مستقل سلسلہ کے لئے ہی وصایا کا سلسلہ آپ نے قائم کیا چنانچہ الوصیت میں اس روپیہ کے مصرف میں صاف لکھا ہے کہ

"دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا...... اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن وکتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کرینگے ...... ان اموال سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں"۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واعظین کے لئے گویا مستقل انتظام فرمایا۔ اور آپ کے جانشین۔ اور خلیفہ بلافصل نے اسکو داخل شرائط بیعت کردیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۱ر مئی ۱۹۰۸ء کو قبل ظہر واعظین کے متعلق جو تقریر فرمائی وہ اور بھی قابل غور ہے۔ فرمایا۔

ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کرکے دکھانیوالے ہوں۔ علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کی کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو...... تبلیغ سلسلہ کیواسطے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے مگر ایسے آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کردیں...... اگر اسی طرح بیس ۲۰ تیس ۳۰ آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلد ہی تبلیغ ہوسکتی ہے۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہماری منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہوں تب تک ہم انکو پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گذر کرلیتے۔ تمام ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بیخبر پڑا ہے کہ گویا کسیکو خبر ہی نہیں۔ یہ ۔۔۔ کیفیت

مدرسہ یا کالج وغیرہ کا بنانا اصل سلسلہ کی مضبوطی پر موقوف ہے۔ اول چاہئے کہ سلسلہ میں ایسے لوگ ہوں جو سلسلہ کی ضروریات کی مدد کرنے والے ہوں...... اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاویں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچاویں تو بھی بڑے فائدہ کی توقع کیجاسکتی ہے"۔

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری غرض کیا ظاہر فرمائی کیونکہ یہ ۲۱ر مئی کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ اس میں بہت کچھ آپ نے تبلیغ سلسلہ کے لئے زور دیا ہے۔ یہ واقعات اور اقتباس میں نے آپ کے سامنے رکھدئے ہیں۔ اب آپ واقعات کی بنا پر کہسکتے ہیں کہ یہ کام کس حد تک ہوا ہے؟

ضرورت ہے کہ اندرون ملک میں سردست ایسے واعظ بھیجے جاویں۔ واعظین کا ایک مستقل انتظام ہو کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح خصوصاً ایسا چاہتے ہیں۔ ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو اس کام کے لئے نکل سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوگا جو کچھ ہوگا۔ تمام سعادت مند روحیں نکلیں۔ خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اپنی زندگیاں اس غرض کے لئے وقف کی تھیں وہ اب اپنی زندگیوں پر کوئی حق نہیں رکھتے وہ بولیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اس عہد کی تجدید کریں اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ کا پیغام آفاق میں پہنچاویں

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھاکر سوجاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل ہی بنی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے۔ سو گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۱۲ ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں غائب ہوجاتا ہے ... اس کو پانی کردیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک دکھ وغیرہ ہر قسم کی نسی جوکہیں چھونے سے ہو اس دوا سے فوراً آرام ہوجاتا ہے دردسر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو فوراً دور ہوجاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳۰ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۸ محصولڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۲ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

معارف قرآن مجید

ازفیوضات حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین ایدہ اللہ بنصرہ

مجدد دین کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے دین اسلام پسند فرمایا اور حضرت محمد رسول اللہؐ کے لئے اپنا دین کامل کیا۔ اب اس میں جب کوئی بے ترتیبی رسم ورواج الف وعادت یا کسی اور وجہ سے پڑجاتی ہے۔ تو ہر امر کو باترتیب کرنے اور مفسد اشیاء کو نکال لینے کے لئے کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ مبعوث ہوتا ہے۔ جب بنی امیہ کی خلافت سے کچھ گڑبڑ پڑی۔ تو اللہ نے عمر بن عبدالعزیزؓ کو سلطنت دلائی۔ یہ بڑا ہی نیکدل و متقی خلیفہ تھا۔ لکھا ہے کہ شاعر اس کے دربار میں مدحیہ قصائد لکھ کر لائے اور بامید انعام کئی مہینے ٹھہرے رہے۔ آخر اُنہوں نے خلیفہ کے ایک دوست سے کہا کہ ہمیں کچھ دلواؤ۔ عمر بن عبدالعزیزؓ نے جواب دیا۔ کہ میں نے سارے علماء وفقہاء سے استفتا کیا ہے۔ کہ شاعروں کو کس مد سے دیا جائے۔ مگر کوئی مد نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں میرا ذاتی روپیہ سات سو درہم ہے۔ وہ لیجا سکتے ہو اور ان میں سے اس شاعر کو دے سکتے ہو۔ جس نے نبی کریم صلعم کی مدح میں فلاں شعر کہا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے۔ کہ ایک شخص نے اُن سے کہا۔ آپ نے اپنی زندگی میں اپنے بعد کے انتظام کے لئے فلاں کو ولیعہد بنایا ہے۔ کیا آپ عالم الغیب ہیں یا اس کا دل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کہ وہ حقوق اللہ وحقوق العباد ادا کرنے والا ہوگا۔ فرمایا اس کا جواب میں کچھ دن بعد دوں گا۔ اس کے بعد آپ پر خشیت اللہ غالب ہوئی۔ اور رونے لگے۔ اتنے روئے اتنے روئے کہ اسی حالت میں جان نکل گئی۔

اسی طرح جب تشیع کا فتنہ بڑھنے لگا۔ تو خدا نے مجدد الف ثانی کو مبعوث کیا اور اُنہوں نے بہت کچھ ان کے عقائد فاسدہ کی تردید فرمائی۔ پھر جب لوگ احادیث رسول صلعم کو بھول گئے۔ اور دین دین کا دارومدار چند اقوال پر رہ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجدیا۔ جنہوں نے احادیث کی کتب واحادیث کے مسائل کا رواج دیا۔ چنانچہ اس کے بعد لوگ کم از کم صحاح ستہ کے نام سے واقف ہوگئے۔ اور ایک گروہ ہندوستان میں بھی سُنت نبوی کو زندہ کرنیوالا پیدا ہوگیا۔

پھر جب عیسائیوں کے اعتراض بڑھے اور ان لوگوں نے اپنے دین کو پھیلانے اور انسان کے بیٹے کو خدا منوانے کے لئے ہر ایک تدبیر سے جو کسی انسانی ذہن میں آسکتی ہے۔ کام لینا شروع کیا یہاں تک کہ الخمر جماع الاثم ہے اور النساء حبائل الشیطان ہیں وہ بھی معاون ہوئے۔ تو خدا نے اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا اور یہ فتنہ کمزور پڑا۔ اور اس کی خدام کی ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ جو ان کے مقاصد کے پورا کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عباد الرحمٰن کون ہیں

جو متکبر نہ ہوں۔ متجبر نہ ہوں۔ سکونت اور وقار ان کا شیوہ ہو۔ سہولت سے کام لیں۔ فسادیوں کے کسی فعل سے نہ بڑھے۔ جاہلوں سے الگ تھلگ رہیں۔ بغیر حق کسی قتل کے مرتکب نہ ہوں۔ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں۔ خرچ میں میانہ رو ہوں۔ لغو سے اعراض کرنے والے ہوں۔ آیات اللہ کی پوری تعظیم کرنے والے ہوں۔ اپنے لئے اپنی اولاد کے لئے دعائیں لگے رہیں۔

برہمو سماج کے فتنے سے بچو

یہ لوگ بظاہر بہت نرم گفتگو کرتے ہیں۔ مگر دراصل تمام انبیاء علیہم السلام اور راستبازوں کی جماعت کو مفتری اور دروغ مصلحت آمیز بولنے والے قرار دیتے ہیں۔ ایسا کہکر یہ لوگ تمام انبیاء کے متبعین کی دل آزاری کرتے ہیں۔ اور ان کے آئمہ کو جھوٹا اور لوگوں کو دھوکا دینے والے قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک نعماء جنت کا ذکر گویا جہلاء کو بات منوانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور الہام تو اُن کے نزدیک ایک خیال ہے۔ جو دل میں آجائے۔ ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان کہلانیوالے بھی ملائکہ کے وجود کے منکر ہیں۔ اور ان سے مراد اچھے لوگ لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک نے کہا ہے ؎

زجبریل امین قرآن بہ پیغامے نے خواہد
ہماں گفتار محبوب است قرآنے کہ من دارم

خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ یہ لوگ تمام انبیاء کی تعلیم پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں اور جزا وسزا کے بے ایمان ہیں۔

قرآن مجید کی صداقت

سچائی اپنے انوار وبرکات سے ثبوت دیتی رہتی ہے۔ سچائی کا ایک نشان یہ بھی ہے کہ جوں جوں اس پر اعتراض کئے جائیں اس کا صدق ہی کھلتا رہے۔ قرآن مجید کی صداقت پر ضمیر انسانی گواہ ہے۔ پھر فطرت سلیمہ۔ تجارب۔ کتب سابقہ۔ تمام قوموں کا عملدرآمد غور سے دیکھو تو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ قرآن مجید کی چند آیات کا ترجمہ ہے۔ پھر صحابہ کی بزرگی قرآن مجید کی صداقت پر زندہ گواہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے باپ کا نام بحیثیت تاریخی انسان ہونے کے کسی تاریخ میں نہ پاؤگے۔ مگر اب حضرت ابوبکرؓ کی قوم صدیقی کہلاتی ہے۔ اور دُنیا کے ہر حصّے میں موجود اور معزز ومحترم ہے ✠

(تشحیذ الاذہان قادیان)

کتابوں پر ریمارک

بعض کتابیں اور رسالے دفتر الحکم میں ریویو کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میں ابھی تک ان کو پڑھ نہیں سکا۔ دوسری طرف کتابیں بھیجنے والوں کی غرض پوری ہونے میں دیر ہوتی ہے۔ اس لئے مکرمی مولوی شیر علی صاحب بی۔اے نے جو ریمارک ان کتب کی بابت کیا ہے۔ وہ عزت سے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر الحکم

آریہ دھرم کا پول

شیخ محمدؐ یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے اپنے ایک لیکچر کو جو اُنہوں نے ۷۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء کو انجمن احمدیہ بٹالہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دیا تھا۔ سامعین کی خواہش کے مطابق ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ آریہ دھرم کے پول کو خوب اچھی طرح سے ظاہر کرتا ہے۔ اس مذہب کا نقشہ مختصر رنگ میں بڑی عمدگی کے ساتھ کھینچا گیا ہے۔ صفحے ۲۴۔ قیمت ا؍

ادعیۃ الاحادیث

مؤلفہ محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی اس رسالہ کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ مؤلف رسالہ عرض حال میں لکھتے ہیں:۔

"اب خدا نے مجھے توفیق دی کہ میں نے احادیث کی تمام دعائیں جمع کیں۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مختلف اوقات کے لئے اپنی امت کے افراد کو فرمائیں۔ یہ وہ دعائیں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور قبولیت کی سند لے چکی ہیں بس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو یہ دعائیں اپنا وظیفہ بنائے"

دعاؤں کا ترجمہ سلیس اردو میں دیا گیا ہے۔ ادعیۃ القرآن (قرآن مجید کی دعاؤں) کا ترجمہ اُنہوں نے نظم میں دیا تھا۔ ۳۲ صفحہ قیمت صرف ا؍ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے طلب کرو۔

نیر اسلام

یہ ۸۴ صفحے کی کتاب شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم واعظ اسلام نے تصنیف کی ہے۔ جس میں صداقت اسلام۔ بائبل کی پیشگوئیوں۔ قرآن شریف کی بعض خوبیوں اور روح القدس کے نزول پر مفصّل بحث کی ہے۔ خصوصاً بائبل کی پیشگوئیوں پر یہ کتاب بہت محنت سے تیار کی گئی ہے۔ خدائے تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے۔ قیمت ۵؍۔ ملنے کا پتہ محمد یٰسین صاحب سہارنپوری تاجر کتب قادیان۔

احمدی پاکٹ بک حصّہ اوّل و دوم

یہ دو رسالے جیبی تقطیع پر سید عبد الحی صاحب عرب (مولوی فاضل) قادیان نے حال میں تالیف کئے ہیں۔ ان رسالوں میں مندرجہ ذیل مضامین پر ناظرین کے فائدہ کے لئے مختصر لیکن کافی بحث کی گئی ہے (۱) قرآنی آیات متعلق وفات مسیح (۲) لفظ توفی کے معنے قرآنی آیات کی رو سے (۳) لفظ توفی کو آنحضرت صلعم۔ صحابہؓ اور اُمہات المومنینؓ نے موت کے معنوں میں استعمال کیا۔ (۴) وفات مسیح احادیث کی رو سے (۵) انی متوفیک اور فلما توفیتنی کی تفسیر کتب تفاسیر میں (۶) توفی کے معنے لغت عرب کی رُو سے (۷) لفظ خلا کی تحقیق۔ اوّل قرآن شریف کی رو سے۔ دوم احادیث کی رُو سے۔ سوم کتب تفاسیر کی رو سے (۸) خاص پانچ آیات متعلقہ وفات مسیح کی تفسیر متقدمین مفسرین کی رو سے (۹) لفظ رفع کی تحقیق بطریق بالا (۱۰) لفظ نزول کی تحقیق بطریق بالا۔ (۱۱) دجال کے متعلق لفظ نزول کا استعمال (۱۲) وفات مسیح کے متعلق پہلے نیک لوگوں کی گواہی (۱۳) عدم رجوع موتٰی (۱۴) دجال کی تحقیق (۱۵) مجددین اسلام (۱۶) آخری زمانہ کے علامات اور مسیح اور مہدی کا ظہور (۱۷) ثبوت دعوٰی مسیح موعودؑ۔ اوّل۔ قرآن مجید کی رو سے۔ دوم۔ احادیث کی رو سے۔ سوم۔ نشانات آسمانی سے (۱۸) خدمات مسیح موعود علیہ السلام۔

یہ مضامین صرف پہلے حصہ کے ہیں۔ اس سے ناظرین اس پاکٹ بک کے مفید ہونے کا اندازہ لگا سکتے ہیں دونوں حصّوں کی قیمت ۴؍

مؤلف سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے - اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں - کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا - جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے - اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے - اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں - اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں - اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں - ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں - ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا - اگر نہیں تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور ہدایت اور شفا ہے**

ہدیہ فی پارہ مبلغ ایک روپیہ

نوٹ :- آٹھ پارے تیار ہیں - آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (عہ؍) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

کارخانہ الحکم کی رعایتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعایت کی گئی تھی - اور جملہ کتابیں نصف قیمت پر فروخت ہوئیں - اس سے اُن لوگوں کو فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے - اعلان کیا جاتا ہے - کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعایتی قیمت پر ملیں گی - سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵ - اور مجربات نور دین جلد سوم کے

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲ لغایت ۲۶ فی پارہ ایک روپیہ رعایتی قیمت ۸ر	رد چکڑالوی قیمت ۵ر رعایتی قیمت ۱۲ر
حقیقت نماز و مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عہ رعایتی قیمت ۸؍	اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعایتی قیمت ۱۰ر
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء { حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ } رعایتی قیمت ۸ر	ترجمۃ القرآن { پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف } پارہ نمبر ۱۲ { قیمت عہ
تفسیر سورہ بقر رعایتی قیمت عہ ۱۰ر	الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱۰ر
مجربات نور دین قیمت ۱۱ر	حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ۱ر

محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے - بچہ اگر سُست اور پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو - تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے - اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے - اور وہ خوش و بشاش ہوجاتا ہے - جو تندرستی کی یقینی علامت ہے - استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے -

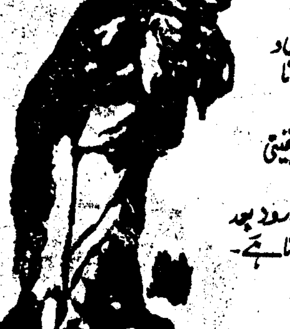

ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا -

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری۔ مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائیت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکائیت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں۔ کہ لکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا۔ تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس صہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عاـر

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سفوف دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کونسی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھالیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ دردسر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ر و ۸ر و ۱۲ر ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے پانچگنی ہیں۔

۱۲ر والی شیشی

ڈون ہل اُو باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے۔ کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک ومختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیا کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیا کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آجتک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہوچکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیا کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۴۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آجتک روح حیا کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے! روح حیا کیا چیز ہے؟ روح حیا میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا؟ کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار وغیرہ اصحاب نے روح حیا کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیا رگ وریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے۔ اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق وچوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح وتندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی پٹ ہوکر بے آب ہوجاویں۔ ہندوستان وانگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۴۳ روپے روح حیا کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیا اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیا تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نادیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں۔ ان کیلئے روح حیا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیا بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعضاء پر پڑتا جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جواں مرد۔ جواں مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیا کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیا دو روپے آٹھ آنے۔ روح حیا کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہوکر معزولہ طاقت بحال ہوجاتی ہے مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت "روغن دافع سستی" شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہر) شیشی خورد دو روپے دو آنے (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کرو

الحکم

قادیان دارالامان

فروری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی

عوام سے
خواص سے
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب
غیر مستطیع احباب سے

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی دوافی ہوچکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہیں۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔ اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ... ۵ تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے سلسلہ اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو توجہ اللہ کو دی ہیں۔

نوٹ

جن پر اثر ... دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

... ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھیئے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر حسب حکم شائع ہوا

الحکم
قادیان دارالامان
۱۴ فروری ۱۹۱۲ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر ۳

پھر کان کے راستہ بھی اکثر میل کچیل جمع ہو جاتی ہے اس لئے انگلی کے ساتھ اس کو صاف کرنا بھی لوازمات وضو سے ہے۔ آنکھ کے کوئے اور پلکوں کے صاف کرنے کا بھی حکم ہے۔ پھر پاؤں کے تلووں کے ذریعہ بخارات نکلتے رہتے ہیں۔ ان کے دھونے سے وہ صاف رہتے اور مسام کھلے رہتے ہیں اور طبیعت بشاش اور دماغ باقاعدہ کام کرتا رہتا ہے۔ بخارات کا صعود دماغ کی طرف نہیں ہوتا۔ خدا کے لئے غور کرو۔ اور سلیم دل لیکر سوچو۔ کہ کیا یہ وضو فی الحقیقت ازالہ گناہ نہیں کرتا۔

یہ تو اس کے ظاہری فوائد ہیں۔ اور ان فوائد کو مدنظر رکھکر اس حدیث کی صحت کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ اور بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر درود شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ وہ کیسے کامل اور پاک انسان تھا۔ جس کے ہر حکم میں ایک کامل حکمت اور رحمت ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ روحانی پہلو سے بھی اس کو دیکھیں۔ کیونکہ اسلام کے تمام احکام ظاہر سے باطن کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

وضو کا روحانی فلسفہ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ بھی ایک خوبی ہے جو دوسرے مذاہب سے اسلام کو ممتاز کرتی ہے۔ وضو میں بظاہر کچھ اعضائے جسمانی دھوئے جاتے ہیں۔ لیکن دراصل ان کی تہ میں ایک عجیب روحانی سر رکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جب انسان اپنے ہاتھ دھوتا ہے۔ تو اس سے دراصل یہ مقصود ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ! جیسے میں ان ہاتھوں کی ظاہری میل کچیل دور کرتا ہوں۔ اسی طرح پر تو اپنی شفقت اور رحمت کے پانی سے ان بخارات کثیفہ کو دھو ڈال جو کسی گناہ کے صدور کا موجب ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ کسی بدی اور برائی کے لئے نہ اٹھیں اور جو گناہ ہاتھ سے ہو چکے ہیں۔ ان کے بد نتائج اور ثمرات سے محفوظ رکھ۔ اسی طرح جب منہ میں پانی ڈالتا ہے اور اسے صاف کرتا ہے۔ تو یہ غرض ہوتی ہے کہ میری زبان کو پاک صاف رکھ۔ وہ تیری حمد اور تقدیس میں کھلی رہے۔ اور کسی کی غیبت اور شکایت اور ناملائم باتوں کے لئے نہ کھلے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ملے۔ ناک میں پانی ڈال کر اسے دھوتا ہے تو اس سوراخ کے ذریعے جو بدبوئیں ہوتی ہیں اور [illegible] کے خیال سے جو [illegible] بد ہوتی ہیں جن سے کتاب ال[illegible]

پس پشت ڈالی جاتی ہے۔ ان سے محفوظ رہنے کی تمنا کرتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر عضو کے متعلق خیال کرو۔ اور وضو کے بعد کی دعا اس حقیقت کو کھول دیتی ہے۔ کہ اصل مقصود اور اصل غرض روحانی پاکیزگی اور طہارت ہے۔ پس جبکہ وضو طہارت جسمانی اور اس کے عمدہ ثمرات کا موجب اور روحانی بھلائی کا محرک ہے تو پھر

کیوں اس کے ذریعہ گناہ دور نہ ہوں

اب اس پر اعتراض کرنا نرے کودن کا کام ہے۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ بیشک وضو سے گناہ دور ہوتے ہیں۔ تمہیں اگر وید یہ سکھاتا ہے کہ پاکیزگی اور طہارت جسمانی روحانی طہارت کی محرک نہیں ہوتی۔ اور اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ تو تمہیں مبارک ہو۔ ہم ایسی تعلیم کو

بہ پشیزے نمے خریم

پاخانے میں جانے کی دعا

پھر مسافر نے وضو پر اعتراض کرنے کے بعد پاخانہ میں جانے کی دعا لکھی ہے۔ گویا اس پر اعتراض کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ وید ایسی پاک تعلیم سے محض عاری اور تہیدست ہے۔ اسلام کی خصوصیت جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تقرب الی اللہ کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بھی ہے کہ وہ تمام امور میں انسان کو روحانیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور کوئی تلقین آپ نے ایسی نہیں کی جس کے ساتھ روحانی تعلیم نہ ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ ایسی مستقل اور مفید ہے۔ کہ جو انسان کی زندگی کے ہر طبقہ کے لئے مفید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے رنگ پر تعلیم دی ہے۔ کہ وحشی سے انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنانے میں وہ مدد دیتی ہے۔ دنیا کی دوسری مذہبی کتابوں کو پڑھ جاؤ۔ اور اخلاق کی کتابوں کو مطالعہ کرو۔ تمہیں بہت سی باتیں ملیں گی۔ جن کے متعلق بانی مذہب یا اخلاق آموز تعلیم نے کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ کمال ہے۔ کہ ہر امر کے متعلق ہدایت ملیگی۔ گمراہ مسافر پاخانے میں جانے کی دعا دیکھکر ہنسی کرتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے ایک وحشی اور برہنہ انسان جو افریقہ کے جنگلوں میں رہتا ہو۔ ایک مہذب اور شریف انسان کو لباس پہنے ہوئے دیکھ کر ہنستا ہے۔ اور وہ اپنی برہنگی ہی کو اعلیٰ درجہ کی بات سمجھتا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے افراد میں عورت اور مرد کی شرمگاہوں تک کی پرستش ہوتی ہو۔ جو حقیقی طہارت کے مفہوم سے کوسوں دور ہوں۔ جن کی روحانیت اور خدا پرستی کا معیار اجرام سماوی اور رب النوع سے پرے نہ ہو۔ اور اگر ہو بھی تو ایک معطل محض ہستی ان کا مقصود ہو۔ وہ اگر اسلام کی تعلیم پر ہنسی نہ اڑائیں۔ تو کون اڑائے۔

بات دور چلی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان کے تمام شعبہ زندگی کے متعلق ایک کامل ہدایت نامہ عطا فرماتے ہیں۔ اسی ضمن میں جہاں آپ نے پیشاب۔ پاخانے کے متعلق ہدایت اور آداب تعلیم کئے۔ اس کے ساتھ ہی اس پاک اور اصلی غرض کو بھی مدنظر رکھا یعنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقات بڑھانے کو۔ اسی مقصد کے لئے یہ دعا آپ نے تعلیم کی۔ نادان مسافر اس پر اعتراض کرتا ہے۔ مگر وہ روحانیت کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ دعا یہ ہے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنے اے اللہ میں تجھ سے پلیدیوں اور ناپاکیوں کی پناہ چاہتا ہوں۔

غور کرو کہ یہ دعا کیسی عجیب دعا ہے۔ پاخانہ ایک طبعی امر ہے۔ اور جیسا کہ اس نمبر میں میں نے بیان کیا ہے۔ طبعی گندگیوں کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک خاص سسٹم رکھ دیا ہے۔ کہیں پسینہ کے ذریعہ کہیں بول و براز کے راستہ وہ مضر صحت گندگیاں نکل رہی ہیں اب اس موقعہ پر جو دعا تعلیم کی۔ تو اس کا یہی مقصد ہے۔ کہ اے اللہ جس طرح پر تو نے میرے اندر یہ ایک طبعی تقاضا پیدا کر دیا ہے کہ میں اس پلیدی کو باہر نکال دوں۔ ایسی ہی زور آور فطرت ان ناپاکیوں کو دور کرنے کے لئے پیدا کر۔ جو اخلاق فاضلہ اور روحانیت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ فطرتی اور کمال طہارت کا ثبوت ہوتا ہے۔ مگر افسوس

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

پیشاب پاخانے کے عام آداب

گمراہ مسافر نے ان آداب کو بیان کیا ہے۔ جو عام طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب و پاخانے کے وقت تعلیم کئے ہیں۔ اور اس کی غرض ان پر استہزا ہے۔ مگر یہ نادان معترض ان آداب کے مقابلہ میں وہ آداب اور قواعد پیش نہیں کرتا۔ جو اس کو وید مقدس نے تعلیم کئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشیوں سے انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور باخدا انسان بنایا ہے۔ اس لئے تمدن کے ابتدائی قواعد اور سوسائٹی کے عام آداب آپ نے تعلیم فرمائے۔ ان آداب میں پیشاب پاخانہ کیوقت منہ کرنے پر مسافر ایک حدیث کا ترجمہ دیکر کہتا ہے۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے؟ شعائر اللہ کی عظمت ضروری امر ہے علاوہ بریں پیشاب اور پاخانہ کے لئے ضروری امر ہے کہ پردہ دار جگہ ہو۔ اور یہ حکم جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا یہ جنگل اور کھلے میدانوں کے لئے ہے۔ اس میں سر یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے آمد و رفت کثرت سے ہوتی ہے۔ پس جو لوگ ادھر منہ یا پشت کئے ہوئے پیشاب پاخانہ کرتے ہوں۔ ان کے ستر ظاہر ہوں گے۔ جو ایک قسم کی بے حیائی ہے۔ اس لئے یہ حکم گھروں یا اوٹ میں ساقط ہو جاتا ہے۔ اس حکم کی تہ میں محض تعلیم حیا ہے۔ وہ لوگ اس حکم کی قدر کیا کر سکتے ہیں۔ جن کے مرد تو مرد عورتیں کھلے بندوں نہروں اور دریاؤں پر مخلوق کے سامنے برہنہ ہو کر نہانے کو عیب نہیں سمجھتی ہیں۔ اور اس میں بے حیائی کے کسی حصہ کو محسوس نہیں کرتی ہیں۔

پھر اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

مختصر نوٹ

ایک خطرناک کتاب

کسی دوسری جگہ مسلم گزٹ سے ایک خطرناک کتاب "خواب دنیال" کے متعلق ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ فی الواقع یہ کتاب مسلمانوں کی مذہبی روایات پر ایک دل آزار حملہ ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کو جو رنج اور دُکھ پہنچا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ مسلم لیگ کا اولین فرض تھا کہ وہ ایسی خطرناک کتاب کا پتہ لگا کر گورنمنٹ کو توجہ دلاتی۔ مسلم گزٹ نے جو قومی خدمت اس کتاب کو زیر نوٹس لانے میں کی ہے۔ وہ ہر آئینہ قابل قدر ہے۔ اور اس وقت ضرورت ہے کہ مسلم پریس اور اسلامی انجمنیں اس کتاب کے متعلق اپنی متفقہ آواز اُٹھائیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ گورنمنٹ کے انصاف پر ہم بھروسہ کر کے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ آواز رائیگاں نہ جائیگی۔ اور بہت جلد اس کتاب کو نہ صرف خارج از نصاب کیا جائیگا۔ بلکہ اس کی کل کاپیاں تلف کر دی جائینگی۔

اسلام پر ایک جرمن کی رائے

سٹوڈنٹ والنٹیر مشنری یونین کی کانفرنس منعقدہ لیورپول میں ۵ جنوری گذشتہ کو ہیر ایکسیفیلڈ رکن برلن مشنری سوسائٹی نے مسئلہ اسلام پر ایک وسیع ایڈریس دیا۔ جس میں اگرچہ مشنری جماعتوں کو اہل اسلام میں تبلیغ دین عیسوی کی سرگرم کوشش کرنے کی معمولی ترغیب دی گئی تھی۔ لیکن دین اسلام کے محاسن اور عیسائیت کے مقابلہ میں اس کے فتحمند ہونیکا بھی کھلے دل سے اعتراف کیا گیا تھا۔ ہیر ایکسنفیلڈ نے دکھایا۔ کہ غیر مسیحی دُنیا کا ایک پانچویں سے زیادہ حصہ مسلمان ہے اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کے سامنے تاریخ عالم کے عظیم الشان معرکوں میں عیسائیت نے شکست کھائی ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو یہ فریب دینا چھوڑ دیں۔ کہ اسلامی فتوحات تلوار کی وحشیانہ طاقت کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

مذہبی حملوں کی مدافعت

فاضل لیکچرار نے یہ بات تسلیم کی۔ کہ انجیل کو مسلمانوں تک پہنچانے کی مسرت آمیز مستعدی کی بجائے مسیحیت پر صدیوں سے یہ خوف چھایا ہوا ہے۔ کہ کہیں اسلام کی یلغار سے وہ خود مغلوب نہ ہو جائے۔ آج کے دن اسلام میں عیسائیوں کے تبدیل مذہب سے جتنا اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جو مسیحی مشنوں کی کوششوں سے عیسائیت میں اہل اسلام کے تبدیل ہونے سے ہوتا ہے۔ گو اسلامی دُنیا متعدد فرقوں میں منقسم ہے۔ لیکن پھر بھی یہ صحیح ہے۔ کہ اسلام ایک نہائت طاقتور اتحادی قوت ہے۔ جو دُنیا نے کبھی دیکھی ہے۔ لیکچرار اس اتحاد کا نہائت وسیع عنصر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لئے مذہب ایک نہائت بے بہا چیز ہے۔ اور وہ کسی حالت میں اسے ترک نہیں کرنا چاہتے۔ یہ قول ہیر ایکسنفیلڈ صاحب کے صداقت اسلام کی ایک زبردست شہادت ہیں۔ جو مخالف کی زبان سے ادا ہوئی ہے۔ لیکن اہل اسلام کو صرف اپنے مذہب میں صداقت و محاسن موجود ہونے کو کافی نہ سمجھ لینا چاہئے۔ بلکہ اپنے آپ کو سچا مسلمان بنانا چاہئے۔ اور بذریعہ تعلیم ان شدید حملوں کی مدافعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جو عیسائیت کی طرف سے مشنری کوششوں کی صورت میں اسلام پر وارد ہو رہے ہیں اور جن کی طاقت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

سیگرٹ نوشی اور حقہ بازی

جہاں تک مجھے یاد ہے۔ سررشتہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ایک سرکلر سیگرٹ نوشی کے خلاف مسٹر ڈبلیو بل صاحب کے عہد ڈائرکٹری میں شائع ہوا تھا۔ اور کم و بیش اس پر عملدرآمد بھی ہوا۔ وہ سرکلر اب بھی منسوخ نہیں ہو گیا۔ مگر بدقسمتی سے سیگرٹ نوشی کا رواج ملک میں تو خیر بڑھ ہی رہا ہے۔ طلباء میں نہائت ہی خطرناک طور پر ترقی کر رہا ہے۔ اس کے اسباب میں سے فیشن کی غلامی بھی ہے۔ طالب علموں میں جب فیشن کی غلامی کے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ ہی سیگرٹ نوشی بھی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ مرض قومی اور مذہبی تعلیم گاہوں میں بھی متعدی امراض کی طرح پھیلتا جاتا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پرواہ کم ہوتی ہے۔ اگر استاد سیگرٹ نوشی کی بُرائیاں طلباء کے ذہن نشین کریں۔ اور اس کے خطرناک اثروں کی تصویر ان کے سامنے رکھیں۔ تو انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ مضر اشیاء سے بچنا چاہتی ہے۔ طلباء میں جو اخلاقی بُرائیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور جلق اور لواطت جیسے خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ بوجہ حیا طلباء کو ان کے مضار سے آگاہ کرنے کی کوئی جرائت نہیں کرتا اس کے ساتھ ہی سیگرٹ نوشی طلباء کے لئے بہت مضر ہے۔ میری رائے میں اب وقت آگیا ہے کہ درسی کتابوں میں ان بیماریوں کے متعلق مضامین کورسوں میں داخل کئے جاویں۔ اور تحریری مضامین پر سکولوں میں وقتاً فوقتاً لیکچر ہوں۔ یہ مرض بری طرح پھیل رہا ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ کوئی جگہ (شائد خالصہ سکول محفوظ ہو) اس بلا سے بچی ہوئی نہیں۔ نسبتی طور پر فرق ہو تو یہ جُدا امر ہے۔ جہاں یہ بلا کم ہے۔ اگرچہ خوشی کا موجب ہے مگر تاہم اس سے اندیشہ ہے کہ بڑھ نہ جاوے۔ ذہنی تعلیم اور دماغی چالاکیاں کچھ بھی وقعت اور حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ اگر اس کے ساتھ اخلاقی خوبیاں اور فضائل نہ ہوں۔ اور نہ تعلیم کا صرف اتنا ہی منشاء ہے۔ کہ لوگ پڑھ لکھ جاویں۔ خواہ اخلاقی پہلو سے وہ کتنے ہی گرے ہوئے کیوں نہ ہوں اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے۔ تو سخت غلطی کرتا اور تعلیمی مقاصد کی ہتک کرتا ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ علی العموم مدرسین کے زیر نظر کورسوں کا ختم کرانا اور تعلیمی مقابلوں میں طلباء کا کامیاب کرا دینا ہی اصل مقصود رہ گیا ہے۔ ابتدائی تعلیم میں اگر اخلاقی تربیت کو خصوصیت سے مد نظر رکھا جاوے۔ تو اس کی تعلیمی قابلیت اور قوٰی کے نشو و نما کے ساتھ ساتھ اس کی اخلاقی حسیں تیز ہونے لگیں۔ اخبارات میں بھی ملکی مضامین تو کثرت سے نکلتے ہیں۔ مگر اخلاقی مضامین ہوتے ہی نہیں۔ اور اگر کوئی لکھتا بھی ہے۔ تو مذاق ایسا بگاڑ دیا گیا ہے۔ کہ لوگ پسند نہیں کرتے۔ مدرسوں میں ٹمپرنس گائیڈ جیسے رسالے علی العموم آنے چاہئیں۔ اور اخبارات کو بھی اپنے کالم اخلاقی مضامین کے لئے وقف کرنے چاہئیں جن سکولوں کے ساتھ بورڈنگ ہوس ہیں۔ وہاں کے سپرنٹنڈنٹوں کو خصوصیت سے ان امور کی نگرانی کرنی چاہئے۔ کہ ان کے احاطہ بورڈنگ میں کوئی شخص خواہ وہ چپڑاسی یا مزدور تک بھی کیوں نہ ہو حقہ نوشی اور سیگرٹ نوشی نہ کرے۔ اور طلباء کو کم از کم آدھ گھنٹہ روزانہ اخلاقی درس دینا چاہئے۔ میں اس خصوص میں اپنے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس کے ٹیوٹر مکرمی محمد اکبر شاہ خان صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض میں اس امر کو داخل سمجھتے ہیں۔ کہ لڑکوں کو قرآن مجید کا بھی روزانہ درس دیتے ہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ احیاء العلوم یا کیمیا سعادت وغیرہ اخلاقی کتب میں سے بھی ہر روز درس دیتے رہتے ہیں۔ اگر دوسرے لوگ بھی ان کی اس خصوص میں تقلید کریں۔ تو بہت ہی بہتر ہو۔ اس لئے کہ ہمارا مدرسہ جس خصوص میں ممتاز ہونا چاہئے۔ وہ اس کی اخلاقی اور مذہبی عملی حالت ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت یا ورزشی کمالات کا اعلیٰ معیار بعد میں ہے۔ میں اس نقص کو چھپا نہیں سکتا۔ کہ سیگرٹ نوشی کی بلا یہاں کے بعض طلباء کو بھی لگی ہوئی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسے باہر سے لیکر آئے ہیں۔ مگر یہاں آکر اس کا باقی رہنا تعریف کے قابل نہیں ہو سکتا۔ امید ہونی چاہئے۔ کہ اس بلا کو بائیکاٹ کیا جائے گا۔

کیا کریں؟

از واحدی

کچھ شک نہیں کہ پُرجوش تقریریں اور تحریریں افراد قوم میں حس پیدا کرنے اور روح پھونکنے کے لئے بڑی لازمی چیزیں ہیں۔ لیکن جب ان کا حقیقی اور مفید اثر نہ دیکھا جائے۔ دل مطمئن نہیں ہو سکتا۔ آج کل مسلم پریس کی چیخ پکار اور سچے ہادیوں کی متفقہ آواز نے جنوب سے شمال اور مشرق سے مغرب تمام ہندوستان کے کلمہ گوؤں میں ایک حرکت سنسناہٹ اور جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ مگر کوئی معقول نتیجہ جو مترتب ہوا ہو۔ یہ ہمیں نظر نہیں آیا۔ دل ہی دل میں کُڑھنے سے کیا حاصل ہے۔ رو رو کر آنکھیں سُجانے سے کیا فائدہ؟ غور کرنا چاہئے کہ ہماری یہ حالت کس سبب سے ہو گئی۔ ہم پر چاروں طرف سے یہ ذلت اور مسکنت کا پہاڑ کیوں ٹوٹ پڑا ہے۔ دُنیا کے کسی کونے میں مسلمانوں کو چین نہیں۔ زوال کو کمال ہو گیا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ سب ہمارے ہی کئے ہوئے کرتوت ہیں۔ ہم نے خدا کی اطاعت ترک کر دی۔ خدا ہمیں سزا دے رہا ہے۔ اب بھی اگر ہم اسی کی طرف رجوع کریں۔ اس کے احکام کی تعمیل پر تیار ہو جائیں۔ تو وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ کسی کی کیا طاقت ہے کہ ہمارے آگے سر اُٹھا سکے۔ ہم بیلونوں اور ہوائی جہازوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ ہماری ہمت کے آگے تو یہ کچھ ہستی نہیں۔ المختصر ہمیں آپ ہی آپ کُڑھنے اور کونوں پر لوٹنے کے بدلے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ توبہ کرنی چاہئے اس کے سامنے گڑگڑانا چاہئے کہ بار الٰہا ہم نے اپنے اعمال سے اپنے تئیں تباہ و برباد کر لیا

ایک فعل جابر بن عبداللہ سے پیش کیا ہے۔ جس میں دکھایا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سروں کو منع کیا۔ خود قبلہ کی طرف منہ کرکے پیشاب کر رہے تھے۔ اگر گمراہ مسافر کی غرض احقاق حق ہوتا۔ تو وہ اس حدیث کے متعلق محدثین کی تنقید سے فائدہ اٹھاتا مگر اس کو اس سے کیا کام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا۔ جس کی آپ تعمیل کرکے نہ دکھا دی ہو۔ محدثین نے جابر بن عبداللہ کی حدیث کو اصول محدثین پر پرکھا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ یہ حدیث ابن لھیعہ نام راوی سے روایت ہوئی ہے۔ اور یہ راوی ضعیف تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں شارحین حدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے ہو۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ تاریخی سند اس بارہ میں کیا ہے۔ کہ ممانعت کی حدیث اس کے بعد کی نہ ہو۔

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا گمراہ مسافر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث لکھی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم سے روایت کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے۔ تو تم اس کی تصدیق نہ کرو۔ اس کی تائید مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ حذیفہ نے روایت کی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کی اروڑی پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ اور اس طرح پر بقول مسافر آپ کے قول اور فعل میں تناقض ہے۔

اما الجواب۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل مزکی ہیں۔ اور آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ والرجز فاھجر۔ اس لئے آپ نے جو تعلیم بھی دی ہے۔ اس میں طہارت اور نظافت کے اصول کو مد نظر رکھا ہے۔ مسافر اس پاکیزگی کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ جس کے ہاں اس کے متعلق کوئی ہدایت ہی نہ ہو۔ اور جو پیشاب کرنے کے بعد صفائی اور طہارت کو جانتا بھی نہ ہو۔ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے چھینٹیں اڑ کر کپڑوں کو ناپاک کرتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اصل تعلیم فرمایا۔ جو اس نجاست سے محفوظ رکھے۔ علاوہ بریں کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر پیشاب کرنے میں بلحاظ حیا بھی فرق ہے۔ بہرحال آپ نے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور جو آپ کا ایک فعل ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ایک روڑی پر آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ اس فعل نے مسافر پر بھی اثر کیا۔ جو زادتھم رجسا علی رجسھم کی مصداق قوم پیدا ہوا کرتا ہے۔ کیا مسافر نہیں جانتا کہ ہر قانون اور ہدایت میں بعض اوقات استثنا ہوتا ہے۔

اسلامی نماز میں وضو ایک ضروری چیز ہے۔ مگر بعض حالتوں میں وضو ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جگہ تیمم سے کام لیا جاتا ہے۔ اور نماز کے ارکان سجدہ اور رکوع وغیرہ بھی اشارات محض سے ادا کر لئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام کے متعلق کچھ رخصتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو عذرات شدیدہ کے ماتحت ہوتی ہیں۔ پس نادان مسافر کو کیوں یہ سمجھ نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل کسی عذر کے نیچے تھا۔

شارحین حدیث نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اول۔ وہ جگہ ایسی تھی۔ کہ بیٹھنے کو موقع نہ تھا۔ دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد صلب کی شکایت تھی اور عربوں میں یہ دستور تھا۔ کہ اگر کسی کو درد صلب ہو۔ تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا اس کا علاج تھا۔ پس اس صورت میں یہ اعتراض محض شرارت کی راہ سے کیا گیا ہے۔ اگر نیت نیک ہوتی تو مسافر تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھتا۔

استنجے کے تین ڈھیلے پھر مسافر نے اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ کہ تین ڈھیلوں سے استنجا کرے۔ اور گوبر یا ہڈیوں سے استنجا نہ کرے۔ گوبر یا ہڈی سے منع کرنے میں جو حکمت ہے۔ وہ ظاہر امر ہے۔ گوبر سے ازالہ نجاست نہیں ہو سکتا۔ اور ہڈی اور کوئلہ سے خراش پیدا ہوکر کسی زخم کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مٹی میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ جو نجاست کو دور کر دیتی ہے۔ اور تین ڈھیلے تو محض اس لئے کہ تا ازالہ نجاست بخوبی ہو جاوے۔

ہاتھ کی رات پھر مسافر نے اس حدیث کو لکھا ہے کہ جب کوئی تم میں سے سوکر اٹھے۔ تو جب تک وہ اپنے ہاتھ کو دھو نہ لے کسی برتن میں نہ ڈالے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ نیک تعلیم اس کو کیوں بری معلوم ہوئی۔ مسافر کو تو اپنے پچھلے جنم کے حالات بھی معلوم نہیں۔ باوجودیکہ روح کی صفات میں سے علم بھی ہے۔ پھر کیا رات کو اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سونے کی حالت میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں وہی ایک اصل طہارت اور پاکیزگی کا برابر کام کر رہا ہے۔ کوئی بتائے کہ اس میں برا کیا ہوا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ سونے سے اٹھ کر ہاتھ کو دو تین مرتبہ دھو لینے کے بعد برتن میں ڈالو۔ نظافت پسند تو اس حکم پر قربان ہو جائیں گے۔ البتہ جن کی فطرت میں خباثت ہو۔ انہیں یہ ضرور برا معلوم ہوگا۔

(باقی انشاء اللہ العزیز آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نمبر ۳۸۶ مورخہ ۱۹۱۲ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ذیل کا اعلان درج اخبار فرما کر مشکور فرماویں۔

اعلان

اس سے پہلے بھی احباب کو اطلاع دی گئی تھی۔ کہ جلسہ سالانہ یا مباحثہ کے لئے پہلے یہاں سے دریافت کرکے انتظام ہونا چاہیے۔ مگر اب تک عموماً یہی طریق برتا جاتا ہے۔ کہ بجائے خود ایک فیصلہ کرکے سب کچھ کرا لیتے ہیں۔ حتی کہ مباحثات میں شرائط بھی خود طے کر لیتے ہیں۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست بھیج دیتے ہیں کہ فلاں تاریخ اس قدر واعظ یا لیکچرار یا مباحثہ کرنے والے پہنچ جانے چاہئیں سب احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں احباب کسی جلسہ کی ضرورت سمجھیں۔ تو پہلے بوساطت دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح سے لے لیں۔ دفتر سکرٹری کی معرفت ایسی درخواستیں آنے سے یہ فائدہ رہیگا۔ کہ اوقات مقررہ تک ضروری انتظام ہو سکیں گے۔

محمد علی
سکرٹری

مژدہ ہدیہ پیغمبری
یعنی
تفسیر مظہری

مصنفہ حافظ قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی

یہ امر تو مسلم ہے۔ کہ بہترین تفسیر معانی اسرار قرآنی نبی صلعم ہیں۔ جبکہ اس تفسیر میں ہر آیت کی تفسیر آیات واحادیث و آثار سے ہی کی گئی ہے۔ تو یہی تفسیر بہترین تفسیر ہے۔ قاضی صاحب کو بوجہ آن کے کمال تبحر کے ان کے پیر صاحب علیہ الرحمۃ بلقب علم الہدی اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی بلقب بیہقی ثانی فرمایا کرتے تھے۔ ۱۸۹۵ء میں مولوی رکن الدین صاحب حصاری ابتدائی چار سورتیں چھپوائیں۔ اس لئے اب پانچ سورت مائدہ سے چھپوائی جا رہی ہے۔ اور سورت والناس تک مسلسل چھپوا کر انشاء اللہ ابتدائی چار سورتیں بھی چھپوائی جائیں گی۔ یہ تفسیر بے نظیر اب تک اس لئے طبع نہ ہوئی کہ اس کے صرف پانچ ہی نسخہ جات قلمی ہند و بیرون ہند میں ہیں مختصر مضامین تفسیر یہ ہیں شان نزول آیات۔ تفسیر آیات باحادیث مع تنقید بعلت و تطبیق آیات با آیات۔ مذاہب قرار سبعہ۔ بیان مقطعات و محکمات۔ بیان ناسخ و منسوخ تفقہ صحابہ کرام۔ سیر ابا و غزوات و قصص احسنہ۔ نکات تصوف۔ تردید مذاہب معتزلہ وغیرہ۔ معجزات انبیاء کرام۔ مذاہب آئمہ حنفی شافعی حنبلی۔ مالکی فقہی مسائل عبادات و معاملات۔ وظائف با دعا آیات و احادیث۔ بیان کہانت و نجوم و فلسفہ وغیرہ فضائل علوم ظاہری و باطنی مع ترجیح علوم باطنی و ذکر خفی بہ سبب منافقت و بدعت۔ ثبوت خلافت باآیات و احادیث [illegible] اشارات قرآنی و خفیات [illegible] تضعیف روایات رطب یابس۔ فہرست مضامین جلد [illegible] قیمت سورہ مائدہ [illegible] (عه) [illegible]

ملنے کا پتہ۔ سید [illegible]

مسلمانوں کی وفاداری پر حملہ

اور

ایک خطرناک کتاب کی اشاعت ملکی اور فوجی حلقوں میں

حال ہی میں ایک کتاب بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سے شائع ہوئی ہے۔ جو اردو زبان میں ہے۔ اور جس کا نام "خواب خیال" ہے۔ یہ کتاب ملکی اور فوجی افسروں کے امتحان میں داخل کی گئی ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ایک ہندو سپاہی سیتارام کی سرگذشت ہے۔ جس نے سپاہی کے درجہ سے صوبیدار کے عہدہ تک ترقی کی۔ دوسرے حصہ میں "رسوم ہند" کا انتخاب ہے۔ تیسرے حصہ میں اکبر۔ نورجہاں بیگم اور شاہجہان کا ذکر ہے اور دو ایک مضامین اور ہیں۔ ہم کو اس موقعہ پر صرف پہلے حصہ پر نظر ڈالنی مقصود ہے۔ جس میں سیتارام کی سرگذشت ہے۔ اصل کتاب ہندی زبان میں لکھی گئی تھی۔ جو اب کہیں نہیں ملتی۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ لفٹننٹ کرنل نارگیٹ نے ۱۸۶۱ء اور ۱۸۶۳ء کے درمیان ایک انگریزی اخبار میں چھپوایا تھا یہ ترجمہ ۱۸۷۳ء میں وکٹوریا پریس لاہور سے کتاب کی شکل میں دوبارہ شائع کیا گیا تھا۔ اب انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہو کر یہ سرگذشت "خواب وخیال" کے پہلے حصہ میں داخل کی گئی۔ اس سے دو باتیں مدنظر ہیں۔ کہ سرکاری فوج کے سپاہیوں کے لئے دلچسپی کا سامان فراہم کیا جاوے۔ دوسرے یہ کہ اس کو پڑھ کر انگریزی افسر عام بول چال اور بامحاورہ اردو سیکھیں۔ اس کے مترجم دو شخص ہیں۔ جن میں سے ایک لفٹننٹ کرنل ڈی سی فلاٹ ہیں۔ جو پہلے پنجابی رسالہ نمبر ۳ میں میجر تھے اور اب کلکتہ ایگزامنرس بورڈ کے سکرٹری ہیں۔ دوسرے مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ کلکتہ میں ملازم ہیں۔ سیتارام نے اپنی سرگذشت میں نصف صدی گذشتہ کے واقعات درج کئے ہیں۔ جن میں غدر ۱۸۵۷ء کا واقعہ شامل ہے۔

ہم نے اس سرگذشت کو اول سے آخر تک بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس کے بعض مقامات کے پڑھنے کے وقت غم اور غصہ سے جو کیفیت ہمارے دل کی ہوئی۔ اس کو ہم کسی طرح الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتے۔ یہ وہ مقامات ہیں۔ جہاں مسلمانوں کی وفاداری پر کھلے لفظوں میں حملہ کیا گیا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیوں یہ خطرناک سرگذشت فوجی اور ملکی یورپین افسروں کے امتحان میں رکھی گئی اور اگر رکھی گئی؟ تو وہ مقامات کیوں نہیں خارج کئے گئے؟ اگر یہ کتاب کسی ذمہ وار سرکاری محکمہ سے شائع نہ کی جاتی۔ تو چنداں قلق نہیں تھا۔ مگر جبکہ وہ بورڈ آف ایگزیمنرس کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ جو ایک سرکاری صیغہ ہے۔ تو ہمارے رنج اور افسوس کی کوئی حد نہیں رہتی۔ سب سے زیادہ افسوس ہم کو اس امر سے ہوتا ہے۔ کہ یہ سرگذشت نیم سرکاری ذریعہ سے ہندوستان کی تمام سرکاری فوجوں میں شائع کی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ "۱۶۔ اگست ۱۹۱۰ء سے یہ سرگذشت "فوجی اخبار" میں اس وقت تک سلسلہ وار چھپ رہی ہے"۔

ہم کو یقین ہے۔ کہ کوئی مسلمان اس کتاب کے ان مقامات کو جن کی نسبت ہم نے اشارہ کیا ہے۔ بغیر سخت غصہ اور رنج کے مطالعہ نہیں کر سکتا۔ ہم اس موقع پر ان میں سے بعض مقامات کو درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمانان ہندوستان کو معلوم ہو۔ کہ ان کی وفاداری پر کیسا بزدلانہ اور ناپاک حملہ کیا گیا ہے اور اس کی اشاعت سرکار کے ملکی اور فوجی حلقوں میں کیونکر روا رکھی گئی ہے۔

صفحہ ۱۱۴ پر لکھا ہے کہ "یہ ہندوستانی مسلمان تو ہمیشہ اس خیال سے اپنا جی خوش کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان کو فرنگیوں سے دوبارہ فتح کر لیں گے۔ ان کو اس دن کا انتظار ہے۔ اور یہ آس باندھے ہوئے ہیں۔ کہ نزدیک ہی ہے۔ جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ان کی آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ ورنہ وہ ایسی خام خیالی نہ کرتے۔ اپنی بہادری کی جو وہ دکھا چکے ہیں اور پھر ایک نہ دن دکھائیں گے۔ ڈینگ مارنے میں ان کو مزا آتا ہے"۔

اس سے بھی زیادہ خطرناک مقام اس کتاب کا پیراگراف نمبر ۳۱۶ ہے۔ جو صفحہ ۲۳۸ سے شروع ہوتا ہے۔ اس پیراگراف میں گورنمنٹ کو کھلے لفظوں میں بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمان ہرگز لائق اطمینان اور قابل اطمینان نہیں ہیں۔ برخلاف اس کے ہندوؤں کی وفاداری پر زور دیا گیا ہے۔ اس پیراگراف کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"سرکار کو چاہئے کہ اپنے ہندو نوکروں کی پوری طرح خبر گیری کرتی رہے۔ اور ایسی باتوں کو جن سے اُن کے دلوں میں شکایت پیدا ہو۔ رفع کرے۔ تب ہندو کبھی اُن کے خلاف کھڑے نہ ہوں گے۔ ہندو کبھی غدر میں پہل نہ کریں گے لیکن اگر غدر شروع ہو جائیگا۔ تو وہ شریک ہو جائیں گے سرکار اپنے اس بوڑھے تجربہ کار خادم کی بات کو یاد رکھے مسلمانوں پر ہرگز اعتماد نہ کرے۔ پس ہر ایک فساد کے بانی وہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ سرکار سے دل میں کینہ رکھتے ہیں۔ مسلمان وہی سانپ ہے۔ جس کو ایک آدمی نے اپنے بچھونے میں رکھا تھا۔ کہ ذرا اس کا بدن گرم ہو جائے۔ لیکن اس کے عوض میں اس نے اسی کو کاٹا۔ کاٹنا سانپ کی طبیعت ہے۔ پس وہ سانپ بے کاٹے کیونکر رہ سکتا تھا۔ جب مسلمانوں کا مذہب سکھاتا ہے۔ کہ جس کو وہ کافر سمجھیں۔ اس کو مار ڈالیں۔ اور ہر قتل پر سات سات یا ہر سات بہشت میں ان کو جگہ ملے گی۔ ان کی طرف سے خواہ کتنا ہی دوستی کا دکھلاوا ہو۔ اور وہ خواہ کتنی ہی وفاداری اور خیر خواہی کا اظہار کریں۔ ہرگز ہرگز صاحب لوگ ان کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ ہرگز اعتبار نہ کریں۔ ہر چند ان پر بھروسہ کیا جائے۔ اور ان کے ساتھ مہربانی کی جائے۔ لیکن ہرگز یہ خیال میں نہ لائیں کہ یہ کبھی ہمارے اصلی دوست یا خیر خواہ بن سکیں گے۔ وہ اپنی پرانی سلطنتوں کی شان و شوکت کو یاد کر کے اکڑے پھرتے ہیں۔ اور ان کو امید ہے کہ وہ زمانہ پھر آئیگا یہ امید عبث ہے۔ کہ جگ بھی واپس آ سکتا ہے؟"

اس کے بعد پیراگراف نمبر ۳۱۷ ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ "ان کے ملاں ان کی نفرت کی آگ پر پنکھا جھلتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی آ کر اسلام کی سلطنت پھر قائم کریں گے۔ لیکن وہ ابھی تک آ ہی رہے ہیں۔ ہمارے پنڈت کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ہندوستان آنے سے پہلے یہاں سچ ہی بولتے تھے۔ ساری برائیاں ان ہی کی لائی ہوئی ہیں۔ ان کے منحوس قدم کے پیشتر گناہ عنقا تھا۔ توبہ بالتوبہ!! انہیں نے تو سب کو آلودہ کر دیا"

سوال یہ ہے۔ کہ ان پیراگرافوں کے پڑھنے کے بعد ملکی اور فوجی یورپین افسر مسلمانوں کی نسبت کیا خیال کرتے ہوں گے؟ کیا وہ سمجھتے نہ ہوں گے۔ کہ مسلمانوں کی وفاداری اور خیر خواہی ناقابل اعتماد ہے۔ اور ان کی طرف سے کبھی اطمینان نہیں ہو سکتا؟ راقم سرگذشت نے مسلمانوں کی وفاداری پر اعتماد نہ کرنے کی دو وجہیں بتائی ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے مذہب میں کافروں کا مارنا ثواب کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنی قدیم شان و شوکت کی یاد میں بدمست ہیں۔ اور ان کو دوبارہ اسلامی سلطنت قائم ہو جانے کی توقع ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہیں لا سکتے کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی وفاداری اور خیر خواہی کی نسبت ایسا ہی اعتقاد رکھتی ہے۔ جیسا کہ سیتارام کا تھا مگر پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ کتاب جس میں یہ خیالات درج ہیں۔ ایک سرکاری صیغہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے اور ملکی اور فوجی یورپین افسروں کے امتحان میں داخل کی گئی ہے؟ نیز کیا وجہ ہے۔ کہ نیم سرکاری ذریعہ سے یہ خطرناک سرگذشت تمام سرکاری فوجوں میں شائع کی گئی ہے؟ ایسا کرنے سے یقیناً ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کو اپنے لئے رحمت اور برکت کا باعث جانتے ہیں۔ اور جو میدان جنگ میں یورپین سولجروں کے دوش بدوش رہ کر اپنا خون بہا چکے ہیں۔ اور جو آئندہ بھی ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سیتارام کی نسبت جو اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اور اس کے دیگر ہم خیال لوگوں کی نسبت ہم ایک حرف بھی کہنا نہیں چاہتے۔ ہمارا روئے سخن صرف گورنمنٹ سے ہے۔ اور اسی سے ہم یہ شکایت کرتے ہیں۔ کہ اس کو ایک ایسی خطرناک کتاب جس میں مسلمانوں کی مسلّم اور تاریخی وفاداری پر بزدلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ سول اور ملٹری افسروں کے مطالعہ کے لئے انتخاب نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ اس بات کی اجازت دینی چاہئے۔ کہ وہ سرکاری فوجوں میں شائع کی جائے۔ جن میں ہزاروں مسلمان سر سے کفن باندھے اس وقت کے لئے تیار ہیں۔ جبکہ سرکار کی حمایت میں ان کو اپنا خون بہانا پڑیگا۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اگر ملکی اور فوجی یورپین افسروں کے خیالات مسلمانوں کی وفاداری کی نسبت بدل

توفیق دے کہ ہم دوبارہ تیرے نام کے متوالے بن جائیں نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ اور قرآن وحدیث کے ہر حکم کے لئے پوری تندہی اور مستعدی سے تیار رہیں +

ہوا کا رُخ

ہمعصر المنیر جھنگ رقمطراز ہے:۔

غریب بھائیو! خبردار ہو جاؤ۔ امیروں کی امیدیں بھی چھوڑ دو۔ کچھ کرنا ہے تو خود کرو۔ سرور کائنات فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں خود بھی غریب ہوں اور غریبوں ہی کا مجھے فخر ہے۔ غریبوں ہی سے دین شروع ہوا۔ اور آخرالامر غریبوں ہی میں رہیگا۔ امیروں کا آسرا چھوڑ دو۔ خدا پر بھروسہ کرو۔ امیر تمہیں کہیں کا نہ رہنے دیں گے۔ اگر کچھ کرنا ہے تو خود کرو۔ سب سے پہلے کوشش کرو کہ تم پر قرون اولیٰ کی برکات کا جلوہ پڑے۔ تاکہ تمہارے دین و دنیا کے کام آسان ہوں۔ روٹی کی فکر خود کرو۔ پڑھنے پڑھانے کا ذمہ خود اُٹھاؤ۔ مسجدوں کو خود سنبھالو۔ کیوں ایسے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہتے ہو۔ تم غریب اور تھوڑے پڑھے ہوئے نہیں ہو۔ بلکہ قرون اولیٰ کے مقابلہ پر تم بڑے مالدار اور بہت کچھ پڑھے ہوئے ہو۔ زیادہ رزق اور زیادہ علم سے کچھ نہیں بنیگا۔ جب تک اندرونی حالت سنوارنے اور اخلاقی قوت پیدا کرنے کی کوشش نہ کروگے۔ بتاؤ۔ قرون اولیٰ کے بزرگوں کے پاس وہ ایسی کونسی چیز تھی۔ جو تمہارے پاس نہیں تمہیں ناحق غریب اور بے عقل بن رہے ہو۔ غریبی دل کی ہوتی ہے۔ دلوں کو تونگر کرو۔ وہ امیر جو تمہارے دوش بدوش کھڑے ہوکر نماز پڑھنے یا السلام علیکم کا سیدھے منہ جواب دینے کے بھی روادار نہیں۔ وہ تمہیں کبھی ساحل مراد پر نہیں پہنچائیں گے۔ انہیں ان کے حال پر رہنے دو۔ اور سمجھو کہ جو کچھ کرنا ہے خود کرو +

غریب اور تھوڑے پڑھے ہوئے بھائیو! تم اپنے ان مالدار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں سے امداد کی امید کئے بیٹھے ہو جنہیں خبر ہی نہیں رہی کہ اسلام بھی کوئی چیز ہے۔ ہزار ہا لاکھوں روپے خرچ کرکے یورپ جاتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ یا مدینہ شریف مذہبی حیثیت سے چھوڑ کر اس واسطے بھی نہیں جاتے۔ کہ دو برینہ مقامات ہی دیکھ آئیں۔ لاکھوں کروڑوں روپے دبائے بیٹھے ہیں مگر زکوٰۃ کے معنے کا بھی پتہ نہیں رہگیا۔ السلام علیکم کا جواب سوائے دیکر بھی احسان جتلاتے ہیں۔ نماز کی خبر ہی نہیں اور اسے ملاؤں کا پیشہ کہہ چھوڑتے ہیں۔ ہمنے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی خان بہادر یا خانصاحب پانچ وقت حاضر ہوتا ہو۔ لاہور اس وقت پنجاب بھر کے مسلمانوں کا ملجا و ماوا کہلا رہا ہے۔ مگر وہاں جاکر ایک دن پانچ وقت پڑتال تو کر دیکھئے۔ جو دہ سو کے قریب مسجد ہیں کتنے خان بہادر یا خانصاحب یا رہبر قوم و محب قوم حاضر ہوتے ہیں۔ غریب بھائیو! جن لوگوں نے اس مالک کے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جس نے انہیں پیدا کرکے اس عروج پر پہنچایا۔ تو تم ان سے کیا امیدیں رکھ سکتے ہو۔ وہ جو کام کریں گے۔ وہی جن سے ان کی دُنیوی عزت بڑھے۔ ہم زور اور دعوٰی سے کہتے ہیں۔ کہ جو مسلمان احکام خداوندی اور ارشادات رسول کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچیگا۔ انسائیکلوپیڈیا تو ساری زبانی یاد ہے۔ مگر قرآن مجید کا ایک لفظ بھی پڑھنا پڑ جائے۔ تو ایسا پڑھتے ہیں جیسے ہندو۔ زبر زیر تک کا پتہ نہیں لگتا۔ غریب اور دیندار بھائیو! جو مسلمان شریعت کے پابند نہیں۔ اُن کی لیڈری کا جوا فوراً اپنی گردنوں سے اُتار دو۔ بلکہ اُن کی بات بھی نہ سنو۔ اس اتفاق سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جس میں شریعت کا خیال نہ رکھا گیا۔ یہ کیا مسلمانی ہے کہ صدر جلسہ ہمدردیٔ اسلام کے بڑے بڑے دعوے کر رہا ہے۔ مگر جب نماز کا گھنٹہ آتا ہے تو آنکھ بچا کر چپ رہ بیٹھتا ہے۔ یا چاء اُڑانی شروع ہوجاتی ہے۔ جب غربا اور ملا لانے نماز پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ تو پھر حضور والا کرسی صدارت پر آ ڈٹتے ہیں۔

معزز ناظرین لمبا ہو چلا ہے۔ اس واسطے ہم باقی کو آئندہ پر اُٹھا رکھتے ہیں۔ اور اس ساری تحریر کا ماحصل ان چند لفظوں میں بیان کئے دیتے ہیں۔ کہ مسلمان جب سنبھلیں گے۔ اور جو مسلمان تابعدار شریعت نہ ہو۔ اس کے پاس دُنیوی علوم کی خواہ کتنی ہی اعلیٰ اعلیٰ سندیں کیوں نہ ہوں۔ اسے ہرگز ہرگز اپنا لیڈر نہ سمجھو۔ والسلام

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

برٹش گورنمنٹ کے برکات میں سے جس برکت کو ہم سب سے اول بیان کرتے ہیں۔ وہ مذہبی آزادی ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے اور پھر اس مذہب کے موافق وہ عبادات بجالائے۔ یہ ایک ایسی گرامی قدر نعمت ہے کہ ہم اس کا شکریہ ادا نہیں کرسکتے۔ مگر باوجودیکہ برٹش حکام کے ماتحت سالہا سال سے یہ آزادی ہر شخص کو ملی ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی کبھی کبھی کسی نہ کسی جگہ سے ایسی خبریں آجاتی ہیں۔ جہاں ہمارے اہل وطن مسلمانوں کو اذان کے دینے سے روکتے ہیں۔ یہ خرابی زیادہ تر ان دیہات میں پیدا ہوتی ہے جو سکھوں کے گاؤں ہیں۔ اگر چیف خالصہ دیوان اپنی طرف سے ایک سرکلر لیٹر شائع کردے کہ اذان کو روکنا کوئی نیکی کا کام نہیں اور نہ گورو صاحبان میں سے کسی نے کبھی اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو امید ہے کہ سکھ بھائیوں کے توسل سے یہ مسئلہ حل ہوجاوے۔ اور آئے دن جو کسی نہ کسی جگہ اذان کے روکنے کی وجہ سے فسادات ہوجاتے ہیں۔ سب رُک جائیں اور امن قائم ہوجاوے۔ جہاں تک گورو صاحبان کی زندگی خصوصاً حضرت باوا نانک صاحب کی زندگی سے پتہ ملتا ہے۔ وہ خدا کے نام کی عزت کرتے اور اُن پاک لوگوں کی صحبت میں جاتے جو مسلمانوں میں واجب الاحترام سمجھے جاتے تھے۔ اور وہاں انہیں اذان سُننے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور انہوں نے کبھی بُرا نہیں منایا۔ پھر معلوم نہیں۔ یہ بدعت ہمارے سکھ بھائیوں میں کہاں سے پیدا ہوگئی۔ اس وقت ہمارے پاس ماڑی بنوان ضلع گورداسپور اور ڈلہ ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کی شکایتیں آئی ہیں کہ انہیں وہاں اذان دینے سے روکا جاتا ہے۔ اور ماڑی بنوان میں مسجد بنانے اور ڈلہ ضلع گورداسپور میں کنواں لگانے پر فساد بھی ہوا ہے۔ میں اس امر پر بحث کرنا غیر ضروری اور اپنے منصب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ کہ مقدمات کی نوعیت پر رائے زنی کروں۔

اصولی طور پر یہ طریق قابل اصلاح ہے۔ ہمارے سکھ بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اب گورنمنٹ انگریزی کا راج ہے اور اس نے لوگوں کو مذہبی آزادی عطا کر رکھی ہے۔ انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان ہمسائیوں کو اپنی عبادات کے بجالانے سے روکیں یا مسجد بنانے سے منع کریں۔ چونکہ یہ دونوں گاؤں ضلع گورداسپور میں واقع ہیں۔ اور جناب میجر اے سی ایلیٹ صاحب بہادر کی معاملہ فہمی اور انصاف پروری مشہور ہے۔ اس واسطے میں نہایت ادب سے ایک مسلمان کی حیثیت سے جناب ممدوح کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ حضور ایسے معاملات میں ہماری فریاد کو سُنیں۔ بدقسمتی سے بعض اوقات مسلمان حکام کو جھوٹی طرفداری کا ایک مرض لگ جاتا ہے۔ اور انہیں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ کہیں اگر سکھوں کے خلاف کسی مذہبی معاملہ میں نوٹس لیں۔ تو متعصب نہ کہلائیں۔ اس لئے اور بھی دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ بہرحال ضلع گورداسپور سے یہ پُرانی بلا ہمارے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر کے عہد میں دور ہونی چاہئے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ کہ ہم اپنے ناظرین کو یہ مژدہ سُنا سکیں گے۔ کہ اس بلا سے ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کو نجات مل گئی +

مسلمانوں کا مشیر

اخبار "المشیر" ہے جو اُن کے مُلکی اور قومی حقوق کا محافظ۔ اُن کی تمدنی بُرائیوں کا مصلح۔ اُن کی تعلیم کا حامی۔ اُن کی اتحادی زندگی اور علمی۔ اخلاقی اور مذہبی اور روحانی مذاق پیدا کرنے والا ملک بھر میں اپنی طرز کا نرالا ہفتہ وار اخبار ہے۔ قیمت صرف تین روپیہ سالانہ

المعلن۔ منیجر اخبار "المشیر" مُرادآباد

ضیاء الاسلام

صوبہ متحدہ میں اپنی طرز کا واحد علمی و مذہبی ماہوار رسالہ ہے جس میں علمی تمدنی۔ اخلاقی۔ تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں۔ قیمت سالانہ عہ کو روپیہ ۲ آنے۔ لیکن آخر فروری ۱۹۱۲ء تک نصف قیمت عہ ہدیہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مُرادآباد

سوتی مشروع کے تھان

ہر قسم کے نہایت خوش وضع پختہ رنگ ریشمی سے زیادہ پائیدار ہوتے ہیں مستورات اور بچوں کے پاجامہ وغیرہ کو روزمرہ استعمال کے لئے عمدہ کپڑا اودا۔ کاسنی۔ گلابی۔ سبز۔ چکنہ۔ پیچ دار۔ یکرنگہ۔ سادہ جس قسم کا مطلوب ہو منگا کر دیکھئے۔ آپ ہمیشہ منگاتے رہینگے۔ ہم بہت ارزاں فروخت کرتے ہیں۔ سکہ ہر طرف سے اس کپڑے کی مانگ ہو۔ ایک تھان جس کا عرض ۱۴ گرہ طول ۸ گز ہے۔ قیمت عمر اس میں دو پاجامہ تیار ہوسکتے ہیں۔ ۳ تھان تک روانہ کئے جاسکتے ہیں محصول ۴ر پیکنگ ۱ر جملہ ۵ر آنا چاہئے۔ ڈاکخانہ کا نام۔ ریلوے اسٹیشن صاف لکھئے۔ ۳ تھان منگانے والے کو خرچ معاف۔ المشتہر منیجر سوتی مشروع اسٹور۔ کنول ہار۔ ملیح آباد۔ لکھنؤ۔

جائیں۔ تو ماتحت مسلمان ملازموں کے ساتھ اُن کے تعلقات درست اور موزون نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اس کتاب میں سرکاری فوجوں کے مسلمان ملازموں کی حد درجہ دلآزاری روا رکھی گئی ہے۔ جن کو یقین ہے کہ وہ سرکار کے ایسے ہی سچے خیرخواہ ہیں۔ جیسے کہ اور قوموں کے لوگ ہیں؟ سعدی شیرازی نے کہا ہے کہ ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

بموجب اس شعر کے مضمون کے ہم کو اپنی قوم کے ممبروں سے بھی خاص کر شکائت ہے۔ جو اس کتاب کی تیاری میں لفٹنٹ کرنل ڈی۔ سی۔ فلاٹ کے مددگار رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ کے ملازم ہیں۔ اور سیتا رام کی سرگذشت کے ترجمہ میں کرنل صاحب کے ساتھ شریک ہیں۔ دوسرے خان بہادر شمس العلماء محمد یوسف جعفری ہیں۔ جو بورڈ آف اگزیمنرس کے ہیڈ مولوی ہیں۔ تیسرے مرزا محمد کاظم شیرازی ہیں۔ جو بورڈ کے پرشین اُستاد ہیں۔ ان دونوں نے کتاب کے مرتب کرنے میں کرنل صاحب کو مدد دی ہے۔ اور کرنل صاحب نے کتاب کے دیباچہ میں ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کس قدر افسوس اور تعجب کی بات ہے۔ کہ ان تینوں میں سے کسی نے بھی بورڈ کو سرگذشت کے اُن مقامات پر متوجہ نہیں کیا جن میں مسلمانوں کی نسبت ایسے دلشکن اور دلخراش الفاظ درج ہیں۔ کیا مولویت اور شمس العلمائی کا اقتضا یہی ہے۔ کہ قومی حمایت کا خیال اُن کے دلوں سے ملیا میٹ ہو جائے؟

آخر میں ہم کو توقع ہے کہ گورنمنٹ ہماری اس جائز اور معقول شکائت پر اپنی توجہ جلد تر مبذول کرے گی۔ اور "خواب و خیال" میں سے سیتا رام کی سرگذشت کو کلیتاً خارج کر دیگی۔ یا اُن تمام فقروں کو حذف کرنے کا حکم دیگی جن میں سے چند فقرے اس مضمون میں درج کئے گئے ہیں۔ اور جن سے تمام مسلمانوں کے جذبات وفاداری کو صدمہ پہنچتا ہے۔

ہم نے سُنا ہے کہ یہ کتاب "آل انڈیا مسلم لیگ" کے نوٹس میں لائی گئی تھی۔ مگر ابھی تک اُس نے اپنی صدا اس کے برخلاف بلند نہیں کی۔ "آل انڈیا مسلم لیگ" اور دیگر اسلامی انجمنوں اور اسلامی اخباروں سے اُمید ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی نسبت اپنی عام ناراضمندی سے آگاہ کریں گے۔

(مسلم گزٹ)

مراکو کا ایک قدیم مدرسہ

چند ہی روز ہوئے۔ ہم مراکو کے پُرانے عروج اور وہاں کی اگلی ترقیوں کے کچھ حالات بیان کر چکے ہیں۔ لیکن وہاں کے اہل عرب کی قدیم ترقیاں ایسی نہ تھیں۔ کہ ایک ہی مضمون میں ظاہر کر دی جا سکیں چنانچہ اب ہم وہاں کے اس عہد کے بعض مدارس کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

مراکش میں دولت مرادین کو پامال کر کے جب عبدالمومن بن علی نے اپنے مرشد ابن طومرت مہدی کے اصول کے مطابق نئی دولت موحدین قائم کی ہے۔ تو اس نے شمال میں ہسپانیہ کے اکثر شہر فتح کر کے اور مشرق میں الجیریا وغیرہ کو مطیع فرمان بنا کے دُور دُور تک اپنا سکہ جما دیا۔ عبدالمومن کا زمانہ ۵۲۴ھ سے لے کے ۵۵۸ھ تک تھا۔

فتوحات کے مشغلہ سے فارغ ہوتے ہی وہ شہر مراکش کی آراستگی میں مصروف ہوا۔ جابجا عالیشان مسجدیں تعمیر کرائیں اور بڑے بڑے دارالعلوم قائم کئے۔ انہیں مدارس میں ایک خاص مدرسہ اُس نے اپنے مذاق کے مطابق بہت بڑے پیمانہ پر قائم کیا۔ جس میں نوجوانوں کو علوم دینی و دنیوی ہی کی نہیں۔ بلکہ فنون حرب کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور ایسی تکمیل کے ساتھ کہ جو طلبہ اس مدرسہ کی تعلیم سے فارغ ہو کے نکلتے وہ اُتنے ہی زبردست عالم و فاضل اور قاضی و مفتی ہوتے تھے۔ جتنے بڑے کہ شہسوار اور سپہ سالار بلکہ امیرالبحر ثابت ہوتے۔ اس کی خواہش تھی۔ کہ یہی مدرسہ اُسے متبحر عالم اور اعلیٰ درجہ کے قاضی بھی دے۔ اور یہی زبردست والی ملک۔ قائد۔ اور سپہ سالار بھی فراہم کرے اور اسی کے طلبہ اُس کی فوج کے افسر ہوں۔ اس دارالعلوم اور اس کے تمام مدارس میں مصامدین (ایک معزز قبیلہ) اور دیگر قبائل کے معزز ترین خاندانوں کے نوجوان بھرتی کئے جاتے۔ صرف اس کے دارالسلطنت کے بڑے مدرسہ میں طلبہ کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور وہ سب اس قدر ہم قامت اور ہم عمر تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا سب ایک ہی تاریخ کو پیدا ہوئے ہیں۔ یہ حافظ یا طالب علم کہلاتے۔ حافظ کا لقب انہیں اس لئے دیا جاتا۔ کہ سب کو امام مالک کی موطا اور صحیح ابن خزیمہ زبانی یاد کرائی جاتیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں بھی اُن کے نصاب تعلیم میں داخل تھیں۔

ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ جب عبدالمومن جامع مسجد سے نماز پڑھ کے واپس آتا۔ یہ سب طلبہ یا حفاظ اس کے قصر میں جمع ہوتے۔ اور ہفتہ بھر میں جو کچھ پڑھا ہوتا۔ اُسے سب کھڑے ہو کر سُناتے۔ اس طریقہ سے بادشاہ خود ہر جمعہ کو اُن کا امتحان لے لیا کرتا۔ ہر ہفتہ میں ایک دن اس لئے مقرر تھا۔ کہ یہ طلبہ آ کے اپنی بہادری کا ثبوت دیں اس غرض کے لئے اُس نے اپنے باغ میں ایک بڑا تالاب کھدوا لیا تھا۔ جسے ایک بڑی جھیل کہنا چاہئے۔ یہ تین سو قدم لمبا تھا اور تین سو قدم چوڑا۔ اور اس زمانہ میں جتنی قسموں اور وضعوں کے جہاز مروج تھے۔ اس تالاب میں لا کے ڈالے گئے تھے۔ جن میں سے بعض کو خود عبدالمومن نے ایجاد کر کے اپنے نقشہ پر تیار کرایا تھا۔ جو کہ نہائت ہی عجیب شان دکھلاتے تھے۔ ان پر سوار ہو کے یہ حفاظ جہاز رانی اور امیرالبحری کا ہنر دکھلاتے۔ اور بادشاہ کے سامنے ان جہازوں کی دو ٹکڑیاں ہو جاتیں۔ جن کو یہ طلبہ لیکے آتے۔ اور بڑی تیزی اور مستعدی سے بحری لڑائی کا پورا سماں دکھا دیتے۔ ان جہازوں کی جلت پھرت۔ اُن کے زور و شور سے حملہ آور ہونے اور سرعت سے ہٹنے اور زد سے بچ کے نکل جانے سے ایک نہائت دلچسپ منظر نظر کے سامنے ہو جاتا۔ اس طریقہ سے بادشاہ نے ان طلبہ کو علم و فضل کے ساتھ بری و بحری دونوں طرح کی لڑائیوں کے لئے خوب تیار کیا تھا اور ہفتہ کا کوئی دن طلبہ کی ہنرمندی کا تماشہ دیکھنے سے خالی نہ جاتا تھا۔ ہر ہی مقابلہ میں جو طلبہ کامیاب ہوتے۔ اُن کو بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے انعام دیتا۔ اور اُنہیں میں سے ملکی اور فوجی خدمات کے لئے اعلیٰ افسر اور عہدہ دار منتخب کر لیا کرتا۔ اس مدرسہ کے اور دیگر مدارس کے تمام مصارف خود بادشاہ کے ذمہ تھے۔ اور اسلحہ اور گھوڑے بھی وہی فراہم کرتا۔ انہیں حفاظ میں خود عبدالمومن کے تیرہ بیٹے بھی شریک تھے۔ جن کو اس مدرسہ میں تعلیم دی جاتی۔ اور یہ شاہزادے اس مدرسہ میں تعلیم پا کے ایسے صاحب علم و فضل سردار اور جوانمرد سپہ سالار ثابت ہوئے۔ جن کی نظیر زمانہ میں نہ مل سکتی تھی۔

اس مدرسہ اور اس تعلیم نے چند ہی روز کے اندر اہل مراکش میں عجیب و غریب جوش جواں مردی اور مذاق علمی پیدا کر دیا تھا کیا آج کا مراکش وہی پُرانا مراکش ہے؟ اور باوجودیکہ دُنیا بہت آگے بڑھ آئی ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ آجکل کے مہذب و متمدن یورپ کا کوئی شہر بھی کوئی ایک بھی ایسا کالج پیش کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آج سے آٹھ سو برس پہلے مراکش میں قائم تھا؟ (دلگداز)

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۴؍ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہو گا پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہو گا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ۲۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل ہی بنی ہیں۔ مقدار دو دینا ہیں گولیاں بہا ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ سو گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵؍ ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵؍

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتی ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک۔ رگوں میں لہر ٹیس کن کنی سی جو کہیں چھونے سے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد سر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے تمام سر میں درد ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا ازحد قیمت ۲ ٹکیوں کی ڈبیہ ۶؍ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۱۶۵ تارا چند دت سٹریٹ۔ کلکتہ

مائدہ خلافت سے کچھ ریزے

مستقل سرمایہ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مستقل سرمایہ انجمن کے متعلق ایک آرٹیکل لکھا گیا تھا جس میں ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ گذشتہ سالانہ جلسہ پر ایک لاکھ جو مستقل سرمایہ جمع کرنے کی جو تجویز کی گئی ہے۔ وہ نہایت ضروری ہے اور قوم کو اس رقم کے پورا کرنے کا بہت جلد انتظام کرنا چاہئیے۔ برادرم مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن نے ایک روز مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ مستقل سرمایہ کی تجویز کو پسند نہیں کرتے۔ میری طبیعت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نکتہ رس پیدا کی ہے۔ میں اس پر غور کرتے کرتے دور پہنچ گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ذوق میں اپنے ناظرین کو بھی شریک کروں۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اس رائے سے پتہ لگتا ہے کہ وہ

توحید کے کس اعلیٰ مقام پر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم انسانوں۔ حیوانوں۔ بتوں۔ درختوں۔ عناصر۔ اجرام فلکی یا کائنات میں سے کسی اور چیز کی پرستش نہ کریں بلکہ توحید کے تین مدارج ہیں۔ پہلا درجہ تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جاوے۔ اور ہر ایک چیز جو مخلوق اور محدود ہے۔ خواہ زمین پر ہے یا آسمان پر اس کی پرستش سے کنارہ کیا جاوے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے۔ کہ اپنے اور دوسروں کے کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جاوے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جاوے جس سے وہ اسباب خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جاویں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا۔ یہ درجہ **توحید** کا موحدین میں سے بھی بہتوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور بہت لوگ ہیں۔ جو اسباب پر کلی تکیہ کر لیتے ہیں۔ پس حضرت امیر المومنین نے اپنی قوم کو اس رنگ میں توحید کے اس مقام کی تعلیم دی ہے کہ جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مستقل سرمایہ کے بغیر کام نہیں چلیگا۔ تو نعوذ باللہ یہ شائبہ شرک کا ہو سکتا ہے۔ اور مستقل فنڈ کو کوئی خاص وقعت اور عظمت دیتے ہیں۔ اور اس طرح پر اس درجہ تک اس کو خدا تعالیٰ کی عظمت میں جو یگانہ اور فرد ہے داخل کرتے ہیں و نعوذ باللہ من ذالک اس سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ تمسک بالاسباب سے حضرت خلیفۃ المسیحؓ روکتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے اندر **خدا پرستی** کا ایک خاص رنگ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری نظر ان اموال پر ہی نہ ہو۔ اور ہمارے کاروبار جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں۔ ان کے تہیہ و تکمیل کے لئے ہم ان آنی اور فانی اسباب کو مشکل کشا نہ قرار دے لیں بلکہ ہر حال اور ہر صورت میں

ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہو۔

اس لحاظ سے مستقل سرمایہ کوئی چیز نہیں ہونی چاہئیے۔ ہمارا مستقل سرمایہ وہی غیر فانی اور لا تبدیل ازلی ابدی خدا ہو۔ نہ خاک دنیا۔ ہم پہلی قسم کے شرک سے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بچ گئے ہیں اور ایک معلم حقانی اپنی قوم کی حالت اور استعداد کو مدنظر رکھ کر اس کی اصلاح کرتا ہے۔ اس لئے آپؓ نے اس دوسرے درجہ کے شرک سے بچانے کے لئے یہ فرمایا۔

پس ہم کو خدا تعالےٰ سے توفیق مانگنی چاہئیے کہ ہم دنیا کے کاروبار میں مؤثر حقیقی اسی کو یقین کریں ایسا نہ ہو کہ کسی موقعہ پر بھی اسباب دنیا میں ایسے منہمک ہو جائیں کہ وہ آبدار موتی جس کو توحید کہتے ہیں۔ خدانخواستہ ہم کھو بیٹھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اس تعلیم اور تذکرے سے آپؓ کے مقام توحید کا بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ اس سے بھی اوپر ہیں۔ جو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت میں انسان ایسا کھویا جاوے کہ اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے۔

خدا سے ڈر کر اور سب کچھ کر میرے مکرم بھائی شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے۔ جنہوں نے ایم۔ اے کی ڈگری لینے کے بعد قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی صحبت میں رہ کر دینیات کی تحصیل کی ہے اور جن کے متعلق حضرت نے ایک دن فرمایا۔ کہ ہم نے ان کو سب کچھ پڑھا دیا ہے۔ علیگڈھ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی اور فلاسفی مقرر ہو گئے ہیں۔ وہ چند روز ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ روانگی کے وقت انہیں ایک نصیحت کی۔

خدا سے ڈر اور سب کچھ کر

ان الفاظ کے اندر جو حق اور حقیقت ہے وہ ظاہر ہے اور کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے اس ارشاد سے ایک خاص نکتہ معرفت ملا۔ بعض عیسائی اور آریہ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ گویا سب کچھ کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ اس کا جواب اس فقرہ میں موجود ہے۔ سب کچھ کرنے کی اجازت خوف خدا کے بعد ہوا کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** ایسی زبردست اور موثر تھی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحبت میں رہنے والی قوم کے اندر کامل **خدا پرستی** پیدا کر دی تھی۔ اور ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اور اس کی محبت و احسان کا وہ غلبہ تھا کہ اس کے منشاء کے خلاف وہ کوئی کام کر ہی نہ سکتے تھے۔ گویا وہ بدیوں کے لئے **خصی** کر دیئے گئے تھے۔ اب اگر انہیں کہا جاوے کہ جو مرضی ہے کرو۔ تو کیا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ ان سے بدیوں کا ارتکاب ہوگا۔ ایسا خیال کرنے والا نہایت شریر اور ظالم طبع ہوگا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے خوف کا اپنے دل پر غلبہ رکھتا ہے۔ وہ بدیوں کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ پس حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی یہ نصیحت نہایت قیمتی اور لاجواب ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے **دلوں میں لٹکی رہے۔**

خلیفہ فرمایا۔ ایک دن درس میں کسی عورت نے پوچھا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً میں خلیفہ سے کیا مراد ہے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا۔ کہ خلیفہ کو اللہ تعالیٰ بنایا کرتا ہے کسی انسان یا جماعت کے بنانے سے کوئی **خلیفہ** نہیں ہوا کرتا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے۔ اس کے ماں باپ مشہور ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے واقف ہوتے ہیں۔ اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے مجھکو خلیفہ بنایا۔ تو میرے ماں باپ اور میرے خاندان کو سب لوگ جانتے ہیں۔ میں کوئی غیر معروف انسان نہیں۔ جس کو کوئی جانتا ہی نہ ہو۔ اور میں خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ میری **اولاد** اور نسل کو جاری رکھیگا۔

مضطر بنو خاکسار ایڈیٹر الحکم کو آجکل پھر کثرت پیشاب کی شکایت ہے۔ اس عارضہ کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے طبی مشورہ لینے کو حاضر ہوا۔ فرمایا۔ تم کیا کہتے ہو کہ مجھے گھبرا نہیں ہوتا۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ تم اپنے اندر اضطرار پیدا کرو۔ اضطرار قبولیت دعا کے لئے ضروری چیز ہے۔ کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ۔ مضطر کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور پھر مضطر تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کے لئے حرام بھی حلال ہو جاتا ہے۔

دینی غیرت قادیان میں ایک مسجد ارائیوں کے محلہ میں واقعہ ہے اس کا ایک حجرہ فروخت ہو گیا اور کمیٹی قادیان نے اس پر عمارت بنانے کی اجازت دیدی۔ اور باقی حصہ مسجد کے فروخت کرنے کے بھی ارائیں فکر میں تھے۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ "یہ کیسے اندھیر کی بات ہے۔ کہ مسجد فروخت ہو جائے اور اس کا کوئی انتظام نہ کیا جائے۔ مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ جس طرح ہو۔ اس مسجد کو مسجد کی صورت میں قائم رکھا جاوے اور اس حجرہ کو بھی واپس لیا جاوے۔ میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں کو سمجھاؤ۔ اور اگر مقدمہ کرنے کی ضرورت ہو۔ تو بیشک مقدمہ کردو۔ مسجد کی یہ بے حرمتی میرے لئے بہت تکلیف دہ امر ہے۔"

یہ شعائر اللہ کی عظمت اور دینی غیرت کی ایک معمولی سی مثال ہے۔

تاثیر درد حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی وہ دردمند دل سے نکلی ہوئی نصیحت جس کا ذکر میں دارالامان کے ہفتہ میں کر چکا ہوں۔ ایسی کارگر اور موثر ثابت ہوئی ہے کہ اس کی نظیر مشکل سے ملیگی۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قوت قدسی کے انسان کی قلبی طاقت کی دلیل ہے۔ بہت سے آدمیوں نے حقہ نوشی سے توبہ کر لی اور حقے ٹوٹ گئے۔ مدرسہ کے طالب علموں میں سے جو سگرٹ نوشی کے عادی تھے۔ وہ اپنی توبہ کی درخواستیں پے در پے بھیج رہے ہیں۔ بعض کو اس قبیح عادت کے ترک سے تکلیف بھی ہوئی ہے۔ حضرت نے ان کے لئے ایک نسخہ تجویز کیا ہے میں اس فائدہ عام کے لئے درج کر دیتا ہوں۔

فرمایا۔ کہ جب حقہ کی خواہش پیدا ہو تو چند کالی مرچیں منہ میں رکھ لو اس سے یہ تکلیف جاتی رہیگی۔ بہرحال یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ یہ بلا ہمارے مدرسہ سے رخصت ہونے کو ہے بلکہ ہو چکی۔

قوم کیونکر بنتی ہے؟ ۱۳ فروری کو دوپہر کے وقت قرآن کریم کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ قوم ہمیشہ ان لوگوں سے بنتی ہے۔ جو اپنی اصلاح کرنے کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ قوم سازی کے جو اصول قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ ان میں حبل اللہ کو مضبوط پکڑنا۔ تفرقہ نہ کرنا بیان ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا۔ کہ جب ایسی قوم بن جاوے۔ جو حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لے اور باہم متحد فی الارادۃ ہو۔ تو یہی بہترین قوم ہوگی۔ اور اس کا کام لوگوں کو بھلائی کی تعلیم اور بدیوں سے بچنے کی ترغیب دینا ہوگی اور یہ ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو خود عامل ہوں۔ اگر عمل نہیں تو کچھ فائدہ اور تاثیر

مسلمان اپنی آئندہ پولیسی کی تلاش میں

(۲) نمبر

ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ میں نے ۲۸ جنوری ۱۹۱۲ء کے الحکم میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے محض فضل سے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور الحکم کے بعض غیر احمدی معزز احباب نے بھی اس حق کی تائید کی معاصرین میں سے معزز ہمعصر ملت لاہور نے اس کے ایک نہایت اہم حصہ کا اقتباس شائع کیا۔ جس سے میں یہ اندازہ کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔ کہ ملت کے دل میں اہل ملت کی اس پراگندہ حالت کو دیکھ کر درد پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ اخلاص کے ساتھ خدمت قوم کرنا چاہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کا اخباری مذاق بگڑ چکا ہے۔ باوجودیکہ اخبار بینی کا مذاق بڑھا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مذاق بگڑا بھی ہے۔ اور اس کے لئے

خود ہمارا پریس ذمہ وار ہے

پریس کی یہ نازک حالت اسی اخلاص کی کمی کی وجہ سے ہے۔ ہمارا مقصود محض اپنی گرم بازاری ہے۔ اصلاح قوم نہیں جس طرح پر ہم ملکی لیڈروں کو ڈانٹتے ہیں۔ کہ وہ محض حصول خطاب یا ذاتی وجاہت کے بڑھانے کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح پر ہمارا مطمح نظر کچھ اور رہا ہے۔

اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہم اپنی اخباری طاقت کا نام

ناصح برائے دیگراں۔

رکھیں۔ بہرحال اس وقت مجھے مسلم پریس کے متعلق تفصیلی بحث نہیں کرنی بلکہ اس کے لئے میں ایک جدا سلسلہ مضامین خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ ذکر جملہ معترضہ کے طور پر آ گیا۔ اور عجیب اتفاق کی بات یہ ہے۔ کہ ۴ رفروری ۱۹۱۲ء کو جناب خواجہ صاحب نے لاہور میں اسی موضوع پر جو ۲۸ جنوری ۱۹۱۲ء کو الحکم میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ ایک مبسوط لیکچر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وقت قریب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی گمشدہ متاع کی طرف رہنمائی کرے۔ اس تحریک کا پیدا ہونا مبارک نتائج کا پیش خیمہ ہے۔ اسی لئے میں آج اس سلسلہ میں دوسرا آرٹیکل نذر ناظرین کرتا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ مسلمان اگر قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائے رکھتے اور اسی کو ہر مرحلہ زندگی اور ہر واقعہ پیش آمدہ میں رہبر صادق یقین کرتے۔ تو ان ٹھوکروں سے بچ رہتے۔ مگر آج یہ حالت نہیں ہے۔ اس وقت قرآن مجید کے مقابلہ میں زید و بکر کی رائے قابل عملدرآمد اور رہنما سمجھی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں دھڑہ بندیاں پیدا ہو کر ان کی طاقت منتشر اور زائل ہو رہی ہے۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے۔ جہاں مختلف قوموں اور مذہبوں کے لوگ رہتے ہیں۔ اور انہیں میں مسلمان بھی ہیں۔ قدرت ان کو یہاں لائی تو فاتح کی حیثیت سے تھی مگر اب وہ حاکم نہیں بلکہ محکوم ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں گو افسوس کی ہو۔ اگر ہم صرف پچھلی داستان نہ رکھیں اب داستان ہی کہو کو پڑھ کر خوش ہولیں یا پچھلی موجودہ حالت پر آنسو بہا لیں۔ تو وہ خوشی اور یہ غم محض کوئی ہستی نہیں رکھتا۔ حکومت اور ملک کا عطا کرنا اور چھین لینا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ وہ خاص اسباب کے ماتحت ایک قوم کے سپرد یہ امانت کرتا ہے۔ اور خاص اسباب کے ماتحت دوسری سے لے لیتا ہے۔ اگر ہم قابل رہتے۔ تو یہ امانت ہم سے نہ لی جاتی۔ اب جبکہ اپنی شامت اعمال سے ہم گر چکے ہیں تو صرف کراہنے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اس رونے دھونے کو چھوڑ کر ہمیں اپنی

موجودہ پوزیشن پر غور کرنا چاہیئے

ہم مختلف قوموں اور مذہبوں کے درمیان خدا تعالیٰ کے خاص منشاء کے ماتحت رکھے گئے ہیں۔ اور ایک غیر قوم کے ماتحت ہمیں رہنے کا حکم دیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مسلمانوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے کے موقعے ملے ہیں اور یہ محض اس لئے تھے کہ تا آئندہ مسلمانوں کی زندگی میں وہ دستور العمل ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی جس قسم کی؟ ابتلا اور مصائب کی زندگی تھی خدا تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ وہ ایام ہم پر نہیں آئے اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہم حد درجہ کی پستی میں گرے ہیں۔ مگر جس حکومت کے نیچے ہم کو رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں وسعت اور سینہ میں حوصلہ ودیعت کر دیا ہے اور عدل و انصاف اس کا شعار زندگی ہو رہا ہے۔ ایک سے زیادہ مرتبہ ہم نے بیان کیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ جو آرام اور امن کی دولت ہمیں ملی ہے۔ وہ ہم کو کسی اسلامی سلطنت میں بھی نصیب نہیں ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آج ہمیں حکمران ہو کر بھی ایسی راحت اور آسائش میسر نہیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اگر ہمارا اسوہ حسنہ ہو۔ تو ہم سراسر دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بھی خدا کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے زندگی بسر کر سکتے ہیں مگر

بشرطیکہ مسلمان ہوں

پھر مکی زندگی کے بعد ایک دور مدنی زندگی کا آتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تشریف لائے ہیں وہاں مختلف قومیں آباد تھیں ان لوگوں میں امن اور سلامتی کی زندگی بسر کرنے کے لئے جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت نے اختیار کیا۔ وہ ہمارے لئے

ہندوستان میں رہنمائی کر سکتا ہے

وہ کون سی بات ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی میں ہمیں نہیں مل سکتی۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہماری روشنی

اس سراپا نور سے نہیں۔ بلکہ یورپ سے آتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین ممالک میں رعایا کے مختلف فرقوں کی جد و جہد ہوتی ہے حقوق اور عہدوں کے حصول کے لئے جھگڑے اور مناقشے ہوتے ہیں مختلف موقعوں پر ہڑتالیں ہوتی ہیں ایجی ٹیشن ہوتا ہے۔ ہم اپنی زندگی کو اسی رنگ میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے افسروں اور حاکموں کو اسی طریق سے اپنی ضرورتوں سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ راہ گو کسی حد تک مفید ہو مگر نہایت خطرناک ہے اور شراب اور جوئے کی طرح

ان کا ضرر نفع سے بڑھکر ہے

مگر ہم ہیں کہ ضرر کو بھی نفع سمجھ بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اس وقت تک کوئی بہتری کی راہ پیدا نہیں ہو سکتی اور وہ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے جب تک ان کی اندرونی اصلاح نہیں ہوتی۔ کیا ہی خوب اور کیا ہی سچ فرمایا تھا ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک موقعہ پر کہ وہ لوگ جو اپنے افسروں یا حکام کی شکایت کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں وہ اپنی اصلاح کر لیں اللہ تعالیٰ ان کے ان حاکموں کی اصلاح کر دیگا۔ یہ مفہوم تھا آپ کی تقریر کا حقیقت میں جبکہ ہمیں جو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ ہمارے کسی کرتوت اور فعل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تو بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو کر ہم دوسروں کی شکایت کریں۔ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جو ہم میں پھیل رہی ہے اور جس کو محسوس کرنے کی وجہ سے ہم کہہ اٹھا ہے ہیں ہماری ہمسایہ قومیں وہ کوئی بھی ہوں کیا ہمسایگی حقوق کے نیچے ہم پر اپنا کوئی حق نہیں رکھتی ہیں میں مانتا ہوں کہ ہمارے اہل وطن اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے جو جد و جہد کرتے ہیں اس میں وہ ہمارے حقوق کو بعض اوقات پائمال کر جاتے ہیں لیکن اگر وہ ہمارے حقوق ہمسائیگت کا لحاظ نہیں کرتے یا اس کی تعلیم نہیں دی گئی تو یہ ان کی اپنی اخلاقی یا مذہبی کمزوری تو ہو سکتی ہے جس کے لئے وہ جوابدہ ہو سکتے ہیں مگر تم بتاؤ کہ تم بھی اگر ان سے وہی سلوک کرتے ہو اور ہمسائیگت کے حقوق کو کچلتے ہو تو پھر

تم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔

مجھے نہایت افسوس اور دلی دکھ کے ساتھ اپنے برادران وطن سے بھی یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف تو وہ اچھوت ذاتوں کو اٹھا کر مساوات کا درجہ دیتے ہیں اور گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ گوروں اور کالوں میں امتیاز نہ رہے سب کے یکساں حقوق ہیں مگر خدا کے لئے وہ بتائیں کہ یہ اصول جس پر تم خود دوسروں کو کاربند کرنا چاہتے ہو آپ کیوں اسی عمل پیرا نہیں ہوتے؟ مسلمانوں کے ساتھ تمہیں یہ فساد اور عداوت کیوں ہے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی ہمارے لئے ہندوستانی زندگی میں بہترین رہنما ہے کیونکہ ہندوستان میں مختلف قومیں اور مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے دن کی شرارتوں اور تکلیفوں کے باوجود بھی ان کے مفاد اور نفع کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ بلکہ آپ نے مخالف اور متضاد گروہوں کا باہم اتحاد اور ارتباط قائم رکھنے کے لئے بینظیر کوششیں کیں اور اپنے طرز عمل سے بتا دیا کہ اس محبوب اور معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی غرض یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی متفرق مخلوق کو

ایک کنبہ کی صورت بنا دے

اس کی یہی تاکید تھی اور یہی اس کی پیچ کا مطلب تھا کہ باہم اتحاد قائم کر دے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جس اتحاد پر آجکل کی مہذب دنیا ناز کرتی ہے۔ اس کا

معلم اول محمد عربی تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

پھر اس دنیوی اتحاد میں ڈپلومیٹک کارروائیاں ہیں جس اتحاد کی بنیاد اس ذات بابرکات نے رکھی تھی اس کی تہ میں اخلاص تھا۔ ایثار تھا ہمدردی تھی اور حیا تھا پس آج اگر مسلمان آپ کی اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھ کر کام کریں تو انہیں اپنی کسی خاص پولیسی کی حاجت نہیں۔ مجھے تو یہی حیرت ہے۔ کہ یہ سوال مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہی کیوں ہوتا ہے؟ اور اس پر رائے زنی کے لئے قلمیں اور زبانیں کیوں چلتی ہیں؟ ہم اگر اپنی اصلاح کریں۔ غیر قوموں اور غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کریں جو ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تو یہ نزاعیں بہت جلد مٹ جاویں مگر رونے کی بات تو یہی ہے کہ ہم غیروں سے سلوک تو تب کریں جب پہلے ہم اپنوں کے ساتھ اپنوں کا سا برتاؤ کریں۔ جب ہم آپس میں منازعت کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں اور دوسروں کو اپنی خود غرضیوں کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ تو

تا بدیگراں چہ رسد

اسلام نے ہمیں تعلیم دی تھی کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں مگر بتاؤ آج کل کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں بتایا گیا تھا کہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ مگر بتاؤ کہ کیا ہم میں اخوت کا کوئی اثر باقی ہے اور کیا ہم دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد اور نفع کی طرح دیکھتے ہیں؟ ان باتوں کا جواب عملی طور سے ہے کہ ہرگز نہیں پس یہ ساری تجویزیں۔ سارے رزولیوشن اور تقریریں

محض دھوکہ ہیں جبتک ہم اپنی تبدیلی نہیں کرتے۔

مسلمانوں کے نیک انجام کی کلید خدا تعالیٰ کے موعود مرسل مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں ہے۔ اگر مسلمان اپنی ضد اور عداوت اور ہٹ کو چھوڑ کر اس کے حضور۔۔۔ ۔ تو ان کی ساری نحوستیں زائل ہو سکتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ رجوع برحمت کرے وہ الہام یہ ہے:۔ چو دور خسروی آغاز کردند مسلماں را مسلماں باز کردند۔ مسلمان اگر پھر مسلمان بن جاویں تو ان پر وہی اطمینان اور سکینت نازل

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح عورتوں اور مردوں کو تو درس قرآن مجید دیا ہی کرتے ہیں۔ اب آپ نے چھوٹی لڑکیوں اور چھوٹے لڑکوں میں بھی قرآن مجید کا درس شروع کر دیا ہے ایسے ہی خواہ اور ہمدرد مخلوق بزرگ کی عمر میں برکت ہو۔ اور اس کی نیک خواہشیں اور پاک ارادے اور پرجوش دعائیں اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ ۱۱ فروری ۱۹۱۲ء کو آپ نے شام کے درس عام میں نہایت درد دل سے سگرٹ نوشی کی ممانعت پر وعظ فرمایا۔ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ میں نے ۱۰ فروری کو ایک نوٹ سیگرٹ نوشی پر لکھا تھا۔ یہ تحریک مجھے حضرت ہی کی مجلس میں ایک موقعہ پر ہوئی تھی۔ جبکہ ایک بیمار طالب علم کے متعلق سلسلہ میں یہ بات آگئی۔ ۱۱ کو آپ نے نہایت جوش اور رقت اور رحم کے جذبات میں طالب علموں ان کے ناظموں اور معلموں کو اس بلا سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ بلکہ اسی روز بعد دوپہر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک لیکچر بھی اسی موضوع پر طلباء مدرسہ کے سامنے حضرت کے ارشاد سے ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو وہ درد بھرے کلمات ناظرین الحکم کو سنانے کی کوشش کی جائیگی وباللہ التوفیق!

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی الحمد للہ بخیریت ہیں

۳۔ انصار اللہ کے جنرل سکرٹری شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم لاہوری مولوی فاضل کے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ احباب عموماً اور انصار اللہ سے خصوصاً درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صالح نوجوان کو اس امتحان میں کامیاب کرے۔ تاکہ وہ بیش از پیش خدمتِ دین کرنے کی طاقت اور توفیق اللہ تعالیٰ سے پاسکیں۔

۴۔ بھائی سمند سنگھ صاحب جو نہہ کلنک پنتھ کے بانی ہیں اور ایک سیدھے سادھے آدمی ہیں۔ اس ہفتہ یہاں آئے تھے۔ دفتر الحکم میں بھی وہ آئے۔ ان کا خیال ہے کہ زمین بہ سبب پاپ کے مردہ ہو چکی ہے اور لوگوں کے گناہوں کا ایک بوجھ زمین پر ہو رہا ہے اس لئے سب کو چاہئے کہ اس گناہ کے بوجھ کو اتارنے کے لئے ایک ڈنڈ دیں۔ بھائی سمند سنگھ صاحب باوا دھنپت رائے صاحب وکیل قصوری کے کثور رکھشا کے کام کی بڑی حمائت کرتے ہیں۔ بہرحال وہ ایک مرفوع القلم انسان ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا اوتار اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔ بھائی سمند سنگھ صاحب نے اپنی عمر کا ایک حصہ مسلمانوں کے طریق پر چلہ کشیوں میں بھی گذارا ہے۔ بہرحال وہ لوگوں کو نیک چلن بننے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اب ست جگ آگیا ہے۔ اور نہہ کلنک اوتار کا یہ زمانہ ہے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں اور اس پر اتنا اضافہ کرتے ہیں کہ

آنے والا آگیا۔

پایونیر میں اسلام کے مستقبل پر ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ بذیعہ الحکم کی اگلی اشاعت میں ایک مبسوط آرٹیکل لکھنے کی توقع ہے۔ وباللہ التوفیق!

نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی قادیان

نہایت شکر گزاری کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہمارے پیارے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو رعایا کی بھلائی کا بہت ہی خیال ہے۔ کمیٹی قادیان کے متعلق جو اصلاحی سکیم آپ نے تجویز فرمائی ہے۔ جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا گیا تھا۔ صاحب ممدوح کا منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پر نئے مالی سال کے آغاز سے عملدرآمد شروع ہو جاوے۔ اسی بنا پر یہ حکم نافذ کیا گیا ہے۔ کہ اخیر مارچ ۱۹۱۲ء تک تمام بقایا ہوس ٹیکس وصول ہو جاوے۔ باشندگان قادیان اس حکم کی تعمیل بسر و چشم کر کے دکھا دیں گے۔ کہ انہیں اپنے رعایا پرور حاکم ضلع کے حکم کی کسقدر عظمت دل میں ہے اور جسقدر جلد وہ اس بقایا کو پورا کر دیں گے۔ اسی قدر جلد گویا وہ اس سکیم کو عملدرآمد کے قابل بنا سکیں گے۔ میں اس امر کو بھی صاحب ممدوح کی توجہ عالی کے نیچے لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کمیٹی کے قیام کی غرض حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی اور اس پابندی کے لئے جن طریقوں کے اختیار کرنے کی ضرورت ہے ان کی نگرانی ہے۔ مگر بعض اوقات کمیٹی کی طرف سے جو غیر مناسب سختیاں ہوتی ہیں۔ وہ باشندوں کو بددل بنا دیتی ہیں۔

کمیٹی کو پبلک پر مقدمات کرنے میں حتی الوسع احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ کمیٹی کو اس امر کی ضرورت نہیں کہ وہ لوگوں پر کوئی خاص رعب قائم کرے۔ بلکہ وہ پبلک کی خادم ہے۔ معمولی فروگذاشتوں میں جو پبلک پر مقدمات کئے جاتے ہیں۔ ہر چند یہ کمیٹی کے قوانین کے نیچے ہوں۔ لیکن اگر کمیٹی کا کوئی ذاتی حرج نہ ہو۔ تو کیوں مناسب تنبیہ یا معافی پر نہ چھوڑا جاوے۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے مقدمات میں گورنمنٹ رحم پر چھوڑ دیتی ہے۔ تو کمیٹی اگر اس نظیر سے فائدہ اٹھالے۔ تو اس کا نقصان نہیں۔ کمیٹی پبلک کے روپیہ کے خرچ کے لئے ذمہ وار ہے۔ اور جسقدر وہ اس روپیہ کو لوگوں کے فائدہ کے لئے خرچ کرے گی۔ اسی قدر وہ عوام کے شکریہ کی مستحق ہوگی۔ بہرحال ممبران کمیٹی قادیان سے امید ہے۔ ہمارے اس دوستانہ مشورہ کو جو پبلک کے فائدہ کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

ریمارک

اخبار بھارت

جالندھر سے بھارت نام ایک جدید اخبار شائع ہونے لگا ہے۔ یہ اخبار آریہ سماج کے تمام اخبارات میں متین اور مہذب پرچہ ہے۔ اس اخبار کے ذریعہ آریہ سماج کے بعض دوسرے اخبارات کی طرح دوسرے مذاہب پر حملے نہیں کئے جاتے۔ بلکہ اپنی قوم میں بھلی اور نیک باتوں کی تحریک کرنا اس کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔ جس طریق پر یہ اخبار چلایا جا رہا ہے۔ اگرچہ آجکل کے بگڑے ہوئے مذاق کے موافق اسے پسند نہ کیا جاوے مگر شریف اور فہمیدہ لوگ ایسے اخبارات کی قدر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ قیمت سالانہ دو روپیہ ہے۔

مسلم گزٹ

لکھنؤ سے نہایت قیمتی اخبار جاری ہوا ہے پایونیر کے برابر اس کی تقطیع ہے اور اس کے ظاہری مراتب چھپائی۔ لکھائی اور کاغذ کے عمدہ ہونے کے ساتھ ہی مضامین ایک قابل اور کہنہ مشق جرنلسٹ کے قلم سے لکھے جاتے ہیں۔ ممالک متحدہ میں یہ مسلمانوں کا بہترین پرچہ ہونے کی امید دلاتا ہے۔ خدا کرے کہ وہ بڑھے اور پھلے باوجود اپنی خوبیوں کے ۶؎ سالانہ قیمت بہت کم ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسے اخبارات کی قدر کی جاوے۔

رہنمائے کمپونڈر

اس نام کا ایک اردو رسالہ جناب ڈاکٹر پرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس میڈیکل پریکٹیشنر فیروزپور شہر نے حال میں شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر پرسرام صاحب کو میں ۲۳ برس سے جانتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ لودہانہ کے بورڈ سکول میں تعلیم پاتے تھے ان کی طبیعت میں اس وقت بھی دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور بھلائی کے خیالات جوشزن رہتے تھے۔ اور وہ ایک مضبوط کیریکٹر کے طالب علم تھے۔ اس وقت بھی لوگوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے کرتے رہتے ہیں۔ یہ رسالہ انہوں نے عام لوگوں اور طبابت پیشہ خصوصاً کمپونڈروں کے فائدہ کے لئے لکھا ہے۔ میں ڈاکٹر یا طبیب نہیں۔ مگر اس رسالہ کو میں ایسا پسند کرتا ہوں۔ کہ اگر ہر گھر میں یہ رہے۔ تو بیماری کے وقت اس سے بہتر مشورہ ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ رسالہ کی قیمت ۸؍ فی جلد ہے۔ جو میرے خیال میں کسیقدر زیادہ ہے۔ تاہم ان بہترین مشوروں کے لئے جو اس رسالہ سے مل سکتے ہیں۔ اس کی قیمت کا سوال نظر انداز ہو جاتا ہے جو لوگ طبی مذاق رکھتے ہیں اور عیالدار ہیں۔ اس کو ضرور پڑھیں ڈاکٹر پرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس فیروزپور کے پتہ سے درخواست کرنے پر ملیگا۔

جہاد وید

یہ اس رسالہ کا نام ہے۔ جو حال میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۳؍ ہے اور دفتر اہلحدیث امرتسر سے ملیگا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ اس مختصر سے رسالہ میں اسلامی جہاد پر ناواقفی سے اعتراض کرنے والے آریہ مہاشوں کے لئے الزامی جواب کے طرز پر اس رسالہ میں عمدہ مصالح جمع کر دیا گیا ہے۔ جو لوگ آریوں سے مناظرہ کرتے ہیں۔ یا جہاں آریہ لوگ جہاد اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ اچھا رسالہ ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

دہرسے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور ہدایت اور شفا ہے**

ہدیہ فی پارہ مبلغ ایک روپیہ

نوٹ:۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (عہ/) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

[سال]انہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔ اور جملہ کتابیں نصف قیمت پر فروخت ہوئیں۔ اس سے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں [رعائ]تی قیمت پر ملیں گی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نوردین جلد سوم کے

فہرست کتب

[ترج]مۃ القرآن پارہ نمبر ۲ لغائت ۲۶ فی پارہ ایکروپیہ رعائتی قیمت ۸/

[و]قت نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عنعم/ رعائتی قیمت ۸/

[رپو]رٹ جلسہ ۱۹۰۷ء } حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ } رعائتی قیمت ۸/

[تف]سیر سورہ بقر رعائتی قیمت عہعہ/

[مجر]بات نوردین قیمت ۱۰/

ردچکڑالوی قیمت ۵/ رعائتی قیمت ۱۲/

اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعائتی قیمت ۱۰/

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ } پارہ نمبر ۱۲ سورہ بنی اسرائیل اور کہف } قیمت عہعہ/

الہامات واشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱۰/

حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ۱/

محصولڈاک بذمہ خریدار

مشتہر

[خ]اکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور بھوک کم ہو گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہوجاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کون سی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً نہایہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دُنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار۔ بائے جسم کی نقاہت۔ امراض بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری درد سر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں قلب یعنی خفقان دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ر و ۸ر و ۱۲ر۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔

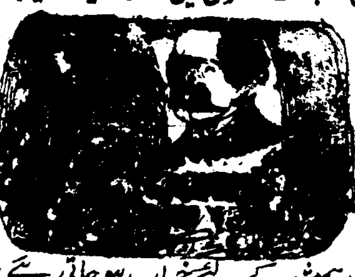

۱۲ر والی شیشی

ڈون۔ پی۔ او۔ باکس نمبر ۲۰۔ بمبئی
سے طلب کرو۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری۔ آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں کبھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلقہ مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ... اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ ر

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیا کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیا کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک پورے دس روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیا کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تشخیص کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو جناب روح حیا کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سُنئیے! روح حیا کیا چیز ہے؟ روح حیا میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا ہے کہ جناب ڈاکٹر میری بالڈ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیا کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیا رگ و ریشہ میں تحریک دیکر بڈھوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے۔ اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سُستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کرکے انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملت ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیا کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیا اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دُنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاقی کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ اُن کے لئے روح حیا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس و اختلاج قلب کے واسطے روح حیا بمنزلہ تریاق کے ہے جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر سے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اُترتے ہی اس کا خاص اثر اُن اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل نوجوان مرد۔ اور جوانمرد کو ممتاز اور لورہے کو صاحب بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیا کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیا دو روپے آٹھ آنے۔

روح حیا کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی ”روغن دافع سُستی“ موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے ... اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہوجاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت ”روغن دافع سستی“ شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے۔ (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

الحکم قادیان
نمبر ۷ جلد ۱۶
۲۱ فروری ۱۹۱۳ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر (۳)

گذشتہ نمبر میں ایک حد تک ہم نے مسافر کے اعتراضات یا توہمات کو دور کیا ہے۔ اگرچہ ہڈی اور گوبر وغیرہ سے استنجا نہ کرنے کی ایک وجہ پچھلے نمبر میں بتا دی گئی ہے۔ آج اسی سلسلہ میں اسی کی مزید توضیح کرتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ جو احادیث میں آیا ہے۔ کہ گوبر اور ہڈیاں جنوں کا کھانا ہے اس سے کیا مراد ہے۔

پس یاد رہے کہ

(۱) استنجا کے لئے تین ڈھیلے اس لئے مقرر فرمائے۔ کہ صفائی کے لئے ایک حد کا مقرر کرنا ضروری تھا۔ ورنہ وہمی آدمی سارا سارا دن استنجا ہی کرنے میں گذار دیتے۔ باوجود اسقدر تاکید شدید کے ہم بعض وہمیوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ایک ہی استنجا کے لئے ڈھیلوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ اور پانی کے کئی مٹکے خالی کر دیتے ہیں۔ اور تین سے کم ڈھیلوں میں بخوبی صفائی و پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی۔ اور تین میں صفائی ہو جاتی ہے۔ اور تین سے زیادہ میں تضیع وقت اور وہم کا بڑھانا اور وہم میں داخل ہے۔ گوبر و ہڈیوں سے استنجا اس لئے منع ہوا۔ کہ ان میں اکثر موذی جانور سانپ بچھو وغیرہ اور کئی قسم کے کاٹنے والے کیڑے بیٹھے رہتے ہیں۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنظر شفقت و رحمت اپنی امت کو ان سے استنجا کرنا منع فرمایا۔ تاکہ استنجا کرنے والے کو کوئی موذی جانور نہ کاٹے اور ایذا نہ پہنچائے۔ وجہ یہ ہے کہ اکثر ہوام و جانوران موذیہ سانپ۔ بچھو۔ ہزار پا وغیرہ کی پیدائش گوبر و ہڈیوں میں سے ہوتی ہے۔ اور انہی سے ان کی خوراک و پرورش ہوتی ہے۔ اور ان کے سوراخ دار جگہوں میں ایسے جانور گھسے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ جہاں کسی چیز کی پیدائش و خوراک کا سامان ہو وہاں اس کا اکثر قیام رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے استنجا کرنا منع ہوا۔ تاکہ ان کے اندر سے نکل کر کوئی زہریلا جانور استنجا کرنے والے کو ایذا نہ پہنچائے۔ بعض احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جانوروں کو جنات میں مذکور فرمایا ہے۔ چنانچہ ہمارے ایک محسن و مربی نے احادیث میں سے کر بطور اختصار الفاظ میں ایسے جانوروں کا ذکر کیا ہے الجنۃ اقسام۔ الحیات۔ والذباب۔ والنملۃ الحمراء وھوام الوباء وغیرھا یعنی جنات کے کئی قسم ہوتے ہیں۔ سانپ۔ مکھیاں۔ سرخ چیونٹیاں اور وبائی کیڑے بھی جنات میں سے ہیں۔

واضح رہے کہ اس میں اس مخلوق الٰہی یعنی جنوں کی نفی نہیں کی گئی ہے۔ جو اس عالم میں ایک غیر مرئی ناری مخلوق موجود ہے۔ اور ان کے علامات و آثار محسوس و معلوم ہو رہے ہیں وہ بھی جن ہیں۔ ایک حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات سے حکایۃً فرمایا ہے۔ یا رسول اللہ انہ امتک عن الاستنجاء بالعظم والروث فان اللہ تعالیٰ جعل لنا فیھا رزقا یعنی جنات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کے لوگوں کو ہڈیوں و گوبر سے استنجا کرنا منع فرما دیں۔ کیونکہ خدا نے ان میں ہماری روزی رکھی ہے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانھا زاد اخوانکم الجن۔ ترجمہ یعنی گوبر اور ہڈیوں سے استنجا نہ کیا کرو۔ کیونکہ یہ چیزیں تمہارے بھائیوں جنات کی خوراک ہیں۔

واضح ہو کہ ہر ایک چیز کی خوراک خدا تعالیٰ نے اس چیز میں رکھی ہے۔ جس چیز سے اس کو پیدا کیا ہے۔ آدمی کو پانی مٹی کے خمیر سے پیدا کیا۔ لہٰذا آدمی کی خوراک بھی مٹی و پانی سے پیدا ہوتی۔ بنظر غور دیکھو۔ جنات یعنی حشرات موذیہ کو ہڈیوں و گوبر سے جو دراصل مٹی و پانی کا خمیر ہوتا ہے۔ پیدا کیا۔ لہٰذا ان کی خوراک بھی ان میں رکھی۔ اخوان یعنی آدمیوں کے بھائی جنات کو اس واسطے فرمایا۔ کہ جیسا کہ آدمی کی پیدائش مٹی و پانی سے ہوتی ہے۔ ایسا ہی ان حشرات کی پیدائش بھی مٹی و پانی کے خمیر سے ہی ہوتی ہے۔ آدمی کی پیدائش مٹی سے یوں ہوتی ہے۔ کہ غلے و میوہ جات مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔ آدمی ان کو کھاتا ہے۔ ان سے منی پیدا ہوتی ہے۔ اور منی سے آدمی بنتا ہے۔ اور پھر مدام آدمی ان غلہ جات و میوہ جات وغیرہ اشیاء کو کھاتا رہتا ہے جن کی پیدائش مٹی سے ہوتی ہے۔ اور اس طرح اس کا جسم بڑھتا رہتا ہے۔ اور اسی طرح آدمی کی خلق ہوتی ہے۔ بلکہ یوں سمجھو کہ جنات یعنی حشرات وغیرہ حیوانات اور آدمیوں کی پیدائش مٹی ہی سے ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ ان کی ماں و اصل ٹھہری۔ اور پانی جو آسمان سے اتر کر مٹی پر پڑتا ہے۔ وہ مرد کی منی عاقدہ کے منزلہ ہوتا ہے۔ جس سے خمیر ہوتا ہے۔ پس چونکہ آدمی و جنات کی اصل و ماں مٹی ہے۔ لہٰذا وہ دونوں جنس آپس میں بھائی ٹھہرے یہی مٹی ہے۔ جو مختلف رنگوں میں ظاہر ہو رہی ہے۔ کہیں شاہ و گدا ہے اور کہیں درخت۔ اور کہیں آدمی اور کہیں درندے و پرندے اور کہیں خوراک و پوشاک اور کہیں لوہا و سونا و چاندی و پیتل وغیرہ دھات اور کہیں مواشی اور کہیں چاند و عطارد و زحل و مریخ و مشتری و زہرہ اور کہیں عاشق دل ربودہ و دلدادہ اور کہیں معشوق دلربا۔ کہیں ریل و آگبوٹ و محل و ماڑیاں اور کہیں طاؤس و مینا و کہیں قمری و فاختہ و طوطا وغیرہ وغیرہ ہزارہا اشکال و صورتوں میں مٹی ہی جلوہ گر ہے۔

ان کے علاوہ خدا تعالیٰ کی ایک اور مخلوق ہے جس کی پیدائش آگ سے ہوتی ہے۔ ان کو بھی جن کہتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ ترجمہ یعنے خدا تعالیٰ نے پیدا کیا جن کو آگ کے شعلہ سے اس آتشی مخلوق کی خوراک بھی آتش ہی ہے۔ ہم قبل ازیں ظاہر کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر جنس کی خوراک اس کے اصل مادہ میں رکھی ہے۔ جہاں سے اس کی پیدائش ہوئی ہے۔ لکڑی کا کیڑا لکڑی سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی کی خوراک لکڑی میں موجود ہے مدار کا کیڑا مدار سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی خوراک مدار میں موجود ہے لوہے کا کیڑا لوہے سے پیدا ہوتا ہے اس کی خوراک لوہے میں ہے آگ کا کیڑا سمندر آگ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی خوراک آگ میں ہے پتھر کا کیڑا پتھر میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی خوراک اسی میں ہے۔ پانی کے کیڑے پانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی خوراک اسی میں موجود ہے گوبر و ہڈیوں کے کیڑے انہی میں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہی ان کی خوراک ہیں۔

(۲) گوبر و ہڈیوں سے استنجا کرنا موجب امراض شدیدہ ہے۔ کیونکہ ان میں زہریلے حشرات کے زہریلے علامات اور ہوائے متعفنہ کے سمی و قاتلہ آثار ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اگرچہ ان میں کسی وقت نہ بھی موجود رہیں۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لوگوں کو محض بنظر شفقت و رحمت ان ضرروں سے بچنے کے لئے گوبر و ہڈیوں کے ساتھ استنجا کرنا منع فرمایا یعنی آپ نے ایسا کام کیا۔ جیسا کوئی اپنے بچوں کو اشیائے ضرر رساں کے استعمال سے روک دیا کرتا ہے۔ تاکہ ان کو ضرر نہ پہنچے۔ چنانچہ حدیث مذکور الصدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صریحاً اس امر کا اشارہ فرما دیا کہ تم میرے پیارے بچوں کے منزلہ ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کو کوئی ضرر پہنچے۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پدری محبت و شفقت کی جو آپ کو اپنی امت سے ہے۔ قرآن کریم میں تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ ترجمہ یعنے تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ اور وہ تم ہی میں سے ہے۔ تم کو کوئی تکلیف دکھ ہو۔ تو اس کو ناگوار گذرتا ہے۔ وہ تم سے حرص رکھتا ہے وہ مومنوں پر رؤف الرحیم ہے۔

اپنی امت کی تکلیف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی تکلیف و دکھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی کے بیٹے کو تکلیف و مصیبت پہنچنے سے باپ کو تکلیف ہوتی ہے۔

رحم بر کورے کند اہل بصر — باخبر را دل تپد بر بے خبر
ہمچنیں قانون قدرت اُفتاد — مر ضعیفاں را قوی آرد بیاد
رحم یزداں از ہمہ باشد فزوں — چوں ازیں قانون شود جمانی کوں

خداوند تعالیٰ کا احکام ممنوعہ و محرمات سے اپنے بندوں کو منع کرنا بنظر رحمت و شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ ترجمہ یعنے خدا تعالیٰ نے تم کو اپنی طرف سے بنظر شفقت و مرحمت محرمات و ممنوعات سے بچنے و حذر کرنے کے لئے آگاہ فرماتا ہے۔ کہ مبادا ارتکاب محرمات سے تم کو ضرر پہنچے۔ وہ نہیں چاہتا کہ تم کو ضرر پہنچے کیونکہ وہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ امت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلسوزی و ہمدردی و شفقت و مرحمت آنحضرت کو مقام فنا فی اللہ میں پہنچ کر خدا تعالیٰ سے عطا ہوئی تھی۔

اسی طرح حسب مراتب جس کو خدا تعالیٰ سے زیادہ قرب ہوگا

ڈاک بنگلہ منی پور (برما)
Imphal
Manipur
از دفتر الحکم قادیان

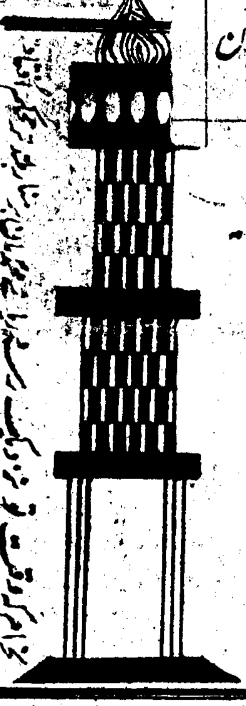

جلد ۱۶ نمبر ۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ۔
ہندوستان سے باہر ... ۔
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... ۔

الحکم

۲۱ فروری ۱۹۱۲ء — قادیان دار الامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہوچکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی آزمائش پر اپنا اعلیٰ اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے ... مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

رجسٹرڈ وائل نمبر ۲۶

اس کارخانہ میں ... اس دواخانہ کے سرپرست ... بعالیجناب مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین ... اور انہوں نے اپنی اور اپنے ... علم ... ہیں

نوٹ عمدہ پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ... اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ۔ "میڈیسنز دہلی"

وہ خدا کی مخلوق سے زیادہ ہمدردی کریگا۔ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ۔ ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مخلوق دُنیا خدا تعالیٰ کے کنبہ کے بمنزلہ ہے۔ پس مخلوق سے خدا کو وہی زیادہ پیارا ہے۔ جو اُس کے کنبہ سے بھلا کرے۔

استنجے کے تین ڈھیلوں کی حقیقت اور جوتوں کے کھانے وغیرہ کے متعلق بحث کے بعد اب میں بہشت کے آٹھ دروازوں پر کچھ بحث کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

بہشت کے آٹھ دروازے

بہشت کے متعلق میں نہیں سمجھتا کہ کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہر شخص کی فطرت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ سُکھ کو چاہتا ہے اور یہ حصول سُکھ کی فطرتی خواہش ایک ایسی جگہ کا پتہ دیتی ہے جہاں انسان سُکھ حاصل کرسکتا ہے پس اسی کا نام ہم جنت یا بہشت رکھتے ہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب نے کسی نہ کسی طریق پر بہشت و دوزخ کا اقرار کیا ہے پھر اس امر مشترک کے وجود پر نکتہ چینی شاید دانشمند کا کام نہیں ہے مجھے یہ امر نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کی تعلیم پر یا اس کے کسی اصل پر اعتراض کرتے ہیں وہ اس وقت اصولی رنگ میں جرح نہیں کرتے مثلاً وہ ہماری مسلمہ کتب کو چھوڑ دیتے ہیں یا اُن امور پر اعتراض کرتے ہیں جو کسی ایک یا دوسرے رنگ میں خود اُن کے ہاں موجود ہیں۔ پس جبکہ حصول سُکھ یا مکتی پانے کی خواہش ہمارے سماجی دوستوں میں ہے اور وہ مکتی دھام کوئی تجویز کرتے ہیں تو کیوں انہیں جنت پر اعتراض ہوتا ہے خیر یہ وہ جانیں اور ان کا کام۔ جنت کے آٹھ دروازوں پر بحث کرنے سے پہلے میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنت ہے کیا چیز۔ بروئے اسلام ہم مانتے ہیں قرآن مجید کی ان آیات پر (جو نعمائے جنت کے متعلق بیان ہوئی ہیں) یکجائی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت کہ انسان اس دنیوی زندگی میں خدا تعالیٰ کے ساتھ آرام اور سکینت حاصل کرے اور تمام اطمینان اور سرور اور لذتیں اس کی خدا ہی میں ہوجاویں وہ حالت ہے کہ جس کا نام ہم بہشتی زندگی رکھتے ہیں اور بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوجاتی ہے اور وہ چیز جس کا نام نجات ہے اس کا دروازہ اسی عالم میں کھلتا ہے۔ دوسرے مذاہب اور اسلام میں یہی تو فرق ہے کہ وہ آئندہ زندگی اور اس عالم کی زندگی کے درمیان موت کو ایک ناقابل گذر پہاڑ سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک اس عالم اخروی کے نظاروں اور کیفیات کو اس عالم کے نظاروں اور کیفیات سے گویا کوئی تعلق اور رشتہ ہی نہیں ہے مگر اسلام نے ظاہر کیا ہے کہ موت ناقابل گذر پہاڑ نہیں ہے بلکہ اس عالم کیلئے ایک گذرگاہ ہے اور جس حالت روحانی میں وہ مرنے کے وقت ہوتا ہے وہی حالت اس عالم ثانی میں اسے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس دنیا کی بہشتی زندگی اس حالت میں شروع ہوتی ہے جب انسان کے تمام سفلی اور نفسانی جذبات پر ایک موت وارد ہوکر وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں [illegible] راضی اور خدا اس سے خوش ہوجاوے۔ میں کھویا جاتا ہے اس وقت تک یہ زندگی شروع ہی نہیں ہوسکتی۔ غرض اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی۔ خدا پرستی۔ خود فراموشی حصول جنت کی راہ ہے۔ اور یہ اعمال صالحہ اس بہشتی زندگی کے اظلال و آثار ہیں۔ میں اس وقت اس مضمون کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ جنت جسکا اسلام ذکر کرتا ہے انسان کے اپنے ہاتھوں نے طیار کیا ہے جہاں ایمان درختوں کی صورت پکڑتا ہے اور اعمال صالحہ نہریں ہوکر اسکو سرسبز اور شاداب رکھتی ہیں گویا جو رشتہ نہروں کا باغ کے ساتھ ہے وہی رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھ ہے جیسے کوئی باغ بدون پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا اسیطرح کوئی ایمان بدون نیک اعمال کے زندہ نہیں رہ سکتا۔

گویا اسلام اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور نفسانی جذبات کی غلامی سے نکالنے کی سبیل بتلاتا ہے۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بہشت کے آٹھ دروازے بتائے یہ کیسے صحیح ہیں۔ یاد رہے کہ وضو کے لئے سات **اعضا مخصوص** ہیں منہ، دونوں ہاتھ، پاؤں، کان، سر۔ ان اعضاء کی تخصیص کے متعلق احادیث میں غائر نظر کرنے سے اصل سر معلوم ہوجاتا ہے۔ مگر معترض جس کی غرض حقیقت شناسی نہو ان تکالیف کو کب گوارا کرتا ہے۔ میں مختصراً یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ایک نیک طینت آدمی وضو میں ان اعضاء کی تخصیص پر خود بھی غور کرے تو اُسے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہی وہ اعضاء ہیں جن کے ساتھ اخلاق شریعت وابستہ ہے اور وہ امور جنکا اثر سوسائٹی کی مختلف حالتوں اور تمدن پر پڑ سکتا ہے وہ ان اعضاء کے افعال کے نتیجے ہیں مثلاً زبان سے راستبازی۔ دوسروں کے ساتھ اخلاقی بھلائی کی تعلیم۔ خدا کی شکر گذاری۔ خدا تعالیٰ اور اُس کی صفات کا اقرار اسی زبان سے متعلق ہے اور اسی کے ذریعہ کفر غیبت بدگوئی کفر باللہ اور کفر بالرسول اور دوسرے معائب سرزد ہوسکتے ہیں جنکا اثر سوسائٹی پر پڑتا ہے۔ بیع شرا کے معاہدات اسی زبان سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح آنکھ ایک سوراخ ہے اور وضو میں اس کا دھونا بھی ضروری ہے۔ اس سے ان تمام گناہوں سے بچنے کی تعلیم مقصود ہے جو آنکھ سے متعلق ہیں۔ اسی طرح پر دوسرے اعضاء اور جوارح پر غور کرلو کہ کس قدر **اخلاقی قوتیں** [illegible] اندر رکھتے ہیں۔ اور وضو میں ان کا دھونا اسبات کی [illegible] اور ظاہری نشان ہے کہ [illegible] ان گناہوں سے بچے۔ اب میں تمام **سلیم الفطرت** اور **شریف الطبع** لوگوں سے دریافت کرتا ہوں کہ جب ایک انسان **کامل اتباع آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا کرے اور وضو کے ذریعہ جو روحانی غرض رکھی گئی ہے اسے پورا کرے تو انصاف سے کہو کہ کیا وہ بہشت میں داخل ہونیکا ایک دروازہ ہوگا یا نہیں؟ دروازہ کیا ہے مکان کے اندر داخل ہونیکا ذریعہ اور اسی مقصد کے لئے وہ بنایا جاتا ہے۔ پھر جنت میں جن اسباب سے انسان داخل ہوتا ہے وہی اس کے لئے دروازہ ہے اور یہ جوارح جب کامل طور پر خدا تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری میں لگجاویں تو کیوں انسان بہشت میں داخل نہو۔ پس یہ تو ہے سات دروازوں کا ۔

اب رہا آٹھواں دروازہ اس کی حقیقت بھی مجھ سے سنو۔ میں نے پہلے بتایا تھا کہ جسمانی طہارت روحانی طہارت پر موثر ضرور ہوتی ہے۔ وضو کی غرض روحانی طہارت ہے چونکہ انسان کوئی کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق کے بدون نہیں کرسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو عبودیت سکھاتے اور خدا تعالیٰ کے قرب کے لئے وسیلہ دعا ضروری سمجھتے ہر مرحلہ زندگی کے لئے آپ نے اپنی اُمت کو دعائیں سکھائی ہیں۔ وضو کے بعد جیسا کہ مسافر نے بھی اس دعا کا ترجمہ لکھا ہے ایک دعا سکھائی۔ اور غور کرو کہ وہ کیسی پاک دعا ہے۔ پہلے اقرار توحید کرتا ہے **اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ** - یہ کلمہ جسقدر صداقت اور خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اسپر اگر بحث کیجاوے تو اخبار الحکم کے متعدد نمبر کافی نہیں ہوسکتے بہرحال اس میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا کہ اسکا جزو اول تو ایسا ہے کہ ہر ایسا شخص جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی توحید کا قائل ہے اسپر قربان ہوگا۔ اور دوسرا جزو اس کے ساتھ اس لئے رکھا کہ چونکہ بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے اپنے ہادیوں کو امتداد زمانہ کے بعد خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیدیا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوع انسان پر رحم فرماکر آئندہ ہمیشہ کے لئے اس نقص سے بچانے کے لئے اپنی شخصیت کے مسئلہ کو اس اقرار کے ساتھ صاف کردیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان اور خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی توحید پر کامل ایمان لے آتا ہے اور اس کی صفات افعال اور اسماء کو لیس کمثلہ شئے یقین کرلیتا ہے تو وہ بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو یقین کرتا اور آپ کے اسوہ حسنہ کو اپنے لئے ایک نمونہ یقین کرکے آپ کے نقش قدم پر چلتا ہے تو اس میں **بہشتی زندگی** کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں اس اقرار کے بعد جو دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی وہ ایسی **قابل قدر** ہے کہ دُنیا کے دوسرے مذاہب کی کتابوں میں مجھے شبہ ہے کہ اس جیسی دعا اس موقع کے لئے مل سکے۔ اور وہ یہ ہے **اللّٰہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین** - یعنی اے اللہ مجھے حقیقی توبہ کرنے والوں میں سے بنادے اور اے اللہ مجھے ظاہری اور باطنی صفائی رکھنے والوں میں سے بنادے۔

اس دعا کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اصل غرض پاکیزگی اور طہارت ہے اب غور کرو اور انصاف کرکے بتاؤ کہ جو شخص ان اعضاء سبعہ سے تمام اعلیٰ کام کرتا ہو اور پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور اس توحید کے لانے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتا ہوا خدا تعالیٰ سے حقیقی پاکیزگی کا خواستگار ہوگیا اس کے بہشت میں داخل ہونے کے آٹھ دروازے نہیں کھلے؟ یہ آٹھ دروازوں **کی حقیقت چاہو تو خدا کے لئے غور کرو اور قبول کرو**۔

مسلمانوں کا مُشیر

اخبار "المشیر" ہے جو اُن کے ملکی اور قومی حقوق کا محافظ اُن کی تمدنی بُرائیوں کا مصلح اُن کی تعلیم کا حامی اُن کی اتحاد [illegible] اور عمل۔ اخلاقی اور مذہبی اور روحانی مذاق پیدا کرنیوالا ملک بھر میں اپنی طرز کا نرالا ہفتہ وار اخبار ہے۔ قیمت صرف تین روپیہ سالانہ۔

المعلن منیجر اخبار المشیر مرادآباد

ایوان خلافت

خلیفۃ المسیح کے لیل و نہار

بللہ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ قرآن مجید کی اشاعت
لیغ کے لئے یوں تو ہمیشہ ہی آپ کو جوش و شوق رہا ہے
جل بہت بڑھا ہوا ہے۔ صبح ہی آپ چھوٹی لڑکیوں
کو قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ یہ
درس ان کی استعداد اور سمجھ کو مدنظر
رکھکر دیا جاتا ہے اور آپ روزانہ
سبق ان لڑکیوں سے سنکر پھر پڑھاتے
اس طرز تعلیم نے مدرسین اور معلمین کے لئے ایک
نمونہ پیش کر دیا ہے۔ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھایا جاتا ہے
سنت استعداد کی لڑکیاں ہیں مگر کیا مجال کہ کسی پر بھی
ہو۔ پڑھنے والی لڑکیوں میں بیحد شوق ہے پھر
وقت کو سبق دیتے ہیں۔ قرآن مجید کے سننے اور
نے کا شوق یہاں خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت
المسیح کی توجہ اور دعاؤں کے باعث مستورات میں بہت
گیا ہے۔ قرآن مجید کے درس کے بعد پھر عورتوں
بھی۔ استعداد کی بیبیاں بخاری پڑھتی ہیں اس سے
کر مستورات اور بچوں کے علاج کیطرف توجہ ہوتی
اور گھر ہی میں انکو طبی مشورہ دیتے ہیں۔ وہاں سے
ہوکر باہر تشریف لاتے ہیں اور مریضوں کو دیکھتے ہیں
سلسلہ ۱۱ بجے تک جاری رہتا ہے ان سے فارغ ہوکر طب
پڑھنے والے طالبعلموں کو طبی درس دیتے ہیں۔ طب کے
ان ہی میں ڈاک کے خطوط بھی پیش ہوتے جاتے ہیں اور
کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔ اس درس سے
غ ہوکر آپ کھانا کھانے بیٹھتے ہیں۔ کھانے کے وقت پر
ایک درس قرآن مجید کا ہوتا ہے چند نوجوان قرآن
کا ترجمہ آپ سے پڑھتے ہیں۔ یہ قیاس کر لینا سہل امر ہے
کھانا کسقدر کھایا جاتا ہوگا جبکہ آپ پڑھانے میں مصروف
رہتے ہیں۔ چونکہ آپ کی غذا کلام الٰہی ہے بس اس سے
فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید کے اس درس سے
فارغ ہوتے ہی اذان ظہر ہوتی ہے۔ نماز سے فارغ ہوکر ایک
وسیع حلقہ درس بخاری کا ہوتا ہے اور یہ سلسلہ عصر تک
جاری رہتا ہے۔ عصر سے فارغ ہوتے ہی کوئی اخبار علمی
کوئی اور ہاتھ میں آگیا تو پڑھکر بڑی مسجد میں قرآن مجید
ایک عام درس ایک رکوع کا ہوتا ہے۔ یہ درس جیسا کہ
سب لوگ جانتے ہیں ایک وسیع لیکچر ہوتا ہے۔ اور قرآن
مجید کا جیسا عام اسلوب ہے کہ ہر رکوع میں مختلف امور پر
ہدایات دیتا ہے آپ کے درس میں ہر مرض کے مریضوں
کے لئے نسخہ شفا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کا یہ درس مغرب تک
رہتا ہے اس سے فارغ ہوکر نماز مغرب ادا کرتے ہیں اور نماز
مغرب کے بعد قرآن مجید کا ایک درس لڑکوں کو دیتے ہیں۔
کیونکہ لڑکیاں اپنے بچے کو قرآن مجید پڑھاتے ہیں ابتداءً

پہلے یہ درس عمدا مختصر ہی کا تھا مگر رفتہ رفتہ یہ بھی ایک عام درس
ہوگیا۔ طالبعلموں کے بعد دوسرے لوگ بھی شامل ہو سکتے
ہیں یہ درس بھی بہت وسعت سے ہوتا ہے۔ اور عجیب
بات یہ ہے کہ اس درس کا طریق حضرت نے اختیار کیا ہے کہ بچے
اس سے خوب استفادہ کر سکتے ہیں۔ طریق استدلال ان کی استعداد
کے موافق ہوتا ہے۔ پھر ایک اور درس قرآن مجید ہی کا
ہوتا ہے یہ درس فارغ التحصیل لوگوں کے لئے ہوتا ہے یہ مختصر
سا انضباط اوقات حضرت خلیفۃ المسیح کا ہے اس سلسلہ میں مناسب ہے کہ
کہ آپ کی زندگی کے چند عجیب واقعات میں ناظرین کو حیات نور
(خلیفۃ المسیح کی لائف مرتبہ ایڈیٹر الحکم) میں سے

نور کو ایک کیمیا کا نسخہ کہاں لیگیا

ابھی آپ بچے تھے اور تعلیم کے
لئے گھر سے باہر نہ گئے تھے
بھیرہ ہی میں ایک کیمیاگر آیا
جس کا پوتا حضرت خلیفۃ المسیح
کے کنبہ میں پرورش پاتا تھا اس نے آپ کو بچہ سمجھ کر آپ کو
پھسلانا چاہا اور سلسلہ گفتگو اس طرح سے شروع کیا کہ چونکہ
تمھارے خاندان نے میرے پوتے پر بڑا احسان کیا ہے اس
کی تعلیم اور اخراجات کو برداشت کیا ہے اس احسان کے بدلے
میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ ایک خاص احسان کروں۔ اور
وہ یہ ہے کہ تم کو کیمیا کا نسخہ سکھا دوں تم صرف ایک چھوٹی سے اور
ایک بچہ کیمیاگروں کے ہتھکنڈوں سے کیا واقف ہو سکتا ہے
جبکہ بڑے بڑے آدمی مغالطہ کھا جاتے ہیں مگر اس بچہ کی
فراست اور دانش کو دیکھو جو کل ایک قوم کا باپ بننے والا
تھا اس کیمیاگر کی باتوں کو سنکر آپ سیدھے اپنے والد ماجد
کے پاس گئے اور اس قصہ کو بیان کر دیا والد ماجد کا طریق تعلیم
و تفہیم بھی عجیب تھا وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ باتیں فضول اور جھوٹی
ہیں مگر نہیں انھوں نے یہ مناسب سمجھا کہ نور کو (کیونکہ محبت
کی وجہ سے کنبہ میں آپ اسی نام سے پکارے جاتے تھے) کیمیا
گروں کی حقیقت سے ایسے طور پر واقف کرا دیں کہ ہمیشہ کیلئے
اس بدمعاشی سے وہ باخبر ہو جاوے۔ انھوں نے کہا
کہ یہ تو کیا بات ہے روپیہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ مگر تم ایک
بات کرو۔ اس کیمیاگر کو جا کر یہ کہو کہ تم مجھے کروڑوں روپیہ بنانے کا
نسخہ بتلاتے ہو۔ اس کو رہنے دو صرف اتنا کرو کہ دس ہزار روپیہ بنا کر
دیدو یہ بہتر ہے۔ دس ہزار سے پھر دولت خود بڑھ جائیگی۔
ادھر کیمیاگر خیالی پلاؤ پکا رہا تھا کہ اچھا شکار ہاتھ آیا ہے۔ اگر یہ
بچہ میرے قابو میں آگیا تو بس خوب ہاتھ رنگینگے۔ اس کی محسن
کشی بھی دیکھئے کہ پوتا ان کے گھر میں پرورش پا رہا ہے اور
وہ ان کے ہی لوٹنے کے سامان کر رہا ہے۔ غرض بڑی خوشی
سے اس کے پاس پہنچے اور اسکو امید تھی کہ ایک چکنی چپڑی لیکر
اپنی چالاکی سے نور کو گرویدہ کر دیگا۔ مگر وہاں کچھ اور ہی گل
کھلنے والا تھا نور نے وہی نسخہ جو اپنے آبا سے سراب کیمیا
سے نجات پانے کا سیکھا تھا اس کے سامنے رکھدیا اور کیمیا
گر کو اس مشکل سوال کے حل کرنے کیطرف متوجہ کیا۔ کہ آپ
صرف دس ہزار روپیہ بنادیں میں نسخہ نہیں سیکھتا
اب کیمیاگر کی آنکھیں کھلیں اور وہ حیران و سرگرداں رہ گیا۔

کچھ بھی جواب تو اسے بن نہ آیا۔ اس دس ہزاری تجربہ
نے ہمیشہ کے لئے آپ کے دل میں کیمیاگری (جس سے
مراد سونا چاندی بنانا ہے) سے نفرت ڈالدی۔ زاں بعد اس
کے پوتے سے آپ نے ذکر کیا تو وہ چونکہ ایک دیندار
خاندان میں رہ کر هل جزاء الاحسان الا الاحسان کو سمجھ چکا
تھا اسنے اپنے دادا کیمیاگر کے ہتھکنڈوں سے آپ کو آگاہ
کیا کہ یہ بڑا ہی فریبی اور مکار انسان ہے۔ اور اس کے لپتہ میں
سے ان چالاکیوں کے کارنامے دکھائے۔ خیر یہ واقعہ تو آپ
کی ابتدائی عمر کا ہے جب ابھی آپ اکھڑ تھے اس تجربہ نے
آئندہ زندگی میں اس خطرہ سے محفوظ کر لیا جو کیمیاگروں کے
لباس میں مال پر آتا ہے۔ لیکن جب آپ کو قرآن مجید پر غور
کرنے کا مذاق پیدا ہوا اور آپ صحیفۂ قدرت میں خدا کی دی
ہوئی آنکھوں اور دل و دماغ سے مشاہدہ اور فکر کرنے لگے
تو آپ نے دیکھا کہ جو چیز انسان بناتا ہے وہ خدا نہیں بناتا۔
اور جو خدا بناتا ہے وہ انسان نہیں بنا سکتا۔ انھوں نے
دیکھا کہ گیہوں خدا کی پیدا کردہ چیز ہے اس گیہوں سے انسان
روٹی بناتا ہے۔ خدا تعالیٰ روٹی نہیں پیدا کرتا۔ کپاس تو خدا تعالیٰ
پیدا کرتا ہے کپڑے نہیں بناتا۔ اسی سلسلہ غور و فکر میں
آپ دور نکل گئے۔ یہانتک آپ اس نقطہ پر پہنچے کہ سونا اور
چاندی تو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ چیز ہے پھر انسان اسے
کیونکر بنا سکتا ہے؟ یہ محض غلط اور بیہودہ خیال ہے اور کیمیا
گری ایک دھوکہ محض ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ دو مختلف
چیزوں کو ترکیب دیں۔ اس سے ایک تیسری شے اور خواص کے
ساتھ طیار ہو جاوے۔ یہ تو کیمسٹری کے عجائبات ہو سکتے ہیں
اور ہیں۔ مگر یہ غلط کہ کوئی سونا چاندی بنا سکے یہ مشاہدہ
اور یہ نکتہ آپ کو قرآن مجید کی اس آیت سے پیدا ہوا تھا

هو الذی جعل لکم ما فی الارض جمیعا

کہ جو کچھ دنیا میں ہے وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ پس اور
کوئی نہیں بنا سکتا۔ یہ تجربہ اور علم آپ کا عمر کے ساتھ ساتھ
وسیع ہوتا گیا۔ یہانتک کہ آپ کے یہ خیال سنا کہ حضرت مسیح
چمگادڑ بنایا کرتے تھے۔ اس موقعہ پر پھر اس آیت نے آپکی
رہنمائی کی اور بتایا کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو چیز
خدا بناتا ہے وہ انسان بنا ہی نہیں سکتا۔ پھر مسیح کے
چمگادڑ بنانا کیوں درست ہو۔
یہ فیصلہ آپ نے پہلے ہی کر لیا ہوا تھا۔ خلیفۃ اللہ حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کے حضور خدا کا فضل آپ کو لے آیا۔ ایک زمانہ
گذرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مسیح ہوکر
ظاہر ہوئے اور آپ کی توجہ حضرت مسیح کے معجزات وغیرہ پر
ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود پر ان آیات کی تفسیر کا انکشاف
کیا۔ پس آپ خیال کریں کہ نور کتنا خوش ہوا ہوگا جب اسے اپنے
امام کے منھ سے ان جدید انکشافات کو سنا جو خدا تعالیٰ نے اس پر
ظاہر کئے تھے۔ مگر نور کو خدا تعالیٰ نے اس نکتہ معرفت تک پہلے
ہی پہنچا دیا تھا۔ اسطرح وہ جیلی کا نسخہ کیسا قیمتی ثابت ہوا
کیمیاگر نے فی الحقیقت آپکو ایک کیمیا کے نسخہ کی طرف متوجہ کر دیا

نور چوپان کا غلام بنکر جیت گیا

جیلوں کو سبق پڑھنے کا

پورا ہو جائے۔ اُس وقت لازم ہو جاتا ہے۔ اور اُس سے رجوع جائز نہیں ہوتا۔ اور نہ اُس میں سے وارثوں کو کچھ مل سکتا ہے۔ وقف کے معاملہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) واقف یعنے وقف کرنے والا۔

(۲) شئے موقوفہ۔

(۳) غرض وقف۔

(۴) مستحقانِ وقف یعنے منافع کے مصرف۔

شئے موقوفہ جس نفع کے لئے وقف کی گئی ہو۔ دوسرے نفع میں صرف نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ دوسرے مصرف اس سے اعلیٰ و بہتر ہو۔ اور نہ غیر مستحقان وقف پر صرف کی جا سکتی ہے۔

وقف کا متولی اگر واقف خود بننا چاہے تو بن سکتا ہے لیکن لیکن اُس کا فرض ہے کہ شرط وقف کو ملحوظ رکھے اگر وہ اور اسی طرح کوئی دوسرا متولی شئے موقوفہ اور مصرف و مستحقانِ وقف کے منافع میں خیانت کریں گے۔ تو بموجب حکم شرع حاکم وقت یا جماعت مسلمین ایسے متولی کو معزول کر سکتے ہیں۔

معاملات وقف میں ہماری گورنمنٹ برطانیہ کا عملدرآمد اسی قانون پر ہے۔ جس کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ہم تعجب اور افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں اسلامی اوقاف کی جو بُری حالت ہو رہی ہے۔ اور جس ظالمانہ دستبرد سے اشیاء موقوفہ کے نفع کو غیر مصرف میں خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ بہت کچھ توجہ کے قابل اور لائق حیرت وحسرت ہے۔

اوقاف کے متولی

جس طرح اشیاء موقوفہ پر قابض ہیں۔ اور اُن کے نفع کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے سے دور رہتے ہیں۔ اُس پر نظر ڈالتے ہوئے بیساختہ اسلام کی نازک حالت پر رحم آتا ہے۔ ہر چند کہ ہم اسلام کے نام لیوا ہیں۔ اور مسلمانوں سے ہمارے تعلقات مذہبی ہیں لیکن ہماری کمزوریاں اور ہماری لا[illegible] کو اس رشتہ اخوت کے قابل نہیں سمجھتی جو اسلام نے ہمارے لئے قرار دیا تھا۔

ابتک تو یہ خیال تھا کہ مسلمانوں کے اعمال و افعال متعلق مذہب ہی اس قدر خراب ہوگئے ہیں۔ کہ وہ صحیح طور پر مسلمان سمجھنے کے قابل نہ رہے۔ دینی ہمدردی اور مذہبی ارکان کی ادائیگی کا جوش مسلمانوں میں سے جاتا رہا ہے۔ اور اب وہ مذہب سے دور اور اُن کے اعمال و افعال مذہبی زندگی سے قطعی جداگانہ ہیں۔ لیکن جب ہم مسلمانوں کے معاملات پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو وہ سب سے زیادہ خراب بدتر اور کمزور پائے جاتے ہیں۔ اور بیساختہ زبان سے یہ نکل جاتا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی اقوام دُنیا میں ہر پہلو سے ایک تاریک و بدتر زندگی ہے حقوق اللہ کی ادائیگی آج اسلامی دُنیا میں جس سرد مہری سے کی جاتی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں اور مسلمانوں کی جسقدر تعداد [illegible] ہے۔ وہ بھی ظاہر و باہر۔ لیکن حقوق العباد کا خیال جتنی لاپروائی سے تو جبھی ہے وہ سب سے زیادہ ہے اور یہی نوعی حالت و کیفیت اس امر کا صحیح اندازہ ہے کہ آج جو تباہی [illegible] مسلمانوں پر ہے۔ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں کے معاملات اسقدر تاریک و کمزور ہیں کہ دُنیا اور دین کا کوئی کام صحیح اصول پر نظر نہیں آتا۔ معاملات قرض ہبہ۔ بیع میں ان کی بے اعتباری اقوام دُنیا میں مشہور ہے تجارتی کاروبار میں ان کے سب سے پیچھے رہنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان کے تعلقات تجارت میں معاملہ کا پہلو نہائت خراب ہوتا ہے۔ اور تجار اعتبار متعلق لین دین کے قابل ان کو نہیں سمجھا جاتا۔

غرض معاملات کے جس پہلو پر نظر ڈالی جائے۔ مسلمانوں کی کمزوری کا صفحہ نہائت روشن و زرین نظر آئیگا اور صحیح معاملہ کا حصہ نہائت تاریک و خراب۔

معاملات وقف میں بھی مسلمانوں کا یہی حال ہے۔ ہر چند کہ

وقف حقوق اللہ میں داخل ہے

لیکن اس کی تولیت میں جسقدر بدعنوانیاں کی جاتی ہیں۔ وہ ایک سچے مسلمان سے دیکھی نہیں جا سکتیں۔

اوقاف کے متولی عموماً لالچی اور حریص ہو جاتے ہیں۔ اور شئے موقوفہ کو کبھی صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ جہانتک ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں آیا ہے۔ اوقاف کے متولی شئے موقوفہ کے نفع کو اس طرح صرف کرتے ہیں۔ کہ وہ صرف درحقیقت صرف ہی نہیں ہوتا بلکہ اپنا ذاتی نفع ہوتا ہے جس کی چند صورتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) شئے موقوفہ کے نفع کا مصرف وقف کرنے والے کی غرض سے علیحدہ کر کے غیر مصرف میں خرچ کرتے ہوئے رشتہ داروں۔ عزیزوں۔ دوستوں کو اس سے نفع پہنچانا۔

(۲) خود اپنی ذات پر خرچ کرنا۔

(۳) آئندہ زندگی کی بہترین صورت بنانے کے لئے وقف سے کچھ ایسے ذرائع پیدا کرنا جو متولی خاص کے لئے مخصوص ہو جائیں۔

(۴) مصارف کی فرضی تعداد سے اپنی جیب بھرنا۔

خیر یہ تو وہ صورتیں رہیں۔ جن کی ظاہری نمود و شان کچھ نہ کچھ پائی جاتی ہے۔ سیکڑوں موقعہ ایسے ہیں کہ شئے موقوفہ پر متولی بالکل قابض ہیں۔ اور اُس کے نفع کو اپنی ذاتی ملکیت خیال کرتے ہیں۔

تجربات سے یہ بات معلوم ہوئی ہے

کہ چونکہ اوقاف کے متولی عموماً وقف کرنے والے کے رشتہ دار یا وارث ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ شئے موقوفہ کو عموماً اپنی ملکیت خیال کرتے اور چند روز بعد اُس پر مالکانہ قبضہ کر لیتے ہیں اور بسا اوقات اُس ناجائز قبضہ سے وہ موقوفہ شئے متولی کے قبضہ میں نیلام ہو کر برابر ہو جاتی ہے۔ اوقاف اسلامی کی جو آج جو ناگوار حالت ہے۔ وہ ایک سچے ہمدرد اسلام سے دیکھی نہیں جاتی۔ متولیوں کی تاریک زندگی اوقاف پر مالکانہ قابض ہے اور اُس وقف کا منافع وقف کرنے والے کے منشار کے خلاف صرف میں آ رہا ہے کیا اس سے بدتر کوئی صورت ہوسکتی ہے؟ ہر چند گورنمنٹ عالیہ نے محکمہ اوقاف قائم کر کے اوقاف کے متعلق بہت کچھ حفاظت و نگہداشت کی کوشش کی۔ لیکن ابھی تک اوقاف اسلام کی وہی بُری حالت چلی جاتی ہے۔ نہ اوقاف کی پوری طرح سے دیکھ بھال ہے اور نہ یہ تحقیقات کی جاتی ہے۔ کہ اوقاف کے متولی اس کے نفع کو کیوں کر صرف کرتے ہیں۔

دس۔ بیس نہیں بلکہ سیکڑوں نظریں ہمارے سامنے ایسی پیش ہیں کہ اوقاف درحقیقت اوقاف ہی کی صورت سے نکل گئے۔ اور متولی کے مالکانہ قبضہ میں ہیں۔ لیکن اُن کی طرف، نہ تو اہل اسلام کو توجہ ہے اور نہ ہمدردان اسلام گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلاتے ہیں۔

گورنمنٹ عالیہ

کو اوقاف اسلامی کی سخت حفاظت کرنی چاہئے اور نہ صرف حفاظت بلکہ ان کو اپنی تولیت میں لیکر وقف کنندہ کے منشار کے مطابق اُن کا نفع صحیح مصرف میں خرچ کرنا چاہئے۔

اوقاف کا سلسلہ ہر چند کہ اب روز بروز کم ہوتا چلا جاتا ہے اور جو کچھ اوقاف موجود ہیں۔ وہ متولیوں کی بدعنوانیوں سے قرضہ یا [illegible] و رہن کی بدولت عنقریب دوسرے ہاتھوں میں چلے جانے والے ہیں۔ لیکن اگر گورنمنٹ عالیہ نے توجہ فرمائی۔ تو اوقاف کی صورت و کیفیت میں جان پڑ سکتی ہے۔ اور اُن کا انتظام وقف کرنے والے کی نیت کے موافق ہو سکتا ہے۔

وقف جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ خدا کی ملکیت یا حق اللہ ہوتا ہے اور حق اللہ میں مداخلت یا اُس کا رہن و بیع اور نیلام یا اپنے قبضہ و تصرف میں رکھنا شرعاً و قانوناً ہرگز جائز نہیں ہے۔ اگرچہ وقف کرنے والے نے وقف کرنے کی حالت میں ایسی شرائط سے وقف کو مقید کیا ہو۔ جن میں بیع۔ رہن یا ہبہ کرنے کی خواہش پائی جاتی ہو۔

غرض قانون شرعی سے

وقف شدہ شئے کا بیع۔ رہن اور ہبہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی عدم توجہی سے سیکڑوں بلکہ ہزاروں اسلامی اوقاف متولیوں کی شرارت و بدعنوانیوں سے قرضہ میں نیلام ہو گئے یا اُنہوں نے بیع کر دیئے۔

ہمدردان اسلام آپکا فرض ہے۔ کہ اپنے اوقاف کی حالت پر رحم کھائیں اور اُن کو نفس پرست متولیوں کے مالکانہ قبضہ سے نکال کر گورنمنٹ کے انتظام میں دیدیں تاکہ وقف شدہ شئے محفوظ رہ سکے اور اس کا نفع صحیح مصرف میں صرف ہو۔

اضلاع روہیلکھنڈ اور خاص مراد آباد میں جسقدر اوقاف ہوں اور اُن کی حالت ناگفتہ بہ ہو تو ہمیں اُس سے مطلع فرمایا جائے تاکہ بقدر امکان ہم اُن کی حفاظت و نگہداشت کا انتظام کر سکیں اور ان کو متولیوں کے ناجائز ہاتھوں سے بچا کر ان کا نفع صحیح مصرف میں لگائیں۔ امید ہے کہ ہمدردان اسلام اور گورنمنٹ عالیہ اس تحریر پر ضرور توجہ فرمائینگے۔ اضلاع روہیلکھنڈ میں خاص اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے مناسب ہے کہ ضلع وار ایسی انجمنیں قائم کی جائیں۔ جو تمام موقوفہ کی آمدنی اور اُن کے صحیح مصرف کا اندازہ کرتے رہیں۔ اس موقع پر ہم اپنے ضلع مراد آباد کے غیور اور باحمیت مسلمانوں کو خاص طور پر متوجہ کرتے ہیں۔ اور اکابران اور عمائدین ضلع مراد آباد سے متوقع ہیں کہ وہ اپنے حمیت دینی کو حرکت دیکر کم سے کم اپنے ضلع کے اوقاف کے اہتمام کی جانب توجہ فرمائیں گے۔ آئندہ سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم ضلع و خاص شہر مراد آباد کی موقوفہ جائیدادوں اور اُن کے متولیوں کے دستبرد

شوق ہوا تو اسوقت تحقیق کے بعد لکھنؤ کے ایک نامی گرامی طبیب حکیم علی حسین صاحب مرحوم کا پتہ ملا مگر لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے ہاتھ میں شفا نہیں - نور کی طبیعت غور کن واقع ہوئی تھی اسبات پر غور کرتے ہوئے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان کے پاس مدقوق مسلول مجذوم اور ذیابیطس کے مریض آخری حالت میں جاتے ہیں ایسے بیماروں کے علاج میں ایسی حالت میں کامیابی کی کم امید ہونی چاہیئے مگر یہ ان کے کمال کا ثبوت ضرور ہے چنانچہ نور یہ فیصلہ کرکے کہ لکھنؤ جاکر طب پڑھیں چلدیا - مراد آباد - کانپور ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچا - کچی سڑک گرمی کا موسم گرد و غبار نے نور کی جو حالت بنا دی ہوگی وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہو سکتی جنہوں نے اس کے طویل قد اور بھرے ہوئے چہرہ کو دیکھا ہے اور جو جانتے ہیں کہ اب بھی چند قدم چلکر پیاس محسوس کرتا ہو جوانی کے ایام میں جب شان کا یہ انسان ہوگا وہ اس کے موجودہ قویٰ کو معلوم ہو سکتا ہے - غرض راستہ کی گرد و غبار نے ہیئت میں ایک عجیب شان پیدا کر دی تھی ... اسپر راستہ ... گرد و غبار نے اور بھی رنگ دیدیا اور یہ لباس ایک وقائع نگار کے لئے اس وقت داخل گستاخی و بے ادبی نہیں ہو سکتا کہ نور اسوقت عجب کھلا نگ حالت میں حکیم صاحب کے مکان میں جا گھسا اور ایک بڑے ہال میں دیکھا کہ اس میں ایک فرشتہ خصلت دلربا حسین سفید ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چار زانو بیٹھا ہوا ہے - اس کے پیچھے ایک نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے اور سامنے پاندان اگالدان - خاصدان قلم دوات کاغذ دھرے ہوئے ہیں اور ہال کے کنارہ کنارہ جیسے لوگ التحیات میں بیٹھے ہوتے ہیں بڑے خوشنما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے تھے - لکھنؤ تکلفات کا گھر انڈیا کا پیرس اور وہاں کے ایک رئیس اور مرجع خلائق کا دربار - اس میں نور جس ہیئت سے داخل ہوا وہ اس کے سوا کیا تھی کہ چہرہ گرد آلود اور گھٹنوں تک گرد راہ جمی ہوئی مگر وہ جس دلیری اور جرأت سے اندر گیا اس نے انڈیا کے پیرس کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو حیران کر دیا کیونکہ اس وقت حکیم صاحب کی مجلس میں وہ لوگ تھے جو لکھنؤ کے عمائد تھے - گو نور کو پہلے پہل اس نظارہ کو دیکھ کر حیرت ہوئی مگر اس نے اپنا بستہ دروازہ میں داخل ہوتے ہی رکھ دیا اور اپنے گرد آلود پاؤں سے سفید چاندنی پر نقش بناتے ہوئے حکیم صاحب کیطرف بڑھتا چلا گیا اور بے تکلف ان کے پاس جاکر زور سے کہا "السلام علیکم"۔ لکھنؤ میں جہاں السلام علیکم کی آواز بالکل نرالی اور غیر مانوس تھی اور پھر حکیم صاحب کے دربار میں جہاں اہل غرض اور اہل حاجت آکر آداب عرض - مجرا عرض اور کورنش اور تسلیم کے سوا نہ بولتے تھے یہ آواز اسی طرح گونجی جسطرح مکہ میں پہلی مرتبہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی آواز گونجی ہوگی - حکیم صاحب نے جواب دیا یا نہ دیا نور نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا - جس پر حکیم صاحب کو مصافحہ کرنا پڑا - مصافحہ کرکے اور اس سلسلہ اور ترتیب نشست کی پرواہ نہ کرکے نور وہیں دو زانو بیٹھ گیا - حاضرین مجلس ان حرکات پر جن خیالات میں غرق ہونگے وہ ناظرین سوچیں - ایک صاحب لکھنؤ کے خاص

خاندان ... میں سے ... ہو گئے اور بولے کہ

آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں؟

نور نے اس کی چنداں پرواہ نہ کی مگر جواب دینا ضروری تھا جوانی کی ترنگ میں دزدیدہ نگاہ سے کہا

یہ بے تکلفیاں اور السلام علیکم بے تکلف آواز وادی غیر ذی ذرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے - (صلی اللہ علیہ وسلم)

بس یہ آواز کیا تھی ایک بجلی کا کڑکا تھا اس نے حاضرین پر جو اثر ڈالا مگر حکیم صاحب پر تو وجد طاری ہو گیا - پھر وہاں کیا واقعات پیش آئے یہ تو ایک دلچسپ اور لمبی کہانی ہے جو ناظرین حیات نور ہی میں پڑھینگے مگر اتنا ہم ابھی بتا دیتے ہیں کہ وادی غیر ذی ذرع کے امی چرواہے فداہ ابی و امی کا غلام ہو کر نور وہاں جیت گیا اور حکیم صاحب کا منظور نظر بن گیا - اور آج مرجع خلائق ہے -

شیخ غلام محمد صاحب مالک وکیل کی وفات

شیخ غلام محمد صاحب کی وفات پھر کبھی شک نہیں کہ "موت العالِم موت العالَم" کی مصداق ہو رہی ہے اسلامی ہند میں شیخ صاحب کی وفات کو ایک قومی صدمہ قرار دیا گیا ہے مرنیوالا مرگیا اور اپنے لئے بہت سے رونے والے دل چھوڑ گیا شیخ صاحب ایک با اخلاق اور صوفی منش بزرگ تھے - وہ ایک مخلص دوست اور امین مشیر تھے قومی کاموں کے ساتھ انہیں سچی دلچسپی اور آزادی رائے ذاتی ان کا شیوہ تھا - ایڈیٹر الحکم کو اسوقت سے جبکہ اخبار وکیل کا پہلا نمبر شائع ہوا شیخ صاحب سے نیاز حاصل تھا - اور ایڈیٹر الحکم کے قیام امرتسر میں انہوں نے بارہا چاہا کہ وہ وکیل میں کام کرے جسکو اس نے ایک خاص خیال کی بنا پر شکریہ سے نامنظور کیا تاہم اکثر قومی معاملات میں ان سے گفتگو ہوتی اور وہ حق کی حمایت کیلئے اپنی رائے چھوڑنے کو طیار رہتے - تین احمدی اہل قلم وقتاً فوقتاً وکیل کے ایڈیٹوریل سٹاف کی زینت رہے * اگرچہ وہ احمدی نہ تھے مگر ہمارے سلسلے کے کام سے انہیں ہمیشہ محبت رہی گو افسوس ہے کہ بعض وقت ان کی لاعلمی و عملہ کے بد دل وکیل میں سلسلے کے خلاف مضامین بھی نکل گئے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جو آرٹیکل وکیل میں لکھا گیا تھا اس نے سب کی تلافی کر دی ایسے بے لاگ لوگ قوم کے لئے مفید اور بابرکت وجود ہوتے ہیں وکیل اور وکیل ٹریڈنگ کمپنی اور انجمن ترقی تعلیم کے ذریعہ جو قومی کام انہوں نے کیا ہے وہ کبھی بھول نہیں سکتا اس وقت بجز اس کے کہ مرنیوالے کے لئے دعائے مغفرت کریں اور ہمارے اختیار میں کیا ہے شیخ صاحب نے اپنا ورثہ اخبار وکیل اور دو قومی کام (جو انہوں نے) شروع کر رکھے تھے چھوڑے ہیں انکی سرپرستی کرنا قوم کا فرض ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ شیخ صاحب کے ورثاء وکیل کو قائم رکھنے کیلئے کیا کرینگے مگر میرے خیال میں اگر لاہور کے اخبار ملت اور وکیل کو ملاکر "وکیل ملت" نام سے اسکو قائم رکھا جاوے اور شیخ غلام محمد کی بجائے مولوی شجاع اللہ صاحب کو جو پہلے بھی وکیل کے ایڈیٹر عرصہ تک رہ چکے ہیں مینجنگ پروپرائٹر تجویز کر دیا جاوے تو خدا کے فضل سے وکیل اور ملت کا اتحاد بہتر نتیجہ پیدا کرنے کی امید رکھتا ہے وکیل کے ایڈیٹوریل سٹاف یا موجودہ نظام میں کسی تبدیلی کی قطعاً ضرورت نہیں البتہ اس عہد یہ دو "وکیل ملت" کو روزانہ کی شکل میں بدل دیا جاوے کیونکہ مسلمانوں کے لئے ایک بہترین روزانہ اخبار کی ضرورت بدستور موجود ہے موجودہ روزانہ اخبار جو کچھ بھی کام کر رہے ہوں وہ بجائے خود اچھا ہے مگر یہ ایک مسلم بات ہے کہ وہ بات جو ایک قومی اخبار میں ہونی چاہئے اسکی ضرورت ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ تعداد کے کو وکیل یا ملت کے ایڈیٹر صاحبان کس نظر سے دیکھینگے لیکن یہ محض نیک نیتی سے ... یوسف کہاں لوگوں کے سامنے

اسلامی اوقاف اور متولی اوقاف

مندرجہ بالا عنوان سے ذیل کا مضمون معزز ہمعصر المشیر نے (جس کا اعلان الحکم میں دوسری جگہ درج ہے) نہایت قابلیت سے لکھا ہے جس کو میں نہایت عزت سے نقل کرتا ہوں - ایڈیٹر

دُنیا میں جسقدر اہم اور وقیع چیزیں پائی جاتی ہیں - اور اُن سے تعلقات دین و دُنیا میں استناد و استدلال حاصل کیا جاتا ہے - ان میں سب سے زیادہ اہم و وقیع سب سے زبردست اور قوی - سب سے بہتر و مرجع خلائق - ہر طبقہ - ہر گروہ اور ہر فرقہ میں بلکہ حکومت و سلطنت کی عدالت عالیہ تک جو شے سمجھی جاتی ہے - اور جس پر دین و دنیا کے تمام امور موقوف ہوتے ہیں - وہ "انسانی نیّت" ہے - نیّت کے متعلقات میں جسقدر چیزیں داخل ہیں - اُن کا شمار و احصار انسانی طاقت سے برتر و بالا ہے - مختصر یہ کہ دُنیا و دین کا کوئی کام خواہ اس کا تعلق انسانی اعضا سے ہو یا اندرونی طاقت سے - نیّت کے اثر سے خالی نہیں -

نیّت کا خیال اور نیّت کا لحاظ جرائم کے ارتکابات افعال انسانی اعمال دین - اور تمدن و معاشرت کے تعلقات میں یکساں اور برابر کا ہے - اگر انسان کی نیّت پاکیزہ ہے - دل میں خلوص ہے - تو ناروا ارتکابات - ناشائستہ حرکات کا صدور فعل اختیاری نہ سمجھا جائیگا - اور ایسا شخص جس نے اس قسم کے ارتکابات کئے ہوں - اپنے ضمیر کی پاکیزگی سے قابل عفو سمجھا جائیگا

نیّت انسانی زندگی کا وہ آلہ ہے - جس پر دین و دُنیا کے تعلقات موقوف اور انسانی زندگی کا انحصار ہے اور جو انسانی حیثیت و حالت اور کیفیت میں آن کی آن میں انقلابات پیدا کرکے کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے -

انسانی زندگی کی پاکیزگی اور ناپاکی کا حال اس کی نیت سے کیسا جا سکتا ہے - اور نیّت ہی وہ چیز ہے - جو اشیاء کی حالت و حیثیت کو کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے - حدیث مستند اور مشہور ہے -

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

یعنی اعمال (و افعال) کا دارومدار نیّت پر ہے -

اسلام کے اس زرّیں مقولہ پر جسقدر جواہرات نثار کئے جائیں بجا ہے - حقیقت میں نیّت انسانی زندگی کی پالیسی کا صحیح ترجمان ہے - اور اسی خیال و لحاظ سے گورنمنٹ کی عدالتوں میں احکام کا نفاذ انسانی نیّت پر موقوف رکھا گیا ہے - اور نیّت ہی کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا ہے - اسلام میں جسقدر احکام ہیں - خواہ ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے - کم و بیش سب نیت پر موقوف ہیں - اور تمام کاموں میں اسلام نے نیت کو حَکم ٹھہرایا ہے -

اسلام کے معاملات میں جن احکام کا تعلق خالص نیّت سے ہے - وہ اگرچہ کثیر التعداد ہیں - لیکن ہم اس وقت صرف "مسئلہ وقف" پر ایک نظر ڈالتے ہیں -

"وقف" وہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنے ملک سے نکال کر اللہ کو اُس کا مالک کر دے - اور نفع اُس کا جس شخص یا جس شے پر وقف کرنے والا چاہے خرچ کرے - جس وقت یہ معاملہ مجمیع شرائط

مراسلات

مرزا صاحب قادیانی کی گدی پر کوئی جھگڑا نہیں

(پرکاش مطبوعہ)

٢ پھاگن سمت ١٩٦٨ میں یہ پڑھکر کہ "اس گدی کی بابت آجکل مرزائیوں میں جھگڑا ہو رہا ہے" مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں کہ اس سلسلہ کے مرکز میں رہتا ہوں۔ اگر اس قسم کا کوئی جھگڑا ہوتا۔ تو اس سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ یہ خبر آپ کو غلط پہنچی ہے اور الحکم کی عبارت سے اگر آپ نے ایسا استدلال کیا ہے۔ تو وہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ تمام احمدی جماعت یکزبان ہو کر اپنے قول و فعل سے مولانا نورالدین کو خلیفہ اول تسلیم کرتی ہے۔ اور کسی گوشۂ قلب میں ان کے خلاف کوئی بات نہیں اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ حضرت مرزا نے اپنے متبعین اور اپنے اہلبیت کے اندر ایثار و اطاعت کی وہ سپرٹ پھونکدی ہے۔ کہ موجودہ دنیا اس کی نکیر دینے سے عاجز ہے یہی وجہ ہے کہ سیدنا مرزا کے خلف الرشید جن کی قابلیت اور اثر سے ایڈیٹر پرکاش بھی لاعلم نہیں اس خلیفہ اول کے مخلص فرمانبرداروں میں سے ہیں اور اپنی اطاعت کے اس مقام پر ہیں کہ ہم لوگوں کو دیکھ دیکھ کر ندامت آتی ہے۔ کہ ہم بھی یہ مقام پالیں۔

عبداللہ تیما پوری کا جو ذکر آپ نے کیا ہے۔ وہ اپنی ذات میں صرف اکیلا شخص ہے۔ کوئی اس کا حامی و مددگار احمدیوں میں سے بالخصوص اس دعوی میں نہیں۔ ان کی دماغی حالت درست نہیں۔ اور وہ بیچارے معذور ہیں۔ اگر لاہور کے پاگل خانے کے کسی پاگل کا یہ کہنا کہ میں تخت کا حقدار ہوں۔ اور میں موجودہ صاحب تخت کو معزول کرتا ہوں کچھ اثر رکھتا ہے۔ اور اس پر آپ یہ نوٹ شائع کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے تخت پر جھگڑا۔ تو تیما پوری کے پاگلانہ دعوی پر آپ کا یہ نوٹ شائع کرنا حق بجانب ہو سکتا ہے۔

باقی رہی خلیفۃ المسیح کی تقریر جو جلسہ سالانہ پر ہوئی اُسے آپ نہیں سمجھے۔ وہ تو مریدوں میں وحدت کی روح پھونکنے اور اُن کی مذہبی زندگی کو پُرجوش بنانے کے لئے اپنی شخصیت کا اظہار ہے۔ وہ کسی جھگڑے سے تعلق نہیں رکھتی۔

میں امید کرتا ہوں کہ پرکاش کے ایڈیٹر صاحب جن کے مذہب کے اصول میں سے حق کا اظہار بھی ہے ضرور میرے اس نوٹ کو درج کر کے اس غلط فہمی کی اصلاح کر دیں گے۔ جو اُن کی تحریر سے پھیلنے کا احتمال ہے +

(اکمل۔ قادیان)

دُنیا کا سب سے بڑا آدمی

انگلستان کے مشہور رسالہ ریویو آف ریویوز میں یورپ کے چیدہ و سنجیدہ فاضلوں کی مجموعی رائے دُنیا کے سب سے بڑے بیس آدمیوں کی نسبت چھاپی گئی ہے۔ جو یہ ہے:۔

شیکسپیر	٢١	رائیں	کولمبس	١٦	رائیں
جولیس قیصر	١٤	رائیں	گٹن برگ	١٤	رائیں
نیوٹن	١٤	رائیں	دانتی	١٣	رائیں
ڈاروِن	١٢	رائیں	سٹیفن	١١	رائیں
ہومر	٩	رائیں	مہاتما بدھ	٩	رائیں
ارسطو	٩	رائیں	مکائیل مصوّر	٩	رائیں
بنجمن فرنکلن	٩	رائیں	ابراہیم لنکن	٩	رائیں
حضرت موسیٰ	٨	رائیں	سقراط	٨	رائیں
سنیٹ پال	٨	رائیں	واٹ	٨	رائیں
کانفوشس	٧	رائیں	شارلیمین	٧	رائیں

ناظرین نے بہت افسوس کے ساتھ پڑھا ہوگا۔ کہ اس میں دُنیا کے سب سے بڑے یعنے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ ہماری کوتاہی۔ کوتاہی قسمت نہیں سکوتاہی عمل و سعی۔ اسی ایک بات سے واضح ہے کہ ہم نے اسلام کا پیغام دُنیا میں کہاں تک پہنچایا؟ اور اپنے فرض سے کہاں تک سبکدوش ہوئے کیا سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارنامے جو اس دُنیا کی مذہبی قومی۔ معاشرتی۔ ملکی اصلاحوں کے اعتبار سے کئے۔ ان بیس آدمیوں کی مجموعی کارروائی سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ضرور۔ مگر یہ لوگ مذہب سے محجوب ہیں۔ اور ہم نے اپنے سردار کے کارنامے ان کے کانوں تک پہنچائے نہیں۔

احمدی قوم! میں تجھ سے مخاطب ہوں تجھے صحابہؓ کی جانشینی کا دعوی ہے۔ اُٹھ۔ اور پورے جوش کے ساتھ اُٹھ کر اقطاع عالم میں پھیل خواب غفلت میں سونے والوں کو بیدار کر کے بتادے کہ

دُنیا کا سب سے بڑا آدمی

ایک ہی ہے۔ جس کا نام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہی مبارک وجود ہے۔ جو کیا باعتبار بادشاہ اور کیا باعتبار مقنن اور کیا باعتبار حکم اور کیا باعتبار مصلح اور کیا باعتبار سائنسدان۔ اور کیا باعتبار فصیح و بلیغ ہونے کے خاتم کمالات انسانیت ہے۔

(اکمل۔ قادیان)

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

ناظرین مولوی عبدالرحمٰن امام مسجد کچھی علاقہ تنبول

جو پہلے منافقانہ طور پر احمدی کہلاتا تھا۔ اب عرصہ چند ہفتہ سے مرتد ہو گیا ہے۔ اس سے تو ہم خوش ہیں کہ ایک منافق خود غرض احمدی جماعت سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر اس نے ایک خنا سانہ کارروائی یہ شروع کی ہے۔ کہ وہ اپنے ساتھ مجھے بھی شامل کرتا ہے۔ یعنے عوام کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے احمدیت میں کچھ بھی نہ دیکھا اس لئے مرتد ہو گیا ہوں۔ مگر چونکہ عوام پر اس کے ارتداد کا کچھ اثر نہیں۔ اس لئے پھر یہ کہتا ہے کہ اگر احمدیت میں کچھ خوبی ہوتی تو محمد یمین احمدیت سے کیوں منحرف ہو کر مولوی عبداللہ چکڑالوی کا مرید بنتا وغیرہ من الھفوات اس کا مختصر جواب تو آیت عنوان کافی ہے۔ باقی کچھ یہ ہے کہ جب آپ احمدی ہی نہ تھے تو آپ کو احمدیت کی خوبیاں کیسے معلوم ہو سکتی تھیں۔ باقی میں نے جو کچھ احمدیت میں دیکھا ہے۔ وہ کوئی احمدیت کا دشمن دیکھ ہی نہیں سکتا۔ خواہ وہ اپنے مریدوں میں قطبیت یا غوثیت کا مدعی ہو۔ میں نے کئی بار رؤیا اور کشف میں خدا تعالیٰ کو دیکھا اور اس کا پاک کلام سُنا جو وعید اور بعض بشارات پر مشتمل تھا اور پھر اس کو پورا ہوتا بھی دیکھ لیا پھر میں نے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار دیکھا اور اُن کا کلام سُنا اور پھر میں نے ملائکۃ اللہ کو دیکھا اور اُن کا کلام سُنا اور انہوں نے مجھے کھانے پینے کو ایسی غذا دی جس کا ذائقہ و اثر بعد بیداری کئی دن تک میری زبان اور جسم میں تھا اور اُن سب کا کلام مرزا صاحب کے دعاوی کی تصدیق اور تائید میں تھا۔ میں خدائے واحد لایزال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے خواجہ غلام فرید صاحب کو اپنے

ایک منظوم خط میں یہ جو لکھا ہے ؎

ہر کہ در عہد من ماند جدا ۔ میکند بر نفس خود جور و جفا

بالکل سچ اور صحیح ہے۔ پھر میں کیوں اور کس لئے اپنے آپ پر ظلم کروں! اس دُنیا پر جو لاکھوں حکام اور عدالتیں ہیں اور سب عدالتوں میں دو یا چار معمولی انسانوں کی شہادتوں پر ہزاروں لاکھوں فیصلے ہوتے ہیں۔ پھر کیا میرے لئے خدا تعالیٰ کی شہادت اور پھر اُس کے رسولؐ کی شہادت اور پھر اُس کے ملائکہ کی شہادت بھی کافی نہ ہو گی۔ جو میں غلام احمدؑ کی اتباع سے منحرف ہو کر کسی اور کا پیرو بنوں گا۔ یہ تو مجھے عین الیقین سے معلوم ہو گیا ہے کہ مذہب کی پابندی کا جو نتیجہ ہوتا ہے یعنی خدا کو ملنا وہ تو احمدیت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر دوسرے کی پیروی کس غرض کے لئے اختیار کی جاوے اور جس وجہ سے مولوی عبدالرحمٰن مجھے مولوی عبداللہؒ کا مرید ظاہر کرتا ہے اُس کی اصلی وجہ ایک یہ ہے کہ میرے پاس مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کا ترجمۃ القرآن ہے اور اس میں بعض آیات کا ترجمہ مجھے بہت پسند آیا ہے اور کئی موقعہ پر میں عوام میں اس کی تعریف کر دیتا ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب کسی اہل حدیث سے اتفاق گفتگو ہوتا ہے۔ تو یہ بدبخت معارض قرآن روایات پیش کرتے ہیں۔ تو پھر جب اُن کی پیش کردہ روایات پر مولوی عبداللہؒ والے اعتراضات کر دیئے جاتے ہیں۔ تو پھر لاجواب ہو کر مجھے مولوی عبداللہؒ کا مرید یقین کر لیتے ہیں میں کہتا ہوں۔ اگر تمام دُنیا مولوی عبداللہؒ کی مرید ہو جائے تو ممکن ہے۔ مگر میں کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں مذہب اسلام کی پابندی کا ثمرہ یقین کرتا ہوں۔ اس کو مولوی عبداللہؒ ثمرہ سفاہت و جہالت یقین کرتا ہے۔ دیکھو ترجمۃ القرآن پ۲ صفحہ ١٣٦۔ آیۃ وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون کا حاشیہ ١ اور پارہ ٣ صفحہ ١٥٠ وغیرہ مختلف مقامات پر۔

میں حیران ہوں کہ کشف اور الہام و رؤیا کے مدعی اکثر پابند صوم و صلوٰۃ متقی ہی لوگ ہوتے ہیں نہ کہ گمراہ تارک الصوم والصلوٰۃ وغیرہ۔ پس اگر ثمرہ تقوی یہی شیطانی الہام و کشف ہوتے ہیں تو پھر انسان کو کیا ضرورت کہ ایسا کام کرے۔ جس سے ہر وقت شیطانی کلام سُنے اور شیطان ہی کو دیکھے۔ میں تو جس دن زیادہ عبادت کرتا ہوں۔ اُس دن زیادہ الہام و کشف ہوتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں عبادت الٰہی چھوڑ دوں۔ تاکہ بقول مولوی صاحب یہ شیطانی آوازیں نہ سنوں۔ میں الہامات کا منکر نہیں کہ الہام وغیرہ شیطانی نہیں ہوتے ہوتے ہیں مگر رحمانی بھی تو ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ شیطان لعین تو اپنے دوستوں کو ملے بھی۔ اور اپنے مقدور کے موافق صحیح خبریں بھی سُنا دے مگر جس کا نام رحمان ہے۔ وہ تو کبھی عمر بھر نہ اپنے دوستوں کے سامنے ہو سکے۔ اور نہ اُن سے کوئی بات تک کر سکے۔ کیا انبیاء و رسل علیہم السلام کے سوا دُنیا پر کبھی کوئی خدا تعالیٰ کا دوست نہیں ہو سکتا جس کو خدا تعالیٰ اپنا آپ دکھائے یا اُس سے کلام کر سکے کیا آیۃ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کا مصداق آدم سے لیکر تا ایں دم کوئی بھی پیدا نہیں ہوا۔ پھر اللہ کو انبیاء کے بھیجنے سے کیا فائدہ نکلا۔ فتدبر ؎

بریں فہم و دانش بباید گریست

راقم

محمد یمین احمدی از واتہ۔ مانسہرہ۔ ہزارہ

اب مسلمان کیا کریں؟

خدا کا شکر ہے۔ کہ اب ایک لہر چل پڑی ہے کہ مسلمان کو ان کے اصل مقصد سے آگاہ کیا جاوے۔ اور یہ فخر کی بات ہے۔ کہ اس گم گشتہ متاع کے یاد دلانے والے احمدی ہی ہیں وللہ الحمد۔ معزز اخبار بدر نے اس موضوع پر ذیل کا قابل قدر مضمون لکھا ہے۔

آجکل اخبارات میں اس مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی ہے۔ کہ اب مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ جس اخبار کو کھول کر دیکھو۔ اس میں ایڈیٹوریل اور کمیونیکیٹڈ یہی مضامین نکلے چلے آتے ہیں۔ روزانہ اخبار تو روز اپنا منصبی فرض اس مضمون پر پورا کر دیتے ہیں اور ہفتہ وار اپنا جوش ہر ہفتہ دکھلاتے ہیں۔ میں تو اخباروں کے پڑھنے کا بہت شوقین نہیں۔ مگر تبادلہ میں انبار اخباروں کا آجاتا ہے۔ کچھ انگریزی اخبار بھی آتے ہیں۔ اور ایڈیٹری کے فرائض مجبور کرتے ہیں۔ کہ کچھ دیکھ لوں۔ تو جس اخبار کو ہاتھ لگاؤ۔ اس میں یہی قصہ بھرا پڑا نظر آتا ہے۔ اسلامی پریس تو خیر۔ ہندو پریس بھی اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔ اور اینگلو ورنیکلر پریس بھی اپنی رائے دے رہا ہے۔ کوئی صاحب کہتے ہیں کہ اب مسلمانوں کی پالیسی کیا ہو۔ کوئی یہ سرخی جماتے ہیں کہ اب مسلمانوں کی روش کیا ہونی چاہئے۔ کوئی فرماتے ہیں۔ ہندوؤں سے مل جاؤ۔ کوئی کہتے ہیں۔ نہیں ہندوؤں سے نہ ملو۔ پر اُن کی طرح ایجی ٹیشن پھیلاؤ۔ کوئی نصیحت کرتے ہیں کہ نہیں نرمی اور محبت سے گورنمنٹ کے آگے اپنے عذرات پیش کرو۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ مگر کسی سے یہ مسئلہ حل ہونے میں نہیں آتا۔

بدر کوئی پولیٹیکل پرچہ نہیں۔ نہ ہمیں پالی ٹیشن ہونے کا دعوے نہ ہم پالیسی قائم کرنے کے مدعی۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ کوئی ہنسے یا روئے۔ ہم تو صفائی اور سادگی سے عرض کر دیتے ہیں۔ کہ ہمیں اس فقرہ کے معنے ہی سمجھ **میں نہیں** آئے۔ کہ **اب مسلمان کیا کریں**؟ کیا مسلمان اب کوئی جدید قوم بننے لگی ہے؟ کیا اسلام کسی نئے فرقے کا نام ہے؟ جس کے قواعد و ضوابط ہنوز مرتب ہو رہے ہیں۔ اور اس کے بنانے والے چند کمزور انسان ہیں۔ جو آئے دن الاڈوں اور کاری جنڈوں اور ترمیموں اور اصلاحوں کی بھرمار ہو رہی ہے۔ کیا اسلام کسی انسانی کونسل کی بنائی ہوئی تھیوری کا نام ہے۔ جو تثلیث کے ارڈنگے کی طرح آئے دن نئے پہلو بدلنے کا محتاج ہو۔ کیا ہمارا نام مسلمان رکھنے والے نے اپنی حکومت کسی ایسے نائب کے سپرد کر دی ہے۔ جس کے کئے ہوئے کو مٹانے کے واسطے مندوب کو دقتیں اُٹھانی پڑیں؟ ہرگز نہیں۔ مسلمان کون ہیں؟ اور ان کو کیا کرنا چاہئے؟ یہ سوال آج سے تیرہ سو سال قبل حل ہو چکا ہے۔ نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش بنی نوع کے وقت ہی یہ مسئلہ طے ہو گیا تھا۔ اسجدوا۔ فسجدوا کے عمل نے دکھلایا ہے کہ مسلمان کیا کریں۔ پھر ابو الانبیاء علیہ البرکات کو حکم ہوا۔ اسلم۔ فوراً جواب دیا۔ اسلمت۔ جس نے مسلمانوں کی قوم بنائی اُس نے ان کے نام کے ساتھ ان کی پالیسی رکھدی (بشرطیکہ یہ لفظ پالیسی کا ایسی پاک جگہ استعمال کرنا جائز ہو۔) مسلمانوں کا کام ہے۔ اسلمت کہنا۔ فرمانبرداری کرنا۔ اطاعت کرنا۔ کس کی؟ خدا کی۔ اُس کے رسول کی۔ امیر کی۔ قسّام ازل نے ہمارا نام ابتدا سے مسلم رکھا ہے۔ ہمارا کام ہے سلامتی کو پھیلانا۔ امن کو قائم کرنا۔ حکّام کی اطاعت کرنا۔ اپنے امیر کی فرمانبرداری کرنا۔ اسی کا نام مسلمان ہے اور یہی مسلمان کا کام ہے۔

مسلمانو! تم غیر قوموں کی طرف نگاہ دوڑاتے ہو۔ اور ان کے پیچھے چلنا چاہتے ہو۔ اور اپنے ہادی کی ہدایت چھوڑتے ہو اس واسطے تمہیں نہ وہ حاصل نہ یہ حاصل۔ تم اپنی خوبیوں کو ترک کرتے ہو۔ اور دوسروں پر حسد کرتے ہو۔ پس تمہیں نہ یہ ملتا ہے اور نہ وہ۔ سوچو۔ اور غور کرو۔ کہ ابتدا سے خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ عرب کے ملک میں تمہاری کیا تعداد تھی۔ اور اس تعداد کی کیا ہستی تھی۔ دُنیا کی کونسی قوم تھی۔ جو تمہیں مہذب خیال کرتی تھی۔ پھر تم دُنیا بھر کے فاتح بنے۔ اور اُن کو تہذیب سکھلانے والے ہوئے۔ بتلاؤ۔ اس وقت کونسا ہتھیار تمہارے ہاتھ میں تھا۔ تمہیں یاد نہ ہو۔ تو میں بتلاؤں۔ کہ وہ

اِسلام

تھا۔ جس نے ساری دُنیا کو تمہارے آگے نیچا دکھایا اور وہ مسلمان تھے۔ جو چین سے اسپین تک پھیل گئے۔ اور کوئی انہیں روکنے والا نہ ہوا۔ ہمارے اولوالعزم طبیب پر تم جھنجھلائے۔ جب اُس نے تمہیں کہا کہ تم میں سے اسلامی روح نکل گئی۔ اور یہ میّت اب تودہ خاک ہے۔ اس پر نہ اتراؤ۔ طبیب کی بات تو تلخ لگی۔ پھر اب تو تمہارے ہی گھر سے نوحہ خوانوں کی آوازیں آنے لگ گئی ہیں۔ کہ ہائے اسلام۔ ہائے مسلمان۔ ہر اخبار یہی رونا رونے لگ گیا ہے۔ کہ مسلمان کہاں ہے۔ علیگڑھ کے دانا پیر مرے تو مدّت ہوئی۔ اس میّت کا جنازہ بھی پڑھنے کی طرف قوم کو متوجہ کیا تھا۔ مگر اب تو چاروں طرف سے ہائے دُہائی مچ گئی ہے۔ خواجہ ہمدرد تو بہتیری **تشفی دیتے ہیں۔ کہ جو نام زندے کا تھا۔ وہی نام اس مرحوم کی میّت کا ہے۔ مگر یہ تسلی کب تک کام دیگی۔ اور اس لاشے کو کہاں تک کوئی سنبھالے گا**۔ پس سوچو۔ اور غور کرو۔ اور خدا کے بنو۔ اور اُس اسلامی روح کو خدا سے مانگو۔ اگر وہ تمہیں مل جائے۔ تو پھر تم حاکم ہو یا محکوم۔ ہر دو حالتوں میں تمہارے لئے بہشت یہاں موجود ہے۔

مسلمان کریں۔ اس کا جواب آسان ہے۔ کہ وہ

مسلمان بنیں

خدا کے مسلمان بنیں۔ اُس کے رسولوں کے مسلمان بنیں۔ اس کی کتابوں کے مسلمان بنیں۔ حکّام وقت کے مسلمان بنیں۔ اپنے اہل ملک کے لئے مسلمان بنیں۔ خود مسلمان بنیں۔ اور دوسروں کو مسلمان بنائیں۔ تیر سے نہیں۔ بندوق سے نہیں۔ توپ سے نہیں بلکہ اپنے حسن اخلاق سے۔ اپنے نیک نمونے سے۔ اپنی دُعاؤں سے۔ اگر غیر قوموں نے تمہارے ملکوں کو فتح کیا ہے۔ تو تم اُن کے دلوں کو فتح کرو۔ اُن کی فتح بھی تمہاری ہی فتح ہو جائیگی۔

جس راہ پر غیر قومیں ترقی کر رہی ہیں۔ وہ تم سے اتنا دور آگے نکل چکی ہیں۔ کہ تم اب ہزار بھاگو۔ اور دوڑو۔ اور دوڑتے دوڑتے مر جاؤ۔ تب بھی ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہاں خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک قریب کی راہ بنائی ہے۔ جس سے وہ قومیں بے خبر ہیں۔ تم اس راہ کو اختیار کرو۔ اپنے ربّ کو راضی کر لو۔ پھر کوئی نقصان نہیں کوئی کمی نہیں۔ کوئی خسران نہیں ہوگا۔

ہمارے ایک فاضل دوست ہیں۔ جو دراصل ملک عرب کے باشندے ہیں۔ ایک مدّت تک ایران کی سیر بھی کر چکے ہیں۔ اور اب ایک عرصے سے ہندوستان میں مقیم ہیں۔ ان سے جب کبھی ایران اور عرب کی کمزوریوں کا ذکر آتا۔ تو وہ بڑے وثوق سے فرمایا کرتے کہ ایران میں اتنے کروڑ آدمی ہے۔ اور عرب میں اتنے کروڑ آدمی ہے۔ وہ بڑے طاقتور ہیں۔ ان کا بچہ بچہ سپاہی ہے۔ وہ سارا ملک لشکر ہے۔ اس کی کیا مجال جو اس کی طرف نگاہ کر سکے اور کسی اور قوم کی کیا طاقت ہے۔ جو ان ملکوں کو فتح کر سکے۔ یہ وہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جب ایک عرصہ ہندوستان میں رہ کر قوموں کے موجودہ پولیٹیکل حالات سے ان کو آگاہی ہوئی۔ اور طرابلس و ایران میں جو مسلمانوں کا حال ہو رہا ہے۔ وہ انہوں نے پڑھا۔ تو پہلے تو انہیں بہت جوش ہوا۔ کہ قوم کی موت کے بعد جینا بے سود ہے۔ وہ اُٹھے اور تیار ہوئے۔ کہ وہ ان ملکوں میں جائیں اور اپنی جان قربان کر دیں۔ لیکن جب انہیں سمجھایا گیا کہ اس سے قوم کو یا انہیں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اور نیز راہ کے مشکلات سے ان کو آگاہی دی گئی۔ اور یورپ کی موجودہ طاقت کا نقشہ اُن کے آگے کھینچا گیا۔ تو وہ ایک گہرے فکر میں مستغرق ہوئے۔ اور بہت دنوں کی سوچ بچار کے بعد یہ بات اُن کے دماغ میں آئی۔ کہ ہم یورپ کا مقابلہ جسمانی نہیں کر سکتے۔ ہمیں چاہئے کہ اُن کی روحوں کو فتح کریں۔ اور انگلینڈ جا کر انگریزی سیکھیں اور پھر وہاں انگریزوں کو اسلام کی تبلیغ کریں۔ جب انگریز اس روحانیت سے مالا مال ہو جائیں گے۔ تو تمام مسلمانوں کی مشکلات خود بخود رفع ہو جائینگی۔ عرب لوگ جوشیلے ہوتے ہیں۔ وہ اس خیال کو پکڑ کر چل ہی پڑنے کو تھے۔ مگر بعض بزرگ دوستوں کے سمجھانے پر کہ وہ اس کام کے لئے موزون نہیں ہیں۔ رک گئے۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ ان کی نیت بہت نیک تھی۔ اور ان کی فکر نے ایک بہت عمیق اور قابل قدر بات پیدا کی ہے۔

اگر یورپ کو خدا مسلمان ہونے کی توفیق دے دے تو مسلمان کسی ایسی قوم کا نام نہیں جس میں دوسرا شامل نہ ہو سکے۔ یہ ایک وسیع برادری ہے۔ کوئی شخص کسی مذہب و ملت کا ہو۔ کسی ملک و ولایت سے آیا ہو۔ جب وہ مسلمان ہوا۔ وہ ہمارا بھائی ہے۔ ہماری مساجد یسوعی گرجوں کی طرح گوروں اور کالوں کے لئے علیحدہ نہیں۔ ہمارے معبد ہندو مندروں کی طرح ہر ذات کے واسطے جُدا بُت نہیں رکھتے۔ ہماری عبادت گاہیں ریل گاڑی کے کمروں کی طرح ہائی اور لو کلاس کی تمیز نہیں رکھتیں۔ وہاں شاہ و گدا ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ چیل کی طرح مسجد کی سیٹیں ریزرو نہیں کی جاتیں۔ ہاں خدا دلوں کو جاننے والا ہر شخص کے ساتھ اُس کی قلبی حالت کے مطابق نیک سلوک کرتا ہے اور وہ علّام الغیوب ہے۔ غرض مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ انہیں مسلمان بننا چاہئے اور دوسروں کو مسلمان بنانا چاہئے۔ حضرت مرحوم فرماتے ہیں؎

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست

بار چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقین

ہمیں اس خبر کے معلوم ہونے سے بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے

معزز احباب لاہور نے اس قسم کے مضامین پر روشنی ڈالنے کے واسطے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس کا نوٹس اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ امید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں بہت کامیابی ہوگی۔ اور سننے والے ایک سیدھی راہ کو پالیں گے۔ اور ڈگمگانے اور لڑکھڑانے سے بچ جائینگے۔ مناسب ہوگا کہ دوسرے شہروں میں بھی ایسے لیکچر دیئے جائیں۔ اور پیاسوں کو سیراب کیا جاوے۔

چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں مذہب اسلام کے متعلق ایک آرٹیکل ہے جس میں سچائی سے اپنی رائے کا اظہار کیا گیا ہے وہ البتہ انصاف پر مبنی ہے۔ لکھا ہے کہ

"مذہب اسلام کا وہ حصہ جس میں بہت کم تغیر و تبدل ہوا ہے۔ نہائت کامل اور روشن حصہ ہے اس سے ہماری مراد قرآن مجید ہے [ایڈیٹر الحکم۔ مصنف سائیکلوپیڈیا کی یہ صریح غلطی ہے۔ قرآن مجید میں کبھی کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اکیلی ہی دنیا میں محفوظ کتاب ہے۔] جس میں ناانصافی۔ کذب و غرور۔ انتقام غیبت۔ استہزار۔ طمع۔ اسراف۔ عیاشی۔ بے اعتباری۔ بدگمانی وغیرہ امور کو قابل ملامت بیان کیا گیا ہے۔ اور نیک نیتی۔ فیاضی۔ حیا تحمل۔ صبر۔ بردباری۔ کفایت شعاری۔ راستبازی۔ ادب۔ صلح سچی محبت اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانے۔ اور اس کی مرضی پر توکل کرنے کو سچی ایمانداری کا رکن اور سچے مسلمان ہونے کی نشانی خیال کی گئی ہے۔" افسوس ہے ہم جیسے مسلمانوں پر کہ چیمبرز انسائیکلوپیڈیا کا عیسائی مصنف تو اسلام کی نسبت اپنی یہ رائے ظاہر کرے۔ اور ہم ہیں۔ کہ اسلام کے دستور العمل کو تقویم پارینہ خیال کئے بیٹھے ہیں ؎

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ جب تک ہم اسلام کے سچے پیرو نہ بنیں گے اور کلام الٰہی کی پاکیزہ تعلیم سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ نہ کریں گے۔ سچے مسلمان نہیں بن سکتے۔ اور ہمارا دعویٰ اسلام ان باتوں کی عدم موجودگی میں برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق ہوگا۔

ایک دوسرے مقام پر یہی مصنف لکھتا ہے۔ کہ "اسلام نے یورپ میں علوم و فنون کو ترقی دی۔ نویں صدی سے تیرہویں صدی تک یورپ کو مسلمانوں نے مہذب بنانے میں کوشش کی۔ اور اس کو جامۂ تہذیب پہنایا۔ قدیم علم ادب اگر مسلمانوں کے محفوظ ہاتھوں میں نہ پہنچتا۔ تو آج مفقود نظر آتا۔ عربی فلسفہ۔ قدرتی چیزوں کی تاریخ۔ جغرافیہ اور علم تاریخ۔ صرف نحو علم کلام کی کتب کا بیشتر ذخیرہ مسلمانوں کی اعلیٰ قابلیت سے آج نظر آرہا ہے۔ اور ہمیشہ اس کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہیگا

یورپین نکتہ خیال سے اس رائے کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ وہ آج ان علوم میں سے جن کی نسبت یورپین مصنف کا خیال ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی زبردست قابلیت کی وجہ سے اشاعت پذیر ہوئے۔ اور ہمیشہ رہیں گے کتنے علوم کے جامع ہیں۔ اور ہم ان کی حفاظت و اشاعت میں کس کوشش سے کام لے رہے ہیں مسلمانوں کی تباہی کا بڑا سبب یہی ہے۔ کہ وہ اپنے کمال کو اپنے ہاتھوں سے کھو چکے ہیں اور دن بدن وہ علوم ہمارے ہاتھوں سے نکلے جارہے ہیں۔ جو ہمارا مایۂ ناز ہے۔

کاش مسلمان اب بھی توجہ کریں اور اپنی علمی و مذہبی درسگاہوں کو مدد دے کر اور اپنے بچوں کو ان میں تعلیم کے لئے بھیجکر اپنے علوم کو محفوظ رکھیں۔ (المشیر)

پنجاب میں عیسوی مذہب کی اشاعت کے متعلق جن قوی وسائل اور کوشش سے کام لیا جارہا ہے۔ اس کا اندازہ ہمعصر ہندو کی حسب ذیل تحریر سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ حسب ذیل ہے۔ سال گذشتہ پنجاب کی بائبل سوسائٹی کے علاقہ میں بائبل کی (۱۷۲۵۹۱) جلدیں شائع ہوئیں۔ دس سال قبل یہ تعداد (۷۰۲۹۷) تھی۔ گورمکھی زبان میں زبور و امثال کی نظر ثانی کا کام گذشتہ بارہ ماہ میں برابر جاری رہا۔ عہدنامہ جدید کا ترجمہ فارسی و پنجابی میں اختتام کو پہنچا۔ جس کو دیہاتی عیسائی کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ شاخ پنجاب نے ختم شدہ سال میں (۲۱۹۸) بائبلیں (۳۷۳۰) عہدنامے (۱۶۸۹۰۳) صحف سماویہ طبع کیں۔ جن کی مجموعی میزان (۱۷۴۸۳۱) نسخہ ہوتی ہے۔ گذشتہ سال میں یہ تعداد (۱۷۱۸۱۲) اور ۱۹۱۰ء میں (۵۹۸۰۴) مجموعی طبع شدہ کتابوں کی تھی۔ اس کے علاوہ (۹۸۶۰۵) کاپیاں ہندوستان کی دوسری شاخوں اور لندن کو بھیجی گئی ہیں

معزز ہمدردان اسلام کا یہ حال ہے کہ اس مذہب کی اشاعت و کوشش کا جو تقریباً ڈیڑھ صدی سے ہندوستان میں آیا ہے۔ کہ دنیا بھر میں اس کی اشاعت کے مؤثر گر متین طریقہ سے کام لیا جارہا ہے۔ اور ہمدردان عیسویت اشاعت مذہب میں جان و مال سے کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسلام ہے کہ باوجود عرصہ دراز سے ہندوستان میں موجود ہونے کے ابتک محدود طریقہ پر جاری ہے۔

ہمدردان اسلام کے لئے یہ امر کسقدر تاسف انگیز ہے کہ مسلمان اپنی قوت مذہبی و قومی کو ناگوار اختلافات میں خرچ کرتے ہوئے اسلام کو کمزور و ضعیف بنارہے ہیں۔ کاش اہم عیسویت سے سبق حاصل کریں اور اشاعت مذہب میں مؤثر متین طریقہ سے کام لیں۔ کلام اللہ المجید کی اشاعت معقول طریقہ پر کریں۔ اور اس پر عمل کرنے اور اس کے احکام کو پھیلانے میں ساعی رہیں۔ اگر اشاعت اسلام کا یہی ڈھنگ رہا اور سرعت کے ساتھ اس کی رفتار بڑھانے میں کوشش نہ کی گئی۔ تو خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب اسلام پر دوسرے وہ مذاہب غالب آجائیں۔ جن کی ہستی نہائت کمزور ہے۔ المشیر

ہمعصر وکیل نے اپنی تازہ اشاعت کے ایڈیٹوریل کالموں میں ریاست حیدرآباد دکن کے ایک حیرت انگیز انقلاب کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ بیان کرتا ہے۔ کہ ریاست حیدرآباد ہندوستان کا سیاسی مرکز ہے۔ تو بلدۂ حیدرآباد بھی صحیح معنوں میں ریاست کا مرکز ہے۔ اور یہ وہ امر ہے۔ جس نے اسلام کے نہائت زبردست حریف عیسائیت کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔

ایک خاص اسلامی ریاست میں مذہب کا لامذہبی کے ہاتھوں برباد ہونا سخت حیرت انگیز ہے۔ اگر غیر ہماری کمزوری اور لامذہبی کی حالت سے فائدہ اٹھائیں۔ تو ان کا کچھ قصور نہیں مسیحی مشنری مختلف رنگوں میں بلدۂ حیدرآباد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اب وہ پوری جمعیت کے ساتھ حضور نظام کے صدر مقام حیدرآباد میں ڈیرے ڈالنے والے ہیں۔ آجتک انہیں کیا کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس کا بیان ریورنڈ جی۔ ای براؤن صاحب کی زبان سے حسب ذیل ہے۔

"کرسچین مشنری سوسائٹی طلبا میں تبلیغ عیسائیت کے کام کو خاص اہمیت دے رہی ہے۔ طلباء بائبل کی جماعتوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اور خوشی سے انجیل مقدس ہاتھوں میں لئے ہوئے مشنریوں سے ملتے ہیں۔ جن لوگوں کو ہم نے عیسائی بنایا ہے۔ ان کی تعداد اگرچہ پچاس ساٹھ سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن وہ اعلیٰ خاندانوں کے ہیں۔ یسوع کی بادشاہی رفتہ رفتہ بڑھ رہی ہے" ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست میں اسلام کس حالت میں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان یا تو عیسائی کی بادشاہی میں آجائیں گے یا دہریت میں مبتلا ہوجائیں گے۔ آج عیسائی روئے زمین کے تمام اقطاع و جوانب میں (خدانخواستہ) اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے درپے ہیں اور وہ جہاں موقع دیکھتے ہیں۔ فوراً اپنے مطلب برآری کی کوشش کرتے ہیں۔ ریاست حیدرآباد میں آج یہ موقع پیش ہے۔ اور عیسائیت اپنا کام کر رہی ہے۔ مسیحی مشنریوں کے دندان آز تیز ہو رہے ہیں ان میں ہمت ہے وسعت ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ انہیں ہر قسم کے وسائل حاصل ہیں۔

کیا محبان قوم اور حامیان ملت بیضا کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ وہ موقع اور مصلحت کو پہچانیں۔ انقلابات زمانہ کو چشم بصیرت سے دیکھیں اور مخالفوں کی کوششوں کو مدنظر رکھیں۔ اور اپنے بھائیوں کو جو بوجہ جہالت یا بوجہ نادانی کے صراط مستقیم سے برگشتہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اسلام کے مرکز پر لائیں افسوس ہے کہ ہندوستان میں سیکڑوں انجمنیں اور مدعی اشاعت اسلام بزرگ موجود ہیں لیکن وہ موقع و مصلحت کو نہیں دیکھتے ضرورت وقت سے ناآشنا ہیں۔ اور مخالفین اسلام کے طریقے کو مدنظر نہیں رکھتے۔ کاش یہ لوگ مستعدی سے کام لیں۔ اور دلسوزی کے ساتھ اپنے دعوؤں کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہوں۔

ہمدردان اسلام اب غفلت کا وقت گذر چکا ہے۔ خدا کے لئے بیدار ہو۔ اور مخالفین اسلام کی چالوں کو غور سے دیکھکر اگر اسلام سے تمہیں کچھ محبت ہے۔ تو بچانے کی کوشش کرو۔ ورنہ تمہاری بے پرواہی ایک دن تمہیں برباد و تباہ کرکے چھوڑے گی۔ الامان

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کردی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ ... لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عام سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا خاتمہ

عنوان بالا سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مولوی صاحب کی عمر یا زندگی کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ جس پر لوگ "خس کم جہاں پاک" کا نعرہ بلند کرنے لگیں ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ قانون خداوندی ویمدھم فی طغیانھم یعمھون پر نظر ڈالنے سے ابھی ایسی توقع نہیں۔ اہلحدیث ۱۵ مئی ۱۹۱۸ء صفحہ ۵ کالم ۲۔ بلکہ خاتمہ سے مراد ہماری احمدیوں کے ساتھ ثنائی مباحثات کا خاتمہ ہے۔ جس کو امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث "روغن بادام" بتاکر مرکزی نکتہ پر آگئے ہیں۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۹ فروری سنہ حال میں وہ لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کو خدا نے الہام کیا کہ امت مرحومہ کو ایک واضح رستہ دکھلاؤ۔ تاکہ یہ بیچارے زیادہ دیر تک ابتلا میں نہ رہیں۔ اس لئے مرزا صاحب نے بحکم خداوندی ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا۔ جس کا نام انہوں نے از خود رکھا "آخری فیصلہ" وہ کیا تھا؟ مرزا صاحب نے لکھا۔ "خداوندا! ہم دونوں (مولوی ثناء اللہ و مرزا) میں سے جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مرجائے خدا نے الہامی طور پر جواب دیا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یعنے میں نے تمہاری مرزا صاحب کی دعا قبول فرمالی (مضمون بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

اب تنقیح طلب یہ صرف یہ بات ہے کہ آیا یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟ مرزا صاحب کے مرید (مگر ہندی) کہتے ہیں نہیں قبول ہوئی۔ ہم کہتے ہیں۔ ضرور قبول ہوئی۔ یعنے خدا نے سچے کی زندگی میں جھوٹے کو اٹھا لیا۔ کیونکہ مرزا صاحب کو اس سے پہلے ایک الہام ہوچکا تھا اجیب کل دعائک میں (خدا) تیری سب دعائیں قبول کرتا ہوں۔ یہ ہے مرزائی مناظرہ کا "روغن بادام" یا مرکزی نقطہ۔ ہمارے دوست اس مرکزی نقطہ کو جسقدر مضبوط پکڑینگے۔ اسی قدر جلدی فتحیاب ہونگے۔

~ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا" بلفظہ ص۹ و۵

اس کے علاوہ اہل حدیث مورخہ ۲ فروری سنہ رواں میں یوں رقمطراز ہیں کہ

"اس فیصلہ کے اعلان جس کے ذکر کئے بغیر ہی مرزا صاحب کے مریدوں کو تصور آجاتا ہے۔ جس کا عنوان تھا "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" جس میں صاف مرقوم تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ جس کو بدر مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں الہام خداوندی سے قبولیت کا وعدہ بتلایا تھا۔ چونکہ یہ واقعات صحیحہ مرزا صاحب کی نبوت کی منافی ہیں۔" اس لئے مرزا صاحب صادق نہیں ص۱۲

اسی طرح کے سوال اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ء میں کرکے جواب مانگا ہے کہ

اب ہمارا ہی حق ہے کہ کچھ پوچھیں۔ امید ہے وہ دستگیری نامہ نگار (بدر) یا اس کا کوئی دوست مددگار ہماری طرح ٹھنڈے دل سے جواب دینگے۔

(۱) "جناب مرزا صاحب نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو یہ دعا شائع کی تھی کہ ہم دونوں (مرزا صاحب اور خاکسار) میں سے جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مرے"

(۲) مرزا صاحب کو عام طور پر خدائے ذوالجلال نے فرمایا تھا یا نہیں کہ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک میں تیری سب دعائیں قبول کروں گا۔ سوا اس کے جو تیرے قریبی رشتہ داروں کے حق میں ہوگی"

(۳) خاص اس معاملہ میں یعنے ۱۵۔ اپریل کی دعا کے متعلق خدا نے قبولیت کا وعدہ کیا تھا یا نہیں؟

غرضکہ ہر ایک اخبار اور کتاب میں مولوی صاحب امرتسری اور نیز ان کے دام افتادہ اسی بے سرے راگ کو گائے جاتے ہیں۔ دیکھو اہلحدیث مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۱۸ء صفحہ ۳ و ۱۴۔ اگست ۱۹۱۸ء ص۹ و مرقع اگست ۱۹۱۸ء ص۱۱ و ۶۲ و مرقع اکتوبر ۱۹۱۸ء صفحہ ۲۸ و ۳۰ و رسالہ دعاء مرزا ص۸ وغیرہ وغیرہ۔ الحمد للہ کہ مولوی صاحب امرتسری نے اس معقول اور آسان راہ کو جو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے صدق و کذب کی معیار تھی "روغن بادام" اور مرکزی نقطہ قرار دیکر تمام مباحثات کا خاتمہ کردیا۔ ہم نے بھی خدا کے فضل سے رسالہ احمدی میں اسی بحث کو اس قدر صاف کردیا ہے۔ کہ اس سے پہلے وہ اتنی صاف نہ ہوئی ہوگی کوئی اعتراض مخالف جماعت کا اس بحث کے متعلق نہیں چھوڑا جس کا قلع قمع نہ کردیا ہو۔ مگر چونکہ وہ رسالہ ہنوز زیر طبع ہے۔ جو شائد ماہ اپریل کے شروع میں شائع ہوگا۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ مولوی صاحب امرتسری کی بیقراری اور اضطراب کو جلدی ہی رفع کرکے آپکو راہ حق و صواب دکھایا جاوے۔ بنا بریں ہم محض خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے اور اسی کی عطا کردہ نصرت سے نہائت دلیری اور جرأت کے ساتھ

مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج

کرتے ہیں کہ اس "روغن بادام" یا مرکزی نقطہ پر اس عاجز کے ساتھ بشرائط ذیل مباحثہ کرلیں۔ اگر اس مباحثہ میں مولوی صاحب نے اپنے دعاوی متذکرہ صدر ثابت کردیئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی سلام علیہ نے دیا تھا۔

(۲) خدا نے دعا مندرجہ اشتہار کی قبولیت کا الہام کردیا تھا۔

(۳) احمدی مرزا صاحب کی دعا کو قبول شدہ نہیں مانتے۔

تو میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں۔ کہ آپ کو اس دعوی میں صادق مان لوں گا اور حسب موقعہ کچھ نقد بھی جس کی تعداد

یک صد روپیہ ہوگی

بطور یادگار فتح آپ کو اسی جلسہ میں بلا عذر پیش کردونگا جس کو مباحثہ سے پیشتر باہمی رضامندی فریقین کسی شخص کے پاس امانت رکھدیا جائیگا۔ اب اگر میں اس سے تخلف کروں۔ تو لعنت اللہ علی الکاذبین کا مورد بنوں۔ اور اگر آپ اس سے کوئی راہ گریز اختیار کریں۔ تو آپ بھی اسی آئت کے وعید میں داخل ہوں گے۔ اور شرائط مباحثہ یہ ہیں جن میں فریقین کا نفع و نقصان مساوی ہے۔

(۱) یہ مباحثہ نہ دہلی میں نہ امرتسر میں بلکہ ان دونوں شہروں کے درمیان جو شہر ہوسکے اس میں ہوگا۔ اور میرے خیال میں وہ لدھیانہ ہے اور محفوظ مکان ہوگا۔ جہاں عوام الناس داخل نہ ہوسکیں

(۲) مباحثہ بجز اس "روغن بادام یا مرکزی نقطہ" کے کسی دیگر مسئلہ میں نہ ہوگا۔

(۳) حاضرین میں فریقین کی تعداد مساوی ہوگی۔ کم و بیش نہیں۔ اور یہ تعداد سو سے کم نہ ہو۔ نہ یادہ جسقدر ہوجائے تو مضائقہ نہیں۔ مگر ہونگی برابر برابر۔

(۴) مباحثہ تحریری ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے مولوی احمد رضا بریلوی کے ساتھ تحریری مباحثہ منظور کیا تھا۔ دیکھو اپنا دستخطی معاہدہ مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۲۹۔ اپریل و ۶ مئی ۱۹۱۱ء ص۲

(۵) فریقین کا ایک ایک میر مجلس ہوگا جو اپنے اپنے فریق کی طرف سے تحریری طور پر حفظ امن کا ذمہ وار ہوگا۔

(۶) ایک ثالث علاوہ ان دو میر مجلسان کے ہوگا جس کا تقرر برضامندی فریقین ہو۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ اگر مسلمان ہے تو خدا کی قسم کھاکر اپنا تحریری فیصلہ بحث کے خاتمہ پر لکھیگا اور اس فیصلہ پر مناظرین اور فریقین کے میر مجلسان کے دستخط بھی ہوں گے۔ اگر باتفاق میر مجلسان ثالث ایک ہی مضمون کا فیصلہ ہوا تو فریقین کو تسلیم کرنا ہوگا۔ بصورت اختلاف کثرت رائے کو ترجیح ہوگی یعنی جس میر مجلس کے ساتھ ثالث کی رائے متفق ہوجاوے۔ وہ فیصلہ بھی قابل تسلیم ہوگا۔ میر مجلسان کو بھی خدا کی قسم کھاکر فیصلہ پر دستخط یا مباحثہ کے متعلق کسی تحریری رائے کے دینے کا حق ہوگا۔ جو رائے مباحثہ کے متعلق بغیر خدا کی قسم کے کوئی ثالث یا میر مجلس دیگا۔ وہ قابل وقعت نہ ہوگی انہی کے فیصلہ پر وہ سو روپیہ کی رقم دی یا واپس لی جائیگی

(۷) ہر ایک تحریر کی نقل بدستخط خود و تصدیق میر مجلسان فریق مقابل کو دی جاویگی۔ جس کی صرف نقل کرنے کے لئے ایک ایک مددگار ہونا چاہیئے۔

(۸) ہر ایک پرچہ بعد تحریر جواب سامعین کو مجیب ہی خود پڑھ کر سنائیگا۔ بعد ازاں حوالہ فریق ثانی بغرض تحریر جواب بجواب کیا جائیگا۔

(۹) جس کا پہلا پرچہ ہوگا اسی کا آخری پرچہ ہوگا۔

(۱۰) اس بحث میں تعداد پرچوں کی صرف پانچ ہوگی۔ مدعی کے تین منکر کے دو پرچے ہونگے۔

(۱۱) اس بحث میں آپ مدعی ہوں گے۔ کیونکہ آپ کا دعوی ہے کہ مرزا صاحب علیہ السلام کا اشتہار مورخہ ۱۵۔ اپریل بحکم خداوندی تھا۔ اور اس کی قبولیت کا منجانب اللہ الہام بھی ہوچکا تھا۔ اور ہم اس کے منکر ہیں کہ نہ وہ اشتہار بحکم خداوندی تھا۔ نہ اس کی قبولیت کا کوئی الہام ہوا تھا۔ اس لئے بار ثبوت آپ کے ذمہ ہوگا۔

(۱۲) تقرر مکان مباحثہ و تاریخ مباحثہ و وقت مباحثہ و وقت تحریر بتراضی فریقین ہوگا۔

(۱۳) کسی زبانی گفتگو کرنیکا مناظرین کو کوئی حق نہ ہوگا نہ کسی زبانی گفتگو کو قابل جواب سمجھا جائیگا۔

(۱۴) ثبوت دعوی میں اگر عقلی دلائل ہوں علاوہ نقلی استدلال

(... اخبار الفضل)

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دل کی گرم بازاری میں فن کی تیز دطراری - مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان - لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں - بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں - اول آزماؤ پھر منگواؤ - بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے - قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں - مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے - میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے - جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں - اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے - ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں - کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں - اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو - تو طلب فرمائیے - قیمت فی بکس عمر

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلطکاریوں سے یہ کئی قسم کی سستی امراض لاحق ہوتے ہیں - اور بعض اوقات خود تنگ تک نوبت پہنچتی ہے - ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور ... ہیں - انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے - قیمت ۲ ماشہ عگ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا - اور قوت بصارت بڑھانے والا - قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا - قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین - مالک کارخانہ احمریہ مطب گڑھمکتیسر ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکائت ہے - آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے - کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو - تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے - دوسرے روز صبح کو دست صاف ہو گا - اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا - قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں - اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں - جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے - اس سے بخوبی سمجھا جائے گا - کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - جگر کی شکائت - ہیجان - صفرا - صفراوی بخار یا تپ - بدہضمی - پٹھوں کی کمزوری - جسم کی نقاہت - امراض قلب یعنے دل - دوار یعنی چکر آنا - درد سر - نفخ یعنی کھٹے ڈکاریں آنا - مستورات کی بیماریاں - اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے - تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے - ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں - اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزاء کو نکالتی ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں - قیمت فی شیشی ۱۲/ روپیہ ۱۲ انے

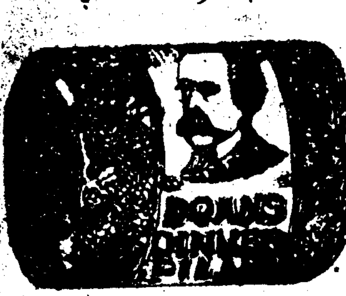

۱۲ روالی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۱۲ روالی شیشی سے تگنی ہیں

ڈون - پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو -

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا - لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں - پچاس ہزار نہیں - بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں - میری کامیابی کا راز روح حیا کی ایجاد ہے - چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیا کی تجارت شروع کی تھی - اور آج تک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے - جس شخص نے ... ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے - وہ تمام عمر کیواسطے روح حیا کا مجسم اشتہار بن گیا ہے - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو - اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے - بقول حضرت داغ دہلوی - کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے - جو آجتک روح حیا کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہتے - سنئے! روح حیا کیا چیز ہے؟ روح حیا میں وہ طاقت بھری ہے - کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے - کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میسر لی ناظم صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیا کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے - روح حیا رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے - اور خون کی کثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کر کے انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں - تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں - ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں ... کے لیکچراروں - معزز عہدہ داروں - سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز اند مدت کے استعمال ہونے کے پھر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیا کی تین دن کی بکری سے کون یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیا اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے - بچپن سے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں - ان کے لئے روح حیا تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے - یہ نہ صرف دوا ہی ہے - بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے - یہ وہ مقوی روح ہے - جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں - ان کے لئے روح حیا اکسیر کا حکم رکھتا ہے - نامردی - ضعف باہ - ضعف مثانہ - جریان - کثرت رقت - ضعف اعصاب - ضعف معدہ - ضعف دماغ - ضعف جگر - ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیا بمنزلہ تریاق کے ہے - جسمانی کمزوری - لاغری - بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے - تو بجا ہے - حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر اعصاب پر پڑتا ہے - جن پر قوت باہ کا مدار ہے - بزدل کو جوان مرد - جوانمرد کو ... اور بوڑھے کو جوان بنا دینا اسی روح کا کام ہے - اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے - روح حیا کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیا کے نام سے پکارتے ہیں - قیمت فی شیشی روح حیا دو روپے آٹھ آنے - روح حیا کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے - جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے - رگوں - پٹھوں کی سستی - اور بے رونقی - لاغری وغیرہ دور ہو کر معمولی طاقت بحال ہو جاتی ہے - مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے - اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی - قیمت روغن دافع سستی " شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو روپے دو آنے (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائیٹر شفاخانہ عالم لاہور سے طلب کرو -

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

بالکل سچ ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشو ونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ مبلغ ایک روپیہ

نوٹ

آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے لکھنے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے (عہ ر) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ سے فریق ثانی پر حجت قائم کرنی ہو تو وہ نقلی دلائل مسلمات خصم سے ہوں گے۔ نہ کہ اپنے مسلمات سے جو [illegible] پر حجت نہیں۔

(۱۵) کوئی امر خلاف تہذیب اشارۃً یا کنایۃً کسی فریق کی طرف سے سرزد ہوا تو اس کا جواب دہی میر مجلسان کے ذمہ ہوگی جن کا اُنہیں اختیار رہوگا کہ ایسے شخص یا اشخاص کو جن سے کوئی حرکت خلاف تہذیب واقع ہوئی ہے مباحثہ سے نکال دیں۔ یا اُن سے معافی منگوائیں اور وہ معافی اس فریق کے مناظر کی طرف سے ہوگی جس فریق کی توہین یا تضحیک کی گئی ہے اُس پر فریقین کے میر مجلسان تحریر کرکے دستخط کریں گے۔ تاکہ مباحثہ کی اشاعت کے وقت وہ تحریریں بھی ساتھ ہی شائع کی جائیں۔

(۱۶) اختتام مباحثہ پر جس مناظر کو مدمقابل کے جوابات سے اطمینان اور تسلی نہ ہوئی ہو۔ اور استدلال پیش کردہ فریق ثانی یعنے مدعی یا منکر سے کسی طرح کا انکار ہو۔ تو ایسے منکر مناظر کو خدا کی قسم کھاکر یہ لکھدینا ہوگا۔ کہ میرے اعتراض یا سوال یا استدلال کا کوئی جواب یا صحیح جواب مدمقابل نے نہیں دیا۔

یہ شرائط ہیں۔ جن کی بُرائی یا بھلائی کا اثر کسی فریق پر کم و بیش نہیں بلکہ مساوی ہوتا ہے۔ مولوی صاحب امرتسری سے ہماری التماس ہے کہ وہ ان شرائط پر ہم سے "روغن بادام" پر مباحثہ کرلیں۔ اگر ان شرائط میں کوئی کمی بیشی یا ترمیم کو وہ چاہیں۔ تو تحریر مطبوعہ کے ذریعے ہمیں مطلع فرمادیں بشرط معقول ہونے اور فریقین پر مساوی اثرانداز ہونے کے ہم منظور کریں گے ورنہ بدلائل اُس جواب عرض کردیں گے۔

(نوٹ) ایڈیٹر صاحب بدر و الحکم بھی ہمارے اس چیلنج کو اپنے معزز خریداروں میں نقل فرماکر مشکوری کا موقعہ بخشیں۔ (الحق)

ڈاکٹر الیس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھاکر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں ہی بنی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیال دار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے۔ سو گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ر ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو [illegible] کردیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس۔ چمک۔ رگوں میں [illegible] جو کہیں چھپنے سے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے دردسر نصف ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے درد ہو فوراً دُور ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳۰ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۶ ر محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۶ ر

ڈاکٹر الیس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ تم سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ سست اور پژمردہ اور بھوک کم ہوگئی ہے۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملاکر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد یہ معلوم ہو جاتا ہے۔

تھوڑے سے نہیں ہوا جاتا۔

مسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر (۵)

گزشتہ نمبروں میں میں نے آریہ مسافر کے بہت سے اعتراضات کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے دیا ہے یہ سلسلہ اس غرض سے شروع نہیں کیا گیا کہ اس کا منہ بند کر دیا جاوے گا کیونکہ یہ بات تو تجربہ نے بتا دی ہے کہ باوجودیکہ بہت سے اعتراضات کے جوابات بارہا لوگوں کو دیئے گئے ہیں مگر جب کوئی ان کی نئی تصنیف یا اخبار اسلام کے خلاف نکلتی ہے تو انھیں ہی پھر دوہرایا جاتا ہے۔ اگر پہلے کے قبول کرنے کا ذرا بھی پاس ہو تو کم از کم ایک آدھ مرتبہ ہی کسی نے کہا ہوتا کہ ہاں یہ سوال حل ہو گیا ہے۔ اسی طرح مجھے اُمید نہیں کہ آریہ مسافر کسی ایک امر پر یہ کہدے کہ اب یہ محل اعتراض نہیں۔ بلکہ میری غرض اور نیت صرف یہ ہے کہ **اظہار حق** ہو۔

ایک غلط فہمی

جو لوگ احادیث کو زیر نظر رکھ کر اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں وہ ایک غلطی میں مبتلا ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر حدیث کو قطع نظر اس کے کہ وہ اصول حدیث کے لحاظ سے کس درجہ کی حدیث ہے پیش کر دیتے ہیں۔ احادیث کے متعلق یہ امور بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی تنقید کا ایک عام اور موٹا اصل یہ ہے کہ جو احادیث **تعامل** کے نیچے ہیں یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی پاک جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابرات کے عمل درآمد میں آگئی ہیں انپر تو کسی قسم کا کوئی شبہ ہی نہیں ہے اگر احادیث کی تدوین نہ ہوتی تو بھی وہ اعمال دنیا میں جاری ہوتے۔ ان کے علاوہ جس قدر بھی احادیث ہیں اگر وہ قرآن کریم کی کھلی کھلی تعلیم اور سنت صحیحہ کے خلاف ہیں تو ہم کوشش کرینگے کہ ان کی صحیح تاویل کریں۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو ہم **حدیث** کو چھوڑ دینگے اور اس اصل کو ہمارے ناظرین خوب یاد رکھیں اور اس امر کو بھی زیر نظر رکھنا چاہیئے کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ ہم ہر ایک حکم شریعت کے اسرار اور فلسفہ سے واقف ہوں۔ اور نہ اس کی گہری واقفیت ہی اس کے عمل پر قادر کر سکتی ہے احکام دینی مصالحہ نوع انسان پر مبنی ہوتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی رنگ میں اس کی مضرت پیش کرے تو اسپر غور کیا جا سکتا ہے۔ پس اس سلسلہ مضامین میں یہ امر زیر نظر رہیگا **وباللہ التوفیق**

لڑکے اور لڑکی کے پیشاب میں فرق

احادیث میں آیا ہے کہ اگر ایسا لڑکا جو ابھی دودھ پیتا ہو پیشاب کر دے تو پانی چھڑک دینا چاہیئے۔ اگر لڑکی پیشاب کر دے تو دھو دینا چاہیئے۔ اس حکم کے متعلق فقہائے کرام اور علمائے عظام میں کے تین اقوال ہیں۔ اول یہ کہ جو مذکور ہوا۔ دوم دونوں کو دھویا جاوے۔ سوم دونوں پر پانی چھڑک لیا جاوے۔ اسلام کے احکام میں یہ عظیم الشان خوبی ہے کہ وہ **الدین یسر** کی تعلیم دیتا ہے تکلیف مالا یطاق انسان پر نہیں رکھتا۔ جیسے ایک مریض آدمی ہو یا پانی ملتا ہی نہ ہو تو بجائے وضو کے تیمم کر لے بیمار نماز میں سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اشارہ سے ارکان نماز کو پورا کرے۔ اسی طرح اس حکم میں بھی یسر مدنظر رکھا گیا ہے۔ لڑکے کا بول ایک جگہ نہیں ٹھہرتا۔ اور لڑکی کا بول اکثر ایک ہی جگہ پڑتا ہے۔ اور وہ بآسانی دھویا جا سکتا ہے۔ اور لڑکے کا چونکہ متفرق جگہ پڑتا ہے اس واسطے اس کا دھونا مشکل ہوتا ہے علاوہ بریں لڑکی کا بول بباعث کثرت رطوبت زیادہ ناپاک اور بدبو والا ہوتا ہے۔ اور لڑکے کی کثرت حرارت اس کے بول کی بدبو کو خفیف کرتی اور رطوبت کو پگھلا دیتی ہے اس لئے اس میں بدبو اور ناپاکی کم ہو جاتی ہے یہ وہ امور ہیں جو اپنے حسن اعتبار سے لڑکی اور لڑکے کے بول میں فرق ظاہر کر رہے ہیں اور انھیں وجوہات کو نور نبوت نے تمیز کر کے ان کے دھونے میں مختلف حکم دیا۔

کتے اور بلی میں تمیز

حدیث میں آیا ہے کہ کتا جس برتن میں سے پی لے اسکو سات بار دھویا جاوے اور اول یا آخر مٹی سے دھویا جاوے اور بلی اس میں سے پیئے تو ایک بار۔

یاد رکھو کہ ان احکام میں بعض روحانی فوائد ہوتے ہیں اور ان کا جاننا موقوف ہے مناسبت کے علم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست اور نور نبوت ایک ایسا مقیاس تھا کہ وہ ان امور کو جانچ لیتے تھے آجکل تو مقیاس الحرارت وغیرہ آلات کے ذریعہ انسان بہت سے امور کو معلوم کر لینا آسان سمجھتا ہے مگر مجھے تعجب ہے کہ انھیں اس امر کے تسلیم کرنے میں کیا مشکل پیدا ہوتی ہے کہ ایک کامل انسان اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور ایماء سے سوسائٹی کے لئے مفید اور مضر احکام کو معلوم کر سکے کتے کے لعاب کی رطوبت کا اثر بہت قوی اور زہریلا ہوتا ہے اور وہ برتن وغیرہ ہر ایک چیز میں یکساں ہوتا ہے۔ علاوہ بریں کتے کی درندگی اُس کی بیحیائی اور بداخلاقی اس کا غضب اور لالچی ہونا ایسے امور ہیں جو مشاہدہ میں آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس شخص کو جو تقرب الی اللہ کے درجہ سے گر جاوے اور دُنیا اور اُس کی گری ہوئی خواہشوں میں مبتلا ہو جاوے کتے سے تشبیہہ دی ہے۔ سفلی جذبات میں اسیر انسان کتے کی تھوتنی کی طرح ہر وقت نفسانی جوشوں پر جھکا رہتا ہے۔ پس ان امور کو مدنظر رکھ کر اور اُس طبی مصلحت کی بناء پر کہ اس کے لعاب میں رطوبت کا اثر قوی اور زہریلا ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو سات بار دھونیکا حکم دیا اور سات بار دھونے کی تاکید اور اس تعداد کا تعین اس امر پر دال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نبوت کے ذریعے یہ علم تھا کہ اس حد تک دھونے سے وہ اثر ابدی اور زہر دور ہو جاتا ہے۔

اور مٹی میں ایک ایسی تریاقی خاصیت ہے کہ وہ بدبو کو دور کرتی ہے۔ اور بعض سمی اثروں کو زائل کر دیتی ہے **اور مٹی سے برتن مانجھنے والی قوم کو تو** اس پر اعتراض کرنا اور تو اور بھی نادانی کا موجب ہے۔ پھر کتا جو چیز کھاتا ہے اس کے ساتھ اس کا مُنہ آلودہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنا منہ صاف نہیں کرتا۔ برخلاف بلی کے کہ وہ اپنے منہ کو چاٹ کر صاف کر لیتی ہے۔ بلی کا خاصہ ہے کہ وہ نجاست سے آلودہ نہیں رہتی جب کوئی چیز کھاتی ہے تو اپنے مُنہ کو صاف کر دیتی ہے اور یہ بات کسی اور جانور میں نہیں ہے کتے کے تو گھر میں بھی رکھنے کی اسی لئے ممانعت ہے ہاں بعض خاص ضرورتوں حفاظت مویشی و کھیتی وغیرہ کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اور بلی چونکہ عموماً گھروں میں رہتی ہے اس لئے نور نبوت نے ان کے لئے احکام کی صراحت فرمائی۔

آج جبکہ **طاعون** نے اپنے خوفناک حملوں سے ملک کو صاف کر دیا ہے۔ **بلی** اور **کتے** کے فوائد میں امتیاز کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوربین نبوت قدسی کا پتہ لگتا ہے طاعون کے حملے سے بچنے کے لئے بلیوں کا پالنا ایک ضروری امر سمجھا گیا ہے۔ اور بعض ملکوں میں جہاں بلیاں نہ تھیں بلیاں پہنچائی گئی ہیں۔ بس اب تو اس حقیقت کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

جملہ معترضہ

اس حد تک لکھ کر مضمون کاتب کے حوالہ کیا جا چکا تھا کہ ۱۶ فروری ۱۹۱۲ء کا آریہ مسافر میری نظر سے گذرا اُس میں "الحکم کے اعتراضات کا بے لاگ جواب" کے عنوان سے آریہ مسافر نے الحکم کی ان گذشتہ اشاعتوں پر کچھ لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اور قریباً آٹھ کالم کا مضمون لکھا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ خلط بحث کروں اور اس کے جواب الجواب کیطرف توجہ کروں اور نہ یہ سلسلہ الحکم میں کسی مباحثہ کی غرض سے جاری کیا گیا ہے۔ آریہ مسافر بڑی خوشی سے اس کا اعلان کر دے کہ ایڈیٹر الحکم مباحثہ کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں مجھے **اظہار حق** مقصود ہے اور جس تعلیم کو حق سمجھ کر ہم دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تائید کے لئے جو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں اس کے لئے خدا کے فضل سے آمادہ ہیں پس میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ مسافر کے ان مطاعن اور دور از مطلب باتوں میں نہ اُلجھ کر صرف ان امور پر توجہ کروں جو مطلب خیز ہوں آئندہ اس کے جواب الجواب میں بھی یہی مسلک مدنظر رہیگا۔ **وباللہ التوفیق**

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۱۶ نمبر ۸

۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

الحکم

قادیان دارالامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے

ہندوستان سے باہر سے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ آنہ

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیاں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی [illegible] کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی اور

پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پوڑے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ

شخصی اغراض سے علیحدہ ہے۔ اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور [illegible] دوا بنتی ہے جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے سرپرست جناب حاذق الملک حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی ہیں

اور انھوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو توجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "ہیلسنسر دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

معارف قرآن مجید

مقتبسہ از افاضات علامہ نورالدین ایدہ اللہ رب العالمین

مذاہب عالم پر سرسری نظر

سناتن دھرم تو کوئی مذہب نہیں۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوؤں کے تمام لیڈر جمع ہو کر ہندو کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں کر سکے۔ نہ کھان پان کا امتیاز رکھنے والوں کو نام ہندو ہے نہ تالیف تناسخ کا۔ نہ وید کے ماننے والوں کا۔ نہ مردے جلانے والوں کا نہ گائے کا گوشت کھانے والوں کا۔ ہندوؤں میں وہ بھی داخل ہیں جو مرگھٹ میں آگ جلا کر انسان کی کھوپڑی میں کھانا پکا کر کھاتے ہیں اور انسانی دانتوں کی تسبیح رالا ہار کھتے ہیں۔

عیسائی مذہب

بھی کوئی مذہب نہیں ان میں شریعت جو مذہب کے دستور العمل کا نام ہے لعنت قرار دیگئی ہے۔ سارا دارومدار کفارہ پر ہے۔ معلوم نہیں کفارہ نے انکو کیا فائدہ دیا اور کس طرح سب کی نجات کا موجب ہو گیا۔ اس میں گناہ کی مزدوری موت بتائی جاتی ہے اور یہ کہ عورت کو دردزہ ہوگا۔ اور کہ آدمی اپنے پیشانی کے پسینے سے روٹی کھائیگا۔ اب یہ باتیں جو گناہوں کی سزا میں ہیں یہ تو اب تک کفارہ پر ایمان لانیوالوں میں بھی ہیں پس کفارہ نے ان کو کیا فائدہ دیا۔

آریہ دھرم

سناتن دھرم والے تو بت پرست ہیں۔ ان کے بتوں کی تعداد تو بہت تھوڑی ہے مگر یہ تمام کائنات عالم کو خدا کہتے ہیں کیونکہ مادہ اور روح کو خدا کے برابر ازلی ابدی سمجھتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ مضا اور اس زمانے کا بھی ازلی ابدی ہونا لازم آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر شرک اور اللہ تعالیٰ کی بے قدری کیا ہوگی کہ وہ چیزیں بنانے میں دوسروں اور چیزوں کا محتاج ہے اور ان کا خالق نہ ہونے کے سبب سے ان کے خواص سے ناآشنا اور معبود بننے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ پھر یہ لوگ ابدی نجات کے قائل نہیں تو اس صورت میں ایک مسلمان اور آریہ میں کیا فرق رہ گیا۔ اگر مسلمان ان کے نزدیک مکتی نہیں پائیگا تو ایک آریہ بھی تو ابدی مکتی سے محروم ہے۔

سکھ ازم

یہ لوگ بھی دو متروں کے مذہب پر چلنے والے ہیں۔ اول تو سکھ کہتے ہی ہیں سپاہی کو ہیں۔ پھر ان کی اپنی کوئی شریعت نہیں۔ کچھ مسلمانوں کے تابع ہیں کچھ ہندوؤں کے۔

برہمو سماج

یہ لوگ بھی عجیب مذہب رکھتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ ہم یونیورسل بات اور کانشنس کی ہدایت پر چلتے ہیں مگر اس کانشنس پر ہزار افسوس جو یہ تعلیم دے کر تمام انبیاء جھوٹے اور دروغ مصلحت آمیز کے پابند تھے حالانکہ دنیا کے مذاہب نے پیغمبروں کو مانا اور انکو راستباز جانا۔ مگر یہ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور پھر دعویٰ ہے کہ ہم تو یونیورسل بات ضرور مانتے ہیں اور تجربہ اور مشاہدہ کو صحیح جانتے ہیں۔ کیا یہ بات ان کے تجربہ میں نہیں آئی کہ بیٹھے بیٹھے یکدم بدی یا نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ جب ہر تحریک کے لئے ایک محرک ہے تو کیا وجہ کہ اس بدی یا نیکی کے محرک شیطان یا ملک پر ایمان نہیں لاتے۔

معیار صداقت مذاہب

مختلف مذاہب کا یہ حال ہے اب یہ سوال کہ سچا مذہب کونسا ہے بہت صفائی سے حل ہو سکتا ہے وہی جو فطرت صحیحہ کے مطابق انسان کو دینی و دنیوی ترقیات دلانیوالا ہو اور ہر زمانہ میں اس کے نمونہ خلقت کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ ایک امیر نے مجھے کہا کہ پراچین مذہب سچا ہو سکتا ہے (اس کا مطلب تھا کہ اسلام تو تیرہ سو برس سے ہے وہ سچا نہیں ہو سکتا) میں نے کہا بہت صحیح اسلام بھی پرانا ہی ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلعم کو ارشاد ہوتا ہے فبھدٰھم اقتدہ وہ کہنے لگا آپ چند رجی بہت پہلے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا وہ کس کی پرستش کرتے تھے۔ کہا وشنو کی۔ میں نے کہا وشنو کس کی کہا رودر کی میں نے کہا اور وہ کس کی کہا برہما کی۔ میں نے کہا برہما کس کی۔ اسے کہنا پڑا پرمیشور کی۔ میں نے کہا پس لا الہ الا اللہ کے قائل تھے جو ہمارے مذہب اسلام کا خلاصہ ہے اور یہی پراچین مذہب ہے۔

انبیا کس قدر محتاط ہوتے ہیں۔

جب ابن صیاد کی بعض شعبدہ بازیوں کا حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا اتشھد انی رسول اللہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے جواب دیا آپ امیوں کے رسول ہیں۔ پھر اس نے اپنی نسبت سوال کیا تو آپ نے جواب دیا میں اللہ کے سب رسولوں کو مانتا ہوں اس سے اس احتیاط کا پتہ چلتا ہے جو انبیا کرتے ہیں۔ یہ اور ان کے پیرو لوگ کبھی تکذیب کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ میرے دل میں اس وقت کیا ہے تو اس نے کہا دخ روایت میں آیا ہے کہ رسول صلعم نے اسوقت یوم تاتی السماء بدخان مبین کا خیال فرمایا تھا۔ ابن عربی نے اپنا ایک ذوقی اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے وہ کہتے ہیں ابن صیاد کو دخ بھی معلوم نہ ہوتا مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طور پر بغرض تحقیق امر تشریف لے گئے تھے۔ مینے اس حکایت سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ مباحثہ کبھی اپنی خواہش سے نہیں کرنا چاہئے اور کبھی پہل نہ کرو چنانچہ میرا معمول ہے کہ جب بات گلے پڑ جائے تو پھر میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں اور خدا کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتا ہوں۔ اور مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ میں نے کسی مباحثہ میں زک اٹھائی ہو۔ ماموریں کی جدا بات ہے انہیں تو اللہ کے حکم سے بعض وقت چیلنج کرنا پڑتا ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو ابتدا ان کی طرف سے بھی نہیں ہوتی۔

ایک علمی لطیفہ

بعض لوگوں نے قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کیا کہ ان ھذا لشیء عجاب اور کبارًا اور ھزوًا خلاف محاورہ و غیر فصیح الفاظ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے کسی زباندان بوڑھے کو بلاؤ چنانچہ ایک کو مجلس نبوی میں لے آئے۔ آپ نے اسے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ جب بیٹھا تو فرمایا ذرا آگے آ جاؤ۔ پھر بیٹھا تو پھر فرمایا ذرا آپ اٹھ کر اس طرف تشریف لے آئیں۔ جب وہ اس طرف بیٹھا تو پھر آپ نے فرمایا آپ ذرا یہاں سے اٹھئے اور ادھر آ جائے۔ تو وہ جھنجھلا کر بولا اتتخذنی ھزوًا و انا شیخ کبارًا ان ھذا لشیء عجاب۔ اے محمد کیا تو مجھے خفیف بنانا چاہتا ہے۔ حالانکہ میں ایک بڈھا بڑی عمر کا آدمی ہوں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس طرح پر وہ تینوں الفاظ اس زباندان تجربہ کار فصیح و بلیغ بڈھے کے منہ سے نکلوا لئے اور معترضین نادم ہو کر دم بخود رہ گئے۔

لوگ کیوں غافل ہیں

ایک بچہ بھی جزو کل میں فرق سمجھتا ہے۔ آپ اسے ایک چیز دیکر پھر اس سے آدھی دیں۔ تو وہ فوراً اپنی ناراضگی کا اظہار کریگا۔ جس سے ثابت ہوگا کہ وہ جزو کل میں خوب فرق سمجھتا ہے۔ پھر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کسی چیز کے حصول کے لئے ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے اگر کوئی چیز اس کے دست قدرت سے اوپر یا دور پڑی ہوگی تو وہ اپنی ماں سے اشارۃً کہیگا کہ وہ مجھے لا دو۔ ایسا ہی میں دیکھتا ہوں کہ بالکل روٹی منہ ہی میں ڈالتا ہے۔ میں پچاس سال سے طب کا پیشہ کر رہا ہوں میں نے کوئی مجنون ایسا نہیں دیکھا جو کھانا کھاتے ہوئے منہ کی بجائے کسی اور جگہ ڈالتا ہے ایک زمیندار بھی اس نکتہ کو خوب سمجھتا ہے کہ غلہ کے حصول کیلئے زمین کی کاشت اور پھر اس میں تخم ریزی آب رسانی کی ضرورت ہے۔ اور باوجود اللہ تعالیٰ کو خیر الرازقین جاننے اور ما من دابۃ الا علی اللہ رزقھا (کوئی جانور نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے) پر ایمان لانے کے محنت کرتا۔ اور دوسرے اسباب سے کام لیتا ہے۔ ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی مانتا ہے کہ آنکھیں بند کر لیں تو زبان سے نہیں دیکھ سکتے۔ اور مشک کا منہ اگر کھول دیں تو پانی سے خالی ہو جائے۔ غرض یہ تو سب جانتے ہیں کہ سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قوا عدو ضوابط اٹل ہیں۔ مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ باوجود لوگ دین میں بد اعمالی و نیک اعمالی کے نتائج سے غافل ہیں۔ اور جنت کو بغیر کسی عمل صالح و ایمان صحیح کے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دین کے بارے میں ان اللہ غفور رحیم (اللہ بخشنہار) ان اللہ علی کل

گوشت شتر سے وضو

بکری کا گوشت اگر کھایا ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اونٹ کا گوشت اگر کھایا جاوے تو پھر وضو کر لیا جاوے۔ گوشت شتر اگر ناقض وضو ہے تو اس میں معلوم نہیں آریہ مسافر کو کیوں تعجب آتا ہے۔ شارع علیہ السلام نے جیسا کہ دو گوشتوں کے درمیان فرق بتایا ہے ایسا ہی دو گلوں اور دو چرواہوں کے درمیان فرق بتایا ہے یعنی اونٹوں کے چرانے والے اور بکریوں کے چرانے والوں میں۔ یعنی اونٹ چرانے والوں میں فخر اور بڑائی ہوتی ہے اور سکینت اور وقار بکری والوں میں ہے۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے امر وضو فرمایا اور بکری کا گوشت کھانے سے امر وضو نہیں کیا۔ یہ ایسا فرق ہے جیسا کہ سود اور خرید و فروخت میں اور مذبوح اور غیر مذبوح میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کا امر فرمایا تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کے گوشت کا اثر جسم میں بالضرور ہوتا ہے اور جسم کا اثر روحانی ترقی پر بھی پڑتا ہے یہ بحث اگر ضرورت پڑی **حرام حلال** کے مسئلہ میں انشاء اللہ کرینگے۔ اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کے جو اسرار علمائے دین نے بیان کئے ہیں اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ اونٹ میں ایک قسم کی سرکشی اور تمرد اور کینہ توزی پائی جاتی ہے یہ افعال شیطانی رنگ رکھتے ہیں اور اس میں آتشی مادہ ہو اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے اسواسطے جب انسان گوشت شتر کھا کر وضو کرتا ہے تو وہ گویا وہ محرکات کم ہو جاتے ہیں اور وضو سے ایک خاص سکینت اور ترو تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔

عید میلاد اور یاد دہانی

گذشتہ سال **عید میلاد** کی بدعت کے متعلق الحکم کو جو جنگ کرنا پڑی تھی وہ ناظرین کو بھول نہیں گئی ہوگی! اور **عید میلاد یا مذہب بہ رنگ فیشن** کے عنوان سے جو بحث کی گئی تھی اس نے حقیقت الامر کو خدا کے فضل کھول دیا تھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و اقبال اور شوکت و جلال ہی کے احیا اور قیام کیلئے قائم ہوا ہے۔ سلسلہ کے بانی علیہ الصلوۃ والسلام نے جسطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور پاک زندگی کو دکھایا ہے وہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے۔ وہ کارنامے جو ہمیشہ دنیا کی مذہبی تاریخ میں یادگار رہینگے بھول نہیں سکتے۔ جو ان حملوں کے جواب میں آپ سے ظاہر ہوئے جو عیسائی اور آریہ قومیں اسلام پر کرتی ہیں پھر ان کے جانشین اور خلیفہ بلافصل **نور دین** ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی زبردست تحریروں فصل الخطاب۔ نور دین اور تصدیق کے ذریعہ جو خدمت کی وہ عیاں ہے۔ ابتک قرآن کریم کی خدمت میں جسطرح وہ لگا ہوا ہے دنیا جانتی ہے۔ ایسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت اس سلسلہ کے ایک فرد کو ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ شرائط بیعت میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح ہمیشہ اپنے مریدین کو وظائف میں درود شریف۔ استغفار اور لاحول اور فاتحہ بتاتے ہیں۔ مگر سلسلہ عالیہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ یہ قوم جس میں وہ اخلاص اور صواب کی روح پھونکنا چاہتے ہیں ایسی باتوں میں گرفتار ہو جو اس کے خلاف ہوں۔ گذشتہ سال سے ان لوگوں نے جو اسلام کے اس قدر ہمدرد ہیں کہ **تعداد ازدواج** کو نعوذ باللہ ناجائز قرار دیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شریعت کے خلاف اپنے اخباروں میں یہ تحریک کرتے ہیں کہ ایسے معاہدات ہوں کہ جو لوگ ایک سے زیادہ بیوی نہ کرنیکا عہد کریں ایسی ہی شادیاں ہوں۔ یہ بدعت نکالی ہے کہ **عید میلاد** منائی جاوے۔ اب اسپر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف یاد دہانی کے طور پر حضرت **خلیفۃ المسیح** کے الفاظ لکھ دیتا ہوں اُمید ہے کہ جماعت ان پر عمل کریگی۔ اور **بلا توقف لومتہ لائم** ایسے لوگوں کے ساتھ شامل ہونے کی ضرورت نہ سمجھیگی۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل در آمد پر استہزاء کرتے ہیں۔

عید میلاد پر خلیفۃ المسیح کا فتوی

(از بدر ۶ ؍ اپریل ۱۹۱۱ء)

جماعت شملہ کا خط پیش ہوا کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ عید میلاد کے دن لاہور میں احمدیہ جماعت کے جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دینگے۔ ہم نے بھی عید میلاد کا جلسہ منعقد کیا اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا

عید میلاد بدعت ہے

عیدیں دو ہی ہیں۔ اسطرح لوگ نئی نئی عیدیں بناتے جائینگے اور احمدی کہینگے کہ مرزا صاحب پر الہام اول کے دن ایک **عید** ہو اور یوم وصال پر عید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے محب تو صحابہ تھے انھوں نے کوئی تیسری عید نہیں منائی۔ بلکہ انکا یہی مسلک رہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

اگر عید میلاد جائز ہوتی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے محب تھے مناتے۔ ایسی **عید نکالنا کمال کی بات ہے۔** اور نکالنے والے **صرف عوام کو خوش کرنا چاہتے ہیں ورنہ ان میں کوئی دینی جوش نہیں**

اس فتوے کے بعد ضرورت نہیں کہ اسپر کچھ اور لکھا جاوے یہ محض یاد دہانی کے لئے عرض کیا گیا ہے۔ تاکہ ایسا نہو کوئی بھائی غلطی کھائے

جناب سر لوئیس ڈین لفٹنٹ گورنر پنجاب کی تقریر کا اثر

انڈیا بھر کی کام کرنیوالی ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر نے مندرجہ ذیل چٹھی بغرض اشاعت بھیجی ہے جسکو میں نہایت خوشی سے درج کرتا ہوں (ایڈیٹر)

"مہاراجہ صاحب فریدکوٹ کی شادی مبارک کے موقعہ پر دربار میں جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے جو تقریر فرمائی تھی اسمیں نہایت موثر الفاظ میں شراب خانہ خراب کی برائیوں کا ذکر کیا اور فرمایا:-

"نیز کونسل دلی کوشش کر رہی ہے کہ شرابخوری کی مضر عادت کا سدباب ہو جو کہ وسطی پنجاب اور بالخصوص سکھ قوم کو نقصان عظیم پہنچا رہی ہے۔ میں یہ معلوم کرکے خوش ہوں کہ اس معاملہ میں کونسل کی امداد پر قابل اور تعلیم یافتہ اشخاص کی ایک زبردست جماعت (امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی) موجود ہے جس کا ثبوت وہ نہایت دلچسپ ڈراما ہے جو غیر پیشہ ور (امیچور ایکٹرز) اصحاب نے گذشتہ رات کیا تھا۔ اور جس کا کچھ حصہ دیکھ کر میں نہایت محظوظ ہوا ہز آنر نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایک بڑی بھاری تحریک سکھوں میں شرابخوری کے انسداد کے لئے ان دنوں میں جاری ہو جائے جبکہ اعلیٰ سکھ خاندانوں میں شادیاں ہو رہی ہیں تو مہاراجہ فریدکوٹ کی شادی کی بہترین یادگار ہوگی"

چنانچہ ہز آنر کی اس قابل قدر تقریر سے متاثر ہوکر سردار بہادر کرپال سنگھ صاحب ماناں والہ نے اسکی قدر کی اور اپنی صاحبزادی کی شادی کے مبارک موقعہ پر جو بالوالہ ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کو بلاکر ٹمپرنس ڈراما ٹمپرنس بھجن اور ٹمپرنس لیکچر کروائے اور میجک لینٹرن بخش بائسکوپ نے دلچسپ اور سبق آموز مناظر سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ ان کے دیکھنے والے اصحاب کی تعداد آٹھ سو سے کسی حالت میں کم ہوگی۔ تین شب برابر تین بجے رات تک یہ سبق آموز نظارے تماشہ رہے اور تقریباً ۴۰ کارکنان امرتسر ٹمپرنس تعلیم یافتہ ہندو، سلطان [illegible]۔ عیسائی اصحاب نے اس مبارک موقعہ پر مختلف مگر دلچسپ طریقوں سے ٹمپرنس پرچار کیا۔ سردار بہادر صاحب موصوف نے مبلغ ۱۰۰ روپیہ ٹمپرنس ڈراما کے اخراجات اور ٹمپرنس لٹریچر کی اشاعت کے لئے دیا۔ اور تقریباً پانچ ہزار ٹریکٹ سوسائٹی نے اس موقعہ پر تقسیم کئے۔ سردار بہادر کے [illegible] دوستوں نے نہایت [illegible] سے اس شادی کے موقع پر تمام احباب کی خاطر و تواضع کی۔ اور سردار حاکم سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ [illegible] سردار ہرچرن سنگھ صاحب [illegible] انسپکٹر پولیس [illegible] سردار سوہن سنگھ صاحب۔ سردار بہادر کے صاحبزادہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امۃ واحدۃ

دُنیا میں تمام انسان بلحاظ انسانیت کے ایک ہی گروہ ہیں - ایک ہی جماعت ہیں - اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے - کہ کان الناس امۃ واحدۃ (ترجمہ تمام انسان ایک ہی گروہ ہیں) لیکن پھر اس گروہ کے کئی اقسام ہیں - ان میں امراء ہیں - جن کو علی العموم خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں - کوئی دینی کام - دینی اعمال - دینی شوق و ذوق سے ان کو زیادہ سروکار نہیں - الا من شاء اللہ اسی واسطے قرآن کریم میں آیا ہے وکذٰلک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا - پھر ہر ایک مذہب میں گدی نشین ہوتے ہیں - ان کو بھی شرعی پابندی کی چنداں حاجت نہیں ہوتی - خاص کر مسئلہ زکوٰۃ سے تو ان کے کان بالکل ناآشنا ہوتے ہیں - پھر کچھ گروہ علماء کا ہوتا ہے - پہلے علماء بھی ان العزّ بستر جانتے - مگر آجکل کے علماء بسبب غربت کے رات دن اپنے کھانے کمانے کے فکر میں ہیں - اور اپنے دیگر محلہ داروں کی طرح دُنیوی دھندوں میں مصروف ہیں - گو انہیں مولی کے عوض میں جو انہیں اپنے محلہ داروں سے ملتے ہیں - نماز بھی پڑھا دیتے ہیں - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مصداق کم ہوتے ہیں - امراء کا خوف محلہ داروں کا ڈر ان کو ہر وقت رہتا ہے - خوشامدی بن کر تاویلات بیجا سے کام لیتے ہیں - کچھ عوام کا گروہ ہے - جن کو اپنی دنیاداری سے فرصت ہی نہیں - کہ دین کی بات کو سوچ سکیں - نیز ان میں اہل فہم کی کمی ہے - ایک گروہ اخبار نویسوں کا ہے جن میں اکثر اخبار کی اشاعت کی فکر میں ہیں - خواہ وہ قوموں کو آپس میں لڑانے سے حاصل ہو - خواہ قوت باہ اور جوانمردی کے اشتہار چھاپنے سے ہو - غرض ان کو اصل فکر ترقی اشاعت کا ہوتا ہے - اور مستثنیات تو ہر قوم میں ہوتے ہی ہیں - یہاں گفتگو اکثر کے متعلق ہے - خواہ تیز زبانی سے ہو - خواہ کسی بڑے آدمی کے برخلاف شور و شغب اٹھانے سے ہو - مثلاً میاں اہلحدیث ہیں - کہ نام تو انہوں نے اہلحدیث رکھوایا ہے - مگر جو لوگ حدیث کی مخالفت میں سخت سے سخت دریدہ دہنی کر رہے ہیں اُن کی طرف توجہ نہیں کرتے - البتہ ہر اخبار میں احمدیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ رکھتے ہیں - اور اسی میں اخبار کی اشاعت اور ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ایسا ہی پیسہ اخبار ہیں جو اگرچہ مذہبی اخبار نہیں ہونے کے مدعی نہیں مگر مذہبی لوگوں کی طرح ہمارے متعلق دینی رنگ کے ... ین کو پسند کرتے ہیں - انا للہ - بشرطیکہ ہمارے سلسلہ کے خلاف وہ مضمون اور اس فرض کے ادا میں اول نمبر کے نہیں تو کسی سے کم بھی نہیں - ایسا ہی آریہ صاحبان کے اخبار ہیں - کہ کچھ نہ کچھ اناپ شناپ احمدیوں پر حملے کرتے رہنا ضروری خیال کرتے ہیں - کبھی لکھ دیتے ہیں کہ ان میں اختلاف ہوگیا - کبھی چھاپ دیتے ہیں کہ خلافت پر جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوگیا - ایک آریہ ایک نوٹ لکھ دیتا ہے - دوسرے اس پر مزید در مزید حاشیے چڑھاتے ہوئے نقل در نقل کرتے چلے جاتے ہیں - اور بے سوچے سمجھے اخباروں کے صفحے کے صفحے سیاہ کرتے چلے جاتے ہیں -

غرض یہ سب گروہ ہیں - مگر ان کے علاوہ قدرت الٰہی سے ایک ایسی مخلوق بھی ہے - جو کچھ خوابیں دیکھتے رہتے ہیں - اور اپنے کشف اور الہام کے ذریعے عجیب و عجیب خبریں اپنے اور دوسروں کے متعلق اُڑاتے رہتے ہیں - بعض ان میں سے کچھ خاموش ہوتے ہیں - اور ایک وقت تک خاموش رہتے ہیں - پھر جوش انہیں اُٹھتا ہے - یہ جوش کبھی اُبھرتا ہے - کبھی دبتا ہے - ممکن ہے کہ اُن میں سے بعض مرفوع القلم بھی ہوں مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں - جو انبیاء کا بھی مقابلہ کرتے ہیں - اور ہر نبی کے زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں - بائیبل میں ان کا نام نالگیرہ ہے اور جادوگر رکھا گیا ہے - امت محمدیہ میں مثلاً ابن صیاد جو ہمارے نبی کریمؐ کے عہد مبارک میں مدعی رسالت ہوا - اور آپؐ سے اس نے خود مدینہ میں گفتگو کی - اور ان سے ان سے ایک مسیلمہ بھی تھا - امت موسویہ میں بلعم باعورا کا قصہ توریت و قرآن دونوں میں ہے - بلکہ قرآن کریم میں تو فرماتا ہے - آتینٰہ آیٰتنا - اور ہمیشہ ہر وقت ہر ایک مجدد کے وقت بھی ایسے لوگوں نے اپنا جوش دکھلایا - ایسے لوگوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ کسی جماعت اور گروہ میں اختلاف ڈالیں - کچھ بے شغلے کم فہم ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اُن کو اُبھارتے رہتے ہیں - مگر یہ گروہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے -

اس زمانہ میں ایسے لوگوں کی مثال میں چراغ الدین جمونی ہے - جو مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا تھا - مگر مرض طاعون سے نامراد مرا - فقیر مرزا جس کو حضرت مسیح موعودؑ کی ذلت اور موت کے متعلق الہام ہوا تھا - اور چند روز کے بعد خود ہی مر گیا - ایسا ہی ڈاکٹر عبدالحکیم بھی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں - تیما پور کے مولوی عبداللہ مہدی بنتے ہیں - اور بھی کوئی کوئی فصلی مُلہم کبھی کبھی ایک ہانک لگا دیتا ہے ایک مجنون قادیان میں بھی پھرتا ہے - اس میں شک نہیں - کہ یہ لوگ ایک حد تک قابل رحم ہوتے ہیں - اور ان کو چھیڑنا مناسب نہیں ہوتا اسی واسطے ہم ان کے متعلق چنداں اخبار میں کچھ ذکر نہیں کیا کرتے مگر دوسرے اخباروں کے اڈیٹر - یقار مرادوسان کے کارسپانڈنٹ ان لوگوں کے وجود کو بھی ہماری مخالفت کا معتدبہ ہتیار دکھلاتے ہیں - مومن کو چاہیئے - کہ اپنے ایمان کو استغفار اور دعاؤں کے ساتھ محفوظ رکھے -

(بدر)

دردمند دل کی ایک صدا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۱ فروری سنہ ۱۹۱۲ء کو بعد درس کلام اللہ کھڑے ہو کر طلباء مدرسہ کو یہ نصیحت فرمائی - ایڈیٹر -

میں اس وقت ایک بات کے لئے کھڑا ہوا ہوں - جب میں بیعت لیتا ہوں - تو چھوٹے چھوٹے بچے میرے ہاتھ پر بیعت کے لئے ہاتھ رکھ دیتے ہیں - اور بڑی کثرت سے ہوتے ہیں - میں ان کو منع نہیں کرتا - میں پانچ مرتبہ قرآن کا درس دیتا ہوں - بیمار بھی ہوں - تمہاری بھلائی کے لئے پانچ مرتبہ درس دیتا ہوں - تمہارے ماسٹر تنخواہیں پاتے ہیں اور مجھ کو تم سے کسی اجر کی توقع نہیں - مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے میری خواہش ہے اور دعائیں کی ہیں - کہ تم میں سے کچھ دیندار بندے پیدا ہوں - یاد رکھو - جب تک تم میں سے لائق لائق لڑکے پیدا نہ ہوں گے - تو اسلام کس طرح قائم رہ سکتا ہے - اللہ تعالیٰ نے تمام تمام نظام عالم کو سبب اور مسبب سے وابستہ کیا ہے جس طرح عالم اسباب میں کوئی کام بلا سبب نہیں - اسی طرح کوئی قوم جب تک ترقی کے اسباب پیدا نہ کرے - ترقی نہیں کر سکتی - باقی کھانے پینے وغیرہ میں کتے اور گدھے بھی مشابہ ہیں - عالم اسباب میں بڑا بننے کے لئے تم لوگوں کو بڑا بننا پڑیگا - کھانا نمک سے مزیدار ہوتا ہے - لیکن اگر نمک ہی بگڑ جائے تو کھانا کس طرح یہ تڑپ تمہارے ماسٹروں میں بھی نہیں - تم یہاں آ کر کیا کرتے ہو - تم میں بہت سے جرت نماز پڑھتے ہیں - اسلام میں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور نماز دو بڑے اصول ہیں - آج ایک لڑکا بیمار میرے پاس آیا - اُس کی بیماری اچھی نہیں - تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ تماکو کی کثرت استعمال سے اس کو یہ نقصان پہنچا ہے - میں نے اُس سے پوچھا - تم تماکو پیتے ہو - اُس نے جیب سے سگرٹ کی ڈبیہ نکال کر دکھائی - تم لوگوں سے اکثروں نے جنھوں نے میری بیعت کی ہے - بالخصوص نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اگر تم ان عادات بد کو نہیں چھوڑ سکتے - تو ہمارا مدرسہ چھوڑ دو ہم کو تمہاری پرواہ نہیں ہے - تم چلے جاؤ - اللہ تعالیٰ ہم کو تم سے بہتر لڑکے دیدے گا - ایک لڑکا جس پر ہم نے ہزاروں روپے خرچ کئے تھے - اس نے مجھ کو خط لکھا کہ میں تمہارے مذہب سے پھرتا ہوں - اور آج سے تم سے قطع تعلق کرتا ہوں - میں نے اُس کو لکھا کہ تمہارا خوشی کا خط مجھ کو ملا - اللہ تعالیٰ تمہارے عوض ہم کو ایک جماعت عطا کریگا - کیونکہ وہ فرماتا ہے - مَنْ یَرْتَدَّ ...... دیکھو لا الٰہ الا اللہ پر پکے رہو - نمازیں پڑھو - گندے لڑکوں سے بچو - عادات بد مت پھیلاؤ - وہ لڑکے جو عادات بد کو نہیں چھوڑ سکتے - وہ بیشک چلے جائیں - ہم کو ذرا بھی پرواہ نہیں - تمہارے ماسٹر شائد گھبرائیں گے لیکن ہم نہیں گھبراتے -

ریویو

تحفہ بنارس برادرم صادق کا وہ لیکچر ہے - جو انہوں نے کاشی (بنارس) میں دیا تھا - یہ لیکچر نہایت قیمتی چیز ہے - اس میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ سلسلہ کا حق بہت عمدگی سے ادا کیا گیا ہے کہیں کہیں عیسائی صاحبان کی بھی خصوصیت سے ضیافت کی ہے - اس قسم کے رسالے مفت شائع ہونے مناسب ہوتے ہیں - اور اگر احباب متعدد کاپیاں لیکر اپنے ہندو دوستوں کو بھیجیں - تو مفید ہو - خصوصاً بنارس اور اس کے نواح میں تو ہزاروں کاپیاں پھیلا دینی چاہئیں عمدہ کاغذ پر چھاپا گیا ہے - ۴؍ قیمت پر دفتر بدر سے لو -

اردو اس نام کا ایک ماہواری رسالہ جالندھر شہر سے مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری کی ایڈیٹری سے شائع ہونے لگا ہے - مولوی فتح محمد خان صاحب ایک مشہور اہل قلم اور اہل لسان بزرگ ہیں - رسالہ اردو کے ذریعہ اردو زبان کی بہترین خدمات کی توقع کرنا نامناسب نہیں ہے - وہ لوگ جو اردو زبان کے لئے لچھے دار مضامین لکھا کرتے ہیں - اور اس کے بقا اور قیام کے لئے جدوجہد کیا کرتے ہیں اگر انہوں نے رسالہ اردو کی سرپرستی نہ کی - تو صاف سمجھا جائے گا - کہ اُن کا رونا دھونا محض خیالی اور نمائشی ہے - اس رسالہ کی قیمت صرف تین روپیہ سالانہ ہے - جالندھر شہر سے ملیگا -

شئی قدیر (اللہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھنے میں بڑے دلیر ہیں۔

کچھ داؤد و سلیمان علیہم السلام کی نسبت

سورۃ ص میں چند آیات کے معانی نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت داؤد پر تہمت لگا دی ہے کہ انھوں نے ایک بی بی کے خاوند کو جنگ میں بھیجوا کر مروا دیا اور اس کی بی بی سے نکاح کر لیا۔ اور فرشتے انھیں سمجھانے آئے۔ حالانکہ واقعات سے کہ وہ ملائکہ نہ تھے بلکہ دشمن تھے کہ دیواریں پھاند کر آپ کے مکان تک [illegible] آ پہنچے۔ آپ بہت گھبرائے کہ ملک میں ان کسوں کا غلبہ ہے اور وہ یہاں تک دلیر ہو گئے ہیں کہ شاہی خیموں میں کود کر آنے میں تامل نہیں کرتے۔ مگر معًا شاہی رعب ان پر غالب آیا اور انھوں نے ایک جھوٹی بات بنالی۔ آپ نے نہایت متانت سے انھیں جواب دیا۔ اور **ظن داؤد انما فتنٰہ فاستغفر ربہ** کے یہ معنی ہیں کہ جب داؤد نے یقین کیا کہ رعایا میں بغاوت اور بدامنی کا زور ہے تو سمجھا اس کوئی کمزوری اور نقص ہے جس کی وجہ سے حکومت کے رعب و جلال میں فرق آ رہا ہے۔ اس نے خدا سے سطوت طلب کی اور خدا کے حضور گر پڑے تو خدا نے آپ کی حفاظت کی اور اپنے تسلی بخش کلام سے متاثر فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ خلیفہ تو ہم نے تجھے بنایا۔ ان لوگوں کی شرارتوں کا کیا خوف اور کیوں پریشان ہوتے ہو تم حق حق فیصلہ کرتے جاؤ اور عدل و انصاف پر قائم رہو تمہاری ہی فتح ہو گی۔

حضرت سلیمان کی نسبت بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ آپ کی عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ تو گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے اڑا دیا۔ یہ مجنونانہ فعل ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔

بات یہ ہے کہ آپ گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کہ حب بھی دو قسم کی ہے۔ بعض حبیں دکھ کا موجب ہوتی ہیں جیسے عشق۔ مگر میری یہ حب جو ان گھوڑوں سے ہے پسندیدہ حب ہے۔ کیونکہ ان سے میں اپنے مولا کو یاد کرتا ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے **الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی یوم القیامۃ** آپ خدا تعالیٰ کے فضل و احسان بیان کرنے میں مشغول رہے اتنے میں گھوڑے سامنے سے گزر گئے۔ (توارت بالحجاب) آپ نے فرمایا انھیں پھر واپس لاؤ۔ جب پھر گزرنے لگے تو آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ گھوڑوں کو پیار کرنے کا یہی طریق ہے۔ اگر مسح کے معنی تلوار مارنے کے ہی ہوں تو پھر سب سے پہلے وضو کرنے والے کو اپنی گردن کاٹ لیا کریں۔

آپ ہی کے متعلق **القینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب** آیا جس سے مراد یہ ہے کہ آپ کا بیٹا نالائق تھا اور **ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی**

—

سے مراد رضا و قرب الٰہی کا مقام ہے۔

ایوب صابر

دوسری کتابوں کے قصے اور خدا کی کتاب میں جو واقعہ گذشتہ بیان ہو اس میں فرق یہ ہے کہ خدا کی کتاب میں صرف قصہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بتایا جاتا ہے جو ایسا کریگا وہ بھی انھیں انعامات سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ **ذکری لاولی الالباب** اور **کذالک نجزی المحسنین** ایسے پاک کلمات سے جن کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ایوب کے صبر کا بیان کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام خدا کے حضور بڑے ادب سے کام لیتے ہیں۔ وہ کسی دکھ کو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ جب وہ خدا کے حضور اپنی تکالیف کے متعلق گڑگڑائے تو ارشاد ہوا **ارکض برجلک** یعنی سواری کو اس سرزمین کی طرف لے چل جہاں آپ کے لئے آرام کے سامان مہیا ہیں۔ اور وہاں اہل و عیال اور احباب اس کی مثل دئے جاوینگے۔ اور اپنی سواری کو درخت کی ایسی شاخوں سے جس کے ساتھ پتے بھی ہوں چلائے جا مگر اسے ضرر نہ پہنچا۔ یہ دراصل ایک پیشگوئی تھی نبی کریم صلعم سے بھی ایسا ہی معاملہ پیش آنیوالا تھا۔ چنانچہ آپ نے بھی مکہ سے ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے بہت سے اہل اور وفادار احباب پائے۔ اب بھی جو خدا کی راہ میں ہجرت کرے اس کے لئے امن و آسائش بموجب وعدہ الٰہی **یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ** موجود ہے۔ اور ہرگز خیال نہ کرے کہ اگر میں اپنا گھر یا اپنے رشتہ دار چھوڑ کر جاؤنگا تو نقصان اٹھاؤنگا خدا تعالیٰ ایسے شخص کو بہتر سے بہتر احباب و اصحاب اور رشتہ دار دیگا۔

راستباز کی پہچان

کسی نبی کسی مامور کے دل میں یہ خواہش پنہاں نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں اور بڑا آدمی کہلاؤں وہ مخلوق سے کنارہ کش اور گوشہ نشین ہوتے ہیں پھر خدا تعالیٰ انھیں اپنے حکم سے نکالتا ہے۔ تو وہ مجبور ہو کر پبلک میں آتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کو دیکھو کہ آپ کے دل میں ہرگز یہ بات نہ تھی کہ میں قوم کا امام بن جاؤں چنانچہ ارشاد ہونے پر عذر و معذرت کرتے اور اپنے بھائی کو **افصح منی** سے پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم صلعم فرماتے ہیں **ما کان لی من علم بالملاء الاعلیٰ اذ یختصمون** مجھے کیا علم تھا کہ ملاء اعلیٰ میں میری نبوت کی نسبت کیا مباحثات ہو رہے ہیں۔ جیسا ہر مامور کی بعثت پر آسمانوں میں بڑی بحث ہوتی ہے۔

پھر ہر نبی کے لئے ایک نہ ایک بڑا دشمن اٹھتا ہے جسے ایک وقت مقررہ تک مہلت دیجاتی ہے تاکہ اپنا زور لگا لے بعد اپنے تمام قوی اور لاؤ لشکر کے ساتھ ناکام رہکر ثابت کر دے کہ یہ مامور واقعی خدا کا برگزیدہ ہے۔

—

اسی نبی کے ہر ایک قول و فعل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بناوٹ اس میں بالکل نہیں اس کی کوئی بات بناوٹ سے نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کا کوئی فعل تکلف سے ہوتا ہے۔ اور نہ وہ خلقت کو نصیحت دنیوی فائدہ اٹھانے کی امید یا نیت پر کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے۔ چنانچہ سیدنا و مولانا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو سنا دو **ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین**

اسی معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے آپ اپنے بارے میں لکھتے ہیں۔ ؎

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھکو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا تیرا ہی ہے سب برگ و بار

اور آپ میں تکلف اور بناوٹ نام کو نہ تھی اس کی شہادت ہزاروں آدمی دے سکتے ہیں نہ تقریر میں کوئی بناوٹ تھی نہ تحریر میں نہ لباس میں اور **ان اجری الا علی اللہ** پر جو عمل فرمایا وہ تو اب بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ اپنے لئے باوجود اس قدر روپیہ کے آنے کے کوئی جائداد نہیں خریدی۔ اور نہ کوئی نفع اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا۔

اللھم صل علی محمد و علی عبدک المسیح الموعود

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکرہ میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی تھی یہاں سے انگلستان کے [illegible] روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہوار

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف [illegible] سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی تمدنی اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے [illegible] صفحہ بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے نمونہ کا پرچہ مہر کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔ [illegible]

مسلمانوں کا مشیر

ہفتہ وار "المشیر" ہے جو ان کے ملکی اور قومی حقوق کا محافظ ان کی تمدنی برائیوں کا مصلح ان کی تعلیم کا حامی ان کی اتحادی ہمگی اور علمی۔ اخلاقی اور مذہبی اور دماغی مذاق پیدا کرنیوالا ملک بھر میں اپنی طرز کا نرالا ہفتہ وار اخبار ہے قیمت صرف تین روپیہ سالانہ

المعلن منیجر اخبار المشیر مرادآباد

لاہور میڈیکل کالج کے پروفیسروں کو پریکٹس کی ممانعت

میڈیکل کالج لاہور کے پرنسپل صاحب نے کالج مذکور کے بعض ہندوستانی پروفیسروں کے نام ایک نرالا اور بھدا حکم جاری کیا ہے کہ وہ آئندہ اپنی پرائیوٹ پریکٹس کو جاری نہ رکھیں اس حکم کے وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں مگر اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ اس حکم کو لاہور کی تمام دیسی آبادی نے نہایت ناراضگی اور کراہت سے دیکھا ہے۔ میڈیکل کالج لاہور کو قائم ہوئے ایک لمبا زمانہ گذر گیا اور بیسیوں پروفیسر یکے بعد دیگرے یہاں آئے اور کبھی کسی حال میں بھی پروفیسروں کے طبی مشورے سے پبلک کو محروم نہیں کیا گیا۔ ہسپتال کے اوقات مقرر ہیں اور اس کے بعد عوام بھی وہاں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے چہ جائیکہ متوسط الحال اور کاروباری آبادی اس سے فائدہ اُٹھا سکے اس کی ایک ہی صورت تھی اور ہے اور یہی کہ وہ تجربہ کار پروفیسر اپنے خارجی اوقات میں اپنی طبی خدمات سے پبلک کو فائدہ پہنچائیں۔ یہی دستور اب تک چلا آیا ہے اور اس میں کسی تبدیلی کا واقع ہونا نہ صرف عام ناراضگی کا موجب ہے بلکہ پبلک کی قیمتی زندگیوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ لاہور کے ان پروفیسروں میں ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی ہیں جن کی طبی قابلیت کے ذریعہ عام نفع رسانی کا شہرہ ہو رہا ہے۔ جہاں جہاں ان لوگوں نے کام [illegible] کام کیا ہے وہاں کے باشندے اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ انھوں نے کس ہمدردی اور شفقت کے ساتھ اپنے [illegible] فرض کو پورا کیا ہے۔ وہاں سکھ یا

لاہور کی صحت کی جو حالت ہے وہ میونسپل کمیٹی لاہور میں پیش ہونے والی تجاویز سے عیاں ہے ایسی حالت میں ان قابل ڈاکٹروں کے طبی مشورے سے پبلک کو محروم کر دینا ایک سخت ظلم ہے اور ایسی فرو گذاشت ہے جس کی تلافی بہت جلد ہونی چاہئے۔ ایسے حالات میں کہ لاہور کی آبادی بڑھ رہی ہے اور وہاں کے متوسط الحال اور شریف لوگوں کو ان ہندوستانی ڈاکٹر صاحبان کے وجود سے خواہ وہ ہندو ہیں یا مسلمان ایک قیمتی مدد مل رہی ہے مناسب تو یہ تھا کہ ان لوگوں کو گورنمنٹ کی طرف سے خاص الونس دئے جاتے تاکہ وہ پبلک کی خدمات کے لئے اپنے اوقات کو اور بھی فارغ کر سکتے مگر برخلاف اس کے انھیں اس پریکٹس سے بھی روکا جاتا ہے جو وہ پہلے سے کر رہے ہیں اور اپنی جیب سے اکثر اوقات نہایت قیمتی ادویات غربا کو تقسیم کرنے اور بعض صورتوں میں ان کے دیگر اخراجات کو بھی برداشت کرتے ہیں غرض یہ حکم سراسر لغو اور نقصان دہ ہے اور ہندو مسلمان اخبارات اس کی لغویت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ لاہور میں ہندو مسلمانوں کے متفقہ جلسے کئے جاویں اور اس حکم کی لغویت کو پبلک آواز کے ذریعہ گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچایا جاوے اور نہ صرف لاہور میں بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے مختلف حصوں میں ایسے جلسے ہونے چاہئیں بالاخر سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے ایسی توقع کرنی فضول نہیں ہے کہ وہ اس بے معنی اور لغو حکم کو منسوخ کر کے لاہور کی آبادی کو خصوصاً اور کل اہل ملک کو عموماً شکر گذاری کا موقع دینگے۔

ایک زنڈی کی کمائی وقف ہو رہی ہے

بٹالہ ضلع گورداسپور سے یہ حیرت انگیز خبر آئی ہے کہ مسماۃ اروڑی کنجری کا ساری عمر کا اندوختہ جو اس نے حرامکاری سے جمع کیا تھا انجمن اسلامیہ بٹالہ کے بعض نادان دوست انجمن مذکور کو اسلامی اغراض کے لئے بطریقہ وقف دلانے کی کوشش کر رہے ہیں ہم ان لوگوں کی نیت پر حملہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔ مگر اتنا ضرور کہونگا کہ اس سے انجمن اسلامیہ ہی کی سخت بدنامی اور توہین نہ ہوگی بلکہ اسلام کا مضحکہ اڑایا جاویگا۔ کہ ایک ایسی عورت کا مال جو اپنی عمر بھر فسق و فجور میں مبتلا رہی اور جو اس نے خدا تعالیٰ کے احکام کی صریح خلاف ورزی اور عفت سوزی سے حاصل کیا ہے وہ ایک ایسی انجمن کے سپرد ہو جو مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ ہونی چاہئے ایسے مال لیکر گویا انجمن دوسرے لوگوں کو شوق دلاتی ہے کہ وہ بھی حرامکاری یا سود یا شراب فروشی وغیرہ کے ذریعہ سے ناجائز اموال پیدا کریں۔ اور انجمن کو بغرض ثواب دیدیں۔ بڑا موزوں اور قابل شرم کارروائی بٹالہ کی انجمن کے لئے کلانک کا ٹیکا ہوگی۔ انجمن مذکور کو اس مال کے لینے سے پہلے علماء سے صاف الفاظ میں فتویٰ حاصل کرنا چاہئے یہ مفتی یا قاضی نہیں اور فتویٰ دیتے ہوئے بہت کچھ خوف خدا سے کام لینا چاہئے۔ اس لئے اس کے متعلق کوئی فتویٰ دینے کو طیار نہیں۔ بجز اس کے کہ اس کی کراہت ظاہر کریں اور مال حرام کا وقف شرعاً جائز نہیں معلوم ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مال مذکور کے لئے باضابطہ مقدمہ بازی شروع ہو گئی ہے انجمن کو کیا ضرورت ہے کہ اس خبیث مال کے لئے لوگوں سے جھگڑے [illegible] کی کمائی کو خرچ کرے وہ اس مال کو الخبیثات للخبیثین پر عمل کر کے چھوڑ دے۔ [illegible] ان لوگوں کو اس مال کے وارثان بازگشت ہیں۔ ہم بھی یہ کہنے سے نہیں رک سکتے کہ اگر ان میں اب تک وہی عمل جاری ہے جس [illegible] تو وہ خوف خدا کریں اور توبہ کریں [illegible] پاک اور طیب مال کمائیں۔

اس میں ان کے لئے بہتری اور بھلائی ہوگی۔ نہ صرف ان کی عاقبت سنور جائیگی بلکہ وہ خدا کے فضل سے دنیا میں بھی سرخرو ہو جائینگے۔ غور تو کرو کہ اس مال حرام نے اس زانیہ کو کیا نفع دیا جو تم اس سے توقع کرتے ہو۔ اس کا پہلا کرشمہ یہی ہے کہ مقدمہ بازی کی نوبت آئی۔ پھر انجام تک خدا جانے کیا ہو ایسے اموال کا ایک ہی مصرف ہماری سمجھ میں آتا ہے کہ آریوں اور عیسائیوں کی ان کتابوں کے جوابات چھپا کر مفت تقسیم کئے جائیں جو انھوں نے اسلام کی مخالفت میں لکھی ہیں کیونکہ یہ وقت جہاد بالقلم ہے

بہرحال اس مال کو انجمن گوشت خر دندان سگ سمجھ کر چھوڑ دے اور وارثوں کو نیک نصیحت کرے اور اس مال کے اس طریق پر خرچ کرنے کا مشورہ دے جو علماء کے نزدیک صحیح ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ خانبہادر میاں غلام فرید صاحب پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ بٹالہ اس وقف کے خلاف ہیں۔ اور انھوں نے عام مجمع میں [illegible] پر اور سٹیشن بٹالہ پر برملا کہا کہ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ اروڑی کا مال حرام انجمن کے لئے لیا جاوے۔ بہرحال ضرورت ہے کہ اس سوال پر انجمن اسلامیہ بٹالہ دینی پہلو سے غور کرے اس کے متعلق بٹالہ سے ایک مختصر سی مراسلت بھی پہنچی ہے جو درج ذیل ہے

مسماۃ اروڑی کنجری (فاحشہ عورت) جو تھوڑے دنوں سے بہت سا مال منقولہ و غیر منقولہ بٹالہ میں چھوڑ کر مر گئی ہے بجز سوائے زنا کے اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں رکھتی تھی سنا جاتا ہے کہ ایک بزرگ اُس کے متروکہ مال حرام کو بطور وقف کے انجمن اسلامیہ بٹالہ کو دلانے کی کوشش کر رہے ہیں معلوم نہیں کہ اس میں اصلی غرض کیا ہے کہ انجمن اسلامیہ کو ایسے مال کا لینا شرعاً ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ مال حرام وقف اور اسلامی اغراض میں خرچ نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے [illegible] مال کے لینے میں انجمن اسلامیہ کی سخت بدنامی بلکہ [illegible] لوگوں کی پیشانی پر ایک بدنما دھبہ ہوگا۔ اگرچہ مسلمانوں پر ہر طرف سے ادبار کی دھواں دھار گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں مگر تاہم یہاں تک نوبت نہیں پہنچی کہ اسلامی اغراض کے لئے ایسا مال حرام ہی لیا جاوے۔ اور شرابی کا وقف شرعاً جائز ہے جو ایسے مال حرام کا وقف جائز ہو جاوے کیا اسلام پاک کے کام سوائے ایسے ناپاک مال کے چل ہی نہیں سکتے۔ ہم توجہ دلاتے ہیں کہ بزرگ موصوف اور انجمن اسلامیہ بٹالہ ایسے مال کے لینے سے قطعی پرہیز کریں اور اسلامی اخبارات ایسے امور کے انسداد اور مخالفان اسلام کے حملوں سے اسلام پاک کو بچانے کے لئے اپنا زور قلم دکھائیں۔

راقم ایک خیر خواہ انجمن اسلامیہ بٹالہ

حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت کرو

مجھے اس بات کے معلوم ہونے سے بہت افسوس ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کی فروخت بہت کم ہوتی ہے ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ان کے متعلق اشتہار نہیں دیا جاتا۔ پرانے احباب سب خرید چکے ہوں اور نئے بیعت کنندے ان کی فہرست سے ناواقف ہوں۔ بہرحال ان کتابوں کی کثرت اشاعت کیطرف احباب کو توجہ کرنا ازبس ضروری ہے۔ حضرت میر صاحب نے اسپر دو مضمون لکھے ہیں ایک نظم میں اور ایک نثر میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اس مضمون کو سنکر فرمایا ہے ... توجہ تو دلاتا ہوں مگر اتنا ضرور کہونگا کہ توجہ دو طرف مشکل ہوتی ہے۔ جب تک احباب ان کتب اور ریویو کو توجہ نہیں فرماتے کام نہیں چلیگا۔ ہم انشاء اللہ وقتاً فوقتاً حسب ضرورت حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کی فہرست اخبار میں شائع کرتے رہینگے۔ بہرحال وہ مضمون درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

احمدیوں سے ناصر کی اپیل

پیارے احمدیوں کے سامنے میری اپیل ہے
کیوں احمدی کتب کی اشاعت قلیل ہے
کیا دلربا کلام ہے کیسے نفیس و پاک
دعوی نہیں ہے کوئی کہ جو بے دلیل ہے
بعضی عبارتوں میں ہے کافور کا مزا
اور بعض میں ملی ہوئی کچھ زنجبیل ہے
انگور جلتے ہیں بہشتی انار و سیب
ہے نہر شیر و شہد کی یا سلسبیل ہے
ہیں نخل باحلاوت و کیلے ہیں بامزا
آب رواں کہیں ہے کہیں چاہ جمیل ہے
حور و قصور ہیں کہیں غلمان ہیں کہیں
ہر اک طرح کی رحمت رب جلیل ہے
دوزخ سے باز رکھتی ہے جنت کی رہنما
ہر اک کتاب گویا کہ زندہ خلیل ہے
شہباز علم و فضل ہے مہدی کا ہر کلام
اعدا کی جو کتاب ہے وہ مثل چیل ہے
عیسیٰ کا ہے کلام بہت عز و شان کا
اس کے مقابلہ میں جو ہے وہ ذلیل ہے
مہدی کا ہے کلام خدا کیطرف سے بس
گویا زباں سے بول رہا جبرئیل ہے
سلطان ہے تمہارا وہ پیشوا
عیسیٰ کا اور رسول خدا کا مثیل ہے
اس کی ہر ایک کتاب میں ہے نور و معرفت
عارف وہ تھا خدا کا یہ امر دلیل ہے
اے دوستو تم اس کی کتب سے اٹھاؤ فیض
اب زندگی کا عرصہ عزیزو قلیل ہے
میرے پیارو چھوڑ دو تم قصہ خوانیاں
پڑھ پڑھ کے قصہ ہوتی طبیعت علیل ہے
پہچانو اس امام کو اس کا پڑھو کلام
جو راہ وہ بتاتا ہے حق کی سبیل ہے
کیوں اس کی ہر کتاب کو لیتے نہیں ہو تم
کس واسطے تمہاری طرف سے یہ ڈھیل ہے
ناصر کا ہے کلام عزیزو کو مثل گل
اور دشمنوں کی آنکھ میں مانند کیل ہے

حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام کی کتابیں جن میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نور و برکت ہے اور جو قریباً اللہ تعالیٰ کی تحریک سے لکھی گئی ہیں اور جن میں اکثر عبارتیں بالکل الہامی ہیں جن کے پڑھنے سے ایمان بڑھتا ہے اور دل منور ہوتا ہے علم میں ترقی ہوتی ہے اور قوت استدلال زیادہ ہوجاتی ہے اور جن کا خریدنا اور پڑھنا یا مخالفین میں تقسیم کرنا سراسر کار ثواب ہے آجکل ان کا خریدنا احباب نے چھوڑ رکھا ہے اور کتابوں کا ذخیرہ ردی کیطرح کوٹھڑیوں میں جمع پڑا ہوا ہے جسکو چوہے اور دیمک کا اندیشہ ہے اس کا زیادہ تجربہ گذشتہ جلسہ پر ہوا کہ مثل سابق کتابیں نہیں بکیں بلکہ کسی نے آکر پوچھا بھی نہیں اور دوسرے لوگوں کے رسالے جو مثل حشرات الارض آجکل شائع ہو رہے ہیں جنکا شمار شاید کہ سو تک پہنچ چکا ہے۔ وہ دست بدست فروخت ہوتے رہے ماحض کے شائق کم تھے اور ستی کے خریدار بہت روحانی حلوا کم بکا اور پکوڑے زیادہ ایسی کم توجہی حضرت صاحب کی کتابوں کی خریداری میں احمدیوں کو مناسب نہیں ہے شمع کے مقابلہ میں جس طرح کرمک شب تاب کی کچھ قدر نہیں ہوتی اور وہ روشنی کا پورا فائدہ نہیں دیتا اسی طرح حضرت صاحب کی کتابوں کے مقابلہ میں اور کتب و رسائل کا حال ہے۔ جسقدر ان میں روشنی ہے وہ تو حضرت صاحب ہی کی کتب سے اخذ کیگئی ہے اور جو کچھ ان مصنفین کا ہے وہ مغشوش ہے۔ کسی کا شعر ہے جب اصل ملے تو نقل کیا ہے۔ یہاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں کچھ گرانی قیمت کتب حضرت صاحب ابھی مانع خریداری ہے اور دیگر کتب و رسائل چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور تھوڑی تھوڑی قیمت پر بکتے ہیں۔ لہذا لوگ انھیں بآسانی شوق کر خرید لیتے ہیں۔ انھیں گراں نہیں گذرتا لیکن یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ حضرت صاحب کی کتابیں تو گویا اصلی چاندی کی اور دوسری کتابیں جرمن سلور یا جیسا کہ اصلی اور نقلی اشیا کا فرق ہوتا کجا اصلی۔ کجا نقلی۔ دونوں میں جب چیز کا فرق ہے تو قیمت کا فرق بھی ضروری بالضرور ہے۔ نیز حضرت صاحب کی کتابیں اکثر بڑی ہوتی ہیں اور دوسروں کی چند ورقی کتابیں ہوتی ہیں پھر قیمت کیونکر برابر ہو۔ اصل مطلب یہ ہے کہ احمدی احباب چشم بصیرت وا کریں اور عقل و خرد کی رہنمائی سے غور و تامل فرماویں کہ جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ یا یہ ان کی غلطی ہے مجھے امید ہے کہ آئندہ احباب تلافی مافات کرینگے۔ اور خرید کتب حضرت صاحب میں سستی اور تغافل نہ فرمائینگے۔ اس ذخیرہ کو جو قادیان میں مثل ردی کے پڑا ہوا ہے دنیا کو متمتع ہونیکا موقع دینگے۔ زندگی کا اعتبار نہیں موسم بہار ہمیشہ نہیں رہتا جب خود حضرت صاحب انتقال فرما گئے تو کیا ان کے دیکھنے والے میں تم رہینگے۔ آخر یہ موجودہ لوگ بھی ایک دن کوچ کر جائینگے حضرت صاحب تو اپنا کام کر گئے کتابیں تصنیف کیں ان کو چھپوایا اب تمہارا کام یہ ہے کہ ان کتابوں کو خریدو اور پڑھو اور لوگوں کو پڑھاؤ۔ اپنے یاروں تم لو اور اغیار کو دو۔ تاکہ تمہاری طرح ان کی بھی آنکھیں کھلیں اور تمہاری طرح وہ بھی اس پاک جماعت میں داخل ہوں اور یہ جماعت بڑھے پھولے اور پھلے۔ اور تمہیں اشاعت اور اعانت کا اجر ملے اور خدا کی جناب میں تم سرخرو اور سرفراز ہو۔ اور تمہارا انجام بخیر ہو۔ اور نیز یہ بھی عرض ہے کہ علاوہ حضرت صاحب کی کتابوں کے رسالہ ریویو بھی کونے گمنامی پڑا ہوا ہے اس کے خریدار بھی بہت کم ہوگئے ہیں اور رسالوں اور اخبار کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اور ریویو کی اشاعت روبکمی ہے یہ کیسا ظلم ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بجز جماعت کی دینی سستی کے اور کیا سمجھا جاوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت صاحب نے اپنی زندگی میں ریویو کی خریداری کی سفارش فرمائی تھی اور لکھا تھا کہ دس ہزار اس کے خریدار ہوں۔ لیکن ہماری جماعت نے ترقی معکوس فرمائی۔ مجھے امید ہے کہ ریویو کے پورے دو ہزار خریدار بھی ہوں۔ یہ نہایت درجہ کی غفلت ہے اس غفلت و سستی کے دور کرنے کیلئے کوئی توجہ احباب کو کبھی دلائی گئی ہے میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالا لہذا میں نے احباب کی خدمت میں تحریک کردی۔ اب اس کا قبول فرمانا یا نہ فرمانا احباب کے اختیار میں ہے۔ اور اصل میں ہر کام اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وہ چاہیگا تو یہ میری تحریک کارگر ہوجاویگی اور سب احمدی بھائی بہ تبادلہ دلی اسے منظور فرمائینگے۔ کتابیں بکنی شروع ہو جاوینگی اور ریویو کے لئے درخواستیں آنے لگینگی۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

ناصر نواب از قادیان

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدِ نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے

ہدیہ فی پارہ (۴ع) ایکروپیہ

نوٹ

آٹھ پارے طیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ (عہ) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن.

دینا چاہیے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی دوائیں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۷ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیے۔ سو گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ مر ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵ مر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد و لحظہ میں بڑھجاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اسکو دور کرتا ہے اور ریاح جس سے ٹیس چمک پڑکر رگوں میں لہرکن کئی جو کہیں چھوڑنے سے ہو اس دوا سے فوراً آرام ہوجاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳۰ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۶ر محصولڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۴ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری طریقہ کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل سے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً دفع ہوتے ہیں ۔ اور ہر قسم کی شکایات کے ملئے انشاء اللہ مفید ہے ۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ کچھ بازاری کرو ۔ ات سے طیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائے ۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خود کشی تک نوبت پہنچتی ہے پہلے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ دیکھ مفید پائینگے ۔ قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی ۔۔۔ کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانے ۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دنداں } دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے ۔ اگر یہ بات نہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے ۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپکو اپنا مزاج فوراً اچھا معلوم ہوگا ۔

قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ قبض سے بیماریاں کیوں پیدا ہوتی ہیں صفرا ۔ صفراوی بخار یا جگر کی شکایت ہیجان تپ بدہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل ۔ دوران یعنی چکرانا ۔ دردسر نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر بہت عرصہ یہ

حالت رہے تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں ۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں ۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر و ۸ر و ۱۲ا

۱۲ا والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۱۲ر والی شیشی سے پچگنی ہیں ۱۲ا والی شیشی

ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد ہے دس ہزار نہیں ۔ پچاس ہزار نہیں ۔۔۔ دو لاکھ روپیہ کی جائداد کا مالک ۔۔۔ بغیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے ۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح ۔۔۔ کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک بعد سے دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے ۔ صاحب جی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۴۰۸ روپیہ تصدیق کرتے ہیں ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہو اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے ۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے ۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر مجرلی ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں ۔۔۔ کر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو حرکت دیتا ہے ۔ اور خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کر کے انسان کو ایک صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے ۔ کہ پھر اگر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں ۔ ہند دستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لکچرار اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز مدت کے استعمال ہونے کے پھر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۴۹۳ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات وسوختہ انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے ۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتنائیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے کے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام باتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے یہ روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے ۔ یہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے ۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے ۔ زردی ۔ ضعف اعصاب ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف معدہ ۔ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اصلاح قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے ۔ جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی ۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگلی تمام مقوی دواؤں ۔۔۔ صحیح دیجائے تو بجائے حلق سے اترنے ہی اس کا خاص اثر ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے ۔ بزدل کو جواں مرد جواں کو ممتاز بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے کہ استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے ۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں ۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے ۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور ٹیڑھا پن لاغری وغیرہ دور ہو کر معزز طاقت بحال ہو جاتی ہے ۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بنا دیتا ہے اور لطف یہ ہے کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (۴ عہ) شیشی خورد دو روپے دو آنہ (۲ عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو

ازدفتر الحکم قادیان

جلد ۱۶ نمبر ۶

الحکم

قادیان دارالامان

۷ مارچ ۱۹۰۳ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر

خواص سے ۱۰ر

ہندوستان سے باہر ۶ر

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲ر ۱۲

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویا

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی و وافی ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویا کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ کمدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی از مائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔ اصلی

اور پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اجزا اصلی خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے۔ پھر بھی ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علحدہ ہے۔ اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جنکی تعداد ... تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حکیم حافظ احمد خان صاحب حاذق الملک رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

نوٹ۔ بعض بیوپاری اور مفید ادویات کے سبب سے اس ... اخانہ کی کوئی شہرت نہیں ہے۔

رجسٹرڈ ائل نمبر

بعالیجناب سید حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ

"میڈیسنز دہلی"

منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک نئی شہادت

ایک نئی حدیث اس بارہ میں کہ مسیح موعود امام مہدی ہوگا

صداقت کی یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔ کہ جس طرف سے دیکھو اس کی تائید میں ثبوت مہیا ہوتے جاتے ہیں۔ جھوٹا ممکن ہے۔ کہ ایک دو باتوں کو توڑ موڑ کر اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرے مگر اس کی ایسی تاویلیں ایک دو امور تک چل کر آگے بند ہو جاتی ہیں۔ مگر صادق کی صداقت ہر ایک پہلو سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرف دیکھو اس کی سچائی کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا قصہ مشہور ہے۔ جس کا نام لا تھا۔ جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو لوگوں نے اس سے سوال کیا۔ کہ تو کس طرح نبی ہو سکتا ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی (صاحب شریعت) نبی نہیں آئے گا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ حدیث میرے نبی ہونے کا ثبوت ہے۔ مگر یہ اس طرح نہیں۔ جس طرح اب تک لوگ اس کو پڑھتے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے در اصل یہ فرمایا تھا کہ لا نبی بعدی یعنے میرے بعد ایک نبی پیدا ہوگا۔ جس کا نام لا ہوگا۔ مگر ایک حدیث کو تو اس نے بگاڑ کر اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر لیا۔ پر اس کی یہ کاروائی یہاں تک ہی ختم ہو گئی۔ کوئی اور شہادت وہ اپنے دعویٰ کی تصدیق میں پیش نہ کر سکا۔ نہ کوئی آسمانی نشان اس کی تائید میں ظاہر ہوا۔ نہ کسی پیشگوئی نے اس کے دعویٰ پر تصدیق کی مہر لگائی۔ نہ وہ کوئی ایسی قرآنی آیت اور حدیث پیش کر سکا۔ جس میں اس کے آنے کے علامات بیان کئے گئے ہوں۔ اور وہ اس کے زمانہ میں پورے ہوئے ہوں۔ اور نہ خدائے تعالیٰ نے اپنی تائید کے ذریعہ اس کی سچائی کی شہادت دی۔ اور وہ ناکام و نامراد ہو کر مر گیا۔ ان کی سچائی پر آسمان بھی گواہی دیتا ہے اور زمین بھی **الوقت الوقت** پکار کر ان کے سچا ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام ان پر نازل ہوتا ہے۔ جس میں زبردست پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ جو اپنے وقت پر منہاج نبوت کے مطابق پوری ہو کر ان کی سچائی کی شہادت دیتی ہیں۔ پہلے نبیوں کے مقرر کردہ نشانات ان کے وقت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کی تائید کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ غرض ہر ایک رنگ میں ان کی صداقت اپنے تئیں ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں خدا کا مسیح اور مہدی ظاہر ہوا۔ تو اس نے اپنے دعویٰ کی تائید میں [illegible] دلیل [illegible] پیش کیں۔ گذشتہ انبیاء کی بیان کردہ پیشگوئیاں اس کے متعلق اتریں۔ قرآن شریف کی سینکڑوں آیتوں نے اس کے منجانب اللہ ہونے کی گواہی دی۔ آسمان پر نشان ظاہر ہوئے۔ زمین نے گواہی دی۔ ہزاروں لوگوں نے اپنے رؤیا صالحہ اور سچے الہاموں کے ذریعہ اس کی صداقت کی شہادت دی۔ خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اس نے سینکڑوں پیشگوئیاں شائع کیں۔ جو اسی طرح پوری نکلیں۔ جس طرح خدائے تعالیٰ کے نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان دنوں میں ہی دہلی میں ملک معظم قیصر ہند کے ہاتھ سے خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو عین طور پر پورا کر دیا۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کی ہر رنگ میں تائید کی آپ نے علمی دنیا کو اپنے معجزے دکھائے۔ آپ نے پولیٹیکل دنیا کو بھی نشان دکھا کر ان پر حجت پوری کی۔ ہر قوم کے مقابل میں آپ نے نشان دکھلائے۔ ہر ایک میں آپ کے نشان ظاہر ہوئے۔ اور روز بروز ظاہر ہو رہے ہیں۔ آپ کی پیشگوئیوں اور پرانی پیشگوئیوں کے مطابق طاعون دنیا میں ظاہر ہوا۔ زلزلوں نے زمین کو ہلا دیا۔ جنگوں نے دنیا کو قیامت کا نمونہ دکھا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ نشانات آپ کے وقت میں ظاہر ہوئے۔ اور آپ کی پیشگوئیاں آپ پر صادق آئیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ میں ہی مسیح ہوں۔ اور میں ہی **امام مہدی** ہوں۔ اس کی تصدیق میں خدائے تعالیٰ نے آپ کے وقت میں آپ کے دعویٰ کے بعد رمضان شریف میں مقررہ تاریخوں پر سورج کے کسوف اور چاند کے خسوف کا نشان آسمان پر ظاہر فرمایا۔ جو کہ **امام مہدی** کے ظہور کا ایک بھاری اور مشہور نشان تھا۔ چنانچہ جب یہ نشان ظاہر ہوا۔ تو بہت سے مخالف مُلّاں بول اُٹھے۔ کہ اب اس نشان کو دیکھ کر بہت سے لوگ اس مدعی مہدویت کو قبول کر لیں گے۔ اور اس طرح (ان کے زعم کے مطابق) یہ نشان ان کی گمراہی کا موجب ہوگا۔ پھر آپ نے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں صحیح بخاری کی وہ حدیث پیش کی۔ جس میں آنے والے مسیح کے متعلق لکھا ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنے وہ تمہارا ایک امام ہوگا۔ جو تم ہی میں سے ہوگا۔ پھر آپ نے ابن ماجہ کی وہ حدیث پیش کی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی یعنے مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ یہ حدیثیں آپ کے ظہور سے پہلے موجود تھیں۔ آپ نے ان کو اپنے پاس سے نہیں بنایا۔ اسی طرح کسوف اور خسوف کا نشان بھی پہلے سے مقرر تھا۔ آپ نے اس نشان کو پہلے سے نہیں لکھ رکھا تھا۔ نہ آپ کے اختیار میں تھا۔ کہ اس نشان کو آسمان پر اپنی طاقت سے ظاہر کریں۔ اب خدائے تعالیٰ کے فضل سے آپ کے اس دعویٰ کی تصدیق میں ایک اور حدیث نکلی ہے۔ جو مسند امام احمد بن حنبل کی جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ پر درج ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ اس حدیث شریف میں صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود ہی **امام مہدی** ہوگا۔ اور وہ جنگ نہیں کریگا۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ بن مریم **اماما مھدیا وحکما عدلا** فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ وتضع الحرب اوزارھا (ترجمہ) ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے۔ وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملے وہ عیسیٰ ابن مریم **امام مہدی** ہوگا۔ حکم عدل ہوگا۔ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کریگا جزیہ دور کر دیگا۔ اور اس کے زمانہ میں لڑائی اپنے بوجھوں کو رکھ دیگی یعنی وہ دین کے لئے جنگ نہیں کریگا بلکہ دلائل اور نشانات کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کریگا) دیکھو۔ کیسے صریح الفاظ میں اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ آنے والا مسیح **امام مہدی** ہوگا۔ اس سے زیادہ بین شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ مسیح موعود ہی **امام مہدی** بھی ہوگا۔ پھر اس میں یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ وہ جنگ نہیں کریگا۔ بلکہ لڑائیاں موقوف کی جائیں گی۔ کیا اب ہمارے مخالف اس بات پر اصرار کریں گے۔ کہ **امام مہدی** اور شخص ہوگا۔ اور مسیح موعود اور شخص ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعود ہی کا نام **امام مہدی** رکھتے ہیں۔ اس حدیث نے صحیح بخاری کی حدیث اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے معنے بھی صاف کر دیئے۔ ہمارے مخالف کہا کرتے تھے۔ کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں۔ کہ مسیح موعود تو نازل ہوگا۔ مگر وہ تمہارا امام نہ ہوگا۔ بلکہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے تھے۔ کہ **امام مہدی** مسیح موعود سے الگ ہوگا۔ اب اس حدیث نے ان کے اس خیال کی تردید کی اور جو معنے ہم کیا کرتے تھے اس کی تائید کی یعنی یہ کہ مسیح موعود مسلمانوں کا ایک امام ہوگا جو انہی میں سے پیدا ہوگا۔ باہر سے نہیں آئے گا۔

بعض لوگ لفظ عیسیٰ بن مریم پر بہت اڑا کرتے ہیں۔ کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی اسرائیلی مسیح پھر دوبارہ آئیگا۔ اگر وہ ذرا بھی غور سے کام لیتے۔ تو بالکل اس بات پر نہ اٹکتے۔ کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بیان اس بات کا فیصلہ کر رہا ہے۔ کہ اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح یہ ایک وجود نہیں۔ بلکہ دو الگ الگ شخص ہیں۔ کیونکہ اسرائیلی مسیح کا حلیہ بیان کرتے وقت آپ نے فرمایا فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر یعنے عیسیٰ ابن مریم (جس کو آپ نے معراج کی رات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ دوسرے آسمان پر وفات یافتہ انبیاء کے ساتھ دیکھا) سرخ رنگ تھا۔ گھونگر والے بالوں والا۔ چوڑے سینہ والا۔ اور آنے والے مسیح محمدی کی نسبت جس کو آپ نے ایک رؤیا میں آپ نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ اور اسی رؤیا میں دجال کو بھی دیکھا۔ اس مسیح کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ رجل آدم سبط الشعر ینطف او یھراق راسہ ماء۔ یعنے وہ ایک آدمی ہے۔ گندم گون رنگ والا۔ سیدھے بالوں والا۔ اور اس کے بال ایسے صاف ہیں۔ کہ گو سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگر ہمارے مخالف ذرا انصاف اور تدبر سے کام لیتے۔ تو وہ ان دونوں حدیثوں کو دیکھ کر یقین کر لیتے۔ کہ اسرائیلی مسیح اور ہے اور محمدی مسیح اور ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا حلیہ بالکل الٹ فرماتے ہیں۔ ایک کا رنگ گندم گون۔ دوسرے کا سرخ۔ ایک کے بال گھونگر والے۔ دوسرے کے سیدھے۔ اب یہ دونوں متضاد حلیے کس طرح ایک ہی شخص میں جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ دونوں حلیے صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ آنیوالا مسیح اور شخص ہے۔ صرف روحانی مشابہت ظاہر کرنے کے لئے اس کا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا گیا۔ ایسا ہی چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی سخت مشابہت

روحانی رکھتا تھا۔ اُس کا نام آپؐ نے محمدؐ بن عبداللہ بھی فرمایا۔ غرض اگر دوسرے سارے دلائل اور نشانات کو چھوڑ بھی دیا جاوے۔ تو صرف احادیث ہی ایک زبردست ذخیرہ آپؑ کی سچائی کا مہیا کر رہی ہیں۔ دیکھو حُلیہ والی حدیث ہی آپؑ پر کیسی صادق آئی۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُلیہ کس غرض سے بیان فرمایا تھا۔ اس میں کیا شک ہے کہ آپؐ نے آنے والے مسیح کا حلیہ اس لئے بیان فرمایا تھا۔ کہ لوگ اس حلیہ کے ذریعہ اس مسیح کو پہچان سکیں۔ حُلیہ کی غرض ہی یہ ہوتی ہے۔ کہ اُس کے ذریعہ ایک شخص پہچانا جائے دیکھو! اسی حُلیہ کے ساتھ مسیح موعودؑ آیا۔ مگر باوجود آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے حُلیہ کے آپؑ پر صادق آنیکے تم لوگوں نے اس کو نہ پہچانا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے باوجود حُلیہ درست نکلنے کے حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں پہچانا۔ وہ آنکھیں نہیں رکھتے۔ اور اُن پر اگر قرآن شریف کی کوئی آیۂ کریمہ صادق آتی ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ مَن کَانَ فِی هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔

دیکھو! آج خدائے تعالیٰ نے ایک اور حدیث نبوی کے ذریعہ تم لوگوں پر حجت پوری کر دی۔ تم کب تک انکار میں لگے رہو گے؟

(ریویو آف ریلیجنز قادیان)

دُنیا کا سب سے بڑا انسان

(از مولوی محمدؐ علی صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز)

دُنیا میں جس قدر بڑے بڑے اور صاحب کمال انسان گذرے ہیں ان سب میں نبی عربی محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دو خاص امتیاز حاصل ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ایک صاحب کمال کا کمال فطرت یا حالات انسانی کے کسی خاص حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کمالات فطرت انسانی اور حالات انسانی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال نے اسی پہلو میں کمال دکھایا ہے۔ جسے اُس کے زمانہ یا اُس کی قوم یا اُس کے ملک کی حالت پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی تھی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کمالات ایسے ہیں۔ کہ آپؐ کے زمانہ اور آپؐ کے ملک اور آپؐ کی قوم کی حالت اُن کے پیدا کرنے کی قابلیت اپنے اندر نہ رکھتی تھی۔

اگر کوئی شخص دُنیا میں اس لئے بڑا کہلاتا ہے۔ کہ اُس نے اپنی قوم کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچا دیا۔ تو یہ بڑائی سب سے زیادہ اُس شخص میں پائی جاتی ہے۔ جس نے ایک نہایت ہی گری ہوئی قوم کو جو نہ کبھی اپنے ملک سے باہر نکلی تھی۔ نہ تہذیب اور علم ہی کا اُس میں کوئی چرچا تھا۔ چند سال کے اندر نہ صرف دُنیا کے ایک بہت بڑے حصے کا فاتح بلکہ فتوحات [illegible] تمدن اور علوم و فنون کی روشنی کو تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والا بنا دیا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اُس نے اپنی قوم کے بکھرے ہوئے اجزا کو اکٹھا کر دیا۔ تو اہل عرب جیسی بکھری ہوئی قوم کو جس کا ایک ایک قبیلہ پشتہا پشت کی خانہ جنگیوں سے ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے [illegible] ہو چکا تھا۔ ایک کرنے والے شخص سے بڑھ کر کون [illegible] بڑا کہلا سکتا ہے۔ جس نے ریت کے ذروں کو جمع کر کے ایک مضبوط پہاڑ بنا دیا۔ وہ پہاڑ جو حوادث روزگار کی خطرناک سے خطرناک ٹکروں کے مقابلہ کے بعد آج بھی ویسا ہی مستحکم ہے۔ جیسا پہلے روز تھا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا ہے۔ کہ اُس نے خدائے واحد کے نام کو دُنیا میں بلند کیا۔ تو محمدؐ سے بڑا دُنیا میں اور کون ہو سکتا ہے۔ جس کی بعثت کا منشا ہی اعلائے کلمۃ اللہ تھا۔ اور جس نے اس منشا کو ایسے بے مثل انداز میں پورا کیا۔ کہ بُت پرستی اور شرک کے چہرہ پر جو نقاب پڑی ہوئی تھی۔ وہ ہمیشہ کے لئے اُٹھ گئی اور توحید کے نور سے دُنیا جگمگا اُٹھی۔

اگر کوئی شخص اس لئے دُنیا میں بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم دنیا میں پھیلائی۔ تو اُس سے بڑا آدمی دُنیا میں اور کون ہوگا۔ جو اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا مصداق اعظم ہے۔ جس کے اخلاق کی شمیم سے فضائے عالم معطر و معنبر ہے۔ اور جس کا احسان اس لحاظ سے دُنیا پر ابدالآباد تک رہیگا ہر خوشبو جیسے سونگھنی ہو۔ وہ قرآن کریم کے اوراق کی ورق گردانی کرے۔

اگر کوئی شخص فاتح اور کشورکشا ہو کر بڑا ہو سکتا ہے۔ تو کون شخص بڑا ہے اُس جہان کشا سے جس نے یتیمی کے عالم میں پرورش پائی۔ اور باوجود بے یار و مددگار رہنے کے نہ صرف فاتح بلکہ شہنشاہ بلکہ شہنشاہ گر بن گیا۔ اور اُس عظیم الشان سلطنت کا بانی ہوا۔ جو آج تیرہ سو سال کے بعد بھی دُنیا کی متفقہ کوششوں کا جو اُس کے بیخ و بُن سے اکھیڑنے کے لئے کی جا رہی ہیں کامیابی سے مقابلہ کر رہی ہے۔

اگر دیانت یا امانت یا راست کرداری بڑائی کا کوئی معیار ہے۔ جس کا مہذب دُنیا کو آجکل نظری طور پر اقرار مگر عملی طور پر انکار ہے تو اُس سے بڑا اور کون ہوگا۔ جو مہد سے لیکر لحد تک اپنے [illegible] اور [illegible] الامین کے سعادت آفرین لقب سے ملقب ہے۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے۔ کہ اُس کا نام ایک بڑی قوم کے لئے زندہ طاقت کا کام دیتا ہے۔ تو یاد رکھو محمدؐ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نام میں جو طاقت ہے۔ اس سے بڑھکر اور کوئی طاقت نہیں۔ اس لئے کہ یہ نام شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کے تیس کروڑ مسلمانوں کو بلا تفریق رنگ بلا امتیاز ملک وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کی ربانی رسی میں باندھنے والا ثابت ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہیگا۔

اب دوسرے پہلو کو لو۔ جب کسی قوم یا ملک میں توحید کا چرچا ہو۔ تو ایک بڑے موحد کا پیدا ہو جانا۔ جب فلسفیانہ تحقیق کا عام رواج ہو تو ایک بڑے فلسفی کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم یا ملک کی حالت بیرونی حملوں [illegible] پیدا کر رہی ہو۔ تو ایک بڑے فاتح کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم کی توجہ عام اخلاق کی طرف ہو۔ تو [illegible] کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم میں قدرِ شاعری کا شوق [illegible] ایک بڑے شاعر کا پیدا ہو جانا عین اُن حالات انسانی کے مطابق ہے۔ جس کا مشاہدہ تاریخ ہمیں کراتی ہے۔ مگر [illegible]

قوم کے اندر جو شرک کی نجاست سے لتھڑی ہوئی ہو۔ اُس سے مطلقاً ناآشنا ہو۔ ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا جس کے اندر ہی بُتوں سے تنفر ہو۔ اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں لات و عزیٰ کا واسطہ دیئے جانے پر نہایت جرأت سے کہدے کہ مجھے دُنیا میں کسی چیز سے اسقدر نفرت نہیں۔ جتنی ان پتھر کے معبودوں سے ہے اور جو خالص توحید کا معلم واحد ہو۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو توہم پرستی میں حد سے گذری ہوئی ہو۔ ایک اعلیٰ درجہ کے فلسفیانہ دماغ رکھنے والے دُشمنِ توہم پرستی کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جس پر علم کی روشنی کی ایک کرن بھی نہ پڑی ہو۔ اس روشنی کو دُنیا کے تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والے انسان کا پیدا ہو جانا۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو شیرازہ جمعیت کے بکھر جانے کے باعث اس بات کے سمجھنے سے بھی عاری ہو چکی ہو۔ کہ قومی وحدت بھی کوئی چیز ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کی ندا کے بلند کرنے والے کا پیدا ہو جانا۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو اخلاق فاضلہ سے اسقدر دُور جا پڑی ہو۔ کہ اخلاق رذیلہ پر فخر کرنا اُس کا شیوہ ہو چکا ہو۔ خُلُقِ عَظِيْم کا سبق دینے والے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کا نعرہ بلند کرنے والا کا پیدا ہو جانا۔ ہاں اُس قوم کے اندر جو شراب نوشی اور قمار بازی میں کی استیصال کے ایک ہی کوشش کرنے والے کا پیدا ہو جانا۔ پھر اُس قوم کے اندر جو عورت کو اسقدر ذلیل سمجھتی ہو۔ کہ زندہ لڑکیوں کو گاڑ دینا اُس کے بڑے آدمیوں کا فخر ہو۔ عورتوں کی عزت اور عورتوں کے اُن حقوق کے قائم کرنے والے کا پیدا ہو جانا جو آجکل کی تہذیب بھی طبقۂ نسوان کو نہیں عطا کر سکی۔ اور بالآخر اُس قوم کے اندر جس میں صدیوں کی باہمی لڑائیوں سے جنگجوئی کو فخر انسانیت سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا جو جنگ کے نام سے متنفر ہو۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جن کے لئے تاریخ کسی دوسرے آدمی کا نمونہ نہیں دکھا سکتی۔ اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ظلمتوں اور نجاستوں کے اندر اس نور اس لطافت کو تیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

ہم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جنگ کے نام تک سے کارہ تھے۔ یہ قول کسی قدر تشریح کا محتاج ہے گو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اپنے صحابہ کی جانیں بچانے کے لئے آخر لڑائیاں کرنی پڑیں۔ لیکن یہ ایک مجبوری تھی۔ آپؐ نے لڑائیوں سے بچنے کے لئے جو ممکن تدبیر تھی اختیار کی۔ اپنے صحابہ کی ایک جماعت کو غیر ملک میں بھیجدیا۔ ہر قسم کی تکالیف بغیر مقابلہ کرنے کے سہیں۔ آخر خود بھی باقی صحابہ کے ساتھ شہر کو چھوڑا۔ املاک کو چھوڑا۔ گھر بار کو چھوڑا۔ مگر جب کسی طرح دُشمن آپؐ کے تعاقب سے باز نہ آئے۔ اور مٹھی بھر مسلمانوں کو [illegible] نابود کرنے کے لئے سب متفق ہو گئے۔ تو آخر آپؐ کو [illegible] کرنی پڑی۔ لیکن اس حالت میں بھی آپؐ کو جنگ سے اُنس [illegible]۔ چنانچہ [illegible] جب آپ کا پہلا نواسہ پیدا ہوا۔ تو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا۔ کہ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ چونکہ عرب ایک جنگجو قوم تھی۔ اور اُن میں ایسے نام بکثرت موجود تھے [illegible] جو اُن کی اس افتادِ طبیعت پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ ہم نے بچے کا نام حرب رکھا ہے جس کے معنی ہیں جنگ۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اس کا نام حسن رکھو۔ اسی طرح دوسرے نواسے کی پیدائش پر جب آپؐ نے پھر نام دریافت فرمایا تو جواب ملا کہ حرب۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں اس کا نام حسین رکھو۔ حرب کے نام کو حسن اور حسین سے بدلوانا۔ آپؐ کی دلی کیفیات اور قلبی احساسات کا اصلی مرقع ہے۔

مسلم تو صلح کرنے والا ہے۔ جنگ زبردستی لوگ اس کے گلے منڈھ دیتے ہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو جنگ کرنی پڑی ہے۔ تو بدرجہ مجبوری یعنے جب اُن کی قومیت اور ہستی کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو آخر اُنہیں اُنہی ہتھیاروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جن سے ان پر حملہ کیا جاتا ہے + (زمیندار)

سید الانبیاء ختم المرسلین
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وخلفائہ وسلم
کی
شان بلند

(از ملفوظات احمدیہ) (مرسلہ منشی محمد منظور الٰہی۔ بھٹنڈہ)

جو تشبیہات قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلی طور پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہی آئت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی وہ (حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی ترقیات کاملہ قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے واقع ہے۔ بلکہ اس سے نزدیک تر۔ اب ظاہر ہے کہ وتر کی طرف اعلیٰ میں قوس الوُہیت ہے۔ سو جبکہ نفس پاک محمدی اپنی شدت قرب اور نہائت درجہ کی صفائی کی وجہ سے وتر کی حد سے آگے بڑھا۔ اور دریائے الوُہیت سے نزدیک تر ہوا۔ تو اُس دریائے ناپیدا کنار میں جا پڑا اور الوُہیت کے بحر عظیم میں ذرہ بشریت گم ہوگیا۔ اور یہ بڑھنا نہ مستحدث اور جدید طور پر تھا۔ بلکہ ازل سے بڑھا ہوا تھا۔ اور ظلی اور مستعار طور پر اس بات کے لائق تھا۔ کہ آسمانی صحیفے اور الہامی تحریریں اُس کو مظہر اتم الوہیت قرار دیں۔ اور اُسے آئینہ حق نما ٹھہرادیں۔ پھر دوسری آئت قرآن شریف کی جس میں یہی تشبیہ نہائت اصفٰے واجلےٰ طور پر دی گئی ہے یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ یعنے جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔ واضح ہو کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کیا کرتے تھے۔ اور مردوں کے لئے یہی طریق بیعت کا ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے بطریق مجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس ہی قرار دیا۔ اور اُن کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہ کلمہ مقام جمع میں ہے۔ جو بوجہ نہائت قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولا گیا ہے۔ اور اسی مرتبہ جمع کی طرف جو محبت تامہ دو طرفہ پر موقوف ہے۔ اس آئت میں بھی اشارہ ہے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ تو نے نہیں چلایا۔ خدا نے ہی چلایا۔ جبکہ تو نے ہی چلایا۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مقام جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے رکھ دیئے ہیں۔ جو خاص اُس کی صفتیں ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد رکھا جس کا ترجمہ یہ ہے نہائت تعریف کیا گیا۔ سو یہ غائت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ مگر ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے۔ اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤف اور رحیم جو خدائے تعالیٰ کے نام ہیں۔ ان ناموں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارے گئے ہیں۔ اور کئی جگہ قرآن شریف میں اشارات وتصریحات سے بیان ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوُہیت ہیں۔ اور اُن کا کلام خدا کا کلام اور اُن کا ظہور خدا کا ظہور اور اُن کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آئت بھی ہے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔ کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل کو بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر شامل کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا۔ ایسا ہی جلالی ظہور جس سے شیطان معہ اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا۔ اور اُس کی تمام تعلیمیں حقیر اور ذلیل ہوگئیں۔ اور اُس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی اسی جامعیت تامہ کی وجہ سے سورہ آل عمران کے تیسرے جزو میں مفصل یہ بیان ہے۔ کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار کر لیا گیا۔ کہ تم پر واجب ولازم ہے کہ عظمت وجلالت شان ختم الرسل پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ۔ اور اُن کی اس عظمت وجلالت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر تا حضرت مسیح کلمۃ جس قدر نبی اور رسول گذرے ہیں۔ وہ سب کے سب عظمت و جلالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے ہیں + (زمیندار)

جاپان کیلئے اسلامی وفد

جاپان میں نیر اسلام کے طلوع کی خبر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھی جا چکی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے ظاہر کیا تھا۔ کہ اگر کچھ لٹریچر اسلام پر اور حقیقت اسلام کے متعلق مختصر ٹریکٹ وہاں شائع کر دیں تو اگر خدا تعالیٰ چاہے مفید ہوسکتے ہیں۔ اب لاہور کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ میں بصدارت مسٹر فضل حسین صاحب ایم۔ اے منعقد ہوا تھا یہ تجویز ہوئی کہ جاپان میں ایک وفد اشاعت اسلام کے لئے بھیجا جاوے۔ جس کے لئے اخراجات ڈاکٹر اقبال کی کسی نظم کی فروخت سے مہیا کیے جاویں۔ جہاں تک اشاعت اسلام کا سوال ہے یہ تجویز خوش کن اور خوش نما ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جاپان میں کونسا اسلام پیش کیا جائیگا۔ کیا وہ اسلام جو آجکل کے تعلیم یافتہ لوگوں کی عملی تربیت میں نشوونما پا رہا ہے۔ جہاں معجزات اور خوارق سے ہنسی ہوتی ہے۔ جہاں قرآن کریم سے مدنی آیات کے نکالے جانے کے رزولیوشن بعض اوقات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن کے نزدیک نمازوں میں تخفیف کی ضرورت ہے اور روزہ میں ریفرمیشن کی حاجت یا وہ اسلام پیش کیا جائیگا جو اسلام کے مختلف فرقے پیش کرتے ہیں؟ جب تک اس سوال کا حل نہ ہولے یہ تجویز محض یار لوگوں کی سیاحت جاپان سے بڑھکر کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

اگر ان مدعیان حمائت اسلام کے دل میں اسلام کا درد اور اس کی اشاعت کا جوش ہے اور للّٰہی جوش ہے تو کیا وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو مسلمان بنا چکے ہیں؟ کیا شدھی سبھا کے مقابلہ کے لئے کوئی انتظام اُنہوں نے کیا ہے؟ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ مولوی شبلی نعمانی کی چٹھی اخبارات میں شائع ہوئی تھی جس سے ظاہر ہوا۔ کہ بہت سے لوگ مسلمان کہلا کر بھی اسلام سے واقف نہیں۔ چنانچہ اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

”بہت سے قصبات و دیہات ایسے ہیں۔ جہاں کے مسلمان اسلام کے احکام و فرائض سے بالکل ناواقف ہیں یہانتک کہ اُن کا لباس و وضع بلکہ نام تک ہندوؤں کے ہوتے ہیں“۔

پس کیا یہ فدایان اشاعت اسلام کئی ہزار میلوں کا سفر کرنے کے بجائے اپنے گھر میں رہ کر ان ناواقفان اسلام کو اسلام سے آگاہ کرنے کی جرأت کریں گے؟ اس کا جواب واقعات سے یہ ہوگا کہ ہرگز نہیں جاپان جانے کے واسطے غریب مسلمانوں کا روپیہ تباہ کرنے کو بہت سے لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ جو ظاہر کریں گے۔ کہ ان کے سینہ اشاعت اسلام کے جوش سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر عملی حالت وہ ہوگی۔ جو حافظ نے اپنے کسی شعر میں بیان کی ہے۔

ممالک غیر میں اشاعت اسلام کا سوال تو ابھی بہت دور ہے۔ اپنے گھر میں حفاظت اسلام کر کے تو دکھاؤ۔ سنٹرل انڈیا میں جا کر دیکھو کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ جو السلام علیکم کے بجائے رام رام کہتے ہیں۔ اور اتنا بھی ان کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے۔ اور اگر کلمہ پوچھا جاوے۔ تو جواب ملتا ہے۔ کہ ”ہمارا قاضی پانچوں کلمے جانتا ہے“۔ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ ہم اپنے ملک میں تو کچھ نہیں کرسکتے اور جاپان جاتے ہیں۔ جہاں اشاعت اسلام کریں گے پہلے مسلمانوں میں یہاں عملی زندگی پیدا کرو۔ اور تبلیغ اسلام کرو پھر باہر نکلو۔ صحابہ اُس وقت باہر نکلے تھے۔ جب وہ اپنے ملک اور قرب و جوار کو اسلام پہنچا چکے تھے۔ محض گھر میں لیکچروں سے کچھ نہ ہوگا۔ یہ نری لاف وگزاف ہے۔ اور نہ ان وفود سے کچھ بنیگا۔ یہ محض سیر وتماشہ ہے اگر کچھ کرنا ہے۔ تو پہلے خود اپنی اصلاح کرو۔ اور پھر اپنے اہل ملک کو سمجھاؤ اور پھر باہر جاؤ۔

ہمارے سلسلہ کے دوستوں کو اس تحریک کے متعلق اتنا یاد رکھنا چاہیئے (اگرچہ ابھی تک ہمارے دوستوں میں سے کوئی اس تحریک میں شامل نہیں مگر احتیاطاً میں آگاہ کرتا ہوں) کہ گو یہ تحریک انہیں بھی خوشنما معلوم ہو مگر

ان کے لئے سردست اتنا ہی ضروری ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ کا انگریزی لیکچر جو ولائت میں چھپوایا گیا ہے۔ جاپان اور دوسرے ممالک میں شائع کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جاپان میں اشاعت اسلام کے متعلق میرے مہربان بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت اقدسؑ کو توجہ دلائی۔ ان کا منشا تھا۔ کہ حضرت اقدسؑ جاپان کو کوئی وفد بھیجیں۔ ان ایام میں یہ بحث بڑے جوش سے جاری تھی اور اس کی تحریک اس سے ہوئی تھی۔ کہ آریہ لوگ ایک وفد بھیجنے والے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک عجیب تقریر فرمائی تھی۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں درج کردوں۔ اس سے ہمارے دوستوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ حالات میں بہت تبدیلی ہوگئی ہے۔ اور اب جبکہ وہاں نیر اسلام طلوع ہورہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم وہاں پہنچیں۔ مگر سردست کتابوں کی اشاعت مقدم ہے۔ وقت آئیگا کہ ہمارا موجودہ امام جس طرح پر خدا تعالیٰ اس کے دل میں ڈالیگا۔ اشاعت اسلام کے لئے کوئی راہ بتائیگا۔ جب تک وہ کچھ پیش نہ کرے۔ ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اسوہ قابل عمل ہے اور وہ تقریر یہ ہے:۔

"۲۶۔ جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور عیسائی لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں۔ آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔"

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گزرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کرچکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدہ کے پورے ہونے کے دن ہیں۔ ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ ادھر طرف توجہ کرکے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں اس ملک میں جو جماعت تیار ہوئی ہے۔ ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے۔ بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں۔ اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گو ایسے لوگ اس آئت کی ذیل میں آجاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور پر بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کرسکتے فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ کہ معاملہ دور جانے والا نہیں۔ ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہوسکتی۔ وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی۔ اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے۔ اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھیگا۔ تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں۔ جب تک پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو۔ ہم کسی امر کی طرف توجہ کرہی نہیں سکتے ہمارا دار و مدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے۔ انسان کی بنائی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہیگا۔ تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کریگا۔ جو خود ہماری طرف توجہ کریگا۔ اب آخری زمانہ ہے۔ ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔ ہاں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراساں و ترساں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے۔ اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنوگے۔ تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کریگا۔ اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کروگے۔ تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھیگا۔ عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو۔ تو خدا اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور۔ تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔ سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے۔ تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے۔ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو۔ تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ نہیں چل سکتے۔ خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔"

ظہور مہدی

مسلمانوں پر آجکل جو مصائب اور ابتلا مختلف ملکوں میں آرہے ہیں۔ انہوں نے کسی قدر ان کو متنبہ کردیا ہے۔ اور وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے ہیں۔ طرابلس اور اٹلی کی جنگ نے ایک طرف۔ ایران اور روس کی لڑائی نے دوسری طرف جو حالت ان اسلامی سلطنتوں کی بنا رکھی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ان جنگوں کے متعلق تفصیلی حالات یہاں دینے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ موقعہ ہے بلکہ میں ایک عجیب بات ناظرین کو سُنانی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اب مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ یہ زمانہ ظہور مہدی کا ہے۔ کوئی شخص شاہ نعمت اللہ صاحب ولی کے قصائد سے پیشگوئی پیش کرتا ہے۔ کہ سنہ ۱۳۳۱ ہجری میں ظہور مہدی ہوجائیگا۔ کوئی کسی رنگ میں غرض اس وقت شیعہ۔ سُنی۔ مختلف طریقوں سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اب ظہور مہدی کا وقت آگیا ہے خواجہ حسن نظامی نے جو رسالہ شائع کیا تھا۔ اس میں اُنہوں نے بلاد اسلامیہ کے بزرگوں کی رائیں اور اجتہادات نہیں بلکہ کشوف اور الہامات کی بناء پر لکھا ہے۔ کہ اب وقت آپہنچا ہے یہ سب کچھ ہے۔ مگر مجھے تو ان بیچارے خیالی امیدیں لگانے والے مسلمانوں کی حالت پر رحم آتا ہے۔ کیونکہ ان کا مزعوم مہدی تو نہ آنا تھا اور نہ آئیگا۔

تعجب کی بات ہے کہ جب مسلمانوں پر دنیاوی مصائب آئیں تو ان کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھیں ... ان کی رہنمائی کرنے لگیں۔ لیکن جو مصیبت دینی رنگ میں ان پر آئی۔ اس کا احساس تک نہیں کیا۔ اعمال میں ... ہوئے۔ اعتقادات اور ایمانیات میں ان کی کمزوریاں ہوئیں۔ اور مختلف مذاہب کے متبعین نے اسلام پر ... کئے۔ اور لاکھوں انسان اسلام سے مرتد ہوگئے مگر ... جنبش نہ ہوئی۔ اور جب اسلامی سلطنتوں پر آفت آنے لگی۔ تو اب دعاؤں کی طرف بھی جھکے۔ اور خواب اور کشوف بھی دیکھنے لگے۔ اور مہدی اور مسیح کے لئے آسمان کی طرف نظریں اٹھنے لگیں۔ کاش یہی بیداری ان میں آج سے تیس سال پہلے پیدا ہوتی۔ اور انہیں معلوم ہوتا۔ کہ اسلام پر کیا مصائب آرہے ہیں۔ عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموؤں۔ دہریوں اور فلسفیوں کے فتنے کیا ستم ڈھا رہے ہیں۔ مگر خیر صبح کا بھولا شام کو اگر گھر آجاوے۔ تو وہ بھولا نہیں کہلاتا۔ میں انہیں دردمند دل سے مشورہ دیتا ہوں۔ کہ یہ امیدیں ان کی محض باطل اور خیالی ہیں۔ وہ سوچیں۔ اٹلی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کی دھمکیاں دیتا ہے۔ اب انہیں چاہیئے کہ رو رو کر پکاریں۔ اور حضرت مسیح کو آسمان سے اور مہدی کو غار سر من راٰی سے نکالیں۔ وہ وقت کب آئیگا۔ ایران میں شیخ الاسلام شہید ہوگیا۔ اور یتیموں اور بیواؤں سے گھر بھر گئے۔ طرابلس کی حالت عیاں ہے۔ غرض جہاں دیکھو۔ شور محشر بپا ہے۔ ان بزرگوں کو اب چیخ پکار سے اتارو۔ اگر اس قیامت خیز ہنگامے میں وہ نہ آئے۔ تو پھر کب آئیں گے۔ مگر اے مسلمانو! تم سوچو اور غور سے سوچو۔ کہ اگر وہ آنے والے ہوتے۔ تو اب تک آگئے ہوتے۔ کیونکہ اب مصائب اسلام کی حد ہوچکی۔ آنے والا آگیا۔ اور اپنا پیام پہنچا گیا۔ تم نے اُسے دیکھا۔ پر شناخت نہ کیا۔ اب بھی ان امانی کو چھوڑ دو۔ اور حق کو اختیار کرو۔ تاکہ تمہیں آسمان سے نصرت ملے۔

مُسلمانوں کا مشیر

اخبار "المشیر" ہے۔ جو اُن کے ملکی اور قومی حقوق کا محافظ اُن کی تمدنی بُرائیوں کا مصلح۔ اُن کی تعلیم کا حامی۔ انکی اتحادی زندگی اور علمی۔ اخلاقی۔ مذہبی اور روحانی مذاق پیدا کرنے والا ملک بھر میں اپنی طرز کا نرالا ہفتہ وار اخبار ہے۔ قیمت صرف تین روپے سالانہ۔

المعلن

منیجر اخبار المشیر مراد آباد

مختصر نوٹ

مجھے ضرورتاً دو تین دن کے لئے باہر جانا پڑا برادرم اکمل نے میری غیر حاضری میں ذیل کے چند نوٹ الحکم کے لئے لکھدیئے ہیں۔ ان میں سے بعض پر میں کسی قدر تفصیل سے پھر لکھنا چاہتا ہوں و باللہ التوفیق

لبیک کی پہلی آواز

تشحیذ ماہ فروری میں میں نے تحریک کی تھی کہ خواتین سلسلہ احمدیہ ہر روز مٹھی بھر آٹا ایک برتن میں جمع کرنا اپنا معمول بنالیں۔ اور اسطرح پر لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے ایک معتد بہ رقم جمع ہو جایا کرے۔ جسطرح گھروں کے کھانے پکانیکا بندوبست عورتوں کے تعلق ہے اسی طرح سلسلہ کے لنگر خانہ کا انصرام بھی مستورات ہی اپنے مبارک ہاتھوں میں لے لیں۔

اس تجویز پر جس سے سکرٹری صدر انجمن احمدیہ بھی متفق ہیں سب سے پہلے منشی غلام حیدر صاحب پٹواری تلونڈی راہ والی کی چٹھی موصول ہوئی ہے کہ انھوں نے اپنے گھر میں یہ مضمون سنا دیا اور اسپر عمل شروع ہو گیا۔ میں منتظر ہوں کہ کس کس جگہ کی جماعتیں اسپر عمل کرتی ہیں۔ اور اس مخلصانہ آواز پر لبیک کہہ کر تعاون علی البر کا دم بھرتی ہیں۔

شکریہ

تشحیذ کے ایک خریدار نے لکھا تھا کہ میرا پرچہ بغیر میری اطلاع کے واپس آگیا۔ اس کی شکایت بجناب پوسٹماسٹر جنرل ڈاکخانہ جات کی گئی۔ ابعد از تحقیقات سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات گجرات نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس برانچ پوسٹماسٹر کو علیحدہ کر دیا ہے۔ اس توجہ فرمائی اور ایسا سخت نوٹس لینے پر میں محکمہ ڈاکخانجات کے بیدار مغز ذمہ وار آفیسرز کا ممنون ہوں اس ایک واقعہ سے دوسرے برانچ پوسٹماسٹروں اور چٹھی رسانوں کو کان ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اس مضمون کی چٹھیاں ہمارے دفتر میں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ کہیں اطلاع بھی نہیں اور کام کو ہلکا کرنے یا کسی دوسری وجہ سے جس کی تہ میں بعض اوقات مخالفت سلسلہ بھی کام کر رہی ہوتی ہے ڈاک منشی یا چٹھی رساں نے پرچہ انکاری کر کے واپس کر دیا۔

ہولی لینڈ

ہولی بھی ہولی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن بھی گذر گیا۔ بلکہ ۲۷ فروری کو ہجرت رسول اللہ کا روز تھا۔ اور ۸۔ مارچ کو شروع نبوت کا دن تھا۔ وہ بھی گذر گیا۔ مسلمان جو قسم قسم کی بدعات اور شرک آمیز کارروائیوں اور باہمی عناد و عناد کی باتوں میں منہمک رہتے ہیں انھوں نے غیر اقوام کی تقلید سے دل کھول کر ایسی ایسی لغویات اور بیہودگیاں کیں کہ الی اللہ المشتکی۔ ان بزرگوں سے کوئی پوچھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روز میلاد کیا اور روز وفات کیا۔ ان کی بعثت کا تو ایک ایک دن بلکہ مجھ سے پوچھو تو ایک ایک سنٹ اس قابل تھا اور ہے کہ ہم ناصیہ فرسائی آستانہ الوہیت، اس کے لئے عید منائیں۔ پھر ایک دن کی خصوصیت کیا اور اس میں یہ بدعت کیسی صحابہ کرام اور ائمہ عظام سے بڑھکر اس برگزیدہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شیدا کون ہو سکتا ہے۔ جنہوں نے عملی طور پر اپنے ایثار کا ثبوت دیا۔ اور اس پیارے کے نام پر اپنے مال اپنی اولاد۔ اپنی جان کو نثار کر دیا۔ اور قضی نحبہ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکٹ حاصل کر لیا ہے کیا انھوں نے یہ جشن منائے۔ ہرگز نہیں۔ پس دوسرے بادیان ملت پر اس کا قیاس کر کے نبی کی یادگاریں قائم کرنے کی فکر ایک دور از کار خیال ہے۔ مسلمانو تم خود مٹے جاتے ہو تم اپنی یادگار کے قیام کا فکر کرو۔ اس نبی کی یادگار کا فکر کیا جس کی نوبت پانچ بار بجتی ہے۔ اور جس کا مقدس نام کوٹھوں پر چڑھ چڑھ کے لیا جاتا ہے۔ اس کی یادگار تو خود تمھیں ہو۔ پس تم اپنی فکر کرو۔ ہم تو اس کوشش میں ہیں کہ ثابت کریں کہ ہمارا نبی زندہ نبی ہے۔ اور اس کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے فیض سے مستفیض اس کے نور سے مستنیر ہو کر اب بھی نبی آتے ہیں اور آپ اس کی وفات کی یادگاریں قائم کرتے ہیں۔ خدا رحم کرے ان حالات پر نظر کر کے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ قادیان "ہولی لینڈ" ہے۔ اس میں وہی نمونہ دیکھا جاتا ہے جو "صحابہ کرام" کا تھا۔ نہ یہاں عید میلاد ہوئی۔ نہ ماتم وفات نہ مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام میں کوئی رخصت ہوئی اور نہ کوئی اس قسم کا تذکرہ آیا۔ نہ اس کی ضرورت۔ نبی کریم صلعم کی یادگار یہی ہے کہ تم اس کا نمونہ پکڑو تمھاری رفتار تمھاری گفتار تمھاری کردار سے یہ ظاہر ہو کہ تم نبی کے ہو اور نبی تمھارا۔ یہ تو نہیں کہ ناچنے کودنے لہو و لعب میں وقت گذارتا ہو تو نبی کے بجاؤ اور جب شادی بیاہ۔ موت۔ ولادت کے وقت اس کے ارشادات کی تعمیل کا وقت آئے تو اپنے رسم و رواج کو چھوڑنا دوبھر معلوم ہو۔ اور اس وقت بھائی لہنا سنگھ اور لالہ پکوڑی مل کا اسوہ حسنہ اختیار کرو۔ تمھاری اس قسم کی کمزوریاں دیکھ دیکھ غیر اقوام کو یہ کہنے کی جرات ہوئی ہے کہ جب ہند کے مسلمان قومیت کے لحاظ سے ہندو ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ بیساکھی۔ دیوالی۔ دسہرہ۔ بسنت پنچمی یہ تیوہار نہ منائیں جبکہ یہ ان کے قومی تیوہار ہیں۔ اگرچہ بد قسمتی سے ان تیوہاروں میں مسلمان عامۃ الناس بڑی دلچسپی اور جوش سے حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ بیساکھی پر گئی اور شیر اکی جگر خراش آواز جو ونزیر آباد میں ڈھولک کے ساتھ آتی ہے تو اکثر اس میں اسی نبی کا کلمہ پڑھنے والے ننگ قوم مسلمان ہوتے ہیں۔ مگر ان کا ہندو مشیر اس پر راضی نہیں وہ چاہتا ہے کہ زن و مرد بلا تفریق اس میں شامل ہو کر اپنی قومیت کو باطل کریں۔ مسلمانو ہوشیار ہو جاؤ مسلمان بنو اور ان لغویات کو چھوڑ دو۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ تم امت وسطاً شہداء علی الناس بنائے گئے ہو تمھاری شان میں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر نازل ہوا ہے۔ تم امر بالمعروف نہی عن المنکر کرو۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں چٹان بنجاؤ۔ اور اس چٹان پر منارۃ المسیح کا لائٹ ہاوس لگاؤ۔ اور غرق ہونے والے جہازوں کو بچاؤ ان پیٹشنٹوں یا کشتیوں کو اپنے گھروں میں پناہ دو۔ ان کا ہاتھ پکڑنیکے لئے آگے بڑھو مگر یہ نہیں کہ خود بھی انھیں کے ساتھ اسی بحر ضلالت میں گر پڑو اور اسکا نام ہمدردی و اتحاد رکھو۔ غیر قومیں ایسے طرز عمل سے جو انھوں نے دین کے متعلق اختیار کر رکھا ہے کہہ رہی ہیں کہ "ہم تو ڈوبے ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبینگے"۔ لیکن تم ان خود کشی کرنیوالوں کو اس ارادہ بد سے باز رکھو۔ اور ان مردوں کو مسیحا کے قدموں میں ڈال دو۔ تاکہ وہ روح القدس زندہ کر ہمیشہ کی زندگی پائیں۔

سیرت نبوی

بڑی خوشی کی بات ہے کہ علامہ شبلی نے اعلیٰ پیمانہ پر سیرت نبوی لکھنے کا ارادہ کیا ہے یہ بہت مبارک خیال ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جو اس کار خیر میں دامے۔ قدمے سخنے مدد کرنا اپنا فرض نہ سمجھے۔ علامہ موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ روایات پر تنقید کیجائیگی۔ واقع میں یہ بہت ضروری بات ہے بشرطیکہ اس تنقید کی تہ میں معجزات نبوی سے انکار کا رازدارانہ مقصد اپنی کارروائی نہ کرے۔ یہ تو شکر کی بات ہے کہ آپ نے بخاری ومسلم کو اپنی اس عالمانہ و محققانہ تنقید کا محتاج نہیں سمجھا۔ لیکن میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ ایک اور کتاب بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہترین مصالحہ بہم پہنچانیوالی بلکہ ہر طرح سے کامل و مکمل ہے۔ اس پاک کتاب کا نام ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ نے بھی لیا تھا اسکا نام بھی لکھے دیتا ہوں "**قرآن مجید**"، اگر تدبر سے اسے پڑھا جاوے تو پیارے نبی کی زندگی کے حالات شرح و بسط سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

دوسری بات جو میں علامہ موصوف کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بیشتر اس کے کہ آپ یورپی تصانیف کا ترجمہ سن کر ان غلطیوں کی اصلاح اور ان اعتراضوں کا جواب دیں جو دیدہ و دانستہ یا غلط فہمی سے سیرت نبوی کے متعلق پائی جاتی ہیں جو کچھ آپ کے نزدیک تحقیق شدہ واقعات کا مجموعہ ہے اسے پبلک کے آگے پیش کر دیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ نبی کریم صلعم کی سوانحعمری کے لئے آپ کو عربی لٹریچر سے مصالحہ مل جائیگا۔

مرزا حیرت کی منہ زوریاں

مرزا حیرت جو ایڈیٹری کی کرسی پر جلوہ فرما ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنا کمال اسی بات میں سمجھتے ہیں کہ جو ان کے سامنے آئے اسے لتاڑتے چلے جائیں خواہ بعد میں اس کا خمیازہ بھی اٹھانا پڑتا ہو۔ لیکن اس وقت وہ جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں واقعات سے آنکھیں بند کر کے لکھنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ آپ نے اس ہفتہ کے تازہ اخبار میں یہ مضمون چھیڑا ہے کہ دہلی ہمیشہ حاکم ہی چلا آئی ہے۔ اور وہ کبھی محکوم نہیں رہی اور نہ کسی غیر

ہر لحاظ سے قابل تحسین سمجھیگا۔ کیونکہ بت پرستی و شرک کی تاریکی سے نکال کر وحدانیت کی کوشش کرنیوالا دنیا کے شکریہ کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اس لئے ہم سوامی صاحب شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے بہت سے انسانوں کو کفر و شرک کے غار سے نکالنے کی مردانہ وار جد و جہد کی گر یہ امر قائم الذہن رکھنا چاہئے کہ سوامی صاحب انیسویں صدی کے آخری حصہ میں ہوئے ہیں۔ جبکہ دنیا اور بالخصوص ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بدولت ہر طرح امن و چین کا سکہ جاری تھا۔ سفر اور اشاعت خیالات کے تمام ذرائع و وسائل مہیا تھے اور ہر شخص کے جان و مال کی حفاظت کما حقہ طور پر ہو رہی تھی اور کوئی شخص یا جماعت کسی شخص یا جماعت کو اختلاف رائے یا اختلاف عقائد کی بنا پر ستانے یا تنگ کرنیکی مجاز تھی۔ اور جبکہ خود ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ایک اللہ کی عبادت کرنے والے زندہ مثال کے طور پر موجود تھے اور خود ہندوؤں میں راجہ رام موہن رائے اور کیشب چندرسین کی بدولت توحید پرستی کا کسقدر چرچا ہو چکا تھا جب ایک شخص ہر ایک قسم کی سہولت اور ذریعہ رکھ کر ایک کام کرتا ہے اور کئی لاکھ بندگان خدا کے شکریہ کا مستحق سمجھا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ محبوب خدا کہ جس نے تمام دُنیا کو کفر و شرک کی عمیق غار سے نکال کر امن و سلامتی کے کنارے پر لا کھڑا کیا تمام انسانی نسلوں کے شکریہ کا مستحق قرار نہ دیا جائے۔ اب سے تیرہ سو برس پہلے کی دُنیا پر غور کرو اور پھر خاص کر عرب کی حالت پر ایک مغائرانہ نظر ڈالو۔ ساری دنیا صراط مستقیم سے بہت دور ہٹ چکی تھی۔ ظلم و جور فسق و فجور کا دور دورہ تھا ایک شخص بھی ایک خدا کی عبادت کرنیوالا نظر نہیں آتا تھا۔ دختر کشی کی رسم عام تھی خونخواری و خونریزی انسانی سرشت کا جزو بن چکی تھی ذرا ذرا سی باتوں پر خون کے دریا بہ جاتے تھے نہ کوئی قانون تھا اور نہ کوئی ضابطہ تھا۔ جان و مال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا نقشہ کھنچ رہا تھا۔ ذرا ذرا سے اختلافات پر جنگ تک نوبت پہنچا دینا اُس زمانہ کے لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ دُنیا خدا کو فراموش کر چکی تھی نہ کوئی ویدوں کو جانتا تھا نہ کرشن کے کام سے آگاہ تھا۔ موسوی و عیسوی عقائد مسخ ہو کر بت پرستی کے مؤید بلکہ محرک بن چکے تھے۔ ان حالات میں فاران کی چوٹیوں پر خدا کا نور چمکا اور وہ نور انسانی صورت میں دنیا کے سامنے آیا۔ اور دُنیا کو نجات کا مژدہ سُنایا۔ ساری دُنیا اس کے گرد پیچھے جھاڑ کر پڑ گئی۔ اپنے بیگانے بن گئے نہ کوئی یار تھا نہ مونس غمگسار۔ ساری دُنیا ایک طرف تھی وہ اکیلا ایک طرف مگر اُس کے اندر نور تھا اور وہ مجسم نور تھا اسکا دل چشمہ ہدیٰ تھا۔ اس کی زبان الٰہی پیغام کی ترجمان تھی صداقت اس کی تسکین تھی اور الٰہی نصرت اس کی تلوار تھی۔ وہ اکیلا ساری دُنیا پر غالب آیا۔ اور ۲۳ سال کے قلیل زمانہ میں ساری مغرور و خود سر دنیا کا سر ایک خدا کے سامنے جھکا دیا۔ ایک ربع صدی میں اُس نے جہان کی کایا پلٹ کر دی بہائم کو انسان اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور خدا اور انسان کے درمیان براہ راست ایک سلسلہ وحدانیت کا قائم کر دیا اے وہ لوگو جو صداقت اور نجات کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہو اس مقدس ذات کے پاک حالات پر غور کرو۔ اور پھر خود ہی خدا لگتی کہدو کہ کیا یہ کام انسان کا کام تھا۔ کیا یہ عظیم ترین انقلاب سوائے مشیت ایزدی کے ظہور میں آسکتا تھا۔ کیا دُنیا میں کوئی مثال ایسے انقلاب کی آنحضرت سرور کائنات سے پہلے یا بعد میں دیکھنے میں آئی ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ویدوں کے کوزہ کے اندر وحدانیت کا بحر بیکراں بند ہے۔ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ بھاگوت گیتا اخلاقی و روحانی فلسفہ کی جان ہے۔ مگر جان برادر دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ کیا اُس وقت دُنیا میں ویدوں یا بھاگوت گیتا کے نام سے بھی کوئی آشنا تھا؟ تعلیم کو چھوڑو کیا اس وقت ہی کوئی شخص ویدوں کا عالم اور عامل اس صفحہ زمین پر موجود ہے؟ جس زمانہ میں فاران کی چوٹیوں پر نور نے چمک کر دُنیا کو اُجالا دیا۔ اُس زمانہ کی حالت پر بھی غور کرو تم اُن شخصوں کو اُنکا واجبی شکریہ ادا کر دیتے ہو جو بغیر کسی عظیم قربانی کے اس وحدانیت کے بحر بیکراں میں سے صرف چند قطرے تمھارے حلقوں میں ٹپکاتے ہیں۔ مگر جس پاک وجود نے نور حق کے دریا بہا دیئے اور گھر گھر ہدایت و صداقت کے چشمے جاری کر دیئے اُسکو ناقابل التفات سمجھتے ہو۔ تو بھائیو یاد رکھو یہ تمھاری بدقسمتی کی دلیل ہے اسے غافلو سوچو یہ فقرے سوچنے کے لائق ہیں۔

اسی سلسلہ میں اُس تاریخی واقعہ اور حقیقت پر غور کرو کہ دنیا میں جتنے پیامبر اور رسول اور رشی آئے کسی کو اپنی زندگی میں اپنے مشن کے تکمیل کی خدا نے توفیق نہ دی۔ مہاتما بُدھ گوتم اس سنسار میں نصف صدی سے زیادہ تلقین و ہدایت کرتے رہے۔ مگر جب اس پاک بندہ خدا نے اپنی جان جان آفریں کے حوالے کی سوائے تین شخصوں کے دُنیا میں کوئی اُس کے عقائد کا ماننے والا نہیں تھا اس کی وفات سے کئی سال بعد اس کے ایک شاگرد نے اُس کے عقائد کو ایک ضابطہ کی شکل میں منضبط کیا اور اس مذہب کے پرچار کرنے کا نتیجہ کیا جو مہاتما بدھ نے رائج کرنے کی کوشش کی تھی پھر اس حکمت الٰہی پر غور کرو کہ خود ہندوستان کے اندر یہ مذہب مضبوط جڑیں نہ پکڑ سکا اور اسے چین جاپان میں جا کر اپنا مامن ڈھونڈھنا پڑا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ وصال ایزدی تک جد و جہد کرتے رہے مگر دُنیا کو ایک الٰہی رشتہ میں منسلک نہ کر سکے۔ ماسوا اسلام کے جتنے مذاہب دنیا میں رائج ہوتے ہیں سب اپنے بانیوں کی وفات کے کئی سو سال بعد رائج ہوئے۔ ان کے بانیوں کو کبھی معلوم نہیں ہوا کہ جس مذہب کی تلقین وہ کر رہے ہیں وہ کب کس نام سے اور کس صورت میں کہاں کہاں رائج ہوگا۔ مگر آنجناب سرور کائنات کے سپرد خداے ذوالجلال نے جو مشن کیا اُس کو آنجناب رسالتمآب کی پاک زندگی میں ہی بر سر تکمیل پہنچا دیا۔ اس جلال الٰہی برکت و رحمت کی ایک مثال بھی تاریخ عالم میں نہیں ملتی اور ہم مخالفان اسلام کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس کی ایک مثال بھی دکھا دیں تو ہم اُن کا لوہا مان لیں۔

پھر دیگر مذاہب کے بانیوں کا مذہب اُنھیں کے وطن میں کبھی کامیابی کے ساتھ رائج نہیں ہوا بدھ کہاں پیدا ہوئے کہاں تلقین کرتے رہے مگر آج بدھ مذہب کے پیرو کہاں ہیں۔ بدھ ہندوستان میں جد و جہد کرتے رہے اور مذہب ان کا چین میں جا کر پھیلا اور کیا ان مذاہب کا ایک شخص بھی دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مذہب وہی ہے جو اُس کے بانی نے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا مگر اسلام کی تاریخ ۱۳۵۹ کی الٰہی صداقت کی بین شہادت پیش کر رہی ہے۔ اسلام پہلے عرب میں پھیلا اور عرب سے نکل کر تمام جہان میں گونجا۔ دوسرے مذاہب کی مذہبی زبانیں کنج عدم میں معدوم ہو گئیں۔ مگر قرآن شریف کی زبان اسی شان اور آن کے ساتھ نہ صرف قائم و موجود ہے بلکہ دن بدن ترقی کر رہی ہے۔

مندرجہ بالا باتیں بالکل موٹی موٹی باتیں ہیں جن کا علم ہر معمولی تعلیم یافتہ شخص کو ہے۔ پھر تعجب ہی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش و بدقسمت لوگ اسلام کے الٰہی حصار میں آکر پناہ کیوں نہیں لیتے۔ اور کیوں مارے مارے اس بادیہ ہستی میں ڈانوا ڈول پھر رہے ہیں۔ جب ایسے شخص کہ جو یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ انکا مذہب اُن سے کیا چاہتا ہے اور اُن کے مذہب کی تاریخ کیا ہے؟ کن اصولوں پر وہ قائم ہے اور اُس کا نصب العین کیا ہے۔ اسلام اور رسالتمآب پر اعتراض کرتے ہیں تو واللہ ہم حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اور جب غور کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ در اصل ان بدقسمتوں کے دلوں پر خداوند پاک نے جہالت کی مہریں لگا دی ہیں اور ان کی روحانی آنکھیں کور ہو چکی ہیں کہ نور کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ آفتاب سروں پر چمک رہا ہے اور وہ چراغ کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں ہے ہے کیسے بدقسمت اور قابل رحم یہ لوگ ہیں ان کے کان بہرے ہو چکے ہیں کہ خدائی آواز کو نہیں سنتے اور اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے معبودوں سے کچھ سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہیں۔ خدا ان لوگوں پر رحم کرے۔

(ملت)

قوم سے تمدن کا اثر اس نے قبول کیا ہے۔ اپنی روحانی طبع کے پنجاب میں بیٹھے بیٹھے آپ قادیان میں چلے آتے ہیں۔ اور اس سبب سے حواسی کے عالم میں تک آ پہنچے ہیں کہ مولوی مرزا غلام احمد صاحب نے بھی بہت زور مارا مگر دہلی کا ایک شخص بھی احمدی نہ ہوا۔ اول تو یہ معلوم نہیں ہوا کہ دہلی کا باشندہ سے آپکی کیا مراد ہے کیا دہلی کا باشندہ وہ ہے جو دہلی کی بنیاد پڑنے کے دن سے لیکر اب تک اس میں چلا آتا ہو۔ کیا مرزا حیرت کو گھر کی خبر نہیں کہ سب سے پہلے مسیح موعود نے دہلی کو فتح کیا چنانچہ خواجہ میر درد مرحوم کے مقدس خاندان کی لڑکی آپ کے نکاح میں آئی۔ جو اب ام المومنین ہے۔ اور اسطرح پر سلسلہ احمدیہ کی ابتدائی تحریک کا آغاز دہلی سے ہے۔ اور دہلی پر خدا کے نبی کا فاتحانہ تسلط یہاں تک ہوا ہے کہ دہلی کے مشہور خاندان کے چشم و چراغ ہوتے ہوئے اسی کے ہو کر اسی کے ساتھ چلے آئے۔ کیا مرزا حیرت اس بات سے ناواقف ہے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ دہلی کے باشندے ہیں۔ کیا سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل۔ ڈاکٹر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی کے باشندے نہیں کیا اخبار الحق کا ایڈیٹر میر قاسم علی صاحب آپکی چھاتی پر مونگ نہیں دل رہا۔ اور کیا وہ اب دہلی کے ہی باشندے نہیں؟ اسی طرح اور بھی نام لئے جا سکتے ہیں۔

پھر اگر حق کا قبول نہ کرنا کوئی اعلیٰ قابل ستائش وصف ہو سکتا ہے تو اس کی تحسین کا کریڈٹ ابوجہل کو اور اس بستی کو ہونا چاہیئے جس کے لئے قرآن مجید میں **ما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین** آیا ہے (اکمل)

پنجاب کی انتظامی رپورٹ

پنجاب کی انتظامی رپورٹ ۱۹۱۰-۱۱ء میں اخبارات کے متعلق گورنمنٹ پنجاب نے ظاہر کیا ہے کہ سال مذکور میں کل ۲۴۲۔ اخبار شائع ہوتے تھے۔ جن میں سے ۲۶ بند ہو گئے کسی اخبار پر سرکار کیطرف سے فوجداری مقدمہ نہیں چلایا گیا بعض اخبارات کو فہمائش کی گئی ان میں امرتسر کے مولوی فاضل **ثناء اللہ کا اہلحدیث** اور **مسلمان** بھی ہے اور جالندھر کا آریہ مسافر اور لاہور کا **پرکاش**۔ پنجاب میں مذہبی اخبارات کے سلسلہ میں یہی اخبارات ہیں جن کو فہمائش ہوئی۔ ان اخبارات نے اپنے رویہ میں کسیقدر اصلاح کر لی ہے۔ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ نوٹس شائع کیا تھا جو مختلف مذاہب کے لیڈروں کے نام آپ نے جاری کیا تھا جس پر اگر عمل کر لیا جاتا تو باوجود اختلاف مذاہب بھی یہانتک نوبت نہ آتی۔ بہرحال جدید پریس ایکٹ کی رُو سے وہی کام ہو گیا جو ہمارا امام چاہتا تھا۔ اور یہ اس کی فتح ہے۔

لیکھرام کا نشان زندہ ہے

ہندوستان کی مذہبی دُنیا آگاہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے **لیکھرام** آریہ مقتول کے اصرار طلب نشان پر اس کی قضاو قدر کے متعلق ایک نشان شائع کیا تھا کہ ۶ سال کے اندر وہ ایک خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا۔ کیونکہ یہ بتایا گیا تھا کہ یہ عذاب معمولی تپ یا ہیضہ وغیرہ امراض کی صورت میں نہ ہوگا بلکہ ایک ایسا نشان ہوگا جو خارق عادت عذاب اپنے اندر رکھیگا ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ نشان لیکھرام کے قتل کی صورت میں ظاہر ہوا۔ چونکہ یہ نشان ایک عظیم الشان الٰہی ہیبت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک **صادق** کی صداقت کی دلیل ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو قائم رکھنے کے لئے خود آریہ قوم کے اندر تحریک کر دی۔ چنانچہ ہر سال اس کی برسی منائی جاتی ہے۔ اور اس کی مستقل یادگار رکھنے کے طور پر ایک رسالہ جاری ہے خدا تعالیٰ کے کام عجیب اور حیرت انگیز ہیں۔ جب اس کے قتل کا خیال آتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ تمام واقعہ یاد آجاتا ہے کہ کسطرح پر لیکھرام قادیان آیا اور اس نے نشان کے لئے اصرار کیا اور آخر ایک لمبی خط وکتابت کے بعد اپنی قضاو قدر کی اشاعت کی اجازت دی۔ جس پر وہ ۶ سالہ نشان شائع کیا گیا۔ اس میں شک نہیں ہمارے آریہ احباب نے اس نشان کے قیام کیطرف توجہ کی مگر اُنھوں نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے۔

قادیان کی کمیٹی اپنے اختیارات سے باہر نہ جاوے

قادیان کی نوٹی فائیڈ ایریا کمیٹی کے خلاف بعض معاملات میں پبلک کو شکایات پیدا ہو چلی ہیں۔ ہمارے ضلع کے رعایا پرور ڈپٹی کمشنر بہادر کا تو یہ اصول ہے کہ جہانتک ان کی طاقت اور اختیار میں ہے وہ رعایا کو آرام اور فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں ان کے ماتحت حکام اور ذمہ دار لوگوں کا بھی یہی فرض ہونا چاہیئے۔ قادیان میں صاحب موصوف تشریف لائے تو آپنے باشندوں کی شکایات کو محسوس کر کے **ہوس ٹیکس** کو اُڑا کر ایسی انتظامی صورت پیش کر دی جو نہایت آسان اور آرام دہ ہے۔ کمیٹی کو پہلے ہی سے یہ سکیم سوچنی چاہیئے تھی۔ مگر یہ اس کی قسمت میں کہاں۔ یہ فخر تو صاحب ڈپٹی کمشنر کے لئے رکھا تھا کہ وہ رعایا کی دادرسی کریں جیسے کسی پچھلی اشاعت میں لکھا تھا کہ کمیٹی کو معمولی معاملات پر پبلک سے مقدمات نہیں کرنے چاہئیں گورنمنٹ کی پالیسی خود مقدمات کے خلاف ہے مقدمہ بازی کو گورنمنٹ خود نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اس میں رعایا کی بربادی تصور کرتی ہے مقدمات کو کم کرنیکی تجاویز ہمیشہ اسکے زیر نظر رہتی ہیں۔ مگر ہماری کمیٹی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر مقدمات کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ گویا وہ کمیٹی کے روپیہ کو جو پبلک کا روپیہ ہے بیدردی سے صرف کرنے کی پرواہ نہیں کرتی۔ پچھلے دنوں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور ایک اپیل میاں ولایت اور عنایت کیطرف سے دائر ہوا جس پر کمیٹی مقدمہ چلانا چاہتی تھی۔ مگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس مقدمہ کو روکدیا اور سائلان کو تعمیر مکان کی اجازت دیدی اس سے کمیٹی کو آئندہ کے لئے سبق لینا چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہو چھوٹے معاملات پر مقدمات نہیں چاہئیں۔ بعض اوقات کمیٹی اپنے اختیارات سے قدم باہر رکھدیتی ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مناسب ہدایات صادر فرمائیں۔ مثلاً ایک شخص کمیٹی کے دفتر میں تعمیر مکان کی درخواست پیش کرتا ہے تو کمیٹی بجائے اس کے کہ حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر تعمیر مکان کی اجازت دے جوڈیشل فیصلہ کرنے کے لئے قدم اُٹھاتی ہے۔ اور ملکیت کے ثبوت مانگتی ہے۔ کیا کمیٹی کو کوئی ایسا حق حاصل ہے کہ وہ دیوانی معاملات طے کرے۔ اور ملکیت کا فیصلہ کرے؟ جہانتک میں سمجھتا ہوں کمیٹی کو کوئی اس قسم کا حق حاصل نہیں ہے ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ شیخ عبدالرحیم صاحب اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے نے تعمیر مکان کی درخواست پیش کی اور کمیٹی اسپر تعمیر مکان کی اجازت دینے سے انکار کرتی ہے کہ باشندگان محلہ کوئی عذر خواست اس کے خلاف دی ہے حالانکہ کمیٹی کو یہ حق نہیں تھا کمیٹی اس درخواست کا فیصلہ بطور خود نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے دیوانی عدالتیں کھلی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس تعمیر کو روکنے کیوجہ سے جو نقصان اور تکلیف سائلان کو ہو رہی ہے اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ قدرتاً اس سوال کا جواب یہی ہے کہ کمیٹی ذمہ دار ہوگی۔ اس قسم کی تکالیف عام ناراضی کا باعث ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے میں **صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر** کے حضور ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی رعایا پروری کی سپرٹ سے کام لیکر اس قسم کے معاملات میں دخل دیکر شکر گذاری کا موقعہ دیں۔

اگر صاحب موصوف مولوی محمد دین بی۔ اے کی درخواست تعمیر مکان والی مثل منگوا کر ملاحظہ فرمائینگے تو یقیناً حقیقت و اصلیت معلوم ہو جائیگی۔ یہ اُمید رکھنا بالکل درست ہے کہ یہ مسل صدر میں طلب ہو کر مناسب کارروائی ہوگی۔

دنیا کو نجات کا راستہ دکھایا جا چکا ہے

گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ میں جسقدر آریہ اخبارات ہمکو تبادلہ میں موصول ہوئے وہ سب سوامی دیانند جی مہاراج کے حالات اور اُن کے حسنات سے بھرے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ دیانند صاحب کی برسی کے موقعہ پر آریہ اخبارات اپنے کالم اُن کے حالات کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ جہاں جہاں بھی آریہ سماج قائم ہے اس دن جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور سوامی کے حالات لوگوں کو سُنائے جاتے ہیں۔ ہم نے ستیارتھ پرکاش اور قریباً تمام ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو آریہ سماجوں کیطرف سے اپنے مذہب کی حمایت یا دیگر مذاہب کی مخالفت میں شائع ہوئی ہیں ان کتب اور اخباری مضامین کے مطالعہ سے یہ بات نمایاں طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ تمام آریہ سماجی سوامی صاحب کی بزرگی وعظمت کے قائل زیادہ تر اس لئے ہیں کہ ہندو کہلانے والی قوم کو بُت پرستی و شرک کی تاریک غار سے نکالنے کے لئے انھوں نے جدوجہد کی۔ اور ساتھ ہی دیگر مذاہب کے برخلاف ہندوؤں کے دلوں میں حقارت و نفرت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ایک منصف مزاج شخص سوامی صاحب کے پہلے کام کو

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشو ونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ بعد نوٹوں

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت۔ اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ---------- ایک روپیہ (عہ)

نوٹ

آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے (للعہ) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کردی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسّی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

مینجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی اور مروڑ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے اور نہانے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۲ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے (۱۰) گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵/ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵/

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو دور کرتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس۔ چمک پڑ کر رگوں میں لہر کن کن کی جو کہیں چھونے سے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۲/ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۶/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور بھوک تھک اور زرد ہو گئی تو اس کو فوراً اسکاٹس املشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اوّل آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے۔ ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں۔ کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگا لیجئے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عمہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کون سی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت یا تپ۔ بدہضمی۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ نقاہت۔ امراض پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ درد سر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں) آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲ و ۹ و ۱۲
۱۲ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ والی شیشی سے چوگنی ہیں۔

۱۲ والی شیشی ڈون۔ پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہوچکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے! روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ جناب ڈاکٹر میجر ہی ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے اور سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون نہ ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کرزمی اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف مثانہ۔ ضعف باہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعضاء پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد۔ جواں مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری۔ بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزول طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی "شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اشتہار ضروری

مجھے اس بات کو معلوم کرکے بہت افسوس ہوا ہے۔ کہ فنڈ یتامیٰ اس وقت پانچ چھ سو روپیہ کا مقروض ہے اور جہاں اس کے اخراجات دو سو روپیہ ماہوار کے قریب یا اس سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ آمدنی پچاس روپیہ ماہوار بلکہ اس سے بھی کم ہے۔ اس لئے میں جماعت کے مخلصوں کو اس طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔

مذہب اسلام کے دو ہی بڑے جزو ہیں۔ ایک طاعت لِاَمْرِ اللّٰہ اور دوسرے شفقت علیٰ خلق اللّٰہ۔ اس دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور ہمارے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حدیث شریف میں یتامیٰ کی خبرگیری کے لئے سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں جہاں صدقات کا ذکر آیا ہے۔ وہاں یتامیٰ کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ پارہ دوم میں قرآن شریف میں فرمایا ہے لٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ۝ اس آیت میں حقیقی نیکی کو انہی دو حصوں پر منقسم فرمایا ہے۔ جن میں سے پہلے حصہ میں ایمان یا طاعت لِاَمْرِ اللّٰہ کا ذکر ہے اور دوسرے میں مال کے خرچ کرنے یا شفقت علیٰ خلق اللّٰہ کا حکم ہے اور انفاق فی سبیل اللہ میں ذوی القربیٰ کے بعد دوسرے درجہ پر مستحق امداد یتامیٰ کو قرار دیا ہے۔ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے بھائیوں پر رحم کرنے کے متعلق جو تاکید فرمائی ہے۔ اس سے حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا ہے۔ تری المومنین فی تراحمھم وتوادھم وتعاطفھم کمثل الجسد۔ اذا اشتکی عضوا تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی یعنی مومن باہم ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں ایک قسم کے حکم میں ہیں۔ اگر جسم کے ایک عضو کو تکلیف پہنچے۔ تو اس کی خاطر سارا جسم تکلیف اٹھاتا ہے۔ اور پھر خصوصیت سے ان بیکس بچوں پر رحم کے لئے جنہیں یتیم کہتے ہیں۔ فرمایا انا وکافل الیتیم لہٗ ولغیرہ فی الجنۃ ھٰکذا۔ یعنی میں اور وہ شخص جو یتیم کی خبرگیری کرتا ہے۔ جنت میں اس طرح سے ملے ہوئے ہوں گے۔ جس طرح دو انگلیاں باہم ملی ہوئی ہیں۔ ایک سچے مومن کی آرزو اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے۔ کہ نہ صرف جنت میں ہو۔ بلکہ جنت میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ہو۔ اس کے لئے فرمایا۔ کہ جو یہ چاہتا ہے۔ وہ یتیم کا کفیل بن جاوے۔ خواہ وہ یتیم کوئی اس کا اپنا رشتہ دار ہو۔ یا کوئی اور ہو۔ میرے دوستو۔ تم میں سے کون ہے۔ جو یہ نہ چاہتا ہو۔ کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ جنت میں ہو۔ پس تم علیحدہ علیحدہ تو یتیموں کے کفیل بن نہیں سکتے۔ اگر تم اس ثواب میں شریک ہونا چاہو۔ تو یتیم فنڈ کے لئے کچھ اپنے ذمہ لگا لو۔ خواہ وہ تھوڑی رقم ہی ہو۔ یہاں انجمن کی زیر نگرانی تمہاری قوم کے بہت سے یتیم بچے پرورش پا رہے ہیں۔ اور بہت سے ہیں۔ جن کی درخواستیں آتی ہیں۔ پس جو شخص تم میں سے جو شخص تم میں سے ان کی پرورش کے لئے چندہ دیتا ہے۔ وہ یتیم کی کفالت کرتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے مخلص جلد اس طرف توجہ کرکے یتیم فنڈ کی موجودہ حالت کو ایسا بدلنے کی کوشش کریں گے۔ کہ اس کے لئے دوبارہ مجھے کہنے کی ضرورت نہ ہو۔

(نور الدینؓ)

حضور لاٹ صاحب بہادر پنجاب اور ٹمپرنس ڈیپوٹیشن

امرتسر ٹمپرنس ایسوسی ایشن کی طرف سے ٹمپرنس ڈیپوٹیشن جس میں پنڈت بشن نرائن صاحب رازدان
لالہ رام سرن داس صاحب آنریری مجسٹریٹ۔
لالہ رتن چند صاحب آنریری مجسٹریٹ۔
میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ۔
دیوان امرناتھ صاحب ممبر۔
پادری گلفرڈ صاحب۔
سردار کشن سنگھ صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر بی۔ این ہائی سکول۔
ماسٹر سنت سنگھ صاحب آنریری لیکچرار ٹمپرنس سوسائیٹی اور سکرٹری شامل تھے۔ رزیڈنٹ ہوس میں جناب ہز آنر سر لوئیس ڈین صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور انور نے ۳ بجے کے بعد شرف باریابی عطا فرمایا۔ سکرٹری ٹمپرنس سوسائیٹی نے ہر ایک کو انٹروڈیوس کرایا۔ ہز آنر نے سب سے بخندہ پیشانی مصافحہ کیا۔ لالہ رام سرن داس صاحب نے حضور انور کو ہار پہنائے پنڈت بشن نرائن صاحب نے صاحب ممدوح الشان کی ان عنایات کا جو آپ نے فرید کوٹ دربار۔ دہلی دربار۔ آبکاری رپورٹ وغیرہ میں فرمائیں اور ٹمپرنس معاملات میں انٹرسٹ لینے کا ذکر کرنے کے بعد عرض کیا۔ کہ ہم حضور کا شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں۔ آپ کے اقبال سے ٹمپرنس سوسائیٹی کو بہت تقویت حاصل ہوئی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ کی عنایات سے جو زمین ٹمپرنس سوسائیٹی کو ملی ہے۔ وہاں ٹمپرنس ہال کا بنیادی پتھر حضور اپنے دست مبارک سے نصب فرمائیں حضور نے ٹمپرنس ڈیپوٹیشن کی ملاقات اور امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کے کام پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور ٹمپرنس کام کی ترقی کے متعلق دریافت کیا۔ اور دوران گفتگو میں ارشاد فرمایا۔ کہ گورنمنٹ امرتسر ٹمپرنس سوسائیٹی کی امداد کرے گی۔ اور ہمیشہ امداد کرنے کے لئے تیار ہے۔ شراب خواری سے خرابی ہے۔ لائل پور میں آسودہ لوگ فصل کماد شراب بنانے کے استعمال کے واسطے بوتے ہیں۔ حضور انور نے ریورنڈ گلفرڈ صاحب سے علاقہ ترنتارن کی شراب خواری کی نسبت دریافت کیا۔ ٹمپرنس ہال کے بنیادی پتھر کے متعلق فرمایا۔ کہ ہم کو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر کتنا روپیہ جمع کیا گیا ہے۔ سکرٹری نے عرض کیا۔ کہ روپیہ ابھی تک تو جمع نہیں کیا گیا۔ البتہ اب آپ کے اقبال سے بہت جلد فراہم ہو جاوے گا دہلی دربار کے موقعہ پر ٹمپرنس ڈراما وغیرہ کے لئے جو روپیہ خرچ ہوا ہے وہ صرف دو تین ہفتہ میں جمع ہو گیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا۔ کچھ روپیہ اکٹھا کرکے ہمکو خبر کرنا چاہیئے۔

سب نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔ اور واپسی کے وقت ہز آنر نے ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ اور ڈیپوٹیشن کامیابی سے واپس آیا۔

نند لال
سکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی
امرتسر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

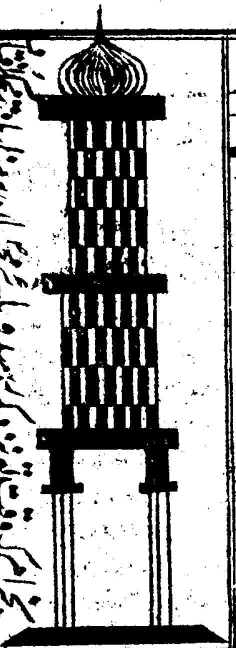

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۱۶ نمبر ۱۰

الحکم

۱۲ مارچ ۱۹۱۳ء ۱۳۳۱ھ

قادیان دارالامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ... [illegible]

خواص سے ... ... عہ

ہندوستان سے باہر ... ... [illegible]

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲/

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی وافی ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ازمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔ اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اجزا اصلی خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے۔ پورے ڈالے جاتے ہیں پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علحدہ ہے۔ اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جنکی تعداد... تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حکیم حافظ اجمل خان صاحب حاذق الملک رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجربات اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں

نوٹ۔ عمدہ اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شہرت نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک و پبلشر چھپکر شائع ہوا

امی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ذیل میں خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کا ایک مضمون عنوان بالا سے درج کیا جاتا ہے۔ جو دہلی کے معزز رسالہ نظام المشائخ کے رسول نمبر میں چھاپا گیا ہے۔ نظام المشائخ کا رسول نما نمبر ہمیشہ نہایت عمدگی اور قابلیت سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ ناظرین ضرور اسے منگوا کر دیکھیں۔ — ایڈیٹر

ترا آں نے است کاں با ہیچکس نیست
ترا من از پئے آں مے پرستم

دنیا کے ہر ایک طبقہ یا ہر ایک حصے میں جس قدر نبی اور رسول گذر چکے ہیں۔ ان کی تعداد اگر ایک بڑی تعداد ہے اور اُن کی بعثت اور موجبات یا اسباب بعثت میں اگر فرق ہے۔ تو اُن کی حالتوں اور کیفیتوں اور خصوصیات میں بھی گونہ فرق و امتیاز رہا ہے۔ یہ فرق صرف ان کی الہامی کتابوں اور معقولات ہی سے ثابت نہیں۔ بلکہ اُن کے طرز زندگی اور عمل زندگی کے واقعات بھی اس پر بہت کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ اسلام کا یہ اصول ہے کہ "دنیا کے ہر ایک حصے میں مختلف وقتوں پر مختلف نبی اور مختلف رسول مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور ان کی زندگیاں مختلف رنگ میں گذری ہیں۔" اگرچہ بعض اقطاع ملک کے نبیوں کے حالات اور طرز زندگی کی بابت پوری پوری اطلاعات نہ مل سکیں۔ لیکن قرآنی اصول کے مطابق ان کی ہستی اور بعثت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم سب نبیوں۔ رسولوں اور اوتاروں یا ایسے مذہبی مقدسوں کی زندگیوں اور طرز زندگیوں کا مقابلہ کریں گے۔ تو ہمیں ایک وضاحت کے ساتھ پتہ لگ جائیگا۔ کہ ہر نبی کی زندگی اور زندگی کے واقعات یا پیمانۂ زندگی اور اغراض بعثت یا موجبات بعثت اور نشوونما ہمیشہ کسی نہ کسی حد تک مختلف رہا ہے۔ گو تعلیمی اغراض اور تبلیغ حق کا مدار قریباً ایک ہی قسم کا تھا۔ لیکن ان امور میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ فرق رہا ہے۔ جو نشوونما کے متعلق ہوتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی اور کمالات زندگی اور نشوونما کا کچھ اور طریقہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کوئی اور ہی طریقہ رکھتے تھے۔ مسیح علیہ السلام کی پیدائش اور نشوونما کسی اور ہی صورت میں ہوا۔ سلیمانؑ۔ داؤدؑ۔ یعقوبؑ۔ حضرت یوسف کی زندگیاں کچھ اور ہی ڈھنگ رکھتی تھیں۔ ہندوستان کے مقدسوں۔ مہادیوجی۔ برہما جی۔ مہاراج کرشن جی اور سری رامچندر جی کی زندگیاں کچھ اور ہی صورت رکھتی ہیں۔ بادی النظر ہی میں معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان نبیوں اور اوتاروں کی زندگیوں میں کیسا بیّن فرق ہے۔

آدمؑ کی پیدائش مذہبی خیال سے ایسے طور پر ہوئی ہے۔ کہ جس کی نظیر مابعد کے مرسلوں میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کوئی اور ہی صورت رکھتی ہے۔ موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کی زندگی اور طرز بعثت میں بہت کچھ فرق ہے۔ دوسری جانب ہندی مقدسوں کا طرز زندگی دیکھو۔ دیگر انبیاء کے ساتھ کھلی اُن کا اس بارہ میں اختلاف ہے۔ درمیانی سلسلوں میں بھی صریح فرق اور اختلاف ہے۔

اس سے ثابت اور ظاہر ہے۔ کہ جو طاقت نبی کی بعثت عمل میں لاتی ہے۔ وہ خود ہی طرز زندگی۔ موجبات بعثت اور نشوونمائی طریقوں میں فرق رکھ دیتی ہے۔ تاکہ اُمتوں پر اس اختلاف کی بھی حجت قائم ہو۔ آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں مسیح علیہ السلام کی ولادت کا طریقہ قوموں اور اُمتوں پر ایک ایسا اظہار تھا۔ کہ جو ہر صورت میں ایک اعجاز شمار ہوتا ہے۔ چونکہ قدرت یا قانون قدرت درجہ بندی کا نشان ہے۔ اس واسطے نبیوں اور اوتاروں کی بھی مختلف رنگوں میں درجہ بندی ہوتی رہی ہے۔

آدمؑ اور مسیحؑ میں بسلسلہ پیدائش ایک قسم کی نصف حصہ میں مشابہت اور نسبت دکھائی گئی ہے۔ آدمؑ کا نہ باپ تھا اور نہ ماں۔ اُس کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ماں تھی۔ اور باپ کوئی نہیں تھا۔

اسی طرح آدم علیہ السلام اور رسول عربیؐ میں یہ نسبت دکھائی گئی ہے۔ کہ جیسے آدم علیہ السلام نے کسی سے ظاہر میں تعلیم نہیں پائی۔ اسی طرح احمدؐ عربی نے بھی بظاہر کسی سے تعلیم اور تربیت نہیں پائی۔ شروع میں بھی ایک ایسا نبی۔ ایک ایسا رسول دُنیا کو دیا گیا۔ کہ جو شروع ہی سے یا فطرت ہی میں الٰہی مکتب کا باعتبار ممتاز فطانت کے تعلیم یافتہ تھا جسے کسی ظاہری مادی مکتب میں بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جس کا اُستاد خود قدرت تھی۔ جس کی پاک طبیعت میں وہ تمام مصالحہ بھر دیا گیا تھا۔ کہ جو نبیانہ زندگی اور مطالب کیواسطے لازمی اور لابدی تھا۔

سلف ہندوستان کے نبیوں یا اوتاروں کی زندگی کے حالات یا طرز گو کسی قدر تاریکی میں ہیں۔ گو کچھ اس وجہ سے کہ تاریخ ایک مسلسل رنگ میں ان پر روشنی نہیں ڈالتی۔ کچھ اس وجہ سے کہ ان حالات میں بہت کچھ تغیر و تبدل بھی کیا گیا ہے۔ لیکن قرآنی اصول کے مطابق اُن کے وجود یا ہستی سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔

اگرچہ ہندوستان کے بعض مقدسوں کی زندگیاں بت پرستی کا مجموعہ بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن ہم سے ایک تحریف واقعات قرار دیں گے۔ ہادیان مذاہب کی زندگیوں میں عموماً اس قسم کے غلط واقعات کا استعمال بھی جاتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی کشادہ خیالی اور نبی عربیؐ کی صداقت کا ثبوت ہے کہ بے تعصبی اور حق پژوہی کے خیال سے ایسے نبیوں اور ایسے اوتاروں کے دامن تقدس یا دامن نبوت سے ناپاک اور شرمناک داغوں اور دھبوں کو کمال جرأت سے دور کرتا۔ اور یہ کوشش سرسبز کرنا چاہتا ہے۔ کہ اُن کی ذات اور اُن کے تقدس میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔ قرآن مجید چونکہ سب سے پچھلی الٰہی یا الہامی کتاب ہے۔ اس کا فرض تھا کہ جو کچھ اس سے پہلے گذر چکا ہے اُس پر کمال دیانت اور کشادہ خیالی سے ریویو کرے۔ قرآن کا یہ دعوےٰ ہے۔ اور کوئی شخص بشرطیکہ کشادہ خیالی اور راستبازی سے کام لے اس دعوٰی کی عظمت اور صداقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ الہامی کتابوں میں سے صرف وہی ایک ایسی کتاب ہے کہ جو کل مقدسوں کی تائید اور تصدیق کرتی ہے۔ کتنی بڑی وسعت خیالی اور حق پرستی ہے کہ "مسلمانوں سے قرآن دُنیا کے کل نبیوں اور اوتاروں کی تعظیم اور تصدیق کراتا ہے اور اُن کی تکذیب اور انکار پر انہیں زور سے تنبیہ کرتا ہے۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن کی اس سے غرض کیا ہے؟

(الف) کیا دوسرے مذاہب کو خوش کرنا۔

(ب) اُن کی خوشامد کرنا۔

(ج) اُن کا ساتھ دینا۔

ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کا یہی مدعا تھا تو چاہیے تھا کہ اصولی امور میں دیگر فرقوں اور دیگر مذاہب سے کوئی اختلاف نہ کیا جاتا اور اُن کی تردید اور تکذیب سے تمام جہان اور تمام فرقوں کو اپنا جانی دشمن بنایا جاتا۔ یہ طریق بیان یا طریق تبلیغ ثابت کر رہا ہے کہ قرآن کی غرض صرف اظہار حق تھی۔ ایک طرف قرآن جدید تبلیغ سے لوگوں سے گالیاں کھاتا ہے اور اُن کی نگاہوں میں از شرق تا غرب نشانہ بنتا ہے۔ اور دوسری طرف صاف صاف الفاظ میں اُن کے مقدسوں اور اُن کے بزرگوں کی تائید اور تصدیق کرتا ہے۔ قرآن کا یہی ایک طریق اس کی صداقت کی ایک بین اور اٹل برہان ہے۔ حق گو حق پژوہ کی تعریف بھی یہی ہے۔ کہ ہمیشہ خدا لگتی بات کہے کسی طعن و تشنیع اور نفع و نقصان یا خوف و کراہت اور خوشی و ناخوشی کا خیال نہ ہو۔

تعجب ہے کہ اس کشادہ روئی کے صلہ میں قرآن اور اُس کے مقدس لانے والے نے دنیا اور دنیا کے بالمقابل فرقوں سے یہ صلہ پایا۔ کہ۔

"اُسے گالیاں دیجاتی ہیں"۔

"گندے لفظوں میں اُس کی تکذیب کی جاتی ہے"۔

"نعوذ باللہ۔ اُسے فریبی اور دُنیا کا بندہ کہا جاتا ہے"۔

"اُس کی پاک زندگی پر شرمناک حملے کیے جاتے ہیں"۔

"اُس کے پیروان کو صلواتیں سنائی جاتی ہیں"۔

کیا اس احسان۔ اس دلیرانہ شہادت کا یہی صلہ تھا کہ جو مختلف جوانب سے اسے مل رہا ہے۔؟

آخر یہ اتفاقی سبب صدی۔ احسان فراموشی کس قصور کے عوض کس گناہ کے بدلے۔ کیا اس لیے کہ گذشتہ بزرگوں کی تصدیق کی اور اُن پر شہادت دی؟ اور ان کی زندگیوں کے دامن سے گندے اور شرمناک داغوں کو دور کیا اور ثابت کر دکھایا کہ۔

"اُن مقدسوں کی بعثت کی غرض بھی توحید ہی تھی۔ اُن کے چال چلن

عورتوں کو وعظ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۳ء میں کچھ عرصہ تک یہ التزام فرمایا تھا کہ بعد عصر عورتوں کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت بعض تقریریں جو بڑی محنت سے میسر آسکتی تھیں۔ میں نے شائع کردیں۔ اور بعض اس وقت تک باقی ہیں۔ ان میں سے ایک آج درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

اسلام میں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں۔ کہ اُنہوں نے بادشاہ ہوکر فقیری اختیار کی۔ جیسے کہ ابراہیم ادہم تھے۔ جب انہوں نے بادشاہت چھوڑ دی۔ تو ایک باغ میں مالی کی نوکری کرلی ایک دن اُس باغ کا مالک آیا۔ جو کہ اُس ملک کا بادشاہ تھا اور کہا کہ میٹھا انار لاؤ۔ جب ابراہیم ادہم انار لائے۔ تو کھانے پر وہ ترش نکلا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تو کھٹا ہے۔ میٹھا انار لاؤ۔ وہ پھر دوبارہ لائے۔ تو وہ بھی کھٹا ہی نکلا۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ تم میٹھا انار کیوں نہیں لاتے۔ ابراہیم ادہم نے کہا۔ کہ مجھے کیا معلوم ہے۔ کہ میٹھا کون ہے اور کھٹا کون۔ بادشاہ نے کہا کہ تو باغ میں رہکر کبھی کھاتا نہیں ہے۔ ایسا پرہیزگار تو ہم نے ابراہیم ادہمؒ کو سُنا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو وہی ہے۔ اسی طرح آپؒ ایک دفعہ سفر کو جارہے تھے۔ ایک راہب آپ کے ہمسفر تھا۔ جب بھوک پر سات دن گذر گئے۔ تو راہب نے کہا کہ آپؒ دعا کریں کہ ہم کو کھانا ملے۔ ابراہیم ادہم نے دعا کی۔ اور کھانا آیا اور دونوں نے کھالیا۔ جب سات دن پھر گذر گئے۔ اور وہی وقت آیا۔ تو ابراہیم ادہم نے راہب کو کہا۔ کہ اب تم دعا کرو۔ کہ کھانا آوے۔ راہب نے بھی دعا کی اور اُسی طرح کھانا آگیا۔ مگر اس وقت ابراہیم ادہم پر وہ وقت تاریک تار ہوگیا۔ اور دل میں کہا کہ اگر دوسرے دین بھی سچے ہیں۔ تو پھر خدا کا قول کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کیسے ٹھیک ہوسکتا ہے۔ اگر میری دعا بھی قبول ہوگئی اور راہب کی بھی۔ تو پھر دونوں مذہبوں میں کیا فرق ہوا (راہب عیسائی مذہب کا تھا۔) راہب سے انہوں نے اس کا باعث پوچھا۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ جب تم نے مجھ سے دعا کے لئے کہا۔ تو مجھ پر زمانہ تاریک ہوگیا۔ اور میں نے دعا کی یا الٰہی! اگر دین اسلام سچا ہے۔ تو اس کے طفیل اس وقت میری آبرو رکھ لے اور ایک رکابی کھانے کی ابراہیم کے واسطے بھیجدے۔ اور اگر ابراہیم سچا ہے تو اُس کے طفیل سے ایک اور کھانے کی رکابی میرے واسطے بھیجدے پس میری اس اضطرار کی دعا کو خدا نے قبول فرمایا اور ہم تم نے کھانا کھایا۔ پس اب اس سے انسان کو دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیسا کھلا نشان خداتعالیٰ نے اُن کو دکھایا۔ لیکن یہ نہ سمجھو کہ خدا پہلے زمانوں میں ایسے نشانات دکھایا کرتا تھا۔ اب نہیں۔ خدا میں وہی طاقت اب بھی موجود ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی اسی طرح ظاہر ہے۔ اس وقت بھی مذہبوں کا مقابلہ آکر پڑا اور عیسائی اور آریہ مذہب ہمارے دین اسلام کے مقابلہ پر نکلے۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری آتھم اور آریوں کی طرف سے لیکھرام نکلا۔ ہم نے یہ پیشگوئی کی کہ جس کا دین سچا ہے۔ وہ زندہ رہیگا اور جس کا دین جھوٹا ہے۔ وہ اول مرجاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ تو مرگئے اور ہم بفضل خدا زندہ ہیں۔ پس خوب یاد رکھو۔ کہ جب تک کسی کا یہ مذہب اور پکا عقیدہ نہ ہو کہ اسلام ہی سچا دین ہے۔ اور دوسرے سب دین جھوٹے ہیں۔ تب تک وہ سچا مسلمان ہرگز ہو نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اسلام کے سوائے کوئی اور دین اختیار کریگا۔ تو وہ ہرگز نجات نہ پاویگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر عیسیٰؑ اور موسیٰؑ زندہ ہوتے۔ تو دین اسلام کی پیروی کرتے۔ اب دیکھ لو کہ ہم نے سولہ ہزار اشتہار جاری کئے۔ اور سب مذہبوں کو دعوت کی۔ کہ اگر کوئی سچا ہے تو ہم سے مقابلہ کرے۔ مگر کوئی نہیں آیا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مذہب اسلام ہی سچا ہے۔ آریوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ خدا کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ نیوگ کا مسئلہ بناکر دوسرے کی عورت حلال سمجھی ہوئی ہے۔ اور عیسائی خدا کو عادل نہیں سمجھتے۔ اُن کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ دُنیا گنہگار تھی۔ خدا کا ایک بیٹا تھا۔ اُس نے سب خلقت کے واسطے مرنا پسند کیا۔ تو جا کر نجات ہوئی اب دیکھو۔ کہ گناہ کوئی کرتا ہے۔ اور پھانسی کوئی ملتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تمہارا خدا رب العالمین ہے۔ جیسے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یعنی کوئی خوبی نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے درمیان نہیں۔ خداتعالیٰ کی ذات ہر ایک عیب سے پاک ہے۔ جسقدر عیب ہوتے ہیں اور لوگوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ وہ انسانوں کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ رحمٰن ہے یعنی انسان کے عمل اور محنت کے بغیر اپنے انعام اُس پر کرتا ہے۔ دیکھو کہ جب سورج بنایا گیا اُس وقت آدم کہاں تھا۔ اور چاند بنایا تو ہم کہاں تھے ہندوؤں نے ایسے خدا کو نہیں مانا۔ جس میں یہ صفات ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ سب کچھ عمل سے ہوتا ہے۔ مرد بھی عورت بھی سب اپنے اپنے عمل سے مرد عورت بنتے ہیں جتنی رحمتیں ہیں۔ وہ سب عمل سے پیدا ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کی ماں کے پستان میں شیر پیدا ہوجاتا ہے اور ابھی وہ ماں کے رحم میں ہوتا ہے۔ کہ اُس کی آنکھ اور کان خدا بناتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے۔ کہ رحمٰن خدا کی ایسی صفت ہے جس کے واسطے ضرورت عمل کرنے کی نہیں دوسری رحمت خدا کی وہ ہے جو عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر عیسائی اس کے بھی قائل نہیں کہ عملوں سے کچھ حاصل ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص مسیح نے اپنی جان دی تو تمام مخلوق بخشی گئی۔ قانون قدرت خدا تعالیٰ کا تو یہ ہے۔ کہ اگر کسی کو کوئی بیماری ہے تو جبتک اُس کا علاج نہ کیا جاوے وہ اچھا نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک بچہ بیمار ہے اُس کی ماں اگر دوا نہ کرے وہ کیسے راضی ہوسکتا ہے یا اگر اپنے سر پر کوئی پتھر مارے تو اس سے وہ بیمار کیسے اچھا ہوگا۔ یہ نہایت بیوقوفی کی بات ہے کہ عمل تو کیا کوئی کیا نہ جاوے اور ثواب کے مستحق بنتے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے پھانسی ملنے سے نجات ہوگئی۔ ان کے ملکوں کا یہ حال ہے کہ شراب کی کثرت یہاں تک ہے کہ لندن میں اگر شراب کی دوکانیں ایک لائن میں رکھی جاویں۔ تو ستر میل کی لمبی سڑک میں آسکتی ہیں اور زناکاری کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ شراب خود اُم الخبائث ہے اب اس کے مقابلہ پر دیکھو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خودکشی نہیں کی۔ آپؐ نے دعا میں اپنا وقت بسر فرمایا۔ راتوں کو اُٹھ کر دعائیں اسقدر کی ہیں۔ کہ پاؤں سوج گئے۔ اور قدم قدم پر آپؐ دعا مانگا کرتے تھے ایک پادری نے زنا کیا۔ اور جب اس کو پکڑا گیا۔ اور عدالت میں پیش ہوا تو اس سے پوچھا گیا کہ تو تو واعظ ہے۔ پھر خود ایسا کام کیوں کیا وہ کہنے لگا۔ کہ تم ہی بتاؤ۔ کہ میں پادری ہوں۔ اور اس بات پر ایمان لایا ہوں کہ ہمارے گناہ عیسیٰ کے مصلوب ہونے کی بدولت بخشے جاوینگے۔ پھر مجھ کو گناہ پر گرفتار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ جبکہ میرا ایمان یہی ہے۔ اور یہ میرا اعتقاد پختہ ہے تو پھر کیوں گناہ نہ کیا جاوے۔ دیکھو ایسا ان کا مذہب ہے اور اُس کا یہ نتیجہ ہے۔ لیکن اسلام یہ سکھلاتا ہے کہ کوئی بخشا نہ جاویگا۔ جب تک پوری استقامت سے نیکی نہ کرے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اے فاطمہ تو یہ مت خیال کرنا۔ کہ میں نبی کی بیٹی ہوں میرے لئے تو بخشش ضرور ہوگی۔ تو جب تک اعمال اچھے نہ کریگی۔ کبھی بخشی نہ جاویگی۔ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یعنی میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں جیسے کسی اعمال ہوتے ہیں اُسی کا بدلہ دیتا ہوں۔ صوفی کہتے ہیں کہ موتوا قبل ان تموتوا۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ حاجتیں بشریت کو دور کردو یعنی بیوی۔ بچہ کی محبت اور کھانے پینے کے جذبات کو اپنے قابو میں لاکر ایک موت اپنے اوپر وارد کرو۔ اسلام نے اس سے منع نہیں کیا۔ کہ تم عمدہ چیزیں نہ کھاؤ۔ بلکہ اس سے منع کیا ہے کہ دُنیادار جو عمدہ چیزیں کھاکر خوش ہوتے ہیں۔ وہ گویا نفس کو پرورش دیکر راضی ہوتے ہیں اور حلال حرام کی تمیز نہیں کرتے۔ اس سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ جو لوگ حرام کھاتے ہیں سود کھاتے ہیں۔ ان کے مُنہ میں کانٹے ہوں گے۔ اس کے مقابل پر بہشتیوں کی بابت فرمایا ہے کہ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ یعنی بہشتیوں کو نہایت ہی عمدہ عمدہ چیزیں ملینگی۔ جن کو دیکھکر کہیں گے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو ہم دُنیا میں کھاتے تھے۔ اور دوزخیوں کو لکھا ہے۔ کہ زقوم یعنے تھوہر کھانے کو ملیگی۔ تو کیا جن کو تھوہر (زقوم) کھانے کو ملیگا وہ بھی کہیں گے۔ کہ ہم دُنیا میں یہ پھل کھایا کرتے تھے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ پوشیدہ طور پر مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اُن کو قیامت کے دن سب لذتیں میسر ہوں گی۔ کوئی عمل اُن کا دودھ بن جائیگا۔ اور کوئی شہد کا مزہ دیگا۔ نیک اعمال کے اندر خدا نے بڑی بڑی لذات رکھی ہیں اور انہی سے سب کچھ بن سکتا ہے۔ خدا پر یقین کا حاصل ہونا ہر طرح کی چیزوں کو میسر کردیتا ہے۔ دیکھو! ہمارے مقدمہ میں کرم دین نے کتنا زور لگایا۔ مقدمہ کیا وہ خارج ہوا۔ پھر نگرانی کی۔ تو انجام کیا ہوا۔ میں نے اُس وقت خواب میں دیکھا۔ کہ ایک گلی تنگ ہے میں اُس میں موجود ہوں۔ ایک سانڈ آیا اور وہ میرے پاس سے گذر گیا۔ پھر دوسرا آیا وہ بھی گذر گیا۔ جب تیسرا آیا تو میں نے کہا کہ یہ ماریگا۔ خدا نے مجھے اس وقت یہ دعا سکھلائی کہ

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

تو جب میں مقدمہ میں گیا تو تین وکیل تھے۔ دو نے تو کوئی کارروائی نہ کی۔ مگر ایک وکیل اڑ کے بیٹھ گیا۔ پھر بھی اُس سے کچھ نہ ہوسکا انسان سمجھتا ہے کہ میں سب کچھ کرسکتا ہوں۔ مگر وہ نہیں سمجھتا کہ روٹی جو وہ کھاتا ہے۔ یہ بھی بجز حکم خدا کے اُسے فائدہ نہیں دے سکتی۔ ہر ایک ذرہ اندر جاکر پوچھتا ہے کہ کہ الٰہی میں کیا کروں۔ اسی طرح بادشاہوں کو لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بڑی طاقت والے ہیں۔

باقی دیکھو صفحہ ۷ کالم اول

اس نسبت اور اس مشابہت سے قدرت نے نبیوں کی ابتدا اور اخیر کو ایک ثابت کر کے دکھا دیا۔ اور بمصداق اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ یہ حجت قائم کی کہ:۔

"نبی فطنت اور فطرت میں ہی نبی ہوتا ہے۔ اُسے کسی ظاہری تعلیم اور تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اُس کی فطنت اور فطرت ہی جُدا ہوتی ہے۔ جس طرح کہتے ہیں۔ کہ شاعر پیدائشی ہوتا ہے۔ اسی طرح نبوت کا مادہ بھی فطرتی ہی ہوتا ہے۔ کوئی نہیں یہ ثابت کر سکتا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی اپنی عمر یا زندگی میں کسی سے تعلیم یا تربیت پائی ہو۔ مذہبی خیالات کے رو سے اُس وقت اور تھا ہی کون۔ کہ جس سے حضرت آدم علیہ السلام تعلیم اور تربیت پاتے۔ باوجود اس کے یہود اور عیسائی و اہل اسلام حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اور نبوّت سے انکار نہیں کرتے۔ ہر فرقۂ مذکورۂ بالا اس کی تائید اور تصدیق کرتا ہے۔

اس تصدیق اور اس تائید متفقہ سے ثابت ہوا کہ کسی نبی کا اُمّی پیدا ہونا کسی ظاہری یا کسی مادّی اسکول اور تعلیم گاہ یا کسی انسان کی شاگردی میں نہ منسلک ہونا ایک خاص فضیلت اور عظمت ہے۔ مذہبی دنیا میں یہ عظمت یہ فضیلت شروع اور اخیر میں صرف دو اولوالعزم نبیوں کے حصے میں آئی:۔

(الف) بہ حصۂ حضرت آدم علیہ السلام

(ب) بہ بخرۂ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گو دوسرے نبیوں اور اوتاروں کی تعلیم کی بابت کوئی ایسی تعلیم گاہ ثابت نہیں کی گئی۔ کہ جس سے یہ وثوق ثابت کیا جا سکے۔ کہ ان کی تعلیم کا کوئی خاص بندوبست کیا گیا تھا۔ سوائے ایک دو نبیوں مثل حضرت سلیمانؑ وغیرہ کے۔ لیکن ان دو نبیوں آدمؑ اور محمدؐ کے بارہ میں تو یہ فیصلہ ہے۔ کہ وہ اُمّی نبی تھے۔

گویا یہ فضیلت انہی دو بزرگواروں کے حصے میں آئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس واسطے اُمّی رکھے گئے۔ کہ وہ اس حالت میں ابوالبشر کا درجہ پائیں۔ اور آخری نبیؐ اس واسطے اپنے جدّ امجد کے نقش قدم پر لایا گیا۔ کہ وہ ابوالبشر کے نمونہ پر قدرتی تعلیم گاہ سے تعلیم پا کر ہادی ثابت ہو۔ دونوں میں یہ ایک ایسی نسبت رکھی گئی ہے۔ جو بجائے خود ایک اعجاز اور فضیلت ہے گویا نبوّت کی دُنیا کا شروع اور خاتمہ ایک ہی رنگ اور ایک ہی صورت پر کیا گیا۔ اگر شروع کا نبی اُمّی تھا یعنی قدرتی تعلیم گاہ کا تعلیم یافتہ تھا۔ تو آخری نبی بھی ایسا ہی پیدا کیا گیا۔ تاکہ دُنیا پر حجت رہے کہ اللہ تعالیٰ مذہبی دُنیا میں کیسے کیسے معجز نما انسان پیدا کرتا ہے۔

یہ کہنا کہ کس طرح پر کوئی انسان سوائے ظاہری قاعدہ یا ظاہری طریق کے قدرتی طور پر تعلیم پا سکتا ہے۔ ایک کمزور خیال ہے۔ انسان کی ذات میں قوّت ذہنیہ، فکرہ، مدبرہ وغیرہ جو رکھی گئی ہیں۔ اور جن کی ہستی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ہر ایک قسم کی تعلیم کا ذخیرہ اور مخزن یا موجبات میں اول ہیں۔ اور ظاہری تعلیم یا کوئی ہر تعلیم کا سامان مابعد اگر قدرت نے بطور خود ہر انسان کو یہ سامان دے رکھا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں قدرت بطور بعض انسانوں کے واسطے اسی نمونہ پر نبوت کی تعلیم کے سامان پیدا کرنے سے قاصر رہے۔

غور کرو اور پھر کہو کہ کیوں اس طریق تعلیم پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔

واقعات سے گو یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی باضابطہ کسی سے تعلیم نہیں پائی۔ مگر اب جدید تحقیقات میں اُن کی سیاحت اور سفر سے یہ پایا جاتا ہے۔ کہ اُنہوں نے کسی حد تک تعلیم پائی تھی۔

لغت میں اُم کے معنی نادر اور اصل چیز کے ہیں۔ اصل چیز یا اصل حقیقت وہی ہوتی ہے۔ کہ جس میں کسی کتر بیونت کی ضرورت نہ ہو۔ گویا جو کچھ صانع ازل اور قدرت نے اپنی ذات قدسی میں ودیعت کر دیا۔ اُسی کے مطابق اس کا نشو و نما ہوتا رہا۔ اُس میں کسی دوسرے کی آمیزش نہیں، دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ ایسا شخص فطنت کے اعتبار سے بھی وہ عظمت وہ فضیلت۔ وہ سرمایہ۔ وہ مواد رکھتا تھا۔ کہ جو اُس کے فرائض منصبی اور ذمہ داریوں کے متعلق

اور اُن کی زندگیوں کے واقعات میں جو لغزشیں بیان کی جاتی ہیں وہ بہتان اور کذب ہے۔

یہ باتیں ایسی تو نہ تھیں کہ اُن کا یہ تلخ صلہ دیا جاتا۔ ہاں اگر اس واسطے رسول عربیؐ کی شان مقدس میں یہ صلواتیں سنائی جاتی ہیں کہ اُس کی زبان اُس کی تعلیم سے چند مسائل چند اصول دوسروں کے خلاف پیدا ہوتے ہیں۔ تو یہ ایک دوسری بات اور دوسرا امر ہے۔

آؤ ہم مختصر طور پر دیکھیں کہ رسول عربیؐ نے اپنی تعلیم اور تبلیغ اور قرآن میں دوسرے فرقوں کے مخالف کیا کچھ کہا اور کیا کچھ معاندت کی۔ قرآن اور محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی بڑی اخلاقی باتیں اور اصول حسب ذیل بیان کئے ہیں:۔

(۱) خدا ایک ہے۔
(۲) بُت پرستی باطل ہے۔
(۳) تثلیث صداقت نہیں رکھتی۔
(۴) شرک ایک بڑا گناہ ہے۔
(۵) خدا نے اپنی قدرت سے یہ دُنیا پیدا کی۔
(۶) وہ قادر مطلق ہے۔
(۷) انسان اس کی عبادت کیواسطے پیدا کیا گیا ہے۔
(۸) اگرچہ خدا کو انسانوں کی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں مگر انسان کا یہ فرض ہے۔
(۹) خدا کا وجود اور خدا کی ہستی مختلف طور پر موجودات سے ثابت ہے۔
(۱۰) موجودات پر غور کرنے سے خدا کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔
(۱۱) خدا حاضر و ناظر، سمیع و بصیر ہے۔
(۱۲) خدا حساب کتاب لیگا۔ اور جزا و سزا اُس کے اختیار میں ہے۔
(۱۳) مرنے کے بعد انسان ایک دوسری زندگی پائے گا۔
(۱۴) انسان ایک روح رکھتا ہے۔
(۱۵) روح حادث ہے اور باقی ہے۔
(۱۶) ہر ایک کم و بیش عمل کا بدلہ ملیگا۔
(۱۷) دوزخ اور بہشت کی صورت میں بدلہ دیا جائیگا۔
(۱۸) خدا رازق اور قادر مطلق ہے۔
(۱۹) وہ قیامت یا حشر کے روز عدالت اور انصاف کریگا۔
(۲۰) وہ بخشش بھی کر سکتا ہے اور کریگا۔
(۲۱) جو جان گناہ کرے گی۔ وہی اس کی سزا بھی برداشت کرے گی۔
(۲۲) انبیاء اور اوتار بے گناہ یا معصوم ہیں۔
(۲۳) موت اور زندگی خدا کے اپنے ہاتھ میں ہے۔
(۲۴) اس کا رحم اور فضل سب پر غالب ہے۔
(۲۵) وہ ایک اعلیٰ طاقت ہے۔

گو ان مونے موٹے احکام قرآنی میں سے بعض احکام مثل مسئلہ روح۔ مسئلہ ازادی۔ مسئلہ حشر۔ مسئلہ دوزخ بہشت وغیرہ کسی قدر مختلف فیہ ہوں۔ مگر نہ ایسے کہ ان کا ذکر دوسرے مذاہب میں آیا ہی نہیں۔ ان مسائل میں سے کوئی سا مسئلہ لے لیجئے۔ دوسرے مذاہب میں ضرور ہی اُس کا ذکر یا اس کی بحث ہوگی۔

چاہے وہ بحث کسی حد تک ذیلی اور وضاحت میں اختلاف ہی رکھتی ہو۔ اور چاہے اس کا طریق بیان کیسا ہی الگ ہو۔ وہ کونسا مذہب ہے۔ جس میں عبادت۔ روح۔ دوزخ۔ بہشت۔ جزا و سزا اور ذکر حشر نہ ہو۔

رہی یہ بات کہ ان افکار میں گو تضاد اور اختلاف ہے۔ سو اس سے کوئی نقص تعلیمات قرآنی میں عائد نہیں ہوتا۔ عبادتی یا روحانی مسائل کے علاوہ چند ایسے مسائل بھی ہیں کہ جنہیں:۔

(۱) سوسائٹی (۲) دُنیاوی زندگی (۳) معاشرت کے مسائل کہا جا سکتا ہے۔

مثلاً نکاح۔ میراث۔ خورد و نوش۔ تجارت۔ داد و ستد۔ جہاد۔ غلامی۔ حکومت۔ عدالت وغیرہ وغیرہ۔ ان مسائل میں بیشک اختلاف ہے۔ لیکن نہ ایسا کہ ان کی ہستی دوسرے رنگ میں یا بہ مذاہب دیگر نہ پائی جاتی ہو۔ ان مسائل میں سے وہ مسائل جن پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) کثرت ازدواج
(۲) جہاد
(۳) غلامی

اگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو ان مسائل کی جدید بحثوں نے ان کے متعلقہ اعتراضات اور خدشات کو بہت کچھ نرم کر دیا ہے۔ میں ادب سے دریافت کرونگا کہ

کیا تعلیم محمدیؐ یا تعلیم قرآنی سے پہلے دُنیا کی وہ نامور قومیں جو مذہب اور کتاب رکھتی ہیں۔ ان مسائل سے عملی رنگ میں ناآشنا تھیں؟

اور اُن سے وابستہ تھا۔

کچھ ضرورت نہ تھی کہ وہ کسی استاد۔ کسی ماسٹر کا اپنی زندگی میں محتاج ہوتا۔ یا کبھی اُسے اپنی زندگی ایسا احساس ہوتا۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ:۔

نبوت اور نبیانہ تبلیغ کے متعلق نبیوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے۔ وہ اُن کی فطنت اور فطرت میں ہی ودیعت ہوتا ہے۔ اُنہیں اس بارہ میں تعلیم اور تربیت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ:۔

ہر ایک انسان کا ضمیر فطرتی رنگ میں کسی حد تک اُس کا ہادی اور رہنما ہوتا ہے۔ جب ہر انسان جو نبوت کی ذمہ واری اپنی ذات میں نہیں رکھتا ہے۔ یہ سرمایہ رکھتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اشرف۔ عظیم الشان۔ جلیل القدر انسان جس کے دوش ہمت پر تبلیغ اور ہدایت دینے کا گرانبار جُوا رکھا جاتا ہے۔ اپنے ضمیر کے اعتبار سے خصوصیت نہ رکھتا ہو۔ اور اُس کا عالیشان ممتاز ضمیر اور ضمائر سے اعلیٰ اور برتر نہ ہو۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ کیوں نبیوں اور اوتاروں کو یہ فضیلت اور برتری نہ دی جائے۔ کہ وہ پیدائش میں ہی نبوت کے جوہر رکھتے ہوں۔ اگر نبوت کا مدار تراتعلیم پر ہی ہے۔ تو پھر سب سے اول بڑے بڑے فلاسفر اور حکیم ہی نبی ہو سکتے تھے۔ کسی فلاسفر اور کسی حکیم نے اس واسطے نبوت کا دعوٰی نہیں کیا۔ کہ اُنہیں صرف فلسفہ کی فضیلت اور ملکہ ہی حاصل تھا۔ نبوت کے کوچہ سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ یہ ثابت ہے کہ:۔

عرب کا نبی ایک اُمّی نبی تھا۔ یعنی اُس نے کہیں تعلیم نہیں پائی۔ اور وہ قدرت کے فیضان کی وجہ سے اپنے فرائض سے آشنا اور واقف تھا۔ اور اپنی ذمہ داریوں سے اُسے پوری آگاہی تھی۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ دُنیا کے اور دھندوں اور کاروبار میں بھی وہبی طور پر ایسا ہی ملکہ رکھتا تھا۔ لیکن چونکہ اس کا ذہن مقدّس اور اس کی فطرت صاف اور مجلّٰی واقعہ ہوئی تھی۔ اس واسطے اُس کی زندگی کا طریق عمل اور اس کی زندگی ہر ایک پہلو سے دوسروں کے واسطے ایک نمونہ تھی۔

ہم آنحضرتؐ کو ان معنوں سے اُمّی نہیں کہتے کہ وہ تعلیم یافتہ نہ تھے۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ انسانی اُستاد کے شاگرد نہ تھے۔ وہ قدرت کے مکتب کے تعلیم یافتہ تھے۔ اور اُن کی نبیانہ تعلیم کامل تہی۔ وہ تعلیم کہ جو فلاسفروں اور حکیموں کی تعلیم سے اعلیٰ اور برتر تھی اور اپنی ذات اور وسعت میں لاثانی اور سایہ ہم۔ اگر ایک انسان دوسرے انسان کو تعلیم دے سکتا ہے۔ تو کس طرح مانا جا سکتا ہے کہ خدا اپنے طور پر تعلیم نہیں دے سکتا ہے۔ یا خدا انسانی تعلیم سے کسی کو مستغنی نہیں کر سکتا۔

قرآن کو غور سے پڑھو۔ نہ اس خیال سے کہ وہ اسلام کی کتاب ہے۔ بلکہ اس خیال سے کہ اُس میں کیا کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ اس سے آپ معلوم کر سکیں گے۔ کہ اُس مقدس شخص سے جسے ایک نبی اُمّی کہا جاتا ہے۔ کیا کچھ ظہور میں آیا ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں کیا کچھ کر کے دکھایا ہے۔ اُسے اپنی مبارک زندگی میں کیا کچھ مہمات اور مقابلے پیش آئے ہیں۔ اور اُن کے متعلق اس کی ہمت اس کا استقلال کس پیمانے کا رہا ہے۔

ایک اُمّی شخص جہان میں بہادری۔ شجاعت تو دکھا سکتا ہے مستقل مزاج بھی اپنے تئیں ثابت کر سکتا ہے۔ لیکن ایسی سنجیدہ تعلیم نہیں دے سکتا۔ کہ جو اُس اُمّی نبی نے ایک جرأت کے ساتھ دی ہے۔ ساری دُنیا مخالف اور برسر پیکار۔ اور یہ بزرگ عربی اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا۔ اور اپنے کام میں برابر لگا جاتا ہے۔ اور تعلیم کیا دیتا ہے:۔

"تعالوا الی کلمۃ واحدۃ"

"قل ہو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد و لم یکن لہ کفواً احد"۔

"لا تفسدوا فی الارض"

"اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم"

"ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"

"فعال لما یرید"

"علی کل شئ قدیر"

"ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل و النہار لاٰیت لاولی الالباب"

"ربنا ما خلقت ھذا باطلا"

"ھو الذی یریکم البرق" الخ

اِن تعلیمات پر انصاف سے غور کرو کہ کیا یہ کسی ایسے شخص کی طبیعت کا نتیجہ ہو سکتی ہیں۔ کہ جو بظاہر محض اُمّی ہو۔ جو عرب کے جنگلوں میں سے کسی دوسرے مہذب ملک میں عمر بھر نگیا ہو۔ جس کے اردگرد سوائے چند زمانۂ جاہلیت کے شاعروں اور بُت پرستوں کے اور کچھ بھی نہ ہو۔

اس اُمّی نبی کی تمام تعلیمات اور تبلیغی فتوحات کا ذخیرہ غور اور توجہ کے قابل ہے۔ اس پر غور کرنے سے کوئی منصف انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ فریبی یا دُنیا کا بندہ تھا۔ یا اُس کی تعلیم میں کوئی دھوکا تھا۔

ایک منصف مزاج تھیوسوفیکل نے اس اُمّی کی شان میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"آپ اُن لوگوں کے واسطے جو جہالت کی تاریکی میں گھرے ہوئے تھے۔ روشنی لائے"۔

یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ احمدؐ عربی کا زمانۂ بعثت اپنی نحوستوں۔ ادبار مذہبی اور بت پرستی کی بدولت ایک خاص زمانہ تھا۔ یہ آنحضرتؐ ہی کی ہمت اور استقلال تھا۔ کہ شمشیر توحید سے مقابلہ میں نکل آئے۔ کیا یہ اُس اُمّی شخص کا کام ہو سکتا ہے کہ جو یتیم حالت میں دُنیا کے سامنے آیا۔ جس کا خود اپنے ہی ملک میں کوئی حامی نہ تھا۔

اگر اس کے ساتھ خدا کا نور اور خدا کا ہاتھ نہیں تھا۔ تو وہ کس طرح کامیاب اور سرسبز ہوتا۔ وہ اکیلا اُٹھا۔ اور آج اُس کے شجر تنہائی کا ثمرہ یہ ہے۔ کہ باغ دُنیا میں اس کی امت کی تعداد تمیں کروڑ تک شمار ہوتی ہے۔

ان عالمگیر مخالفتوں میں اُسؐ کی ان تھک کوششوں کا سرسبز ہونا واقعی ایک حیرتناک اعجاز ہے۔ اور پھر کتنے عرصہ میں صرف ۱۳ سو سال میں۔ غور کرو۔ اور سمجھو سوچو۔ کیا یہ کام سوائے خدا کی تائید کے بھی ہو سکتا ہے؟ کیا یہ ایک معمولی یتیم کی کوششوں کا اثر ہے؟ نہیں۔ نہیں۔ یہ اُس شاندار عظیم القدر یتیم کی مساعی کا اعجاز ہے۔ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ اور خدا کی مدد تھی۔

باوجود اس کے کہ اسلام کی حکومتیں اور دُنیاوی اقبال آجکل اپنی ہی شامتِ اعمال سے معرض زوال میں ہے۔ مگر پھر بھی اسلام چار کونٹ میں ترقی کر رہا ہے۔

یہ وہ بات ہے کہ جو دوسرے فرقوں کو نصیب نہیں۔ گویا اسلام کی پشت خالی بھی علو لیئے ہوئے ہے۔ اُس کی دُنیاوی

"وہ کونسی مذہبی قوم ہے جس میں کثرت ازدواج نہیں ہے۔ اور کس کس قوم کے بزرگوں نے عملی رنگ میں اس کا ثبوت نہیں دیا"

"اور ہزار آدمی میں سے کتنے ایسے آدمی ہیں۔ جو بقول مسٹر شاپن ہائیر کے باوجود ایک بیوی رکھنے کے کثرت ازدواج کے حامی نہیں ہیں"

جہاد در اصل قومی ہمدردی کا مرادف مذہبی رنگ میں ہے۔ وہ کونسی قوم ہے۔ جو قومی ہمدردی کی اپنے اپنے رنگ میں حامی نہیں ہے۔ چونکہ مسلمان جداگانہ کوئی قوم یا قومیت نہیں رکھتے۔ اس واسطے اُنہیں مذہبی رنگ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ:۔

قومی ہمدردی کا یہ پایہ اور درجہ ہے۔

اگر اپنے ملک اور اپنی قوم کے واسطے لڑنا اور مرنا جائز ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں پر اس مسئلہ کے متعلق الزام رکھا جائے۔ رہی یہ بات کہ اسلام اور قرآن نے مذہب پھیلانے کی خاطر یہ حکم دیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف صاف ارشاد کرتا ہے۔

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ

اور اگر بعض لوگوں یا بعض سلاطین کے طریق عمل سے اس پر استشہاد کیا جاتا ہے۔ تو یہ ایک دوسری بات ہے۔ اگر ہم اسے مان بھی لیں۔ تو اُس کا بار یا اُس کا الزام نفس اسلام یا نفس قرآن پر کیسے آ سکتا ہے۔

اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا۔ تو ہم بدلائل یہ ثابت کر دیتے۔ کہ جن جن مسائل پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اُن کی یہ حقیقت ہے۔ اور یہ کیفیت۔ نہ اس نیت سے کہ کوئی مارجیت ہو۔ بلکہ اس نیت سے کہ مذاہب میں جو مناقشات پڑی ہوئی ہیں۔ اُن میں اس بحث سے کسی حد تک کمی ہو۔ اُس کی زمانہ کی پیشین گوئی کر رہا ہے۔ کہ لوگ خود بخود اس داغ بیل کی طرف آئیں گے۔ مثلاً اخبار والوں نے دیکھا گیا ہے۔ کہ مسز اینی بیسنٹ صاحبہ نے ولائت میں کثرت ازدواج کی تائید میں کچھ کہا۔ بعض نے جہاد کی فلیوری پر منصفانہ رائیں دیں۔ بعض نے مثل ایک لاہوری برہمو سماج کے۔ حضرتؐ کی لائف کو صداقت کے ساتھ لکھا۔ اور صحیح واقعات پر روشنی ڈالی۔ یہ آثار کہہ رہے ہیں۔ کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آنیوالا ہے۔ کہ صحیح تاویلات کی وجہ سے اسلام کے مقابلے میں وہ پرخاش اور وہ کاوش رفتہ رفتہ کم ہوتی جاوے گی۔ جس کا اب بعض اطراف میں کسی حد تک زور و شور ہے اور جس کی وجہ سے قوموں کے درمیان بدظنیوں کے ناگوار اور دُھندلے بادل چھا رہے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے انسانیت معرض زوال میں ہے*

وجاہتوں کا ادبار دوسرے رنگ میں اقبال کے پیرائے میں ہے۔ اُمّی نبیؐ نے ہمیں عجز و نیاز کی بھی تعلیم دی ہے۔ اور یہ سکھایا ہے۔ کہ خدا سُنتا اور دعائیں قبول کرتا ہے۔ ہم اپنی موجودہ حالت اور موجودہ پستی کے دور ہونے کے واسطے مدقبل سے گڑگڑا کر دعائیں کرتے ہیں۔ کہ خداوند کریم ہماری قوم میں اتفاق اور صلاحیت کی جدید روح پھونکے۔ اور ہم پھر سرسبز ہوں۔ ہم میں علمی ذخائر کی کثرت ہو۔ اور ہم ہر ایک قسم کے علوم و فنون سے بھرپور ہو کر اس آزادی کے زمانہ میں کامیابی کی زندگی بسر کریں۔

ریشۂ دردِ ما غم از سوداست
مددے از بہارے خواہیم

سلطان احمد۔ بہاولپور (پنجاب) (نظام المشائخ)

بقیہ صفحہ ۳۔ مگر اُن کو بھی اس قدر بلائیں لگی ہوئی ہیں کہ ہر وقت دُکھ میں رہتے ہیں۔ خدا کی قدرت کے آگے کسی کی پیش نہیں جاتی حضرت امام موسیٰ رضا کو ہارون رشید نے قید کر دیا تو ایک روز ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ ایک سخت حربہ لئے کھڑا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ ابھی موسیٰ رضا کو چھوڑ دے۔ اُس نے نوکر سے کہا کہ ابھی وزیر کو جاکر کہو۔ کہ جس حالت میں ہے۔ ویسے ہی چلا آوے۔ دیر نہ لگاوے۔ کپڑے پہننے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ جب وزیر حاضر ہؤا۔ اس وقت بادشاہ بھی خواب کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ وزیر سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے تجھے کیوں بلایا ہے۔ وزیر نے کہا کہ مجھے کیا معلوم ہے۔ تو کہا کہ مجھے خواب آئی ہے۔ کہ ابھی موسیٰ رضا کو چھوڑ دیا جاوے ورنہ سخت حربہ سے مجھ کو مارا جاویگا۔ وزیر جب قید خانہ میں گیا۔ تو حضرت موسیٰ رضا نے پہلے ہی فرمایا کہ ابھی میں نے پیغمبر خدا صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلّم کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ اے موسیٰ رضا! تجھ کو تکلیف بہت پہنچی مگر اب غم نہ کھا کہ صبح ہونے سے پیشتر تجھ کو قید خانہ سے باہر کر دیا جاویگا۔ سو دیکھو صبح ابھی نہیں ہوئی ہے۔ وزیر نے کہا کہ حضرت جہاں آپ کی مرضی ہووے۔ وہاں تشریف لیجاویں۔ دیکھلو۔ وہ کتنا بادشاہ تھا۔ مگر خدا کے حکم کے آگے کچھ پیش نہ گئی۔ اب سُنا ہے کہ سلطان روم اپنی سلطنت سے دست بردار ہونا چاہتا ہے۔ اُس کو بھی بہت سی بلائیں پیش آگئی ہیں۔ کہ وہ بادشاہت سے بیزار ہے۔ ڈگلس کے مقدمہ میں میرے سلوک کتنی سازشیں ہوئیں۔ ہم کافروں کے حلقہ میں تھے۔ نرے کافر ہی نہیں۔ بلکہ محمد حسین جو مسلمان کہلاتا ہے۔ وہ بھی میرے مخالف گواہی دینے گیا۔ اور ایک ہندو نے بھی بلا اجرت لینے کے وکالت کی۔ اور مجھے کہا کہ میں نے ایک پیسہ نہیں لیا۔ لیکن (ڈگلس) ایسا انگریز تھا کہ کوئی اس سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ جب امرتسر میں مقدمہ ہوا۔ تو میرے نام وارنٹ جاری کیا گیا تھا۔ اور حکم تھا کہ مجھکو گرفتار کرکے چالیس ہزار روپیہ کی ضمانت کے ساتھ لیجاویں۔ پیچھے سے مجسٹریٹ کو کسی نے سمجھایا۔ کہ وارنٹ جاری نہ کیجئے۔ مگر خدا کی قدرت کہ وارنٹ اُسی جگہ کتاب میں رہ گیا اور خالی لفافہ یہاں بھیجدیا۔ پھر اُس نے تار کے ذریعہ سے وارنٹ منسوخ بھی کرایا۔ اور میرے پاس آدھی رات کے وقت ایک آدمی آیا۔ اُس کے پاس یہ حکم تھا کہ بڑی عزت کے ساتھ اُس کو لاؤ۔ اور ہمارے پاس پہنچاؤ۔ لوگ چاہتے تھے اور پادری کلارک بھی چاہتا تھا۔ کہ ہمیں ہتھکڑی لگ کر جاؤں۔ پھر جب ہم بٹالہ گئے۔ تو ایک شخص نے یہ بھی کہا کہ اُن کو ہتھکڑی لگا کر لائے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ آؤ میں تم کو دکھلاؤں۔ وہ دیکھو۔ فلاں جگہ کرسی پر کون بیٹھا ہے تب وہ کہنے والا شرمندہ ہوگیا۔ اور ہماری یہاں تک عزت ہوئی کہ جناب ڈگلس صاحب بہادر نے نماز کے واسطے بڑی خوشی سے اجازت دی اور کلارک نے حاکم سے کہا کہ آپ کو خبر نہیں کہ یہ شخص کہتا ہے۔ کہ میرے چار فرشتے تمہارے بازوؤں پر دبائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ وہ سُن کر ہنس پڑا اور بڑی عزت سے مجھ کو بری کیا۔ ایک راجہ کے ساتھ اسی قسم کا مقدمہ ہوا تھا۔ وہ راجہ پھانسی دیا گیا۔ اور کئی ایسے مقدمے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ لوگ بری نہیں ہوسکتے۔ سو یہ آسمانی بادشاہت کا اثر ہے۔ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ بادشاہت کیا عمدہ چیز ہے۔ مگر یہ زمینی بادشاہت آسمانی بادشاہت کے آگے ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح ہوتی ہے۔ فقط

(۲۰ جولائی ۱۹۰۸ء بعد عصر)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح رض ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ مگر آپ کے گھر میں اس ہفتہ سخت تکلیف رہی اور ابھی تک تکلیف ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شفا دے۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح تندرست ہیں۔ صاحبزادہ صاحب قادیان ہی میں مقیم ہیں۔

مدرسہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ کی ترقی اور بہتری کے لئے صاحبزادہ صاحب جس محنت اور مستعدی سے کام لے رہے ہیں۔ اس نے دیکھنے والوں کو حیران کر دیا ہے۔ یہ ہے ثبوت **دین کو دُنیا پر مقدم کرنیکا**۔ جب تک مدرسہ صاحبزادہ صاحب کے انتظام کے نیچے نہیں آیا ایک طرح بےکسی کی حالت میں تھا مدرسہ احمدیہ کی طرف حضرت امیر المومنین رض کو بھی خصوصاً توجہ ہے اور آپ ہی نے صاحبزادہ صاحب کو اس کی طرف توجہ کرنے کی تحریک کی تھی۔ مدرسہ میں طلباء کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اور اس وقت اسی سے متجاوز ہے۔ مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہؤس میں طلباء کی مزید گنجائش نہیں رہی۔ انجمن کو بہت جلد اس ضرورت کی طرف توجہ کرنے کی حاجت ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے طلباء میں عربی زبان کا مذاق پیدا کرنے کے لئے طلباء کی ایک انجمن قائم کر دی ہے۔ جس میں طلباء عربی زبان میں تقریریں کرتے ہیں۔ اور یہ امر لازمی کر دیا ہے۔ کہ مدرسہ کے طالب علم آپس میں یا عربی دان لوگوں سے اگر کسی وقت بھی دوسری زبان میں کلام کریں گے۔ تو مستوجب سزا ہوں گے۔ راتوں کو اُٹھ کر آپ بورڈنگ کا اتفاقی معائنہ کرتے ہیں۔ اور طلباء کی حاضری اور غیر حاضری رخصت بیماری ثبات آپ کے نوٹس میں آتی آپکو مدرسہ کی بہتری اور بھلائی کا از بس خیال ہے آپ کے نیک ارادوں میں کامیابی عطا فرماوے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام مدرسہ کے سالانہ امتحان آج سے شروع ہیں۔ مدرسہ کی عمارت کی فکر ہو رہی ہے۔

گرلز سکول گرلز سکول کی حالت انتظامی کمزور شکل رکھتی ہے۔ اُستانی نئی ہے۔ استانی کے لئے کہتے ہیں بہت کوشش کی گئی نہیں ملی۔ میں نے سکرٹری صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ کبھی کسی الگ انتظام کے نیچے کر دیں کیونکہ تقسیم محنت کام عمدہ ہوتا ہے مگر وہ اپنے مصالح انتظامی کو سمجھتے ہیں اور اس میں مزید تبدیلی کو جائز نہیں سمجھتے۔ حضرت فرقہ نسوان کے بہت بڑے حامی ہیں۔ اور تعلیم کی طرف آپ کو جو توجہ ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے پہلا درس جو اُٹھ کر ہر روز آپ دیتے ہیں۔ وہ لڑ ہمارے بزرگ اس مدرسۃ البنات کی طرف توجہ فرماویں کی بڑی ہی مہربانی ہوگی۔ قادیان میں بعض بی بیاں آ ہوئی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی مدرسہ کو آنریری ط معاوضہ لیکر اپنی خدمات دیدیں۔ تو یہ ایثار بہترین نتا دلا سکتا ہے۔ نری تجویزوں اور اخبارات میں مضمون سے کچھ نہیں بنتا۔ کام کے لئے آگے بڑھو۔ اور اس کی تعلیم اور تربیت کے لئے اپنے قیمتی وقت کو نثار کر قادیان کی اُن بی بیوں میں سے جو خدا کے فضل سے تعلیم یا کوئی اس خدمت کے لئے قدم بڑھا سکتی ہے۔ حضرت خا بھی للہ مدرسۃ البنات کی طرف توجہ فرماویں اور ا فرقہ پر رحم فرما کر ان معصوم بچیوں کی تعلیم اور تربیت بھی اگر حضرت صاحبزادہ صاحب کو انتظام کے لئے تحریر تو کیا عجب ان پاک وجودوں کی دعائیں آنے والی نسل بننے والی لڑکیوں کے حق میں بارور ہوں۔

۳۔ نواب صاحب قبلہ آج معہ الخیر قادیان تشریف فرما اہلاً و سہلاً و مرحباً۔

۴۔ عالی جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپو جدید سکیم متعلق نوٹی فائڈ ایریا کے موافق ذبح خانہ اور دھرٹ اور کوڑے کے ٹھیکے نیلام ہو چکے ہیں۔ مدات کی آمدنی ہؤس ٹیکس کے قریباً برابر ہوگئی ہے الگ تشخیص ہوگا۔ اب چونکہ کمیٹی کی آمدنی میں کوئی اضافہ ہے کیونکہ چوکیداروں کی تنخواہ ایک دوسری مد میں جا ہے۔ اور نالیاں بھی قریباً بن چکی ہیں۔ ان کی مرمت پر بہت خرچ ہوا کریگا۔ اس لئے امید کرنی چاہئے کہ روشنی کے ا کی طرف توجہ ہوگی۔ بعض اور اصلاحیں بھی کمیٹی کے ا کے متعلق میں پیش کرنے والا ہوں۔ اور یہ اصلاحیں م ذاتی رائے اور تجویز نہیں۔ بلکہ باشندگان قادیان کی اصلی رائے ہوگی جس طرح پر جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اپنی کمال مہربانی سے الحکم کی

... دوران پر توجہ فرمائیں گے۔

... صاحب تحصیلدار بٹالہ تبدیل ہوگئے۔ ان کی جگہ ... صاحب تشریف لائے ہیں۔ پنڈت کرتا کشن صاحب ... داسپور یا اور خاص بٹالہ میں رہ چکے ہیں۔ پنڈت ... نیک متین اور سلامت رو عہدہ دار ہیں۔ اپنے ... پیشہ دیانت اور امانت کے ساتھ ادا کرنے میں مشہور ہیں بلا خوف تردید یہ کہنے کو تیار ہوں کہ وہ جہاں کہیں ... ہندو مسلمان کا سوال پیدا نہیں ہوا۔ بہرحال آنے والے ... سے ہم خدا کے فضل سے متوقع ہیں۔ کہ وہ اپنی ... عہدے کے فرائض کو ایسے طور پر ادا کرنے کی کوشش ... رعایا ان کے عہد کو یاد رکھے۔ ملک صاحب جتنا ... ہے۔ انہوں نے رعایا کی ہمدردی کو اپنے ساتھ ... سلیم طبیعت اور مستعدی اور خوش اخلاقی کے معترف ہیں۔ بٹالہ والوں نے ملک صاحب کو الوداعی ... ہم ملک صاحب کو خدا حافظ اور پنڈت کرتا کشن کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

زمیندار × وطن

خاکساریم و سخن از رہ غربت گوئیم
یعلم اللہ کہ بکس نیست غبارے مارا

... سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ زمیندار اور وطن میں جو مخالفت کی آگ ... رکھتے بعض ہوا خواہان ملت کی کوشش اور ہمدردی سے دبا دی ... یکبار بھڑک اٹھی اور ثابت ہوگیا کہ آگ فی الحقیقت بجھا نہ ہی ہے ... دبایا ہے اور وہ پھوڑا جو ایک عرصے سے اندر ہی اندر پکتا تھا ... نا کر کے نکلا۔ ایڈیٹر وطن نے زمیندار کے ذاتی حملوں اور اسکی ... ل پر (جو وطن کے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہیں) قلم اٹھانے ... سمجھدار اور اہل اثر احباب اور اپنے معاصرین کے پاس بغرض استصواب ... جو میرے پاس بھی پہنچی ہے۔ اختلاف عقائد کے لحاظ سے زمیندار ... وطن دونوں برابر ہیں۔ اور زمیندار نے نقاش کی صورت ... اور خطرناک گالیاں ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ السلام کو ... نہایت شوق اور مزے لیکر شائع کی تھیں وطن ... ثابت کیا تھا کہ جس شخص کے اندر یہ گند بھرا ہوا ہو وہ کبھی قوم اور ... لیڈر نہیں ہو سکتا۔ وطن نے ان گالیوں کو شائع کیا اور دونوں ... کے ماتحت [illegible]۔ یہاں تک تو میں نے اپنے ... کو ظاہر کیا ہے۔ مگر اختلاف مذہبی یا اختلاف رائے ... اجازت نہیں دیتا۔ کہ ہم امر حق کے اظہار سے رکیں ... کی یہ تعلیم ہے لا یجرمنکم شنآن قوم ان لا تعدلوا ... خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ اس آیت پر عمل کیا ہے وطن ... انجمن حمایت اسلام کی مخالفت کی تو باوجودیکہ انجمن حمایت اسلام کے ... ممبر ہمارے سلسلہ کے سخت مخالف تھے۔ مگر میری نظر میں انجمن ... اسلام کا کام اور اس کے پرانے ممبروں کی جانفشانیاں ... اور اب بھی ہیں انہیں قابل قدر جانتا ہوں جن نے اخبار ... مخالفت پر افسوس کیا۔ مجھے یہ بات بھول نہیں گئی کہ بعض مسلمان لیڈروں اور بعض ذی اثر معاصرین نے مجھے ہر طرح سے چاہا کہ میں انجمن کی تائید میں قلم نہ اٹھاؤں بلکہ میرے بعض دوستوں نے حضرت مسیح موعود ... میں ہوکر میرے بھائیوں نے میرا منہ بند کرنے کے لئے ہر طرح کوشش کی۔ مگر وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ دہلی کے بعض اسلامی معاملات میں تنازع شروع ہوا۔ تو ایڈیٹر الحکم نے ان میں وہی پہلو لیا جو اس کے نزدیک حق تھا۔ وطن نے بعض عیسائی کتابوں کی فروخت شروع کی تو میں نے بلا خوف لومۃ لائم اس کی مخالفت کی اور خطرناک مخالفت کی اور میں خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا۔ اب مجھے یہ ناگوار فرض ادا کرنا پڑا ہے۔ زمیندار اور وطن کی جنگ جہاں تک میرا قیاس ہے ہرگز ہرگز اخلاص پر مبنی نہیں۔ اور نہ وہ

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا

کی مصداق ہے بلکہ یہ جنگ نہایت بیہودہ اور زمیندار ہی کے الفاظ میں سوقیانہ اور عامیانہ جنگ کا نمونہ ہے۔ میں نے مسلم پریس ایسوسی ایشن کی تحریک کی مگر جب زمیندار نے اس تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو ہم نے فوراً ان کے ساتھ ہو جانا غنیمت سمجھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ محض ایک چال تھی چال ہو یا کچھ۔ اگر ایسوسی ایشن کے ذریعہ مسلم پریس کو کچھ فائدہ پہنچتا تو اس کو نہایت مفید قرار دیا جاتا۔ مگر اس کا حشر جوتیوں کے چیلنج پر ہو گیا۔ افسوس! ایڈیٹر وطن نے جو قومی خدمت کی ہے۔ خواہ وہ کسی غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر کی ہو۔ (کیونکہ نیات کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اور ہم میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم کسی کی نیت پر حملہ کریں) اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ قابل قدر ضرور ہے۔ اسلامی دنیا کے متعلق جو معلومات وطن نے مسلمانوں کے لئے بہم پہنچائے ہیں وہ ایک قابل قدر اضافہ ہماری تصنیفات میں ہوا ہے۔ اور یہ کہنا میری دانست میں بے محل نہیں کہ وطن کے ایڈیٹر ہی نے مسلمانوں میں قومی اخبار بینی کا مذاق پیدا کیا ہے ورنہ اس سے پہلے جسقدر اخبارات جاری تھے (وکیل کو میں وطن ہی کی ذیل میں داخل کرتا ہوں کیونکہ ابتدائی نشوونما وکیل کا ایڈیٹر وطن کے ہاتھوں ہوا!) وہ اپنی کوئی مستقل پالیسی نہ رکھتے تھے۔ مگر وطن کے اجراء نے مسلمانوں کو قومی معاملات سے آگاہ کیا اور ان پر رائے زنی اور تنقید کا اسلوب پیش کیا اور دنیا کے مسلمانوں کے نیک و بد میں شریک ہونے کی اسلامی ہند میں عادت ڈالی حجاز ریلوے فنڈ کے ذریعہ جو خدمت اس نے کی ہے وہ ایسی نہیں کہ مسلمان اسے فراموش کر دیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وطن نے جو تحریک کی اس میں اپنی جیب سے روپیہ دیا ہے صرف دوسروں ہی کی جیبوں کو نہیں ٹٹولا۔ اور اب تعلیمی وظائف فنڈ کے ذریعہ جو کام ہو رہا ہے۔ وہ نہایت مفید اور ضروری ہے۔ ایسی حالت میں ایڈیٹر وطن کی ان خدمات کو زیر نظر رکھتے ہوئے ایڈیٹر زمیندار نے جو ذاتی حملے اس پر شروع کئے ہیں۔ وہ قابل نفرین اور افسوس ہیں۔ اور مسلمانوں کے اخباری مذاق کو بگاڑنے والے ہیں اس لئے مسلمانوں کے فہیم طبقہ اور اہل اثر گروہ کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ اپنی قومی رائے کے ماتحت اس طریق کو بند کرا دیں۔

زمیندار نے بالمقابل جو خدمت قوم کی کی ہے وہ عیاں ہے۔ اس نے قوم میں بیجا جوش پیدا کرنا چاہا ہے جو کچھ شک نہیں بظاہر بیداری کی علامت کہا جا سکتا ہے۔ مگر پھر اس بگڑے ہوئے مذاق اور اٹھتے ہوئے جوش کی اصلاح ان لوگوں کے لئے مشکل ہوگی جو اصلاح کے خواہشمند ہیں اور یہ طریق کسی صورت میں بھی مفید اور مؤثر نہیں اور اصل بات جو میں دیکھتا ہوں وہ وطن اور زمیندار کی جنگ نہیں بلکہ پس پردہ کچھ اور لوگ ہیں جو آنریبل میاں محمد شفیع بالقابہ وغیرہ کے مخالف ہیں اور انہوں نے زمیندار کو اپنا آرگن بنا لیا ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جب انجمن حمایت اسلام کے خلاف میاں محمد شفیع صاحب کے ساتھ والے برسرپیکار تھے اور وطن ان کا آرگن تھا تو وہ لوگ جو آج میاں محمد شفیع کی مخالفت کر رہے ہیں اور خود چٹھیاں لکھ کر دوسروں کے نام سے چھپواتے ہیں۔ ایڈیٹر الحکم کو گردن زدنی قرار دیتے تھے کہ وہ کیوں میاں محمد شفیع کی پارٹی میں شامل نہیں ہو جاتا۔ مگر مجھے نہ اس وقت آنریبل میاں محمد شفیع سے کوئی عداوت تھی نہ آج ان کے دشمنوں سے عداوت ہے۔ اس وقت اگر میں نے کوئی رائے دی تو محض للہ اور اگر آج کچھ کہتا ہوں۔ تو خدا کے لئے۔ وطن کے ساتھ تو الحکم کا تبادلہ تک انہیں ایام سے بند ہے جبکہ الحکم نے اس کی مخالفت کی تھی اور میاں محمد شفیع کی پارٹی نہ کبھی الحکم کی چندہ دار اور خریدار تھی اور نہ آج وہ اس کے معاون ہیں میں اس خدا داد نعمت کا شکر ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ میں نے خوشامد سے اخبار دینا ہمیشہ شرک کا شائبہ سمجھا ہے یہاں تک کہ میرے بعض دوست ناراض ہوئے۔ اور انہوں نے روپہلی اور سنہری تدبیروں سے الحکم کی رائے کو خریدنا چاہا تو میں نے شکر گزاری کے ساتھ عرض کر دیا۔ کہ میں "ضمیر فروش" نہیں بننا چاہتا۔ غرض زمیندار اور وطن کی مخالفت اصل کسی اصول پر مبنی نہیں بلکہ اس کی تہ میں بعض خاص لوگوں کی مخالفت کا راز کام کرتا ہے اور یہ نہایت شرمناک امر ہے۔ اختلاف رائے ہو اور بے شک ہو مگر ذاتیات پر عامیانہ حملے کرنا نہایت نامناسب اور بیہودہ بات ہے۔ وطن اگر محض اس خیال سے کہ اس کی عزت اور آبرو پر حملے ہوتے ہیں خاموش رہیگا۔ تو میں اسے قومی ٹریٹر سمجھونگا۔ ہاں اسے صرف زمیندار کے ان مضمون کا جواب دینا چاہئے جو کسی ایک یا دوسرے پہلو سے قوم کے لئے مضر اور نقصان دہ ہیں۔ اور ان امور کو قطعاً چھوڑ دینا چاہئے۔ جو غیر متعلق ہیں اور اس امر کی ہرگز پرواہ نہ کی جاوے کہ دوسرے لوگ انہیں کیا کہیں گے۔ اگر وہ اخلاص سے خدمت قوم کرنا چاہتے ہیں تو جو امر قوم کے لئے مفید سمجھیں اسے پیش کر دیں۔ اور زید و بکر کا خیال نہ کریں اور اگر انہیں گالیوں کا خوف ہے تو پھر اس بزدلی سے بہتر ہے کہ آئندہ ہمیشہ کے لئے قلم رکھ دیں۔ خدمت قوم میں جو گالیاں انہیں ملیں گی۔ قوم خود اس پر غور کرے گی اور عملی رنگ اس کا بہترین جواب ہوگا۔ ایسا ہی میں مسٹر ظفر علی خان صاحب کو یہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ اگر ایڈیٹر وطن سے ذاتی بغض رکھتے ہیں۔ تو اس کے لئے اخبار کو ذریعہ قرار نہ دیں۔ اور اگر انہیں کسی معاملہ میں اختلاف رائے ہے اور وطن کے کسی فعل کو وہ قوم کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ تو معقولیت اور متانت سے اس پر رائے زنی کریں۔ ان کی ذاتیات کو درمیان نہ لائیں۔ ان کے لئے یہی بہتر ہوگا۔ اور سب سے بہتر اور مناسب تو یہ ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا الآیۃ

حبل اللہ کو مضبوط پکڑو۔ تفرقہ نہ کرو۔ ورنہ تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔ اور سب سے آخر میں ان لوگوں کو نصیحتاً للدین مشورہ دیتا ہوں۔ جو اس جنگ کے حقیقی بانی ہیں کہ وہ خدا کے لئے ذاتی اغراض کو قربان کر دیں۔ اور اپنے اختلافوں کی رو میں قوم کو جلنے سے بچائیں۔ خدا تمہارے ساتھ ہو!

مجربات نور دین جلد سوم۔ قیمت ۱ر
دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں بلکہ تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظ سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ........ایک روپیہ عہ

نوٹ

آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے ہشت آنے محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کردی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

نمونہ کا پرچہ ۱ھ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں اور نہانے میں کچھ روکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ ۳۰ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵؍ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵؍

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو دور کرتا ہے اور ریلج جیسے ٹیس چمک پڑ کر رگوں میں لہرکن کنی سی جو کہیں چھونے سے ہے۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ہلکی کی ایک ڈبیہ ۶؍ محصول ڈاک ایک ڈبیہ کا

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں قطرے ملا کر دینے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی علامت ہے۔ ہاتھ سے نہیں جاتا۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

اسکاٹ اینڈ بوٹن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس

چہائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مشتہروں کی تیز و طراری - مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے - کہ الامان - لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا - بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں - اوّل آزماؤ - پھر منگواؤ - بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے - قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے - ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے - جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے - ہمارا کام یہ نہیں - کہ لاف ماریں مگر جواہرات سے تیار ہوتی ہیں - اول نمونہ مفت منگائیے - پھر اگر شفا ہو - تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عمر

طلا طلسمی } پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں - اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے - ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی لیں - انشاءاللہ وہ اس کو مفید پائیں گے - قیمت ۶ ماشہ عـ

سرمہ سلیمانی } آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانے والا - قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا - قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں - کہ کون سی آپ کو شکائت ہے - آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو - رات کو سوتے وقت ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے - دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا - اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں - اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں - جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے - اس سے بخوبی سمجھا جائے گا - کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - جگر کی شکائت ہیجان - صفرا - صفراوی بخار - یا تپ - بدہضمی - پٹھوں کی کمزوری - جسم کی نقاہت - امراض قلب یعنی دل - دوار سر - یعنی چکر آنا - درد سر - نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا - مستورات کی بیماریاں - اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے - تو خون کثیف ہو جاتا ہے - اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے - ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں - اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں - کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزاؤں کو نکالتی ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں - قیمت فی شیشی ۱۲ ر و ۹ ر و ۱۲ ر

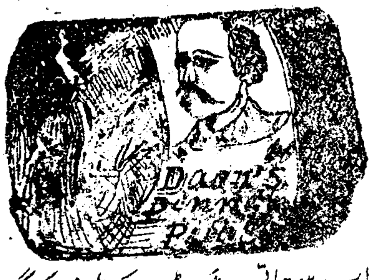

۱۲ ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں - جو ۴ ر والی شیشی سے پچگنی ہیں -

۱۲ ر والی شیشی ڈون - پی - او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو -

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا - لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں - پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں - میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے - چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک پورے دس لاکھ رعب کا فروخت ہو چکا ہے - جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے - وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے - کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو - اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے - بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے - جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے - سنئے! روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے - کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناٹھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم در گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے - روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو جمع کرتا ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی اُریں - تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں - ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے سیکڑاروں - معزز عہدہ داروں - سلطنت کے اور سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے - جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے - بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عمل نے جو لوگ مرض کمزوی اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں - ان کے لئے روح حیات تریاق کا مل تیر بہدف دوا ہے - یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا بھی ہے - یہ دو قوی روح ہے - جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے حق ہوتی ہوں - ان کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے - نامردی - ضعف مثانہ - ضعف باہ - جریان - سرعت - رقت - ضعف اعصاب - ضعف معدہ - ضعف دماغ - ضعف جگر - ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے - جسمانی کمزوری - لاغری - بے رونقی - اور زردی چہرہ کے لئے اگر سے تمام مقوی وادویہ پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے - حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعضاء پر پڑتا ہے - جن پر قوت باہ کا مدار ہے - بزدل نوجوان مرد - جواں مرد کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحبکار بنانا اسی روح کا کام ہے - اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے - روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں - قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے - جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے - رگوں - پٹھوں کی سستی اور عرقی بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزول طاقت بحال ہو جاتی ہے - مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے - اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کی ضرورت نہیں رہتی - قیمت "روغن دافع سستی" شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے (عیگ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۱۶ نمبر ۱۱

الحکم

۲۱ مارچ ۱۹۱۲ء

قادیان دارالامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۵ر

خواص سے عـ۱۰ر

ہندوستان سے باہر ۶ر

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۳ر ۱۲

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حکیم حافظ حاذق الملک اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور اُنھوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ ـ جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

کتبہ سید ...

مضامین اکمل

اس عنوان کے نیچے جب کبھی ممکن ہو۔ قاضی اکمل صاحب کے لکھے ہوئے ہر قسم کے مضامین درج ہوتے رہیں گے۔ وباللہ التوفیق

ایڈیٹر

"مکواکب دریہ" کی آجکل بہت شہرت ہو رہی ہے۔ یہ دراصل مشکوٰۃ کی احادیث پر مختلف حواشی ہیں۔ منجملہ ان کے مندرجہ ذیل مسائل ہیں جن کو مشتبہ سمجھ کر بطور سوال میں نے اپنی طرف سے حضرت خلافت مآب میں پیش کیا۔ جو مع جواب درج ذیل ہیں۔

اکمل عفا اللہ عنہ

سوال (۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و تجزئ عنہ اذا مر دا بین یدیہ علیٰ قذفۃ حجر (ابوداؤد) اس حدیث کے ماتحت بقدر قذفہ حجر یعنی تین ذراع کے فاصلے سے مسجد میں نمازی کے آگے سے گذرجانا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۔ جب ایسی ممانعت صرف حضور قلب میں خلل کی وجہ سے ہے۔ تو اگر نمازی بجماعت میں ہو۔ تو اس حالت میں گذرجانا جائز ہے؟

(۲) متفق علیہ حدیث ہے کہ ایک شخص آیا۔ مسجد میں نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کیا۔ پھر یہی ارشاد ہوا۔ اس حدیث کی بنا پر بعد از نماز بالخصوص صبح نمازیوں کا آپس میں سلام علیکم کہنا کیسا ہے۔ جیسا کہ بعض علاقوں میں دستور ہے۔ کہ نمازی نماز سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کو سلام علیکم کہتے ہیں۔

جواب از حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لعینہ تجزی صحیح حدیث میں آیا ہے۔ ذراع بنانا قیاسی یا خیالی امر ہے۔ یہ تو شرع اسلام میں نہیں۔ کہ کیوں آگے نہ گذرے اور نہ مسجد میں گذرنا ثابت ہے۔ یہ خیالی ڈھکوسلا ہے۔ بلکہ حضور قلب کا ذکر اسلام میں نہیں۔

(۲) سلام کرنا بدعت ہے۔ اور اس شخص کے سلام سے استنباط کرنا کم نہ حماقت کرلو۔ ایسے بدعات تمام ملکوں میں ہیں۔ کس کس کا لحاظ کریں۔

نور الدین

تشحیذ کی تحریک کا اثر

تشحیذ کے بھر آنے کے متعلق جو تحریک میں نے ماہ فروری کے لیڈر میں کی تھی۔ اس کے متعلق کئی خطوط آرہے ہیں۔ منجملہ ان کے برادر [illegible] خان صاحب منیر سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ [illegible] انجمن [illegible] ہو گئی۔ میں بذریعہ [illegible] شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چوہدری غلام حسین صاحب [illegible] ماسٹر لکھتے ہیں۔ کہ ہر چند میری [illegible] یہ رقم ماہوار [illegible] [illegible] کرتا ہوں۔ اسی طرح [illegible] [illegible] فرمائیں گے

دینیات کا امتحان

[illegible] گذشتہ لکھتا ہے کہ [illegible] جناب نواب وقار الملک بہادر آنریری سکرٹری نے بعد مشورہ پرنسپل صاحب علیگڑھ کالج امتحان دینیات میں پاس کرلینا لازم کر دیا ہے۔ یعنی جو طالب علم دینیات میں کامیاب ہوگا۔ وہ اعلیٰ جماعت میں ترقی کر سکیگا۔ ورنہ کسی جماعت میں ترقی نہ ملیگی۔ میں چاہتا ہوں۔ ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بھی اس قاعدہ کی پابندی ہو۔ یعنی جو طالب علم دینیات میں فیل ہو۔ اُسے ہرگز اعلیٰ جماعت میں ترقی نہ دی جائے۔ کیونکہ اس سکول کا اصل مقصد تو وہی ہے۔ جو اس کے نام سے ظاہر ہے۔ پس آئندہ کے لئے اعلان کر دیا جائے کہ دینیات کا امتحان پاس کرنا لازمی ہوگا۔

دوم۔ دینیات کے متعلق اگر انعامی سلسلہ ہو تو بہت موزوں ہے۔ اور اس بارے میں ہمارے احباب کو ضرور دلچسپی لینی چاہئے۔ اور مدرسہ میں جہاں کھیل وغیرہ دیگر مشاغل کے لئے رقوم مقرر ہیں۔ وہاں کوئی حرج نہیں۔ اگر کچھ رقم ایسے انعاموں کے لئے مخصوص کی جائے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب کھیلوں پر انعام تقسیم ہوا تھا۔ تو شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنی قیمتی تفسیر کے پارے جو غالباً ستر روپے مالیت کے تھے۔ دینیات میں زیادہ دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مفت دیئے تھے۔ اس نیک مثال کی تقلید اگرچہ اور بزرگ بھی فرماتے اور ہیڈ ماسٹر صاحب اس کے متعلق خاص سٹپ لیتے۔ تو بہت ہی مبارک بات ہوتی۔

الحق اپنی نئی شان میں

الحق والوں نے چند ہفتوں سے ثنائی ہرزہ درائی کی طرف توجہ کی ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کام کے لئے میر قاسم علی صاحب کا قلم جواہر رقم بہت ہی موزوں ہے۔ چنانچہ خصم کو بھی اسکا اعتراف ہے۔ داغ و غدہ صفائی کا فرض نہایت ہی نازک ہوتا ہے اور وہ بمشکل اپنے سفید کپڑوں کو چھینٹوں سے بچا سکتا ہے۔ اسی طرح میر صاحب کے لئے بھی مشکلات ہیں مگر امر مجبوری ہے امید ہے ہماری جماعت کے لوگ الحق کے خریدار بڑھانے کی طرف توجہ کریں گے۔ تاکہ احمدیوں کا اخبار دارالسلطنت میں اپنی پوری شان کے ساتھ نکل سکے۔

انجمن انسداد مظالم

حیوانات پر ظلم کے انسداد کے لئے کئی رحمدلوں کی طرف سے انجمنیں قائم ہیں۔ چنانچہ اب ایک صاحب گدھوں کی نسبت مفصلہ ذیل تجاویز پیش کرتے ہیں۔

(۱) کسی زخمی۔ بیمار گدھے کو کام میں نہ لایا جاوے۔ بوجھ لادنے سے پیشتر گدھے کی طاقت کا اندازہ لگایا جاوے چھوٹی عمر کے گدھے کو کام میں نہ لگایا جاوے۔ اپنے ہاں ایسے گدھوں سے کام نہیں لینا چاہئے۔ جو زخمی۔ بیمار یا دیگر کسی تکلیف کے سبب اس کام کے کرنے کے ناقابل ہوں۔ یہ سب کچھ تو ہوا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں کو گدھے اور گدھیوں کا فکر ہے مگر اپنے بچوں کا فکر نہیں۔ جن پر بالخصوص دیسی مکاتب میں وہ وہ ظلم توڑے جاتے ہیں۔ کہ الٰہی تیری پناہ! ان مسجد کے ملانوں کو (جو اسی قسم کے مظالم کے سزا میں ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مورد ہو رہے ہیں) یقین ہے کہ پڑھانے کا صرف یہی طریقہ ہے۔ شاگرد سامنے آیا اور انہوں نے پہلا حرف منہ سے نکالتے ہی ننھے بچے کی گال پر طمانچہ رسید کیا۔ پھر انہیں عجیب عجیب سزائیں دی جاتی ہیں۔ کان پکڑا کر آن کی پشت پر پانی سے بھرے ہوئے گھڑے رکھ دیتے ہیں۔ درخت کی شاخیں کاٹ کر ان سے چمڑا اڑا دیتے ہیں۔ کان ایسا سخت مروڑتے ہیں کہ خون نکل آنا تو معمولی بات ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کان چرے ہوئے دیکھے ہیں۔ جاہل ماں باپ کو صرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ بغیر اس کے پڑھ نہیں سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکے پڑھنے کے نام سے بھاگتے ہیں۔ اور ملاں یا حافظ جی کو دیکھ کر اُسے ملک الموت سمجھتے ہیں۔ اور قرآن شریف جیسی پاک کتاب سے بھی ساتھ ہی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ ایسے خوفناک مظالم کا سدباب کیا جاوے۔ ایک انجمن کے لائق کارکن ان ستمگروں کا پتہ گاؤں گاؤں دورہ کرکے لگائیں۔ پہلے انہیں سمجھائیں۔ نہ باز آئیں۔ تو پھر ان پر مقدمے چلائیں۔ دیہاتی سکولوں میں بھی باوجود ممانعت کے استاد مارنے میں بہت دلیر ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عملی نمونہ اور ان کی پاک تعلیم نے بچوں کو پیار و محبت سے پڑھانے کا طریق جاری کیا۔

جہاں جہاں ہمارے احمدی بھائی ہیں۔ وہ خصوصیت سے ان بچہ کش معلمین کو جو مسجد یا خانقاہ یا پاٹ شالہ میں اس ننھی مخلوق کے خود مختار بے تاج بادشاہ بنے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ہوش میں لائیں۔ کہ اب وہ اگلا وقت نہیں رہا۔ تمہارا کوئی حق نہیں کہ تم اپنی بیوی سے جھاڑ کھا کر آئے ہو۔ تو اس کا غصہ ان معصوموں پر نکالو۔ جو تمہارے سپرد تعلیم و تربیت کے لئے کئے گئے ہیں۔ نہ کہ تمہارے مظالم کا تختہ مشق بننے کے لئے۔

اطلاع

اگلا اخبار چونکہ ایک خاص پرچہ ہے۔ جو کہ محض تبلیغ سلسلہ اور ابلاغ حق کے لئے ندوۃ العلماء کے جلسہ پر شائع ہوگا۔ اس لئے وہ تاریخ مقررہ سے شاید دو تین دن بعد شائع ہو۔ اور اس طرح پر وہ ۷ اپریل اور ۲۸ مارچ ۱۹۱۲ء کا مجموعہ ہوگا۔ یہ پرچہ تمام و کمال ندوۃ العلماء کی نذر ہوگا۔ اور انشاءاللہ العزیز ایک دلچسپ پرچہ ہوگا۔ ناظرین مطلع رہیں۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر (۶)

گذشتہ ایک دو نمبروں میں بوجہ عدم گنجائش میں اس سلسلہ کو جاری نہیں رکھ سکا۔ میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مسافر کی خواہش مباحثہ کے متعلق اظہار کر دیا تھا۔ کہ میں نے یہ سلسلہ مباحثہ کے لئے جاری نہیں کیا۔ میری غرض اظہار حق اور تائید دین ہے اور میں تو تو میں میں میں الجھنا پسند نہیں کرتا۔ اس سے نفسانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور عموماً حق کو ذاتیات پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ مسافر بڑی خوشی کے ساتھ اس کو میرے فرار و انکار پر محمول کرتا ہے اسی سے کھل جاتا ہے کہ اس کی نیت کیا ہے؟ کیا وہ اس مذہبی قمار بازی کا گرویدہ ہے۔ جو بدقسمتی سے مختلف مذاہب کے حاملوں کے درمیان آجکل جاری ہے۔ مجھے اس کے ایسے اعلان اور خوشی پر کوئی افسوس نہیں ہے۔ اگر مسافر کی غرض و منشا حق گوئی اور حق جوئی ہے۔ تو اس کو ایسی دو [illegible] کار باتوں سے الگ رہنا چاہئے اور جو امر حق ثابت ہو جاوے۔ اس کو قبول کر لینے کے لئے اپنے [illegible] کے موافق تیار رہنا ضروری ہے۔ مسافر جو اعتراض کرتا ہے اس کا جواب ہم دیتے ہیں۔ اس [illegible] غور کرنے کے بعد یہ ظاہر کرنا مناسب ہے کہ کس حد تک وہ اسے قبول کرتا ہے۔ بہرحال مسافر کے اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے۔ ور میں بھی اس کے جوابات کے سلسلے کو اظہار حق کے لئے جاری رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق وہو نعم الرفیق۔

مجھے اس امر کا اعتراف کرنے میں خوشی ہے۔ کہ مسافر نے اپنے لب و لہجہ کو الحکم کے مقابلہ میں بہت ہی نرم کر دیا ہے اور وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ہمارے جوابات کو پورے طور پر درج کر دیا کریگا جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ یہ کہہ دینا غالباً ضروری ہے کہ انشاء اللہ العزیز مسافر کے ان تمام اعتراضات کا جواب وقتاً فوقتاً دیا جائیگا جو اس سلسلہ مضامین میں وہ کر رہا ہے۔ گو ان میں ترتیب نہ رہے اور تقدیم و تاخیر ہو جاوے۔ جس کے لئے اسے کوئی افسوس نہیں ہونا چاہئے۔ آج اس کے تازہ ترین نمبر (۷) پر کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

گھی میں چوہا

حضرت میمونہ کی ایک روائت پر کہ گھی میں چوہا گر کر مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اردگرد کے گھی کو اور چوہے کو نکال کر پھینک دو۔ اور باقی گھی کو کھا لو۔ مسافر صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طب کے اعلیٰ اصولوں سے ناواقفی ہے۔ کیونکہ پلیگ کے جرم انسانوں تک چوہوں سے پہنچتے ہیں۔ مجھے مسافر کے ڈاکٹر ایڈیٹر کی اس تحریر کو پڑھ کر نہائت ہی تعجب ہوا۔ کہ ایک کھلی کھلی صداقت کا کس طرح پر انکار کرتا ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ گھی [illegible] تریاق ہے۔ اور بہت سی زہروں کا اثر اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر آپ اس سے انکار کریں گے۔ تو اس کے متعلق طبی شہادتیں پیش کی جائینگی۔ چوہا اگر گھی میں مر جاوے۔ تو اس کے وہ جراثیم گھی میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور اس میں مزید پیدائش ان کی رک جاتی ہے۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اردگرد کے گھی کو اور اسے نکال دینے کے بعد باقی گھی کے استعمال میں [illegible] گھی تو ویدک جاننے والوں نے پلیگ کے علاج میں [illegible] ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ پلیگ کے کیڑوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اظہار ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ طبی ناواقفیت اس سے پائی جاتی ہے۔ وہ خود اس حقیقت سے ناآشنا ہیں۔

شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ شیطانی فعل ہے۔ نہیں معلوم ہمارے سہمی مسافر کو یہ حکم کیوں برا معلوم ہوا۔

دائیں ہاتھ سے کھانا فطرت انسانی کے موافق ہے۔ دنیا کے تمام لوگ وہ خواہ کسی مذہب وملت کے ہوں۔ دائیں ہی ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ اور اگر مسافر بائیں ہاتھ سے کھاتا ہو۔ یا اس کا مذہب اس کی ہدائت کرتا ہو۔ تو یہ امر دیگر ہے۔ ہم اس کے ذمہ وار نہیں۔ مگر مشاہدہ اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ کہ دائیں ہاتھ سے کھانا فطرت انسانی میں داخل ہے۔ اور سچے مذہب کی یہی علامت ہے۔ کہ وہ فطرت کے موافق ہو۔ چونکہ اسلام فطرت کے موافق ہے۔ اس نے اس امر کو قائم رکھا۔

علاوہ بریں ہر ایک عضو کے کچھ کام مقرر ہیں۔ ہاتھ بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ بائیں ہاتھ سے استنجا اور طہارت مقرر کی۔ تو لازمی طور پر یہ بات ہونی چاہئے تھی کہ کھانے کے لئے اس کو استعمال نہ کیا جاوے۔ اس لئے دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لئے مقرر کیا۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک خاص بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسلام صداقت و راستی کی روح نفخ کرنی چاہتا ہے۔ دائیں ہاتھ سے کھانے میں راستی کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کیونکہ دائیں کو راست کہتے ہیں۔ پس انسان جب تدبر کریگا۔ اور عبرت سے کام لیگا تو اس سے راستی کا سبق سیکھے گا۔ اور یہ جو فرمایا کہ یہ شیطانی فعل ہے۔ یہ بھی ظاہر امر ہے۔ شیطانی افعال وہ ہوتے ہیں۔ جو خدا سے دور ڈال دیں۔ پس جو شخص راستی کو چھوڑتا ہے۔ وہ گویا خدا سے دور جا پڑتا ہے۔ یہ اعلیٰ تعلیم کا بطن ہے۔ جو دائیں ہاتھ سے کھانے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھانے کے متعلق دی ہے۔

انگلیوں میں برکت

انگلیوں کو کھانا کھانے کے بعد چاٹنے کی ہدائت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر مسافر کی سمجھ میں نہیں آئی۔ اس لئے میں اسے سمجھاتا ہوں۔ اس میں جو سر ہے اور حکمت ہے۔ اس پر اگر غور کیا جاوے تو بے اختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ سنو! اور غور سے سنو!

یہ بات تمام حکماء کے تجربہ میں آئی ہوئی ہے۔ اور تمام طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ انسان کے ہاتھ کی انگلیوں میں ایک خاص لمس کی طاقت ہے۔ مثلاً ہم اگر کسی کپڑے کی ملائمت کو دیکھنا چاہیں۔ تو سوائے ہاتھ کی انگلیوں کے [illegible] نہیں کر سکتے۔ [illegible] جسم میں [illegible] حس کی طاقت [illegible] ہے۔ لیکن ہاتھ کے سوا اگر پیر سے ملائمت کا اندازہ لگانا چاہو۔ ہم پورے کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ [illegible] ہے۔ جو صرف ہاتھ بلکہ انگلیوں تک ہی محدود ہے [illegible] انگلیوں سے آنکھ کا جو ایک توجہ کا آلہ ہے خاص تعلق ہے۔ اسی لئے توجہ کرنے والے عامل بھی معمول کی انگلیوں کی طرف آنکھ زیادہ لڑاتے ہیں اور اس طرح سے معمول سے اور انگلیوں کے ذریعہ اپنی آنکھ کی تاثیرات خاطر خواہ طور پر ڈال سکتے ہیں۔ اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو ادویہ ہاتھ سے بنائی جاویں وہ زیادہ فائدہ دیتی ہیں بہ نسبت اُن دوائیوں کے جو مشین کے ذریعہ سے تیار کی جاویں۔ اس لئے کہ انگلیوں سے بناتے وقت آنکھ کی توجہ ہاتھوں پر پڑتی ہے۔ اور ہاتھوں کی خاص برق بھی آنکھ کی توجہ کے وقت اس کے ساتھ مل کر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے اس لئے وہ دوائی زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اس بات کو یورپ والے بھی مانتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہاں لاکھوں من دوائیں اکٹھی تیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہاتھ سے تیار کرنے میں سالہا سال کی مدت درکار ہوتی ہے۔ اس لئے وہ باوجود اس فرق کے جاننے کے بوجہ مجبوری مشینوں سے دوائیں بنانے کا کام لیتے ہیں۔ پس اسی اصول کے ماتحت کھانا کھانے کے وقت جب انسان انگلیوں سے لقمہ اٹھاویگا تو اس کی آنکھ ہر دفعہ لقمہ لیتے وقت انگلیوں کے سروں پر پڑیگی اور پھر وہی مذکورہ بالا کیفیت مرکب ہو کر کھانے کے انجام پر اثر ڈالیگی۔ اور چونکہ ان دونوں برقوں یعنی آنکھ اور انگلیوں کی مرکب برقوں کا اثر ظاہر ہوگا۔ تو سب سے زیادہ موثر اس اثر کی انگلیاں ہی ہونگی۔ پس جب انسان کھانے کے بعد پانی سے دھونے یا کپڑے سے پونچھنے بغیر انگلیوں کو چاٹ لیگا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اثر انسان کے معدہ میں بوساطت اس چکنائی کے جو انگلیوں پر چپکی ہوئی تھی۔ پہنچیگا۔ اور معدہ کے فعل یعنی ہضم میں تقویت دیگا اور اس طرح کھانا جلدی ہضم ہوگا۔

(۲) ایک ڈاکٹر نے ثابت کیا ہے کہ منہ کے لعاب اور انگلیوں کی جلد کے ملنے سے منہ کے لعاب میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جو ہاضمہ پر خاطر خواہ اثر ڈالتی ہے۔ اس نے اس بات کے ثبوت میں یہ بات پیش کی تھی۔ کہ جو لوگ کانٹے چھری سے کھاتے ہیں۔ اُن کا کھانا بہ نسبت اُن لوگوں کے جو انگلیوں سے کھاتے ہیں۔ دیر میں ہضم ہوتا ہے اور جو لوگ انگلیاں منہ سے [illegible] چوستے ہیں۔ بہ نسبت ان لوگوں کے جو کھانے کے پیچھے انگلیاں نہیں چوستے [illegible] معدہ والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ انگلیوں اور منہ کے لعاب کے ملنے سے معدہ کا فعل ہضم عمدہ طور پر انجام پذیر ہوتا ہے۔

(۳) چونکہ چلنے پھرنے اور ورزش اور ریاضت سے اور اعضاء کے ہلانے سے معدہ اچھی طرح کام دیتا ہے۔ اور برخلاف اس کے جو لوگ سیر کے عادی نہیں۔ وہ ہمیشہ [illegible]

کی شکائت کرتے ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہاضمہ درست کرنے کے لئے ورزش ایک لابدی شرط ہے۔ لیکن خورد سال بچے چلنا پھرنا تو کجا برسوں تک چارپائی سے اٹھ نہیں سکتے۔ اور نہ ہی ورزش سال ہا سال تک انہیں نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے انہیں ہاضمہ کی درستی کے لئے ہاتھ کے انگوٹھے اور انگلیوں کے چوسنے کا سہل نسخہ عطا فرمایا ہے۔ تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ بچے اکثر اوقات انگلیاں چوستے رہتے ہیں۔ اور یہ بات ہاضمہ کے درست کرنے کے لئے ان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔

(۴) جو بات کہ نیچر کے قانون کے مطابق بنی نوع انسان کے لئے مفید ہوتی ہے۔ وہ خداوند کریم انسان کو عقل کے ذریعہ اور محنت اور تجربہ کے ذریعے سکھاتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے جو چیز حیوانات اور بہائم کے مفید مطلب ہوتی ہے۔ وہ ان حیوانات کو فطرتاً اور خلقتاً دی جاتی ہے۔ جیسے کہ تیرنا انسان کے لئے مفید ہے۔ مگر بغیر محنت اور تجربہ کے انسان سیکھ نہیں سکتا۔ لیکن بطخ کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ مگر اس کو فطرتاً اور خلقتاً عنائت کیا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ بطخ کو تیرنے کے لئے تجربہ اور محنت کی ضرورت پڑی ہو۔ اسی طرح اور سینکڑوں مفید اشیاء ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہی کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا مسئلہ ہے۔ انسان کو تو حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذریعہ بذریعہ وحی معلوم ہوا لیکن حیوانات کو فطرتاً اور خلقتاً عنائت کیا گیا۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ بلی جب کچھ کھاتی ہے تو پہروں بیٹھ کر چاٹتی رہتی ہے۔ اسی طرح کتا بھی ہاتھ اور پنجے چاٹتا ہوا پایا گیا ہے۔ بلکہ تمام جانور یکساں طور پر اس فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور کھانے کے بعد کہتے ہیں اور صرف انگلیاں ہی چاٹتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوا۔ کہ یہ فعل ہاضمہ کی ترقی کے لئے نہائت مفید ہے اور نہائت ہی مفید ہے بلکہ لابدی ہے اس لئے حیوانات لایعقل کو فطرتاً بتایا گیا۔ اور انسان کو وحیاً بتایا گیا۔ کیسا ہی پیارا رسول ہے۔ جو ایسا مفید اور سہل الحصول علاج ہمیں بتا گیا۔ والحمد للہ رب العلمین

(باقی آئندہ)

حیات نور کا ایک ورق

کبھی کبھی ناظرین الحکم میں ایسے مضامین بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے کوائف زندگی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان حصوں کو پڑھ کر اکثر احباب کہتے ہیں۔ کہ حیات نور کب شائع ہوگی؟ پس ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ الحکم میں حیات نور کا ایک سلسلہ شروع ہوا تھا مگر بعض مصلحتوں سے اسے الگ شائع کرنا ضروری سمجھا۔ اس کے متفرق اجزا میں سے آج کچھ ناظرین کو سناتے ہیں۔ حیات نور کی اشاعت کا سوال روپیہ کا سوال ہے۔ میں نے پیغام اکمل کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔ کہ میرے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قلم ہے اور دماغ میں غور و فکر اور ترتیب مضامین کی قوتیں مگر روپیہ نہیں۔ حیات نور کے خواہشمند جو چاہتے ہیں کہ یہ جلد چھپ جاوے۔ انہیں اس سوال کو حل کرنا چاہئے۔ اگر ایک سو مخلص مرد میدان ہو کر پانچ پانچ روپیہ حیات نور کے لئے دینے کا عزم کریں۔ تو یہ کتاب چھپنی شروع ہو سکتی ہے۔ والا خدا جب چاہیگا۔ ایڈیٹر۔

تفہیمات قرآنی

حیات نور میں ایک خاص باب تفہیمات قرآنی کا بھی ہے۔ جس میں ان آیات کو لکھا گیا ہے۔ جو خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے کسی ایک یا دوسرے رنگ میں سمجھائی ہیں۔

صراط مستقیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ کے سلسلہ میں بھی کوئی مجاہدات ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہیں۔ عیسائیوں کے رد میں ایک کتاب لکھ دو۔ جب اس تصنیف سے فارغ ہوئے تو پھر دریافت کرنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آریوں کے رد میں ایک کتاب لکھ دو۔ اس پر حضرت نور نے تکذیب براہین احمدیہ نام ایک کتاب کا جواب بشکل تصدیق لکھنا شروع کیا۔ اس مجاہدہ میں جب نور مصروف تھا۔ تو اس نے دیکھا کہ ایک بدفطرت نے صراط مستقیم سے لواطت کا مفہوم پیدا کیا ہے۔ آپ نے اس کا جواب الزامی لکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک اور حقیقت کو کھول دیا۔ کہ قرآن کریم نے خود صراط مستقیم کے معنے کئے ہیں۔ ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ھذا صراطی مستقیما کیا مطلب کہ بیشک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی وہی رب ہے اسی کی عبادت کرو۔ یہی وہ صراط مستقیم ہے۔ جس پر میں چل کر کامیاب ہوا۔ اور جس کی طرف قرآن مجید ہدائت کرتا ہے۔ تب نور نے اپنی کتاب میں سے الزامی جواب کو نکال دیا۔

اٰتنا فی الدنیا حسنۃ کے معنی

ایک بار نور رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً کی دعا میں محو ہو کر اس دعا کا تکرار کر رہا تھا۔ طبیعت میں ایک قسم کا استغراق پیدا ہوا۔ تو حَسَنَۃ الدُّنْیَا کے معنے کھلے کہ حسنۃ الدنیا سے مراد ہے صحت۔ علم۔ عمل۔ عبادت۔ توفیق خیر۔ رزق حلال ضرورت کے موافق۔ میرے دل میں اندازہ سے زیادہ کی خواہش نہیں) اولاد صالح۔ عمدہ بیوی۔ گھر فراخ۔ ہمسایہ نیک۔ سواری عمدہ لباس عمدہ۔ دوست عمدہ۔ خاتمہ بالخیر۔

چونکہ یہ تفہیم الٰہی تھی اور عین دعا کی ہی حالت میں ہی ہوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دعا اپنی قبولیت کا پتہ دے رہی ہے۔ اور اگر نور کی زندگی میں غور کریں۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ حسنات الدنیا میں سے اس کو کیا حاصل نہیں؟

فوم کا مفہوم

نور ایک مرتبہ کوئی ورد کتاب پڑھ رہا تھا۔ اور فوم کے معنے لہسن اور گیہوں سمجھتا تھا۔ کتاب مذکور پڑھتے اونگھ آ گئی۔ اور رویاء میں دیکھا کہ فوم اور بصل خرید رہے ہیں۔ اور اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ کتاب اللہ کے مقابلہ میں دوسری کتابیں فوم اور بصل ہیں۔ موسیٰ کی قوم نے فوم اور بصل کی جو خواہش کی تھی اس سے گویا ان کی غرض زراعت کی طرف متوجہ ہونا تھا۔ بحالیکہ موسیٰ علیہ السلام ان کو ایک فاتح قوم کی صورت میں لیجانا چاہتے تھے۔ بہرحال روحانی رنگ میں فوم کی حقیقت نور پر کتاب اللہ کے ماسوا کتابوں میں استغراق دکھایا گیا اور بنی اسرائیل کی خواہش زراعت سمجھائی گئی۔

لَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ

قرآن مجید کے درس میں بہت سے لوگوں نے اس حصہ آیت کے معنی نور کے منہ سے سنے ہوں گے۔ مگر ایک مرتبہ مجھے نور نے خود سنایا۔ کہ مجھ کو تمباکو سے سخت نفرت ہے۔ اور اس کے تصور سے بھی جی متلانے لگتا ہے اس کا ایک خاص سر ہے اور وہ یہ کہ میں ایک بار قرآن مجید پڑھتا تھا۔ جب اس آئت پر پہنچا۔ تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ شجرۃ سے مراد تمباکو بھی ہے۔ اسی دن سے مجھے سخت نفرت ہے۔ میں ناظرین کو ایک تازہ واقعہ تمباکو سے نفرت کا سناتا ہوں اور وہ غالباً یاد بھی ہوگا۔ پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ ایک طالب علم کے علاج کے دوران میں اس پر پڑی کہ بدقسمتی سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس میں ناظمین کی غفلت سے سگرٹ نوشی کا رواج ہو گیا ہے۔ اور یہ بیماری بہت بڑھ گئی ہے۔ اس سے آپ کو سخت رنج ہوا۔ بلکہ باوجود بڑے رحیم اور خلیق ہونے کے مسجد میں کھڑے ہو کر اس کی برائیوں پر ایک تقریر کی۔ حالانکہ اس روز بوجہ ضعف قرآن مجید کا درس بیٹھ کر دیا تھا۔ اور اس تقریر میں آپ کے اندر ایک جلالی رنگ پایا جاتا تھا اس جوش میں یہاں تک کہدیا کہ ایسے لڑکے جو اس کو نہیں چھوڑ سکتے اور اصلاح نہیں کرتے چلے جاویں۔ ورنہ میں بد دعا کرونگا۔ دوسرے لوگ اس حقیقت کو کم سمجھیں گے مگر میں جو خدا کے فضل سے ایک ذوق پسند اور غور کن طبیعت رکھتا ہوں۔ اس نکتہ پر پہنچ گیا کہ چونکہ ایک تفہیم الٰہیہ کے متعلق آپ کو تمباکو سے سخت نفرت ہے۔ اس لئے اس برائی کو دور کرنے کے لئے آپ کے اندر ایسا ہی جوش ہونا چاہئے۔

مائدہ خلافت سے کچھ ریزے

حضرت کی صحت

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ آپ کی بیوی بھی اب روبصحت ہے۔ ضعف ہے احباب بدستور دعا کریں۔

لغویات سے بچو

ایک روز ان اللہ لا یخلف المیعاد پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ کیا یہ

نہیں ہو سکتا کہ "اللہ تعالیٰ کسی جنتی کو دوزخ میں ڈالدے"۔ اس پر آپ نے ایک تقریر بڑے جوش سے فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں بامراد ہونے والے مومنوں کی یہ بھی ایک صفت ہے۔ "والذین ھم عن اللغو معرضون" جو لوگ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ لوگوں نے قرآن مجید کی غرض کچھ اور سمجھی ہو۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ "قرآن مجید کے پڑھنے سے غرض عمل ہے"۔ اس واسطے لغو باتوں میں کبھی وقت ضائع نہ کرو۔ ان لغو امور کی میں مختصر سی مثال سناتا ہوں۔ مثلاً آدم کی پیدائش پر بحث شروع کردی کہ آدم حوا سے پیدا ہوا یا حوا آدم سے؟ وہ کہاں پیدا ہوا؟ جنت کہاں تھا؟ وہاں سے نکل کر کہاں گرا۔ دانہ کس چیز کا تھا یا نوح کی کشتی کس درخت کی لکڑی تھی وغیرہ یہ تمام امور ایسے ہیں کہ ان کو عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ کبھی اس قسم کی بحثوں میں نہ پڑو تفسیروں کو پڑھو۔ تو جہاں اس قسم کی بحثیں آئیں۔ ان کو چھوڑ دو۔ اسی طرح پر بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کی صفات پر بحثیں کرتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ امکان کذب باری پر کتابیں لکھی ہیں۔ یہ سوال بھی اسی قسم کا ہے۔ میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ یہ سب لغو باتیں ہیں۔ پھر اسی سلسلہ میں بعد درس فرمایا۔ کہ قدرت اور طاقت جدا امر ہے۔ اور اس قدرت کا حیز فعل میں آنا امر دیگر۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے۔ اس کے قویٰ درست ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکال لیں۔ کہ وہ اپنی لڑکی یا بہن سے بھی جماع کر سکتا ہے؟ ایک شریف اور غیور انسان کب یہ پسند کر سکتا ہے۔ پھر تعجب کی بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایسی ناقص اور ردی صفات منسوب کی جائیں۔ خدا تعالیٰ قادر ہے۔ یہ ایک جدا بات ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ افعال ذمیمہ کا ارتکاب بھی کرتا ہے۔ نہایت بے ادبی اور گستاخی اور جرأت ہے توبہ کرنی چاہئے۔

ایک نومسلم کو اسلامی تلقین

۱۵۔ مارچ بعد نماز جمعہ حضرت امیر المومنین مکان پر تشریف لائے اخویم غلام حسین صاحب دفتر ملٹری اکونٹنٹ راولپنڈی اپنے ایک دوست مسٹر جی جی سمتھ عیسائی کو پیش کیا کہ یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں اور اسی غرض سے لئے میرے ہمراہ آئے۔ مسٹر سمتھ بعہدۂ کمپونڈر شفاخانہ ملازم ہیں۔ حضرت نے اول امیر احمد صاحب قریشی کو حکم دیا۔ کہ ان کے یہ کپڑے جو اب پہنے ہوئے ہیں تبدیل کراؤ۔ یعنی ہمارے گھر سے کپڑے منگوا کر پہناؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب مسٹر سمتھ تبدیل لباس کے بعد آئے۔ آپ نے فرمایا "میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ مذہب کا بوجھ جو اللہ تعالیٰ کسی پر رکھتا ہے۔ تو چونکہ وہ رحیم و حکیم ہے۔ ایسا نہیں کر سکتا کہ جو ایک من بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اس پر دس من بوجھ رکھدے۔ مذہب ایسا صاف اور سیدھا ہونا چاہئے کہ اس کو عامی جاہل آدمی بھی سمجھ سکے۔ کیونکہ مذہب تو سب کے لئے ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر انسان کا جنم لے سکتا ہے تو جو لوگ کہتے ہیں کہ رامچندر جی پرمیشر کے اوتار تھے۔ یا کرشن خدا تھے۔ تو ان میں اور مسیح کو خدا ماننے والوں میں فرق ہی کیا ہوا۔ پھر جو کوئی جرم کرتا ہے۔ عیسائی عدالتوں میں اس کو سزا دیجاتی ہے۔ گورنمنٹ بھی مجرم کو سزا دیتی ہے۔ پس کفارہ پر تو ایمان نہ ہوا۔ اب اگر یہ کہا جائے۔ کہ کفارہ سے انسان جرم کرتا ہی نہیں۔ تو پوچھنا چاہئے کہ عیسائی جرم کیوں کرتے ہیں۔ جیلخانوں میں کوئی عیسائی نہ ہونا چاہئے۔ میری سمجھ میں جو مذہب آیا ہے۔ وہ اسلام ہے اسلام ایسا سیدھا مذہب ہے۔ کہ اس کا کوئی کلمہ چھپا ہوا نہیں۔ کوٹھوں اور بلند میناروں پر چڑھ کر بڑے زور سے پکارتے ہیں۔ اللہ اکبر (اذان دیتے ہیں) اللہ اکبر سے پرے اور کلمہ کیا رہ گیا۔ تمام کائنات کا خالق۔ تمام اچھی اور اعلیٰ صفات سے موصوف تمام عیبوں سے منزہ اور بدیوں سے پاک اور عبادت کے لائق وہ ہے۔ جس کو اللہ کہتے ہیں۔ اس کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں۔ اس کی صفات جیسی صفات کسی میں نہیں۔ جو بڑائی ہم اس کی کریں۔ وہ بڑائی کسی دوسرے کی جائز نہیں۔

دنیا میں جو ایسے لوگ آئے کہ انہوں نے نیکی سمجھائی اور خدا تعالیٰ کی رضا کی راہ بتائی۔ بعد میں لوگوں نے ان کو خدا بنا لیا۔ عیسائی خود اس کا نمونہ ہیں۔ حضرت مسیح آئے تھے خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے۔ لوگوں نے خود ہی ان کو خدا بنا لیا۔ ہمارے اسلام نے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہٗ سکھا کر اور اسلام کا جزو لازم قرار دے کر ہم کو بتا یا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ ان کو خدا ہرگز نہ بناؤ۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ کبھی بیٹھے بیٹھے نیکی کا کبھی بدی کا کوئی خیال آجاتا ہے۔ نیکی کا خیال جن ذرائع سے ہوتا ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں۔ نیکی کا خیال آئے۔ تو انسان ضرور اس کو کر گذرے۔ مر کر ہم فنا نہ ہوں گے۔ ہم مر کر کسی اور عالم میں جائیں گے۔ جو ہماری آنکھ سے غائب ہے اور یہ عقل کے خلاف نہیں۔ اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری اور پابند ہونا۔ ہم نے وید۔ ژند۔ اوستا۔ دساتیر۔ گرنتھ۔ فرہنگ وغیرہ پڑھے ہیں۔ اور خوب پڑھے ہیں۔ مذہب کا نام کسی نے کوئی نہیں بتایا۔ ہمارے مذہب کا نام اسلام ہی ایک بڑی بھاری حجت ہے۔ توحید میں

اشہد ان لا الہ الا اللہ

نے کمال کردیا۔ ملائکہ کے متعلق ان کی تحریک ہے۔ پھر مذہب کا نام اسلام ایسا رکھا ہے۔ جو کسی نے نہیں رکھا۔ فرمانبرداری کے نشانوں میں نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ روزہ ہیں۔ اگر تمہارا دل میری ان باتوں کو مانتا ہے۔ اور تم سمجھ گئے ہو۔ تو تم مسلمان ہوگئے۔ ورنہ ہم سے سمجھ سکتے ہو۔ ہے دائیں ہاتھ میں ہاتھ لیکر پھر مختصراً مذکورہ بالا (اور حسب معمول بیعت ہوئی) پھر فرمایا۔ میرے آپ فرما ان باتوں میں ہیں۔ اسلام اسی کا نام ہے۔ اسلام کوئی نہیں ہے۔ عیسائی مذہب میں عیسائی ہونے کے بعد کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ اسلام میں نماز روزہ وغیرہ فرمانبرداری کے نشان بجا لانے پڑتے ہیں۔ اسلام میں دقت اور تکلیف کچھ نہیں۔ آسانی ہی آسانی ہے۔ نام انسان رکھے۔ اسلام میں رہ سکتا ہے۔ مگر مذہب کے ساتھ نام بھی تبدیل کر ہی لیتے ہیں۔ میں تمہارا نام عبد الحی رکھتا ہوں۔ عبد الحی ہمارا ایک بچہ ہے۔"

اس کے بعد حاضرین نے عبد الحی صاحب نومسلم سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ حضور اندر تشریف لے گئے اور عبد الحی صاحب اپنے جائے قیام کو اپنے دوست مسٹر غلام حسین صاحب کے ہمراہ گئے۔ والسلام

نور الدین بحیثیت پیر

ایک دن فرمایا کہ بعض لوگ دنیا میں چاہتے ہیں کہ کوئی ان کا مرید ہو۔ اور مریدوں سے ان کی مختلف اغراض ہوتی ہیں۔ کوئی جمع جتھا بنانا یا روپیہ پیسہ جمع کرنا چاہتا ہے مگر میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں کبھی خواہش (نہیں ہوئی) کہ لوگ میرے مرید ہوں۔ بلکہ میں نے خود مرید ہونا پسند کیا۔ بے خواہش۔ آرزو کے بغیر جب اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو میرے ہاتھ پر مرید کیا اور میں پیر ہوگیا۔ تو مجھے پھر بھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ کہ میں ان کے اموال پر قبضہ کروں۔ میں اپنی ضروریات زندگی کے لئے کسی انسان کا ایک لحظہ کے لئے بھی محتاج نہیں ہوں۔ حتیٰ کہ میری اتنی خواہش بھی نہیں کہ کوئی مجھے آکر سلام کرے۔ اموال لینا تو درکنار۔ میری ضروریات زندگی کا وہی متکفل ہے جو ہمیشہ سے رہا ہے۔ ایک مرتبہ انجمن والوں نے میرے وظیفہ کی تجویز کی میں نے اس تجویز کو سنا تو مجھے سخت کرب ہوا کہ ساری عمر خدا تعالیٰ پر بھروسہ کیا کہ وہ آپ ہی دے اور اب انسانوں کی طرف توجہ ہو۔ میں نے فوراً ان لوگوں کو منع کردیا۔ کہ میں ایسی (تنخواہ) نہیں لیتا اور نہ مجھے ضرورت ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے محض فضل و (کرم سے) مرزا صاحب کے بعد میں نے سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے چندوں میں پہلے سے زیادتی کردی ہے۔ غرض میری خواہش پیر بننے کی کبھی نہ تھی۔ اور اب (خدا) نے مجھے اس منصب پر مقرر کردیا تو میں خدا تعالیٰ کی اس فضل کی بے ادبی سمجھتا اگر اس سے پہلو تہی کرتا۔ اس پیر بننے نے میرے مشاغل میں زیادتی کردی کہ جوانوں، بچوں، بوڑھوں، عورتوں، لڑکیوں، بیماروں، مقدمات میں زیر بار، دبلے اور مختلف قسم کے حاجتمندوں کے لئے مجھے بہت وقت دعا کے لئے صرف کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مگر میں خدا ہی کی توفیق سے اس فرض کو ادا کرتا ہوں جس طرح پیر بننا مشکل ہے اسی طرح مرید بننا بھی سہل نہیں ہے (مرید) کے معنے بکجانا ہے۔ جو شخص بک جاتا ہے اس کا پھر اپنا کچھ نہیں رہتا تمام آرزوؤں اور خواہشوں کو چھوڑ دینا پڑتا ہے اور پیر کی (اطاعت) حسن ظن کے ساتھ لازمی ہوجاتی ہے۔ میں اپنے فرائض کو سمجھتا ہوں مرید ہونے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ تم کس قدر نازک ذمہ داری (اپنے سر لیتے ہو)۔ بڑی عاجزی اور استخارہ کرنے چاہئے۔ میری [illegible] نصیحت ہے ورنہ یہ تو [illegible] ہے جو اس نے [illegible] ہی پیر کا [illegible] ہوتا ہے۔

ملفوظات حضرت محمود (سلمہ اللہ الودود)

اس عنوان کے تحت میں انشاء اللہ العزیز حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کے ملفوظات یا مکتوبات وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں گے۔ ایڈیٹر

مکتوب محمود

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تقویٰ اور طہارت کے جس اعلیٰ مقام پر ہیں اس کا کسی قدر اندازہ ذیل کے ایک خط سے ہوگا۔ جو آپ نے ایک نہائت ہی مخلص دوست اور سلسلہ کے ایک پُرجوش ممبر کو لکھا ہے۔ اس مخلص نے رسالہ تشحیذ الاذہان کی امداد کے لئے بنک کے سود کی کچھ رقم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں بھیجنی چاہی تھی۔ کیونکہ وہ یقین کرتے ہیں۔ کہ رسالہ تشحیذ الاذہان خصوصیت کے ساتھ اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔ اور وہ کسی شخص واحد کی ملکیت نہیں ہے اور نہ اس کے نفع ونقصان کا کوئی شخص واحد مالک ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس مخلص دوست کے اس استفسار پر جو خط لکھا ہے۔ میرے مکرم بھائی قاضی اکمل صاحب کو اس کے ایک حصہ کی نقل میسر آئی۔ انہوں نے اپنے روحانی سرور میں دوسروں کو شامل کرلینا چاہا چنانچہ وہ خط ذیل میں چھاپ دیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ ہمارا نوجوان معزز ومحترم مخدوم جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں اولوالعزم فرمایا ہے۔ تقویٰ کے کس مقام پر ہے اور اس بات کو دیکھ کر ہمیں جسقدر خوشی ہو۔ وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے فرزند کے تقویٰ وطہارت اور علم وفضل میں بیش از بیش ترقی فرماوے اور اسے اپنے وعدوں کے موافق تو معلی کی رستگاری کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ نبیہم علیہم × × × × × × × میری طبیعت کچھ دنوں بلکہ مہینہ سے بھی زائد عرصہ سے علیل چلی آتی ہے۔ اس لئے پہلے خط کے جواب دینے میں دیر ہوئی۔ جواب لکھنے کے خیال میں تھا۔ کہ آپ کا دوسرا خط ملا۔

"اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ تشحیذ اپنے منتظمین کے خیال میں ایک اشاعت اسلام کا خادم ہے۔ اس کے روپے سے کسی شخص کو ذاتی فائدہ نہیں۔ منتظم ایک کمیٹی ہے۔ جس کے ممبر چندہ دیتے ہیں۔ نفع سے ان کو کچھ غرض نہیں۔ میں باوجود ایڈیٹری کا کام کرنے کے رسالہ کا خریدار ہوں۔ اور اس کو مفت لینا جائز نہیں سمجھتا۔ یہ تو تشحیذ کا حال ہے۔ جس سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ یہ سب کام للّٰہی ہے۔ باقی رہی غرض اشاعت موجودہ صورت کی نسبت تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ آئندہ کے لئے بہت امیدیں رکھتا ہوں۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔ کہ کسی وقت یہ رسالہ ترقی اسلام کا باعث ہوگا انشاء اللہ میں ہمیشہ اپنا وقت اس کی بہتری کے لئے خرچ کرتا ہوں اور مجھے اس سے اُنس ہے یہ سب کچھ اس لئے لکھا ہے۔ کہ مجھ کو اس سے اُنس ہے۔ اس کی مدد سے اور بہتری سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ سود کے روپے کو اشاعت اسلام پر خرچ کرنے کی حضرت صاحب نے ایک حد تک اجازت دی ہے۔ مگر باوجود اس کے

فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ

کے حکم پر جب میری نظر پڑتی ہے۔ تو گھبراتا ہوں۔ اور دل کانپ جاتا ہے۔ یہ روپیہ میرے نفس پر خرچ نہیں ہوتا حضرت صاحب بعض حالات کو مدنظر رکھ کر اجازت دیتے ہیں۔ مگر پھر بھی میرا دل اپنے ہاتھ سے اس قسم کے روپے کے خرچ کرنے سے ڈرتا ہے۔ انجمن کے ممبران نے پہلے بھی یہ سوال اُٹھایا تھا۔ لیکن میں نے اس وقت تک کہ جب تک میں اس کام کو کرتا ہوں۔ روک دیا۔ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت صاحب نے اپنی کتب کی اشاعت میں اس روپیہ کو کبھی خرچ نہیں کیا۔ اور نہ کبھی اپنے ہاتھ سے خرچ کیا۔ آپ کی ہمدردی جس کا اظہار آپ نے تشحیذ سے کیا ہے۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ جزاک اللہ خیراً فی الدنیا والآخرۃ × × × × × × × ×

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ ۱۹ مارچ ۱۹۱۲ء

خطبہ جمعہ

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو امام مقرر کیا ہوا ہے۔ چنانچہ پانچوں نمازوں کی امامت آپ کرتے ہیں۔ اور جمعہ کا خطبہ اور نماز بھی آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ ۱۵ مارچ ۱۹۱۲ء کو آپ نے جو خطبہ پڑھا۔ اس کا مفہوم میں اپنے الفاظ میں لکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے خطبہ اس آیت پر پڑھا۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا الآیۃ۔ فرمایا کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ ہر کوئی اس بات کو چاہتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے اس کے ماتحت اور جمیع متعلقین ووابستگان اس کے رنگ میں رنگین ہوجائیں۔ اور اسی کے اعتقادات وخیالات کو وہ اختیار کرلیں اور وہ لوگ۔ جو اس سے نفع اُٹھاتے ہیں۔ وہ اس کے احکامات کو پورے طور پر مانیں اور فرمانبرداری کریں۔ اس خواہش کے ماتحت جو ایک فطرتی خواہش ہے۔ جو لوگ عمل کرتے ہیں۔ اور اس کی پسندیدہ باتوں کو اختیار کرکے اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔ تو وہ ان پر دوسروں سے زیادہ مہربانی فرماتا ہے۔ اور اگر اس کے ماتحت اور متعلقین اس کے احکام کے خلاف کریں تو اس کا اپنا عمل بھی بدل جاتا ہے۔ اور بجائے مہربانی کے ناراضی اور کم توجہی اختیار کرلیتا ہے۔ مثلاً اگر ایک طالب علم اپنے اُستاد کی فرمانبرداری اور متابعت نہیں کرتا۔ تو استاد اس طالب علم سے کبھی خوش نہیں ہوسکتا اور وہ طالب علم استاد سے وہ فیض کو حاصل نہیں کرسکتا۔ جو بصورت مطیع اور فرمانبردار ہونے کے اس کو پہنچ سکتے تھے۔ ایسا ہی اگر کوئی ایک شخص اپنے گاؤں کے نمبردار کے خلاف مرضی چلتا ہے تو وہ آرام سے رہنے کی توقع نہیں کرسکتا علیٰ ہذا القیاس کسی دفتر کا کلارک اگر اپنے ہیڈ کلارک اور اعلیٰ افسر سے ناچاقی رکھتا ہے تو اسے فائدہ کہاں پہنچ سکتا ہے اس لطیف قاعدہ کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر بیان فرمایا ہے کہ کفار نے اپنے رسولوں کو کہا۔ کہ یا تو آپ ہمارے مذہب میں لوٹ آئیں ورنہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے۔

یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور مرسل آتا ہے۔ تو اس کی ابتدائی حالت ایک کس مپرسی اور گمنامی کی سی حالت ہوتی ہے۔ وہ ایک معمولی انسان ہوتے ہیں۔ ان کا جمع جتھا کوئی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تنہا ویکتا ہوتے ہیں ان کو حکومت سے کوئی حصہ اس وقت نہیں دیا جاتا۔ اس میں سِر یہ ہے۔ کہ اگر مامور ومرسل بادشاہوں میں سے ہوں۔ تو پھر لوگ اس کی قہری حکومت کی وجہ سے اس کو تسلیم توکرلیں۔ مگر اس سے وہ غرض جو زندہ ایمان اور معرفت الٰہی کی ہوتی ہے۔ پوری نہیں ہوسکتی۔ یہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ ایک کس مپرس گمنام انسان اُٹھتا ہے۔ اُٹھتا کیا خدا تعالیٰ اسے آپ اُٹھاتا ہے اور وہ خدا کا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ اس حالت میں اس کی خطرناک مخالفت ہوتی ہے۔ مگر وہ اس وقت اپنی کامیابی اور منکرین کی ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور بالآخر خدا تعالیٰ اسے کامیاب کرتا اور اس کے منکرین کو خائب وخاسر رکھتا ہے۔ جس سے خدا تعالےٰ کا کھلا کھلا ہاتھ اس کی تائید میں ظاہر ہوجاتا ہے۔ اور اس سے ایمان اور معرفت الٰہی بڑھ جاتی ہے۔ غرض مامور ابتداً معمولی حالت میں ہوتے ہیں۔ اور ان کی مخالفت میں بڑے بڑے طاقتور اُٹھتے اور پھر ذلیل ہوکر رہ جاتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کفار خدا کے مرسلوں کو اپنے زعم اور عہد میں اپنی طاقت اور جماعت پر بھروسہ کرکے کہتے ہیں۔ کہ تم یا تو ہمارے آبائی مذہب میں آجاؤ۔ اور ہماری سوسائٹی اور قوم کے معتقدات اور قوانین کو مان لو۔ ورنہ ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے۔ جب منکرین اور مخالفین کی طرف سے اس شدت اور شوخی کے ساتھ مقابلہ ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اپنے مرسلوں پر وحی کرتا ہے۔ کہ ہم ان منکروں کو یقیناً ہلاک کردیں گے اور اپنے مرسلوں کو آباد کریں گے۔ کیونکہ ان منکروں نے اپنے منہ سے فتویٰ دیدیا ہے۔ کہ جو شخص کسی کی زمین میں رہتا ہو۔ اس کو مالک زمین کے خلاف نہیں کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ وہاں سے نکال دیا جائیگا۔ چونکہ اصل زمین تو ہماری ہے (یعنے خدا کی) اس لئے اب یہ منکرین انبیاء ہمارے مرسلوں کو دُکھ دے کر ہماری مرضی کے خلاف ہوکر یہاں نہیں رہ سکتے۔ پس وہ وعدہ کے موافق ہلاک ہوجاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ نہ کریں۔ پھر خدا تعالیٰ نے ایک اور عجیب گُر کامیابی کا بتایا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ انعامات الٰہیہ اس شخص پر اُترتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔

اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ جن رسولوں کا اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے۔ اس وقت تو ان میں سے کوئی موجود نہیں تو کیا اب اس آیت کا مضمون بیکار ہوگیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے مامور بھیجتا ہے اس زمانہ میں بھی

ایک مامور آیا۔ اور اس کی مخالفت کرنے والوں نے عذاب الٰہی کا مزہ چکھا۔ علاوہ بریں خدا تعالیٰ کے ماموروں مرسلوں کی تعلیم کے جو شخص خلاف کرتا ہے۔ وہ گویا انہیں کفار کا نمونہ ہوتا ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ جب کہ ہم اپنی ذرا سی نافرمانی کرنے والے سے ناراض ہوتے ہیں۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کی خلاف ورزی کرنے والوں سے خوش ہو۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی زمین سے نکال دیئے جاتے ہیں۔

سوچو! اور غور کرو۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر کسقدر احسانات کئے ہیں۔ ہماری زندگی کی ضروریات اور سامان کس طرح پر اس نے مہیا کئے ہیں۔ ابر۔ باد۔ سورج۔ چاند۔ دریا۔ سمندر اور دیگر اجرام ہمارے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں پیدا کیا۔ ہم نے نہ زمین کی پیدائش میں۔ نہ آسمان کی پیدائش اور نہ دیگر کائنات کی پیدائش میں کوئی حصہ لیا۔ پھر ان انعامات کے ہوتے ہوئے بھی اگر غفلت اور نافرمانی سے کام لیں۔ تو خدا کی گرفت بڑی سخت ہوگی۔ اور اس کا عذاب خطرناک۔

پس اس پر غور کرو۔ اور غفلت چھوڑ کر اس کے پورے فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم اس کے فرمانبردار رہیں۔ اور اس کے غضب کے مورد نہ ہوں۔ آمین!

مدرسۃ البنات قادیان

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں قادیان کے مدرسۃ البنات کے متعلق میں نے درد دل سے ایک نوٹ لکھا تھا اور میری غرض یہ تھی کہ کوئی اہل دل بی بی آگے بڑھے اور اس خدمت کو اپنے ذمے لے اور محض خدا کے لئے۔ جو لوگ روپیہ پیسہ کو مدنظر رکھ کوئی خدمت کرتے ہیں۔ اُن میں وہ جوش اور استقلال کم ہوتا ہے جو للہ فی اللہ کرنے والوں میں ہوتا ہے الا ماشاء اللہ۔ کیونکہ جو شخص محض خدا کے لئے اپنے دُنیوی منافع کو قربان کرنے کی جرأت کرتا ہے اس کے اندر دوسروں کی بھلائی کے لئے ایک سٹیم ہوتا ہے۔ اور یہ انبیاء علیہم السّلام کے کام کا ایک نمونہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ما اسئلکم علیہ من اجر کی صدا لگاتے ہیں۔ پانچ سال ہونے کو آئے کہ مدرسۃ البنات کے لئے میں نے تحریک کی۔ یہ تحریک بے محل اور غیر ضروری نہ تھی جو محض میری خاطر سے کسی نے اس کو قبول کر لیا ہو بلکہ الوقت اس کی سخت ضرورت تھی اور ہے۔ میں نے اپنی طاقت کے موافق مدرسہ کی ابتدائی حالت میں مدد کرنے سے باوجود اپنی مشکلات کے مضائقہ نہ کیا مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ مدرسۃ البنات کی طرف ناظمین نے جیسا چاہئے توجہ نہیں کی۔ یا تو محض اس وجہ سے کہ ابتک یہ مدرسہ ایک قسم کی مقامی تعلیمگاہ کی حیثیت رکھتا ہے یا اور اسباب ہوںگے۔ میں نے وقتاً فوقتاً زبانی ذمہ وار احباب کو اس کی طرف متوجہ کیا۔ مگر حالت دن بدن بگڑتی گئی چاہئے تو یہ تھا کہ جیسے قادیان کا مدرسہ تعلیم الاسلام ہمارا ایک قومی درسگاہ ہونے کی حیثیت رکھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ قادیان میں زنانہ تعلیم کے لئے ایک بہت بڑا مدرسہ ہوتا مگر اس کی طرف سے بہت بے پروائی ہے۔ مجھے ذاتی علم ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو باہر سے اپنی لڑکیاں یہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ مگر مجبور ہیں کہ کوئی انتظام نہیں اگر مدرسۃ البنات کا انتظام بہترین پیمانہ پر ہو۔ تو انشاء اللہ یہ مدرسہ بھی تعلیم الاسلام کے پہلو بہ پہلو ترقی کر سکتا ہے۔ کیا لڑکوں کی تربیت اور تعلیم کا فریضہ لڑکیوں کی تعلیم اور تربیت کے مقابلہ میں کوئی زیادہ وزن اور حقیقت رکھتا ہے؟ فرض شناس قوم ہند کے لئے غور کرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں پہلا انسان ہے۔ جس نے عورت کی کھوئی ہوئی عزت کو قائم کیا ہے اور عورت کے اعزاز و تکریم کو جس طرح پر حضرت نبی کریمؐ نے ظاہر فرمایا ہے۔ دُنیا کا کوئی مدبر اور مصلح نہیں بتا سکتا۔ حضرت نبی کریمؐ کے ان الفاظ میں کہ "**جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے**" جو برقی تاثیر ان الفاظ میں بھری ہوئی ہے اس پر غور کرو۔ اور للہ غور کرو۔

حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا راستباز اور مامور یقین کرنے والی قوم۔ اپنی آئندہ نسل کی مائیں بننے والی ذریت پر رحم اور شفقت سے نظر کر اور بتا اور سوچ کر بتا۔ کہ ان کی تعلیم اور تربیت کا تو نے کیا انتظام کیا ہے؟ تیرے مال کا کسقدر حصہ ان کی تربیت میں خرچ ہوتا ہے؟ کیا یہ خوشی کی بات ہے کہ ایک چھوٹے سے مدرسۃ البنات کے لئے تجھے کوئی استانی نہیں مل سکتی؟ یا تیرا یہ عذر قابل پذیرائی ہو سکتا ہے اور محض اتنا کہنے سے تو تعلیمی فرض سے سبکدوش ہو سکتی ہے؟ یہ تو قابل شرم بات ہے کہ ایک قوم ہاں خدا کی برگزیدہ قوم! علم دوست قوم! حقائق پسند قوم! عورتوں کے حقوق کی نگاہ دار قوم! یہ کہے کہ اس کو کوئی اُستانی نہیں ملتی۔ اس سے بڑھ کر قابل رحم حالت کیا ہوگی۔ رب ارحم! رب ارحم!

حضرت خلیفۃ المسیحؓ مدظلہ العالی کا نمونہ تیرے سامنے ہے کس درد اور جوش سے لڑکیوں اور ... کی تعلیم کی طرف متوجہ ہیں مجھے علم ہے کہ حضرت نے بعض کو ابجد شروع کرا کے ابتدائی تعلیم دی ہے۔ اور لڑکیوں کو جس شفقت سے وہ تعلیم دے رہے ہیں اس کا مجھے ذاتی علم ہے کیا ان سب فرائض کا بوجھ اس بڈھے (اللہم متعنا بطول حیاتہ) کی ہی گردن پر ہے اور ہم تم سب بے فکر ہو چکے۔ خدا کے لئے سوچکر جواب دو۔ محض عذرات سے کام نہیں چلتا اور یہ کہدینے سے تم عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ کہ "ایک بیوقوف اُٹھتا ہے اور اخبار میں نوٹ لکھدیتا ہے"۔ تم مجھے بیوقوف کہو۔ خودغرض کہو۔ جاہ طلب میرا نام رکھو۔ میں ان امور پر نظر نہیں کرتا۔ جو چاہو سو کہو۔ مگر خدا کے لئے اس صنف نازک اور بیٹر ہاف (نصف احسن) کی قدر کرو۔ عورت ام الکائنات ہے۔ اس کا اعزاز اسی سے ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان اور کامل انسان اسی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ لڑکی کا حصہ لڑکے سے نصف شرعی طور پر ہوتا ہے مگر تعلیم اور تربیت میں وہ برابر حصہ دار ہے۔ لیکن تم عمل دنیا نصف بھی جو لڑکوں کی تعلیم پر خرچ کرتے ہو۔ بچیوں کی تعلیم پر خرچ کرو۔ تو نہ صرف تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوگے۔ بلکہ خدا کے فضل سے ایک ایسی نسل تیار ہو جائیگی جس سے یہ سب معمور ہوگا گویا الادم ... آنت وزوجک الجنۃ خانگی زندگی کی جنت کا دروازہ اسی وقت کھلے گا جب تمہاری لڑکیاں دیندار اور نیک ہونگی اور تربیت دیں۔

میں ذوق مضمون اور حالت درد میں دور چلا گیا۔ عورتوں کی حالت پر ایک بار میں نے مضامین کا ایک سلسلہ لکھا تھا ضرورت ہے کہ اب پھر اسے دوہرا دوں چنانچہ اس کی پہلی قسط لکھ رہا ہوں۔ مدرسۃ البنات کی حالت بہت نازک اور خراب ہے۔ اس کا انتظام بہت ناقص ہے۔ اس پر اتنی بھی توجہ نہیں جتنی مدرسہ کے لڑکوں کے کھیل اور کود کے انتظام کی ہے۔ اب وقت ہے کہ اس مدرسہ کی اصلاح حالت پر قوم توجہ کرے اور نیک بخت اور شریف بی بیاں جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنی معرفت اور اپنی کتاب کے علم سے حصہ دیا ہے وہ اپنی زندگی اس کمزور مخلوق یاں اپنی ہم جنس کی بھلائی کے لئے وقف کریں۔ اور مرد روپیہ سے مدد کریں۔ دُنیا میں تقسیم محنت کا اصول کام کر رہا ہے اور ہم سب سلسلہ کی ضروریات کے لئے برابر کے ذمہ دار ہیں۔ یہ کام زید یا بکر کا نہیں۔ اگر زید نہیں کر سکتا تو بکر کا فرض ہے کہ وہ کرے۔ پس میں نے قوم کو اس ضرورت کی طرف متوجہ کیا ہے۔

سب سے پہلے ضرورت ہے ایسی بی بیوں کی جو ممار زقنا ھم ینفقون کے ماتحت آنریری طور پر خدمت کرنے کو تیار ہوں پھر ان شاء اللہ یہ کام۔ تو حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے حضور کہوں گا جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس جنس نازک کے لئے خاص ہمدردی اور محبت کا جوش رکھا ہوا ہے۔ اور ان کی دُعاؤں اور مشوروں کے ماتحت اگر یہ کام کسی عمدہ انتظام سے جاری ہوا۔ تو انشاء اللہ بابرکت ہوگا۔ **کیا کوئی بی بی آگے بڑھیگی؟**

مدرسۃ البنات کے لئے پہلی قربانی

اوپر کی سطور کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہونے پائی تھی کہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء کی ڈاک میرے لئے ایک خوشخبری لائی وہ خوشخبری کیا ہے۔ مدرسۃ البنات کے لئے ایک زیرک۔ علم دوست اور ذہین و شریف بی بی کی عملی قربانی۔ ناظرین ذیل میں اُس کا خط پڑھیں گے سکینۃ النساء کو ہمارے سلسلہ کے تمام اخبار بین افراد جانتے ہیں جن کے قابل قدر مضامین کبھی کبھی الحکم میں اور عموماً بدر میں نکلتے رہے ہیں اور جن کے قابل شوہر قاضی اکمل مشہور مصنف و مؤلف ہونے کے علاوہ ایک قابل اخبار نویس ہیں۔ سکینۃ النساء قادیان کے مدرسۃ البنات میں معلمہ رہ چکی ہیں مگر افسوس ہے ہم نے اُن کی قدر نہ کی۔ اور اس نعمت کی ناشکری کا خمیازہ اب مدرسۃ البنات بھگت رہا ہے اور اس بڑے بول کی سزا مل رہی ہے جو کہا گیا تھا کہ **بہتر سے بہتر اُستانیاں لائیں گے**۔ سکینۃ النساء نے الحکم کے نوٹ کو پڑھکر آنریری طور پر کام کرنے کا ارادہ ... اللہ تعالیٰ انہیں اس نیک ارادہ میں مستقیم رکھے اور توفیق دے کہ وہ اپنی بچیوں کے لئے اپنا قیمتی وقت ... کی

قوت پا سکیں۔ سکینۃ النساء کی قربانی سلسلہ میں پہلی قربانی ہوگی۔ جو ہے بدوں کسی معاوضہ کے کام کرنے کا شوق ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک مقصد کے لئے اس کو جزائے خیر دے مگر ابھی ہمیں تین چار اور استانیوں کی ضرورت ہے کیا کوئی اور بی بی بھی اس نیک خاتون کی تقلید کرے گی۔ ایڈیٹر

مدرسۃ البنات قادیان

۱۴ مارچ ۱۹۱۲ء کے الحکم میں آپ نے دنانہ سکول کی طرف توجہ فرمائی ہے جس کا شکریہ۔ آپ اعلیٰ درد مند دل رکھتے ہیں جو ایک دو فقرے ایسے لکھے ہیں۔ کہ میں بھی اپنے اس درد کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئی۔ جو عرصہ سے دل میں چھپائے ہوئے تھی اور بعض وقت کچھ لکھنے لگتی۔ مگر قلم رک جاتا۔

میں جب پہلے پہلے قادیان آئی تو مرحومہ چار روز کیلئے لیکن قضا کار بیچاری جنت مکان الفت بیگم کا انتقال ہو گیا اور مجھے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے ارشاد کے مطابق مدرسہ کا چارج لینا پڑا میں نے اس خدمت کو بڑی خوشی سے اپنے ذمے لیا۔ اور تنخواہ وغیرہ کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان مشورہ دینے والوں کی رائے صائبہ کی کچھ پرواہ کی۔ جنہوں نے مجھے اپنی خدمات اس قدر قلیل معاوضہ پر مدرسہ کے لئے دینے پر ملامت بھی کی۔ کیونکہ میرا منشاء تو یہ تھا۔ کہ میں بھی اپنی بہنوں کے کسی کام آسکوں۔ اس وقت پندرہ کے قریب مدرسہ میں لڑکیاں حاضر رہتی تھیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہو سکتی تھیں۔ پھر خدا نے مدرسہ کو رونق دی اور لڑکیوں کی تعداد ۳۵ تک پہنچی۔ بلکہ ۴۰ کے قریب بھی۔ لیکن ایک نیچر کے مشورہ سے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس انتظام کو تسلی بخش نہ سمجھا اور مجھے مدرسہ سے الگ ہونا پڑا اور دعوے یہ کیا گیا۔ کہ ہم بہت سے بہتر استانی لائیں گے۔ اور اعلیٰ انتظام ہوگا یہ ہو گا وہ ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت انتظام آگے سے بھی بگڑ گیا۔ اور باوجودیکہ پہلے سے دگنی رقم بھی ماہوار خرچ کی مگر پھر بھی سکول کوئی ترقی نہ کر سکا اور لڑکیاں دن بدن کم ہوتی گئیں۔ نہ کوئی دستکاری ہم نے دیکھی جو کہا جاتا تھا کہ لڑکیاں سیکھینگی۔ مگر اس حالت میں بھی فری مضمون نگاری میرا کام نہیں رہا۔ بلکہ میں پرائیویٹ طور سے لڑکیوں کو تعلیم دیتی رہی اور یہ میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی مجھ ہی سے پڑھتی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی نے مجھے موقعہ دیا۔ کہ میں اسے کچھ تعلیم دوں۔ اور پھر خود ایڈیٹر الحکم کے گھر سے ہی یہ شہادت مل سکتی ہے۔ اور اب بھی بڑی خوشی سے آنریری طور سے بھی یہ خدمت میں اپنے ذمہ لینے کو تیار ہوں۔ لیکن جن مشورہ کاروں اور آپکی جن تحریکوں کی بنا پر پہلے انتظام میں تبدیلی کی گئی۔ اُس کا کیا نتیجہ نکلا۔ والسلام

عاجزہ
سکینۃ النساء ازجوڑیگی
ضلع گجرات (پنجاب)

جاپان اور اسلامی وفد

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جاپان میں تبلیغ کے لئے جانے والے اسلامی وفد کے متعلق میں نے ایک نوٹ لکھا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس وفد کے بانیوں نے حقیقت حال کو سمجھ لیا ہے اور اس وفد کے صدر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ جاپان جانے کو تیار نہیں بلکہ جاپانی وفد کی تجویز بھی ان کی نہ تھی۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ اشاعت اسلام کی ضرورت ہے اور ہمیشہ ضرورت ہے مگر ابھی ہندوستان میں بہت سے لوگ ہیں جن کو اسلام کی کچھ بھی خبر نہیں غیر قوموں کو در کنار بلکہ مسلمان کہلانے والی ایک کثیر تعداد اسلام سے محض ناواقف ہے اور جو واقف ہے۔ اس میں عملی روح کی ضرورت ہے مبلغین اسلام کے لئے جہاں سچے عقائد اور علم صحیح کی ضرورت ہے۔ وہاں اس امر کی بھی حاجت ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کا نمونہ ہوں۔ بہرحال مسلمان مطمئن ہو سکتے ہیں۔ کہ کوئی اسلامی وفد سر دست ہندوستان سے جاپان جانے والا نہیں۔ جس پر ایک یا دوسری قسم کا اعتراض ہو سکے۔ اور یہ تجویز فی الحال ایک ابال کی طرح بیٹھ گئی ہے۔ پیسہ اخبار نے جو نوٹ اس پر لکھا ہے وہ یہ ہے:۔

دو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ایک پچھلے جلسہ میں مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار نے بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے مان لیا ہے کہ آئندہ موسم گرما کی تعطیلات میں جبکہ دو تین ماہ کے لئے چیفکورٹ بند رہیگی۔ وہ اشاعت اسلام کی غرض سے جاپان روانہ ہو جائیں گے۔ نیز ان کے سفر خرچ کی بابت اسی جلسہ میں یہ تجویز کی گئی تھی۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک عمدہ نظم لکھی ہے۔ جس کی دس ہزار کاپیاں چھاپ کر ہر فی کاپی کے حساب سے فروخت کی جائیں گی۔ اور پانچ ہزار روپیہ اس سے وصول ہو جائے گا۔ جو ڈاکٹر صاحب کے اخراجات سفر کے لئے کافی ہو گا۔ مگر اس پر بعض صاحبان کو یہ اعتراض ہوا۔ کہ کہیں دو ماہ کی قلیل مدت میں بھی کسی غیر ملک میں جہاں کی زبان کا ایک لفظ بھی کوئی مشنری نہ جانتا ہو۔ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کر سکتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب سے اس کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے اسی قسم کا ایک استفسار خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی اُن سے کیا ہے۔ اور انہوں نے اُن کو لکھدیا ہے کہ دراصل یہ تجویز میری نہ تھی اور نہ امید ہے کہ میں ان حالات میں سفر جاپان پر روانہ ہوں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تجویز جوش میں آکر بیان کر دی گئی تھی اس پر غور و خوض کا موقعہ نہیں ملا۔ واقعی جاپان کو اس وقت اسلامی مشنری وفد بھیجنا بالکل مفید ہو گا۔ جبکہ مولوی برکت اللہ صاحب وہاں دو تین سال رہ کر اور اخبار نکال کر اب دو تین جاپانیوں کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ تو ڈاکٹر محمد اقبال صاحب صرف دو ماہ رہکر کیا کر سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ہندوستان میں رہ کر ہی بذریعہ تصانیف وغیرہ اگر چاہیں۔ تو قوم کی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔ اور اس پر روپیہ بھی کم خرچ ہو گا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت الحمدللہ اچھی ہے۔ اور آپ تعلیم و تدریس اور اصلاح قوم کے لئے درد مند دل سے نکلی ہوئی دعاؤں اور عقد ہمت کے ساتھ خدمت دین میں مصروف ہیں۔ آپ کے گھر میں بوجہ اسقاط سخت تکلیف رہی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت رو بصحت ہے اور ضعف و ناتوانی دور ہو رہی ہے للہ الحمد۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدرسہ احمدیہ کی بہتری اور بھلائی کی تدبیروں میں مصروف ہیں اور ان تدبیروں کی کامیابی دعاؤں سے چاہتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کا سالانہ امتحان عنقریب ہونے والا ہے۔

انصار اللہ کی جماعت اس اولوالعزم نوجوان نے اللہ تعالیٰ کے فضل و تحریک سے قائم کی ہے اسکا کام اسی کے فضل کے نیچے عمدگی سے ہو رہا ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جو نظام حضرت صاحبزادہ صاحب نے قائم کیا ہے۔ وہ نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت اچھی طرح سے ہو رہی ہے۔ نئے لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اللہم زد فزد۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت بخیریت ہیں۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ امتحان ہو چکے۔ اور نتائج بھی نکل گئے۔ ۱۶-۱ اپریل ۱۹۱۲ء تک سکول میں تعطیلات ہو گئی ہیں۔ چونکہ ۱۶-اپریل ۱۹۱۲ء سے نیا سال شروع ہو گا۔ اس لئے احباب کے لئے عمدہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجدیں۔ تاکہ وہ باقاعدہ پڑھائی کر سکیں۔ سال کے درمیانی حصوں میں جو لڑکے آتے ہیں۔ انہیں بعض اوقات جماعت کے ساتھ چلنا مشکل ہوتا ہے۔

۴۔ نواب صاحب قبلہ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے قادیان میں تشریف لے آئے ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن روجھان سے علاج کر کے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور اب قادیان اور اُس کے نواح کے لوگوں کو اپنے طبی تجربوں سے فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت سے لوگوں کی آنکھیں بنائی ہیں۔ اس فن میں خدا کے فضل سے انہیں خوب مہارت حاصل ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ **تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔**

اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اُس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی **قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے**

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی **خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے**

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ ملک کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاویں گے معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف ہے سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ناظرین کرتا ہے۔

نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ روکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر گھر والے کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ ۱۶ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۳ا۔ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ ر

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو بانی کر دیتا ہے۔ اور ریاح جیسے ٹیس چمک پڑکر رگوں یا کہیں کئی سی جگہیں چھونے سے ہوں اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۳ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۱ر محصول ڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور بھوک کم گئی ہو۔ تو اس کو خود

اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔

اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری ۔ مضمونوں کی تیز طراری ۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے ۔ کہ الامان ۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول منگواؤ ۔ پھر آزماؤ ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے ۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے ۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے ۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں ۔ اور ہر قسم کی شکائت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں ۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں ۔ اول نمونہ مفت منگائیے ۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے ۔ قیمت فی بکس عـہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں ۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں ۔ اور معجون طلسمی کھائیں ۔ انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے ۔ قیمت ۶ ماشہ عـہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا ۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا ۔ قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا ۔ قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

بیشک آپ کی طبیعت درست نہ ہو ۔ اس سے کچھ بحث نہیں ۔ کہ کونسی آپ کو شکائت ہے ۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے ۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے ۔ اگر یہ بات نہ ہو ۔ تو آپ رات کو سوتے وقت ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے ۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہو گا ۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا ۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں ۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں ۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث سمجھا جائے گا ۔ کیونکہ قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ۔ جگر کی شکائت ۔ تپ ۔ بدہضمی ۔ پٹھوں کی کمزوری ۔ جسم کی نقاہت ۔ امراض قلب یعنی دل کا دھڑکنا ۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں ۔ ہیجان ۔ صفرا ۔ صفراوی بخار یا دوار یعنی چکرانا ۔ دورہ آنا ۔ مستورات کی بیماریاں ۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے ۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے ۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ۔ اس سے بخوبی

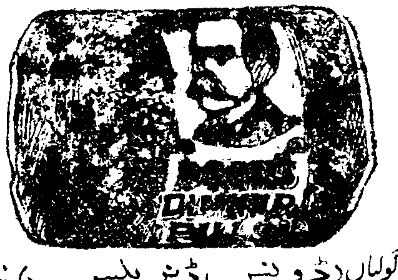

ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں ۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں ۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں ۔ قیمت فی شیشی ۴ر و ۸ر و ۱۲ر ۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں

۱۲ر والی شیشی

ڈون ۔ پی ۔ او ۔ باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے ۔ کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا ۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں ۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں ۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے ۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے ۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے ۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے ۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں ۔ اس سے صاحب ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو ۔ اس کی اسقدر بکری ناممکن ہے ۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے ۔ جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے ۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کیلئے آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے ۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے ۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی بت جدکرہ آپ ہو جاویں ۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں ۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں ۔ سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن اس کی ترقی کرتی ہوئی مانگ ۔ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے ۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے ۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے ۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے ۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے ۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے ۔ یہ وہ مقوی روح ہے ۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے عاجز ہو گئے ہوں ۔ اُن کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے ۔ نامردی ۔ ضعف باہ ۔ ضعف مثانہ ۔ جریان ۔ مرگی ۔ رقت ۔ ضعف اعصاب ۔ ضعف معدہ ۔ ضعف دماغ ۔ ضعف دل ۔ ضعف جگر ۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے جسمانی کمزوری ۔ لاغری ۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے ۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر اُن اعضاء پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے ۔ بزدل کو جواں مرد ۔ جوان مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحبکار بناتا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں ۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے ۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے ۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے ۔ رگوں ۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معز ولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے ۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے ۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے (عیعہ)

یہ دونوں دوائیں **حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر سپرو پرائٹر شفا خانہ حکیم لاہور** سے طلب کرو ۔

ندوہ نمبر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

ندوہ نمبر

جلد ۱۶ نمبر ۱۲ و ۱۳

الحکم

۲۸ مارچ و ۷ اپریل ۱۹۱۲ء

قادیان دارالامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے .. .. .. صہ/

خواص سے .. .. .. عہ/

ہندوستان سے باہر ۶/

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب ۱۲/

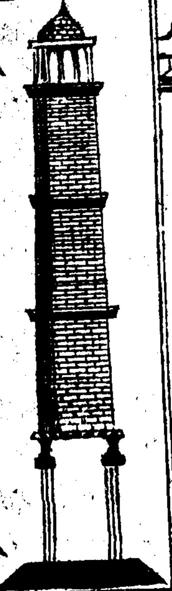

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویا

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویا کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔ اصلی

اور پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے۔ پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں

نوٹ جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ "مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی"

تار کا پتہ:۔ "میڈیسنز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

ندوۃ العلماء کے نام ایک کھلا خط

ندوۃ کا اجلاس جب کلکتہ میں ہوا ہے تو ندوۃ العلماء کے ناظم معین منشی غلام حسین صاحب عارف کی کی طرف سے دعوتی اطلاع آنے پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مایہ ناز اور واجب الاحترام ممبر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ندوہ کے نام ایک خط لکھا تھا جو اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف کا مجموعہ تھا۔ ندوہ پر اس کے بعد دس سال گذرنے پر بھی میں اس خط کے مضامین کو ویسا ہی قابل قدر اور قابل غور یقین کرتا ہوں۔ اس لئے ندوہ کے ممبروں کو اسی خط سے شروع کرتا ہوں۔ اگر ندوۃ العلماء کے ممبر خدا کے لئے خشیت اللہ کو دل میں جگہ دیکر اسپر غور کرینگے۔ تو اس میں ان کے لئے بہت سی مفید باتیں ملینگی۔ ندوۃ العلماء کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا نخواستہ ہمیں ندوہ سے کوئی مخالفت نہیں ہے جو کام ندوہ کرنا چاہتا ہے ہم اسے نہایت ضروری اور اہم سمجھتے ہیں۔ مگر ہماری دانست میں اس کے لئے راہ دوسری ہے۔ اور اس کا ذکر اس خط میں ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امام اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیح جو تڑپ اور درد اسلام اور مسلمانوں کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مولوی شبلی کے ایک عربی مضمون کو مفید سمجھ کر اس میں مالی امداد سے اپنے پرہیز نہیں کیا۔ آپکے سلسلہ کے راجپوتوں کی انجمن نے کچھ روپیہ جمع کیا کہ نو مسلم راجپوتوں میں تبلیغ ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے مدرسۃ الہیات کانپور کے ذریعہ کام کرانے کے لئے روپیہ دیا۔ یونیورسٹی کی تحریک کو مفید سمجھا وہاں روپیہ دینے سے پرہیز نہیں کیا وہ اپنے پہلو میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے ایک درد مند دل رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ کے ماتحت جو جماعت ہے اسکو فطرتاً ان تمام کاموں سے ہمدردی ہو جو اسلام کے لئے ہوں۔ مگر جہاں اصلاح کی ضرورت سمجھتے ہیں یا اظہار حق کی حاجت پاتے ہیں وہاں مجبور ہیں کہ حق کہیں۔

اس لئے ممبران ندوۃ العلماء ٹھنڈے دل سے ہمارے اس پیام کو پڑھیں خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہمیں کسی کی تحقیر یا مخالفت مقصود نہیں صرف حقگوئی ملحوظ خاطر ہے۔ اور اگر حق کی لازمی مرارت سے کوئی بات ناگوار خاطر بھی ہو تو اس کے لئے میں ندوۃ العلماء کے ممبروں سے وسعت حوصلہ کی امید کرتا ہوں

بالآخر۔

من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

ندوۃ العلماء ہو یا خطرناک اخراجات کا بوجھ قوم پر ڈالنے والی ایجوکیشنل کانفرنس یا کوئی انجمن ہو۔ افراد ہوں۔ یا مجموعے ہوں جن لوگوں کو قوم کی ترقی اور اصلاح کی دھن لگی ہوئی ہے اور سچی گدازش اور قوم کی پستی کے احساس نے انہیں بیقرار کر رکھا ہے انہیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کس قوم کی اصلاح کے درپے ہیں۔ اور وہ کونسا تاگا ہے جو اس سے نکل گیا ہے جس سے اس کا شیرازہ وا ہو گیا اور سارا تانا بانا ادھڑ گیا ہے اور یہ قوم کبھی اوج عروج پر تھی۔ تو کن مضبوط چٹانوں پر اس کا پیر جم گیا تھا اور کیا کلید تھی جو اس کے ہاتھ آ گئی تھی جس سے قدرت کے مدتوں کے دفینوں کے قفل کھول لئے تھے اور پھر اس امر میں پاک دل سے غور کرنی چاہیئے کہ آیا اس قوم کے مرض الفلاح میں یورپ کا تعلیمی کورس بالذات کارآمد ہے؟

مسلمان ایک قوم ہیں جن کے لئے سب سے پہلے یہ کوشش کی گئی تھی کہ ابراہیمی قبلہ کو پہچانیں۔ اس کے لئے قوم کے بنانے والے نے عجیب عجیب تدابیر اور کاروائیاں کیں۔ ایک کنکریلے بیابان میں جہاں مختلف رنگوں کے

بہتر تھے اس نے بڑی صاف اور سیدھی سڑک بنانے کا ارادہ کیا۔ تیئیس برس تک اسے مختلف روکوں کے ہٹانے میں لگے۔ ان جلیل القدر رزولیوشنوں کو غور سے پڑھو جو کئی اجلاسوں میں پیش اور پاس ہوتے۔ کسی میں یہ ہے کہ آلہہ باطلہ اٹھا دیئے جائیں یہ انسانی ترقی کی راہ میں روک ہیں اور پیش ہو کر ملاء اعلیٰ کے اتفاق سے پاس ہوا کہ ایک ہستی کی پرستش ہو۔ جو تمام محامد عالیہ اور اسماء حسنیٰ کی جامع اور تمام نقائص اور رذائل اور عیوب سے پاک ہے تمام تعلقات سے بڑھ کر اس سے تعلق پیدا کیا جائے تمام اندرونی اور بیرونی قویٰ اور اعضا حنیفیت کے رنگ میں رنگین ہو کر اس کے حضور میں جھک جائیں کسی رزولیوشن کا مفہوم ہے کہ حرامکاری۔ حرامخواری ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فواحش اور بدعہدی اور غداری اور بغاوت اور چوری اور فساد کی راہیں انسان کو تباہ کرنے والی چیزیں ہیں۔ ان کا انسداد کیا جائے کسی ریزولیوشن کا یہ مقصد ہے کہ نصرانیت نوع کے پانے اور سچی فلاح اور صلاح کے حاصل کرنے میں خطرناک روک ہے اس کا مسئلہ ولد خدا ہونیکا۔ اور اس کا کفارہ اور تثلیث ایسے ہولناک اور چشمہ مفاسد ہیں کہ آسمان جس سے پھٹ جائیں۔ اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر پڑیں۔ اور اس کی تعلیم اور اس کے نتائج تمام نبیوں کی تعلیم اور سماوی ستیبازیوں کی رہزن ہیں اس غول سے راہ صاف کیجائے کسی میں مذکور ہے کہ اس اعتقاد کو کہ خدا انسان سے کلام نہیں کرتا اور اس پر اپنا زندہ نور بخش اور تازہ بتازہ تسلی بخشنے والا کلام نہیں اتارتا۔ انسان کی روح میں اپنے وصال کی فطری تڑپ پیدا کر کے بھی کبھی ایسی عادت نہیں رکھتا کہ اس کے آگے منہ سے نقاب اٹھانے اور انسان آسمان کے نور کی تائید اور خوق العادت کھڑکیوں کے کھلنے کے بغیر اپنی مادی تلاش اور محدود قویٰ سے کرید کرید کر مصنوعات میں آخر صانع کا کھوج لگا لیتا ہے غرض بڑے زور سے یہ رزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ اس ناپاک رہزن کی بیخکنی کیجائے۔ اور کہیں بڑی قوت

اور لوہے زور سے یہ طے ہوتا ہے کہ ابراہیم کے طریق اور ملت کو اختیار کیا جائے اس لئے کہ آغاز عالم سے سارے راستبازوں اور منعم علیہم کی وہی راہ ہے اسی پر اسمعیل۔ اسحاق۔ یعقوب یوسف۔ موسی۔ داؤد۔ سلیمان۔ اور تمام برگزیدہ لوگ چلکر کامیاب ہوئے غرض قوم بنانے کے لئے اور اس کی راہ روکوں کو دور کرنے کے لئے یہ تدبیریں ہیں جو اس جہان کی انجمن کے احکم الحاکمین پریذیڈنٹ کو سوجھیں اور بنی آدم کے سچے خیرخواہ اور کامل مصلح محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ عمل میں آئیں۔

تیرہ برس تک تو بظاہر یہ رزولیوشن تھیوریوں کے رنگ میں اور وزن میں تھے مگر آگے چلکر ایک اور میدان (مدینہ طیبہ) میں اپنر عملدرآمد شروع ہوا۔ باطل معبودوں اور ہاتھوں کی کاریگریوں کے پرستار اور مددگار کاٹ ڈالے گئے۔ ناپاک یہودیت جو ہر ایک تازہ راستی کو بدعت سمجھتی اور اصلاح کے موجدوں اور راستبازی کے ناصروں کی جانی دشمن تھی تباہ کردی گئی اور اصلاح اور ترقی کی نئی بنائی ہوئی سلطنت کے آس پاس سے اس کے منحوس وجود کے خار وخس کو صاف کردیا گیا۔ اور سب سے آخری اور بنائی ہوئی مملکت کے آس پاس سے اس کے منحوس وجود کے خار وخس کو صاف کردیا گیا اور سب سے آخری اور سب سے زیادہ مفید کام جس سے حقیقی ترقیوں اور فلاح کے چشمے بہ نکلے یہ کیا گیا کہ بیت اللہ کو تمام ناراستیوں۔ اور بطلانوں کے ریپریزنٹیٹو (مظاہر ومجالی) سے جو اگرچہ گنتی میں تین سو ساٹھ تھے۔ مگر قیامت تک کے نئے نئے پیدا ہونیوالے جھوٹے مذہبوں اور مشربوں اور سکولوں اور تھیوریوں کے جامع اور جڑ تھے پاک اور خالی کیا گیا

یہ ساری کارروائیاں درحقیقت مبادی تھیں۔ اور انسانی فطرتوں کے طیار کرنے اور ایک بڑے مقصد کے حاصل کرنے کے قابل انھیں بنانے کے لئے ایک بڑے کاری مسہل کے قائم مقام تھیں اس کے بعد وہ قوانین اور قواعد شروع ہوئے جنہوں نے اس کس مپرسی اور متفرق اور امی قوم کو تہذیب اور تمدن اور سیاست کے ثمرات سے برخوردار کیا۔ اور ان تمام عقائد اور ایمانیات کو جو سرالسر اور جذر قلب سے تعلق رکھتے تھے عملی رنگ میں ظاہر کیا پانچ وقت کی نمازوں کی پابندی کرائی گئی جس سے حقوق الٰہی کی پوری علمی اور عملی حفاظت ہوگئی پھر زکوٰۃ کا حکم دیا گیا اور ہر قسم کے صدقات ومبرات کا امر ہوا جن سے حقوق عباد کی رعایت مرعی رکھی گئی۔ اس کونسٹرکشن کے بعد ایک اور ڈسٹرکشن شروع ہوا جو اس پہلے ڈسٹرکشن کسی طرح کم نہ تھا۔ یہ مقابلہ اور مجادلہ تھا ان ڈاکوؤں کے ساتھ جو نظام سوسائٹی کو کسی زمانہ میں آرام اور ضبط سے قائم رہنے نہیں دیتے یعنی میخوری اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ ان دو اخلاقی عیبوں کو صلاحکاری اور تقوے اور طہارت اور امن عامہ کا سخت دشمن سمجھا گیا اس لئے ضروری ہوا کہ اس تازہ قوم کو جو سارے جہان کے لئے قیامت تک نمونہ ٹھہرنے والے تھے ان عیوب سے پاک کیا جائے

ان تمام باتوں میں غور کرنے کے بعد اصول سیاست مدن کے بڑے سے بڑے واقف کو بھی شرح صدر سے اس امر کا سمجھانا ممکن ہے کہ کیونکر ایک شخص اس حیثیت کا جو ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ ایسے وقت اور ایسی قوم میں ایسا کامیاب ہوا کہ جس کامیابی کی نظیر آغاز آفرینش سے اب تک کسی مصلح کی تاریخ اور سوانح میں پائی نہیں جاتی۔ ایک مادی یورپین کسی ایک شاخ علم میں ماہر کیوں نہو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف میں ان حیرت انگیز کارروائیوں اور انقلاب انگیزیوں کو پڑھتا اور پاتا ہے۔ اور اگر مردم خوار متعصب نہو تو فیاضی سے آپ کو بڑا مدبر اور عقلمند اور مصلح قوم مان لیتا ہے اور حقیقت میں اس پر کیا موقوف ہے سپرٹ آف اسلام کا مقربی مصنف اور علی گڈھ سکول کا بانی بھی اس سے زیادہ نہ کہہ سکتا اور نہ سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ خدا کے صاف اور صریح تکلم اور انسانی قویٰ سے بڑھکر اور مخارج وحی اور آواز پر ان کا یقین نہیں۔ مگر حقیقت الامر یہ ہے کہ قوم کے بنانے کے لئے جیسے وہ ننگے مادی وزمینی عقل اور انسانی تدبیریں اور حیلے اور جوڑ توڑ کام نہیں دے سکتے قوانین اور قواعد کا دینا اور بات ہے۔ اور ان پر عملدرآمد کرا دینا اور بات۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ کن مالوف اور معتاد باتوں سے چھوڑایا گیا۔ شراب خوری۔ قمار بازی اور عیاشی اور بیباک اور آزاد زندگی اور ہر قسم کی بدکاری حتیٰ بدنظری جو برسوں سے شیر مادر کی طرح لوگوں کو محبوب ومطلوب تھی ان باتوں سے نہیں روکا گیا۔ اور پانچ نمازوں کی پابندی اور روزوں کی پابندی اور عضو عضو پر تقوے اور عصمت اور طہارت کی قید لگا دی گئی۔ تمام اختلافوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کو جو جنگجو قوموں کا دل پسند شغلہ ہوا کرتی ہیں دور کرنیکا حکم دیگر پرزور الفاظ میں تاکید ہوئی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الخ غرض ان باتوں کو دیکھ کر عقل کرید کرید کر بیکار ہو جاتی ہے اور کبھی حکم نہیں لگا سکتی کہ یہ کام کسی انسان محض کا ہے۔ یعنی یہ کام ایسے انسان سے پورا ہو سکتا ہے جو اپنی سوچ بچار اور جوڑ توڑ اور منصوبوں کے سہارے سے اٹھتا بیٹھتا ہے پاک اور صاف عقل اسبات پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدائے مقتدر کی تائید اور سماوی نصرتوں کے بغیر اتنی بڑی تبدیل اور انقلاب ممکن نہیں۔ ایسی اصلاح اور تبدیل اسی انسان کا کام ہے جو پرلے درجے کی قدسی قوت رکھتا ہو۔ اس کی جان ساری دنیا سے زیادہ مزکی اور مطہر ہو۔ ایک طرف سلاری الائشوں اور کدورتوں اور زنگوں سے خود دنیوی علائق اور آلودگیوں کا لازمی نتیجہ ہیں پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور دائمی اور وفادارانہ پیوند رکھتا ہو اور دوسری طرف مخلوق کے ساتھ ان کی صلاح وفلاح کے لئے بے ریا اور

بیغرض کامل محبّت اور تعلق رکھتا ہو یعنی اُس کی دونوں جہتیں پوری اور درست اور ہر ایک قسم کے رخنہ سے محفوظ ہوں۔ انسان کامل ہو اور اہل زمین کے مصالح اور مفاد سے سچی دلچسپی رکھتا ہو اور آسمانی تعلق اور الٰہی قرب سے کامل حِصّہ رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ آجکل کے خشک الفاظ جو آسمان سے قطع تعلق کرکے زمین کے کیڑے بنگئے اور اپنے ہی منصوبوں پر ہر ایک قسم کی قومی ترقی موقوف سمجھتے ہیں اور ہر امر کے لئے یورپ کا اسوہ اور نمونہ چاہتے ہیں اس بات کو استعجاب یا استخفاف کی نگہ سے دیکھیں مگر بات اسطرح ہے اور عنقریب افصح المؤدین دکھا دیگا کہ حق و حکمت وہی راہ ہے جو پیش کی گئی ہے۔ لیکن یہاں ایک بات بہت تحقیق کے قابل ہے اور فطرت سلیم میں بے اختیار یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لانظیر اطاعت جو قوم نے دکھائی اور اپنے مالوفات کو چھوڑ کر اس راہ کی پوری پیروی کی جو ہادی نے انھیں دکھائی اور مختلف رائوں اور مشربوں کے لوگ اس کی آواز پر ایک ہوگئے اور اپنے ارادوں اور رائوں اور مذہبوں اور مشربوں اور نفسانی جذبات اور اختلافات کو اس کے امر پر قربان کردیا بجز کامل اور زندہ ایمان کے اور ایک جانگداز رعب اور سطوت کے جس کے ساتھ عجیب خوف اور خشیت ملی ہوئی ہو۔ یہ اطاعت ناممکن ہے پس یہ کامل ایمان اور زندہ یقین جس سے ان کی پہلی ہستی اور ہوا پر موت آگئی۔ اور تمام روکیں جو معاصی اور ذنوب سے پیدا ہوتی تھیں خار و خس کی طرح جل گئیں کیونکر اور کس راہ سے انھیں حاصل ہوا۔ اس کے اسباب میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ امام مفترض الطاعت ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دو خصوصیتیں تھیں جن کی تحریک اور تاثیر سے یہ دولت قوم کو ملی

اول پورا اور سچا نمونہ جو تعلیم آپ نے دی اسپر چل کر دکھایا قرآن کریم کے اوامر کی پابندی کامل طرح خود کی اور اس کی نواہی سے اجتناب کیا اس بات نے لازمًا دو عظیم الشان فائدے قوم کو پہنچائے ایک یہ کہ اصحاب کے دلوں میں بہ یقین شرح صدر سے پلایا گیا کہ وہ اوامر اور نواہی ضرور خدا کی طرف سے ہیں اور وہ کلام لاریب قاہر و مقتدر خدا کا کلام ہے جس میں وہ مذکور ہیں اس لئے کہ انسان کے جذبات اور قویٰ کی بناوٹ ایسی بنائی نہیں گئی کہ خود تراشیدہ باتوں اور نفس کے سر جوش کی ایسی کامل پابندی کرے کہ تنہائی گھڑیوں میں اور میدان میں کبھی بھی بال بھر انحراف ان کی بجاآوری سے نہ کرے۔ اور زندگی کے تمام واقعات میں اس امر کا صاف صاف ثبوت دے کہ ان احکام کی تعمیل اور عدم تعمیل کی صورت میں اسے جانگداز خوف اور رُوح افزا امید شامل حال رہتے ہیں اس عاشق عارف اور اس امر کو محسوس کرنے والے صحابی کے یہ اشعار پڑھ لو اور سوچو کہ کس احساس اور اہتزاز نے اس کے مُنہ سے نکلوائے۔ جب اس نے رات کے آخری حِصّہ میں اتفاق سے اپنے محبوب و مولیٰ کو مسجد میں تہجّد پڑھتے دیکھا اور مرسل کو خدا کے احکام کی تعمیل میں سرگرم پایا تو کس جوش سے کہا

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ
اذا انشق معروف من الفجر ساطع
یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ
اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع
اتانا الہدیٰ بعد العمیٰ فقلوبنا
بہ موقنات ان ما قال واقع

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کے اسوہ حسنہ کے اتباع کا فوق العادت جوش ان میں پیدا ہوا۔ درحقیقت اس سے زیادہ موثر کوئی بات نہیں ہوتی کہ بانی اور مصلح کی رفتار اور گفتار میں پوری مطابقت اور مصالحت ہو۔ صحابہ کے چال چلن کا اور اپنے مولیٰ سے لانظیر عشق کا اور اپنے عہد بیعت کے کامل ایفاء کا جو نمونہ ہم دیکھتے ہیں وہ کیوں دوسری قوم میں پایا نہیں جاتا وہ نمونہ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دکھایا۔ چنانچہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ بات بات میں بگڑتے اور اپنے نبی کی مخالفت کرتے تھے۔ اور اکثر کوسنے بھی لگ جاتے تھے۔ اور نہ ہی حضرت مسیح کے شاگردوں نے دکھایا جنھوں نے آخری نازک وقت میں بھی بیوفائی اور غدر کا ثبوت دیا۔ غرض کیا وجہ ہے کہ کسی مرشد کے خدام نے ایسا حیرت انگیز نمونہ کبھی نہیں دکھایا اس کا صاف صاف جواب یہی ہے کہ قرآن کریم کی کامل اخلاقی اور تمدنی اور سیاسی تعلیم پر ہمارے ہادی کامل علیہ السلام نے جیسے خود چلکر اور اُسے اپنی زندگی کی تمام رفتار اور تحریکات کا دستور العمل بنا کر دکھایا۔ اور خدا کیطرف سے آپ کو عمل اور اظہار عمل کے موقعے بھی میسر آگئے ویسے کسی کو بھی بخشے نہیں گئے۔ اور آپکے اخلاق اور اعمال کے تمام مختلف شعبے جو بالقوہ آپ کی پاکذات میں مخفی اور مرکوز تھے مکی اور مدنی دو متضاد اور متخالف زمانوں کی تحریکات کی وجہ سے پوری ظہور میں آگئے اس سے آپ میں قوت قدسی اور عقد ہمت اور تزکیہ اور تطہیر کی طاقت تمام راستبازوں سے زیادہ پیدا ہوگئی۔ جو قوم بنانے کے لئے ایک مصلح میں سب سے زیادہ ضروری شے ہوتی ہے اور اسی نمونہ اور اظہار سے قوم میں سچا خلوص اور وفاداری اور اطاعت پیدا ہوئی۔

دوسری خصوصیت جس سے زندہ ایمان اور منور یقین دلوں میں پیدا ہوا قرآن کریم کا اس صراط مستقیم کو مخصوصًا اختیار کرنا تھا جس کی سخت ضرورت اس کتاب کو تھی جو ابد تک زندہ اور مبارک رہنا تھا اور جو خدا شناسی اور خدا بینی اور گناہ سوزی اور پاک سازی کا ایک ہی ذریعہ تھا وہ تھے مقتدر نشان اور قاہرانہ پیشگوئیاں جو غیب پر مشتمل تھیں جو اپنے اپنے وقتوں پر بڑے جلال اور کمال سے پوری ہوئیں۔ تمام قرآن کریم ان زبردست پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اسوقت محل اور وقت نہیں کہ اس اجمال کی تفصیل کی جائے ان امور پر ہم نے اپنے بہت سے خطبوں اور تقریروں میں بحث کی ہے۔ خداوند حکیم علیم کا زندہ اور آخری کتاب میں اس معجزہ اور خرق عادت کو اختیار کرنا اور دوسرے تمام مادی اور مخلوق کے عمل اور صناعت سے ملتبس اور مشابہ ہوجانیوالے معجزات کو ترک کردینا اس حکمت پر مبنی ہے کہ سچا اور جاودانی علمی معجزہ جو علوم کی گھمسان لڑائی میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ یہی نشان ہیں جو غیبی

اور سیاست میں خوفناک تغیر پیدا ہوا - اور آج یہ حال ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں - اور اب علی گڈھ سکول اور ندوہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کی وہی صورت و شکل بنا دیں جو پہلے تھی مگر خدا کے لئے ان سکولوں کے انصار اور موئدین غور کریں کہ کیا وہ انھیں پگڈنڈیوں پر قدم مار رہے ہیں جنپر اس قوم کے پہلے بانی نے مارا اور اُن کے ہاتھوں میں وہ ذریعے اور ہتھیار ہیں جن کی ترغیب و ترہیب سے قوم کو اُس تعلیم پر مجبور یا مائل کر دیں جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں - یہ تو مسلم بات ہے اور اس کے ثبوت میں دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کی تباہی حد سے نکل گئی ہے - اور اب پھر یہ اُسی آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہوگئے ہیں جس سے ایک مبارک اور مقتدر ہاتھ نے انھیں پہلے چھوڑایا تھا - وہی اختلاف اور وہی نزاعیں اور وہی مفاسد - ہوا بالکل نکل چکی ہے ایمان اور مذہب اور عصبیت جو ایک ہی روح رواں اور سٹیم ان میں تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے - وہی عیاشی اور فسق و فجور - شرابخوری قماربازی - اور کاہلی ان میں آگئی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی عظمت قرآن کی عزت اور خود خدا تعالیٰ کی جبروت اور وقعت دلوں سے اُٹھ گئی ہے - ان باتوں کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے دل سے یا زبان سے بولنے والے سب کے سب وہ عیوب بیان کرتے ہیں جو فی الواقع ہیں اور اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں جو خدا کی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف چلنے سے خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں - ایجوکیشنل کانفرنس نے بڑی کامیابی حاصل کرلی سینکڑوں کو نہیں ہزاروں کو بی - اے - ایم - اے بنا لیا ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنا لیا اور اس کی خواہش اور دلی آرزو کے موافق قوم نیم یورپین بھی بن گئی اس لئے کہ پورے یورپین بن جانے سے تو وہ بھی مایوس ہیں - اور پیر بابا تو سرے سے مدت ہوئی جنازہ بھی پڑھ چکے تھے مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ اُمید کرتے ہیں اور ایسی اُمید کرنے کے وجوہ اُن کے پاس ہیں کہ وہ قوم بنجائینگے - جس کے بنانے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اس کے لئے وہ تدابیر اختیار کی گئیں جو اوپر ذکر ہوچکی ہیں اس قوم کو یا قوموں کو مسلمانوں کے لئے اسوہ قرار دینا اور رات دن ان ہی کی باتوں اور فعلوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے مزین کرنا جس کی نگاہ زمین کی سطح تک محدود و مقصود ہے - اور مادی لذت اور عیش اور بطن اور فرج کی شہوتوں کے دائرہ سے ان کی ہمت باہر نہیں جاتی اور آسمان کی طرف کبھی نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے سراسر غلطی ہے - مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں اور ان مادہ پرست قوموں کی غایت نظر یہ ہے ان ھی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیا وما نحن بمبعوثین ان کی رات دن کی کوشش ان کے صنائع ان کی ملک گیری کے منصوبے اور کارروائیاں سب سے اصل غرض یہی ہے کہ رذیل اور سفلہ خواہشیں پوری ہوں - اگر کچھ لوگ ان میں ایسے بھی ہیں جو ملک گیری اور صنائع کے مشغلوں میں مبتلا لوگوں سے ذرا اونچا قدم اُٹھاتے اور دکھاتے ہیں کہ وہ آسمانی زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ بدقسمتی سے ایک مردہ انسان کی خدائی پر قناعت کئے بیٹھے ہیں بڑا زور دیا جا رہا ہے ہائی ایجوکیشن پر اور کیا کچھ اس کی خاطر کیا جا رہا ہے - بہت خوب اس کی ضرورت سہی اور واقعی ضرورت ہے مگر کیا یہ حق نہیں کہ ایک طرف سے بالکل ذہول ہوگیا ہے یا دانستہ یا اضطراراً پہلوتہی کیا گیا ہے - ان مجلسوں نے سب سے پہلے اس اصل کو ضروری سمجھا ہے اور اسپر ایسا توی ایمان رکھتے ہیں جیسا راستباز خدا کے کلام پر کہ کسی کے ذاتی افعال سے تعرض نہو - شرائع حقہ کی پابندی اور صوم و صلوٰۃ کا التزام فسق و فجور سے اجتناب تقویٰ و طہارت اور تعظیم شعائر اللہ کو اختیار کرنا مجالسوں اور کانفرنسوں میں ان باتوں کا ذکر حرام ہے - جسموں اور قالبوں کا اجتماع ایک مکان میں ہو اور ضرور ہو - روحوں میں خواہ کیسے ہی مختلف درجے اور نوع کے میلان اور جذبات ہوں ایک پاک زناکار ایک ریزولیوشن پاس کرے اور دوسرا آب آتشین سے مست ہوا ہو خواہ اس وقت اس کے منھ سے نجاست کی بدبو آتی ہو اور پاؤں مرکز پر ٹھہر نہ سکتے ہوں اس کی تائید کردے ایک ایسا شخص جو اسلام کی سچائی اور پابندی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو مادی خیال کا آدمی ہو - دھریہ ہو کوئی ہو - نام ہو مسلمانوں کا سا وہ مجلس کا صدر بن جائے - شرط یہ ہے کہ کلب بن کلاب الدنیا ضرور ہو اور جیفۂ دنیا سے اسے کافی حصّہ ملا ہوا ہو - میں پوچھتا ہوں اور ہر خدا ترس حق پرست کے دل میں ضرور یہ سوال پیدا ہونا چاہیے کہ کیا اس قوم کا آغاز اور ابتدا ایسے ہی بانیوں اور مقدسوں - اور موئدوں اور ناصروں سے ہوئی ہے اور کیا یہ طریق صلاح و فلاح کے ہیں جو اب اختیار کئے گئے ہیں اور سب سے ضروری بات جو مدار ہے تمام کامیابیوں کی اتفاق اور وحدت ہے اس کا اب تک کوئی وجود نہیں اور نہ اس کے اشراط و آثار پائے جاتے ہیں ندوۃ العلماء خدا کے لئے غور کرے کہ کیا اس کا پانوں بھی اُن ہی آثار پر پڑا ہے جو ایجوکیشنل کانفرنس یا علی گڑھ سکول کے رہروؤں میں پڑ لگا گئے ہیں یا اس بزرگ انجمن نے کوئی اور راہ اختیار کی ہے اور اگر کوئی اور راہ ہے تو وہ کیا ہے - میں ان کو اور تمام سچے مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں اس اعلان کے مقصد سوم و چہارم و پنجم و ششم کی طرف جو ندوۃ العلماء کی طرف سے ۱۲ نومبر ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا - مقصد سوم ندوہ کی عبارت یہ ہے " اخلاق نبوی کی کامل تعلیم و تربیت کی جائے جس سے ہمارے اطوار اور چال چلن درست ہوں - آپس کی پھوٹ کیجگہ قوت متفقہ سے کام لیا جائے "

(۴) فروعی اور جزئی اختلاف جس نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم عمارت کی جڑ کھوکھلی کر دی مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے " (۵) احقاق حق اور ابطال باطل نہایت نرمی اور سہولت سے کیا جائے فتنہ و فساد کی نوبت نہ آئے "

(۶) " وہ خطہ جہاں اسلام کا نور دھندلکے میں پڑا ہوا ہے اور جہاں اسلام کی حقیقت اور حقانیت سے لوگوں کے دماغ ابتک منور نہیں ہوئے وہاں دکھایا جائے کہ اسلام کیا ہے اور اس کے فیوض و برکات کیا ہیں " کیا یہ

مقتدرانہ پیشگوئیوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں
علوم وفنون کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کا زمانہ اس سے
بہتر کوئی فوق العادت چیز نہیں پاسکتا کہ جس کے
آگے سرتسلیم خم کردے۔ انجیل کیوں ایک تنکے کی طرح
علوم جدیدہ کی رو کے آگے بہ نکلی اور اس کا سارا شیرازہ
کھلگیا۔ اور کیوں ہندوؤں کا مذہب آج بازیچۂ طفلاں
بن گیا۔ اسی لئے کہ اس اول الذکر کتاب نے ایسے معجزات
پر اپنے صدق کا مدار کھا۔ جس سے بڑھکر آج یورپ
دکھا رہا ہے۔ اور وہ مادی سطح اور انسانی وسعت کے
دائرہ سے اوپر اور باہر نہیں اور ہندو مذہب کا سارا
دارومدار افسانوں اور کھیلوں پر ہے جو علم اور فضل کی
روشنی کے مقابل پاش پاش ہوجاتے ہیں اقتداری
پیشگوئیاں جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہوتی ہیں حقیقی
معجزات ہیں جن کی مثل لانے پر بشر محض کبھی قادر نہیں
ہوسکتا اور دوسرا کوئی ذریعہ اسپر حجاب جہاں میں نہیں
جس سے خدا کی ہستی اور کامل صفات پر ایمان آسکے
خدا تعالیٰ کا کامل تصرف اور تدبیر اور تغلیب اور ذرات
کائنات کو اپنی مشیت اور ارادہ کے موافق تصریف
اور تصرف میں رکھنا اور اس کا صفت تکلم اور سمع اور
بصر اور بندوں کے ساتھ تعلق کی صفت سے موصوف
ہونا۔ غرض خدا تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کبھی
حاصل نہیں ہوسکتا۔ جب تک اقتداری پیشگوئیاں
سامنے نہ کی جائیں اور پھر وقتوں پر حسب مصالح
الٰہیہ پوری ہوں گناہ سوز فطرت جو حرامکاریوں اور
بیباکیوں اور گستاخیوں اور رندیوں اور قلاشیوں اور
عیاشیوں اور اباحتی چالوں کی زندگی پر موت وارد
کردے کبھی حاصل نہیں ہوسکتی جب تک خدا کی
غیرت پر اور اس کی حرامکاریوں کو بھسم کردینے والی
آگ پر سچا ایمان ہو اور دل بول اٹھے کہ وہ زندہ اور
غیور خدا ہے اور اس کا غضب مجرموں اور عاصیوں
کے حق میں تیز دودھاری تلوار ہے اور یہ ایمان مل
نہیں سکتا جب تک اس وجود اور قائم اور قیوم اور حی
مقتدر ہونے کا یقین نہ آجائے اور اس کے لئے

وہی ذریعہ اقتداری پیشگوئی ہے۔ توریت نے بھی یہی
نشان بتایا تھا کہ سچا نبی وہ ہوگا جس کے منہ کی باتیں
سچی نکلینگی اور قرآن حکیم نے حقیقت کا مدار بالکل
ان ہی آیات پر رکھا ہے۔

غرض نفسوں اور خواہشوں کے خلاف ایک
تعلیم کا منوا دینا اور اسپر عمل کرا دینا اور ہزاروں
ناپاک عیبوں اور رہزنوں اور کیسہ بروں کا راہ سے
صاف کردینا۔ آسان بات نہیں۔ کیسی صاف بات
ہے کہ اصل مقصود تو خدا کی کتاب کا وہ اخلاقی
تعلیم تھی جسپر انسان کی صلاح وفلاح کا دارومدار ہی
پھر غیب کی قادرانہ پیشگوئیاں کرنا اور اپنے
مخالفوں کی ہلاکت اور اپنی نصرت کی ہمیشہ خبر دینا
اور اپنی چال اور اسپر ضروری نصرت اور تائید
آسمانی کے مترتب ہونے کی شہادت کے دوسرے
منعم علیہم گروہ یعنی نبیوں کی سیرت اور کامیابی کو پیش
کرنا جیسا کہ کتاب اللّٰہ ان واقعات سے بھری ہوئی
ہے اس کا مطلب کیا ہے بات یہی ہے کہ انسان
کی فطرت بغیر انذار اور تبشیر کے کسی کام کے کرنے
یا اس سے ہٹنے کیطرف مائل نہیں ہوسکتی یہ ایک
ایسا تقاضا ہے جو خالق فطرت نے انسان کی
جبلت میں رکھدیا ہے۔ اسی غرض کے پورا کرنے
کے لئے بہت زیادہ حصہ خدا کی حکیم کتاب کا
منصور و موئد نبیوں کے قصص اور مقتدرانہ پیش
گوئیوں سے بھرا ہوا ہے جن سطحی خیال کے فیلسوفوں
نے پہلے زمانوں میں اور ان کی کورانہ تقلید سے
حال کے لوگوں نے معجزات سے انکار کیا ہے
انھوں نے خدا کے کلام کے اس پر حکمت نظام
میں غور نہیں کی اور سخت نادانی اور دلیری سے
کہدیا کہ قرآن کریم میں نہ تو کوئی معجزہ ہے اور
نہ کوئی غیب کی پیشگوئی ہے اور زیادہ تر افسوس
کی یہ بات ہے کہ وہ اگلی مردہ اور بے برکت کتابوں
میں اور قرآن میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں بتا سکے۔
مجرد تعلیم پر تو وہ ناز نہیں کرسکتے تھے اس لئے کہ

وہ خوب جانتے تھے کہ اخلاقی تعلیم کے متفرق اجزا اِلا
معاوم قدامت کے صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ انسان کی
سطح سے بالاتر ہونے اور آسمانی ہونے کے ایک
ہی قطعی دلیل تھی اقتداری پیشگوئی جو علوم غیب پر
مشتمل ہو اس کا انھوں نے انکار کردیا ایک ظالم نے
یہانتک لکھدیا کہ الم غلبت الروم فی ادنی
الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔
فی بضع سنین
میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
پارسی اور رومی طاقتوں کی قوت کا اندازہ کرکے پولیٹکل
کیسی اٹکل سے بات کہدی۔ کاش وہ ستمگر قرآن کریم
کے الفاظ میں غور کرتا تو اس کی سمجھ میں یہ بات بہت
جلد آجاتی کہ خدا کا کلام اس کی پست اور سفلی اٹکل سے
بالاتر ہے۔ اور اس نے یومئذ یفرح المومنون
بنصر اللّٰہ سے اس پیشگوئی کو دوہری پیشگوئی کرکے
دکھانا چاہا ہے کہ یہ پیشگوئی غلبہ روم کی فارس پر انسانی
اٹکل نہیں بلکہ خدائے غیب داں مقتدر کے منہ
کی بات ہے۔ اس لئے کہ جہاں یہ فرمایا کہ رومی غالب
آئینگے معاً فرمایا کہ اسی تاریخ کو بیکس مظلوم مسلمان
ظالم قریش پر منظفر و منصور ہوکر خوش وخرم ہونگے۔
(اس پر دیکھو ہمارا مضمون قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی
حقیقت پر الحکم نمبر ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں) غرض یہی
سچے معجزات ہیں جن پر عقل کا سائنس کا اور قانون
قدرت کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ اور یہی
ذریعے ہیں جن کی شوکت اور اقتدار کی عظمت کے
مقابل خم ہوکر انسان گناہوں کی ناپاک زندگی سے
نکل سکتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان کی پاک زندگی
کے زیور سے آراستہ ہوسکتا ہے
حاصل کلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تدریجی
تعلیم سے اور ان مقتدر ہتھیاروں کے استعمال سے
ایک قوم بنائی جو تین صدیوں تک صراط مستقیم پر رہی
رہی۔ اور آخر قانون قدرت کے مقتضی سے طبعی طور
پر انقلاب آیا پہلے مذہب اور اخلاق میں پھر لازماً حکومت

اور پاس کرنے کے وقت ان کی ضمیروں نے یقین دلایا کہ یہ مبارک تجویز ہے۔ اور ضرور عمل میں آجائیگی اور اس تاریکی کے وقت میں یہ تجویز نور کا کام دیگی پھر اس پیچدار بات کا مطلب سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ جزئی فروعی اختلافات کا مذکور ہی درمیان نہ آنے پائے۔ مگر یہ ناممکن ہے اور ابد تک ناممکن ہے۔ پھر کیا ندوہ یقین کرتا ہے کہ ایک عالم یا عالموں کے اپنے منصوبے اور جوڑ توڑ ایسے تتر بتر ہو چکے ہوئے گلہ کو ایک میدان میں ایک عصا کے نیچے فراہم کرینگے اور کیا کوئی اس کی نظیر ہے اسلام اور مسلمانان کی تاریخ میں بجز اس مبارک قرن کے جس میں لامعلوم زمانوں کے مختلف الآرا دشمن جانی دوست بنگئے۔ اگر واقعی یہ احساس ندوہ کے دردمند دل کو ہوا ہے کہ اس اختلاف سے اسلام کی جڑ کھوکھلی ہو گئی ہے۔ اس کے علاج اور تدارک مافات کے لئے سچی اور حقیقی راہ پر قدم مارنے کی فکر کرے اور اگر علی گڑھ کے کانفرنس کی طرح رزولوشن بازی ہی مقصود ہے تو وہ جلسے اور اس کا کام پانچواں مقصد بھی میں نہیں سمجھ سکتا۔ جذبات کے مغلوب اور پُرجوش لوگ کیوں کر اس کام سے عہدہ برآ سکتے ہیں۔ اس مقصد کا اور چھٹے مقصد کا انجام اور مطلب ایک ہی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے

ہیں اور کن ذریعوں سے ہو سکتا ہے ندوہ نے بیان نہیں کئے اور ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ان مشکلات پر کبھی غور بھی نہ کی ہوگی۔ جو اس راہ میں راستبازوں کو پیش آتی ہیں۔ آج وہ کون حق ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ کونسا باطل ہے جس کو تباہ و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے بڑا اور اعلیٰ حق یہی ہے کہ خدا کی صفات کاملہ میں کسی مخلوق کو شریک نہ سمجھا جائے۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدا کے بعد تمام مخلوقات سے برتر مانا جاوے لا انتہا مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کو ابدی زندہ اور محیی اور ممیت اور شافی اور غیب داں خدا تعالیٰ کی طرح مان رکھا ہے اور یوں اس کی الوہیت کو تسلیم کر کے نصرانیوں کے شرک عظیم کی مدد کر رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت اور تذلیل کی جاتی ہے کہ وہ مردہ زیر زمین مدفون ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں یہ کاری حربہ خود مسلمانوں نے دیا ہے جس سے عیسائی خود اُن کو ذبح کر رہے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے لاہور کے بشپ بہادر نے اپنے ایک لیکچر میں جسکے سامعین میں سینکڑوں مسلمان تھے مسلمانوں پر خود ان کے اس مسئلہ سے حجت ملزمہ قائم کی اور کہا کہ ایک مٹی میں مل گئے ہوئے انسان میں اور آسمان پر بیٹھے ہوئے وجود میں کوئی فرق بھی تو ہے! اور آخر اس سے مسیح کی الوہیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر استدلال کیا اور اس اعتقاد کے رکھنے والوں میں سے ایک نے بھی اُٹھ کر اس کے دانت نہ توڑے۔ اور مسیح کی عزت اور رسول کامل خاتم النبیین کی ذلت کو شیر مادر کی طرح پی گئے۔ ہاں تو کیا ندوہ طیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے اور بڑا باطل اس وقت حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد ہے جس سے کروڑوں آدمیوں نے انھیں خدا بنا رکھا ہے۔ اور اس اعتقاد کی اشاعت میں حد سے زیادہ جوش اس انسان کی پرستار قوم کے دل میں ڈالا گیا

ہے سب سے بڑا فتنہ جس کی نسبت قرآن نے کپکپا دینے والے الفاظ میں خبر دی کہ تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا۔ اور بڑا بھاری مفسدہ جس نے پاکیزگیوں اور راستیوں یا یوں کہو کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی کر دی ہے فتنہ عیسیٰ پرستی کا ہے اور اس کی جڑ ہے عیسیٰ کی زندگی یعنی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ جانا اس کا مان لینا اس کی جڑ کاٹنا اسلام کو سرسبز کرنا اور مسیح کو مردہ ثابت کرنا اسلام میں روح پھونکنا ہے۔ یا ندوہ ناواقف نہیں یا کم سے کم کوئی ایک فرد اس کا تو ضرور واقف ہوگا کہ چھ کروڑ سے زیادہ رسالے اور کتابیں عیسیٰ پرست یا مردہ پرست قوم نے اسلام اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل و تسفیق میں لکھی ہیں اور یہ دجل اور رشید خبیث کنواریوں کے خدروں تک میں داخل ہو گیا ہے اور ایک آشوب رستخیز اس سے برپا ہو گیا ہے۔ کیا ندوہ اس باطل کے زہریلے سانپ کا سر کچلنے کو طیار ہے۔ پھر بہت عظیم الشان حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں کوئی نقص اور عیب روا رکھا نہ جائے اس کی پاکذات کی نسبت اعتقاد رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ سے متکلم اور مدبر بالارادہ متصرف اور سمیع و بصیر ہے۔ اس کی صفت تکلم پر کسی زمانہ میں مہر نہیں لگ سکتی۔ اس لئے کہ یہ اس کی شان میں منقصت کو روا رکھنا ہے۔ اس لئے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا میں صاف ارشاد فرمایا ہے کہ منعم علیہم جماعت کے تمام کمالات کے دروازے سدا کھلے رہینگے۔ اور تاکید فرمائی ہے کہ سب مسلمان یہ دعا مانگا کریں اور بڑا انعام اس کا وہ فیوض اور برکات ہیں جن کا نام ہے مکاشفات اور وحی اور رویائے صادقہ اور یہی ورثہ ہے ان لوگوں کی جن پر انعام کیا گیا۔ اس لئے کہ اس انعام کے بغیر وہ یقین اور زندہ ایمان مل نہیں سکتا جو گناہ کے پُرزور جذبات پر انسان کو غالب کر دے۔ اور اگر ایک طرف تو ان

میں ناظران ندوہ کو متوجہ کرتا ہوں مسٹر شاہدین بیرسٹر ایٹ لا (حال جج چیف کورٹ لاہور) کے اس لیکچر کی طرف جو آپ نے علیگڑہ کالج کے بانی کے عرس پر لاہور میں دیا اور جسے مختصراً سول ملٹری گزٹ نے ۱۹ جولائی ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں چھاپا ہے اس بیرسٹر کو مسلمانوں کی ذریت کا تربیت کنندہ اور قابل فخر نمونہ کہا گیا ہے اس آزادی کو ایجوکیشنل کانفرنس نے بھی اپنی اعلیٰ پاک مسند پر جگہ دی اور سرفراز کیا خدا کا خدا کے برگزیدہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام اخیار اور ابرار امت کا اور بالآخر دین حق کی عزت کا واسطہ دیکر میں ندوہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس لیکچر کو پڑھیں اور غور کریں کہ کیا اسلام کی عزت اور نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھوئی ہوئی عزت ان لیکچراروں اور قوم کے ماہیوں سے پھر بحال ہوگی۔ اور کیا ندوہ اس لیکچرار کے فعل اور قول سے متفق ہے۔ اور اگر مخالف ہے تو اس کا اثر قوم کی نئی ذریت کے دلوں سے مٹانے کے لئے اس نے کیا انتظام کیا ہے اور کیا اس اجلاس میں اسپر نوٹس لیا گیا ہے۔ اگر ایسے کام بینا ہے تو پھر وہ جا سکتا

باتیں اور یہ مقاصد سرسبز ہو سکتے ہیں۔ ان تجویزوں سے اور ان خود تراشیدہ منصوبوں سے جو اختیار کئے گئے ہیں اخلاق نبوی کس ذریعہ اور اسوہ سے سکھائے جائیں۔ کون مزکی اور مطہر اور صاحب قوت قدسیہ اور صاحب نشان دکھلا رہا ہے جو ان اخلاق کو سکھلائے۔ کیا ممکن ہے کہ ان اخلاق سے متخلق ہونے بغیر اور ان صفات کاملہ حسنہ سے متصف ہوئے بدون کوئی دوسروں کے تزکیہ اور تعلیم کا متکفل ہو سکے۔ اخلاق میں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم بننے کے لئے ضروری اور بنیادی پتھر تھے اور جیسا ہم بیان کر چکے ہیں آپ کو علمی اور عملی رنگ میں خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے جو اس جہان کے انتظام اور اصلاح کے لئے ضروری اور دوسرے عالم کی طیاری اور ہدایت کے حاصل کرنے کے لئے موزوں اور مناسب تھے۔ بڑا سوال یہ ہے کہ ندوہ کس کو پاک کس کو پیش کرتا ہے جو محمدیت کے بروز اور مظہر ہونے کا مدعی ہے اور اگر یہ اصلاح کرن معلوم ہو تو یوں سہی کہ آپ کا سچا خلیفہ کونسا ہے جسے پیش نظر رکھ کر ندوہ کو امید دلائی گئی ہے کہ وہ مقصد اس سے حاصل ہو جائیگا۔ فرعی اور جزئی اختلافات اور جھگڑے نہیں مٹائے جائیں گے کیونکر اور کس ذریعہ سے یا کس کے ذریعہ سے کیا کوئی ایسی [illegible] سب گھر دل کش آواز کھتا ہے جو قوم کے خطرناک جھگڑوں میں بہت جلد [illegible] الی [illegible] وا تا قیامت اور ان آوازوں کے سنتے ہی سب جوش سرد پڑ جائیں اور تلواریں میانوں میں کر لی جائیں۔ اور منافرت اور مباغضت معانقہ اور مصافحہ سے بدل جائے۔ عادت اللہ نے دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعت اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑا جسنے کبھی ہزاروں خاندانوں کو راکھ کر ڈالا تھا۔ اور اب پھر ہماری قوم کے خرمن میں لگ رہی ہے۔ بہتوں سنے منہ کی پھونکوں سے اور بعضوں نے آستینوں سے اس آگ کو بجھانا چاہا۔ مگر خدا کا قانون قدرت کسی کے لئے کیونکر بدلجاتا۔ وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اس پر نہ پڑتا جس کی فطرت آتش کے لئے بنائی گئی ہے اور جس کے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا اور فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

یاد رکھو اگر آج زہر وہی پھیلی ہوئی ہے اگر وہی مفاسد اور عیوب قوم میں پیدا ہو گئے ہیں جو اس وقت تھے جبکہ پاک اور مقدس ہادی (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوا تو آج بھی پھر اسی کے دوبارہ آنے کی ضرورت ہے، جو اس وقت اصلاح قوم کے لئے قائم ہوا اور جس نے اپنی عملی کامیابی پر مہر لگا دی۔ عجیب بات ہے اور ہمارے علماء پر اور بھی تعجب ہے کہ وہ کیوں اس سہل بات کو نہیں سوچتے کہ اتنا تو تسلیم کر چکے ہیں کہ اس جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح انسانوں کے ڈھیر بھرے ہوئے ہیں مگر روح نہیں۔ خدا تعالیٰ پر وہ ایمان نہیں وہ راستی اور تقویٰ و طہارت نہیں وہ شریعت حقہ کی پابندی نہیں۔ بیباکی اباحت۔ دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر وبا ہو رہا ہے پھر باوجود اس بات کے تسلیم کرنے کے اور مرض کے تشخص ہو جانے کے الٹا علاج کیوں کیا جاتا ہے۔ کیوں اسی پہلے نسخہ کی طرف توجہ نہیں کیجاتی٭

اور اگر یہ مقصود ہے اس اختلاف کے مٹانے سے کہ سب لوگ نفاق اور مداہنہ سے زندگی بسر کریں اور عقائد اور ایمانیات کی عصبیت اور جوش کی گردن مار دیں۔ ایک محمود آباد کا راجہ سینہ میں خدا کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش لیکر ندوہ کا پریزیڈنٹ ہو اور وہاں ان قدوسیوں کے ذکر سے زبان آشنا نہ ہو تو کامیابی معلوم بڑی غلطی ہے یورپ کی نظیر کو پیش کرنا ان لوگوں کا معاملہ اور ہے اور تمہارا معاملہ جن کو روشن کتاب اور باہرہ حجت دی گئی اور ہے تم اس کتاب کے اصول کو قائم کرنے اور نبی کریم کی سچی عزت کو بحال کرنے کے بغیر کبھی سرسبز نہ ہو سکو گے۔ ان پہلوؤں اور تقالیوں سے یقیناً خدا کا غضب بھڑکیگا۔ سب سے پہلے مداہنہ کی تدبیر پر عمل کرنیکا میلان اس شخص میں پیدا ہونا چاہیئے تھا اور تمہارے عملی زعم کے موافق سے ضروری تھا جسکو غیور خدا نے کہا ودوا لو تدہن فیدہنون

میں ندوہ کے اس عالمانہ فقرہ کا مطلب سمجھ نہیں سکا کہ فرعی اور جزئی اختلاف کو مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے۔ مسلمانوں کے عقائد اور مذہب اور ایمان کی دلوں میں بچی ہوئی باتوں پر کچھ اچھا جائے اور پھر ایک قوم بن جائیں اور اشتعال میں نہ آئیں یا منت سماجت کر کے اور ہاتھ جوڑ کے ہر ایک مذہب اور مشرب کو کہہ دیا جائے کہ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔ وہ کونسے الفاظ ہیں اور مہذب الفاظ جینسے مثلاً منکران خلفاء راشدین کو سمجھایا جائیگا کہ تمہاری راہ درست نہیں اور تم خدا کے فعل اور قول کا اختلاف کرتے ہو۔ جبکہ وعدہ استخلاف سے جو خدا کا قول ہے اور حضرت صدیق کو خلیفہ بلا فصل بنا دینے سے جو خدا کا فعل ہے منہ پھیرتے ہو یا فریق ثانی کو کہا جائیگا کہ امامت بلا فصل لاریب حق حضرت علی کا تھا۔ مگر وہ ناتواں تھے بیکس تھے۔ ناچار ان کا حق غصب کیا گیا اور ایسا ہی مقلدوں اور غیر مقلدوں کے نزاع کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اور وہ کونسے مہذب الفاظ ہیں جن کی وساطت سے بڑی ملامت اور ملاطفت کے ساتھ ایک خوفناک سکول کی پیرو یا مداح ذریت کو کہا جائیگا کہ نمازوں کی پابندی ضروری شے ہے۔ اور روزے خدا تعالیٰ کا فرض ہیں انسان مسلم پر اور سچی طہارت اور تقویٰ اور خشیت اور انابت ایک مسلمان کا تمغہ ہیں۔ یہ اباحتی اور بے قید زندگی جو تم نے اختیار کر رکھی ہے اور صورت و سیرت سنت حقہ محمدیہ کے خلاف بنا رکھی ہے یہ مناسب نہیں۔ میں باادب ندوہ کے محترم علماء سے پوچھتا ہوں کہ وہ اسلوب اور منہاج تو از راہ کرم بیان فرمائیں جن سے وہ فرعی اور جزئی اختلافات کو مٹائینگے۔ کیا اس لفظی تجویز کو پیش کرنے

٭ نوٹ ملاحظہ صفحہ ۸ کالم اول کے آخر حصہ میں۔

فیض پر مہر لگ چکی تھی اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات اس حد تک پہنچ کر ساکن ہو گئیں تھیں تو پھر یہ دعا نعوذ باللہ ایک دھوکا اور جھوٹے دل خوش کن الفاظ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اور یہ منقصت ہے صفات باری تعالیٰ میں۔ اور یہ اعتقاد کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ آپ کے تمام فیوض اور برکات بھی منقطع ہو گئیں اور آئندہ کے لئے نعوذ باللہ دوسرے لوگوں اور مذہبوں کی طرح آپ کی نبوت بھی مر گئی اور آپ کی صفات عالیہ اور برکات اسنی کی قائم مقامی یا مظہر دیدوری کی راہ بالکل مسدود ہو گئی اس دعا اھدنا الصراط المستقیم کی تکذیب ہوگی اور خدا تعالیٰ کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی اور خدا تعالیٰ کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی اور بڑا بھاری حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ واقعی خارج میں ایک ثابت ہے جسے خدا نے ایمانیات میں داخل کیا ہے۔ اور جبرئیل علیہ السلام ملکاً نانی ایک قوت قوائے انسانی میں سے نہیں۔ بلکہ ایک جدا مخلوق ہے اور قانون قدرت کے موافق خدا کے یہ وسائط ہیں اور یہ وسائط ایسے ہی ہیں جیسے جسمانی عالم میں خدا کے فیوض اور نفحات کے پہنچانے کے لئے قوائے طبعی مثلاً چاند سورج ستارے اور دیگر مادی اشیاء وسائط ہیں اور یہ وسائط خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ اور توحید کی شان پر کوئی زد اور حملہ نہیں۔ اور بڑا حق یہ ہے کہ دعا حق ہے۔ اور ایک سبب قوی ہے منجملہ ان اسباب کے جو مقاصد مطالب کے برلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے حسب قانون قدرت بنائے ہوئے ہیں۔ اور دعا لاریب ایک علت قویہ ہے معلومات کے لئے اور بقول ایک سطحی خیال کے ذہنی آدمی کے نری خوش کن خشک عبادت نہیں۔ اور مثلاً بڑا حق یہ ہے کہ خدا کے رسولوں اور ماموروں اور مبعوثوں کے صدق کے بڑے بھاری نشان اور علامت معجزات اور خوارق آیات ہیں۔ اور وہ ہیں اقتداری پیشگوئیاں جو علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور سب ان کے خدا کا مخفی اور نہاں در نہاں چہرہ اس جہان میں کبھی نظر نہیں آسکتا۔ کیا ندوہ تیار ہے کہ ان حقوں کا احقاق کرے۔ اور ان کے مبطلوں کا سر کچلے۔ بہت خوب اگر ایسے بھاری کام کا بیڑا ندوہ نے اٹھایا ہے تو خدا مبارک کرے مگر افسوس اب تک تو ندوہ کی رفتار اس راہ پر نظر نہیں آئی۔ جو احقاق حق اور ابطال باطل کی ایک ہی مستقیم راہ ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا دکھا کر احقاق حق اور ابطال باطل کرینگے اور ان خطوں میں جہاں تک اسلام کا [illegible] نہیں گیا کونسی فضیلت اسلام کی اور دوسرے مذاہب باطلہ اور اس میں مابہ الامتیاز پیش کرینگے۔ تمام مذاہب باطلہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے مذاہب اور مذاہب کے انصار و خدام اقتداری نشان دکھانے سے قاصر ہیں اور وہ اسی یقین کو شائع کرتے ہیں کہ خوارق عادت کا وجود پچھلے زمانوں کے لئے تھا۔ اب نہ کوئی اس کی ضرورت ہے اور نہ کسی میں قدرت ہے۔ اور اس وقت تمام مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کمالات نبوت سب ختم ہو گئے اب نہ تو غیب کے حقائق پر مشتمل اقتداری پیشگوئی کوئی کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی راہ مفتوح ہے۔ خدا کی صفت کلام اور وحی اور الہام پر مہر لگ چکی ہے ایک نیچری پیرمرد جیسے اس حقیقت حقہ سے منکر ہے جو کہتا ہے کہ کمالات نبوت میں کسی کو سچا جانشین جاننا شرک فی النبوت ہے۔ اور درحقیقت نبوت کو خشک بے اثر اور متعدی اور مردہ مان کر شرک عظیم کا مرتکب ہو چکا ہے۔ اور اپنی تحریروں میں مجنوں اور نبی کے تخیلات میں کوئی واضح فارق اور عملی امتیاز نہ دکھا سکنے سے اس بات کا مجرم ٹھہر گیا ہے کہ نبی کو فوق عادت پائے کا انسان ثابت نہیں کر سکا۔ ویسے ہی اہل حدیث اور دیگر مسلمان قولاً یا عملاً اس کے منکر ہیں اور بڑے جوش سے اقرار کرتے ہیں کہ خلافت محمدیہ یا بروز محمدی یا یا زندہ نبوت بے معنی اور بے ضرورت باتیں ہیں۔

دوسرے مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ بھی اپنے مذہب کی صداقت اور حقیقت کے لئے دلائل دیتے اور ہزاروں صفحے سیاہ کرتے ہیں اور تقریروں میں بھی ان کی زبانیں تھکنے میں نہیں آتیں اسی طرح مسلمان بھی لفظی دلائل اور مباحثات پر اکتفا کرنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں دیکھتے۔ اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں اور ان مذاہب میں مابہ الامتیاز کیا ہے جیسے بے فیض اور خشک اور بے برکت وہ مذاہب باطلہ ہیں ویسا ہی اس رنگ میں اسلام ہوا۔ ایک ہی مابہ الامتیاز تھا یعنی زندہ خدا کا نشان جس کے دکھانے کی توفیق باطل کے پرستار ہاتھوں کو کبھی نہیں دی گئی اور نہ دی جائیگی۔ جیسا کہ خدا کی پر حکمت کتاب فرماتی ہے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سو اس کے وجود سے تمام بے برکت اور استخواں پرست قوموں کی طرح منکر ان ندوہ اور دیگر مسلمان بھی منکر ہیں جبکہ یہ حال ہے تو اب میں ندوہ سے بادب عرض کرتا ہوں کہ آپ یورپ میں سید احمد خاں والا اسلام پیش کرینگے جس میں خدا کو محض بیکار اور عضو معطل دکھایا گیا ہے۔ وحی سے انکار۔ دعا سے انکار۔ ملائکۃ اللہ سے انکار اور خدا کی پیشگوئیوں اور خوارق عادات سے انکار ہے اور قرآن کریم کو ایک روکھی اور پھیکی کتاب ثابت کیا گیا ہے۔ یا کیا آپ اہل حدیث والا اسلام پیش کرینگے جیسا کہ اہل حدیث کے ایک ایڈوکیٹ نے لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں کہا اور افسوس سے اعتراف کیا کہ اب اسلام میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کوئی مقتدرانہ نشان دکھا سکے اور خرق عادات امور اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ اس طرح اس نے اسلام کو پورا بے برکت اور بے اثر ثابت کیا یا آپ ان سجادہ نشینوں اور فقرا اور صوفیوں کا اسلام پیش کرینگے جنہوں نے باوجود اقرار کرنے ختم نبوت کے ہزاروں نبوتیں تراش لی ہوئی ہیں۔ اور خاتم النبیین کی سنت ثابتہ صحیحہ کو چھوڑ کر انا

انتقاد بدعات کے بتوں کو سجدہ کر رہے ہیں پھر میں باادب پوچھتا ہوں کہ ازراہ کرم اتنا تو فرمائیں کہ وہ کونسا مابہ الامتیاز نور آپ کے پاس ہے جسے لیکر آپ ان خطوں میں جائینگے جہاں ابتک اسلام کا نور نہیں پہنچا - اور لوگ شناخت کرلینگے کہ آپ بلاریب ایک صادق اور زندہ اور بابرکت مذہب لائے ہیں اور یقین کرلینگے کہ ان کے مذاہب اس کے مقابل مردہ اور الہیٰ شے ہیں کیا آپ حنفی مذہب کی اشاعت کرینگے یا مالکی کی۔ شافعی کی یا حنبلی کی - پھر یہ بھی لازم ہوگا کہ معاً چشتی مشرب کی تائید ہو یا نقشبندی کی یا قادری کی یا اور دیگر مشربوں کی - پھر یا سُنیوں کے یہ مجموعے ساتھ لے جائینگے یا شیعوں کے قصص و روایات کے مولفات - غرض اس قدر اختلافات میں آپ میں کس فرد یا قوم نے کوئی روشن فیصلہ کی راہ طیار کی ہے - جسے بغرض نو مسلموں کے آگے پیش کرینگے - اور اگر ندوہ کے پاس ہنوز تاریک اور بے مغز لفظ ہی ہیں اور تحیر کے درطہ میں غوطے کھا رہے ہیں تو کیا وہ ایک صادق اور حقیقی رہبر کی آواز سننے کے لئے تیار ہیں جو خدا کی طرف سے حکم اور مامور ہو کر ان اختلافات کی نار سے بچانا اور قرآن کریم کا وہی پہلا حبل متین ہاتھ میں دیتا اور ایک قوم بناتا ہے ندوہ کو معلوم ہوگا کہ آج کل امریکہ میں ایک شخص جان الگزینڈر ڈوئی نام دعویٰ کرتا ہے کہ وہ الیاس ہے وہ دوا کا منکر ہے اس کا گمان ہے کہ وہ دعا سے لوگوں کو اچھا کرتا ہے وہ اپنے اخبار اور رسائل میں جن کے بہت سے نمبر ہمارے پاس موجود ہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں درج کرتا ہے جو اس کے زعم میں اس کی دعا کے وسیلہ مختلف بیماریوں سے اچھے ہوئے - یہ شخص دوسرے عیسائیوں کی طرح پورا ظالم مشرک ہے اور مردہ خدا کی الوہیت اور کفارہ کیطرف دعوت کرتا ہے - اور اپنے باطل کو زینت دار الفاظ سے سجاتا ہے - عجیب بات ہے کہ بیماریاں بھی وہ پیش کرتا ہے جو نہایت خفیف اور آسان علاج پذیر ہیں اور اپنی دعا کو ان کا چارہ کار بتاتا ہے - اب کون فیصلہ کرے کہ فلاں شخص درحقیقت اس کی دعا سے اچھا ہوا - یا یوں ہی خودبخود صحتیاب ہوگیا اب اس

قوم کے باطل کا ابطال کس ذریعہ سے ہو سکتا ہے اور کونسا مذہب حق ان کے مذہب کے مقابل پیش کیا جاسکتا ہے جس کی نسبت صریح دعویٰ ہو سکے کہ یہ واقعی مذہب حق ہے اور اس کی سچائی کا یہ معیار اور اس میں اور اس کے غیر میں یہ مابہ الامتیاز ہے اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مقتدر خدا کا زندہ طاقتوں ثابت کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اس کے فیوض اور برکات زندہ اور دائمی ہیں اور اس امر کا ثبوت بجز اقتداری اور قاہرانہ پیشگوئیوں اور خوارق عادات امور کے اور کچھ نہیں ٭

کیا ندوہ کے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ اسلام زندہ مذہب ہے اسلام کا خدا زندہ - اسلام زندہ - اسلام کا نبی کریم زندہ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ - اسلام کی بولی عربی زندہ - قرآن نے جو خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اس کا سلسلہ ابتک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہیگا - یہ بات کسی کتاب کے مردہ اور بے برکت اور منسوخ اور مجذوم ہونے کے نشانوں سے ہے کہ اس کے مندرجہ معجزات اور خوارق بطور قصہ اور کتھا کے رہگئے - اور اب ان کا نمونہ دنیا میں موجود نہیں اور درحقیقت قابل تمسخر اور مضحکہ کے وہ مذہب اور کتاب ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کے برکات پہلے تو تھے مگر پھر بند ہوگئے ہیں - اور نہ اس وقت نہ تو کوئی موجود ہے اور نہ ایسا شخص کبھی پیدا ہو سکتا ہو جو ان برکات اور انعامات کا حصہ دار ہو اور دوسروں کو دے سکے اور دشمنان اسلام کو دکھا سکے جو پہلے راستبازوں کو دی گئیں - افسوس رونے اور دانت پیسنے کا مقام ہے کہ ایک مردہ اور جلد فنا ہوجانے والی اور منسوخ ہوجانے والی کتاب توریت کے اتباع اور فیض تعلیم سے بیسیوں راستباز اور منعم علیہم موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہوئے - اور خدا نے ان سب برکات و فیوض کا وارث انھیں کیا جو حضرت موسیٰ کو دی تھیں مگر خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ اور خاتم الکتب قرآن کریم کی یہ تاثیر اور یہ برکت کہ بدقسمتی سے وہ سارا سلسلہ ہی ختم ہوگیا اس لئے کہ نبوت پر مہر لگ گئی اور اس طرح وحی کا تار بند ہوگیا - پیشگوئیوں اور خوارق عادات کا اظہار بند ہوگیا - مصالح الہیہ سے شریعت تو تکمیل پاکر بند ہو چکی تھی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا مگر انعامات اور برکات اور فیوض پر کیوں مہر لگ گئی - اللہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیا ہوئے آپ کے ساتھ ہی سارا تانابانا فیوض و برکات کا اُدھڑ گیا - اس صورت میں خدا تعالیٰ کے اس قول کے

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کے

کیا معنی ہوئے کیا آپ حفاظت سے لفظوں کی حفاظت مراد لیتے ہیں اور اس سے آگے تجاوز نہیں کرتے اگر یہی مراد ہے تو وہ موجود ہے پھر اس کے ہوتے قوم کیوں بگڑی اور کیوں لفظوں کی ذاتی تاثیر نے خودبخود قوم پر وہی اثر نہ کیا جو اس وقت نظر آگیا اور ایک زمانہ اس کا گواہ ہوگیا جبکہ قرآن کے عمل کا نمونہ صاحب کشش وجود موجود تھا ایسا نہیں بلکہ حفاظت سے مراد اس کی صورت و سیرت الفاظ اور معانی اور برکات اور تاثیرات اور فیوض سب کی حفاظت ہے - مطلب یہ ہے کہ جس زمانہ میں انسانوں کی ایسی حالت ہوجائے کہ باریتعالیٰ کی ہستی کا انکار ہوجائے اس کی صفات پر اعتراض ہوں اور زمانہ پر فسق و فجور اور بطلان اور شیطان کا سیاہ سایہ پڑ جائے اور تمام صداقتیں اور حقائق حقہ استخفاف اور انکار کی نگہ سے دیکھے جائیں اور پست ہمت سفیہ دشمن قرآن پر زبان طعن دراز کریں اسوقت ایسا آدمی ضرور مبعوث ہوگا جو باطل کے ہر قسم کے حملہ کو دفع کریگا۔

٭ آخر غیرت الٰہی نے اس سیاہ دل مشرک کے چارہ کار کے لئے اپنے صادق خلیفہ حضرت مسیح موعود کے دل میں جوش ڈالا - آپنے ایک بڑا زبردست اشتہار اسلام کی حقیقت اور نصرانیت کے بطلان کے اظہار کے لئے لکھکر اس باطل کے پرستار کو مقابلہ کے لئے بلایا ہے - اور لکھا ہے کہ ہم دونوں سے جو کاذب ہوگا وہ صادق کے سامنے ہلاک ہوگا کیا ندوہ اس حربہ کے سوا کوئی اور حربہ باطل کے مقابل پیش کرکے عقلمند کہلا سکتا ہے

اس لئے کہ اگر نعوذ باللہ یہ بات نہو تو اس میں اور دوسری مردہ کتابوں میں کوئی فرق نہوگا - یہ پہلا شخص ہے جس نے خدا کی اور تمام نبیوں کی خصوصیات کی یعنی وحی کی مکاشفہ کی - رویا صالحہ کی - استجابت دعا کی اور پیشگوئیوں کی کھوئی ہوئی عظمت اور عزت بحال کی اور قدرت کی جبروت کا سکہ دنیا میں بٹھادیا - اور ساری جہان میں ہزاروں اشتہار دیئے کہ اسوقت زندہ مذہب صرف اسلام ہی ہے - اور اس دعوی کے ثبوت میں وہ باذن اللہ تمام وہ برکات اور انعامات اور فیوض دکھا سکتا ہے جو گذشتہ راستبازوں کو دیئے گئے اور اب بجز اسلام کے اور کسی مذہب میں ان کا نام و نشان نہیں - یہ پہلا شخص ہے جس نے عیسائی مذہب اور دوسرے ایسے باطل طریقوں کے استیصال کے لئے یہ حربہ نکالا ہے کہ زندہ اور سچی اور خدا کی کتاب کا یہ نشان ہے کہ وہ دعوی بھی آپ ہی کرے اور اس دعوی پر دلیل بھی اپنے اندر سے دے اس سے انجیل کی وید کی اور تمام ایسی مردہ کتابوں کی جڑ کٹ گئی - یہ پہلا شخص ہے جسنے اسوقت کی ساری قوموں پر نصرانیوں پر آریوں پر برہموؤں پر خدا تعالیٰ کی حجت ملزمہ پوری کی - یہ پہلا شخص ہے جسنے اپنی بیعت میں یہ عظیم الشان فقرہ رکھا جو اس کے ہر ایک پیرو کو اقرار بیعت کیوقت منھ سے نکالنا اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا جس طرح خدا نے قرآن کریم میں دو باتیں رکھیں تھی جن کے زریعے سے وہ بابرکت اور ابدی کتاب ٹھہری یعنی عجیب تعلیم اور تعلیم کی حفاظت کے لئے اقتداری پیشگوئیاں وہی انعام اور برکت کا خلعت اسے پہنایا گیا جبکہ تعلیم میں دعوی تھا کہ اسپر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور اس کے پیرووں کو اس جہاں کی اور آئندہ کی خوشحالی ملتی ہے اور اس کے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہوگا اور راستی کے دشمن تباہ ہو جائینگے اور وہاں دوسرے عالم میں دوزخیں جلینگے - اس لحاظ سے ضروری تھا

کہ وہ انذار و تبشیر کے وعدے اس جہان میں بھی پورے ہوتے اور یوں آخرت کے عالم اور اس کے ایلام اور انعام کے ثبوت کے لئے بطور توطیہ اور تمہید کے ٹھہر جاتے - لاجرم خدا کے مبشر وعدوں کے مطابق گمنام اور ریگستان کے رہنے والے کسریٰ اور قیصر کے خزائن اور ممالک اور ان کے سونے کے کنگنوں اور مصر و شام کے حور و قصور اور انہار اور غلمان کے مالک اور وارث ہوے - اس لئے کہ اس تمہید اور مقدمہ سے مہر لگ جائے اور دوسرے عالم کے مواعید صادقہ پر اور آپ کے اعدا تباہ ہوگئے اور اس دنیا کی نار یعنی جنگ کا ہیزم خشک بنگئے - اس لئے کہ سچے ثابت ہوجائیں اس عالم کے تمام خوفناک وعید اگر یہ دو باتیں نہوتیں تو غیب الغیب خدا کی صفات یعنی اس کی قدرتوں اور ارادوں پر ایمان اور اس دوسرے وراء الوراء عالم اور اس کے حالات و کیفیات پر یقین کبھی پیدا نہوتا - توریت و انجیل اور وید اور دوسری مردہ کتابوں میں یہی نقص تھا اور ان ہی دو باتوں کی کمی تھی جس کی وجہ سے یہود قیامت کے منکر ہوگئے اور آخر پچھلی دو قومیں بھی عیسی اصل میں ایک تھیں خدا اور دوسرے جہان کو پس پشت ڈالنے میں بھی ایک ہوگئیں اسی طرح اور اسی رنگ میں قرآن کی عزت کے لئے اسلام کی سچائی کو اس جہان کے دریدہ دہان منکروں پر ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز احمد قادیانی کے ہاتھ پر نشان ظاہر کئے - چونکہ دو قومیں اس وقت سخت حملہ اور ظالمانہ روا اسلام پر کرتی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی دل کو کپکپا دینے والی توہین کرتی تھیں اور خدا اور اس کے سچے وعدوں اور وعیدوں سے انھیں انکار تھا ان پر قیامت تک حجت پوری کرنے کے لئے بعد اتمام حجت کی یعنی اسلام کی تعلیم حق اور عجیب کو پیش کرنے کے بعد ان کے دو فردوں یا ظلم و شرک کے پرستاروں کی نسبت موت کی پیشگوئی کی اور آخر خدا کے قہر کی بجلی نے آتھم اور لیکھرام

کے خرمن ہستی کو جلا کر اس ہمارے زمانہ میں اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور حقیقت پر ویسی مہر لگائی جیسے کہ اس خیر القرون میں بدر کی پیشگوئی کے پورا ہونے سے لگی اور اس طرح سے ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم کی تعمیل کے اقرار اور انکار میں وہی پہلے کی سی زندہ اور قاہرانہ تاثیر و برکت موجود ہے اس بات نے ایک عالم کو دکھادیا کہ اس وقت ایک شخص ہے جو دشمنوں کے مقابل اسلام کی عزت کو قائم رکھتا ہے

غرض جو مقاصد اور اغراض ندوۃ العلماء نے اپنے اعلان میں لکھے ہیں اور الفاظ میں ان کے پورا ہونے کے لئے تڑپ اور گداز ظاہر کی ہے اور دردناک الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی ہوگئی ہے - اب حضرت غلام احمد قادیانی کے ذریعہ سے ان کے پورا ہونے کی سبیل خدا تعالیٰ نے نکالی ہے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے اندرونی اصلاح کے لئے مہدی موعود یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات بطور ظل کے دیکر بھیجا ہے - اور بیرونی حملوں کے دفاع اور ان کے مفاسد کی اصلاح کیلئے زمانہ موجودہ کے اقتضاء کے موافق آپکا نام مسیح موعود رکھا ہے - اب آپ کے وجود پاک میں وہ امام مفترض الطاعۃ موجود ہوگیا ہے - جس کے علم کے نیچے متفرق اور منتشر فرقے اکٹھے ہوکر دینوی اور دینی ترقی کر سکتے ہیں - اس امین اور مامون پریزیڈنٹ کی صدارت کے نیچے کسی ممبر کی جرأت نہیں کہ اختلاف اور نزاع کی آگ کو بھڑکا سکے دنیا کو ایک پرسٹیم انجن کی ضرورت تھی جو مختلف گاڑیوں کو کھینچ سکتا سو اب وہ آسمان سے نازل ہوگیا ہے اب تمام برکات اور انعامات قوم کو اسی کے ذریعہ حاصل ہوسکتے ہیں اور وہ تمام سدکیں اور موانع دور ہوسکتے ہیں جو قوم کی ترقی روحانی اور جسمانی کی راہ میں ہیں - ندوۃ العلماء اور دیگر انجمنوں کا فرض ہے کہ اس نافذ السان کی آواز پر کان لگائیں بے اتفاقی اور اعراض کرنے سے وہ خدا کے نزدیک سخت ملزم ہونگے - ایک لاکھ تک اس سلسلہ کے خدام کی نوبت پہنچ گئی ہے - اور بہت سی

اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کریگا - اور یوں اس ذکر کی حفاظت ہوگی - ہاں میں پوچھتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کوئی ایسا شخص دکھا سکتا ہے جس کو یہ اختیار بخشا گیا ہو اس لیے کہ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اور غیر خطوں اور ملکوں میں نور اسلام کا پہنچانا تو ایسے ہی شخص کا کام ہے خشک الفاظ اور بے برکت مُلّا مولوی اور مبتدع صوفی کا تو کام نہیں جبکہ ندوہ کے علم اور رسائی میں ایسا شخص نہیں تو اس نے ان مقاصد کی ترتیب کے وقت کیا سوچا کیا اتنے پر قناعت کر لی کہ شہر بشہر چند خشک اور بے برکت آدمیوں کا اکٹھا ہو جانا ہی اس کام کو پورا کر دیگا - افسوس ندوہ کی حقیقی ماں ایجوکیشنل کانفرنس نے بھی ان نیرہ یا کم و بیش برسوں میں بیشمار ریزولیوشن پاس کئے - اور بیشمار روپیہ برباد کیا مگر اصل مرض کی تشخیص اور حقیقی علاج کی تلاش میں ایک قدم بھی نہ اٹھایا قوم کو بیمار مانا اور مرض یہ قرار دیا کہ انگریزی اعلیٰ تعلیم کے نہ ہونے سے یہ مریض ہلاکت کے قریب آگیا ہے اسکا علاج علیگڑھ کالج یا ایسے انسٹی ٹیوشنوں کے سوا نہیں اور اسطرف کبھی التفات نہیں کیا کہ خدا کو ناراض کر کے یعنی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے قرآن کریم کے موجود ہوتے فسق و فجور کی راہوں کو اختیار کر کے اور شریعت حقہ کی پابندی سے مُنہ پھیر کر قوم کا یہ حال ہو گیا ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا اس لئے کہ سورۃ فاتحہ کے اخیر میں مغضوب علیہم کے لفظ میں اشارہ ہو چکا تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے استیلا اور فتنہ کے وقت مسلمانوں کی حالت علمی اور عملی اور اخلاقی اور سیاسی بالکل یہود کی حالت کے مانند ہو جائیگی - چنانچہ خدا کے زندہ کلام کی یہ پیشگوئی صاف طور پر پوری ہو گئی اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ قوم کے ادبار اور نکبت کی حالت ہر رنگ میں مضروب الذلت قوم یہود کی مانند نہیں - غرض مادہ پرست اور بالکل رو بدنیا اور آسمان سے قطعاً منقطع قوموں کی طرح محمدن (اس بے ادبی اور گستاخی سے خدا کی پناہ) ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ نے قوم کی تباہی کے محض زمینی اور مادی اسباب قرار دیئے - اور میٹر لیسٹوں کی طرح معمولی اور ظاہری علت پر سر جھکا دیا - اگر میرے اس بیان میں اعتدا ہے تو مجھ سے زیادہ شکر گذار نہ ہوگا کہ جناب سید مہدی علی صاحب خدا کے حضور میں کھڑا ہونے کے ہول کو مدنظر رکھ کر حقیقت حقہ کے مُنہ سے نقاب کھولیں اور بالبداہت اسے ذہن میں رکھ لیں کہ ہم ان کے اجلاسوں کے مختلف پریزیڈنٹوں اور بہت سے محرکوں اور موئیدوں کے حال و قال سے ناواقف نہیں - سوال یہ ہے کہ آیا یہ لوگ اپنے تقویٰ و طہارت اور اتباع رعایت - اور حقوق اللہ اور حق العباد کے لحاظ سے وہ لوگ ہیں جو قوم کے شیرازہ کے لئے ناقابل نقض تاگا بن سکتے ہیں - اور یہی لوگ اس زمانہ میں صحابہ کا بروز ہیں؟ میں یقین کرتا ہوں میں نے مختصراً بیان کر دیا ہے کہ جب تک قوم کو ابراہیمی قبلہ کیطرف متفق کر کے متوجہ نہ کیا جائے اور سب سے پہلے یہ کام کیا جائے تب تک کچھ نہ ہوگا - اور میں نے دکھا دیا ہے کہ پہلے جب یہ قوم بنی تھی تو کن ذرائع اور اسباب سے بنی تھی اور اس کی اصلاح کے لئے کیا قانون بنایا گیا اور کیسا بابرکت اور زندہ نمونہ اس قوم کے سامنے پیش ہوا - اور اس مقنن اور ہادی کو کیا صفات اور خصائص دیئے گئے تھے جن سے قوم میں سچی اور لانظیر اطاعت کا مادہ پیدا ہوا اگرچہ ان میں ہر ایک بات طبعاً تفصیل اور بسط چاہتی تھی مگر مجھے مصلحت نے اختصار اور اجمال پر مجبور کیا - میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے بعد ضرور یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کارکنوں پر ایک مایوسی کا عالم طاری ہو سکتا ہے کہ اب کیا کیا جائے اور قوم کی اصلاح کے لئے ان صفات کا آدمی کہاں سے لایا جائے لہٰذا میں زیادہ دیر تک ڈسٹرکشن آمیز بیان کو معرض تحریر میں نہیں لانا چاہتا اور معاً سنا دینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق منہاج نبوت پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے یا صاف لفظوں میں یوں کہہ دیا جائے کہ جیسا کہ زندہ خدا کی کتاب قرآن کریم نے سورۃ جمعہ میں فرمایا تھا وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی وہ رسول پاک جو اُمیوں میں مبعوث ہوا اور ان کا تزکیہ کیا اور کتاب اور حکمت انھیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا جو ہنوز صحابہ میں شامل نہیں - اور اس غرض کے لئے اس کی بعثت ثانی ہوگی - اب اس وعدہ کیموافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں - یا یوں کہو کہ حضرت غلام احمد قادیانی کے بروز میں جلوہ گر ہوئے ہیں - یا یوں سمجھ لو کہ خداوند علیم حکیم نے حضرت غلام احمد قادیانی کو وہی خو بو وہی برکات وہی انعامات اور وہی معجزات دیکر مبعوث فرمایا ہے -

ازبسکہ زمانہ بگاڑ اور فساد میں اپنی اسی پہلی حالت پر آگیا بلکہ فساد کیطرف زیادہ جھک گیا تھا - اور اسی تعلیم کی اسی قوت قدسی کی - ان ہی فیوض و برکات کی ان ہی معجزات و خوارق عادات کی اور مقتدرانہ پیشگوئیوں کی ضرورت تھی اس لئے غیور خدا نے اس پاک اصل کے سچے ظل اور خلیفہ کو جو اس کی اتباع اور اس کے نام میں فانی ہو چکا ہوا ہے اور اپنا کچھ نہیں رکھتا اور اس کی تعزیز اور توقیر اور تبجیل میں ساتدن کوشش کرتا ہے وہ ساری قدرتیں اور طاقتیں دیکر دنیا میں بھیجا کہ از سر نو خدا کی حمد سے دنیا بھر جائے اور زہریلے سانپ کی کچلیاں نکال ڈالی جائیں سب سے پہلے اس شخص نے اور اسی نے یہ اصطلاح نکالی کہ جیسا خدا تعالیٰ زندہ اور قیوم ہے قرآن کریم بھی زندہ رسول ہے یعنی اسلام میں اور دیگر باطل مذاہب میں بڑا بین - مابہ الامتیاز یہی ہے کہ جن قدرتوں اور طاقتوں اور معجز نمائیوں کا دعویٰ کسی زمانہ میں ان مذہبوں نے کیا تھا اور اب وہ بے دست و پا اور بے برکت اور مردہ ہو گئے ہیں قرآن کریم کا حال ان کے خلاف ہے اس میں یہ برکت اور تاثیر اور روح حیات ہے کہ جن کمالات اور اقتدارات کا دعوے اس کے برکات کی وساطت سے ایک زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ تاثیریں اور برکات اور فیوض اور نشانات ابتک موجود ہیں اور وہ قرآن کے سچے متبع کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں -

کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں۔ انگریزی میں اور لاکھوں اشتہار اس کی تائید میں شائع ہوئے ہیں قوم کے لیڈروں پر فرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعاوی اور دلائل میں غور کریں اور پھر یا تو تائید کریں اور اس پاک سلسلہ میں داخل ہو کر قوم کی ترقی کی فکر کریں یا اس کے استیصال کے لئے زور لگائیں اسلئے کہ اسلام کے ہزاروں فرزند دن بدن اس میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ بدون اس کے نہ اس جہان کی فلاح ہے اور نہ اُس عالم میں نجات ہے اور یوں ان دعاوی سے یہ سلسلہ دوسرے سلسلوں کی راہ میں سخت ٹھوکر اور روک ہو رہا ہے۔ اس کی تائید یا تردید سے اعراض یا تغافل کرنا مروت سے بعید ہے۔ خدا کرے کہ ندوہ اور دیگر انجمنیں اس طرف توجہ کریں اور اول المومنین بنکر دوسرے لوگوں کے لئے بلکہ سارے جہان کے لئے سنت حسنہ کی بنیاد ڈالنے والے ہوں آمین!

حضرت مسیح موعود۔ اور آپکی جماعت کا مذہب

اس بیان کے بعد جبکہ قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف دعوت کی گئی ہے اور ایک ہی راہ قوم کیلئے بابرکت اور چشمہ ہدایت تک پہنچانے والی بتائی گئی ہے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان شرائط کو بھی پیش کیا جاوے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہیں اور چونکہ بدقسمتی سے بعض لوگوں نے جو اپنے آپکو علماء میں داخل کرتے ہیں ایسے خیرخواہ قوم اور ناصر اسلام کے حق میں فتویٰ کفر دیا اور عوام کو اس چشمۂ فیض تک پہنچنے سے روکا یہ کہکر کہ اس شخص کے عقائد نعوذ باللہ کفریہ ہیں۔ میں اس وقت ضروری سمجھتا ہوں کہ آپکا مذہب اور شرائط بیعت یہاں دیدوں جو لوگ چاہتے ہیں کہ انھیں حق مل جاوے وہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو پڑھیں انشاء اللہ حقیقت کھل جاویگی چونکہ ندوہ کے اجلاس میں سید رشید رضا ایڈیٹر المنار مصر سے تشریف لائے ہیں اور ہمیں نہایت تنگ وقتیں ان کی آمد کی اطلاع ملی ورنہ ان کی ضیافت طبع کے لئے بھی اس نمبر میں کافی سامان ہوتا اس لیے اس خیال سے کہ وہ کچھ فائدہ اٹھالیں حضرت کی ایک عربی تصنیف "مواہب الرحمان" میں سے آپکا مذہب درج کر دیا جاتا ہے یہ کتاب خصوصاً اہل مصر کیلئے لکھی گئی

انا مسلمون نؤمن بکتاب اللّٰہ الفرقان ونؤمن بان سیدنا محمدًا نبیہ ورسولہ وانہ جاء بخیر الادیان ونؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہ وللّٰہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ہذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القران اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فہم القران ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ ومن زاد او نقص فاولئک من الشیاطین الفجرۃ ونعنی بختم النبوۃ ختم کمالاتہا علی نبینا الذی ہو افضل الرسل اللّٰہ ونعتقد بانہ لا نبی بعدہ الا الذی ہو من امتہ ومن اکمل اتباعہ الذی وجد الفیض کلہ من روحانیۃ واضاء بضیائہ انہ خاتم النبیین وعلم المقبولین۔ ولا یدخل الحضرۃ ابدا الا الذی معہ نقش خاتمہ واثار سنتہ ولن یقبل عمل ولا عبادۃ الا بعد الاقرار برسالتہ والثبات علی دینہ وملتہ وقد ہلک من ترکہ وما تبعہ فی جمیع سنتہ علی قدر وسعہ وطاقتہ ولا شریعۃ بعدہ ولا ناسخ لکتابہ ووصایاہ ولا مبدل لکلمتہ ولا قطر کمزنتہ ومن خرج مثقال ذرۃ من القران فقد خرج من الایمان ولن یفلح احد حتی یتبع کل ما ثبت من نبینا المصطفیٰ و

ترجمہ (اردو اس عربی عبارت کا یہ ہے) "ہم مسلمان ہیں خدا کی کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور رسول ہیں اور اُن کا دین سب دینوں سے افضل ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ شخص جس نے اُن کے فیض سے پرورش پائی ہو اور اُن کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہو اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس اُمت کے ولیوں کے ساتھ اور وہ انبیاء کے مثل بنائے جاتے ہیں اور حقیقی طور پر وہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔ اُن کو سوائے فہم قرآن شریف کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ وہ نہ زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم کر سکتے ہیں قرآن شریف میں سے کچھ۔ اور جو شخص قرآن شریف میں سے کچھ کم و بیش کرے وہ شیطان اور بدکاروں میں سے ہے اور ہماری مراد ختم نبوت سے یہ ہے کہ تمام کمالات نبوت آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے جو کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں اور تمام نبیوں سے اکمل اور ہمارا اعتقاد ہے کہ آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں لیکن وہ شخص جو کہ آپ کا اُمتی ہو اور آپ کی روحانیت سے فیض یافتہ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور مقبولان الٰہی کے نئے نشان اور بارگاہ رب العزت میں کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اُس کیساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کا نقش اور پیروی کی سند نہو اور کوئی عمل یا عبادۃ قبول نہیں ہوگی جبتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار اور آپکے دین اسلام پر ثابت و قائم نہو اور وہ شخص ہلاک ہو گیا جس نے آپکو چھوڑ دیا اور بقدر طاقت وسعت تمام امور میں آپ کی پیروی نہ کی۔ کوئی شریعت

من ترك مقدار ذرة من وصاياه فقد هوى ومن ادعى النبوة من هذه الامة وما اعتقد بانه ربي من سيدنا محمد خير البرية وبانه ليس هو شيئا من دون هذه الاسوة وان القرآن خاتم الشرائع فقد هلك والحق نفسه بالكفرة الفجرة ومن ادعى النبوة ولم يعتقد بانه من امته وبانه انما وجد كلما وجد من فيضانه وانه ثمرة من بستانه وقطرة من تهتانه وشعشع من لمعانه فهو ملعون ولعنة الله عليه وعلى انصاره واتباعه والله لا نبي لنا تحت السماء من دون نبينا المجتبى ولا كتاب لنا من دون القرآن وكل من خالفه فقد جر نفسه الى اللظى ومن انكر احاديث نبينا التي قد نقدت ولا تعارض القرآن مقدم على كل شيء " انتہی بلفظہ الشریف از مواہب الرحمٰن مطبوعہ ۱۹۰۳ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان صفحہ ۶۹ تا ۷۰۔

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

ز عشاق فرقان و پیغمبریم ❊ بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہم قرآن مجید اور پیغمبر خدا کے عاشق ہیں ہمارا یہی ہمارا مذہب ہے جس پر ہم پیدا ہوئے اور اسی پر ہمارا خاتمہ ہوگا

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باریتعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کرینگے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو

جدید آپ کے بعد نہیں اور نہ کوئی کتاب آپ کی شریعت اور کتاب کو منسوخ کرنیوالی ہو سکتی ہے اور کوئی شخص آپ کے کلمہ کو بدل نہیں سکتا۔ اور اب کوئی بات آپ کی اتباع جیسی نہیں ہوگی اور جس نے ایک ذرہ برابر قرآن مجید سے روگردانی کی وہ ایمان سے خارج ہو گیا اور ہرگز کوئی نجات نہیں پا سکتا جبتک کہ ان تمام امور میں جو کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکے ہیں آپ کی پیروی نہ کرے اور جس نے ایک رتی بھر آپ کی وصیت کو چھوڑ دیا پس وہ گمراہ ہو گیا۔ اور جو کوئی امت محمدیہ میں سے دعویٰ نبوت کرے اور اس کا اعتقاد یہ نہ ہو کہ اس نے یہ فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اور وہ یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو کہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ چیز نہیں ہے اور قرآن کریم خاتم شریعت ہے پس وہ ہلاک ہو کر کافروں اور بدکاروں میں جا ملا اور جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا اور یہ اعتقاد نہ رکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے اور یہ جو کچھ اسنے حاصل کیا ہے آپ کا ہی فیضان ہے اور یہ ایک ثمرہ ہے آپ کے ہی باغ کا اور ایک قطرہ ہے آپکی بارش کا اور ایک شعاع ہے آپکی شعاعوں میں سے پس وہ لعنتی ہے اور اس پر اور اسکے تمام انصار اور معتقدین اور متبعین اور تعلق داروں پر خدا کی لعنت ہے۔ ہمارے لئے بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی پیغمبر آسمان کے نیچے نہیں اور کوئی کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں پس جسنے قرآن مجید کی مخالفت کی اس نے اپنے تئیں جہنم کیطرف کھینچا اور جسنے آپکی ان احادیث صحیحہ کا انکار کیا جن کی تنقید ہو چکی اور قرآن شریف کے مخالف نہیں ہیں وہ شیطان کا بھائی ہے جسنے ایمان کو ضائع کر کے اپنے لئے لعنت خرید لی اور قرآن شریف ہر چیز سے مقدم ہے۔

اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدار اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہیں۔ جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ غرض ہمارا ان تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں اور جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کیطرف سے لائے اور تمام محدثات اور بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنم تک پہنچانیوالی راہ یقین رکھتے ہیں مگر افسوس کہ ہماری قوم میں ایسے لوگ بہت ہیں جو بعض حقائق اور معارف قرآنیہ اور دقائق آثار نبویہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف و الہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں محدثات اور بدعات میں ہی داخل کر لیتے ہیں حالانکہ معارف مخفیہ قرآن و حدیث ہمیشہ اہل کشف پر کھلتے رہے ہیں۔ اور علماء وقت انکو قبول کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات بستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو بنظر انکار و استہزاء اس کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ صحاح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کے لئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کشوف و الہامات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہتے ہیں " انتہی بلفظہ الشریف ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۱۳۷ لغایتہ ۱۳۹ مطبوعہ ریاض پریس امرتسر ۱۳۰۸ھ

تنظرون الی آیات اللہ او لغات عیونکم ما تنظرون ایھا الناس عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم تؤمنون ایھا الناس عندی شھادات من اللہ فھل انتم تسلمون وان تعد وا شھادات ربی لا تحصوھا فاتقوا اللہ ایھا المستعجلون انکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون انا انصرنا من ربنا ولا تنصرون من اللہ ایھا الخائنون اتقتلوننی بفتاوی القتل او دعاوی رفعتموھا الی الحکام ثم لا تتندمون کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ولن تعجزوا اللہ ایھا المحاربون واللہ انی صادق ولست من الذین یخالفون اتنکروننی وقد تمت علیکم الحجۃ الا تردون الی اللہ او انتم کمسیحکم خالدون الا تتدبرون سورۃ النور والتحریم والفاتحہ او تکرھون قراءتھا او علی انفسکم تحرمون

ترجمہ اے اہل ایمان دانندوہ — آؤ۔ ایسی بات کی طرف جو ہم تم میں برابر ہے۔ یعنی ہم قرآن ہی کو حکم بناویں اور وہی بات قبول کریں جو قول الرحمٰن کے مطابق ہو۔ پس یہی پختہ دین ہے قرآن مجید پر تمام ہدایات کا خاتمہ ہے۔ اس میں پختہ باتیں ہیں اور آئندہ و گذشتہ خبریں ہیں پس تم اسے چھوڑ کر کس پر ایمان لاؤگے ✦ یقیناً جان لو کہ ہر قسم کی بھلائی قرآن میں ہے۔ اور بہت بری بات وہ ہے جو اس قرآن کے خلاف ہے۔ اور جو قرآن مجید کے ہدایات کے خلاف بیان ہے وہ ردی ہے۔ اور اسے وہی قبول کرے تو کرے جو بد عہد اور نافرمان بارگاہ ایزدی ہے ✦

میں وہ موعود مسیح ہوں خدا کے حکم سے چلتا پھرتا اور اسی کے لئے تمھیں حق کیطرف پکارتا ہوں۔ تمھیں ایام اللہ یاد کراتا ہوں۔ پس کیا تم نصیحت قبول کرنے کو طیار ہو۔ میں اپنے رب سے کھلے کھلے نشانات کے ساتھ آیا اور مجھے وہ کچھ پڑھایا گیا جو تمھیں نہیں پڑھایا گیا۔ اور میں نے وہ کچھ دیکھا جو تم کو نہیں دکھایا گیا۔ کیا تمھیں مجھے جھٹلاتے ہو اور تم میرے پاس آکر مجھ سے یہ نہیں پوچھتے کہ عیسیٰ مرچکا ہے اور اب تمھارے زندہ زندہ کہنے سے وہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ دیکھو ہوش کرو قرآن مجید کی تکذیب پر دلیری نہ کرو۔

اگر مسیح بجسد العنصری آسمان سے نازل ہونیوالا ہوتا جیسا کہ تمھارا خیال ہے تو پھر اس نے نصاریٰ کے گمراہ ہونے سے کیوں انکار کیا۔ اور کیوں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور یہ نہ کہا کہ جو کچھ انھوں نے میرے بعد کیا میں خوب جانتا ہوں میں جب دوبارہ دنیا میں بھیجا گیا تو ان کی کرتوتوں کو دیکھ آیا۔ اس صورت میں حق تو یہ تھا کہ وہ مولیٰ کے حضور عرض کرتا اے میرے رب میں دنیا میں تیرے حکم سے بھیجا گیا۔ وہاں چالیس سال رہا۔ میں نے انھیں اپنی اور اپنی ماں کی پرستش کرتے پایا پس میں نے ان کی صلیبیں توڑدیں ان کی اصلاح کی ان میں سے بہتوں کو قتل کیا پھر وہ اللہ کے دین میں عاجزی سے داخل ہوگئے۔ اگر یوں نہیں کیا بلکہ لاعلمی کا اظہار کیا تو پھر اپنے مزعوم عیسیٰ سے پوچھو کہ قیامت کے دن یہ خلاف واقعہ اظہار کیسا۔ اور یہ شہادۃ حقہ کا انجانوں کی طرح چھپانا کیا معنی رکھتا ہے۔

میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میں خدا کیطرف سے ہوں۔ اگر تم میں کچھ تقویٰ ہے تو خدا کے نام پر جو حلف کی گئی ہے اس کی قدر کرو۔ مجھے خدا نے بڑے بڑے نشان دیئے اور قرآن نے میرے سوا اور راہیں بندکردی ہیں۔ پس تم کہاں بھاگے جاتے ہو؟

میں صدی کے سرپر آیا جیسا کہ تم سبکو معلوم ہے۔ اور رمضان میں غیر معمولی کسوف وخسوف ہوئے تاکہ میرے رب رحمٰن سے یہ دو نشان ہوں۔ پھر طاعون پڑی تاکہ لوگوں کو کچھ فکر پیدا ہو۔ تمھیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اسی تمھاری آنکھیں مکروہ جانتی ہیں

اے لوگو سنو! میرے پاس اللہ کیطرف سے شہادتیں ہیں۔ پس ہے کوئی تم میں سے جو ایمان لائے اے لوگو میرے پاس اللہ کی شہادتیں ہیں پس ہے کوئی تم میں سے جو ملنے۔

اگر میرے رب کی گواہیاں جو میرے صدق پر ہیں گننے لگو تو گن نہ سکو۔ پس اے جلد بازو شیوہ اتقا اختیار کرو۔ کیا جب کبھی تمھارے پاس تمھاری دلی خواہشوں کے خلاف کوئی رسول آیا تو تم لگے بعض کی تکذیب کرنے اور بعض سے مقابلہ کرنے ہمیں اپنے مولیٰ سے نصرت دی گئی ہے اور اے بھائیو! سنو! تمھاری نصرت نہیں کیجاسکیگی ✦

کیا اپنے قتل کے فتادی سے مجھے قتل کرسکے؟ یا ان مقدموں میں کچھ کامیابی ہوئی جو تم نے عدالتوں میں حکام کے آگے پیش کئے کیا ان کا نتیجہ سوائے ندامت کے کچھ اور بھی تمھارے حق میں نکلا ✦

اللہ تعالیٰ نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہونگے۔ پس تم اے مقابلہ کرنیوالو اللہ کو ہرگز عاجز نہ کرسکوگے ✦

اللہ کی قسم میں راستباز ہوں اور اُن لوگوں میں سے نہیں جو احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ کیا تم میرا انتظار کرتے ہو حالانکہ تم پر اتمام حجت ہوچکی۔ کیا تم نے خدا کے حضور نہیں جانا کیا تم بھی اپنے مزعوم مسیح کی طرح سدا زندہ رہنے والے ہو؟ کیا تم نے سورۃ نور (لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم) اور سورۃ تحریم (ضرب اللہ مثلا للذین آمنوا) اور سورۃ فاتحہ (صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین) پر کبھی تدبر کیا۔ یا ان سورتوں کا پڑھنا پسند نہیں۔ اور اپنے نفسوں پر حرام کرلیا؟

آپکی تعلیم کا خلاصہ

گو آپکی تعلیم آپ کے مذہب سے پتہ لگ سکتی ہے تاہم ان شرائط سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے جو ایک شخص کو احمدی بننے کے لئے پہلے اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ تعلیم کا کچھ حصہ ندوہ بنکے شائقین اس ضمیمہ میں پائینگے جو ندوہ میں تقسیم کرنے کے لئے گذشتہ سال کے **یادگاری پرچہ** کی صورت میں شامل کر دیا گیا ہے۔

شرائط بیعت اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے اقرار اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور عام مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے فائدہ پہنچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اُس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اُس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ؛

خدا کے مسیح کا پیغام ندوہ والوں کے نام

حضرۃ مسیح موعود مغفور نے اہل ندوہ کو ایک پیغام پہنچایا تھا اس ندوہ نمبر کی خصوصیتوں کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہ پیغام پھر ان کو پہنچایا جاوے کیا عجب کوئی رشید اور سعید روح اس سے فائدہ اُٹھائے وہ پیغام علماء کرام کی پوزیشن کے لحاظ سے عربی زبان میں ہے میں اسے بالمقابل اردو ترجمہ دیکر شائع کرتا ہوں ؛

یہاں پر اس امر کو ظاہر کرتا ہوں کہ ہماری غرض محض حق کو پہنچانا ہے۔ (ایڈیٹر)

یا اھل دار الندوۃ تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نحکم الا القران ولا نقبل الا ما وافق قول الرحمان وھذا ھو الدین القیم ایھا المتقاعسون وان القران کتاب ختم بہ الھدی وفیہ کتب قیمۃ وخبر ما یاتی وما مضی فبای حدیث بعدہ تومنون اعلموا ان الخیر کلہ فی القران وشرا لا حقیقۃ لمخالفہ فاحذروھا ایھا المتقون وکلما خالف ھدی القران وقصصہ فاعلموا انہ سقط ولا یقبلہ الا الفاسقون وانی انا المسیح وبالحق امشی وا سیح ولہ انادی واصیح واذکرکم ایام اللہ فھل انتم تتذکرون وانی جئتکم ببینۃ من ربی وعلمت ما لم تعلموا وابصرت ما لا تبصرون اتکذبوننی ولا تجیبوننی ولا تسئلون ان عیسی مات ولا یحیی باحیاءکم فلا تکذبوا القران ایھا المجترؤن وان کان نازلا قبل یوم القیامۃ کما تزعمون فلم انکر لما سئل ان ضلت النصاری واعتذر بعدم العلم کما انتم تدرسون ولم یقل انی اعلم ما احدثوا بعدی بما رددت الی الدنیا ورئیت ما کانوا یعملون وکان الحق ان یقول رب انی رجعت الی الدنیا باذنک ولبثت فیھم الی اربعین سنۃ فوجدتھم یعبدوننی وامی وعلیہ یصرون فکسرت صلبانھم واصلحت زمانھم وقتلت کثیرا منھم فدخلوا فی دین اللہ وھم یضرعون فاسئلوا عیسی کم لم یکذب یوم القیامۃ ویخفی شھادتہ وکانت عندہ کانہ من الذین لا یعلمون وانی اقسم باللہ انی منہ فعظموا حلف اللہ انکنتم تتقون وانی اعطیت کثیرا من الآیات وسمہ القران طبیقا اخر من دونی فاین تفرون وقد جئت علی راس المائۃ کما انتم تعلمون وخسف القمر والشمس فی رمضان لیکونا آیتین لی من ربی الرحمان ثم انزل الطاعون لعل الناس یتفکرون فما لکم لا

ہے جو اپنے عدل و انصاف اور امن و برکات کیلئے لانظیر سلطنت ہے۔ ممکن ہے میرے یہ الفاظ آپکو پسند نہ آئیں۔ مگر رشید آفندی! میں سچ کہتا ہوں کہ دولت برطانیہ کے تحت میں جو امن مسلمانوں نے پایا ہے وہ کسی اسلامی سلطنت میں بھی میسر نہیں وسی سلطنت کے امن بخش قوانین کا نتیجہ ہے جو اسلام ایک حد تک یہاں محفوظ ہے۔ ورنہ دیگر اہل مذاہب جسطرح اسلام کو کچلنا چاہتے ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہندوستان میں عیسائیوں کے ماسوا۔ برہمو۔ آریہ دیو سماجی۔ سکھ۔ جینی۔ بدھ اور بیسیوں دوسرے مذاہب اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ بلکہ خود اسلام میں ایسے مذاہب ہیں جو بعض کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ - اور بعض صلوٰۃ زکوٰۃ حج۔ روزہ کے بھی منکر ہیں اور کہلاتے ہیں مسلمان۔ ایسی حالت میں اسلام کی حفاظت محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

پیارے رشید! اگر آپ ہندوستان کے چند شہروں میں پھر کر اور مسلمانوں کی چند مجلسوں یا انجمنوں میں جا کر معمولی انفرمیشن حاصل کرکے واپس چلے گئے تو میں سمجھتا ہوں آپ کا یہ سفر ایک معمولی سفر ہوگا۔ اسلئے میں آپکو توجہ دلاتا ہوں کہ اس سفر میں آپ اس علاج کی تلاش کریں جو مریض قوم کی زندگی اور احیا کا ناقابل خطا نسخہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپنے ہندوستان کے اس عظیم الشان انسان کا دعویٰ ضرور سنا ہے جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام سے آیا۔ اگر آپ ہندوستان میں آکر اس سلسلہ کے حالات سے بیخبر اور ناواقف گئے تو یہ یقین رکھیں کہ آپنے اپنے وقت اور روپیہ کو گویا ضائع کر دیا۔ اس وقت دنیا کے مسلمان پکار اُٹھے ہیں کہ حضرت مسیح کے نزول اور امام مہدی کی بعثت کا یہ وقت ہے لیکن ایک آواز قادیان سے اُٹھتی ہے کہ وہ آنیوالا آگیا۔ چاہو تو قبول کرو۔ وہ نشانات جو اس کی آمد و بعثت کے لئے سرور کائنات نے مقرر کئے تھے پورے ہو چکے اور خود اُس کے ہاتھ پر ہزاروں نشانات ظاہر ہوئے لاکھوں انسانوں نے اسے قبول کیا اور ایک نئی زندگی پائی

وہ اپنا کام کرکے دنیا سے کوچ کر چکا جسطرح تمام خدا کے مامور و مرسل وفات پاجاتے ہیں اور اب اسکا سچا جانشین خلیفہ بافضل نور الدین نام منہاج خلافت پر قوم کا امام اور رہنما ہے ٭ نور الدین کا نام تیرے کانوں کیلئے ناآشنا اور نیا ہوگا اس کا علم و فضل اس کی قرآن دانی اس کا ایثار نفس ہندوستان میں مسلم ہے۔ تو اس کے پاس آ۔ اور فیض حاصل کر رشید آفندی! تو مصر کی سرزمین سے آتا ہے یہ وہ زمین ہے جو ایک مامور صادق مصدوق کی تکذیب کا نشان دیکھ چکی ہے اور اب تک بھی مصر کا عجائب خانہ تیرے سامنے وہ ہیبتناک نظارہ پیش کرتا ہے جبکہ فرعون نے مرد خدا موسیٰ کا انکار اور تعاقب کیا اور بالآخر عذاب موعودہ کا مزا چکھا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سرزمین اپنے اندر ایک سختی اور شدت رکھتی ہے۔ مگر رشید! تیرا نام مجھے حوصلہ دلاتا ہے کہ تو رشد اور سعادت سے کام لیگا اور اپنے نام کی لاج رکھیگا۔ میں اس مختصر سے خط میں تفصیل بیان نہیں کر سکتا یہ خط صرف ایک دعوت ہے تجھے قادیان آنے کے لئے آ اور شوق و ارادت سے آ ہاں خدا کے لئے قدم اُٹھا کیونکہ خدا تعالیٰ محسنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ٭ میں اس عریضہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ رشد و سعادت کے ساتھ اس سلسلہ کا مطالعہ کریں اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے آپکے ساتھ ہوں ٭

عریضة الوداد الی حضرت الاجل الاکرم السید حضرت سیدی سید محمد رشید رضا افندی

مدیر المنار الاغر المحترم

ایها الاخ الصالح المصلح الکبیر اسرك الله ورعاك وحفظك وحماك انني قد اسرني مجیئك الی اطرافنا وشکرت الله تعالیٰ علی انك دخلت بلدانا فنسال الله تعالیٰ ان یجعل سفرك هذا خیراً وبرکة لك ولاهل وطنك آمین ثم یا سیدی انی اطلب من حضرتکم العفو فلا تواخذونی بخطابی لکم وما جرّءنی علی ذلك الا شرفك وجلالة قدرك وکمال علمك وکرم اصلك والیضا انك وصیفنا من اهل زماننا والازید من ذلك رابطة دین الاسلام لان رابطة الدین اقوی اساس تشاد علیه دعائم الروابط الاجتماعیة بین افراد النوع الانسانی مهما تباینت مشاربهم واختلفت اغراضهم وافترقت اهواءهم ولتعددت لغاتهم فرابطة الدین اقوی مؤثر فی النفوس لانها احرزت الشرفین وهما اتصال سندها بمبدع الکائنات ودوامها الی آخر العمر فیا سیدی انکم وصلتم الی الهند لاجل ان تلاحظوا ساکنیه من المسلمین وتنظروا الی حالاتهم واخلاقهم وعاداتهم ورطبا لغهم واجتماعهم التمدنی وتنزلهم البشری وغیر ذالك مما لایخفی علیك وهذه المصائب لیست مختصة بمسلمی الهند بل عامة المسلمین لانما مثلنا هذه الایام فی ایام غربة الاسلام کمثل خابط فی واد فی اللیلة المظلمة او صار خ فی اللظی المضرمة لان الضلالة قد غلبت وغمامات الکافرین عمّت واحاطت واثار التقوی والصلاح قد عفت فیا لها من مصائب علینا لو صُبّت علی الجبال لدکتها وکسرتها فلذالك قاموا زعماء قومنا و تفکروا فی علاج امراضنا ولکن الامراض تتزاید فما انفعنا دوائهم لانه مجموع من امراض خیالاتهم وسطوح اذهانهم فبقینا فی غمة من امرنا وتصرفت اعداء دیننا فینا کما یتصرف الوصی الخائن الفاجر فی کفالة المعتوه القاصر عن درجة الرشد ولا همّ لذالك الوصی الا ابقاء الحجر علی ذالك الصبی لیتمتع بماله وما ورثه من ابیه وجده وذالك لان الله ازاغ قلوب علمائنا الذین زاغوا قال تعالیٰ فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم الامن رحمه الله تعالیٰ و نتقلوا الی الاهواء واستکانوا فی الاراء ووهنوا وکسلوا وذرت ریح الجهل تراجم وسلبت تواهم کلها فصاروا کالمیتین وکذالك بعض حدثت المدارس متأیدون انفسهم بتاثیر فلسفة الدجال انهم اراد من سلفنا الصالح الذین دخلوا الممالك وافتتحوا البلاد ومصروا الامصار ومدنوا المدن العمران وسهلوا المسالك ودونوا العلوم

پھر حضور مغفورؑ فرماتے ہیں :-
جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے۔ اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں۔ اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔ × × × میں صرف یہ نہیں کہتا کہ اگر میں جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں۔ موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت صلعم کی طرح میں سچا ہوں۔ اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے × × × × یہ جو میں نے کہا کہ میرے دس ہزار نشان ہیں یہ بطور کفایت لکھا گیا ورنہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ایک اگر سفید کتاب ہزار جز کی بھی ہو اور اس میں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہو جائیگی اور وہ دلائل ختم نہیں ہونگے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے :-
اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج میں ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں دیکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں پھر اخیر پر رقمطراز ہیں۔ پھر میرے معجزات اور دیگر دلائل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے طلب ثبوت کے لئے بعض منتخب علماء ندوہ قادیان آویں اور مجھ سے (اب آپ کا خلیفہ موجود ہے) معجزات اور دلائل یعنی نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا ثبوت لیں پھر اگر سنت انبیاء علیہم السلام کے مطابق میں نے پورا ثبوت نہ دیا تو میں راضی ہوں میری کتابیں جلائی جائیں لیکن اسقدر محنت اٹھانا پڑے با خدا کا کام ہے۔ پس ہے کوئی با خدا جو اس تحقیق کے لئے قدم اٹھائے۔ اور انہیں اس وعید سے بچائے جو خدا کے نبی کا انکار کرنیوالوں کیلئے کلام اللہ میں موجود ہے۔

سیّد رشید رضا ایڈیٹر المنار کے نام ایک خط

میرے معزز ہمعصر! میں آپ کو صدق دل سے آمد ہندوستان پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ اہلاً وسہلاً و مرحبًا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ آپکا یہ سفر آپ کے لئے اور اہل مصر کے لئے بہت سی بھلائیوں اور نیکیوں کا باعث ہو۔ آمین

اس کے بعد آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ باوجودیکہ مجھے آپ سے ذاتی نیاز حاصل نہیں مگر میں آپ کو اس خط کے ذریعہ مخاطب کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور سچ تو یہ ہے کہ اس خطاب کے لئے مجھے کسی سابقہ تعارف اور عرا سم کی ضرورت بھی نہیں۔ میرے لئے اس سے بڑھکر اور کیا معرّفی کا ذریعہ ہو سکتا ہے کہ آپ میرے ہمعصر ہیں۔ مگر نہیں اس سے بھی بڑھکر ایک اور رشتہ ہے جس میں میں اور آپ پروئے گئے ہیں اور وہ **اسلام** ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے **کل مومن اخوۃ** کے ارشاد کے نیچے تمام مسلمانوں کو جمع کر دیا ہے اور عالمگیر اخوۃ اور برادری کی بنیاد قائم کر دی ہے۔ مگر افسوس ہم پر کہ ہم نے اس اخوت کو **برادران یوسف** کے رنگ میں تبدیل کر دیا

آپ ہندوستان آئے ہیں تاکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت کا معائنہ کریں ان کی معاشرت۔ ان کے تمدن ان کی علمی اور عملی حالت پر غور کریں مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ **مسلمانان ہند** کی حالت کا اندازہ ہندوستان میں چندروزہ قیام سے آپ نہیں کر سکینگے۔ مسلمان ہند کیا مسلمانان عالم آج جس مصیبت اور بلا میں گرفتار ہیں وہ آپ جیسے باخبر اخبار نویس سے مخفی نہیں رہنی چاہیئے مسلمانان عالم ایک عالمگیر مصیبت میں مبتلا ہیں اور تمام اسلامی دنیا میں باخبر اور اہل علم لوگ قوم کی اس درماندہ حالت پر آنسو بہا رہے ہیں اور مریض قوم کے علاج و مدا کے لئے سعی فرما رہے ہیں۔ ایسی کوششیں جہاں کہیں بھی ہوں نہایت مبارک اور قابل قدر ہیں۔ مگر پیارے رشید! کیا ان آفات اور بلیات کا علاج محض زمینی نسخوں اور دماغی تدبیروں اور مادی منصوبوں سے ہو سکتا ہے یہی ایک سوال ہے جو اس وقت مدبران قوم اور لیڈران ملک کی توجہ چاہتا ہے۔ اور اسی پر توجہ جو لوگ قوم کی عنان اپنے ہاتھ میں لیکر اس کی رہنمائی کا دعوی کرتے ہیں وہ تین قسم کے لوگ ہیں۔ اول مشائخ دوم علماء سوم نئی روشنی کے نوجوان مشائخ اگر قوم کا دل ہیں تو علما دماغ اور نوتعلیمیافتہ اور اہل دول اس کا جسم۔ مگر کیا یہ امر آپ سے مخفی ہے کہ ان تینوں میں ایک فساد برپا ہے۔ مشائخ نے علی العموم (الا ماشاء اللہ) سنت نبوی اور شریعت اسلامیہ کو چھوڑ کر ایک نئی شریعت۔ نئے وظائف۔ نئے اوراد پیدا کئے ہیں اور ان کی بجا آوری میں [illegible] و واجبات تک کو ترک کر دیتے ہیں۔ علماء باہم جوش نفس سے ایک دوسرے کی اکفار و تفسیق میں مبتلا ہیں اور نئی تعلیم اور روشنی کے لوگ تو اپنی زندگی کے ضابطہ اور قانون کیلئے مدبران یورپ کو امام سمجھ بیٹھے ہیں۔ بجائیکہ انہیں سکھایا گیا تھا **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** اس طرح پر قوم کا سارا وجود بگڑ چکا ہے۔

اسلام پر جسقدر حملے اس زمانہ میں دوسرے مذاہب کی طرف سے ہو رہے ہیں اس کی نظیر گذشتہ تیرہ صدیوں میں نہیں ملتی۔ مصر میں شاید زیادہ سے زیادہ آپ کو عیسائیوں سے واسطہ پڑتا ہو مگر ہندوستان میں جو دنیا بھر کے ممالک سے زیادہ مذاہب اپنے اندر رکھتا ہے اس میں اسلام کی وہ حالت ہے جو بتیس دانتوں میں زبان کی ہوتی ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں **دولت برطانیہ** کے سایہ عاطفت میں رکھا

وبنوا لنا ذالك المجد الذی ساعدنا اعدائنا علی هدمه وانطماس اثره وفقده المصائب التی احاطتنا من التنازع والتفرق فی الكلمة والرأی ونسینا قوله تعالی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحكم واصبروا ان الله مع الصابرین لجهلنا وخربنا بیوتنا بایدینا وایدی اعدائنا ولا ندری ماذا نفعل فیا سیدی خیر الكلام ما قل ودل وانی ادعوك دعوة مشفق بان تشرفنی بلدنا قادیان وادرك فرصة لاتضاع الان وسر الینا سیر المجد بعد انقضاء شغلك الذی قصدته ولیس بخاف علی حضرتكم ان زماننا هذا زمان المسیح المحمدی الذی اصطفاه الله لتجدید دینه واظهار عظمة نبیه ولشری یا یاسمینه صلی الله علیه وسلم فامره لدعوة الحق الی دین الاسلام وملة خیر الانام ورزقه من الالهامات والمكالمات والمخاطبات والمكاشفات رزق حسنًا ونحن علی ذالك من الشاهدین وجعله الله تعالیٰ من المحدثین واظهر علی یده الكرامات وجعله مصداقًا لانباء سیدنا ومولانا خاتم النبیین فبعد ذالك جاء الیه الناس من كل فج وبایعوه علی ان یخدموا الاسلام والمسلمین فیا سیدی اقبل الینا ولا تاخذك فی الله لومة لائم لانك قد سمعت سابقًا وعلمت ان امامنا قدس الله سره جاء بالدلائل والبراهین كنصرة الله له بزیادة جماعته وبعثته فی وقت المجددین وعند موسم ظهور الصادقین وایضا صدقه الله تعالی بایة الكسوف والخسوف فی شهر رمضان وظهور ذی السنین وتعطیل الدجال وجمار الارض وحمار الاقمر وغیر ذالك من الایات حتی توفاه الله ورفعه الیه فیا سیدی اقبل الینا ولا تخف لان الله عصمنا بدولة البریطانیة من حلول الاحوال وطمس بها آثار الظلم وانزل علینا من آلالاء والاموال المهم فاجزهذه الدولة المباركة خیر جزائك وانصرها علی اعدائها واعدائك وادخلها من كل شر فی دارك واهدها الی دینك دین الاسلام ونجها من الف الشرك واتخاذ العبد العاجز الهًا اللهم ربنا نج اهل هذه الدولة من الالام واحسن الیهم كما احسنوا الینا انزل علیهم مائدة من بركاتك امین۔ وكیف لا نشكرها وندعو لها ونحن تحت حمایتها محفوظون باظهار دیننا الحق ولا یضرنا احد من اهل هذه المذاهب المجموعة فی الهند فیا سیدی اغتنم الفرصة وتعال عندنا واسمع نبذة من كلمات خلیفة المسیح نور الدین لتنفعك فی العاجل والآجل ویریك الله حالًا لا ینكشف عن ید غیره من اهل هذه البلدان ولا من تالیفات محدودة البیان وان شاء الله تعالی تعرف المسیح المحمدی لعین الیقین فیا ایها الشریف الصالح اعمل علی وفق اسمك بالرشد یا رشید ولا تنتظر الی اكفار العلماء وتكذیبهم وقد رأیت عاقبة المكذبین فی بلدك المحروسة مصر فتفكر فی هذا المكتوب المختصر والسلام علیكم ورحمة الله وبركاته

(ایڈیٹر الحکم)

مہدی آخرالزمان

اور

نادانوں کا وہم و گمان

آجکل اخباروں میں مہدی مسعود کے متعلق عجیب سر اور وہمی وخیالی امیدوں کی بنا پر خام آرزوئیں پکائی جا رہی ہیں۔ کوئی شاہ نعمت اللہ ولی کے نام اور کوئی سنوسی کے کلام سے اور کوئی حکیم امروہی کے نام سے اناپ شناپ پیشین گوئیاں بتقرر سال ظہور مہدی نکال رہا ہے۔ جن کو سُن سُن کر مسلمانوں کے مسلمانوں کے مُنہ میں پانی بھر آتا ہے۔ کہ بس اب حضرت امام آنے والے ہیں۔ جو آتے ہی ایک طرف تو اٹلی کی خبر دوسری جانب ایران پر کمک پہنچائیں گے اور تمام اسلامی حکومت کو پھیلائیں گے۔ اور بقرار منتظرین میں کسی کو تو سپہ سالار اور کسی کو فوجدار اور کسی کو علم بردار اور جاگیر دار بنائیں گے۔ مگر یہ اعلیٰ عہدے صرف علماء اور مشائخ ہی حصہ میں آئیں گے۔ بشرطیکہ مقلد و غیر مقلد سُنی۔ وہابی و بدعتی۔ خارجی و نیچری وغیرہ فرقوں کے لوگ مخالف کے علماء و صوفیا کے متعلق ناراضی کے ووٹ نہ دیں اور نیز ایک فریق کے علماء دوسرے فریق کے علماء کو بجز مواہیر علی خود مسلمان تسلیم کرلیں۔ اور ان سب باتوں خود مہدی علیہ السلام کو بھی قبل ادعاء امامت شیعہ مفتیان کی عدالت سے اپنی خلافت کا سرٹیفکٹ پاس حاصل کرنی پڑیگی۔ تب ہی تو وہ امام اور خلیفہ بن سکیں گے۔ مگر اس مشکل کا کونسا حل مہدی منتظر کے پاس ہے کہ دونوں مہدیوں میں سے جو مدینہ میں پیدا ہونے والا یا غار سُرمن رائے میں سے خروج کرنے والے ہوں۔ مہدی کو علماء حال سند خلافت عطا فرما کر امام بنا دیں۔ کیا ایسا نہ ہوگا۔ کہ جب مفتیان دیوبند کے حضور میں خلافت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ اور وہ یہ آپ سے کہہ بیٹھیں کہ حضرت آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ

ے مقلد بھی ہیں یا نہیں ؟ کیونکہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے
ہ مہدی علیہ السلام امام اعظم کی تقلید کریں گے پس اگر انہوں
نے اپنا مقلد ہونا مان لیا تو ممکن ہے دیوبند سے سند مہدویت
ل جاوے۔ بعدازان اُن کو صوفیاء وغیرہ پیر پرست وگور پرست
ماسنے دربار میں جب شرف باریابی حاصل ہوگا۔ تو یہ مقدس
روہ ان سے سوال کریگا کہ جناب والا استعانت قبور وعرس
یلاد و گیارہویں وتیجہ و دسواں وقوالی وغیرہ شعار اسلام
کے بھی آپ پابند ہیں یا نہیں ؟ لاریب ان کے سامنے یا تو
ضور ممدوح ان سب خرافات کا اقرار کریں گے یا انکار بصورت
ار یہاں سے بھی امید کامیابی ہوسکتی ہے۔ کہ سند امامت مل
ائے۔ بشرطیکہ وہ کسی سلسلہ نقشبندیہ یا سہروردیہ وغیرہ
ں بیعت بھی کرلیں۔ اور بصورت انکار سرٹیفکیٹ کا ملنا
ممکن۔ آگے چلئے۔ جبکہ وہ وارث الانبیاء اہلحدیث علماء
کے دار الحدیث میں جائیں گے۔ تو وہاں آپ کو بڑی دقتیں
ش آئیں گی پہلے تو وہ یہ سوال کریں گے۔ کہ اب تک
پ نے کہاں کہاں سے سند خلافت حاصل کی ہے ؟ اس
ت اعلیٰ حضرت دیوبند کا خلافت نامہ اور اجمیر یا پیران کلیر
کپٹن یا گولڑہ وغیرہ کے سجادہ نشینان وبدعتی علماء
، سرگروہ احمد رضا خان کا عطیہ سرٹیفکیٹ پیش کرکے دکھا
یں گے کہ آپ حضرات بھی مجھے امام بنا ڈالئے۔ کیا ان
فکیٹوں کو ملاحظہ فرما کر جن میں مہدی علیہ السلام کا
ر تقلید امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تمام بدعات
ہ کا عامل ہونا بھی درج ہوگا۔ یہ اصلی وارث انبیاء سند
نت وامامت دیدیں گے ؟ حاشا ثم کلا حاشا۔ وہ تو آپکو
ا امام بناویں گے کہ مہدی بھی یاد رکھیں۔ مشرک۔
سدورخی۔ ناقابل تعظیم اسلام سے خارج خلافت تو کجا
ت مسجد بھی ناقابل وغیرہ وغیرہ ٹائیٹل دیکر بیرنگ واپس
یں گے۔ یا حکم صادر ہوگا کہ توبہ کرو اور کسی مستند عالم
یث کی سند حدیث دکھاؤ۔ تب تم کو ممکن ہے۔ کہ
لی سی سند مل جائے۔ ورنہ مدرسہ آرہ یا وزیرآباد
میں حدیث پڑھکر آؤ۔ تب سند پاؤ۔ الغرض اس طرح
ک تو مہدی علیہ السلام لینے لئے تو سنیوں سے
امامت کے جھگڑے میں رہیں گے۔ ان سے فارغ

ہوکر اگر نیچر گڈھ المعروف بہ علی گڈھ کی طرف رخ کیا تو وہاں سے
آپ کو تا وقتیکہ کوئی اعلیٰ ولائیتی ڈگری نہ مل چکی ہو۔ اور بہشت
ودوزخ وملائکہ وصوم وصلوٰۃ ووحی ومعجزات وغیرہ
کے بارے میں تہذیب الاخلاق ورسالہ استجابت دعا وتفسیر
سرسید مرحوم کی فلاسفی کے پورے مصدق وقائل نہ بنیں
اور مسلم یونیورسٹی میں کوئی معتدبہ رقم نہ داخل کریں۔ اور
کوئی نیا تجربہ سائنس کا نہ دکھلائیں۔ اور کالج میں کوئی
مہدی ہال نہ بنوائیں۔ کسی خلافت یا لافت کی سند نہ مل
سکیگی۔ البتہ نیچریت میں اعلیٰ نمبر پانے سے لیڈر کے
خطاب سے فیضیاب ہوسکتے ہیں۔ اور
یہی ان کے لئے بڑی خوش قسمتی سمجھو۔ اب ہم چکڑالوی
وغیرہ کی طرف سے جو سند ملنے کی امید ہوسکتی ہے۔ اس
کو چھوڑ کر سیدھا ایران یا لکھنؤ کے مجتہدین عظام
کی بارگاہ میں مہدی مسعود کو جاتے ہوئے پاتے ہیں
جہاں کا نقشہ کھینچنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ مختصر
یہ کہ سب سے پہلے جب تک حضرت موصوف اصحاب کبار سے
تبرا اور تعزیہ اور مجالس عزا سے تولا اور فرقہ سنیہ
پر حوصلہ اقرار لعنت وملامت اور بزرگان اسلام پر سب
وشتم اور اہل بیت پہ اقرار ورود ظلم وستم نہ کرلیں وہاں
ٹھہرنا بھی محال ہوگا۔ سند مہدویت یا خلافت ملنا ع

اینخیال است ومحال است وجنوں

مختصر یہ کہ مہدی آئیں شوق سے آئیں چشم ما روشن
دل ماشاد۔ مگر خدا کے لئے ملہم ومجدد ومامور من اللہ
ومنصور من حکم وعدل خلیفۃ اللہ بن کر نہ آئیں۔
نہ فرقہ ہا مسلمانان میں مذہبی یا شرعی اصلاح ودرستی یا کسی
مسئلہ کی تصدیق یا تکذیب۔ شیعہ وسنیوں میں حنفی وشافعی
میں۔ مقلد غیر مقلد میں۔ وہابی بدعتی میں۔ نقشبندیہ یا چشتیہ
وغیرہ میں فرمائیں۔ صرف کمانڈر انچیف ہوکر آئیں۔ دنیا بھر
کی حکومت مسلمانوں کو دلوا جائیں۔ ایران کو روس سے
طرابلس وغیرہ کو اٹلی سے چھڑوا جائیں۔ مولویوں ملانوں
صوفیوں سجادہ نشینوں کے گھر مال غنیمت سے
بھر جائیں۔ مسلمان مالامال ہوجائیں۔ تاکہ پھر کسی کو
نوکری کرنی پڑے۔ نہ مزدوری وتجارت۔ اور سب

اپنے مزے چین سے صدیوں کی خام آرزوؤں کو پختہ
کرلیں۔ غرضیکہ ایسی شان سے اگر آنا ہو۔ تو سنہ ۱۳۳۰ھ
سال رواں کے خاتمہ سے بھی پہلے آجاویں۔ زیادہ انتظار
نہ دکھاویں۔ کیا دلچسپ ناول ہے۔ جس کے ہر باب میں
بجز عیش وعشرت کی پُر لطف خیالی داستان کے اور
کچھ بھی نہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ آیا یہ خواب وخیال ہے
یا امر شدنی ؟ اس کا دو حرفہ صحیح جواب سننا چاہو۔ تو یہ
ہے۔ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اُس اسلام میں جو تیس سپاروں کے اندر بین الدفتین
ہے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ وروحی
وجسمی نے خدا کے بندوں کو پہنچایا۔ سنایا۔ بتایا۔ سکھایا
اس افسانہ کی شکسپیر کے ناول سے زیادہ وقعت نہیں۔
خودغرض مسلمانوں اور لالچی وطامع انسانوں نے اس بعید
از علم وعقل ونقل روایات کو تراشا اور نسلاً بعد نسلاً
یہ دل خوش کن داستان میٹھی اور پیاری۔ کانوں کو بھاتی
اور دل کو لبھاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ تو جہاں اور موضوعات
نے گھر بنالیا تھا۔ وہاں ہی اس خواب وخیال نے جگہ
پالی۔ اور رفتہ رفتہ ع

ہر کہ آمد بر آں مزید نمود

کے مطابق حاشیے چڑھتے چڑھتے خاصی بوستان
خیال بن گئی۔ یاد رکھو یہ تمام باتیں جھوٹ محض ہیں۔ اسلام
میں کوئی ایسا مہدی آنیوالا نہیں۔ یہ صرف دل کی بھڑاس
ہے اور کچھ نہیں۔ آئندہ نمبر میں ہم مہدی کے متعلق
جو روایات ہیں۔ ان پر بحث کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اطلاع

میں ایک دینی سفر پر خدا کے فضل سے جاتا ہوں
اگرچہ میں نے انتظام کردیا ہے کہ اخبار آئندہ وقت
پر شائع ہو۔ اس کیلئے ضرورت ہے کہ احباب
اخبار کی قیمت اور بقایا کے وی پی بھیجے گئے
ہیں وصول کریں

(ایڈیٹر)

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور معنوں سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور ان ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں ✦ ✦

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں تو ضرور پڑھیں اسمیں نور۔ ہدایت اور شفاء ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عہ)

لوٹ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے معہ محصولڈاک دفتر الحکم قادیان دارالامان سے طلب کرو ✦

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف ؏ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

۸۰ اسی صفحہ

بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

(مینیجر رسالہ الناظر لکھنو)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و مروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے ۱۶ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ایک سے ۷ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بند ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جس سے ٹیس چلتی پڑ کر رگوں میں لہر کرنے کی سی جو کہیں چھوٹتی ہے ہو اس دوا کو فوراً آرام ہو جاتا ہے اس لئے دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۴ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۷ محصولڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہیئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی علامت ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے۔ مَیں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عمہ

طلا طلسمی کہ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے بیمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی کہ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا۔ قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ کیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو آپ رات کو سوتے وقت ڈونس ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) دو تا تین کھالیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دُنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکائت ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا

درد سر نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو شافی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ر و ۸ر و ۱۲ر۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے پنچگنی ہیں۔

۱۲ر والی شیشی ڈون پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

صرف روح حیات کی شرطیہ مفید ایجاد سے۔ اگر روح حیات حلق سے اُترتے ہی سیدھا اُن اعضاؤں پر اپنا بے نظیر اثر نہ ڈالتا۔ تو آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت نہ ہوتا۔ روح حیات کی تجارت مَیں نے پانچ روپے سے شروع کی تھی۔ اور آج دو لاکھ روپے کی جائیداد کا مالک ہوں

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لاہور

میری تین یوم کی آمدنی 14 آنے 888 روپے تصدیق فرماتے ہیں۔ کارخانہ روح حیات پنجاب کے تمام حکیموں ڈاکٹروں سے زیادہ انکم ٹکس ادا کرتا ہے۔ اس لئے روح حیات کو جس نے ایک دفعہ آزمایا۔ وہ عمر بھر کے لئے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا۔ اور لاکھوں روپے کا فروخت ہو گیا۔ یہ وہ طاقت بھری دوا ہے کہ جس کے پینے والے کو ہاتھی اور شیر کا مقابلہ آسان ہے۔ روح حیات صرف دو یوم میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں جو لوگ اپنے ہاتھوں خلاف قدرت عمل کرنے سے زندگی تباہ کر چکے ہیں۔ وہ روح حیات کا استعمال کریں۔

روح حیات مرض نامردی۔ کمزوری۔ رگوں اور پٹھوں کی سُستی۔ سُرعت۔ رقت۔ خرابئ جگر۔ بدہضمی۔ لاغری۔ کمزوری۔ خواب میں بدن کا ناپاک ہو جانا۔ ان سب کے واسطے شرطیہ مفید ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار

روح حیات کا استعمال ضعف دماغ کے لئے وکیلوں۔ مجسٹریٹوں۔ طالب العلموں کو نہائت مفید ثابت ہوا ہے

ملنے کا پتہ:۔ **حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر موجد روح حیات پروپرائٹر شفاخانہ عام۔ اکبری دروازہ۔ لاہور**

تو بیشک بہت ہیں مگر دلائل نہیں قرآن مجید نے دونوں کام کئے دعاوی اور دعاوی کے ساتھ دلائل بھی ایسے پُرزور کہ انہیں کوئی دنیاوی طاقت باطل نہیں کر سکتی۔ مثلاً بُت پرستی سے منع [illegible] اور بہت سی دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ بھی دی وہو فضلتکم علی العلمین یعنی انسان غور کرے تو دنیا کی تمام چیزیں اسی کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ پس جو چیزیں مخدوم ہونے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ وہ معبود کس طرح ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ختم نبوت کی ایک دلیل ہے کہ جو دعویٰ کیا ہے اس کی دلیل بھی دی ہے اور یہ بات اور کسی الہامی کتاب میں نہیں اور آئندہ ان سے بڑھکر اور کیا کوئی دلیلیں دیگا۔

سوم۔ تمام مذاہب جو خدا کی طرف سے ہونے کے مدعی ہیں ان میں یہ امر مشترک پایا جاتا ہے کہ وہ دعا کے قائل ہیں۔ الفاظ دعا میں خواہ اختلاف ہو۔ مگر اصل دعا میں کسی کو اختلاف نہیں اب یہ بات بھی دنیا میں نبی کریم صلعم اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ کہ ان کے متبعین ان کے لئے دنیا کے ہر ایک حصے میں دعاے ترقی درجات مانگتے ہیں۔ کسی نبی کا ہرگز ہرگز کوئی مقتدا نہیں جس کے لئے اس کے مقتدیوں نے اس قدر دعا کی ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کم از کم ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے اور زمین گول ہے۔ پس دُنیا میں ہر ایک وقت کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور رہتا ہے اور نماز میں ضرور پڑھا جاتا ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی درجات وازدیاد برکات کے لئے خلوص بھرے دلوں سے دعا کی جاتی ہے۔ عیسائی مسیح کے لئے دعا ہی نہیں کرتے۔ اور ایسا ہی ہندو سری رامچندر و کرشن جی کے لئے اس کی ضرورت نہیں سمجھتے ہاں مسلمان ہیں جو اپنے محسن نبی کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور تیرہ سو برس سے بتوالی آنا ء لیل ونہار

اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد

پڑھ رہے ہیں۔ بعمومنیں میں مومن مسلمان جو نیک کام آپ کی تحریک و ارشاد کے ماتحت کرتا ہے۔ اس کا ثواب بھی آپ کو ملتا ہے۔ پس اس وجہ سے بھی آپ ہی کی ذات بابرکات خاتم النبیین ٹھہرتی ہے۔

شفاعۃ النبیؐ

بعض لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شافع ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے طلب کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیت حجت قویہ ہے ولا یملك الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون اور جن کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ شفاعت کے مالک نہیں ہاں یہ بات صحیح ہے کہ ایک شافع ہے جس نے حق کی گواہی دی اور وہ لوگ اسے خوب جانتے ہیں (یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اطیح ایک اور آیت ہے پارہ ۵ رکوع ۹ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما اور جب ان لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو اگر وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی اُن کے لئے مغفرت مانگتا تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

شفاعت کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ لفظ شفع سے نکلا ہے۔ اور مندرجہ ذیل آیت ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم والله غفور رحیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم کی اتباع انسان کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ حضور انور کی ذات ستودہ صفات ایک نور ہے جو اس نور سے تعلق پیدا کرتا ہے اس سے ظلمات دور ہوتی ہیں یہ شفاعت ہے مجرموں کی جنبہ داری کا نام شفاعت نہیں۔ جیسا کہ بعض نادانوں نے غلطی سے سمجھا ہے۔ اور اس پر اعتراض کرتے ہیں۔

حل مشکل

جب کوئی ایسا مسئلہ تمہارے سامنے پیش ہو جس کا جواب تمہیں نہ آتا ہو۔ تو خصم کو محض الزامی جواب دینا جوانمردی نہیں۔ کیونکہ جس بات پر خود تم کو یقین نہیں اسے دوسرے کو منوانا یا ماننے کے لئے کہنا دیانتداری کے خلاف ہے۔ چاہئے کہ اس آیت یا سوال کو لکھ کر دیوار پر کسی نمایاں جگہ جہاں ہر وقت تمہاری نظر پڑتی رہے۔ آویزاں کرو ادھر صدقہ و خیرات کرو۔ استغفار بہت پڑھو۔ ایمان بالغیب کے رنگ میں اللہ تعالیٰ سے بہت بہت دعائیں کرو یقیناً یقیناً تم کو سچائی کی راہ نظر آجائیگی۔ قرآن کریم کے ابتدا میں ہی اس نکتہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ* ومما رزقناهم ینفقون۔ ہدایت ان لوگوں کا حصہ ہے جو گناہ آلود زندگی سے بچنے والے ہوں پھر ایمان بالغیب رکھیں۔ دعاؤں میں لگے رہیں۔ اور کچھ صدقہ خیرات بھی کریں۔ حضرت امام شافعیؒ کا ایک شعر ہے۔

فان العلم نورٌ من الٰه
ونور الله لا یعطی لعاصی

یہ دراصل تفسیر ہے لا یمسه الا المطهرون کی پس قرآن مجید کے غوامض کی تہ کو پہنچنے اور معضلات مسائل کے لئے پاک زندگی اور مطہر قلب ہونا چاہئے ایک معمولی مہمان کے لئے مکان صاف کیا جاتا ہے اور حتی الوسع کوئی ناپاکی اور گندگی رہنے نہیں دی جاتی۔ تو خدا کے کلام کے معانی کے نزول کے لئے ایک مصفّیٰ دل کی کیوں ضرورت نہ ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاملہ میں اگر لوگ اس اصل پر چلتے تو کبھی دھوکہ نہ کھاتے اور نہ مستوجب وعید ہوتے۔ چاہئے تھا۔ کہ وہ خدا کے حضور رو رو کر عرض کرتے کہ الٰہی ہم پر حق کھل جائے۔ استغفار کرتے صدقہ و خیرات دیتے اور پاک زندگی اختیار کرتے۔ انسان جو بُرے کام کرتا ہے۔ ان کی ابتدا ان وسوسوں سے ہوتی ہے۔ جو سینوں میں اُٹھتے ہیں۔ اُن کا علاج یہ ہے۔ کہ جب ایسے خیالات کا سلسلہ اُٹھنے لگے۔ تو اس جگہ کو بدل دے باہر چلا جائے کسی سے باتوں میں لگ جائے۔ موت کو یاد کرے ایک شغل میں اگر وہ سلسلہ نہ ٹوٹے۔ تو دوسرا شغل اختیار کرے۔ تنہا نہ رہے قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دے عام طور پر لا الٰہ الا اللہ بہت پڑھے۔ الحمد پڑھے۔ استغفار کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کرے اختلافات سے گھبرانا مومن کا کام نہیں اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے رفع کے لئے یہ آیت فرمائی ہے لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معهم الکتب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید فیه بأس شدید ومنافع للناس

* نماز کے ارکان قیام۔ رکوع۔ سجود۔ [illegible] حل ہوتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

Registered No. L. 77

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت بہر حال پیشگی لی جائے گی

عوام سے ... ... صہ
خواص سے ... ... عہ
ہندوستان سے باہر ۷ر
غیر مذاہب اور غیر احباب سے ... ... ۱۲ ر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان ۱۴ - اپریل ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۴

معارف قرآن مجید

از فیوضات حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین ایدہ اللہ بنصرہ

انّہ لعلم للساعۃ

سورہ زخرف کو اگر غور سے مطالعہ کیا جاوے۔ تو صاف کھل جاتا ہے کہ انّہ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے چنانچہ شروع سورہ میں ہے انّا جعلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون وانّہ فی اُمّ الکتٰب لدینا لعلیّ حکیم یہ انّہ قرآن مجید ہے پھر اس سے آگے اسی سورۃ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے وانّہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون یہاں بھی انّہ قرآن مجید ہے۔ آگے چل کر تیسرے مقام پر فرمایا وانّہ لعلم للساعۃ فلا تمترنّ بہا واتبعون ھذا صراط مستقیم۔ یہاں کیوں قرآن مجید مراد نہ ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں انسان کے تنزل و ترقی کی گھڑیوں کا علم ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ قومیں کیوں کر بنتی اور بگڑتی ہیں۔ پس تو اے قرآن پڑھنے والے ان میں شک نہ کرو۔ کیونکہ یہ بہت ہی قطعی اور صحیح اور سچی باتیں ہیں۔

اگر یہ ضمیر عیسیٰ کی طرف پھیری جائے تو یہ خرابی پڑتی ہے کہ علم صفت ہے اور مبتدا کی خبر صفت نہیں ہو سکتی۔ پھر اس کا بھی وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون سے فیصلہ ہو گیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام علم الساعۃ اور وہ علم الساعۃ خدا کے پاس ہے۔ اور تم بھی اے مخاطبو! اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ ترجعون اور انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ سے ظاہر ہے کہ اللہ کے پاس زندہ بجسدالعنصری موجود نہیں بلکہ جس طرح اور ابرار مر کر جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی چلا گیا۔

سیدنا محمد خاتم النبیین ہیں

مشرق میں ایرانیوں کا اثر تھا اور مغرب میں عبرانیوں کا۔ تمام یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ کے کناروں اور جزائر پر بائبل کا اثر اور ایران اور اس کے قرب و جوار و ہندوستان میں ایرانیوں کی کتابوں کا اثر تھا۔ ہاں عرب پر کسی کا اثر نہ تھا۔ ان میں بت پرستی تھی اور مکہ ان کا مرکز تھا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے وہ مرکز فتح کیا جس پر کوئی مغرب یا مشرق کا بادشاہ کامیاب نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں پہلا حملہ ایران کی طرف ہوا۔ اور ان پر اسلامی تسلط ہوا اور ادھر شام کے ملک کو فتح کرنے کی توفیق حضرت عمرؓ کو ملی۔ اس طرح پر تمام دنیا میں حجت قائم ہو گئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کیونکہ جب تینوں مشہور مذہبوں کے مرکز ہماری سرکار نے فتح کر لئے تو اب کسی ہادی کے لئے کونسا عظیم الشان کام باقی رہ گیا۔ جس کو کرنے کے لئے اس کا مبعوث ہونا ضروری تھا۔ اور اب بھی باوجودیکہ اسلام کی حالت نازک ہے۔ اس خصوص میں اسلام کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا کہ اس کے مذہب کا مرکز اس کے اپنے قبضے میں ہو۔ بلکہ دوسری قوموں کے مذہبی مرکز بھی اسلام ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ بے نظیر فتح ہے اور لازوال نشان ہے۔ ایک تو یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

دوم۔ ایک دعویٰ ہوتا ہے ایک دلیل۔ اگلی کتابوں میں دعوے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک منیجر و ایڈیٹر و پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

یعنی اختلاف رفع ہوتے ہیں کتاب ہے اور بصیرت ان سے جس میں علم مناظرہ شامل ہے پہلو بھی فیصلہ کرتا ہے جو پچھلے زمانہ میں اگر بصورت تلوار فیصلہ کن تھا تو اس زمانہ میں بصورت قلم۔ غرض اسلام نے ہر مشکل کے حل کرنے کے لئے طریق سکھایا۔ مبارک وہ جو قرآن شریف پر عمل کرتے ہیں ✱ (تشحیذ الاذہان)

ہم میں حفاظ قرآن ہوں

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے تقاضے سے قرآن مجید نازل کیا اور اس کے جمع اور بیان کا ذمہ لیا جیسا کہ فرماتا ہے ان علینا جمعہ و قرانہ پھر اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ یہ آیت انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اس کی مشعر ہے۔ بات تو یہی ہے پڑھی جائیگی کہ ہمارے خدا کا نام السلام ہے اور ہمارے دین کا نام اسلام ہے اور ہمارا قبلہ بھی سلامتی کا گھر ہے چنانچہ اس کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ کوئی غیر قوم اس پر مسلط نہ ہوگی بلکہ من دخلہ کان اٰمنا یعنی جو اس میں داخل ہوا۔ وہ امن پا گیا۔ اسی طرح ہماری کتاب جو خدائے وہاب کی طرف سے ہمارے لئے نازل ہوئی۔ وہ بھی ہر قسم کے نقصوں عیوب اور باطل کے حملوں سے محفوظ ہے فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ اور اسی سے یہ بات مستنبط ہو سکتی ہے کہ جس قوم میں یہ خدا کا کلام ہوگا۔ وہ بھی محفوظ رہیگی بلکہ میں تو یہاں تک اعتقاد رکھتا ہوں ہے۔ کہ جس سینے میں قرآن مجید ہوگا اُسے اللہ تعالیٰ ان وساوس شیطانی و ہواجس نفسانی سے محفوظ رکھیگا جو انسان کو جہنم میں لیجاتے اور دنیا میں نافرمانی کی راہ دکھلاتے ہیں۔ شیطان کا اس سینے میں کسطرح دخل ہو سکتا ہے جس میں کہ خدا کا نور بھرا ہوا ہو۔ کیونکہ شیطان تو اسی جگہ حملہ کر سکتا ہے جس میں تاریکی و ظلمت ہو کلام الٰہی ایک نور ہے اس کی روشنی میں کوئی تاریکی کا فرزند نہیں ٹھہر سکتا یہی وجہ ہے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فرمایا اللہ کا ذکر قرآن مجید ہے اور دل کی بے اطمینانی پریشانی جو اعمال شیطانی سے پیدا ہوتی ہے وہ کلام یزدانی سے دور ہو جاتی ہے۔

پس میرے پیارے بھائی اگر برکات سماوی و ارضی سے حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اور ان کی خواہش ہے کہ ان کی زندگانی بے اطمینانی سے خالی ہو اور خدا کی نازل کردہ برکات نبوت سے حصہ لیں تو وہ ضرور جس طرح بن پڑے جتنا ہو سکے کلام الٰہی یاد کریں اور حفاظ قرآن کہلائیں۔ مگر قرآن کے حافظ حقیقی معنی کی رو سے بنیں۔ صرف الفاظ از بر نہ ہوں بلکہ ان الفاظ پر عمل بھی ہو۔ پھر اسی قرآن مجید کو اس دنیائے دنی کے چند روزہ فوائد کے حصول کا ذریعہ نہ بنائیں اور ان پیشوں میں سے ایک پیشہ نہ گردانیں جو حصول معاش کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم کو اس امر کا بڑا اہتمام تھا مشیت ازلی نے آپ کو اُمّی رکھا۔ تاکہ قرآن مجید قبل اس کے کہ تحریر میں آئے آپ کے سینے پر لکھا جائے پھر صحابہ میں ایک ایسا گروہ تھا جن کا کام ہی یہی تھا۔ کہ صبح سے شام تک اور پھر دو تہائی آدھی یا کم از کم تہائی رات اسی قرآن مجید کے پڑھنے میں گزاریں اور اس ارشاد ربانی کی تعمیل ہو جو یہ ہے قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ و رتل القرآن ترتیلا صحابہ کرام نے اپنی زندگی کا مقصد یہی سمجھ لیا کہ قرآن حفظ کریں قرآن پر عمل کریں قرآن کی اشاعت کریں ان میں کئی ایسے تھے جو باہم مل کر تدارس کرتے اور قرآن کے حصے آپس میں تقسیم کر لیتے ایک بھائی اگر سورہ بقر یاد کرتا ہے۔ تو دوسرا آل عمران از بر ہے اور تیسرے کو سورہ نساء پر عبور ہے اس طرح پر ایک جماعت مکمل قرآن مجید کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتی رہی مت سمجھو کہ اسباب کتابت نہ موجود ہونے کی وجہ سے ان کو ایسا کرنا پڑا اور اب اس کی کیا ضرورت ہے جبکہ قسم قسم کے چھاپہ خانے نکل آئے ہیں اور قرآن مجید کی یہ کثرت ہے۔ کہ اس کا ناپدید ہونا محال ہے محال تو یقیناً پہلے بھی تھا جبکہ ابھی کوئی چھاپنے کی کل نہ تھی کیونکہ خداوند عزوجل اس کا محافظ تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھئے کہ اس کو محفوظ رکھنے کے لئے کیا اہتمام فرمایا۔ جب کوئی آیت نازل ہوتی فوراً لکھا لی جاتی اور لکھائی بھی ایسے لوگوں سے جاتی جن کی تعریف میں بایدی سفرۃ کرام بررۃ آیا ہے اور پھر یکدم صحابہ میں پھیل جاتی اور وہ اسے حفظ کر لیتے نماز میں امامت کا حق اسے دیا ہے جو اقرأہم بکتاب اللہ ہو۔ پھر نمازوں میں اسی کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھایا جانا واجب قرار دیا اور ہر رکعت میں اگر الگ الگ سورت پڑھائی جائے تو دن رات کی قریباً ۳۰ رکعتوں کے لئے آپ خیال فرماویں کس قدر قرآن مجید یاد کرنا پڑتا ہے پھر یہی قرآن مجید مجلس کا کچھ حصہ مریضوں کو سنایا جاتا جان کندنی کے وقت پڑھا جاتا۔ ہر رمضان شریف میں کم از کم ایک دفعہ سنایا جاتا غرض یہی کہ قرآن مجید مسلمانوں کے ارواح کی لطیف غذا بن جائے۔ اللہ رب العالمین سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہزار رحمتیں نازل کرے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کو خوب سمجھا اور اس قرآن مجید کے محفوظ رکھنے میں کوئی طریقہ فروگذاشت نہ کیا اس کے حفظ کے لئے باقاعدہ مدرسے قائم کئے۔ جن میں بڑے بڑے عالمان باعمل قاریوں کی زیر نگرانی حفاظ قرآن طیار ہوئے لیکن متاخرین میں یہ بات صرف رسمی رہ گئی۔ قرآن مجید کے معانی سمجھنے یا اس پر عمل کرنے سے کوئی ذوق نہ رہا محض حروف کے مخارج پر بحث ہو رہی ہے اور نبی کریم کی اس پیشگوئی پر صاد کر رہے ہیں جو ان الفاظ میں ہے کہ یقرؤن القرآن ولا یجاوز حلقومہم پھر اسی قرآن مجید کو اپنا ذریعہ معاش بنا رہے ہیں اور کچھ عرصے سے تو یہ دستور ہو گیا کہ جسے دیکھا کہ وہ اپاہج ہے لنگڑا لولا یا نابینا ہے یا کند ہے اس کی تربیت مو بھرے تو اسے قرآن مجید کے حفظ میں لگا دیا گویا قرآن یاد کرنا صرف انہی لوگوں کا کام رہ گیا جو ناکارے سمجھے جاتے ہیں یہاں تک کہ حافظ اور نابینا مرادف الفاظ ہو گئے۔ مگر پھر بھی میرے نزدیک یہ دستور بہت مبارک تھا اب قوم کی بدقسمتی سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے اور حالات بھی کچھ ایسے پیدا ہو گئے کہ جو قرآن مجید کو یاد کرنا ایک فضول کام سمجھتے ہیں یاد کرنا تو کجا بچپن میں پڑھانا بھی محض تضیع اوقات خیال کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں میں عمل بالقرآن تو پہلے ہی سے اُٹھ گیا ہے الا ما شاء اللہ اور علم بالقرآن بھی بہت کم ہے صرف قرآن مجید کے الفاظ کا پڑھنا پڑھانا جو رہ گیا ہے یہ بھی جاتا رہیگا اور وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کا خون کے آنسو دلانیوالا زمانہ آجائیگا

پس

واقعات کی موجودہ صورت میں وہ قوم وہ پرجوش قوم جو روح القدس سے مؤید ہے جو امتہ قائمہ ہے جو شہداء علی الناس ہے جو اس کبر ضلالت میں اپنا بیڑا غرق کرنیوالوں کے لئے لائٹ ہوس ہے جو گم گشتگان راہ ہدایت کے لئے نجم الہدیٰ ہے اُٹھے اور قرآن اپنے پیارے رحمٰن کے قرآن کی حفاظت کا فرض ادا کرے اس دنیا میں سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہے پس وہ قادر و توانا انا لہ لحافظون کو جو پورا کریگا تو آخر انسانوں کے ذریعے سے ہی کریگا پھر دل یا خلاص معمور دل کی آرزو ہے کہ وہ انسان وہ پاک انسان وہ مطیع فرمان یزدان انسان ہم ہی ہوں اور کیوں نہ ہوں جبکہ خدا نے اپنے دین کی خدمت کے لئے ہمیں چُن لیا اور اپنے برگزیدہ نبی کی شناخت کی توفیق عطا کی جہاں اُس نے یہ بندہ نوازیاں ہم پر فرمائیں میں اس کی نوازش کے بھروسے پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدمت بھی ہم ہی سے لیگا۔

کیوں نہ ایسا ہو کہ ہر ایک احمدی خاندان میں ایک بچہ حافظ قرآن ہو۔ پیارے بھائیو! یہ کوئی بڑی بات نہیں صرف عزم و ہمت درکار ہے آؤ ہم اپنے اپنے دلوں میں عہد کر لیں کہ ہر روز تین آیات کم از کم یاد کر لیا کریں گے بظاہر یہ بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے مگر ایک دن آئیگا کہ ہم میں سے ایک بہت بڑی جماعت قرآن مجید کے حفاظ کی پیدا ہو جائیگی میرے مخاطب صرف تعلیم یافتہ بھائی ہی نہیں بلکہ وہ عزیز بھی اس خطاب میں شامل ہیں جو خواندہ نہیں۔ کیونکہ وہ کسی پڑھے ہوئے بھائی سے ایک آیت آدھی آیت ہر صبح سبق لیکر یاد کر سکتے ہیں اور یہ یاد کرنا ان کے کسی کار منصبی میں انشاء اللہ حارج نہیں ہو سکتا۔ ایک زمیندار ہل جوت رہا ہے

کرنی ۔ کہ وہ قرآن مجید صحیح پڑھنا سیکھیں کیونکہ بچپن میں جن لوگوں نے قرآن نہیں پڑھا وہ خواہ کیسے ہوشیار ہوں پھر بھی پڑھنے میں غلطی کر جاتے ہیں۔ غلطی ۔۔۔ یا تو ایسا تو ضرور پڑھ لیں گے الا ما شاء اللہ ۔۔۔

ملفوظات محمود سلمہ اللہ الودود

۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کے خطبہ کا خلاصہ انہی الفاظ میں

شیطان انسان کے ورغلانے کے لئے مختلف قسم کی راہیں اختیار کرتا ہے۔ اور جس طرح موقعہ پاتا ہے اسکو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً جس کو دیکھتا ہے کہ غضب میں بڑھا ہوا ہے اس کو اسی راہ سے جسمیں بے صبری کا مادہ ہے اس کو اسی راہ سے کسی میں بیوفائی کا مادہ ہے اس کو اسی راہ سے کسی کو دیکھتا ہے طبیعت میں سختی زیادہ ہے پس اس کو اسی راہ سے غرضیکہ جس جس میں جس جس قسم کی کمزوری ہوتی ہے اسی راہ سے ورغلاتا ہے۔ سب سے بڑا شیطان انسان کا نفس ہے۔ یہ طرح طرح سے بہکانے کی کوشش کرتا ہے باہر سے دشمن آوے تو اس کے دفعیہ کے لئے تدابیر بھی انسان کرسکتا ہے لیکن اپنے نفس کے دھوکوں سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ صوفیاء نے اسی لئے کہا ہے کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن **نفس** ہے۔ کیونکہ اس کے بہکانے کے طریقے پیچ در پیچ ہیں۔ عبادت میں بھی لوگوں کو بہک جانے کا موقعہ ملتا ہے۔ مثلاً سورج کے طلوع کے وقت کوئی نماز پڑھے اور یہ سمجھے کہ میں تو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اس میں کیا حرج ہے یا مثلاً عید کے دن روزہ رکھے مگر یہ دونوں منع ہیں۔ عبادت کے ابتلا بھی سخت ہوتے ہیں بعض شخص نوافل کے لئے فرائض کو قضا کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں نماز با جماعت کی سخت تاکید ہے حتیٰ کہ جنگ کے وقت بھی جبکہ سخت تنگی کا وقت ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے جماعت کو ضروری ٹھہرایا ہے۔ شمولیت کو ایسے شد و مد کے حکم دو گونہ سے بغیر ضروری سمجھ لیا۔ نماز با جماعت بڑی ہی ضروری چیز ہے۔ ممکن ہے لوگ کئی مرتبہ جمعوں کے خطبوں میں اسی جماعت والی بات کو مجھ سے سن کر کہیں کہ بار بار کیوں دوہراتے ہو لیکن یہ مرض چونکہ عام طور پر پایا جاتا ہے اس لئے مجھے بار بار اس کی تاکید کرنی پڑتی ہے۔ بعض لوگ نماز جماعت کو اس لئے ترک کر دیتے ہیں کہ انہیں رکوع و سجود میں خشوع و خضوع کے لئے کافی موقعہ علیحدگی میں ملتا ہے اور جماعت کی نمازیں لمبے لمبے رکوع اور سجود نہیں ہو سکتے۔ اور بعض وقت جو دعاؤں کو لئے جوش پیدا ہوتا ہے وہ رک جاتا ہے۔ یہ بھی میرے نزدیک نفس کا ایک وسوسہ ہے۔ سب سے زیادہ متقی انسان سب سے زیادہ معرفت کو سمجھنے والا انسان وہ ہے جس پر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل فرمایا وہ جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے اور اسی کی ہدایت فرماتا ہے کوئی کہے کہ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود امام ہوتے تھے اس لئے وہ اپنا جوش نکال لیتے ہونگے۔ لیکن یہ بات بھی صحیح نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کے ساتھ ہلکی سورتیں پڑھا کرتے تھے بلکہ اگر کسی کو سن لیتے تھے کہ لمبی جماعت پڑھاتا ہے تو اس پر ناراض ہوتے تھے پھر ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ دوسروں کے پیچھے ہی نماز پڑھتے تھے اور ان نمازوں میں کوئی لمبے رکوع و سجود نہ ہوتے تھے پھر بہت بہت دیر تک بعض اوقات بیٹھ کر امام کا انتظار کیا کرتے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت ناساز ہوتی اور گھر میں نماز پڑھنے کا موقعہ ہوتا تو حضرت بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے۔ پھر آجکل بھی دیکھو حضرت خلیفۃ المسیح بیمار ہیں تو انھوں نے گھر میں جماعت کا سلسلہ شروع کر دیا اور اکثر دوسرے اشخاص ہی پڑھاتے ہیں اور آسان نماز ہوتی ہے ٭

بعض کہتے ہیں نماز میں مزا نہیں آتا۔ یہ بھی شیطانی وسوسہ ہے۔ نماز میں مزا آنے کی شرط قرآن و حدیث میں کہاں ہے۔ نماز کے ادا کا حکم ہے ہمکو حکم بجا لانا چاہئے اس کی ضرورت نہیں کہ مزے تلاش کرتے پھریں۔ خدا تعالیٰ کے منشاء کے اوپر چلنے کا نام اطاعت و فرمانبرداری ہے ذوق کے پیدا کرنے کا نام فرمانبرداری نہیں اپنے نفس کے مزے کو اطاعت پر ترجیح دینا غلطی ہے پھر میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ مسجد میں اس لئے نہیں آتے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بعض امور پر گفتگو کرنے سے منع کیا ہے اور لوگ وہ سلسلہ کلام شروع کر دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک حکم کی تعمیل میں خدا تعالیٰ کے دوسرے حکم کو چھوڑ دینا یہی غلط راہ ہے۔ اور مسجد میں آکر باتیں کرنا تو جائز ہی نہیں اور کون ہے جو کسی کو باتیں کرنے پر مجبور کرے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا وہ کبھی گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ جب اس وقت ان سے کوئی ایسے تذکرے نہیں کرتا یا ایسے تذکروں کے خوف سے وہ گھروں سے باہر نکلنا نہیں چھوڑ دیتے تو اس قسم کے وسوسوں سے اس حکم ربانی کو کیوں چھوڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خدا تعالیٰ کے بتلائے ہوئے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کے موافق احکام کی بجا آوری میں کوشش کریں۔ اور بدیوں اور غفلت کو چھوڑ کر نیکی کی طرف متوجہ ہوں آمین

خاتم النبیین

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخفی در مخفی تعلقات الٰہیہ کی وجہ سے اس بلند مقام تک پہنچ گئے تھے کہ آپ کے رتبہ کا سمجھنا ایک نہایت مشکل امر ہے بڑے بڑے عظیم الشان انسان دنیا میں گذرے ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں ہی کو پاک نہیں کیا بلکہ قوموں کی قوموں کو سدھار دیا۔ اور جو خدا تعالیٰ کے احکام میں ایسے منہمک ہوئے کہ بس فنا ہی ہوگئے لیکن جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قدم مارا اس تک کوئی نہیں پہنچ سکا انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو بھی لے لیں آپ بےنظیر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک اور بیکسی اور بے بسی کی حالت سے لیکر ایک ملک کے بادشاہ ہونے تک کی مختلف حالتوں میں کوئی پہلو بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس میں آپ کے طریق عمل پر کسی قسم کی حرف گیری کا موقعہ ملے بلکہ جہاں تک غور کریں کمال ہی کمال نظر

...بلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم
...عقابکم۔ اگر ایسا ہو کہ وہ کمزور فطرتیں جو آپ سے
...ادنیٰ درجہ کے انسانوں کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا قرار
...ہی ہیں آپ کو ایسا ہی خطاب دیدیں اللہم صلی
...محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم
...حمید مجید۔ (مرزا بشیر الدین محمود احمد)

...صدر انجمن کی ماہوار رپورٹ پر سرسری نظر

...ان ملت کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ انجمن کی ماہوار رپورٹ
...متعلق الحکم نے جو قومی رائے پیش کی تھی کہ
...فضل ہوا کہ اس سال سے سکرٹری صاحب نے
...کی ضرورت کو عملی طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ مارچ کے
...رسالہ کے ساتھ جو رپورٹ شائع کی گئی ہے وہ بہت
...مع ہے اور خدا کے فضل سے امید کرنی چاہئے
...تفصیلی رپورٹ نتیجہ بخش ہوگی۔ اگر سکرٹری

...مشورہ صاحب ازراہ کرم رسالہ کے ساتھ انجمن میں **فیصلہ شدہ امور**

...ہی چھاپ دیا کریں تو اس سے قوم کو اس کام کے اندازہ
...کا موقعہ بھی ملیگا جو ہو رہا ہے۔ اس سے یہ فائدہ کہ انڈر
...سے **تحریکات** زیادہ موثر ہونگی۔ اور رسالہ کی دلچسپی
...بڑھ جائیگی۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے ممکن ہے
...اسقدر خرچ کا اضافہ ہو جائے لیکن نتائج اچھے پیدا
...ہو سکینگے۔ **انجمن حمایت اسلام لاہور** ہمیشہ اپنی
...روداد کو رسالہ میں چھاپ دیتی ہے۔ بہرحال امید ہے
...سکرٹری صاحب اسپر توجہ اور غور فرمائینگے۔ اور اس مشورہ
...کی بھی قدر کرینگے۔
...رپورٹ ماہواری کے مطالعہ سے قوم کو معلوم ہوگا کہ **صیغہ**
یتامی کی حالت نازک ہے۔ یہ صیغہ فروری کے آخر میں

یتامی ساڑھے چھ سو روپیہ کے قریب مقروض ہے
یتامی کو لینے سے انجمن انکار نہیں کر سکتی۔
کیونکہ ارشاد الٰہی کی نہی کے نیچے آتی ہے۔ اور خود حضرت
خلیفۃ المسیح بھی ایک لحظ کیلئے پسند نہیں کر سکتے کہ کسی یتیم
کی درخواست آئے اور اسے رد کر دیا جائے حضرت خلیفۃ المسیح
نے اپنے اعلان ضروری میں قوم کو اس کی طرف متوجہ کیا ہے
احباب کوشش کریں کہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے
اس اعلان کے موافق بہت جلد اس کمی کو پورا کر کے اس کے
مستقل اخراجات کی راہ نکالی جاوے۔
میں انجمن کیفیت میں یہ گذارش کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں
کہ حضرت **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ
الوصیت میں مقبرہ بہشتی کی آمدنی **یتامی** اور **مساکین**
کا حق رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے:۔ "ان
اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں کا بھی **حق**
ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے" اس لئے
اس وصیت مہدی کے ماتحت اگر **مقبرہ بہشتی** کی
آمدنی میں سے ایک **مخصوص** رقم مستقل حسب حصہ
رسدی مقرر کر دیجاوے تو **یتیم خانہ** کی مشکلات مالی میں
خدا کے فضل سے ایک راہ نکل سکتی ہے۔

مدرسہ احمدیہ دوسری زیر بار مدات میں سے مدرسہ
احمدیہ کی مد ہے جو یکم مارچ کو ایکہزار روپیہ
سے زائد کی زیر بار ہے۔ مدرسہ احمدیہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی یادگار میں قائم ہوا ہے اور یہ مدرسہ **دین**
کو دنیا پر مقدم کرنیکا ایک معیار ہے۔ اس کے عمدہ
انتظام اور تعلیمی نگرانی کے باعث جہاں پہلے اس مدرسہ
میں طالبعلم آتے ہی نہ تھے اور وظائف دینے پر بھی
میسر نہ آتے تھے۔ اب لڑکوں کی تعداد ۴۰ ہے یہ مدرسہ
قوم کی بہترین **آرزوؤں** کو لئے ہوئے ہے حضرت
صاحبزادہ صاحب اس کے ناظم ہیں۔ ایسی حالتیں مدرسہ کا
زیر بار ہونا داغ ندامت ہے۔ لہذا اسپر توجہ ہو اسکو زیر باری
سے نجات دلانے کے لئے احباب خصوصاً توجہ فرماویں
میری دانست میں مدرسہ احمدیہ میں تھوڑی سی فیس بھی لگا
دی جاوے جس سے اس کے بڑھتے ہوئے اخراجات

میں سے کچھ حصہ مستقل آمد کا شروع ہو جائیگا۔ اصل بات یہ
ہے کہ امرا کو تو اس طرف توجہ بہت کم ہے کہ ان کے بچے دینیات
پڑھیں۔ مروجہ تعلیم کے بیش قرار اخراجات کو برداشت کرنا
ان کے لئے نہایت آسان اور خوش کن ہے۔ مگر دینیات
کے مدرسہ میں مفت تعلیم دلانا بھی مشکل
اگر کچھ لوگ ایسے نکل آویں جو اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں
بھیجیں اور ان کے اخراجات خود ادا کریں تو مدرسہ احمدیہ
کے اخراجات کا بوجھ بہت کچھ ہلکا ہو جاوے۔ خیر خدا
تعالیٰ اپنے دین کے خادموں کی جماعت کی نصرت اور حمایت
خود کریگا جو اس مدرسہ سے نکلنے والی ہے۔ انشاء اللہ العزیز
مگر قوم کا فرض ہے کہ وہ بہت جلد اس کی مالی مشکلات
میں ہاتھ بٹائیں۔ **مدرسہ احمدیہ** کے لئے جب اشتہار دیا گیا
جو ۱۴- جولائی سنہ ۱۹۰۵ء کو جناب مولوی محمد علی صاحب نے
بحیثیت سکرٹری صدر انجمن شائع کیا تھا اس میں فراہمی
سرمایہ کے متعلق یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ہمارے مکرم بھائی شیخ
رحمت اللہ صاحب پچاس روپیہ ماہوار اور جناب ڈاکٹر سید
محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن اپنی پریکٹس کی
آمدنی کا نصف حصہ اس غرض کے لئے دیا کرینگے۔
اگر ان عالی ہمت دوستوں کے طرز پر اور احباب نے بھی
مستقل چندے اس مدرسہ کے لئے لکھوائے ہوں تو
تعجب نہیں۔ اگر نہیں تو اب کوشش ہونی چاہئے
کہ مدرسہ کے مستقل اخراجات کے لئے ماہوار چندوں میں اضافہ
ہو سکے۔

اشاعت اسلام کے صیغہ میں الحمد للہ آمدنی اچھی
ہے۔ مگر ریویو کی ترقی اشاعت
نہ صرف رکی ہوئی ہے بلکہ روبہ کمی ہے۔ اور سکرٹری
صاحب اس کی وجہ وی پی کا سلسلہ ہی بتلاتے ہیں۔
اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یوں ہو سکتے ہیں کہ اگر
رسالہ مفت دیا جاوے تو اس کی اشاعت برقرار رہ سکتی ہے
ورنہ قیمت کا مطالبہ کرنے پر کمی کا خوف ہے۔ یہ امر نہایت
دلشکن ہے۔ میں خود اخبار نویس ہوں اور سمجھتا ہوں کہ
اخباروں یا رسالوں کی ترقی کے آجکل کیا اسباب ہیں۔
ریویو ایک مذہبی رسالہ ہے اور مذہبی مذاق ملک میں

آتا ہے۔ اکثر لوگوں میں جن کو بادی النظر میں کامل سمجھا جاتا ہے غور کریں تو بہت ہی کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن یہ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات ہے کہ نظر کو کتنا ہی باریک کرتے چلے جاؤ آپ کے کمال ہی کمال کھلتے چلے جائینگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ یعنی آپ کبھی بھی ہوائے نفس سے کلام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ منشائے الٰہی کے ماتحت ہی آپ کے سب کام تھے۔ پھر فرمایا کہ:- وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی آپ نے جو کچھ پھینکا وہ آپ کا پھینکا ہوا نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا تھا۔ اسی طرح ارشاد ہوا ہے کہ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین یعنی کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ غرضیکہ آپ نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے آگے اس طرح ڈال دیا تھا کہ آپ کی ساری زندگی میں ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپ نے کبھی اپنی بڑائی بھی چاہی ہو۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ایک ہی دروازہ کھلا رکھا گیا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے ایک زمانہ تھا جبکہ مختلف ممالک میں مختلف قوموں کے لئے انبیاء آتے تھے اور ایک کا دوسرے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لیکن آپ کی بعثت کے بعد کوئی شخص مامور نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی مہر نہ ہو بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کی اُن منازل تک پہنچینگے کہ آپ کے اتباع سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں کہ جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اور آپ کا فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہیگا۔ کسی نبی کا سو سال کسی کا دو سو سال کسی کا ہزار سال کسیکا دو ہزار سال تک سلسلہ جاری رہا اور اس کے بعد ان کا . . . نور دلوں کو روشن نہ کر سکا لیکن آپ کا نور جب تک دنیا پر قائم ہے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں کو منور کرتے ہوئے سلوک کی اعلیٰ سے اعلیٰ راہوں کو طے کرتا رہیگا۔

آپ کو دوسرے انبیاء ورسل پر ہزاروں ہی فضیلتیں ہیں مثلاً یہ کہ آپ کے لائے ہوئے دین کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور یہ خصوصیت کسی اور مذہب میں نہ تھی بلکہ وہ خاص خاص حالات کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر آپ کے نام کو کلمہ توحید کے ساتھ شامل کیا گیا جو فضیلت کسی اور نبی کو نہیں دی گئی یہ بھی آپ کے ختم پر ایک دلیل ہے آپ پر جس زبان میں کلام الٰہی اترا ہے وہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہیگی۔ یہ فضیلت بھی کسی اور مذہب کے بانی کو نہیں ملی۔ موسیٰ مسیح زرتشت بدھ ویدوں کے رشی کسی کی رسالت کی زبان اب تک محفوظ نہیں اور کسی ملک میں بھی نہیں بولی جاتی جس کی وجہ سے نہ معلوم اُن کی کُتب میں اب تک کیا تغیر وتبدل ہو چکے ہیں۔ آپ کو وہ صحابہ ملے کہ اور کسی کو نہیں ملے جان نثار سپاہی۔ فرمانبردار۔ مدبر سلطنت۔ راوی۔ مخلص حافظ قرآن پاک بیبیاں نیک ذریت کامل خلفاء کوئی چیز بھی تو نہیں کہ جن سے آپ محروم رہے ہوں اور جو آپ کی تعلیم کے پھیلنے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہو

اس کی وجہ کہ آپ خاتم النبیین کیوں ہوے یہ ہی کہ آپ کل صفات الٰہیہ کے مظہر تھے اور پہلے انبیاء ورسل ایسے نہ تھے چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی آپ اللہ تعالیٰ سے ایسے قریب ہوے کہ دو قوسیں جب ملائی جائیں تو جو اُن کے درمیان فاصلہ رہتا ہے اتنا فاصلہ آپ میں اور اللہ تعالیٰ میں رہگیا (یعنی کوئی فاصلہ نہ رہا) یہانتک کہ وہ بھی نہ رہا اور آپ اس سے بھی زیادہ قریب ہوگئے یعنی آپ نے اپنی کمان رکھی ہی نہیں۔ خدا کی ہی کمان میں اپنی کمان کو داخل کر دیا۔ اور اسطرح جہاں خدا کا تیر چلا وہیں آپ کا چلا اور جس کی نہایت میں چلا آپ کا تیر بھی اُسی کی نہایت میں چلا تو گویا کُل صفات الٰہیہ کے آپ مظہر ہوگئے چنانچہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ اوتیت جوامع الکلم یعنی ہر قسم کے کمالات مجھے دئے گئے ہیں جس کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ وعلم آدم الاسماء کلھا۔

پس آپ اللہ تعالیٰ کے تمام اُن صفات کے مظہر تھے جن کا تعلق انسان کی ترقیات سے ہے۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خاص زمانوں میں اور خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں میں خدا تعالیٰ کے خاص خاص صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ پس پہلے تو یہ تھا کہ ایک خاص صفت الٰہی کے ظہور کے وقت اُس زمانہ کے نبی کے کمالات اُس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے اس لئے ایک اور نبی بھیجدیا جاتا تھا لیکن اب خواہ کسی زمانہ میں کسی ملک یا قوم پر کسی صفت الٰہیہ کا ظہور ہونا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اس صفت کو اخذ کر کے دنیا پر پھیلانے کے لئے موجود ہوتے ہیں اور اسیوجہ سے اب کسی اور نبی یا رسول کے بھیجے جانے کی ضرورت نہیں رہی جو آپ سے الگ ہو کر اپنا سلسلہ قائم کرے بلکہ جو کمالات بھی انسان حاصل کر سکتا ہے وہ آپ ہی کے اتباع سے کر سکتا ہے۔

لیکن باوجود ان کمالات کے جو آپ میں پائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عبودیت کو ظاہر کرنے کے لئے فرماتا ہے کہ ما محمد الا رسول قد خلت من

مَالَا یُدرَکُ کُلُّہٗ لَا یُترَکُ کُلُّہٗ پر مناسب سمجھا کہ جہانتک ہماری سمجھ اور ذہنی قوت مدد گار ہوسکتی ہے اس مضمون پر ضرور کچھ نہ کچھ لکھا جاوے۔ اسی مضمون کے ضمن میں غالباً ہمکو کثرت ازدواج اور پردہ۔ طلاق وغیرہ کے مضامین پر بحث کرنی پڑیگی جس کے ساتھ یورپین مصنفوں اور دوسرے معترضوں کے خیالات اور آرا کی تنقید ہمارا کام ہوگا اور خصوصیت کے ساتھ ہز ہائنس آغا خانصاحب بالقابہ کی اس تقریر کے ایک حصہ پر جو اُنھوں نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے گذشتہ اجلاس میں کی تھی ریویو کرنا ضروری ہوگا اس تقریر کا ایک حصہ ہم نے اس لئے کہا ہے کہ ہم اس مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے جو حصہ اس کے متعلق ہے اسپر بحث کرینگے۔ اور باقی امور پر اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو کسی دوسری تقریب پر کچھ لکھ سکینگے ؛ اگر توفیق ملی۔ ان امور پر نظر کرکے صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ مضمون کوئی معمولی مضمون نہیں ہے جسپر رائے زنی کرنا آسان ہو بلکہ اس مضمون کے لکھنے میں ہم کو بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرنی ہوگی اور عورت ذات کے متعلق قریباً دنیا کے یا کم ازکم انڈیا کے بڑے بڑے مذاہب کے احکام پر نظر کرنی پڑیگی۔ بہرحال کچھ بھی ہو جہانتک ہم سے ممکن ہوگا ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے اس مضمون پر بحث کرینگے ؛

نفس تمدن کی وجہ سے اور اخلاقی طور پر عورت فی نفسہا اس قابل ہے کہ اسکی مناسب تعظیم اور قدر کیجاتی کیونکہ دینی ودنیوی سلسلہ کے کمال میں انبیاء علیہم السلام کی والدہ ہونے کا شرف اسے حاصل ہے وہ جہانتک انسانی نسل اور اس کی ترقیوں کی تاریخ ہماری نظر کے سامنے آسکتی ہے وہاں اول قدم عورت کا پڑتا ہوا دکھائی دیتا ہے اس امر سے کوئی فلاسفر کوئی صوفی کوئی عالم کوئی بادشاہ کوئی ہزدآزما پہلوان غرض کوئی انسان انکار نہیں کرسکتا کہ ساری دنیا کی ماں بہرحال عورت ہی ہے اگرچہ مختلف حیثیتوں اور حالتوں میں اس کے کئی نام کیوں نہ بدل گئے ہوں اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں ہوسکتا کہ کم و بیش ہر مذہبی دستور العمل اور کتاب میں یا ہر فرقے کے اخلاقی قوانین میں ماں کی حرمت عزت کسی حد تک قرار دی گئی ہے لیکن دیکھنا یہ باقی ہے کہ اس کی تعمیل کہانتک ہوئی ہے اور اس کی تکمیل کہاں کی گئی ہے۔

جہانتک دنیا کی تاریخ مل سکتی ہے اور جہانتک مختلف قوموں اور ملکوں کے رسم ورواج اور تمدنی حالت کا پتہ ملتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیشہ بجز ایک زمانہ خاص کے جس کا ذکر ہم کرینگے انشاء اللہ باوجودیکہ عورت کا جائز احترام ضروری تھا اس ام الدنیا کا انسانی غرور نے مناسب احترام نہیں ہونے دیا۔ اور اسکو ذلیل اور شرمناک حالت میں رکھا ہے جس سے زیادہ شرمناک حالت غالباً ملنی ہی ناممکن ہو ؛

یہ مشاہدہ صحیح ہے جسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ باوجودیکہ ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے انسانوں نے اسی کے رحم میں اسی کا خون کھاکر پرورش پائی ہے لیکن انجام کار اسکو کمزور اور حقیر مخلوق سمجھ کر اسپر ہر قسم کے ستم روا رکھے گئے ہیں اور بجز اسلام کے کبھی انسانی ہمدردی اور محبت اس عاجز مخلوق کے لئے جوش میں نہیں آئی یا اگر آئی ہے تو وہ ایسی خفیف اور ناقابل ذکر ہے کہ اسکا بحالت موجودہ کہیں پتہ بھی اب نہیں مل سکتا۔ مردوں نے عورتوں کو ان کے ہی پیٹ سے نکلکر یہ سمجھا ہے کہ وہ دوسری اشیاء کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مسخر کردی ہیں۔ اور جس طرح وہ چاہیں اُن سے سلوک کریں اور پیش آئیں اس میں کوئی خطا اور گناہ نہیں۔ لیکن اگر اخلاقی حیثیت سے بھی دیکھا جاوے تو یہ خطرناک ناپاکی کا داغ ہے۔ جو انسانی پیشانی پر لگتا ہے۔

اسلام سے پہلے کی تاریخ پڑھو اور مختلف قوموں اور ملکوں کے حالات پر غور کرو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی راحت بخش مخلوق جو اس کے لئے لباس قرار دی گئی تھی جو انسان کی کوفت وکلفت میں اس کے لئے سکون کا باعث تھی ایک تاریکی کے گڑھے میں پڑی نظر آئیگی جہاں اسپر ہر قسم کے ستم توڑے جاتے ہیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اس کے لئے روا رکھے جاتے ہیں ان کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور ذلیل ترین حالت میں رکھا جاتا ہے یہ تو پھر خیر گذری کہ خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام دیکر بھیجا ورنہ معلوم نہیں یہ فرقہ کہیں تحت الثریٰ میں پڑا ہوتا اور کیا اس کا حشر ہوتا۔ اور پھر خدا جانے مخلوق کس تباہی اور تاریکی میں مبتلا ہوتی۔

ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ عورت خواہ کیسی ہی دانشمند اور ہوشیار ہو مگر مرد کے سامنے بیوقوف اور نالائق ٹھہریگی اور وہ اس قابل نہیں سمجھی جائیگی کہ کسی اہم معاملہ میں مرد کی مشیر کار اور صلاح کار ہو اور نہ کوئی بات اس کی اس لائق ہوسکتی ہے کہ اسکو قابل پذیرائی سمجھ کر اسپر عمل کرلیا جاوے

عیسائی دُنیا کے خیال کے موافق یسوع مسیح کی شکل میں خدا مجسم ہوکر آیا (معاذ اللہ) مگر ہم کو تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اس عجیب خدا نے بھی معمولی وقت تک اپنی ماں کے پیٹ میں رہکر اس کا خون پیا اور پھر سخت تکلیف کے ساتھ آخر پیدا ہُوا۔ جس سے بیچاری پاک مریم پر دشمنوں نے کیا کیا الزام اور بہتان لگائے اور بنی اسرائیل کے بزرگ اسوجہ سے کیسی کیسی مشکلات میں پھنسے کہ ان کو باوجودیکہ مریم اور اس کی ماں نے ہمیشہ تارکہ رہنے کا عہد کیا ہوا تھا اس عہد کو توڑنا پڑا اور پھر باوجودیکہ توریت کی شریعت کے موافق حمل میں نکاح بھی جائز نہ تھا تاہم بزرگان یہود کو دفع الوقتی کے لئے اس شریعت کی پاسداری کا خفیف سا خیال بھی نہ آیا اور اُنھوں نے چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کی مثل پر عمل کرکے یوسف نجار کے ساتھ شادی کردی بحالیکہ اس کی ایک اور بیوی بھی تھی۔ اور تعدد ازدواج گو توریت کی شریعت کے موافق کچھ ہی اثر اور حکم رکھتا ہو لیکن عیسوی شریعت میں ایک خطرناک بات سمجھی جاتی تھی کا ارتکاب کرنا پڑا۔ یہ سارے کرشمے یہ ساری مصیبتیں اور مشکلات عیسائی دُنیا کے مجوزہ خدا کے عورت کے پیٹ میں آنے کی وجہ سے پیش آئیں لیکن کمزور عورت ضعیف الفطرت عورت شاید اس امر سے تسلی پکڑتی کہ اب جبکہ خود خدا نے مجھے اپنی ماں بنایا ہے (معاذ اللہ) تو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی میری مشکلات کا خاتمہ ہوجاویگا اور میری قدرت وعزت ہونے لگیگی

بہت ہی کم ہے۔ دس سال کے اندر جو رسالہ جس کے لئے کئی ہزار روپیہ اعانت کے رنگ میں آیا ہو اگر دو ہزار کی اشاعت تک نہ پہنچے تو الحکم کو اپنی کمی اشاعت کا جو محض مالی مشکلات کی وجہ سے ہے کیا شکوہ ہو۔ لیکن میں یہ مشورہ دئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اس حال میں رسالہ بعض بعض اوقات ایک نان سیکٹرین رسالہ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ پھر بھی اس کا عام مسلمانوں میں شائع نہ پا جانا خالی از اسباب نہیں ہے۔ ایک ماہوار رسالہ میں جو مہینے کے بعد شائع ہو نامکمل مضامین بہت ہی کم دلچسپی کا خراج ناظرین سے لے سکتے ہیں۔ مسلسل مضامین تو آجکل اخبار میں لوگ ہفتہ وار اخباروں میں بھی پسند نہیں کرتے چہ جائیکہ وہ ماہواری رسالہ میں ہوں۔ اس لئے اگر ایسے مضامین اگر مختلف ٹریکٹوں کی صورت میں شائع ہوں تو نہ یہ کہ وہ زیادہ مقبول اور دلچسپی سے پڑھے جا سکیں بلکہ ان کے ذریعے رسالہ کی آمدنی میں ترقی ہو اور رسالہ کا حجم بڑھا دینا چاہیے اس میں جس قدر مضامین بھی درج ہوں پورے ہوں اور مختلف ہوں جیسا کہ آجکل رسالہ تشحیذ الاذہان کی حالت ہے۔ ہمارے احباب اگر رسالہ کو جرنلزم کے اصولوں کے ماتحت ایک بہترین ماہواری مذہبی رسالہ بنانے کی کوشش کریں تو خدا کے فضل سے یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ بہت جلد وہ ایک مقبول رسالہ ہو جاوے۔ ہماری جماعت میں جو اہل قلم ہیں وہ رسالہ ریویو کے لئے مضامین لکھ کر ایڈیٹران رسالہ کا ہاتھ بٹائیں آخر ایک دماغ سے جسقدر بھی مضامین نکلینگے ان کی نوعیت ایک ہی قسم کی ہوگی ریویو کی ترقی اشاعت کے لئے یہ بڑا ضروری امر ہے کہ اس کا حجم بڑھایا جاوے اور مختلف احباب اس میں لکھیں اور زیادہ تر ان مضامین پر لکھیں جو آجکل اسلام کے خلاف لکھے جاتے ہیں۔

تفسیر القرآن کو یا تو اس رسالہ کا ایک جز بنا دینا چاہیے اور یا پارہ پارہ شائع کیا جاوے موجودہ طریق کچھ زیادہ مفید ثابت نہیں ہوا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب کی خدمات مستقل طور پر اگر صیغہ تالیف میں بیجائیں بشرطیکہ مدرسہ احمدیہ میں کوئی نعم البدل مل سکتا ہو تو تفسیر القرآن کا کام عمدگی سے انشاء اللہ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی شاہ صاحب کی ہمت ہے۔ کہ وہ کچھ کئے جاتے ہیں ان مشوروں کے ساتھ امید ہے قوم رسالہ کی ترقی کے لئے کوشش کریگی۔

مدرستہ البنات کے متعلق ایک قربانی اور رسالہ اُستانی

مدرستہ البنات کے متعلق ناظرین الحکم پڑھ چکے ہیں کہ **سکینۃ النساء** اہلیہ قاضی اکمل صاحب نے اپنی خدمات آنریری طور پر دینے کا وعدہ کیا ہے اس پاک تحریک کے بعد قادیان سے ایک اور نیک اور قابل بی بی نے جو **دستکاری** کے علاوہ تعلیم زنانہ دینی کے کام میں مذاق اور اچھا ملکہ رکھتی ہیں اپنے شوہر کے ذریعہ مجھے ظاہر کیا ہے کہ وہ بھی **مدرستہ البنات** کے لئے اپنی خدمات دیگی۔ اور اسطرح اب صرف ایک **اُستانی** کی سخت ضرورت ہے جو حساب پڑھا سکے۔ اس اُستانی کے مل جانے پر **مدرستہ البنات** انشاء اللہ العزیز کھول دیا جائیگا اور چونکہ مدرسہ کی معلمات آنریری ہونگی تو دیگر اخراجات بہت ہی کم ہونگے۔

عورتوں میں تعلیمی اور دینی مذاق پیدا کرنے کے لئے یہ بھی مناسب سمجھا گیا ہے کہ **مدرستہ البنات** کیطرف سے ایک رسالہ **اُستانی** نام ماہوار شائع ہو۔ اس رسالہ میں وہی مضامین ہونگے جو ہر پہلو سے عورتوں کے مطالعہ اور دلچسپی کے قابل ہوں اور ان میں **دینداری** خانہ داری تربیت اور معاشرت کے پہلوؤں پر جدا جدا بحث ہو اور ہر عمر کی عورتیں اپنے مفید مطلب مضامین کا حصہ پا سکیں۔ رسالہ کو ہر طرح بہتر بنانے کی انشاء اللہ العزیز کوشش کیجائیگی۔ اور یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ تشحیذ الاذہان کی کمیٹی [illegible] رسالہ کی اسطرح مدد کرنے سے مضائقہ نہیں کریگی جو مالی نفع و نقصان کے خیال سے الگ اور تجارتی اغراض سے جدا رکھا گیا ہو۔ اور اُس کی غرض محض عورتوں کی اصلاح اور بھلائی ہو۔ غرض یہ تجویز اُن دوستوں کے سامنے ہے جو مدرستہ البنات کی ضرورت اور اس کے قیام کی فکر میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے لئے انھیں ایسی توفیق دے۔ اب میں ذیل میں وہ مضمون درج کرتا ہوں جس کا وعدہ کیا گیا تھا کہ "اسلام میں عورتوں کی حالت پر" جو مضمون نامکمل کبھی الحکم میں شائع ہوا تھا اب وقتاً فوقتاً لکھ کر مکمل کر دیا جاوے یہ مضمون ۱۹۰۳ء میں ایڈیٹر الحکم نے لکھا تھا اور اسوقت ہز ہائنس **سر آغا خان** بالقابہ نے پردہ اور کثرت ازدواج وغیرہ پر اپنی تقریر میں کچھ مخالفانہ ریمارکس کئے تھے۔ اس کے بعد سید دلاور حسین نے کچھ ایسے ہی مضامین لکھے اور پردہ اور کثرت ازدواج وغیرہ پر انھیں ایام میں ریویو میں مضامین نکل گئے اس لئے اب ان پہلوؤں کو چھوڑ کر انشاء اللہ بعض اور پہلوؤں پر بحث ہوگی۔ جو ابتک چھوڑے گئے ہیں" پس ناظرین اس پہلے نمبر میں جو ان مضامین کا ذکر ہے اب آئندہ ان پر بہت کم بحث ہوگی۔ یہ مجھے اس لئے ذکر کرنا پڑا کہ پہلے نمبر میں اس کا ذکر ہے۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر اول

آجکل بہت سی تحریکیں اس قسم کی ہو رہی ہیں کہ ہم مندرجہ بالا عنوان پر ایک مفصل بحث کریں چونکہ اصول معاشرت اور تمدن کی روح رواں اور اصل جان ایک معنی سے عورت ہی ہے اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ یہ مضمون بڑی دلچسپی کیساتھ پڑھا جاویگا۔ اگرچہ اپنی اہمیت و وقت کیوجہ سے یہ مضمون اس قابل تھا کہ ہمارے محسن اور مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ یا حضرت مولانا و شیخنا حکیم الامۃ اسے قلم اٹھاتے اور کچھ عجب نہیں کہ ہماری اس تحریک سے ان کو توجہ ہو جاوے لیکن ہم نے محض اس خیال سے کہ مالا یدرک کلہ [illegible]

کے تمام مشہور شہروں اور اسلامی مدارس میں علماء کے ایک گروہ کے ساتھ دورہ کریں اور وہاں کے طریق تعلیم نصاب تعلیم اندرونی انتظام اور دوسرے امور کا پُرغور مطالعہ کرکے ہر نیک اور عمدہ بات کو اخذ کرکے اپنے مدرسہ میں رائج کریں۔

عربی زبان اور عربی علوم اور عربی الٰہیات کے پُرجوش عاشق حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو یہ خیال پہلے ہی سے تھا اور انھوں نے اپنے بعض تلامذہ کو اپنے اخراجات پر مختلف اسلامی مدارس اور ممالک میں بھیجنے کی بارہا خواہش کی تھی کہ وہ ایک سفر کرکے ان امور پر ایک صراط مستقیم تجویز کریں۔ مگر قدرت نے یہ فخر ہمارے اولوا لعزم نوجوان کے لئے رکھا ہوا تھا چنانچہ اس مقصد کو لیکر حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت امام کے حضور اجازت کی درخواست کی جس کو اعلیٰ حضرت نے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اس سفر کیلئے مندرجہ ذیل علماء حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ سے تجویز ہوئے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو یہ عزت نصیب ہوئی کہ وہ اس سفر کے واقعات قلمبند کرنے کے لئے ان بزرگوں کے ساتھ ہو چنانچہ اس قرارداد کے موافق حافظ مولوی روشن علی صاحب مولوی سید سرور شاہ صاحب مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب اور مولوی فاضل عبد المحی عرب حضرت صاحبزادہ کے ساتھ طیار ہوئے ۳ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء اس سفر کی روانگی کی تاریخ مقرر ہوئی تاکہ ندوۃ العلماء کے جلسہ پر بھی جاسکیں۔ ندوۃ العلماء کے جلسہ پر بعض دوسرے احمدی احباب مثلاً جناب مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ اور مولوی خواجہ تیمور صاحب ایم۔اے (جو آجکل اسسٹنٹ پروفیسر علیگڈھ کالج ہیں۔ یہ نوجوان اپنی ذاتی خوبیوں اور علمی قابلیتوں کے لحاظ سے ایک خاص نوجوان ہے جس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر تربیت علوم عربیہ دینیہ کی تحصیل تمام کی ہے۔ اور یہ امید رکھنا خدا کے فضل سے بہت قرین قیاس ہے کہ یہ نوجوان انشاء اللہ العزیز سلسلہ کے لئے ایک مفید وجود ہوگا۔) بھی جائینگے۔ مگر اس سفر پر یہی وفد جا رہا ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اور اس طرح پر وہ دن بھی قریب معلوم ہوتا ہے کہ ایک وفد ممالک اسلامیہ کے مدارس کے نصاب اور طریقہ تعلیم کے ملاحظہ اور تبلیغ کے لئے نکل سکیگا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کے سنہری اور قابل یادگار واقعات میں ہوگا

غرض جب روانگی کی اجازت اور تجویز ہوچکی تو آخروہ وقت آپہنچا کہ روانگی سے پہلے یہ گروہ اپنے امام کے حضور حاضر ہو

روانگی کے لئے اجازت اور طلب دُعا

چنانچہ ۲ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو عشاء کی نماز سے پہلے یہ کل احباب حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور حاضر ہوئے۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم ان بزرگوں سے پہلے پہنچ گیا تھا۔ اُس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایک خادم کو کسی خط کا جواب لکھ رہے تھے۔ جب جواب سے فارغ ہوئے تو خاکسار ایڈیٹر الحکم کو قریب بلا کر فرمایا۔

ندوۃ نمبر پر ریمارک

میں نے آپ کا ندوۃ نمبر پڑھ لیا ہے اور خوب غور سے پڑھا ہے۔ مجھے اس میں دو نقص معلوم ہوئے ہیں ایک تو یہ کہ کسقدر سختی سے کام لیا ہے اور اس سختی میں بعض لوگوں کے نام لئے ہیں قرآن مجید کے طرز کو اختیار کرنا چاہیئے۔ قرآن مجید بلا اظہار نام غلط اور باطل عقائد پر زد مارتا ہے۔ اور ایسی زد مارتا ہے کہ کوئی کیا مار سکیگا۔ اگر قرآن مجید میں ابوجہل یا دوسرے منکرین مخالفین کا ذکر بقید نام ہوتا تو ان کی اولاد کو اس کا پڑھنا سخت ناگوار ہوتا۔

انبیاء علیہم السلام اور ماموریں کی حالت کچھ اور ہوتی ہے وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی کسی تحریک کے نیچے بعض لوگوں کے نام لیتے ہیں اور ان کے متعلق بعض اوقات ایک ایسی سختی سے کام لیتے ہیں جو سراسر رحمت ہوتی ہے۔ مگر ہر شخص کا کام نہیں کہ اس طریق کو اختیار کرے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اپنی تحریروں میں مخالفین کو نام لیکر مخاطب نہیں کرتا۔ اب آپ کو معلوم ہوا ہے کہ فصل الخطاب کس کے لئے لکھی گئی۔ مگر جو شخص فصل الخطاب کو پڑھیگا اور اُسے بتایا نہ جاوے۔ اُسکو معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس کے جواب میں ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے اس طریق کو میں بہت پسند کرتا ہوں۔ مولوی عبدالکریم مرحوم (بڑی لمبی دعا ان کے لئے فرمائی) مجھکو بہت پیارا تھا میں اس کی تقریر اور تحریر کو پیار سے پڑھتا۔ اور سنتا تھا ان کی تحریر میں اور تقریر میں تیزی ہوتی تھی میں اس تیزی کو بھی پسند کرتا مگر باوجود اس پیار کے جو مجھے ان سے تھا

خدا تعالیٰ کی کتاب تو اُسسے پیاری تھی اور پیاری ہے

عبدالکریم کیا مجھے تو خدا تعالیٰ کی کتاب سب سے پیاری ہے ہاں اس کے لانیوالا بھی میرا محبوب ہے۔ اور بہت ہی محبوب ہے۔ مگر اس کو بھیجنے والا پھر ایک ہی محبوب ہے۔ کہ اس کے سامنے ساری محبتیں فنا ہوجاتی ہیں اور یہ اسی محبوب کا کلام ہے۔

پیارے کی پیاری باتیں ہوتی ہیں۔

اور میری تو یہ غذا ہے۔ پس میں آپکو طرز تحریر اور طرز بیان میں قرآن مجید کے اسلوب کے اتباع کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ غرض مولوی عبدالکریم مرحوم نے ایک مرتبہ حضرت صاحب سے کہا کہ نور الدین کی تحریر میں تیزی نہیں ہوتی۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہاں ان کا طریق ایسا ہی ہے یہ نرم طبیعت رکھتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میں ہر قسم کی تحریر اور تقریر پر خدا کے فضل سے قادر ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ جب بولتا ہوں یا لکھتا ہوں تو میرے زیر نظر یہ امر ہوتا ہے کہ

کوئی اس سے نفع اُٹھاوے

پس نفع رسان بنو اور جسطرح پر یہ تحریریں مفید اور نفع رساں ہوں اس کو مدنظر رکھو ہمارے طریق کو استعمال کرو اور ہمیشہ یہ مدنظر رکھو کہ کوئی سعادت مند فائدہ اُٹھاوے مہدی کے متعلق جو مضمون آپ نے کہیں سے لیا ہے اس کا طرز بیان مجھے پسند نہیں آیا ایسے طرز بیان سے بعض اوقات صداقت مشتبہ ہوجاتی ہے اور لوگ اسکو معمولی پھبتی سمجھ لیتے ہیں اسواسطے صداقت کے اظہار میں ہمیشہ

متانت کی قدر

متانت اور ثقاہت سے کام لینا

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

حضرت مریم کی جو عزت اس فرضی خدا نے کی ہے وہ انجیل کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے کہ ایسے کلمات سے یاد کیا گویا کوئی تعلق ہی نہیں۔ اور اسے عورت کے لفظ سے پکارا جو کم از کم ایک مہذب کے منہ سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ یہ عزت ہے جو عورت کی پہلے کی گئی ہے اور یہ وہ درجہ ہے جو اس ام الکائنات کو دیا گیا ہے۔ یہ تو دو ہزار برس کی بات ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں جسقدر پیچھے آپ چلے جاویں اس ضعیف ہستی کی ایسی ہی حالت نظر آئیگی کہ ایک درد دل رکھنے والا انسان اس منظر کو نہ دیکھ سکیگا۔ اور اس ام الکائنات کی درد انگیز کہانی کو نہ سن سکیگا۔ ہر زمانہ میں ہزاروں ہزار ترقیاں ہوئیں مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ (بجز زمانہ اسلام کے) جب کبھی محروم رہی تو عورت ہی محروم رہی۔ اور معرض زوال میں یہی آتی رہی۔

دنیا میں اُمتہ الکبریٰ کی سلطنت کسی زمانہ میں عظیم الشان سلطنت تھی اور مغربی عیسائیت کا مرکز اور پایہ تخت تھی مگر کہا جاتا ہے کہ اس سلطنت میں قوانین و آئین کے لحاظ سے ہر قسم کی ترقیاں ہوئیں اور فی الواقعہ ہوئیں مگر جب اس سلطنت میں عورت کے متعلق ہم تحقیقات کرتے ہیں تو اس عہد میں بھی وہ بدترین حالت میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ (باقی آئندہ)

ایک دینی سفر

(نمبر اول)

تمہیدی نوٹ ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس سال الوصیت شائع کی ہے اُسی سال جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ آپ کے ایام زندگی اب بہت ہی تھوڑے ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قابل نازانہ اور مسلم قادر الکلام والقلم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور ایسا ہی مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بھی وفات پا گئے تو خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ایک خاص جوش اور تڑپ پیدا ہوئی۔ کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو علوم **دینیہ** کے باعمل عالم ہوں۔ اس مقصد کے لئے آپ نے اپنے خدام کو مکرر مشورہ کرنے کی ہدایت فرمائی کہ آیا مدرسہ تعلیم الاسلام کو ایک عربی مدرسہ کی صورت میں تبدیل کر دیا جاوے یا کوئی جدید عربی مدرسہ جاری کیا جاوے۔ اس مضمون پر احباب مقیم قادیان میں بڑے بڑے مشورے ہوئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اور صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ کے ماسوا اس وقت تمام اہل الرائے لوگ اس مسئلہ پر متفق تھے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی موجودہ شکل کو بالکل بدل دیا جاوے۔ اور اس کی بجائے ایک عربی مدرسہ قائم ہو۔ ایڈیٹر الحکم اُس وقت اپنے دوستوں کی رائے سے متفق تھا مگر اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور آخر ایک خط لکھا کہ حضور کا خاص منشاء کیا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اس مدرسہ تعلیم الاسلام کو توڑ دیا جاوے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ رائے ظاہر ہوئی تو تمام احباب کو اپنی رائے کے تبدیل کرنے میں کوئی دقت اور مشکل پیش نہ آئی۔ بہرحال اُس وقت گو ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی رائے صحیح معلوم نہوتی تھی تا وقتیکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی **صائب رائے** پر مہر کر دی۔ مگر آج تجربہ نے بتا دیا ہے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کی باریک اور دوربین نگاہ نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ہم نے نہیں دیکھا تھا۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے باوجود ایک خوردسال بچہ ہونے کے ایسی **عمدہ رائے** دی تھی جو آج ثابت ہوتا ہے کہ آب زر سے لکھنے کے قابل تھی۔ اور وہ ہمارے لئے جو انگریزی طریق پر قائم شدہ انجمنوں کے اصول پر **کثرت رائے** کے مسئلہ کو ایک لاتبدیل قانون سمجھتے تھے) پہلا موقعہ تھا اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ

حق کے مقابلہ میں کثرت رائے کچھ چیز نہیں ہوتی

غرض اس جد و جہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مستقل دینی مدرسہ کی بنیاد پڑی جو اس سے پہلے ایک شکستہ اور کس مپرسی حالت میں چلا آتا تھا اور ہمارے مکرم بھائی قاضی **سید امیر حسین** صاحب اس کے مدرس اعلیٰ تھے۔ اگرچہ مدرسہ قائم ہونیکو ہو گیا اور چند روز اس کے متعلق جوش بھی قائم رہا مگر پھر مدرسہ کی حالت انتظام اور نصاب تعلیم اور تعداد طلباء کے لحاظ سے قریبًا ایسی ہی ہو گئی۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے منشاء اور مصالحہ کے ماتحت خدا تعالیٰ کا موعود رسول ہم میں سے گذر گیا۔ اس کے بعد خصوصیت سے اس مدرسہ کیطرف توجہ ہوئی۔ یہانتک کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی پہلی تقریر خلافت میں دینی تعلیم کے انتظام کا آپ کی رائے کے ماتحت ہونیکا اقرار لیا۔ اور پھر رفتہ رفتہ مدرسہ کی اصلاح حالت ہوتی گئی۔ یہانتک کہ اس کا انتظام کلیتًا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے سپرد ہو گیا۔ یہ

یہ دور جدید مدرسہ کے احیا کا موجب ہو گیا

حضرت صاحبزادہ صاحب کے باوجود جوش مدرسہ کی حالت میں کیا تبدیلیاں ہوئیں یہ وقت نہیں کہ میں اس پر تفصیل سے بحث کروں مگر مختصرًا یہ کہتا ہوں کہ جہاں آپ نے مدرسہ کے نصاب تعلیم مدرسہ کے شاف **مدرسہ کے اندرونی انتظام۔ مدرسہ کے طریقہ تعلیم**۔ مدرسہ کے طلباء کی اخلاقی اور صحی نگہداشت ان کی بود و ماند کے متعلق اپنی بہت سی راتوں کو غور و فکر اور دعاؤں کے لئے دن کیا بہت سے دنوں کو اسی فکر میں بسر کر دیا۔ اور اب خدا کے فضل و کرم سے مدرسہ ایسی حالت میں ہے کہ ہم اسے ایک مدرسہ **عربی دینیہ** کہنے کا حق رکھتے ہیں۔

مگر صاحبزادہ صاحب کی انتھک کوشش اور ہمت نے اسی پر اکتفا نہیں کیا وہ چاہتے ہیں کہ مدرسہ میں ان تمام بہترین طریق کو رائج کریں جو آج ایک **عربی علوم** اور **الٰہیات اسلام** کے مدرسہ کے شایان شان ہوں۔ اس مقصد کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب کے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی کہ وہ فی الحال **ہندوستان**

روحانی نظارہ جو خلیفۃ المسیح کو سات سال قبل دکھلایا گیا

کتاب نور الدین جو بجواب ترک اسلام مولفہ دھرمپال ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی تھی اس کے ٹائٹل پیج پر استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کئی صاحبوں نے لکھا دیکھا ہوگا۔ یہ دراصل اس روحانی نظارہ کیطرف اشارہ ہے جو آپ کو ان دنوں میں دکھایا گیا۔ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے گھر میں شادی کے بعد ایک مندر کیطرف لیجائے گئے ہیں جس میں دو بڑے بڑے بت ہیں۔ آپ کی موحدانہ طبیعت میں جوش آیا تو آپ نے استغفار پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک بت گر گیا۔ پھر آپ دوسرے کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور بہت استغفار پڑھا۔ مگر بت جوں کا توں موجود تھا۔ تب آپ کو تحریک ہوئی کہ یہاں لاحول کے تبرے کام لینا چاہیئے۔ چنانچہ جب آپ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا تو وہ بت پاش پاش ہو گیا اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ نور الدین کی اشاعت کے بعد دھرمپال کا فتنہ آپ کی زندگی میں مٹایا جائیگا۔ اور دوسرا کام خدا تعالیٰ اپنے ید قدرت سے کریگا۔ اللہ اکبر ان حالات میں کون کہہ سکتا تھا کہ ایسا ہوگا مگر اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہی دھرمپال جو اسلام کو دنیا کا (نعوذ باللہ) سب سے بڑا مذہب قرار دیتا تھا اب اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ اور جو کتابیں اس نے اسلام کے خلاف لکھی تھیں انہیں خود اپنے ہاتھوں سے جلا چکا ہے۔ کوئی سعید روح ہے جو اس نشان سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی نورانہ فراست سے نور الدین صفحہ ۱۳۶ پر ایک سوال کے جواب میں لکھدیا تھا "اب تمہارے تبدیل مذہب کا باعث معلوم ہوا جب تم ایک حالت پر نہیں رہ سکتے تو تمہارا آریہ سماج دھرم پر استقلال بھی معلوم ہوگیا" اس میں سوچنے والوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

ہوشیار باش

بعض غیر احمدیوں کا یہ قابل اعتراض رویہ ہمارے نوٹس میں آیا کہ وہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تصانیف وتقاریر میں سے کالموں کے کالموں سطروں کی سطریں بلا اظہار نام اپنے مضامین میں درج کرتے یا اول سے آخر تک تمام مضمون اپنے نام سے نکال کر پبلک کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ان کو واضح رہے خدا کے فرستادہ خدا کے ولی کا کلام ... اپنے اندر ایک نمایاں اثر اور ایک خاص رعایت رکھتا ہے۔ اگر خاک ڈالنے سے چاند نہیں چھپ سکتا تو اس کی روشنی کب اس سیاہی میں چھپ سکتی ہے۔ جس کی تہ میں اسے چھپانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ ہم عرصہ دو سال سے ایسا دیکھ رہے ہیں کہ ایک صاحب اپنے مضمون میں درس قرآن شریف کے نوٹ جو بدر میں شائع ہوئے ہیں ان سے اور حضرت مسیح موعود کی دوسری کتب سے اپنے مضامین میں عبارتیں ملا کر اپنے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ بلکہ مرحوم رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ نے تو یہ خدمت بڑی تندہی سے ادا کی کہ حضور مغفور کی تصانیف وتقاریر سے بلا حوالہ صفحوں کے صفحوں نقل کر دیئے۔ اب تک ہم نے نوٹس لینا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ وجہ یہ کہ ہمارا مقصود تو پیغام حق پہنچانا ہے نہ کہ ناموری۔ کوئی حق سے خواہ کسی ذریعے سے سنے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ کوئی شخص اس پاک ومعجزانہ کلام کی ایسی قطع وبرید کرے کہ مطلب ہی خبط ہو جائے اور اس کا حال اس حسین کی مانند ہو جائے جس کا کوئی نمایاں عضو کاٹ دیا جاوے۔ یا جسے بدبودار نفرت انگیز لباس پہنا دیا جائے یا اس لکھنے والے کا مقصد یہ ہو کہ بجائے **مسیح موعود** سے ارادت پیدا ہونے کے خود میری ذات ایک بزرگانہ وعالمانہ رنگ میں جلوہ گر ہو۔ فی الحال ہم نے اشارتاً توجہ دلائی ہے آئندہ ہم مفصل لکھنے پر مجبور ہونگے۔

مدرسہ احمدیہ

یکم اپریل کو صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے ایک دلچسپ تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ اسلام میں دو گروہ ابتدا سے موجود ہیں ایک دنیا کماتے پھر دین کے بھی کام آتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو دنیا سے منہ موڑ کر محض دین کے ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر ہے۔ اس نے پہلے مقصد کے لئے مدرسہ انگریزی ہے اور دوسرے کے لئے مدرسہ احمدیہ ہے۔ جو ارشاد ربانی **ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر** کی تعمیل میں ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کی مدد کریں۔

اس کے بعد آپ نے انعام تقسیم فرمائے صدر انجمن نے ۵۴ روپے انعام مقرر کیا تھا۔ چوتھی۔ دوسری پہلی سپیشل جماعت قرآنمجید میں اول رہنے والے کو آٹھ چھ پانچ۔ تین روپے علی الترتیب اور سارے مجموعہ نمبر کے لحاظ سے دوسری میں اول ودوم کو چھ اور چار روپے اور پہلی میں اول ودوم کو چھ اور چار روپے اور پہلی میں اول اور دوم کو پانچ اور تین روپے اور سپیشل میں اول ودوم کو تین اور دو روپے انعام دیا گیا۔

شیخ یعقوب علیصاحب کو شاخ دینیات سے ایک خاص دلچسپی ہے آپنے اپنی قابل قدر تصانیف قریبا پچاس روپیہ کی اس موقعہ پر انعام دین اور آئندہ قرآن ادب میں اول رہنے والے کو ایک اشرفی انعام کا وعدہ فرمایا۔ مکرم میر ناصر نواب صاحب نے کچھ کپڑے دیئے۔ چند اور صاحبوں نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ اخیر میں صادق سیالکوٹی نے ایک نظم سنائی۔ جو اسی وقت فی البدیہہ کھڑے کھڑے تیار کی گئی تھی۔

دار الامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے اور آپ باقاعدہ درس قرآن وحدیث دیتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب بمعیت دیگر احباب سفر پر ہیں۔ سفر محمود کا ایک حصہ چھاپ دیا گیا باقی اگلے ہفتے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب مدراس سے فائز المرام واپس آ گئے ہیں۔ اور جو دار الضعفاء جس زمین میں طیار ہونیوالے تھے اسمیں بھرتی ڈلوا رہے ہیں آپنے اپنا سفرنامہ نمبر ۳ بھی مرتب کر لیا ہے جو عنقریب چھپ کر شائع ہوگا۔

چاہیئے۔ دہلی کی زبان میں شوخ کلام کرنیوالے بھی ہوتے ہیں۔ مگر مجھے پسند نہیں۔ میرے کتب خانہ میں دواوین اردو میں سے ذوقؔ۔ غالبؔ اور مومنؔ کے دیوان موجود ہیں۔ مگر سوداؔ اور ابو ظفرؔ کا کلام نہیں رکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کلام میں وہ بات نہیں جو ذوقؔ اور مومنؔ کے کلام میں ہے۔ دہلی کے بعض لوگوں سے مجھے بڑی محبت ہے شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبد الغنی صاحب شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے میں محبت رکھتا ہوں۔ آپکو معلوم ہے بارہا میں نے اسکا ذکر کیا ہے ان کی زبان میں بڑی پاکیزگی اور ثقاہت ہے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست اپنی تحریروں میں ان لوگوں کا اتباع کریں۔ آپ ہمارے اسلوب تحریر کا بھی اتباع کر کے دیکھیں۔

یہانتک حضرت نے گفتگو فرمائی تھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اور مولوی حافظ روشن علی صاحب اور قاضی مولوی سید امیر حسین صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب بھی

تقرر امیر اور نصائح

حصول اجازت کے لئے آحاضر ہوئے مختصراً حضرت نے پھر ان ریمارکس کا ذکر کیا جو پہلے فرمائے تھے پھر فرمایا کہ:

"میں میاں صاحب کو تم پر امیر مقرر کرتا ہوں کوئی سفر بدون امیر کے جائز نہیں اس لئے میاں صاحب کو تمہارا **امیر** مقرر کیا ہے۔ میاں صاحب کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ **تقوی اللہ** سے اور چشم پوشی سے عموماً کام لیں بہت دعائیں کریں۔ جناب الٰہی میں گر جانے سے بڑے بڑے برکات اُترتے ہیں اور آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے امیر کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری کریں کوئی کام انکی اجازت کے بدون نکریں۔ علم کا گھمنڈ کوئی نہ کرے میں نے بھی علوم پڑھے ہیں میں بعض وقت کوئی لفظ بھول بھی جاتا ہوں مگر خدا کے فضل سے خوب سمجھتا ہوں بہت پڑھایا بھی ہے اور پڑھتا بھی ہوں۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ محض علوم کچھ چیز نہیں۔

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست۔

تم بھی اسی **علم** کو حاصل کرو۔ اور یہی اپنا مقصد بناؤ باقی علوم کچھ بھی چیز نہیں ہوتے۔ ان کا گھمنڈ بھی نہ کرنا دعاؤں سے بہت کام لینا۔ یہاں سے **چلتے وقت** راستہ میں کسی قریہ کو دیکھو تو برابر دعائیں کرو۔ (وہ دعائیں جو مسنون ہیں)۔

اس مضمون کے آخر میں وہ دعائیں معہ ترجمہ لکھدی ہیں کسی سے مقابلہ ہو تو دعاؤں سے کام لو۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو دعاؤں سے اس کا حل چاہو۔ میرا اپنا تجربہ ہے۔ میں بڈھا ہو گیا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر جاتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کے دل کو کھول دیتا ہے اور آپ اس کی مشکل کا حل بتا دیتا ہے۔

صاحب منار نے سلسلہ کی مخالفت کی ہے اس سے ملو تو بیشک عمدہ پیرایہ میں اسکو **جتا دو** کہ گو تم نے مخالفت کی ہے مگر ہم لوگ ایسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔

علماء سے ملو اگر کسی سے کوئی عمدہ بات ملے تو اسے فوراً لے لو۔ کیونکہ **کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن اخذھا حیث وجدھا** یعنی حکمت کی بات مومن کی گم گشتہ متاع ہے اُسے لے لو جہاں سے ملے۔ پھر چند علماء کے نام بتائے اور چند مدارس کے نام لئے کہ ان سے ملو اور ان مدارس کو دیکھو۔

بالآخر فرمایا۔ دعاؤں سے کام لو۔ اب تم سب میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھدو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ پھر بھی دعا کرونگا اللہ تعالیٰ نے موقع دیا (باقی دوسرے نمبر میں انشاء اللہ العزیز)

نوٹ میں یہ سلسلہ سفر میں سے ہی لکھ رہا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو یہ سلسلہ الحکم کے ناظرین کے لئے علمی اور دلچسپ سلسلہ ہوگا۔ آپ صاحبان دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت سے ہمکو اور ہمارے اس سفر میں **امام و امیر** حضرت صاحبزادہ صاحب کو فائز المرام حضرت امیر المومنین کے حضور میں پہنچائے اور انکی دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں آمین

(ایڈیٹر الحکم از لکھنؤ)

دعا ابو اللیث محمد اسماعیل صاحب احباب سے دین و دنیا کے حسنات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور عبد المجید خانصاحب کلارک صاحب بھی (مسلمان) دعائے خیر ہیں۔

مختصر نوٹ از قاضی اکمل

فلبیک علی الاسلام من کان باکیا

اطبا کی کچھ ضرورت نہیں رہی

اصلاح ماہ مارچ میں لکھا ہے کہ ایک عورت کو عارضہ صرع کا تھا ہر قسم کے معالجہ سے عاجز آئی تو اس نے تعزیہ کی نذر کی جس سے اسکو صحت عود کر آئی پھر کسی قسم کی شکایت نہوئی۔

۲۔ ایک جمعدار کا لڑکا شدید مرض میں مبتلا تھا امید زیست نہ رہی ماں نے تعزیہ کی نذر کی۔ خدا نے صحت بخشی۔

میرے خیال میں اب کیا ضرورت ہے کہ لوگ خواہ مخواہ ڈاکٹروں اور طبیبوں کی فیسیں بھریں اور بڑی بڑی قیمتی دوائیاں خریدنے پر مجبور ہوں۔ صرف تعزیہ کی نذر ماننی کافی ہے مایوس العلاج مریضوں کو مژدہ ہو۔ مگر تعجب ہے کہ شیعہ جو باقاعدہ تعزیئے اُٹھاتے ہیں ان میں سے بھی کئی بیمار ہوتے ہیں۔ اور شدید سے شدید مرضوں میں مبتلا ہیں وہ اس اپنے خانہ ساز نسخہ سے کیوں فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ پھر خود مدیر اصلاح نے پچھلے سال بڑا لمبا چوڑا مرثیہ پڑھا تھا کہ ہمارا وہ مر گیا وہ دُنیا سے سفر کر گیا کیوں اسی نسخہ مجربہ سے مستفید نہوا۔

تعزیہ اُٹھانا تو اکسیر تھا ہی مگر ایک واقعہ مندرجہ اصلاح سے معلوم ہوا کہ ماہ **محرم** میں کسی سنت نبوی کا ادا کرنا موجب عقاب ہے چنانچہ "اصلاح" میں ہی یہ واقعہ بڑے تفاخر سے درج ہے کہ سکرٹری صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ نے ماہ محرم میں دعوت ولیمہ دی جس کے بعد وہ لڑکا پتنگ اُڑانے میں چھت سے گرا۔ اب اس شخص کو اپنے فعل پر ندامت ہے خدا تعالیٰ اُمت مرحومہ پر رحم کرے اور چودھویں صدی کے ان نئے نئے مجتہدوں سے بچائے جو دین کو رونے پیٹنے اور اپنے تئیں لوہے کی زنجیروں سے زخمی کرنے اور دو چار بالش کی کھچیوں اور پرانی شیعہ ازمنہ سے بنی کی سنت ادا کرنے میں مقصد سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے- اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے- کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے- مگر اس میں بھی کلام نہیں- کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے!

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے- اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں-

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں- ان کو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا- اگر نہیں تو ضرور پڑھیے اس میں نور ہدایت اور شفا ہے-

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ- آٹھ پارے تیار ہیں- آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاویں گے معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کردی- بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا- جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے- جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی- تاریخی- فلسفی- تمدنی- اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے-

نمونہ کا پرچہ ہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ- صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا- حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ روکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں- یہ گولیاں کل میں بنی ہیں- مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے- ۴۰ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ر- ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے- یہ دوا لحظہ میں اس کو زائل کردیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس چمک پڑکر رگوں میں بھرتی کٹی سی جو کہیں چھوٹتے ہو- اس دوا سے فوراً آرام ہوجاتا ہے- اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام والے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۲ تولہ کی ایک ڈبیہ ہر محصولڈاک ایک سے ۳ ڈبیہ تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے

بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے- اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے- استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے- ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا-

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

سچائی کا جھنڈا

ستاروں کی گردش بازاری مضمونوں کی تیز و طراری - مریضوں کی آہ و ... آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے - کہ الامان - لیکن ہمارا کام ... باتوں سے ہی نہیں چلتا - بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں - ... آزماؤ - پھر منگواؤ - بھلا اس میں بھی دہوکہ ہے - قوائے تناسل سے متعلق مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے - ہیں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے - جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلق قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوجاتے ہیں - اور ہر قسم کی شکائت کے لئے ... انشاءاللہ مفید ہے - ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں - کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں - اول نمونہ مفت منگائیے - پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے - قیمت فی بکس ۳ؔ

طلا طلسمی } بچپن اور نادانی کے اشارہ اور جوانی کی غلط کاریوں سے امراض لاحق ہوتی ہیں - اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ وہ اس کو مفید پائینگے - قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی } آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانیوالا - قیمت فی تولہ ۸ؔ

سنون دندان } دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا - قیمت فی بکس ۴ؔ

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکائت ہے - آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے - کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت ڈونس ڈنرپلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) دو یا تین کھا لیجئے - دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ

اچھا معلوم ہوگا - قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرلیتے ہیں - جو دنیا کے نصف سے زیادہ مریضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا - کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکائت ہیجان - بخار یا تپ - بدہضمی - پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت - امراض قلب یعنے دل - دوار یعنی چکرانا - دردسر - نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا - مستورات کی بیماریاں - اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہوجاتا ہے - ڈونس ڈنرپلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) نباتات سے بنائی گئی ہیں - اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے بخرون کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں - قیمت فی شیشی ۲ؔ و ۸ؔ و ۱۲ؔ - ۱۲ؔ والی شیشی میں ۶۰ گولیاں ہیں - ... والی شیشی سے ... نکلتی ہیں - ۱۲ؔ والی شیشی **ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی** سے طلب کرو -

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی دوائیں کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں - وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں - صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے - آج بھی از مائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں - اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے - اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے - پورے ڈالتے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں - کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے۔

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں - جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے -

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے خاندان کے بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ - جن بااثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے - وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں - اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ - بالکل یہی الفاظ لکھئے :- **"منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی"** تار کا پتہ **"میڈیسنز دہلی"**

گروکل کا جلسہ اور انتظام

آجکل گوروکل کے جلسہ کے لئے لوگ دور دور سے بکثرت آ رہے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جس گاڑی میں ہم ہردوار جا رہے تھے اس کے کسی درجہ میں جگہ باقی نہ تھی ہردوار کے سٹیشن پر گاڑی بالکل خالی ہو گئی اور اس وقت ایک عجیب نظارہ تھا سینکڑوں سادھو سنیاسی اور ہزاروں مرد و عورت پلیٹ فارم پر موجود تھے اور کچھ اس افراتفری سے جمع تھے گویا میدان حشر ہے سٹیشن سے باہر گروکل کی طرف سے ایک مختصر سا کیمپ لگایا گیا تھا جس کا انتظام لالہ نتھو مل صاحب ساکن بھیرہ کے سپرد تھا۔ لالہ نتھو مل صاحب اپنے ملائمیت جس فراخ حوصلگی اور مستعد طبیعت کے ساتھ کام کر رہے تھے وہ حد درجہ موثر تھا میں نے کیمپ میں جا کر دریافت کیا کہ ہم گروکل جانا چاہتے ہیں انھوں نے ذیل کی بات چیت کی

لالہ نتھو مل صاحب - آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں!

ایڈیٹر الحکم - ہم لوگ قادیان سے آئے ہیں اور ہمارا مقصد ہے کہ گروکل کی تعلیمی حالت کا معائنہ کریں گو اس وقت ہم اسلامی مدارس دیکھنے جا رہے ہیں مگر راستہ میں گروکل کا دیکھنا بھی ضروری خیال کیا ہے۔

لالہ نتھو مل صاحب بڑی خوشی کی بات ہے آپ ضرور گروکل جاویں اور قادیان کے ساتھ تو ہمیں بھی ایک طرح سے تعلق ہے کیونکہ مولوی نور الدین صاحب ہمارے بھیرہ ہی کے ہیں جن کی ذات پر ہم کو فخر ہے بھیرہ نے ایک ایسا پُتر فرزند پیدا کیا

ایڈیٹر الحکم اس میں کیا شک ہے بھیرہ کی خوش نصیبی ہے کہ ایسا وجود وہاں سے آیا۔ اب تو ہمیں آپ سے محبت ہو گئی اس لئے کہ آپ ہمارے آقا کے ہم شہر ہیں

لالہ نتھو مل درست بستہ ہو کر میں ہر طرح سے خادم ہوں آپ پہلے کھانا کھائیں۔

ایڈیٹر الحکم کھانا تو ہم سر دست نہیں کھائینگے اس وقت ضرورت ہے کہ آپ گروکل کی رہنمائی کریں کیونکہ آج ہم واپس ہو کر رات کو کلکتہ میل میں سوار ہونا چاہتے ہیں ہم نے اپنا اسباب ریلوے اسٹیشن پر چھوڑا ہے مگر ہم مطمئن نہیں۔ میں نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ اس لائن پر عموماً نقصان ہو جاتا ہے۔ اگر آپ ہمارا اسباب سٹیشن پر سے اٹھوا کر یہاں منگوا لیں تو شاید بہتر ہو۔

لالہ نتھو مل بہتر ہے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ یہ کہکر وہ اپنا سارا کام چھوڑ کر میرے ہمراہ ہوئے مگر سٹیشن پر جا کر معلوم ہوا کہ خواہ ہم اسباب اسی وقت لیں یا رات کو بہرحال مقررہ کرایہ ہمیں ادا کرنا ہوگا اس پر لالہ نتھو مل صاحب نے کہا آپ بے فکر رہیں ہم اسباب کے ذمہ دار ہیں یہاں ہی اسباب پڑا رہے

غرض وہاں سے فارغ ہو کر ہم کیمپ میں آئے اور لالہ نتھو مل صاحب نے مناسب ہدایات کے ساتھ ہمیں دیگر سواری کے لئے روپے جنہوں نے کنکھل تک ہم کو پہنچایا وہاں سے پیدل گروکل پہنچے ہر دوار کے کیمپ میں جس مستعدی کے ساتھ آریہ قوم کام کر رہی تھی وہ ایک قابل غور سبق تھا تمام والینٹرز اپنے افسر کا حکم بلا چون و چرا مانتے تھے اور قطعاً اس کی وجہ نہ پوچھتے تھے سینکڑوں سواریوں کا انتظام آسان امر نہیں ہوتا مگر بدوں کسی قسم کے شور و غل کے یہ کام ہو رہا تھا۔ اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح نور الدین متعنا اللہ بطول حیاتہ کی ایک بات یاد آ گئی جو ایک موقعہ پر آپ نے فرمائی تھی اور وہ یہ ہے

کہ انسان جس جس قدر اپنے آپ کو قرآن مجید کی حکومت کے نیچے لاتا ہے اسیقدر وہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون کے نیچے آ جاتا ہے قرآن مجید کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری انسان کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جس کا نام جنت ہے اور تدبر نظر اور باتوں کے کوئی شخص بھی جو قرآن کریم کی کسی ہدایت پر عمل کرتا ہے وہ اس کا پھل پاتا ہے چراغ کا کام روشنی کا دینا ہے خواہ ایک مومن اس کو جلائے یا فاسق فاجر۔ وہ روشنی ضرور دیگا اسیطرح قرآن کریم کی ہدایت ہے۔

میں نے ایک شخص کو ایک مرتبہ کہا کہ قرآن مجید میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں۔ وہ ایک ایسی جگہ جاتا تھا جہاں اکثر لوگ زنا میں مبتلا ہو کر ان امراض خبیثہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اس کا لازمی نتیجہ ہیں اسکو کہا کہ قرآن مجید کی ایک ہدایت کو یاد رکھو لا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ زنا کے قریب نہ جاؤ یہ بڑی بے حیائی اور بُری راہ ہے اس شخص نے اس بات پر عمل کیا اور وہ خدا کے فضل سے محفوظ رہا

اس واقعہ کے بیان سے غرض یہ ہے کہ قرآن مجید کی ہدایت سے کوئی شخص بھی فائدہ اٹھائے وہ اس کا ثمرہ اٹھائیگا اسلام نے ایک امیر کی فرمانبرداری اور امام کی اطاعت کی کتنا کید کی ہے۔ اب جو قوم و گروہ اس ہدایت پر عمل کریگا اس کے مبارک نتائج اسکو حاصل ہونگے آریہ لوگوں نے اپنے نظام کے لئے اپنے افسروں کی اطاعت کی۔ اس کا نتیجہ بہرحال اطمینان بخش ہونا چاہئے

المختصر ہم وہاں سے روانہ ہو کر **کنکھل** پہنچے۔ اور وہاں سے پیدل گروکل کو روانہ ہوئے گروکل کے راستہ میں دریائے گنگا حائل ہے اور وہ اپنی عجیب اور دلکش شان سے پیچ و خم کھاتی ہوئی بہ رہی ہے۔ وادی گنگا کا نظارہ قدرتاً نہایت دربا واقع ہوا ہے گنگا کا پانی نہایت مصفا اور ٹھنڈا ہے گنگا کی تہ میں بیشمار پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ راستہ میں دائیں جانب سے گنگا کو عبور کرنا پڑتا ہے جسکو عارضی پلوں کے ذریعہ قابل گذر بنایا گیا ہے۔

دامن کوہ میں درختوں کے جنگل اور جھنڈ میں گروکل کا جھنڈا لہراتا ہے۔ ۹ بجے کے بعد ہم گروکل کی سرزمین میں جا پہنچے چونکہ گروکل کا جلسہ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے انھیں ایام ایسٹر میں ہونیوالا تھا اس لئے جنگل میں منگل ہو رہا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں چھپر بنائے گئے تھے جو جلسہ پر آنیوالوں کے لئے **مہمان خانے** تھے۔ اور یہ کہنا درست ہے کہ گروکل اگر **درویش خانہ** ہے تو وہاں آنے والوں کے لئے **پھوس** کی کٹیا ہی بہترین مکان ہو سکتا تھا جلسہ کا انتظام کرنے کے واسطے بہت نوجوان موجود تھے اور دروازے کے بہت ہی قریب **انکوائری آفس** تھا جہاں پہنچکر ہم نے لالہ منشی رام صاحب کا پتہ پوچھا اور کہا کہ وہاں پہنچا دو ایک نوجوان تھا ہمارے ساتھ ہوا

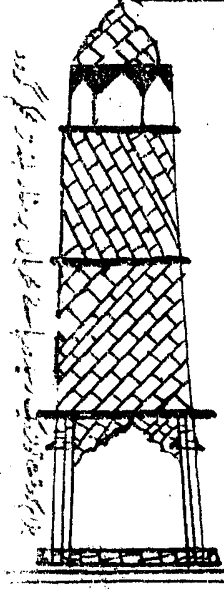

شرح قیمت چوتھا
حالسین بیشگی بیجائیگی

عوام سے ..... صہ
خواص سے عـہ
ہندوستان سے باہر ..... ے
غربا اسب اور غیر مستطیع احباب ۱۲

ان اللّٰہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بانفسھم
بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جیکوم بالو گرآئی چہادر قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان ۲۱ و ۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۵ و ۱۶

ایک دینی سفر

نمبر (۲)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللّٰہ بنصرہ العزیز دیرتک نصائح فرماتے رہے اور فرمایا کہ ہر قسم کے لوگوں سے ملنا چاہئے اس سے بہت کچھ تجربہ اور فوائد حاصل ہوتے ہیں مومن کو ایک نیت کر لینی چاہئے چونکہ ہو - میرا اپنا تو یہ حال ہے کہ من بہر جمعیتے نالاں شدم ۔ جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم ! میں چاہتا تھا کہ میاں صاحب کو ساری مثنوی پڑھا دوں مگر جس قدر پڑھ دی ہے وہ کافی ہے باقی اللّٰہ تعالیٰ خود ہی آپ کو پڑھا دیگا -

فرمایا کہ ہردوار تو ضرور جانا ہے ورنہ وہاں کو یوگ ابھیاس کے متعلق خود دریافت کرنا ۔ حضرت سے یہ بات کہدو کہ یوگ ودّیا کا نتیجہ شناکت مت نکلا ہے اسکو تم کیوں کوئی مفید چیز سمجھتے ہو ۔ اس قسم کی نصائح کے بعد بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس وفد کو اجازت دی اور ۳ / اپریل ۱۹۱۲ء کو علی الصباح یہ جماعت روانہ ہوئی -

امرتسر پہنچکر یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ گروکل راستہ میں پڑتا ہے بہتر ہے کہ گروکل کو بھی دیکھ لیا جاوے - یہ تجویز پاس ہونے کے بعد ہردوار پسنجر سے ہم سب ہردوار کو روانہ ہوئے

افسران ریلوے کے توجہ طلب

اسی موقعہ پر اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات ذمہ دار ملازمان ریلوے کی بے پروائی اور عدم توجہی سے مسافروں کو سخت تکلیف ہوتی ہے ہم نے امرتسر سے ہردوار تک انٹر میڈیٹ کلاس کے ٹکٹ لئے مگر انٹر میڈیٹ کلاس کی گاڑی میں مطلق گنجائش نہ تھی مجبوراً تھرڈ کلاس میں سفر کرنا پڑا - گارڈ کو اطلاع دی گئی تاکہ زائد کرایہ کا دعوی کیا جاوے - متواتر کئی سٹیشنوں تک اسے تصدیق کرنے کے لئے عرض کیا گیا تب جا کر اس نے ٹکٹوں پر نشان کر دیا - بالآخر ہردوار کے سٹیشن پر آکر اطلاع کی گئی - امید ہے ذمہ دار افسر اسپر توجہ کرینگے - کہ مسافروں کو ایسے موقعہ پر کوئی دقت پیش نہ آوے ۔

ہردوار

ہردوار ہندوؤں کا ایک نہایت [illegible] شہر ہے ان کے اعتقاد کے موافق یہ بیت اللّٰہ ہے اور ہردوار کے معنوں کا یہی مفہوم ہے - یہ گنگا کے کنارے ایک خوبصورت شہر ہے جو زیادہ تر مندروں ہی کا بنا ہوا ہے - اس وقت مجھے ہردوار کی تاریخ لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ گروکل کو جانیوالے مسافروں کو سٹیشن پر اترنا پڑتا ہے ۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائٹر و پبلشر کے چھپکر شائع ہوا

المنیر کی فتنہ انگیزی

المنیر جو آئے دن احمدیوں کے منہ آتا رہتا ہے اب ایک تحریر کے ذریعہ پھر کفر و تکفیر کے مسئلہ کو چھیڑ کر ہمیں اس فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے جس سے ہم خدا کے فضل سے کامیابی کے ساتھ نکل چکے ہیں - المنیر یقین رکھے کہ ہم ایسی بے مصرف باتوں میں ہرگز نہیں پڑنا چاہتے ہم دنیا میں کفر پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو مومن بنانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں یہ تکفیر اور فتویٰ بازی آپ کے ملاؤں کو مبارک رہے اس مسئلہ پر ایک سیر کن بحث ہو چکی ہے جو حوالہ ۲۴ - مئی کے بدر سے آپ دیتے ہیں اگر اصل پرچہ پڑھو تو اپنے اعتراض کا جواب اسی فقرہ سے آگے پڑھ سکتے ہو - ہمارا عقیدہ ہرگز ہرگز کسی لڑکی کے خواب کی بنا پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں وہ فقرہ صاف صاف لکھ دیا جو اس لڑکی نے خواب میں سنا تھا۔

فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رایٰ

پھر دوسرے نمبر میں المنیر حضرت اقدس کے الہامات پر تمسخر اڑاتا اور انھیں گول مول بتاتا ہے اور اپنے چند مزخرفات اٹکل کے تکے پیش کرتا ہے - اور بلا واسطہ تمام انبیاء علیہم السلام کے الہامات کا مضحکہ اڑاتے ہوئے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتا ہے - کاش اسے معلوم ہو کہ الہامی زبان کا یہی طرز ہے اور پیشگوئیوں میں ایمان کو بالغیب رکھنے کیوجہ ایک نہ ایک پردۂ خفا ضرور رہتا ہے تاکہ مجتہدین ثواب حاصل کریں - المنیر کے نزدیک تو مسیح کے الہامات بھونچال آئینگے - مری پڑیگی بھی گول مول ہونگے - اور غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین پر کبھی دل میں اعتراض کھٹکتا ہوگا کہ خداوند عالم الغیب کو ٹھیک ٹھیک وقت معلوم نہ تھا جو بضع سنین کر دیا - درحقیقت

کئی ایسے نام کے مسلمانوں کے دلوں میں ایسے ایسے اعتراض پوشیدہ ہیں جو براہ راست تو ظاہر نہیں کرتے مگر حضرت مسیح موعود کے مقابل میں ان کے دل کی باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں - مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود اسلام کی اشاعت کے لئے آیا تو اب پھر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے - وہ بھی اسلام ہی پیش کرتے تھے جس پر ہم ایمان لاتے ہیں - یہ پہلا قدم ہے دوسرا قدم جب اٹھاتے ہیں تو دائرہ ارتداد میں جا پہنچتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو خدا منوانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے بس لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی کیا ضرورت ہے - یہ سب کچھ مسئلہ نبوت کی ضرورت نہ سمجھنے کیوجہ سے ہے پھر ان لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ جب کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ صرف قرآن مجید سے دلیل دینی ہوگی - گویا ان کی نظر میں سنت و احادیث رسول اللہ صلعم اور قیاس صحیح و اجماع امت کوئی چیز نہیں - حالانکہ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کسی مسئلہ پر غور کرتے ہوئے کتاب و سنت و احادیث سبیل المومنین و قیاس صحیح چاروں چیزوں سے کام لے ۔

المنیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر الہام کو گول مول بتاتا ہے وہ ذرا الہام ہدایت الانام یاتون من کل فج عمیق پر ہی غور کرے کہ ایک شخص ایک گاؤں میں رہنے والا شخص جسے علمی دنیا میں کوئی جانتا بھی نہیں وہ خدا سے خبر پا کر دعویٰ کرتا ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ دور دراز علاقوں سے جوق در جوق لوگ آئینگے اور مجھے ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی دیجائیگی اور باوجود سخت مخالفتوں کے کامیاب ہونگا اور قاتلانہ منصوبوں سے محفوظ رہکر ۷۵ برس کے قریب عمر پاؤنگا - اور مظفر و منصور اس دنیا سے اٹھایا جاؤنگا اب کیا المنیر اس صداقت سے انکار کر کے کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہوا ۔ اسے کہتے ہیں خدا کا کلام اور اس کا نام ہے سچا الہام - باقی رہا یہ سوال کہ ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے - انشاء اللہ اس پر کسی وقت مفصل بحث ہوگی ۔

انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر ایک نظر

جب میں نے پروگرام میں دیکھا کہ ہندوستان کے مختلف قابلیت و مختلف طبائع و مذاق کے علماء ایک جلسہ میں جمع ہونیوالے ہیں تو میرے دل میں شوق اٹھا کہ میں ضرور ان کی تقریریں سنوں اور اسلام کی موجودہ حالت کا اندازہ لگا سکوں چنانچہ ۴ اپریل ۱۹۱۲ء میں خلیفۃ المسیح کی اجازت سے لاہور روانہ ہوا

۵ اپریل پہلا اجلاس بہت ہی بے رونق رہا - ایک پیر صاحب کا وعظ تھا وعظ اور لیکچر میں پہلے یہ فرق بیان کیا جاتا تھا کہ وعظ میں بالخصوص آیات و احادیث کا ذکر ہوتا ہے - اور لیکچر میں یہ نہیں ہوتا مگر بعض وعظ سننے سے یہ بات بھی کھل گئی کہ وعظ نام ہے چند بیہودہ اور بے نتیجہ کلمات کا جن کا کوئی سر ہو نہ پیر - بعض قرآن مجید کے پڑھنے میں اپنے علم موسیقی کے کمال کا ثبوت دیا مگر اسطرح حروف اپنے مخارج سے باہر نکل جاتے تھے آپ نے بیان کیا کہ سب نبیوں سے کہا گیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ ورنہ نہ نبوت ملیگی نہ اور کوئی فضیلت - پھر کہا کہ نئی روشنی کے جنٹلمین ہماری باتوں پر ہنستے ہیں - افسوس ہے کہ وہ قرآن مجید نہیں پڑھتے ورنہ وہ اس میں ایک صندوق کا ذکر ضرور پاتے - جو بولی کی بولی بولتا تھا حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب میں عصا کے لئے ایک خوفناک جنگ ہوئی - جبرئیل نے فیصلہ کیا - ۹ لاکھ آدمی نے اس عصا کے چھیننے کی کوشش کی میں نہیں سمجھتا کہ حمایت اسلام ایسے مواعظ سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے اور اسلام کو اس بھونڈی

اور ناظم جلسہ کے کیمپ میں لاکر چھوڑ گیا وہاں سے فوراً ایک والنٹیر اور ساتھ ہوا ہمارا **وفد** وہاں ٹھہرا۔ ایڈیٹر الحکم حضرت امیر **وفد** حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ارشاد کے ماتحت لالہ منشی رام صاحب کے پاس پہنچا۔ لالہ منشی رام صاحب اس وقت ایک یورپین لوآنریہ سے ملنے کے لیے باہر آئے تھے مگر میری اطلاع پر فوراً وہ مجھ سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ اور مندرجہ ذیل گفتگو معمولی مزاج پرسی کے بعد ہوئی۔ یہ کہنا ایک معمولی امر ہے کہ لالہ منشی رام صاحب نہایت اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

لالہ منشی رام صاحب۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی جو گروکل کی بھومی میں تشریف لائے۔

ایڈیٹر الحکم میرا تو عرصہ سے آپ کے گروکل کو دیکھنے کا ارادہ تھا مگر کبھی فرصت ہی نہیں ہوئی۔ اسوقت اتفاق سے ایک تقریب نکل آئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت ایک کمیشن اسلامی مدارس کے معائنہ کے لیے قادیان سے نکلا ہے جس کی غرض یہ ہے کہ اسلامی درسگاہوں کے طریقہ تعلیم اور تربیت و انتظام بورڈنگ ہوس۔ نصاب تعلیم اور دوسرے امور پر غور کرے۔ کیونکہ ہمارے ایک **اسلامی** مدرسہ دینیات کا ہے۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ چاہے تو مبلغین اسلام پیدا ہوں ہم چاہتے ہیں کہ اگر کسی جگہ سے کوئی عمدہ بات انتظام عام یا تعلیم کے متعلق ملے اسے لیکر اپنے سکول میں رائج کریں ہمارے اس وفد کا امیر حضرت خلیفۃ المسیح نے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مقرر فرمایا ہے اور چند قابل علماء اور اساتذہ بھی شامل وفد ہیں۔

لالہ منشی رام۔ کیا جناب مرزا صاحب کے صاحبزادہ بھی آئے ہیں۔

ایڈیٹر الحکم وہ اس وقت آپ کے ناظر جلسہ کے کیمپ میں ہیں۔ ہم آج ہی واپس جانا چاہتے ہیں اور یہ جگہ تو نہایت خوشگوار ہے۔

لالہ منشی رام صاحب تو آپ چند دن یہاں ٹھہریں

ایڈیٹر الحکم۔ یہ میرا کام نہیں کہ میں ٹھہر سکوں خواہ میرا دل چاہتا بھی ہو۔ ہم اپنے امیر کے زیر حکم ہیں آپ ان سے دریافت کریں

لالہ منشی رام صاحب بہتر ہے۔ انھوں نے پروفیسر رام دیو صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کو بلایا۔ اور میرے ساتھ یہ ہدایات دیکر روانہ کیا۔

آپ مرزا صاحب کی خدمت میں چند روز ٹھہرنے کی استجا کریں اور انھیں گروکل میں پنڈت نند لعل صاحب کے کمرے میں ٹھہرا دیں۔ اور سب سے پہلے کھانا کھلاکر آپ کو آرام کرنے دیں۔ اگر وہ کسی وجہ سے قیام نہ کر سکیں تو پھر مہاشہ مراری لال صاحب ساتھ ہوکر گروکل دکھائیں۔ اور جو امر دریافت کیا جاوے وہ آپ کو بتایا جاوے۔

پروفیسر رام دیو صاحب ایک نوجوان ہیں ان کا نام ہندوستان بھر میں ان کی مسلمہ **قابلیت** اور اعلیٰ درجہ کی قوت تحریر و تقریر کے لیے مشہور ہے ان کو دیکھکر کوئی شخص قیاس نہیں کر سکتا کہ وہ بی۔ اے بی۔ ٹی ہیں۔ یا ان خوبیوں کے انسان ہیں جو ان میں پائی جاتی ہیں۔ نہایت سادہ زندگی ہے نہ لباس میں کوئی نمائش ہے نہ کلام میں تکبر اور خود نمائی۔ میں گروکل کے متعلق ایک رائے آخر میں لکھونگا۔ یہاں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ پروفیسر رام دیو ایک نہایت خوش اخلاق نوجوان ہے اور قومی محبت کے نشہ میں وہ سرشار ہے۔ اپنی صحت اور عافیت کی بھی انھیں کچھ پروا نہیں۔ مجھے جسوقت ان سے ملنے کا موقعہ ملا ہے ان کا پاؤں زخمی تھا مگر وہ بدوں پروا کئے چلتے پھرتے اور دوڑ دھوپ کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کرتے تھے میرے ساتھ آکر انھوں نے دست بستہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے باصرار چند روز قیام کرنے کی درخواست کی مگر معذوری ظاہر کرنے پر وہ ہم کو اس کمرہ میں لیگئے جہاں ہم کو ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور سب سے پہلا کام جو بلا توقف کیا گیا وہ یہ تھا کہ

ہمیں کھانا کھلایا گیا

کھانا کھانے کے وقت وہ خود اور مہاشہ مراری لال صاحب تشریف فرما رہے اور کھانا کھا چکنے کے بعد لالہ مراری لال صاحب کو ہمارے ہمراہ کردیا تاکہ ہم گروکل کو دیکھ سکیں۔

(باقی آئندہ)

مضامین الحکم

دعا

یارب دلِ ناداں کو تو فہم و فراست دے
تو عقل و کیاست دے تو علم سیاست دے
پھر کانٹوں پہ تلوہ ہو پھر طور کا جلوہ ہو
پھر من و سلویٰ ہو پھر رنق برکت دے
پھر پیار کی باتیں ہوں پھر وصل کی راتیں ہوں
پھر اگلی سی صحبت دے پھر پہلی سی الفت دے

یوسف کا اقرار اربعین میں حضرت اقدس علیہ السلام نے حافظ محمد یوسف پنشنر امرتسر کے بارے میں لکھا تھا کہ "وہ ایک وقت حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف بیان کرتے تھے آسمان سے ایک نور نازل ہوا مگر میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔ مگر اب سنا ہے اس سے انکار کرتے ہیں"۔ آخر حق حق ہی ہے۔ حق بزبان جاری۔ اب بعض اپنے مناقشات کی وجہ سے آپ اس خبر کی تصدیق فرماتے ہیں۔ دیکھو اہل فقہ مطبوعہ یکم اپریل صفحہ ۳ "عبداللہ صاحب مرحوم ابھی کہا کرتے تھے کہ میری اولاد سب دنیادار ہے۔ اسوقت تو ہم عبداللہ صاحب کی باتوں کو ایسا ہی جانتے تھے۔ مگر آج ہم خود دیکھتے ہیں"۔ دنیادار ہونا یا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد لینے والے کو نہ ماننا ایک ہی بات ہے۔

بقایادار توجہ فرماویں

خریداران الحکم اپنے اپنے ذمہ کا حساب صاف کریں سنہ ۱۹۱۲ء کی قیمتیں پیشگی بھیجی جائینگی۔

صورت میں دکھا کر کیوں غیر مسلموں کو ہم پر ہنسانا چاہتی ہے۔ اس کے بعد ایک اور مولوی صاحب اُٹھے غالبًا یہ ان کا پہلا وار تھا۔ اس لئے قابل معافی ہے اپنی بھرائی ہوئی آواز میں بڑے زور کے ساتھ فرمایا جلسے ہو میں کون ہوں۔ افسوس ہے کہ ایک صاحب نے روکدیا۔ اور جو کچھ وہ کہنا چاہتے تھے دل ہی میں رہگیا خیر میں انھیں انٹروڈیوس کرادیتا ہوں آپ مولوی عبد الرحمن محی الدین لکھو کے والے کے خلف ہیں جن کا ذکر حقیقۃ الوحی میں ہے اور جو خدا کے نبی کے مقابلہ میں انی مھین امراد اھانتك کے نشانے بن چکے ہیں۔ تقریر چونکہ دھیمی آواز میں پریشان خیالات کا مجموعہ تھی اس لئے سنی نہیں گئی۔

دوسرے اجلاس میں مسٹر بدرالدین قریشی نے اپنا مضمون سنایا۔ آپنے کہا صنعتی سکول کھولے جائیں مسلمان اپنے خرچ کم کردیں سامان اپنے بھائیوں سے سودا خریدا کریں جن کے پاس روپیہ ہو وہ بنک میں جمع کرادے جو اس سے روپیہ بڑھیگا کچھ فائدہ (سود) بھی ملیگا پچھلے زمانہ میں بھی اس قسم کے معاہدے ہوتے تھے کہ اگر تجارت میں فائدہ ہوا تو میں ایک سو روپیہ کی بجائے ایک سو دس دیدونگا؟ مسلمانوں کو اپنی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے (خدا پر؟)

منشی محمد دین صاحب نے اپنا لیکچر صراط مستقیم پر پڑھا۔ پڑھا میں نے اس لئے کہا کہ لکھا ہوا مضمون سامنے رکھا تھا۔ مگر پڑھنے کا طرز ایسا تھا کہ دور بیٹھنے والوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی تھی آپ نے قرآن مجید سے وہ تمام آیات جمع کی تھیں جن میں صراط مستقیم آتا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ہر بات میں آپ قرآن مجید سے استدلال کرتے تھے گو وہ بعض جگہ غلطی بھی کھاتے تھے۔ لیکن یہ عمل بہت پسندیدہ ہے کہ ہر مسلمان جو بات کہے قرآن مجید سے استنباط کر کے کہے مضمون کے بعض فقرات آپ کے عقائد پر بھی روشنی ڈال رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ شیطان سے پہر تو مراد وہ ملکہ فطرتی ہے جو صراط مستقیم سے روکتا ہے

لوح محفوظ دماغ انسانی کا نام۔ آپنے یہ بھی کہا کہ آیت لیستخلفنهم منسوخ نہیں ہوگئی۔ مفتی صاحب نے خدا جانے کبھی یہ سوچا ہے یا نہیں کہ اگر یہ آیت منسوخ نہیں تو کیا وجہ ہے کہ سلسلہ محمدی سلسلہ موسوی کے مطابق ہو اس سلسلہ کا آخری خلیفہ بھی ایک مسیح ہو

قاضی سراج الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا یا یوں کہنا چاہئے چودھویں صدی کے ایڈیٹر کا وقت تھا جب ان کا لیکچر شروع ہوچکا تو زمیندار کے ایڈیٹر ظفر علیخاں صاحب اور ان کے ساتھ ایڈیٹر افغان اور تین آدمی اور یہ سٹیج سے اُٹھ کر چلے گئے ان کے جانے کے بعد ایک گوشہ میں سے صدا آئی کہ دن کو لمپ کیضرورت نہیں اور کچھ شور بھی ہوا مگر چونکہ وہ ایک خاص گوشہ میں تھا اس لئے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ پبلک کیطرف سے اظہار ناراضی نہیں بلکہ خاص کارروائی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن کے منتظمین نے بھی انہیں نہیں روکا یا روکنے کی کوشش ناکام رہی اور یوں اپنے لیکچرار کی بے عزتی چند نوجوانوں کے ذریعہ ہونے دی اس دفعہ انجمن حمایت الاسلام کے جلسہ میں یہ بہت بڑا نقص تھا کہ ایک فریق پر کھلم کھلا چوٹیں ہوتی تھیں اور ایک مشترکہ قومی پلیٹ فارم پر بلا وجہ بے سبب آوازے کسے جاتے تھے حالانکہ ان لوگوں کو انجمن اور اس کے مقاصد سے کوئی تعلق نہیں تھا

تیسرے اجلاس میں خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر تھا آپ کی جادو بیانی اور جہیر الصوت ہونے نے سامعین کو مبہوت بنادیا اور اسوقت تمام جلسہ گاہ حاضرین سے پُر ہوگئی۔ آپنے بیان کیا کہ نیومیریکل سٹرنگتھ یعنی امدادی طاقت بڑھانے کے لئے اشاعت اسلام ضروری ہے اور اس کام کے لئے میری نگاہیں اگر کسی گروہ پر پڑتی ہیں تو وہ وہی ہے جس کا میں بھی ایک فرد ہوں۔ اس فقرہ نے مجھے بڑا مزہ دیا مگر خواجہ صاحب نے اس کی تشریح کی اور فرمایا کہ میری مراد تو تعلیم یافتہ گروہ سے ہے۔ پھر آپنے ان کیطرف روئے سخن کیا اور انھیں سمجھایا کہ پہلے تم خود اسلام کا نمونہ بنناچاہئے اگر شعار اور اعمال کا نام اسلام تو بعض وجوہ۔ انگریزی طرز کے مسلمان اور ایک

آریہ میں کیا فرق ہے۔ کیا نماز شعار اسلام نہیں کیا یہ کسی وضعی حدیث سے ثابت ہے۔ کیا قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر نہیں کیا جنگ کے وقت بھی نماز پڑھنے کے قواعد کا ذکر قرآن میں نہیں۔ پھر اس سے اس قدر غفلت کیوں ہے۔ اگر بخش اور دین ناموں میں موجود ہونے سے کوئی مسلمان ہوسکتا ہے تو کئی ہندو ایسے ملینگے . . . . اور اگر صرف مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے تو میرے نبی نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے خواہ وہ عیسائی کے گھر میں ہو خواہ ہندو کے گھر میں یولد علی الفطرة وہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اسلام تو نام ہے اعمال صالحہ کا اور معتقدات صحیحہ کا اعمال کی تو کچھ نہ پوچھو یہاں تو معتقدات کی بھی خیر نہیں افسوس ہے نوجوانوں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوگیا ہے جو کہتا ہے اسلام کی ترقی وابستہ ہے مذہب کے چھوڑنے پر۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ سولزیشن کے سوا کوئی ترقی نہیں ہوسکتی۔ سوال یہ ہے کہ سولزیشن کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ کل قوی فطریہ وہ کام کرنے لگجائیں جن کیلئے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ میرے دوستو! اسلام بھی تو یہی ہے فلاح بھی اسیکا نام ہے۔ تم فلسفہ جدیدہ پر ایمان لاکر یہ تو کہتے ہو کہ ہر چیز ایک قانون کے ماتحت ہے مگر انسان بھی تو اسی کائنات کا ایک فرد ہے وہ بھی کسی قانون کے ماتحت ہے یا نہیں یہی الٰہی قانون اسلام ہے فلسفہ قدیم نے انسان کو ارذل مخلوقات عالم بتاکر مشرک بنایا اور فلسفہ جدیدہ نے لارڈ آف یونیورس بتاکر دہریہ بنایا۔ اسلام نے درمیانی راہ اختیار کی اور سورہ عصر میں اس مسئلہ کو واضح کردیا ایک طرف "خلق لکم ما فی الارض جمیعا" اور دوسری طرف ایمان وعمل صالحہ نہونے کی صورت میں ثم رددنٰه اسفل سافلین کہا جاسکتا ہے کہ فلسفہ جدیدہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچا ہے۔ جس پر اسلام۔ مگر میں کہتا ہوں ربانی تعلیم اپنے ساتھ ایک روحانیت رکھتی ہے جس سے اخلاقی فاضلہ میں ترقی ہوتی ہے تم

لوگ نو بہ سیکل سٹر گفتہ کو بڑھا سکتے اشاعت اسلام کر و ذکاش خواجہ صاحب فرماتے اعلاء کلمۃ اللہ اور خدا کی عظمت وجلال ظاہر کرنے کے واسطے) دیکھو وہ قومیں جن کے مذہب میں دوسروں کو پیغام الٰہی پہنچانا منع ہے اور جن کی روٹی اذان کی آواز سے خراب ہو جاتی ہے۔ وہ تو چماروں اور چوہڑوں اور سکھوں کو ایک دسترخوان پر لا رہے ہیں اور تم خاموش ہو پہلے دین سیکھو پھر دوسروں تک پہنچاؤ۔ قرآن اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیا اس کے لئے عربی دانی ضروری نہیں بلکہ خدا نے اس کے سیکھنے کا گر بتا دیا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اور لا یمسہ الا المطہرون یہ معارف وحقائق تقویٰ وطہارت کی زندگی اختیار کرنے سے کھلتے ہیں خواجہ صاحب کا لیکچر ختم نہ ہوا تھا اس لئے ظفر علیخاں صاحب نے تحریک کی کہ خواجہ صاحب کو عشاء کے وقت پھر وقت دیا جاوے۔ چنانچہ آپ نے اپنا لیکچر دوسرے وقت میں ختم کیا۔ امرتسری مولوی ثناء اللہ اور حاجی محمد ابراہیم سیالکوٹی کے لیکچر بھی اسی سٹیج پر ہونے والے تھے۔ اور لطف یہ کہ ابراہیم صاحب اور خواجہ صاحب کا وقت بھی ایک ہی تھا۔ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ ابراہیم و ثناء اللہ سے چیلنج ہو چکا ہے کہ ایک سٹیج پر ہماری تقریریں ہوں اور پھر دیکھیں کہ حاضرین پر کس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور کون حقائق ومعارف قرآنی بیان کرتا ہے۔ مولوی ابراہیم اس حسرتناک نظارہ کو نہیں بھولیگا کہ خواجہ صاحب کے وقت میں حاضرین بت بنے بیٹھے ہیں اور وہاں سے نہیں اٹھتے جب تک کہ خواجہ صاحب نہیں کہتے کہ جاؤ اب شام کی نماز پڑھو اور آپکے وقت میں لوگ وقت سے ۲۰ منٹ پہلے اٹھنے شروع ہو گئے اور سکرٹری صاحبان اٹھ کر تاکید کرتے ہیں کہ صاحبان بیٹھے رہو مولویصاحب کا وعظ سن لو مگر لوگ بہت کم اس ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر ابراہیم نے جو کچھ بیان کیا کاش وہ خود ہی اس پر نظر ثانی کریں سوال تو اچھا اٹھایا تھا کہ کیا وجہ ہے قرآن مجید بھی وہی اسلام بھی وہی مگر وہ خیر وبرکات نہیں" مگر اس کا جواب کچھ نہیں دیا اور ٹالدیا۔ جیساکہ لا بد للمسلمین من امیر کے جواب میں سکوت کیا۔ بعد میں دو تین باتیں ایسی کیں جو نفس مضمون سے کچھ تعلق نہ رکھتی تھیں۔ ہاں ثناء اللہ صاحب کی کچھ تعریف کرتے جاتے تھے اور وہ بھی من نہ حاجی بگویم کے اصل پر۔ زندہ باش۔ جزاک اللہ کہتے جاتے تھے۔ یہی حال شیر پنجاب کے لیکچر کا ہوا جن کے لیکچر کا میں کوئی خلاصہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ مجموعہ تھا چند اشعار کا اور مجموعہ تھا چند ایسی باتوں کا جن سے قہقہہ پڑتا تھا اور چند حرکات واشارات کا جو کم از کم میرے نزدیک ایک مولوی فاضل کی شان سے بعید ہیں۔ گو ان کے لئے وہ مایۂ ناز ہوں۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ وہ خدا کے لئے سوچیں کہ وعظ کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ لوگوں کو اس کلمات سن کر ہنسی آئے یا یہ کہ دل خوف خدا سے پُر ہو جائے اور رقّت طاری ہو آپ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کو فیشن درست رکھنا چاہیئے اور اس فیشن کو سر کے بالوں کی مانگ سیدھی نکالنے اور داڑھی بڑھانے مونچھیں کتروانے میں ختم کر دیا۔ مولویصاحب! اس پر تو اور کئی غیر مسلم لوگ بھی عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں کیوں آپ نے یہ نہ کہا کہ ہمارا فیشن جو ہم کو دوسری قوموں سے جدا کرتا ہے وہ نماز ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے ایک مسلمان کسی صورت میں غیر مسلموں میں مخلوط نہیں ہو سکتا۔ قدرت نے آپ کی آواز بھی باریک بنائی ہے تاکہ آپ کے خودساختہ لقب کی تردید ہوتی رہے۔ ان دونوں بزرگوں کا ذکر خواجہ صاحب کے ساتھ کرنا ضروری تھا اس لئے ترتیب قائم نہ رہی۔ ہاں تو رات کو نقشبندی محمد عظیم صاحب کا لیکچر دین ودنیا پر تھا۔ جا بجا۔ موقعہ بے موقعہ آپ زور دیتے تھے اور مثنوی مولانا روم کے بعض اشعار کی توضیح کرنا چاہتے تھے۔ دو مرتبہ صدر نے کچھ اٹھ کر کہنا چاہا مگر آپ بند نہ ہوتے تھے۔ بڑی مشکل سے آپنے اپنی تقریر کو چھوڑا۔ مولوی الف دین صاحب کا مضمون اچھا ہوتا ہے۔ مگر میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ آپ کی تقریر لوگ سنتے کم ہیں۔ آپ نے اپنے مضمون کے بعض حصوں کو پڑھ کر سنایا۔ اسلام نے ہندوستان میں غیر مسلموں کی معاشرت اور مذہبی عقائد پہ کیا اثر ڈالا یہ بیان بہت دلچسپ تھا۔ رات کو ہنری مارٹن صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج نے اپنا لیکچر دیا اور آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب نے صدارت کے فرائض ادا کئے اس کا خلاصہ ایک دوست نے عجیب الفاظ میں بتایا کہ صاحب نے کہا کہ خدا کو واحد جاننا اور مخلوقات عالم کو بھائی ماننا یہ اسلام ہے تو میں مسلمان ہوں۔ صاحب صدر نے کہا۔ اگر یہ کرسچینٹی ہے تو میں کرسچن ہوں۔ یہ سمجھوتہ ہماری سمجھ میں تو آیا نہیں مگر کم از کم اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جو نمونہ آجکل کے بعض مسلمان دکھا رہے ہیں اسے دیکھ کر تعجب نہیں کہ اگر ہنری مارٹن نے یہی اسلام سمجھ لیا ہو اور وان تابوا واقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین کا راز حقیقت نہ پایا ہو۔ ہاں تو اس روز (۱۶ اپریل) صبح صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب کا لیکچر تھا جو آپ نے پنجاب محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں دیا۔ صاحبزادہ بہت متین اور پُرجوش بزرگوار ہیں۔ خواجہ صاحب سے آپ کو خاص عقیدت ہے۔ چنانچہ آپ اپنے لیکچر میں بار بار ان کا نام لاتے تھے آپنے پہلے تو سب دوستوں کو نصیحت کی کہ وہ ایک دوسرے کی نکتہ چینی اپنا پیشہ نہ بنا لیں بلکہ ٹالریشن پکار رہا ہوں اور وسعت قلب پیدا کریں۔ ہم سب مریض ہیں۔ ممکن ہے ایک سے دوسرے کو کوئی ضرر بھی پہنچے مگر چشم پوشی کرنی چاہیئے اور قومی کاموں میں خود غرضی چھوڑ دینی چاہیئے۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں جنکو پہلا سبق الحمد للہ رب العالمین کا دیا گیا ہے جب تمام خوبیاں اسی خدائے ذوالجلال کے لئے ہیں تو پھر ہماری خودغرضی کیسی۔ اس وقت ہماری ترقی انھیں دو باتوں پر ہے اصول عبدیت اور اصول نیابت۔ ایک طرف ہم فی الارض خلیفہ ہو کر اپنے مولیٰ کے اغراض ومقاصد کے ماتحت کام کریں اور کل کائنات عالم سے جو ہمارے مسخر ہے کام لیں اور دوسری طرف قومی گاڑی کو چلانے کے لئے بہ صفت موصوف انجینیر نہیں ملتا۔

زین سانہ کا اور اسطرح پر اپنے حریف پر چوٹ کی - آپ کی تقریر بہت پُرجوش ہوتی ہے اور آپ کچھ ایسے بیخود ہوتے ہیں کہ بعض ناگفتنی کلمات بھی مُنہ سے نکل جاتے ہیں اور ان فقرات سے ایسا پایا جاتا ہے جیسے کوئی عربی عبارت کا ترجمہ کر رہا ہے - آپ نے قرآن مجید کو سوس کے جونشان ہیں وہ جمع کرکے اُردو میں سنا دیئے اور یوں آیات کی تلاوت کرنے سے بچگئے - مگر جن لیکچراروں نے کوئی آیت یا حدیث پڑھی اور پھر بار بار غلط پڑھی ان کیخدمتیں گذارش ہے کہ وہ جہاں درلوٹ کرکے لاتے ہیں خدا کے لئے آیات کو باعراب نوٹ کرکے لے آیا کریں - تاکہ گناہ کے علاوہ میں ان کے احباء کو بھری محفل میں خفیف تو نہ ہونا پڑے

حاضرین سے سوال کیا کہ کیا آپ مسلمان ہیں پھر ایک مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی - بلکہ اس پر عمل کرنیکو آمادہ تھے - جس میں کلام اللہ سیرت نبوی اور حساب وغیرہ سکھایا جائیگا - اور اس کے لئے پچاس ہزار کی ضرورت جتلائی - جو ہزار روپیہ لوگوں نے ضمانت کے لئے دیا تھا وہ انجمن کے حوالہ کیا کہ کسی کو وظیفہ دیکر ولایت بھجوایا جائے اور کہا کہ ضمانت کا روپیہ گرہ سے دیدونگا - یہ سب احباب کو معلوم ہے کہ ضمانت کا روپیہ محفوظ جمع رہتا ہے بلکہ سود بھی ساتھ ملتا ہے - اس لئے جس کے پاس روپیہ ہو اس کے لئے کوئی بڑا ایثار نہیں - اس پر جلسہ ختم ہوا -

الغرض انجمن حمایت اسلام بہت عمدہ کام کر رہی ہے اور اس کی ہر دلعزیزی روز افزوں ہے - قیامگاہ اور کھانے کا انتظام اچھا تھا - ماسٹر غدین صاحب روشن نے قابل تعریف محنت سے کام کیا - ہاں کھانے کھلانیوالوں میں سے ایک صاحب مہمانوں سے بدرشتی پیش آتے تھے علی العموم میں نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں روحانیت بہت کم ہے وہ کوئی علمی مضمون صبر کے ساتھ نہیں سُن سکتے - ہاں کوئی صاحب چٹکلے سنانیوالے ہوں تو ان کی بات سن لیتے ہیں - مسلمان لیکچراروں کو یقین ہو چکا ہے کہ اب ان کی ترقی مذہبی زندگی اختیار کرنے پر ہے

صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے - اور منشی ظفر علی صاحب کا یہ فقرہ مجھے بہت پسند ہے کہ اور قومیں ترقی کرتی ہیں تو آگے بڑھتی ہیں اور ہم ترقی کرینگے پیچھے چلنے سے - جوں جوں ہم پیچھے ہٹینگے حضرت ابوبکرؓ - حضرت عمرؓ - حضرت عثمانؓ سے نزدیک ہوتے جائینگے - پھر میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کی شانیں تو بیان کرتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوئی خدمت قابل ذکر نہیں سمجھتے - حالانکہ صدیقؓ کا ایمان قابل رشک صدیقؓ کی مساعی جمیلہ مشکور ہیں -

صلح حدیبیہ پر ایمانوں کا امتحان ہوا - اسوقت معلوم ہوا کہ ایمان کس کا چٹان کی طرح مضبوط ہے - پھر وفات النبی کے وقت بیخود ہونا قابل توصیف ہے یا وہ جگر جو نہ صرف خود سنبھلا بلکہ دوسروں کو سنبھالا - اور زور سے اعلان کیا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فانہ حی لا یموت

میرے خیال میں حضرت صدیق کے احسانوں سے اولین و آخرین عہدہ برآ نہیں ہو سکتے ہم احمدی تو ان کے خاص طور پر ممنون ہیں - آپنے اپنی تقریر سے اس وقت کے فتنہ ہی کو نہیں روکا بلکہ گروہ آخرین کو بھی قابل قدر امداد پہنچائی کیونکہ ما محمد الا رسول پڑھ کر وفات مسیح پر اجماع کی مہر لگادی یہی وجہ ہے کہ میں صدیق اکبرؓ کو ہمیشہ اپنی دعاوں میں یاد رکھتا ہوں - خدائے تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے

حملہ برخود میکنی ای سادہ لوح

اہل فقہ سلسلہ حنفی کا ایک شوخ گستاخ

مخالف ہے - بعض اوقات اس کے قلم سے ایسے اعتراض نکلتے ہیں جن کی زد جناب رسالتمآب پر پڑتی ہے ایک مدعی اسلام کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے - اگر وہ اپنے قلم سے اپنے مقتدا و سردار انبیاء کی جناب میں بلا واسطہ تو نہیں مگر بواسطہ گستاخی کا مرتکب ہو وہ تین آدمیوں کے نام تیما پوری مجنون کے مریدوں

میں گنوا کر لکھتا ہے - "مرزائی جماعت کا انتشار یقینی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مرزا صاحب کا مذہب صرف کتابوں میں رہجائے گا"

کیوں صاحب آپ ہمارے انتشار سے کیوں گھبراتے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا یا نہیں - اس کے پیرو بھی کچھ لوگ تھے یا نہیں - ؟ اس کی وفات کے بعد ارتد العرب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے یا نہیں آپ ایسے جلدباز تو اس صورت حالات میں بھی یہی کہتے ہونگے - آخر ان کو نادم ہونا پڑا - اور یہاں تو آپ ان تین کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے قادیان آکر اس سلسلہ کی ترقی کا نظارہ دیکھو اور پھر اپنی ناکام کوششوں پر دل کھول کر نوحہ کرو - آپ کو اجازت ہے

اہل فقہ کو ہاتھ لگانا حرام

اہل فقہ نے ۸ اپریل کے پرچہ میں ایک فتویٰ چھاپا ہے

جس کے الفاظ یہ ہیں - "ہر اُس چیز کو بلا وضو چھونا جس میں آیت قرآن لکھی ہو حرام ہے" چونکہ اہل فقہ میں آیات کلام اللہ ضرور ہوتی ہیں - اس لئے اسکو ہاتھ لگانا حرام ثابت ہوا - چونکہ یہ فتویٰ حنفی علماء کیطرف سے شائع ہوا ہے اور اہل فقہ بقول خود پکا حنفی ہے - اس لئے کم از کم اسے اور اس کے خریداروں کو اس فتویٰ پر ضرور عمل کرنا چاہیئے -

ہاں ایک تجویز یا ترمیم بھی پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ آیات و احادیث کا صرف ترجمہ اخبار میں چھپ جایا کرے - یہ بڑی خطرناک بات ہے - کیونکہ اگلی اُمتوں کی کتابیں جو محرف ہوئیں تو بہت بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی ایسی کتابیں ترجمہ در ترجمہ ہوتی گئیں - اور اصل کتب نسیًا منسیا ہوگئیں - خدا مسلمانوں کو ایسی حرکت ناشائستہ سے بچائے - ترجمہ تو مترجم کا اپنا خیال ہوتا ہے -

معذرت

چونکہ فصل کی کٹائی کے دن ہیں اس لئے چند ایک مشکلات کی وجہ سے ۲۱ اپریل کا الحکم شائع نہ ہوا - اس لئے یہ پرچہ ۲۱ و ۲۸ - اپریل کا شائع ہوتا ہے اُمید کہ مئی کے پرچے میں سب کسر نکال دینگے -

یہ ضرورۃ الامام - امام کی طلب صادق تھی - خدا صاحبزادہ صاحب کی چشم بصیرت کو وا کرے اور وہ اس انجینر کو پہچان سکیں۔

صاحبزادہ کا ایک اور لیکچر ۸ اپریل کو ہوا اس میں آپنے اپنے نوجوان تعلیم یافتوں کو مفید نصائح کیں اور انھیں کہ گورنمنٹ سے قوم سے ہمارے تعلقات نہایت معتدل ہونے چاہئیں - اپنی خودداری کو قائم رکھیں مگر وہ خود پسندی کی حد تک نہ پہنچے - ہمیں چاہیئے کہ وہ فضولیاں چھوڑ دیں اور صرف کار نکٹائی - اور پتلون پر اپنی عزت کا دار و مدار نہ سمجھیں اور شراب جو ام الخبائث ہے اس سے قطعی طور پر کنارہ کریں - بلکہ کسی انگریز کو بھی دعوت میں نہ پیش کریں - اس سے ان کی نگاہ میں ہماری عزت ہوگی - ہمارے لئے وہی پرانی شراب کیف انگیز ہے جو تیرہ سو برس گذرے خمخانہ توحید میں تیار کیگئی اور ساقی کوثر نے ہمیں پلائی۔

خواجہ دل محمدؐ کی نظم نعت نبی میں بہت اچھی تھی آپنے رسول اللہ صلعم کے غار حرا سے قوم کی ہدایت کیلئے تشریف لانے کا سین دکھایا جو بہت ہی دل پسند و دلاویز تھا؛ شیخ عبد القادر صاحب تو یوں لیکچر دیتے ہیں جیسے کوئی بے تکلفی سے باتیں کرتا ہے - یہ طرز مجھے بہت ہی پسند آیا - وہ کیا کر رہے آپ کیا کر رہے ہیں کے عنوان کی ماتحت آپنے ولایت کے قومی کاموں کا ہند کاموں سے مقابلہ کیا؛

اصول عدم مزاحمت

- "جیو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو" پر خاص زور دیا - بہتر تھا کہ وہ صحابہ کرام کی نظیر بھی دیتے - اور اس اصل کو کتاب و سنت سے پیش کرتے - مگر شیخ صاحب مجھے مغربی تمدن و تہذیب کے سامنے کچھ مرعوب معلوم ہونے تھے - آپ نے اُن قربانیوں کا ذکر بھی کیا جو ہمسایہ قوم پنجاب میں دکھا رہی ہے - جو واقعی مسلمانوں کے لئے شرم دلانیوالی ہیں۔

مولوی عبد المجید صاحب وکیل نے اپنی نظم شروع کی مگر صرف دو بند پڑھنے پائے تھے کہ انھیں بٹھا دیا گیا اور ایک نابینا حافظ کو کھڑا کر دیا گیا - یہ میرے نزدیک قوم کے بگڑے ہوئے مذاق کا جنازہ تھا جو اس وقت اٹھایا گیا - حافظ صاحب نے کہا کہ میں نظم جب پڑھونگا کہ مجھے روپیہ کے کھنکھنانے کی آواز آئے اور کہا میرا مقصود تو روپیہ جمع کرنا ہے - یہ ولی کو صدمہ پہنچانیوالا فقرہ میں نے بعض اور لیکچراروں اور شاعروں سے بھی سُنا - کیوں نہ ہمارے لیکچروں اور نظموں کا مقصد خدا تعالیٰ ہو - یہ باتیں تو خود ہی حاصل ہو جاتی ہیں - ایک مومن کے لئے یہ کلمہ موجب ندامت اور کفر کی حد تک پہنچانیوالا ہے - کہ ایک لا الٰہ الا اللہ کہنے ولے کا مقصد متاع قلیل یعنی چند ٹکے ہوں - مومن کی تو دُنیا بھی دین کے حکم میں ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو۔ حافظ کی نظم مجھے تو ایسی اچھی معلوم نہوئی نہ اُس میں کوئی انوکھی بات تھی مگر لوگ ہیں کہ تالیاں پیٹ پیٹ کر اپنے وقار کا ماتم کر رہے ہیں - ایک صاحب اُٹھے اور کہا کہ میں دس ہزار چھپوا کر شائع کرونگا - ایک اور صاحب نے بھی اتنا خرچ دینا منظور کیا اور چندہ بھی ہوا مگر عجیب طریق سے - ایک آئینہ نیلام ہوا اور اُس کی قیمت غالباً ۵۰ تک پہنچی - تو ایک صاحب نے کوٹ اُتار دیا - اور اس پر بولیاں ہوتی رہیں - پھر کوٹ واپس دیا گیا - ایک پیسہ نیلام ہوا - غرض جو کچھ کسی نے دینا تھا وہ دیا - لیکن اس بھونڈے طریق سے جس میں خشیت اللہ اور فی سبیل اللہ کا انداز نہیں پایا جاتا تھا - کیا اچھا ہوتا کہ یہی روپیہ آداب صدقہ کے ساتھ دیدیا جاتا - مگر جب قوم کا مذاق بگڑ جاتا ہے تو ایسی باتوں کا خیال نہیں رہتا - بعض مصرعوں پر بھی چندہ ہوا چنانچہ جب اس نے پڑھا " اس دی ڈاکٹری رہے آگے کی حکمت یونانی تو ہمارے مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ۲۰ عنایت فرما کر اپنی وسعت قلبی اور قدردانی کا ثبوت دیا - خیر یہ چندہ کا موقع تھا ۱۲ بجے تک چندہ ہوتا رہا؛ پچھلے پہر ایک دو لیکچر ہوئے - مگر لوگ ڈاکٹر اقبال شاعر نازک خیال کے انتظار میں تھے - جلوہ صاحب نے اپنی ایک نظم سُنائی - اور پگڑی نیلام پر چڑھائی - پگڑی آپکے ہاتھ میں اٹھی اور ساتھ ساتھ اشعار سناتے تھے جس پر کچھ چندہ ہوا اور پگڑی آپ کو واپس ملی -

جناب اقبال اُٹھے اور ایک رباعی پڑھی جس کا آخری مصرعہ تھا - "مسلم ہے تو پھر وطن سے کیا کام" اس پر خوب تالیاں بجائی گئیں - میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے ایک دو صاحبوں سے پوچھا یوں صاحب! آپ اس کا کیا مطلب سمجھے - تو اُنھوں نے کہا صاف ظاہر ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو خار وطن کیوں خریدو - پھر باہر نکل کر بھی بعض لوگوں سے پوچھا وہ بھی یہی سمجھے - پھر آپنے اور چند اشعار پڑھے جب آپ اس شعر پر پہنچے

کوئی آج مسلم خستہ جاں کہے جا کے میرا پیام دو
کہ وطن ہے دشمن آبجو اماں ہے ملک حجاز میں

تو اس وقت بھی بڑے زور سے تالیاں بجائی گئیں اس وقت بھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ روئے سخن اخبار وطن کی طرف ہے - کچھ بھی ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ ڈاکٹر اقبال کے پاس کافی عذرات اس کے متعلق ہونگے لیکن بہتر تھا کہ جیسے جناب اقبال کا پایہ سخن بہت بلند ہے اسی طرح وہ ایسے ناخوش آئند مناقشات سے اپنے تئیں الگ رکھتے - دوستی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے - لاہور کی پبلک خصوصاً وہ جو جلسہ حمایت الاسلام میں موجود تھے جہانتک میں دریافت کرسکا وہ سب کے سب وطن اور ملت سے بیزار معلوم ہوتے تھے - اور لوگ ظفر علیخاں پر جان دینے کو ملیا تھے جب صاحب موصوف نے رات کو اپنا لیکچر شروع کیا تو جیسا کثرت سے نعرہ ہائے شاباش بلند ہوئے وہ حیران کر دینے والے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ کسی کلمہ پر بیشک بیشک یا نعرہ تحسین کی آواز پہلے ایک دو سے شروع ہوتی جو مخصوص کونوں سے باضابطہ طور پر کسی قدر وقفہ کے ساتھ آتی مگر پھر عام لوگ ان کا ساتھ دیتے تھے - ظفر علی نے کہا یہ جلسہ ہے بیڑا گجر اور نتھو

یہ ضرورۃ الامام - امام کی طلب صادق تھی - خدا صاحبزادہ صاحب کی چشم بصیرت کو وا کرے اور وہ اس انجینیر کو پہچان سکیں -

صاحبزادہ کا ایک اور لیکچر ۲۷ اپریل کو ہوا اس میں آپنے اپنے نوجوان تعلیم یافتوں کو مفید نصائح کیں اور انھیں کہ گورنمنٹ سے قوم سے ہمارے تعلقات نہایت معتدل ہونے چاہئیں - اپنی خودداری کو قائم رکھیں مگر وہ خود پسندی کی حد تک نہ پہنچے - ہمیں چاہیئے کہ وہ نضولیاں چھوڑ دیں اور صرف کارنکٹائی - اور پتلون پر اپنی عزت کا دارومدار نہ سمجھیں اور شراب جو ام الخبائث ہے اس سے قطعی طور پر کنارہ کریں - بلکہ کسی انگریز کو بھی دعوت میں نہ پیش کریں - اس سے ان کی نگاہ میں ہماری عزت ہوگی - ہمارے لئے وہی پرانی شراب کیف انگیز ہے جو تیرہ سو برس گذرے خمخانہ توحید میں تیار کیگئی اور ساقی کوثر نے ہمیں پلائی -

خواجہ دل محمدؐ کی نظم نعت نبی میں بہت اچھی تھی آپنے رسول اللہ صلعم کے غار حرا سے قوم کی ہدایت کیلئے تشریف لانے کا سین دکھایا جو بہت ہی دل پسند و دلاویز تھا ٭ شیخ عبدالقادر صاحب تو یوں لیکچر دیتے ہیں جیسے کوئی بے تکلفی سے باتیں کرتا ہے - یہ طرز مجھے بہت ہی پسند آیا - وہ کیا کر رہے آپ کیا کر رہے ہیں کے عنوان کی ماتحت آپ نے ولایت کے قومی کاموں کا یہ کاموں سے مقابلہ کیا ٭

اصول عدم مزاحمت - "جیو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو" پر خاص زور دیا - بہتر تھا کہ وہ صحابہ کرام کی نظیر بھی دیتے - اور اس اصل کو کتاب و سنت سے پیش کرتے - مگر شیخ صاحب مجھے مغربی تمدن و تہذیب کے سامنے کچھ مرعوب معلوم ہوتے تھے - آپ نے اُن قربانیوں کا ذکر بھی کیا جو ہمسایہ قوم پنجاب میں دکھا رہی ہے - جو واقعی مسلمانوں کے لئے شرم دلانیوالی ہیں -

مولوی عبدالمجید صاحب وکیل نے اپنی نظم شروع کی مگر صرف دو بند پڑھنے پائے تھے کہ انھیں بٹھا دیا گیا اور ایک نابینا حافظ کو کھڑا کر دیا گیا - یہ میرے نزدیک قوم کے بگڑے ہوئے مذاق کا جنازہ تھا جو اس وقت اُٹھایا گیا - حافظ صاحب نے کہا کہ میں نظم جب پڑھونگا کہ مجھے روپیہ کے کھنکھنانے کی آواز آئے اور کہا میرا مقصود تو روپیہ جمع کرنا ہے - یہ وہی کو صدر شید الافزہ میں نے بعض اور لیکچراروں اور شاعروں سے بھی سُنا - کیوں نہ ہمارے لیکچروں اور نظموں کا مقصد خدا تعالیٰ ہو - یہ باتیں تو خود ہی حاصل ہو جاتی ہیں - ایک مومن کے لئے یہ کلمہ موجب ندامت و در کفر کی حد تک پہنچانیوالا ہے - کہ ایک لا اله الا الله کہنے والے کا مقصد متاع قلیل یعنی چند ٹکے ہوں - مومن کی تو دُنیا بھی دین کے حکم میں ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو ٭ حافظ کی نظم مجھے تو ایسی اچھی معلوم نہوئی نہ اُس میں کوئی انوکھی بات تھی مگر لوگ ہیں کہ تالیاں پیٹ پیٹ کر اپنے وقار کا ماتم کر رہے ہیں - ایک صاحب اُٹھے اور کہا کہ میں دس ہزار چھپوا کر شائع کرونگا - ایک اور صاحب نے بھی اتنا خرچ دینا منظور کیا اور چندہ بھی ہوا مگر عجیب طریق سے - ایک آئینہ نیلام ہوا اور اُس کی قیمت غالباً ؏ تک پہنچی - تو ایک صاحب نے کوٹ اُتار دیا - اور اس پر بولیاں ہوتی رہیں - پھر کوٹ واپس دیا گیا - ایک پیسہ نیلام ہوا - غرض جو کچھ کسی نے دینا تھا وہ دیا - لیکن اس بھونڈے طریق سے جس میں خشیت اللہ اور فی سبیل اللہ کا انداز نہیں پایا جاتا تھا - کیا اچھا ہوتا کہ یہی روپیہ آداب صدقہ کے ساتھ دیدیا جاتا - مگر جب قوم کا مذاق بگڑتا ہے تو ایسی باتوں کا خیال نہیں رہتا - بعض مصرعوں پر بھی چندہ ہوا چنانچہ جب اس نے پڑھا " اس دی ڈاکڑی دے آگے کی حکمت یونانی تو ہمارے مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ؏ عنایت فرما کر اپنی وسعت قلبی اور قدردانی کا ثبوت دیا - خیر یہ چندہ کا موقعہ تھا ۲ بجے تک چندہ ہوتا رہا ٭ پچھلے پہر ایک دو لیکچر ہوئے - مگر لوگ ڈاکٹر اقبال شاعر نازک خیال کے انتظار میں تھے - جلوہ صاحب نے اپنی ایک نظم سُنائی - اور پگڑی نیلام پر چڑھائی - پگڑی آپکے ہاتھ میں تھی اور ساتھ ساتھ اشعار سُناتے تھے جسپر کچھ چندہ ہوا اور پگڑی آپ کو واپس ملی -

جناب اقبال اُٹھے اور ایک رباعی پڑھی جس کا آخری مصرعہ تھا - "مسلم ہے جو تو پھر وطن سے کیا کام" اسپر خوب تالیاں بجائی گئیں - میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے ایک دو صاحبوں سے پوچھا یوں صاحب! آپ اس کا کیا مطلب سمجھے - تو اُنھوں نے کہا صاف ظاہر ہے کہ اگر تم مسلمان ہو تو خار وطن کیوں خریدو - پھر باہر نکل کر بھی بعض لوگوں سے پوچھا وہ بھی یہی سمجھے - پھر آپ نے اور چند اشعار پڑھے جب آپ اس شعر پر پہنچے

کوئی آج مسلم خستہ جاں کو یہ جا کے میرا پیام دے
کہ وطن ہے دشمن آبرو تو اماں ہے ملک حجاز میں

تو اس وقت بھی بڑے زور سے تالیاں بجائی گئیں اس وقت بھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ روئے سخن اخبار وطن کی طرف ہے - کچھ بھی ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ ڈاکٹر اقبال کے پاس کافی عذرات اس کے متعلق ہونگے لیکن بہتر تھا کہ جیسے جناب اقبال کا پایہ سخن بہت بلند ہے اسی طرح وہ ایسے ناخوش آئند مناقشات سے اپنے تئیں الگ رکھتے - دوستی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے - لاہور کی پبلک خصوصاً وہ جو جلسہ حمایت الاسلام میں موجود تھے جہانتک میں دریافت کر سکا وہ سب کے سب وطن اور ملت سے بیزار معلوم ہوتے تھے - اور لوگ ظفر علیخاں پر جان دینے کو طیار تھے جب صاحب موصوف نے رات کو اپنا لیکچر شروع کیا تو جس کثرت سے نعرہ ہائے شاباش بلند ہوئے وہ حیران کر دینے والے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ کسی کلمہ پر بیشک بیشک یا نعرہ تحسین کی آواز پہلے ایک دوسے شروع ہوتی جو مخصوص کونوں سے باضابطہ طور پر کسی قدر وقفے کے ساتھ آتی مگر پھر عام لوگ ان کا ساتھ دیتے تھے - ظفر علی نے کہا یہ جلسہ ہے پیرا بچہ اور نتھو

زین صاحب کا اور اس طرح اپنے حریف پر چوٹ کی۔ آپ کی تقریر بہت پُرجوش ہوتی ہے اور آپ کچھ ایسے بیخود ہوتے ہیں کہ بعض ناگفتنی کلمات بھی منہ سے نکل جاتے ہیں اور ان فقرات سے ایسا پایا جاتا ہے جیسے کوئی عربی عبارت کا ترجمہ کر رہا ہے۔ آپ نے قرآن مجید کو سوسن کے جو نشان ہیں وہ جمع کر کے اردو میں سنا دیئے اور یوں آیات کی تلاوت کرنے سے بچ گئے۔ مگر جن لیکچراروں نے کوئی آیت یا حدیث پڑھی اور پھر بار بار غلط پڑھی ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جہاں ورلوٹ کر کے ناتے ہیں خدا کے لئے آیات کو با اعراب نوٹ کر کے لے آیا کریں۔ تاکہ گناہ کے علاوہ وہ ان کے احباء کو بھری محفل میں خفیف تو نہ ہونا پڑے۔

حاضرین سے سوال کیا کہ کیا آپ مسلمان ہیں پھر ایک مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ بلکہ اس پر عمل کرنیکو آمادہ تھے۔ جس میں کلام اللہ سیرت نبوی اور حساب وغیرہ سکھایا جائیگا۔ اور اس کے لئے پچاس ہزار کی ضرورت جتلائی۔ جو ہزار روپیہ لوگوں نے ضمانت کے لئے دیا تھا وہ انجمن کے حوالہ کیا کہ کسی کو وظیفہ دیکر ولایت بھجوایا جائے اور کہا کہ ضمانت کا روپیہ گرہ سے دیدونگا۔ یہ سب احباب کو معلوم ہے کہ ضمانت کا روپیہ محفوظ جمع رہتا ہے بلکہ سود بھی ساتھ ملتا ہے۔ اس لئے جس کے پاس روپیہ ہو اس کے لئے کوئی بڑا ایثار نہیں۔ اس پر جلسہ ختم ہوا۔

القصہ انجمن حمایت اسلام بہت عمدہ کام کر رہی ہے اور اس کی ہردلعزیزی روزافزوں ہے۔ قیامگاہ اور کھانے کا انتظام اچھا تھا۔ ماسٹر چراغدین صاحب روشن نے قابل تعریف محنت سے کام کیا۔ ہاں کھانے کھلانیوالوں میں سے ایک صاحب مہمانوں سے بہ درشتی پیش آتے تھے علی العموم میں نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں روحانیت بہت کم ہے وہ کوئی علمی مضمون صبر کے ساتھ نہیں سن سکتے۔ ہاں کوئی صاحب چٹکلے سنانیوالے ہوں تو ان کی بات سن لیتے ہیں۔ مسلمان لیکچراروں کو یقین ہو چکا ہے کہ اب ان کی ترقی مذہبی زندگی اختیار کرنے پر ہے۔

صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے۔ اور منشی ظفر علی صاحب کا یہ فقرہ مجھے بہت پسند ہے کہ اور قومیں ترقی کر تی ہیں۔ آگے بڑھتے ہیں اور ہم ترقی کرینگے پیچھے چلنے سے۔ جوں جوں ہم پیچھے ہٹینگے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ کے نزدیک ہوتے جائینگے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کی شانیں تو بیان کرتے ہیں مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوئی خدمت قابل ذکر نہیں سمجھتے۔ حالانکہ صدیقؓ کا ایمان قابل رشک صدیقؓ کی مساعی جمیلہ مشکور ہیں۔ صلح حدیبیہ پر ایمانوں کا امتحان ہوا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ ایمان کس کا چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ پھر وفات النبی کے وقت بیخود ہونا قابل توصیف ہے یا وہ جگر جو نہ صرف خود سنبھلا بلکہ دوسروں کو سنبھالا۔ اور زور سے اعلان کیا **من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فانہ حی لا یموت**

میرے خیال میں حضرت صدیقؓ کے احسانوں سے اولین و آخرین عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ ہم احمدی تو ان کے خاص طور پر ممنون ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر سے اس وقت کے فتنہ ہی کو نہیں روکا بلکہ گروہ آخرین کو بھی قابل قدر امداد پہنچائی کیونکہ **ما محمد الا رسول** پڑھ کر وفات مسیح پر **اجماع** کی مہر لگا دی یہی وجہ ہے کہ میں صدیق اکبرؓ کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے

حملہ بر خود میکنی اے سادہ لوح

اہل فقہ سلسلہ حقہ کا ایک شوخ گستاخ

مخالف ہے۔ بعض اوقات اس کے قلم سے ایسے اعتراض نکلتے ہیں جن کی زد جناب رسالتمآب پر پڑتی ہے اور ایک مدعی اسلام کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے۔ اگر وہ اپنے قلم سے اپنے مقتدا و سردار انبیا کی جناب میں بلا واسطہ تو نہیں مگر بواسطہ گستاخی کا مرتکب ہو۔ دو تین آدمیوں کے نام تیا پوری مجنون کے مریدوں

میں گنوا کر لکھتا ہے۔ "مرزائی جماعت کا انتشار یقینی ہے اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ مرزا صاحب کا مذہب صرف کتابوں میں رہجائیگا"

کیوں صاحب آپ ہمارے انتشار سے کیوں گھبراتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا یا نہیں۔ اس سے پیرو بھی کچھ لوگ تھے یا نہیں۔ ہاں اس کی وفات کے بعد ارتداد العرب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہے یا نہیں آپ ایسے جلد باز تو اس صورت حالات میں بھی یہی کہتے ہونگے۔ آخر ان کو نادم ہونا پڑا۔ اور یہاں تو آپ ان تین کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے قادیان آکر اس سلسلہ کی ترقی کا نظارہ دیکھو اور پھر اپنی ناکام کوششوں پر دل کھول کر نوحہ کرو۔ آپ کو اجازت ہے۔

اہل فقہ کو ہاتھ لگانا حرام

اہل فقہ نے ۸ اپریل کے پرچہ میں ایک فتوی چھاپا ہے

جس کے الفاظ یہ ہیں۔ "ہر اس چیز کو بلا وضو چھونا جس میں آیت قرآن لکھی ہو حرام ہے"۔ چونکہ اہل فقہ میں آیات کلام اللہ ضرور ہوتی ہیں۔ اس لئے اسکو ہاتھ لگانا حرام ثابت ہوا۔ چونکہ یہ فتوی احنفی علماء کیطرف سے شائع ہوا ہے اور اہل فقہ بقول خود پکا حنفی ہے۔ اس لئے کم از کم اسے اور اس کے خریداروں کو اس فتوی پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔

ہاں ایک تجویز یا ترمیم بھی پیش کی گئی ہے وہ یہ کہ آیات و احادیث کا صرف ترجمہ اخبار میں چھپ جایا کرے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ اگلی امتوں کی کتابیں جو محرف ہوئیں تو بہت بڑا سبب یہی ہے کہ ان کی ایسی کتابیں ترجمہ در ترجمہ ہوتی گئیں۔ اور اصل کتب نسیاً منسیا ہوگئیں۔ خدا مسلمانوں کو ایسی حرکت ناشائستہ سے بچائے۔ ترجمہ تو مترجم کا اپنا خیال ہوتا ہے۔

معذرت

چونکہ فصل کی کٹائی کے دن ہیں اس لئے چند ایک مشکلات کی وجہ سے ۲۱م اپریل کا الحکم شائع نہ ہوا۔ اس لئے یہ پرچہ ۲۱م و ۲۸ - اپریل کا شائع ہوتا ہے امید کہ ۷ مئی کے پرچے میں سب کسر نکال دیجائیگی۔

ھو القاھر فوق عبادہ

۴۵ ہزار ٹن وزنی ۸۸۲ فٹ لمبا ۹۲ فٹ چوڑا - ۹۷ فٹ بلند دنیا کا عظیم الشان امریکن جہاز جسپر ۱۱ لاکھ ۷۵ ہزار پونڈ لاگت آئی تھی - جس میں رہائش گاہیں - تیرنے کے حوض بے تار برقی غرض راحت رسانی کے اعلیٰ ترین سامان تھے ۔ برفانی ٹیلوں سے ٹکرا کے جن کی لمبائی قریبًا ایک سو میل تھی ۱۵ - اپریل کو شمالی امریکہ کے انگریزی مقبوضہ نیوفونڈلینڈ کے قریب - غرق ہو گیا - ۱۰ - لاکھ پونڈ کے تو ہیرے ہی تھے ۲۳۵۰ آدمیوں میں صرف ۸۶۸ بچائے جا سکے - جس سے ثابت ہو گیا کہ ھو القاھر فوق عبادہ - انسان خواہ کسی قدر ترقی کرے مگر اللہ تعالیٰ کی طاقت بہت زبردست ہے ۔

مدینۃ المہدی

حضرت خلیفۃ بخیر و عافیت ہیں - اور درس قرآن مجید و احادیث میں مشغول

حضرت صاحبزادہ صاحب مع علماء ابھی تک سفر پر ہیں جلد واپس آنے کی اُمید ہے -

خطبہ و نماز جمعہ خود حضرت خلیفۃ المسیح پڑھاتے ہیں -

سکول انگریزی کی عمارت بنانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی فراہمی کی اپیل کی گئی ہے - گورنمنٹ نے ۴۰ ہزار دینا منظور فرمایا ہے - بشرطیکہ ہم ساٹھ ہزار روپیہ تعمیر مدرسہ پر خرچ شدہ دکھا دیں -

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس جمعہ کے خطبہ میں قوم کو اپنے عہد پر جو ان کے دست مبارک پر کیا ہے ثابت قدم رہنے اور اپنے میں نیک نمونہ بنانے کی تاکید اکید فرمائی کیونکہ عہد شکنی کا نتیجہ نفاق ہے - فاعقبھم نفاقًا فی قلوبھم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ماوعدوہ وبما کانوا یکذبون

اور فرمایا کہ بدظنی سے بچو اور بدنام ہونے سے بھی بچو - خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے - واللہ مخرج ماکنتم تکتمون جو کچھ تم چھپاتے ہو اللہ اسے ظاہر کرنیوالا ہے - جو شخص ایک انسان کے سامنے تو بدی کرنے سے جھجکتا ہے - مگر خدا کو حاضر ناظر جان کر پھر بدی کرتا ہے - اس نے خدا کو نہیں پہچانا - اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اعمال کی توفیق بخشے -

مراکش بھی گیا

ریکیل لکھتا ہے کہ وہ ملک جس کو مسلمانوں نے ۶۸۲ء میں فتح کیا تھا - ۳۰ مارچ گذشتہ کو پیرس (فرانس) میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ سلطان مراکش نے اس عہد نامے پر دستخط کر دیئے ہیں جس کی رُو سے آئندہ یہ ملک فرانس کا ایک ماتحت صوبہ رہ جائیگا - موجودہ سلطان مولائے عبدالحفیظ ۱۹۰۷ء میں تخت نشین ہوا تھا یورپ کا اثر و رسوخ روز بروز بڑھنے سے شورش بڑھتی گئی اور ابتری پھیل گئی قوم نے انکو معزول کرکے مولائے زین العابدین کو تخت نشین کرنے کا فیصلہ کیا - فرانس نے مولائے عبدالحفیظ کی حمایت کے بہانے فوجکشی کی اور سلطان مراکش اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گئے - موجودہ حالات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اسلامی سلطنت کے اس انتہائی

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی - بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف ۳ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی - تاریخی - فلسفی - تمدنی - اخلاقی - اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے -

نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے -

مینجر رسالہ الناظر لکھنؤ -

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دنیا میں
جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و مروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی - ۱۶ - برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں - ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیے ۱۲ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے - اور ریاح جس سے ٹیس چمک پڑ کر رگوں میں لہر کن کنی سی جو کہیں چھونے سے ہو اس دوا سے فورًا آرام ہو جاتا ہے - اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو رکھنا لازم ہے قیمت ۔۔۔ شیشی ایک ڈبیہ محصولڈاک ایک سے ۔۔۔ تک ۔۔۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک بند ہو گئی ہو تو اس کو فورًا

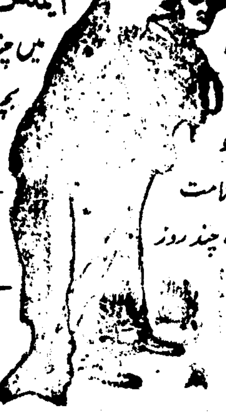

اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے - استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے - ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

بھارت سیوک اوشدھالیہ گجرات پنجاب کی موجودہ طبی دنیا کو حیرت میں ڈالنے والی اور فن طبابت سے بے بہرہ خود غرض حریص اشتہاری لٹیروں کو شرمندہ کرنیوالی جادو اثر ادویات کے استعمال سے حیرت انگیز صحتیابیاں

گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں سرکاری اسٹامپ کے کاغذ پر حلفی تحریر داخل کر کے دوا خانہ کی بچت کی پائی پائی رفاہ عام اور مریضوں کی ہی نذر کر دی جاتی ہے۔ اپنے ذاتی مصارف کے لئے ایک پیسہ بھی حرام برابر ہے

صاحبان جہاں دیگر اشتہاری دوا فروش لکھ پتی بننے کے خواہشمند ہیں وہاں جناب حکیم لالہ میا داس جی نے علاوہ اپنے ۴۰ برس کے تجربات طبابت میں اکسیر الاکسیر ثابت شدہ ادویات سے کئی لاکھ لاعلاج مریضوں کو مختلف امراض سے صحتیاب کرنیکے گذشتہ سال میں عنقریبا پانچ ہزار روپیہ کی رقم نقد اور ادویات کی شکل میں دیش کے مریضوں کی مفت نذر کر دی ہے کیونکہ ان کی دنیاوی ضروریات پر تمام اپار دلیسے طبابت کے سوائے دیگر ذرائع سے پوری ہو رہی ہیں۔ ان کا منتر کشش اپنے علاج و ادویات سے صحتیاب اشخاص کی نیک دعاؤں کو اپنی عاقبت کو سنوارنا ہے اور یہ تمام حالات اخبارات کا مطالعہ کرنیوالے اصحاب پر بخوبی روشن ہو چکے ہیں دو سال کے قلیل عرصہ میں آپ اس بزرگ کی ادویات سے صحتیاب اشخاص کے اسپیشل اعلیٰ سرٹیفکیٹ اخبارات میں دیکھ چکے ہیں جو بڑے بڑے مشہور دوا فروشوں کی ادویات کو نصیب نہیں ہونگے یہ اشتہار کسی مالی فائدہ کے لئے نہیں دیا جاتا بلکہ فقط اس لئے دیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو اس بزرگ کی بیغرض پبلک خدمات کا حال معلوم نہ ہو اگر چاہیں تو اس سے فائدہ اٹھاویں اور اس کے حق میں دعائے خیر دیں کسی صاحب سے ہرگز ہرگز کوئی چندہ غلہ یا خاص استدعا نہیں بلکہ جس کا ہر طرح اطمینان ہو سکے صرف وہ اپنے وقت کے دھنونتری کی جادو اثر ادویات سے فائدہ اٹھا کر لاعلاج دعائیں دیں۔ جادو اثر ادویات کی تاجپوشی کی خوشی میں اس بزرگ کی ساڑھے تین ہزار روپیہ کی وقف کردہ رقم میں سے مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیوں کی ادویات یعنی انت بل رسائن اور طلا مایوسین پبلک کو مفت نذر ہو چکی ہیں انعامی ڈبوں کا نتیجہ اخبار ہندوستان اور آریہ گزٹ میں گذشتہ ہفتہ شائع ہو چکا ہے۔ اب یکم جون ۱۹۱۲ء کے مبلغ دو ہزار کی باقی ماندہ رقم میں سے مندرجہ ذیل ادویات خاص ہی رعایتی قیمتوں پر پبلک کی نذر کی جاوینگی جس صاحب کا جی چاہے منگالے ورنہ پھر قیمت مقررہ سے ایک پائی بھی کم نہ لیجاویگی۔

چند تازہ اور بلا جان پہچان بلا استدعا موصول شدہ معززین کی قابل دید شہادتیں (۱) شریمان لالہ سیوک رام جی بی اے کلاس گورنمنٹ کالج لاہور۔ میرے دوست نے انت بل رسائن کی از حد تعریف کی ہے میں نہایت خوش ہوں کہ آپ نے ایک ایسی اعلیٰ دوائی پیدا کی کہ خلق خدا کی کئی امراض کو دور کیا ہے میرے مہربان دوست مجھے لکھتے ہیں کہ انت بل رسائن چہرہ پر خاص سرخی پیدا کرتی ہے۔ دماغ تمام دن کام کرتے نہیں تھکتا طبیعت میں خاص قسم کی سادٹ پیدا ہوتی ہے جسم کا بوجھ بھی بڑھ گیا ہے۔ غرضیکہ دوا عجیب اور اکسیر ہے ۔۔۔ بیس تولہ کے استعمال کے بعد بذریعہ وی پی ڈاک ۔۔ تولہ منگانے کے لئے ارسال فرما دیں ۔۔۔۔ وغیرہ (۲) جناب بابو لچھمن داس صاحب پوسٹ ماسٹر کھیوڑہ (ضلع جہلم) جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا تھا صرف بیس تولہ سے ہی مریض کو بیشک بہت فائدہ ہوا ہے مگر ابھی کچھ کسر باقی ہے اور دیگر بیشمار فوائد نظر آتے ہیں۔ میں ان بزرگوار فیض آثار کا تہ دل سے مشکور ہوں ۔۔۔ وغیرہ (۳) جناب ڈاکٹر سردار کرپال سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس جلندھر۔ آپ کی معجون کیا ہے آب حیات ہے۔ مردہ ہڈیوں میں جان ڈالتا دل و دماغ کو ہر وقت خوش رکھتا ہے امید سے بڑھ کر طاقت پیدا کرنا آپ کی معجون کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ دو ماہ سے احتلام بالکل نہیں ہوا ۔۔۔ وغیرہ (۴) جناب منہگا سنگھ صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب۔ میں آپ کو انت بل رسائن کے واقعی ایک لاثانی مقوی دوائی ثابت ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں مریض کہتا ہے اس معجون سے اس کے جسم میں ایک روح آگئی ہے اس پبلک خدمت کا ثمرہ پرماتما دیں۔ (۵) جناب منشی سید احمد صاحب پوسٹ ماسٹر ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ میں نے انعامی سلسلہ میں آپ سے جو طلا مایوسین کی چار روپیہ مقررہ قیمت والی شیشی صرف ایک روپیہ عوض منگائی تھی اسکے استعمال کر کے مریض کو دیکھی جادو نما اثر ہوا اور آپکے نیک خیالات میں اور حیرت ہے ۔۔۔ وغیرہ (۶) بارہ برس کے پرانے مرض سوزاک کے ایک مریض کی دردناک تحریر جناب پنڈت کشن چند جی شرما پٹواری از مقام دلٹوہا تحصیل قصور۔ مریض کو مرض سوزاک کی بارہ برس سے تکلیف تھی اور اب وہ بیمار تنگ آ گیا تھا کہ اسکی زندگی کی امید بالکل منقطع ہو چکی تھی دوستوں اور خویشوں سے کہتا تھا کہ اب کوئی دم کی بات ہے پیشاب کرتے وقت وہ دھاڑیں مار مار کر روتا تھا کہ ہائے الٹے تیروں میں مر گیا اسکی ضعیفہ والدہ اس کو دیکھ کر غش کھا جاتی اور مستورات کیطرح بیحال ہو جاتی۔ خویش و اقارب آنسو بھر لاتے۔ اور مریض روبرو کر گھائل ہو جاتا۔ موت کے منہ میں تڑپتا۔ غرضیکہ اس کی دردناک کہانی کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ آخر بارہ برس کے بیمار کو جس کی طرح سنی گئی اور آپکا اشتہار دیکھ کر آپ سے دوائی منگائی۔ دوائی کیا تھی جادو تھی۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے اب یہ حال ہے کہ جب وہ پیشاب کرتا ہے تو بلا تکلیف کے زور زور سے ہاتھ اٹھا کر پکارتا ہے۔ حکیم میا داس تیرا جان میں بھلا ہو۔ تیری عمر دراز تیرے خاندان نے میری جان بچائی اور اس کی زبان پر یہ شعر آپکی شان میں ورد رہتے ہیں سو بے شبہ دعوت بلند دہ کرتا فوتا ۔۔ زندہ

دنیا میں اگر آج فلاطون ہوتا سو جب تلک قائم رہے پرماتما یہ آسمان ÷ تب تلک سزندہ رہے میا داس! باعزوشان۔ مریض کو دیکھ کر لوگ آپ کے اوصاف مسیحائی پر حیران ہوتے ہیں

. . . . وغیرہ" دو چار صفحات کا طویل خط ہے جس میں اتنی تعریف ہے کہ حکیم میا داس جی شائع کرنے کی اجازت نہیں دیتے (بندہ مشتہر)

اشتہار لمبا ہو گیا ہے باقی تازہ شہادتیں آئندہ۔ قیمت حسب ذیل ہے (۱) انت بل رسائن مقررہ چھ روپیہ۔ رعایتی چار روپیہ بیس تولہ کے لئے جو ایک ماہ کے لئے کافی ہے۔
(۲) طلا مایوسین۔ مقررہ چار روپیہ رعایتی دو روپیہ شیشی ۱/۲ (۳) کام جیت وٹی یہ تازہ طیار کردہ ہے اجزا تبت کے پہاڑ اور گوداوری دریا کے کنارے سے بمشکل دستیاب ہوئے ہیں۔ ستر پچھتر سال تک کی عمر کے گذرے بلوتوں اور نامردوں کو نئی شادی کا خواہشمند نہ بنادیوے تو قیمت بھی واپس اور ہماری شکایت اخبارات میں شائع کرنے کے لئے خرچ بھی ہمارا۔ قیمت چالیس گولی مقررہ پندرہ روپیہ رعایتی دس روپیہ۔ بیس گولی سے کم روانہ بدنامی کا اندیشہ ہے۔
(۴) شربت سوزاک و قرحہ برائے ایک ہفتہ مقررہ قیمت چھ روپیہ رعایتی صہ (۵) امرت چورن جریان و احتلام کی سلسلہ اکسیر دوائی برائے تین ہفتہ مقررہ تین روپیہ رعایتی اڑھائی روپیہ اس دوائی کے متعلق دو ہزار سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ (۶) عجیب الاثر ربلا ترشی بالکل دور نہیں ہوتا۔ مقررہ قیمت تین روپیہ درجن رعایتی دو روپیہ محصول سب کا معاف۔ دیگر امراض کی اکسیر ادویات بھی دو تہائی قیمت پر یکم جون ۱۹۱۲ء تک جھوٹ کا ایک لفظ ہمارے لئے گناہ کبیرہ۔ جس کا اطمینان جم سکے وہ منگا دے کسی کی خوشامد نہیں۔

المشتہر

آنریری منیجر بھارت سیوک اوشدھالیہ - گجرات (پنجاب)

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری معجونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں - لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں - اول آزمائیے پھر منگوائیے بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق اندنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے - میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے - ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اور اول نمونہ مفت منگائیے - پھر اگر استفادہ ہو تو طلب فرمائیے - قیمت فی بکس عما

طلاء وطلسمی - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلطکاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں اور بعض دفعات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں - انشاء اللہ وہ آپکو مفید پائینگے - قیمت ۱۰ شیشہ عما **سرمہ سلیمانی** آنکھوں کی ہر ایک بیماری رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی بکس ۸ر **سنون دندان**

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ ملب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو - اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپکو شکایت ہے - آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت ڈودن ڈونرپلس (ڈودن کی ہاضمہ کی گولیاں) دو یا تین کھا لیجئے - دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو ضرور زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے بزیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے بعض سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے - اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں بخار یا تپ - بدہضمی - پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل - دماغ یعنی چکر آنا - دردسر - نفخ - یعنی کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہوجاتا ہے ڈودن ڈونرپلس (ڈودن کی ہاضمہ کی گولیاں) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت فی شیشی ۸ر و ۸ر و ۱۲ر - ۱۲ر والی شیشی میں ۶۰ گولیاں ہیں جو ۸ر والی شیشی سے تگنی ہیں - ۱۲ر والی شیشی

۱۲ر والی شیشی ڈودن پی او باکس نمبر ۲۰ - بمبئی سے طلب کرو

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں **اس کارخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے**

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں - صدہا سال سے ان خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے - آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ **ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں - اصلی** اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے - اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں - کیونکہ **یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے**

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے -

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنی اور اپنے خاندان جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں

نوٹ - جن پُراثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں - اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے -

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے -

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے **مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** - تار کا پتہ - **میڈیسنز دہلی**

مشتہر کو خط لکھتے وقت ... ضرور لکھنا چاہیے۔ محصولڈاک و دیگر خرچ پارسل وغیرہ ذمہ خریدار

خاص رعایت

ایک روپیہ میں تیرہ سو صفحات والی کتابیں

نام کتاب	صفحہ	نام کتاب	صفحہ	نام کتاب	صفحہ
فتح بنگال	۲۶۲	دلنشین	۱۵۶	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۹۰	گردش ایام	۸۳	[illegible]	۳۰
[illegible]	۳۰	رس کا کٹورا	۵۲	[illegible]	۵۰
لیلیٰ بنگالہ	[illegible]	قصہ سلامان و ابسال	۶۵	[illegible]	۳۲

ایک روپیہ میں بارہ سو صفحات والی کتابیں

شہید وفا حسینہ، مہاراجہ رنجیت سنگھ، لال شہباز قلندر، کرشمۂ شباب، رسم و رواج ... [illegible]

ایک روپیہ میں ایک ہزار صفحات والی کتابیں

سلیمان عذرا ... [illegible]

ایک روپیہ میں ... صفحات والی کتابیں

سائنٹیفک ... خورشید بیگم، جفائے حسن، عثمان کریم ... [illegible]

پختہ کتب

[illegible]

ایک روپیہ میں ایک ہزار صفحات والی کتابیں

[illegible]

اوریجنل ناول

[illegible]

[illegible] ... لکھنؤ

سفرنامہ محمود سلمہ الودود

الحکم میں "ایک دینی سفر" کے عنوان سے اس سفر کے مسلسل حالات شروع کئے گئے تھے۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے معہ مولوی سید سرور شاہ صاحب، مولوی قاضی میر سید حسین صاحب و مولوی حافظ روشن علی صاحب اور مولوی سید عبدالحی عرب صاحب و خاکسار راقم ہندوستان کی اسلامی تعلیمگاہوں کے طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم وغیرہ امور کو دیکھنے کی غرض سے ۲۴ اپریل کو شروع کیا تھا۔ میرا اپنا خیال یہی تھا کہ اس سفر کے کل حالات الحکم میں شائع کردئے جاویں لیکن سفر کے خاتمہ تک اس قدر مجموعہ امور قابل اندراج کا جمع ہوگیا۔ کہ انکو الحکم میں شائع کرنا مشکل معلوم ہونے لگا۔ علاوہ بریں کل حالات کے شائع ہونے کے لئے ناظرین کو عرصہ دراز تک انتظار کرنا ضروری ہوتا۔ باوجود اس کے بھی میری یہی رائے تھی کہ میں اس سفرنامہ کو اخبار ہی کے ذریعہ شائع کرتا۔ مگر بعض مخلص دوستوں نے مجبور کیا کہ اس سفرنامہ کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کرنا چاہیے۔ تاکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ زیادہ مفید اور موثر ہوسکے۔ اس لئے مجھے اپنے مخلص احباب کے مشورہ پر کاربند ہونا پڑا۔ آئندہ یہ سفرنامہ الحکم کے ذریعہ شائع نہوگا۔ مگر انشاء اللہ العزیز ایک سفرنامہ کیصورت میں جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کیجاویگی۔ اس سفرنامہ میں جہاں ہندوستان کے مشہور اسلامی مدارس کے حالات پر روشنی ڈالی جاویگی وہاں حتی الوسع ان شہروں کے مسلمانوں کی عام حالت پر بھی ایک تنقیدی نظر ہوگی جہاں جہاں یہ اسلامی مدارس واقع ہیں اور اسی ضمن میں ان کو بھی انشاء اللہ العزیز بیان کرنے کی کوشش کی جائیگی جو ان شہروں اور علاقوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے ضروری ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سفر محض اسلامی تعلیمگاہوں کے معائنہ کے لئے کیا گیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل سے میں نے آنکھ بند کرکے نہیں بلکہ کھلی آنکھوں سے کیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے مختلف مقامات پر جو پبلک تقریریں کی ہیں وہ سب کی سب اس میں انشاء اللہ العزیز درج ہونگی۔ اور مختلف علماء سے جو مکالمے ہمکو کرنے پڑے ہیں ان کو بھی اس سفرنامہ میں درج کردیا جاویگا۔ چونکہ اس سفرنامہ کے بشکل کتاب شائع ہونے میں بھی ایک وقت لگیگا اس لئے یہ ضروری ہوا کہ اجمالی طور پر اس سفر کے ضروری ضروری حالات آج کے اخبار میں شائع کردئے جاویں وباللہ التوفیق (ایڈیٹر)

ہردوار

گروکل کانگڑی کے مدرسہ اور کالج کو دیکھکر واپسی پر ہم نے ہردوار میں اس مقام کو دیکھا جسکو ہر کی پوڑی کہتے ہیں۔ یہاں کا نظارہ جہاں ایک طرف ہندو قوم کی اس مذہبی ارادت کا مظہر ہے جو انکو دریائے گنگا کے ساتھ ہے وہاں وہ ہندو قوم کی سوشل حالت کو آشکار کرتا ہے کہ کس طرح اس قوم کی مستورات بلا لحاظ حیا و شرم سینکڑوں نہیں ہزاروں مردوں کے سامنے ننگے نہانے میں مضائقہ نہیں کرتیں۔ وہاں کے پنڈوں کی حالت بھی عجیب اور قابل غور ہے کہ ہندوؤں کی وہ مذہبی ارادت جو انھیں پنجاب و ہند کے مختلف اضلاع سے کھینچکر وہاں لاتی ہے۔ وہاں کے رہنے والوں پر اس سے زیادہ موثر نہیں کہ انھیں اول درجہ کا ہوشیار دنیادار بنادے۔ حقیقت میں بت پرستی اور وہم پرستی کے یہ کرشمے نئے اور انوکھے نہیں ہیں وہ قوم جو ایک دریا کو اپنی نجات کا ذریعہ اور ہمیشہ کے آرام کا وسیلہ قرار دیتی ہو اس کا اس طرح ان کے ہاتھوں منڈجانا کچھ بھی تعجب خیز نہیں ہے۔ اس نظارہ کو عبرت اور دلچسپی سے دیکھتے ہوئے ہم لکھنؤ کو روانہ ہوئے اور ۵ اپریل ۱۹۱۲ء کو آٹھ

لکھنؤ

بجے کے قریب ہم لکھنؤ پہنچ گئے۔ ہردوار سے ہم نے پنجاب میل کی بجائے ایک معمولی مسافر گاڑی میں پہلے ہی پہنچ گئے۔ لکھنؤ سٹیشن پر ندوۃ العلماء کی کمیٹی استقبالیہ کی طرف سے دارالعلوم کے والنٹیرز موجود تھے۔ انھوں نے ہمارا اسباب نکلواکر گاڑیوں میں رکھا۔ لکھنؤ کے اسٹیشن پر اسی گاڑی سے ہمارے بھائی شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ پروفیسر علیگڈھ کالج بھی اترتے ہوئے ملے جنکو مل کر طبیعت میں خاص خوشی پیدا ہوئی۔ ندوہ کے والنٹیر صاحبان ہمکو گولہ گنج کے دارالعلوم میں لے آئے

کوئی امیر نہیں

میں جنے ندوۃ العلماء ان والنٹیرز صاحبان سے دریافت کیا کہ کیوں صاحب! آپ کا امیر کون ہے؟ تو انھوں نے بڑی بے تکلفی سے جواب دیا کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ آفیسر اور امیر ہیں اور کسی خاص کو ہمارا امیر مقرر نہیں کیا گیا۔ یہ سنکر ہمارے قافلہ کو تعجب ہوا کہ وہ قوم جو دعویٰ کرکے اٹھی ہے کہ وہ اسلام کی علمی اور عملی اشاعت کریگی اسکی یہ حالت ہے کہ اسلام کے اس زبردست اصل کو جو اتحاد اور اتفاق کے شیرازہ کا واحد ذریعہ ہے ترک کر بیٹھی ہے۔ اور باوجود اس کے مسلمانوں کو یہ ... کہ ایک مرکزی ضرورت ہے اس افسوس کو ... ہوئے ہم گولہ گنج کے دارالعلوم میں پہنچے جہاں ہمارا عارضی قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔

سید رشید رضا کی آمد

ملیل شرمنت سید رشید رضا ایڈیٹر المنار ... لکھنؤ آنے والے تھے۔ ان کے استقبال کے لئے پہلے سے اعلان کیا گیا تھا ہمارے احباب بھی استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے مگر نہیں یہ دیکھ کر افسوس ہوئی کہ ہم اس گاڑی سے نہ اترے ہاں شیخ المنار کے استقبال کے لئے لکھنؤ کی عام اسلامی پبلک موجود تھی بہت ہی مختصر سا مجمع تھا جس میں زیادہ حصہ دارالعلوم کے طلباء کا ... شبلی صاحب

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

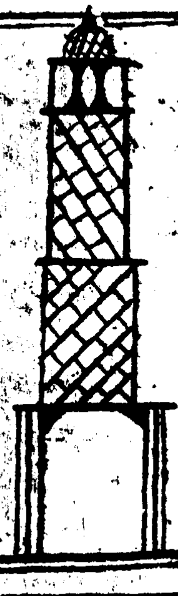

شرح قیمت جو بہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... عہ/
خواص سے ... عہ۵/
ہندوستان سے باہر ... ے/
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... ۱۲/ سے

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۱۶ | قادیان دار الامان - ۷-۱۴ مئی - سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۱۷ و ۱۸

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے - اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے -

اور اعتقادی قوائل کا نشو ونما اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے - اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے - اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں - اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگوں کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں - ان کو کیا آپنے ابتک نہیں پڑھا - اگر نہیں تو ضرور پڑھیں - اس میں نور ہدایت اور شفا ہے -

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ آٹھ پارے طیار ہیں - آٹھوں یکجا لینے والے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے - معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان دار الامان سے طلب کرو -

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

دار العلوم کی جدید عمارت

نہایت شاندار دریائے گومتی کے قریب بنائی گئی ہے جو ابھی نا مکمل حالت میں ہے۔ اس دار العلوم کے ساتھ **مسجد** جو اسلامی نشان ہے ابھی تک نہیں بنائی گئی۔ بعد میں شاید بنائی جاوے لیکن کیا اچھا ہوتا اگر دار العلوم کی عمارت کھڑی کرنے سے پہلے ایک مسجد تیار کی جاتی۔ مسجد کے نہ ہونے کی وجہ سے اس جلسہ میں مہمانوں کو نماز کے لئے سخت تکلیف اور دقت اٹھانی پڑی۔ یہانتک کہ اذان کی آواز تک کسی کان میں نہ آئی۔ ہم نے بار ہا توجہ دلائی تو ایک خیمہ میں نا مکمل سا انتظام کیا۔ اس کمی کو قریبًا تمام مہمانوں نے بہت بری طرح محسوس کیا۔ اور گورکھپور کے مشہور لیڈر اور مصنف تاریخ اسلام نے نہایت زور کے ساتھ اس فروگذاشت پر اپنے مضمون میں ریمارک کئے ہیں

خیموں کے ذریعہ عارضی دار الشفا۔ انکوائری آفس ڈیوٹی شاپ بنائے گئے تھے اور جلسہ کے لئے دار العلوم کا ہال تجویز کیا گیا تھا جسکو شامیانے کی عارضی چھتوں سے مسقف کر کے خوب آراستہ کر دیا گیا تھا کھانے کا انتظام پہلے دن سخت قابل افسوس تھا۔ دوسرے دن ہم نے اپنے کھانیکا انتظام شہر میں کر لیا۔ مگر بعد میں ناظمان جلسہ کے بیحد اصرار اور الحاح پر وہیں رکھا۔ اسوقت انتظام طعام میں اصلاح بھی ہو گئی۔

داخلہ اجلاس

جلسوں میں شمولیت کے لئے داخلہ کے ٹکٹ تھے جو ممبروں کو پانچ روپے اور وزیٹروں کو دس روپے ادا کرنے پر ملتے تھے۔ یہ طریق نہایت بیہودہ اور قابل اعتراض ہے اس سے بہتر ہے کہ جلسہ میں چندہ کی عام اپیل ہو جو زیادہ مفید ہو سکتی ہے۔ علماء اور اڈیٹران اخبار کے لئے اعزازی ٹکٹ تھے مگر ہم سب کو ٹکٹ خریدنے پڑے۔ چنانچہ للعد ندوہ کے ٹکٹ گھر میں داخل کر کے ٹکٹ لئے۔

ڈبل بد انتظامی

شبلی صاحب نے مجھے کہا تھا کہ آپ لوگوں کو ٹکٹ خریدنے نہیں چاہئیں۔ آپ کے پاس جلسہ سے قبل ٹکٹ پہنچ جاوینگے۔ اور مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹر نے لکھا تھا کہ اڈیٹران اخبار کے لئے اعزازی ٹکٹ آپ کے پاس پہنچینگے مگر نہ شبلی صاحب کو یاد رہا اور نہ مسٹر ممتاز حسین کو۔ جب ہم نے ٹکٹوں کی قیمت داخل کر دی تو ابو الکلام **آزاد** صاحب نے معذرت ظاہر کی اور کہا کہ آپ کو قیمت واپس دیجاویگی۔ اور آپکو لینی ہوگی۔ میں نے کہا یہ ہم نہیں کرینگے اور نہ اسکی ضرورت ہے۔ باوجود ان باتوں کے مسٹر ممتاز حسین صاحب کے دفتر سے میری غیر حاضری میں ایک

وی پی ٹکٹوں کا پہنچا

جو قادیان کے دفتر الحکم میں وصول کر لیا گیا گویا دوہری **قیمت وصول** کی۔ شبلی صاحب کو اس بد انتظامی کی اطلاع دی گئی۔ ان امور کی تفصیل اور وہ ساری خط و کتابت سفرنامہ میں انشاء اللہ ہو گی۔

جلسہ کا آغاز

۲۶ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء سے جلسہ کا آغاز تھا اور ساڑھے آٹھ بجے سے ۱۱ بجے تک پہلا اجلاس قرار پایا تھا۔ مگر ناظم ندوہ مولوی عبد الحی صاحب ۹ بجے سے پہلے آپ ہی تشریف نہ لا سکے۔ ابھی جلسہ کی کارروائی شروع نہ ہوئی تھی کہ طلباء دار العلوم نے **ناراضگی** کا اظہار کر دیا۔ اور یہ ناراضگی ایسا رنگ اختیار کر چکی تھی کہ قریب تھا کہ **سٹرائک** ہو جاتا اس ناراضگی کی وجہ تھی کہ طلباء کی نشست کے متعلق نہایت بیہودہ جھگڑا ناظمان جلسہ نے کر دیا۔ وہ طلباء جنھیں قوم کے سامنے ایک خاص اعزاز سے پیش کرنا چاہئے تھا انکو جلسہ میں ایسی جگہ بیٹھنے کے لئے اجازت دی گئی جہاں سے وہ جلسہ کی کارروائی کو پورے طور پر نہ سن سکیں۔ طلباء کی شکایت معقول تھی آخر خدا خدا کر کے یہ فتنہ فرو ہوا اور جب دیکھا کہ جلسہ میں حاضری بہت کم ہے تو مجبورًا انھیں طلباء کو اجازت دینی پڑی کہ وہ ہال میں آ کر بیٹھیں۔ سید **شبلی** صاحب ہال میں داخل ہوئے تو تمام حاضرین کو ان کی تعظیم کے لئے اٹھنا پڑا۔ اور جلسہ کی کارروائی کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا مسلمانوں کے بعض جلسوں میں عمومًا اور ندوۃ العلماء کے جلسہ میں خصوصًا یہ تماشا ہوا کرتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کے لئے بھی چند منٹ نمائش کے لئے رکھے جاتے ہیں

تلاوت قرآن کریم

مرثیہ خوانی اور بادخوانی کے لئے تو گھنٹے نکال لئے جاتے ہیں اور قرآن مجید کے لئے صرف چند منٹ۔ اور وہ بھی اس غرض سے کہ کوئی شخص کھڑا ہو کر چند آیات تلاوت کرے۔ قرآن مجید کے تحریک یہ ایک موتی ہے جس پر انشاء اللہ العزیز مفصل بحث سفرنامہ میں ہو گی مولوی عبد الحی صاحب نے اعلان کیا کہ اب سید عبد الحق صاحب حقی بغدادی قرآن کریم کی تلاوت کرینگے۔ حاضرین جلسہ تعظیمًا کھڑے ہو جائیں۔ مگر خدا جزائے خیر دے

سید بغدادی کو

کہ اس نے نہایت جرأت اور حوصلہ سے کہا کہ **قرآن مجید کی تعظیم محض کھڑے ہونے سے نہیں ہے** کہ اس سے کچھ نہیں بنتا۔ قرآن مجید کی حقیقی تعظیم اس پر **عمل کرنا ہے**۔ چنانچہ اس بات کو سن کر سب طرف سے مرحبا کے نعرے بلند ہوئے۔ اور مولوی عبد الحق صاحب نے قرآن کریم کی چند آیات مختلف مقامات سے نہایت عجیب انداز اور جوش سے تلاوت کیں۔ انتخاب مناسب موقعہ تھا۔

پہلی تقریر

قرآن کریم کی تلاوت کے بعد استقبالی کمیٹی کے صدر انجمن اور رئیس سر راجہ تصدق رسول خاں خان بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ تعلقدار جہانگیر آباد کی تقریر تھی۔ مگر وہ تشریف نہ لائے۔ اسطرح جلسہ کا آغاز جیسے بوقت یا بعد از وقت ہوا۔ اسطرح یہ پہلی بدنظمی پروگرام میں ہوئی۔ اس لئے اس کمی کو مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹر نے پورا کیا۔ ان کی تقریر نہایت مختصر تھی۔ اور میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ استقبالیہ کمیٹی کی صدارت کی تقریر سے اس کا **کچھ تعلق نہ تھا**۔ چند منٹ کے اندر یہ تقریر ختم ہوئی تو ہال **تالیوں** سے گونج اٹھا

رشید رضا کی گاڑی کو دارالعلوم کے طلباء نے کھچوایا یہ ایک

تماشا تھا جو ندوہ نے لکھنؤ میں دکھایا

شبلی ایک مورخ کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے مگر شاید وہ اس قسم کے اعزاز اور تکریم کی مثال اسلامی تاریخ میں پیش نہ کر سکیگا۔ اس پر مفصل بحث انشاء اللہ سفرنامہ میں ہوگی۔

سید رشید رضا کو مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا کے ایوان میں ٹھہرایا گیا۔ جو ایک وسیع اور پر فضا جگہ ہے۔ اسی مقام پر سید عبدالحق صاحب حقی بغدادی کے ذریعہ ایڈیٹر الحکم کو سید رشید رضا سے انٹروڈیوس کی عزت حاصل ہوئی۔ سید عبدالحق صاحب حقی بغدادی کو ایڈیٹر الحکم اس دن سے جاننے کی عزت رکھتا ہے جبکہ وہ حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری سیاح بلاد اسلامیہ کے ساتھ امرتسر آکر ان کے مکان پر فروکش ہوئے تھے۔ بعد میں سید عبدالحق صاحب بمبئی میں امام مسجد کی حیثیت سے اپنے قابل قدر خطبوں کیوجہ سے ملانوں میں بدنام ہوئے اور فتاوی کفر تک نوبت پہنچی۔ اس وقت بھی سید صاحب نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو یاد فرمایا تھا اور اب اس تجدید ملاقات سے وہ پرانی یاد تازہ ہوگئی۔

مسٹر ممتاز حسین صاحب سے ملاقات اس موقعہ پر میں نے ضروری سمجھا کہ مسٹر ممتاز حسین صاحب سکرٹری استقبالیہ کمیٹی سے ملاقات کروں چنانچہ میں نے ان سے ملکر اس خط و کتابت کے متعلق ذکر کیا جو ان سے قبل جلسہ کی تھی۔ مگر افسوس ہے وہ اس کے متعلق کوئی علم نہ رکھتے تھے۔ اور یہ تعجب انگیز بات تھی۔ اُنھوں نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس وقت اس قدر مصروف ہیں کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔ کیونکہ سید رشید رضا کے قیام کے متعلق ٹھیک وقت پر انھیں بتایا گیا تھا کہ وہ ان کے ایوان میں ٹھہرائے جاوینگے۔ اس لئے انکی معروفیت اور ناواقفیت برمحل تھی۔

جمعہ کی نماز **جمعہ کی نماز** کے لئے ایک عجیب تماشا ہوا۔ ندوۃ کے بعض ارکین دریافت کرتے پھرتے تھے کہ جمعہ کے لئے۔ کس مسجد میں نمازی کثرت سے جمع ہوتے ہیں۔ تاکہ سید رشید رضا کو وہاں لے چلیں۔ یہ سوال جسقدر عجیب تھا ویسا ہی افسوسناک تھا۔ گویا ان بزرگوں کو معلوم نہیں کہ **جمعہ کہاں ہوتا ہے؟**

اس وقت تک ہمارے دوستوں کو خبر ہوچکی تھی وہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے مل کر فیصلہ کرچکے تھے کہ **امین آباد** پارک میں قاضی محمد اکرم صاحب کے مکان پر ہمارا جمعہ ہوگا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو قادیان میں بھی امام ہیں اور وہاں ہمارے امیر تھے نماز جمعہ پڑھائی۔ اور **ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر** پر ایک مناسب خطبہ پڑھا نماز جمعہ سے فارغ ہوکر حضرت صاحبزادہ صاحب دارالعلوم کو واپس تشریف لے گئے۔ اور خاکسار مع سید عبدالحی عرب مولوی فاضل کے شبلی صاحب سے ملاقات کے لئے ان کے کرہ میں چلاگیا۔ جو پاس ہی تھا۔

شبلی سے ملاقات شبلی صاحب سے ملاقات کے وقت مولوی حبیب الرحمن صاحب شروانی رئیس بھیکن پور اور مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی بھی موجود تھے۔ میں مسٹر ممتاز حسین صاحب کے پاس ایک یادداشت بعض امور کے متعلق چھوڑ آیا تھا اس کے متعلق شبلی صاحب سے مختصر سی گفتگو ہوئی۔ یہ امور بعض قیام داخلہ اجلاس وغیرہ کے متعلق تھے اس اثناء میں علماء کے داخلہ

داخلہ علماء بذریعہ ٹکٹ اجلاس ندوۃ کے متعلق مزید گفتگو شروع ہوگئی۔ شبلی صاحب اور بعض دوسرے لوگ چاہتے تھے کہ علماء کو اعزازی ٹکٹ قیام و طعام کے دئے جاویں مگر ندوۃ کے لوگ چاہتے تھے کہ نہیں علماء ٹکٹ دیں اسپر میں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جنکو شبلی صاحب نے پسند کیا۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تائید کی۔

جو لوگ علماء کے ٹکٹ کے لینے کے حق میں تھے انھیں خیال تھا کہ یوں ہی برائے نام مولوی بعض کھانا کھانے کے لئے آجاتے ہیں اسی کے خلاف مجھے بولنا پڑا۔ ایک طرف ندوہ علماء پیدا کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف ان کو اس قدر گراتا ہے کہ ان کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں قرار دیتا کہ وہ ندوہ کے جلسہ پر چند وقتوں کی روٹی کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ کیسی **مضحکہ خیز** بات ہے اس مباحثہ نے اس وقت عجب لطف پیدا کردیا۔ اسی ضمن میں میں نے شبلی صاحب سے

ایک فتوی ذکر کیا کہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ یہاں ایک احمدی کا نکاح کسی غیر احمدی کی لڑکی سے ہونیوالا تھا مگر علماء نے اس میں رخنہ ڈالدیا اور عدم جواز نکاح کا فتوی دیا۔ شبلی صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو جواز کا فتوی دیدیا ہے اور دارالعلوم کے دوسرے علماء بھی دیدینگے۔ میں نے کہا یہ غلط ہے کہ آپکے دارالعلوم کے دوسرے علماء اس کی تائید کریں۔ بلکہ اُنھوں نے انکار کردیا ہے۔ مولوی ٹونکی صاحب کی طرف خطاب کرکے میں نے کہا کہ یہ بھی مفتی ہیں۔ آپ ان سے ہی فتوی لیں۔ اس پر ایک لطیف مذاکرہ ہمارے عقائد اور مسئلہ نبوت کے متعلق ہوا۔ کیونکہ مولوی عبداللہ ٹونکی نے یہ اعتراض کردیا تھا۔ جسپر میں نے کہا کہ **مطلق نبوۃ** کا اجراء تو خود شبلی صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اس مختصر سے مذاکرہ کے بعد پھر ہم واپس اپنی فرودگاہ پر پہنچے۔ وہاں سے حضرت امیر قافلہ (صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ) کے ہمراہ دارالعلوم ندوۃ کی جدید عمارت میں جہاں جلسہ گاہ اور قیام گاہ مہمانان قرار پایا تھا پہنچے۔ اور وہاں ہی فروکش ہوئے۔

وہ ایسی سبکسری سے کام لیتے ہیں۔ لیکن میں اس افواہ کی بزور اور بلا خوف تردید تردید کرتا ہوں ہرگز ہرگز صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے لئے ناظمان ندوہ سے کوئی درخواست نہیں کی گئی۔ جسکو اُنھوں نے رد کیا ہو۔ ہاں جمعہ کی تعطیل ریزولیوشن کی ضرورتاً تائید مزید کے لئے صاحبزادہ صاحب سے پرائیوٹ طور پر استصواب ہوا۔ اور صاحبزادہ صاحب نے منظور کرلیا تھا۔ لیکن اس کے لئے نہ وقت تھا اور نہ ضرورت

ندوہ کے جلسہ کی روئدادیں اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔ اور ان اخبارات میں شائع ہوتی ہیں جو سلسلہ کے دشمن ہیں۔ مگر کسی میں یہ واقعہ نہیں چھپا۔ اس لئے میں ندوہ کے ناظموں کے دامن کو اس تنگ خیالی اور کم ظرفی کے داغ سے جو اس افواہ کے پھیلانے سے لگایا گیا ہے پاک قرار دیتا ہوں اور یہ اتہام ہے جو ان پر لگایا گیا ہے۔

تیسرا اجلاس

تیسرا اجلاس مدمعزب وعظ کا تھا۔ اس جلسہ میں ناظمان جلسہ میں سے کوئی موجود نہ تھا گویا یہ سمجھا گیا تھا کہ یہ ایک بیہودہ کام ہے جس کے لئے انھیں اپنا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے عجیب وغریب وعظ بیان فرمایا اور اسطرح جلسہ کا پہلا دن ختم ہوا۔

ناظرین اس امر کو نوٹ کریں کہ میں صرف جستہ جستہ حالات لکھ رہا ہوں۔ تفصیلی حالات کے لئے وہی سفرنامہ ہے جس کی توفیق خدا تعالیٰ نے دی تو لکھا جائیگا۔ وباللّٰہ التوفیق

دوسرا دن

ندوۃ العلماء کے دوسرے دن کے اجلاس میں سب سے اول مولوی سید سلیمان صاحب نے تصحیح اغلاط تاریخی کی رپورٹ پیش کی۔ سید سلیمان صاحب کی کوشش اور محنت قابل قدر تھی جو خدمت ندوہ نے ان کے سپرد کی تھی اُنھوں نے نہایت کوشش اور محنت سے اسے پورا کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ سید سلیمان صاحب ایک قابل قدر نوجوان ہے۔ اُنھوں نے بعض درسی کتب مثل مارسڈن صاحب کی ہسٹری میں سے وہ انتخاب پیش کئے جو اسلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم کے متعلق نہایت غلط فہمی پھیلانے والے تھے اور ایک مسلمان بغیر سخت رنج اور غصہ کے انکو نہیں پڑھ سکتا۔ اسباب میں ندوہ نے جو کوشش کی ہے وہ قابل شکرگذاری ہے۔ یوپی کے صیغہ تعلیم نے ان غلطیوں کی اصلاح کا وعدہ کرلیا ہے۔ سید سلیمان صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کا اظہار بھی کیا کہ محض غلطیوں کی اصلاح ہی ہمارا کام نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ہم کو ہندوستان کی اسلامی تاریخ خود لکھنی چاہئے۔ اور اس کو داخل نصاب کرانا چاہئے یہ رائے بھی سید صاحب کی وزندار اور قابل عمل ہے

سید سلیمان صاحب کی اس تقریر پر سید رشید رضا صاحب نے بحیثیت پریسیڈنٹ عمدہ ریمارک کئے۔ اور اُنھوں نے بتایا کہ یوروپین لوگوں نے جو اسلام پر اعتراض کئے ہیں ان میں سے بعض نے تو محض سوء الفہم سے کئے ہیں اور بعض نے بدنیتی سے۔ رشید رضا کی تقریر حسب معمول عربی میں تھی اس موقعہ پر بعض لوگوں کو خیال گذرا کہ جس حال میں سید سلیمان صاحب کی تقریر اردو میں تھی اس پر تنقید فی الفور کرنے کا کام جو سید رشید رضا نے کیا ہے کیا اسکی وجہ یہ نہیں کہ وہ دراصل اردو سمجھتے ہیں۔ مگر عمداً کہتے ہیں کہ نہیں جانتا۔ بہرحال ان کی تنقید عمدہ تھی ان کی تقریر کے بعد شبلی صاحب نے ندوہ کی ضرورت پر ایک مبسوط تقریر کی اور ندوہ کی نامکمل عمارت کے لئے چندہ کی درخواست کی جس پر معقول چندہ ہوا اس کے بعد شبلی صاحب نے وقف علی الاولاد کی کارروائی پر لوگوں کو توجہ دلائی گلہ کیا۔ اب تک جو کام اس سلسلہ میں ہوا ہے وہ حوصلہ افزا ہے۔ بعد مرزا آبادی صاحب نے ایک نظم پر اس اجلاس کا خاتمہ ہوگیا۔ جو عجیب انداز سے پڑھی گئی۔ تھی لطف

اس تاریخ کے دوسرے اجلاس میں مولوی سید سلیمان صاحب نے جدید عربی الفاظ کی ایک ڈکشنری پیش کی اور عربی زبان کے متعلق ان کی تقریر ویسی ہی محققانہ تھی جیسے صبح کے اجلاس میں تصحیح واقعات تاریخی کے متعلق مجھے پھر ایکبار کہنا چاہئے کہ یہ نوجوان اپنے فرض کو شناخت کرتا اور اپنے اندر کام کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ چونکہ اس کتاب اور تصحیح تاریخ کے متعلق سید سلیمان صاحب کی تقریر پر انشاء اللہ میں کسیقدر بسط سے لکھونگا یہاں اسیقدر ذکر کافی ہے۔

اس کے بعد ایک ریزولیوشن حیدرآباد دکن کے اماموں اور خطیبوں کے متعلق پیش ہوا۔ کہ ان کی مذہبی تعلیم کا انتظام ریاست کیطرف سے کیا جاوے۔ اس ریزولیوشن پر مختلف تقریریں ہوئیں اور درمیان میں بعض موقعوں پر کچھ نوک جھونک بھی علماء اور انگریزی خوانوں کے درمیان ہوئی۔ بعض اوقات معاملہ حد سے بڑھ جاتا تھا۔ بہرحال خیر وخوبی سے آج کے دونوں اجلاس ختم ہوئے رات کو مولانا آزاد کا وعظ رکھا گیا تھا مگر وہ وقت ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کو دیا گیا

خواجہ صاحب کا لیکچر

خواجہ صاحب نے جو لیکچر ۵ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں پڑھا تھا وہی ندوہ کے اجلاس میں دوہرایا۔ اور نہایت قابلیت سے دوہرایا۔ خواجہ صاحب کے لیکچر کے متعلق ایک دقت بھی شبلی صاحب اور اُن کے بعض دوستوں کو پیش آئی وہ یہ تھی کہ کسی شخص نے مولود کے لئے ایک رقم ندوہ کو دی تھی اور اس غرض کے لئے مولوی عبدالحمید صاحب علماء فرنگی محل میں سے ایک قابل بزرگ کو بلایا گیا تھا۔ پرانے فیشن کے لوگ چاہتے تھے کہ پہلے مولوی صاحب کا وعظ ہووے اور نوجوان چاہتے تھے کہ پہلے خواجہ صاحب کا لیکچر ہوجاوے۔ بالآخر مولوی عبدالحمید صاحب کو اس جلسہ کا صدر قرار دیکر خواجہ صاحب کا لیکچر ہوا اور نہایت قابلیت سے ہوا۔ اس لیکچر کا خلاصہ میرے مکرم

تالیاں بجانا

میرا خیال تھا کہ اس اسلامی جلسہ میں کم از کم اس پر ضرور ناپسندیدگی کی صدا بلند ہوگی۔ مگر میری حیرت کی حد نہ تھی جبکہ میں نے دیکھا کہ علماء کے منہ پر بھی مہر سکوت لگی ہوئی ہے۔ آخر میں خود اُٹھا اور میں نے کہا:-

صاحبان! کس قدر افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ ایک اسلامی جلسہ ہو۔ ایک ایسی جماعت کی طرف سے ہو جو علماء کی جماعت کہلاتی ہو جو علماء پیدا کرنے کی مدعی ہو اور جس کی غرض و غایت ایسے نوجوان پیدا کرنا ہو جو اسلامی علوم کے سچے وارث اور سچے مسلمانوں کا عملی نمونہ ہوں مگر اس کے جلسہ میں اس طریق اظہار مسرت کا استعمال ہو جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ کیا اسلام نے اظہار مسرت کے لئے کوئی طریق نہیں بتایا؟ پھر کیوں اسے چھوڑ کر یورپ کو اپنا امام بناتے ہو۔ تمہاری ترقی کا مدار یورپ کی اتباع پر نہیں بلکہ قرآن کی اتباع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو امام بنانے پر ہے۔ اس طریق کو کم از کم اس اسلامی جلسہ کی حیثیت سے ہی چھوڑ دو۔ اور مہربانی کر کے تالیوں کی بجائے مرحبا۔ جزاک اللہ کہو۔ یا درود شریف پڑھو

میرے اس کہنے پر پنڈال میں تھوڑی دیر کے لئے سناٹا ہوگیا اور عام رائے اس کے حق میں تھی۔ بلکہ ایک مولوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ تالیاں بجانا عورتوں کا کام ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے اجلاس میں یہ سلسلہ بند ہوگیا اس کے بعد مولوی شبلی صاحب نے صدر انجمن کے انتخاب کے لئے تقریر کی اور سید رشید رضا کو ندوہ کے اس اجلاس کا صدر تجویز کیا جس کی عام تائید ہوئی ۔

صدر انجمن کے انتخاب کے بعد سید رشید رضا نے اپنی تقریر شروع کی یہ عربی زبان میں تھی سید رشید رضا نہایت بے تکلف اور سلاست سے کلام کرتے تھے۔ ان کے بیان میں زور اور جوش اور تسلسل خوب تھا۔ گو ان کی تقریر کو صرف چند آدمی سمجھ سکتے تھے مگر ان کے لب و لہجہ کا اثر حاضرین پر پڑتا تھا۔ آخر میں جب اُنھوں نے دیکھا کہ ہمارے احباب خصوصیت سے ان کی تقریر کو سمجھ رہے ہیں تو اُنھوں نے ان کی طرف ہی اپنی تقریر کے اکثر حصہ میں رُخ رکھا یہ تقریر ہمارے لئے نئی نہ تھی۔ جو کچھ اُنھوں نے بیان کیا اس سے بہت زیادہ خدا کے فضل سے ہم **قادیان** میں سن چکے تھے۔ جیسا کہ ناظرین کو اصل تقریر کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔

اس کے بعد دو تین خطوط اور تاروں کا مضمون سنایا جانا تھا جو دوسرے اجلاس میں سنایا گیا (جو بعض بزرگان قوم نے عدم شمولیت جلسہ کی وجہ سے اظہار افسوس یا کامیابی جلسہ کی دعا کے لئے دئے تھے) یہ ایک رسم ہے جو مسلمانوں کے جلسوں میں پوری کیجاتی ہے اور بجائے کوئی کام کی بات کرنے کے ان لغویات میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ ایک شخص اگر نہیں شامل ہو سکا تو اس کے خط پڑھ دینے سے کیا فائدہ ان تاروں اور خطوط کے بعد **تجویز بافی** کا موقعہ تھا۔ چنانچہ وہ شروع ہوا ۔

تجویز بافی اور انجمنیں

یہ بھی ایک رسم ہوگئی ہے کہ ایسے موقعوں پر کچھ ریزولیوشن پہلے سے تجویز کر دئے جاتے ہیں اور ان کے محرک اور مؤید تجویز ہو جاتے ہیں اور اس رسم کو پورا کرنے کے لئے اس جلسہ میں وہ ریزولیوشن پیش ہونے شروع ہوتے ہیں چنانچہ ندوہ اس فن میں دوسری انجمنوں سے کب پیچھے رہ سکتا ہے ابتدا پہلا ریزولیوشن ینبوع اور جدہ کے محاصرہ کے متعلق شکریہ کا پیش ہو کر پاس ہوا اور اس کے ساتھ پہلا اجلاس ختم ہوا ۲ بجے سے ۵ بجے تک تھا۔

دوسرا اجلاس

اس اجلاس میں [illegible] اور اظہار مبارکباد کی تجویزوں کو نکال کر دو کام کی باتیں تھیں۔ ایک **تعطیل جمعہ** کی درخواست۔ دوسرے ترجمۃ القرآن انگریزی کی بابت اور یہ دونوں امور مولوی شبلی صاحب نے پیش کئے۔ الحکم کے ناظرین جانتے ہیں کہ تعطیل جمعہ کی درخواست وہی درخواست ہے جو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود نے سنہ ۱۸۹۶ء میں پیش کی تھی۔ اور اس پر بعض نا عاقبت اندیش مخالفوں نے سخت مخالفت کی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین اور خلیفہ بلا فصل حضرت امیر المومنین مولوی نور الدین صاحب نے اس تجویز کا احیاء کیا۔ اور اب مسلمانوں نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ مہدی نے جو کہا تھا

یاد آئینگے تمھیں میرے سخن میرے بعد

بالکل درست تھا۔ بہرحال تعطیل جمعہ کا ریزولیوشن پیش ہوا اور پاس ہوا۔

ایک غلطفہمی کا ازالہ

جملہ معترضہ کے طور پر مجھے ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا ہے جو مجھے قادیان آکر معلوم ہوئی۔ یہاں یہ مشہور ہوا ہے اور نہ صرف یہاں بلکہ بعض دوسرے شہروں میں بھی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا **بشیر الدین محمود احمد** صاحب (جو مدارس اسلامیہ کے معائنہ کے لئے ایک وفد کے امیر ہو کر گئے تھے اور ندوہ کے جلسہ میں موجود تھے) کے لئے ندوہ کے اجلاس میں ایک لیکچر کی کوشش کی گئی جس کو ناظمان ندوہ نے مسترد کر دیا۔ اگر اس قسم کی کوئی کوشش ہوتی اور ناظمان ندوہ سے ہمیں اسی قسم کا جواب ملتا تو بجز اس کے کہ ناظمان ندوہ کی تنگ دلی کا اظہار ہوتا اس سے اور کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ جبکہ ہمارے سے اس قسم کی کوئی تحریک ندوہ کے جلسہ میں ہوئی ہی نہیں تو پھر اس قسم کی افواہوں کا پیدا ہونا مزید افسوسناک ہے۔ اس سے خود ندوہ کے ناظموں کی ذات پر بھی حرف آتا ہے کہ وہ ایسے بد اخلاق اور کم حوصلہ ہیں کہ ایک طرف تو کل فرقوں کو ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف

ہوئے ہیں۔ مدارس کے مقابلہ اور وجوہات ترجیح ایک جداگانہ مضمون ہے جو یہاں نہیں لکھا جاسکتا

حضرت صاحبزادہ صاحب کا لیکچر

۹ اپریل کو حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک لیکچر قیصر باغ کی بارہ دری واجد علیشاہ مرحوم میں ہوا۔ اس لیکچر کا اشتہار نہایت تنگ وقت میں شائع کیا گیا تھا اور لیکچر خصوصیات سلسلہ پر ہونیوالا تھا۔ بہت تھوڑے لوگ اس جلسہ میں شامل ہوئے فرنگی محل کے مدرسہ کے بعض طالبعلموں نے آکر شور بھی ڈالا۔ پھر بھی یہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا۔ حافظ روشن علی صاحب نے بھی ایک تقریر کی۔ اور ایڈیٹر الحکم نے افتتاحی اور آخری تقریر مختصر الفاظ میں کی۔ اس جلسہ سے ہمیں یہ اندازہ کرنے کا موقعہ مل گیا کہ لوگ سلسلہ کی باتیں سننے کو طیار ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد لکھنؤ کے جس محلہ اور حصہ سے ہم لوگ گذرتے تھے لوگ دریافت کرتے تھے کہ پھر لیکچر کب ہوگا۔ اور شہر کے بعض روساء سے جو ہمیں ملنے کا موقعہ ملا اور اُن کو تبلیغ کرنیکا اتفاق ہوا تو اُنھوں نے حوصلہ کے ساتھ ان باتوں کو سُنا۔ لکھنؤ کے مدارس کو دیکھ کر اور علماء سے ملکر اور بعض قابل دید مقامات کو دیکھ کر حضرت صاحبزادہ صاحب بنارس تشریف لے گئے اور قاضی سید امیر حسین صاحب اور مولوی سید روشن علی صاحب کے ہمراہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کانپور کو چلے گئے۔

سید رشید رضا سے ملاقات

غالباً ناظرین کو خیال ہوگا کہ ہم سید رشید رضا سے ملے یا نہیں۔ اس کا جواب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ ہمیں سید رشید رضا سے ملنے کا موقعہ ملا۔ انکو حضرت اقدس کی تمام عربی تصانیف پیش کی گئیں اور بالآخر اس پر اتمام حجت کیا گیا۔ اس کے ملنے میں اس کے ملنے میں بعض مشکلات پیدا ہوئیں۔ لیکن آخر موقعہ مل گیا۔

اس سے کیا گفتگو ہوئی اور علماء لکھنؤ سے ملاقاتوں کے وقت کیا کیا تذکرے ہوئے ان کی تفصیل کا لطف انشاء اللہ سفرنامہ میں آئیگا۔

لکھنؤ میں سلسلہ کا کام

لکھنؤ میں اشاعت سلسلہ کا کیا کام ہوا اس کا مختصر تذکرہ قیام لکھنؤ کے حالات کو ختم کرتا ہے۔ دارالعلوم ندوہ کے ایام قیام میں مختلف لوگوں کو زبانی تبلیغ کے علاوہ استفتا جو حقیقۃ الوحی کا ضمیمہ ہے تقسیم کیا گیا۔ اور اکثر لوگوں کے ساتھ سلسلہ کے امتیازی مسائل پر مذاکرہ ہوتے رہے۔ لکھنؤ میں ایک پبلک لیکچر ہوا دو خطبوں میں تقریریں ہوئیں۔ مختلف لوگ مکان پر آکر سوالات کرتے رہے اور ان کا جواب دیا جاتا رہا۔ علماء سے ملنے پر ان کے شکوک سُنے اور ان کا جواب دیا گیا۔ اخبار الحکم کی دو سو کا پیاں ندوہ نمبر اور گذشتہ سال کے یادگاری نمبر کی تقسیم کی گئیں۔ ایک معزز غیر احمدی نے گڑیہ میں تبلیغ کے لیے بُلایا مگر وہ وقت پر نہ پہنچ سکے اس لیے وہاں جانا نہ ہوسکا۔

لکھنؤ کی احمدی جماعت

لکھنؤ کی احمدی جماعت بہت مختصر ہے۔ مولوی مرزا کبیر الدین احمد صاحب اس کے سکرٹری ہیں۔ اور وہ سلسلہ کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ وہ تو لکھنؤ کے باشندے ہیں۔ دوسرے احباب باہر سے آئے ہوئے ہیں جلسہ کے بعد کے ایام میں ہم انجمن کے مہمان رہے فرداً فرداً سب کا شکریہ مشکل ہے اس لیے سب کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے نیک ارادوں میں کامیاب کرے۔

کانپور ۱۲ اپریل کو ہم کانپور پہنچے۔ اور بابو معراج الدین صاحب انسپکٹر صفائی (جو ہیرامن کے پردہ میں رہتے ہیں) کے مکان پر جا اُترے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجازی نشانات میں سے وہ اخوت بھی ہے جو مسلمانوں میں سے گم ہوگئی تھی۔ ایک احمدی جب کسی جگہ جاتا ہے اور وہاں کسی دوسرے احمدی کو پاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ مسافر نہیں بلکہ اپنے گھر میں ہے۔ اسطرح پر سفر کی کوفت اور وحشت سراسر دور ہوجاتی ہے۔ بابو معراج الدین کے ساتھ ہی ڈاکٹر سید غلام غوث وٹرنیری انسپکٹر رہتے ہیں اُنھوں نے تین مہینے کی رخصت لی تھی گر وہ ہمارے انتظار میں ابھی ٹھہرے ہوئے تھے پاس ہی سید حکیم قربان حسین صاحب رہتے تھے گویا ہم احمدی محلہ میں جا ٹھہرے۔ البتہ بابو علی بخش صاحب اور سپرنٹنڈنٹ کسیقدر فاصلہ پر رہتے تھے مگر وہ بھی ہمارے قیام کانپور کے ایام میں اپنے اوقات ملازمت کے بعد ہمارے پاس رہتے۔ کانپور کی عام حالت وہاں کے مشہور مقامات اور تاریخی واقعات پر بحث کرنیکا یہ موقعہ نہیں کانپور ہمکو ۱۷ اپریل ۱۹۱۲ء تک صاحبزادہ صاحب کا انتظار کرنا پڑا۔ ۱۷ کو صاحبزادہ صاحب بھی پہنچے اور اسی تاریخ کو ہم نے کام شروع کردیا۔

ایک الہام

حضرت صاحبزادہ صاحب نے آتے ہی بیان کیا کہ مجھے راستہ میں ایک الہام ہوا ہے

انک تھدی من احببت

مدرسہ جامع العلوم

کانپور کا مشہور مدرسہ جامع العلوم ہے۔ یہ مدرسہ جامع مسجد میں واقع ہے۔ وہاں ہی طلباء کے رہنے کے لئے حجرے بنائے گئے ہیں جہاں وہ فرش پر سوتے ہیں۔ اس مدرسہ کا انتظام علی طور پر ہمارے مکرم دوست خانصاحب محمد سعید خانصاحب مالک مطبع نظامی کانپور کے سپرد ہے۔ درس نظامی کے سسٹم پر یہاں تعلیم دیجاتی ہے۔ مولوی احمد علی صاحب اول مدرس ہیں۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے مدرسہ میں کچھ نزاع بعض انتظامی امور کیوجہ سے ہوگیا۔ اور کچھ طلباء اور

مخدوم مولانا الکن نے الحکم گذشتہ پرچہ میں دیدیا ہے مجھے افسوس ہے کہ یہ غلط خیال بعض کے دل میں ہے

کہ اشاعت اسلام یونیورسیکل سٹرینگتھ بڑھانے کے لئے یعنی مسلمانوں کو اشاعت اسلام اس لئے کرنی چاہیئے۔ مجھے اس صاف گوئی کے لئے معاف رکھا جاوے۔ اشاعت اسلام کے اندر یہ پولٹیکل مسئلہ مخفی نہیں ہے اور نہ اہل اسلام نے اس غرض کیلئے کبھی اشاعت اسلام کے کام کو اختیار کیا۔ اسطرح پر ہم اشاعت اسلام کے کام کو مشکوک کر دینگے۔ تھوڑی دیر کیلئے اس سے وہ نوجوان جو پولیٹیکل پلیٹ فارم پر آنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ سمجھتے ہیں خوش ہوجاوینگے مگر اس کے نتائج اسلام اور اہل اسلام کے حق میں مضر ہیں۔ گویا ہم گورنمنٹ کو اپنی اشاعت اسلام کی تحریک کو خوفناک رنگ میں دکھانا چاہتے ہیں یا اسکو کم از کم موقعہ دیتے ہیں کہ وہ مشکوک نگاہوں سے اسکو دیکھے۔ اشاعت اسلام کی یہ غرض نہ کبھی تھی اور نہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اشاعت اسلام کی اس علت کو نفرت کی نظر سے دیکھا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک خطبہ میں لاہور کے ایک دھریہ کے واقعہ کو بیان کر کے بتایا کہ اس نے خواہش کی تھی کہ صرف مردم شماری میں مسلمان لکھوایا جاوے تو پولٹیکل حقوق ملجاویں حضرت مسیح موعود نے انکو سخت نفرت کی نظر سے دیکھا تھا اس لئے اس غلطی کا ارتکاب مسلمانوں کو نہیں کرنا چاہیئے۔ اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں **ایک امن اور سلامتی پھیلانیوالا دین ہے** اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ وہ عظیم الشان اخوت اور محبت پیدا کرتا ہے۔ اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ دنیا کے لئے رحمت ہے۔ اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کہ وہ جس چیز کو اپنے لئے پسند کریں اپنے بھائیوں کیلئے بھی اسے پسند کریں

اسلام اس لئے پھیلایا جاتا ہے کہ اس کے لانیوالا کل نوع انسان کیطرف رسول ہوکر آیا ہے۔ غرض اشاعت اسلام کے سوال کو کسی پولٹیکل تحریک یا نیومیریکل سٹرینگتھ سے تعلق نہیں گو یہ امر دیگر ہے کہ جوں جوں اسلام پھیلیگا اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھیگی۔ لیکن جوں جوں یہ تعداد بڑھیگی اور سچے مسلمان پیدا ہونگے جیسا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا منشا ہے اسیقدر دنیا میں ایک امن اور سکون کی لہر چلیگی بعض یورپین مدبروں نے جو اسکو ایک خطرہ سمجھ رکھا ہے یہ ایک غلط خیال ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو اسپر بھی دل کھول کر بحث اس سفرنامہ میں کرسکونگا۔

غرض خواجہ صاحب کا لیکچر اور مولوی عبدالحمید صاحب کے وعظ پر جو نہایت عمدہ قابل عمل تھا اس دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

ندوۃ العلماء کے جلسہ کا آخری دن

ندوہ کے اجلاس کے آخری دن میں کوئی زیادہ قابل ذکر بات بجز اس کے نہیں ہوئی کہ شبلی صاحب نے حفاظت اسلام کے متعلق ایک تحریک کی۔ تعجب ہے شبلی صاحب نے اس بھرے مجمع میں تو یہ تحریک کی۔ لیکن جب ہم ان کے مکان پر انسے ملے اور ان اعتراضات کا جو قرآن کریم پر آریہ یا عیسائی یا انگریزی خواں مسلمان کرتے ہیں ذکر کیا اور ان کی تحقیقات معلوم کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا اس کا فکر مت کرو جو مرتد ہوتا ہے **ہونے دو یہ ماؤف عضو ہیں ان کو کاٹ دو جو شخص اسلام پر شبہ رکھتا ہے اسکو الگ کردو۔** یہ دورنگی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس اجلاس میں طلبائے ندوہ نے تقریریں کیں۔ ایک نوجوان کو بھاشا میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا جسنے راجہ رامچندر کا قصہ سنانا شروع کیا ایڈیٹر الحکم نے شبلی صاحب کو توجہ دلائی کہ آپ مہربانی کرکے اس قصہ کہانی کو چھوڑ کر اسے روح و مادہ کے انادی یا غیر انادی ہونے پر گفتگو کرنے کی تحریک کریں جب یکما گیا تو وہ ان صاحب پیچھے سے بیٹھ گئے

اشاعت اسلام کے لئے کچھ لڑکے طیار کئے جاتے ہیں۔ ان کو عربی لباس جلسہ میں پہنایا گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے انھوں نے جو کچھ بیان کیا اچھا کیا۔ عربی زبان میں تقریر کرنے کے لئے مولوی عبدالماجد صاحب طالب علم درجہ تکمیل کو کھڑا کیا گیا جسنے اپنی بساط کے موافق بیان کرنے کی کوشش کی اس کے علاوہ مرنے والوں کے لئے دعاء خیر اور جلسہ میں خدمت کرنیوالوں کا شکریہ اور صدر جلسہ کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اس شکریہ میں جو اردو زبان میں **شبلی صاحب** نے کیا اور اسکو عربی میں سید سلیمان صاحب نے بیان کیا۔ ایک عجیب بات مجھے معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ سید صاحب نے فرمایا کہ

مصر اسلام کا قبلہ و کعبہ ہے

میں اس جملہ کا مطلب اس وقت تک نہیں سمجھتا۔ رشید رضا نے نہایت دردآمیز لہجہ میں اس شکریہ کا جواب دیا۔ اور خوب دل کھول کر تقریر کی۔ اور بالآخر جلسہ ختم ہوا۔ ہم دارالعلوم ندوہ سے اٹھ کر امین آباد پارک میں آگئے۔

اور ۹ اپریل سے ہم نے مدارس کے دیکھنے کا کام شروع کیا اور علماء سے ملنے کا وقت نکالا۔

لکھنؤ کے مدارس کا معائنہ

لکھنؤ کے مدارس کے معائنہ میں ہم نے دارالعلوم ندوہ اور علماء فرنگی محل کے مدارس دیکھے اور دارالعلوم کے اساتذہ اور علماء فرنگی محل سے ملنے کا موقعہ ملا علماء فرنگی محل کا مدرسہ جو مولوی **عبدالباری** صاحب کے زیر اہتمام جاری ہے دارالعلوم ندوہ کے مقابلہ میں نہایت قابل قدر اور وہاں کے علماء ایثار سادگی اور وسعت معلومات کے لحاظ سے ندوہ کے مقابلہ میں ترجیح

مدرس وہاں سے چلے گئے۔ اور ایک جدید مدرسہ کھل گیا اس مدرسہ کے نظام و طریقہ تعلیم وغیرہ کے دیکھنے سے بعد کسی دوسرے مدرسہ کے یہاں دیکھنے کی ضرورت بجز مدرسہ الٰہیات کے نہ تھی۔ خانصاحب نے اپنی ذات خاص کی طرف سے یا مدرسہ کیطرف سے

مناظرہ یا مبادلہ خیالات

ایک مختصر سی پارٹی ہم لوگوں کو دی اس موقعہ پر وہاں کے مدرس دوم نے جو بڑے فلسفی سمجھے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سلسلہ گفتگو شروع کیا اور سوال کیا کہ احادیث میں جو ابن مریم کا ذکر ہے اس سے مرزا صاحب کیونکر مراد ہو سکتے ہیں۔ ان کا نام تو مسیح ابن مریم نہیں۔ اس سوال کا نہایت لطیف جواب جناب حافظ روشن علی صاحب نے دیا۔ مگر بدقسمتی سے ان مدارس میں جو فلسفہ پڑھایا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ طلباء میں ایسی قابلیت پیدا کریں کہ وہ کسی بات کو تسلیم نہ کریں بلکہ ہر امر کے رد کرنے کے دلائل پوچھیں اس لئے نا ممکن تھا کہ مولوی صاحب اسکو تسلیم کر لیتے۔ اس سوال وجواب کو اپنے موقعہ پر انشاء اللہ العزیز ہم درج کرینگے۔ جس روز ہم مدرسہ مذکور کے طریق تعلیم کو دیکھنے گئے ہیں اس روز حسن اتفاق سے مولوی احمد علی صاحب کے درس حدیث مشکوٰۃ میں نواس بن سمعان کی مشہور حدیث تھی اس کے متعلق جو موشگافیاں جناب مولانا احمد علی صاحب نے فرمائیں وہ سے باید شنید کی مصداق ہیں۔ اور امید ہے ناظرین انھیں پڑھ کر محظوظ ہونگے۔ اور انھیں معلوم ہوگا کہ علماء کو کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں اور وہ ان سے کیونکر نکلنا چاہتے ہیں۔ بہرحال ہم خانصاحب کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے ہمیں پورے طور پر مدرسہ کے موائنہ در ضروری واقفیت بہم پہنچانے میں کافی مدد دی

مدرسہ الٰہیات

مدرسہ جامع العلوم کے بعد ہم نے مدرسہ الٰہیات کانپور کا دیکھنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ یہ مدرسہ ایک قسم کا مشنری مدرسہ ہے۔ جہاں سے مبلغین اسلام پیدا کئے جاتے ہیں۔ یہ مدرسہ کانپور کے تاجران چرم کی عالی ہمتی کا نتیجہ ہے۔ جہاں دوسرے مدارس میں قرآن کریم کی تعلیم کی طرف گویا مطلق توجہ نہیں وہاں الٰہیات کے مدرسہ میں قرآن کریم پر بہت زور دیا جاتا۔ ہرچند طلباء کی تعداد بہت کم ہے مگر یہ یکی بات ہے کہ یہاں وہی طالبعلم آتے ہیں یا کم از کم آسکتے ہیں جن کے دل میں اشاعت اسلام کے لئے جوش اور جذبہ ہوتا ہے۔ اس مدرسہ کے پروفیسر مولانا **آزاد سبحانی** ہیں جو ایک خلیق اور فلاسفر مزاج نوجوان ہیں۔ آجکل سنسکرت پڑھ رہے ہیں چونکہ مدارس کے متعلق تفصیلی رائے ہم نے سفرنامہ میں ظاہر کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ کیا ہے اسلئے یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ یہ مدرسہ مغتنمات سے ہے۔ اور کانپور کے تاجران چرم مبارکباد کے قابل ہیں معائنہ مدرسہ کے وقت میں جناب **سکرٹری** صاحب مدرسہ مذکور ہمارے ساتھ رہے۔ جن کی مہربانی کے ہم شکر گذار ہیں۔

کانپور میں صاحبزادہ صاحب کا لیکچر

بنارس سے واپسی پر حضرت صاحبزادہ صاحب کی طبیعت ناساز تھی مگر کانپور کے احباب نے چاہا کہ ایک پبلک تقریر کریں۔ اگر صاحبزادہ صاحب یا ہم لوگ چاہتے تو کانپور میں آپ کے متعدد لیکچر ہو سکتے تھے۔ مگر چونکہ صاحبزادہ صاحب کو چار دن سفر بنارس میں صرف کرنے پڑے اور ان کی طبیعت بھی بسبب اعدا درست نہ تھی اس لئے آپکا منشا کسی پبلک تقریر کا نہ تھا تاہم احباب کے بجد اصرار پر آپ نے منظور کیا کہ وہ

خصوصیات سلسلہ عالیہ احمدیہ

جملہ معترضہ

پر پبلک تقریر کریں۔ اشاعت سلسلہ کے متعلق اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ سلسلہ کے اصولوں کو کھول کھول کر بیان کیا جاوے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ راستہ صاف کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ ہماری پبلک تقریروں میں سلسلہ کا نام تک نہ آوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ۴ و ۵ مئی سنہ ۱۹۱۲ء کو یہ سوال پیش کیا گیا تو حضرت صاحب نے اسکو نہ صرف ناپسند کیا بلکہ اسکو ایک قسم کا نفاق بتایا (اے خدا تو ہم سب کو نفاق سے محفوظ رکھ آمین)

حقیقت میں اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ہم اشاعت سلسلہ میں اگر اپنے عقائد اور اصولوں کو پیش نہ کرینگے تو لوگ اس سے کیونکر واقف ہونگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس قسم کا ایک واقعہ پیش آچکا ہے جو ہمارے لئے حجت اور خضر راہ ہے۔ لاہور کے اخبار وطن نے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کے متعلق ایک معاہدہ کرنا چاہا تھا کہ اس میں سلسلہ کا ذکر نہ ہو اس تجویز کو جس حقارت اور نفرت کی نظر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا تھا وہ ان خطوط اور تحریروں سے عیاں ہے جو سنہ ۱۹۰۵ء کے آخر اور سنہ ۱۹۰۶ء کے اوائل میں اخبارات اور میگزین میں شائع ہو چکی ہیں خود جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک مبسوط خط ایڈیٹر وطن کے نام لکھا تھا جس میں انھوں نے کھول کر بیان کیا تھا کہ "میں جو کچھ اس رسالہ میں لکھونگا اس میں اپنے عقائد کا پابند رہونگا اور یہ **منافقانہ کارروائی مجھ سے ہرگز نہ ہوسکیگی کہ اپنے عقائد کو چھپاؤں۔**" پھر آگے چل کر لکھا "میں چونکہ علیٰ وجہ البصیرۃ اس عقیدہ پر قائم ہوں اس لئے یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ اسلام کے فضائل اور اس کے خصوصیات کو بیان کرتے وقت میں اس بات کو چھپا لوں اور اس کا ذکر نہ کروں ایسا کرنا میرے نزدیک **وہی نفاق ہے** جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المنافقین **فی الدرک الاسفل من النار**۔ پھر آخر میں مولوی صاحب نے لکھا" کہ میں تو اس بات سے حیران ہوں کہ ان باتوں کو الگ کر کے جس کا ذکر

ذکر کیا گیا ہے۔ **کیا اسلام غیر قوموں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے؟**
ایک ہی امتیازی نشان اسلام کا ہے کہ اس میں
خدا تعالیٰ کی برکات کا دروازہ آبد تک کھلا ہے
ورنہ خالی قصے کسی مذہب کی سچائی ثابت نہیں کر
سکتے۔ اس اصول کو چھوڑ کر نہ توحید ہی ثابت
ہوتی ہے نہ رسالت۔ اسلام کی توحید کو پھر کیا فضیلت
نہیں۔ یہودی بھی خدا کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور
برہمو وغیرہ بھی۔ رسالت کا ثبوت اس لئے نہیں رہتا
کہ رسالت کی غرض تو یہ تھی کہ رسالت کے چراغ سے
دوسرے لوگ بھی اپنے چراغوں کو روشن کریں گے مگر
وہ نور جو نبی تک پہنچا ہے اس کا کوئی حصہ اس کی اُمت
کو نہیں پہنچا تو اس کی تعلیم سے کیا فائدہ اور اس
کی رسالت کس طرح ثابت ہو گی۔ یہی ایک امتیازی
نشان اسلام کا ہے اسکو چھوڑ کر اسلام کو پیش کرنا
عبث ہے"

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ اسوہ ہمارے
سامنے ہے اور خود اعلیٰحضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی
کبھی پسند نہیں کرتے کہ تبلیغ سلسلہ میں سلسلہ
کے اصولوں کو پیش نہ کیا جاوے۔ پس اس راہ کو جو
ہمارے لئے پہلے کبھی مفید نہیں ہوئی اور نہ وہ
مخصوص اور معمول بہ ہے چھوڑنا چاہئے حضرت صاحبزادہ
صاحب نے پسند کیا کہ وہ خصوصیات سلسلہ پر تقریر
کریں۔ اس اعلان سے یہ بھی غرض تھی کہ آنیوالے
وہی لوگ ہونگے جو ہمارے سلسلہ کے متعلق واقفیت
پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ اس مطلب کے
لئے طیار ہو کر آئینگے۔ **کہ انھوں نے کیا سننا ہے۔**

حضرت صاحبزادہ صاحب کے منظور فرمانے کے
بعد دوسرا سوال **اعلان کا تھا پبلک جلسوں کے**
لئے بعض وقت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ غیر احمدیوں
کی طرف سے ہوں مگر حضرت صاحبزادہ صاحب
معمولی طور پر پوزیشن کو قائم کرنا چاہتے ہیں اور وہ نہیں

پسند کرتے کہ وہ دوسروں میں مدغم اور منظم ہو جاوے
پس اس جلسہ کے اعلان کو سید قربان حسین صاحب
(جو وہاں کی جماعت کے سکرٹری قرار پائے ہیں) کی
طرف سے دینا تجویز ہوا۔ اور ۱۸ - اپریل کو جس کی شام
کو لیکچر ہونا تھا ۱۰ - بجے کے قریب اعلان ہو سکا
وہاں کی جماعت نے نہایت مستعدی سے اس اعلان
کو بقدر اپنی ہمت کے شائع کیا۔ اس میں یہ بھی لکھا
گیا تھا کہ اگر کسی شخص کو کچھ دریافت کرنا ہو تو وہ ظہر اور
عصر کے مابین دریافت کر سکتے ہیں چنانچہ

مختصر مناظرہ ظہر اور عصر کے درمیان مدرسہ جامع
العلوم کے طلباء جمع ہو کر آئے
اور حضرت مسیح موعود کے اس
نشان پر کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں
دفن ہو گا گفتگو کرتے رہے۔ ان لوگوں نے ایک
اعلان غلط واقعات کی بنا پر شائع کیا ہے اس کا
جواب عنقریب انشاء اللہ دیا جاویگا۔ اور یہ تفصیلی
واقعات سفرنامہ میں ہونگے۔

لیکچر گاہ اور لیکچر لیکچر کے لئے طلاق محل کا
میدان تجویز کیا گیا تھا جو ہمارے
قیامگاہ کے پاس ہی تھا
شہر کے کسی معزز اور مقتدر انسان کو پریسیڈنٹ بنانا
ہم نے پسند نہیں کیا کیونکہ یہ نہایت نا**مناسب** امر ہے
کہ ایک احمدی لیکچرار کے وقت غیر احمدی صدر مجلس
ہو۔ صاحبزادہ صاحب کی طبیعت بہت ناساز تھی اور
ہم سب اور وہ خود بھی مطمئن نہ تھے کہ تقریر کر سکینگے
بعد مغرب لوگوں کا ہجوم ہوا اور کوئی بارہ سو کے
قریب شرفاء کا مجمع ہو گیا۔ سب کے بیٹھنے کے لئے
فرش ہی تجویز کیا گیا تھا۔ کرسیوں اور بجلی کا انتظام
ہماری طاقت سے باہر تھا اور اس قسم کے تکلفات
میں پڑنا ہم نے پسند کیا۔
پہلے مولوی عبدالحی صاحب عرب نے قرآن مجید میں کو
سورۃ حدید کی تلاوت کی اور پھر حافظ روشن
علی صاحب نے مختصر سی تقریر کی بالآخر حضرت صاحبزادہ

صاحب آ گئے ان کی غرض تو اس وقت اتنی ہی تھی کہ
وہ اپنی علالت کا عذر کر دینگے مگر کھڑے ہونے کے ساتھ
ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید و نصرت کی اور ایک جدید
اور اچھوتا طریق دعوت حق کا آپ کے دل میں ڈالا کہ تمام سننے
والے مسحور ہو گئے۔ باوجودیکہ ان کے مالوفہ عقائد
کی کمزوریاں نہایت جوش کے ساتھ بیان کی گئیں اور
ان کی شناعت کو کھول کھول کر بتایا گیا مگر اس وقت ان
کی حالت ایسی تھی کہ وہ نہایت توجہ کے ساتھ اسے سُن
رہے تھے۔ یہ کہنا کہ اس لیکچر کا اثر کیا ہوا؟ میرے
قلم کے اظہار سے باہر ہے دیکھنے والے جانتے ہیں دو
گھنٹہ تک تقریر ہوئی اور تقریر کے ختم ہونے کے بعد
لوگوں کا ایک اژدہام صاحبزادہ صاحب کی طرف کھچا اور
وہ نثار ہوتے اور ہاتھ چومتے تھے اور متعدد درخواستیں
ہو رہی تھیں کہ ابھی اسپر اور بیان کیا جاوے اور
کچھ روز قیام ہو مگر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ نے میرے دل میں یہی ڈالا ہے کہ اب میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں۔
دوسرے روز جبکہ ہم ایک تاجر کتب سے ملنے کو جا رہے
تھے تو شہر کے بعض عمائد نے خواہش کی کہ آپ قیام
کریں اور لیکچر دیں مگر وقت نہ تھا۔ غرض یہ لیکچر نہایت
کامیابی اور خدا کے فضل سے نہایت پاک تاثیروں کے
ساتھ ہوا۔ اور اسطرح ہم کانپور میں تبلیغ کرنے کے بعد
شاہجہانپور کو روانہ ہوئے۔ جہاں کی جماعت نے
متعدد خطوط لکھ کر درخواست کی تھی کہ خواہ تھوڑی دیر کے
لئے ہو۔ حضرت صاحبزادہ صاحب وہاں قیام کریں اس
تحریر کے وقت تک جو خطوط کانپور سے آئے ہیں وہ
نہایت حوصلہ افزا اور تسلی بخش ہیں اور اللہ کے فضل سے
ہم اُمیدوار ہیں کہ یہ **تبلیغ** اپنا اثر پیدا کریگی وباللہ
التوفیق ؏

شاہجہانپور ۱۹ - اپریل کو شام کے چار بجے کے قریب
لکھنؤ ہوتے ہوئے پنجاب میل میں شاہجہانپور روانہ ہو کر
لکھنؤ سٹیشن پر مرزا کبیر الدین احمد صاحب اور منشی نذیر الدین

صاحب سپلائی ایجنٹ گاڑی کی روانگی تک ہمارے پاس رہے۔ اور ۷ بجے کے قریب ہم لوگ شاہجہانپور پہنچے ریلوے سٹیشن پر کل جماعت موجود تھی جو نہایت محبت اور خلوص سے ملی۔ اور ہم سب کو حافظ مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کے مکان پر ٹھہرایا گیا۔ ان کی ہی تحریک پر حافظ روشن علی صاحب نے ایک مختصر سی تقریر اسی وقت قبل نماز عشا فرمائی اور دوسرے روز صبح کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک دل کو ہلا دینے والی تقریر فرمائی۔ ۱۰ بجے کے قریب ۲۰۔ اپریل کو ہم روانہ **رامپور** ہوئے۔ شاہجہانپور ہی کے مولوی سراج الدین صاحب خانپوری جو بریلی میں تجارت چرم کرتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں آ پہنچے۔ اور نہایت اخلاص اور درد آمیز لہجہ میں انھوں نے بعض نعتیں اور حضرت صاحب کی نظم پڑھی۔ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انھوں نے

بیس روپے اس تقریر کی اشاعت

کے لیے دینے کا وعدہ کیا اور ۵ع مجھے دے بھی دیئے۔ یہ تقریریں فی الحقیقت عجیب و غریب معارف کا مجموعہ ہیں۔ اور اس قابل ہیں کہ کثرت سے ان کو شائع کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے احباب کو بھی توفیق دیوے تو اس کار خیر میں شریک ہو جائیں

شاہجہانپور کا ذکر نامکمل ہوگا اگر میں یہ بیان نہ کروں کہ شاہجہانپور کی جماعت نے اخلاص اور محبت سے ہماری مہمانداری کی اور ہر شخص ان میں سے اپنے صدق و وفا کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ حافظ مختار احمد صاحب کے والد ماجد ایک قابل قدر وجود ہیں جو علوم عربیہ کی پوری تحصیل کئے ہوئے ہیں ان کا حافظہ ایک بے نظیر حافظہ ہے کہ جس کتاب کو ایکمرتبہ پڑھ کر اس کے مضامین کو اور صفحوں کے صفحوں کو یاد رکھتے ہیں عربی زبان میں تحریر کرنے پر قادر ہیں اور اس کے علاوہ آریوں اور دوسرے مذاہب کے اصولوں سے خوب واقف ہیں۔ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے اور زہد و ریاضت کا ایک نمونہ ہیں۔ ایسے قابل قدر

وجود خدا کی ایک نعمت ہوتے ہیں۔ ارادہ کیا ہے کہ ان ہزاروں صفحات میں سے جو انھوں نے قلمبند کئے ہیں بعض مستقل مضامین شائع کرسکوں۔ و باللہ التوفیق

رامپور شاہجہانپور سے ہم رامپور پہنچے۔ برادرم **ذوالفقار** سٹیشن پر آ ملے اور دو دن انھوں نے نہایت محبت سے مہمان رکھا رامپور کا مدرسہ عالیہ دیکھا۔ جس پر ریاست کا ایکہزار روپیہ سے زائد خرچ ہوتا ہے اور مولوی عبید اللہ صاحب بسمل باوجود علالت ہمارے پاس رہے۔ اور مراد آباد تک چھوڑنے آئے۔ مولوی سید محمد شاہ صاحب محدث سے بعض احادیث کے متعلق مختصر سی گفتگو ہوئی ابو طیب عرب صاحب سے تعلیمی امور میں مشورہ لیا اور وہ سوالات جو علماء سے ہم نے دوسری جگہ پوچھے تھے ان سے پوچھے۔ انھوں نے اپنی سمجھ کے موافق جواب دیا۔

امروہہ ۲۲ اپریل کو وہاں سے روانہ ہو کر امروہہ پہنچے۔ سٹیشن پر وہاں کی جماعت موجود تھی حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کے لیے تو یہ دن عید سے کم نہ تھا۔ **جوش محبت** اور خوشی میں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ انھوں نے مہمان نوازی میں کمال کر دیا اس قسم کا اکرام **ضیف** صفات انبیا میں داخل ہے۔ حضرت فاضل امروہی صاحبزادہ صاحب کے لیے خاص ادب دل میں رکھتے ہیں باوجودیکہ صاحبزادہ صاحب اور ہم سب اس لحاظ سے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخص مخلص احباب میں سے ہیں اور جو قربانی سلسلہ کے لیے انھوں نے کی ہے وہ بے نظیر ہے۔ اور جو خدمات انھوں نے سلسلہ کی کی ہیں ان کی جزا اللہ تعالیٰ کے سوا ادا نہیں ہو سکتی ان کا جائز احترام کرتے مگر وہ اپنی محبت اور اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے انھوں نے چند روز قبل رویا میں دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لباس ابراہیم میں آئے ان کے گھر آئے ہیں۔ اس کی تعبیر پر آپ نے صاحبزادہ صاحب کی آمد سے کی۔ اور ابراہیمی شان سے حق مہمانی ادا کیا دوسرے دن آپ کے مکان پر ایک مختصر سا جلسہ ہوا جس میں بعض غیر احمدی بھی شامل تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے ایک

تقریر فرمائی

امروہہ میں آجکل طاعون کی وجہ سے بعض خاص نشانات ظاہر ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہماری جماعت کو وہاں محفوظ رکھا۔ والحمد للہ غرض جسقدر عرصہ ہم امروہہ میں رہے نہایت ہی محبت و اخلاص کے ساتھ سلسلہ کی تبلیغ کا ذکر رہا۔ آخر مولوی صاحب نے بادیدہ گریاں ہم کو اجازت دی اور ہماری درخواست پر **اپنا پیارا بچہ مدرسہ احمدیہ کیلئے عطا فرمایا**

دہلی ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو ہم دہلی پہنچے اور ۲۵ تک دہلی میں رہکر وہاں کے مدرسہ حسین بخش، عبد الرب، امینیہ اور فتح پوری کو دیکھا۔

دہلی میں حضرت صاحبزادہ صاحب اور حافظ روشن علی صاحب کی طبیعت ناساز رہی۔ ان مدارس میں سب سے ردی حالت مدرسہ حسین بخش کی ہے۔ مدرسین اخلاق سے بے بہرہ محض پائے اور جو کچھ حالت ہے وہ دوسرے موقعہ پر درج ہو گی انشاء اللہ العزیز۔

دیوبند دہلی سے ۲۵ کو روانہ ہو کر رات کے آٹھ بجے دیوبند پہنچے۔ اور سرائے میں قیام کیا ۲۶ کو جمعہ تھا۔

دیوبند میں جمعیۃ الانصار کے ناظم مولوی عبید اللہ صاحب کے ذریعہ وہاں کے مہتمم صاحب اور دوسرے بزرگوں سے ملنے کا موقعہ ملا اور ان بزرگوں نے مدرسہ عالیہ دیوبند کے معائنہ کا ہمیں موقعہ دیا اور مدرسہ کے متعلق تمام ضروری امور سے واقفیت بہم پہنچائی۔ جہاں مدرسہ میں مولوی بشیر احمد صاحب جیسے خوش اخلاق اور وسیع الحوصلہ مدرس ہیں وہاں بعض ایسے بزرگ ہیں جو اپنے جوش تعصب کی وجہ سے ہمارے مخدوم مکرم مولوی سید سرور شاہ

صاحب کو قتل کی دہمکی دینے سے باز نہ رہے۔ بہر حال مدرسہ دیوبند کے ناظمین مدرسہ کی ضرورت زمانہ کے ماتحت اصلاحی نظام پر چلانے کی کوششیں کر رہے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ دیوبند کے مدرسہ میں ایک **اسلامی مدرسہ** کی شان نمودار ہے۔ یہاں کے علماء سے ہمیں تبادلہ خیالات اور استفادہ کا موقعہ نہیں ملا تاہم ناظم صاحب مدرسہ جو مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں بہت اخلاق اور مروت سے پیش آئے جو انکو فطرتاً ملا ہے۔ ایسے بزرگوں کی دعائیں مدرسہ کے حق میں **بابرکت** ہوتی ہیں۔ مدرسہ دیوبند کی خصوصیات وغیرہ پر تو سفرنامہ میں ذکر ہوگا یہاں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کوشش کر رہا ہے کہ انگریزی خوانوں میں دینیات اور علوم **عربیہ** کا مذاق پیدا کرے۔ دو تین گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ تعلیم پا رہے ہیں اور وہ نہایت ذہین و ذکی ہیں۔ مولوی عبید اللہ صاحب ایک خاص دل و دماغ کے بزرگ ہیں جو اسی مدرسہ کے فرزند ہیں مدرسہ کی بہتری کے لئے ایک خاص جوش ہے اور وہ رات دن اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔

ایک غلط فہمی

گذشتہ ایام میں دیوبند میں ہندو مسلمانوں میں فساد ہو گیا تھا جس کے متعلق مقدمات کا سلسلہ جاری ہے اور غالباً دیوبند میں **تعزیری** پولیس بٹھائی جانیوالی ہے اس فساد میں دیوبند کے مدرسہ کے طلباء کی شمولیت کا شبہ بھی کیا گیا ہے یہ کوشش برادران وطن کی نہایت نامناسب اور ایک مذہبی درسگاہ پر رکیک حملہ ہے۔ مدرسہ دیوبند اس قسم کی شرارتوں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اور اس کے ناظم جو مدرسہ کی شہرت اور عزت کو قائم رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں وہ کبھی طلباء کو اس قسم کی شورہ پشتیوں میں حصہ نہیں لینے دیتے۔ یہ صرف اسی مدرسہ کو بدنام کرنے کی کوشش ہے میری سمجھ میں کل مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس غلط فہمی کا شکار ہونے سے مدرسہ کو بچانے کی متفق کوشش کریں۔

دیوبند میں احمدی

ہمیں یہ دیکھ کر بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کو جی چاہا کہ ہر جگہ احمدی سلسلہ نے خدا کے فضل سے اپنی جگہ نکالی ہے۔ دیوبند جو ہمارے مخالفین کا ایک طرح پر مرکز ہے وہاں بھی خدا تعالیٰ نے بعض ایسے قلوب پیدا کر دئے ہیں جو اسی سلسلہ کے عاشق و خادم ہیں۔ ان میں سے میاں فقیر محمد صاحب ایک نہایت مخلص نوجوان ہے۔ بظاہر ایک غریب مگر دل کا دولتمند ہے۔ اس نے سلسلہ عالیہ کو دعاؤں کی قبولیت کے نشان سے شناخت کیا ہے۔

دیوبند سے سہارنپور

دیوبند سے روانہ ہو کر ہم سہارنپور پہنچے اور برادرم عبد العزیز صاحب الہمد کے مکان پر ٹھہرے۔ اسی روز بعد عصر جامع مسجد کو دیکھا جو ایک شاندار اسلامی عمارت ہے۔ دوسرے روز مدرسہ مظہر العلوم کا معائنہ کیا مدرسہ مظہر العلوم کا ایک شاندار بورڈنگ زیر تعمیر ہے۔ جس میں ۸۴ کمرے زیر تعمیر ہیں جن میں سے ایک خاصہ حصہ تیار ہو چکا ہے۔ مولوی عنایت الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ ایک خوش اخلاق بزرگ ہیں جو سارے معائنہ میں ہمارے ساتھ رہے۔ اتفاق سے برادرم حافظ عبد المجید صاحب منصوری سے آئے ہوئے تھے انہوں نے ایک بڑے پیمانہ پر وفد کو ٹی پارٹی دی۔ جس میں مولوی عنایت الٰہی صاحب بھی ہمارے ساتھ شریک ہوئے۔ مدرسہ مظہر العلوم کا کتبخانہ بھی بڑا کتبخانہ ہے جس میں **براہین احمدیہ** اور **الہدی** بھی موجود ہیں کتبخانہ میں مدرسہ کا ایک **عجیب فوٹو** بھی لگا ہوا ہے۔ جو نہایت خوبصورتی سے لیا گیا ہے۔ اس سے علماء سہارنپور کی وسعت خیال کا پتہ ملتا ہے۔

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیئے

سہارنپور میں اس کا خصوصیت سے ثبوت ملا کوئی مسجد ایسی ہماری دیکھنے میں نہیں آئے جس کے گرد و پیش بازاری عورتوں کے اڈے نہوں۔ سہارنپور کے مسلمانوں کو اسطرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ان بازاری عورتوں کو ان مقامات سے اٹھا دینا چاہیئے۔

واپسی

سہارنپور سے ۲۰ کی شام کو ہم بعافیت پسنجر میں عازم دارالامان ہوئے اور خدا کے فضل و کرم سے ۲۹ کو اپنے آقا و مخدوم **امام** کے حضور قبل ظہر پہنچ گئے حضرت امام نہایت خوشی اور مسرت سے ملے۔ اور ہر طرح شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور سات کو وفد کی خاص دعوت کی ان **دعاؤں** کا تو نہ شمار اور نہ حساب جو آپ نے اپنے خادموں کے لئے کیں آپ کی شفقت کا ایک مختصر سا نمونہ اگر میں ظاہر نہ کروں تو یہ مضمون ناقص سا رہ جائیگا۔ اتفاق سے کئی روز تک آپ کے پاس **وفد** کا کوئی خط نہیں پہنچا گو سلوگ ہر روز اطلاع دیتے تھے آپ کو اسقدر فکر دامنگیر ہوا کہ آپ نے ایک خاص آدمی (برادرم مکرم چودھری فتح محمد صاحب بی۔ اے) کو دریافت حالات کے لئے روانہ کیا اور اس سے پہلے ایک تار دیا تھا جس کا کوئی جواب نہ ملا (کیونکہ وہ تار ہمیں ملا ہی نہیں) تو فوراً انھیں روانہ کیا گیا اور چودھری صاحب یلغار کرتے ہوئے دہلی جا کر ملے۔ حضرت امام کی اس شفقت اور محبت کو دیکھ کر ہماری جو حالت ہو سکتی ہے اس کے بیان کی قلم میں طاقت نہیں بجز اس کے کہ صدق دل سے "ایسے محسن کی ترقی عمر و درجات کے لئے دعا کریں" اللہ تعالیٰ کا شکر کہ اس نے ایسا محسن اور درد دل رکھنے والا امام ہمکو دیا ولله الحمد

اسی سلسلہ میں حضرت امیر الضعفاء حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ نے ایک دعوت دی جزاہ اللہ احسن الجزاء یہ ہمارا مختصر سا سفرنامہ اس کی تفصیلات کے لئے آپ منتظر رہیں اور

سفرنامہ محمود

الحمدللہ والمنۃ جو ولد اسلامی مدارس کے معائنہ کے لئے گیا تھا وہ ۲۹- اپریل ۱۹۱۲ء کو دارالامان پہنچگیا اس سفر سے واپس آکر میری طبیعت اچھی نہیں رہی سفر میں بھی عموماً طبیعت خراب رہی اس وقت تک بھی بعض شکائتیں ہیں تاہم سفرنامہ کا مختصر سا خاکہ اس اخبار میں شائع کردیا گیا ہے اور تفصیلی حالات انشاءاللہ العزیز سفرنامہ میں لکھونگا

جیساکہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا کہ کتائی نفس کی وجہ سے مزدور نہیں ملتے اس وقت تک وہ شکایت کم و بیش باقی ہے۔ کیونکہ جب تک اناج گھروں میں نہ آجاوے۔ مزدوری پیشہ لوگ مصروف رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اخبار میں توقف ہوا کوشش کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان روکوں کو درمیان سے اُٹھا دے جو الحکم کی اشاعت پر بعض اوقات موثر ہوتی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تحریک اعانت پر میں نے سرپرستان الحکم کو ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ توجہ دلائی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ توجہ کرینگے میری غیر حاضری کی وجہ سے جن احباب کے ارشادات کی تعمیل نہوئی ہو یا صحیح طور پر تعمیل نہوئی ہو وہ اس فروگذاشت کے لئے مجھے معذور سمجھیں والسلام

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی
ایڈیٹر الحکم

اطلاع

خریداران الحکم اپنی ذمگی بقایا اور سال رواں کی قیمت بھیجکر شکر گذاری کا موقعہ دیں مطبع سے جو وی پی بھیجے جارہے ہیں انھیں وصول کریں اس وقت مطبع میں روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ (خاکسار ایڈیٹر)

بادودہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بیانی کی حد کردی بار انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف ع۲ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو مہیا ناظرین کرتا ہے۔

نمونہ کا پرچہ ۱؍ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھاکر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی درد کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانا اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے ۱۶ گولیونکی ڈبیہ قیمت ۵؍ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵؍

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھجاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کردیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس چمک پکڑ رگوں میں لہر کنکی سی جو کہیں جھٹے ہوا سی دوا سے فوراً آرام ہوجاتا ہے ۔۔۔ یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت تین شیشیوں کی ایک ڈبیہ ۱؍ محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ ۔۔۔ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو تو اسکو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اس کے

چند قطرے دودھ میں ملاکر دینے سے بچے میں بڑا فرق ہوجاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس ...

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری معمولی نسخہ تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دھوکہ ہو سکتا ہے قوائے تناسل کے متعلق اندرونی مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون طیار کی ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ لکھ کر جواہرات سے طیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے پہلے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو مفید پائینگے قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی تولہ ...

کیا آپ بیمار ہیں

جب کہ آپکی طبیعت درست نہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپکو شکایت ہے۔ تو آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہو تو رات کو سوتے وقت ڈی ونس ڈی ریلس (ڈونس کی ہاضمہ کی گولیاں) دو یا تین کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کیونکہ آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ادرار مادہ فاسد پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی سستی ہیجان صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر درد سر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ (ڈی ونس ڈی ریلس) ڈونس کی ہاضمہ کی گولیاں نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے بخروں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت فی شیشی ۴ ۲ رو ۸ ۲ رو ۱۲ ۲ ا ۱۲ روالی شیشی میں ۱۲۰ گولیاں ہیں جو ۴ روالی شیشی سے چگنی ہیں۔

۱۲ روالی شیشی ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو ترجیح دیتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

مع پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزاء خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالے۔ پھر بھی قیمت وہی لیجاتی ہے۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی الگ سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد ...۵ تک پہنچگئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور مضمون ... اپنے اور اپنے خاندان بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ جن بیماروں اور مفید ... سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "ہیڈ لیسنز دہلی"

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

۱۲ مئی سنہ ۱۹۱۲ء

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بہادر قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شرح قیمت چندہ

حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ......

خواص سے

ہندوستان سے باہر

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

جلد ۱۶

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوا

نمبر ۱۹

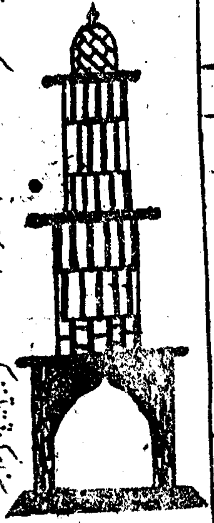

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے۔ اور اسنے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھلاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دوا سازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالے جاتے ہیں پھر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنی اور اپنے خاندانی بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں بوجہ اللہ دی ہیں

نوٹ ان بیشمار مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھے "مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی"

تار کا پتہ۔ "دو ہمیڈ لیٹر دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر

مدرسہ عالیہ احمدیہ

ناظرین الحکم کو گذشتہ نمبر کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے سخت محنت اور جفاکشی کے ساتھ جو دورہ کیا ہے اس کی غرض اور مقصود یہ تھا کہ دوسرے اسلامی مدارس میں جو طریقہ تعلیم یا نصاب تعلیم یا طریق تربیت مروّج ہے اگر اس میں سے کوئی مفید بات ہمیں اپنے دار العلوم احمدیہ میں رواج دینے کے قابل مل سکے تو اسے اختیار کریں۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھ کر دار العلوم احمدیہ کے قابل اور لائق اساتذہ کو ساتھ لیا گیا تھا۔ اس سفر کے نتائج کو انشاء اللہ العزیز احمدی پبلک کے سامنے رکھ دینگے۔

مدرسہ عالیہ احمدیہ کی ضرورت پر اب کچھ زیادہ کہنے کی بات نہیں رہی۔ احمدی قوم سلسلہ عالیہ کی غایت کو سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو احیاء اسلام کے لئے قائم کیا ہے اور اسلام کے احیا اور بقا کے لئے ایسے علما کی ضرورت ہے جو انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مصداق ہوں جن میں وہ فراست ہو جو اتقوا فراسة المومن میں بتائی گئی ہے علما کی ایسی جماعت محض علوم کی درسی کتابوں کے پڑھ لینے سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ تعلیم کا اصل جوہر تو تربیت ہے۔ اگر تربیت ساتھ نہ ہو تو تعلیم ایک حد تک مضر ثابت ہوتی ہے ہمارے اس دینی دار العلوم کی خوش قسمتی ہے کہ یہ اس بزرگ سیرت نوجوان کے انتظام کے نیچے ہے جسنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک نمونہ کو روز و شب دیکھا ہے اور نیز حضرت خلیفۃ المسیح کے پُرشفقت ہاتھوں میں تعلیم و تربیت حاصل کی ہے۔ میری مراد صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سے ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو بتایا کہ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا اور دین کا چراغ ہوگا۔

یہ خدا کا بنایا ہوا اولوالعزم مدرسہ نئی دار العلوم کیلئے کس قدر جوش اپنے دل میں رکھتا ہے اسکا مختصر اندازہ اسکام پر ہو سکتا ہے جو وہ دار العلوم کیلئے کرتا ہے مدرسہ کے طلباء کے لئے خصوصیت سے بڑی لمبی دعائیں رات کی سنسان گھڑیوں میں کرنا اس کا معمولی شیوہ ہے جبکہ آبادی آدم کی آدھی سرزمین سوتی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ نوجوان اٹھتا اور قوم کے ان بچوں کے لئے جن کی تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری اس کے ہاتھوں میں حضرت امام نے دے رکھی ہے رو رو کر دعائیں کرتا ہے۔ وہ دعائیں کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے سوا اور ان فرشتوں کے سوا جو انہیں رب العزت کے حضور پہنچاتے ہیں کون جان سکتا ہے۔ مگر یہ بات ظاہر ہے کہ وہ دعائیں ان کی روحانی بھلائی اور اخلاقی بہتری اور دنیوی کامیابی کے اجزا پر مشتمل ہوتی ہیں۔ پس کیا ہی مبارک ہیں وہ بچے اور کیسے خوش قسمت ہیں وہ والدین جن کے بچے ان دعاؤں کے نیچے پرورش پا رہے ہیں۔ میں مدرسہ احمدیہ کے ان تمام طلباء اور ان کے والدین کو اس اعلیٰ نعمت کے حصول پر مبارکباد دیتا ہوں۔ میری خوشی کی تو کوئی حد نہیں رہتی جب میں اس اولوالعزم بزرگ کی ان دعاؤں کا تصور بھی کرتا ہوں۔

پھر آپ طلباء کی حاضری غیر حاضری رخصت بیماری کے تمام معاملات روزانہ اپنے نوٹس میں لاتے ہیں اور ان کی تعلیمی حالت کا معائنہ تو معمولی امر ہے بورڈنگ ہوس کا اتفاقی معائنہ کر کے دیکھتے رہتے ہیں کہ طلباء کی اخلاقی نگہداشت کیسے ہو رہی ہے ان باتوں کے علاوہ آپ نے اپنے اوقات گرامی کا ایک خاص وقت اس سال ایک جماعت کو دیا ہے جس جماعت کو یہ فخر حاصل ہوا ہے میں سے اور بھی خوش قسمت قرار دیتا ہوں کہ ان کے سامنے اس اولوالعزم انسان کی زندگی کا پاک نمونہ رہتا ہے اس جماعت کو کس دلسوزی سے پڑھاتے ہیں یہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے دوسرے مدرسوں میں ایک تنخواہ پانیوالا معلم بھی اس محنت سے کام نہ لیتا ہوگا جس محنت سے یہ کسی معاوضہ کا کبھی خواستگار نہ ہونیوالا پاک وجود کام کرتا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق اور وقت دیا تو اس ایک جماعت کو آپ اس وقت تک کہ دار العلوم احمدیہ میں ان کا تعلیمی کورس درجہ تکمیل تک پورا ہو پڑھاتے رہینگے یہ عظیم الشان ارادہ اس پیشگوئی کے نیچے ہے جو آپ کے اولوالعزم ہونے کی ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی آپ نے طریقہ تعلیم میں اس فطرتی طریق کو مدنظر رکھا ہے جو اس وقت کہیں بھی رائج نہیں تعلیم زبان عربی کے لئے آپ ایک ایسا کورس طیار کر رہے ہیں جو فطرتی طریق تعلیم پر مبنی ہوگا۔ اس وقت اس کی مزید تشریح میں نہیں کر سکتا میری غرض اس مختصر سے مضمون میں یہ بتانا ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں آنیوالے طلباء کو بعض خاص فوائد حاصل ہیں اس لئے احباب کو چاہیے کہ ابھی جبکہ آغاز سال ہے وہ اپنے بچوں کو بھیجدیں مدرسہ احمدیہ کے لئے افسوس ہے سکول اور بورڈنگ میں گنجایش کم ہو گئی ہے۔ جسقدر کمرے بورڈنگ اور مدرسہ کے لئے اس وقت تک دئے گئے تھے وہ سب پر ہیں اور ایک جماعت بورڈنگ ہوس میں بیٹھ کر تعلیم پاتی اور بورڈروں کے لئے تنگی ہو رہی ہے۔ چونکہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کا عظیم الشان کام شروع ہے اس لئے کسی جدید عمارت کا کام شروع ہونا مشکل ہے۔ میری رائے میں اگر امسال موسم گرما کی تعطیلات میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء کا بعض خاص اساتذہ جیسے مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب مدفیوضہٗ کی نگرانی میں ایک وفد بھیجا جاوے تو احمدی قوم اسے بڑی خوشی سے لبیک کہیگی۔ اور اس مرتبہ وفود کی تقسیم کر دیجاوے۔ یعنی کچھ علاقے مدرسہ احمدیہ کے لئے مختص کر دئے جاویں اور کچھ ضلع مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے مدرسہ احمدیہ کے طالب العلم آخر مبلغین کی جماعت خدا کے فضل

سے پڑھنے والے ہیں جو ملک میں منادی کرنے والے

یدعون الی الخیر کے ارشادِ عالی کے ماتحت تیار ہو رہی ہے۔ ان کے باہر نکلنے سے قوم کو انشاء اللہ اندازہ کرنے کا موقعہ مل سکے گا کہ یہ مدرسہ کس قسم کے طالبعلم طیار کر رہا ہے۔ اس تجویز کے ماتحت جو روپیہ نکلیگا وہ انشاء اللہ العزیز بار بار واپس آئیگا۔ خدا کا برگزیدہ مامور اپنی قوم میں **دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک سپرٹ** پیدا کر گیا ہے وہ بچے جو کل کو حضرت امام کے سلسلہ کے روشن چراغ ہونیوالے ہیں جب قوم کے دروازے پر مدرسہ کی ضروریات کو لیکر جائینگے احمدی قوم اپنے ان نونہالوں کے دامن گوہر مراد سے کبھی بھر کر بھی بُر کرنے کو تیار ملیگی۔

مدرسہ کی بڑھی ہوئی ضروریات قوم کی ذمہ داری کو بڑھا رہی ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام جو ہماری دوسری آنکھ ہے اس کے لئے فیس کی ایک بڑی اعانت ہے گورنمنٹ کی **امداد** ہمارا ہاتھ بٹا رہی ہے گویا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ اب وہ تقریباً اپنا بوجھ آپ اٹھا رہا ہے۔ لیکن مدرسہ احمدیہ کی تمام ضروریات قوم کو پورا کرنا ہے اس کے لئے اگر عمارت کی ضرورت ہے تو اس کا انتظام قوم کو کرنا ہے اس کے لئے اگر وظائف کی حاجت ہے تو یہ روپیہ قوم نے دینا ہے کیونکہ اس مدرسہ میں نہ فیس کا لگانا موزوں ہوسکتا ہے اور نہ سرکاری امداد مل سکتی ہے اور نہ لینی چاہیئے۔ خدا کے فضل سے ہم امید کرتے ہیں کہ قوم اپنے اس فخر اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے توجہ کریگی۔ مدرسہ احمدیہ کے لئے خصوصیت سے مستقل چندہ دینے والوں کی حاجت ہے اور ایسے بزرگوں کی ضرورت ہے جو اپنے بچوں کو اپنے خرچ پر مدرسہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے بھیجیں ساری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں

لنگرخانہ کی نئی کلی

لنگر خانہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری وقت تک اس کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا آپ کی وفات کے بعد لنگرخانہ کا انتظام صدر انجمن کے ہاتھ میں آیا صدر انجمن نے اپنے مقدور بھر اس کے بہترین انتظام کے لئے کوشش کی مگر ایک خاص باعث سے لنگرخانہ کے متعلق تسلی بخش انتظام کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب کو توجہ کرنیکا ارشاد فرمایا تھا۔ اسیطرح پر لنگرخانہ کیطرف توجہ کرنے کا حکم پا کر صاحبزادہ صاحب نے لنگرخانہ کے انتظام کا چارج لے لیا ہے اور وہ اس کے لئے ایک انتظامی سکیم سوچ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی طبیعت میں غور و فکر کی قوتیں فطرتاً رکھی ہیں اور اولوالعزم تو آپ کا نام ہی رکھا ہے آپ نے ایک زمانہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دلسوزی کو دیکھا ہے جو آپ کو لنگرخانہ کے متعلق تھی۔ جسطرح پر وہ اکرام ضیف چاہتے تھے اور مہمانوں کی دلجوئی اور راحت رسانی کا جسقدر فکر آپ کو تھا وہ حضرت صاحبزادہ صاحب روز و شب دیکھتے تھے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح نے جس درد اور جوش کے ساتھ آپ کے سپرد یہ خدمت کی ہے وہ ان دعاؤں کو اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح آپ کے لئے کرتے ہیں ان اسباب کے ماتحت یہ یقین کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرنا ہے۔ کہ لنگرخانہ کی بہت جلد اصلاح ہوسکیگی۔ قوم کا کام اب یہ ہوگا گو پہلے سے بھی وہ اس کام میں مصروف ہے مگر اب سے زیادہ مستعدی اور ہمت سے کام لینا پڑیگا کہ لنگرخانہ کی ضروریات پر نظر کرکے اس کی مالی حالت کی اصلاح کے لئے وہ متوجہ ہو۔

مہمان خانہ کی عمارت کا سوال بہت بڑا سوال ہے

مہمان خانہ کے متعلق ضروری سامان چارپائیاں وغیرہ مطلوب ہیں اس کے لئے جن علاقوں میں چارپائیوں کے لئے بان میسر آسکتا ہے وہاں سے احباب بان روانہ کریں اور ایسا ہی دوسری ضروریات کے متعلق خیال رکھیں۔ صاحبزادہ صاحب کو لنگرخانہ اور مہمان خانہ کے انتظام میں اسیقدر سہولت ہوگی جسقدر احباب اسطرف زیادہ متوجہ ہونگے صاحبزادہ صاحب کو مصروفیت **مدرسہ احمدیہ تشحیذ الاذہان اور انصار اللہ** کے کاموں کے متعلق اسپر یہ اور اضافہ ہے۔ اس لئے قطع نظر ان مالی امدادوں کے جو احباب کو ان کاموں کے چلانے کے لئے دینی لازمی ہیں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ احباب **دعا کریں کہ "اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں کے اس نور کو ترقی دے** اور وہ اپنے نیک کاموں میں ہر قسم کی سہولتوں کو پاتا ہوا **تندرستی اور عافیت کے ساتھ رہے"** انصار اللہ خصوصاً صاحبزادہ صاحب کے لئے دعائیں کریں۔

حیات نور کا ایک ورق

حضرۃ خلیفۃ المسیح کی سیرۃ کا کام میرا دماغ ہی نہیں قلم بھی خدا کے فضل سے کر رہا ہے۔ اور اگر ایک سو بزرگ اس مقصد کے لئے **پانچ پانچ** روپیہ دینے پر آمادگی ظاہر کر دینگے تو میں انشاء اللہ العزیز اس پاک سیرۃ کو پریس میں دینے کے لئے طیار ہو سکتا ہوں الحکم میں حیات نور کے اوراق مختلف وقتوں میں دیئے گئے ہیں۔ اور الحکم کے ناظرین انکو پڑھ کر جسقدر مسرور ہوئے ہیں اسکا اندازہ ان خطوط سے ہو سکتا ہے جو وقتاً فوقتاً میرے پاس آتے رہے مگر

میں ہوں ۔ حیات نور کی قدردانی کا اندازہ ان خطوط سے کرنا چاہتا ہوں جو اس کی اشاعت وطبع کے لئے اپنی جیب کو حرکت دے سکیں چند دوستوں نے مجھے پہلے لکھا تھا کہ وہ اس مقصد کے لئے پانچ پانچ روپیہ دینے کو طیار ہیں مگر میں ان کے خطوط محفوظ نہیں رکھ سکا یا کم از کم ان کی تلاش کے لئے کافی وقت چاہئے ۔ اس لئے وہ بھی پھر اطلاع دیں جس وقت سو آدمی اس کام میں مدد دینے والے پیدا ہوجائیں اسی وقت انشاء اللہ العزیز **حیات نور** کی تکمیل اور طبع کا کام شروع ہوجائیگا ۔ اب **عملی توجہ** بتائیگی کہ کہ احمدی قوم اپنے امام کی سیرۃ کو کس جوش سے لینا چاہتی ہے ۔ اور یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ وہ بالاتفاق **ایڈیٹر الحکم** کو اس لائف کی ترتیب کا کریڈٹ دینے کو آمادہ ہے (ایڈیٹر)

غضب اور غصہ کے نظارے

نورالدین انسان ہے انسانی قوتوں اور جذبات کا وہ ایک مجموعہ ہے ۔ اور یہ امر اس کے کمال کی ایک دلیل ہے ۔ جن لوگوں نے **فلسفہ قویٰ** پر کتابیں لکھی ہیں انھوں نے بھی اور علم اخلاق کے مصنفین نے بھی بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ انسان کو جس قدر قویٰ دئے گئے ہیں وہ دراصل اعلیٰ درجہ کی خلاقی قوتیں ہیں اور اخلاق کے سرچشمے ہیں ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں فلسفہ اخلاق پر بحث کرتے ہوئے دکھایا ہے کہ خلق کے اصلی ارکان **حلم غضب** اور **شہوت** ہیں اور ان ہر سہ قوتوں کے اعتدال کا نام **حسن اخلاق** رکھا گیا ہے ۔ پس **نورالدین** کے اخلاق کے موازنہ میں حیات نور کا مولف اس پیمانہ اور میزان کو اپنے زیر نظر رکھتا ہے مجھے یہاں **نورالدین** کی زندگی میں غضب اور غصے کے بعض نظارے دکھانے مقصود ہیں

اگرچہ فلسفہ اخلاق کی تقسیم کے موافق غضب کے نظاروں میں اس کی خودداری ۔ دلیری ۔ آزادی **استقلال ثبات** ۔ وقار وغیرہ شاخوں کا ذکر اس کے واقعات زندگی میں دکھا سکتا ہوں لیکن **اخبار** اس پورے بیان کا متحمل نہیں اس کی تشریح اور تفصیل خدا کے فضل سے حیات نور میں ہوگی

غضب اور غصہ انسان کے اندر دراصل اس کی عزت وآبرو اور جان ومال کی حفاظت کا ذریعہ ہیں اس قوت کا خاصہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی انسان کو قولاً یا فعلاً ضرر پہنچانا چاہے تو یہ قوت جوش میں آکر اس کا مقابلہ کرتی ہے ۔ اس لحاظ سے اس کے بقا کے لئے قوتیں ضروری ہیں پس جب ہم کہتے ہیں کہ **نورالدین** کو غصہ آتا ہے یا وہ بعض وقت **غضب** میں ہوتا ہے تو اس سے ہم کبھی یہ مفہوم نہیں لے سکتے کہ

ایسا کہنے سے اس کی ہتک کرتے ہیں

جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں ۔ دیکھنے کے قابل تو یہی نظارہ ہے کہ جب **نورالدین** غصہ میں آتا ہے تو کیوں آتا ہے اس وقت اس سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ اس کو کس رنگ میں پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ کیا اس حالت میں غور و فکر انجام اندیشی اور خود اختیاری سے وہ نکل جاتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے بے اختیار ہو کر کرتا ہے یا اس حالت میں بھی اس کا اپنی **ان قوتوں پر کنٹرول** ہوتا ہے؟ یہ موازنہ اور معائنہ نہایت دلچسپ ہے اس کے لئے آؤ تمہیں میں نورالدین کے گھر میں لے چلوں

نورالدین کی یہ پرائیوٹ زندگی ہے ۔ اس وقت اس کے مریدوں اور دوستوں کا کوئی حلقہ اس کے سامنے نہیں جن میں اسے اپنے وقار اور متانت کو قائم رکھنا ایک دنیادار اور خود غرض انسان کے خیال کے موافق ضروری ہو ۔ وہ جوش میں ہے اور اس کی غضبی قوت ہیجان میں ہے مگر عین اعتدال پر وقار اور متانت کے نیچے اس کی مخاطب اس کی رفیق اور **غمگسار بیوی** ہے وہ اسے ڈانٹتا ہے کس بات پر؟ کیا اس لئے کہ اس نے خانہ داری کے معاملات میں کوئی نقص پیدا کر دیا ہے ؟ کیا اس لئے کہ اس نے **نورالدین** کے کھانے پینے کے انتظام میں سستی کی ہے ؟ کیا اس لئے کہ اس کے مال کو بیجا خرچ کر دیا ہے ؟ ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں اس لئے کہ وہ عورتوں کے حقوق کا بہت بڑا حامی ہے وہ عورتوں کے مالی معاملات کی تفتیش اور تحقیق کو خانگی نزاعوں اور کدورات کا مقدمۃ الجیش قرار دیتا ہے اور اس نے اپنی عملی زندگی سے یہ دکھا دیا ہے کہ تمام عمر میں کبھی اس نے اپنی بیوی کے اثاثہ کا جائزہ نہیں لیا اور جو دیا اس کا حساب نہیں پوچھا کھانے پینے کا وہ اپنے بقائے نفس کے لئے ایک حد تک حاجتمند ضرور ہے ۔ مگر وہ کبھی عادت کا غلام نہیں جو کچھ اس کے سامنے رکھ دیا گیا اسے ہمیشہ الحمد للہ کہہ کر کھا لیا ہے ۔ پھر یہ جوش کیوں ہے اس جوش کی علت معلوم ہونے پر اس غضب کی حقیقت کھل جاتی ہے اور یہی **نورالدین** کی زندگی میں اس قوت کے استعمال کا راز ہے ۔

نورالدین اپنے گھر میں مستورات اور لڑکیوں کو قرآن مجید کا درس دیتا ہے قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا اور سمجھانا اس کی زندگی کا مقصد اور اس کی روحانی غذا ہے ۔ جہاں کثرت سے مستورات جمع ہوں اور صبح سے لیکر نو دس بجے تک یہ سلسلہ جاری رہے وہاں گھر کے کاروبار میں دقت کا پیدا ہونا ضروری امر ہے ۔ اور بڑے سے بڑے حوصلہ اور حلیم عورت تو کجا مرد کا گھبرا جانا ممکن ہے ان عورتوں یا لڑکیوں کے **اجتماع** کی وجہ اور تنگی مکان کے باعث خلیفۃ المسیح کی بیوی کسی قدر تیزی یا ترش روئی سے ان قرآن سننے والیوں سے پیش آئی ہے **نورالدین** کو یہ **ادا سخت** ناگوار ہوئی ہے کہ کیوں قرآن

ایسی پڑھنے والیوں سے اسطرح سے سلوک، کیا جادو جہاں ہم دوسرے گھروں میں دیکھتے ہیں کہ سالن میں نمک کی کمی بیشی پر یا معمولی مٹی کے ایک برتن کے ٹوٹ جانے پر آفت بپا ہو جاتی ہے نورالدین کو اپنی معاشرت میں اگر کوئی چیز بیوی پر ناراض کر سکتی ہے تو وہ ایک ہی امر ہے کہ

اس کی وجہ سے قرآن کریم کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی روک نہو

کیا وہ اپنی اس تنبیہہ میں کیا زبان یا ہاتھ کی سختی سے کام لیتا ہے؟ نہیں وہ اسے وعظ کرتا ہے مگر اس کے لہجہ میں صرف تنبیہہ کا رنگ ہے نورالدین جو کچھ کہتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے:-

"اللہ تعالیٰ کا شکر کرو تمہارے گھر میں اس قدر قرآن شریف کھلے ہیں قرآن مجید کی تلاوت پر خدا تعالیٰ کے برکات اترتے ہیں۔ میں کس قدر سخت بیماری کے منہ سے نکلا ہوں۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے میری بیماری میں تم نے دیکھ لیا تھا کہ ایک زمانہ تک مجھے اس نعمت کا موقعہ نہیں ملا تمہارے گھر میں کون آتا تھا۔ اب خدا تعالیٰ نے مجھے پھر موقع دیا کہ اپنے فضل سے مجھے زندگی دی۔ صحت دی میں خدا کے کلام کو سناتا ہوں اور جب تک زندہ رہونگا سناتا رہونگا۔ جب اس کا فضل شامل حال ہو۔ پس ان آنیوالیوں کی کثرت سے اگر تم گھبراتی ہو تو مجھے تکلیف دیتی ہو مجھ سے دعا لو۔ ناراض نہ کرو۔ اور پھر ایسی بات پر جو مجھے کبھی پسند نہیں ہے"

ناظرین یہ مفہوم ہے جو تیسرے واسطے سے میرے پاس پہنچا۔ یہ نورالدین کے غضب کا نظارہ ہے۔ یہ غضب کیسا مبارک کیسا خوش آیند ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غصہ کی حالت میں اپنی زبان اور ہاتھ پر قابو رکھتا ہے اور انھیں خدا تعالیٰ کی حکومت کے نیچے رکھتا ہے۔ کسی شخص کے اخلاق کے موازنہ کا وہ وقت عجیب ہوتا ہے جب وہ کسی غصہ کی حالت میں ہو یا کسی تکلیف میں مبتلا ہو مجھے نورالدین کی زندگی میں ایسے نظارے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے اور ان تمام موقعوں میں نہ صرف میں نے بلکہ سینکڑوں انسانوں نے اس کو دیکھا ہے کہ اعتدال سے نہیں گذرتا۔ اور اگر کچھ کہتا ہے تو صرف نصیحت اور وعظ

ابھی چند روز کا ذکر ہے قرآن مجید کا درس ختم ہو کر نیا دور شروع ہونیوالا تھا بعض خدام کیطرف سے ایسی باتیں سامنے آئیں جو صراط مستقیم سے ہٹی ہوئی اور اخلاقی کمزوری کا مظہر تھیں۔ اسپر آپ کو رنج و غصہ آیا اور اس کا اظہار درس میں کیا۔ اور بڑے جوش سے کیا۔ مگر آخر میں فرمایا۔

"اگرچہ آج مجھے سخت جوش آیا ہے اور اس جوش کیوجہ سے تڑپ کم ہوتی ہے مگر اللہ کے فضل سے قرآن مجید نہایت اخلاص اور روح ہی سے سنایا ہے۔ اور یہ جوش اور غصہ تمھاری بھلائی کے لئے ہے میرا جی نہیں چاہتا کہ میں تمھیں ایسی حالتیں دیکھوں جو خدا کی پسندیدہ نہیں"۔

ایک لائق ڈاکٹر کی قابل قدر خدمات

اگرچہ ہماری محسن گورنمنٹ اپنے وفادار اور دیانتدار ملازموں کی خدمات کی ہمیشہ قدر کرتی ہے مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی خدمات نمایاں طور پر پیش نہیں ہوتی ہیں جس کیوجہ سے ایک قابل قدر ملازم اپنے حقوق سے محروم رہجاتا ہے۔ ہاں جب کبھی اس کا معاملہ ذمہ دار آفیسروں کے سامنے آتا ہے وہ اسپر توجہ کرتے اور اس کے حقوق کی حفاظت فرماتے ہیں اسی امید پر میں آج اپنے مکرم دوست ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب پنشنر [illegible] سرجن کی خدمات کا مختصر سا تذکرہ کر کے افسران بالادست کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے قابل اور وفادار شخص کی گذشتہ خدمات کا لحاظ کر کے اسے شاہی عطیہ [illegible] سے نوازا جاوے۔

یہ ایک ظاہر بات ہے کہ ایک ڈاکٹر کی پوزیشن بڑی نازک اور ذمہ داری کی پوزیشن ہے۔ ایک ایک موقعہ پر اس کے سامنے مریض کی زندگی اور موت کا سوال آ جاتا ہے جس قدر ڈاکٹر خوش اخلاق خدا ترس اور اپنے فن میں ماہر اور تجربہ کار ہو اسیقدر اس کا وجود مفید ہو سکتا ہے۔ ورنہ ذراسی بے احتیاطی سے جان جانیکا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے اسکو اپنے فن میں بڑا محتاط اور سنجیدہ ہونا چاہیئے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش جن کا ذکر میں اس مضمون میں کرنا چاہتا ہوں میڈیکل کالج کے زمانہ سے پنشن لینے کے وقت تک ہمیشہ ایک لائق اور معتمد علیہ ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ یہ امر ان کے ان کثیر التعداد سندات سے ظاہر ہے جو وقتاً فوقتاً انھیں ملے ان کی قابلیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ جب سکول سے کامیاب ہو کر نکلے تو سب سے اول رہے۔ جس پر اس زمانہ کے دستور کے موافق ان کو انعام دیا گیا۔ دوران ملازمت میں بعض نہایت مشکل اور خطرہ کے مقامات پر ان کی ڈیوٹی رہی مگر انھوں نے ایک جفاکش اور مستقل مزاج انسان کی طرح اپنے فرائض کو ادا کیا۔ جہاں جہاں انھوں نے کام کیا ہمیشہ وہاں کی پبلک اور اعلیٰ آفیسران کے کام اور اخلاق سے خوش رہے۔ اسوقت موقعہ نہیں کہ میں ان مقامات کا ذکر کروں جہاں انھوں نے بطور ایک میڈیکل آفیسر کے کام کیا میں صرف ایک دو خاص موقعوں کا ذکر کرونگا۔

ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی قابلیت مستعدی اور مسلمہ دیانتداری اور کونفیڈنس کی وجہ سے انھیں چترال کے مہتری دربار کے لئے منتخب کیا گیا مہتر چترال کے دربار میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرنے کیلئے

[illegible] ہونی چاہئیں، وہ ڈاکٹر الٰہی بخش ہیں [illegible] تسلیم کرلی
[illegible] اور یہ انتخاب [illegible] بالا دست [illegible]
تھا [illegible] ثابت کر دیا کہ یہی بہترین انتخاب تھا۔ کچھ
عرصہ بعد چترال میں سردار نظام الملک مہتر چترال کا قتل ہو
گیا اور وہاں خطرناک غدر ہو گیا ایسے موقعہ پر ہوش و حواس کو
قائم رکھنا اور فتنہ و فساد میں دلیری اور مستعدی کے ساتھ
کام کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہو سکتا مگر ڈاکٹر صاحب نے جو خدمات سرکار
انگریزی کی اس موقعہ پر کیں وہ بے نظیر ہیں۔ اس غدر کو فرو کرنے
کے لئے سرجارج رابرٹسن صاحب بہادر برٹش ایجنٹ گلگت
متعین ہوئے۔ اور ایک خطرناک جنگ پیش آ گئی دوسرا
سب اسسٹنٹ سرجن جو ساتھ تھا وہ مارا گیا اور ڈاکٹر الٰہی بخش
صاحب کو کام کرنا پڑا۔ کام کی کثرت جنگ کے خطرات کئی سو
مریضوں و زخمیان کی نگرانی یہ آسان کام نہیں یہ تو وہ تعداد
تھی جو گویا مریضان اندرونی تھے اور بیرونی مریضوں کی تعداد اس
کے علاوہ تھی اور جب تک محاصرہ رہا تنہا کام کرتے رہے۔
لفٹنٹ کرنل سرجارج رابرٹسن صاحب کے۔ سی۔ ایس
ئی نے نہایت حوصلہ افزا الفاظ میں ان کے کام کی تعریف
، اور کہا کہ تمام محاصرہ میں اول سے آخر تک ڈاکٹر الٰہی بخش
احب کی کارروائی نہایت ہی قابل تحسین تھی جس سے
نٹ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ بھی قابل تعریف ٹھہرتا ہے
ہاں اس نے تربیت حاصل کی۔"

سرے الفاظ میں یوں کہنا چاہئے کہ ڈاکٹر صاحب
دمات نے نہ صرف اپنے ڈیپارٹمنٹ کی عزت
قائم رکھا بلکہ اپنے کالج کی عزت کو شہرت دی ایسے
طرہ اور خوف کے موقعہ پر جو خدمات وفاداری اور
حنت سے کیجائیں کچھ شک نہیں کہ وہ خاص قدر
و چاہتی ہیں۔

ایس ٹل سول سرجن راولپنڈی نے جن کے
ت انھوں نے سالہا سال تک کام کیا ہے ہمیشہ
کے کام سے مطمئن رہے اور انھوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر
لع راولپنڈی کو ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے کام کے
سفارشی رپورٹ کرتے ہوئے لکھا کہ
سفارش میں ہاسپٹل اسسٹنٹ الٰہی بخش کیطرف

ہے گورنمنٹ [illegible] کر رہا ہوں اس کے متعلق جو خط و
کتابت [illegible] اس پر غور کریں [illegible] ہوں کہ آپ اس
امر میں میرے ساتھ اتفاق کرینگے۔ کہ تھوڑے ہی
میڈیکل سب اردینٹ ایسے ہونگے جن کو لمبی اور
قابل تحسین ملازمت کی وجہ سے خاص پرسنل
الاؤنس حاصل کرنیکا اس قدر حق حاصل ہو جسقدر
ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کو ہے خصوصاً جبکہ ان
کی ملازمت کے عرصہ میں ایسا واقعہ
ہوا جو تاریخ ہند میں یادر ہیگا اور اس
وقت انھوں نے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ
کی عزت کو نہایت ہی قابلیت سے
قائم رکھا۔"

ان الفاظ پر مجھے کچھ بھی اضافہ کرنے کی حاجت نہیں ہے ڈاکٹر صاحب
کی خدمات کا جن قابل یادگار الفاظ میں ایک ذمہ دار آفیسر نے
اعتراف کیا ہے وہ کافی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ان خدمات
کا لحاظ کر کے ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے ساتھ کیا خاص مراعات
کیگئیں؟ یہی ایک امر ہے جو میں سر لوئی ڈین کی نہایت
بیدار مغز گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔
چھوٹی چھوٹی خدمات کی قدردانی ہو کر آج لوگ گورنمنٹ سے
خانبہادر اور رائے بہادر کے خطابات
حاصل کر رہے ہیں۔ مگر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب نے جو خدمات مہم
چترال میں کی ہیں وہ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کی عزت کو
قائم رکھنے والی قرار پا کر بھی اسے کسی ایسے خطاب سے
سرفراز نہ فرمایا جاوے اور نہ نہری آبادی پر کوئی رقبہ عطا
فرما کر ان کی قدردانی ہو

ڈاکٹر صاحب نے چترال کی مہم پر ہی خدمات نہیں کیں بلکہ ان کی
قابلیت۔ مستعدی اور کونفیڈنس کے لحاظ سے انھیں ۱۹۰۵ء
کے آخر میں ایران بھیجا گیا اور بمقام اہواز وہ کام کرتے رہے
قریباً تین سال تک [illegible] میں کام کیا اور پھر واپس ضلع
راولپنڈی میں آ گئے۔ ان تمام خدمات کو پیش کر کے میڈیکل
ڈیپارٹمنٹ کے ڈائرکٹر جنرل کو توجہ دلانا بے موقعہ
نہیں کہ وہ اپنے اس قیمتی رتن کی عزت افزائی
اور قدردانی کے لئے خاص سفارش فرمائیں

اور اب جبکہ وہ پنشن لیکر رفاہ عام کے کام میں
لگے ہوئے ہیں ضرورت ہے کہ ان خدمات کا لحاظ کیا جاوے
یہ امید کرنا بے محل نہیں کہ کم از کم انھیں خانبہادر کا
خطاب دیا جاوے اور جدید نہر پر چند مربعے عطا فرما کر انکو
بیش از بیش پبلک خدمت کا موقعہ دیا جاوے سر لوئی ڈین
کی گورنمنٹ سے آخر میں امید کیجاتی ہے کہ وہ ڈاکٹر الٰہی بخش
صاحب کے معاملہ پر غور فرمائیگی۔

ایک بیہودہ تجویز اخبارات سلسلہ کے متعلق

جیسا کہ معزز ہمعصر بدر کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے
پشاور کی انجمن نے اخبارات سلسلہ عالیہ احمدیہ کے
متعلق ایک مخفی تحریک کی ہے اور کوشش کیگئی کہ
ایڈیٹران اخبارات کو اس سے محض ناواقف رکھا جاوے
یہ پشاور کی جماعت کی کمزوری اور غلطی تھی اور ہے۔
اگر کوئی مفید اور نیک کام ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اسکو مخفی
رکھا جاوے اور قرآن کریم نے تو فیصلہ ہی کر دیا ہے
واللہ مخرج ما کنتم تکتمون بہرحال تجویز یا
تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ رسالہ تشحیذ الاذہان اخبار الحکم
بدر۔ نور۔ الحق وغیرہ یہ سب بند کر دیئے
جاویں اور صدر انجمن احمدیہ ایک
جدید اخبار جاری کرے تا کہ قوم پر
اخبارات کی وجہ سے جو بوجھ ہے
وہ کم ہو جاوے۔

مجھے نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پشاور
کی انجمن نے یہ ایک خطرناک بدعت پیدا کی ہے
اگر یہ تجویز کسی رنگ میں مفید اور نیک نتائج کی
موجب ہو سکتی تھی تو اس کا کام یہ تھا کہ وہ اسے عام
کرنے کی بجائے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی
کے حضور پیش کر دیتی۔ وہ اس کے متعلق جو حکم مناسب

سمجھتے صادر کرتے۔ یہ اسکو مناسب نہیں تھا کہ ایک مخفی سوسائٹی کی طرح وہ لوگوں کو ایک تحریک سے متاثر کرتے۔ آئندہ امید ہے کہ کوئی شخص اس قسم کی بیجا جرأت نہیں کریگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک امام کے ماتحت ہے۔ اگر کوئی تحریک یا تجویز سلسلہ کی بہتری اور بھلائی کے لئے کسی کے خیال میں آئے تو اس کا پہلا کام یہ ہے کہ اسے حضرت امام کے سامنے رکھے اس کی فراست اس کا تجربہ اس کی ذہانت اور علم خدا کے فضل سے وسیع اور نیک ثمرات پیدا کرنیوالا ہے۔ یہ تو صرف اس اصولی غلطی کا اظہار ہے جو اس معاملہ میں پشاور کی جماعت سے ہوئی ہے اور نہایت مکروہ ہے

اب میں اس تجویز کے دوسرے پہلوؤں پر غور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تجویز مذکور محض اقتصادی پہلو کو لیکر پیش کی گئی ہے۔ گو اس کے موجبات اور محرکات شدید کچھ اور ہیں مگر یہ بتایا گیا ہے کہ چونکہ اخبارات قوم پر محض ایک بوجھ ہیں اس لئے انکو بند کر دیا جاوے

یہ عجیب منطق غالباً بہت ہی تھوڑے دماغوں میں آسکیگی۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص کو اپنے بہت سے بچوں کو قتل کر دینا چاہیے کیونکہ ان کی وجہ سے زیادہ خرچ ہوگا۔ اور پچھلے جوان بچوں کو قتل کرکے اب ایک جدید بچہ پیدا کرینگے جو نئے فیشن کے اصولوں پر پرورش پائیگا۔ اس کا خرچ کم ہوگا۔ اگر کوئی شخص ایسا خیال دنیا کے سامنے پیش کرے تو غالباً اسکو عقلمند کوئی نہ کہیگا۔

اگر یہ کلیہ درست قرار دیا جاوے تو ہمارے پشاوری دوستوں کو بہت مشکلات پیش آئینگی اور رفتہ رفتہ وہ لنگر خانہ پر ہاتھ صاف کرینگے اور کہدینگے کہ یہ بھی بوجھ ہے۔ مدرسہ بھی بوجھ ہے خصوصاً مدرسہ احمدیہ۔ دونوں کو ملا کر ایک کر دو اس قسم کی بہت سی تجویزیں پیش کرنیکا انھیں موقعہ ملیگا۔

اخبارات کی کثرت قوم کے قومی دماغ اور علمی مذاق کا ثبوت ہے۔ جسقدر زیادہ اخبارات قوم میں ہونگے اسی قدر اس کی علمیت بڑھیگی کسی قوم کی علمی ترقی اور دلچسپی کا ثبوت اس کے پریس سے ہوتا ہے۔ مگر ہمارے پشاوری احباب چند پیسوں کی خاطر قوم کے علمی مذاق کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہو کہ جو بات ۱۶ سال کے عرصہ میں پیدا ہوئی ہے آج اس کا نام و نشان مٹا دیا جاوے۔ اس زمانہ میں جبکہ قوم کمزور اور اس کے افراد کی تعداد نہایت کم تھی اُس وقت وہ ایک سے زیادہ اخبارات کو نہایت عمدگی سے چلا سکتی تھی مگر آج وہ اس قابل نہیں رہی (نعوذ باللہ من ذالک) اس سے بڑھ کر قومی عظمت کی ہتک اور کیا ہوگی؟

کاش! ہمارے دوست اس تجویز کے نتائج اور اثرات پر غور کر لیتے تو کبھی ایسی بات منہ سے نکالنے کی جرأت نہ کی جاتی۔

مجھے کیا ان تمام لوگوں کو جو قادیان میں رہتے ہیں اور باہر والوں میں سے بھی اکثروں کو علم ہوگا کہ جب مسجد نور کی تعمیر شروع ہوئی اور اس کی شمالی اور جنوبی دیواریں معمولی طرز پر طیار ہونے لگیں تو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے سخت ناپسند کیا کہ کیوں اس کو ایسے طرز پر بنایا جاوے جس سے اس میں توسیع کی گنجائش نہو۔ بلکہ ان اصولوں پر اس کو بنایا جاوے کہ توسیع کے لئے آسانی ہو فرمایا تھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم سے پیچھے آنیوالی قوم یہ سمجھے کہ وہ لوگ بڑے تنگ حوصلہ تھے

آپ کے اس ارشاد پر ان شمالی اور جنوبی دیواروں کو محراب دار بنا دیا گیا تاکہ جب قوم کو اللہ تعالیٰ اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے موقعہ دے وہ اسکو آسانی کے ساتھ وسیع کرلے۔ یہ واقعہ میں نے محض اس لئے لکھا ہے کہ ہمارا امام کیسی عالی حوصلگی اور بلند ہمتی کی روح ہم میں نفخ کرنا چاہتا ہے غور کرو ساعات عسر میں تو قوم ایک سے زیادہ اخبارات کے چلانے کو بار نہ سمجھے اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت اول میں جو خدا کے فضل سے سلسلہ عالیہ کی تاریخ ترقی کا سنہری باب ہے اور جو عظیم الشان کامیابیوں کی جو بعد میں آنیوالی ہیں بنیادیں رکھ رہی ہے یہ بدفالی کیجاوے۔ کہ اخبارات کو بند کر دو۔

یہ کیسی شرمناک حرکت اور خطرناک بدعت ہے۔ آنیوالی نسلیں تمہاری ہمت و حوصلہ کی تعریف کن الفاظ میں کرینگی آہ! لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق پر بھی نظر نہیں۔ اس پہلو سے دیکھو کہ یہ تجویز کیسی سلسلہ کی ہتک کرنے والی۔ قوم کی بے ہمتی اور کم حوصلگی کا اعلان کرنیوالی ہوگی۔ (خدا نکرے کبھی ایسا ہو اور انشاء اللہ العزیز نہیں ہوگا) ہاں اگر پشاور کے ان مجوزین کو یہ بوجھ اور دکھ معلوم ہوتا ہے اور قومی اخبارات کی کثرت ان کے لئے سوہان روح ہے تو وہ اخبارات کو بند کر دیں خود نہ خریدیں اور دیکھ لیں کہ کیا ان کے ایسا کرنے سے کچھ نقصان پہنچ سکتا ہے

میں اپنے ان معزز اور مکرم دوستوں کو جو پشاور ہی میں الحکم اور دوسرے اخباروں کے سرپرست ہیں مستثنی کرتا ہوں میں جانتا ہوں ان کو ایسی لغو تجویز سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ دل سے قومی اخبارات کی کثرت کے خواہشمند ہیں۔ پھر اس تجویز پر غور کرنیکا ایک اور پہلو ہے اور وہ یہ کہ اس تجویز پر عمل کرنا گویا بعض نشانات کو مٹا دینا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ الحکم اور بدر میرے دو بازو اور پر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت سے مراد سلسلہ عالیہ احمدیہ ہے۔ اب انکو بند کرنے کے معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ

تم چاہتے ہو ان پروں کو کاٹ ڈالو

مقدمہ مانند ... حضرت مسیح موعود علیہ السلام ...
جو پیشگوئی انجام مقدمات کے متعلق کی تھی وہ شائع
شدہ آج بھی موجود ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود
نے انجام مقدمات کو اپنے متقی۔ محسن راستباز ہونیکا
ثبوت ٹھہرایا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ ان مقدمات میں
ایک عظیم الشان **مقدمہ الحکم ڈیفے میشن**
کیس بھی تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل
ہاں محض فضل سے

الحکم کو ایک نشان بنادیا

اس نشان کو اب مٹانے کی کوشش! خدا سے ڈرو
بدر جاری ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
منشاء اور اجازت سے ہوا۔ بعد میں اس کی ضرورت
ظاہر ہوگئی کہ وہ الحکم اور وہی آپ کے دو **زندہ گواہ** اور
بازوان سلسلہ قرار پائے الحکم کو اس کے
وجود سے تقویت ہوئی۔ **قوم** نے بتادیا کہ قوم اپنے
دوسرے اخبار کی سرپرستی کو طیار ہے۔ برادرم افضل
مرحوم کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدر
کے متعلق اعلان فرمایا **خدا تعالیٰ کے فضل**
اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ
اٹھی کہ اسکو ایسا لائق اور صالح
ایڈیٹر ہاتھ آیا خدا تعالیٰ یہ کام ان
کے لئے مبارک کرے۔ اور ان
کے کاروبار میں برکت ڈالے آمین
ثم آمین"

حضرت مسیح موعود کی یہ **دعا** اپنے اندر ایک **نشان**
رکھتی ہے۔ عزیز **صادق** کے ہاتھوں بدر نے اس
دعا کے ماتحت جو **ترقی** کی ہے وہ ایک **روشن**
امر ہے۔ لیکن آج اگر اسے بند کرنیکا منصوبہ کیا جاوے
تو گویا اس **نشان** کو مٹادیا جاوے ❖

تشحیذ الاذہان وہ تو حضرت مسیح موعود کی منظوری سے
آپ کے **لخت جگر** کی ایڈیٹری میں محض اشاعت
اسلام وسلسلہ عالیہ کے لئے شائع ہوا اور اس
قوم نے جو حضرت مسیح موعود کی آرزوؤں اور تمناؤں

... محض ... آنکھوں پر جگہ دی رسالہ
نے نہایت مفید اور قابل قدر کام کیا۔ مگر آج
جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا ہے اور خدا کے
فضل اور تائید سے حقائق کا دریا بہا رہا ہے
ایک آواز اٹھتی ہے کہ

تشحیذ کو بند کردو یہ بوجھ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت اور منشاء کے
ماتحت نور اور **الحق** حضرت **خلیفۃ المسیح**
کے عہد میں جاری ہوئے ان کے **عہد خلافت**
کی اس نشانی کو ہم آج ہی مٹا کر نعوذ باللہ یہ
بتانا چاہتے ہیں کہ اس مبارک عہد کی ترقیاں
نہایت غیر مستقل اور **ناپائدار** ہیں۔ **الحق**
پر سخت سے سخت ابتلا آئے۔ اللہ تعالیٰ نے
ان ابتلاؤں میں سے تو اسے بچایا۔ اور زندہ رکھا
مگر ہم اب

گلا گھونٹ کر مارنا چاہتے ہیں

خود **حضرت** خلیفۃ المسیح کی رائے اور خواہش
کیا ہے وہ آپ کے **طرز عمل** سے ظاہر ہے طبع
ضیاء الاسلام اپنی ہی غلطی سے بند ہوا
اس کا صدمہ اب تک حضرت **خلیفۃ المسیح**
کو ہے۔ اور آپ نے اپنی بعض تقریروں میں اسکا
ذکر فرمایا۔ افضل مرحوم کی وفات پر احیاء بدر
کے لئے آپ نے جو کچھ انتظام فرمایا اس میں ظاہر
کیا کہ

"میرا دل گوارا نہیں کرسکتا تھا کہ
قادیان سے کوئی مفید سلسلہ
جاری ہو اور وہ رک جاوے
البدر کا چند روزہ وقفہ رنج
تھا"

وہ عارضی وقفہ بھی آپ کے لئے موجب **رنج** تھا
تو کیا اب جبکہ ایک درخت **ثمر دار** ہوگیا
وہ پسند کریگا کہ **اسکو کاٹ دیا جاوے؟**
کبھی نہیں۔

الحکم کے متعلق جو تڑپ میں نے آپ میں دیکھی
ہے اسکو میں خوب جانتا ہوں عہد **خلافت**
میں جس قدر مالی مدد آپ نے الحکم
کو دی ہے اس سے پہلے کبھی
نہیں دی۔ مجھے علم بھی نہیں ہوا میرے
بعض **قرضے** آپ نے ادا کر دئے۔ اور ادا کرنے
کے بعد مجھے اطلاع ملی۔ کوئی تحریک الحکم کی اشاعت
کے لئے میں نے نہیں کی جن میں سب سے پہلے
حصہ نہیں لیا۔ اور الحکم کے نقصان کے ایک حصہ
کو پورا کر دینے کی تسلی دی۔ بعض ایسے موقعہ پیش
آئے کہ

الحکم بند نہ کرنیکا مجھ سے عہد لیا

یہ واقعات **الحکم** کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں
الحق کی **ضمانت** کے موقعہ پر جو قلق حضرت **خلیفۃ المسیح**
کو تھا وہ کسی دوسرے انسان کو تو کیا خود میر **قاسم**
کو ہوگا۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ کوئی مفید کام سلسلہ
میں جاری ہوکر بند ہو

تشحیذ آپ کو کس قدر **پیارا** ہے۔ دوسروں کو
علم نہیں۔ بلکہ تشحیذ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے ہی جاری
کرایا کیونکہ آپ اس کے مربی اور صدر تھے۔
غرض ان تمام حالات کو زیر نظر رکھ کر ایسی تجویز پیش کرنا
نہایت **کمزوری** اور **کم ہمتی** ہے اور وہ لوگ
جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان مبارک تحریکوں کو زندہ

ﷺ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی **وفات** کے بعد سالانہ جلسہ میں جو تقریر کی تھی اس میں
فرمایا تھا "ہمارے شیخ یعقوب علی اٹھتے ہیں وہ کہتے
ہیں مشینوں کے ذریعہ کام ہونا چاہئے اور مشینیں آنی
چاہئیں اس کے لئے اتنے ہزار چاہئیں **میں کہتا**
ہوں کروڑ مانگتا ہے تو یہ بھی ضروری ہے"
یہ اولوالعزمی کی روح جو اکرمنوا الاانسان کیا
چاہتا ہے؟ اور اخبارات کو بند کر دینے
والے بزرگ کیا ❖

لکھنا اپنا فرض سمجھتے تھے وہ آپ خود بھی
کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ ایسی آواز کہیں سے
آئے - پس ایسی بیہودہ تحریکوں سے قوم
کے احساس کو نقصان پہنچانا نامناسب اور انھیں
غلط راستہ پر لیجانے کی کوشش ہے - اگرچہ
میں جانتا ہوں کہ اس تحریک کے کچھ اور اسباب بھی
ہیں - لیکن جس امر کو زیر نظر رکھ کر اسے پیش کیا گیا ہے
وہ بھی نہایت لغو اور بیہودہ ہے - میں یقین نہیں
کرتا کہ مجوز کے سوا کوئی اس کی تائید کرے تاہم رفع
وہم اور غلط راستے سے بچانے کے لئے میں نے
یہ مختصر مضمون لکھدیا ہے - میری اپنی تو یہ حالت ہے
کہ مجھ سے **حضرت خلیفۃ المسیح نے عہد
لیا ہوا ہے کہ الحکم کو بند نہ کرونگا
اس لئے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل
اور توفیق کی دعا کرتا رہتا ہوں کہ
میں اپنی زندگی بھر اس عہد کو نباہ
سکوں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم**
پس میں تو کسی ایسی تجویز کو ذرا بھی وقعت کی نظر سے
نہیں دیکھنا چاہتا - دوسروں کو مغالطہ سے بچانے
کے لئے اس قدر لکھنا پڑا - خدا تعالیٰ ہمارے
بر خود غلط دوستوں کو سمجھ دے وہ خدا کے فضل
کے متوقع رہیں - ترقی کو روکنا **بدفال** ہے - وہ
خدا جو قوم میں تحریر کے مذاق کو پیدا کرتا ہے
اس کے سامان بھی پیدا کریگا - بہرحال کوئی شخص اس
قسم کی تجویز کی تائید کر کے آئیوالی نسلوں کے لئے برا
نمونہ چھوڑنے کی کوشش نہیں کریگا - یہ تجویز سراسر
بیہودہ اور **ناقابل عمل** ہے •

اعلان

چونکہ چٹھیوں کی جدید کاپیاں لکھی جانیوالی ہیں اس لئے
جو احباب اپنا پتہ تبدیل کرنا چاہیں وہ اطلاع دیں - اور
آئندہ یہ بھی تجویز ہے کہ ہر چٹ پر تاریخ خریداری اور شرح قیمت
سالانہ درج کر دیجاوے تاکہ خریداران اخبار کو معلوم رہے کہ انکی
قیمت کب ختم ہوگی - اور پچھلے بقایا سب صاف ہو جانا ضروری ہے

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت
ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بدستور قرآن
مجید اور بخاری کا درس دیتے ہیں - قرآن مجید کا
درس جدید آپ نے شروع فرمایا ہے اس رتبہ
جس طرز پر آپ درس دے رہے ہیں وہ اچھوتے
حقائق ہیں - اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے کہ وہ
ایسے کئی درس دیں - اور ہمیں توفیق عطا فرمائے
کہ وہ اصل غرض حاصل کر سکیں جو اس سے
مقصود ہے یعنی **عمل**

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی
بحمد اللہ بعافیت ہیں - حضرت صاحبزادہ صاحب نے لنگر
خانہ کے اہتمام کا چارج لے لیا اور اس کی اصلاح
کے لئے فکر مند ہیں -

(۳) دور الضعفاء کا کام عنقریب شروع ہونیوالا
ہے - اللہ تعالیٰ حضرت ناصر کی خاص نصرت فرمائے

(۴) حیدر آباد دکن سے احمدی **احباب** کی مخلص
جماعت کا ایک قافلہ یہاں آیا جن میں حضرت مولوی
میر محمد سعید صاحب ڈاکٹر ظہور اللہ صاحب - شیخ
حسن صاحب سید نعیم اللہ صاحب - محمد غوث
صاحب گلبرگی - مومن حسن صاحب - عبد الکریم
صاحب شیخ عبد الحمید صاحب و شیخ محمد یوسف
عزری صاحب - شیخ عبد العزیز صاحب شیخ عجب شیر
صاحب شیخ محمد مرتضیٰ صاحب - سید حسین
صاحب - سید پیر شاہ صاحب میر فضل احمد
صاحب مولوی عبد القادر صاحب ڈاکٹر صاحب نے
اپنے صاحبزادہ کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل
کرایا - اللہ تعالیٰ اسے برکت دے -

(۵) مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے ہفتہ واری
اجلاس نہایت کامیابی سے ہو رہے ہیں -
گذشتہ جمعہ کو جو جلسہ ہوا اس میں میاں احمد
بخش طالب علم جماعت ششم اور شیخ محمود احمد

صاحب طالب علم جماعت سوم نے عمدہ تقریریں
کیں - حیدر آبادی بزرگوں نے عمدہ اس
موقعہ پر چندہ دیا - اور مدرسہ کے قیام کو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نشانات
کا مظہر قرار دیا - مولوی محمد سعید صاحب نے
اپنے بچہ کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنیکا وعدہ
فرمایا - حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب
امروہی کا بچہ سید **یوسف حسن**
ہوچکا ہے - مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ
اور مدرسہ میں بہت تنگی ہے - قوم کی
خاص توجہ بکار ہے -

(۶) مولوی عالم شیخ عبد الرحمن صاحب نو مسلم
لاہوری مدرس مدرسہ احمدیہ مولوی
فاضل کے امتحان میں شریک
احباب ان کی کامیابی کے لئے
اور **انصار اللہ** کے جنرل

(۷) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر
احمد صاحب نے **کانپور**
کرنے کے لئے ایک اعلان
کے لئے کانپور بھیجا ہے - غرض

(۸) **مدرسۃ البنات** کا
بہن **سکینۃ النساء** نے
کے آنے کے ساتھ لڑکیوں کی
بہت بڑا اضافہ ہوگیا ہے -
اخلاق سے وہ لڑکیوں کو پڑھا
قابل قدر ہے - ابھی مدرسہ
دو استانیوں کی ضرورت ہے
ایڈیٹر الحکم عنقریب مدرسہ کے
سکیم پیش کرنیکا خدا کے فضل
میں بہن سکینۃ النساء کو مبارکباد
کہ حق بحقدار رسید

بھیرہ کے مشہور مقدمہ توہین مورتی کا فیصلہ عدالت اپیل سے

اخبار بین دنیا واقف ہے کہ بھیرہ کے بعض معزز مسلمانوں پر وہاں کے ہندوؤں نے ایک مقدمہ توہین مورتی کا چلایا تھا۔ اور ہندو پریس نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا اسکا فیصلہ عدالت ڈسٹرکٹ جج سے ہوا تھا اس زمانہ میں نہ صرف وہ معزز ملزمان بری ہوئے بلکہ مدعی پر زیر دفعہ ۱۹۳ و ۲۰۹۔ مقدمہ چلانیکا حکم ہوا تھا۔ اس کا اپیل مدعی نے ڈویژنل کورٹ میں کیا۔ اب اس کا فیصلہ عدالت اپیل سے بھی وہی بحال رہا ہے عام لوگوں کی اطلاع کے لئے اس فیصلہ کو شائع کیا جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر حق کی فتح ہوئی (ایڈیٹر)

بھیرہ کے مشہور جھگی کے معاملہ کے

ایک ضمنی مقدمہ میں جہاں صاحب ڈویژنل جج شاہپور بمقام سرگودہ کے فیصلجات اپیل دیوانی ملک وزیر چند پلیڈر وکیل اپیلانٹ۔ خانصاحب شیخ عبد الحق پلیڈر وکیل رسپانڈنٹ نمبر ۱ مسٹر سراج الدین احمد ایڈووکیٹ وکیل رسپانڈنٹ نمبر ۲ رسپانڈنٹان اصالتاً بھی حاضر ہیں۔ اپیلانٹ بھی اصالتاً حاضر ہے۔

فیصلہ۔ یہ بھیرہ کی جھگی کے مقدمہ کی شاخ ہے جس میں مسٹر کادون آئی سی۔ ایس۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے بتاریخ ۲۲۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء زیر دفعہ ۱۲۹ ایکٹ نمبر ۲۰۔ بابت سنہ ۱۸۹۱ء یعنی میونسپل ایکٹ سابقہ بادا ہریداس کو مجرم قرار دیا تھا اور اسپر بادا ہریداس خلاف ورزی تحریری نوٹس جو بہ طریق جائز میونسپل کمیٹی بھیرہ نے نافذ کیا تھا مبلغ عسہ جرمانہ کیا تھا بادا ہریداس کو اس جھونپڑی یا جھگی کے ہٹانے کے واسطے نوٹس دیا گیا تھا جو اس نے منڈی کے صحن میں بنائی تھی۔ اور یہ مسلم ہے کہ صحن مذکور پر کوچہ کی تعریف حاوی ہے۔ بادا ہریداس بیراگی فقیر ہے۔ اور جھگی میں اس کے پاس ہندو دیوتاؤں کی مورتیاں تھیں۔ میں نے اس کی درخواست بنابر نگرانی حکم مسٹر کادون بتاریخ ۲۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء نامنظور کی اور اس کی مزید نگرانی بعدالت چیف کورٹ آنریبل مسٹر رتھر فورڈ نے بتاریخ ۵۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء نامنظور کی ازاں بعد میونسپل کمیٹی بھیرہ نے اپنے ریزولیوشن نمبر ۵۸۹ رقم زدہ ۱۱۔ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء کی رو سے یہ فیصلہ کیا کہ بادا ہریداس کو ایک نوٹس دیا جائے کہ نوٹس وصول ہونے کے چوبیس گھنٹے کے اندر جھگی کو ہٹا دے اور بصورت خلاف ورزی کمیٹی جھگی کو حسب دفعہ ۱۴۴ (۳) میونسپل ایکٹ اپنے افسران کے ذریعے ہٹوا دیگی۔ تاریخ ۲۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء بادا ہریداس پر اس نوٹس کی تعمیل ہوئی تھی اس نے جھگی کو نہیں ہٹایا اور آخر کار تاریخ ۲۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء جھگی اور اس کی توسیع مسٹر ویکفیلڈ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مسٹر کوکس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس وتحصیلدار صاحب پریذیڈنٹ اور سکرٹری وچند ممبران میونسپل کمیٹی کی روبرو ہٹا دی گئی۔ موجودہ نالش دلآزاری کی بناپر ہرجانہ دلانیکا دعویٰ ہے۔ ہریداس کی طرف سے نہیں بلکہ ایک شخص گنڈا مل کیطرف سے جھگی کے ہٹائے جانے کے بناپر نہیں بلکہ شیو کی دو مورتیوں کے ہٹائے جانے کی بناپر جھگی میں سے نہیں بلکہ منڈی کے چاہ ملحقہ جھگی مذکور کے طاق میں سے میونسپل کمیٹی پر نالش نہیں کی گئی بلکہ محمد علی جعفری اور فضل کریم ممبران کمیٹی کی ذات پر کی گئی۔ بیانات مندرجہ عرضیدعوی یہ تھا کہ جب جھگی ہٹائے جانے کے بعد ڈپٹی کمشنر بہادر وصاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر اور دیگر افسران جاچکے تھے دونوں مدعا علیہم نے چاہ مذکور کے دونوں مدعا علیہم نے چاہ مذکور کے طاق میں سے شیو کی مورتیوں کو گروا دیا۔ انھیں ٹھوکریں لگائیں اور خاکروبان کے حوالہ کردیا۔ اور خاکروبان نے ان مورتیوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔ مدعا علیہم کے ان افعال نے مدعی کی دلآزاری کی اور اس نے مبلغ الما۔ بطور ہرجانہ دلانیکا دعوی کیا۔ فاضل ڈسٹرکٹ جج نے نالش کو خارج کیا ہے اور قرار دیا ہے کہ مدعا علیہم نے شیو کی دو مورتیوں کو چاہ مذکور سے نہیں ہٹایا اور یہ کہ ہر دو مورتی ہائے مذکور بطور توسیع جھگی کے ہٹائی گئی تھیں۔ اور چونکہ کسی شخص نے ان کو اپنا نہیں تبلایا۔ گنڈا رام برہمن کانسٹبل پولیس نے ان کو پورے پورے احترام سے ہٹایا۔ ان کو ایک چارپائی پر رکھا اور مندر واقعہ محلہ بھیرہ میں لیگیا۔ مدعی بناراضی حکم مذکور اپیل کرتا ہے قطع نظر دیگر معزز شہادت بحق مدعا علیہم کے مسٹر ویکفیلڈ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور مسٹر کوکس صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس کی متحقق اور معین شہادت کی موجودگی میں اس امر میں ذرہ برابر شک وشبہ باقی نہیں رہتا کہ مدعا علیہم نے شیو کی دو مورتی ہائے مذکور کو نہیں ہٹایا اور یہ کہ اس لئے مدعی کو ان کی ذات کے خلاف کسی قسم کی بھی بنائے دعویٰ حاصل نہیں ہے متعدد موجبات اپیل پر فرداً فرداً بحث کرنا غیر ضروری ہے مدعا علیہم کی متحقق شہادت محولہ بالا کی موجودگی میں شہادت پیش کردہ مدعی سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے میں اپیل کو خارج کرتا ہوں خرچہ رسپانڈنٹوں کو ملے۔ سرگودہ۔ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

دستخط ایس ایس ہیریس ڈویژنل جج شاہپور ڈویژن

بمقدمہ فوجداری ملک وزیر چند پلیڈر منجانب سائل ومسٹر عبد القادر بیرسٹرایٹ لا وکیل سرکار بحث سنی گئی۔ حکم ڈسٹرکٹ جج شاہپور نے گنڈا مل مدعی پر زیر دفعات ۱۹۳ و ۲۰۹ تعزیرات ہند مقدمہ چلانیکا حکم علاً زیر دفعہ نمبر ۴۷۶ ضابطہ فوجداری صادر کیا ہے گنڈا مل حکم مذکور کی نگرانی کی درخواست کرتا ہے میرا فیصلہ بر اپیل دیوانی ۱۳ بابت سنہ ۱۹۱۲ء رقمزدہ تاریخ امروزہ دیکھا جاوے۔ حکم عدالت ماتحت صحیح ہے اور اس میں مداخلت

صحیح ہے اور اس میں مداخلت کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ درخواست نامنظور کی جاتی ہے۔ دستخط ایس۔ ایس ہیرس ڈویژنل جج ڈویژن شاہپور

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے - اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے -

اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں -

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں - انکو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا - اگر نہیں تو ضرور پڑھیں - اس میں نور ہدایت اور شفا ہے

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ ... تیار ہیں آٹھ ... کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے - معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان سے طلب کریں -

قیمت سالانہ صرف دو روپیہ

بھارت

اردو کا ہفتہ وار اخبار جو کہ ہر شکر کے دن جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے

اس کی خصوصیتوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں - (۱) آریہ سماج کے سدھانتوں پر نہایت متانت کے ساتھ بحث کرتا ہے اور باہمی جھگڑوں کی طرف سے آریہ پرشوں کی توجہ کو ہٹا کر ان کے اندر دھارمک وچار اور سوا و سیلہ کے لئے رچی پیدا کرتا ہے - اس کی تقریباً ہر ایک اشاعت میں کسی نہ کسی ویدک سدھانت پر بحث ضرور کیجاتی ہے (۲) یہ ویدک دھرم کو اس کی اپنی روشنی میں پرگٹ کرتا ہے اور غیر مذاہب کے پیروؤں کے کئے ہوئے اعتراضوں کا جواب دینے میں سنجیدگی اور سبھیتا کو ہاتھ سے نہیں دیتا (۳) یہ شخصی اخبار نہیں ہے اس لئے ذاتی جھگڑے اسکے اندر جگہ نہیں پاسکتے - (۴) یہ آریہ پرشوں میں آرگنیزیشن کیلئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور انھیں اپنی آرگنیزیشن کو مضبوط بنانے کی اپیل کرتا ہے - (۵) یہ آریہ سماج کا حقیقی آرگن ہے - کیونکہ یہ اپنے تئیں اس یا اس ذات کے پیچھے نہ لگا کر ساری سماج کی بہبودی کے لئے کوشاں رہنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے - (۶) ستری شکشا اور پتت ادھار اس کے خاص کاریہ کشیتر ہیں - (۷) یہ بھارت ورش کے ... کی لوشن کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے -

انہی خصوصیتوں کے باعث آریہ پبلک اور خصوصاً آریہ پبلک نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے آریہ سماجوں نے کمال سرگرمی اور جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے قیمت باوجود ان سب خصوصیتوں کے نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپے سالانہ

ملنے کا پتہ مینیجر بھارت جالندھر شہر

سچائی کا جھنڈا

(اشتہار بنجم بازاری معجونوں کی تیز طراری) - مرضیوں کی آہ... تامی آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الاماں - لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اور [illegible] پھر سگویہ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے نواسے [illegible] ان ملازم مختلف بیماریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے [illegible] بیٹے استعمال کیلئے معجون لیا کی ہے جس کے چند روز استعمال سے [illegible] متعلقہ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت رہتی ہے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فراغ ہوتے ہیں اور [illegible] کی شکایت کے لئے انشاءاللہ [illegible] ہمارا کلام یقین کریں کہ ہم جواہرات تیار کرتی ہیں اول [illegible] منگلیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے [illegible] طلسمی [illegible] پرانے سالوں کی [illegible] سرسلیمان [illegible] الابتدا [illegible]

حکیم اسرار [illegible] مالک [illegible] دہلی

کیا آپ بیمار ہیں

[illegible] کی نسبت درست نہ ہوں سے کچھ بحث نہیں کہ آپ کو کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو تو آپ رات کو سوتے وقت ڈوڈس - ڈنرپلس (ڈودن کی ہاضمہ کی گولیاں) دو تین کھا لیجئے - تو دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا ہوتا ہے کہ نصف سے زیادہ رحوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان صفراوی بخار بائب بدہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دھڑکنا [illegible] چکر آنا دورہ سر نفخ گٹھیا ڈکاریں معدہ کی بیماریاں - اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہوجاتا ہے ڈوڈس کی ہاضمہ کی گولیاں [illegible] سے بنائی گئی ہیں [illegible] ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت [illegible]

[illegible] ڈوڈس کی [illegible] سے طلب کرو

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ - صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی درد کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں [illegible] نہیں ہوگی ۱۷ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اسے [illegible] گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں بنتی ہیں ہر عیال [illegible] کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے ۱۶ گولیوں کی قیمت ۵ ہر ایک ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد سر میں [illegible] ہے یہ دوا [illegible] اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاح [illegible] چک [illegible] کر رگوں میں حرکت کی سی جو کمیں [illegible] سے اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے اس لئے اسی دوا کو ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۳۰ ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۱ محصولڈاک ایک سے ۳ ڈبیہ تک ۵

ڈاکٹر ایس برمن نمبر ۵ [illegible] تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

جلوہ و دھوپ سرپہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب موّرخوں نے دروغ بافیوں کی حد کردی ہاں انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ ہٹانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا ہے اس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہو رہا ہے جو صرف [illegible] سالانہ میں علمی درجہ کے علمی تاریخی - فلسفی - تمدنی - اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اس کے ساتھ

بالتزام ہر انگریزی مہینہ کی پہلی تاریخ کو بہ [illegible] شائع کرتا ہے۔

نمونہ کا پرچہ بھیجنے کے لئے آدھ آنہ کا ٹکٹ روانہ کیا جاتا ہے

(منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ)

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک کم لگتی ہو تو اسکو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے چند قطرے ملا کر دینے سے بچے میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی علامت ہے

ہاتھ سے چھو لیں
پیلا [illegible]
معلوم ہو جاتا ہے

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

نمبر ۲۰/۲۱ — ۷/۱۴ جون سنہ ۱۹۱۲ء — جلد ۱۶

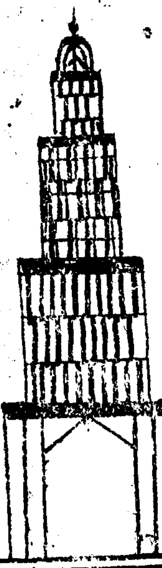

الحکم

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت چندہ

ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے — ۵ؐ

خواص سے — عہ۱۰

ہندوستان سے باہر — ۷ؐ

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے — ۳ؐ/۱۲

دوا بھیجی شفا بھیجی غرض دارالامان بھیجی

چہ گویم بالو گرائی چہار در قادیان بھیجی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہ حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور ترجمہ و نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مد نظر رکھ کر لکھے گئے ہیں

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپنے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ آٹھ پارے طیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے لئے جاوینگے۔ مع محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر شائع ہوا۔

صدر انجمن کی ماہوار رپورٹ پر سرسری نظر

صیغہ یتامیٰ حضرت خلیفۃ المسیح نے یتامیٰ کی امداد کے لئے جو تحریک کی تھی اس کا نتیجہ الحمد للہ تسلی بخش ثابت ہوا اور یہ مد صرف ۱۴ اعم کی مقروض رہ گئی ہے۔ سکرٹری صاحب توجہ دلاتے ہیں کہ چونکہ اس مد کا ماہوار خرچ **دو سو روپیہ** ماہوار ہے اس لئے اس مد کے اخراجات کے لئے مستقل چندے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ گذشتہ سال کی رپورٹ کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۴۱ انجمنیں ایسی ہیں جن کے کھاتے صدر انجمن کے دفتر میں ہیں پس اگر ہر ایک انجمن قطع نظر اس کے کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی اپنے ماہوار چندوں میں **دو روپیہ** ماہوار کا اضافہ کریں تو ایک **معقول رقم** مستقل طور پر **یتامیٰ** کے اخراجات کے لئے وصول ہو سکتی ہے۔ بعض انجمنیں ایسی بھی ہونگی جو دو روپیہ ماہوار سے زیادہ بآسانی دے سکینگی اور بعض کے لئے شاید یہ رقم زیادہ ہو۔ بہرحال میری رائے میں سکرٹری صاحب **ایک سرکلر لیٹر** اس تجویز کے متعلق جملہ انجمنوں کے پاس بھیجکر دریافت کریں مجھے یقین ہے انشاء اللہ العزیز **یتیم خانہ** کے اخراجات اس طریق پر نکل آئینگے۔ صیغہ **یتامیٰ** کی رپورٹ کے ضمن میں **ایک امر** ایسا ہے جسکو کوئی **احمدی** مسرت کے ساتھ نہیں پڑھ سکیگا

جملہ معترضہ ایک قابل اعتراض شادی

ایک غیر احمدی نے اپنے لڑکے کی شادی پر جو کسی احمدی کے گھر ہوئی ہے **یتامیٰ کی** امداد میں کچھ روپیہ دیا ہے۔ اور طلباء مدرسہ کی شیرینی کے لئے بھی کچھ دیا ہے۔ اس کے لئے میں اسے جزاہ اللہ احسن الجزا کہتا ہوں مگر سوال یہ ہے کہ غیر احمدی کا ایک احمدی کے گھر شادی کرنے آنا یہ امر کہاں تک درست ہے؟ اور یہی امر ہے جو نہایت **افسوسناک** اور اخلاقی **کمزوری کا مظہر ہے**۔ اخبار نویس اپنے نازک منصب کے لحاظ سے مجبور ہے کہ وہ اس غلطی سے قوم کو آگاہ کرے جو کسی ایک فرد کی کمزوری سے پیدا ہونیوالی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز یہ اجازت نہیں دی کہ **کوئی احمدی اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو دے**۔ اس مطلب کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خاص اشتہار دیا اگرچہ وہ لوگ جو آپس اور عارضی اتحاد کی راہ میں ایسی تحریکوں کو مضر (نعوذ باللہ) قرار دیتے ہیں میرے اس دخل در معقولات کو پسند نہ کریں مگر میں اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس قسم کی شادیوں کے خلاف آواز اٹھانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ تاکہ آئندہ یہ **باطل** ہماری جماعت میں اپنا سر نہ نکالے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار کے بعض فقرے یہاں درج کرتا ہوں تاکہ وہ بھولی ہوئی بات ہمارے دوستوں کو معلوم ہو جاوے یہ نہایت ہی بری **نظیر** ہے جو **فیض اللہ چک** میں قائم کی گئی ہے۔

گذشتہ سفر میں جب ہم لکھنؤ پہنچے تو ایک غیر احمدی کی لڑکی کے ساتھ ایک احمدی کی شادی کا سوال لکھنؤ میں بڑے زوروں پر تھا۔ لڑکا اس غیر احمدی کے عزیزوں میں سے ہی تھا۔ مگر وہاں کے علماء نے جب یہ فتویٰ دیا کہ ایک احمدی سے نکاح درست نہیں ہے تو ان تمام تعلقات قرابت کو بالائے طاق رکھکر اس **غیر احمدی** نے جواب دیا ہے۔ اور غریب **احمدی** کو بہت سی تکلیف کے علاوہ مالی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ کیا تمھارے اندر اتنی غیرت بھی نہیں؟ جتنی اس لکھنؤ کے غیر احمدی میں تھی۔ اس احمدی نے جو استقلال دکھایا وہ اور بھی قابل تعریف ہے۔ اس نے نکاح نہ کرنا منظور کیا مالی **نقصان** اور شماتت کو برداشت کیا مگر نہ گوارا کیا تو سلسلہ حقہ سے انکار جس کے لئے کہا جاتا تھا کہ تم مخفی طور پر کر دو۔ آہ! ہم ابھی سے اس قدر کمزوری کا اظہار کرنے لگے!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اشتہار باہمی ناطہ رشتہ کے لئے دیا تھا اور اس میں جن حدود کی پابندی ہم پر لازم کی تھی اگر ان کو **ترک کر دینگے** (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) تو یاد رکھو کہ احمدی جماعت سے تعلق نہیں رہ سکتا۔ غور کرو ان الفاظ پر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں لکھے ہیں:-

”چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے (الحمد للہ پہنچ گئی ہے ایڈیٹر) اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی **اتحاد** کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں **ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کرکے اس جماعت میں داخل نہوں**۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی **ضرورت** نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں **کافر** کہتے ہیں اور ہمارا نام دجال رکھتے ہیں یا خود تو نہیں مگر ایسے

صاحب آفیسر مدرسہ عالیہ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے استصواب سے ایسی تحریک کریں تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے کہ یہ تحریک بارور ہو۔ اور اگر ہر ایک انجمن اس مقصد کے لئے بالاوسط **دس روپیہ** ماہوار بھی دے تو ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار مستقل آمد مدرسہ احمدیہ کی صورت میں آسکتا ہے۔ مگر اسوقت یہ صرف تھیوری ہے **عملیات** میں اسی وقت آسکتی ہے کہ اسپر متواتر زور دیا جاوے۔ اور تحریک ہو۔

تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت الحمدللہ اچھی ہے۔ اور اب جبکہ فیس کا اضافہ ہوگیا ہے اور بھی بہتری کی اُمید ہے۔ اللھم زد فزد سرکاری امداد میں **طلباء** کی **تعداد** کو بھی بڑا دخل ہے احباب اگر اپنے بچوں کو یہاں بھیجیں تو **بیک کرشمہ دو کار** اس سے مدرسہ کی مالی حالت پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اور قوم کی دینی اور تعلیمی حالت پر بھی میں نے ایک سالانہ جلسہ پہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اگر ہر **احمدی** جو اپنے بچے کو تعلیم دینے کی استطاعت رکھتا ہے یہاں بھیجدے اور مدرسہ میں طلباء کی خوب کثرت ہو تو یہ مدرسہ بدون کسی مزید چندے کی خواہش کے اپنے خرچ سے چل سکتا ہے جسقدر طلباء کثرت سے ہونگے اُسیقدر مدرسہ کی آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ قوم اسپر توجہ کرے۔ رپوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک وہ کمی طلباء کی بھی پوری نہیں ہوئی جو امتحان سالانہ کے بعد ہوجایا کرتی ہے۔ چونکہ اس وقت سال کا شروع ہے اور بورڈنگ میں بھی گنجائش ہے احباب اپنے بچوں کو بھیجیں۔

(باقی آئندہ)

اعلان

بقاءداران مہربانی کرکے اپنے حساب صاف کریں ورنہ اخبار انکے نام بند کردیا جائیگا

(ایڈیٹر)

لیڈر یا امام

ایک عرصہ سے دیکھا جارہا ہے کہ اخبارات اور پبلک لیکچروں میں اس مضمون پر طبع آزمائی ہورہی ہے کہ ہمارا **لیڈر** کون ہے؟ ۔ اس سوال کی تہ میں جہانتک مینے غور کیا ہے صرف ایک ہی غرض ہے کہ بعض اُن لوگوں کو جو دینوی وجاہت۔ اعزاز اور اثر میں ترقی کرگئے ہیں دوسرے لوگ جو ابھی تک اس مقام پر نہیں پہنچے ۔ کسی ایک یا دوسرے پہلو سے گرائیں اور آپ آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ واِلّا اگر یہ مقصد اور غرض نہیں ہے تو اس **سوال** کو اس وقت چھیڑنے کی کچھ حاجت نہ تھی۔ اور جو لوگ مسلمانوں کی دینوی معاملات میں رہنمائی کررہے ہیں اپر حملہ نہ کیا جاتا۔ ان کے اخلاقی معائب بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ بہرحال اب جبکہ یہ سوال پیدا ہوگیا ہے تو میں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اسپر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

اس سے پہلے کہ یہ بتایا جاوے کہ ہمارا **لیڈر یا امام** کون ہے یا اس میں کیا **صفات** ہونی چاہئیں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ آیا فی الواقعہ کسی **لیڈر یا امام** کی **ضرورت** ہے بھی یا نہیں؟ اس میں شک نہیں کہ انسان بالطبع **آزادی** اور **حریت** کو پسند کرتا ہے اور جوں جوں اس کے خیالات میں **نشوونما** اور اس کی **دماغی** اور ذہنی قابلیتوں میں ایک بلند پروازی پیدا ہوتی جاتی ہے اسیقدر وہ **آزادی** کی قدر کرتا اور اپنے آپ کو مختلف بندشوں سے نکالنے کی فکر کرتا ہے۔ مگر جہاں اس کی فطرت میں آزادی ہے وہاں خود اس کے جسم میں ہی بعض قوتیں ایسی ہیں کہ وہ دوسروں پر حکومت کرتی ہیں۔ اور پھر انسانی سوسائٹی میں آکر ایک آزاد سے آزاد قوم بھی خواہ کیسی ہی قوت کے ساتھ یہ اعلان کرے کہ شخصی حکومت کی ضرورت نہیں بلکہ جمہوریت ہونی چاہئیے تو بھی اسے بالآخر ایک ہی شخص کے فرمان کے نیچے آنا پڑیگا۔

جن لوگوں نے فرانس کی جمہوریت کی تاریخ پڑھی ہے اور اس کے انقلاب کے واقعات ان کے سامنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ شاہی خاندان کو برباد کرنے والی قوم بجز اس کے نہ رہ سکی کہ اس **جمہوریت** میں بھی ایک پریسیڈنٹ کو منتخب کرے۔ اس **نظام ظاہری** سے فطرتی طور پر پتہ لگتا ہے کہ **فطرتی طور** پر ایک انسان کو ایک ہی شخص کے ماتحت آخر آنا پڑتا ہے۔ کیا کسی نے دیکھا ہے کہ کوئی **کمیٹی** کوئی **کونسل** کوئی **پارلیمنٹ** ایسی ہے جس میں **صدر مجلس** نہو۔ یہانتک کہ کوئی گھر اس بات سے خالی نہیں جس کے انتظام کے لئے سارے کنبہ کو ایک **ذی اقتدار شخص** کے ماتحت ہوکر چلنا نہ پڑے۔ اور وہ مختلف طبعیتیں۔ مختلف مذاق اور جذبات کے ممبران **خاندان** کو ایک **نظام** کے نیچے چلاتا ہے۔ پس جبکہ یہ ایک **فطرتی** اور **طبعی امر** ہے تو ایسی صورت میں انسان اس سے الگ نہیں ہوسکتا دُنیا میں دو قسم کے نظام ہیں ایک **جسمانی** اور دوسرے روحانی اور ان دونوں سلسلوں کیلئے ایسے لوگوں کی حاجت ہوتی ہے جو قوم کو ایک مرکز پر جمع رکھیں۔ یہ **شخص** جو ان مختلف خیالات وجذبات کو ایک مرکز پر جمع کرکے قوم کو ایک **فرد واحد** کی شکل میں لاتا ہے اور اُس کو اپنے اشارے کے نیچے چلاتا ہے آجکل کی **ولایتی اصطلاح** میں **لیڈر** کہلاتا ہے اور ہماری **مذہبی** اور روحانی اصطلاح میں اس کا نام **امام** رکھا جاتا ہے اور قرآن مجید میں اس کو **خلیفہ** کے نام سے بھی نامزد کیا گیا ہے **نظام تمدن** کے شیرازہ کا دھاگہ یہی پاک وجود ہوتا ہے۔ اسلام نے ضرورت امام

لوگوں کے تابع ہیں۔ یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جبتک پاکی اور سچائی کے لیے بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں نہیں۔"

اس اشتہار پر غور کرو فماذا بعد الحق الا الضلال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار اور اعلان کے خلاف کر کے غیر احمدی کو لڑکی دینا ایک احمدی کی شان سے بعید ہے اور یہ نہایت بُری نظیر ہے جو قائم کی گئی ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اسکو کوئی احمدی پسند کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انتظام جماعت میں اتحاد اور سلسلہ کی عظمت کو قائم کرنے کے لیے اور سچا خلاص پیدا کرنے کے واسطے رکھا تھا جسکو افسوس ہے اس طرح توڑا گیا ہے۔

پس دوسرے احمدی بھائی محتاط رہیں اور وہ اس غلطی کا ارتکاب کبھی نہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگیں کہ وہ اس ابتلا کے نیچے آویں۔ حضرت خلیفۃ المسیح جب نکاح کے خطبہ پڑھا کرتے ہیں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا ضرور تکرار کیا کرتے ہیں کہ اکثر لوگ شادی کرتے ہیں ان کے اغراض حسن و جمال یا اعلیٰ خاندان یا مال و دولت ہوتی ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ محض تقویٰ اور دین کے لئے شادی کرے۔ حقیقت میں تقویٰ اللہ بجائے خود ایک ایسا وصف ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا وصف مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک دولتمند ممکن ہے شادی کے بعد مفلس ہوجاوے۔ اور ایسا ہی دوسرے امور جو ملحوظ تھے وہ کسی ایک دوسری وجہ سے قائم نہ رہیں مگر تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر یہ جڑ رہے سب کچھ رہا ہے

بہرحال ہماری قوم کو حضرت امامؑ کی بتائی ہوئی حدبندیوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ایسا نہو کہ شیطان کسی ایک یا دوسرے راستے سے انکو بہکائے۔ میرا کام ایک بھولی ہوئی بات کو یاد دلانا ہے۔ اور بس

زکوٰۃ مد زکوٰۃ کے آمد و خرچ میں اپریل سنہ ۱۹۱۲ء میں ترقی ہوئی للہ الحمد۔ اس صیغہ میں آئندہ اخراجات میں سکرٹری صاحب کمی کی اُمید دلاتے ہیں۔ میری آرزو یہ ہے کہ اس مد کی بھی آمدنی بڑھے اور اخراجات بھی۔ ہاں خدا کے فضل سے اس وقت تک بھی ہم اُمیدوار ہیں کہ زکوٰۃ کا بہت سا روپیہ جمع ہو اور اُس کا لینے والا کوئی نہ ملے مد زکوٰۃ سے بہت کام اس وقت نکل رہے ہیں۔ یہی تو قومی فنڈ ہے۔ اگر اس مد کی آمدنی زیادہ ہو تو مسلمانوں کے لیے بہت کچھ ہو سکتا ہے زکوٰۃ اور صدقات خصوصیت سے امام کے ہاتھ میں جانے چاہیئں۔ احادیث سے یہی ثابت ہے۔ اور قرآن کریم بھی اسی پر اشارہ کرتا ہے۔ جو لوگ بطور خود زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں ان کا فرض یہی ہے کہ وہ یہاں بھیجیں اور اسباب کو کبھی نہ بھولیں۔

مساکین اس فنڈ میں ماہ گذشتہ میں آمدنی کم ہوئی ہے مدرسہ احمدیہ۔ تعلیم السلام اور شاخ صنعتی میں اسی وجہ سے وظائف کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ افسوسناک امر ہے۔ قومی توجہ بکار ہے۔

اشاعت اسلام اشاعت اسلام کی آمدنی ماہ گذشتہ میں کمی اور خرچ میں بیشی ہوئی ہے۔ جس میں پانچسو روپیہ ٹیچنگ آف اسلام کی ایک ہزار کاپی کی جلد بندی کا ہے۔ یہ رقم ایک پہلو سے تجارتی رنگ رکھتی ہے۔ انگریزی اور اُردو میگزین کی اشاعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر تفسیر میں کمی ہے۔ اور اس کی وجہ اس کی بروقت اشاعت کا نہونا ہے۔ خواہ اس کے اسباب کچھ بھی ہوں مگر احمدی قوم قرآن کریم سے محبت رکھنے والی قوم کے لئے یہ عار ہے کہ وہ تفسیر قرآن کی خریداری میں بیدل ہو رہی ہے۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب تفسیر کے لئے جو محنت کر رہے ہیں اس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سفر میں جہاں اُنھیں چند منٹ بھی ملتے وہ اس کام میں لگ جاتے۔ اگر تفسیر اسطرح شائع نہیں ہو سکتی۔ تو بہتر ہے کہ جس طرح ایڈیٹر الحکم پارہ پارہ شائع کر رہا ہے تفسیر سروری بھی پارہ پارہ شائع ہو بہرحال اس کی اشاعت ضروری چیز ہے اور قوم کو اس کی قدر کرنی چاہیئے خود قرآن مجید نجماً نجماً نازل ہوا۔ اور ۲۳ برس کے زمانہ تک اُترتا رہا۔ تفسیر کے لیئے اس قدر اضطراب اور بیدلی کیوں ہو۔

مدرسہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روح اور جان ہے۔ اس کے لیے جسقدر توجہ ہو تھوڑی ہے۔ مدرسہ کی مالی حالت ابھی تک کمزور ہے جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر اس یادگار احمد کے لئے معقول وعدے کئے تھے وہ توجہ فرماویں۔ اور مدرسہ کو زیادہ زیر باری سے نجات دلانے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔ کہ ایسے لوگ اپنے بچوں کو بھیجیں جو اس کے اخراجات خود ادا کریں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری انجمنیں جن کی تعداد سال گذشتہ کی رپورٹ کے موافق ۱۴۷ ہے کم از کم ایک ایک دو دو لڑکوں کے کل اخراجات اپنے ذمہ لیں۔ ان اخراجات میں ان کے تعلیمی اخراجات بھی شامل کر لیئے جاویں۔ خود جناب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

پہنچتی ہے وہیں سننے والوں کو زمین پر بٹھا دیتی ہے۔ ایک جھگڑا ہوتا ہے مخالف قوتیں پورے جوش اور ہیجان میں ہیں گروہ کہتا ہے **الی اجعلها علیتر دی انا نسکم** اور اسے **نار حرب** پر ہوا پانی چھڑکتا ہے۔ یہ تھی وہ قوت اور طاقت جو ایک لیڈر کے اندر ہونی چاہیئے۔ اور یہ ہو نہیں سکتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے بھیجا ہوا اس غرض کے لئے اس زمانہ میں جسکو مبعوث کیا ہے اور وہ حضرت مرزا **غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام** کا پاک وجود ہے۔ وہ اپنا کام کر کے دنیا سے مرفوع ہو چکا ہے۔ مگر چونکہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے وحدۃ کو قائم اور زندہ رکھنے کے لئے قائم کیا ہے اس لئے اس نے خود اپنے فضل سے نہ کسی انسانی طاقت اور انتخاب رائے سے ایک شخص کو اسکو **قائم مقام** کھڑا کر دیا۔ اسی طریق پر جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کھڑا کر دیا تھا۔ اس میں یہ قوت پائی جاتی ہے کہ وہ مختلف خیالات کے لوگوں کو ایک مرکز پر قائم رکھتے۔ چنانچہ اس کا نمونہ موجود ہے یہ کہنا کہ ہم لوگوں میں اختلاف رائے نہیں ہوتا ایک قسم کا فضول تکلف اور نمائش ہے۔ اور اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ہم فطرتی جذبات کو گویا مٹا دیتے ہیں۔ اختلاف ہوتا ہے مگر وہ اختلاف ایسا نہیں کہ مٹ نہ سکے۔ جب امام کا حکم اس اختلاف کے متعلق صادر ہوتا ہے ہر دو فریق اپنی اپنی جگہ امن سے بیٹھ جاتے ہیں۔

اس سے پایا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ **ربانی سلسلہ** ہے اور اللہ تعالیٰ خود اس کا حافظ و ناصر ہے۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں میں جب اختلاف ہوتا ہے تو پھر وہ ایسے گندے اور ناپاک نتائج پر جا کر ختم ہوتا ہے کہ اس کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ پس مسلمانوں کو ایک امام کی ضرورت ہے اور وہ بغیر اس کے **ایک مرکز وحدۃ** پر جمع نہیں ہو سکتے۔ اور وہ امام دینی امام ہو سکتا ہے کیونکہ دنیوی معاملات میں اختلاف رائے کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ابھی پچھلے دنوں تعلیم جبریہ کے متعلق مسلمانوں میں **جدو جہد تھی**۔ وہ لوگ جو زیادہ **دور اندیش** اور مدبر تھے وہ تعلیم جبری کے قانون کو قوم کے لئے مضر بتاتے تھے بالمقابل ایک اور گروہ پیدا ہوا کہ جس نے **جبریہ تعلیم** کے مخالفوں کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا کہ ان کو دامن چھوڑانا مشکل ہو گیا لیکن اگر یہ دونوں ایک امام کے ماتحت ہوتے۔ اور اس کے سامنے یہ اختلاف آتا تو وہ جس فریق کے خیالات کو صحیح سمجھتا اس کے حق میں فیصلہ دیتا۔ اور دوسرا **فریق** وہیں خاموش ہو جاتا۔ مگر اب ان **لیڈران قوم** کی پارٹیاں اپنے اپنے خیال کی تائید میں ہر قسم کی کوشش کر رہی ہیں اس سے غرض **قومی مفاد** اور **اخلاص** قطعاً نہیں بلکہ **پاسداری سخن** ہے۔ ایسی حالت میں کیا یہ توقع ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کو اس قسم کے لیڈروں سے کوئی فائدہ پہنچے۔ ہاں یہ ضروری امر ہے کہ جب مسلمان ایک امام کے ساتھ تعلق رکھیں اور اس کے فیصلوں کو **ناطق** قرار دیں تو ایک **مجلس شوریٰ** بھی ضروری ہے۔ جس میں قوم کے **اہل الرائے** اور **تجربہ کار** لوگ مل کر معاملات پیش آمدہ پر غور کریں اور ان معاملات میں اس رائے کو تفوق ہو جو قرآن کریم کے ارشاد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے ماتحت ہو۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے جب تک یہ نہیں ہو گا **فلاح** کی امید کم ہے۔

اور اب یہ حالت ہے کہ قومی مجلسوں کو جو اتحاد کے لئے بنائی گئی ہیں اور قوم کی صحیح اور اصلی رائے کے موازنہ کا پیمانہ سمجھی گئی ہیں۔ اتحاد کے **خلاف** استعمال کیا جاتا ہے۔ اور وہ بجائے **مجالس شوریٰ** کے دھڑہ بندی کے اڈے اور **جتھے** ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ **امام** کے ساتھ تعلق نہیں ✦

ریمارک

چودھویں صدی راولپنڈی

راولپنڈی کے مشہور اور قابل قدر پرچہ چودھویں صدی کا مکرر اجرا اسلامی پریس میں ایک مفید اضافہ ہے۔ **قاضی سراج الدین صاحب** ایک تجربہ کار اور مشہور اخبار نویس ہیں۔ اس وقت جبکہ بعض اسلامی جرائد مسلمانوں کو پولیٹیکل معاملات میں غلط راستہ پر لیجا رہے تھے چودھویں صدی کا اجرا عین ضرورت کے موافق ہوا ہے چودھویں صدی نے برٹش گورنمنٹ کے متعلق مسلمانوں کو جس پولیٹیکل عقیدہ کی طرف رہنمائی کی ہے وہ قابل قدر ہے مجھکو چودھویں صدی کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس کے ایڈیٹر کا نام اخبار کی **عمدگی** کی بہترین ضمانت ہے۔ چودھویں صدی ہمیشہ **عمدہ** کاغذ پر خوشخط شائع ہوا کرتا ہے اور اس مرتبہ بھی وہی پہلی شان اس میں موجود ہے۔ البتہ قیمت میں بہت کمی کر دی ہے یعنی صرف ۴ روپیہ سالانہ۔ خدا کرے کہ چودھویں صدی کا یہ اجرا مستقل ہو۔ آمین

لغات جدیدہ

ان چار ہزار الفاظ کی تشریح و تحقیق ہے جو آجکل کی عربی زبان میں مستعمل ہوتے ہیں یہ لغات مولوی سید سلیمان صاحب ماڈرن عربک پروفیسر دار العلوم ندوۃ نے تیار کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کے متعلق انھوں نے بڑی محنت اور توجہ سے کام لیا ہے مولوی سید سلیمان صاحب کی یہ خدمت عربی زبان کی بیش قرار خدمت ہے۔ آجکل کے عربی جرائد اور رسالجات اور جدید تالیفات کے مطالعہ میں یہ اکیلی کتاب ہے جو مدد دیسکتی ہے۔ یہ کتاب ہر ایسے شخص کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے جو **عربی زبان** سے کچھ بھی محبت رکھتا ہے۔ افسوس ہے کتاب پر کوئی قیمت نہیں لکھی ہوئی ہے میری رائے میں جس قیمت پر بھی یہ کتاب بیچا دی سستی ہے۔ میں مولوی سلیمان صاحب کو اس تالیف پر مبارکباد دیتا ہوں

دروس الادب

مولوی سید سلیمان صاحب نے ایک اور قابل قدر کام کیا ہے۔ انھوں نے عربی زبان کے نصاب کے لئے دروس الادب کے سلسلہ میں دو حصے شائع کئے ہیں جو ابتدائی عربی تعلیم کے لئے نہایت مفید ہیں یہ رسالہ اسلامی مدارس میں اگر ادب کے ابتدائی نصاب میں داخل کئے جاویں تو نہایت عمدہ ہیں اس قسم کے رسالجات کی قدر کرنا گویا عربی زبان کی اشاعت و ترویج کے علاوہ ایسے مصنفین کی حوصلہ افزائی ہے۔ ان رسالوں کی قیمت بھی درج نہیں غالباً چند آنے ہوگی میں سپارش کرتا ہوں کہ ہمارے دوست ان رسائل کو خرید ✦

کو ایسا واضح کیا ہے کہ ہر **نماز** میں ایک **امام** کا ہونا ضروری قرار دیا۔ اور ہر تین آدمیوں پر جو سفر کریں کم از کم ایک **امیر** کا ہونا لازمی رکھا۔ مگر امتداد زمانہ سے جہاں مسلمانوں کی دوسری خوبیاں اور کمالات جاتے رہے یہ رنگ بھی نہ رہا۔ اور کوئی وجود ایسا نہ رہا جو بڑھنے والے اختلافات کو مٹا دے اور قوم کے **جذبات** کو ایک مرکز پر رکھے۔ میری غرض اس مضمون میں **امام** یا **لیڈر** سے وہ شخص مراد نہیں ہوگا جو صرف نماز میں آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھا دیتا ہے۔ اور نہ **امام** سے مراد وہ شخص ہے جو کسی خاص **فن** یا علم میں اعلیٰ درجہ کی **اجتہادی** قابلیت رکھتا ہو۔ بلکہ میری غرض اس جگہ اس امام سے ہے جو قوم کے **شیرازہ** کو قائم رکھ سکے۔ یا کم از کم قوم کو ایک نیک مقصد کی طرف رہنمائی کر سکے اس مضمون کے مختلف حصے اور شعبے ہو سکتے ہیں۔ مگر مجھے زیادہ تفصیل میں جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کی اپنی حکومت تھی اور اس وقت **حکومت** مذہبی حکومت تھی یعنی وہی لوگ حکمران تھے جو **دینی امور** میں بھی قوم کے **لیڈر** یا رہنما اور **امام** تھے یہ وہ زمانہ ہے جسکو **خلافت راشدہ** کا زمانہ کہتے ہیں۔ اور **عصر سعادت** بھی اس کا نام رکھا گیا ہے۔ تمام فیصلے شریعت کے حکم کے نیچے ہوتے تھے حکومت شریعت کے تابع تھی اور باوجود اس کے **حریت** اور **آزادی** کا یہ عالم تھا کہ ایک بڑھیا عورت بھی **خلیفہ** یا **امام** کے سامنے جرأت کے ساتھ اپنے مطالبات پیش کر سکتی۔ اور اپنے **شرعی** استدلال بطور حجت بیان کرتی۔ اور وہ **خلیفہ** یا **امام** پورے صبر و سکون کے ساتھ اور بڑے حوصلہ اور شرح صدر سے اس کے مطالبات کو سنتا اور اگر اپنی غلطی پاتا تو بلا کسی قسم کی ندامت یا خفت کے ادنیٰ احساس یا خیال کے اسے تسلیم کر لیتا۔ یہ عہد سعادت تمام خوبیوں کا جامع تھا۔ پھر جس جس قدر یہ زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتا گیا اسیقدر **حکومت** اور **شریعت** کی دو جدا جدا شاخیں ہوتی چلی گئیں۔ یہانتک کہ **خلافت** کا مفہوم صرف ایک **سلطان** یا **حکمران** تک محدود ہو گیا وہ اپنی قہری حکومت سے تمام قوم کو ایک مرکز پر جمع رکھتا اور وحدت **ارادی** کی دوسری صورت تبدیل ہو گئی۔ تاہم **وحدت** کی روح رہی۔ اس حالت میں بھی شریعت کے احکام کو عزت دیجاتی مگر پھر اس حالت میں بھی تغیر ہونا شروع ہوا اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں نہ وہ قہری **وحدۃ** رہی اور نہ **ارادی وحدۃ** وہ ایک منتشر جماعت کی شکل میں رہے اور **وحدۃ** کی مختلف صورتیں ان میں قائم ہوئیں۔

کوئی دینی سلسلہ قائم ہوا کچھ لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کوئی طوائف الملوکی کے سلسلہ میں نکل گئے۔ غرض وہ **فطرتی** اور **طبعی** جذبہ ضرورۃ امام کا کسی نہ کسی رنگ میں چلا آیا۔ پھر اس سے بھی آگے نکل کر مسلمان اپنی حکومتوں کو کھو کر دوسروں کے رعایا بنے اور دوسری قوموں کے ساتھ مل کر انھیں رہنا پڑا۔ اور اپنی ضروریات میں وہ ہمسایہ قوموں سے مقابلہ کرنے کے نتائج ہوئے۔ یہ وہ حالت ہے جس میں ہم اب ہیں۔

اب مسلمانوں کے اندر وہ **طبعی جذبہ** تو ہے کہ بجز ایک لیڈر یا رہنما یا **امام** کے ہمارا کام نہیں چل سکتا مگر وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہمارا **لیڈر** وہ شخص ہے جسکو ہم منتخب کریں۔ یا ہماری فلاں اغراض کو پورا کرنیوالا ہو۔ مختلف **مذاق** مختلف اغراض کے لوگوں کا ایک نقطہ پر جمع ہونا یا ایک **وجود** کو اپنا **امام** بنا لینا آسان امر نہیں ایسا **امام** اگر اپنے منتخب کرنے والوں کے منشا کے ماتحت کام نہ کرے تو اسپر ہر طرف سے ملامت کی بوچھاڑ ہوتی ہے اور ایک میونسپلٹی کے ممبر کی طرح اپنے انتخاب کے موقع پر اسکو ہر کس و ناکس کی خوشامد اور دلجوئی کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایسے لیڈروں سے جو ہم نے آپ بنائے ہیں کام چل سکتا ہے تو پھر یاد رکھو کہ یہ قوم اگر آج نہیں تو کل ضرور ڈوبیگی اسی طریق نے آج **امام** یا **لیڈر** کے لفظ پر ایک جنگ و جدل برپا کر رکھا ہے۔ لاہور کے اسلامی پرچوں کی جنگ و جدل کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا کہ ہندو قوم کے **لیڈر** اگر اخباروں نے ہندو کانفرنس کی صدارت کے متعلق بڑے بڑے قابل اور شریف بزرگان قوم کی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں۔ اور جو لوگ چند روز پیشتر مسلمان لیڈروں کا تماشہ دیکھ رہے تھے وہ خود اسی میدان میں تماشا بن کر اُتر آئے۔

جبکہ لیڈروں کی حالت ایسی ہو تو قابل غور امر یہ ہے کہ ہمارا **لیڈر پھر کون ہو**۔ کیا کوئی ایسا شخص جو قومی اور شخصی انتخاب کا نتیجہ ہو یا وہ جسکو اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے خود مبعوث کرے؟ قومی اور شخصی انتخاب کا نتیجہ کبھی سود مند نہیں ہوا یہ وہی انتخاب ہے جو دستوری حکومتیں کرتی ہیں ان کے نتائج کیا نکل رہے ہیں۔ تاریخ کے خونی ورق اس کے گواہ ہیں اس لئے مجھے اسپر زیادہ بحث کی حاجت نہیں ہے۔

قرآن مجید نے **نظام اتحاد** کے لئے یہی قرار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کسی پاک وجود میں وہ قوت بناتا ہے جو مختلف خیالات اور مختلف طبقات کے لوگوں بدون کسی قہری طاقت کے ایک مرکز پر جمع کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کیا قوت تھی جس نے عرب جیسی جنگجو اور اکھڑ قوم میں وہ **اتحاد** پیدا کیا جس کی نظیر دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ ایک مسجد میں کھڑا ہوا حکم دیتا ہے کہ بیٹھ جاؤ اس کے اس حکم میں کیا قوت اور تاثیر ہے کہ جہاں جہاں یہ آواز

مختلف مضامین ہونگے۔ وباللہ التوفیق یہ گو لائف کا ایک جزو ہو سکتا ہے۔ مگر در اصل یہ اس تاریخ کا ایک جزو ہوگا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ ہے اب میں کسی لمبی تمہید کے بغیر خاتمہ کا اعلان اور صاحبزادہ کی رائے کتاب عسل مصفیٰ پر شائع کر دیتا ہوں ٭ ایڈیٹر

حضرت امیر المومنین سیدنا مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری

چونکہ ایک خاص ضرورت نے مجھکو اس اعلان کی تحریک کی ہے۔ لہذا بلا کسی تمہید کے مختصر اور صاف صاف لفظوں میں برادران ملت کی خدمت میں التماس ہے کہ جنوری سنہ حال سے میں اس کوشش میں لگا کہ حضور امیر علیہ السلام کی سوانحعمری کسیطرح جلد شائع ہو۔ یہ خیال میرے دل میں پوری طاقت کے ساتھ اس وجہ سے پیدا ہوا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے موجودہ امام کی لائف نہ صرف ہم لوگوں کے لئے ہی اکسیر ہدایت اور کیمیائے سعادت سے بڑھکر ہے بلکہ دوسروں کے لئے تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ میں نے اول پندرہ روزے رکھے اور روزانہ دعا کرتا رہا۔ اس کے بعد میں نے اپنی چھ سالی کی درس کی کاپیاں اور نوٹ بکیں نکال کر مطالعہ کیں تو اُن میں حضور رضی اللہ عنہ کی لائف کے متعلق بڑی کثرت سے جواہرات کے خزائن موجود پائے (جو احباب میری قادیانی زندگی سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مجھکو ابتدا ہی سے حضور رضی اللہ عنہ کی ایک ایک بات کے محفوظ کر لینے کا کسقدر شوق ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کی خاص تعلیمات اور مذہب و اعتقاد و اقوال و تجارب علمی نکات اور لطائف علیحدہ علیحدہ نکالے پھر آپ کی مصنفہ کتابوں۔ خطبوں۔ اور مفصل لیکچروں سے جو طبع ہو چکے ہیں آپ کے اقوال علیحدہ جمع کئے) یہیں تک کام ہونے پایا تھا کہ مخدومی مفتی فضل الرحمن صاحب نے مجھ کو وہ اصل مسودہ دیا جو کہ حکیم فیروز الدین صاحب لاہوری کی فرمائش سے حضور نے اپنی طبی سوانح عمری کے متعلق خود لکھوایا تھا اور شاید سنہ ۱۹۱۰ء کے الحکم میں بھی شائع ہوا ہے میں نے اس مسودہ کو بھی اپنی کتاب میں شامل کرنے کا قصد کیا۔ لیکن معاً میرے دل میں خیال آیا کہ اگر حضور رضی اللہ عنہ اسی طرح اپنی ساری سوانح عمری خود ہی لکھوا دیں تو اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن حضور کے اشغال کی کثرت ایک طرف ڈراتی تھی۔ دوسری طرف یہ خیال اور بھی مایوس کرنے والا تھا کہ بہت سے لوگوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے اور بعض نے کوششیں بھی کی ہیں کہ حضور اپنی سوانح عمری لکھیں۔ لیکن اب تک کوئی کامیاب نہیں ہو سکا تو کس شمار و قطار میں ہے۔ لیکن الحمد للہ مجھ کو دعاؤں پر اعتماد ہے اس نے مجھ کو مایوس نہیں ہونے دیا۔ میں نے پھر بڑے جوش کے ساتھ راتوں کو اٹھکر دعائیں کرنا شروع کیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے جب ڈرتے ڈرتے عرض کیا تو آپ نے منظور فرما لیا۔ اور اب آخر ماہ فروری سے لیکر اب تک یہ دستور رہا کہ جس دن کوئی خاص سبب مانع نہ ہو تو میں روزانہ پنسل اور کاغذ لیکر خدمت میں حاضر ہوتا ہوں آپ مجھ کو کبھی پانچ چھ کبھی سات آٹھ ورق لکھوا دیتے ہیں۔ میں اپنے مقام پر پہنچکر شام تک یا رات کے پچھلے حصہ تک اُسکو صاف کر لیتا ہوں۔ اسطرح حضور کی خود لکھوائی ہوئی سوانح عمری ایک مفصل و مبسوط کتاب بنگئی ہے۔ زمانہ پیدائش سے لیکر ایام طفولیت لاہور رامپور۔ لکھنؤ۔ بھوپال۔ بمبئی۔ عدن۔ جدہ و مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ بھیرہ کشمیر وغیرہ کے تمام حالات آجتک تحریر ہو چکے ہیں اور اب انشاء اللہ تعالیٰ چند ہی روز میں قادیان تک پہنچنے کی اُمید ہے۔ چونکہ میں روز کے روز صاف کر لیتا ہوں اور حضور نے ترتیب اور عبارت کی چستی و درستی کو خود خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے (جس کا مفصل بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دیباچہ میں بیان کرونگا۔ اس لئے کتاب قریباً تیار ہے اور اب عزم یہ ہے کہ حضور کی ہی خود لکھوائی ہوئی سوانح عمری کو ایک مستقل کتاب کی حیثیت سے شائع کر دیا جائے۔ جس میں ایک دیباچہ اور خاتمہ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ باقی وہ مصالحہ جو میں نے اپنی نوٹ بکوں اور حضور کی کتابوں اور مطبوعہ لیکچروں سے جمع کیا ہے اس کے بعد دوسرے حصہ کی شکل میں شائع ہو۔ یا حضرت شیخصاحب کی حیات النور کے کام آئے۔ (یہ یاد رہے کہ حیات النور ایک دوسری قسم کی چیز ہے۔ اور اُس کی ضرورت بدستور باقی رہیگی) میری خواہش ہے کہ حضور کی یہ سوانح عمری اعلیٰ سے اعلیٰ کاغذ اور اعلیٰ سے اعلیٰ لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع ہو۔ اور قیمت بھی اس کی صرف اس قدر ہو جو لاگت کے قریب قریب ہو تاکہ کتاب کی اشاعت میں روک واقعہ نہو۔ میرا ارادہ ہے کہ یہ کتاب آگرہ یا کانپور میں چھپوائی جاوے۔ چنانچہ خط و کتابت شروع کرتا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کی ذات سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ اُس نے اس وقت تک جسطرح میری مدد فرمائی ہے آئندہ بھی مجھکو بے نصیب نہ رکھیگا۔ اور یہ کام چونکہ اُسی کی رضامندی کے لئے کیا ہے اس لئے مجھ کو یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں ضرور کامیاب ہو جاؤنگا۔ دُنیا چونکہ عالم اسباب ہے لہذا گذارش ہے کہ سردست میرے پاس روپیہ موجود نہیں اور کتاب کی اشاعت کے لئے اگر صرف پانچسو چھپوائی جائیں تین سو سے چار سو روپیہ تک کا تخمینہ ہے۔ کتاب کی قیمت جو لاگت کے قریب قریب ہوگی ایک روپیہ سے ضرور زیادہ ہوگی۔ احباب سے صرف اس امداد کا خواہاں ہوں کہ وہ ایک ایک روپیہ پیشگی قیمت کتاب کا بھیجدیں۔ کتاب چھپنے پر پیشگی قیمت دینے والوں کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور رعایت دیجاویگی۔ یعنی اگر سوا روپیہ تک کتاب کی قیمت ہوئی تو اسے ایک روپیہ میں بھیجدیجاویگی۔ اسطرح پیشگی قیمت مانگنے کی رسم کچھ معیوب ہی سمجھی جاتی ہے اور میں اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوں لیکن دوستوں سے فرمائش کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے ضرور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اس کام میں ضرور سرخرو کرے۔ اور کسیکو مجھسے شکایت کا موقع نہو۔ آمین میرے بعض

نئی کتابوں کی تحریکیں

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں دو کتابوں کے متعلق دو اشتہاروں کو شائع کردوں۔ ایک تو خود مولف کتاب نے برنگ اشتہار بھیجا ہے۔ دوسرے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مدفیوضہم کی رائے ہے۔ پہلا اشتہار حضرت **خلیفۃ المسیح** مدظلہ العالی کی سوانحعمری کا ہے اور دوسری رائے کتاب **عسل مصفیٰ** کے متعلق ہے۔

عسل مصفیٰ میرے مکرم بھائی مرزا خدا بخش صاحب کی تصنیف ہے۔ اور یہ کتاب سلسلہ کے لئے جسقدر مفید ثابت ہوئی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ تمام بزرگان قوم اور عام افراد ملت نے اسکو پسند کیا اور مصنف کو مجبور کیا کہ وہ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کریں۔ مصنف نے نہایت کوشش اور محنت سے اس کی ترمیم اور اصلاح [illegible] یہ نئی کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب بدون پیشگی قیمت وصول ہونے کے چھپنی مشکل ہے اس لئے **احباب** اس کے لئے **پیشگی** روپیہ مرزا خدا بخش صاحب کے نام روانہ کریں۔ کہ یہ مفید اور ضروری کتاب جلد چھپ جاوے۔

دوسری کتاب حضرت **خلیفۃ المسیح** کی لائف ہے۔ زیادہ صاف الفاظ جیسا کہ کتاب کے مولف میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب اس کی ترتیب کے متعلق اعلان کرتے ہیں وہ ایک **آٹو بایوگرافی** ہے کتاب کی نوعیت کے متعلق مولف نے اپنے اعلان میں کھول کر لکھ دیا ہے مجھے اسپر کچھ اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اس قدر مجھے کہنا چاہیئے کہ مینے حضرت **خلیفۃ المسیح** کی ایک **لائف** لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اور **حیات نور** کے نام سے وہ الحکم میں چھپنی شروع ہوئی مگر بعض خاص اسباب کے ماتحت اسکو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کرنیکا عزم کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً **حیات نور** کے اوراق الحکم میں شائع کئے گئے۔ جنکے شائع ہونے پر الحکم کے ناظرین نے نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔ لیکن میں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ ایسے خطوط کو الحکم میں درج کروں۔ جو ایڈیٹر کی شخصیت یا اس کی کسی تالیف کے متعلق تعریفی پہلو لئے ہوئے ہوں بہت ہی کم کبھی کوئی خط خاص حالات کے ماتحت شائع کیا گیا ہے۔ اگر کبھی ایسا ہوا ہے۔ بہرحال **حیات نور** کی تالیف و ترتیب کوئی ایسا کام نہ تھا اور نہ ہے کہ اسے بعجلت کیا جا سکتا۔ اسی اثناء میں جبکہ میں اس کے متعلق اعلان کر رہا تھا میرے مکرم بھائی خانصاحب محمد اکبر شاہ خانصاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانحعمری کا اعلان کیا۔ جو بدر کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اب کسی قدر ترمیم کے ساتھ الحکم میں دیا جاتا ہے کہ میں طاقتوں کے تصادم کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے پہلے جب الہامات مرزا کے جواب کے لئے مینے اعلان کیا تو اس کے بعد بعض دوستوں نے اعلان کیا کہ ہم الہامات مرزا کا جواب لکھتے ہیں تب مینے مناسب سمجھا کہ وہ الہامات کا جواب لکھیں اور میں خاموش رہا۔ لیکن آخر کئی سالوں کے بعد پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ہی موقعہ دیا کہ میں اس کا جواب شائع کرسکوں۔ اسیطرح اب جبکہ میرے مکرم بھائی خانصاحب محمد اکبر شاہ خانصاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانحعمری کے شائع کرنے کا اعلان کرتے ہیں غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ **حیات نور** کے لئے آئندہ کوئی تحریک کروں اسوقت تک جب اللہ تعالیٰ پھر اس کی ضرورت پیدا کرے اور مجھے توفیق دے۔ میں اپنی تحریک کی یہ بھی **کامیابی** اور اس کا پھل سمجھتا ہوں کہ یہ محسوس کر لیا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی **لائف لکھنی** ضروری ہے۔ میری گذشتہ تحریک پر ۴۰ دوستوں نے پانچ پانچ روپیہ مجھے اس کام کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہے اور باقی ۶۰ کی تعداد کا پورا ہونا میں خدا کے فضل سے یقینی سمجھتا تھا۔ لیکن اب جبکہ اس کام کو ایک عرصہ تک یا بالکل (جیسا مشیت ایزدی میں ہوگا) چھوڑتا ہوں۔ میں ان چالیس دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسیطرح پر انھیں نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اور میرے دوسرے دوست مجھے مجبور کرینگے کہ میں اس **حیات نور** کو جس کے اوراق وہ الحکم میں دیکھ چکے ہیں شائع کردوں مگر میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ خانصاحب نے جو نہایت محنت اور اخلاص سے کام کیا ہے وہ احمدی پبلک میں آ جاوے اور جب وہ میری ایک محسوس کردہ ضرورت کو پورا کرکے میرا ہاتھ بٹاتے ہیں تو مجھے خوش ہونا چاہئے اس لئے میں ان کے اعلان کو نہایت خوشی سے شائع کرتا ہوں۔ خانصاحب میرے خاص دوستوں میں سے ایک ہیں جنکو میرے ساتھ مخلصانہ محبت اور وفادارانہ اخوت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے انھیں ایک عشق ہے۔ اگر عشق کہنا جائز ہو۔ پس ایک **عاشق** اپنے معشوق کو جس رنگ میں دیکھتا ہے وہ عیاں ہے۔

اس لحاظ سے بھی میں چاہتا ہوں کہ وہ کتاب کی اشاعت کے لئے خانصاحب کی مدد کریں۔ ایڈیٹر الحکم کے اپنے پروگرام تالیفات میں **مشاہیر سلسلہ** کی لائفوں کا سلسلہ داخل ہے اور الحکم کے ناظرین اس سے خوب واقف ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے [illegible] خداداد فضل پر شکرگذار ہوں۔ کہ اس نے قلوب میں یہ بات ڈالدی ہے کہ الحکم کا **ایڈیٹر** ایسی تالیفات کا **اہل** ہے۔ اس لئے میں **حیات نور** کے کام کو بالفعل بند کرکے اس کے حصص کو وقتاً فوقتاً الحکم میں انشاء اللہ شائع کرتا رہونگا اور اپنی تالیفات کے سلسلہ میں سفرنامہ کے بعد انشاء اللہ العزیز **سیدنا نور الدین کی خلافت کے چار برس** نام ایک مختصر رسالہ شائع کرونگا۔ جس میں انشاء اللہ بعض نہایت

کا کیا مقام ہو سکتا ہے کہ ہمارے شدید بلکہ اشد مخالف بھی سیدنا المہدی کی بیان کی ہوئی صداقتوں پر آہستہ آہستہ ایمان لا رہے ہیں۔ اور اسی راہ پر چلنے میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔ جو چودھویں صدی کے بے نظیر مصلح نذیر نے سمجھائی۔ بشرطیکہ یہ سب کچھ اخلاص سے بغیر کسی خوف ظاہری و مشکل پیش آمدہ کے ہو۔

گوجرانوالہ کا تاجر چرم سنبھل جائے

از الحکم

الحکم میں اس سے پہلے اشارةً ات بیان ہو چکی ہے کہ بلا اظہار نام اکثر لوگ حضرت مسیح موعود و خلیفة المسیح کی تحریروں کی نقل دوسرے اخباروں میں شائع کرتے ہیں اور نام تک نہیں لیتے افسوس کہ ہمارے دوست منشی نور الدین صاحب گوجرانوالہ نے اسطرف توجہ نہیں فرمائی۔ باوجود اور بہت سے مضامین کے رسالہ صوفی میں جو شذرات چھپے ہیں ان کا بہت سا حصہ بدر کے درس قرآن مجید کے نوٹوں سے ماخوذ ہے۔ ماخوذ کے یہ معنی ہیں کہ نقل مطابق اصل ہے۔ اور مجھے سب سے پہلے اس بات کا علم اس لئے ہوتا ہے کہ یہ نوٹ اس خاکسار کے لکھے ہوئے ہیں میرے خیال میں یہ کارروائی کچھ قابل تعریف نہیں اگر یہ روش منشی صاحب ترک کر دیں تو ان کے اصلی وقار میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ اور نہ اس طرح ان کی کچھ عزت سالوشناس و ناواقف کار حقیقت آگاہ لوگوں میں بڑھ سکتی ہے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

کسی **نیک** اور بیدار مغز حاکم کا مقرر ہونا ہمیشہ رعایا کی خوش قسمتی اور بیدار بختی کی دلیل سمجھا جاتا ہے اس لحاظ سے گورداسپور کی رعایا بھی خوش قسمت ہے کہ میجر **اے سی ایلیٹ** صاحب بہادر اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہیں آپ رعایا کی ہمدردی اور خیر خواہی کا خصوصیت سے خیال رکھتے ہیں۔ اور لوگوں کو ہر طرح موقعہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے معروضات پیش کریں مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ وہ ملاقات کے دن اسبات کو زیادہ پسند فرماتے ہیں کہ لوگ اپنی ضروری باتوں کو پیش کریں۔ بمقابلہ اس کے کہ محض خوشامدی لوگ جمع ہو کر کہیں کہ ہم صرف **سلام** کو آتے ہیں صاحب موصوف نے قادیان کے باشندوں کی ضروریات اور شکایات متعلقہ نوٹی فائڈ ایریا کمیٹی قادیان پر جو توجہ فرمائی ہے اس کا ذکر ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم میں ہو چکا ہے اور باشندگان جدید انتظام پر جو ہوس ٹیکس کی موقوفی کے بعد کیا گیا ہے اطمینان ظاہر کرتے ہیں لیکن ابھی ایک اہم **سوال** ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ چاہتا ہے اور آپ کی ادنیٰ توجہ سے اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ یہاں قادیان میں ہماری جماعت کے بعض افراد نے قادیان کے ایک حصہ دار مالک سے اس کی مملوکہ زمین خریدی اور اسپر تعمیر مکان کی درخواست کمیٹی میں حسب ضابطہ پیش کی جسپر کئی مہینے گذرتے ہیں۔ اسپر بعض لوگوں نے ایک درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی حضور میں پیش کی کہ یہاں مکانات نہ بنائے جاویں وغیرہ وغیرہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جب **گذشتہ** جنوری میں بہ تقریب دورہ یہاں تشریف لائے تو ان لوگوں نے جو ایسی تحریکوں کے پیش رو تھے **موقعہ** پر صاحب ممدوح کے حضور عرض کیا مگر آپ نے جو قیمتی اور سنہری جواب ان لوگوں کو دیا ہم اس لئے اس سے خوش نہیں کہ ہمارے فیور میں تھا بلکہ اس لئے کہ **حق اور انصاف یہی تھا**۔ آپ نے فرمایا کہ **اگر شکایت ہے تو عدالت کھلی ہے نالش کرو ہم اسطرح پر کچھ نہیں کر سکتے**۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اس جواب میں انگریزی **قانون** کی عزت اور عدل و انصاف کی پوری شان پائی جاتی ہے۔ قادیان کی کمیٹی میں جب وہ درخواستیں پیش ہوئیں تو چاہیئے تو یہ تھا کہ کمیٹی چونکہ تصفیہ حقوق کے اختیارات نہیں رکھتی اس لئے مکانات کی تعمیر کی اجازت محض اس بنا پر نہیں رکنی چاہیئے کہ کوئی دوسرا شخص اس زمین کے متعلق اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے یا اسکو اپنی ملکیت قرار دیتا ہے ان مقاصد کے لئے عدالتہائے دیوانی اور مال کھلی ہیں کسی جگہ بھی میونسپلٹیوں کو یہ حقوق نہیں دیئے گئے قریباً چھ مہینے سے یہ معاملات معلق چلے آتے ہیں جن سے تعمیر کنندگان مکانات کو علاوہ تکلیف کے مالی نقصان بھی پہنچتا ہے۔ کیونکہ جو سامان تعمیر جمع کیا گیا تھا وہ خراب ہو رہا ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ یہ معاملہ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور پیش ہوتا تو اب تک کبھی کا فیصلہ ہو جاتا۔ اسمیں شک نہیں کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے جو اس کمیٹی کے میر مجلس ہیں اصل مالکان اراضی کو دو تین مرتبہ بلایا اور وہ کسی ایک یا دوسری وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تاہم خود ایڈیٹر الحکم نے بحیثیت ایک از خریداران تحصیلدار صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب کو اس معاملہ پر کمیٹی کے اغراض کے ماتحت توجہ کرنی چاہیئے **تصفیہ حقوق** کا سوال دیوانی عدالتوں کے متعلق ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ تحصیلدار صاحب جو ایک پرانے تجربہ کار ہیں اسکو خوب سمجھتے ہیں کہ تصفیہ حقوق کا کام کمیٹی کے فرائض میں داخل نہیں مگر ان عرائض کے متعلق تحقیقات کرنا بھی وہ ضروری سمجھتے ہیں اسوجہ سے وہ ان درخواستہائے تعمیر مکانات کو التواء میں رکھنے کے لئے گونہ مجبور ہیں۔

اس لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ہی کی حضور ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ چونکہ حضور کو اپنی رعایا کے ساتھ ایک محبت اور ہمدردی ہے۔ ان درخواستہائے تعمیر کے متعلق حضور توجہ فرماویں اور ہماری تکالیف اور نقصان پر نظر فرماویں جو اس بے وجہ تعویق کے باعث ہو رہا ہے۔ چونکہ حضور کو خدا تعالیٰ نے خاص ملکہ عطا فرمایا ہے اس لئے یہ امید برمحل ہے کہ چند منٹوں میں یہ معاملہ حضور کے سامنے آکر صاف ہو سکتا ہے۔

الحکم کی اگلی اشاعت میں مدرسہ احمدیہ کے طالبعلموں کے نام خطوط ایک سلسلہ انشاء اللہ العزیز شائع ہوگا

اصحاب احباب کے خواہاں ہیں کہ میں مسودہ اُن کو دیدوں اور وہ کتاب کو خود شائع کر دیں۔ لیکن یہ مجھکو گوارا نہیں ہوا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کام کو میں خود ہی کروں اے میرے اللہ میری مدد کر۔ آمین۔

جو لوگ میری اس گذارش پر توجہ فرماکر پیشگی قیمت بھیجنے سے مدد فرمائینگے وہ ضرور انشاء اللہ تعالیٰ عند اللہ ماجور ہونگے۔ اگرچہ میں بھی سپاس گذار ہونگا

والسلام عاجز

اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ مقیم دارالعلوم قادیان ضلع گورداسپور

عسل مصفی پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کا ریویو

بعض کام ایسے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں شروع کئے جاتے ہیں کہ ان سے انسان بہت سی برکتیں حاصل کرتے ہیں کتاب عسل مصفی بھی میں سمجھتا ہوں کہ اسی نیک ارادہ سے اور مبارک وقت میں لکھی گئی ہے کہ سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے مرزا خدا بخش صاحب نے ایسی محنت اور کوشش سے اس کتاب میں سلسلہ احمدیہ کے ضروری مباحث کو خود اُن کتابوں سے درج کیا ہے کہ جنکے ماننے میں خود غیر احمدیوں کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسکو دیکھ کر ان سے کچھ جواب بن نہیں پڑتا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو اس کتاب کو دیکھ کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اور نتیجہ سے ہی ایک کام کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور یہ کتاب اپنے پھلوں کے لحاظ سے بہت شیریں اور مفید ثابت ہوئی ہے میرے خیال میں ہر ایک احمدی کو اسے اپنے پاس رکھنا چاہئے کیونکہ مخالفین کے اعتراضات کے وقت ایک بینظیر یار و مددگار ثابت ہوگی ہے۔ انشاء اللہ واللہ اعلم بالصواب

مرزا محمود احمد

اخبارات سلسلہ کے متعلق تجویز کا حشر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اخبارات سلسلہ کے متعلق ایک لغو اور بیہودہ تجویز کا ذکر کیا گیا تھا ناظرین یہ سن کر یقیناً خوش ہونگے کہ یہ تجویز اپنی لغویت اور ناقابل عمل ہونے کی حیثیت سے آئندہ اس قابل بھی نہیں رہی کہ آنے والی احمدیہ کانفرنس میں پیش ہو۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ کے ایک قریبی اجلاس میں اس کے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے مجھے پہلے سے ہی یہ خیال تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کے ارکین ایسی لغو اور بیہودہ تجویز پر توجہ نہیں کر سکتے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کسطرف سے پیش ہو۔ جو لوگ اخبارات خریدتے ہیں وہ اپنی **خوشی** اور **قومی محبت** کے جوش سے خریدتے ہیں اس کے لئے انہیں کوئی مجبور نہیں کرتا اور بجز رسالہ میگزین کے جس کیلئے ہمیشہ زور دیا جاتا ہے اور بعض ایسے لوگ بھی خریدتے ہیں جو پڑھے لکھے نہیں ہوتے اور محض قومی رسالہ سمجھ کر اسکو لینا ضروری سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اخبارات کا خریدنا محض افراد سلسلہ کی قدر دانی پر موقوف ہے۔ اس بارہ میں الحکم خدا کے فضل سے سب سے زیادہ خوش قسمت ہے کہ وہ باوجود اپنے نقائص اور کمزوریوں کے اپنے خریداروں کو قائم رکھ سکا ہے۔

تعجب ہے کہ جو لوگ اخبار خریدتے ہیں اُنہیں تو بوجھ معلوم نہ ہو اور دوسرے لوگ جو نہیں لیتے وہ ان دوسروں کے بوجھ کا احساس کریں۔ بہرحال تجویز مذکور اپنی عملی صورت میں آکر فیل ہو گئی ہے۔ اب آئندہ اسپر کچھ بھی بحث کرنے کی حاجت نہیں۔ اس لئے جن بزرگوں نے الحکم کی تائید کے لئے مضامین لکھے تھے وہ مجھے معاف کریں کہ میں انکو درج اخبار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اب ان کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

الہامات مرزا کا جواب

اہلحدیث امرتسر نے مجھ سے **الہامات مرزا** کے جواب کے متعلق استفسار کیا ہے۔ میں اس کے جواب میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ گو الہامات مرزا کا جواب متفرق طور پر تو متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے۔ اور مجموعی رنگ میں بھی میرے مکرم بھائی قاضی اکمل صاحب نے ایک مضمون کے ذریعہ اس کا جواب دیدیا تھا تاہم امرتسری **منکر** جو ایڈیٹر الحکم کے لکھے ہوئے جواب کا خواہشمند ہے اسکو معلوم رہے کہ الہامات مرزا کا جواب خدا کے فضل و کرم سے میں لکھ چکا ہوں اور کاتب بھی اسے ختم کر چکا۔ اس کی آخری کاپیاں پریس میں جا چکی ہیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اسی مہینے میں شائع ہو جائیگا۔ یہ رسالہ ۱۰ جزو سے زائد صفحوں پر ختم ہوا ہے اور پہلی مرتبہ اس کی ایکہزار کاپیاں چھاپی گئی ہیں۔ قیمت ۱۲ مجلد ہوگی جو صاحب چاہیں دفتر الحق دہلی میں درخواست کریں۔

مسیح موعود کی فتح

از قاضی اکمل

کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی جس میں ہمارے سید و مولیٰ نے گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات حکومت کا تذکرہ کھلے الفاظ میں نہ کیا ہو اور اس سلطنت کو موجودہ اسلامی سلطنتوں کے مقابل میں آیہ رحمت نہ قرار دیا ہو۔ افسوس کہ یہ ملاں لوگ اسوقت خدا کے مرسل کو خوشامدی قرار دیتے اور اس کے اس فعل کو پسند نہ کرتے تھے۔ مگر شکر ہے کہ اب آہستہ آہستہ اسی صداقت کی طرف آ رہے ہیں۔

بھیں کے مولوی کرم الدین نے جو خدا کے مامور سے مقابلہ کر کے شکست کھا چکا ہے اور جس کے لئے الحکم کا وجود ایک قہری نشان ہے ۲۲ مئی کے روزنامچہ میں سے متعلق خفیہ پولیس کی چھان بین کی دلی زبان سے شکایت کرتا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی برکات حکومت کا معترف اس سے زیادہ ہمارے لئے اور خوشی کا کیا مقام ہو سکتا ہے

بھارت

اُردو کا ہفتہ وار اخبار جو کہ ہر شکر کے دن جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے

اس کی خصوصیتوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں - (۱) آریہ سماج کے سدھانتوں پر نہایت متانت کے ساتھ بحث کرتا ہے - اور باہمی جھگڑوں کیطرف سے آریہ پرشوں کی توجہ کو ہٹا کر انکے اندر دھارمک وچار اور سوادھیائے کیلئے رچی پیدا کرتا ہے اسکی تقریباً ہر ایک اشاعت میں کسی نہ کسی ویدک سدھانت پر بحث ضرور کیجاتی ہے - (۲) یہ ویدک دھرم کو اسکی اپنی روشنی میں پرگٹ کرتا ہے - اور غیر مذہب کے پیروؤں کے کئے ہوئے اعتراضوں کا جواب دینے میں سنجیدگی اور سبھیتا کو ہاتھ سے نہیں دیتا (۳) یہ شخصی اخبار نہیں اس لئے ذاتی جھگڑے اس کے اندر جگہ نہیں پا سکتے - (۴) یہ آریہ پرشوں میں آرگنیزیشن کیلئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے - اور انھیں اپنی آرگنیزیشن کو مضبوط بنانے کی اپیل کرتا ہے - (۵) یہ آریہ سماج کا حقیقی آرگن ہے کیونکہ یہ اپنی ہستیں اس یا اس ذات کے پیچھے نہ لگا کر ساری سماج کی بہبودی کیلئے کوشاں رہنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے (۶) استری شکشا اور پتت اُدھار اسکے خاص کاریہ کشیتر ہیں (۷) یہ بھارت ورش کے پریس کے ٹون کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے -

انہی خصوصیتوں کے باعث اسے پبلک اور خصوصاً آریہ پبلک نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے - آریہ سماجوں نے کمال سرگرمی اور جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے - قیمت باوجود ان سب خصوصیتوں کے نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپیہ سالانہ

ملنے کا پتہ منیجر بھارت جالندھر شہر

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کردی بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرے سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا ہے اس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے - جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی - تاریخی فلسفی - تمدنی - اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی۸۰ صفحہ

بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے نمونہ کا پرچہ ہر کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے -

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ - صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و مروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں - یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں - ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیے ۲۴ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ر ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد جلد میں بر جاتا ہے یہ دوا الحظ میں اسکو پانی کردیتا ہے اور ریاح جس سے ٹیس چبک پڑکر رگوں میں کن کنی سی جو کمیں چھوٹتے ہوا اس دوا سے فوراً آرام ہوجاتا ہے اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت تین ٹکیوں کی ایک ڈبیہ ۱ر محصولڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو تو اسکو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے - ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا -

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

کیا آپ بیمار ہیں

جب آپ کی طبیعت درست نہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ آپ کو کونسی شکایت ہے تو آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف آتا ہے۔ اگر یہ بات نہو تو رات کو سوتے وقت ڈونس ڈنرپلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں دو یا تین کھا لیجئے۔ اور دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا مادہ فاسد پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتے ہیں اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان صفرا صفرادی بخار۔ یا پت بدہضمی معدہ کی کمزوری کی نقاہت امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا درد سر یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں

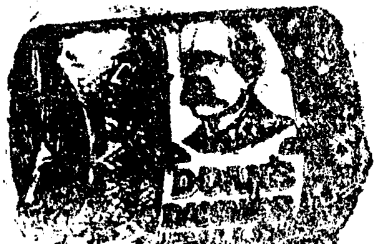

اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ (ڈونس ڈنرپلس) ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزا دن کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت فی شیشی ۸، ۸ر و ۱۲ر والی شیشی میں ۶۰ گولیاں ہیں جو ۸ر والی شیشی سے پچگنی ہیں۔

۱۲ر والی شیشی ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ سے طلب کرو

سچائی کا جھنڈا

اشتہارونکی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں رکھاتی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون طیار کی ہے جس چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہو نیز ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلاسے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاءاللہ آپکو مفید پائینگے۔ قیمت ۲ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

ستون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار حاصل کرلیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنی اور اپنے زمانہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ جن پراثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے "مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

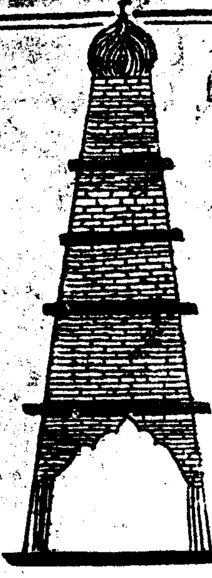

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

قیمت جو ہمیشہ پیشگی لی جائیگی
عوام سے ۵ر
خواص سے ۱۰ر
ہندوستان سے باہر ۶ر
غریب احباب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ر

جلد ۱۶ — نمبر ۲۲ و ۲۳ — ۲۱ جون ۱۹۱۲ء

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پہ گوہم بانو گرامی چہار قادیاں بینی
دو ابینی۔ شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسانی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اسوقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹس کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا

اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور، ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ

نوٹ آٹھ پارے طیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصولڈاک لئے جاوینگے۔

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر شائع ہوا

مضامین الحکم

حضرت اقدس کی سوانح عمری

شیخ یعقوب علی صاحب بحیثیت

معاف فرماویں اگر میں ان سے اخلاص کے ساتھ یہ کہدوں کہ وہ اپنی دماغی قابلیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کی حضور میں پوچھے جائینگے - اگر وہ اسباب کی موجودگی میں خدا کے سچے نبی اور صادق مامور کی سوانح عمری لکھنے میں کوتاہی و کاہلی فرمائینگے - احمدی قوم اپنی مقتدا و مولیٰ کی لائف دیکھنے کے لئے ہمہ تن انتظار ہے - میں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب کے پاس اس کا میٹیریل بہت کچھ جمع ہے - اور ابھی وہ لوگ بھی زندہ ہیں جن کے سامنے حضرت جری اللہ نے اپنا بچپن گذارا جس بہت عمدہ موقعہ ہے اگر آپ ہماری آرزو کو پورا کر دیں مجھے پورا یقین ہے کہ جب آپ اس کام کو شروع کرینگے تو جو کچھ مشکلات موجودہ صورت میں نظر آتی ہیں وہ سب انشاء اللہ حل ہو جائینگی - خدا تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے - واللہ الموفق

خلیفۃ المسیح کی روانگی

۱۵ - جون - صبح ۴ ½ بجے حضرت امیر المومنین مع اہل بیت و حضرت صاحبزادہ والا تبار مع دیگر رفقاء لاہور روانہ ہوئے - خدا تعالیٰ بخیر و عافیت ان کو واپس لاوے -

حمد بیحد اُس خدائے پاک کی — جسنے بھیجا ہے محمد سا نبی
اس نبی پر ہوں ہزاروں ہی سلام — جسکا مظہر ہے مسیح احمدی
اس مسیحا پر مری جاں ہو فدا — نور سے پھیلی ہے جس کے روشنی
روشنی ایسی کہ ان ظلمات میں — رہنمائی کرتی ہے انسان کی
چاہوں دل کو ہے یہ کیونکر خدا — آ کے دکھلائیں ہو نہ ہم ابھی
پر ہمیں یہ پیری کا وقت — اور پھر گرمی کی شدت بھی بڑی
پر محبت کے کرشمے دیکھئے — عذر باطل ہو گئے یکدم سبھی
جس سے الفت ہو محبت ہو پیار — اس کے عہدوں کی وفا لازم ہوئی
[illegible] — کام وہ جو کرکے دکھلائیں اخی

صد ہزاراں دل کہ ہمراہ تواند
این نہ پنداری کہ تنہا مے روی

المرء یوخذ باقرارہ

بخاری کی ایک حدیث پر اہل فقہ کے نامہ نگار نے اپنی نادانی سے اعتراض کیا اور اسے موضوع ٹھہرایا - ہم نے لکھا کہ حدیث کو موضوع ثابت کرنا ہے تو اس اصول سے کیجئے جو محدثین کے نزدیک مسلم ہے - امام غزالی فلسفہ کے امام مانے جاسکتے ہیں ان کے کہنے سے (بشرطیکہ اس کا ثبوت ہو) حدیث موضوع نہیں ہو سکتی - اسپر اہل فقہ بڑے جوش میں آکر لکھتے ہیں

"امام غزالی جیسے سمجھدار اور فلسفی کی تنقید کا کیوں اعتبار ہونا چاہئے؟"

سو ہم امام غزالی رح کی کتاب سے مندرجہ ذیل کو نقل کرتے ہیں :-

"اور روایت ہے کہ قاضی ابو یوسف آخر برس میں اپنا مال اپنی بی بی کو ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام اس سے ہبہ کرا لیتے - تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے - یہ بات کسی نے حضرت ابو حنیفہ رح سے نقل کی آپ نے فرمایا کہ یہ امر ان کی فقہ کی جہت سے ہے - اور درست فرمایا - اس لئے کہ یہ حیلہ صرف دنیا کے فقہ کا ہوا - مگر اس کا ضرر آخرت میں ہر گناہ سے بڑھ کر ہے" (باب العلم صفحہ ۳۷ ترجمہ احیاء العلوم الدین)

میں ایڈیٹر اہل فقہ سے سفارش کرونگا کہ وہ ایکبار پھر اپنا لکھا ہوا فقرہ پڑھے - امام غزالی کی تصانیف کو دیکھ کر یہ امر بالبداہت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ علوم کے ہر ایک شعبہ میں کمال رکھتے تھے × × ×

یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا امام غزالی جیسے سمجھدار اور فلسفی کی تنقید کا کیوں اعتبار ہونا چاہئے؟ امام ابو یوسف رح کے متعلق تنقید ملاحظہ ہو -

قرآن مجید کا اعجاز

اللہ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ بحری سفر میں بچانے والا وہی مالک ملک ہے جو انسان کا ہر حالت میں نگران اور ہر مشکل سے اسکو نکالنے والا ہے - آجکل کے ساز و سامان پر مغرور ہو کر بعض نادان اس صداقت کی ہنسی اڑانے لگے تھے کہ خدا کی قہری تجلی نے ٹائیٹنک جہاز کے غرق کرنے کی صورت میں اپنا ظہور کیا اور بڑے بڑے سائنس دانوں اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کو منوا کے چھوڑا کہ خدا ہے اور ضرور ہے - اور اس کا یہ کلام بالکل سچ ہے - ربکم الذی یزجی لکم الفلک فی البحر لتبتغوا من فضلہ انہ کان بکم رحیما - واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ - فلما نجکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفورا ۱۵ (بنی اسرائیل)

اس کے بعد میں نے تعجب سے بعض لوگوں کی زبانی سُنا کہ ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین - موجودہ زمانہ میں شہری لوگوں کے لئے عبرت انگیز آیت نہیں ہو سکتی جنہیں گھر بیٹھے بیٹھے چوتھی چوتھی منزل پر نلوں کے ذریعہ پانی پہنچتا ہے - اگرچہ یہ اس قائل کی غلطی تھی کیونکہ نلوں کا منبع تو وہی چشمے اور کنوئیں ہیں جن کو خدا تعالیٰ ایک پل میں سکھا دے تو مجال دم زدن نہیں - مگر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی سمجھا دیا چنانچہ روزانہ زمیندار سے معلوم ہوا کہ دہلی کے پانی کے نل یکدم بند ہو گئے پھر بہت کوشش کی گئی مگر کچھ ایسا نقص واقع ہو گیا کہ تمام شہر والوں کو پانی نہ مل سکا تب سب پکار اُٹھے جو اس آیت قل ارأیتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین" کا جواب ہے اللہ یاتینا بہ وھو رب العلمین

آب آگیا ہوش

روزانہ پیسہ میں ایک مضمون چھپا ہے کہ وہ رجال جو ازاں لیگیا مراد مشہد مقدس امام علی رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات دیتے ہیں

کہ **خلیفہ** بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور یسفک الدم ہے۔ مگر انھوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اسے کہدونگا کہ

آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے

اگر وہ ابٰی اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری **خلافت** پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئیگی اور اگر **ابلیس** ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائیگا۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنیوالوں نے تو یہانتک بھی کوشش کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپکے قلعے پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلیفہ بنایا۔ رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے

یہ وہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا اس کے بانیوں اور امداد کنندوں کے لئے میں نے بہت دعا کی ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں عرش تک پہنچی ہیں پس اس مسجد میں کھڑے ہو کر جس نے مجھے بہت خوش کیا اور اس شہر میں آکر اس مسجد میں آنے سے خوشی ہوئی ہے۔ میں اس کو ظاہر کرتا ہوں کہ جس طرح پر ... ... ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے **خلیفہ** بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے **خلیفہ بنایا ہے۔**

اگر کوئی کہے کہ **انجمن** نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ **مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے** **خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔** پس مجھکو نہ کسی **انجمن** نے بنایا اور نہ میں **اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں** اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ **اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔**

اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے۔ جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خان کو کہدیں پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب کا حق ہے یا ام المومنین رض کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حق دار ہو سکتے ہیں مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے **فرمانبردار اور وفادار** ہیں اور انہوں نے اپنا دعویٰ میرے سامنے پیش نہیں کیا۔

مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نور الدین کا مرید نہیں۔ یہ سخت غلطی ہے جو کی گئی ہے۔ مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علی خان کرتا ہے۔

تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا

میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا۔ بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں ان کو خدا کی رضا کے لئے **محبت** ہے۔ **بیوی** صاحب کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔ ایڈیٹر بدر کا فرض تھا کہ وہ ایسی تحریک فوراً تردید کرتا اور لکھ دیتا کہ یہ جھوٹ ہے **میاں محمود بالغ** ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا **سچا فرمانبردار** ہے اور ایسا فرمانبردار کہ **تم میں ایک بھی نہیں** جس طرح پر علی۔ فاطمہ۔ عباس نے ابوبکر کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے۔ اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا کہ **میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔**

سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا۔ تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا مرید ہو کر بھی میں اسی حالت میں رہا مرزا صاحب کی **وفات** کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا۔ میرے خیال و وہم میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے **مصالح** سے چاہا مجھے تمہارا امام اور **خلیفہ** بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے۔ ان کو بھی میرے سامنے **جھکا دیا**۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ اس اخبار کو جس نے ایسا غلط واقع لکھا ہے اب بھی تلافی کرنی چاہئے اور ایسے طور پر کہ ہمارے پیارے **محمود** اور اس کے بھائیوں سے پوچھکر تلافی کرے میں کسی کا خوشامدی نہیں مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ تمہاری نذور اور پرورش کا محتاج ہوں اور خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گذرے۔

اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا ہے کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے تم کسی کی کیا کفالت کرو گے جبکہ تم فقرا ہو واللہ الغنی وانتم الفقرا۔ **جو سنتا ہے وہ سن لے** اور خوب سن لے اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ

یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے

اس سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا **خلیفہ** بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ **جھوٹا اور فاسق** ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو **ابلیس** نہ بنو۔

مسئلہ اکفار دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے وہ اکفار کا مسئلہ ہے اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہئے؟ اس مسئلہ کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ہمارے بادشاہ۔ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے مگر تم پھر بھی جھگڑتے ہو سنو! ایک امام مثنوی روم کے مصنف ہیں وہ علم کلام کی کتاب نہیں مگر **وحدۃ وجود** والے ان کے ہر قول کو وحدۃ وجود میں لے آتے ہیں انہوں نے ایک جگہ مذاہب کے اختلاف کو بیان کر کے لکھا ہے

وحدۃ اندر وحدۃ است این مثنوی

گویا مولانا مثنوی ایک راہ بتائیگی اور یہ مثنوی وحدۃ سے باہر نہیں جائیگی۔ اس کے معنی کوئی اور کرے یہ اس کا اختیار ہے۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے ؎

بشنو از نے چوں حکائت مے کند
وز جدائیہا شکائت مے کند

نے کیں کوئی بولتا ہے تو وہ بھی بولتی ہے یہ انبیاء علیہم السلام کی شان ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے بلکہ خدا تعالیٰ کے بلانے سے بولتے ہیں اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

خدا تعالیٰ کے رسولوں کی اتباع خدا تعالیٰ کی اتباع ہے اور ان کی اتباع سے منحرف ہونا اور انکار کرنا اللہ تعالیٰ کا انکار ہوتا ہے **خدا تعالیٰ** کی ہستی کا اقرار کبھی مکمل اور **مؤثر** نہیں ہوتا۔ جب تک انبیاء علیہم السلام کی **نبوت** پر یقین اور ایمان نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کا پتہ لگ جاوے اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ خدا تعالیٰ سے غافل اور دور ہوتے ہیں اور ان میں اور خدا تعالیٰ میں ایک تفرقہ اور جدائی ہوتی ہے اس لئے

وز جدائیہا شکائت مے کند

وہ **نبوی نے** اس تفرقہ و جدائی کی شکائت کرتی ہے یہ بہت دقیق اور طویل مضمون ہے اس وقت اس پر زیادہ نہیں کہتا۔ **انبیاء** کی ضرورت اور ان پر **ایمان** کے متعلق قرآن مجید نے کھول کر بیان کیا ہے۔

غرض مثنوی کے مصنف نے ایک حکائت لکھی ہے کہ پچھلی قوم کو ایک ہادی کے ماننے میں سہولت ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کس وقت آتے ہیں؟ ان کی آیات کرامات معجزات کیا ہوتے ہیں؟ کیونکہ پہلے انبیاء کی ایک جماعت آچکی ہوتی ہے مگر پہلوں کو مشکل ہوتی ہے ان کے مقابلہ میں پچھلوں کو سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔ وہ پہلوں کی تعلیم پیش کر دیتا ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ باوجودیکہ پہلے نبی پچھلوں کے لئے راہ صاف کر جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی پیچھے آنے والوں پر ان کی قوم اعتراض کر دیتی اور ان کا انکار کر دیتی ہے پس یہ کیسی صاف راہ ہے کہ

ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود

ہیں جب کوئی نبی آیا اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے؟

اچھا یہی کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے **کفر۔ ایمان** اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے پہلے **نبی** آتے رہے ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ **ماننے والے** اور نہ **ماننے والے**۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا؟ اور کوئی سوال اٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں جو اب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں؟

قرآن مجید میں ایک مثال اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۝ فرمایا ایمان ہو یا کفر ہو۔ شرک ہو۔ فسق ہو۔ نفاق ہو۔ ان کی مثال ایک درخت کی سی ہے ایمان کی **مثال** ایک پاک درخت کی سی ہے اور کفر۔ شرک۔ فسق۔ نفاق وغیرہ کی مثال ایک **خبیث** درخت کی سی ہے جب وہ زمین میں بویا جاوے تو ایک لو نکلتی کوئی اس کو دیکھ کر نہیں کہہ سکتا۔ کہ گھاس جتنا ہوگا۔ یا بڑ کے درخت جتنا ہوگا۔ پھر وہ بڑھتے بڑھتے ایک زمانہ میں اپنی حقیقت خود بتا دیگا جب وہ بڑ کا درخت ہوگا تو بڑ کی طرح بڑھیگا اور پھیلیگا اور آخر بڑ ہی کہلائیگا اب اگر اس کے ایک دو پتہ توڑ ڈالو۔ تو کیا کہہ دوگے کہ بڑ سوکھ گیا۔ جب ہزار دو ہزار پتہ توڑ کر لے آؤ گے تو اسی درجہ تک اس کی حیثیت کم ہو جائیگی پھر جب لاکھ دو لاکھ پتے اتار لوگے تو اور بھی گھٹیگا پھر جب اس کی ڈالیاں اور شاخیں کاٹ دوگے تو اور بھی۔

دیکھو اونٹوں والے پیپل کے درخت کو کاٹ لیتے ہیں ڈالیاں کٹنے سے ابھی درخت موجود ہوتا ہے اور جڑ کٹ جاوے تو کچھ نہیں رہتا۔ اسی طرح **کفر۔ شرک۔ فسق** اور **نفاق** ہے۔

ایک شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ دوسرا کہے مانتا ہوں اس **صورت** میں اللہ تعالیٰ کو ماننے والا مقدم ہے اب ایک اور ہے جو اللہ تعالیٰ کو ماننے کے ساتھ کہتا ہے بت کو بھی سجدہ کر لو مگر دوسرا کہتا ہے بت پرستی نہیں کرنی چاہئیے۔ اب یہ **موحد** اس مشرک کے مقابلہ میں مقدم ہے۔ پھر ایک اور ہیں جو **نبیوں** کو مانتے ہیں اور دوسرے نہیں مانتے اب نبیوں کو ماننے والا منکر سے **مقدم ہوگا** ایک قوم ہے جو ادریس اور یحییٰ کو مانتی ہے قرآن شریف ان کو **صابی** کہتا ہے یہ قوم اب بھی ہے یہود بہت سے نبیوں کو مانتے ہیں مگر **مسیح** کا انکار کرتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو **مسیح** کا بھی اقرار کرتے ہیں پس جو مسیح کو مانتے ہیں وہ ان کے منکروں سے قریب ہو گئے پھر عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اقرار کر دیا۔ ابوبکرؓ ان سب سے افضل ہو گیا۔ اب صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ اولیاء اللہ۔ چشتی۔ قادری۔ سہروردی ہوں یا نقشبندی ہوں۔ رفاعی ہوں یا احمدی (مرزائی) ہوں ان میں راستبازوں کے ماننے والے اور گھٹیے کرنے والے اپنے مراتب رکھیں گے جو انکار راستباز کا کرتا جاویگا وہ گرتا جاویگا۔

یہ بنیاد **رافضیوں** نے رکھی ایک رافضی نے مجھے ایک رسالہ دکھایا جس کا نام طریق نجات تھا اس نے تمام اولیاء پر **ایک لعنت کا باب** الگ رکھا ہے۔ تمام محدثین پر **لعنت کا باب الگ**۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ تم نے حد کر دی ہے تمہیں کچھ بھی نصیب ہوگا وہ **چھوٹا ہی مرگیا**۔ جیسا میں نے ابھی کہا ہے یہ رفض کا شعبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہئیے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ خلیفہ کرتا ہی کیا ہے؟ لڑکوں کو پڑھاتا رہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ کتابوں کا عشق ہے اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھولو۔ مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگینگی جس نے **مجھے خلیفہ بنایا** یہ لوگ ایسے ہیں جیسے رافضی ہیں۔ **جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں**۔ غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔

حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر

وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے۔ تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔ جس میں آنیوالے کا نام نبی اللہ رکھا ہے پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں ایک شخص اسلام کو مانتا ہے اس حصہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھ لو جسطرح پر یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کرکے بھی ہمارے قریبی ہو سکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے۔ جیسے رافضی **صحابہ** کا کرتے ہیں۔

ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکمے لوگ ان میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں نکمے لوگ ہیں ادر کام نہیں ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو قلعے فتح کرتے ہیں اور ایک یہ ہیں۔

کیا کوئی خلافت کے کام میں روک ہے

تیسری بات یہ ہے کہ بعض کو یہ کا خیال ہے اور وہ میرے دوست کہلاتے ہیں اور میرے دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ خلافت کے کام میں روک **لاہور** کے لوگ ڈالتے ہیں میں نے قرآن کریم اور حدیث کو استاد سے پڑھا ہے اور میں دل سے سمجھتا ہوں۔ میرے دل میں قرآن اور حدیث صحیح کی محبت بھری ہوئی ہے **سیرۃ** کی کتابیں ہزاروں روپیہ خرچ کرکے لیتا ہوں ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہی میرا ایمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

آدم اور **داؤد** کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح پر ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے **مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا** اب اور سنو

انا جعلناکم خلائف فی الارض

تم سب کو بھی زمین میں اللہ تعالیٰ نے ہی خلیفہ کیا یہ خلافت اور رنگ کی ہے پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔

لاہور میرا گھر نہیں میرا گھر کبھی **بھیرہ** میں تھا اب **قادیان** میں ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ **لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں روک بنا ہے نہ بن سکتا ہے** پس تم ان پر بدظنی نہ کرو۔

قرآن مجید میں فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا **اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم**۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث اللہ تعالیٰ نے یہی تعلیم دی ہے بدظنی سے ہٹ جاؤ۔ یہ بڑا کام کردیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدظن بڑا جھوٹا ہوتا ہے پس تم بدظنی نہ کرو۔

اب بھی میرے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے وہ لکھتا ہے کہ لاہور کی جماعت **خلافت** میں ایک روک ہے میں ایسا اعتراض کرنے والوں کو کہتا ہوں کہ یہ بدظنی ہے اس کو چھوڑ دو۔ تم پہلے ان جیسے اپنے آپ کو **مخلص بناؤ**۔ لاہور کے لوگ مخلص ہیں حضرت صاحب سے انہیں **محبت** ہے۔ غلطی انسان کا کام ہے۔ کسی سے ہو جاتی ہے ان سے بھی غلطی ہوتی ہے یہ جدی بات ہے مگر ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں تم بھی کرکے دکھلاؤ۔

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ جو **لاہوریوں** پر بدظن ہے کہ وہ خلافت میں روک ہیں اسے یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدظنی کرنے والے کو یہ سرٹیفیکیٹ ملتا ہے ان الظن اکذب الحدیث اور اللہ جلشانہ نے فرمایا **اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم** وہاں سے اثم کا خطاب ملتا ہے۔ بدظنی سے پھر غیبت نصیب ہوتی ہے اور اس کے متعلق فرمایا **لا یغتب بعضکم بعضا**۔ پس مخلصوں پر بدظنی کرتے ہو اور میرا دل دکھاتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ تمہارے لئے میں دعائیں کرتا ہوں ان سے محروم نہ بنو۔

اگر مان لیا ہے تو شکر کرو نہیں تو صبر کی دعا موجود ہے۔ میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے اس رقعہ کو دیکھ کر سمجھاتا ہوں کہ **خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں**۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مرجاؤں گا (اللھم متعنا بطول حیاتہ) **تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہیگا اور خدا اس کو** آپ کھڑا کر دیگا۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو **مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے**۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں میرا مولا میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ **میرے ساتھ لڑنا خدا سے لڑائی کرنا ہے**۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو۔

وہ اخبار نویس* جو لکھتا ہے کہ کوئی رشتہ دار میرا معتقد نہیں توبہ کرلے وہ مرزا صاحب کے رشتہ داروں سے پوچھ لے۔ مرزا سلطان احمد صاحب کی بیوی اور بچے تک تو میرے مرید ہیں اور وہ آپ حضرت صاحب کی زندگی میں بھی میرا معتقد تھا پس جو ایسا کہتے ہیں کہ رشتہ دار میرے مرید نہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں۔

کیا کفر کا لفظ بھیانک معنے رکھتا ہے اور کفر بمعنے انکار نہیں؟

اگر کہو کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی ہوتی ہے اسے چھوڑ دو۔ جو شخص

---

* **حاشیہ**۔ برادرم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خدام میں سے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح صاحب کے ساتھ انہیں ارادت تامہ ہے انہوں نے جو مضمون ریاست میں سے نقل کیا تھا گو اس کی اجمالی تردید پہلے صفحہ پر کی تھی اس سے وہ شبہ جو **حضرت خلیفۃ المسیح** نے کیا باقی رہتا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے غلط فہمی سے لوگوں کو بچانے کے لئے اس پر زور دیا اور برادر **صادق** کی محبت اور ایمان نے ایک لحظہ کے لئے بھی گوارا نہ کیا کہ اس کی تردید نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے اسی روز شام کو اس کی تردید میں ایک اشتہار شائع کردیا۔ بدر ۲۰ جون ۱۹۱۲ء کے ساتھ ضمیمہ ہوا ہے۔ جزاہ احسن الجزاء۔

ہیڈیٹر

...بلنی کرتا ہے وہ نہیں جب تک اس میں مبتلا نہ ہو۔ میں سُنتا
...ں تم آپس میں اختلاف کرتے ہو۔ اختلاف انسان کی فطرت
...ہے یہ ہٹ نہیں سکتا مگر اس کو **شغل** نہ بناؤ۔ جس امر
...للہ تعالیٰ نے تم کو جمع کر دیا ہے اس **وحدۃ** کے مرکز کو نہ
...وڑ دو۔

کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھ کر **بددعا** کا جوش آتا ہے
...پھر رحم سے کام لیتا ہوں۔ توبہ کر لو۔ **ہماری زندگی**
...**ں چھوڑ دو۔**

تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئیگا
اللہ تعالیٰ جیسا چاہیگا وہ تم سے معاملہ کریگا

...**نو!** تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ **اول** اُن امور اور
...سائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے
جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔

...ن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی۔ اُن پر بولنے کا تمہیں
...کوئی **حق** نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت
...ملے۔ پس جب خلیفہ نہیں بولتا **یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا**
...**ں نہیں آتا۔** ان پر رائے زنی نہ کرو۔

جن پر ہمارے امام اور مقتدا نے قلم نہیں اُٹھایا تم ان پر
...ت نہ کرو۔ ورنہ تمہاری تحریریں اور کاغذ ردی کر دیں گے
...یں سے کوئی تصنیف کرتا ہے۔ اور اگر کہو کہ تمہارا **قلم**
...ں لکھ سکتا تو کیا ہم بھی نہ لکھیں تو **نورالدین۔ تصدیق**
...**مل الخطاب۔ ابطال** الوہیت مسیح کو پڑھ لو۔ مجھے
...نا آتا ہے اور خوب آتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت نے
...ک رکھا ہے اور **ہاں خدا نے روکا ہے۔**

اب بھی تمہارے رسائل میں غلطیاں ہوتی ہیں اور میں دیکھتا
...ں کہ ان میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ خاموش
...ں تم کیا ہستی رکھتے ہو کہ جو نہ میرے دربار سے اجازت
...تی ہے نہ خدا کی طرف سے تمہیں امر ہوتا ہے اور تم جرأت کرتے
...۔ دیکھو یاد رکھو۔ تمہاری کوئی جماعت نہ بنیگی تم لکھ رکھو
...ئی ایسی جماعت بنا نہ سکو گے۔

پس میری بات کو یاد رکھو اور بدظنی چھوڑ دو۔ تفرقہ نہ کرو۔
...ضرت صاحب نے جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے اس کے **خلاف**
نہ کہو نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ رہو گے۔ یہ خیال چھوڑ دو کہ لاہور کے
لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو پھر خدا
مسیلمہ کا سا معاملہ کریگا۔

جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو۔ درود اور استغفار پڑھو۔
حلال طیب کماؤ اور کھاؤ۔ ان بیہودہ باتوں سے کوئی نفع نہیں
اُٹھا سکتے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان نکما نہیں بیٹھ سکتا۔ میں نئے تجربہ
کی سپارش نہیں کرتا بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ حالت ایسی ہی ہے کہ
اگر بیوی اچھی خوبصورت مل گئی تو صرف شہوانی کام رہ گیا۔ اسی شہر
میں ایک بڑا آدمی گذرا ہے ایک انگریز اس سے ملنے کو آیا اُس کو اس نے
اپنی فوج کا معائنہ کرایا۔ رسالے۔ پیادے۔ توپخانہ وغیرہ دکھا کر
پوچھا کہ کیسی فوج ہے اس نے شکریہ ادا کیا اور اظہار مسرت کیا۔
فوج سامنے کھڑی تھی مگر حکم دیا کہ خاصہ کی فوج لاؤ۔ اندر سے
بڑی خوبصورت عورتیں ہتھیار لگائے ہوئے آگئیں اس انگریز
سے پوچھا کہ ایسی فوج بھی دیکھی ہے اس نے کہا کبھی نہیں۔ اسی
اس رئیس نے کہا کہ پہلی فوج میری ہے اگر وہ بغاوت کر دے
تو میں اکیلا اسے تبہ کر سکتا ہوں۔ مگر اس فوج کے مقابلہ میں ہمیشہ
شکست کھاتا ہوں۔

غرض کچھ مسلمان تو اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور تیار ہیں
اور کچھ وہ ہیں جو نکمے ہیں۔ سارا دن مباحثات کرتے ہیں ان سے
پوچھو فرشتوں نے اعتراض کر کے کیا لیا تھا پس تم ان جھگڑوں کو
چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر

تم میں ایسے لوگ ہوں جو خیر مسلم کی طرف بلانے والے ہوں۔
پسندیدہ اور بھلائی کے کاموں کا امر کریں اور ناپسند باتوں کو
روکیں وہ مظفر و منصور ہوں گے اب میں پھر نصیحت کرتا ہوں
میرے بڑھاپے اور بیماری کو دیکھ لو اپنے اختلافوں کو دیکھ لو کیا
یہ تمہیں خدا سے ملا دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر ہماری بات مانو اور
محبت سے رہو۔ اور اس طرح پر رہو کہ میں تمہیں دیکھکر اسی طرح
خوش ہو جاؤں جس طرح مسجد کو دیکھکر خوش ہوا۔ جس طرح شہر
میں داخل ہو کر مسجد کو دیکھکر مجھے خوشی ہوئی۔ خدا کرے کہ
جاتے ہوئے مجھے یہ آواز دے کہ تم باہم ایک ہو۔ اور تم محبت سے رہتے ہو۔

تم بھی دعاؤں سے کام لو۔ میں بھی تمہارے لئے دعا
کرونگا۔ وباللہ التوفیق۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور کے متعلق زمیندار اخبار نے ایک غلط فہمی
پھیلائی جس کی بنا پر روزانہ پیسہ اخبار میں ایک نہایت بیہودہ اور دل آزار
مضمون شائع کیا گیا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح
حضرت **مسیح موعود** کے منکر ہیں۔ حضرت **خلیفۃ المسیح** کو اور بھی گالیاں
اس نادان نے دی ہیں اور ان گالیوں کا محرک اوّل زمیندار ہے جس نے غلط فہمی پھیلائی
حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر لاہور جو میں نے نوٹ کی تھی۔ اب ترتیب کے بعد
حضرت **خلیفۃ المسیح** کی اصلاح اور درستی کے بعد میں اسے شائع کرتا
ہوں اس کو پڑھنے کے بعد ان تمام یاوہ گوئیوں کی خود بخود تردید ہو جائیگی
جو ہمارے معتقدات کے متعلق پھیلائی گئی ہیں دیانت اور تقویٰ کا
تقاضا تو یہ تھا کہ یہ لوگ اس تقریر کے شائع ہونے تک انتظار کرتے۔
مگر اللہ تعالیٰ کو ان کے خبث کا اظہار مقصود تھا وہ ظاہر ہو گیا۔
حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر تو واضح اور مبرہن تھی۔ مگر

عقل کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا تیرا رُخ کافر و دیندار کا

دیکھنا چاہئے کہ یہ جلد باز اس تقریر کی اشاعت کے بعد کہاں تک اپنی
غلطیوں کی اصلاح کی جرأت کرتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے
تمام نزاعوں کا فیصلہ ایک ہی جملہ سے کر دیا ہے۔

"جن مسائل کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے
جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ
وہ احمدی نہیں"

اس کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی جھگڑا باقی رہ جاتا ہو جس مسئلہ پر
بھی تم قول فیصل چاہو وہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں تقریروں
میں دیکھ لو جو فیصلہ حضرت مسیح موعود نے کیا ہے۔ وہ ہی ناطق
اور اصل ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح نے
جو ایمان اور مذہب ظاہر فرمایا ہے وہ بھی بغیر کسی ایچ پیچ کے صاف لفظوں
میں بتا دیا ہے کہ وہ خدا کے مرسل اور نبی ہیں کونسی بات ہے
جو انہیں اپنے معتقدات کے اظہار کے لئے روک سکتی ہے۔ یہ

"دجال خزانہ لیگیا" مراد مشہد مقدس امام علی رضا کے روضہ کے وہ بیش قیمت جواہرات و دفینے ہیں جن کی مالیت کروڑوں تک پہنچتی ہے۔

اخیر میں لکھا ہے افسوس امام آخرالزماں کے آنے سے پہلے ہم لٹ گئے۔

افسوس کہ جب یہ صداقت خدا کے سچے مسیح و مہدی آخری زمانہ کے امام علیہ السلام نے ظاہر کی بائیبل میں صاف لکھا ہے جوج روس اور ٹوبالسک کے سردار۔ تو یہ علماء اپر کفر کے فتوے لگانے لگے اور کہتے تھے کہ یاجوج ماجوج دجال وغیرہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق ہے۔ لیکن اب خود ہی ماننے لگے اور امام آخرالزماں کے ظہور کے منتظر ہیں۔ جو بجلی کی طرح پورب سے پچھم تک چمک کر دیدہ ہوں روشن بھی کر گیا اور یہ ابھی تک آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائے ہیں یا اس سرمن رائی کی غار پر مرثیہ خوانی کر رہے ہیں اور بعض مکے و مدینے کی طرف کان لگائے بیٹھے ہیں کاش ان کو معلوم ہوتا کہ خدا نے اپنے مامور کی پیدائش و ظہور کے لئے اسی گاؤں کو پسند کیا جو حدیث کے مطابق قدہ کے نام نامی سے موسوم ہے۔ اور الحکم والعدول تھا اس نے تمام اختلافی مسائل میں ایک قول فیصل دیکر ہمیشہ کے لئے ہماری نزاعوں کو مٹا دیا۔ اب جوں جوں ان کو ہوش آئیگا یہ مانینگے۔ وصدق ما قال ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

اس قسم کے فتن و مصائب و بلیات کی خبریں پڑھ کر سر عجز و نیاز خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔ کہ ہم ایسی محسن و عادل گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ امن و آرام سے بسر کر رہے ہیں جس کی وفاداری و اطاعت کا عہد ہم اپنے امام علیہ السلام کے دست حق پرست پر کر چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان حالات میں بھی بعض نادان ملاں اپنے منہ سے یہی بات نکالتے ہیں جو کبھی کفار کے منہ سے نکلتی تھی۔ اور قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔

چنانچہ کل اہل حدیث ۲۰ جمادی الثانی میں ایک شخص کا مضمون پڑھا ہے جو کہتا ہے کیا ایک دیہاتی مقام کے مرزا صاحب کو نبی مان لیں؟" گویا آپ کے خیال مبارک میں نبی کے لئے شہری ہونا ضروری ہے۔ اور یہ آیت قرآن مجید کی بھول گئے۔ لولا انزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ءاھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجت الآیۃ۔

دکھوں سے بھری ہوئی زندگی

جیون تت لاہور

آس سماج کا ارگن ہے جس کے ممبر اور پھر ان کا پیشوا اپنے قصور نظر کی وجہ سے اس حی و قیوم قادر مطلق علیم و خبیر مالک الکل۔ خالق و رازق مستجمع جمیع صفات کاملہ ذات بابرکات اللہ کا منکر ہے جس کے فیض سے دم دم کے ساتھ یہ نہایت درجہ کے ناشکرے اور احسان فراموش مستفیض ہو رہے ہیں ان کے تمام اعتراضوں کا خلاصہ میں نے قریبًا تین سال سے باقاعدہ جیون تت کے لفظ لفظ کے مطالعہ سے یہی معلوم کیا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ طوفان کیوں لاتا ہے۔ طاعون کیوں بھیجتا ہے۔ آدمیوں کو کیوں مارتا ہے۔ کسی کو تکلیف و مصیبت کیوں پہنچتی ہے۔ یہ لوگ جہاں اپنا ملاعنی حق ملکیت رکھتے ہیں وہاں تو بڑے دھوم سے کہتے ہیں کہ ہم جو جی چاہے کریں کوئی ہیں روکنے والا کون۔ اور ہماری آزادی میں خلل انداز کیسا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی کا پابند اور ایک طرح اپنے حکموں کی ماتحت رکھنا چاہتے ہیں اور ایسا کہنے میں ان کو مطلق شرم نہیں آتی۔ یہ بدبخت قوم ایک ڈاکٹر کو چیرتے پھاڑتے دیکھ لیں تو اسپر حسن ظن کرتے ہیں۔ لیکن اگر خدا کسی کی اصلاح کے لئے کسی کو امتحان میں ڈالے یا کسی قصور کی سزا دے یا اس کے کسی پوشیدہ خلق حسن کے اظہار کے لئے اسپر کوئی ابتلا لائے تو یہ اپنی حماقت کی وجہ سے ظلم ظلم پکار اٹھتے ہیں۔ یہ نادان زمیندار کو جو بیج کو مٹی میں ملا دیتا ہے اور وہ اس زمیندار کو برا نہیں کہتے۔ آخر ایک سرسبز کھیتی کی صورت میں وہ منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی آدمی کو اگر خدا بلا میں ڈالے تو یہ چیخ اٹھتے ہیں۔

حکومت کی طرف سے ہر روز کئی پھانسی چڑھتے ہیں۔ کئی قید ہوتے ہیں۔ مگر یہ اسے منصف و رحیم و عادل ماننے پڑ رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے اگر کسی پر موت وارد ہو یا کوئی علاقہ اپنے ظلموں کی وجہ سے تباہ ہو تو یہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ وہ ایک بادشاہ کے احکام کے سمجھنے سے قاصر ہیں تو پھر اس وراء الوریٰ ذات کے احکام کے حکم و مصالح پر کیونکر اطلاع پا سکتے ہیں

الغرض ۱۵۔ جون کے جیون تت میں شری دیوگورو بھگوان کے پرانے خطوط چھپے ہیں ایک خط کے فقرے حسب ذیل ہیں

"یہ موسم میرے لئے اس بیماری کی حالت میں خاص کر جیسا کچھ دکھ دہی اور مصیبت کی چیز بن رہا ہے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ × × × اس مصیبت کے سوا جو اور کئی قسم کی الجھنیں اور کشمکش رہتی ہیں وہ الگ ہیں۔ لیکن خیر زندگی آخر کشمکش کے لئے ہے گر پھر بھی ان الجھنوں اور مصیبتوں کی کوئی حد ہونی چاہیئے۔ میرے لئے کب وہ حد پوری ہوگی اس کا زمانہ کے ساتھ پتہ لگ سکیگا"

آخری فقرے جس جلے ہوئے اور مایوس قلب کے انسان کے منہ سے نکل سکتے ہیں اس کا اندازہ ناظرین لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک دھریہ کی زندگی کس قدر دکھوں سے بھری ہوتی ہے۔ اور کیسے رنجدہ نظارے اس کے گرد ہم سامنے آتے رہتے ہیں یہ سب کچھ کیوں اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں کیونکہ ان کے مقابلے میں ایک خدا پرست بڑے اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے وہ مشکل سے مشکل دقتیں میں نہیں گھبراتا وہ خوب جانتا ہے کہ اللہ اسی لئے اطمینان ہے کہ میرا مولا ہے جو مجھے اپنے رحم و غریب نوازی سے ایک منٹ میں ان تکالیف سے نکال سکتا ہے صرف اتنی سی بات میں غور کرنیوالوں کے لئے بہت سے ثبوت دین [illegible]

تحدیث نعمۃ بزبان ناصر

اعلیٰ حضرت قبلہ میر **ناصر نواب** صاحب کا ایک مضمون جو گویا **تزک ناصر** کا ایک اجمالی بیان ہے الحکم میں چھاپنے کی **عزت** مجھے حاصل ہوتی ہے حضرت **میر ناصر نواب** صاحب مدظلہ العالی کا **نام نامی** اس امر سے مستغنی ہے کہ میں انھیں احمدی پبلک میں روشناس کراؤں اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کاملہ سے **ناصر نواب** کے نام کو **ابدی زندگی** عطا فرمادی ہے۔ اور فنا کا ہاتھ اس نام پر اپنا قابو نہیں چلاسکتا۔ **میر ناصر** انسان ہے خدا کی ایک ممتاز مخلوق ہے وہ اپنے وقت پر (اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے۔) اس دنیا سے جانیوالا ہے مگر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے **مخاطب و مطہر** و مہدی و مسیح سے اسکا جو **پیوند** ہے اس نے اس کو **زندہ جاوید** کردیا ہے۔ اگر **مسیح و مہدی** بقائے دوام اور حیات **ابدی** کا تاج پہن چکا ہے۔ اور یقیناً پہن چکا ہے تو **ناصر نواب** اس کے ساتھ ہے۔ وہ شخص جو **ام المومنین** کا باپ ہو اور جس کے نسب اور اعزاز کی اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے تعریف کی ہو دنیا کے کسی انسان اور سفینہ کی ناقدر شناسی اس کی **شان بلند** کو گرا نہیں سکتی۔ ناصر زبان حال سے ایسے کہہ سکتا ہے ؎

ہوئے وقر ترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

میں حضرت میر **ناصر نواب** کی اس تزک کے اجمال کو اس لئے درج نہیں کرتا کہ میں اسے اپنا ایک **مخدوم و محسن** آقا سمجھتا ہوں اور اس کے خاندان کا میں ادنیٰ چاکر ہونے کی **قابل ناز** عزت رکھتا ہوں۔ نہیں بلکہ اس بیان ناصر میں حقائق ہیں اس کی **متوکلانہ زندگی** اور الٰہی دستگیری کے اعجازی کرشمے ہیں جن سے متاثر ہوئے بغیر انسان نہیں رہ سکتا اور جن کو پڑھ کر **اللہ تعالیٰ** اور اس کے **رسول** پر ایک عارفانہ **ایمان** پیدا ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ **حقیقی ایثار نفس** اور **قربانی** اس کا نام ہے جو اس **ممتاز** اور **مخدوم قوم** بزرگ نے کی ہے اس کو بہ لحاظ اس رشتہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے یہ عزت حاصل ہو مگر وہ قوم کے ضعیف مہاجرین کے لئے در بدر اور کو بکو پھر کر چندہ جمع کرے۔ اس کے سفر نہ آرام دہ ریلوے کے درجوں میں ہوں نہ اس میں کوئی نمائش اور تعلّی ہو۔ بلکہ نہایت سادگی سے فی الواقعہ ایک ضعیف و غریب کی طرح لمبا سفر کرکے ہزاروں روپیہ **نوع انسان** کے فائدہ کے لئے جمع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے وجود کو **نافع الناس** بنایا ہے۔ اس کی **اولاد بھی نافع الناس** ہے۔ ایسا پاک وجود خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کا نشان ہے۔

میری دلی آرزو اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری اولاد کو اور ہر احمدی کو حضرت **خلیفۃ المسیح** کی اطاعت اور وفاداری میں **خاندان ناصر** کی چاکری میں سچے مسلمان کی طرح وفات دے۔ میں اب اس پر زیادہ نہیں لکھتا۔ ناصر کا اپنا بیان درج کردیتا ہوں۔ خدا کرے کہ وہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو آمین (ایڈیٹر)

اے دوستو ناصر کی کہانی سن لو
ہے اس پہ خدا کی مہربانی سن لو
ہر چیز کو ہے موت و تغیر و ریش
مولا کی ہے ذات جاودانی سن لو

زمانہ بھی عجب چیز ہے۔ ایک زمانہ تھا میں نہ تھا پھر ایک زمانہ آیا کہ میں پیدا ہوا۔ اور دلی شہر میں جنم لیا خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ کے گھرانے میں پیدا ہوکر نشوونما پایا۔ اور ان کی بارہ دری میں کھیل کود کر بڑا ہوا۔ ان کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا ماں باپ کے سایہ میں پرورش پا رہا تھا کوئی فکر و اندیشہ دامنگیر نہ تھا کہ ناگہاں میرے حال میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی جس کا بظاہر کسیکو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اتفاقاً میرے والد ماجد کسی کام کے لئے بنارس تشریف لے گئے۔ اور شاہ آباد آرہ میں ہیضہ سے ان کا انتقال ہوگیا اور میں معہ اپنی دو ہمشیرہ کے یتیم رہگیا اور میری والدہ حالت جوانی میں بیوہ رہگئیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ سامان معیشت بظاہر کچھ نہ رہا فقط **اللہ** ہی کا آسرا تھا دادا صاحب اگرچہ موجود تھے مگر وہ اسی سالہ ضعیف تھے اور کچھ جائداد بھی نہ رکھتے تھے اور جو جائداد تھی وہ ہمارے خاندان سے جاچکی تھی اور مفلس محض رہگئے تھے۔ اس پر ظاہر آراستہ رکھنا بھی ضروری تھا ایک سوتیلے بھائی صاحب کچھ آسودہ حال تھے انھوں نے توجہ نہ فرمائی کیونکہ عرب کا خون پھیکا پڑ گیا تھا۔ نانا صاحب نے کفالت اختیار کی اور ماموں صاحب نے ہم سبکا بوجھ اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت نصیب کرے آمین یتیمی کے صدمات سے ہنوز مخلصی نہوئی تھی اور بے پدری کا غم نہ بھولا تھا کہ یکایک دنیا میں ایک اور سخت تبدیلی پیدا ہوئی کہ اکثر لوگ تخت سے تختۂ زمین پر گر پڑے۔ اور اہل وطن پر ایک تازہ بلا نازل ہوئی۔ یعنی ۱۸۵۷ء غدر تشریف لے آیا۔ انگریزی فوج نے کسی جھگڑے پر سرکار سے بغاوت اختیار کی۔ اور ہندوستان کی فوجوں میں عام سرکشی پھیل گئی اور جابجا سے فوجیں فساد کرکے دلی میں آکر جمع ہوگئیں انگریزوں نے بقیہ فوجوں کو جمع کیا اور گورہ فوج کو اطراف سے اکٹھا کرکے وہ بھی برگشتہ فوج کے تعاقب میں دلی میں پہنچے اور دلی کا محاصرہ کرلیا۔ دلی کے لوگ حیران و پریشان یہ ناگہانی تماشہ جبراً قہراً دیکھتے رہے مگر کسی کو اس قدر دسترس نہ تھی کہ اس آتش فساد کو

اُس نے مانا۔ جسکو میں نے پیر بنایا اس نے بھی اس سے بلا تامل بیعت کی چنانچہ عبداللہ صاحب غزنوی سے میرے ساتھ بیعت کی۔ نیز مرزا صاحب کو جب مینے تسلیم کیا تو اس نے بھی مان لیا ایسی بیویاں بھی دُنیا میں کم میسر آتی ہیں۔ یہ بھی میری ایک خوش نصیبی ہے جس کا میں شکر گذار ہوں کئی لوگ بسبب دینی یا دنیوی اختلاف کے بیویوں کے ہاتھ سے نالاں پائے جاتے ہیں جو گویا کہ دُنیا میں دوزخ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ میں تو اپنی بیوی کے نیک سلوک سے دُنیا ہی میں جنت میں ہوں۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ شادی کے تین سال بعد میرے گھر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک با اقبال اور نیک نصیب لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکوں سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا عالیشان مرتبہ بخشا ہے وہ ہمارے زمانہ کی خدیجہؓ اور عائشہؓ ہے رضی اللہ عنہا۔ اس کے پیدا ہونے کے بعد میری والدہ صاحبہ کی دعاؤں کی برکت سے جس جائداد کے حاصل کرنے کے لئے میرے باپ پورب جاکر وہیں رہگئے تھے ہمیں بغیر ظاہری کوشش کے پانچ ہزار روپیہ کی قیمتی جائداد حاصل ہوئی جس کی آمدنی ۱۰ ماہوار ہے۔ جب میری عمر ۱۲ سال کی ہوئی اور بیکاری کے سبب سے آوارہ ہو چلا تو میری خیر اندیش والدہ نے پھر میرے ماموں صاحب کے پاس لاہور میں بھیجا وہاں پہنچکر میں ان سے ایک سال تک تعلیم پاتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر ماموں صاحب کی سفارش سے بعہدہ سب اوورسیری امرتسر میں ملازم ہو گیا۔ اس وقت اس عاجز کی عمر ۲۲ سال کی تھی۔ اب میرے حال میں ایک اور تغیر پیدا ہوا۔ میں سٹھیالی اور کاہنووان میں ایک مدت تک ملازم رہا اور چند سال کے بعد کچھ عرصہ قادیان میں بھی رہنے کا مجھے اتفاق ہوا اور حضرت مرزا صاحب سے بذریعہ ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے جو میرے ماموں صاحب کے واقف تھے ملاقات ہوئی

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت مرزا صاحب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے۔ ہنوز وفات مسیح ناصری کا تذکرہ بالکل نہ تھا اور وہ بزعم دنیا آسمان ہی پر تشریف رکھتے تھے چند ماہ کے بعد اس عاجز کی بدلی قادیان سے لاہور کے ضلع میں ہو گئی۔ اس وقت چند روز کے لئے بندہ اپنے اہل و عیال کو حضرت مرزا صاحب کے مشورہ کر ان کے دولت خانہ چھوڑ گیا تھا۔ اور جب وہاں مکان کا بندوبست ہو گیا تو آکر لیگیا۔ مینے اپنے گھر والوں سے سُنا کہ جب تک میرے گھر کے لوگ مرزا صاحب کے گھر میں رہے مرزا صاحب کبھی گھر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر کے مکان میں رہے۔ اس قدر اُن کو میری عزت کا خیال تھا وہ بھی عجب وقت تھا۔ حضرت صاحب گوشہ نشین تھے عبادت اور تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ لالہ شرمپت اور ملاوا مل کبھی کبھی حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کے کشف اور الہام سُنا کرتے تھے۔ بلکہ کئی کشوف اور الہاموں کے پورے ہونے کے گواہ بھی ہیں۔ اس وقت یہ سچے اور نرم دل تھے اس کے بعد قوم کے دباؤ میں آکر حضرت صاحب سے جُدا ہو گئے۔ اور یہ دونوں جب حضرت صاحب کا نکاح دلی میں میرے ہاں ہوا تھا تب بھی ساتھ گئے تھے۔ اسوقت یہ مصدق تھے پیچھے مکذب بنے۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب کی شہرت بالکل نہیں تھی۔ کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب کسی زمانہ میں مسیح موعود و مہدی مسعود بنینگے۔ اور تمام جہان میں ان کی شہرت ہو جاویگی۔ اور ان کے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ حاضر ہونگے۔ اور ان کو ملک ملک سے تحفے پہنچینگے۔ چند سال کے بعد مجھے خبر ملی کہ براہین احمدیہ مرزا صاحب نے چھپوا کر شائع فرما دی ہے۔ بندہ نے بھی ایک نسخہ خریدا پھر عاجز نے چند امور کے لئے حضرت مرزا صاحب سے دعا منگوانے کے لئے خط لکھا جن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ دُعا کرو مجھے خدا تعالیٰ نیک اور صالح داماد عطا فرماوے۔ اس کے جواب میں مجھے حضرت

مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ میرا تعلق میری بیوی سے گویا ہونے کی برابر ہے۔ اور میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تمکو سادات کے عالیشان خاندان میں سے زوجہ عطا کرونگا۔ اور اس نکاح میں برکت ہوگی اور اس کا سب سامان میں خود بہم پہنچاؤنگا۔ تمہیں کچھ تکلیف نہیں ہوگی۔ یہ آپ کے خط کا خلاصہ ہے بلفظہ یاد نہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ آپ مجھپر نیک ظنی کر کے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیں اور تا تصفیہ اس امر کو مخفی رکھیں اور رد کرنے میں جلدی نہ کریں مجھکو یہ نہیں لکھا تھا کہ تمھارے ہاں یا دلی میں نکاح ہوگا مجھے الہام ہوا ہے۔ لیکن بعض اپنے احباب کو اس سے بھی مطلع فرمایا کہ دلی میں سادات کے خاندان میں میرا نکاح ہوگا۔ پہلے تو میں نے کچھ تامل کیا کیونکہ مرزا صاحب کی عمر زیادہ تھی اور بیوی بچہ موجود تھے اور ہماری قوم کے بھی نہ تھے مگر پھر حضرت مرزا صاحب کی نیکی اور نیک مزاجی پر نظر کر کے جس کا میں دل سے خواہاں تھا مینے اپنے دل میں مقرر کر لیا کہ اسی نیک مرد سے میں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ کر دوں۔ نیز مجھے دلی کے لوگ اور وہاں کی عادات و اطوار بالکل نا پسند تھے۔ اور وہاں کے رسم و رواج سے سخت بیزار تھا اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتا تھا۔ کہ میرا مربی و محسن مجھے کوئی نیک اور صالح داماد عطا فرماوے یہ دعا میں نے بار بار اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی آخر قبول ہوئی۔ اور مجھے ایسا بزرگ صالح۔ متقی خدا کا مسیح و مہدی نبی اللہ و رسول اللہ خاتم الخلفاء اللہ تعالیٰ نے داماد عطا فرمایا جسپر لوگ رشک کریں۔ تو بجا ہے اور میں اگر اسپر فخر کروں تو کچھ بیجا ہوگا اس نکاح سے چند سال پیشتر میرے گھر میں پانچ بچوں کے مرنے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہو کر زندہ رہا جس کا نام محمد اسمعیل رکھا۔ جو اب میر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ میں ضلع لاہور سے تبدیل ہو کر پٹیالہ و مالیرکوٹلہ کیطرف گیا وہاں سے چند ماہ کے بعد نقشہ نویس ہو کر ملتان میں پہنچا۔ اب زمانہ نے بہت سے رنگ بدلے۔ اور میرے حال میں کئی

فرو کرتا۔ پوربیئے شہر پر مسلط تھے۔ اور برائے نام بہادر شاہ کو بادشاہ بنا رکھا تھا۔ ایک اندھیر پڑا ہوا تھا اور ہر شخص کو اپنی جان و مال کا دغدغہ لگا رہتا تھا۔ دن کا چین اور رات کا آرام حرام ہو گیا تھا۔ جوں جوں محاصرہ تنگ ہوتا جاتا تھا توں توں شہر کی آفت بڑھتی جاتی تھی شہر پر اس قدر گولے پڑتے تھے کہ فصیل اور اس کے متصل مکانات چھلنی ہو گئے تھے۔ بعض لوگ گولوں سے ہلاک بھی ہوتے جاتے تھے چند ماہ کے محاصرہ کے بعد دلی انگریزوں نے فتح کر لی۔ اور باغی فوج وہاں سے بھاگ گئی۔ دلی والوں کی شامت آئی۔ کر گیا داڑھی والا اور پکڑا گیا مونچھوں والا۔ نانی نے خصم کیا اور نواسہ پر جرمانہ ہوا۔ فتحمندوں نے شہر کو برباد کر دیا اور فتح کے شکریہ میں لاکھوں آدمیوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ مجرم اور غیر مجرم میں تمیز نہیں تھی۔ چھوٹا بڑا۔ ادنیٰ اعلیٰ برباد ہو گیا۔ سوائے چوڑھے چماروں سقوں وغیرہ کے یا ہندوؤں کے خاص محلوں کے کوئی لوٹ مار سے نہیں بچا۔ ایک طوفان تھا کہ جس میں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ غرضیکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔ شہر کے لوگ ڈر کے مارے شہر سے نکل گئے اور جو نہ نکلے وہ جبراً نکالے گئے اور قتل کئے گئے یہ عاجز بھی ہمراہ اپنے کنبہ کے دلی دروازہ کی راہ سے باہر گیا۔ چلتے وقت لوگوں نے اپنی عزیز چیزیں جنکو اُٹھا سکے ہمراہ لے لیں۔ میری والدہ صاحبہ نے اللہ اُن کو جنت نصیب کرے میرے والد کا قرآن شریف جو اب تک میرے پاس ان کی نشانی موجود ہے اُٹھا لیا۔ شہر سے نکلکر ہمارا قافلہ سر بصحرا چل نکلا اور رفتہ رفتہ قطب صاحب تک جو دلی سے ۱۱ میل پر ایک مشہور خانقاہ ہے جا پہنچا وہاں پہنچکر ایک دو روز ایک حویلی میں آرام سے بیٹھے تھے کہ دنیا نے ایک اور نقشہ بدلا یکایک ہارسن صاحب افسر رسالہ معہ مختصر اردل کے قضا کیطرح ہمارے سر پر آ پہنچے۔ اور دروازہ کھلوا کر ہمارے مردوں پر بندوقوں کی ایک باڑھ ماری اور جس کو گولی نہ لگی اس کو تلوار سے قتل کیا۔ یہ نہیں پوچھا کہ تم کون ہو ہماری طرف کے ہو یا دشمنوں کے طرفدار ہو اسی یک طرفہ لڑائی میں میرے چند عزیز راہی ملک عدم ہو گئے پھر حکم ملا کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ہم سب زن و مرد و بچہ اپنے مردوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں حیران و پریشان وہاں سے روانہ ہوئے۔ لیکن بسبب رات کے اندھیرے اور سخت واشگوں کی تیرگی کے رات بھر قطب صاحب کی لاٹ کے گرد طواف کرتے رہے صبح کو معلوم ہوا کہ تیلی کے بیل کی طرح وہیں کے وہیں ہیں۔ ایک کوس بھی سفر طے نہیں ہوا۔ صبحکو نظام الدین اولیاء کی بستی میں پہنچے اور وہاں رہکر چند روز اپنے مقتولوں کو روتے رہے۔ زیادہ دقت یہ پیش آئی کہ اب بعض کے پاس کچھ کھانے کو بھی نہ رہا تھا۔ کہ ناگہاں رحمت الٰہی نے دستگیری فرمائی ایک میرے ماموں صاحب محکمہ نہر میں ڈپٹی کلکٹر تھے ان کا کنبہ ہم سے پہلے پانی پت میں پہنچ چکا تھا۔ جب ان کو ہماری پریشانی کا حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو چند چھکڑے دیکر ہمارے لینے کے لئے بھیجا وہ ہم سب کو ان چھکڑوں پر بٹھا کر پانی پت لے گئے وہاں پر پہنچکر ذرا ہمیں آرام و اطمینان ملا یعنی ہمارے حال میں ایک اور تغیر و تبدل ہوا۔ ڈھائی برس ہم وہاں رہے پانی پت کے لوگوں نے دلی کے برباد شدہ لوگوں سے نیک سلوک کیا اور ان کو اپنے ہاں جگہ دی۔ ان کے لئے سامان آرام مہیا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے اور اُن کی اولاد پر رحم فرمادے۔ ڈھائی سال کے بعد پھر دلی آباد ہوئی۔ اور تمام بیوطنوں کو ان کے وطن میں آباد ہونے کی اجازت مل گئی اہل دلی چاروں طرف سے آکر آباد ہونے لگے میرا کنبہ بھی دلی میں آکر اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوا۔ بجز گھروں کی چار دیواری کے اور سب کچھ لٹ چکا تھا۔ یہانتک کہ ہمارے گھروں کے کواڑ بھی لوگ اُتار کر لے گئے تھے۔ صرف چوکھٹیں باقی رہگئیں تھیں۔ اب دنیا نے اور رنگ بدلا۔ اس وقت میری عمر بارہ سال کی ہو چکی تھی اُس وقت میری عالی حوصلہ ماں نے میری بہتری اور تعلیم کے لئے مجھ میرے ماموں میر ناصر حسین صاحب کے پاس ملک پنجاب میں بمقام مادھو پور ضلع گورداسپور بھیجدیا تین چار سال تک میں اپنے ماموں صاحب کے پاس مادھو پور میں رہا۔ مگر میری کوتاہی کے باعث کوئی علم مجھے حاصل نہوا۔ اور میں نے اپنے بڑے بھائی صاحب کے مشورہ سے انگریزی پڑھنے سے انکار کر دیا۔ ہاں یہ فائدہ مجھے ہوا کہ میرے بزرگ بدعتی تھے میں اہل حدیث بنگیا اور خاندان شاہ ولی اللہ صاحب سے مجھے محبت ہو گئی۔ یہ بھی مذہبی تبدیلی مجھمیں خدا کے فضل سے پیدا ہوئی ورنہ بظاہر اس کی کوئی صورت نہ تھی۔ کیونکہ میرے ماموں صاحب رتر چھتر المعروف مکان شریف کے مرید تھے۔ اور ہمارا اصلی خاندان یعنی خواجہ میر درد صاحب کا گھرانہ بھی مبتلائے بدعات ہو چکا تھا اور برائے نام حنفی المذہب کہلاتا تھا اب ایک اور عالیشان تغیر مجھمیں پیدا ہوا یعنی ۱۶ سال کی عمر میں میری فہمیدہ اور دانا اماں نے نشیب و فراز زمانہ کو مد نظر رکھ کر میری شادی ایک شریف اور سادات کے خاندان میں کر دی اور میرے پاؤں میں بخیال خود ایک بیڑی پہنادی۔ تاکہ میں آوارہ نہوں۔ اس باعث سے میں بہت سی بلاؤں اور ابتلاؤں سے محفوظ رہا۔ اور میری والدہ صاحبہ کی اس تجویز نے مجھے بہت ہی فائدہ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت نصیب کرے۔ آمین۔ اس بابرکت بیوی نے جس سے میرا پالا پڑا تھا مجھے بہت ہی آرام دیا۔ اور نہایت ہی وفاداری سے میرے ساتھ اوقات بسری کی اور ہمیشہ مجھے نیک صلاح دیتی رہی اور کبھی بیجا مجھ پر دباؤ نہیں ڈالا نہ مجھکو میری طاقت سے بڑھکر تکلیف دی۔

میرے بچوں کو بہت ہی شفقت اور جانفشانی سے پالا کبھی بچوں کو کوسا نہ مارا اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا میں سرخرو رکھے۔ اور بعد انتقال جنت الفردوس عنایت فرمادے ہر حال عسر و یسر میں میرا ساتھ دیا جسکو بیٹے نانا اُسکو

تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ آخر میں ملتان سے فرلو رخصت لیکر دلی پہنچا اور اپنی فرمانبردار بیوی کو لڑکی کے نکاح کے بارہ میں بہت سمجھا بجھا کر راضی کیا۔ اور سوائے اپنی رفیق بیوی کے اور کسی کو اطلاع نہیں دی۔ اس واسطے کہ ایسا نہو کنبہ میں شور پڑ جاوے اور میرا کیا کرایا کام بگڑ جاوے اور میری والدہ صاحبہ و دیگر اقربا بالغ ہوں انجام کار ۱۸۸۵ء میں مینے حضرت مرزا صاحب کو چپکے سے بلا بھیجا اور خواجہ میر درد صاحب کی مسجد میں بین العصر والمغرب اپنی دختر نیک اختر کا حضرت صاحب سے گیارہ سو روپیہ مہر کے بدلے نکاح کر دیا۔ نکاح کا خطبہ مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے پڑھا وہ ڈولی میں بیٹھ کر تشریف لائے تھے۔ کیونکہ ضعف اور بڑھاپے کے باعث چل پھر نہیں سکتے تھے۔ عین موقعہ پر مینے اپنے اور اپنی بیوی کے رشتہ داروں کو بلایا اس لئے وہ کچھ کر نہ سکے۔ بعض نے تو گالیاں بھی دیں اور بعض دانت پیس کر رہ گئے۔ جانبین سے کوئی تکلف عمل میں نہیں آیا۔ رسم و رسوم کا نام تک نہ تھا۔ ہر ایک کام سیدھا سادھا ہوا مینے جہیز کو صندوق میں بند کر کے کنجی مرزا صاحب کو دیدی اور لڑکی کو چپ چپاتے رخصت کر دیا۔ برخلاف اس کے ہمارے کنبہ میں لاکھ لاکھ مہر بندھا کرتا ہے اور دنیا کی ساری رسمیں جو خلاف شرع ہیں ادا کیجاتی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک کہ مروجہ بد رسوم میں سے ہمارے ہاں کوئی بھی نہیں ہوئی۔ یہ قصہ خصوصاً اس واسطے لکھا ہے کہ اکثر احمدی احباب نکاح کا حال پوچھا کرتے ہیں کہ تمھارے ہاں حضرت مرزا صاحب کا تعلق کیونکر ہوا۔ بار بار متفرق اصحاب کے آگے دہرانے کی اب ضرورت نہیں رہی لوگ اس تحریر کو پڑھ لینگے اسوقت میر محمد اسمعیل کی عمر تین چار سال کی تھی۔ یہ بھی میرے حال میں ایک تبدیلی تھی اور زمانہ کا ایک عظیم پلٹا تھا جس کے سبب سے میں ایک بڑا اور تاریخی آدمی بنگیا۔ چند اپنی برادری کے دنیادار آدمیوں کو چھوڑا خدا تعالیٰ نے مجھے لاکھوں سچے محب اور ہزاروں مومنین صالحین عطا فرمائے جو مجھے بجائے باپ کے سمجھتے ہیں۔ اور آئندہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونگے وہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مجھ پر بھی درود بھیجا کرینگے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ یہ باتیں عاجز نے بطور فخر و تکبر کے نہیں لکھیں بلکہ بطور تحدیث نعمت تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمت ربك فحدث بعد اس کے میری تبدیلی انبالہ چھاونی کو ہوگئی وہاں حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے ملنے کے لئے تشریف لائے یہ پہلا شرف تھا جو مجھے حاصل ہوا۔ لیکن میں نے اس کی شکرگذاری نہیں کی۔ کیونکہ میں اس نعمت کی شناخت سے نابینا تھا۔ پھر اس عاجز کی تبدیلی ایک بزرگ نے جو مجھسے ناراض ہوگئے تھے لدھیانہ میں کرادی۔ لدھیانہ میں بھی چند بار حضرت مرزا صاحب مع اہل و عیال ہم سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ عرصہ تک لدھیانہ میں رہے ۱۸۸۹ء میں سلسلہ بیعت لدھیانہ میں شروع ہوا اس وقت میں احمدی نہیں ہوا تھا اور نہ میں حضرت صاحب کو مسیح و مہدی مانتا تھا۔ لہذا مینے بیعت نہیں کی تھی میں منافق نہیں تھا کہ بظاہر بیعت کر لیتا اور دل میں مرزا صاحب کو سچا نہ سمجھتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے راستباز اور صاف گو بنایا ہے یہ بھی بجز اللہ تعالیٰ کے افضال میں ایک بڑا فضل ہے۔ لدھیانہ کو ایک اور بھی خصوصیت ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے وہاں آکر حضرت مرزا صاحب سے ہنگامہ آرائی کی۔ اور ایک بڑا مباحثہ ہوا چونکہ محمد حسین کو آتش حسد نے جلا رکھا تھا اور وہ بار بار مشتعل ہو ہو جاتا تھا اور چونکہ دلائل اس کے ہاتھ میں نہیں تھے اسکو غصہ بہت آتا تھا۔ اس لئے مولوی محمد حسین صاحب کو سخت شکست ہوئی۔ اور وہ دیوانہ وار حملہ کرنیکو تھا کہ حضرت مرزا صاحب وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ لدھیانہ میں میرے ہاں بعد اور پانچ بچوں کے انتقال کے ایک اور لڑکا محمد اسحٰق پیدا ہوا اور یہ برکت دعائے مسیح و مہدی اللہ تعالیٰ نے اسے عمر بخشی۔ محمد اسحٰق نام اگرچہ محمد اسمعیل کے ساتھ نسبت رکھتا تھا مگر ایک سبب اس نام رکھنیکا یہ بھی ہوا جبکہ یہ عاجز لدھیانہ میں تھا اور ہنوز محمد اسحٰق حمل میں تھا کہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی لدھیانہ میں آئے۔ میں ان کی ملاقات کے لئے محمد اسمعیل کو لیگیا۔ کیونکہ ہنوز ہم میں اور اہل حدیث میں سخت تفرقہ نہیں پڑا تھا۔ اور وہ ہمارے سخت دشمن نہیں بنے تھے۔ نیز مولوی نذیر حسین صاحب میرے استاد بھی تھے اور دلی کے اہل حدیث کے سرگروہ تب مولوی نذیر حسین صاحب نے محمد اسمعیل کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر کہا کہ ؎

برائے کردن تنبیہ فساق ۔ دوبارہ آمد اسمعیل و اسحٰق

جب اسحٰق پیدا ہوا تو میں نے محمد اسحاق نام رکھا۔ لدھیانہ سے ایکدفعہ میری تبدیلی پٹیالہ میں ہوئی وہاں سے میں قادیان میں بتقریب جلسہ جو پہلی دفعہ قادیان ہوا تھا گیا۔ اس مرتبہ حضرت صاحب کی سچائی مجھ پر کھلی اور میں نے حضرت مرزا صاحب کو امام اور مسیح تسلیم کر کے ان سے بیعت کر لی۔ بعض باتیں ایسی ہیں کہ بالترتیب نہیں یاد آئیں۔ وہ متفرق طور پر لکھتا ہوں کہ فائدہ سے خالی نہیں۔ حضرت صاحب کے ہاں پہلی دفعہ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام عصمت بیگم رکھا گیا تھا وہ چند سالہ ہوکر لدھیانہ میں انتقال کر گئی تھی۔ اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جسکو بشیر اول کہتے ہیں۔ اس لڑکے اور لڑکی کی پیدائش اور موت پر بھی لوگوں نے شور مچایا تھا۔ لڑکی کی پیدائش سے پہلے حضرت صاحب نے اشتہار دیا کہ میرے ہاں ایک عالیشان لڑکا ہوگا۔ مگر یہ نہیں تحریر فرمایا تھا کہ وہ اسی حمل سے ہوگا۔ جب لڑکی پیدا ہوئی تھی تو مخالفین نے عجب فضول اتہامات رکھے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی معاذ اللہ غلط نکلی۔ لیکن وہ خود غلطی پر تھے جب بشیر اول پیدا ہوا تو یہ عاجز انبالہ میں تھا۔ اس کے عقیقہ پر انبالہ سے چلا تو بٹالہ میں آکر دیکھا کہ سخت طوفان باراں بپا ہے۔ اور راہ قادیان ناقابل گذر بنگیا ہے تاہم میں نے ایک چھکڑا کرایہ کی اور اسی طوفان میں روانہ ہو کر شام کے

قریب قادیان کے قریب پہنچا۔ یہانتک کہ اس قدر قریب ہوگیا کہ قادیان نظر آنے لگا۔ مگر رستہ میں پانی اس قدر تھا کہ راہ ناقابل گذر تھا۔ اندیشہ تھا کہ کسی گڑھے میں گر کر ڈوب نہ جاؤں۔ لہذا بناچاری واپس ہوکر ایک گاؤں میں رات کو زمین پر پڑا رہا۔ صبح کو بھی کوئی صورت قادیان پہنچنے کی نظر نہ آئی کیونکہ بارش بند نہ ہوئی تھی لہذا واپس چلا گیا یہ قصہ بھی عجیب تھا۔ اس لئے تحریر کردیا ایک مرتبہ میں انبالہ میں تھا کہ حضرت صاحب کا تار گیا کہ وہ جان بہ لب ہیں فوراً آؤ۔ فوراً میں قادیان میں پہنچا لیکن آکر دیکھا تو آرام ہوچکا۔ اور حضرت صاحب اچھی حالت میں تھے ان دنوں میں جب میں آیا کرتا تھا تو حضرت صاحب مجھے رخصت کرنے بھی جایا کرتے تھے ان دنوں میں زیادہ مہمان نہیں آتے جاتے تھے۔ پٹیالہ سے پھر لدھیانہ میں میری تبدیلی ہوگئی۔ اور وہاں مکرر پٹیالہ میں گیا اسوقت حضرت صاحب دتی میں تشریف لے گئے۔ اور دلی کے مولویوں کو اپنے مامور ہونے اور وفات مسیح کے معاملہ میں تبلیغ فرمائی۔ خصوصًا مولوی نذیر حسین صاحب سرگروہ اہل حدیث کو اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے بلایا۔ مگر وہ سادہ مزاج تھے۔ شاگردوں کو ڈر ہوا کہ کہیں حق ان کے منہ سے نکل جائے اس لئے ان کو مرزا صاحب کے روبرو ہونے دیا اور چالاکیوں سے کام لیتے رہے اور چاہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ذلیل کرکے دلی سے نکالدیں لیکن خود ہی ذلیل ہوئے اور ان کی سخت پردہ دری ہوئی۔ بہت مشکل سے مولوی نذیر حسین صاحب جامع مسجد میں پانچہزار آدمیوں کے مجمع میں تشریف لائے۔ جہاں مرزا صاحب معہ چند رفقا کے درمیانی دروازہ میں شیر کی طرح اللہ تعالی پر توکل کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب باوجود پانچ ہزار مددگاروں اور اسقدر کثیر یاروں کے بھی مرزا صاحب کے مقابل میں نہیں آئے۔ بلکہ مسجد کے ایک گوشہ میں چھپے بیٹھے رہے اور ٹالمٹولا کو سپر بنایا اور گفتگو تک ان کے شاگردوں نے نوبت نہ آنے دی۔ انجام کار سرکاری افسروں نے مجمع کو مباحثہ سے مایوس ہوکر منتفرق کردیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کو بحفاظت ان کے ڈیرہ پر پہنچادیا اس عرصہ میں دلی کے لوگوں نے اپنی شرارت کا خوب نمونہ دکھایا اور کوئی بھی بھلا مانس وہاں نظر نہ آیا۔ وہ شہر جو علما فضلا اور حکماء کا منبع اور مرکز تھا معلوم ہوتا تھا کہ مرکز و منبع بہائم ہے۔ یا درندوں کا ایک جنگل ہے اور یہ مثل مشہور اپر صادق آتی تھی "مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب"۔ آخر حضرت مرزا صاحب ان لوگوں سے مایوس ہوکر پٹیالہ میں تشریف لائے جہاں یہ عاجز ملازم و مقیم تھا وہاں بھی نیم ملاؤں نے حضرت صاحب سے بہت شرارت کی اور کم بختی کی دادی اور کچھ فائدہ مرتب نہوا۔ ناچار حضرت صاحب قادیان واپس تشریف لے گئے۔ خدا کی قدرت پٹیالہ سے میری تبدیلی فیروزپور میں ہوگئی کچھ عرصہ کے بعد حضرت صاحب معہ اہل و عیال ہم سے ملنے کے لئے فیروزپور میں تشریف لے گئے احباب بھی ان کے ساتھ تھے ایک ماہ تک ہمارے ہاں رہے اسوقت میاں محمود چھوٹے بچے تھے اور میاں بشیر تو گود ہی میں شیر خوار تھے۔ اس وقت کچھ عرصہ گذر چکا تھا جبکہ بمقام امرتسر حضرت صاحب میں اور ڈپٹی عبداللہ آتھم میں دین اسلام کی صداقت اور موجودہ مذہب عیسائی کی صداقت کی بابت گفتگو ہوچکی تھی اور پندرہ روز تک یہ مباحثہ رہا تھا۔ حضرت صاحب نے اپنا ایک الہام سناکر اس مباحثہ کو ختم کیا تھا۔ الفاظ الہام مجھے یاد نہیں قریبًا الہام یہ تھا کہ چونکہ ہمارے پندرہ روز اس مباحثہ میں گذرے ہیں اس لئے پندرہ ماہ تک اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے میں جھوٹوں کو ذلیل کرونگا۔ اور اسکو ہاویہ میں گرادونگا۔ بشرطیکہ وہ حق کیطرف رجوع نہ کریں اگر حق کی طرف رجوع کریں تو عذاب سے محفوظ رہیں۔ اور سچوں کو عزت دونگا وغیرہ اس الہام کے دو پہلو تھے۔ ایک عذاب کا اور ایک رجوع کا۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم اس وقت ڈر گیا اور اس الہام سے سخت متاثر ہوا۔ اور اس قدر ڈرا کہ امرتسر سے بھاگ گیا۔ فیروزپور میں جاکر اپنے داماد میاں داس کے مکان پر رہا پھر بھی سخت خوفناک تھا۔ اور نہایت ڈرتا رہتا تھا۔ اسے پریشان خوابیں آتیں اور ہردم اسے اپنی موت پیش نظر رہتی تھی۔ اس کی کوٹھی کے پاس ایکدفعہ بندوق کی آواز خدا جانے اصلی تھی یا وہمی اس نے اور اس کے معاونین نے سنی اور خیال کیا کہ مرزا صاحب نے اپنا الہام پورا کرنے کے لئے مجھپر کچھ لوگ مقرر کر رکھے ہیں کہ وہ مجھے ہلاک کردیں پھر سوچا کہ یہاں محکمہ نہر میں ان کے خسر میر ناصر نواب نقشہ نویس ہیں۔ شاید انہیں کی وساطت سے یہ کام انجام پذیر ہو لہذا ان کو یہاں سے نکالنا چاہیے واللہ اعلم کسیطرح میری تبدیلی فیروزپور سے ہوتی مردان کی ہوئی یا کرائی گئی یہ بھی ایک تغیر تھا جو مجھ پر وارد ہوا لیکن اس کے ایک ہی پہلو پر ہر ایک شخص نے خیال دوڑایا دوسری طرف کو فراموش کردیا۔ بالکل ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کا خیال بلا استثنا دولوں میں پکا لیا۔ آخر کا پہلا پہلو غلط نکلا یعنی وہ مرا نہیں بلکہ رجوع والا پہلو درست ثابت ہوا۔ لیکن جب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو مطلع نہیں کیا اور حضرت صاحب نے لوگوں کو بذریعہ اشتہارات اطلاع نہیں دی ملک میں ایک تلاطم برپا ہوگیا اور ہماری جماعت کے اکثر اشخاص مصیبت میں مبتلا ہوگئے اور آفت میں پھنس گئے۔ میں چونکہ مردان میں نیا گیا ہوا تھا اور وہاں کے لوگوں سے میری ملاقات زیادہ نہیں تھی میں اس ابتلا کے وقت محفوظ رہا ✤

اب ایک اور تبدیلی میرے حال میں واقع ہوئی مردان میں میرا دل نہیں لگتا تھا نہایت پریشانی کیحالت میں چند ماہ مہینے وہاں گذارے۔ آخر گھبرا کر مہینے فرلو لیلی۔ اور ہنوز فرلو ختم نہیں ہوئی تھی کہ میری پنشن منظور ہوگئی اور میں قادیان میں ہمیشہ کے واسطے مقیم ہوگیا۔ میں جس وقت قادیان میں آیا تھا وہ زمانہ تھا کہ جب شریف احمد پیدا ہوئے تھے۔ محمد اسمعیل کو اس وقت لاہور میں تعلیم کے لئے بھیجا گیا وہ لاہور میں تعلیم پاتے رہے ایف اے پاس کرنے کے بعد اسسٹنٹ سرجن کلاس میں داخل ہوئے اور پانچ برس کے بعد امتحان پاس کرکے اول رہنے کے سبب سے ہوس سرجن بنے اور اب اللہ تعالیٰ

کے فضل سے اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں میں معزز اور ممتاز ہیں۔ الحمد للّٰہ علی ذالک

یہ سب حضرت صاحب کی دعاؤں کی برکت ہے۔

جن کے مجھ پر اور میرے متعلقین پر بے انتہا کرم تھے محمد اسحٰق کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اور لاغر بیمار رہا کرتا تھا۔ مدرسہ میں تیسری جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ چونکہ اسے اکثر بخار رہنے لگا میں نے سمجھا کہ اگر تعلیم جاری رہی تو یہ بچہ ہلاک ہو جاویگا اس لئے مدرسہ سے اُٹھا لیا۔ تھوڑا عربی کا سبق مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے جاری رکھا۔ جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا انتقال ہوگیا تو حضرت خلیفۃ المسیح سے تعلیم شروع کی۔ اور چند سال بعد مولوی کا امتحان دیا اور اول نمبر پہ پاس ہوا۔ پھر گذشتہ سال میں مولوی فاضل کا امتحان دیکر پاس کیا اور اب مدرسہ احمدیہ میں معلم ہے۔ انشاء اللّٰہ تعالیٰ کسی دن پروفیسر ہوگا۔ الحمد للّٰہ علی ذالک

بندہ سرکاری نوکری سے فارغ ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں مشغول ہوگیا گویا کہ میں ان کا پرائیوٹ سکرٹری تھا خدمتگار تھا۔ انجنیر تھا۔ مالی تھا۔ زمین کا مختار تھا۔ معاملہ وصول کیا کرتا تھا میں نے حضرت صاحب کے اکثر معجزات بچشم خود دیکھے بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا زلزلہ کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمٰعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرا نہیں مجھے الہام ہوا ہے کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل وہ ڈاکٹر ہوگا۔ محمد اسحٰق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا اور آپ نے پہلے ہی فرمایا تھا کہ یہ مریگا نہیں۔ ایکدفعہ تین چار گھنٹہ میں بخار بھی جاتا رہا اور گلٹیاں بھی دور ہوگئیں۔ مجھے ایک دفعہ سخت گردہ کا درد ہوا میں نے جب آپکو بلایا تو دیکھ کر فوراً واپس ہوگئے۔ تنہائی میں جا کر دعا شروع کر دی جسکا اثر فوراً ہوا۔ اور یہ عاجز اچھا ہوگیا۔ ایکدفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دلّی گئے وہاں میں سخت بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمٰعیل میرا بیٹا سخت پریشان ہوگئے۔ حضرت صاحب نے مولوی حکیم مولوی نورالدین صاحب کو تار دیا کہ فوراً چلے آؤ۔ وہ فوراً دلی چلے گئے اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمادی اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ ابتدا میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے جس سفر میں آپکو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپکے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے اللّٰہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہانتک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی دوسری طرف لاہور کے شہرہ پشت اور بدمعاش لوگوں نے بڑا غل غپاڑہ اور شور و شر برپا کیا تھا اور ہمارے گھر کو گھیر رکھا تھا کہ ناگاہ سرکاری پولیس ہماری حفاظت کے لئے رحمت الٰہی سے آپہنچی اور اس نے ہمیں ان شریروں کے دست تظلم سے بچا کر بحفاظت تمام ریلوے سٹیشن تک پہنچا دیا۔ ہم سرکار دولتمدار انگریزی کے نہایت شکر گذار ہیں جس نے ہمیں امن دیا اور ہمارے کینہ دشمنوں سے ہمیں بچا لیا۔ ہم اسی رات کو حضرت صاحب کا جنازہ لے کر قادیان آ پہنچے یہ واقعہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا ہے، ۲۷ کو قادیان میں پہنچکر قبل از دفن ہم سب نے مولوی نورالدین صاحب پر بیعت خلافت کی اس کے بعد آپ کا لقب خلیفۃ المسیح ہوا۔ اب میرے متعلق کوئی کام نہ رہا کیونکہ وہ کام ہی نہ رہا۔ دنیا سے اُٹھ گیا۔ میر صاحب میر صاحب اب مدہم پڑ گئیں۔ بلکہ کمی اور میر صاحب پیدا ہو [illegible] شکر ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا غرور مجھ سے دور ہوا [illegible] رہا کیونکہ کوئی ناز بردار نہ رہا۔ حضرت صاحب کی جدائی کا غم اور آپکے سلسلہ کے کاموں سے سبکدوشی نے پریشان کر دیا اسی پریشانی میں اس عاجز نے ضعف کی حالت کو بیکسی کے عالم میں پاکر ان کی خدمت کے [illegible] مستعد ہوگیا اور تمام جماعت میں پھر کر مسجد نور نام [illegible] ہسپتال مردانہ و زنانہ اور دور الضعفا کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ مسجد تو ایک سال سے زیادہ [illegible] کر طیار ہوگئی ہے اور ہسپتال کے واسطے دو [illegible] گذر چکے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے [illegible] صدر انجمن احمدیہ کے پاس تین ہزار روپیہ جمع کرا [illegible] اب ہسپتال کا بنانا یا نہ بنانا مولوی صاحب موصوف کی مرضی اور اختیار میں ہے۔ جب وہ چاہینگے بنا [illegible] میرے اختیار سے یہ بات باہر ہے امید ہے کہ انشاء اللّٰہ تعالیٰ جلد بنا دینگے۔ تین ہزار روپیہ دور الضعفا کے [illegible] اسوقت میرے پاس جمع ہے جس سے دس مکان [illegible] برسات انشاء اللّٰہ تعالیٰ بنائے جائینگے۔ اور دس [illegible] جب اور روپیہ جمع ہو جائیگا تو تعمیر ہونگے کیونکہ میر [illegible] کی جگہ نواب محمد علی خانصاحب نے حضرت صاحب [illegible] کے پاس عطا فرمائی ہے۔ ہائے دنیا بڑی عجیب [illegible] ہیں میں نے اس تھوڑے سے زمانہ میں ترقیاں بھی دیکھیں [illegible] بھی ملاحظہ کئے لیکن میرے مولا نے جسقدر فضل کئے اس کا شکر میں ادا نہیں کر سکتا۔ اس میرے [illegible] نے مجھے انسان بنایا۔ مسلمان بنایا۔ عالی نسب [illegible] اپنے پیارے ابراہیم و اسمٰعیل اور اپنی نیک اور [illegible] ہاجرہ کی نسل میں پیدا کیا۔ پھر اپنے بندے رسول [illegible]

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی بن ابی طالب و خدیجۃ الکبریٰ و فاطمۃ الزہرا کی اولاد میں ہونے کی عزت بخشی۔ امام حسین امام زین العابدین امام باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسل میں ہونیکا شرف بخشا۔ پھر خواجہ محمد ناصر و خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ کی ذریت میں پیدا کرکے دلی کے معزز خاندان میں بنایا۔ بیوی معزز شریف اور رحمدل عطا کی۔ بچے نہایت شریف اور اہل کمال اور مؤدب بخشے بیٹی وہ عنایت فرمائی جو قیامت تک بسبب مسیح علیہ السلام کی بیوی ہونے کے معزز اور ممتاز رہے گی اور ام المومنین ہوکر ایک عالیشان قوم کی ماں کہلائیگی۔ نواسے ایسے عطا فرمائے جو ہر ایک آیت اللہ اور نشان عظیم جن کا ثانی ملنا مشکل ہے داماد ایسا دیا جس کا ثانی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نہیں۔ حضرت صاحب سے پہلے عبد اللہ غزنوی سے بیعت کی تھی۔ وہ بھی اپنے وقت کا لاثانی پیشوا تھا (اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ بعد حضرت صاحب کے جس سے بیعت کی وہ بھی نسب اور علم و عمل پاور خصوصاً علم قرآن و حدیث میں یگانۂ آفاق ہے ؎

جو دیا حق نے مجھے اچھا دیا ٭ جو دیا رتبہ مجھے اعلےٰ دیا

الحمد للہ ثم الحمد للہ اب بھی اگر میں مبارک اور لائق مبارکباد نہیں تو اور کون ہوگا۔ احمدی تو مجھے اپنا بزرگ ہی سمجھتے ہیں۔ غیروں سے ہمارا تعلق نہیں وہ جو چاہیں کہیں جو چاہیں سمجھیں میرے اللہ جلشانہٗ نے مجھے بڑی عزت بخشی ہے۔ اب دوسروں کی عزت افزائی کا میں محتاج نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا رتبہ بخشا ہوا اچھا ہوتا ہے یا لوگوں کا۔ لوگ تو غلط راہ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ صراط مستقیم پر رہتا ہے کبھی وہ پاک پروردگار غلط راہ اختیار نہیں فرماتا۔ وہ تمام اغلاط سے پاک ہے۔ جو اُس عالم الغیب کے خلاف کرتا ہے۔ وہ خود سرکش یا بیوقوف ہے اس سے ناراض ہونا بھی حماقت ہے البتہ جو نقص مجھ میں ہیں مجھے ان کا خیال ضرور چاہئے۔ کہ وہ میری عزت کے چاند کے واسطے حکم گرہن رکھتا ہے مجھمیں چند عیب ہیں۔ ایک غصہ زیادہ ہے اور جلد بھڑک آجاتا ہے۔ دوسرے ہر کہ ومہ سے بے تکلف ہو جاتا ہوں۔ تیسرے کینہ وروں کی طرح اندر کچھ نہیں رکھتا۔ ظاہر کر دیتا ہوں اور چھوٹے بڑے کی رعایت نہیں کرتا۔ جو بات حق ہوتی ہے اس کے ظاہر کرنے میں مجھے کبھی تامل نہیں ہوتا۔ میری نظر میں امیر و غریب یکساں ہیں لوگ اس سے چڑتے ہیں اور سخت گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور انھیں ہدایت دے۔ جو ان میں سے حقیقی عیب ہے اس سے مجھے پاک کرے۔ آمین۔ لوگ بھی سمجھتے ہیں وہ بسبب دوری کے میرے اور میرے محبوب کے حالات سے واقف نہیں۔ مجھ پر میرا مسیح اس قدر مہربان تھا کہ میری اور اس کی چارپائی میں ایک دیوار فقط حائل ہوا کرتی تھی۔ اور کبھی کبھی رات کو بھی کوئی خواب یا الہام ہوتا تھا تو مجھے بھی سنا دیتے تھے۔ پھر اس کے بعد اوروں کی نامہربانی کا شکوہ عبث اور ہیچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر کس قدر احسان ہیں میرے آبا بھی تمام دنیا سے زیادہ معزز و ممتاز تھے اور میرا داماد و اولاد بھی اس زمانہ کے لوگوں سے کس قدر بلند مرتبہ ہیں اب ان سے کمتر لوگوں کی طرف نظر رکھنا اور ان سے کسی چیز کا آرزو مند ہونا اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہیں تو اور کیا ہے۔ کل دنیا تو خدا کو بھی نہیں مانتی رسول سے بھی بے پروا ہے صحابہ و اہلبیت کو گالیاں دیتی ہے۔ اللہ و بس باقی ہوس۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ میرا مولا مجھے سچا ایمان عطا فرماوے اور پکا مسلمان کرکے مارے اور اپنے پاس سے عزت اور جاودانی دولت بخشے۔ آمین۔ وللہ العزت ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(ناصر نواب قادیان ۲۲ جون ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا سفر لاہور

(اجمالی بیان)

تقریب سفر جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے حضرت خلیفۃ المسیح ۱۵۔جون ۱۹۱۲ء کو لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کا ایفا تھا جو آپ نے اپنے ایک خادم شیخ رحمت اللہ صاحب سے کیا تھا

اس غرض کے ساتھ آپ کی یہ نیت بھی تھی کہ لاہور میں اپنی جماعت کو خصوصیت سے نصیحت فرمائینگے اور بعض امور میں جو اختلاف ہو جاتا ہے اسکو مٹانے کی للہی کوشش کرینگے اور اگر موقعہ ملا تو تبلیغ حق بھی کریں۔ ان پاک اغراض کو لیکر آپ نے اس شدت گرما اور ضعف و علالت میں لاہور کا سفر گوارا کیا یہ ایک عملی تعلیم تھی قوم کے لئے استقلال۔ ہمت عزم صحیح اور تبلیغ حق اور عام نفع رسانی کے لئے سچا جوش پیدا کرنے کی ٭

روانگی سے پہلے آپ کی نصیحت خدام قادیان کو چونکہ شیخ صاحب نے چند مخصوص دوستوں کو مدعو کیا تھا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنی جماعت کو نصیحت کرنی پڑی کہ کوئی شخص لاہور میرے ساتھ نہ جاوے۔ ورنہ میں وہاں پہنچکر اپنے سید و مولا آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر وہاں اس کا اعلان کر دونگا۔ کہ یہ لوگ میرے ساتھ نہیں آئے۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعوت میں مدعو تھے اور ایک شخص زائد چلا گیا تو آپ نے وہاں پہنچکر اس کے

آسان نہیں۔

پھر ہر ایڈیٹر اخبار کا فرض ہے خدا کا فرض ادا ہو یا نہ ہو مگر وہ قوم کے لئے ایک فرض رکھتا ہے اگر اسے ادا نہ کیا گیا تو قوم کو سخت نقصان پہنچیگا اور وہ ہلاک ہوجائیگی اور قوم نہ رہیگی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی پُرزور تحریروں سے فلاں کو ہلاک کردیا اور فلاں کو بگاڑ دیا۔ وہ اوروں کے بگاڑنے اور بنانے کے مدعی ہیں مگر اپنا کچھ نہیں بنا سکتے۔ غرض ان اخبارات اور رسالوں کی اسقدر کثرت ہے کہ میں تو ان کی طرف توجہ بھی نہیں کرسکتا کتابیں پڑھنے کا مجھے ایسا خیال اب بھی ہے کہ لاہور میں داخل ہوا تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ میری جیب میں کچھ روپیہ ہیں۔ کچھ بیوی کو دیدوں گا اور کچھ بچوں کو دیدوں گا۔ اور کچھ میرے پاس رہیں گے۔ ان سے ایک کتاب منگوائی۔ اس کے بیسیوں نسخے کیا شائد سو کی تعداد میں ہمارے ہاں ہوں۔ مگر میں نے اس کا ایک نسخہ اور منگوالیا باوجود اس وسیع تجربہ کے میں دیکھتا ہوں کہ اگر میں کچھ کہوں تو شاید میری بات مانو یا نہ مانو۔

میرے بھی اختلاف ہیں عمر۔ علم۔ مجلس۔ صحبت۔ کتابوں کے مطالعہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے ہزاروں ہی اختلاف ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ یہ اختلاف کا نظارہ مٹ نہیں سکتا۔ اختلاف تو دُنیا میں رہیگا ہی **لا یزالون مختلفین**۔ مگر اختلاف کے گورنمنٹ کی تلوار نے کیسا جُھکا یا ہوا ہے۔ تمہارے ساتھ کی قومیں **ایجیٹیشن** پھیلاتی ہیں اور بعض اوقات اپنے خیال کے موافق فائدہ بھی اُٹھاتی ہیں اور انارکسٹ پیدا ہوتے ہیں اور ایسی باتوں سے بزعم خود کچھ حقوق پیدا کر لئے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تمہارا نام ونشان مٹا دیں مگر خدا کا فضل ہے کہ تم ان حرکات سے بچے ہوئے ہو اور ایسی راہوں سے الگ ہی رہنا چاہئے کیونکہ اسی میں برکت ہے غرض اختلافات کا سلسلہ وسیع اور اختلاف کا نظارہ دلربا ہے۔ اختلاف دنیا سے مٹ نہیں سکتا

میری غرض درس کلام الٰہی ہے

وہ **رونق عالم** کا موجب ہے جبکہ ایک **وحدۃ** کے نیچے ہو۔ پس میں تمہیں تمہارے خالق کا کلام سُنانے کو کھڑا ہوا ہوں۔ وہ تمہاری **فطرتوں** کا خالق ہے اور فطرت کا صحیح اور کامل علم رکھتا ہے اس خالق الفطرت نے تمہیں کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو تم نہ کرسکو بلکہ وہ احکام دیئے ہیں جو تمہاری طاقت اور مقدرت کے نیچے ہیں چنانچہ وہ فرماتا ہے **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا**۔ انسان کی ممکن وسعت اور فعل اور ترک فعل کی جو مقدرت اسے حاصل ہے اسی وسعت ممکن کے ساتھ ہم حکم کرتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں کہتے جو طاقت سے باہر ہو۔ یہ بالکل جھوٹ ہوگا۔ اگر کہدو کہ فلاں امر وحکم ہماری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ یہ آئت قرآنی شہادت ہے۔

پس اگر میں کچھ کہوں تو تُم کہہ سکتے ہو کہ تم فطرت سے آگاہ نہیں لیکن جب میں کلام الٰہی سناتا ہوں۔ جو خالق وعالم فطرت کا کلام ہے تو تمہارا یہ اعتراض بھی اٹھ جائیگا۔ افسوس ہے لوگوں نے فطرت کے معنے بھی گندے کر لئے ہیں اور فطرت کو شرارت کا مفہوم قرار دیا ہے مگر یاد رکھو فطرت **دین قیم** کا نام ہے پس تمہارا یہ عذر کہ ہماری طاقت سے باہر یا فطرت کی استعداد کے خلاف ہے میری اپنی تقریر پر تو ہوسکتا ہے مگر خالق ومالک کے کلام پر نہیں اور میں وہی پیش کرتا ہوں۔

اس **کلام کا علم** اور **قدر** جو **محمدؐ** صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ جو قرآن کریم کے متعلق فرمایا **ذالکتٰب لا ریب فیہ**۔ یہی ایک کتاب ہے جس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں یا شک وشُبہ کی گنجائش نہیں۔ ریب کے دو معنی ہیں شک وشبہ اور ہلاکت۔ اور دونوں ہی یہاں خوب لگتے ہیں۔ قرآن کریم میں شک وشبہ نہیں بالکل درست ہے اس کی ساری ہی تعلیم **یقینیات** پر مبنی ہے ظنی اور خیالی نہیں یا آجکل کی اصطلاح میں یوں سمجھ لو کہ قرآن مجید میں **تھیوریاں** نہیں بلکہ **بصائر** ہیں۔ وہ **یھدی للتی ھی اقوم** ہے۔

پھر قرآن مجید میں ہلاکت کی راہ نہیں یہ بھی سچ ہے کیونکہ اس میں تو **شفا للناس** ہے۔

غرض کلام الٰہی کی تعریف کی حد کردی کہ **یہی ایک کتاب** ہے اور کتاب ہی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیا عمل کیا کہ اس کے سوا اور کوئی کتاب دیکھی ہی نہیں **تورات** ممکن تھی مگر اس کے لئے بھی کہتے ہیں۔ **فاتوا بالتوراۃ** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی لاؤ اور پڑھو۔ پس میں اسی کتاب کی چند آئتیں سُناتا ہوں۔

متقی بنو

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ ایمان والو۔ متقی بن جاؤ اور جو تقوٰی کا حق ہے وہ ادا کرو۔ اور نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار رہو۔ گویا تُم موت کو کہدو کہ آ جب تیری مرضی ہے تو ہم کو مسلمان پائیگی۔

موت کا کسی کو کیا علم ہے کہ کب آجائیگی اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آوے کہ تم **کامل فرمانبردار** ہو۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے جو کبھی طے نہیں ہوسکتا جب تک کہ انسان موت کے لئے تیار اور فرمانبردار نہ ہو۔ موت کے وقت انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ طب کے لحاظ سے جو ½ مجھے آتی ہے میں بتاتا ہوں ½ میں نے اس لئے کہا کہ کچھ حصہ تو ڈاکٹر لے گئے جو سرجری کے متعلق ہے اور کچھ عورتوں اور بوڑھیوں کے حصہ میں آئی ہے کچھ دائیوں اور حلوائیوں کے حصہ میں آئی ہے۔ کچھ کمانگروں عطائیوں کنجروں اور کنجریوں اور پہلوانوں کے حصہ میں آئی ہے ½ ہمارے حصہ میں بھی آیا ہے۔

اس **طب** کی رُو سے میں کہتا ہوں کہ اس وقت بعض غشی کی حالت میں ہوتے ہیں گھر والے کہتے ہیں حضور اسقدر روپیہ دیتے ہیں صرف ایک بات کرادو مگر وہ ایک بات بھی نہیں کرسکتے فہم بھی باقی نہیں رہتا تمام حواس اور طاقتیں زائل ہونے لگتی ہیں بڑی بڑی بیماریاں آتی ہیں۔ ماں کہتی ہے بیٹا! تم پہچانتے ہو میں کون ہوں۔ بہن کہتی ہے بھائی! میں کون ہوں۔ وہ مُنہ بھی ادھر نہیں کرتا۔ آنکھ جواب دے دیتی ہے اور کان کام نہیں کرتے جبکہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ موت کے قریب کر رہا ہے اور حکم یہ ہے کہ **مسلم** مرو۔ تو انسان کو چاہئے کہ اس کی تیاری کرے اس تیاری کے لئے قرآن مجید نے ایک راہ بتائی ہے کہ

متقی بنو

سلسلہ علت معلول

آج جو کام کر رہے ہیں اُس کی کل تیاری کی تھی اور آج جو کر رہے ہیں یہ کل کی تیاری ہے یہ سلسلہ حکماء نے نامتناہی مانا ہے بات وہ بھی پتہ کی کہتے ہیں مثلاً غور کرو ہم کل یہاں آئے کیوں؟ ایک عمارت کی ایک اینٹ رکھنی تھی۔ ایک شخص متمول ہو پھر وہ تاجر ہو۔ لاہور کا باشندہ ذی وجاہت ہو۔ ہمارے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ وہ ایک عمارت بنوائے اس عمارت میں قوم کا بھی

ملاقات کا منشا ہے مگر پھر کہا گیا کہ اس جماعت کو صرف ضرورت مشورہ کے لئے لایا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا پھر ہتیار پہن کر نہ آویں مگر خالد نے کہا کہ ہتیار تو صرف ہمارا لباس ہے ہم ننگے کس طرح پر آسکتے ہیں۔ آپ یہ اندیشہ کیوں کرتے ہیں جنگ میں سو آدمی اتنی بڑی فوج کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں یہ بات اُن کی سمجھ میں بھی آگئی اور انہوں نے ان کو بلا لیا اندر جاکر انہوں نے اتنی پھُرتی کی کہ ماہان بیچ میں گھر گیا۔ خالد آگے بڑھے تو ماہان نے کہا کہ میں نے تو صرف تم کو بلایا تھا اتنے آدمیوں کو کیوں تکلیف دی۔ خالد نے کہا کہ مشورہ کے لئے لایا ہوں۔ اگر ضرورت پڑے تو یہاں ہی مشورہ ہو جاوے۔ اس **وحدة** نے یہ فائدہ دیا کہ وہ خوشامد کی باتیں کرنے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر ذرا بھی رنگ بدلا تو خیر نہیں۔ غرض اس نے جب بہت محبت اور خوشامد کا اظہار کیا تو خالد نے کہا کہ ہمارا کمانڈر انچیف کیا سمجھے گا کہ آپ نے محبت سے ہم کو بلایا ہے اس کے لئے کوئی نشان چاہئے۔ مرنے جینے کو تو ہم کچھ سمجھتے ہی نہیں اس نے کہا کہ میں آپ کو کیا نشان دوں۔ خالد نے کہا مال و دولت کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ہمیں تم ضرار کو دیدو۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ اب وہ یہاں آجانا چاہئے۔ کیونکہ وہ میری جوڑی کا سپاہی ہے میں پسند نہیں کرتا کہ تنہا جاؤں۔ آخر اس نے سوچ لیا کہ یہ سو آدمی ہے اور مرنے ملنے پر طیار ہے۔ یا تو میں یہاں ہی مرتا ہوں اور یا یہ ضرار کو لئے بغیر نہ جائیگا اس لئے ضرار کو بلایا مگر ضرار نے کہا کہ میں نہیں جانا چاہتا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا تامل ہے۔ اُس نے کہا کہ یہاں سے نہیں جاؤنگا جب تک وہ چار سپاہی جو میرے ساتھ قید ہیں میرے ساتھ نہ ہوں۔ آخر ان کو بھی بلایا گیا اور ان سب کو خالد کے ساتھ روانہ کر دیا گیا اور وہ بڑی خوشی سے مکان پر آگئے۔ یہ بات تھی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہمدردی و عاقبت اندیشی ہر معاملہ میں گہری نگاہ کرنا موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے جنگوں میں اور تمدن اور معاشرہ میں نمونہ بن کر دکھا دیا تھا اور وہ اس امتحان اور مدرسہ میں پاس ہو چکے تھے وہی لوگ تھے جنہوں نے **خشن پوش** ہو کر ایک ایک اونٹ یا بکری کے مالک ہو کر جب باہر نکلے تو انہوں نے تمدن و معاشرہ کے اصول وضع کئے اور سلطنت قائم کی اور بڑے بڑے فتوحات کئے۔ اس قسم کے عجائبات ان کے سیاسی امور میں ہیں۔ کہ اگر ان کی صرف غیر قوموں کی تقریروں ہی کو کوئی الگ کر کے پڑھے تو ساری دُنیا کی سیاسی عقل آسکتی ہے۔ ان تقریروں میں بڑی بڑی قوموں کے سیاسی امور اور عاقبت اندیشیوں کے اشارات ہیں۔

موجودہ حالت

مگر اب مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان نے کہا کہ وہ قلعہ فتح کر لیا۔ میں حیران ہوا کہ اب قلعہ کہاں فتح ہوا اُس کے دوست سے پوچھا تو اس نے کہا کہ "ایک کنواری سے زنا کر لیا"۔ افسوس اب ایک ہی کمال رہ گیا ہے۔ لاہور میں اتنے اشتہار قوت باہ کے نکلتے ہیں کہ شاید سارے ہندوستان میں نہ ہوں اور ان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ امساک اور قوتِ باہ کا اتنا دعویٰ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ ایک اور اشتہار سیالکوٹ یا کسی اور جگہ سے نکلتا ہے "سنیاس کا جوڑا اور لوہے کی لاٹھ" غرض اب ساری طاقت اسی ایک طاقت کے مضبوط کرنے میں رہ گئی ہے۔ غرض مجھے سیاسی **امور** پر لیکچر دینے کی ضرورت نہیں نہ میں خود سپاہی ہوں نہ سپاہی بنانے لگا ہوں۔ میرا باپ شاید سپاہی ہو کیوں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک کوٹھا تیروں۔ کمانوں اور بندوقوں کا بھرا ہوا تھا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہو تو کیا یہاں **امن** رہ سکتا ہے۔ وہ قرآن بہت پڑھتے تھے اسی کا اثر ہے کہ مجھے بھی قرآن کریم سے بڑی محبت ہے۔ غرض نہ میں نے پولٹیکل لیکچر دینا ہے نہ اکانمی اور اقتصاد پر تقریر کرنی ہے میں مختصر سی بات کے لئے کھڑا ہوا ہوں کرسی کی ٹیک سے کام لے رہا ہوں ورنہ پاؤں اجازت نہیں دیتا۔

مصنفین اسلام

پھر اسلام میں بڑے بڑے لکھاری (مصنفین) موجود ہیں۔ امام رازی جنہوں نے تفسیر کبیر لکھی ہے) چھوٹی سی بات پر ہزاروں صفحے لکھ سکتا ہے۔ ان کے بعد تقسیم مضمون سلاست بیان۔ اور عمدہ طرز پر ذہن نشین کرنے والے امام غزالی ہیں اور انہوں نے نہایت مفید اور بابرکت کتابیں لکھی ہیں جس خوبی سے انہوں نے مضامین کو کھولا ہے۔ اس کی نظیر کم ملتی ہے۔ میں تیرہ سو برس کے مصنفوں میں تین کا نام لے سکتا ہوں۔ تیسرے ابن سینا ہیں۔ اپنے فن کا بڑے لکھنے والا ہے ایسا احاطہ خیالی طور پر مضامین کا کرتا ہے کہ ڈاکٹر بڑی محنت اور جد وجہد کے بعد کوئی بات نکالتے ہیں تو اس کے احاطہ سے باہر نہیں۔

اس زمانہ میں تحریر ایک خاص فن ہے۔ ہمارے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے خاص توفیق بخشی تھی **تحریری رنگ** میں آپ کو اعجازی **نشان** دیا گیا تھا۔ میں بھی آپ کی زندگی میں کچھ لکھدیا کرتا تھا مگر آپ کے بعد ایک اور ضرورت کو میں نے مدّنظر رکھا ہے اس سے فرصت نہیں ہوتی۔ وہ کیا؟

میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔

پس اب نہ مجھے کسی لمبی تقریر کی ضرورت ہے اور نہ تحریر کی میں چند باتیں تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہوں اور خدا کی رضا کے لئے کہتا ہوں۔

اختلاف کا نظارہ

میں دیکھتا ہوں تم یہاں تھوڑے سے آدمی ہو مگر سب کی پگڑیاں الگ۔ کوٹ الگ۔ جوتے جدا جدا ہیں۔ طرز غذا الگ ہے۔ چہرہ کے خط و خال۔ قد۔ آواز سب جدا جدا ہیں۔ اس طرح پر تو یہ اختلاف اور بھی بڑھا۔ پھر ہر ایک کی صحبتیں الگ۔ نرالی الگ کتابوں کے مطالعہ الگ۔ خیالی سلسلے الگ اور اب یہ دائرہ اختلاف اور بھی وسیع ہو گیا۔ اور اگر غور کرو۔ تو یہ اختلاف پیدائش سے ہی شروع ہے کسی کی ماں کسی تمدن کی ہے اور کسی کی کسی رنگ کی۔ میری ماں ایک **اعوانی** عورت تھی ان میں مردوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ نہ تھی۔ چہ جائیکہ عورتوں کی طرف ہو مگر میری ماں خدا کے فضل سے پڑھی ہوئی تھی۔ غرض ہر ایک کے ماں باپ کی تربیت جدا۔ پھر محلہ کی لڑکوں کی صحبت کا اثر جُدا۔ اس سے آگے چل کر سکولوں اور بورڈنگ ہوسوں میں ایسی تعلیم کی ہوا چلتی ہے۔ کہ ہمارے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں شیطان کو ہو گی۔ پھر کلبوں۔ ڈیبیٹنگ ناولوں اور اخباروں کے اثرات۔ پھر ہر مضمون پر اسقدر رسالے اور اخبارات ہوتے ہیں کہ بعض وقت انسان حیران ہو جاتا ہے مجھے بھی کتابیں پڑھنے کا جنون ہے مگر آجکل اسقدر رسالے۔ اخبارات اور کتابیں نکلتی ہیں کہ ان سب کا پڑھنا

اور مسافر نوازی کرنا بعض اوقات مسافروں کے ریل پر پیسہ نہیں رہتے ایسے لوگوں سے سلوک کرنا ضروری ہے۔ نمازوں کو قائم رکھنا عسر یسر۔ منت ہو یا صلح۔ راحت ہو یا رنج۔ افلاس اور غریبی ہو یا امیری۔ ان تمام مرحلوں میں اللہ کو ناراض نہ کرنا یہ تمام امور مختصراً تقویٰ کے اصول ہیں۔ جو شخص ان پر کاربند ہوگا وہ متقی ہوگا۔ تقویٰ کے نتائج بہت ہیں مگر ایک ان میں سے یہ ہے کہ **متقی کی موت مسلمان کی موت ہوگی**

اعتصام بحبل اللہ

اس اصل کو قائم رکھنے کے لئے ایک اور قاعدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اور وہ یہ ہے واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا کہ سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ مدرسوں میں رسہ کشی کا ایک کھیل ہوتا ہے اور تم نے دیکھا ہوگا اس میں دو پارٹیاں ہوتی ہیں۔ ایک ایک طرف۔ دوسری دوسری طرف جس طرف کے لڑکے **وحدۃ** کے ساتھ مل کر زور نہ لگائیں وہ جیت نہیں سکتے۔ یہ لڑکوں کی فطرت میں ایک امر رکھدیا ہے مسلمانوں کو بھی ایک **حبل اللہ** دیا گیا ہے ان کا فرض ہے کہ سب کے سب مل کر زور لگائیں۔ اب قرآن کریم کے اعتصام کے مسلمان مدعی ہیں۔ ایک طرف جڑ کاٹنے کے لئے **آریہ برہمو** سناتنی مسیحی۔ دہریہ۔ ملحد اس رسّہ کو کھینچ رہے ہیں اور زور لگاکر اپنی طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اس **حبل اللہ** کو پکڑنے کا دعویٰ کیا ہے ان مخالف اقوام میں سے **برہمو** سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے نرم ہیں مگر میں ان کو سب سے بڑا دشمن اسلام سمجھتا ہوں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہی میں دغاباز اور جھوٹے قرار دیتے ہیں (**نعوذ باللہ**) اور یا پاگل اور کم عقل کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ دروغ مصلحت آمیز پر عمل کرتے تھے اسی طرح ملائکہ کے وجود کو شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نبوت کے کارخانہ کا مدار ملائکہ پر ہے اور بھی باتیں ہیں جن کے بیان کی اس وقت ضرورت نہیں مجھے براہمو لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے اُنہوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔

ایسا ہی سناتن لوگ پہلے اعتراض نہ کرتے تھے مگر اب وہ بھی کہنے لگے ہیں۔ مسیحی لوگوں نے تو اسقدر کوشش کی ہے کہ عقل وہم فکر میں نہیں آ سکتی۔ تین ہزار اعتراض انہوں نے اسلام پر کیا ہے اور شُبہ ڈالتے ہیں مالی طمع دیتے ہیں اور بہت سے ذریعے لوگوں کو مسیحی بنانے کے اختیار کر رکھے ہیں ضلع سیالکوٹ میں ایک شخص پر خطرناک مقدمہ تھا۔ اُس کو کہا گیا کہ عیسائی ہو جاؤ تو شاید بچ جاؤ۔ چنانچہ وہ مسیحی ہو گیا اور روئیداد مقدمہ میں یہ امر بھی آگیا کہ مسیحی ہونے کی وجہ سے شبہ کیا جاتا ہے اور گواہی میں مخالفانہ شہادت تعصب مذہبی کے باعث ہے۔ اس سے وہ بچ گیا کیونکہ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھدیا کہ گو شہادت قوی ہے مگر مذہبی عداوت کا رنگ رکھتی ہے۔ بعد میں اس نے چاہا کہ مسجد جو اس نے بنائی تھی۔ اُسے توڑ کر گرجا بنا دے۔

میرا ایک دوست لاٹ صاحب سے ملنے گیا ملاقات کے دوران میں لاٹ صاحب نے خود اُٹھ کر ایک نہائت خوبصورت بائبل لاکر دی اس امیر نے مجھ سے ذکر کیا تو میں نے کہا کہ کیا کبھی تم نے بھی کسی اپنے ملنے والے غیر مذہب کے آدمی کو کہا کہ قرآن پڑھا کرو وہ بولا ہم تو یہ کام ملاؤں ہی کا سمجھتے رہے ہیں۔

اب مسیحیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کا جدید طریق اختیار کیا ہے۔ سڑکوں پر دائرہ اور تکیہ بناتے ہیں۔ تاکہ وہاں آنے جانے والوں کو تبلیغ کریں۔ سوچو کہ وہ کسقدر کوششیں قرآن کریم کے برخلاف کر رہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل جدا ہے۔ انہیں خبر بھی نہیں کہ

دنیا میں کیا ہو رہا ہے

پس یاد رکھو کہ اگر پوری طاقت و ہمت اور یکجہتی سے اس **حبل اللہ** کو مضبوط نہ پکڑو گے تو مخالفین اسلام اس رسّہ کو لیجائیں گے (خدا نکرے ایسا ہو)

اس رسّہ کو مضبوط پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ **قرآن مجید** تمہارا دستور العمل ہو۔ تمہاری زندگی اس کی ہدائتوں کی ماتحت ہو تمہارے ہر ایک کام۔ ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو **شفا اور نور** ہے۔

یاد رکھو۔ دنیا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ کی رسہ کشی میں وہی کامیاب ہوگا۔ جو **حبل اللہ** کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ پس اس وقت ضرورت ہے کہ تم میں **عملی زندگی** پیدا ہو۔ اور تفرقہ نہ ہو۔ میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

افسوس ہے کہ اب ان امور پر سوچنے کی بھی فرصت نہیں ان کے مشاغل ہی اور ہیں کہیں وہ پولیٹکل امور میں اُلجھے ہوئے ہیں اور کہیں انجمنوں کے فکر ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ قوم اس وقت سدھر جاویگی جب وہ دوسری قوموں کی طرح **ایجیٹیشن** کریگی اور اپنے حقوق کے لئے اپنی طاقت پر بھروسہ کریگی۔ دوسرا کہتا ہے نہیں قوم کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اس لئے پہنچا ہے کہ وہ سود نہیں لیتی مسلمانوں کا لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ رائیگاں جاتا ہے ایک کہتا ہے کہ اخبار میں یہ آرٹیکل نہ لکھا تو کچھ نہیں۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ رسالہ نہ ہوا۔ تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ قوم میں اگر میں اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اسی راہ سے ہوگی غرض جو جس کے جی میں آتا ہے کہدیتا ہے۔

میں تمہیں کہتا ہوں۔ یہ نجات کی راہیں نہیں۔ ان باتوں سے کچھ نہ بنیگا ایک ہی راہ ہے کہ حبل اللہ کو **مضبوط پکڑو** جب تک قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق تمہارا عمل درآمد نہ ہوگا۔ اور اس حبل اللہ کو مضبوطی سے نہ پکڑے رہوگے۔ تم کامیاب نہیں ہو سکتے پس تفرقہ نہ کرو۔ تم اعداء تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آگ کے کنارے سے نکلے ہو۔ آئندہ اس آگ سے بچو۔

بحث خلافت

تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک کیا اور پھر اس کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا کہ **خلافت** کے متعلق بڑا اختلاف ہے حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو۔ میں نے کہا کسی رافضی کو جاکر کہدو۔ کہ علیؓ کا حق تھا ابوبکرؓ نے لے لیا۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا **اخلاقی یا روحانی** فائدہ پہنچتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا **خلیفہ** بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے۔

میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے۔

حقہ ہو۔ اور پھر اس نے کہا کہ آکر دعا کرو۔ تو ہم آ گئے۔ ہمارا یہاں آنا کسقدر اسباب اور نتائج کا سلسلہ رکھتا ہے پھر وہ قوم عبس کا اس کی عمارت میں حصہ ہے کیونکر بنی؟ ایک مرزا (علیہ السلام) آیا اس نے لوگوں کو نصائح کیں اور اشتہار دیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہو کر آیا ہے اس تاجر نے اس کو **قبول** کیا اور اس کی وفات کے بعد اس نے ہمارے ساتھ تعلق کو قائم رکھا۔ مرزا صاحب نے ایسا کیوں کیا۔ پھر یہ لاانتہا اسباب اور نتائج کا سلسلہ ہے۔ غرض ان اسباب کے ماتحت ایک بات ہوئی کسی نے تم کو خط لکھے تم آ گئے پھر تمہارے آنے کے مختلف اغراض ہیں کوئی اس لئے آ گیا کہ اس تقریب پر میں کیا کہتا ہوں۔ اس نے سن لیں کسی نے کچھ سوچا اور کسی نے کچھ زیر نظر رکھا ایک ایڈیٹر ہے وہ اس واقعہ کو تاریخ سلسلہ کا ایک واقعہ قرار دیکر تاریخ کا ایک ورق بڑھانا چاہتا ہے میں کہتا ہوں اچھا ہے تم بھی ایک ورق تاریخ میں اُلٹا دو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اور کیونکر ہوگا۔ غرض ہر شخص مختلف اسباب کے نیچے یہاں آیا۔ اور پھر مختلف نتائج ان اسباب سے پیدا ہونگے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ علت معلول کا سلسلہ ایک لمبا سلسلہ ہے پس میں تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **تم بھی مسلمان ہو کر مرنا**۔ اور اس کے لئے اگر آج تیاری نہیں کرتے تو مسلمان ہو کر مرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر کہو کہ مرنے کے وقت مسلمان ہو جائیں گے اور کلمہ پڑھ لیں گے تو یہ ایک خیال باطل ہے۔ آج ہی کچھ تیاری کرو گے تو کچھ بنے گا۔

ایک مثال

اس وقت جو حالت ہوتی ہے وہ میں تمہیں طبی تجربہ سے بتا چکا ہوں۔ ایک مثال کے ذریعہ اور بھی واضح کرتا ہوں۔ ایک کنچنی تھی میں نے اس کو بہت نصیحتیں کیں آخر میں نے اس کو کہا کہ **تم بدکاری سے توبہ کرلو**۔ میں جوان تھا وہ اپنے گھر کے خوبصورت حصّہ کو زیور سے خوب آراستہ کر کے میرے پاس آتی رہی اور مجھے یہی کہتی تھی کہ توبہ کرلی۔ آخر وہ کوئی تین چار ماہ غائب رہی اور پھر بڑے تزک و احتشام سے آئی اور مجھے کہا کہ مولا! توبہ اور بھوک سے مرنے لگے تھے اس واسطے اب کے ہولی میں توبہ توڑ دی۔ اس کی یہ بات سُن کر میرے دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے معلوم کیا کہ اس نے کوئی بڑی بدکاری کی ہے اور اس طرح پر اس نے توبہ کی تذلیل کی ہے اُس نے کہا کہ وہاں سے ہم کو چار سو روپیہ ملا۔ اس کی یہ باتیں سُن کر میرے دل میں سخت جوش آیا اور میں نے کہا یہاں سے چلی جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا رحم کیا ہے تم مجھ کو گرفتار کرنا چاہتی تھیں وہ داؤ نہیں چلا۔ اب **توبہ کی حقارت کرتی ہو**۔ یاد رکھو اب تمہیں توبہ نصیب نہ ہوگی۔ جب وہ گھر گئی تو اس پر فالج گرا اور زبان بند ہو گئی اس کا لڑکا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ حالت ہے۔ وہ روپیہ لائی تھی کہیں رکھدیا ہے اور بتا نہیں سکتی اس کو اس کے مرنے کا جو غم تھا وہ تھا ہی اس کے ساتھ ایک اور مصیبت تھی کہ پانچ سو روپیہ روٹی پر پہلے دینا پڑتا تھا۔ میں نے اس کو کہدیا کہ وہ بات نہیں کر سکیگی مگر اس نے بہت منت کی کہ آپ دیکھیں تو سہی مگر مجھے یقین تھا کہ **توبہ نصیب نہ ہوگی**۔ میں نے اس کو کہدیا کہ زبان تو چل نہیں سکیگی۔ البتہ اگر تم میری بات مانو۔ تو تمہیں ایک نکتہ بتاتا ہوں۔ تمہارا پانچسو روپیہ بچ جاویگا۔ غرض میں اس کے ساتھ گیا اور دیکھا کہ زبان پر بھی فالج تھا۔ میں نے اس کو کہا کہ اس کو آواز دو اب کانوں میں کچھ نہیں سامنے ہو کر دیکھ لو آنکھوں میں بھی کچھ نہیں۔ میں یہ تماشا قدرت کا دیکھ رہا ہوں تم اب کسی اور کو بلا کر علاج کراؤ میں علاج نہیں کر سکتا۔ اس وقت میں نے ان کو کہا کہ تمہارے گھر میں فلاں عورت ہے اس کو بلاؤ۔ وہ نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی۔ جب وہ آئی تو میں نے اس کو مرنے والی کی حالت دکھا کر کہا اس کو دیکھ لو اگر توبہ کرلو تو بہتر ہے ورنہ میں اور فتویٰ دیتا ہوں۔ یہ لوگ ایسی باتوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں وہ ڈر گئی اور اس نے کہا کہ توبہ کرتی ہوں۔

تب میں نے اس لڑکے کو کہا کہ اگر تم وہ پانچسو جو روٹی پر صرف ہوتا ہے خرچ نہ کرو تو کنجر ہی بُرا کہیں گے کوئی شریف بُرا نہ کہیگا اور **مادہ فاسد** اب توبہ کرتی ہے تم کھانا موقوف کردو۔ اب خواہ ان کنجروں کی تعریف حاصل کرلو۔ خواہ شرفاء کی۔ خدا نے اس کو سمجھ دیدی اور اس نے مان لیا اور کہا کہ پانچ سو بچ گیا دوسرے بھائی کو کہا اُس نے بھی مان لیا۔

مسلمان مرو

میری غرض تمہیں داستان سنانا نہیں اس واقعہ سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ مرتے وقت توبہ کرلیں گے وہ جھوٹے ہیں اس وقت کس کو ہوش رہتی ہے۔ اس وقت کوئی فہم نہیں ہوتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے بعض بندے ہوتے ہیں جن کو دیکھا ہے کہ مرتے ہوئے بھی کچھ کہتے جاتے ہیں ان میں ہندوؤں کو بھی دیکھا ہے۔

جب یہ حالت ہے کہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں کہ مرتا ہوا مسلمان مرے تو اس کی آج فکر کرو۔ مسلمانی کی موت تب ہی ہو سکتی ہے کہ ابھی سے تیاری ہو پھر جس وقت چاہے موت آ جاوے اس کا گر اس آیت میں بتایا ہے کہ **متقی بن جاؤ**۔ مسلمان مرنے کا طریق تقویٰ ہے پس میں بھی چاہتا ہوں کہ

تقویٰ اختیار کرو اور ایسا تقویٰ جو تقویٰ اللہ کا حق ہے

عقائد اسلامی

تقویٰ کیا ہے عقائد صحیحہ ہوں اور اُن کے موافق اعمال صالحہ ہوں اور اخلاق فاضلہ ہوں۔ عقائد صحیحہ کیا ہیں؟ ہمارے عقائد بہت آسان ہیں۔ اوّل ایمان باللہ! اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّیٰ اور تمام بدیوں سے منزہ یقین کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اس کا شریک اور ند نہ ماننا وہ اپنی ذات میں یکتا۔ اپنی صفات میں بے ہمتا۔ اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شئی ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے اسی کا نام لینا اسی کو نافع اور ضار یقین کرنا اور کسی سے اللہ کے سوا تعلق نہ ہو۔

پھر ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے پھر اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے پھر اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً دُنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا۔ اور ہم ان تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا جن کا ذکر نہیں ہوا۔ اور ان انبیاء کی **نبوت** اور **بعثت** میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پاک گروہ نے خدا تعالیٰ کا کلام مخلوق کو پہنچایا پھر جزا اور سزا پر ایمان لانا یعنی مسئلہ تقدیر کو ماننا کہ وہ حق ہے جنا حق ہے حشر نشر۔ پل صراط۔ جنت و نار سب حق ہیں یہ تو عقائد صحیحہ

اس کے بعد اعمال صالحہ ہیں کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں۔ ان میں **نماز** ہے۔ زکوٰۃ ہے **حج** اور **روزہ** ہے اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنا اور رذائل سے بچنا۔ قرابت داروں۔ **یتامیٰ**۔ مساکین سے اپنے مال سے سلوک

بھارت

اردو کا ہفتہ وار اخبار جو کہ ہر شکر کے دن جالندھر شہر سے شایع ہوتا ہے

اس کی خصوصیتوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں (۱) آریہ سماج کے سدھانتوں پر نہایت متانت سے بحث کرتا ہے۔ یہ باہمی جھگڑوں کی طرف آریہ پرشوں کی توجہ کو ہٹا کر ان کے اندر دھارمک وچار اور سوادھیائے کے لئے رچی پیدا کرتا ہے۔ اس کی تقریباً ہر ایک اشاعت میں کسی نہ کسی ویدک سدھانت پر بحث ضرور کیجاتی ہے (۲) یہ ویدک دھرم کو سائنس کی روشنی میں پرگٹ کرتا ہے اور غیر مذہب کے کئے ہوئے اعتراضوں کا جواب نہایت سنجیدگی اور شبھلتا کو ہاتھ سے نہیں دیتا (۳) شخصی اخبار نہیں اس لئے ذاتی جھگڑوں کو اس میں جگہ نہیں پا سکتے۔ (۴) یہ آریہ پرشوں میں آرگنزیشن کے لئے عزت کا جذبہ پیدا کرنیکی کوشش کرتا ہے اور انھیں اپنی آرگنزیشن کیلئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور انھیں اپنی آرگنزیشن کو مضبوط بنانے کی اپیل کرتا ہے (۵) یہ آریہ سماج کا حقیقی آرگن ہے کیونکہ یہ اپنے تئیں اس یا اس ذات کے پیچھے نہ لگا کر ساری سماج کی بہبودی کے لئے کوشاں رہنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے (۶) استری سکھشا اور پتت ادھار اس کے خاص کاریہ کشیتر ہیں (۷) یہ بھارت ورش کے پرین کے ٹون کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

انھیں خصوصیتوں کے باعث اسے پبلک اور خصوصاً آریہ پبلک نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آریہ سماجوں نے نہایت سرگرمی اور کمال جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ قیمت باوجود ان سب خصوصیتوں کے نہایت ہی کم یعنی صرف دو روپیہ سالانہ

ملنے کا پتہ منیجر بھارت جالندھر شہر

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

عروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کردی ہے۔ انگلستان کی ایک روشن خیال جاعتنے واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا ہے جسکا ترجمہ ماہنامہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے جو صرف عہ سالانہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ اور ادبی مضامین نظم و نثر

اسی۸۰ صفحہ

بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی مروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۲۱ برس سے ڈاکٹر برمن اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل ہیں بنتی ہیں مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے ۲۱ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ر ایک سے ۲ ڈبیہ تک محصولڈاک ۵ ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے یہ درد لحظہ میں آکو پاگل کر دیتا ہے اور ریاح جس کی ٹیس چک ٹیر کر رگوں میں کن کن ہی جو کہیں چھونے سے ہوا سن دوائے فوراً آرام ہوجاتا ہے اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت تین شیشی کی ڈبیہ ۸ ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ۲ ڈبیہ تک ۵ ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بھوک تھمک گئی ہو تو اسکو نمبر اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز میں نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے

اسکاٹ اینڈ باؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ہزاروں پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

ہیں۔ اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس کارخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانسو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں۔

لوٹ: جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے "مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" - تار کا پتہ "میڈیسنز دہلی"

کیا آپ بیمار ہیں

جب آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ آپ کو کونسی شکایت ہے تو آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت ڈوڈس ڈ زپلس ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں دو یا تین کھا لیجئے اور دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا مادہ فاسد پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتے ہیں اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیونکہ قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ بدہضمی پھیپھڑوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دھڑکنا یعنی چکر آنا۔ درد سر [illegible] یعنی کبھی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ ڈوڈس ڈ زپلس ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورہ بالا صدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزاؤں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت فی شیشی ۱۲ر و ۱۲ر بارہ آنہ والی شیشی ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۱۲ر والی شیشی سے ...گنی ہیں۔

۱۲ر والی شیشی ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ سے طلب کرو۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزما لو پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ عام طور پر شکایت ہے جیسے اس مرض کیلئے یہ معجون طلائی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے اصل نمونہ مفت منگواؤ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ۱۲ر

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو مفید پائینگے۔ قیمت ۲ ماشہ ۱۲ر

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۱۲ر

منجن دنداں - دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

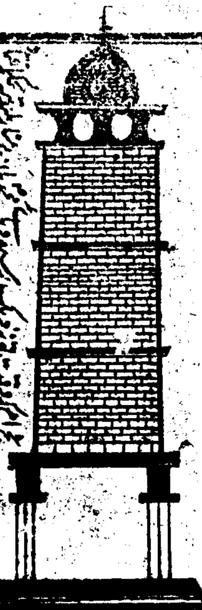

الحکم

جلد ۱۶ — نمبر ۲۴

قادیان دارالامان

۷ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ... ھر

خواص سے ... ... غہ

ہندوستان سے باہر ... ... لے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... ... ہے ۲/

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے!

اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا

اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور ہدایت اور شفا ہے

ہدیہ فی پارہ ... ... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصولڈاک لئے جاویں گے

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی دوسری تقریر

۱۲ جون ۱۹۱۲ء کو ۶ بجے شام کے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک پبلک تقریر فرمائی جس کے لئے ایک اعلان شائع کیا گیا تھا۔ وقت مقررہ پر آپ نے احمدیہ بلڈنگ کی مسجد میں کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی چونکہ وقت بہت تنگ تھا اس لئے ۱۷ کی صبح کو ایک تیسری تقریر اور آپ نے کی۔ یہ تقریر بھی حسب معمول حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح کے بعد شائع کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

یہ چند آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ یہ قرآن کریم کی ابتداء میں لکھی ہیں۔ غالباً ہر ایک مسلمان یا یوں کہو کہ ہر ایک مسلمان جو کبھی نماز پڑھتا ہو ان کو یاد رکھتا ہے۔ یہ آیتیں تمام مذاہب اسلام میں جس قدر بھی وہ ہوں اور تم جانتے ہو کہ کم از کم میں مذاہب اسلام کو جانتا ہوں۔ وہ شیعہ ہوں یا ناصبی ہوں۔ سنی ہوں یا صوفی ہوں۔ مذاہب اربعہ کے پابند ہوں یا گروہ اہل حدیث ہوں سب کے سب عملی طور پر نماز میں اس سورت کو پڑھ لیتے ہیں۔ بعض اس کے پڑھنے میں لفظ فرض کا کہہ لیتے ہیں اور بعض واجب کا۔ پھر بعض آئمہ فرض اور واجب میں فرق نہیں سمجھتے اور بعض شریر فرق نکال کر اعتقادی طور پر فرق کر لیتے ہیں نہ عملی طور پر۔

اسلام کا عام احسان

اسی سورۃ میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا واقع ہوئی ہے اور اس سورۃ پر غور اور تدبر کرنے سے مجھے ایک اور ایک دو کی طرح (اور اس سے بھی زیادہ کیونکہ کہتے ہیں آنکھ کی ایک مرض میں ایک کے دو نظر آجاتے ہیں) کامل یقین ہے کہ اسی آیت نے دنیا پر احسان عام کرنا چاہا ہے۔ یہ آیت ایک مسلمان کو نوع انسان کے تمام راستبازوں اور برگزیدوں کی اتباع کی تعلیم دیتی ہے وہ خواہ کسی ملک اور کسی قوم میں ہوئے ہوں کیونکہ اس میں یہ نہیں کہا کہ ان لوگوں کی راہ بتا دو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں یا صحابہ اور تبع تابعین کے متبع ہیں یا ان کی راہ جو اجماع اور قیاس صحیح کے قائل ہیں یا احادیث کے قائل ہیں یا صوفی مشرب ہیں کسی خاص قوم اور فرقہ کا نام نہیں لیا بلکہ کوئی ہوں ہاں منعم علیہ ہوں۔ وہ یہودیوں میں ہوں۔ عیسائیوں میں ہوں۔ مجوس ہوں۔ آریہ ورت میں ہوں کنفیوشس کے متبع ہوں۔ کسی قوم اور کسی ملک میں ہوں۔ کتنا وسیع خیال اور عام احسان ہے۔ جس کی تعلیم اسلام دیتا ہے۔ جو نعمت تیرے حضور مسلّم ہے اور جو انعامات تو نے اپنے اسی برگزیدہ لوگوں پر خواہ وہ کہیں بھی ہوں کئے ہیں انہیں لوگوں کی راہ ہم مانگتے ہیں کہ اس کی آگاہی عطا کرو۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ زمین گول ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ ہر جگہ ہر وقت کوئی نہ کوئی نماز کا وقت ضرور رہتا ہے۔ کہیں عصر کہیں مغرب۔ کہیں ظہر۔ کہیں عشا۔ اور کہیں فجر۔ غرض ایک جگہ ایک نماز کا وقت دوسری جگہ دوسری نمازوں کے اوقات ہوں گے۔ پس گویا ہر وقت یہ آیت پڑھی جاتی ہے اس غور و فکر کے بعد میں نے اپنی خوشی کی کئی باتیں اس سے نکالی ہیں

اول۔ تمام مذاہب میں جن سے میری مراد تاریخی مذہب ہیں یا صاف الفاظ میں یوں کہو کہ جو کسی نبی کے ماتحت سمجھے جاتے ہیں دعا ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اس کا انکار کیا جاوے تو ساری نبوتیں باطل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ نبوتوں کی بنیاد ہی دعا پر ہے میں آپ بھی دعاؤں کا بہت ہی قائل اور معتقد ہوں اور میں نے دعاؤں کی قبولیت کے ایسے نظارے دیکھے ہیں کہ کوئی فلسفہ اور سائنس میرے سامنے دعا کو باطل نہیں کر سکتا

دوم۔ اس دعا نے دنیا کے تمام راستبازوں اور برگزیدہ لوگوں کی تعظیم و اطاعت کی تعلیم ہر مسلمان کو دی ہے۔

اب جبکہ رات اور دن کا کوئی وقت نہیں گذرتا جبکہ یہ دعا نہیں مانگی جاتی کہ منعم علیہ کی راہ دکھا دو۔ اور تمام مذاہب دعا کے قائل ہیں اور یہ دعا اس قدر مانگی گئی ہے جس کی حد نہیں کم از کم پانچ نمازوں میں جو ہر وقت دنیا میں پڑھی جاتی ہیں مسلمان یہ دعا مانگتے رہتے ہیں اور دعا میں یہ خاصیت ہے کہ جب وہ اضطراب اور توجہ تام سے مانگی جاوے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔

دعا اور کوشش

بعض لوگ دعا کے منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ زبان سے کہہ دینے سے کیا بنتا ہے؟ مگر مجھے تعجب ہے کہ تمام خواہشیں جب دل سے اٹھتی ہیں تو پھر وہ زبان پر آتی ہیں اور اس کے بعد ان کا اثر تمام اعضاء پر پڑتا ہے۔ ہاتھ۔ پاؤں سب اسی کے ماتحت کام میں لگ جاتے ہیں اور بعض وقت اس کے لئے اتنی کوشش کرنی پڑتی ہے کہ مال پر بھی اثر پڑتا ہے۔ کم سے کم بعض معاملات میں وکلاء کو اور کورٹ فیس کے لئے روپیہ دینا پڑتا ہے یہ تمام کرشمے اس ایک خواہش کے ہیں۔ جو دل میں پیدا ہوئی پھر کیا یہ تعجب کی بات ہے کہ دل کی خواہش باقی اعضاء پر متاثر ہو کر ان کی مساعی سے بار آور ہو جاوے اور زبان سے اگر اللہ تعالیٰ کے حضور التجا اور دعا کی جاوے تو وہ کامیاب نہ ہو۔ یہ بے اثر اور فضول قرار دیا جاوے وہ تمام مساعی جو ایک شخص کسی مطلب کے لئے کرتا ہے اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص بیٹھا ہوا سر بگریبان کسی امر کے متعلق سوچ رہا ہے یہ سب کے سب دعا ہی کے عجائبات ہیں مگر ایک محجوب انسان سمجھ نہیں سکتا۔ یہ غور و فکر اور کوشش ایک محجوب کی دعا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا اور پکارنا عارف کی دعا ہے۔ جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ بھولے ہیں جو نبیوں کے بتلائے ہوئے اصل سے انکار کرتے ہیں۔

کوشش کو مقدم کیا ہے اور دراصل کوشش بھی ایک قسم کی دعا ہی ہوتی ہے لیکن یہ ابتدائی درجہ دعا کا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور اسباب کی زنجیروں سے نکل جاتا ہے وہ اس کی عارفانہ زندگی ہوتی ہے اس مقام پر وہ بے اختیار ہو کر ایاک نستعین ہی پکارتا ہے۔ غرض یہ دعا ہی ہے مسلمان جب نماز کے لئے تیار ہو کر آتا ہے۔ تو پہلا کام وضو ہے

وضو مسلمان جب نماز کے لئے تیار ہو کر آتا ہے۔ تو پہلا کام وضو ہے۔ غالب گناہ ہاتھ۔ پاؤں کے متعلق ہوتے ہیں اس لئے ان کو وضو میں دھوتا ہے گویا یہ بتاتا ہے کہ جہاں جہاں میرا ہاتھ پہنچتا ہے میں اس کو دھونے کے لئے تیار ہوں باقی کے لئے آپ مدد کریں۔ **وضو** کی ظاہری حالت **اِیَّاکَ نَعْبُدُ** کے نیچے ہے اور اس کی اصل **حقیقت** اور **روح** جو اندرونی طہارت اور باطنی پاکیزگی ہے۔ وہ **اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ** کے ماتحت ہے۔

اذان میں اصول اسلام کا اعلان پھر نماز میں آنے سے پہلے کوشش کی اور بھی حد کر دی پانچ وقت نمازوں کے یا اس اصل کے مطابق جو میں نے ابھی بتایا ہر وقت ہی دُنیا کے ہر حصہ میں اسلام کے اصول پیش کرتا ہے اور وہ یہ کہ بلند مناروں پر چڑھ کر اذان دیتا ہے اس کے معنی اعلان کے ہیں۔ پہلے بتاتا ہے کہ ہم ہیں کون؟ اللہ اکبر کہہ کر بتاتا ہے کہ ہم اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جو اللہ کو سب سے بڑا سمجھتی ہے تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ اسے یقین کرتی ہے اسی کا ہم دُنیا میں اعلان کرتے ہیں اور بڑی بھاری شہادت چار مرتبہ ہوتی ہے اس لئے یہ بھی **اَللّٰہُ اَکْبَر** چار مرتبہ کہتا ہے۔ پھر اور تشریح کرتا ہے کیونکہ شاید کوئی اور بھی **اللہ اکبر** کہتا ہو۔ اس لئے بتاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو تمام حاجت روائیوں کا مرکز اور اپنے آپ کو کامل محتاج یقین کرتے ہیں۔ اس لئے دل سے کہتے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ !!

اس کلمہ نے ایک مومن مسلمان کو تمام دُنیا سے ناامید کر دیا ہے کیونکہ **الٰہ** کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ کوئی **معبود** نہیں کوئی محبوب اور مطاع نہیں مگر **اللہ**۔

نبی کریم کی خاص عظمت پھر دُنیا میں راستباز ضرور آئے ہیں اور اُنہوں نے خدا تعالیٰ کی عظمت کے اظہار کے لئے کوئی کسر نہیں رکھی۔ اس مقصد کے لئے عزت۔ آبرو جان و مال اور عزیز وطن کی کوئی پرواہ نہیں رکھی۔ اس کو پہنچایا اور بہتوں کو منوایا مگر تھوڑا ہی عرصہ ان پر گذرا کہ ان کے متبعین نے ان کو **معبود** قرار دیدیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو آخر میں آئے۔ آپؐ نے سوچا کہ میرے بہت سے بھائی جو لا الٰہ الا اللہ کے خادم تھے۔ بڑے خاکسار اور شریف الطبع اور نہایت ملنسار اور باخلاق طبیعت کا انسان مسیح تھا۔ مگر **عقلمندوں** نے اُن کو بھی خدا بنا کر چھوڑا۔ اس دانش و عقل پر کہ ایک انسان کو خدا بنا لیا اب کہتے ہیں کہ ہمارے ذریعہ روشنی پہنچتی ہے یہ اچھی روشنی ہے۔ روشنی کا قاعدہ یہاں تک مجھے معلوم ہے اس کے اندر کاربن ہوتی ہے اور وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

ملّت ابراہیمی کے مقتدا اور مقتدی اولاد ابراہیم تھے۔ مگر اُنہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا لیا اس غلطی میں دُنیا کو مبتلا دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق ہمیشہ کے لئے شرک کی بنیاد اکھیڑ دی اور ہر وقت اس کا عام اعلان کرا دیا **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اس پاک کلمہ نے ایسی احتیاط کر دی کہ آئندہ یہ غلطی نہیں ہو سکتی آپؐ نے کھول کر بتا دیا کہ میں **عبد** ہوں اور **رسول** ہوں۔ اذان میں اس کلمہ کو رکھنے سے یہی غرض ہے۔ کہ **مادیان مذہب** کو معبود بنانے کی غلطی اس قوم میں پیدا نہ ہو پھر جامع **تعظیمات الٰہیہ** کی دعا نماز ہے اور تمام اُن راہوں سے جو مظفر و منصور ہونے کی راہیں ہیں **حی علی الفلاح** کہہ کر واقف کیا اس کو اس قدر بلند آواز سے پہنچایا کہ خلقت کو کبھی شبہ نہ رہے۔

مخفی مذاہب میں نے ایسے مذاہب دیکھے ہیں جو اپنی تعلیم کو مخفی رکھتے ہیں۔ ان میں بڑا مذہب **فری میسن** ہے اس کی تعلیم اور حالات عام نہیں ہوتے۔ اس میں بعض مصالح ملکی بھی ہیں اس لئے بڑے بڑے عہدہ دار اس میں شامل ہوتے ہیں۔ لوگوں نے فری میسنری کے متعلق عجیب باتیں سُنائی ہیں مگر فری میسن ان کو سُن کر ہنس دیتے ہیں۔

شاکت مت پھر ہندوؤں میں ایک قوم ہے جو اپنے مذہب کو گو مخفی رکھتی ہے لاہور اور امرتسر میں وہ بٹے ہوں گے۔ وہ بھی اپنے مذہب کو بہت ہی مخفی رکھتے ہیں میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ جو تعلیم **تعظیم الٰہیہ** اور **شفقت** علیٰ خلق اللہ پر مبنی اصول رکھتی ہو اس کے چھپانے کی ضرورت ہو سکتی ہے میں نے بہت سوچا ہے مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لئے ان تمام مخفی مذاہب کے مقابلہ میں **اسلام** پانچ وقت روزانہ بلند آواز سے اپنے کل عقائد کو کھول کر بیان کرتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں کوئی

اِسلام کا امتیاز مخفی راز نہیں۔ اگر کسی نے شخصی ضرورتوں کے لئے ایسی کوئی انجمن بنائی ہو تو اس کا ہمیں علم نہیں مگر یہ میں جانتا ہوں کہ اسلام کسی **مخفی سوسائٹی** کی تعلیم نہیں دیتا اور جہاں تک میں نے اسلام کو سمجھا ہے اس کی کوئی ایسی بات نہیں جو مخفی رکھی گئی ہو

بہر حال ہمارا مذہب تو ایسا کھلا ہے کہ پانچ وقت پہنچایا جاتا ہے زمین چونکہ گول ہے اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ ہر وقت کرۂ زمین پر اس کے اصولوں کو سنایا جاتا ہے۔ اس پر ۱۳۳۰ سال گذر گئے ہیں اور یہ برابر سُنایا جاتا ہے۔

غرض اس آیۃ میں اسلام کے احسان عام کی تعلیم ہے جس سے دنیا میں ایک امن اور سلامتی پیدا ہو سکتی ہے۔ جبکہ یہ تعلیم دی ہے کہ ہمیں منعم علیہم کی راہ دکھاؤ۔ اس میں کسی قوم اور ملک کو مخصوص نہیں کیا۔ پس ہم کہتے ہیں جو بھی تیرے حضور انعمت ہیں اُن کے قدم بقدم چلاؤ۔

اسلام کی تعلیم عالمگیر صلح کا دوسرا اصل پھر ایک اور احسان عام نے یہ کیا کہ اپنے متبعین کو یہ تعلیم دی **لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ** اور پھر فرمایا۔ کوئی معبود کسی قوم کا ہو۔ کسی کو گالی مت دو۔ قرآن کریم چونکہ اپنے دعویٰ کے ساتھ دلائل بیان کرتا ہے اس لئے اس تعلیم کی خوبی عقلی دلیل سے سمجھائی کہ جو لوگ اللہ کے سوا اور معبودوں کو پکارتے ہیں۔ تم ان کے معبودوں کو گالی نہ دو کیونکہ اگر تم ایسا کرو تو وہ اللہ تعالیٰ کو گالی دیں گے اس عقلی دلیل سے ہماری قوم کو بتایا ہے کہ کسی دوسری قوم کے معبود کو ہم گالی نہیں دے سکتے اور یہ فخر

صرف قرآن مجید کو حاصل ہے

کوئی کہے تم کیا جانتے ہو؟ میں کہتا ہوں کہ میں نے بائیبل

ہے اور کثرت سے پڑھتے ہیں اس میں یہ تعلیم نہیں [illegible] وید
ہیں (پڑھا ہوا کہتے ہیں) اور خوب پڑھتے ہیں۔ ہندوستا
[illegible] کو خود پڑھتا ہے اور خوب پڑھتا ہے مگر یہ تعلیم کسی
مذہب کے معبود کو گالی نہ دو۔ ان میں نہیں۔ قرآن کریم
[illegible]
[illegible] تعلیم دی کہ ملت خلاف کی دعا سکھلائی
[illegible] احسان عام کیا کہ ان کے **معبودوں** کو
[illegible] منع فرمایا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ **معبودان**
[illegible] کی تردید منع کی اس کے لئے الگ اصول اور طریقے
ہیں گئے یہاں صرف وہ بات بتائی جو امن اور سلامتی
[illegible] رکھتی ہے۔

اسلام کا ایک اور احسان

پھر ان احسانات کے ساتھ ایک اور احسان [اسلا]م نے کیا جو میرے خیال میں دنیا کے کسی ریفارمر اور [مص]لح کو نہیں سوجھا وہ یہ ہے:-

[ولولا] دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت [صوا]مع وبیع وصلوٰت ومسٰجد یذکر فیھا [اسم] اللہ کثیرا ۖ ولینصرن اللہ من ینصرہ ۖ ان [اللہ] لقوی عزیز ۝

[بع]ض اوقات خود حفاظتی کا حکم دیتے ہیں اور اس سے غرض [ہے] اگر یہ نہ ہو تو گرجے تباہ ہو جاویں۔ مندر تباہ اور دیگر [مع]بد تباہ ہو جاویں اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ تباہ ہوں کیا [ایسا]ی **اصل** دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں پایا جاتا ہے؟ اگر [یہ] انجیل میں ہوتا تو مسیحی لوگوں نے جو سلوک اپنے مخالف لوگوں [کے م]عبدوں سے کیا ہے وہ نہ ہوتا۔

[ہسٹری] تھیالوجی کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ مسیحی لوگوں نے [کس ق]در معبد تھے جن کا آج نام و نشان بھی نہیں مثلاً [ایا]موں کا بڑا اعظیم الشان مندر تھا جہاں **سکندر اعظم** [حج] کرنے آیا تھا مگر آج کوئی بتا نہیں سکتا کہ وہ **مندر** [کہا]ں تھا؟

اس قدر تنگ دلی۔ ضد اور تعصب اور ہٹ اسلام پسند [نہیں] کرتا کہ **معبد** گرا دیئے جاویں۔ مسلمانوں نے جہاں [سینکڑ]وں برس۔ ہزار اور گیارہ سو برس تک حکومت کی ہے

اس ملک کے معابد اب تک موجود ہیں اور ان کو تباہ نہیں کیا۔ مگر بڑی روشنی سکھلانے والی قوم سے پوچھیں کہ ایپالو کا مندر کہاں تھا؟ تو نہیں بتا سکتے نشان تک مٹا دیئے بلکہ یروشلم جیسی جگہ جو بائیبل میں بھی مقدس سمجھی گئی تھی پاش پاش کر دی گئی [illegible] کی قربانی [illegible] شاید کوئی [illegible] نہیں مگر بائیبل پڑھتے گئے تو اس کے خلاف پائیں گے اس کے بالمقابل دیکھو کہ **سپین** اور **فلسطین** میں کیسی پر شوکت اسلامی سلطنت تھی مگر دیکھ لو پرانے سے پرانے **معبدوں** کو چھیڑا نہیں بلکہ فاروق اعظم کے زمانہ میں جب وہ یروشلم تشریف لے گئے تو وہاں کے بشپ نے کہا کہ یہاں نماز پڑھ لو۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے ناعاقبت اندیش ہو اگر میں یہاں نماز پڑھ لوں تو مسلمان اس گرجہ کو مسجد بنا لیں گے۔ ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور **نجران** کے عیسائی آئے اور اتوار کا دن تھا۔ آپ نے فرمایا میری ہی مسجد میں گرجا کر لو۔ وہ لوگ رومن کیتھولک ہونگے۔ مگر کس حوصلہ کے ساتھ ان کو اجازت دی اس سے پایا جاتا ہے جہاں وہ **احسان عام** کرتے تھے وہاں

ابقائے عام بھی ان کا مذہب تھا

خود ہندوستان میں پہلی صدی ہجری میں عرب آئے اور کم از کم ساڑھے گیارہ سو سال تک اسلامی سلطنت یہاں رہی قصہ تو مشہور ہے کہ عالمگیر **سوا من** جنیو روزانہ اترواکر کھانا کھاتے تھے مگر اس الزام دینے والوں سے اگر حساب پوچھیں کہ تم حساب دان ہو۔ مہربانی کر کے بتاؤ کہ سوا من جنیو پہننے والے کس قدر انسان ہوتے ہیں اور عالمگیر کی سلطنت پر اس حساب کو پھیلائیں تو پھر ہندوستان کیا ساری دنیا کو بھی پورا کر دیتے۔

اس عرصہ دراز میں اسلام کے معابد پر اسلامی سلطنت نے کیا اثر کیا؟ ان کی موجودگی خود ظاہر کرتی ہے۔

ہاں آزادی کو نہیں روکا قبول مذہب میں اسلام نے آزادی کو قائم رکھا۔ جبکہ کہا لا اکراہ فی الدین۔ اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے مسلمان ہو جاوے تو اس کا اختیار ہے پھر بھی بڑے بڑے قیود ساتھ رکھے ظاہر میں اگر مسلمان ہوا اور [illegible] سے **منافق** ٹھہرے اور

اس کے متعلق فتوٰی یہ ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔

ایسے لوگ کبھی کسی اعزاز اسلام میں شریک نہیں کئے جاتے غور کرو کیسی خطرناک قید ہے سوائے اس کے کہ شرح صدر سے داخل اسلام ہوں کوئی تحریک مسلمان بنانے کی نہ تھی اور میرے خیال میں تو اسلام میں داخل ہونے کے لئے کچھ روکیں بھی تھیں۔

جزیہ

منجملہ ان کے ایک جزیہ ہے ناواقف لوگوں نے جزیہ پر اعتراض کئے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ جزیہ تو اسلام سے روکنے کا مؤید تھا۔ جزیہ ایک ٹیکس ہے جو ہر ایسے شخص سے وصول کیا جاتا جو مسلمان نہ تھا۔ مگر مسلمانوں کے ملک میں امن اور چین سے تجارت کرنا چاہے تو جہاں مسلمانوں کو اپنے اموال کا $\frac{1}{40}$ و $\frac{1}{20}$ و $\frac{1}{10}$ دینے کا حکم ہے وہاں اس غیر مسلم کو $\frac{1}{4}$ ماشہ سونے سے زیادہ نہ دینا پڑے اور حسب حیثیت کم ہو جاوے۔

مسلمانوں کو مقررہ حصہ زکوٰۃ کے علاوہ اور صدقات بھی دینے پڑتے بلکہ جان بھی دینی پڑتی مگر اس قوم کو جو مسلم نہیں اپنی حفاظت جان و مال کے بدلہ میں ایک نہائت ہی خفیف ٹیکس دینا پڑے اور اس پر بھی اعتراض ہو۔ تعجب!

میں نے کہا ہے کہ جزیہ اسلام سے روکنے کی تائید کرتا ہے۔ غور کرو کہ ایک مسلمان جس کے پاس دس کروڑ ہو تو وہ پچیس لاکھ زکوٰۃ دے مگر جو مسلمان نہیں وہ صرف $\frac{1}{4}$ ماشہ سونا جو چھ سات روپیہ کا ہو دیکر مخلصی کرا سکتا ہے۔ اب ایک **دنیا دار** تو یہی کرے گا کہ جزیہ دینا ضروری ہے کیونکہ مسلمان ہونے سے بڑی بھاری مالی قربانی کرنی پڑیگی۔

اور اگر اس پہلو کو چھوڑ کر بھی جزیہ پر غور کریں تو کوئی متمدن سلطنت ایسی نہیں جو ٹیکس کو ضروری نہ سمجھتی ہو اور آجکل تو ٹیکسوں کی وہ بھرمار ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے اور پھر وہ سب ضروری ہیں۔ روز بروز تمدنی ضروریات کی وجہ سے رنگ برنگ کی تدبیروں سے ٹیکس لگاتے ہیں۔ ہوا مکانات۔ پانی پر ٹیکس۔ جنگلوں پر ٹیکس۔ دریاؤں پر ٹیکس حرفوں پر ٹیکس۔ مکانوں پر ٹیکس۔ خوردنی اشیاء پر ٹیکس گاڑیوں پر ٹیکس۔ کتوں پر ٹیکس۔ جانوروں پر ٹیکس

مگر جسقدر جزیہ کو بُرا سمجھا جاتا ہے ٹیکس کو بُرا نہیں سمجھا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض تعصب اور ہٹ کا نتیجہ ہے **انصاف** اور **غور** کو اس میں دخل نہیں ورنہ یہ

جزیہ

احسان عام میں داخل سمجھا جاتا

اسلامی جنگوں پر ایک نظر

یہ تو جزیہ کی حقیقت ہے۔ رہیں لڑائیاں وہ الگ چیز ہیں ان کے تعلقات دین سے نہیں ہوتے مثلاً آج جو تم لوگوں کے خیال میں روشنی کا زمانہ ہے اور امن اور صلح کا عہد ہے کیا لڑائیاں مٹ گئیں۔ بلکہ جس قدر بحری اور بری لڑائیوں کی ہتھیاروں کی ایجاد ہوئی ہے پہلے زمانوں میں اس کی نظیر بھی نہیں ملتی سمندر میں جاؤ۔ ہوا میں جاؤ۔ قاتل ہتھیار تمہارے لئے موجود ہیں بعض ہتھیاروں کے موجد سے کہا گیا کہ یہ بدامنی کی راہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ ان ہتھیاروں سے جنگ کا دامن لمبا نہیں ہوتا جلد فیصلہ ہوجاتا ہے۔ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو کیا کوئی زمانہ لڑائیوں سے خالی گیا ہے اگر عام جنگیں نہ ہوں تو خانہ جنگیاں ہی شروع ہوجاتی ہیں بوئروں کی جنگ ابھی چھڑی ہی نہ تھی ایک میرے دوست نے کہا کہ اب **جنگ کا خاتمہ** ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد بوئروں کی جنگ چھڑ گئی۔ تب میں نے اس سے پوچھا کہ کیوں حضرت جنگ کا خاتمہ ہوگیا؟ پھر میں نے کہا کہ دونوں ہی پراٹسٹنٹ ہیں۔ اس نے کہا ہاں! آپ کا اعتراض درست ہے جاپان کو اگر معزز بنایا تو جنگ نے۔ غرض جنگ دنیا سے کبھی دور نہیں ہوئی اور یہ ایک اٹل چیز ہے اس کے اسباب الگ ہیں۔

ہندو قوم میں جنگیں

ہندو اگر جنگوں پر اعتراض کرتے ہیں تو ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ کرشن جی پہلے تھے یا رام چندر جی۔ جب مہابھارت اور گیتا کو پڑھتے ہیں تو رام اوتار کا ذکر نہیں پاتے اور رامائن کو پڑھتے ہیں تو اس میں کرشن جی کا ذکر نہیں۔ بالمیک مفصل تاریخ رام کی ہے اور تلسی رامائن عام فہم تاریخ ہے مگر اس میں کرشن دیو کا ذکر نہیں اور مہابھارت اور گیتا میں کرشن کا بہت بڑا تذکرہ ہے مگر رام اوتار کا نہیں۔ ان دونوں کے متعلق جب ہم غور کرتے ہیں تو پڑھے ہی ہر دلعزیز ہیں جو گر شستہ سے رام چندر جی کی تعلیم کا پتہ لگتا ہے وہ ان کے استاد کی کتاب ہے وہ بہت نرم چلنے والے تھے اگر گرم ہوتے تو بن باس کے وقت فوج کو گانٹھ سکتے تھے اور اجودھیا میں خون کی ندیاں بہا دیتے عورت کا مقابلہ چیز ہی کیا تھا مگر اپنا وطن چھوڑ دیا جنگل میں رہنا اختیار کیا باوجود اس نرمی کے دیکھو جنگ کیسی اٹل ہے جنگل میں بھی جنگ کرنی پڑی اور اس حد تک مخالف قوموں کو نیچا دکھایا کہ دکن کی جن لوگوں نے سیاحت کی ہے وہاں ڈہیڑ قوم چوہڑوں سے بھی زیادہ بدتر ہے وہ راون کے ترفدار تھے اب رام لیلا پر چاہے مسلمانوں سے مقدمات کریں مگر مجھے ایک خاص واقعہ یاد ہے کہ ایک جگہ بڑی رام لیلا ہوتی تھی ایک بڑے عالم ودوان اس میں شریک نہ تھے میں نے پوچھا کہ آج آپ نہ تھے۔ اُس نے کہا کہ وہ بڑے ملیچھ ہیں۔ برہمن کو مارا۔

اور یہ بھی کہا کہ راجہ سے پوچھو کہ رام لیلا کے بعد پراشچت کیوں کرتا ہے؟ دوسرے دن مجھے موقعہ ملا تو میں نے اس رئیس سے پوچھا کہ کل بڑا تماشا ہوا۔ اس نے کہا ہاں۔ اگلے سال زندہ رہے تو پھر راون کو ماریں گے۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ تو بڑے مضبوط ارادے رکھتے ہیں مگر رات کو کیا رسم ہوئی تھی کہا ہاں پراشچت ہے راون برہمن تھا۔ برہمن کو مارنا بڑا گناہ ہے اس لئے پراشچت کرنی پڑتی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ گناہ بھی سمجھتے ہیں اور کرتے بھی ہیں تو کہا یہ اور بات تھی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑائیاں اور چیز ہیں۔ ان کے اسباب الگ ہوتے ہیں اور وہ اٹل ہوتی ہیں

کرشن جی گوپال تھے متھرا میں بارش کے دنوں میں عجیب نظارے نظر آتے ہیں۔ اُنھوں نے ایک قوم کے آگے ایک قوم کی سپارش کی تھی اور سپارش بھی اتنی کہ ان کو پانچ گاؤں دیدو۔ کوروکے سامنے پانڈو کی سپارش کی تھی مگر مصلحت ملکی سے اُنھوں نے نہ مانا۔ آخر مہابھارت کی جنگ جیسی خطرناک تھی اسے ہمارے ہندو دوست خوب جانتے ہیں۔ ہمیں تو کہا جاتا ہے کہ بڑا ظلم کیا مگر **اس وقت کیا ہوا تھا**۔

سکھوں کا عہد

ہماری آنکھوں کے سامنے پنجاب اور پھر لاہور ہے گرو گرنتھ صاحب کے بچن کیسے نرم ہیں اور بابا صاحب کے شاگردوں کا نام سکھ تھا جو اچھی باتیں سیکھ کر عمل کرتے ہیں مگر **دسویں خلیفہ** کے وقت بات کہاں تک جا پہنچی۔ سکھ کے بجائے آئندہ سنگھ کہلائے جس کے معنے شیر کے ہیں۔ یہ جنگی رنگ تھا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جنگی امور اور مصالحہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ اسلام میں مروت عام ہے اور وہ مذاہب کا ابقا چاہتا ہے۔ پھر اگر کوئی کہے کہ جنگ کیوں کئے تو میں نے تاریخی واقعات سے بتایا ہے کہ صوفیوں کو بھی کرنے پڑے ہیں۔

عیسائی قوم

اب وہ قوم باقی ہے جو کہتی ہے مبارک وہ جو دل کے غریب اور حلیم ہیں اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ کوئی چادر مانگے تو کرتا بھی دیدو۔ ایک میل بیگار کے لئے بلائے تو دو میل چلا جائے مگر باوجود اس تعلیم کے گولیوں۔ رفلوں۔ جنگی جہازوں اور تارپیڈو دیکھ لے آئے دن کی جنگی ایجادوں کو دیکھ لو۔ پھر پتہ لگ جاویگا۔ وہ تعلیم اب کہاں ہے؟

غرض تمام مذاہب جو اسلام کی جنگوں پر اعتراض کرتے ہیں وہ خود اس میں مبتلا ہیں۔ باوجود اس کے اسلام کی لڑائیاں دفاعی تھیں۔ چنانچہ فرمایا **وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین**

تاریخ ہند کی غلطیاں

ہاں ہمارے بچے بہت معذور ہو سکتے ہیں میں نے ایک بچہ کے ہاتھ میں تاریخ ہند دیکھی اس میں سیواجی اور عالمگیر کے حالات کو دیکھا۔ سیواجی نے کہیں خوشامد سے کام لیا ہے اور کہیں دھمکی سے مورخ وہاں کہتا ہے کہ یہ سپاہیانہ طرز ہے سیواجی بڑا بے نظیر سپاہی تھا کیسی ترکیب کی ہے پہاڑوں اور راستوں کا بڑا ماہر تھا فلاں موقعہ پر کیسی مخفی ہوا۔ پھر وہی لفظ جب عالمگیر کے متعلق استعمال کرنے پڑے تو کہتا ہے کہ گربہ مزاج۔ کیسا شتر مرغ سا کام کیا ہے میں نے اس بچہ سے پوچھا تم نے تاریخ پڑھی ہے۔ سیواجی بڑا تھا یا عالمگیر۔ اُس نے کہ سیواجی بڑا بہادر سپاہی تھا وہ بڑا تجربہ کار اور ہوشیار تھا۔ اور عالمگیر مکار تھا۔ اسکا کام گربگی کا ہے۔ میں نے جب سیواجی کے متعلق اس کو وہی کام دکھائے جو عالمگیر کے نام پر آنے سے مکاری بنتے ہیں اور سیواجی ان کے ذریعہ بڑا بہادر اور تجربہ کار سپاہی بتایا جاتا ہے تو وہ حیران سا ہوگیا اور کہا کہ دونوں کی ایک ہی سی بات ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہ کیوں فرق کرلیا ہے

دونوں کی سوانح عمری پڑھکر بتاؤ۔ اس نے کہا میں نے سمجھ لیا ہے دونوں کو لڑاتا ہے میں نے کہا ہمارا نکتہ یاد رکھو جب تم بہت پڑھ لوگے تو حقیقت معلوم ہوجائیگی۔

اسلامی تاریخ کا ایک واقعہ

غرض قوموں میں ایسے انقلاب آجاتے ہیں کہ اُنہیں جنگ سے کام لینا پڑتا ہے میں نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ مسلمانوں کے وقت میں امتحان اور مقدمات کتنے جلد طے ہوتے تھے۔ اصمعی ایک بڑا لغت کا امام تھا۔ بخاری اور مسلم بھی اسے لغت کا امام مانتے ہیں۔ اصمعی کے استاد نے ہارون رشید کے حضور کہا کہ اصمعی تیار ہوگیا ہے اس کا امتحان لینا چاہیئے۔ ہارون رشید نے کہا کہ جب ہم کل سوار ہوں تو اس کا امتحان لیں گے ایک اتفاقی امر پر بڑی کہ خدا جانے کس چیز پر سوار ہوں۔ بہرحال وقت مقررہ پر ہارون رشید باہر آیا۔ لغت کے استاد کھڑے تھے اُنھوں نے اصمعی کو پیش کیا۔ ہارون رشید نے پوچھا کیا تم تیار ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں تب ہارون الرشید نے گھوڑے کے پٹھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ اسکو کیا کہتے ہیں اصمعی نام بتاتا گیا اور اس کی سند میں شعر پڑھتا گیا۔ ہارون رشید نیچے تک ہاتھ لے گیا اور اصمعی فوراً بتاتا گیا۔ جب ختم کرچکا تو پھر پٹھے پر ہاتھ رکھکر آگے کی طرف چلا گیا اور کہا منہ تک جاؤ اور نام لیتے جاؤ۔ کہا جلدی کرو۔ میں نے باہر جانا ہے اصمعی بتاتا گیا۔ آخر ہارون نے کہا پاس امام اللغۃ ایک آن میں امتحان بھی ہوگیا۔ نتیجہ بھی نکل آیا اور ڈپلوما بھی مل گیا۔ اب دیکھو جسقدر روشنی بڑھتی جاتی ہے مشکلات بڑھ رہے ہیں مقدمات کے متعلق جو حال ہے وہ تم جانتے ہو میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ سویلزیشن کے کیا معنی ہیں؟ اس نے کہا کہ ایک روپیہ کے مقدمہ کے لئے پریوی کونسل تک پہنچے۔

ملکی مقدمہ بازی اور سویلزیشن پر ریمارک

جسقدر قومیں تمہاری نگاہ میں تہذیب سے گری ہوئی ہیں اُن میں مقدمہ بازی نہیں ہوتی وہ اپنی پنچائت آپ کرلیتی ہیں مگر **جعل سازی** جعلی نوٹ اور چک بنانا یہ **سویلزیشن** کا کام سمجھا گیا ہے ایک شخص تین مہینے تک میرے گھر میں رہا اور خوب کھاتا پیتا رہا۔ آخر کہا کہ مہمان نوازی بھی سویلزیشن کے خلاف ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ تو ہمیں احمق بناتا ہے اس پر اس نے بڑی بڑی کہانیاں سُنائیں کہ فلانی دوست اور عزیز بھی ہوں تو بھی سویلزیشن کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہوٹل میں اتریں اُن کا مخلص دوست زیادہ سے زیادہ یہ کرے۔ کہ اپنے **دوست کے آنر میں ایک ڈنر دیدے۔**

اس طرح پر اس نے انگریزی سوسائٹی کے آداب اور تکلفات کو سُنایا۔ میں نے اُن کو کہا کہ تم نماز کی پابندی نہیں کرتے۔ اور قرآن مجید کے قوانین کی پابندی نہیں کرتے۔ حالانکہ سوسائیٹی کے قوانین تو قرآن مجید سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ بڑی مشکل سے ان قوانین تہذیب کو سیکھا ہے اب میں چھوڑ سکتا ہوں؟ غرض دُنیا کی عجیب حالت ہے۔ بات کہاں سے کہاں چلی گئی میں بتا رہا تھا کہ اسلام **احسان عام** کی تعلیم دیتا ہے اس کی ضمن میں اسلامی جنگوں کی بحث آگئی۔ تب مجھے جنگ کی عام حالت پر کچھ کہنا پڑا۔

ہدائیت

اسلام نے اس سورۃ میں انعمت علیہم کی راہ کی ہدائیت کی دعا سکھائی ہے اور پھر عمل بھی یہی بتایا اور کہا اما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ عمل بڑا کارخانہ ہے اور دُنیا ایک عملی دنیا ہے جو انسان ہدائت کی اطاعت کرتا ہے وہ کبھی خوف و حزن میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔ اور **الٰہی ہدایت** ہمیشہ دُنیا میں آتی رہتی ہے **حزن** گذشتہ کا خوف ہوتا ہے۔ اور **خوف** آئندہ کے نقصان کے لئے ہوتا ہے اسی خوف و حزن پر ساری دوستیوں اور مخلوق کا مدار ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ **خوف** اور **حزن** سے بچنے کی ایک راہ ہے اور وہ **اتباع ہدائیت** ہے۔ اما یاتینکم منی ھدی سے ظاہر ہوتا ہے۔ میری طرف سے ہدائت نامے ملا کریں گے۔ ہدائت نامہ تو ایک ہی ہوتا ہے مگر زمانہ کی نیرنگیاں نئی تعلیم۔ ترقی۔ تنزل۔ زبان کی حالت چاہتی ہے کہ پیرایہ جدید ہو۔ اس لئے فرماتا ہے ما یاتیھم من ذکر محدث۔ یہ معلم فطرت کو جگانے کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام ذکر ہوتا ہے وہ آکر **فطری قویٰ** کو جگاتے ہیں۔

اھدنا الصراط المستقیم میں جو ہدایت نامہ تم نے مانگا تھا وہ قرآن مجید کی صورت میں دیا گیا ہے۔ اور بتایا کہ **لا ریب فیہ**۔ ریب کے دو ترجمے ہیں۔ (۱) ہلاکت (۲) شک و شبہ۔ اور دونوں درست ہیں۔ تعلیمات الٰہیہ میں کوئی تعلیم ایسی نہیں جس سے ہلاکت کی راہ پیدا ہو۔ بلکہ قرآن کے بیان سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ وہ یقیناً **شفاءٌ للناس** ہے اور اس کے عمل درآمد سے میں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ اس پر عمل کرنے سے انسان **لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون** کا مصداق ہوسکتا ہے۔ ہاں اس تعلیم کی خلاف ورزی سے غلطی میں مبتلا ہوجاتا ہے اور بڑے بڑے نقصان اس کو اُٹھانے پڑتے ہیں۔ جہاں تک میری نظر جاتی ہے میں نے غور کیا ہے یہ بالکل امر واقعی ہے۔ ہوسکتا ہے۔ تمہارے علوم۔ تجربے اور معلومات میں وسعت ہو۔ ہوسکتا ہے میرے بیان میں کمزوری ہو سکتا ہے۔ تمہیں ایک واقعہ معلوم ہو۔ اور مجھے نہ ہو۔ مگر یہ بات کہ میری عمر بڑی ہوچکی ہے اور قویٰ ضعیف ہوچکے ہیں اگرچہ میرے کان۔ زبان وہ طاقت نہ رکھتے ہوں مگر یہ یقینی بات ہے کہ قرآن مجید پر عمل انسان کو خوف اور حزن سے نکال دیتا ہے میں نے اپنی تمام عمر میں تجربہ کیا ہے اور جہاں تک میں قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھتا ہوں۔ انسان خوف و حزن سے بچ جاتا ہے۔ میرے دوست بے شک کہدیں کہ کیا میں کبھی غمگین ہوا ہوں یا اُنہوں نے مجھے کسی خوف سے روتے دیکھا ہے وہ برسوں سے میرے پاس رہتے ہیں۔ اُنھوں نے مجھے خوف اور حزن میں نہیں دیکھا۔ پس تم اگر خوف و حزن سے بچنا چاہو۔ اور اس کا علاج کرنا چاہو تو قرآن کریم کی اتباع سے ہوتا ہے۔ مگر ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ علم صحیح ہو اور اس کے ساتھ عمل ہو۔ علم بدوں عمل کے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ مثلاً یہاں کنواں ہے کوئی شخص جو اس کا علم صحیح رکھتا ہے وہ اس میں نہیں گریگا۔ مسلمانوں کو یہ صحیح علم ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے ذریعہ وہ خوف و حزن سے محفوظ رکھے گئے ہیں لیکن جب تک عمل نہ ہو کچھ فائدہ نہیں۔

میں اب بس کرتا ہوں۔ ایک تو وقت ایسا تنگ ہے کہ بولنے کی زیادہ گنجائش نہیں (ایڈیٹر۔ مغرب کا وقت قریب ہوگیا تھا) دوسرے جب سُننے والوں میں کسی وجہ سے گھبراہٹ ہو

بھارت

اردو کا ہفتہ وار اخبار جو کہ ہر شکر کے دن جالندہر شہر سے شائع ہوتا ہے

اس کی خصوصیتوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں (۱) آریہ سماج کے سدھانتوں پر نہائت متانت سے بحث کرتا ہے۔ یہ باہمی جھگڑوں کی طرف سے آریہ پرشوں کی توجہ ہٹا کر ان کے اندر دھارمک وچار اور سوادھیائے کے لئے رچی پیدا کرتا ہے اس کی تقریباً ہر ایک اشاعت میں کسی نہ کسی ویدک سدھانت پر بحث ضرور کی جاتی ہے (۲) یہ ویدک دھرم کو اس کی اپنی روشنی میں پرگٹ کرتا ہے اور غیر مذہب کے کئے ہوئے اعتراضوں کا جواب دینے میں سنجیدگی اور سبھتا کو ہاتھ سے نہیں دیتا (۳) یہ شخصی اخبار نہیں اس لئے ذاتی جھگڑے اس کے اندر جگہ نہیں پا سکتے (۴) یہ آریہ پرشوں میں آرگنزیشن کے لئے عزت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور انہیں اپنے آرگنزیشن کو مضبوط بنانے کی اپیل کرتا ہے (۵) یہ آریہ سماج کا حقیقی آرگن ہے کیونکہ یہ اپنے تئیں اس یا اس ذات کے پیچھے نہ لگا کر ساری سماج کی بہبودی کے لئے کوشاں رہنے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے۔ (۶) استری شکشا اور پتت ادہار اس کے خاص کاریہ کشیتر ہیں (۷) یہ بھارت درش کی پریس کی ٹون کو اونچا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

انہیں خصوصیتوں کے باعث اسے پبلک اور خصوصاً آریہ پبلک نہائت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آریہ سماجوں نے نہائت سرگرمی اور کمال جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ قیمت باوجود ان سب خصوصیتوں کے نہائت ہی کم یعنے صرف دو روپیہ سالانہ

ملنے کا پتہ منیجر بھارت جالندہر شہر

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی۔ ہمارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا ہے جس کا ترجمہ ماہوار

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف ۱۲ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسّی صفحہ

بالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلے تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔
نمونہ کا پرچہ ۱/ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ روکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب یہ نسخہ پبلک کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے ۱۲ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵/ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵/

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس چمک پڑ کر رگوں میں کنگنی سی جو کہیں چھوٹے ہو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۸/ شیشی ڈبیہ ہر محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے

اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔
استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار حاصل کرلیا ہے ۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں ۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے ۔ آج بھی یہ آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں ۔ اصلی

پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے ۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں ۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں ۔ جن کی تعداد پانسو تک پہنچگئی ہے ۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انھوں نے اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں ۔

نوٹ ۔ جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات درخواست کرنیپر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ ۔ بالکل یہی الفاظ رکھیئے :۔ "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی" تار کا پتہ :۔ "میڈیسنز دہلی"

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مالفضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں بندھا ہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے ۔ قواے تناسل کے متعلق اندرونی مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر شکایت ہے ہمنے اس مرض کیلئے معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قواے تناسل انشاءاللہ بالکل رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاءاللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگاؤ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

حلواے طلسمی کے بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے مریض لاچار ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس حلوے سے فائدہ اٹھائیں اور حلواے طلسمی کھائیں ۔ انشاءاللہ اسکو مفید پائیں گے قیمت فی ماشہ ۸

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا ۔ اور قوت بصارت بڑھانیوالا ۔ قیمت فی تولہ ۸

منجن دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں ؟

جب آپ کی طبیعت درست نہ ہو ۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ آپ کو کونسی شکایت ہے تو آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے ۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت ڈونس ڈنر پلس ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں دو یا تین کھا لیجئے اور دوسرے صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور انسانی سیال مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتے ہیں ۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان ۔ صفرا ۔ صفراوی بخار یا تپ بدہضمی ، پٹھوں کی کمزوری ۔ جسم کی نقاہت ۔ امراض قلب یعنی دل ۔ دوار یعنی چکرانا ۔ دردسر ۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا ۔ مستورات کی بیماریاں ۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہوجاتا ہے ۔ ڈونس ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) نباتات سے بنائی گئی ہیں ۔ اور مذکورہ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں ۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں ۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں ۔ قیمت فی شیشی ۴ ر و ۸ ر و ۱۲ ر ۔ بارہ آنہ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۴ ر والی شیشی سے پنچگنی ہیں ۔

۱۲ ر والی شیشی ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۱۶ — نمبر ۲۵

الحکم

۱۴ - جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

قادیان دارالامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... [illegible]
خواص سے ... [illegible]
ہندوستان سے باہر ... [illegible]
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... [illegible]

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے!

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم مولٰنا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابھی تک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور، ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ... ... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصول ڈاک لئے جائیں گے۔

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح رضی بتقریب سنگ بنیاد

۱۵ جون ۱۹۱۲ء قریب ۶ بجے شام

(بعد اصلاح حضرت خلیفۃ المسیح رضی شائع کی جاتی ہے ایڈیٹر)

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

تاریخ عالم کا ابتدا معلوم نہیں

عمارتیں دُنیا میں بہت بن رہی ہیں بنتی رہی ہیں اور بنتی رہیں گی- اور اسقدر عرصہ سے بنتی آئی ہیں- کہ میرے نزدیک اس پر زمانہ دراز گذر گیا ہے- اتنا بڑا زمانہ کہ اگر ارب- کھرب- سنکھ مہاں سنکھ بھی کوئی تجویز کرے اور اس کو سنکھ مہاں سنکھ کے غیر نہائت عدد سے ضرب دے پھر بھی وہ اس وقت تو احمق و نادان ہے جو تجویز کرے کہ دُنیا کب سے آباد ہے اللہ تعالیٰ ہی اس حقیقت اور زمانہ کو سمجھتا ہے توراۃ میں بھی تاریخ لکھی ہے- ویدوں سے بھی تاریخ کا پتہ دیا جاتا ہے- ژندوستا اور گاتھہ سے بھی زمانہ کی تاریخ ظاہر ہوتی ہے- دساتیر میں تاریخ عالم ہے- مگر قربان جاؤں اس کامل کتاب قرآن کریم کے جس نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی حدبندی نہیں کی- قرآن مجید نے نہیں بتایا کہ دُنیا کب سے ہے اور یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے رب- رحمٰن- رحیم- داتا- بخت نہاد ہے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کہ اس قدر عرصہ سے ہے پس قرآن کریم کو پڑھکر اور سمجھ کر میرا ایمان یہی ہے کہ معلوم نہیں کہ **دُنیا کب سے قائم ہوئی ہے؟** میں اس **کتاب** پر دل و جان سے قربان ہوں جس سے ہر امر میں ایسی راہ بتائی ہے- جو نہائت محفوظ اور مامون ہے اور اس پر کوئی زد او اعتراض ہو ہی نہیں سکتا-

شیخ صاحب سے حضرت اقدس کا وعدہ

پس جب ہمیں قطعاً معلوم نہیں کہ دُنیا کب سے ہے- تو یہ امر صاف ہے کہ کسی غیر معلوم زمانہ دراز سے دُنیا میں عمارتیں بن رہی ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں اس کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں- میرے آقا میرے محسن (حضرت مسیح موعودؑ) نے شیخ صاحب (شیخ رحمت اللہ صاحب) سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی عمارت کی بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھیں گے- اللہ تعالیٰ کا منشاء ایسا ہی ہوا- کہ آپؑ کے اس وعدہ کی تعمیل آپؑ کا ایک خادم کرے شیخ صاحب نے لکھا کہ تم آؤ- میں بیمار ہوں اور بعض اعضاء میں درد کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے- مگر میرے دل میں یہ جوش ہے- کہ

اپنے پیارے کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری کرنی چاہتا ہوں

مجھے رسومات اور بدعات سے نفرت ہے اور سُنت سے محبت ہے- آج نہیں بچپن سے میری فطرت میں یہ ایک جوش ہے- کہ وحدہ لاشریک کا فدا ہوں اور شرک سے کلی بیزار ہوں- اور ایسے امور سے نفرت کرتا ہوں جن میں کوئی رسم و بدعت ہو- خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھ پر کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ میں نے شرک و بدعت کو پسند کیا ہو-

غرض عمارات جیسا کہ میں نے کہا لا انتہا زمانہ سے بنتی چلی آئی ہیں اور بنتی چلی جائینگی- لاہور ایک ایسا شہر ہے کہ بہت پرانی تاریخ میں اس کا پتہ ملتا ہے- سفینۃ الاولیا میں دارا شکوہ کا قول میں نے پڑھا ہے کہ تیس ہزار قرآن کریم کے حافظ اس وقت یہاں تھے جب وہ یہاں اُترے ہوئے تھے یہ لمبا زمانہ نہیں- ایک ہزار ہجری کے بعد کا زمانہ ہے بلکہ بہت ہی قریب کا زمانہ ہے- اب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ تیس ہزار کے بدلہ میں تین ہزار بھی ہوں- اس وقت تو تیس ہزار وہ تھے جو بادشاہ کے سامنے ثبوت دے سکتے تھے اب ایسے نہ ملیں گے-

چونکہ اُن کو میاں میر صاحب سے ارادت تھی اس لئے ان کے حرم سرا سے وہاں تک جانے کے لئے ایک پردہ دار سڑک بنی ہوئی تھی-

پھر اس سے بھی پیچھے جائیں تو محمود غزنوی کے زمانہ میں بھی لاہور کے تاریخ عمارت کے عجائبات معلوم ہوتے ہیں- محمود بڑا عاقبت اندیش تھا- انسے غلطیاں بھی ہوئیں نیکیاں بھی ہوئیں- فارسی کا رواج اسی نے ڈالا- اس کے بیٹے ابراہیم نے لاہور دار السلطنت تجویز کیا تھا- رنگ محل کے ادھر ایاز کی قبر ہے جو ایک کشمیری پنڈت تھا- اور مسلمان ہو گیا تھا محمود غزنوی کو اس سے بہت محبت تھی اور ان کے محبت کے بڑے اسباب لکھے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ جب محمود قنوج پر حملہ آور ہوا تو بعض لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایک کشمیری پنڈت سے جو نو مسلم ہے اسقدر محبت کیوں ہے؟ محمود کو یہ بات پہنچی- راستہ میں محمود نے ایک پہاڑی کی طرف جھک کر دیکھا لوگوں نے خیال کیا کہ قدرت کا نظارہ کرتے ہوں گے- مگر ایاز فوراً اپنی فوج کا دستہ لیکر پہاڑی پر چڑھ گیا- تب محمود نے کہا کہ ایاز سے پوچھو وہ پہاڑی پر کیوں چڑھ گیا- اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں- بادشاہ عاقبت اندیش ہے بیہودہ نکمی حرکات نہیں کرتا اور اس کا دیکھنا بیوجہ نہیں- محمود نے جب پہاڑی کو دیکھا تو میں نے سمجھا کہ کوئی خطرہ ضرور ہے اس پر محمود نے ان لوگوں کو کہا کہ ایاز ہمارا مزاج شناس ہے اور خدمت کرتا ہے اس ایاز ہی کی قبر کو لاہوری کم جانتے ہیں- میں تو عبرت کے لئے وہاں چلا گیا- اس سے پہلے عربوں کے حملہ کے وقت بھی آباد تھا- غرض میرا مقصد لاہور کی تاریخ بیان کرنا نہیں یہ ایک تاریخی مقام ہے سب جانتے ہیں- پس میں اصل غرض بیان کرتا ہوں عمارتیں ہمیشہ سے دُنیا میں بنتی ہیں بنتی رہیں گی اس عمارت کے ارد گرد بھی تازہ عمارتیں بنی ہوئی اور بن رہی ہیں

اس عمارت سے ہمارا شخصی اور قومی تعلق

مگر اس عمارت کے ساتھ ہمارا ایک خاص تعلق ہے اور یہ تعلق شخصی بھی ہے اور قومی بھی- شخصی تو یہ کہ حضرت صاحب نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس عمارت کی بنیاد رکھیں اور حضرت صاحب کا ایک خادم اس وعدہ کو پورا کردے قومی تعلق یہ ہے کہ اس عمارت میں ہماری قوم کا بھی ایک حصہ ہے* اس لئے قوم کو چاہیئے

* فٹ نوٹ از ایڈیٹر- حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا اشارہ اس وصیت کی طرف ہے جو شیخ صاحب نے اپنی جایئداد کے متعلق کی ہوئی ہے کہ اس کا تیسرا حصہ قومی خدمات کے لئے ہوگا؛

کہ درد دل سے دعا کرے کہ انجام بخیر ہو اور اس مکان میں جو بسنے والے ہوں جو اس کے مہتمم ہوں۔ وہ راستباز ہوں اور نیکی سے پیار کریں۔ اگر اس مکان کے رہنے والے سچے۔ راستباز اور متقی۔ مومن ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بڑھائیگا اور پھلائیگا اور جسقدر یہ عمارت بڑھیگی اسی قدر ہماری قوم متمتع ہوگی۔ کیونکہ اس کا اس سے تعلق ہے۔

بنیادی پتھر کی اصل قرآن میں

میں نے کہا ہے کہ میں ہمیشہ سنت کو پسند کرتا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے قرآن کریم میں غور کیا ہے کہ قرآن مجید میں کسی عمارت کا پتھر رکھنا ہے یا نہیں۔ یا یوں ہی ایک بات بنالی ہے تو میری توجہ اس آیت کی طرف ہوئی جو میں نے پڑھی ہے کہ بعض عمارتوں کی بنیادیں تقویٰ پر ہوتی ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ یہ آیت مسجد نبوی کے متعلق ہے اس مسجد نبوی کے مقابلہ میں بھی ایک پتھر رکھا گیا تھا مگر انجام کیا ہوا؟ اس کو جڑھ سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا اور وہ جگہ نجاست پھینکنے کا میدان بنا۔ یہ لنبا قصہ ہے وقت اجازت نہیں دیتا کہ میں اس کو بیان کروں۔

یہ تو ہماری سرکار ہمارے مقتدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیاد رکھنے کا ذکر ہے اس سے بھی بہت پہلے ایک پتھر رکھا گیا تھا۔ اور وہ وَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ میں رکھا گیا جو **ابو الملة ابراہیم** نے رکھا تھا۔ اس **پتھر** کے متعلق بہت وسیع باتیں ہیں۔ وہ بنیادی پتھر اب تک موجود ہے اور **حاجیوں** کو تاکید ہے کہ وہاں چکر لگا کر ابراہیمی دعائیں کریں۔ حضرت ابراہیم نے سات عظیم الشان دعائیں مانگی ہیں اور سات دفعہ چکر لگانے کا حکم ہے۔ **ہاجرہ** وہاں سات دفعہ چلی ہے۔ اور سات ہی وہاں نشان (آیات اللہ) ہیں۔ اس عمارت کی بنیاد اسی **تقویٰ** اور رضاء الٰہی پر رکھی گئی۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کیسی **بابرکت** ہے اور **مدینہ طیبہ** کی وہ عمارت جس کا پہلے ذکر کیا ہے۔ آج دنیا پر اس کی وسعت پھیلی ہوئی ہے اور وہ بڑی ہی بابرکت ہے۔ غرض **مکہ معظمہ** کی عمارت بھی تقویٰ پر رکھی گئی اور مدینہ منورہ کی عمارت بھی میں اس عمارت کی بنیاد اسی نیت اور غرض سے رکھتا ہوں۔ ہم اس وقت حضرت صاحب کے خاندان کے پانچ آدمی موجود ہیں۔ (**خلیفة المسیح** رض۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ صاحبزادہ بشیر احمد۔ صاحبزادہ شریف احمد۔ نواب محمد علی خان صاحب)۔

اور میں نے کہا ہے کہ ساری قوم کا اس عمارت میں حصہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بابرکت کرے اور شیخ صاحب جن سے ہم کو محبت ہے۔ اُن کی اولاد کو بھی ہمارے ساتھ محبت بخشے۔ میں شکائت نہیں کرتا۔ بلکہ دعا کے رنگ میں چاہتا ہوں کہ وہ ایسے ہوں۔ وہ بڑے سفروں میں جاتے ہیں مگر ہم سے اس طرح پر نہیں ملتے جس طرح ان کے والد ملتے ہیں۔ اب میں دُعا کرکے ایک اینٹ رکھدیتا ہوں پھر میرے بعد صاحبزادہ مرزا محمود اور بشیر اور شریف اور نواب صاحب دعا کرکے ایک ایک اینٹ رکھدیں

یہ فرما کر آپ نے ایک اینٹ لی اور نہائت توجہ الی اللہ کے ساتھ دعا کرکے اسے ایک مقام پر رکھدیا اور پھر صاحبزادہ صاحبان نے ارشاد کے موافق ایک ایک اینٹ رکھی اور بالآخر نواب صاحب نے رکھی اس موقعہ پر نواب صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ

> داماموں کے متعلق تو بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں اس لئے آپ ضرور دعا کرکے اینٹ رکھدیں۔ میں دعاؤں کا بڑا معتقد ہوں۔
>
> یہ کلمہ میاں شریف احمد صاحب کے اینٹ رکھنے پر فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے اور حاضرین نے دعا فرمائی بعد دعا فرمایا جس غرض کے لئے ہم آئے تھے خدا کے فضل سے ہم اس سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اب ہم آزاد ہیں۔

ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ شیخ صاحب سے کہدو کہ ہم آپ کے کام سے فارغ ہو چکے اور حضرت صاحب کے وعدہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے پورا کر چکے اب ہم آزاد ہیں خواہ صبح چلے جاویں یا شام کو۔ میں نے شیخ صاحب کو یہ پیام اسی وقت پہنچا دیا کیونکہ وہ پاس ہی موجود تھے۔ یہ سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور نہائت رقت بھرے لہجہ میں عرض کیا کہ

جو غلام ہو اُس کو آقا کو آزاد کرنے کی کیا جرأت

اس پر فرمایا مجھے قادیان سے باہر مزا نہیں آتا۔ میں کیا کروں میری حالت ہی ایسی ہے چونکہ حضرت کے منشا سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ۱۶ کی صبح کو ہی چلدیں مگر احباب لاہور نے حضرت کے ایک عام لیکچر کا اعلان کیا تھا اس لئے میں نے عرض کیا کہ کل ۱۶ کی شام کو تو حضور کے ایک لیکچر کی تجویز ہے فرمایا اچھا۔ اسی ضمن میں پھر از راہ کرم خاکسار ایڈیٹر کو فرمایا کہ میں نے ایک خاص رنگ میں قوم کو دعا کیلئے توجہ دلائی ہے اس عمارت میں قوم کا ایک حصہ ہے۔ اس طرح پر یہ تقریب بعافیت ختم ہوئی۔

سنگ بنیاد کی تقریر کے ضمن میں بعض ارشادات

سنگ بنیاد کی تقریب جب حضرت فرمانے لگے تو صاحبزادوں کو بلا کر اپنے پاس کھڑا کیا اور پھر نواب صاحب (جو پیچھے کھڑے تھے) کو بلایا کہ آگے آؤ ان میں ان کو کھڑا کیا اور پھر خود کرسیاں لانے کے لئے کہا دیا اور ان چار بزرگوں کو اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ ان کو بیٹھنے میں تردد تھا کہ حضرت خلیفة المسیح کھڑے ہیں۔ فرمایا

> "میں تو تمہاری خدمت کرتا ہوں اور تمہارا ہی کام کر رہا ہوں۔ تمہارے باپ کی جو میرا محسن اور آقا ہے۔ میرے دل میں بڑی عظمت ہے آپ بیٹھ جاویں"
>
> میں تو کھڑا ہو کر ہی تقریر کرونگا۔ میں بیٹھ کر تقریر کرنے کا عادی نہیں اور نہ ہمارے سلف سے یہ ثابت ہے۔ ہمارے سلف جب کوئی چھوٹی یا بڑی تقریر کرتے تھے تو وہ کھڑے ہو کر کرتے تھے۔ میں تو لمبی تقریر بھی کھڑے ہو کر کرتا ہوں اور یہ تو چھوٹی سی تقریر ہے۔

قرآن میں چھپے ہوئے انمول موتی

(از حضرت چشمۂ فیض امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح سلمہ الرحمٰن)

یا۔ اگر قرآن کے مطابق عمل کرو تو تمہارے سب کام سنور
ں۔ ہمارے ملک میں ایک فقرہ بہت دغا کا ہے "خالق
لقت رکھنا مشکل ہے" یہ کفر کا کلمہ ہے۔ دیکھو۔ اب
انوں نے خلاف قرآن کیا تو تمام دنیا میں ذلیل ہو گئے
ہیلی جا رہی ہیں تمہیں تو خبر نہیں مگر آجکل ہمیں بہت دکھ
ہا ہے مسلمانوں پر ہر طرف سے تباہیاں آ رہی ہیں۔

ا۔ مہر حیثیت کے مطابق مقرر کرنا چاہئے۔ متعہ ناجائز ہے
ناہ۔

ا۔ اصیل کے حقوق لونڈی سے زیادہ ہیں مگر سزا بھی
کو اصیل سے نصف ہوگی۔

۔ یہ بہت غلطی ہے کہ مرد عورت کوئی سودا لینے جاوے
ہے کھڑا رہے اور عورت چیزیں پسند کرے انگریزوں میں
م ہے۔ عورتوں کا یہ بہانہ ہے کہ مرد کیا جانیں خانہ داری
۔ یہ غلطی ہے۔ دیکھو! تم سب میری عزیز بیٹیاں بہنیں
ح کہتا ہوں کہ مردوں کے ماتحت کام کرو۔ قرآن کریم
ہے۔ حافظات عورتیں وہ ہوتی ہیں جو خاوند کے
فاظت۔ اپنی عزت کی حفاظت کرنے والیاں اولاد
بان ہوں۔

۔ اپنے گھروں کو جنت بناؤ۔ قرآن مجید نے مردوں کو
ملع بنایا ہے گھر میں ایک بادشاہ چاہیئے مرد بادشاہ
س کی کمائی میں اسراف نہ چاہیئے۔ دیکھو! میں تم کو
محبت سے۔ اخلاص سے قرآن کریم کا حکم سناتا ہوں
ا نہ کرو۔ پانچ روپیہ کی آمد ہو تو بیس روپیہ کا خرچ
وسیا اگر بیس کی آمدن ہے تو پچاس کا خرچ نہ بنا لو
۔ مرد بیچارے کن مصیبتوں سے کماتے ہیں اور حلال
زق کمانا سخت مصیبت کا کام ہے۔ پھر اگر بیوی
ملتو حرام مال لانا پڑتا ہے میں نے بعض عورتوں کو
کچھ نصیحت کی۔ تو کہدیا۔ آپ ہنسی کرتے ہیں یا کہ ۔ ۔ ۔
ہما آپ سیدھے سادے آپ کو دنیاوی معاملات کی کیا خبر!

فرمایا۔ بدظنی نہ کرو۔ بدظنی سخت گناہ کا کام ہے۔ عورتوں میں خاص کر یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے امام شعرانی نے ایک لطیفہ لکھا ہے کہ ایک ولی اللہ لڑکوں سے خدمت لیتے مگر بدظن لوگوں نے بہتان باندھا کہ یہ سیاہ کار ہے آخر کار ایک دن انہوں نے دعا کی کہ یا مولیٰ کریم! اس محلہ میں اور مجھ میں فیصلہ کر دے۔ آخر امام شعرانی فرماتے ہیں میں نے وہ محلہ دیکھا ہے اس میں اب تک کنچنیاں اور گنڈے اور ہیجڑے آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑی غیرت والا ہے۔

فرمایا۔ لوگ اب عورتوں کو حصہ نہیں دیتے ہم نے کسی شخص کو نصیحت کی کہ یہ مال اپنی بہن کو دیدو کہا میں کچھ نہیں دونگا۔ مگر اس کو بھی کچھ نہ ملا۔

فرمایا۔ اچھے اخلاق یہ ہیں۔ دغا۔ فریب۔ جھوٹ۔ تکبر۔ غیبت کم حوصلگی سے بچنا۔ مہمان نوازی۔ اخلاق سے پیش آنا۔

فرمایا۔ دین کی باتوں کی ہنسی نہ اڑاؤ۔ جو دین کی باتوں کو حقیر جانے اس کو مطلق محبت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ اذان میں اللہ اکبر کیا اعلیٰ درجہ کا فقرہ ہے پھر ساری اذان کو غور سے سنو تو کیا لطیف مضمون ہے مگر ہمارے ملک کے لوگ اذان ہوتی تو کھڑے ہو کر سنتے اور پھر چل پڑتے ہیں مگر اذان تو نماز کو بلانے والی ہوتی ہے۔

فرمایا۔ عورتیں نماز میں بےحد سست ہوتی ہیں خاص کر عصر شام۔ فجر کو تو ضرور بہانہ بنا لیتی ہیں کہ روٹی پکانی ہے۔

فرمایا۔ یہ آسان بات ہے کہ غریب بی بی شام کو روٹی پکائے تو ایک پانی کا لوٹا اور جانماز چولہے پاس رکھ لے جب اذان ہو وضو کر وہیں نماز پڑھ لے۔

فرمایا۔ میری ماں نے تو باورچی خانہ میں تو ایک جانماز ایک کھونٹی پر ٹنگی ہوئی تھی۔ نماز کا وقت ہوتا تو بے تامل وہیں نماز پڑھ لیتیں۔

فرمایا۔ حکم قرآن ضرور کسی نہ کسی کو پہنچاتے رہو۔ عورتوں میں تبلیغ کا مادہ کم ہے اور جب ہم کسی کو کہتے ہیں کہ تبلیغ یعنی نیکی سمجھاؤ تو کہتی ہیں۔ اجی ہمیں کیا ضرورت کہ کسی کو رنجیدہ کریں۔ یا لڑائی مفت کی لے لیں۔ مگر یہ غلط راہ ہے کوئی برا مانے یا نہ تم حق کہنے سے نہ رکو۔

فرمایا۔ اولاد کے لئے دعائیں مانگو۔ بہت بہت دعائیں کرو تمہارے خاوند نیک ہوں۔ اولاد نیک ہو۔ لڑکی ہونے پر برا نہ مانو۔ نیک ہو۔ خواہ لڑکی ہو۔ دیکھو! ہمارے سرکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک ہی بیٹی فاطمہ تھی مگر دیکھو! قیامت تک فاطمہ کی اولاد کو خدا تعالیٰ نے کتنا بڑھایا گویا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے باوا آدم معلوم ہوتے ہیں۔

فرمایا۔ بعض لوگ نادانی سے اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں بار بار ایک ہی مضمون کیوں ہے۔ دیکھو! یہ انسان کی فطرتی بات ہے جس طرح بار بار سانس لینے کی۔ کھانے کی۔ پینے کی۔ ضروری حاجات کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح قرآن پاک کی نصائح سے سیاہی دل کی دور ہوتی ہے۔

فرمایا۔ بعض عورتیں نئی بیاہی دلہن کو بہکاتی ہیں کہ تیرا خاوند ایسا ہے۔ تجھے یوں اس پر حکمرانی کرنی چاہیئے۔ اس طرح منہ موڑے رکھنا چاہیئے تا وہ تیرا تابع ہو جاوے۔ یہ گمراہ کرنے والیاں ہوتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو گھر میں نہ آنے دو۔ شریف بی بیاں ان کو منہ نہ لگائیں۔

درس ختم پر اکثر فرمایا کرتے ہیں۔

جاؤ۔ اپنے گھروں کو جنت بناؤ۔ اپنے خاوندوں کو راضی کرلو۔ اولادیں نیک تربیت والیاں بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عمل کی توفیق عنایت کرے۔ آمین!

عاجزہ
سکینۃ النسا۔ از قادیان

سرپرستان الحکم اپنے ذمگی مطالبہ کو ادا کریں۔ کارخانہ کے اجراء شدہ وی پی وصول کریں۔ وی۔ پی میں ہمیشہ پرانے پرچے بھیجے جاتے ہیں۔ — منیجر

جس نے زمیندار کی سپارش پر الحکم لیا ہو۔ وہ آج ہی الحکم کے بند کردینے کے لئے حکم دے دے میں ایسی ذلیل کوشش کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

باوجودیکہ میں جانتا ہوں اور احمدی قوم آگاہ ہے کہ اسی **ظفر علی نے نقاش** کا برقعہ پہن کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں گندے گندے مضامین شائع کئے جو اسی شخص کی **فطرت اور اخلاقی حالت** کے مرقع ہیں لیکن آجتک میں نے کبھی احمدی قوم کو متوجہ نہیں کیا۔ کہ وہ ایسے شخص کے اخبار کو نہ خریدے اس کے مصیبت کے ایام میں احمدیوں نے اس کی جو مدد کی ہے کیا یہ اس کا شکریہ ہے کہ وہ آج احمدی قوم کے **امام** اور **پیشوا** کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کرتا ہے ایسے **احسان فراموش** اور **کینہ ور دشمن** کے ساتھ میں پھر بھی احسان کرنے کا مشورہ دیتا ہوں لیکن کیا احمدیوں کی **حمیت** اور **غیرت** کا یہ تقاضا ہے۔ کہ وہ شخص جو ان کے امام کو گالیاں دے جس نے حضرت ام المومنین کی شان میں بیہودگیاں کی ہوں اور عالم کباب اور نزول مسیح قادیانی جیسے گندے اور دل آزار مضمون شائع کئے ہوں اور جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم اطاعت و وفاداری گورنمنٹ کو **شیر انگلستان کی روبہانہ خوشامد اور دول اسلامیہ کی سفیہانہ مذمت**" قرار دیتا ہو اور اس طرح پر مسلمانوں میں تاج برطانیہ کی وفاداری اور ارادت کے پاک جذبہ کو نقصان پہنچاتا ہو۔ اس قابل ہے کہ ہم اس کو اپنا روپیہ دیکر گالیاں مول لیں۔ زمیندار کے مصیبت کے ایام میں ہمارے مکرم احباب نے زمیندار کی دستگیری فرمائی اور محض اس لئے کہ ایک گرتے ہوئے دشمن کے ساتھ بھی احسان کرنے سے ہمارا مذہب ہمیں نہیں روکتا۔ بلکہ جانوروں تک احسان کا دائرہ وسیع ہے مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ زمیندار نہ صرف گالیوں سے دل آزاری کرتا ہے بلکہ ہمارے امام اور ہمارے سلسلہ کے متعلق غلط اور محض تراشیدہ باتیں منسوب کرکے جماعت میں انتشار اور تشویش پھیلانے کا کام کر رہا ہے احمدی قوم کو ایسے مخفی دشمنوں سے ہوشیار رہنا چاہئے وہ الحکم کے بند کرنے کا اسی لئے فتوی دیتا ہے تا اس کی چالوں کو کوئی پبلک نہ کرسکے مگر وہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کی قوت و بازو احمدی **ہمعصر زمیندار کی کرتوتوں** کو طشت از بام کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ ہیں۔

احمدی قوم کو ان **ریشہ دوانیوں** سے مطلع رہنا چاہئے۔ جن کا سلسلہ زمیندار نے شروع کیا ہے چنانچہ ۹ جولائی کی اشاعت میں وہ لکھتا ہے کہ

"مولوی صاحب نے تو لاہور کی تقریر میں کھلے کھلے لفظوں میں صاف کہدیا تھا کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں سمجھتے **ہمارا اور عام مسلمانوں کا اختلاف اسی قسم کا اختلاف ہے۔ جیسا شیعوں اور حنفیوں کا ہے شیعی حضرت فاروق اعظم کے منکر ہیں۔ عام مسلمان مرزا غلام احمد کی نبوت غیر تشریعی کے قائل نہیں**"

یہ ساری ایجاد زمیندار کے **دماغ** کی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کی صرف ایک تقریر میں حاضر ہوا تھا۔ حالانکہ میں نے ان تقریروں کو نوٹ کیا پھر حضرت **خلیفۃ المسیح** رضی اللہ عنہ نے صاف ہونے کے بعد ان کو پڑھا اور آپ کی اصلاح کے بعد وہ شائع ہو رہی ہیں اور زمیندار کا ایڈیٹر ملا لاہور میں بیٹھا ہوا نئے مضمون تراش رہا ہے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جن الفاظ کو میں نے جلی کردیا ہے۔ یہ الفاظ حضرت **خلیفۃ المسیح** رضی اللہ عنہ کے منہ سے کبھی نہیں نکلے۔ اگر زمیندار کا ایڈیٹر سچا ہے تو اس کا **ثبوت دے** اور وہ ہرگز نہ دے سکیگا **ولو کان بعضھم لبعض ظہیرًا**۔

حضرت **خلیفۃ المسیح** رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ ہمارا اور دوسرے مسلمانوں کا اختلاف **اصولی اختلاف** ہے حالانکہ اسلام کے دوسرے فرقوں میں جو اختلاف ہے وہ **فروعی** ہے۔ زمیندار کی شرارت اس **غلط بیانی** اور **خود تراشیدہ** تقریر سے یہ ہے تا وہ حضرت **خلیفۃ المسیح** رضی اللہ عنہ کے بیان میں **اختلاف** ظاہر کرے اور اس طرح پر لوگوں کو بدظن بنادے مگر الحکم کا ایڈیٹر اس کی روبہانہ چالوں کو خوب تاڑتا ہے اس کا یہ داؤ اس جماعت پر نہیں چل سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے قطعاً اس قسم کی تقریر نہیں فرمائی۔ اور احمدی قوم قطعاً کسی ایسی بات کو یقین کرنے کے لئے تیار نہیں جو سلسلہ حقہ کے اصولوں کے خلاف ہو اور قادیان کے اخبار ان کی تصدیق نہ کریں۔ الحکم کی ثقاہت اور اعتبار کے متعلق جو حملہ زمیندار نے کیا ہے اس کے لئے الحکم اپنے قانونی حقوق کو محفوظ رکھتا ہے۔ انشاء اللہ اس موقعہ پر معلوم ہو جائیگا کہ ایڈیٹر الحکم حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں اپنے دماغ سے نہیں لکھا کرتا۔ بلکہ خود انہیں کی تقریریں ہوتی ہیں اور ان کی **اصلاح** کے بعد شائع ہوتی ہیں میں ایڈیٹر زمیندار اور اس کے معاونوں کو **چیلنج** کرتا ہوں کہ اگر وہ مرد میدان ہے اس میں **شرافت** اور **غیرت** ہے تو ثابت کرے کہ الحکم نے خلیفۃ المسیح کی جو تقریر شائع کی ہے وہ حضرت کی تقریر نہیں اور حضرت نے اس کو دیکھ کر **اصلاح** نہیں کی۔

ٹکے بٹورنے کا الزام الحکم پر غلط ہے ٹکے بٹورنے کے طریقوں کا راز اخبار ملت نے ابھی طشت از بام کیا ہے یا آنریبل خان بہادر محمد شفیع کی جبہ سائی اور سرکاری امداد کی خواہش کا اعتراض ظاہر کرتا ہے جس کا جواب ابتک نہیں دیا جاسکا اور الحکم کا ایڈیٹر تو اس معاملہ میں خدا کے فضل سے لاہور ہی سے اپنا ایک معزز کرم فرما کو پیش کرسکتا ہے جس نے الحکم کے تمام گذشتہ نقصانات کی تلافی کی سکیم پیش کی مگر ایڈیٹر الحکم نے محض ضمیر فروشی کی وجہ سے اسے رد کردیا۔

ایڈیٹر زمیندار نے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے اپنی ملاقات کے **واقعہ** پر بھی ناک بھوں چڑھایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی **ایمانی غیرت** کو **کینہ** کا مترادف سمجھ کر اس پر جرح کی ہے کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو کبھی بھی یہ تسلیم نہیں کرسکتا کہ **ایمانی غیرت** اور **کینہ** مترادف الفاظ ہیں یہ زمیندار کی **قابلیت** کا دوسرا ثبوت ہے۔

یہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** رضی اللہ عنہ کو کسی جاندار کیا بے جان وجود سے بھی دشمنی یا کینہ نہیں وہ سراسر رحم اور **شفقت** کے مجسمے ہیں اگر انہیں کوئی کینہ ہوتا تو زمیندار کی ضمانت کے موقعہ پر امداد سے احباب کو روک دیتے۔ یہاں قادیان میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ ان کی جماعت کو دکھ دیتے ہیں۔ وہ دوسرے وقت ان کے فیض سے ہر طرح مستفیض ہوتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں ان کے متعلق یہ وہم سراسر ظلم اور جہالت ہے ہاں **فاروقی حمیت** بھی اس میں ہے اور اس کی

مختصر نوٹ

ادب سیکھو حضرت خلیفۃ المسیح کی ان تقریروں کے متعلق جو لاہور میں ہوئی ہیں بعض لوگ عجیب عجیب قسم کے خطوط لکھتے یا خیالات کا اظہار کرتے ہیں یہ سراسر **نادانی** ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ بیان فرمایا اس کو قلمبند کر لیا گیا اور پھر حضرت **خلیفۃ المسیح** کی **اصلاح اور درستی** کے بعد شائع کر دیا گیا یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** کی کوئی **تقریر** کبھی شائع نہیں کی جاتی جب تک وہ حضرت کو دکھا نہیں لی جاتی ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ **سرسری** طور پر دیکھ لیتے ہیں وہ **توبہ** کریں اور ایسے خیالات فاسدہ کو دل سے نکال ڈالیں حضرت **خلیفۃ المسیح** اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی **فراست** اور **نور قلب** کی تیز قوتیں رکھتے ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ نے ایسا ملکہ دیا ہے کہ وہ مصنف کی دو چار سطریں پڑھکر اس کے **مذہب** اور **اخلاق** کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی اخبار نویس کبھی جرأت نہیں کرتا۔ کہ کوئی **تقریر یا مضمون** جو حضرت کی طرف منسوب ہو۔ اُس کو آپ کی اصلاح کے بدوں شائع کرے۔

بجٹ میں تبلیغ سلسلہ کا لحاظ رکھو بجٹ سالانہ کا موقعہ آگیا ہے اس لئے میں توجہ دلاتا ہوں کہ تبلیغ سلسلہ کے لئے اس میں بھی گنجائش رکھنی چاہئے بہت سے علاقے ہندوستان میں ایسے ہیں جہاں تبلیغ کی ضرورت ہے اور جماعتوں میں بھی تبلیغ سلسلہ کی ضرورت ہے تاکہ انہیں سلسلہ کی خصوصیات سے آگاہی ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ صدر انجمن اس سال کے لئے خصوصیت سے **واعظین سلسلہ** کا انتظام کریگی۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کا نتیجہ انٹرینس کے امتحان کا نتیجہ نکل آیا جو دوسرے اسلامی سکولوں کے مقابلہ میں عمدہ ہے اللھم زد فزد۔ لاہور کے ایک معزز اسلامی اخبار نے دوسرے اسلامی سکولوں کے نتائج بیان کئے ہیں مگر افسوس ہے کہ انہوں نے قادیان کے ہائی سکول کے نتیجہ کا ذکر نہیں کیا۔

علی گڈھ کالج کا جدید سکرٹری علی گڈھ کالج کے جدید سکرٹری کے متعلق نواب محمد اسحاق خان صاحب کا نام لیا جاتا ہے۔ سابق بعض حلقوں میں مخالفت ہو رہی ہے نواب وقار الملک صاحب نے علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں ایک مضمون لکھا ہے اور اس میں ظاہر کیا ہے کہ ... اور کالج علیگڈھ کی سکرٹری کا عہدہ اور سر سید صاحب مرحوم و مغفور کی جانشینی کا مسئلہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے گویا **خلافت** کا ایک مسئلہ ہے ... میں نواب صاحب کی بہت بڑی جرأت ہے کہ وہ ... خلافت کو علیگڈھ کالج کے سکرٹری شپ سے تعبیر کرتے ہیں یہ ہتک ہے مسئلہ خلافت کی خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص فیضان ہے جو کسی **انتخاب** سے وابستہ نہیں۔ کیا نواب صاحب آئندہ علی گڈھ کی سکرٹری شپ کے **خلافت کا رنگ دیکر خلافت راشدہ کی ہتک کرنا چاہتے** ہیں؟ آئندہ انشاء اللہ اس غلطی کو کھول کر بیان کرنے کی کوشش کی جاویگی جس میں علیگڈھ کے آئندہ سکرٹری کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کر دیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق۔

دار الامان کا ہفتہ ۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اپنے فیوض و برکات سے متمتع فرما رہے ہیں۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش و خرم ہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے عربی زبان میں ایک مجلس کا لمہ قائم کی ہے جس کے ممبر عربی زبان میں کلام کرتے اور لکھ دیتے ہیں پہلے بھی یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے اوقات گرامی کا ایک حصہ مدرسہ احمدیہ کی ایک جماعت کو ادب عربی پڑھانے کے لئے دیتے ہیں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب جو ایف اے کا امتحان دیکر آئے ہوئے ہیں اور جن کی کامیابی کیلئے ہم دست بدعا ہیں انہوں نے بھی پچھلے دنوں اپنے اوقات کا ایک حصہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں دیا۔ ۳۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم و ارشاد سے جماعت کو لیکر نماز استسقاء پڑھی اور خدا تعالیٰ کے فضل کی بات ہے کہ اسی دن سے موسم میں تبدیلی ہو کر بارش کا سلسلہ شروع

زمیندار اور الحکم

(احمدی قوم کے توجہ طلب)

اخبار زمیندار کے ایڈیٹر مسٹر **ظفر علی خان** صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور پرخاش ہے اُسے احمدی قوم کبھی بھول نہیں سکتی۔ باوجودیکہ اس نے مداہنت کر کے **احمدیوں** کو مغالطہ دینا چاہا لیکن پھر بھی جب کبھی اسے موقعہ ملتا ہے تو اس کی زہریلی کچلیاں سلسلہ کے خلاف زہر اگل ہی دیتی ہیں اور کسی نہ کسی رنگ میں وہ سلسلہ کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش سے نہیں چوکتا۔

چنانچہ ابھی گذشتہ مہینے جب حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی لاہور تشریف لیگئے تو اس نے سلسلہ کے اصولوں کے خلاف ایک عقیدہ حضرت سے منسوب کر کے **شائع** کر دیا اور احمدی قوم کو تشویش میں ڈالا۔ اور اب تک بعض لوگوں کو دھوکا لگ رہا ہے جس کے جواب یہاں سے دیئے جاتے ہیں۔

پھر اسی غلط فہمی کی بنا پر اسی اخبار میں ایک بیہودہ مراسلہ شائع ہوا جس میں یہاں تک لکھدیا گیا کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کر دیا ہے۔ اس شرمناک اور ذلیل اتہام کے دور کرنے کے لئے ایڈیٹر الحکم نے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایک مضمون لکھا جو زمیندار میں بھی شائع ہوا۔ چونکہ یہ دونوں مضمون ایڈیٹر زمیندار کی قابلیت اور ثقاہت پر روشنی ڈالتے تھے اس لئے اس نے اس کی تلافی ایڈیٹر الحکم کو گالیاں دینا اور الحکم کو بند کر دینے کا فتوی جاری کرنے سے کی۔ گالیوں کے متعلق تو میں اتنا ہی کہونگا کہ مجھے اس امر کے ماننے میں کوئی تامل نہیں۔ کہ وہ اس فن میں استاد ہے ...

... در گفتار ... ...

اس کا اختیار ہے کہ وہ گالیوں کے ... اپنے ترکش میں ... ہے ایڈیٹر الحکم پر خالی کرے میری طرف سے اسے ... بازگشت نہیں آنے کی۔

رہا الحکم کو بند کرنے کا فتویٰ اس کے متعلق میں اسے للکارتا ہوں کہ وہ اپنے تمام مکائد عمل میں لانے سے کمی نہ کرے اس کے حلقہ اثر کے نیچے الحکم کے جو خریدار ہیں (اور یقیناً ایک بھی نہیں

جھنگ سیال اور ہندو پریس

"جھنگ سیال کی ۲۸ ہاڑ کی اشاعت سے متاثر ہوکر ٹھاکر سکھرام داس صاحب پروپرائٹر راجپوت گزٹ نے ایک سرکلر لیٹر بغرض اشاعت میرے پاس بھیجی ہے میں اس کو بلاکم وکاست درج کردیتا ہوں۔

ہندو پریس کی وقعت اور عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے ہر مناسب تدبیر کا اختیار کرنا کسی دانشمند کے نزدیک غیر مناسب نہیں ہوسکتا مجھے افسوس ہے کہ لالہ لاجپت رائے صاحب کے ذریعہ سے کئے ہوئے راضی نامہ کی کوئی وقعت نہیں کی گئی۔

ہندو پریس کی یہ کشمکش ملک کے سچے بہی خواہوں" کو وہ ہندو ہوں یا مسلمان کبھی خوش نہیں کرسکتی افسوس ایڈیٹر لالہ بانکا دیال ایڈیٹر جھنگ سیال نے اپنے پرچہ مورخہ ۲۸ ہاڑ میں صفحہ ۷ پر ایک مضمون بعنوان "ہندو پریس کی شان" لکھا ہے جو آپ کی خاص توجہ کا مستحق ہے اس مضمون میں لالہ بانکا دیال نے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ پنجاب کے ہندو اخبار نویسوں میں ایک بھی باضمیر نہیں نکلا۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ پنجاب میں ایک بھی ہندو اخبار ذمہ وار ہاتھوں میں نہیں ہے پھر ایک جگہ لکھا ہے کہ ابھی تک پنجاب کے ہندو پریس میں ایک بھی لائق اخبار نویس پیدا نہیں ہوا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ لالہ بانکا دیال تمام پنجابی ہندو ایڈیٹران کو بددیانت غیر ذمہ دار اور نالائق کا خطاب دیتا ہے کسی واحد شخص کے خلاف نہیں بلکہ ایک جماعت اور برادری کے خلاف اس قسم کا عالمگیر الزام تراشنا ایک نہائت دکھدائک اور شرمناک فعل ہے۔ جو نظرانداز نہیں ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت ہے کہ تمام ہندو پریس لالہ بانکا دیال کی اس دل آزار اور سراسر جھوٹی الزام دہی کے خلاف زور سے پروٹسٹ کرے اور لالہ بانکا دیال کو اپنے الفاظ واپس لینے اور برادری سے معافی مانگنے پر مجبور کرے میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ اخبار نویسوں کا ایک عام جلسہ لالہ بانکا دیال کی اس حرکت کے خلاف اظہار ناراضگی کرنے کی غرض سے منعقد کیا جائے آپ کرپا کرکے میری یہ چٹھی اپنے اخبار میں مناسب رائے کے ساتھ شائع کرکے مشکور فرمائیں۔

آپ کا داس ٹھاکر سکھرام داس مالک راجپوت گزٹ لاہور

عام اشتہار

گورنمنٹ ہند نے حسب سفارش گورنمنٹ پنجاب یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ چارہ کی اُن جملہ کھیپوں پر جو پنجاب کے کسی دیگر سٹیشن سے ضلع منٹگمری کے سٹیشن کو روانہ کی جائیں تو اُن کھیپوں کے کرایہ کے متعلق رعائتی شرح دوبارہ ۵ جولائی ۱۹۱۲ء سے تاحکم ثانی جاری کی جاویگی +

مقام لاہور۔ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۱۲ء

دستخط

۲ مایر الدین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر وقائمقام میر منشی گورنمنٹ پنجاب

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کردی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف عہ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۱ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سوجاؤ۔ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ کچھ نہیں ہوگا۔ حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے۔ سولہ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ر۔ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ ر

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اُس کو پانی پانی کردیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس۔ چمک پڑ کر رگوں میں کن کٹی سی جو کہیں چھوٹنے سے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہوجاتا ہے اس لئے یہ دوا ہر خاص وعام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۳ ٹکیوں کی ڈبیہ ۶ر محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵ ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر تندرست اور بھوک ٹھیک نہ لگتی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بوون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لندن

یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار حاصل کر لیا ہے نہ صرف بلکہ خواص یہاں تک طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو ترجیح دیتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی از مائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

در پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانسو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

ہر دکھوں نے اپنے اور اپنے بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ: جن پر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہے اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ:— بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ **منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ:— **میڈیسنز دہلی**

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے ڈونس ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) دو یا تین کھا لیجئے دوسرے دن صبح کو دست صاف ہو گا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔

قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتے ہیں۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ دردسر۔ نفخ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ ڈونس ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمی گولیاں) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴؍ ۸؍ ۱۲؍۔ بارہ آنہ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴؍ والی شیشی سے چگنی ہیں۔ **۱۲؍ والی شیشی ڈون۔ پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔**

سچائی کا جھنڈا

تمہاری گرم بازاری مضوفوں کی تیز دلداری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دیتے ہیں عمل آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے علم طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے [illegible]

حلوائے طلسمی [illegible]

سرمہ سلیمانی [illegible]

سنون دندان [illegible]

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

دفتر صدر انجمن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

جلد ۱۶ نمبر ۲۶

قادیان دارالامان

۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۴ر
خواص سے ۵
ہندوستان سے باہر ۷
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲ ۱۲

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے!

اور اعتقادی قوتوں کا نشو ونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم مولنا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی مدظلہ العالی

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ... ... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ آٹھ روپے معہ محصول ڈاک لئے جائیں گے۔

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی تیسری تقریر

دوسری تقریر کا تتمہ

(بعد اصلاح حضرت خلیفۃ المسیحؓ شائع ہوئی)

{ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ }

انعامات الٰہیہ کل میں نے یہی آیت پڑھی تھی مگر انھوں نے ایسا وقت رکھا کہ بولا جانا مشکل معلوم ہوا۔

اللہ تعالیٰ عدم سے ہم کو نکال کے لاتا ہے اور وجود بخشتا ہے یہ بھی اس کا انعام ہے ہم پر جو انعامات الٰہیہ ہیں ان کی کوئی حد نہیں ایک آیۃ پر غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ فرماتا ہے ان تعدوا نعمت اللہ لا **تحصوھا** اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ہرگز اس کی شمار و حد بست پر قادر نہیں ہو سکتے۔ پھر یہ کس قدر اس کے فضل کی بات ہے کہ تمہاری تمام فطرتی خواہشوں کے سامان اس نے عطا فرمائے ہیں **واتکم من کل ما سالتموہ**۔ جو کچھ تمہاری حالت نے مانگا اس نے عطا کیا خدا تعالیٰ کے انعامات بے حد ایک طرف انسان کی فطرتی ضرورتوں کا پورا ہونا دوسری طرف پھر میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مجید میں فرماتا ہے **ھو القاھر فوق عبادہ** اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر حکمران ہے۔ اس آیت پر تدبر کرتے ہوئے ایک مرتبہ میں حیران ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ تو تمام کائنات کے ذرہ ذرہ پر حکمران ہے جمادات۔ نباتات حیوانات۔ فرشتوں۔ سورج چاند تمام فلکیات پر حکمران ہے۔ یہ کیا فرمایا **خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر حکمران ہے**؟

قرآن کریم کا طریق استدلال میں اس آیت پر بہت سوچتا رہا آخر میں اس طرف متوجہ کیا گیا کہ قرآن کریم کا طرز استدلال کیا ہے؟ یورپ امریکہ۔ ہندوستان اور چائنا کے متکلم ہمیشہ استدلال بالمثل کرتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ سٹیم نے فلاں جگہ یوں کام کیا ہے۔ اس لئے یہاں اس طرح پر ہو گا کیونکہ اسی قسم کے سامان موجود ہیں اسی

استدلال بالمثل میں بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور صحیح نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ قرآن کریم اپنے استدلال کے طریق میں استدلال بالاولیٰ سے کام لیتا ہے۔ مثلاً ایک شمع معصفا اگر فرض کریں کہ دو بالشت سے ایسی روشنی دیتی ہے کہ انسان آسانی سے اس میں پڑھ سکتا ہے پھر اگر اسی حیثیت کی سو شمع اس جگہ جمع کریں تو اس کی روشنی بدرجہ اولیٰ اتنی ہوگی کہ انسان آسانی سے پڑھ سکے یہ استدلال یقینی ہوتا ہے اور قرآن مجید اسی سے کام لیتا ہے۔ میں قرآن مجید سے اس کی ایک دو مثالیں دیتا ہوں تا کہ تم اچھی طرح سمجھ جاؤ۔

ایک جگہ فرمایا کہ ماں باپ کی ایسی عزت کرو کہ ان کو **اُف** تک نہ کہو جب اُف کی اجازت نہیں تو مارنے کی کس طرح ہو سکتی ہے؟ یہ استدلال بالاولیٰ ہے۔

پھر ایک جگہ ایک قوم نے اپنے ہادی سے کہا کہ ہمیں بھی ایسے ٹھاکر بنا دیجیے جو دوسری قوموں کے ہیں تاکہ ہم بھی ان بتوں کی پوجا کریں۔ ان کے اس لغو خیال کی تردید یوں فرمائی ابغیکم الٰھا وھو **فضلکم علی العلمین** یعنی یہ بت جن چیزوں سے بنے ہیں۔ وہ تو تمہاری خادم ہیں یا وہ چیزیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں تمہاری خادم ہیں جیسے آگ۔ پتھر۔ مٹی۔ سورج۔ چاند وغیرہ یہ سب تمہارے خادم ہیں۔ پھر خادم تو مخدوم نہیں ہو سکتے معبود کیونکر ہوں گے؟ اس طرح پر بت پرستی کی تردید کی۔

اس طریق استدلال بالاولیٰ کے رنگ میں یہاں **ھو القاھر فوق عبادہ** میں نکتہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان تمام دنیا کی چیزوں پر حکمرانی کرتا ہے میں نے دیکھا ہے کہ ہاتھی کو انگوٹھے سے چلاتا ہے۔ اونٹ کو ایک نکیل سے اور گھوڑے کو لگام سے۔ بیل کے ناک میں رسی ڈال کر اس سے کام لیتا ہے۔ پہاڑوں کو کاٹ لیتا ہے۔ سمندروں پر جہازوں کے ذریعہ حکمرانی کرتا ہے عناصر کی کوئی چیز نہیں جو اس کے قبضہ و اقتدار میں نہ ہو۔ انسان کی اتنی بڑی طاقت بتا کر کہا کہ ہم ایسے غالب حکمران ہیں کہ عناصر پر حکومت کرنے والے انسان پر بھی ہماری ہی حکومت ہے۔

انسان کی بلند پروازیاں انسان کو ایسا عجیب مخلوقات پیدا کیا ہے کہ پرندوں جنگلی درندوں [illegible] حکومت کرتا ہے کبوتر ہوا میں چلے جاتے ہیں۔ میں نے ایسے کبوتر دیکھے ہیں جو ۲۴ گھنٹہ تک ہوا میں اڑتے رہتے ہیں۔ مگر انسان کے حکم کے نیچے وہ اڑتے ہیں۔ شیر کیسا خطرناک جانور ہے۔ چیتے کا حملہ نہایت چستی سے ہوتا ہے مگر انسان شیر سے شکار کراتا ہے پھر وہ مالک کے حکم کے انتظار میں رہتا ہے اگر کہدے چھوڑ دو تو چھوڑ کے چلا جاتا ہے اور اگر کہا جاوے کہ اس کو پکڑے رکھو تو کھڑا رہتا ہے۔ باز کیسا ہوا میں اڑتا ہے انسان کے قابو سے نکل جاتا ہے باوجود اس آزادی کے شکار پکڑتے پکڑتے اگر اس کو کہدیا جاوے کہ واپس آجاؤ تو چھوڑ کر آجاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی طاقت دی ہے کہ وہ کائنات پر حکومت کرتا ہے۔

پھر جب سے انسانی نسل جاری ہوئی ہے **حفظ صحت** اور **حفظ بقا** کے لئے اس نے کیا کیا تجویزیں کی ہوں گی۔ بادشاہوں نے اپنے رنگ میں انبیاء و اولیاء نے اپنی دعاؤں کے رنگ میں اس کی بقا کا انتظام سوچا مگر **قاہر علی العباد** کی زبردست حکومت کا کتنا بڑا اثر ہے کہ

موت کا ہاتھ سب پر چلتا ہے۔

بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے **مسیح** کو موت سے مستثنیٰ کیا تھا مگر مرزا کی جماعت نے اس پر بھی حملہ کر دیا اور ایسا حملہ کیا کہ اب **مسیح کی حیات** کا ماننا ایک نادانی کا کام رہ گیا ہے

غرض انسان بڑی طاقت اور قدرت کا نام ہے اس نے تمام دنیا پر حکومت کی ہے اور کائنات کی کسی چیز کو اس نے بے تراش خراش نہیں چھوڑا۔ تمہارے اس شہر میں ایک شخص نے کسی سے کوہ نور ہیرا لیا تھا۔ مگر جب اسے کام میں لانے لگے تو اس پر تراش خراش کا عمل جاری ہوا۔ یہ جو مبارک حویلی ہے یہاں ہی اس کا سودا ہوا تھا بکنا کیا تھا اس کی قیمت پوچھی تھی تو جواب میں جوتی کھوسڑا ہی بتایا گیا۔

غرض تمام اشیاء پر انسان کی حکومت ہے اور جناب الٰہی کی اس پر بھی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر بڑے بڑے انعامات کئے ہیں۔ یہ کیا کم انعام ہے کہ اس کو ایسی قوت دی کہ تمام چیزوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ سورج کی کرنوں اور اینتھر سے حالانکہ اس کو دیکھا نہیں کام لیتا ہے

اتھر کی لپک سے بڑے بڑے کام نکالتا ہے۔ بڑی بڑی آفتوں کے علاج سوچتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **انعمت علیہم** کی ایک جماعت ہے۔

ایک بیمار تندرستی کے انعام کو چاہتا ہے۔ مقدمہ باز مقدمہ جیتنے کا۔ مفلس مفلسی کے دور ہونے اور آسودگی محب حصول ہونے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ غرض ہر شخص مختلف انعام چاہتا ہے اور انعام اس قسم کی چیز ہے کہ انسان اس گن نہیں سکتا۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ انسان پر بڑے بڑے انعام کئے ہیں۔ اس دعا کا سلسلہ اس واسطے بڑا وسیع ہے۔ مفلس آرام و دولت چاہتا ہے۔ پورٹ بلیر والا چاہتا ہے کہ ایسی تقریب پیدا ہو کہ واپس آجاؤں تاجر بڑا منافع چاہتا ہے۔ زمیندار چاہتا ہے۔ زمین آباد ہو جائے غرض انعمت کے نیچے سارا جہان چلتا ہے کسی کی اولاد ہے ہزاروں مصیبتیں کھڑی ہیں لڑکا نیک ہو۔ بدکار نہ ہو۔ ایسی جگہ شادی ہو کہ لڑکی نیک اور تندرست ہو پھر اس کی اولاد نیک ہو۔ بڑھاپے میں آرام پاؤں کس قدر مطالب ایک ایک چیز سے وابستہ ہیں۔ پھر خود انسان کی اپنی حالت پر غور کریں تو کسقدر اعضاء بدن میں ہیں ہر ایک نشو و نما کا محتاج ہے پٹھوں کی کثرت کی انتہا نہیں یہ سب کی صحت چاہتا ہے۔ ایک انعام۔ انبیاء۔ صدیق۔ شہداء اور صالحین پر ہوتا ہے اس کا بھی محتاج ہے پھر کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے انعامات کے سلسلہ میں کوئی مصیبت آجاتی ہے۔ مثلاً لڑکا باقبال ہو۔ آسودہ اور معزز ہو۔ وہ کسی بیماری یا مقدمہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تب ساری خوشی غم سے مبدل ہو جاتی ہے۔ سارا گھر اسی سے وابستہ ہے اس لئے سب حیران۔ غرض انسان انعامات کا محتاج ہے بڑے بڑے متکبر جنھوں نے خدا تعالیٰ کی ہستی نہیں مانی گھبرا کر وہ بھی انعام ہی چاہتے ہیں لیکن جیسا کہ ابھی اوپر کہا ہے کہ بعض وقت انعامات میں ایک تکلیف پیدا ہو جاتی ہے۔ اس دعا کی تکمیل اس طرح پر فرمائی کہ

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

مغضوب و ضال ہم منعم علیہ تو ہو جاویں۔ مگر انعام پاکر مغضوب اور ضال نہ بن جاویں۔ مغضوب اور ضال کس کو کہتے ہیں؟ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سچائی کو خوب جانتے ہیں۔ برہمو لوگوں سے پوچھو تو وہ کہتے ہیں کہ ساری سچائیوں کا علم انسان کے اندر ہی ہے۔ قانون اور شریعت۔ پھر تجربہ اور عبرت بتاتی ہے ایک کو کسی فعل سے تکلیف ہوئی تو دوسرا سمجھتا ہے کہ ایسا فعل ہم نہ کریں۔ انسان کا خاصہ ہے کہ کبھی انعام سے غضب کے نیچے آجاتے ہیں پہلے مسلمانوں کو دیکھو کیسے فاتح اور معزز و مکرم تھے لوگ ان پر رشک کرتے تھے ان پر بڑے بڑے انعامات تھے جدھر توجہ کرتے تھے ایک مہینے کی دور راہ پر لوگ کانپ اُٹھتے تھے آج ان کی جو حالت ہو رہی ہے وہ ظاہر ہے ہر جگہ ذلیل ہو رہے ہیں غرض مغضوب علیہم وہ ہوتے ہیں جن کو علم ہوتا ہے مگر اس علم پر عمل نہیں ہوتا یا بے جا غضب اور عداوت کا شوق ہوتا ہے امرتسر میں ایک شخص میرا بڑا ہی معتقد تھا دس بجے تک میں باہر رہا اور وہ میرے ساتھ رہا جب ہم واپس لوٹے تو کہنے لگا کہ آپ کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہے۔ آپ سنت کے متبع نہیں میں نے کہا کہ ہزاروں حدیثیں میں نے تمہارے سامنے پیش کی ہیں۔ انہوں نے تمہیں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ بولا میں تو یہی دیکھتا رہا مجھے خبر ہی نہیں آپ نے کیا بیان کیا میں اسی میں لگا رہا کہ آپ بدعت کرتے ہیں کیونکہ پاجامہ ٹخنے سے نیچے پڑا ہوا تھا۔ اس قسم کا بغض بے جا ہوتا ہے جو انسان کو مغضوب بنا دیتا ہے یہ بغض بے جا یا تو بدفطرت و بدصحبت کے سبب پیدا ہو جاتا ہے یا انسان کچھ کتابیں پڑھتا ہے ان سے متاثر ہو جاتا ہے یا اور محرکات بد ہوتے ہیں۔ میرا پاجامہ اب بھی نیچے گرا ہوا ہے میں تعمد بھی کرتا ہوں شائد تم اس کو سولیزیشن کے خلاف کہو۔ کہ میں اب تمہارے سامنے اس کو درست کرتا ہوں (ایڈیٹر۔ کیا ہوا۔ صدیق رضؓ کا تہ بند بھی گرا رہتا تھا۔ یہ کچھ ایسی ہی مماثلت معلوم ہوتی ہے) پس بے جا عداوت یا علم ہو اور اس پر عمل نہ ہو یہ مغضوب لوگوں کا خاصہ ہے۔

بحث کفر تم میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے آپ کو مرزا صاحب کی جماعت میں داخل سمجھتے ہیں۔ اب غور کرو۔ مولوی تو ہم پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور عوام بھی ان کی پیروی سے ہمیں کافر کہتے ہیں۔ ہم ان کا پتھر جب ان کو واپس دیتے ہیں تو پھر کبھی ہم پر ہی اعتراض کرتے ہیں کہ تم ہم کو کافر کہتے ہو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ جو نعمت تم نے ہمیں دی تھی ہم تو وہی واپس کرتے ہیں مگر ہمیں کافر کہنے کے لئے تو بڑی جرأت کرتے ہیں اور ہمارے اس پتھر کو واپس کرنے پر چلاتے ہیں۔ حالانکہ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے کہ وہ اسماء حسنٰے کا مسمّی اور نقائص سے منزہ ہے وہ واحد حقیقی ہے اور میں اسے ایسا ہی یقین کرتا ہوں۔

اپنے عقائد میں اس کے اسماء۔ افعال۔ صفات میں کسی کو شریک نہیں مانتا اور اس کی تعظیم میں خواہ وہ عادتاً یا عبادتاً شریک نہیں مانتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور خاتم کمالات انسانی مانتا ہوں اور قرآن مجید کو خاتم الکتب۔ ایسا ہی جزاء و سزا کو حق اور جنت و نار کو حق۔ ملائکہ اور کتب الٰہی پر ایمان رکھتا ہوں باوجود اس کے بھی جو ہمیں کہتا ہے کہ تم بڑے بے ایمان ہو تو ہم اسے اتنا ہی کہیں گے کہ

تم ہمارے دل کے ذمہ وار نہیں

ہم کو تمہارا خوف اور طمع کیا ہے میں اپنی جان میں دل سے شہادت دیتا ہوں کہ اپنی آنکھ سے فرشتوں کو دیکھا ہے اس لئے میں انکار نہیں کر سکتا۔ تم اس بات کو سن کر خواہ ہنس دو مگر میں تو اپنی آنکھ سے انہیں دیکھ چکا ہوں اور ان کی محبت و احسان کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کانوں سے انہیں یہ کہتے سنا ہے نحن اولیاؤکم فی الحیوٰۃ الدنیا۔

تم کہتے ہو۔ مر کر پتہ لگے گا میں کہتا ہوں کہ ہم نے تو اسی دنیا میں دیکھا ہے۔ ان کی پاک محبت۔ پاک تحریکوں اور احسان کو دیکھا ہے میں ان کی قدر کرتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں۔ جو کہتے ہیں کہ ملائکہ صرف قوتیں ہوتی ہیں۔ میں ان کی اس بات کو کیونکر تسلیم کر لوں جبکہ میں نے اپنی آنکھ سے انہیں دیکھا ہے قوتیں کہنے والے خود جانیں۔

پھر میں اللہ کے انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک کو محبوب سمجھتا ہوں۔ ان میں جامع کمالات انسانیہ۔ مکانیہ۔ زمانیہ اور جامع کمالات نبوۃ خاتم الرسل اور خاتم الانبیاء بلکہ خاتم کمالات انسانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہمارے بادشاہ مرزا صاحب کو جو کچھ ملا ہے۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کامل اتباع اور کامل محبت سے ملا ہے اور یہی ختم نبوت کا راز ہے کہ آئندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

نبوت میں گم اور فنا ہونے کے بغیر کوئی نبوت نہیں مل سکتی الٰہی فضل کی کوئی بھی راہ [illegible] ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور راہ کے خلاف مل سکے۔ حضرت مرزا صاحب اسی امر کا ایک نشان اور ثبوت تھے انہوں نے خود ظاہر کیا کہ جو کچھ انہیں ملا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل محبت اور آپ پر درود شریف پڑھنے سے ملا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قبل اس کے کہ وہ دعویٰ کرتا اس کا نام ہی غلام احمد رکھا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ کو اس نام سے ایسی محبت تھی کہ آپ نے احمد کے سوا کسی اور نام سے بیعت نہیں لی۔ اس واسطے مرزا صاحب کی نبوۃ نبوۃ محمدی سے الگ کوئی مستقل چیز نہیں۔ بلکہ نبوۃ محمدیہ کا ایک [illegible] ہے اور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری [illegible]

پھر جزا و سزا کو بھی ہم مانتے ہیں۔ نماز [illegible] اسی طرح فرض جانتے ہیں جس طرح مسلمانوں میں پیشتر سے فرض ہیں اسی طرح زکوٰۃ، حج اور رمضان کے روزہ کو اسی طرح فرض جانتے ہیں جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

باوجود ان باتوں کے جو [illegible] ہم پر اُن کی نعمت کفران [illegible] یہ ہمارے کام کی [illegible] کرتے۔ اگر مرزا صاحب کو خدا کا مامور [illegible] سے تم ہم کو کافر بناتے ہو تو تم [illegible] مامور مرسل کے انکار سے تم [illegible]

کفر تو نہ ماننے کا نام ہے ماننے والے تو مومن ہی کہلاتے ہیں غرض ۲ نعمت کے مقابل میں جب انسان بے جا عداوت کرتا ہے اور علم کے بعد عمل نہیں کرتا۔ [illegible] ہے۔ پس میں تمہیں جو مرزا صاحب کو نہیں مانتے۔ کہتا ہوں کہ مرزا ۲ نعمت علیہم کا مصداق ہے تم اس سے بے جا عداوت کر کے

مغضوب نہ بنو

اس نعمت کی قدر کرو۔ پہلے انکار کرنے والوں نے کیا پھل پایا جو تم امید کرتے ہو۔ اور تم جو مرزا صاحب کو مان کر مخالف مولویوں کے منہ سے اور اُن کے اتباع سے عام لوگوں سے کفر کا فتویٰ بھی سنتے ہو اور پھر اس نعمت اور سچائی کی اطلاع رکھ کر علم کے موافق عمل نہیں کرتے ہو۔ تو اندیشہ ہے کہ تم بھی مغضوب نہ بن جاؤ۔ پس نہ ماننے والے خدا تعالیٰ کے اس مامور کے انکار سے مغضوب ہو جائیں گے اور ماننے والے اگر عمل نہ کریں گے تو وہ بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ اس لئے ڈرنے کا مقام ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ تمہارے اس شہر میں کل مذاہب کے لوگ ہیں دہریہ گورو بھگوان کی باضابطہ ایک جماعت ہے ان کی کتابیں اور رسالے شائع ہوتے ہیں۔ ایک اخبار جاری ہے۔ آریہ، سناتن، سکھ، برہمو، شاکت سب موجود ہیں۔ یہ شاکت لوگ ایک وقت گائے کا گوشت بھی کھا سکتے ہیں۔ میں نے [illegible] آدمی [illegible] کوئی کراہت ہوگی کھانا پڑ جاوے گا۔ جب اندھیرا ہو گیا اور لوگ آنے لگے میں تو حیران ہو گیا۔ جب معلوم ہوا کہ [illegible] ہاتھوں سے کھانا لے آئے ہیں [illegible] [illegible] الٰہی کی رضا کے لئے ایک [illegible] کو مانتے ہیں۔

لیکن تم جو ملتے ہو۔ اپنے آپ کو دیکھو اگر تم بھی انہیں باتوں میں مبتلا ہو جن میں یہ لوگ ہیں۔ تو پھر تم میں اور ان میں کیا فرق ہے؟ مولویوں نے تم پر کفر کے فتوے دیئے اور تم اپنے [illegible] اور رشتہ داروں سے الگ بھی ہوئے۔ مگر تم نے کوئی پاک تبدیلی نہ کی تو کیا فائدہ؟

جماعت کو نصیحت

میں دیکھتا ہوں چھوٹی سی جماعت ہے پھر آپس ہی میں مقابلہ ہوتے ہیں۔ اور مباحثہ ہوتے ہیں۔ یہ احمق اتنا نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں مامور نہیں کیا کہ مباحثہ کرو۔ میرے پاس بڑے بڑے جوشیلے خط آتے ہیں کہ فلاں نے یوں کیا اور فلاں نے وہ کیا۔ میں لکھ دیتا ہوں تم کب ٹھیکہ دار ہو۔ تم خود نمونہ بنو۔ میں نے سیاہ کار لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ دوسروں پر اعتراض کر دیتے ہیں اور اپنے کسی معاملہ پر ریویو نہیں کرتے اس لئے میں تم کو محبت سے اور پھر درد دل سے کہتا ہوں کہ اللہ کے راضی کرنے میں کوشش کرو۔

ہمیں وقت ہی کب مل سکتا ہے کہ دوسروں سے جھگڑتے رہیں۔ حلال کی کمائی کرو۔ خود کھاؤ اور کھلاؤ۔ والدین اور بچوں کی خدمت سے فارغ ہو کر اللہ کی کتاب پڑھو اور عمل درآمد کرو۔ نکمے کاموں کے لئے [illegible] وقت کب مل سکتا ہے۔

میں حیران ہوں کہ میں [illegible] رکھتا ہوں کہ تمہارے خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ باوجود اس کے ۱۲-۱۶-۱۸ گھنٹے روزانہ کام کرتا ہوں۔ پھر بعض ایسے [illegible] ہیں کہ وہ اپنے کاموں میں ایسا طرز عمل اختیار کرتے ہیں کہ گویا دہریہ ہیں۔ میں نے بعض [illegible] اس غرض سے دیکھے ہیں کہ غیر قوموں کی تعداد زیادہ ہے یا اپنی قوم کی۔ تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ پائی۔ اپنی قوم اس لئے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔ پھر ہماری قوم میں کیوں داخل نہیں (ایڈیٹر۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شعر کی تشریح ہے۔ اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار ۔ کاخر کنند دعویٔ حب پیمبرم)

غرض مغضوب کون ہوتے ہیں جو بے جا عداوت کریں یا علم رکھ کر عمل نہ کریں۔

اب تم خود سوچ لو کہ کیا تمہیں خدا تعالیٰ کے کسی مامور و مرسل سے محبت ہے یا بے جا عداوت اور اس کے بعد اپنے لئے آپ فیصلہ کر لو۔ ہم کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کی ابتدا اور جرأت نہیں کرتے مگر تم آپ اپنے حال پر نظر کرو اور دیکھو کہ مامور کے انکار سے تم کیا بن گئے ہو؟

اور اگر تم نے کسی مامور کا انکار نہیں کیا بلکہ مرزا صاحب کو مان کر اس کی جماعت میں داخل ہو تو پھر دیکھو کہ تمہارے گھر کے جو لوگ عاقل بالغ ہیں کیا ان کا عمل درآمد انہیں ہدایتوں پر ہے جو مرزا صاحب نے دی ہیں۔ مرزا صاحب نے جو اسی طرح کے رسالے

لکھے ہیں تم نے عمل درآمد کرکے دکھا دیا۔

کیا تمہارے اشغال اُن لوگوں کے سے تو نہیں۔ جو سلسلہ میں داخل نہیں؟

کیا تمہارے حسد و کینہ اور بغض اسی قسم کے تو نہیں میں تو جب رات کو سوتا ہوں تو کسی کا بغض اور کینہ لیکر نہیں سوتا۔ دُنیا سے بالکل الگ ہوکر سوتا ہوں۔ اس وقت بی بی۔ اولاد یار و بیگانہ کسی کی کوئی فہرست نہیں ہوتی بعض وقت بی بی کہتی ہے کیا کرتے ہو۔ تُم تو کسی آدمی سے ملنا ہی نہیں چاہتے۔ میں کہدیتا ہوں کہ پھر جئیں گے تو ملاقات کرلیں گے۔ اب تو مرنے کو ہیں۔

تم اس طرح کا حال بناؤ اور حضرت صاحب کی کتابوں سے [illegible] اپنا حال چلن بناؤ۔ جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہارے سارے کاموں [illegible] ہوگا۔

پس اب تم سمجھ گئے کہ مغضوب کس کو کہتے ہیں [illegible] اور سچائی کا علم ہو اور عمل نہ ہو یہ دونوں باتیں مغضوب بنادیتی ہیں۔

آجکل عام مسلمانوں کی حالت دیکھی نہیں جاتی مگر اُن کی یہ حالت اپنی کرتوت کا نتیجہ ہے **بما کسبت ایدیکم** مسلمانوں کی کیسی گت بن رہی ہے سارا جہان بحیرۂ روم میں پھرتا ہے مگر وہیوں کے ایک سپاہی کو بھی اجازت نہیں ابھی ایک لے جاتا تھا لوگ ولیت اس کے پیچھے پولیس لگادی کچھ پولیس واقف نہیں ہوتی اس لئے اس نے ایک جگہ آکر فرانسیسی لباس پہن لیا اور نوکر کو ترکی لباس پہنادیا جب ہوٹل میں آئے تو اسے فرانسیسی سمجھکر چھوڑ دیا اور نوکر کو پکڑ کرلے گئے۔

خود تمہیں معلوم ہے کہ حسین کامی کے اشتہار میں حضرت صاحب نے لکھا تھا کہ حرمین ان کی حفاظت کرتے ہیں یہ حرمین کے محافظ کیا ہوں گے۔ جب تک اسلام کے نام لیوا رہے کچھ بنا ہوا تھا۔ مگر جب دستوری حکومت ہوئی اور اُنہوں نے کہا کہ اسلامی حکومت نام نہیں رکھتے تاکہ یورپ شورش نکرے۔ اللہ تعالیٰ نے **نأتی الارض ننقصها من اطرافها** کا نظارہ دکھا دیا اور یورپ نے دبوچ لیا۔ اب جوتے کھاکر عربی تعلیم کو جاری کیا۔

اب امید ہے کہ تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ مغضوب کون ہوتا ہے؟ عداوت کے لئے یوں تو انسان کوئی وجہ تراش لیتا مگر وہ جھوٹی ہی ہوتی ہے اس لئے بیجا عداوت سے بچو اور علم پر عمل کرو۔

ضال کون ہوتے ہیں؟

ضال کون ہوتے ہیں؟ جو علوم الٰہیہ سے بالکل بے خبر ہوں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ وہ علوم الٰہیہ کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ نماز کے وقت اُس نے اپنے کورس کی کتاب کھول کر سامنے رکھ لی۔ نماز تو اس نے پڑھنی تھی کیونکہ مجبور تھا مگر میں نے دیکھا کہ وہ رکوع سجود میں کتاب ہی پڑھتا رہا۔ میں نے کہا کیا آج ہی ڈپٹی کمشنر بننا تھا کہا کہ کچھ تو بنونگا ہی اسی واسطے محنت کرتا ہوں۔ میں نے کہا تمہیں کیا معلوم [illegible] وہ ہوگا [illegible] پوچھا کہ کیا وہ بات [illegible] پھر میں نے کہا وہ بنی تو نہیں اس نے کہا کہ جو روپیہ جمع کرتا ہوں جب سَو کے قریب ہوجاتا ہے تو کوئی افسر آجاتا ہے اور وہ لے جاتا ہے وہ افسر ہوتا ہے میں اس سے مانگ نہیں سکتا جب اس کی تبدیلی ہوتی ہے تو کسی کی چارپائی اور کسی کی لوٹی اور ایسی ہی چیز مل جاتی ہے۔ اور میں ویسا ہی رہ جاتا ہوں میں نے کہا تم روپیہ دینا چھوڑ دو۔ کہنے لگا شرم آجاتی ہے۔ میں نے کہا شرم نہیں اس کا سر اور ہے تم جو دولت کے پیچھے ایسے پڑے کہ نماز چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ جب تک ہم نہ دیں کچھ نہ ہوگا۔

پس علوم الٰہیہ سے بے خبری ضال کا نشان ہے بعض ہم کو بھی پھر احمق سمجھتے ہیں جب انہیں ایسی نصیحت کرتے ہیں ہمارے گول کمرے میں ایک مرتبہ کچھ انگریزی خوان جمع تھے اور میری چارپائی تھی رات کو بڑی دیر تک ٹڑیں مارتے رہے میں نے تھک کر آخر وہاں سے چارپائی اُٹھوالی۔

جب رات کو اتنی دیر تک جاگتے رہیں۔ تو فجر کی نماز کے لئے پھر کس نے اٹھنا ہے اس واسطے صبح کو اٹھنے کی میعاد ۸-۹-۱۰ بجے رکھی ہے ایسی عادتوں کو چھوڑ دو۔

پس ایسے لوگوں کو سچے علوم سے کب بہرہ مل سکتا ہے اور آجکل ایک اور مصیبت ہے۔ کچھ تو لوگوں کو علوم الٰہیہ کی طرف توجہ نہیں اور کچھ جو پڑھے لکھے ہیں۔ ان کی سیہ کاریوں کو دیکھ کہتے ہیں کہ یہ علم کا نتیجہ ہے ان کی سیہ کاریاں ہمیں علم سے ظن نہیں ہونے دیتیں۔ اس لئے وہ دلیل پیدا کرلیتے ہیں کہ ان علوم کا پڑھنا ہی بیفائدہ ہے۔

میں نے ایک آدمی کو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے تم قرآن پڑھو تو اُس نے کہا کہ میری شان کے موافق مجھے کوئی حمائل دو۔ میرا مولیٰ تو مجھے ہر قسم کے انعامات کو نوازتا ہے۔ اُس نے مجھے ایک نہایت عمدہ حمائل بھیجی جو میں نے اس کو دی۔

یہ واقعہ میں نے اس لئے بتایا ہے کہ لوگ دنیا کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کرنے کو طیار رہتے ہیں مگر قرآن مجید کے لئے باوجود مقدرت کے بھی مضائقہ کرتے ہیں [illegible] کالجوں کے طالبعلم بعض وقت لکھ دیتے ہیں کہ [illegible] امتحان میں عربی لی ہے کتاب بھیجدو۔ انگریزی کی کتابیں تو بے انت لینے کو طیار ہیں مگر عربی کی کتابیں مانگتے ہیں میں نے ایسے طالب علم اسی کے دیکھے ہیں +

ان حالات سے تم اندازہ کرسکتے ہو کہ الٰہی علوم کی طرف کس قدر غفلت ہے اس کے علاوہ بہت سے لوگ بیجا محبت میں گرفتار ہوگئے ہیں۔ انکو اس لئے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں

پس

تم سورۂ فاتحہ کو پڑھو اور دیکھو کہ انعمت کی راہ پر چلتے ہو یا مغضوب اور ضالّ کی راہ پر۔ اس کے لئے تم دعا سے کام لو تاکہ تمہیں **انعمت علیھم** کی راہ کا علم ہو۔ پھر اس علم کے مطابق عمل ہو تاکہ تم مغضوب نہ ہوجاؤ کسی مامور سے بیجا عداوت نکرو اس سے بھی مغضوب ہوجاؤ گے۔ یہ بڑی ضرورت ہے کہ تم علوم الٰہیہ سے بیعلم نہ ہو۔ کسی سے بیجا محبت نہ کرو۔

تم نے پہلے چالیس مرتبہ اقرار کیا ہے۔ فرض اور سنت نفل ملاکر چالیس رکعت نماز میں۔ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس دعا میں اقرار کیا ہے کہ **ایاک نعبد** صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور **ایاک نستعین** تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔ اس معاہدہ کو دیکھو اور آٹھ پہر کے عملدرآمد کو دیکھو ہاتھ باندھ کر اور قبلہ رخ ہوکر معاہدہ کیا ہے کہ قبلہ کی طرف سے جو آواز آتی ہے اس کے فرمانبردار ہیں +

اوّل تو بدوں علم کے یہ چیز نہیں آسکتی۔ لوگ آجکل کے فلسفہ کو مشاہدات پر رکھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ہماری تعلیم تو یہی ہے آمنوا وعملوا الصالحات۔

پھر اعمال کی ضرورت ہے دیکھو تمہارے معاملات کیسے ہیں؟ دو بیویاں ہیں تو عدل کیا کرتے ہو۔ لین دین ہے تو لینے میں دینے کا خیال رہتا ہے۔

ملازمت ہے تو کیسی چستی سے کرتے ہیں۔ حرفہ والا دیکھے کہ جھوٹ نہیں کرتے۔

یہ سب باتیں نیک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہیں اور دعا سے حاصل ہوتی ہیں خود کرو نہیں تو کسی سے کراؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اعمال کی توفیق دے آمین

"آخری بات"

میں لاہور میں داخل ہوا تو اس مسجد کو دیکھ کر بڑی ہی خوشی ہوئی اس کا اظہار میں الفاظ میں نہیں کرسکتا۔ آج میں یہاں سے جانے والا ہوں اگر ارادہ الٰہی ہوا۔ میرا جی چاہتا ہے۔ جیسے آتے ہی خوشی ہوئی ہے اب جو میں جانے والا ہوں کچھ بڑھاپا ہے اور کچھ ایک عجیب زخم ہے۔ کچھ بیمار رہتا ہوں۔ مگر دل کی خواہش ہے کہ جاتے ہوئے بھی تم سے بہت خوش ہو کر جاؤں۔ اس کا ایک ذریعہ ہے مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں نہ آج نہ اس سے پہلے اور نہ آئندہ۔ مجھے اپنے مولیٰ پر بھروسہ ہے مجھے اپنی ذات کے لئے اپنے فضل وکرم سے بہت کچھ دیا اور رحم کیا ہے۔ مجھ پر اتنی نعمتیں نازل کیں کہ سچ مچ لاتعداد کا مصداق ہیں۔ بہت ہی فضل میرے ساتھ ہوئے۔

ایک وقت مجھے کسی نے کہا کہ کوئی ایک دعا کرو منظور ہوگی میں نے اس وقت کہا کہ عمر تھوڑی ہے دشمن نہیں۔ دوست نہیں۔ بیوی بچہ نہیں کیا دعا ہوگی۔ مگر اس نے کہا کہ جھٹ پٹ کوئی دعا کر لو۔ تب میں نے کہا کہ یہ دعا کرتا ہوں۔ کہ ضرورت کے وقت میری دعائیں قبول ہوجاویں پس میں مخلوق سے خدا کے فضل سے بے پرواہ ہوں۔ تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ آتے ہوئے تو مسجد کو دیکھ کر خوش ہوا اور جاتے ہوئے یہ آواز میرے کان میں آوے کہ ہم نے بغض کینے چھوڑ دیئے ہیں۔ تمہیں اور رسالے کتابیں تصنیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت صاحب کی کتابیں تھوڑی ہیں وہ پڑھو۔ قرآن پڑھو۔ بخاری ہے اسے پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں باہم محبت عطا کرے اور آپس کے بغض اور کینہ دور ہو جاویں۔ [illegible]

ظہیر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے دامن شفقت میں

ابتلاؤں کا سلسلہ ایک ایسا سلسلہ ہے کہ ربانی سلسلے اس سے ترقی پاتے ہیں اور مومن کی ترقی کا راز انہیں ابتلاؤں میں مخفی ہوتا ہے۔ وہ شخص بڑا ہی نادان اور بے وقوف ہے جو مومن کے کسی ابتلا پر ہنسی کرتا اور اسے شماتت کا ذریعہ سمجھتا ہے اسے معلوم نہیں کہ وہ ابتلا اس کے اصطفا کا ذریعہ ہے۔ جیسے لوہا آگ میں پڑ کر فولاد اور سونا آگ میں پڑ کر کندن ہوجاتا ہے اسی طرح پر مومن کی شان ابتلا سے بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ ابتلا اس کے آنے والے انعامات کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

میری غرض اس وقت ابتلا کی حقیقت پر بحث کرنا نہیں بلکہ میں ایک خوشی اور نہایت خوشی کی خبر اپنے احباب کو سنانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں ہمارے مکرم بھائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پُرجوش اور سرگرم مبلغ اور مصنف مولوی محمد ظہیر الدین صاحب اروپی کو ایک ابتلا آیا۔ ابتلا نہیں وہ ایک قربانی تھی جو انہیں اپنی ذات کے متعلق دینی پڑی

مولوی محمد ظہیر الدین صاحب نے نبی اللہ کا ظہور اور وید کا فتور اور ردّ چکڑالوی لکھ کر جو خدمت سلسلہ کی ہے وہ اس قابل نہیں کہ ہم اس کو بھول جاویں۔ وہ ان کتابوں کے مصنف اور ایک عمدہ سپیکر کی حیثیت سے جماعت میں ایک امتیاز رکھتے ہیں پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر لاہور کا غلط اقتباس لاہور کے ایک اخبار میں شائع ہوا۔

اس اقتباس کو پیش کرکے برادرم ظہیر نے اصل واقعہ کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت کی۔ جوانی کا جوش کہو یا ایمانی غیرت ان خطوط میں بعض موقعہ پر بات حد ادب سے گذر گئی اور پیر ومرشد کے تعلقات جس ادب اور فروتنی کو چاہتے ہیں اس کی ضرورت محسوس ہوئی اس پر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے بدر میں ان کے متعلق ایک اعلان دیا گیا۔ چونکہ برادرم ظہیر خداتعالیٰ کے محض فضل سے سعادت اور رشد سے حصہ رکھتے تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے اس ابتلا میں استقامت دکھائی اور رنج وراحت اور عسر ویسر میں قدم آگے بڑھانے کے عہد کو نبھایا اس سے پہلے کہ کوئی اعلان ہوتا انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے حضور اپنی معذرت کا خط لکھا اور اعلان کے بعد بھی بدستور انہوں نے خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ جو ایک شفیق اور پُراز رحم دل رکھتے ہیں اُن کی غرض اس اعلان سے اپنے ایک بچہ کی اصلاح تھی ورنہ نور الدین نہ کسی کے سلام کا بھوکا نہ کسی کے معذرت چاہنے کا خواہشمند۔

غرض اعلان ہوا ظہیر نے ادب اور عاجزی سے اپنے امام کے دامن کو مضبوط پکڑے رکھا اور عملی طور پر دکھایا کہ قوم کے افراد میں سے کسی کو اگر خدانخواستہ ایسا ابتلا آوے تو دامن امام ہی کو مضبوط پکڑے رہنا فلاح کا ذریعہ ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا اور ہونا ہی چاہیے کہ آخر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کا وہی دامن شفقت ہے اور وہی ہمارا مکرم عزیز ظہیر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک پُرحوصلہ اور فراخ دل دیا ہے وہاں وہ اپنے قابل خدام کے قابل جوہروں کا قدردان بھی ہے یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ برادرم ظہیر کی قابلیت کے قدردان ہیں اور انہوں نے اُن کی بعض تصنیفات پر انعام دیکر ان کی حوصلہ افزائی کی اور ہمیشہ ان سے للہ فی اللہ و باللہ محبت رکھتے تھے لیکن خدا کے لئے وہ تمام محبتوں کو توڑ دینا آسان سمجھتے ہیں اور چونکہ ان کا وصل وفصل کسی شخص سے محض اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے اس لئے جب ان کا عزیز بچہ التائب من الذنب کمالا ذنب لہ کے نیچے ان کی طرف آتا ہے تو وہ پہلے سے زیادہ محبت کے ساتھ اُسے اپنے دامن شفقت میں لیتے ہیں خلاصہ یہ کہ ظہیر معاف ہوا۔ اور خداتعالیٰ کے فضل سے وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قیمتی کڑی ثابت ہوا اللہ تعالیٰ اس پر پیش از پیش اپنا فضل کرے اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی دعائیں اس کے اور قوم کے حق میں بار آور ہوں (آمین)

چونکہ یہ خط وکتابت ایک قیمتی چیز ہے جس سے جہاں ہمیں اپنی کمزوریوں کا علم ہوتا ہے وہاں اس سے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی ان خداداد قوتوں اور صفات کا ثبوت ملتا ہے جو خداتعالیٰ کے خلفا میں ہوتی ہیں اس لئے اصل خطوط میں اگلی اشاعت میں انشاء اللہ چھاپ دوں گا تاکہ جہاں قوم اصل واقعات سے آگاہ ہوجائیگی۔ وہاں اسے اپنے امام پر ایمان بڑھانے کا موقعہ ملے۔ وللہ الحمد۔

بٹالہ کے جھٹکے کے سوال کے ضمن میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات

ہندو اخبارات کی غلط بیانیوں کی مکمل داستان

(قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب)

بٹالہ ضلع گورداسپور میں ایک مشہور قصبہ ہے جو اپنی تاریخی قدامت اور تجارت کے لحاظ سے ضلع بھر میں ممتاز ہے۔ یہاں کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات ہمیشہ برادرانہ اور مخلصانہ رہے ہیں اور اگر کبھی بعض ناگوار اسباب رخنہ اندازی کے شورہ پشت لوگوں نے پیدا کرنے چاہے تو دونوں قوموں کے سمجھدار اور امن جو بزرگوں نے ان کو فوراً دبا دیا۔ مگر بدقسمتی سے پچھلے دنوں بٹالہ میں بھی ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی بدمزگی کے جراثیم آ پہونچے جن نے بعض دوسرے شہروں میں ان دونوں قوموں کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔ قریب تھا کہ یہ صدیوں کے تعلقات یکدم ٹوٹ جاتے اور بٹالہ کے ہندو مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے۔ لیکن ضلع گورداسپور کے بیدار مغز۔ معاملہ فہم اور رعایا کے حقیقی بہی خواہ میجر لے۔ سی الیٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے موقعہ پر پہنچکر اپنی سیاسی قابلیت سے اس آفت سے دونوں قوموں کو بچا لیا اور جو مشورہ آپ نے ہندو مسلمان لیڈروں کو دیا۔ وہ شفقت اور ہمدردی پر مبنی ہے مگر وہ طبیعتیں جو نچلی نہیں رہ سکتیں اور جو ہمیشہ معاملات کو سنسنی خیز بنانے کے لئے بہانہ تلاش کرتی رہتی ہیں۔ کیونکر خاموش رہ سکتی تھیں اور انہوں نے ایک معمولی امر کو مذہبی رنگ دیا اور پھر مذہبی رنگ دیکر ہندو مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کا اچھا خاصہ ذریعہ بنا لیا اور ہندو اخبارات میں رنگ آمیزی کے ساتھ اس کو شائع کرنا شروع کر دیا۔

میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس واقعہ کو داستان ظلم بنا کر اخبارات میں بھیجا ہے وہ باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے اپنی قوم کے نادان دوست ہیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے خیال سے مست ہو کر اپنے نفع و نقصان پر بھی غور نہیں کرتے اور نہ اپنی اخلاقی ذمہ واری کو محسوس کرتے ہیں اگر وہ ان امور پر غور کرتے تو اخبارات کے ذریعہ اس بجھی ہوئی آگ کو پھر روشن کرنے کی کوشش نہ کرتے چونکہ ہمارے ان نادان دوستوں نے اخباری دنیا میں **غلط واقعات** کو پیش کر کے نہ صرف ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ مقامی اور ذمہ دار حکام کو بھی بدنام کرنا چاہا ہے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اصل واقعات کو نہ صرف پبلک کے سامنے رکھیں بلکہ

صوبہ پنجاب کی ذمہ وار گورنمنٹ کو دکھائیں

کہ تصویر کا دوسرا رُخ کیا ہے؟

جھگڑے کی ابتدا

ایک جھٹکے کی دوکان کے محل وقوع سے شروع ہوتی ہے۔ جو بیانات اس دوکان کے متعلق اخبار پنجابی میں (اور ان کا ترجمہ اخبار پرکاش میں) شائع ہوئے ہیں۔ اگر ان کو غور کی نظر سے دیکھا جاوے تو حقیقت کھل جاتی ہے۔ اگرچہ پنجابی کے نامہ نگار نے اصل واقعات کو بہت کچھ رنگ دیکر بیان کیا ہے تو بھی سچائی مخفی نہیں رہ سکی۔

بٹالہ کے جھٹکہ کی دوکان جو تیرہ سال سے جاری بتائی جاتی ہے صاحب کمشنر حفظان صحت نے شہر سے کچھ فاصلہ پر اسے منتقل کرنے کی سپارش کی اور میونسپل کیمٹی نے اس دوکان کے لئے ایک جگہ تجویز کر کے وہاں مکان تعمیر کرا دیا۔ یہ ایک امر واقعہ ہے جو پنجابی اور پرکاش نے بیان کیا ہے اب غور طلب امر یہ ہے کہ کمشنر حفظان صحت اس دوکان کو اس کے پہلے محل وقوع پر مناسب نہیں سمجھتا اور بٹالہ کی میونسپل کیمٹی جس میں رائے بہادر لالہ نہال چند جیسے سرگرم ہندو ممبر ہیں اس تجویز کو منظور کر کے ایک خاص موقعہ پر دوکان تعمیر کر دیتی ہے پھر اس جگہ سے دوکان کو مکرر منتقل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہی ایک سوال اور قابل غور نکتہ ہے اور یہی

وہ جھگڑے کی جڑ ہے

جو لوگ اب شور مچاتے ہیں انہیں مناسب تھا۔ کہ وہ **میونسپل کیمٹی** بٹالہ کے اس رزولیوشن کو جس کی بنا پر دوکان منتقل ہوئی۔ پبلک کے سامنے رکھدیتے اور اس میں یہ بھی ذکر کر دیتے کہ اس اجلاس میں کسقدر ہندو اور مسلمان ممبران کیمٹی موجود تھے۔ یہ ہرگز وہم نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کیمٹی نے جب کمشنر

حفظان صحت کی سپارش کے موافق اس تجویز کو منظور کرکے ایک دوکان بنوائی تو جھٹکہ کھانے والے ہندوؤں اور اس سے نفرت کرنے والے مسلمانوں کے جذبات کا یکساں خیال نہ کیا ہو عملی طور پر کمیٹی نے اس تجویز کو پسند کیا مگر بعد میں اس تبدیلی کے متعلق ایک درخواست دی گئی جیسا کہ پنجابی اور پرکاش ظاہر کرتے ہیں اور یہ صحیح ہے اس درخواست پر کیا کارروائی ہوئی؟ یہ دوسرا نکتہ ہے جو

اس فساد کی کلید کہلا سکتا ہے

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے نہائت **دانشمندی اور زیرکی** سے کام لیا اور **ہندوؤں** کے جذبات کی پوری قدر کی اور اس **درخواست** کو کیفیت ضروری کے لئے تحصیلدار صاحب بٹالہ کے پاس بھیجدیا جو بٹالہ میونسپل کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہیں بٹالہ کی بدقسمتی سے یہاں پنڈت کرتا کشن صاحب تحصیلدار آچکے تھے اور یہ کوئی مخفی بات نہیں کہ ان کی پولیسی ہندو مسلمانوں کے متعلق اچھے نتائج پیدا کرنے والی ثابت نہیں ہوئی۔ خود ان کی پوزیشن ہی اس جھگڑے میں ایک خاص مرکزی نکتہ ہے جس سے ہٹنا نہیں چاہئے اور جسقدر بھی اس معاملہ میں بال کی کھال اتاری جائیگی تحصیلدار صاحب کی پوزیشن نازک ہوتی جائیگی تحصیلدار صاحب کا بحیثیت میر مجلس میونسپل کمیٹی یہ فرض تھا کہ وہ اس دوکان کو بدوں منظوری صاحب مجسٹریٹ ضلع منتقل کر دیتے۔ بجائیکہ ان کے پاس درخواست محض کیفیت کے لئے بھیجی گئی تھی۔ یہ اصل بھید ہے جس کو ہمارے معاصرین پنجابی۔ پرکاش اور دوسرے ہندو اخباروں نے چھپا لیا ہے۔ اور اس معاملہ کو چھیڑ کر ان نادان دوستوں نے **پنڈت کرتا کشن** صاحب کو ایک **نازک جوابدہی** کے نیچے رکھدیا ہے۔

یہ سوال کرنے کا اب ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ **پنڈت کرتا کشن** صاحب کو وہ اختیار کہاں سے حاصل ہو چکے تھے کہ وہ جھٹکہ کی دوکان کا محل وقوع خود تبدیل کر دیتے۔ کمشنر حفظان صحت کی سپارش پر تو وہ اپنے اختیار سے دوکان کو ہٹا نہیں سکتے تھے جبتک میونسپل کمیٹی کے اجلاس میں وہ تجویز منظور نہ ہو لی اب کمیٹی کے فیصلہ کو انہیں منسوخ کرنے کا اختیار کس قانون سے مل گیا اس خودرائی اور بے احتیاطی نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات کو بٹالہ میں نازک کردیا۔ اور یہی جڑ ہے اس فساد کی اس لحاظ سے یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں کہ

تمام جھگڑے کی جڑ پنڈت کرتا کشن ہے

اگر پنڈت کرتا کشن صاحب اپنے اختیارات کی حدود سے باہر نہ جاتے یا ان کو ایسے اختیارات حاصل تھے (جن کا مجھے یقین نہیں) تو ان کا جائز استعمال کرتے تو یہ جھگڑا ہرگز پیدا نہ ہوتا۔ دوکان کے مقام کی تبدیلی کی درخواست تھی وہ اس کے متعلق پوری کیفیت لکھکر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجدیتے جو مناسب حکم صاحب ممدوح بہادر فرماتے وہ ہندو مسلمان دونوں کے لئے باعث تسکین ہوتا۔ مگر انہوں نے اپنے آپ کو **مجسٹریٹ ضلع** کی حیثیت دیکر جو کام کیا ہے وہ انہیں

جوابدہی سے باہر نہیں رکھتا

اور کوئی امران کی بریت کے لئے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اخبار الحکم ہندو مسلمانوں کے سوال کو ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اسے یہ جائز فخر ہے کہ اس نے ہندو مسلمانوں کے اتحاد پر ہمیشہ مضامین لکھے ہیں۔ اور کبھی ہندو مسلمان عہدہ داروں کے سوال کو اس نے ناپسند کیا ہے سولہ سال کے اندر ایک بھی مضمون اس قسم کا پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں یہ بحث کی گئی ہو۔ خود پنڈت کرتا کشن صاحب کا خیر مقدم ہم نے نہائت مسرت اور خوش آئیند امیدوں کے ساتھ کیا تھا اور ہم اس بات کو پسند کرتے کہ اس ناگوار معاملہ کے سلسلہ میں پنڈت کرتا کشن صاحب کی پوزیشن کے متعلق ایک لفظ بھی نہ لکھتے لیکن [illegible] ہمیں لکھنا پڑا

پنڈت کرتا کشن صاحب کے نادان دوستوں کی مہربانی ہے

اگر وہ اخبارات میں اس سلسلہ کو نہ چھیڑتے تو اصل واقعات پبلک میں نہ آتے لیکن ابجبکہ وہ اپنے ہاتھ سے یہ آگ لگا چکے ہیں ہمیں مشکل ہوگی کہ پنڈت صاحب کے **دامن** کو ملوث ہونے سے بچائیں کوئی شخص جو کچھ بھی معاملہ فہمی کا مذاق رکھتا ہے اس معاملہ پر غور کریگا وہ اسی نکتہ پر پہنچیگا کہ **پنڈت کرتا کشن صاحب** اگر دوکان کا محل وقوع اپنے اختیارات سے نہ بدلتے **تو کوئی تنازع** نہ ہوتا اب ان کی بریت کے لئے پنجابی میں یہ کہنا

"ہندو تحصیلدار جو بٹالہ میونسپل کمیٹی کے میر مجلس تھے اور جن کا جھٹکہ ماس میں کوئی ہاتھ نہ تھا"

کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ اس سوال کا فیصلہ صرف اسی ایک امر سے ہو سکتا ہے کہ

کیا تحصیلدار صاحب نے بلا منظوری صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جھٹکہ کی دوکان اس جگہ سے جہاں کمیٹی کی منظوری سے قایم ہو چکی تھی۔ اٹھوائی یا نہیں؟

اگر تحصیلدار صاحب نے اس دوکان کو اٹھوانے میں **غلطی نہیں خطرناک غلطی بلکہ خود مختاری** سے کام لیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس سارے جھگڑے کی ذمہ داری اخلاقی اور قانونی طور پر انکے ذمہ نہ ہو اس جھگڑے میں یہ تو تحصیلدار صاحب کی پوزیشن ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی معاملہ فہمی اور بیدار مغزی ایک مسلمہ امر ہے انہوں نے جب معاملات کی یہ حالت دیکھی تو انتظامی رنگ میں تحصیلدار صاحب کے تبادلہ کو ضروری سمجھا (سوز سلطنت میں ہمارا دخل دینا حماقت ہے) اگر بٹالہ کے ہندو صاحبان تحصیلدار صاحب کی وجہ دلی سے کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تو انہیں اس تبادلہ پر اعتراض اشتہارات کی کیا حاجت ہے؟

اب آخر میں ہم اس کے مقابلہ میں ہم مسلمانوں کی پوزیشن اور مسلمان سب ڈویژنل آفیسر سردار محمد ظفر خان صاحب بالقابہ کی پوزیشن کو واضح کردیں مسلمانوں نے جب یہ خلاف قانون کارروائی دیکھی کہ تحصیلدار صاحب نے باوجود ایسا اختیار نہ رکھنے کے خود بخود جھٹکے کی دوکان کا محل وقوع تبدیل کردیا۔ تو ان کا حق تھا کہ وہ اپنے مذہبی احساس کی بنا پر اس کے خلاف ایسی کارروائی کرتے جو قانون کے حدود کے اندر ہو اور امن عامہ کو قائم رکھنے والی ہو کوئی عقلمند بتائے کہ اگر انہوں نے اس کے خلاف درخواست دی تو کیا برا کیا؟

انہوں نے سب ڈویژنل آفیسر کو اپنی درخواست دیدی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ تحصیلدار صاحب نے جب باوجود تبدیلی دوکان کا اختیار نہ رکھنے کے دوکان تبدیل کردی ہے تو وہ ان کی جائز شکائت کی کب پرواہ کرینگے ممکن ہے ان کا یہ خیال غلط ہوتا مگر وہ تحصیلدار صاحب کے اس فعل سے ایسا نتیجہ نکالنے پر مجبور تھے وہ اگر اس وقت براہ راست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس جاتے تو برسر حق تھے یا دوسرے افسران بالادست مثلاً کمشنر صاحب یا گورنمنٹ پنجاب کو اس **ناجائز کارروائی** کی اطلاع دیتے تو ان کا حق تھا مگر انہوں نے نہائت امن سے اور سلامت روی سے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ ایک درخواست سب ڈویژنل آفیسر کو دیدی جنہوں نے تحصیلدار صاحب کی طرح کوئی غلط کارروائی کرنے کی بجائے اس درخواست کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس بھیجدیا

اخبار پنجابی کے قابل نامہ نگار سب ڈویژنل افیسر کے اس فعل کو بھی قابل اعتراض سمجھتے ہیں کہ **انھوں نے میونسپل کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہندو تحصیلدار سے مشورہ نہیں کیا۔**

مگر نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ پنجابی اور پرکاش کا قانون داں نامہ نگار اتنا نہیں جانتا کہ کیا سردار محمد ظفر خاں صاحب تحصیلدار صاحب کے ماتحت تھے؟ یا ان کے ہی حکم کے خلاف ایک پروٹسٹ کا مشورہ انسے کیا جانا ضروری تھا۔ سردار محمد ظفر خاں صاحب کا یہ قصور ہوسکتا تھا اگر وہ **تحصیلدار** صاحب کی طرح ناجائز اختیارات استعمال کر کے دوکان کو اٹھوا دیتے وہ اس کے متعلق خود کچھ بھی نہ کر سکتے تھے اس لئے انھوں نے درخواست کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجدیا۔ اور یہی اس معاملہ میں درست پہلو تھا اس سے سردار محمد ظفر خانصاحب اور تحصیلدار صاحب کی معاملہ فہمی پر روشنی پڑتی ہے

معاملہ فہمی پر روشنی پڑتی ہے

اس کارروائی کا نتیجہ کیا ہوا؟ مسلمانوں میں ایک سکون اور تسلی ہوگئی اور وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے فیصلہ کے منتظر ہوگئے ان میں کسی قسم کا بیجا جوش نہ تھا اور

وہ قانون کے آگے سر جھکا چکے تھے

چنانچہ پنجابی اور پرکاش اعتراض کرتے ہیں کہ:۔

"جون کا سارا مہینہ گذر گیا اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کشیدگی کی کوئی علامات پیدا نہوئیں کیونکہ دونوں قوموں کے لوگ اس پارٹی میں خوشی خوشی شریک ہوئے جو لالہ ہنا لچند نے رائے صاحب کے خطاب ملنے کی خوشی میں دی تھی"

یہ اقتباس مسلمانوں کے **امن پسند** پولیسی کے لئے ہمارے ہندو دوستوں کی تصدیق ہے۔ اس سے بڑھ کر ہم مسلمانوں کی صفائی اور بریت کے لئے اور کیا کہہ سکتے ہیں اور خانصاحب کی **پوزیشن** کو اس سے بہتر الفاظ میں کیا واضح کر سکتے ہیں۔ ہم اور تمام سمجھدار ہندو مسلمان دنیا **خانصاحب** کے قصور کو تسلیم کریگی اگر یہ ثابت کر دیا جاوے کہ **کسی ایسی درخواست کو جو تحصیلدار صاحب کے ناجائز حکم کے خلاف انکے پاس دی گئی ہو قانوناً بغیر تحصیلدار صاحب سے مشورہ کرنے کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس بھیجنا چاہیئے تھا۔**

ان کے ذمہ جو الزام اس معاملہ کے سلسلہ میں لگایا گیا تھا وہ یہی ہے ہم نے پنجابی اور پرکاش کو خوب غور سے پڑھا ہے مگر اس کے سوا کوئی اور قصور خانصاحب کا نظر نہیں آتا کہ ہاں ایک اور بھی ہے اور وہ انکی قدرت سے باہر ہے کہ

وہ مسلمان ہیں

یہ ہے مسلمانان بٹالہ اور خانصاحب محمد ظفر خانصاحب کی پوزیشن **جھٹکہ** کے معاملہ میں۔ چونکہ یہ معاملہ زیر تجویز اور زیر غور تھا اسی سلسلہ میں انجمن اسلامیہ بٹالہ کے سکرٹری نے اس معاملہ کے متعلق صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو تار دیا تو کیا برا کیا؟ جو حق قانوناً انھیں حاصل تھا۔ اس کے استعمال کرنے سے ہمارے دوست کیوں ناراض ہوتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس میں ناراضی کی کیا بات ہے کیا پنجابی اور پرکاش کا نامہ نگار یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی **جذبات** کی توہین کیجائے اور انھیں **ادب** اور **عاجزی** سے قانون کے اندر رہکر اس کی چارہ جوئی کی بھی اجازت نہو؟ ہم تمام ذمہ دار آفیسروں سے باد درخواست کرتے ہیں کہ وہ **پنجابی اور پرکاش** کے شائع شدہ مضمون کو غور سے پڑھیں اگر اس کا یہ مطلب نہیں تو کیا ہے؟ غرض مسلمانوں نے درخواست کی اور کپتان صاحب پولیس گورداسپور اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے موقعہ کا معائنہ کر کے اس دوکان کو تبدیل کر دینے کا حکم دیدیا اور جھٹکہ کا معاملہ ختم ہوا۔ اس ساری داستان سے جو خود ہمارے معاصرین **پنجابی اور پرکاش** نے پیش کی ہے بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکلتا ہے کہ **اس فساد کی ابتدا اس غلط کارروائی سے ہوئی جو دانستہ یا نادانستہ پنڈت کرتا کشن صاحب تحصیلدار بٹالہ نے کی** اور مسلمانوں نے اس معاملہ میں نہایت شرافت اور فرمانبردار رعایا کی حیثیت سے کام کیا اس کے لئے اگر کوئی وجود جوابدہ ہے تو **پنڈت کرتا کشن صاحب**÷

اس کے بعد اس سوال کا ایک ضمیمہ شروع ہوتا ہے جس نے اس معاملہ کو نہایت سنجیدہ اور اہم بنادیا۔ اور وہ **ہڈیوں کی داستاں ہے۔**

پنجابی اور پرکاش کے الفاظ میں وہ یوں ہے:۔

"۵ جولائی کی رات کو ایک گدھے پر گائے کی ہڈیاں لاکر شہر میں لائی گئیں اور ہندوؤں کے کنوؤں کے پاس پھینکی گئیں۔ یہ رات کے **قریباً دس بجے** کا وقت تھا اس وقت شہر کی بعض بڑی بڑی سڑکوں پر بہت سے مسلمان گشت لگاتے ہوئے دیکھے گئے اس واقعہ سے ہندوؤں پر بڑا خوف طاری ہوا ان میں سے بعض رات ہی کو گورداسپور چلے گئے تاکہ صاحب ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کر کے اصلی واقعات اپنے ظاہر کریں گورداسپور سے ان ہندوؤں نے رات کے ۴ بجے ۶۔ جولائی کو کمشنر صاحب لاہور لاٹ صاحب پنجاب اور حضور والسرائے ہند کے نام تار دیں۔ دانہ کیں جنکا مضمون اوپر درج ہے **ہڈیوں کی داستاں** کے متعلق جو تار دئے گئے ان کا یہ مضمون ہے۔

بٹالہ میں دوکان جھٹکہ تیرہ سال سے ہے اس کے اس کے لیے مقام سے منتقل کرنے کے متعلق متعلق جہاں آبادی بالکل ہندوؤں کی ہے بہت مبالغہ کیا گیا ہے۔

ہندوؤں کی جان و مال سخت خطرہ میں ہے۔ ہندوؤں کے کنوؤں میں گائے کی ہڈیاں پھینکی گئی ہیں مسلمان سڑکوں میں گشت لگا رہے

ہیں۔ **ہیں ان کے اطوار سے ہندوؤں کے لئے دھمکی ظاہر ہے۔**

ہندو سخت گھبراہٹ اور خوف میں ہیں مذکورہ بالا افسروں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو معاملات کی غلط اطلاع دی ہے نیز سخت غلط بیانیوں سے کام لیا گیا ہے۔ یہاں ہم صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں اپنی شکایات پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ مزید نئے حالات کا ہمیں کچھ علم نہیں۔ یعنی نا معلوم بٹالہ سے ہماری روانگی کے بعد کیا کیا ظہور میں آیا“

یہ اس تار کا مضمون ہے جو پرکاش میں چھپی ہے اس میں جن افسروں کی شکایت کی گئی ہے ان کا نام حذف کر دیا گیا ہے۔

ہڈیوں کی اس داستان پر معزز ناظرین خوب غور کریں۔ پنجابی کا معزز نامہ نگار جو داستان کھینچتا ہے اس میں وہ ظاہر کرتا ہے کہ دس بجے رات کے قریب ہندوؤں کے کنوؤں کے پاس ہڈیاں پھینکی گئیں اور اس ٹرین میں جو رات کو بٹالہ سے ۱۰ بجے چلتی ہے چند ہندو صاحبان گورداسپور روانہ ہوئے ان ہڈیوں کے پھینکنے والے مسلمان گو صاف الفاظ میں نہیں ظاہر کئے گئے ہیں اور نہ صرف ہڈیاں پھینکنے والے بلکہ سڑکوں پر گشت کر کے ہندوؤں کے مال و جان پر گویا حملہ کرنے والے بھی۔ یہ ایک ایسا ذلیل اور خطرناک الزام ہے جو بٹالہ کی مسلمان کمیونٹی پر لگایا گیا ہے

لیکن جو لوگ بٹالہ کے ۵ جولائی کی رات کا علم رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ دس بجے کے قریب وہاں سخت آندھی آئی اور اس کے ساتھ بارش بھی تھی۔ اس تیرہ و تار رات میں باد و باران کے طوفان میں مسلمان تو بٹالہ کی سڑکوں پر کیا گشت کرتے ہونگے البتہ وہ لوگ جو اس وقت ان سڑکوں پر تلاش کرنے گئے تھے ضرور پھرتے ہونگے یہ ایک سیاہ جھوٹ ہے جو پنجابی کے نامہ نگار نے ظاہر کیا ہے:

اگر سخت جھکڑ نہ آیا ہوتا اور اس کا وہی وقت ہوتا تو ممکن تھا کوئی شخص اس داستان کو ملنے کے لئے طیار ہو جاتا مگر ایسی حالت میں یہ قیاس کرنا بھی نادانی ہے۔ ہاں اس سے ایک راز کا **انکشاف** ضرور ہوتا ہے کہ گویا ہندو صاحبان کو پہلے سے علم تھا کہ آج ایسا واقعہ ہوگا اور اس لئے وہ سخت جھکڑ میں جس کے ساتھ بارش ملی ہوئی تھی بڑی سڑکوں پر مسلمانوں کو دیکھنے گئے اور اسی حالت میں انھوں نے دیکھا کہ کنوؤں **کے پاس ہڈیاں پڑی ہیں**؛ اور سب سے بڑھ کر لطف تو اس تار سے آیا جو پنجابی اور ہندوستان کے سب سے بڑے اور ذمہ دار حکام کو ہمارے ہندو دوستوں نے دیئے۔ کیونکہ دس بجے کے قریب **کنوؤں** میں ہڈیاں ڈالی گئیں اور دس بجے کے قریب ہی پتہ لگ گیا اور انھوں نے کنوؤں میں غوطہ خور ڈال کر کے ان ہڈیوں کو دیکھ لیا اور پھر **دس بجے** کی گاڑی میں وہ گورداسپور بھی چلے گئے۔

ہڈیوں کی یہ داستان میں یہ حصہ نہایت ہی قابل غور ہے جو لوگ بٹالہ سے گورداسپور جاتے ہیں اور وہاں سے جا کر تار دیتے ہیں بلاشبہ وہ رات کو دس بجے کی گاڑی میں جاتے ہیں کیونکہ ہڈیاں **ڈالنے** کا واقعہ دس بجے کے قریب کا بتایا جاتا ہے تو ایسی حالت میں بجز اس کے کہ ہڈیوں کی داستان کسی سازش کا نتیجہ ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ چند منٹ کے اندر **ہڈیاں** پھینکی بھی جاویں اور معلوم بھی ہو جاوے کہ کنوؤں میں ہڈیاں اور مسلمان بڑی سڑکوں پر گشت کر رہے ہیں اور پھر ان لوگوں کو مشورہ کرنے کے لئے بھی کوئی موقعہ مل جاوے چیدہ چیدہ اور سربرآوردہ لوگ اہل ہنود کے جمع ہو کر بحث مباحثہ کے بعد اس نتیجہ پر آئیں کہ گورداسپور جا کر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ملنا چاہئے اور لاٹ صاحب اور وائسرائے صاحب کو تار دینی چاہئے۔ ہمیں افسوس ہے کہ بہت سے ہندو قانون پیشہ احباب بٹالہ اور گورداسپور کے اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے تھے اور لے رہے ہیں اور وہ واقعات کی ترتیب سے صحیح نتائج نکالنے کے عادی ہیں مگر وہ ہمیں بتائیں کہ اگر یہ واقعہ اس حیثیت سے جو پنجابی اور پرکاش میں شائع کیا گیا آپ کے سامنے بطور ایک مقدمہ کے رکھا جاوے تو کیا آپ اس کو محض لغو یا کسی اپنی سازش کا نتیجہ قرار نہ دینگے؟

ہم اپر تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں اور ہمیں سچائی کی قوت پر یقین ہے کہ کوئی شخص اسکو توڑ نہیں سکتا۔ اگر یہ واقعہ جو پنجابی اور پرکاش میں ظاہر کیا ہے جس کا اقتباس ہم نے اوپر دیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہڈیوں کی داستان اور واقعہ ایک گہری **ہندو سازش کا نتیجہ نہو؟** ورنہ ناممکن ہے کہ چند منٹ کے اندر یہ ساری باتیں طے ہو جاویں۔ پنجابی کے فاضل نامہ نگار اور اس معاملہ میں دلچسپی لینے والے ہمارے قانون داں ہندو احباب جب غور کرینگے تو

انھیں غلط بیانی پر خود افسوس ہوگا۔

اس سے بھی بڑھ کر عجیب و غریب کھیل ہمارے ذہین نامور جوان **قانون داں** اور **معاملہ فہم** ہندو بزرگوں اور بالکے ہندو لیڈروں نے بڑی بھاری ذمہ داری کو اپنے سر پر لیکر دیا ہے کسی معمولی انسان کو نہیں **کمشنر صاحب۔ لاٹ صاحب اور وائسرائے** کو اس تار میں لکھا ہے کہ **ہندوؤں کے کنوؤں میں گائے کی ہڈیاں پھینکی گئی ہیں**

ہم نہیں سمجھتے کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۸۲ کا مطلب کیا ہے؟ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تار کے جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے یہ **صریح جھوٹ** اور خلاف واقعہ ہے کسی کنوئیں میں کوئی ہڈی نہیں پائی گئی اور نہ سرکاری تحقیقات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ایسی **جھوٹی** خبر دینے سے ان ہندو بزرگوں کا کیا مطلب تھا؟ وہ ظاہر ہے ہم نہیں چاہتے کہ اس پر زیادہ بحث کریں مگر اس خیال سے کہ آئندہ گورنمنٹ پنجاب اور اس کے ذمہ دار حکام کو کسی شخص کو یونہی پریشان کرنے کی جرأت نہ ہو یہ ضروری امر ہے کہ **تار خبر** کے مضمون کی پڑتال کی جاوے اور تار بھیجنے والوں سے اس کی صحت کا ثبوت لیا جاوے اور اگر یہ صحیح ہو تو ایسی شورانگیز حرکت کرنے والے کو عبرتناک سزا دینی چاہئے لیکن اگر یہ مضمون تار کا جو جلی حروف میں لکھا گیا ہے **محض جھوٹ اور خلاف واقعہ** ہے تو **قانون** کی عزت کو قائم رکھنے کے لئے اور ایسی ناجائز حرکات کا سدباب کرنے کے لئے تار بھیجنے والوں سے **اس کا جواب ضرور طلب ہونا چاہئے**

یہ ہے ہڈیوں کی داستان کی حقیقت اور یہ اور بھی کھل جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس واقعہ کی تفتیش لالہ صاحب دیال صاحب

سب انسپکٹر بٹالہ نے (جو ہندو ہے) کی اور چوہڑوں کا بیان بھی اگر ہم غلطی نہیں کرتے نائب تحصیلدار بٹالہ کے سامنے قلمبند ہوا اور لالہ داس رام صاحب پنشنر اور خود لالہ نہال چند صاحب سب انسپکٹر کی تفتیش میں بعض اس واقعہ کو اتفاقی بتایا اور ظاہر کیا کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ نہیں جیسا کہ ان سے بیان ہے۔ لالہ صاحبدیال صاحب نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے گورداسپور اور بٹالہ کے بعض وکلاء اور معزز ہندوؤں کے سامنے پڑھ کر ۷۔ جولائی ۱۹۱۲ء کو سنایا ایسی حالت میں ایک خطرناک الزام مسلمانوں پر بعد میں لگانا نہایت شرمناک حرکت ہے۔

یہ سب ہندیوں کی داستان کی حقیقت اس پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی مسلمانوں یا مسلمان افسروں کا کوئی تعلق اور قصور نہیں تھا مگر یہ امر ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ ایک طرف تو رائے صاحب لالہ نہال چند صاحب اسکو اتفاقی واقعہ بتاتے ہیں اور دوسری طرف جو تار دیا جاتا ہے۔ اس میں اس کا الزام کنایۃً مسلمانوں کے سر تھوپا جاتا ہے۔

ان ہردو واقعات کی حقیقت کے اظہار سے مسلمانوں کی **پوزیشن** صاف ہو جاتی ہے ہم نہیں چاہتے تھے کہ یہ معاملہ اخبارات میں آئے مگر ہمارے جلد باز دوستوں نے ضلع **گورداسپور** کے **متدین** معاملہ فہم اور رعایا کے سچے ہمدرد ڈپٹی کمشنر کو بدنام کرنے کے لئے غلط واقعات شائع کرنے شروع کیئے تو ہمارا فرض تھا کہ ہم ایک مقامی اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے **اصلیت** کو **گورنمنٹ** اور پبلک کی توجہ کیلئے بیان کردیں اور ناظرین دیکھینگے کہ ہم نے صرف ہندو اخبارات کے شائع کردہ واقعات کو لیکر ان کے ہی مسلمات سے ان کی لغویت ثابت کر دی ہے اور ہم نہیں سمجھتے کہ حقیقت الامر کے کھل جانیکے بعد گورنمنٹ اس امر کا پتہ لگانے کی کوشش نہ کرے کہ وہ کون لوگ ہیں جو ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو ناگوار صورتیں لیجانے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔ بالآخر ہمیں بٹالہ کے ہندوستانی لیڈروں کی خدمت میں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ضلع گورداسپور کے **رحمدل** اور **نیک نیت** اور **شرافت مجسم** ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو مشورہ دردِ دل سے دیا ہے اسے اپنا دستور العمل بناؤ اور تم اپنی جائز **عزت** اور امتیاز کو جو بٹالہ کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی عمدگی کے باعث ہمیشہ قائم رہا ہے باقی رکھو جو لوگ **قومیت** کا جذبہ پیدا کرنے کے خیال سے دھڑا بندیاں پیدا کرتے ہیں وہ ملک اور قوم کیلئے ایک **لعنت** ہیں۔ ہر شخص اور ہر قوم جائز حدود کے اندر رہکر اپنی ترقی اور بہتری کیلئے کوشش کریں اسکا حق ہے اپنے مذہبی جذبات کی قدر کرے اسکو سزاوار ہے۔ مگر اپنی ترقی اپنی مذہبی احساس کے قیام کیلئے دوسروں کے مذہبی **جذبات** اور حقوق کو پامال کرو یہ آگ فوراً بجھا دو اور اپنے خوشگوار تعلقات سے ثابت کردو کہ تم میں شرافت عاقبت اندیشی اور امن پسندی کا پاک جذبہ موجود ہے۔ بٹالہ کے ہندو صاحبان کا خصوصاً فرض ہے کہ وہ ان غلط واقعات کی تردید کر دیں جو انکے نام سے اخبارات میں شائع کئے گئے ہیں اسطرح پر وہ اپنی راستبازی اور امن پسندی کا ثبوت دینے میں قابل قدر ٹھہرینگے ہم نے جو کچھ لکھا ہے محض مجبور ہو کر ذمہ دار آفیسروں کے دامن کو غلط الزامات سے پاک کرنے کیلئے ورنہ ہم ایسے قضیوں کو سخت ناپسند کرتے ہیں خدا کرے کہ آئندہ ہمکو اسپر لکھنے کا موقعہ ہمارے ہندو بزرگ نہ دیں ؎

من از ہمدردی ات گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است ای دانا و ہشیارے

آخر میں ہم اپنے ضلع کے معاملہ فہم اور نیک مزاج ڈپٹی کمشنر بہادر کی ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک ناصح مشفق کی طرح دونوں قوموں کو ملکر رہنے کا نیک مشورہ دیا۔ اور پوری توجہ اور استقلال کیساتھ ہندوؤں [illegible]

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخوں نے دروغ بافیوں کی حد کر دی۔ بارے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اُٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھکر مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ جس کا ترجمہ ماہ بماہ

الناظر

میں شائع ہوتا ہے۔ جو صرف ۱۲ میں اعلیٰ درجہ کے علمی۔ تاریخی۔ فلسفی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور ادبی مضامین نظم و نثر کے

اسی صفحہ

بالالتزام ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔

منیجر رسالہ الناظر لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ کی گرانی و مروڑ کچھ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ روکاوٹ نہیں ہوگی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل ٹین بھی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے۔ سولہ گولیوں کی ڈبیہ قیمت ۵ ایک سے ۶ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بڑھ جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس۔ چمک پڑ کر رگوں میں کن کنی سی جو کہیں چھوٹنے سے ہو۔ اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۳ نکیوں کی ڈبیہ ۸ محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ

اگر تندرست اور رنگ تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔

اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

ہمیشہ سے چھوٹا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہوچکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار حاصل کر لیا ہے نہ صرف بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا ... کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں انتظام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں ہر ایک مرض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانسو تک پہنچ گئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنے اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ:- جن پُر اثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہے اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھیئے۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ:- **میڈیسنز دہلی**

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکائیت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے ڈونس ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) دو یا تین کھا لیجئے دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتے ہیں۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکائیت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی

بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ ڈونس ڈنر پلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزا کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت فی شیشی ۴ر ۸ر ۱۲ر۔ بارہ آنہ والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ر والی شیشی سے چوگنی ہیں۔ **۱۲ر والی شیشی ڈون۔ پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔**

سچائی کا جھنڈا

... مضبوطی کی تیز دھاری آجکل وہ سماں دکھا رہی کہ ... لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت ... آزمائش ... بھلا اس میں بھی دیکھو کہ ہے فوائد تناسلیہ ... مختلف بیماریوں کی وجہ سے علم طور پر ضعف کی شکائیت ہے ... اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کی چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ تولید تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائیت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے اول نمونہ منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے فی بکس ...

طلاء طلسمی کیا زیادہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یا امراض کے لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچی ... قیمت ...

سرمہ سلیمانی ... قیمت فی تولہ ...

منجن دندان ... قیمت ...

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ حمیدیہ بلب کٹرہ ... دہلی

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

نمبر ۲۸ و ۲۹

۱۴ و ۲۱ اگست

قادیان دار الامان

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ہندوستان سے باہر غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے — صہ / ۲ے / ۱۲ے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی

بمقام امرتسر قبل مغرب

لاہور سے واپسی پر چند گھنٹہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ۷ اجون ۱۹۱۲ء کو امرتسر قیام فرمایا امرتسر کے قیام میں آپ کی غرض صرف یہ تھی کہ وہاں کی جماعت کو خصوصیت سے کچھ نصائح کریں جو باہمی اتحاد اور اصلاح حالت پر مبنی ہو۔ مگر جماعت امرتسر کی بدقسمتی کہ وہ ان قیمتی ہدایتوں سے محروم رہی ان کے لئے یہ ایک فضل تھا کہ ان کا امام سخت گرمی میں باوجود اس ضعف اور پیرانہ سالی کے ان کے گھر گیا مگر وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے بعض لوگوں سے تو ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ جو میرے اپنے ایمان کے موافق سخت بیہودہ اور خلاف ادب مرشد ہے۔ انہوں نے ترکوث قائما کا نمونہ دکھایا امرتسر کے وہ لوگ جو اس لوٹ کو پڑہیں۔ وہ انہیں نصیحت دینی کے لئے سمجہائیں کہ وہ استغفار کریں۔ اور صدقہ دیں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ ایسے لوگ کسی دکھ میں مبتلا ہوں یا ایمانی رنگ میں نقصان اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے! آمین!!

بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بعض غیر احمدی لوگوں کی تحریک پر ایک تقریر کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے قبل مغرب جبکہ عصر کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے سورہ عصر پر وعظ فرمایا۔ ایڈیٹر

میرے دوستوں نے مجھے کچھ وعظ کہنے کے لئے فرمائش کی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی توفیق دی ہے کہ تم لوگوں کو کچھ سنا دوں۔ میں اترا بھی اسی غرض سے ہوں کہ کوئی آدمی کوئی بات سن لے اور اللہ تعالیٰ نفع دے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

یہ ایک چھوٹی سی سورۃ ہے اور میں نے اسی نظارہ پر اس کو پڑھا ہے کہ اس میں عصر کا ذکر آتا ہے یہ وقت عصر کا ہے اور دن کا آخری حصہ ہے اور میں اس سورہ شریف کو عصر کے وقت شروع کرتا ہوں اس نظارہ نے مجھے ادھر ہی متوجہ کیا کہ شاید اتنے وقت میں پوری ہو جاوے جو سورج غروب ہو

عصر کے معنی اس سورۃ کے ابتدا میں عصر کا لفظ آیا ہے۔ عصر مطلق زمانہ کا نام ہے۔ ہماری زبان میں بھی یہ لفظ ان معنوں پر بولا جاتا ہے فلاں میرا ہمعصر ہے اخبار نویس بھی یہ لفظ بولتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارے عصر نے یہ لکھا ہے غرض زمانہ کو بھی عصر کہتے ہیں۔

پھر عصر نچوڑنے کو کہتے ہیں إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا۔

عصر اس حصہ کو کہتے ہیں جو ظہر کے بعد نماز کے لئے مقرر ہے یہ وہی وقت ہے جس کی ابھی نماز پڑھی ہے۔ پس عصر کے تین معنی ہیں۔ زمانہ۔ نچوڑنا اور بعد ظہر نماز کا وقت۔

قسمہائے قرآنی کی حقیقت قرآن کریم میں جہاں بڑے بڑے عجائبات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض سورتیں کے شروع میں اور بعض کے درمیان قسموں کا ذکر کیا گیا ہے میں نے قرآن مجید کی ان قسموں پر بڑا غور کیا ہے تو میں نے یہ پایا ہے کہ قرآن مجید کی قسمیں معجزانہ رنگ رکھتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک میں نے دیکھا ہے دنیا میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ عوام۔ پھر ان سے بڑھ کر سمجھدار پھر ان سے بھی بڑھ کر حکومت پیشہ لوگ

عوام میں یہ بات مشہور ہے (اگرچہ اس زمانہ میں اس کے خلاف ثبوت موجود ہے) کہ قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے۔ پڑھے لکھے نو تعلیم یافتہ بھی یہی کہتے ہیں کہ سویلزیشن کے خلاف

ہے۔ بیہودہ امر ہے۔ بہت قسمیں کھانے والے کا اعتبار نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں بھی ایک جگہ اس کی طرف اشارہ ہے

لا تطع کل حلاف مہین

مگر باوجود اس کے قرآن میں قسمیں موجود ہیں میری سمجھ میں ان قسموں میں کچھ حصہ عوام کا ہے کچھ خواص کا اور کچھ حکام کا ہے عرب میں اس جہالت کا دور دورہ تھا ان کا اعتقاد تھا کہ قسم ذلیل کر دیتی ہے۔ ان میں ایک ضرب المثل یا کہاوت تھی کہاوت یا ضرب المثل ایک فقرہ ہوتا ہے۔ جو بڑے تجربوں کا نچوڑ ہوتا ہے وہ ضرب المثل جو عربوں میں قسم کے متعلق تھی یہ ہے۔ ان الایمان تدع الارض بلاقع۔ قسمیں ملک کو ویران کر دیتی ہیں اور قسمیں کھانے والے کی عزت نہیں رہتی۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ قسمیں ذلیل کر دیتی ہیں اور ملک کو تباہ کر دیتی ہیں۔ اُن کے سامنے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے قسمیں نکلوائیں اور اس طرح پر اُن کے اپنے مسلمہ عقیدہ کے رو سے حجت پوری کی کہ عوام کے خیال کے موافق تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) ذلیل اور ہلاک ہو جاتے۔ مگر آپ روز افزوں ترقی کرتے گئے یہاں تک کہ آپ کے اقبال سے شاہان وقت لرزہ کھا جاتے تھے۔ پس عوام کے لئے یہ معجزہ بلکہ آیۃ اللہ اور سلطان مبین ہے حکام کے لئے بادشاہ وقت تک تخت پر بغیر قسم کے نہیں بیٹھ سکتا۔ وزراء۔ پارلیمنٹ کے ممبر قسم کے بغیر اپنے عہدہ پر متعین نہیں ہوتے۔ بڑے بڑے عہدہ داران جیسے چیف کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج ہیں۔ ان سے بھی قسم لی جاتی ہے۔ یہ شخصی بات سہی۔ مگر ہماری فاتح قوم نے تو حد کر دی اس کے قانون میں ۔۔۔ لازم ہے کہ مسیحی آدمی قسم کھائے اور باقی کے لئے اقرار صالح کافی ہے۔

غرض عوام کا یہ حال ہے اور حکام کا یہ۔ بیچ میں رہے فلاسفر لوگ۔ اُن کے لئے قرآن کریم کی قسمیں عجائبات پر مبنی ہیں ۔۔۔ الٰہیہ یا لاز آف نیچر سے جب قرآن کریم استدلال کرتا ۔۔۔ فلسفی کا دماغ بھی اس کے ماننے پر تیار ہو جاتا ہے اس ۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ قسم میں فلسفی مضمون ہوتا ہے۔ جس کے ۔۔۔ عقلمند کو مضائقہ نہیں ہوتا اور یہ قسمیں بطور شواہد اور ۔۔۔ کے ہوتی ہیں۔ میں قرآن مجید سے ایک دو قسموں کے مقام تمہیں سُناتا ہوں۔

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾
وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾

اس صورت کو بھی قسم سے شروع کیا ہے اور اس میں رات دن کے قدرتی مناظر اور ان کے مختلف نتائج اور عورت و مرد کے باہمی تفاوت اور پھر تعلقات اور نتائج کو بطور شاہد پیش کر کے مسئلہ جزائے اعمال کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دُنیا کا کیا پتہ ہے۔ نیکوں کو دُکھ اور بدوں کو سُکھ مل جاتے ہیں اس مضمون کو ایک فقیر نے ادا کیا ہے اس کے معنی تو لطیف ہو سکتے ہیں مگر عوام نے اس سے اباحت اور جرأت سیکھی ہے۔

اونچے کھاڑ گھر بیندے ہیں پکڑ دن سادھ تے چھڈن چور
لیکھاں بے پروائیاں دا

یعنی دُنیا اعتبار کے قابل نہیں ایسے مضامین کبھی لوگ غلط سمجھ لیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ حقائق صحیحہ اور نتائج صحیحہ واقعی ہیں یا وہم ہیں۔

اس پر دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو مذہب کے پابند ہیں اور بعض مذہب کے پابند نہیں رہے۔ بہت سے لوگ ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مذہب کا بڑا پابند ظاہر کرتے ہیں اور اگر ذرا بھی بے ادبی اپنے مقتدا کے خلاف دیکھیں تو جان تک خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ مگر عمل کچھ نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عملی رنگ میں جزا و سزائے اعمال کے منکر ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ اس سورۃ میں اس عقیدہ باطلہ کو رد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جیسے اسباب مہیا کرو گے۔ ویسے ہی نتائج ہوں گے اس دعوی کا ثبوت ایک قدرتی نظارہ سے دیا جاتا ہے وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى رات کی طرف دیکھو اُس کے صفات اور آثار الگ ہیں۔ جو باغ دن کو راحت بخش ہیں اور جن سے دن کو اوکسیجن نکلتی ہے۔ وہی باغات رات کو راحت بخش نہیں اور اب انہیں درختوں سے کاربن نکلتی ہے۔ جو قاطع حیات ہے۔ اور بچوں کے لئے تو وہ خوبصورت درخت رات کو بھوت نظر آتے ہیں۔ دانا کہتے ہیں کہ درختوں سے رات کو کاربن نکلتی ہے۔ مذہب منع کرتا ہے کہ رات کو درختوں کے نیچے نہیں سونا چاہئے دن کی تاثیریں اور عجائبات بالکل جدا ہیں وہی درخت جو رات کو کاربن نکالتے تھے دن کو اوکسیجن چھوڑتے ہیں اور ہندوؤں نے تو درختوں کے متعلق مذہبی قواعد بنا دیئے بہت دانائی اور عاقبت اندیشی کی۔ اس گرم ملک میں بڑ اور پیپل خدا کی نعمت ہے ان کی حفاظت ایسی نہ ہوتی جیسی اب مذہبی پیرائے میں ہو رہی ہے۔

غرض رات اور دن کے جُدا جُدا لوازمات ہیں اگر کوئی کہے کہ رات کو درختوں کے نیچے سویا کریں تو وہ نقصان اُٹھائیگا۔ دن کو باغات کی سیر کرنے اور اُن کے نیچے سونے کو پسند کیا جاتا ہے اور اس سے طبیعت میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اگر کوئی اتنا باریک علم نہ رکھتا ہو تو دن اور رات کے خواص اور تاثیرات پر فلسفی نظر نہ رکھتا ہو تو فرمایا۔

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى

عورت و مرد کے مساوات والے پڑھیں

عورت اور مرد کی بناوٹ پر غور کرو۔ دو جُدا جُدا ہستیاں ایک ہی نوع کی ہیں۔ مگر ہر دو کے اعمال اور قدرتی فرائض جُدا جُدا ہیں۔

آجکل تھوڑی تعلیم کے لوگ مساوات کی بحث کرتے ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں۔ میں ایک مرتبہ کشمیر میں ایک دوست کے مکان پر بلا تکلف چلا گیا وہاں ایک بڑا ڈاکٹر موجود تھا ڈاکٹر سے مراد علم طب کا ماہر نہیں بلکہ عالم مراد ہے اس نے عورتوں اور مردوں کے حقوق کی مساوات پر بحث کی اس نے دو مرتبہ کہا کہ عورت اور مرد باہم برابر ہیں۔ تب میں نے اس کو مخاطب کیا اور پوچھا آپ کا کوئی بیٹا ہے۔ پہلے تو اس نے کروہ سمجھا کہ میں نے بدوں انٹروڈیوس اس سے خطاب کیا مگر جب اس نے دیکھا کہ صاحب مکان میری تکریم کرتا ہے تو اس نے جواب دینا پسند کیا اور بڑی خوشی سے کہا کہ ہاں! میں نے نہایت بے تکلفی سے اس کی چھاتی پر ہاتھ مارکر ٹٹولا اور کہا کہ اب تو آپ کی باری بچہ جننے کی ہو گی۔ میری اس حرکت سے اس نے سمجھ لیا کہ یہ بڑی جرأت والا آدمی ہے اس لئے اس نے گھر والے سے پوچھا کہ یہ کون ہے اس نے کہا کہ یہ آپ ہی کہدیں گے۔ میری تو جرأت نہیں کہ بتاؤں۔ پھر اس کو پتہ لگ گیا۔

میرے اس علمی اعتراض پر وہ بہت گھبرایا اور آخر اسے ماننا پڑا کہ عورت اور مرد باہم مساوی نہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرد اور عورت کے خواص الگ ہیں اور ان کے فرائض جدا جدا۔ اگر ان امور پر تم نظر کرو گے تو تمہیں صاف معلوم ہو جاوے گا اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ؏

جب کام جدا جدا ہیں تو ان کے نتیجے بھی الگ الگ ہوں گے اسی طرح پر نیکی اور بدی میں تفاوت ہے۔ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا نتیجہ بد ہوگا اس کے مطابق اب مسئلہ سزا و جزا کا حل ہو گیا اس طرح پر قرآن مجید کی قسمیں بڑے بڑے مسائل کا حل کرتی ہیں۔ ۳۵ مقامات پر قسمیں آئی ہیں۔ اور وہ حقیقت مدعا کی مثبت ہیں۔

والعصر میں جو قسم ہے وہ بھی ایک امر کی مثبت ہے فرمایا عصر کو دیکھو۔ انسان گھٹیل حالت میں ہے۔ ہر گھڑی جو اس پر آتی ہے وہ اس کو کچھ کم ہی کر رہی ہے۔ ماں کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ ایک دو سال کا ہوتا ہے تو لوگ مبارک باد دیتے ہیں کہ بچہ بڑا ہو گیا مگر غور کرو۔ تو دو سال اس کی عمر سے کم ہو گئے اور دن بدن وہ گھٹتا جاتا ہے۔ انسان گویا برف کا سوداگر ہے ہر لحظہ اس کو کم کر رہا ہے اسی طرح پر انسان کی عمر گھٹتی چلی جاتی ہے تو اب سوال ہوتا ہے کہ کیا اس کی تلافی کا بھی کوئی انتظام ہے خواہ عصر کے کچھ ہی معنے کرو۔ یہاں بتایا ہے کہ اس کی تلافی کی صورت ہے وہ کیا؟

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ؏

کچھ لوگ ہیں جو گھاٹے سے بچائے جاتے ہیں۔ وہ کون ہیں جو مومن اور اعمال صالحہ کرنے والے ہیں۔ اب اگر عصر کے معنی زمانہ کے کرو تو اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے کیونکہ پہلے تو ایک نبی آتا تھا اور شریعت لاتا تھا اور نئی راہیں خدا کی رضامندی کی ظاہر ہوتی تھیں۔ مگر اب تو عصر کا وقت ہے۔ پھر سورج غروب ہوگا۔ آپ جامع کمالات نبوت۔ جامع کمالات انسانیہ اور خاتم کمالات نبوت اور خاتم کمالات انسانیہ تھے۔ پھر عصر کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ نچوڑنے سے ہر ایک چیز الگ ہو جاتی ہے اور اس کا روح حقیقت نشین ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لائے وہ خالص اور تمام صداقتوں کا نچوڑ ہے۔ دنیا میں کثرت سے آئے ہیں۔ منہم قصصنا علیک ومنہم لم نقصص۔

پھر جو آئے ہیں تو کچھ معلوم نہیں کہ ان کی کتابیں محفوظ ہیں یا نہیں۔ پھر وہ کتابیں کمی بیشی تغیر و تبدل سے پاک ہیں یا نہیں۔ غرض بیسیوں شبہات وارد ہوتے ہیں۔

پھر انسانی تاریخ کا پتہ نہیں۔ عیسائی تو پانچ چھ ہزار برس سے برس سے پرے کچھ کرنے نہیں دیتے۔ صد سات ہزار برس بتلاتے ہیں۔ آریوں نے ۲ ارب کے اندر خدا کی بادشاہی کو محدود کیا ہے۔ زرتشت کے اتباع نے مہاں سنکھ کے آگے سترہ صفر بڑھا دیئے ہیں۔

مگر ہمارے مولا کے خالق۔ مالک۔ حی۔ قیوم اور رازق ہونے کے لئے کسی وقت کی حد بست کرنا سخت جہالت ہے۔ اس لئے ہماری مقدس کتاب قرآن کریم نے کوئی تاریخ نہیں دی۔

پھر نچوڑنے کے معنوں کو مدنظر رکھکر فرمایا فِیْہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ تمام صداقتوں کا مضمون قرآن مجید میں موجود ہے۔ کوئی صداقت اس پاک کتاب سے باہر نہیں ہم نے مختلف رنگوں میں دنیا کے سامنے اس سوال کو پیش کیا ہے کہ تم کوئی صداقت بتاؤ۔ جو قرآن کریم میں نہ ہو۔ اولاد۔ بیوی والدین۔ اپنی قوم اور دوسری قوموں سے تعلقات اور خدا کے ساتھ تعلقات کی کوئی جامع کتاب بتاؤ۔ میری عمر بہت ہو گئی ہے اور مذاہب کی تحقیقات کا اتنا شوق رہا ہے کہ میں نے اپنے ہم جولیوں میں نہیں دیکھا۔ پھر مدد الٰہی ایسی پہنچی کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں کے خریدنے کے لئے اموال کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسا فضل کیا کہ وہ مجھے ایسے مخفی طور سے دیتا ہے کہ انسان کی طاقت نہیں کہ معلوم کر سکے ان تمام اسباب سے میں نے اس صداقت کو ہمیشہ لا نظیر پایا فِیْہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ

غرض اس سورۃ والعصر میں تلافی کے چار قاعدے بتلائے۔ جن پر عمل کرنے سے انسان خسارہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اول۔ ایمان ہو۔ سچی باتوں کا علم ہو۔ عقائد صحیحہ ہوں

دوم۔ اس علم اور عقائد کے موافق اعمال صالحہ ہوں۔

سوم۔ وہ سچی باتیں اور عقائد صحیحہ۔ پاک تعلیمات جن پر ایمان لاتا ہے اور عمل کرتا ہے۔ دوسروں کو پہنچائے اس کا نام وصیت الحق ہے۔

چہارم چونکہ سچائی کے پھیلانے میں دشمن ضرور ہوں گے اس لئے اس کی مخالفت میں صبر و استقلال سے کام لے۔

یہ چار قاعدے ہیں جو شخص ان پر عمل کریگا وہ خسارہ سے محفوظ رہیگا اس نسخہ کو صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین اور اکابر اولیاء و آئمہ نے استعمال کیا۔ اس زمانہ میں ہماری سرکار مرزا صاحب نے تجربہ کیا لیکن جب مسلمانوں نے اس نسخہ کو چھوڑنا شروع کیا اسی وقت سے ان پر زوال آنے لگا۔

سب سے پہلے مسلمانوں نے ایسی جامع کتاب کا پڑھنا چھوڑ دیا۔ ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں میں ہاں ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے کتنے ہیں۔ جو اس کو پڑھتے ہوں اور پھر اس کے مطلب کی تہ کو پہنچ کر عمل کرتے ہوں پھر اس کے حقائق پہنچاتے ہوں اور ان حقائق کے پہنچانے میں جو تکلیفات پیش آئیں۔ صبر اور استقلال سے اس کا مقابلہ کرتے ہوں۔

موجودہ حالت

چار قومیں ہمارے سامنے ہیں۔ ایک زمیندار ہیں۔ جو صبح سے شام تک گویا مزدوری پیشہ ہیں۔ ان کو کونسا وقت ملتا ہے کہ وہ قرآن مجید کو پڑھیں اور سمجھیں۔

پھر امرا ہیں انہوں نے اول تو نماز چھوڑ دی ہے اگر پڑھیں بھی تو انہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مشکل ہو رہا ہے۔ گھر میں موقعہ مل گیا تو پڑھ لی نہیں تو نہیں۔

ہاں ایسا دیکھا ہے کہ اگر کوئی افسر مال ہو اور وہ نماز پڑھنے لگے تو کم از کم ذیلدار پڑھ لیتا ہے وضو ہو یا نہ ہو۔

پھر علما اور گدی نشینوں کے قبضہ قدرت میں بڑی مخلوق ہے۔ ان کا جو حال ہے اس کو دنیا خوب جانتی ہے ایک چیز ان کے بغل میں ہے کفر کا فتویٰ یا عورتوں کے جلانے کرنا۔ اسی سے ان کا کام خوب چلتا ہے۔ رہی عزت وہ جو کچھ بھی ہے لوگ خوب جانتے ہیں۔ رہے گدی نشین۔ یہیں خدا

کے فضل سے دونوں میں داخل ہوں۔ اللہ کا فضل دستگیری کرے تو بات بنتی ہے کوئی سات سو برس کی بات ہے۔ ایک نازک خیال نعیم کہتا ہے ؎

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

بڑے داناؤں اور اُن کی مجلسوں کے پریسیڈنٹوں سے پوچھو مجھے تو بڑی حیرت ہے۔ یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا کہ توبہ فرما آپ کیوں توبہ کم کرتے ہیں۔ ساری کتابیں اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ ہاں ایک جگہ وہ چوٹ کر کے کہتا ہے ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگر می کنند

ہم کو سخن شناس سمجھتے ہیں۔ اب قرآن کریم کا پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا اور پھر دوسروں کو پہنچانا اور بالمقابل جب لوگ فتوی دیں اور تو تیاں بجانے والوں کے مقابلہ میں صبر کرے تو گھاٹے میں نہیں رہتا۔

یہ بھی شہر ہے اور بہت بڑا شہر ہے۔ بہت مخلوق اس میں ہے یہاں مسلمانوں کے کئی گروہ ہیں۔ ایک گروہ غزنویوں کے قبضہ قدرت میں ہے ایک اہل فقہ کی جماعت ہے۔ کچھ حصہ ثناء اللہ کے ساتھ ہے اور کچھ پیر کشمیر سے آجاتے ہیں۔ ان میں باہم بغض و عناد اور دشمنی ہے اور قرآن مجید سے اس کا پتہ لگتا ہے۔

فلما نسوا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء

جس میں دشمنیاں تو ہم دیکھتے ہیں پھر شاید یہ بے ادبی ہو۔ اگر ہم ان کو کہیں کہ تم نے قرآن چھوڑ دیا ہے مگر ہم کیا کریں ایسا کہنے پر ہم بھی مجبور ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید یہی فرماتا ہے۔ اگر کوئی عداوت اور کینہ ہے تو صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کو چھوڑ دیا ہے۔

میرا ارادہ تھا کہ تمہیں والعصر سناؤں۔ خدا کے فضل اور توفیق سے میں نے سُنا دی ہے۔ البتہ میری یہ خواہش ہے اور بہت خواہش ہے کہ جب مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں تو وہ اس کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں پھر وہ لوگوں کو پہنچائیں اور اگر مخالفت ہو تو صبر و استقلال سے مقابلہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے یہ ہوسکتا ہے۔

مجھے کبھی بھی اس بات کا خیال نہیں ہوتا کہ سُننے والے بہت آدمی ہیں یا تھوڑے وہ اعلیٰ طبقے کے ہیں یا عوام ہیں خدا تعالیٰ نے میرے دل سے ان باتوں کو نکال دیا ہے۔ میں تو خدا کا کلام پہنچانا چاہتا ہوں خواہ کوئی ایک ہی سُننے والا ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جو بڑے آدمی ہیں وہ ہمارے ساتھ سردست تعلق نہیں رکھ سکتے۔ ہاں وقت آجائیگا کہ بڑے سے بڑے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونگے۔

ہماری سرکار سے (حضرت مسیح موعودؑ) اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

مگر اس وقت یہ نہیں ہوسکتا کہ جارج پنجم قادیان میں آجاوے اور اگر مرید ہو جاوے کیونکہ اگر وہ آئے تو اس کے آنے سے پہلے سڑک۔ مکان۔ تار گھر وغیرہ سب کچھ فوراً تیار ہو جاوے اور جب وہ وہاں آکر یہ سوچے کہ میرے آنے سے قادیان والوں کو کیا فائدہ ہوا اور مجھ کو قادیان سے کیا فائدہ ہوا؟ تو یہی کہیگا کہ ان غریبوں کے پاس پہلے ہی کیا تھا۔ میری وجہ سے ان کو یہ فائدہ پہنچا وہ نفع ہوا وہ اس پاک صحبت کی قدر نہیں کرسکتا پس یہی حال بڑے آدمیوں کا ہوتا ہے اس لئے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ جب کوئی مامور و مرسل دنیا میں آتا ہے تو اولاً اس کو غریب اور ضعیف لوگ قبول کرتے ہیں اور بڑے بڑے لوگ قطع تعلق کرتے ہیں۔

کذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا

اکابر ماموروں کے ساتھ نہیں ہوتے غریب اور مسکین ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر ان چھوٹوں کو ان سے نفع پہنچتے ہیں۔ میں بھی ایک نمونہ ہوں۔ میرا گھر جہاں تھا میرے اب وہ وہم و گمان میں بھی نہیں آتا۔ میری ماں اعوان قوم کی ایک زمیندار تھی۔ اپنی قوم میں وہ اکیلی پڑھی ہوئی تھی اور کوئی مرد یا عورت پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ قرآن مجید سے اس کو بہت محبت تھی اور ہمیشہ قرآن پڑھایا کرتی تھی خدا تعالیٰ نے میری غذا الٰہی کلام پاک ہی بنائی ہے میں ہمیشہ اس کو سُنا کر جیتا ہوں۔

میرا باپ ایک غریب اور مسکین آدمی تھا اپنی ضرورت کے موافق تجارت کر لیتا تھا میں اپنا حال جانتا ہوں اور میں خوب سمجھ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب کی صحبت میں میں نے کیا پایا۔ میں نے وہ کچھ پایا جو اہل دنیا اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے مرزا نے مجھے کتنا بڑا آدمی بنا دیا۔ جارج کی سمجھ ہی میں یہ بات نہیں آسکتی۔ اس لئے ارادہ الٰہی اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ غربا کو مامور کی صحبت میں بھیج دیتا ہے اور اکابر ان فیوض سے محروم رہ جاتے ہیں۔

عبداللہ ابی ابن سلول۔ ابوجہل بڑے آدمی تھے وہ اگر مسلمان ہو جاتے تو پھر اپنی ہی خوبی جتاتے اسلام کے احسان اور فضل کو کبھی تسلیم نہ کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے غربا کو ساتھ کر دیا اور وہی غربا آخر مقوقس اور ہرقل کے مقابلے میں گئے اور دُنیا کے فاتح کہلائے میرے تو دل میں کبھی آتا ہی نہیں کہ امیر کیوں الٰہی سلسلوں میں نہیں آتے۔

پس میں تمہیں اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں۔

درس خواتین میں کچھ فرمان

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین مولانا سیدنا نورالدین سلمہ رب العالمین

فرمایا۔ یہ جو قرآن حمید میں فرمایا گیا ہے انما اولادکم و اموالکم فتنۃ یہ بالکل ٹھیک بات ہے اور خاص کر عورتوں کے لئے بہت ہی فتنہ ہے۔ فتنہ عربی بولی میں سُنار کی کٹھالی کو کہتے ہیں جس میں سونا کھرا کھوٹا پہچانتے ہیں آپ نے بھی کہتے ہیں تو لا اولاد مومن مال لنا ولا دین پہچانا جاتا ہے [illegible] صبح کی نماز کا وقت ہے۔ ادھر رات بچے نے پیشاب کر کر کے کپڑے بھگو دیئے بدن پر پیشاب لگا دیا اب وہ دھونا ہے۔ ادھر خبر دی ہے بچہ رو رہا ہے۔ ادھر میاں کا ناشتہ تیار کرنا ہے تو ایسی حالت میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ نماز پڑھ لینا بہادر دل کا کام ہے گویا فتنہ ہے کہ اس آتر نا [illegible] اسی طرح سمجھ کر صبح شام کو بہت کو ایسی ہی مشکلات سے نکل جانا اور [illegible] کر لینا بہت بڑا بہادری کا کام ہے۔

ایک بزرگ نے اپنی بیٹی کسی [illegible] بیاہ دی۔ [illegible] کے بعد وہ میکے آئی تو وہ بزرگ بھری مجلس میں بیٹھے تھے جونہی دامادوں کی نظر پڑی فرمایا۔ کیوں جی جب ہماری لڑکی ڈولی میں بیٹھی۔ نماز کتنی [illegible] اس نے کلمہ [illegible] اندر پڑھ لی [illegible] کہاں

تکلتی تو پھر کہا۔ وضو کیا ہے یا نہ پڑھی ہوئی۔ وہ خاموش رہا تو فرمایا تو نے اسے طلاق کیوں نہ دیدی۔ یہ تھا خدا کے خوف والوں کا حال۔

فرمایا۔ دھوپ زرد ہو جاوے تو عصر کی نماز جائز نہیں

فرمایا۔ کوئی آدمی تنگی اور تکلیف میں رہنا نہیں چاہتا لوگوں نے یہ قرآن مجید کے خلاف منطق گھڑی ہوئی ہے کہ نیکوں کو تکلیفیں ہوتی ہیں۔ یہ جھوٹی کہانیاں بنی ہوئی ہیں اور یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے بکریوں کا دودھ پیتے تھے۔ ابھی عرب میں بچہ تو پیدا ہی ہوتے تھے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑے بڑے جلیلقدر بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہی تھیں ایک دفعہ اس قدر روپیہ آیا۔ کہ صحن مسجد بھر گیا۔ تو آپ نے کوئی حساب نہ رکھا اور حکم فرمایا کہ جتنا کوئی چاہے لے جائے۔ کیا یہ بھوکوں ننگوں کا کام ہے۔ یہ بہت غلط باتیں ہیں۔ مومن اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا ہے اور اللہ پاک تو ہر تنگی سے ضرور نکالتا ہے۔ اب دیکھو۔ قادیان کی طرف۔ یہاں کا لباس۔ زبان۔ طرز معاشرت کوئی اچھی نہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے یہاں اپنا ایک بندہ پیدا کیا۔ ہم سب پروانے کی طرح اس پر نثار ہیں۔ فرقان کے معنی بھی یہی ہیں۔ ہر دکھ سے سکھ پہنچانا۔ ہر تنگی سے نجات دینا۔ کوئی متقی ہو۔ ضرور اسے تنگی سے فراخی ہوتی ہے اور دشمن ہلاک ہو جاتا ہے یہ ہمارا خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے۔

فرمایا۔ کوئی شخص جب تک کوئی گناہ قصور نہ کرے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بادشاہی نہیں لیتا جب تک اس کی نافرمانی نہ کی جاوے۔ ایک میرے پیر تھے حضرت شاہ عبدالغنی۔ میں نے سنا ان کا مرید دہلی کا ایک شہزادہ تھا کامران نام۔ ایک دن اس نے سنایا حضرت ہمارے قلعہ میں اسقدر سیہ کاری ہوتی ہے۔ رات کو جتنی رذیل چوہڑیاں ہیں وہ شہزادوں کے بستروں پر اور جسقدر شہزادیاں ہیں۔ وہ رذیل لوگوں کے بستروں پر ہوتی ہیں۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا۔ تم نکل آؤ وہاں سے۔ کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت تھا کہ شہزادہ کامران معہ اہل و عیال آگیا۔ حضرت کو الہام ہوا۔ کہ ہم نے قلعہ کامران کی خاطر سے بچایا ہوا تھا۔ پھر رات کو وہاں۔ غدر ہو گیا اور بڑی بڑی شریف شہزادیاں خاک میں مل گئیں۔ عورتیں برباد ہوئیں۔

فرمایا تکبر فضولی۔ کنبہ پرور تباہ کر دیتا ہے۔ یاد رکھو۔ جو تکلیفیں مصائب آتے ہیں۔ ضرور کسی گناہ کے سبب آتے ہیں۔ مگر اب مسلمان اس مسئلہ کو مانتے نہیں۔

فرمایا دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پھیلاؤ۔ حدیثوں کو پھیلاؤ یہی لوگوں نے دنیا میں اب راہ نکالی ہے کہ کبھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے یا تو عورت کو گھر کی مالک ہی بنا دیتے ہیں یا پھر ذرا غصہ آیا۔ بس چوٹی پکڑ باہر نکال دیا۔ قرآن کے احکام چھوڑ دیئے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک بڑا دکھ ہے۔ گھر گھر لڑائی ہے۔ ساس بہو میں لڑائی۔ دیورانی جٹھانیوں میں فساد۔ میاں بیوی میں جھگڑا بہن بھائیوں میں۔ رشتہ داروں میں پھوٹ۔ اس سے تو مسلمان ذلیل ہو گئے مگر قرآن مجید نے اس کی کیا عمدہ راہ بتائی تھی۔ کہ تمہارے گھر الگ الگ ہوں۔ جب کبھی محبت ہوئی۔ آپس میں مل لیا۔ اصل میں جب کبھی کوئی لڑائی فساد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ہوتا ہے۔

فرمایا۔ محنت کر کے کھانا بہت خوشگوار ہوتا ہے اور انسان خوش رہتا ہے۔ جموں میں ایک دفعہ میں نے دیکھا۔ کڑکڑاتی دھوپ۔ گرمیوں کے دنوں میں ایک موچی دیوار کے سایہ تلے بیٹھکر جوتے گانٹھا کرتا۔ میں خود اس کے پاس گیا کہ جوتا گانٹھ دے۔ حالانکہ جموں میں ہمیں خود جوتے گانٹھوانے کی کیا ضرورت تھی تو وہ کہتا ہے جا میاں اس وقت نہیں۔ یہ آرام کا وقت ہے۔

فرمایا حضرت عالمگیر بہت بڑے عالیشان بادشاہ تھے۔ زیب النسا ان کی بہت پیاری بیٹی تھی دونوں باپ بیٹی قرآن مجید لکھتے یا ٹوپی کاڑھتے اور اسے فروخت کروا کر حلال طیب روٹی کھاتے۔ بلبن التمش بھی یہی کرتے۔ محنت کا کھانا حلال اور طیب کیا عمدہ بات ہے۔ دیکھو! میں خود بھی محنت سے کھاتا ہوں اور خوب محنت کرتا ہوں۔ پیری مریدی کے روپیہ کو میں دیکھتا بھی نہیں۔

فرمایا۔ نکمی عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے بہت بہت دکھ بنا لیتی ہیں۔ شادیوں غمیوں کے لئے ناحق فضول سامان بنا لیتی ہیں۔ سو تم یہ طریق چھوڑ دو۔ فقط

سکینۃ النساء از قادیان۔

جلسہ مدرسہ احمدیہ

نوشتہ ایڈیٹر بدر

موسمی تعطیلات پر لڑکوں کو رخصت کرتے ہوئے ۹ر اگست ۱۹۱۲ء کی صبح کو مدرسہ احمدیہ کا جلسہ ہوا پہلے ایک لڑکے نے قرآن شریف پڑھا پھر سراج الشعرا جناب صدیق ہروی احمدی نے اپنی ایک فارسی نظم پڑھی جو انہوں نے خاص اس جلسہ کے واسطے لکھی تھی۔ سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے چند اشعار آگے درج ہوں گے اس کے بعد رحمت علی طالب علم مدرسہ احمدیہ نے اس مضمون پر تقریر کی کہ ہم نے قادیان میں آکر کیا سیکھا اور باہر جاکر کیا کرنا چاہیئے۔ یہاں رہنے کا مقصد حصول علم نیک صحبت سے نیک نمونہ حاصل کرنا اور باہر جا کر وہ تعلیم دوسروں تک پہنچانا بیان کیا اس کے بعد عبید اللہ طالب علم مدرسہ احمدیہ نے فصاحت کے ساتھ جاہلیت عرب کی خراب حالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بینظیر اصلاح پر ایک مختصر تقریر کی۔ پھر محمود احمد پسر شیخ یعقوب علی صاحب طالب علم مدرسہ احمدیہ نے ایک رباعی پڑھکر اور حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کر کے کہ اپنا قیمتی وقت جلسہ کو دیا یہ بیان کیا کہ قادیان میں کوئی دنیوی دلچسپیوں کے نظارے نہیں ہیں۔ طلبا کو ان کے والدین نے یہاں ایک بیش قیمت موتی کو حاصل کرنے کے واسطے بھیجا ہے وہ موتی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قرآن شریف ہے اسے حاصل کرو۔ یاد رکھو کہ موتی سمندروں اور پہاڑوں سے بغیر مصائب شدیدہ کے اٹھانے کے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ موتی حاصل کرو۔ اور دوسروں کو دو۔ ہم اپنے معزز ہمعصر شیخ صاحب کو مبارکباد کہتے ہیں کہ ان کے فرزند نے ایک بے تکلف موثر تقریر کرنے کی توفیق خدا سے پائی۔ وہ رباعی جو اس عزیز نے پڑھی یہ ہے۔

خادم قوم ہوں میں خادم اسلام ہوں میں
نوری سرکار کا پھر بندۂ بے دام ہوں میں
فخر کرتا ہوں بجا فخر ہے میرا محمود
اک اولوالعزم نبی زادے کا ہمنام ہوں میں

اس سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ بچوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہر کام بڑوں کے مشورہ سے کیا کریں۔ سارے جہان سے اعلم۔ اخشی۔ اتقی۔ انقی حضرت محمد خاتم النبیین رسول رب العالمین۔ رحمت اللعالمین۔ شفیع المذنبین ان کو بھی حضرت جل جلالہ نے اپنے ماتحت رکھا۔ اور اپنے اصحاب سے مشورہ کر لینے کا حکم دیا۔ کام چھوٹا ہو یا بڑا۔ سب کے واسطے مشورہ کا حکم ہے۔ بیٹھنے میں صف بندی اور مراتب کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ لڑکوں کا ایک لڑکا امیر ہونا چاہئے جو مشورہ سے تمام انتظام کیا کرے۔ نقص اور کمزوریاں اس واسطے ہوتی ہیں کہ آئندہ احتیاط کی جائے۔ مومن مامور ہے کہ ماتحت رہے۔ اور مشورے سے کام لے ہر لڑکے کو چاہئے کہ اپنے کلمات کو پہلے لکھ کر محفوظ کر لے۔ پھر رفتہ رفتہ مشق سے فی البدیہہ انسان بول سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسقدر احتیاط کرتے تھے جب آپ کو فرشتے نے کہا اقراء۔ تو فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا تین بار ایسا حالانکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ جو فرشتہ پڑھے ویسا ہی آپ بھی پڑھتے جاویں مگر آنحضور نے احتیاط سے کام لیا۔ مضمون کو لکھ کر دوبارہ پڑھ لینا چاہئے۔ قرآن شریف سے بھی اس کا پتہ لگتا ہے۔ فرمایا **ولقد راٰہ نزلۃً اخرٰی**۔ دوبارہ پھر اس کو ملاحظہ کر لیا۔ بولنے سے پہلے دعا بہت کرنی چاہئے۔ ہمارے صدیق سراج الشعراء نے شعر سنائے ہیں۔ وہ فارسی ہیں۔ بہتوں نے نہیں سمجھے ہوں گے ایک جگہ بڑا لطیف لفظ کہا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

از سروش وحدتم برگوش وہوش آمد خطاب
یافتی لا تبطل الاوقات فی عہد الشباب

اے نوجوان جوانی کے دن ضائع نہ کر۔ پھر فرماتے ہیں ؎

ہادی خود نفس سرکش را گزینم اے شگفت
گرچہ صد کرت شنیدستم اذا کان الغراب

عرب میں ایک مثل ہے کہ جس قافلے کا لیڈر کالا کوا ہے وہ کیا مراد حاصل کرتا ہے اس مثل کے مطابق اگر کوئی شخص نفس سرکش کو اپنا ہادی بنائے تو اسے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ حجت علی نے مستقبل پر نگاہ کرنے پر توجہ دلائی ہے۔ و لتنظر نفسٌ ما قدمت کی آیت کے مطابق یہ درست ہے۔

بعض چیزیں دل کو سیاہ کر دیتی ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے۔ مثلاً (۱) اختلاط۔ لڑکے بچے جب اکٹھے علیحدہ بیٹھتے ہیں تو بہت گپ شپ مارتے اور بیہودہ باتیں کرتے ہیں۔ فضولیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دوسروں کے ساتھ تعلق بڑھا کر اپنے اوقات گرامی کا ہرج ہوتا ہے۔ شکوہ و غیبت سن کر رنج و غصہ بڑھتا ہے۔ ٹریں مارنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اچھا لڑکا وہ ہے جو مدرسہ میں استاد کی باتیں سنے۔ گھر میں ان باتوں پر غور کرے (۲) تمنّی۔ دل میں بڑے بڑے خیال باندھنا۔ کہ ہم بادشاہ ہو جائیں گے جج بن جائیں گے۔ یہ کریں گے وہ کریں گے اس سے وقت ضائع ہوتا اور جنون پیدا ہوتا ہے۔ (۳) بہت نیند۔ خصوصاً چار وقت کی۔ رات کے پہلے حصہ کا سونا۔ رات کے آخر حصہ کا سونا۔ صبح کی نماز کے بعد سونا۔ عصر کے بعد سونا۔ بہت پیٹ بھر کر کھانا۔ اس سے بہت سستی اور دل کی سیاہی پیدا ہوتی ہے ان چیزوں سے بچو۔ یہاں آنا نیک **اخلاق** کے واسطے ہے۔

تبلیغ بڑا باریک کام ہے۔ بہت سوچ اور فکر سے یہ کام ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو کہ انسان تبلیغ کرتا ہوا کوئی بڑا فساد ڈال دے۔

بہت لفظ اکٹھے کر لینے اور زور سے دوسروں کو مخاطب کرنا آسان ہے پر عمل مشکل۔ سب سے اول اپنے نفس کو درست کرو۔

اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں میں چھٹی رکھی ہے آموں کے پھل کا موسم گذر گیا۔ اب ان درختوں کے واسطے تعطیل کا موسم ہے ایسا ہی ہر درخت اور کھیتی اور ہر چیز کے واسطے تعطیل کا موسم ہے ان تعطیلوں کے بڑے منافع ہیں اور بڑا نفع یہ ہے۔ کہ آئندہ کے واسطے بڑی تیاری کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ منامکم باللیل رات کو کام کاج سے تعطیل کرتے ہوئے سب سو جاتے بعض بچے ہمارے پاس آئے کہ ہمیں ماسٹروں نے تعطیل کے واسطے بہت سارا کام دیا ہے ہمیں بہت سی کاپیاں لے دو۔ یہاں سے تم کو تین تعطیلیں ہیں۔ درس قرآن سے۔ مدرسہ سے اور یہاں کی کھیلوں سے۔ تم ان تعطیلوں میں اپنے آپ کو آئندہ کے واسطے تیار کرو۔ وَاللّٰہ یقبض ویبسط۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مال کو لے لیتا ہے اور اسے بڑھاتا ہے یہ بھی ایک تعطیل ہے۔ تم جانتے ہو۔ میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں کہ پھر آنے کے واسطے تیاری کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ تمہیں غلطیوں اور بد صحبتوں سے محفوظ رکھے۔ نیک نمونہ بن کر رہو۔ اور نیک نمونہ بن کر آؤ۔

اس کے بعد مولوی صدر الدین صاحب کی تحریک پر عزیزان عبد الحی و عبد السلام کے سفر میں بسلامت رہنے اور سلامتی سے واپس آنے کی اور تمام بچوں کے واسطے دعا کی گئی اور جلسہ ختم ہوا۔ ہمیں اس بات کے معلوم کرنے سے بہت خوشی ہوتی ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے زیر انتظام و تعلیم مدرسہ احمدیہ کے طلباء علمی اور روحانی نمایاں ترقی کر رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا پچیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرا کے تنگ آ گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں اس میں چند فائدے لاجواب ہیں ملیریا کیڑوں کو مار دیتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی ہے اور تلی کو گراتی ہے قیمت شیشی کلاں ۱/ محصول ۶/ دو شیشی تک ۸/ قیمت شیشی خورد ۸/ محصول ڈاک ۵/ دو شیشی تک ۶/

داد کا مجرب مرہم۔ ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۴/ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے ۲ ڈبیہ تک ۵/ اور ...

میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمشنر حفظان صحت کی سپارش پر یہ دوکان اُٹھوائی گئی۔ تو ایسی حالت میں مسلمانوں کا کیا قصور ہے۔ یہ قصور اگر ہوگا تو کمشنر حفظان صحت کا اور پھر بٹالہ کی میونسپل کمیٹی کا۔ علاوہ بریں قابل غور امر یہ ہے کہ وہ دوکان شہر کے اندر کبھی بھی نہ تھی یہ ایک غلطی ہے جو ہمارے ہندو احباب پھیلا رہے ہیں۔ اس لئے ہندو کو چاہیئے کہ وہ بٹالہ کی میونسپلٹی کے ہندو ممبروں اور کمشنر حفظان صحت کو پانی پی پی کر نہیں بلکہ جھٹکے کی ہڈیاں نوچ نوچ کر کوستے نہ غریب مسلمانوں کو مسلمانوں کے اختیار میں اگر یہ امر ہوتا۔ تو پہلے ہی کیوں اسے نہ اُٹھوا دیتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا ہاتھ اس معاملہ میں نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے مسلمانوں کو اس امر کی مذہباً کوئی پرواہ نہیں۔ ایک شخص خواہ کتا کھائے یا سؤر کھائے یا جھٹکا کھائے یا مردار سب برابر ہیں۔ چوہڑے اگر کھاتے ہیں تو کیا مسلمان شکائت کرتے ہیں۔ پھر ہندو اگر جھٹکا کھا دیں تو ہمارا کیا نقصان۔ یہ تو ہندو دوستوں کی ہی مہربانی ہے کہ اگر چوڑھے ان کی مردہ گئے کو کھائیں تو انہیں بُرا نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن اگر مسلمان ذبح کر کے کھائیں تو مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بٹالہ کے جھٹکا کا معاملہ مسلمانوں کے ہاتھ سے بالکل دور ہے اور اسی طرح دور ہے جس طرح پر ان کے نزدیک وہ حرام ہے۔ خواہ نخواہ مسلمانوں کو گالیاں دینا ہندو اخبار کی شرارت ہے جو اسی مثل کی مصداق ہے۔

روندی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دے

دراصل ہندو اخبار گورنمنٹ کے ایک اعلیٰ آفیسر کی شکائت کرتے ہیں کہ کیوں اس نے حفظان صحت کے اصولوں کی بنا پر دوکان کا موقعہ تبدیل کرا دیا اور پھر اس فضول اور لغو شکائت کو جھوٹ کا رنگ دیا جاتا ہے یہ کہہ کر کہ

مندروں میں ہڈیاں پھینک کر ایک سخت بدعت کھڑی کر دی

اس کا فیصلہ ہندو کریگا کہ ان تین مختلف روائتوں میں سے کون سی سچی ہے اور کس راوی نے جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا ہے ایک روائت اُن ہندو لیڈروں کی ہے۔ جنہوں نے وائسرائے اور لاٹ صاحب کو تار دیئے کہ

کنوؤں میں ہڈیاں ڈالی گئیں

دوسری روائت ان قابل اور لائق نامہ نگاروں کی ہے جنہوں نے پنجابی میں مضامین لکھے کہ

کنوؤں کے پاس ہڈیاں پھینکی گئیں

تیسری روائت سچائی اور صاف گوئی کے دیوتا ایڈیٹر صاحب ہندو کی ہے کہ

مندروں میں ہڈیاں پھینک کر ایک سخت بدعت کھڑی کر دی گئی

اس کا فیصلہ ہم ایڈیٹر ہندو پر چھوڑتے ہیں کہ اس بے ایمان اور جھوٹے آدمی کا وہ پتہ دیں جس نے اس معاملہ میں غلط بیانی کر کے واقعات کو مشکوک کر دیا۔ پنجابی اور پرکاش اور ہندو کے قانون دان ناظرین سے عموماً اور بٹالہ اور گورداسپور کے اُن ہندو وکلاء سے (جو اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے ہیں) خصوصاً یہ سوال کرنا بے موقع نہیں کہ آپ اپنی وسیع قانونی واقفیت کی بنا پر بتائیں کہ جس مقدمہ میں ایسی متضاد شہادت موجود ہو کیا وہ ملزم جس کے خلاف ایسی بے سروپا شہادت ہو۔ سزا پانے کے قابل ہو سکتا ہے؟

وہ فیصلہ بڑا ہی دلچسپ ہوگا۔ جو ہندو کا ایڈیٹر ان ہر سہ **بیانات** میں سے ایک **صحیح اور امر واقعہ** بیان کو ظاہر کرنے کے لئے دیگا۔ کیونکہ ان تینوں میں سے **کوئی ایک ضرور جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے والا ہوگا** جبکہ واقعات کو اس قسم کی جھوٹ آفرینی سے پیدا کیا جاتا ہے تو مسلمانوں کا **دامن** بچانا ایک مشکل امر ہے۔

ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے دوست ان پر کوئی الزام نہ تراش دیں۔ رہی یہ بات کہ ان واقعات میں معزز اور ممتاز حکام کا بھی تعلق بیان کیا جاتا ہے۔ جو برملا اسلام کی حمائت میں وعظ کرتے ہیں اور ہندوؤں کی دل آزاری میں عملی حصہ لے رہے ہیں۔

یہ بات ایسی ہی جھوٹ ہے۔ جیسے ایڈیٹر ہندو کا **بیان کردہ واقعہ مندروں میں ہڈیاں ڈالنے کا۔** جس ذریعہ سے انہیں مندروں میں ہڈیاں ڈالنے کی روائت پہنچی ہے۔ غالباً اسی گندی نالی سے اسے یہ نجاست ملی ہے کیا اس سے پہلے وہ معزز اور ممتاز حکام کبھی شہر میں نہیں رہے اگر وہاں ہندو مسلمانوں کا سوال ان کی ذات سے پیدا ہوا ہے اور وہاں بھی انہوں نے ہندوؤں کی عملی **دل آزاری** کی ہے جس کے معنی کرنا ہندو کا کام ہوگا تو کم از کم قیاس ہو سکتا ہے۔ یہاں بھی کی ہوگی۔ لیکن اگر ان کا **دامن** اس **داغ** سے پاک ہے۔ تو یہ شکوہ اس اُن کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔ ہم نے ان بیانات کو جو بٹالہ کے ہندو لیڈروں نے ہر جولائی کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کے سامنے دیئے۔ خوب غور سے سنا تھا اور ہم سوچتے تھے کہ وہ بٹالہ کے سب ڈویژنل آفیسر کی تبدیلی پر تو زور دیتے ہیں۔ مگر کوئی ایسی وجہ نہیں بتلاتے اور نہ کسی الزام کو پیش کرتے ہیں۔ یہ سارا شور و شر محض پنڈت کرتا کشن صاحب کی تبدیلی کی وجہ سے ہو رہا ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

اس مضمون کے آخر میں ہندو والے ہندوؤں کی طاقت کی دھمکی دی ہے مگر قانون کی خاردار لگام سے ڈر کر اسے ہوش آگئی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔

> "ہندو تعداد کے لحاظ سے پنجاب ایسے صوبہ میں بھی جہاں مسلمانوں کی آبادی سب سے زیادہ ہے **اتنے گئے گذرے نہیں کہ پسو مچھر کی طرح مسل دیئے جاسکیں۔** دھن میں وہ مسلمہ طور پر مسلمانوں سے زیادہ طاقتور ہیں تعلیم اور عقل میں بھی وہ فوقیت رکھتے ہیں اس لئے اگر وہ چاہیں تو اینٹ کا جواب پتھر دے سکتے ہیں۔"

ہم ایڈیٹر ہندو کے ان اسباب پر جو اس کی قوم کو مسلمانوں پر فضیلت کیلئے حاصل ہیں کو صحیح تسلیم کر کے اتنا اور اضافہ کر دیتے ہیں کہ نہ صرف یہ بلکہ ع

حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

حکومت اور سرکار حسن میں بھی ان کی **طاقت سحر آفرین** ہے اور مسلمان بیچاروں کی ہستی ہی کیا۔ جو وہ اس قوم کا مقابلہ کرے۔ مگر بندہ نواز! ایک بے کس اور بے بس قوم کو آپ کے مقابلہ کی حاجت ہی کیا۔ وہ تو اپنی ہی مصیبت میں پڑی سسک رہی ہے۔ یہ تو اسی دھن۔ دولت اور حسن و طاقت کے کرشمے ہیں اور نشے ہیں۔ جو آپ کو بے خود بنا رہے ہیں اور ایک بپھرے ہوئے بھیڑیئے کی طرح

اسلامی جوش نہیں بلکہ ہندو جوش لگام کا محتاج ہے!

نہائت ہی افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض ہمارے ہندو بھائی اپنے جوش اور غیظ و غضب میں اس قدر حد سے گذر گئے ہیں کہ وہ ایک معمولی اور سیدھی سادی بات بھی تحمل اور بردباری تو درکنار شرافت سے نہیں کرسکتے۔ چنانچہ لاہور کے اخبار ہندو نے اپنی ۲۵ جولائی اور یکم اگست کی اشاعتوں میں متواتر "اسلامی جوش لگام چاہتا ہے" کے عنوان سے نہائت دل آزار مضمون شائع کئے ہیں۔ انسانوں کے لئے لگام کی حاجت نہیں ہوتی۔ یہ تو ایک مسلّم امر ہے اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ پُرجوش ہندو (جو اپنے آپ کو ہندو ماتر کا جان نثار کہتا ہے) کی نگاہ میں غریب مسلمان انسانیت کے دائرہ سے خارج ہوکر حیوان بن چکے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ایک قوم کی دل آزاری اور لائبل کیا ہوسکتی ہے وہ قوم جس میں لاکھوں انسان نہائت ہی برگزیدہ اور اعلیٰ اخلاق و صفات کے ہیں۔ اس کے تمام افراد کے لئے ہندو کا لگام تجویز کرنا ہندو تہذیب اور شرافت کا تقاضا ہو۔ تو ہمیں معلوم نہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہندو کی ان گالیوں کا جواب صدائے گنبد کے رنگ میں دیں کیونکہ کتا اگر کسی انسان کو کاٹے تو انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ بھی کتے کو دانت مارے۔ البتہ ہم اپنے معزز دوست ہندو کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ واقعات کی بنا پر اپنی شکایات پیش کرنے کا تو حق رکھتے ہیں۔ مگر یہ اُن کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ متانت اور شرافت کی حدود سے گذر کر گالیاں دیں۔

ہندو سب سے اول گورنمنٹ پر اعتراض کرتا ہے کہ کیوں اس نے مسلمانوں کے اس مطالبہ پر توجہ کی کہ کونسلوں میں ان کے حقوق نیابت جداگانہ تسلیم کئے جاویں۔

گورنمنٹ ہند اگر مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کرے اور اپنی دانشمندی اور رعایا پروری سے ان کی جائز اور مبنی بر عدل خواہش کو پورا کرے تو ہندو چلاتا ہے اور اگر مسلمان اپنے درد کا اظہار کریں تو یہ ہندو کو ناگوار گذرتا ہے گویا اس کا یہ منشا ہے کہ مسلمانوں کو کان سے پکڑ کر یا تو ہندوستان سے نکال دے اور یا وہ ان کے غلام بن کر رہیں۔

اصل میں ہندو اور اس کے ہم خیالوں کو سارا غصہ تو گورنمنٹ پر ہے جو ایسے مشیر کی باتوں کو نہیں سُنتی۔ چونکہ پریس ایکٹ گورنمنٹ پر کھلے حملے کرنے سے قانون کا خاردار لگام دینے کو تیار ہے اس لئے مسلمانوں کو گالیاں دے لینا آسان ہے۔ یہ کیسا ظلم اور اندھیر ہے کہ مسلمانوں کو اپنے حقوق بھی پیش کرنے کی اجازت نہ ہو۔ گورنمنٹ کے لئے ساری رعایا یکساں ہے۔ وہ حکومت کے اصولوں اور عدل و انصاف کے پیمانہ کو بخوبی سمجھتی ہے۔ جیسا تمہیں اختیار اور آزادی ہے کہ تم اپنے مطالبات اور معروضات ادب کے ساتھ پیش کرو۔ اسی طرح مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے۔

گورنمنٹ دونوں فریق کے مطالبات کو وزن کرنا جانتی ہے جب ایڈیٹر ہندو گورنمنٹ ہند کی کرسی پر متمکن ہوگا اس وقت جو سلوک وہ مسلمانوں سے کرنا چاہے کرسکتا ہے۔ مگر گورنمنٹ ہند اپنے عدل اور انصاف کے پیمانوں کو گنگا کے دہانے میں ڈبونے کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے گورنمنٹ کو اس الزام میں کوسنا کہ وہ مسلمانوں کے جائز حقوق کا لحاظ کیوں رکھتی ہے ایک ایسی ذلیل حرکت ہے جو بجز سیاہ دل حاسد کے کوئی نہیں کرسکتا۔

پھر ہندو نے گورنمنٹ برطانیہ کو کوس کر اپنے عنانِ قلم کو نادر اور اورنگ زیب کی طرف پھیرا ہے۔ معلوم نہیں ان بزرگوں نے ہندو کا کیا قصور کیا ہے۔ ان لوگوں پر حملہ کرنا جو اس دُنیا میں آج موجود نہیں ہیں۔ نہائت ہی تنگ ظرفی اور بزدلی کی بات ہے اور خصوصاً جبکہ وہ حملہ بالکل ناجائز اور غیر مناسب ہو۔ نادر نے اگر حملہ کیا تو ایک اسلامی سلطنت پر اور یہ خدا تعالیٰ کی ایک تنبیہ تھی مغل ایمپائر کے لئے۔ اس حملہ سے ہندوستان میں اسلامی سلطنت کو ایسا نقصان پہنچا کہ آخر ایک شاعر پر اس بڑی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ جو گریٹ مغل ایمپائر کہلاتی تھی۔

نادری حملے کی ناروا شکائت کرنا خواہ نخواہ معصوم کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا ہے۔ ورنہ اگر محض جنگ یا حملہ ہند کوئی بُری چیز ہے تو کیوں ہندو کا تاریخدان ایڈیٹر سکندر اعظم کو نہیں کوستا۔ جس نے مسلمانوں سے عرصہ دراز پہلے ہندوستان پر حملہ کیا اور یونانی سرداروں کو یہاں کے بزرگواروں نے اپنی لڑکیاں دینا فخر سمجھا۔ آج جس مغل ایمپائر کے ایک نہائت متدیّن بادشاہ حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ پر ہندو حملہ کرتا ہے۔ راجپوتانے کے بڑے بڑے غیور اور باحمیت راجے اس کے اجداد کو اپنی لڑکیاں دیکر موچھوں پر تاؤ دیتے تھے۔ اور ناز کرتے تھے کہ ان کی بیٹیاں مغل بادشاہ کی حرم سرا میں ہیں۔ اور یہ قسمت کا پھیر ہے کہ آج وہ ہندو اخبار کے ایڈیٹر کی زبان سے گالیاں سُن رہے ہیں شائد ہندوؤں کی طرز معاشرت کے لحاظ سے ان کا یہ بھی حق ہو۔

بہرحال ہمارے معزز ہمعصر کو ان پُرانی باتوں کو چھیڑنا جن کی کچھ بھی اصل نہیں ایک سخت غلطی ہے۔ جس قوم کے سامنے ہم ایک وقت اپنا سر جھکانا فرض اور عبادت سمجھتے رہے ہوں۔ دوسرے وقت انہیں کو کوسنا مناسب نہیں۔

اس پرانے شکوہ اور شکائت کے بعد ہندو نے ملتان اور بٹالہ کے واقعات کو دوہرایا ہے۔ ملتان کے معاملات کا تو قطعی فیصلہ ہوچکا اور بٹالہ کے معاملہ کے متعلق بھی اب کوئی امر زیر بحث نہیں۔ ہم نے الحکم کی اشاعت گذشتہ میں اس معاملہ کو ہندو اخبارات ہی کے بیان کے مطابق کھول کر دکھا دیا ہے کہ قصور کس کا ہے؟ اب اس پر اضافہ کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں اس غلط فہمی کو رفع کرنا اب بھی اور اس کے بعد بھی ہمارا فرض ہے کہ گورنمنٹ کو ہندو کی اس تحریر کو غور سے پڑھنا چاہئے اور پھر جس کے لئے خاردار لگام کی ضرورت ہو۔ اس کے منہ میں لگام دیدینا چاہئے۔ ہندو کہتا ہے کہ

"ادھر بٹالہ میں یہ نیا گل کھلا ہے کہ ایک عرصہ کی کھلی ہوئی جھٹکے کی دوکان کو شہر سے اٹھوا کر باہر دور کردیا اور جھٹکے خانہ کا بھی موقعہ تبدیل کرادیا گیا۔"

ہندو کے اس فقرہ پر خوب غور کرنا چاہئے کہ کیا جھٹکے کی "دوکان مسلمانوں نے اُٹھوادی"؟ خود ہندو لیڈران تسلیم کرچکے ہیں اور ان تاروں اور مضامین سے جو اخبارہا

مختصر جواب لکھا ہے جو کانپور کے ایک طالب علم نے دیا تھا یہ اشتہار کانپور ہی میں چھاپا گیا ہے۔ اس اشتہار میں اس مکالمہ کا اقتباس بھی ہے جو مولوی حافظ روشن علی صاحب اور مدرسہ جامع العلوم کے ایک طالب علم کے درمیان ہوا تھا۔ اس اشتہار کو کثرت سے پھیلانا چاہئیے۔ انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان ایک روپیہ کے چالیس منگوا کر مفت تقسیم کرسکتے ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ بابو معراج الدین احمدی سینٹری انسپکٹر لاہور

ٹیچنگز آف اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور و معروف لیکچر موسومہ

کا انگریزی ترجمہ۔ اس لیکچر کے مضامین کی خوبی اور حقانیت اور بلاغت اور حقانیت اور شوکت کو ایک دنیا تسلیم کرچکی ہے اسلام کی روحانیت اور حقیقت کو آئینہ کی طرح دکھا دیا اور اس کے پڑھے جانے سے پہلے بطور اعجازی نشان اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بالا رہا۔ ممالک یورپ میں اشاعت کے لئے اب کئی ہزار انگریزی میں نہایت خوبصورت چھاپا گیا ہے اور یورپین مذاق کے موافق کتاب کو مجلد کرادیا ہے اس کتاب کو کثرت سے شائع کرنا قوم کا فرض ہے۔ قیمت عہ فی جلد ہے۔ دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان سے ملیگی۔

خریداران اپنے اپنے ذمہ کا بقایا بہت جلد ادا کریں۔

مینجر

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مطبوعوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول ازمائو پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے قوائے تناسل کے متعلق اندرونی مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ یہی اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ مارتیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عمر

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یا امراض لاحق ہوتے ہیں اور خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ فکر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے۔ ہاتھ سے چھوٹا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوننس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً نہ یادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ

مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کیونکہ قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل۔ دوران یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونز ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی عہر و ۱۲ر

۱۲ر والی شیشی میں ۶۰ گولیاں جو عہر والی شیشی سے ڈیوڑھی ہیں

ڈون پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

ایک معصوم بکری کے بچے کو ڈانٹتے ہو کہ تم پانی جوٹھا کرتے ہو۔ اگر دولت کا گھمنڈ اور طاقت و تعلیم کا نشہ نہ ہوتا۔ تو سرکاری افسروں پر الزام لگانے سے آپ کی عقل اور شرافت کچھ تو شرم دلاتی۔

بالآخر ایڈیٹر ہندو کی یہ دھمکیاں ہم خاک نشینان قعر مذلت کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ ان دھمکیوں کی مخاطب دراصل گورنمنٹ ہے۔ جس کے انصاف و عدل پر حملہ کیا جاتا ہے اور جس کو عملی رنگ میں ایسا بے وقوف بتایا جاتا ہے کہ وہ ہندو اور مسلمانوں کے حقوق میں کیوں امتیاز نہیں کرتی ہے۔ ہندو کے اس مضمون کو پڑھنے سے ایک سربستہ راز کھلتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ ساری شرارتیں اور سحر افرینیاں محض اس لئے ہیں کہ

گورنمنٹ کو جداگانہ انتخاب سے روکے

ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ یہ جھٹکا کا سوال جو پنجاب میں ہر جگہ پیدا ہو رہا ہے اس کی تہ میں دراصل یہی امر ہے۔ ہندو نے اپنے مضمون کو اسی سے شروع کیا ہے اور اسی ایک دکھ سے بیقرار ہو کر ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ ہم اس سربستہ راز کو کچھ اور بھی ہندو اخبارات کی تحریروں کی بنا پر کھول دیا گئے۔ سردست ہم اسی قدر اشارہ سے کام لیتے ہیں۔

چونکہ اس معاملہ بٹالہ کے ضمن میں وہاں کے سب ڈویژنل آفیسر خانصاحب سردار محمد ظفر خان صاحب انسپکٹر پولیس کا نام بھی ہندو اخبارات اشارتاً اور کنایتہً لیتے ہیں اس لئے ہم یہ ادب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کو اپنی اور اپنے ذمہ وار حکام کی عزت اور قانون کی عزت کے لئے ایک پریس کمیونک کے ذریعہ اس امر کو صاف کر دینا چاہیئے۔ کہ بٹالہ کے مندروں یا کنوؤں میں ہڈیاں ڈلنے کا معاملہ کیا حقیقت رکھتا ہے؟ اور اس کے ساتھ مندرجہ بالا افسران کا کیا تعلق ہے؟

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ سنجیدہ پبلک اور دانشمند گورنمنٹ خوب جانتی ہے۔ کہ بٹالہ کے معاملہ کی حقیقت محض ایک خانہ ساز شرارت ہے۔ جو ایک اتفاقی واقعہ سے پیدا ہوئی اور یہ آفیسر گورنمنٹ کے ایک عہدہ دار ہونے کی حیثیت سے کبھی اور کسی مقام پر ہندو مسلمانوں کے سوال کا ذریعہ

نہیں بنے اور گورنمنٹ ان کی جان فروشی سے خوب واقف ہے۔ لیکن ان پر جھوٹے الزام لگانے والوں کی منڈلی کو عبرت ناک تنبیہ ہونی چاہیئے۔ تاکہ آئندہ کسی کو بدنام کرنے کی جرأت نہ کریں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بحمد للہ اچھی ہے۔ آپ بدستور اپنے دینی مشاغل اور نفع رسانی مخلوق میں مصروف ہیں اور رمضان کی وجہ سے روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی بخیریت ہیں

۳۔ امیر الضعفاء حضرت میر ناصر نواب صاحب ضلع ہوشیار پور سے دار الضعفاء کے لئے چندہ وصول کر کے الحمد للہ قادیان پہنچے اور اب سرسہ اپنے خلف الرشید ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس چلے گئے ہیں۔

۴۔ بارشیں خوب کثرت سے ہو چکی ہیں۔

۵۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کی چچازاد بہن نے قادیان میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

اعلان

گذشتہ ایام میں کچھ تو بارش کی وجہ سے کام بند رہا اور کچھ میری چچازاد بہن کی علالت اور پھر اس کی وفات کی وجہ سے ایسے اسباب پیش آئے کہ اخبار وقت پر شائع نہیں ہو سکا۔ ابھی تک بٹالہ کے راستہ میں باربرداری کی دقت ہے اور کاغذ مطبع میں نہیں پہنچ سکا۔ اس لئے یہ بے ترتیبی واقع ہوئی ہے۔

آئندہ چونکہ میں اپنے ایک دیرینہ مجوزہ سفر کا ارادہ کر رہا ہوں جس کی اطلاع انشاء اللہ علیحدہ ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ خریداران اخبار کو دی جائیگی۔ اس لئے میں نے اپنی غیر حاضری میں اخبار کو باقاعدہ شائع ہونے کے لئے ایک بورڈ کے سپرد کر دینا چاہا ہے اس کے متعلق بعض امور قابل تصفیہ ہیں اگر یہ انتظام خدا تعالیٰ کے فضل سے ہو گیا تو مجھے امید ہے کہ ایسی ایک صورت پیدا ہو سکیگی جس سے الحکم کی دلچسپی باقاعدگی اور ترتیب مضامین میں ایک نئی روح پیدا ہو جائے اس انتظام کے دوران میں ممکن ہے الحکم کی بے قاعدگی اور بھی ہو مگر خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے کہ یہ تعویق اور بے ضابطگی بہترین نتائج کا موجب ہو ھو نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔

ریمارک

ظہیر کا ابتلا بعض احباب نے اس خط و کتابت کے لئے جو ظہیر کے ابتلا کا موجب ہوئی۔ جلد شائع کر دینے کے لئے تاکید کی ہے۔ وہ اگلی اشاعت تک انتظار کریں۔

سیرۃ المصطفیٰ اس نام کی کتاب نہایت خوبصورت تقطیع اور عمدہ کاغذ پر مولوی محمد اسمٰعیل خان صاحب نے حال میں شائع کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لائف ہے۔ جو بچوں نوجوانوں اور لڑکیوں کے پڑھنے کے لئے نہایت سلیس اور شستہ اسلوب پر لکھی گئی ہے۔ اس کو جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند کیا ہے تو اس سے بڑھکر اور ریویو کیا ہو گا۔ میں تو ہر مسلمان کو اس کتاب کے پڑھنے اور پاس رکھنے اور اپنے لئے اسوہ بنانے کی تحریک کرتا ہوں اس قسم کا لٹریچر پھیلانا مسلمانوں میں پھیلانا مسلمانوں میں اسلام کی روح پھونکنا ہے۔ میں الحق کی اس رائے سے متفق ہوں کہ اس کو بطور درسی کتاب کے اسلامی سکولوں میں داخل کیا جاوے قیمت صرف ۸ روپے منشی حیدر خان صاحب نظامی مہتم نظامیہ ایجنسی مزنگ (لاہور) سے ملیگی۔

جواب اشتہار حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس اشتہار کا

ٹرکی پر ہجوم بلا اور وقت دعا

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

ٹرکی یا سلطنت روم کیساتھ مسلمانوں کو ایک قدرتی محبت اور ہمدردی ہے اور اس محبت اور ہمدردی کا یہ صحیح تقاضا ہے کہ جب اس سلطنت کے متعلق کوئی رنجیدہ خبر سنتے ہیں تو اُن کے دلمیں درد پیدا ہو کر زبان سے آہ نکل آتی ہے اس وقت مسلمانوں کی حالت روئے زمین پر جو کچھ بھی ہو رہی ہے وہ **عبرت اور توجہ** کے لئے ایک قابل غور مطالعہ ہے اور یہ حالت روز بروز بد سے بدتر ہو رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نورالدین سلمہ ربہ فرمایا کرتے ہیں کہ علماء قوم کا دماغ تھے اور صوفی اور گدی نشین لوگ بمنزلہ قلب قوم تھے اور امرا جسم۔ مگر اس وقت تینوں کی حالت بگڑی ہوئی ہے ہر سہ ان کی حالت یوماً فیوماً نیچے کیطرف جا رہے تو کیا ہو کیونکہ یہ ایک عام امر ہے کہ جو چیز نیچے گرتی ہے وہ نہایت تیزی کیسا تھ جاتی ہے پس گری ہوئی حالت پر نرے آنسو بہا لینا کوئی عقلی کی بات نہیں بلکہ عقلمند ہے جو اس سے عبرت پکڑے اور اس متاع حسنہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جس کے گم ہو جانے سے یہ مصائب اور مشکلات آ رہی ہیں کہ مسلمان دنیا کے ہر حصہ میں ذلیل ہو رہے ہیں۔

جب کسی قوم پر کوئی مصیبت اور تکلیف آتی ہے تو مادہ پرست قومیں ان مصائب اور تکالیف میں خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر اپنی تجاویز اور **مساعی** پر بھروسہ کرتی ہیں لیکن اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے کہ وہ مصائب اور مشکلات میں بھی انسان کو اللہ تعالیٰ ہی کیطرف لے جاتا ہے اور ان مصائب کو تعلق باللہ کا ایک ذریعہ قرار دیتا ہے یہ مصیبتیں اسکے لئے **رجوع الی اللہ** کا بہترین وسیلہ ہو جاتی ہیں پس اگر مسلمان بلاؤں اور مصیبتوں میں خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کریں گے تو وہ اپنے گم گشتہ **متاع** کو پالینے کی توفیق پاسکیں گے اور جہانتک قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے **مصائب اور مشکلات** کی حکمت یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ انسان کے اندر **خشیت** اور تضرع کی قوتوں کو بیدار کرنے کیلئے آتی ہیں یوں اگر ان مصائب سے حقیقی فایدہ اُٹھایا گیا تو یہ **ابتلاء عظیم عظیم الشان** برکات کا موجب ہوگا پس مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس سے **فایدہ اُٹھائینگے**۔

طرابلس کی جنگ اور اندرونی رخنہ اندازیوں سے ابھی اطمینان نصیب نہیں ہوا تھا کہ اب بلقان اور دوسری ریاستوں کی **متفقہ جنگ کا** ایک ہولناک سامنا ہو گیا ہے یہ موقع نہیں کہ میں اس جنگ کی تفصیل ناظرین الحکم کے سامنے رکھوں یہ جنگ اللہ تعالےٰ کی مشیت اور پیشگوئیوں کے ماتحت ایک عظیم جنگ کا پیش خیمہ یا دنیا کی ایک خونی کتاب کا دیباچہ ہے۔ میں اس موقعہ پر ناظرین کو اس پہلو کیطرف لیجانا چاہتا ہوں جسکیطرف میرے معاصرین شاید توجہ نہ دلاسکیں **آخری زمانہ** کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئیاں کی تھیں انمیں سے بہت ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو گئیں اور ہو رہی ہیں ان پیشگوئیوں میں **مسیح اور مہدی** کی آمد بھی تھی۔ غلط فہمی سے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ آنیوالا امام مہدی اور مسیح تلوار ہاتھ میں لیکر آئینگے مگر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ملفوظات سے جو کچھ پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ **شہزادہ امن ہوگا**۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وقت پر آنیوالے کو بھیجدیا۔ وہ اپنا کام کر کے اپنے وقت پر دنیا سے رخصت ہوا ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو اس نے ایک اشتہار کے ذریعہ **ٹرکی کی حالت** کے متعلق بعض پیشگوئیاں کی تھیں اسوقت نا سمجھی سے بعض لوگوں نے سخت نامناسب الفاظ میں خدا کے مامور پر حملے کئے۔ لیکن آج زمانہ کی رفتار نے بتا دیا کہ

خدا کی باتیں سچ ہیں

پس میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کے سامنے آج وہ الفاظ پھر دہراؤں شائد کوئی سعادتمند فایدہ اٹھاسکے۔

۲۴ مئی کے اشتہار میں لکھا تھا **سلطان روم کی** سلطنت کی حالت اچھی نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں " اور پھر اشتہار مورخہ ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں لکھا کہ

ہم نے گذشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اسکے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزرا کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے اس خداداد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود ان کے **مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب وقت اور درد طاری ہوئی ہو** سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی بلکہ اس **روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الٰہی نے ہمیں بخشا**۔ ہے پھر اس اشتہار میں ظاہر کیا تھا کہ رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت جو کچھ میں نے بیان کیا وہ صحیح ہے اور ٹرکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنیوالے ہیں!

اور صاف الفاظ میں ظاہر کر دیا تھا کہ "میرے خدا نے مجھکو الفا کیا کہ **رومی سلطنت انہیں لوگوں کی شامت اعمال سے خطرہ میں ہے**"

غرض اسطرح پر کھلے کھلے الفاظ میں سلطنت روم کے متعلق پیشگوئیاں شایع کی تھیں پھر ۱۸۹۷ء سے لیکر اب تک جس جس رنگ میں وہ پوری ہوئی ہیں ظاہر ہیں اسکے بعد ایک اور الہام شایع ہوا

غلبت الروم فی ادنی الارض و من بعد غلبھم سیغلبون

میری غرض ان واقعات کے اظہار سے صرف ناظرین کی توجہ اس سلسلہ حقہ کیطرف منعطف کرانا اور انہیں ان خدا تعالےٰ کے نشانات کے قابل غور مطالعہ کیطرف لانا ہے۔

اسکے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسوقت ٹرکی پر جو ہجوم بلا ہو رہا ہے یہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور سنن الٰہیہ کے نیچے ہے ہم اگر سلطنت مذکور کے ساتھ کوئی تعلق اور ہمدردی رکھتے ہیں اور ضرور رکھتے ہیں تو اسوقت ہمارا فرض ہے کہ ہم ان جائز اور صحیح طریقوں سے ٹرکی کی مدد کریں۔ اور اس کے لئے بیجا شور و غل یا حد سے بڑھا ہوا جوش کوئی مفید چیز نہیں ہے۔ سب سے بڑی مدد **دعاؤں** کی ہے۔ اور پاک تبدیلی کی تحریک ہے۔ پھر مالی قربانی کی جو وہاں کے مجروحین اور شہداء جنگ کے پس ماندگان کی اعانت کے لئے کیجائے۔

غرض ہر ایک قسم کی جائز مدد جو ہم کر سکتے ہیں۔ اور جو ہماری گورنمنٹ برطانیہ کے کسی منشاء کے خلاف نہ ہو۔ اس کے لئے ہمیں قطعاً دریغ نہیں کرنا چاہیئے اور سب سے آخر اور سب سے اول یہی ہے

کہ ہم خدا تعالیٰ سے ہی فتح و نصرت اور پاک تبدیلی کی دعا کریں۔

مہر الد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر سال میں پیشگی لیجائیگی

(۱) عوام (۲) خواص سے ۵ روپے
(۳) ہندوستان سے باہر سے ۶
(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ آنے روپے

رجسٹرڈ ایل نمبر

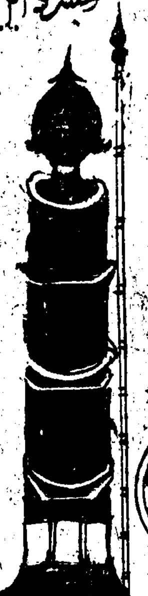

اخبار الحکم قادیان

جلد ۱۶ — ۲۱ - اکتوبر ۱۹۱۲ء — نمبر ۱۳

یہ کوئی باتو گرائی جہاد در قادیان نہیں | ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب (احمدی) | دوا ہینی شفا ہینی غرض دارالامان نہیں

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام

یوم حج کی خوشی میں ۳۰ نومبر تک جو درخواستیں معہ حوالہ اخبار پر ستے لیجائینگی ان کو ذیل کی کتب اصل درج شدہ قیمت سے نصف قیمت پر علاوہ خرچ دیجائینگی اور اخبار ہیز اعظم کی کاپی مفت پانچروپے سے زیادہ پر ار روپیہ کمیشن
گنج شایقان دنیا بھر کے سکرن کے دو نوٹس حرکی تصاویر ۶ عا
غزن الفوا ید در جلد دنیا بھر کے اوزان بیلے مقادیر انکا مقابلہ
تاج ونشان دنیا بھر کی سلطنتوں کے تاج ونشان بقیر ہے مارکے وغیرہ عہ
دستار و کلاہ دنیا بھر کی ٹوپی پگڑی مع نمود کنٹوپ مشتملہ عمامہ کا حال
تاریخ روضۃ چار جلد بہر ان الملک سعود اجد علیشاہ بابرہ پانوان کی مکمل تاریخ فیلد عہ
مصباح الدرس ... نامی کا اردو ترجمہ ساتہ زبانوں میں ہو چکا ہے
تاریخ لاکہوں مادے نام الفاظ ضرورات محاورات آیات حدیث عیر
کنز المطبوع ۳۳ نادر نایاب ٹکڑے ایک ایک صفحہ کلاں پر ۱۴
تذکرۃ السلوک اردو تصوف فلسفہ اور حکمت کے لئے ہوئے تازہ ذخیرہ عہ
اشتہار آلادم کا اردو برسے پیر صاحب کی سوانحعمری مع رزق ہوتہ ۱۲
جبر یہ طریقہ جلسے جنتریہ اور اسمار خداوندی اسکے خواص ۸
تاریخ بوہران بوہرہ قوم کی محققانہ تاریخ انکی مسہور کتب سے
جنگ روس وجاپان دو جلد معہ نقشہ جات اور حالات جنگ مفصل ۱۸
سر تعمیری مہاراجہ نریندر پرشاد و مہاراجہ کشن پرشاد سابق ندرو دکن کے خاندان کے تفصیلی حالات جنکا ملاحظہ ضروری ہے دکن کے نامورون کے حالات ۶
مشتہر منیجر اخبار ہیز اعظم مراد آباد

اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر

آریہ سماج کے قابل تعظیم بانی مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی یادگار میں حسب معمول اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر دیوالی کے موقعہ پر یکم نومبر بڑی آب وتاب سے شایع ہوگا جس میں بلالحاظ مذہب وملت ہندوستان کے برگزیدہ اصحاب اور مشہور ومعروف اہل قلم کے زبردست مضامین (نظم ونثر) رشی کے جیون اور ان کے کام کے متعلق درج ہوں گے پرچہ کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانیکی غرض سے اس سال بھی چار انعام مشتہر کئے گئے ہیں۔ یعنی دس اور پندرہ روپیہ کے دو انعام رشی جی کے متعلق دو عمدہ نظموں کیلئے اور دس اور پندرہ کے دو انعام مضامین کے لئے۔ یہ دو انعام ان اصحاب کو دیئے جائیں گے جو سوامی دیانند جی کی زندگی کے متعلق کوئی نیا واقعہ یا نیا نکتہ خیال پیش کرینگے۔ بلا تفریق مذہب وملت تمام اصحاب سے مضامین اور نظموں کے لئے درخواست کیگئی ہے۔ اس سال پرچہ میں رشی کی ایک دو نہایت عمدہ رنگین تصاویر خاص طور پر بمبئی یا لندن سے بنوا کر لگائی جاوینگی۔ غرضکہ پرچہ ہر طرح سے شاندار بنانیکی کوشش ہورہی ہے قیمت فی پرچہ ۱ محصولڈاک ہوگی امید ہے

میدان جنگ کی صحیح خبرین

اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اخبار المشیر کو خریدیے کیونکہ اس میں ممالک اسلامیہ قسطنطنیہ مصر شام بیروت دمشق طرابلس وغیرہ وغیرہ کے عربی ترکی اخبارات کے تراجم اور ان کے نامہ نگاروں کے تیم دید... حالات شایع ہوتے ہیں۔ جو میدان جنگ میں خود ... نیز ایک ہندی مسلمان بھی میدان میں پہنچ گئے ہیں جنکے خطوط بھی المشیر میں شایع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں المشیر ملکی قومی تمدنی تعلیمی معاملات پر بھی خاص بحث کرتا ہے اور اس میں ملک کے جیدہ اور سربرآوردہ علمار کے مضامین بھی شایع ہوتے ہیں۔ اخبار کی جملہ خوبیاں مسلسل مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہیں۔
قیمت سالانہ صرف تین روپیہ (منیجر المشیر مراد آباد)

ضیاء الاسلام مدرسہ متحدہ کا ایک ممتاز اور اپنی طرز کا واحد ماہوار رسالہ ہے جسمیں اسلامی علمی تمدنی تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں آجکل مصر کے ایک فاضل ادیب سلیم تبعین کی نادر وجود تاریخ حمایات طرابلس الغرب کا نہایت دلچسپ ترجمہ ماہوار شایع ہو رہا ہے جو اصحاب دوسرے علمی مضامین کیساتھ جنگ ٹرکی واٹلی کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنا چاہیں انہیں اس سے زیادہ مفصل اور صحیح کتاب اور ضیاء الاسلام سے بہتر رسالہ نہیں مل سکتا۔ قیمت سالانہ عہ
(المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مراد آباد)

نوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

فایدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور کوئی شخص اس نور کو لیکر نبی ہو سکتا۔ وہ اس روشنی کو روشنی نہیں بلکہ تاریکی قرار دیتا ہے۔
ایسی حالت میں جو شخص اس صداقت کے اظہار کیلئے مبعوث ہو اس شخصیت پر ایمان نہ لانا دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر پر بارہا روشنی ڈالی ہے۔ جیساکہ ہمارے ناظرین اسی سلسلہ مضامین میں آپ کی تحریروں اور تقریروں کے اقتباس پڑھیں گے۔

ضرورت نبوت اور **ایمان بالرسالت** پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب **حقیقت الوحی** صفحہ ۹۵ سے لیکر صفحہ ۱۲۰ تک بڑی وضاحت سے بحث کی ہے۔ میں ناظرین الحکم کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس حصہ کو ضرور پڑھیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ ہماری جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کیطرف کم توجہ کرتی ہے۔ اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو التزاماً آپ کی تصانیف کو پڑھتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور **معرفت اور یقین** کی راہیں کھلتی ہیں۔ **امام الزمان** کو جو بسطۃ فی العلم دیجاتی ہے اس کے آثار و ثمرات سے انسان بہرہ مند ہوتا ہے غرض مامورین و مرسلین کی **بعثت** پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ اور بدوں اسکے ایمان ناقص اور بے سود رہتا ہے۔

اب اس تمہیدی نوٹ کے بعد یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ کیا ایک نبی اور رسول کی شان سے یا محض ایک معمولی ریفارمر کی حیثیت سے جس کا ماننا نہ ماننا یکساں ہو۔

اس مقصد کیلئے مجھے اپنی طرف سے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں خود حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یا واضح الفاظ میں یوں کہو کہ جسطرح خدا نے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اطلاع:۔ میری بیماری بھی الحکم کی تعویق کا موجب ہوئی + (ایڈیٹر)

اشتہار
بعدالت منصف صاحب بہادر درجہ دوم بٹالہ

کیس ۸۶۵

پورن سنگھ نابالغ ولد بھگوان سنگھ برفاقت بھگوان والد خود ذات جٹ سکنہ خاصہ گرو الاستہانہ کوٹ تلیاں تحصیل شکرگڑھ مدعی	بنام بہان سنگھ ولد جیون سنگھ قوم جٹ سکنہ گھنیکے بانگر تہانہ فتحگڈہ تحصیل بٹالہ مدعاعلیہ

دعوی مالیہ ۵ خرچہ ماط

مقدمہ مندرجہ عنوان میں برخلاف مدعاعلیہ کے مدعی نے عدالت ہذا میں دعوی دائر کیا ہے۔ بیان مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعاعلیہ مذکور عمداً التعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مدعاعلیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخ ۹- اکتوبر ۱۹۱۲ء کو اصالتاً یا بذریعہ وکیل یا مختار یا جسکو مقدمہ کی جوابدہی و دیگر امور کے متعلق پوری پوری ہدایت اور اختیارات حاصل ہوں۔ حاضر ہوکر جوابدہی کرے۔ اگر مدعاعلیہ مذکور یا اسکا اپنا ایجنٹ یا مختار یا وکیل حاضر نہ ہوگا تو اس کے برخلاف تحقیقات یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ 28 9/12 بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

خطبات نور حصہ اول ۸

یہ مجموعہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات کا جو نہایت عمدہ کاغذ پر میرے مکرم بھائی شیخ عبد الحمید صاحب اڈیٹر پٹیالہ سٹیٹ ریلوے لاہور نے ابھی چھپوا کر شایع کیا ہے ایک عرصہ دراز گزرتا ہے کہ میں نے خطبات کے مجموعہ کے چھاپنے کی تحریک اور تجویز کی تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ خطبے خطبات کریمیہ کے نام سے میں نے شایع بھی کئے تھے۔ مگر پھر یہ تجویز بعض اسباب کے ماتحت معرض التوا میں ہی رہی شیخ صاحب نے اس کو عملی لباس پہنایا اس حصہ اول میں جسقدر خطبات درج ہیں۔ وہ ایڈیٹر الحکم کے لکھے ہوئے اور الحکم میں متفرق طور پر شایع شدہ ہیں۔ میرے لئے یہ امر بہت ہی خوشی کا موجب ہے کہ میرے قلم کی کوششیں میری زندگی میں الحکم کے کالموں سے نکلکر کتابی صورت اختیار کرتی ہیں +

مجھے ایک افسوس بھی ہے اگر ان خطبات کو شایع کرنے سے پہلے مجھ سے ذکر کیا جاتا تو میں محمد للہ یہ مشورہ ضرور دیتا کہ جن آیات پر حضرت نور نے خطبات پڑھے ہیں ان کو پورا لکھا جاتا مگر ایسا التزام نہیں کیا جا سکا۔ آیندہ اس سلسلے میں اس امر کو مدنظر رکھا جاوے۔ کتاب نہایت عمدہ چھپی ہے اور ۸ قیمت پر پبلشر صاحب سے ملسکتی ہے۔ ان خطبات کو رایج کرنا چاہیئے +

کلمۃ الحق ۸

کلکتہ سے مولانا آزاد نے ایک نیا باتصویر ہفتہ وار اخبار **الہلال** کے نام سے شایع کیا ہے۔ یہ **جرنل** ہندوستان کی اردو اخباری **دنیا میں یگانہ اضافہ ہے**۔ یہ اخبار بالکل **مصری** اور **یورپی** اخبارات کی طرز پر شایع ہونے لگا ہے۔ اور پروپرایٹر صاحب نے نہایت اولوالعزمی اور بلند حوصلگی سے اس کے اجرا میں کثیر اخراجات کو برداشت کیا ہے اس کی قیمت سالانہ آٹھ روپیہ اس کی صوری اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ الہلال کی کسی گذشتہ اشاعت میں **حق گوئی** کے متعلق دو تین نہایت ہی قابل قدر نوٹ شایع ہوئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ الحکم کے ناظرین بھی اس سے لطف اٹھائیں اس لئے وہ ذیل میں چھاپ دیئے جاتے ہیں۔ ایڈیٹر

ہمارے سامنے تو صرف دو ہی راہیں ہیں (فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر) کفر و اسلام۔ شرک توحید۔ نور و ظلمت۔ صداقت و کذب۔ حق و باطل۔ ہر شخص مختار ہے کہ دونوں میں سے ایک اختیار کرے۔ (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی) لیکن جدید فن اخلاق کے ماہرین کہتے ہیں کہ گو یہ سچ ہو۔ مگر ان دونوں کے درمیان ایک برزخی اور بین بین راہ بھی ہے۔ اسی کو ہمکو بھی اختیار کرنی چاہیئے۔ اسی میں فلاح اور اسی میں ہر دلعزیزی ہے

کفر و اسلام دونوں کو ساتھ لیجئے۔ بت پرستی و توحید دونوں کو مل میں رکھیئے۔ اہرمن اور یزدان دونوں کو رام کیجئے۔ ایک ہی طرف کیوں جھکئے جب دونوں دروازے کشادہ ہو سکیں تو صرف کعبے ہی کیوں ہو رہیئے۔ جب بتکدے سے رسم فدا قائم رہ سکے؟ نؤمن ببعض ونکفر ببعض۔ ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلاہ

معشوق ما بشیوۂ ہر کس موافق است
با ما شراب خوردہ و بزاہد نماز کرد

ہم اپنے بعض پاک باطن مگر ظاہر آلودہ دوستوں کو دیکھ رہے ہیں کہ دلی زبان سے ہمیں اسی تعلیم کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ اخلاق کے بعض دلچسپ پیرائے نوک زبان ہیں اور کہتے ہیں کہ حق گوئی سے مانع نہیں۔ لیکن اگر حق گوئی کا حق اسطرح ادا ہو سکے کہ باطل کا دل بھی ہاتھ میں رہے تو اس میں کیا مضائقہ؟ اک زمانہ کو خواہ مخواہ دشمن بنا لینا کونسی عقلمندی کی بات ہے؟

اس میں شک نہیں کہ ان تعلیمات میں نفس انسانی کیلئے بڑی سخت کشش ہے۔ ہر دلعزیزی اور ممدوح خلائق ہونا کسے پسند نہیں؟ ہم ضرور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمیں تو کوئی تیسری راہ سامنے نظر نہیں آتی جس راہ پر چلکر زمانہ سمجھ رہا ہے کہ دونوں راہوں کا برزخ اس کے قدموں کے نیچے ہے۔ وہ فی الحقیقت نفس شریر کے خدع و فریب کا ایک سیمیائی کرشمہ ہے وہ یہ گلیاں بھی بالآخر اسی شاہراہ میں جا کر گری ہیں۔ اسلام اور حق و صدق مرادف الفاظ ہیں۔ اس کی راہ تو ایک ہی ہے اور ایک ایسا باریک خط جس کے ادھر ادھر قدم ٹکانے کا کوئی سہارا نہیں اگر قدم کو ذرا بھی لغزش ہوئی تو پھر یقین کیجئے کہ آپ کیلئے کفر و باطل کے سوا اور کوئی شاہراہ نہیں ہے۔

نفاق کی مقبول عام گلی بھی اسی شاہراہ کی ایک شاخ ہے۔ یا پھر نام بدل گئے ہیں۔ اور راستہ ایک ہی ہے۔ کفر سے تعبیر کیجئے یا نفاق سے۔ سچ ہمیشہ سے ایک ہی جگہ اور ایک ہی شکل میں رہا ہے۔ جب ملیگا تو وہیں ملیگا۔ اور راہ اور شکلوں میں ڈھونڈھنا لاحاصل ہے۔ آپ سے پہلے تیرہ سو برس ہوئے ایک بڑی جماعت تھی جس نے اسی گوشہ میں پناہ لینی چاہی تھی۔ مگر خدا نے فرمایا:۔

ان المنافقین یخادعون اللّٰہ وھو خادعھم، ×××× مذبذبین بین ذٰلک لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء۔

حق اور باطل دونوں آپ کے سامنے ہیں۔ انہیں میں سے کسی ایک کو پسند کر لیجئے۔ اگر حق کی راہ اختیار کی ہے تو پھر مصلحت پیرائیہ بیان۔ طرز ادا۔ الفاظ شہد نما۔ و معانی زہر آلود۔ اور اسی قبیل کی تمام باتوں کیلئے **نفاق** کے سوا اور کوئی لقب نہیں۔ سچ کہیئے گا تو جھوٹ کو چوٹ لگے گی ہی۔ اس کو بچانے کی کوشش نہ کیجئے۔ ورنہ آپ کفر سے زیادہ دنیا کے لئے مہلک ہیں۔ نرمی و آشتی۔ حسن ادا۔ پیرایہ بیان مصلحت بینی۔ اور مقتضیات زمانہ کے اگر یہی معانے ہیں جو بتلائے جاتے ہیں تو خدا کیلئے ہمیں سمجھائیے۔ کہ پھر نفاق و منافقی کی خصوصیات اور کیا ہیں؟ اگر ایک بات سچ ہے تو اس کو صاف صاف کہدیئے۔ اگر کچھ لوگ برے ہیں۔ تو کھول کھول کر ان کی برائی بیان کر دیجئے۔ بری باتوں کے اظہار کے لئے اچھے لفظ کیوں استعمال کئے جائیں؟ بد اعمالوں کو کیا حق حاصل ہے کہ نیک کرداروں کے حقوق کا مطالبہ کریں؟ اگر یہ طریقہ پسند نہیں تو پھر بتوں کو آستین میں چھپانے کی جگہ بہتر ہے کہ سر پر جگہ دیجئے۔ ظاہر و باطن میں مطابقت جھوٹ میں بھی ہو تو سچائی سے خالی نہیں۔

لب کافراست زاہد از برہمن و لیکن
او راہت ست در سر و آستین ندارد

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللّٰہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون۔

ہم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کڑوی سے کڑوی دوا پی لیجئے مگر شرط یہ ہے کہ شربت کہکر پلا دیجئے۔ دوا کا نام زبان پر نہ آئے۔ کہ اس سے ہمیں سخت چڑ ہے۔ خیر۔ اگر آپ منہ بنانا چھوڑ دیں تو ایسا کر کے بھی دیکھ لیں گے۔ مقصود دوا پینے سے ہے نہ کہ چڑانے سے۔ مگر براہ کرم چند دنوں تو توقف ہی فرمائیے۔ کچھ عرصے تک تو دوا کا نام سننا ہی پڑیگا۔ آپ نے چالیس برس تک شہد و شکر سے کام و دہان کو لذت بخشی۔ دو چار دن کڑوی کسیلی دوا کا تذکرہ سن لیجئے گا تو کیا ہرج ہوگا؟ عجب نہیں کہ چند دنوں میں سنتے سنتے آپ کی وحشت بھی کم ہو جاوے۔ اور پھر ایسے عادی ہو جائیں کہ شربت کبھی ملے تو دوا کہکر منہ سے لگائیں۔

مشکل یہ ہے کہ لوگ تیشے کی ضرب کی سختی کو دیکھتے ہیں مگر اسے نہیں دیکھتے کہ عمارت کی بنیاد بھی تو برسوں کی پرانی ہے۔ اگر کسی پرانی بنیاد کو اکھاڑنا مقصود ہو تو اس پر ابتدائی ضربیں سخت سے سخت لگایئے۔ جب جڑ ہل جاوے گی تو پھر آپ کو اختیار ہے انگلیوں سے مٹی ہٹا کر اینٹوں کو ایک ایک کرکے اٹھا لیجئے گا۔ لیکن اگر پہلی ضرب ہی سست پڑی تو پھر برسوں میں بھی نئی عمارت کیلئے جگہ صاف نہ ہو سکے گی۔ یہی سبب ہے کہ ہم اس وقت اپنے کاموں کیلئے سخت سے سخت سختی کو بھی نرمی سمجھتے ہیں۔ جہانتک کا ندھوں میں زور ہو جلد جلد ضربیں لگاتے جایئے۔ زمانے کا سیلاب بھی آپ کی مدد کیلئے تیزی سے امڈا آ رہا ہے۔ اگر آپ نے اپنا کام پورا کر دیا تو پھر آپ کو ہمیشہ کیلئے فرصت ہے۔ یہ سیلاب خود بنیاد کی مٹی تک بہا لیجائیگا وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔

خواجہ صاحب کا سفر انگلستان

۷ ستمبر کو خواجہ صاحب بخیر و عافیت انگلستان روانہ ہو چکے ہیں اور اسوقت وہ سمندر کو چیرتے ہوئے جا رہے ہیں خواجہ صاحب نیک ارادہ کیساتھ تبلیغ اسلام کیلئے انگلستان میں ذرائع اور اسباب کو معلوم کرنیکے لئے جا رہے ہیں یہ ایک ایسی مبارک اور پاک خواہش ہے کہ جسپر ہر شخص کو جو اسلام کیلئے دل میں جوش اور تڑپ رکھتا ہے خوش ہونا چاہیئے خواجہ صاحب بالفعل وہاں ۶ ماہ کے قیام کا ارادہ رکھتے ہیں ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک وفد کی تحریک ایک مرتبہ ہوئی تھی۔ میں نے وفد کے متعلق مشکلات پیش کرکے بتایا تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا پھر اسی سلسلہ میں ۷ جولائی ۱۹۱۰ء کے الحکم میں ممالک غیر میں تبلیغ کیلئے پہلا قدم کے عنوان سے ایک تحریک کی تھی کہ کوئی گریجویٹ ولایت بھیجا جاوے جو ایک طرف اپنی تعلیم کمل کریگا

یہی ان کی کامیابی کا راز تھا اس لئے میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ حافظ روشن علی صاحب کو جنکا نام فہرست سے نکلا ہے۔ میرے بعد آپ لوگ مجلس انصار کا امیر سمجھیں اور اس مجلس کے متعلق سب کام ان کے مشورہ سے کریں۔ اور ان سے امید رکھتا ہوں کہ خود عملی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ دکھا کر آپ لوگوں کیلئے ایک عمدہ مثال قایم کریں۔ واللہ المستعان۔ (خاکسار مرزا محمود احمد)

فہرست انصار قادیان کی جنہوں نے چندہ دینا منظور فرمایا

(۱) شیخ عبد الرحمن صاحب لاہوری سکرٹری انصار اللہ۔
(۲) صوفی غلام محمد صاحب (۳) شیخ یعقوب علی صاحب
(۴) حکیم محمد عمر صاحب (۵) شیخ غلام احمد صاحب
(۶) مولوی شیر علی صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت

(نمبر اول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت منہاج نبوۃ پر واقع ہوئی ہے۔ اور یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اس وحی الٰہی میں جو کثرت کیساتھ آپ پر نازل ہوئی آپ کو نبی اور رسول کے لفظ کیساتھ پکارا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ براھین احمدیہ سے لیکر آپ کی آخری کتاب چشمہ معرفت تک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف نبیوں کے نام سے پکارا اور بالآخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام سے آپ کو خطاب کیا۔

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور شان بعثت پر مختلف قسم کی بحثیں جاری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیام پہونچانے میں ہمنے کہاں تک کوشش کی ہے اس کے لئے ہم کو اپنے گریبان میں خود منہ ڈالکر غور کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود کی شخصیت اور ذات ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے۔ وہ دین جو عند اللہ الاسلام ہے کیونکہ مسیح موعود پر ایمان ایمان بالرسل میں داخل ہے اور قرآن مجید نے یہ ہدایت صاف الفاظ میں فرمادی ہے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ

اور یہی وجہ ہے کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ کی تلقین میں کسی خاص رسول کا نام داخل نہیں کیا گیا۔ اس امر پر مفصل بحث اسی مضمون میں انشاء اللہ دوسری جگہ آجائیگی کیونکہ حضرت مسیح موعود کی شان بعثت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل کیساتھ کلام کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتے ہیں اور اس میں جہاں انکی شان و شخصیت کا ذکر ہوگا کوئی لفظ اپنی طرف سے پیش کرنیکی جراءت نہ کرینگے۔ بلکہ خدا کے فضل و توفیق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے کلام اپنی تحریر سے یا حضرت خلیفۃ المسیح کے کلام اور تحریر سے یا ان بیانات سے جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اخص و اکابر صحابہ حضرت مسیح موعود نے شایع کئے پیش کرینگے حضرت کی شان بعثت کے مفصل اظہار اور بیان کی اس لئے ضرورت ہے تا ان لوگوں کو جو اس سے ناواقف ہیں معلوم ہوجاوے کہ آپ کیا ہیں اور کیا نہیں؟

آپ کی شان میں وہ اطرا نہ ہوجسکے آپ مستحق نہیں اور نہ نعوذ باللہ آپ کی شان کو گھٹایا جاوے۔ احمدی قوم جبتک اپنے امام کو جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور و مرسل اور نذیر اور نبی ہوکر آیا ہے اسی رنگ میں پیش نہیں کرتی مشکل ہے کہ وہ ان مقاصد کو حاصل کرسکے جو اس کی آمد سے وابستہ ہیں۔

اگر حضرت مسیح موعود کی شخصیت کو بالکل الگ کرکے صرف یہ کہدیا جاوے کہ صرف آپ کی اس تعلیم سے غرض ہے جو آپ لیکر آئے تو مجھے اس کہنے میں معاف رکھا جاوے۔ تم نے رسول کی قدر نہیں کی۔ اور رسالت کی شان اور ضرورت کو تم نے محسوس ہی نہیں کیا!

دنیا میں اخلاقی تعلیم کبھی مفقود نہیں ہوئی اور ہمیشہ اور ہر زمانے میں ہر قوم میں اخلاقی صداقتیں موجود ہوتی ہیں بلکہ ہر شخص کے اندر بدیوں کیلئے ایک فطرتی کراہت اور نفرت موجود ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں کیوں بھیجا؟ اور ان کے آنیکی وجہ سے خود انہیں اور ان کے ماننے والوں کو عباد الدنیا کے ہاتھوں میں تکالیف میں ڈالا؟

یہ ایک سوال ہوگا جسکا جواب آسان نہیں۔ برھمو خیال کے لوگوں کو انکار رسالت کیطرف اسی خیال نے مایل کردیا اور انہوں نے اپنی جگہ قرار دیا کہ انبیاء علیہ السلام کی ھستی اور ان کے ماموریت پر ایمان لانا نعوذ باللہ غیر ضروری ہے۔ ہاں انکی اصلاح ملک و قوم ان کی تعلیم پاک کیلئے ہم ان کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ خیال ہے جو برہمو لوگ پیش کرتے ہیں۔ انکی اس تعریف کی میرے نزدیک ذرہ برابر وقعت نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسا خطرناک حملہ ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات پر کہ منکر اور مخالف لوگ بھی نہیں کرتے کیونکہ برہموؤں کے خیال میں نعوذ باللہ

خدا کے مامورین مرسلین نے اپنے دعوے میں جھوٹ بولا

اسی طرح پر آج اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی خدمات کی تو تعریف کرتا ہے لیکن آپ کے دعوی کو ماننے کیلئے تیار نہیں وہ

دوسرے الفاظ میں نعوذ باللہ آپکو کاذب قرار دیتا ہے

یا اگر ہم حسن ظن کے طور پر نہیں تو وہ اتباع رسول اور ضرورت نبوت کا انکار کرکے برہمو ازم پیدا کرنا چاہتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ لاھور کے مقام پر مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاہزادہ محمد ابراہیم خان صاحب کی ملاقات کیوقت ایک تقریر فرمائی تھی۔ جو ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء کے الحکم میں طبع ہوئی۔ اس میں آپنے اس ضرورت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا

تزکیہ نفس بڑا مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّھا اور تزکیہ نفس بجز فضل خدا میسر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اس کا قانون جو جاذب فضل کیواسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیجاوے۔ مگر دنیا میں بہت ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔ نیک اعمال

بجالاتے ہیں۔ اعمال بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں انکا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے۔ اور یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے۔ کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط بہ اتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پر ایمان ہرگز ہرگز میسر نہیں آ سکتا جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور معیت اختیار نہ کی جاوے۔"

قرآن مجید سے فی الحقیقت یہی صداقت ظاہر ہوتی ہے اگر رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی شخصیت کا ماننا ضروری نہ تھا تو پھر الٰہی کتابوں کے آنے اور انبیاء کو مامور اور نامزد کرنے کی بھی نعوذ باللہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور یہ کام گویا ایک عبث اور باطل تھا۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

پس اے پڑھنے والو! غور کرو! اور پھر غور کرو کہ خدا تعالیٰ نے جو آسمانی سلسلے قائم کرتا ہے اس سے اس کا مقصد انسان پرستی پھیلانا نہیں ہوتا بلکہ ان انسانوں کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ کا درخشاں چہرہ دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ

آئینہ خدا نما ہوتے ہیں

قرآن مجید کو پڑھو اور اس پر تدبر کرو۔ تمہیں معلوم ہو گا کہ رسالت کی کسقدر عظمت قرآن مجید نے بیان کی ہے رسالت اور الوہیت کے درمیان تفرقہ کرنیوالوں کے متعلق سخت وعید فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ؕ

قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ کر ایک مومن کا دل گھبرا جانا چاہئے اور اس کے بدن پر لرزہ پڑ جانا مناسب ہے قبل اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کسی مامور و مرسل کی شخصیت پر ایمان لانا غیر ضروری سمجھے۔ اگر محض توحید اور اعمال صالحہ ہی کوئی چیز تھے تو کیوں لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ کو شامل کیا گیا۔ اسی خیال اور گمراہی کے خیال نے مسلمانوں میں ایک گروہ پیدا کر دیا جو آج کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ کی نعوذ باللہ ضرورت نہیں۔ اور اس سے ترقی کر کے ایک شخص نے جو ڈاکٹر عبدالحکیم کے نام سے موسوم ہے یہ اعلان کیا کہ نجات کیلئے صرف توحید کا اقرار کافی ہے۔ گویا اس کے مذہب اور اعتقاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی پاک جماعت کے تمام مساعی جمیلہ نعوذ باللہ فضول تھیں اور آپ اور آپ کے ساتھ والوں نے جو تکالیف اٹھائیں وہ محض بے سود اور نعوذ باللہ کم عقلی کا نتیجہ تھیں اس قسم کے بیہودہ خیالات اور لغو اور سراسر ہیچ مفتریات ان دماغوں کا نتیجہ ہوتا ہے جنہیں الٰہیات کے سمجھنے کا مادہ نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو پاک تعلیم لیکر آئے اور آپ سے پہلے جسقدر نفوس نبیوں کے نام سے آئے۔ اور اسی حیثیت سے انہوں نے دنیا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ وہ سب کے سب جہاں لا الٰہ الا اللہ کی مشترکہ اور اجماعی تعلیم لائے وہاں انہوں نے اپنی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ ان کا ایسا حکم اپنی شخصیت کی عظمت کیلئے نہیں تھا۔ بلکہ تکمیل توحید کی ہو نہیں سکتی جب تک ان مامورین و مرسلین پر کامل ایمان نہ ہو۔ کیونکہ وہ اصل غرض تو اسی ذریعہ سے پوری ہو گی جو گناہ سوز فطرت اور تزکیہ نفس کے رنگ میں کہی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی مقتدر اور متصرف بالارادہ ہستی پر زندہ ایمان بلکہ عرفان پیدا نہیں ہو سکتا جب تک ان کمزور اور مشت استخوان ہستیوں کیساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ ہوں وہی نشان ہوتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔

غرض یہ ایک مسلم بات ہے اور اس بات سے کوئی سلیم الفطرت انکار نہیں کر سکتا کہ توحید کی حقیقت کے سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک اٹل اور غیر متزلزل ایمان پیدا کرنیکے لئے ایمان بالرسالت کی ضرورت ہے۔ وہ شخص شیطان سے کم نہیں جو مسئلہ رسالت کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ پہلا وجود جس نے خدا کے مامور و مرسل خلیفۃ اللہ آدم کا انکار کیا وہ شیطان تھا حضرت مسیح موعود کے سامنے یہ مسئلہ آیا ہے اور جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ عبدالحکیم مرتد نے یہ مذہب پیش کیا کہ نجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی ضرورت نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام گذشتہ نبوتوں کی جامع اور آئندہ آنیوالی نبوتوں کیلئے بطور ایک آم اور چشمہ کے ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی عدم ضرورت کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوں گے کہ

کسی نبوت و رسالت پر ایمان ضروری نہیں

اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں تو باقی نبوتوں پر ایمان محض ناقص اور ناکمل ہے اور وہ سودمند نہیں۔ ایک عیسائی ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے معذور ہو سکتا تھا۔ اور مسیحی اور موسوی نبوت کا اقرار اس کے لئے ایک سپر کا کام دے سکتا تھا۔ مگر اس الحق کے آنیکے بعد اس کا انکار محض ہلاکت ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ

پس جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار ہلاک کرنیوالا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایک بند جوہڑ کی طرح قرار دینا اور اس کے اثمار و ثمرات سے انکار کر دینا یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کاملہ کے انکار کی ایک صورت ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص ایک جلیل الشان بادشاہ کے متعلق یہ خیال کرے کہ یہ بادشاہ تو ہے۔ مگر اس کے دربار سے کسی کو کوئی فیض اور فضل نہیں ملسکتا۔ اور اس کی فرمانبرداری اور وفاداری و اطاعت کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی ایسا شخص درپردہ اس بادشاہ کی ہتک کرتا اور اس کے خلاف لوگوں کے اندر مخالفت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ پس اسی طرح پر جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ شک نہیں تمام نبوتوں کے جامع ہیں اور تمام پہلی روشنیاں ان پر آ کر پوری ہو گئی ہیں لیکن آئندہ کوئی شخص ان کے نور نبوت سے

حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصر جاتے ہیں

ناظرین الحکم اس خبر کو خوشی اور تعجب سے سنیں گے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصر کو جا رہے ہیں - اور یکم اکتوبر کو وہ مع الخیر بمبئی سے جہاز پر سوار ہو جائیں گے - صاحبزادہ صاحب کے سفر کی غرض بالکل عیاں ہے ان کے دل میں جو تڑپ دنیا کو حق سے آگاہ کرنے کی ہے وہی جذبہ اور جوش انہیں مصر اور دیگر بلاد اسلامیہ اور خدا چاہے تو یورپ میں لے جا رہا ہے - صاحبزادہ صاحب اپنے ذاتی خرچ پر جا رہے ہیں - آپ نے انصار اللہ کے ممبروں کے نام جو خط لکھا ہے وہ ذیل میں چھاپ دیا جاتا ہے -

ایڈیٹر الحکم بھی اس سفر میں محض آپ کے حالات قلمبند کرنے اور آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ساتھ جانے کو تھا - مگر بعض اسباب سے [illegible] کی وجہ سے اسے اس ارادہ کو ملتوی کرنا پڑا ہے - اور وہ اپنے مجوزہ سفر پر اس وقت روانہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ وہ اسباب پیدا کر دیگا - جو اس کے لئے ضروری ہیں -

اگرچہ بہت سے احباب حضرت صاحبزادہ صاحب کی ان عالیشان خدمات اور ضروریات سلسلہ کے جو آپکی ذات سے اسوقت وابستہ ہیں - چاہتے تھے کہ وہ اس مجوزہ سفر کو ملتوی کریں - مگر جس وجود کیلئے خدا کی وحی میں اولوالعزم کا لفظ آیا ہے وہ ایک سفر کے تہیہ کے بعد اس سے رک نہیں سکتا - خصوصاً جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اور آپکی شفیق والدہ حضرت ام المومنین نے اجازت دیدی ہو - حقیقت میں وہ سفر بڑا ہی مبارک ہے جو محض خدا کیلئے ہو - اور اس میں کسی دوسری غرض کی ملونی نہ ہو - یہ سفر آپ کیلئے آپ کی قوم اور اسلام و مسلمین کیلئے خدا کرے بابرکت اور سود مند ہو - اور آپ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ فائز المرام واپس آئیں

یہ امید کرنی بے محل نہیں کہ انشاء اللہ العزیز حضرت صاحبزادہ کے حالات وقتاً فوقتاً موصول ہوتے رہیں گے اور وہ شائع ہوتے رہیں گے -

کل قوم کا فرض ہے کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بعافیت اور سالماً غانماً واپس آنیکے لئے دعا کرتی رہے - اور صاحبزادہ صاحب تو اس سفر میں اپنی درماندہ قوم کو بھولیں گے ہی نہیں ! -

انصار اللہ کا تعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے ایک خاص تعلق ہے وہ آپ کیلئے کس درد اور جوش سے دعائیں کریں گے - اس کے اظہار کی ضرورت نہیں - میرا جی چاہتا ہے کہ انصار اللہ اس موقعہ پر اگر قادیان جمع ہو سکیں تو مبارک ہوگا - صاحبزادہ صاحب فی الحال ۱۶ ستمبر کو قادیان سے مالیر کوٹلہ وغیرہ جاویں گے - اور غالباً ۲۰ ستمبر تک واپس ہو کر ۲۲ یا ۲۴ کو روانہ ہوں گے - اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں یقین ہے - اس نے اپنے [illegible] حضرت مسیح موعود کو نبی طب [illegible] فرمایا تھا - انی معک و مع اھلک - تا ہم ہمارا فرض ہے کہ ہم دعاؤں سے اپنے مخدوم کی نصرت کریں - وہ حقیقی معنوں میں انصار اللہ ہوں - آمین - وہ خط یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - میری طبیعت چونکہ کئی دنوں بلکہ مہینوں سے برابر علیل رہی ہے اس لئے جیسی کہ میری خواہش تھی - انصار اللہ کو تحریک نہیں کر سکا - گو پھر بھی بعض دوست خاص طور سے شکریہ کے مستحق ہیں - میرے دوستو! آجتک کوئی انسان اس دنیا میں نہیں آیا - کہ موت نے آخر اسے ہم سے جدا کر دیا - خدا کی سب سے پیاری مخلوق انبیاء کا گروہ ہے میں دیکھتا ہوں ان کو بھی ایک مدت کے بعد اس دنیا سے رخصت ہونا پڑتا ہے - یہ دنیا کوشش اور محنت کی جگہ ہے اس لئے ضرور ہے کہ وہ لوگ اپنی سعیوں اور کوششوں کا پھل پانے کیلئے آخرت کیطرف بھیجے جائیں تاکہ انکی محنتیں اکارت نہ جائیں -

تیرہ سو سال سے ایک مسیح کا انتظار ہو رہا تھا - بڑے بڑے اولیاء اس کی آمد کے منتظر تھے - اور اس کی ملاقات کیلئے دعائیں کرتے تھے لیکن جب وہ آیا تو اکثر اس کی شناخت سے محروم رہے ہمیں خدا نے اس کے سایہ عاطفت کے نیچے جگہ دی - گو ہمارے اعمال ایسے نہ تھے کہ اس احسان کے مستحق ٹھہرتے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء آخر وہ رحمت کا زمانہ دیکھتے دیکھتے گزر گیا - اور وہ جسکی انتظاری تھی اور جس نے سینکڑوں سال تک اپنی آمد کی امید میں لوگوں کو لگائے رکھا تھا ہزاروں نہیں لاکھوں کو یتیم چھوڑ کر اپنے بھیجنے والے کیطرف روانہ ہو گیا - اس کی موت نے اس بات پر مہر لگا دی کہ جب مسیح محمدی باوجود اپنی اس عظمت کے ہمیشہ کیلئے زندہ نہ رہ سکا - تو مسیح موسوی کب حق تھا کہ انیس سو برس تک عمر پا جاتا - وہ ایک قلعہ تھا جسمیں ہم پناہ لیتے تھے وہ ایک حصن حصین تھا جو ہماری حفاظت کرتا تھا - وہ ایک ڈھال تھی جسکے ذریعہ سے ہم تیروں سے بچتے تھے وہ ایک پہاڑ تھا جس پر چڑھ کر ہم عداوتوں کے سیلابوں میں تباہ ہونے سے نجات پاتے تھے - وہ ایک مضبوط جہاز تھا جسکے طفیل ابتلاؤں کے سمندر کی خطرناک لہروں سے ہم مامون تھے اور یہ سب کچھ کیوں نہ ہوتا - کہ خدا ان لوگوں کی شان میں فرماتا ہے کہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون اسکی جدائی ہمارے لئے ایک ایسا ابتلا تھی کہ جسکی نظیر نہیں مل سکتی - ہمارے لئے اس کی فرقت اس سے زیادہ خطرناک تھی جیسی کہ اس عورت کی موت اپنے شیرخوار بچہ کیلئے ہو سکتی ہے جسے جنگل میں چھوڑ کر وہ اس دنیا سے گزر جائے - وہ ہمارے لئے مایوسی کا دن تھا - گو اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اس [illegible] پر اداسی چھا جائیگی - ہماری حالت بعینہ وہی تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی ہوئی - اور ہم میں سے ہر ایک حضرت حسان کی طرح کہتا تھا کہ کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر کہاں گئے وہ دن جب اسکی محبت بھرے کلمات ہمارے لئے آب حیات سے بڑھ کر کام کرتے تھے اس کا ایک ایک [illegible] ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مردوں میں جان ڈالنے کے لئے ہے [illegible] اس کے منہ سے نکلتی [illegible]

لئے کبھی کسی نبی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اور فوج در فوج ملائکہ الہام کرتے تھے کہ جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے ان نوں کو فائدہ اٹھایا اور خوش نصیب ہیں وہ جنہیں ان بابرکت کلمات کے سننے کا اتفاق ہوا۔ اب وہ زمانہ تو گذر گیا ہاں نیا زمانہ آئی باقی ہے کہ وما کان اللّٰہ معذبہم وہم یستغفرون پس میرے دوستو! اٹھو کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنے نفوس کی اصلاح میں لگ جاؤ۔ بیشک دنیا اپنی سب خوبصورتیوں کیساتھ تم کو گمراہی پر لگی ہوئی ہے لیکن تم ہی لوگ اعدائوں کے حربوں سے اسکا مقابلہ کرو اور ایک دوسرے کی دعاؤں سے مدد کرو تا اس جنگ سے نکل جاؤ۔ پھر دینیتعلیم کا کام ہاتھ پر لگیگی پہلے سے پورا کرو۔ اور اپنے اعمال کی درستی کیساتھ ساتھ دین اسلام کی ترقی کی فکر کرو۔ یہ سمجھ کہ میں سچ کہتا ہوں آتا کیا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تمہیں نہیں آتا اور کیا اس سے بڑھکر کوئی اور تعلیم ہو سکتی ہے یاد رکھو کہ اس وقت خدا نے مسیح موعود کے ہاتھ پر دنیا کو فتح کرنیکا ارادہ کیا ہے پس اس سلسلہ کو وضاحت کیساتھ اور کھول کھول کر لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں ہر قسم کی مدد کرنیکے لئے تیار ہے اگر اس کام میں تمہیں اپنی جان اور مال بھی خرچ کرنا پڑے تو کیا حرج ہے کیونکہ مومن کے کام ضایع نہیں ہوتے اور خدا کی طرف سے بے انتہا انعامات کا وہ مستحق ہوتا ہے اسوقت معاملات باہمی میں لوگ بہت کچے ہیں اور حساب کے پکے نہیں تم انصار اللہ آیندہ سے یہ عہد کر لو کہ معاملات باہمی اور حساب و کتاب میں بڑے صاف رہو گے۔ یہ تمہارا امتیازی نشان ہو اور اگر آپ لوگ میری اس بات پر کار بند ہوں گے تو یاد رکھیں کہ خدا بھی آپ لوگوں سے امتیازی طور پر سلوک کریگا۔ اور کبھی ضایع نہیں ہونے دیگا۔ میرے اس خط لکھنے کی ایک بڑی وجہ میرا ایک ارادہ ہے و اللّٰہ المستعان اور وہ یہ ہے کہ میں کچھ دنوں تک چند ماہ کیلئے ہندوستان سے باہر مصر جانا چاہتا ہوں (انشاء اللہ تعالیٰ) حضرت خلیفۃ المسیح نے اجازت دیدی ہے اور ستمبر کے آخر میں خدا نے چاہا تو میں یہاں سے رخصت ہو جاؤنگا خدا خوب جانتا ہے کہ کون کون زندہ ملیگا۔ اور کہ ہماری ملاقاتیں دوبارہ اس دنیا میں ہوں گی یا اگلے جہان میں

اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ لوگوں کو جنہوں نے خاص طور سے میرے ساتھ عہد اخوت باندھا ہے یہاں سے جاتی دفعہ اپنے درد دل سے آگاہ کرتا جاؤں۔ شاید کسی دل میں وہ آگ جو میرے دل میں ہے کچھ اثر پیدا کرے۔ اور وہ دین کی کس مپرسی کی حالت میں اسکی مدد کرے کیسا افسوس اور کیسے غضب کی بات ہے کہ محمد رسول اللہ فداہ ابی و امی جیسے انسان کی دنیا ہتک کر رہی ہے۔ قرآن شریف جیسی کتاب سے تمسخر کر رہی ہے اور ہم لوگ خواب غفلت میں پڑے ہیں ہمارے دل کیوں مر گئے اور ہماری غیرتیں کہاں گئیں۔ خدارا کمر ہمت کسو اور اپنے اپنے رنگ میں اسلام جیسے خوشنما اور سچے مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کر کے لوگوں سے پوچھو تو سہی کہ آخر اس میں کونسا نقص دیکھا کہ جس سے تمہیں یہ شکوک پڑ گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں ڈیڑہ ماہ تک یہاں سے کچھ مدت کیلئے رخصت ہونگا میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ نہایت محبت اور پیار سے کام کرتے رہیں گے۔ بلکہ آگے سے زیادہ اور بہت زیادہ کوشاں رہیں گے۔ میرا دل ہر وقت آپ لوگوں کے ساتھ رہیگا۔ اور جسطرح یہاں میں آپ کیلئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ ان سے بڑھ کر دعائیں مانگنے کی وہاں توفیق دے۔ آپس میں محبت سے رہو۔ اور سلسلہ میں محبت اور پیار قایم رکھنے کی کوشش کرو۔ میرے لئے وہ نہایت خوشی کی گھڑی ہوگی جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کی کوششوں سے سلسلہ میں محبت اور پیار کی ترقی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ میرا جانا گو بہت حد تک اپنی صحت کی درستی اور عربی کی تحقیق کیلئے ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ تبلیغ کیلئے بھی کوئی نہ کوئی راہ کھولدیگا۔ علاوہ ازیں کچھ اور اسباب بھی ہیں۔ جنکا ذکر کرنا شاید مناسب ہو اب میں آپ لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا اور ہماری جماعت کے سب لوگوں کا خواہ کوئی ہوں کسی ملک کے رہنے والے ہوں۔ عورت ہوں مرد ہوں۔ بچے ہوں بوڑھے ہوں۔ حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔ تم دنیا کیلئے نافع اور بابرکت وجود بننے کی کوشش کرو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو (خاکسار مرزا محمود احمد)

دوسرا خط:۔ برادران! السلام علیکم کیونکہ یہ زمانہ اسلام پر سخت ہے اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں اور

ہمیں بھی و آخرین منہم لما یلحقوا بہم میں داخل ہونیکا دعوےٰ یا امید ہے واللہ اعلم اسلئے صحابہ کے کام بھی کریں تو تب ہی ان انعامات کے مستحق ہو سکتے ہیں اس لئے باوجود اسکے کہ اسوقت ہماری جماعت پر چندوں کا ایک بار کثیر ہے میں ایک تجویز آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اختیاری ہوگی آپ میں سے جو چاہیں اسمیں شامل ہو جائیں ہر ایک پر لازمی نہ ہوگی۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک جسکی آمدنی ۲۵ روپیہ ماہوار تک ہے وہ ایک روپیہ ماہوار دفتر الانصار میں بھیجدیا کرے۔ اور جس کی پچیس سے پچاس تک ہے۔ وہ دو روپیہ ماہوار تک اور جس کی پچاس سے پچہتر تک ہے وہ تین روپیہ ماہوار۔ اسی طرح ہر پچیس روپیہ کی آمدنی پر ایک روپیہ کی زیادتی ہوتی جاوے۔ سال کے آخر میں ایسے آدمیوں کی ایک ایک جماعت مختلف علاقوں میں کم و بیش مدت کیلئے تبلیغ کیلئے بھیجدی جایا کرے اور ہر ایک شخص اپنے جمع کردہ روپیہ کو اس سفر میں خرچ کریں۔ اسے کوئی بیرونی مدد نہ دیجاوے گی۔ مثلاً جو عہ ر ماہوار دیتے ہیں انکا ایک گروہ بنا کر ایک پاس کے علاقہ میں مقرر کر دیا جاوے۔ جہاں وہ تبلیغ کریں۔ جو پانچ روپیہ ماہوار دیتے ہوں۔ ان کو زیادہ دور کے علاقوں میں بھیجدیا جاوے۔ بیشک یہ ایک امتحان کی تجویز ہے لیکن دین اسلام کی موجودہ حالت کیلئے ہم جو کچھ بھی کریں کم ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ انصار اللہ میں سے صاحب ہمت احباب اس طرف ضرور توجہ فرماویں گے اور اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کے مستحق بنیں گے جنکا مجاہدین سے وعدہ ہے میں سب سے اول اس مد میں اپنا نام لکھتا ہوں تاکہ یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون شامل ہوں۔ و باللّٰہ التوفیق۔ اس کے علاوہ قادیان کے دوستوں میں سے احباب ذیل نے اس میں حصہ لینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر یہ تجویز چل نکلی۔ تو امید ہے کہ اس سے اور بہت سے مفید کام بھی نکل سکیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ گو میں مصر چلا ہوں لیکن ابھی سے اس کام کو شروع کر دیا جاوے تا انشاء اللہ واپس لوٹنے پر عملی کارروائی جاری کیجائے۔

۲۔ اسی طرح میں یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ صحابہ ہر کام میں اپنا ایک امیر بناتے تھے۔ جس کے مشورے سے سب کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر تک میں ایک کو امیر بنا لیتے تھے۔ اور

ابتلائے ظہیر اور عفو تقصیر

تمہیدی نوٹ الحکم کے ناظرین کئی ہفتوں سے اس امر کے منتظر چلے آتے ہیں۔ کہ میں انہیں ان واقعات اور حالات سے مطلع کروں جو ہمارے مکرم بھائی مولوی محمد ظہیر الدین صاحب مصنف نبی اللہ کا ظہور وغیرہ وغیرہ رسایل کے ابتلا کا موجب ہوئے۔ ان واقعات اور حالات کا لکھنا مجھے صرف اس لئے مقصود تھا اور ہے۔ کہ انسان کے اندر بہت سی خوبیاں اور قوتیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی خاص ابتلا کے وقت نشو و نما پاتی ہیں ایک دلیر اور شجاع انسان کے کمالات مردانہ مخفی رہتے ہیں جب تک اسے میدان کارزار میں جانے کا موقعہ نہ ملے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کمالات جب بیان کرتے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے موقعہ دیئے کہ ان کی مخفی قوتیں ظاہر ہوگئیں۔ پس میں اگر ظہیر کے ابتلا کے حالات لکھتا ہوں تو میری فقط اتنی غرض ہے کہ جماعت کو ابتلا کی ان صورتوں سے جو بعض وقت پیش آجاتی ہیں آگاہ کردں۔ اور اگر خدانخواستہ کسی کو کوئی ابتلا آجائے تو اسے کیا مسلک اختیار کرنا چاہیئے ماسی سلسلہ میں انہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے جو خلیفہ اور امام ہمیں دیا ہے وہ کس **قوت** اور **شجاعت** کا انسان ہے۔

جہاں اس میں یہ **دلیری اور جرأت** ہے کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم اور شماتت اعدا کی ذرا بھی پرواہ نہ کرکے ایک شخص کو جو اسے خواہ کیسا ہی عزیز کیوں نہ ہو۔ کسی ایسی غلطی کے سرزد ہونے پر جو ایک متعدی مرض کی صورت رکھتی ہو جماعت سے الگ کردیتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ تخلق کرکے **عذرخواہی** اور **رجوع** پر وہ اپنے رحمت و شفقت کے بازو اس کے لئے پھیلا دیتا ہے اور بغیر کسی قسم کے پرہیز اور خوف اعتراض کے **لا تثریب علیکم الیوم** پکار اٹھتا ہے۔

یہ تمام امور اس واقعہ کی تفصیل میں جانیسے ناظرین کو معلوم ہونگے اور مجھے امید ہے خدا کے فضل سے وہ ان کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہوں گے۔

ظہیر کے کچھ حالات

ظہیر الدین ایک پرجوش اور سرگرم احمدی نوجوان ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے **ذہانت و ذکاوت** عطا فرمائی ہے۔ **اشاعت سلسلہ** کے لئے اس کو ایک جوش دیا گیا ہے سلسلہ کی کتابوں کو اسنے غور سے پڑھا اور یاد رکھا ہے ۱۹۰۶ء میں دفتر الحکم میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے اور پھر انچارج ایڈیٹر کی حیثیت سے اس نے جو کام کیا ہے وہ الحکم کے اس سال کے فایل سے معلوم ہوسکتا ہے۔ میں اسکی محنت اور کوشش سے خوش رہا۔ اسی دفتر میں انہیں ایام میں **فرقہ چکڑالوی** کا رد اس نے نہایت **محنت** اور کوشش سے لکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہوکر ہمارے **بھائی** تھے۔ اور آج خدا کے فضل سے ہمارے **آقا** ہیں۔ اس رسالہ کے متعلق یہ رائے لکھی تھی:۔ کہ

میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے جہاں تک مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش کی ہے۔ **اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔** اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو مثمر بہ ثمرات نیک کرے۔

(نور الدین ۷ جون ۱۹۰۶ء)

اس رسالہ کا اثر چکڑالوی فرقہ پر جو پڑا ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ آجتک اس پر پانچ سال گذر گئے ہیں وہ اس کا جواب نہیں دے سکا۔ اور نہ صرف جواب سے قاصر رہا بلکہ اسی وقت سے اس فرقہ کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔ اور ان میں اختلاف و شقاق اس درجہ تک پیدا ہوا کہ نوبت بہ مقدمات پہونچ گئی اور ہم خدا کے فضل سے یقین کرتے ہیں کہ وہ **وقت** قریب ہے کہ جب یہ باطل اپنی نحوست کو لیکر بھاگ جائیگا۔

۱۹۰۷ء کی آریہ مذہبی کانفرنس میں **ظہیر** بطور رپورٹر شریک ہوا۔ اور اس کے لئے ہوئے نوٹوں کی بنا پر کتاب **چشمہ معرفت** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی۔ جو فی الحقیقت **چشمہ معرفت** ہے۔ اخبار الحکم کے سٹاف سے الگ ہونے پر بھی ظہیر نے اپنے کام تبلیغ کو نہیں چھوڑا۔ اور مختلف مقاموں پر آریوں **عیسائیوں اور غیر احمدیوں۔ اور چکڑالویوں سے گفتگوئیں** کرتا رہا۔ اور دید کے ظہور میں فتور۔ اور نبی اللہ کا ظہور وغیرہ عمدہ رسایل لکھے۔ جنہیں سلسلہ کے اخبارات و رسایل نے بہترین ریویو شایع ہوئے۔

اختلاف رائے کی ابتدا

نبی اللہ کے ظہور میں اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور بطور ایک **نبی اور رسول** کے تھا اس رسالہ کے دلایل میں قرآن کریم سے استنباط اور استشہاد کیا گیا ہے۔ میں اس امر کو علی الاعلان کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار ان کے مکالمات و ملہمات میں **نبی** اور **رسول** رکھا۔ اور تمام نبیوں کا بروز **جری اللہ فی حلل الانبیاء** کہہ کر قرار دیا یہ ایک دعویٰ تھا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں زور دیتے رہے۔ اور آپ کی تصانیف اس دعویٰ سے بھری ہوئی ہیں۔ ہاں یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ نبوت یہ رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ کی محبت و اطاعت میں گم شدگی کا نتیجہ اور اثر تھا۔ اس لئے آپ پر وحی ہوئی **وکل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم**۔

اس رسالہ کے بعد غیر احمدیوں کے متعلق **کفر** کی بحث ہماری جماعت میں شروع ہوگئی۔ **اختلاف رائے** جہاں تک نیک نیتی اور **اخلاص** اور اظہار الدین کے لئے ہو وہ ایک **برکت** اور **رحمت** ہوتا ہے لیکن جہاں اخلاص اور للہیت نہ ہو (خدا کرے کہ ہم اس مرض میں گرفتار نہ ہوں آمین) تو وہ رحمت کی بجائے نعوذ باللہ لعنت ہوجاتا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اختلاف کو رحمۃ قرار دیا تھا۔ اس مسئلہ **اکفار** کی بحث کے چھڑنے پر یہ ضروری تھا کہ دو فریق ہوجاتے۔ ایک فریق کا خیال تھا کہ غیر احمدی مسلمان ہیں اور دوسرا کہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کھلی تحریروں اور آپکے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔ اس بحث نے مختلف پہلو بدلے۔ خود الحکم کا ایڈیٹر بھی اس بحث میں آخری فریق کے ساتھ تھا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف یا آپکے جانشین خلیفۃ المسیح کی

تحریک محمودی اور الحکم کی اعانت

الحکم کے نقصان کی داستان نئی نہیں۔ اور ناظرین و سرپرستان الحکم جانتے ہیں کہ بہت ہی کم الحکم میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ الحکم کے نقصان پر بالطبع دشمنوں کو ہاں سفلہ مزاج دشمنوں کو خوشی ہونی چاہیئے تھی وہ خوش ہوئے اور ان لوگوں کو جو الحکم کیساتھ ایک محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں فطرتاً رنج ہونا چاہیئے تھا اور انہوں نے اسے محسوس کیا۔

سلسلہ کے دشمنوں نے الحکم کے متعلق موت کی آرزوئیں کیں مگر اب تک وہ اس سے شادکام نہیں ہو سکے۔ یہ کوئی ربانی بھید ہے جسکو سمجھنے سے میں قاصر ہوں جن مشکلات میں سے میں گذرتا رہا ہوں اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ ہمت شکن اور یاس فزا ضرور ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا کلام ہر وقت تسلی دیتا ہے کہ ان مع العسر یسرا۔ اور یاس مومن کے نزدیک نہیں آتی۔

علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی دل سے یہ چاہتے ہیں کہ الحکم جاری رہے۔ اور وہ ان مشکلات سے نکلجاوے یہ ان کی غریب نوازی ہے کہ ایک موقعہ پر انہوں نے الحکم کے ایڈیٹر کی ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے ایک خادم کو لکھا "میرا دل چاہتا ہے کہ شیخ صاحب کو آرام ملے"۔ دوسرے موقعہ پر جبکہ میں بہجوم افکار سے چاہتا تھا کہ الحکم کے متعلق قطعی فیصلہ کروں تو آپ نے از راہ لطف فرمایا کہ تم کوشش کرو والا میں نقصان کی تلافی کرونگا۔ ایسی حالت میں جبکہ الحکم کی موت کے وارنٹ پر میں دستخط کر دینے کو طیار رہتا۔ آپ نے اس کے احیا کے لئے میری ہمت بندھائی۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسے سامان مہیا کر دیئے کہ الحکم کی زیر باریوں اور نقصانات میں بہت کچھ کمی ہو گئی۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد نے مجھے ایک رقعہ کے ذریعہ تحریک فرمائی کہ سرپرستان الحکم **اگر دس دس روپیہ بطور اعانت دیدیں تو الحکم کے نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے**۔ اور اس تحریک کو آپ نے عملی رنگ میں شروع کر دیا۔

یہ تحریک الحکم میں ایک مرتبہ نکلکر رہ گئی۔ میرا ارادہ تھا کہ میں ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ الحکم کے ناز برداروں کو اس سے آگاہ کرونگا مگر بعض مشکلات کی وجہ سے آجتک وہ چٹھی شائع نہیں کر سکا۔ صرف چند احباب کو بھیجی گئی تھی جنہوں نے نہایت شوق سے اس کو پڑھا اور تحریک محمودی میں حصہ لیا۔

جن بزرگوں نے اس مد میں آجتک الحکم کی اعانت میں قدم بڑھایا ہے ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے الحکم کی اسوقت تک باوجود اس کی بیقاعدہ اشاعت کے اس کی سرپرستی کرنا اپنا فرض سمجھا ہے اور اس کی پرانی اور پہلی خدمات کی اس ذلت تک بھی ان کے دلمیں قدر رہی ہے۔ اور جو چاہتے ہیں۔ کہ الحکم کا بقا اور قیام۔ ایڈیٹر الحکم کی شخصیت سے وابستہ نہیں بلکہ اس کی زندگی اور موت کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ اور قوم اس کے بقا و استحکام کیلئے اخلاقی طور پر ذمہ دار ہے وہ فرض شناسی سے کام لیں۔ میرے مخاطب ہی درصرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے اسوقت تک الحکم کو اپنا پیارا خادم سمجھا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک تحریک کی۔ جو لوگ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی تحریکوں کو بارآور کرنیکے لئے اپنی کوششوں سے کام لینے کی آرزو رکھتے ہیں۔ وہ اس تحریک میں شامل ہو جاویں۔

یہ تحریک حضرت صاحبزادہ صاحب کی محض الحکم کے بقا اور استحکام کے خیال سے ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح **دل سے چاہتے ہیں** کہ الحکم اپنی اسی شان سے شائع ہو جیسے پہلے ہوتا تھا۔ انہیں اس کی موجودہ حالت پر دکھ ہوتا ہے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ میرا ہاتھ بٹائیں۔ میں بار بار اپیلیں کرنیکا عادی نہیں ہوں اور ایک حق شناس قوم کی اس میں گونہ ہتک ہے کہ ایک ضروری کام کیطرف انہیں بار بار توجہ دلائی جاوے پس آپ اٹھیں اور اس نیک کام میں میرے مددگار ہوں۔ **ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم**۔

میں اس سلسلہ میں کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا ہاں اس قدر اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے بہت سے خریدار ایسے بھی ہیں جنکے ذمہ الحکم کا بقایا ہے اور اس بقایا رقم کی تعداد بھی معقول ہے اگر یہ سب بزرگ فرض شناسی سے کام لیں اور اپنے اپنے ذمہ کا بقایا ادا کر دیں تو اس نقصان میں بہت بڑی تلافی ہو سکتی ہے۔ **علاوہ بریں** دفتر الحکم کی موجود کتب کے خریدنے سے بھی اعانت کی ایک صورت نکل آتی ہے اور الحکم کے پرانے فائل (جو گویا سلسلہ کی زندہ تاریخ ہیں اور جنمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات۔ مکتوبات اور الہامات کے علاوہ بزرگان ملت کی تقریریں۔ مباحثے۔ فتاوی اور مکتوبات درج ہیں) بھی ایک بیش قیمت ذخیرہ کی صورت میں ہیں فائل صرف وہی لوگ لے سکتے ہیں جو ان گرانمایہ جواہرات کے قدردان اور جوہر شناس ہیں۔ پس جو لوگ تحریک محمودی کے ذیل میں اعانت کرنیکی توفیق نہ رکھتے ہوں وہ مطبع کی کتابوں یا اخبار کے پرانے فائلوں کی خریداری کیصورت میں اسوقت کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ بالآخر میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ جو نقصان کی تلافی ہو چکی ہے باقی بھی اسکے فضل سے ہو جائیگی۔ سعادتمند اور مبارک ہوں گی وہ روحیں جو اس ثواب کو حاصل کریں گی۔

ان احباب کے اسماء گرامی جنہوں نے تحریک محمودی میں حصہ لیا

جماعت گکھڑانوالیاں (۸) ...	للعہ	[illegible]	
حافظ عبد المجید صاحب منصوری ..	عہ	[illegible]	
مولوی خضر علی صاحب انسپکٹر پولیس ..	عہ	[illegible]	
میاں غلام رسول صاحب تمیم ...	عہ	[illegible]	
سید حیات علی شاہ صاحب دراتہ ...	عہ	برادرم [illegible]	
بابو حسن محمد صاحب ٹھیکیدار ...	عہ	[illegible]	
ڈاکٹر سید نار شاہ صاحب ...	عہ	[illegible]	
حافظ محمد احمد صاحب آگرہ		شیخ غلام [illegible]	عہ
چوہدری غلام محمد صاحب گوندل		بابو عبد الرزاق [illegible]	عہ
شیخ ہاشم علی صاحب گرداور		[illegible]	عہ

اصلاح کے لئے اور محض تربیت اور اظہار حق کے خیال سے اس کو علیحدہ کر دیا۔ لیکن اس کی رجوع پر اس کی خطا کو معاف کیا۔ اور دونوں صورتوں میں دکہا دیا کہ الحب للّٰہ والبغض للّٰہ کے یہ معنے ہیں۔

پس ظہیر کو ابتلا آیا یہ ابتلا اس کی معرفت اور دوسروں کی ایمانی حالت کے بڑہانے کا ذریعہ تہا۔ سعادت اور فضل کے فرشتے اس کی تائید نہ کرتے تو اسے رجوع کی توفیق کیونکر ملتی؟ وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو ابتلا میں سے صحیح وسالم نکل آوے۔ بعض لوگوں نے اس کے ابتلا سے فایدہ اٹھا کر اسے بہکانا چاہا۔ اور قریب تہا کہ شیطان اپنی ذریت کے ذریعہ اس کے ایمان پر پنجہ مارتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس کو بچایا مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگوں نے چاہا کہ وہ ان ایام ابتلا میں سلسلہ کی مخالفت میں کچھہ لکھے لیکن جو اس سلسلہ کو منہاج النبوۃ سمجھتا تہا۔ اور بصیرت کیساتھ اس زمانہ کے رسول پر ایمان لا چکا تھا اور اس کی رسالت کی تبلیغ میں اُسے دکھہ پہونچا ہو۔ وہ اس باطل پر کیونکر منہ مار سکتا تہا۔ ہاں یہ سب کچھہ خدا کے فضل سے ہوا۔ میں اس ابتلا میں ثابت قدم رہنے پر اپنے عزیز بھائی ظہیر کو مبارکباد دیتا ہوں۔ دنیا میں حق گو۔ حق جو۔ لوگ ہمیشہ ابتلاؤں میں ڈالے گئے ہیں۔ اور یہ ابتلا ان کی بہتری کا موجب ہوئے ہیں وہ اگر لوہا تھے تو ابتلاء آگ میں پڑ کر فولاد بن گئے۔ اور اگر سونا تھے تو کندن بن نکلے۔ اب میں صرف ان خطوط کو درج کر دیتا ہوں۔ جو اس نے حضرت کو لکھے۔ اور انکا جو جواب حضرت نے فرمایا۔ چونکہ معافی اور اعلان اخراج شایع ہو چکا ہے۔ اب مکرر اندراج کی ضرورت نہیں۔

خط اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت بزرگوارم جناب خلیفۃ المسیح سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘۔

نوازشنامہ آپ کا ملا۔ جواباً عرض ہے کہ اس اعلان سے اگر آپ کا مطلب صرف عبداللہ تیماپوری اور یار محمد سے ہی تہا تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ اس اعلان میں ہر دو صاحبوں کے ناموں کو لکھوا دیتے۔ تاکہ لوگوں کو غلط فہمی کا موقع نہ ملتا۔ آج یہ پہلا دن ہے جو مجھے معلوم ہوا کہ اس اعلان سے مراد آپ کی صرف تیماپوری اور یار محمد کے اشتہارات سے تھی۔ ورنہ قبل ازیں جس شخص سے میں نے اس اعلان کے متعلق دریافت کیا اس نے یہی کہا کہ وہ اشتہار تمہارے (اس عاجز کے) متعلق ہے۔ خیر مضیٰ مامضیٰ۔

امید ہے کہ جیسے آپ نے میری طرف لکھا ہے اسی طرح مفتی صاحب ایڈیٹر بدر کو بھی آپ حکم دیدیں گے کہ وہ ناظرین اخبار کو بتلا دیں کہ وہ اعلان صرف تیماپوری اور یار محمد کے متعلق تھا۔ ظہیر کے متعلق اس میں کچھ اشارہ بھی نہ تہا۔

بزرگوار! آپ کو شاید معلوم نہیں۔ آپ کے اس اعلان کے حوالہ سے ایک جگہ جمعہ کے خطبہ میں یہ بیان کیا گیا کہ ظہیر نے جو کتاب لکھی ہے وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بالکل خلاف ہے اور احمدیت سے اس کتاب کو کوئی تعلق نہیں۔ احمدی احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کیطرف کوئی توجہ نہ کریں اور اس لغو کتاب کو بصد نفرت ردی کی ٹوکری میں پھینکدیں اور ہرگز نہ پڑہیں وغیرہ وغیرہ بلکہ شیخ الہی بخش تاجر کتب مرحوم کو بلا کر کہا گیا کہ یہ کتاب ہرگز نہ بیچیں۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان کر دیا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ

میرے مکرم معظم مہربان! اصل میں بات کچھہ اور ہوتی ہے لیکن احباب کچھہ اور ہی مشہور کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایکدفعہ اس خط کے بارہ میں جو عزیزم اخی محمد سعید نے میری طرف لکھا تہا۔ حضور نے فرمایا تھا کہ اس خط نے میرا دل جلا دیا ہے لیکن بعض احباب نے جن کے نام نامی میں ظاہر کرنا ناپسند کرتا ہوں یہ مشہور کر دیا کہ خلیفۃ المسیح نے ظہیر کو کہا کہ تم نے میرا دل جلا دیا ہے“۔ بلکہ بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح آپ کے متعلق ایسے فقرات نہ بولتے۔ تو جلسہ سیالکوٹ میں آپکا لیکچر بھی ضرور رکھا جاتا لیکن فلاں فلاں اشخاص نے بتلایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح آپ پر بہت ناراض ہیں۔ اس لئے آپ کے لیکچر کے لئے جو تجویز تھی وہ ادھوری رہ گئی۔

اسی طرح میرا وہ خط جو کتاب نبی اللہ کا ظہور شایع ہونے سے بہت پہلے آپ کی خدمت بابرکت میں بھیجا گیا تھا اور جس میں میں نے اپنے عقیدہ کا یوں اظہار کیا تھا۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود کی وحی منزل من اللہ میں امر بھی ہیں اور نواہی بھی۔ اور رسول اللہ اور نبی اللہ کہکر انہیں پکارا گیا ہے۔ اس لئے انہیں صاحب رسالت یا صاحب شریعت بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ صاحب شریعت ہیں!۔

میرا یہ خط جن چند احباب کو آپ نے دکہایا ہے ان میں سے بعض نے میرے خط پر آپکے ایسے ایسے ریمارکس سنائے۔ کہ الامان۔ الامان۔

بزرگوار! مجھے آپ کے بعض اعتقادات سے اختلاف ہے۔ اور جب تک آپ میرے اعتقادات کا غلط ہونا ثابت نہ کر دیں گے تب تک میں اپنے عقاید پر قایم ہوں

چنانچہ اب لاہور میں جو آپ نے حضرت مسیح موعود کے منکروں کا صحابہ رضؓ کے منکروں کے برابر ہونا بیان کیا ہے اس میں بھی میرا آپ سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ صحابہ کا دعوےٰ نبوت اور رسالت کا ہرگز نہ تھا بلکہ حضرت ابوبکر کا بھی یہ دعوےٰ ہرگز نہ تہا کہ وہ مامور من اللہ یا نبی اللہ ہیں تو پھر ان کا انکار ایک نبی اللہ کے انکار کے مساوی کیسے ہو سکتا ہے؟

بزرگوار! آپ بھی تو خلافت کے مدعی ہیں اور اپنے آپکو حضرت ابوبکر کا مثیل قرار دیتے ہیں اور آپ کے اس دعوی کے منکر روافض کے مثیل سمجھے جاتے ہیں۔ تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کے منکر اور آپ کے منکر ایک ہی درجہ پر کیسے سمجھے جاویں۔ اور میں تو قسم کہا کر شہادت دے سکتا ہوں کہ آپ نے میرے سامنے اقرار کیا تہا کہ آپ کوئی مامور من اللہ نہیں ہیں (یعنے حضرت خلیفۃ المسیح) تو پھر بزرگوار! ایک غیر مامور من اللہ۔ اور مامور من اللہ۔ ہر دونوں کا انکار ایک جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

تقریروں سے جو کچھ اس مسئلہ کے متعلق حق سمجھا وہ وہی تھا جو دوسرے فریق کی رائے تھی یہ بحث بہت لمبی ہوئی اور آخر یہی وہ اختلاف رائے تھی جو ظہیر کے ابتلا کا موجب ہوئی اسی اثنا میں بعض اور مسایل جیسے مسئلہ **شفاعت** وغیرہ کے متعلق بھی تبادلہ **خیالات** ہوا کیا۔ لیکن دراصل عظیم الشان مسئلہ مسیح موعود کی **رسالت** اور **نبوت** اور مسیح موعود کے منکروں کی پوزیشن کا تھا۔ اسی سلسلہ میں قدرت تانیہ کے مجنون مدعی اور **خلافت** کے ایک چونکنے ہوئے مدعی کی بعض تحریروں کی **اشاعت** کا سوال پیش آگیا جس پر **حضرت خلیفۃ المسیح** کو ایک اعلان کرنا پڑا **غلط** فہمی سے بعض نے اس اعلان کو ظہیر کی کتاب (بنجی اللہ) سے ظہور کے متعلق قرار دیا۔ اور اسطرح ہیر اختلاف کی خلیج بڑی ہوگئی تاہم ان تمام کی جڑ دراصل مسئلہ **الفاظ** ہی تھا!۔

ابتلا کا ظہور

گذشتہ ایام میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کے ایفاء کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح لاہور تشریف لے گئے۔ تو آپ نے لاہور میں تین تقریریں فرمائیں۔ وہ تقریریں اخبار الحکم میں حضرت خلیفۃ المسیح کی **اصلاح** اور درستی کے بعد شائع ہو چکی ہیں ظہیر ان میں سے بعض تقریروں کے وقت لاہور میں موجود نہ تھا۔ اور الحکم میں وہ تقریریں ابھی شائع نہیں ہوئی تھیں۔ کہ **لاہور** کے اخبار **زمیندار** نے ایک نوٹ شائع کر دیا۔ جس سے **غلط فہمی پیدا ہوئی** اسی نوٹ کی بنا پر پیسہ اخبار میں ایک شرمناک افترا سے لبریز مضمون شائع کیا گیا جس میں صرف **حضرت خلیفۃ المسیح** کا حضرت مسیح موعود سے اس مسئلہ کفار میں اختلاف اور تضاد ظاہر کیا گیا۔ بلکہ نعوذ باللہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منکر کہا گیا۔ اس کی تردید اڈیٹر الحکم نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت سے **زمیندار** میں ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ کر دی۔ ظہیر نے **زمیندار** کے نوٹ سے متاثر ہو کر جوش سے کام لیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے خط و کتابت شروع کر دی اور یہی ابتدا تھی اس ابتلا کی۔ ظہیر نے زمیندار کا وہ حصہ کاٹ کر ایک کاغذ پر چسپاں کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں بھیجدیا حضرت نے اس کو جواب دیا وہ نہایت معقول اور درست تھا۔ ظہیر نے روایت سے تو کام لیا مگر درایت کے اصول کو چھوڑ دیا۔ وہ اگر زمیندار کے اس اصول اور طریق پر جو **سلسلہ عالیہ احمدیہ** سے وہ برتتا چلا آیا ہے غور کر لیتا تو اسے یہ دقت پیش نہ آتی۔ مگر اس نے جوش سے کام لیا۔ اور اسی جوش میں وہ یہ غور بھی نہیں کر سکا۔ اس نے حضرت کی خدمت میں جو خطوط لکھے ان میں جرأت اور دلیری سے کام لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح غالباً جو تیسویں پشت میں **حضرت فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور اسی منصب خلافت کے حامل ہیں۔ اگر فاروق کے دربار میں **ایک بوڑھیا فاروق** کی زبان سے بہتر کلام مجید جاننے کا اقرار کرا سکتی ہے اور ایک بدوی اپنی سادگی کیساتھ باوجود فاروقی **سطوت** اور **شوکت** کے بے حجابا کلام کر سکتا ہے اور حق کا فدائی اور صداقت کا فرزند فاروق اسکی جرأت پر داد دے سکتا ہے۔ تو **نورالدین کے دربار** میں ہیںنے خود گھنٹوں آزادی کیساتھ بعض مسایل کی تنقید ہوتی دیکھی ہے اور خود بھی بعض معاملات میں عرض کرنے سے پرہیز نہیں کیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں باتوں نے میرے جیسے دل و دماغ کے لوگوں کو یقین دلایا ہے۔

کہ یہ خلافت کی مسند کا جائز حقدار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ان خطوط کو نہایت حوصلہ اور تحمل سے سنا اور مناسب وقت جواب دیا۔

ابتلا کی تکمیل

اسی خط و کتابت میں جوش کی رو میں ظہیرالدین نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ مجھے آپ کے

بعض اعتقادات سے اختلاف ہے پر حضرت خلیفۃ المسیح کو اسے جماعت سے الگ کرنا پڑا لیکن بعد میں جب اُسے سمجھ آئی۔ اور اس نے رجوع کیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اُسے معاف کر دیا۔ اور اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ میں اس امر کے اظہار میں کوئی مضایقہ نہیں پاتا۔ کہ ظہیرالدین نے **نفاق** سے کام نہیں لیا۔ ان غلط بیانات کی بنا پر جو آپ کی تقریر کے متعلق **زمیندار** میں شایع ہوئے اسے **اختلاف** نظر آیا۔ وہ **حقیقۃ الوحی** اور حضرت کی دوسری تصانیف میں ایک مسئلہ کو کھلا کھلا حل شدہ پاتا تھا۔ اور دوسری طرف ایک اخبار **خلیفۃ المسیح** کے حوالہ سے ایک ایسی بات شایع کرتا ہے جو اس سے صریح مخالف ہے تو ایسی حالت میں ایک شخص کا حق تھا کہ وہ صراحت اور صفائی سے اپنے دلی عقیدہ کا اظہار کر دیتا۔ میں نے مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس میں بارہا سنا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

اگر کوئی شبہ دل میں پیدا ہو تو اسے فوراً اگل دینا چاہیے

ورنہ وہ سخت مضر ہوتا ہے۔ پس ظہیرالدین نے اگر اس کے استفسار میں جرأت کی تو یہ اسکی **ایمانی غیرت** کی دلیل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اس کا جواب دیا وہ نہایت معقول اور ان کی **ایمانی شجاعت** کے جوہر ظاہر کرتا ہے۔ وہ لا انہیں اگر مریدوں کی ضرورت ہوتی تو ایک خادم کو الگ نہ کرتے مگر پرواہ نہیں کی آپ کا خط پڑھ کر دل جاتا ہے اور لذت سے بھر جاتا ہے۔ میں اب اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ افسوس ہے کہ بعض خطوط نہیں ملے ورنہ یہ مضمون مکمل ہو جاتا۔

اس سے پہلے کہ میں اس خط و کتابت کو درج کروں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ظہیر کو معاف کر دیا۔ اور آپ اس پر خوش ہو گئے۔ آپ نے اُسے لکھ کر دیا۔ کہ **لا تثریب علیکم الیوم**۔ اب اگر اس کے بعد کوئی شخص اس کے متعلق ایسی بات کرتا ہے جو اس ابتلا سے تعلق رکھتی ہو وہ یقیناً غلطی کرتا ہے اور حضرت کی اس تحریر کے خلاف کرتا ہے۔ **التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ** ظہیر کی غلطی آداب مرشد کے سلسلہ میں تھی ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مذہب کے متعلق اس کو کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکی

بزرگوار! آپ نے تو میرے روبرو یہ بھی بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود جو تمام لوگوں سے صرف **احمدؑ** کے نام پر بیعت لیتے رہے تھے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ سچ مچ احمدؑ تھے اور قرآن کریم میں جو احمدؐ کی پیشگوئی ہے۔ وہ صرف حضرت صاحب کے حق میں ہے۔ اور عرب کی کسی صحیح تواریخ سے یہ پتہ ہرگز نہیں چلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ نے اپنے آپ کو کبھی احمد کہا ہو۔ یا کہا لکھوایا ہو یا اہل مکہ اور مدینہ انہیں احمد سمجھتے ہوں۔ اور نہ قرآن مجید میں ہی لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ہی احمد ہیں۔۔۔۔۔۔ اس پر آپ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ اگر احمدؑ کی پیشگوئی کے مصداق صرف حضرت مسیح موعود ہی ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود نے خود اپنی تصنیفات میں کیوں بار بار حضرت محمد رسول اللہ کو احمدؐ کر کے لکھتے ہیں۔ جس کا جواب آپ نے یہ دیا تھا کہ وہ کوئی وحی الہی سے نہیں لکھا۔ اور یہ کہ سمجھانے کے ہی طریق ہوا کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ بے سوچے سمجھے زیادہ شور مچا دیتے۔ اب آہستہ آہستہ سمجھ جاویں گے۔ اور اسقدر کہنے کے بعد پھر آپ نے مجھ سے اسبارہ میں دریافت کیا تھا جسکے جواب میں عرض کیا گیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا ہے وہی درست ہے۔ اور پھر میں نے کتاب نبی اللہ کا ظہور کیطرف اشارہ کرکے جو کہ اسوقت حضور کے پاس تھی یہ عرض کی تھی کہ میں نے ٹائیٹل پیج پر انا ارسلنا احمدؐ الی وحی الہی۔ اس لئے لکھی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود قرآنی پیشگوئی والے احمدؐ تھے۔ جسکو پڑھ کر آپ خاموش ہو گئے۔ اور اسی دن میں نے آپکا یہ عقیدہ اخبار الحکم میں بھی شایع کرا دیا تھا۔ بزرگوار! آپ تو حضرت مسیح موعود کو سلسلہ میں داخل سمجھتے تھے۔ لیکن اب آپ نے لاہور میں احمدی فرقہ کو بھی دیگر اسلامی فرقوں یعنی حنفیوں رافضیوں وغیرہ کیطرح ایک فرقہ قرار دیا ہے۔ جس سے مجھے بہت ہی تعجب ہے۔ بزرگوار! آپ جو چاہیں کہیں اور لکھیں کیونکہ آپ نے ایک جماعت کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے میں تو:۔

لا الہ الا اللہ احمدؐ رسول اللہ کا بھی قایل ہوں اور قرآن کریم کی آیت قل ان کنتم تحبون اللہ ۔۔۔۔۔۔ فاتبعونی ۔۔۔۔۔۔ سنانے کی بجائے اس فاتبعونی والی آیت کو پڑھنا مقدم سمجھتا ہوں جو احمدؐ رسول پر نازل ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ چودہ ماہ گذر گئے۔ مگر باوجود وعدوں کے پھر بھی آپ نے کتاب نبی اللہ کا ظہور کے متعلق کچھ نہ لکھا۔ خدا آپ کا حافظ ہو۔ آمین

(خاکسار نیازمند محمد ظہیر الدین بدلہ دین ظہیر الدین مورخہ ۲۲ جون ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح کا خط ظہیر کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا لمبا چوڑا خط مجھے پہونچا ہے۔ آپ ایک جوان آدمی ہیں۔ اور میں بڈھا ہوں۔ آپ کو خوب فرصت ہے اور میں عدیم الفرصت ہوں۔ آپ نہ میری مجلس میں رہے ہیں اور نہ میری طرز تعلیم کو پایا۔ آپ کا یہ فقرہ کہ آپ کے بعض اعتقادات سے مجھے اختلاف ہے۔

آپ کی طبیعت میں تیزی بھی ہے۔ میری مخالفت میں آپ مستقل ہیں مگر آپ ویسے مستقل نہیں۔ مجھ پر جتنے اعتراض چاہو کر لو۔

آپ کے خط میں اناپ شناپ باتیں بہت بھری ہوئی ہیں۔ اس لئے آپ سے میں آیندہ اب خط وکتابت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ آپ کا چونکہ میرے اعتقاد سے بھی اختلاف ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔

اسواسطے آپ کو میں احمدی نہیں سمجھتا نہ مریدین میں شمار کرتا ہوں نہ آپ سے تعلق ہے نہ آپ سے مجھے رنج ہے۔ آپ کو باتیں بنانی آتی ہیں۔ آپکی جو خواہش ہے وہ اعلان بدر میں درج کرا دونگا۔

مگر آپ کا طرز کلام و مضمون جو آپنے خط میں اختیار کیا ہے مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔ خیر ہر کس بخیالی خویش مختار۔

جہاں عقاید میں باہم اختلاف ہو۔ تو پیری مریدی کیا بلا ہے۔ آپ آزاد ہیں۔ (والسلام نورالدین ۱۲ جولائی ۱۹۱۲ء)

دوسرا خط

السلام علیکم

روحانی تعلق بڑا نازک ہوتا ہے۔ آپ نے صاف مجھے لکھا ہے کہ "میں عقاید میں آپ کا مخالف ہوں"۔ تو پھر میری سمجھ میں بھی نہیں آسکتا کہ میرے عقاید کے تو آپ مخالف کے مخالف ہی رہیں اور مرید بھی۔ اور میں دہر اپنی زندگی میں منافقانہ طرز کو اختیار کر لوں۔ میں پیری و مریدی کا خواہشمند نہیں ہوں نہ ایسی نمبرداری کا مجھے شوق ہے۔ ہاں جب کوئی میرے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے۔ تو اس وقت میں اس تعلق کے سبب سے جو اسکا میرے ساتھ ہو جاتا ہے گواہ ہو جاتا ہوں۔ اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس کو استقامت عطا فرما دے آمین۔ کوئی ایسی مصلحت الہی ہے جو میں کتابیں لکھا نہیں کرتا بفضلہ تعالےٰ میں لکھنا جانتا ہوں۔ آپنے کتاب نورالدین فصل الخطاب۔ تصدیق براہین احمدیہ کو ملاحظہ کیا ہوگا۔ اور آپ کو پتہ لگ گیا ہوگا کہ مجھے بھی لکھنے کا ڈھب آتا ہے باوجود اس کے میں نے کبھی کوئی رسالہ اپنی جماعت کیلئے نہیں لکھا۔ اس کے بہت اسباب ہیں۔ منجملہ ان اسباب کے ایک یہ بھی سبب ہے کہ میرے کسی رسالہ میں یا میری کسی تحریر میں کوئی ایسا فقرہ جو کسی کے خیال میں حضرت کی تحریر کے مخالف ہو تفرقہ اور مخالفت کا باعث نہ بنجاوے۔ بڈھا ہوں مدت سے بیمار ہوں۔ ضعیف ہوں زندگانی کا اعتبار نہیں۔ میں تو ہر روز رات کو مرتا ہوں۔ حیاتی کا تو کسی کو بھی علم نہیں۔ پس میں اپنے ان تھوڑے دنوں میں اس چھوٹی سی جماعت میں تفرقہ کرنا ناپسند سمجھتا ہوں۔ اس کو آپ خلاقی کمزوری یا عدم جرأت یا کوئی نیک ظنی سمجھ لیویں میں عدیم الفرصت اور آپ کو لکھنے کا شوق ہے۔ اور لکھنا آتا ہے۔ آپ مجھے خط نہ لکھا کریں۔

آپ نے لاہور میں جو روپیہ مجھے دیا تھا آپ اسکی نسبت تعجب کریں گے کہ میں نے ابتک وہ روپیہ الگ کا الگ کر رکھا ہے۔

بحمد اللہ میں کماتا ہوں اور دوکان بظاہر طب کی بنائی ہوئی ہے۔

مجھے لکھا ہے کہ میری طرف اس میں اشارہ ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ اس میں آپ کی نسبت اشارہ نہیں ہے حالانکہ میں اپنی طرز میں مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ مگر جسکیطرف اشارہ تھا۔ اسکا نام بھی آپکی طرف لکھدیا۔ مگر پھر بھی آپ نے بڑی صفائی سے لکھدیا کہ نورالدین کے عقاید سے میں مخالفت رکھتا ہوں۔ اور ان عقاید پر میں بڑا مضبوط ہوں

میاں ظہیر الدین ایک بات میں نے صاف صاف لکھدی آپ صبر فرماتے۔ خوش ہو جاتے۔ مخالفت کے تذکرہ کی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ ہمارے عقاید وہی ہیں جو قرآن کریم میں لفظ ایمان اور کفر کے نیچے مندرج ہیں۔ ایمان کے ماتحت جو کچھ مذکور ہوا۔ اسپر میرا ایمان ہے والحمد للہ اور جو کفر کے لفظ کے نیچے ہیں انسے مجھے دلی انکار ہے الحمد للہ رب العلمین۔

(نور الدین ۱۱۔ جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت

(نمبر دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت کے اظہار کے لئے میں گذشتہ نمبر میں ذکر کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا جو کلام آپ پر نازل ہوا وہ واضح الفاظ میں آپکی شان کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور اس کا پیش کر دینا زیادہ موزون ہو گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو **درجہ** اور **شان** آپ کی قایم کی ہے وہ ایک ایسا مقام ہے کہ انسانی عقول اس کو سمجھ بھی نہیں سکتی ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَا یَعْلَمُھَا الْخَلْق

یعنے تو میرے نزدیک اس منزل اور مقام پر ہے جسکو خلقت نہیں جانتی۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل شدہ کلام کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتے ہیں اور بحمد اللہ کرتے ہیں تو اس وحی میں جو مرتبہ اور مقام آپ کا بتایا گیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسی کے اظہار کو ہم اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیں اور کبھی اور کسی مقام پر اس کے اظہار سے نہ رکیں۔ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ان باتوں کو سننے کی برداشت نہیں کر سکتے اور وہ گھبراتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے لئے یہ باتیں عجیب ہیں۔ اور ایسے **دعاوی** محض بلند پروازی نظر آتے ہیں اور آنے بھی چاہئیں۔ کیونکہ وہ خود اس مقام اور مرتبہ سے بے نصیب اور ناواقف ہیں۔

ہمارے سامنے سوال یہ ہے کہ کیا ہمکو حضرت مرزا صاحب کی تبلیغ کو آفاق میں پہونچانا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کیا آپ کو اس رنگ میں پیش کرنا چاہیئے جو خدا تعالےٰ نے آپ کی بعثت کا رکھا ہے یا ہم خود اپنی طرف سے ایک بات بنا کر پیش کر دیں محض اس خیال اور خوف سے کہ ہم اگر حضرت مسیح موعود کا وہ مقام اور مرتبہ پیش کریں گے تو دنیا ہماری مخالفت کرے گی۔ اور ہم مجلس سے نکال دیئے جائیں گے۔

میرے دوستو! مبارک ہے وہ وجود جو خدا تعالےٰ کے لئے اور اس کے رسول کی عزت کے اظہار کے لئے بے عزت کیا جاوے اس لئے کہ وہ بے عزت نہیں ہوتا۔ کیونکہ

تمام عزتیں تو اللہ اور اسکے رسول کا حق ہیں

پس ایسی بے عزتی پر دنیا کی لاکھوں اور کروڑوں **وجاہتیں** قربان اور لاانتہا عزتیں نثار ہیں۔

تم حضرت مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہو کر **صحابہ** کے مثیل اور نظیر اپنے آپ کو قرار دیتے ہو اور سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کی جماعت کو صحابہ کی جماعت کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ اور سوچکر بتاؤ کیا صحابہ رضؓ نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے **دعاوی** کو دنیا کے سامنے پیش کرنے سے پرہیز کیا؟ انہوں نے تلواروں کے سایہ میں بھی **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** پکارا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت کوئی وجاہت انہیں نہ روک سکی کہ وہ اس کے اظہار سے رک جائیں۔ کوئی لالچ کوئی خوف اُن کی راہ میں روک نہ تھا۔ جب انہوں نے یقین کر لیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت خدا کا نبی ہے اور رسالت کے عظیم الشان منصب پر مامور ہو کر آیا ہے اور انہوں نے اس پیغام کو آفاق میں پہونچا دیا۔ اور آج تک کرہ ہوا میں پانچوقت

اشھد ان محمد رسول اللّٰہ کی صدائیں

گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہیں۔ وہ اگر دنیا کی مخالفت سے ڈرتے اپنی مصلحتوں کو مصالح علیہ پر مقدم کرتے تو یقیناً **اسلام** کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا۔ یہ خیالی اور فرضی باتیں نہیں واقعات ہیں اور حقایق ہیں اسوقت خدا تعالےٰ نے جس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔ اس نے چاہا ہے کہ آفاق میں اسکی تبلیغ پہونچے۔ اب تم **زندہ خدا۔ زندہ مذہب۔ زندہ رسول۔ اور زندہ کتاب** کے نام اپنی تحریروں تقریروں میں لیتے ہو اور پلیٹ **فارموں** اور **پریس** کے ذریعہ تمہاری یہ آوازیں گونجتی ہیں۔ مگر انصاف کرو اور سوچکر بتاؤ کہ یہ اصطلاحیں **تم نے کہاں سے سیکھیں اور وہ کون ہے جس نے یہ زندگی کی روح پیدا کی؟**

یقیناً ایک ہی وجود ہے جبکو تم **زندہ خدا۔ زندہ رسول۔ زندہ مذہب۔ اور زندہ کتاب** کے ثبوت کیلئے پیش کر سکتے ہو۔ اور وہ وہی وجود ہے۔ جو **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **وجود** ہے اس **وقت** وہ مصائب اور مشکلات ہمپر نہیں ہیں جو صحابہ رضؓ کے وقت تھے **حکومت** کیطرف سے **آزادی مذہب** اور **امن** عامہ کی برکت ہمیں حاصل ہے ہر قسم کی سہولتیں تبلیغ کے لئے ہمیں مل چکی ہیں۔ پھر وہ کونسی بات ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود کے **دعاوی** کو دنیا میں پیش کرنے سے روک سکتی ہے۔ اگر تم **حضرت مسیح موعود** علیہ کی کتابوں کو بار بار پڑھتے۔ اس کی صحبت سے پورا فایدہ اٹھاتے۔ تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ وہ اپنی تصنیفات میں کس بات پر زیادہ زور دیتا ہے **اصلاح نفس** انسان کے لئے مقدم اور ضروریات ہے۔ مگر کیا اصلاح **نفس** اور گناہ **سوز فطرت ایک مامور من اللہ پر کامل** ایمان رکھنا اس کے **اعجازی نشانات** کو دیکھنے کے بدوں پیدا ہو سکتی ہے؟ خدا تعالےٰ کی **ہستی** اور وجود پر ایمان ہی

ان نشانات سے پیدا ہوتا ہے جو اس کے مامور کے ہاتھ پر سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے پہلے بھی کہا ہے۔ کہ اگر محض اخلاقی تعلیم مقصود ہوتی تو کبھی خدا کی مجید کتاب میں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نہ ہوتا۔ اور **اطاعت الرسول** کو اطاعت اللہ کا مترادف یا ہم معنے قرار نہ دیا جاتا۔ ان امور پر غور کرو اور دیکھو کہ تمنے حضرت مسیح موعود کی تبلیغ کیلئے کیا کیا ہے؟۔ اپنے دلوں کو خود ٹٹولو کہ کیا وہ **دعاوی** جو آپ نے اپنی کتابوں میں خدا تعالے کے حکم اور **وحی** سے کئے ہیں انہیں بلاخوف پبلک میں پیش کرنے کی جرأت کر سکتے ہو؟ اگر نہیں تو اس **کمزوری** کو **مصلحت بینی** اور **دانش** کے روغن قاز سے پوشیدہ مت کرو۔

ان مصلحتوں کو چھوڑ دو اور آپکے الفاظ میں آپ کے **پیام** کو جس کے اب تم حامل ہو دنیا میں پہونچاؤ۔ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے آپ کے ایک **خادم** کو **اس مقام پر کھڑا کر دیا**۔ جہاں بنی اسرائیل کے بعض نبیوں کو پہونچنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور یہ نعوذ باللہ ان کی کوئی ہتک نہیں **تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض**۔ قرآن مجید میں موجود ہے۔

میں شاید نفس مضمون سے دور جا رہا ہوں۔ اسلئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے مسیح موعود کو کس **شان** کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو کن ناموں سے خطاب کیا؟ یہ باتیں ہیں جنپر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مجھے بعض مجلسوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ کہ جب کسی نے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ **حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے**؟ تو بعض وقت ہمارے احمدی بھائی **الا ماشاء اللہ ادعائے نبوت** کا سوال سنکر ایسے گھبراتے ہیں کہ گویا ان کے پاس کوئی جواب نہیں اور اگر انہوں نے ذرا بھی اسکا جواب **اثبات** میں دیا تو خدا جانے کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ وہ اس کی رکیک تشریحوں کیطرف جانے لگتے ہیں اور یہ جرأت کر کے نہیں کہتے

کہ ہاں انکا نبی ہونیکا دعوے تھا۔

میں نے یہ بھی خود تجربہ کیا ہے کہ ایک بڑی سے بڑی مجلس میں جہاں لکھنو کے **عمائد موجود تھے** مجھسے بھی سوال پوچھا گیا تو میں نے بلاخوف و تردد یہ بات کہدی کہ ہاں

انہوں نے ایسا دعوی خدا کے حکم سے کیا اور نبی تھے۔ اس میں کیا استبعاد عقلی یا شرعی لازم آتا ہے۔ تو میری اس جرأت پر نہ صرف یہ کہ وہ اس پر اعتراض نہ کر سکے بلکہ ایک بزرگ اس کی تائید اور توضیح کرنے لگے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم **حضرت مسیح موعود** کی تصنیفات کو پڑھ کر آپ کے دعاوی اور دلایل پر غور نہیں کرتے جو باتیں اسلام کا حسن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **کامل اتباع** کا شیریں ثمرہ ہے انہیں ہم معیوب سمجھنے لگے ہیں۔ اور محض اس خیال سے کہ لوگوں کے کان اس سے آشنا نہیں ہیں ہم ان کو منہ سے نکالتے ہوئے گھبراتے ہیں! ۔

میرے دوستو! یہ یاد رکھو جو بات تمہیں خود دل میں کھٹکتی ہے وہ دوسروں سے تم کیونکر منوانے کا حق رکھتے ہو۔ اگر حضرت **مہدی** کا دعوی **نبوۃ** یا **رسالت** تمہیں اپنی زبان سے کہتے ہوئے جھجک معلوم ہوتی ہے۔ تم خدارا اپنا انصاف آپ کرو کہ نہیں اس کے ماننے میں پھر **شبہ نہیں**؟ اگر نہیں تو پھر کوئی امر تم کو اس کے اظہار کیلئے روک نہیں ہونا چاہیئے۔

بہر حال اسی قسم کی ضرورتیں داعی ہوئی ہیں۔ کہ میں بتاؤں کہ حضرت مسیح موعود کیا تھے اور کیا نہیں؟ اب اس تمہید کو لمبا نہ کر کے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود کو **منہاج النبوۃ** پر بھیجا۔ اور اپنے کلام سے انہیں **مشرف فرمایا** اور اپنی **وحی** متلو میں آپکا نام صاف صاف الفاظ میں **رسول** رکھا۔ اس لئے پہلے ہم یہیں سے شروع کرتے ہیں۔ کہ **حضرت مرزا صاحب ایک رسول تھے۔**

چنانچہ اللہ تعالے نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

(۱) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔

(۲) انی لا یخاف لدی المرسلون (میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے ڈرا نہیں کرتے)

(۳) کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (خدا نے لکھ رکھا ہے اور میں اور میرے رسول غالب رہیں گے)

(۴) وقالوا لست مرسلا قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم (اور کہیں گے کہ تو خدا کا رسول نہیں۔ کہدو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔

۵ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تمپر نگران ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا)

(۶) انی مع الرسول اجیب (میں اپنے رسول کیساتھ ہوکر جواب دونگا)

(۷) انی مع الرسول اقوم (میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہوں گا)

(۸) یٰس انک لمن المرسلین (اے سردار تو خدا کا مرسل ہے)

(۹) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے)

(۱۰) ما ارسل نبی الا اخزی بہ اللہ قوما لا یؤمنون (کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جسکے آنے کیساتھ خدانے ان لوگوں کو رسوا نہیں کیا۔ جو اس پر ایمان نہیں لائے تھے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے الہامات میں سے یہ چند الہام میں نے لکھے ہیں۔ جن میں آپ پر رسول کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور وہ مدارج اور مراتب جو رسولوں کیلئے مختص ہیں آپ کے بیان کئے ہیں۔ ان الہامات کی تشریح اور توضیح حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں موجود ہے

ہے پہلے اشتہار سے لیکر آخری کتاب تک آپ نے اس دعویٰ کو بڑے زور سے بیان کیا ہے چنانچہ پہلا اشتہار جو آپ نے لکھا اور شایع کیا اسکی پہلی ہی سطر میں بیان کیا

کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کیطرف سے مولف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا گیا ہے۔

اور پھر اسی اشتہار میں کھول کر بیان کیا کہ:۔

اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ **مجدد وقت** ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو **خواص رسل انبیاء کے نمونہ پر** محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء **فضیلت دیگئی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے**"

یہ وہ پہلا اشتہار ہے جو کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کے متعلق آپ نے شایع کیا۔ اس میں بھی آپ دعوےٰ رسالت و نبوت کی شان جلوہ گر ہے۔ اور اپنی اطاعت کو موجب **نجات** اور مخالفت کو موجب بُعد و حرمان قرار دیا ہے۔

ان الہامات کو پڑھکر کس کو شک رہ سکتا ہے کہ آپ نے دعویٰ رسالت نہیں کیا۔ آپ دنیا میں ایک **رسول** کی شان سے آئے۔ لیکن ہاں یہ **رسالت** آپ کی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل **اتباع** کا نتیجہ ہے۔ اسی میں محو اور فنا ہو کر آپ نے یہ مقام پایا۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت

زندہ نبی اور زندہ رسول ہیں!

اگر آپ کی کامل اتباع سے بلا ایک شخص بھی **نبوت** اور **رسالت** کے مقام کو حاصل نہ کر سکتا تو پھر آپ کی اتباع نعوذ باللہ محض بے ثمر اور بے نتیجہ ہوتی۔ لیکن اس زمانہ میں حضرت مہدی نے بتا دیا کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی اس **نبوۃ** میں **نبی سازی** کی قوت اور تاثیر موجود ہے۔ جو شخص کامل **محبت** اور پوری **فرمانبرداری** کے ساتھ **اتباع** محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں **فنا** اور **محو** ہو جاتا ہے۔ تو وہ نبوۃ **اپنی ابدی** تاثیرات اور زندگی کے دائمی چشمہ سے اس کو محروم نہیں رکھتی۔ بلکہ **آثار نبوت** سے اسکو حصہ دیدیتی ہے۔ جسکا ثبوت اس وقت **حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے وجود میں ظاہر ہوا۔

ایک محکم قومی اصل

خدا کے مامورین و **مرسلین** کو ایک مخلصین فی الدین جماعت طیار کرنی پڑتی ہے۔ اور اس جماعت کے بنانے میں انہیں عجیب عجیب مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ امر انبیاء کی تاریخ کے پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنا ایک مامور و مرسل **احمد نام** سے ہم میں نازل کیا۔ اس کو بھی اپنی قوم کی اصلاح کے لئے اس قسم کی تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جو پہلے راستبازوں کو پیش آئیں۔ مگر وہ **فوق العادۃ** استقلال اور ثبات قدم کیساتھ ان مشکلات میں سے اپنی قوم کو اس طرح نکال کر لے گیا۔ جسطرح **ابن عمران** دریائے نیل میں سے بنی اسرائیل کو لیگیا تھا۔ اب ایک قوم **احمدی قوم** کے نام سے طیار ہوئی۔ اور یہ وہ قوم ہے۔ جس کے لئے خدا کے مامور نے یقین کیا کہ یہی قوم ہے جو خدا کی اس زمانہ میں **پسندیدہ اور برگزیدہ قوم خیر امتہ** ہے۔ خدا کرے (یہ ایسی ہی ہو اور ہم اس کے سچے مصداق ہوں آمین) اس قوم میں **اتحاد** اور یگانگت کے لئے **احمد نبی** نے وہی راہیں اختیار کیں جو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ **کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے**۔ الحکم میں اس اصل کو قوم میں رائج کرنے کیلئے بارہا مضامین لکھے گئے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک ایسی ہی شادی کے متعلق الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ جس میں ایک **احمدی** نے کیا جانتے ہوئے ایک غیر احمدی کو اپنی لڑکی دیدی۔ اور **دینی حمیت** اور **قومی عصبیت کو دولت و وجاہت** کے قربانگاہ پر ذبح کر ڈالا۔ ہماری قوم کے اندر بھی اگر صرف دولت اور وجاہت کی ہی پرستش ہو۔ تو سخت افسوس کی بات ہے یہاں **قابل قدر** اور واجب التکریم امر تو **محض تقویٰ** ہونا چاہیئے نہ کہ دولت **اور وجاہت**۔ اس پر میں انشاء اللہ العزیز علیحدہ آرٹیکل لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس نوٹ کا محرک معزز اخبار بدر کے حصہ ثانی **کلام امیر** کا صفحہ ۱۱ ہے جہاں ۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۲ء کی ڈاک کے تحت میں ایک فتویٰ شایع ہوا ہے۔ وہ اصل الفاظ میں یوں ہے۔

جو غیر احمدی کو لڑکی دے

ایک شخص نے دریافت کیا کہ جو **احمدی** کسی غیر احمدی کو اپنی لڑکی کا ناطہ دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ **فرمایا جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں اس کے پیچھے نماز کیسی!**"

یہ فتوےٰ جو **امیر المومنین** نے دیا ہے اور اس کو معزز ہمعصر بدر نے کلام امیر کے ماتحت میں شایع کیا ہے +

امیر المومنین نور الدین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے یہ نیا اجتہاد نہیں کیا اسکا اور ہمارا آقا سیدنا **احمد علیہ السلام** جو خدا کا **مسیح** اور مہدی تھا۔ یہ فتوےٰ پہلے دے چکا ہے اور اس نے اس امر کی ممانعت کی تھی کہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دی جاویں۔ **الحکم** نے یہ بھولی ہوئی بات ایسے وقت یاد دلانے کی جرأت کی جبکہ ایک **احمدی** اس **غلطی** سے [illegible] ارتکاب کر چکا تھا

باگا ولد شہابو بافندہ۔
فضل الدین و میران بخش پسران دتا قصائی۔
امام الدین و مہر الدین پسران رمضان لوہار
سندہی ولد جانی قصائی۔ کریم بخش ولد سلطان لوہار
عمر الدین ولد جیوں لوہار۔
رحیم بخش ولد مستوند بافندہ۔
ناکو و حاکو پسران الہیا بروالہ۔
میران بخش ولد الہیا بروالہ۔
نبو و فقیر پسران گھسیٹا حجام
نبی بخش ولد شہید بخش فقیر۔
احمد ولد مائی ماشکی۔ دہنتو ولد گنگا مراسی
علی بخش و فرید بخش و نہتو پسران دان حجام
بوہڑ سنگھ و گنیا سنگھ پسران جیون سنگھ ترکھان
جینا و برکت علی پسران عمرا راجپوت
رجو و منگو پسران جبنا موچی۔
جیند و نشاہ ولد ہیمی شاہ۔
نتھا سنگھ ولد مہر سنگھ جٹ
کرم الدین ولد باناں بافندہ
متاب و نظام الدین و گملو و محو پسران کمار ائیں
مہر الدین و قطب الدین پسران مجو ائیں
مہرو علمان پسران مصطفے ارائیں
وزیر الدین ولد امیر الدین پسران بڈہا آرائیں۔
مانک و لبھو پسران الہی ارائیں۔
فضل الدین ولد وارث آرائیں
جاموں ولد عمرا رنگریز۔ جماں و فجا پسران امام بخش
شنگو ولد جماں ارائیں
ماہی ولد بہاگا ارائیں
مہاں و شادی۔ امام الدین پسران جیوا ارائیں
نکو ولد غلامی آرائیں۔
شادی و مہر الدین پسران چوہڑ
شفی و جاموں۔ و فتح الدین پسران محکم الدین ارائیں
خیرو ولد مراد ارائیں۔
بڈہا و فضل الدین و عمر الدین پسران جانی ارائیں

جیون ولد بسا ترکھان۔
پیراندتا ولد کاکا ترکھان۔
علی بخش ولد گلاب ترکھان
اسا سنگھ پرتاب سنگھ پسران شیر سنگھ لوہار
چوہڑ شاہ ولد مولی شاہ۔
ابراہیم و دینو پسران فتح الدین گلگو۔
شرف الدین ولد بڈہا گلگو۔ فقیر ولد شادی گلگو
نہنو ولد بہاگو گلگو + بوٹا گلگو +
عبد اللہ۔ بہاگ۔ چوہڑ۔ پسران جہنداں گلگو
باگو۔ جاموں۔ روڈا۔ بہاگو۔ پسران امام بخش ماشکی۔
جینا و الو ولد الہیا گرمہ۔
مولا بخش۔ میر علی پسران غلام نبی قریشی۔
شاہ علی ولد خیرا اتی قریشی۔
پیراندتا و چراغ و متاب پسران بوٹا بافندہ
چھجا گلگو۔ لوڑا ولد پانا بافندہ۔
روڑا ولد سگو۔ سدہیا ولد غلام رسول بافندہ
عمرا ولد پیرا بافندہ۔ بڈہا تیلی
پیر محمد علی شاہ صاحب سید۔ گاماں تیلی۔
شاہ چراغ صاحب سید ولد صابر علیشاہ سید
عنایت اللہ و عبد اللہ۔ ولایت۔ پسران امام الدین قاضی
میر محمد و منظور الحق پسران شمس الدین قاضی۔
غلام قادر ولد فضل الہی قاضی
امام دین ولد امیر بخش راجپوت
متاب۔ زرگر۔ لبھو ولد مہیاں ترکھان
گوجر و دگر ولد موہن لال۔ ہرگوپال ولد کالو برہمن۔
جیجو رام و مکر رج پسران حاکو کھتری
ہزاری مل ولد سورج مل کھتری۔
بشنداس ولد گورداس برہمن۔
پنڈت بشنداس و بھگوان داس۔ ہری رام۔ ہری کشن۔
پسران لچھمن داس برہمن
ہنسراج ولد بڈہا کھتری لبھو ولد جید یال حلوائی
دیوان و ساوا سنگھ۔
سکہرام داس۔ دہنپت رام۔ جسپت رائے پسران نامعلوم

لبو رام ولد ہرنا مداس برہمن۔
دہنپت رام ولد بشنداس پسران سنت رام۔
ہری رام۔ دہنپت رام۔ دیوان چند پسران بھگت رام
لالہ نرن بیت۔ بیلی رام پسران جوالا رام۔
ہیمراج و لال چند پسران جسپت رائے
میلا رام ولد راجیداس۔
ہنسراج و دیوانچند۔ امرناتھ۔ پسران دہنپت رام
میلا رام ولد دولو۔
گنگا رام۔ دولت رام۔ پسران درباری مل۔
ملاوامل۔ و گنیا لعل پسران موہن لال۔
میلا رام۔ جیکشن داس۔ پسران دیوی دتامل۔
لالہ بھوتامل ولد ہولراج کھتری
بیلی رام ولد بوٹا مل کھتری۔
شنکر داس و دہنپت رام پسران کانشی رام۔
کرم چند و مہیاں سنگھ پسران ہنال چند
ہری رام ولد لال چند۔
موہن لال و میلا رام پسران گلاب سنگھ۔
نہال چند ولد ہری رام کھتری۔
چھجو رام ولد بشنداس۔ متاب ولد بوٹا ارائیں
دیا رام ولد گلاب سنگھ پنڈت۔
لالا رام ولد لچھمنداس برہمن۔
گوپال داس۔ بشنداس۔ پسران پنڈت تلسی رام برہمن
سری ناتھ و گوردت پسران پنڈت شنکرداس۔
مہیا سنگھ ولد گہنیا سنگھ کمبو۔
مینا و بڈہا کمبو۔ آتو ولد بوٹا کمبو۔
لبھو ولد لولو جولاہ۔ جیمل و جیون خاکروب
لبھو۔ چنگو۔ خاکروب۔ لہنا و گہنیا پسران ہری خاکروب
ہیرا و باگو۔ پسران جہنڈو خاکروب
لہنا و گورا و ماور و جہنڈو خاکروب

مہر عدالت

بچوں کی تندرستی!

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو سست اور بھوک کم ہو گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملاکر پینے سے بچہ بہ فرق ہو جاتا ہے۔

جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی۔

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرا کے تنگ آ گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں۔ اس میں چند فایدے لاجواب ہیں یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لیے تین چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی ہے اور تلی کو گھٹاتی ہے قیمت شیشی کلاں ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر

داد کا مجرب مرہم ایکمرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانے سے یکدم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۱۳ر محصول ڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵ر اور بارہ ڈبیہ تک ۸ر نوٹ فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بعدالت منصف صاحب درجہ دوم بٹالہ

۵۸۲۷

مہرالدین ولد غلام محمد قوم راجپوت کھوکھر و مولوی شادی ولد جان محمد کشمیری و چوہدری گوردت سنگھ ولد رائے سنگھ کمبو ساکنان قادیان و بہاگو شاہ ولد گوربخش رائے و پرتاب سنگھ ولد لبھا سنگھ رامگڑھیہ ساکنان

مدعیان

بنام محمد اکرم بیگ ولد افضل بیگ سب انسپکٹر امرتسر و مسماۃ سردار بیگم بیوہ افضل بیگ بذریعہ محمد بیگ مختار عام۔ احمد دین ولد علی محمد۔ نوردین ولد میراں بخش و عبدالرحیم نو مسلم ولد چندا سنگھ و مولوی محمد دین بی۔ اے و ... گھسیٹا۔ محمد اسمٰعیل ... ولدنا معلوم قوم شیخ ساکنان قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ مدعا علیہم

دعوےٰ استقرار حق اس امر کا کہ جو انتقال اراضی دو کنال ۱۶ - مرلہ نمبری خسرہ ۲۳۲/۲ و ۲۴۰/۵ - مندرجہ بندوبست ۱۸۶۵ء نمبری خسرہ ۹۷۰ حق بندوبست ۱۹۱۰-۱۹۱۱ء بعوض مبلغ دوسو اکتیس ۲۳۱ روپیہ بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۲۳ - مدعا علیہم ۱ لغایۃ ۲ نے بحق مدعا علیہم ۳ تا ۷ کیا ہے۔ کالعدم اور بے اثر قرار دیا جاوے۔ اور یہ بھی قرار دیا جاوے کہ اس کو ایسا کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعیان نے درخواست دی ہے کہ مندرجہ ذیل فہرست کے اشخاص کا اراضی متنازعہ میں حق ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۱ رول ۸ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۱۲ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر فریق مقدمہ ہونا ہو تو ۲۲ - اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ہو جاویں۔

آج بتاریخ ۱۲ - اکتوبر ۱۹۱۲ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت ہذا سے جاری کیا گیا۔

فہرست اشخاص واقعہ قصبہ قادیان

مرزا سلطان احمد صاحب۔ مرزا محمود احمد صاحب

مرزا بشیر احمد و مرزا شریف احمد پسران مرزا غلام احمد صاحب

مرزا گل محمد ولد مرزا نظام الدین صاحب۔

مرزا غلام اللہ ولد نواب بیگ پسران گاماں بیگ

میراں بخش ولد چند ترکھان۔

مرزا رمضان بیگ ولد کمندا بیگ

مرزا رحمت علی ولد رحیم بیگ۔

عاکو بیگ ولد گاماں بیگ۔

فضل حسین ولد محمد علی سید

نور احمد و عمر بخش کشمیری۔

محمد بخش ولد کرم بخش قاضی

چراغ دین و رحیم بخش و کمال الدین پسران کمال شیخ

کمال ولد روشن شیخ۔

حسینا ولد دین محمد شیخ

بوٹا ولد نا معلوم۔ محمد بخش ولد نا معلوم

محمد بخش ولد منگل۔ امام الدین ولد کماں بافندہ

چراغدین ولد شادی بافندہ۔ الہ دین ولد تابہ بافندہ

پیرانڈتا ولد فریدا زرگر۔ عبداللہ ولد جھنڈا شیخ۔

مالک و چراغدین پسران حکیم الدین حجام۔ کریم بخش ولد نور احمد شیخ

فروز الدین ولد امیر شیخ۔ عبدالکریم ولد جامول بافندہ

دین محمد ولد کہیون۔ شادی و برکت و مراد علی پسران حیدر کوٹ

عمرالدین ولد صوبا ترکھان۔ فضل الدین ولد نبا حجام

منگل ولد ننا حجام۔ نتھو ولد بوڑا حجام۔

حسین بخش ولد چہاں دزری۔ فضل الدین و حسین بخش ولد نا معلوم

تراب علی و مراد علی پسران شہاب الدین راجپوت

نانک ولد جہاں۔ دل محمد ولد ... قاضی

علی محمد ولد غلام نبی قاضی۔ شیخ ... ولد گامی قاضی۔

چندو و گنڈو ولد نتھل ترکھان۔ کیسو ولد ... برہمن

منگل سنگھ دہری سنگھ گابر ولد ٹولو ...

جیو ولد بیگر مہرہ۔ عالم شاہ ولد روڈے شاہ سید

احمد ولد مالی بافندہ۔ عبداللہ ولد شبرا

منگا ولد عارف بافندہ۔ جھنڈو ولد الٰہی بخش ...

فرید بخش و نظام الدین پسران سجیو اور یہ ہی۔

نہیں۔ کیا اچھا ہو کہ اس تقریب کی ایک یادگار رائبیٹ پار کے رنگ میں قائم کیجائے۔ مجھے یہ امید کرنی چاہئے کہ رؤسائے بٹالہ اور میونسپل کمیٹی اس کمی کو ملکر پورا کرنے کی کوشش کریگی اس پر مفصل پھر لکھا جاویگا۔ (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے اب جمعہ کی نماز حضرت خود پڑھاتے اور خطبہ پڑھتے ہیں

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ آپ ساکنان قادیان سے کہتے ہیں کہ قادیان والوں پر میرے کچھ حقوق ہیں۔ کیا وہ میرے لئے دعا کریں گے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ کے سلسلہ عالیہ کے ہر فرد پر آپ کے حقوق ہیں۔ کیوں سلسلہ کا ہر فرد آپ کے لئے دعا نہ کریگا؟ بہرحال صاحبزادہ صاحب اپنی قوم سے

دُعاؤں کی مدد کی امید کرتے ہیں

(۳) خواجہ صاحب کے لئے بھی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت سلامتی کیساتھ تبلیغ سلسلہ کا موقع عطا فرماوے۔

(۴) آجکل دسہرہ کی تعطیلات پر اکثر احباب تشریف لاکر قادیان کی روحانی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں

(۵) میری صحت اچھی نہیں رہتی رمضان آخر عشرہ اس وقت تک کسی کسی رنگ میں بیمار رہتا ہوں احباب دعا کریں اس خادم دیرینہ کی اعانت فرماویں

(۶) مستورات میں دینی اور مذہبی مذاق اور سلسلہ کی عام واقفیت کیلئے دفتر الحکم سے احمدی خاتون نام ایک رسالہ جاری کر دیا گیا ہے جسکو اس وقت تک احباب نے پسند فرمایا ہے۔

(۷) نواب صاحب قبلہ بعافیت تشریف لے آئے۔

لاہور سے ماسٹر ولی اللہ صاحب خلف الرشید حافظ ہدایت اللہ صاحب مشہور پنجابی شاعر کی وفات کی خبر پہونچی ماسٹر صاحب کی ابھی ایک تازہ تالیف زیر طبع تھی جس کیلئے آپ اسی فالج کے ناگہانی حملہ سے جانبر نہ ہو سکے ماسٹر صاحب ایک زبردست القلم تھے پیسہ اخبار میں سلسلہ کے متعلق اکثر مضامین مخالفوں کے جواب میں لکھا کرتے تھے۔ جوان مرگی بابا ہدایت اللہ صاحب کی آخیر عمر میں بڑا صدمہ ہے اور ایسے بڑے صدمہ پر صبر اور رضا بالقضا کا اجر بھی عظیم ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل۔ مرحوم کا جنازہ غائب جگہ پڑھا جاوے

صحت کسطرح حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماریوں کا سبب پیشاب کا بیمار ہونا ہے کہ جسکو گردہ اور بہت گردے فوراً جیسے فطرت چاہتی ہے اس طرح چھان نہیں سکتے ہیں کیونکہ اس پر ہی جسم کی صحت کا بہت کچھ دارومدار ہے گردوں کے ضعف اور مرض کی علامات حسب ذیل ہیں۔ پشت میں درد۔ جلد جلد پیشاب کم آنا اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا۔ پیاس ہمیشہ لگنا۔ جسم میں تھکان معلوم ہونا۔ رگی کمزوری۔ دردسر۔ پٹھوں کی بیماریاں۔ نظر کا دھندلا پن۔ چکر آنا۔ جوڑوں میں درد یا سختی۔ حافظہ خراب ہو جانا اور جسم کی عام نقاہت وغیرہ۔ اگر توجہ نہ کی گئی تو پیشاب کے امراض گٹھیا۔ جلندھر۔ ذیابیطس اور گردوں کا انحطاط پیدا ہو جانا درستورات کو اس قسم کی بیماریاں کہ جنکو اکثر غلطی سے ایامی امراض خیال کر جاتے ہیں پیدا ہوتی ہیں۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں ڈونس بیک ایک کڈنی پلس گردوں اور پیشاب کے اعضاء کو قوت بخشتی ہیں جو پیشاب کا زہریلا مادہ خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جس سے پھر صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہوں تو گردے اچھا رکھئے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس کڈنی پلس) جو کہ انکے لئے مجرب دوا ہیں ان کو اچھا رکھیں

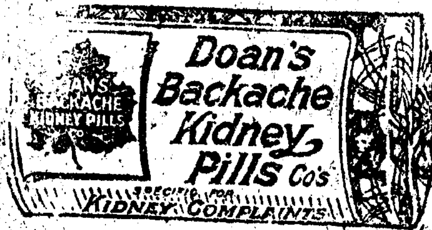

دو روپیہ ۲ آنہ یا چھ شیشوں کے ۱۲ روپیہ تمام دوافروش فروخت کرتے ہیں یا ڈونس۔ پی۔ او۔ باکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے

ڈوئن کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہو جاتی ہے۔ اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن مزمن یا اندرونی یا بیرونی ہو یا خونی بواسیر، سرخ باد، کھرجوا، کیڑے کا چھتہ، داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش کھجلی۔ بثور۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس ملتی ہے قیمت ۲ روپیہ ۴ آنہ۔

عذر

میری بیماری کی وجہ سے اخبار کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی۔ (ایڈیٹر)

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی وطراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزمائو پھر منگوائو بھلا اس میں دہوکہ ہے!

قواء تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے یہ معجون اس مرض کے لئے تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلیہ رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر منظور ہو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی

بچپن سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے بہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ اس کو پائیں۔ قیمت ۶ ماشہ ۶

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

اور اندیشہ تھا کہ یہ بدعت قوم میں خدانخواستہ پھیل نہ جائے۔ اور بطور نظیر کمزور طبیعت کے لوگ اس سے فایدہ نہ اٹھائیں۔ الحکم نے اپنی آواز دلیری کیساتھ بلند کرنے میں مضایقہ نہ کیا۔ اگرچہ اس کے جواب میں الحکم کے اڈیٹر پر ہمارے ان مہربانوں نے جن کو اس شادی کے ساتھ تعلق تھا خوب آوازے کسے۔ اور اسے بدگو اور تفرقہ انداز کہا گیا۔ مگر میں اس حسن کلام اور اتفاق و اتحاد کو اس بدگوئی اور تفرقہ پردازی پر قربان کرنے کو طیار ہوں جو قومی بھلائی اور اصول سلسلہ کی تائید میں ہو۔

اب حضرت امیر کے فتوی کے بعد ایسے لوگوں کو شرم آجانی چاہیئے

میری روح وجد کرتی ہے کہ آخر حق کی فتح ہوئی۔ اور میری کسی تحریک کے بدوں حضرت امیر نے اس سوال کو ہمیشہ کے لیے حل کر دیا۔ اب اس کے بعد احمدی قوم کا کوئی فرد انشاء اللہ ایسی غلطی کرنے کی جرأت نہ کریگا۔ یہ یاد رکھو کہ غیر احمدی کو لڑکی نہ دینا احمدیت کی ایک خصوصیت ہے۔ اور یہ خصوصیت ایسی ہی خصوصیت ہے جیسے غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی ہے۔ یہ حد بندیاں ہیں جن کا ہمیں احترام کرنا چاہیئے۔ اور جب تک ان حدود کا احترام ہم کرتے ہیں۔ اسوقت تک ہم خدا کے فضل سے ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ ہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ جماعت کو آگاہ کر دیں کہ حضرت امام نے جو امور بطور اصل الاصول کے بیان کئے ہیں۔ انہیں ہر وقت مد نظر رکھو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (آمین)

عذر

میری بیماری کیوجہ سے اخبار کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی۔ (ایڈیٹر)

الحمد للہ بٹالہ کا جھگڑا صاف ہو گیا

پچھلے دنوں جو ناگوار قضیہ جھٹکے کے سوال کی صورت میں بٹالہ میں پیدا ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر جناب میجر اے۔ سی ایسٹ صاحب بہادر کی خوش تدبیری سے صاف ہو گیا۔ اور بٹالہ کے ہندو مسلمان شرفا نے میجر صاحب کے مشفقانہ مشورہ سے فایدہ اٹھایا اور دونوں بھائی گلے مل گئے۔ ہندو مسلمانوں کی متفقہ تجویز اور رضامندی سے ایک باغ میں جھٹکا کیلئے جگہ مقرر ہو گئی ہے۔ اور ۱۷- اکتوبر ۱۹۱۲ء کو شرفاء بٹالہ نے مل کر اس اتحاد و اتفاق کی خوشی کی تقریب میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ایک گارڈن پارٹی دی۔ صاحب موصوف دورہ پر تھے۔ مگر محض اس پارٹی کی شمولیت کیلئے ۱۲ میل کا سفر گھوڑے پر طے کر کے بٹالہ پہنچے۔ تحصیل کے سامنے کے سرکاری باغ میں نہایت عمدگی کیساتھ پارٹی کیلئے انتظام کیا گیا تھا۔ یہ انتظام جو جناب تحصیلدار صاحب کی نگرانی میں .... سکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی اور میاں احمد علیخان صاحب اور جناب صاحبزادہ فیض محی الدین صاحب اور رائے صاحب بنالچند اور دیگر ہندو مسلمان رؤسا بٹالہ کی متفقہ کوشش سے ہوا۔ ہر طرح تسلی بخش تھا ہندو مسلمان اور عیسائی احباب کیلئے جدا جدا ماکولات و مشروبات کا انتظام سیر چشمی سے کیا گیا تھا۔ پانچ بجے کے قریب صاحب موصوف مع کپتان صاحب پولیس تشریف لائے انگریزی باجے نے سلامی دی۔ مختلف اوقات میں باجہ بجتا رہا۔ صاحب موصوف نہایت خوش اور خنداں تھے جیسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس اتحاد سے از بس خوشی ہے۔ آپ نے ظاہر فرمایا کہ چونکہ یہ جلسہ محض تفریحی ہے اسلئے گذشتہ باتوں کی یاد اب بھول جانی چاہیئے اور کسی تقریر کی ضرورت نہیں۔ جناب تحصیلدار صاحب نے صاحب ممدوح کی اس خواہش کو عمدگی کیساتھ حاضرین پر ظاہر فرمایا اور اسکے بعد سب لوگ کھانے پینے کے شغل میں مصروف ہو گئے جب تک صاحب ممدوح پارٹی میں شریک رہے نہایت خندہ پیشانی کیساتھ مختلف مفید اور کارآمد امور پر گفتگو کرتے رہے اور بے تکلفی کیساتھ اپنی رعایا کے معزز افراد سے ملتے رہے۔ میں دیکھتا تھا کہ صاحب ممدوح کے چہرہ سے مسرت ٹپکتی تھی آخر میں ہندو مسلمان کیطرف سے متفقہ شکریہ کا اظہار کیا گیا۔ بٹالہ کے ہندو مسلمانوں کو میں اس نیک تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی گم کردہ متاع کو پالیا۔ بٹالہ اس قسم کے فتنوں سے ہمیشہ پاک رہا تھا۔ سوء اتفاق سے یہ دہکا اس کے اتحاد کو لگا مگر خدا تعالیٰ کے فضل نے وہاں کے ہندو مسلمان کو بچالیا غالباً یہ نوٹ نامکمل رہجائیگا اگر میں یہ ذکر نہ کروں کہ میجر اے۔ سی ایسٹ صاحب بہادر کی صائب تدبیری کیساتھ بٹالہ کے نئے تحصیلدار منشی امداد علی خانصاحب نے عملی رنگ میں لانے کیلئے اپنی مسلمہ قابلیت سے کام لیا۔ منشی امداد علی خانصاحب ایک مسلم فہیم اور باوجود اپنے رعب کے ہر دلعزیز شخص ہیں۔ آپکے تدبر حسن انتظام اور رعایا پروری کی جہاں جہاں آپ رہے ہیں ہمیشہ تعریف ہوتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ برٹش نظام حکومت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے سچے دل سے حامی ہیں چنانچہ میجر اے سی ایسٹ صاحب بہادر کے بعد جس شخص کو بٹالہ کے معاملات کو صاف کرا دینے کا کریڈٹ حاصل ہے وہ منشی امداد علی صاحب کا وجود ہے۔ انمیں مستعدی فرض شناسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور باوجود اسکے نمایش اور تکلف سے پاک ہیں حافظ آباد سے تبدیل ہونے پر رؤسائے شہر نے آپ کو ایک الوداعی پارٹی دینے کی از بس خواہش کی۔ مگر آپنے ان لوگوں کی محبت اور اظہار محبت کے اس طریق کا شکریہ کر کے اس کو رد کر دیا۔ بہرحال جو خلیج بٹالہ کے ہندو مسلمانوں میں شروع ہو گئی تھی وہ [illegible] اپنے فضل سے بالکل پر ہو رہی ہے اور آئندہ اس قسم کے تعلقات پر [illegible] ہو گئی ہے یہ تحصیلدار صاحب کی بہترین کوششوں کا عملی [illegible] جو انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی زیر ہدایات اس مقدمہ کیلئے کی ہیں۔ جسکے لئے بٹالہ کی تحصیل اپنے آپ کو ایسے نیک دل افسر کے ماتحت خوش قسمت پاتی ہے۔ ہر ایک نیک دل انسان خیر خواہ ملک کی یہ دلی دعا ہے کہ یہ تعلقات دن بدن مضبوط ہوں آمین۔ میں اس نوٹ کو ختم کرتے ہوئے اگر یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ بٹالہ میں عام تفریح کے لئے کوئی پارک یا عمدہ باغ

ٹریکٹ سیریز

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے کچھ عرصہ پیشتر یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کئے جاویں تاکہ تبلیغ اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت عام ہو سکے۔ اور اس مقصد کے لئے آپ کے دل میں ایک زبردست تحریک اور جوش تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ جوش اور تحریک بے اثر نہیں رہی۔ اس تحریک سے متاثر ہو کر بعض دوستوں نے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ لکھ کر شائع کئے ہیں۔ جن میں سے اس وقت تک دو میری نظر سے گذر چکے ہیں۔ ایک صوفی غلام محمد صاحب بی اے نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پر لکھا ہے اور دوسرا حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہوری نے شائع کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تقریر جو آپ نے یکم مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز جمعہ ایک سوال کے جواب میں کی تھی درج ہے۔ یہ تقریر ۶ مئی ۱۹۰۸ء کے الحکم میں درج ہو چکی ہے۔ اس ٹریکٹ کے اخیر میں تعلیم القرآن یا آئینہ اسلام ایک مکتوب کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت کھڑک سنگھ پر اتمام حجت کی غرض سے لکھا تھا۔ اور جسکو الحکم نے بڑی محنت سے حاصل کر کے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۳ء کو شائع کر دیا تھا۔ قریشی صاحب نے ان ہر دو مضامین کو نہایت خوبصورت چھپا کر شائع کیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ایک لاکھ اسے شائع کیا جاوے۔ اگر احباب اس میں امداد کریں تو یہ ضرور شائع ہونا چاہئے۔ مجھے اس ٹریکٹ کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی اور الحکم کی خدمات کی توفیق کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور میرا سر جھک گیا۔ آج شاید ابھی وقت نہیں کہ لوگ اس کی پوری قدر کر سکیں۔ مگر وقت آئیگا کہ الحکم نے سلسلہ کی تاریخ کو جس طرح محفوظ کرنے کی توفیق پائی ہے وہ عزت کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ خدا کے مامور کی وہ باتیں جو ہوا میں اڑ جا سکتی تھیں الحکم اور صرف الحکم کو وہ فخر ملا کہ اس نے ان کے محفوظ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے توفیق پائی۔ اور آج وہ دوسروں کے لئے صرف سامان اور معمولی کام ہے۔ قریشی صاحب نے اس سے پہلے الحکم کی شائع کردہ حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح کی تفسیر سورۃ جمعہ کو بھی نہایت خوشخط شائع کیا تھا۔ بہرحال یہ ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں ایڈیٹر الحکم نے بھی ایک ٹریکٹ ایک تحریک پر لکھا ہے جو اس اخبار کی اشاعت تک انشاء اللہ شائع کیا جاویگا۔

میں جب کسی اپنی پرانی تجویز کو عملی صورت میں دیکھ کر اس کا اظہار محض خوشی سے کرتا ہوں تو بعض لوگ جنہیں عادت ہے کہ وہ ہنسی اڑائیں ضرور کہا کرتے ہیں کہ ایڈیٹر الحکم ہر تجویز کے متعلق کہدینے کا عادی ہے کہ سب سے پہلے یہ میرے دماغ میں آئی۔ مگر میں خوشی کے ساتھ پھر یہ کہتا ہوں کہ **ٹریکٹ سیریز** کی تجویز ۱۸۹۸ء میں سب سے پہلے میں نے پیش کی تھی لیکن چونکہ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے اس لئے اب اللہ تعالیٰ نے حضرت **خلیفۃ المسیح** کے منہ سے اسے نکلوا کر عملی رنگ دیدیا۔

جن لوگوں کے پاس الحکم کے فائل موجود ہیں وہ جلد ۲ کے نمبر ۸۔ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء کے پہلے صفحہ کو پڑھیں۔ جس پر **ٹریکٹ سیریز** کی تجویز کو شائع کیا گیا ہے۔

بہرحال اس سوال کو چھوڑ کر کہ یہ تجویز جدید ہے یا قدیم ضرورت اس امر کی ہے کہ کثرت سے ٹریکٹ شائع ہوں۔

ہر شخص چونکہ قلم سے کام نہیں لے سکتا اس لئے جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ قلم سے کام لیں اور جو ہاتھ میں قلم نہیں رکھتے مگر دل میں جوش رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو آفاق میں پہنچانے کے خواہشمند ہیں وہ اس مقصد کے لئے **مالی قربانی** کریں اور ان لکھے ہوئے ٹریکٹوں کی اشاعت کریں۔

ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ اسے **ایک لاکھ** ٹریکٹ شائع کرنے میں مدد دیں۔ پہلا ٹریکٹ صرف دو ہزار چھاپا گیا۔ آئندہ ہر ٹریکٹ **دس ہزار** چھاپنے کا ارادہ ہے۔ میں صرف سوا ایسے منتخب دوستوں کی امداد چاہتا ہوں جن میں سے ہر ایک ایک ایک سو ٹریکٹ کا خرچ اپنے ذمہ لے۔ یہ ٹریکٹ ۸ صفحہ سے لیکر ضرورتاً ۱۶ صفحہ تک کتابی سائز کے ہونگے اور عہ فیصدی کے حساب سے مہیا کئے جا سکینگے۔

جو صاحب چاہتے ہیں کہ اس کارخیر میں حصہ لیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی غرض اور مقصد کو پورا کر کے ان کی دعاؤں میں شامل ہوں وہ مجھے اطلاع دیں تاکہ ہر ایک ٹریکٹ شائع ہونے پر انہیں بھیجا جایا کرے اور وہ اسے اپنے شہر اور گرد و نواح میں پڑھے لکھے لوگوں میں مفت تقسیم کر دیا کریں۔ جن لوگوں کے متعلق میں پہلے سے جانتا ہوں کہ وہ اشاعت کے کام میں حصہ لینے کو ہر وقت آمادہ رہتے ہیں ان کی خدمت میں اس تحریر کے ذریعہ سے صرف اتنی یاد دہانی کرانی ضروری ہے کہ بہتر ہوگا وہ اپنے ساتھ دوسرے دوستوں کو بھی شریک کر لیں۔

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ تحریک بڑے جوش سے کی تھی اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور بابرکت اور مفید ہوگی۔ اور اس تحریک سے مومنین **دینی** اور دنیوی برکات حاصل کرینگے یہ بھی یاد رہے کہ ۵ سے کم ٹریکٹ باہر روانہ نہ ہونگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے از راہ کرم ایڈیٹر الحکم کے پہلے ٹریکٹ کے لئے اپنے **طیب** اور **پاک مال** میں سے **تین روپیہ** اس کی اشاعت کے لئے عطا فرما کر اس کام کا افتتاح فرمایا ہے۔ اس رقم کے لئے **دو سو ٹریکٹ** ان لوگوں کو بھیجے جا سکتے ہیں جو خرید کر مفت شائع نہیں کر سکتے مگر اس کے لئے محصول انہیں ادا کرنا ہوگا

(خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

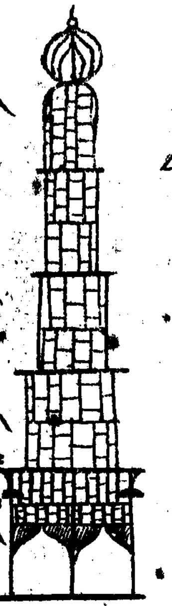

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

(۱) عوام ۔۔ صہ/

(۲) خواص سے ۔۔ عـــہ/

(۳) ہندوستان سے باہر ۔۔ ۶/

(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔۔ ۱۲/

اخبار الحکم قادیان

۲۸ - اکتوبر ۱۹۱۲ء

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ۔ ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳۳ ۔ قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے ۔ جلد ۱۶

آم کے آم گٹھلیوں کے دام

یوم الحج کی خوشی میں ۳۰ نومبر تک جو درخواستیں معہ حوالہ اخبار پوسٹ
کیجائینگی انکو ذیل کی کتب اصل درج شدہ قیمت سے نصف قیمت پر علاوہ خرچ
دیجائینگی - اور اخبار نیر اعظم کی کاپی مفت پانچ روپیہ سے زیادہ پر
ایک روپیہ کمیشن گنج شائقان دنیا بھر کے سکوں کی دونوں طرف کی ۔ ۔ دو رعا
مخزن العوائد - دنیا بھر کے اوزان پیمانے مقادیر انکا مقابلہ عہ
تاج دنشان دنیا بھر کی سلطنتوں کے تاج دنشان پھریرے آگے
وغیرہ عہ دستار و کلاہ - دنیا بھر کے ٹوپی پگڑی خود کنٹوپ شملہ عما
کا حال ۸/ تاریخ اودھ چار جلد برہان الملک سے واجد علیشاہ بادشاہ تک مکمل
تاریخ عہ مصباح الادب یادگار کا اردو ترجمہ جو ستر زبانوں میں ہو چکا ہے ۸/
علم التاریخ لاکھوں مادے نام الفاظ فقرات محاورات آیات حدیث عہ
کنز الطغرا ۴۰ سونا در نایاب طغرے ایک ایک صفحہ کلاں پر ۱۴/
تذکرۃ الملوک اردو تصوف فلسفہ اور حکمت کو لئے ہوئے تازہ ذخیرہ عہ
احسن الاذکار اردو - بڑے پیر صاحب کی سوانحعمری خوارق عادت ۱۲/
جفر الغرائب طریقہ ہائے جفریہ اور اسماء خداوندی کے خواص ۸/
تاریخ بوہراں بوہرہ قوم کی محققانہ تاریخ انہی کی مستند کتب سے ۴/
جنگ روس و جاپان مع تصاویر و نقشہ جات و حالات جنگ مفصل ۸/
سوانحعمری مہاراجہ نریندر پرشاد و مہاراجہ کشن پرشاد سابق وزیر دکن کے خاندان
کے تفصیلی حالات جنکا مقدمہ خورشید بیگم مشہور ہے دکن کے ناموروں کے حالات عہ

المشتہر مینیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے
بچہ اگر سست یا پژمردہ یا بھوک تھک گئی ہو تو
اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے -
اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے
بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خرم
اور بشاش ہو جائیگا - جو تندرستی کی یقینی علامت ہے -
استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا -
ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا -

اسکاٹ ایملشن اینڈ بون لمیٹڈ مینو فیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

میدان جنگ کی صحیح خبریں

اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اخبار المشیر کو خریدیئے - کیونکہ
اس میں ممالک اسلامیہ قسطنطنیہ مصر - شام - بیروت دمشق ٹریپولس
وغیرہ وغیرہ کے عربی - ترکی اخبارات کے تراجم اور ان کے نامہ نگاروں
کے چشم دید صحیح حالات شائع ہوتے ہیں جو میدان جنگ میں خود شریک
ہیں - نیز ایک ہندی مسلمان بھی میدان میں پہنچ گئے ہیں - جن کے
خطوط بھی المشیر میں شائع ہوتے ہیں علاوہ ازیں المشیر ملکی قومی
تمدنی تعلیمی معاملات پر بھی خاص بحث کرتا ہے اور اس میں
ملک کے چیدہ اور سربرآوردہ علماء کے مضامین بھی شائع ہوتے ہیں
اخبار کی جملہ خوبیاں مسلسل مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہیں -
قیمت سالانہ صرف تین روپیہ (مینیجر اخبار المشیر مراد آباد)

ضیاء الاسلام صوبہ متحدہ کا ایک ممتاز اور اپنی طرز کا واحد ماہوار
رسالہ ہے - جس میں اسلامی - علمی - تمدنی تاریخی مضامین اور مخالفین
اسلام کے اعتراضات کے متین اور دنداں شکن جواب ہوتے ہیں آجکل مصر
کے ایک فاضل ادیب مسلم قبعین کی نادر روزگار تاریخ محاربات طرابلس الغرب کا
نہایت دلچسپ ترجمہ ماہوار شائع ہو رہا ہے - جو اصحاب دوسرے
علمی مضامین کے ساتھ جنگ ٹرکی و اٹلی کے متعلق صحیح معلومات
حاصل کرنا چاہیں انھیں اس سے زیادہ مفصل اور صحیح کتاب
بعد ضیاء الاسلام سے بہتر رسالہ نہیں دستیاب ہو سکتا قیمت
سالانہ عہ
المشتہر مینیجر ضیاء الاسلام مراد آباد)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

مختصر نوٹ

عیسوی مذہب کی اشاعت

عیسوی مذہب کی اشاعت کے لئے جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ کم از کم اس قابل ضرور ہیں کہ ہم ان سے سبق لیں اور ان کے روش بروش کام کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارا سلسلہ خصوصیت سے کسرِ صلیب کے لئے قائم ہوا ہے اور یہی وہ خطرناک فتنہ ہے جس نے تمام صدا قتوں کا خون کر دیا ہے۔ مدراس کی کریسچن لٹریری سوسائٹی نے حال میں ایک کتاب سالانہ رپورٹ کے رنگ میں شائع کی ہے جس میں دکھایا ہے کہ صرف پروٹسٹنٹ فرقہ کے چار ہزار مشنری ہیں۔ یہ صرف ایک فرقہ کے مشنریوں کی تعداد ہے دوسرے واعظین اور **کتابوں** رسالوں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ جو اشاعت ہو رہی ہے وہ ایک جداگانہ امر ہے کیا اس کے مقابل میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس چار واعظ بھی ہیں اور جو مستقل طور پر ان لوگوں میں کام کریں جو آجکل عیسوی مشنریوں کی بھیڑوں کا گلہ بننے والے ہیں؟

ہماری غفلت کا ایک اور واقعہ

ہم نے متعدد مرتبہ اس امر کیطرف توجہ دلائی ہے کہ مسلمانوں کی وہ قومیں جو خانہ **بدوش** رہتی ہیں اور **بعض** وہ جماعتیں جو مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی اور غلط کاری سے **ردی** کی طرح پھینکی ہوئی ہیں عیسوی مشنریوں کی زیر نظر ہیں اور وہ ان میں کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ **بچھی وارہ** قوم جو جرائم پیشہ سمجھی گئی ہے ان میں **مکتی فوج** بڑی محنت سے اپنا مشن پھیلا رہی ہے۔ ان اقوام کیطرف اگر توجہ کیجاوے اور ان میں **اسلام** کی حقیقت کو پھیلایا جاوے تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے کہ یہ **ناکارہ** قومیں سوسائٹی کا کار آمد جزو بن جاویں۔ آریہ **سماجی** لیڈروں نے اپنی تمام گری ہوئی قوموں کو جو صدیوں سے اچھوت اور **چنڈال** سمجھی گئی تھیں اُٹھانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ مگر ہم جن میں ذات پات کوئی شے نہ تھی۔ اور جو **اخوت** کے اعلیٰ مقام پر کھڑے ہو کر ہندوؤں کی تقسیم ذات کے مسئلہ پر ہنسا کرتے تھے آج خود اس کا شکار ہو کر شریف اور رزیل کی **بنیاد** گوشت اور پوست پر رکھ رہے ہیں۔ یہانتک بھی کچھ نہیں بگڑا تھا مگر اب تو ان تمام جماعتوں کو جنہیں ہم نے خود **ذلیل** قرار دیدیا تھا ایک مردار کی طرح پھینک دیا ہے کچھ بھی کوشش نہیں کیجاتی۔ کہ ان قوموں کو اپنا بنائیں ان میں تعلیم **تربیت** کے سلسلوں کو جاری کریں اور انہیں **اسلام** کے موٹے موٹے اصولوں سے واقف کر کے سوسائٹی کا ایک کار آمد جزو بنانے کی فکر کریں۔

احمدی جماعت کے لئے کام کا وسیع میدان

احمدی جماعت کے نوجوان اور کام کرنے والے لوگ اگر اٹھ کھڑے ہوں اور ان جماعتوں میں کام کرنے کے واسطے آمادہ ہو جائیں تو یہ ساری جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے احمدی سلسلہ کا ایک مفید جزو بن سکتی ہیں۔ جو قومیں کسی وقت اسلام میں داخل ہوئی تھیں جن کی ایک کثیر تعداد **ممالک متحدہ** ممالک متوسط اور بندیلکھنڈ وغیرہ میں ہے وہ **اسلام** سے محض ناواقف ہیں۔ ان میں ہندوؤں کی طرح مسجدوں میں بت رکھ لینا بھی عیب نہیں سمجھا جاتا۔ اگر ان لوگوں میں کام کیا جاوے تو یہ لوگ بہت جلد اس سلسلہ کے فیوض و برکات سے حصہ لے سکتے ہیں۔ ہاں ضرورت ہے ان لوگوں کی جو ان میں جا کر کام کریں۔ انھیں دین کی حقیقت سے واقف کریں۔ یہ بڑا وسیع میدان ہے۔ ہمارے ہندو بھائی اس پر بھی نظر رکھتے ہیں اور اب تو سناتنی بزرگ بھی شدھی کے موئد ہو چکے ہیں۔ اس سال کی ہندو سبھا کے سالانہ اجلاس میں بڑے زور شور سے شدھی کی تحریک کی تائید ہوئی ہے اور یہ یاد رکھو کہ اب شدھی کی مہر بڑے زور کیساتھ چلیگی۔ بڑی غفلت ہوگی اگر اس موقعہ پر خاموشی سے کام لیا گیا۔ تمھارے ملک اور جگہیں ایک طرف ہاتھ سے نکل رہی ہیں اور تمھاری جمعیت اور جماعت کو اسطرح کمزور کیا جا رہا ہے ایک وقت تھا کہ تم نوع **الشان** کے مرکز پر گھومتے تھے اور اشاعت اسلام کے لئے ہر شخص کے پاس جانے کو طیار تھے۔ آج خود تمھارے اپنے بھائی کس مپرسی کی حالت میں ہیں اور قریب ہے تم سے چھین لیے جاویں۔ مگر تمھارے کانوں پر جوں تک نہیں چلتی۔ احمدی نوجوانو اُٹھو اور اس میدان میں نکلو وہ قومیں جو بالکل ترک کر دیگئی ہیں ان میں چلے جاؤ اور ان میں رہکر انھیں سلسلہ حقہ سے آگاہ کرو اور سوسائٹی کا مفید جزو بنانے کی فکر کرو خدا تمھارے ساتھ ہوگا۔

چوہڑوں میں بیداری کی تحریک

ہندو قوم بڑی زمانہ شناس قوم ہے اور اس **عمدہ جوہر** کی بہت قدر کرنی چاہیے۔ شدھی کی زبردست تحریک تو جاری ہے وہ وقت دور نہیں کہ ہمارے ہندو بھائی چوہڑوں کو بھی شدھ کرینگے آج یہ بات ہنسی اور **ناقابل عمل** نظر آتی ہوگی زمانہ اس کا ثبوت واقعات سے دیگا۔ کیونکہ چوہڑوں کی دلجوئی تو شروع ہو گئی ہے اور پہلے ان کا نام چوہڑوں سے بدل کر **والمیکی** رکھنا شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ اخبار ہندوستان کی تازہ اشاعت میں ایک نوٹ کے ذریعہ اسے ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان ہرگز اصرار نہیں کرتا

کہ ان لوگوں کو ان کی مرضی کے خلاف چوہڑے سے پکارے۔ اگر یہ لوگ جگہ جگہ والمیکی سبھائیں قائم کرکے اپنے کاروبار اور بیوپار میں صفائی اور دیانت داری کا عملی اظہار شروع کر دیں تو کسی کو اسبات میں اعتراض نہ ہونا چاہیئے کہ اُن کو آئندہ چوہڑے کی بجائے والمیکی نام سے یاد کیا جاوے۔" یہ نوٹ اس بیداری کی تحریک کا آغاز ہے۔ جو ہمارے ہندو بھائی اپنی قوم کے اس ذلیل جزو کو کار آمد بنانے کے لئے ان میں کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ قوم کس طرح اُٹھائی جائیگی یسوعی لوگوں نے چوہڑوں کے ایک بڑے حصّہ کو جذب کرلیا ہے اور باقی کی حفاظت کے لئے **والمیکی سبھائیں** قائم ہونا چاہتی ہیں۔ ہندو تو چوہڑوں اور ڈوموں تک کو اُٹھانے کو آمادہ ہیں اور ہم ہیں کہ اپنی ذات پرستی اور **استخواں فروشی** کے نشہ میں سرشار ہیں اور ہم چو ما دیگرے نیست کہکر ان لوگوں سے بات تک بھی کرنا نہیں چاہتے جنکو اپنے ذہن میں **رذیل** سمجھتے ہیں آہ! ؎

جس دین نے دل غیروں کے آکے تھے ملائے
اس دین میں بھائی سے اب بھائی جدا ہے

دارالسلطنت ہند اور احمدی اخبار

جب سے **دہلی** ہندوستان کا دارالسلطنت قرار پایا ہے مختلف قوموں نے اسبات کی کوشش کی ہے کہ وہاں سے ان کے جرائد شائع ہوں تاکہ وہ اپنے قومی حقوق کی حفاظت کرنے کی کوشش کریں اور گورنمنٹ ہند پر اپنی قومی **ضرورتوں** کا جن میں گورنمنٹ کا ہاتھ کام کرسکتا ہے اظہار کرتے رہیں۔ **مسلمانوں** کا مشہور پولٹیکل پرچہ **کامریڈ** دہلی پہنچگیا ہے اور عنقریب اسی دفتر سے ایک **روزانہ اخبار** اردو میں بھی شائع ہونے لگیگا جس کی ایڈیٹری کے لئے مولانا **شرر** ایسا قابل اور فہیم اخبار نویس منتخب کیا گیا ہے **آریوں** نے بھی اپنے **لیڈنگ پیپر** ستیہ دھرم پرچارک کو گروکل جیسی جگہ سے منتقل کرکے دہلی پہنچا دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسی دفتر سے ایک اردو اخبار بھی شائع ہوگا۔ ایسا ہی عام ہندو صاحبان کی طرف سے **کھوسلہ برادرز** ایک شاندار **روزانہ** کے اجرا کی فکر میں ہیں۔ دوسرے اخبارات بھی اپنے ہیڈ کوارٹر تبدیل کرنے کی فکر میں ہیں۔

فی الحقیقت **دارالسلطنت سے اخبارات** کی کثرت اشاعت مفید اور ضروری چیز ہے۔ ہماری **قومی** ضرورتوں کے اظہار کے لئے بھی **دہلی** سے ایک اخبار کی ضرورت ہے مگر اس کے لئے ہمیں کسی جدید کوشش کی حاجت نہیں ہمارا ایک اخبار **الحق** پہلے سے وہاں موجود ہے اور وہ ایک قابل قدر پرچہ ہے۔ اگر ہماری جماعت اس اخبار کے دائرہ اشاعت کو بڑھانے میں سعی کرے تو وہ ایک مخصوص پرچہ دہلی سے سلسلہ کی مفید خدمت کرنے کے لئے اور بھی قابل ہوسکیگا۔

وباللہ التوفیق

احمدی خاتون

احمدی خاتون کا پہلا پرچہ چار سو چھاپا گیا ہے اور کسی کو بھی بدوں وصولی قیمت بھیجنے کی کوشش نہیں کی گئی رسالہ کے متعلق حوصلہ **افزا** خطوط آرہے ہیں اور بعض مفید مشورے اس کی ترتیب وغیرہ کے مل رہے ہیں ایک دوست نے **نام** کے متعلق بھی اصلاح کا مشورہ دیا ہے۔ میں ابھی کچھ عرض نہیں کرتا کہ ان امور کے متعلق کیا عملدرآمد ہوگا۔ میری کوشش خدا تعالیٰ کے فضل و تائید سے یہ ہوگی کہ میں اس رسالہ کو مستورات کے لئے ایک مفید اور کار آمد **مشیر** بنا سکوں جو تبدیلیاں اور ترقیاں رسالہ کی **ترتیب** مضامین اور اس کی ظاہری حالت کے متعلق ہونگی وہ انشاء اللہ اس کے ہر آئندہ نمبر کے مطالعہ سے ہی معلوم ہوسکینگی۔

بعض احباب نے لکھا ہے کہ ان کے گھروں میں پڑھی ہوئی مستورات نہیں اس لئے رسالہ انھیں کیا مفید ہوگا۔ یہ خیال درست نہیں **احمدی خاتون** کا اجرا بھی تعلیمی مذاق پیدا کرنے کے لئے ہوا ہے میں نے دیکھا کہ جب ستیہ دھرم پرچارک آریہ اخبار اردو سے ہندی کر دیا گیا تو اس کے ناظرین میں سے جماعت کثیر نے اس کے لئے ہندی پڑھنی شروع کردی تو کیا **احمدی خاتون** کیلئے ہماری **احمدی بہنیں اردو** پڑھنے کی کوشش نہ کرینگی **احمدی خاتون** ہر گھر میں پڑھا جانا چاہیئے۔ اگر عورتیں نہیں پڑھ سکتیں تو جب تک وہ اس قابل ہوں انھیں پڑھکر سنائیں۔ پھر انھیں خود پڑھنے کا شوق پیدا ہوسکیگا۔ اس رسالہ کی قیمت ۲؍ سالانہ ہے جو پیشگی پہنچنی اور بدون وصول قیمت کسی کے نام جاری نہیں کیا جائیگا

وباللہ التوفیق

ایک اخلاقی جنگ

کچھ عرصہ سے مختلف شہروں میں بدکاری کے خلاف ایک اخلاقی جنگ شروع ہورہی ہے اور اس کی ابتدا لاہور سے ہوئی جبکہ انارکلی بازار سے بدکار عورتوں کو میونسپل کمیٹی نے نکالدیا اس کی تقلید مختلف شہروں میں ہورہی ہے۔ دوسری طرف جو بدکار اور پیشہ ور عورتیں ہندوستان سے باہر سے آتی ہیں ان کے خلاف ایک قانون زیر تجویز ہے ان آثار کو دیکھکر ہر شخص جو دنیا میں **پاکیزگی** اور عفت کے پھیلانیکا خواہشمند ہے خوش ہوتا ہے اور ان آثار کو مبارک سمجھتا ہے مگر اس جدوجہد اور اخلاقی جنگ میں بڑے استقلال کی ضرورت ہے۔ اگر بدکار عورتوں کے متعلق قانونی قیود میں اضافہ کیا جاوے تو بڑھتی ہوئی دلیری اور جرات رک جاوے۔ اور عام آزادی نے جو نقصان پہنچایا ہے اس سے ایک حد تک مخلصی ہوجاوے۔ دوسری طرف اسبات کی بھی ضرورت ہے کہ ان عصمت فروش لوگوں کو بدکاری کی عقوبت اور سزا سے مذہبی رنگ میں ڈرایا جاوے اور انھیں نیکی اور پاکیزگی کی طرف متوجہ کیا جاوے بہرحال یہ جنگ ص

ص ایک مبارک جنگ ہے۔ اور اس کے ذریعہ نوجوانوں کے چال چلن پر اچھا اثر پڑنے کی توقع ہے۔ ہاں یہ صرف سیاہ کار عورتوں کے اڈے بدل دینے سے ہی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ ایسی عورتوں کو شہر سے نکال

اس عالمگیر مصیبت سے فائدہ اٹھاؤ

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اسلامی دنیا آج جس عالمگیر مصیبت میں مبتلا ہے وہ کوئی مخفی امر یا راز کی بات نہیں۔ دنیا کے ہر حصہ میں جہاں مسلمان موجود ہیں خواہ وہ رعایا ہیں یا حکمران کسی نہ کسی آفت اور دکھ میں مبتلا ہیں اور اکیلی اسلامی سلطنت **ٹرکی** تو آج بتیس ۳۲ دانتوں میں زبان ہو رہی ہے۔ مراکش وغیرہ پہلے ہی ہاتھوں سے نکل چکے ہیں۔ **طرابلس** بھی سردست ہاتھ سے گیا **ایران** ویران ہو چکا۔

اگرچہ ان مصیبتوں کو سہتے سہتے ہم عادی ہو گئے ہیں اور اب کوئی مصیبت شاید کوئی مصیبت ہی معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی ٹرکی کے خلاف جو **جنگ اخراب** شروع ہوئی ہے اور اس جنگ کو صلیبی لڑائیوں کا سا رنگ دیا جا رہا ہے اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ **مسلمانان عالم** کو ایک سخت **خطرہ** کے مقابلہ کے لئے طیار ہونا پڑیگا

میں اس جنگ کی **نوعیت** یا اس کے متعلق مسلمانوں کے فرائض کا ذکر اس جگہ نہیں کرنا چاہتا۔ گذشتہ اشاعت میں مختصراً میں نے بتا دیا تھا کہ مالی امداد کے علاوہ دعاؤں سے ہمیں اپنے ان بھائیوں کی تائید کرنی چاہئے جو ملک و قوم کے لئے اخراب سے لڑنے پر مجبور ہوئے ہیں اور ہمیں **گورنمنٹ برطانیہ** کے ماتحت کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے۔ جس کے لئے قانون سلطنت اور قانون الہی ہم سے مواخذہ کرے۔

اس سے زیادہ لوگوں کے جذبات کو ابھارنا اور ان سے اپیل کرنا میری اپنی سمجھ کے موافق غیر ضروری ہے ہاں ایک خاص بات ہے جس کی طرف میں الحکم کے ذریعہ اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمیں اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ ان مصیبتوں اور تکلیفوں کی اصل جڑ کیا ہے؟ کیا وہ خدا جس نے وعدہ فرمایا تھا **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** ہم نے ہی الذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ آج اسلام کی حفاظت کو چھوڑتا ہے؟ اور وہ پسند کرتا ہے کہ اس دین کو جسے اس نے اپنے لئے پسند کیا اور برگزیدہ کیا دشمنوں کے ہاتھوں تباہ ہونے کو چھوڑ رہے ہا

وہ قوم اور **امت** جس کو اس نے خیر امت کہا تھا جس کو اشداء علی الکفار بنایا تھا آج ایسی ذلیل ہو چکی ہے کہ **کفار** اس کا نام و نشان مٹا دیں وہ قومیں جو ایک بیکس انسان کو خدا بنا رہی ہیں انہیں پکڑ کر ہلاک کر دیں؟ اگر نفس الامر میں ایسا ہی ہو رہا ہے تو پھر نعوذ باللہ قرآن مجید کی حقیت میں شک واقع ہوگا۔ حالانکہ اس کی شان ہے

لاریب فیہ

مگر میرے دوستو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد درست اور **قرآن مجید** کی حقانیت بے شبہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے **دین** کا **ناصر و حافظ** اور اپنی برگزیدہ **قوم** کا **حامی** ہے ہاں اس کے لئے ایک شرط ہے کہ

تم اس کی قوم بنو

جب تم اس **امت** اور **قوم** میں داخل ہو جاؤ گے تو تم سے بھی وہی خوارق اور اعجاز ظاہر ہونگے جو اس قوم سے ہوئے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے رضی اللہ عنہ **ورضوا عنہ** کی آواز سنی جبکہ ایک وحشی اور دنیا میں کس مپرس قوم خدا تعالیٰ کی ہدایتوں پر عمل کر کے دنیا میں تہذیب و شرافت کی بانی اور **حکومت** کی جائز حقدار ہو سکتی ہے۔ تو پھر تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ کی ان ہدایتوں کی موجودگی میں تم سے وہ ساری نعمتیں چھن جائیں یہ ناممکن اور امر محال ہے۔ ہاں جب تم ان ہدایتوں کو پس پشت ڈالدو اور اپنی مرضی اور ہوا کو مقدم کر لو تو پھر قانون الٰہی یہی ہے کہ تم سے **نصرت** اور **تائید** چھین لیجائے تائید اور نصرت الٰہی کے لئے سنت اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ انسان **مومن** ہو اور مومن بھی ایسا ہو کہ **رسولوں** کی **معیت** اختیار کرے۔ جیسا کہ فرمایا۔

انا لننصر رسلنا والذین امنوا

پس جب تک وہ کامل **ایمان** اور **معیت الرسل** تمہیں حاصل نہیں تم اس **نصرت یزدانی** کو جذب کرنے کی **اہلیت** اور قابلیت نہیں پا سکتے؟ اسی ایک راز کے نہ سمجھنے سے تم ذلیل ہو رہے ہو تمہاری نظروں میں **مغربی اصول** ترقی قوم کے لئے رہنما اور استاد کا کام دے رہے ہیں۔ بحالیکہ ان مغربی **اصولوں** کی حقیقت **قرآن کریم** میں موجود ہے۔

قرآن کریم کو قوم نے عملی رنگ میں چھوڑ دیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے

اس قوم کو ترک کر دیا

اور قرآن مجید کے ہی بیان کردہ اصل کے موافق

من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکاً فی الحیوۃ الدنیا۔

قرآن کریم سے اعراض کرنے والے **مفلسی** اور **قلاشی** کا شکار ہو گئے۔ اور وہ **فلاح** دفوز جس کا مومنین کے ساتھ وعدہ تھا اور جس کو صحابہ نے حاصل کر کے دکھا دیا اس سے یہ محروم ہو گئے۔

اس محرومی اور بے کسی پر اگر یہ ایسی مجرب اور بیخطا **علاج** کی طرف توجہ کرتے تو بہت کچھ مفید اور موثر ثابت ہوتا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس مصیبت کے وقت بھی ان کی نظریں ان زمینی **باتوں** کیطرف

فیوضات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(حدثنا امیر المومنین)

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

ایک اخشی اللہ عالم میں نے دیکھا ہے۔ ایک مخالف اسلام کے بعض اعتراضوں کے بارے میں میں نے حضور میں عرض کیا کہ ان کے جواب کے متعلق موجودہ صورت میں مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان اعتراضوں کا ذکر ہی نہ کروں اور اگر کروں تو الزامی جواب دیدوں۔ یہ سن کر آپ کو جوش آگیا۔ فرمایا جس بات پر تمہیں خود اطمینان نہیں اسے دوسروں کو منواتے ہو؟ مومن ایسا ہرگز نہیں کرتا۔ یہ کلمات طیبات سنکر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بزرگ بڑی خشیت الٰہی رکھنے والا ہے اور کوئی بات نہیں کہتا جس کا خود اسے یقین نہیں۔ اس بزرگ کا نام **مرزا** احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کونوا مع الصادقین

دوسرا فائدہ میں نے آپ کی صحبت میں یہ اٹھایا کہ دُنیا کی محبت مجھ پر بالکل سرد پڑ گئی۔ کوئی ہو مخالف یا موافق میرے تمام کاروبار اور تعلقات کو دیکھے کیا مجھ میں ذرہ بھر بھی حبّ دنیا باقی ہے یہ سب مرزا کی قوت قدسیہ اور فیض صحبت سے حاصل ہوا۔ یہ تو مشہور ہے کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ پس میں نے مرزا کی صحبت سے وہ فائدہ حاصل کیا۔ جو تمام تعلیمات الٰہیہ کا منشا ہے اور ذریعہ نجات اور اسی دنیا میں بہشتی زندگی۔

ولیعفوا عن کثیر

ایک شخص سے کسی نے کہدیا تم جھوٹ بولتے ہو اس پر وہ بہت ہی طیش میں آگیا۔ اور سخت سست کہنے لگا۔ اس کی آواز حضور علیہ السلام کے گوش مبارک تک پہنچ گئی۔ فرمانے لگے کیا اس شخص نے اپنی عمر بھر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا جو یہ اس قدر غیظ وغضب میں آرہا ہے۔ اتنی مدت خدا تعالیٰ نے ستاری سے کام لیا۔ اگر ایک بار کسی کی زبان سے جھوٹا کہلوا دیا تو اسے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے تھی۔ اور خدا کے حضور شرمسار ہونا تھا نہ یہ کہ شور ڈال دیا۔

واتقوا اللہ

تمام انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ تمام نیکیوں کا جامع یہ مبارک کلمہ ہے کہ اتقوا اللہ۔ ایک دفعہ حضور انور سے ایک مخلص نے عرض کیا کہ مجھے ایک ہی نصیحت ایسی دیدیں جس سے میری دنیا و دین سنور جائے۔ اور میں لوٹا پلنے والوں میں سے ہوں فرمایا

"خدا سے ڈر اور سب کچھ کر"

یہ حضور ہی کے الفاظ ہیں جو مجھے یاد ہیں۔

المومن ینظر بنور اللہ

ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ موجودہ مادی ترقی اور کالجوں کی تعلیم اور اس کا اثر دیکھ دیکھ کر خیال آتا ہے کہ دین کی طرف توجہ کب ہوگی۔ فرمایا وہ زمانہ نزدیک ہے پہلی رات کا چاند سب کو نظر نہیں آیا کرتا۔

نبی کو جو فراست دیجاتی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی جاتی حضور نے جب میری بیعت لی تو میرا ہاتھ پہنچے سے پکڑا۔ حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑتے جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے۔ اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار لیا۔ اس خصوصیت کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوا مگر اب یہ بات کھل گئی

فاعتبروا یا اولی الابصار

مومن کو چاہئے کہ عبرت پکڑے اور ہر ایک واقعہ سے جو دیکھے کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کرے۔ ایک دفعہ حضرت اقدس کے مکان کے نزدیک رنڈی کا ناچ ہو رہا تھا۔ آپ نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ یہ کیا لیتی ہے۔ معلوم ہوا پانچ روپے۔ فرمایا میں (مسیح موعود) نے وہ رات سجدہ ہی میں گذار دی۔ جوں جوں اس کی آواز پہنچتی میں ندامت سے دبا جاتا۔ کہ اللہ اللہ ایک پانچ روپے سے حقیر رقم لیکر یہ عورت کو ساری رات کھڑی ہے۔ اور ہم جو اپنے مولیٰ کے ہزارہا نعمتوں سے مستفیض ہو رہے ہیں اور ہر وقت اس کے احسان اور انعامات کی بارش ہوتی رہتی ہے ایسے غافل ہوں (تشحیذ الاذہان)

درخواست تعطیل جمعہ کے متعلق

ہمارا فرض

تعطیل جمعہ کے متعلق جس تحریک کی تجدید حضرت امیر المومنین نے کی تھی وہ بالآخر وائسرائے کی کونسل تک جا پہنچی ہے۔ چنانچہ کونسل میں اب اس کے متعلق سوال پوچھا جا چکا ہے۔ اب جس امر کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ مختلف **انجمنیں** باقاعدہ اس تحریک کی تائید کریں۔ ہندوستان میں کشمیر سے لیکر راس کماری تک اور رنگون سے لیکر پشاور تک ہر جگہ کی اسلامی انجمن کا فرض ہے کہ وہ **تعطیل جمعہ** کے متعلق اپنے جلسوں میں باقاعدہ ریزولیوشن پاس کر کے گورنمنٹ ہند کو بھیجدیں احمدی انجمنیں جو جگہ بجگہ قائم ہیں انھیں بھی مناسب ہے کہ وہ اس قسم کے جلسے کر کے گورنمنٹ ہند میں **تحریک** کریں کہ جمعہ کیلئے کم از کم دو تین گھنٹے کی رخصت **عام طور پر** سرکاری دفاتر اور تمام محکموں میں دیجایا کرے۔ تا کہ مسلمان **نماز جمعہ** کے ادا کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ کریں خدا کے فضل سے امید ہے کہ یہ تحریک اب منظور ہو جائیگی مسلم لیگ اور بعض دوسری انجمنوں نے اس کے تائیدی ریزولیوشن پاس کئے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ دوسرے خاموش رہیں۔ اس لئے تمام انجمنوں کا یہ **فرض** ہے کہ وہ اس **دینی** تحریک میں پورا زور لگائیں۔ گورنمنٹ ہند اگر **عام** خواہش کو محسوس کریگی تو وہ **اس سوال** تعطیل کو حل کر دینے کو ملیا ہے

سے ترقی کی اور جن اصولوں نے انھیں ہر قسم کی زنجیروں اور **غلامی** کے اغلال سے نجات دلائی آج بھی وہی تمہارے رہنما اور **گرہ کشا** ہو سکتے ہیں ان کو چھوڑ کر تم ساری دُنیا کی حکومت بھی لے لو تو تم محتاج اور **ذلیل** ہی رہوگے۔ اور ان مصائب کا دامن دراز ہی ہوتا جائیگا یہانتک کہ

فنا کا ہاتھ تمھیں مٹا ڈالے

پس **عبرت** کا مقام ہے۔ **اٹھو اور سنبھلو** شور و بکا کچھ کام نہیں آئیگا یہ مصیبت تمہارے لئے **بیداری کا فرشتہ** ہو سکتی ہے اگر **تم اس کے ذریعہ اصل مقصد کو پا لو**

جاوا کے مسلمان

ایک جاوی مسلمان کا بیان

عبدالواحد بن عبداللہ نامی ایک طالبعلم نے جامع ازہر (مصر) کے رواق جاویین سے "المؤید" (قاہرہ) کو لکھا ہے کہ:-

"ملک جاوا کئی جزیروں سے مرکب ہے اس کے شمال میں بحر چین ہے۔ جنوب و مغرب میں بحر ہند اور مشرق میں محیط کاہل حائل ہے۔ ان جزائر میں سب سے بڑا بورنیو ہے اس کے بعد صوبہ سطرا پھر جاوا اور پھر سلیبس ان کے گرد اور بھی چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں۔ لیکن گائنا جدیدا نہیں شامل نہیں ہے۔ کیونکہ گو وہ طول میں بمقدار ۱۴۲ درجہ کے ہولنڈ کے زیر حکومت ہے (جس کے زیر حکومت خود ملک جاوا بھی ہے۔ تاہم جاوا اور گائنا کے باشندوں کی جنسیں مختلف ہیں سوائے چند چھوٹے چھوٹے مقامات کے (جیسے راس الملایک و شمالی بورنیو جو انگریزوں کے قبضہ میں ہیں اور شرقی شمالی تیمور جہاں پرتگال کی حکومت ہے) باقی تمام جاوا ہالینڈ کی نوآبادی میں داخل کر باشندگان جاوا کی تعداد تقریباً چار کروڑ ہے یہ لوگ مختلف الادیان ہیں۔ لیکن ان کا اکثر حصہ مسلمان ہیں۔ دیگر مذاہب بت پرستی اور مجوسیت ہیں۔ باشندگان جاوا علوم دین و دنیا میں نہایت پس اُفتادہ ہیں صنعت اور دیگر وسائل ترقی سے محض ناواقف ہیں۔ علم کی جانب اُن کو بہت کم رغبت ہے اور سوائے اپنی زبان میں کچھ لکھ پڑھ لینے کے اور زبان انکو بہت کم آتی ہے۔ اور یہ تعلیم بھی انکو اپنی حکومت کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ افسوس کی یہ بات ہے کہ وہاں خاص جاوا یا باہر کا کوئی عالم نہیں ہے جو ان کو امور دینیہ سے آگاہ کرے۔ حال میں ایک ہمدرد نے ایک مدرسہ قائم کرنے کی حکومت (ہالینڈ) سے اجازت حاصل کی تھی جو حاصل ہوگئی تھی۔

باشندگان جاوا کے امراض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ کسی چیز پر اتفاق و اتحاد نہیں کر سکتے۔ یہ اُن کا گویا موروثی مرض ہے اور یہی جاوا میں ہالنڈ کے داخل ہونیکا سبب ہُوا۔ کیونکہ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں بادشاہ بنجاؤں۔ میں اپنی قوم کی مذمت نہیں کرتا بلکہ حقیقت حال عرض کرتا ہوں میں خوش ہوں کہ میرے ابنائے وطن میں سے تین نوجوان قاہرہ کے مدرسہ دعوۃ والارشاد میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ وہ بیداری و اجتہاد کی جانب مائل ہیں اور عنایت ایزدی اور اُستاد رشید رضا کی توجہ سے ہمیں اُمید ہے کہ کل کو وہ اپنے وطن کو نور علم سے روشن کرنے اور اس کو گمراہی سے نکالنے میں ایک کارآمد ہاتھ ثابت ہونگے۔ ان کے علاوہ جاوا کے کچھ لوگ قاہرہ میں اور بھی ہیں جو ازہر شریف میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ہمارے وطن میں مسیحیوں کا بڑا زور ہے جو کامیابی کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں ہر شہر اور قریہ میں اُنھوں نے اشاعت دین کے لئے اپنے مدرسے کھول دئے ہیں۔ اور لوگوں کی کثرت استعداد اور مسلمانوں میں کسی عالم یا مرشد دین کے نہونے سے اندیشہ ہے کہ مبادا مسلمان اپنے دین سے پھر جائیں۔ یہاں مسیحی دعاۃ یہ کرتے ہیں کہ جہاں موقع پاتے ہیں مسلمانوں سے مذہبی گفتگو کرتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہیں اور اُن سے کوئی جواب نہیں بن پڑتا اس لئے نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان عیسائی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پھر یہ کہ جو لوگ یورپ کی تعلیم کے لئے جاتے ہیں چونکہ اُن کو اپنے دین کی کوئی تعلیم نہیں ہوتی اس لئے وہ عیسائی ہو کر واپس آتے ہیں۔ عیسائی مسلمانوں کو اپنے مذہب میں لانے کے لئے کثیر سالانہ رقمیں خرچ کرتے ہیں اور چونکہ مسلمان اپنے مذہب سے محض نابلد ہیں اور اُن کے پاس دعاۃ نہیں ہیں لہذا دیگر مذاہب کے لوگ ان کے مذہب میں نہیں آ رہے ہیں بلکہ وہ بھی عیسائی ہی ہوتے ہیں۔ آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو بیدار کرے اور جاوا میں ایسے لوگ پہنچیں جو وہاں کے مسلمانوں کو ان کی موجودہ حالت سے نکالیں"۔ (علی گڈھ گزٹ)

خوست میں فساد اور احمدی قوم

پائینیر کے سرحدی نامہ نگار نے ظاہر کیا ہے کہ وادی خوست اور اس کے ملحقہ علاقے کے اضلاع میں ہو فتنہ جو فساد کا مواد ہے وہ مذہبی جوش پر مبنی ہے پھر آگے چل کر وہ ظاہر کرتا ہے کہ سید عبداللطیف صاحب کو چونکہ دربار کابل نے قادیانی فرقہ کی سچائی کے اظہار کے جرم میں قتل کر دیا تھا اب مرحوم سید کے مرید اپنے سلسلہ وعظ کو وسیع کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی لوگوں کو یہ **مشورہ** دے رہے ہیں کہ **امیر** کو مالیہ نہ دو جس پر لوگوں نے عمل کر لیا ہے۔ اس خبر نے پایۂ تخت میں صورت تشویش پیدا کر دی ہے۔

یہ خلاصہ ہے پائینیر کے اس بیان کا جو اس نے اپنے سرحدی نامہ نگار کے بیان کی بناء پر وادی خوست کے

جا رہی ہیں جو کبھی **فلاح** کا باعث نہیں ہو سکتی ہیں۔ انسانی فطرت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ مصیبت کے وقت خدا کی طرف رجوع کرتا اور اُسے ہی پکارتا ہے۔

پس کس قدر افسوس کا مقام ہوگا کہ اگر مسلمان اس **عالمگیر مصیبت** سے یہ سبق نہ لیں۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ توجہ الی اللہ ہو۔ اور توجہ **الی اللہ** ناممکن ہے جب تک **ایک امام** کے نیچے کل قوم نہ ہو **قومی وحدت** اور **اخوت** کا یہی راز اور نسخہ ہے جس کو **اسلام** کی عملی شریعت **ہر نماز** میں دکھاتی ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس سے غافل اور بے پروا ہیں۔ ان کی نظریں آج ان لیڈروں پر پڑ رہی ہیں جو روحانی سہری ساما نوں سے بہرہ وافر رکھتے ہیں۔ حالانکہ ضرورت ہے ان **رہنماؤں** کی جو اللہ تعالیٰ کی طرف قوم کو متوجہ کر دیں۔

اگر خدا تمھارے ساتھ ہو تو پھر کل دُنیا تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ لیکن اگر خدا تمھارے ساتھ نہیں تو پھر کل دُنیا کی حشمت و شوکت بھی تمھارے کام نہیں آ سکتی۔

✻

کیا جب مسلمانوں کی سلطنت کا سپین میں خاتمہ ہوا ہے کیا اسوقت ان کے پاس دُنیا کی حکومت اور شوکت نہ تھی؟ کیا آج جو سلطنتیں برباد ہو رہی ہیں وہ اس سے محروم تھیں نہیں ان کے ہاتھ میں سب کچھ تھا مگر جس بات نے انھیں **تباہ کیا** وہ ایک ہی امر تھا

کہ خدا سے صلح نہ تھی

پس خدا سے صلح کرو تاکہ اس کے ملائکہ تمھاری نصرت اور تائید کے لئے آسمان سے اُتریں اور تمھیں بشارت دیں۔

خدا داری چہ غم داری

دنیا میں مصائب اور **تکالیف** کی آمد انسانی قلوب میں ایک انقلاب اور **تبتل الی اللہ** کا موجب ہوتی ہے اور قرآن مجید کا پُر غور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دنیا میں **خدا کے مامور** آتے ہیں تو دُنیا پر ان کی بعثت کے ساتھ مختلف قسم کے مصائب بھی نازل ہوا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا

مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

یعنی جب تک دنیا میں کوئی **مامور** مرسل نہیں آتا خدا تعالیٰ دنیا میں کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتا۔ اس کی بعثت سے جب اتمام حجت ہو جاتا ہے پھر اس کا انکار عذاب کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور اس عذاب سے غرض یہ ہوتی ہے تا قلوب میں رقت اور **تضرع** پیدا ہو۔ **وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ**

پس اگر ان مصیبتوں کو جو آج **اسلام** اور مسلمانوں پر آ رہی ہیں تم مصیبت اور عذاب سمجھتے ہو تو **سنو!** اس سے فائدہ اُٹھاؤ تمھارے قلوب میں رقت و خشیت پیدا ہو اور خدا تعالیٰ کے حضور تمھارے سر جھک جاویں۔ نہ صرف سر بلکہ **دل** ✻

اس **مصیبت** سے تمہیں **امام الوقت** کیطرف توجہ ہو اور اس کے ذریعہ سے تم میں **وحدت** اور **اخوت** کی تجدید ہو۔

خدا تعالیٰ کے **مامور** کی آواز تمھیں پہنچی، مگر تم نے استہزاء سے اسے سُنا اور بے پروائی سے ٹال دیا جن باتوں کا اس نے تم سے وعدہ کیا تھا آج تمھاری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ تم دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور سنتے ہوئے نہیں سنتے۔

مگر **سنو!** اور پھر **سنو!** خدا تعالیٰ نے **اسلام** کا بول بالا کرنا چاہا ہے اور اس نے پسند کیا کہ اسی زمانہ میں **اظہار الدین** ہو کر رہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کل انبیاء کے **موعود**

مسیح موعود اور مہدی مسعود

کو بھیجا۔ تم نے اس کی آمد کے متعلق جو کچھ سمجھا تھا وہ تمھارا خیالی مغالطہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی تائید اور نصرت سے بتا دیا کہ وہ **خلیفۃ اللہ فی الارض** اور **حجۃ اللہ علی الارض** ہے اس نے تمہیں وہ اصول تعلیم کئے جو **عزت** اور **کامیابی** کی زندگی بسر کرنے کے لئے قرآن کریم میں تعلیم کئے گئے تھے۔

اس کی بات نہ مان کر تم نے جو نقصان اس وقت اُٹھایا ہے وہ تم محسوس کر رہے ہو۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ابھی تک تمھاری نظریں کسی آنیوالے کا راہ دیکھ رہی ہیں۔

یہ انتظار تمھارے کسی کام نہیں آئیگا۔ تم اسی طرح انتظار میں گذر جاؤ گے جسطرح پہلے گذر چکے۔ آنیوالا آگیا۔ اور پہچاننے والوں نے اسے شناخت کیا۔

اگر تم اپنی فلاح چاہتے ہو اور ان مصیبتوں سے مخلصی کے خواستگار ہو تو اس کے پیچھے چلو وہ ایک **صراط مستقیم** دکھا کر اور اپنا **جانشین** چھوڑ کر اپنے **رفیق اعلیٰ** سے جا ملا اور اس کا خلیفہ

نور الدین

اب بھی تمھیں پکارتا۔ اور کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قوم بن کر مظفر و منصور بن جاؤ تو

دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اور نیک بنو اور ایک بنو

اور کبھی وہ کہتا ہے کہ **خدا سے ڈرو اور سب کچھ کرو** یہ اصول ہیں جو تمھیں اخوت اور **وحدت** اور آزادی کا سبق دینگے۔ پس یہ تمھارے لئے **صلوٰۃ** اور **رحمۃ** کا موجب ہو جائینگی۔ اگر تم نے ان کی غرض اور غائت کو سمجھ کر **امام وقت کو شناخت کر لیا**۔ مسلمانوں کی **فلاح و فوز** کا راز دامن **امام** کے نیچے مخفی ہے اور اس گم شدہ **متاع** کا کلید بردار اسوقت **نور الدین** ہے۔ اس **دامن** سے وابستگی پیدا کرو اور اپنے متاع کو حاصل کرو۔

میں پھر تمہیں یاد دلاتا ہوں کہ **مسلمانوں** نے جس راہ

امن اور سکون ہوگا

اگرچہ گورنمنٹ ہمارے سلسلہ کے حالات سے آگاہ ہے اور وہ جانتی ہے کہ ہماری جماعت کا کوئی فرد اس قسم کی تعلیم اور تذکیر نہیں کرسکتا جو کسی قسم کے **فساد یا بغاوت** کی طرف لیجاوے۔ بلکہ اس کے لئے اس سلسلہ میں داخل ہونے ہی یہ عہد کرنا پڑتا ہے کہ

"فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے"

تاہم رفع غلط فہمی کے لئے میں توجہ دلاتا ہوں کہ اس قسم کی بیہودہ اور دوراذکار باتوں کو سلسلہ احمدیہ کے کسی فرد سے منسوب کرنا سخت غلطی ہے اس لئے ہم خوست کی احمدی جماعت کے **دامن** کو اس سے پاک ٹھہراتے ہیں۔ یہ محض دشمنوں کی شرارت اور غلط بیانی ہے اور پایونیر کے نامہ نگار کو اس خبر کی تحقیق میں سخت دھوکہ لگا ہے ۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے آجکل آپ کی توجہ **جماعت** کی اندرونی **اصلاح** کی طرف ایک خاص جوش کے ساتھ ہو رہی ہے یوں تو ہمیشہ آپ جماعت کے ہر فرد کو اپنی ذاتی اور شخصی اصلاح کی ہدایت اور نصیحت فرماتے ہیں مگر ان ایام میں خصوصًا ادھر متوجہ ہیں آپ چاہتے ہیں کہ جماعت کے تمام افراد میں حسن معاملہ حسن معاشرۃ۔ اخوۃ ایک دوسرے کی ہمدردی اور مروۃ پیدا ہو۔

باہمی نزاعیں اگر ہوں اٹھ جائیں اور نزعنا ما فی صدورھم من غل کا نقشہ نظر آجاوے

سستی اور کاہلی کو لوگ ترک کریں

ہر قسم کے اسراف اور خود غرضی سے لوگ پرہیز کریں **حقوق العباد** کی کامل نگہداشت اور اپنے نفوس کا محاسبہ کرتے رہیں۔ اور حقوق اللہ کی قدر کریں۔

غرض آپ جماعت کو تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام پر دیکھنا اور لیجانا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے آپ **نوحی دعوت** پر عملدرآمد کررہے ہیں **رات دن** قوم کو آگاہ اور متنبہ کرتے رہتے ہیں۔ گذشتہ جمعہ کو سورہ **نوح** کی ابتدائی آیات پر آپ نے خطبہ پڑھا اور اپنے آئینہ میں قوم کیحالت مشاہدہ کراکے بتایا کہ **استغفار** اور **توجہ الی اللہ** سے کام لو **نوح** نے اپنی قوم کو عذاب سے پہلے ڈرایا تھا۔ میں بھی تمھیں ڈراتا ہوں اپنی اصلاح کرو **نوح** کی قوم نے اس **دعوت** الی الحق کی قدر نہیں کی تو اس کا نتیجہ جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔ ایسا نہو اس دعوت کو بے پروائی سے سننے کا بدلہ تم کو بھگتنا پڑے چونکہ اول مخاطب آپ کی قادیان کی جماعت تھی اور ہے اس لئے انھیں ان کی کمزوریوں سے مطلع کیا اور جو جو فرد گذاشتیں مہاجرین قادیان سے ہوتی تھیں اپر انھیں متنبہ کرکے ترقی کرنے کی ہدایت فرمائی

بہرحال آپ کی توجہ اسطرف مبذول ہے کہ یہ جماعت

حزب اللہ اور اہل اللہ کی جماعت ہو

خدا کرے کہ آپ کی یہ پاک اغراض ہمارے ذریعہ پوری ہوں اور ہم ہی وہ جماعت ہوں جو ہمارا امام چاہتا ہے کہ وہ خدا کی رضا کے نیچے اپنی گردنیں رکھدینے والی ہو۔ اور وہ **مصلحین** کی جماعت ہو آمین

۲۔ خواجہ صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک خط لکھا ہے جس میں خواجہ صاحب کو دعاؤں کی کثرت کی طرف توجہ دلائی ہے اور تاکید کی ہے کہ وہ

کالج میں داخل ہوجائیں

۳۔ حضرت **صاحبزادہ** صاحب کا کوئی خط یا تار پورٹ سعید ہی سے آئیگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کا حامی و حافظ ہو آمین

۴۔ **مدرسۃ البنات** کی طرف سکرٹری صاحب صدر انجمن کو مینے توجہ دلائی ہے اور انھوں نے توجہ کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ **مدرسۃ البنات** کا انتظام تعلیمی امور سے دلچسپی رکھنے والی خواتین کے سپرد کردیا جائیگا اور اسطرح پر مدرسہ کے ساتھ نہ صرف دلچسپی بڑھجائیگی بلکہ اس کی حالت عمدہ ہوسکیگی وباللہ التوفیق۔

اسوقت محترمہ **سکینۃ النساء** قاضی اکمل صاحب کی اہلیہ مدرسہ کی انچارج ہیں جو اپنی قابلیت اور ذہانت کیوجہ سے قادیان ہی میں نہیں بلکہ اخبار خواں خواتین میں عزت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔

مدرسہ کے نصاب کیطرف بھی توجہ بکار ہے اور اس جدید انتظام میں خدا کے فضل سے امید ہے کہ ان تمام امور کیطرف توجہ ہوجائیگی جنکی طرف میں نے وقتاً فوقتاً توجہ دلائی تھی میں سمجھتا ہوں کہ وقت آرہا ہے کہ ہماری لڑکیوں کا مدرسہ بہترین مدرسہ ہو۔

۵۔ بھٹہ اور تعمیر کا کام شروع ہے اور خوب زور سے شروع ہے۔ روپیہ کی ضرورت ہے۔

(۶)۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر **نور امادہ** کی انجمن ہدایت الاسلام کے جلسہ سے واپس آگئے۔ وہاں ان کے لیکچروں نے آریوں میں کھلبلی اور نانک پنتھیوں میں دلچسپی پیدا کردی ہے۔ مفصل پھر۔

(۷)۔ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی دوسری جلد جس میں **آریوں**۔ ہندوؤں اور برہموؤں وغیرہ کے نام خطوط ہیں عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔

فساد کے اندیشہ کے متعلق شائع کیا۔ **پائونیر** کے اس بیان میں ایک غلط بیانی کی گئی ہے جس سے ہمارے **سلسلہ احمدیہ** پر ضمنی حملہ ہوتا ہے اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کی اصلاح کروں۔

پائونیر کا نامہ نگار ظاہر کرتا ہے کہ سید عبداللطیف مرحوم کے مریدوں نے امیر المعظم کو بالیہ ندیہ کا وعظ کیا ہے یہ روایت سراسر **غلط** اور **اتہام** ہے احمدی قوم پر اس میں شبہ نہیں کہ **صاحبزادہ عبداللطیف** صاحب شہید کو سنگسار کرنے میں نہایت بیدردی اور دور از انصاف کارروائی کا نمونہ دکھایا گیا بحالیکہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب افغانی لوگوں میں یہ وعظ کرتے تھے کہ **سلطنت برطانیہ** نے مسلمانوں کو بڑے بڑے آرام دیئے ہیں اور **ہندوستان** کے مسلمان انگریزی سلطنت کے سایہ میں نہایت امن اور آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اس لئے جو لوگ ایسے محسن اور نفع رساں گورنمنٹ کے خلاف **جہاد** کو غلط معنوں میں استعمال کرکے آئے دن سرحدی چوکیوں پر حملے کرتے اور غازی کہلاتے ہیں یہ دیوانگی اور سراسر خلاف اسلام ہے۔ چونکہ افغانستان کے قبائل **انگریزوں** یا دوسرے کافروں کو مار ڈالنا کار ثواب سمجھتے تھے اور صاحبزادہ صاحب اس سے منع کرتے تھے انھوں نے امیر کو ان کے خلاف بھڑکا کر سنگسار کرادیا۔

صاحبزادہ **عبداللطیف** شہید نے **اظہار حق** کو نچھوڑا اور جان دیدینا آسان سمجھا۔ مگر باوجودیکہ ان کی جماعت پچاس ہزار سے زیادہ کابل اور خوست میں پھیلی ہوئی تھی اُنھوں نے نہایت ضبط اور حوصلہ کے ساتھ اپنے **استاد** اور **مرشد** کے اس جانگداز واقعہ کو دیکھا۔ وہ وقت تھا اگر وہ چاہتے فساد کرتے مگر چونکہ جب صاحبزادہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئے تو ان کی ساری جماعت اسی سلسلہ میں شامل ہوگئی اور **سلسلہ عالیہ** احمدیہ کبھی یہ تعلیم نہیں دیتا کہ کسی قسم کی **بغاوت** کی راہ اختیار کیجاوے۔ اسلئے ان لوگوں کو اس سلسلہ میں شامل ہونے کیوجہ سے یہ جرأت ہی نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنے **بادشاہ وقت** کے خلاف ذرا بھی جوش کا اظہار کریں۔

اسوقت جبکہ ان کا جان سے زیادہ عزیز اُستاد سنگسار کیا جاتا تھا اُنھوں نے کسی قسم کے جوش کا اظہار نہ کیا۔ جب صاحبزادہ مرحوم کے بچوں کو زیر حراست کرلیا گیا اور اُن کی جائداد ضبط کرلی تو اُسوقت جو قدرتی جوش کا وقت تھا وہ خاموش رہے تو اب ان سے ایسی حرکت کا منسوب کرنا ہمارے سلسلہ کی **صریح ہتک** ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ امیر نے صاحبزادہ عبداللطیف کے سنگسار کرنے میں **جلد بازی** اور عیر مآل اندیشی سے کام لیا اور مُلانوں کے اثر کے نیچے اس نے ایک **معصوم** سید کی جان لی۔ اس کے متعلق جب امیر صاحب ہند میں آئے تو ہم نے اپنے اخبارات کے ذریعہ انھیں ان کی اس پولیٹکل اور مذہبی غلطی سے آگاہ کیا۔

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہماری قوم ان کے ماتحت کوئی ایسی حرکت کرے جو **سلسلہ** کی ابتدائی ہی تعلیم کے خلاف ہو **بغاوت** کی راہوں سے بچنے کا عہد تو اول بیعت میں داخل ہے پھر ناممکن ہے کہ احمدی **ایسا خیال** بھی کرسکے۔

اور نہ اسلام اس کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ لوگ وقتاً فوقتاً یہاں آتے اور ہر مرتبہ اپنے دلوں میں یہ یقین لیکر جاتے ہیں کہ **بادشاہ وقت** کی اطاعت اس سلسلہ کی تعلیم کا جزو اعظم ہے۔ خواہ وہ بادشاہ ہمارے مذہب کا بھی نہو۔

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ **گورنمنٹ برطانیہ** کے برکات کو دیکھ کر اور اس مذہبی آزادی کو پاکر جو یہاں ہر شخص کو حاصل ہے وہ اپنے **ہاں** کی بیتود اور پابندیوں کو شتہ سمجھتے ہیں اور **گورنمنٹ برطانیہ** کے احسانات کو ترجیح دیتے ہیں۔ مگر اس کا یہ نتیجہ نہیں کہ وہ اپنی سلطنت کے خلاف کوئی باغیانہ تحریک کریں۔ ایسے لوگ قطعاً اس سلسلہ میں نہیں رہ سکتے۔

پس **پائونیر** کے سرحدی نامہ نگار نے سخت غلطی اُٹھائی اور غلط فہمی پھیلائی ہے۔ سلطنت افغانستان میں ایک کثیر جماعت اس سلسلہ کی مختلف حصص میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ خدا کے فضل اور اسی سلسلہ کی عام تعلیم کیوجہ سے **امن جو** اور **امن پسند جماعت** ہے ہمیشہ ان میں سے اکثر لوگ یہاں آتے اور قرآن مجید پڑھتے اور تازہ بتازہ یہ نصائح لیکر جاتے ہیں کہ

بادشاہ وقت کی اطاعت کرو

اور یہ اطاعت **مذہبی احکام** کے نیچے ہے۔ پس **پائونیر** کی خبر **محض غلط** یا کم از کم غلط ذریعوں پر مبنی ہے۔ آئندہ ایسی خبروں سے احتیاط چاہیئے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہماری جماعت جو وہاں رہتی ہے وہ دیوانہ **سرحدیوں** کو جہاد کے **غلط مفہوم** سے ضرور آگاہ کرتی رہتی ہے اور انھیں بتاتی رہتی ہے کہ تمھاری یہ سرحدی چھیڑ چھاڑ اور ڈاکہ زنی خدا تعالیٰ کے حضور سخت گناہ اور نافرمانی ہے۔ اور تم نے جو بے **گناہوں** کے قتل کرنے کے فعل کا نام **غازی پن** رکھا ہے یہ سراسر بیہودہ اور **حماقت** ہے۔

ہاں وہ یہ بھی تعلیم دیتے ہیں اور اس کی اشاعت کرتے ہیں کہ کوئی ایسا **مہدی** آنیوالا نہیں جو دنیا میں آکر **مذہب کے نام سے تلوار چلائیگا**۔ اور زمین پر خون کی ندیاں بہائیگا۔ ایسے **خونی مہدی** کی **اسلام** کو کوئی ضرورت نہیں اور نہ کوئی ایسا مسیح آسمان سے اُتریگا جو اس خونریزی میں اس کا معاون ہو۔ یہ باتیں غلط اور سراسر خیالی ہیں۔

ان کی حقیقت سے تم ناواقف ہو آنے والا مسیح اور مہدی آچکا اور وہ **شہزادہ امن** کی حیثیت سے آیا اس نے **صلح کا سفید جھنڈا** بلند کردیا ہے۔ یہ ایسی پاک تعلیم ہے جس سے دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔ اور جس جس قدر مسلمان اس تعلیم پر عمل کرتے جائینگے اور اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائینگے خدا کے فضل سے اسی قدر

احمدی مستورات کے لئے
پہلا اور اکیلا ماہوار رسالہ
احمدی خاتون
پہلے نمبر کے مضامین

(۱) کچھ اپنی نسبت
(۲) نورانی کرن یعنی امیر المومنین نورالدین کی تربیت کی کہانی ان کی اپنی زبانی
(۳) پاک لوریاں
(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ عورتوں کو۔
(۵) شجرہ حقوق اولاد
(۶) اسلام سے پہلے عورتوں کی دردانگیز حالت۔
(۷) نوزائدہ بچہ کی حفاظت
(۸) سلک مروارید

اگر آپ چاہئیں کہ آپ کے گھرانے میں دینداری کا مذاق پیدا ہو اور مستورات کی تربیت و اصلاح ہو تو احمدی خاتون منگوا کر پڑھیں سالانہ قیمت عــــہ جو پیشگی بھیجانی ہوگی۔

درخواستیں بنام
مینجر "الحکم" قادیان آنی چاہئیں۔

[illegible]

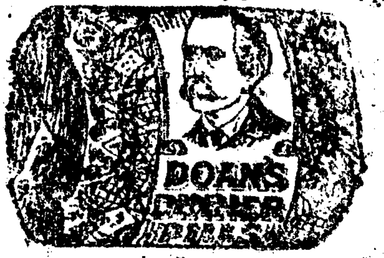

بارہ آنہ دوائی

[illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طرازی آجکل دہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے

قوائے تناسل کے متعلق اندرونی مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کی لئے یہ معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ اول نمونہ مفت منگائے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عـہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ ہ اسکو پائیں۔ قیمت ۲ ماشہ عـہ

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ عـہ

سنون دنداں

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ

احمدی قوم توجہ کرے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک درد بھری تقریر میں فرمایا کہ تم فارغ نہیں ہو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں بحث کرنے کے لئے وقت پاؤ بلکہ تمھارے لئے بہت سے کام ہیں۔ ہزاروں لوگ خدا کے منکر ہیں۔ تمھارا فرض ہے کہ ان کے آگے خدا کی ہستی کی دلائل پیش کرو۔ ہزاروں نبوت کے منکر ہیں۔ ہزاروں ملائکہ کے منکر ہیں۔ ہزاروں قرآن مجید کو نہیں مانتے۔ ہزاروں یوم آخرت سے انکار کرتے ہیں۔ تمھیں چاہئے کہ ان بے خبروں کو خبر دو ان جاہلوں کے آگے علم کے خزانے رکھو۔

اس ارشاد کی تعمیل میں میں نے جیون تت جو دیو سماجیوں یعنی دہریوں یا انسان پرستوں کا ایک اخبار ہے اس کا ایک مجموعی طور پر جواب دیا تھا اس پر ۳۱۔ جولائی کے پرچہ میں اس نے کچھ لکھا ہے جس کا مکرر جواب دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا ایک ہی اعتراض ہے کہ دنیا میں ہزاروں لوگ تباہ ہو رہے ہیں۔ اگر خدا ہے تو وہ ظالم ہے۔ میں اسے ڈاکٹر کی مثال دیکر پھر گورنمنٹ کا حوالہ دیکر سمجھا چکا ہوں مگر وہ نہیں سمجھتا۔ تعجب ہے کہ وہ ایک سلطنت کے راز اور اس کے تمام احکام کے مصالح سمجھنے سے قاصر ہیں مگر خدا کی سلطنت سے پوری واقفیت رکھنی چاہتے ہیں بلکہ خدا کو اپنے حکم کی ماتحت رکھ کر پھر اسکو ماننے کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی پرچہ میں ایک منکر خدا لکھتا ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ گیلی مٹی سے جو میز پر رکھ دی جائیگی گڑیاں بنا دے۔ ناوان یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کام تو خدا کا ایک بندہ بھی کرسکتا ہے۔ خدا کوئی تمھارا ماتحت ہے کہ تمھاری بات مانے اگر تم اسے نہیں مانتے تو اس کا کیا حرج ہو رہا ہے کچھ اپنا ہی نقصان کر رہے ہو اسی طرح وہ لکھتا ہے کہ خدا اگر ہے تو کورے کاغذ پر پنسل سے کچھ لکھ دے اور پھر لکھتا ہے کہ خدا ہے تو بند جیبی گھڑی کو چلا دے حالانکہ یہ وہ کام ہیں جو خدا کے عاجز ناتواں بندے کر رہے ہیں۔ پھر اسی اخبار میں لکھا ہے کہ یورپ کے ایک سرکردہ ملک سے خدا پرستی کی تعلیم موقوف ہوگئی۔ چنانچہ مسٹر ڈبلیو گرنٹن بیری نامی ایک عیسائی اخبار سنڈے ایٹ ہوم میں لکھتے ہیں کہ فرانس کے سکولوں سے خدا۔ الہام۔ انجیل وغیرہ کو نکالا جا رہا ہے اور اس خالی تخت پر دلیل اور سائنس کو گدی نشین کیا جا رہا ہے ایسا ہی انگلینڈ میں ایک سوسائٹی ہے جس کا یقین ہے کہ خدا پرستی اور اس پر مبنی مذاہب کی تعلیم سے دنیا میں طرح طرح کی جہالت خرابی اور فساد برپا ہوئے ہیں اور اسے ترک کر دینے میں ہی دنیا کی ترقی کی اُمید ہے۔ فرانس میں جب تک خدا پرستی اور اس پر مبنی عیسائی مذہب کی تعلیم جاری تھی تب تک جرائم کی تعداد ۱۵۰۰۰ تھی مگر اب جب سے ان غلط عقائد کی تعلیم کو ترک کر دیا گیا ہے تب سے یہ تعداد گھٹ کر ۹۰۴۳۲ رہ گئی ہے۔

یہ حالات کس قدر درد انگیز ہیں۔ مگر ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے کیونکہ یورپ جس خدا کا منکر ہو رہا ہے وہ وہ خدا ہے جسے کانٹوں کا تاج پہنا کر یہودیوں نے گلوری کے پہاڑ پر پھانسی دیدیا تھا اور جس کی مذہبی تعلیم کو جرم افزائی کا موجب قرار دیتا ہے وہ کفارہ کی تعلیم ہے اور بہت اچھی بات ہے کہ یورپ خود بخود اس سے منکر ہو رہا ہے اور اس سچے خدا سچی تعلیم کی لئے جگہ خالی کر رہا ہے جو اسلام نے پیش کی۔ پس ہم لوگوں کا فرض ہے کہ ہم سچے خدا سچے نبی سچے مذہب کو یورپ کے سامنے پیش کریں۔ لیکن یہ بات زیر نظر ہے کہ اگر وہ وغیرہ علم جو ہمارے مولویوں اور پیروں کے پاس ہی کافی ہوتا تو خدا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو قائم نہ کرتا۔ اپنے پیارے مسیح موعود کو نہ بھیجتا۔ پس تم خدا کو منواؤ مگر اس سلسلہ کو پیش کر کے۔ مسئلہ نبوت منواؤ مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بناؤ مگر اس سلسلہ کے ذریعے۔ ملائکہ منواؤ۔ یوم آخرۃ منواؤ اسی سلسلہ کی مدد سے تم ان نادانوں کو جو کہتے ہیں کہ اگر تم دنیا میں سورج۔ چاند اور ان کی مفید روشنی دیکھ کر خدا کے نیک صفات کا خیال کرتے ہو تو آئے دن کی تباہیاں دیکھ کر اس کے ظلم کا خیال بھی کرو۔ یہ جواب دو کہ آیا تم گورنمنٹ برطانیہ کو منصف مانتے ہو یا نہیں۔ اگر باوجود آئے دن کی پھانسیوں کے دیکھنے کے اسے عادل اور منصف کہتے ہو اور گورنمنٹ کے تمام احکام کے مصالحہ بتلانے سے قاصر ہو تو پھر ایسے واقعات دیکھ کر جن کے مصالحہ کی تہ تک تمہاری محدود دکھو پری نہیں پہنچ سکتی۔ خدا پر ظلم اور بے انصافی کا الزام لگانے کا کفر کیوں بکتے ہو۔ خدا انھیں ہدایت دے۔ (اکمل۔ قادیان)

تبلیغی خط

میرے محترم بھائی سید محمد صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ ایک مشہور اہل قلم اور ممتاز اخبار نویس ہیں سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کا انھیں بیحد جوش ہے اور یہ جوش ہمیشہ ان کے قلم کو حرکت میں رکھتا ہے مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی **مایہ ناز** کتاب کا جواب انھوں نے نہایت قابلیت سے دیا جو تشحیذ میں چھپ چکی ہے۔ اور مختلف رسالے اور ٹریکٹ انھوں نے لکھے ہیں۔ حال میں انھوں نے ایک خط اپنے کسی عزیز کے نام بجواب چند سوالات عزیز لکھا ہے جس میں **وفات مسیح** وختم نبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو بین دلایل سے ظاہر کیا ہے۔ اس خط کو سید موصوف نے بطور ٹریکٹ شایع کر دیا ہے جو صاحب چاہتے ہیں وہ ۲ پائی کا ٹکٹ بھیجکر مولوی سید صادق حسین صاحب مختار عدالت سکرٹری انجمن احمدیہ سے طلب کریں۔

خواجہ دل محمد صاحب اور حضرت باوا نانک صاحب

خواجہ دل محمد صاحب ایم اے۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے جو اس سے پہلے اپنی خوش نوا نظموں کیلئے مشہور تھے حال میں رسالہ مخزن میں حضرت باوا نانک صاحب کی ذات ایک حملہ کیا گیا ہے کہ حضرت باوا نانک صاحب مذہب وملت کی قیود سے پاک تھے۔ اس حملہ کا جواب میرے معزز ہمعصر نور کے قابل ایڈیٹر شیخ محمد یوسف صاحب نے بڑی عمدگی [illegible]

ہوا اور قابلیت سے دیا ہے اور نہایت شرح وبسط کے ساتھ گرنتھ صاحب اور سکھ ازم کی مستند تاریخ کی بنا پر ثابت کیا ہے کہ باوا صاحب ہنود مذہب سے آزاد نہ تھے۔ بلکہ وہ ایک باخدا

ہمارے لنڈنی بھائی

ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے پہلا قدم کے عنوان سے ایک مرتبہ الحکم میں تحریک کی گئی تھی کہ بعض ہونہار اور قابل **نوجوانوں** کو بغرض تکمیل تعلیم لنڈن بھیجا جاوے جو وہاں رہکر **اشاعت اسلام** کے طریقوں سے آگاہی کر کے وقتاً فوقتاً تبلیغ کا کام کرتے رہیں۔ ہر ایک امر اپنے وقت پر ہوا کرتا ہے اس نصرت خداتعالیٰ کے فضل سے لنڈن میں ہمارے تین بھائی موجود ہیں۔

ڈاکٹر عباداللہ صاحب اور چودھری ظفراللہ خانصاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب۔ خواجہ صاحب کی شمولیت نے اس جماعت کو تقویت دی ہے وہ اپنے تجربہ اور قادرالکلامی کے ساتھ وہاں تبلیغ کے لئے راہ نکال سکتے ہیں۔ وہاں کس طرح تبلیغ کا سلسلہ جاری ہوگا یہ تو بعد میں واقعات سے ظاہر ہوگا۔ سردست یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک موقعہ دیا ہے کہ **لنڈن میں انجمن احمدیہ** کی بنیاد رکھدی جاوے۔ جبکہ وہاں تین بھائی اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اور یہ اُمید کرنا کسی صورت میں بے موقعہ نہ ہوگا کہ خواجہ صاحب اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دینگے۔ اب جبکہ حضرت **خلیفۃ المسیح** نے انھیں لکھ بھیجا ہے کہ وہ کالج میں داخل ہوجائیں تو ان کے **قیام** کا زمانہ قدرت نے لمبا کر دیا ہے اس لئے وہاں مستقل طور پر ایک **انجمن احمدیہ** خدا کا نام لیکر قائم کیجاوے اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خطوط میں ظاہر فرمایا ہے دعاؤں سے کام لیا جاوے۔

ہماری مختلف جماعتوں کو جو اندرون ہند خدا کے فضل سے پھیلی ہوئی ہیں مناسب ہے کہ اپنی دعاؤں میں **انجمن احمدیہ لنڈن** کو ضرور شامل کریں اس کے قیام **استقلال** اور **ترقی** کے لئے ضرور دعا کریں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو بار ور کریگا۔ قبولیت دعاؤں کے اسرار میں اس راز کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو دعائیں **ترقی اسلام** اور سارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کی جاتی ہیں وہ یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ پس لازماً ان دعاؤں کو اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں شامل کرلو۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ انجمن احمدیہ لنڈن کے حالات وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہینگے۔

سردست میں ان خطوط کو درج کر دیتا ہوں جو ابھی حضرت نے خواجہ صاحب اور ڈاکٹر صاحب کو لکھے ہیں۔

حضرت کا خط عباداللہ کے نام

عزیز مکرم! ڈاکٹر عباداللہ حفظکم اللہ وسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' میرا دل چاہتا ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمھارا بن جاوے۔ لندن دارالابتلا ہے۔ نماز کے پابند رہو اور جہانتک ممکن ہو شرفا سے مجلس رکھو۔ آزاد لوگ اچھے نہیں۔ آزاد سے مراد مادر پدر آزاد ہیں۔ استغفار بہت کرو۔ دعائیں مانگتے رہو کہ تم خادم دین بنے رہو۔ وہاں ایک لڑکا شکر اللہ کا بھائی ظفراللہ خان ہے۔ چوہدری نصراللہ خاں کا بیٹا وہ مخلص ہیں اسکو کبھی ملنا۔ خط لکھدینا آپ کو آکر ملیگا والسلام **نورالدین** ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء

حضرت کا خط خواجہ صاحب کو

مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

خواجہ سنو۔ بہت اُمنگوں پر **لا یلھم الا** کا مقدس فقرہ ہمیشہ یاد رکھو اور قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے **ماتدری نفس ماذا تکسب غدا؟**

پھر استغفار۔ دعاؤں پر زور دیتے رہو۔ تمام مذاہب میں اصل اصول دعا ہے اور اس دعا کو آج ہنسی مخول میں ڈالا گیا ہے۔ میرا پیارا اس پر زور دیتا ہے واللہ الموفق۔ عمدہ دعا الحمد ہے اس میں **ایاک نعبد و ایاک نستعین** دونوں ترقی کے فقرہ موجود ہیں۔ سنا تھا لنڈن میں مسجد ہے اور وہ کنگ لین۔ مسجد کے لئے ڈاکٹر لیٹنر نے چندہ کیا تھا۔

لنڈن بے ریب دارالامتحان ہے۔ مگر عربی فقرہ ہے **عند الامتحان یکرم الرجل او یھان** امتحان کے بعد آدمی معزز ہو جاتا ہے یا ذلیل ہوتا ہے کالج میں ضرور داخل ہوں۔ تاکید ہے۔

واللہ الملک انما انت ثم اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون و ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

نورالدین ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء

ازدارالامان قادیان

ایک مخلص نوجوان کی وفات

نہایت افسوس اور دلی رنج سے لکھا جاتا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم قابل نوجوان چودھری غلام احمد صاحب بی۔ اے پوسٹ ماسٹر جالندھر چھاؤنی نے ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو بعارضہ جنون انتقال کیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم سلسلہ کا ایک قابل قدر رکن تھا۔ اشاعت و تبلیغ کے لئے خداتعالیٰ نے اسے ایک خاص جوش اور قوت عطا کی تھی۔ الحکم کے ساتھ انھیں ایک خاص اُنس اور محبت تھی۔ غرض مرنیوالے میں بہت سی خوبیاں تھیں مرحوم نے اپنی یادگار تین بیٹے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے۔ جو نابالغ ہیں احمدی جماعتوں سے درخواست ہے کہ چوہدری صاحب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین۔ چونکہ چوہدری صاحب کو الحکم کے ساتھ خاص محبت تھی اس لئے میں کسی ایسے شخص کے نام جو اخبار کی قیمت ادا نہ کرسکتا ہو انکی یادگار میں مفت ایک پرچہ جاری کردونگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کیحالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

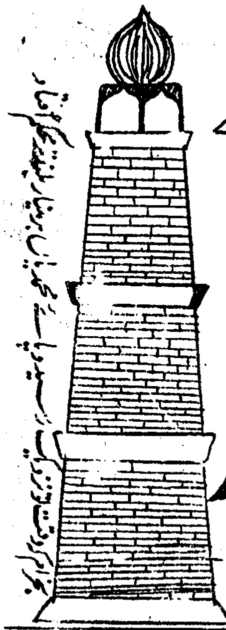

اخبار الحکم قادیان

۷ - نومبر ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

(۱) عوام صہ

(۲) خواص سے عـلـہ

(۳) ہندوستان سے باہر ۶ روپے

(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ ؎

چوگوئم باتو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۳ | قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے | جلد ۱۶

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ مولوی ثناء اللہ منکر امرتسری کے مایۂ ناز چھوٹے سے رسالہ "الہامات مرزا" کا مکمل مفصل اور مدلل مسکت تحقیقی جواب باصواب نہایت شائستہ اور متین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مسلم اہل قلم اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم سلمہ الرحمن نے لکھدیا ہے جس کو عاجز خادم الحق نے جس کے دل میں تمام احمدیوں سے بڑھکر بفضل خدا ثنائی سکائنڈکی پردہ دری اور اس کی بیہودیت کو طشت از بام کرنیکا حقیقی جوش ہے محض الٰہی تائید ہمر بڑی تقطیع پر طبع کر کے عین عید الفطر کے دن شائع کردیا ہے اس جواب کا نام آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا ہے - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مجیب یعنی شیخ تراب صاحب کے مسودہ پر دست مبارک سے الفاظ ذیل ارقام فرما دیئے کہ "شیخ صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو روح القدس سے مؤید فرمائے یہ میری دلی دعا ہے" سو واقعی اس دعا کے طفیل اور صدقہ سے شیخ صاحب سلمہ نے اس کتابکو روح القدس کی تائید سے ہی لکھا ہے جس کا اندازہ مبصر اہل علم مطالعہ کرنے سے بخوبی کر سکتے ہیں ہر ایک پیشگوئی پر سیر کن بحث کی ہے جس سے کتاب ضخیم ہو گئی ہے - اور ۲۳ جزو پر ختم ہوئی ہے بغرض اشاعت اس عاجز نے اس کی قیمت بے جلد کی عہ اور مجلد کی عـہر مو محصولڈاک رکھی ہے - اگر آپ نے اس کا ابتک مطالعہ نہیں کیا تو فوراً طلب کر کے لاحظہ فرمائیے - پڑھکر اگر آپ یہ نہ بول اٹھیں سہ جاں دادم و جاں خریدم بحمد اللہ زہے ارزاں خریدم - تو ہمارا ذمہ قیمت مع محصولڈاک مجلد عہر بیجلد عہ

المعلن

عاجز قاسم علی ایڈیٹر اخبار الحق و رسالہ احمدی دہلی

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے بچہ اگر سست یا پژمردہ یا بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملادینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا -

اسکاٹ ایملشن اینڈ بون لمیٹڈ

مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

توحید اور رسالت کو ساتھ ساتھ رکھا ہے اور اطیعو اللہ کے ساتھ اطیعو الرسول کو ضروری قرار دیا ہے اور بالآخر ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہہ کر تمام دار و مدار رسالت پر رکھ چھوڑا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خدا کی ہستی کا حقیقی ثبوت صرف رسول کا وجود ہوتا ہے اور رسول اللہ سے الگ ہو کر توحید کا اقرار محض لفظ پرستی ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور یہ توحید اور رسالت کا مسئلہ ہی ہے جو ہزاروں دفعہ دنیا میں ظاہر ہوا اور جب کبھی یہ مسئلہ زنگ آلود ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے اپنے کسی بندہ کے ذریعہ اس مسئلہ کا صیقل کر دیا۔ اور یہی مسئلہ توحید اور رسالت ہی ہے جو تمام انبیاء کی بعثت کی اصل غرض رہی ہے اور یہی وہ عقیدہ ہے جبکہ حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا سمجھا اور صاف کیا کہ امت محمدیہ نے اپنا اعتقادی قرار دے لیا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور صرف لا الہ الا اللہ کو بغیر اتباع حضرت نبی کریم پکارنا ایک شیطانی فعل قرار دیا اور یہی وہ اعتقاد ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہی وہ اعتقاد ہے جس پر حضرت مسیح موعود نے وفات پائی اور یہی تمام احمدیوں کا مذہب ہے اور ہونا چاہیئے۔

اگرچہ آجکل ہر طرف سے یہ صدائیں سننے میں آتی ہیں کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ پڑھنا قرآن مجید کے مطابق نہیں اور توحید کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ کی رسالت کا اقرار کرنا سراسر شرک و بدعت ہے۔ اور قرآن کریم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکٹھا موجود نہیں۔ اور نہ ہی یہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھو۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ مضامین میں اس قسم کے بھی تمام اعتراضات کا جواب ہو جاوے وباللہ التوفیق

قبل ازیں میں مختصر طور پر اشارہ کر چکا ہوں کہ وہ خدا حقیقت میں خدا نہیں جو رسولوں سے تو ہمکلام نہیں ہوتا مگر رسولوں کے منکروں کی کھوپری میں وہ اپنا مسکن بنائے ہوئے ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے معترض جو شیطان کی توحید کے قائل ہوتے ہیں شیطان کو موحد مانتے اور شیطان کی طرح موحد ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے متکبر ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو رسول اللہ کے ماتحت بنانے میں اپنی ہتک عزت خیال کرتے ہیں۔ اور سچی بات یہی ہوتی ہے کہ وہ خدا کی ہستی سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں اور خدا سچ مچ وہی ہوتا ہے جو رسولوں سے ہمکلام ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے لئے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ نہایت ضروری ہے اور سچی مسلمانی صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے وابستہ ہے۔

اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا یا دوسرے لفظوں میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنا یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسا شخص جو کلمہ طیبہ کا قائل ہے وہ پہلے تمام انبیاء کی رسالتوں کا بھی ضرور قائل ہو گا کیونکہ نبیوں کے سردار جناب حضرت محمد مصطفےٰ نے تمام دنیا کے آگے یہ تعلیم پیش کر دی کہ

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون۔ کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلعم اور دیگر ہر ایک مدعی رسالت بھی اپنی رسالت پر ایمان لاتا ہے اور تمام مومنین کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی تمام رسالتوں۔ کتابوں اور رسولوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی رسالت کے عہدہ سے کم یا زیادہ نہیں سمجھتے۔ نہ ہی تو کسی رسول کی رسالت کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی کسی رسول اللہ کو خدائی کا مرتبہ دیتے ہیں بلکہ تمام رسولوں کو امت واحدہ مانتے ہیں اور کسی ایک رسول اللہ کا بھی انکار نہیں کرتے۔ ہاں رسولوں کے مدارج کو مانتے ہیں اور خدا کے کلام میں جس جس رسول کی جو جو خصوصیات ہوں ان پر ایمان رکھتے ہیں اور مصلحین کے دعاوی اور اصلاح کو مدنظر رکھ کر بلحاظ مدارج کے ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کو رسول اللہ مانتے ہیں اور رسولوں کی جماعت میں ان سب کو شامل سمجھتے ہیں اور کسی ایک رسول اللہ کو بھی اس جماعت سے علیحدہ نہیں سمجھتے اور تمام رسولوں پر ایمان لانا باعث نجات خیال کرتے ہیں اور یہی وہ عقیدہ ہے جس پر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے وفات پائی اور یہی وہ تعلیم ہے جو خدا کی طرف سے انہوں نے لوگوں کو سکھلائی غرض تمام رسولوں کی رسالت پر ایمان لانا جیسے کہ پہلے نمبر میں بھی لکھا جا چکا ہے یہی حقیقی اسلام ہے اور جو شخص حضرت محمد مصطفےٰ کی رسالت کا انکار کرتا ہے اور پہلے تمام انبیاء کی رسالتوں کا قائل ہے قرآن کریم کی رو سے وہ حقیقی کافر ہے اس کے اعمال حبط ہو چکے ہیں اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے ہاں جو حضرت محمد مصطفےٰ کی رسالت کا قائل ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ تمام انبیاء کی رسالتوں کا قائل ہے، وجہ یہ ہے کہ خود حضرت محمد مصطفےٰ تمام انبیاء پر ایمان رکھتے تھے اسی طرح حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء پر ایمان لانا اس کے یہی معنی ہیں کہ گذشتہ تمام انبیاء پر ایمان لایا گیا ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ کو تمام انبیاء کا سردار مان لیا گیا ہے لیکن جو شخص پہلے تمام انبیاء کی رسالتوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شانِ بعثت

نمبر (۴)

پہلے نمبروں میں نہایت وضاحت سے یہ بات بیان کر دی گئی تھی کہ اُمت محمدیہ میں سے جناب حضرت مسیح موعود نے اُمتی ہونے کی حقیقت کو ایسے بدرجہ اتم تک پورا کیا کہ اپنے مطاع نبیوں کے سردار جناب حضرت محمد مصطفےٰ کی اتباع میں فنا ہو کر بالآخر خدا کی طرف سے جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب پایا۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی مرضی سے مامور کیا اور اُن پر بارش کی طرح یہ وحی الٰہی نازل کی کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ اور سچ مچ **نبی اللہ اور رسول اللہ** ہیں۔ لیکن آج ہم اس مسئلہ پر ایک اور پہلو سے بھی روشنی ڈالتے ہیں اور اس کے بعد انشاء اللہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ تحریر بھی درج کر دینگے جن سے ہمارے اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔

اگرچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ کے بعد صرف حضرت مسیح موعود ہی وہ وجود باجود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور نیز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کر کے پکارا ہے اور گذشتہ تیرہ صدیوں میں دوسرا کوئی شخص بھی اُمت محمدیہ میں سے ایسا نہیں گذرا جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرح خدا تعالیٰ نے مامور من اللہ کر کے بار بار نبی اللہ اور رسول اللہ کے ناموں سے پکارا ہو لیکن اس سلسلہ مضامین سے ہماری یہ منشا ہے کہ غیر احمدی لوگ عموماً اور احمدی خصوصاً حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے گہری واقفیت حاصل کر لیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی بعثت کی جو شان خدا کے نزدیک ہے اس سے آگاہی حاصل کر کے ایک ہی **حبل اللہ** کو پنجہ مارنے والے ہو دیں۔

تمام فرقہ ہائے اہل اسلام اس بات کو مانتے ہیں کہ نسل انسانی اشرف المخلوقات ہے اور خدا تعالیٰ نے تمام حیوانات سے بنی آدم کو فضیلت بخشی ہوئی ہے۔ اور صرف انسان کو ہی یہ فضیلت ہے کہ وہ ظلوماً اور جہولاً کی صفات سے متصف ہو کر شریعت الٰہی کے بوجھ کا متحمل ہو سکتا ہے۔ اور انسانوں میں سے خدا تعالیٰ اپنی مرضی سے بعض وجودوں کو اپنے احکام پہنچانے کے لئے چن لیا کرتا ہے اور ایسے تمام انسانوں کو جنہیں خدا تعالیٰ اپنے کلام پہنچانے کے لئے مخصوص کر لیتا ہے قرآن کریم کی اصطلاح میں **رسول اللہ** کے نام سے پکارا جاتا ہے اور ایسے انسان کی رسالت پر ایمان لانا موجب نجات ہوتا ہے۔ اور ایسے شخص کے انکار سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

ہم سب بات کو مانتے ہیں کہ بڑے سے بڑا عہدہ جو بشر کے لئے ممکن ہے وہ صرف عبدہ ورسولہ کا ہے۔ اور عہدہ رسالت سے اوپر اگر کوئی درجہ ہے تو وہ خدائی ہے جو صرف ایک ذات واحد لاشریک کو ہی سزاوار ہے۔ دوسرے کا اس میں ایک ذرہ حصہ نہیں۔ کسی بشر کی نیکی اور اعلیٰ صفات کی اگر بڑی سے بڑی تعریف کی جاوے تو وہ اس سے بڑھ کر نہیں ہوگی کہ وہ رسول اللہ ہے۔ بعض رسولوں کی شان میں بہت غلو کیا گیا ہے اور اطراء سے کام لیا گیا اور انہیں خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کے پکارا گیا مگر قرآن کریم نے ان رسولوں کی سچی عزت اور عظمت صرف ایک بات میں قرار دی کہ انہیں رسول اللہ کے نام سے پکارا جاوے۔ اس لئے نبیوں کے سردار جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعلیٰ سے اعلیٰ جو لفظ اپنے لئے پسند کئے وہ عبدہ ورسولہ تھے۔ اور خدا کی توحید کیساتھ دوسرے انبیاء کی طرح اپنے آپ کو صرف رسول اللہ منوانا کافی سمجھا گیا اور اپنا حقیقی عہدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔ اور **انما انا بشر مثلکم یوحی الی** کو ہی اپنے دعوے کا اصل الاصول مقرر کیا اور بار بار بیان کیا کہ جس طرح تمام انبیاء نے توحید اور رسالت کو ہی اپنے دعوے کا اصل اصول قرار دیا اور اپنے بشر اور رسول ہونے کا اقرار کیا اسی طرح میں بھی توحید اور رسالت ہی منوانے کو آیا ہوں یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام اپنے تمام عقائد کا بیان اس کلمہ طیبہ میں بیان کر دیا کرتے ہیں یعنی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

غرض توحید اور رسالت ہی مسلمان کی نشانی ہے اور جو شخص صرف لا الٰہ الا اللہ کا قائل اور توحید کیساتھ رسالت کو ضروری نہیں سمجھتا یا اس توحید کا قائل نہیں جس کی تعلیم خدا کے رسول دیتے رہے اور جو شخص خدا کو ان صفات کا موصوف نہیں سمجھتا جن صفات کا موصوف خدا کو انبیاء علیہ السلام سمجھتے رہے اور اس توحید سے منحرف ہے جو رسول لے کر آئے اور اپنے دماغ میں ہی خدا کی وحدانیت کا کسی طرح سے قائل ہے مگر وہ وحدانیت ایسی ہے جو رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتی تو ایسی توحید موجب نجات نہیں۔ اور قرآن کریم کی رو سے ایسا موحد جو رسالت کا منکر ہو شیطان۔ ضال اور حقیقی کافر اور جہنمی قرار دیا گیا ہے۔

غرض توحید کیساتھ جس چیز پر ایمان لانا لازمی ہے اور جس چیز کے بغیر توحید محض نامکمل رہتی ہے وہ رسالت ہے۔ اور قرآن کریم نے جو

مل سکیگا (وباللہ التوفیق)

اور حقیقت میں آپ کی صحبت سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقعہ سالانہ جلسہ پر ملنا چاہیئے میں صدر انجمن کو اس امر کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرونگا کہ امسال جلسوں کا وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کی طرح بعد نماز ظہر رکھا جاوے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع ہو کر پڑھے جانے کے بعد شام تک اجلاس ہوتا رہے بہت لیکچروں کی ضرورت نہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں اور انجمن کی سالانہ رپورٹ کفایت کرسکتی ہیں کیونکہ

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور زیادہ وقت مل سکیگا - بہر حال یہ امر حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور اذن پر موقوف ہے -

سالانہ جلسہ میں احمدیہ کانفرنس ایک کام کی چیز ہے اور اس کو نہایت مفید اور کارآمد بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے احمدیہ کانفرنس کا اتنا ہی کام نہیں رہنا چاہیئے کہ وہ بجٹ پاس کر دے یا چندوں کے متعلق کوئی ریزولیوشن تجویز کر دے بلکہ احمدیہ کانفرنس میں بعض اہم اور ضروری امور پیش کرنے مناسب ہیں جو قوم کی اصلاح کے لئے مفید ہوں -

بجٹ کا احمدیہ کانفرنس میں پیش کرنا تحصیل حاصل ہے کیونکہ جبکہ بجٹ پاس کرنے سے پہلے احمدی انجمنوں کے پاس بھیجا جاتا ہے اور وہ اپنے جلسوں میں کسیقدر غور کر کے اسے پاس کر چکی ہوتی ہیں تو دوبارہ اس پاس کردہ کو ان کے سامنے رکھنے سے کیا فائدہ؟ میری رائے میں اس عمل کو لا فائدہ تحصیل حاصل سمجھ کر اس وقت کو کسی مفید کام میں لگانا چاہیئے

اور وہ یہ ہے کہ قوم میں علمی اور **اقتصادی** اصلاح کا کام اس کانفرنس کے ذریعہ شروع کیا جاوے - اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہوگی کہ **کانفرنس** کو صدر انجمن کے ماتحت ایک جداگانہ شے قرار دیا جاوے - جس طرح **علیگڑھ کالج** میں ٹرسٹیوں کا بورڈ ایک الگ چیز ہے اور اس کے ماتحت ایجوکیشنل کانفرنس ایک الگ صیغہ ہے - **احمدی کانفرنس** ایک بابرکت چیز ہوسکتی ہے بشرطیکہ اسکو صراط مستقیم پر چلایا جاوے - احمدی کانفرنس میں بجٹ وغیرہ کے جھگڑوں کی بجائے ان امور پر غور اور تبادلہ خیالات ہونا چاہیئے جو قومی زندگی کا ایک خاص جزو ہیں مثلاً

۱ - احمدیہ کانفرنس میں یہ معاملہ پیش ہو کہ ہمیں اشاعت سلسلہ کے لئے مختلف شہروں میں **ریڈنگ روم** کھولنے چاہئیں

۲ - ضلعوار واعظ مقرر کرنے چاہئیں

۳ - اس امر کی خصوصیت سے پابندی کی جاوے کہ احمدی غیر احمدیوں میں لڑکیاں نہ دیں -

۴ - ہر جماعت اپنی اپنی جگہ اگر مسجد نہیں رکھتی تو مسجدیں بنا وے - اس کی ضرورت نہیں کہ پختہ اور عالیشان مسجدیں ہوں بلکہ خواہ وہ مٹی کے چبوترے ہی کیوں نہوں مگر مسجدیں ضرور ہوں

۵ - ہر انجمن ایک شخص اپنی طرف سے منتخب کر کے قادیان بھیجے جو یہاں ایک سال تک کم از کم رہ کر ضروری مسائل اور ترجمہ قرآن مجید وغیرہ پڑھ کر وہاں واپس جا کر امامت اور ترجمہ پڑھانے کا کام کرے اور وہی اس جماعت کا واعظ ہو -

۶ - احمدی زمینداروں میں تحریک ہو کہ وہ بندوبست میں واجب العرض کے موقعہ پر رواج کی پابندی کو چھوڑ کر شریعت کی پابندی کا اقرار درج کرادیں اور جہاں **پابندی رواج** کے اندراج ہو چکے ہیں وہاں درخواستیں دیکر ترمیم کرائیں -

۷ - شادی اور غمی کے فضول اخراجات قوم میں بند کر دیئے جاویں اگر کہیں ہوں -

۸ - سودی روپیہ کے لین دین سے قوم کے افراد کو منع کیا جاوے اور اس مقصد کے لئے ایک مشترکہ **سرمایہ** سے ایک **بنک** کے اجراء کی تجویز کیجاوے -

۹ - لاوارث بچوں اور بیوگان کی حفاظت کے لئے پراویڈنٹ فنڈ کھولنے کی تحریک کیجاوے

۱۰ - قوم میں مفید احمدی لٹریچر پھیلانے کے وسائل پر غور کیا جاوے -

۱۱ - اپنے جائز حقوق کے وسائل پر غور کیا جاوے

۱۲ - یونیورسٹی کے فیلوز اور کونسلوں کے ممبروں میں ہمارا حصہ ہو -

۱۳ - **سلسلہ عالیہ** اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ اور لائف لکھنے کا کام شروع کیا جاوے -

۱۴ - مختلف مقامات پر ابتدائی احمدی مدارس جاری کئے جاویں

۱۵ - ہمارے مقدمات عدالتوں میں نہ جاویں بلکہ قومی پنچایت انھیں طے کرے -

غرض یہ باتیں میں نے مشتے نمونہ از خروارے لکھی ہیں اسی سلسلہ میں بہت سی باتیں ہیں جو میں لکھ سکتا ہوں اور ان میں سے بھی ہر ایک پر بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جا سکتے ہیں - اور انشاء اللہ کوشش کرونگا کہ ان میں سے بعض پر کچھ لکھوں غرض **احمدی کانفرنس** کو ایک مفید **آرگنزیشن** بنانا چاہیئے - صدر انجمن اگر اس سوال پر غور کرے تو میں امید نہیں کرتا کہ اس کی تائید کے لئے طیار نہو اور قوم کے

کا قائل ہے اور حضرت مسیح موعود کی رسالت کا انکار کرتا ہے اور بمقول الحد ولست مرسلا کے ماتحت اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کا دشمن قرار دیتا ہے وہ قرآن کریم کے رو سے اپنے اوپر نجات کا دروازہ بند کرتا ہے۔ اور جیسے کہ پچھلے مضمون میں بتایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کا منکر حقیقت میں لانفرق بین احد من رسلہ کی تعلیم کو پس پشت ڈالتا ہے اور مومنوں کی روش سے انکار کرکے منکروں کی چال اختیار کرتا ہے اور سوچنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ تمام رسول حقیقت میں ایک ہی جماعت کا حکم رکھتے ہیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان ھذا امتکم امۃ واحدۃ یعنی تمام رسولوں کی اُمت ایک امت واحدہ ہے۔ تمام رسولوں کی رسالت ایک ہی منہاج محک اور معیار پر پرکھی جاسکتی ہے اور کوئی ایک رسول بھی الگ طور پر مدعی نہیں ہوتا اور ماکنت بدعا من الرسل ہی ان کا مقولہ ہوتا ہے اور وہ انبیا کے سلسلہ سے جدا ہوکر مدعی نہیں بنتے بلکہ وہ سب کے سب اُمت واحدہ کے ماتحت ایک ہی جماعت ہوتے ہیں اس لیے تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اور کسی ایک کے انکار سے تمام رسالتوں کا انکار سمجھا جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

ہمارا سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے

سالانہ جلسہ میں اب تھوڑا وقت باقی رہگیا ہے اور اس وقت سے ہی اس کے لئے تحریک کرنا مفید اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ الحکم کے سوا ہمارے دوسرے معاصرین ان وقتی اور ضروری تحریکوں میں کم حصہ لیتے ہیں۔ بحالیکہ انھیں جلسہ سے پہلے قوم میں جلسے کے لئے زبردست تحریک اور جوش کے لئے قلم اٹھانا چاہیئے۔ اُمید ہے وہ اس فروگذاشت کے متعلق اپنے فرض کا احساس کرینگے۔

انسانی فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ اپنے اندر قوتیں اور جذبات رکھتی ہوئی بھی کسی بیدار کرنے والے کی محتاج ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کو مبعوث کرتا ہے۔ تا وہ ان کی سوئی ہوئی قوتوں کو بیدار کریں۔

اسیطرح اگرچہ قوم میں ایک قدرتی احساس قومی کاموں اور ضرورتوں کا ہو لیکن جب تک بار بار انھیں آگاہ نہ کیا جاوے اُس وقت تک سستی اور غفلت اپنا طاری رہتی ہے۔

سالانہ اجلاس کی غرض و غایت بھی زیادہ تر یہی ہوتی ہے کہ تا باہمی تعارف تبادلہ خیالات مشترکہ دعاؤں اور تاثیر صحبت کی وجہ سے غفلت اور اکزوری دور ہوکر ہم اپنے قومی فرض کو شناخت کریں اور اپنے ذاتی اور شخصی اصلاح کے ساتھ قومی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں غرض سالانہ جلسہ اور سالانہ اجتماع ہمارے لئے ایک معمولی جلسہ اور تفریح کا میلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ وہ ہماری شخصی اور قومی زندگی کی کتاب کا ایک سالانہ محاسبہ کا ورق ہوتا ہے ہمیں دوسرے بھائیوں سے ملکر ان کے اخلاق عادات کے آئینہ میں اپنی عادتوں اور خصلتوں کی اصلاح اور توزین کا موقعہ ملتا ہے اور پھر بحیثیت مجموعی قومی کاموں اور سلسلہ کی سالانہ کارگذاریوں پر غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اس ضرورت کے احساس پر مالی قربانی کی تحریک ہمارے اندر شروع ہوجاتی ہے۔ چونکہ یہ ایک قومی اور ذاتی بھلائی کا کام ہے۔ اس لئے اسکو مفید۔ موثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے جہانتک ہماری ذات کا سوال ہے ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ پس سب سے پہلا کام ہر احمدی کا یہ ہونا چاہیئے کہ وہ سالانہ جلسہ پر آنے کے لئے ابھی سے طیاری کرے طیاری کرنے کے یہ معنی نہیں کہ اسے نہایت قیمتی کپڑوں کے سوٹ سلوانے چاہئیں۔ یا نمائش کے سامان اور اسباب پر روپیہ خرچ کرنا چاہیئے بلکہ طیاری سے یہ مطلب ہے کہ جہانتک ممکن ہے اپنی معمولی ضروریات کو بھی کم کرکے جو کم ہو سکتی ہیں قومی ضرورتوں کے لئے اپنے اندر مالی قربانی کا جذبہ اور یہاں آنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے دعاؤں سے کام لیا جاوے کیونکہ ہر قسم کی پاک توفیق صحت فرصت اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ملتی ہے۔

اس مرتبہ ہمارے سلسلہ کے نہایت ہی پیارے اور مایہ ناز اولوالعزم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سفر حج اور سیاحت بلاد اسلامیہ کے باعث جلسہ میں شامل نہ ہوسکینگے۔ ایسا ہی بلند طلیق اللسان خواجہ صاحب بوجہ سفر لندن یہاں موجود نہونگے۔ اور اب جبکہ انھیں حضرت امیرالمومنین نے کالج میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے تو اس سالانہ جلسہ کے موقع پر خواجہ صاحب کی واپسی کی کم اُمید ہے۔ اس لئے ہمارے احباب اُن مسافرین لندن و مصر کے لئے درد دل سے ان کی کامیابی کے ساتھ واپسی کی دعائیں کرتے رہیں*

ہم جانتے ہیں کہ سالانہ اجتماع کے لئے کوئی شخصیت اگر جاذب ہوسکتی ہے تو وہ حضرت امام کی شخصیت ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں اس کی صحت گذشتہ سال کے انھیں ایام سے زیادہ اچھی اور قابل شکر گذاری ہے۔ اور ہم خدا کے فضل سے یقین کرتے ہیں کہ اس مرتبہ آپ کے ملفوظات اور نصائح کے لئے پہلے سے زیادہ وقت اور موقع

---

* اس مضمون کی سیاہی ابھی خشک نہ ہوئی تھی کہ معلوم ہوا حضرت خلیفۃ المسیح نے صاحبزادہ صاحب کو واپسی کے لئے لکھدیا ہے اس لئے اُمید ہے کہ وہ جلسہ پر آجائیں۔ (ایڈیٹر)

نہیں ہونی چاہئے جس سے **اسلام** کی ہتک ہو
یہ یقیناً یاد رکھو کہ **اسلام اسوقت خطرہ میں نہیں ہے**۔ دُنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مذہب **اسلام کو نہیں جیت سکتا اسلام کی فطرۃ** میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ دنیا میں **مظفر و منصور** ہو۔ کوئی شخص **اسلام** کو اپنے عملی **رنگ** میں لیکر جاوے وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔ مسلمانوں کو یہ **روز بد** مسلمان نہ رہ کر دیکھنا پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ زمانہ **اسلام کے غالب** کرنے کے لئے مقدر کر رکھا ہے۔ یہ وقت **اظہار الدین** کا ہے۔ ہاں اگر مسلمان مسلمان کہلا کر مسلمان نہ رہینگے تو خدا تعالیٰ اس نسل کا خاتمہ کر دیگا۔ اور ایک اور قوم کو لائیگا جو اس کے **اظہار** کا موجب ہوگی۔ مگر افسوس ہوگا ہم پر اگر ہم وہ قوم نہ بنے جو غلبۂ اسلام ظاہر کرنی والی ہو اس لئے میں ادب کے ساتھ اپنے مسلمان **معاصرین** کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ **حد اعتدال** سے آگے نہ گذریں اور جوش دلانے کے لئے ایسی صورتیں اختیار نہ کریں جو کسی پہلو سے **شعار اسلامی** کی ہتک کرنے والی ہوں ایک اور امر کی طرف توجہ دلانا بھی میرا فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ شروع جنگ سے ہی ہمارے معاصرین نے نہایت متکبرانہ انداز اور لہجہ میں **احزاب** کا ذکر کرنا شروع کیا۔ کسی کو لومڑی **بنایا** اور کسیکو گیدڑ کسیکو مینڈک وغیرہ یہ امر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

ایسے موقعوں پر نہایت انکساری اور تضرع اور رجوع الی اللہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کثرت پر گھمنڈ ہمیشہ ندامت کا موجب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض اوقات ایک قلیل جماعت کو قابو اور قدرت عطا کر دیتا ہے۔ تم یقیناً یاد رکھو لاکھ کی تعداد کچھ نہیں بنا سکتی جب تک کہ فضل الٰہی شامل حال نہ ہو۔ اور جب فضل ربانی مؤید ہو تو قلیل جماعتوں نے دشمن کو پراگندہ کر دیا ہے۔ پس اس طریق کو چھوڑ دو یہ خدا کو ناپسند ہے۔

بالآخر والنٹیر بھیجنے اور قرضہ دینے کی تجویزیں بڑے جوش کے ساتھ اخبارات میں گشت کر رہی ہیں اول الذکر تجویز کے لئے گورنمنٹ سے اجازت لینا ضروری ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کے متعلق یہ فرو گذاشت ہوئی ہے علاوہ بریں یہاں کے والنٹیر ترکوں کو یقیناً کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکینگے بلکہ ان کے لئے اندیشہ ہے کہ موجب زحمت نہوں۔ اس لئے جو لوگ اس موقعہ پر اپنے نفوس کو پیش کر چکے ہیں وہ بہتر ہے کہ وہ اس قدر روپیہ دیدیں جو وہ سفر کی صورت میں خرچ کرنا چاہتے ہیں اور یہاں ہی رہکر دعاؤں سے اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔

رہی قرضہ کی تحریک روپیہ کی امداد کے پہلو سے خوش کن ضرور ہے مگر اس میں کامیابی قریباً ناممکن ہے ہندوستان کے مسلمانوں کی مالی حالت عیاں ہے ایسی حالت میں میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ اس رنگ میں کیا کر سکینگے۔ بہرحال اس کا جواب واقعات دیدینگے۔

قرضہ کی تحریک کو جاری رکھنے میں اسیوقت فائدہ ہے جب اس میں کامیابی کی توقع ہو ورنہ مناسب یہی ہے کہ اعانتی رقوم پر زور دیا جاوے۔ جس کے لئے اسوقت کامیابی کی ہر قسم کی امیدیں ہیں ان تمام باتوں کے ساتھ اس بات کو کبھی دل سے محو نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ کام محض **اخلاص** اور **صواب** سے ہو۔ امید ہے جن امور پر میں نے روشنی ڈالی ہے ان پر غور کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ وباللہ التوفیق

دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بعافیت ہیں اور آپ کی توجہ جیسا کہ پچھلے اخبار میں شائع کیا گیا تھا آجکل **جماعت** کی **اندرونی** اصلاح کی طرف بہت ہے اور طبیعت میں باوجود رحم و کرم کی فطری سرگرمیوں کی کبھی جلالی شان **فاروقیت** جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ آپکی صحبت ... کے **اخلاق** سے ... غریب نوازی سے کام لے رہا ہے۔ آپ کی توجہ اور نصائح کا مرکزی نقطہ آجکل یہی ہے کہ **نیک بنو اور ایک ہو جاؤ**

۲۔ اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں آپنے اپنے ہاتھ سے چار خط لکھے ہیں **صاحبزادہ صاحب** قبلہ کو **حج** سے فراغت کے بعد اسی کا مشورہ دیا ہے اس لئے کہ سمندری سفر نے آپ کی **صحت** پر اچھا اثر نہیں کیا۔ احباب خصوصیت سے اپنے مخدوم کے لئے دعا کریں۔ حضرات انصار اللہ توجہ فرماویں **برادران لندن** میں سے دو بھائیوں کے خط میں ایک عجیب فقرہ لکھا ہے کہ "لندن ایسا شہر نہیں کہ وہاں کا مذہب اسلام کے مذہب کا مقابلہ کرے۔ ہاں ہاں شراب اور نوجوان عورتیں زبردست جوانوں پر خطرناک حملہ کر سکتی ہیں **ولا عصمۃ الا من عصمہ اللہ** اور جس طرح مذہب اور قوی پر حملہ کرتی ہیں اسیطرح مال پر بھی ان کا حملہ ہوتا ہے" اس فقرہ میں جس خوبی اور لٹریری کمال سے ... الخ آپ نے نصیحت فرمائی ہے لاریب سخن گفتنی اور در سُفتنی کا مصداق ہے **خواجہ صاحب** نے بھی ایک طویل اور مفید خط لکھا ہے جس سے وہاں کی جدت پسندیوں کے اثرات سے متاثر نہونے کے عجیب اصول بتائے ہیں غالباً برادرم **صادق** اس خط کو چھاپ دینگے۔

۳۔ بنگال مشرقی کے مقام برہمن بڑیا سے مولوی سید ابوالحمد صاحب ایک مشہور فاضل تحقیقات کامل کے بعد اس سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے ہیں ان کے حالات مفصل انشاء اللہ لکھے جاوینگے۔

۴۔ برادرم صادق ایڈیٹر بدر اور شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم ملک سندھ میں ایک خاص تقریب پر تشریف لے گئے ہیں وہاں عیسوی مذہب کے ایک حملہ کا مقابلہ مقصود ہے انکے لئے نصرت اور تائید الٰہی کی دعا ہے۔

۵۔ عزیز محمود احمد خلف ... ایڈیٹر الحکم نے ایک مفید مضمون احب الاشیا لسانا المحبوب کے عنوان سے ناظرین الحکم میں عربی زبان سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے لکھا ہے ... [illegible]

اہل الرائے لوگ بھی اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

یہ آرگنزیشن صدر انجمن کے ماتحت ہوگا ہاں اس کے لئے عہدہ دار الگ ہونگے یا صرف ایک سکرٹری الگ ہوسکتا ہے۔ جو سال بھر ان تجویزوں کے متعلق عملی تحریکیں کرتا رہے جو سالانہ جلسوں پر ہوا کریں۔

میں نے یہ باتیں نہایت خیر خواہی اور قومی بھلائی کے نکتہ خیال سے پیش کی ہیں اگر احمدیہ کانفرنس کو کوئی مفید چیز بنانا ہے تو اس طرح پر یا اس میں ترمیم کرکے اسکو مفید بنایا جاوے ورنہ اس کا اتنا ہی کام رکھد ینا جواب وہ کرتی ہے محض تحصیل حاصل امر ہے بالآخر احمدی جماعت کو اپنے سالانہ جلسہ کے لئے ابھی سے طیاری کرنی چاہیئے اور اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ سے توفیق کی دعا کرنی چاہیئے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کلمات میں جو نیک نیتی کے ساتھ قومی بھلائی کے جذبہ سے متحرک ہوکر لکھے گئے ہیں قوت تاثیر پیدا کردے۔ آمین

ٹرکی خطرہ میں ہے یا اسلام

ٹرکی آجکل جنگ احزاب کیوجہ سے جن مشکلات میں مبتلا ہے کچھ شک نہیں وہ ایک سلیم الفطرت انسان کے دل پر چوٹ لگائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ جوں جوں جنگ کی خبریں متوحش اور حوصلہ شکن آرہی ہیں اسی قدر مسلمانوں میں **گھبراہٹ** اور تشویش ہورہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ٹرکی کی امداد کے لئے ان میں **جدوجہد** کا سلسلہ ترقی کررہا ہے۔ ایسی حالت میں کہ **مسلمانان عالم** کی توجہ ٹرکی کے ساتھ گہری ہمدردی لئے ہوئے ہے اور ہندوستان میں بھی یہ جوش یوماً فیوماً بڑھ رہا ہے اس کے خلاف کسی قسم کی آواز اٹھانا اپنے آپ کو ہدف ملامت بنانا ہے لیکن حق کے اظہار کے لئے اگر انسان ملامت کی پروا کرتا ہے تو یقیناً اس سے بڑھ کر بزدل اور ڈرپوک کوئی نہیں ہوسکتا۔ میں نے گذشتہ نمبروں میں اس امر کا کھلے دل سے اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کو **عساکر عثمانیہ** کے شہدا کے پسماندگان کی اعانت و امداد کے لئے **روپیہ اور دعاؤں** سے کام لینا چاہیئے۔

یہانتک تو صرف امداد کا سوال ہے اور اس کے لئے ہر مسلمان ان محرکین کے ساتھ ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان اس جوش میں بعض اوقات **شعائر اللہ** کو چھوڑنے کی تحریک کر بیٹھتے ہیں۔

یہ جنگ اس میں شبہ نہیں ایک اسلامی جنگ ہے۔ اور مذہب کے **سوال** کو اس سے تعلق نہ بھی ہو تو بھی **مسلمانوں** کی حکومت پر اثر پڑتا ہے۔

اس وقت اس جنگ کے اسباب پر بحث کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ **ہندوستان** کے مسلمانوں کو اس جنگ کے لئے اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے ہر جائز کوشش سے کام لینا چاہیئے مگر کوئی ایسی حرکت کرنا جو **اسلامی شعائر** کے خلاف ہو ایک خطرناک غلطی ہے۔

ابھی اخبارات میں تحریک ہورہی ہے کہ قربانی کی بجائے اس کا روپیہ مجروحین کی امداد میں بھیجدیا جاوے۔

قربانی ایک اسلامی شعار ہے اور حضرت ابوالملتہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اب تک اسی طرز پر چلا آیا ہے۔ **ابتدائے** اسلام میں اسلام پر ایسا نازک زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک **مٹھی جو** کو دوسرے وقت کے احد پہاڑ کے برابر سونے سے بڑھکر قیمتی بتاتے تھے مگر کبھی اور کسی حال میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا کہ **قربانی** کے طریق کو بدل کر اسلام کی دوسری ضرورتوں میں اس کے روپیہ کو صرف کردیا جاوے۔

شریعت میں کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ کسی انسان کا کام نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ حق پیدا نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں میں اس قسم کی تحریک کرنا ان کے **مذہبی جذبات** کو کچل دینا ہے اور ان لوگوں کو جو پہلے ہی سنن **اسلامیہ** کو ترک کئے بیٹھے ہیں ایک اور شہ دینا ہے۔ قربانی کے اغراض اور مقاصد کچھ اور ہیں اور وہ اسی پہلو میں پورے ہوسکتے ہیں۔ پس اگر اس قسم کی تحریکیں عام کی گئیں اور بعض ناواقف لوگوں نے محض جوش سے اس پر عملدرآمد کیا تو یہی نہیں کہ ٹرکی کو کیا فائدہ پہنچیگا۔ **اسلام خود ایک خطرہ میں ہوگا**

اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ **اسلام** کا خود **حافظ و ناصر** ہے اور اس کو دنیا کی کوئی سلطنت اور قوت ہرگز گزند نہیں پہنچا سکتی۔

اسی سلسلہ میں ایک اور بے ادبی ہورہی ہے ہمارے معاصرین اور لیکچرار جب مسلمانوں کو ٹرکی کی امداد کی تحریک کرتے ہیں اور اس جنگ کے خطرناک نتائج کو پیش کرتے ہیں تو ترکوں کے حقوق کے اظہار میں کہدیتے ہیں کہ وہ **حرمین کے محافظ ہیں** اس سے بڑھ کر غلطی اور بے ادبی کیا ہوگی **حرمین** کا **محافظ** اور **نگہبان** خود اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے فرمایا **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون بیت الحرام** آیۃ من آیات اللہ ہے۔ اس کی حفاظت کا اگر مسلمان دعویٰ کریں تو یہ بیہودگی ہے۔ حرمین ترکوں کے محافظ تو ہوسکتے ہیں۔ ہاں **مسلمان** اگر اس آداب ارکان رکھیں اور عملی طور پر لبیک کہیں **جو رب ہذا البیت** کی طرف سے آئی تو اس میں کچھ شک نہیں وہ **بیت الحرام** کی تکریم کے عملی اظہار کا موجب ہونگے۔

پس اس جوش میں حد اعتدال سے نہیں گذرنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی حرکت کرنی کی کوشش

احمدی مستورات کے لئے پہلا
اور ماہوار رسالہ

احمدی خاتون

پہلے نمبر کے مضامین

(۱) کچھ اپنی نسبت
(۲) نورانی کرن یعنی امیرالمومنین نورالدین کی تربیت کی باتیں ان کی اپنی زبانی
(۳) پاک لوریاں
(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ عورتوں کو
(۵) شجرہ حقوق اولاد
(۶) اسلام سے پہلے عورتوں کی دردانگیز حالت۔
(۷) نوزائدہ بچہ کی حفاظت
(۸) سلک مروارید

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھرانے میں دینداری کا مذاق پیدا ہو اور مستورات کی تربیت و اصلاح ہو تو احمدی خاتون منگوا کر پڑھیں۔ سالانہ قیمت ایک روپیہ پیشگی لیجائیگی

درخواستیں بنام
منیجر "الحکم" قادیان
آنی چاہئیں

کیا آپ بیمار ہیں

جبکہ آپکی طبیعت درست نہ ہو (اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے) آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے؟ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈ ڈینس ڈنر پلس) کھالیجئے۔ دوسرے روز صبح آپکو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی بہ نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلہ زیادہ دیر رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت یا ہیجان صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی یا سوء ہضم۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دھڑکنا یعنی چکر آنا۔ دردسر نفخ کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں ڈونس ڈنر پلس نباتات سے بنائی گئیں ہیں اور مذکورالصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے ابخرہ کو آنتوں سے نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا یعنی پت کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد اور عورت اور بچہ کو جلد ہمیشہ کیلئے صحت بخشتی ہیں۔ بارہ آنے والی

قیمت ۴/ ۸/ اور ۱۲/ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں جو ۸/ والی شیشی سے چگنی ہیں کل دوا فروش فروخت کرتے ہیں ڈون۔ پی اوبکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پاس سے۔ ڈون کی مرہم ڈونس اینٹ منٹ ایک مرہم سا ہے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے اور اکثر دفعہ تو ایک ہی دفعہ لگانا کافی ہوتا ہے۔ بواسیر باہر نکلی ہوئی یا خونی سرخ بادہ۔ داد اور جلد کی بہت طرح کی سوزش چنبل اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالتیں شفا بخشنے کیلئے کافی پائی گئی ہے تمام دواؤں کا ٹکٹ سکا

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری آجکل وہ سماں دکھارہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔
قوائے تناسل کے متعلق اندنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کی لئے یہ معجون طیار کی ہے۔
جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ اول نمونہ منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ فی بکس عہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں۔

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ آٹھ آنہ

سنون دنداں

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴/

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ باب گڑھ

لڑکیوں کو حصّہ نہ دینے کے متعلق ایک سوال کا جواب

الہلال کلکتہ کے ایڈیٹر کی خدمت میں مندرجہ بالا امر کے متعلق ایک سوال کیا گیا ہے اس کا جو جواب ایڈیٹر صاحب الہلال نے دیا ہے میں اسے عام فائدہ کے لئے یہاں درج کرتا ہوں اور اسپر اتنا اور اضافہ کرتا ہوں کہ خدا کے فضل اور شکر کی بات ہے کہ **احمدی قوم** میں یہ **احیاء شریعت** جاری ہے۔ خود ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد آپ کی جدی جائداد کی تقسیم شرعی رنگ میں ہوئی ہے اور آپ کی صاحبزادیوں کو شرعی حصّہ بڑی خوشی سے دیا گیا ہے اور اس کی طرف عام طور پر جماعت میں توجہ اور تحریک ہے۔ مسلمان اگر بندوبست میں یہ لکھوانا چھوڑ دیں کہ ہم رواج پر عمل کرینگے اور شریعت پر نہیں کرینگے تو اس خرابی کا انسداد انشاء اللہ آسانی سے ہو جائیگا۔ بہرحال وہ استفتا اور اس کا جواب حسب ذیل ہے:۔

ایڈیٹر

پنجاب کے نومسلم جو لڑکیوں کو ترکہ نہیں دیتے

(شیخ بدر الدین صاحب از گجرانوالہ)

اس ملک میں بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے تمام احکام شرع قبول کر لئے ہیں مگر قدیمی ہندوانہ رسم و رواج کے اثر سے اسے منظور نہیں کرتے کہ لڑکیوں کو ترکہ دیں۔ شرعًا اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور ہملوگوں کو ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے؟

(الہلال) پنجاب کی خصوصیت نہیں۔ بمبئی میں بھی جسقدر کچھی۔ میمن۔ اور اسمعیلی خوجے ہیں ان میں ابتک ہنود شریعت کا یہ اثر باقی ہے اور وہ لڑکیوں کو شادی کے وقت بطور جہیز کچھ دیدیتے ہیں، باقی ترکے میں ان کا کوئی حصّہ نہیں۔ فی الحقیقت یہ ایک کھلا کفر اور صریح انکار شریعۃ اسلامیہ ہے۔ شریعت عبارت ہے اُن تمام احکام کلی و جزئی اور اصولی و فروعی سے جو قرآن مجید میں بیان کئے گئے اور جنکو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعوائے وحی پیش کیا۔ پس احکام قرآنی کے کسی ایک جزو کا انکار بھی اس کے کل کا انکار ہے۔ اور ہرگز اُس شخص کو اپنے تئیں مسلمان کہنے کا حق حاصل نہیں۔ جو احکام قرآنی میں سے کسی جزئی یا فروعی حکم کا بھی منکر ہو۔ پس لڑکیوں کا ترکہ بہ نص صریح قرآنی ثابت ہے۔ **(للذکر مثل حظ الانثیین)** اور جو شخص یا قوم اس سے منکر ہے اُس کا وہی حکم ہے جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں منکرین زکوٰۃ کا تھا۔ ان کی مثال اُن منافقین کی سی ہے جو کہتے تھے کہ:۔ **نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا** (شریعت کے احکام میں سے چند باتوں کو مان لینگے۔ اور چند باتوں سے انکار کر دینگے۔ اے پیغمبر یہ چاہتے ہیں کہ اسطرح اسلام و کفر کے درمیان کوئی تیسری راہ اختیار کریں)

آپ کے ملک کے مسلمانوں کا اور علی الخصوص علماء کا فرض ہے کہ جسقدر سعی ان کی اصلاح اور اس حکم شریعت کے احیاء میں ہو سکے اس سے دریغ نہ کریں۔ ابتداء میں وسائل حسنہ عمل میں لائیں۔ باز نہ آئیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر مصلحتًا سختی و درشتی سے بھی کام لیں اور اُن کے ساتھ کھانا پینا اور شادی غمی کی شرکت بالکل بند کر دیں آجکل کے زمانہ میں احیاء شریعت کے لئے سب سے بڑی ضرورت اُس شئے کی ہے اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اعظم بنیاد ایمان ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ موجودہ دور اسلام کے لئے انتہا درجہ کی غربت کا دور ہے۔ اس وقت ہزاروں نمازوں اور روزوں سے بڑھکر عبادت یہ ہے کہ شریعت کی کوئی ایک مٹی ہوئی نشانی بھی زندہ کر دی جائے۔ فی الحقیقت یہ کم از جہاد فی سبیل اللہ نہیں۔ زہے نصیب اُس بلند طالع کے جسکو احیاء شریعت کی توفیق بارگاہ الہی سے مرحمت فرمائے جائے۔

خطبات نور

اس سے پہلے الحکم میں اس کے متعلق ریویو نکل چکا ہے۔ ہماری جماعت میں ان خطبات کا عام رواج ہونا چاہیئے۔ مجھے یہ معلوم کرکے کہ ابھی تک اس مفید اور مبارک کتاب کی بہت ہی تھوڑی کاپیاں نکلی ہیں سخت افسوس ہوا احباب کو مناسب ہے کہ ایسی مفید کتابوں کو کثرت کے ساتھ شائع کریں کیونکہ ان میں حق و حکمت کی باتیں ہیں جو لوگ قرآن کریم کے سمجھنے کا شوق رکھتے ہیں وہ ان خطبات کو ضرور پڑھیں انھیں ان میں ایک صراط مستقیم ملیگی۔ بابو عبد الحمید صاحب ایڈیٹر پٹیالہ سٹیٹ ریلوے لونکھا سے درخواست کریں۔

آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا

مجھے اس امر کیضرورت نہیں کہ یہ کتاب کیسی ہے۔ ہاں میں اتنا کہونگا کہ اس نے ایک ضرورت کو پورا کیا ہے جب تک الہامات مرزا کا جواب نہیں لکھا گیا ہماری جماعت کے لوگ نہایت تاکیدی خطوط لکھتے اور توجہ دلاتے تھے مگر اب جواب کے شائع ہونے پر وہ خاموش ہیں۔

یہ کتاب بکثرت سے مخالفین میں تقسیم کرنی چاہیئے۔ اگر ہماری انجمنیں دس دس پندرہ پندرہ جلدیں لیکر اس کو

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے	۵
خواص سے	۶
ہندوستان سے باہر	
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۱۲

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قادیان دارالامان

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی جہاد رقادیاں بینی | ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳۵ | قادیان دارالامان ۱۴ - نومبر ۱۹۱۲ء بروز جمعرات | جلد ۱۶

اَحَبُّ الْاَشْيَاءِ لِسَانُ الْمَحْبُوْبِ

مندرجہ بالا عنوان سے میرے بچے محمود نے ایک لمبا آرٹیکل لکھنا شروع کیا ہے۔ ہر چند میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی تعلیمی زندگی میں اس طرف توجہ نہ کرے۔ بلکہ بعض وقت میں اس کو کسی قدر سختی سے بھی روکتا ہوں۔ مگر اس کی فطرۃ میں ایک جوش ہے۔ خداتعالیٰ کے محض فضل سے اپنے خطبہ میں بڑی جرأت اور دلیری سے بولتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اور دوسرے بزرگان قوم کی موجودگی میں میں نے اس کی تقریریں سنی ہیں حضرت نے بھی اس کے طرز بیان کو پسند فرمایا ہے۔ اسی طرح اس کو لکھنے کا بھی شوق ہے۔ مندرجہ عنوان پر ایک آرٹیکل لکھکر اس نے مجھے اخبار کے لئے دیا۔

میں نے اس کو پڑھا تو نفس مضمون کے لحاظ سے مجھے بہت پسند آیا میں اس کو بڑی خوشی کے ساتھ الحکم میں درج کرتا ہوں اور اپنے احباب سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس بچے کے لئے اور اس کے دوسرے بھائیوں کے لئے دعا کریں۔ کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے والے پھر سمجھنے والے۔ پھر عامل پھر اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے والے ہوں۔ یہ امر الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں۔ کہ میں نے اپنے بچوں کی زندگیاں دینیات کی تعلیم کے لئے وقف کردی ہوئی ہیں۔ میری دلی منشا یہی ہے کہ علوم عربیہ کو حاصل کریں اور دینیات کی تعلیم سے فراغت حاصل کرکے یورپ کی کوئی زبان سیکھیں اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی کو وقف کریں۔ چنانچہ دو بچے جو مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کے قابل تھے اس میں تعلیم پا رہے ہیں اور باقی اپنے اپنے وقت پر داخل ہوتے جائینگے۔ وباللہ التوفیق۔ اس لئے مجھ سے اگر کوئی پوچھے تو میں تو کہوں گا۔ کہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجو۔ محمود مدرسہ احمدیہ کا طالب علم ہے اس لئے یہ قدرتی امر ہے۔ کہ اسے اپنے مدرسہ سے دلی محبت ہو میں اس کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔ اس کے خیالات کا اندازہ ناظرین ذیل کے مضمون سے کرینگے میں نے اس مضمون میں کہیں کہیں روابط یا محاورات کی اصلاح ضروری سمجھی ہے ورنہ اصل مضمون کو اسی کے الفاظ میں درج کردیا ہے۔ مضمون کی عمدگی ممکن ہے بعض کو تعجب میں ڈالے۔ مگر جنھوں نے اس کی زبانی تقریریں سنی ہیں وہ جانتے ہیں کہ خدا ہی کے فضل سے وہ اچھے مضمون لکھنے پر قادر ہو رہا ہے اور یہ میری

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

خوش قسمتی اور سعادت ہے اللہ تعالیٰ ایسے نظر بد سے بچائے اور وہ اپنے اولوالعزم نبی زادہ کے ہمنام ہونے کی وجہ سے اس کی معنوی خوبیوں کو بھی حاصل کرنے والا ہو۔ آمین ! ایڈیٹر

ایک زمانہ تھا مسلمان مسلمان تھے وہ عاشق قرآن تھے اور اسی عشق کی وجہ سے خادم لسان قرآن بھی تھے مگر آج

مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب

کا نقشہ نظر آتا ہے مسلمانوں کی پستی اور زوال کی داستان ہر شخص کی زبان پر ہے اور ہر ایک لیکچرار سٹیج پر کھڑا ہو کر مسلمانوں کی اس موت پر مرثیہ خوانی کرتا نظر آئیگا۔ مگر جب مسلمانوں کے تنزل اور بربادی کے اسباب بیان کرے گا تو اس میں وہ کمی تعلیم تجارتی بد مذاقی اور دوسری باتیں بیان کرتے کرتے گلے کی رگیں پھلانے لگے گا۔ لیکن اصل باعث سے محض بے خبر ہو گا اس لئے کہ وہ اصل چیز جس کا نام اسلام ہے۔ وہ خود اس سے ناواقف ہے۔ اس اصل باعث کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے

رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

قرآن کریم کے چھوڑنے ان خودساختہ مصلحین کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ قوم کی ترقی اور تنزل کے اسباب پر غور کرسکیں۔ ان کی نظروں میں مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی روک

یورپ کی عدم تقلید ہے

چونکہ وہ یورپ کو دیکھتے ہیں کہ مادی رنگ میں انہوں نے بڑی ترقی کی ہے اس لئے ان کی وحی یورپ سے آتی ہے نہ کہ خدا سے۔ اس تقلید یورپ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساری توجہ اور کوشش ان کی

انگریزی زبان اور انگریزی لباس

کی طرف ہو رہی ہے۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ جو لوگ انگریزی زبان کے زیادہ دلدادہ ہیں وہ کہتے ہیں۔

انگلش لائیف اینڈ انگلش وائیف

گویا ان کے نزدیک انگریزی طرز کی زندگی اور انگریزی بی بی ہی معراج کا ذریعہ ہیں اور اسی راہ سے نجات ہوگی میری ان سطور سے کوئی شخص یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ میں

انگریزی زبان یا انگریزی تعلیم کا غالی دشمن ہوں۔

ہرگز نہیں۔ میں انگریزی زبان اور تعلیم کے متعلق جو رائے رکھتا ہوں۔ وہ اسی مضمون میں کسی جگہ آ جائیگی میں نے اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح رض کے منہ سے یہ سنا ہے۔ اور انگریزی سلطنت کی زبان ہے اور سلطنت کی زبان بھی ضرور پڑھنی چاہیئے۔ ہاں میرا اتنا کہہ دیتا ہوں کہ میں بادشاہ کی زبان کو احکم الحاکمین کی ...... کتاب کی زبان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ ہمارے آقا کی زبان عربی تھی۔ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ اس لئے میں تو

احب الاشیاء لسان المحبوب

کے ماتحت عربی زبان کا دلدادہ ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہمارے روزمرہ میں بھی عربی ہی کا استعمال ہو جس طرح پر میں دیکھتا ہوں۔ مدرسوں میں۔ کھیلنے کے میدانوں یا بازاروں میں۔ ریل میں ہر جگہ انگریزی ہی بولی جاتی ہے وہاں عربی زبان کا رواج ہو۔

غرض مسلمانوں کے تنزل کے اسباب میں بڑا زبردست باعث قرآن کریم کا ہجر ہے اور یہ ہجر علمی اور عملی دونوں طرح پر ہوا ہے پہلے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا فہم کم ہوا اس کا لازمی نتیجہ عملی کمزوری تھا۔ اب تک بھی ان مدارس میں جو عربی مدارس کہلاتے ہیں قرآن مجید کی تعلیم و تلاوت کی طرف توجہ نہیں ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح رض نے تو بارہا فرمایا تھا کہ ہمارے علماء محض بے سود کتابوں کے پڑھنے میں عمریں صرف کر دیتے ہیں۔ ان کے نصاب میں قرآن مجید بالکل نہیں۔ پچھلے دنوں جب ہمارے مدرسہ کے ناظم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ہند کے اسلامی مدارس کا معائنہ کیا تو اس سفر میں میرے ابا صاحب بھی تھے۔ ان سے حالات سفر سننے پر نہایت تعجب ہوا کہ قرآن مجید کا درس ہم نے کہیں نہیں دیکھا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض اور کارناموں میں یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تزکیہ سے پہلے تلاوت ضروری ہے اور پھر اس تزکیہ کے ساتھ قرآنی علوم اور معارف انسان پر کھلتے ہیں کیونکہ قرآن مجید ہی میں فرمایا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ خود تمہیں تعلیم دے گا اور یہ بھی فرمایا لا یمسہ الا المطھرون تزکیہ نفس علوم قرآنی کے حصول کے لئے ایک کلید ہے۔ لیکن جب قرآن مجید کا درس ہی متروک ہو تو پھر قرآن مجید کے ذریعہ جو عملی قوت پیدا ہوتی ہے وہ کیونکر ہو۔

الغرض قرآن مجید کی تلاوت اول متروک ہوئی پھر عملی کمزوری شروع ہوئی۔ اور اب مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ قرآن مجید سے اسقدر ناواقف ہو رہے ہیں کہ ان کے امام (لیڈر)

انگریزی خوان ہیں

اور وہ اپنے لیکچروں میں یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے مقولے سنانا اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اور اپنے گھروں اور کلبوں میں اسی زبان کو جاری کرنا اپنی دانشمندی قرار دیتے ہیں۔ مجھے تو مسلمانوں کی اس حالت پر رونا آتا ہے۔ اور چھوٹا منہ بڑی بات سمجھ کر میں کہتے کہتے رکتا ہوں کہ ان کو کیا ہوگیا۔ وہ قوم جو ان کے نزدیک مشرک ہے (ہندو قوم) انہوں نے انگریزی میں ان سے زیادہ ترقی کی۔ زیادہ فائدہ اٹھایا مگر زبان کے معاملہ میں وہ اپنی مذہبی اور قومی زبان ہندی اور سنسکرت کے پرجوش مؤید ہیں۔ ان کی تحریروں میں۔ اُن کے لیکچروں میں ہندی الفاظ کا بکثرت استعمال ہو رہا ہے۔ مسلمان ان کے مقابلہ میں اٹھے تو کیا ہاتھ میں لیکر

اردو

اس مقابلہ سے تو ڈوب مرنا بہتر تھا۔ میں اردو کا دشمن نہیں۔ میں اس وقت خود اردو میں لکھ رہا ہوں لیکن او کم ہمتو! اگر اس مقابلہ کے وقت جوش ہی پیدا ہوا

اس جوش سے فائدہ اٹھا کر

عربی کا عام رواج دیتے

جو تمہاری قومی اور مذہبی زبان تھی آہ!! اب تھی ہی کہنا پڑتا ہے۔ ہندوؤں نے انگریزی پڑھ کر سنسکرت جیسی مردہ زبان کو زندہ کرنا چاہا۔ اور تم نے انگریزی پڑھ کر عربی کو متروک کیا اور عملی رنگ میں اس سے کراہت ظاہر کی

تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ

مَیں ایک عرصہ تک اردو ہندی کے جھگڑے اخبارات میں پڑھتا رہا آخر مسلمانوں کی کم ہمتی اور اپنی کم علمی اور بے بسی پر اپنے حجرہ میں رو کر چپ ہو رہا۔ اخبار نویس جو قوم کے مصلح اور حکیم ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے کہ معمولی باتوں پر آپس میں ایسی ناروا زبان استعمال کرتے ہیں کہ پڑھنے والوں کو شرم آجاتی ہے مگر ان مصلحین قوم کو اس پر رونا نہیں آتا۔ ان مصلحان امت نے اردو۔ ہندی پر کالموں کے کالم سیاہ کئے۔ مگر کسی کے دل میں یہ جوش پیدا نہ ہوا۔ کہ وہ اس جوش سے فائدہ اُٹھا کر قوم کے جذبات کو عربی کی طرف لے جاتا۔ اور تو اور خود ہمارے سلسلہ کے اخبارات نے بھی اس ضرورت کو نہیں سمجھا۔ اردو ہندی کا جھگڑا ابھی ضمناً آگیا۔ ورنہ میں چاہتا ہوں کہ جلد اپنے اصل مطلب کی طرف جاؤں۔

ہاں تو مسلمانوں کی پست ہمتی اور کمزوری کا اصل باعث قرآن کریم کا ہجر ہے اور یہ علمی اور عملی دونوں طرح ہوا ہے میں نے وہ زمانہ دیکھا نہیں۔ کیونکہ میری پیدایش انگریزی فیشن کے دلدادگی کے ایام کی ہے۔ سُنا ہے کہ پہلے مسلمان اپنے بچوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔ اور اُن کی

بسم اللہ

ہوا کرتی تھی۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ مسلمان اسے سب سے اول انگریزی تعلیم کی طرف لے جاتے ہیں اور بچے

الحمد للہ رب العالمین

کی بجائے Hu-m-pty Dumpty sat on a wall (وہ بڑا سور ہے) پڑھتے ہیں اور والدین خوش ہوتے ہیں کہ زبان انگریزی کے لئے خوب چلتی ہے۔ انگریزی کے ساتھ ہی انگریزی لباس کی طرف توجہ ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ خود ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام میں بھی انگریزیت کے اس اثر نے راہ پالیا اور ایک وقت ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو سگرٹ نوشی وغیرہ کے متعلق بڑے پُرجوش وعظ کہنے پڑے۔

انگریزی لباس وغیرہ کے متعلق سیدنا و مولانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو رائے ہے۔ وہ بھی اسی مضمون میں کسی موقعہ پر انشاء اللہ آجائیگی پس اس انگریزیت کی محبت نے لسان محبوب سے ہم کو الگ کر دیا۔

میرے بزرگو! اور ہم عمر بھائیو! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ پر عمل کرنے کے لئے اولوالامر کی زبان کو تو تم نے مقدم کر لیا۔ حالانکہ اس سے پہلے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول کا حکم ہے اور اللہ کا فرمان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دونوں ہی عربی زبان میں ہیں جس کو تم غیر ضروری سمجھے ہوئے ہو۔

جبکہ تم اس فرمان کی زبان ہی سے بے پرواہ ہو۔ تو اس پر عمل کرنے کا جوش تمہارے اندر کیونکر پیدا ہوگا؟ تم زبان سے کہہ سکتے ہو کہ ہم تو عربی زبان کو نفرت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ مگر میرے بزرگو!

دِل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں گزیں

ناممکن ہے کہ ایک شخص ایک چیز سے محبت کرے اور اس کا نام نہ لے بلکہ محبت کے کرشموں میں یہ بات داخل ہے اور ایک مسلّم بات ہے۔ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے پھر تمہیں کیا ہوگیا۔ کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے ہو۔ اور اُس کی پیاری زبان سے دور بھاگتے ہو۔

مجھے آپ خواہ جو چاہیں کہیں مگر میں اس کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ تم زبان سے لاکھ دعویٰ محبت کرو۔ قرآن کریم قرآن کریم لاکھ مرتبہ پکارو۔ تمہارے دل میں اس کی عظمت نہیں۔ ناممکن ہے کہ تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت ہو۔ اور تم عربی کی قدر نہ کرو۔ میں آج تمہیں تمہارے اس غلط اندازہ کی ہوئی محبت سے آگاہ کرتا ہوں اور تمہارے دل پر سے ریاکاری کا پردہ اُٹھا کر تمہیں اصلی حالت دکھا دیتا ہوں۔

کہ وہ شخص اس ادعائے محبت میں محض جھوٹا ریاکار ہے۔ جو

لسان محبوب کا عاشق نہیں

سننے والو سُن لو! اور دوسروں کو سُنا دو کہ جس کو قرآن کریم کی زبان۔ نبی کریم کی زبان سے عشق نہیں بلکہ اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کو رسول اور خدا سے کوئی تعلق نہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس پاک زبان سے محبت نہ ہو اور اس کے حصول کے لئے کوشش نہ ہو۔

نوجوان مسلمانوں میں بداعتقادی اور مذہبی بدمذاقی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ شروع ہی سے انہیں عربی زبان۔ عربی علوم اور عربی اخلاق و تمدن سے نفرت دلائی جاتی ہے ان کے سامنے جو نمونہ رکھا جاتا ہے وہ یورپ اور امریکہ کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ اسلام اور قرآن کریم کی ہنسی نہ اُڑائیں۔ تو کیا کریں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں نے اپنی علمی اور عملی کمزوری اور بے توجہی سے قرآن کریم اور اس کی زبان کو مٹانا چاہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ قرآن کریم کی حفاظت ہی کا وعدہ یہاں نہیں بلکہ قرآن کریم کی حفاظت کے وعدہ میں زبان قرآن کی حفاظت بھی داخل ہے اور یہ ایک زندہ معجزہ ہے قرآن مجید کا کہ اس کی زبان محفوظ ہے اور سنسکرت عبرانی وغیرہ کی طرح وہ مردہ زبان نہیں ہے۔

پس تم خوب یاد رکھو کہ گو تم نے مسلمان کہلا کر قرآن کریم کی تعلیم اور لسان کو اپنے عمل سے مردہ کر دینا چاہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جب اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو کون ہے جو اس کو مٹا سکے [illegible] کے مٹانے والے خود مٹ جائینگے۔

میرے دوستو! عربی زبان سے بدظنی اور کم توجہی کے لئے مختلف ذریعے اختیار کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ عربی تعلیم کے نقائص لوگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ "عربی پڑھ کر لوگ سست اور کاہل ہو جاتے ہیں وہ بڑے بزدل اور ڈرپوک ہوتے ہیں۔ ان میں مدبر اور اہل الرائے نہیں ہوتے"۔

بہت خوب! مگر کیا آپ یہ بتلانے کی تکلیف گوارا کریں گے کہ کاہلی اور سستی عربی زبان کا خاصہ ہے۔ یا اس کے اسباب اور ہیں؟ اور کیا بالمقابل انگریزی زبان کا یہ جوہر مسلّم ہے کہ وہ چستی اور چالاکی پیدا کرتی ہے اور صائب تدبیری کے کیڑے اس زبان میں پرورش پاتے ہیں؟

انگریزی زبان کے غلط کار حامیو! عربی زبان میں یہ خاصہ تم ثابت نہیں کر سکو گے لوکان بعضکم لبعض ظہیرا۔

میں اس کے متعلق دلائل کے لمبے سلسلے میں جانا پسند نہیں کرتا۔ ایک مختصر اور سہل دلیل پیش کرتا ہوں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ وہ تمام ترقیوں کے لئے بمنزلہ ایک زینہ کے ہے یہ ترقیاں روحانی ہوں یا دُنیاوی ان کے اسباب اسلام کے اندر موجود ہیں۔ یہ نرا دعوٰی ہی دعوٰی ہوتا اگر عملی ثبوت ہمارے ہاتھ میں نہ ہوتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے جو ترقی روحانی اور جسمانی کی ہے اس کی نظیر مذہب کی تاریخ میں نہیں ملتی اگر عربی زبان کے اندر سستی اور غفلت فطرتاً ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنی آخری اور کامل کتاب کو اس زبان میں نہ بھیجتا اور اس کو عربی مبین نہ کہتا اور نہ خاتم الرسل اور سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ملک میں نازل کرتا جس کی زبان عربی تھی۔

میرے پاس اگر اس زبان کی خوبیوں کی کوئی بھی دلیل نہ ہو تو یہ ایک ایسی لاجواب دلیل ہے کہ میں اس پر سارے منطق اور فلسفہ کو قربان کر دینے کو تیار ہوں۔

وہ مذہب جو ابدالآباد تک کے لئے خدا تعالیٰ نے پسند کیا وہ کتاب جو تمام ہدایتوں کی جامع اور خاتم ہے وہ نبی جس کا دامن قیامت تک اور بعد قیامت تک وسیع ہے۔ اس زبان کے ساتھ تعلق نہ رکھتے۔ کیا تم کسی ایسی کتاب کا نام لے سکتے ہو۔ جو خدا تعالیٰ نے انگریزی میں نازل کی ہے۔ میں ابتدائے عالم سے کسی نبوت کی حد بندی نہیں کرتا ممکن ہے ان جزائر میں کبھی کوئی نبی مبعوث ہوا ہو۔ مگر خدا تعالیٰ نے لم نقصص کہہ کر خود ان کے نام و نشان اور تاریخ کو دنیا سے مٹا دیا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کو ابدی زندگی کا تاج عطا فرما کر عربی زبان کی ابدیت اور کمال کا اظہار کر دیا ہے اور یہ ایک ایسا کمال ہے جس کی نظیر کوئی پیش نہیں کر سکتا

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

پس عربی زبان کے کمال کی یہی بڑی دلیل ہے میں اس وقت پیش کرتا ہوں کہ خدا نے زندہ کتاب اور زندہ رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسی زبان کو منتخب کیا اور بالآخر لسان اہل الجنتہ بھی یہی قرار دی۔

عربی اور انگریزی کے علمی مقابلہ کے لئے میں اپنے اندر قابلیت نہیں پاتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کے مختلف حصوں میں ان زبانوں کی تاثیرات پر بھی بحث کروں۔

غرض یہ بالکل غلط اور خیالی بات ہے کہ عربی زبان میں سستی اور جمود کا مادہ موجود ہے اگر یہ بات ہوتی تو قرآن مجید کا نام الذکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذکر نہ ہوتا۔

حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارناموں کے علاوہ خالد بن ولید۔ ضرار بن الازور۔ مقداد بن اسود فضل بن عباس۔ ابو عبیدہ۔ عبدالرحمن بن ابوبکر۔ عبداللہ بن عمر۔ ابو ایوب۔ جابر بن عبداللہ۔ قیس بن سعد۔ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شجاعت وہمت کے کارناموں سے آج تک تاریخ اور زمین آگاہ ہے ان کی شوکت اور قوت کی دھاک بندھی ہوئی ہے۔

پھر یہ باتیں ان میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن عربی نے پیدا کی تھیں یا کسی اور لسان نے۔

ان کی جرأت اور شجاعت کے تذکروں کو لمبا کرنا میرا مقصود نہیں مختصر الفاظ میں یہ بس ہے کہ کسریٰ و قیصر کی سب سے زبردست طاقتیں ان کے دل پر ذرا بھی اثر نہ کر سکتی تھیں مشرق مغرب اور شمال جنوب میں وہ پھیل گئے تھے بڑے بڑے بادشاہ ان کے نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔ یہ ساری طاقت

ایمانی طاقت کا اثر تھا

یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ بعض انگریزی خوان کہہ دیتے ہیں کہ اس وقت بھی تو عربی خوان موجود ہیں۔ جن میں حد درجہ کی سستی اور کم ہمتی پائی جاتی ہے۔ یہ سوال میرے زیر نظر ہے اور میں اسی مضمون میں اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی اس پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں محض طوطے کی طرح رٹ لینا اور پڑھ لینا کوئی بات نہیں ہے بہت سے پادری اور بعض آریہ اور دوسرے لوگ بھی عربی زبان اور قرآن کریم کو پڑھتے ہیں۔ مگر ان کی غرض

حق کا مقابلہ ہوتی ہے

وہ اپنی اصلاح اور بھلائی کے لئے نہیں پڑھتے اس لئے فزادھم اللہ مرضا کے موافق ان کی بیماریاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

اس لئے حضرت خلیفۃ المسیحؓ فرمایا کرتے ہیں کہ

قرآن کریم کی تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

میں پھر اصل مطلب کی طرف آکر عرض کرتا ہوں کہ اے نوجوانو اور بزرگو! تمہارے مدنظر قرآن کریم کا عمل ہونا چاہئے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہیں محبت اور قرآن شریف سے محبت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے اس کی زبان کی طرف توجہ نہ کرو۔

تم یورپ اور اس کی طرز معاشرۃ سے محبت کرتے ہو۔ تم یورپ کی زبانوں کے دلدادہ ہو۔ اور یہاں رہ کر اس کے حاصل کرنے پر صبر نہیں کرتے بلکہ ہزاروں روپیہ کے صرف سے ولائت جاتے ہو۔ پھر ان کی زبان ان کا لباس ان کی سوسائیٹی تمہیں محبوب ہو جاتی ہے۔ اور رفتہ

ومن احب الفرقان وسیدنا ختم الانبیاء
وہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را و قرآن شریف را دوست داد
کما ھو شرط المحبت والوفاء۔ فما اظن ان یبقی
چنانکہ شرط دوستی و وفاداری است۔ پس گمان نمی کنم
فی العربیۃ کالجھلاء بل یقودہ حبہ الی اعلیٰ
کہ در عربی مثل جاہل بماند۔ بلکہ محبت او اورا بسوئے بلند
مراتب الکمال۔ ویسبق کل سابق فی المقال
ترین مرتبہ کمال خواہد کشید و در سخن ہر سبقت کنندہ را سبقت خواہد
ویصیر نطقہ کالدرۃ البیضاء۔ ویضمخ کلامہ
ونطق او مثل تابان خواہد شد۔ و کلام او بخوشبوئے
بطیب عجیب ویودع انواع الصفاء۔ ففکر
عجیب معطر کردہ خواہد شد و انواع صفائی دادہ خواہد شد۔ پس بچو
کالمحبین۔ ولولا الحب لما اعطیتھا۔
دوست داران فکر کن۔ و اگر محبت نبودے من علم این زبان حاصل
فھذا آیۃ حبی من ارحم الراحمین
نہ کردمے پس محبت بود کہ مرا دیدار این نشانید۔ پس از خدا تعالیٰ این
والحمد للّٰہ علیٰ ما اعطی وھو خیر المنعمین
نشان محبت من است پس شکر خدائے کہ مرا این زبان عطا کرد و او از ہمہ نعمتہا بہتر است

میرے دوستو اس عبارت کو غور سے پڑھو اور پھر پڑھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

عربی زبان کو حب الرسولؐ الفرقان کا معیار قرار دیا ہے

اور صاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ جو شخص عربی زبان سے محبت رکھتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے محبت رکھتا اور

جو عربی زبان سے بغض رکھتا ہے وہ قرآن اور رسول سے بغض رکھتا ہے

اب تم خود اپنے نفس کا اندازہ کر لو۔ کہ تم محبت رکھتے ہو یا بغض۔ یہ معمولی بات نہیں سرسری نظر سے دیکھے جانے کے قابل نہیں بلکہ

ایمان اور کفر کا معاملہ ہے

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور بغض ایمان اور کفر پر موقوف ہے۔ پس حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے پاک کلام میں سے اور باتیں بھی اس کی تائید میں انشاء اللہ پیش کرونگا آج کا مضمون اس جگہ ختم کر دیتا ہوں۔

میری غرض **لسان محبوب** کے متعلق لکھنے سے یہ ہے۔ کہ تا تم میں اس کا شوق پیدا ہو۔ اور اس کے حاصل کرنے کی جو راہ ہے اس کو اختیار کرو۔ ممکن ہے کہ بہت سے دوستوں کے دل میں یہ جوش پیدا ہو۔ اس لئے میں انہیں آگاہ کرتا ہوں۔ کہ **لسان محبوب** کے لئے **مدرسہ احمدیہ** ایک عمدہ جگہ ہے جو یہاں **حضرت مسیح موعود علیہ السلام** کی یادگار میں قائم کیا گیا ہے۔ پس تم اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں بھیجدو۔ اگر **حب رسولؐ اور حب قرآن کریم** کے مدعی ہو۔ ورنہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہوگا۔ تم نے دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا عہد و مرتبہ کیا ہے۔ اگر اب بھی تم

عربی کی تعلیم کو مقدم نہیں کرتے

تو اپنا آپ حساب کرو۔ یہ ایک پیغام تھا جو آپ تک پہنچایا ہے اور تمہاری ایک کھوئی ہوئی چیز تھی جس کا پتہ دیا ہے۔

انجام آتھم کے اس مضمون پر غور کرو اور اپنے آپکو اس

معیار پر پرکھو

اس مضمون کے باقی حصوں پر پھر انشاء اللہ تعالیٰ بحث کروں گا۔ تم اپنے دلوں کو مضبوط اور سینوں کو وسیع کرو۔ کیونکہ حضرت صاحب کے **عربی زبان کی اہمیت** کے متعلق تمہیں ایسی باتیں سننی پڑیں گی جس سے بہتوں کے کان ناآشنا ہوں گے۔ خدا تعالیٰ تمہیں اور مجھے توفیق دے کہ ہمارا مقصود

احب الاشیاء لسان المحبوب ہو

آمین!

خاکسار

محمود احمدؐ متعلم مدرسہ عالیہ احمدیہ قادیان

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے نیچے خیر و عافیت کے ساتھ اپنی قوم کے لئے دعا کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی صحت بھی الحمد للّٰہ ہمارے لئے ہمارے لئے شکر گزاری کے جذبات کو بڑھانے والی ہے۔ آپ کی توجہ جیسا کہ پہلے بھی کہا گیا ہے۔ یوماً فیوماً بلکہ آناً فاناً **اصلاح جماعت** کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مجھے خصوصیت سے معلوم ہوا ہے کہ اب آپ کے بیرونی اوقات میں کمی آکر زیادہ وقت محض دعا میں صرف ہونے لگا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل کو قوم کے لئے دعاؤں سے جذب کر رہے ہیں۔ مگر ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر بھی پاک تبدیلی کریں (اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے۔ میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ ایڈیٹر)

۳۔ ان دنوں مختلف خطوط حضرت کی خدمت میں احمدیوں اور بعض غیر احمدی علماء کبار کی طرف سے آپ کی خدمت میں ترکوں کی حالت پر توجہ دلانے کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے ان کے جواب میں ان آیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو کسی دوسری جگہ ایک خط کے اقتباس میں میں نے دی ہیں۔ اور جن میں ایک لفظ ایمان ہی کی طرف گویا آپ نے ان کو توجہ دلائی ہے کہ

خدا کے بنو اور کسی سے نہ ڈرو

۴۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اور خواجہ صاحب کو ان کے خطوط کے جواب اپنے قلم سے لکھے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے خط کا ایک فقرہ ناظرین کی توجہ کے لئے لکھتا ہوں۔ جس نے مجھے بتایا ہے۔ کہ حضرت کی اپنی توجہ تمام آجکل دعا ہی کی طرف ہے لکھا ہے کہ

اب صرف حج کو توجہ کرو اور کثرت سے دعائیں

آپ کے خط میں دوسری بات **عربی زبان بولنے کی**

رفتہ مذہب بھی یورپ ہی کا پسند ہو جاتا ہے۔ ابھی کسی انگریزی خوان ظریف نے ایک کتاب لکھکر اسلام کی ہنسی اڑائی ہے میں نے اخبارات میں اس کے متعلق پڑھا ہے۔ اگر وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہوتا تو یورپ کے فلسفہ کو اس طرح پر سجدہ نہ کرتا۔

ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ علیگڈھ کالج ہندوستان کے مسلمانوں میں انگریزی زبان اور انگریزی طرز زندگی پیدا کرنے والا ہے مگر اس کالج کا بانی اور اس کے بعد آنے والے اس کے قائمقام انگریزی سے محض ناواقف تھے۔ گویا قوم کی ہدائیت اور رہنمائی کا کام اس پہلو سے انہیں لوگوں نے کیا جنہوں نے مغربی یونیورسٹیوں کے ڈپلومے حاصل نہ کئے تھے انجمن حمائت اسلام کے بانی مبانی وہی پرانے فیشن کے لوگ اور عربی خوان ہی تھے خود ہمارے سلسلہ کی بنیاد جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی وہ کہتا ہے۔

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

اور پھر اپنی وفات کے بعد جس شخص کے ہاتھ میں اس نے قوم کا ہاتھ دیا اور جس کو اس سلسلہ کا ناخدا ٹھہرایا وہ بھی انگریزی خوان نہیں۔ مگر انگریزی خوانوں کو اس کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔

میرے دوستو! یہ یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نے پسند کیا ہے اور اس پر قرآن کریم اور نبی کریم کے عملی وجود سے مہر کر دی ہے۔

کہ قوم کا امام عربی خوان ہی ہو۔

قوم کی حقیقی رہنمائی قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور ارشادات کے صحیح علم پر موقوف ہے۔

اور وہ ہدایات عربی زبان میں ہیں

پس اگر تم یورپ کی کل زبانوں کے ماہر اور واقف بھی ہو جاؤ۔ اگر عربی زبان سے ناواقف ہو تو یاد رکھو تم دنیا کے حقیقی رہنما نہیں ہو سکتے۔

میری اس تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں انگریزی تعلیم کا دشمن ہوں میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ بادشاہ وقت (اولوالامر) کی زبان سیکھنی ضروری ہے۔ مگر اللہ اور رسول کی زبان کو اس پر مقدم کرو صرف دنیا کے عام رواج کی تقلید نہ کرو۔

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسمان گاتا نہیں

یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ تمہارا ہدائیت نامہ یورپ سے نہیں بلکہ قرآن سے ہے پس تم قرآن کریم کو مقدم کرو تمہارے طریقہ تعلیم میں عربی زبان مقدم ہو۔ بلکہ عربی کے ذریعہ تم تمام علوم و فنون کو سیکھو۔

میں مانتا ہوں کہ اس وقت کے بدعمل علما نے اللہ ان پر رحم کرے لوگوں کو اعتراض اور شماتت کا موقعہ دیا ہے مگر اسلام پر کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ وہ حقیقی اور ربانی علما سے خالی ہو۔ اس لئے قرآن شریف نے فرمایا۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ و یامرون بالمعروف

ہم کو ایسے ہی علما کی ضرورت ہے اور خدا کا فضل اور اس کا شکر ہے کہ ایسے ربانی عالم پیدا کرنے والا معلم اس نے ہم میں بھیجا اور وہ اپنی پاک تاثیرات سے ایک ایسا شخص تیار کر کے چھوڑ گیا جو ابراہیم علیہ السلام کی طرح امۃ کہلا سکتا ہے وہ کون ہے؟ وہ نور الدین ہے جو ہمارا امام اور امیر المومنین ہے اس کے طرز عمل سے دیکھو کہ وہ کسقدر عربیت کی اشاعت میں اپنا دن رات صرف کر رہا ہے۔

اسلام کو بدنام کرنے والے علما نہ ہمارے امام ہیں نہ ان کے طرز عمل سے کوئی دلیل ہمارے لئے پیدا ہو سکتی ہے میرا خطاب اس وقت احمدی قوم کے نوجوانوں سے خصوصاً ہے اور میں ان میں ہی عربی زبان کے لئے اپیل کرنا چاہتا ہوں اگرچہ میں خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ ان میں کم و بیش شوق ہے مگر وہ بات جو اس زبان کی محبت کے لئے ضروری ہے۔ ابھی اس کی بہت کمی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات کا سخت درد اور تڑپ تھی کہ قابل علما پیدا ہوں۔ موجودہ امام اس بات کا خواہشمند ہے اور وہ اپنے اوقات کا بہت بڑا حصہ عربی تعلیم میں دیتا ہے اس لئے کہ اس کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی محبت سے بھرا ہوا ہے اور وہ لسانِ محبوب کا عاشق ہے۔

تم سمجھتے ہو کہ عربی ہمیں خواہ آئے یا نہ آئے مگر انگریزی میں ہمیں بڑا استاد ہونا چاہئے۔ مغرب میں انگریزی کے ذریعہ تبلیغ ہوگی۔

مگر سنو! تمہارا اور ہمارا امام کیا کہتا ہے۔

انجام آتھم کے صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶ میں آپ فرماتے ہیں

فان الذی یدعی محبت الفرقان۔ کیف یصدأ ذھنہ
چراکہ شخصے کہ دعوی محبت فرقان می کند چگونہ ذہن او دریں زبان
فی ھذہ اللسان۔ وکیف تقاصر مع دعاوی المحبۃ
زنگ خوردہ تواند شد و با وجود دعوی محبت شوق دل چگونہ در
وشوق الجنان۔ وکیف یمکن ان لا یتجلی لقلبہ لطف
تحصیل ایں زبان کوتاہی تواند کرد۔ و چگونہ ممکن است کہ لطف رحمٰن دل
الرحمن۔ ولا یعلمہ اللہ لسان نبیہ بالامتنان
او را روشن نکند۔ و زبان پیغمبر خود از راہ انعام ور انیا موزد۔ باز
ثم انھا معیار لحب الرسول والفرقان۔ فان الذی
ایں زبان معیار محبت رسول و فرقان است۔ چراکہ آں شخص
احب العربیۃ فبحب الرسول والفرقان احبھا۔ ومن
کہ عربی را دوست داشت پس بوجہ محبت رسول و فرقان دوست داشت۔
ابغضھا فببغض الرسول والفرقان ابغضھا
و انکہ با عربی بغض داشت پس بوجہ بغض او با رسول و فرقان بغض
فان المحبین یعرفون بالعلامات۔ وادنی درجۃ
داشت چراکہ محبان بعلامتہا شناختہ می شوند۔ و ادنی درجہ محبت
الحب ان تحب المضاہات حتی لو ثرطرف
ایں است کہ ترا بر مشابہت آمادہ کند۔ تا بحدیکہ باد ہائے
المحبوب وتجعلھا من المحبوبات۔ ومن لم یعرف
محبوب ترا محبوب شوند۔ و ہرکہ ایں ذوق را نشناسد
ھذا الذوق فانہ من الکافرین فی مشرب العاشقین
پس او در مشرب عاشقان از کافران است۔

قربانی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ

جنگ طرابلس (بلقان) کی وجہ سے اکثر لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کیا ہے کہ کیا قربانی کی بجائے اس کی قیمت مجروحین ترک کی اعانت میں دی جاوے۔ تو یہ جائز ہے؟

ایڈیٹر وطن کو اس کے متعلق حضرت نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے شریعت اسلام کی رو سے جہاں تک میرا حافظہ کام دیتا ہے وہاں تک مجھے یہ علم حاصل نہیں ہوا کہ قربانی کے بدلہ روپیہ دیا جاوے۔ زمانہ کی حالت اور ہوا۔ اور خیالات گریجویٹ لوگوں سے اور ان کی عقول سے بے خبر نہیں۔ جیسے قربانی ضرور ہے وہ علاوہ اس کے روپیہ وہاں بھیج سکتے ہیں۔ نورالدین

قادیان ۷ / نومبر ۱۹۱۲ء

اس فتوے کے بعد کم از کم احمدی قوم کے کسی فرد کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ قربانی کی بجائے اس کا روپیہ مجروحین کے لئے دیدے۔ ہاں قربانیاں کرو۔ خدا اگر دوسرے مسلمانوں کو سمجھ اور توفیق دے تو وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور ان علماء پر خدا رحم کرے جو شریعت کی حقیقت کو بدل دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ نصرت الٰہی کے جذب کے طریق نہیں ان سے پناہ پکڑو۔ سچے اور مخلص مومن ہو۔

✱

احمدی قوم کو میں یہ یاد دلانا بھی اپنا منصب سمجھتا ہوں کہ قربانی کی کھالوں کا روپیہ وہ حسب معمول یہاں قادیان بھیجیں احیاء اسلام کے جو ضرورتیں یہاں ہیں وہ ترکوں کی اعانت پر مقدم ہیں۔ ترکوں کی مدد کے لئے روپیہ دو مگر قادیان کی ضرورتوں کو ترک نہ کرو۔ بلکہ اپنی ذاتی ضرورتوں میں کمی کر کے ایثار سے کام لو۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ولنفسك عليك حق سب سے مقدم اپنا نفس ہے اور صدقات و خیرات میں اقارب کو مقدم کیا گیا ہے۔ پس وہ کام جو محض اعلاء کلمۃ الاسلام کیلئے یہاں جاری ہیں وہ بہر حال مقدم رہیں۔ دوسرے مسلمانوں کا اختیار ہے جو وہ چاہیں اختیار کریں۔ تم ایک امام کے ماتحت ہو تمہارا کوئی کام اس کے منشاء اور حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں ہونا چاہئے۔ مسلمان جس دن امام کی ضرورت اور اعتصام بحبل اللہ کو ضروری سمجھ لینگے

وہی دن ان کی کامیابی کا دن ہوگا

جنگ طرابلس (بلقان) اور ترکوں کی اعانت کے متعلق احمدی قوم کی جو پوزیشن ہے اسے کھول کر بیان کر دیا گیا ہے اب اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

جنگ کے متعلق خبروں کا نچوڑ

آج کی تاریخ تک جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل کی مدافعت نہایت قوی ہے اور ترک وہاں بہادری سے لڑے۔ بلغاریوں کا نقصان شدید ہوا ہے ایک دفعہ دو بٹالین یعنی دو ہزار آدمیوں میں سے صرف دو کمپنیاں (دو سو آدمی) واپس آئیں۔

قسطنطنیہ سے جو تار ۱۲۔ نومبر کو آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتوار کے دن شتلجہ پر حملہ ہو گیا ہے بہت سے زخمی قسطنطنیہ آ رہے ہیں اور یہاں کے ہسپتال پہلے سے بھرے ہیں اس لئے بروصہ بھیجے جا رہے ہیں۔

بلغاریوں میں ہیضہ پھوٹنے کی خبر ہے۔ ایڈریانوپل میں ترکوں نے کچھ شبخون بھی مارے ہیں۔

لندن کے اخبار ٹائمز نے لکھا ہے کہ ۲۲۔ اکتوبر سے ۸ نومبر تک باوجود متواتر حملوں کے ایڈریانوپل میں کامیابی نہیں ہوئی اور وہ ترکوں کے طریق مدافعت کو پسند کرتا ہے۔

اندر کا نیا ظہور اور وید کا نور

ہمارے ناظرین دھرمپال کے نام سے خوب واقف ہیں آریہ سماج نے اس نوجوان کو جب دیو سماجی سے آریہ بنایا تو بڑے جوش کے ساتھ اس شدھی کا اعلان کیا اور یہ ظاہر کیا کہ ایک بڑے عالم و فاضل کو انھوں نے اسلام سے منحرف کر کے آریہ بنا لیا ہے ایک کتاب ترک اسلام نام انھوں نے دھرمپال کے ایک لیکچر کے نام سے شائع کی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں نے ایک نوجوان کے ارتداد کو محسوس کیا یہ احساس اس لئے نہ تھا کہ دھرمپال کے جانے سے اسلام کا کچھ نقصان ہوا تھا۔ بلکہ محض اس لئے کہ اسلام پر حملہ آوری کا یہ نیا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ ترک اسلام کے متعدد جواب لکھے گئے تھے اور متعدد آریہ اسی سلسلہ میں مسلمان ہوئے آریوں نے دھرمپال کی جو عزت و تکریم کی وہ معمولی امر نہ تھا وہ آریہ سماج کا لاڈلا پتر کہلاتا تھا اس نے اس جوش میں اسلام پر نہایت خطرناک حملے کئے اور آریوں نے نہایت فخر کے ساتھ انھیں شائع کیا میں نے انھیں ایام میں یہ ظاہر کر دیا تھا کہ یہ صدائے گنبد ہے آریوں کو عنقریب حقیقت معلوم ہو جائیگی چنانچہ رفتہ رفتہ دھرمپال نے آریوں کے تمام لیڈروں اور قریبًا تمام انسٹیٹیوشنز کی حقیقت کو کھول دیا تب وہی لوگ جو اسے سر پر اٹھائے پھرتے تھے اسکو گالیاں دینے لگے اور ہر طرح سے انھوں نے اس کو کچل دینا چاہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دھرمپال کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوا اور اس نے نہایت جوش کے ساتھ آریہ سماج کی حقیقت کو طشت از بام کرنا چاہا اور جسقدر کتابیں اس نے اسلام کے خلاف لکھیں وہ سب کی سب جلا دیں اب اس نے اپنے تازہ رسالہ اندر میں جو ماہوار رسالہ کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ وید اور سوامی دیانند کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھ کر اعلان کر دیا ہے کہ

وید خدا کا کلام نہیں ہے

دھرمپال نے اپنے دعویٰ کی بنیاد صرف سوامی دیانند صاحب کے بیان اور معیار پر رکھی ہے اور اپنے دعویٰ کو نہایت خوبی اور قابلیت سے ثابت کیا ہے۔ آریہ سماجی حضرات بجائے دھرمپال کو گالیاں دینے کے اس کا جواب معقولیت سے دیں دھرمپال نے جو کچھ بھی آریہ سماج کی ہلاکت کے لئے کیا ہے۔ یہ ایک خدائی فعل ہے جس کا نظارہ آج سے کئی سال پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کو نورالدین لکھتے وقت دکھایا گیا تھا اور خود نورالدین ہی اس کی گواہ ہے اس پر انشاء اللہ مفصل پھر لکھونگا سردست میں ان لوگوں کو جو اس جدید اور دلچسپ بحث سے فائدہ اٹھانا چاہیں سفارش کرتا ہوں کہ وہ اندر کے اس عہد جدید کو ضرور پڑھیں جو صرف ۶ر برید دفتر اندر لاہور سے ملیگا۔

تاکید ہے کہ آپ عربی کے سوا نہ بولا کریں۔ اس سے لسان المحبوب کا عشق ظاہر ہے۔

۵- ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا پہلا ٹریکٹ خدا کے فضل سے شائع ہو گیا۔ حضرت امیر المومنین نے اس کی اشاعت کے لئے تین روپیہ پہلے اور ایک روپیہ پھر دیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

دوسرا ٹریکٹ **خداشناسی کے وسائل** یہ اسلام اور دوسرے مذاہب کا مقابلہ انشاء اللہ العزیز دس ہزار چھاپا جائیگا۔ یہ ٹریکٹ کتابی صورت کے دو جزو کا غالباً ہو گا۔ ٹریکٹ میں نے لکھدیا ہے حضرت کے ملاحظہ کے بعد انشاء اللہ حوالہ کاتب ہو گا۔ اور امید ہے نومبر کے آخر تک شائع ہو جائیگا وللہ الحمد۔

۶- **احمدی خاتون** کا دوسرا نمبر بھی خدا کے فضل سے شائع ہو گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح رض نے اس کی خریداری سے غریب نوازی فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا

۷- حضرت خلیفۃ المسیح کی دلی خواہش ہے کہ جماعت قرآن کریم تو صحیح اور سمجھ کر پڑھنے کی طرف اول توجہ کرے پھر اس کی ہر آیت کا مخاطب اپنے آپ کو قرار دیکر اپنے نفس کا موازنہ کریں۔ اس سے اصلاح نفس کرنے میں مدد ملیگی جو لوگ وعظ اور لیکچر دیتے ہیں وہ خصوصاً توجہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور الحکم ہی کے ذریعہ بہت رجوع کرتا ہوں۔ کیونکہ ایک اخبار نویس کے معروضات کا بہترین ذریعہ اس کا اخبار ہی ہوتا ہے۔ کہ حضور کی دیرینہ خواہش ہے کہ کوئی عمدہ **قاری** مہیا کیا جاوے بلکہ کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ **موصل** سے منگوایا جاوے کیا حضور مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کی حالت پر رحم فرما کر اور قرآن کریم کی خدمت کے حقیقی جوش کے بنا پر جو خدا نے آپ کو دیا ہے۔ کسی عمدہ حافظ قرآن کے تقرر کا ارشاد نہ فرمائیں گے؟ یہ امر واقع ہے کہ قرآن کریم کے پڑھانے کے متعلق گونہ فروگذاشت ہے حافظ محمد جمال صاحب بھی غالباً فارغ ہی ہیں میں نے یہ گذارش محض حضور کی اس خواہش کے ماتحت کی ہے تمام عربی مدارس میں حفظ قرآن کریم کا انتظام ہے مگر ہمارے مدرسہ میں نہیں۔ للہ اس پر توجہ ہو۔ قرآن کریم کا ایک بلکہ کئی **معلم** ہوں۔ ع

ایں است کام دل اگر آید میسرم

۸- **خواجہ** صاحب کو جو خط آپ نے لکھا ہے اس میں بعض عجیب باتیں ارقام فرمائی ہیں۔ سردست میں ایک امر کا ذکر کرتا ہوں جس پر آپ کی ازبس توجہ ہے اور جو جماعت میں بھی زیر توجہ ہونا چاہیئے۔ فرمایا ہے۔

> اس وقت لوگ کوشش کے قائل ہیں اور قرآن کریم بھی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں کوشش کی تاکید فرماتا ہے مگر اپنے امام کو دیکھا ہے۔
>
> **دعا اور کوشش پر کیسا زور دیتا تھا**
>
> آپ بھی دونوں کام کرتے رہو اور جماعت کو توجہ دلاتے رہو۔ پھر لکھا ہے " **ساری دنیا کے لوگ لندن میں ہیں سب** ملد- اور وفات عیسیٰ منواؤ "

اس میں ایک عجیب معرفت ہے۔ **وفات عیسیٰ** ہی ایک ضروری ہتیار ہے جو **مسلمانوں** کی اصلاح اور **صلیبی مذہب** کی موت کا ذریعہ ہو سکتا ہے **حیات عیسیٰ** کے مسئلے نے بڑی بڑی عملی اور اعتقادی کمزوریاں مسلمانوں میں پیدا کی ہیں پس یہی ایک امر ہمارے سامنے ہے اسی کو لیکر **صلیبی مذہب** کو ہم شکست دے سکتے ہیں اور لندن میں بھی بیٹھے ہوئے ایک خادم کو **وفات عیسیٰ** کی تبلیغ کا حکم دینا ایسے ہی مصالحہ دینیہ پر مشتمل ہے۔ پس اے احمدی قوم! اس ہتیار کو مضبوط پکڑ لے اور اس عقیدہ کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دنیا میں پھیلا دو اور **منوا دو سلسلہ کی فتح عظیم اسی میں ہے**

ان خطوط کے مطالعہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خواہشوں کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کی توجہ **دعا۔ اصلاح نفس۔ قرآن کریم** کی صحیح تلاوت پر تدبر اور پھر کوشش اور دعا کی مشترکہ قوت کے استعمال اور بالآخر **عیسیٰ کی وفات کل دنیا کو منوا دینا** ہے یہی امر وہ اپنی جماعت سے چاہتے ہیں اور اسی کے لئے خود دعا کرتے ہیں اور کوشش سے کام لیتے ہیں خدا کرے کہ ہم ان ہدایتوں کے عامل ہوں۔ آمین!

۹- **ایک ضروری بات**۔ سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے۔ قادیان کے مہاجرین میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کوئی سامان سردی سے بچنے کا نہیں رکھتے۔ ان میں بہت سے مسکین بچے۔ یتیم۔ بیوہ عورتیں بعض مسافر بیمار۔ نومسلم غرض ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں آئے دن ایسے سائل حضرت امام کے اوقات میں مخل ہوتے ہیں مگر سچی بات یہی ہے کہ آج سے نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی قریباً سولہ سال سے تو میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ بار آپ ہی کے ذمہ رہا ہے ان حاجتمندوں میں احمدی۔ غیر احمدی مسلم۔ غیر مسلم کی بھی تفریق نہیں ہے حضرت خلیفۃ المسیح رض کو ایسے حاجتمندوں کے لئے انتظام کرنا پڑتا ہے اس لئے بارہا آپ نے توجہ دلائی ہے۔ میں بھی محض حصول ثواب کے لئے بیرونی احباب تک اس ضرورت کو پہنچاتا ہوں کہ

ہر قسم کے کپڑے نئے ہوں یا پرانے اچھی حالت میں ہوں یا پھٹے ہوئے گرم ہوں یا سرد خواہ کسی قسم کے ہوں ہر قسم کی جوتیاں زنانی ہوں یا مردانی۔ بچوں کی یا جوانوں کی۔ کرتے پاجامے صدریاں کوٹ۔ دوپٹہ غرض خواہ کسی بھی قسم کے ہوں یہاں حضرت خلیفۃ المسیح رض کے پاس بھیجنے چاہئیں۔ میں صاف الفاظ میں ظاہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح رض ایک ادنیٰ درجہ کے چیتھڑے کو بھی کام میں لے آتے ہیں جو بعض غریب عورتوں کے کام آجاتے ہیں۔ غرض کوئی چیز جو تم نے ادنیٰ اور ردی سمجھ رکھی ہے اس کی بھی یہاں ضرورت ہے پرانی رضائیاں۔ پرانے کپڑے سب بھیجو اور جن کو خدا توفیق دے۔ وہ نئے بھیجدیں۔ روئی بھیجیں۔ جو جس کو میسر آتا ہے۔ وہ بھیجدے۔ بہتر ہو کہ مختلف جماعتیں اکٹھے کر کے ایک جگہ پارسل بنا کر بھیجدیا کریں۔ ایسے تمام پارسل **حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آنے چاہئیں** بٹالہ سٹیشن پر مال آوے اور بلٹی حضرت کے پاس بھیجدی جاوے۔ یہ معمولی تحریک نہ سمجھی جاوے بلکہ **ضروری اور اشد ضروری**۔

۱۰- حضرت صاحبزادہ صاحب مع قافلہ بخیریت حج کو جا رہے ہیں اس اخبار [illegible]

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الہامات مرزا کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعا سے مدد کی اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ محض آپ کی دعا نے مجھے توفیق دی۔ کہ اس کتاب کا بہ [illegible] جواب میں ترتیب دے سکوں۔ اب آپ نے کتاب مذکور کے جواب کو پسند فرما کر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی۔ اس لحاظ سے نہیں کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں۔ بلکہ اس لئے کہ میرے آقا نے میری حوصلہ افزائی کی۔ یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کر دیں۔ امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جو زہر ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے۔ اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سینکڑوں جلدیں بھی شائع کر سکتی ہیں بلا امتیازہ و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کر دے۔ **تو ایک ہزار** سے زائد جلدیں شائع ہو سکتی ہیں۔ یہ زمانہ **اشاعت** کی تکمیل کا ہے۔ اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا۔ اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاد دہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔

صحت کس طرح حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماریوں کا سبب پیشاب کا زہریلا مادہ ہے کہ جسکو کمزور ضعیف گردے خون میں سے فطرت جیسا چاہتی ہے اس طرح چھان نہیں سکتے ہیں۔ [illegible] کی صحت کا بہت کچھ [illegible] ہے [illegible] کے ضعف [illegible] کی علامات حسب ذیل ہیں۔ پشت میں [illegible] پیشاب کم آنا اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا [illegible] کمزوری۔ درد سر [illegible] بیماریاں [illegible] جوڑوں میں درد یا سختی۔ حافظہ خراب ہونا اور جسم [illegible] وغیرہ [illegible] کی گئی تو پیشاب کے امراض [illegible] جلد [illegible] کا انحطاط [illegible] قسم کی بیماریاں کہ جنکو اکثر غلطی سے ایسی امراض خیال کیا جاتا [illegible] کی درد [illegible] گردہ کی گولیاں [illegible] کی گردوں اور پیشاب کے اعضا کو قوت بخشتی [illegible] زہریلا مادہ خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جس [illegible] صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ [illegible] ہونا چاہتے ہوں تو گردوں [illegible] کی گولیاں ڈونس بیک ایک [illegible] دوا [illegible] گردوں کو اچھا کرتی ہیں۔

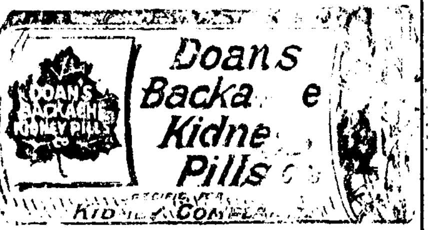

[illegible] تمام دوا فروش فروخت [illegible] روپیہ [illegible] باکس [illegible] بمبئی [illegible]
ڈونس [illegible] مرہم (ڈونس [illegible]) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی [illegible] کم ہو جاتا ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا [illegible] خونی [illegible] ہو [illegible] چنبل [illegible] داد۔ اور [illegible] خارش وغیرہ کو بہت [illegible] بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکاندار کے پاس قیمت ۲ دو روپیہ فی ڈبیا۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔

قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی [illegible] ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع دفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایات کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عصر

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸/

سنون دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴/

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ترکوں کی امداد میں قربانی کی قربانی

جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے لکھا تھا کہ بعض جگہ یہ تحریکیں ہو رہی ہیں کہ ترکوں کی امداد میں قربانی کا روپیہ بجائے قربانی کرنے کے بھیجدیا جاوے۔ میں نے اس خیال کی مخالفت کی تھی اور بتایا تھا کہ شعائر اسلام کسی حالت میں ترک نہیں ہونے چاہئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمان اس لہر میں بے طرح بہہ رہے ہیں۔ ایک ہمعصر لکھتا ہے "نماز اور حج سے بھی بڑھ کر بڑا فرض ترکوں کی مدد ہے" تعجب کا مقام ہے کہ اوائل اسلام میں جبکہ صحابہ اپنے خون سے اسلام کی شہادت عرب کے ریگزاروں میں دے رہے تھے۔ تو ان ساعات عسرت میں تلواروں کے سایہ کے نیچے بھی نماز کا فرض متروک نہیں ہوا۔ آج اس قسم کے الفاظ قوم میں مذہبی روح پھونکیں گے یا محض خود غرضی ہی پیدا کریں گے۔ بہرحال میں نے بزور لکھا تھا کہ قربانی کی سنت متروک نہیں ہونی چاہئیے۔ ترکوں کی مدد کا سوال الگ ہے۔ اس کو قربانی کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ الحکم کی اس اشاعت کے بعد ہمارے ایک معزز بھائی نے لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک خط لکھا۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے جو خط لکھا ہے اس میں اس مسئلہ کی بھی آپ نے وضاحت فرمائی ہے اور یہ نہائت خوشی کی بات ہے کہ جو کچھ چند روز قبل الحکم نے قوم کے سامنے رکھا تھا۔ حضرت امام نے اس کی تائید اور تصدیق فرمائی۔ آپ نے لکھا ہے۔

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بڑی ضرورتیں تھیں خلفاء کے زمانہ میں سخت سے سخت ضرورتیں تھیں قربانی ترک نہیں کی گئی۔

شیعہ کے مذہب کے بعض رافضے باقر کو لن ینال اللہ لحومہا کا فرمان عجیب نکر جس طرح شیعہ عالم نے سمجھا ہے کہ اس سے تو قربانی اصل سے ہی باطل ہوتی ہے معلوم نہیں لکن ینالہ التقویٰ سے مولوی صاحب کی کیا مراد ہے۔

افسوس قرآن نہ سمجھنے کا وبال ہے کیا مسلمانوں کے پاس مال ہی نہ رہا۔ تم اپنی قربانی پر کیوں معاف کرتے لگے اگر ایسے ہی مفلس ہیں تو نہ زکوٰۃ نہ قربانی اور نہ تعلیم پر روپیہ خرچ کر سکتی ہوئی۔ الحمد اللہ ثم الحمد للہ کہ ہم نے قربانیاں بند کر دیں۔ قربانی کو ترک خود بند کر دیں۔ ....

یونیورسٹی کا روپیہ دیدیں۔ ۷ کروڑ مسلمان ہیں۔ بہم رہی دیں۔

مگر خود اسلام کے شعار کو ہاتھ سے نہ دیں

طرابلس کے غریب عرب جان دے رہے ہیں ترک میدان جنگ چند روز جاری رکھیں

قد افلح المومنون۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا بالکل سچ ہے

"حرفے بس است"

یہ انتخاب حضرت خلیفۃ المسیح کے خط کا ہے امید ہے احمدی قوم اس پر توجہ کرے گی اور دوسرے مسلمان بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ آخر میں ان آیات کی طرف حضرت امام نے توجہ دلائی ہے۔ ان میں

مسلمانوں کی کامیابی کا راز ایک نقطہ میں بند ہے۔

اگر مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ ان کو فتح و نصرت ملے اور تائید ربانی انہیں حقیقی عزت کا حقدار قرار دے تو

وہ مومن بنیں

کیونکہ مومن ہی مظفر و منصور ہوتا ہے مومن ہی کے لئے معزز ہونا ضروری ہے۔ اور تائید اور نصرت ربانی اسی دنیا میں رسولوں اور مومنوں کا ساتھ دیتی ہے جہانتک میں حضرت کے کلام سمجھنے کا مذاق رکھتا ہوں

حرفے بس است

میں اسی ایک نقطہ ایمان کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے پس مسلمان اگر اسی ایمان کو ہی نعوذ باللہ چھوڑ دیں گے تو دنیا میں وہ کسی عزت۔ کسی نصرت اور فلاح کے حقدار نہیں ہو سکتے کسی بھی شعار اسلام کو چھوڑنے کی تحریک اور کوشش کبھی بابرکت اور ایمانی غیرت کا تقاضا نہیں کر سکتی۔

مومن بنو پھر دنیا کے خطرناک طوفانوں میں بھی کامیابی تمہارے ساتھ ہو گی۔ رب الافواج کی آسمانی فوجیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے آسمان سے اتریں گی اور تمہارے دشمنوں کا جواب دیں گی۔

سنو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدال و قتال کے موقعہ پر خدا تعالیٰ سے وحی پا کر فرمایا لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں بھی جبکہ جوش اور غیظ و غضب کی قوتیں ہیجان میں ہوتی ہیں۔ وہ کامل انسان اپنے قویٰ پر پوری حکومت اور قدرت رکھتا ہے اور قوم پر ایسا قوی اثر ڈال سکتا ہے کہ انہیں بھی اعتداء سے روک دیتا ہے پس اس میں کچھ شک نہیں کہ جنگ کی خبریں تمہارے عرق غیرت کو متحرک کرتی اور جوش دلاتی ہیں۔ مگر اس جوش میں حد سے نہ بڑھو۔ نہائت صبر اور استقلال کے ساتھ اس ابتلا میں قدم آگے بڑھاؤ۔ اور اپنے اندر ایک تبدیلی کر کے نصرت الٰہی کو جذب کرنے کی فطرت پیدا کرو۔ یہ ایک **امتحان کا وقت** ہے۔ غیظ و غضب کا نہیں اس وقت استغفار اور لاحول ہی مدد دیگا۔

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

شعائر اللہ کی عظمت کو ہرگز ہاتھ سے نہ دو۔ صبر اور استقلال کے ساتھ بڑھے چلو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (آمین)

سالانہ جلسہ کے متعلق کچھ اور

سالانہ جلسہ کے متعلق الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے ناظرین کو توجہ دلا چکا ہوں۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۰ء کو الحکم میں ایک آرٹیکل

آپ جلسہ پر آتے ہیں تو آپ کا فرض کیا ہونا چاہئے؟

کے عنوان سے میں نے لکھا تھا۔ مگر آج قریباً دو سال بعد میں اس پر پھر توجہ دلانے کی ضرورت سمجھتا ہوں لیکن **اُسوقت** اور **آج** کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ وقت جبکہ اللہ تعالیٰ کا مامور مہدی اور مسیح (خدا تعالیٰ کے بے انتہا برکات اور صلوٰت اس پر ہوں) ہم میں موجود تھا۔ اور آج آہ! وہ مہبط **وحی** ہم میں نہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس رماندہ قوم کی دستگیری فرمائی اور غلام احمد (علیہ السلام) کے بدلے ہمیں **نورالدین** رضی اللہ عنہ ملا۔ مگر وہ نبیوں کا موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز تھا اور یہ **قدرت ثانیہ کے ظہور کا مقدمۃ الجیش** و **مسیحیت** اور **مہدویت** کے شجر طیبہ کا پہلا پھل۔

وہ وقت تھا کہ ہم تعلیم کے لئے آتے تھے اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے منہ سے وہ باتیں سُنتے تھے جو خدا تعالیٰ کی جلی یا خفی وحی اس کے قلب پر نازل کرتی تھی مگر اب وقت آیا ہے کہ اس تعلیم اور تلقین کے لئے ہمارا امتحان ہو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ تعلیمی سکول کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ نہیں ہم ہی میں سے ایک جو اپنے امام کی اتباع میں **فنا** اور عملی رنگ میں ایک **اسوہ** اور نمونہ ٹھہر گیا۔ ہمارا **امام** اور خلیفہ ہوا ہے۔ تاکہ ہم میں سے بہتوں کو اپنے رنگ میں رنگین کرے اور

نورالدین بنا کر دکھاوے

اس نے اپنے طرز عمل اور نور یقین سے بتایا ہے۔ کہ جب انسان اپنے مقتدا اور امام کی اتباع اور اطاعت و محبت میں گم ہو جاتا ہے تو دوسروں کے لئے اسوہ ٹھہر کر موجب ہدایت ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے۔ پس اس صورت میں یہ سلسلہ تعلیم بدستور جاری ہے۔

یہ موقع نہیں کہ میں اس پر بحث کروں۔ بلکہ میں آپ کے سامنے اس **فرض** کو رکھنا چاہتا ہوں۔ جو اس جلسہ پر آنے کے متعلق آپ کا ہے۔

یہ امر تو پڑھنے والے احباب سے مخفی نہیں ہے کہ سالانہ جلسہ کی تقریب ہماری جماعت کے لئے ایک قسم کی **عید** کی تقریب ہے۔ جبکہ دور دراز اور ہر گوشہ ملک کے احباب یہاں جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو مل کر انہیں مسرت ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے موقع پر میں چند ایسی باتیں پیش کرنی چاہتا ہوں جو میرے خیال اور سمجھ میں اس قابل ہیں۔ کہ ہماری قوم کے ہر ایک فرد کو ان پر غور کرنا چاہئے خصوصاً جبکہ قادیان کی پاک سرزمین میں وہ داخل ہوتے ہیں اور پھر ایسے وقت اور حالت میں کہ کل ملک کی نظریں ان پر ہیں۔

میں جانتا ہوں۔ ناظرین اس امر سے غافل نہیں ہیں کہ یہ جلسہ ایک قسم کا **میلہ** ہے مگر یہ میلہ دوسرے میلوں کی طرح کھیل کود اور لہو و لعب کا میلہ نہیں نہ اس میں کوئی سیر و تماشا ہے۔ نہ اس کے دیکھنے کی فرصت۔ جو لوگ زندگی کی غرض و غائت اور مطالعہ نفس کی قابلیت رکھتے ہیں یا جنہوں نے اس سوال کو قابل غور سمجھا ہے۔ اُن کے لئے تو یہ تقریب **ایک امتحان ہے** مگر جنہوں نے ان امور پر غور نہیں کیا۔ ان کے لئے یہ **میلے** سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھ سکتا۔ اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی احمدی اس کو ایک **معمولی میلہ** ہی قرار دے یا دینے کی کوشش کرے۔ بلکہ میرے دوستو! اس پر آپ کو اس **سپرٹ** سے بھر کر آنا چاہئے جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زندگی میں بھرنا چاہتے تھے۔ ہاں جس غرض کے لئے آپ نے اپنی جان دی۔ ایسی حالت اور صورت میں قادیان کی سرزمین تمہیں **اخلاص** اور **صواب** کا سبق دینے کے لئے بہترین معلم ہے

بہر حال ایک ایسی تقریب پر جہاں ہزاروں انسان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا امر جو ہر ایک بھائی کے دل میں مرکوز ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو سکے۔ ساتھی اور رفیق کو آرام ملے یعنے ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے اپنے دل میں **مروّت** اور **ایثار** کا جوش پاتا ہو جب حالت ایسی ہو تو یہ یقینی امر ہے کہ سب ہی کو آرام ملے لیکن جہاں خود غرضی اور ذاتی بھلائی اور آرام ہی کا خیال ہو۔ وہاں ممکن نہیں کہ ایک بھی آرام پا سکے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آنے والے احباب اس کو نصب العین رکھیں گے۔

ایسے بڑے مجمعوں میں کسی قسم کی فروگذاشتوں کا ہونا ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کو وقت پر کھانا نہ ملے۔ یا حسب دلخواہ آرام کے لئے جگہ نہ ہو یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو۔ اس لئے ایسی حالت میں ہر شخص کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے اور اپنے ہی گھر میں ہے جہاں وہ اس قسم کی معمولی باتوں پر توجہ بھی نہیں کرتا۔ پس اگر وہ اپنے خدام بھائیوں کی طرف سے کوئی ایسی بات پائیں جو ان کے شان کے شایاں نہ ہو۔ تو انہیں معذور سمجھ کر معاف فرماویں اور ایسی معمولی باتوں پر کبھی کوئی آواز کسی کے کان میں شکایت کی نہیں آنی چاہئے۔ کیونکہ یہاں آنے کا مقصد آرام اور آسائش یا سیر و تفریح نہیں بلکہ یہ باتیں ہر شخص کو علی قدر مراتب اپنے گھر میں حاصل ہیں یہاں آنیکی غرض تو وہ ہے

جو دوسری جگہ پوری نہیں ہوتی

اور وہ یہاں حصول اکسیر کے لئے آتے ہیں۔ اور اکسیر کے لئے ضروری ہے۔

خاک شو تا اکسیر شوی

جب تک انسان کے جذبات پر موت وارد نہیں ہو جاتی وہ خود زندہ اور دوسروں کے لئے **مایہ حیات** ہو نہیں سکتا۔ اگر ہم نے یہاں آکر بھی **دستِ خود دہانِ خود** کے عمل کو مد نظر رکھا تو پھر سمجھ لو کہ ہمارا یہ سفر کیا بابرکت ہوگا؟

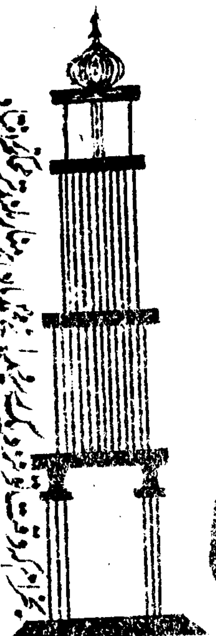

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

نرخ قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے	عہ
خواص سے	۵
ہندوستان سے باہر	۶
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۳ ۱۲

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

قادیان دارالامان کے کارخانہ الحکم سے اللہ تعالی کے فضل سے شائع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی

ایڈیٹر:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان - ۲۱ - نومبر سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۳۶

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ درد سر۔ ریاح جیسے ٹیک جھک ٹیس رگوں میں لہر کرنی سی چاہیے جس قدر تکلیف ہو۔ اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کیواسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے۔ نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو۔ اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو۔ اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے ان دنوں لوگ ذرا ذرا باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام میں یا مفت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں۔ دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکائتیں سر آ جاتی ہیں اور ہلے سے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لئے ہے دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۲ ٹکیوں کی ایک شیشی ۶ محصول ڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک پانچ آنہ۔ بارہ ڈبیہ تک چھ آنہ۔

کھانسی کی دوا

یہ دوا کیسی کھانسی و کف کی بیماری ہو اوس کو آرام کرتی ہے اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی کو بچانا۔ (۲) کھانسی کو دبانا۔ (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی بتیس خوراک قیمت ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۶ دو شیشی تک ۱۰ چھوٹی شیشی سولہ خوراک قیمت ۸ پیکنگ و محصولڈاک ۵ دو شیشی تک ۶

اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے مہاراجہ بکنجن سنگھ دیو بہادر… آپ کی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل رفع ہو گئی۔ مجھے صرف سات خوراک سے زیادہ پینی کی ضرورت نہ ہوئی کھانسی کو اس دوا نے بہت جلد اثر دکھایا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے کہ بچہ اگر تندرست نہ ہو۔ اور بھوک ٹھیک نہ لگتی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ سے چھوٹا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

مقابلہ میں ان ملامتوں کی پروا کرنا سخت جہالت اور بزدلی ہے۔ اسی بنا پر میں نے **قربانی** کے بدلہ روپیہ دینے کی تحریک کی مخالفت کی اور خدا کا شکر ہے کہ اس میں بہت بڑی کامیابی ہوئی اور اس تجویز **تنسیخ قربانی** پر قریباً ہر طرف سے ملامت ہوئی اس سے ان **علماء** کے تقویٰ وطہارت کا بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے شریعت کی تنسیخ کے لئے کس دلیری سے کام لیتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک **مامور** و مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو جب ہم **نبی اللہ** کہتے ہیں اس لئے کہ خدا نے بھی کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا یہی نام رکھا تو ہم پر کفر کا فتویٰ دینے دوڑتے ہیں اور آپ جب شریعت کی تنسیخ کر کے **نبوت جدید** بناتے ہیں تو شرم نہیں آتی۔

غرض اب **جہاد** کے متعلق بھی مضمون نکل رہے ہیں یہ سراسر جہالت کا نتیجہ ہے۔ وہ لوگ جو اسوقت محض جوش کے پتلے ہیں میری بات پر گالیاں دینگے مگر میں **احمدی قوم** کو یہ بتا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ انہیں اس قسم کی جوش پیدا کرنیوالی تحریکوں سے بالکل الگ رہنا چاہیئے۔ خدا کے برگزیدہ **مہدی** نے **ممانعت جہاد** کا فتویٰ دیدیا ہوا ہے اور سالہا سال ہوئے وہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے میں نے آج پھر اسکو شائع کر دیا ہے اس **فتویٰ** کو پڑھ کر اور سن کر پھر اگر کوئی خدا سے نہیں ڈرتا تو یاد رکھو اسکا انجام اچھا نہیں **ترکی سلطنت** ایک ابتلاء کے نیچے ہے اور وہ اپنی کرتوتوں کے ماتحت اس ابتلاء میں ہے۔ آسمان کے نیچے اسی زمین پر اسی زمانہ میں **سخت گناہ** ہوا ہے خدا تعالیٰ کے **مرسل** کا انکار کیا گیا اور اس **ترکی سلطنت** کے ارکان و اعیان کی اندرونی حالت جو خدا کے مسیح کو کشف میں دکھائی گئی تھی اس کے اظہار پر سخت سب و شتم کی گئی اور اس پاک دل کو دکھ دیا گیا۔ گندی گالیاں جو چوہڑوں چماروں کا کام بھی نہیں دی گئیں وہ وقت گذر گیا

مگر خدا کے مرسل کو جو دکھ دیا گیا تھا اور جو اس نے قبل از وقت کہا تھا وہ پورا ہو رہا ہے۔ مسلمانو یاد رکھو **مسیح اول** کی مخالفت اور اس کے انکار سے یہود **ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ** کے مصداق ہو گئے تھے اس **مسیح** کی جو اپنے سید و مولیٰ کی زبردست **قوت قدسی کا پھل** ہے۔ مخالفت اسی قسم کی **لعنت** اپنا نتیجہ رکھتی ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت مسلمان یہود سے مماثلت اختیار کرینگے۔ تم خدا سے ڈرو۔ اور یہود کی حالت پر غور کرو۔ ان تمام جوشوں کو چھوڑ دو اور خدا سے یہ دعا کرو کہ مسلمان مسلمان بن جاویں۔ جب وہ متقی اور محسن ہونگے تو خدا تعالیٰ خود ان کا **ناصر** اور **محافظ** ہو گا۔ ورنہ اسے ان کی کچھ بھی پروا نہیں ہے کیا پہلے مسلمانوں کے ہاتھوں سے سلطنتیں نہیں نکلیں۔ **زوال بغداد** کی داستان پرانی نہیں لکھا ہے کہ اس وقت آسمان سے آواز آئی تھی **ایھا الکفار اقتلوا الفجار** پس اس وقت کی حالت کو دیکھ لو کیا ہو رہی ہے احمدی قوم کی پوزیشن اس امر میں وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشتہاروں میں شائع کر دی ہے۔

جہاد کے فتوے میں جن صفات عالیہ کے **نقارن** کا ذکر کیا ہے ان کو حاصل کرو اور امام کیساتھ تعلق پیدا کرو ہمیں ایسی تحریکوں کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں یہ محض ایک **تماشا** ہے جو ہو رہا ہے۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا ہمیں چندہ دینا چاہیئے؟ **تعاون علی البر والتقوی** کا حکم قرآن مجید میں ہے اس اصل پر اپنے چندوں کو پرکھ لو۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مختلف ضرورتوں کے لئے چندوں کا اعلان کر دیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی **اعلان** اس قسم کا کیا ہے تو اس کو اپنے

لئے دستور العمل بناؤ۔ اگر نہیں کیا تو اس قسم کے فتوے پوچھنے بھی غیر ضروری اور بیہودہ ہیں **امام** جب خود کسی ضرورت کو محسوس کریگا اسکا اعلان کر دیگا۔

میں تو سمجھتا ہوں احمدی قوم کے لئے اپنے سلسلہ کی ضرورتیں بہت ہیں۔ قرآن مجید میں **یسئلونک ماذا ینفقون** کے جواب میں **قل العفو** آیا ہے۔ پھر یہاں کی ضرورتوں کو مقدم کرو۔ ہاں یہ وقت **استغفار** و **لاحول** کا ہے۔ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا ہوا ہے مسلمان مسلمان کہلا کر خدا تعالیٰ کے حضور مجرم قرار پائے تو نوبت یہانتک پہنچی اس لئے **استغفار** کرو کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اپنے فضل سے ہمکو اپنی رضا کے مقام پر اٹھاوے یاد رکھو تمہارا امام سید امیر علی یا ہز ہائنس آغا خاں بالقابہ نہیں بلکہ **تمہارا امام** زندہ تم میں موجود ہے۔ اگر تم کوئی بات اس کے **مسلک** کے خلاف کرو گے تو خدا کے حضور جوابدہ ہو گے۔ میں بحیثیت ایک احمدی **اخبار نویس** کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے جانشین کے کلام اور تحریروں سے جو کچھ سمجھا ہوں وہ یہی ہے کہ ہمیں ایسی **تحریکوں** میں شمولیت کی ضرورت نہیں؟ یہ سچ ہے تھوڑی دیر کے لئے تمہیں گالیاں دیجائینگی اور مجھے تو خدا جانے کیا کیا کچھ کہا جائیگا مگر اللہ تعالیٰ میرے دل کو دیکھتا ہے کہ میں **محض حق** کے لئے یہ امر ظاہر کرتا ہوں کہ **احمدی قوم اپنے امام کے مسلک کو نہ بھولے۔**

ہم جانتے ہیں کہ اس چندہ دینے میں گورنمنٹ بھی خوش ہے اور گورنمنٹ کے آفیسر خود چندہ دے رہے ہیں۔ اس لئے اگر محض گورنمنٹ کی خوشنودی مطلوب ہو تو سب سے پہلے اس چندہ میں شریک ہونا چاہیئے۔ مگر ہمارا مقصود خدا ہونا چاہیئے نہ کچھ اور

میں پھر کہتا ہوں کہ **ترکوں** اور عام **مسلمانوں**

کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانی ہوا کرتی تھی۔ بابلیوں میں انسان کی قربانی کا رواج تھا۔ روما میں سور کی انگلستان میں ددرو ایڈسن قوم میں قربانی تھی اور انڈیا کی تمام اقوام میں قربانیاں ہوتی تھیں۔

غرض کوئی قوم کوئی مذہب اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ اس میں کسی نہ کسی پہلو سے قربانی کا رواج نہیں یا نہ تھا۔ بائبل کو پڑھ جاؤ۔ جا بجا قربانی کا ذکر ہے۔ قابیل اور ہابیل کی قربانی اور پھر اس پر قتل تک نوبت پہنچنا تو بہت مشہور ہے وید بھی قربانیوں کے ذکر سے خالی نہیں۔ مہارشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی جو بنگال کے ایک مقبول و محترم مصنف ہیں ان کی ایک کتاب کا ترجمہ شرو دھے پرکاش دیوجی نے اردو میں کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے کہ جو چیزیں خود ان کو (ہندوؤں) پسند تھیں انھیں کی اگنی میں آہوتی دیتے تھے۔ مثلاً گوشت چاول کی روٹی گھی دودھ صفحہ ۲۳۹ میں ہے۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکرا۔ بھیڑ وغیرہ حیوانوں کے خاص خاص حصے دیوتاؤں کو آہوتی دیتے تھے" یعنی پرانے ہندو بھی مسلمانوں کی طرح ...... کی قربانی کرتے تھے۔ (وکیل ۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء) اس پرانے رواج کی یادگار اب بھی کئی مندروں میں قائم ہے جیسے پوربین ہر روز ایک بکرے کی قربانی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ دھرمپال قربانیوں کی کثرت کی وجہ سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کا ذکر کرتا ہے۔ اسے جانے دو۔ اگنی کنڈ میں اگنی دیوتا کے لئے جو کچھ ڈالدیا جاتا ہے اس میں شہد اور کستوری شامل ہے جو بہت سے جاندار مکھیوں اور ہرنوں کی قربانی کے سوا ملنی ناممکن ہے۔

اسلام کی قربانی پر اعتراض فضول ہے۔

باوجود ان مثالوں کے اسلام کی قربانی پر ایک دل آزار حملہ ہے

ایسے لوگ یا تو خدا کے منکر ہیں یا قربانی کے اصول سے ناواقف اور پھر اسلامی فلاسفی سے مطلق جاہل یہ لوگ اگر عام قانون قدرت کو دیکھیں تو بھی انھیں اپنا اعتراض واپس لینا پڑے۔

حیات عالم قربانیوں پر موقوف ہے۔

کیا وہ نہیں دیکھتے چھوٹی چیزیں بڑی چیزوں پر قربان ہوتی ہیں اور اس قربانی سے تباہی نہیں پڑتی بلکہ ترقی ہوتی ہے۔ آکسیجن کی قربانی نہ ہو تو حضرت انسان زندہ نہ رہ سکیں بلکہ کوئی متنفس نہ دیکھا جائے۔ کاربن نہ ہو تو درخت سرسبز نہوں۔ پھر درخت قربان نہوں جن میں ایک قسم کی روح مانی جاتی ہے۔ تو انسان کو زندگی دوبھر ہو۔ کوئی حیوان زندہ نہ رہے حیوان قربان نہوں تو انسان کے لئے دنیا کی رہائش وبال جان ہوجائے۔ جو لوگ بڑے رحمدل بنتے ہیں اور کہتے ہیں قربانی ایک ظلم ہے ان کے زخموں میں اگر کیڑے پڑ جائیں تو ان کی ہلاکت پر تو وہ بھی خوشدلی سے راضی ہیں زخموں سے بچے رہیں تو کم از کم پانی پینے سے انکار نہیں کرسکتے۔ جس میں ہزاروں لاکھوں کیڑوں کی قربانی ہوجاتی ہے۔ یہ باتیں خدا کے منکروں اور خدا پرستوں دونوں پر حجت ہیں۔ پھر تمام مذاہب خصوصاً ہمارے آریہ معترض خدا تعالیٰ کو دیالو کرپالو رحیم کریم مانتے ہیں۔ خود اس کی مملکت میں ہم دیکھتے ہیں۔ باز شاہین۔ بلیاں شیر چیتے بھیڑیئے مگرمچھ دوسرے جانوروں کو کھاجانے والے جانور موجود ہیں۔ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھاجاتی ہیں یہ قانون ذبح آخر اسی کا بنایا ہوا ہے پس قربانی پر اعتراض کرنا خدا کے فعل پر خدا کے قانون پر اعتراض کرنا ہے۔ بلکہ اس پہلو سے اگر دیکھیں کہ یہ معترض بھی آخر کار ان حیوانوں سے خدمت لیتے ہیں ان سے دودھ دوہتے ہیں اپنا بوجھ لادتے ہیں ان سے طرح طرح کی مشقتیں لیتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔ اس کا حق ان کو کس طرح حاصل ہوا۔ اگر کہیں کہ ہم ان کو کھلاتے پلاتے ہیں تو میں سوچتا ہوں جب ایک انسان اشرف المخلوقات کو چند روپے ماہوار تنخواہ دیکر بادشاہ کو حق حاصل ہوجاتا ہے کہ وہ سپاہی اس پر اس کے بدلے میں اپنی جان فدا کرے تو ایک جانور کی قربانی میں کیا محذور ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے نزدیک جو تناسخ کے قائل ہیں۔ کیونکہ اگر ذبح تکلیف دہ امر ہے تو بھی ان کے پچھلے جنم کے پاپوں کی سزا میں ہی ہوگا اور یہ بھی ثابت نہیں ہوسکتا کہ اگر جانوروں کی قربانی چھوڑ دیجائے تو وہ پھر نہیں مرینگے۔ یا ان کی کثرت عرصہ عالم کو ان پر تنگ نہیں کردیگی۔

کیا ہندوستان کے مسلمانوں کو جہاد کرنا چاہیئے؟

جہاد کا غلط مفہوم یورپین قوموں کو بتایا گیا ہے اور اکثر مسلمان بھی اس کی حقیقت سے محض ناآشنا رہے ہیں۔ جہاد سعی فی الدین کا نام ہے اور اس کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر دنیا پر واضح کی۔ جہاں اور اعتقادی اور عملی کمزوریاں مسلمانوں میں پھیل گئی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے جس کی اصلاح حضرت امام نے کی ہے۔

گو ترکوں کے ساتھ جب سے جنگ اغراب شروع ہوئی ہے اُسوقت سے بعض لوگ محض جوش سے جو زیادہ تر ذاتی اغراض کا نتیجہ ہے مسلمانوں میں مختلف قسم کی تحریکیں کر رہے ہیں کوئی والنٹیر بھیجنا چاہتا ہے کوئی قرضہ کی تحریک کرتا ہے اور چندہ کی تحریک تو عام ہے ایک نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ اس وقت جہاد کرنا چاہیے۔ اس قسم کی فضول گوئیوں سے میں نہیں سمجھتا مسلمانان ہند کو کیا فائدہ پہنچیگا۔ میں نے پہلے کسی نوٹ میں لکھا تھا کہ آجکل ٹرکی کے متعلق مسلمانوں کے جوش کے خلاف کوئی بات کہنا نہایت ہی مشکل ہو رہا ہے مگر حق گوئی کے

یہاں آنے کی غرض خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی تھی کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا رشتہ مستحکم کرنے کی سبیل ہاتھ آوے اور امراض نفس سے نجات ملے جس میں ہم گرفتار ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہم اس مقصد کو پاسکیں جس کے لئے اُس نے

اپنا موعود خلیفہ ہم میں نازل کیا تھا

(خدا کے صلوٰۃ اور سلام اس پر ہوں) پس اس مقصد کی راہ میں آنی اور فانی ضروریات کے لئے جد و جہد اور اس سلسلے میں بیجا رنج و تعب یہاں نامناسب ہے۔ بلکہ ہر حالت میں ہمارے نصب العین وہ غرض اور مقصد ہے جس کے لئے یہ سفر کیا گیا ہے اور اخراجات اور سفر کی تکالیف برداشت کر کے اتنے میلوں کے فاصلے پر ہم آئے ہیں اس کے بعد دوسرا امر جس پر مجھے توجہ دلانے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی ہماری کسی غلطی یا کمزوری سے متاثر ہونے کی حاجت نہیں اور نہ یہ سوال تمہاری راہ میں آنا چاہئے اگرچہ اس میں شک نہیں کہ یہاں کے رہنے والوں کی حالت بہت اعلیٰ اور اچھی ہونی چاہئے اور میں یقین کرتا ہوں کہ بیشک ان میں سے ایک گروہ اس قسم کا ہے جس نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے بہت بڑا فائدہ اُٹھایا ہے اور اُس نے اپنے **اخلاص ایثار** اور خدمت دین کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ تاہم ہم میں بہت ایسے ہیں۔ جو ابھی بہت سے روحانی امراض میں مبتلا ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے محض فضل اور اس کے برحق خلیفہ کی توجہ سے شفا پا رہے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے جو انہیں اس مقام برکات میں ٹھہرنے کا موقعہ دیا ہے۔ یہ بے محل نہیں کیا

نورالدین

ان میں ہی کا ایک فرد تھا اور اس نے اسی مکتب میں وہ کمالات حاصل نہیں کئے۔ جہاں پہنچ کر وہ اس قابل ہو گیا کہ

ہم اسے اپنا امام وقت تسلیم کر لیں

استعدادیں مختلف ہوتی ہیں اور ہر ایک اپنی استعداد کے موافق یہاں رہ کر فائدہ اُٹھا رہا ہے اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی امراض کا فکر کرنا چاہئے۔ اور دوسروں کے امراض پر نکتہ چینی اور نظر۔ یہ راہ سالک کے لئے خیر و برکت کی راہ نہیں ہے بلکہ نفس کا ایک **دھوکا** ہے جب وہ دوسروں کی عیب گیری اور نکتہ چینی پر لگ جاتا ہے تو پھر اپنے مطالعہ اور محاسبہ کے خیال کو چھوڑ دیتا ہے اور اصل مطلب سے دور جا نکلتا ہے ان دو باتوں کے علاوہ تیسری بات جو ہمارے احباب کے **زیر نظر** رہنی چاہئے وہ نہایت اہم اور ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ان امور پر غور کرنے کے لئے کافی وقت نکال سکیں جو قوم کی **اصلاح** کے سوال پر غور کرنے کا وقت ہو۔

اور قومی ضرورتوں اور سلسلہ کی اغراض کو بہترین اور مفید طریق پر پورا کرنے کے لئے اپنے **اموال** کی قربانی کرو۔ اور الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو امور آپ کی توجہ کے لئے پیش کئے گئے ہیں اُن پر مشورہ کر کے مفید نتیجہ پر آنے کے لئے خدا سے دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ آمین!

اسلام تمام ہدائتوں کا جامع ہے؟

(حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی زبان سے ۔ ۲۴ مارچ ۱۹۱۲ء)

یُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے آگے تمام ہدائت کی راہیں ان لوگوں کی جو گذر گئے) فرمایا یہ دعویٰ کسی کتاب کا نہیں ہے سوائے قرآن شریف کے۔ اللہ فرماتا ہے کوئی بھی ایسی راہ نہیں جو کسی ملک کی بھلائی کے واسطے یا کسی قوم کی بھلائی کے متعلق پہلے لوگوں میں گذر چکی ہو۔ اور ہم نے قرآن میں بیان نہ کی ہو۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کوئی راہ بتاوے کہ جس سے اللہ راضی ہو جاوے اور مخلوق کا بھلا ہو جس کو کسی بزرگ نے بتایا ہو۔ اور وہ اتم طور پر قرآن میں بیان نہ ہو۔ خواہ وہ ارسطو کا قول ہو۔ خواہ جالینوس نے بیان کیا ہو۔ خواہ زرتشت کا یا رامچندر کا۔ یا کرشن جی کا یا بُدھ فرمان ہو۔ غرضیکہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے کوئی قانون نہیں جو قرآن میں اتم طور پر اس کا بیان نہ ہو۔ میں تو بُڈھا ہو گیا ہوں اور سب کو پوچھتا ہی رہا ہوں۔ مگر کسی نے بیان نہیں کیا۔ اب تم لوگوں کا کام ہے تم کسی سے پوچھو۔ ایک شخص عزیز مرزا نے ایک مضمون لکھا تھا کہ میں نے بُدھ کی کتاب میں ایک فقرہ دیکھا ہے جو کسی مذہب میں نہیں ہمارے میر محمدؐ اسحاق کو توفیق ملی۔ اُنہوں نے اس کا ایسا لطیف جواب دیا کہ عزیز مرزا کو ماننا پڑا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ میں نے میر صاحب کے لئے بہت دعا کی ایک دفعہ ایک شخص نے میرے سامنے کہا کہ خدا کی ایک صفت ہم ہندوؤں میں ہے جو قرآن میں نہیں ہے میں نے کہا وہ کیا ہے اُس نے کہا کہ ہم خدا کو باپ کہتے ہیں میں نے کہا کہ کیا یہ بڑی بات ہے۔ باپ کا تعلق بیٹے سے پچیس منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا جو اوسط مدت امساک کی ہے اور اس عرصہ میں اس کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا۔ کہ میں کیا دے رہا ہوں۔ لڑکا یا لڑکی۔ اور وہ اس بات سے کبھی بے خبر ہوتا ہے کہ اچھا ہو گا یا بُرا۔ اس کے بعد پھر اس کو پتہ بھی نہیں ہوتا۔ کہ اس کی پرورش کون کر رہا ہے کیا باپ کے تعلقات رب سے زیادہ ہو سکتے ہیں۔ رب کے ہم ہر آن میں محتاج ہیں۔ وہ ہر وقت ہماری پرورش کرتا ہے۔ کھانا پینا۔ روشنی۔ ہوا۔ آگ۔ سب اُسی کا ہے۔ اندر سے نکلنے والی کاربن بھی اُسی کی ہے۔ یہ سب ربّ کا فضل ہے نہ اب کا۔ مولوی عبدالکریم نے ایک بحث میں کیا لطیفہ فرمایا ہے۔ کہ برہمو خدا کو ماں کہتے ہیں۔ آریہ باپ کہتے ہیں۔ کیا اچھا ہو۔ یہ دونوں آپس میں بیاہ کر لیں۔ یہ میں نے اس واسطے کہا ہے کہ تب دوسروں سے ایسی تحدی کرو جب پہلے تم کو قرآن کا پورا علم ہو۔ (نور)

ادیان میں عید اضحی

بر ۱۹۱۲ء کو قادیان میں عید الضحیٰ کی نماز حسب
ضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھائی۔
عید اقصیٰ میں پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضرت
بہ پڑھا اس میں مسلمانوں کی موجودہ حالت
ح کی کہ کس طرح وہ دین کی طرف سے غافل
ہیں اور قرآن مجید کے احکام کو ترک کر رہے
خطبہ نہایت درد انگیز تھا۔ ان حالات کے
غرض یہ تھی کہ احمدی قوم قرآن مجید
کام کو اپنا عملدرامد اور دستور العمل قرار دے
وں کے ساتھ نہ ملے جو قرآن مجید کے
باطل کرنے کی مختلف رنگوں میں کوشش
ہیں
جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ میرے اپنے الفاظ
رحسب ہے کہ آپ نے ایک نوجوان تعلیم یافتہ
کہ آپ اسکو قرآن مجید کے احکام کی
بہ دار بنتے تھے۔ اور سمجھا رہے تھے کہ مسلمانو
ور بحالی دین کی راہ سے ہوگی وہ دین اسلام
کے متبع ہونگے اللہ تعالیٰ ان کی ہر قسم کی ذلتوں
ں کو دور کر دیگا۔ مگر اس جنٹلمین نے کہا کہ آپ
برس پیچھے لیجا رہے ہیں گویا نبی کریم صلی اللہ
نے جو اصول عملدرامد کے تیرہ سو برس پہلے
ہے اس کی نظر میں آج وہ نعوذ باللہ کار آمد

...... ان پر عمل کرنا ترقی کی رو کو تیرہ سو
پیچھے ہٹا دینا ہے۔ آپ نے ظاہر کیا کہ اس قسم
ت ایک دو نہیں بہتوں کے دلوں میں ہی
نے بتایا کہ یہ تو قرآن مجید اور اسلام کے
ائع کو باطل کرنے کی ایک کوشش تھی
کے ترک کے لئے پہلی کوشش یوں

شروع ہوئی۔ کہ وہ اپنی ہی زبان میں ادا کی جایا کرے۔ قرآن مجید کا پنجابی ترجمہ اس میں پڑھا جاوے۔ ایسا ہی دوسری زبانوں میں اصل قرآن نہ پڑھا جاوے۔ مجھے جس شخص نے ذکر کیا میں نے اس کو کہا کہ پھر نثر سے نظم میں ہوگا پھر وہ نظم کسی ٹھمری کی شکل اختیار کریگی اور رفتہ رفتہ اس کے ساتھ ڈھولک وغیرہ ساز ہونگے اور یہ اچھا خاصہ تماشا ہو جائیگا اور مسلمانوں میں جو چیز مشترک تھی (عربی زبان اور قرآن) وہ جاتی رہیگی۔ اور نہ نماز کی حقیقت پیدا ہوگی۔

پھر اس پر ترقی ہوئی تو میرے کانوں میں آوازیں آئیں کہ کرسیوں پر بیٹھکر سامنے بنچ یا میز ہوں اور نماز کے لئے لوگ جمع ہو جایا کریں تو خدا تعالیٰ کی حمد میں کوئی گیت گاوے جہاں کسی کے دل میں جوش پیدا ہووے وہ اس مقام پر میز پر ذرا سر جھکا دیا کرے اس قسم کی آوازیں میرے کانوں میں ترک نماز کے لئے آئیں۔ پھر روزہ کے متعلق کہا گیا کہ بھوکا رہنا بالکل بیفائدہ ہے۔ اگر روزہ رکھنا ہی ہو تو اس میں فروٹ (میوہ جات) وغیرہ کھلائے جایا کریں

یہ تو تعلیمیافتہ لوگوں کی توضیح تھی بعض دوسرے لوگوں نے کہدیا کہ جو غریب ہووہ روزہ رکھ لے اور امرا صرف فدیہ دیدیا کریں۔

پھر حج کے لئے کہا گیا کہ تو ڈی کانفرنس علیگڈھ میں شمولیت سے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے اور کافی ہے کہ لوگ وہاں شامل ہو جایا کریں اور زکوٰۃ کے بدلے قومی کاموں میں چندہ دیدیا۔ اب میرے کانوں میں قربانی کے روکنے کی آوازیں آتی ہیں

یہ تمام باتیں مسلمانوں کی بدقسمتی کی ہیں۔ ان کو چھوڑ کر یہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اگر اسلام ہی ان کے ہاتھ میں نہ رہا تو یہ کچھ بھی نہونگے۔

پھر آپ نے قربانی کے متعلق اس کی حقیقت اور فلسفہ پر مختصر سی تقریر فرمائی اور بتایا کہ کس طرح پر قدرت نے قربانی کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے آپ قربانی کی حقیقت بتا رہے تھے کہ ضعف غالب ہو گیا۔ اور تقریر کا نیا سلسلہ بند کرنا پڑا اس لئے دعا پر خطبہ کو ختم کر دیا۔ اگرچہ قربانی کا موقعہ گذر گیا تاہم قربانی کا مضمون ایسا ہے کہ آئے دن اس پر غیر مسلم لوگ اعتراض کرتے رہتے ہیں اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نور الدین میں اس مسئلہ پر نہایت وضاحت سے بحث ہے لوگ اسے پڑھیں اور شائع کریں۔ تاکہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو

اس مقام پر اس امر کا ذکر بے محل نہیں کہ بلقان کی جنگ کیوجہ سے بعض علماء نے بھی کوتاہ اندیشی کر یہ فتویٰ دیدیا تھا کہ قربانی ترک کی جاوے اور اس کی قیمت ترکوں کی مدد کے لئے دیجاوے۔ الحکم نے اس کے خلاف آواز اٹھائی جب سیدنا نور الدین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور اس کے متعلق استفتا پیش ہوا تو آپ نے بھی

قربانی کرنیکا ہی فتویٰ دیا

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عام طور پر اسی فتوے کی تائید ہوئی اور بہت ہی تھوڑے لوگ ہونگے جنہوں نے اپنی ہوائے نفس کے ماتحت اس کے خلاف کرنا پسند کیا ہو۔ برادرم اکمل نے عید الضحیٰ پر ایک جامع مضمون تشحیذ کے تازہ نمبر میں لکھ کر بڑا احسان کیا ہے۔

نور الدین سے اقتباس کر کے اس کو ایک عمدہ ترتیب دی ہے۔ قربانی کے متعلق جو قاضی صاحب نے لکھا ہے۔ چاہتا ہوں کہ ایک حصہ یہاں بھی اسے درج کر دوں تاکہ وہ سوچنے والوں کے لئے اگر اللہ تعالیٰ چاہے مفید ہو

قربانی کا رواج تمام قوموں میں

نور الدین میں بحوالہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مرقوم ہے۔ کہ ایران۔ انڈیا۔ یونان۔ عرب افریقہ۔ قدیم امریکہ اور روما میں قربانی کا عام رواج تھا۔

عبرانیوں میں بھی شکریہ۔ کفارہ۔ حمد الٰہی کے لئے لڑکے کے تولد ختنہ شادی پر اور مہمان کے آنے پر فتحمندی زمین کے جوتنے کنوئیں کی بنیاد و بنا عمارت باہمی معاہدہ۔ مردہ کی سالانہ رسم شکار کے بعد اور جب

پر یہ ایک ابتلاء ہے جو خدا کے مرسل مسیح و مہدی کے انکار کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کلام اپنے بندے پر قبل از وقت نازل فرمایا وہ پورا ہو کر رہیگا۔ اور

خدا اپنے نذیر کو قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

یہ باتیں اس وقت عجیب اور حیرت انگیز معلوم ہوتی ہیں مگر وقت آتا ہے کہ **مغربی قومیں بھی نیاز مندی کے ساتھ اسکو قبول کرینگی**

احمدی قوم! میں نے اپنا فرض اس وقت بھی ادا کر دیا ہے اور میں نے ان گالیوں اور بدگوئیوں کا پہلے سے اندازہ کر لیا ہے جو ایسے وقت اس قسم کے محرک کا حصہ ہو سکتی ہیں مگر میں ان **گالیوں** پر (جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول کے پیام کی تبلیغ میں ملتی ہیں) ان لاکھوں تعریفوں کو قربان کر دینے کی توفیق خدا سے چاہتا ہوں جو محض دنیا کی نمائش اور حق کو کچل دینے سے ہوتی ہو۔ حضرت مسیح موعود کی تصنیفات کو پڑھو اور اس پر غور کر کے قدرت الٰہی کے **کرشموں** اور **نشانات** کا معائنہ کر دکہ

پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے

اور دوسری جگہ **مخالفت جہاد** کا فتویٰ پڑھو اور سناؤ اس میں لکھا ہے ؎

تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اسکا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور **جہاد**۔ حرام اور قبیح ہے

میں نے حضرت کے اس ارشاد کی تعمیل میں یہ نوٹ لکھ دیا ہے اور اس کو حضرت امام کے ہی ارشاد پر ختم کرتا ہوں ؎

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

پس چند دن میں **تعاون علی البر** کے اصل کو دیکھ لو اور اخلاص اور صواب کو مد نظر رکھو خدا تمہارے ساتھ ہو

آمین!

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کیطرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
پیوینگے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا
ایک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب تم میں خود وہ طاقت و قوت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ علم وہ فلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی

دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
کھیلینگے بچے سانپوں سے بیخوف و بیگزند
بھولینگے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
کر دیگا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
خلقت خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی۔

نوٹ:۔ ایک زبردست الہام اور کشف آج ۲۔ جون ۱۹۰۷ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا اس کی آخری سطر میں لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائینگے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائینگے اور خوب پکڑے جائینگے اور کوئی گریز کی جگہ اُن کے لئے باقی نہ رہیگی۔ یہ پیشگوئی ہے ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے اس کے بعد ۳۔ جون ۱۹۰۷ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔ کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت پوری ہو گئی کہ اُن کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل

دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی	اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
وہ اُنس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی	ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی	نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی	نیکی کے کام کرنے کی عادت نہیں رہی
خوان تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی	دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی	دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی	اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی -	صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی	بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب تم پہ کوئی جبر نہیں غیر قوم سے	کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو	عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے	مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
اے قوم تیرہ یار کی اب وہ نظر نہیں	روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں	شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
تقوے کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے	جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے	باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے -
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے	اُس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے
اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے	تم خود ہی غیر بنکے محل سزا ہوئے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں	وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا	وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے	آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے
ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئیگا	اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں	بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا	یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گزر گئے	تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے
تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں	کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے اُن سے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ	منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ
بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں	خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں	حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں	مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں	اُس وقت اسکو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار	اب اُس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے	اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا	اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

دار الامان کا ہفتہ

۱ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت الحمد للہ بخیریت ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب خدا کے فضل سے حج سے فارغ ہو چکے ہونگے اس سفر میں ان کو دعاؤں کی خاص توفیق اللہ تعالیٰ نے دی اور آپ کے **سینہ** کو کھولدیا باوجودیکہ سفر میں ان کی صحت اچھی نہیں رہی تھی **دعاؤں** کے لئے آپ نے لکھا مجھے **تکان** نہیں ہوتی تھی یہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے **قوم** اپنے **مخدوم** کو دعاؤں میں کسطرح فراموش کر سکتی ہے جبکہ وہ اس کے لئے رات دن دعاؤں میں مصروف ہیں بہرحال ان کے لئے **دعاؤں** کی بہت **ضرورت** ہے - اللہ تعالیٰ انہیں **عافیت** کے ساتھ **بامراد** لائے اور انہیں اپنی درماندہ قوم کی رہنمائی اور **ہدایت** کے لئے بہترین سامان اور قوتیں عطا فرمائے حضرت میر ناصر نواب صاحب امیر الصعفاء بھی حج سے فارغ ہو چکے ہونگے دعا ہے ان کی بھی مدد ہو

۲ - حضرت **خلیفۃ المسیح** مدظلہ العالی کے روز و شب اپنی درماندہ قوم کی بھلائی میں صرف ہو رہے ہیں ۱۸ - نومبر کی شام نے حضرت **خلیفۃ المسیح** کے گھوڑی سے گرنے کے واقعہ کو یاد دلا دیا آپ درس قرآن دے رہے تھے اور حسب معمول بعد دعا گھر آنے لگے **سخت** چکر آیا اور **غش** آگیا ایسا غش کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو میں نے کبھی ایسی حالتیں نہیں دیکھا - آخر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا دوسرے ہی دن وہ سب سلسلہ درس تدریس کا شروع ہو گیا الحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت **خلیفۃ المسیح** جو مجاہدہ آجکل کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا یہ ارشاد بالکل درست ہے **انسان طعام سے نہیں بلکہ کلام سے زندہ ہے** - خدا تعالیٰ نے آپ کو نافع الناس بنایا ہے ہم سب دعا کرتے ہیں کہ **اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** کے ماتحت دیر تک اسلام اور اہل اسلام کو آپ کی ذات سے نفع اُٹھانیکا موقع ملے - بہت ضرورت ہے کہ قوم حضرت کی صحت و عافیت کے لئے دعاؤں میں مصروف رہے اور اس کی دعائیں قوم کے حق میں قبول ہو کر ہمیں تبدیلی کی توفیق عطا ہو آمین

اطلاع - دسمبر کا پہلا پرچہ ہمیشہ الحکم کی سالانہ قیمتوں کیلئے وی پی ہوا کرتا ہے مگر میں نے اس مرتبہ آسانی کے لئے یہ تجویز کیا ہے کہ یکم دسمبر کو خریداران الحکم کے نام وی پی روانہ کئے جاویں جو لوگ الحکم کے بقا اور استحکام کے ذریعہ سے مؤید اور اس کے دلی معاون ہیں ان سے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں وہ حسب معمول وی پی وصول کرینگے - یہ یاد رہے کہ وی پی میں ہمیشہ پرانے پرچے بھیجے جاتے ہیں خاکسار یعقوب علی -

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الحکم بابت نمبر ۲۱ کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعائے مدد کی اور میں سو قدل سے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ محض آپ کی دعا سے مجھے توفیق ہوئی۔ کہ اس کتاب کا مسودہ اسی میں ترتیب دے سکا۔ اب آپ نے کتاب وز کورکے جواب کو پسند فرماکر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب ہوگی۔ اس لحاظ سے نہیں کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں۔ بلکہ اس سے کہ میرے آقا نے میری حوصلہ افزائی کی۔ یہ واقعہ اس ترتیب اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کردیں۔ امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جو نہ ہر ہزار وں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سینکڑوں جلدیں بھی شائع کرسکتی ہیں۔ بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کردے۔ تو ایک ہزار سے زائد جلدیں شائع ہوسکتی ہیں۔ یہ زمانہ اشاعت کی تکمیل کا ہے۔ اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا۔ اس تحریر کے ذریعہ سے انہیں بھی یاددہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔

صحت کسطرح حاصل کرنا

اکثر اوقات بیماری کا سبب پیشاب کا تیزابی مادہ ہے کہ جسکو گردہ اور ضعیف گردے خون میں سے فطرت میں چھانتی ہے اس طرح چھان نہیں سکتے ہیں کیونکہ اس پر ہماری جسم کی صحت کا بہت کچھ دارومدار ہے ہیں۔ ضعف اور مرض کی علامات حسب ذیل ہیں۔ پشت میں درد نیند نہ آنا۔ پیشاب کم آنا اور اس کا رنگ خراب یا دھندلا ہونا۔ پیاس ہمیشہ لگنا۔ جسم میں تھکان معلوم ہونا۔ دل کی کمزوری۔ دردسر۔ چھوٹی بیماریاں۔ نظر کا دھندلا پن۔ چکر آنا۔ جوڑوں میں درد یا سختی۔ حافظہ خراب ہوجانا اور جسم کی عام نقاہت وغیرہ۔ اگر توجہ نہ کی گئی تو پیشاب کے امراض گٹھیا۔ جلندھر۔ ذیابیطس اور گردوں کا انحطاط جیسے سڑنا اور سوزش کی اس قسم کی بیماریاں کہ جنکو اکثر غلطی سے ایامی امراض خیال کئے جاتے ہیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے اعضا کو قوت بخشتی ہیں اور پیشاب کا تیزابی مادہ خون میں سے نکالتے ہیں۔ ورنی ہیں کہ جس سے صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہو تو گردوں کو اچھا رکھیئے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) جو کہ انکے لئے مجرب دوا ہیں ان کو اچھا رکھتی ہیں۔

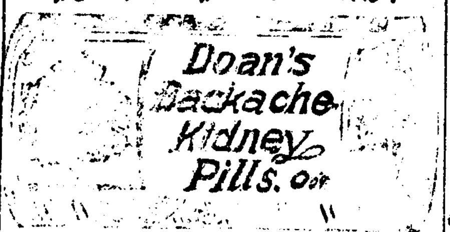

دو روپیہ ۲؎ بابچہ شیشیوں کے تمام دوافروش فروخت کرتے ہیں یا فوسٹر۔ ایں۔ او۔ باکس ۴۰ بمبئی کے پاس سے

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک۔ ایک ڈبیا چھاجن کیا ایک (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ بادہ بکھر چھا گیز پٹ۔ داد اور جلد کی سب طرح کی سوزش نکمین۔ شور۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکاندار کے پاس قیمت ۲؎ دو روپیہ فی ڈبیا۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزو طراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔

قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کے لئے مفید ہے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عمہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸؍

سنون دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴؍

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

آئینہ حق نما کی اشاعت کیلئے ایک مبارک تحریک !!

اخویم مولوی سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپور سے ایک گرامی نامہ کے ذریعہ ارقام فرماتے ہیں کہ

آئینہ حق نما خوب کتاب ہے شیخ یعقوب علی صاحب کیلئے تصنیف کی وجہ سے اور آپ (یعنی خادم الحق) کے لئے چھپوانے اور نہائت ارزاں قیمت پر فروخت کرنے کے سبب میں نے جمعہ میں تمام احباب سے دعا کی درخواست کی اور بڑے جوش سے دعا کی گئی اگرچہ آئینہ حق نما کی قیمت بہت ہی مناسب ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اور کمی کی جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ تمام احمدی انجمنوں کی طرف سے ۳ر فی جلد کے حساب سے دس پندرہ بیس پچاس ۔سو جتنی جلدوں کی وسعت ہو اتنی جلدوں کی قیمت آپ کو دیدیجائے اور آپ قیمت ۱۰ر کر دیں مگر صرف غیر احمدیوں کے لئے ۔سردست آئینہ حق نما کی پندرہ جلدوں کے ۳ر فی جلد کے حساب سے ۱۲؍۳ پیش کرتا ہوں ۔پندرہ جلدوں کے لئے دس آنہ فی جلد کا اعلان غیر احمدیوں کے لئے آپ الحق میں شائع کر دیں ۔ امید ہے اور بھائی بھی توجہ کرینگے ۔ بالخصوص جو آئینہ حق نما کی اشاعت میں زیادہ کوشاں تھے ۔ مثلاً اخی المعظم مولوی عمر دین صاحب شملوی و حافظ عبد المجید خان صاحب منصوری بھائی کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی و مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مونگیری وغیرہ ۔ اس پر بھی اگر غیر احمدی توجہ نہ کریں تو پھر کوئی اور تجویز ہونی ہونی چاہئے ۔ سردست جو ذہن میں آیا ۔ عرض کر دیا ہے ۔ والسلام مختار احمد شاہجہانپور

میری تجویز میں اپنے معزز و محترم بھائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کو سلسلہ کی تائید میں جو کتب ہوں اُن کی اشاعت کا بہت شوق اور دل سے خیال ہمیشہ رہتا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا ۔ مگر میں آپ کی اس مبارک تحریک پر اتنا مستزاد کرتا ہوں کہ آئینہ حق نما کی موجودہ قیمت ۳ ا ہے ۔ جو قریب قریب لاگت کے ہے اور ۳ر فی جلد محصولڈاک صرف ہوتا ہے ۔ گویا فی نسخہ ایک روپے کو معہ محصولڈاک خریدار کو ملتا ہے ۔ اب اگر ۱۰ر قیمت غیر احمدیوں کے لئے کر دی جاوے تو ۳ر محصول ڈاک لگا کر ۱۳ر ہوں گے جو غیر احمدیوں کی حمیت دینی پر نظر کرنے سے امید نہیں پڑتی کہ وہ دین کے واسطے ۱۳ر بھی خرچ کرنا گوارا کریں ۔ اس لئے میں بجائے ایک روپیہ قیمت معہ محصول ڈاک کے غیر احمدیوں کے لئے ۸ر قیمت کرتا ہوں اور وہ اس طرح کہ جو تین آنہ حسب تحریک آپ کے احمدی احباب اس کے متعلق عطا فرماویں وہ تو اس کے محصول ڈاک میں لگائے جاویں ۔ اور غیر احمدیوں سے صرف ۸ر قیمت لی جاوے ۔ اس تجویز میں اصل قیمت ۱۳ر میں سے ۵ر میں اپنی طرف سے کم کرتا ہوں اور محصول ڈاک کے ۳ر احمدی انجمنیں ادا کر دیں ۔ جتنی جلدوں کا محصولڈاک بحساب ۳ر فی جلد مجھے وصول ہوتا ہوتا جائیگا اتنی جلدیں غیر احمدیوں کو ۸ر قیمت پر دیتا جاؤنگا اور الحق میں اعلان ہوتا رہیگا کہ فلاں انجمن سے یا فلاں احمدی بزرگ سے اس قدر جلدوں کا محصول ڈاک وصول ہوا ہے ۔ پس اس قدر جلدیں غیر احمدیوں کو بحساب ۸ر فی جلد کے دیجا سکتی ہیں ۔

دوسری تجویز اگر کوئی بزرگ احباب سلسلہ میں سے مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کو دس آنہ فی جلد کے حساب سے بغرض تقسیم آئینہ حق نما دیا جائے گا ۔ بشرطیکہ دس جلد سے کم کی درخواست نہ ہو ۔ اور محصول ڈاک اُن کے ذمہ نہ ہو گا ۔ صرف فیس منی آرڈر وہ ادا کریں گے یعنی دس جلد کی قیمت یا اس سے زیادہ جس قدر جلدیں تقسیم کرنا چاہیں اُن کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بحساب ۱۰ر فی جلد بھیجدیں ۔ تو ان کو مطلوبہ جلدیں محصول پارسل اپنے پاس سے ادا کر کے ارسال کر دونگا لیکن یہ بھی غیر احمدیوں میں تقسیم کرنے کے لئے ۔ امید ہے کہ ان ہر دو تجاویز کو اخبارات سلسلہ اپنے اپنے معزز خریداروں میں بغرض اطلاع تمام احمدی برادران کے شائع کر دینگے ۔

غیر احمدیوں کیلئے آئینہ حق نما کی تخفیف قیمت کا اعلان

اس وقت پندرہ جلدیں (جن کا محصول ڈاک اخویم سید مختار احمد صاحب سلمہٗ نے عطا فرمایا ہے) غیر احمدی حضرات کو بقیمت ۸ر دیجا سکتی ہیں ۔ جن حضرات کو ضرورت ہو وہ درخواست بھیجکر ۸ر میں کتاب مذکور دفتر الحق دہلی سے منگا لیں صرف ۸ر کا وی پی کیا جائیگا ۔

انجمن نعمانیہ لاہور کا پچیسواں سالانہ جلسہ

انجمن نعمانیہ لاہور کا پچیسواں سالانہ جلسہ اس کے اپنے مکان واقعہ ٹکسالی دروازہ مقابل تحصیل لاہور میں بتاریخ ۲۷-۲۸-۲۹ ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء مطابق ۱۷-۱۸-۱۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ بایام جمعہ ۔ ہفتہ اتوار ہونے والا ہے جس میں بفضلہ تعالیٰ مشاہیر علماء ۔ مقررین ناظمین شریک ہو کر حاضرین کو اپنے وعظ فیض بیان سے مستفید فرمائینگے برادران اسلام اس محض جلسہ دینی میں جس میں کوئی دُنیاوی شائبہ نہیں ہے ۔ شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں ۔ اور انجمن کی امداد قلمی ۔ درمی ۔ قدمی فرما کر ذخائر حسنات جمع فرمائیں جو صاحب اپنا تحریری مضمون یا نظم بھیجنا چاہیں وہ قبل از ۲۰ ۔ دسمبر ۱۹۱۲ء ارسال فرمائیں ۔

اور جو صاحب شریک جلسہ ہو کر انجمن کی عزت افزائی فرمانا چاہیں وہ اپنی تشریف آوری کی اطلاع معہ تعداد ہمراہین سے ۲۰ر دسمبر ۱۹۱۲ء تک مطلع فرماویں اور بستر ہمراہ لاویں ۔

خاکسار محرم علی چشتی

دیارِ محبوب سے نامۂ محمود (ایدہ اللہ الودود)

سب خوبیوں میں کامل پاکان حق میں شامل
محمود ابن مہدی یہ نوجواں ہمارا

اس ہفتہ کی ولائتی ڈاک ہمارے اولوالعزم مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ومتعنا اللہ بطول حیاتہ کے کئی خط لیکر آئی جو ہمارے سید و مولیٰ امام حضرت امیر المومنین کے نام ہیں۔ ان خطوط کو پڑھکر ہر ایک احمدی کا دل دعا کے لئے جوش سے متحرک ہوگا میری اپنی تو یہ حالت تھی کہ حضرت امیر المومنین رضؓ اپنی غائت شفقت سے جب ان خطوط کا مضمون آج ۲ دسمبر کو مجھے زبانی سُنا رہے تھے تو تواجد کی حالت پیدا ہو رہی تھی اور میں حضرت کے چہرہ کو دیکھتا اور اُن کی آواز کو سُنتا تو اس سے مجھے ایسا معلوم ہوتا کہ آپ پر جوانی کا زمانہ عود کر آیا ہے۔ چہرہ پر مسرت (ایسی مسرت جو حمد الٰہی سے ملی ہوئی ہو) کا خون دوڑتا تھا اور آواز میں بھی جوش ایسا جوش جو حمداً للہ وشکراً للہ سے مملو ہوا پایا جاتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ایک فقرہ کا مفہوم جب آپنے سُنایا کہ دعاؤں کی بڑی تحریک ہوئی۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور نے خود ایک مرتبہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی فیوضات میں سے یہ بات بتائی تھی کہ دعاؤں کے بڑے موقعہ ملتے ہیں۔ غرض حضرت امیر المومنین رضؓ کو بڑی خوشی ان خطوط کو پڑھکر ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے محض فضل سے یہ خطوط مجھکو مل گئے ہیں۔ میں احمدی قوم میں دیارِ محبوب سے آئے ہوئے نامۂ محمود کو شائع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ ان خطوط کے مطالعہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی پاک سیرۃ۔ ان کے پاک مقاصد و اغراض کا پتہ لگیگا۔ کیونکہ سیرۃ کا مطالعہ کسی شخص کی خواہشوں اور دعاوں سے خوب ہوتا ہے۔ کاش یورپ کے سوانح نگار اس لطیف اصل کو سمجھتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف کو اس نکتہ معرفت سے دیکھتے۔ میری آرزو ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ اسی رنگ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف دکھاؤں۔ بہرحال حضرت صاحبزادہ صاحب کی دعاؤں سے آپ کی سیرۃ کا پتہ لگیگا۔ ان خطوط پر میں اس وقت اور کوئی ریمارک نہیں کرتا شوق محبت بہت کچھ لکھوانا چاہتی ہے اور اشاعت کی عجلت قلم روکنے پر مجبور کرتی ہے اس لئے اصل خطوط کو ذیل میں درج کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ احباب اپنے اولوالعزم مخدوم کے لئے بیش از بیش دعائیں کریں جو ان کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل کے مقامات میں بھی دعائیں کر رہا ہے۔ عجیب بات ناظرین کو یہ معلوم ہوگی کہ ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ ایدہ اللہ بنصرہ نے صاحبزادہ صاحب کو حج سے دار الامان واپس آنیکا خط لکھا دوسری طرف خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ وہ جنوری یا فروری میں واپس آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسول حضرت احمدؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جو فرمایا تھا کہ انی معك و مع اھلك۔ وہ وعدے پورے ہو رہے ہیں خدا تعالیٰ ہمیں ان پر شکر گذاری کی توفیق دے۔ آمین! ایڈیٹر

پہلا خط جو سویز سے دیارِ محبوب کو جاتے ہوئے لکھا

سیدنا و امامنا

السلام علیکم۔ کل سویز خدا کے فضل سے آگئے اور خواب جو میں نے لکھی تھی اس کی تصدیق بھی ہوگئی۔ کیونکہ جو جہاز آج پیر کو جاتا تھا اس میں جگہ نہیں مل سکی اور وہی جواب ملا کہ ٹکٹ اس جہاز کے ختم ہو چکے ہیں کسی اگلے جہاز پر جگہ بنا دی جائیگی ایک جہاز کل منگل ۲۹ انتیس اکتوبر کو جاتا ہے اس کے ٹکٹ کے لئے کوشش کر رہے ہیں لیکن بہت مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہزارہا حاجی یہاں ہم سے پہلے آیا پڑا ہے۔ آجکل مصر سے حجاج کے لئے روزانہ ایک دو جہاز روانہ ہوتے ہیں۔ اور آخری جہاز وہ ہے جس پر پہلے جانے کا ارادہ کیا تھا اور اگر اسی پر آتے تو اغلب تھا کہ رہ جاتے اب بھی کہ ایک ہفتہ پہلے آگئے ہیں جگہ ملنے کی دقت ہو رہی ہے۔ مصر سے اکہتر ہزار ۷۱۰۰۰ حاجی کے لئے ٹکٹ شائع ہو چکا ہے۔

کل پورٹ سعید سے سویز آتے ہوئے سیکنڈ کلاس میں پانچ آدمی میرے ساتھ اور سوار تھے ایک تو

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت پیشگی لی جاہیئی

عوام سے — صہ
خواص سے — ۵ع
ہندوستان سے باہر — سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے — سے

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

چھپا کر بیم بانو گرآگی چھاپا و قادیان بھیجی | ایڈیٹر :- شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بھیجی شفا بھیجی غرض دارالامان بھیجی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان - ۷ دسمبر ۱۹۱۲ء | نمبر ۳۷

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اُس کو پانی کر دیتا ہے۔ درد سر ریاح جیسے ٹیس چمک جھٹکے رگوں میں لہر کنپٹی سی جسقدر تکلیف ہو۔ اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے۔ درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے۔ نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو۔ اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں۔ سر اگر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے۔ ان دنوں لوگ ذرا ذرا باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں۔ کام میں یا مفت کی باتوں میں۔ فکر و تردد میں۔ عیش و عشرت میں۔ دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکائتیں سر پر آجاتی ہیں اور ہائے رے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۱۲ آنہ کی

ایک شیشی ۶ر محصول ڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۵ر بارہ ڈبیہ تک ۶ر

کھانسی کی دوا

یہ دوا ایسی کھانسی و کف کی بیماری ہو اُس کو آرام کرتی ہے اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی سے بچانا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا۔ (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا۔ قیمت بڑی شیشی بتیس خوراک قیمت ایک روپیہ پیکنگ و محصول ڈاک ۶ر دو شیشی تک ۸ر چھوٹی شیشی سولہ خوراک قیمت ۸ر محصول ڈاک ۵ر دو شیشی تک ۶ر

اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر فیوڈٹری چیف پیٹنہ اسسٹنٹ بولانگر ضلع سمبل پور سے لکھتے ہیں۔ جناب من آپ کی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہوگئی مجھے صرف سات خوراک سے زیادہ پینی کی ضرورت نہ ہوئی۔ کھانسی کو اس دوا نے بہت جلد اثر دکھایا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اُس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے ۔۔۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

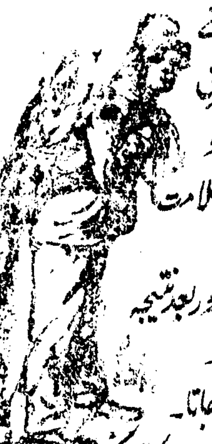

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

ناتھرت سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

متواتر رہ کر ان لوگوں سے تعلیم حاصل کرے۔ میرے جیسا آدمی جو حج کا ارادہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ اس سفر میں خرچ کرنے کا تھا۔ ان سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا میں تو اگر شوق حج نہ کر لیتا۔ تو یہ سفر میرے لئے مشکل ہو جاتا۔ اس شہر کی خوشنمائی دنیا میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ مگر طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ ہندوستان دین کے لحاظ سے سب ملکوں سے بڑھا ہوا ہے اور قادیان تو ایسی جگہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ دین کی توجہ کوئی لوگ نہیں سمجھتے صرف چار دن کے قیام اور دوران سفر جہاز میں بہت سے لوگوں سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ بہت نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ تبلیغ کی ان کو ضرورت ہے جو جھوٹے مذہب پر ہیں اور جو حق پر ہیں ان کو تبلیغ کی کیا حاجت۔ اگر کوئی لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو ہوں۔ ہم تو الحمد للہ مسلمان ہیں۔ جب ان کو سمجھایا گیا تو حیران ہوئے اور اقرار کیا کہ اب تک ہم ضرورت تبلیغ وتعلیم کو سمجھے ہی نہیں تھے اور کبھی خیال بھی نہیں کیا اگرچہ چار دن ٹھہرنے کا ہی اتفاق ہوا لیکن جہاز میں تین دن مصریوں کا ہی ساتھ رہا اور مصر کے اچھے اچھے لوگ سب بلاد کے حج کو جا رہے تھے سب سے میں نے ملاقات کی چونکہ ان میں ہماری نسبت تعصب نہیں اس لئے کچھ مخالفت کے بعد مان لیتے ہیں اور زیادہ ہٹ نہیں کرتے اور تھوڑی سی گفتگو کے بعد محبت کرنے لگ جاتے تھے اور خود بلا بلا کر گفتگو کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ لوگ عرب ہونے پر افتخار کرتے ہیں لیکن تمام تھرڈ کلاس والے عرب صاحب کو اپنا شیخ بنا بیٹھے تھے اور ہر ایک ان سے آکر فتوی پوچھتا تھا اور مناسک حج دریافت کرتا تھا اور سکینڈ فسٹ والے میرے پیچھے پڑے ہوئے تھے خصوصاً مصری جہاں ملتے گفتگو شروع کر دیتے اور بلا کر پاس بٹھا لیتے مگر قہوہ اور کافی کی عادت نہ تھی۔ اس لئے ان لوگوں کو بہت تکلیف اور حیرت ہوتی تھی کیونکہ میں ان کا ساتھ نہ دے سکتا تھا۔ قہوہ کی ایک پیالی تو خیر پینی آسان ہے لیکن کافی پینا تو بہت مشکل کام ہے۔ کافی سخت کڑوی چیز ہے وہ اس پر حیران ہوتے اور مجھ پر رحم کرتے تھے کہ یہ اس نعمت سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا ایک شخص مجھے کہنے لگا کہ کیا ہندوستانی کافی نہیں پیتے یہ تو بڑی نعمت ہے۔

حج کی قدر اور اس کی عظمت حج کے بغیر نہیں معلوم ہو سکتی۔ واقعی جو دعا اور توجہ الی اللہ اس سفر میں دیکھی ہے وہ کبھی نہ دیکھی تھی۔ سینکڑوں زبانوں کے بولنے والے لوگوں کو جہاز میں اکٹھا دیکھ کر اور ان کی لبیک لبیک کی آواز سن کر ایسی رقت اور محبت پیدا ہوتی تھی۔ کہ اندازہ سے بڑھ کر رسول کریم کے کمالات پر تعجب آتا تھا کہ مکہ سے اُٹھ کر اس نور نے دنیا کے کس کس گوشہ کو روشن کر دیا آخر وہ کیا قوت قدسی تھی جس نے کروڑوں نہیں اربوں کو ضلالت سے نکال کر ہدایت کا راستہ بتا دیا رابغ پر پہنچتے وقت جب لبیک لبیک کا نعرہ اُٹھا اور میں نے ترکوں کو لبیچ لبیچ کہتے سنا تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ یہ لوگ لفظ تو درست بول نہیں سکتے لیکن آنحضرت صلعم کی دعاؤں آہ وزاریوں نے ان کو کھینچ کر راہ اسلام دکھا دی رابغ کے قریب اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو دعاؤں کے لئے کھول دیا اور بہت دعا کی توفیق ملی قدرت الٰہیہ اور اس کے فضل کے قربان جاؤں کہ دو ترک جو اردو تو الگ عربی بھی نہیں جانتے تھے ایک میرے دائیں اور ایک میرے بائیں کھڑے ہو گئے اور نہایت درد دل سے

آمین آمین

پکارنے لگے۔ فوراً میرے دل میں آیا۔ کہ یہ قبولیت کا وقت ہے کہ خدا نے یہ لوگ میرے لئے آمین آمین کہنے کے لئے بھیج دیئے ہیں اور حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اس وقت میں نے اپنے لئے حضور کے لئے حضور کے خاندان کے لئے۔ اپنی والدہ اور سارے خاندان کے علاوہ احباب قادیان۔ احمدیوں اور بہر حالت اسلام کے لئے بہت دیر تک دعا کی اور وہ دونوں ترک برابر آمین آمین کہتے رہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

میں حیران ہوں کہ

میں* تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

کونسی بات تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس پاک زمین کی زیارت کی توفیق دی فضل! فضل! فضل! دعا کی بہت ضرورت ہے گو اس ملک میں دل خوش ہے لیکن جسم بیمار ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ مدینہ سے شام کے راستہ مصر ہوتے ہوئے جنوری یا فروری کو واپس ہندوستان روانہ ہو جاؤں۔ و من اللہ التوفیق۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

جہاز فیروزی آگیا۔ میر صاحب کو ملنے جا رہے ہیں۔

---

* ایسے نالائق پر دنیا کی ساری لیاقتیں نثار ہوں۔ ایدک اللہ بنصرہ العزیز۔ ایڈیٹر

کوئی یورپین تھا اور چار مسلمان دو یہودی ساتھ تھے غالباً جنوبی حصہ مصر کے اور ایک محکمہ تار کا کوئی افسر تھا اور ایک ریلوے کا انسپکٹر۔ ان سے گفتگو ہوتی آئی اور میں نے انہیں موجودہ حالات اسلام پر توجہ دلائی اور بتایا کہ کس طرح مذہبی اور دُنیاوی دونوں طور سے مسلمان گر رہے ہیں اور مسیحی غلبہ پاتے جا رہے ہیں اور پھر وفات مسیح کا مسئلہ اور حضرت صاحب کا دعویٰ پیش کیا۔ اور اتحاد کی ضرورت اور تعلق باہمی کے بڑھانے پر زور دیا قریباً تین گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی ان میں سے جو شخص محکمہ تار کا افسر تھا وہ عربی زبان کے علاوہ انگریزی۔ فرانسیسی اور اٹلی کی زبانیں جانتا تھا۔ خدا کے فضل سے ان پر ایسا اثر ہوا۔ کہ ان سب نے قریباً مجھ سے میرا پتہ لکھوا لیا اور اس شخص نے جو کئی زبانیں جانتا تھا وعدہ کیا کہ میں ان سب خیالات کو اخبار العلم میں جو یہاں کا روزانہ اخبار ہے شائع کردوں گا اور آپ سے ان باتوں کی نسبت آئندہ خط و کتابت کرتا رہوں گا۔ پھر وہ میرے ساتھ سب اسباب لایا اور ایک لوکندہ تک لا کے اطمینان کرکے کہ اب کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ پھر اپنے کام کو گیا۔ ورنہ سویز میں ہمیں بہت تکلیف ہوئی یہ خدا ہی کا فضل ہے اس نے یہ بھی اپنے دوسرے ساتھی سے جو ریل کا انسپکٹر تھا فیصلہ کیا کہ ہم آئندہ اس قسم کی انجمن قائم کریں جس کی غرض اشاعت اسلام اور اتحاد بین المسلمین ہو۔ میری طبیعت برابر کمزور ہو رہی ہے۔ آج اسقدر سر درد تھی کہ دن کو سونا پڑا۔ جس سے طبیعت پر اور بھی بد اثر پڑا۔ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ والدہ ناصر کچھ بیمار ہیں۔ جیسے سل کی ابتدا ہوتی ہے۔ ان کی والدہ کو چونکہ ایک دفعہ یہ مرض ہو چکی ہے مجھے ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ نہ معلوم خواب کی کیا تعبیر ہے لیکن حضور دعا فرمائیں۔ عورتوں کو خاوندوں کی جدائی کا بھی ایک صدمہ ہوتا ہے اور اس سے جسمانی بیماریوں کا بھی ایک خطرہ ہوتا ہے۔ دعا کی سخت ضرورت ہے۔ حضور کی دعا سے اس وقت تک ہر جگہ اللہ تعالیٰ بااخلاق لوگوں سے ہی پالا ڈالتا رہا ہے۔ عرب صاحب بھی تبلیغ میں مشغول رہتے ہیں۔ والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد از سویز

دوسرا خط جو جدہ پہنچکر ۲ نومبر ۱۹۱۲ء کو لکھا

سیدی و آقائی و استاذی

السلام علیکم۔ کل بتاریخ یکم اکتوبر* اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت جدہ پہنچ گئے۔ کل جس وقت اُترا ہوں گو میرا بدن بہت گرم تھا اور سخت سر درد ہو رہی تھی لیکن چونکہ مصری جہاز کے مسافروں کو دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی اور بغیر کسی مزاحمت کے گذر گئے۔ میرا خیال تھا کہ میر صاحب اس وقت تک پہنچ گئے ہوں گے لیکن معلوم ہوا کہ وہ ابتک نہیں پہنچے۔ کیونکہ ان کا جہاز ابھی دو دن تک آئیگا سو انشاء اللہ وہ یا تو آج تشریف لے آئینگے یا کل۔ میں انشاء اللہ جدہ میں ان کا انتظار کرونگا اور جب وہ تشریف لائینگے تو ان کے ساتھ مل کر انشاء اللہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہونگے۔ عرب صاحب بخیر و عافیت ہیں۔ میری صحت بدستور کمزور ہے بہت خفیف سی کھانسی ہے اور حرارت سی معلوم ہوتی ہے چونکہ تھرمامیٹر نہیں لیا اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ واقع میں بھی ہے یا معدہ کے نقص سے معلوم ہوتی ہے۔ سر درد روزانہ ہو جاتی ہے۔ کبھی پیٹ میں درد ہو جاتی ہے شائد اختلاف غذا کی وجہ سے ہے۔

مصر میں پہلے دن تو کچھ لکھے پڑھوں سے ملاقات ہوئی تھی جس کی وجہ سے میں یہ سمجھا کہ شائد سارے زبان ایسی ہے لیکن تین دن کے بعد کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ بہت ہی خراب زبان ہے۔ عوام الناس کی زبان کا سمجھنا تو کارے دارد ہے۔ میں تو خیر زبان محاورہ جانتا ہی نہیں۔ لیکن اکثر اوقات عرب صاحب بھی کہتے تھے کہ میں نہیں سمجھا۔ الفاظ بھی بدل دیئے ہیں ایسے ملک میں تو شائد آدمی پانچ سال میں بھی زبان نہ سیکھ سکے۔ جہاز میں خاص قاہرہ کے آدمی بھی ملے ان کی زبان بھی ویسی ہی تھی حالانکہ بعض ان میں سے بڑے بڑے آدمی تھے لیکن چونکہ زیادہ مدت رہنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ابھی درست رائے قائم نہیں کر سکے اب یہاں جدہ میں اس وقت تک جتنے آدمیوں سے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ خوب زبان فصیح بولتے ہیں۔ لیکن نہ معلوم کل تک یہ رائے قائم رہتی ہے یا نہیں۔ جو عرب قادیان میں دیکھے تھے۔ ان سے ان کی زبان مختلف ہے۔ کل ایک دس گیارہ برس کے لڑکے نے کہا کہ

مراکب الحجاج تکون مشحونا

مشحون کا لفظ اس سے سُن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ قرآن کریم کا لفظ ہے۔ مصر میں بہت سے لوگوں سے سنا کہ کہتے تھے اربعہ یوم۔ ستہ یوم۔ خمسہ یوم یہاں ایک اور لڑکے نے کہا اربعۃ ایام۔ وہاں کسی پڑھے لکھے آدمی کے مُنہ سے کبھی ایام نہیں سُنا سب یوم یوم ہی کہتے تھے۔ میاں ابوبکر صاحب کہتے ہیں کہ مکہ کی زبان یہاں سے بھی صاف ہے۔ ہاں مصر کے لوگوں سے اور دوسروں سے یہ سُنا ہے کہ مصر میں لغت اور حدیث کے بعض بڑے بڑے عالم ضرور موجود ہیں اگر یہ درست ہے تو مصر سے آدمی یہ فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ ایک دو سال تک

نوٹ* غالباً نومبر ہے کیونکہ جدہ کی مہر ۲ نومبر کی ہے۔ ایڈیٹر

بیت الحرام سے لکھا ہوا نامہ محمودؔ
(تیسرا خط)

سیدی و امامی و استاذی

السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عنائت سے بخیر و عافیت میر صاحب سمیت کل بتاریخ سات اکتوبر* کو مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور عنائت ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے پاک اور مقدس مقام کی زیارت کا موقعہ دیا کل جب مکہ کی طرف اونٹ آرہے تھے۔ دل کی عجیب کیفیت تھی کہ بیان نہیں ہوسکتی محبت کا ایک جوش دل میں پیدا ہو رہا تھا اور جوں جوں قریب آتے تھے دل کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی حکومت اور ارادہ کے ماتحت کہاں سے کہاں کھینچ لایا۔ پہلے مصر کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ خیال آیا کہ راستہ میں مکہ ہے اس کی زیارت بھی کرلیں پھر خیال ہوا کہ حج کے دن ہیں ان سے بھی فائدہ اٹھایا جائے غرض کہ ارادہ مصر سے مکہ اور حج کا ہوا اور آخر اللہ تعالیٰ نے وہاں پہنچا دیا مجھے مدت سے حج کی خواہش تھی اور اس کے لئے دعائیں بھی کی تھیں۔ لیکن بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی کیونکہ وہاں کے راستہ کی مشکلات سے طبیعت گھبراتی اور یہ بھی خیال تھا کہ مخالفین کوئی شرارت نہ کریں۔ لیکن مصر کے ارادہ سے یہ خیال ہوا کہ مصر جانا اور راستہ میں مکہ کو ترک کر دینا ایک بیحیائی ہے اس میں تو کچھ شک نہیں کہ جدہ سے مکہ تک کا سفر نہایت کٹھن ہے اور میر صاحب تو قریباً بیمار ہو گئے اور مجھے بھی سخت تکلیف ہوئی اور تمام بدن کے جوڑ جوڑ ہل گئے لیکن بڑی نعمتیں بڑی قربانیاں بھی چاہتی ہیں اس بڑی نعمت کے لئے یہ تکلیف کیا چیز ہے مدینہ کا راستہ اور بھی طویل اور کٹھن ہے لیکن چند دن کی تکلیف ان پاک مقامات کے دیکھنے کے لئے کہ جہاں رسول کریم فداہ ابی و امی نے اپنی بعثت نبوت کا ایک روشن زمانہ گذارا۔ کیا چیز ہے! میرا دل تو اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر قربان جا رہا ہے کہ وہ کس حکمت کے ساتھ مجھے اس جگہ لے آیا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ اول تو اس جہاز سے جو مصر جاتا تھا رہ گئے لیکن بعد میں جب اصرار کرکے دوسرے جہاز میں سوار ہوئے تو مصر پہنچتے ہی خواب آیا کہ حضرت یا آپ فرماتے ہیں کہ فوراً مکہ چلے جاؤ پھر شائد موقعہ ملے کہ نہ ملے چنانچہ دو جہاز چلے گئے اور ہم ان میں سوار نہ ہوسکے جس سے خواب کی تصدیق ہوگئی اس طرح مصر کی سیر بھی نہ کرسکے اور جب مکہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اب مصر نہیں جاسکتے کیونکہ گورنمنٹ مصر کا قاعدہ ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جو مصر کے باشندے ہوں حج کے بعد چار مہینہ تک کوئی شخص حجاز و شام سے مصر نہیں جاسکتا اس طرح گویا اگر میں مصر جانا چاہوں تو مجھے اپریل تک وہاں جانے کی اجازت نہیں۔ اپریل کے آخر میں وہاں جاسکتا ہوں پہلے تو اس خبر کو میں نے عجیب سمجھا تھا لیکن بعد میں حاجی علی جان والے جو دہلی کے سوداگر ہیں ان کے یہاں سوداگر ہیں اُن سے معلوم ہوا کہ واقعی حکم یہی ہے اور چونکہ ان کے کاروبار ان دیار میں جاری ہیں ان کو یقینی علم ہے ایک اور شخص نے بتایا کہ میں پچھلے سال شام میں تین ماہ تک رکا رہا اور اس مدت کے گذرنے پر پھر مصر کے داخلہ کی اجازت ملی اب اس صورت میں مصر کا واپس جانا فضول معلوم ہوتا ہے حج کے بعد چار ماہ تک مصر کے داخلہ کا انتظار کرنا فضول ہے میں نے تو ان سب واقعات کو ملا کر یہی نتیجہ نکالا ہے کہ منشائے الٰہی مجھے حج کروانے کا تھا اور مصر کا خیال ایک تدبیر تھی میں تو اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر قربان ہوں کہ میرے جیسے گنہگار انسان کی کیا حقیقت تھی کہ اس پر اسقدر لطف و عنائت کی نظر ہوتی اور اس طرح اُسے ایسے پاک مقامات کی زیارت کروائی جاتی مگر خدا تعالیٰ کا پیار بھی اپنے بندوں سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ وہ تو محسن ہے مگر ہماری طرف سے ناشکری ہوتی ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

کل عمرہ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے امید سے بڑھ کر دعاؤں کی توفیق دی اور میں نے حتی المقدور حضور کے لئے حضور کے خاندان کے لئے کل احمدی جماعت اور اسلام و مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں زیارت بیت اللہ کے وقت بھی اور صفا و مروہ کی سعی کے وقت بھی خصوصاً جماعت کی ترقی اور آپس کے اتحاد و مودت کے لئے واللہ المجیب۔

غلام چونکہ اب کم آتے ہیں اور بہت رکاوٹ ہے اس لئے بہت گراں ہیں اس لئے کم سے پانچ سو روپیہ کو ایک غلام آتا ہے ورنہ سات آٹھ سو کو آتا تھا میرا خیال ہے کہ بچوں کو عربی سکھلانے کے لئے ایک عورت اگر ہوسکے تو ملازم رکھ لاؤں۔ نجد کی عورتیں جن کی زبان نسبتاً بہت سلیس ہے آج کل بکثرت مکہ میں آئی ہوئی ہیں کیونکہ ابن رشید نے ان کے دیار کو لوٹ لیا ہے۔ والسلام

میر صاحب السلام علیکم عرض کرتے ہیں وہ اس صورت میں مدینہ جائینگے کہ میرا مصر جانا نہ ہوا ورنہ حج سے واپس آجائینگے

خاکسار مرزا محمود احمد

* غالباً نومبر ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سالانہ جلسہ

الحکم میں دو آرٹیکل سالانہ جلسہ کے متعلق نکل چکے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحب نے مندرجہ ذیل چٹھی بغرض اشاعت بھیجی ہے میں اپنے ناظرین کو اس پر عملی غور کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہمارا سالانہ اجتماع جو ۲۵-۲۶-۲۷- دسمبر کو ہوگا قریب آرہا ہے اس سالانہ جلسہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ اور ہم اج اس کے ہاتھ پر بک چکے ہیں یہ فرض ہے کہ آپ کی اُٹھائی ہوئی بنیادوں کی تکمیل میں پوری ہمت اور عزم سے لگے رہیں۔ آپ کی غرض اس سالانہ اجتماع کی بنیاد ڈالنے سے آپکے ہی پاک الفاظ میں یہ تھی کہ تا ہماری جماعت کے لوگ بہ نیت استفادہ ضروریات دین ومشورہ اعلائے کلمۂ اسلام" اکٹھے ہوا کریں۔ سو بحمد اللہ یہی مقصد ابتک اس اجتماع میں ہمارے مدنظر ہے استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۂ اسلام یہ دونوں وہ پاک اغراض ہیں جن کے لئے قرون اولیٰ کے پاک لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں اور ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کو اُٹھا کر ان اغراض کے حصول میں لگے رہتے تھے۔ جب سے مسلمانوں نے ان پاک مقاصد کو اپنی نظروں سے پرے ہٹادیا اسی وقت سے ان کے مصائب کا بھی آغاز ہوا۔ اُنہوں نے تو آرام طلبی کے لئے اس مشکل راہ کو چھوڑنا چاہا تھا۔ مگر اس کو چھوڑ کر انہیں بہت بڑی بڑی مشکلات اُٹھانی پڑیں اور دنیا میں سے ان کی سلطنت ان کی شوکت۔ ان کی عزت سب کچھ اعلائے کلمۂ اسلام کے مقصد عالی کو چھوڑنے کے ساتھ ہی رخصت ہوگئے پس یہ نہایت ہی تنگدلی اور ناسمجھی کے خیالات ہیں۔ جو دلوں میں ایسے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ کہ سالانہ جلسہ پر ہمارا اس قدر روپیہ خرچ ہو جاویگا یا سفر میں ایسی تکالیف پیش آویں گی۔ خدا کی راہ میں ان باتوں کو خوشی سے برداشت کرنا سیکھو۔ تاکہ تمہارے اندر ایک پاک روح پیدا ہو کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچے گو آجکل دُنیا میں بھی جو لوگ کچھ کام کرنا چاہتے۔ وہ بھی اس اجتماع کے اصول کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد نے ہمارے لئے اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کو دُنیا کے لوگوں کی تقلید میں ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس راہ پر چلایا اور اب تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہر سال کس قدر نئے برکات کا موجب یہ ہمارا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ جب تک تم اس پاک نیت کو دل میں لے کر آتے ہو۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بنا ڈالی تھی تو تمہارا ایک ایک قدم اللہ کی راہ میں اُٹھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی اخلاص سے اُٹھائے ہوئے قدم کو ضائع نہیں کرتا۔ ہاں اگر "استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۂ اسلام" کی نیت کو چھوڑ کر ادھر کا رُخ کرو۔ تو بیشک تم نے اپنا وقت بھی ضائع کیا۔ روپیہ بھی ضائع کیا اور تکلیف بھی ناحق اُٹھائی۔ مگر کس قدر فضل خدا کا ہم پر ہے کہ اس دوہری غرض کو پورا کرنے کے لئے ہمیں اس نے کس قدر اچھا سامان عطا فرمایا ہے یعنی ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح کے پاک وجود سے ضوریات دین کے استفادہ کا کیسا اچھا موقعہ دیا ہے جس سے بہتر اور مخلص ناصح دُنیا میں تمہیں کہیں نہیں مل نہیں مل سکتا۔ اور دوسری اعلائے کلمہ اسلام کی جو عملی صورتیں ہیں۔ ان کے متعلق سالانہ اجتماع میں تمہیں غور اور مشورہ کرنے کا موقعہ سلسلہ کے کاروبار کو دیکھ کر اور اس کی گذشتہ کارروائی کو سُن کر کیسا اچھا ملتا ہے۔ اور اس طرح پر یہ دونوں ضروریات جو ایک سچے مسلمان کے مقاصد میں سب سے اول ہونے چاہئیں۔ کس احسن طریق پر پوری ہو رہی ہیں۔

جو لوگ ہمارے احباب میں سے اکثر قادیان آتے رہتے ہیں وہ یہاں آنے کے فوائد کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔ مگر جماعت کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ انہیں سال میں اگر کوئی یہاں تک آنے کا موقعہ مل سکتا ہے تو وہ یہی سالانہ اجتماع کا موقع ہے پس ہر جگہ کے مخلص احباب کی خدمت میں میری یہ درخواست ہے کہ وہ دوسرے احباب کو اس نیک کام میں شمولیت کے لئے تحریک کریں۔ بعض احباب کو کئی کئی سال یہاں آئے ہوئے گذر گئے ہیں۔ ان کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح پر سلسلہ سے ایک قسم کی اجنبیت سی دل میں پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس کا اثر گو پہلے کھُلا کھُلا محسوس نہ ہو مگر تھوڑے دنوں میں طبیعت کا رنگ بالکل بدل جاتا ہے اس لئے سال میں ایک بار اس تعلق کو ضرور تازہ کر چاہئے۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ اجتماع ایک خاص غرض کے لئے قائم کیا ہے اور ہمارے ذمہ ایک نہایت ہی اہم ذمہ داری کا کام ڈالا گیا ہے۔ ہماری ذمہ واری دوسرے لوگوں کے برابر نہیں کہ ہم اگر خاموشی سے اپنے چند متعلقین کا پیٹ بھر دینے کا سامان کر دیں۔ تو ہماری غرض حاصل ہو گئی۔ نہیں بلکہ اس زمانہ میں اسلام کو دُنیا

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الہامات مرزا کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعا سے مدد کی اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ محض آپ کی دعا سے مجھے توفیق ہوئی۔ کہ اس کتاب کا مبسوط جواب میں ترتیب دے سکا۔ اب آپ نے کتاب مذکور کے جواب کو پسند فرما کر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی۔ اس لحاظ سے نہیں۔ کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں۔ بلکہ اس لئے کہ میرے

آقا

نے میری حوصلہ افزائی کی یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔

ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کر دیں۔ امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جو نہ ہر ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سیکڑوں جلدیں بھی شائع کر سکتی ہیں۔ بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کر دے۔ تو ایک ہزار سے زائد جلدیں شائع ہو سکتی ہیں یہ دوبارہ اشاعت کی تکمیل کا ہے اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاددہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔

صحت کس طرح حاصل کرنا

[illegible]

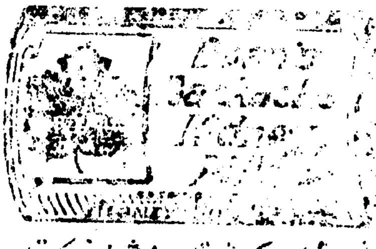

[illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز و طراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دہوکہ ہے۔

قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام ضعف کی شکائت ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکائت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائینگے۔

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا
قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی

کے چاروں کونوں میں پہنچانے کا کام اس سلسلہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ اب غور کرو۔ کہ اس ذمہ داری کو تم نے کہاں تک سنبھالا ہے اور ابھی کون سا حصہ اس کا پورا کیا ہے جو سست ہو رہے ہیں۔ وہ خدا کے لئے سستی کو چھوڑ دیں۔ ورنہ ایسا نہ ہو۔ کہ اس ذمہ واری کے ناقابل سمجھکر خدا کا ہاتھ انہیں الگ کر دے۔

پس اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بلند ہمتی سے کام لیں اور اگر کوئی مشکل نظر آئے تو اس پر غالب آنے کے لئے اور بھی ہمت کو بلند کریں۔ بہت سے دوست ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میرے دوستو چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد کے سامنے قربان کرنا سیکھو۔ جب تک اس گُر کو ہاتھ میں لیکر کام نہ کروگے۔ کامیابی کا مُنہ دیکھنا مشکل ہے۔ یاد رکھو کہ دُنیا کی ہر ایک غرض دین کے مقاصد کے سامنے ایک حقیر چیز ہے کیا ایک سال میں پانچ۔ سات یا دس دنوں کے لئے تم اپنے وطنوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور ایک نہائت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں سفر کرنے کے لئے خرچ نہیں کر سکتے؟ جب تم ان باتوں کو مانتے ہو تو عملی طور پر ان کو کر کے دکھاؤ۔ ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے۔ کون جانتا ہے۔ کہ جب وہ ایک نیکی کے موقعہ کو ہاتھ سے دیدیگا۔ تو اس کے کفارہ کے لئے پھر اسے دوسرا موقعہ بھی مل جائیگا۔ پس جو وقعہ ملتا ہے اسے غنیمت سمجھکر اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ کہ وہ کسی مشکل کو تمہاری راہ میں روک نہ ہونے دے۔

سالانہ جلسہ کی اطلاع کے ساتھ میں ایک دوسرے اہم امر کی طرف اپنے احباب کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کا سوال ہے۔ ۳۰ نومبر تک کافی روپیہ اخراجات جلسہ کے لئے ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئیے تاکہ اطمینان سے ضروری اشیاء مہیا کر لی جاویں۔ اخراجات جلسہ کا تخمینہ تین ہزار روپے سے کم کسی صورت میں نہیں۔ اور یہ اٹل ضرورت ہے۔ اور اسے پورا بھی احمدی جماعت نے ہی کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اُن کے نام خدا کے دفتر میں ہی لکھے جاتے ہیں اور نام بنام ان کا شکریہ ہم لوگ ادا نہیں کر سکتے اور ایسا کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔

اس سے پہلے یہ تجویز کی گئی تھی کہ سب احباب ایک ایک روپیہ اخراجات جلسہ کے لئے دیں۔ مگر چونکہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس طرح پر نہ ہی چندہ فراہم کرنے کا موقعہ ہوتا ہے اور نہ ہی اُس وقت ایسا انتظام ہو سکتا ہے اور علاوہ بریں اس وقت سب فنڈوں میں روپیہ کے کم ہونے کی وجہ سے بدوں روپیہ جمع ہوئے اخراجات جلسہ کا انتظام پہلے سے ہو نہیں سکتا۔ لہذا سب انجمنیں اس تجویز پر فوری عمل درآمد کریں۔ ایک روپیہ فی کس کم از کم چندہ وصول کیا جاوے اور جو احباب زیادہ وسعت رکھتے ہیں وہ زیادہ دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔ اگر ساری جماعت میں چار سو آدمی پانچ پانچ روپے دینے والے کھڑے ہو جاویں اور ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ۔ تو یہ رقم آسانی سے پوری ہو سکتی ہے۔ اگر مخلص احباب توجہ فرماویں۔ تو یہ تعداد جو اوپر لکھی ہے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ کانفرنسوں وغیرہ جلسوں میں شمولیت کے لئے پانچ پانچ روپے صرف ٹکٹ داخلہ کے بھی لوگ خوشی سے دیدیتے ہیں۔

انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی انجمنوں کے اجلاس اس تحریک کے پہنچنے پر فی الفور کریں اور فی الفور فہرستیں مرتب کر کے اور روپیہ وصول کر کے اطلاع دیں۔ ۳۰ نومبر تک جسقدر چندے وصول ہونگے اس کی اطلاع انشاءاللہ تعالیٰ سب احباب کو دی جاویگی۔ مکرر التماس یہ ہے کہ اس تحریک پر فوری کارروائی ہو۔

محمد علی سکرٹری
صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۰ نومبر ۱۹۱۲ء

منشی ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ کا نمک

ناظرین الحکم منشی ہاشم علی صاحب گرداور کے نام سے خوب واقف ہیں کوئی ایسی تحریک سلسلہ کی طرف سے نہیں ہوتی جس میں یہ مخلص بزرگ اپنی پوری قربانی اور ایثار سے کام نہیں لیتا ان کی خدمات مالی کو دیکھکر رشک آتا ہے انہوں نے کئی سال سے سالانہ جلسہ کے اخراجات نمک خرچ اپنے ذمے لے رکھے ہیں ان کی نیک تقلید سے کسی گذشتہ جلسہ پر لکڑی کا خرچ سید محمد یوسف صاحب نے لیا تھا اگر ایسی تحریکیں اس موقعہ پر ہوجایا کریں تو بہت آسانی ہو بہر حال اس خیال سے کہ دوسرے احباب کی بھی توجہ ہو میں منشی صاحب کا خط چھاپ دیتا ہوں احباب ایسے مخلص کے دین و دنیا کی بہتری و بھلائی کے لئے خصوصاً دعا کریں اور میں تو یہ ہے کہ ایسے خادمان دین کے لئے ملائکہ دعا کرتے ہیں ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

مخدوم سلام علیکم۔ جلسہ سالانہ پر جسقدر نمک خرچ ہوگا اس کی قیمت یہ عاجز دینے کو تیار ہے چنانچہ مبلغ عہ کے منی آرڈر رسلہ امروزہ میں بطور قیمت نمک کے الگ کر دیئے ہیں باقی قیمت بموقعہ جلسہ پوری کر دونگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلسہ کا تمام نمک ہم نے ہی دینا ہے

شرح قیمت جو ہر حال میں
پیشگی لی جائیگی

عوام سے صہ
خواص سے شدہ
ہندوستان سے باہر ۔ ے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔ سے ۱۲

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

چہ گویم باتو گر آئی بیاد قادیان بینی | ایڈیٹر :۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان ۔ دسمبر ۱۹۱۲ء | نمبر ۳۸

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہوجاتا ہے۔ یہ دوا لحظہ میں اُس کو پانی کردیتی ہے۔ درد سر ریاح جیسے ٹیس چمک ٹیک رگوں میں لہر کنپٹی سی جسقدر تکلیف ہو۔ اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے۔ درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے۔ نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو۔ اس دوا سے رفع ہوجاتا ہے۔ سر ہی نہیں۔ سر اگر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہوجاتا ہے۔ ان دنوں لوگ ذرا ذرا باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں۔ کام میں یا مفت کی باتوں میں۔ فکر و تردد میں۔ عیش و عشرت میں۔ دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکائتیں سر پر آجاتی ہیں اور ملئے رہے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۲ آنہ کی

کھانسی کی دوا

ایک شیشی ۶ محصول ڈاک ایک سے ۲ ڈبیہ تک ۵ بارہ ڈبیہ تک ۶

یہ دوا کیسی کھانسی و کف کی بیماری ہو اُس کو آرام کرتی ہے اس میں یہ فوائد ہیں (۱) سردی سے بچانا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا۔ (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا۔ قیمت بڑی شیشی بتیس خوراک قیمت ایک روپیہ پیکنگ و محصول ڈاک ۶ دو شیشی تک ۸ چھوٹی شیشی سولہ خوراک قیمت ۸ محصول ڈاک ۵ دو شیشی تک ۶

اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے مہاراجہ دلگنجن سنگھ بہادر فیوڈٹری چیف پٹنہ اسسٹنٹ لوانگر ضلع سمبل پور سے لکھتے ہیں جناب من آپ کی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہوگئی مجھے صرف سات خوراک سے زیادہ پینی کی نوبت نہ ہوئی۔ کھانسی کو اس دوا نے بہت جلد اثر دکھایا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

بچّوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اُس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئیے ۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہوجاتا ہے۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے۔
ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔
اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

انوار احمدیہ پریس قادیان پبلشر و پرنٹر شیخ یعقوب علی

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے تین رویاء جو خدا کے فضل سے پورے ہوئے

آپ نے دیکھا کہ ہندوؤں کے گھر میں میری شادی ہوئی ہے۔ اس کی تعبیر یہ بھی ہے کہ ہندوؤں پر میرا روحانی اثر بھی پھیلیگا۔ پھر میری ساس نے مجھ سے کہا کہ فلاں مندر کی پوجا کر آؤ۔ میں وہاں گیا ہوں۔ دو بُت دیکھے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ الٰہی میں تو بچپن سے موحّد ہوں۔ اس شرک سے محفوظ رکھ۔ پھر میں نے استغفار پڑھنا شروع کیا۔ جس سے ایک بُت گر گیا۔ پھر دوسرے بُت کی طرف میری توجہ ہوئی۔ مگر استغفار سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تو میں نے لاحول پڑھنا شروع کیا۔ جب میں نے دوسری دفعہ لاحول ولا قوۃ کہا تو وہ بھی گر پڑا۔ اس کے بعد شیطان کو میں نے دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں چمٹا ہے اور وہ میرے سر پر وار کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں نے جب لاحول پڑھا۔ تو وہ بھاگ گیا۔

اس کی تعبیر مجھے یہ سمجھائی گئی۔ کہ دھرم پال جس کی کتاب کا میں رد لکھ رہا تھا۔ عنقریب اس باطل کا بُت پاش پاش ہو جائیگا۔ چنانچہ اب اس نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ میں وید کو کلام الٰہی نہیں مانتا۔

دوم۔ میرا ارادہ تھا کہ ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کا جواب لکھوں۔ اس کے متعلق مجھے سمجھایا گیا کہ خدا خود ہی اس کے لئے سامان کریگا۔

دوسرا خواب

میں نے سلطان عبدالحمید کو دیکھا کہ ایک جھولدار چارپائی پر میلی توشک پڑی ہے اور وہ اُس پر بیٹھا دکن کی طرف مُنہ کئے رو رہا ہے اور کپڑا چاروں طرف سے سمٹا جا رہا ہے اس کے ہاتھ میں ایک خالی گھڑی ہے۔ میں نے چاہا کہ بھر دوں۔ مگر بھری نہیں گئی ہے۔ تعبیر اس کی یہ سمجھائی گئی ہے کہ سلطان عبدالحمید کی سلطنت کے عمائد اچھے لوگ نہیں اور اس کا ملک کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور میں نے دعا کرنی چاہی۔ مگر توفیق نہ دی گئی۔"

تیسرا خواب

دیکھا کہ امام موسیٰ رضا کا قبہ ہے۔ اس کی مسجد میں نماز کے بعد متعے ہوتے ہیں۔ دو پیسے سے لیکر ۲۴ روپے تک اجرت مقرر ہے۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا۔ بڑھیا ہے اس کی چندیا کے بال اُڑے ہوئے۔ جوئیں پڑی ہیں اور نہائت ہی گندہ۔ اس کے متعے کے متعلق میں نے کچھ گفتگو کی۔ اس کی تعبیر مشہد کی تباہی تھی۔ اور ان کی روحانی حالت پر مجھے مطلع کیا گیا۔ یہ دُنیا پرست اپنے آئمہ کی قبروں کو بھی نہیں بچا سکتے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے یہ خواب بہت مدت ہوئی دیکھے۔ اور جیسا خدا نے چاہا۔ ان کو پورا کر دیا۔"

مسیح نبی اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان سے

میں حیران ہوں کہ لوگ اگلے مجددوں کو تو مانتے ہیں جن میں کسی نے بھی کھل کر یہ دعوٰی نہیں کیا۔ کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور محض اس لئے مان لیا کہ ان میں کسی نے بہت سی کتابیں تصنیف کر دیں۔ اور اس مجدد اعظم کا انکار کرتے ہیں جو حجج نیّرہ کے ساتھ آیا اور اس میں دوسرے مجددوں سے کئی باتیں بڑھکر ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا کی وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے اور اسے بطور حجت بارہا اعلان کرکے شائع کیا۔ پھر آنحضرت صلعم کے سالہائے نبوت سے زیادہ مدت گذر گئی۔ دوم۔ تمام مجددوں میں سے نبی اللہ صرف آپ ہی کے لئے احادیث میں آیا ہے۔ دیکھو مسلم۔ سوم آپ نے تمام مخالف اسلام مذاہب کی تردید قرآنی آیات سے کی اور اسلام کو تمام ادیان پر حسب پیشگوئی لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ غالب کر دکھایا۔ تمام مجددوں سے بڑھکر آپ کی مخالفت ہوئی اور باوجود دشمنوں کے ناخنوں تک زور لگانے کے آپ کامیاب ہوئے اور ہزارہا مخلوق کو اپنا ہم خیال کرکے فوت ہوئے اور آپؑ کو ایک جماعت دی گئی جو اس عہد پر قائم ہے غرض آپؑ کی شان بہت اعلیٰ ہے اور آپؑ پر ایمان لانے کے سوا نجات نہیں۔

بہرحال جن لوگوں نے مانا۔ میں اُن سے مخاطب ہو کے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کے بہت سے الٰہی وعدے ہیں۔ جن میں صرف تمہاری غفلتوں سستیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وقفہ پڑا ہوا ہے تمہیں چاہئے کہ اپنی حالتوں کو سنوارو۔ ورنہ پھر وہی حال ہوگا جو حضرت موسیٰ کی قوم کا ہوا۔ اُنہوں نے ایک حکم کو نہ مانا۔ خدا نے اُن ممالک کی فتح کو چالیس سال تعویق میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ بھی اس اثنا میں فوت ہو گئے۔ غرض قوم کی بداعمالی کا خمیازہ نبی کو بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر وہ حضرت موسیٰ کی بات کو مان لیتے تو ضرور ضرور وہ علاقہ فتح ہو جاتا۔ میں تو تمہیں سنا رہا ہوں۔ دُنیا پرستی چھوڑ دو۔ تا وہ وعدے پورے ہوں۔ جو خدا نے اپنے مسیحؑ سے کئے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو اس لئے نبی کی مخالفت کرتا ہے کہ دُنیا حاصل کرے وہ ضرور دنیا سے بے نصیب رہتا ہے۔ دیکھو انصار میں سے کسی نے حضرت نبی کریم صلعم کے مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض کیا اور کہا۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور اونٹ وغیرہ کسی اور دیئے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے ایک خیمہ میں سب انصار کو جمع کیا اور اس میں فرمایا کہ تُم نے ایسا ایسا کہا تو اُنہوں نے عرض کیا۔ ہم میں سے نادان بچوں نے ایسا کہا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو احسان تُم نے مجھ سے کئے ہیں۔ ان کا بدلہ تو "حوض کوثر" پر ملیگا۔ کسی شارح نے تو نہیں لکھا۔ مگر میں اس سے سمجھ گیا۔

اس لئے صحت کا انتظام و اہتمام بہت کم ہے۔ پس ضرورت ہے کہ صدر انجمن احمدیہ اپنی نگرانی میں ایک قرآن مجید خوشخط اور صحیح چھپوائے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے بھی ایک دفعہ فرمایا تھا کہ میری آرزو ہے کہ ایک قرآن مجید صحیح اور خوشخط چھپے اور اس کے حواشی پر مشکل لغت کل حل ہو۔

اس پاک ارادے کی تکمیل کے لئے مقبرہ بہشتی کا مطہر مال لگایا جائے تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ اس میں حضرت اقدسؑ کے ایک ارشاد کی تعمیل بھی ہوجائیگی۔ جو یہ ہے۔

"انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اُس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ روپیہ خرچ کرے اور **ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی** اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے"

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اشاعت اسلام میں بڑھ بڑھ کر قدم ماریں۔

حضرت امیر المومنین کا ایک خط

مکرم معظم! السلام علیکم

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ

یہ خاکسار قریشی فاروقی ہے۔ میرا سلسلہ نسب حضرت عمرؓ سے پھر حضرت شعیب سے ملتا ہے۔ جو کابل سے پشاور اور وہاں سے لاہور پھر قصور پھر کھتے وال علاقہ بہاولپور میں مقیم ہوئے قاضی عبدالرحمٰن شاطر مدراسی۔ بابا تارجی مقیم باغستان آی سلسلہ کے ممتاز ہیں۔ حضرت فرید شکر رحمۃ اللہ کے وا اور میرے جد امجد دونوں حقیقی بھائی تھے۔ یہ قصہ طویل ہے۔ بھیرہ ضلع شاہ پور میرا وطن تھا۔ وہاں صدیقی قریشیوں کا ایک بڑا محلہ ہے۔ و۔ نورالدین

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آجکل دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ احمدیوں کے لئے موجب عبرت تو ضرور ہے البتہ باعث تعجب نہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے نبیؑ کے مُنہ سے ان حوادث کے بارے میں بہت کچھ سُن چکے ہیں۔ آپؑ کے رسالہ الوصیت میں مندرجہ ذیل عبارت ہے:۔

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریںگی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائینگی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئینگی"

پھر فرماتے ہیں:۔

"حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دُنیا میں موت دامن پھیلائیگی۔ اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین کو تہ و بالا کردیں گے۔ اور بہتوں کی زندگی تلخ ہوجائیگی۔ پھر وہ جو توبہ کرینگے۔ اور گناہوں سے دستکش ہوجائینگے۔ خدا ان پر رحم کرے گا"

ان زلازل کو اگر تم دیکھنا چاہو۔ تو ذرا طرابلس اور پھر اب بلقان کی سرزمین پر نظر کرو۔ اور خدا کی جناب میں جُھک جاؤ۔

پھر انہی ... ملکی و قومی تغیرات اور ان کی اصلی وجوہات کا علم حاصل کرنا ہو۔ تو آپ کے الہامات دیکھو۔ جنہیں بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ تاریخ وار جمع کرکے چھپوانے کی تیاری ہو چکی ہے اور کاتب لکھ رہا ہے۔ چند الہامات ناظرین الحکم کے غور وفکر کے لئے لکھے جاتے ہیں:۔

(۱) ۲ جنوری ۱۹۰۶ء "وھم من بعد غلبھم سیغلبون" اور وہ غلبہ کے بعد عنقریب مغلوب ہونگے"

(۲) "واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک" اور یا تو تجھے بعض باتیں دکھا دیں گے۔ جو وعدہ کی گئی ہیں یا تجھے وفات دیں گے"

۱۸ جنوری ۱۹۰۶ء "یہ پیشگوئی کی آخری حد ہے وہ وعدہ ٹلیگا نہیں۔ جب تک خون کی ندیاں چاروں طرف سے بہ نہ جائیں"

یہ وقت غفلت میں پڑے رہنے کا نہیں بلکہ مومنوں کو چاہئے کہ توبہ، استغفار و انابت الی اللہ میں بڑھیں اور دُعاؤں میں لگ جائیں کیونکہ دعا سے بڑھکر کوئی حربہ نہیں اور اگر کوئی سُکھ کی راہ ہے تو صرف دُعا۔ باقی ہیچ

ترک فریضہ

مسلمانوں پر آجکل کیوں ادبار و تنزل کی گھٹائیں چھارہی ہیں اس کے اسباب دریافت کرنے کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔ خود انہی کی تحریروں سے معلوم ہوسکتا ہے۔ دیکھئے ایک صاحب فرماتے ہیں

"یہ وقت اسلام پر ایسا ہے کہ مسلمان اپنے کپڑے بیچ ڈالیں اور اسلام کو بچائیں۔ **فرض نماز کو ترک کردیں**۔ اور وقت اسلام کو قرضہ دینے کے لئے چندہ جمع کرنے میں خرچ کریں۔ یہ وقت جو قرضہ دینے کا روپیہ وصول کرنے میں صرف ہوگا۔ ہزار درجہ وظیفہ پڑھنے سے افضل ہے"

"ہمیں صرف اپنے مذہب کی گرتی ہوئی دیوار کے بچانے سے مطلب ہے۔ اور اگر اس وقت ذرا بھی ہم نے غفلت کی۔ تو سمجھو کہ

دراصل ان سے کہا تمہاری تیز زبانی اور بے ادبی کا جو مال دُنیا کے لئے کی یہ نتیجہ ہوگا کہ اب تم دُنیا میں بادشاہی سے محروم رہو گے۔ دیکھو تم بھی دُنیا سے ایسا پیار نہ کرو کہ خدا کو بھول جاؤ۔ اور دُنیا میں ایسے منہمک نہ ہو جانا کہ مسیح اور اس کے جانشین کی کبھی پرواہ نہ کرو۔ تمہارے مقتدا نے جس کے طفیل تم جسے بھی اپنا امیر کہتے ہو۔ تم سے عہد لیا ہے کہ دین کو دُنیا پر مقدم کرو۔ اس عہد کی خلاف ورزی کرکے منافق نہ بنو۔ قرآن میں ہے۔ فاعقبهم نفاقاً فی قلوبهم الی یوم یلقونه ما اخلفوا الله ما وعدوه۔ بڑا نازک مقام ہے اس سے بچو۔

ناظرین الحکم کو سال نو مبارک

سنہ ۱۳۳۱ ہجری چڑھا۔ مگر مسلمانوں میں مدت ہوئی۔ اسلامی تاریخوں کا رواج جا چکا عام خطوط میں تو انگریزی تاریخیں لکھتے ہیں اور معاملات میں اکثر بکرمی تاریخوں پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ باقی والقمر قدرناه منازل اور لتعلموا عدد السنین والحساب پر اور اسلامی امتیازات وخصوصیات کی مانند انا للہ پڑھ دیجئے حالانکہ چاند کی تاریخوں کے حساب میں جو مصالح وحکم تھے۔ وہ ان رواجی سنین میں ہرگز نہیں پائے جاتے خیر یہ تو لمبا قصہ ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اس سال کو ہمارے لئے حسنات دین ودنیا میں ترقی کا سال بنائے۔ آمین ثم آمین

اور جتنی قومیں دُنیا میں ہیں ہیں۔ وہ سال نو پر خوشی مناتی ہیں۔ مگر مسلمانوں میں ایک فرقہ ہے۔ جو خلاف تعلیم اسلام نوحہ وزاری شروع کر دیتا ہے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو حلق پھاڑ پھاڑ کر کہتے تھے کہ قربانیاں نہ کرو۔ اور یوں شعائر اللہ کو مٹاتے ہوئے ان کا روپیہ ترکش ریلیف فنڈ میں دیدو وہ اب ایک پُرزور تحریک کریں۔ اور اس اسراف بے جا سے ان لوگوں کو روکیں۔ اور یہی روپیہ وہاں

بھجوا کر اپنے دل کی آرزو پوری کرلیں۔

ٹریکٹ سیریز

حضرت امیرؓ نے تحریک کیسے مبارک وقت میں کی تھی۔ کہ اس کو روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ سلسلہ کے نوجوان ٹریکٹ پر ٹریکٹ نکال رہے ہیں۔ اس کار خیر میں احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور نے بہت حصہ لیا ہے۔ نہایت حال میں وفات مسیح پر ایک ٹریکٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں نہایت جامع ومدلل طور سے اول مخالفین کے ان دلائل کا رد کیا گیا ہے۔ جو وہ حیات مسیح کے بارے میں دیتے ہیں۔ پھر وفات کی دلیلیں دی گئی ہیں۔ ۸ روپیہ سیکڑہ کے حساب سے احباب منگوا کر تقسیم کریں۔

ایک قدم اور بڑھو

گورنمنٹ بنگال نے حکم دیا ہے۔ کہ سرکاری ملازمین کو دو گھنٹے نماز جمعہ کے لئے اجازت دی جائے اس پر ہمعصر الہلال اخلاق جرأت سے کام لیکر یہ نوٹ دیتا ہے کہ

"اس اشد ترین شکائت اسلامی پر سب سے پہلے کس طرف سے توجہ دلائی گئی تھی۔ یاد ہوگا کہ سب سے پہلے اس کی نسبت جناب مولانا حکیم نور الدین صاحب رئیس جماعت احمدیہ نے دربار دہلی کے موقعہ پر آواز بلند کی تھی۔ اور گو اس وقت اس پر توجہ نہیں کی گئی۔ لیکن بعد کو اکثر اسلامی مجالس اور علی الخصوص ندوۃ العلماء نے ایک رزولیوشن کی صورت میں پاس کیا۔ ہم جناب حکیم صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ان کی آواز کارگر ہوئی۔ اور اگر مسلمان نماز پڑھیں۔ تو ان کے لئے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔"

میں اپنے معزز ہمعصر سے استدعا کرونگا۔ کہ وہ ایک قدم اور بڑھیں۔ اور اس حقیقت کا اظہار دُنیا پر کردیں۔ کہ سب سے پہلے میموریل بھیجنے کی تجویز امت مرحومہ کو راہ ہدائت دکھلانے والے اُن کے دلی خیرخواہ۔ سلسلہ احمدیہ کے امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کی تھی۔ اس وقت اپنی ہی قوم کی طرف سے اس اشتہار کے ساتھ نہائت بے پرواہی کا سلوک کیا۔ لیکن مامور من اللہ اپنے ہاتھوں سے بوتا ہے۔ وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ آخر کسی نہ کسی وقت اپنا پھل لاتا ہے۔ خدا وہ وقت بھی جلد لائے کہ قوم اپنے مصلح کو پہچانے اور اُس کے آستانۂ تبلیغ پر اپنا سر تسلیم خم کردے کہ سعادت دارین اسی میں ہے۔ اخیر میں مولانا ابو الکلام جو ایک چُبھتا ہوا فقرہ لکھ گئے ہیں۔ وہ واقعی دُکھ کی بات ہے۔ مسجدیں تو بہت ہیں مگر آہ ان میں نمازی کوئی نہیں۔ پھر نماز جمعہ کے بارے میں تو ہمارے مولانائوں نے ایسی ایسی شرائط لگا دی ہیں کہ اعتداء فی السبت کا پورا پورا نقشہ نظر آتا اس کا نتیجہ بھی دیکھ لو۔ آخر وہی ہوا۔ جو الذین اعتدوا فی السبت کا ہوا۔ کاش اب بھی کوئی سمجھے اور اس وعید سے ڈرے واذ تاذن ربک لیبعثن علیہم الی یوم القیمة من یسومهم سوء العذاب ان ربک لسریع العقاب وانه لغفور رحیم

ایک قرآن مجید چھاپنے کی ضرورت

ہرچند اذا الصحف نشرت کی پیشگوئی کے ماتحت جو مسیح موعود کے زمانے سے مخصوص تھی۔ مطابع کی کثرت ہے اور قرآن مجید بھی رنگا رنگ کے نظر آتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ کام بعض نااہلوں کے ہاتھ میں بھی چلا گیا ہے

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب"

یہ مذہب کی گرتی ہوئی دیوار جس طرح بچ سکتی ہے وہ بھی اس فیلسوف مضمون نگار نے بتادیا ہے یعنی یوں کہ "مسلمان فرض نماز کو ترک کردیں" اور چندہ جمع کرتے پھریں" شرم! شرم!! اس بندہ خدا نے یہ نہ سوچا۔ کہ جب کفر و اسلام کی امتیاز کرنے والی چیز نماز ہی کو ترک کردیا۔ تو پھر وہ مسلمانی کونسی ہے جو باقی رہ گئی۔ جس کے قیام کے لئے چندہ کیا جائے گا۔

سلسلہ احمدیہ سے تنفر

باوجود اس بات کے کہ ہم عرصہ تیس سال سے اپنے عقائد کا اعلان کر رہے ہیں مگر ملاؤں نے کچھ ایسے مغالطے دے رکھے ہیں کہ سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمان گمراہ ہو رہے ہیں ج اس خط سے معلوم ہوگا کہ یہ لوگ ہمیں کیا سمجھتے ہیں اور پھر باایں‌ہمہ ہم سے استدعا کی جاتی ہے کہ ہم ان کے ساتھ نمازیں کیوں نہیں پڑھتے۔

"جناب میں مرزا نہیں ہوں اور نہ میں یہ خط پڑھنا چاہتا ہوں۔ اور میری مذب (مذہب) حضرت امام آذم (اعظم) صاحب کا مذب (مذہب) رکھتا ہوں اور میں حضرت محمد صاحب کا ماننے والا ہوں۔ میں مسلمان ہوں مرزائی نہیں ہوں"

اس شخص کو جو تعلیم دی گئی ہے اُس کے مطابق روئے زمین پر اگر کوئی کافر قوم ہے۔ تو احمدی ج خدا اُمت مرحومہ کے افراد کی آنکھیں کھولے اور اُنہیں حق اپنی اصلی شان میں نظر آئے۔

اشاعت عیسائیت

دو ڈاکٹر ہیں۔ وہ ہندوستان میں دورہ کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی سٹوڈنٹز میں نہائیت عجیب طریق سے اپنے مشن کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ لاہور میں ان کا لیکچر ہوا۔ پہلے انہوں نے بتایا۔ کہ طلبار اجکل دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں پھر بتایا کہ اس دلدل سے نکلنے کے لئے ایک چٹان کی ضرورت ہے اور پھر یہ بتایا کہ یہ چٹان مسیح ہے۔ مسلمانوں کو ان حالات سے متاثر ہو کر اپنے دین کی اشاعت میں سرگرم ہونا چاہئے۔

تنزل کے اسباب

جناب اقبال کی شاعری کا پایۂ بہت بلند ہے اور وہ ایک معنی آفرین طبع خداداد رکھتے ہیں۔ ان کے اشعار میں ایک خاص درد ہوتا ہے۔ حال میں اُنہوں نے ایک نظم ایک جلسہ میں پڑھی ہے۔ جس کے چند بند ایک احمدی کے خیالات کی تصویر ہے۔ اس نظم کو پڑھکر یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔ کہ جو باتیں اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں سے کہیں تو انہوں نے بُرا منایا۔ وہ اب خود ہی وہی باتیں اپنے اوپر چسپان کر رہے ہیں اور جن باتوں سے پہلے بھڑک اُٹھتے تھے۔ اب ان کے قائل ہوئے جاتے ہیں۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
بُت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں

کہیں تہذیب کی پوجا کہیں تعلیم کی ہے
قوم دُنیا میں بھی احمد بے میم کی ہے

کشور ہند میں کلیہ ناکام کا بُت
عربستان میں شفاخانہ اسلام کا بُت
اور لندن میں عبادت کدہ عام کا بُت
لیگ والوں نے تراشا ہے بڑے نام کا بُت

بادۂ آشام نئے۔ بادہ نیا۔ خم بھی نئے
یعنی کعبہ بھی نیا۔ بُت بھی نیا۔ تم بھی نئے

شور ہے ہوگئے دُنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

تو نہ مِٹ جائے گا ایران کے مِٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورش تاتار کی افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصر نو رات ہے دھندلا سا ستارا تو ہے

دُنیا ظہور مہدی کے لئے بیقرار ہے

مفصلہ ذیل اشعار شیعہ کالج پٹنہ میں پڑھے گئے ہیں جن سے معلوم ہوسکتا ہے کہ دُنیائے اسلام ظہور مہدی کیلئے بہت بیتاب ہو رہی ہے احمدیوں کے لئے موقعہ ہے کہ وہ ان منتظرین امام الزمان کو مژدہ سُنائیں کہ آنیوالا آچکا مبارک وہ جو اس پر ایمان لایا۔

نزع کا وقت ہے اسلام ہے دم توڑ رہا
صف ماتم پہ کوئی خاک بسر ہے کہ نہیں
بارھویں چاند امامت کے نکل آ جلدی
دوش پہ حفظ الٰہی کی سپر ہے کہ نہیں
جس کا ہر قطرہ ترے عشق کا دم بھرتا تھا
خاک تبریز اُسی خون سے تر ہے کہ نہیں
علمار دار پہ کھینچے گئے عاشور کے روز
تلخ ابن نخل مظالم کا ثمر ہے کہ نہیں
ہلچل اسلام کی دُنیا کے ہر اک گوشہ میں
ہر دل خیر طلب زیر و زبر ہے کہ نہیں
بارا آتھا شب یلدا کے سیہ خانے میں
حاجت جلوۂ انوار قمر ہے کہ نہیں
کاش اُٹھے پردہ غیبت کہ ہوں آنکھیں روشن
شب فرقت کی خدا جانے سحر ہے کہ نہیں

اس ہفتہ کی تحریکیں

حضرت امیر المومنینؓ نے ہفتہ زیر اشاعت میں فرمایا کہ سورہ یوسف پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم الرویا بھی ایک بڑا علم ہے۔ خوابیں کافر کی بھی ہوتی ہیں۔ مومن کی بھی۔ یہ علم اللہ تعالیٰ اپنے بعض انبیاء کو دیتا ہے اور ان سے ورثہ میں علماء امت محمدیہ کو بھی پہنچا ہے۔ چنانچہ پہلے مسلمانوں نے اس فن پر بہت عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔ کامل التعبیر اور تعطیر الانام مجھے بہت پسند ہیں۔ آجکل کے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اور جنٹلمین تو خوابوں کو پریشان خیالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ مگر ہمیں ایسی بے ادبی نہیں کرنی چاہئے۔ خوابیں تو نبوت کا جزو ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ جو جو خواب اُن کو آئے۔ وہ مختصر طور پر ان کو لکھ لیا کریں اور پھر جو تعبیر اللہ تعالیٰ سمجھائے یا دکھلائے اُسے بھی نوٹ کر لیا کریں۔ اس طرح پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس فن میں ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکیگی۔ ہم سے پہلوں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا۔ لیکن اب کئی چیزیں ایسی نکل آئی ہیں۔ جو پہلے موجود نہ تھیں۔ اس لئے ان کی تعبیر ان کتابوں میں نظر نہیں آتی۔ مثلاً خواب میں کوئی موٹر کار دیکھے یا ہوائی جہاز یا ایسی اور ایجادیں۔ ایسے خوابوں کی تعبیریں تجارب کی بنا پر سمجھ میں آجاتی ہیں۔

۲۔ دوسری تحریک آپ نے یہ فرمائی کہ مال غنیمت کی تقسیم کے لئے جو اللہ اور رسول کا حق ہے اس کا مصرف اس زمانے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اُس کی صفات۔ اس کے افعال۔ اس کے اسماء۔ اس کے کلام پاک کی اشاعت پر رسالے اور ٹریکٹ لکھے جائیں اور رسول کا جو حصہ ہے۔ اسے حدیث شریف کی اشاعت اور آپ پر۔ آپ کے نوّاب پر جو اعتراضات ہوتے ہیں۔ اُن کے جواب پر خرچ کیا جائے۔

۳۔ آپ کے درس قرآن میں بہت بڑی تعداد مستورات کی ہوتی ہے اس میں غیر احمدی عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ آپ نے مستورات کی درخواست پر اُن کی بیعت لی تاکہ ایسی بی بیوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں ہوں اور حضور کو علم ہو جائے کہ کون کون بی بی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے۔ حضرت ام المومنینؓ کو فرمایا کہ ان کی فہرست تیار کرا دیں۔

۴۔ آپؓ نے ایک نہائت درد سے بھری ہوئی تقریر میں فرمایا کہ میں کسی گندہ شخص یا ایسے لڑکے کا ہرگز ہرگز حامی نہیں۔ اور ایسوں کے لئے تمہارے جتھوں پر کوئی بے جا دباؤ نہیں ڈالتا اور میں پسند نہیں کرتا کہ ایسے لوگ باوجود اصلاح کا موقعہ کئی بار دیئے جانے کے پھر بھی مصلحین میں ملے جُلے رہیں۔ اموال کے متعلق فرمایا کہ میں بڑا محتاط ہوں۔ اپنی محنت سے جو کماتا ہوں۔ وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہوں۔ کبھی کسی قسم کی بدگمانی کو راہ نہ دو۔ کہ میرا تمہارا رشتہ بہت نازک ہے۔ الغرض آپ کی توجہ عالیہ جماعت کی اصلاح کی طرف بہت جُھکی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیر فرزانہ کے نصائح پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور ہم صحیح اور سچے معنوں میں وآخرین منھم میں داخل ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

یہ آئت الحکم کے سرورق پر درج کی جاتی ہے۔ ملک بھی انعام الٰہی سے ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا (اور یاد کرو اللہ کی نعمت جب تم میں انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا) اب اس نعمت کا زوال بے وجہ نہیں بلکہ اس قانون کے ماتحت ہے جو اس نوٹ کا عنوان ہے یعنی ذالک بانّ اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتیّ یغیروا ما بانفسھم وانّ اللہ سمیع علیم (اللہ کسی نعمت کو بدلنے والا نہیں جو وہ کسی قوم پر کرے۔ جب تک کہ وہ اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جس پر وہ انعام ہوا ہو اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔) ایسے کام بے وجہ نہیں کرتا۔ صرف چند سالوں میں ٹرکی سے کس قدر صوبے جاتے مفصلہ ذیل فہرست سے معلوم ہو گا۔ اس زمانے کی سب سے بڑی نعمت تو مسیح موعود تھا۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

ٹرکی کے بہت سے صوبے جو ایک ایک کر کے آزاد ہوتے گئے ہیں۔ اُن کی کیفیت یہ ہے کہ یونان ۱۸۳۰ء میں خود مختار سلطنت بن گیا۔ الجیریہ پر ۱۸۳۰ء میں فرانس نے قبضہ کیا۔ جو اب فرانس کا ایک صوبہ ہے۔ سرویہ نے ۱۸۳۰ء خود مختار سلطنت ہونے کا اعلان کیا ۱۸۷۸ء میں خود مختار ریاست اور ۱۸۸۲ء میں خود مختار سلطنت ہونے کا اعلان کیا۔ رومانیہ نے ۱۸۶۲ء میں آزادی لی ۱۸۷۸ء میں خود مختار ریاست اور ۱۸۸۱ء میں سلطنت ہونے کا اعلان کیا۔ بوسنیہ اور ہرزیگونیہ پر آسٹریا نے ۱۸۷۸ء میں قبضہ کر کے ۱۹۰۸ء میں اُن کا الحاق کر لیا۔ بلغاریہ ۱۸۷۸ء میں خود مختار ریاست اور ۱۹۰۸ء میں سلطنت بن گیا۔ مشرقی رومانیہ کو ۱۸۷۸ء میں انتظامیہ خود مختاری ملی اور ۱۸۸۵ء میں اس کا بلغاریہ نے الحاق کر لیا۔ ٹرکی نے ۱۸۷۸ء میں جزیرہ قبرس انگلستان کو دیدیا۔ ٹیونس کو فرانس نے ۱۸۸۱ء میں محفوظ ریاست قرار دیا۔ مصر پر ۱۸۸۲ء میں انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ جزیرہ کریٹ کو ۱۸۹۶ء میں انتظامیہ خود مختاری عطا ہوئی اور اب وہ یونان میں اپنے الحاق کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ طرابلس پر اٹلی نے ۱۹۱۱ء میں قبضہ کر لیا طرابلس کا اٹلی الحاق کر چکا اور بلقانی ریاستیں ٹرکی کے یورپین علاقہ کا بہت بڑا حصہ آزاد کرنے کے لئے ٹرکی سے برسرپیکار ہیں*

دارالامان کا ہفتہ

الحمد للہ کہ ہمارے امیر سلمہ رب القدیر اچھے ہیں حضرت میاں جان محمد صاحب والا تبار کے نوازش نامہ کا انتظار ہے غالباً مدینہ منورہ سے آئے اللہ تعالیٰ اس اولوالعزم نوجوان کا حامی و ناصر و رفیق طریق ہو۔

جلسہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ۲۵-۲۶-۲۷ تاریخیں ہیں احب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترکی چندے پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

"میں نے سُنا ہے کہ تم لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ترکی چندے کے متعلق میں نے کوئی قول فیصل نہیں دیا۔ یہ تمہاری نافہمی ہے۔ میں کھول کر سُناتا ہوں" کہ "ہر نیک کام میں چندہ دینے کو میں اچھا سمجھتا ہوں ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی میں بھی میں آپ چندہ دینا چاہتا ہوں لیکن بعض معاملات مجھے معلوم نہیں ہوتے اس لئے ان میں معذور ہوں۔ تمہارا خیال ہوگا کہ میں چپ بیٹھا ہوں ہرگز نہیں۔ دیکھو میں نے بہت کوشش کی۔ تاکہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ غریب مسلمانوں کا روپیہ ضائع نہ ہو۔ اور ترکی مجروحین کو پہنچ جانے کا ثبوت مل جائے۔ اس لئے میں نے کراچی مدراس۔ کلکتہ۔ برہما۔ کولمبو قنصلوں کو ضروری خطوط لکھے۔ ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ ہاں البتہ کولمبو والے نے اتنا جواب دیا کہ عبدالحمید ظالم تھا اب جو بادشاہ ہیں بڑے نیک ہیں۔ میرا بڑا جی چاہا کہ اگر ایک بھی اور گواہ ہو جائے مگر مجھے تو میسر نہ ہوا۔ البتہ اب تم اگر اس سے زیادہ تحقیقات کر کے اطمینان حاصل کر سکتے ہو کہ یہ روپیہ ترک مجروحین کو پہنچ جائیگا تو اس چندے میں حصہ لو۔ اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ تم سے دو کروڑ مانگا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر چودہ کڑور بھی دینے سے ایک مسلمان سلطنت بچ جائے تو پھر بھی یہ سودا سستا ہے۔ کشمیر کو قریباً کروڑ روپے سے ہندو راجے نے مول لیا تھا۔ ترکی سلطنت اگر دو کروڑ سے بچتی ہے۔ تو خوشی کی بات ہے۔ میں نے مولوی محمد علی سے کہا تھا کہ تعاونوا علی البر والتقویٰ نہائت پاک کلمہ ہے۔ ہر ایک نیکی میں۔ نیک کام میں۔ تقویٰ میں مدد کرنا چاہئیے اگرچہ تاریخ میں میں نے نہیں سُنا کہ جب ہندوستان کے مسلمان غرق ہونے لگے تھے تو ترکوں نے کچھ ہماری مدد کی تھی اور کیا کچھ چندہ دیا تھا۔ لیکن ہم کو صرف اتنی سی بات سے نیکی کرنے سے نہیں رُکنا چاہئیے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ نیک سلوک نہ کیا۔ لیکن یہ اطمینان ہونا ضروری ہے کہ چندہ وہاں پہنچتا ہے اور پھر وہ مجروحین ہی کی مرہم پٹی میں دیانت و امانت کے ساتھ خرچ ہوتا ہے۔

دوم۔ یہ کہ ریا وسمعہ سے نہ ہو۔ نہ تو اس سے طلب شہرت مقصود ہو۔ جیسا کہ میں آجکل یہ مرض پھیلا ہوا دیکھتا ہوں اور نہ اس میں کوئی اور ذاتی غرض ہو۔ سوم ماذا ینفقون کے جواب میں قل العفو فرمایا یعنی اپنی حاجات سے زیادہ۔ دیکھو! میں نے ابھی سُنا ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے بہت سے بورڈر اس جاڑے کے موسم میں رات کو بغیر لحاف و توشک کے سوتے ہیں۔ تمہارا خیال ترکی چندہ تک تو جا پہنچا۔ مگر گھر کی خبر نہیں۔ ان کے لئے تم نے کیا انتظام کیا۔ ان کے منتظم سے میں نے پوچھا اُس نے کوئی معقول جواب نہیں دیا۔ یہ کہا کہ صدر انجمن کی طرف سے جواب ملا۔ گنجائش نہیں۔ اجی گنجائش نہیں تو کیا تم نے چندہ کی فہرست کھولی۔ اگر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو پھر ان کو یہاں قید کیوں کر رکھا ہے۔ ملک خدا تنگ نیست۔ میں تو طالب علم کو روٹی کھلا دینا۔ بستر کا انتظام کر دینا سب سے ضروری سمجھتا ہوں۔ تم نے اس سے کوتاہی کی۔ اسی طرح سلسلہ کی ضرورتیں ہیں۔

اور یہ جو قربانیوں کی نسبت کہتے ہیں قربانی چھوڑنا ہرگز جائز نہیں۔ یہ لوگ قسطنطنیہ سے ہی فتویٰ منگا لیں کیونکہ حالت تو وہاں کی نازک بیان کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے قربانیاں اُن کو چھوڑنی چاہئیں۔ پھر مکہ معظمہ میں کئی لاکھ قربانیاں ہوتی ہیں۔ پہلے وہ قربانیاں موقوف کراتے۔ مصر ہی سے فتوے منگا لیتے۔ ہم نے تو ترکی چندے کے متعلق مصر بھی خط لکھا مگر اس کا تشفی بخش جواب نہ آیا۔ دیکھو تم ایسی ایسی باتوں پر اختلاف نہ کیا کرو۔ میں ترکی چندے کا ہرگز مخالف نہیں۔ البتہ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں جو غریب ہیں۔ رات کو اوڑھنے کے لئے بھی نہیں رکھتے اور ہمارے پاس زخمی بھی آ جاتے ہیں۔ دیکھو۔ ابھی کل مولوی محمد علی کے ایک آدمی کو زخم لگا ہے۔ ان کے لئے تو تمہیں جوش نہیں آتا اور وہاں کے لئے جوش ہے۔ کیا اس میں کوئی ریا وسمعہ تو نہیں۔ یہاں تو ذات اللہ یہ سے مر جائیں تمہیں فکر نہ ہو۔ اور ایسی جگہ کے لئے جہاں چندہ پہنچنے کا یقین بھی نہیں تم مجھ سے استفسار کرتے ہو۔ یہاں کی ضرورتوں اور یہاں کے مجروحوں کے لئے تمہاری جیبوں میں کچھ نہیں مگر باہر کے لئے ہے۔ مجھے تمہارے اختلافوں کی خبر سُن کر بہت دُکھ پہنچتا ہے۔ اور جب تم اس میں حد سے بڑھنے لگتے ہو۔ تو مجھے الزام دیتے ہو کہ میں قول فیصل نہیں دیتا۔ حالانکہ میں حق کہنے سے نہیں ڈرتا اور نہ کسی سے دبتا ہوں۔ اہل فقر نے لکھا ہے کہ میں موم کی ناک ہوں اور خواجہ صاحب کے آنے سے پہلے مجھے فتویٰ دے لینا چاہئیے۔ میں بارہا تم کو سُنا چکا ہوں۔ کہ میں تمہارے نذرانوں۔ تمہارے سلاموں۔ تمہارے اُٹھنے بیٹھنے کا ذرہ بھی محتاج نہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اور میں تم میں سے کسی کا بھی احسانمند نہیں جسے یقین نہ ہو وہ مقابلہ پر آ کر دیکھ لے۔

"اس اخبار کے مضامین کو قاضی اکمل صاحب نے لکھا ہے"

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الہامات مرزا کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعاء سے مدد کی اور میں صدقدل سے اعتراف کرتا ہوں کہ محض آپ کی دعا سے مجھے توفیق ہوئی۔ کہ اس کتاب کا مبسوط جواب میں ترتیب دے سکا۔ اب آپنے کتاب مذکور کے جواب کو پسند فرماکر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

یہ قدردانی میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی۔ اس لحاظ سے نہیں۔ کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں۔ بلکہ اس لئے کہ میرے

آقا

نے میری حوصلہ افزائی کی یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔

ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کردیں۔ امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جوزہر ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں سے بعض سیکڑوں جلدیں بھی شائع کرسکتی ہیں۔ بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں بھی خرید کر مفت شائع کردے۔ تو ایک ہزار سے زائد جلدیں شائع ہوسکتی ہیں یہ زمانہ اشاعت کی تکمیل کا ہے اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاددہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔

صحت کسطرح حاصل کرنا

[illegible]

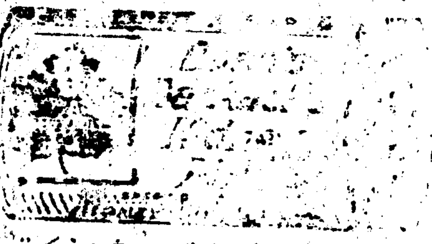

[illegible]

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز و طراری آجکل وہ سماں دکھارہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دہوکہ ہے۔

قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی

پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائینگے ۔

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی